مکمّل فائل کی جدید عکسی اشاعت

ہفت روزہ الہلال مُصوّر

مدیر

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

۱۹۱۳ء

ناشر۔ مکتبہ الہلال طبعی

۳۲۔اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نام کتاب: الہلال ہفت روزہ جلد نمبر ۲ - ۳ سنہ ۱۹۱۳ء
مرتب: مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: عبدالرشید ارشد مدیر ماہنامہ "الرشید" لاہور
مولانا ابوطاہر محمد اسحاق خان مدنی - فاضل
مدینہ یونیورسٹی - رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات

الہلال اکیڈمی ۳۲ - اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور -

قطع: ۲۰ × ۳۰ / ۴
طابع: منہاج الدین اصلاحی
مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور
تعداد: ایک ہزار
صفحات: ۱۱۵۰
سرورق: حضرت سید نفیس رقم
تزئین: رانا حفیظ الرحمن

"الہلال" دورِ اوّل ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء قیمت ہر جلد، ساڑھے سات صد روپے

Z 1151 B1

نوٹ

"الہلال" کی نقل مطابق اصل آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہم نے اس میں سوائے اشتہارات نکالنے کے اور کوئی کمی بیشی نہیں کی، حتّٰی کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں تو ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ ان کا حوالہ انہی صفحات کے ساتھ ہو — بعض جگہ پوری ایک کاپی یعنی چار صفحے جیسا کہ جلد سوم میں ۶۵ سے ۶۸ تک اور بعض جگہ دو صفحے غائب ہیں - پنجاب یونیورسٹی اور پبلک لائبریری لاہور نیز ہماری اپنی فائل میں ایسا ہی تھا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے عین وقت پر کسی کاپی کو یا ورق کو نکال دیا۔ صفحات کی غلطی پروف ریڈر کی غلطی ہے، ہم نے ہر جلد کے اپنی ترتیب سے بھی صفحات

دے دیے ہیں

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول: محرر خصوصی

احمد الشہباوی الاسلامبولی

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۱۲ آنے

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مقصد وحید:

[illegible] بالمعروف و نہی عن [illegible]

وجاهدوا في الله حق جهاده ، هو اجتباكم ، وما جعل عليكم في الدين من حرج ، ملة ابيكم ابراهيم ، هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس ، فاقيموا الصلوة واتوا الزكوة ، واعتصموا بالله ، هو مولاكم ، فنعم المولى ونعم النصير! (۲۲ : ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو چن لیا اور تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی زکاوت نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلیٰ ابراہیم خلیل کی ہے اور اس نے تمہارا نام "مسلمان" رکھا ہے گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی تاکہ رسول تمہارے لیے اور تم تمام عالم کی ہدایت کے لیے شاہد ہو پس اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو جان اور مال دونوں سے اسکی عبادت میں لگاؤ وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر کیسا اچھا مالک و حامی ہو اور کیسا اچھا مددگار!

قیمت فی جلد معلد آنہ روپیہ

الهلال

فهرس المجلد الثاني

از

جنوري : سنه ۱۹۱۳

تا

جون سنه ۱۹۱۳

القسم المنثور

الف

	صفحه
اتحاد بلقان	۲۲۴
اتحاد المسلمين	۳۰۸
الاتحاد الاسلامي (۱)	۳۴۵
" " (۲)	۳۸۸
الاخلاق	۳۶۵
اختلال دولة عليهٔ عثمانيه	۴۳۷
" " "	۳۲۷
اخلاق واداب ميں موروثي اثر	۴۰۲
ادرنه	۱۹۰
الداء والدوا (۱)	۴۳۶
ارمر پريس عليگڈه کي ضمانت (۱)	۳۳۵
" " " (۲)	۳۵۵
استعفاء اور خط (از مسٹر مظهر الحق بنام سکريٹري مسلم يونيورسٹي فونڈيشن کميٹي)	۱۶۶
استقلال البانيا	۱۵
استوريا اور جبل اسود	۲۹۴
استمبي	۱۹۰
اسلام کے عظيم الشان معبد ميں جامعهٔ اسلاميه	۲۹۰
اصبروا و رابطوا	۳۶
اعانهٔ مهاجرين عثمانيه	۲۳۵
" "	۳۷۴
" "	۴۵۱
اعداء اسلام ميں خانه جنگي کے آثار	۱۹۰
افکار و حوادث (نواب وقار الملک بهادر کا خط مسلم يونيورسٹي فونڈيشن کميٹي کے متعلق)	۱۷۴
افسانهٔ وداع و سقوط ادرنه	۳۴۶
افلا تتقرن ؟	۴۴۰
افواه صلح کي تکذيب	۱۰۱
اقتراحيات	۴۴۹

	صفحه
البانيا اور دولة عليه	۱۵۲
البانيا	۲۵۵
القواء جنگ کے قبل ايک آخري حمله	۱۵
القواے جنگ کے بعد	۶۱
البلقان	۲۵۶
البصائر	۳۱۷
العربية في الاعلام	۴۳۰
المکاتيب العربيه (۱)	۳۰۶
الهلال روزانه	۲۷
الهلال کي اشاعت عمومي	۳۶۵
الهلال اور مسئله تعليم نسوان	۱۱۴
ان الله اشتری (الخ - الخ)	۵۰
انقلاب و آثار اميد	۲
انقلاب عثماني	۱۴۸
انگلستان اور اسلام (۳)	۱۰۱
" " (۴)	۱۳۷
" " (۵)	۲۱۲
انجمن اتحاد و ترقي	۳۴
انجمن خدام کعبه	۲۴۲
انجمن هلال احمر قسطنطنيه	۲۸۹
(غاري) انور بے کے تازه ترين اظهارات	۱۰۰
اورينٹ بنک آف انڈيا	۱۱۵
ايک اجتماع عظيم (طرابلس ميں)	۲۰۲
ايک پر اسرار جد و جهد	۵۶
ايک سرگذشت خونيں	۸
ايک شريف انگريز کي اخلاقي جرأت	۱۱۵
ايک عظيم الشان اجتماع	۱۰۴
ايک مجاهد صليبي اور انگلستان	۱۹۱
ايک فتح عظيم	۴۵۰

صفحہ

ب

باب عالي کی کامیابي ۲۹۵
بارها گفته ام و بار دگر مي گوام ۳۵
بعد سقوط ادرنه ۳۴۸
برطانیه ، بلغاریا اور سرویا کي دیرینه دوست هے ۶۲
بلقاني اتحاد کا خاتمه ۱۷۴
بے طرفي یا طرفداري ۴۱۵

ت

تاریخ حسینات ملیه مسلمانان هند کا ایک ورق (۱) ۴۱۰
" " (۲) ۴۳۰
" " ۴۵۱
تاریخ عمران عربي کا ایک صفحه ۲۴
تاریخ کي بازگشت ۱۰
تخلیهٔ سقوطری ۲۹۵
تذکار شکري پاشا ۳۳۹
تذکار شهداء اسلام ۴۳۵
ترکي کا وزیر خارجیه ۲۸
ترکي کے شکست کے اسباب
ترکوں پر نظر عنایت ۴۳۴
ترکوں کي مالي امداد ۱۸۸
ترجمه تفسیر کبیر اردو ۱۸۵
تسخیر ادرنه ۲۰۵
تصریحات شاه یونان ۳۷۰
تصریحات شکري پاشا ۳۴۹
تصریحات وزیر اعظم ۱۳۸
تلخیص جرائد عثمانیه ۱۸۰
تلخیص جرائد عربیه و اخبار و حوادث ۲۰۲
تلغراف خصوصي ۵۰
" " ۶۵
" " ۸۱
" " ۱۰۱
" " (۱) (۲) ۱۲۹
" " (۱) (۲) ۱۵۷
" " ۲۰۴
" " (الهلال کی مالی حالت) ۲۱۹
تسهیل القواعد ۳۰۷

ج

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا ۵۵
جماعت حزب الله اور مسلمان خواتین ۳۰۰
جمعیت خدام کعبه ۳۴۳
جنگ بعد از صلح ۶۷
جنگ بلقان کے حوادث پر ایک تفصیلي نظر ۳۹
" " " ۷۹
جنگ بلقان اور دول یورپ ۲۹
جهد حرینت اور ایک سنهٔ لطیف ۲۲۴
جهنم سے پهلا خط ۳۰۷

چنلجه ۱۹۰
" ۲۰۲
جمعیه هلال احمر (۱) ۱۲۲
" " ۱۴۲

ح

حادثه ادرنه (۱) ۳۱۰
" " (۲) ۳۲۲
حدود الدانیه ۱۹۱
حدیث الغاشیه (۱) ۶۹
" " (۲) ۱۲۵
" " (۳) ۱۴۵
" " (۴) ۱۶۱
" " (۵) ۲۰۷
العرب (۱) ۲۹۱
حق کي فتح ۱۹۱
حملهٔ عربي ۱۹۰
حول ادرنه ۲۹۷
حول سقوط ادرنه ۳۴۷
الحیات (۱) ۲۱۶
" (۲) ۲۳۹
حیات بعد الممات ۵۱
" " ۱۵۴

خ

خانه سازي و تزئین ۱۵۳
خاتمة السنة الاولی ۴۳۴
خلیفهٔ عاصون عباسي از الزام قتل اعلم رضا (ع) ۱۷۶

د

داستان خوانین (۱) ۳۲۱
" " (۲) ۳۶۹
دعوت الهلال کي اشاعت عمومي ۲۹۱
" " " ۳۳۱
دعوت البلاغ ۳۲۳
دول یورپ کی آخري یاد داشت ۶۰
دولت عثمانیه کي مالي حالت ۱۳۸
دولت بنو امیه اور الهلال ۳۶۵
" " " ۳۸۰
دیدهٔ عبرت ۱۸۱

ذ

بذیله ۱۳۴
رپورٹ انجمن هلال احمر قسطنطنیه ۳۰۶

س

سالونیکا کي محافظ فوج کي شجاعت ۱۰۸
سالونیکا کے چنگي خانے میں چوري ۴۸
سرگذشت انقلاب (۲) ۸۷
" " (۳) ۱۱۷
" " (۴) ۱۴۸
" " (۵) ۱۷۱
سقوط ادرنه اور ایک دقیقهٔ فکریه ۲۲۷

صفحہ

سقوطري ۲۲۴
سقوط کے آخري دن ۳۴۸
سنہري کراموفون کا ایک نغمہ ۱۰۳
سیرة نبوي (۱) ۴۰
» » (۲) ۵۷
» » (۳) ۷۳
» » (۴) ۸۹
» » (باب المراسلة و المناظرہ) ۲۸۲
» » » ارر نقد روایات (۱) ۳۵۲
» » » » (۲) ۳۶۵

ش

شاہ یونان کا قتل ۱۷۴
شاہ یونان یا مجاهد صلیبی کا ماتم ۲۲۲
بطل ادرنہ غازي شکري پاشا ۳۳۸
(علامۂ) شبلي نعماني پر بیجا الزامات کي حقیقت ۳۱۲
(شمس العلماء مولانا) شبلي ارر مسئلہ الندرہ ۲۸۳
الشجا یبعث الشجا ۱۹۱
شہادة بطل العربة نیازي بک (۱) ۳۷۱
» » » (۲) ۳۸۵
» » » (۳) ۴۲۶

ص

صدا بہ صحرا ۲۳۳
صفحة من تاریخ العرب (محاصرہ بیت المقدس) (۱) ۲۶۱
» » (محاصرہ قرطاجنہ) (۲) ۲۷۷
» » (۳) » » (۳) ۳۰۶
صلح کي افواہ ۱۰۲
صلح ۱۷۴
» ۱۹۱
» ۲۲۴
» ۲۹۵
صوبۂ البانیہ ۱۴
صوفیا میں بطل ادرنہ ۳۴۹

ع

عہد اسلامی ارر دولت عثمانیہ ۲۹۰
عثماني جنگي جہاز "نائر بردس" ۱۳۹
عید مذاشت ۲۷
عریضہ پیشگاہ جلالتمآب امیر حبیب اللہ خان والي دولۂ افغانستان ۲۸۸
علوم حدیث کي بحري ارر حرام و خدائث ۱۹۸
عہدنامۂ پیرس ارر فرانس ۱۲

ف

فاتحہ جلد جدید (۱) ۳
» » » (۲) ۲۰
» » » (۳) ۳۷
فتنہ مي خیزد ازین طاق مقرنس برخیز ۳۵۷
فرانس سے ایک صداے انصاف ۱۳۶
فرانس میں استعمال افیون ۳۵۶
فلسفۂ فطریہ ۳۹۶

صفحہ

ق

قانون ازدواج بیوگان کي تحریک ۳۸۹
قسطنطنیہ کي چٹھي ۵۹
» » ۱۰۸
» » (هندوستان کا ارلین زند طبي) ۲۶۸
قطب جنوبي (کپتان رابرٹ اسکاٹ) (۱) ۱۸۶
» » (۲) ۱۹۲
» » (۳) ۲۰۰
» » (۴) ۲۰۰
قمار خانہ کارلو ۱۶۵

ک

کامل پاشا ارر انگلستان ۱۶
کامل پاشا کي "قومي مجلس" ۱۰۷
کلکتہ کا ایک عظیم الشان دن ۶۶
کھلي چٹھي مسلمان لیڈروں کي خدمت میں ۲۸۸
کیا صبح قیامت آگئي ؟ ۱۱۳
کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگي ؟ ۲۸۹

ل

(ڈاکٹر) لي بان ارر موجودہ هندوستان ۲۸۳

م

مجاهد غیور هندی ۲۰
مجلس خدام کعبہ ۳۶۰
مجلس مولود نبوي ۸۳
هز ایکسیلنسي محمود شوکت پاشا کا تار بدام الهلال ۵۰
مدیرۂ اطالیہ ۳۰۶
مدرسہ بجاے مکتب ۲۸۸
مراسلہ آستانہ (ازلین هیئت هلال احمر عثمانیہ) ۲۳۹
مسئلہ ارمینیا ۳۷۰
مسئلۂ ارمنیہ ۳۳۳
مسئلہ اسلامیہ ۳۰۹
مسئلہ حج کے مبادي ۳۰۷
مسئلہ سود (۱) ۳۱۷
» (۲) ۳۱۵
مسئلۂ شام و مصر ۱۶۸
مسئلہ شرقیہ (۲) ۲۵۴
مسئلہ الندرہ (۱) ۲۷۴
» » (۲) ۲۹۳
» » (۳) ۳۱۳
» » (۴) ۳۱۳
مسجد مچھلي بازار کان پور ۳۶۳
مسلمانان جزائر فلیپائن ۳۲۸
مسلمانان هند ارر گورنمنٹ کی خدمت عسکري ۲۷۷
مسلم لیگ ارر آیندہ جلسہ کے صدر کا انتخاب ۶۴
مسلم یونیورسٹي فرنڈ بشن امیتي کي کارروائي کے متعلق میں ۹۴
مظالم بلغاریا ۷۷
مظالم سرویا ۳۸

	صفحہ
مظالم سربیا	۱۵۱
مظالم یونان	۱۶
(مسٹر) مظہرالحق کا استعفاء	۱۵۸
معرکہ سینـغل	۴۰۹
معجزہ و خوارق	۱۲۹
مغربی دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ	۹۱
مفردات جذبات (۱)	۴۲۰
" "	۳۱۴
من انصاري الی اللہ؟	۳۳۵
" "	۳۷۳
ن	
ناصح مشفق	۱۴۳
النباء الالیم	۴۱۴
نقارچی و عبور	۴۲۵
"	۴۲۳
نزدیکاں دور، و دوراں نزدیک	۳۹۶
نقشۂ جنگ	۱۰۲
نماز با جماعت	۳۶۵
نماز جمعہ اور تعطیل عام	۳۱۱
و	
رائے بر ریشے کہ ان را از تسک مرہم کنند	۴۴۰
واقعۂ سید ہاشمي	۴۲۹
ورد دی ٹرکس ان ٹریپولي	۲۶۲
ہ	
ہفتہ جنگ	۱۷
"	۴۳
"	۱۰۲
"	۱۷۴
"	۱۹۰
"	۲۲۴
"	۲۵۶
"	۴۱۵
"	۴۳۵
ہل اتاک حدیث الجنود؟	۸۲
ہلال و صلیب	۲۴۱
ہمارے خزینۂ اقبال کے آخري جواہر	۴۵
ی	
یا قومنا اجیبوا داعی اللہ!	۲۹۶
یالیت قومي یعلمون!	۱۸

اشتہارات

الف

	صفحہ
اسوۂ حسنہ	۸۸
(غزل حضرت) اکبر	۲۱۸
(تازہ واردات حضرت) اکبر	۲۸۷

ب

	صفحہ
بلاغت سیاست کا آمد و آورد	۸۸

ت

	صفحہ
تنزل عالم اسلامي کا سبب اصلی	۱۱۶

ج

	صفحہ
جواب شکوہ کا اقبال	۱۳۲
جرأت صداقت	۲۳۶

ح

	صفحہ
حرکت مذبوحي	۸۸

خ

	صفحہ
خورشید یاس	۳۱۱
خلافت فاروقي کا ایک واقعہ	۲۱۸

د

	صفحہ
درس پیشوائي کي ابجد	۱۰۹
دعوت درد	۷۶

ر

	صفحہ
رسي کابل	۸۸

س

	صفحہ
سوت ابل سیلف گورنمنٹ	۱۸۴
" "	۷۶

ش

	صفحہ
(غزل شمس العلما مولانا) شبلي نعماني	۲۳۶
" " "	۲۸۷
" " "	۳۰۴

ع

	صفحہ
عدل فاروقي کا ایک واقعہ	۳۰۴
عرض تمنا	۲۸۷
عروس لیگ	۳۱۱
عشق آباد ہند	۸۸

ق

	صفحہ
قطرات اشک	۴۶

ل

	صفحہ
لیگ کي دائم المرضي کي علت اصلي	۲۰۰
لیگ مع سوت ابل	۲۱۹

م

	صفحہ
متین اللہ اور جوش محمد	۱۸۴
مذہب یا سیاست	۴۰۸
مسلم لیگ	۱۳
" "	۶۴
مسلم یونیورسٹي کا نصاب تعلیم	۱۲۷

ی

	صفحہ
یونیورسٹي ڈپوٹیشن	۲۷
یونیورسٹي فرنڈیشن کمیٹي کا اجلاس لکھنؤ میں	۱۸۴

الرسوم والصور

اسعد پاشا ۳۷۶
شهید راہ کشف وعلم پرستي کپتان اسکات
(صفحہ خاص متعلق نمبر ۱۱)
امیر الجزائر، فرانسیسي قونصل کے پنکھا مار رہا ہے ۱۹۴
غازي انور بے (صفحہ خاص متعلق نمبر ۳)
غازي انور بے جنگ طرابلس سے پہلے (صفحہ خاص متعلق نمبر ۷)
غازي انور بے درنہ میں روانگي سے پہلے ۱۴۸
غازي انور بے درنہ میں ۵۶
غازي انور بے اور انکے همراز درنہ میں ایک خیمہ کے نیچے ۱۴۸
غازي انور بے مرثر میں بیٹھکر طبرق جا رہے ہیں ۱۷۲
بانيء درنہ شاہ اکتر یانو ۲۹۷

ب

باب عالي کے دروازے پر انقلاب خواہوں کا ہجوم
(صفحہ خاص متعلق نمبر ۱۰)
عثماني جنگي جہاز " باربر رس " کے بالائي حصے کا منظر ۱۳۹

ج

جامع سلانیک کا ممبر (لوح نمبر ۱۹)
جامع سلیم کا صحن ۶۷
جامع سلیم کا ممبر (لوح نمبر ۱۴-۱۵)
جامع سلیم کا حوض (لوح نمبر ۱۶)
جامع سلیم کا ایک داخلي منظر (صفحہ خاص متعلق نمبر ۱۶)
جامع سلیم کے محراب و ممبر ۲۶۵
جامع سلیم ۲۹۷
مشہور اتحادي جاوید بے ۷۹
جدید وزارت کا مرقع (صفحہ خاص متعلق نمبر ۱۱)
جمال عشق و شرافت ۱۶۵
جنینا کا میدان عسکري (لوح نمبر ۱۷)

چ

چتلجا کے خطوط مدافعت کا کامل نظارہ
(صفحہ خاص متعلق نمبر ۶)
چوتھي صدي ہجری کي تحریر کا ایک ٹکڑا ۱۳۵

ح

مشہور اتحادي حسین جاہد بک ۷۹
جہاز "حمیدیہ" شکستگي کے بعد ۲۰۱
جہاز "حمیدیہ" میں ۱۱۰ گز مربع سوراخ ہوگیا ہے اور وہ قسطنطنیہ جا رہا ہے ۲۰۱
جہاز حمیدیہ مرمت کے بعد ۲۰۱

خ

مشہور اتحادي خلیل بک ۱۱۸
حمیدیہ جہاز کا کپتان حیري بک (لوح نمبر ۱۱)

ر

کپتان رؤف بک کمانڈر "حمیدیہ" ۲۰۱
رمنہ کا ایک نظارہ ۴۲۰

س

میجر سید حسن بلگرامي ۷۰
سرگذشت خرنین ۸
سلانیک کا ایک صحن باغ
سفیر فرانس شاہ پرر شیا سے گفتگو کر رہا ہے ۱۹۴
سلطان سلیم ثانی (صفحہ خاص متعلق نمبر ۱۳)
سرائے یلدز کا ڈائننگ ہال ۴۲۶

ش

شالاک یہودي اور اسکے مقروض کا وکیل ۳۹۸
شمس العلماء مولانا شبلي نعماني ۴۰
غازي شکري پاشا (صفحہ خاص متعلق نمبر ۱۳)

ص

صلح کانفرنس (صفحہ خاص متعلق نمبر ۱)

ط

مشہور اتحادي طلعت بے ۵۴
طرابلس میں ایک جرمن پادري کو گرفتار کر لیا ہے ۴۰۷
طرابلس کے مظلوم اور مفلوک الحال لوگ جنھیں حراست میں رکھا گیا ہے ۴۰۷

ع

نامور مدافع ملي غازي عزیز بک ۱۷۲

ف

فاس مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار ۴۰۹
غازي فتحي بک ۱۱۸

ق

قسطنطنیہ میں غازي انور بے اور مجلس شوریٰ ۱۴۸

ک

کامل پاشا ۵۵
کبش (ایک رومي آلۂ حرب) ۲۶۰
خواجہ کمال الدین مقیم لندن ۲۳۳

گ

گیلي پولي کا شفاخانہ ہلال احمر (لوح نمبر) ۲۲

م

مجلس دفاع ملي ۳۲۱
بطل الدستور محمود شوکت پاشا (صفحہ خاص متعلق نمبر) ۴
مرقع افسانۂ دفاع و سقوط ادرنہ (ضمیمہ نمبر) ۱۹
مرقع افسانۂ دفاع ادرنہ (۲) (صفحہ خاص متعلق نمبر) ۲۱
مرقع انقلاب (صفحہ خاص متعلق نمبر) ۹
مسجد جامع سلیم ۳۵
مسجد جامع سلیم کے محراب و ممبر ۵۲
مشہد قرطاجنہ ۳۰۲
مقبرہ سلطان سلیم (صفحہ خاص متعلق نمبر) ۱۳

ن

مشہور مجاہد دستور نیازي بے ۵۶
" " ۱۷۱
" " ۳۸۱
نیازي بے اعلان دستور کے زمانے میں ۳۸۵
نصرت غیبي کا ایک نظارۂ عجیب (صفحہ خاص متعلق نمبر) ۱۱

ہ

قائد قرطاجنہ جنرل ہني بال ۲۷۹
ہیئۃ طبیۂ ہلال احمر ۳۲۹

ي

مشہور مورخ اسرائیلي یوسیفس ۲۷۸
پرنس یوسف عزالدین نامور رکن انقلاب عثماني (صفحہ خاص متعلق نمبر) ۹

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, January 8, 1913

قیمت فی پرچہ

سالانہ ۸ روپیہ ۱۲ آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
"ہلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, January 8, 1913

فہرست

شذرات	
مقالہ افتتاحیہ	۳
واقعۂ جلد جدید	
ناموران غزوۂ بلقان	
ایک سرگذشت خونین	۸
مقالات	
تاریخ کی بازگشت	۱۱
مراسلات	
علی گڈھ ' لیگ ' اور کانفرنس	۱۳
حکایات	۱۴
مسلم لیگ	
شئون عثمانیہ	
البانیہ	
کامل پاشا کی اپنے دوستوں سے ملاقاتیں	۱۶
طرابلس الغرب کی آخری جنگ	

اشتہار

— * —

صلح کانفرنس	صفحہ خاص
سرگذشت خونین	۸

اطلاع

— * —

(۱) الہلال کی گذشتہ جلد کا علحدہ ٹائیٹل پیج اور فہرست مضامین و تصاویر زیر طبع ہے - ناظرین جلد بندھوانے میں جلدی نہ کریں - آئندہ نمبر کے ساتھ شائع کردی جاے گی -

(۲) جن خریداروں نے ششماہی قیمت ادا کی تھی انکا چندہ دسمبر میں ختم ہوگیا ' جنوری کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں بی - پی روانہ کرنا تھا - لیکن بی - پی ششماہی کا ہو یا سالانہ کا ؟ نیز وہ آیندہ بھی خریدنا پسند فرماتے ہیں یا نہیں ؟ امید ہے کہ بہت جلد ایک کارڈ لکھکر آپ اُسکی اطلاع دیدیں گے - جن صاحبوں کی طرف سے اطلاع نہیں آے گی - انکا نام رجسٹر سے خارج کردیا جایگا -

(۳) نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ دربارہ چھپکر طیار ہوگئے ہیں - پہلی اور دوسری سہ ماہی کی مکمل جلدیں جنکی جلد پر وسط میں سنہری حرفوں میں الہلال کا بلاک منقش ہے ' مجلد موجود ہیں - پہلی جلد میں نمبر ۱ سے ۱۲ تک ' اور دوسری جلد میں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل ہیں - دوسری جلد کے مضامین کے لیے پہلی جلد کے دیکھنے کی ضرورت نہیں - قیمت فی جلد چار روپیہ آٹھہ آنہ - ششماہی کے تمام پرچوں کی یکجا جلدیں بھی بندھوائی گئیں ہیں - قیمت فی جلد مجلد آٹھہ روپیہ -

شائقین جلد طلب فرمائیں صرف پچاس مکمل جلدیں باقی رہگئی ہیں -

شذرات

— * —

هفتهٔ جنگ

بالاخر وهي هوا ' جسکا هونا پیشتر سے معلوم تها صلح کانفرس کے اجلاس هوتے رهے ' ترکي وکلا نے البانیا اور مقدونیا کي خود مختاري تسلیم کرلي ' لیکن جزائر بحر ایجین ' کریت ' اور بالاخر ایدریا نوپل کے قبضے پر زور دیا ' مگر بلغاریا تمام مفتوحه اور غیر مفتوحه یورپین ترکي کے علاوه ایدریا نوپل کے لینے پر بهي مصر هے اور دول یورپ اسکے اصرار کو بالکل حق بجانب قرار دیتے هیں -

انگلستان کي وزارت خارجه اور ترکي کي موجوده وزارت ' دونوں نے اُن توقعات کے پورا کرنے میں کسي طرح کي کوتاهي نهیں کي ' جنکي آغاز تجویز صلح میں هر واقف حال کو انکی نسبت تهي -

کامل پاشا نے صلح کانفرنس کیلیے لندن هي کو تجویز کیا اور اسکی علت یه بیان کي گئي ده " سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائده اٹهایا جاے " صلح عین ایسے وقت میں تجویز کي گئي ' جبکه بلغاریا کي قوت کا خاتمه هوچکا تها ' اور ترکي کي فوجیں اب نهیں جا کر مجتمع هوئی نهیں - الغرض جنگ کي شرائط میں بلغاریا کو تو آزاد چهوڑ دیا گیا که اپني فوج کو رسد پهنچاتي رهے ' اور اس طرح اپني فتح شده حالت کو زنده رکهنے کیلیے اس مهلت سے پورا فائده اٹهاے ' اور ترکي کیلیے اسکی کوئي صورت نهیں رهني گئي که ایدریا نوپل کے محصورین کو ضروري غذا بهي بهم پهنچ سکے - ابتدا میں ترکي کي جانب سے کها گیا تها که یونان بهي شریک صلح هو تا اسکي عدم شرکت کي تلافي یوں کي جاے که ترکي کو بهي اپنے محصورین کي اعانت کا موقع دیا جاے ' لیکن یونان نے برابر جنگ جاري رکهي اور پهر ترکي کي طرف سے بهي اس بارے میں کچهه اصرار نهیں هوا - یه سب کچهه کامل پاشا کے هاتهوں انجام پاچکا هے - اب اس سے زیاده سر ایڈورڈ گرے کي خوشنودي کیلیے اسکے اختیار میں کیا تها ؟ یه تو ممکن نه تها که باب مسیحیت کے نظاره فرما : مسٹر ایسکوایتهه کو جامع ایا صوفیا سپرد کر دیتا که اسکے گنبد پر صلیب کا جهنڈا نصب کرکے اپنے صلیبي دلوں کي تکمیل کریں ! -

صلح کانفرنس کے انعقاد کي خبر سنتے هي هم نے اور هم سے زیاده بهتر واقف حال اصحاب راے نے آئنده کي نسبت رائیں قائم کرلي تهیں - کانفرنس کے انعقاد سے صرف یهي مقصود تها که بلغاریا کي کمزوري اور ترکي کي جدید اجتماع قوا سے دولت عثمانیه کو فائده اٹهانے نه دیا جاے ' اور ترکي کي فراهم شده قوت یورپ کے صلیبي مقاصد میں حارج نهو - بدبختي سے ایسا هي هوا ' اور ترکي کي غدار وزارت کي بدولت اتنا بهي نهوسکا که کم از کم صلح کانفرنس کي تمام مهلت میں ایدریا نوپل کے مظلوم و بیکس محصورین کو زنده رهنے کیلیے ضروري غذا هي پهنچاتي رهتي - یورپ کا مقصود اس ظالمانه شرط الوا سے مختصر الفاظ میں صاف یه هے که اگر اهل ایدریا نوپل نے صلح کي منظوري سے انکار کیا ' تو رسد کي علت اور انکے تعدادوے محاصرہ سے استداد سے ایدریا نوپل کے محصورین کي حالت ابتر هو جانے کي اور وہ مجبور هو کر اطاعت منظور کرلیں گے - لیکن ایدریا نوپل کي بلغاریا سے علیحده مخلوعات میں آجانے کے بعد سے لیکر اب تک [illegible]

الهلال

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

فاتحۂ جلد جدید

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم اني اعوذ بك من شر طغيان النفس والجنان ، وانزغ الشيطان ، ربنا يا رحمن ، ولحمدك ما من الله على عبده بالكتاب (منه آيات محكمات هن ام الكتاب ، واخر متشابهات ، فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة ، وابتغاء تاويله ، وما يعلم تاويله الا الله ، والراسخون في العلم - ۳ : ۵) والصلوة على نعمائك التي عممت بها عبدا بعموك (اليوم اكملت لكم دينكم ، واتممت عليكم نعمتي ، ورضيت لكم الاسلام دينا - ۵ : ۵) وسلامك ان لا ابالون من الخسران عملا (الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا ، وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ۱۸ : ۱۰۵) واشهد بما شهد الله به (انه لا اله الا هو والملائكة ، واولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ، ان الدين عند الله الاسلام ۳ : ۱۷) واشهد ان سيدنا (محمدا رسول الله ، والذين معه اشداء على الكفار ، رحماء بينهم ، تراهم ركعا سجدا ، يبتغون فضلا من الله ورضوانا ۴۸ : ۲۹) القائل على لسان ربه (وان هذا صراطي مستقيما ، فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ، ذلكم وصاكم به لعلكم تتقون ۶ : ۱۵۰) اللهم فصل وسلم عليه ، وعلى آله واصحابه الموصوفين بالهداية والاعتصام بحبل الله ، سنة رسولك الذين عهدت اليهم بقولك (ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين ، وحسن اولئك رفيقا - ۴ : ۷۱)

— * —

سخن طرازي و دانش ، هنر نظيرے نيست
قبول دوست مگر ناله حزيں گردد

— * —

الهلال كي دوسري جلد كا يه پهلا پرچه هے - ناظرين كو ياد هوگا كه هم نے الهلال كي اولين اشاعت كے خطبۂ افتتاحيه كو اس دعا پر ختم كيا تها :—

رب ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدقا واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا (۱۷ : ۸۱)

اے پروردگار ! اس سفر ميں جو ميں نے شروع كيا هے ، ايك بهتر مقام تك پهونچا - اور دشمنوں كے هجوم سے نكالكر اور بهتر طريقے سے ناموري اور توحيں ضعيف اور بےوزن هوں ، مگر تو اپني نصرت بخشي سے اس كارزار حق و باطل ميں فتحيابي كے ساتهه غلبه دےجيو ! !

ان دعاؤں كا سننے والا هے ، تو يه دعا اسي كي بتلائي هوئي هے - اور هر اس درد اضطراب اور زبردستي بيكسي كا درمان بخش هے ، تو يه بےمثل راحت اسي كا تجويز كيا هوا هے - اگر كوئي هے جو حق كو با وجود ضعف ظاهري كے طاقت بخشتا ، اور باطل كو با وجود سرو سامان ظاهري كے خاسر و ناكام ركهتا هے ، تو يه حربۂ جنگ اسي كا ديا هوا هے - اور پهر اگر كوئي هے جو جهكے هوے سروں ، اشك فشاں آنكهوں ، اور زخمي دلوں كو دنيا ميں ذليل و رسوا نهيں كرتا ، تو يه نشان عزت و كامراني اسي كا بلند كيا هوا هے - پس يه ايك صداے مضطر تهي ، جو ايك قلب محزون سے اس وقت اٹهي ، جب اس سفر كي منزل هي نهيں ، بلكه راه سفر نا پيد تهي - جب صحراے بے كنار سامنے ، مگر درش همت توشۂ سفر كے بار تقويت سے محروم تها - قدم چلنے كو بيقرار تهے ، مگر راه ، موانع سفر كي كثرت سے ايك سطح خار تهي - جب ايك معركۂ كارزار درپيش ، مگر يمين و يسار همرهان جنگ اور رفيقان پيكار سے خالي تها - جب بازار ميں خريداروں كي تلاش تهي ، مگر جو جنس مقبول تهي ، اس سے دكان خالي تهي ، اور جو متاع هاتهه ميں تهي ، اسكا كوئي خريدار نه تها - لوگ بازار ميں آتے هيں تاكه نفع و سود حاصل كريں ، ليكن هم چلے تهے كه زيان و نقصان كو ڈهونڈهيں - جبكه زمانے كي حلاوت پسندي تمام شربت كي متلاشي تهي ، تو همارے هاتهه قدح تلخ و كلو گير سے ركے هوے تهے - جبكه دنيا اپنے تاب حسن كي افزايش كےليے تازه زيورون كي منتظر تهي ، تو همارا دامن گرد و خاك سے بهرا هوا تها - جبكه ان هاتهوں كي تلاش كي جا رهي تهي ، جن ميں پهولوں كے گلدستے هوں ، تو هم اپنا هاتهه دكها رهے تهے ، جس ميں زخم تشدد كے سوا كچهه نه تها - جبكه جسم راحت طلب كے بيقراريں منتظر نهيں كه كمخواب و مخمل كے بستر لا دےجيں ، تو همارا مشت تها كه كانٹوں كو زمين پر بچهاييے اور پهر جهاں تك ممكن هو سو جائيے - دنيا كهتي تهي كه روشني ميں آئيے هيں ، ليكن هم يه دكهانے چلے تهے كه تاريكي هي بهتر هے - زمانه كهتا تها كه علم ! علم ! ، مگر هم پكارنا چاهتے تهے كه جهل ! جهل ! - هر طرف هدايه ديتا تها كه آگے بڑهيے ، مگر هم چل سكنا چاهتے تهے كه پيچهے هٹيے - تمام ساعي سامنے كي طرف تهيں ، مگر هم عمداً پيچهے كي طرف ديكهنا چاهتے تهے - بازار ميں مانگ تهي صلح و تحسين كي ، مگر هم لينے چلے تهے طعن و قدح كو - خريدار ڈهونڈهتے تهے پياده صندل كو ، اور هم اپنے ليے تهدك پائيں ، ليكن هم پيس رهے تهے نمك جراحت انديش كو ، تاكه زخموں كي سوزش اور بڑهجاے - بعيد هے عجميوں كو يه معقول تهے - اگر آپ حلوا فروشوں كے بازار ميں كسي كو ديكهيے كه شيرۂ قند كے دوام كي جگهه نيم كي پتيوں كو جوش دے رها هے تو آپ كيا كهيں گے ؟ اگر آپ سے كهوں كه آگ اور پاني كے ديو يعني انجن كو اپنے ايك هاتهه كي انگليوں سے روك دونگا تو آپ كيوں تسليم كرنے لگے ؟ شهد تو سب پسند كرتے هيں ، مگر مكهيوں كے سفرو كو كوئي شهد كي ارزو و ذوق سے نهيں كهاتا - پهول كے گلدستے كےليے كس كا هاتهه ہے جو نهيں بڑهے گا ، ليكن بشتر اس كے كےليے كوئي بهي بيقرار نهيں هوتا - سفر كي كاميابي راه اور اسباب و سامان پر موقوف هے ، اور لڑائي بغير شمشير و تفنگ اور سپاهيوں كي صفوں كے ممكن نهيں - يه سب سچ هے ، ليكن كيا يه نهيں هے جسے اپنے گرد و پيش ديكهه رها هوں ؟

كيا يه اس بےپناه سارے كے عجائب كارو بار نصرت كي آيات و آثار نهيں هيں ؟ اگر هر كام كےليے اسباب و سامان مطلوب هيں تو همارے پاس كيا تها ؟ اگر قبوليت و رجوع قلوب كےليے زور علم

ضروري ہے اور ہمارے قدم تو اُس طرف نہ تھے - نفس انساني ہماري خاطر اپنے خصائص طبیعیہ کو چھوڑ نہیں سکتا ' اور زمانے نے کچھہ ہماري اطاعت کا وعدہ نہیں کر لیا ہے کہ ہمارے لیے اپنا موسم بدل دے گا - تعریف نفس کو مرغوب ہے اور تکتہ چینی سے کوئي خوش نہیں ہوتا - نرم ہاتھوں کو سب پسند کرتے ہیں ' لیکن سخت ہاتھوں کي گرفت کسي کو خوش نہیں آتي - ملک میں مختلف گروہ مختلف جماعتوں پر حکمراں ہیں ' اور انکے قلوب کي باگ اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں ' پھر ان میں سے کسي کا ساتھہ دیجیے ' تو زمانہ آپکے ساتھہ ہے ' اور الگ رہیے تو اپني طاقت کا ثبوت دیجئے ' لیکن یہاں طاقت کا ادعا نہیں ' بلکہ عجز و ضعف کا انکسار تھا - با ایں ہمہ اس چھہ ماہ کي اقل قلیل مدت کے بعد دیکھتے ہیں تو یہ کیسي عجیب بات ہے کہ با وجود تمام بے سر و سامانیوں کے پہلي منزل سے گذر چکے ہیں ' اور با وجودیکہ یکہ و تنہا تھے ' مگر الحمد للہ کہ کارزار حق و باطل میں شکست و ناکامي سے شرمندہ و نادم نہیں ہیں - ہر طرح کے اسباب مفقود تھے ' اور موانع کي کثرت سے راہ امید مسدود ' مگر اسباب کي تلاش سے پہلے خود اسباب نے ہمیں تلاش کیا ' اور طلب سے پہلے خود مطلوب نے اپني صورت دکھلائي - آواز خوش آیند نہ تھي مگر کسي نے سننے سے انکار نہیں کیا ' اور جام تلخ و تلخ تھا مگر بہتوں نے اُسے شربت قند و شہد پر ترجیح دي - اسمیں شک نہیں کہ بہتوں نے کانوں میں انگلیاں بھي ڈالیں ' مگر ہاتھہ میں اسکے اوراق بھي لیے رہے - اسے بھي کم نہ تھے ' جنھوں نے پیٹھ سے پہلے منھہ بنایا ' لیکن بالآخر حلق سے اتار بھي لیا - بعضوں کي پیشانیاں صاف تھیں ' اور اکثروں کي پرشکن ' مگر طرفہ ماجرا یہ تھا کہ چہرے سب کے اِسي طرف تھے - یہ ضرور ہے کہ مہر و نوازش کي نظریں کم تھیں ' مگر نگاہیں بھي سب اسي جانب تھیں - جام سب نے لیے ' مگر یوں سمجھہ لیجیے کہ کسي نے آنکھوں سے آنکھیں ملا کر لیا ' اور کسي نے :

منھہ پھیر کر ادھر کو ' ادھر کو بڑھا کے ہاتھہ

* * *

آپکو پورا اختیار ہے کہ اسکے علل و اسباب ظاہري کي جستجو میں کاوش کیجیے ' مگر ہم کو یقین ہے کہ اِس قلیل عرصے میں یہ جو کچھہ ہوا ' في الحقیقة اس دعا کي استجابت کا آثار تھا ' اور اس نصرت فرماے حق کي ایک آیت قاہرہ تھي ' جو ہمیشہ حق کو باوجود اسکي ظاہري بے سر و سامانی کے نصرت بخشتا ہے ' اور باطل کو باوجود اسکے ساز و سامان کے ناکام و خاسر کرتا ہے ' اور پھر قلوب مومنین اور انظار خاشعین کیلیے اِس تائید غیبي کو حق و صداقت کي ایک کھلي نشاني قرار دیتا ہے - تاکہ دیکھنے والے دیکھیں ' سننے والے سنیں ' اور دل رکھنے والے سوچیں :

وقل جاء الحق	حق ظاہر ہوا ' باطل کو [illegible]
وزھق الباطل ان	ہوئي اور باطل تو شکست ہي کھانے والا
الباطل کان زھوقا '	ہے ' اور ہم اس کتاب ہدایت قرآن میں
وننزل من القرآن	ایسي تعلیم دیتے ہیں ' جسمیں صاحبان
ما ھو شفاء و رحمة	ایمان کیلیے تمام امراض قلبي کے لیے
للمومنین ' ولا یزید	شفا اور رحمت ہے (البتہ) نافرمانوں
الظالمین الا خسارا	اور حامیان باطل کو اس سے اور الٹا
(١٧ :)	نقصان ہي پہنچتا ہے -

* * *

ایک ہزار تین سو برس سے زیادہ زمانہ گذرا ' جب حق اور باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمات ' پیروان شیطان اور بندگان خدا ' دنیا میں ایک سخت جنگ برپا تھي - حق بظاہر بیکس ' بے سر و سامان ' اور مظلوم تھا ' اور شیطان کا تخت اپنے سایے کي ظلمت میں باطل پرستیوں کي ایک مغرور فوج رکھتا تھا - جبل برقبیس کے تنگ و تاریک غار میں روشني کي ایک دھیمي چمک نظر آتي تھي ' مگر ریگستان حجاز کا ایک ایک ذرہ ظلمات کذب کي پوري مسلح فوج تھا - لیکن یہي دعاے مقدس تھي جو خدا نے اپنے زمین کے ایک ہي وارث حق و صداقت کو سکھلائي تھي ' اور یہي الفاظ تھے جو غربت و بے سر و سامانی کے عالم میں اس مجسمۂ حقانیت کي زبان سے نکلے تھے - پھر جو کچھہ ہوا ' وہ صرف آپکے اور ہمارے ہي نہیں بلکہ تمام عالم کے سامنے ہے !

اذا جاء نصر اللہ	جبکہ خدا کي نصرت آپہنچي ' اور حق
و الفتح ' ورایت	و صداقت کو فتح ہوئي ' اور تم نے
النـاس یدخلون	اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا کہ دین الہي
في دین اللہ افواجا -	میں لوگ جوق جوق داخل ہو رہے ہیں '
فسبح بحمد ربک	تو اب اپنے پروردگار کي حمد و ثنا کرو اور
وا ستغفرہ ' انہ کان	اپنے خطاؤں کي معافي مانگو ! یقیناً وہ
توابا (١١٠ : ١)	بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے -

* * *

مقام اطاعت خدا و رسول اور شرف معیت جماعت اربعہ

الہلال بھي ایک دعوت ہے ' جسکے تمام اغراض و مقاصد اور اصول و فروع کا نقطۂ وحید صرف اس دین الہي کي دعوت کي تجدید ' اور اسکے اصول بنیادي : الامر بالمعروف و النہي عن المنکر کو زندہ کرنا ہے - پس گو وہ ایک ذرۂ حقیر ہو مگر اُس کي روشني ما خود اُسي مہر منیر سے ہے - اور گو وہ خود ضعیف ہو ' لیکن پیغام پر اُسي قوي و عزیز کا ہے و لنعم ماقیل :

گرچہ خوردیم ' نسبتے ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

یقیني ہے کہ نصرت الہي کے جو عجائب اس دعاے مقدس نے اول روز دکھلاے تھے ' اسکا فیضان جاري آج بھي پیروان دین مبین اور حامیان حق و صداقت کو اپنا کرشمۂ قدرت دکھلاے اور جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کي اطاعت کے ذریعہ مقربان الہي کے مقام سے نسبت حاصل کرلي ہے ' وہ اس شرف نسبت کي بدولت اُن تمام برکات و نعائم کے شریک و حقدار ہوجائیں ' جنکے وہ گو خود مستحق نہیں ہیں ' مگر جن مستحقین نعمت کے ساتھہ ہیں ' انکي معیت کا شرف ضرور حقدار ہے ' اور یہي معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ :

ومن یطع اللہ	اور جو لوگ ہر طرف سے باقي ہو کر صرف اللہ
و الرسول	اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد ہو گئے تو بیشک
فاولئک مع	وہ اُن مقربان الہي کے ساتھي ہو جائیں گے
الذین انعم اللہ	جن کو حق تعالیٰ نے اپني نعمتوں کے نزول
علیہم من	کیلیے دنیا میں چن لیا ہے ' اور جن
النبیین و	میں سب سے پہلي جماعت انبیاے
الصدیقین و	کرام کي ' پھر صدیقوں کي ' پھر
الشہداء	شہدا اور صالحین امت کي ہے - یہ چار
والصالحین '	جماعتیں انکي ساتھي ہونگي ' اور اس
وحسن اولئک	رفاقت سے بڑھکر اور کونسي رفاقت
رفیقا (٤ : ٧١)	ہو سکتي ہے ؟

اس آیت میں چار مخصوص جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کي اطاعت کي ' وہ انکے ساتھیوں میں محسوب ہونگے ' لیکن یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ " مقام اطاعت " کا حصول کیونکر متحقق ہو سکتا ہے ' اور اسکے شرائط کیا ہیں ؟

یاد رهے که هر اطاعت کیلیے ایک سرکشي ' هر وفاداري کیلیے ایک دشمني ' اور هر عاجزي کیلیے ایک غرور و تمرد لازمي هے - آپ ایک اقا کے نوکر هو نہیں سکتے ' جب تک که اور تمام آقاوں سے انکار نه کر دیں - زید سے اگر آپکو محبت هے ' تو اسکے یه معنے هیں که اسکے تمام دشمنوں کے آپ دشمن هوگئے - ایک چوکھٹ پر جب هي سر جھک سکتا هے ' جب اور تمام جھکانے والي چوکھٹوں پر سے مغرورانه گذر جاے - جب آپنے کہا که میں روشني هي کو پسند کرتا هوں تو ضمناً اسکا بھي اقرار کر لیا که تاریکي سے متنفر هوں - اپ ایک هي جانب اپنا منهه کر نہیں سکتے جب تک اور هر طرف سے منهه پھیر نه لیں ' اور ایک هي سے اپنا رشته جوڑ نہیں سکتے ' جب تک هر طرف سے رشتے کاٹ نه لیں - پس خدا اور اسکے رسول کي اطاعت کیلیے پہلي چیز یه هے که اسکے سوا اور جتني قوتیں اپني اطاعت کي طرف بلاتي هیں ' ان سب سے باغی هو جاے ' اور اس کے اگے جھکنے سے پہلے اور تمام جھکانے والوں کے آگے مغرور هو جاے - جو لوگ اسکي اطاعت کے مدعي هیں ' انکو اطاعت سے پہلے سرکشي کا ' وفاداري سے پہلے بغاوت کا ' اور دوستي سے پہلے دشمني کا ثبوت دینا چاهیے - انکو آزمایش میں پڑکر ثابت کرنا چاهیے که خدا کي وفاداري کیلیے انهوں نے کن کن قوتوں سے بغاوت کي هے ؟ اور اسکی محبت کے پیچھے کس کس کو اپنا دشمن بنایا هے ؟ وہ حکومت الهي کے مقابلے میں اپنا تخت تسلط بچھانے والي قوت شیطاني ' جو انسانوں کو خدا سے چھین کر اپنا مطیع و منقاد بنانا چاهتي هے ' اور جسکے مظاهر تمهارے اندر اور باهر ' دونوں جگه موجود هیں ' مدعیان اطاعت الهي کیلیے دنیا میں اصلي اور پہلي آزمایش هے - کوئي هستي خدا کی مطیع هو نہیں سکتي ' جب تک اس قوت اور اس قوت کے تمام مظاهر سے باغي و متمرد نهو جاے - سب سے بڑا قوت ابلیسي کا مظهر نفس انساني اور قواے بہیمیه کي قواے ملکوتیه سے ایک دائمي جنگ هے - پهر انسان سے باهر طرح طرح کي ضلالتوں اور باطل پرستیوں کے تخت بچھ هوے هیں ' اور خود انسانوں کے بے شمار غول هیں ' جنهوں نے شیطان کے هاتهه پر بیعت کرکے اسطرح اسکي اطاعت میں اپنے تئیں فنا کردیا هے ' که انکا وجود از سر تا پا پیکر شیطاني ' اور مجسمهٔ ابلیسي بن گیا هے - ان میں سے هر قوت شیطاني انسان کو اپنے آگے مرعوب دیکھنا چاهتي هے - کہیں دولت اور مال و جاه دنیوي شیطان کا نشیمن هے ' کہیں غرور علم و فضل کے اندر سے شیطان جھانک رها هے - کہیں مذهبی پیشواؤں کي جماعتیں اسکا مرکب فساد بن گئی هیں ' اور کہیں جماعتي تسلط اور قوت نے اپني دعوت ضلالت کی باگ اسکے هاتهه میں دیدي هے - حکومتوں اور گورنمنٹوں کا قهر و استبداد بھي ایک بہت بڑا مظهر ابلیس هے - اور ننگ و ناموس دنیوي اور محبت اهل و عیال کي زنجیروں کے اندر بھي اسی کے تعبد و انقیاد کي کشش مضمر هے - پس مقام "و من یطع الله و الرسول" کے حاصل کرنے کیلیے اولین شرط یه هے که انسان ان تمام طاقتوں کي اطاعت سے یکسر باغي و سرکش هو جاے ' اور انکي عظمت و جبروت کے اثر سے اپنے دل کو ازاد کردے - اتنا هي نہیں بلکه جہاں تک طلب صادق کي قوت ' اور توفیق الهي کي همت اسکا ساتهه دے ' ان تمام مظاهر شیطانیه کے مقابلے میں ایک مغرورانه جہاد کا اعلان کردے ' اور تعبد الهي کي تلوار لیکر فاتحانه اتهه کهڑا هو - ضلالت اور گمراهي کا بتکده جہاں دیکھے ' حق اور صداقت کي ضرب سے پاش پاش کردے - دولت دنیا میں همیشه سے شیطان کي سیر و سیاحت کا سب سے بڑا مرکب رهي هے ' اور ضلالت کي تاریکي نے چاندي اور سونے کي دیواروں کے اندر همیشه گهر بنایا هے ' پس هر اُس غرور اور ادعا کو جو دولت اور عزز جاه دنیوي سے پیدا هو شیطان کا بت یقین کرے ' اور خدا کي عزت کي خاطر ' جہاں تک ممکن هو اسے ذلت سے ٹھکرا دے - حکومتوں کا استبداد ' علماء سوء اور مذهبی پیشواؤں کا استیلا ' دنیوي رهنماوں اور جماعتي حکمرانوں کا قهر و تسلط ' رسم و رواج اور سوسایٹی کے دباو کي بندش ' یه تمام چیزیں بھي شیطان هي کے تخت کے سایے میں نشو و نما پاني والي هیں ' اور انکي قوت بھي " ما انزل الله بها من سلطان " میں داخل ' پس خدا کي محبت کیلیے ان سب کا دشمن هو جاے ' اور اس کے نام کي عزت کو بلند کرنے کیلیے ان سب کو ذلیل و رسوا کرے - اپني زبان کو ' اپنے دماغ کو ' اور اپني تمام قوتوں کو وقف کر دے ' تاکه جو طاعت الهي سے سرکش انسان حق و صداقت کي عزت کو دنیا میں تاراج کر رهے هیں ' انکي عزت باطله کے تاراج و غارت کرنے کا وہ ذریعه بنے - اسکي زبان حق کي زبان هو اور قدم حق کے قدم هو - زبان سے انکي تحقیر و تذلیل کرے ' اور پاوں سے انکے مغرور سروں کو کچلے - جب اس منزل امتحان سے وہ گذر جاے گا ' اس وقت الله اور اسکے رسول کا مطیع هوگا - کیونکه جو الله کا مطیع هو ' ضرور هے که شیطان سے باغي هو -

* * *

الامر بالمعروف و النهي عن المنکر

سلسلهٔ سخن میں هم بغیر کسي گریز کے مقصود اصلي تک پہنچ گئے - اس مقام طاعت الهي هي سے وہ اصل اصول اسلامي اور نما هوتا هے ' جسکو قرآن کریم نے -

الامر بالمعروف و النهي عن المنکر

کے جامع و مانع الفاظ میں بیان فرمایا هے ' اور جو اس دین قویم کا اصل اساس ' اور اُمت مرحومه کے شرف و فضائل کي علت حقیقي ' اور اسکے تمام اصول و فروع کیلیے بمنزلهٔ عماد کار اور بنیاد شریعت بیضاء کے هے :

کنتم خیر اُمة اخرجت	تم تمام اُمتوں میں سب سے
للناس تامرون	بہتر اُمت هو ' اسلیے که اچھے
بالمعروف و تنهون	کاموں کا حکم دیتے هو '
عن المنکر و تومنون بالله	برائي سے روکتے هو ' اور الله پر
(۳ : ۰۶)	ایمان رکھتے هو -

دوسري جگه سورهٔ حج میں فرمایا :

الذین ان مکنا	اگر هم مسلمانوں کو حکومت اور خلافت
هم في الارض	دیکر دنیا میں قائم کر دیں ' تو انکا کام ملک
اقاموا الصلوة و اتوا	گیري یا عیش و عشرت نهوگا ' بلکه یه ' که
الزکوة و امروا	وہ الله کي عبادت کرینگے ' اپنے مال کو اسکي
بالمعروف و نهوا	راہ میں خرچ کرینگے ' دنیا کو نیک کاموں
عن المنکر ' و لله عاقبة	کا حکم دینگے ' برائیوں سے روکیں گے - اور
الامور (۲۲ : ۴۳)	سب کا انجام کار الله هي کے هاتهوں میں هے -

اس آیت میں الله تعالی نے مسلمانوں کے عروج اور وارث ارض هونے کي اصلي علت یه بیان کي هے که وہ دنیا میں اعمال حسنه انجام دیں گے ' اور پهر انکي تشریح کي هے که وہ عبادت بدني و مالي ' امر بالمعروف ' اور نهي عن المنکر هے - پس في الحقیقت حق کا اعلان اور گمراهي کا روکنا ایک ایسا فرض اسلامي تها ' جسکو مثل نماز اور زکواة کے هر مومن و مسلم پر فرض کر دیا گیا تها ' اور دنیا میں اس اُمت کو خدا کي طرف سے یه خدمت تفویض کی گئي تهی که حق کے قیام اور گمراهي کے

انسداد کا اپنے وجود کو ذمہ دار سمجھے اور ہر چیز کو گوارا کر لے مگر حق کی مظلومی کی اسکو برداشت نہو -

یہ فرض عام تھا ' کسی خاص جماعت کی اسمیں خصوصیت نہ تھی - امم قدیمہ کی گمراہی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ یہ فرض ہمیشہ علما و رؤساے دینی کے قبضہ اقتدار میں رہا ' اور اسلیے جس وقت تک وہ خود حق پر قائم رہے ' قوم بھی ہدایت پر قائم رہی ' اور جب وہ گمراہ ہوگئے ' تو قوم کی قوم بھی برباد ہوگئی - اسلام نے اس مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ " امر بالمعروف " کو ہر فرد اُمت کا فرض قرار دیا ' اور اسکی ذمہ داری پوری قوم پر پھیلا دی - یعنے ہر مومن جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے ' بمجرد اقرار ' اسکا بھی عہد کر لیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قیام حق اور انسداد باطل کا ذمہ دار سمجھے گا ' اور اسکی تمام قوتیں صرف اسلیے ہونگی کہ نیکی کی نصرت کریں اور برائی کو روکیں -

علاوہ اِن آیات کریمہ کے (صحیح مسلم) کی ایک مشہور حدیث میں - جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے اور نیز نسائی ' ترمذی ' اور ابن ماجہ میں بھی باد نے تغیر موجود ہے - کس قدر واضح طور پر اس فرض کی تشریح فرمادی ہے :

من رلی منکم	تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات
منکرا فلیغیرہ	دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے
بیدہ فان لم تستطع	اسکو دور کرے - اگر اسکی طاقت نہ پاے تو
فبلسانہ فان لم	زبان سے اُس کی برائی بیان کرے ' اگر
تستطع فبقلبہ	اسکی بھی قدرت نہ دیکھے تو کم ازکم دل ہی
وذالک اضعف	دل میں اسکو برا سمجھے - مگر یہ آخری
الایمان	صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے -

اسلام کی تعلیم کا اصلی عملی دور درحقیقت وہی اُسکا ابتدائی زمانہ تھا ' جو افسوس ہے کہ بہت جلد ختم ہوگیا - یہ اسی فرض اسلام کی قوت تھی جس نے قرون اولی میں تمام اسلامی سر زمین کو اعمال حسنہ کی حکومت سے نیکیونکی ایک بہشت بنا دیا تھا - شیطان اُسوقت بھی آزاد تھا ' جیسا کہ اب ہے ' اور اسکے پانوں میں بیڑیاں نہیں ڈالدی گئی تھیں ' مگر یہ ضرور تھا کہ اسلام کی قوت عاملہ نے انسانی نفس کی بے اعتدالیوں کو گویا پا بزنجیر کردیا تھا ' اور امر بالمعروف کے حکم سے کوئی باہر نہ تھا - ہر شخص یقین کرتا تھا کہ وہ " مسلم " ہے ' اسلیے دنیا میں خدا کا قائم مقام ' اور اسکا نائب ہے ' پس دنیا کی ہر چیز اور ہر عمل کو اپنی آنکھ سے نہیں ' بلکہ خدا کی آنکھ سے دیکھتا تھا ' اور اپنی خواہشوں پر " مرضات اللہ " کو مقدم رکھتا تھا - ہم اُس زمانے کے حالات میں پڑھتے ہیں کہ ایک عورت نفس کے تسلط سے مجبور ہو کر زنا کے ارتکاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اسکی کسی متنفس کو خبر نہیں ہوتی ' مگر وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آتی ہے اور اپنے زنا کا اقرار کرکے مجبور کرتی ہے کہ سنگسار کی جاے اور پھر انقضاے حمل کے بعد پورے عزم و استقلال سے آکر سنگ سار ہوتی ہے - ہم کو اُس زمانے میں وہ ہزاروں انسان نظر آتے ہیں جو حق کے اعلان کی خاطر اپنے تمام عزیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں ' اور اللہ کی راہ میں اُن تمام سخت سے سخت مظالم کو ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں ' جو باطل کے پرستاروں کے ہاتھوں انکو جھیلنے پڑتے ہیں - باپ نے اپنے بیٹے کو خلاف حق چلتے دیکھکر اپنے ہاتھوں سے سزائیں دی ہیں ' اور بیٹوں نے اپنے والدین کے مقابلے میں تلوار اُٹھائی ہے - دنیا کے اختیار میں ہے کہ اُس عہد سے اعلی تمدن ' بہتر ساز و سامان معیشت اور ترقی یافتہ علوم و فنون پیش کر دے ' لیکن یہ قطعی ہے کہ اِس زمانے سے بہتر وہ انسان نہیں دکھلا سکتی -

یہی لوگ تھے جنکی تعریف میں خدا تعالی نے فرمایا تھا کہ :

اشداء علی الکفار '	کفر و ضلالت کے مقابلے میں نہایت سخت
رحماء بینھم	ہیں ' مگر آپسمیں ایک مومن دوسرے مومن
(٤٩ : ٢٩)	کیلیے نہایت رحم دل ہے -

انکی دوستیاں اللہ کیلیے تھیں اور دشمنیاں بھی اللہ ہی کیلیے - انھوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو مٹا دیا تھا اور اسکی جگہ اللہ کی رضا جوئی کے ولولے کی انگیٹھی روشن کرلی تھی - " الحب فی اللہ والبغض فی اللہ " انکا محور اعمال تھا ' وہ ملتے تھے تو حق کی خاطر ' اور کٹتے تھے تو صداقت کیلیے - پھر اس راہ میں نہ کسی کا خوف تھا اور نہ کوئی دنیوی طاقت انکو مرعوب کرسکتی تھی ' کیونکہ انھوں نے اس مالک الملک سے صلح کرلی تھی ' جس سے کائنات عالم کی ہر شے ڈرتی ہے ' پس اب انکو کسی ڈرانے والے سے شکست کھانے کا خوف نہ تھا :

اذلة علی المومنین '	ایمان اور صداقت کے سامنے نہایت عاجز نظر
اعزة علی الکافرین '	آتے ہیں ' مگر کفر و ضلالت کے سامنے نہایت
یجاھدون فی سبیل	مغرور - اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور
اللہ ولا یخافون	پھر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں
لومة لائم (٥ : ٦١)	ڈرتے (کیونکہ وہ صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں)

اسی " امر بالمعروف " کے اصول کا نتیجہ وہ آزادی ' راستگوئی ' اور بے باکانہ حق پڑ وہی تھی ' جسکے بے شمار نظائر سے صدر اول کی تاریخ لبریز ہے - سر زمین اسلام کا ایک ایک بچہ اور مدینے کی گلیوں کی بڑھیا عورتیں اعلان حق کی جو قوت اپنے اندر پاتی تھیں ' وہ آج علم و دولت کی قوت کے مجسموں کو بھی نصیب نہیں - " امر بالمعروف " کی روح نے ایک ایسی زندگی ہر مسلمان میں پیدا کردی تھی کہ خلاف حق و صداقت عمل کو دیکھکر بے اختیار تڑپ جاتا تھا ' اور پھر نہ تلوار اسکی زبان کو بند کرنے پر قادر تھی اور نہ حکومت کا تخت سطوت اسکی آواز کو دبا سکتا تھا -

بنی امیہ کا استبداد ,, امر بالمعروف " کے سد باب کا پہلا دن

ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صفوف علم فساق و فجار سے الگ قرار دی جائیں گی ' تو ان میں سب سے پہلی صف یقیناً (بنی اُمیہ) کی ہوگی - انھی ظالموں نے اسلام کی اس روح حریت کو غارت ظلم و استبداد کیا ' اور اسکے عین عروج اور نشو و نما کے وقت اسکی قوت نمو کو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے کچل ڈالا - انکا اقتدار و تسلط ' فی الحقیقت " امر بالمعروف " کے سد باب کا پہلا دن تھا - نہ صرف یہ کہ انھوں نے اسلام کی جمہوریت کو غارت کرکے اُسکی جگہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی ہے ' بلکہ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اظہار حق اور امر بالمعروف کی قوت کو تلوار کے زور سے دبا دینا چاہا ' اور مسلمانوں کی حق گوئی کے ترقی کناں ولولے کو مضمحل کردیا - تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحانی اور تعلیم قرانی کا اثر ابھی بالکل تازہ تھا ' اسلیے اگرچہ طرح طرح کی بدعات اور محدثات و معاصی کا بازار گرم ہوگیا تھا ' لیکن پھر بھی " امر بالمعروف " کی اواز کی گرج کوفہ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تھی - ساٹھ برس کی ایک بڑھیا عورت برسر دربار بلائی جاتی تھی اور (معاویہ) کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھ پڑھتی تھی ' جنمیں نہ صرف

حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بني امیہ کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تھے - عبد الملک جیسا با رعب و جبروت شہنشاہ مدینے آتا تھا تو اسکے دروازے سے گلیم پوش فقراء صحالیک نکلتے تھے اور بر سر دربار اسکو ظالم بتلاتے تھے - تاریخ میں ہم صد ہا واقعات کے ضمن میں پڑھتے ہیں کہ (حجاج) کے سامنے اسکي بے نیام تلوار رکھي رہتي تھي ' لیکن جانفروش مومن آتے تھے ' اور اسکي تلوار کو حقارت سے دیکھکر اپني شمشیر حق گوئي سے خود اسکے دل کو مجروح کردیتے تھے -

مہد عباسیہ اور علماے حق کي استقامت

بني امیہ کے بعد انکي ہر چیز کے وارث عباسي ہوے ' اور گو حکومت کے استیلاؤ استبداد سے " امر بالمعروف " کا نشو و نما رک گیا تھا اور روز بروز اسکي قوت ضعیف سے ضعیف تر ہوتي جاتي تھي لیکن تاہم اسلام نے قوم کے اندر اس اصول کي روح جس قوت کے ساتھہ پھونکدي تھي ' اسکي ہلاکت کیلیے ایک مدت مدید درکار تھا - باوجود عجمي حکومت مستبدہ کي تقلید ' اور قہر و استیلاے شدید کے جو آل عباس کو حاصل تھا (مامون الرشید) جیسے عظیم الشان ' اور (متوکل) جیسے ظالم کے دربار میں آپکو صدہا اشخاص نظر آئیں گے جنکو تخت بغداد کي عظمت و شوکت بھي مرعوب نہ کرسکي ' اور اپني جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھکر انھوں نے امر حق کا اعلان کیا - (مامون الرشید) کا استبداد جب مسئلہ (خلق قران) میں ظلم و تشدد تک پہنچ گیا ' تو دارالخلافت بغداد میں علماے حق کي مظلومي نہایت درد انگیز تھي - لوگوں کو جبر و تشدد کے ساتھہ مجبور کیا جاتا تھا کہ حدوث قران کا اقرار کریں ' اور جو انکار کرتے تھے انکو طرح طرح کي صعوبتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا - جامع مسجد میں سواے جہمیہ و معتزلہ کے کسي کو حق نہ تھا کہ وعظ و ارشاد کرے ' اور جو شخص زبان سے قدم قران کا لفظ نکالتا تھا اسکي سزا موت تھي - لیکن باایں ہمہ عین ایسے جاں طلب اور خونریز موقعہ پر شیخ (عبد العزیز بن یحیی الکناني) مکہ معظمہ سے چلکر بغداد تک صرف اسلیے آتا ہے تاکہ دار الخلافہ کي جامع مسجد میں خلق قران کے ابطال پر علانیہ وعظ کہے ' اور اس طرح گرفتار ہوکر مامون کي مجلس تک پہنچے ' اور پھر اس کے سامنے " امر بالمعروف اور نہي عن المنکر " کے فرض کو انجام دے - چنانچہ وہ بغداد پہنچکر عین جمعہ کے دن جامع (رصافہ) میں جاتا ہے اور بعد نماز کے ممبر پر سے پکار کر کہتا ہے : " کلام اللہ منزل غیر مخلوق " ! !

اسکي اس ہلاکت طلب جرأت سے تمام مسجد میں ہنگامہ بپا ہوگیا ' اور لوگوں نے کہا کہ یا زندگی سے بیزار یا مجنون و لا یعقل ہے - بالا خر (عمر و بن مسعدہ) رئیس الشرطہ (کوتوال شہر) کو فوراً اس واقعہ کي اطلاع ہوئي - اس نے آکر (عبد العزیز) کو گرفتار کرلیا اور اسکي خواہش کے بموجب دربار خلافت تک پہنچادیا - وہاں پہنچکر اس نے مجلس مناظرہ اور حضور خلیفہ کي درخواست کي ' اور مامون الرشید کي موجودگي میں اس عقیدے کے فسادات کو ایک ایک کرکے بیان کیا - (ومن شاء التفصیل فلیرجع الی الرسالۃ لہ الفہا في ما حدث لہ في بغداد)

ظہر الفساد فی البر و البحر

عباسیہ کے بعد فتنۂ تاتار کي غارت گري نے تاریخ اسلام کا ورق الٹ دیا اور ایک وحشي قوم اسلام کے عرش حکومت کي مالک ہوگئي - عربي حکومت کے خاتمے کے ساتھہ ہي دعوت اسلامي کے بقیہ قوا کا بھي خاتمہ ہوگیا تھا اور فتنہ و فساد ' جنگ و جدال ' حکومتوں اور قوموں کے تصادم اور دائمي کشت و خونریزي سے نفساني اغراض و ظلم و عدوان کي فضا ہر طرف پھیل گئي تھي - سب سے بڑا فتنہ علمائے سوء کي کثرت اور علماے حق کي غربت تھي - خلافت راشدہ کے اختتام کے ساتھہ ہي شخصي حکومت کي بنیاد پڑگئي تھي ' اور شخصي حکومت کي سب سے زیادہ قاتل سمیّت امرا و رؤسا کي ندامت اور مصاحبت کي رسم کا پیدا ہونا ہے ' جو دنیوي عزو جاہ کے حصول کا ذریعہ ' اور بادشاہ وقت کے تقرب و جلب توجہ کا وسیلہ بن جاتي ہے ' اور یہ سب سے بڑي دین و علم کي آزمایش ہوتي ہے ' جو بوجھل زنجیر بنکر طبقۂ (علما) کے پانوں میں پڑجاتي ہے - پھر یہ طبقہ زر پرستي اور حصول عزو جاہ کي لعنت میں گرفتار ہوکر شیطان کا سب سے بڑا مرکب فساد بن جاتا ہے ' اور دین و علم کو امرا و رؤساء کي ابلیسانہ خواہشوں کے تابع کردیتا ہے - اسکا علم و مذہب اور وعظ و ارشاد حق کیلیے نہیں بلکہ طلب دنیا کیلیے ہوتا ہے ' وہ قوم کو حق کي طرف نہیں بلاتا بلکہ خود قوم کي ضلالت اور گمراہي کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بنکر رہتا ہے - جس عقیدے اور تعلیم کو جلب قلوب اور امرا و رؤساء کي خوشنودي کا ذریعہ دیکھتا ہے ' بیان کرتا ہے ' اور جس کو انکے خواہشوں کا مخالف پاتا ہے ترک کردیتا ہے - قرآن کریم نے علماے یہود کي سب سے بڑي مذمت یہي بیان کي تھي :

فخلف من	پھر بني اسرائیل میں سلف صالح کے جانشیں
بعدھم خلف	اور کتاب تورات کے وارث ایسے نا خلف ہوے '
ورثوا الکتاب '	جو احکام الہی کو اغراض دنیوي کیلیے تبدیل
یاخذون عرض	کردیتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں - اسلیے کہ
ھذا الادنی '	اسکے صلے میں انہیں اس دنیاے دوں کا کوئي
ویقولون	ذلیل حصہ ملجاتا ہے ' اور اسپر طرہ یہ ہے کہ
سیغفر لنا '	باوجود اس کے کہتے ہیں کہ (ہم علما میں سے
وان یاتہم عرض	ہیں) اسلیے ہمارا گناہ تو معاف ہو جاے گا -
مثلہ یاخذوہ ' الم	اور اگر پہلي چیز کي طرح کوئي اور دنیاوي
یوخذ علیہم	چیز انکے سامنے آجاے تو پھر اسکے لینے کیلیے بھي
میثاق الکتاب	طیار رہتے ہیں - کیا ان گمراہوں سے وہ عہد جو
ان لایقولوا علی	تورات میں مرقوم ہے نہیں لیا گیا ہے ' کہ " ہم
اللہ الا الحق	حق بات کے سوا دوسري بات خدا کي طرف
ودرسوا ما فیہ '	منسوب نہیں کرینگے " ؟ پھر جو کچھہ تورات میں
والدار الاخرۃ للذین	ہے وہ اُسے پڑھچکے ہیں اور کچھہ جاہل
یتقون افلا تعقلون ؟	و بے خبر بھي نہیں ہیں -

(۷ : ۱۶۸)

باقي آیندہ

فہرست زرانہ ہلال احمر

— * —

(۸)

	باقي	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب کے - حمید الدین صاحب پیش امام - جامع مسجد - اکوٹ - برار	-	-	۹۰۰
جناب خورشید علي خان صاحب - گنگوہ	-	-	۲۶
جناب سید پیر نور الدین شاہ صاحب لڑکانہ - سندہ	-	۲	۶
جناب ظہیر الدین صاحب - سلہٹ	-	-	۱۰
میزان	-	۲	۸۴۲

ناموران غزوۂ بیقان

" کچھہ آدمیوں نے آکر اسکے سر پر سفید چادر ڈال دی جو کھینچ کر اسکے پیروں تک اوڑھا دی گئی "

ایک سرگذشت خونین

مترجم از گریفک لندن

—:•:—

پندرھویں نومبر کا واقعہ کچھہ ایسا غم آلود تھا ' کہ میرے لوح دل سے شاید تمام زندگی میں بھی محو نہو - ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلیں اسلام کے ایسے شجاعوں ' اور بلغاریا جیسے ظالموں (یوروپین تہذیب کے بدنام کرنے والوں) کے کارناموں کو پڑھ پڑھ کر دست تاسف ملیں گی - یہ وہ زمانہ ہے کہ اس میں جور و ستم کی ایسی زندہ مثالوں کا ہونا نہایت ہی حیرت انگیز ہے - ترکوں کے اندر اب بھی وہی قوت ' وہی جوش ' وہی حب الوطنی موجود ہے جو اب سے صدیوں پیشتر ان کے آبا و اجداد کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی - اس جنگ نے ترکی کے گذشتہ کارناموں کو سطح زمین پر پھر ایک مرتبہ زندہ کر دکھایا ہے -

* * *

دوپہر ڈھل چکی ہے اور شام ہونے میں کچھہ زیادہ دیر باقی نہیں ' آفتاب مغرب کی جانب اپنی لنبی لنبی زرد کرنیں ڈالے انسانوں کے اوپر ڈال رہا ہے - میری طبیعت نے یکایک انگڑائی لی اور جی چاہا کہ باہر چلوں - یہ وہ وقت تھا کہ مصطفی پاشا پر بلغاریوں کا قبضہ ہو چکا تھا - جاتے جاتے مجھکو مصطفی پاشا کی بڑی سڑک کے کنارے لوگوں کا ایک ہجوم دکھائی دیا - میرے دل میں بھی اس کے دیکھنے کا شوق گد گدایا - یوں تو جنگ میں ہزاروں جانیں تلف ہوتی ہیں اور اسکا کبھی خیال بھی نہیں ہوتا ' مگر یہ واقعہ ایسا نہ تھا ' کہ اسکو یوں ہی چھوڑ دیا جائے - بلغاریوں نے دو ترکوں کو اس جرم میں گرفتار کیا تھا کہ ان کے ہاتھہ خون آلود پائے گئے تھے اور ان کو یہاں تھوڑی دیر کے بعد پھانسی دی جانے والی تھی - ایک طرف تو ان کو پھانسی پر چڑھانے کا سامان کیا جا رہا تھا ' دوسری طرف بلغاری گروہ انتقام کے جوش میں اسطرح بے چین تھا ' گویا وہ تمام بلغاریوں کا خون آج ہی ان دو ترکوں سے وصول کر لیں گے - مجھہ جیسے آدمی کے لیے جسکی زندگی میں اس سے پیشتر کبھی ایسے نظارہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا ' یہ واقعہ نہایت ہی بھیانک اور ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا - یہ ایک ایسا پر اثر اور سبق آموز واقعہ ہے جو مجھکو اپنی زندگی بھر کبھی

(۱) رکوع میں جھک گیا ہے

(۲) پھانسی کی طیاری -

(۳)

در سجدۂ کہ سر نہ زتن میشود جدا
در کشور ربناں گنہش نام کردہ اند

(۱) وضو کرنے کیلیے بوڑھا ترک بوٹ کھول رہا ہے -

(۲) دونوں ترک اپنا فرد جرم سن رہے ہیں -

(۳) بوڑھا ترک وضو کر رہا ہے -

ملیح:کاظم لسدن

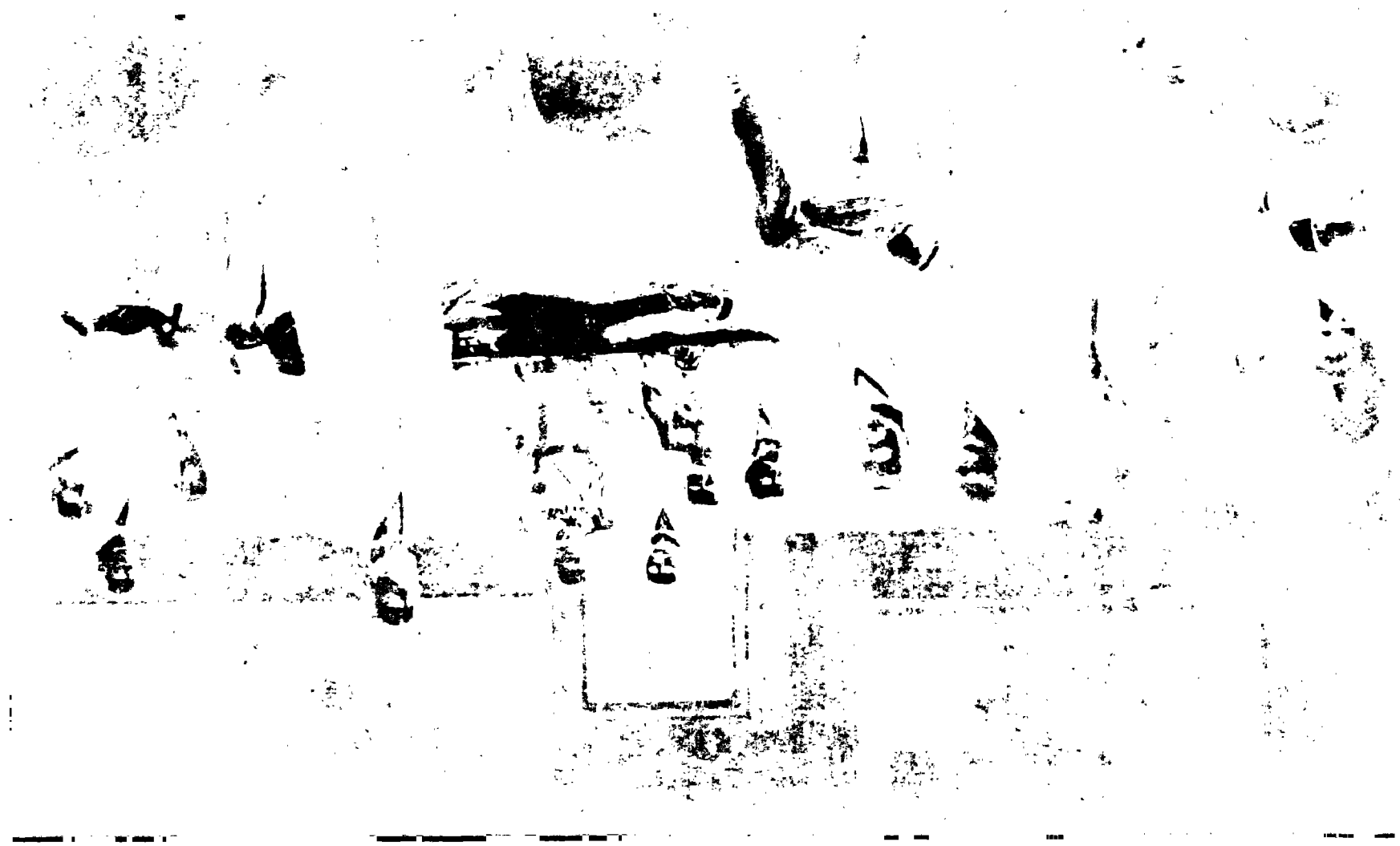

بایس طرحه شروع کرک نام بر دب برج جاینگ -(۱) اسم - اسکورلیان نرخ کردچ سایتن وزیر سرزنش - (۲) جرئل ایتالیایی اسم مدی کولاژ بیسالت بولیان - (۳) مثنا نظامی پاشا سفیر برلس گرمی - (۴) اسم - اسکورلیونیس سایتن رنگ رطوبت بولیان - (۵) قاکرم قاندت - پرسیدنتیت - سرفراجی بادلرنه - (۶) اسم - انگلیسه تلفیچ - فرانسیسکنت - اسکور هفته سرخا - (۷) جنرل بایزرچ اسم ایستگاه انواع ورلی جهه سه ورنی - (۸) اسم - فرنچ‌زرلچ سایتن وزیر قسطنطنیه ،مراقبتی شرکت - (۹) جرئل فابریکه‌سایتن وزیر طوقیه بلغاریه - (۱۰) اسم مخابرات وزیر لندن بلغاریه (۱۱) رشته پاشا وزیر فوتبالست گرمی (۱۲) اسم - ژنجر پلرس وزیر اعظم برنان (۱۳) اسم - کمانچی وزیر لیسه برنان (۱۴) اسم - معجسکرچ سایتن وزیر اعظم مالتی کرد -

نہیں بھولیگا - اس سے پیشتر میں ان قیدیوں کے حالات سن چکا تھا جو بلغاري سنگین حفاظت کے اندر مصطفی پاشا لائے گئے تھے - وہ باشي بزدق تھے اور شہر بھر میں بہادری کے لئے مشہور - ان میں سے ایک نے جو دوسرے سے کسیقدر سن رسیدہ تھا ایک معرکہ میں تیئیس دشمنوں کو قتل کیا تھا اور دوسرے نے بھي اسیطرح اسکا ساتھہ دیا تھا - اس وقت ان کا جرم صرف اسقدر تھا کہ انھوں نے تین بلغاریوں کو جو ان کے گھروں میں لوٹنے کے لیے گھس آئے تھے' قتل کر دیا تھا - ان کے لئے پھانسي اسي ویران باغ کے مضبوط درخت کي شاخوں میں لٹک رھي تھي - درخت کے برابر ایک سیڑھي لگائي گئي تھي - ایک پھندے کے نیچے چند خالي بکس بے ترتیبي سے جمع کر دیے گئے تھے - دوسرے پھندے کے نیچے کي جگھہ خالي تھي مگر آخری وقت ایک الماري' جس کے پایے اور آئنے ٹوٹ گئے تھے' لاکر رکھدي گئي تھي - اس ھجوم میں تماشائیوں کے جھنڈ علاوہ فوٹو گرافر اور نامہ نگارکے بھي موجود تھے - ایک سپاھي نے اپني تلوار نکال کر سامنے کي ان شاخوں کو جو فوٹو کے کیمرے کے سامنے اس خوفناک اور حیرت انگیز نظارہ کا فوٹو لینے سے مانع تھیں' صاف کر دیا - میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کیا ایسي فریب کاري تھي جو آدمیوں کو شوق دلا رھي تھي کہ مظلوموں کے دم توڑتے ایک نظر دیکھہ لیں ؟ گو میرا ارادہ جانے کا ھوا' مگر آنے والے شور و ھنگامے کو سنکر میں پھر چند لمحوں کے لئے وھاں گیا - پیشتر اسکے کہ میں اس شور و ھنگامے کي وجہہ کسي سے دریافت کروں' یکایک ایک خاموشي چھا گئي اور ان گرفتار مگر بہادر اور سر بکف قیدیوں کو لایا گیا - ان کي مشکیں کسي ھوئیں' اور پیروں میں بیڑیاں تھیں' جو صرف اس قدر ڈھیلي تھیں کہ وہ مشکل سے چل سکتے تھے -

انکو اس بیدردي کے ساتھہ سنگینوں کي طرف دھکیل دیا گیا' گویا وہ انسان ھي نہ تھے - لیکن جب وہ میرے نزدیک پہنچے' تو مجھکو انکي اس ھمت پر سخت تعجب ھوا جو انسے باوجود اپني قسمت کے آخري فیصلہ کے معلوم کر لینے کے ظاھر ھو رھي تھي - ان میں سے ایک ضعیف آدمي تھا جسکي داڑھي اور سر کے بال پک گئے تھے - اسکي گردن کسیقدر موٹي' اور سینہ چوڑا تھا - اسکے ساتھي کي عمر بھي پچاس سے کم نہ تھي' گو دیکھنے سے بوڑھا معلوم نہیں ھوتا تھا - اسکا قد لنبا' چہرہ کسي قدر لاغر' اور ٹیڑھا تھا - اسکے چھوٹي سي کالی داڑھي بھي تھي - یہ دونوں ترکي ٹوپي پہنے ھوئے تھے - اور انکے لباس سے ظاھر ھوتا تھا کہ کوئي بڑے عہدیدار ھیں -

* * *

اسمیں تو اب شک نہیں تھا کہ وہ اپني قسمت کے فیصلہ پر شاکر ھیں - ان دونوں نے ان لاشوں کي طرف جو درخت میں لٹک رھي تھیں غور سے دیکھا' لیکن وہ بالکل نہیں جھجکے' بلکہ انکے چہرے ویسے ھي ھیں شاداب اور شگفتہ نظر آتے تھے' جیسے اس شخص کا چہرہ' جسکو یقین ھو کہ اب اسکي مصیبتوں کا خاتمہ نزدیک ھے - اسکے بعد انھوں نے اپنے چاروں طرف ھجوم' فوٹو کے کمرے' اور بے رحم سپاھیوں کو دیکھا' جو انکو ھر طرف سے گھیرے ھوئے تھے - ایک افسر نے اُن الزاموں کو جو ان پر لگائے گئے تھے سزا کا حکم پڑھکر سنایا - یہ کاغذات نہ تھے بلکہ ایک کئي صفحہ کي مفصل داستان تھي' اور اسکا دھرانا ایسے وقت میں جب کہ ھر آدمي آخري فیصلہ کے منتظر ھوں مجھکو نہایت درد انگیز معلوم ھوا - ابھي یہ ختم ھي ھوا تھا کہ ایک دوسرے افسر نے آگے بڑھکر انسے ترکی زبان میں دریافت کیا " اب تم کیا مانگتے ھو ؟ " دونوں نے یک زبان ھوکر جواب دیا :" صرف ایک خواھش یعنے ھمکو نماز ادا کرنے کي اجازت دیجائے " انکو پانچ منٹ کا وقفہ دیا گیا - میرا خیال ھے کہ ان آدمیوں کو نماز کے پڑھنے میں پندرہ منٹ سے کم نہیں لگے - انکي بیڑیاں کاٹ دي گئیں اور انھوں نے اپنے فرائض کي ادائیگي میں ایسا اطمینان ظاھر کیا' گویا وہ شب کو ارام کرنے کا انتظام کر رھے ھیں یا ٹھیک اسطرح جیسے کوئي آدمي کام پر جانے سے پیشتر صبح کے وقت فرصت میں آرام کرتا ھے - اتفاقاً مجھکو اس بوڑھے کے دیکھنے کا کافي موقعہ ملا - یہ میري زندگي میں پہلا وقت تھا کہ ایسے وحشت انگیز ظلم و ستم کے غم آلود نظارے میرے سامنے تھے - اس نیک طینت بزرگ نے جسپر سنگین جرائم کا الزام لگایا گیا تھا دلي اطمینان اور بڑي رغبت کے ساتھہ نماز کي طیاري شروع کي -

جوتے اتار کر اسنے پہلے اپنا منھہ' پھر ھاتھہ' اور پھر پانوں بڑي احتیاط کے ساتھہ اچھي طرح دھوے اور سب کے بعد تازہ پاني سے کلي کي' پھر وہ ھاتھہ کانوں تک لیگیا' جو مشرقی اقوام کا دستور ھے اور جسکي مثال ھمکو یہودیوں کي ان پراني تصاویر سے ملتي ھے جو انکي ھجو کي غرض سے کھینچي گئي ھیں (یعنے ھاتھہ کانوں تک لیجا کر تکبیر کہي اور نماز شروع کی' اللہ اکبر کي صدا سے نامہ نگار کو اذاں کا دھوکا ھوا اور اسي لیے آگے چلکر اس نے اسے حرکت کو اذاں سے تعبیر کیا ھے - الھلال)

* * *

اب وہ اذان دینے کے بعد ھاتھہ باندھکر کھڑا ھوا' پھر کچھہ دیر کے بعد زمین پر بیٹھکر سجدہ کرنے لگا - ایک افسر ھاتھہ میں گھڑي لئے ھوئے منٹ گن رھا تھا' پیشتر اسکے کہ وہ بوڑھے کو وقت ختم ھونے کي اطلاع دے' بوڑھا سلام پھیر کر خود کھڑا ھو گیا' اور خود ھي پھانسي والے درخت کے نیچے چلا گیا - اسنے اپني چاندي کي انگوٹھي اُتار کر حقارت سے زمین پر پھینک دي گویا دولت کي اسکے سامنے مٹي سے زیادہ قدر نہ تھي - پھر چند قیمتي چیزیں' ایک گھڑي' ایک چاندي کا بکس' اور ایک سگرٹ ھولڈر ایک نوجوان افسر کو دیدیا جو اسکے پاس ھي کھڑا تھا - ایک افسر نے پکارا :" کوئي ھے جو عمدہ پھندہ دینا جانتا ھو " - اس آواز کے سنتے ھي دو دھقاني باغ کي پشت کي جانب سے مسکراتے ھوئے نکلے' اور ان فدائیوں کو مضبوط باندھکر اپني عقل اور مشق جلادي کا ثبوت دینا چاھا -

* * *

مجھکو سخت تعجب ھے کہ ان دونوں بہادروں کے لبوں سے نہ تو کوئي جانکني کي آواز نکلي اور نہ کوئي دوسري قسم کي آواز سني گئي - میں نے انکے چہروں کي ایک آخري جھلک دیکھي' جس سے سنجیدگي اور قائم مزاجي کے آثار ھویدا تھے' اور جو با وجود اپني غمزدہ ھیئت کے خوبصورت نظر آتے تھے - مجھکو دل ھي دل میں انکے گناھوں کو پھر دوھرانا پڑا' تاکہ اس رحم و درد کا جوش کم پڑجاے' جو میرے دل میں ان دونوں بہادروں کے لئے موجزن تھا - انکي شکلیں شہید بزرگوں کے مانند معلوم ھوتي تھیں - اور انکے چہروں سے پاک موت کا سکون ھویدا تھا - کچھہ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر ڈالدي جو کھینچکر انکے پیروں تک اوڑھا دي گئي اور اب وہ مثل خاموش تصویر کے پہلے سے زیادہ خوفناک اور حیرت انگیز معلوم ھوتے تھے - ایسے وقت میں بھي جبکہ انپر تاریکي چھا گئي' اور موت انسے اسقدر قریب تھي' انکي زبان سے کوئي لفظ نہیں سنا گیا - چند لمحوں کے بعد دونوں جسم لٹکتے ھوئے دکھائي دینے لگے - کئي مضبوط آدمي انکے پیر پکڑ کر انکے ساتھہ جھولنے لگے تاکہ جان نکلنے میں دیر نہ ھو - میرے خیال میں انکي جان نکلنے میں کچھہ بھي دیر نہ ھوئي گو اس جوان آدمي کي لاش بوڑھے کي نسبت زیادہ تر پھڑاتي ھوئي دیکھي گئي - العرض اسطرح ان دونوں کي زندگي ختم ھو گئي -

مقالات

تاریخ کي باز گشت

— * —

بیسویں صدي میں پھر جنـگ صلیبي

کا اعلان

اور

نام نہاد بے تعصب یورپ کي همدردي

— : —

(مقتبس از المنار مصر)

— * —

لوگ فخریہ کہتے ہیں کہ ہم اُس بیسویں صدي میں ہیں جسمیں انسان زینۂ زندگي کي سب سے بلند تر سیڑھیوں تـک پہنچگیا ھے' جسمیں مساوات' عدل' علم' تمام عالم میں پھیلـگیا ھے' جسمیں امراض اجتماعي کے برباد کن جراثیم کا استیصال کر دیا گیا ھے' جسمیں غلامي اور بردہ فروشي' کا انسداد ھوگیا ھے' جسمیں انسان کا جذبۂ رحم قوي سے قوي تر ھوگیا ھے' جسمیں انسانیت پرستي' امن دوستي' اور جنس نوازي کے اصول لوگوں کے سامنے مجسم ھوکے آگئے ھیں' جسمیں قلب انسانی سے تعصب مذھبي مٹـگیا ھے' جسمیں مذھبي رواداري کا اصول ایک عملي قانون کا حکم رکھتا ھے' اور جسمیں ھر شخص دوسرے کے مذھب کا احترام کرنے لگا ھے -

مگر کیا یہ صحیح ھے ؟ واقعات اسکا جواب نفي میں دیتے ھیں - صلیبي جنـگ کو سات سو برس ھوچکے ھیں' اس عرصہ میں یورپ علوم و معارف میں بہت آگے بڑھگیا ھے' لیکن باین ھمہ کیا یورپ اپني قدیمي مسیحي خصوصیات اور اسلام کے مقابلہ میں اپنا دیرینہ مرکز بھولگیا ھے ؟ کیا یورپ اپنے حریف دیرینہ سے غافل ھوگیا ھے ؟ کیا آج یورپ اس مرکز سے ایک انچ بھي ھٹا ھے جس پر وہ جنـگ صلیبي کے عہد جہالت میں تھا ؟

مسلمانو ! یقین کرو کہ چاھے تم اسلام سے غافل ھوجاؤ' مگر عیسائیت کبھي اس سے غافل نہیں رھیگي - تم عیسائیوں کي ستم رانیاں بھول جاؤ' مگر وہ تمھاري بے التفاتیاں نہیں بھولینگے - تمہارے زخم اچھے ھوجائیں' مگر تمہارے لگائے ھوے چرکوں کو وہ ھمیشہ ھرا رکھینگے - ایران و طرابلس میں عیسائیوں کي خونریزی' غارتگري' عصمت دري' تم بھول جاؤ' مگر عیسائي' فلسطین' شام' اور متدونیہ کو نہیں بھولینگے' اور میں کہتا ھوں کہ چاھے اندلس و طرابلس کي منہدم مسجدوں کو تم بھولجاؤ' مگر عیسائي ھمیشہ جامع ایا صوفیا اور بیت المقدس کو یاد رکھینگے -

اسلئے اے اخوان غفلت شعار ! یاد رکھو کہ جب تک زندہ ھو' تم چاھو یا نہ چاھو' مگر تمھیں ھمیشہ عیسایت سے معرکہ آرا رھنا پڑیگا -

میں یہ نہیں کہتا کہ تم عیسائیوں پر دست درازي کرو' میں یہ نہیں کہتا کہ تم خواہ نخواہ جنـگ آرائي کرو' بلکہ میں کہتا ھوں کہ یہ کبھي نہ بھولو کہ تم توحید کے امانت دار ھو' قران کریم کے محافظ اور بیت ابراھیمي وروضۂ نبوي کے پاسبان ھو' اسلیے تمھیں ھروقت ایک ناگزیر جنگ کے لئے طیار رھنا ھے' جو جلد یا بدیر تمھاري اور تمہارے مقدس مذھب اور نیم باقي سیاسي ھستي کي پامالي کے لئے ضرور کي جائیگي' یعني میں تم سے صرف یہ کہتا ھوں کہ ھمیشہ " جنـگ دفاعي " کے لیے تیار رھو اور اِس ایت کو ھروقت پیش نظر رکھو کہ واعدوا لھم مااستطعتم من رباط الخیل - جسقدر تم سے ھو سکے (سپاھیانہ قوت سے اور طیار گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے کافروں کے مقابلے کیلیے طیار رھو)

برادران ملت ! مجمع اسوقت موجودہ نامبارک حالات کي تفصیل اور تمہارے درخشاں ماضي سے انکے موازنہ کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ھوتی - تم خود جانتے ھو کہ افق خلافت کسقدر پر آشوب ھو رھا ھے' اور کاروان اسلام کے آخري نقش کے مٹانے کے لیے دشمنان اسلام کیا کیا سازشیں کر رھے ھیں - میں ماضي و حال کا سوال چھوڑ کے مستقبل کا سوال پیش کرتا ھوں - میں یہ کہنا چاھتا ھوں کہ خلافت اسلامیہ کے موجودہ مصائب ھنگامي واقعات نہیں ھیں' بلکہ اسلام کی آیندہ سیاسي مرگ و زیست کی فیصلہ کن کشمکش ھے - یہ سنبھالا ھے ' جو مریض اسلام لے رھا ھے' اگر بچگیا تو پھر آگے ایک شاندار مستقبل ھے' ورنہ یہودیوں اور پارسیوں کی طرح محکومي ' غلامی' اور ذلت کي ایک غیر معلوم المدت طویل زندگي ھے جس سے اسوقت کي شریفانہ و با عزت موت بدرجہا بہتر ھے -

اسلئے ضرورت ھے کہ تمہارا نشۂ غفلت اُتر جائے - تمہارے تمام قوی بیدار ھو جائیں' تمہارے خون میں حرکت' تمہاري رگوں میں جنبش ' اور اسلام کے دبے ھوے شراروں میں پھر شعلہ باري پیدا ھو جائے -

تم کو یہ خیال نہ کرنا چاھیے کہ یورپ در اصل مقدونیہ کي اصلاح چاھتا ھے' کیونکہ بلغاریا' سرویا' اور مانٹی نیگرو اسکے لیے موزوں نہیں - مانٹي نیگرو محض ایک وحشیوں کا گروہ ھے - بلغاریہ انتظامي معاملات میں دولت عثمانیہ سے بہتر نہیں ھے' اور سرویا تو محض سوروں کا ایک گلہ ھے - لیکن باین ھمہ یورپ کو ریاستھاے بلقان سے کیوں ھمدردي ھے ؟ اسکے جواب کے لیے میں ایک انگریزي اخبار (پال مال گزٹ) کا یہ نوٹ پیش کردینا کافي سمجھتا ھوں

" ھماري آرزو ھے کہ ھم بلقان کے عیسائیوں کو اس عرش سیادت (دولت عثمانیہ) کو الٹتے ھوے دیکھیں' جو پندرھویں یا سولھویں صدي میں پیدا ھوئي تھي " - اس لیے اب مسلمـانان عالم کو یہ اچھي طرح سمجھ لینا چاھیے کہ دولت عثمانیہ سے یورپ کي تمام جنگیں خالص صلیبي جنگیں ھوتي ھیں ' گو مسلمانوں کي برانگیختگي کے خیال سے انکو محض ملکي جنـگ کہا جاتا ھے -

صلیبي یورپ کے واسطے' جو اپنے ھم مذھبوں کي ترقي کے لیے سدراہ ھونا نہیں چاھتا' یہ ضروري ھے کہ وہ مسلمـانوں کے مقابلے میں اپنے ھم مذھبوں کي اس حد تـک معاونت کرے' جس حد تـک کہ اسکے شخصي منافع و مصالح کو صدمہ نہ پہنچے' اس لیے اس سے یہ امید نہ رکھنا چاھیے کہ وہ کبھي بھي ایک مسلم اور ایک عیسائي کو ایک نظر سے دیکھیگا - تم نے سنا ھوگا کہ مسیحي سلطنتوں کے مقابلہ میں بعض دول یورپ نے در ایک دفعہ دولت عثمانیہ کي مدد کي ھے' مگر اسکو دولت عثمانیہ کي مدد کہنا' مسلمانوں کي سادہ لوحی اور بعض اسلام فروشوں کي فریب کاري ھے - میں تم کو یقین دلاتا ھوں کہ یہ مدد اپنے دیرینہ کینہ کا

انتقام یا اپنے آئندہ مصالح کا حفظ ما تقدم تھا - وہ اس خطرہ کا سد باب تھا ' کہ کہیں انکا حریف اسلامي ممالک پر حکمراني میں سبقت نہ لیجائے - اور اگر یہ نہ تھا تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ ہاتھہ جو کل دولت عثمانیہ کے ہاتھہ میں تھا ' آج اسکے شدید ترین دشمن کے ہاتھہ میں کیوں ہے ؟ وہ ہاتھہ جو کل اسلام نوازي کے نام سے حامي اسلام کي دستگیري کے لیے اٹھا تھا ' آج دشمن اسلام کي پیٹھہ کیوں تھونک رہا ہے - ؟

یورپ کي بڑي بڑي سلطنتوں کے ماتحت صدھا مسلمان آباد ہیں ' وہ ان عیسائیوں سے کہیں زیادہ مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں ' جو دولت عثمانیہ کي عیسائي رعایا کي بابت بیان کیے جاتے ہیں ' مگر آہ ! مذہبي و ملکي آزادي کے مستحق صرف وہ لوگ سمجھے جاتے ہیں ' جو یسوع مسیح کي بادشاہت میں داخل ہیں ' اس لیے عیسایوں کي آزادي کے لیے تمام یورپ تیار ہوجاتا ہے ' مگر مسلمانوں کي آزادي کے لیے اسلامي سلطنتیں تو ایک طرف خود مصیبت کش مسلمان بھي حرف شکایت زبان پر نہیں لاسکتے - یورپ کے موجودہ طرز عمل نے یہ ثابت کردیا ہے کہ یورپ کي موجودہ جنگیں اُس عظیم الشان سازش کا نتیجہ ہیں ' جو آخري تخت اسلام کے الٹنے کے لئے عرصہ درازسے کي جا رہي ہے ' اور اس لیے کہ ارادہ سلطانیہ (عثماني شاهي اعلان) میں یہي ظاہر کیا گیا ہے ' کہ یہ جنگ محض سیاسي جنگ ہے ' لیکن مجھے یقین ہے ' اور میں تمام مسلمانان عالم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جنگ خالص مذہبي جنگ ہے ' اور یہ جنگ عیسائیت کي اس قدیمي عداوت کا نتیجہ ہے ' جو اسکو اسلام سے ہے - میرا یہ یقین بے وجہہ نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ شاہ بلغاریا نے اعلان جنگ کے وقت اپني فوج کو مخاطب کرکے کہا تھا : " آل عثمان کي عیسائي رعایا کے مصائب و تکالیف سن سن کے ہماري فوج میں غیظ و غضب کي آگ بھڑک اٹھي ہے ' اور ہمارے ان مذہبي اور جنسي بھائیوں کي مدافعت کے تمام پرامن طریقے ختم ہوچکے ہیں - یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کي آہیں سنیں ' اور ہمارے دل پر چوٹ نہ لگے ' چونکہ ہم کو اپنے لشکر پر اور اپني قوت پر اعتماد ہے ' اسلیے ہم اپني فوج کو حکم دیتے ہیں کہ اس پرانے دشمن سے جنگ آرا ہو - ہماري مقدس جنگ رحم و انسانیت کي راہ میں ہے ' اے میرے بہادرو ! تمہاري یہ جنگ مقدس صلیبی جنگ ہے ' ہاں ! بہادرو ! صلیب کي برکتوں میں آگے بڑھو ! انصاف کا دیوتا تمہاري ضرور مدد کریگا " اعلان جنگ کے لیے گرجوں میں گھنٹوں کے بجنے کا حکم دیا گیا ' اور پادریوں نے لڑنے والوں کے لیے نزول رحمت وبرکت کي دعا مانگي - شاہ سرویا نے بھي اعلان جنگ کے وقت فوج سے یہي کہا - تمام سروي گرجوں میں گھنٹے بجائے گئے ' اور دعائیں مانگي گئیں - شاہ یونان نے بھي فوج کے سامنے اسي قسم کي ایک تقریر کي -

یونان کے وزیر خارجہ نے اپني ایک تقریر میں کہا : " یونان کي صلیبي جنگ اسلیے ہے ' کہ تمدن کي مدد کیجائے اور اسکو ایشیائي سیادت (دولت عثمانیہ) کي محکومي سے آزاد کیا جائے ' جس نے وائنا تک پہنچکے تمام یورپ کو ڈرا دیا تھا ' اور جو تمام ان قوموں کے کاندھوں پر ایک نا گوار بار ہے ' جو فاتح قوم سے زیادہ تمدن و آزادي کي شائق ہیں " -

انگریزي قوم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سلامتي ذوق و صفاء قلب میں تمام اقوام یورپ سے آگے ہے ' اور اسکا نیم سرکاري اخبار (ٹائیمز) تو یہاں تک کہتا ہے کہ " اسلام کا قوي ترین مدافعت کرنے والا صرف انگلستان ہے " !!

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس قوم کا وزیر اعظم مسٹر (گلیڈسٹون) کہتا ہے " یہ کتاب (قرآن حکیم) مسلمانوں کے ہاتھہ سے لیکے جلا دینی چاہیے ' یہ کتاب جب تک مسلمانوں کے ہاتھہ میں رہیگی یقیناً یہ اشتیا تمام ترقیوں اور اصلاحوں کے مخالف اور عیسائیت کے دشمن رہینگے "

انگریزي اخبارات عموماً آجکل لکھہ رہے ہیں کہ " اسلام میں کوئي خوبي نہیں - اور نہ اسلام سے کسي قسم کي اصلاح کي امید رکھنا چاہیے " بہت سے اخبارات نہایت ہیجان انگیز و بے اصل واقعات شائع کر رہے ہیں - اور بعض تو شاہ بلغاریا سے بھي زیادہ سخت مضامین لکھہ رہے ہیں ' (پال مال گزٹ) تو صاف صاف کہتا ہے : " بیشک ہماري راے اور نیز عام راے یہي ہے ' کہ ہم کو اپنے مذہبي بھائیوں کي ضرور مدد کرنا چاہیے - بیشک ہماری تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقاني عیسائي بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسي طرح ایشیائی تخت سیادت کو اُلٹ رہے ہیں ' اور جنوب و مشرق یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جسطرح کہ انکے بھائیوں نے اندلس کو عربوں سے پاک کیا تھا " - انگلستان میں اسلام کے خلاف جوش صرف اخبارات یا پبلک تک ہي محدود نہیں ہے ' بلکہ سیاسي و مذہبي حلقوں میں بھي موج زن ہے - چنانچہ مسٹر لوید جارج ' اور مسٹر (ماسٹر مین) وزیر مال نے (ویسٹمنسٹر) میں ریاستہاے بلقان کي حمایت کے لیے ایک انجمن قائم کي ہے ' جسکے ممبر پارلیمنٹ کے ممبر ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا گیا ہے کہ " بلقان اس جنگ میں حق بجانب ہے نتیجہ خواہ کچھہ ہو مگر مقدونیہ ضرور آزاد کر دیا جائیگا " - یہ بھي طے ہوا کہ پبلک میں ہیجان عام پیدا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ کیا جائے " -

(مسٹر ناکل بکائن) ممبر پارلیمنٹ (صوفیا) گئے اور اعلان کیا کہ تمام انگریزي قوم کو بلقان کے ساتھہ اِس جنگ میں ہمدردي ہے ' اور بہت سے انگریز بطور والنٹیر کے میدان جنگ میں آنے والے ہیں -

پادریوں نے اتوار کے دن عام طور پر بلقان کي فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگیں - (بشپ آف سارتھہ ویلس) نے (ناٹنگھم) میں ایک تقریر کي ' جسمیں انھوں نے کہا : " مقدونیہ کے عیسائیوں کي خونریزي و آلام رسید گي اب ناقابل برداشت ہوگئي ہے - ضرورت ہے کہ اعلان جنگ ہو جائے ' لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے " -

انگریزی قوم نے (جسکو مسلمانوں کے جذبات کے احساس اور دولت عثمانیہ سے مخلصانہ دوستي کا دعوی ہے !!) ایسے وقت میں جب کہ تمام عالم کے مسلمانوں کے دل زخمي ہو رہے ہیں ' انکے جذبات کي بالکل پروا نہیں کي ' اور کیوں کرتي ' جب کہ مسلمانوں نے وہ طریقہ نہیں اختیار کیا جس سے کسي قوم کے جذبات کا لحاظ کیا جاتا ہے -

انگلستان کے اس اخلاقي و دولي افلاس سے جو اسکو حاصل ہے ' یہ بالکل ممکن تھا کہ وہ اس جنگ کو نہ ہونے دیتا ' مگر اُس نے اسکے لئے ذرا بھي کوشش نہیں کي -

انگریزي قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت ۸۰ میلین مسلمان انگریزي سلطنت کے زیر حکومت ہیں - وہ اپنے خواب گراں سے بیدار ہو رہے ہیں ' واقعات کے ہاتھہ ' نیتوں پر پڑے ہوے پردوں کو چاک کر رہے ہیں ' اور وہ اخلاص و نفاق میں فرق سمجھنے سے اب عاجز نہیں ہیں ' اِسلئے اسکا فرض ہے کہ اس کورانہ عداوت سے احتراز کرے ' اور وہ وقت نہ آنے دے جب اسکے " خلاف اسلام " جوش کي وجہہ سے مسلمانوں میں ایک ہیجان عام پیدا ہو جائیگا -

مراسلہ

موجودہ جنگ سے مسلمانوں کو یہ سبق حاصل کر لینا چاہیے کہ انگلستان صرف اُس قوم کے جذبات کا پاس کرتا ہے جو اپنی زندگی کا عملی ثبوت دیتی ہے ' یا جسکے جذبات کے پاس کرنے سے اسکے مصالح کو فائدہ پہنچتا ہے - پس اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ انکے جذبات کا بھی خیال کیا جاے' تو انکا فرض ہے کہ سلطنت برطانیہ کی دیگر محکوم قوموں کی طرح اپنی زندگی کا بھی عملی ثبوت دیں اور اپنی سیاسی قوت کے اعتراف پر اسکو مجبور کردیں -

اے برادران اسلام ! تم کو معلوم ہے کہ اندلس کے مسلمانوں کا کیا حشر ہوا ! تم کو معلوم ہے کہ کسطرح مسجدیں ڈھائی گئیں' مسلمان جبراً عیسائی کیے گئے ' اور جو عیسائی نہیں ہوے' وہ جلائے گئے !! یہ سچ ہے کہ اس وقت تمہارے ساتھ یہ سلوک نہیں ہو رہا ہے ' مگر تمہیں کیونکر اطمینان ہو گیا کہ جب تمہاری سیاسی ہستی کا بالکل خاتمہ ہو جائیگا اور دنیا میں کوئی آزاد اسلامی سلطنت نہیں رہیگی ' تو اسوقت ایسے لوگ پیدا نہیں ہوں گے ' جو مسٹر (گلیدسٹون) کے حکم کی تعمیل کریں ؟ نیز ایسے لوگ پیدا نہیں ہونگے ' جو (پال مال گزٹ) کی تمنا پوری کریں ؟ ؟

اتحادی عیسائیوں نے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں اور یہودیوں پر جو ستمرانیاں اور سفاکیاں کی ہیں ' ہم نے اشک آلود آنکھوں اور مضطر دل کے ساتھ سنی ہونگی ' مگر یہ وقت صرف آنکھوں کے رونے یا دل کے پھڑکنے کا نہیں ہے - تمہارے سامنے اندلس ' ایران ' اور طرابلس کی مثالیں موجود ہیں ' تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دھراتی ہے - مسلمانوں کی موجودہ کشمکش فیصلہ کن کشمکش ہے ' اگر اسوقت مسلمانوں نے اپنی اور مذہب اسلام کی حفاظت کے لیے سیاسی طاقت نہ حاصل کرلی ' تو انکو فیصلہ کرلینا چاہیے کہ انکا کیا حشر ہوگا -

برادران اسلام ! اسلام کا آخری سیاسی ومذہبی مرکز دارالخلافہ ' اسوقت دشمنوں میں گھرا ہوا ہے - دشمن بہت ' یگانے و بیگانے سب انکے مدد گار ' لیکن مرکز اسلام کے ساتھ بجز خدا کے اور کوئی نہیں - یاد رکھو کہ اگر تم نے اسکی مدد میں کوتاہی کی ' تو اُس نخل اسلام کے کاٹنے والوں کے مدد گار ہوگے ' جسکو تمہارے آباء و اجداد نے اپنے خون سے سینچا تھا ' اور ایک ایسے حاکم کے سامنے جواب دہ ہوگے ' جسکی حکومت سے بچکے تم کہیں نہیں جا سکتے -

علی گڈھ ، لیگ ، اور کانفرنس

— * —

مخدومی حضرت مولانا اڈیٹر " الہلال "

میں جناب اور جناب کے ہم مشرب دیگر دو ایک اخباروں کے وہ مضامین جو پبلک لیڈروں کی گوشمالی کے واسطے لکھے جاتے ہیں - نہایت دلچسپی اور غور سے پڑھتا ہوں ' اور شاید مجکو فخر کرنا چاہئے کہ ایک حصہ سے انکے میں بھی متفق ہوں' اور آج سے نہیں بلکہ سالوں سے میرا یہ خیال ہے کہ سواے سر سید رحمت اللہ علیہ کے کسی دوسرے شخص نے اپنے آپ کو ایسا ثابت نہیں کیا کہ اوسکے عام اقوال کو احکام سمجھا جاے - حضرت سید کی وفات کے بعد مجھ سے چاہا گیا کہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کو میں اپنے چارج میں لوں' مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کیا کہ مجھ سے یہ توقع نہیں کرنا چاہئے کہ میں اس میں ویسے مضامین کسی کی مدح میں یا کسی کی پالسی کی تائید میں لکھونگا جیسا کہ مرحوم و مغفور سید صاحب کے متعلق لکھا کرتا تھا ' کیونکہ میری راے میں اسوقت کسی نے اپنے آپ کو سر سید کی حاشیہ نشینی کے قابل بھی ثابت نہیں کیا ہے - پھر ترانا الحق کی صدائیں اس کثرت سے خاصکر علی گڑھ سے اوٹھیں کہ کانوں کے پردے اوسی طرح پھٹنے لگے ' جسطرح (بادب معافی چاہتاہوں) جناب کی تحریروں کو پڑھکر آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں - اگرچہ رفتہ رفتہ ہزهاینس آغا خاں نے ایک خاص درجہ میری نگاہ میں حاصل کر لیا ہے ' مگر تاہم میں نے مسلم لیگ والوں کو ہمیشہ ملامت کی کہ انھوں نے لیگ کو اونکے ہاتھ فروخت کر دیا ' اور قومی سے شخصی بنا دیا - مگر با وجود ان تمام باتوں کے پبلک لیڈروں سے ایسے طور پر پناہ مانگنا جیسا کے جناب نے شیوہ اختیار کیا ہے میری سمجھ سے ضرور برتر ہے ' اور یہی موضوع میری اس عاجزانہ تحریر کا ہے - جناب یا کوئی صاحب یہ ارشاد کریں کہ زید یا بکر کی پیروی نکرو بلکہ عمرو کا کہنا مانو تو پڑھنے والے کو ضرور یہ تدبیر اسطرف مایل کرسکتی ہے ' کہ کیوں ایسا کیا جاے اور ویسا نہ کیا جاے ' مگر عام طور پر یہ لکھنا (کہ سب سے بچو) اسکے معنی تو یہ معلوم ہوتے ہیں کہ ہم جو نہیں وہ کرو - اگر ایسا ہی ہو تو اسکی کیا وجہ ہے کہ جمہور کسی کا کہنا سواے آپکے فرمودہ کے نہ مانے ' اور یہ تو وہی غلطی ہے جسکی بظاہر جناب اصلاح چاہتے ہیں - ہمارا معزز ہم عصر مسلم گزٹ بھی سب سے روگردانی کرانا چاہتا ہے ' مگر سمجھنے والے خوب سمجھ جاتے ہیں کہ اوسکا مرکز نظر بھی کوئی ہے ' اور اس بنا پر اوسکی نصیحتیں بالکل بے اثر ہو جاتی ہیں -

میں دیکھتا ہوں کہ جناب حکام رس لوگوں سے بہت ناراض ہیں اور نیز اغنیا سے ' مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اسقدر مقہور کیوں ہیں کہ پبلک اونکو بدتر از بدتر سمجھے ؟ کیا وہ پبلک کے مفہوم کا ایک جزو نہیں ہیں ؟ - اور کیا جمہور کا مصداق اونکو الگ کرکے صحیح معنوں پر باقی رہتا ہے ؟ جسکی بابت میں عرض کرونگا کہ یہ صحیح نہیں ہے ! مجلس شوریٰ کی صفت یہ ہے کہ اوسمیں ہرطبقہ کے لوگ ہوں - اگر آپ کسی گروہ کو اپنے میں شامل کرنا پسند نہیں فرماتے ' تو اوس گروہ کا گویا یہ حق آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ آپ کے مجمع کو جدا رکھے ' اور یہ طریقہ ایسا ہے جو ہرگز مفید اور منزل رساں نہیں ہے ' اور سیاست اور تعلیم اسلام کے بالکل خلاف ہے -

حاکم اور رعیت انسانی حیات کے دو جزو لاینفک ہیں - دنیا میں نہ کل اشخاص حاکم اور نہ کل اشخاص محکوم ہو سکتے ہیں - پس ان اجزا کو باہم ملانے کی کوشش کے بجاے تبعید کا وعظ ' میری راے میں تو معقول نہیں ہے - نظر بریں حکام رسی کوئی جرم نہیں ہوسکتا ' اور جو شخص حاکموں کی واجبی تعریف اور مدح کرے یا اونکا رتبہ اونکو دے وہ ہرگز قابل حقارت کے نہیں ہو سکتا -

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ میں نے اسکو ناپسند کیا کہ دز هاینس آغا خاں کو لیگ کا روح رواں مانا گیا ' مگر میں نے اوسی کے ساتھ اس کو بھی نہایت افسوس سے دیکھا کہ آغا خاں

ئي اس اسپیچ کي بنا پر جو ارنهوں نے ترمیم تقسیم بنگال اور اس قسم کے دوسرے مواد پر کي هے ' آپ حضرات ارنسے بیزار هو گئے هیں - کسي شخص کي نسبت یه کهنا که وه اپنے خیال میں ایمانداري سے کهتا هے یا بے ایماني سے ؟ بهت مشکل هے - یه کهنا که حکام رس یا اصلا بے ایمان هیں ' ویسي هي غلطي هے جسطرح یه کهنا که دوسرے گروه والے بے ایمان هوتے هیں - هر کسي کو دوسرے کي دلي حالت خداوند تعالی پر چهوڑدینا چاهیے جو واقف اسرار هے - هم ظاهر بینوں کا میرے نزدیک فرض فقط یه هے که هم دیکهیں که فلاں شخص کي راے یا خیالات همارے سمجهه کے بموجب کهاں تک لائق تسلیم یا ترک هیں -

میں اس پر ارر زیاده وضاحت سے عرض کرسکتا هوں لیکن غالباً اس سے جناب کے معزز اخبار کے اوراق اور اونکے پڑهنے والوں کے اوقات زیاده خرچ هونگے ' اسواسطے اسکو مختصر کرونگا اور اپنا یه منشاء ظاهر کرونگا که جناب بجائے مسلمانوں کے دو گروهوں میں مفارقت ڈالنے کے یه کوشش کریں تو مفید هو ده سب طبقے کے لوگ ملکر کام کریں اور به کار آمد هوں - اپنا وقت غصے اور سب و شتم کي بجاے ' حلم اور اخلاق محمدي (صلعم) پڑهنے میں آپ صرف فرمائیں ' تاکه امت محمد (صلی الله علیه وسلم) ملکر کام کرنا سیکهے -

بلاشبه مسلم لیگ موجوده شکل میں سخت بے کار جلسه هے ' مگر اسکا یه علاج نهیں هے جو جناب نے تجویز کیا هے ' اسطرح تو آپ ایک کار آمد گروه کو جدا کرکے مسلمانوں کے پولیٹکل اقتدار کو ایک دوسري طرح کا صدمه پهنچانے کي (ممکن هے که آپ اسکو محسوس نه کرتے هوں مگر) کوشش کر رهے هیں -

میں نے خود مسلم لیگ اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس سے اس وجهه سے علحدگي اختیار کرلي که میري راے میں یه جلسے پولیٹکل جلسے نهیں هیں - حتے که مدرسة العلوم کي ترقي شپ بهي بیس چالیس برس ترقي رهکر اسی خلفشارسے چهوڑدي ' کیونکه میري راے میں پولیٹکل جلسوں کي شان کے بر خلاف هے که پولیٹکل سے بے تعلقي سي رهي جاے ' اور کوس انانیت بجایا جاے - اور مجهکو بے حد خوشي هوئي هے جب که میں جمهور کي آواز اپني آواز کي مانند سنتا هوں - مگر اسي کے ساتهه میں اسکو دوسري غلطي جانتا هوں که هم اسی گروه کو الگ کر دیں - کوئي مشوره مکمل نهیں هوسکتا جبتک که اوسمیں هر ایک طبقه اور گروه کي راے شامل نه هو -

اب میں آپکي ایک اور پالیسي کي بابت چند سطریں لکهنے کي اجازت چاهونگا اور وه هندو اور مسلمانوں کے اتحاد کا مسئله هے شاید کوئي مشوره اس سے بدتر اور نالائق تر نهیں هوگا که ایک ملک کے رهنے والے ایک دوسرے کے دشمن هوں ' بلکه اونکو بلاشبه دوست هونا چاهیئے - لیکن جناب کا یه خیال که مسلمان اپني تعداد کي ظاهر کرونگا که جناب بجائے مسلمانوں کے دو گروهوں میں مفارقت ڈالنے کے یه کوشش کریں تو مفید هو ده سب طبقے کے لوگ ملکر کام کریں اور به کار آمد هوں - اپنا وقت غصے اور سب و شتم کي بجاے ' حلم اور اخلاق محمدي (صلعم) پڑهنے میں آپ صرف فرمائیں ' تاکه امت محمد (صلی الله علیه وسلم) ملکر کام کرنا سیکهے -

بلاشبه مسلم لیگ موجوده شکل میں سخت بے کار جلسه هے ' مگر اسکا یه علاج نهیں هے جو جناب نے تجویز کیا هے ' اسطرح تو آپ ایک کار آمد گروه کو جدا کرکے مسلمانوں کے پولیٹکل اقتدار کو ایک دوسري طرح کا صدمه پهنچانے کي (ممکن هے که آپ اسکو محسوس نه کرتے هوں مگر) کوشش کر رهے هیں -

میں نے خود مسلم لیگ اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس سے اس وجهه سے علحدگي اختیار کرلي که میري راے میں یه جلسے پولیٹکل جلسے نهیں هیں - حتے که مدرسة العلوم کي ترقي فلت سے مشوش نه هوں ' اس جدید اصول کي بنا پر جواب رائم هوتا هے ' بالکل غیر قابل تسلیم هے - اگر مسلمانوں کي پولیٹکل اسٹیم جدا نه هوگي - اگر مسلمان اتحاد ثلاثه (یعني مسلمان ' هندو ' اور انگریز) سے کام لینا چاهیئے ' تو کیسے هو سکتا هے که جناب سر شبلي میل جول هندوؤں اور مسلمانوں میں [illegible] ' محرم ' اور عید - هولي - دیوالي پر جنگ [illegible] مگر ایسا پولیٹکل اتحاد نهی [illegible] بدقسمتي مسلمانوں کے [illegible] هندوؤں کے واسطے نهیں هے -

ان سطروں کے لکهنے میں اگر کوئي امر خلاف مزاج عالي هوا هو تو امید هے که معاف فرمائیگا - آپنا نهایت ناچیز خادم (نهیں بلکه مخدوم)

(جناب نواب حاجي) محمد اسمعیل خاں (صاحب زیدہ [illegible]

فکاهت

ام لیگ

— * —

لوگ کهتے هیں که آماده اصلاح هے لیگ * یه اگر سچ هے تو هم کو بهي کوئي جنگ نهیں
صیغهٔ راز سے کچهه کچهه یه بهنک آتي هے * که هم آهنگي احباب سے اب دنگ نهیں
فرق اتنا تو بظاهر نظر آتا هے ضرور * اب خوشامد کا هر اک بات میں وه رنگ نهیں
عرض مطلب میں زبان کچهه تو هے کهلتي جاتي * گرچه اب تک بهي حریفوں سے هم اهنگ نهیں
وه بهي اب نقد حکومت کو پرکهتے هیں ضرور * جن کو اب تک بهي تمیز کهر و سنگ نهیں
قوم میں پهونکتے رهتے تهے جو افسونِ وفا * اُن کي افسانه طرازي کا بهي وه ڈهنگ نهیں
وه بهي کهتے هیں که اس جنس وفا کي قیمت * جسقدر ملتي هے دره کي بهي همسنگ نهیں
آگے تهے حلقهٔ تقلید میں جو لوگ اسیر * سست رفتار تو اب بهي هیں مگر لنگ نهیں

* * *

آپ لبرل جو نهیں هیں تو بلا سے نه سهي * یاں کسي کو طلب افسر و اورنگ نهیں
کام کرنے کے بهت سے هیں جو کرنا چاهیں * اب بهي یه دایرهٔ سعي و عمل تنگ نهیں
سال میں یه، جو تماشا سا هوا کرتا هے * کام کرنے کا یه انداز نهیں ' ڈهنگ نهیں
کچهه تو نظم و نسق ملک میں بهي دیجیے دخل * شیوهٔ حق طلبي هے یه کوئي جنگ نهیں
کچهه نه کچهه نظم حکومت میں هے اصلاح ضرور * هم نه مانینگے که اس آئینه میں زنگ نهیں
کم سے کم حاکم اصلاح تو هوں اهل وطن * کیا هزاروں میں کوئي صاحب فرهنگ نهیں

(رصاف)

شئون عثمانیه

صوبۂ البانیه

— * —

جس کي اداري خود مختاري ترکی نے بصورت صلح تسليم کرليا هے

—(*)—

یه خطه جسکو هم (البانیه) کهتے هیں' قدیم زمانه میں (اپیرس) کهلاتا تها - (البانیه) اسکا نام قرون وسطي میں پڑا - اس میں معمولي زمین کے علاوه بهت سے پهاڑ بهي هیں - یه پهاڑ بهت بلند هیں ' جنمیں سے نهایت صاف و شفاف جهرنے اور آب شار جاري رهتے هیں - البانیه کے عام مناظر طبعي نهایت درجه نظر فریب و دلکش هیں - گذشته افسانوں میں عشق کے لیے یهیں کے معشوق انتخاب کئے جاتے تهے - یهاں کي عورتیں نهایت حسین ' شدید پاکدامن ' اور بے حد غیرتمند هوتی هیں -

یهاں کے باشندوں کو اهل یورپ البینین کهتے هیں' مگر ترک انکو (ارنا ؤط) اور انکے ملک کو (بلاد ارنا ؤط) کهتے هیں - خود البانی اپنے آپ کو نه (البانی) کهتے هیں اور نه (نا ؤط) بلکه اک اور نام سے موسوم کرتے هیں جسکا لفظي ترجمه (عقاب بر دار) هے -

بعض مورخین کا بیان هے' که البانی قوم اقوام یورپ میں قدیم ترین قوم هے' اس کا وجود تیس هزار سال سے هے - اپنی نسل کو غیر البانی خون سے محفوظ رکهنے میں اسکو بهت زیاده غلو هے - اور اسوقت تک اپني مافوق العادت سختي کي وجهه سے اسکي نسل ان تمام اقوام کے اختلاط سے محفوظ هے ' جو وقتاً فوقتاً اس کرهٔ ارض پر وجود پذیر هوئي هیں -

اسي عدم اختلاط کا یه اثر هے که اسکي زبان ' اسکے مراسم ' اور اسکا تمدن آج بهي ایک حد تک محفوظ هے -

گذشته صدیوں میں البانی قوم با شوکت و اقتدار تهي ' اور همیشه اپنے دشمن کے مقابله میں کامیاب رها کرتی تهی - مگر چونکه اسکو دیگر اقوام کے میل جول سے نهایت سخت پرهیز تها ' اور اپنے بزرگوں کے آثار و عادات کے محفوظ رکهنے میں نهایت سخت تعصب تها ' اسلیے گو ایک عرصه تک وه اپني حریت ' استقلال ' وطن ' زبان محفوظ رکهه سکي ' مگر ان ترقیوں سے مستفید نه هوسکي جو اسکے تمدن خاص کے بعد عام تمدن میں هوئیں -

البانی قوم جب وطن' سنگیني طبع' اور شجاعت میں مشهور هے' بلکه اسکي بهادري تو شجاعت کي حد سے نکل کے تهور کي حد تک پهنچگئي هے -

طبائع کي ذکارت ' خواهشوں کا اعتدال' اسپ سواري ' احترام قانوں ' رعایت حقوق ' مهمان نوازي ' جنگ پسندي ' بغاوت دوستي ' اس کے ممتاز خصائل هیں -

البانیوں نے پندرهویں صدي میں رشتهٔ وطنیت کے نام سے متحد هوکے ' اپنے استقلال و حریت کي محافظت کے لیے نهایت شجاعت و پامردي سے ترکوں کا مقابله کیا تها - سنه ١٤٤٣ع میں انکا سردار (جرجي کاستریوتي) ' جو اسکندربک کے نام سے مشهور تها' آل عثمان کے هاتهه میں ایک طویل مدت تک گرفتار رهنے کے بعد بهاگ گیا - اور جب اس کے پاس اسکے هم وطنوں کی ایک جماعت جمع هوگئي' تو وه انکو لیکے ترکوں پر حمله آور هوا اور (اوروا) اور چند دیگر مقامات پر قابض هوگیا - اسکے بعد اس نے سلطان (محمد) فاتح قسطنطنیه اور سلطان (مراد) چهارم کے مقابله میں اعلان جنگ کیا - ان معرکه آرائیوں کا یه اثر هوا که البانیوں نے اسکو اپنا حکمران تسلیم کر لیا -

وه اپنے بهادر البانی اعوان و انصار کو لیکے پهر ترکوں پر حمله آور هوا ' اور (اتیناپلیز) اور دیگر بیس بڑے بڑے معرکوں میں کامیاب هوا - سنه ١٤٦٧ع میں وه مرگیا ' اسکے مرنے کے بعد البانی سرداروں میں باهم نزاع و اتفاقي پیدا هوگئي ' جسکي وجه سے انکا شیرازه برهم هوگیا - ترکوں نے اس خانه جنگي سے فائده اٹها کے البانیه پر فوج کشي کي ' اور اسکو زیر نگین کر لیا - البانیه کے مفتوح هونے کے بعد باشندوں کا بڑا حصه (اقلي) چلا گیا اور وهیں سکونت پذیر هوگیا - جو اگ نهیں گئے ان میں سے کچهه مسلمان هوگئے اور کچهه اپنے آبائی مذهب پر قائم رهے ' لیکن ترکوں کي اس فتحیابي و تسخیر ملک سے اسکي شجاعت و بسالت میں ذرا بهي فرق نهیں آیا - وه اپني اسي خشونت ' بدویت ' اور استواري عزم پر قائم رهي -

البانیا کے بالائي و زیریں حصوں کے پهاڑي مقامات کے عیسائی باشندوں کو قریبا وهي حقوق حاصل تهے جو انکے هموطن مسلمانوں کو تهے' انیسویں صدي کے اوائل میں البانیه میں دو شخص پیدا هوے' جنمیں سے ایک کا نام (مصطفی پاشا اسقودري) اور دوسرے کا نام (علي طیبلن پاشائي) تها' انمیں سے ایک نے البانیا کے بالائی اور دوسرے نے زیرین حصے کو انتخاب کیا اور کوشش شروع کر دي - دونوں کو اپنے اپنے حلقه میں کامیابي هوئي ' تمام قبائل اور ادنی و اعلی انکے زیر اثر هوگئے - انکا احترام و نفوذ اسدرجه بڑهگیا که دولت عثمانیه کهٹکنے لگا ' اور اپنے اثر و اقتدار کے متعلق خوف پیدا هوگیا - جب ان دونوں شخصوں کو اپني دیرینه کوشش ' یعني عیسائیوں اور مسلمانوں کو باهم متحد کرنے میں کامیابی هوگئی تو سنه ١٨٢٠ع میں (علي پاشا) کے عام بغاوت بلند کیا ' باب عالي نے اسکي سرزنش کے لیے (خورشید پاشا) کو بهیجا - (خورشید پاشا) ١٨٢١ع تک محاصره کئے پڑا رها - جب (علي پاشا) کو گرفتار نه کر سکا ' تو مجبوراً اس نے تجویز کیا که (یانیا) کے باهر کسي مقام پر (علي پاشا) اس سے ملے اور صلح کي بابت گفتگو کرے ' (علي پاشا) حسب تجویز مقام مقرره پر آیا ' جب وه اطمینان سے بیٹهگیا ' تو (خورشید پاشا) نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا که (علي پاشا) کو قتل کردے ' چنانچه (علي پاشا) قتل کر دیا گیا -

علي پاشا کے قتل کے بعد باب عالي نے مصطفی پاشا کي قوت کا بهي کا خاتمه کر دیا ' لیکن باایں همه البانی تارکوں خود مختاري کے لیے کوشش کرتے رهے - اور ١٨٣٠ - و - ١٨٣٤ع میں پهر دولت عثمانیه کے مقابله میں علم بغاوت بلند کیا - سنه ١٨٧٩ ع میں برلن کانگریس نے جب یه طے کیا که البانیه کا ایک حصه جبل اسود و یانیا سے ملحق کر دیا جائے ' تو انمیں بر افروختگي پیدا هوگئي ' اور انهوں نے ایک عام جنگ برپا کر دي -

سنه ١٨٨٤ ع میں پهر دولت عثمانیه کے مقابله میں علم بغاوت بلند کیا گیا -

البانیه تعلیمگاهوں سے بالکل خالی تھا - دولت عثمانیه کے طرف سے اسکا کوئی انتظام نه تھا - یونانی چرچ کی مذهبی جماعت نے اس فرصت کو غنیمت سمجھکے انهیں یونانی زبان کی تعلیم دینا شروع کر دی ' یه دیکھکے اطالوی پاپاؤں نے بھی کیتھولک عیسائیوں کو اطالوی زبان کی تعلیم دینا شروع کی - چونکه البانیه اطالوی ممالک سے قریب تھا اور اُن میں اور البانیه میں تجارتی تعلقات بھی قائم تھے ' اسلیے البانیوں میں اطالوی زبان بہت رائج هوگئی - اسوقت اقوام یورپ کے مختلف تمدنوں میں سے اطالی تمدن کا اثر البانیا میں سب سے زیاده نمایاں هے -

استقلال البانیا

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانیهٔ مختلفه)

البانیا کو اسطرح کی خود مختاری ' جیسی که اسماعیل کمال بک چاهتا هے ' ملنا بہت بعید معلوم هوتا هے - اسکو صرف ایک خاص قسم کا انتظامی اختیار دیا جائیگا اور سلطان المعظم کے زیر سیادت ایک امیر متعین هوگا - باب عالی کوشش کریگا که اسمیں اور اس ریاست میں همیشه عمده تعلقات رهیں -

آج سے پہلے بھی کئی بار البانی رؤسا خلیل بک والی بیروت کے مکان پر جمع هوچکے هیں اور ایک ایسی البانی ریاست کا نظام ترکیبی بنا چکے هیں جسکی بنیاد دولت علیه کے ساتھه نہایت مستحکم ارتباط و تعلقات پر هو -

البانیه سے آئی هوئی خبروں سے معلوم هوتا هے که رعایا کے باشندوں کا بیشتر حصه یہی چاهتا هے - انکا خیال هے که انکو بالکل خود مختار سلطنت نہیں ملسکتی - اسکے علاوه رعایا کے مسلمان باشندے دولت عثمانیه سے قطع تعلق کرنا نہیں چاهتے -

البانیه کی ریاست کے امیدوار حسب ذیل اشخاص هیں -

(۱) امیر عبدالمجید افندی (شاهی خاندان کے ممبر هیں)

(۲) امیر عم خدیو مصر -

(۳) فرید پاشا رئیس الاعیان -

(۴) ابن فرید پاشا خسر خدیو مصر -

نامه نگار مذکور ایک دوسری چٹھی میں لکھتا هے :

اسماعیل کمال بک کی خود مختاری ' دولت عثمانیه سے بالکل علیحدگی کی فرمایش ' اور البانیه پر عثمانی امیر کی تقرری پر یورپی پرنس کے تعیین کو ترجیح ' اور اسی قسم کے اسماعیل کمال بک کے دیگر حرکات جو مشہور هوے هیں ' انکو نه البانی امراء مقیمین قسطنطنیه نے پسند کیا ' اور نه جمهور البانیوں نے ' بلکه اصالةً و نیابةً اسکے خلاف آواز بلند کی هے ' کیونکه البانیه میں دو ثلث سے زائد مسلمان آباد هیں اور خلافت اسلامیه سے قطع تعلق کرنا اپنے مصالح کے خلاف سمجھتے هیں - چنانچه البانی امراء نے غالب پاشا کے مکان پر ایک جلسه کیا ' جسمیں فرید پاشا دیوان خاص کے صدر مجلس اور عاکف پاشا ممبر دیوان خاص بھی شریک هوے - اس جلسه میں طے پایا که ' البانیه میں دولت عثمانیه کے مصالح کی تائید اور اسلامی سیاست و سیادت کی تقویت کو ملحوظ رکھتے هوے کی جائے " - حال میں اسماعیل کمال بک کا تار بھی صدر اعظم کے پاس آیا هے جسمیں مبہم الفاظ میں ظاهر کرتا هے که " دولت عثمانیه اور البانیوں میں کوئی شے حائل نہیں هے "

اس تار سے قیاس هوتا هے که اسماعیل کمال بک نے یه محسوس کر کے که "اکثریت (مجارتی) استقلال تام کے خلاف هے " کامل پاشا سے گفتگو شروع کی هے '

جو لوگ اس شخص کی ان حرکات سے واقف هیں ' جو یه سلطان سابق کے عہد سے لیکے زمانه دستور تک کرتا رها ' وه جانتے هیں که مصائب (روملی) کا سب سے بڑا سبب یہی شخص تھا -

سرویا و یونان سے اتحاد اور بلقان اور البانیه کی کامل خود مختاری کی بابت اسی نے گفتگو کی تھی اور مالیسوریوں کو بغاوت پر بھی اسی نے اماده کیا تھا -

ایک دفعه اس نے (دیبا) کے نامه نگار سے دوران گفتگو میں کہا : "تعجب هے که سروی البانیوں کو کیوں ذبح کر رهے هیں حالانکه سروی اور البانی دولت عثمانیه کی مخالفت میں متحد تھے" اسکا یه کہنا بالکل صحیح هے که البانی و سروی دولت عثمانیه کی مخالفت میں متحد تھے ' مگر یه بھی صحیح هے که اس اتحاد کا بانی اسماعیل کمال بک هی تھا - البانیوں کی دولت عثمانیه سے مخالفت کی وجه انجمن اتحاد و ترقی کی کارروائیاں بیان کیجاتی هے ' مگر یه غلط هے - درحقیقت کمال بے البانیوں کو دولت عثمانیه سے جنگ کرنے کے لیے تیار کر رها تھا ' اسکی بدیہی دلیل یه هے که اسوقت انجمن اتحاد و ترقی بر سر اقتدار نہیں هے ' لیکن پھربھی البانیوں کی مخالفت کا خاتمه نہیں هوا - اب تک اسماعیل کمال بک بالکل علحدگی کا طالب هے اور ایک مسلمان امیر کے بدلے ایک فرانسیسی ' انگریزی ' یا آسٹروی پرنس کو مقرر کرنا چاهتا هے -

الثواء جنگ سے قبل ایک آخری حمله

— * —

یک عثمانی نامه نگار ۹ دسمبر کو قسطنطنیه سے لکھتا هے :-

الثواء جنگ کے متعلق گفتگو جب قریب اختتام هوئی ' اور نمائندوں کو (ادرنه) کی سپردگی سے مایوسی هوگئی ' تو انهوں نے یه ارادہ کیا که الثواء سے پہلے (ادرنه) پر چند ایسے فیصله کن رفتم بخش حملے کردیں ' که الثواء جنگ هو تو (ادرنه) انکے هاتھه میں نظر آے ' کیونکه معرکه (ادرنه) تمام جنگ کا نصف حصه سمجھا جاتا هے اس ارادہ کی بنا پر بلغاریوں نے اپنی تمام آخری قوت صرف کر کے ایک سخت حمله کیا ' لیکن فوراً سخت نقصان کے ساتھه واپس کردیے گئے -

هم نے بلغاریوں کی اس آخری هزیمت کی خبر سنی تھی ' مگر تفصیل معلوم نه تھی اسلئے نہیں لکھی - کل کے اخباروں میں (ادرنه) کے آخری معرکے کی تفصیل سرکاری طور پر شائع کی گئی هے - یه بیحد طویل تار هے ' جو وزیر داخلیه کو آج سے ۵ دن پہلے (ادرنه) سے موصول هوا هے وه تار یه هے :

الثواء جنگ سے پہلے دشمن نے قلعه پر حمله کرنے کا ارادہ کیا - چنانچه کل رات کو ۹ بجے جنوب ' مشرق ' و مغرب کی طرف سے دشمن نے اپنے تمام پیادوں و توپخانوں کے ساتھه یک عام حمله کیا لیکن الحمد لله که هماری بہادر فوج نے نہایت شجاعت کے ساتھه ان پیہم حملوں کا مقابله کیا - اس دهشت انگیز جنگ میں جو ۶ گھنٹه تک جاری رهی دشمن کا بہت سخت نقصان هوا - شکست کھاکر مجبوراً پیچھے هٹ گیا ' اثناء جنگ میں دشمن نے شهر پر ۷۰ گولے بھی پھینکے تھے مگر شهر کا ذرا بھی نقصان نہیں هوا - اسی رات کی صبح تھی ' جبکه الثواء جنگ کا اعلان کیا گیا تھا -

یہ امر نہایت تعجب انگیز ہے کہ التوائے جنگ سے کسي قدر پہلے جبل اسود کي فوج ایک ایسي شکست کے بعد جسمیں انکا سخت نقصان ہوا (طربوش) اور (اشقودرہ) سے واپس گئي اور شاہ جبل اسود اپنے ہزاروں بچوں کے غم میں ماتمي کپڑے پہنے ہوے اپنے دراالامارت میں لوٹ آیا -

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اگر ہماري فوج کو غذا کي طرف سے اطمینان ہو جاے ' اور دو دو تین تین دن تک نے آب و دانہ نہ لڑنا پڑے ' تو اسے شکست کا خوف نہیں ہے - اسکي ایک روشن دلیل یہ ہے کہ (ساتز) میں ایک ہزار عثماني ۴ ہزار یونانیوں سے مقابلہ کر رہے ہیں اور لطف یہ کہ یہ یوناني جنگي بیڑے کي پشت پناہي میں ہیں ' اور انکے ساتھہ ہي جزیرے کے یونانیوں کي بھي ایک تعداد کثیر موجود ہے -

کامل پاشا اور انگلستان

— * —

المويد لکھتا ہے :—

" سیاسی حالات و نیز نامہ نگاران اخبارات کے ساتھہ کامل پاشا کي گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل پاشا کو انگلستان سے مدد (جسکي اسکو قوي امید تھي) نہیں ملي - کیونکہ انگلستان نے بلقان کي طرف میلان ظاہر کیا ' اور دولت عثمانیہ کي اسوقت تک بالکل مدد نہیں کي " آگے چلکے لکھتا ہے " اگر انگلستان نے کامل پاشا کو چھوڑ دیا ہے اور گفتگوے صلح میں بقدر طاقت مدد نہیں کي ہے ' تو انگلستان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مشرق میں اپنے تمام دوست کھو دیگا ' اور ایک ایسے شخص کے ساتھہ اسکے برتاؤ کي یہ مثال جس کي سال گذشتہ شاہ انگلستان نے اسقدر عزت افزائي کي تھي ' ارباب عقل کے لئے عبرت آموز ہوگي "

انگریزي اخبارات کي موجودہ ہمدردي ایک دام تزویر ہے

— * —

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات کا جو لب و لہجہ تھا و اخبار بین دنیا کو معلوم ہے - انگریزي اخبار عام طور پر لکھتے تھے کہ " اسلام میں کوئي خوبي نہیں اور نہ اس سے کسي قسم کي نیکي کي امید رکھنا چاہیے " - (پال مال گزٹ) نے تو صاف صاف لکھدیا تھا " ہماري آرزو ہے کہ اپنے مذہبي بھائي بلقاني عیسائیوں کو دیکھیں کہ وہ یورپ کو اسیطرح مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جسطرح ہمارے اور انکے بھائي اناطولي عیسائیوں نے اناطولیا کو مسلمانوں سے پاک کر دیا تھا " لیکن اب وہي انگریزي اخبار مسلمانوں سے ہمدردي اور بلقانیوں کي ظالمانہ حرکات پر اظہار نفرت کر رہے ہیں - ایک مشہور عثماني اہل قلم اس غیر معمولی تغیر کے متعلق لکھتا ہے :

" انگریزي اخبارات باوجود اس میلان کے جو وہ اثناء جنگ میں بلقان کي طرف ظاہر کر چکے ہیں ' آج بلقان کے ان وحشیانہ حرکات سے چیخ رہے ہیں جنھوں نے قرون وسطي کي صلیبي جنگ کو پھر لوٹا دیا ہے ' لیکن انگریزي اخبارات کي یہ چیخ پکار اسلیے نہیں ہے کہ وہ اسلام کے دوست ہیں ' بلکہ اسلیے کہ ان کو خوف پیدا ہوگیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ان واقعات کي وجہ سے مسلمانوں میں اتحاد و ہمدردي بڑھجائے ' اور دول یورپ خصوصاً انگلستان کے خلاف ایک عام جوش پیدا ہو جائے "

ہم اسکے متعلق کچھہ کہنا نہیں چاہتے ' ناظرین فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اس عثماني اہل قلم کي یہ تعلیل کہاں تک صحیح ہے ؟

مظالم یونان

— * —

گذشتہ نمبروں میں ہم نہایت تفصیل سے وہ مظالم بیان کرچکے ہیں ' جو بلغاریوں نے اپنے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں پر کیے ہیں - اس ہفتہ کي ڈاک میں مظالم بلغاریا کے سلسلہ میں صرف ایک واقعہ آرہا ہے کہ جزیرہ نماے (کلدیسہ) میں پانچسو مسلمان گولیوں سے شہید کئے گئے - لیکن بلغاریا کے بدلے یونان کے نہایت گریہ انگیز و دلدوز مظالم کي ایک فہرست درج ہے جس کا اقتباس ہم شائع کرتے ہیں - اور اسلام فروش پرستاران یورپ سے پوچھتے ہیں کہ یورپ کے امن پسندوں ' انسانیت پرستوں ' عدل پروروں ' اور اسلام نوازوں کے جم غفیر میں سے آج کوئي بھي اٹھا کہ ان بیکس مسلمانوں کو خونخوار مسیحي درندوں کے پنجوں سے نکالے ؟ مسلمانوں بلکہ دنیا کي تمام قوموں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یورپ کے رحم و انسانیت اور انصاف و عدل سے صرف دو شخص فائدہ اٹھا سکتے ہیں ' ایک عیسائي اور دوسرا وہ شخص ' جس کے ہاتھہ میں ناممکن التسخیر تلوار ہو اور بس -

یہ بالکل قطعي امر ہے کہ اگر ترکوں کے ہاتھہ میں انکي تلوار نہ ہوتي تو آج سے بہت پہلے ایران کي طرح انکي آزادي کا بھي خاتمہ کر دیا گیا ہوتا -

جامع (یعقوب پاشا) میں مسلمان نماز جمعہ پڑھرہے تھے کہ یوناني درندوں کي ایک جماعت نے انکو گھیر لیا اور نمازیوں کے کپڑے ' گھڑیاں ' نقد ' جوتے وغیرہ لوٹنا شروع کردیے ' نمازیوں میں سے جس نے انکا مقابلہ کیا سخت و شدید بے رحمي سے زخمي کیا گیا -

یوناني فوج کي ایک ٹولي کنیسہ (ایاترہ) سے آرہي تھي - محلہ (حمیدیہ) میں اسکو کچھہ مسلمان خاتونیں ملیں - ان سفاکوں نے صحراني درندوں کي طرح ناقابل بیان سختي کے ساتھہ ان پر حملہ کیا ' انکي چادریں چاک کر ڈالیں - کانوں سے بالیاں نہایت بے دردي سے کھینچکے اتارلیں اور اسقدر مارا کہ سب خون آلود ہوگئیں - انمیں سے ایک خاتون مارے دہشت کے بیہوش ہوگئي تھي مگر باقي خاتونوں نے چیخنا شروع کردیا - فوج کے لوگ پھر رہے تھے وہ آواز سنکے دوڑے ' انکو دیکھتےھي یوناني غارتگر بھاگ گئے ' جو خاتون بیہوش ہوگئي تھي وہ گھر لائي گئي - مگر وہ اسقدر ڈر گئي تھي کہ جان بر نہ ہو سکي -

یونانیوں نے زندہ مسلمان مردوں اور عورتوں پر جسقدر ستمرانیاں کي تھیں ان سے انکے جذبہ انتقام پسندي کي تشفي نہیں ہوئي - یہ وحشي چند مقبروں میں گھس گئے - وہاں سنگ مرمر کي چند قبریں تھیں ' جن پر طلائي حروف میں کچھہ عبارتیں کندہ تھیں - ان اشقیاء نے اپنے پھاوڑوں سے ان تمام قبروں کو بالکل منہدم کر دیا - مگر اس سے بھي انکي کینہ کش طبیعتوں کي تسلي نہیں ہوئي اور مردہ جانوروں کي لاشیں لاے اور ان سے قبروں کو پاٹ دیا -

سلانیک کے مسلمانوں نے گرفتاري کا سامان جمع کر لیا تھا ' مگر یوناني فوج نے داخل ہوتے ہي تمام گوداموں پر قبضہ کر لیا - جن روٹي کي دوکانوں سے مسلمان روٹیاں خریدا کرتے تھے انکے دروازوں پر یہ لکھدیا کہ " یہ صرف فوج کے لیے ہیں " - جب عام مسلمان بھوکے مرنے لگے تو چند خدا ترس و رحمدل دولتمندوں نے اپنے خرچ سے ایک دکان مسلمانوں کے لیے کھلوادي - یونانیوں کو جب اسکي خبر ہوئي تو وہ رات کو بڑے بڑے تھیلے لیکے اس دکان پر گئے اور جسقدر روٹیاں وہاں تھیں سب انمیں بھر کے لے آے -

RE-PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

یورپین ترکی اور ریاست هاے بلقان

— * —

فرهنگ بعض الفاظ عربیه

— * —

(آستانه)	قسطنطنیه
(ادرنه)	ایدریا نوپل
(بحر مرمرا)	مار موزا
(بحر ابیجه)	إیجین سي (جس میں جزائر سلامس وغیرہ واقع ھیں)
(نهر الدانوب)	دریاے ڈینیوب (جو کسي وقت ترکي روسي سرحد تھا)
(النمسا والمجر)	آسٹریا ھنگري
(البوسنه والهرسك)	بوسینیا ' ھرزیگونیا
(الجبل الاسود)	مانٹي نیگرو
(ایطالیا)	ایتنھس دار الحکومت یونان .
(سكك حدید)	یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹي جدول ' جو ترکي حدود حکومت کو ریاست هاے بلقان ویونان سے علحدہ کرتي ھے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ھے ' اور اصل نقشے کا بجنسہ عکس ھے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکتبی بالہ الملک العلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

کلکتہ: چہارشنبہ ٦ صفر ١٣٣١ ہجری
Calcutta: Wednesday January 15, 1913

نمبر ۲

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدهلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغرافی
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ۲ — کلکته: چهارشنبه ٦ صفر ۱۳۳۱ هجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, January 15, 1913

فهرس

شذرات ۲
هفته جنگ
یالیت قومي یعلمون!
مقاله افتتاحیه ۴
خاتمهٔ جلد جدید (۲)
مقالات
تاریخ عمران عربي کا ایک صفحه ۸
مراسلات
الهلال روزانه ۱۱
ترکي کا وزیر خارجیه
عرضداشت
فکاهات
مسلم یونیورسٹي ڈیپوٹیشن
شئون عثمانیه
جنگ بلقان اور دول یورپ کے تعلقا موجوده ۱۳
جنگ بلقان کے حوادث و واقعات پر ایک نظر ۱۴

تصویر

البطل العظیم: غازي انور پاشا — صفحه خاص

الهلال جلد اول

الهلال کي پهلي مکمل جلد جس میں جولائي سے دسمبر تک کے تمام پرچے به ترتیب موجود هیں، اور ابتدا میں مفصل فهرست مضامین و تصاویر اور علحده ٹائٹل پیج بڑھا دیا گیا هے - اب بالکل طیار هے - جلد خوشنما والیتي کپڑے کي هے اور اسپر «الهلال» کا بلاک طلائي حرفوں میں منقش هے - قیمت ۸ روپیه-

صرف ۳۰ مکمل جلدیں دفتر میں باقی رهگئي هیں - باقي متفرق پرچے هیں - البته نمبر (۱۳) سے (۲۴) تک کي سه ماهي جلد علحده اور مکمل بهیجي جاسکتي هے -

شذرات

هفتهٔ جنگ

اس وقت تک ٹرکي کے طرف سے ایڈریا نوپل کي حوالگي کے انکار میں پوري استقامت کا اظهار هو رها هے - ۱۳ - کي تار برقي هے که حکومت نے مسئلهٔ صلح و جنگ کو ایک بهت بڑي قومي مجلس کے حواله کردینے کا فیصله کر لیا هے - جسکو سلطان المعظم منعقد کرینگے -

صلح کانفرنس کا بظاهر عملاً خاتمه هو گیا هے مگر وکلا ابتک لندن میں مقیم هیں - اگر یه سچ هے که بلغاریا دوباره جنگ کے جاري کرنے کیلیے پوري استعداد رکھتي هے تو باوجود فیصله کن راے دیدینے کے بار بار کیوں خود هي مهلت کو طول دیتي هے، اور اپنے وکلا کو لندن سے بلا نهیں لیتی ؟

اصل یه هے که بلغاریا کي قوت کا اسي دن خاتمه هوگیا تها، جس دن اس نے قرق کلیسا پر اپنے تئیں فنا کرکے قبضه کیا تها - یورپ نے دیکها که اب اگر ترکوں کو جنگ کي مهلت ملي تو صلیبي مقاصد کے حصول کي فرصت هاتهه سے نکل جاے گي، پس جس کو رسید کیلیے وه اس وقت میدان جنگ کو موزوں نهیں سمجهتا هے، اسکا حمله صلح کے دباؤ سے کرنا چاهتا هے - اب اگر بلغاریا تهریس کے میدانوں میں ترکي کو شکست نهیں دیسکتي تو کیا مضائقه هے، کیونکه لندن اور روس کي وزارت خانه خارجه سے صلح کے سازشي دباو کے ذریعه، پوري شکست دي جا سکتي هے !

ایک دوسرا تار لندن کے عثماني حلقوں کا یه خیال نقل کرتا هے که " ایڈریا نوپل کا چهوڑنا ممکن نهیں - اور ترکي کا فیصله اب اس وقت خود بخود معلوم هو جائے گا جب عثماني وکلا لندن چهوڑ دینگے -

مشهور مجرم سیاست اهل قلم: مسٹر (بلنٹ) نے اپنے مضمون میں جو خیالات ظاهر کیے تهے، وه حرف بحرف پورے هو رهے هیں، انهوں نے لکها تها که " آخر میں سر ایڈورڈ گرے باتفاق ایم سازانوف ترکي پر دباو ڈالیں گے که بلقانیوں کو سب کچهه سپرد کر کے صلح کرلیے " اور اب دول یورپ نے دباؤ ڈالنا شروع کردیا هے اور انگلستان اور روس اس صلیبي دباؤ کے اصلي هیرو هیں -

(بقیه مضمون صفحه ۴ پر)

یا ایها قومي یعاهدون !!

یا ایها الذین امنوا ! لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض، ومن یتولهم منکم فانه منهم، ان الله لا یهدي القوم الظالمین -

فتري الذین في قلوبهم مرض یسارعون فیهم، یقولون نخشی ان تصیبنا دایرة، فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده، فیصبحوا علی ما اسروا في انفسهم نادمین -

مسلمانو ! (ان) یہود اور نصارا کو (جو اسلام کے خلاف جنگ پر متفق هو جائیں) اپنا دوست نه بناؤ ! یه لوگ تمهارے مٹانے کیلئے اپني سازشوں میں ایک دوسرے کے مددگار اور دوست هیں - اور اگر تم میں سے کوئي (با وجود اسلام کی مخالفت کے) انکو اپنا دوست بنائےگا ، تو یقیناً الله کے نزدیک اسکا بهي شمار انهي دشمنان دین و حق میں هوگا ، کیونکه الله تعالی ایسے ظالم اور نافرمانوں کو راه راست نهیں دکهلاتا -

جن لوگوں کے دلوں میں اسلام فروشي اور نفاق طینتي کا روگ هے، تم دیکهو گے که وه ان لوگوں کو اپنا دوست بنانے میں بڑي جلدي کر رهے هیں ، اور کهتے هیں که هم کو اس بات کا ڈر لگا هوا هے که کهیں ایسا نه هو که بیٹهے بٹهاے هم کسي مصیبت کے پهیر میں آجائیں - سو کچهه عجب نهیں که عنقریب الله تعالی تم کو کوئي کامیابي عطا کرے ، یا کوئي اور غیبي امر ظاهر هو اور اسوقت یه لوگ اس نفاق پر، جو اپنے دلوں میں چهپاے هوئے هیں ، پشیمان هوں -

— * —

والصافات صفاً ، فالزاجرات زجراً ، فالتالیات ذکرا (۱) که مهلتوں کا خاتمه ، فرصتوں کا وقت آخر ، همتوں کا امتحان ، اور سعی و جهد کے انتهاي لمحے درپیش هیں - فالوقت ضیق ، والخطب شدید - ولا هواء رغبات ، و للوسائس سلطان - فباي حدیث بعدها یومنون ؟

میں وه صور کهانسے لاؤں ، جسکي اواز چالیس کروڑ دلوں کو خواب غفلت سے بیدار کر دے ؟ میں اپنے هاتهوں میں وه قوت کیسے پیدا کروں ، جسکي سینه کوبي کے شور سے سرگشتگان خواب موت اور هشیار هوجائیں ؟ آه ! کهاں هیں وه انکهیں جنکو درد ملت میں خونباری کا دعوا هے ؟ کهاں هیں وه دل ، جنکو زوال ملت کے زخموں پر ناز هے ؟ کهاں هیں وه جگر ، جو آتش غیرت و حمیت کي سوزش کے اذت آشنا هیں ؟ اور پهر آه ! کهاں هیں اس برهم شده انجمن کے ماتم گسار ، اس برباد شده قافلے کے نالہ سار ، اس صف ماتم کے فعال سنج ، اور اس کشتي طوفاني کے مایوس مسافر ، جنکی موت و حیات کے آخري لمحے جلد جلد گذر رهے هیں ، اور وه بے خبر هیں ، یا خاموش - روتے هیں ، یا مایوسي سے چپ و راست نگراں ، مگر نه انکے هاتهوں میں اضطراب هے اور نه پاؤں میں حرکت - نه همتوں میں اقدام هے ، اور نه ارادوں میں عمل کا زاویه - دشمن شهر کے دروازوں کو توڑ رهے هیں ، اور اهل شهر رونے میں مصروف هیں ڈاکوؤں نے قفل توڑ دیے هیں اور گهر والے سوتے بهي نهیں ، مگر اب تک انکهه ملنے کی مهلت نهیں ملي هے - جب کسي کے گهر میں آگ لگتي هے تو محله کے دوست دشمن ، سبهي پاني کیلئے دوڑتے هیں ، لیکن اے رونے کو همت اور مایوسي کو زندگی سمجهنے والو ! یه کیا هے که تمهارے گهر میں آگ لگ چکي هے ، هوا تیز هے ، اور شعلوں کي بهڑک سخت ، مگر تم میں سے کوئي نهیں جسکے هاتهه میں پاني هو ! پهر اگر اسي وقت کے منتظر هے ، تو کیا نهیں سنتے که وه وقت آگیا هے ؟ اگر تم کشتی کے ڈوبنے کا انتظار کر رهے تهے ، تو کیا نهیں دیکهتے که اب اس میں دیر نهیں ؟ اور آه مسلمانوں کے عروج و زوال کي سیزده صد ساله کشتي ، جو بارها ڈوبي ، اور بارها اچهلي ، اور نهیں معلوم که اب ڈوبنے کے بعد همیشه کیلیے سطح عالم سے ناپید هو جاتي هے ، یا اسکے ٹوٹے هوے تختے ، اور تار تار بادبان ے ٹکرے سمندر کي موجوں کا چند گهنٹے اور مقابله کرتے هیں !

درکار ماست نالہ و ما در هوا ے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

(۱) قسم هے مجاهدین کے ان گهوڑوں کي ، جو دشمنوں سے لڑنے کیلیے صف بسته کهڑے هوے هیں - پهر اپنے گهوڑوں کو زور سے للکارتے اور دشمنوں پر حمله کرتے هیں ، اور پهر جب لڑائي سے فارغ هو جاتے هیں تو ذکر الهي اور تلاوت قرآن میں مصروف هو جاتے هیں (۱ : ۳۷)

فکاین من قریة اهلکناها وهي ظالمة فهي خاویة علی عروشها وبئر معطلة وقصر مشید - افلم یسیروا في الارض فتکون لهم قلوب یعقلون بها او اذان یسمعون بها ، فانها لا تعمي الابصار ولکن تعمي القلوب التي في الصدور (۲۲ : ۴۴)

پهر انسانوں کي کتني هي آبادیاں هیں جنکو انکي غفلت و بد اعمالي کي پاداش میں هم نے هلاک کردیا ، پس اب وه ایسي اجڑي پڑي هیں که انکي دیواریں اپني چهتوں پر گري پڑتي هیں ، انکے لبریز کنویں بیکار هو رهے هیں ، اور بڑي بڑي عمارتوں کے معطل مکینوں سے خالي هیں ! پهر کیا لوگ زمین پر چلتے پهرتے نهیں اور قوموں کے عروج و زوال کي نشانیوں کو دیکهتے نهیں ؟ اگر دیکهتے تو انکے دل سوچنے والے هوتے اور کان سننے والے ، اور جب تباهي کا وقت قریب آجاتا هے تو قوموں کي انکهیں اندهي نهیں هو جاتیں ، بلکه وه دل اندهے هو جاتے هیں ، جو سینوں کے اندر چهپے هوے هیں !!

یا للعار !!

اگر هم کو مٹنا هي هے تو اسکا کوئي شکوه نهیں - روما الکبرا اور بابل و نینوا کي عظیم الشان قومیں جهاں آباد تهیں ، وهاں اج خاک کے تودے اور ٹوٹي هوئي دیواروں کے کهنڈر بهي سیاحوں کو بڑي جستجو سے ملتے هیں - هم نے تیره سو برس تک دنیا میں حکمراني کي هے ، اور مغرب و مشرق اگر همارے بعد همکو بهلانا نه چاهے تو مدتوں همارے افسانۂ حیات و ممات کو دهرا سکتا هے ، لیکن غم هے تو اسکا هے که موت دونوں کو آني هے - سپاهي کو میدان جنگ میں ، اور مجرم کو سولي کے تختے پر - پهلي وه عزت کي موت هے جس پر ذلت کي هزاروں زندگیاں قربان ، اور دوسري وه ذلت کي موت هے ، جسکے بعد انساني روح کیلئے اور کوئي ذلت نهیں - اگر یورپ نے هم سے آخري انتقام لینے کا فیصله کر لیا هے تو کاش همارے سینے پر گولي لگتي ، لیکن همارے گلے میں پهندا نه ڈالا جاتا !

صلیب پرست قوم ، اسلام کو مصلوب کرنا چاهتي هے

الله الله ! انقلاب و حوادث کي کیا نیرنگي هے ! جس قوم کي ابتدا دنیا میں سولي کے تختے سے هوئي هے ، جسکي هستي دنیا میں اس طرح شروع هوئي هے که بت پرست رومیوں کے حکم اور یهودیوں کي خواهش سے اسکے خدا کو سولي کے تختے پر لٹکا دیا گیا تها اور اسکے هتیلیوں اور تلوؤں کو تختے سے لگانے بڑي بڑي میخیں ٹهونکدي گئیں تهي - اگرچه وه بزدلي کي شدت سے بہت چیختا رها تها که " خدایا موت کے پیالے کو میرے لبوں سے هٹا لے " پر اسکو سولي پر چڑهنا تها ، اور بے رحم چڑهانے والوں نے چڑها کر چهوڑا -

جس قوم کي عزت کا پہلا دن يہ تھا کہ اسکا خدا تين دن تک سولي کي لعنت ميں گرفتار رہا ' کيونکہ (تورات) ميں لکھا ہے کہ " جو کاٹھ پر چڑھا وہ ملعون ہوا " - آج وہي قوم ' سولي کے تختے کو پوجنے والي قوم ' ايک مصلوب لاش کي پرستش کرنے والي قوم ' اس قوم کو ميدان جنگ کي تلوار سے ہلاک کرنے کي جگہہ ' سازش گاہ صلح ميں پھانسي دينا چاہتي ہے جس کا سب سے بڑا جرم يہ بيان کيا جاتا ہے کہ اس کے باني نے دنيا ميں ظاہر ہوکر اپنے تئيں مسيح کي طرح سولي پر نہيں چڑھايا ' بلکہ تلوار کے زور سے اپنے دين کي اشاعت کي ! و تلک الايام نداولها بين الناس -

توحيد اور تثليث کا باہمي سلوک

مسيحيت سے ہمارا معاملہ آج ہي شروع نہيں ہوتا ' بلکہ يہ ميدان صديوں سے گرم ہے - ليکن آج ہم کو سر جھکا کر اعتراف کر لينا چاہيے کہ اس نے ہمکو پوري شکست دي ہے - يہوديوں نے اسکے خدا پر " ولدالزنا " ہونے کي تہمت لگائي تھي اور اسکي ماں کي عصمت پر بٹہ لگايا تھا - ہم نے دنيا ميں آتے ہي اسکو اس شرمناک ذلت سے نجات دلائي اور کہا کہ :

و قولهم علي مريم بهتانا عظيما (۴ : ۱۵۵) — اور يہوديوں کا حضرت مريم کي نسبت قول ايک بہت بڑا بہتان ہے -

ليکن آج تمام مسيحي دنيا ہم پر وحشت و خونريزي اور قتل و فساد کا بہتان لگانے ميں کامياب ہو رہي ہے - ہم نے روز اول سے انکے معبدوں اور گرجوں کي حفاظت کو اپني مسجدوں کي حفاظت سے کم نہ سمجھا اور ايک مرتبہ دمشق کي مسجد کي تعميرشدہ زمين دےدي تاکہ اسپر گرجا بنايا جاے ' ليکن آج طرابلس اور نہالي پولي کي مسجدوں کے محراب و منبر بھي صليب پرستوں کے حملہ آور بموں سے محفوظ نہيں ہيں ' اور مشہد کي مسجد گوہر شاہ کا نصف گنبد توپوں کي گولا باري سے گرا ديا گيا ہے - ہم نے اٹھہ سو برس تک اسپين ميں عيسائيوں کو آستين ميں بٹھاکر دودہ پلايا ' انہوں نے صحن مسجد ميں آکر پيغمبر اسلام کو گالياں دين مگر ہم نے انکو انکي سرزمين کي راحت سے محروم نہيں کيا ' ليکن آج وہ ہم کو يورپ سے جلا وطن کرنے کي سازش ميں فتح ياب ہوگئے ہيں ' اور عنقريب خود دنيا کے صفحہ ہي سے مٹا دينے کا ارادہ کررہے ہيں - ہاں يہ سچ ہے کہ ہم نے بغداد کے دربار عظمت و جلال ميں " سنگ رومي " (۱) کے منہہ پر تھوکا تھا ' اور يہ بھي غلط نہيں کہ ايک سو برس اُدھر تک عثماني وزير اعظم کي زبان ميں روس اور استريا کے پادشاہوں کو ياد کرنے کيلئے سب سے بڑي عزت يہ تھي کہ " وہ ہمارے اچھے کتے ہيں " - ليکن پھر اس سے کيا ہوتا ہے ' کيونکہ آج يورپ کا ہر مسيحي کتوں کو اپني گود ميں بٹھاکر پيار کرتا ہے ' ليکن ہمارے سروں کيليے اسکے پاس سب سے بڑي عزت بوٹ کي ٹھوکر ہي ميں ہے - يقيناً ہم نے آٹھہ صليبي حملوں ميں عيسائيوں کے سروں کو کچلا ' اور يروشليم کے مقدس " بيت اللحم " پر انکو قابض ہونے نہيں ديا ' ليکن اسکا ذکر بھي اب بے فائدہ ہے - کيونکہ آج تو وہ دن ہے کہ اگر غفلتوں اور بے سود فخر سنجيوں کا يہي حال رہا ' تو قريب ہے کہ ہماري عزت و حيات کي آخري متاع يعني " مرقد مطہرۂ رسول اللہ " اور " بيت مقدس خليل اللہ " کي طرف بھي اسکي توپوں کے دہانے کھولديے جائيں گے ' اور (جدہ) اور (ينبوع) کے ساحلوں پر يورپ کے آہن پوش دريدنات لنگر انداز نظر آئيں گے ! ويا ليتني مت قبل هذا ' و کنت نسيا منسيا ! (۱۹ : ۲۳)

خاندان اسلام کا سب سے بڑا گھرانا

ہندوستان کے مسلمانوں نے خواہ کتنا ہي اپنے تئيں ذليل و بے توقع سمجھہ ليا ہو ' اور خواہ داخلي اور خارجي شياطين کي وسوسہ اندازيوں نے کتنا ہي انکو مطمئن اور مجبور ہونے کا يقين دلا ديا ہو ' ليکن انکو ياد رکھنا چاہيے کہ انکي تعداد سات کروڑ سے متجاوز ہے ' اور وہ آج دنيا اسلام کي سب سے بڑي تعداد ہيں ' جو زمين کے کسي ايک ٹکڑے ميں آباد ہے - انکو ايوان حکومت سے نکلے ہوے ابھي زيادہ زمانہ نہيں گذرا ہے ' اور باوجود ہر طرح کے تنزل کے اب بھي وہ دولت اور تعليم اور علي الخصوص نئي بيداري اور اپنے مصائب کے محسوس کرنے ميں اُن مقامات کے مسلمانوں سے بھي نسبة بہتر حالت رکھتے ہيں ' جہاں ابتک اسلامي حکومت باقي ہے - اسليے اگر آج حفظ کلمۂ توحيد ' و بقاء بلاد مقدسہ ' و قيام شعار و ناموس شريعت اسلاميہ کي سب سے زيادہ ذمہ داري ترکوں کے ذمے ہے ' کيونکہ انکے ہاتھہ ميں تلوار ہے ' تو يقين کيجئے کہ مسلمانان ہند کے ذمے بھي انسے کم نہيں ہے ' کيونکہ انکي تعداد تمام دنيا کي اسلامي آبادي ميں سب سے زيادہ ہے ' اور جس مصائب اور ذرائع اعانت کے حصول کے لحاظ سے وہ تمام دنيا کے مسلمانوں ميں درجۂ امتياز رکھتے ہيں -

پس اسلام کيليے مستقبل ميں جو کچھہ ہونے والا ہے ' ضرور ہے کہ مسلمانان ہند اسميں اپنا پورا حصہ ليں ' اور ايک لمحہ کيليے بھي اس وسوسۂ ابليس سے فريب نہ کھائيں کہ وہ بالکل بے دست و پا ہيں اور کچھہ نہيں کرسکتے -

يقيناً تم کچھہ نہيں کرسکتے ' اگر تم ايسا سمجھتے ہو تو کچھہ نہيں کر سکوگے - دنيا ميں ہميشہ دو ہي خيال دماغوں ميں پيدا ہوے ہيں - بعضوں نے سمجھا کہ کچھہ نہيں کرسکيں گے ' اور بعضوں نے خيال کيا کہ اگر کرنا چاہيں گے تو سب کچھہ کرليں گے - پہلے خيال کا نتيجہ يہي نکلا کہ کچھہ نہوا - ليکن دوسرے خيال نے چٹيل ميدانوں کو ايوان و محل ' ويران جنگلوں کو آباد و شاداب ' دريا کو خشک ميدان ' پہاڑوں کو سطح زمين ' غاروں کو ازلہ ' ايک گڈريے کو صاحب تاج و تخت ' اور ايک مردہ قوم کو زندہ و قائم کرديا ! فاعتبروا و تفکروا ايها المسلمون الغافلون ! ولاتکونوا کالذين نسوا الله ' فانساهم انفسهم ' اولئک هم الخاسرون ! !

البتہ استقامت شرط راہ ' و دليل وصول بارگاہ ہے :

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا ' فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون (۴۶ : ۱۲) — جن لوگوں نے اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ' اور اپنے اندر استقامت پيدا کرلي ' تو پھر نہ تو انکے ليے کسي طرح کا خوف ہے اور نہ کسي ناکامي و نامرادي کا غم !

انفروا خفافا و ثقالا ! !

آپ کہيں گے کہ مسلمانوں نے ان چند مہينوں کے اندر کس قدر جوش و اضطراب کا اظہار کيا اور کس مستعدي سے لاکھوں روپيہ ترکي کي اعانت ميں فراہم کرليا - اس سے زيادہ اور انکے بس ميں کيا ہے ؟

ليکن ميں کہونگا کہ بس ميں تو سب کچھہ ہے ' بشرطيکہ وہ اپني قوت کا اندازہ کريں ' کلمۂ توحيد کي حفاظت کيلئے اٹھہ کھڑے ہوں ' اور اپنے نفس کے مقابلے ميں اللہ اور اسکے رسول کي محبت کو ترجيح ديں - يقيناً وہ ٹيس جو درد اسلامي کي انہوں نے اپنے دل ميں پيدا کي ' نہايت قيمتي ہے - وہ اضطراب و ہيجان جو انہوں نے اس وقت تک ظاہر کيا ' اس عالم ياس ميں بھي اميد کا پيام ہے ' اور روپيہ کي فراہمي بھي ايک اولين جہاد مالي تھا ' جس سے وہ غافل نہ رہے ' ليکن ميرا سوال يہ نہيں ہے کہ انہوں نے کيا کچھہ کيا ؟ بلکہ ميں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھہ کرسکتے تھے ' وہ کيا يا نہيں ؟ روپيہ بھيجکر آپ زخمي ترکوں کي مرہم پٹي کا ضرور سامان کرسکتے ہيں ' ليکن اُس تلوار کے حملے کي قوت

(۱) ہارون رشيد نے قيصر روم کو ايک خط ميں کلب الروم کہکر مخاطب کيا تھا

پر ترکچھہ بھی اثر نہیں ڈال سکتے جو نئے نئے زخم پیدا کر رہے ہے !
جوش و اضطراب بنیاد کار ہے' لیکن پھر صرف آنسو بہا کر ترکسی
فوج نے ملک فتح نہیں کیا ہے ! یقین کیجیے کہ تمام مسیحی
یورپ اب اسلام کے فنا کردینے کیلیے آخری اتفاق کرچکا ہے اور
عرضداشتوں اور رزولیشنوں سے دنیا میں کبھی کام نہیں نکلے ہیں -

او لین کار

پس اگر مسلمانان ہند اس وقت اپنی قوت سے کوئی نتیجہ
خیز کام لینا چاہتے ہیں تو برائے خدا حالت کی نزاکت کو محسوس
کریں اور میدان کار میں چند قدم آگے بڑھالیں - اس سلسلے میں
پہلا کام انکا یہ ہے کہ حتی الامکان تمام یورپین مال تجارت
اور مصنوعات کو بائکاٹ کر دیں - در حقیقت موجودہ
جنگ ابتدا سے یورپ کی درپردہ متفقہ جنگ تھی ' مگر ابتو
بالکل ایک کھلا یورپین اتحادی حملہ ہے' جو اسلام کے مقابلے
میں شروع کر دیا گیا ہے " اور تمام دول متفقہ طور پر
ترکی کو ایدریا نوپل حوالہ کر دینے کیلیے مجبور کر رہی ہیں - پس
اب بارجود اس حالت کے' جو مسلمان یورپ کی تجارت اور مصنوعات کو
خریدتا اور استعمال کرتا ہے ' وہ گویا دشمنان اسلام و توحید کی کھلی
اعانت کرتا ہے - شریعت حقۂ اسلامیہ نے ہم کو تمام دنیا کے ساتھہ
رحم و محبت اور فائدہ رسانی کی تعلیم دی ہے ' لیکن چونکہ حق
و صداقت کی حفاظت تمام چیزوں سے مقدم اور سب سے بالا تر ہے '
اسلیے جب کوئی قوم اسلام کے خلاف اعلان عداوت کر دے ' تو پھر
یہ قانون محبت ' قانون جنگ سے مبدل ہو جاتا ہے اور خدا اور
انسان میں مقابلہ پیدا ہو جاتا ہے - پھر جنکو اللہ کی محبت کا
دعوا ہے ' ضرور ہے کہ وہ اللہ کی دوستی کو انسانوں کی دوستی پر
ترجیح دیں اور اسکے دشمنوں سے تمام اپنے فائدہ رساں تعلقات منقطع کر
لیں - یہ کوئی ملکی اور سیاسی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک خالص دینی
معاملہ ہے ' اور ہر مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو' اسکی تعمیل
پر مجبور ہے -

یہ مسئلہ پورے سات مہینے سے ہمارے سامنے تھا مگر ہم
اسکے تمام پہلوؤں پر غور کر رہے تھے' اسلئے اسکی نسبت اظہار خیال میں
جلدی نہیں کی' مگر اب جو اچھہ سونچنا تھا سونچ چکے ' اور
سچ یہ ہے کہ سونچنے کا وقت ہی باقی نہیں رہا - اس وقت
اپنے جذبات اور جوش کے اظہار کا عملی اور موثر ذریعہ یہی ہے
جو مسلمانان ہند کے سامنے ہے' اور ہم اسکی نسبت آیندہ بہ تفصیل
عرض کرینگے : هذه تذكرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا -

(بقیۂ ہفتۂ جنگ)

دول یورپ ایک دوسری متفقہ یاد داشت بھیجنا چاہتے تھے ' اور
یورپ کے موجودہ سیاسی مصطلحات میں یاد داشت کے معنے ایک
کامل قاتلانہ حملے کے ہیں ' لیکن اس یاد داشت کا بھیجنا اسلیے
ملتوی کردیا گیا ہے کہ جرمنی نے چند ترمیمات پیش کردی ہیں
اور اسلیے اسکا صلح کانفرنس میں پیش ہونا ضروری ہے -

یہ استقامت جو ترکی کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہے ' اس
انقلاب داخلی اور ہیجان ملی کا نتیجہ ہے' جو انجمن اتحاد و ترقی
کی سعی' انور پاشا کے شتابعا پہنچنے ' اور خود ناظم پاشا کے حزب
العربۃ و الائتلاف سے بیزار ہو جانے کا نتیجہ ہے - ولایت کی پچھلی
ڈاک میں اس تغیر حالت کی نسبت بعض اہم معلومات ملتے ہیں -
اور ہم نے الہلال کی ۱۱ - دسمبر کی اشاعت میں (محمود
شوکت پاشا) کی مضطربانہ جد و جہد کی خبر دیتے ہوے جن
توقعات کا اظہار کیا تھا ' الحمد للہ کہ اسکی تصدیق کرتے ہیں -

11531

الهلال

۱۵ جنوری ۱۹۱۳

فاتحۂ عام جدید

—:*:—

(۲)

الامر بالمعروف و النهي عن المنكر

— * —

زوال بغداد کے ساتھہ ہی عربی قوت کا ہمیشہ کیلیے خاتمہ
ہوگیا ' اور ترکوں کا جو اقتدار ایک صدی سے نشوونما پا رہا تھا' وہ تمام
عالم اسلامی پر چھا گیا - ترک ایک نو مسلم قوم تھی ' جو عربی
زبان سے واقف نہ تھی اور نہ اسکو دین و مذہب کی کچھہ خبر تھی -
اسلیے مجبوراً اسکو تمام علمی اور مذہبی معاملات میں علما سے
مدد لینی پڑی اور اس طرح علم و مذہب پیشتر سے زیادہ حصول قوت
و حکمرانی اور دولت و جاہ دنیوی کا ذریعہ بن گیا - یہ " امر بالمعروف "
کی بقیہ زندگی کیلیے گویا ایک آخری فتوائے موت تھا - کیونکہ اب
امر و مذہب اعلان حق و دفع باطل کیلیے نہیں' بلکہ حصول عز و جاہ
اور حکومت و تسلط کیلیے حاصل کیا جانے لگا اور نفس پرست بادشاہوں
اور امیروں کے دربار کی پہلی صفوں میں علماء و فقہاء کی قطاریں نظر
آنے لگیں - علم حق ایک نور الہی ہے ' جو اغراض نفسانیہ کی
تاریکی کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتا - وہ حق و صداقت ہے مگر
نفس کذب و باطل کی پرستش کرتا ہے - پس جن دلوں میں
دنیوی لذائذ اور حکومت و امارت کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے
وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ علم و حقانیت کو اُن نفوس خبیثہ کا تابع
و محکوم کر دیں' جنکے ہاتھہ میں دولت اور عز و جاہ دنیوی کی
بخشش کی قوت ہے - غرض اور ہوس کا تسلط انکے دلوں سے خدا کی
حکومت کے خوف کو زائل کر دیتا ہے ' اور اسکی جگہ دولت و امارت
اور جماعت و عوام کی حکومت قائم کرا دیتا ہے - وہ حق کو دیکھتے
ہیں کہ مظلوم ہے ' لیکن زبان نہیں کھولتے ' کیونکہ جانتے ہیں کہ حق
کی نصرت انکے اغراض نفسانیہ کیلیے مضر ہے ' جو دل خدا سے
نہیں ڈرتا ' پھر وہ دنیا کی ہر شے سے ڈرنے لگتا ہے - پس وہ اللہ
کی حکومت سے آزاد ہو کے شیطان کے ہر ادنے سے ادنے مظہر اور
ذریت کے غلام ہو جاتے ہیں اور چونکہ امرا و رؤسا یا عوام و جہلا سے
جلب نفع اور حصول زر کی خواہش اپنے اندر رکھتے ہیں ' اسلیے
انکی قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ انکے خلاف لبوں کو حرکت دیسکیں -
وہ حق اور راستی کو پہچانتے ہیں لیکن اسکی طرف انگلی اٹھا کر
اشارہ نہیں کر سکتے ' کیونکہ ڈرتے ہیں کہ پھر دولت و جاہ دنیوی کے
بت اپنا ہاتھہ انکے سروں پر سے ہٹالیں گے : و ان فريقا منهم ' ليكتمون
الحق وهم يعلمون (۲ : ۱۴۱)

فی الحقیقت تاریخ اسلام کی گذشتہ آخری صدیاں " الامر
بالمعروف " کی تاریخ کا ایک عہد تاریک تھا ' جسمیں روح دین
پچھلی روشنی مفقود ہوتی گئی ' اور ظلمی تاریکی اسکی جگہ

قبضہ کرتي گئي - اجتماعي فسادات و امراض کے علاوہ سدباب اجتہاد اور اعتقاد تقلید نے تمام علوم عقلیہ و دینیہ کي ترقي روکدي تھي' اور علي الخصوص علوم دینیہ کی درس و تدریس میں وہ تمام نقائص' جنکو علامہ (ابن خلدون) نے اپنے زمانے میں محسوس کیا تھا' پیدا ہو چکے تھے ' اور جو بالاخر بڑھتے بڑھتے آج اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ علوم قدیمہ کي تحصیل صرف متاخرین کي چند کتابوں اور حواشي و شروح کے پیچھے صرف دماغ کر دینے میں محدود ہو گئي ہے ' اور علوم قرآن و حدیث کہ سر چشمۂ ارشاد و ہدایت اور منبع امر بالمعروف و نہي عن المنکر تھے' محض (تفسیر جلالین) اور (مشکوٰۃ) کے الفاظ سے مناسبت پیدا کر لینے کا نام رہگیا ہے -

اگرچہ یہ گذشتہ آٹھ صدیوں کا زمانہ اسلام کے اخلاقي و اجتماعي تنزل کا اصلی دور تھا ' اور جن امراض کي ابتدا بني امیہ و عباسیہ کے زمانے میں ہوئي تھي' وہ اب ہڈیوں سے گذر کرکے ظاہر جسم پر بھي نمودار ہو گئے تھے' لیکن تاہم خدا کی سرزمین حق و صداقت کي آواز سے کبھی بھي خالي نہیں رہي ہے' اور اس دین قویم کي نصرت و تجدید کیلیے اسکا وعدہ ہے کہ وہ سخت سے سخت عہد طغیان و فساد میں بھي ایک جماعت صالحین امت کی ہمیشہ ایسي قائم رکھے گا ' جنکے قلوب خود اسکي حفاظت اور پناہ میں ہونگے ' اور ضلالت شیطاني کو ان پر کبھي دسترس حاصل نہوگا :

ان عبادي لیس لک علیهم سلطان ' وکفی بربک وکیلا (۱۷ : ۶۷)	جو میرے سچے بندے ہیں' انپر شیطان کا قابو نہ چل سکے گا ' اور اللہ اپنے بندوں کي کارسازي کیلئے بس کرتا ہے -

* * *

فضیلت مخصوصۂ امت مرحومہ اور سلسلۂ دعوت حق کا قیام دائمي

اگر کوشش حق نیوش باز' اور دیدۂ اعتبار بینا ہو' تو في الحقیقت اس دین قویم کے بقا و احیاء اور دعوت الي الحق والہدایۃ کیلیے روز اول سے خدا تعالی کے کاروبار تصرف فرمائي عجیب و غریب رہے ہیں - امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں تو کوئي ہدایت اور دعوت صداقت ایسی نہیں ملتی ' جو اپنے داعي و بانی مذہب کي زندگی کے بعد ایک صدي تک بھي دنیا میں قائم رہسکي ہو - ان اقوام کي تاریخ سے قطع نظر کرني پڑتي ہے جو اپني گذشتہ تاریخ کیلئے کوئي بصیرت بخش روشني نہیں رکھتے - لیکن دنیا کی جو تازي بھي قومیں اور مذاہب آج موجود ہیں' انکي قرون اولی کي تاریخ ہمارے سامنے ہے - حضرت موسی چالیس دن کیلیے وادي سینا کے پہاڑوں پر چلے گئے تھے' تا کہ وحي الہي سے تورات مقدس کو مرتب کریں ' لیکن اتنے ہي دنوں کي غیبت میں تمام قوم کی قوم گوسالہ پرست ہو گئي تھي - اور انکی برسوں کي تعلیم و ہدایت پر ایک شعبدہ باز کے چند لمحوں کا کرشمہ غالب آگیا تھا :

فرجع موسي الی قومه غضبان اسفا - قال یا قوم الم یعدکم ربکم وعداً حسناً ' افطال علیکم العهد ؟ ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم	حضرت موسی غصے اور تاسف کي حالت میں اپنی قوم کي طرف واپس آئے اور کہا کہ اے لوگو! کیا تمسے خدا تعالی نے تورات کے دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا ؟ کیا تمکو اس وعدے کی مدت بہت بڑي معلوم ہوئي کہ بت پرستي میں مبتلا ہو گئے ؟ یا پھر تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو

موعدي ؟ (۲۰ : ۸۸) اسلیے تم نے اس عہد ہدایت کو (۱) توڑ ڈالا جو تم نے مجھسے کیا تھا ؟

حضرت مسیح علیہ السلام کوئي نئي شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ محض شریعت موسوي کے ایک مصلح اور آخري مجدد تھے - تاہم انکی دعوت کی تاریخ چند برسوں سے آگے نہیں بڑھتي ' اور ہمیں خوف ہے کہ جو نادان اور ابلہ ماہي گیر انکے ساتھہ جمع ہوگئے تھے ' ان میں سے سوائے (یوحنا) کے کسي نے انکي تعلیم کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟ انکے بعد چند برسوں کا زمانہ یہودیوں کے مظالم اور حواریوں کے تحمل و توکل کا ضرور سامنے آتا ہے جسمیں ایک مظلومانہ اخلاق کي کشش یقینا پائی جاتي ہے ' لیکن اسکے بعد ہي ایک متفني اور فیلسوف یہودي :(سنیت پال) کي شرکت سے مسیحي تحریک کا خاتمہ ہو جاتا ہے ' اور انکي جگہ ایک نیا مذہب لے لیتا ہے جو رومي بت پرستي ' افلاطوني الہیات ' اور یہودیت کے چند مسخ شدہ رسوم کا مجموعہ تھا :

فاختلف الاحزاب من بینهم ' فویل للذین کفروا من مشهد یوم عظیم (۱۹ : ۳۷)	پھر عیسائیوں میں بہت سے فرقے پیدا ہوگئے اور آپس کے اختلافات میں پڑگئے ' پس افسوس ہے انکي کفر و ضلالت پر' اور انکو ایک بڑے دن میں اللہ کے آگے حاضر ہونا پڑے گا -

یہي حال تمام امم قدیمہ کا ہے - لیکن منجملہ اُن آیات صداقت ' اور اعلام حقانیت کے جنکے ذریعہ خدا تعالی نے اس دین قویم کي نصرت فرمائي ہے ' ایک بہت بڑي الہي نشاني یہ تھي کہ اسکي دعوت و تبلیغ کي حفاظت کا وعدہ فرمایا اور روز ازل ہي کہدیا کہ

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواههم ' واللہ متم نوره ولو کره الکافرون (۶۱ : ۸)	پیروان باطل چاہتے ہیں کہ حق و صداقت کا جو نور الہي روشن کیا گیا ہے ' اسے اپني مخالفت کي پھونک مارکر بجھادیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ اللہ اپنے اس نور صداقت کی روشني کو درجۂ کمال تک پہنچا کر چھوڑے گا اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے -

---

(۱) اس موقعہ پر ہمیں (نہج البلاغۃ) کا ایک نہایت بلیغ قول یاد آگیا ' اور اسکا کونسا بیان اعلی قرین بلاغت اور بہترین حکمت سے خالي ہے ؟ بعض احبار یہود نے آن اختلافات و نزاعات کو دیکھکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ میں پیدا ہوگئے تھے ' حضرت امیر علیہ السلام سے اعتراضاً کہا " ما دفنتم نبیکم حتی اختلفتم فیه (ابھي تم لوگ اپنے نبي کو دفن بھي نہیں کرچکے تھے کہ اسکي نسبت اختلافات میں پڑگئے !) اس اعتراض سے مقصود یہ تھا کہ قرآن کریم ہر جگہ یہودیوں کو انکے اختلاف اور تحریف و تبدیل شریعت کا الزام دیتا ہے ' حالانکہ خود پیروان قرآن کا یہ حال ہے کہ آنحضرت کي وفات کے ساتھہ ہي اختلافات و نزاعات میں پڑگئے - لیکن حضرت امیر علیہ السلام نے اس قدر بلیغ و جامع اور پھر قاطع و فیصل کن جواب ارشاد فرمایا کہ : انما اختلفنا عنه ' لا فیه (یہ سچ ہے کہ ہم میں اختلافات پیدا ہوے ' لیکن اپنے نبي کي نسبت نہیں' بلکہ اُن چیزوں کي نسبت جو اس سے تعلق رکھتي ہیں) یعنے ہم میں اختلاف امم گذشتہ کي طرح خود داعي مذہب کے وجود ' اسکے درجۂ رسالت ' اسکي نبوت ' اور نبوت کي صداقت کي نسبت نہیں پیدا ہوا ' جسکي معجزت و بقا پر دعوت دیانۃ کي حفاظت موقوف ہے ' بلکہ اُن چیزوں کي نسبت ہوا جو اس سے منسوب تھیں ' یا پھر اُن روایات کي نسبت ہوا ' جو اسکي نسبت سے بیان کي جاتي تھیں - پھر آگے چلکر فرمایا :

ولکنکم ما جفت ارجلکم من البحر ' حتی قلتم لنبیکم : "اجعل لنا الها کما لهم الهة فقال انکم قوم تجهلون" (نہج البلاغۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ مصر)	حضرت موسی نے جب تم کو فراعنہ مصر کي غلامي سے نجات دلاکر انکے ملک سے نکالا ' تو ابھي دریاے قلزم کي تري تمہارے پاؤں میں خشک بھي نہ ہوئي تھي کہ تم نے باطل پرستي شروع کردي اور انسے فرمایش کي کہ "ہمارے لیے بھي ایک دیوتا بت بنادے' جسطرح کے بت ان بت پرستوں کے پاس ہیں"

دوسري جگه فرمايا :

انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (۱۵:۹)

بيشک هم هي نے اس دين حق وصداقت کي دعوت دنيا ميں بهيجي ' اور هم هي هيں جو هميشه اسکے محافظ اور ناصر هونگے -

اسي تائيد الهي کا نتيجه تها که انحضرت (صلعم) کي وفات کے دس هي سے اختلافات کي بنياد پڑگئي اور پهر شخصي حکومتوں کے قيام ' ملکي اغراض اور سياسي مطامع کے فشار ' عجمي اقوام اور عجمي تمدن ورسوم کے اتباع ' اور امر بالمعروف و نهي من المنکر کے ضعف سے روز بروز فتنه و فسادات ميں ترقي هوتي گئي - يهاں تک که زوال بغداد اور عربي حکومت کے خاتمے کے بعد فتنه وفساد کا ايک ايسا تباه کن سيلاب اٹها ' جو بني اسرائيل پر (بخت نصر) کے تسلط کي تباهي سے کسي طرح کم نه تها ' ليکن پهر بهي اسلام کي دعوت کا بيج اپنے اندر ايک ايسي قوت نمو رکهتا تها که پامال هوتا تها ' اور پهر ابهرتا تها - حوادث و مصايب کا هاتهه جسقدر اسکي شاخوں اور پتوں کو کاٹتے تهے ' اتني هي اسکي قوت نمو ابلتے هوے چشمے کي طرح اچهل اچهل کر بلند هوتي تهي - فتنه وفساد کي باد صرصر اگر اسکي شاخوں کو هلا رهي تهي ' تو الله کا دست محکم اسکي جڑ کو مضبوط پکڑے هوے تها - زمين کے اوپر اسکے پتے جهڑ جهڑ کر گر رهے تهے ' ليکن زمين کے اندر اسکی جڑ کے ريشے مستحکم هو رهے تهے - يه سچ هے که امم قديمه کي تمام تباهياں اور گمراهياں ايک ايک کرکے اس امت کو بهي پيش آئيں - کوئي گمراهي بني اسرائيل اور مشرکين مکه کي ايسي نه تهي جس سے اشبه گمراهيوں ميں مسلمان مبتلا نه هوے هوں ' مگر دين آخري کے بقا اور قيام کا يه معجزه تها که ان ميں سے کوئي ضلالت بهي اصل سرچشمه تعليم کو مکدر نه کر سکي ' اور تحريف و نسخ اور حذف و اضافه سے قران کريم هميشه محفوظ رها - اس سے بهي بڑهکر يه که نصرت فرماے حق کي تائيد غيبي هر سخت سے سخت دور فتن وطغيان ميں ايک جماعت ايسي پيدا کرتي رهي جسکے قدم حق و حقيقت پر غير متزلزل هوتے تهے ' اور چاروں طرف کي پهيلي هوي ضلالت سے محفوظ رهکر باوجود قلت انصار واعوان وعدم ساز وسامان دنيوي کے وه جهاد امر بالمعروف ونهي المنکر ميں کامياب و فتحياب هوتي تهي ' اور حق تعالے اسکے دل و دماغ کو اپنے دست قاهر و مقتدر ميں ليکر ' اپنے دين قويم کي حفاظت اور هدايت امت مرحومه کا ذريعه بنا ديتا تها - دنيا ميں صداقت هميشه رهي اور مختلف ناموں سے هميشه آتي رهي ' ليکن دين اسلام اسکا آخري ظهور تها ' اسليے ضرور تها که وه کامل ترظهور هو ' اور پهراسطرح محکم اور نا ممکن التبديل هو ' که دنيا کي شيطاني قوتيں اسپر کبهي بهي غلبه نه پاسکيں -

پس يه ايک حقيقت تهي ' جسکا اعلان پهلے هي دن کر ديا گيا تها - قرآن کريم کے علاوه احاديث کا تفحص کيجيے ' تو اس حقيقت کو جا بجا ايک پيشين گوئي کي صورت ميں پائيگا :

لا تزال من أمتي ظاهرين على الحق حتى ياتيهم امر الله وهم ظاهرون (متفق عليه)

ميري اُمت ميں هميشه ايک جماعت حق ضلالت و باطل پرستي پر فتح باب رهےگي - يهاں تک که قيامت ظاهر هو -

اس حديث کو امام بخاري و مسلم نے صحيح ميں مغيره کي روايت سے درج کيا هے ' مگر يهي حديث به تغير الفاظ نهايت کثرت سے مختلف اسناد و رواة کے ساتهه شهرت پا چکي هے ' اور متعدد صحابۂ کرام سے مروي هے - مسلم ' ترمذي ' اور ابن ماجه ميں بروايت ثوبان هے :

لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى ياتي امر الله وهم كذلك

هميشه ميري امت ميں ايک جماعت رهے گي جو حق و صداقت کے اعلان ميں فتح ياب هوگي - باطل پرست اسکي مخالفت کرينگے مگر انکي ضرر رساني سے خدا اسکو محفوظ رکهے گا -

ابن ماجه اور نسائي کی بعض روايتوں ميں قتال و جهاد کا بهي لفظ هے ' اور مسلم کي ايک حديث ميں جس کو عقبه بن عامر نے روايت کيا هے ' " ظاهرين لعدوهم ' لا يضرهم من خالفهم " بهي آخر ميں زياده هے - يعني وه جماعت حق دشمنان صداقت کيليے اپنے اندر ايک الهي قهر و غلظت رکهے گي ' اور جو لوگ اسکي مخالفت کرينگے ' وه اسے نقصان پهنچانے ميں کامياب نهو سکيں گے -

اسي طرح ايک دوسري مشهور حديث ميں جسکو ابو داود اور حاکم و بيهقي نے ابو هريرة سے روايت کيا هے ' هم کو خبر دي گئي هے که اس دين الهي کے احياء و تجديد کيليے هميشه خدا تعالے مصلحان امت اور مجددان ملت کو بهيجتا رهيگا ' اور وه هر صدي ميں ظاهر هو کر بدعات و محدثات کا استيصال کرينگے :

ان الله تعالى يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها

الله تعالى اس امت ميں هر صدي کے آغاز ميں ايک مجدد پيدا کريگا ' جو دين اسلام ميں اپنے روح هدايت سے ايک تازگي اور نئي زندگي پيدا کرديگا -

کيا نهيں ديکهتے که يهي نصرت الهي اور رآيت غيبي تهي ' جس نے باوجود هيجان طغيان ' و اشتداد فساد ' و شيوع فتن ' و اختلال کار و بار هدايت ' هر زمانے ميں امر بالمعروف و نهي عن المنکر کي آواز کو حي و قائم رکها ' اور فساد و ضلالت کي کوئي سخت سے سخت قوت ابليسي بهي اس قوت الهيه پر غالب نه آسکي - علی الخصوص تاريخ اسلام کي وه گذشته آخري صديان ' جبکه اسلام کے قديمي مرکزوں کے اختلال ' عربي حکومت کے خاتمے ' امراء و سلاطين کے طامعانه و عيش پرستانه اغراض ' علماے حق کي غربت و قلت ' اور قتل و خون ريزي کي شدت و احاطه سے تمام عالم اسلامي کي حالت موجوده تنزل و انحطاط کے اسباب فراهم کر رهي تهي ' اگر تاريخ پر نظر ڈالي جاے تو پهر بهي اسکے هر دور ميں چند نفوس قدسيه ايسے ضرور ملجاتے هيں ' جنکے سينوں کو خدا نے نور هدايت کيليے کهولديا تها ' اور انکے دلوں کو حق و صداقت کے جمال کا مسکن بنا ديا تها - آٹهويں صدي هجري ميں جبکه مسلمانوں ميں علم و دين کے تنزل و انحطاط کا بيج بار آور هوچکا تها ' علامۂ (ابن تيميه) کا پيدا هونا ' اور انکا علاوه علوم و فنون ميں درجۂ رسوخ و اجتهاد پيدا کرنے کے امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کي راه ميں هرطرح کے شدائد و مصائب کا گوارہ کرنا ' اور اپنے تلامذه و متبعين کي ايک بهت بڑي جماعت پيدا کرديتا ' جسميں علامۂ (ابن قيم) جيسے اشخاص کا پيدا هونا ' کس قدر تعجب انگيز هے ؟

ليکن اس تعجب انگيز ظهور کا اندازه صرف وهي لوگ کر سکتے هيں جنکو مسلمانوں کے اس ذهني اور قلبي انحطاط کا صحيح اندازه هے ' جو چهٹي صدي کے بعد تمام عالم اسلامي پر طاري هوگيا تها اور سد باب اجتهاد نے اذهان و عقول کي ترقي کو اسکے عين عروج و ارتقاء کے وقت هلاک کر ديا تها -

اگر صرف هندوستان هي ميں دعوت حق کي تاريخ پر نظر رکهي جاے تو يه آپکے ليے ايک قريب کي مثل هوگي - تاريخ هند ميں (اکبر) کا عهد اس لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر هے - سلاطين پرست اور متبعين هواے نفس علما کي دربار پر حکومت تهي ' اور دينداري اور تقدس کے پردے ميں نفساني تعصبات

اور مفسدانه اغراض کام کر رهے تھے - اخر میں (ملا مبارک) کے خاندان کے دخل سے حالت ضرور بدلي' مگر یه تبدیلي بھي کچھه مفید نه تھي ' کیونکه وه خود پچھلے مرض کا ایک بے اعتدالانه علاج بالمثل تھا ' لیکن عین اُسي زمانے میں حضرت (شیخ احمد سرهندي) کا ظهور هوتا هے' جو ایک غیر معروف گوشے میں بیٹھکر لاکھوں دلوں کو اپني صداے رعد آساے حق کا شیفته بنا لیتے هیں اور احیاے شریعت وتجدید شعار اسلامي اور اعلان حق و امر بالمعروف کیلیے اپنے وجود کو یکسر وقف کر دیتے هیں - پھر گیارهویں صدي کے اواخر اور بارهویں کے آغاز میں حضرت شاه (ولي الله) اور انکے خاندان نے امر بالمعروف کي تاریخ میں جو حیرت انگیز خدمات دینیه انجام دي هیں ' محتاج بیان نہیں - علی الخصوص (شاه ولي الله) کا وجود قدسي ' جو في الحقیقة ... اپنے اندر الهام رباني و فیضان الهي اور فطرة کامله و اقتباس انوار نبوت کي ایک مستثنی مثال رکھتا تھا - اسي طرح گیارهویں صدي کے اواخر میں قاضي (شوکاني) کا یمن میں ظهور' اور احیاء سنت اور رفع بدعت کیلیے سعي مشکور' احادیث مذکورہ کي پیشین گوئي کیلیے ایک مثال صداقت هے -

اگر یه تائیدات غیبي اور کاروبار الهي نہیں هیں' تو پھر یه کیا بات هے که هر زمانے میں کچھه لوگ ایسے نظر آتے هیں ' جو اپنے زمانے کی سوسائٹي میں پرورش پاتے هیں ' اور بچپن سے لیکر عہد شعور تک انهي خیالات و اعتقادات اور رسم و رواج کو دیکھتے اور سنتے هیں جنکي فضا انکي چاروں طرف محیط هوتي هے - کانوں میں انکے صدا آتی هے تو باطل پرستي کي' اور آنکھیں دیکھتي هیں تو ضلالت و فساد کو - لیکن پھر ایک غیبي هاتھه هوتا هے جو انکا بازو تھام کر شاهراہ عام سے الگ ایک راہ پر لیجاتا هے' اور فیضان هدایت الهي کي ایک مخفي قوت هوتي هے جسکا سرچشمه انکے سینے کے اندر سے ابلنے لگتا هے - وه جب زبان کھولتے هیں تو انکي آواز انکے زمانے کے عام اعتقادات و خیالات سے بالکل متضاد هوتي هے ' اور اپنے خاندان' سوسائٹي ' تعلیم و تربیت ' اور ملکي رسم و رواج سے بالکل الگ هوکر حق و صداقت کی طرف دنیا کو دعوت دیتي هے - انسان اپنے تمام خیالات و معتقدات میں خارجي اثرات کا تابع هے - وه دنیا میں آتا هے اور ایک خاص طرح کي تربیت اور سوسائٹي میں نشو و نما پاتا هے - یهي تربیت اسکے تمام خیالات و معتقدات کي جز بن جاتي هے' اور وه جو کچھه سمجھتا اور جانتا هے' یکسر اسکے گرد و پیش کے اثرات کا عکس هوتا هے - پس وه کونسي چیز هے' جو ایک شخص پر اُن تمام اثرات کے خلاف جو اسکو چاروں طرف سے گھیرے هوے رهتے هیں' بالکل ایک نئے خیال اور عقیدے کي راہ کھولدیتي هے - اور وه باوجود تمام ملک اور زمانے کو اپنا مخالف دیکھنے کے تن تنها اٹھه کھڑا هوتا هے که وه رسم و رواج ' معتقدات عام ' دولت و ثروت ' اور حکومت و سلطنت کے مقابلے میں حق کي تائید و نصرت کیلیے جهاد کرے ؟

یه کیا نیرنگي هے که آزر بت تراش کے گھر میں خلیل بت شکن پیدا هوتا هے اور پرستاران لات ومنات کي سر زمین سے صداے توحید و حق پرستي بلند هوتي هے ؟

ان الله فالق الحب والنوی یخرج الحي من المیت ومخرج المیت من الحي' ذلکم الله فانی تؤفکون ؟ (۶ : ۹۵)

بیشک خدا (هي) هے جو زمین کے اندر بیج اور دانے کو پھاڑکر اس سے ایک درخت قوي و بلند پیدا کر دیتا هے - وهي زندے کو مردے سے نکالتا هے ' اور مردے کو زندے سے پیدا کرتا هے - یهي عجائب قدرت کے کرشمے دکھلانے والي ذات تمهاري مالک هے پھر تم کدهر بھکے جاتے هو ؟

درحقیقة ... یه ملکۂ هدایت اور فطرة صحیحه کے (روحاني ارتقاء) کا ایک سلسله هے ' جس کا اخري درجه مقام نبوت هے ' مگر اُس کي ابتدا صلحاے امت کے مرتبے سے هوتي هے - وه تمام نفوس قدسیه جنکو خدا تعالے هدایت و ارشاد عالم کیلیے چن لیتا هے ' اگرچه نبي نہیں هوتے ' مگر اس زنجیر کي ایک کڑي هوتے هیں ' جسکي آخري کڑي مرتبۂ نبوت و رسالت هے - الله تعالے انکے دلوں کو فیضان نبوت سے مستفید هونے کیلیے کھول دیتا هے ' اور جس طرح افتاب کي روشني تمام ستاروں کے اجسام کو روشن و منور کردیتي هے ' بالکل اسي طرح انکے قلوب آفتاب نبوت کي ضیا بخشي سے انوار اندوز هوکر چمک اٹھتے هیں - اسي ارتقاے إنسانیت کے وه چار مراتب هیں جنکو قرآن کریم نے بالترتیب اس ایت میں گنایا هے ' اور انکو خدا تعالے کي تمام نعمتوں اور برکتوں کا مورد و مهبط قرار دیا هے که :

الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین حسن اولائك رفیقا -

جو لوگ تمام شیطاني طاقتوں سے باغي هوکر " مقام اطاعت خدا و رسول " کا درجه حاصل کرلیتے هیں' انکا شمار انهي چار جماعتوں کے متبعین میں هوجاتا هے ' اور وه انکے رفیق اور ساتهي بن جاتے هیں - یهي وجه هے که وه اُن تمام الهي نعمتوں اور برکتوں کے بھي مستحق هو جاتے هیں ' جنکا خدا تعالی نے اِن جماعت هاے اربعه کو مستحق قرار دیا هے -

فهرست

زراعانۂ هلال احمر

— * —

ان الله اشتري من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه

(۹)

تفصیل چنده هلال احمر به سعي و بذریعه جناب
شاه محمد عثمان صاحب و چودهري لطیف الحق
صاحب ممبران جلسه اتحادیه موضع لکهان ضلع مونگیر -

موضع لکهان ضلع مونگیر	۶	۳	۵۵۱
موضع بلیا خورد		۱۵	۵۰۶
موضع لچیر	۹	۱۰	۲۵
موضع بڑي بلیا و دندولي	-	۱۰	۹۶
موضع سید پور	-	۱۱	۲۰
موضع ساد پور	-	۵	۳
موضع کٹهري	-	۲	۳
موضع مسجد پور	۳	۱۵	۱۵
موضع تڈري	-	۵	۵
موضع شاها پور و کٹرها	۶	۲	۱۱
میزان -	-	-	۴۰۰
جناب عبد الغفور و محمد نور صاحبان - علیپور پارک - کلکته	-	۲	۱۳
میاں باوا شرف و فضل خان زمیندار ضلع چکوال	-	-	۳۳ ۰
جناب محمد گل زمیندار	-	-	۳۳
میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	-	۵	۷۳
بذریعه مولوي حبیب النبي صاحب (کوایا) لکته	-	-	۳۰
میزان	-	۷	۵۹۲
سابق -	۱۱		۸۶۲۳
میزان کل	۲		۹۲۱۶

["تمام قسم کي دهلوی وولایتي اشیاء کیلئے مرزا محمد عزیز بیگ کمیشن ایجنٹ و منیجر شفاخانۂ زمانه - فراشخانه دهلي سے خط وکتابت کریں -]

مقالات

تاریخ عمران عربی کا ایک صفحہ

— * —

دار الخلافہ یا قصر حسنی

موجودہ دور میں ' جبکہ جو کچھہ ہمارے پاس باقی رہگیا ہے ' اسے بھی کھو رہے ہیں ' کیا بہتر نہوگا کہ جو کچھہ ہمیں حاصل تھا ' ایک مرتبہ اسکی یاد پھر تازہ کرلیں ؟

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

ابوبکر خطیب بغدادی (المتوفی سنہ ۴۶۳ ھجری) نے ایک نہایت ضخیم و بسیط تاریخ بغداد لکھی ہے ' جو " تاریخ مدینۃ السلام " کے نام سے مشہور ہے - یہ مسلم ہے کہ اس سے بہتر اور جامع تاریخ بغداد اسکے بعد کوئی نہیں لکھی گئی ' اور اگرچہ مصنف نے ضمنی مطالب کو جا بجا اس کثرت سے درج کیا ہے اور حدیث و فقہ کے مباحث میں اس قدر دلچسپی لی ہے کہ موضوع کتاب کو اس سے سخت نقصان پہنچا ہے ' تاہم وہ تمام ضمنی مطالب بھی اسقدر ضروری اور کارآمد ہیں کہ انکے لیے بھی مصنف کا شکر گذار ہونا پڑتا ہے -

اس نادر کتاب کا سب سے زیادہ صحیح اور قدیم نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانۂ (مصطفے پاشا کو بیریلی) میں محفوظ ہے ' دوسرا کامل نسخہ مکہ معظمہ کے قبۂ محمودیہ کے کتب خانے میں ' اور تیسرا لندن کے برٹش میوزیم میں - اسی آخری نسخہ کے ایک ٹکڑے کی نقل ہے ' جس کو سنہ ۱۹۰۴ میں پروفیسر جی - سلیمان - (G. Salmon) نے تصحیح و تہذیب و جمع اختلاف نسخ کے بعد شائع کیا ہے -

الہلال پریس "احیاء آثار و علوم عربیہ" کے سلسلے میں جن قدیم کتابوں کی اشاعت کا انتظام کر رہا ہے ' ان میں ایک یہ تاریخ "مدینۃ السلام" بھی ہے -

اس تاریخ کے مطالعہ سے بغداد کے شش صد سالہ تمدن کے عجیب و غریب مناظر سامنے آجاتے ہیں ' اور صدہا اسطرح کے تاریخی واقعات ہیں ' جنکا عام و متداول تاریخوں میں نام و نشان تک نہیں ملتا -

(المقتدر باللہ عباسی) کے زمانے میں قیصر روم نے بعض معاملات کے انجام دینے کیلئے ایک سفیر بھیجا تھا ' جو کئی ہفتے تک بغداد میں مقیم رہا ' اور دار الخلافہ کے عجائب و نوادر کی سیر کرتا رہا - اس زمانے میں خلیفہ المقتدر کا قیام ایک خاص عمارت میں تھا ' جسکا نام " القصر الحسنی " تھا ' اور اسی قصر میں سفیر روم باریاب حضور خلافت ہوا تھا - "تاریخ مدینۃ السلام" میں ' اس قصر کے ساز و سامان اور سفیر روم کی آمد کے نہایت دلچسپ حالات لکھے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اسکے ایک مختصر ٹکڑے کا ترجمہ آج کی اشاعت میں درج کر دیں -

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں " فن روایت " صرف "حدیث" کیلئے مخصوص نہ تھا ' بلکہ قدمائے مورخین واقعات تاریخی کو بھی بسلسلۂ روایت جمع کرتے تھے ' اور یہ منجملہ اُن فنون کے ہے جس کو تاریخ اسلام تمام دنیا کے تاریخی ذخیرے کے سامنے پیش کرسکتی ہے - تاریخ بغداد میں بھی تمام واقعات بقید رواۃ لکھے گئے ہیں اور ہر واقعہ کے درج کرنے سے پہلے راویوں کے نام بسلسلۂ روایت درج کردئے ہیں - چونکہ انکے نقل کرنے میں تطویل لا حاصل ' اور ترتیب واقعات میں اختلاج و خلل کا خوف تھا ' اسلیے ترجمہ میں راویوں کے نام نکالدے ہیں ' اور واقعات کو بھی رواۃ کی ترتیب کی جگہہ واقعات کی ترتیب سے نقل کیا ہے - (ایڈیٹر)

خاندان برامکہ کے ایک ممتاز اور عالی مرتبہ ممبر (حسن بن سہل) نے نہر (معلی) کے نیچے ساحل دجلہ پر ایک قصر عالیشان تعمیر کرایا تھا - یہ قصر اپنے بانی کے نام سے مشہور تھا ' جس کی وفات کے بعد اسکی بیٹی (بوران) (۱) کے قبضہ میں آیا - خاندان عباسیہ کا سولھواں فرمانروا (معتضد باللہ) جب تخت نشیں ہوا ' تو اپنے قیامگاہ کے لیے اسکی نظر انتخاب اِس محل پر پڑی ' چنانچہ اس نے (بوران بنت حسن) سے اسکے تخلیہ کی فرمائش کی - بوران نے چند روز کی مہلت مانگی جو اسکو ملگئی -

حصول مہلت کے بعد بوران نے عمارت کی درستگی و آراستگی کی طرف توجہ کی - اولاً شکستہ مقامات کی مرمت اور گچکاری کرائی ' اسکے بعد سفیدی پھروائی - اصل عمارت کی درستگی کے بعد اسکی آراستگی شروع کی ' زمین پر نہایت بیش بہا و خوشنما فرش بچھوائے ' دروازوں پر نہایت پر تکلف و گراں قیمت پردے لٹکائے گئے -

آراستگی و مرمت کے بعد محل کے گوداموں میں وہ تمام اشیا مہیا کی گئیں ' جن کی شاہانہ زندگی میں ضرورت ہوتی ہے -

جب اس عمارت کو بہمہ وجوہ شاہی قیام کے قابل بنا دیا ' تو (معتضد باللہ) کو اطلاع دی اور (متعضد) نے محل کو بہمہ وجوہ آراستہ و مکمل دیکھکر نہایت پسندیدگی ظاہر کی -

یہاں تک جو کچھہ لکھا گیا ہے اسکا ماخذ (ہلال بن المحسن) کی روایت ہے ' مگر اس روایت کا آخری جزء یعنی بوران سے (معتضد) کی تخلیہ محل کی فرمایش اور (بوران) کا (معتضد) کو حوالہ کرنا قابل تسلیم نہیں - اسلیے کہ (بوران) کا سنہ وفات ۲۷۱ ھجری ہے ' اور (معتضد) سنہ ۲۷۹ ھ میں تخت نشیں ہوا ہے -

معتضد سے پہلے معتمد باللہ سنہ ۲۵۶ھ میں تخت نشیں ہوا تھا ' بوران اسوقت زندہ تھی ' اسلئے عجب نہیں کہ (بوران) نے (معتمد) کو یہ قصر دیا ہو ' اور رواۃ نے غلطی سے (معتمد) کے بدلہ (معتضد) بیان کردیا ہو ' بہر نوع اسقدر ضرور صحیح واقعہ ہے کہ یہ قصر در اصل (حسن بن سہل) برمکی کا تھا - اسکی وفات کے بعد (بوران) کے پاس رہا ' اور (بوران) سے خلفاء بنی عباس کے پاس آیا -

تعمیرات جدیدہ

(معتضد) نے اس قصر کے گرد و پیش کے قطعات بھی اسمیں شامل کر لیے ' اور ایک دیوار اٹھوادی ' جس سے نہ صرف یہ تمام قطعات ایک عمارت کے اجزاء معلوم ہونے لگے ' بلکہ نہایت مستحکم اور محفوظ ہوگئے - (معتضد) کے جانشیں (مکتفی باللہ) نے جو سنہ ۲۸۹ھ میں تخت نشیں ہوا تھا (دجلہ) پر ایک تاج بنوایا جسکے پیچھے چند بیحد بلند و وسیع قبے اور ایوان بھی تعمیر کرائے تھے (مکتفی) کے بعد (مقتدر) سنہ ۲۹۵ھ میں تخت نشیں ہوا ' مقتدر نے تعمیرات کے ناتمام حصوں کی تکمیل مزید کی ' اور بعض نئی عمارتیں بھی از سر نو بنوائیں -

اس تمام اضافہ و توسیع کے بعد دار الخلافۃ کا طول و عرض کیا تھا ؟ اسکا جواب (عضد الدولہ) کے خزانچی (ابو نصر خوشاذہ) کی زبان سے یہ ہے کہ " میں دار الخلافۃ کے آباد و ویران حصے اور حریم و غیر حریم میں پھرا - میرے اندازے میں دار الخلافۃ شہر (شیراز) کے برابر ہے "

دار الخلافۃ کے بعض قابل ذکر قطعات

دار الخلافۃ نہ صرف اپنی وسعت و بلندی کے لحاظ سے دہشت انگیز و حیرت آفریں تھا ' بلکہ اسکے بعض قطعات بھی اس زمانہ کی اعجوبہ طرازی و نادرہ کاری کے بہترین نمونہ تھے - اس

(۱) یہ بوران حسن بن سہل کی وہی لڑکی ہے جس سے مامون الرشید نے عقد کیا تھا ' اور جسکی نسبت ایک طول طویل حکایت عقد الفرید میں بیان کی گئی ہے - علامہ ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ میں اس حکایت کا مضحکہ اڑایا ہے - (ایڈیٹر)

عنوان کے تحت میں کو (دار الشجر) ' (الجرسق) اور (حیر الوحش) کے علاوہ (الفردوس) اور (الزج) بھي داخل ھیں ' مگر چونکہ مصنف نے ان دونوں قطعات کے متعلق کچھہ بھي نہیں لکھا ' اسلیے ھم صرف تین مقدم الذکر مقامات کے حالات لکھتے ھیں -

دار الشجرہ

دار الخلافۃ کے ایک قطعہ میں نہایت صاف پاني کا ایک وسیع و مستدیر حوض تھا - وسط حوض میں ایک نقرئي درخت تھا ' جسکا وزن پانچ کرور درھم تھا ' اس درخت کي ۱۸ شاخیں تھیں - بعض شاخیں نقرئي اور بعض پر طلائي ملمع تھا ' یہ شاخیں بہت طویل تھیں - جب ھوا چلتي تھي ' تو یہ شاخیں اصلي شاخوں کي طرح جھومتي تھیں - انکے پتے مختلف رنگ کے تھے ' جو ھوا سے اصلي پتوں کي طرح ھلتے تھے ' ان شاخوں پر ھر نوع کے نقرئي و طلائي طیور بٹھائے گئے تھے ' جو نہایت شیریني کے ساتھہ نغمہ سنجیاں کرتے تھے ' حوض کے داھنے و بائیں جانب اسپ سواروں کے ۱۵ سنگي بت تھے ' سواروں کي پوشاکیں دیبا و حریر وغیرہ گراں بہا کپڑوں کي تھیں ' ھر سوار کے ھاتھہ میں ایک ایک نیزہ تھا ' یہ تمام سوار اسطرح متحرک تھے کہ معلوم ھوتا تھا گویا انمیں سے ھر ایک سوار دوسرے پر حملہ کرنا چاھتا ھے -

یہ مکان دار الشجرہ کہلاتا تھا ' اور عجیب و غریب مشینوں اور علم منجنیق کے رموز و اسرار سے ایک حیرت انگیز طلسم تھا -

الجرسق

یہ ایک محل کا نام ھے ' جو چند باغوں کے درمیان میں بنایا گیا تھا - وسط محل میں رانگے کا ایک حوض تھا - یہ حوض ایک جانب سے تیس ھاتھہ اور دوسري جانب سے بیس ھاتھہ لنبا تھا - اسکے گرد رانگے کي ایک نہر بھي تھی ' جو صفائي اور سفیدي میں جلا کي ھوئي چاندي سے بھي زیادہ درخشاں و خوشنما معلوم ھوتي تھي - حوض میں چار طیارات تھیں (طیارہ ایک خاص قسم کي کشتي کو کہتے تھے) ان کشتیوں کي نشستگاھیں طلائي تھیں ' جن پر کار چوبي اور حاشیہ دار دیبقي کپڑا منڈھا ھوا تھا ' اور ان پر کار چوبي پارچہ دیبقي کي چادریں پڑي رھتي تھیں -

حوض کے گرد ایک وسیع باغ تھا ' جسمیں ایک روایت کے بموجب ۴ سو کھجور کے درخت تھے - ھر درخت پچاس ھاتھہ لمبا تھا ' ان درختوں کے تنوں پر منقش ساگون کے پترے ھو چہار طرف سے جڑے ھوے تھے ' اور انکے تنے طلائي ملمع کار حلقوں سے آراستہ کیے گئے تھے - باغ کے کناروں پر ترنج ' دستنبو ' و منقع وغیرہ درختوں کي قطاریں باغ رضواں کا دھوکا دیتي تھیں -

حیر الوحش

" حیر " کے معنی باغ کے ھیں ' اور وحش سے مقصود حیوانات ھیں - یہ قطعہ در اصل اجکل کي اصطلاح کے مطابق باغ حیوانات تھا - اسمیں مختلف قسم کے جنگلي جانور رکھے گئے تھے ' اور وہ اس قدر انسانوں سے مانوس ھوگئے تھے کہ آدمیوں کے پاس آکے انکے جسم سونگھتے تھے (جیساکہ پالو جانور اکثر کرتے ھیں) ' اور انکے ھاتھہ سے چیزیں لیکے کھاتے تھے -

شاہ روم کا سفیر اور آرائش قصر

سنہ ۳۰۵ میں شاہ روم نے (مقتدر باللہ) کے پاس اپنا سفیر بھیجا - یہ سفیر جب (تکریت) پہنچا ' تو (مقتدر) نے حکم دیا کہ دو ماہ تک اسکو (تکریت) میں رکھا جائے - وھاں سے جب (بغداد) آیا ' تو (دار صاعد) میں اتارا گیا - یہاں سفیر نے دو ماہ تک انتظار کیا ' مگر بارگاہ خلافت میں حاضر ھونے کي اجازت نہیں ملي - اس عرصہ میں قصر کي آرایش نہایت اھتمام کے ساتھہ گراں بہا و خوشنما آلات ' فروش ' اور پردوں سے کي گئي - پارچہاے انماطي ' دیبقي ' و طبري کے ۱۲ ھزار فرش بچھائے گئے - ۳۸ ھزار پردے پارچہاے ارمني ' واسطي ' بھمني ' دیبقي مطرز کے لٹکائے گئے - ان ۳۸ ھزار پردوں میں سے ۱۲ ھزار پردے پارچہ دیبقي کے تھے ' جن پر گھوڑے ' ھاتھی ' اونٹ ' اور دیگر جانوروں کي تصویریں منقش تھیں -

سفیر کی فرود گاہ (دار صاعد) سے لیکے دار الخلافہ کے پھاٹک تک ایک لاکھہ ساٹھہ ھزار سوار اور پیادوں کي دورویہ صفیں کھڑي کي گئي تھیں - سواروں کي پوشاکیں نہایت قیمتي ' گھوڑے نہایت عمدہ ' زینیں نقرئي و طلائي تھیں - سواروں کے ھمراہ کوتل گھوڑے بھي تھے -

بازار شرقي کی تمام دوکانیں ' کوٹھے ' حتی کہ چھتیں اور چھجے تک تماشائیوں نے بہت زیادہ کرایہ پر لے لیے تھے -

بازار مذکور کے یمین و یسار کے مکانات اور خود بازار تماشائیوں سے بھرا ھوا تھا -

اصناف کشتي میں سے شذاوات ' طیارات ' زلا زلات ' اور سمریات دجلہ میں باھمہ آرایش و سامان کھڑي تھیں - دار الخلافہ کے پھاٹک سے لیکے پیشگاہ خلافت تک مجرئي غلام اور دارني و بیراني خدام لباس فاخرہ پہنے ' زرین پٹکے باندھے ' اور ھاتھوں میں ننگي تلواریں لیے سر بقد کھڑے کیے گئے تھے -

تمام حاجب و دیگر خدام اپنے اپنے منصب کے موافق گذرگاھوں اور نشست گاھوں میں حاضر تھے -

آرایش کے بہمہ وجوہ مکمل ھونے کے بعد سفیر کو حاضر ھونے کي اجازت دي گئي -

سفیر اپني فرودگاہ (دار صاعد) سے مع اپنے تمام جلوس کے دو رویہ صفوں سے ھوتا ھوا دار الخلافہ کي طرف روانہ ھوا - راستہ میں نصر قشوري الحاجب کا مکان ملا ' جو خلیفہ کي ڈیوھي کا دربان تھا - لیکن مکان کي آراستگي اور اشخاص کي صف بستگي کو دیکھکے وہ سمجھا کہ شاید دار الخلافہ یہي ھے - منظر مکان کي عظمت اور خیال دار الخلافہ کي ھیبت اس پر چھاگئي ' اور وہ مرعوب ھوکر رک گیا ' لیکن پھر اسکو بتا دیا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں ھے ' بلکہ دار الحاجب ھے - سفیر آگے بڑھا - تھوڑي دور کے بعد وزیر السلطنت کا مکان ملا - یہ مکان (ابوالحسن علي بن محمد الفرات) کي صرف مردانہ نشست گاہ تھي - یہاں جب سفیر نے حاجب کے مکان سے زیادہ شکوہ و احتشام دیکھا ' تو اسکو یقین ھوگیا کہ یہي دار الخلافہ ھے - مگر یہاں بھي اسے بتایا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں ' بلکہ دار الوزیر ھے -

(دجلہ) اور باغ کے بیچ میں ایک نشستگاہ تھي ' جو عمدہ عمدہ پردوں اور چیدہ چیدہ فرشوں سے آراستہ تھي - چند دست (تخت یا اسکے مانند کوئي شے) نصب تھے ' جنکے ھر چہار طرف غلام عصا اور تلواریں لیے کھڑے تھے - سفیر اس نشستگاہ میں گیا ' اسکے بعد تمام قصر کي سیر کرائي گئي ' پھر پیشگاہ خلافت میں باریاب ھونے کیلئے حاضر ھوا -

یہ تفصیل ایک روایت کے مطابق ھے - دوسري روایت سے ' جو اس روایت سے طویل ' مفصل ' اور کسیقدر مختلف ھے ' یہ معلوم ھوتا ھے کہ سفیر جب دار الخلافہ تک پہنچ گیا تو ایک تہ خانہ میں داخل کیا گیا ' جہاں سے وہ بارگاہ خلافت میں حاضر کیا گیا - سفیر نے شاہ روم کا پیغام عرض کیا ' اور اسکے بعد

اسکو تمام قصر کي سير کرائي گئي - سير قصر کي کيفيت کے متعلق چند روايتوں کے جمع کرنے سے معلوم هوتا هے که جسوقت سفير داخل هوا هے ' قصر ميں فوج کا ايک سپاهي بهي نه تها - صرف حجّاب اور مختلف النسل خدام تهے جن کي تفصيل يه هے

خدام سفيد	۴ هزار	حجاب	۷ سو
خدام سياه	۳ هزار	حبشي غلام	۴ هزار

يه تمام اشخـــاص چهتوں پر کهڑے کيے گئے تهے - سفير عام پهاٹک سے داخل هو کے (خان خيل) کي طرف چلا - (خان خيل) ايک بهت بڑا مکان تها ' جسميں بکثرت رواق اور سنـگ مرمر کے ستون تهے - دهنے جانب پانچ سو گهوڑے کهڑے تهے ' جن پر پانچ سو طلائي و نقرئي زينيں کسي هوئي تهيں ' اسي طرح بائيں جانب پانچ سو گهوڑے کهڑے تهے ' جن پر ديبا کي جهوليں اور لمبے لمبے برقعے پڑے هوے تهے ' اور ان تمام گهوڑوں کي باگيں لباس فاخره پهنے هوے سائيسوں کے هاتهوں ميں تهيں -

يهاں سے درميان کي دهليزوں اور گزرگاهوں سے هوتے هوے سفير کو (حير الوحش) ميں ليگئے - (حير الوحش) سے اسکو ايک اور مکان ميں ليگئے ' جهاں چار هاتهي کهڑے تهے ' يه هاتهي ديبا کي جهولوں اور گلکاري سے آراسته کيے گئے تهے - سفير ان مقامات کو نهايت متحير هو هوے ديکهتا تها ' اور ادنے ادنے باتوں کو متعجبانه پوچهتا تها - اس مکان سے اسکو ايک اور مکان ميں ليگئے جهاں ايک سو شير تهے ' ۵۰ داهنے جانب ' اور ۵۰ بائيں جانب - ان شيروں ميں سے هر شير کا هاتهه چند اور شيروں کے هاتهه ميں تها ' اور شيروں کي گردنوں ميں زنجيريں اور طوق پڑے تهے - اس مکان سے اسکو (البوسق) ميں ليگئے - (البوسق) سے دار (الشجره) ميں - (دارالشجره) سے (الفردوس) ميں ليگيے ' جو بيشمار آلات و فروش سے آراسته تها -

(الفردوس) کي دهليز ميں دس هزار طلا کار ذرعيں آويزاں تهيں - يهاں سے اسکو ايک ايسے راسته ميں ليگئے جو ۳ سو هاتهه لمبا تها اور اس کے هر دو جانب دس هزار درقه ' خود ' بيقـــه ' زرديه ' مرصع ترکش ' اور کمانيں آويزاں تهيں ' اور ايک هزار گورے اور حبشي غلام چپ و راست کهڑے تهے - ۲۳ صحنوں کي سير کرنے کے بعد سفير کو (صحن التسعيني) ميں ليگئے - (صحن التسعيني) ميں حجري غلام لباس فاخره پهنے اور پورے طور پر مسلح کهڑے تهے ' اور انکے اسلحه ميں برچهے ' تبر ' عصا ' اور تلواريں تهيں - سفير کو مع اپنے جلوس کے صحن التسعيني سے (دار السلام) ميں ليگئے ' جهاں نهرت سے سسلي کے غلام دور دور کے برف کا پاني اور شربت وغيره لوگوں کو پلا رهے تهے -

اس سير کي طول مسافت کا اندازه اس سے هو سکتا هے ' که يه لوگ سات مقام پر اس عرصه ميں استراحت کي غرض سے بيٹهے اور اتنے هي بار پاني پيا - ابوعمر عدي الطرطوشي صاحب السلطان اور رئيس بلاد شام ايک سياه عباء پهنے اور سيف و منطقه زيب کمر کيے ' تمام سير ميں انکے همراه تهے -

پيـــشـــگاه خـــلافت

جب سفير روم قصر خلافت کي سير کرچکا ' تو حرام خلافت سے طلبي کا پيغام پهنچا -

(خليفه المقتدر بالله) کے ديوان خاص کي عمارت (قصر حسني) کا وه قدرا تها ' جو عين دجله کے کنارے واقع تها اور (الثلج) کے نام سے مشهور تها - سفير جب باريابي حضوري هوا تو اس نے ديکها که آبنوس کے ايک تخت پر خليفهٔ عباسي متمکن هے ' اور ديبق کا ايک زرافشان حلّه پهنے هوے هے ' جسپر طلائي بيل بوٹوں کے بنانے ميں صناع نے حيرت انگيز انساني کمال ظاهر کيا هے - تخت بهي ديبقي مطرز و مذهب فرش سے مفروش هے ' اور اسکے سروں کے دونوں جانب لعل و زمرد کے دو بڑے بڑے هار آويزاں هيں ' جنـکي چمک اور درخشاني سے تمام گرد و پيش منور هو رها هے -

خليفه کے سامنے اسکے پانچ شاهزادے بيٹهے تهے ' تين دهني جانب اور دو بائيں طرف -

سفير روم کے ساتهه (نصر القشوري) به حيثيت مترجم کے موجود تهے - سفير جب تخت کے قريب پهنچا تو اس نے سينے پر هاتهه رکها اور تعظيم کے اظهار کيلئے سر جهکا ديا - پهر مترجم سے کها که " اگر تمهارے يهاں سجده کرنا ممنوع نهوتا تو ميں سجده کرتا ' ليکن ميں اس طريق سے کورنش بجالايا هوں جو همارے يهاں کے اداب و رسوم کا شعار هے "

اسکے بعد خليفه کے طرف سے قيصر روم کے خط کا جواب ديا گيا ' جسکو سفير نے ليکر چوما ' انکهوں سے لگايا ' اور (باب دجله) کے طرف سے اپني فرودگاه کي طرف روانه هو گيا -

خليفه کي طرف سے سفير روم کيلئے پچاس کشتياں عطاياے شاهانيه کي پيشتر سے پهنچ چکي تهيں - اسکا اندازه مشکل هے که ان ميں سے هر کشتي کے اندر دنيا کي کس قدر دولت موجود تهي ؟ اور جس خزانے سے آئي تهي ' اسکے اندر زر و جواهر کے کيسے عظيم الشان سمندر بند تهے ؟ يه واقعه سنه ۳۰۵ هجري کا هے -

خـــون نـــاحـــق

— * —

يورپين اقوام اسلام اور مسلمانوں کو صفحهٔ دهر سے مٹانيکے لئے دوستي کے پرده ميں خفيه سازشيں کررهي هيں - اگر آپ اس سربسته راز کا پورا پورا انکشاف چاهتے هوں تو کتاب **خون ناحق** کا مطالعه کيجئے - جسميں طرابلس پر اٹلي کے خونين کارناموں کو ايسي دل هلادينے والي صورت ميں پيش کيا گيا هے جسے ايک نظر ديکهتے هي يورپين چالوں کي بهول بهلياں ميں پهنچکر انسان محو حيرت هو جاتا هے - **خان بهادر لسان العصر مولانا سيد اکبر حسين صاحب جج اله بادي مدظله** فرماتے هيں " خون ناحق بهت عمده مجموعه مضامين کا هے - اس سے ظاهر هوتا هے که دنيا ميں اس جرئي کي نسبت کيا خيالات تهے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کيا گذرتي هي - نه صرف زمانه حال جانيگا نه يه لوگ رهه جائينگے ليکن هسٹري کے ورق حالات گذشته کا آئينه **رهيگے** " اور بهت سے نوز گوں اور سيدوں اخباروں نے تعريفيں کي هيں - لسانهائي پهجائي ميں بقول **فاضل اديتر الهـلال** آجتک کي بهتر سے بهتر مطبوعات بهي اسکا مقابله نهيں کرسکتيں ' تقطيع ۲۰ - ۳۰ کلاں - صفحات ۱۲۰ صفحے - قيمت مجلد ايک روپيه چار آنه غير مجلد ايک روپيه - ملنے کا پته :—

محمد انوار هاشمي - مدير مکتبه قادريه

لال کورتي - ميرٹهه

ع پ

قاسمی ، اردو پریس

اسلامیہ چپاں کیلئے

[illegible]

مراسلہ

الهلال روزانہ

— * —

متعنا الله بطول بقائكم

بجناب مولانا المحترم ذو المجد و الكرم السلام عليكم ورحمة الله و بركاته - اخبار الهلال كي روزانه اشاعت كے باب ميں ابو الاعجاز صاحب عرشي كي اس تجويز سے هميں كسيقدر اختلاف هے كه " الهلال هفته وار روزانه كر ديا جاے اور بجاے هفته وار كے صوري و معنوي خصوصيات كے ساتهه چار پانچ جزو كي ضخامت ميں رساله البيان ماهوار شائع كيا جاے " هفته وار الهلال جس آب و تاب اور جن خوبيوں كي بدولت اپنے همعصر اخبارات ميں درجه اختصاص حاصل كئے هوے هے ' وه محض آپ كي محنت شاقه اور جگر كاري كا نتيجه هے ايك هفته كي لگاتار محنت كے بعد اخبار الهلال پبلک كي مشتاق نظروں اور قدردان هاتهوں ميں دكهائي ديتا هے اور پهر جس جوش و خروش كے ساتهه اسكا خيرمقدم كيا جاتا هے وه محتاج بيان نهيں تاهم آپ كو هميشه عديم الفرصتي كا عذر رها - اگر الهلال روزانه شائع هوا كرے گا تو عديم الفرصتي اور عجلت ميں ان ساري خوبيوں سے يكقلم موقوف هوجانيكا انديشه هے جنكي پبلک قدرداں هے مجبوراً صفحات الهلال كے پُركرنے كيلے انگريزي عربي اخبارات كے اقتباسات اور بسا اوقات پوري پوري عبارات كي نقل كرني پڑيگي جس سے پبلک كي گرويدگي اور اخبار بيني كے مذاق ميں جو خدا خدا كركے اب پيدا هوچلا هے يک گونه بدمزگي پيدا هوجانيكي اور عمان هے كه الهلال اسوقت جن خوبيوں سے فلک عز و افتخار پر چمک رها هے روزانه اشاعت سے اوسكي ضياء ماند پڑجاے اور پهر كثرت كار كي نكان آپكي صحت پر مضر اثر ڈالے -

الهلال كے روزانه اشاعت سے مقصود محاربۂ روم و بلقان كي تازه خبريں ناظرين كے سامنے پيش كرنا ' اور حتي الوسع صحيح خبروں سے ناظرين كو آگاه كرنا هے تاكه غلط اور غير صحيح خبروں سے ناظرين كو نعل در آتش رهنے كا موقع نرهے ليكن ديگر اخبارات ان فرائض كے ادا كرنے سے غافل نهيں هيں پهر جس امر كي نسبت اور اخبارات سرگرم و ساعي هيں انكو انهي كيليے چهوڑ دينا بهتر هے - ترقي و بيداري كي روح پهونكنے كا مهتم بالشان ذمه آپ نے اپنے سر ليا هے اور اس عظيم الشان ذمه داري كو عرصه قليل ميں جس خوش اسلوبي و كاميابي كے ساتهه آپ نے انجام ديا هے اوسكا ايک زمانه مداح و معترف هے پس آپكے ليے اصلي ميدان كار يهي هے - بنظر حالات متذكره هم مناسب نهيں جانتے كه الهلال كي روزانه اشاعت سے اوسكي قدرداني ميں كمي پيدا هو لهذا هفته وار الهلال بدستور جاري و شائع هوتا رهے البته ماهوار البيان شائع كرنا مناسب حال سمجهه جاے تو هميں اوسميں عذر نهيں - اظهار راے ميں كوئي غلطي سرزد هوئي هو تو معاف فرمائيگا -

محمد احمد الله (حيدر اباد)

عرضداشت

— * —

مسلمانوں اور سلطان المعظم خلد الله ملكه كے تعلقات كي تفصيل چنداں ضروري نهيں - صرف اتنا كهدينا كافي هے كه وه خادم حرمين شريفين هيں اور هم لوگ اونكو اپنا خليفه سمجهتے هيں - اوسوں سے جو مظالم دول يورپ سلطنت عثمانيه پر كررهے هيں ' اوسے هم بے خبر نهيں - ان مظالم كا سلسله موقوف اسوقت تک

فکاہت

یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

— * —

تهي سفارت كي جو تجويز بظاهر موزوں * اهل مجلس بهي بظاهر نظر آتے تهے خموش
دفعةً دايرۂ صدر سے اُٹها اک شخص * جسكي آزادئي تقرير تهي غارتگر هوش
اسنے اس زور سے تجويز په كي رد و قدح * چونک اوٹهے وه بهي جو بيٹهے هوے تهے پنبه بگوش
اهل مجلس نے جو بدلا هوا ديكها انداز * ڈر هوا يه كه كهيں اور نه بڑه جائے يه جوش
صدر محفل نے بلا كر اسے آهسته سے كها * كه " تو هم شامل وفدستي و اين مايه مجوش"
بادۂ جام سفارت مئي مرد افگن تها * ايک هي جرعه مين وه شير جري تها مدهوش
اب نه وه طرز سخن تها ' نه وه آزادي راے * نه وه هنگامه طرازي تهي نه وه جوش و خروش
جسكي تقرير سے گونج اُٹها تها اجلاس كا هال * اب وه اک پيكر تصوير تها بالكل خاموش
سخت حيرت تهي ' كه اِک ذرۂ خاكستر تها * وه شراره ' جو ابهي برق سے تها دوش به دوش
ديكهتے هيں تو حرارت كا كهيں نام نهيں * هو گيا شعله سوزنده بهڑک كر خس پوش
اهل ثروت سے يه كهدو كه مبارک هو تمهيں * لله الحمد ابهي ملک ميں هيں راے فروش

(كشاف)

نہیں ہوا ہے' بلکہ روزافزوں ترقي دیجا رہی ہے - جنگ طرابلس اور جنگ متحدہ ریاست ہاے بلقان نے بانيي کار دول کو ہمنے اچھي طرح پہچان لیا ہے مگر اسوقت ہمکو اسپر بحث کرنے کي ضرورت نہیں معلوم ہوتي - اگر آیندہ کوي موقعہ پیش آیا تو ان شاء اللہ تفصیل سے بحث کرینگے - تازہ اخبارات سے مظالم بلغاریا کی جو تفصیل ہم تک پہنچي ہے' اوسکي فہرست نہایت طول طویل ہے - مختصراً یہ ہے کہ بلغاریا کے سپاہیوں نے مسلمانوں کے گھر وتمیں گھسکر ناکتخدا لڑکیوں اور عورتونکو نہایت بیرحمي سے بے عصمت کیا اور مساجد کے ساتھہ طرح طرح کي بے ادبیاں کیں - کیا دنیا کا کوئي انسان جسکي عزت کے ساتھہ یہ برتاو کیا جاے اپني حد پر قائم رھسکتا ہے ؟ ہر انصاف پسند طینت اسکا جواب یہي دیگی کہ " ہرگز نہیں " - قطع نظر اسکے کیا دنیا کی کوي قوم اپني عبادت گاھوں کي بے حرمتي دیکھنا گوارہ کر سکتي ہے ؟ اگر نہیں کرسکتي تو پھر کیا یہہ واقعہ اسلامي دنیا کے لئے ایسا نہیں ہے کہ اسلام کے بچہ بچہ کو اسپر آمادہ کردے کہ وہ وحدانیت کي قسم کھاکر اسکا بیڑہ اٹھا لے کہ ان ملعونوں کو واصل جہنم کرکے اونکي قوم کو صفحۂ ہستي سے مٹا دیگا ؟ اور یہ نہوسکا تو وہ خود اس عالم سے ناپید ہو جاویگا تاکہ پھر کبھی ایسے جانگداز اور روح فرسا واقعات اوسکے کانوں تک نہ پہونچیں ؟

اسلام دنیا میں اسلیے بھیجا گیا تھا کہ وہ دنیا کو آزادي' اخوت' اور مساوات کي تعلیم دے - اسکے تمام پیرو آزاد اور بالکل آزاد ہوں - چنانچہ مسلمانوں کي تاریخیں اس قسم کے صدہا واقعات سے لبریز ہیں - لیکن آہ ! ہم یہ کیا دیکھتے ہیں کہ آجکل تمام قوموں سے زیادہ مسلمانوں کي گردنوں میں غلامي کے طوق پڑے ہیں - مگر ہم کیا کہتے ہیں ؟ کیا یہ طوق بگلو مسلمان مسلمان ہیں ؟ کیا اسلام اور غلامي ایک ساتھہ جمع ہو سکتي ہے ؟ کیا جس قوم کے غلام آزاد ہوے ہوں اسکے آزاد غلام ہو سکتے ہیں ؟ کیا جو شخص اسلام کا مقدس " فرض حریت " نہ بجا لائے وہ مسلمان ہوسکتا ہے ؟

یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ مسلمان اج تک تاج برطانیہ کے وفادار رہے ہیں بلکہ خود گورنمنٹ نے بھي غالباً یہي تصفیہ کر لیا ہوگا کہ مسلمان ایک قوم ہے جو ہمیشہ وفاداري کا عہد نباہ سکتی ہے لہذا ہم لوگ اس ادب اور تعظیم کے ساتھہ جو ایک وفادار رعایا کو اپني گورنمنٹ کے ساتھہ ظاہر کرنا چاہیے' ملتمس ہیں کہ ہماري عرضداشت در صورتوامیں سے جس ایک صورت کو پسند فرمایا جاے منظور ہو :

(۱) بلغاریا سے اسکے تمام تہذیب سوز اور وحشیانہ افعال کي پوري سختي اور قوت کے ساتھہ باز پرس کي جاے اور قانون و تہذیب کے خلاف جو حرکتیں اس سے اور اسکي سپاہ سے سرزد ہوئي ہیں اور جنکي وجہ سے کئي لاکھہ مسلمانوں کو طرح طرح کے جگر سوز اور روح فرسا مصیبتیں گوارا کرني پڑیں اور ہزارہا مسلمانان بلغاریا اپني عزت و ناموس سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوے - اسکو تمام دول یورپ کے سامنے پیش کرے -

(۲) یا پھر یہ کہ گورنمنٹ غیر جانبداري کو بالاي طاق رکھکر ہمکو ہمارے ارادے پورا کرنے کے لئے آزاد کردے - اول صورت کے لئے ہمیں یقین ہے کہ ہماري سلطنت کے وزیر خارجیہ کا صاف الفاظ میں یہہ جواب ہوگا کہ گورنمنٹ برطانیہ بوجہ غیر جانبداري کے ایسا کرنے سے معذور ہے - اگرچہ ہمارے پاس اسکے کافي دلائل موجود ہیں کہ گورنمنٹ ایسا کر سکتي ہے ' مگر ہمکو اسپر زیادہ زور دینے کي ضرورت نہیں - پس غالباً ہماري گورنمنٹ کو ہماري عرضداشت کي دوسري صورت منظور کر لینے میں کوي تامل نہ ہو گا - کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس صورت کے لئے گورنمنٹ کہہ سکتي ہے کہ عدم واقفیت فن سپہ گري سے خطرۂ جان ہے - ہمارے پاس اسکا کافي جواب موجود ہے کہ ہم اس سے نا واقف نہیں ہیں مگر کلمہ توحید جسکي تعظیم کا اثر ہر مسلمان کے رگ رگ میں ہے' میدان سپہ گري میں جوہر دکھانے کے لئے تمام نقصوں کا کامل علاج ہے -

بالفرض اگر یہي مان لیا جاے کہ جان کا خطرہ ہے بلکہ خطرہ نہیں جان کا جانا متصور ہے تو بھي مسلمانوں کے عقیدے کے موافق دنیا ایک عارضي چیز ہے' بمقابلہ اوسکے اخرت مستقل ہے - علاوہ اسکے یہ بھي عقیدہ ہے کہ چاہے کسي قوم کي جانیں اونکے ہاتھہ میں ہوں مگر مسلمانوں کي جانیں اونکے مالک حقیقي کے ہاتھہ میں ہیں جنکو قبل از وقت کوئي بھي نہیں لے سکتا - اگر مسلمانوں کا وقت آگیا ہے تو سبحان اللہ ! اس سے بہتر موت اونکے لئے نہیں ہو سکتي جسمیں اونکو درجہ شہادت حاصل ہوگا -

یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے متجانے سے ... برطانیہ کي ایک ایسي قوم جو اپنے مذہب اور اپنے تاریخي روایات کے برعکس غلامي اور محکومي کیلیے سب سے زیادہ موزون قوم ہے' متجنے گي' مگر اس کا افسوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ انگریزي قوم اپنے آپ کو آزادي کا علم بردار کہتي ہے' اور تجربہ شاہد ہے کہ وہ صدیوں کي مغلوب قوموں کو آزادي کے لیے جد جہد کرنا سکھا چکي ہے پس مسلمانوں کي قوم جنکي سلطنت کو گئے ہوئے پوري ایک صدي بھي نہیں گذري ہے اور جسکي دنیا میں ابھي اور سلطنتیں باقي ہے' کیوں اپني گم گشتہ ازادي کیلیے اب ایک آخري حرکت مذبوحي سے باز رہے ؟

[یہ مراسلت ایک اسلامي انجمن کي جانب سے پچھلے مہینے ہمارے پاس پہنچي تھي جسکے آخر میں اسکے ممبروں کے دستخط تھے - ہم نے اس خیال سے شائع نہیں کیا تھا کہ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے کوئي نتیجہ حاصل نہیں - در خواستیں اور عرضداشتیں کبھي بھي کسي قوم کے مصائب کا علاج نہیں ہوئي ہیں - لیکن اب شائع کردیتے ہیں کہ تم از کم مسلمانوں کے خیالات اصلي کا تو اعلان ہے - الہلال]

ترکي کا وزیـــر خارجیـہ

ترکي کي وزارت خارجیہ پر ایک ارمني نسل کا مسیحي متمکن ہے جسکا نام نوروزخانیان افندي ہے - غور کرو' وزارت خارجہ کا عہدہ جلیلہ کیسا ذمہداري کا عہدہ ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک وزیر خارجہ ہوتا ہے - بعض رموز سلطنت ایسے ہوتے ہیں جن کو اجانب و اغیار سے پردۂ خفا میں رکھنا بے حد ضروري ہوتا ہے - اسي بنا پر ایک اسلامي سلطنت کا وزیر خارجہ مسلمان ہونا چاہئے لیکن ترکي کو اس کا مطلق احساس نہیں - یورپ کي مسیحي اقوام اسلام کے قلع و قمع پر تلي ہوئي ہیں اور وہ ہر وقت اسي دھن میں رہتي ہیں کہ بس چلے تو آل عثمان کو یورپ سے جلا وطن کردیں' لیکن سلطنت عثمانیہ ایسي بھرائي بھالي ہے کہ انہي مخالفین و معاندین اسلام کے ایک فرد کو وزارت خارجہ جیسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمانے سے دریغ نہیں کرتي - * ع *

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

قرآن مجید نے نہایت توضیح و تاکید سے فرمایا ہے کہ مسلمانونکو چاہیے کہ اپنے سوا کسي غیر کو اپنا رازدار درست نہ بنائیں کقولہ تعالی :

یا ایہا الذین	مسلمانو ! اپنے لوگونکو چھوڑکر مخالفین
آمنوا لا تتخذوا	میں سے کسي کو اپنا رازدار اور درست
بطانۃ من دونکم	نہ بناؤ وہ تمہاري خرابي میں
لا یالونکم خبالاً	کچھہ اُٹھا رکھنا نہیں چاہتے ہیں کہ
ودوا ما عنتم ' قد بدت	تم کو تکلیف پہنچے - دشمني تو ان
البغضاء من افواههم	کي باتوں سے ظاہر ہو ہی چکي ہے اور
و ما تخفی	غیظ و غضب جو ان کے دلوں میں بھرے

شئون عثمانیه

صدورهم اکبر — هیں وہ اس سے بھي کہیں بڑھکر ہیں - هم
قد بینا لکم الایات — نے تمکو پتے کي باتیں بتادي هیں اگر تمہارے
ان کنتم تعقلون — پاس عقل معاملہ فہم ہے تو تمہارے کام آئے گا -

قران مجید اپنا کوئي حکم بجبر نہیں منواتا بلکہ جمیع احکام و هدایات کے ساتھہ اُن کے دلائل و براهین بھي بیان فرمادیتا ہے - اس حکم میں بھي اس امر کي فروگذاشت نہیں کي گئي اور اس سے بعد کي آیات میں بتلادیا کہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں :

ها انتم اولاء — سنو جي ! تم کچھہ ایسے سیدھے سبھاؤ کے
تحبونهم — لوگ ہو کہ تم تو ان سے درستي رکھتے ہو اور
ولایحبونکم وتومنون — وہ تم سے مطلق درستي نہیں رکھتے اور تم خدا
بالکتاب کلہ — کي ساري کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ
و اذا لقوکم قالوا — تمہارے قرآن کے منکر ہیں اور جب تم سے
آمنا و اذا خلوا — ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ هم بھي ایمان
عضوا علیکم — لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو
الانامل من الغیظ — مارے غصہ کے تم پر اپني انگلیاں کاٹتے ہیں
قل موتوا بغیظکم — اے پیغمبر اِن لوگوں سے کہو کہ اپنے غصہ میں
ان اللہ علیم — جل مرو جو بغض هماري طرف سے تمہارے
بذات الصدور- ان — دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے مسلمانو!
تمسسکم حسنۃ — اگر تم کو کوئي فائدہ پہنچے تو اِن کو برا لگتا
تسوهم و ان تصبکم — ہے اور اگر تم کو کوئي گزند پہنچے تو اس سے
سیئۃ یفرحوا بها — خوش ہوتے ہیں اور اگر تم ان ایذاؤں سے پرهیز
و ان تصبروا وتتقوا — کرو اور انتقام میں زیادتي سے بچے رهو تو
لا یضرکم کیدهم — اطمینان رکھو کہ ان کے فریب سے تمہارا کچھہ
شیئا ان اللہ — بھي نہیں بگڑے گا - کیونکہ جو کچھہ یہ کہہ رہے
بما یعملون محیط! — ہیں اس کا دفعیہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ہے -

کیا ایک غیر مسلم کو وزیر خارجہ مقرر کرنے سے تُرکي نے احکام قرآني کي صریح مخالفت نہیں کي ؟ اصل یہہ ہے کہ قرآن کي پیروي سے گذرے عالم کے سلطان اور قیصر و کسریٰ کي سلطنتوں کے مالک بن گئے تھے - اب قرآن کو پس پشت پھینکنے سے حاصل کي هوئي سلطنتیں کھو رہے ہیں - فاعتبروا یا اولی الابصار -

(نور الدین از گوجرانوالہ)

جنگ بلقان و دول یورپ

تاریخ جنگ پر ایک اجمالي نظر اور یورپ کے سیاسي تعلقات موجودہ

گو یورپ کا عام ادب' حفظ حقوق ' اعانت مظلوم' وفاء عہد ' اور نصفت پروري کے ادعا سے لبریز ہے ' مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ جذبۂ کشورستاني و حکمراني کا اس درجہ حلقہ بگوش ہے کہ اسکي فرمانبري کے لیے هر قسم کي اخلاقي قربانیوں کے لیے بے دریغ تیار هوجاتا ہے -

نقض عہد' غصب حقوق' اور زبردست آزاري خواہ کتني مذموم کیوں نہو' لیکن اگر اسکے ذریعہ سے توسیع ملک میں مدد ملسکتي ہے تو اسکے استعمال میں اسکو ذرا بھي تامل نہیں - ممکن ہے کہ سطح بیں نظریں ان حرکات کو اسکي کامیابي و سرسبزي کا ذریعہ سمجھتي هوں مگر ارباب نظر کو اس امر کے اعتراف سے کسي طرح گریز نہیں هو سکتا کہ اسکي اس حرص پروري و طمعراني هي میں یقیناً اسکي آیندہ تباهي مضمر ہے -

جنگ طرابلس سے مسیحي دول کي باهم ساز و باز مصالح پرستي ' اور حق کشي منظر عام پر آگئي تھي - جنگ بلقان نے اسکي مزید تائید کي اور اسکے ساتھہ دنیا کو یہ بھي دکھا دیا کہ یورپ جسقدر آگے بڑھتا جائیگا ' اسیقدر امن و انصاف خطرے سے قریب تر هوتا جائیگا -

یورپ نے اعلان کیا کہ " مسئلہ بلقان کي بابت جنگ نہیں هوگي " یہ اعلان غالباً مدبرین یورپ کي ظرافت پسندي نہ تھي بلکہ ایک سنجیدہ اعلان تھا ' اور بیشک اگر اغراض پرستي نہ هوتي تو یورپ کا یہ اعلان حرف بحرف صحیح ثابت هوجاتا - دول یورپ کا ادنیٰ اشارہ جنگ روکنے کے لیے کافي تھا - چند چھوٹي چھوٹي ریاستوں کي اتني جرأت نہیں هوسکتي تھي کہ وہ یورپ کي باشوکت و اقتدار سلطنتوں کے خلاف مشورہ دیں -

لیکن منع جنگ کا اشارہ کیوں هوتا ؟ ریاستہاے بلقان روس کے لواحقین میں سے تھیں' جنہیں وہ نہ صرف حوصلہ افزائي کے لیے' بلکہ اپنے مخصوص مصالح کے لئے اپنے حریف دیرینہ دولت عثمانیہ کے مقابلہ کے لیے همیشہ شہ دیتا رہتا ہے - گو فرانس و انگلستان کو براہ راست ریاستہاے بلقان سے کوئي تعلق نہیں' مگر یہ تعلق کیا کم ہے کہ ان پر ایک ایسي سلطنت ظل گستر رهتي ہے جسکي خوشنودي و درستي انہیں اپني دوررس کمزور و مجہول مسلمان رعایا کي هر دلعزیزي سے کہیں زیادہ عزیز ہے - ائتلاف مثلث (انگلستان' روس' فرانس) کے ایک جنگ پر متفق هو جانے کے بعد کوئي وجہ نہ تھي کہ اتحاد ثلاثہ (جرمن ' اٹلي' اسٹریا) اسکي مخالفت کرتا -

دول یورپ کا یہ عذر کہ انہوں نے جنگ کو روکنا چاہا مگر ریاستہاے بلقان راضي نہیں هوئیں' محض ابلہ فریبی و حیلہ طرازي ہے - کیا کوئي معمولي عقل کا آدمي بھي یہ فرض کرسکتا ہے کہ جبل اسود کي سي چھوٹي ریاست ' دول یورپ کے کسي ایک مشورہ کو بھي نامنظور کرسکتي ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ یورپ کي ساز و باز اور ملمع کار دروغ گوئي کي اس کثرت سے اور اس قدر جلد جلد و پے در پے شہادتیں مل رهي هیں کہ اگر اب بھي اهل مشرق نہ سمجھیں' تو آیندہ انکے سمجھنے سے همیشہ کے لیے مایوس هو جانا چاہیے -

بہر نوع اعلان جنگ هوا اور اسکے بعد فوراً هي موسیو (پوانکیر) وزیر خارجیہ فرانس کي تجویز اور انگلستان و روس کے اتفاق سے یہ اعلان کیا گیا کہ " خواہ نتیجہ کچھہ هي هو مگر فتحیاب کو اپنے ملک میں مزید اراضي کے الحاق کا حق نہ هوگا یا بالفاظ دیگر فریقین کے ممالک میں کوئي جغرافیائي تغیر نہیں هوگا " موسیو (پوانکیر) نے یہ کیوں تجویز کیا تھا ؟ صرف روس کي خوشآمد کے لیے - انگلستان نے اس سے کیوں اتفاق کیا ؟ صرف روس کو خوش کرنے کے لیے - اور خود روس نے اسکو کیوں پسند کیا ؟ اسلیے کہ اسکا خیال تھا کہ بہادر ترکي فوج جسوقت اپني بارکوں سے چلے گي' تو پھر (صوفیا) میں جاکے دم لیگي - اسکو معلوم تھا کہ یوناني فوج جب اس سے برسر پیکار هوئي تھي تو اسکا کیا حشر هوا تھا - اور وہ یہ بھي جانتا تھا کہ آج یونان صرف اسواسطے ایک آزاد سلطنت نظر آتا ہے کہ اعلان جنگ کے بعد یہ بھي اعلان کردیا گیا تھا کہ جغرافیائي حالت بدستور قائم رهیگي -

ناميلة جمال امين

الطفل المعجزة ... يعزف على البيانو في سن الثالثة

فاري الورياشا

لیکن فتح و شکست کي تقسیم بالکل خلاف امید هوئي -

هوا کا رخ بدله هوا دیکهکر خیالات کا رخ بهي بدلگیا اور سب سے پہلے اخبارات نے یـه سوال اتهایا که بلقانیوں کو" کیوں نه اس فتح کے ثمرات سے متمتع هونے کا موقع دیا جاے' جسکے لیے انکي هزارها جانیں کام آئي هیں " اعلان جنـگ پر ابهی نصف ماه سے زائد نهیں گزرا تها که (روس) سے یه آواز بلند هوئي : " نهایت نا انصافي هوگي اگر ریاستهاے (بلقان) کو ان فتوحات سے ثمره اندوز هونے کا موقع نه دیا گیا جسکے لیے انهوں نے اپني نهایت عزیز جانیں دي هیں" اس کی صداے بازگشت (انگلستان) و (فرانس) سے بهي آئي اور مسٹر ایسکوبتهه اور موسیو پوانیکر بهي وهي کهنے لگے' جو ایک روسي مدبر کهرها تها - گو (جرمن) ' (آسٹریا) ' اور (رومانیا) یهي چاهتي تهیں' که نقشهٔ ملک میں تغیر نه هو' مگر روس کے ساتهه (انگلستان) اور (فرانس) کے هم آهنـگ هو جانے سے مجبوراً انکو خاموش هو جانا پڑا - لیکن (استریا) نے تغیر جغرافیه کی مخالفت سے اس شرط پر دست کشي اختیار کی که " البـانیـه ریاستهاے بلقان میں تقسیم نه کردیا جـاے " کیونکه اگر البـانیه انکو ملجـاتا ' تو سلافي (ملادین) عنصر کا غلبه هو جاتا ' جو(آسٹریا) کی هستي کے لئے سخت خطرناک ثابت هوتا - اس نے اس امر کي بهي مخالفت کي که (سرویا) کو بحر (ایڈریاٹـک) میں ایک بندرگاه واسلحه خانه بنانے کي اجازت دیجاے -

(آسٹریا) نے سرویا کو متنبه کردیا که وه مطالبات میں اعتدال سے کام لے اور بحر (ایڈریا ٹـک) میں بندرگاه کے مطالبه سے دست بردار هو جاے - (سرویا) نے آسٹریا کے مقابله میں سختي کی' اور اپنے ارادے پر نهـایت مضـبوطي سے قائم رهنے کا اظهار کیا - ادهر ائتلاف مثـلث نے بهي سرویا کي طرف اس خیال سے اظهار توجه کیا که آسٹریا ڈر جاے اور اپني مخالفت سے باز آجاے' مگر (آسٹریا) کو معلوم تها که یه موقع کمزوري دکهانے کا نهیں هے - اسکي آبادي کا ایک ثلث سلافی عنصر هے اسلیے اگر آج وه (البانیه) کا مختار کل هو گیا تو کل آسٹروي ممالک کا بهي مالک سمجهنا چاهیے -

(آسٹریا) نے ایک طرف تو جنگي تیاري کا حکم دیا اور سرویا سے کهدیا که " اگر تم اپنے فتوحات سے صرف فائده اتهانا چاهتے هو تو هم کو اس سے کچهه تعرض نهیں' لیکن اگر تم قبضه و ملکیت چاهتے هو تو اس سے همیں قطعي اختلاف هے' خواه اس اختلاف کا نتیجه جنگ هي هو اور اسمیں تمهارے ساتهه ائتلاف مثلث بهي شریک هوجائیں" - اور دوسري طرف اتحاد کي تجدید کي اور اپنے حلیفوں سے وعده لے لیا که اگر ائتلاف مثلث نے (سرویا) کي حمایت میں هتیار اتهائے تو وه بهي میدان جنـگ میں اتر آئینگے - ائتلاف مثلث نے یه دیکها که (بلقان) کي چهه لاکهه فوج اور اسکے ساتهه روس کے لاکهوں سپاهیوں سے بهي (استریا) کے اراده میں فرق نهیں آیا تو مجبوراً (البانیه) کي خود مختاري تسلیم کرلي -

گو یه نزاع طے هوگئي هے مگر تاهم حفظ ماتقدم کے لیے آسٹریا کو ۹ فوجیں اور ایک بیڑه ' اور روس کو ایک کثیر فوج اسکے مقابلے کے لیے تیار رکهنا ضروري هے ' کیونکه جنگ کا چهڑ جانا بر وقت ممکن هے -

(رومانیا) بهي جو اب تـک نهایت خاموشي سے رفتار جنگ دیکهه رهي تهي' تقسیم ممالک کے وقت خاموش نه رهسکی اور اعلان کردیا که " اگر اس تقسیم میں اس کو کچهه نه دیا گیا تو وه تغیر نقشه کي مخالفت کریگي " -

خود اتحادیوں میں بهي خانه جنگي هوگئي اور یونان اور بلغاریوں میں سالونیکا کي بابت تلوار چلتے چلتے رهگئي -

ان حالت کے دیکهتے هوے ماننا پڑتا هے که اگر صلح کانفرنس نے کوئی تشفي بخش تصفیه نه کیا اور بات بڑهي تو یورپ کا امن عام ضرور خطره میں هوگا - اور اسکے بعد یه نـکته بهي سمجهه میں آجاتا هے که جو سلطنتیں پہلے مداخلت کرنا نهیں چاهتي تهیں وه اب اسقدر صلح کے لیے کیوں کوشاں هیں ؟ اور یه کیوں طے کیا جارها هے که متفقه طور پر باب عالي پر زور ڈالا جاے که وه جسقدر جلد ممکن هو صلح کرلے ؟

جنگ بلقان کے حوادث و واقعات

پر

ایـک تفصیلـي نظـر

(ایک عثماني مصري مقیم استانه کے قلم سے)

فخر کائنات صلعم نے فرمایا که " مسلمانوں کي مثال ایک جسم کي هے - جب ایک عضو کو مرض کي شکایت هوتي هے ' تو تمام جسم اسکو محسوس کرتا هے " اسي لیے بوجه اُن مصائب و آفات کے جو همارے عثماني بهائیوں پر اجکل نازل هو رهي هیں ' مصري مسلمانوں کو حزن و الم کي حالت میں دیکهتا هوں - چونـکه میں نے اپني آنـکهوں سے ان جگـر خون کن مصائب کا ایک حصه دیکها هے جو باشندگان مقدونیـه و عثماني قیـدیـوں پر اتحادیوں کے قبضه کے بعد سے نازل هو رهے هیں اور نیز یونانیوں کے اس وحشیانـه برتاؤ کو دیکهـا هے جو وه عثماني قیدیـوں کے ساتهه کر رهے هیں' اسلئے میں اپنا فرض سمجهتا هوں که اپنے مشاهدات کے خلاصه سے اپنے مصري بهائیوں کو مطلع کروں - الله تعالی نے فرمایا هے که " وه اسوقت تـک کسي قوم کو نهیں بدلتا ' جب تک وه قوم اپنے آپ کو نه بدلے " اسلیے یه بدیهي هے که کچهه ایسے مادي واخلاقی اسباب ضرور هیں جو همارے اِس تنزل و شکست کا موجب هوے هیں -

اخلاقي اسباب کو میں مورخین اسلام کے لیے چهوڑ دیتا هوں اور اس وقت صرف مادي اسباب و علل کا ذکر کرنا چاهتا هوں -

عثماني صوبهاے مقدونیه چار سال قبل اجنبي (یورپي) نگراني میں تهے ' لیکن بایں همه امن نه تها ' جسکي وجه سے یورپین مقاصد کے فروغ کو بهت نقصان پهنچتا تها - مدبرین دول (روس و انگلستان) شهر (ریوال) میں جمع هوے اور طے کیا که " مقدونیه کا نظام حکومت بدلدینا چاهیے " یه تجویز ابهي عملي صورت اختیار کرنے نهیں پائي تهي' که دولت عثمانیه میں فوجي انقلاب برپا هوگیا - اس انقلاب نے اس تجویز کو هنگامي طور پر ملتوي کر دیا - سنه ۱۹۱۰ع میں حکومت کي طرف سے ایسي کارروائیاں هوئیں ' جو بلغاري انجمن کے دوباره قیام کي باعث هوئیں اور اس نے پهر دولت عثمانیه سے (مقـدونیه) کے لیے نظـام غیـر کـزي کا مطالبه کیا - حکومت نے اس کو نا منظـور کیا - بلغاریـوں میں پهر جماعت بندیاں و گروه بازیاں شروع هوگئیں اور یورپ کو متوجه کرنے کے لیے جابجا تباه کن گولے پهینکے جانے لگے - اسکے بعد زمانه اسطرح گزر رها تها که ایک طرف تو ان گروهوں کي قوت بڑهتي جاتي تهي اور دوسري طرف حکومت کي کارروائیوں کو ناپسند کرنے والوں کي تعداد زیاده هو رهي تهي -

سال گذشته کے اواخر میں بلغاري عثمانیوں نے یورپ میں چند وفود بهیجے' جنکي غایت یه تهي که دولت عثمانیه احکام معاهده برلن کی کماحقه رعایت کرنے پر مجبور کي جائے - مگر ان وفود کو یورپ میں بجز روس کے اور کوئي مددگار نهیں ملا - روس نے یه دیکها که سلافي عنصر کي نجات اسوقت تک نهیں هوسکتي' جب تک ریاستهاے بلقان میں اتحاد نه هو جاے' اسلیے اس نے ریاستهاے بلقان کو پہلے اس باهمي ناچاقي کے دفع کرنے کي صلاح دي ' جو بلغاري ' سروي ' اور

یوناني جماعتوں میں عرصے سے چلي آتي تھي' اور خود بھي تینوں ریاستوں کے سفراء متعینہ (سینٹ پیٹرسبرگ) میں باھم اتفاق پیدا کرانے کي کوشش کي - چنانچہ اوائل سنہ ۱۹۱۲ع میں ھم ان فرقوں میں اتحاد کا دور دورہ دیکھنے لگے' جنمیں ھمیشہ باھم کشت وخون کا بازار گرم رھا کرتا تھا !

اس عرصہ میں چار سال کی وہ مدت گزر گئي جو اعلان دستور کے بعد بطور ھنگامی صلح کے قرار پائي تھی' اور ھم سننے لگے کہ صوفیا میں بلغاریا و دیگر ریاستھاے بلقان کے سفـرا باھم حملۂ مدافعت کي بابت معاھدہ کررھے ھیں -

یہ ظاھر ھے کہ ھم سے زیادہ (آسٹریا) کو ھماري سلطنت کے متعلق علم تھا - چنانچہ کونت (پرچبولڈ) وزیر خارجیہ (آسٹریا) نے تمام دارالسلطنتھاے یورپ کا اس غرض سے دورہ شروع کیا کہ احکام معاھدہ برلن کی رعایت پر دولت عثمانیہ کو مجبور کیا جائے اور کفایۃً ھمکو اس معاھدہ کي بھي اطلاع دیدي -

اس عرصہ میں قوم نے بھی یہ محسوس کرلیا تھا کہ اسکا اصلي دشمن کون ھے ؟ اسلیے (سعید پاشا) کی وزارت کے بعد جو وزارت بیٹھي' اس نے فوراً اعلان کر دیا کہ " دولت عثمانیہ (مقدونیہ) میں اصلاحات نافذ کرنے کے لیے بالکل تیار ھے" لیکن ریاست ھاے بلقان نے اپنے پس پردہ دول کی جرات افزائي سے شہ پاکر (مقدونیہ) کي کامل خود مختاري کا مطالبہ شروع کردیا - باب عالي نے یہ مطالبہ نامنظور کیا اور ۱۸ - اکتوبر سنہ۱۹۱۲ع کو اعلان جنـگ ھوگیا -

* * *

اعلان جنگ کے وقت

اعلان جنـگ سے پہلے ھماري فوج کي یہ حالت تھي کہ مارچ سنہ۱۹۱۱ع میں محمود شوکت پاشا اپنے عہدۂ وزارت جنگ میں نظام فوج کے اندر ایک عظیم الشان تغیر کر چکے تھے - لیکن اسکے بعد باقاعدہ فوج کے اکثر پرانے افسر معزول ھوگئے' نئے ریجمنٹوں کے ساتھہ وہ تمام با قاعدہ دستے بھي ملحق کردے گئے جو تعداد میں ۴ سو تھے -

محمود شوکت پاشا جسوقت اس عہدہ سے علحـدہ ھوے' اسوقت نئے ریجمنٹوں کے اکثر سپاھیوں کي مدت ملازمت خدمت ختم ھوچکي تھي' اسلیے اکثر ریجمنٹ تجربہ کار سپاھیوں سے خالي ھوگئے تھے اور سپاھیوں کي تعداد بھي کم ھوتی گئي تھي - اعلان جنـگ سے قبل مختار پاشا کو اعلان جنگ کے امکان کا یقین نہ تھا - (کیونکہ یورپ کي تمام بڑي سلطنتیں یقین دلا رھي تھیں کہ ریاستھاے بلقان جـنگ نہیں کرینـگي - الھلال) مگر تاھم قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے مظاھرات کي وجہ سے انکا استعفاء دیدینے کا قطعي ارادہ تھا -

اعلان جنگ کے وقت ھماري یہ حالت تھی کہ جسوقت باب عالي نے جنگي تیاري کا حکم دیا ھے اسوقت (ادرنہ نوپل) کے علاوہ تمام (مقدونیہ) میں بہت تھوڑي فوج موجود تھی - سامان جـنگ قریبا مفقود تھا اور سفرمینا کا سامان بیل گاڑیوں پر جاتا تھا - دشمن حدود عثمانیہ میں گھسا آرھا تھا اور ھم ابھي فوج کے جمع کرنے ھي میں مصروف تھے - اسکے علاوہ ھماري فوجي تربیت بھی بلغاریا کي فوجي تربیت سے گري ھوئي تھي - کیونکہ با قاعدہ فوج ھمیں (ایشیا) سے لاني تھی اور یہاں جو ردیف فوج موجود تھي وہ اجور جنـگ سے محض ناواقف تھي - ان مشکلات کے ساتھہ جسقدر فوج ھم جمع کرسکے ' اسکو ھم نے چار حصوں پر تقسیم کرکے ھر حصہ کو ایک خاص نام سے موسوم کر دیا -

ایک حصہ کا نام (جیش الشرق) دوسرے کا نام (جیش الغرب) تیسرے کا نام (جیش الشمال) اور چوتھے کا نام (جیش الجنوب) تھا -

(جیش الشمال) میں ۴۰ اور ۵۰ ھزار کے درمیان میں سپاھي (علي رضا پاشا) کے زیر کمان تھے - (جیش الشمال) سے دو لمپنیاں زیر کمان (فتحي پاشا) اور (جاوید پاشا) سرریا کے حدود پر مامور تھیں

(جیش الغرب) میں تیس ھزار سپاھي تھے جسکے کمانیر (زکي پاشا) تھے - اس فوج کا مرکز (بلغاریا) کے جانب غرب اس مقام پر تھا' جہاں (کرستندیل) (کوچنہ) (عثمانیہ) (جمعہ بالا) (رسنہ) اور (جسر آغا صالح) واقع ھیں -

(جیش الشرق) بلغاریا کے جنوبي حصہ میں تھا - (جیش الجنوب) کے دو حصے تھے - ایک حصہ زیر کمان (اسعد پاشا) (یانیا) کی طرف متعین کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ حدود (الاصونیہ) پر مامور تھا - اس حصہ کي کمان کے لیے (رضا پاشا) کمانڈر توپخانہ تجویز کیے گئے تھے مگر انھوں نے اسکي کمان لینے سے انکار کر دیا' اسلئے انکے بدلے (حسن پاشا) کمانیر مقرر ھوے -

اسي طرح فوج کا کچھہ حصہ جبل اسود کي طرف بھي برائے نام بھیج دیا گیا تھا -

خلاصہ یہ کہ اعلان جنـگ کے وقت تمام یورپین ترکي میں کل فوج تین لاکھہ پچاس ھزار تھی - اسکے مقابلہ میں ایک لاکھہ پچاس ھزار سرویا کي' تین لاکھہ پچاس ھزار بلغاریا کي' ایک لاکھہ دس ھزار یونان' کي اور تیس ھزار جبل اسود کي فوج تھي -

یہ تمام فوج ' جنکي مجموعي تعداد چھہ لاکھہ تیس ھزار تھي یکایـک حدود عثمانیہ پر حملہ آور ھوگئي -

(قرق کلیسا) (جسر مصطفی پاشا) (ادیمدوقہ) (جمعہ بالا) (جسر صالح آغا) (جارونہ) (لوچنہ) (سلطان تپہ سي) (دردہ باغردان) (بودا) (فتزہ) (زینعیتزہ) (متر) (فتزہ) (پرانہ) (لوردس) (آلاصونیہ) میں جنـگ شروع ھوئي - یونانی فوج ایک لاکھہ دس ھزار تھي - اسکے مقابلہ میں عثماني فوج صرف تیس ھزار - جسمیں (لوردس) میں بارہ ھزار اور (بش بینار) میں تین ھزار' باقی فوج دیدیانی پر مامور تھي - (الاصونیہ) میں ۱۵ ھزار فوج تھی جسمیں سے پانچ ھزار جزیرہ نماے (خالکیدیکیا) و بندرگاہ (سالونیکا) میں اس غرض سے مامور کي گئي تھي کہ یوناني بحري فوج کو روکے ' جو جنگي بیڑے کي کشتیوں سے نکلکے (سالونیکا) کي طرف بڑھنا چاھتي تھي - اور باقی دس ھزار (الاصونیہ) میں لڑ رھی تھی -

(قرق کلیسا) کے قریب (بلغاریا) کي ایک لاکھہ دس ھزار فوج تھي ' جسکے مقابلہ میں (قرق کلیسا) کے قلعوں میں صرف پچاس ھزار عثمانی فوج تھي -

(یلور پاشا) کے ساتھہ صرف آٹھہ ھزار عثماني تھے ' جنکے مقابلہ میں بلغاري پورے دس ھزار تھے - (جسر مصطفے پاشا) میں عثماني فوج صرف ایک لاکھہ تھي ' مگر اسکے مقابلہ میں بلغاریا کي فوج دو لاکھہ چالیس ھزار تھي - پچاس ھزار سرري' اور ایک لاکھہ نوے ھزار بلغاري - ھمارے جیش الشمال میں بھي صرف تیس ھزار سپاھی تھے اسکے مقابلہ میں پانچ ھزار سرري اور پینتالیس ھزار بلغاري تھے - علاوہ ان بیس ھزار سرویوں کے جو حدود جبل اسود پر تھے' خود حدود (سرویا) پر بھي نوے ھزار سپاھي موجود تھے' انکے مقابلہ میں عثماني فوج صرف پچاس ھزار تھی - دشمن کي فوج ھماري فوج سے نہ صرف تعداد میں زیادہ تھي' بلکہ ساز و سامان میں بھي ھماري فـوج سے بدرجہا بہتر تھي - مثـلاً ھر بلغاري اور سرري ریجیمنٹ کے ساتھہ تین میٹرلوز قسم کي توپیں ' در معمولي توپیں' پیادے ' اور سوار تھے - علاوہ اسکے سفر میںا کي نقل و حرکت کے لیے ریل تھي اور توپوں کے لیے موٹر گاڑیاں - لیکن اسکے مقابلہ میں ھمارے ایک فرقہ میں کل دو توپیں میٹرلوز قسم کی تھیں' اور سفرمینا اور توپوں کي نقل وحرکت کے لیے محض بیل گاڑیاں !!

تعداد و سامان کے علاوہ ایک بڑا فرق یہ تھا کہ دشمن کي فوج تربیت یافتہ تھي' بخلافیکہ ھماري فوج ردیف کي پلٹنوں میں ھر ڈھائي سو سواروں پر

صرف ایک افسر تها حالانکه دشمن کي فوج میں هر ایک بلاک میں ایک یوز باشي اور پلٹن کے افسر تھے -

اوائل جنگ میں بلغاري فوج دو غیر قلعه بند مقامات یعني (جمعه بالا) اور (شاررده) پر قابض هوگئي اور (لوروس) کو یوناني فوج نے مسخر کرلیا ' مگر عثماني فوج بهي سروي ممالک میں پانچ کیلو متر تک بڑهي چلي گئي -

اعلان جنگ کے بعد

آغاز جنگ میں عثماني فوج چار دن تک مدافعت کرتي رهي - کیونکه تمام عثماني محافظ فوجوں نے یه محسوس کرلیا تها که دشمن کي فوج هر مقام پر اس سے کئي گنا زیاده هے ' لیکن چار دن کے بعد بعض افسروں نے مدافعت کے بدلے حمله شروع کردیا - اس کا نتیجه یه هوا که جب حمله میں کامیابي نهیں هوئي تو عثماني فوج پیچهے هٹي اور (قرق کلیسا) کي محافظ فوج قلعوں کو نه سنبهال سکي - یه مدافعت کے بدله حمله آوري هي کا نتیجه تها که (مصطفے پاشا) کا پل مسخر هوگیا ' اور (ادریا نوپل) کا بلغاریوں نے محاصره کرلیا -

(جسر مصطفی پاشا) کے مسخر هوتے هی (ادریا نوپل) کے مشرق و مغرب سے بلغاري فوج امنڈ امنڈ کر آئے اور جنوب کي طرف پیش قدمیاں کرنے لگي - ان آنے والي فوجوں میں سے ایک حصه (دردہ اغاج) تک پهنچگیا ' جس نے (قسطنطنیه) اور (سالونیکا) کي ٹرینوں کا نقطهٔ اتصال منقطع کردیا - رسد رساني کے لئے بحري راسته تو پهلے هي سے مسدود تها ' مگر اس نقطهٔ اتصال کے منقطع هوجانے سے ریل کے ذریعه سے بهي رسد رساني ناممکن هوگئي - (قرق کلیسا) کي شرقي جنوبي جانب سے جو بلغاري فوج آ رهي تهي وہ (شتلجه) پهنچگئي ' لیکن خبریت یه هوئي که وهاں ردیف کے بدله باقاعده فوج مدافعت کے لیے مامور کردي گئي تهي -

(ادریا نوپل) کے محاصره سے جسقدر بلغاري فوج بچي ' وہ (تکفور طاغي) کي سرحد پر پهنچگئي - معرکهاے (قرق کلیسا) ' (شتلجه) اور (ادریا نوپل) میں بلغاري نقصانات کي بابت یه اندازه دیا جاتا هے که اسکے ایک لاکهه نوے هزار سپاهي کام آئے هیں -

شمال میں (علي رضا پاشا) کي شکست کا قصه یه هے که عثماني فوج کو جو حدود (سروپا) میں بڑهتي چلي گئي تهي ' بوجوہ چند (قومانوده) کے خط دفاع تک پیچهے هٹ آنا پڑا - جسوقت یه فوج هٹکے آ رهي تهي ' اسوقت (کمانو) میں چار دن سے سروي و عثماني فوجوں میں لڑائی هو رهي تهي - اس معرکه کا خاتمه سروپا کي پشت قدمي پر هوا اور فوج کو وهاں سے هٹکے (اسکوب) میں آنے کا حکم ملا - لیکن (اسکوب) میں آکے دیکها تو واپس آنے والي فوج میں سے کل دس یا پندرہ هزار سپاهي رهگئے تهے ' اور وهاں ردیف کے جسقدر آدمی تهے وہ سب اپنے اپنے گهر بهاگ گئے تهے - یه حالت دیکهکے کمانیر موصوف نے یه فیصله کیا که (اسکوب) اپني مدافعت نهیں کرسکتا - اسلئے فوج کو حکم دیا که (مناستر) چلکے اس فوج سے ملے جو (کوچنه) سے هٹ آئی هے اور وهاں مقیم هے -

حدود (مناستر) سے اس بغیر مقابله کي واپسي کا یه نتیجه هوا که سروي فوج (کرلیجه) سے لیکے (برلیه) تک کے تمام مقامات پر بغیر مقابله کے قابض هواي چلي آئي ' (وارداز) سے جو فوج هٹکے (مناستر) آئي تهي ' اس کا پچاس هزار سروي سپاهیوں سے چار دن تک مقابله رها -

(الاصولیه) میں ابتداءً میدان همارے هاتهه رهے - حتی که هماري فوج یوناني بربروں پر قابض هوگئي ' لیکن اخیر میں جنگ کا رخ بدل گیا ' اور هماري فوج مجبوراً ۳۱ - اکتوبر سنه ۱۹۱۲ع کو (نیجه) کي طرف هٹ آئي -

(جیش غربي) کي ماتحت فوج کي (وارداز) میں واپسي ' بلغاري فوج کي (کوچنه) سے (سالونیکا) کي طرف پیشقدمي ' اور یوناني و بلغاري فوج کا (سالونیکا) کا محاصره ' ان تمام امور کا مجموعي طور پر نتیجه یه هوا که (اوستروما) کي فوج جو بلغاري فوج کي پیشقدمي کو نهیں روک سکتي تهي ' (سالونیکا) کي مدافعت کے لئے (نیجه) کے خط دفاع میں آگئي اور اس طرح دشمنوں کو بڑهه آنے کا اور موقعه مل گیا -

(نیجه) کے سب سے پهلے معرکه میں ایک هزار تیس سو عثماني زخمي هوے ' دوسرے معرکے میں عثماني فوج کے قلب کي ایک عیسائي پلٹن بهاگ نکلي اور بلغاري فوج نے فوراً اسکي جگه پر قبضه کرلیا - جسکي وجه سے عثماني فوج کا موقع (پوزیشن) نهایت نازک هوگیا تها ' مجبوراً اسکو (نیجه) چهوڑ کے (وارداز) کے بالمقابل چلا آنا پڑا -

(سالونیکا) کے ایک طرف یوناني محاصره کئے پڑے تهے ' اور دوسري طرف سے سروپا کي فوج گهیرے هوي تهي -

گو (استروما) کي فوج جو اسوقت (سالونیکا) میں موجود تهي (جسر صالح آغا) کي مدافعت کرسکتي تهي ' لیکن (کوچنه) سے دشمن کي پیشقدمي نے اسکي واپسي کا راسته روک دیا تها - دشمن کي فوج هردو مرکز (ترامه) اور (سبروز) پر بهي قابض هوگئي اور وهاں سے (قوله) پهنچگئي -

فوج (وارداز) کي ناکامي کا قصه یه هے که یه فوج صحراء (کوچنه) میں ۲۸ اکتوبر سنه ۱۹۱۲ ع تک حیرت انگیز شجاعت و بسالت سے لڑتی رهي ' لیکن اسکے بعد اسکے چند مسیحي دستوں نے فریب دیا ' جسکي وجه سے فوج کا سارا نظام برهم هوگیا ' اور کل سامان جنگ (کوچنه) هي میں چهوڑ کے فوج (مناستر) چلي آئي -

اس واپسي کے اسباب بجز اسکے اور کچهه نه تهے که توپیں عین وقت پر نصبگاهوں پر نصب نهیں هوئیں تهیں ' اور مسیحي سپاهي بهاگ نکلے تهے ' تیز پاني نهایت شدت سے برسنے لگا تها - (یاورباشا) کي پلٹن جسکا واپسي کا راسته (دیمتوقیه) میں قطع کردیا گیا تها ' اور جو دشمن کي فوج میں هر طرف سے گهري هوئي تهي اور پهر تعداد بهي جسکي صرف ۸ هزار تهي ' یه واقعه دنیا میں یادگار رهے گا که نهایت ثابت قدمي سے مدافعت کرتي رهي بلکه (الواء دارمه) کو جس پر دشمن قابض هوچکے تهے اس نے واپس بهي لے لیا تها ' لیکن جب اس نے (ادریا نوپل) کي فوج سے ملنا چاها تو اپنے آپ کو دشمنوں میں گهرا هوا پایا - مجبوراً (دره آغاج) سے آگے نه بڑهسکي -

(اشقودره) اور (یانیه) ابهي تک همارے هاتهه میں هے اور البانیا کے جنوبي حصه پر اسوقت تک دشمن قابض نهوسکے - سروپا کي جو فوج البانیه کي طرف بڑهرهي تهي ' وہ اسواسطے رک گئي هے که (استروپا) کے سروي سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردیا هے اسکے جواب میں (سروپا) بهي آسٹروي حدود پر فوج جمع کررهي هے -

تمام مغربي مقامات بهي مثل (دراچ) (برزین) (برشنه) (مهترروفیتزه) وغیره کے اب تک دشمنوں کے قبضے میں نهیں آسکے هیں اور بے سروسامان عثماني سپاهیوں نے فاقه مستي کي حالت میں لڑ لڑکر انهیں محفوظ رکها هے -

هماري ان تمام ناکامیوں کي ایک بڑي وجه باشندوں کي هجرت بهي هے - کیونکه یه هم پهلے هي بیان کرچکے هیں که یهاں کي باقاعده فوج بهت تهوڑي تهي - زیاده تر ردیف فوج تهي - ردیف فوج کے سپاهي یه دیکهکے که انکے اهل و عیال هجرت کرکے دوسري جگه جارهے هیں کبهي فوج میں نهیں رهسکتے ' کیونکه انکي حفاظت کے لیے وہ بهي انکے همراه جانا چاهتے هیں - مجهے نهایت افسوس کے ساتهه کهنا پڑتا هے که روملي کے باشندوں نے ضرورت و بے ضرورت بهي هجرت کي جسکي وجه سے اکثر ردیف کے سپاهي چلے گئے -

گو مقدونیه میں هماري حالت اسدرجه خراب نهي ' مگر (شتلجا) میں بحمد الله هماري حالت باوجود تمام اسباب مخالف کے غالبانه و فاتحانه رهی هے - ایشیا سے جسقدر کرد ' عرب ' اور ترک آتے هیں سب (شتلجا) میں جمع هو رهے هیں - (باقي آئنده)

یورپین ترکی اور ریاست ھاے بلقان

فرھنگ بعض الفاظ عربیه

*

(آستانه) قسطنطانیه

(ادرنه) ایڈریا نوپل

(بحر مرمرا) مارمورا

(بحر ابیجه) ایجین سی (جس میں جزائر یونان واقع ھیں)

(نهر الدانوب) دریاے ڈینیوب (جو کسی وقت ترکی روسی سرحد تھا)

(النمسا والمجر) آسٹریا ھنگری

(البوسنه والهسک) بوسینیا ' ھرزیگوینا

(الجبل الاسود) مانٹی نیگرو

(اثینا) ایتھنس دار الحکومت یونان.

(سکک حدید) یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹی جدول ' جو ترکی حدود حکومت کو ریاست ھاے بلقان ویونان سے علحدہ کرتی ھے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ھے ' اور اصل نقشے کا بعینہ عکس ھے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Cucutta Wednesday, January 22, 1913

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلگراف

«الهلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 22, 1913

جلد ۲

نمبر ۳

فہرس

شذرات ۱ - ۴

مقالۂ افتتاحیہ

خاتمۂ جلد جدید (۲) ۵

مقالات

سیرۃ النبوی ۷

قطرات اشک ۱۳

شئون عثمانیہ

مظالم سوریا ۱۰

سالونیکا کے چوتھی خانہ میں جنگی ”

تصاویر

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی ۸

مسجد جامع سلیم (ایڈریانوپل) ۳

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کا پیغام

مسلمانان ہند کے نام

(بواسطہ الہلال کلکتہ)

ہم ہندوستانی مسلمان بھائیوں کی اس گرمجوشی کے اظہار کے لئے جو انسے ترک مجروحین کے لئے چندہ جمع کرنے میں ظاہر ہوئی نہایت ممنون ہیں اور آپ ہماری اس ممنونیت کا پیغام یقیناً ان تک پہنچادینگے - جنگ کی وجہ سے بہت سے بے خانمان ہوگئے ہیں اور نہایت سخت و شدید مصائب میں گرفتار ہیں مفصل کیفیت روانہ کی جاتی ہے - ہندوستان سے روپیہ بھیجنے والوں کو آپ ہدایت کردیں کہ وہ روپیہ سنٹرل افس عثمانی انجمن ہلال احمر استنبول کے نام روانہ کریں جس کی وجہ سے ملنے میں بہت آسانی ہوتی ہے - روپیہ دینے والوں کی مفصل فہرست بھیجدیجئے -

نسیم عمر رائس پریسیڈنٹ

انجمن ہلال احمر عثمانی ادارۂ مرکزی

شذرات

—:*:—

هفته جنگ

بالآخر دول یورپ نے اپنا آخری متفقہ نوٹ ترکی کو دیدیا ہے: استکباراً في الارض و مکر السیئ (۳۵ : ۴۱) "اخري وقت" اور "فیصلہ کن وقت" مہینوں سے ہماري زبانوں پر ہے، مگر سچ یہ ہے کہ اخري وقت پہلے نہ تھا، اب آیا ہے - یہی چند ایام عاجلہ، جو یاس و بیم کے عالم میں گذر رہے ہیں، فوائے بقیۂ اسلامیہ کیلئے کامل اور حقیقي معنوں میں فیصلہ کن ہونگے: هنالک ابتلی المسلمون وزلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ : ۱۲)

درحقیقت اسلام کو یورپ سے خارج کردینے کیلیے جس صلیبي اتحاد کا بیڑہ تھا، اور جس کو مسئلۂ مشرقي کي پیچیدگي اور دول یورپ کي باہمي رقابت ابتک قائم نہیں ہونے دیتي تھي، اب وہ پورے طور پر مکمل ہوگیا ہے، اور یہ متفقہ نوٹ اسکا اعلان جنگ ہے - یورپ انتظار کرتے کرتے اسلام کي سخت جاني اور اپني رقابتوں سے اکتا گیا تھا، اسلیے یہ کوئي تعجب کي بات نہیں اگر اب وہ اور انتظار کرنا نہیں چاہتا - لیکن ہزار تعجب باب عالي کي موجودہ حکومت پر ہے، اگر وہ آخري فیصلہ کن وقت کیلیے کسي اور وقت کا انتظار کرے، اور پھر اسکے بعد اور کیا باقي رہجاتا ہے کہ اسکے بچاؤ کیلیے ذلت کي مہلت، اور بے بسي کے انتظار کو طول دیا جاے؟

دول کا یہ نوٹ انتہائي سختي کے ساتھ فیصلہ کن حکم ہے - یا تو یورپ کے دعوے کیلیے خود یورپ کے جج کا فیصلہ تسلیم کرلیں، یا پھر یورپ کي ہمدردیوں سے مایوس - صاف صاف طور پر نوٹ میں اسکا بھي اشارہ کردیا ہے کہ اگر باب عالي نے دول کے احکام کي تعمیل نہ کي، تو خود قسطنطنیہ کیلیے خطرہ ہوگا، اور ایشیائي صوبجات میں جنگ پھیل جاے گي -

جنگ و صلح کے فیصلے کیلیے جو قومي مجلس تجویز کي گئي ہے اسکا فیصلہ ابتک معلوم نہیں - ۱۹ - کے تارسے معلوم ہوتا ہے کہ عثماني وزیر خارجیہ نے دول کے نوٹ کے جواب کا مسودہ مجلس وزرا میں پیش کردیا ہے - جواب کا لہجہ گو نرم اور التماسانہ ہے تاہم ایڈریانوپل اور جزائر ایجین کے دیدینے سے انکار کیا ہے اور

لکھا ہے کہ " ایتریا اوپل میں بلغاری آبادی بہت کم ہے' اسکے قلعے ناقابل تسخیر ہیں اور حملے سے بے خوف - اسمیں سلاطین عثمانیہ کے مقبرے اور اسلام کی یادگاریں ہیں - پھر پای تخت کا دروازہ اور قسطنطنیہ کی کنجی ہے - ان اسباب کی بنا پر کیونکر بلغاریا کے حوالے کر دیا جاے ؟ "

افسوس کہ ہمارے دل کا اضطراب مجنونانہ ہے ' اور ہم اپنے جگر کا ٹکڑہ قسطنطنیہ نہیں بھیج سکتے - یہ قطعی ہے کہ اب عثمانی قرا شٹلجہ میں نہایت مستحکم ہیں' اور بلغاریا کی موجی قوت کا خاتمہ ہو گیا ہے - یہ بھی حتمی ہے کہ اگر یورپ سامنے آیا تو پھر تمام اسلامی ممالک میں با وجود ہمہ غفلت و بے حسی ' آگ لگ جاے گی اور یہ ایک فیصلہ کن ہلال و صلیب کا مقابلہ ہوگا ' اور سب سے زیادہ یہ کہ مصلحت شناسی' انتظار' مہلت طلبی' اور تحفظ بنانا' اسی وقت تک ہے' جب تک کہ آئندہ کیلیے کچھہ امید ہو' اور اب اسکے بعد ترکی کے پاس عزت و زندگی کی کونسی متاع باقی رہجاے گی ' جسکے بچانے کیلیے وہ موت پر زندگی کو ترجیح دے ؟ پھر کیوں نہ قسطنطنیہ کی گلیاں لاشوں سے بھر جائیں اور کیوں نہ موت ای عزیز کو ذات کی زندگی پر ترجیح دینے لوں کے دن میں نہیں ؟ وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم' واللہ یعلم و انتم لا تعلمون (۲ : ۲۱۲)

ہم اس وقت تک متعدد تار مختلف لوگوں کے نام بھیج چکے ہیں - وزارت کے نام پہلا تار حاصل تھا' لیکن وہ خود اس مسئلہ میں ایک فریق ہے - اسلیے سبیل الرشاد ' اقدام ' طلعت ' اور جون ترک کے نام بھیجے ہیں - نیز مصباح الدین شریف کے سابق ممبر پارلمنٹ عثمانی کے نام ' جن کے ساتھہ عرصے سے ہماری خط و کتابت رہی ہے - مگر ہم معتمد پاشا کی وزارت کے شکست کے بعد قسطنطنیہ سے پہلے کئے تھے' اور پچھلی ڈاک میں انکے خط سے اپنی تمام کا حال معلوم ہوا ہے - امید ہے کہ آئندہ ڈاک میں وہ حسب وعدہ تفصیلی حالات لکھیں گے اور ہم اور انکی اصلاحات کا وعدہ فرمائیں گے -

فوجی مجلس کے فیصلے کی نسبت ہمیں ہم نے اخبار دیدیا ہے کہ بمجرد اطلاع کے ہمارا مطلع فرمادیں -

انجمن اتحاد و ترقی معلوم ہوتا ہے کہ بازو د کامل پاشا اور انکے پس پردہ حامیوں نے شدید ترین استبداد اور قہارانہ مطالبے ' اپنی جانوں پر کھیل کر خدمت ملت و وطن لیلیے جد و جہد کرتی رہی - اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ صلح کانفرنس میں آخری شرائط کے تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا ' اور اب تک باب عالی اپنی موجودہ وزارت کی خواہش کے مطابق دول کے نوٹ کو تسلیم کرانیکی جرات نہ کرسکا -

ڈاکٹر (دین) نے (کنٹیمپریری ریویو) میں قسطنطنیہ کے موجودہ حالات کی نسبت ایک مضمون لکھا ہے' جسمیں وہ لکھتے ہیں :

" اجڑے جنگ کے لیے نوجوان ترکوں کو سب سے پہلی کوشش یہ تھی کہ انہوں نے (پرنس سعید حلیمی پاشا) کو وزیر اعظم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ (شاہجا) میں استواری کے ساتھہ مدافعت کی ضرورت ثابت کریں ' اور مدافعت کا چارج (محمود شوکت پاشا) کو دے دینے پر مجبور کریں انور (کامل پاشا) نے نوجوان ترکوں کے نامزد کردہ شخص کی تقرری نامنظور کی - اسکے بعد انہوں نے دو با اثر شخص سلطان المعظم کے پاس بھیجے - اس مرتبہ سلطان المعظم متاثر ہوے اور انہوں نے محمود شوکت پاشا کو تقرر منظور کرلیا ' لیکن تلعہ ابھی وزیر اعظم کی اس منسوخی کا موقع حاصل تھا اسلیے نوجوان ترکوں کے زبردست فوجی مدد بھی حاصل کرنا چاہی مگر اسمیں انکو ناکامی ہوئی "

مزید تفصیل اخبار رچ (سینٹ پیٹرسبرگ) کا نامہ نگار مقیمہ قسطنطنیہ لکھتا ہے : " مجھکو ملجیان آفندی سابق وزیر پبلک ورکس سے ' جنکو معہ دوسرے لیڈروں اور ہم منصبوں کے قید کیا گیا تھا ' وزارت جنگ کے قیدخانہ میں ملاقات کرنے کا موقع ملا - یہ ملاقات بہت دیرتک جاری رہی ' جسمیں دوسرے معزز قیدی بھی شریک تھے - بہت سے سابق وزیروں نے اپنی گرفتاری کی وجہ اور بغاوت کا وہ الزام جو انپر لگایا گیا تھا بیان کیا جو بالکل غلط اور بے معنی تھا - انکا بیان ہے کہ کورٹ مارشل کے اکثر ممبر اس فوجی جماعت کے تھے جو نوجوان ترکوں کی حمایت کو تباہ کرنے پر تلے ہوے ہے - اس سے تین دن پیشتر وہ سمجھا گیا تھا کہ انکو جلا وطن کرکے قونیا بھیج دیا جاے - قیدیوں نے وزیر داخلہ سے درخواست کی کہ ہمارا معاملہ عوام کے روبرو پیش ہو جسکا جواب یہ دیا گیا کہ یہ معاملہ میری طاقت سے باہر ہے - لیکن فوجی جماعت کو پورا اختیار ہے - باوجود اسکے سول معاملات کی عدالت ظاہری - اہل رسمی طور پر ایک مجسٹریٹ قیدیوں کا معائنہ و تعہد کرنے کے لئے مقرر کیا گیا - مجسٹریٹ نے قیدیوں سے یہ بیان کیا کہ میں اپنی تحریری انجام دے رہا ہوں لیکن خود اسکے خلاف کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس کی بنا پر کوئی مفید مطلب براری ہو سکے بعد کورٹ مارشل نے معاملات کو اپنے ہاتھہ میں لے لیا اور قیدیوں کو حسب ضابطہ اسکے حوالہ کردیا جانے والا ہے "

" چند ہی دن میں دن کے عرصہ میں معاملات کی تحقیقات کی گئی - نوجوان ترکوں کی گرفتاری سے فوج میں کافی بے چینی پیدا ہوگئی - افسروں نے بلا کسی خوف کے کہدیا کہ اگر انور و طلعت کو ہم نہیں شکار جھوڑ کر قسطنطنیہ واپس چلے جائیں گے - ناظر جنگ نے خود اپنے پرانے گروہ اور فوجی جماعت کی مخالفت کی - اب گورنمنٹ کو ثابت ہوگیا کہ فوج اسوقت بغاوت پر آمادہ ہے اور انکی ضرر رسانی کا خیال کرکے انکو ہٹا دینا ہی مناسب ہے - یہ دیکھکر حکم دیا کہ کورٹ مارشل کے فیصلے کو ملتوی کرکے معاملات کو سلطنت کے سپرد کردیا جائے اور تمام قیدی جنکا تعلق کسی جماعت سے نہ ہو رہا کردیے جائیں - اس ہدایت کے موافق ملاقات کی اور بیان لیا کہ آپ صاحبوں کا معاملہ خاص طور سے ہمارے ہاتھہ میں ہے اور ہمکو امید ہے کہ آپ رہائی میں دیر نہ کرینگے " اس چٹھی میں کوئی تاریخ نہیں ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ اب وہ سب رہا کردیے گئے -

اسکے بعد وہ لکھتا ہے : " برابر شام تک گفتگو جاری رہی - آخر ایک افسر نے ادب کے ساتھہ کچھہ فاصلہ پر ٹھہرا ہوگیا - ملجیان نے اسکی طرف دیکھا - افسر نے مہذبانہ لہجہ میں کہا کہ " دربارہ معائنہ کا وقت آگیا ہے اور اگر آپکو ناگوار خاطر نہ ہو تو ملاقات کے لئے دوسرا وقت مقرر کرلیں " ملجیان آفندی نے کہا کہ " جناب ایک لمحہ ٹھہریے " پھر ادب کے ساتھہ جواب دیا کہ " معاف فرمائیے ' میں جنگی قیدی کی حیثیت سے معاطب کئے جانے کے قابل نہیں ہوں ' اپنی رہائی کی خبر سے ایک مزید جانفزا ہوگئی "

اسی طرح پر نیز سنگ کا نامہ نگار مقیمہ قسطنطنیہ لکھتا ہے :

" یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہاں تک پارٹی کی طرفداری میں بے حد کوشش کی گئی ہے' جسکا ثبوت اس سے ظاہر ہے کہ شریف

پاشا سابق جنرل نے جب ینگ پارٹی کے خلاف بغاوت کو سر سبز ہوتے نہ دیکھا تو اختیار ٹھاک در پیرس واپس چلا گیا - سلنیچر کے دن طلعت بک نے حلقو عاطی سے گرفتار کیا گیا تھا اور جو بھیجا رہا کردیے گئے ہیں ' ناظم پاشا اور انور بک ' ایک پرانے افسر اور کمیٹی کے بارسوخ لیڈر سے ملاقات کی - انکو بھی مثل دوسروں کے قید کیا گیا تھا اور اسوقت ناظم پاشا نے انکو بعض امور میں مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا تھا - یہ مجالس نہایت اہم اور معنی طلب ہیں اور سلطنت کی خوفناک بھی خیال کی جاتی ہیں "

ایک آور جرمنی اخبار کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے :

" بابعالی نے اسکا مصالحہ کرلیا ہے کہ ایڈرنا نوپل اور قرق کلیسا کو کسی شرط پر بھی نہ دیا جاے اور عثمانی کورنر جنرل کی ماتحتی میں مقدونیہ اور البانیہ کی خود مختاری برقرار دے -

بابعالی پر یورپین سفرا خاص میں یہ خیال ہے کہ لندن کانفرنس کا خاتمہ قریب ہے اور لڑائی کی تجدید قریب قریب ناگزیر - ترکی جنگی طیارہ اور دیگر عظام کا اپنے جہازات ابتدا باسفورس سے ہٹانے میں دیر کرنا اسی دلیل کے لیے کافی ہے "

آگے چلکر یہی نامہ نگار لکھتا ہے :

"اس کشیدگی کے ساتھ اندرونی کاروبار میں بھی پر زور کوششیں بھی جاری ہیں - وزیر اعظم کامل پاشا کے ستارہ کو گہن لگنا شروع ہوگیا ہے - جو لوگ کامل اپنا عہدہ وفا نہ کرسکا اور برٹش گورنمنٹ کی پشت پناہی نے اسکی امیدوں کا بالکل خون کردیا اسلیے قتل کیا جاتا ہے یہ اسی وجہ سے مزاج بھک گیا ہے اور بات بات پر اپنے جان نثار دوستوں مثلاً شیخ الاسلام جمال الدین سے بگڑ پڑتا ہے - ساتھ ہی اسکے ناظم پاشا کا ہاتھ بھی اسکی مخالف پارٹی یعنی کمیٹی کی دوبارہ تعمیر میں مدد کر رہا ہے - اگر گورنمنٹ نے لندن تر فوجی جماعت بہت جلد وزارت محمود شوکت پاشا و عزت پاشا کی دانت خیال ہے کہ انکے قائم مقام اور سرگروہ یہی ہیں " واللہ اعلم بعد ذالک

سالونیکا میں طوائف الملوکی

— * —

فرانسیسی اخبار (اتوکرسل) کو معلوم ہوا ہے کہ (سالونیکا) میں اسوقت سخت طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے - چنگی خانہ کی آمدنی کی بابت یونانیوں اور بلغاریوں میں باہمی فساد اسقدر بڑھگیا کہ آخر چنگی خانہ بند کر دینا پڑا -

سرویا اور البانیہ

— * —

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چند البانیوں نے ایک سرویں باشندے پر حملہ کرکے اسکو قتل کر ڈالا اور باشندے کو پہاڑ پر لیگئے -

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

یورپ کی سلطنتوں کا یہ دعوی ہے کہ انکے نظام حکومت میں مذہب کو دخل نہیں اور اسلیے وہ مسیحی اور غیر مسیحی دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتی ہیں ' لیکن اس دعوے کی تکذیبات کے دفتر بے پایاں میں سے ایک تازہ ترین واقعہ موجودہ جنگ مسیحیت و اسلام بھی ہے - گو یورپ ایشیائی خطرہ کے قدیمی دیو سے ہمیشہ ڈرتا رہا ہے ' اور گو اسوقت اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ عیسائی سلطنتوں کے زیر حکومت ہے ' مگر تاہم جب شاہ فرڈیننڈ نے صلیب کے نام سے علم جنگ بلند کیا ' تو تقسیم عمل کے طلائی اصول کی بنا پر سپاہیوں نے اپنی جانوں سے ' پبلک نے روپیہ سے ' مدبروں نے مشوروں سے ' سلطنتوں نے سازش ' ناظر اقداری ' مداخلت ' اور متفقہ فارروائی سے ' اور اخبارات نے خلاف اسلام ہجو آمیز و تعصب انگیز مضامین کی اشاعت سے اس صلیبی جنگجوئی میں مقدس معاونت کی -

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات اسلام کے خلاف اپنے قلم کو جس جوانمردی جوش سے صف آرا کرتے رہے ' اس کا اندازہ ان چند اقتباسات سے ہوگیا ہوگا ' جو ہم گذشتہ شماروں میں شائع کرچکے ہیں ' اور اب تمام دنیا کے سامنے ان باتوں کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ خود اس جنگ کا مقدمۃ الجیش بن گیا ہے -

روس کے اخبارات بھی اپنے ہمعصر و ہمسایہ انگریزی اخبارات سے پیچھے نہیں رہے اور اسنے جدید ایڈیشن میں اسلام کے خلاف شائع کیے کہ روس کی گورنمنٹ کے ماتحت مسلمان رعایا (جنکو سخت سے سخت جبر و استبداد کے عادی ہونے کے) برداشت نہ کرسکی ' اور اخبار (اور فیرنگ) اور (موسکو) میں

مسجد جامع سلطانیہ واقع ایڈرنا نوپل

[illegible] اخبارات [illegible] ہوئے [illegible] اور [illegible] ہوا ہے -

[illegible] خود سلطنت خطرہ سے اسقدر بدحواس ' اور عداوت اسلام [illegible] بے باکی کہ تو تعجب انگیز ہے اور نہ بے سبب - ایک طرف اسلیے صدہا مسلم نما ایجنسیں موجود ہیں جو [illegible] مسلمانوں کو اسلامی فرضی " نصفت پروری " اور " مسلم پروری " کا یقین دلاتے رہتے ہیں ' اور دوسری طرف وہ " لیڈر " ہیں جو قوم کو جذبات کشی ' ملت فراموشی ' اور یورپ پرستی کی تلقین کرتے رہتے ہیں - یورپ کا وہ دور جہالت گذر گیا جب کہ وہ مذہبی کی زنجیروں سے ڈرتا تھا - اب اسکا دور ' دور علم و تمدن ہے اور صرف انہیں ہی سے ڈرتا ہے - مسلمانوں نے عرصے سے اپنی زندگی کا کوئی عملی ثبوت نہیں دیا ' اسلیے کوئی سبب نہیں کہ وہ انکو زندہ سمجھکر انکے ساتھ زندوں کا سا سلوک کرے اور مردہ لاش سمجھکر نوچ نہ ڈالے - اگر آج مسلمان اپنے اعتراضات اور جذبات کو موثر بنانا چاہتے ہیں تو انکا فرض ہے کہ وہ شورش فغاں کے ساتھ زندگی کی کوئی سرگرمی بھی اپنے اندر پیدا کریں اور جلد سے جلد ایسا اعتراف کرائیں -

[...]

اصبروا و رابطو ! یہ تم سے کس نے کہدیا ہے کہ تم صرف انسور ہي کیا سکتے ہو؟ حالانکہ تمہارے پاس انکھہ کے سوا اور بھي بہت کچھہ ہے - کامل اتحاد ' مضبوط ارادہ ' عہد واثق ' اور اللہ پر اعتماد ' یہي چیزیں ہیں جنکے اندر دنیا کي عظیم الشان قوتیں پوشیدہ ہیں ' اور خدا نے تم پر کچھہ انکا دروازہ بند نہیں کردیا ہے -

مستقل جوش اور کامل اتحادي قوت کے بعد اولین شي جو اس وقت مسلمانان ہند کے جذبات کو موثر بناسکتي ہے ' یورپین مصنوعات کا (بائیکاٹ) ہے - ہزاروں رزولیوشن اور عرضداشتوں کے ڈھیر سے ایک دن کا متحدہ و متفقہ بائي کاٹ زیادہ کارآمد ہے - مسلمانوں نے اس وقت تک کتنے ہي جلسے کیے ' اور کتنے رزولیوشنوں کي نقل انگلستان بھیجي ' لیکن اشارہ و کنایے ہي میں نہیں بلکہ صاف صاف لفظوں میں کہدیا گیا کہ ہندوستان کي خاطر کچھہ انگلستان اپنے روسي اتحاد کے فوائد ضائع نہیں کرسکتا ' لیکن اگر اسکي جگھہ پوري قوت اور اتحاد کے ساتھہ بائیکاٹ کا اعلان کیا جاتا اور بنگالیوں کے گذشتہ بائیکاٹ کے طرح نا ممکن العمل کاموں میں نہیں ' بلکہ ممکن العمل حد تک اسپر عمل شروع کردیا جاتا تو یہ یقیني ہے کہ انکے انسروں کو اس حقارت سے نہ ٹھکرایا جاتا - موجودہ عہد تجارت کا یہ ایک اصلي حربہ ہے جو خود یورپ نے ہمکو دیا ہے ' اور آج در اصل یورپ کے ایوانہاے سیاست پر بھي اسکے میلوں اور کارخانوں کي حکومت ہے - انگلستان کو یقینا اپني پروا نہو کیونکہ آپنے اپني حالت سے اسے پورا کرنے کا عادي نہیں بنایا لیکن منچسٹر اور لنکا شائر کے تو ایک ادنے سے اقتصان کي بھي پورا کرنے پر وہ مجبور ہے - جو دھواں وہاں کے کارخانوں کي چمنیوں سے نکلتا ہے ' وہ کچھہ آپکے بے سود آہ و فغاں سے دبنے والا نہیں ہے -

یہ بالکل غلط خیال ہے کہ بنگالیوں کا بائیکاٹ ناکام رہا ' اور وہ کوئي مفید مقصد اثر حکومت پر نہ ڈال سکا - ہم اس بارے میں جو شمار و اعداد اور بعض نقشے طیار کرا رہے ہیں ' انکي اشاعت کے بعد اندازہ کیا جا سکے گا کہ کس درجہ فوري اور ناقابل انکار نتائج عملي طور پر بائیکاٹ سے حاصل ہوے اور بالخصوص بنگالیوں کي موجودہ افسردگي کے ' اب بھي اس تحریک کي بدولت سے کیا کیا نتائج حاصل ہو رہے ہیں ؟

البتہ ضرور ہے کہ عہد واثق ہو ' اور عزم راسخ ' اور ہر شخص انتہائي قوت کے ارادے کے ساتھہ قسم کھا لے کہ " وہ تجارتي تاریخ سے سواے اُن حالتوں کے جنکے لیے وہ مجبور ہے ' اور تمام یورپ کي بني ہوئي چیزوں کا خریدنا ترک کردیگا ' اور دیسي اشیا کے استعمال میں مال اور آرائش و نمایش کي اُسے جس قدر قربانی کرني پڑیگي ' اپنے جانوںکي قربانی کرنے والے بھائیوں کي یاد میں اسے برداشت کرلیگا "

اگر اس تحریک کے ہزارہا فوائد سے قطع نظر بھي کرلیجاے تو بھي بیان کرنے کیلیے دفتر کے دفتر چاهئیں ' تو بھي صرف یہي ایک خیال مسلم و مومن دل کیلیے کیا کم ہے کہ وہ آج اور اسوقت بیچین بن نہیں آتا تو کم از کم دشمنان اسلام کي اعانت و ... نہیں -

آج تمام یورپ جو کوس لمن الملک بجا رہا ہے ' اسکا اولین سبب اسکي تجارتي حکمراني ' اور اسکے ذریعہ تمام مشرق سے جلب دولت ہے - پھر اگر آج تم یورپ کي تجارت کو فروغ دیتے ہو ' اور اسکي مصنوعات کو خریدتے ہو ' اسکے معني یہي ہیں کہ تم صریح طور پر اُس قوت کے پیدا کرنے اور بڑھانے میں شریک ہوتے ہو ' جو اپنے استعمال کا سب سے پہلا مصرف تمہارے فنا ہي کو سمجھتي ہے

قانون کي پوري پابندي کے ساتھہ ' امن کے سچے طور پر درست ہونے کے ساتھہ ' اور گورنمنٹ کي وفادارانہ اطاعت سے بغیر سرمو تجاوز کرنے کے ' یہ ایک مفید ترین کلم ' اور موثر اسلحہ ہے جس کو تم انجام دینے اور جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں اور نہیں کہ یہ محض مدافعت کا شائستہ پالیسي ہي نہیں ' بلکہ موجودہ حالات کي بنا پر داخل احکام شریعت ہے ' فمن شاء فلیکفر -

ناموران ہند بلقان کے سلسلے میں اس ہفتے نامور مدافع عثماني : غازي شکري بے کي تصویر رحالات کے لکھنے کا ارادہ تھا ' چنانچہ اسي خیال سے انکي تصویر کا بلاک (جسمیں وہ مع اپنے پلاٹون کے افسروں کے بیٹھے ہیں) الہلال میں شایع کیا اور وہ سب سے پہلے چھپتا ہے - لیکن اب مضمون لکھنے کیلیے اس تراجم کو دیکھتا ہوں جسمیں انکے مدافعانہ کارناموں کي سرگذشت شائع ہوئي تھي تو سوء اتفاق سے نہیں ملتا - یا تو کسي غفلت ہي کے اندر کہیں ' یا کہیں ہے اور ملتا نہیں - بہرحال اسکے سوا چارہ نہیں کہ اس تصویر کي رسالے کے اندر اشاعت کو آیندہ کیلیے ملتوي کردیا جاے -

صحیح عہد عیور عثماني : حاجي عبدالغني کا کار ہندوستان نے مسلمانوں کیلیے بالکل نیا ہے ' مگر انہوں نے اسلام کي جس پرانی اور سپردہ سالہ روح حمیت کا ثبوت دیا ہے ' اسکے لحاظ سے ضرور ہے کہ لوگ انسے واقف ہوں ' اور انکي عزت کو اپنے دلوں میں جگہہ دیں -

یہ وہ جوان اسلام پرست ہے ' جس نے پچھلے دنوں باوجود ہر طرح کي بے سروسامانی کے ' محض ولولۂ خدمت اسلام و ملت کے جوش میں طرابلس تک کا سفر اختیار کیا ' اور ہر طرح کے حوصلہ شکن مصائب برداشت کرکے (دو نہ) پہنچا ' وہاں دو ماہ تک غازي اردو کي خدمت میں رہا ' اور اسکے بعد تسمیر سے اواخر میں مع الخیر ہندوستان واپس آیا : لا یستوي القاعدون من المومنین غیر اولي الضرر والمجاهدون في سبیل الله باموالهم و انفسهم ' فضل الله المجاهدین باموالهم و انفسهم علي القاعدین درجة - (۴ : ۹۷)

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انکے حالات سننے اور بعض اہم تجویزوں کیلیے منعقد ہوا تھا ' اسکا حال آپ اخباروں میں پڑھ چکے ہونگے - کثرت اجتماع اور اندر جوش و خروش کے لحاظ سے یہ جلسہ ہمیشہ یادگار رہے گا - اس عاجز (صاحب الہلال) نے سب سے پہلے حاجي عبدالغني صاحب سے حالات سفر اور طرابلس کے موجودہ حالات جو انسے معلوم ہوے تھے ' بیان کیے ' اور اسکے بعد حاضرین مجلس کے طرف سے انکے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا -

یہ پھولوں کا ہار تھا ' حالانکہ الرھم اپنے دلوں کو نسبي رشتے میں پرو کر ہار بنا سکتے ' اور وہ حقیقة ... (عبدالغني) اس ہار کا مستحق تھا ' جس کے قدم اس سے زمین پر چلے ہوں ' جو خون شہداے اسلام سے مہینوں رنگین رہي ہے ' اسکي عظمت کا کیا پوچھنا ؟

انشاء الله عنقریب انکا باتصویر سفرنامہ مع ان پیغامات جذبہ سوز کے جو صحیفہ نشین طرابلس نے انکي راہ اخوان ہند کے نام بھیجے ہیں ' شایع ہونگے -

صورت صحت آخري طبي اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب حضور والاسراے کي صحت قابل اطمینان حد تک ترقي پذیر ہے ' زخم مندمل ہوگئے ہیں ' اور نقل و حرکت کي طاقت آ رہي ہے - اتمام دو ہفتہ کي مدت میں ڈاکٹر آپ کچھہ دور تک باہر بھي تشریف لیجائینگے - امید ہے کہ بہت جلد ہم صحت کامل کا مژدہ سن سکیں گے -

الهلال

۱۳ سفر ۱۳۳۱ هجری

فاتحۂ جلد جدید

—:*:—

(۳)

گویند مگو ... دیگر ... چون سخن عشقش
می گویم و بعد از من، گویند بدستانها

— * —

د في سبيل الله اور امر با لمعروف

اور یہی " امر با لمعروف اور نہی عن المنکر " ہے ' جس کو کریم " جہاد في سبيل الله " کے جامع و مانع لقب سے یاد کرتا ہے ' اور اسکو قیام اسلام کا مقصد اصلي ' اور مسلمانوں کے تمام اعمال و عبادات کا مبدء حقیقی قرار دیتا ہے -

" جہاد " لفظ " جہد " سے ہے ' جسکے معنے محنت ' تعب ' مشقت ' اور کسي کام کیلیے سخت تکلیف برداشت کرنے کے ہیں - پس جہاد کي تعریف یہ ہے :

استفراغ الوسع	دشمن کے حملے کي مدافعت میں اپني
في مدافعة العدو	پوري طاقت اور قوت سے کوشش کرنا -
ظاهرا و باطنا	وہ دشمن ظاهري حملہ آور ہو مثلاً
(مفردات امام راغب	اعداے دین و ملت اور انکا حرب و قتال '
اصفهاني)	یا باطني جیسے نفس و مظاهر شیطان -

اسلام کا مقصد اصلي دنیا میں قیام حق و صداقت ' اور دفع باطل و ضلالت ہے ' یعنے امر بالمعروف و نہي عن المنکر ' خواہ وہ کسی صورت اور کسي شکل میں ہو ' اور یہ ممکن نہیں ' جب تک کہ اُن تمام باطل پرستیوں اور گمراهیوں کو دور نہ کیا جاے ' جنکو حق کي ضد حقیقي یعني قوت شیطاني مختلف مظاهر و اشکال میں ہمیشہ پیدا کرتی رہتي ہے - پس اس بنا پر ہر طرح کي انساني گمراهیوں کے دور کرنے کیلیے سعي کرنا اور باطل و ظلم کے مقابلے میں حق و عدل کا حامي و ناصر ہونا عین مقصد اسلام ' و علت ظہور رسالت ' و سبب نزول شریعت ہے - اور اسي نصرت حق و دفع باطل کي سعي و کوشش کا نام اصطلاح قراني میں " جہاد في سبيل الله " ہے - اس مطلب کو زیادہ واضح کرنے کیلیے یوں سمجھئے کہ " امر با لمعروف " اسلام کا مقصد اصلي ہے ' لیکن " امر با لمعروف " ہو نہیں سکتا ' جب تک کہ نہي عن المنکر نہ کیا جاے - امر با لمعروف کے معنے ہیں نیکي اور صداقت کي طرف بلانا اور اسکا حکم دینا ' اور نہي عن المنکر سے مقصود ہے برائیوں اور گمراهیوں کو روکنا - لیکن نیکي اور صداقت تو برائیوں کے دور ہونے ہي کا نام ہے ' اور روشني کے معنے ہي یہي ہیں کہ تاریکي نہو - کپڑا صاف کیونکر رہسکتا ہے جبکہ آپ اُسے سیاہ دھبوں سے نہ بچالینگے ؟ پس امر بالمعروف کے ساتھہ نہي عن المنکر ناگزیر ہے اور نہي عن المنکر ہي کا دوسرا نام " جہاد في سبيل الله " ہے -

صاحب مفردات نے نہایت اچھا لفظ " ظاهراً و باطناً " کا رکھدیا ہے - یہ باطل پرستي و ضلالت کا استیلا کبھي تو انسانوں کے غولوں اور انکے خون ریز ہتیاروں کي صورت میں ہوتا ہے ' اور کبھي اعتقادات اور اعمال و افعال کي صورت میں - کبھي ضلالت تلوار و تفنگ ہاتھہ میں لیکر مسجدوں کي محرابوں اور اذان کے منارون پر علانیہ قبضہ کرنا چاہتي ہے تا کہ پرستاران حق کو نابود کرے ' اور کبھي خیالات و عقائد کے مخفي ہتیار لیکر چپکے چپکے ان انساني قلوب اور اذہان کو مسخر کرنا چاہتي ہے ' جو حق کي پرستش کي مخفي مگر حقیقي عبادت گاہیں ہیں - کبھي وہ جنگ کي تلوار لیکر نکلتي ہے اور کبھي فریب کا دام و کمند - کبھي اسکے ہاتھہ میں توپوں کے مشتعل کرنے کا فتیلہ ہوتا ہے اور کبھي زہرآلود جام شربت - دونوں قوت شیطاني کے مظہر ' اور دونوں اسکي حکومت کي ظاهر و مخفي فوج ہیں - پس " جہاد " کے معنے یہ ہیں کہ جب گمراهي کا ظہور جنگ کے ہتیاروں کي صورت میں ہو تو پرستاران حق و امانت داران توحید کے ہاتھہ میں بھي تیغ جہاد ہو ' اور یہ دشمن ظاهري کے مقابلے میں مدافعت ہے - لیکن جہاں گمراهي کا ظہور نفس و شیطان کي پھیلائي ہوئي باطل پرستي ' اور جہل و ضلالت کے اعتقادات و اعمال اور اوہام و خیالات کي شکل میں ہو ' تو وہاں مومن و مسلم کو " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کے اسلحہ کے ذریعہ اپني زبان اور قلم سے اسکے دفع و ابطال میں جہاد کرنا چاہیے ' اور یہ باطني دشمن کے مقابلے میں مدافعت ہے -

تشریع معنے جہاد

یہي سبب ہے کہ متعدد احادیث میں حکم جہاد کي تشریع کي گئي اور قلب و ضمیر کي اُن تمام کوششوں کو جو نفس و شیطان کے مقابلے میں کي جائیں ' جہاد سے تعبیر کیا گیا - مثلاً فرمایا : جاهدوا اهواءکم کما تجاهدون اعدائکم ! (اپنے هواے نفس کے مقابلے میں بھي ویسا ہي جہاد کرو ' جیساکہ ظاهري دشمنوں کے مقابلے میں ہتیاروں سے جہاد کرتے ہو) اور في الحقیقت یہي جہاد اکبر ہے - ایک دوسري حدیث میں جس کو نسائي اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے ' زیادہ توضیح فرمائي کہ : جاهدوا المشرکین بامولکم و انفسکم (باطل پرستوں کے مقابلے میں اپني جان ' اپنے مال ' اور اپني زبان کے ذریعہ جہاد کرو) یعنے فرض جہاد کبھي حرب و قتال کي صورت میں ' کبھي اعلاے حق کیلیے مال لٹانے کي صورت میں ' اور کبھي زبان سے امر با لمعروف و نہي عن المنکر کرنے کي شکل میں انجام پاتا ہے -

اسلام امر با لمعروف و نہي عن المنکر کیلیے آیا ' اور امر با لمعروف اور جہاد ' دونوں ایک ہي حکم کے دو نام ہیں - پس ہر وہ کوشش جو حق کیلیے ہو ' ہر وہ صرف مال جو سچائي اور نیکي کي خاطر ہو ' ہر وہ محنت و مشقت جو صداقت کے نام پر ہو ' ہر وہ تکلیف و مصیبت جو اپنے جسم و جان پر راہ حق میں برداشت کي جاے ' ہر وہ قید خانے کي زنجیر اور بیڑي جو اعلان حق کي وجہ سے پانوں میں پڑے ' ہر وہ پھانسي کا تختہ ' جس پر جمال حق و صداقت کا عشق لیجاکر کھڑا کردے ' غرضکہ ہر قرباني جو بذریعہ جان ' مال ' اور زبان و قلم کے سچائي اور حق کي راہ میں کي جاے ' جہاد في سبيل الله ہے ' اور معنیے جہاد میں داخل - تم اپنا روپیہ اسکے نام پر لٹاؤ ' اپني گردنوں سے خون کا سیلاب بہاؤ - گردن کو طوق سے ' ہاتھوں کو ہتکڑیوں سے ' پاؤں کو زنجیروں کے زیور سے حسن حق پرستي کا جلوہ گاہ بناؤ ' زبان سے حق کا اعلان کرو ' اور قلم کو توهین و تذلیل شیاطین ضلالت کیلیے وقف کر دو - اسکو عزت دو جو حق کي عزت کرتا ہے ' اور اسکو ذلیل کرو جو حق کو ذلیل کرنا چاہتا ہے - دنیا کے رشتوں کو اللہ کے رشتے پر ترجیح دو ' اور سب سے کٹ جاو تا کہ اُسکے ہو سکو - حق

کي خاطر دوست بنو ' اور حق کي خاطر دشمن - نيکي کے آگے تمهاري گردن جهکي هوئي ' ليکن بدي کے آگے بلند و مغرور هو -

ان تمام حالتوں میں سے کوئي بهي حالت هو ' درحقیقت جهاد في سبیل الله اور مقام امر بالمعروف و نهي عن المنکر میں داخل هے ' اور جس خوش نصیب کو تائید الهي اس کي توفیق دے ' وہ " مجاهد في سبیل الله " کے خطاب کا مستحق -

تحقیقت جهاد اور حقیقت اسلامیه

یهي سبب هے که حکم جهاد اسلام کے ساتهه لازم و ملزم هے اور کوئي هستي مسلم و موحد نهیں هوسکتي ' جس وقت تک که مجاهد نه هو - کیا نهیں دیکهتے که قرآن کریم میں هر جگهه جهاد في سبیل الله کو " مسلم " کي خصوصیات میں سے شمار کیا هے ؟ :

و جاهدوا في الله حق جهاده ' هو اجتباکم ' وما جعل علیکم في الدین من حرج ' ملة ابیکم ابراهیم ' هوسماکم المسلمین من قبل و في هذا ' لیکون الرسول شهیدا علیکم ' و تکونوا شهداء علی الناس ' فاقیموا الصلوة و اتوا الزکوة ' واعتصموا بالله ' هو مولاکم ' فنعم المولی و نعم النصیر ! (۲۲ : ۷۸)	اور الله کي راه میں جهاد کرو ' جو حق جهاد کرنے کا هے - اس نے تم کو تمام دنیا کي قوموں میں سے برگزیدگي اور امتیاز کیلیے چن لیا - پهر جو دین تم کو دیا گیا هے ' وہ ایک ایسي شریعت فطري هے جسمیں تمهارے لیے کوئي رکاوٹ نهیں - یهي ملت تمهارے مورث اعلی ابراهیم خلیل کي هے ' اور اس نے تمهارا نام " مسلمان " رکها هے ' گذشته زمانوں میں بهي اور اب بهي - تاکه رسول تمهارے لیے ' اور تم تمام عالم کي هدایت اور نجات کے لیے شاهد هو - پس الله کي رشتے کو مضبوط پکڑو ' جان اور مال ' دونوں کو اسکي عبادت میں لگاؤ - وهي تمهارا ایک آقا اور مالک هے اور پهر جسکا خدا مالک و حاکم هو ' اسکا کیا اچها مالک هے اور کیسا قوي مددگار !

في الحقیقت یه آیت کریمه همارے مقصود اور (الهلال) کي دعوت کے اظهار کیلیے ایک شهادت قاهره ' اور منکرین حق و پرستاران نفاق کے قلع و قمع و هلاکت کیلیے ایک سیف الله المسلول هے :

فلله الحجة البالغه ' فلو شاء لهداکم اجمعین (۶ : ۱۵۰)

اس آیت میں الله تعالی نے مسلمانوں کو تمام عالم میں فضیلت و بزرگي عطا فرمانے کي بشارت دي ' حضرت ابراهیم کي طرف اشاره کرکے انکے اس " اسوۂ حسنه " پر توجه دلائي که انهوں نے راه محبت الهي میں اپنے نفس کے جذبات ' اور اپنے فرزند عزیز کي جان قربان کردي تهي اور تم انهي کے پیرو اور انهي کے ملت حنیفي کي طرف منسوب هو ' " اقیموالصلوة و اتوالزکوة " کهکر جسم اور مال ' دونوں کے ایثار و قرباني کي تعلیم دي که في الحقیقت نماز سے مقصود اپني تمام نفساني خواهشوں اور قوتوں پر عبودیت کے عجز و انکسار کي قرباني طاري کرني هے اور اُسکے بخشے هوے سر کو اُسي کي چوکهٹ پر رکهدینا هے ' اور زکوة کا حکم ایثار مال و دولت کا حکم دیتا هے ' تاکه انسان اپني پیدا کي هوئي دولت میں انفاق في سبیل الله کو بطور ایک شریک کاروبار حقدار کے حصه کے همیشه تسلیم کرتا رهے - اُسکے بعد امر بالمعروف و نهي عن المنکر کو نسبت ابراهیمي و اسلامي کي علت حقیقي قرار دیا اور کها که " تمهارا نام مسلم اسي لئے رکها گیا هے تاکه تم اعلان حق کرکے تمام عالم کیلیے گواه بنو اور رسول تمهاري هدایت کا شاهد هو " - اور پهر ان تمام خصوصیات و خصائل کو آغاز آیت میں بطور نتیجهٔ بیان کے پیش کیا که " جاهدوا فی الله حق جهاده " یعني جبکه ان تمام فضائل و خصائل سے تم متصف کیے گئے هو ' پس تمهارا فرض هے که الله اور اسکے کلمهٔ حق و صدق کي راه میں جهاد کرو ' اور اسکے لیے اپني انتهاي سعي اور تمام قوتیں وقف کردو تاکه حق جهاد تم سے ادا هوسکے -

اور چونکه اس حقیقت اسلامي اور اُسوۂ ابراهیمي کے حاصل کرنے میں طرح طرح کے شدائد و مصائب اور امتحان و ابتلا نا گزیر تهے پس آخر میں کها که " واعتصموا بالله ' هو مولاکم " نفس کي ترغیبات و وساوس سے متاثر ' اور باطل و ضلالت کے دنیوي ساز و سامان اور قوت و عظمت سے مرعوب مت هو ' صرف الله کے هو جاؤ اور اسکے رشتے کو مضبوط پکڑ لو - اوروں نے دنیا میں اپنے بهت سے آقا اور مالک بنا لیے هیں ' مگر تمهارے لیے وہ سب اصنام و طواغیت هیں - تمهارا مالک ایک مالک الملک هے - پس کیا اچها وہ مالک هے اور کیا اچها مددگار ! اسي پر بهروسه کرو اور تمام عالم سے بے خوف و نڈر هو جاؤ ! ان ینصرکم الله فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم فمن ذالذي ینصرکم من بعده ؟ و علی الله فلیتوکل المومنون (۳ : ۱۰۴)

عود الی المقصود

پس درحقیقت " امر بالمعروف " ایک اشرف ترین جهاد في سبیل الله هے ' جسکے سلسلهٔ حقه کے تا قیامت قائم رهنے کا هم سے وعده کیا گیا هے ' اور احادیث صحیحه میں خبر دي گئي هے که باوجود شیوع فتن و فساد ' امت مرحومه میں همیشه ایک جماعت حق قائم رهے گي ' جسکے مجاهدات کو حق تعالی احیاء شریعت اور تجدید حیات ملت کا وسیله بنادے گا - اور پهر اُن احادیث میں اُس جماعت کي سب سے بڑي علامت یه بتلائي گئي هے که : ظاهرین علي الحق ' لایضرهم من خذلهم ' حتی یاتي امر الله وهم کذلک - یعني وہ جماعت منصور من الله هوگي - الله اسکی دعوت حق کي حفاظت کریگا اسکو گمراه جماعتوں پر فتح یاب رکهے گا ' اور شیاطین ضلالت اي جو ذریات اسکي مخالفت کرینگي ' وہ اسے کچهه نقصان نه پهنچا سکیں گي - یه حالت برابر قائم رهے گي یهاں تک که قیامت کا ظهور هو -

نزول تعائم الهدی و نصرت ربانیه

اور یه پیشین گوئي صدها آیات کریمه ' و تجارب تاریخیه و مشاهدات اهل حق و معارف کے عین مطابق هے - وهي آیت کریمه ' جس کو هم نے خطبهٔ مضمون کے اخر میں درج کیا تها ' همکو اس علامت کي خبر دیتي هے : ومن یطع الله و الرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین ' و حسن اولئک رفیقا (۴ : ۷۱) که جو لوگ تمام شیطاني قوتوں سے باغي هوکر صرف الله اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد هو جاتے هیں ' خدا تعالی انکو اپني اُن محب و محبوب جماعتوں میں شامل کردیتا هے ' جن کو اُس نے اپنی نعمتوں اور برکتوں کیلیے چن لیا هے ' اور پهر وہ لوگ صالحین امت کے مرتبے تک پهنچکر ' باده نوشان جام شهادت کے مقام پر فائز المرام هوتے هیں ' اور وهاں سے ترقي کرکے مرتبهٔ صدیقیت تک مرتفع هوتے هیں ' اور پهر اسکے بعد براه راست آفتاب نبوت سے بهره اندوز انوار و تجلیات هوتے هیں :

ومن بعد هذا ما یدق صفاته وما کتمه احظی لدیه و اجمل

هم نے اغاز تحریر میں اسطرف اشاره کیا هے که مقام اطاعت خدا و رسول کے معنے یه هیں که انسان هر طرف سے کٹ کر صرف خدا اور اسکے کلمهٔ حق کا هو جاے ' اور دنیا میں جسقدر اس سے باغي قوتیں هیں ' انکي طرف سے منهه موڑ لے که :

و من يسلم وجهه الى الله وهو محسن فقد استمسک بالعروة الوثقى (۳۱ : ۲۱)

اور جس نے هر طرف سے گردن پهيرکر الله کي طرف منه کرليا ' اور حسن عمل اختيار کيا ' تو بس يقين کرو که اس نے الله کي اطاعت کي رسي مضبوط پکڑلي -

اور يهي حقيقت امر بالمعروف و نهي المنکر کي هے - پس جو لوگ اطاعت خدا و رسول کے ذريعه دوستان الهي کي صفوں ميں داخل هوگئے ' ضرور هے که الله تعالى انکو بهي " الذين انعم الله عليهم " ميں شامل کرکے اپني نعمتوں اور غيبي برکتوں کا مورد و مهبط بنادے ' اور دنيا ميں سب سے بڑي نعمت الهي ' نتيجهٔ کار کي فتح مندي ' اور همتوں اور عزموں کي کاميابي اور فلاح هے -

چونکه وه لوگ اپنے تئيں خدا تعالے کے سپرد کر ديتے هيں ' اور اسکے کلمهٔ حق کے اعلان کيلیے اپني تمام قوتوں کے ساتهه وقف هو جاتے هيں ' پس خدا تعالے بهي بحکم : من تقرب الي شبرا تقربت اليه ذراعاً (جو ميرا بنده ايک بالشت بهر ميري طرف چلتا هے ' ميں ايک هاتهه آگے بڑهکر اس سے قريب تر هوجاتا هوں) انکو اپنا بنا ليتا هے ' اور انکے تمام کاموں پر اپني عزت اور کبريائي کي چادر ڈالديتا هے - پهر وه کام انکے نهيں رهتے ' بلکه خدا کے هوجاتے هيں ' اور انکو انجام دينے والي انکے جسم و نفس کي قوتيں نهيں هوتيں ' بلکه الله کا مقتدر و قاهر هاتهه هوتا هے - انکي آواز گو انکے حلق سے نکلتي هے ' ليکن چونکه حق و معروف کي آواز هوتي هے ' اسليے انکي نهيں ' بلکه صوت الهي کي صداے لازوال هوتي هے - وه راه الهي ميں مجاهد هوتے هيں ' پس خدا بهي انکو اپني فوج بنا ليتا هے ' اور انکے هاتهه ميں اپني تائيد و نصرت کا حربه ديکر ' ايک پيچهے رهکر لڑنے والے سپه سالار کي طرح لڑاتا هے - بظاهر وه بے مايهٔ و سامان ' اور حقير و عاجز انسان نظر آتے هيں ' مگر انکا دل قوت الهي اور جبروت رباني کا مسکن هوتا هے - انکے هاتهه دنيا کے ظاهري هتياروں سے خالي هوتے هيں ' پر خداے قدوس کي شمشير جلال انکے انگليوں کي حرکت سے متحرک هوتي هے اور صف اعدا پر گرتي هے - وه کارزار عالم ميں تن تنها اور بے يار و مددگار هوتے هيں - مگر انکے يمين و يسار نصرت خداوندي کے ملائکه مسوّمين کي صفيں هوتي هيں - خدا انکے عجز کو اپني کبريائي سے ' انکے تذلل و انکسار کو اپني عظمت و عزت سے ' انکے ضعف و کمزوري کو اپني قوت و طاقت سے ' اور انکي بے ساز و سامانې کو اپني مالک الملکي سے بدل ديتا هے - پهر جب وه بولتے هيں تو انکي آواز ميں صداے حق کي گرج هوتي هے ' اور جب نظر اٹهاتے هيں تو انکي نگاهوں سے نور الهي کے شعلے نکلتے هيں - انکي آواز سے نسل شيطاني کے طاقتور دل دهل جاتے هيں ' اور انکي نگاهوں کي طرف گمراهي و ضلالت کي نظريں اٹهه نهيں سکتيں ' کيونکه تم انسان کي آواز ' اور نظر کا مقابله کرسکتے هو ' ليکن خدا کي آواز پر غالب آنے اور اسکي نظر کي تاب لانے کي کس ميں طاقت هے ؟

اس موقعه پر اس حديث قدسي کو ياد کرلو ' جسکو امام بخاري کتاب التواضع ميں بروايت ابو هريره لائے هيں ' که :

فاذا احببته ' کنت سمعه الذي يسمع به ' و بصره الذي يبصر به ' و يده التي يبطش بها ' و رجله التي يمشي بها ' و لسانه الذي يتکلم	جب ميں اپنے کسي بنده کو اپنا دوست بنا ليتا هوں ' تو اسکا کان هو جاتا هوں ' وه ميرے کان سے سنتا هے - اور اسکي آنکهه هوجاتا هوں ' وه ميري آنکهه سے ديکهتا هے - اور اسکا هاتهه هوجاتا هوں ' وه ميرے هاتهه سے پکڑتا هے ' اسکا پانوں هو جاتا هوں ' وه ميرے پانوں سے چلتا هے - اور اسکي زبان هو جاتا هوں ' وه ميري

به - ولئن سالني زبان سے بولتا هے - پهر وه جو مانگتا هے ' لاعطينه ' ولئن آسے عطا کرتا هوں ' اور جب پناه مانگتا استعاذني لاعيذنه هے ' تو اپني پناه ميں لے ليتا هوں -

چشم و گوش و دست و پايم او گرفت
من بدر رفتم سرايم او گرفت
اين بصر و اين سمع ' چون آلات اوست
ملک ذات تنم مرآت اوست
نغمه از نائيست نے از نے ' بدان
مستي از ساقيست ' نے از مے بدان
گفتن او گفتن الله بود
گرچه از حلقوم عبد الله بود
ما چو مست از ديدن ساقي شديم
مست گشتيم ' از فنا باقي شديم

پس چونکه اس جماعت کے تمام کاموں کو الله اپنا کام بنا ليتا هے ' اسليے خود انکا وجود کتنا هي نا کام و حقير هو ' ليکن انکے کام کامياب و عظيم هوتے هيں ' اور وه کبهي دنيا ميں نا کامي و نا مرادي سے ذليل و رسوا نهيں هوتے - وه خدا کا هاتهه ' يا پهر اسکي فوج هوتے هيں ' پس خود انکو شکست کا غم هو ' ليکن خدا کو تو شکست کا خوف نهيں ؟ :

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلين انهم لهم المنصورون و ان جندنا لهم الغالبون (۳۷ : ۱۷۱)	اور هم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و هدايت کيليے دنيا ميں بهيجا ' انکي نسبت پهلے هي دن سے هم نے کهديا هے که هماري تائيد و نصرت سے بيشک وهي فتح مند اور کامياب و مظفر هونے والے هيں ' اور يقيناً هماري فوج هي سب پر غالب آکر رهے گي -

اگر چشم دل وا ' اور ديدهٔ حق بيں کور نهو ' تو في الحقيقة دنيا ميں نصرت الهي کي نيرنگيوں کي سب سے بڑي نشاني اس جماعت کے عجائب کار و بار دعوت ميں هوتي هے - دنيا ميں حق و صداقت کي آواز کبهي بهي تاج و تخت اور ايوان و محل کے اندر سے نهيں اٹهي هے ' بلکه هميشه اسکا سر چشمه ويران جنگلوں ' پهونس کے جهونپڑوں ' اور پهاڑوں کے غاروں کے اندر بها هے ' اور يه بهي اس شاهد عجائب پسند کا عجيب و غريب کرشمه هے که هميشه شکستگي اور افتادگي هي کو محبوب رکهتا هے - اپنا گهر بهي بناتا هے تو ٹوٹے هوے اور زخمي دلوں کو ' اپني آواز بهي سناتا هے تو کانٹے پڑے هوے خشک حلقوں سے ' اپني نگاهونکا جلوه بهي دکهلانا هے ' تو گردنوں کي خونچکاني اور تڑپتي هوئي لاشوں کے اضطراب ميں - اور پهر اپنے حسن و جمال کا جلوه گاه بهي بنانے کا تو تاريک غاروں ' شکسته ديواروں ' پهٹي هوئي چٹائيوں کو :

مجو به محمل شاهي ' که در ولايت عشق
گدا به تخت نشانند و پادشه گيرند

پهر اگر وه نهيں هے تو کون هے جسکا هاتهه گليم فقر و مسکيني سے نکلتا هے اور پادشاهوں کے تاج و تخت کو اولٹ ديتا هے ؟ يه کس کي تماشه آرائي هے که چند بے نوا فقيروں کو کهڑا کر ديتا هے ' اور وه دنيا کي بڑي بڑي قوتوں کے تسلط سے نکالکر لاکهوں دلوں کو اپنے آگے سر بسجود کرا ليتے هيں : افسحر هذا ' ام انتم لا تبصرون ؟ (۵۲ :) افمن هذ الحديث تعجبون ؟ و تضحکون و لا تبکون ؟ و انتم سامدون ؟ (۵۳ : ۵۹) و ان في ذلک لايات ' و ما يعقلها الا العالمون (۲۹ : ۴۲) :

مبين حقير گدايان عشق را ' کمين قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند

مقالات

سیرۃ نبوی

— * —

از شمس العلما مولانا شبلي نعماني

— * —

این نیست که صحرائے سخن جادہ ندارد
واژون روش کج نگری را چہ کند کس ؟

اگر قوم میں کام کرنے والوں کي کمي ہے ، تو چنداں شکایت نہیں ، کام کرنے والے ہمیشہ کم ہي رہتے ہیں ، لیکن افسوس اس عالمگیر خیرہ مذاقي پر ہے کہ جو کام کرنے والے موجود ہیں ، انکے حسن و قبح کو پہچاننے والے بہي ناپید ہیں - تحسین ہے تو ناشناسانہ ، اور طعن ہے تو معاندانہ !

از رد و قبول تو فارغ نشستہ ایم
اے آنکہ خوب ما نشناسي ز رشد ما

مرحوم غالب کو شکایت تھي :

غالب سوختہ جان را چہ بکفتار آري
بدیاری کہ ندانند نظیري ز قتیل

لیکن قتیل نے تو پھر بہي ایسے شعر بہت سے کہے ہیں ، اور ناسمجھوں کے لیے یہ مثال کچھ زیادہ درد انگیز نہیں - اسکا کیا علاج کہ اجمل کے بازار فہم و نقد میں جب جنس و فضیلت کا ترازو ہاتھ میں لیا جاتا ہے تو بہت سے مدعیان نظر ہیں ، حملو شاہ ولي اللہ اور مولوي نذیر احمد ، دونوں کے وزن میں کچھ فرق نظر نہیں آتا !

لشتان مابین الیزید ین في الندي
یزید سلیم ، والاغر ابن حاتم

اس خیرہ مذاقي کا نتیجہ یہ ہے کہ غث و ثمین اور کہر و سنگ میں کوئي تمیز نہیں - کاوش اور فکر روز بروز مفقود ہوتي جاتي ہے ، اور دماغ عموماً قانع ہیں - مانگ اعلی کي ہے مگر ادنی بہي ملجائے تو شکایت نہیں ، اور تلاش گوہر کے پیدا ہوگئي ہے ، مگر ہر چمکتي ہوئي چیز سونا سمجھ لي جاتي ہے -

یہ ضرور ہے کہ آج ملک میں مخصوص اہل قلم کي جو تصنیفات شائع ہوتي ہیں انکے فاضل کي شہرت کو بطور ایک ضمانت کے تسلیم کرلیا گیا ہے ، اور ایک جماعت موجود ہے جو فوراً استقبال کے لئے مستعد ہوجاتي ہے ، لیکن افسوس ہے کہ اس استقبال کي تہہ میں بہي کوئي جمال شناسي اور حسن سنجي نہیں ہے ، بلکہ محض ایک اعتقادي اعتراف اور مقلدانہ حسن ظن کہ فلاں شخص کي طرف منسوب ہے اسلئے کتاب ضرور اچھي ہوگي -

جن مخصوص مصنفات کو آج اردو لٹریچر کا قیمتي ذخیرہ سمجھا جاتا ہے ، ہم نے آجتک ایک تحریر بہي نہیں دیکھي جسمیں انکے واقعي حسن و قبح پر شفاسانا نقد کي گئي ہو -

ناظرین کو معلوم ہے کہ کچھ عرصے سے شمس العلماء مولانا شبلي نعماني ایک نہایت عظیم الشان دیني و علمي خدمت میں مصروف ہیں - یعني آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کي ایک جامع و مکمل سیرۃ کي تدوین و تصنیف میں - جو نہ صرف یہ کہ اردو زبان میں اجتک نہیں لکھي گئي تھي ، بلکہ افسوس کہ عربي اور ترکي زبانوں میں بہي ، جن پر اردو سے بہتر تصنیف و تالیف کا دور گذر رہا ہے -

لیکن شاید بہت کم لوگوں کو اس کام کي مشکلات کا صحیح اندازہ ہوگا -

در حقیقت یہ کام ایک شخص کے بس کا نہ تھا ، گو وہ اپنے اندر قابلیتوں اور فضیلتوں کا کیسا ہي مجمع رکھتا ہو ، کیونکہ قابلیت اور دماغ ہي نہیں بلکہ وقت اور مہلت بہي مطلوب تھي - ضرورت تھي کہ ایک منتخب تر ارباب علم کي مجلس ہوتي ، اور یورپ کے مجامع علمیہ کے اصول پر اس کام کو انجام دیا جاتا ، لیکن افسوس اہ ہم میں دماغ اور دل ، دونوں کا قحط ہے ، اور آدمي کسي مشین میں ڈھال کر پیدا نہیں کیے جا سکتے -

اس وقت "سیرۃ نبوي" کا کام جس رفتار سے ہو رہا ہے اسکے لحاظ سے امید کي جا سکتي ہے کہ غالباً بعید ماہ کے اندر اندر کا پہلا حصہ پریس میں جانے کے قابل طیار ہو جائے گا - اس وقت تک مسودے کي صورت میں اسکا بڑا حصہ مرتب ہو سکا ہے اور بدر تک کے حالات کي تبییض بہي ہو سکتي ہے - ہم نے مولانا سے عرض کیا کہ طبع کي اشاعت سے پہلے بعض اہم اجزا جس سے غرض تصنیف و تالیف اور مشکلات موضوع سے خاص معاملات سامنے آجائیں ، شائع ہونے چاہئیں تاکہ ارباب فن و رائے کو اصلی حیثیت بحث کرنے اور مشورہ دینے کا موقع حاصل ہو -

آج کي اشاعت میں ہم دیباچہ کتاب کا ایک ٹکڑا شائع کرتے ہیں ، جسکے مطالعہ سے موضوع کتاب کے متعلق ناظرین کو نہایت مفید بصیرت حاصل ہوگي - اسکے بعد اصل کتاب کے بعض اہم حصے بہي شائع کیے جائیں گے - ان علمائے کرام سے ، جنکو فن سیر و حدیث سے دلچسپي ہے ، خاص طور پر امید کي جاتي ہے کہ وہ بتعمق نظر ملاحظہ فرمائیں گے اور کوئي امر قابل بحث و مذاکرہ یا مشورۂ ضروري انکے خیال میں آئے گا ، تو اسے دفتر سیرۃ نبوي یا صفحات الہلال تک پہنچانے میں دریغ نہ فرمائیں گے -

یہ ظاہر کردینا ضروري ہے کہ ابہي کتاب کے تمام ٹکڑے محض مسودے کي حالت میں ہیں - ممکن ہے کہ جو ٹکڑے شائع کیے جائیں ، اُن میں عند الاشاعت بہت سي تبدیلیاں ہوجائیں - سردست مقصود صرف بعرض مشورہ و مذاکرہ آرا و بحث و مذاکرہ انکي اشاعت ہے -

جو حضرات آجکل کے جدید فن سوانح نویسي و واقعہ نگاري سے ذوق و واقفیت رکھتے ہیں ، وہ کتاب کي ترتیب و نظام مطالب کي نسبت اگر چاہیں تو مفید مشورے دیسکتے ہیں (الہـلال)

شمس العلما مولانا شبلي نعماني مد فیوضہ

الحمـــد لله رب العلمين و الصلـــوة على رسوله محمـــد وآلـــه واصحـــابه اجمعيـــن -

رسول الله صلى الله عليه وسلم كے ساتهه مسلمانوں كو جو محبت اور شيفتگي هے ' اس كا اقتضا يه تها كه آج هماري زبان ميں سيرت نبوي پر متعدد تصنيفيں گهر گهر پهيلي هوتيں -

ليكن واقعه يه هے كه جو محبت اور خلوص ان حضرت كي سوانح نگاري كا سبب هوسكتا تها ' اُسي نے ارباب عقيدت كو اس جرأت سے روك ركها ' هر شخص جانتا هے كه آنحضرت كي نسبت معمولي سے معمولي واقعه كا منسوب كرنا بهي سخت نازك ذمه داري كا كام هے' ايک لا اُبالي شاعر بهي اس نكته كو سمجهتا هے :

آهستـــه كه ره بر دم تيغ است قـدم را

يهي وجهه هے كه بڑے بڑے مقدس محدثين مثلا امام بخاري ' امام مسلم ' امام احمد حنبل وغيرهم نے سيرت نبوي پر كوئي كتاب نهيں لكهي ' ليكن آخر چاره كار كيا تها ؟ كيا يه گوارا كيا جاتا كه جس ذات مبارک سے اسلام كا تمام نظام وابسته هے ' جسكي محبت مسلمانوں كي رگوں كا خون هے ' جس كے نام ليلے سے تمام اسلامي جذبات مشتعل هو جاتے هيں ' جو اسلام كي اصلي كائنات هے ' اُسي كے حالات سے تصنيف كا دامن خالي رہ جائے ؟ يهي سبب تها جس نے بهت سے محدثين اور ائمه فن كو اس جرأت پر آماده كيا اور اسي كا نتيجه هے كه دوسري صدي هجري ميں جب تصنيف وتاليف كا آغاز هوا ' تو امام زهري وغيره نے سيرت نبوي كي بنياد ركهي اور آج سيكڑوں عربي كتابيں اس فن ميں موجود هيں -

ميں اس بات سے ناواقف نه تها كه اسلام كي حيثيت سے ميرا اولين فرض يهي تها كه تمـام تصنيفات سے پهلے سيرت نبوي كي خدمت انجام ديتا ' ليكن ايک مدت تـک جس خيال نے بار محدثين كو اس فرض سے باز ركها ' وهي خيال مجهكو بهي اس جرأت پر آماده نهيں هونے ديتا تها ' ليكن ساتهه هي ميں ديكهه رها تها كه جس ضرورت نے اوروں كو اس خدمت كے ادا كرنے پر مجبور كيا تها ' آج اس زمانه ميں اس سے بڑهكر ضرورتيں پيدا هو گئي هيں -

اگلے زمانه ميں سيرت كي ضرورت ' صرف تاريخ اور واقعه نگاري كي حيثيت سے تهي ' علم كلام سے اسكو كوئي واسطه نه تها ' ليكن معترضين حال كهتے هيں كه اگر مذهب ' صرف خدا كے اعتراف كا نام هوتا تو بحث يهيں تک رہ جاتي ' ليكن جب اقرار نبوت بهي جزو مذهب هے تو يه بحث پيش آتي هے كه جو شخص حامل وحي ' و سفير الهي تها اُسكے حالات ' اخلاق ' اور عادات كيا تهے ؟

. يورپ كے مورخين ' آنحضرت كي جو اخلاقي تصوير كهينچتے هيں ' وه (نعوذ بالله) هر قسم كے معائب كا مرقع هوتي هے - آج كل مسلمانوں كو جديد ضرورتوں نے عربي علوم سے بالكل محروم كر ديا هے ' اسلئے اس گروه كو اگر كبهي بانيء مذهب كے حالات اور سوانح كے واقفت كا شوق هوتا هے تو انهي يورپ كي تصنيفات كي طرف رجوع نا پڑتا هے - اس طرح يه زهر آلود معلومات چپكے چپكے اثر كرتے تے هيں اور لوگوں كو خبر تک نهيں هوتي ' يهاں تک كه ملک ميں ک ايسا گروه پيدا هو گيا هے جو پيغمبر كو محض ايک مصلح سمجهتا هے ' جس نے اگر مجمع انساني ميں كوئي اصلاح كر دي تو ن كا فرض ادا هوگيا - اس بات سے اسكے منصب نبوت ميں فرق ں آتا كه اُس كا دامن اخلاق معصيت سے داغدار هے - اس ه كے نزديک قران مجيد جاهل عربوں كے ليے چراغ هدايت هوسكتا ' ليكن تمدن كے نصف النهار ميں وه كيا كام دے سكتا هے ؟ (١)

(١) ذلك قولهم بافوا هم ' يضاهئون قول الذين كفروا من قبل ' قاتلهم الله يونكرن - ١٩ - ٣٠ [الهلال]

يه واقعات تهے جنهوں نے ميرے خيالات ميں تبديلي پيدا كي اور ميں نے سيرت نبوي پر ايک مبسوط كتاب لكهنے كا اراده كرليا - يه كام بظاهر نهايت آسان تها - عربي زبان ميں سيكڑوں كتابيں موجود هيں ' اُن كو سامنے ركهكر ايک ضخيم اور دلچسپ كتاب لكهدينا زياده سے زياده چند مهينوں كا كام تها - ليكن واقعه يه هے كه عربي اسلامي تصنيف ' اِس تصنيف سے زياده دير طلب اور جامع مشكلات نهيں هوسكتي - آگے چلكر هم تفصيل سے بيان كرينگے كه عربي زبان ميں آجتـک ايک بهي ايسي كتاب نهيں لكهي گئي جس ميں صرف صحيح روايتوں كا التزام كيا جاتا ' يهاں تـک كه خود محدثين ميں يه اصول قرار پاگيا كه سيرت ميں هر قسم كي روايتيں جائز هيں - حافظ زين الدين عراقي جو حافظ ابن حجر كے اُستاد تهے انهوں نے سيرت نبوي ميں ايک منظوم كتاب لكهي هے' اس ميں لكهتے هيں :

وليعلـم الطّالب انّ السيّرا بجمع ما صح وما قد أنكرا

يعني سيرت ميں هرقسم كي روايتيں ذكر كي جاتي هيں - يهي سبب هے كه مستند اور مسلم الثبوت تصنيفات ميں بهي سيكڑوں هزاروں غلط روايتيں شامل هوگئيں ' اس بنا پر ضرور تها كه نهايت كثرت سے حديث و رجال كي كتابيں بهم پهنچائي جائيں اور پهر نهايت تحقيق و تنقيد سے ايک مستند تصنيف طيار كي جائے ' ليكن سيكڑوں كتابوں كا استقصاء كے ساتهه ديكهنا اور اُن سے معلومات كا اقتباس كرنا ايک شخص كا كام نه تها - اسكے ساتهه بڑي ضرورت يهه تهي كه يورپ ميں آنحضرت كے متعلق جو كچهه لكها گيا هے اُس سے بهي واقفيت حاصل كي جائے - ميں بدقسمتي سے يورپ كي كوئي زبان نهيں جانتا - فرنچ جس قدر جانتا هوں اس كو جاننا نهيں كهه سكتے ' اسليے ايک اسٹاف كي ضرورت تهي جس ميں قابل عربي داں اور انگريزي داں شامل هوں ' خدا نے سركار عاليهٔ بهوپال هز هائيس سلطان جهاں بيگـم خلد الله تعالے ملكها كي بدولت يه سامان مهيا كر ديا -

مسلمانوں كے اس فخر كا قيامت تـک كوئي حريف نهيں هوسكتا كه انهوں نے اپنے باني مذهب كے حالات اور واقعات كا ايک ايک حرف اس استقصاء كے ساتهه محفوظ ركها كه كسي شخص كے حالات اس جامعيت اور احتياط كے ساتهه قلمبند نه هوسكے اور نه آينده توقع كي جاسكتي هے - بڑے بڑے بانيان مذهب' زردشت حضرت موسى حضرت مسيح' گوتم بده هيں اور زردشت كے حالات ايک صفحه سے زياده جگهه نهيں لے سكتے - حضرت موسى كے واقعات كي حد توراة هے' حضرت عيسى كي زندگي ١٢ سے ٣٠ برس تـک بالكل غير معلوم هے اخير كے تين برس منظر عام پر نمايان هيں اور وه بهي وهي هيں جو اناجيل اربعه ميں مذكور هيں - هندؤں كي كل تاريخ افسانه هے - بخلاف اسكے پيغمبر عرب كے ٢٣ برس كے واقعات جو عهد نبوت كے واقعات هيں' ان كا ايک ايک حرف محفوظ هے - اس سے زياده كيا عجيب بات هوسكتي هے كه آنحضرت كے افعال اور اقوال كي تحقيق كي غرض سے آپ كے ديكهنے والوں اور ملنے والوں ميں سے تقريبا ١٣ هزار شخصوں كے نام اور حالات قلمبند كئے گئے اور اُس زمانه ميں كئے گئے جب تصنيف و تاليف كا آغاز تها - چنانچه طبقات ابن سعد ' طبقات ابن ماكولا ' اسد الغابه ' استيعاب ' اصابة في احوال الصحابه' جو نهايت ضخيم كتابيں هيں' صرف انهي بزرگوں كے حالات ميں هيں - كيا دنيا ميں كسي شخص كے رفقا ميں سے اتنے لوگوں كے نام اور حالات درج تحرير هو سكے هيں ؟

سیرت نبوي کے متعلق قدمائے جو ذخیرہ مہیا کیا(١) اس کی مختصر تاریخ اور کیفیت ہم اس غرض سے اس موقع پر درج کر دیتے ہیں کہ اب ایک کامل اور مستند کتاب کے مرتب کرنے کے لیے کیونکر اس ذخیرہ سے کام لیا جاسکتا ہے اور کہاں تک تحقیق و تنقید کي ضرورت ہے ؟

فن سیرت کی ابتدا

آنحضرت کے ساتھہ صحابہ کرام کو جو شغف تھا ' اس کا اقتضا یہ تھا کہ وہ آپ کي ایک ایک بات کو محبت کي نظر سے دیکھتے تھے اور جہاں بیٹھتے تھے انہي باتوں کے تذکرے کرتے تھے - ان میں وہ احکام اور اوامر بھي تھے جو منصب نبوت کي حیثیت سے تعلق رکھتے تھے اور وہ باتیں بھي تھیں جو روزمرہ کي زندگي میں داخل تھیں -

عرب میں علوم و فنون اور تاریخ نہ تھي - صرف خاندانی معرکوں اور لڑائیوں کے واقعات کو محفوظ رکھتے تھے ' اور یہي قصے ان کي گرمي محفل کے کام آتے تھے ' اس لحاظ سے قیاس یہ تھا کہ آنحضرت کے حالات و واقعات میں سے سب سے پہلے مغازي کي روایتیں زیادہ پھیلتیں اور تصنیف و تالیف کا آغاز مغازي ہي سے ہوتا ' لیکن احادیث کے تمام اقسام میں سے سیرت و مغازي کا درجہ سب سے متاخر رہا اور اکابر صحابہ اور محدثین نے اس طرف کم توجہ کي -

اسکي وجہہ یہ تھي کہ خلفا اور اکابر صحابہ نے زیادہ تر آنحضرت کے اُن اقوال و افعال پر توجہ کی جن کو منصب شریعت سے تعلق تھا ' اور جن سے فقہي احکام اور مسایل استنباط ہوسکتے تھے - ابن القیم نے اعلام الموقعین کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جو صحابہ فتوی دیتے تھے اُن کي تعداد ١٣٠ سے زائد تھي (٢)

تحریر کا رواج

عرب میں اگرچہ لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا تاہم مکہ معظمہ میں اسلام سے پہلے متعدد اشخاص لکھنا پڑھنا جانتے تھے ' چنانچہ جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو قریش میں ١٧ شخص پڑھنے کے ساتھہ لکھنا بھي جانتے تھے - جن میں بعض عورتیں بھی تھیں - اِن میں سے بعض کے نام یہ ہیں : حضرت عمر ' حضرت علي ' حضرت عثمان ' حضرت ابو عبیدہ ' طلحہ ' زید ' ابو حذیفہ بن عتبہ ' ابو سفیان ' معاویہ ' شفاء بنت عبد اللہ (٣) -

جنگ بدر میں جو کفار گرفتار ہوئے اور فدیہ نہیں ادا کرسکے ان کو آنحضرت نے حکم دیا کہ دس دس بچوں کو اپنے ذمہ لیں اور اُنکو لکھنا سکھادیں - زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے ' اُنہوں نے اسی طریقہ سے لکھنا سیکھا تھا (٤) اس طرح مدینہ منورہ میں کثرت سے لکھنا پڑھنا رائج ہوچکا تھا - با ایں ہمہ تصنیف و تالیف کا رواج نہیں ہوا تھا -

تصنیف و تالیف کي ابتدا سلطنت کي وجہہ سے ہوئي

صحابہ اور خلفاے راشدین کے زمانہ میں اگرچہ فقہ و حدیث کي نہایت کثرت سے اِشاعت ہوئي - اور بہت سے درس کے حلقے قائم ہوگئے ' لیکن جو کچھہ تھا زباني تھا - جب خلافت کا دور ختم ہوکر حکومت قائم ہوئي اور بنو امیہ نے دمشق کو پایۂ تخت بنایا جو رومن کے اثر سے معمور تھا - تو تمدن کے تمام آثار خود بخود پیدا ہوگئے ' جن میں تالیف و تصنیف بھی تھي ' بنو اُمیہ نے حکم دیکر علماے تصنیفین لکھوائیں ' قاضي عبد البر نے جامع بیان العلم میں امام زہري کا قول نقل کیا ہے :

کنا نکرہ کتاب العلم حتي اکرھنا علیہ ھولاء الامراء (مطبوعہ مصر صفحہ ٣٦)	ہم لوگ علم کا قلم بند کرنا پسند نہیں کرتے تھے ' یہاں تک کہ اِن اُمرا نے ہم کو مجبور کیا -

سب سے پہلے امیر معاویہ نے عبید بن شریہ کو یمن سے بلا کر قدما کي تاریخ مرتب کرائي جسکا نام اخبار الماضیئین (١) ہے -

امیر معاویہ کے بعد عبد الملک نے (جو سنہ ٦٥ ھجري میں تخت نشیں ہوا) ہر فن میں تصنیفیں لکھوائیں - سعید بن جبیر جو اَعلم العلما تھے ' اُن کو حکم بھیجا کہ قرآن مجید کي تفسیر لکھیں ' چنانچہ امام موصوف نے ایک کتاب لکھہ کر بھیجي جو کتب خانۂ شاھي میں رکھي گئي - عطا بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے اِنہي کي تفسیر ہے - عطا کو خزانۂ شاھي سے یہ نسخہ ہات آگیا تھا اور انھوں نے اپنے نام سے مشہور کر دیا (٢) -

حضرت عمر ابن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو انھوں نے تصنیف و تالیف کو زیادہ ترقي دي - تمام ممالک میں حکم بھیجدیا کہ احادیث نبوي مدون اور قلمبند کي جائیں - سعد بن ابراھیم جو بہت بڑے محدث اور مدینہ منورہ کے قاضي تھے ' اُن سے دفتر کے دفتر قلمبند کراے اور تمام ممالک مقبوضہ میں بھیجے - علامہ ابن عبد البر جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں :

عن سعد بن ابراھیم قال امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبناھا دفتراً دفترا فبعث الی کل ارض لہ علیھا سلطان دفتراً (مطبوعہ مصر صفحہ ٣٦)	سعد بن ابراھیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا - ہم نے دفتر کے دفتر لکھے ' عمر نے جہاں جہاں اُن کي حکومت تھي ایک ایک دفتر بھیجدیا -

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاري جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث ' امام زہري کے استاد ' اور مدینہ کے قاضي تھے ' اُن کو بھي خاص طور پر احادیث کے جمع کرنے کا حکم بھیجا (٣) -

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات ایک خاص حیثیت رکھتي ہیں - اُن سے اکثر وہ حدیثیں مروي ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں ' اسلئے عمر ابن عبد العزیز نے اُن کي روایتوں کے ساتھہ زیادہ اعتنا کیا - عمرۃ بنت عبد الرحمن ایک خاتون تھیں ' اُن کو حضرت عائشہ نے اپنے آغوش تربیت میں پالا تھا ' تمام علما کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ کي مرویات کا اُن سے بڑھکر کوئي عالم نہ تھا - عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن محمد کو خط لکھا کہ عمرہ کے مسائل اور روایات قلمبند کر کے بھیجدیں (٤) -

مغازي پر توجہ

اب تک محدثین نے مغازي و سیر کے ساتھہ اعتنا نہیں کیا تھا ' حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس فن کي طرف خاص توجہ کي اور حکم دیا کہ غزوات نبوي کا حلقۂ درس قائم کیا جاے - عاصم بن عمرو بن قتادہ انصاري (المتوفي سنہ ١٢١) اِس فن میں خاص کمال رکھتے تھے - اُن کو حکم دیا کہ دمشق کي جامع مسجد میں بیٹھہ کر لوگوں کو مغازي اور مناقب سکھائیں - یہ سیرت نبوي کا پہلا سنگ بنیاد تھا -

اسي زمانہ میں امام زہري نے مغازي پر ایک مستقل کتاب لکھي اور جیسا کہ امام سہیلي نے روض الانف میں تصریح کی ہے یہ

(١) یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ حدیث کي کتابوں میں آنحضرت کے حالات اور اخلاق و عادات کے متعلق نہایت کثرت سے واقعات مذکور ہیں جو سیرت کي تصنیف میں کافي مدد دیسکتے ہیں تاہم تنہا ان سے کوئي کتاب طیار نہیں ہوسکتي - اسکے علاوہ انمیں تاریخي ترتیب نہیں ہے - یہاں ہم نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے حدیث کي کتابیں اُن کے علاوہ ہیں -

(٢) اعلام مطبوعہ مصر صفحہ ١٣ -

(٣) یہ پوري تفصیل فتوح البلدان مطبوعہ یورپ صفحہ ٤٧١ و ٤٧٢ میں ہے -

(٤) طبقات ابن سعد ذکر غزوہ بدر صفحہ ١٤ -

(١) فہرست ابن النديم صفحہ ٢٤٤ -

(٢) میزان الاعتدال ترجمہ عطاء بن دینار -

(٣) تہذیب التہذیب ترجمہ ابوبکر بن محمد و عمرۃ بنت عبد الرحمن و طبقات ابن سعد جز دوم حصہ دوم صفحہ ١٣٤ -

(٤) تہذیب التہذیب ترجمہ عاصم بن عمرو بن قتادہ -

اس فن کي پہلي تصنيف تھي - امام زهري اپنے زمانه کے اعلم العلما تھے' فقه اور حديث ميں انکا کوئي همسر نه تھا ' نير امام بخاري کے شيخ الشيوخ هيں' انهوں نے آنحضرت کي حالات بہم پہنچانے ميں يه محنتيں اٹھائيں که مدينه منوره ميں ايک ايک انصاري کے گھر پر جاتے - جوان ' بوڑھا ' عورت ' مرد ' جو مل جاتا ' يہانتک که پرده (۱) نشين عورتوں سے جاکر آنحضرت کے اقوال اور حالات پوچھتے اور قلمبند کرتے - وه نسباً قريشي تھے ' سنه ۵۰ ھ ميں پيدا هوئے - بہت سے صحابه کو ديکھا تھا - سنه ۸۰ ميں عبد الملک کے دربار ميں گئے ' اُسنے بہت قدر و منزلت کي - يه بات خاص لحاظ کے قابل هے که امام موصوف بخلاف اکثر ائمۂ حديث کے سلاطين کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور مقربين خاص ميں داخل تھے - هشام بن عبد الملک نے اپنے بچوں کي تعليم اُن کے سپرد کي تھي - سنه ۱۲۳ ميں وفات پائي -

امام زهري کي وجہ سے مغازي و سيرت کا علم مذاق پيدا هوگيا ' اُن کے حلقه درس سے اکثر ايسے لوگ نکلے جو خاص اس فن ميں کمال رکھتے تھے ' ان ميں سے يعقوب بن ابراهيم ' محمد بن صالح تمار ' عبد الرحمن بن عبد العزيز ' فن مغازي ميں خاص شہرت رکھتے تھے - چنانچه تہذيب التہذيب وغيره ميں ان لوگوں کا امتيازي وصف (صاحب المغازي) لکھا جاتا هے -

زهري کے تلامذه ميں دو شخصوں نے اس فن ميں نہايت شہرت حاصل کي اور يہي دو شخص هيں جن پر اِس فن کا مدار هے : موسى بن عقبه اور محمد بن اسحاق - موسى بن عقبه خاندان زبير کے غلام تھے ' حضرت عبد الله بن عمر کو ديکھا تھا - فن حديث ميں امام مالک کے اُستاد تھے - امام مالک لوگوں کو ترغيب ديتے تھے که فن مغازي سيکھنا هو تو اِن سے سيکھو - اُن کي مغازي کي خصوصيات يه هيں ' اور ان خصوصيات کي طرف خود امام مالک نے اشاره کيا هے :—

(۱) مصنفين روايات ميں صحت کا التزام نہيں کرتے تھے ' انهوں نے زياده تر اس کا التزام کيا -

(۲) عام مصنفين کا يه مذاق تھا که کثرت سے واقعات نقل کرتے تھے ' اس کا لازمي نتيجه يه هوتا تھا که هر قسم کي رطب و يابس روايتيں آجاتي تھيں - موسى نے احتياط کي اور اکثر وهي روايتيں ليں جو اُن کے نزديک صحيح ثابت هوئيں ' يہي وجہ هے که کتاب به نسبت اور کتب مغازي کے مختصر هے -

(۳) چونکه روايت حديث کے ليے کسي عمر کي قيد نه تھي اسلئے اکثر لوگ بچپن اور آغاز شباب هي سے حلقۂ درس ميں شامل هو جاتے تھے اور حديثيں سنکر لوگوں سے روايت کرتے تھے ' ليکن چونکه اس عمر تک واقعات کا صحيح طور سے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ممکن نه تھا ' اسليے اکثر روايتوں ميں تغير هوجاتا تھا موسى نے بخلاف اوروں کے کبر سن ميں اس فن کو سيکھا ' - (۲) سنه ۱۴۱ ميں انهوں نے وفات پائي -

موسى کي کتاب آج موجود نہيں - ليکن ايک مدت تک شائع و ذائع رهي اور سيرت کي تمام قديم کتابوں ميں کثرت سے اُسکے حوالے آتے هيں -

محمد بن اسحاق نے مغازي ميں سب سے زياده شہرت حاصل کي ' وه امام فن کے نام سے مشہور هيں - شہرت عام ميں اگرچه واقدي اِن سے کم نہيں ليکن واقدي کي لغو بياني مسلمه عام هے ' اِسلئے ان کي شہرت بدنامي کي شہرت هے - محمد بن اسحاق نے متعدد صحابه کو ديکھا تھا ' علم حديث ميں ان کو کمال تھا ' امام زهري کے دروازه پر دربان مقرر تھا که کوئي شخص بغير اطلاع کے نه آئے ' ليکن محمد بن اسحاق کو اجازت تھي که جب چاهيں چلے آئيں - اُن کے ثقه اور غير ثقه هونے کي نسبت محدثين ميں اختلاف هے - امام مالک ان کے سخت مخالف هيں ' ليکن محدثين کا عام فيصله يه هے که مغازي اور سير ميں اُن کي روايتيں استناد کے قابل هيں - امام بخاري نے صحيح بخاري ميں ان کي روايت نہيں لي ' ليکن جزء القراة ميں اُن سے روايت کي هے اور تاريخ ميں تو اکثر واقعات انهي سے ليتے هيں -

فن مغازي کو انهوں نے اس قدر ترقي دي اور اس قدر دلچسپ بنا ديا که خلفاے عباسيه ' جو زياده تر دوسري قسم کي تصنيفات کا مذاق رکھتے تھے ' اُن ميں بھي مغازي کا مذاق پيدا هوگيا ' چنانچه ابن عدي نے اُن کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کيا هے - ابن عدي نے يه بھي لکھا هے که اس فن ميں کوئي تصنيف اُن کي تصنيف کے رتبه کو نہيں پہونچي (۱) -

ابن حبان نے کتاب الثقات ميں لکھا هے که محدثين کو محمد بن اسحاق کي کتاب پر اعتراض تھا تو يه تھا که خيبر وغيره کے واقعات وه اُن يہوديوں سے دريافت کرکے داخل کتاب کرتے تھے ' جو مسلمان هوگئے تھے ' اور چونکه يه واقعات اُنھوں نے اپنے باپ دادا سے سنے تھے اسلئے اُن پر اعتماد نہيں هوسکتا - علامه ذهبي کي تصريح سے بھي ثابت هوتا هے که محمد بن اسحاق يہود و نصاری سے روايت کرتے تھے اور اُن کو ثقه سمجھتے تھے - سنه ۱۵۱ ميں وفات پائي -

محمد بن اسحاق کي کتاب المغازي کا ترجمه شيخ سعدي کے زمانه ميں ابو بکر سعد زنگي کے حکم سے فارسي ميں هوا تھا ' اُس کا قلمي نسخه اله آباد کے کتب خانه ميں هماري نظر سے گذرا هے -

محمد بن اسحاق کي کتاب کثرت سے پھيلي اور بڑے بڑے محدثوں نے اسے ان کے نسخه مرتب کيے - اسي کتاب کو ابن هشام نے زياده منقح اور اضافه کرکے مرتب کيا جو سيرت ابن هشام کے نام سے مشہور هے ' اصل کتاب اب کم ملتي هے ' اسلئے آج اسکي جو يادگار موجود هے وه يہي ابن هشام کي کتاب هے -

ابن هشام کا نام عبد الملک هے ' وه نہايت ثقه اور نامور محدث اور مورخ تھے - حمير کے قبيله سے تھے اور غالباً اسي تعلق سے سلاطين حمير کي تاريخ لکھي جو آج بھي موجود هے - اُنھوں نے سيرت ميں يه اضافه کيا که جو مشکل الفاظ آتے هيں اُن کي تفسير بھي لکھي - سنه ۲۱۳ ميں وفات پائي -

واقدي خود تو قابل ذکر نہيں ليکن اُن کے تلامذۂ خاص ميں سے ابن سعد نے آنحضرت اور صحابه کے حالات ميں ايسي جامع اور مفصل کتاب لکھي که آج تک اسکا جواب نه هوسکا -

ابن سعد مشہور محدث هيں - محدثين نے عموماً لکھا هے که گو اُن کے استاد (واقدي) قابل اعتبار نہيں ليکن وه خود قابل سند هيں - خطيب بغدادي نے اُن کي نسبت يه الفاظ لکھے هيں : کان من اهل العلم و الفضل و الفهم و العدالة ' صنف کتاباً کبيرا في طبقات الصحابة و التابعين فاجاد فيه و احسن (۲) -

وه خاندان هاشم سے تھے - بصره ميں پيدا هوے ' ليکن بغداد ميں سکونت اختيار کرلي تھي - بلاذري جو مشہور مورخ هيں ' اِنهي کے شاگرد هيں - سنه ۲۳۰ ميں ۶۲ برس کي عمر ميں وفات پائي -

اِن کي کتاب کا نام طبقات هے - ۱۲ جلدوں ميں هے - دو جلديں خاص آنحضرت کے حالات ميں هيں اور يہي حصه دراصل سيرة نبوي

(۱) تهذيب التهذيب ترجمه امام زهري (محمد بن مسلم)
(۲) تهذيب التهذيب ترجمه موسي بن عقبه -

(۱) تهذيب التهذيب -
(۲) تهذيب التهذيب ترجمه محمد بن سعد -

ھے - باقي جلديں صحابہ کے حالات میں ھیں' اور چونکہ صحابہ کے حالات میں ھر جگہہ آنحضرت کا ذکر آجاتا ھے اسلئے ان حصوں میں بھي سیرت کا بڑا سرمایہ موجود ھے -

یہ کتاب قریباً ناپید ھو چکي تھي ' یعني دنیا کے کسي کتب خانہ میں اس کا پورا نسخہ موجود نہ تھا' شہنشاہ (جرمني) کو اس کي طبع و اشاعت کا خیال آیا - چنانچہ لاکھہ روپے جیب خاص سے دیئے اور پروفیسر (ساخو) کو مامور کیا کہ ھر جگہہ سے اسکے اجزا فراھم کرکے لائے - پروفیسر مرصوف نے قاھرہ ' مصر' اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدیں بہم بہنچائیں - یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کي تصحیح اپنے ذمہ لي ' چنانچہ نہایت اھتمام اور صحت کے ساتھہ یہ نسخہ لیڈن (ھالنڈ) میں چھپکر شائع ھوا -

اس کتاب کا بڑا حصہ واقدي سے ماخوذ ھے لیکن چونکہ تمام روایتیں بہ سند مذکور ھیں' اسلئے واقدي کي خاص روایتیں بہ آساني الگ کرلي جاسکتي ھیں -

اس زمانہ میں سیرت پر اور بہت سي کتابیں لکھي گئیں چنانچہ کشف الظنون وغیرہ میں اُن کے نام مذکور ھیں ' لیکن چونکہ نام کے سوا انکے متعلق اور کچھہ معلوم نہیں' نہ اُنکا آج وجود باقي ھے اسلئے ھم اُن کے نام نظر انداز کر دینے پر مجبور ھیں -

عام کتب تواریخ

سیرت کے سلسلہ سے الگ ' تاریخي تصنیفات ھیں - ان میں سے جو تاریخیں محدثانہ طریقہ پر لکھي گئیں' یعني جن میں تمام روایتیں بہ سند مذکور ھیں' اُن میں آنحضرت کے حالات اور واقعات کا جس قدر حصہ ھے وہ بھي در اصل سیرت ھے - ان میں سب سے مقدم اور قابل استناد امام بخاري کي دونوں تاریخیں ھیں ' لیکن دونوں نہایت مختصر ھیں - تاریخ صغیر چھپ گئي ھے - اس میں سیرت نبوي کے صرف پندرہ صفحے ھیں اور ان میں بھي کوئي ترتیب نہیں - کبیر البتہ بڑي ھے - میں نے اس کا نسخہ جامع ایا صوفیہ (قسطنطنیہ) میں دیکھا تھا لیکن سوانح نبوي اس میں بھي کم ھیں ' اور جستہ جستہ واقعات بھي جس قدر ھیں ' بلا ترتیب مذکور ھیں -

تاریخي سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبري کي تاریخ کبیر ھے - طبري اس درجہ کے شخص ھیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال اور وسعت علم کے معترف ھیں - انکي تفسیر احسن التفاسیر خیال کي جاتي ھے - محدث ابن خزیمہ کا قول ھے کہ دنیا میں کسي کو ان سے بڑھکر عالم نہیں جانتا انہوں نے سنہ ۳۱۰ میں وفات پائي -

بعض محدثیں (مثلاً سلیماني) نے اُن کي نسبت لکھا ھے کہ یہ شیعوں کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے - لیکن علامہ ذھبي میزان الاعتدال میں لکھتے ھیں :

ھذا رجم بالظن الکاذب	یہ جھوٹي بد گماني ھے ' بلکہ واقعہ یہ
بل ابن جریر من کبار ائمۃ	ھے کہ ابن جریر اسلام کے معتمد اماموں
الاسلام المعتمدین !	میں سے ایک بہت بڑے امام ھیں -

تاھم علامہ ذھبي نے اس موقعہ پر لکھا ھے کہ " ان میں في الجملہ تشیع تھا لیکن مضر نہیں " تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل ابن الاثیر' ابن خلدون' ابو الفداء وغیرہ انھي کي کتاب سے ماخوذ اور اسي کتاب کي مختصرات ھیں - یہ کتاب بھي گویا ناپید تھي اور یورپ کي بدولت وجود میں آئي -

(باقي آیندہ)

[الھلال] اسکے بعد مولانا نے سیرۃ نبوي کي تمام تصنیفات کا مبسوط اور مفصل نقشہ دیا ھے جو ۸ صفحوں میں آیا ھے - ھم نے اسکو چھوڑ دیا کہ بالفعل اسکي اشاعت ضروري نہیں -

آغاز تحریر میں مولانا نے سیرۃ نبوي کي اس خصوصیت کي طرف اشارہ کیا ھے کہ " مسلمانوں نے اپنے بانيِ مذھب کے حالات جس تفصیل اور استقصاء کے ساتھہ جمع کیے ' دنیا کي کوئي قوم اسکي نظیر نہیں پیش کر سکتي " چند کلمات اسکي نسبت عرض کرنا چاھتے ھیں کہ یہ ایک نکتہ ضروري ھے -

اشرف ترین خصوصیت اسلام

اور برھان نبوت

نبوت ایک دعوا ھے ' جسکي دلیل نبي کي زندگي کے سوا اور کوئي چیز نہیں ھوسکتي - دلیل کیلیے ضرور ھے کہ اسکا نتیجہ براہ راست مخاطب کو تسلیم دعوا پر مجبور کرے - ایک شخص دنیا میں ظاھر ھوکر دعوا کرتا ھے کہ وہ ھدایت و ارشاد کي ایک قوت الٰہي لیکر آیا ھے' اور باوجودیکہ وہ اُسي قوم اور سوسائٹي کا ایک فرد ھے ' تاھم اسکے اندر ایک قوت ھے جسکے ذریعہ وہ انسانوں کے اعمال و معتقدات کي صف اولت دیگا اور ایک بہت بڑي تبدیلي پیدا کردیگا' پس ضرور ھے کہ وہ اس تبدیلي کا اولین نمونہ خود اپني زندگي کو ثابت کرے - وہ اپني زندگي کي کتاب سب کے سامنے کھول دے اور اسکا کوري صفحہ انظار عالم سے مخفي نہو - اسکي زندگي ویسي ھي ھو' جیسي ھر انسان کي ھوتي ھے' تاھم اسکے اندر نفس و جذبات کي تبدیلي کے وہ مظاھر ھوں' جنکے حاصل کرنے سے انسان کي تمام ملکوتي قوتیں عاجز آجاتي ھیں ' اور جنکو دنیا میں پیدا کردینے کا وہ مدعي ھے - وہ ثابت کرے کہ جس نفس کے تسلط سے آزاد کرانے کیلئے وہ آیا ھے ' اس سے خود بھي آزاد ھے - وہ خبائث اخلاقي ' جن کے قہار و جبار لشکر کو شکست دینے کا وہ مدعي ھے' اسکو خود بھي شکست دیچکا ھے - اس نے اپنے اخلاق و خصائل میں صفات الٰہیہ کا ایک مظہر قدسي پیدا کرلیا ھے ' اور وہ باوجود پورے انسان ھونے کے پھر بھي اپنے اعمال کے اندر عام سطح انسانیت سے بالا تر ایک جلوۂ حق رکھتا ھے - مختصر یہ کہ وہ قواے فطریۂ انسانیہ کے جس صحت استعمال کا مدعي ھے' خود اسکي زندگي بھي اسکي شہادت دیتي ھے -

پس في الحقیقت نبي کیلئے دلیل حقیقي خود نبي کي زندگي کے اندر ھے' نہ کہ اس سے باھر - نبي کي سچائي کیلیے سب سے بڑا معجزہ یہ ھے کہ اسکي زندگي میں کوئي راز نہو' اسکي زندگي آفتاب کي طرح برھنہ ھو مگر دھبے سے پاک ھو - وہ جزئیات جنکو تم نظر انداز کردیتے ھو' در اصل انسانیت کے کلیات کا اصلي سرچشمہ ھیں - ایک شخص در و دیوار اور شجر و سنگ سے اپني صداقت کي گواھي دلاسکتا ھے' مگر دشمن پر قابو پاکر اس سے درگذر نہیں کرسکتا - ممکن ھے کہ ایک شخص آگ میں کودکر زندہ و سلامت نکل آے ' لیکن دیکھنا یہ ھے کہ غیظ و غضب کي جب ایک خفیف سي چنگاري بھي اسکے دامن حلم پر لگي ھے' تو اسکا کیا حال تھا ؟ مولانا روم نے اس نکتے کو لکھا ھے :

رو ز آواز پیمبر معجزہ ست !

پیغمبر کي آواز اور چہرہ ' خود معجزہ ھے ' اور معجزات ھوں یا نہوں -

حضرت یوسف کے سامنے دو چیزیں آئیں : بارہ برس کي قید عفت و عصمت کے ساتھہ ' اور ھمیشہ کا عیش و عشرت عصیان و عدوان کے ساتھہ ' لیکن انھوں نے قید صداقت کو عیش معصیت پر ترجیح دي اور کہا :

قال رب السجن	خدایا ! جس شے کي طرف مجکو یہ عورتیں
احب الي مما	بلاي ھیں ' اسکے مقابلے میں تو قید کي

يدعونني اليه — سختیوں کو برداشت کرنا مجھے زیادہ پسند
(۱۲ : ۴۰) — و محبوب ہے -

کتنے عباد شب زندہ دار' زہاد زاویہ نشیں' حکماے فطرت شناس' فلاسفۂ حقایق آگاہ ' اور شناوران قلزم اخلاق و حکمت ہیں جو دعوا کر سکتے ہیں کہ تنہائي اور سکون و طمانیۃ کے کسي حجلۂ عیش ونشاط میں ایک صاحب دولت وجاہ فتنۂ حسن' منت و شوق' اصرار و التجا' تخویف و ترہیب کے ساتھہ عیش شباب کي دعوت دیکر بلائگا اور کہے گا کہ " ہیت لک " اور پھر وہ یہ کہکر گردن موڑ لیں گے کہ :

معاذ اللہ ! — استغفر اللہ ! یہ تو مجھسے کبھي نہیں ہوسکتا
انہ ربي احسن — تو میرے آقا کي بیوي ہے جس نے مجکو
مثواى ' انہ — اچھي طرح رکھا ہے - پھر کیا اپنے مالک کي
لا یفلح الظا لمون — متاع میں خیانت کروں ؟ حالانکہ خائنوں کو
(۱۲ : ۲۳) — خدا کبھي فلاح نہیں دیتا !

اور پھر جب اسکي طرف سے اصرار و جوش میں جبر ہو' تو بالکل اس طرح ' جیسے کوئي انسان کسي خونخوار اژدھے سے بھاگتا ہے ' وہ بھاگ کر بچنے کي کوشش کریگے ؟

پھر دنیا میں کتنے ہیں کہ وہ اپنے کو حضرت یوسف کي جگہ فرض کریں ' اور تخت مصر پر بیٹھکر اپنے بھائیوں کے ایک ایک جگر خون کن مظالم یاد کریں - لیکن جب وہ بھائي ' جنھوں نے کنوئیں میں ڈالکر ہلاک کرنا چاہا تھا' ایک فقیر و درویزہ گر کي صورت میں اقرار قصور کریں کہ : تاالله لقد آثرك الله علینا وان کنا لخاطئین - تو اسکے جواب میں اُنکي زبانوں سے "یوسف" کي طرح نکلے :

لا تثریب علیکم — آج کے دن میري طرف سے تم پر کوي الزام
الیوم یغفر الله — اور شکایت نہیں - میں نے معاف کیا اور
لکم وھو ارحم — خدا بھي تمھارے قصور معاف کردے کہ وہ
الراحمین — ارحم الراحمین ہے -

یہي خلق نبوت کي آواز ہے' جو فتح مکہ کے دن بھي دھرائي گئي تھي ' اور جن لوگوں نے اس داعي حق کو اپنے طرح طرح کے مظالم و شدائد سے ترک وطن پر مجبور کیا تھا ' وہ جب بے بس قیدیوں کي صورت میں اسکے سامنے لائے گئے تو اسنے کہا تھا : لا تثریب علیکم الیوم ' یغفر الله لکم وھو ارحم الراحمین -

حاصل سخن یہ ہے کہ دعوئے نبوت کي صداقت کیلئے اصل راہ دلیل نبي کي زندگي ہے - اسکا کھانا پینا' رہنا سہنا' عزیزوں اور غیروں سے ملنا- گھر کي معاشرت' اور باہر کا سلوک ' یہي چیزیں ہیں' جو ایک مدعي کے دعوے کي صداقت و عدم صداقت کي شہادت دیسکتي ہیں - پس ہر داعي الی الله کیلئے ضرور ہے کہ اسکي زندگي کا صفحہ ہمیشہ دنیا میں کھلا رہے -

اس اصول کو پیش نظر رکھکر دنیا کے تمام بڑے بڑے بانیان مذہب کي زندگي کو ٹٹولنا چاہیے' تو في الحقیقت ایک زندگي بھي ایسي نہیں ہے ' جسکے ضروري حالات تک معلوم ہوسکیں - تورات کي ابتدائي پانچ کتابیں (خروج) سے (استثنا) تک ضرور حضرت موسےٰ کي زندگي کے حالات بتلاتي ہیں' لیکن در اصل وہ عہد موسوي کے بني اسرائیل کي تاریخ ہے ' خود حضرت موسی کي زندگي کے خاص حالات کا اسمیں کوئي حصہ نہیں - اناجیل اربعہ میں اخر کے ڈھائي برس کے واقعات حضرت مسیح کے ملتے ہیں' لیکن انسے بھي خود مسیح کي اصلي زندگي کا عقدہ نہیں کھلتا اور افسوس ہے کہ جس قدر حالات معلوم ہوتے ہیں ' وہ نہ صرف درجۂ نبوت ' بلکہ درجۂ انسانیت سے گرے ہوے ہیں -

پھر اگر آج ایک طالب حق مذاہب عالم کو للکارے کہ اپنے اپنے بانیان مذہب کي زندگیوں کو بازار تفحص میں لاؤ' تاکہ کھرا کھوٹے سے الگ کیا جاے ' تو اسلام کے سوا کون ہے جو سامنے آسکتا ہے ؟ یہودیوں کو چھوڑ دو کہ وہ سامنے نہیں آتے' لیکن (مسیحیت جو باوجود تیغ علم و مدنیت سے مذبوح ہو جانے کے پھر بھي اپني موت کا اقرار نہیں کرتي) محض تاریکي کي ایک سیاہ چادر ہے' جس میں اس نے اپنے خداے مصلوب کي لاش کو صدیوں سے لپیٹ لیا ہے ' پھر چاہتي ہے کہ اس بے روح بوجھہ سے عالم انسانیت کے کاندھونکو اب بھي نجات نہ دے -

فرض کرو کہ ایک بدگمان شخص (یوحنا) کي زباني انجیل میں یہ پڑھتا ہے کہ یروشلیم کي فاحشہ عورتوں کے ہاں بائبل کا مسیح مہمان ہوا کرتا تھا ' اور (بیت عنیاہ) میں بعض جوان عورتیں تین تین سو دینار کا عطر جوش محبت میں آکر اسکے پاؤں پر ڈالدیتي تھیں اور پھر اپنے بالوں سے پونچھتي جاتي تھیں (یوحنا ۱۲:۳) نیز وہ زنا کار عورتوں پر بہت شفیق تھا اور ان کو سزا دینے سے انکار کرتا تھا ' اور یہ حجت پیش کرتا تھا کہ دنیا میں سب گنہ گار ہیں ! (یوحنا ۸ : ۹) پھر وہ سنتا ہے کہ یہ روحاني معلم بچپن ہي کے زمانے میں مصر پہنچادیا گیا تھا اور اپنا تمام عہد شباب رافات کسي نا معلوم الحال شہر میں کاٹ کر تیس سال کے بعد اپنے تئیں ظاہر کیا تھا ' تو انصاف کرو کہ اسکے لیے کیا امر مانع ہے کہ وہ مسیح کي مجہول وتاریک زندگي کے متعلق سخت سے سخت شکوک اپنے دل میں پیدا نہ کرے ' اور مسیحیت کو اسکا ذمہ دار قرار نہ دے کہ بچپن سے لیکر جواني تک کي اصلي اور پر امتحان زندگي کے حالات پیش کیے جائیں ؟

امام طبري اور الزام تشیع

مولانا نے دیباچے کي آخري سطور میں ابن جریر طبري کا ذکر کرتے ہوے اس الزام کے اصل کي تغلیط کي ہے جسکو بعض محدثین نے انکي نسبت شہرت دي تھي اور انکو شیعہ قرار دیا تھا -

حال میں بریلي سے ایک صاحب نے الہلال میں شائع کرنے کیلیے ایک تحریر رافعہ " احراق بیت فاطمہ " کي نسبت بھیجي ہے ' اور اسمیں اس الزام کو بہت طول دیا ہے اور پھر ہمیں مجبور کیا ہے کہ بسلسلہ " اسئلۃ و اجوبتہا " انکي تائید کریں - افسوس ہے کہ ہم انکي تحریر کي اشاعت کے سود سمجھتے ہیں ' ان مباحث کیلیے بیشتر سے ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے - لیکن چونکہ ضمناً یہ ذکر آگیا ہے اسلیے یہ کہدینا ضروري سمجھتے ہیں کہ (علامہ طبري) کي نسبت انکي راے سے ہم متفق نہیں ہو سکتے -

اصل یہ ہے کہ (ابن جریر) منجملہ اُن ائمہ فن اور مجتہدین وقت کے تھے ' جو صاحب مذہب و تحقیق خاص ہوے ' اسلیے وہ اپنے اجتہادات میں کسي کي پیروي نہیں کرتے تھے - (سمعاني) نے انساب میں تصریح کي ہے کہ یہ مجتہد ہیں' لوگ انکے مذہب کي پیروي کرتے ہیں - سیوطي کے بیان سے معلوم ہوتا ہے چوتھي صدي تک انکے مقلدین موجود تھے (یعني جب تک کہ تقلید شخصي شروع نہیں ہوئي تھي) -

منجملہ انکے اجتہادات مخصوصہ کے ایک اجتہاد یہ تھا کہ وہ برخلاف تمام ائمہ اہل سنت کے مسح قدمین کے قائل تھے - حدیث خم غدیر کي توثیق میں بھي انکو نہایت غلو تھا' چنانچہ اس بارے میں ایک خاص کتاب تصنیف کي -

ان اسباب نے ایک جماعت کو انکا مخالف کردیا' حنابلہ انسے برہم تھے کہ اختلاف الفقہا میں آنھوں نے امام احمد حنبل کو نہیں لیا' اور صرف ائمہ ثلاثہ کے مسائل پر بحث کي - اُنھوں نے بھي اس مخالفت میں شرکت کي ' نتیجہ یہ نکلا کہ مسئلہ مسح قدمین کي وجہ سے انکو تشیع کا الزام دیاگیا - اس سے زیادہ اسکي اصلیت نہیں -

قطـــرات اشـــک

یا

شهـــر آشـــوب اســـلام

—○:*:○—

اے زباں، تجھـے سے تـکلم کے طلبگار ھیں ھم زخم دل تجھـے سے تبسم کے طلبـگار ھیـں ھم
ساز دل، تجھ سے ترنـم کے طلبـگار ھیں ھم اے تري آنکھوں کے قلـزم کے طلبگار ھیں ھم
کر عطا، ذرق تپش، ھستي سیمـــاب اپني
دیدے چنـگاریاں، اے نالـۂ بیتـاب اپني

اے مري نطـق زباں! نالہ و افغـاں ھو جا! اے میري نوک قلـم! ھمسر پیـکاں ھو جا!
اے مري آہ! نـکل دل سے پریشـاں ھوجا! قوت ضبط فغـاں! جا، کہیں پنہاں ھو جا!
رنـگ خوں آنکھـے سے ٹپکے ذرا گہرا ھوکر
اشک دامن میں جو آے، تو کلیجا ھوکر

آج عریاں ھے جو تھـا سینـۂ داغـي مستور یا رب اس باغ کي نکہت سے جہاں ھو معمور
میري صورت سے نمـایـاں ھے جو درد مـوفور آپ بھي تـوز دیں اب زخم جگـر کے انگـور
میرے چہرے سے اگـر رنـگ تزپ کر نکلے
اشک سے آپ کا دامن بھي مشجّـر نکلے

* * *

اے مسلمان! ھمیں تجھ سے ھزاروں ھیں گلے سن لے، ممکن ھے کہ پھر ھمکو ملے یا نہ ملے
چمن دھر میں، غنچے ترے نغموں سے کھلے تیرے نالـوں سے جدل کیا فلـک و عرش ھلے
آج ھنـگامۂ ھستي ترا خاموش ھے کیوں؟
نغمۂ صحبت دوشینـہ فراموش ھے کیوں؟

حـوصلـوں کا وہ کلیجـہ میں تلاطم نہ رھـا آرزوؤں کا وہ سینہ میں تـراکم نـہ رھـا
سـاز ھستي کا وہ اگـلا سا ترنـم نہ رھـا جرأت آمـوز وہ انـداز تکلـم نـہ رھـا
قلب میں درد کي وہ لذت پنہاں ھی نہیں
گلشن دھر میں تو زمزمہ ساماں ھي نہیں

دعـوا الفت کا مگـر درد سے پیمـاں تـوڑا زخـم رکھتے ھو مگـر پھر بھي نمکداں تـوڑا
صید کا عزم ھے اور تیـر کا پیـکاں توڑا ھو مسلمـان، مگـر رشتـۂ قـرآن توڑا
ھوے برھان کے طـالب در ایقـاں بھـولے
شیوۂ زندگي "بوذر" و "سلمـاں" بھولے

ایـک مٹھي میں اگر اونکے تھي اشتر کي مہار دوسـرے ھـات میں رکھتے تھے برھنـہ تلـوار
زخمي سعي تھے پا، درد سے سینـہ تھا فـگار نشـۂ بـادۂ ایمـاں سے مگـر تھے سـرشار
وہ جلالت تھي، وہ ھیبت تھي شتر بانوں کي
جھک گئیں گردنیں ایران کے سلطانوں کي!

طـاـع پـوشان عـرب کا وہ پـر از جوش قشون تیغ ھو جاے، اگر ھات میں لیں وہ عرجون
سحـر تھا باتوں میں اور آنکھوں میں اونکے افسون چشم و لب کي حرکت سے کیا اعدا کو زبـوں
نـام سے اونکے سلاطیـن عجـم کانپتے تھے
سامنے آتے ھـوے قلب و قـدم کانپتے تھے

جس طرف بڑھگئے بن فتح و ظفر لیکے بڑھے جس طـرح نور و ضیـا ساتھہ قمـر لیکے بڑھے
روکا دشمـن نے تو پھـر اوسکي خبر لیکے بڑھے جھک گیا وہ تو بس لطف نظـر لیکے بڑھے
ھـل گیا "قاف" سنافـوں سے اگر ٹکرا کر
"نیـل" سے ملگئے پرچم بھي اُدھـر لہـرا کر

* * *

گـزرکے ھے وہ شـا ـہ پہ معجـزہ ثـاني بگڑي آگے، جلـو میں عـرب و ایـراني
مونچھہ بل کھاے ھوے چیں سے بھي پیشاني تیـور ایسے کہ کہـیں شیـر کا پتـہ پـاني
کہني تـک ھات کھاے اونمیں برھنہ شمشیر
شان وہ نیزوں کي تھا ترک فلک بھي نخچیر

بت مریم سے نصاری کو ادھر تھی امید — اب فلک سے کوئی ترکوں پہ بلا آئی شدید
جھانکتا ھی تھا ابھی بام فلک سے خورشید — کہ ادھر نور کو ظلمت پہ ھوئی یوں تصعید
دیر معمور تھا اسلام کے جانبازوں سے
"صوفیا" گونج اٹھا تکبیر کی آوازوں سے

زلزلہ پڑگیا یورپ کے کلیساؤں میں — کھلبلی مچگئی یونان کے دانشوں میں
آج غواص تیرنس کے جو دریاؤں میں — ڈیرے کل ڈالدیے روم کے صحراؤں میں
بجلیاں تیغ کی گر آج گریں بلقاں پر
چھا گئیں کل وھی بادل کیطرح ایران پر

سر سودا زدہ میں عشق کی شوریدگی تھی — سینہ پر داغ تھا اور قلب میں تفتیدگی تھی
حوصلے دل میں تھے اور روح میں بالیدگی تھی — جس طرف دیکھیے اسلام کی روئیدگی تھی
شعلہ توحید کا ھر دل میں بھڑک جاتا تھا
کفر تک نام خدا سنکے پھڑک جاتا تھا

* * *

یا وھی ترک ھیں بلقان میں اب یوں پامال — خستگی روح میں' اعضا میں تھکن' دل میں ملال
چہرے سب سرخ ھیں اور خون سے یوں کپڑے لال — ڈالدے ھولی میں جس طرح کوئی رنگ گلال
سیل خون شہدا سے ھوا صحرا دریا
پٹ گیا لاشوں سے اور بنگیا دریا صحرا

ھوگئے قتل مکیں اور مکاں ھیں مسمار — جس طرف دیکھیے لاشوں کا لگا ھے انبار
بوڑھے ھیں ذبح جدا قتل الگ ھیں بیمار — ھے زمیں خون خواتین عرب سے گلنار
گردنیں بچوں کی اور آھنی شمشیریں ' آہ !
کیسی خاموش ھوئیں بولتی تصویریں ' آہ !

سن کے یہ سینہ میں بیچین جگر ھو کہ نہ ھو — خونفشانی کا محل دیدۂ تر ھو کہ نہ ھو
اپنے اعضا کی جراحت کی خبر ھو کہ نہ ھو — اپنے انجام پہ کچھہ تجھہ کو نظر ھو کہ نہ ھو
نہ سہی یہ بھی' مئیں ترک تو کچھہ فکر نہیں
شمع فاراں ' مگر در ھے نہ بجھہ جاے کہیں

* * *

نہ ترے نالے میں اب کچھہ شرر افشانی ھے — رجز ھے وہ' نہ وہ انداز حدی خوانی ھے
نہ ترے سینۂ صد چاک کی عریانی ھے — نہ جنوں کی تری وہ سلسلہ جنبانی ھے
تو بھلا بیٹھا غضب لذت دلسوزی کو
بیقراری کو' مذاق تپش اندوزی کو

کیف کی اب نہ رھی آنکھہ میں سرخی باقی — نہ وہ رفتار میں ھے لغزش مستی باقی
بزم میں ساقی ' نہ اب بادۂ صافی باقی — ھے فقط تذکرۂ جام و صراحی باقی
محفل عشرت در شیشہ کا افسانہ ھے
بازی باد سحر کو پر پروانہ ھے

سر طاعت ھے ' نہ ھے ذوق نیایش باقی — نہ بسالت کا رھا شوق نمایش باقی
طلب اوج کی ھے اب ' نہ گرایش باقی — رھی غیر کی اک مدح و ستایش باقی
خس سکوں چاھے تو گرداب کو کب پروا ھے
گرد ' شکوہ رم آھو سے کرے ' سودا ھے

(نیاز محمد خان "نیاز" محمد نقیع پوری)

شئون عثمانیہ

مظالم سرویا

— * —

البانیا کو یورپ ترکوں کے ظلم سے نجات دلاکر مسیحی امن و رحم کا درس دیتا ہے!

— * —

مقامی معاصر اسٹیٹسمین کا نامہ نگار لندن سے لکھتا ہے :

" ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگارکے بیان کے بموجب باشندگان البانیا پر موجودہ جنگ کے اثناء میں ہیبتناک مظالم کا ارتکاب کیاگیا تھا - وہ علانیہ لکھتا ہے کہ (البانیہ) کے مظالم کي (جنکے ذمہ دار مغرور سروي افسر اور سپاهي هیں) تصدیق آسٹروي' انگریزي' ایطالوي' اور فارسي نامہ نگاروں نے ناقابل انکار زور کے ساتھہ کي ہے - ان تمام مظالم کي روئداد' جو سروي سپاهیوں کي طرف سے عمل میں آئے تھے' آسٹریا هنگریں گورنمنٹ کي طرف سے فراهم کي گئي ہے - روئداد ظاهر کرتي ہے کہ تمام ظالمانہ گرفتاریاں جو تاریخ عالم میں بیان کیجاتي هیں جنرل (جنکوویچ) کے سپاهیوں نے هاتھوں تمام علاقہ البانیا میں دهرائي گئیں - صرف کومانو اور اسکوب کے درمیاني حصے میں تین هزار آدمي قتل کیے گیے - پرسٹینیا کے قریب ٥ هزار آدمي سروي هاتھوں سے نذر اجل هوے' لیکن کسي بہادرانہ جنگ میں نہیں' بلکہ ایک وحشیانہ قتل عام میں - بہت سے دیہاتوں کے مکانوں میں آگ لگاکر انساني آبادیوں کو جوے کوئلے کي طرح جلادیاگیا' انکے مظلوم رهنے والے جب گھروں سے باهر کهلے میدان میں نکلے' تو چڑهوں کي طرح گولیوں سے مار ڈالے گئے - شوهر بیوي اور بچوں کي آنکهوں کے سامنے قتل کیے گیے' اور عورتوں کو ان بچوں کي حفاظت پر مجبور کیا گیا جو بلا مبالغہ سنگینوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئیے گئے تھے - مسلمانوں کو پهانسي پر چڑهاے رهنا سروي سپاهیوں کي ایک ایسي روزانہ تفریح تھي' جسکے بغیر وہ ایک دن بھي بسر نہیں کرسکتے تھے - اگر کسي گھر میں هتیار پائے جاتے تھے تو تمام گھر والوں کو یا تو گولي مار دیجاتي یا پهانسي پر لٹکا دیا جاتا - اس قدر بیکس مسلمان اس تاریخ عالم کے بے نظیر قتل عام میں هلاک کیے گئے ؟ اسکا صحیح جواب کبھي بھي نہیں دیا جاسکے گا - البتہ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ صرف ایک دن کے اندر ١٣٦ - اشخاص کو پهانسی دیگئی تھی !

هنگري کا ایک شریف آدمي (هرٹومش) سابق سکریٹري وزیر اعظم کا بیان ہے کہ میں نے جب سفر کیا تو " (پرزرینڈ) سے لیکے (اپکس) تک سڑک کے دونوں طرف جلے هوے دیہاتوں کے علاوہ اور کچھہ نہیں دیکھا - لب راہ پهانسیوں کي قطاریں تھیں جن پر البانیوں کي لاشیں لٹک رهي تھیں " (بلغراد) سے شائع هونے والے اخبارات نے بھي وہ مظالم بیان کئے هیں جو سروي سپاهیوں کے دست وحشت سے بغیر کسي طرح کي ندامت کے عمل میں آئے -

کرنیل (آسٹرش) کي فوج جب (پرزرینڈ) میں داخل هوئي تو کرنل مذکور نے با آواز بلند کہا " " مارو اور زندہ مت چهوڑو ! "

بلغاري اخبارات کہتے هیں کہ یہ لفظ زبان سے نکلا تھا کہ بھوکے بھیڑیوں کي طرح سپاهي گھروں پر ٹوٹ پڑے اور جو انسان سامنے آیا بے دریغ اسکو قتل کیا گیا - پري لیپ کسوو' اور ورچترا کي وحشت کاریاں ان مظالم اور سفاکیوں سے بھي زیادہ عالم انسانیت کو رولانے والي هیں اور انکے مقابلے میں وہ سختیاں رحم و محبت معلوم هونے لگتي هیں' جو البانیا کے لوگ ترکي حکومت کے زمانے میں برداشت کرتے تھے -

ایک ممتاز البانی شخص جو پرزرینڈ سے گریزیم واقع (اسٹریا) میں بھاگ آیا تھا اور جس نے اپنا عہد شباب آسٹریا میں زیر تعلیم بسر کیا تھا ' حسب ذیل داستان بیان کرتا ہے :—

" سروي سپاهیوں کے آگے اپنے آپ کو البانی ظاهر کرنا اسکے لیے کافي تھا کہ اسکو فوراً گولي مار دي جاے - ایسا بارها هوا کہ جو لوگ البانی مسلمانوں کے مقروض تھے انهوں نے اپنے مسلمان قرض خواهوں کو ظاهر کردیا اور وہ بلا استثناء پهانسي پر لٹکا دیے گئے -

(اسکوب) میں تمام مسلح البانیوں کو افسروں نے گولي ماردي اور جس گھر میں ایک معمولي شکار کا چهرا بھي نکلا اس کے مالک کو بغیر کسي پرسش کے هلاک کردیا گیا - پرزرینڈ میں سروي کمانڈر نے مغرور باشندوں کو اپنے اپنے مکانوں میں واپسي اور هتیار رکھنے کے لیے حکم دیا ' اور جب ان مظلوموں نے تعمیل کي' تو اس غدار نے معاً ٤ سو آدمی قتل کردیے "

صلیب احمر کا ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے :

" سرویا کو جہاں جہاں البانی ملے ' بلاتامل قتل کرڈالے گئے - عورتیں' بچے ' اور بوڑھے تک نہیں چهوڑے گئے - میں نے سرویا قدیم میں بیشمار گاؤں دیکھے ' جنکو آگ لگادي گئي تھي اور اسکے شعلے بھڑک رهے تھے - (کراٹور) اور (سلیفرنس) میں سیکڑوں قیدي قطار در قطار کھڑے کیے گئے اور مشین گن توپ کے گولوں سے ازادیے گئے (سینجیکا) کے قریب جنرل (زیوارتش) نے ساڑھے نو سو شریف البانی مسلمانوں اور ترکوں کو قتل کیا "

[جس قوم نے اٹھہ سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو زندگي اور راحت دي' جن نادان اور بے رحم ترکوں نے اس سطوت و جبروت کے زمانے میں جب کہ وائنا کے دروازوں پر انکے گرز پڑتے تھے ' عیسائیوں کو اپنی استین میں بٹھاکر دودہ پلایا' یقیناً وہ اب علم برداران صلیب کے هاتھوں اسي سزا کے مستحق هیں وان منكم الا واردها ان كنتم مومنين الهلال]

سالونیکا کے چنگي خانہ میں چوري

— * —

(سالونیکا) میں یونانیوں کي غارتگري ابھي ختم نہیں هوئي تھي کہ چوري کا بازار گرم هوگیا -

لندن کے انگریزي اخبار (لویڈ عثماني) کو معلوم هوا ہے کہ یوناني فوج کے قبضہ (سالونیکا) کے بعد سے اسوقت تک چنگي خانہ کا جسقدر مال چوري گیا ہے' اسکي قیمت کا اندازہ تین ملین گني کیا جاتا ہے - اسکو یہ بھي معلوم هوا ہے کہ انگریزي کونسل نے اس بد نظمي پر اعتراض کیا ہے اور یوناني حاکم سے فرمایش کي ہے کہ چنگي خانہ کے مسلمان سنتري پھر مقرر کردیے جائیں' کیونکہ انهي کے نکال دینے سے یہ حالت پیش آئي ہے - یہ ہے حالت اس قوم کے امن و نظم کي' جو تہذیب و تمدن کي اشاعت کے لیے ایشیائي سیادت کا تخت الٹ دینا چاهتی ہے !

Printed & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical Press

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد رضا الحنفی البریلوی الملقب بامام الاولیاء

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, January 29, 1913

نمبر ۴

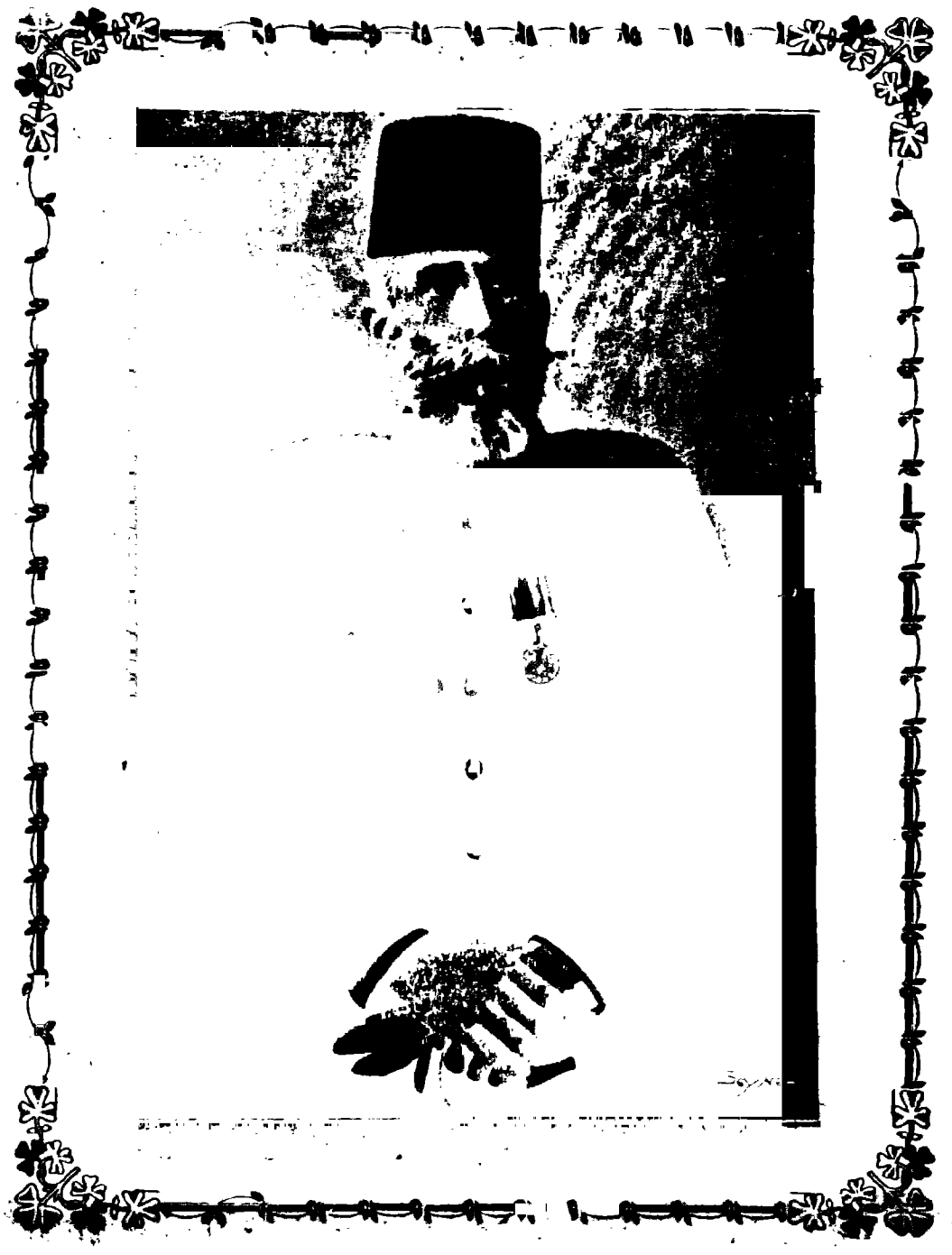

آمدي اے قبلـۂ جانهـاے پـاک خيرمقـدم ، مـرحبا ، روحي فـداک
گر غبـار آلـوده گشتي ، بـاک نيست اے هـزاران ديـده در راه تـو خاک !

— * —

ثم جعلناکم خلائف فی الارض ، لننظر من بعدهم کیف تعملون ؟

(١٠ : ١٥)

— * —

" شوکت "

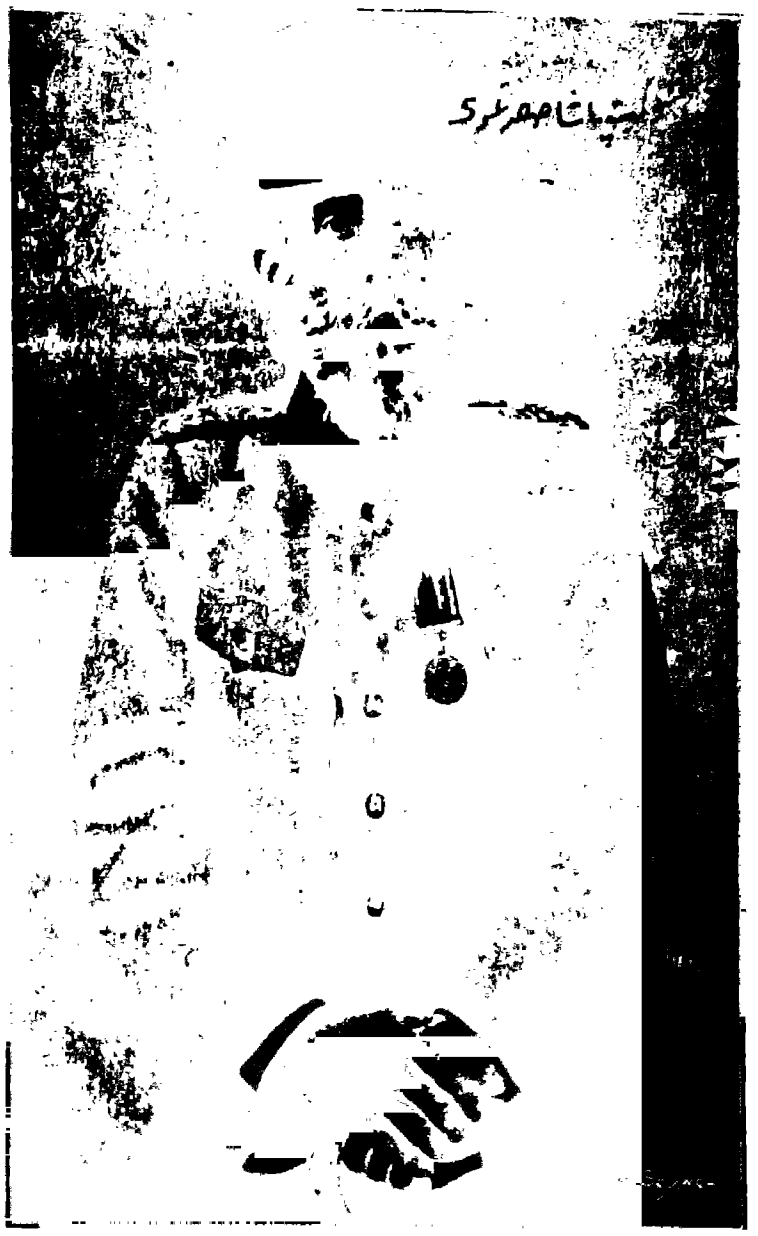

البطل الدستور: غازي محمود شوکت باشا القريشي الفاروقي

(صدر اعظم و سپه سالار افواج عثمانيه)

— * —

محمود شوکت باشا نے کہا : ہم يقين ... تلوار کھينچ ديں گے ، اگر جنگ اور اسلامي دنيا کي سلامتي ، ان چيزوں ميں سے کسي ايک کے اختيار کرلينے پر مجبور کيے گئے

(زميندار اخبار - ٢٦ - جنوري)

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الهلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۲

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 29, 1913

مدیر مسئول و محرر خصوصی
مولانا ابوالکلام احمد الدهلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۴

فہرست

شذرات ۵
مقالۂ افتتاحیہ ۳
حیات بعد الممات ۷
پیغام ممات ۷
حیات بعد الممات ۸
قتل الغراصوان
بر اسرار جد و جہد
جاء الحق و زهق الباطل
نامور ان غزوۂ بلقان
سرگذشت انقلاب
تراجم احوال (به ذیل مقالات) ۹
سیرة نبوی (۲)
شئون عثمانیه ۱۱
قسطنطنیه کی چٹھی ۱۲
دول یورپ کی آخری یاد داشت ۱۳
القواے جنگ کے بعد ۱۴
برطانیه بلغاریا و سرویا کی دیرینه دوست ہے
ادبیات
قطرات اشک ۱۵
غزل ۱۵
مراسلات
مسلم لیگ ۱۶
نکاحات ۱۶

تصاویر

هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا جدید صدر اعظم عثمانی (صفحه خاص) ۵
مسجد جامع سلیم کی محرابیں واقع ایڈریانوپل ۶
طلعت بے ۷
مرحوم ناظم پاشا ۷
کامل پاشا ۸
غازی انور بے درنه میں
نیازی (۸ الف)

شذرات

تلخیص و تبصرہ

(۱)

بجواب "الهلال"

(قسطنطنیه: ۲۳ جنوری ۶ بجے)

ہاں یہ سچ ہے کہ غدار وزارت نے صبح کے ۱۲ بجے ایسا کرنا چاہا تھا، لیکن قبل اسکے کہ رات کی تاریکی پھٹے، اللہ کی روشنی نمودار ہو، اور اس نے اپنی تلوار ہمارے ہاتھوں میں دیدی - سپاہیوں کے ہجوم، افسران فوج کی برہنہ تلواریں، پبلک کے نعرہ ہاے جوش و خروش، اور ایک تغیر خواہ عرضداشت کے ساتھہ جسپر ۵ - ہزار دستخط کیے گیے تھے، (انور بے) نے قصر کا محاصرہ کرلیا - اگرچہ کھڑکیوں سے گولیوں کی ایک ہلکی سی بارش ہوئی مگر وہ فاتحانہ قصر کے اندر داخل ہوا اور وزرا کو حکم دیاکہ اپنی کرسیوں کو خالی کردیں - بغیر کسی توقف کے وزارت مستعفی ہوگئی اور اس طرح یہ دوسرا انقلاب عثمانی ہے جو بغیر کسی کشت و خونریزی کے اختتام کو پہنچا، اگرچہ ناظم پاشا اپنی غلطی کا آپ شکار ہوا -

محمود شوکت پاشا نے نئی وزارت مرتب کرلی ہے، اور اس نے اپنی پالیسی کا اعلان کردیا ہے کہ عزت ملی کو بچالیں گے یا اپنے آپ کو فنا کردیں گے - ایڈریانوپل کی "جامع سلیم" اسی وقت دی جاسکتی ہے، جبکہ قسطنطنیه کے جامع "صوفیا" کو مسخر کرلیا جاے گا -

اب موسم بدل گیا ہے - ہمارا مقصد اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ اسلام کی عزت کی حفاظت کریں، اور اگر نہ کرسکیں تو مٹ جائیں - یقین کرو کہ ہم مٹ جائیں گے مگر تم کو دنیا میں شرمندہ نہیں ہونے دینگے - پس اپنی دعاؤں میں ہم کو نہ بھولو،

اور اعانت کرو کہ اعانت کا وقت کل تک نہ تھا' اصلی وقت اب آیا ہے -

دنیا نہیں سمجھہ سکتی کہ صرف ۱۲ گھنٹے کے اندر اس عظیم الشان واقعہ کے اسباب کیونکر فراہم کیے گیے ؟

(مصباح الدین شریف)

(۲)

ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

کا تـــار بنـــام الـــہلال

— : * : —

(بجواب تلغراف تبریک و خیر مقدم)

— * —

۲۳ - کی شـام کو ہم نے ایک تار تبریک و خیـر مقدم کا ہز ایکسلنسی کے نام بھیجا' جسکے اخر میں یہ الفاظ تھے :

" ہم خوش ہیں لیکن خدا کیلیے ہم کو اور زیادہ خوش کیجیے اور اطمینان دلائیے - لوگ پریشان ہیں اور آپکا اقرار سننا چاہتے ہیں کہ عزت اسلامی کے تحفظ کو اپنی زندگی پر ترجیم دیجیے گا - ایسا نہو کہ نرغۂ اعدا و ہجوم مصائب آپکے ارادے کو متغیر کردے "

اسکے جواب میں یہ تار آیا :

(قسطنطنیہ : ۲۸ جنوری ۳ - بجے)

آپکے خیر مقدم اور اظہار محبت کا دلی شکریہ - یقین دلاییے کہ ہم نے اسلام کی عزت و ابرو کی حفاظت کا قطعی اور حتمی ارادہ کر لیا ہے - (صدر اعظم : محمود شوکت)

ان اللہ اشتری من المـومنیـن انفسھـم و اموالھـم :
بان لھـم الجنـۃ

فی الحقیقۃ ۔۔ ترکوں کی مدد کا اصلی وقت کل تک نہ تھا بلکہ اب آیا ہے - کل تک ہمکو معلوم تھا کہ کامل پاشا کی پارٹی برسر حکومت ہے' اور وہ اسلام کی آخری امیدوں کی پامالی پر تلی ہوئی ہے' لیکن تاہم ہم مجبور تھے کہ وہاں جو کچھہ ہو رہا ہے اسکی پروا نہ کریں' اور صرف اپنا فرض اسلامی دیکھیں - لیکن اب ملـک کے حقیقی خادم اور سچے حامیوں کو خدا نے بھیجدیا ہے' تاکہ حفظ خلافت اسلامی کیلیے ایک اخری سعی کریں - پس ہزار حیف ہے مسلمانان ہند کی غیرت و حمیت پر' اگر وہ تار پر تار بھیجکر ترکوں کو جنـگ کی ترغیب دیں' اور جب وہ کھڑے ہوجائیں' تو انکے زخمیوں اور مصیبت زدوں کو بھول جائیں -

ہم نے اجتک صرف فراہمی اعانت کی ترغیب و تشویق کو اپنا فرض سمجھا' اور بقدر طاقت اس جہاد لسانی کی سعی کی - البتہ بغیر تحریک کے جو حضرات دفتر الہـلال میں چندہ بھیجتے رہے' انکے لیے ایک فہرست کھولدی تھی - لیکن آج پہلی مرتبہ ناظرین الہلال سے التماس کرتے ہیں کہ وہ گو ابتک بارہا اس مد میں روپیہ دیچکے ہونگے' مگر الہـلال کی فہرست تو اب تـک انکی شرکت سے محروم ہے - خدا را اسکی طرف متوجہ ہوں !

یہ التماس خاص ہے عام طورپر تمام اخوان ملت سے التماس ہے کہ ڈاکٹر مصباح الدین کی اپیل سے خدا را اغماض نہ کیجئے کہ وقت رہ آگیا ہے کہ تمام دنیا آپ سے اغماض کرنے والی ہے - مالی مدد جس قدر ہوچکی ہے' اس سے اب در چند کا وقت سمجھئے - روپیہ بھیجنے کیلیے محفوظ ترین ذریعہ یہ ہے کہ " عمر نسیم بک وائس پریسیڈنٹ ہلال احمر " کے نام بھیجیے - دوسری حالتوں میں طرح طرح کے خدشات ہیں -

ہفتۂ جنگ

نئی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ وزارت خارجہ کے تقرر میں دقتوں کا سامنا ہے' تاہم وہ دول کو زیادہ دیر تک منتظر نہیں رکھیگی' اور اگر تقرر میں تاخیر ہوئی تو جواب دیدیا جاے گا -

سچ یہ ہے کہ موجودہ وزارت کا ہر عہدہ ممتوں اور ارادوں کی سخت قربانیوں کے شرائط سے مشروط ہے' علی الخصوص وزارت خارجیہ کا عہدہ' جسکے قبول کرنے سے قوی سے قوی فرض شناس دل بھی لرزتے ہونگے -

تغیر وزارت کے متعلق بعد کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قومی گروہ کو روکنے کی کامل پاشا کے ایڈی کانـگ نے کوشش کی تھی - جسکے حملے کا فوراً جواب دیاگیا - اسکے بعد ناظم پاشا غضب آلود ہوکر باہر نکلا' اور افسوس ہے کہ ملت پرستوں کے ہاتھہ سے اُسے موت نصیب ہوئی -

معزول وزرا دوسرے دن دو بجے تـک نظر بند رکھے گئے تھے مگر اسکے بعد رہا کردیے گیے -

انگلستان نے دو جہازۂ طیارہ بھیجدیے ہیں - فرانس نے حرکت کے لئے حکم دیدیا ہے - بلقانی وکلا سر ایڈورڈ گرے سے سرگرم مشورہ ہیں' مگر ساتھہ ہی شکست صلح سے عجیب طرح گریز کر رہے ہیں -

موجودہ حالات کی بنا پر دول کے آئندہ رویے کا صحیح اندازہ مشکـل ہے - نیز نہیں کہا جاسکتا کـہ نئی وزارت کو عنقریب کن حوادث سے دوچـار ہونا پڑے گا ؟ اتحـاد و ترقی نے تلواروں کے سایے میں اپنی وزارت کا اعلان کیا ہے - مشکلات بے حد و شمار' مالی مسئلہ مقدم ترین مرحلۂ جنگ ہے' اور اسکی طرف سے اطمینان نہیں - ایڈریا نوپل کے محصورین سامان و رسد سے محروم ہیں' اور انکی نازک حالت مزید صبر و صرف وقت کی مقتضی نہیں - پچھلی وزارت نے آخری دنوں کی مہلت (جس سے بلغاریا پورا فائدہ اٹھاتی رہی) اس اطمینان میں ضائع کردی کہ صلح بہر حال ہونی ہے پس جنگ کے انتظام کی ضرورت نہیں - ایسی حالت میں ایندہ کی نسبت کسی قوی توقع کا اظہار بہت مشکل ہے - اللہ تعالی نئی وزارت کو اپنے اس شجـاعانـہ عزم پر عمـل کی توفیـق دے - تا ہم اس وقت اتحاد و ترقی نے جو کچھہ لیا' یہی ایک پیش نظر علاج تھا' اور باقی اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

صلـــح کانـفـرنس ٹوٹ گئی

اس وقت کا تار ہے کہ بلقانی وکلا نے رشید پاشا کو یاد داشت دیدی' اور صلح کا خاتمہ ہوگیا - تا ہم بلقانی ترکی کے یاد داشت کے جواب کے منتظر ہیں - باب عالی جمعہ کے دن جواب دے گا -

اطـــلاع

من جانب سکرٹیری شعبہ ترقی اردو و آل انڈیا
محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۱۲ ع میں شعبہ اردو کی خدمت راقم کے تفویض کی گئی ہے - شعبہ جیسا کچھہ اہم اور ضروری ہے وہ محتـاج بیان نہیں - اور یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ اگرچہ اس شعبہ کے متعلق کچھہ نہ کچھہ کام ہوتا رہا ہے - لیکن اب تک وہ سسکتی ہوئی حالت میں ہے اور اس سے جو توقع کی گئی تھی وہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی - میں اب اسے خاص اصول پر پوری مستعدی کے ساتھہ چلانا چاہتا ہوں - چونکہ اردو زبان کا قایم کرنا اور ترقی دینا تمام اہل ملک کا فرض ہے لہذا مجھے قوی امید ہے کہ پبلک میری دستگیری کریگی - میں اسکے اغراض و مقاصد عام طور پر کثرت سے شائع کرنے والا ہوں اور جو کام زیر تجویز ہیں اسکی اطلاع ارکان ترقی اردو اور پبلک کی خدمت میں وقتاً فوقتاً کی جائیگی لہذا اسبارے میں ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کی جاے - اور جو صاحب مجھے اسکے متعلق کوئی مشورہ دینگے میں ان کا نہایت ممنون ہونگا - فقط

عبد الحق - بی - اے - (علیگڈھ)

صدر مہتمم تعلیمات صوبہ اورنگ آباد (دکن) سکریٹری ترقی اردو (آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) -

الهلال

۲۹ صفر ۱۳۳۱ هجری

— * —

... ات بعد الـ ... ات

— * —

تبديلي و زارت

يا

انقلاب عثماني

— * —

الا ' ان حزب الله هم الغالبون ! !

— :*: —

هو الذي انزل السكينة في قلوب المومنين ليزدادوا ايماناً مع ايمانهم ' و لله جنود السماوات و الارض ' و كان الله عليماً حكيما - (۴۸ : ۴)

وہ خدا هي تو تها ' جس نے مسلمانوں کے افسردہ دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان کي روح پیدا کردي تا که انکي ایماني قوت میں ایک تازگي پیدا هو جاے - زمین کے جانفروشان حق ' اور آسمان کي ملائکۂ نصرت ' دونوں فوجیں الله هي کے هاتهه میں هیں ' بیشک وہ علیم و حکیم هے -

—:○(*)○:—

والمرسلات عرفا ' فالعاصفات عصفاً ' والناشرات نشرا ' فالفارقات فرقا ' فالملقيات ذكرا (۱) که وہ " صبا " سے " جنوب " کو " سموم " سے " خازم " کو ' " سهام " سے " شمال " کو ' " نسیم " سے " عاصفه " کو ' (۲) اور هواے مخالف سے باد مراد کو ' یعنی مایوسیوں میں سے امید کو ' ناکامیوں میں سے کامیابي کو ' نامرادیوں میں سے مراد کو ' تاریکي سے روشني کو ' خزاں سے بہار کو ' اور موت سے زندگي کو پیدا کرتا هے اور دنیا پر اسکے عجائب تصرفات قدرت کا دروازہ ابهي بند نہیں هوا :

ان الله فالق الحب والنوى ' يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ' ذلكم الله فانى تؤفكون ؟ (۶ : ۹۵)	بیشک خدا (هي) هے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جب که وہ محض بیم و امید کي حالت میں هوتا هے) پهاڑ کر (امید و کامیابي) کا ایک قوي درخت پیدا کر دیتا هے - وهي زندگي کو موت سے ' اور موت کو زندگي سے نکالتا هے - یهي قدرت کي نیرنگیاں دکهلانے والي ذات قدوس ' تمهارا خدا هے ' پهر تم کدهر بهکے جارهے هو ' اور اسکي طرف نہیں جهکتے ؟

جبکه موسم تابستان کي تابش و یبوست زمین کو اسکي تمام

(۱) قسم هے اُن هواؤں کي ' جو ابتدا میں معمولي رفتار سے چلائي جاتي هیں ' پهر یکایک زور پکڑ کے تیز هو جاتي هیں ' پهر بادلوں کو چاروں طرف پهیلا دیتي هیں ' پهر انهیں پهاڑ کر ایک دوسرے سے الگ کر دیتي هیں - اور پهر قسم هے انکي ' اسلیے که وہ ابهي ان عجائب و غرائب مختلف حالتوں سے انسان کے دلوں میں قدرت الهي کا خیال پیدا کردیتي هیں (۷۷ : ۱) ان آیات کے ذکر سے مقصود یه هے که جس طرح ابتدا میں هوا آهسته چلتي هے ' پهر تیز هو جاتي هے ' پهر بادلوں کو حرکت دیتي هے ' اسي طرح قوموں کي انحطاط و ترقي کي کوششوں کي ' ابتدا میں آهسته چلي ' پهر زور پکڑ کے تیز هوئي ' اور اب انقلاب و زارت کا ظهور هے ' جسکي آبیاري سے عجب نہیں که اسلامي عزت کي کشت امید سرسبز هو جاے -

(۲) عربي زبان میں جس کثرت کے ساتهه هوا کي مختلف قسموں اور حالتوں کیلیے اسماء و صفات هیں ' شاید هي کسي زبان میں هوں ' اور صرف هوا پر موقوف نہیں ' اسکي وسعت کي مثال کیلیے هر شے پیش کي جاسکتي هے - سورہ " مرسلات " اور " ذاریات " وغیرہ میں مرسلات ' عاصفات ' ناشرات ' ذاریات ' معصرات ' صرصر ' وغیرہ جسقدر الفاظ آے هیں ' تمام مختلف هواؤں کے نام هیں ' جو عرب جاهلیت نے ابتدائي صحرائي زندگي میں رکهه لیے تهے - عربي میں اصلي قسمیں ' جو بمراعات اتجاہات ریاح کے سمجهي جاتي هیں ' چار هیں : شمال ' جنوب ' صبا ' دبور - پهر ان چار قسموں سے مختلف اوقات و موسم کي بہت سي قسمیں قرار دي تهیں - مثلاً (صبا) کي قبول ' هیر ' ایر ' (جنوب) کي نعامي ' خزاج ' ازیب ' اور (دبور) کي لواقح ' بوارح ' رخا ' جفول ' جافله ' هوج ' سوافي ' خروق ' نوج ' هفهفه ' درج ' هجوم ' رواهس ' وغیرہ وغیرہ ' اور ان اقسام کے ذریعه سے هوا کي کوئي طبیعي حالت اور موسمي اثر ایسا نہیں هے ' جسي نہایت نازک اور خفیف جزائیات امتیاز کو ملحوظ رکهکر ' صحیح تعبیر نہیں کي جاسکي - هم نے جن چند اقسام کا ذکر کیا هے ' وہ یه هیں :

" صبا " هوا کي معتدل ' مفرح ' اهسته خرام ' کشت پرور ' لیکن ابر و باران کے ساتهه آنے والي اقسام هوا میں سے هے ' جس کو اهل عرب بہت محبوب رکهتے تهے ' " جنوب " اسکے مخالف هے -

" سموم " گرم هواؤں کي ایک قسم هے ' جو دن کو زیادہ اور رات کو کم چلتي هے ' صحرائوں میں اسکو لو سمجهتے هیں -

" خازم " ٹهنڈي هواؤں کي نو قسموں میں سے ایک نہایت سرد قسم کا نام هے -

" سهام " نہایت گرم لو کي لهپٹ -

" شمال " نہایت ٹهنڈي اور [illegible] هوا ' جسکو " شام " کي طرف [illegible] (برخلاف " صبا " کے ' که وہ " یماني " سمجهي جاتي تهي) -

" نسیم " نہایت هلکي اور غیر محسوس هوا ' جس سے پتے تک نہ هلیں -

" عاصفه " دبور کے اقسام میں سے ایک نہایت سخت قسم کي اندهي هے ' جو درختوں کي جڑوں کو هلادیتي هے اور قوي سے قوي چیزوں کو توڑدے -

یه عجیب بات هے که عرب ایک خشک ریگستان هے جهاں بارش اسقدر کم هوتي هے که دریا نہیں هوتے ' لیکن هوا کي وہ تمام اقسام جو مختلف قسم کے بادلوں کے ساتهه چلتي هیں ' اور - بارش کي خبر دیتي هیں ' یا جو اثر کے بعد ظاهر هوتي هیں ' اگر آپ تلاش کیجیے گا تو عربي میں بکثرت ملیں گي - ذاریات ' معصرات ' صبا ' هیف ' وغیرہ اسي طرح کي قسموں کے نام هیں -

زندگي کي علامتوں سے محروم کرديتي ھے - خزاں کا بے يقله حمله آن تمام ارواح نباتاتي کو' جنکے العاب حيات سے کائنات عالم کي رونق' اور جنکے الوان مختلفه کي حسن ارائيوں سے اسکي سطح ارضي ايک صفحۂ جمال معلوم هوتي ھے ' هلاک کرديتا ھے - لهلهاتے هوے کهيت خشک ' شگفته و شاداب سبزه زار افسرده ' باغ و چمن کے تختے ويران' درختوں کي ٹهنياں بے برگ و بار' ندياں صحراے ريگ' دريا اترے هوے ' اور فضاے اسماني پر ازگرد و غبار هوجاتي ھے - زمين آفتاب کے آتشکدے کي طرف کهنچنے لگتي ھے ' اور وہ اپني تيز شعاعوں کے پے در پے حملوں سے اسکے خزانه رطوبت کو غارت کر ديتا ھے - اُس وقت تمام کائنات عالم بارش کيليے يکسر صداے العطش هوتا ھے ' اميد کي نظريں آسمان کي طرف اُٹهتي هيں اور مايوسي کا جواب ليکر واپس آجاتي هيں - ليکن پهر تم ديکهتے هو که يکايک فضاے آسماني ميں ايک انقلاب عظيم نمودار هوتا ھے - ٹهنڈي ٹهنڈي هواؤں کے جهونکے چلنے لگتے هيں - سياه باداوں کے غول آسمان پر هر طرف پهيل جاتے هيں - بجلي کي چمک اور بادلوں کي گرج ' آنے والے وقت کا پيغام هر طرف پهنچا ديتي ھے - صحرا کے ميدان ' پهاڑوں کي چوٹياں' درختوں کي شاخيں' طيور کے جهنڈ' انسان اور حيوان ' غرضکه تمام مخلوقات عالم کے چهروں پر بحالي آجاتي ھے ' اور ياس کي

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ، لهدمت صوامع و بيع و صلوت و مساجد ، يذکر فيها اسم الله کثيرا (۲۲ - ۴۱)

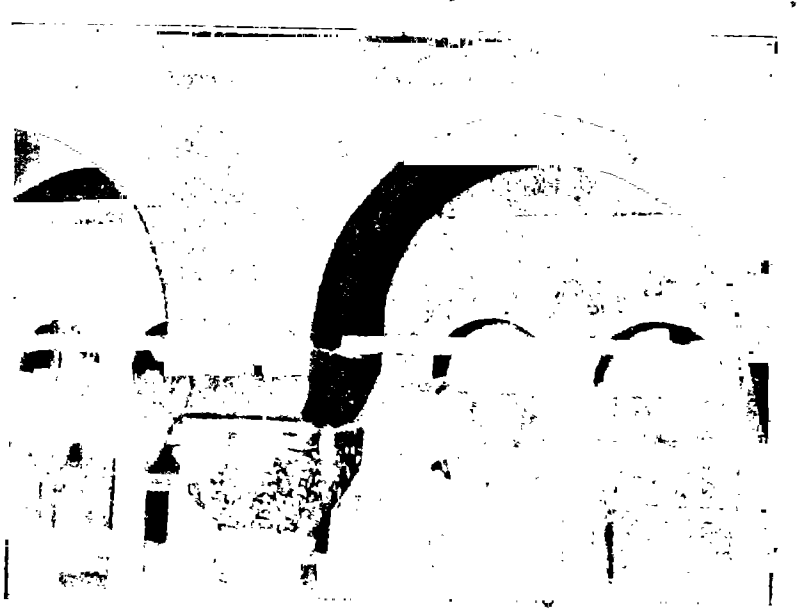

ايدريا نوپل کي مسجد سلطان سليم کي محرابيں ، جنکو کامل پاشا نے فروخت کرنا چاہا تها مگر انور نے اسپر راضي نهيں !

جگه اميد' اور موت کي جگه زندگي کے آثار و علائم سے دنيا کي صورت يکسر بدل جاتي ھے :

الله الذي يرسل الرياح'	الله هي ھے جو هواؤں کو بهيجتا ھے اور
فتثير سحاباً ' فيبسطه	وہ بادلوں کو اپني جگه سے ابهارتي هيں'
في السماء کيف يشاء'	پهر خدا جس طرح چاهتا ھے انسے کام
و يجعله کسفا ' فترى	ليتا ھے - کبهي بادلوں کو آسمان پر پهيلاديتا
الودق يخرج من خلاله	ھے ' کبهي انکے ٹکڑے ٹکڑے کرديتا ھے'
فاذا اصاب به من	اور تم کو ايسا نظر آتا ھے گويا انکے درميان
يشاء من عباده ' اذ	سے مينهه نکلا چلا آتا ھے - پهر جب اپنے بندوں
هم يستبشرون	ميں سے وہ جن پر برسانا چاهتا ھے ' برسا
(۳۰ : ۷۴)	ديتا ھے' تو وہ خوشياں منانے لگتے هيں -

در حقيقت يه ايک قانون " حيات بعد الممات " ھے ' جو کائنات کي هر شے پر طاري ھے - انسان مرنے کے بعد کي زندگي کي نسبت هميشه متردد رها ھے که " ءاذا کنا عظاماً و رفاتاً ' انا لمبعوثون خلقاً جديدا ؟ " (۱) ليکن اگر وہ زمين کو ديکهے ' جس سے کبهي اسکے قدم جدا نهيں هوتے' تو اسکے هر ذره ميں حيات بعد الممات اور حشر اجساد کي ايک مثل نظر آے - پهر کتني اُميديں هيں جو تمهارے اندر مرتي هيں اور زنده هوتي هيں ؟ کتني آرزئيں هيں جو ناکامي کي خاک تلے مدفون کردي جاتي هيں' اور پهر اُٹهکر کهڑي هوجاتي هيں ؟ کتنے ولولے هيں' جنکے جنازوں کو خود هي کاندها ديتے هو' اور پهر خود هي انکي زندگي کا بوجهه اُٹهاتے هو ؟ اور پهر وہ کون ھے' که جب تم هر طرف سے مايوس و نااميد هوجاتے هو' تو اپنے پيغام اُميد سے تمهارے مرده دلوں کو زنده کرديتا ھے ؟ :

هو الذي ينزل	وہ خدا هي ھے که جب لوگ بالکل مايوس
الغيث من	هوجاتے هيں اور کوئي اُميد بارش کي نهيں پاتے
بعد ما قنطوا	تو پهر وہ اپني قدرت کي نيرنگي دکهلاتا ھے اور
وينشر رحمته وهو	اپني رحمت کا مينهه برسانے لگتا ھے - وهي
الولي الحميد	کارساز حقيقي اور سزاوار حمد و تقديس ھے -

پيغام ممات

قلم دماغ کے افکار کي ترجماني کر سکتا ھے' ليکن جذبات کي تعبير اسکي قدرت سے باهر ھے - " اميد وبيم " اور " اضطراب و انتظار " ان چار لفظوں کي ترکيب سے شايد وہ حالت بيان کي جا سکے' جو ۲۲ - کي سه پهر تک باشندگان ارضي کے کروروں قلوب پر طاري تهي - اور جبکه قسطنطنيه سے موت و حيات کے آخري پيغامات کا انتظار کيا جا رها تها -

جبکه اميد' اور موت کي جگه زندگي کے آثار و علائم سے دنيا کي صورت يکسر بدل جاتي ھے :

بهت سي غم آشنا هستيوں نے اپنے سامنے ايک بستر مرض کو اس حالت ميں پايا ھے ' جبکه الکا سب سے زياده محبوب عزيز موت و حيات کي آخري کشمکش ميں ايڑياں رگڑ رها ھے ' اور وہ منتظر هيں که ان آخري ساعات اميد و بيم ميں کيا فيصله هوتا ھے ؟

هم نے اُن مجرموں کو ديکها ھے ' جو کسي خوني الزام ميں عدالت کے سامنے لائے گئے هيں ' اور اب مقدمے کي اُس آخري منزل ميں کهڑے هيں ' جبکه جج اپنا فيصله سنانے کيليے مستعد هوا ھے ' اور اسکے لبوں کي چند حرکتيں زندگي يا موت کا حکم دينے والي هيں -

کيا اس انتظار کي تعبير کيليے يه دو مثاليں کافي هيں ؟

ڈرتا هوں که نهيں ' کيونکه وہ اس سے بهي زياده مضطرب ' اس سے بهي بڑهکر جاں گسل ' اور اس سے بهي بدرجها زياده هوش ربا تها - اِس انتظار ميں شخصي زندگيوں کي موت و حيات کا اضطراب ھے ' ليکن وہ قوموں اور ملتوں کے بقا و فنا کا انتظار تها - جس طرح سمندر کے کنارے کهڑے هوکر مجبور و بے دست و پا تماشائي اپنے درست و احباب ' عزيز و اقارب ' اهل و عيال ' اور مال و جاه سے بهرے هوے جهاز کو موجوں کے اندر ڈوبتے اور اچهلتے ديکهتے هيں ' اور آخري اميد کي آنکهيں پهاڑ پهاڑ کر اسکے مستولوں کو تلاش

(۱) جب هم مرنے کے بعد گل سڑ کر محض هڈياں اور ريزه ريزه هوجائينگے تو کيا يه ممکن ھے که هميں پهر از سر نو پيدا کر کے کهڑا کرديا جاے گا ؟ (۱۷ : ۵۲)

رہے ہیں کہ شاید موجوں کے اندر سے اپنی سلامتی کا پیغام دیں - بعینہ اسی طرح مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ عزت کی کشتی (بوسفورس) کی موجوں میں نہیں' بلکہ اسکے کنارے ایک محل کی سنگی فرش پر درہم برہم گرداب ہلاکت ' اور مصور امواج و تلاطم تھی

وہ کشتی جسکو قلزم کی موجوں سے کبھی ہراس نہیں ہوا تھا :

وھی تجری بہم فی موج کالجبال (۱۱ : ۴۴) (۱) اب ہوا کی اس خفیف سی موج کی متحمل نہ تھی ' جو چند انسانوں کی لبوں کی حرکت کے ساتھہ سرائے " دولمہ باغچہ " کی فضا میں پیدا ہونے والا تھا - وہ بادبان ' جس سے اطلانطیک اور بحر ظلمات کے خارا شگاف طوفان سر ٹکرا کر رھجاتے تھے : فما استطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقبا (۱۸:۹۶) (۲) اب اس صرصر دسائس کے ایک جھونکے سے پھٹ کر گر جانے والا تھا ' جو " ٹیمس " کی نہر دریا نما سے اٹھکر' بوسفورس کے کناروں پر چل رہا تھا - وہ سمندروں اور اسکی موجوں کے مسخر کرنے والے مسافر' جنکے عزم و ارادے کو بحر عرب کی وہ گرم و تند ہوائیں کبھی شکست نہ دیسکیں جن سے جزیرہ سقوطرہ کے کنارے کی موجیں کھولتے ہوے پانی کی طرح آبلتی ہیں ': کانہم بنیان مرصوص (۶۱ : ۴) (۳) اب اُن سرد ہواؤں کے ایک طمانچے کے خوف سے کانپ رہے تھے ' جو بحر بالٹک کی منجمد برف سے اٹھکر' ان کے سروں پر سے گذرنے والی تھی -

لمحوں اور منٹوں کے اندر یہ سب کچھہ گذر رہا تھا ' اور بے بس دیکھنے والے منتظر تھے کہ یہ ڈوبتی ہوئی کشتی ہمیشہ کیلیے بیٹھہ جاتی ہے ' یا موجوں اور طوفانوں سے ایک مرتبہ اور مقابلہ کرنے کیلیے اسکے شکستہ تختے اور تار تار بادبان ' سطح سمندر پر پھر نظر آتے ہیں ؟

کنارے پر کھڑے رہنے والے سمندر کی موجوں کے قہر اور کشتی کی بے بسی کا تماشا دیکھہ سکتے ہیں ' پر سمندر سے لڑ نہیں سکتے ' لیکن ایک سب سے بالا تر قاہر و مقتدر ہستی ہے ' جو سمندر کی موجوں اور کشتی کی بے بسی ' دونوں کو دیکھتی ہے ' اور پھر اسکا ہاتھہ جس کی طرف چاہتا ہے ' نصرت و حمایت کیلیے بڑھتا ہے - خشکی کی پر امن سطح پر تم اسکو بھول سکتے ہو' لیکن سمندر کی ہلاکت خیز موجوں میں اسکے سوا کون ہے ' جس کی یاد مایوس دلوں کو تسکین دیسکتی ہے ؟ :

ھو الذی یسیرکم	وھی ہے ' جو تم کو خشکی اور تری ' دونوں پر
فی البر و البحر '	چلاتا ہے ' یہاں تک کہ تم سمندروں کے
حتی اذا کنتم فی	اندر ہوتے ہو اور کشتی باد موافق کی
الفلک ' و جرین	مدد سے چلتی ہے اور بیٹھنے والے مطمئن
بھم بریح طیبۃ	ومسرور ہوتے ہیں ' (لیکن پھر یکایک)
و فرحوا بھا '	تند و تیز ہوا کے جھونکے چلنا شروع ہو جاتے
جاءتھا ریح عاصف	ہیں ' ہرطرف سے موجیں اٹھہ اٹھہ کر
و جاءھم الموج	حملہ آور ہوتی ہیں ' اور وہ ناامید ہو کر
من کل مکان	سمجھنے لگتے ہیں کہ ابتو ان موجوں میں
و ظنوا انھم احیط	گھر کر رہگئے - یہ نا امیدی انکے دلوں میں
بھم ' دعوا اللہ	خلوص اور انقطاع کے ساتھہ اللہ کا خیال پیدا
مخلصین لہ الدین!	کر دیتی ہے ' پس وہ دعائیں مانگنے لگتے ہیں
(۱۰ : ۲۳)	کہ تیرے سوا اب نجات دینے والا کوئی نہیں!

اگر غم اور افسوس کے وقت انسان کے دل اسکے پہلوؤں سے تڑپ کر باہر نکل سکتے ' تو نہیں معلوم اُس وقت کتنی کروڑ زخمی دل خون کی چادر میں لپٹے ہوے گرد و خاک پر لوٹتے ' جبکہ اس انتظار و اضطراب ' امید و بیم ' خوف و طمع ' اور لمحات حیا و ممات کے بعد ۲۲ جنوری کو تین بجے یہ خبر' صاعقۂ ہلاکت بنکر قسطنطنیہ سے پہنچی :

" جس مجلس کا انتظار تھا ' وہ صبح کو " دولمہ باغچہ " کے قصر میں منعقد ہوئی - ۸۰ - آدمیوں کا مجمع تھا - تھوڑی دیر کی بحث کے بعد تقریباً بالاتفاق فیصلہ ہوا کہ دول کا نوٹ قبول کر لیا جاے - اب ایک یاد داشت دول کے سفرا کو دی جاے گی ' جسمیں ترکی گورنمنٹ اپنے آپ کو یورپ کے ہاتھہ سپرد کر دے گی اور ایڈریانوپل اور جزائر ارخبیل کے بارے میں انکے احکام (تجاویز) کے آگے سر اطاعت خم کر دیگی (یفعل ما یشاء و یختار)" :

یہ اس کشتی کے نتیجے کا آخری منظر تھا ' جس نے بتلادیا کہ اب کیا ہونے والا ہے ؟ :

کشتی ما بورطۂ گرداب فتنہ رفت
صد دیدبان اگرچہ بہر سو گماشتیم

حیات بعد الممات

تار پڑھتے ہی بے اختیار ہماری زبان سے (اوس بن حجر) کے مشہور مرثیے کا مطلع نکل گیا :

ایتھا النفس ! اجملی جزعا
فان مانحذرین قد وقعا !

مایوسی کی انتہا ہوچکی تھی' اور فیصلہ آخری تھا ' چند گھنٹوں کے بعد دوسرا تار آجانے والا تھا کہ نوٹ کا جواب سفراے دول کے حوالے کردیا گیا ' اور اس میں بظاہر کوئی امر مانع نہ تھا - تاہم ایک چیز تھی ' جو باوجود موجوں کی طوفان خیزی اور کشتی کے پارہ پارہ ہوجانے کے ' پھر بھی اُمید دلاتی تھی کہ ایک غیبی ہاتھہ اسکے تختوں کو نکالنے کیلیے بڑھنے والا ہے - ومن یقنط من رحمۃ الا الکافرون ؟ (انجمن اتحاد و ترقی) کی آخری سعی کا حال ہمیں معلوم تھا' اور تین دن پہلے ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے (ممبر اتحاد و ترقی اور شریک سعی انقلاب) کی ایک تفصیلی چٹھی آچکی تھی ' جسمیں ایک نئے انقلاب کی طیاری کی تفصیلی سرگذشت مرقوم تھی' نیز ہم کو یقین کامل تھا کہ اتحاد و ترقی کے بقیۃ السیف ممبر اپنے تئیں فنا کردینگے' مگر اس آخری وقت میں ملک و ملت کی عزت کو اس یہودی النسل دجال (کامل پاشا) کے فتنے سے بچانے کی ضرور جانفروشانہ سعی کرینگے - تاہم وقت آخری اور انتظار کی مہلت ناپید تھی - ہم نے اسی وقت ڈاکٹر موصوف کے نام تحقیقات حال کیلیے تار بھیجا ' لیکن قبل اسکے کہ اسکا جواب آے ' ۲۳ - کو ڈھائی بجے کی تقسیم میں ریوٹر ایجنسی نے اُس چیز کی خبر دی ' جسکی دل تصدیق کرتا تھا ' مگر واقعات جھٹلاتے تھے :

" وزارت مستعفی ہوگئی ' محمود شوکت وزیر اعظم ' طلعت بے وزیر داخلی ' اور عزت پاشا وزیر جنگ - طلعت بے نے کہا کہ ہم نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ ایڈریانوپل کو اپنے قبضے میں رکھیں - یا تو ہم اپنی عزت کو بچالیں گے یا مٹ جائیں گے "

یہ چند الفاظ تھے ' جن میں کروروں دلوں کی مدفون امیدوں کیلیے ایک اقلیم حیات پوشیدہ تھی -

رات کے تین بجے ڈاکٹر مصباح الدین شریف کا جواب بھی آگیا' جس نے اس انقلاب کی تفصیلی سرگذشت سنائی :

---

(۱) سورۂ ہود میں حضرت نوح کی کشتی کی نسبت ہے ' یعنی " وہ کشتی پہاڑ جیسی بلند موجوں کے اندر بے خوف و خطر چلی جا رہی تھی ! "

(۲) سورۂ کہف میں (ذوالقرنین) کی نسبت ہے کہ اس نے قوم یاجوج و ماجوج کو روکنے کیلیے ایک ایسی محکم اور بلند دیوار بنائی کہ " نہ تو وہ اسپر چڑھہ سکتے تھے اور نہ اسمیں سوراخ کر سکتے تھے "

(۳) مجاہدین کے عزم و ثبات کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اسطرح جم کر لڑتے ہیں " گویا ایک سیسے کی دیوار ہیں "

فانظر الي اثار رحمت الله ! كيف يحي الارض بعد موتها ان ذلك لمحي الموتى ' وهو على كل شيء قدير (٣٠ : ٤٩)

پس رحمت الهي كي ان نشانيوں كو ديكهو ' كه كيونكر وه موت كے بعد دوباره زندگي بخشتا هے ؟ بيشك وه موت كو زندگي سے بدلدينے والا هے اور هر شے پر قادر هے -

قتل الغرا صوان :

الذين هم في غمرة ساهون (٥١ : ٩)

ناظرين ابهي اُن خيالات و آرا اور توقعات كو بهولے نهونگے جو پچهلے چهه ماه كے اندر الهلال كے صفحات پر هميشه ظاهر كيے گئے هيں - جبكه سعيد پاشا اور انجمن اتحاد و ترقي كي شكست كي خبر كا تمام عالم استقبال كر رها تها ' جبكه اجانب كا دست دسائس " حزب العرية و الائتلاف " كے پردے ميں كام كر رها تها ' جبكه صليب " اپني راه سے " توحيد" كي اصلي اور سچي محافظ جماعت كو هٹا دينے ميں كامياب هوگيا تها ' اور جبكه هندوستان كے تمام اخبارات بلا استثنا (محتار پاشا) كے نام سے مرعوب هوكر ' المويد ' العدل ' اور المقطم (قبحهم الله) كي مكذوبات و مفتريات كو بلا تامل قبول كر رهے تهے ' اور بدبختانه اس انگريزي سازش كا شكار هو رهے تهے ' جو اپنے اعمال مخفيه كے انجام دينے كيليے خود انجمن اتحاد و ترقي كو شكار كر چكي تهي ' تو في الحقيقت وه وقت انجمن اتحاد و ترقي سے حسن ظن ركهنے والوں كيليے ايك نهايت نازك ازمايش كا وقت تها ' اور تمام هندوستان و مصر بلكه خود قسطنطنيه كے متفقه غوغاے مخالفت كے مقابلے ميں اپني راے پر قائم رهنا بهت مشكل تها ' تاهم اُسوقت اس جرم حق گوئي كا مرتكب صرف الهلال هي هوا تها كه اس هنگامهٔ ضلالت ' اور طغيان شرارت ' و غربت حق و صداقت سے بغير ايك لمحه كيليے بهي متاثر هوے ' انجمن اتحاد و ترقي كي حمايت ميں اواز بلند كي ' اور ٢٩ - ستمبر كي اشاعت ميں ايك تفصيلي افتتاحيه مضمون لكهكر انجمن كي شكست كو مركز خلافت كے تحفظ كيليے مصيبت عظمے و ابتلاے شديد قرار ديا -

نيز لكها كه : " خواه كچهه هو ' مگر انگلستان كي سياسي مكذوبات سے انجمن اتحاد و ترقي مر نهيں سكتي - كچهه بعيد نهيں كه عنقريب وه اپنے پانچ سال پيشتر كے كارنامے ايك مرتبه اور دنيا كو دكهلادے -"

اس سے بهي زيادہ سخت و شديد زمانه جنگ بلقان كے چهڑنے كے بعد شروع هوا - اس جنگ كا آغاز انجمن كي شكست سے اور (مختار پاشا) اور (كامل پاشا) كے زير اقتدار شروع هوا تها ' اور جسقدر شكستيں هوئي تهيں ' وه فوج كي بد نظمي اور بے قاعدگي سے نهيں ' بلكه فوجي ضروريات و انتظامات كي بد نظمي سے هوئي تهيں جسكا ذمه دار صريح طور پر بر سر حكومت دفتر جنگ تها ' ليكن تاهم چونكه اب باب عالي پر نه سلطان محمد خامس كي حكومت تهي ' اور نه وزراے عثماني كي ' بلكه كامل پاشا كے پردے ميں انگلستان حكومت كر رها تها ' اسليے تمام عثماني ناكاميوں كو انجمن اتحاد و ترقي كي طرف منسوب كيا گيا - اگر مرحوم (ناظم پاشا) نے (عبد الله پاشا) كو دو لاكهه دشمنوں كے مقابلے ميں محض ستر هزار فوج كے ساتهه بهيجنے كي غلطي كي تهي ' اگر طولي برغاس كو عين وقت پر مدد دينے سے وه قاصر رها تها ' اگر محمود مختار پاشا نے فرق قلعسي ميں مٹهي بهر سپاهيوں كو ايكدم دو لاكهه بلغاريوں كے مقابله كرنے ميں بے احتياطي كي تهي ' اگر حملے كي بهترين فرصت كو مختار پاشا نے غفلت ميں كهو ديا تها ' اگر با وجود بلقاني رياستوں كے علانيه سرحدي حملوں اور اقدام كے ' كامل دو هفتے تك باب عالي يورپ كے وعده هاے امن پر اعتماد كرتا رها تها ' اور اگر دفتر جنگ نے رسد رساني كي نازك ترين خدمت كو محض بلغاري ريلوے والوں كے رحم پر چهوڑ كر ' تركي كے پيكر شجاعت و جان نثار سپاهيوں كو چار چار دن تك بهوكا ركها تها ' تو ان تمام جرائم كے ملزم اتحاد و ترقي كے وه مظلوم و بے دست و پا ممبر تهے ' جن كو ايوان حكومت سے نكلے هوے كئي ماه گذر چكے تهے ' اور جنميں سے اكثر جيل خانوں كے كمروں ميں مقيد ' يا يورپ كے شهروں ميں چهپے پهرتے تهے !

درحقيقت يه سب كچهه يورپ كر رها تها ' اور تركوں كي غير متوقع فوجي ناكامي اسكے ليے ايك طلائي فرصت تهي - ليكن چونكه بد قسمتي سے ناكاميان واضح ' اور حقيقت مستور تهي ' اسليے عالم اسلامي اس دسيسهٔ ابليسي سے متاثر هو رها تها ' اور تمام يورپ اور مشرق نے اتحاد و ترقي كي مخالفت ميں گويا ايك مستحكم معاهده كرليا تها -

هم مٹ جائيں گے مگر قومي عزت كو هاتهه سے نه ديں گے (ريوٹر ايجنسي ٢٣ - جنوري)

مشهور اتحادي : طلعت بے

جس نے مندرجهٔ صدر الفاظ ميں جديد وزارت كے پروگرام كا اعلان كيا

بهت مشكل تها كه ايسے موقعه پر انجمن سے حسن ظن قائم ركهنے والے اپنے تئيں اس عالمگير مخالفت كے اثر سے محفوظ ركهتے - تاهم الحمد لله كه هماري نظر ابتدا سے اُن حقائق مخفيه پر تهي ' جنكي صداقت، فهم مند ' اور جنكي واقعيت غير متزلزل تهي - ايك لمحه بلكه ايك عُشر لمحه كيليے بهي همارا دل اتحاد و ترقي كي طرف سے مشكوك و مايوس نهيں هوا ' اور بلا انقطاع (الهلال) ميں يه يقين ظاهر كرتے رهے كه "موجوده مصائب كي علت اتحاد و ترقي نهيں ' بلكه اتحاد و ترقي كي شكست هے " دالك هدى الله يهدي به من يشاء ' ومن يضلل الله فماله من هاد ؟ (٣٩ : ٢٣)

پر اسرار جد و جهد

—:o:—

ايك شريف كارمشناني كا مراسله

بدائتر مصباح الدين شريف بے

— * —

اُن واقعات كے دهرانے كي ضرورت نهيں ' جو كل تك گذر چكے هيں - كل تك هماري آخري اُميد يه تهي كه انجمن اتحاد و ترقي كو ٢٤ - جولائي كي تاريخ كے دهرانے كا موقعه ملے اور موجوده اسلام فروش وزارت كا خاتمه هو -

آج وهي اميد واقعه كي صورت ميں ظاهر هوگئي هے - كئي هفتے چاهئيں ' جب اس انقلاب كے مرتب حالات دنيا كے سامنے آئيں گے ' جب ٹائمز اور منچسٹر گارڈن كے نامه نگاروں كي مراسلات هم تك پهنچيں گي ' يا پهر مصر كے اخبارات سے مشتبه اور محرف ' مگر ايك حد تك تفصيلي حالات معلوم هونگے - ليكن خوش قسمتي سے همارے پاس ايك ايسي تحرير موجود هے ' جس كو اس انقلاب كي خبر كے بعد ' كسي اخبار كے دفتر كيليے سب سے زيادہ قيمتي چيز كهنا بيجا نهوگا ' اور اسكي وجه سے هم طيار هيں كه آج عالم مطبوعات ميں سب سے پهلے اس انقلاب كے متعلق صحيح ترين حالات بيان كريں - وه حالات ' جو آج كي اشاعت كے ٹائمز ' ٹان ' تو رديا ' اور المويد ميں بهي غالباً نهونگے ' اور اگر هونگے تو اس سے زيادہ مشرح اور موثق نهونگے -

مرحوم : ناظم پاشا، جسکي قسمت میں عزت کي موت نه تهي
کیونکه وه مسلمانوں کو ذلت کي زندگي بخشنا چاهتا تها

انکي صحت اور توثیق کیلیے اس قدر کهدینا کافي هوگا که یه اُس شخص کے قلم سے نکلے هوے هیں، جو " اتحاد و ترقي " کي مخصوص ترین جماعت کا سرگرم رکن هے، مناستر کي اولین مرکزي جمعیة کا ممبر هے، انقلاب عثماني سے پہلے اسکا ایک خفیه داعي اور واعظ رهچکا هے، اور مدتوں جاسوسوں کي آنکهوں میں خاک ڈالکر فوجي بارکوں کے اندر پهرتا رها هے - اُن تین مشهور انقلاب انگیز اور استبداد شکن رسالوں میں سے دو کا مصنف هے، جنکي ایک لاکهه کاپیاں سنه ۱۹۰۷ - ع میں تمام ترکي فوج کے اندر پوشیده تقسیم کي گئي تهیں، اور جنمیں سے پهلا رساله (احمد رضا بے) کا " وظیفهٔ و مسئولیت " نامي تها - جو برخلاف سیکڑوں زبردست اور اغراض درست مخالفان عبد الحمید کے، ایک سچا اور مخلص حریت پرست غیور تها، جسکو اتحاد و ترقي کے زمانهٔ قیام مصر میں عبد الحمید کے ایجنٹوں نے طرح طرح کي طمعیں دلاکر رام کرنا چاها، لیکن وه بغیر ادنے التفات کے اخبار " اجتهاد " میں اپني اتش فشاں تحریریں شائع کرتا رها، اور ایک لمحه کیلیے بهي حق و صداقت کے مصائب پر، ظلم و عدوان کے بخشے هوے عیش و عشرت کو ترجیح نه دي - یعني نامور اتحادي : ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے، جنکا مختصر ذکر هم پیشتر کرچکے هیں، اور جنهوں نے نهیں معلوم اس انقلاب کي کیسی نازک اور الهناک طلب گهڑیوں میں یه چٹهي لکهکر، في الحقیقت تمام مسلمانان هند پر احسان عظیم کیا هے -

هم نے سب سے پہلے ڈاکٹر مرصوف کا نام بک باشي (نیازي بے) کے روز نامچے میں دیکها، جو (خواطر نیازي) کے نام سے شائع هوا هے - اسکے بعد انکے متعدد مقالات ورسائل کے تراجم ڈاکٹر (ولي الدین بک) وغیره نے عربي اخبارات میں شائع کیے، اور پهر (احمد رضا بے) کے ذریعه انسے خط و کتابت کي صورت نکل آئي، اور عرصے تک سلسله جاري رها -

اتحاد و ترقي کي آخري پارلیمنٹ میں یه (روم ایلي) کے کسي شهر کي طرف سے ممبر تهے، لیکن " الحریة و الائتلاف " کے برسر اقتدار هونے کے ساتهه هي اتحاد و ترقي پر جو مصیبت آئي، اُس نے صدها اشخاص کي طرح انکو بهي قسطنطنیه کے ترک کر دینے پر مجبور کیا - جنگ بلقان کے چهڑ جانے کے بعد هم صحیح خبروں کے دریافت کرنے کیلیے بے چین تهے - هم کو سب سے پہلے انهي کا خیال آیا اور بار بار دریافت حال کیلیے انکے نام تار بهیجے مگر سخت تعجب اور مایوسي هوئي، جب کوئي جواب نهیں ملا -

لیکن ۶ - جنوري کي ڈاک میں یکایک ایک خط ملا، جسمیں صرف انکا وزیٹنگ کارڈ ملفوف تها، اور جس سے معلوم هوا که وه قسطنطنیه آگئے هیں - اسکے بعد ایک مختصر خط آیا، جس میں لکها تها که وه قسطنطنیه میں نه تهے، " کیونکه قسطنطنیه میں انکے لیے مصیبت تهي، لیکن چونکه اب خود ملک و ملت کیلیے مصیبت درپیش هے، اسلیے اپني مصیبت کو بهولکر واپس آگئے هیں "

اسي خط میں انهوں نے لکها تها که وزارت کے نام تار بهیجنا ایک فعل عبث بلکه تمسخر انگیز حماقت هے - هندوستانیوں کو چاهیے که ترکي اخبارات کے نام تار بهیجیں، تاکه عام پبلک کو انکے خیالات کا علم هو، چنانچه هم نے اس مضمون کا تار اردو و انگریزي اخبارات میں انهي کے ایما سے بهیجا تها -

اس خط کے جواب میں هم نے انکے نام متعدد تار بهیجے اور اتحاد و ترقي کے ممبروں کي رهائي کے بعد کے حالات به تفصیل دریافت کیے - انهي تاروں کا جواب هے، جو گذشته ڈاک میں موصول هوا هے -

اس چٹهي کي اصلي قدر و قیمت اس واقعه میں پوشیده هے که اسکا لکهنے والا موجوده انقلاب کا ایک رکن جلیل، اور ایک عضو کا رکن هے، اور من جمله اُن چند عجیب انسانوں کے هے، جنهوں نے دو هفتے کے اندر ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا، اور ظاهر هے که ایسے شخص سے بڑهکر اور کس کا قلم واقعات صحیحه کا قابل وثوق راوي هو سکتا هے ؟

اس چٹهي کا ترجمه آپکو به ذیل " ناموران غزوهٔ بلقان " آیندہ صفحات پر ملے گا -

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا (۱۷ - ۸۳)

— * —

مسٹر بلنٹ کو هم کئي بار یاد کرچکے هیں، مگر آج اصلي دن آگیا هے که ایک مرتبه پهر انکي طرف دیکهیے : هم نے ۱۱ - دسمبر کي اشاعت میں لکها تها که صلح کانفرنس شیطان آباد یورپ کے عفریت سیاست کا تخت بچهائے گي، اور بالاخر کامل پاشا ملکي خیانت کے بوجهه سے کمر خمیده، اور ملک کي لعنت کے عصا پر ٹیکتا هوا لایا جاےگا تاکه اس تخت کے آگے سر بسجود هو -

کامل پاشا اپنے گهٹنوں کو زمین پر رکهه چکا تها - وه اپني وزارت کا اصلي فرض صرف یهي سمجهتا تها که اُن احکام کي یکے بعد دیگرے

فذاقت وبال امرها، وکان عاقبة امرها خسرا
(۶۵ : ۹)

کامل پاشا، جسکا خائن ملت سینه قوم پرستوں کي گولي کا ناظم پاشا سے زیاده مستحق تها لیکن شاید قدرت اس طرح کي موت کو اسکي سزا کیلیے کافي نهیں سمجهتي -

ناموران غزوهٔ بطّان

تو نخل خوش ثمرے کیستي، که باغ و چمن
همه ز خویش بریدند و در تو پیوستند !

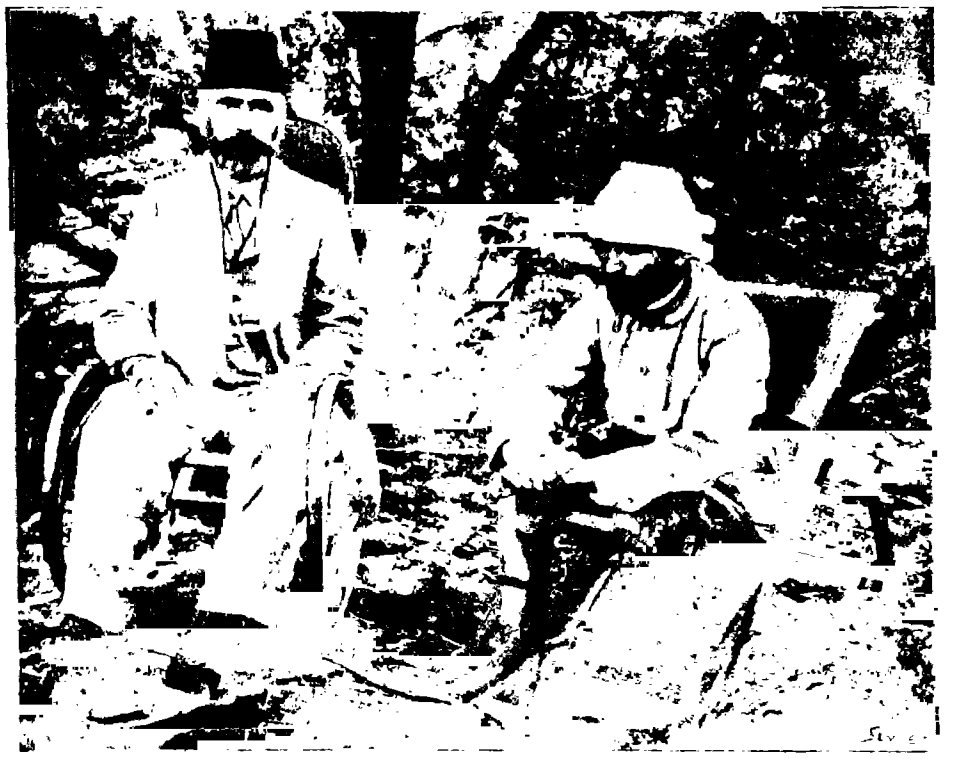

طرابلس میں غازي انورے نے ترکي مصائب و آلام کي خبر سني ہے ' اور شدت رنج و الم سے سکتے کي حالت اُن پر طاري ہوگئي ہے - جوش تاسف میں ہاتھہ مل رہے ہیں اور حیران ہیں کہ کیا کریں ؟ انکے ساتھہ خلیل عمري بک بیٹھے ہیں جو بنغازي کي ایک لڑائي میں زخمي ہو گئے تھے' اور اب گو اچھے ہو گئے ہیں مگر چلنے سے مجبور ہیں - اس صحبت میں تیسرا شخص صرف فرہاد بک ہے ' جس نے یہ تصویر کھینچي تھي -

—○: * :○—

تعمیل کرتا جاے ' جو انگلستان کي طرف سے اسکے قلب پر القا کیے جاتے ہیں - اس نے صلح کانفرنس کي درخواست کي' دارالصلح لندن کو تجویز کیا ' اور سر ایڈورڈ گرے نے مشورہ فرمائي کي زحمت بھي اسکي خاطر گوارہ کرلي - پھر یونان نے باوجود فریق جنگ ہونے کے کاغذات التوا پر دستخط نہیں کیے ' مگر اس نے اپني کوتاہ گردن کو جنبش نہیں دي - ایڈریا نوپل کے محصورین کو رسد بھیجنا اولین مرحلۂ التوا تھا ' لیکن رھانکے لاکھوں باشندوںکي زندگي کو بھي اس نے اپنے زور رنج آقا کي مرضي پر چھوڑدیا اور اسکي نسبت اصرار کرنے کي گستاخي نہیں کي - پھر البانیا اور مقدونیا کي آزادي کا مسئلہ سامنے آیا ' مگر اس نے ترکي وکلا کو انکے مرضي کے خلاف مجبور کیا کہ بلا چون و چرا ہر حکم کو تسلیم کرلیں - سب سے آخر جزائر ایجین اور ادریا نوپل کي حوالگي کا حکم ہوا ' اور ایڈریا نوپل کي حوالگي کا مشورہ قسطنطنیہ کي حوالگي کا ایک مہذبانہ کنایہ تھا ' یہ یورپ کے دفاتر خارجیہ کا وفادار غلام یقیناً اب بھي طیار تھا کہ فوراً قصر (سنیت جیمس) کي چوکھٹ پر اپني نود سالہ پیشاني کي ایک ایک شکن گھس کر مٹادے ' اور اس سجدۂ ملعونہ میں دیر نہ کرے ' جسکے لیے اسکي جھکي ہوئي کمر کا بار خیانت اسے بے تابانہ جھکا رہا تھا ' لیکن وہ جماعت حق پرستان غیور' وہ مجاہد حریت و دستور' وہ محافظ لواے اسلامي ' وہ فداے راہ اسلام پرستي ' وہ آیۃ من آیات اللہ ' وہ حزب من احزاب اللہ : یعنے انجمن اتحاد و ترقي اب اپني جہاد حق و صداقت سے غافل نہ تھي - اسکے ممبروں کو اگرچہ قید کیا گیا ' اسکے رئیسوں کو جلا وطني پر مجبور کیا گیا ' اسپر طرح طرح کي تہمتیں لگائي گئیں ' اور اسکي سعي و جہد حقانیت کو کبھي بغاوت حکومت سے ' اور کبھي خلع سلطان حال سے تعبیر کیا گیا ' لیکن، تاہم حفظ وطن عزیز' اور خدمت کلمۂ ملت کي جو مقدس آگ اسکے سینے میں شعلہ زن تھي ' وہ ایک نور الہي تھا ' جس کو کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونین کے دھان کفر پھونک مارکر نہیں بجھا سکتے تھے - خدا کي جنود نصرت نے ہمیشہ عاجزوں اور درماندوں کے ہاتھہ میں اپني تلوار دي ہے ' یہ سچ ہے کہ انجمن بظاہر بے دست و پا ہوگئي تھي' مگر اسکو کیا کہیے کہ خدا تعالی نے حفظ ناموس اسلامي کي آخري گھڑیوں میں اپني نصرت فرمائي کیلیے اُسي کو چن لیا تھا - یکا یک شملجہ لائن کے قلعوں میں سے ایک فوجي اضطراب کي آندھي اُٹھي ' اور آناً فاناً قصر وزارت اور سراے " چراغان " کي کھڑکیوں تک پہنچ گئي - یہ اُن مجاہدین اتحادي کے دو روزہ دورے کا نتیجہ تھا ' جسکا حال آگے چلکر آپ پڑھیں گے - خود دارالخلافہ کے مختلف حلقوں میں بھي شورش کے شدید آثار شروع ہوگئے ' اور ایک ڈیپوٹیشن سلطان المعظم کي خدمت میں پہنچا ' جس نے پوري قوت کے ساتھہ ملکي خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ " ہم ذلت کي صلح کے نہیں ' بلکہ فنا کر دینے والي مگر با عزت جنگ کے طلب گار ہیں " اس اضطراب و اغتشاس نے وزارت کو مجبور کیا کہ ایڈریا نوپل اور

جزائر ایجین کے مسئلہ میں بظاہر استقامت ظاہر کرے اور اسیکا نتیجہ تھا کہ صلح کانفرنس میں باب عالي کے اوتھکر مچل جانے کا ایک فرضي ڈراما دکھلایا گیا - اور ہم نے کامل پاشا کي خلقت سے بالکل متضاد خبر سني کہ باب عالي جزائر دیکر صلح کرنے پر کسي طرح راضي نہیں !

یہ اضطراب جب بڑھا تو مجلس اعظم کے منعقد کرنے اور جنگ و صلح کے مسئلے کو عام اتفاق راے سے طے کرنے کا اعلان کیا گیا اور اس سے بھي یہي مقصود تھا کہ کسي طرح فرصت نکالکر اس قومي جوش کو فرو کیا جاے جو انجمن اتحاد و ترقي نے مہلت پاکر پیدا کردیا ہے - اسي اثنا میں دول نے آخري یاد داشت بھي پیش کردي اور باب عالي کے تذبذب سے بگڑکر روس نے دو مرتبہ صاف لفظوں میں الٹي میٹم دیدیا -

اب حالت مخدوش اور مہلت مفقود تھي - ایک طرف یورپ کے سخت و فیصلہ کن احکام ' اور دوسري طرف انجمن اتحاد و ترقي کي تلوار کے دربارہ نیام سے نکلنے کا خوف تھا - بالاخر قوم کو مطمئن کرنے کیلیے دول کے نوٹ کا ایک جواب طیار کیا گیا اور اسمیں ایدریانوپل کي مساجد اور سلطاني مقابر کي حالت زار پر یورپ سے رحم کي درخواست کي گئي - مگر جواب کا یہ مسودہ بھي اس غرض سے نہ تھا کہ بھیجا جاے ' بلکہ صرف ایک فریب امیز ارادے کا اعلان ہوتا کہ قوم کا جوش ترقي نہ کر جاے ' نیز کہا جاسکے کہ وزارت نے نوٹ کي منظوري سے انکار کردینے کا بھي ارادہ کیا تھا -

مگر یہ تمام کوششیں اس جہاد حق و معروف کے جوش کو فرو کرنے کیلیے بیکار نہیں ' کیونکہ انجمن کے ہاتھ اب قوي ہوگئے تھے ' اور اس نے قوم کو خواب غفلت سے ہشیار کردیا تھا - تاہم یہ واقعہ بھي اس انقلاب کے واقعہ کي طرح دنیا ہمیشہ تعجب میں غرق ہوکر سنے گي کہ ان حالات کے آخري دنوں میں انجمن نے بظاہر اپنے تمام پیدا کردہ اضطراب پر خاموشي اور سکوت کي چادر ڈالدي تھي ' اور جس سمندر کي قہار موجیں دو تین دن کے بعد حکومت کا تختہ اولٹ دینے والي تھیں ' اسکي سطح پر ہوا سے پیدا ہونے والی ہلکی لہروں تک کا پتہ نہ تھا !

یہ کیسي عجیب بات ہے کہ ایک شدید ترین سیاسي انقلاب کیلیے پبلک اور فوج میں شورش پیدا کرائي جارہي تھي ' اور اس طرح کي شورشیں جب پیدا ہوجاتي ہیں ' تو آن پر خود شورش کرنے والوں کا بھي قابو نہیں ہوتا - لیکن با ایں ہمہ ملکي شورش کي قوت کو ایک مقید استیم کي طرح انجمن اپنے ہاتھوں میں دباے ہوے تھي ' کہ جب ضرورت دیکھے ' عین وقت پر اس سے کام لے ' اور جب تک اصلي وقت استعمال نہ آے ' اسے مٹھي میں چھپاے ہوے خاموش بیٹھي رہے !

انجمن کي اس عاملانہ قوت کا یہ دوسرا منظر ہے ' کیونکہ پہلا واقعہ اس سے بھي عجیب تر سنہ ۱۹۰۷ ع کے انقلاب دستوري کا تھا - اور یہ في الحقیقت ملکي انقلابوں کیلیے ایک اصلي اور بنیادي نکتۂ عمل ہے -

وزارت کي کشمکش

وزارت کے سامنے سب سے زیادہ مشکل مسئلہ (قومي مجلس) کا تھا - اسکے انعقاد کا اعلان ہوچکا تھا اور وہ چاہتي تھي کہ ملک کي اخري فروخت کي دائمي لعنت سے کسي طرح خود بچ جاے ' اور حصول مقصد کے ساتھ اسکا طوق خود ملک کي گردن میں ڈالدے - پھر اسي چیز کو اپنے خیال میں ملک کے سکون کیلیے الہٰ فریب بھي سمجھتي تھي - ان اسباب سے اسکا انعقاد ناگزیر تھا - ساتھ ہي خوف تھا کہ اگر ایک اصلي قومي مجلس منعقد کي جاے گي تو قوم کسی طرح اسکے لیے راضي نہوگي کہ جنگ کي تلوار سے جان بچاکر صلح کي پھانسي کي رسي اپني گردن میں پہن لے -

بالاخر اس مشکل کو کسي طرح حل کیا گیا اور ۲۱ - کو مجلس اعظم کیلیے اعلان ہوا - ریوٹر نے ۲۲ کے تار میں شرکاے مجلس کي تعداد ۸۰ - بتلائي ہے اور اگر یہ سچ ہے تو یقیناً اس تعداد میں صلح پسند مجاورٹي پیدا کرنے کي کوئي پر فریب کارروائي کي گئي تھي ' جسکے حالات انشاء اللہ آگے چلکر معلوم ہونگے - مجلس میں جو تقریریں کي گئیں ' اور جس طرح (حسب روایت ریوٹر) بغیر کسي طولاني مباحثے اور اختلاف کے صلح کے تمام شرائط پیش کردہ تسلیم کرلیے گئے ' اُس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اس صحبت کو " مجلس " کے نام سے منعقد کرکے قوم کو احمق بنانے کی کوشش کي گئي تھي ' ورنہ وہ قومي مجلس کي جگہ صرف کامل پاشا کي جماعت اور " حزب الحریۃ " کے پرستاروں کا ایک سازشي مجمع تھا - ایسي مجالس کا باسم قوم منعقد کرلینا کوئي مشکل بات نہیں ہے اور اگر آپ کو تعجب ہو تو (الشي بالشی یذکر) آپ کامل پاشا کے دارالوزرا کي جگہ (علي گدہ) کے دارالمصاحبین میں جاکر اس طرح کے قومي کاموں کا نمونہ دیکھ سکتے ہیں -

مشہور مجاہد دستور : نیازي بے

عزت ملي کي فروخت کا اخري سودا انجمن اتحاد و ترقي یہ سب کچھ دیکھ رہي تھي مگر بالکل خاموش تھي ' اور اپني قوت کو (جیساکہ ڈاکٹر مصباح الدین نے لکھا ہے) انتہائي مجبوري کے پیش آنے کي صورت میں صرف کرنا چاہتي تھي -

یہاں تک کہ بدھ کے دن گیارہ بجے (یعنے ۲۲ -) کو شیطان نے چابکیں مار مارکر وزرا کو انکے سازش کدوں سے نکالا ' اور سراے " دولمہ باغچہ " میں مجلس کا انعقاد ہوا - بظاہر کچھ دیر تک آپسمیں سرگوشیاں کرتے رہے : فاقبل بعضھم علی بعض یتساءلون (۱) اسکے بعد ہر صیغہ کے وزیر نے اپنے اپنے صیغہ کي موت و ہلاکت کا اتھہ اتھہ کر اعلان کیا - وزیر مال نے کہا کہ روپیہ نہیں ' وزیر خارجي نے کہا کہ روس کي تلوار سر پر چمک رہي ہے - وزیر جنگ نے کہا کہ گو سپاہي جنگ کے لیے بیقرار ہیں مگر جنگ سے کوئي امید فلاح نہیں - گویا ملکي ذلت و مسکنت کي تکمیل کیلیے سب نے اپنے اپنے صیغے کا کام آپسمیں تقسیم کرلیا تھا اور ہر شخص تقسیم عمل کے پر امن اصول کے مطابق صرف اپنا کام انجام دیکر بیٹھہ جاتا تھا :

شياطين الجن والانس يوحي بعضهم الي بعض زخرف القول غرورا (٦ : ١١٢)

غرضكه صرف ايک گهنٹے کے اندر تيره سو برس کي عزت اسلامي، اور آٹهه سو برس کي متاع عثماني کو دائمي ذلت و روسياهي کے درهم بخس پر يورپ کے هاتهه فروخت کرديني کا فيصله کرديا :

اولائك لعنهم الله ويلعنهم اللاعنون (٢ : ١٥٥)

يهي وه لوگ هيں که الله کي ان پر پهٹکار پڑي اور (چاليس کروڑ مسلمان) لعنت کرنے والوں نے بهي انکي (اس عزت فروشي) پر لعنت کي -

خدا تعالی نے مسلمانوں نے کی علامت یه بتلائي هے که : اذلة علی المومنین ، اعزة علی الکافرین ( ) لیکن ان غارتگران عزت اسلامي کي حالت اس وقت بالکل برعکس تهي : اعزة علی المومنین، مسلمانوں کے مقابلے میں نهایت مغرور و سخت، لیکن کافرون کے سامنے عاجز و ذلیل

آج (محمود شوکت پاشا) کهتا هے که " هم جنگ کے خواهشمند نهیں، لیکن اگر عالم اسلامي کي نفریں اور جنگ، دونوں همارے سامنے آئے، تو هم مجبور هیں که آخري چیز کو اختیار کریں " اور اس طرح صاف لفظوں میں هماري اُن التجاؤں اور فریادوں کي عزت کا اعتراف کرتا هے، جو هم تمام اکناف عالم سے قسطنطنیه بهیج رهے هیں، یعني مسلمانوں کے سامنے اسکا سر اعتراف جهکا هوا هے - لیکن کامل پاشا نے آغاز جنگ سے لیکر آخر تک مسلمانان عالم کے صدها تاروں اور التجاؤں کا کهیں اشاره تک نهیں کیا اور اپني اس ذمه داري کو کبهي دنیا پر ظاهر نهیں کیا، جو مسلمانوں کي طرف سے آج مرکز خلافت کے ذمے عائد هوتي هے - اسکا سر همارے آگے بهت مغرور تها، لیکن یورپ کے سامنے سر بسجود : فاي الفریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

یوم یسمعون الصیحة بالحق :

ذلك يوم الخروج

(٥٠ : ٤١)

اس فیصلے کي خبر همارے دلوں کیلیے ایک برق هلاکت تهی، پهر اندازه کرنا چاهیے که اتحاد و ترقي کے ملک پرستان غیور پر کیا گذري هوگي ؟ تاهم جس سمندر کي ته میں گندهک کے طوفان آتشیں اٹهه رهے تهے، اسکي سطح بالائي اب بهي خاموش تهي -

٢٣ - کو وزرا کا اجتماع هوا که اس فیصلے کي تعمیل کیلیے باقاعده یادداشت مرتب کي جاے -

اب یه فرصت کي آخري گهڑیاں تهیں، جو ایک گهنٹے کے اندر تیزي کے ساتهه گذر جاتیں - جس عزت مآب و صفات کے زنده لاش کي " مجلس " نے تجهیز و تکفین کي تهي، اب اسکا جنازه قبر کے کنارے رکهدیا گیا تها تاکه مدفون کر دیا جاے -

مجلس فیصله کر چکي تهي، صرف سفراے دول کے پاس با قاعده جواب بهیجنا باقي تها - چند گهنٹے اور مطلوب تهے که ملک فروشي کے ابلیسانه عمل کي پوري تکمیل هو جاے - جب وزارت با قاعده جواب بهیج دیتي، تو پهر هدیشه کیلیے معامله هاتهه سے نکل جاتا اور کوئي علاج ممکن نه هوتا -

لیکن پهر وه نیرنگ ساز قدرت کهاں تها، جسکا هاتهه عین اُس وقت اشتي کے بچانے کیلیے نمودار هوتا هے، جبکه ایک لمحه کے بعد اسکے تختے سطح آب پر تیرنے والے هوتے هیں ؟

یه شیطان کي فوج تهي، جو اپني فتح مندي کو آخر تک پهنچادینے کیلیے سرگرم کار تهي، لیکن پهر خدا کي فوج کهاں تهي ؟

[

جاء الحق

هاں اب وقت آگیا تها که موسم بدلے، اور قرار پا گیا تها که وه حي و قیوم اپني قدرت کي ایک نئي نشاني دنیا کو دکهلادے - پس وه سب کچهه شروع هوگیا، جو همیشه ایسے وقتوں میں هوا هے - خاموش سمندر کي سطح یکایک متحرک هوئي، اور آسمان پر برق و باران کے آثار ظاهر هوگئے - جوش ملي اور غیرت اسلامي کا یه ایک صور تها، جسکي آواز نے ایک طرف هزاروں انسانوں کو چند لمحوں کے اندر جمع کردیا، اور دوسري طرف اسکي گرج سے خائنین ملت کے دل کانپ گئے : ان کانت الا صیحة واحدة فاذا هم خامدون (٣٦ : ٢٨)

فوجي افسروں کي برهنه تلواریں، پبلک کا جوش و خروش، طلبا کے نعره هاے ملي، جان فروش سپاهیوں کي صفیں، حق طلبي کا عزم راسخ، انقلاب کا فتح مند ولوله، اور ان سب پر نصرت الهي کي غیبي تلوار کي چمک، یه مناظر عظیمه تهے، جو باب عالی کي طرف کسي مقدس رسم کے سکون و وقار کے ساتهه بڑهرهے تهے - وه پیکر حمیت اسلامي، مجسمهٔ نصرت الهي، باندساز لواے ملت، جاں نثار راه حق صداقت، محي الملة والدین، محبوب الاسلام والمسلمین، حجة الله المبین، آیة الله في الارضین، الذي صدق اخبار الماضیین، وحقق مانسخ من مآثر الاولین، والذي هو في جبهة هذ الدهر غره، وفي قلادته دره، لا تد اینها في الدنیا دره - والذي تجل صفاته الجلیلة ان یحصرها حاصر، ویستوعبها ناظم و ناثر - سیف الله القوي العظیم، والمجاهد في سبیل الله و دینه القویم، یعني قهرمان مدافعهٔ ملي، بطل الشهیر : غازي انور بے سب کے آگے تها، اور مشهور ملت پرست غیور و مجاهد حریت دستور : بک باشي نیازي بے، اور سرگرم رکن اتحاد و ترقي : طلعت بے اسکے یمین و یسار تهے : ثلة من الاولین و قلیل من الاخرین (٥٦ : ١٣)

(انور بے) کے هاتهه میں ایک کاغذ تها، جس پر ٥ - هزار افسران جنگ، اور عام پبلک کے دستخط تهے، اور اسمیں تبدیل وزارت یا انکار صلح پر زور دیا گیا تها - فوجي اقتدار کا اندازه اس سے کیا جاسکتا هے که فوج کا جو حصه وزارت کے هاتهه میں تها، اُسے کسي غیر معلوم طریقه سے مصنوعي جنگ کیلیے باهر بهیجدیا گیا تها، اور اور جس قدر فوج شهر میں موجود تهي، وه سب کي سب قومی جماعت کے ساتهه مسلح هوکر جا رهي تهي -

وزارت بے خبر اپنے کام میں مشغول تهي که یه جماعت اسکي کهڑکیوں کے نیچے پهنچ گئي -

اگرچه ریوٹر کي تار برقیوں سے معلوم هوتا هے که صرف ناظم پاشا کے ایڈي کانگ نے اس هجوم کو روکنے کي سعي کي، اور ناظم پاشا نے " گستاخ کتے " سے زیاده کهنے کي مهلت نهیں پائي، مگر ڈاکٹر مصباح الدین کے تار سے معلوم هوتا هے که " گولیوں کی ایک هلکي بارش " ضرور هوئی تهي - بهر حال مجمع باب عالي کے سامنے پهنچکر زمیه نشینوں، هنگامه خیز صداروں، اور جنگ و انقلاب کے پیهم نعروں میں مصروف هوگیا (جسمیں چند هندوستاني مسلمانوں کي صدائیں بهي ملی هوئی تهیں) اور (انور بے) ایک فاتح حکمراں کي طرح، بے دهڑک وزارت خانے کے هال میں داخل هوا اور کامل پاشا کو حکم دیا که یا جنگ کے قائم رکهنے کي قسم کهاے یا اپني کرسي خالي کردے - بالاخر کچهه دیر کے بعد وه وزارت کے مستعفي هوجانے کي بشارت لیکر فتح مندانه مجمع کے سامنے نمودار هوا، اور پهر سلطان المعظم کي خدمت میں حاضر هوکر (محمود شوکت پاشا) کي وزارت کے قیام کا حکم لے لیا :

[

ندالک ' و اورثنا قوماً اخرین ' فما بکت علیهم السماء والارض ' وما کانوا منظرین - (۴۴ : ۲۷)

(پس) اس طرح کا واقعه پیش آیا ' اور جب هم نے ایک دوسری جماعت کو انکی جگه کا وارث بنایا ' تو اُن لوگوں پر آسمان اور زمین ' کسی نے بھی آنسو نہیں بہائے (کیونکه انکا زوال غم کا نہیں بلکه خوشی کا مستحق تھا) اور نیز خود انکو بھی مہلت نہیں دی گئی که وہ کسی طرح اپنے تئیں سنبھالتے -

پس یه ایک قدرت الهی کی نشانی ' اور حق و صداقت کی فتح مندی تھی ' جو اس طرح تکمیل کو پہنچی - اینده کی نسبت کون زبان کھول سکتا هے ؟ حالات نازک ' مشکلات کا هجوم ' دشمنوں کا اتحاد ' اور راه اعانت ناپید ' نہیں معلوم کل کو کیا حالات پیش آئیں ؟ ایسے سخت اور نازک موقعه میں (دول کے متفقه نوٹ کی نا منظوری کے اعلان کے ساتھه) وزارت کا جاں گسل ذمه داری اپنے سر لینا ' فی الحقیقت ایک مجاهدانه قربانی هے جو اس قریشی النسل اور آل فاروق مجاهد : محمود شوکت پاشا نے راه اسلام پرستی میں کی ' پس ائنده خواه کچھه هو ' لیکن اتحاد و ترقی نے اس وقت اپنا اولین فرض ملی و اسلامی ادا کر دیا اور جو کچھه کیا ' بھی اس موقعه پر کیا جا سکتا تھا :

وانه لحسرة علی الکافرین ' وانه حق الیقین ' فسبح باسم ربک العظیم (۶۹:)

اور اس میں کچھه شک نہیں که یه کافروں کے لیے موجب حسرت هے ' اور اسمیں بھی کچھه شک نہیں که یه ایک قطعی اور یقینی صداقت کا ظہور هے - پس اپنے پروردگار عظیم و قدوس کی حمد کرو (جس نے اپنی امید بخشی کا دروازه تم پر بند نہیں کیا هے)

ایک پر اسرار جد و جہد

— * —

سرگذشت انقلاب

ایک عثمانی شریک انقلاب کے قلم سے (۱)

— * —

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے) لکھتے هیں :

" کل اخبار (اقدام) اور (سبیل الرشاد) میں آپکے تار چھپ گئے - جزاکم الله تعالیٰ - جن تفصیلی حالات کو آپ پوچھتے هیں ' انکو کیا بیان کروں اور جس بیچ کے بارآور هونے کی امید نہیں ' اسکی آبیاری کا افسانه کیا سناؤں ؟ همارے سروں پر خاک مذلت (۲) اور همارې امیدیں یکسر وقف پامالی ' هم موت اور حیات کے کنارے پر هیں - نه زندگی کی امید هے ' اور نه مرنے کی راه باز !

(ما کلید بهشت بشکستیم در دوزخ بروے ما بستند)

لیکن امید پرست انسان ' جسکی حسیات منفعله مایوسی سے همیشه گریز کرتی هیں ' اطبا کے جواب دیدینے کے بعد بھی موت کا خیر مقدم نہیں کرتا - ایزباں رکتا هے اور دعائیں مانگتا هے - هم کو امید نے جواب دیا هے مگر هم امید کو جواب نہیں دیسکتے - کامیابی هم سے بظاهر روٹھه گئی هے ' مگر هم کوشش سے کیونکر گردن موڑلیں ؟ پس کوشش میں مصروف هیں اور نہیں جانتے که نتیجه کیا نکلے گا ؟

آج چار مہینے سے زیادہ هوتا هے که دولت عثمانیه نہرس کے میدان میں بلغاریا سے لڑرهی هے ' مگر اسکو اصلی جنگ کا حال معلوم نہیں - نسل عثمانی کی موجوده جنگ اسکی خاک سے باهر نہیں هے ' بلکه اندر هے - اسکی اصلی جنگ وہ هے ' جو خود قسطنطنیه کے اندر موجوده حکومت اور اتحاد

(۱ اصل چٹھی فارسی میں هے -

(۲) فارسی کا محاورہ هے " خاک بر سرم " هم نے اردو میں گوارا کرنے کیلیے مجبوراً " مذلت " کا لفظ رکھا دیا -

و ترقی میں هورهی هے - اگر وهاں دولت عثمانی یورپ کے مقابلے میں مظلوم اور بے دست و پا هے ' تو یہاں بھی نسل عثمانی کی امیدیں برسر اقتدار حکومت کے اجانب پرستانه جور و تعدی سے ' انتہاے مظلومی و بیکسی کو پہنچ چکی هیں - دنیا کو اس وقت یقین نہیں آتا تو همکو کوئی پروا نہیں ' لیکن وہ وقت دور نہیں جب اسکو یقین کرنا پڑیگا که عثمانیوں (۱) کی بیرونی مظلومی و شکست ' سرتا سر انکی اندرونی مظلومی کا عکس هے - انکی اصلی بدبختی یه هے که وہ اپنے گھر کے اندر مظلوم و بیکس هو گئے هیں ' اسلیے باهر بھی مظلوم و کس مپرس هیں !

: : : :

ہمارا اصلي جرم یہ تھا کہ ہم نے مصائب اٹھاکر ملک کو اسکي قسمت پر نہیں چھوڑ دیا ' اور آخري وقت بھي کوشش کي کہ اُسے ذلت سے نجات دلائیں -

سعي کي ابتـــدا

— * —

ہم نے وزارت سے پانچ مرتبہ درخواست کي کہ جنگ کو جاري رکھے ' اور ہم کو خدمت کا موقع دے ' مگر اُس نے حقارت کے ساتھہ ہم کو ٹھکرا دیا - ہم نے مجبور ہوکر سلطان المعظم تـک رسائي پیدا کي ' مگر وزارت کے استبداد نے انکے حکم کي بھي تعقیر کي - پھر ہم نے ولي عہد دولت کے ذریعہ سلطان المعظم کو اصلي حالت سے واقف کرنا چاہا ' لیکن اسکو خلع سلطان کي کوشش سے تعبیر کیا گیا ' اور ہم پر تہمت لگائي گئي کہ ہم تخت خلافت کو اولٹ دینا چاہتے ہیں

: : : :

مقالات

تراجم اخوان

دیباچه

سیرة نبوی

—:*:—

(۲)

صحت مآخذ

انحضرت (صلعم) کے حالات ' نبوت کے تقریباً سو برس کے بعد قلمبند ہوے ' اسلیے مصنفین کا ماخذ کوئي کتاب نہ تھي بلکہ زبانی روایتیں تھیں -

اس قسم کا موقع جب کبھي دوسري قوموں کو پیش آتا ہے یعني کسي زمانہ کے حالات ' مدت کے بعد قلمبند کیے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کي عامیانہ افواہیں قلمبند کرلی جاتي ہیں ' جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں میں سے وہ واقعات چھانٹ لئے جاتے ہیں جو قراین اور قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں اور پھر تھوڑي دیر کے بعد یہي خرافات ایک دلچسپ تاریخي کتاب بن جاتے ہیں - یورپ کي سیکڑوں تاریخي تصنیفات اسي اصول پر لکھي گئیں -

لیکن مسلمانوں کے فن تاریخ کا معیار اس سے بہت زیادہ بلند تھا ' اُس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جاے ' اُس شخص کي زبان سے بیان کیا جاے ' جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتا دیا جاے - اس کے ساتھہ یہ بھي معلوم ہونا چاہیے کہ جو اشخاص ' سلسلۂ روایت میں آے ' کون تھے ؟ کیسے تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیسا تھا ؟ حافظہ کیسا تھا ؟ سمجھہ کیسي تھي ؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ ' سطحي الذہن تھے یا دقیقہ رس ؟ عالم تھے یا جاہل ؟ ان جزئي باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا ' لیکن سیکڑوں ہزاروں محدثین نے اپني عمریں اسی میں صرف کردیں - ایک ایک شہر میں گئے ' راویوں سے ملے ' ان کے متعلق ہر قسم کي معلومات بہم پہونچائیں ' جو لوگ اُن کے زمانہ میں موجود نہ تھے اُن کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے - اِن تحقیقات کے ذریعہ سے اسماء الرجال (بیوگرافي) کا وہ عظیم الشان فن طیار ہوگیا جس کي بدولت آج کم از کم لاکھہ شخصوں کے حالات و واقعات معلوم ہو سکتے ہیں " اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر (۱) کے حسن ظن کا اعتبار کیا جاے تو یہ تعداد پانچ لاکھہ تک پہنچ جاتي ہے -

محدثین نے حالات کے بہم پہنچانے میں کسي شخص کے رتبہ اور حیثیت کي کچھہ پروا نہ کي - بادشاہوں سے لیکر بڑے بڑے مقتداؤں تک کي اخلاقي سراغ رسانیاں دیں ' اور ایک ایک کي پردہ دري کي - نکتہ چیني ' عیب جوئي ' تجسس ' مذموم اوصاف کي راز جوئي وہ آج کل کے خیال کے مطابق تہذیب کے بالکل خلاف ہے ' لیکن محدثین نے حدیث کي محبت میں سب کچھہ گوارا کیا ' اور سچ یہ ہے کہ اگر اِس احتیاط کي بدولت ' احادیث نبوي میں غلط اور صحیح کا امتیاز قائم رہ گیا ' تو ہزاروں محاسن کو ان عیوب پر قربان کردینا چاہئے - اس سلسلہ میں سیکڑوں تصنیفات تیار ہوئیں جن کي اجمالي کیفیت یہ ہے :

سب سے پہلے اس فن یعني راویوں کي جرح و تعدیل میں یحیی بن سعید القطان نے ایک کتاب لکھي ' وہ اِس رتبہ کے شخص تھے کہ امام احمد حنبل نے ان کي نسبت لکھا ہے : " میري انکھوں نے ان کا نظیر نہیں دیکھا " اُن کے بعد اس فن کو زیادہ رواج ہوا اور کثرت سے کتابیں لکھي گئیں ' جن میں سے چند ممتاز تصنیفات حسب ذیل ہیں :—

نام مصنف	کیفیت
رجال عقیلي	خاص ضعیف الروایۃ لوگوں کے حالات میں ہے -
رجال احمد بن عبد العجلي المتوفي سنہ ۳۲۷ ھج	اس کتاب کا نام کتاب الجرح والتعدیل ہے -
رجال امام عبد الرحمن بن حاتم الرازي المتوفي ۳۲۷ ھج	بہت ضخیم کتاب ہے -
رجال امام دار قطني	مشہور محدث ہیں ' یہ کتاب خاص ضعیف الرایۃ اشخاص کے حال میں ہے -
کامل ابن عدي	اس فن کي سب سے مشہور کتاب ہے ' اور تمام محدثین نے اُسي کو اپنا ماخذ قرار دیا ہے -

یہ کتابیں قریبا آج ناپید ہیں ' لیکن بعد کي تصنیفات جو انہي کتابوں سے ماخوذ ہیں ' آج بھي موجود ہیں -

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب تہذیب الکمال ہے جو علامہ مزي (یوسف بن الزکي) کي تصنیف ہے ' جنہوں نے سنہ ۷۴۲ میں وفات پائي - علاء الدین مغلطائي المتوفي سنہ ۷۶۲ نے تیرہ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا ' علامہ ذہبي المتوفي سنہ ۷۴۸ نے اس کا اختصار کیا ' اور بہت سے محدثین نے اس کے خلاصے اور ذیل لکھے - بالاخر حافظ ابن حجر نے ان تمام تصنیفات سے ایک نہایت ضخیم کتاب تہذیب التہذیب لکھي جو ۱۲ جلدوں میں ہے اور آج کل حیدرآباد میں شائع ہوئي ہے - مصنف نے کتاب کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اِس کي تصنیف میں آٹھہ برس صرف ہوے -

اس سلسلہ کي ایک اور سب سے زیادہ متداول اور مستند کتاب میزان الاعتدال ہے ' جو علامہ ذہبي کي تصنیف ہے - حافظ ابن حجر نے اس کتاب پر اضافہ کیا جس کا نام لسان المیزان ہے -

اسماء الرجال کي کتابوں میں سے تہذیب الکمال' تہذیب التہذیب' لسان المیزان' تقریب ' تاریخ کبیر بخاري ' تاریخ صغیر بخاري' ثقات ابن حبان' تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبي ' مشتبہ النسبۃ ذہبي ' انساب سمعاني ' تہذیب الاسماء ' ہماري نظر سے گذري ہیں -

فن روایت اور درایت کي اصلي بنیاد

روایت کي تحقیق و تنقید' اسلام کے عنصر میں داخل ہے اور خود قرآن مجید نے اسکے اصول متعین کردیے ہیں -

یا ایها الذین آمنوا ان جائکم	مسلمانوں ! اگر تمہارے پاس کوئي
فاسق بنبـــاء فتبینـــوا	فاسق خبر لاے تو تم اچھی طرح جانچ لو '

(۱) ڈاکٹر اسپرنگر ' جرمن کے مشہور عربي داں فاضل ہیں ' مدت تک ایشیاٹک سوسائٹي کلکتہ میں کام کیا ' اصابہ کا نسخہ انہي کي تصحیح سے کلکتہ میں چھپا ' اس کتاب کے دیباچہ میں صاحب موصوف نے لکھا ہے " نہ کوئي قوم دنیا میں گذري ہے آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کي طرح اسماء الرجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو ' جس کي بدولت آج پانچ لاکھہ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے (منہ) -

یہ حکم فن رجال کي بنیاد تھا - حدیث میں ہے :

کفي للمرء کذبا' ان یحدث بکل ما سمع

آدمي کے جھوٹے ہونے کي دلیل یہ ہے کہ جو کچھہ سنے ' روایت کردے -

یہ ایسا اصول تھا کہ اگر اس پر پورا عمل کیا جاتا تو سیکڑوں ہزاروں جھوٹي روایتیں سرے سے وجود ھي میں نہ آتیں یا کم از کم پھیلنے نہ پاتیں - حدیث و سیر کي بہت سي کتابوں میں غلط اور موضوع روایتیں موجود ھیں ' ان کے درج کرنے کي یہي وجہ ہوئي کہ راوي نے جو حدیث سني ' یہ سمجھہ کر روایت کردي کہ " جب سلسلۂ روایت بیان کردیا گیا تو روایت کا فرض ادا ہو گیا " حالانکہ حدیث مذکورۂ بالا کي رو سے یہ جائز نہیں کہ جو کچھہ سنا جائے روایت کردیا جاے - ہر روایت کي تحقیق و تنقید بھي ضروري ہے اور اُنھي روایتوں کا بیان کرنا جائز ہے جو تحقیق کے معیار پر پوري اتر چکي ہوں -

فن درایت کي ابتدا

درایت کي ابتدا خود صحابہ کے عہد میں ہوچکي تھي - حضرت عائشہ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کي گئي کہ انحضرت نے فرمایا ہے : " مردہ پر جب گھر والے نوحہ کرتے ھیں تو اُس کو عذاب دیا جاتا ہے " تو حضرت عائشہ نے اس بنا پر اس کي صحت سے انکار کیا کہ یہ قران مجید کي اس آیت کے خلاف ہے :

لا تزر وازرة وزر اُخری

کوئي شخص کسي دوسرے شخص کے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا -

چنانچہ صحیح بخاري (کتاب الجنائز) اور مسلم میں یہ واقعہ مختلف روایتوں سے مذکور ہے -

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ نے یہ بھي کہا : " تم لوگ حدیث روایت کرتے ہو اور جھوٹ نہیں بولتے ' لیکن سننے میں فرق ہو جاتا ہے " ایک روایت میں ہے کہ " حضرت عائشہ نے فرمایا : " ابو عبد الرحمن کو خدا بخشے ' اُنھوں نے جھوٹ نہیں کہا لیکن بھول گئے یا غلطي کي "

(سماع موتي) کے مسئلہ میں حضرت عائشہ نے حضرت عمر کي روایت پر جو اعتراض کیا تھا ' وہ اسي بنا پر تھا کہ اُن کے نزدیک وہ روایت ' نص قران کے خلاف تھي -

فقہاء میں بعض اس بات کے قائل ھیں کہ آگ پر پکي ہوئي چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - حضرت ابو ہریرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے سامنے جب اس مسئلہ کو آنحضرت کي طرف منسوب کیا تو عبد اللہ بن عباس نے کہا اگر یہ صحیح ہو تو اُس پاني کے پینے سے بھي وضو ٹوٹ جاے گا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو - حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت ابو ہریرہ کو ضعیف الروایۃ نہیں سمجھتے تھے ' لیکن چونکہ اُن کے نزدیک یہ روایت ' درایت کے خلاف تھي اسلئے اُنھوں نے تسلیم نہیں کیا ' اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطي ہوگئي ہوگي -

جب حدیثوں کي تدوین شروع ہوئي تو محدثین نے درایت کے اصول بھي منضبط کیے جن میں سے بعض یہ ھیں :

قال ابن الجوزي وکل حدیث رایتہ یخالفہ العقول او یناقض الاصول فاعلم انہ موضوع فلا یتکلف اعتبارہ ای لا تعتبر روایتہ ولا تنظر في جرحہم او یکون مما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او مباینا لنص الکتاب والسنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعي حیث لایقبل شيء من ذالک التاویل او یتضمن الافراط بالوعید الشدید علي الامر الیسیر او بالوعد العظیم علي الفعل الیسیر و ھذا والاخیر کثیر موجود في حدیث القصاص والطرقیۃ ومن رکۃ المعني لا تاکلوا القرعۃ حتی تذ بعرھا ولذا جعل بعضھم ذلک دلیلا علی کذب راویہ وکل ھذا من القرائن في المروي و قد تکون في الراوي کقصۃ غیاث مع المھدي ..... او انفرادہ عمن لم یدرکہ بمالم یوجد عند غیرھما او انفردہ بشي مع کونہ فیما یلزم المکلفین علمہ و قطع العذر فیہ کما قررہ الخطیب في اول الکفایۃ او بامر جسیم یتوفر الدواعي علی نقلہ کحصر عدو الحاج عن البیت

ابن جوزي نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اُصول مسلمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ مصنوعي ہے اُس کي نسبت اس بحث کي ضرورت نہیں کہ اس کے راوي معتبر ھیں یا غیر معتبر' اسي طرح سے وہ حدیث قابل اعتبار نہیں جو محسوسات یا مشاھدہ کے خلاف ہو اور تاویل کي گنجایش رکھتي ہو ' یا وہ حدیث جس میں ذرا سي بات پر سخت عذاب کي دھمکي ہو ' یا معمولي کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو (اس قسم کي حدیثیں واعظوں صوفیوں کے ھاں بہت پائي جاتي ھیں) یا وہ حدیث جس میں لغویت پائي جائے مثلا یہ حدیث کہ کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ ' اسلئے بعض محدثین نے لغویت کو روایي کي کذب کي دلیل قرار دیا ہے ' یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ھیں - اور کبھي یہ قرائن راوي کے متعلق ہوتے ھیں ' مثلا غیاث کا واقعہ خلیفہ مہدي کے ساتھہ ' یا جب کہ راوي کوئي ایسي حدیث بیان کرے جو اور کسي نے نہ بیان کي ہو اور خود راوي جس سے روایت کرتا ہے اس سے ملا تک نہ ہو ' یا وہ حدیث جس کو ایک ھي راوي بیان کرتا ہے حالانکہ بات ایسي ہے کہ اس سے اوروں کا بھي مطلع ہونا ضرور تھا جیسا کہ خطیب بغدادي نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کي تصریح کي ہے - یا وہ روایت جس میں کبھي عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو سیکڑوں آدمي اُس کو بیان کرتے ' مثلا یہ واقعہ کہ کسي دشمن نے حاجیوں کو کعبہ کے حج سے روکدیا -

درایت کے چند اصول

اس عبارت سے درایت کے جو اصول مستنبط ہوتے ھیں ' یہ ھیں کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگي اور اس کے متعلق اس تحقیق کي ضرورت نہیں کہ اس کے راوي معتبر ھیں یا نہیں :

(۱) جو روایت عقل کے خلاف ہو -

(۲) جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو -

(۳) محسوسات اور مشاھدہ کے خلاف ہو -

(۴) قرآن مجید یا حدیث متواتر یا اجماع قطعي کے خلاف ہو ' اور اس میں تاویل کي کچھہ گنجایش نہ ہو -

(۵) جس حدیث میں معمولي بات پر سخت عذاب کي دھمکي ہو -

(۶) معمولي کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو -

(۷) رلیک المعني ہو مثلاً کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ -

(۸) جو راوي کسي شخص سے ایسي روایت کرتا ہے کہ کسي اور نے نہیں کي اور یہ راوي اس شخص سے نہ ملا ہو -

(۹) جو روایت ایسي ہو کہ تمام لوگوں کو اُس سے واقف ہونے کي ضرورت ہو ' یا اس ہمہ ایک راوي کے سوا کسي اور نے اس کي روایت نہ کي ہو -

(۱۰) جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سیکڑوں آدمي اس کي روایت کرتے ' با وجود اس کے صرف ایک ھي راوي نے اس کي روایت کي ہو -

ملا علي قاري نے موضوعات کے خاتمہ میں (۱) حدیثوں کے معتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور اُن کي مثالیں دل کي ہیں ' ہم اسکا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں :

۱) جس حدیث میں فضول باتیں ہوں جو رسول اللہ کي زبان سے نہیں نکل سکتیں ' مثلاً یہ کہ جب کوئي شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو خدا اس کلمہ سے ایک پرند پیدا کرتا ہے اسکي ستر زبانیں ہوتي ہیں - ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں الخ -

۲) وہ حدیث جو محسوسات کے خلاف ہو ' مثلاً یہ حدیث " بیگن کھانا ہر مرض کي دوا ہے "

۳) جو حدیث صریح حدیثوں کے مخالف ہو -

۴) جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ * دھوپ میں رکھے ہوے پاني سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے -

۵) وہ حدیث جو انبیا علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتي ہو -

۶) وہ حدیثیں جن میں آیندہ واقعات کي پیشینگوئي بقید تاریخ مذکور ہوتي ہے ' مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئیگا -

۷) وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہیں ' مثلاً عوج بن عوق کا قد تین ہزار گز کا تھا -

۸) وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہے ' مثلاً دنیا کي عمر سات ہزار برس کي ہے ' کیوں کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دیگا کہ قیامت کے آنے میں اسقدر دیر ہے ' حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسي کو معلوم نہیں -

۹) جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں -

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہہ کام لیا اور ان کي بنا پر بہت سي روایتیں رد کردیں ' مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے یہودیوں کو اداء جزیہ سے معاف کردیا تھا ' اور معافي کي دستاویز لکھوا دي تھي - ملا علي قاري اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں ' کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے :

(۱) اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کي گواہي بیان کي جاتي ہے حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے -

(۲) دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے ' حالانکہ وہ غزوہ خیبر کے زمانہ تک اسلام نہیں لاے تھے -

(۳) اسوقت تک جزیہ کا حکم ہي نہیں آیا تھا ' جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ بتوک کے بعد نازل ہوا ہے -

(۴) دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لي جائیگي حالانکہ آنحضرت کے زمانہ میں بیگار کا رواج ہي نہ تھا -

(۵) خیبر والوں نے اسلام کي سخت مخالفت کي تھي ' اُن سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا ؟

(۶) عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمني نہیں کي تھي تو خیبر والے کیونکر معاف ہوسکتے تھے ؟

(۷) اگر جزیہ معاف کردیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کي دلیل تھي کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور درست ہیں ' حالانکہ چند روز کے بعد وہ خارج البلد کردیے گئے - (لها بقية)

(۱) نسخہ مطبوعہ مجتبائي دهلي صفحہ ۹۲ -

شئون عثمانیہ

عثمانیہ کي چٹھي

ایک عزیز دوست کي وساطت سے آپکا اخبار (الہلال) ملگیا جس کي ظاہري و باطني خوبیوں نے دل کو مسخر کر لیا - میں آپسے اُس زمانہ سے واقف ہوں جبکہ ' آپ کے مضامین مختلف اُردو رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے - اس کو زمانہ ہوا - لیکن اِس کي خبر نہ تھي کہ آپ نے اسقدر زبردست اسلامي و ملکي خدمت اپنے ذمے لیلي ہے - قیام انگلستان کے طولاني ہونیکے باعث میں ہندوستان کي خبروں سے و نہز بہت سے ضروري امور سے نا واقف رہا - لیکن آپ کے اخبار سے نا واقفیت کا افسوس ہے اور خواہش ہے کہ گذشتہ تمام نمبروں کا مطالعہ کروں اور آئندہ با قاعدہ مطالعہ کیا کروں -

میں سچے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ آپ ایک روشن ضمیر محب ملت اور اُلو العزم مصلح قوم ہیں - آپ کے زور قلم سے اور اعلے مضامین سے دل کو ایک عجیب روحاني غذا میسر ہوئي - ہم لوگ پرائیوٹ (بلا اعانت غیرے) ایک ہلال احمر مرتب کر کے اور انگلستان کي تعلیم سے چند دنوں کے لیے اپنے تعلقات منقطع کر کے قسطنطنیہ میں مقیم ہیں ' اور تقریباً ایک ماہ سے مجروح ترک سپاہیوں کي خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں - خدا کے فضل و کرم سے میرے رفقا شیر دل مسلمان ہیں اور جس حسن عقیدت و جوش کے ساتھہ وہ یہاں پر تشریف لاے ہیں ' ہر طرح قابل ستایش ہے -

پوري پارٹي کے نام معہ پتہ حسب ذیل ہیں :—

(۱) نواب سید محمد حسین صاحب بي - اے (اکسن) حیدر آباد دکن -

(۲) سید آل عمران صاحب - اکسفورڈ - رئیس نگینہ ضلع بجنور

(۳) سید عبد الحق صاحب اکسفورڈ - حیدر آباد

(۴) ڈاکٹر عبد الخالق سلیم صاحب لندن - مصر

(۵) سید حسن عابد جعفري اکسفورڈ - اگرہ

هماري مختصر پارٹي کا خیر مقدم ترکي اخبارات نے سچي اخوت اسلامي کي شان کے مطابق کیا جس کے ہم نہایت درجہ ممنون ہیں اور بصد افتخار اعتراف کرتے ہیں -

(حیدر پاشا خستہ خانہ) یعني ملیٹري ہسپتال میں کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور ایسے اعلی و با اقتدار مقام پر ہماري خدمات کا انجام دینا تشکر طلب ہے -

مجھے اس امر سے دوني مسرت ہو رہي ہے کہ نہ صرف مسلمانان ہند جوش دکھا رہے ہیں ' بلکہ دیگر اہل وطن اقوام بھي داد شرافت دیکر حق همسایگي ادا کر رہي ہیں -

مجھے خیال نہیں پڑتا کہ اس واقعہ جنگ سے پہلے کبھي کسي دوسرے موقع پر اسلام و دیگر هندوستاني مذاهب میں اس درجہ میل ہوا تھا - خدا کرے یہ میل قایم رہے اور اس میں دن دوني رات چوگني ترقي ہو -

تُرکي کا کیا حال لکھوں ؟ دل بیٹھا ہوا ہے ترک جتني ترقي کرتے ہیں ' دیگر اسباب کے باعث اُتنے ہي پیچھے ہٹتے ہیں - فوجي اقتدار تو خاک میں ملگیا - اب سواے دوسري جنگ کے جس میں ترک فتح مند ہو جالیں ' یہ اقتدار حاصل ہونا ممکن نہیں ہے -

صلح کي خبريں گرم هيں مگر قراين سے صلح نظر نهيں آتي کيونکه ايک نيا اقتدار روز بروز بڑهتا جاتا هے -

گذشته چند دنوں سے ترکوں کي کاميابيوں کي خبريں وصول هوکر مسرت هوتي هے - شتلجه پر عرب' اناطولي' کردي' اور ارض روم کے شير صفت سپاهي آ جمے هيں' اور لڑائي کے لئے همه تن مشتاق هيں - اُميد هے که ابکي جنگ ميں ترک پلرنا سے زياده حسن کارگذاري دکهائيں گے - آمين -

براه کرم اس عريضه کو اپنے اخبار ميں جگهه عنايت فرمائيگا - ممکن هوا تو ميں اپني پارٹي هلال احمر کي (جو هندوستان کا پهلا هلال احمر هے) تصوير بهي بغرض اشاعت ارسال کرونگا - عديم الفرصتي کي وجه سے مختصر عريضه کي معافي چاهتا هوں - انشاء الله بشرط فرصت مفصل عريضه لکهونگا - و السلام

سيد حسن عابد جعفري - (آگره)

مقيم آکسفورڈ - انگلستان (حال وارد قسطنطنيه)

دول يورپ کي آخري يادداشت

— * —

انگلستان کے اصلي جذبات ترکي کے متعلق

— * —

مقامي معاصر استيسمين لکهتا هے :

" ترکي کي الترائے جنگ کي پاليسي کو منقسمه نقشے کے خلاف بارها نهايت کاميابي کے ساتهه استعمال کي جاچکي هے' ليکن موجوده صلح کانفرنس ميں بالکل بيکار هے - بلقاني رياستيں کسيقدر صحت کے ساتهه جانتي هيں که انکو کيا چاهيے اور انکو کسقدر ملسکے گا ؟ بحاليکه دول يورپ (خواه انکا مابعد کا اختلاف کچهه هي هو) اس اُمور کي تصديق کي آرزومند هيں که ترکي کے دن پورے هوگئے - گذشته زمانه ميں يورپ کے اندر هميشه باب عالي کا کوئي نه کوئي حامي و مددگار رها - ايک زمانه ميں (آسٹريا) نے اور (برطانيه) نے ترکي حکومت کو (روس) کے هاتهوں بيخکني سے بچاليا - اسکے بعد روس نے (ارمنيا) کے قتل عام کي موقوفي کے ليے سلطان پر دباؤ ڈالنے کي اجازت دينے سے انکار کرديا' اور اب آخر ميں (جرمني) اس کا درست تها - مگر يه بے قاعده اتحاد اب ختم هوگئے هيں' کيونکه اب اسکا دور گيا که کسي طاقت کو بهي اس مريض آدمي (ترکي) کے زنده رکهنے سے دلچسپي هو - اصلاح کي بابت اسکي کوششيں ناکام هوچکي هيں اور اسکي فوجي طاقت بالکل ناقابل اعتماد هے - يورپ کے ميلان ميں يه تغير صاف طور پر اس يادداشت کے اندر ظاهر کيا گيا هے جو دول نے باب عالي کو بهيجنے کيلئے تيار کي - هے يه اخذ کيا جاسکتا هے که اتحاديوں کو گفتگوے صلح پر قائم رکهنے کي انتهائي کوشش کي جگهه' اُنهوں نے ايسي مراسلت مرتب کي هے' جسميں ترکي حکومت بلقاني حليفوں کے پيش کرده شرائط کے مطابق صلح کرنے پر مجبور کي گئي هے -

گو يادداشت کا مضمون اب تک ظاهر نهيں کيا گيا هے' ليکن ظاهر هے که صرف ايک هي مشوره هے جو طاقتيں ديسکتي هيں - وه يهي بتا سکتي هيں که اگر ترکوں نے ادرنه نوپل کي حوالگي نامنظور کي تو پهر جنگ ضرور شروع هو جائيگي' اور اگر جنگي کارروائياں دوباره شروع هوئيں تو باب عالي کو ضرور نتيجه منظور کرنا پڑيگا -

يه امر فراموش نهيں کرنا چاهيے که هنگامي صلح ترکي حکومت کو دول سے اپيل کرنے کے نتيجه کے طور پر عطا کي گئي تهي - يه صحيح هے که بلغاريا جنگ کي موقوفي کے منظور کرنے کے ليے تيار تهي' ليکن جنگي کارروائياں' دول يورپ کے عمده دفتروں کے ذريعه سے ملتوي هوئي هيں - اور صاف يه هے که اگر ترک هتياروں سے ايک بار پهر درخواست کرنے کے ليے کافي حد تک بيوقوف هيں' تو دول عظمي کي طرف سے پهر کوئي مداخلت نه هوسکے گي ! کاش يورپ ترکي کو بے وقوف بننے کيلئے چهوڑدے اور عقلمند بننے کيلئے دباؤ نه ڈالے - الهلال]

جنگ آخر تک ضرور لڑي جائيگي اور اگر نتيجه نه صرف (ادرنا نوپل) بلکه قسطنطنيه کي بهي گرفتاري هوا' تو پهر تلوار کے فيصلے کي اپيل نهيں کي جاسکے گي - هم معقول طور پر قياس کرتے هيں که جو پيغام دول کي طرف سے باب عالي کو بهيجا گيا هے وه انهي خيالات پر مبني هوگا - يادداشت کے ساتهه هي ساتهه رياستهاے بلقان کي طرف سے اعلان جنگ بهي کر ديا جائيگا اور اگر باب عالي نے دول عظمي کے ديے هوے مشوره کو ماننے سے انکار کيا تو فوراً جنگ شروع هو جائيگي - اسليے صلح اور جنگ کي ذمه داري معاملات قسطنطنيه کي کمزور اور ضعيف الاخلاق بر سر حکومت گورنمنٹ پر عائد هوتي هے - شکست کا آزادانه اعتراف اب بهي ترکوں کيليے قسطنطنيه اور اسکے اطراف کے ممالک کو چهوڑ ديگا - يه قطعي هے که جنگ کے دربارۂ چهوڑ جانے کا نتيجه يه هوگا که اسلام هميشه کيليے يورپ سے جلاوطن کرديا جائيگا اور پهر اگر قسمت موافق هوئي تو زياده سے زياده يه هوسکتا هے که سلطنت کي جو قاش اس وقت بلقاني اتحاد لے رها هے' اس سے کسي قدر اور قاش ترکي کے هاتهه آجاے - مسئله صلح و جنگ کے طے کرنے کے ليے ترکي حکومت کا ايک فوجي مجمع کو مدعو کرنا اس امر کا ثبوت هے که ذمه دار وزراء اپنے فرائض کي ادائگي سے اب افسوس تک اجتناب کر رهے هيں -

اس قسم کے قومي مجمع کو تمام واقعات کا مالک نهيں بنايا جاسکتا اور نه وه معقول نتيجه تک پهنچ سکتا هے - يه غير ممکن هے که حب وطن اور جهت کي وجه سے قومي مجمع کے ممبر اپنے ملک کي قسمت کو خطره ميں ڈالنے کا فيصله کر ليں' حالانکه وزراء ايسے وقت ميں اپني ذمه داري پر اگر کام کرتے' تو جنگ بلقان جيسي ايک شرطيه کهيل ڈالنے والي شکست کے بعد ضرور تها که دانشمندانه طريقه پر طريق رضامندي اختيار کر ليتے -

تمام حالات و قياسات اور معلومات و تقابل اس يقين کيليے مجبور کرتے هيں که اب ترکوں کي کاميابي کا موقعه مشکوک هے - ترکوں کي شکست صرف ايک هي سبب سے نه تهي - جسکا تدارک کيا جاسکے' بلکه ايک عام غير مستعدي کا نتيجه تهي - فوج ميں آدميوں' سازو سامان جنگ' اور باقاعده تشکيل (آرگنائزيشن) تينوں باتوں کي کمي تهي - فوج کا بيشتر حصه ايسے نوآموز اشخاص پر مشتمل تها جنهوں نے کبهي رائفل کي صورت تک نهيں ديکهي تهي - انکے پاس سامان جنگ کچهه بهي نه تها' اور انکے افسروں ميں موجوده جنگ کے وسيع مقابلے ميں آدميوں کے جم غفير کو لڑانے کي قابليت نه تهي - موجوده حالت ميں ان نقصانات کي تلافي کي کوشش محض بے سود اور ايک خالي از اُميد کوشش هوگي -

تاهم جنگ کے طرفدار غالباً ترکي سپاهي کي اس قابليت پر اعتماد کرتے هيں جو وه گذشته زمانه ميں مدافعت کے وقت تحمل کے ساتهه ثابت قدم رهنے ميں ديکها گيا هے اور يه اُميد کيجاتي هے که بلقاني اپني تمام طاقت نامکمل اور غير مقامات ولا حاصل حملوں ميں صرف کرچکے هيں - ليکن جو اعتماد که ان خيالات پر مبني هوگا وه غالباً نا اُميد ثابت هوگا -

بلغاریوں کے متعلق بیان کیا جاتا ھے کہ وہ خط (شتلجا) میں اسوقت اسي قدر مضبوط ھیں' جسقدر کہ ترک ان جنگي تدبیرات کے بعد سے مضبوط ھیں' جو گذشتہ چند ھفتوں کے اندر نہایت محنت اور مشقت اُٹھاکر ترک جنرلوں نے انجام دي ھیں -

التواء کي دانشمندانہ پالیسي کي پیروي بلغاري بھي اسیطرح کرسکتے ھیں جسطرح کہ ترک - اسلیے اگر آئندہ جنگ ھوئي تو ترک (پلونا) میں (عثمان پاشا) اور انکي فوج کے سے بہادرانہ کارناموں کا مقابلہ کرسکینگے لیکن غالباً نتیجہ پھر بھي کامل سپردگي ھوگا -

تاھم ممکن ھے کہ ترکی حکومت میں دانشمندي اس سے کم ودیعت کي گئي ھو جسقدر کہ قومي مجلس میں ھے ' اور یورپ کے ارباب سیاست کي تنبیہ کو جو خود غرضانہ مقاصد کي طرف سے القاء نہیں ھوئي ھے بلکہ محض مخلصانہ ' نہ پھینکدیا جاے - مصیبت زدہ انسانیت کے مصالح کے لحاظ سے ھر شخص یہ اُمید رکھے گا مگر اسي وقت تـک ' جب تک کہ پانسا نہیں پھینکا گیا ھے -

[ھم نے اس مضمون کا ترجمہ اس خیال سے درج کیا ھے تا کہ ناظرین انگلستان کے موجودہ جذبات و خیالات اور اُس مسیحي اتحاد کا اندازہ کرسکیں ' جو ترکوں کے خلاف اس وقت پورے استحکام سے کام کر رھا ھے - جس کھلے تعصب اور معاندانہ خیالات کا اسمیں اظہار کیا گیا ھے ' اسکے رد کي ضرورت نہیں - الھلال]

التواے جنـگ کے بعد

— * —

فریقین کي حالت

— * —

(از مراسلہ نامہ نگار "ٹائمس" متعینہ قسطنطنیہ)

میري گذشتہ چٹھي میں اسکي تشریح کي جاچکي ھے کہ چٹلجا میں بلغاري اور ترکي مجالس کے درمیان صلح کي گفتگو کي بابت کوشش جاري تھي - میرا یہ دعوی اخر کار صحیح نکلا کہ التواے جنـگ باوجود سخت ترین شرائط کے بھي ضرور منظور ھوگا اور جسکي ابتدا بلغاریوں کي طرف سے ھوئی - میرا یہ قیاس اس وجہ سے تھا کہ بلغاریوں کو اس جنـگ میں گمان و امید سے زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا ' جسکا یورپ کو خیال بھي نہ تھا - بلاشک بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹي نگریوں کے لئے یہ ضرور تھا کہ وہ اس چیز کے لیے ھنگامہ برپا کرتے' جسکو یورپین اصطلاح میں "فتح کا نتیجہ" کہتے ھیں - ایک مناظرہ کرنے والے کے خیال میں " فتح کے نتیجہ " کے یہ معنے نہیں ھیں کہ تم ایک چیز کو پسند کرتے ھو' اسلیے اسپر دعوی کرو ' بلکہ جس چیز کو تم لڑ جھگڑ کر کسیطرح حاصل کرلے سکتے ھو' وھي تمہارا اصلي حق اور جنگ کي فتح ھے -

میرے خیال میں یہ بہتر ھے کہ پہلے بلغاریوں کي بابت بیان کیا جائے - تیسري دسمبر منگل کے دن (جس روز کہ التوائے جنگ پر دستخط کئے گئے ھیں) بلغاریوں کے سامنے در اھم مسئلہ پیش تھے :

(۱) ایڈریا نوپل کي تسخیر ' جو اول درجہ کا قلعہ ھے اور شروع جنگ سے انکے خلاف قائم ھے - اس قلعہ کي تسخیر کي کوشش میں انکے تیس ھزار سے زیادہ سپاھي کام آئے اور جسکا عوض انکو یہ ملا کہ محصور فوج کے متواتر اور کامیاب حملوں نے انکا ناک میں دم کردیا - بالاخر سخت مجبور اور لاچار ھو کر اسکا خاتمہ التواے جنگ کي صورت میں کیا گیا -

(۲) خط شتلجا کي تسخیر -

بلغاري ناکامیاں

تر کوں کي فطرتي طاقت تمام دنیا میں مشہور ھے - ممکن تھا کہ بلغاري اسکي تسخیر کے اھل سمجھے جاتے' اگر وہ اپني اول فتوحات کے بعد انکا تعاقب جاري رکھہ سکتے - پہلي نومبر کے بعد بلغاری فوج باوجود طرح طرح کے ارادوں اور منصوبوں کے تھریس سے آگے نہ بڑھ سکي - چھہ روز کي رسد رساني کا طریقہ جس پر وہ بہت نازاں تھے ' بالکل ناکامیاب ثابت ھوا ' جبکہ انکو دہ روزہ جنـگ کے لیے رسد رساني کا انتظام کرنا پڑا - نیز اس موقع پر رسالہ بھي ناکامیاب ثابت ھو چکا تھا - ایسے نازک وقت میں انکي نا کامیابي کي وجہ سے یقین کرنا چاھیے کہ شتلجا انکے ھاتھہ سے نکل گیا ' جو انکو فتوحات برابر جاري رکھنے کے بعد ضرور مل سکتا تھا -

اب بلغاري ذرائع سے یہ بات ثابت ھوگئي ھے کہ وہ حملہ جو بلغاریوں نے ۱۸ نومبر کو شتلجا پر کیا تھا ' ایک محض ظاھري حملہ نہ تھا ' بلکہ اسمیں ترکي مورچوں کو زک پہنچانے کي حتی المقدور پوري کوشش کي گئي تھي - یہ حملہ قریباً سب سے بڑا اور سخت حملہ تھا جو انھوں نے لڑائي جاري ھونے کے وقت سے اب تک کیا ھے - اسکے بعد ترکوں کو یہ بات معلوم ھوگئي کہ جسوقت تک ھم اپنے مورچوں کے اندر ھیں ' ھم کو غنیم کا توپخانہ یا پیدل پلٹن ' دونوں میں سے ایک بھي نقصان نہیں پہنچا سکتے - اگر اس حملہ میں جیسا کہ اوپر بیان ھوا ' بلغاریوں نے پوري طاقت صرف کي تھي ' تو اس عقدے کے حل میں اب کوئي دقت باقي نہیں رھتي کہ ترک جنگ کے لیے بالکل طیار تھے اور انکا لڑائي جاري رکھنے کا ارادہ مصمم تھا - ورنہ ظاھر ھے کہ التواے جنگ کے کاغذ پر دستخط کر دینے کے بعد اگر وہ فارغ البال ھوچکے ھوتے تو بے خبر ھوکر بیٹھہ رھتے اور بلغاریا اپنے اس آخري شدید ترین حملے میں ضرور کامیاب ھو جاتي -

سـرویا

واقعات سے ظاھر ھوتا ھے کہ سرویا برخلاف بلغاریوں کے جنگ بلقان میں زیادہ قابل تعریف ھے - بلغاریوں نے ھجوم کے وقت غیر معمولي بندوبست کي کوشش کي ' کیونکہ انکا موجودہ انتظام اس موقع کے لئے ناکافي تھا اور اگر سرویا اس موقع پر رسد اور گولہ بارود سے انکي مدد نہ کرتے تو غالباً ترکوں کے مقابلہ میں انکے تمام منصوبے خاک میں ملجاتے - باوجود بلغاریا کے ضرورت کے موافق سپاہ اور رسد کے مہیا کرلینے کے ' سرویوں نے غیر معمولي کامیابي اور تیزي کے ساتھہ اپنے فرض کو ادا کیا - اسمیں شک نہیں کہ (علي رضا پاشا) نے مورچوں کے انتخاب میں بڑي ھوشیاري سے کام لیا تھا اور پوري شاندار مدافعت کي ' مگر بالاخر اسکي سپاہ کو اپنے غدار عیسائي سپاھیوں کے فریب کي وجہ سے سروین فوج کے انتظام کے سامنے ھار ماننے پڑي - سرویوں کو بھي اِن لڑایوں میں بے حد نقصان اُٹھانا پڑا ' لیکن انکا نقصان نسبتہً بلغاریوں کے اُس نقصان سے کم ھوا ' جسکے زخموں سے وہ تھریس کے میدان میں چور ھوچکے ھیں -

مانٹي نیگرو

مانٹي نیگرو کي کامیابیوں کا اندازہ کرنے سے پہلے اسکا خیال کر لینا ضروري ھے کہ وہ ایک جنگجو قوم مشہور ھے - جس چیز نے اسکو اس جنـگ پر آمادہ کیا وہ ترکوں کے خلاف اسکي پراني دشمني کا اظہار تھا اور اسکا نتیجہ ظاھر ھے - وہ ایک حیرت انگیز قرباني کے بعد ایک سرحدي مورچہ پر قابض ھوے میں جب کامیاب ھوگئے ' تو انھوں نے سقوطاري پر قبضہ کرنے کے خیال سے بے دریغ قدم آگے بڑھا دیے -

اس احمقانہ خیال کے پورا کرنے میں (جسنے انکو جنـگ پر آمادہ کیا تھا) وہ صرف نا کامیابي کا منہہ دیکھنے ھي پر مجبور نہیں ھوے ' بلکہ مثل بلغاریوں کے ترکي محصـور فوجکے متواتر اور کامیاب حملوں کے انکي بھي اچھي طرح خبر لي - شروع جنـگ سے اسوقت تک یہ بات راسخ ھوگئي ھے کہ وہ سوائے لڑنے کے اصلي فنون جنگ سے محض ناواقف ھیں -

اب میں کچھہ یونانیوں کي بابت بیان کرونگا - جو کچھہ هونا تھا هوگیا اور سب لوگ سن چکے - یونانیوں نے اس جنگ میں بہت کچھہ کیا هے - انھوں نے ترکوں کے مقابلہ میں مستقل مزاجي کا ثبوت دیا اور سالونیکا پر قابض هوگئے - انکي سپاہ (اینوس) اور (ڈیڈیچچ) میں پہنچکر دیپائرس کے خط سرحدی پر ناکہ بندي کرنے میں بھي کامیاب هوگئي' جسکي وجہ سے ترکوں کا سخت نقصان هوا - کسي کا یہ خیال بھي نہ تھا کہ یونانیوں کي ترکیب اس جنگ میں ایسي مفید ثابت هوگي - انکي کامیابي سے همکو ایک سبق ملتا هے کہ وہ شے جسکو هم ایک وقت حقیر اور غیر مفید سمجھتے هیں' کیا معلوم کہ دوسرے وقت ایک نہایت هي مفید شے ثابت هو - اس محنت کا نتیجہ جو یوناني جنرل استّاف نے اپنے فرائض کي ادائیگي میں برداشت کی' اسوقت همارے سامنے هے - یوناني بحري اور بري فوج (بالتّک فیڈیریشن) کا نہایت عمدہ جزو هے - دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں انکا سب سے کم نقصان هوا - شاید کل تین هزار آدمیوں کا - گو وہ بھي اصلي معنوں میں اچھوتي نہ رهي ' لیکن اسکو ترکوں کے امیدوں کے بالکل خلاف فتح هوئي - اسکے بیڑہ کو انگریزي افسر نے تعلیم دي تھي - کبھي کسیکا خیال بھي نہ تھا کہ یوناني فوج مقدونوي بندرگاهوں پر قابض هوسکے گي - سب سے پہلے یوناني فوج سالونیکا میں داخل هوئي' جسکي وجہ سے بلغاریوں اور سرویوں میں حسد کي آگ شعلہ زن هے -

[لیکن اس تحریر کے بعد کي جنگوں میں یونانیوں کا نہایت شدید نقصان هوا' جسکا مجبورانہ اعتراف اب ایتھنز میں بھي کیا جارها هے الهـلال]

ترکي کي حالت

اگر یہ قیاس ٹھیک بھي هو کہ اسوقت ترکوں کي نصف قوت کا خاتمہ هوگیا هے تو بھي وہ اسوقت بلقاني ریاستوں کے مقابلہ کے لیے پوري طرح مضبوط هیں - یہ اس موقع پر اپنے مورچوں میں محفوظ رهکر غنیم کو متواتر اور مستقل نقصان پہنچا نے کیلیے کامیاب حملہ کرینگے اور فوج کي صورت ظاهري سے نسبتاً زیادہ کامیاب ثابت هونگے - اگر بالفرض یہ لڑائي چھہ مہینہ اور جاري رهے ' تو ترکوں کو خطوط شتلجا کي صرف چند میل زمین اور چھوڑدیني پڑیگي - غالباً اس فوج کي رسد کے اخراجات جو اسوقت شتلجـا اور در دانیال میں جمع هوئي هے ' اسقدر کم هیں کہ اسوقت تک شاید هي دنیا کي کسي فوج کے هوئے هوں - ترکي سپاهي کہتے هیں کہ هم کو آدهي روٹي اور ایک پیالہ پاني کي ضرورت هے اور بس - برخلاف اسکے دشمن کي فوج کے میدان میں موجود هونے کي وجہ سے انکي ریاستوں کا دیوالہ نکلنے کا وقت آرها هے - پھر اس نقصان کا تو ذکر هي کیا هے جسکا نتیجہ قوم کے بڑھے هوے میلان جنگ کی شکل میں ظاهر هوجائیگا یعني موسم سرما کے وہ مصائب ' جنکي منادي ایشیائي هیضہ حال هي میں اپني برباد کن صدا سے کرچکا هے -

ان تمام واقعات کو دیکھکر بھي اگر ترک اپنے مفید مطلب شرائط حاصل کرنے میں کوتاهي کریں' تو انکے لیے اس سے زیادہ اور کیا بدنصیبي هوسکتي هے ؟ یہ انکو معلوم هے کہ مقدونیہ همارے قبضہ سے نکل چکا هے اور وہ اس سرکش زرخے کے هاتھہ سے نکلجانے پر زیادہ رنجیدہ بھي نہیں هیں - وہ اسوقت بھي (ڈیڈیچچ) پر ترکي قبضہ قائم رهنے کے لیے گفتگو سے صلح میں زور دیر هے هیں ' وہ جینیا اور سقوطري ' دونوں کي قرباني پر رضامند هو جائینگے اگر ترکي سپاہ کو فوجي اعزاز کے ساتھہ کوچ کرنیکي اجازت ملجاے اور آیندہ سرحد بندي کے وقت ایڈریا نوپل پر انکا قبضہ رهے - بلقاني ریاستوں کے مصالح پر گفتگو کرتے هوئے میرا ذاتي خیال یہ هے کہ انکي سخت بیوقوفي هوگی اگر وہ صرف ایڈریا نوپل کیلیے جسکو وہ با وجود حیرت انگیز قربانیوں کے ابتک زیر نہ کرسکے ' پھر دوبارہ مصائب جنگ میں گرفتار هوں - یہ همیشہ یاد رکھنا چاهیے کہ زمانہ حال (خاصکر یورپ) کي اصطلاح میں اصلي فتح کا اندازہ صرف اس سے کیا جاتا هے کہ کسقدر جانیں تلف هوئیں' اور کسقدر مالي نقصان هوا ؟ ریاستوں کو اب صرف ان اسباب پر غور کرنا چاهیے کہ (کونسل چیمبر) یعني سر ایڈورڈ گرے همکـو اس سے زیادہ اور کیا دلا سکتا هے ' جس قدر کہ همکو جان و مال کي قرباني کے بعد ملنے کي اُمید هو ؟ اسوقت یہ سوال ٹھیک ویسا هي هے ' جیسا کہ سات برس پیشتر سنہ ١٩٠٥ع میں جاپانیوں کو جنگ مکڈن کے بعد پیش آیا تھا ' جبکہ تمام دنیا کا خیال تھا کہ جاپان روس سے بچےبچائے گرشت کا آخري لقمہ بھي حلق سے جبراً نکال لیگا اور یا پھر ناکامیابي کي حالت میں وہ هاربن کي طرف کوچ کردے گا -

بلغاریوں ' سرویوں ' اور مانٹي نگریوں کي بھي اس موقع پر وهي حالت هے - جاپانیوں نے بڑي جانچ پڑتال کے بعد اسکا فیصلہ کیا کہ یہ موقع هاربن کي جانب بڑهنے کا نہیں هے ' جسکي وجہ سے وہ نسبتاً نقصان میں رهینگے - اگر بلغاري بھي اسوقت اسي دانشمندي سے کام لیں تو امید هے کہ وہ سرحد شتلجـا پر قابض هونے کے جنون میں ایک انساني جان یا ایک کارتوس بھي گنوانا پسند نہیں کرینگے - [یقیناً ایسا خیال بلغاریا کیلیے جنون هے ' بشرطیکہ انگلستان کي وزارت خارجہ کا دماغ محفوظ و مصئون رهے - الهلال]

برطانیہ بلغاریا و سرویا کي دیرینہ دوست هے

— * —

(مسٹر جے هاورڈ رهالٹ هارس) نائنٹینتھ سنچري کے آخري نمبر میں موجودہ جنگ پر ایک مضمون لکھتے هوے لکھتے هیں :

" برطانیہ عظمی اسوقت (بلغاریا) اور (سـرویا) کي دیرینہ دوست هے' اسلئے کہ هم اس شخص (مسٹر گلیڈسٹون) کے هموطن هیں' جسکي قدر آج بھي اسیقدر هے جسقدر کہ اُسوقت تھی' جبکہ وہ انکے دشـمنوں (یعني ترکوں) کے برخلاف گرجتا تھا - قومي محبت ایک ایسا خزانہ نہیں هے جو آساني سے حاصل هو سکے "

خـــون نـاحـــق

— * —

یورپین اقوام اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ دهر سے مٹانیکے لئے دوستي کے پردہ میں خفیہ سازشیں کررهي هیں - اگر آپ اس سربستہ راز کا پورا پورا انکشاف چاهتے هوں تو کتاب **خون ناحق** کا مطالعہ کیجئے - جسمیں سواحل طرابلس پر اٹلي کے خونین کارناموں کو ایسي دل هلادینے والي صورت میں پیش کیا گیا هے جسے ایک نظر دیکھتے هي یورپین چالوں کي پورل بھلدان میں پہنچکر انسان محو حیرت هو جاتا هے - **خان بہادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب جج الہ بادي مدظلہ** فرماتے هیں " خون ناحق بہت عمدہ مجموعہ مضامین کا هے - اس سے ظاهر هوتا هے کہ دنیا میں اس جنگ کی نسبت کیا خیالات تھے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرتي تھي - نہ یہ زمانہ رہ جائیگا نہ یہ لوگ رہ جائینگے لیکن هسٹري کے ورق حالات گذشتہ کا آئینہ رهینگے " اور بہت سے بزرگوں اور ایڈیٹروں اخباروں نے تعریفیں کي هیں - لسانی چھاپي میں بقول **فاضل اڈیٹر الهـلال** آجکل کي بہتر سے بہتر مطبوعات بھي اسکا مقابلہ نہیں کرسکتیں " تقطیع ٢٠ - ٣٠ کلاں - ضخامت ١٢٨ صفحے - قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنہ غیر مجلد ایک روپیہ - ملنے کا پتہ :—

محمد انوار هاشمي - مدیر مکتبہ قادریہ

لال کورتي - میرٹھہ

ادبیات

قطعہ رات اشک

اے مسلمان ' نکل خون کا سمندر لیکر گرم فریاد ہو پہلو میں خنجر لیکر
ہاں ' نکل سینہ میں امیدوں کا محشر لیکر یہ سکوں ہستی میں ظالم دل مضطر لیکر !
کھینچ وہ نالہ کہ پیدا ہو شرر دامن میں
آگ لگجائے تری شمع کے پیراہن میں

سینۂ لالہ جسے سن کے دہل جاتا تھا لیکے وہ بار امانت ترا سنبھل جاتا تھا
لن ترانی کی صدا سن کے مچل جاتا تھا ایک جلوہ کے لیے آگ میں جل جاتا تھا
جستجو کی وہ مگر تیری ادائیں نہ رہیں
ذوق آلودہ پر درد صدائیں نہ رہیں

ساز توحید کا اک نغمۂ بیتاب تھا تو تھا گہر ' لیک زمانے میں نہ کمیاب تھا تو
مثل نرگس نہ کبھی شیفتۂ خواب تھا تو سرعت برق تھا تو ' ہستی سیماب تھا تو
نہ ہوا جس کے لیے آف ' در خیبر بھاری
نظر آتا ہے اوسی ہات میں خنجر بھاری

کیا ترا بیعت رضواں میں یہی پیماں تھا ؟ کیا یہی درس علی و عمر و عثماں تھا ؟
یہی اسلام تھا پہلے بھی ' یہی ایماں تھا ؟ کیا شہ یثرب و بطحی کا یہی فرماں تھا ؟
جا ' نکل ' ترے مذلت کا اگر متوالا
تیرا معتاج نہیں گنبد خضرا والا

منتشر میری نوا صورت نکہت ہو جائے ہر جراحت کا نشاں دیدۂ عبرت ہو جائے
دل بیتاب مری زیست کی لذت ہو جائے کلفت درد مجھے مایۂ عشرت ہو جائے
خط تقدیر مٹادوں ترے در پر گھس کر
خاک ہوجاؤں تری راہ کی میں پس پس کر

(نیاز محمد خاں " نیاز " فتح پوری)

غزل

غضب ہے کہ پابند اغیار ہوکر مسلمان رہجائیں یوں خوار ہوکر
سمجھتے ہیں سب اہل مغرب کی چالیں مگر پھر بھی بیٹھے ہیں بیکار ہوکر

* * *

آتے ہیں جفا پیشگان مہذب ہمارے مٹانے پہ تیار ہوکر
تقاضائے غیرت یہی ہے عزیزو! کہ ہم بھی رہیں اُن سے بیزار ہوکر

* * *

ابھی تمکو سمجھے نہیں اہل مغرب بتادو اُنہیں گرم پیکار ہوکر
فریب و دغا کے مقابل میں تم بھی نکل آؤ بے رحم و خونخوار ہوکر
نہیں صلح و نرمی سے رہجائے دیکھو نہ یہ عقدۂ جنگ ' دشوار ہوکر

* * *

یہ ترک و عرب ٹھان لیں اپنے دل میں رہینگے نہ معکوم کفار ہوکر
وہ ہمکو سمجھتے ہیں احمق جو حسرت وفا کے ہیں طالب دل آزار ہوکر

(حسرت موہانی)

مراسلہ

مسلم لیگ

اور اینده جلسے کے صدر کا انتخاب

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم -

هندوستان کے روشن خیال مسلمانوں میں بہت کم لوگ ایسے هونگے جو آینده اجلاس لیگ کے لئے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ات لا لاهور کے انتخاب کو استحسان کی نظر سے دیکھینگے - برخلاف اسکے کچھه تعجب نہیں که اس عجیب و غریب انتخاب سے وہ بدگمانی جو لیگ کی جانب سے قوم میں پھیلی هوئی هے مضبوطی کے ساتھه دلوں میں بیٹھه جاے - ابھی سے مخالفت کی صدا بلند هو چلی هے - اخبار امپائر کلکته مورخه ۲۱ جنوری اور امرتا بازار پترکا کلکته مورخه ۲۳ جنوری کے مطالعے سے معلوم هوسکتا هے که عوام تو عوام بہتیرے انگریزی خوانوں تک کو آنریبل موصوف کی صدارت ناپسند هے - نظر غور سے دیکھا جاے تو یه مخالفت بیجا بھی نہیں هے - لیگ کے کونسل نے آنریبل موصوف کو صدر انتخاب کرنے میں سخت غلطی کی هے - کل کی بات هے که لیگ قوم کو اپنی روش کے برخلاف دیکھکر اپنے قواعد و ضوابط میں مناسب ترمیم کرنے پر آماده هوگئی تھی - بلکه قومی احساس کے لحاظ سے سلف گورنمنٹ کو اپنا نصب العین بنانے پر بھی راضی هوگئی تھی - آج وہ ایک ایسے بزرگ کو اپنی صدارت کی کرسی پر بٹھانا چاهتی هے - جو پچھلے هی اجلاس میں جبری تعلیم کے متعلق قومی جذبات اور خیالات کی سختی کے ساتھه مخالفت کرچکے هیں - اور صرف اجلاس هی میں مخالفت کرنے پر اکتفا نه کی' بلکه امپیریل کونسل میں بھی' جہاں وہ بحیثیت نمایندۂ جذبات مسلمانان پنجاب داخل تھے - اسی اپنی مخالفت پر اڑے رهے - پھر دلیل کیسی معقول جسے ایک طفل مکتب تک سنکر بے اختیار هنس پڑے - که اگر اسلام جبری تعلیم کا روادار هوتا تو تیره سو برس سے آجتک کئی هی مسلمان بادشاه گذر چکے هیں ' کوئی نه کوئی بھی اپنی رعایا - لیے تعلیم کو جبری کردیتا - چونکه ایسا نہیں هوا ' اسلیے اسلام - رو سے تعلیم میں جبر محض ناجائز اور حرام هے - اسی اجلاس میں آنریبل مسٹر مظہر الحق نے بھی ایک امر یعنی " مسلمانوں کی طرفسے کونسل میں علحده نمائیندگی " میں قومی جذبات کے خلاف اپنی راے ظاهر کی تھی - لیکن سلیقے کے ساتھه - صاف طور کهدیا تھا که " یه راے میری ذاتی راے هے' عام مسلمانوں - خیالات اسکے برعکس هیں " پھر بھلا مسلمان مسٹر شفیع کی مخالفت نه کریں تو کیا کریں ؟

کیا لیگ کے سکریٹری صاحب یا اسکے ممبران کونسل اتنا نہیں سمجھتے که قوم خدا کے فضل سے اب وہ قوم نہیں رهی جو اُنکے هاتھوں کٹ پتلی بنکر رهے ؟ قوم میں صاحب فہم و تمیز لوگوں کی کمی نہیں - ڈاکٹر محمد اقبال بی - ایچ - ڈی - میجر حسن بلگرامی نواب وقار الملک وغیرہ بہتیرے سچے بھی خواہ قوم موجود هیں جنپر قوم بجا طور پر اعتماد کرسکتی هے - اِن لوگوں کے هوتے ایک ایسے شخص کو صدر مقرر کرنا جو ایک مفید ملت مسئلے کی متعصبانه مخالفت کرتے هوے خود اسلام پر ناروا الزام لگانے میں نه هچکچاے - حماقت نہیں تو کیا هے ؟ بھلا ایسا شخص هندوستان کے مناسب حال سلف گورنمنٹ کا کیا خاک خاکه کھینچیگا -

مناسب هے که ممبران کونسل اِس انتخاب پر قبل اِسکے که وقت هاتھه سے نکل جاے' ٹھنڈے دل سے نظر ثانی کریں - اور شخصی خرشنودی پر قومی بہبودی کو قربان نه کریں - اگر اور کوئی صاحب نہیں ملتے تو مسٹر مظہر الحق هی کیوں نه صدر بناے جائیں - جہانتک دیکھا گیا هے انکا دامن بیجا خرشامد سے پاک هے - وما علینا الا البلاغ -

آپکا خادم
رحید النبی خاں
کلکته

فکاہ

مسلم لیگ

جناب لیگ سے میں نے کہا که " اے حضرت ! * کبھی تو جاے همارا بھی ماجرا کہیے
کلیم طور پہ کرتے تھے عرض قوم کا حال * تو آپ شمامه پہ کچھه حال قوم کا کہیے
معاملات حکومت میں دیجیے کچھه دخل * یه کیا که قصۂ پارینه و فا کہیے ؟
خدا نخواسته ترک وفا نہیں مقصود * هر ایک بات بانداز آشنا کہیے
عدالتوں کی پریشانیاں بیاں کیجیے * فسانۂ ستم و جور ناروا کہیے
دراز دستی پولیس کا کیجیے اظہار * مقدمات کے حالات فتنه زا کہیے
گذر رهی هے یه جو کچھه که کاشتکاروں پر * یه داستان الم ناک و غم فزا کہیے
شیوع علم میں قیدیں جو بڑھتی جاتی هیں * یه کون شیوۂ دانش هے ' اسکو کیا کہیے ؟
سنائیے اُنھیں کچھه بعد قہر و جبر کا حال * پھر اسکے بعد ستم هاے نا خدا کہیے
برادران وطن کہه رهے هیں کیا کیا کچھه * کبھی تو آپ بھی افسانۂ جفا کہیے
کبھی تو رد و قدح کی بھی کیجیے جرأت * جو بات بات پہ هر بار مرحبا کہیے
نه هو سکے تو اشاروں میں کیجیے اظہار * وگرنه لطف تو یه هے که برملا کہیے "

* * *

جناب لیگ نے سب کچھه یه سنکے فرمایا : * " مجھے تو خوف هے که جو کچھه کہو بجا کہیے "

[نقاد]

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جوہاداٴي
قیمت زة ۱، تا ۰۰ ول صحت
دیج اتي ھیں

— * —

زود کن

داڑھي مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ھوتے ھیں - ۳ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ھونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ھے شیشي خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولي کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ھو دور ۴ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

اسکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ھیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعۂ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاري رھنا عورت کے لئے وبال جان ھے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسي قسم کا زخم ھو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ھے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنا زیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ھے - ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردي چہرہ - لاغري کمزوري دور مرض تلي سے نجات - قیمت دو ھفتہ دو روپے

برألساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشي چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع در دکان

شیشي صدھا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خوني ھو یا بادي ریحي ھو یا سادي - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ھفتہ دو روپے

سرمۂ صمیرہ کراماتي

مقوي بصر - محافظ بنائي - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخي منعف بصر وغیرہ * فیتولہ معہ سلائي سنگ یشب دو روپے

جوھر عشبہ مغربي
مع چوب چیني وغیرہ
جس کو انگریزي میں سارس اپریلا کہتے ھیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباھي کرنیوالا ھوتا ھے اُنکو غروب کرنے کا الہ (تارپیڈو) اگر کوئي ھے تو یہ جوھر ھے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردي کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاھو تو اس جوھر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو قبو تاھي نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ھے - جوھر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کي مسلمہ دوا ھے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ھوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ھے - جوھر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سیکڑوں دور کرنے کا علاج قرار دیا ھے - جوھر عشبہ تبدیلی موسم کي وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ھوتے ھیں اُن سب کو دُور کرتا ھے - جوھر عشبہ خنازیر کے باعث جب زخم یا ناصور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اُترتے ھوں یا زرد آب نکلتا ھو یا خارش زیادہ ستاتي ھو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ھوتے ھوں - ھوائے سرد سے سر بھاري ھو جاتا ھو یا جسم پر دھبے نکلتے ھوں ، سب کے لئے اکسیر ھے -

انگریزي دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذھباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ھیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ھیں -

ھمارے جوھر عشبہ وچوب چیني کي فضیلت

یہ ھے کہ یہ اس دیس کي طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھکر سرد و ٹھنڈي ، جوش خون کو روکنے والي ادویہ سے مرکب کیا گیا ھے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ھوتي ھے اور جوش خون دور ھو جاتا ھے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو ! جب ھاتھ پاؤں میں سوزش ھو - جب جوڑوں میں درد ھو - جب چہرہ پر سیاھي معلوم ھو - جب ھڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھي کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ بننے سے گنج کي صورت بنجائے تو اسکو پالنے سے تمام شکایتیں دور ھو جاتي ھیں - برسوں کے زخم ، ناصور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ھیں -

— * —

بڑي مستند شہادت } اس جوھر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ھونے کي یہ ھے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ھوکر لکھتے ھیں - اگر یہ جڑي بوٹي دنیا میں ظاھر نہ ھوتي تو ھم نہیں کہہ سکتے ھزاروں مریض ھر ملک اور شہر میں لاعلاج ھوکر زندہ درگور ھو جاتے - مگر چوب چیني و عشبہ کے ظاھر ھونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیواني یا نباتي سرایت کرنے سے جو ردي و موذي امراض پیدا ھوں سب دور ھو جاتے ھیں - جب تمام جسم پر خارش ھو - خراب اور مرطوب آب و ھوا میں رھنے سے بھوک بند ھوجائے - دیو عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فیشیشي تین روپے:

:— ۵ ا ؛

حکیم غلام نبي زبدۃ الحکما - لاھور

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد الملقب بہ محی الدین الملقب بہ آزاد الحسینی

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, February 5, 1913

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

نمبر ۵

سالانہ تین آنہ

قیمت فی پرچہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 Mcleod street

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۵ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 5, 1913

فہرس

شذرات

مقالۂ افتتاحیہ

حدیث الغاشیہ ۵

ٹرکي کے شکست کے اسباب ۶

گھوڑوں کي کمي ۷

سڑکوں کي خرابي ۷

سامان جنگ ۷

بلغاریا کے دعوے ۸

صلح کے شرایط ۸

تراجم احوال (بہ ذیل مقالات)

سیرۃ نبوي (۳) ۹

ادبیات

دعوت درد ۱۲

فکاہات

سوت ابل سلف گورنمنٹ ۱۲

شئون عثمانیہ

مظالم بلغاریا ۱۳

تقسیم ممالک ۱۴

جنگ بلقان کے حوادث ۱۵

فہرست زر اعانۂ **ہلال احمر** ۱۶

تمہ اویر

جامع سلیم (ایڈریا نوپل) کا صحن ۴

میجر سید حسن بلگرامي ۶

مشہور اتحادي جاوید بے ۱۵

مشہور اتحادي حسین جاهد بک ۱۵

تلغراف خصوصي

بجواب الہلال

(قسطنطینہ : ۶ - فروري)

جنگ شروع هوگئي - انتظامات ما فوق العادۃ نہایت مستعدي سے جاري' ایڈریا نوپل کے محصورین کي طرف سے هفتوں اطمینان هے - دشمن نے دو مرتبہ پیش قدمي کي اور گولوں کي بارش سے فرار پر مجبور هوا - شوکت پاشا شتلجہ پہنچ گئے هیں - انور بے ۳۰ - هزار فوج لیکر دارالخلافت سے روانہ هوگئے - فتحي بے بھي طرابلس سے آگئے اور انکي کمان میں جنوبي حصہ دیدیا گیا - مشہور هے کہ دشمن صلح کیلیے اب تک دول سے نامہ و پیام کر رها هے - ناظم پاشا کے انتقام کي خبر محض گپ هے - شتلجا کي فوج متحد و متفق -

(مصباح)

أما الاع

نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲' دوبارہ چھپکر طیار هوگئے هیں - پہلي اور دوسري سہ ماهي کي مکمل جلدیں جنکي جلد پر وسط میں سنہري حرفوں میں الہلال کا بلاک منقش هے' مجلد موجود هیں - پہلي جلد میں نمبر ایک تے ۱۲ تک ' اور دوسري جلد میں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل هیں - دوسري جلد کے مضامین کے لیے پہلي جلد کے دیکھنے کي ضرورت نہیں - قیمت في جلد چار روپیہ آٹھہ آنہ - ششماهي کے تمام پرچوں کي یکجا جلدیں بھي بندھوائي گئیں هیں - قیمت في جلد مجلد آٹھہ روپیہ -

شذرات

کلکتہ کا ایک عظیم الشان دن

۲ - فروری

افراق اور مبالغہ بیانی نے الفاظ کا اثر کھودیا ہے - جب ہر' چند آدمیوں کا مجمع اخباروں اور روئدادوں کے صفحوں پر آکر بلا تامل " عظیم الشان مجلس " بن جاتا ہے ' تو اب واقعہ نگار کیلیے یہ نہایت سخت مشکل در پیش ہے کہ جو مجلس واقعی عظیم الشان ہو' اسے کس لفظ سے تعبیر کرے ؟

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عام مجلس منعقد ہوئی ' فی الحقیقت اسکی قوت اجتماعی کے بیان کیلیے صرف کلکتہ ہی کا نہیں ' بلکہ بغیر کسی مبالغہ کے تمام ہندوستان کا سوال در پیش ہے - ہم پورے یقین کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ کثرت نفوس ' و اظہار جوش و اثر کے لحاظ سے شاید ہی ابتک ہندوستان میں کوئی انسانی مجمع ایک وقت میں ایسا ہوا ہو -

صرف ایک مجمع اس مجلس کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے - یعنے وہ ماس میٹنگ ' جو اغاز غزوۂ طرابلس کے زمانے میں فڈریشن ہال کی زمین پر منعقد ہوی تھی ' لیکن وہ بھی کلکتہ ہی کی مجلس تھی -

اس نکتے کو یاد رکھنا چاہیے کہ پولیٹکل جلسوں کی حالت عام مجالس سے بالکل الگ ہوتی ہے - کسی عام کامیاب مجلس کیلیے اسقدر ہوجانا کافی ہے کہ اسمیں آدمیوں کا اجتماع کثیر ہو' تقریریں پر اثر کی جائیں ' ذی عزت اور با رسوخ اشخاص شریک ہوں ' چندہ کی مقدار کافی ہاتھہ آے ' اور چیرزکی آواز متصل ہو - لیکن پولیٹکل اغراض سے جو مجمع منعقد ہوتے ہیں ' انکے لیے صرف اتنا ہی ہونا کافی نہیں ہے ' بلکہ پہلی چیز یہ ہے کہ کسی ایسی قوت کا انکے ذریعہ ظہور ہو' جو براہ راست مقصد مجلس کے اثر کا دنیا سے اعتراف کراے ' اور جلسہ کی تقریروں سے نہیں ' بلکہ اسکی در و دیوار سے ایک خاموش قوت کی صدا اٹھنے لگے -

ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ ہر جگہہ جلسے کرتے ہیں مگر اس ضروری نکتے کا خیال نہیں رکھتے -

کلکتہ میں پچھلے اتوار کا آفتاب ابھی اچھی طرح بلند نہیں ہوا تھا کہ ہر شخص محسوس کرنے لگا کہ آج کوئی غیر معمولی کار روائی ہونے والی ہے - سب سے پہلا عظیم الاثر منظر یہ نظر آیا کہ صبح ہی سے شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں کی دکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں ' اور تھوڑی دیر کے بعد گیارہ لاکھہ آبادی کے طول و عرض میں ایک مسلمان کاروباری کی دکان بھی ایسی نہ تھی جو بند نہ ہوئی ہو -

اتوار کا دن گو سرکاری تعطیل کا دن ہے ' مگر کلکتہ اور بمبئی وغیرہ میں دیسی بازاروں کے کاروبار کا اصلی دن وہی ہوتا ہے' کیونکہ ایک تو انگریزی دکانوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے ضرورت کی چیزیں ہندوستانی بازاروں میں لینی پڑتی ہیں' دوسرے تعطیل کی وجہ سے لوگ بازاروں میں بکثرت آتے ہیں اور ہفتے بھر کی ضروریات خریدتے ہیں - پس اتوار کے دن کلکتہ کے بازاروں میں خاموشی اور سناٹے کا چھا جانا ایک ایسی قوت کا ظہور واضح تھا ' جس کا ہر باشندۂ شہر کو اعتراف کرنا پڑتا تھا -

نیو مارکیٹ میں اتوار کے دن بکثرت خرید فروخت ہوتی ہے اور انگریزوں کی تمام روزانہ ضروریات کا دار و مدار اسی بازار پر ہے ' لیکن یہاں ایک دکان بھی کھلی نہ تھی -

قصائیوں اور گوشت کے دکانداروں کا دکان بند کردینا سب سے زیادہ موثر تھا - اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اُس دن دونوں وقت کتنے لوگوں کو گوشت کی جگہ محض ترکاری پر قناعت کرنی پڑی ' اور اس طرح معلوم کرنا پڑا کہ آج کیا ہو رہا ہے ؟

مسلمان گاڑی والوں نے بھی گاڑیاں بند کردی تھیں -

جلسہ کیلیے ہالیڈے اسٹریٹ کے ایک نہایت وسیع میدان میں انتظام کیا گیا تھا - دس بجے سے انسانوں کے سیلاب عظیم ہر طرف سے متحرک ہوے اور مقام مجلس تک بڑھنا شروع ہوے - سب سے زیادہ موثر منظر اُن باقاعدہ جلوسوں کا تھا جو تمام بڑے بڑے محلوں سے نکالے گئے تھے - یہ ہزاروں انسانوں کا ایک مضطرب اور پر جوش مجمع ہوتا تھا ' جسکے آگے بڑے بڑے علم ہوتے تھے اور اُن پر مختلف آیات جہاد و قتال جلی حرفوں میں نمایاں نظر آتی تھیں - علم کے پیچھے ہزاروں آدمی " اللہ اکبر " اور " جاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم " کے نعرے لگاتے تھے ' اور با بعض پر اثر نظموں کے بند جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتے جاتے تھے -

بارہ بجتے بجتے وہ وسیع میدان ' جسکی نسبت قیاس کیا جاتا تھا کہ شاید اسکے بعض گوشے خالی رہکر جلسے کی عظمت کو نقصان پہنچائیں گے ' اس طرح بھر گیا تھا کہ ہزاروں آدمی سڑک پر کھڑے تھے ' اور جس طرف نظر جاتی تھی انسانوں کا ایک سمندر متلاطم نظر آتا تھا - اُس وقت ہر شخص کو خود بخود ایک عجیب نا قابل تعبیر بیخودانہ کیفیت کے ساتھہ اپنے اندر قوت و عظمت کا احساس ہوتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ہم اتنے ضعیف و کمزور نہیں ہیں ' جتنا بدقسمتی سے ہمیں سمجھایا گیا ہے -

ڈیڑھ بجے جب یہ عاجز جلسے میں پہنچا تو چاروں طرف سڑک بھی اسطرح بھر چکی تھی کہ بلا مبالغہ اسٹیج تک جانے میں پورے دس منٹ صرف ہوے -

حیران ہوں کہ ایک وقت تھا جو گذر گیا ' اب آپکو اسکی تصویر کیونکر دکھلائی جاے ؟

اتنے بڑے جلسے میں شامیانوں کا انتظام ممکن نہیں' البتہ دوپہر کی سخت تپش و حرارت کا اسمانی شامیانہ سب کے سروں پر تھا ' اور اندر سے اٹھنے والے درد حسرت و اندوہ سے سب کی آنکھیں پر نم تھیں - پسینے کے قطرے پیشانیوں پر چمک رہے تھے ' اور دل کے اندر اور جسم سے باہر' دونوں فضاؤں میں آتش و حرارت کے سوا کچھہ نہ تھا - آہ ! یہ آتش مقدس ! یہ حرارت زندگی ! یہ تپش حیات ملی !! جس کے افسردہ شعلوں کے بھڑکنے کے دن نہیں معلوم کب آئیں گے ؟ حالانکہ اگر دن آنے والے تھے تو وہ تو آگئے :

نہ داغ تازہ میخارد ' نہ زخم کہنہ می کارد
بدہ یارب دلے ' کیں صورت بیجان نمی خواہم

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا ' و ينشر رحمته وهو الولي الحميد (٤٢ : ٢٧) ولا تايسو من روح الله ! انه لا يايس من روح الله الا القوم الكافرون (١٣ : ٨٧)

* * *

جلسه کي کارروائی " سورہ والصف " کي تلاوت سے آغاز کي گئي ' جسکو جناب شیخ محمد موسی المصري امام مسجد جامع نے شروع کیا ' اور پھر میں نہیں بتلا سکتا کہ میں کہاں تھا ؟ میرے کانوں میں یہ صدا آرهي تهي ' لیکن معلوم نہیں کہ اس صدا کا جواب چالیس کرور زبانوں سے کب ملے گا ؟

یا ایها الذین آمنوا ! هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ؟ تومنون باللہ و رسوله و تجاهدون في سبیل الله باموالکم و انفسکم ' ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم في جنات تجري من تحتها الانهار ' و مساکن طیبة في جنات عدن ' ذلک الفوز العظیم ' و اخری تحبونها ' نصر من الله و فتح قریب ' و بشر المومنین (٦٢ : ٩)

اے وہ لوگو کہ دعویٔ ایمان رکھتے ہو ' اور کاروبار دنیوي میں مشغول ہو! میں ایک ایسي تجارت بتلاؤں ' جو تم کو (آنے والے) سخت و شدید مصائب عذاب سے بچالے ؟ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان کامل پیدا کرو ' اور خدا کی راہ میں اپنے مال و دولت اور اپني جانوں سے جہاد کرو! یہي طریق تمہارے لیے بہتر ہے بشرطیکہ تم (وقت کي مصیبت کو) سمجھو !

اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تمہارے قصوروں سے درگذر کردیگا ' تم کو کامیابي و بامرادي کے ایسے باغہاے نشاط میں پہنچادے گا ' جہاں (اشک حسرت و نامرادی کی جگہ عیش مراد کي) نہریں بہہ رہي ہونگي ' اور نیز ایسے مکانات طیبہ میں ' جو دائمی مسرت کے باغوں میں تم کو بساے رکھیں گے - غور کرو تو یہي کامیابي سب سے بڑي کامیابي ہے - اور پھر اسکے علاوہ ایک دوسري نعمت محبوب بھي تم کو ملےگي ' یعنے اللہ کے طرف سے غیبي نصرت کا نزول ہوگا ' اور تم عنقریب فتح مند ہو جاوگے - (اے پیغمبر) یہ بشارت ہے جو مسلمانوں کو پہنچادو !

* * *

جلسے کي صدارت کیلیے باہر سے ایک بزرگ طلب کیے گے تھے ' مگر عین وقت پر وہ علالت سے مجبور ہو گئے - اسلیے باتفاق راے انریبل مسٹر غلام حسین عارف کا انتخاب ہوا اور نئي وزارت کے خیر مقدم ' مسلمانوں کو اس فیصلہ کن وقت میں اتحاد اسلامي کي دعوت ' مظالم بلقان اور دول ستہ کي خاموشي پر اظہار نفرین و تاسف ' اور تحریک عمومي جہاد مالی کے بالترتیب رزولیوشن پیش کیے گے - تمام جلسے میں جوش و خروش اور اضطراب و التہاب کا جو عالم تھا ' اسکا بیان حیطۂ تقریر سے باہر ہے - درمیان میں چندہ کي وصولي اور نئے نئے آنے والے گروہوں کے سیلاب سے (جسکی لہریں منتقل ہوتي ہوئیں وسط مجلس تک پہنچ جاتي تھیں) شور و ہنگامہ برپا ہوگیا تھا ' اور آپ سمجھہ سکتے ہیں کہ جس جگہ بلا شائبۂ مبالغہ ڈیڑھہ لاکھہ آدمیوں کا مجمع ہو ' اسکا ادنے سا بھي ہنگامہ کیسا شدید اور سخت ہوگا ؟ لیکن الحمد للہ کہ تمام دلوں کا قبلۂ اضطراب ایک ہي تھا ' اسلئے جب اسکي صدا اٹھتي تھي تو سب متوجہ ہو جاتے تھے - تقریر کے شروع ہوتے ہي ایک ایسا سناٹا اور خاموشي طاري ہو گئي ' گویا زبانیں سب سے چھن گئي تھیں ' اور صرف کان ہي باقي رہگئے تھے -

جوش کا کچھہ اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ جلسے میں چندے کي وصولی کا ابتدا سے انتظام تھا ' اور تقریر کے شروع ہونے سے پہلے ہي تقریباً ایک سو والنٹیروں کي جماعت بار بار تمام جلسے میں دورہ کرچکي تھي ' مگر با ایں ہمہ اثناے تقریر میں جب اس عاجز کي زبان سے یہ جملہ نکلا کہ :

" اب صرف دو ہي کام ہیں ' جنکي طرف تم کو بلاتا ہوں : جیب میں مال ہے ' اسے بیدریغ ' اور جسم میں جان ہے اسے ہتیلیوں پر طیار رکھو تاکہ جب کبھي کلمۂ الہي کو تمہاري ضرورت ہو ' تم اسکي پہلی صداے دعوت پر اپني تڑپتی ہوئي لاشوں کا اضطراب ' اور اپني گردنوں کے خوں کا فوارہ پیش کش کر سکو ! ! "

تو جاں نثاران ملت نے اپنی جیبوں کو الٹ دیا ' اور نوٹوں اور روپیوں کے سانھہ صدائیں اٹھیں ' کہ جیب کي اخري متاع بھي حاضر ہے !

کلکتہ میں ایک سال سے چندے کی وصولي ہو رہي ہے ' علم لوگوں میں (اور وہي اسلام کے سچے فرزند ہیں) شاید ہي کوئي شخص ہوگا جس نے دس پندرہ مرتبہ چندہ نہ دیا ہو - پچھلے دنوں اس فقیر کي تقریروں کي مجلسیں ہفتے میں چار چار مرتبہ منعقد ہوئیں اور ہزاروں مخلصین و محبین ہیں ' جو ہر مجلس میں شریک ہوتے تھے اور ہر مرتبہ چندہ دیتے تھے - اسي طرح شہر کے ہر حصے میں چندے کا سلسلہ جاري رہا ' با ایں ہمہ اس جلسے میں پیسوں ' اکنیوں ' اور دونیوں سے تقریباً ٣٠ - ہزار روپیے کي رقم فراہم ہوگئي -

والنٹیروں کا گروہ جلسے کے بعد راستوں سے گذرا تو مکانوں کي کھڑکیوں سے عورتوں نے اپنے زیور پھینکنا شروع کردیے - خود جلسے میں نہایت کثرت سے لوگوں نے اپني گھڑیاں ' انگوٹھیاں ' اور کپڑے اتار کر دیدیے - یہاں تک کہ گاڑي اور گھوڑا تک ایک شخص نے پیش کردیا -

تشکر و تبریک

ہم ان جوانان غیور ' اور خدمت گذاران مخلصین کو ان نتائج عظیمہ کیلیے خلوص دل سے مبارک باد دیتے ہیں ' جنھوں نے ایک ہفتے تک اپني پوري زندگي اس خدمت کیلیے وقف کردي اور اسدرجہ عظیم الشان مجلس کے منعقد ہونے کا اصلي باعث ثابت ہوے ' علی الخصوص پر جوش ممبران انجمن (معین السلام) جو ایک ہفتے کیلیے اپنے ارام و راحت کو بالکل بھول گئے تھے - (کرامہم تولہ) کے حضرات بھی مستحق شکریہ ہیں ' علی الخصوص (حاجی محمد اسمعیل صاحب) پٹنوي ' شریک فرم حاجي الہ بخش صاحب ' جنکا جوش و خلوص اپنے اندر ایک قابل تقلید مثال رکھتا ہے - اس جلسے کے انتظام و مشورہ کیلیے جو ابتدائي مجلس ہوئي تھي ' اس میں اس عاجز نے جب دوکانوں کے بند کیے جانے پر توجہ دلائي ' تو پہلی آواز حاجي صاحب ہی نے بلند کی تھي ' فجزاہم اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء و وفقنا اللہ سبحانہ و ایاہم کما یحبہ و یرضاہ -

جنگ بعد از صلح

— * —

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ' فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون

— * —

(محمود شوکت پاشا) نے کہا تھا :

" عالم اسلامي کي سلامت اور جنگ ' ان دو چیزوں میں سے اگر کسي ایک کے اختیار کرلینے پر ہم مجبور کیے گئے تو ہم کو تلوار کھینچني پڑیگي "

بالخریہ قبلۂ امال اور کعبۂ امید چہل کرور نفوس اسلامیہ ' تلوار کھینچنے پر مجبور کیا گیا ' اور اس نے کھینچ لي -

وزارت خارجہ پر پرنس سعید حلیم پاشا کا تقرر ہوگیا - جمعہ کے دن باب عالي کے طرف سے یادداشت کا جواب پیش کیا گیا ' جسکا لب و لہجہ پوري دانشمندي اور مصلحت وقت کے مطابق رکھا گیا تھا مگر ایڈریانوپل اور جزایر کي حوالگي سے قطعي انکار تھا -

ٹرکي کے جواب کے متعلق تار برقیوں میں عجیب اختلاج بیاں رہا - ٣٠ کي صبح کو جو پہلي تار برقي آئي ہے اسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ " باب عالي اسکے لیے طیار ہے کہ ایڈریا نوپل کے جنگي استحکامات مسمار کردیے " یہ در اصل انگلستان کي تجویز تھي جو صلح کانفرنس کے اخیري ایام میں مشہور ہوئي تھي - نیز اس تار میں ٹرکي کے طرف سے یہ بھي ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ ایڈریا نوپل کے اُس حصے کو دول کي راے پر چھوڑ دیتي ہے ' جو دریاے مارٹزا کے دھني جانب ہے ' اور جہاں اسلامي معابد و مقابر نہیں ہیں -

لیکن پھر دو بجے ایک دوسرا ٹیلیگرام آیا ' جسکا پہلا جملہ یہ تھا :

" ٹرکي کے نوٹ میں ایڈریانوپل کے قلعوں کے مسمار کرنے کا کوئي ذکر نہ تھا بلکہ ایڈریانوپل کے اُس حصے کي نسبت ' جہاں مزارات مقدسہ واقع ہیں ' ٹرکي حکومت میں رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے " !

ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جس طرح قلعوں کے مسمار کرنے کا نوٹ میں ذکر نہیں تھا ' اسي طرح ایڈریانوپل کے ایک حصے سے دست بردار ہو جانے کا بھي اسمیں ذکر نہوگا ' جسکو پہلے تار میں پڑھکر بہت سی جلد باز طبیعتیں نئي وزارت کي طرف سے مایوس ہوگئي تھیں

دوسرے تار کي عبارت اس خیال کي پوري تصدیق کرتي ہے - ایڈریانوپل کا وہ حصہ جو دریا کے بائیں جانب ہے ' شہر کي اصلي آبادي ہے " اور تمام مقابر و مساجد اسي میں واقع ہیں - نوٹ میں اس حصے کي اسلامي و تاریخي اہمیت پر زور دیا گیا ہوگا کہ ایسے مقام سے ٹرکي کیونکر دست بردار ہوجاے ؟ لیکن کسي ایک حصے کي اہمیت پر زور دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے دوسرے حصے سے دست بردار ہوگئے -

بہر حال بلقاني اتحاد نے صلح کي منظوري سے انکار کردیا - نئي وزارت کي استقامت اور ہیبت نے پہلا اثر جو پیدا کیا ' وہ یکایک دول کے رویے کي ایک نئي کروٹ تھي - یا تو دول ٹرکي پر زور ڈال رہے تھے کہ شرائط منظور کرلے ' اور یا اب بیان کیا جاتا ہے کہ " ٹرکي کا نوٹ معتدل ہے اور دول نے بلقاني ریاستوں پر صلح کي منظوري کیلیے اپنا پورا زور صرف کیا - انگلستان کے اخبارات عام طور پر بلقاني اتحاد کو آمادۂ صلح کر رہے ہیں "

ٹرکي نے اخر تک جنگ میں پیش قدمي سے پرہیز کیا - بلقاني اتحاد نے ٣ - فروري کي شام سے اعلان جنگ کردیا تھا ' چنانچہ شام کے سات بجے ایڈریا نوپل پر گولہ باري شروع کردي گئي -

بلقانیوں نے اعلان کردیا ہے کہ نامہ نگاروں کو میدان جنگ میں شرکت کي بالکل اجازت نہوگي ' اور باوجود صوفیا اور بلغراد کي اکاذیب ' اور لفنٹ (ویگنر) کي شریفانہ خدمات کے خرید نے کے جو تلخ تجربہ ریاستوں کو افشاے حالات کا ہوچکا ہے ' وہ اسي کا مقتضي تھا -

اسوقت جنگ کے متعلق جو خبریں آئي ہیں انمیں (صوفیا) کي خبر سخت گولہ باري اور ایڈیریا نوپل کے ایک حصے میں آتشزدگي کا دعوا کرتي ہے ' مگر قسطنطنیہ کي سرکاري خبر میں اسکا کوئي ذکر نہیں ' بلکہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دشمن پسپا ہوکر فرار پر مجبور ہو گیا -

جامع سلیم (ایڈیریا نوپل) کا صحن

" ناصیۂ جمال امید "

— * —

ہم نے نمبر (٣) کے ساتھہ غازي (انور بے) کي جو آخري تصویر بہ تقریب ورود قسطنطنیہ شائع کي تھي ' اسکے اوپر " ناصیۂ جمال امید " لکھا تھا - اُس وقت تو یہ توقع تھي لیکن اب واقعہ ہے -

یہ سچ ہے کہ موجودہ حالت میں جنگ کو صلح پر ترجیح دینا مصلحت اندیشیوں کي سب سے بڑي قربانی تھي ' جو (اتحاد و ترقي) نے کي - مشکلات بے شمار اور موانع چند در چند درپیش ' تاہم مایوسیوں کي خواہ کتني ہي ظلمت ہو ' (انور بے) کا ناصیۂ جمال ہمارے لئے شمع امید ہے - شوکت پاشا کي گورنمنٹ ' اور انور بے کي موجودگي یقین دلاتي ہے کہ اب جنگ کي حالت اسکے ماضي سے بالکل مختلف ہوگي ' اور عنقریب واقعات کا چہرہ بدل جاے گا -

اب (انور بے) کس حالت میں ہیں ؟ اسکي نسبت گو کوئي اطلاع نہیں آئي لیکن یقیناً وہ شتلجہ پہنچ گئے ہونگے اور ہم خاص طور پر تحقیق حال کیلیے تار بھیج چکے ہیں -

ایک نہایت تشویش انگیز مگر اتني ہي ناقابل وثوق خبر یہ تھي کہ مرحوم ناظم پاشاہ کے قتل کا انتقام لینے کیلیے ایک فوج قسطنطنیہ کي طرف بڑھ رہي ہے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ کسي بے اصل افواہ کا نتیجہ ہے ' یا سیاسي اغراض سے شائع کي گئي ہے - یقین نہیں کہ اسکي کوئي اصلیت ہو - ناظم پاشا کا واقعہ محض اتفاقي تھا ' اور اگر یہ انقلاب عزت اسلامي کي حفاظت میں کچھہ بھي کامیاب ہوا ' تو ایک ناظم پاشا کي جگہ اگر ہزار ناظم بھي قتل ہو جائیں تو بھي ایک لمحہ کیلیے ہمیں کوئي تاسف نہیں -

الهلال

۲۷ صفر ۱۳۳۱ هجری

غیث الغمام (۱)

يد الله على الجماعه

الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا و اليه النشور!

یہ پرچہ ناظرین کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچے گا' جبکہ لکھنو کي صحبتوں کو دیڑھ ہفتہ گذرچکا ہوگا' تا ہم یقین ہے کہ لنڈن کي " صلح کانفرنس " کے بعد اگر کوئي تذکرہ انکي صحبت میں ہوگا تو وہ لکھنو کي گذشتہ کانفرنسوں کي " معرکہ ارائیاں " ہونگي -

اخلاقي عقائد کي بہت سي گمراہیاں ہیں جنکے الفاظ لوگوں کي زبانوں پر چڑھگئے ہیں' اور ہرموقعہ پر انکا استعمال نہایت کثرت کے ساتھہ کیا جاتا ہے - من جملہ انکے ایک یہ خیال بھي ہے کہ صلح جنگ سے ' اور امن شورش سے' بہرحال بہتر ہے -

لیکن غور کیجیے تو اس خیال میں جسقدر سچ ہے ' شاید اس سے کسي قدر زیادہ مقدار میں جھوٹ بھي ہے - یہ سچ ہے کہ شورش سے سکون بہتر ہے ' مگر کس شورش سے ؟ سمندروں کے تلاطم ' اور ہواوں کي خوفناک موجوں کي شورش سے - نہ کہ اس زندگي کي شورش سے' جسکے جاتے ھي موت کے سکون کا پیام آجاتا ہے !

صلح بھي اچھي چیز ہے' مگر شاید وہ صلح اس سے مستثنی کردي جاے' جس کے مشیر (سر ایڈورڈ گرے) ہوں -

لکھنو کے ان جلسوں میں بھي امن کم اور شورش زیادہ تھي' صلح کا خیال محدود تھا ' اور جنگ کي طلب وسیع - امن و سکون اسٹیج کے کنارے تک بھي خالص نہ تھا ' مگر جنگ کے ولولے سے ہال کي پوري فضا گونج گونج اٹھتي تھي -

پس اسمیں تو شک نہیں کہ یہ شورش بھي ور امن شورش سے بہتر ہے - اسمیں بھي کوئي دھوکا نہیں کہ یہ ایک جنگ کي سرگرمي تھي' اور صلح في نفسہ جنگ سے اچھي ہے - لیکن چونکہ اس شورش سے پہلے جو سکون تھا ' وہ دریا کا سکون نہ تھا ' جس سے مسافروں کي زندگي اور کشتیوں کي سلامتي وابستہ ہے ' بلکہ سکون تھا اس خواب غفلت کا ' جو انسان کو زندگي کي حرکت سے محروم کردیتا ہے ' اور اپنے اندر موت کي ایک مثال کامل رکھتا ہے : (و ھو الذي یتوفاکم باللیل) - بلکہ وہ سکون تھا ' اس جمود ممات' اس نعش بے حرارت ' اور اس جسد بے روح کا ' جسکے لیے موزوں جگہہ زمین کے اوپر نہیں' بلکہ اسکے نیچے ہے - اسلیے اگر بیداري' ہشیاري سے ' جنبش' بےہوشي سے' اور زندگي' موت سے بہتر' تو یقیناً یہ شورش بھي امن سے' یہ جنگ بھي صلح سے' اور یہ ہنگامہ و غوغا بھي خاموشي سے بہتر تھا - فالحمد الله الذي احیانا بعد ما اماتنا '

و الیه النشور [پس تمام حمد و تقدیس ہے اس قدیر و حکیم کیلیے ' جس نے ہم کو ہشیاري کي زندگي عطا فرمائي ' حالانکہ ہم غفلت کي موت میں ساکن و ساکت پڑے تھے -]

* * *

لیکن اس عجائب سراے بوقلموں میں ایک ھي وقت کے اندر سب کو خوشي نہیں ہو سکتي - ہمیشہ شادي و غم میں باہم تصادم رہا ہے ' اور ایک کي خوشي دوسرے کیلیے ماتم رہي ہے - اور غور کیجیے تو ایسا ہونا قدرتي ہے -

دنیا میں رنج و خوشي اور شادي و غم کي حقیقت یہ ہے کہ چلے میں " حاصل " کي مسرت ہوتي ہے ' اور دوسرے میں " رفتہ " کا افسوس - غم کي تمام مثالوں کو ایک ایک کرکے ذہن میں لائیے ' ہر مثال میں آپ دیکھیں گے کہ کوئي نہ کوئي شے آپسے جاتي رہي ہے ' اور جانے ھي کا نام غم ہے - مفلس اداس رہتا ہے' اسلیے کہ دولت چلي گئي - بیمار غمگین ہوتا ہے ' اسلیے کہ صحت جاتي رہي - مایوسي میں سب سے زیادہ غم ہوتا ہے ' کیونکہ ایک چیز " امید " تھي ' جو اس سے چھن گئي - اسي طرح خوشي کے تمام مواقع یاد کیجیے - آپ ایک پُر تکلف محل یا کسي قیمتي موٹر پر بیٹھکر خوش ہیں ' اسلیے کہ دولت ہاتھہ آگئي - بیمار کیلیے غسل صحت کا دن کم از یوم عید نہیں ' کیونکہ اُسے صحت ملگئي - پس شادي و غم کي تعبیر اگر زیادہ واضح لفظوں میں کي جاے تو یہي ہوگي کہ حاصل ہونے کا نام خوشي ہے ' اور کھودینے کا نام غم - پھر اگر یہ سچ ہے کہ خوشي ' کسي شے کے حاصل ہونے کا نام ہے' تو آپ کو جب کبھي کوئي چیز ملے گي ' ضرور ہے کہ وہ کسي کے ہاتھہ سے نکلي ہو - عالم کائنات میں کوئي چیز بھي بیکار پڑي ہوئي نہیں ہے کہ آپ اٹھا لیں گے ' ہر چیز کسي نہ کسي جگہہ جڑي ہوئي ہے ' آپ کو اٹھا لینے سے نہیں ملے گي بلکہ توڑنا پڑے گا - اور توڑئیگا تو آپکا دامن بھرے گا مگر کسي کي استین ضرور خالي ہوگي - آپ پھولوں کي سیج پر لوٹ کر خوش ہوتے ہیں ' مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ کوئي نہ کوئي باغ اجڑا ہے ' جب کہیں جاکر آپکا بستر آباد ہوا ہے -

(عرفي شیرازي) جو بجاے شاعر ہونے کے ایک اسرار شناس حکیم تھا ' اس نکتے کو کہہ گیا ہے :

زمانہ گلشن عیشی کرا بہ یغما داد ؟
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ مي آید

(میرزا غالب) نے ایک دوسري بات کہي ہے ' مگر آپ اسي نظر سے دیکھیں :

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
چاکیست بجیب ہوس انداختۂ ما

پس دنیا میں آپکا ہر نفع کسي دوسرے کا نقصان ہے :اور آپ اپنے نفع سے خوش ہیں تو دوسرا اپنے نقصان پر متاسف -

لکھنو کے جلسوں میں جو کچھہ ہوا ' وہ در اصل ایک ابتدائي معرکۂ جنگ تھا ' جس نے مسلمانوں میں سب سے پہلے ایک نئے حریف مقابل کو دنیا سے روشناس کیا - قوم خوش ہے کہ اس نے طاقت حاصل کي ' لیکن جن سے چھین کر حاصل کي' ضرور ہے کہ وہ غمگین ہوں - آپ کو اگر اپنے بننے کي خوشي ہے تو کسي کو اپنے بگڑنے کا ماتم ہے - پھر اسکا کوئي علاج نہیں کہ ایسا ہونا قدرتي ہے - قوم کي قسمت ابتک ایک جائداد منقولہ تھي' جن پر چند اشخاص کا قبضہ تھا : لا تسئل عما یفعل - یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک نیا دعویدار پیدا ہوا اور طاقت دکھلا کر اپنا حق لینا چاہا - آپ کسي کے قبضے سے اسکي مقبوضہ ریاست چھیننا چاہیں گے تو وہ ضرور روے گا - ضابط و خود دار ہوگا تو کسي گوشۂ مکان میں رومال سے آنکھیں چھپاکر روے گا' بے ضبط اور بے قابو آدمي سڑکوں پر چیخ چیخ کر ماتم کرینگے - کوئي وجہہ نہیں کہ آپ اسپر معترض ہوں :

---

(۱) اس ہفتے میں ایڈیٹر ربع حصے کے لکھنے اور کمپوز ہونے کے آخري دنوں میں [یعنے اتوار پیر اور منگل کو] مولانا سخت علیل ہوگئے ہیں - امید نہیں کہ وہ لیڈنگ ارٹیکل لکھہ سکیں - یہ ارٹیکل جنوري کے پہلے ہفتے کے الہلال کیلیے لکھا گیا تھا ' لیکن شکوں عثمانیہ اور " فاتحۂ جلد جدید " کے اسقدر جگہہ لے لي کہ اپنده اشاعت تک کیلے رکھدیا گیا ' اسکے بعد بھي ہر نمبر میں مقدم مضامین جگہہ لیتے رہے اور اسکي اشاعت کي نوبت نہ آئي ' چونکہ اس ہفتے یہ صفحات خالي ہیں' احتیاطا کمپوز کرالیا جاتا ہے اگر پرسوں تک لیڈنگ ارٹیکل ملگیا ' تو اسے نکالدیا جاے گا ورنہ شائع ہو جاے گا -

(عبد الواحد)

دل از من ' دیدہ از من ' آستین از من ' کنار از من !

* * *

لیکن یہ جو کچھہ ہوا ' اسپر محض ایک سرسري نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے - آجکل ہماري نظریں (بحر مار مورا) اور (در دانیال) کے جنگي طوفانوں کي طرف لگي ہوئي ہیں ' اور جي نہیں چاہتا کہ اور کسي طرف دیکھیں ' تاہم ہم ناظرین سے کہینگے کہ وہ ان چند ہلکي لہروں سے بھي اغماض نہ کریں جو ۲۶ دسمبر کو (گومتي) کي ساکن و خاموش سطح میں اٹھي تھیں - عجب نہیں کہ کسي وقت یہي گومتی کي لہریں قازم کے طوفانوں کا کام دیں -

في الحقیقت ان جلسوں میں صاحبان عقل و فکر کیلیے بہت سي عبرتیں تھیں ' جنکو ایک ایک کرکے یاد کرنا چاہیے کیونکہ وہ مسلمانان ہند کے اُس تغیر افکار و اعمال کي پہلي منزل تھیں ' جنسے اس تغیر کا مستقبل وابستہ ہے ' اور جسکي طرف ہم نے پچھلے دنوں " صبح امید " کے عنوان سے دو افتتاحیہ مضمون لکھکر توجہ دلائي تھي اور ہم چاہتے ہیں کہ اسے تفصیل سے لکھیں -

ترکي کے شکست کے اسباب

— * —

عثماني نظامي پاشا ممبر علم کانفرنس کا بیان

— * —

(اخبار پایونیر کے ایک سابق نامہ نگار کي تحریر)

عثمان پاشا اوسط عمر کے آدمي ہیں - انکا سن ۴۵ سے زیادہ نہیں - انہوں نے ملٹري کالج سے نکلکر قسطنطنیہ کے اسٹاف کالج میں شرکت کي اور اس طرح بحیثیت لفٹننٹ کرنل اور سلطان کے ایڈي کانگ کے فوج میں داخل ہوے - وہ مشرقي اور مغربي ' دونوں زبانیں یکساں فصاحت سے بولتے ہیں اور زبان انگریزي میں انکو اسیقدر ملکہ ہے ' جسقدر ترکي میں - ترکي وکلاے کانفرنس میں صرف وہي انگریزي زبان سمجھتے ہیں - میں نے انکو کارلٹن ہوٹل میں خفیہ خطوط پڑھتے ہوے مشغول پایا ' لیکن مجھے پہچانکر انہوں نے فوراً اپنے کام سے ہاتھہ اٹھالیا اور جو کچھہ خبریں وہ دیسکتے تھے

میجر سید حسن بلگرامي

معتمد ایجوکیشن کانفرنس کے گذشتہ اجلاس کے صدر ' جنکي غیر متوقع ازادي و صداقت کي بدولت ' علي گڈہ کانفرنس کے اسٹیج پر پہلي مرتبہ ایک زندہ آواز بلند ہوئي - فجزا هم الله عن المسلمین خیر الجزاء

بتلانے پر خوشي سے آماده هوگئے - قدرةً ميرا پهلا سوال يه هوا كه تركي فوج اسطرح ميدان ميں كمزور كيوں ثابت هوئي ؟ اسكے جواب ميں انهوں نے حسب ذيل تقرير كي :—

" افسوس ! آپ ضرور ايسا دريافت كرينگے اور ميں اسكے وجوه جهاں تك جانتا هوں عرض كرونگا ' كيونكه آپكو معلوم هے كه ميں ان لڑايونميں موجود نه تها اور ميرا چٹلجه پر جانا اُس وقت هوا جبكه جنگ ملتوي هوچكي تهي - مگر ميں نے اكثر فوجي جنرلوں سے بهت دير تك گفتگو كي ' خصوصا (محمود مختار پاشا) سے ' جو آپكي بڑي تعريفيں كررهے تهے اور افسوس كرتے تهے كه آپ اس جنگ ميں انكے ساتهه نه تهے -

بهر كيف آپ كو ضرور واقفيت هوگي كه هم جنگ كے ليے مطلق طيار نه تهے اور يه لڑائي هم پر نهايت بزدلانه تركيب سے ڈالدي گئي - گذشته سال هم لوگ اپني افواج كے ساتهه اپنے پشت پر اٹلي سے جنگ كررهے تهے - اپني بحري طاقت كي خرابي سے هم طرابلس ميں كوئي كمك روانه نه كرسكے ' تاهم كسي طور پر هم نے تركي سپاهيونكي ايك بڑي تعداد اور كئي هزار بهترين جوان افسرونكو روانه كرديا تها ' تا كه عربوں كو مردانه حفاظت وطن كي جنگ كي ميں تربيت وتنظيم كي مدد ديں - اسكے بعد يه خبر معلوم هوئي كه سرويا اور بلغاريه اپنے اسلحهٔ جنگ درست كر رهے هيں اور اس خبر كے موصول هوتے هي يه فريب آميز جنگ شروع بهي هوگئي - انهوں نے هم پر يه تهمت لگا كر ' اسكے انتقام كي صدا بلند كي كه هماري فوج نے انكے مواضع پر حمله كئے هيں - مانٹي نيگرو نے بهي فوراً انكي تقليد كي - هم اپني آينده دقتونكو سمجهه گئے اور اپني افواج كو نقل و حركت كا حكم دينا چاها ' مگر سر (جرلڈ لوتهر) سفير انگلستان متعينه ٔ طنطنيه اور ديگر سفرائے يه استدعا كي كه هم لوگ كوئي حركت ايسي نه كريں جو اشتعال دينے والي تصور كي جاے ' كيونكه انهوں نے همكو صاف لفظونميں سمجهايا كه دول يورپ اسپر مستعد هيں كه جنگ هرگز نه هونے ديں ' اور اسوقت تك تركوں كو كسي مخالفانه حمله كا انديشه كرنيكي ضرورت نهيں جب تك خود انكي طرف سے كوئي جنگي طياري اور پيش قدمي نهوگي - بهت خوب ' هملوگوں نے فوراً اپني فوجوں كو تهر جانيكا حكم ديديا ' اور كوئي انتظام شروع نه كرسكے - مگر بلقان ليگ كا مخالفانه انداز روز بروز بڑهتا گيا - يهانتك كه خود دول يورپ نے عام طور پر اعلان كرديا كه اگر جنگ چهڑگئي تو دونوں فرق ميں سے كسي كو اجازت نه هوگي كه اس جنگ سے كوئي ملكي يا مالي نفع اٹهائے - اس دهمكي كو يورپ كي پارليمنٹوں نے يوں مفيد ٹهرايا تها كه جب كسي فريق كو جنگ سے فائده كي اميد نه هوگي ' پهر يقيني بلقان ليگ كا ابلتا هوا خون ٹهنڈا پڑ جائيگا ' ليكن دول يورپ شايد بهول گئے تهے كه وهاں كي چهوٹي چهوٹي رياستيں اپنے خاص ارادے بهي ركهتي هيں - پس ساري دنيا كو حيرت هوئي ' جب ان سب قصونكے بعد ايك ايسا اعلان همیں ديا گيا ' جسكے الفاظ نے مجبور كيا كه اسے اعلان جنگ تصور كريں -

فوجي بے سروسامانی

هم جنگ كے ليے بالكل آماده نه تهے - افسروں ميں سے كئي هزار جوان طرابلس ميں رکے پڑے تهے ' جيسا كه ميں ابهي آپ سے كهه چكا هوں - اسكے علاوه هم نے دو بڑي بڑي با قاعده اور رديف فوجيں شام كے ساحل پر اس غرض سے جمع كرديي تهيں ' تا كه اٹلي كي فوج وهاں اتر نه سكے ' اس ليے هماري يورپين فوج ميں افسرونكي سخت كمي محسوس هوئي - بعضوں ميں سات اور بعضوں ميں صرف دو كمپني افسر تهے ' يورپين افواج كے كل رديف ساحل شام پر جمع تهے -

جب ايسي حالت ميں جنگ شروع هوگئي تو هم كو مجبوراً غير مستعده اور نا قابل لوگوں سے كام لينا پڑا ' اور مناستر اور ايڈريا نوپل كي قيامي فوجيں ' جنگي فوج بذاكر ميدان ميں بهيج ديني پڑيں - اس فوج ميں ايسے سپاهي بے سر و سامانی سے بهرتي هوے تهے ' جنهوں نے بندوق كبهي چلائي بهي نه هوگي اور جنكي تعليم صرف دو يا تين كمپني افسرونكو اپنے هاتهوں ميں ليني پڑي تهي - اس موقع پر همارے جنگي جهازونكي كمي نے همیں نقصان پهنچايا ' كيونكه همارے پاس شام كے ساحل پر ڈيڑه لاكهه باقاعده سپاهي موجود تهے جنهيں هم اسوقت يورپ نهيں پهنچاسكے اور جنكو قونيا ريلوے تك آنے ميں كئي سو ميل كي مسافت طے كرني پڑي - يه فوجيں چٹالجه اسوقت پهونچيں ' جب التواے جنگ كا اعلان هوچكا تها -

گهوڑونكي كمي

همارے سوار اور برق اندازونميں گهوڑونكي بهي سخت كمي تهي - هم نے حماقت سے يورپين خيال كے مطابق اپنے بندوق كے رساله كو صلح كي وقتي حالتميں قايم ركها تها - جب جنگ شروع هوگئي تو هماري يورپين افواج ميں ٦٨ - هزار گهوڑونكي ضرورت پائي گئي - انكي جگه نئے اور وحشي گهوڑونسے پر كرني پڑي -

سڑكوں كي خرابي

دوسري بڑي دقت سڑكونكي خرابي سے پيش آئي - انكي خرابي كي يه حالت هے كه پاے تخت كے متصل جو سڑكيں هيں وه بهي تهوڑي سي بارش كے بعد بالكل دلدل هوجاتي هيں -

سامان جنگ

فوجونكي تعداد كاغذ پر تو ضرور تهي اور جب نقل و حركت كا حكم صادر هوا تو تمام سپاهي حاضر بهي هوگئے جيسا كه هر سچے ترك سپاهي كا دستور هے ' مگر بار برداري كا سامان كهاں تها ؟ گهوڑے اور ديگر ضروري جانور خريدنيكو روپيه كهاں سے آتا ؟ سپاهي جب روانه هوے هيں تو انكا عجيب حال تها - نه تو انكے اسلحه درست تهے ' اور نه گوله بارود اور ديگر لوازم جنگ كا كوئي سامان تها - نه قطع مسافت كيليے ريل تهي ' اور نه لڑانے والے افسر موجود تهے - ان بيچاروں نے باسفورس عبور كيا اور ميدان جنگ كي پهلي صفونميں قرباني كي بهيڑوں كي طرح هانك ديے گئے - انميں كوئي بهي يه نهيں جانتا تها كه انكا سردار كون هے ؟ فوج كے كس حصه سے اسكا تعلق هے ؟ اور كس دسته كا وه شريك هے ؟ با ايں همه بدنظمي همارے سپاهي ميدان جنگ ميں جان فروشي سے باز نهيں آے اور بے دريغ اپنے تئيں كٹواتے رهے - يه بلغاري ' سروين ' يا يوناني نه تهے ' جنهوں نے انكو شكست دي ' بلكه جنگ كي بے ترتيبي اور بهوكے سپاهيونكي گرسنگي تهي ' جو تركونكے بربادي كا باعث هوئي - كرك قلعسي ' لولي برغاس ' اور چٹلجا كي لڑايونكو مثالا سامنے ركهيے ' (محمود مختار پاشا) كي فوج ميں سواري كا كوئي سامان نه تها - ان بلغاريوں پر جنكا تڈي دل ايڈريا نوپل كي راهيں مسدود كرنا چاهتا تها ' مختار پاشا كو مجبوراً حمله كرنا پڑا - اس حمله ميں وه سپاهي شريك تهے جنكو تين شبانه روز سے كوئي غذا نهيں ملي تهي - سب كے سب بالكل كمزور هورهے تهے اور انكے پاس سامان جنگ بهي نه تها سڑكيں اتني خراب تهيں كه گهوڑے كيچڑ ميں پهنس پهنس جاتے تهے اور بندوقيں زمين ميں گڑ جاتي تهيں - دو دو ٹكڑے كرنے بهي انكا آگے بڑهانا ناممكن معلوم هوتا تها - اور پيدل سپاهي تو گرسنگي كے باعث اسقدر نحيف هوگئے تهے كه انسے كسي مدد كي اميد بيكار تهي - روٹي كي تلاش ميں مستعد سپاهي منتشر هو گئے - عين اسي حالتميں دشمنونكي فوجيں نمودار هوئيں اور تركي سپاهيوں ميں

کھل بلي مچ گئي - (محمود مختار) نے فوجونکو مرتب کرنا چاها اور اسکي کوشش میں اپنے لوگونکو گولي سے مار بھي ڈالا مگر بھرک کي شدت نے لوگوں کو هوش و حواس هي میں کب رکھا تھا که وہ حالت کي نزاکت محسوس کرتے ؟ نتیجه یه هوا که مختار پاشا اپني فوج کو اسوقت آراسته کر سکے ' جب اس جنگ لولي برغاس میں اپنے متعـدد بهترین سپاهیونـکو خود اپنے هاتھه سے شهید کرچکے تھے -

بلغاریا کے دعوے

یه تمام خود ساخته روایتیں که دست بدست لڑائیاں هوئیں اور سنگینیں چلیں اور بلغاریوں نے نهایت دلیرانه حملے کیے ' محض جهوٹ اور افترا هے - میں ترکي اسپتال سے هو آیا هوں اور متعدد افسرونسے جو جنگ کے هر موقعه پر شریک تھے گفتگو بھي کر چکا هوں - متعدد سپاهیوں پر نظر پڑي جنکے جسم بندوق یا توپ سے مجروح تھے ' مگر سنگین یا تلوار کا کوئي زخم دیکھنا تو درکنار ' سننے میں بھي نهیں آیا - میں بلغاریونکي مذمت نهیں کرتا - انکي فوج بهترین طریقه سے آراسته تھي اور انهوں نے حمله کا وقت بھي نهایت مناسب نکالا تھا مگر بلغاري لفٹنٹ ویگنر کے مصنوعي قصونکے هیرو نهیں هیں - وہ معمولي انسان هیں - اگر اب جنـگ چھڑ جاے تو هم انسے یکساں قوت پر مقابل هونگے اور همیں صوفیا تـک دخل کرلینے میں شاید ایک ماه سے زاید عرصه نه لگے گا -

صلـح کي شـرایـط

اب ذرا صلح کانفرنس اور اسکے شرایط کو ملاحظه فرمائیے - بلقان لیـگ نے جو شرطیں پیش کي هیں ' وہ بالکل لغو اور بے معني هیں اور هرگز قبول نه هونگي - ایڈریانوپل یورپین ترکي کا قدیمي پاے تخت هے اور وهاں همارے گذشته سلاطین مدفون هیں - هم تو ابھي پیرزند دیچکے هیں ' جهاں مراد اول جنـگ (قصوه) کے بعد سنه ۱۳۸۹ میں دفن هوے تھے - لیکن ایڈریانوپل هم کبھي علحده نهیں کرسکتے - یه صوبه قسطنطنیه کي کنجي هے - اسپر بلغـاري قبضه ترکي سلطنت کے حـق میں همیشه مخدوش هوگا - اسکا همارے هاتھومیں رهنا بلغاریه کے لیے خطرناک نه تھا اور نه اب هے - علاوہ ازیں یه مقام ابتـک بلغاریا کیلیے ناممکن التسخیر رها ' پھر اسکا حق کس انصاف اور حق پر مبني هے ؟ ترکونمیں ایک پراني مثل هے که جو " شے تلوار سے حاصل هوتي هے اسکو تلوار هي چھین سکتي هے " اگر ایڈریانوپل پر لڑائی میں قبضه هوگیا هوتا تو وہ دوسري صورت هوتي اور اسوقت هملوگ شاید اسکے دیدینے پـر جبـراً راضي بھي کرلیے جاتے - مگـر موجوده حالت میں تو ایسا هونا ممکن نهیں - هـم دول یورپ کے سامنے سر تسلیم خـم کـر دینے کو آمـاده هیں که وہ اپنـي خـواهش کے مطابـق البانیا کو زیر نگراني سلطانی کسي ترکي خاندان کي حکومت کے ماتحت خود مختـار کرادے ' هم اسپر بھي آمـاده هیں که چار ناچار مقدونیا سے اپنا قبضه اٹھالیں مگر تھریس همارا تھا - همارا هے اور همـارا هي رهیگا - جزیرے بھي کبھي جدا نهیں هوسکتے - یه سچ هے که جنـگي جهازوں کي کمي کے باعث یونانیوں نے چند جزیروں پر قبضے کرلیا هے مگر آپکو بھولنا نهیں چاهیے که همارا کوئي قلعه وهاں نهیں تھا - ان جزیرونمیں زیاده تر یوناني آباد هیں اور هم نے اپنے دستور کے موافق انکو کامل آزادي دیدي تھي - ان باشندوں کي یه آزادي پھر واپس هوجایـگي مگر همـاري ایشیائي حکـومت کے لئے یه بات سخت نقصـان ده هوگي که هم اپنے خاص دروازه کے جزیرے اس قوم کے هاتھوں میں دیدیں ' جو بیز نطـاني وراثت پر حق کا اب تـک دعوي کرتا هے - هم نے فیصله کرلیا هے اور همارا قصد مصمم هو چکا هے که تھریس یا ایڈریانوپل کو کبھي جدا نهیں هونے دینگے - اگر جنـگ پھر شروع کي جاے گي تو هم بھي اسکے لئے طیار هیں - همارے ساري کمزوریاں دور هوچکي هیں - همارے پاس اسوقت ۷۵۰۰۰ سپاهي نبرد آزما گیلي پولی میں اور دو لاکھه چتلجه میں موجود هیں ' اور وہ ۸۰ - هزار ترک اسکے علاوہ هیں جو قزلیه اور سقرطري کے درمیان باسفورس سے متصل مقیم هیں اور هر روز نهـایت بے چیني سے اجراے جنـگ کا انتظار کر رهے هیں - یه جتني تاخیر هو رهي هے ' هماري فوج کو مضبوط بنا رهي هے اور اگر وہ همارے شرائط نامنظور کرینـگے تو هم لڑنیکو مستعد هیں - باقي رها نتیجه جنـگ ' تو اسکا همیں کوئي خوف نهیں " -

(الهلال) ان اقتباسات کو پڑھو اور غور کرو ! بلقان میں اسلحه فراهم کیے جاتے هیں مگر کوئي نهیں روکتا - اسکے بعد ڈپلومیٹـک جنگ کا آغـاز هوتا هے ' اس پر ترکی کو تنبـه هوتا هے اور وہ بھي بغرض حفظ ما تقدم جنـگي تیـاري کرنا چاهتي هے ' مگـر مرد سخن (جیسا که ادعاء کیا جاتا هے) انگلستان ' بلقانیوں کا ظل گستر: روس ' اور مثلث کا تیسرا ضلع ' فرانس کے سفراء سفیر ترکي سے ملتے هیں اور علی الخصوص انگلستان کا سفیر طفل تسلي دیتا هے که جب تـک وہ خود حمله کي معرک نه هوگي اسوقت تـک کسي علانیه جنگ کا اسے خوف نه کرنا چاهیے - اور پھر اسي پر بس نهیں کیا گیا بلـکه اسکو مجبور کیا جاتا هے که تدابیر حفظ ما تقدم کو چھوڑ دے - ترکي کي ناعاقبت اندیش وزارت طرابلس کے تلخ تجربه کے باوجود پھر بھي اعتماد دول کا شکار هوتي هے ' اور جنگي تیاري یک قلم موقوف کردیتي هے - خلوت میں منافقین سیاست کي طرف سے ایک طرف اتلي کو ابھارا جاتا هے که تمام قوانین جنـگ و انسانیت کو بالاے طاق رکھکر بیروت پر حمله کردے ' تاکه ترکي مجبور هوکر اپني فوج کا اصلي حصه قسطنطنیه سے دور بھیجدے - دوسري طرف راست باز انگلستان کا راست باز سفیر جنگي طیاري سے روکتا هے اور یقین دلاتا هے که جنـگ هرگز شروع نهوگي - لیکن پھر دفعةً جنـگ چھیڑ دي جاتي هے - ترکي اپنے کو دیکھتا هے تو فوج هیں ' نه افسر - سپاهي هیں ' نه سواري - سڑکیں خراب هیں - اور بدقسمتي سے سڑکوں کے سانھه موسم بھي خراب هے - تربیت یافته افسروں کي قلت کي تلافي ناممکن ' قلت سواري کا تدارک ممکن مگر خزانه خالي ' مجبوراً سپاهیوں کي کمي رنگروٹوں سے پوري کي جاتي هے جو بندوقوں کو بھرنا بھي نهیں جانتے - پھر یه فوج ایک ایسي فوج سے معرکه آرا هوتي هے ' جو تیس برس سے تیار کیجا رهي تھي اور یورپ کي بهترین اعانتوں سے فائده اٹھاکر میدان میں نکلي تھي -

ایسي حالت میں ناکامي لازمي تھي اور پیش آئي ' مگر سوال یه هے که اسکا باعث کون هے ؟ ترک ؟ مگر وہ تو ڈپلومیٹـک جنگ کے آغاز هي سے حفظ ماتقدم کرنا چاهتے تھے - پھر کون هے ؟ .....

قتلم از عشوه نمائیست کـه من میـدانم
سر این فتنه ز جائیست که من میدانم

مقالات

تراجم اخوان

دیباچہ

سیرۃ نبوی

(اثر : شمس العلما مولانا شبلي نعماني)

(۳)

تاریخ سیرۃ

سیرۃ نبوي کے عام ذخیرہ پر

فن سیرت کي یہ ایک سادہ اور مجمل تاریخ تھي - اب اسپر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالني چاہیے :

(۱) تیرہ سو برس کي وسیع مدت میں ایک کتاب بھي اس فن میں ایسي تصنیف نہیں کي گئي' جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا جاتا - سیرت کي جس قدر کتابیں موجود ہیں' ان سب میں محمد بن اسحاق کي سیرت سب سے زیادہ مستند ہے' تاہم علامہ ذہبي جو اُن کے طرف دار ہیں' میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :

ماله عندي ذنب' الا ما قد	میرے نزدیک اُن کا اسکے سوا کوئي
حشا في السیرۃ من	گناہ نہیں کہ انہوں نے سیرت میں
الاشیاء المنکرۃ المنقطعة	منکر اور بے سند روایتیں اور جعلي
والاشعار المکذوبة	اشعار بھر دیئے ہیں -

(۲) محدثین نے تنقید اور تحقیق کی ضرورت کو احادیث احکام کے ساتھہ خاص کردیا ' یعني صرف وہ حدیثیں تنقید کي محتاج ہیں' جن سے شرعي احکام ثابت ہوتے ہیں - جو روایتیں فضائل وغیرہ سے متعلق ہیں' اُن میں احتیاط کي حاجت نہیں - حافظ زین الدین عراقي بہت بڑے پایہ کے محدث ہیں' حافظ ابن حجر انہي کے شاگرد ہیں' وہ اپني سیرۃ منظوم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

ولیعلم الطالب ان السیرا	یجمع ما صح وما قد انکرا (۱)

یہي وجہہ ہے کہ مناقب اور فضائل اعمال میں نہایت کثرت سے جھوٹي اور ضعیف روایتیں شائع ہوگئیں' اور بڑے بڑے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں ان روایتوں کا درج کرنا جائز رکھا - علامہ ابن تیمیہ کتاب التوسل (۲) میں لکھتے ہیں :

قد رواہ من صنف في	اس حدیث کو ان لوگوں نے روایت
عمل یوم ولیلة کابن البني	کیا ہے جنہوں نے رات دن کے اعمال
وابي نعیم وفي مثل	میں کتابیں تصنیف کي ہیں مثلاً
هذہ الکتاب احادیث کثیرۃ	ابن البني اور ابو نعیم' اور اس قسم کي
موضوعة لا یجوز الاعتماد	کتابوں میں کثرت سے جھوٹي حدیثیں
علیها في الشریعة باتفاق	موجود ہیں جن پر اعتماد کرنا
العلماء -	ناجائز ہے' اور اس پر تمام علما کا اتفاق ہے-

حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث روایت کي ہے کہ جب حضرت آدم سے خطا سرزد ہوئي' تو اُنہوں نے کہا " اے خدا ! میں تجھکو محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ میري خطا معاف کردے " خدا نے کہا " تم نے محمد کو کیونکر جانا " حضرت آدم نے کہا " میں نے سر اٹھا کر عرش کے پایوں پر نظر ڈالي ' تو یہ الفاظ لکھے ہوے دیکھے : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - اس سے میں نے قیاس کیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھہ جس شخص کا نام ملایا ہے' وہ ضرور تجھکو محبوب ترین خلق ہوگا " خدا نے کہا " آدم ! تو نے سچ کہا ' محمد نہ ہوتے تو میں تجھکو پیدا بھي نہ کرتا "

حاکم نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ' علامہ ابن تیمیہ یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں :

اما تصحیح الحاکم لمثل	حاکم کے اس قسم کي حدیثوں کو
هذ الحدیث وامثاله فهذا	صحیح کہنے پر ائمۂ حدیث
مما انکرہ علیه ائمة العلم	نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ
بالحدیث وقالوا ان الحاکم	حاکم اکثر جھوٹي اور موضوع
یصحح احادیث وهي موضوعة	حدیثوں کو صحیح کہدیتے
مکذوبة عند اهل المعرفة	ہیں ' اسي طرح حاکم
بالحدیث وکذلک احادیث	کي مستدرک میں بہت سي
کثیرۃ في مستدرکته	حدیثیں ہیں جن کو حاکم نے
یصححها وهي عند ایمة اهل	صحیح کہا حالانکہ وہ ائمۂ حدیث
العلم بالحدیث موضوعة (۱)	کے نزدیک موضوع ہیں -

علامۂ موصوف ایک اور موقع پر ابو الشیخ اصفہاني کي کتاب کا تذکرہ کرکے لکھتے ہیں (صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶) :

وفیها احادیث کثیرۃ قویة	اور اس میں بہت سي حدیثیں
صحیحة وحسنة واحادیث	ہیں جو قوي ہیں' اور حسن
کثیرۃ ضعیفة موضوعة وهیئة	ہیں اور بہت سي ضعیف اور
وکذلک ما یرویه خیثمة	موضوع اور مہمل ہیں اور اسي
بن سلیمان في فضائل	طرح وہ حدیثیں' جو خیثمہ بن
الصحابة وما یرویه ابو نعیم	سلیمان' صحابہ کے فضائل میں روایت
في فضائل الخلفاء في	کرتے ہیں' اور وہ حدیثیں' جو ابو نعیم
کتاب مفرد في اول حلیة	اصفہاني نے ایک مستقل کتاب
الاولیاء ... وما یرویه	میں خلفا کے فضائل میں روایت
ابو بکر الخطیب وابو	کي ہیں' اور اسی طرح وہ روایتیں'
الفضل بن ناصر وابو موسی	جو ابو بکر خطیب اور ابوا لفضل
المدیني وابو القاسم	اور ابو موسی مدیني اور ابن
بن عساکر والحافظ	عساکر اور حافظ عبد الغني
عبد الغني واضرابهم فمن	وغیرہ ارباب حدیث روایت
له معرفة بالحدیث -	کرتے ہیں -

غور کرو ! ابو نعیم ' خطیب بغدادي ' ابن عساکر' حافظ عبد الغني وغیرہ' حدیث اور روایت کے امام ہیں ' با وجود اسکے یہ لوگ خلفا اور صحابہ کے فضائل میں جھوٹي اور موضوع حدیثیں بے تکلف روایت کرتے تھے - اسکي وجہ یہي تھی کہ یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ صرف مسایل فقہیہ کي حدیثوں میں احتیاط اور تشدد کي ضرورت ہے ' ان کے سوا اور روایتوں میں سلسلۂ سند نقل کردینا کافي ہے ' تنقید اور تحقیق کي ضرورت نہیں -

---

(۱) طالب العلم کو جاننا چاہیے کہ سیرت میں جتني طرح کي روایتیں ہوئي ہیں صحیح بھي اور غلط بھي -

(۲) مطبوعہ مطبع المنار صفحہ (۹۹)

اس بے احتیاطي کا اثر سیرت نبوي کي روایتوں پر زیادہ تر پڑا ' خلفا اور صحابہ کے فضائل میں جب مبالغہ آمیز روایتوں کا نقل کرنا جائز تھا ' تو بارگاہ رسالت کے فضائل میں جس قدر کہا جاتا ' کم تھا - اس قسم کي روایتیں عوام میں مقبول ہوکر اس طرح رواج پا جاتي تھیں کہ اگر کوي محقق ان سے انکار کرنا چاہتا تو عوام دشمن بن جاتے -

موضوعات ملا علي قاري میں لکھا ہے کہ بغداد میں ایک واعظ نے یہ حدیث بیان کي " قیامت میں خدا آنحضرت کو اپنے ساتھہ عرش پر بٹھاے گا " امام ابن جریر طبري نے سنا تو بہت برہم ہوے اور اپنے دروازہ پر یہ فقرہ لکھہ کر لگا دیا : " خدا کا کوي ہمنشیں نہیں " اسپر بغداد کے عوام سخت برافروختہ ہوے اور امام موصوف کے گھر پر اس قدر پتھر برساے کہ دیواریں ڈھک گئیں (۱)

ایک خاص نکتہ

اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے - یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایت میں امام بخاري اور مسلم سے بڑھکر کوي شخص نہیں پیدا ہوا - رسول اللہ کے ساتھہ اُن کو جو عقیدت اور خلوص اور شیفتگي تھي ' اُس کے لحاظ سے بھي وہ تمام محدثین کے سرتاج تھے - باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کي مبالغہ آمیز روایتیں بیہقي ' ابونعیم ' بزار ' طبراني وغیرہ میں پائي جاتي ہیں ' بخاري اور مسلم میں نہیں ملتیں - بلکہ اس قسم کي حدیثیں جو نسائي ' ابن ماجہ ' ترمذي وغیرہ میں پائي جاتي ہیں ' وہ بھي اِن میں مذکور نہیں ' اس سے قطعي ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے ' مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتي جاتي ہیں - یہ روایت کہ جب آنحضرت (صلعم) عالم وجود میں آے تو ایوان کسري کے ۱۴ - کنگرے گرپڑے ' آتش فارس بجھہ گئي ' بحیرہ طبریہ خشک ہوگیا - بیہقي ' ابونعیم ' خرایطي ' ابن عساکر ' اور ابن جریر ' سب نے روایت کي ہے ' لیکن بخاري اور مسلم بلکہ صحاح ستہ کي کسي کتاب میں اس کا پتہ تک نہیں !

سیرت نبوي پر جو کتابیں لکھي گئیں ' وہ زیادہ تر اسي قسم کي کتابوں (طبراني ' بیہقي ' ابونعیم وغیرہ) سے ماخوذ ہیں ' اسلیے ان میں نہایت کثرت سے غلط اور کمزور روایتیں درج ہوگئیں اور اسي بنا پر محدثین کو کہنا پڑا کہ سیرۃ میں جھوٹ سچ ' ہر قسم کي روایتیں ہوتي ہیں -

(۳) سیرت کے باب میں یہ سہل انگاري اختیار کي گئي کہ محدثین نے تحقیق کے جو اصول قرار دیے تھے ' اکثر نظر انداز کردیے گئے - محدثین کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ روایت کا سلسلہ اصل واقعہ تک کہیں منقطع نہ ہونے پاے ' لیکن آنحضرت کے حالات ولادت کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' قریباً سب منقطع ہیں - صحابہ میں سے کوئي شخص ایسا نہ تھا جس کي عمر ' آنحضرت کے ولادت کے وقت روایت کے قابل ہو - سب سے معمر حضرت ابوبکر تھے ' وہ آنحضرت سے عمر میں دو برس کم تھے ' اسي بنا پر ولادت شریف کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' کوئي ان میں سے متصل نہیں ' اور اسي بنا پر اِن واقعات کے متعلق نہایت دور از کار روایتیں پھیل گئیں ' مثلاً ابونعیم نے روایت کي ہے کہ جب آنحضرت پیدا ہوے تو بہت سے پرند آکر مکان میں بھرگئے ' جن کي زمرد کي منقار اور یاقوت کے پر تھے - پھر ایک سفید بادل آیا اور آنحضرت کو اُٹھا لیگیا اور ندا آئي کہ اس بچے کو مشرق و مغرب اور تمام دریاؤں کي سیر کراؤ کہ سب لوگ پہچان لیں (۲) یہ

(۱) موضوعات علي قاري صفحہ ۱۳ مطبوعہ دھلي -

(۲) مواہب لدنیہ میں یہ روایت نقل کي ہے - اس میں بے انتہا مبالغہ آمیز باتیں ہیں - میں نے معمولي ٹکڑا نقل کردیا ہے -

بے احتیاطي مروجہ روایتوں کے ساتھہ مخصوص نہیں ' بلکہ اکثر واقعات میں اس کا پرتو نظر آتا ہے - سیرت اور مغازي کا بڑا حصہ امام زہري سے منقول ہے لیکن اُن کي اکثر روایتیں جو سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہیں ' منقطع ہیں ' یعني اُوپر کے راویوں کے نام مذکور نہیں -

(۴) سیرت میں محدثوں نے جو کتابیں لکھیں ان سے بعد کے لوگوں نے انکي روایتوں کو ان محدثین کے نام سے نقل کر لیا ' اُن بزرگوں کے مسند ہونے کي بنا پر لوگوں نے اُن تمام روایتوں کو بھي معتبر سمجھہ لیا اور چونکہ اصل کتابیں ہر شخص کو ہات نہیں آسکتي تھیں اسلئے لوگ راویوں کا پتہ نہ لگا سکے اور اسطرح رفتہ رفتہ یہ روایتیں تمام کتابوں میں داخل ہوگئیں - اِس تدلیس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مثلاً جو روایتیں واقدي کي کتاب میں مذکور ہیں ' ان کو لوگ عموماً غلط سمجھتے ہیں ' لیکن اُنہیں روایتوں کو جب ابن سعد کے نام سے نقل کر دیا جاتا ہے تو اُن کو معتبر سمجھہ لیتے ہیں ' حالانکہ ابن سعد کي اصلي کتاب ہات آئي تو پتہ لگا کہ ابن سعد نے یہ روایتیں واقدي ہي سے لي ہیں -

(۵) محدثین نے روایت کے متعلق جو اصول منضبط کیے تھے صحابہ کے متعلق انکو بالکل نظر انداز کردیا - مثلاً اصول روایت کي رو سے رواۃ کے مختلف مدارج ہیں ' کوئي راوي نہایت ضابط ' نہایت معني فہم ' نہایت دقیقہ رس ہوتا ہے ' کسي میں یہ اوصاف کم ہوتے ہیں ' کسي میں اور بھي کم ہوتے ہیں ' یہ فرق مراتب جس طرح فطرۃً عام راویوں میں پایا جاتا ہے ' صحابہ بھي اس سے مستثنیٰ نہیں - حضرت عائشہ نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ کي روایتوں پر جو تنقدیں کیں ' اور جن کا ذکر اوپر گذر چکا ' وہ اسي بنا پر کیں ' لیکن عام طور پر اِس فرق مراتب کا لحاظ نہیں رکھا گیا - فرض کرو کہ ایک بدوي ' جس نے صرف ایک دفعہ آنحضرت کو کبھي دیکھہ لیا ' کسي نازک اور نہایت مشکل واقعہ کو ادا کرتا ہے ' اور پھر اُسي واقعہ کو حضرت ابوبکر یا حضرت علي ادا کرتے ہیں ' تو کیا دونوں روایتوں کا ایک درجہ ہوگا ؟ کیا ہم یہ قیاس کریں گے کہ بدوي نے واقعہ کو اُسي طرح سمجھا ہوگا ' اور اُسي طرح اُس کے نازک اور ناقابل ادا پہلوؤں کو ادا کیا ہوگا ' جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت علي سے امید ہوسکتي ہے ؟ حضرت عائشہ جب آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں تو اُن کي عمر سات برس کي تھي - اِس زمانہ میں اُنھوں نے جو واقعات سنے اور بیان کیے اُنھي واقعات کو اگر وہ ۱۶ - ۱۷ برس کي عمر میں سن کر بیان کرتیں تو کیا دونوں روایتوں کا ایک ھي درجہ ہوتا ؟ احادیث میں بڑا غلط مبحث یہ ہے کہ بہت سي مہتم بالشان حدیثیں ' صحابہ کي صغر سن کي زمانہ کي مروي ہیں لیکن ان احادیث کي متعلق اس تفریق کا کوئي اشارہ نہیں کیا جاتا -

(۶) واقعات کے اسباب و علل سے مطلق بحث نہیں کرتے ' نہ اُن کي تلاش و تحقیق کي طرف متوجہ ہوتے ہیں - اگرچہ اس میں شبہہ نہیں کہ اس بارہ میں یورپ کا طریقہ نہایت غیر معتدل اور واقعیت کے بالکل خلاف ہے - یوروپین مورخ ' ہر واقعہ کي علت تلاش کرتا ہے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلۂ معلومات پیدا کرتا ہے ' اس میں بہت کچھہ اُس کي خود غرضي اور خاص مطمع نظر کو بھي دخل ہوتا ہے ' وہ اپنے مقصد کو ایک محور بنا لیتا ہے ' اور تمام واقعات اُسي کے گرد گردش کرتے ہیں ' بخلاف اسکے اسلامي مورخ نہایت سچائي اور انصاف اور خالص بے طرفداري سے واقعات کو ڈھونڈھتا ہے ' اُس کو اِس سے کچھہ غرض نہیں ہوتي کہ واقعات کا اثر اُس کے مذہب ' معتقدات ' اور

تاریخ پر کیا ہوگا ؟ اُس کا قبلۂ مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے ' وہ اُسی پر اپنے معتقدات اور خیالات' بلکہ تمام چیزوں کو قربان کر دیتا ہے -

لیکن اس میں حد سے زیادہ تفریط ہوگئی ' اس بات سے بچنے کے لیے کہ واقعات' رائے سے مخلوط نہ ہوجائیں' پاس پاس کے ظاہری اسباب پر بھی نظر نہیں ڈالتے ' جس سے ہر واقعہ خشک اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے- مثلاً آنحضرت (صلعم) کی سیکڑوں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے فلاں قبیلہ پر فلاں وقت فوجیں بھیجدیں' لیکن اُن کے اسباب کا ذکر نہیں کرتے' حالانکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے لیے کافی اسباب نہ تھے -

(۵) ایک بڑا اور اہم مسئلہ زمانہ کا مذاق' ذاتی میلان' اور میلان طبائع کا اثر ہے - یہ بالکل ممکن ہے کہ راوی ثقہ ہوں ' لیکن زمانے کے مذاق اور اثر سے واقعہ کی اصلی حالت بدل جائے - مثلاً جس زمانہ میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا ' مذہبی تعصب اور غیر مذہب والوں سے نفرت ' عام ہوچکی تھی - کبھی روایت میں اگر یہ مذکور ہو کہ کوئی کافر قتل کردیا گیا ' تو کسی کو وجہ اور سبب کی تلاش نہیں ہوتی تھی ' اسلیے کہ قتل کے لیے یہ کافی سبب تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا - یہ تعصب جس طرح پیدا ہوا' اور جس طرح بتدریج بڑھتا گیا' تمام مذہبی اور تاریخی تصنیفات میں اُسی تدریج کے ساتھ اُس کے آثار نظر آتے ہیں - مثلاً حضرت عمر نے غیر مسلم رعایا کی نسبت بہت سے احکامات صادر کیے تھے جن کا منشا یہ تھا کہ وہ صورت اور وضع و لباس میں مسلمانوں سے مشتبہ نہ ہونے پائیں' قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں اِن احکام کو نقل کیا ہے اور ہارون الرشید سے نہایت زور کے ساتھ استدعا کی ہے کہ اِن احکام کی تعمیل نہایت پابندی کے ساتھ کی جاے - قاضی صاحب اگرچہ نہایت سختی کے ساتھ اِن احکام کی تعمیل کی تاکید کرتے ہیں' لیکن اُن کے کسی لفظ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ اِن احکام کا منشا کیا ہے؟ یا اوس سے ذمیوں کی توہین مقصود ہے' لیکن جب تعصب زیادہ بڑھا اور متقشف فقہاء پیدا ہوے' تو یہی روایت اِس صورت میں ڈھل گئی کہ حضرت عمر نے تحقیر و توہین کے لیے یہ احکام صادر کیے تھے !

جنگ یرموک میں جب حضرت ابو عبیدہ نے تمام مفتوحہ مقامات سے فوجیں واپس بلالیں' تو افسران فوج کو حکم بھیجا کہ جس قدر جزیہ جہاں جہاں سے وصول کیا گیا ہے سب واپس کر دیا جاے' اور رعایا سے کہدیا جاے کہ "جزیہ اِس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کوئی دشمن چڑھ آوے تو ہم تمہاری حفاظت کرسکیں' لیکن چونکہ اب ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہوسکتے اسلیے وہ تمام رقم واپس کردی جاتی ہے " یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے اور یہ اسلام کے عدل و انصاف کی اصلی تصویر ہے ' لیکن قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں یہ واقعہ جہاں نقل کیا ہے' وہاں اِسقدر اپنی رائے بھی شامل کردی ہے کہ " حضرت ابو عبیدہ نے تالیف قلوب کے لیے ایسا کیا تھا " ما بعد کی تصنیفات میں یہ واقعہ اِسی رائے کے قالب میں ڈھل گیا اور اب تو واقعہ کو اس رائے سے الگ کر ہی نہیں سکتے -

بنو نضیر کی لڑائی میں جب یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا تو آنحضرت نے حکم دیا کہ قلعہ کے گرد جو کھجور کے درخت ہیں' کٹوا دیے جائیں ' عام ارباب سیر اس واقعہ کو اسی طرح سادہ لکھتے ہیں اور گو یہودیوں کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ" محمد (صلعم) باوجود دعوی پیغمبری ایسی بے رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں " لیکن اس اعتراض (۱) کے جواب سے بالکل تعرض نہیں کرتے' کیونکہ اُن کے نزدیک یہودیوں کے ساتھ جو کچھ کیا جائے عین انصاف ہے-

احادیث اور سیرت کی اکثر کتابیں عباسیوں کے زمانہ میں لکھی گئیں اور اُس وقت لکھی گئیں جب ناز و نعمت اور عیش پرستی کا ارج شباب تھا- اس حالت نے تاریخ و روایت پر جو اثر کیا وہ اگرچہ روایتوں کے رگ رگ میں نظر آتا ہے' لیکن کسی نے اس کا احساس نہیں کیا -

یہ وہ زمانہ تھا کہ خلفائے عباسیہ کثرت سے شادیاں کرتے تھے ' ہزاروں حرمیں ہوتی تھیں ' ماموں الرشید اور ہارون الرشید کے پاس دو دو ہزار کنیزیں تھیں اور یہ تعداد کبھی کم نہیں ہوتی تھی ' اس بنا پر جن روایتوں میں میل الی النساء اور جمال پرستی کا ذکر ہوتا تھا وہ خود بخود رواج عام پا جاتی تھیں ' اسی کا اثر ہے کہ طبقات ابن سعد اس قسم کی روایتوں سے لبریز ہے اور اور کتابوں میں بھی اسکی مخفی تلمیحات نظر آتی ہیں - اس بحث کی زیادہ تفصیل مناسب نہیں' ورنہ ہم بہت سی روایتوں کو نقل کرسکتے تھے -

یہ وہ اسباب ہیں کہ ثقہ سے ثقہ راوی ان کے اثر سے بچ نہیں سکتے تھے- ثقاہت صرف کا اسی قدر اثر ہوسکتا ہے کہ کوئی واقعہ غلط نہ بیان کیا جاے ' لیکن ثقہ سے ثقہ راوی بھی اس سے نہیں بچ سکتا کہ اُس کے مذاق اور رائے کا اثر روایت پر پڑتا ہے - جو واقعہ راوی کے مذاق کے مناسب ہوتا ہے اُس میں خود بخود زور آجاتا ہے ' وہ اُجاگر ہوجاتا ہے' دوسرے واقعات اُس کے سامنے دھندلے ہو جاتے ہیں' اور جو جزئیات اُس واقعہ سے الگ ہوتے ہیں بیان سے چھوٹ جاتے ہیں - امام بخاری کا عموماً یہ اصول ہے کہ ایک طویل الذیل روایت کے بیسیوں ٹکڑے کرتے ہیں اور یہ ٹکڑے جہاں جہاں اور جس جس باب میں آسکتے ہیں' اُن کے مستقل عنوان بناتے ہیں- ان ٹکڑوں کو پوری روایت میں دیکھو - تو سادہ اور معمولی معلوم ہوتے ہیں ' لیکن مستقل عنوانوں میں مقصود بالذات ہونے کی وجہ سے یہی ٹکڑے زیادہ روشن ہو جاتے ہیں ' اور اگرچہ کسی موقع پر غلط بیانی نہیں ہوتی' لیکن واقعات کی حیثیت ہر جگہ بدل جاتی ہے ' اور اکثر جگہ الفاظ تک بدل جاتے ہیں -

یہ بات معمول بہ اور عام ہے کہ راوی ' روایت کا جو حصہ چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بخاری ' مسلم ' ترمذی وغیرہ میں ایک ہی حدیث کو دیکھو تو کسی میں وہ روایت نہایت مطول ہوتی ہے ' دوسرے میں اُس سے مختصر' تیسرے میں اس سے بھی مختصر' اسکی یہی وجہ ہے کہ ایک بڑی روایت میں سے راوی جو واقعات یا جو واقعہ چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے - اصول حدیث کی رو سے اس قسم کی کمی بیشی کا اختیار وہیں تک ہے ' جہاں تک واقعہ کی نوعیت میں فرق نہ آے ' لیکن یہ ایک اجتہادی بات ہے' یعنی ممکن ہے کہ ایک راوی کے نزدیک واقعہ کی بعض خصوصیات چھوڑ دینے سے اصل مقصد میں فرق نہیں آتا' لیکن درحقیقت آجاتا ہو -

زمانہ اور طبیعت کا مذاق اس حالت میں نہایت سخت نتائج پیدا کرتا ہے ' مثلاً حضرت عمر نے ذمیوں کی نسبت یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلوں میں سور نہ لائیں' مساجد کے سامنے صلیب نہ نکالیں' اُن بچوں کو اصطباغ نہ دیں جو کسی مسلمان کے زیر تربیت ہوں' کتاب الخراج اور طبری میں یہ احکام انہی قیدوں کے ساتھ منقول ہیں ' لیکن جب تعصب بڑھتا گیا تو یہ قیدیں خود بخود اُٹھتی گئیں اور ابن الاثیر وغیرہ میں یہ احکام عام احکام بن گئے' یعنی ذمیوں کے لیے سور چرانا' صلیب نکالنا' بچوں کو اصطباغ دینا' سرے سے ممنوع ہوگیا -

[لها بقية]

(۱) جنگ بنی نضیر کے ذکر میں تفصیل سے اس واقعہ کا اور اُسکے اسباب کا ذکر آئیگا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہودیوں کا اعتراض بالکل غلط تھا -

ادبیات

—:○(*)○:—

دعوت درد

— * —

اٹھ دل راحت طلب پیدا سر شوریدہ کر * آپ بھي غمدیدہ ہو اور دلکو بھي غمدیدہ کر
پھونک دے محفل کو اپنے شعلۂ آواز سے * گرمي ہنگامہ سے ہر قلب کو تفتیدہ کر
سرمہ آسا اہل بینش کي نگاہوں میں سما * ذرۂ ہستي کو اپنے اور بھي سائیدہ کر
شور پیدا کر جہاں میں نالۂ بیتاب سے * زخمہاے سینہ کو اپنے نمک پاشیدہ کر
کرکے عریاں شمع ہستي کو دکھا اوسکا فروغ * یعنے نذر شعلۂ غم جامۂ بوسیدہ کر
ہاں زمانہ دیکھہ لے رفعت تري شکل ہلال * اور بھي اپنے تن کاہیدہ کو کاہیدہ کر
کارواں کي چشم خوابیدہ کا ہو جا درد تو!
جب وہ سرگرم تگا پو ہو تو بن جا گرد تو!

ساقیا پھر جلوہ پیرا ہو اُسي انداز سے * زندہ کردے اہل محفل کو اُسي اعجاز سے
طائر سدرہ! ہماري خستگي پر کر نظر * زور بازو گھٹ گیا، پر رہگئے پرواز سے
جھانک لے پھر پردۂ برد یماني سے ذرا * پھر سکھا طرز فغاں چشم نوا پرداز سے
وہ حداي خواني کے نغمے! وہ سرود رجز آہ! * ہو گئے ناآشنا اپنے پرانے ساز سے
ہمنوا ہوں غیر کا میں بھي، بھلا ممکن کہاں * جب کراہا تک نہیں جاتا یہاں آواز سے؟
محو کر دل سے خطا دلدادگان حسن کي * روٹھتا ہے یوں بھي کوئي عاشق جانباز سے؟
سر اگر ہمکو دیا ہے سرفروشي بھي ”
مے عنایت کي تو پھر وا رفتہ ہوشي بھي سکھا

(”نیاز“ فتح پوري)

فکاہت

صلح کانفرنس کي شکست اور جنگ کا آغاز

— * —

سوٹ ابل سلف گورنمنٹ

Suitable Self - Government.

—○: * :○—

دیکھا جو لیگ نے کہ ہوا خاتمہ تمام * از بس، ہ دست حق طلبي اب دراز ہے
کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام * مقبول خاص و عام نہیں، خانہ ساز ہے
تقسیم مشرقي نے عیاں کردیا ہے سب * جو شاہ راہ حق میں نشیب و فراز ہے
جاري ہے ہر زباں پہ مساوات کا سبق * ہر خاص و عام پردہ در امتیاز ہے
مجبور ہوے لیگ نے اُلٹایا ہے ورق * جو سر بسر مرقع نیرنگ ساز ہے
چہرہ پہ ہے جو ما ف گورنمنٹ کا نقاب * ہر دیدہ ور اسیر طلسم مجاز ہے
سمجھے نہ یہ کہ ”سوٹ ابل“ کي جو شرط ہے * تمہید ج دہ ہاے جبیں نیاز ہے
ے نہ لوگ یہ، کہ یہي لفظ پر فریب * اِس ملک میں طلسم غلامي کا راز ہے
سب یہ سمجھہ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگرس، * دوانوں کا ایک عرصہ گہ ترکتاز ہے

* * *

جب تک کہ لوگ حلقہ بگوش خواص ہیں * جبتک زبان قوم خوشامد طراز ہے
جب تک ہیں لوگ عالم بالا سے مستفیض * جبتک بہم یہ دور ”قدح ہاے راز“ ہے
”احرار“ سے کہو کہ نہیں کچھہ اُمید ”صلح“ * مٹتا نہیں جو تفرقۂ و امتیاز ہے
آزادي خیال پہ تم کو ہے کس غرور * تو لیگ کو بھي شان غلامي پہ ناز ہے

(نقاد)

شئون عثمانیہ

مظالم بلغاریا

—:*:—

(اخبار جون ترک ، تصویر افکار ، المؤید ، اور شریعی پاشا صدر هلال احمر مصر کے بیانات کا اقتباس)

بلغاري ممالک میں قریباً چھه لاکھه مسلمان آباد تھے - اعلان جنگ کے بعد بلغاري دست ظلم سب سے پہلے ان محکوم مسلمانوں پر اٹھا - مکانات مسمار کیے گیے ' آبادیوں کو جلا کر خاک کا ڈھیر کردیا گیا اور تمام مال و اسباب فوج کے لیے لوٹ لیا گیا ' اور پھر صرف اتنا هي نہیں ' بلکه مسلمان خاتونوں کي عصمت پر وحشیانه حملے کیے گیے ' جسکي سرگذشت قابل بیان نہیں -

یه مظالم ان ستمرانیوں کي ابتدائي مشق تھي ' جو حدود عثمانیه میں هونے والے تھے - بلغاري فوج اسطرح مسلمانان بلغاریا کو بے خان و مان اور بے عزت و آبرو کرتي هوئي حدود عثمانیه میں داخل هوئي - انکے داخل هونے کے ساتھه هي مسلمان خاندانوں نے هجرت شروع کردي کیونکه انکو مظالم کا حال معلوم هوچکا تھا - بعض خاندان تو قسطنطنیه میں چلے آے اور اکثر اناطولیا چلے گئے - مهاجرین کي تعداد تخمیناً ایک لاکھه پچاس هزار سے متجاوز تھي - اسکا بیشتر حصه قرق کلیسا ' لولي برغاس ' ویزه ' شارلو ' ساوري ' اور دیگر قرب و جوار کے مقامات کے فلاکت زدوں پر مشتمل تھا -

دده آغاج ' قوالہ ' اور درامه وغیره میں جو مسلمان خاندان تھے ' انمیں سے جنکي جان و آبرو خدا کو بچانا منظور تھي ' وہ تو اپنے اپنے شهروں سے هجرت کرکے روانه هوگئے اور زیادہ تر خدیو مصر کي کشتیوں پر سوار هوکے مصر پهنچگئے ' لیکن بدقسمتي سے جن بلغاري حدود کے خاندان نہیں بهاگ سکے تھے ' ان کي جانیں بے امان تلواروں ' اور انکي عزت و ناموس بلغاري وحشت کاریوں کي نذر هوگئي -

صوبه (سالونیکا) کے مسلمان دفعةً دشمنوں میں گهر گئے - اسلیے انکو ترک وطن کي مهلت نہیں ملي ' لیکن تاهم دیهاتوں سے هزارها مسلمان بایں خیال شهر (سالونیکا) میں چلے آئے تھے که یہاں انسانیت پرست دول یورپ کے قنصل موجود هیں ' اسلیے اگر یوناني اور بلغاري فوجوں نے دست درازیاں کیں تو انکي رگ انسانیت کو ضرور جنبش هوگي ' مگر جب شریر دشمنوں کا قبضه هوگیا تو پھر شاید هي کوئي سخت سے سخت وحشیانه ظلم ایسا هے جو ان مظلوموں پر نه هوا هو ' اور یورپ کے قنصلوں نے خاموشي کے ساتھه انکا تماشه نه دیکھا هو -

(قوهوه) کے مسلمان سب سے زیادہ بد قسمت تھے - فوجوں نے وهاں داخل هوتے هي قتل عام شروع کر دیا - شهر کے راستے لاشوں سے پٹے پڑے تھے ' صرف نهر میں اتني لاشیں پڑي تھیں که پاني کي روانی رک گئي تھي - (نوري بازار) اور حدود (جبل اسود) کے مسلمانوں کا بھي ایسا هي حشر هوا -

(سالونیکا) میں عیسائیوں کے مظالم کي تفصیل گو خود یورپین ذامه نگاروں نے تفصیل سے شائع کي هے مگر تهذیب پرور دول یورپ میں سے کسي ایک پر بھي اسکا اثر نه هوا ' اور اسوقت تک بلقانیوں کي اسیطرح پاسداري هو رهي هے ' جسطرح که اس تفصیل کي اشاعت سے پہلے هوتي تھي -

دول یورپ سے تغافل کي شکایت في الحقیقت بے معني هے - ایسي قوم کي عصمت یا جان کبھي محفوظ نہیں رهسکتي جو خود کچھه کرنا نه چاهتي هو ' اور دشمن سے انصاف و عدل کي امید رکھتي هو -

(استروجه) میں بلغاري فوج کے داخل هوتے هي بلغاري کمانڈر نے پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا - (سیروز) میں جس دن فوج داخل هوئي ' اسي دن پانچ سو اعیان شهر قتل کیے گئے - (زارسته) میں جتنے بالغ مسلمان پاے گئے ' بے دریغ نذر اجل هوے اور انکے ساتھه عورتیں بھي گرفتار کرلي گئیں - بعض مسلمانوں نے اپني جان بچانے کے لیے تمام مال فدیه میں دینا قبول کیا ' لیکن جب فدیه وصول هوگیا تو بلا تامل قتل کرڈالے گئے - تیره تیره چوده چوده برس کی مسلمان لڑکیوں کي نهایت وحشیانه طور پر عفت دري کي گئي - انکو یه اشقیاء ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجاتے تھے اور اپنے دوستوں کي ضیافت کرتے تھے - انمیں سے کتني هي لڑکیاں شدت مظالم کی وجه سے مرگئیں - بہت سي لڑکیوں نے عزت دیکے جان بچانے پر ' موت کو ترجیح دي اور بہتوں کو مرنے کي بھي مهلت نہیں دي گئي -

(سالونیکا) کے قریب کے ایک گاوں میں ان اشقیاء نے مسلمان خاندانوں کے تمام مردوں کو ' جنمیں بچے ' جوان ' بوڑھے ' هر عمر کے لوگ تھے ' ذبح کرڈالا اور بڑھیوں کے پیٹ تلواروں سے پھاڑ کے انمیں گھوڑے کي لید اور پتھر بھر دیے ' صرف لڑکیوں اور جوان عورتوں کو چھوڑدیا ' اسلیے که انکي عصمت و عفت کو اپني نفس پرستي پر قربان کریں -

بعض لوگوں نے ان سفاکوں سے پوچھا که بچوں نے تمہارا کیا قصور کیا هے اسکے جواب میں انھوں نے کہا " یه بچے بڑے هوکے اسلام کا دم بھرینگے کتے کے پلوں کو پلے هي دن مارڈالنا چاهیے تاکه بڑھکے نه بھونکیں - هم ان ممالک میں ایک مسلمان کو بھی زنده نه چھوڑینگے - کیونکه هم چاهتے هیں که یورپ کو اسلام کي نجاست سے پاک کردیں -

(سالونیکا) اور (رومیلي) کي مسجدوں کے منارے منهدم کردیے گئے - ممبر توڑ دیے گئے ' اور انکی عمارتوں کو گرجا بنا دیا - تمام مسلمانوں کو شاید ان اینٹ اور چونے کي عمارتوں کي توهین پر بہت غصه آیگا ' اور بیشک میرا یه عقیده هے که انکي توهین اسلام و توحید کي توهین هے - یه شعائر اسلام هیں ' اور هر مسلمان کا فرض هے که اپنے خون کا آخري قطره بھي اسکي حفاظت میں بہادے - مگر اس مصیبت کي میرے نظر میں کچھه اهمیت نہیں رهتي ' جب میں ان هزاروں مسلمان خاندانوں کا خیال کرتا هوں ' جن میں سے هر ایک جسم و وجود ' اسلام و توحید کي اپنے دلوں میں مسجدیں رکھتا تھا مگر انکي لاشوں کو مٹي تک نصیب نه هوئي -

جب میں یه خیال کرتا هوں که ایک طرف حاملین توحید کي صفیں کھڑي هیں اور بلغاري ' گولیوں کي بارش سے انکا چراغ هستي گل کر رهے هیں ' دوسري طرف انکي عورتیں اور بچے پا بزنجیر کھڑے هیں اور زار قطار رو رهے هیں مگر ظالم مسیحي پرستوں کے دل پر ذرا بھي اثر نہیں پڑتا ' بلکه وہ جس قدر آه و زاري کرتے هیں اتني هي انکي سنگیني اور بڑھتي جاتي هے - جب میں اس جگر پاش منظر کو پیش نظر کرتا هوں ته اسلامي خاتونیں جو همیشه اپني عیسائي بہنوں کو بزمهاے عیش میں لطف اختلاط اٹھاتے دیکھتي تھیں مگر محض اپنے پاک مذهب کي ممانعت کي وجه سے غیر مرد کا

نظر بھرے دیکھنا بھي گوار نہیں کرتي تھیں' آج انکی جان سے زیادہ قیمتي شے یعني عفت پر بلغاریوں کے حملے ہورہے ہیں - وہ گھبرا گھبرا کے اپنے عزیزوں کو دیکھتي ہیں لیکن وہ پا بزنجیر سامنے کھڑے حسرت آلود نگاہوں سے اپني مجبوري کا اظہار کررہے ہیں - وہ بھاگتي ہیں اور بلغاري شکاري کتوں کي طرح انکے پیچھے دوڑتے ہیں' پکڑے تلواروں اور سنگینوں کي نوکیں انکے بدن میں چبھوتے ہیں اور جان کے فدیہ میں عفت مانگتے ہیں - جو طبیعتیں مضبوط ہیں اور خداے ناصر و قہار کے وعدوں پر یقین رکھتي ہیں وہ مرنا قبول کرلیتی ہیں مگر اپني ناموس کي بے عزتي گوارا نہیں کرتیں - مگر کچھہ ایسی بد نصیب بھي ہیں کہ انکو مرنے بھي نہیں دیا جاتا ' اور انکے ہاتھہ پیر رسي سے باندھہ دیے جاتے ہیں - اسوقت میرے آنکھوں سے آنسو جاري ہو جاتے ہیں' میرے جگر میں سوراخ پڑ جاتے ہیں اور دل اچھلتا ہے کہ باہر تڑپ کر نکل جاے - میں یقین کرتا ہوں کہ جس مسلمان کے دل میں عزت اسلامي کا ایک شائبہ بھي ہوگا' وہ کبھي ان حالات کو پڑھکر اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہسکتا -

ایک زمانہ وہ تھا کہ خلیفہ بغداد کو ایک مسلمان بڑھیا عورت کي عیسائیوں کے ہاتھہ گرفتاري گوارا نہ تھي ' اور قسم کھاکر اٹھا تھا کہ معمل حادثے پر جاکر دم لونگا - مگر آج انہي مسلمانوں کي یہ حالت ہے کہ عیسائیوں کي مسلم کشي و عصمت دري پر گھروں میں بیٹھکے عورتوں کي طرح روتے ہیں - نہ پیروں کو جنبش ہوتي ہے اور نہ ہاتھوں کو حرکت - جس قوم کے مردوں کے پاس گریہ و زاري ' آہ و فغان ' اور بہت ترقي کي تو عیسائیت سے ذلت آمیز التجاؤں کے اسلحہ ہوں ' اسکي جان و آبرو کي حفاظت معلوم ہے -

مصائب تازیانہاے عبرت میں جو سوتوں کو بیدار اور عاقلوں کو ہشیار کرتے ہیں - سنہ ۱۲ - نے مسلمانوں کے سامنے یورپ کے تعصب ' اظہار عداوت اسلام میں بے باکي' شعائر اسلام کي توہین ' اصول انسانیت و تہذیب کي بے اثري ' اور ادعاء انسانیت نوازي کي حقیقت کا مرقع پیش کردیا ہے - ہر شخص کو معلوم ہے کہ عیسائیوں کے مذہبي مقدس مقامات اسوقت مسلمانوں کے زیر حکومت ہیں - یورپ کي یہ دیرینہ آرزو ہے کہ وہ نہ صرف ان مقامات کو مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکالے ' بلکہ خود مسلمانوں کے مذہبي مقامات پر بھي قابض ہوجائے -

یہ صحیح ہے کہ تم نے بیت المقدس کي توہین نہیں کي مگر تمہیں یہ امید نہ رکھنا چاہیے کہ وہ اس کروسیڈ میں تمہارے مذہبی مقامات کي توہین نہیں کریگے ؟ کیا جب تم نے اندلس فتح کیا تھا تو عیسائیوں کو جلا وطن کردیا تھا ؟ اور تم جب مقدونیہ پر حکمراں تھے تو تم نے عیسائي بچوں کو صرف اس جرم پر پارہ پارہ کیا تھا کہ وہ عیسائی تھے ؟

تقسیم ممالک اسلامیہ

(مقتبس از گریفک)

جب (مسئلۂ شرقیہ) یورپ سے ہمیشہ کے لیے شہر بدر کردیا جائیگا تو وہ ایشیا میں پناہ گزیں ہوگا ' جہاں فوائد کے نقطۂ نظر سے وہ دول عظمي کو اسي طرح اشتغلہ خاطر کرتا رہیگا ' جسطرح کہ یورپ میں ہمیشہ کرتا رہا -

گو اب تک خود یورپ میں (مسئلہ مشرقي) کا آخري حل اب کہیں جاکر ہوا ہے' لیکن ابھي سے ایشیا کے مسائل شرقیہ پر مغربي تعلقات کا گہرا رنگ چڑھا کے' انہیں ابھارنے کي کوشش کیجا رہي ہے -

ارمنیا ' لیبونا ' شام ' بغداد ریلوے ' کویت' حدود ایران' جدہ ' یہ مقامات منجملہ ان چند مشرقي مسائل کے ہیں' جن پر برطانوي ونیز تمام مغربي اخبارات میں گذشتہ ہفتہ روز شور سے خامہ فرسائیاں ہوئیں - گو اس وقت بھي یہ مسائل معمولي نہیں' لیکن جس قدر زمانہ گزرتا جائیگا ' اسي قدر یہ اہم ہوتے جائینگے -

ریاستہاے بلقان نے دول یورپ کي مساعدت سے جو کارروائیاں کي ہیں' کوئي وجہ نہیں کہ چند روز کے بعد رومانیا بھي وہ کاروائیاں نہ کرے اور کیوں دول یورپ اسکي معارضہ نہ ہوں؟ فرانس ابھي سے دنیا کو یقین دلاتا ہے کہ شام اسکے حلقہ اثر میں ہے - (روس) نے بھي ایشیاے کوچک کا ایک مختصر سا قطعہ یعني (اناطولیا) اپنے لیے متعین کرلیا ہے جسمیں اسکو ریلوے کي بابت وہی حقوق حاصل ہیں' جن کي بدولت اسنے شمالي منچوریا پر قبضہ کیا تھا - آیا (جرمني) مسیر پوتیمیا کے متعلق صداے دعوي بلند کریگي یا نہیں ؟ اسکے متعلق ابھي تک ہم نے کچھہ نہیں سنا' مگر اغلب ہے کہ ضرور کریگي - اور اسکے بعد (زیونست) کا فلسطین کے متعلق دعوی' جو گذشتہ دوشنبہ کو ڈاکٹر ریکس نے (ٹائمز) کے کالموں میں نہایت زور شور سے پیش کیا تھا ' پیش ہوگا -

[ابھي تک (برطانیہ) کا ذکر نہیں کیا گیا - میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام حالات آشنا کے نزدیک برطانیہ اسقدر بیوقوف نہیں ہے کہ بقول ٹائمز کے چند ملین مجہول و نیم مردہ مسلمانوں کے مذہبي ابال کے خوف سے (ایشیا) میں اپني آرزوں کو خاک میں ملاے گي اور اپنے ہمچشموں سے پیچھے رہیگي -

واقعات کي بنیاد پر نہایت وثوق کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ برطانی وزارت خارجہ پیش بندي سے غافل نہیں ہے - مصر میں جس کو مغربی دنیا کے تعلقات ' جوش' اور علم کے لحاظ سے بلاد اسلامیہ کا دماغ کہا جاتا ہے ' لارڈ (کچنر) بھیجدیے گئے ہیں جو بجائے ملکي افسر ہونے کے ایک نہایت شدید فوجي افسر ہیں اور جنھوں نے سودان میں برطانوي اثر قائم کرنے کي سخت ترین تدابیر کے استعمال میں بھي تردد نہیں کیا تھا -

مصر میں انگریزي اثر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگرچہ موجودہ جنگ شاہ (فرڈیننڈ) نے صلیب کے نام سے کی تھي اور اسکے دیگر حلیف بھي اسکے ہم نوا تھے ' مگر با ایں ہمہ انکے تعلقات مصر سے ویسے ہي رہے جیسے کے جنگ کے قبل تھے - کیا مصر اسلامي اور عثماني سلطنت نہ تھي اور کیا اسلام کے مقابلہ میں اعلان' اسکے مقابلہ میں بھي اعلان نہ تھا ؟ اگر تھا' تو پھر انگریزي اثر کے سوا اور کونسي شی تھي ' جس نے مصر اور ریاستہاے بلقان کے تعلقات میں فرق نہیں آنے دیا ؟

مصر سے انگلستان کے گونہ گوں مصالح وابستہ ہیں' اسلیے جب ممالک عثمانیہ کي تقسیم ہوگي' تو انگلستان اپنے ان مصالح اور اس اثر کي بنا پر ضرور الحاق کا اعلان کردیگا ' جو یقیناً کامیاب ہوگا اعلان الحاق میں اگر کسي جماعت کے خلل افگن ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے تو وہ مصر کي (حزب الوطني) ہے ' مگر نہایت کامیابي کے ساتھہ حسن تدبیر نے اسکا شیرازہ برہم کردیا ہے - رئیس جلا وطن ہے' اسکے زبردست آرگن : اللواء اور العلم بند ہیں - اور گو اس وقت تک اسکا استیصال نہیں ہوا ہے' لیکن اگر واقعات کي ایسي ہي رفتار رہي تو اعلان کے وقت اسکا بالکل مردہ ہو جانا یا اگر بہت سخت جاں ثابت ہوئي تو اسقدر کمزور ہو جانا کہ انگلستان کي دیرینہ آرزو کي مقامت نہ کرسکے ' یقیني ہے -]

غرض اگر یورپ میں (مسئلہ مشرقیہ) کا حسب دلخواہ حل ہو

مشهـور اتحـادي : جاويد بے

جس کا ذکر ڈاکٹر مصباح الدین نے اپنے مراسلہ میں کیا ہے

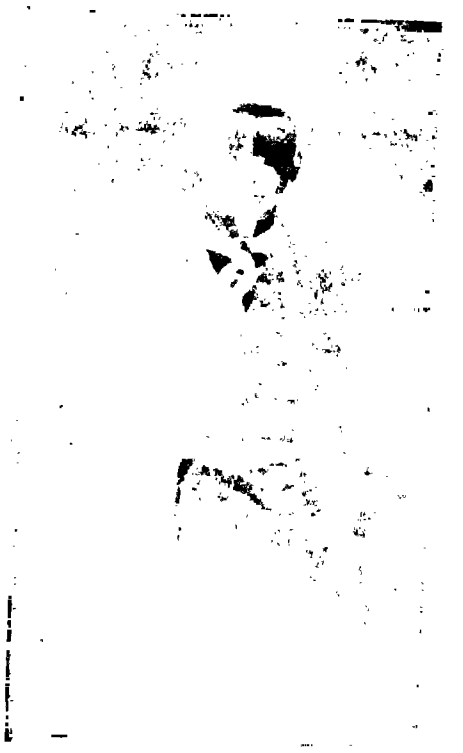

گیا ہے تو ایشیاء میں بھی اسکا ظہور ہوگا اور اسکی پیچیدہ شکلیں یورپ کو ابھی کئی پشتوں تک سیاست کی شطرنج بازی میں مشغول رکھینگی اور جب تک کسی پسندیدہ و تشفی بخش صورت میں حل نہ ہو جائیں گی ' اہل مشرق کو یورپ کی فتنہ پردازیوں سے چین نہیں ملیگا لیکن انکے حل ہوتے ہی یہ سوال سامنے آئیگا کہ ترکوں کو بھگا کر کس گوشہ میں پناہ لینے کی اجازت دیجاے ؟

جنـگ بلقان کے حوادث

پـر

ایک تفصیلي نظـر

(ایک عثمـاني اہل قلـم کي تحریر)

[بقیہ الهـلال نمبر ۲]

بلقاني فوجوں نے عموما اور سروي اور بلغاري فوجوں نے خصوصا جن انسانیت سوز اور دلدوز سفاکیوں کا بازار گرم کیا تھا ' بیشک ان کا مقتضي یہي تھا کہ ریاستہاے بلقان کے نام نہاد انسانیت پرست یورپ کي نظروں سے گر جائیں اور یورپ اپنا دست مساعدت کھینچ لے ' مگر یہ نا ممکن ہے - اسلیے کہ صلیب اور ہلال یا با الفاظ دیگر اسلام اور نصرانیت کا مقـابلہ ہے اور ایسي حـالت میں جب تـک کہ مخصوص مصالح کو نقصان نہ پہنچتا ہو ' یورپ کي کوئي سلطنت بھي اسلام کي مسـاعدت کے لیے ہاتھہ نـہ بڑھائیگي - کسي مسیحي حکومت کو اسلامي سلطنت کا محافظ کہنا دانستہ سادہ لوحي ہے ' ہر قوم میں کچھہ لوگ گہرے اور کچھہ سطحي ہوتے ہیں ' یہي حال عیسائي قوموں کا ہے ' بعض قومیں بہت گہري ہیں اور گو وہ اندرھي اندر اسلامي بنیاد ہلا رہي ہیں ' اور علانیہ کار روائي کے لیے ایسے وقت کي منتظر ہیں جبکہ قصر اسلام کے ڈھانے کا اصلي اور آخري وقت آجاے گا ' لیکن انکي عمارت پوشیدہ رہتي ہے اور جسقدر ظاہر ہوتي ہے وہ چند مخصوص اشخاص کي طرف منسوب کردي جاتي ہے تاکہ حکـومت اُس سے متـاثر نہـو ' لیـکن بعـض نہـایت تنـگ ظـرف ہـیں - وہ اس کینے کو جو اسلام کي طرف سے انکے دلوں میں پیدایش کے بعد سے نفس واپسیں تـک پیـدا کیـا جاتا ہے ' چھپـا نہیں سکتیں اور موقع پاتے ہي انتقام لینے لگتي ہیں - بلقاني اقوام کا شمار بھي قسم ثاني میں ہے ' اسلیے کہ جنگ کے آخري فیصلہ سے قبل انھوں نے مفتوحہ مقامات پر جو مظالم کیے ہیں ' ان پر انسانیت خون کے آنسوں رو رہي ہے -

گو لوگوں کو سنکے تعجب ہوگا ' مگر واقعہ یہ ہے کہ بلغاري میرے متعلق حسن ظن رکھتے تھے - میرا اصـول یـہ ہے کہ اپنے حقوق کي حفاظت کا ہر شخص مجاز ہے ' اسي لیے میرے نزدیک جو قوم اپني قوت اور قرباني کے زور سے اپنے حقوق مانگتي ہے وہ قوم قابل رشک و لائق تحسین ہے - اس سے نہ حکمراں قوم کو آزردہ خاطر ہونا چاہیے اور نہ ہمسایہ اقوام کو ناراض ہونا چاہیے - دنیا میں کبھي کسي حاکم قوم نے اپني محکوم قوم کو اسوقت تـک حقوق نہیں دیے ہیں ' جب تـک کہ محکوم قوم نے اپني حقوق پرستي کا ثبوت نہیں دیا ' اور یہ ظاہر ہے کہ حقوق پرستي کا ثبوت قرار دادوں سے نہیں ہوتا - قرار دادوں کو وہ ایک دعوی سمجھتي ہے اور چونکہ کوئي دعوی بے دلیل کے ثابت نہیں ہوسکتا ' اسلیے اسکا ثبـوت مانگتي ہے ' اور وہ سب سے زیادہ روشن ' سب سے زیادہ یقیني ' اور سب سے زیادہ ناقابل انکار قرباني ہے اسلیے اگر بلغاریوں نے اپنے حقوق کي حفاظت کے لیے سر فروشیاں کیں ' تو میں نے کبھي اسکو برا نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ انکي حقوق پرستي کا مداح رہا -

قطع نظر اسکے ایک انصاف پسند آدمي بھی یہي راے رکھیگا - اپني سلطنت کے نقطۂ خیال سے بھی میري یہي راے تھي - کیونکہ کوئي حکومت جسمیں ظلم و ستم کي فرمان روائي ہو کبھي زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہسکتی - جب پیمانہ صبر لبریز ہوجاتا ہے تو قومیں محکومیت کا بوجھہ کاندھے سے پھینک کر خود مختار ہوجاتي ہیں - ایک طریقہ حکومت یہ بھي ہے کہ انصاف تو نہ ہو ' مگر مشہور کیا جاے ' جیسا کہ آجکل مغربي سلطنتیں اپنے حق پوش ایجنٹوں کے ذریعہ اپني داد گستري و عدل پروري کي قصائد خوانیاں کراتي ہیں ' لیکن میرا عقیدہ ہے کہ یہ فریب کاریاں زیادہ عرصہ تک کامیاب نہیں رہسکتیں ' اور جلد یا بدیر ' یورپ کي محکوم قومیں اپني حکمراں اقوام کي عیاري اور حق کشي ' حاکم پرست ' ملت فروش ہم جنسوں کي فریب کاري کو سمجھہ جائینگي - پس باوجود عثماني ہونے کے میں بلغاریوں میں ہر دلعزیز تھا اور یہ اسي لیے تھا کہ میں انکي حقوق طلبي کو بالکل جائز سمجھتا تھا -

رعایت حقوق کي بابت میرا یہ خیال ایک کلیہ ہے جو کسي حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا -

بلقاني جسوقت مقدونیہ پر قبضہ کر رہے تھے ' اسوقت مجھے خوش قسمتي نہیں بلکہ بدقسمتي سے (کیونکہ میں نے وہاں مسلمانوں پر

مشہور اتحادي اہل قلم : حسین جاهدبک ایڈیٹر (طنین)

نہایت صبر ربا و گریہ انگیز مظالم دیکھے جنکو میں چند سطروں کے بعد لکھتا ہوں) مقدونیا کے چند مقامات میں پھرنے کا موقعہ ملگیا تھا ' میں سب سے پہلے جس مقام میں پھرا ' وہ (استرومجہ) ہے - یہ ایک شہر ہے جو (سالونیکا) سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے ' اسمیں ایک ہزار پانچسو گھر آباد ہیں جنمیں سے آٹھہ سو صرف مسلمانوں کے گھر ہیں - یہ شہر بلغاریوں نے بزور شمشیر فتح نہیں کیا تھا بلکہ بلغاری کمانڈر مسبطوف کو (شاید اصل نام مثیف ہے) اس بنیاد پر حوالہ کیا گیا تھا کہ اس نے باشندوں کی جان ' مال اور آبرو کی حفاظت کا نہایت سنجیدہ و پختہ وعدہ کیا تھا -

کمانڈر مذکور نے (ربشف) کو شہر کا والی مقرر کیا ' ایک میونسپلٹی قائم کی اور شہر کی حفاظت کے لیے سروی ریجمنٹ چہارم کی پہلی پلٹن کے کمانڈر (یوانی) کو مقرر کرکے خود (سالونیکا) روانہ ہوگیا -

اس شہر کی حوالگی اور امان بخشی کے بعد ہی بلغاریوں نے بیماں شکنی کی اور نہایت بے دردی سے ڈاکٹر عابدین ' یوزباشی فاضل بک ' یوزباشی تحسین بک ' چار عہدہ لفٹنٹی کے افسر ' سو سپاہی ' اور چار سو بیاسی مسلمان اور یہودیوں کو قتل کرڈالا -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک قومی عدالت قائم کی گئی تھی جسکے سات ممبر تھے - ہر کلمہ گو قومی عدالت میں بطور مجرم کے حاضر کیا جاتا تھا ' جس کی بریت پر سات ممبروں سے چھہ ممبر متفق الراے ہوتے تھے وہ چھوڑ دیا جاتا تھا - لیکن جسکی بریت پر چھہ ممبروں سے کم متفق ہوتے ' اسکی تمام مال و دولت لے لی جاتی تھی اور قید خانے میں بند کردیا جاتا تھا - چوبیس گھنٹہ تک قید خانہ میں بے آب و دانہ پڑا رہتا اسکے بعد نکالا جاتا اور تمام کپڑے اتار لینے کے بعد ہاتھہ پیر باندھکے پولیس کے حوالے کیا جاتا - وہ اسے کشاں کشاں شہر کے باہر لے جاتے اور پھر وہاں صلیب کی تیغ ستم ' توحید پرستی کے جرم میں اسکا سر تن سے جدا کرکے اپنے آتش انتقام کو ٹھنڈا کرتی !

لیکن آہ ! ان بیکران ستم کی تسلی اس سے بھی نہیں ہوتی تھی ایک مسلمان کے جسم پر مٹی کا تیل چھڑک کے اسکے کپڑوں میں آگ لگادی گئی اور اسطرح عین بیسویں صدی میں ازمنہ مظلمہ کے مسیحی کارناموں کو از سر نو زندہ کیا گیا !

کریم آغا نامی شرفاء شہر میں ایک شخص تھا - اُسکے لڑکے کا نام حسن افندی تھا - حسن افندی ان لوگوں میں سے تھا جن کی بریت پر عدالت فوج کے چھہ ممبر متفق الراے نہیں ہوے تھے اسلیے اس پر بھی اس ستمگاہ عدالت سے موت کا حکم صادر ہوا - (حسن آغا) کو بھی اپنے ہموطن مسلمان شہداء کی طرح قتلگاہ تک جانا تھا - جب پولیس کے حوالہ کیا گیا تو پولیس نے اسکو چوپاؤں کی طرح زمین پر کھڑا کیا اور ایک شخص اُسکی پشت پر سوار ہوے سواری کے جانوروں کی طرح ہنکاتا ہوا شہر کی بڑی بڑی سڑکوں سے گذرا اور پھر قتل کے میدان میں پہنچایا - یہاں ایک صلیب بردار ہاتھہ میں تلوار لیے کھڑا تھا - حسن آغا کے پہنچتے ہی تلوار ایک بار بلند ہوئی پھر جھکی ' اور اسکے بعد حسن آغا کا سر ' جو ہر روز پانچ مرتبہ درگاہ الہی میں سجدہ کے لیے جھکا کرتا تھا خون آلود ہوکر زمین پر تڑپنے لگا !

مسلمانوں کے آٹھہ سو بیاسی گھر تھے جنمیں اسوقت کل اٹھارہ مرد سزاے موت سے بچ رہے تھے -

چار گھروں کے علاوہ آٹھہ سو اٹھتر گھروں میں نہ ایک ٹکڑا چٹائی کا بیٹھنے کے لیے تھا اور نہ ایک کٹورا پانی کا پینے کے لیے ' جو کچھہ تھا ' سب بلغاری فوجیں اور بلغاری لوٹ لیگئے تھے -

وہاں سے - واپسی میں (کوستروں) نامی ایک گاؤں میں میرا گذر ہوا - اندر جا کے دیکھا تو اسمیں بارہ سو مسلمان لاشیں پڑیں تھیں جنمیں مرد عورتیں اور معصوم بچے تھے -

شہر عثمانیہ سے جو خانماں برباد ہجرت کرکے (سالونیکا) آرہے تھے انمیں ایک دس سالہ لڑکی بھی تھی - یہ بد قسمت لڑکی تیس گھنٹہ کی مسافت طے کرکے شہر (طوپران) میں ٹھہر گئی - (طوپران) جب تسخیر ہوگیا تو وہ اسوقت وہیں تھی - دشمن بھوکے بھیڑیوں کی طرح شہر میں گھسے - انکے سفید چمکتے ہتیار خون آشامی سے ابھی سیر نہیں ہوے تھے - چند سپاہیوں کو یہ لڑکی راہ میں ملی وہ دیکھتے ہی اس معصوم روح پر ٹوٹ پڑے اور اپنے تیز ہتھیار اسکے بدن میں چبھونا شروع کردیے اس بیکس نے نہایت درد ناک آواز میں ان خونخوار درندوں سے رحم و انسانیت کا واسطہ دیکر چھوڑنے کی درخواست کی مگر آہ ! اس کا کچھہ بھی اثر نہ ہوا اور تلوار کے وار کے ساتھہ یہ جواب ملا کہ " رحم و انسانیت مسلمان کے لیے نہیں ہے بلکہ صرف عیسائیوں کے لیے ہے " مگر خوش قسمتی سے میں عین موقع پر پہنچگیا اور ڈاکٹر (حاجی دلکوتا افندی) کی مدد سے اسکو ان خونخوار درندوں کے پنجوں سے بچایا میری فرمایش سے ڈاکٹر صاحب نے اسکی مرہم پٹی کی -

مسلمان عورتوں کی عصمت پر حملہ کرنے کے تو اس کثرت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انکا بیان کرنا مشکل ہے بس یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ معمولی سے معمولی تکلیف جو انکو دی گئی وہ یہ ہے کہ انکی چادریں چاک کرڈالی گئیں اور چہروں پر راستوں کی کیچڑ ملی گئی - ایک نہایت امیر کبیر خاندان کی خاتونوں پر جو حملے ہوے تھے انکی میں نے پوری تفصیل سنی ہے مگر میں اسکو شائع کرکے ایک معزز مسلمان خاندان کی بے عزتی کرنا نہیں چاہتا -

منجملہ قابل ذکر واقعات کے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ میں (استرومجہ) کے کمانڈر کے کمرے میں گیا - یہ بزرگ (سرویا) کی احتیاطی فوج کے افسر اور (بلغراد) کے ہائی کورٹ میں جج تھے ' مگر دیکھا تو آپ مسلمان قیدیوں کی جیبوں میں ہاتھہ ڈال رہے ہیں اور جو کچھہ ز کاۃ ملتا ہے اس کو اپنی جیب میں رکھہ لیتے ہیں - مجھے یہ دیکھکر خیال آیا کہ اللہ اکبر ! جس قوم کی یہ حالت ہو ' یورپ اسکے ہاتھہ مقدونیہ کی قسمت صرف اسلئے دینا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکلجائے ! (باقی آیندہ)

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

(۱۰)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب حاجی مصلح الدین صاحب - کلکتہ	-	-	۱۰۰
بذریعہ منشی خلیل صاحب - جلنگی - بہوانی پور - کلکتہ	-	۹	۹۵
,, مسٹر ایس - ایم - پیارے - مخدوم پور - گیا -	-	۴	۴۰
,, مولوی تراب علی صاحب - فتحپور -	-	-	۳۷
احمد جہاں بیگم صاحبہ - اہلخانہ ٹاٹہ بلڈنگ اوھارو -	-	-	۱۰
منشی نور محمد صاحب - منور الھور بورسٹل جیل -	-	۸	۷
اہلیہ جناب منور صاحب - لاہور بورسٹل جیل	-	-	۲
بہن جناب منور صاحب - لاہو بورسٹل جیل	-	۸	-
جناب سید محمود صاحب - جفت فروش - اکوٹ - برار	-	-	۵
میزان	-	۱۳	۲۹۷
سابق میزان	-	۲	۹۲۱۶
میزان کل	۱۵	-	۹۵۱۳

تصحیح — جناب لطف علی صاحب ریاست بھوپال کی مرسلہ رقم گیارہ روپیہ نو آنہ گذشتہ نمبر میں غلطی سے نو روپیہ گیارہ آنہ شائع ہوگئی ہیں -

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد الکتبہ ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ | کلکتہ: چہارشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 12, 1913.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

چٹلجا کا سد مدافعت

جس سے بالاخر تمام بلغاري قوت سر ٹکرا کر رھگئي

چٹلجا کے خطوط مدافعت کي ایک تصویر پچھلے الہلال میں شائع ھو چکي ھے، لیکن یہ اسکا زیادہ مکمل اور واضح نظارہ ھے - اسمیں عثماني اور بلغاري استحکامات، مورچہ- مورچوں کي زد، ترکي قلعے اور ساحل کے جنگي نیزہ کے مقامات اچھي طرح نظر آتے ھیں -

یہ تصویر مسٹر اچ - سي - رائٹ کے کیمرے سے لیجو عثماني لشکر کے ھمراہ ھیں -

یہ وھیں اس زمانہ کي تصویر ھے جبکہ بلغاریہ نے (جو ابھي) کے قریب آخري حملہ کیا تھا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد محی الدین الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ٦ | کلکته: چهارشنبه ٥ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 12, 1913.

فهرس

— * —

شذرات
تلغراف خصوصي ۱
حدیث الجلود ۲
اسئلة و اجوبتها (بجاے مقالهٔ افتتاحیه)
مجلس مولد آنحضرت (صلعم) ۳
فضیلت مجلس ذکر (صلعم) ۳
غفلت و تسامح علماے حال و تشدد ے سلف ۵
معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت ۵
جماعت محدثین و قصاص و واعظین ٦
موضوعات ذکر ولادت کا سرچشمهٔ اول ۷
روایات ثلاثهٔ حافظ ابو نعیم اصفهاني ۸
(۱) بروایت عمرو ابن قدیه ۸
(۲) بروایت ابن عباس ۸
(۳) بروایت حضرت عباس ۸
تحقیق و نقد روایت ثلاثه ۸ (الف)
کسر ایوان کسرا و رویا الموبذان ۸ (الف)
نامـــوران غزوهٔ بلقـــان
سرگذشت انقلاب (۲) ۸ (ب)
پرنس یوسف عزالدین ولي عهد خلافة
ادبیات
اســوهٔ حسنــه ۸ (د)
فکاهات
شــذرات نظــم ۸ (ج)
مقـــالات (تراجم احوال)
دیباچهٔ سیرة نبوي (۴) ۹
مراسلات
سرزمین مغرب میں اعلاے کلمة الله ۱۱
مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي ۱۳
شئون عثمانیه
غازي انور بے کے تازه ترین اظهارات ۲۰

تصـــاویـــر

— * —

چٹلجا کے خطوط مدافعت کا ایک کامل نظاره (صفهٔ خاص)
پرنس یوسف عزالدین نامور رکن انقلاب عثماني ۸ (ب)

تلغـــراف خصوصي

بنـام الهـــلال

(قسطنطنیه : ۱۱ فروري)

عثماني اقدامات غیر متوقع طور پر کامیاب هو رهے هیں - ایدریا نوپل نا قابل تسخیر - انور بے یقین هے که ایدریا نوپل میں هیں اور عنقریب محاصره توڑ کر محصورین پر حمله آور هونگے - میدیا اور گیلي پولي میں اجتماع افواج - سقوطري میں سخت جنگ کے بعد دشمنوں کو کچل ڈالا گیا ' ۱۰ - هزار مجروح و مقتول ' اور مانٹي نیگرو کی قوت کا خاتمه - قسطنطنیه میں جنگي جوش حد بیان سے باهر - عجب نهیں که سلطان المعظم به نفس نفیس افواج کا معائنه فرمائیں - مهاجرین اور مجروحین، اپکي اعانت کے منتظر هیں -

(مصباح)

یغادوس پر قبضه

— * —

ریوٹر قسطنطنیه سے تار دیتا هے که ادریا نوپل کے قلعه سے محصور ترکوں نے نکل کر ۹ ماه حال کو بلغاریوں پر حمله کر دیا اور (ڈلیڈن) کي پهاڑیوں پر سنگینیں چڑها کر چڑهگئے اور بلغاریوں کو سخت و شدید نقصانات پهونچا کر اس پر قابض هو گئے - چٹلجا کي ترکي فوج (پاپا بر غاس) کي فوج سے متحد هو گئي اور دونوں نے ملکر بلغاریوں پر جو مغرب کي پهاڑیوں پر موجود تهے حمله کر دیا - تمام بلغاري گرفتار هو گئے - صرف دس بلغاري بهاگ کر نکل گئے - ترکي رساله نے (یغادوس) پر قبضه کر لیا هے -

شذرات

هل اتاک حدیث الجنود ؟

— * —

موسم بـدل گیـا

—:❖:—

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے) نے اپنے ٹیلی گرام میں کہا تھا :

" موسم بدل گیا ہے ' ہم مت جائیں گے یا عزت ملي کو بچائیں گے ! ! "

جس وقت کہ ۲۳ - فروري کو (انور فاتح) قصر وزارت کي کھڑکیوں کے نیچے پہنچا ہے ' تو یقیناً بوسفورس کے کنارے پر ' درامہ یلدیز سرائے کي فضائے محیط کا موسم بدل چکا تھا ' لیکن کیا اب سلمل (مارمورا) کا آسمان بھي بدل نہیں گیا ہے ؟

یادش بخیر لفٹننٹ (ریگنر) معلوم نہیں اب کہاں ہیں ؟ لیکن تاہم خود بلغراد اور صوفیا کے اعلانات سے ایک حد تـک انکي عدم موجودگي کي تلافي ہو سکتي ہے - صلح کے خاتمے کے ساتھہ ہي اعلان کیا گیا تھا کہ ایڈریا نوپل کي تسخیر صرف چند دنوں کا کام ہے ' اور اب ایڈریا نوپل کي حوالگي کا نہیں بلکہ قسطنطنیہ کي حوالگي کا مطالبہ کیا جائے گا - یہ اعلان اُس زمانے کا نہیں ہے جبکہ مسٹر (اسکربتھہ) گاڈھال کي اسپیچ سے فارغ ہوتے ہي ' اس تار کو پڑھنے کیلیے مضطرب الحال تھے ' جسمیں سیانت صوفیا کي دیواروں سے مقدس راہب کے صلیب بردوش نکلنے کي خبر دي جاتي ' بلکہ یہ ۵ - فروري کا واقعہ ہے جبکہ (صوفیا) کا یہ عام خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ " زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر ایڈریا نوپل مسخر ہو جائیگا "

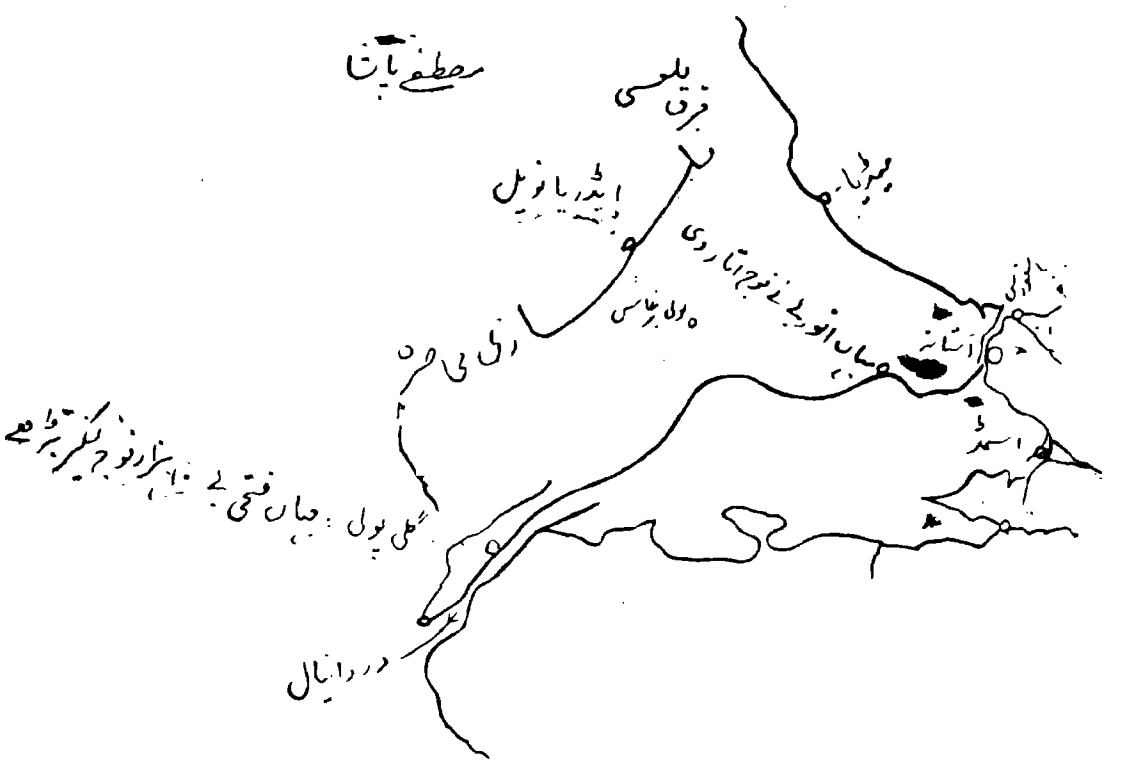

لیکن " موسم بدل گیا " - اب بھي ایڈریا نوپل ہے جسپر کامل تین دن تک بے سود گولہ باري کرنے کے بعد ثابت ہوگیا کہ نا قابل تسخیر ہے - چتلجا آنش کي افشانیوں نے ایک مرتبہ بھي بلغاري سرحدي فوج کو بڑھنے کا موقعہ نہیں دیا - تین لڑائیوں کا خود صوفیا کو اقرار ہے مگر اب یہ کیوں دنیا پلٹ گئي ہے کہ نہ " تو پچاس ہزار ترک گرفتار " ہوتے ہیں ' نہ " تین گھنٹے کے اندر قلعوں کو تسخیر " کیا جاتا ہے ' اور نہ ایڈریا نوپل کي تسخیر کے دعوے کا اعادہ ہوتا ہے ؟

اب بلغاري فتوحات کے لٹریچر کي شاعري اس سے زیادہ نہیں ہے کہ " ترکوں کا معقول نقصان ہوا - بآساني پسپا کردیے گیے - کافي نقصان پہنچایا گیا " -

تاہم ابتـک لنڈن کے سیاسي حلقے اپنے جاں فروشان صلیب کي طرف سے مایوس نہیں - کہا جاتا ہے کہ موجودہ خبریں زیادہ تر ترکي ذرائع کي ہیں اسلیے قابل وثوق نہیں -

بہتر ! مسٹر ایسکوبتھہ کے فتح قسطنطنیہ کا انتظار ابتـک ختـم نہیں ہوا - اب دیکھیں ایڈریانوپل کي تسخیر کیلیے کب تـک لنڈن منتظر رہتا ہے !

اس سے بڑھکر موسم کي تبدیلي کیا ہوگي کہ یا تو چند دنوں کے اندر ایڈریا نوپل کي تسخیر کا اعلان تھا ' یا اعلان جنـگ سے تیسرے ہي دن بلغاریا اور سرویا کي متحدہ قوت مجبور ہوگئي کہ ایڈریا نوپل کي تسخیر کے جنون سے باز آجاے ' اور اپنا پورا نقشہ جنـگ بدل دے ؟

نقشۂ جنـگ کي تبدیلي درحقیقت ایک عظیم الشان تبدیلي ہے - تازہ تار برقیاں مظہر ہیں کہ بلغاریا کي فوج شتلجا سے برابر ہٹ رہي ہے ' اور اپنے قدیمي مقامات کو چھوڑنے پر مجبور ہو رہي ہے - قسطنطنیہ کے سرکاري اعلانات جنکو ریوٹر مشتہر کرتا ہے ' جنگ کي حالت بتلاتے ہیں ' مگر اینده جنگ کے مقامات کي نسبت کوئي خبر نہیں دیتے ' اسلیے بحالت موجودہ کوئي قطعي راے قائم نہیں کي جاسکتي کہ لڑائي کا رخ کس طرف ہوگا ؟ تا ہم یہ تو بالکل ظاہر ہوگیا کہ جدید عثماني قوت نے جنگ کے موجودہ نقشے میں بلغاریا کو شکست دیگر ' واقعات کا رزق ارزاں دیا ہے -

اس عظیم الشان اور یکا یک پیدا ہو جانے والي تبدیلي کا پتہ ڈاکٹر (مصباح الدین) کے اُس تار سے ملتا ہے جو پچھلے ہفتے الہلال کے پہلے صفحہ پر شائع ہوا تھا ' اور جسمیں خبر دي گئي تھي کہ (انور بے) ایک فوج کے ساتھہ روانہ ہوگئے ہیں ' نیـز مشہـور مجاهد طرابلس (فتحي بک) بھي استانہ سے روانہ ہوگئے - اسکے بعد کوئي خبر نہیں آئي -

لیکن ۷ - فروري کو مقامي معاصر (امپائر) کا خاص نامہ نـگار تار دیتا ہے :

" انور بے کي ایک شجاعانہ کارروائي نے بلغاریوں کا تمام نقشہ جنـگ پلٹ دیا ہے - اس نے جہازوں کے ذریعہ ۲۰ ہزار فوج (شتلجا) کے مغرب میں اتار دي ہے - اس پیش قدمي سے بلغاریوں کیلیے مغرب و شمال کي جانب ہٹ جانا ناگزیر ہوگیا - چنانچہ وہ شتلجا کے قصبے کو خالي کرکے اور آبادي کو جلا کر چلے گئے - گیلي پولي میں بھي ایک سخت لڑائي ہوئي - یہاں فتحي بک کي زیر قیادت ۶۰ ہزار سپاہ موجود ہے "

اسکے بعد گو ریوٹر نے کوئي خبر غازي (انور بے) کي نسبت نہیں بھیجي ' لیکن لنڈن کے ایک تار میں ظاہر کیا گیا ہے کہ بلغاري شتلجہ سے واقعي ہٹ آے ہیں -

اگر امپائر کے نامہ نگار کا بیان صحیح ہے تو پھر نقشۂ جنـگ کے تغیر کي کنجي بآساني مل جاتي ہے ' اور غازي (انور بے) نے اپنے خوارق دل و دماغ کا چند دنوں کے اندر ہي ایک دوسرا جلوہ دکھلادیا

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو اگر بد حواس ہوکر شتلجا سے روانہ ہوجانا پڑا ' تو ایسا ہونا ناگزیر تھا ' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اپنی تمام قوت کو اُس کاغذ کی طرح ' جو قینچی کے دو پلڑوں میں آگیا ہو ' پارہ پارہ کردیتے -

اس حالت کے سمجھنے کیلیے بہتر ہے کہ قلم سے چند خطوط کھینچکر میدان جنگ کا نقشہ آپکے سامنے کردوں - [نقشہ دیکھیے]

اس نقشے میں آپ دیکھتے ہیں کہ غازی (انور بے) نے ساحل مارمورا کے اس حصے پر فوج اتار دی ہے ' جہاں سے معاصرین ایڈریانوپل پر بائیں جانب کو بڑھکر بآسانی حملہ کیا جاسکتا ہے - اس سے نیچے آئیے تو آپکو درد انیال کی وہ تنگ بحری شاخ ملے گی ' جسکے ایک طرف مارمورا ' اور دوسری جانب بحر اسود ہے - یہیں (گیلی پولی) واقع ہے ' جہاں (فتحی بے) ۶۰ ہزار فوج کے ساتھہ موجود ہیں -

(انور بے) کی ناگہانی موجودگی ایک طرف تو خود معاصرین ایڈریانوپل کے سر پر عذاب الیم بنگئی کیونکہ سامنے سے ایڈریانوپل کے گولے ' عقب سے (انور بے) کا حملہ ' اور سر پر شتلجا لائن کی آتش فشانی :یوم یغشاهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم ' و یقول ذوقوا ما کنتم تعملون (۲۹ : ۵۶) دوسری طرف جسقدر بلغاری فوج گیلی پولی کی طرف سے بڑھگئی تھی ' وہ بالکل قینچی کے اندر پھنس گئی - ایک طرف سے اگر فتحی بے کی فوج بڑھے اور دوسری طرف سے انور بے کی ' تو سمندر کے سوا اور کوئی تیسری راہ فرار باز نہیں -

پس بلغاریا کی حرکت بظاہر کسی پیش نظر جدید نقشۂ جنگ کی تکمیل پر مبنی نہیں معلوم ہوتی ' بلکہ محض ایک مضطربانہ اور بدحواسانہ آشیانے کی تلاش ہے - وہ بالکل مجبور ہوگئی ہے کہ غازی (انور بے) کے اقدام سے پہلے گیلی پولی کی مصروف کارزار فوج کو کسی طرح قوی کردے -

ایک تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ " غالباً ایڈریانوپل کے محاصرے کی جگہ اب پوری قوت (گیلی پولی) کی راہ بڑھنے پر صرف کی جائے گی " یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ دردانیال کی طرف سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے - آغاز جنگ ہی کے زمانے میں بعض تجربہ کاران جنگ نے اخبارات میں لکھا تھا کہ " بلغاریا اپنی فوجی قوت کو ایڈریانوپل کے محاصرے اور شتلجا کے سامنے بیکار پڑے رہنے میں کیوں ضائع کر رہی ہے ؟ اسکے لیے زیادہ عقلمندانہ کارروائی یہ ہے کہ (گیلی پولی) میں اپنی قوت جمع کردے "

ممکن ہے کہ ایڈریانوپل کی جگہہ اب (گیلی پولی) جنگ کا اصلی نقطہ بن جائے ' لیکن اگر امپائر کا تاز صحیح ہے تو اسکا وقت چلا گیا -

امپائر کے تار کے قبول کرلینے میں صرف ایک امر مانع ہے ' یعنے ہم اپنی خاص معلومات کی بنا پر یقین کرتے ہیں کہ اس وقت عثمانی فوج کیلیے جلد سے جلد ایڈریانوپل کے محاصرے کا خاتمہ کردینا سب سے پہلا کام ہے ' اور غازی انور بے کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرح ایڈریانوپل میں پہنچکر وہاں کی محصور فوج کی کمان اپنے ہاتھہ میں لیں ' اور باہر نکلکر محاصرین پر قوت پھینکیں - لیکن ممکن ہے کہ مصالح نے اس راے میں تبدیلی پیدا کردی ہو - بہر حال حالات و نتائج کا انتظار ' اور راہ قیاس ناپید ' والامر للہ العلی الکبیر -

اطـــلاع

پچھلا نمبر اس عاجز کی مجبور کن علالت کی وجہ سے پابت بے مزہ نکلا - اسکی تلافی کیلیے یہ نمبر ڈیوڑھی ضخامت اور ایک پورے صفحہ کی تصویر کے ساتھہ شائع کیا جا رہا ہے - درمیان میں چار صفحے ' اور آخر میں چار صفحے ' کل ۸ - زیادہ ہیں -

(ایڈیٹر)

[بقیۂ نامور ان غزوۂ بلقان صفحہ ۸ - ج -]

(۲) گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ ذات شاہانہ ہمایوں کے دستخط سے فوراً ایک اپیل تمام ملک میں شائع کی جاے جسمیں ایک داخلی قرضے کیلیے درخواست ہو -

(۳) نیز ایک دوسری اپیل شائع کی جاے جسمیں حفاظت وطن کیلیے ایک قومی فنڈ کے قیام کی درخواست ہو -

(۴) اگر خدا نخواستہ مجوزہ کمیشن کی تحقیقات کے بعد یہی نتیجہ نکلے کہ عثمانی فوج (محمد فاتح) اور (یا یزید یلدرم) کی عزت کی حفاظت سے جواب دیدیتی ہے تو پھر بھی جلالۃ مآب التوا کی منظوری کو چند لمحوں کیلیے ملتوی رکھیں ' اور ایک مرتبہ خود بہ نفس نفیس چتلجا تشریف فرما ہوکر عثمانی فوج سے صرف اتنا دریافت فرمالیں کہ " کیا اس جسم کی حفاظت سے تم نے آخری جواب دیدیا ہے ؟ "

سلطان المعظم نے نوجوان ترکوں کی ان ملت پرستانہ معروضات کی پوری قدر دانی کی ' اور حکم دیا کہ ایک کمیشن منتخب ہو -

لیکن قبل اسکے کہ محمود شوکت پاشا وغیرہ شتلجا روانہ ہوں ' کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونین نے اپنی تدبیروں کو خاک میں ملتے محسوس کرلیا ' وہ سمجھے کہ اسکا نتیجہ قطعاً جنگ کا قیام ' اور یورپ کی اُمیدوں کی ناامرادی ہوگی - وہ فوراً قصر سلطانی میں حاضر ہوا اور سر پیٹ کر کہا : " چند ناعاقبت اندیش اور دشمنان ملک نوجوان کی باتوں میں آکر آپ ملک کی حفاظت کی آخری تدبیر کو بھی غارت کر رہے ہیں - جنگ کا خیال اب محض جنون ہے - دول یورپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ وہ صلح کا سامان کرکے ہمیں ہلاکت سے بچا رہے ہیں - جب سفراے دول دیکھیں گے کہ آپ نوجوان ترکوں کی راے پر چل رہے ہیں اور فوجی حالت کی درستگی اور تحقیق کیلیے لوگ شتلجا جا رہے ہیں ' تو برہم ہوکر صلح کی منظوری سے دست بردار ہو جائیں گے ' پھر مرض قطعاً لا علاج ہو جائے گا " -

دوسرے طرف یکایک نوجوان ترکوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں ' محمود شوکت پاشا کو نظر بند کردیا ' کچھہ نوجوان ترک لڑائیوں سے زخمی ہوکر آئے تھے ' انکو بھی شفاخانوں سے نکالکر قید خانے میں بھیجدیا -

یہ کارروائی جس سرعت اور طاقت کے ساتھہ رات بھر کے اندر کی گئی ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجانب کا ہاتھہ بھی کام کر رہا تھا -

نوجوان ترکوں کی گرفتاری کے بعد ہی التواے جنگ کے کاغذات پر دستخط ہوگئے !

اس پر آشوب وقت میں بھی جس شخص نے ان مظلوم ملت پرستوں کی علانیہ اعانت کی ' وہ یہی پرنس (یوسف عز الدین) تھے -

نوجوان ترکوں کی طرح انکو کامل پاشا گرفتار نہیں کر سکتا تھا ' یہ ولی عہد سلطنت تھے - اس نے سلطان المعظم کو یقین دلانے کی کوشش شروع کردی تھی کہ " دراصل محمود شوکت پاشا اپکو معزول کرکے پرنس کو تخت نشیں کرنا چاہتے ہیں " لیکن اس وسوسہ کا چل جانا آسان نہ تھا -

وہ علانیہ انجمن کی حمایت کیلیے کھڑے ہوگئے - صرف آٹھہ شخص جو گرفتاری سے بچ رہے تھے ' انکے ساتھہ تھے - سب سے پہلے انھوں نے سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس ابلیسانہ ظلم و تعدی کی فریاد کی - پھر پوشیدہ طور پر فوج کے اندر اضطراب پیدا کرنے میں مدد کی - انور بے کی طلبی کا انتظام کیا ' قانون سلطنت کی رو سے وہ بہ نفس نفیس وزارت کے کاموں میں دخل نہیں دیسکتے تھے ' اسلیے (جمال الدین بے) کو اپنے طرف سے وکیل مقرر کیا اور اس طرح چند دنوں کے اندر حکومت مجبور ہوگئی کہ گرفتاران انجمن کو رہا کردے -

الهلال

• ربیع الاول ١٣٣١ هجری

—:*:—

ا ُلمۃ واجوبتھا

—:*:—

مجلس مولد نبوی (صلعم)

— * —

و احادیث ضعیفہ و موضوعہ

— * —

(از جناب احمد حسین خانصاحب - بي - اے)

— * —

چند دنوں کے بعد ماہ مبارک ربیع الاول آنے والا ھے' جبکہ مولود شریف کي مجلسیں جابجا منعقد ھونگي ' لیکن جس طریقہ سے یہ مجلسیں منعقد ھوتي ھیں اور جو حالات و واقعات اسمیں بیان کیے جاتے ھیں' معلوم نہیں جناب کا خیال اس بارے میں کیا ھے ؟ لیکن میں تو اسکو نہایت افسوس ناک سمجھتا ھوں اور یقین کرتا ھوں کہ یہي حالات و واقعات ھیں جنھوں نے حضرت باني اسلام کي پاک زندگي کے متعلق مخالفین کے دلوں میں شکوک پیدا کردیے ھیں -

ایک مدت سے میرا خیال تھا کہ ایک مختصر رسالہ حضرت کے حالات میں جمع کروں جسکو مولود شریف کي مجلسوں میں پڑھا جاے ' لیکن جس طرح کے حالات کا متلاشي تھا ' وہ کہیں نہیں ملتے تھے - عرصہ ھوا ایک رسالہ منشي امیر احمد امیر مینائي نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اسمیں حالات زندگي ایک بہت بڑے عالم کي مدد سے لکھے گئے ھیں ' لیکن اسکو بھي دیکھا ' از سر تا پا وھي قصے بھرے تھے -

اس سال میں نے بطور مسودے کے ایک تحریر لکھي اور چند علماے دین کو بغرض اصلاح سنائي' لیکن وہ اس امر پر نہایت برھم و ناراض ھوے کہ ذکر ولادت کے وہ واقعات اسمیں نہ تھے' جو عام کتب مولود میں بیان کیے گئے ھیں - میں نے ان میں سے ایک صاحب تصنیف عالم صاحب سے عرض کیا کہ کیا یہ واقعات مستند تاریخوں اور حدیث کي کتابوں میں لکھے ھیں ؟ انھوں نے جواب میں لکھا کہ " یہ تمام واقعات و معجزات صحیح ھیں جنکو تمام مورخین و محدثین نے ھمیشہ بیان کیا ھے - بڑے بڑے علماے دین اور اکابر اسلام نے اُنکي تصدیق فرمائي ھے' اور انکو پڑھا ھے' اور مجلسوں میں سنا ھے - البتہ آجکل کے نیچریوں اور لا مذھبوں کو انکے ماننے میں تامل ھے ' کیونکہ انگریزي کي کتابوں میں مرقوم نہیں"

آپ ھمیشہ ھم انگریزي دانوں کو الحاد اور مذھبي غفلت کا الزام دیتے ھیں' لیکن جس انداز اور طریقہ سے دیتے ھیں' اُسکي وجہ سے ھم نہایت خوش ھیں اور آپکو اپنا خیر خواہ اور مصلح سمجھتے ھیں' لیکن خدا کے لیے اس بارے میں میري تشفي کر دیجیے کہ آیا یہ واقعات واقعي مستند کتابوں میں مرقوم ھیں اور ان میں شک کرنا نیچریت اور مذھب سے کنارہ کشي ھے ؟ اگر واقعي ایسا ھي ھے تو انصاف کیجیے کہ کیا یہ واقعات عقل میں آتے ھیں ؟ اور انکو آجکل کوئي تسلیم کرسکتا ھے ؟ معاف فرمائیے اگر ایسے ھي واقعات سناکر آپ ھم کو دیني جذبات سے برگشتگي کا الزام دیتے ھیں تو دیجیے ' ھماري سمجھ میں تو نہیں آتے وہ واقعات یہ ھیں :

(١) جب حضرت کي ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرد سفید نمودار ھوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا نیز اُس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کي -

(٢) حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے آنا اور بشارت دینا -

(٣) جب حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ھوا تو دو سو عورتیں رشک سے مرگئیں -

(٤) حضرت کي ولادت کے دن آتشکدۂ ایران بجھ گیا ' قصر نوشیرواں کے کنگورے گرگئے اور خانہ کعبہ کے بت اوندھے ھوگئے -

(٥) ولادت کے بعد حضرت کچھ دیر کیلیے غائب ھوگئے اور پھر کسي نے بہشتي کپڑوں میں لاکر رکھدیا -

(٦) روشنیوں کا نمودار ھونا اور عجیب عجیب آوازوں کا سنائي دینا -

(الھلال)

آپکا جوش دیني ' و محبت ایماني ' وفکر اصلاح مجالس ذکر مولد ' مستحق تحسین و لائق تشکر ھے - فجزاکم اللہ تعالی -

آپنے ایک نہایت اھم اور ضروري بحث چھیڑدي - جي چاھتا ھے کہ بلاتامل صفحے کے صفحے لکھ جاوں ' لیکن افسوس کہ وقت اور گنجایش سے مجبور ھوں ' لہذا چند کلمات ضروریہ پر اکتفا کرتا ھوں :

فضیلت مجالس ذکر (صلعم)

مولود کی مجالس کا عجیب حال ھے - مقصد مجلس کے لحاظ سے دیکھیے تو فقیر کے اعتقاد میں اس سے زیادہ اھم ' عظیم المنفعۃ ' اور قوم کیلیے ذریعۂ ارشاد و ھدایت اور کوئي اجتماع نہیں - لیکن طریق انعقاد پر نظر ڈالیے تو اجتماعي و مجلسي قوتوں کے ضائع کرنے کي بھي اس سے زیادہ اور کوئي افسوسناک مثال نہیں ملیگي - اسلام ایک تعلیم تھي ' اور اس تعلیم کا عملي نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کي زندگي ھے :

لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنہ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا (٣٣ : ٢٢)	بیشک رسول اللہ کی زندگي میں اُن لوگوں کیلیے پیروي اور اتباع کا ایک بہترین نمونہ ھے جو اللہ اور یوم اخرت سے ڈرتے اور یوم اخرت پر ایمان رکھنے والے ' اور بکثرت ذکر کرنے والے ھیں -

حضرت (عائشہ) سے پوچھا گیا کہ اُس صاحب خلق عظیم کا اخلاق کیا تھا ؟ فرمایا : خلقہ القران ! اگر آنحضرت کا اخلاق دیکھنا ھے تو قران کو دیکھو لو کہ اس " کتابٌ مرقوم " کا وہ ایک ظلّ مجسم ' اور اسکے عملي نمونے کي ایک " لوحٌ محفوظ " ھے ! وفي ذالك ' فلیتنافس المتنافسون (٨٣ : ١٨) (١)

پس مولود کي مجلسوں کا اصلي مقصد یہ ھونا تھا کہ وہ اس " اسوۂ حسنہ " کے جمال الھي کي تجلي گاہ ھوتیں ' آنحضرت کے صحیح حالات زندگي سناے جاتے ' انکے اخلاق عظیمہ اور خصائل

(١) یہ چیز ھے کہ پیروي کرنے والوں کو اسکي پیروي کرني چاھیے -

کریمہ کے اتباع کي لوگوں کو دعوت دي جاني ' اور اُن اعمال کا دلوں میں شوق و ولولہ پیدا کیا جاتا ' جو ایک "مسلم و مومن" زندگي کے کبیر یکٹر کا اصلي مایۂ خمیر هیں ' اور جنکے اتباع نے صحابۂ کرام کي زندگي کو اس درجہ تک پہنچادیا تھا کہ لسان الہي نے " یحبهم ویحبونه " کے صداے محبت سے انکي مدح سرائي کي اور اتباع محبوب نے انکو خود محبوب بنا دیا :

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني یحببکم الله ویغفرلکم ذنوبکم والله غفور الرحیم -

اے پیغمبر! مدعیان محبت الہي سے کہدو کہ اگر تم واقعي الله سے محبت رکھتے هو تو میرا اتباع کرو (اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو الله کي محبت کے دعوے کي ضرورت نہوگي بلکہ) خود الله تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناهوں کو بھي بخشدیگا وہ نہایت مہربان بخشنے والا هے -

اگر ایسا هوتا تو ظاهر هے کہ ان مجالس سے بڑھکر مسلمانوں کیلیے سعادت کونین کا ذریعہ اور کیا تھا ؟ یہ تمام کانفرنسیں اور انجمنیں جنکا چاروں طرف هنگامہ بپا هے ' ایک طرف ' اور اُس مجلس کا ایک لمحہ ایک طرف ' جو اس "اسوۂ حسنہ" کے نظارے میں بسر هو- هماري مجلسیں اِسي ذکر کیلیے هوني چاهئیں ' اور هماري آنکھیں اُسي جمال جہاں آرا کے نظارے کیلیے :

خدا سمردے تو سودا دے تیرے زلف پریشاں کا

ولنعم ما قیل :

مصلحت دید من آنست ' که یاران همه کار
بگذرانند ' و خـم طـرۂ یارے گیـرند !

لیکن بدبختي یہ هے کہ همارے اعمال کي صورتیں مسخ نہیں هوئي هیں ' مگر حقیقت غارت هوگئي هے - قومي تنزل کے معنے یہي هیں کہ تمام قومی و دیني اشغال بظاهر قائم رهتے هیں لیکن انکي روح مفقود هوجاتي هے - یہ نہیں هے کہ هماري مسجدیں اُجڑگئي هوں ' کتنے جہاز اور فانوس هیں جنسے مسجدیں بقعہ نور بنائي جاتي هیں ؟ مگر رونا یہ هے کہ دل اجڑگئے هیں ' اور یہ وہ بستي هے کہ جب یہ ویران هوجاے تو پھر آبادي کہاں ؟ :

مجمع یہ ذر هے ' دل زنده ! تو نہ مرجاے
که زندگاني عبارت هے تیرے جینے سے !

فانها لا تعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب التي في الصدور

مجمع کیا کہتا تھا ' اور کیا کہنے لگا - بہر حال موارد کي مجلسیں بھي اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دیني عمل تھا ' جسکي صورت تو قائم هے ' مگر حقیقت مفقود - محض ایک رسمي تقریب هے جو مثل اور رسمي صحبتوں کے ضروري سمجھه لي گئي هے - اور امراء و رؤساء نے تو اپني نمایش اور ریاء دولت کا اسکو بھي ایک ذریعہ بنالیا هے -

انحضرت کے صحیح حالات زندگي اور اُن انقلابات عظیمہ کے بیان کي جگہ ' (جو آپکي ولادت کے واقعہ نے مشرق و مغرب میں پیدا کردیے) کتنے افسوس کي بات هے کہ محض چند روایات ضعیفہ و قصص موضوعہ کے بیان کرنے پر اتنے بڑے ملي و دیني جذبے کو قربان کردیا جاتا هے ؟ اور پھر اگر محض طبقۂ عوام کا یہ حال هو تو قابل شکایت نہیں ' لیکن تعجب اور صد هزار تعجب هے اس بوالعجبي پر ' کہ صدها علماے مامت هیں جو با وجود ادعاے رسوخ حدیث و سیر ' و وسعت نظر و عام ' ان روایات کو خاموشي کے ساتھه سنتے هیں ' خود پڑھتے هیں ' اور لوگوں سے پڑھواتے هیں ' مگر ایک لمحہ کیلیے بھي انکے دل میں تحقیق و تفتیش کي جنبش پیدا نہیں هوتي :

ان هـذا من اعاجیب الـزمن !

کش جسقدر بحث نفس انعقاد اور مجلس کے سنت و بدعت هونے کي نسبت کي گئي هے ' وہ اس مجلس کي اصلاح حال کیلیے کي جاني - وہ تمام چیزیں جو قوم میں شوق و شغف کے ساتھه موجود هوں ' درحقیقت ایک قوت هیں ' پس سب سے اول کوشش یہ هوني چاهیے کہ استیم کو ضائع کرنے کي جگہ اس سے مفید کام لیا جاے - البتہ اگر اصل کار هي جادۂ شریعت سے منحرف هو اور صورت اصلاح مفقود ' تو پھر اُسکے استیصال کي کوشش امر بالمعروف میں داخل اور ناگزیر هے -

غفلت و مداهنت علما و تشدد بے محل

هزار تعجب هے اُس عالم صاحب تصنیف و تالیف کے دعوے علم پر ' جسکے جواب کے بعض جملوں کو آپنے نقل کیا هے - درحقیقت یہي وہ مذهب کے نادان حامي هیں ' جنکي دوستانہ حمایت ' همیشہ دشمنوں کي مخالفت سے زیادہ مذهب کیلیے مضر رهي هے - جن روایات کي نسبت آپنے تحقیق چاهي تھي ' اُنکا انکار نہ تو نیچریت هے اور نہ الحاد ' بلکہ عین شیوۂ اسلام و ایمان هے ' اور هر صاحب نظر ' جسکو فن حدیث و سیر سے کچھه بھي خبر هوگي ' ایک لمحہ کیلیے بھي ان روایات کو تسلیم نہیں کریگا -

آپ اس سعي و کوشش کیلیے مستحق تحسین تھے ' افسوس کہ اس نادان مدعي علم نے تشدد مذهبي کا بیجا استعمال کیا ' حالانکہ جو محل استعمال هیں ' انکي هماري عاما خبر بھي نہیں لیتے -

بہت سے لوگ هیں جو تشدد مذهبي اور تعصب دیني کو علماے حال کي طرف منسوب کرتے هیں اور پھر برسوں سے اسپر رو رهے هیں ' لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا - مجکو تو شکایت هے کہ جس درجہ تشدد مذهبي علما میں هونا چاهیے ' افسوس هے کہ نہیں هے - صدها امور ایسے هیں جن میں صاف طور پر انکے بیجا تسامح و مداهنت کو دیکھه رها هوں اور حق و معروف کے اعلان سے دانستہ اعراض کیا جارها هے - البتہ چند چھوٹي چھوٹي باتیں هیں ' جن میں تشدد کا اظہار هوتا هے ' مگر چونکہ یہ اظہار بے محل هوتا هے ' اسلیے محض رائگان جاتا هے ' بلکہ اکثر موقعوں میں اور مضر هوتا هے -

ایک بہت بڑا نکتۂ عمل یہ هے کہ هر قوت کا استعمال اسکے صحیح محل میں هو - آپ استیم کو جس سے سمندروں میں جہاز ' خشکیوں پر ریل ' اور کارخانوں میں مشینیں چلتي هیں ' تات کي بوریوں میں بھرکر غبارہ بنانے کي کوشش نہ کیجیے - ورنہ آپکي قوت اور سعي ' دونوں رائگان جائیں گي -

یہ اس ذکر کے چھیڑنے کا وقت نہیں ' ورنہ بجاے خود ایک داستان طولاني هے - اپني مصیبتوں کا حال یہ هے کہ چادر کا کوئي گوشہ دھبے سے خالي نہیں - کس کس چیز کو بیان کیجیے ' کس کس کے حال پر روئیے ' اور پھر اتنا وقت کہاں سے لائیے ؟

آسوده شبے باید و خوش مهتابے
تا با تو حکایت کنم از هر بابے

معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت

لیکن ان روایات کي صحت و عدم صحت کي نسبت ضمناً جن خیالات کا آپنے اظہار فرمایا هے ' افسوس کہ فقیر اس سے متفق نہیں - وہ ایک نہایت خطرناک اصولي غلطي هے ' جس میں زمانۂ حال کے مدعیان تحقیق و اجتہاد اور رهروان جادۂ تطبیق عقل و نقل ' برسوں سے مبتلا هیں - آپنے بار بار اس سوال کو دهرایا هے کہ " اگر یہ

روایات صحیح ہیں تو کیا عقل میں آسکتی ہیں ؟ " جواباً گذارش ہے کہ روایات تو یقیناً صحیح نہیں ہیں' لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو واقعہ آپکی عقل میں نہ آئے' وہ یکسر غلط و موضوع ہے ؟

آپ بلا تامل پوچھیے کہ یہ واقعات اصول فن روایت کی بنا پر کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں ؟ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اتنا پوچھ لینا ہی آپکے مقصد کے حصول کیلیے کافی ہے' لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار تمیز حق و باطل ہے کہ واقعہ کی صحت کیلیے پہلی شرط آپکے عقل کی تصدیق ہے ؟ آپ لوگ آجکل بے تکلف یہ جملہ کہدیا کرتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ کیسی خطرناک سوفسطائیت کی راہ ہے' جو اسطرح آپکے سامنے کھل جاتی ہے - ہر واقعہ کی صحت و عدم صحت کیلیے پہلی چیز' اصول روایت اور صحت نقل کے شرائط کا اجتماع ہے اور بس' نہ کہ زید و عمر کی عقل میں آنا - مجھکو یقین نہیں کہ مارکونی ٹیلی گرام کو آپکی عقل تسلیم کرتی ہو' اور غالباً آپنے اب تک اسکا عینی مشاہدہ بھی نہ کیا ہوگا' لیکن اول مرتبہ جب اس ایجاد کی خبر یورپ کے کسی مستند پرچے میں دیکھی ہوگی' اور تمام اخباروں میں اسکی شہرت کا غلغلہ مچا ہوگا' تو فرمائیے' آپنے اسکی تصدیق کی تھی یا انکار ؟

آپکو معلوم نہیں کہ یہی وہ سرحد ہے جہاں سے (با وجود اتحاد مقصد و اصول) مجھے آجکل کے مصلحین مذہب سے الگ ہو جانا پڑتا ہے - ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خود ساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہیں' معاً اس سے انکار کردینے کیلیے بیچین ہو جاتے ہیں' اور پھر اس انکار محض کو " تطبیق منقول و معقول " کے مرعوب کن لفظ سے تعبیر کرنے کے علانیہ تمسخر سے نہیں شرماتے : و تقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم (۲۴ : ۱۵)

حالانکہ اگر انکو علوم دینیہ کے حصول کا موقعہ ملا ہوتا اور علم و فن پر نظر ہوتی' تو وہ دیکھتے کہ اسی مقصد کو اصول فن کے ساتھہ چلکر بھی حاصل کر سکتے ہیں -

کیا ضرورت ہے اسکی کہ ان روایات کی محض اسوجہ سے تغلیط کردی جاے کہ وہ ہماری عقل میں نہیں آتیں ' جبکہ ہم اصول مقررۂ حدیث و اثر' و طرق جرح و تعدیل روایت' و تحقیق و نقد درایت ' و شہادات موثقۂ ارباب علم و فن کی بنا پر بغیر ادنے دقت کے ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ روایات ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں' اور اصول فن سے لاائق احتجاج نہیں - اور اسطرح بغیر سر رشتۂ اصول کو ہاتھہ سے دیے ' اسی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں -

معلوم نہیں آپنے میری گذارش کو سمجھا بھی یا نہیں ؟ میں کہتا ہوں کہ بہت سی باتیں ہیں جنسے انکار کرنے میں ممکن ہے کہ آپکے مصلحین حال اور ہم متفق ہوں ' لیکن پھر ہم میں اور ان میں بعد المشرقین ہے - وہ محض اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ انکی عقل میں نہیں آتی' اور ہم اس لیے انکار کرتے ہیں کہ اصول فن سے انکا قابل تسلیم ہونا ثابت نہیں - فاي الفريق احق بالامن ان كنتم تعلمون ؟

آپ کہیں گے کہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے ' میں کہونگا کہ منزل تک پہنچنے ہی پر سفر کی کامیابی موقوف نہیں ہے ' بلکہ بہت کچھہ راہ سفر کے تعین و انتخاب پر :

و شتان ما بین خل و خمر

آپکو نہیں معلوم ' صدہا باتیں ہیں کہ آجکل کے مصلحین بھی کہتے ہیں اور انہی کو امام غزالی اور شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہما نے بھی کہا ہے ' مگر پھر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - ایک سے الحاد پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے مذہب کو تقویت ہوتی ہے' حالانکہ مقصود پہلی جماعت کا بھی تقویت مذہب ہی ہے - یہ فرق حالت بھی زیادہ تر اسی اختلاف طریق کا نتیجہ ہے - آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ علما اجکل کی چیزوں پر متوجہ نہیں ہوتے - یہ سچ ہے ' مگر اسکو بھی تو دیکھیے کہ آپ لوگوں نے انکی نظروں کو متوجہ کرنے ہی کا کونسا سامان کیا ہے ؟ لوگ دیکھتے ہیں کہ جس چیز کو آپ " تطبیق عقل و نقل " کہتے ہیں ' وہ صرف ایک تیز و برق خرام قینچی ہے ' جس کو آپنے اتھایا اور بے تکان قطع و برید شروع کردی - نہ علم و فن سے مس ہے ' نہ اصول و قواعد کی خبر ہے ' نہ کتابوں پر نظر ہے ' اور نہ اس زبان سے واقفیت ہے ' جس سے قران و حدیث کو الگ نہیں کیا جاسکتا - پھر وہ آپکی وقعت کریں تو کیا کریں ؟

گو میں اپنے عقیدے میں اس اغماض کو بھی علما کی ایک سخت غلطی سمجھتا ہوں اور بیان وجوہ کا یہ موقع نہیں' تاہم اگر وہ اپنے اغماض کی یہ توجیہہ کریں تو آپ کیا جواب دیں گے ؟

میں جو ہمیشہ (شیخ محمد عبدہ) اور انکے متبع طریقت (سید رشید رضا) کی تعریف کرتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہہ ہے کہ انہوں نے بہ نسبت ہندوستان کے مصلحین جدید کے اس نکتے کا زیادہ خیال رکھا ہے ' حالانکہ ضرورت انکے سامنے بھی وہی تھی جو یہاں درپیش ہے -

اب آپ اپنے سوالات کا جواب لیں - عقل و تفاسف کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں' سرے سے یہ تمام روایتیں ہی از قبیل قصص و حکایات موضوعہ ہیں ' جنکا کتب معتبرۂ حدیث میں نام و نشان تک نہیں -

طبقۂ محدثین و جماعت قصاص و وعاظ

اس تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں مگر چند الفاظ کہونگا - یہ کیسی سخت بدبختی کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جن چیزوں کی سب سے زیادہ شہرت ' اور عوام و خواص میں جو بیانات سب سے زیادہ مقبول ہیں' وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور نا قابل تسلیم بھی ہیں - یہ حال ہر علم و فن کا ہے - تاریخ میں وہی کتابیں اور انہی کتابوں کی حکایات مشہور و مقبول ہیں ' جنکے بعد ہمارے یہاں خرافات واکاذیب کا کوئی درجہ نہیں - سیر و فضائل میں بھی انہی کتابوں کو قبول عام حاصل ہے ' جنکے مصنف محدثین کی جگہ قصاص و واعظین تھے - سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قدماء کی کتابوں پر نظر نہیں ' اور ہر علم و فن میں تمام تر دار و مدار متاخرین پر ہے - یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے ' اور چند کتابوں سے رطب و یابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھہ جمع کردینا ہی انکی قوۃ تصنیف کا سدرۃ المنتہی تھا -

میں نے در مرتبہ " قصاص و واعظین " کا لفظ کہا ' یعنی مذہبی قصص و حکایات سے گرمی محفل کا کام لینے والے واعظ - فی الحقیقت یہ طبقہ ہمارے یہاں ابتدا سے سرچشمۂ موضوعات ' و مبدء جمیع اقسام افتراء و مکذوبات' و ینبوع خرافات و حکایات رہا ہے - یہ لوگ اپنے وعظ و بیانات کو انظار عوام میں دلفریب و پرکشش بنانے کیلیے مجبور تھے کہ قصص و حکایات کی تلاش و جستجو میں رہیں' اور اگر میسر نہ آئیں تو خود وضع کریں : یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ - پھر یہ لوگ اس طرح کی تمام روایتوں کو شاعرانہ اغراق و تغلیب' اور داستان طرازانہ اضافۂ و تحشیہ کے ساتھہ اپنی مجلسوں میں بیان کرتے تھے' اور رفتہ رفتہ مرض متعدی ہوجاتا تھا -

علی الخصوص متاخرین ایران میں بعض لوگوں نے وعظ گوئی کو ایک مستقل فن بنا دیا ' اور چونکہ قابل اور اهل قلم بھی تھے ' اسلیے اپنی مجالس کو کتب سیر و قصص کی صورت میں مدون بھی کر دیا : ضلوا فاضلوا ' فویل لهم ولاتباعهم -

مثلاً (ملا حسین واعظ کاشفی) اور (ملا معین الدین هروی) انهی لوگوں میں سے تھے - علی الخصوص اخر الذکر شخص ' جو فی الحقیقت انشا پردازی ' و حکایت طرازی ' و اقتباس روایات ضعیفہ و موضوعہ ' و تاویلات رکیکۂ قران و سنت ' و عبور و رسوخ اسرائیلیات و روایات یہود میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا -

شاید بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ آج اردو زبان میں جس قدر مولود لکھے گئے ھیں اور رائج ھیں ' وہ سب کے سب بے واسطہ یا بالواسطہ اسی (ملا معین هروی) کی کتابوں : معارج النبوہ ' تفسیر سورہ یوسف موسوم بہ نقرہ کار ' قصۂ حضرت موسی علیہ السلام موسوم بہ اعجاز موسوی وغیرھا سے ماخوذ ھیں -

اسمیں شک نہیں کہ ان کتابوں میں بعض حصے نہایت دلچسپ اور قابل دید ھیں ' مثلاً وہ صوفیانہ و عارفانہ لطائف و نکات آیات و احادیث ' جو اقوال و مرویات صوفیا سے لیے گئے ھیں ' یا خود اس نے پیدا کیے ھیں ' لیکن تاھم ان لطائف کو کیا کیجیے کہ اصل موضوع ھی سر تا سر ینبوع خرافات ھے -

یہ لوگ ان میں سے اکثر چیزونکے خود موجد نہ تھے ' بلکہ اپنی جماعت کے پیشرو افراد کے متبع ' لیکن فارسی میں لکھکر اور کتب مجالس و وعظ کو شائع کرکے ان لوگوں نے تمام موضوعات و خرافات کو ایران و ھند میں پھیلادیا ' اور چونکہ عوام بالطبع اس غذا کے خواھاں ھیں ' بغیر کسی دقت کے انکو قبول عام حاصل بھی ھوگیا - والقصة بطولها -

قصص کتب مولد کا سر چشمۂ اول

آپنے جن روایات کی نسبت استفسار کیا ھے ' (آپکو سنکر تعجب ھوگا کہ) ان میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ھے ' جو اصول فن حدیث کی بنا پر صحیح تسلیم کیا جاسکے ' اور جسکو کتب معتبرہ محدثین میں روایت کیا گیا ھو - (صحاح) ان قصص سے خالی ھے - عام مسانید و معاجم اور مصنفات مشہورہ میں بھی کوئی لائق احتجاج ثبوت نہیں ملتا - حافظ (سیوطی) نے (جمع الجوامع) میں جمع احادیث کا پورا التزام کیا ھے ' لیکن یہ کیسی عجیب بات ھے کہ ان روایات کا اسمیں کہیں پتہ نہیں ! (کنز العمال) میں متعدد ابواب تھے جہاں یہ روایات آسکتی تھیں ' مثلاً (معجزات من قسم الاقوال) کے باب (اعلام و دلائل نبوت) میں ' لیکن ایک اثر بھی وھاں درج نہیں کیاگیا - (قسم الافعال) میں ولادت کا مستقل باب موجود ھے ' مگر وہ نہایت مختصر ھے اور صرف چند آثار ' تاریخ و ایام ولادت کے متعلق پائے جاتے ھیں لیکن ان واقعات کا کہیں ذکر نہیں - معجزات ولادت میں صرف دو چار روایتیں آنحضرت کے مختون پیدا ھونے کی نسبت البتہ درج کی ھیں ' لیکن وہ تمام تر (ابن عساکر) کی ھیں ' جنکی نسبت علامہ ابن تیمیہ کہتے ھیں کہ : " وفیها احادیث کثیرة ضعیفة موضوعة و هیئة " اور پھر ان سب کے راوی اول حضرت ابن عباس ھیں ' اور اسلیے تمام روایات ولادت کی طرح یہ روایت بھی منقطع ھے ' پس قابل احتجاج نہیں -

(ان روایات کیلیے کنزالعمال جلد ۲ - صفحہ - ۳۳۱ کو دیکھیے)

کنز العمال کے باب (قسم الافعال) میں (دلائل و اعلام نبوت) کے عنوان کے نیچے دو تین طول طویل روایتیں (ابن عساکر) وغیرہ سے لیکر درج کی ھیں ' جن میں نہایت بے سروپا قصے بیان کیے ھیں اور یقیناً یکسر موضوع ھیں ' تاھم ان میں بھی ان واقعات ولادت کا کہیں پتہ نہیں - (ایضا - صفحہ - ۳۰۴ -)

روایات ثلاثہ حافظ ابو نعیم اصفہانی

پس در اصل ان قصص کا سر چشمۂ وحید ' اور مبدء اول وہ تین طول طویل حدیثیں ھیں ' جنکو (ابو نعیم) صاحب (دلائل) نے عمرو بن قتیبہ ' ابن عباس ' اور خود حضرت عباس کی نسبت سے روایت کیا ھے ' اور یہی روایات ھیں ' جنکا آگے چلکر قصاص و مجلس ارا واعظوں نے اپنی گرمی مجلس کیلیے استقبال کیا ' اور پھر تمام قصص و حکایات اور کتب سیر متاخرین میں داخل ھوگئیں ؟

شیخ جلال الدین سیوطی نے (خصائص کبری) کی پہلی جلد میں ان تینوں روایتوں کو نقل کیا ھے - ان میں سے ھر روایت ایک ایک صفحہ کی ھے - پوری نقل نہیں کر سکتے ' ضروری ٹکڑے حسب ذیل ھیں :—

(۱) بروایت قتیبہ

و اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة ' قال سمعت ابي و کان من ارعیة العلم قال : لما حضرت ولادة آمنة قال الله للملائکة افتحوا ابواب السماء کلها و ابواب الجنان کلها ' و امر الله الملائکة بالحضور ' فنزلت تبشر بعضها بعضا - و تطاولت جبال الدنیا و ارتفعت البحار و تباشر اهلها ' فلم یبق ملك الا حضر ' و اخذ الشیطان فغل سبعین غلا و القي منکوسا في لجة البحر الخضراء ' و غلت الشیاطین و المردة ' و البست الشمس یومئذ نورا عظیما ' و اقیم علي رأسها سبعون الف حوراء في الهواء ینتظرون ولادة محمد صلی الله علیه و سلم - و کان قد اذن الله تلك السنة لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامة لمحمد صلی الله علیه و سلم و ان لا تبقي شجرة الا حملت ولا خوف الا عاد امنا - فلما ولد النبي صلي الله علیه و سلم امتلاءت الدنیا کلها نورا و تباشرت الملائکة و ضرب في کل سماء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استنار به فهي معروفة في السماء * * * * و نکست الاصنام کلها و اما اللات و العزی ' فانهما خرجا من خزانتهما و هما یقولان " ویح قریش جاء هم الامین جاء هم الصدیق "

(۲) بروایت ابن عباس

و اخرج ابو نعیم عن ابن عباس قال : کان من دلالات حمل رسول الله صلی الله علیه و سلم ان کل دابة کانت لقریش نطقت تلك اللیلة * * * * ولم تبق کاهنة في قریش ولا في قبیلة من قبائل العرب ' الا حجبت عن صاحبتها ' و انتزع علم الکهنة منها ' ولم یبق سریر ملك من ملوك الدنیا الا اصبح منکوسا ' و الملك مخرسا لا ینطق یومه ذلك ' و مرت وحش المشرق الی وحش المغرب بالبشارات * * * * و فتح الله لموالده ابواب السماء و جنانه فکانت آمنة تحدث عن نفسها و تقول " اتاني آت حین مربي من حمله ستة اشهر فوکزني برجله في المنام و قال لي یا آمنة ! انك قد حملت بخیر العالمین طرا فاذا ولدتیه فسمیه محمدا " فکانت تحدث عن نفاسها و تقول " لقد اخذني ما یاخذ النساء ولم یعلم بي احد من القرم فسمعت رجبة شدیدة و امرا عظیما فها لذي ذلك ' فرأیت کان جناح طیر ابیض قد مسح علی فوادي فذهب عني کل رعب و کل وجع کنت اجد ثم التفت فاذا انا بشربة بیضاء لبنا و کنت عطشي ' فتناولتها شربتها فاضاء مني نور عال ' ثم رأیت نسرة کالنخل الطوال ' کانهن من بنات عبد مناف یحدقن بي فبینا انا اعجب و اذا بدیباج ابیض قد مد بین السماء و الارض ' و اذا بقائل یقول خذ و ممن اعین الناس قالت ورأیت رجالا قد وقفوا في الهواء بایدیهم اباریق فضة ورأیت قطعة من الطیر قد اقبلت حتی غطت حجري مناقیرها من

الزمرد و اجنحتها من اليواقيت فكشف الله عن بصري و ابصرت تلك الساعة مشارق الارض و مغاربها * * * * ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عن وجهي و سمعت مناديا ينادي " طوفوا بمحمد شرق الارض و غربها و ادخلوه البحار ليعرفوه باسمه و نعته و صورته " * * * * ثم تجلت عنه في السرع وقت فاذا انا به مدرج في ثوب صوف ابيض و تحته حريرة خضراء و قد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب و اذا قائل يقول " قبض محمد علي مفاتيح النصرة و مفاتيح الريح و مفاتيح النبوة " ثم اقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل و خفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عيني ، فسمعت مناديا ينادي " طوفوا بمحمد الشرق و الغرب و علي مواليد النبيين ، و اعرضوه على كل روحاني من الجن، و الانس و الطير و السباع " * * * * و اذا انا بثلاثة نفر في يد احدهم ابريق من فضة و في يد الثاني طست من زمرد اخضر و في يد الثالث حريرة بيضاء فنشرها فاخرج منها خاتما انبهر ابصار الناظرين دونه ، فغسله من ذالك الابريق سبع مرات ثم ختم بين كتفيه بالخاتم و لفه في الحريرة ثم حمله فادخله بين اجنحته ساعة ثم رده الي "

(۳) بروایت حضرت عباس

و اخرج ابو نعيم بسند ضعيف عن العباس قال لما ولد اخي عبد الله و هو اصغرنا * * * * * فلما ولدت آمنة قلت لها ما الذي رأيت في ولادتك ؟ قالت " لما جاءني الطلق و اشتد بي الامر سمعت جلبة و كلاما لا يشبه كلام الآدميين ، ورأيت علما من سندس على قضيب من ياقوت قد ضرب ما بين السماء و الارض * * * * ورأيت قربي سربا من القطاء قد سجدت له و نشرت اجنحتها ورأيت تابعة سعيرة الاسدية قد مرت وهي تقول ما لقي الاصنام و الكهان من ولدك هذا هلكت سعيرة و الويل للاصنام ورأيت شابا من اتم الناس طولا و اشدهم بياضا ، فاخذ المولود مني ، فتقل في فيه ، و معه طاس من ذهب فشق بطنه شقا ، ثم اخرج قلبه فشقه شقا ، فاخرج منه نكتة سوداء فرمى بها ، ثم اخرج صرة من حرير اخضر ففتحها فاذا فيها شيء كالذريرة البيضاء فحشاه ثم اخرج صرة من حرير ابيض ففتحها فاذا فيها خاتم فضرب على كتفه كالبيضة و البسه قميصا " فهذا ما رأيت - (۱)

لیکن یه تینوں روایتیں قطعا بے اصل هیں ، بوجوه ذیل :

(۱) حافظ (ابو نعیم) پانچویں صدي کے حفاظ حدیث میں سے هیں - (ذهبي) نے انکو تیرهویں طبقه کے ذیل میں شمار کیا هے اور (تذکره) میں مفصل ترجمه لکها هے - انکي جلالة مرتبة سے انکار نهیں ، لیکن کیا کیجیے که یه اُن لوگوں میں هیں ، جنکي نسبت مسلم هے که فضائل و معجزات میں رطب و یابس اور ضعیف و موضوع ، هر طرح کي حدیثیں درج کر دیا کرتے تهے - یا تو یه حسن اعتقاد کي وجه سے تها ، یا پهر اعتماداً علی الناس ، که لوگ خود درجهٔ صحت وضعف کو تحقیق کرلینگے - یهاں تک که (علامهٔ ابن تیمیه) کو ابوا لشیخ اصفهاني کے ذکر میں لکهنا پڑا :

و فیها احادیث کثیرة قویة	اور اسمیں بهت سي حدیثیں هیں
صحیحة و حسنة و احادیث	جو قوي و حسن هیں اور بهت سي
کثیرة ضعیفة و موضوعة	ضعیف و موضوع هیں * * * یهي
* * * و کذلک ما یرویه	حال اُن احادیث کا هے جو ابو نعیم
ابو نعیم في فضائل الخلفا	نے خلفا کے فضائل میں بصورت ایک

(۱) هم نے ان تینوں روایتوں کا بهت سا حصه چهوڑدیا اور ترجمه بهي نهیں کیا ، کیونکه اس سے مضمون بهت بڑهجاتا اور الهلال میں صفحات معدود - ان روایات میں وه تمام واقعات وقت ولادت ، جو عام طور پر مولود کي کتابوں میں بیان کیے جاتے هیں ، موجود هیں اور جنکي نسبت آپ سوالات کیے هیں - نیز اور بهي بهت سے عجایب و خوارق بیان کیے گیے هیں منه

في كتاب مفرد في اول حلية الاولیا (کتاب التوسل) (۱)

مستقل کتاب کے روایت کي هیں ، (حلیه الاولیا) کے ابتدا میں -

علامهٔ (ابن تیمیه) کي شهادت پر شاید بعض پرستاران سبکي و ابن حجر مکي چین بجبیں هوں ، مگر یه واضح رهے که علامهٔ موصوف کے رسوخ حدیث ، و حفظ و ضبط ، و اتقان فن کا وه ارفع و اعلی مقام هے ، جس تے انکے سخت سے سخت مخالف کو بهي کبهي انکار کي جرأت نهو سکي - حدیث "کنت نبیاً و ادم بین الماء و الطین" کو (ان الفاظ کے ساتهه) علامهٔ موصوف نے موضوع لکها تها - حافظ ابو الخیر (سخاوي) ایک فتوے میں بحث کرتے هوے لکهتے هیں : " اس بارے میں ابن تیمیه کے علم راسع اور حفظ حدیث پر اعتماد کر لینا ، اعتماد کیاجیے کافي هے جسکا موافق اور مخالف ، دونوں کو اقرار هے "

سخاوي کا یه قول (زرقاني) نے مواهب لي شرح میں نقل کیا هے (۲)

سب سے زیادہ یه که حافظ (ذهبي) کا قول اس موقع پر یاد کر لینا چاهیے جو کهتے هیں که : ما رایت اشد استحضاراً للمتون و غورها منه ، و کانت السنة بین عینیه و السنه بعبارة رشیقة و عین مفتوحة !!

حافظ (ابو نعیم) کے اس تساهل ، موضوعات پر سکوت ، اور نقل و جمع روایات میں بے احتیاطي کي شکایت صرف علامهٔ موصوف هي کو نهیں هے ، بلکه اس سے بهي بڑهکر ثبوت واضح اسکے لیے موجود هے - یهي حافظ ذهبي ، جنهوں نے تذکره میں انکا ترجمه لکها هے ، (میزان) میں حافظ (ابو نعیم) اور انکے معاصر (ابن مندہ) کے باهمي طعن و قدح کا ذکر کرتے هوے لکهتے هیں :—

لا اقبل قول کل منهما	میں ان دونوں میں سے کسي کے طعن
فی الاخر ، و هما	دوسرے کے حق میں قبول نهیں کرتا میرے
عندي مقبولان	نزدیک دونوں مقبول هیں - مجهے ان دونوں
لا اعلم ذنبا اکبر من	کا گناه اس سے بڑهکر تو اور کوئي نهیں معلوم
روایتهما الموضوعات	که وه جهوٹي حدیثیں روایت کرتے هیں
ساکتین علیها !	اور اسکي نسبت سکوت اختیار کرلیتے هیں!

حافظ (ذهبي) کے نزدیک یه غفلت انکي مقبولیت میں خلل انداز نهیں ، لیکن افسوس که اسي خطرناک مقبولیت نے اُن موضوعات و حکایات کو قوم میں پهیلادیا ، جنکي وجه سے آج اسلام کو شرمندهٔ اغیار ، اور هدف طعنهٔ مخالفین و اجانب بننا پڑتا هے !

(۲) اب ان روایات پر نظر ڈالیے ، میں اس وقت اس بحث کو چهیڑنا نهیں چاهتا که درایةً انکے مطالب کس درجه قابل اعتراض و انکار هیں ؟ کیونکه کهه چکا هوں که پهلي چیز نفس روایت کي صحت و عدم صحت هے -

ان روایات میں پهلي روایت (عمرو ابن قتیبه) سے هے - وه کهتے هیں که میں نے اپنے والد سے سنا " وهان من ارعیة العلم " ! انهوں نے اپنے والد کي فضیلت علمي تو بیان کردي ، لیکن کچهه نهیں معلوم که انهوں نے یه واقعه کیونکر معلوم کیا اور کس اعتماد پر بیان کر رهے هیں ؟ ذکر ولادت کي اکثر روایتیں منقطع هیں (یعنے واقعه تک راوي کا سلسله نهیں پهنچتا) لیکن یه روایت منقطع روایات میں بهي بدترین منقطع هے - دوسري روایت کے راوي اول حضرت (ابن عباس) هیں ، لیکن ابن عباس واقعه ولادت نبوي کے پچاس برس بعد پیدا هوے هیں ، نهیں معلوم انهوں نے کس سے سنا اور پهر باقي روایت کا

(۱) اس راے کو علامه ابن تیمیه نے کتاب التوسل میں لکها هے ، لیکن یه کتاب اصفه میرے پاس موجود نهیں هے - مولانا شبلي نعماني نے دیباچهٔ سیرة النبي جلد (۲) مطبوعه الهلال میں اس عبارت کو نقل کیا هے اور صفحه (۹۹) کا حواله دیا هے - باقي کتابیں پیش نظر هیں - منه

(۲) زرقاني نے یه مقام میں نے دیکها هے اور یاد هے لیکن اس وقت تلاش کرنا چاهه تو جلد مي میں نه نکال سکا - منه

پته نهیں - تیسري روایت میں خود تصریح کردي هے که " بسند ضعیف " لیکن راوي کے اس انکسار طبع پر هم قانع نهیں هوسکتے ' کیونکه یه روایت ضعیف هي نهیں بلکه سرے سے موضوع هے - روایت خود حضرت عباس سے هے جو بطور جملهٔ معترضه کے اغاز حدیث میں کهتے هیں : ولد اخي عبد الله ' وهو اصغرنا (میرا بهائی عبد الله پیدا هوا اور وه هم تمام بهائیوں میں سب سے زیاده چهوٹا تها) صرف یهي جملهٔ معترضه اس روایت کے موضوع هونے کیلیے ایک محکم اندروني شهادت هے ' کیونکه بالاتفاق یه مسلم هے که حضرت عبد الله ' حضرت عباس سے بڑے تهے نه که چهوٹے -

حافظ ابن عبد البر (الاستیعاب في معرفة الاصحاب) میں لکهتے هیں :

(عباس بن عبد المطلب) عم رسول الله یکني ابا الفضل بابنه الفضل ' وکان العباس اسن من رسول الله بسنتین و قیل بثلاث سنین - (دیکهو کتاب مذکور جلد ۲ - صفحه - ۴۹۷ -)

عباس بن عبد المطلب آنحضرت کے چچا ' اپنے لڑکے فضل کي نسبت سے ابو الفضل کنیت رکهتے تهے - انکي عمر آنحضرت سے صرف دو برس زائد تهي اور بعض نے کها هے که تین برس -

جب خود حضرت عباس کي عمر آنحضرت (صلی الله علیه وسلم) سے صرف دو تین برس زیاده تهي ' تو آپکے والد سے کیونکر بڑے هو سکتے هیں ؟ معلوم هوتا هے که جس نادان نے یه قصه گڑهکر حضرت عباس کي طرف منسوب کیا هے ' یا تو اس غریب کو اسکي خبر نه تهي ' یا جانتا تها اور روایت کو معتبر بنانے کیلیے قصداً یه ٹکڑا داخل کردیا تاکه ضمناً ایک دوسرا مغالطه دیکر روایت کو انقطاع سے محفوظ ثابت کرے - فکفی بذلك کذبه وبهتانه علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعمه ' و من کذب علیه متعمداً فلیتبوء مقعده فی النار -

(۳) ایک سب سے بڑي دلیل واضح ان روایات واهیه کے نا قابل اعتبار هونے کي یه هے که خود (حافظ ابو نعیم) نے (دلائل النبوة) میں ان روایات کو نقل نهیں کیا (۱) حالانکه اسمیں هر طرح کي ضعیف و منکر روایتیں بلا تامل جمع کردي هیں - اس سے صاف ظاهر هے که خود حافظ موصوف کے نزدیک یه روایات اسدرجه واضح طور پر موضوع تهیں ' که وه ضعیف و منکر روایتوں میں بهي انهیں نه لے سکے ' اور با وجود انکے مذاق میں سب سے بڑے ذخیرهٔ دلائل و اعلام نبوت هونے کے ' مجبوراً چهوڑ دینا پڑا -

(۴) لیکن ان سب سے بڑهکر ایک برهان قاطع اور شهادت واضح (جو في الحقیقت ان روایات کے موضوع هونے کا اخري فیصله کردیتي هے) یه هے که خود حافظ سیرطي (خصائص کبری) میں تیسري روایت کو نقل کرنے کے بعد لکهتے هیں :

هذا لا ثر و الاثران قبله ' وفیها نکارة شدیدة ' ولم ارده فی کتابی هذا أشد نکارة منها ولم تکن نفسي تطیب بایرادها (فتامل) لکني تبعت الحافظ ابا نعیم في ذلك ! (خصائص کبری جلد ۱ - صفحه - ۴۹)

یه روایت اور اس سے قبل کي جو دو روایتیں هیں ' تو ان سب میں نهایت سخت و شدید انکار و قباحت هے اور با وجود انکے اشد شدید انکار کے میں نے اس کتاب میں جو درج کیا ' تو میرا دل اس امر کو پسند نهیں کرتا تها مگر میں نے محض حافظ ابو نعیم کي پیروي کے خیال سے ایسا کردیا -

حافظ (سیوطي) هر طرح کي رطب و یابس روایتوں کے جمع کرنے بلکه انسے استدلال کردینے میں جس درجهٔ بے احتیاط اور تساهل پیشه هیں ' وه ارباب نظر سے مخفی نهیں - لیکن ان روایات کي

(۱) دلائل النبوة دائرة المعارف حیدر اباد میں چهپ گئي هے - اسکے پهلے حصے کے صفحه (۳۲) میں (تزویج امنه) کا پورا باب دیکهه جایئے ' بهت سي روایات ضعیفه و واهیه درج هیں مگر ان روایات کا پته نهیں ! منه -

لغویت کا یه حال تها که وه بهي بایں همه تساهل چپ نه رهسکے ' اور بے اختیار هوکر انکار شدید کے ساتهه اسکي معذرت کرني پڑي که محض حافظ (ابو نعیم) کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا هوں !

وه لکهتے هیں که میرا جي نهیں چاهتا تها که ان روایتوں کو درج کروں - غور کیجیے که جن روایتوں کے درج کرنے سے حافظ سیرطي کي طبیعت بهي اعراض کرے ' وه کس درجه واهي و مزخرف هونگي ؟

اجکل مناقب و فضائل اور واقعات و سیر میں مدعیان فن کي انتهائي سرحد حافظ سیرطي و اقرانه هیں - لیکن یه کیسا دلچسپ اقرار خود حافظ موصوف کا هے که میں هر طرح واهي و منکر روایتیں لوگوں کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا هوں فتاملوا و تفکروا ولا تغتروا باصحاب العمائم العجراء اذ قررها و اجاز وها ' ان هم الا اصحاب اوهام و شقاشق یتقربون بها من العوام -

کسر ایوان کسری وغیره

آپکے اکثر سوالات کا جواب ان روایات کي بحث میں آگیا ' نیز بعض غیر مسئول عنه امور کا بهي ' لیکن ابهي ایک چوتهي روایت باقي هے ' جسمیں آتشکده ایران کے بجهه جانے ' قصر نوشیرواں کے کنگورون کے گرنے ' کاهنوں کے پراسرار و عجائب اظهارات اور ایک خطبه کهانت کا ذکر کیا گیا هے -

یه روایت بهي پورے دو صفحه کي هے - سیوطي نے (خصائص) میں اور حافظ ابو نعیم نے (دلائل) میں اسکو درج کیا هے - اگر نقل کروں تو پورے دو کالم مطلوب هوں - خلاصه مضمون یه هے که " آنحضرت کي ولادت کي رات کسری کے ایوان میں زلزله محسوس هوا ' اسکے ۱۴ - کنگورے گرگئے ' ایران کي وه آگ جو هزار سال سے نهیں بجهي تهي ' بجهه گئي ' بحیره ساوه خشک هوگیا ' نوشیرواں نے وزرا اور موبدوں کو جمع کرکے اسکي وجه پوچهي - انهوں نے کها که هم نے بهي خواب دیکها هے ' عرب میں کوئي انقلاب هونے والا هے - اسپر نوشیرواں نے نعمان بن منذر کے نام خط لکها که عرب سے ایک ایسا شخص بهیجدو جو میرے هر سوال کا جواب دے ' نعمان نے (عبد المسیح) نامي ایک کاهن کو بهیجا ' لیکن اس نے اپنے سے زیاده عالم (سطیح) کاهن شام کو بتلایا ' اور نوشیرواں کے سوالات لیکر وه اسکے پاس گیا (سطیح) مرض الموت میں گرفتار تها - (عبد المسیح) نے کهانت آمیز اشعار پڑهے ' اور جب اس نے سر اٹهایا تو کها : " تهوي الی سطیح ' و قد اوفي علی الضریح ' بعنك ملك بني ساسان ' لارتجاس الایوان ' و خمود النیران ' و رویا الموبذان ' رأي ابلا صعابا ' تقود خیلا عرابا ' وغیره وغیره " لیکن سطیح مرگیا اور جواب کي مهلت نه پائي " (۱)

لیکن یه روایت بهي قطعاً ناقابل اعتنا هے - اسکا راوي اول (مخزوم ابن هانی) هے جو اپنے باپ سے روایت کرتا هے - خود حافظ سیوطي اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکهتے هیں :

قال ابن عساکر : حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث ابن مخزوم عن ابیه ' تفرد به ابو ایوب البجلي (جلد اول صفحه - ۵۱)

ابن عساکر نے اسکي نسبت کها هے که حدیث غریب هے جسکو سوائے ابن مخزوم کے اور کسي نے روایت نهیں کیا هے -

اس روایت کے واقعات به تغیر الفاظ و حذف و اضافهٔ بعض امور ' فضائل و حکایات کي کتابوں میں بکثرت ملتے هیں ' لیکن ان سب کي بنیاد یهي روایت هے ' والعبرة بما یروي حدثون ' لا بما یهذي به القصاصون الکذ -

(۱) پوري روایت کیلیے دلائل النبوة جلد اول صفحه ۴۱ - اور خصائص جلد اول صفحه - ۴۹ - کو دیکهیے - منه

نمودان غزوۂ بلقان

سرگذشت اقتلاب

—:*:—

(۲)

پرنس یوسف عزالدین ولي عہد خلافۃ علیہ
و نامور رکن انقلاب

—*—

(مقتبس از بعض مکاتیب آستانۂ علیہ)

—*—

(۲۹) جنوري کي اشاعت کے بعد ہم کو اس انقلاب کي نسبت اور کچھہ لکھنے کي مہلت نہیں ملي - حالانکہ حالات وافر' اور معلومات مزید قابل تذکرہ ہیں -

انساني اعمال کي انتہائي سرحد' سعي و جہد سے زیادہ نہیں ہے' نتائج پر حکومت کبھي بھي آسے نہیں ملي ' پس موجودہ معاملات کے خاتمے کي نسبت کوئي پیشین گوئي نہیں کي جاسکتي - تاہم اس وقت نازک میں عزت ملک و ملت کیلیے ان ملت پرستان غیور نے جو کچھہ کیا ' اسکي عظمت و اجلال ہمیشہ غیر متغیر اور لا زوال رہے گي - وہ ایک قابل احترام عمل تھا ' جو شروع بھي ہوا اور پورا بھي ہوگیا ' اور اب اپني تکمیل کیلیے نتایج مستقبلہ کا محتاج نہیں ہے - اسکا مقصد سربسجود حکومت کو ایک بار عزت سربلندي کے ساتھہ کھڑا کر دینا تھا ' اور جس وقت (انور بے) قصر وزارت کے اندر فاتحانہ داخل ہوا اور پھر فاتحانہ نکلا' یقین کیجیے کہ اسکے چند لمحوں کے اندر ہي انجمن اتحاد و ترقی نے اپنے اس فرض و مقصود کو پورا بھي کردیا - اسکي سعي کي ابتدا اور مقصد کي تکمیل ' دونوں ایک ساتھہ انجام پاے - پس اب کوئي انتظار نہیں ہے جو ہمکو اس انقلاب کے احترام میں مانع آے ' اور ہم اسکے کارنامہ ہاے عزیز و محبوب کے تذکرے سے غافل رہیں -

* * *

الہلال کے متعلق یہ امر ناظرین کے ذہن نشیں رہنا چاہیے کہ اسکي ضخامت محدود' اور وہ ایک ہفتہ وار جرنل ہے - پس اپني ہر اشاعت کو ترتیب دیتے ہوے فرض کرلیتا ہے کہ ہفتہ بھر کے عام حالات و اخبار ناظرین کي نظر سے گذر چکے ہیں ' اور اب یا انکے کسي اہم حصے پر بحث و مذاکرہ کي انہیں ضرورت ہے ' یا ایسے معلومات کي ' جو عام ذرائع سے میسر نہیں ' اور ایسا فرض کرلینا اسکي حالت کے لحاظ سے ناگزیر ہے - پس ہم ہمیشہ خاص معلومات کے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اور معلومات کے حاصل کرنے کیلیے ہماري جستجو و سعي خاموش و مخفیانہ بہ کار ہوتي ہے ' نہ کہ غلغلہ انداز و نمایش خواہ - موجودہ انقلاب کي نسبت بھی نہایت اضطراب سے ہم اُس وقت کے پورا ہوجانے کا انتظار کررہے ہیں جو قسطنطنیہ کي ڈاک کیلیے ضروري ہے - امید ہے کہ بہت جلد مرتب ترین و مفصل ترحالات پیش کرسکیں گے - لیکن انقلاب سے ایک ہفتہ پیشتر تک کے بعض ضروري کوائف ہیں جو ضرور ہے کہ بالترتیب شائع کیے جائیں -

* * *

یاد ہوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدین شریف بے) نے اپنے گذشتہ مراسلہ میں لکھا تھا :

" ہم نے ولي عہد خلافت کے ذریعہ جلالۃ ماب کو حالات سے واقف کرنا چاہا ' مگر اسکو خلع سلطاني کي کوشش سے تعبیر کیا گیا ' اور ہم پر تہمت لگائي گئي کہ ہم تخت خلافت کو اولاد دینا چاہتے ہیں ! "

یہ ایک تفصیل طلب اشارہ ہے -

انجمن اتحاد و ترقي کے گذشتہ چارسالہ عہد اقتدار میں شاہزادگان قصر خلافت کي خواہشوں کا بھي ایک خاص نازک مسئلہ رہا ہے - یہ لوگ اتحادي وزارت سے خوش نہ تھے ' اور بہت سی شکایتیں بیان کرتے تھے - منجملہ انکے ایک بڑي شکایت یہ تھي کہ اتحادي وزارت نے انکي تنخواہیں گھٹا دي تھیں ' اور بیش قرار رقمیں حاصل نہیں کرسکتے تھے - سعید پاشا کی وزارت کے ساتھہ جب اتحاد و ترقي کو شکست ہوئي ' تو کامل پاشا کي جماعت نے اپنے نئے اقتدار کے بڑھانے میں اس واقعہ سے بھي فائدہ اُٹھایا ' اور تمام شہزادوں کي ہمدردي حاصل کرلي - یہاں تک کہ کامل پاشا کے وزیر اعظم ہونے پر ایک شہزادے نے مدحیہ ترکي نظم بھي لکھي تھي -

مگر واقعات میں جلد جلد تبدیلي شروع ہوگئي اور جنگ کے سریع السیر تغیرات نے ارادوں اور منصوبوں کے چہرے بے نقاب کردیے - پے درپے شکستوں کے ظہور' وزارت کے تساہل ' یورپ پر اعتماد' کامل پاشا کي پزدلي ' ذلت بخش درخواست صلح ' اور جنگ کي طیاریوں کي موقوفي ' یہ واقعات ایسے نہ تھے' جو انکو بہت

عزالملۃ والدین :
حضرت شہزادہ یوسف عزالدین ولي عہد دولت عثمانیہ

جلد بے دل نہ کردیتے - سب سے زیادہ اس خبر نے قصر سلطانی میں ایک عام برهمی پیدا کردی کہ " کامل پاشا سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے اور قدیم ایشیائی پایۂ تخت عثمانی (بروسہ) چلے جانے کا مشورہ دے رہا ہے " !

فی الحقیقۃ ... کامل پاشا نے اسکی پوری سعی شروع کردی تھی کہ جنگ کے آنے والے خطرات اور قسطنطنیہ پر بلغاری قبضے کا خوف دلاکر سلطان المعظم کو ترک قسطنطنیہ کیلیے راضی کرلے ' اور اس طرح تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ ذلت بخش' اور چالیس کرور چہروں کو روسیاہ کرنے والا حادثہ' اسکی ملکی خیانت کی تکمیل کے ساتھہ ظاہر ہوجاے -

صلح کی گفتگو ہوچکی تھی ' لیکن ابھی عرش خلافت کی قبر (سینٹ جیمس) لندن میں نہیں کھودی گئی تھی ' وہ سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا : " حالات بدل گئے' اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ جلالۃ ماب قسطنطنیہ کی حفاظت کو اللہ کے سپرد کریں اور جہاں تک جلد ممکن ہو' تمام خاندان خلافت کو لیکر اپنے قدیمی پایۂ تخت میں تشریف لیجائیں ' یہ مشورہ دینے کیلیے میں مجبور ہوں' کیونکہ آنے والے وقت کو دیکھنا نہیں چاہتا "

یہ کیا کہہ رہا تھا ؟ یہ اتھہ سو برس کے تخت حکومت کو چھوڑ کر نامردانہ فرار کا مشورہ آس شخص کو دے رہا تھا ' جسکے ایک بزرگ (سلطان مراد) نے جنگ (قوصوہ) کے معرکے میں اس طرح جان دی تھی کہ جانکنی کے وقت بھی اپنی پالکی کو میدان جنگ سے ہٹانے نہیں دیا !

جبکہ یہ کہہ رہا تھا ' تو یقینا اسکے اندر سے صلیبی امیدوں کا شیطان لعین بول رہا تھا - جن امیدوں کو آج صدیوں سے یورپ میدان جنگ میں پورا کرنا چاہتا ہے ' یہ کہہ رہا تھا ' تاکہ اسے بغیر ایک مسیحی قطرہ خون کے رائگان کیے پورا کردے -

آہ ! یہ چاہتا تھا کہ قسطنطنیہ کا وہ تخت ' جو اتھہ صدیوں سے کبھی خالی نہیں ہوا ' خالی ہوجاے !

مگر کامل پاشا ' جسکی رگوں کی زندگی ڈھائی ہزار برس کی ایک مغضوب الہی اور تاج و تخت سے محروم قوم کے خون سے پرورش پارہی تھی ' آس عثمانی خون کی حرارت کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا جسکا گھر اتھہ سو برس سے صرف تاجدار سروں اور شمشیر بکف ہاتھوں ہی میں رہا ہے - غالبساً یہ پہلا موقعہ تھا کہ سلطان المعظم کو کامل کا چہرہ بغیر کسی نقاب کے نظر آیا - انھوں نے صاف کہدیا کہ " اس مشورے کی تعمیل محال ہے " !

اس اثنا میں بلغاریا بھی صلح کیلیے طیار ہوگئی تھی کہ اپنی کمزوری کو التواے جنگ کے پردے میں چھپاے - یکایک مشہور ہوا کہ کامل پاشا سخت سے سخت شرائط کے ساتھہ بھی صلح کی سلسلہ جنبانی کر رہا ہے -

یہ حالت دیکھکر اتحاد و ترقی کے ممبروں نے عرض و التجا کی انتہائی کوششیں شروع کردیں - سلطان المعظم کامل پاشا کی طرف سے افسردہ خاطر ہوچکے تھے ' لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ پوری کوشش کے ساتھہ حالات سے انکو بے خبر رکھتا تھا ' اور یقین دلاتا تھا کہ دول یورپ نے صلح کو منظور کر کے انکے تاج و تخت کو بچالیا ہے' اور اب اگر اسکے ماننے میں تامل ہوا تو پھر کوئی صورت بچنے کی نہیں' اسلیے مقدم کام یہ تھا کہ کسی طرح سلطان المعظم کو اصل حال سے با خبر کیا جاے -

انجمن اس سے پہلے سلطان المعظم سے عرض حال کرچکی تھی اور دیکھہ چکی تھی کہ کامل پاشا کے تسلط سے یہ طریقہ بھی مفید مطلب نہیں ' پس اس نے قصر سلطانی کی طرف توجہ کی اور شہزادگان سلطانی کو اپنا ہم خیال بنانا چاہا -

اس سعی میں سب سے زیادہ جس شخص نے حصہ لیا وہ وارث خلافۃ عثمانی : شہزادہ یوسف عز الدین ولی عہد دولت علیہ تھے-

انھوں نے تمام شہزادگان قصر کو جمع کیا اور موجودہ وزارت کی ملک فروشیوں کی خبر دی - انکو یقین دلایا کہ اتحاد و ترقی ہی اس وقت ایک جماعت ہے جو ملک کو اس ورطۂ ہلاکت سے نجات دیسکتی ہے - انھوں نے خاص طور پر اسطرف توجہ دلائی کہ کامل پاشا نے سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا ' اور اب ترکی کی طرف سے صلح کی درخواست کرکے ذلت کی تکمیل کرنا چاہتا ہے - انھوں نے کہا کہ " اگر واقعی حالت ویسی ہی نازک اور مخدوش ہے ' جیسی کہ یہ بوڑھا وزیر ظاہر کرتا ہے ' تو پھر اس وقت اس شہر محبوب و مقدس کو ہماری سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے آخری قطرہ خون تک دشمنوں سے اسکو بچائیں - یہ دیا ہے کہ ہمکو ' ہم محمد فاتح اور بایزید یلدرم کی اولاد کو' مشورہ دیا جاتا ہے کہ نامردانہ ملک اور قوم کو چھوڑ کر فرار کر جائیں ؟ "

اس مجلس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام شہزادوں اور خاندان سلطانی کے اعضا نے حلف اوٹھایا کہ وہ آج سے انجمن کے ساتھہ ہیں - عزت ملک کیلیے اپنی پوری قدرت صرف کرڈالیں گے اور موجودہ وزارت کے ارادوں کو کامیاب نہ ہونے دینگے -

پرنس یوسف عز الدین کے خدمات کے حاصل ہوجانے سے انجمن کی کوششوں میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی - انھوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سلطان المعظم سے ایک قومی وفد کی باریابی کی اجازت لیلی ' جو دو گھنٹے کے بعد انکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا - یہ وفد انجمن اتحاد و ترقی کے رؤساء اور مختلف وکلاے ملت سے مرکب تھا ' اور اسکے رئیس شیخ (موسی کاظم آفندی) سابق شیخ الاسلام تھے -

اس وفد نے حاضر ہوکر قوم کی طرف سے حسب ذیل معروضات پیش کیں :—

(۱) اس وقت تک جسقدر شکستیں دولت عثمانیہ کو ہوئی ہیں ' وہ دفتر جنگ کی غفلت' فوج کی بے سر و سامانی' غذا کی بد نظمی ' اور با قاعدہ سپاہ کی عدم موجودگی کی وجہ ہوئی ہیں - لیکن اب رفتہ رفتہ حالت درست ہوتی جاتی ہے' اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانیوں کے پھر بھی عثمانی فوج نے بلغاریا کی قوت کو سخت مجروح و مضروب کردیا ہے - پس جنگ کا ہمارے لیے اصلی وقت یہی ہے' اگر ایک ہفتے تک ہم جنگ اور قائم رکھہ سکے ' تو صوفیا تک ہمارا کوئی مزاحم نہوگا - ایسی حالت میں باب عالی کا صلح کی درخواست میں شریک ہونا سخت غلطی' اور ملک و ملت کی اخری عزت کو خاک میں ملانا ہے - ہم نے جنگ سے پہلے ریاست ہاے بلقان کے مطالبات کو ذلت کے ساتھہ ٹھکرا دیا تھا ' اب بھی ہم کو چاہیے کہ خواہ کچھہ ہی ہو' لیکن جبتک تلوار کا قبضہ ہاتھہ میں ہے ذلت کا سر نہ جھکائیں -

جلالت ماب کو یقین دلایا گیا ہے کہ صلح کے بغیر چارہ نہیں' مگر ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ ایسا سمجھنے کی کیا وجہ ہے' جبکہ آستانے سے لیکر شتلجا تک ہمکو عثمانی افواج کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا ہے ؟ اگر با ایں ہمہ صلح کا ارادہ کر ہی لیا گیا ہے' تو خدا کیلیے اسمیں اسقدر جلدی نہ فرمائیے اور کم از کم ایک مرتبہ اپنی موجودہ قوت کا صحیح اندازہ فرما لیجیے - تمام قوم کی خواہش ہے کہ ایک کمیشن تحقیقات کیلیے منظور کیا جاے' جسکے ممبر محمود شوکت پاشا ' عزت پاشا ' ناظم پاشا ' عادل بے ' اور شیخ الاسلام ہوں ' اور اسے جلالت ماب شتلجا روانہ فرمائیں تاکہ وہاں کی فوجی حالت و قوت کا پوری تحقیق کے ساتھہ معائنہ کرے اور دیکھے کہ اینده جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے یا نہیں ؟

ادبیات

لقد كان لكم في رسول الله :

اسوۂ حسنہ (۱)

—:○(*)○:—

افلاس سے تھا (سیدۂ پاک) کا یہ حال * گھر میں کوئي کنیز نہ کوئي غلام تھا
گھس گھس گئي تھیں ہات کي دونوں ہتیلیاں * چکي کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھرکے جو لاتي تھیں بار بار * گو نور سے بھرا تھا، مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے * جھاڑو کا مشغلہ بھي جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کي پاس * یہ بھي کچھہ اتفاق کہ واں اذن عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھہ کہ سکیں نہ عرض * واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پرچھا حضور نے : * کل کس لیے تم آئیں تھیں، کیا خاص کام تھا ؟
غیرت یہ تھي کہ آپ بھي نہ کچھہ منہہ سے کہہ سکیں * (حیدر) نے ان کے منہہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ " غریبان بے وطن * جن کا کہ صفۂ نبوي میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز * ہرچند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب اُن پر گذرتي ہیں * میں اسکا ذمہ دار ہوں، میرا یہ کام تھا
کچھہ تم سے بھي زیادہ مقدم تھا اُن کا حق * جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا"
خاموش ہوگے (سیدۂ پاک) رہ گئیں * جرأت نہ کرسکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کي ہر (اهل بیت) مطہر نے زندگي * یہ ماجرای دختر خیر الانام تھا

(شبلي نعماني)

(۱) یہ پورا واقع اسي تفصیل سے (سنن ابي داؤد) میں مذکور ہے -

فکاہات

شذرات نظم

— * —

بلاغۂ سیاست کا آمد و اورد

کوئي پوچھے تو میں کہہ دونگا ہزاروں میں یہ بات * روش (سید مرحوم) خوشامد تو نہ تھي
ہاں مگر یہ ہے، کہ تحریک سیاسي کي خلاف * اُن کي جو بات تھي، آورد تھي، آمد تو نہ تھي

عشق آباد ہند

لاکھہ آزادی افکار کو روکا، لیکن * یہ وہ افسوں ہے کہ ہر شخص پہ چل جاتا ہے
غیر کمبخت تو گستاخ تھے مدت سے، مگر * اب تو کچھہ آپ کے منہہ سے بھي نکل جاتا ہے

حرکت مذبوحي

کامیابي میں بس ایک آدہ برس باقي ہے * لیگ سے سلسلۂ کانگرس باقي ہے
اب بھي آجاتي ہے کالج سے خوشامد کي صدا * جا چکا قافلہ، اب بانگ جرس باقي ہے

رسّي کا بل

بیڑیاں اور توڑ جائیگي کتنے کتنے * کوئي اس مرحلۂ سعي میں ناکام نہیں
(سوت ابل) کا یہ مگر سلسلۂ بے معنے * ہے وہ آغاز، کہ جسکا کہیں انجام نہیں

(نقاد)

مقالات

تراجم رجال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

(اثر: شمس العلماء مولانا شبلي نعماني)

(٤)

بقیہ "فن درایت"

سخت فروگذاشت یہ ہوئي کہ روایت کے اصول و قواعد میں نوعیت واقعہ کے اثر کا خیال نہیں کیا گیا' یعني یہ نہیں ملحوظ رکھا گیا کہ واقعہ کي نوعیت کے بدلنے سے شہادت اور روایت کي حیثیت کہاں تک بدل جاتي ہے؟ مثلاً ایک شخص حد ثقہ ہے' ایک ایسا معمولي واقعہ بیان کرتا ہے جو عموماً پیش آتا ہے اور پیش آسکتا ہے' تو بے تکلف یہ روایت تسلیم کے قابل ہے' لیکن فرض کرو وہي راوي ایسا واقعہ بیان کرتا ہے جو غیر معمولي اور تجربۂ عام کے خلاف ہے' نیز گرد و پیش کے واقعات سے مناسبت نہیں رکھتا' تو اب راوي کي معمولي درجہ کي ثقاہت کافي نہیں ہوسکتي' بلکہ اُس کو معمولي درجہ سے زیادہ عادل' زیادہ محتاط' زیادہ نکتہ داں ہونا چاہیے -

اس نکتہ کے ملحوظ نہ رکھنے سے روایت کے اکثر قاعدوں میں تعمیم قائم کرلي گئي' اور اس سے بہت سي غلطیاں پیدا ہوگئیں -

مثلاً ایک بحث یہ ہے کہ روایت کرنے کے لئے کسي عمر کي قید ہے یا نہیں؟ اکثر محدثین کا مذہب ہے کہ ۵ - برس کا لڑکا' حدیث کي روایت کرسکتا ہے - محدثین کا اس پر استدلال یہ ہے کہ محمود بن الربیع ایک صحابي تھے' آنحضرت کے وقت وہ پانچ برس کے تھے - آنحضرت نے ایک دفعہ اظہار محبت کے طور پر ان کے مونہہ پر کلي کا پاني ڈالدیا تھا - اس واقعہ کو انہوں نے جوان ہوکر لوگوں سے بیان کیا' اور سب نے یہ روایت قبول کرلي - اس سے ثابت ہوا کہ ۵ - برس عمر کي روایت مقبول ہے (۱) محدثین کا یہ بھي استدلال ہے کہ اگر بلوغ کي قید لگائیں' تو بہت سے صحابہ کي روایتیں چھوڑ دیني پڑیں گی - حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت کے وفات کے وقت ۱۴ - ۱۵ - برس کے تھے - عبد اللہ بن زبیر ۹ - ۱۰ - برس کے - نعمان بن بشیر ۸ - برس کے - اسي طرح سائب بن یزید' عبد اللہ بن جعفر' سیور بن مخرمہ' سلمہ بن مخلد' عمرو بن ابي سلمہ' یوسف بن عبد اللہ بن سلام' ابو طفیل وغیرہ نے کم عمري میں آنحضرت سے حدیثیں سني تھیں -

- اس کے برخلاف' بعض محدثین کي راے ہے کہ کم سن کي روایت قابل حجت نہیں' فتح المغیث میں ہے:

ولکن قد منع قوم القبول	لیکن بعض لوگوں نے بچہ کے متعلق
هذا ای في مسئلة الصبي	روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے'
خاصة' فلم یقبلوا من	ان لوگوں کے نزدیک وہ روایت مقبول
تحمل قبل البلوغ لان	نہیں جو سن بلوغ سے پہلے کي گئي ہو'

(۱) یہ پوري بحث فتح المغیث صفحہ ۱۶۶ تا صفحہ ۶۶ میں ہے (منہ)،

الصبي مظنة عدم الضبط	کیونکہ بچہ کي نسبت احتمال ہے کہ اسنے
وهو وجه للشافعية * * *	روایت کو اچھي طرح محفوظ نہ رکھا ہوگا -
وکذا کان ابن المبارک	شافعیہ کے لیے یہي ایک دلیل ہے -
یتوقف في حدیث	اسیطرح عبد اللہ بن مبارک بچہ کي
الصبي (صفحہ - ۱۶۴)	روایت کے قبول کرنے میں تامل کرتے تھے -

لیکن یہ رائیں صحیح نہیں' بے شبہہ ۵ - برس کا بچہ اگر یہ واقعہ بیان کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا تھا' اُس کے سر پر بال تھے' یا وہ بوڑھا تھا' اُس نے مجھہ کو گودیوں میں کھلایا تھا' تو اس روایت میں شبہہ کرنے کي کوئي وجہ نہیں - لیکن فرض کرو' وہي بچہ یہ بیان کرتا ہے کہ فلاں شخص نے فقہ کا یہ دقیق مسئلہ بتایا تھا' تو شبہہ ہوگا کہ بچہ نے صحیح طور سے مسئلہ کو سمجھا بھي تھا یا نہیں؟

فقہا نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے - چنانچہ فتح المغیث میں شرح مہذب سے نقل کیا ہے:

قبول اخبار الصبي المیز	باتمیز لڑکے کي روایت اُن واقعات
فیما طریقه المشاهدة بخلاف	کے متعلق مقبول ہے جو دیکھنے سے
ماطریقه النقل کالافتاء	تعلق رکھتے ہوں' لیکن جو باتیں
وروایة الاخبار ونحوه	نقلیات میں داخل ہیں' مثلاً فتوي
(نسخه مطبوعه لکهنؤ	یا حدیث کي روایت کرنا' تو اِن
صفحہ ۱۲۲)	میں مقبول نہیں -

لیکن محدثین نے اِس اصول کو عموماً نظر انداز کیا:

فتح المغیث میں ہے:

ثم الضبط نوعان: ظاهر و باطن	ضبط (۱) کي دو قسم ہے: ظاهري
فالظاهر ضبط معناه من حیث	اور باطني' ظاهري کے یہ معني
اللغة' والباطن ضبط معناه	ہیں کہ لفظ کے لغوي معنی کا لحاظ
حیث یتعلق الحکم الشرعي	رکھا جاے' باطني کے یہ معني ہیں
به وهو الفقه' ومطلق الضبط	کہ شرعي حکم جس بنا پر متعلق
الذي هو شرط في الراوي'	ہے' اس کا لحاظ رکھا جاے' اس
هو الضبط ظاهرا عند	کو فقہ کہتے ہیں' لیکن جو ضبط
الاکثر' لانه یجوز نقل	روایت کے لیے مشروط ہے اکثروں کے
الخبر بالمعني تهمة	نزدیک وہ صرف ظاهري ضبط ہے
تبدیل المعني روایته	کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک روایت
قبل الحفظ او قبل العلم	بالمعني جائز ہے اسي بنا پر
حین سمع ولهذ المعنی قلت	یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ روایت کے
الروایة عن اکثر الصحابة لتعذر	ادا کرنے میں معني بدل جاتے ہیں
هذا المعنی قال وهذا الشرط	اور یہي وجہہ ہے کہ اکثر صحابہ نے
وان کان علی ما بیناه فان	بہت کم حدیثیں روایت کیں کیونکہ
اصحاب الحدیث قل مایعتبرونه	معني کا نہ بدل جانا مشکل ہے'
في حق الطفل دون المغفل	لیکن محدثین اس کا لحاظ نہیں
فانه متی صح عندهم	کرتے بلکہ بچہ جب سننے اور مجلس
سماع الطفل او حضوره	میں شریک ہونے کے قابل ہوگیا تو
اجازوا روایته (صفحہ ۱۲۱)	اس کي روایت کو جائز سمجھتے ہیں -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سیرت نبوي کے نہایت اہم واقعات

(۱) ضبط کا لفظ محدثین کي ایک اصطلاح ہے' جسکے معنے میں کسي روایت کے الفاظ اور مطلب کو اچھي طرح سمجھنا اور ادا کرنا ہے -

جو آج تک معرکۃ الارا ھیں اور جن پر ارباب آراء کے مختلف گروہ قائم ھوگئے ھیں ' اکثر اُن راویوں سے منقول ھیں جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے - حدیثوں میں ھے کہ جب آپ نے پہلی دفعہ حضرت جبریل کو دیکھا تو کانپتے ھوئے گھر میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھکو اپنی جان کا ڈر ھے - بخاری کتاب التعبیر میں روایت ھے کہ آپ نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینا چاھا - طبری میں ھے کہ آپ کو خیال ھوا کہ میرے حواس میں فرق آگیا ھے - حضرت خدیجہ نے کہا " نہیں خدا آپ کو ضائع نہیں کریگا " پھر وہ آپکو ورقہ کے پاس لواگئیں ' ورقہ نے آپ کا بیان سنا اور آپ کو تسکین دی -

یہ روایت کسقدر تعجب انگیز ھے ! سید المرسلین کو حضرت جبریل نظر آتے ھیں ' اُن کو دیکھکر آپ کانپتے ھیں ' اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دینا چاھتے ھیں ' حواس کی نسبت شبہ ھوتا ھے ' پھر ایک عیسائی تسکین دیتا ھے ' تب کہیں تسکین ھوتی ھے !

عالم ملکوت کے واقعات اور مشاھدات ھر شخص ادا نہیں کرسکتا ' انحضرت نے جو کچھہ دیکھا ' جن الفاظ میں ادا فرمایا ' اسکو راوی نے کس طرح سمجھا ' کیونکر ادا کیا ' پھر درجہ بدرجہ ' راویوں تک آتے آتے کیا کیا تبدیلیاں ھوگئیں ؟ اس کا کون اندازہ کرسکتا ھے -

یہ خدا نخواستہ رواۃ کی شان میں بدگمانی نہیں ' بلکہ اقتضائے حالت ھے - اصول فقہ میں جہاں یہ بحث ھے کہ جو صحابہ فقیہ نہ تھے اُن کی روایت اگر قیاس شرعی کے خلاف ھو تو واجب العمل ھوگی یا نہیں ؟ بحر العلوم ' فخر الاسلام کا مذھب نقل کرکے لکھتے ھیں :

و وجہ قول الامام فخر الاسلام ان النقل بالمعنی شائع و قلما یوجد النقل باللفظ فان حادثۃ واحدۃ قد رویت بعبارات مختلفۃ ' ثم ان تلک العبارات لیست مترادفۃ بل قد روی ذالک المعنی بعبارات مجازیۃ فاذا کان الراوی غیر فقیہ احتمل الخطاء فی فہم المعنی المرادی الشرعی * * * و لا یلزم منہ نسبۃ الکذب معتمدا الی الصحابی معاذ اللہ عن ذالک ' (شرح مسلم مطبوعہ لکھنو ۴۳۲)

امام فخر الاسلام کے قول کی وجہ یہ ھے کہ روایت بالمعنی عام طور پر شائع تھی ' ایک ھی واقعہ مختلف الفاظ میں ادا کیا گیا اور یہ الفاظ باھم مرادف بھی نہیں بلکہ اکثر مجازی عبارتوں میں مطالب ادا کئے گئے ' اس بنا پر جب راوی فقیہ نہ ھوگا ' تو احتمال ھوگا کہ اُس نے مطلب مقصود (شرعی) کے سمجھنے میں غلطی کی ھو ' اس سے معاذ اللہ یہ لازم نہیں آتا کہ صحابی کی طرف جھوٹ کی نسبت کی گئی -

محدثین اس اصول سے کہ " واقعہ جس درجہ کا اھم ھو ' شہادت بھی اسی درجہ کی اھم ھونی چاھیے " بے خبر نہ تھے ' لیکن انھوں نے اس کا دائرہ محدود رکھا -

امام بیہقی کتاب المدخل میں ابن مہدی کا قول نقل کرتے ھیں :

اذا روینا عن النبی فی الحلال و الحرام ' شددنا فی الاسانید و انتقدنا فی الرجال ' و اذا روینا فی الفضائل و الثواب و العقاب ' سہلنا فی الاسانید و تسامحنا فی الرجال - (فتح المغیث صفحہ ۱۲۰)

جب ھم آنحضرت سے حلال و حرام اور احکام کے متعلق حدیث روایت کرتے ھیں ' تو سند میں نہایت سختی کرتے ھیں اور راویوں کو پرکھہ لیتے ھیں ' لیکن جب فضائل اور ثواب و عقاب کی حدیثیں آتی ھیں ' تو ھم سہل انگاری اور راویوں کے متعلق چشم پوشی کرتے ھیں -

امام احمد حنبل کا قول ھے :

ابن اسحاق رجل تکتب عنہ ھذہ الحدیث یعنی المغازی و نحوھا و اذا جاء الحلال و الحرام اردنا قوما ھکذا (و قبض اصابع یدیہ الاربع) (فتح المغیث صفحہ ۱۲۰)

ابن اسحاق اس درجہ کے آدمی ھیں کہ مغازی وغیرہ کی حدیثیں ان سے روایت کی جاسکتی ھیں ' لیکن جب حلال و حرام کے مسائل آئیں ' تو ھم کو ایسے لوگ درکار ھیں (یہ کہکر انھوں نے چاروں انگلیوں کو بند کرکے دبا لیا -)

اس سے ثابت ھوتا ھے کہ محدثین ' واقعہ کی اھمیت کی بنا پر راوی کے درجہ کا لحاظ رکھتے تھے ' اسی بنا پر ابن اسحاق کی نسبت امام احمد نے یہ تفریق کی کہ حلال و حرام میں اُن کی شہادت معتبر نہیں ' لیکن مغازی میں اُن کا اعتبار ھے - یہ وھی اصول ھے کہ جس درجہ کا واقعہ ھو ' اُسی درجہ کی شہادت ھونی چاھیے ' اور یہ ' کہ واقعہ کے بدلنے سے شہادت کی اھمیت بدل جاتی ھے ' لیکن افسوس یہ ھے کہ محدثین نے صرف مسائل فقہیہ میں اس اصول کا لحاظ رکھا ' فضائل و مناقب و مغازی اور ثواب و عقاب میں اسکی رعایت نہ کی ' حالانکہ فضائل و مغازی میں بہت سے ایسے موقع پیش آتے ھیں جو مسائل فقہیہ سے زیادہ اھم ھوتے ھیں فرض کرو ' یہ حدیث کہ نماز میں آمین زور سے کہی جاے یا آھستہ اس کے اثبات و نفی سے اسلام پر کیا اثر پڑسکتا ھے ' لیکن حضرت زینب کے نکاح کی روایت جس طرح مسند حنبل میں مذکور ھے اگر صحیح ھو تو اس کا اسلام پر کیا اثر ھوگا ؟

سیرت میں بہت سے واقعات ھیں جو آنحضرت کے اخلاق سے تعلق رکھتے ھیں - ان روایتوں میں نہایت احتیاط تنقید اور تحقیق کی ضرورت تھی ' لیکن ان میں یہ اصول ملحوظ نہیں رکھا گیا اور اسی کا اثر ھے کہ ازواج مطہرات کے واقعات میں بہت سی ایسی روایتیں داخل ھوگئیں ' جو واقع میں صحیح نہیں ' اور جن کو آج مخالفین اسلام استدلال میں پیش کرتے ھیں -

(۷) فن تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ھیں ان میں سب سے بڑا قوی اثر حکومت کا ھوتا ھے - مسلمانوں کو ھمیشہ اس بات پر فخر کا موقع حاصل رھے گا کہ اُن کا قلم تلوار سے نہیں دبا - حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ھوئی ' جنھوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھہ سے ایشیائے کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ پر تبرا کہلایا ' سیکڑوں ھزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں ' عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ھوگئیں ' لیکن نتیجہ کیا ھوا ؟ عین اُسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کردی کہ یہ سب جھوٹی روایتیں ھیں - آج حدیث کا فن اِس خس و خاشاک سے بالکل پاک ھے (۱) اور بنو اُمیہ و عباسیہ جو ظل اللہ اور جانشین پیغمبر تھے ' اُسی مقام پر نظر آتے ھیں جہاں اُن کو ھونا چاھیے تھا - (۲)

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا کہ " امیر المومنین اگر تو آنحضرت کے انتقال کے وقت موجود ھوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ھی نہ ھوتا ' دونوں فریق تیرے ھاتھ پر بیعت کر لیتے " فوراً سر دربار ایک شخص نے اُٹھہ کر کہا

(۱) لیکن میں سمجھتا ھوں کہ خس و خاشاک ابتک باقی ھیں - آج بھی سیکڑوں وہ احادیث کتابوں میں موجود ھیں جو محض بنو امیہ کے سیاسی دسائس سے وجود میں آئی تھیں اور ابھی متعلق کوئی تمیز نہیں کی جاتی - (الہلال)

(۲) لیکن سیوطی نے تو ائمۂ اثنا عشر والی حدیث کا مصداق انھی کو ٹھہرایا ھے ! (الہلال)

" تو جھوٹ کہتا ھے ' امیرالمومنین کا دادا وھاں موجود تھا ' کسي نے اسکي بات تک نہ پوچھي " مامون الرشید کو بھي اِس گستاخانہ جواب پر غصہ آیا مگر بات سچ تھي' مجبوراً تحسین کرني پڑي -

تاھم یہ قوي اور عالمگیر قوت بالکل بے اثر نہیں رہ سکتي تھي ' اسلیے سیرت میں اُس کے نشانات جا بجا پائے جاتے ھیں- مثلاً سیرت کي کتابیں عموماً اس انداز پر لکھي گئیں' جس طرح سلاطین کي ملکي فتوحات لکھي جاتي ھیں - تاریخ نگاري کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ فتوحات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھتے تھے - ملکي نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کر جاتے تھے' یا اس طرح پراگندہ اور بے اثر لکھتے تھے کہ ان پر نگاہ نہیں پڑتي تھي - سیرت نبوي بھي اسي انداز پر لکھي گئي' جس طرح سلاطین کي تاریخیں لکھي جاتي ھیں - چنانچہ سیرت کي ابتدائي تصنیفیں مثلاً سیرت موسیٰ ابن عقبہ اور ابن اسحاق' مغازي ھي کے نام سے مشہور ھیں- اِن کتابوں کي ترتیب یہ ھے کہ سلاطین کي تاریخ کي طرح سنین کو عنوان بناتے ھیں اور اسي ترتیب سے حالات لکھتے ھیں - یہ حالات تمام تر جنگي معرکہ ھوتے ھیں اور غزوات ھي کے عنوان سے داستانیں شروع کي جاتي ھیں -

یہ طریقہ اگرچہ سلطنت و حکومت کي تاریخ کے لیے بھي صحیح طریقہ نہ تھا ' لیکن نبوت کي سوانح نگاري کے لیے تو بالکل ناموزوں ھے - ممکن ھے کہ کسي پیغمبر کو ناگزیر طور پر جنگي واقعات پیش آئیں اور ممکن ھے کہ اِس خاص حالت میں وہ بظاھر ایک فاتح یا سپہ سالار کے رنگ میں نظر آئے ' لیکن یہ پیغمبر کي اصلي تصویر نہیں ھے - پیغمبر کي زندگي کا ایک ایک خط و خال' تقدس' نزاھت ' حلم و کرم' ھمدردي عام ' اور ایثار ھونا چاھیے ' بلکہ عین اُس وقت ' جب کہ اس پر سکندر اعظم کا دھوکا ھو رھا ھو' ژرف بین نگاھیں فوراً پہچان جائیں کہ سکندر نہیں ' فرشتہ ھے !!

ارباب سیر نے اپني دانست میں یہ طریقہ بہتر سمجھا کہ عام حالات زندگي کے بعد ایک جدا باب فضائل اور محاسن کا باندھتے ھیں ' اور اُس میں آنحضرت کے مکارم اخلاق کو تفصیل سے لکھتے ھیں ' لیکن اِس طریقہ کا نتیجہ یہ ھوتا ھے کہ کتاب در مختلف شخصوں کي تاریخ بن جاتي ھے - معلوم ھوتا ھے کہ دونوں کے اخلاق و اوصاف بالکل الگ الگ ھیں -

تمام ارباب سیر لکھتے ھیں کہ آنحضرت نے جب (بنو نضیر) کا محاصرہ کیا تو حکم دیا کہ اُن کے نخلستان کاٹ ڈالے جائیں (قرآن مجید میں بھي اِس کا اجمالي ذکر ھے) ارباب سیر یہ بھي لکھتے ھیں کہ یہودیوں نے اِس حکم کي نسبت اعتراض کیا کہ " یہ انصاف اور انسانیت کے خلاف ھے " یہ اعتراض نقل کرکے ھمارے مصنفین اصلي واقعہ کي حقیقت نہیں کھولتے اور بظاھر یہ نظر آتا ھے کہ جسطرح آجکل دشمنوں کے باغ اور کھیتیاں برباد کردي جاتي ھیں' اُس مقدس زمانہ میں بھي یہي انداز تھا -

ارباب سیر لکھتے ھیں کہ آنحضرت کسي غزوہ کي جب طیاري کرتے تھے تو جدھر حملہ کرنا ھوتا تھا اُس کا نام نہیں ظاھر کرتے تھے بلکہ کسي اور مقام کا نام مشہور کرتے تھے - سیرت ابن ھشام میں غزوہ بتوک کے ذکر میں ھے -

وکان رسول اللہ قلما یخرج	آنحضرت کا عام معمول یہ تھا کہ جب
في غزوۃ ' الا کني عنہا	کسي غزوہ کے لیے نکلتے تھے تو نام کو
و اخبر انہ یرید غیر الوجہ	چھپاتے تھے اور جدھر کا قصد
اللذي یصمد لہ -	ھوتا تھا اسکے خلاف ظاھر کرتے تھے -

یہ وھي سلاطین کي مصاحبت کا اثر ھے - محمد بن اسحاق جن کي کتاب پر آج اس فن کي بنیاد ھے ' انھوں نے یہ کتاب خلیفہ منصور کے لیے لکھي تھي ' اس لیے غزوات نبوي کي نسبت بھي ایسا ھي قیاس قائم کر سکتے تھے -

غزوات جس انداز میں لکھے گئے ھیں ان میں بالکل شاھي تاریخوں کا انداز ھے - فوجیں آراستہ ھوتي ھیں ' بڑے بڑے نامور پہلوان میدان جنگ میں آتے ھیں ' مار دھاڑ شروع ھوتي ھے ' تیغ و خنجر چلتے ھیں' غارت گري ھوتي ھے ' اسباب و مال لٹ کر آتا ھے' بیوائیں' بچے' بوڑھے' گرفتار ھوتے ھیں' اور قیدي بنائے جاتے ھیں' مغازي نبوي کي بھي بعینہ یہي تصویر کھینچي جاتي ھے -

سخت تعجب یہ ھوتا ھے کہ بہت سے غزوات کے متعلق بخاري و مسلم وغیرہ میں ایسے واقعات موجود ھیں کہ اگر اُن کو پیش نظر رکھہ لیا جاتا ' تو غزوہ کي صورت بدل جاتي اور معلوم ھوتا کہ جو کچھہ ھوا مجبوري اور حفاظت خود اختیاري تھي' لیکن سیرت کے مصنفین نے بخاري و مسلم کو بھي ان موقعوں پر نظرانداز کردیا -

جاھلیت میں دستور تھا کہ جب کوئي قبیلہ کسي قبیلہ پر فتح پاتا تھا تو مال غنیمت میں سے چوتھا حصہ خود لیتا تھا' اس کے علاوہ عمدہ چیزیں بھي انتخاب کرکے لے لیتا تھا ' اس کو صفیۃ کہتے تھے- ھمارے سیرت نگاروں نے بھي جا بجا صفیۃ کا ذکر کیا ھے - چنانچہ حضرت صفیۃ (حرم نبوي) کے متعلق لکھا ھے کہ وہ اِسي طرح حرم نبوي میں داخل ھوئي تھیں -

غرض اس قسم کے بہت سے واقعات ھیں' جن سے ثابت ھوتا ھے کہ مصنفین' جو سلاطین کے درباري تھے' سلاطین ھي کا نمونہ پیش نظر رکھتے تھے ' اسلیے سیرت نبوي کا عام انداز بھي وھي نظر آتا ھے جو شاھي تاریخوں کا ھوتا ھے - (لہا بقیۃ)

مغربي دنیا میں اعلاے کلمۃ اللہ

— * —

مکرمي - السلام علیکم - میں نے ھندوستان سے رخصت ھوتے ھوئے پیسہ اخبار و زمیندار کے ذریعہ اپني غرض سفر شائع کردي تھي' اشاعت اسلام کے متعلق اگرچہ میں نے کسي سے وعدہ کیا نہ کوئي امید دلائي ' لیکن برادران ملت نے مجھے بواسطہ یا بلا واسطہ عنوان بالا کے ساتھہ وابستہ کردیا ' اور میرے متعلق مصالف اسلامي میں وہ اُمیدیں ظاھر کي گئیں ' جنکا اھل میں کبھي بھي اپنے آپکو نہیں سمجھتا - مجھے ان تحریروں کو دیکھکر یہ تو خوشي ھوئي کہ میري قوم میں بیداري اور اشاعت اسلام کا شوق ھے ' میں یہاں نہ کسي انجمن کي طرف سے مقرر ھوکر آیا اور نہ کسي مفروضہ تاجر بمبئي کي جیب نے متکفل ھوکر مجھے اشاعت اسلام کے لئے یہاں بھیجا - میں در اصل اس اصول ھي کا مخالف ھوں - چنانچہ ڈاکٹر اقبال کا سفر جاپان چونکہ انجمن کي طرف سے تجویز تھا اسلیے میں نے اسکي مخالفت کي - اسلام کا درخت داتي قربانیوں کے خون سے سینچا گیا ھے' اور اب ھمیں اُسي کي ضرورت ھے میرے مضطرب دل کي احدیت مآب کي جناب میں گریہ و زاري و نیاز مندي مجھے مغربي دنیا میں لے آئي ھے اور میں آج کسي نہج پر بھي اس سفر کو ضائع نہیں سمجھتا -

مجھے یہ علم تھا کہ یہاں کا طریق عمل اور یہاں کا شعار بالکل نرالا ھے' اسلیے میں نے عجلت سے کام نہیں لیا - یہاں کسي ھال کو کرایہ پر لےلینا ' انمیں لیکچر دیدینا ' یا اخباروں میں چرچا کراکر اپنے ھم وطنوں کو دھوکہ دیدینا اور اسطرح انکي جھوٹي خوشي کا

مراسلات

موجب هوجانا تو بهت هي آسان کام تها اور خصوصاً اس شهر میں جهاں تاجرانه اصول پر بڑي عزت اور عصمت اور رائیں خریدي جاسکتي هیں - مجھے نه شهرت سے مطلب اور نه " ان اجري علي الله " کے سوا کسیکے اجر پر نگاه ' اور نه کسي انجمن یا تاجر بمبئي کے مقابل کسي خدمت کي ذمه داري ' اسلیے میں نے یهاں کے حالات کا به نگاه اشاعت اسلام مطالعه کرنا شروع کیا - آج هندوستان سے نکلے مجھے پانچواں مهینه هے - اگرچه میعاد تهوڑي هے لیکن اس عرصه میں میں جس نتیجه پر آیا هوں ' وه برادران اسلام کي اطلاع کے لیے قلم و کاغذ کے حواله کردیتا هوں - الله تعالی هي جانتا هے که جن نتائج پر میں پهنچا هوں وه غلط هیں یا صحیح ؟

یه لوگ سرد ملک کے باشندے هیں اور معاملات میں جلد باز نهیں ' لبرل ' خیال هوکر قدامت پرست هیں - نئي بات یا طریق یا تهذیب کو جلدي میں اختیار نهیں کرتے ' انمیں خود پسندي اور خود رائي بهت هے ' متواتر کامیابي نے اور طاقت و دولت نے انمیں رعونت پیدا کردي هے ' یه ایشیائي دماغ کو کسي قابل نهیں سمجھتے ' هر ایک خیر و خوبي کا منبع مغرب کو جانتے هیں ' اگرچه انکا خدا مشرق میں آیا لیکن کسي مشرقي اصول یا خیال و راے کو محض مشرقي هونیکے باعث قابل توجه نهیں سمجھتے - سخت عدیم الفرصت هیں - صبح کے آٹهه بجے تک گهروں سے نکلکر اپنے اپنے کاموں پر چلے جاتے هیں - چهه بجے شام کو کام سے لوٹ کر گهر آجاتے هیں - سارے دن کے تهکے ماندے مختلف قسم کے سرور و خوشي کے اشغال میں لگ جاتے هیں - لیکچروں میں اگر آتے هیں تو محض دل بهلاوے یا شغل کے لیے - اسلیے یهاں کے لیکچر نصف یا پون گهنٹے کے اندر اندر ختم هوجاتے هیں - اس سے زیاده انمیں بیٹهنے کي تاب نهیں - پالیٹکس یهاں کي دین و ایمان هے - کوئي نامور معروف فاضل اور وه بهي پالیٹکس پر لیکچر دے ' تو هزاروں کي تعداد میں جمع هوجاتے هیں اور خصوصاً ایسے موقع پر جمع هونا از روے فیشن لوازمات سے هے - مذهب پر جسقدر لیکچر میں نے سنے ' اگرچه بعض مواقع پر لیکچرار بهت هي نامي تهے ' لیکن اس آباد شهر میں سامعین کي تعداد ستر اور سو کے اندر اندر دیکهي - مذهب سے انکو کوئي دلچسپي نهیں - گرجوں میں اکثر جاکر دیکها - یهاں کا فیشن عورتوں کو معبدوں میں لے آتا هے جنکے وابستهٔ زلف بعض مرد بهي هوتے هیں - باقي خیریت -

اسلام کے متعلق جن غلط فهمیوں کو یهاں آکر دیکها ' اونکا وهم و گمان بهي کبهي مجھے هندوستان میں نه تها - بُرا سے بُرا تصور جو کسي مذهب یا ایسوسیشن کا تصور تجویز کیا جاسکتا هے وه یهاں اسلام کا هے - اِسکے ذمه دار پادري هي نهیں بلکه یهاں کا پالیٹکس هے - پچاس سال گذر گئے جب لبرل پارٹي نے چاها که ترک یورپ سے روانه هوں - یورپ میں جنگ بنکروں اور لوگوں کے هاتهه میں هے - موجوده بلقاني جنگ بنکروں اور اخباروں کي سازش کا نتیجه هے - یهاں کي لبرل پارٹي کا فرض تها که اگر وه ترکوں کو یورپ سے نکالنا چاهے تو اونکے خلاف لوگوں کي راے پیدا کردے - چنانچه قسما قسم کي دروغ بیانیاں اور قسما قسم کے خلاف واقعات مظالم اونکے ذمه اخباروں میں ' ناولوں میں ' کتابوں میں ' شائع کیے گئے ' اور گذشته پچاس برس کے اندر کل مغربي اقوام کو اور عامة الناس کو ترکوں کا دشمن بنایا گیا - آج کل انگلش کے اخباروں میں ایک قسم کي سازش هے - کیا مجال جو ایک فقره بهي ترکوں کي حمایت میں نکل جاوے - میري تو سمجھ میں نهیں آتا که هم هندوستان میں کیا سمجھے هوے تهے - یهاں تو کل کے کل ترکوں کے دشمن هیں - بهرحال یه پولیٹکل امور هیں جن سے مجھے تعلق نهیں ' میري غرض کهنے کي یه هے که ترکوں کا بهیانک نقشه جو پوري دنیا میں ' خصوصاً اس پچاس سالوں میں پولیٹکل اغراض سے پهیلایا گیا ' اوسنے اسلام کو یهاں بد نما کردیا هے - کیونکه ترک اور مسلمان یهاں مترادف هیں -

یهاں کي طرز زندگي یهاں کے خیال کے مطابق معصومانه لهو و لعب یا دفع الوقتي هیں مگر وه باتیں اپنے اندر رکهتي هیں جو میرے نزدیک فواحش میں داخل هیں - تختگاه ایڈس (پیرس) میں گیا اور واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس خناس کے بعض دربار بهي دیکهے - پهر یهاں آیا - یهاں کے مختلف مشاغل کو بهي دیکها - استغفار اور لا حول پڑهنا تو خیر ایسے مواقع پر هر ایک مسلم کا اضطراري فعل هے ' لیکن اشاعت اسلام کے نقطهٔ خیال سے میں اکثر دریاے حیرت میں چلا جاتا هوں ' اور کهتا هوں الهي یه قوم اور اسلام کو قبول کریگي ! میں نے عرض کیا هے که خود عیسایت اور مذهب سے انکو دلچسپي نهیں - مذهبي معاملات میں دخل دینا یه تضیع اوقات سمجھتے هیں - اسلام سے انکو سخت نفرت هے - اسلام انکے نزدیک مانع ترقي هے - اور موجوده زمانه کي رفتار کے بالکل مخالف - پهر ان سب باتوں کے ما سوا انکي مصروفیت اور اشغال دنیوي کچهه ایسے وسیع هیں که انکو فرصت بهي کسي کام کي نهیں - یه حالات نصف سے زیاده قوم کے هیں - باقي امرا هیں جنکو سمجهه هي نهیں آتي که روپیه اور دولت کو کهاں پهینکیں ؟ ایسے فارغ البال اور مجموعه عجائبات ملک میں اونکے بهلاوے کے سامان ایسے کثیر هیں که اونکو مذهب جیسے امور سے کوئي تعلق نهیں هوسکتا - یه تو تاریک پهلو اشاعت کا هے جو میں نے عرض کیا اور امور بالا کو دیکهکر میں نے پسند نه کیا که وقت اور روپیه لیکچروں میں خرچ اور ضایع کروں - لیکن تصویر کا ایک روشن پهلو بهي هے جو نهایت هي خوش کن اور حوصله افزا هے -

یهاں کے لوگ جیسے که اهل الراے باهر سمجھے جاتے هیں ' عام طور پر هرگز نهیں اور هرگز نهیں - یهاں کے لوگوں کو بعض معاملات کے متعلق اخبار پڑهنے کے بعد عقل آتي هے - صبح اوٹهتے هي یه اخبار پڑهتے هیں جسپر اونکو بهروسه هوتا هے - پهر جو کچهه اوس اخبار میں هو یا نهو وهي انکا دین و ایمان هے ' وهي انکي راے هے - یهي وجه هے که پریس یهاں زبردست طاقت هے - اس قوم کي ترقي کے اسباب میں یه ایک سبب بهي هے که جس شخص کو ایک دفعه اهل الراے مان لیں یا اپنا لیڈر تسلیم کر لیں ' اوسکا کچهه کهدینا نقش برسنگ هے - جنگوں میں بهي انکے سپاهیوں کي یهي حالت هے - مذهبی ' تمدني ' ملکي ' سیاسي ' وغیره امور میں ایک وقیع صاحب الراے کسي راے کا اظهار کردے ' کل کے کل هم آواز هونیکو طیار هیں - میرے نزدیک یه ایک اعلی خوبي هے ' هر ایک شخص هر امر میں صائب راے نهیں دے سکتا - یهي وجه هے که ایک زبردست آدمي ایک کتاب لکهکر ایک نئي بات پیش کرتا هے اور ملک کو اپني زندگي میں اپنا هم راے بنا جاتا هے ' مجھے اگر اشاعت اسلام کي کوئي صورت اسوقت تک سمجھه میں

آئي هے تو ان اهل الراؤں کي وجه سے هے نه که عامة الناس کي وجه سے -

میں نے یہاں آکر بعض مشاهیر نلیسا سے عیسائیت کے متعلق گفتگو کي - علمي معاملات میں دلچسپي رکھنے والے بعض امرا سے میں ملا - مجھے ان سے ملکر بہت خوشي هوئي - جب میں نے عیسائیت کے اصولوں کے خلاف ایک نرم پیرایه میں بعض اشکال پیش کئے تو بلا تامل انھوں نے تسلیم کرلیا - بعض یہاں کے سوشیل اور تمدني جدید خیالات کو بعض قراني آیات کا لفظي ترجمه دکھلایا ' تو وہ اور بھي حیران هوے اور بعض نے کہا که هم نے محمد صلعم کے دماغ کو اتنا بلند پرواز نه سمجھا تھا - ان لوگوں نے چاها که اگر اسلام کے متعلق اونکو اور صحیح علم دیا جاوے تو اونکي خوشي اور مزید غور و فکر کا موجب هوگا - یورپ کي گذشته نسل اور ایسا هي موجوده نسل نے مشاهیر کا ایک طبقه پیدا کردیا هے ' جو موجوده تهذیب و تمدن یورپ سے متنفر هے - بعض کے نزدیک یورپ اسوقت روما کي آخري تهذیب پر پہنچ چکا هے - جسکا نتیجه موجوده عظمت کا خاتمه هے -

یه بزرگ اس تهذیب و تمدن کے مقابل نئے اصول تهذیب و تمدن کے تجویز کرتے هیں اور جدید طریق تمدن کو پیش کرتے هیں - میرے دوست یه سنکر نهایت هي حیران اور خوش هونگے که وہ طریق اور اصول بعض اسلام کے قریب هیں اور بعض اسلامي هیں جنکو میرے انگریزي خواں بھائي مدت هوئے چھوڑ چکے هیں - یہاں کي کمیشن طلاق کي رپورٹ دیکھه کر معلوم هوتا هے که کمیشن نے قانون طلاق میں جو آسانیاں پیدا کرنے کي کوشش کي هے ' وہ بالکل اسلامي هیں - میں نے عرض کیا هے که عام لوگ بلے آغا بلے کے قائل هیں اور اپني راے نہیں رکھتے - جو انکے آغا هیں وہ تمدن ' مثل ' سوشل ' اور پولیٹکل امور میں اسلامي طریقه کو تتبع کررهے هیں - لیکن آخر الذکر جماعت کو حکمت اور ملائمت کے طریق پر یه سمجھایا جاوے که جس طریق کو وہ پیش کر رهے هیں اسکے بعض حصه کو قرآن کے تیره سو برس هوئے پیش کیا - اور بعض میں یه نقص هیں اور اسلام نے اسکو اس طریقه پر پیش کیا هے - مثلاً روح اور جسم کا تعلق یا روح کي پیدائش اور حقیقت فلسفۂ دهري کا ایک بڑا حصه هے جسکو غزالي اور ابو علي سینا نے بہت پہلے یورپ میں رنگا هوا هے - لیکن هنري برگسن فرانسیسي حکیم نے (جو اسوقت زنده هے) روح کي جو کیفیت بیان کي هے ' وہ سب پچھلے فلسفه پر پانی پھیر دیتي هے - لیکن اسیکا سارا خلاصه اس آیت کا لفظي ترجمه هے جو اٹھارویں سپارہ میں هے اور جسکا خاتمه (فاتبارک الله خالق آخر) پر هوتا هے -

پروفیسر هکسلي عیسائیت سے بیزار هے اور اسکے فلسفه کا ایک بھاري پہلو " ان الانسان لفي خسر " هے ' جس سے نکلنا تهذیب و تمدن کا فرض هے - اسکے نزدیک اس کا علاج مذهب نے (اور مذهب اسکے نزدیک عیسائیت هے) نہیں بتلایا - اسکے بعض علاج جو اسنے تجویز کئے هیں گو نامکمل اور بہت هي ناقص حالت میں هیں - مگر اس زرین اصول کے قریب آجاتے هیں جو سورۂ عصر میں اس آیت کے آگے دیا گیا هے - یعني : الا الذین امنو وا عملو الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

حکیم اسپنسر علت العلل کو مان کر عیسائیوں کي کتابوں میں کوئی ایسي دلیل یا وجه معقول نہیں دیکھتا که اس علت العلل کا علم انسان حاصل کرسکے - یعني وہ الهام کا قائل هونا نہیں چاهتا - کیا سورۂ نحل میں اوسي نیچر کي شهادت پر ' جو اس حکیم کي معلم هے ' حکیمانه دلائل اور فلسفیانه براهین موجود نہیں هیں ؟

جس سوشلزم کو آج یورپ میں پیش کیا جاتا هے اوسکے خوبصورت پہلو اسلامي تعلیم میں موجود هیں اور اوسکے نقص بھي قرآن نے دکھلاے هیں اور پھر بین بین راسته تجویز کیا هے - سوشلزم کا گل سرسبد (اصول جسے پروفیسر لیکي عیسایت کیلیے مہلک بتلاتا هے اور میرے نزدیک وہ حقیقت انسانیت کا نصف نقشه هے) وہ کامل و مکمل حالت میں سورۂ والتین کے اندر موجود هے -

حکیم مل جن حریت کے اصولوپر قربان هو رها هے - اوس سے چار چند حریت صحابه کي زندگي میں پائي جاتي هے - جس ذاتي قرباني کو بعض حکماے یورپ نہایت رنج کے ساتھه مفقود هوتا دیکھه رهے هیں ' وہ خود لفظ اسلام میں موجود اور اوسکے ارکان پر عمل کرنے سے انسان میں پیدا هو جاتي هے - حکیم بیدشا (؟) کے متبعین اسبات کے محتاج هیں که جہاں تک حکیم موصوف انهیں پہنچا چکا هے ' اوسکے آگے قرآن کي جگه هے - سفر یعنت (حقوق نسوان متعلقه وراثت) کي تحریک اعلي ان حقوق نسوان سے بہت نیچے هے ' جو قرآن نے عورتوں کو دے رکھے هیں - انگلستان جس وراثت سلیوٹرند سے سخت گھبرا رها هے ' اوسکا علاج اگر کچھه هے تو کثیر الازدواجي هے -

یه چند ایک امور هیں جن پر یورپین حکما اور اهل الراے گھبرا رهے هیں - یہاں مشنري بطور واعظ بھیجنا اور اشاعت کرانا - میرے نزدیک اسکے لیے یه ملک ابھي تک طیار نہیں - هاں کوئي خود مشهور و معروف هو جاے تو اسکي باتوں پر یہاں کان دھر سکتے هیں - قلم و کاغذ بھي ایک بڑي چیز هے جسکا لوها یہاں سب پر غالب هے - هندوستان سے لکھه کر یہاں کتابیں شائع هوں ' یا وهاں کے انگریزي میعادي رسالے یہاں آویں اسکے لیے بھي کوئي کوشش یہاں موجود هے - اگر کوئي اور وجهه نہیں تو هندوستان کي چھپائي اور کاغذ اتنے اس قابل تو نہیں هے - یه امور بالکل بے سود هیں - یہاں استقامت اور استقلال کے ساتھه بیٹھه کر اگر قلم و کاغذ سے صحیح طریق پر کام لیا جاے ' تو بہت هي مفید هوگا - یہاں بیٹھکر نه صرف انگلستان میں اشاعت اسلام هو سکتي هے بلکه یورپ اور امریکه میں اور خصوصاً اس سیاه بر اعظم میں جسکے دل بالکل نور اسلام کے لیے طیار هوچکے هیں ' اور جسکے دلوں کو اوسکے چمڑے کي طرح سیاه کرنے کي زبردست تحریک یہاں پادري حلقه میں پرویلنٹ اغراض سے هورهي هے - وہ انگریزي زبان سے بھي واقف هیں ' عیسائي بھیں ' لیکن عیسایت سے متنفر هیں اور اسلام کو پسند کرتے هیں - میري مراد اوس سے (افریقه) هے - اسکے متعلق میں آیندہ مفصل لکھونگا - یورپ دراصل خیالات اور اصولوں کے زیر حکومت هے - هم یورپ کو تلوار اور بندوق سے فتح نہیں کرسکتے - البته جن اصولوں نے مانعت کي هے ' اگر اُنکا بہترین صورت میں ماخذ قرآن دکھلایا جاے تو کوئي وجهه نہیں که قرآن اُنپر غالب نه آجاے - کسي یورپین حکیم کي تحریر کو دیکھه لو ! وہ یورپین تهذیب و تمدن سے متنفر هوکر ایک ایسا تمدن تجویز کر رها هے جو بالکل قرآن کے قریب هے - انکي نگاه قرآن کي طرف اِس لیے نہیں جاتي که قرآن کے ماننے والے اُن سب خوبیوں سے جو میرے خیال میں قرآن کے اتباع سے حاصل هو جاتي هیں معرا هوچکے هیں - درخت پھلوں سے پہچانا جاتا هے - همکو غلط طور پر غیر اسلامي دنیا نے قرآن کا پھل سمجھه لیا هے حالانکه همارے اعمال و افعال کا قرآن ذمه دار نہیں -

لنڈن فیشدل بک آف انڈیا ۱۷ جنوري سنه ۱۹۱۳ } خواجه کمال الدین بي - اے مقیم لنڈن

مسلم یونیورسٹي فؤنڈیشن کمیٹي کي کارروائي لکھنو میں

—:*:—

مجوزہ ڈیپوٹیشن میں توسیع کي ضرورت ھے

— * —

مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي میں جو کارروائی ۲۷ و ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو ھوئي ھے اور جو رزولیوشن اُس میں پاس ھوے ھیں اُن کے متعلق اخباروں میں جو مضامین نکلے ھیں (اور نکل رھے ھیں) اُن کے اور درستوں کے اعتراضات کے لحاظ سے میرے لیے اس کے سوا کوئي چارہ کار باقي نہیں ھے کہ بعض اھم واقعات پر جو پردہ پڑا ھوا ھے اُس کو اُٹھاؤں - اور اس ضرورت سے ۲۷ و ۲۹ دسمبر سے پہلے کي بھي کچھہ واقعات بیان کرنے ناگزیر ھیں-

مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي کے صدر دفتر (علی گڈہ) سے جب یہ اعلان شائع ھوا کہ کمیٹي مرصوفہ کا اجلاس فلاں وقت اور فلاں مقام پر ھوگا تو اس بات کي ضرورت پیش آئي کہ اُس اجلاس کا ایک پروگرام پہلے سے مرتب ھوکر کم از کم کانسٹیٹیوشن کمیٹي اور ٹرسٹیان ایم - اے - او - کالج اور اُن جملہ صاحبان کي خدمت میں بھیجدیا جاوے جو اضلاع کے انتخاب کے ذریعہ سے بطور ڈیلي گیٹ کے جلسہ میں شریک ھونے والے تھے - اور تجویز یہ تھي کہ اوائل دسمبر میں جب اکثر حضرات ھز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ کي رونق افروزي کے موقع پر علي گڈہ میں جمع ھونگے تو اس وقت وہ پروگرام مرتب ھو جاوے گا - چنانچہ اس کے لیے وقت بھي مقرر ھوا ' لیکن جن اصحاب کي شرکت اس موقع پر ضرور تھي ان کي عدم موجودگی کي وجہ سے اُس وقت پروگرام کا مسودہ مرتب نہ ھوسکا ' اور مجبوراً نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب قایم مقام آنریري سکرٹري فونڈیشن کمیٹي اور اس خاکسار کے اتفاق سے پروگرام کا مسودہ تیار کیا گیا (جس کا اس موقع پر بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب معلوم ھوتا ھے) :

> اسکے بعد فونڈیشن کمیٹي کا اجلاس تھا ' جسمیں ایک ڈیپوٹیشن کے انتخاب ' نواب وقار الملک کي اسکیم جامعۂ اسلامیہ ' اور منافع رقم یونیورسٹي کے مصرف کي تجویز کے رزولیوشن تھے - ھم نے وہ حصہ بخوف تطویل چھوڑ دیا (الھلال) -

یہ مسودہ پروگرام چھاپا گیا اور تقسیم ھونے ھي کو تھا کہ بعض ممبر صاحبان فونڈیشن کمیٹي نے خواھش کي کہ اُس کا اجراء ملتوي رکھا جاوے ' اور جس وقت ممبر صاحبان لکھنؤ میں عنقریب جمع ھوتے ھیں اُس وقت باھمي صلاح و مشورہ سے پروگرام مرتب کیا جاوے - چنانچہ شب مابین ۲۶ و ۲۷ دسمبر میں (جس کي صبح کو فونڈیشن کمیٹي کا اجلاس منعقد ھونے کو تھا) بزیر صدارت ھز ھائینس حضور نواب صاحب بہادر والي رام پور دام اقبالہم پروگرام کي ترتیب کي غرض سے بمقام لکھنؤ محمود آباد ھوس جلسہ منعقد ھوا اور ایک پروگرام لکھا گیا جس کے چھپنے کي نوبت نہیں آئي اور جو اس وقت میرے پاس بھي موجود نہیں ھے - اس پروگرام کے مسودہ لکھتے وقت تمام وہ حضرات شریک جلسہ تھے جو اس وقت تک بیرونجات سے لکھنؤ تشریف لا چکے تھے اور بعض دیگر حضرات اھل لکھنؤ میں سے تھے - ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو قیصر باغ کي بارہ دري میں فونڈیشن کمیٹي کا جلسہ بزیر صدارت حضور ممدوح الشان منعقد ھوا اور اس روز جس قدر کارروائي ھوئي وہ سب پبلک کارروائي تھي - اس کے اعادہ کي اس موقع پر ضرورت نہیں ھے - جلسہ میں بہت ھي زور شور سے دلچسپي کا اظہار کیا گیا تھا - دوسرے وقت کے جلسہ کي صدارت سر راجہ صاحب محمود آباد نے فرمائي تھي -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے ایک رزولیوشن نے (جس میں انھوں نے حضور چانسلر کے غیر محدود اختیارات کو خلاف مصلحت قرار دیا تھا) جلسہ میں بہت ھي گرما گرمی پیدا کردي تھي - یہ مباحثہ آخر وقت تک بھی اس روز ختم نہ ھوا اور ختم جلسہ کے وقت معلوم ھوتا تھا کہ مانحن فیہ مسائل اسقدر مشکل اور پیچیدہ ھوگئے ھیں کہ آیندہ اجلاس میں بھي اسکا سلجھنا دشوار ھوگا - لہذا یہ لازمي امر تھا کہ تمام وہ اصحاب جو مجوزہ یونیورسٹي میں دلچسپي رکھتے تھے ان کو اُسي وقت سے یہ فکر لاحق ھوئي کہ کوئي نہ کوئي تدبیر ایسي ھوني چاھیے جس سے یہ مشکل آسان ھو - دوسرا دن ۲۸ دسمبر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کي کارروائي کا دن تھا - لہذا یونیورسٹي کے کانسٹي ٹیوشن پر غور کرنے کے لیے زیادہ وقت مل گیا تھا -

شب مابین ۲۸ ، ۲۹ دسمبر کو میں نے اپني ایک تجویز جناب نواب حاجي محمد اسحاق خان بہادر کے سامنے پیش کي جو عنقریب ایم - اے - او کالج اور مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي کے آنریري سکرٹري کے عہدہ کا چارج لینے والے تھے - اصولاً میري اُس تجویز کا خلاصہ یہ تھا کہ فونڈیشن کمیٹي کو کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کي تجویزات ۱۱ ، ۱۲ - اگست گذشتہ سے کامل اتفاق کرلینا چاھیے اور مزیدے برآں جناب ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے اُس رزولیوشن کو بھي پاس کردینا چاھیے جسپر ۲۷ دسمبر کو تمام دن مباحثہ ھوتا رھا تھا - اور اُس دن کے جلسہ کے رنگ سے بھي یہ معلوم ھوتا تھا کہ دونوں باتیں قوم کي متفقہ (یا کم از کم بہت بڑي مجارٹي کي راے کے) بھي عین مطابق ھیں - فونڈیشن کمیٹي کے ان فیصلوں سے اُس ڈیپوٹیشن کو جو ھمارے معروضات لیکر گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ھوگا کافي زور اور اثر کے ساتھہ گورنمنٹ میں یہ عرض کرنے کا موقع ھوگا کہ جو کچھہ وہ گورنمنٹ سے چاھتے ھیں وہ قوم کي متفقہ خواھش اور دیرینہ آرزو ھے - اسي کے ساتھہ ڈیپوٹیشن کو یہ اختیار بھي دے دیا جاوے کہ اپنے معروضات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے وقت اور گورنمنٹ کے اعلی عہدہ داروں سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کي حالت میں اگر ڈیپوٹیشن اپني تجویزوں میں قومي مقاصد کي حفاظت کے ساتھہ کسي ترمیم کا قبول کرلینا مصلحت سمجھے تو اُس کو قبول کرے -

نواب صاحب ممدوح نے میري اس گذارش سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ البتہ اس طرح پر ایک زاید نکلتا تو ھے - اُس کے بعد میں نے اپنے خیالات کا اظہار اُسي شب میں علحدہ مفصلہ ذیل حضرات سے کیا :—

جناب انریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد و جناب انریبل سر راجہ صاحب محمود آباد و جناب انریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب اور جناب انریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب و جناب محمد علي خاں صاحب اڈیٹر (کامریڈ) (اور شاید کسي اور صاحب سے بھي) اور سب نے اُسکو پسند کیا اور بالاخر قرار پایا کہ اُسي شب میں کھانا کھانے کے بعد چند حضرات ایک جگہ جمع ھوکر ایسي کسي تجویز پر غور کریں جس سے کل صبح کو پیش آنے والي مشکلات حل ھوجاویں - چنانچہ محمود آباد ھوس کے بالاخانہ پر ۱ - بجے شب کے قریب پرائیوٹ طور پر ھم سب نے (جن کا ذکر اوپر ھوا ھے اور جن میں بعض اور اھل الراے حضرات بھي شریک ھوئے تھے) ان معاملات کے متعلق مشورہ کیا جس میں بہت وقت صرف ھوگیا - میري راے تو وھي تھي جو میں اوپر عرض کرچکا ھوں مگر دیگر حضرات

نے اُسي مطلب کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا اور جن الفاظ میں دوسرے دن ایک فیصلہ کن رزولیوشن پیش ہونا چاہیے تھا اُس کا مسودہ اُردو انگریزي میں مرتب کیا گیا ' اور میرے سوا باقي حضرات نے اُس پر اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے - ممبران ڈپوٹیشن کي ایک فہرست جو کسی صاحب کے پاس انگریزي میں پہلے سے مرتب تھي اُس کو میں نے اردو میں لکھا تو معلوم ہوا کہ اُس فہرست میں بہت کچھہ کمي ہے ' اور یہہ کہ ممبران کانسٹي ٹیوشن کمیٹي اور خاصکر وہ کل اصحاب بھي اُس میں شامل نہیں ہیں جو اُس سے پیشتر قوم کي طرف سے بطور ایک ڈپوٹیشن کے گورنمنٹ آف انڈیا کے انریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے ہیں - اُس پر میں نے اپني یہہ راے ظاہر کي کہ ممبران کانسٹي ٹیوشن اور گذشتہ ڈپوٹیشن کے نام تو کل ہونے چاہیئیں اُن کے علاوہ اور جن ناموں کا اضافہ مناسب ہو وہ نام اور اضافہ کر لیے جاویں - چنانچہ جس قدر نام ممبران ڈپوٹیشن کے اُس وقت ہم لوگوں کو یاد تھے وہ اُس فہرست میں میرے ہی قلم سے اور اضافہ کیے گئے ' اور جہاں تک مجھکو یاد ہے اُس کے آخر میں اس قدر میں نے اور لکھا تھا کہ " باقي اور نام بھي ہیں " - اور قرار پایا کہ صبح کو دفتر سے دیکھہ کر وہ سب نام درج کر لیے جاوینگے - (یہہ اردو کي فہرست جس میں میرے قلم سے کچھہ اضافے ہوئے تھے غالبا اسوقت مسٹر محمد علي نے مجھسے لے لي ' جس کے بعد وہ مجھکو پھر واپس نہیں ملي) اسي اثناء گفتگو میں کسي نے ہم میں سے یہہ بھي کہا کہ اس وقت صرف چند اشخاص جو یہہ مشورہ کر رہے ہیں اس کي خبر بھي لوگوں کو باہر پہونچیگي اور وہ اس بات سے نا خوش ہونگے کہ پبلک مشورہ کے بغیر یہہ لوگ کیوں بالا بالا اس قسم کي کارروائي کر رہے ہیں - میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا تھا کہ پبلک کچھہ بھي بدگمان ہوگي اور ہم بلاکم و کاست اس وقت کي کل روئداد اُس کے سامنے بیان کردینگے - مسودہ رزولیوشن پر جب مجھسے اُس شب میں دستخطوں کے لئے کہا گیا تھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس مجوزہ مسودہ رزولیوشن کي طرز کي نسبت زیادہ غور کرنا ہے اور میرے نزدیک زیادہ شگفتگي اس میں ہے کہ ہم صاف صاف لکھدیں کہ کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کي تجویزات ۱۱ و ۱۲ اگست گذشتہ سے فونڈیشن کمیٹي کو اتفاق ہے اور صاف صاف ہمارے ایسا کرنے سے (کہ ہم اپني کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کي تجویزوں کو بالاتفاق پاس کردیں) اس کمیٹي کي خدمات کا ایک اعتراف بھي ہوگا اور ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے رزولیوشن منشاء کو اگرچہ اس جدید رزولیوشن میں داخل کرلیا گیا ہے لیکن بصراحت اس بات کا بیان کردینا (کہ جلسہ اس رزولیوشن کو بھي پاس کرتا ہے) جلسہ کي بھي عام مسرت و اطمینان کا موجب ہوگا - اس پر مجھسے کہا گیا کہ کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کي خدمات کا اعتراف کرنے سے کسی کو انکار نہیں ہے ' ہم اس کمیٹي کے شکریہ کا ایک علیحدہ ووٹ پاس کردینگے - الغرض میرے اور باقي حضرات کے فیمابین مسودہ رزولیوشن کي عبارت کي نسبت اختلاف رہ گیا - اس وقت رات کا ڈیڑھ بج گیا تھا - جلسہ برخاست ہوا اور قرار پایا کہ میں صبح ہي اُٹھکر اول کام یہ کرونگا کہ میں بھي اپنے الفاظ میں رزولیوشن کا مسودہ لکھوں - اس کو بھي سب صاحب ملاحظہ فرمالیں - الغرض جلسہ کے برخاست کے بعد سب سے اول راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور یہ نیازمند جلسہ سے باہر آئے - راجہ صاحبان موصوف اپني اپني گاڑیوں میں سوار ہوگئے اور میں اپنے ڈیرہ میں چلا آیا - اُس وقت تک سب کو یہي معلوم تھا کہ صبح کے سہ سارے آٹھہ بجے سے ہے - کچھہ اور ضروریات سے فارغ ہوتے ہوتے مجھکو رات کے دو بج گئے اور جب پلنگ پر لیٹا تو اُنہیں خیالات میں بہت دیر تک نیند نہ آئي اور بہت تھوڑا سونے پایا تھا جو ساڑھے آٹھہ بجے صبح کے دغدغہ کي وجہ سے بہت جلد بیدار ہوگیا اُس وقت دماغ کي جو حالت تھي میں ہي جانتا ہوں مگر جس طرح بھي ہوسکا میں نے اپنا مسودہ تیار کیا اور اُس کو میں بجنسہ ذیل میں نقل کرتا ہوں :—

مسودہ مرتبۂ خاکسار مشتاق حسین و رزولیوشن

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کا رزولیوشن جسپر کامل ایک دن بحث ہوچکي ہے مفصلہ ذیل عبارت میں بالاتفاق پاس کیا جاتا ہے :—

قوانین و قواعد ٹرسٹیان کالج کي دفعہ ۴۱ ضمن ۵ میں جو اختیارات اس وقت پیٹرن کالج کو حاصل ہیں وہ یونیورسٹي کي صورت میں حضور وایسراے چانسلر یونیورسٹي کي طرف بدون کسي اضافہ کے منتقل کردیے جاویں -

رزولیوشن

کانسٹي ٹیوشن کمیٹي نے (جسکو یہہ فونڈیشن کمیٹي تسلیم کرتي ہے) آنریبل سر ہارکورٹ بٹلر صاحب بہادر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع کے جواب میں جو رائیں دي ' ہیں فونڈیشن کمیٹي ان سے اتفاق رکھتي ہے اور اُن کو منظور کرتي ہے اور آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو مجاز کرتي ہے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور میں ایک ڈپوٹیشن لے جانے کا انتظام فرماویں جو مرکب ہوگا گذشتہ ڈپوٹیشن کے ممبروں سے اور جس میں چند جدید نام اب اور اضافہ کیے گئے ہیں اور اب اُس ڈپوٹیشن کے ناموں کي فہرست حسب ذیل ہے :—

ذیل میں اسماء کي تفصیل درج ہوتي

یہہ ڈپوٹیشن گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں حاضر ہوکر اور قوم کي ضروریات کو ادب کے ساتھہ عرض کرکے گورنمنٹ سے غور مکرر کے واسطے درخواست کرے - اس گفتگو اور عرض و معروض کے وقت ڈپوٹیشن کو کامل اختیار ہوگا کہ اپني قومي یونیورسٹي کے مقاصد کا لحاظ رکھکر اگر ضرورت سمجھے تو کسي تجویز کي ترمیم یا تنسیخ منظور کرے - رزولیوشن نمبر (۱) مندرجہ بالا بھي اس اختیار کے تحت میں ہوگا اور اب ڈپوٹیشن کو گورنمنٹ میں عرض معروض کرتے وقت خصوصیت کے ساتھہ مفصلۂ ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہوگا اور اُن کے علاوہ اور جو امور قابل بحث درمیان میں آجاویں -

[ذیل میں وہ امور درج ہوتے جو رزولیوشن کے تحت میں اُسوقت کي قرار داد کے مطابق درج ہونے والے تھے ' اُس کے بعد یہہ عبارت درج ہوتي :]

مجوزہ ڈپوٹیشن کے ممبروں میں سے اگر کوئي اتفاق سے شریک نہ ہوسکتا ہو تو ایک خاص کمیٹي (۱) کو جس میں مفصلۂ ذیل اشخاص شامل ہونگے :—

آنریبل سرراجہ صاحب محمود اباد -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب -

آنریبل مسٹر مظہر الحق صاحب -

اختیار ہوگا کہ وہ اگر ضرورت سمجھیں تو اُسي صوبہ سے جس صوبہ کا کوئي ممبر غیر حاضر ہو دوسرے کسي ممبر کو نامزد کردیں -

رزولیوشن نمبر (۲)

گورنمنٹ میں ڈپوٹیشن کي حاضري سے پہلے یہہ ضرور ہوگا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹي کي طرف سے آخر مرتبہ جو مسودات کانسٹیٹیوشن

(۱) میں نے تو ابتداء یہہ اختیار صرف آنریبل راجہ صاحب سے متعلق رکھنا چاہا تھا - بعض اور حضرات کي راے سے اس کو ایک مختصر سي کمیٹي کي صورت میں بدل دیا تھا -

پبلک راے کے واسطے مشہور ہوئے تھے اور جن پر اس تازہ بحث کی وجہ سے جو سر ہارکورٹ بٹلر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع سے پیدا ہوگئی تھی کانسٹیٹیوشن کو غور اور فیصلہ کا موقع نہ ملا تھا اسکے واسطے مناسب مہلت کے ساتھہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا اجلاس منعقد کیاجاوے جس میں وہ سب ممبر شامل ہوں جن کا نام رزولیوشن نمبر (۱) میں آیا اور وہ کمیٹی مسودات مرتبہ کا فیصلہ کریں -

رزولیوشن نمبر (۳)

مسودہ بائی لاز جو ابھی پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے وہ بھی حتی الامکان جلد پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے اور کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا جو اجلاس حسب مندرجہ رزولیوشن صدر منعقد ہو اسی میں بائی لاز کا مسودہ بھی مکمل کرلیا جاوے ' تا کہ گورنمنٹ کو بھی یونیورسٹی کے تمام مالہ وماعلیہ پر کامل طور سے غور فرمانے اور ہمارے ڈپوٹیشن کو ہر ایک معاملہ متعلقہ کی نسبت گورنمنٹ میں عرض معروض کا موقع ملے - (انتہی)

اس مسودہ کو مرتب کر چکنے کے بعد میں منتظر تھا کہ شبینہ مشورہ کے شرکاء بڑے جلسہ سے قبل میرے اس مسودہ کو ملاحظہ فرمائیں گے - لیکن جب بجاے ساڑھے آٹھہ کے نو بھی بج گئے تب مجھکو معلوم ہوا کہ جلسہ کا وقت دس بجے سے قرار دیدیا گیا ہے - مجھکو معلوم نہیں کہ یہہ قرارداد کب اور کس طرح ہوئی - غالبا اسی شب میں برخاست جلسہ کے بعد یہہ تجویز ہوئی ہوئی ' اور اگر ایسا تھا تو شاید میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوتا کہ مجھکو بھی اس تبدیلی وقت سے اطلاع دی جانی مناسب تھی ' تاکہ میں اطمینان سے اس شب میں کچھہ آرام کرسکتا اور صبح اطمینان کے ساتھہ اپنا مسودہ مرتب کرتا اور جو تکلیف و پریشانی مجھکو وقت کی تنگی کی وجہ سے ہوئی ' اس سے میں محفوظ رہ سکتا جس کا میں اپنی اس عمر اور ضعف اور علالت کی حالت میں شاید مستحق نہ تھا -

بہرحال جلسہ سے قبل جناب نواب محمد اسحاق خاں صاحب بہادر مجھسے ملے اور اُن کو میں نے اپنا یہہ مسودہ دکھلایا اور جہاں تک اس وقت مجھکو یاد آتا ہے اُس کے بعد انریبل سر راجہ صاحب محمود آباد نے بھی اُس کو ملاحظہ فرمایا ' اور چونکہ عین جلسہ کا وقت آگیا تھا لہذا سب صاحب جلدی جلدی فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ میں پہونچے - جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور مسٹر محمد علی صاحب (کامریڈ) نے سب سے اول اپنا وہ رزولیوشن پیش کیا جو اس جلسہ کے آخر میں پاس ہوا - اور جو کارروائی اُس وقت جلسہ میں ہوئی وہ علانیہ تھی اور تمام جلسہ اُس سے واقف ہے اور اخباروں میں اُس کی روئداد چھپ چکی ہے - مجھکو اُن امور میں سے کسی کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر محمد علی نے اپنے رزولیوشن کے ساتھہ ممبران ڈپوٹیشن کے نام بھی پڑھے جس کی نسبت میں نے خیال کیا کہ یہ وہی فہرست ہے جو رات کے جلسہ میں میرے سامنے طے پائی تھی -

بہرحال پیش شدہ رزولیوشن کے مضمون کے متعلق بعض اخباروں میں کچھہ غلط فہمی ہوگئی ہے لہذا احتیاطاً میں اُس کو علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع سے بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب سمجھتا ہوں :—

وھو ھذا :

یہہ جلسہ حضور ملک معظم کے وزیر ہند بہادر کے فیصلہ مندرجہ مراسلہ انریبل سر ہارکورٹ بٹلر مورخہ ۹ - اگست من مقام شملہ میں کو نہایت مایوسی اور افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے - ان آراء پر لحاظ کرتے ہوئے جو کانسٹیٹیوشن کمیٹی نے ظاہر کی ہیں اور جو اس جلسہ کے اندر مباحثہ کے دوران میں بھی ظاہر کی گئی ہیں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی طے پایا ہے کہ اول یونیورسٹی کا نام "مسلم یونیورسٹی ' علیگڈہ" ہونا چاہیے - دوم یہ کہ قانون کے متعلق جو اختیارات چانسلر کو سپرد کیے جانے تجویز ہوئے ہیں وہ کورٹ جنرل یا جلاس کونسل کو سپرد نہ ہونے چاہیئیں - سوم یہ کہ جو اختیارات اسٹیچوٹس کے باب سوم کے فقرہ پنجم میں مذکور ہیں وہ بھی ہونے چاہیئیں جو پیٹرن کو زیر دفعہ ۴۱ قواعد و قوانین ٹرسٹیان علیگڈہ کالج دیے گئے ہیں - چہارم یہ کہ الحاق کے متعلق اسٹیچوٹس اُسی صورت پر باقی رہیں جیسے کہ وہ تجویز ہوئے ہیں - اور پنجم یہ کہ کورٹ کونسل اور سنٹ کے متعلق کانسٹیٹیوشن کو شرایط کے اندر ترمیم نہیں ہونی چاہیے - علاوہ بریں ان مہمات ضروریہ پر لحاظ کرتے ہوئے جو اس مسئلہ کے ساتھہ وابستہ ہیں یہ جلسہ حضرات ذیل کی ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے اور اُن کو کامل اختیار و منصب کام کرنے اور مسلم یونیورسٹی کے متعلق جملہ معاملات کو مختتم طور پر اس نہج کے ساتھہ طے کرنے کا عطا کرتا ہے جو اُن کو قوم کے بہترین فوائد کے لحاظ سے مناسب معلوم ہو - نیز یہ کہ وہ بصورت ایک ڈپوٹیشن کے ہز اسلسی وایسراے کے حضور میں باریاب ہوکر اس باب میں ان ضروری معروضات پیش کریں -

اسماے ممبران ڈپوٹیشن

ایکس آفیشیو :— ہر ہائیںس سر آغا خاں پریسیڈنٹ مسلم لیگ ' انریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد پریسیڈنٹ کانسٹیٹیوشن کمیٹی ' نواب حاجی محمد اسحاق خاں بہادر سیکرٹری علی گڈہ کالج -

صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ :— نواب وقار الملک بہادر صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب ' انریبل خواجہ غلام السیدین صاحب - مسٹر سید نبی اللہ بیرسٹر ایٹ لا ' مسٹر سید وزیر حسن بی - اے - ایل - ایل - بی -

پنجاب :— انریبل خان بہادر میاں محمد شفیع ' انریبل ملک محمد فیروز خاں ' ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ' خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب سی - آئی - اے ' میاں محمد فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا -

بمبئی :— انریبل مسٹر فاضل بھائی لرم بھائی ' انریبل مسٹر محمد علی جناح -

مدراس :— سیادہ یعقوب حسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی ' نواب غلام احمد خاں بہادر آف کاوی -

بنگال :— انریبل مسٹر جسٹس سید حسن امام ' مسٹر شمس احمد بیرسٹر ایٹ لا -

بہار :— انریبل مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا ' انریبل مسٹر فخر الدین -

ممالک متوسط :— خان بہادر ایچ - ایم - ملک صاحب -

دہلی :— مسٹر محمد علی (امرتسر) -

الہ آباد :— میجر سید حسن صاحب بلگرامی -

جلسے میں رزولیوشن پیش ہونے سے پہلے گذشتہ شب کے جلسہ کے شرکاء میں سے کسی نے میرے مسودہ کے دیکھنے کی خواہش نہیں کی جس کی وجہ غالبا کچھہ یہ بھی ہوگی کہ کارروائی کے لئے وقت بہت ہی تنگ ہوگیا تھا - رزولیوشن پیش ہونے کے بعد مجھہ سے بعض معزز دوستوں نے پرائیویٹ طور پر دریافت کیا کہ کیا آپ اس کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ میں اور پیش شدہ رزولیوشن میں کسی قدر اختلاف ہے لہذا پیش شدہ رزولیوشن کی تائید ہوجانے کے بعد میں اپنے مسودہ کو ترمیم

کي صورت ميں پيش کرونگا اس پر مجھسے بہت اصرار کيا گيا کہ ميں ايسا نہ کروں ورنہ جلسہ ميں بہت گڑبڑ ہو جائيگي - اور بالاخر مجھہ سے کہا گيا کہ اگر کسي اور طرف سے پيش شدہ رزوليوشن سے اختلاف کيا جاوے اور معلوم ہوتا ہو کہ اختلاف راے ہو گيا ہے اور مباحثہ ميں طوالت ہو رہي ہے تب ميں اپني ترميم پيش کروں ' ورنہ جب تک جلسہ کا يہ رنگ رہے کہ اُس ميں کسي زائد اختلاف کے نوبت آنے کے بدون پيش شدہ رزوليوشن بجنسہ منظور ہو جايگا ' تب مجھکو اپني ترميم پيش نہ کرني چاہيے - رزوليوشن کي پيشي کے وقت مسٹر محمد علي نے جب اُس پر جلسہ کے سامنے تقرير کي تو اُس ميں اُنھوں نے يہہ بھي فرمايا کہ رات کو بڑي رات گئے تک اس کے متعلق مشورہ ہوتا رہا ہے اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن ميں ميرا نام بھي اُنھوں نے ليا) اس رزوليوشن کا مسودہ مرتب ہوا ہے - اس پر ميں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنھوں نے مجھے خاموش رہنے کي تائيد کي تھي توجہ دلائي کہ پيش شدہ رزوليوشن کي ذمہ داري اب ميرے اوپر بھي آني ہے ' مگر اُنھوں نے اُس وقت سکوت فرمايا اور کوئي جواب مجھکو نہيں ديا - اُس وقت ميں نے اپنے آپ کو سخت مشکل ميں پايا - اور سوچنے کے ليے ميرے پاس وقت بہت ہي تنگ تھا - بہرحال جو خيال اس وقت ميرے دل ميں آيا وہ يہ تھا کہ اُس وقت ترکوں ميں بھي بہت زيادہ اختلافات واقع ہيں اور ہر ايک شخص ان ميں سے يہي دعوی کرتا ہے کہ ميں جو راے رکھتا ہوں وہي قوم کے حق ميں زيادہ مفيد ہے اور دوسرے کے خيال کي اطاعت کرنا نہيں چاہتا ' اور اسي کا يہہ نتيجہ ہے کہ جھگڑے بڑھتے چلے جارہے ہيں - پيش شدہ رزوليوشن ميں بھي وہ باتيں سب آگئي ہيں جو ميرے مسودہ ميں ہيں ' صرف بعض باتوں کا فرق ہے ' لہذا رفع اختلاف کي غرض سے اور جلسہ کو سکون کي حالت ميں قايم رکھنے کي ضرورت سے مجھہ ہي کو اُس وقت خاموش رہنا مناسب ہے ' ورنہ ميں بھي اُسي الزام کا ملزم ہوں گا جو ميں ترکوں پر لگا رہا ہوں اور ميں نے ويساہي کيا اور رزوليوشن پاس ہوا - بعض حصے ميرے مجوزہ رزوليوشن ميں ايسے تھے جن کو بطور علحدہ رزوليوشن کے پيش ہونے ميں کوئي مضائقہ نہ تھا - ليکن صدر انجمن صاحب نے پيش شدہ رزوليوشن کا پاس ہو جانا اس قدر غنيمت سمجھا کہ بغير اس بات پر غور کيے ہوئے کہ اور کيا کام باقي رہ گيا ہے اُنھوں نے فرنڈيشن کميٹي کے جلسہ کو برخاست کيا ' اور دوسرے وقت کا جلسہ ايجوکيشنل کانفرنس کي کارروائي کا جلسہ قرار ديا گيا - نيز وقت بھي اس قدر گذر گيا تھا کہ عام جلسہ نے بھي اُس وقت کارروائي کے اختتام کو بہتر سمجھا -

جلسہ کے بعد ہي ايک صاحب ميري فرودگاہ پر ميرے پاس تشريف لائے اور فرمايا کہ ميرے صوبہ کي طرف سے مجوزہ ڈپوٹيشن ميں نام نہيں آيا - ميں نے عرض کيا کہ خود آپ کا نام ہے - اُنھوں نے کہا کوئي نہيں - ميں نے پھر عرض کيا کہ آپ کا نام خود ميرے قلم سے لکھا ہوا ہے - اُنھوں نے اس پر دوبارہ تحقيق کيا تو بھي معلوم ہوا کہ درحقيقت اُن کا نام اُس فہرست ميں نہيں - اور جب ميں نے بھي تحقيق کيا تو اُن کا خيال صحيح تھا اور اُن کا نام ڈپوٹيشن کي اُس فہرست ميں نہيں تھا جو رزوليوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے پيش کي گئي تھي - اور وہ پہلا وقت تھا جب مجھکو معلوم ہوا کہ سر راجہ صاحب جہانگير آباد اور آنريبل راجہ سيد ابو جعفر صاحب اور اس خاکسار کے رات کو اُس جلسہ سے چلے آنے کے بعد ہم لوگوں کے سامنے کي مرتبہ فہرست بدل دي گئي تھي اور صرف وہي ايک نام جس کي طرف ميں نے اوپر اشارہ کيا فہرست سے متروک نہيں کيا گيا تھا ' بلکہ اور بہت سے نام متروک ہوگئے تھے ؛ اور يہہ اصول بھي بدل ديا گيا تھا کہ کانسٹيٹيوشن کميٹي کے سب ممبر اُس ميں رکھے جائيں ؛ يہاں تک کہ جو ممبر پہلے سے ڈپوٹيشن ميں شريک تھے اور گورنمنٹ کے آنريبل ممبر صاحب تعليمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے ان ميں سے بھي کتنے ہي نام پيش شدہ فہرست ميں درج نہيں ہوئے - اس غير متوقع کارروائي نے مجھکو سخت حيرت ميں مبتلا کيا ' اور ميں نے آنريبل سر راجہ صاحب محمود اباد کو جو اُسوقت جلسہ کي صدارت فرمارہے تھے اس کارروائي پر توجہ دلائي جس کا مجھکو کوئي جواب نہيں ملا - اسکے بعد جب پنجاب کے چند حضرات نے شکايت کي کہ ان کے صوبہ کي قايم مقامي ڈپوٹيشن ميں کافي طور پر ملحوظ نہيں رکھي گئي اور صاحبان حل و عقد نے ان کا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا ' تو جناب سر راجہ صاحب ممدوح نے مجھہ سے (جو اسوقت جلسہ ميں آنريري سکرٹري کي خدمات انجام دے رہا تھا) فرمايا کہ ميں ايک نوٹس جاري کردوں کہ شام کے جلسہ ميں بھي فرنڈيشن کميٹي کي کچھہ کارروائي ہوگي - ميں نے بہ تعميل ارشاد نوٹس جاري کردي جس کي اطلاع صبح کے تمام حضار جلسہ کو تو اُس وقت چند منٹ ميں ہو نہيں سکتي تھي ' لہذا جلسے اور مہمانوں کے کيمپ ميں چند جگہہ وہ نوٹس چسپاں کردیے گئے - اور جناب سر راجہ صاحب کي خدمت ميں ميں نے ايک عريضہ کے ذريعہ سے عرض کرديا کہ حسب الحکم نوٹس تو جاري کردیے گئے ہيں ' ليکن ايسے بے اصول جلسہ ميں خود نيازمند حاضري سے معافي چاہتا ہے - چنانچہ ميں اُس جلسہ ميں شريک نہيں ہوا - ليکن ميں نے سنا کہ پنجاب سے چند حضرات کے نام ڈپوٹيشن کي فہرست ميں اور اضافہ کرايے گئے -

يہ ايک واقعہ ہے کہ جس وقت مسٹر محمد علي نے رزوليوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے ڈپوٹيشن کے نام پيش کيے ميں يہي سمجھتا رہا کہ يہ وہي نام پڑھے جارہے ہيں جو ميرے سامنے ڈپوٹيشن کے واسطے تجويز ہوچکے تھے -

اب يہاں مجھپر يہ الزام لگايا جاسکتا ہے کہ اُسي وقت جلسہ ميں فہرست کے سننے کے بعد ميں نے کيوں محسوس نہ کيا کہ يہ وہ رات والي مکمل فہرست نہيں ہے اور کتنے ہي نام اُسميں سے نکال ديے گئے ہيں - سب سے اول اس الزام کے جواب ميں ميں اپنے دماغ کي کمزوري کو معذرت کے ساتھہ پيش کروں گا ' جس سے پبلک غالباً پوري طرح واقف ہے اور جس کے لحاظ سے ں بار بار اس قسم کے کاموں کي شرکت سے معافي چاہ چکا ہوں اور اس مرتبہ بھي جو ميں لکھنو کے ان جلسوں ميں شريک ہوا ميري وہ شرکت اسي سخت ضرورت کي وجہ سے تھي ' ورنہ ميري حالت صحت مجھکو اُسکي اجازت نہيں ديتي تھي - دوسرے ميں اسپر مطمئن تھا کہ فہرست پر ميں غور کرچکا ہوں اور جو کچھہ ميرے نزديک مناسب تھا وہ اُسميں داخل ہوچکا ہے ' لہذا ميرا ذہن اُس ترميم کي طرف منتقل نہوا جو بغير ميري اطلاع کے فہرست ميں کردي گئي تھي - سوم ايک ايسي لمبي فہرست کو ايک ہي دفعہ سننے کے بعد اُن سب ناموں کو ذہن ميں محفوظ رکھنا اور يہ معلوم کرليتا کہ اُسميں کيا کمي ہے ' معمولي دماغ کا کام نہيں ہے - بايں ہمہ اگر قوم کے نزديک ميرے يہ عذرات کافي نہيں تو اپني خطا کا اقرار کرتا ہوں اور اميد ہے کہ قوم ميري اس معذرت کو مہرباني سے قبول کرکے مجھے معاف فرمائيگي ' خصوصاً ايسے وقت ميں جبکہ اس قسم کي خطاؤں کے سرزد ہونے کا کوئي موقع ميرے طرف سے غالباً آيندہ پيش آنے والا نہيں ہے -

میں پہلے بھي ایک دفعہ عرض کرچکا تھا کہ اب میرا دماغ ان تفکرات کے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے - اسپر بھي جو میں لکھنو چلا گیا یہ میري طرف سے قانون قدرت کي خلاف ورزي تھي جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھنو سے لوٹنے کے بعد (جہاں میں نے حتی الامکان ہر طرح کي احتیاط اپنے کھانے پینے وغیرہ میں کي تھي اور عالي جناب سر راجہ صاحب محمود آباد کي طرف سے بھي' جسکا کہ میں اس موقع پر مہمان تھا ہر ایک طرح میري آسایش کا پورا انتظام و اہتمام رکھا گیا تھا) اسي تھوڑے عرصہ میں چار دفعہ میري طبیعت خراب ہوئي اور پیچش وغیرہ میں مبتلا ہوا - اور آسوقت بھي میري حالت کسي سفر کے واسطے موزوں نہ تھي - لیکن " چور چوري سے جاے مگر ہیرا پھیري سے نہیں جاسکتا " یہ سمجھکر کہ ٹرسٹیان کالج کا سالانہ جلسہ ہے کم از کم ایک دفعہ تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے اور خاصکر اس خیال سے کہ حال ہي میں نواب حاجي محمد اسحق خاں صاحب بہادر نے علي گڈہ پہنچکر اپنے معزز عہدہ آنریري سکرٹري کا چارج لیا تھا ' میرے دل نے نہ مانا اور میں علي گڈہ چلا آیا ' اس ارادہ سے کہ ایک ہفتہ یہاں قیام کروں - لیکن یہاں علي گڈہ پہنچنے سے چوتھے دن میرے بائیں رخسارہ پر فالج کا اثر ظاہر ہوا ' حالانکہ میرے معزز دوست مسٹر عامر مصطفی خاں صاحب نے میرے آرام اور حفاظت میں کوئي دقیقہ باقي نہ رکھا تھا - اور اب ڈاکٹروں کي متفقہ اور قطعي راے یہہ ہے کہ اس قسم کے خطرات جو اس سے قبل یا اب مجھے پیش آئے ' دماغي کام کرنے کي وجہ سے ہیں' اور آیندہ وہ مجھے بہت اصرار کے ساتھہ اس قسم کي جرات سے منع فرماتے ہیں - اُن کے ارشاد کي تعمیل نہ کرنا خود کشي میں داخل ہے جس کو میرا کوئي دوست بھی یقین ہے کہ گوارا نہ کرے گا - میں سمجھتا ہوں (گو اس کے ساتھہ مجھے افسوس بھي بہت زیادہ ہے) کہ آیندہ میں پبلک جلسوں یا صلاح و مشوروں کي صحبتوں میں بھي شریک ہونے ہي سے معذور نہ رہونگا بلکہ غالباً تحریر کے ذریعہ سے بھي اب مجھے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقع نہ ملے گا ' اور اسلیے میري ذات پر قوم کو اگر کچھہ تھوڑا بہت بھروسہ تھا تو اُس سے بھي اب قطع نظر کرني چاہیے اور جو کچھہ کرنا چاہیے خود سوچ سمجھکر کرنا چاہیے - اس وقت اس فہرست کي حالت جو جلسہ میں منظور ہوئي یہ ہے کہ جلسہ کے برخاست کے بعد ہي پنجاب کے بعض حضرات کو شکایت پیدا ہوئي کہ ڈپوٹیشن میں پنجاب کي قایم مقامي کا لحاظ پورے طور پر نہیں کیا گیا جس کي تلافي اسی وقت دوسرے بالکل غیر متعلقہ جلسہ میں اضطراري طور پر کي گئي جس کو کوئي شخص بھي (جو غور کي نگاہ سے دیکھے گا) راجبي اور باقاعدہ نہ سمجھیگا - جناب آنریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد نے مجھہ سے اس بات کي سخت شکایت کي ہے کہ ڈپوٹیشن میں صوبہ اودہ کي قائم مقامي کا بھي مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا - سید نبي اللہ صاحب اور سید وزیر حسن صاحب کو ہم اودہ میں شمار نہیں کرسکتے - راجہ صاحب محمود آباد بحیثیت اپنے عہدہ پریسیڈنٹ یا وائس پریسیڈنٹ کے کل ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں - دہلي کے حضرات میرے سامنے شکایت کرتے ہیں کہ یہ عجیب قسم کا ڈپوٹیشن ہے جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہونے کے لیے تجویز کیا گیا ہے اور دہلي کے اتنے بڑے شہر کي طرف سے (جو اس وقت تمام ہندوستان کا پایہ تخت ہے اور جہاں خود ڈپوٹیشن شاید کسي وقت حضور وایسراے انڈیا کي خدمت کي خدمت میں حاضر ہونے کي عزت حاصل کرے) کوئي بھي قایم مقام نہیں ' اور اونکو سخت تعجب ہے کہ حاذق المالک کا سا نام اس فہرست سے کیوں متروک کیا گیا - مسٹر محمد علي بحیثیت ایڈیٹر کامریڈ دہلي کي طرف سے قایم مقامي کا دعوی نہیں کرسکتے - پھر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے زیادہ کسي شخص نے بھي کانسٹیٹیوشن کے بنانے میں محنت اور جانکاہي نہیں کي ' اور گو مسودہ کانسٹیٹیوشن میں اُن سے مجھکر بہت اختلاف رہے ' لیکن جو محنت بہ حیثیت سکرٹري کانسٹیٹیوشن کمیٹي اور بحیثیت سکرٹري ڈپوٹیشن انہوں نے برداشت کي اُس سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے - لیکن بایں ہمہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کا نام فہرست میں اول سے آخر تک کہیں نظر نہیں آتا - آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو خود فہرست کي ترتیب کے وقت ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کے نام کے متروک ہونے کا ایسا افسوس ہے کہ وہ اس فروگذاشت کو بمنزلہ گناہ کے سمجھتے ہیں - اسي طرح جب اُس فہرست کو مزید غور کے ساتھہ دیکھا جاے گا تو معلوم ہوگا کہ دوسرے صوبوں میں بھي اس قسم کي بعض بعض اہم فروگذاشتیں ہوئي ہیں اور مجوزین ڈپوٹیشن کے سوا خدا ہي کو معلوم ہے کہ یہ اتفاقیہ فروگذاشتیں ہیں یا جو کچھہ ہوا بالقصد ہوا - لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کي توسیع کا نام آتا ہے تو بعض مجوزین فہرست کو یہ ذکر ناگوار گذرتا ہے' تو اس میں شک کرنے کي کوئي وجہ نہیں رہتي کہ اُنہوں نے یہ قطعي ارادہ کرلیا تھا کہ فوندیشن کمیٹي کے جلسہ سے جس طرح بھي ہوسکے اس فہرست کو جلدي سے پاس کرادیا جاوے اور جس طرح اس قسم کی کمیٹیوں میں دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ آیندہ توسیع اور ترمیم کي گنجایش باقي رکھی جاتي ہے ایسا کوئي فقرہ رزولیوشن میں داخل نہ کیا جاوے - تو یہ اُن مجوزین کي دانستہ کارروائي ہے - صاحبان ! یہ کسي کي ذاتي میراث کا معاملہ نہیں تھا کہ چار بھائي ایک جگھہ مل کر بیٹھہ گئے اور میراث کو باہم تقسیم کر لیا - اس میراث میں تو تمام قوم شریک اور سہیم ہے - اُس میں ترکیب ترکیب سے اپنے مفید مدعا مطلب براري ہرگز زیبا نہیں ہوسکتي - جلسہ کے سامنے ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں بالکل خلاف واقعہ لیا گیا اور یہ کہکر کہ مجوزہ رزولیوشن بنانے میں مشتاق حسین بھي شامل ہے جلسہ کو دھوکا دیا گیا' اور دوسري طرف اس بات کي کوشش کي گئي کہ میں جلسہ میں بالکل سکوت اختیار کروں - با ایں ہمہ اگرمجھکو پہلے سے یہ معلوم ہوتا کہ ڈپوٹیشن کي فہرست میري غیبت میں بدل دي گئي ہے تو میں ہرگز بھي جلسہ میں خاموش نہ رہتا اور اُس وقت یقینا حضار جلسہ کو اسماے ڈپوٹیشن پر کامل طور سے غور اور خوض کا موقع ملتا اور ضروري ترمیموں کے ساتھہ فہرست پاس ہوتي اور لازمي طور پر اُسمیں یہہ گنجایش بھي رکھي جاتي کہ ضرورت کے وقت اُسمیں پھر بھي کوئي ترمیم ہوسکے' مثلاً میں ہي اب اپني ناتندرستي صحت کے لحاظ سے اپنے آپ کو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے کے قابل نہیں پاتا ؛ اور اس حالت میں اگر قوم کو اس بات کي ضرورت محسوس ہو کہ میري جگہ کوئي اور صاحب ڈپوٹیشن میں شریک کئے جاویں تو جس عبارت میں کہ رزولیوشن پاس ہوا ہے اس کي رو سے اس ترمیم کا کوئي مرقع قوم کے ہاتھہ میں نہیں ہے -

اور جو کچھہ مجھکو ممبران ڈپوٹیشن کي فہرست کے متعلق بعد میں بعض ان حضرات سے جو برخاستگي جلسہ کے بعد وہاں بیٹھے رہ گئے تھے' معلوم ہوا ہے وہ بھي اس قابل ہے کہ قوم کو اس پر مطلع ہونا چاہیے - اور وہ یہ ہے کہ ہم تین شخصوں کے (یعني راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور نیازمند کے) وہاں سے

چلے آنے کے بعد چند نوجوان اور تعلیم یافتہ حضرات نے رائے قایم کی اور صاف صاف کہدیا کہ ڈیپوٹیشن میں نصف ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ہمارے ہم رائے ہوں اور نصف دوسری طرح کے ہوں اس اصول کے ساتھہ اُس وقت وہ نئی فہرست مرتب ہوئی جو اگلی صبح کو رزولیوشن کے ساتھہ جلسہ میں پیش کی گئی -

نیز ابھی تین چار دن پہلے علیگڈہ میں، مجھکو ایک نوجوان و تعلیم یافتہ صاحب سے معلوم ہوا کہ ممبران ڈیپوٹیشن کی جب یہہ نئی فہرست مرتب ہورہی تھی تو اُس میں شریک مشورہ کرنے کے غرض سے کچھہ لوگوں کے پاس موٹر کار بھیجے گئے اور اُسی وقت وہ سوتے سے جگا کر اُس جلسہ میں بلائے گئے اور اُن سے مشورہ ہوکر جدید فہرست مرتب ہوئی - جو صاحب مجھسے اس روایت کے راوی ہیں وہ بھی اُن میں سے ایک ہیں جن کے پاس اُس شب میں موٹر کار بھیجی گئی اور وہ شریک مشورہ ہوئے - میں اوپر اپنے اس مضمون میں بیان کرچکا ہوں کہ میں نے مجوزین مسودہ رزولیوشن کو یہ مشورہ دیا تھا کہ پبلک کی بدگمانی سے بچنا چاہتے ہیں، تو جو کچھہ اس وقت رات میں ہورہا ہے وہ سب جلسہ کے وقت صاف صاف بیان کردیا جاوے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبوں نے اس وجہ سے اُس کی جرات نہ کی کہ ایسا کرنے سے کہیں اُنکا جما جمایا رنگ اُکھڑ نہ جاوے - یہاں تک کہ مجھکو بھی (جو اُسوقت جلسہ میں انوارری سکرٹری کی پوزیشن میں تھا) بالقصد بے خبر رکھا گیا - اور کیا ان واقعات کے بعد اس کے سوا کوئی اور رائے قایم ہو سکتی ہے کہ یہہ جو کچھہ کیا گیا بالقصد کیا گیا اور صرف اس نیت سے کیا گیا کہ فہرست ڈپوٹیشن کے مجوزین واقعات کو پردہ اخفا میں رکھہ کر اپنے منصوبہ کو جلسہ سے چپ چپاتے پاس کرا لیں ؟

میں نے اپنے ناظرین کا بہت قیمتی وقت اپنی اس گذارش میں صرف کیا ہے جس کی میں معافی چاہتا ہوں، اور اب اس کے بعد جو کچھہ عرض کرنا ضرور ہے وہ صرف یہہ ہے کہ یہہ تو جو کچھہ ہوا وہ ہوا، لیکن اب آیندہ قوم کو کیا کرنا ہے ؟ اُس کی نسبت میری ناچیز رائے یہہ ہے کہ فہرست ڈپوٹیشن کے علاوہ باقی رزولیوشن جو ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ ع کے جلسہ میں پاس ہوا اُسکو بدستور قایم رکھا جاوے، نیز اس سے بھی چارہ نہیں ہے کہ ہم کو ایک با اختیار ڈپوٹیشن تجویز کرنا چاہیے جو گورنمنٹ آف انڈیا میں ہماری معروضات کو پیش کرے اور جہانتک اُسکے امکان میں ہو وہ اپنے آپ کو اسکا پابند رکھے کہ قوم کی خواہشات پر پورا زور دے - لیکن اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ ڈپوٹیشن کے اختیارات میں کوئی مناسب قید بھی ہونی چاہیے، یا دوسرے لفظوں میں یہہ کہ اگر ڈپوٹیشن کے ممبروں میں باہم اختلاف راے ہو تو اُس وقت ڈپوٹیشن کا طرز عمل کیا ہونا چاہیے - آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب نے بعض نہایت مفید مشورہ اُس وقت اُس معاملہ کے متعلق جلسہ کے سامنے پیش کیے تھے، لیکن صاحبان حل و عقد نے (جن کو اُسوقت صرف اپنے نقصان کی پاسداری منظور تھی بدون اسکے کہ اُس پیش شدہ ترمیم کی نسبت غور کیا جاتا یا اُن کا کچھہ جواب دیا جاتا) خواجہ صاحب موصوف کا ایک نام ڈپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ کردینا کافی سمجھا اور بحث کو آگے بڑھنے نہ دیا - خواجہ صاحب کا اسم گرامی اضافہ کرنے سے غالباً مطلب یہ تھا کہ ڈپوٹیشن کی کارروائی کے وقت جناب ممدوح اپنے خیالات کو بہت اطمینان کے ساتھہ ڈپوٹیشن کے سامنے پیش کرسکیں گے - لیکن اس کے بعد بھی وہ سوال بدستور کھلا رہتا ہے کہ اگر ممبران ڈپوٹیشن کے باہم کسی مسئلہ پر اختلاف ہو تو اُس کا تصفیہ کسطرح ہوگا ؟ اور اسکا بہترین حل وہی ہے جو اُسوقت خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ کن کن شرائط کے ساتھہ ڈپوٹیشن کو مسودہ کانسٹی ٹیوشن مرتبہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی میں ترمیم کا اختیار ہوگا، مثلاً یہہ کہ جب تک دو ثلث ممبران ڈپوٹیشن کسی ترمیم پر اتفاق نہ کرلیں تو اُس ترمیم کو ڈپوٹیشن منظور نہ کرسکے - رزولیوشن میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے - اُسکی توضیح رزولیوشن میں اور ہو جانی چاہیے - اور اسی کے ساتھہ کوئی ایسا فقرہ بھی رزولیوشن میں ضرور درج ہونا چاہیے کہ جب ڈپوٹیشن ضرورت سمجھے تو اپنی فہرست میں توسیع کرسکے - اور مذکورہ بالا مقاصد کی غرض سے میرے نزدیک مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاوے :—

اول یہہ کہ مجوزہ ڈپوٹیشن کا ایک اجلاس جلد منعقد کیا جاوے اور وہ ان دونوں باتوں کا تصفیہ کرکے اطلاع کے لیے اپنی تجویز مشتہر کردے اور قوم کی طرف سے وہ بطور جزو پاس شدہ رزولیوشن کے متصور ہو -

(الف) فہرست ڈپوٹیشن کی توسیع کے متعلق - اور یہاں میں صاف صاف یہہ کہ دینا چاہتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کے اس اجلاس کو فونڈیشن کمیٹی کی منظوری کے بدون یہ اختیار نہ ہونا چاہیے کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کے یا اس ڈپوٹیشن کے ناموں میں کمی کردے جو اس سے پہلے گورنمنٹ کے ساتھہ کارروائی کرنے میں مصروف رہا ہو حال کے ڈپوٹیشن کو یہہ اختیار ہونا چاہیے کہ اگر وہ اور کسی جدید نام کا اضافہ ڈپوٹیشن میں کرنا مناسب سمجھے، تو وہ کرسکے -

یہاں بعض حضرات شاید یہہ خیال فرماویں کہ ایسا کرنے سے ممبران ڈپوٹیشن کی تعداد اسقدر زیادہ ہوجاوے گی کہ اُس کو گورنمنٹ شاید پسند نہ کرے - لیکن اُسی کے ساتھہ ہم کو یہہ بھی خیال رہنا لازم ہے کہ سات کروڑ مردم شماری کے کامل اختیارات اس ڈپوٹیشن کو سپرد ہوتے ہیں، اور اس تمام جم غفیر کا اطمینان اور بھروسہ اس ڈپوٹیشن کے کامل اطمینان ہونے پر منحصر ہے - اور ہم کو اس امر پر بہت زیادہ غور کرنا ہے کہ جن لوگوں نے اس معاملہ میں قوم کی خدمات انجام دی ہیں اُن کی خدمات کی ناقدر شناسی بھی نہ ہونی چاہیے - یہہ سچ ہے کہ جو لوگ اس طرح قومی خدمات انجام دیتے ہیں وہ کسی قدر شناسی یا کسی دوسرے معاوضہ کی اُمید پر ایسا نہیں کرتے، لیکن قوم بھی تو آخر انسانوں ہی سے مرکب ہے - اُس کو یہہ کب زیبا ہے کہ اپنے خدمت گذاروں کی خدمات کے اعتراف سے چشم پوشی کرے ؟ لہذا اپنی طرف سے تو ہم کو اُن کا نام قایم رکھنا چاہیے -

(ب) جب ممبران ڈپوٹیشن موجودہ موقع میں (یعنی جس قدر ممبر گورنمنٹ کے حضور میں) کسی وقت کانسٹیٹیوشن کی نسبت عرض و معروض کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہوں باہم اختلاف راے ہو تو اسکا فیصلہ کسطرح ہوگا ؟

(ج) بعض اور ضروری رزولیوشن جو گذشتہ جلسہ میں وقت کی تنگی کی وجہ سے پیش نہ ہو سکے (مثلاً یہہ کہ یونیورسٹی کے سرمایہ کا منافع ایم - اے - او کالج کی اُس قسم کی ترقی میں صرف ہو سکے جو اُسکو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچانے کے لیے ضروری ہو) اُن کا پیش ہوکر فیصلہ ہو جانا چاہیے - دوم یہہ کہ پھر ایک تاریخ اور مقام مقرر کرکے فونڈیشن کمیٹی کو طلب کیا جاوے اور ان معاملات کا فیصلہ کرایا جاوے، اور اگر اسکی نوبت آوے تو اسی جلسہ میں فونڈیشن کمیٹی کی ایک میٹنگ کمیٹی بھی مع اپنے اختیارات کے ملتوی ہو جاوے - نرٹس میں

شئون عثمانیہ

یہہ بھي درج کیا جاوے کہ جس قدر حضرات بھي شریک جلسہ ہو سکیں گے اُن کا فیصلہ فرنڈیشن کمیٹي کا فیصلہ سمجھا جاویگا -

میں خوب واقف ہوں کہ اسقدر جلد اور اسقدر دور دور کے حضرات کو دوبارہ اس قسم کي زحمت دینا کسقدر مشکل اور کسقدر تکلیف دہ امر ہے ' نیز یہہ کہ اس دوسرے جلسہ کي کارروائي کی نسبت بھي شاید کسي قسم کا قانوني اعتراض کسي صاحب کی طرف سے پیش ہو سکے - لیکن اسکي ذمہ داري اُنہي حضرات پر ہوگي جو قومي معاملات کو قومي معاملات کي طرح اور ہر ایک امر کو پوري صفائي اور وضاحت کے ساتھہ طے کرانے کي بجاے ترکیب سے صرف اپنے منشا کو پورا کرنے سے غرض رکھتے ہیں -

یہہ چند تجویزیں جو میرے خیال ناقص میں آئي ہیں وہ میں نے عرض کر دي ہیں - آیندہ اور حضرات ان کے سوا اور جو کچھہ راے قایم کریں ممکن ہے کہ انکي آرا اور تبادلہ خیالات سے اور کوئي بہتر اور آسان تر شکل نکل آوے -

اب آخر میں یہ خاکسار اپني ناتندرستي کي وجہ سے اور اپنے طبي مشیروں کے مشورہ سے اس قسم کے جلسوں اور دماغي کاموں میں شریک ہونے سے معافی چاہتا ہے ' اور پبلک سے اس التماس دعا کے ساتھہ رخصت ہوتا ہے کہ خداوند تعالے اپنے فضل و کرم سے اپنے اس عاصي گنہگار کا خاتمہ بخیر کرے اور جو دن میري زندگي کے باقي ہوں اُن میں اپنے قوم کي کامیابیوں کي خوشي کي خبریں سنتا رہوں ' اور یہي خوشیاں انشاء اللہ میرے لیے غذاے روح کا کام دیں گي ' والسلام -

[یہ مضمون میں نے اپنے حال کے عارضہ فالج سے پہلے لکھنا شروع کیا تھا اور باوجود طبي ممانعت کے میں نے آج اسکا ختم کردینا ایک قومي فرض سمجھا ہے -]

علي گڈہ :
۲ فروري سنہ ۱۹۱۳ ع

خاکسار
مشتاق حسین [نواب وقارالملک]

[الہلال] ناظرین اس مضمون کو اول سے اخر تک پڑھہ لیں - ہم بشرط صحت آیندہ نمبر میں پوري تفصیل کے ساتھہ اسکي نسبت اپنے خیالات ظاہر کرینگے -

غازي انورے

کے

تازہ ترین اظہارات

— * —

مولوي ابوسعید صاحب وئدري جو ایک سال سے ممالک اسلامیہ گئے ہوے ہیں' اس وقت قسطنطنیہ میں مقیم تھے ' جب غازي انورے طرابلس سے پہنچے - انہوں نے ملاقات کا موقعہ حاصل کر کے انکے خیالات دریافت کیے - اس گفتگو کا خلاصہ ہم (الشعب) قاہرہ سے نقل کرتے ہیں :

(س) آپ طرابلس چھوڑکے قسطنطنیہ کیوں تشریف لائے ؟

(ج) میں نے اپني جان کو دین اسلام اور وطن عثماني کي خدمت کے لیے وقف کردیا ہے اسلیے میرے نزدیک طرابلسي اور غیر طرابلسي' دونوں برابر ہیں - میں نے جب دیکھا کہ دولت خلافۃ کو خطرہ نے گھیر لیا ہے اور اسکے مصایب عنقریب تمام عالم اسلامي پر نازل ہونے والے ہیں' تو میں نے اپنے اخوان دین' افسران مجاھدین' اور مشائخ عرب کي راے اس بارے میں لي - پھر میں نے اپنے ارادے کي اطلاع شیخ سنوسي کو دي ' مگر میں نے دیکھا کہ میدان جنگ میں آخر تک مقابلہ کے خیال کي بنیاد ڈالدینے کے بعد میرے یہاں آنے میں انکے نزدیک کوئي حرج نہ تھا - اسلیے میں نہایت اطمینان کے ساتھہ یہاں چلا آیا -

(س) آپ نے درنہ میں قیام کے بدلہ قسطنطنیہ تشریف لانے کیوں ترجیح دي ؟

(ج) بیشک میرے قیام درنہ میں چند ایسي باتیں تھیں جو یہاں حاصل نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہاں میں برقہ کا حاکم عام تھا اور میرے ہي ہاتھہ میں تمام فوج کي کمان تھي ' مگر یہاں میں بحیثیت ایک معمولي افسر کے رہونگا اور مجھکو کوئي پر کوئي امتیاز نہ ہوگا - پس اگر میں اپنے مخصوص مصالح کا لحاظ کرتا ' تو درنہ نہ چھوڑنا چاہیے تھا - مگر چونکہ میري غرض خلافۃ اسلامیہ اور دولت عثمانیہ کي خدمت کے فرض عام کي بجا آوري تھي ' اسلیے اپنے تمام امتیازات چھوڑ کے یہاں چلا آیا -

نہ میں دولتمند ہوں اور نہ دولت جمع کرنے کا خیال ہے - کیونکہ میں نے اپني ذات کے لیے کبھي بھي کچھہ نہیں کیا - جنگ بلقان شروع ہونے کے بعد جب مجھکو اور میرے بھائیوں کو اعانت دولت علیہ کے چندہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اسوقت میرے پاس بہت تھوڑي سي رقم تھي' مگر میں نے سب دیدي' کیونکہ ہم لوگ طالب زر نہیں -

(س) آپ مصریوں سے کیوں نہیں ملے حالانکہ آپکو وہ بہت محبوب ہیں اور بارہا آپ درنہ میں انکي بلند ہمتي و سخاوت پر اظہار پسندیدگي فرمایا کرتے تھے ؟

(ج) بیشک میں ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا چاہتا تھا مگر موجودہ حالات نے ذرا بھي وقت نہیں چھوڑا تھا اسلیے میں بعجلي کي چمک کے ساتھہ قسطنطنیہ پہنچ جانا چاہتا تھا - اسکے علاوہ اور کوئي اور سبب نہیں -

(س) آپ یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں ؟

(ج) وطن عزیز اور خلافت اسلامیہ کي مدافعت کے علاوہ اور کچھہ نہیں' جو جنگ بلقان کے بعد سے نہایت شدید خطرہ میں ہے -

(س) اسکے علاوہ اور کوئي مہم بھي آپکے پیش نظر ہے ؟

(ج) اسکو میں آیندہ کے لئے چھوڑتا ہوں -

(س) ختم جنگ کے بعد درنہ واپس جانے کا ارادہ ہے ؟

(ج) انتہاء جنگ کے بعد میں اپنے معاملات میں آزاد ہونگا - لیکن اسوقت تو میں فوجي نظام کا ایک تابع سپاہي ہوں اور بہر حال خدمت اسلام ہمیشہ کرتا رہونگا -

(س) موجودہ حالات کے مستقبل کے متعلق آپکي کیا راے ہے ؟

(ج) میں نے چتلجا کے قلعوں کي حالت دیکھي ' میرے نزدیک حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے

اطلاع ضروری

اگر کوئي صاحب الہلال نمبر ۱ جلد ۱ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں -

پتہ :— ڈاکٹر محمد جي عرف سید ولایت حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن - پلیگ پوسٹ تارادیوي - ضلع

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد محی الدین الملقب بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

نمبر ۷

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, February 19, 1918.

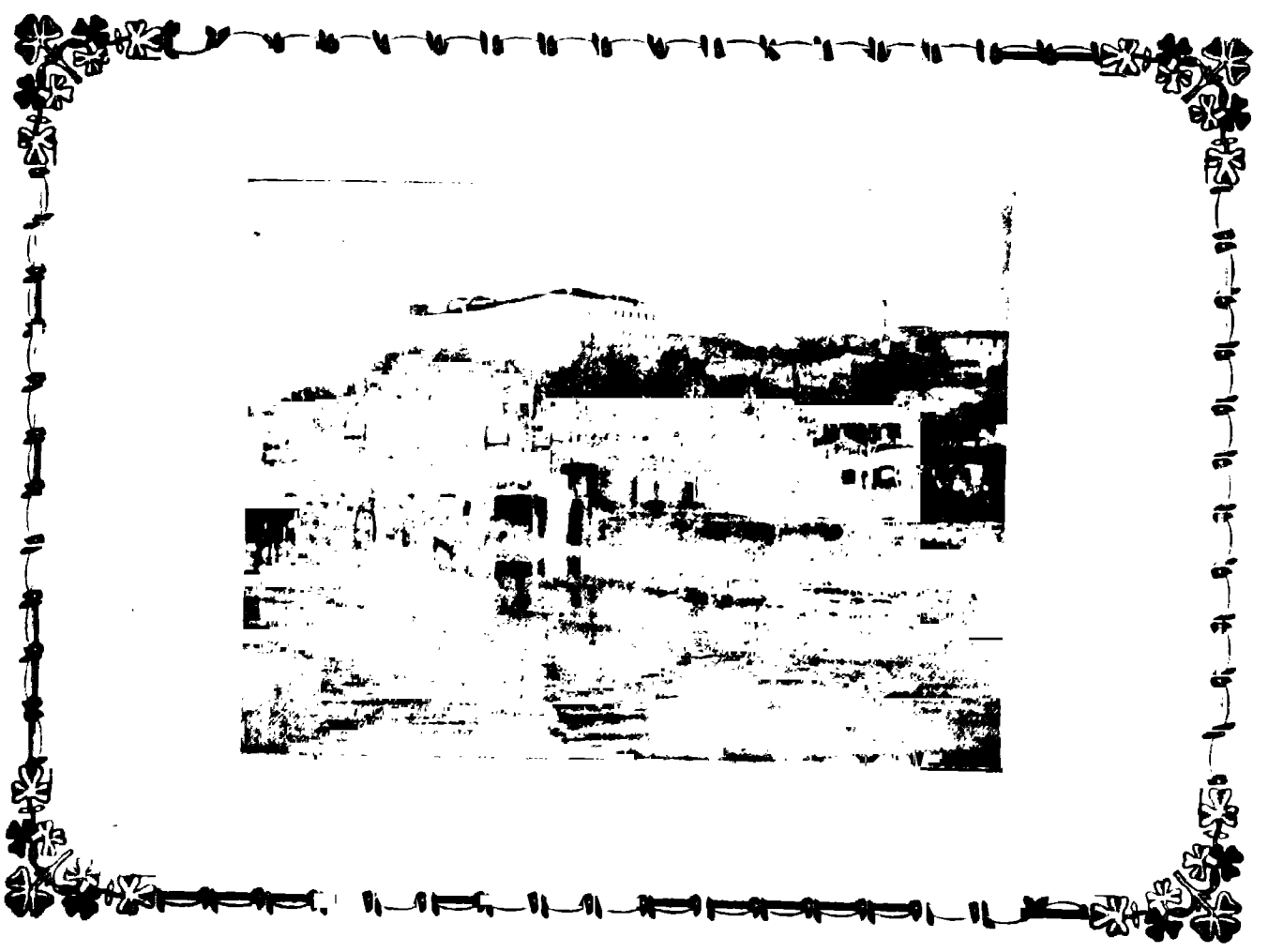

ساڑھے تین آنہ

قیمت فی پرچہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد الدهلوی

مقام اشاعت

۷۰۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

«الهلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 19, 1913.

فہرست

تلغراف خصوصي ۱

شذرات ۲

افکار حوادث

سفہري کارنموفون

هفتۂ جنگ ۳

مقالۂ افتتاحیہ

ایک عظیم الشان اجتماع ۴

شئون عثمانیہ

کامل پاشا کي "قومي مجلس" ۷

سالونیکي میں ترکونکي مدافعت ۸

عثماني فتوحات

قسطنطنیہ کي چٹھي ۹

فکاہات ۱۰

درس پیشوائي کي ابجد

آیندہ لیگ کي صدارت

مقالات

صلح اور جنگ ۱۱

کیا صبح قیامت آگئي ؟ ۱۲

مراسلات

الهلال اور تعلیم نسواں

دولت علیہ کو قرض حسنہ

ادبیات

تنزل اسلام کا سبب اصلي ۱۶

سرگذشت انقلاب نمبر (۳) ۱۷

فہرست رزاعانۂ دولت علیہ ۲۰

تصاویر

غازي انور بے جنگ طرابلس سے چلے (صفحہ خاص)

سلانیک کا ایک مرغزار

بطل طرابلس : کرنیل فتحي بے

نامور اتحادي : خلیل بے

تلغراف خصوصي

— * —

بنام الهلال

(۱)

(قسطنطنیہ : ۱۶ - فروري)

ایک بہت بڑي خونریز جنگ میں مانٹني نیگرو اور سرویاکي فوج کو جسکي تعداد سولہ هزار سے کہیں زیادہ تھي ' ترکوں نے شکست فاحش دي - چھ توپوں پر قبضہ کرلیا اور دشمن تین هزار مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے -

ایڈیٹر (تصویر افکار) کو بابعالي کي طرف سے اس امر کے اظہار کي اجازت دي گئي ھے کہ گورنمنٹ ترکي کا مذ صلح کرنے کا هرگز نہیں ھے ' گو اسکو باعزت صلح سے انکار بھي نہیں -

عبد العزیز چاویش

(سابق ایڈیٹر الهلال العثماني و حال ایڈیٹر الهداية)

(۲)

افواہ صلح کي تکذیب

بجواب الهلال نسبت اشاعات صلح

— * —

(قسطنطنیہ : ۱۸ - فروري)

— × —

محمود شوکت پاشا آج صبح کے اخبارات کو اطلاع دیتے هیں کہ " همارے طرف سے صلح کي کوئي خواهش نہیں - هم جنگ میں کامیاب هیں ' اور اپنے ارادوں میں پوري طرح محکم و مستقل - ممالک خارجہ کي اشاعات محض بے اصل هیں "

غازي (انور بے) ایڈریا نوپل سے کسي خاص جانب روانہ هوگئے هیں - گھبراؤ مت اور اسقدر جلد همارے طرف سے بدگمان نہوجاو - (۱)

(مصباح)

---

(۱) هم نے تار میں لکھا تھا کہ " اگر صلح کي افواہ سچ ھے تو بقلاوہ کا قتم میں اور اصل میں کیا فرق ھے ؟ " یہ اسکا جواب ھے -

شذرات

— * —

هفتۂ جنگ

اس هفتے کي خبروں ميں سب سے زيادہ اهم واقعہ سقوطري کي محصور فوج کا حملہ ' اور دشمنوں کا نقصان عظيم هے -

سقوطري کے محصوريں کي حالت نهايت نازک تهي ' عرصے سے وہ هر طرف سے بند هيں - خبر رساني کا کوئي سلسلہ ان ميں اور دار الخلافت ميں باقي نهيں رها - آغاز جنگ سے دشمن اپني تمام قوتوں کو وهاں جمع کر رها هے ' تاهم انکا اس بے سرو ساماني کے عالم ميں نکلکر مدافعت کي جگهہ خود حملہ کرنا ' اور شکست عظيم کے بعد محاصرين کي قوت کا خاتمہ کردينا ' لفٹننٹ (ريگنر) کي فرضي بلغاري فتوحات سے بڑهکر ' مگر ايک واقعي عثماني فتح کا واقعہ هے -

ناظرين کو ياد هوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدين شريف بے) نے سب سے پہلے اس فتح عظيم کي خبر دي تهي ' مگر ريوٹر دو غالباً اس بارے ميں کوئي خبر نهيں دي گئي -

ڈاکٹر موصوف نے جس معرکے کا ذکر کيا تها ' معلوم هوتا هے کہ وہ برابر جاري رها - ۱۶ - فروري و شيخ (عبد العزيز ساويش) ايڈيٹر (الهداية) اسدتهٔ عليه سے تار ديتے هيں کہ مانٹي نيگرو اور سرويا کي متحدہ فوج کو ترکوں نے شکست دي - يہ تار همدں ۱۷ - کو دن کے دو بجے ۲۰ تها - شام کو ريوٹر نے بهي قسطنطنيہ سے بجنسہ اس خبر کي تصديق کي -

سٹنجي (دار الحکومت مانٹي نيگرو) کے اخبارات کو نقصانات کے تخمينہ بتلانے سے قلم شرمندہ هے ' تاهم اعتراف کيا گيا هے کہ نقصانات اندازے سے بهي زيادہ تهے - سب سے زيادہ يہ کہ "سرکاري طور اعلان کيا گيا هے کہ اب دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ نهيں"

اخري سطر سے ڈاکٹر مصباح الدين کے اس جملے کي پوري تصديق هوتي هے کہ " دشمنوں کي قوت کا بالکل خاتمہ هوگيا "

ايڈرياٹوپل

گذشتہ اشاعت ميں " هفتۂ جنگ " پر لکهتے هوے هم نے اميد ظاهر کي تهي کہ غازي انور بے ايڈرياٹوپل ميں هونگے - هم نے تفتيش حالت کيليے ڈاکٹر مصباح الدين کے نام تار بهيجا کہ " انور بے اس وقت کهاں هيں ؟ "

الحمد الله کہ همارے پر اميد قياس کي تصديق هوئي اور جواب ميں جو تار ملا ' وہ پہلے صفحہ پر درج کرديا گيا تها - اس تار کے بعد هي ڈاکٹر انصاري اور خود ريوٹر کے تار آے ' جنسے اسکي تصديق مزيد هوگئي - هم نے اميد ظاهر کي تهي کہ غازي انور بے) کا اولين کام ايڈرياٹوپل کے محاصرے کي شکست هوگا ' چنانچہ ۲۰ - فروري کا تاريخي حملہ ' اور (ڈاکٹر) کے مورچوں پر قبضہ ' اس عمل عظيم کے کامياب آغاز کي خبر ديتا هے -

پچهلے نمبر ميں (چتلجا) کي جو تصويري لاگ صفحہ پر شائع کي گئي تهي ' اسکو اپنے سامنے رکهہ ليجيے - آپکے دهني جانب چتلجا کي آبادي هے اور بائيں جانب جو پہاڑي سلسلہ هے ' اسکے عقب ميں بلغاري فوج پهيلي هوئي هے - قصبہ بيچ چکمي کے اوپر جو پہاڑي سلسلہ نظر آتا هے ' اسکي چوٹيوں کا عقب بلغاري ديش قدمي کي انتهائي سرحد تهي ' مگر اب ساحل کے عثماني درے کي گولہ باري نے (جيسا کہ آپ ديکهہ رهے هيں) اسکو عثماني حدود کے اندر لے ليا هے - قصبہ اور بائيں جانب کي پہاڑي کے درميان ايک پل واقع هے اور ترکي جنگي جہاز : (بارباروس)

اسکے محاذي کهڑا هے ' تا کہ دشمن کي پيش قدمي سے يہ راہ هميشہ محفوظ رهے -

(ڈليڈن) کي پہاڑياں جن پر شجاعت پيکران ادرنہ نے نکلکر قبضہ کرليا ' اسي بائيں جانب کي پہاڑي کے عقب ميں هے ' اور وہ ايڈرياٹوپل کے بالکل محاذي ' مغرب ميں واقع هے - معلوم هوتا هے کہ چتلجا سے ايک عثماني فوج پل کو عبور کرکے پہاڑ پر چڑهگئي اور اُدهر سے (پايا برغاس) کي فوج نے نکلکر اسکا ساتهہ ديا - سامنے سے ايڈرياٹوپل کے محصوريں نکلے اور بندوقوں پر سنگينيں چڑهاکر پہاڑي پر چڑهنا شروع کرديا - يہ ايک ايسا متفقہ اور هرطرف سے محصور کردينے والا حملہ تها ' جس نے بلغاريوں کو بهاگنے کا موقعہ بهي نديا ' اور (جيسا کہ تار ميں ظاهر کيا گيا هے) صرف دس آدمي کسي طرح بهاگ کر بچ نکلے ' باقي سب کے سب گرفتار هوگئے :

لذلک العذاب ' ولعذاب الاخرة اکبر لوکانوا یعلمون - (۶۸ : ۳۳)

صلح کي افواہ

۵ - فروري کي اشاعت ميں هم نے ڈاکٹر (مصباح الدين) کا جو تار شائع کيا تها ' اسکے آخر ميں انهوں نے اطلاع دي تهي : " مشهور هے کہ دشمن صلح کيليے دول سے ثالثہ و پيام کر رها هے "

شايد يہ اسي کا نتيجہ هے کہ حقي پاشا کے سفر کي خبر کے ساتهي هي مشهور کيا گيا کہ موجودہ وزارت بهي رفتہ رفتہ صلح کي گذشتہ شرطوں پر رضامندي ظاهر کر رهي هے - ليکن شيخ (عبدالعزيز شاويش) کي تار برقي سے اس افواہ کي بکلي تکذيب هوتي هے ' اور وزارت کے ايک سرکاري اعلان کا حوالہ ديتے هيں - اس سے صاف معلوم هوتا هے کہ حقي پاشا کے سفر کو کم از کم صلح کي اس حالت سے کوئي تعلق نهيں ' جسکو تاروں ميں ظاهر کيا گيا هے -

هم نے اس وقت ڈاکٹر مصباح الدين کے نام بهي مسئلۂ صلح کي نسبت ايک تار روانہ کيا هے -

نقشۂ حدود

گذشتہ اشاعت ميں هم نے جو قياسات ظاهر کيے تهے ' ان ميں تبديلي کيليے اب تک کوئي وجہ پيدا نهيں هوئي -

کيمن عازي (انور بے) کے خوراق عزائم کيسے عجيب هيں !

وہ اجراے جنگ کے وقت چتلجا ميں وعظ فرما رهے تهے - يهونانيک ايک فوج کے ساتهہ مارموراہ کے ساحل پر نمودار هوے - جبکہ دنيا انکو چتلجا کے پيچهے ديکهہ رهي تهي ' معاً معلوم هوا کہ ايڈرياٹوپل ميں محصور فوج سے حملہ آوري کا کام لے رهے هيں - پهر يہ تعجيلي هے کہ ۵ - فروري کے حملے کے اندر انهي کي عجيب وغريب قوت کام کر رهي تهي - اب نهيں معلوم کہ همت و عزم کي يہ نئي خطاف کس سمت جهپٹنے والي هے ؟

موجودہ نقشہ جنگ ميں سب سے زيادہ اهم واقعہ غازي (انور بے) کي وہ نقل و حرکت تهي ' جسکي خبر امپائر کے نامہ نگار نے دي تهي - اب ۱۲ - کے ايک تار ميں ريوٹر ظاهر کرتا هے کہ ۴۵ - جنگي کشتيوں کا ايک مسلح بيڑا انور بے کے زير کمان تها کہ محاذ جنگ کے مختلف اهم نقاط ميں فوج اتار دے ليکن وہ بالکل نا کام رها کيونکہ اس وقت تک اسکي نسبت کچهہ نهيں سنا گيا "

يہ کسي عمل نا کامي کي عجيب علت هے کہ " اسکے متعلق کچهہ معلوم نهيں " کيا يہ ممکن نهيں کہ خاموشي کے ساتهہ مخفي اعمال کا کام انور بے کے سپرد هے ؟

(زنجاني) ميں فوج کے اترنے کي نسبت بهي خبر دي گئي هے -

افکار وحوادث

سنہري گریمفوں سے ایک نیا نغمہ!

داونگ اسٹریٹ لندن، اور کمالا هل بمبئي

لیڈري کا " طوطي " کہنہ مشق

اور

" استاد ازل " کا ایک نیا سبق

و من یعش عن ذکر الرحمن ، نقیض له شیطاناً ، فهو له قرین (۴۳ : ۳۶)

" سنہري گریموفوں سے ایک نیا نغمہ " کیونکہ اس سے پہلے بہت سے نغمات خوش آہنگ نکل چکے هیں -

" مولانا " کے زمانے میں " گریموفوں " نہ تھا ' ادائے مطلب کیلیے انکو بانسري سے کام لیذا پڑا :

بشنو از نے چوں حکایت مي کند

شارحین مثنوي کا اتفاق هے کہ " نے " سے مقصود یہاں وجود انساني هے ' اور " نے ساز " سے نغمہ سراے ازل ' کہ : الانسان سري و انا سره (انسان میرا بھید هے اور میں اسکا بھید هوں) وہ ایک الـة معطل کي طرح دست الهي میں هے - یقلبها کیف یشاء (جس طرف چاهتا هے اسکا دل پھرا دیتا هے) جو آواز اس " نے " سے نکلتي هے ' ظاهر بیں سمجھتے هیں کہ " نے " کي آواز هے ' لیکن حقیقت شناسان " باطني " کو صاف نظر آ جاتا هے کہ " نے " کي نہیں بلکہ نے بجانے والي کي سامعہ نوازي هے - بانس کے ایک ٹکرے میں یہ طاقت کہاں کہ هنگامۂ موسیقي سے اقلیم جاں کو تہ و بالا کردے ؟

نغمـــه از نائیست نے از "نے" بـــداں
مستـــي از ساقیست نہ از مـــے بداں

لیکن (مولانا) کي " نے " اور (ایڈیسن) کا " گریموفون " دونوں مثال کیلیے یکساں طور پر مفید هیں ' اور اس وقت همارے کانوں میں جس نغمۂ تازہ کي صدا آرهی هے ' آپ پوري طرح مجاز هیں کہ ان دونوں میں سے کسي ایک کو مثال کیلیے اختیار کر لیجیے -

في الحقیقت وجود انساني کي مثال کیلیے (مولانا) کي " بانسري " ایک عجیب شے هے اور اب (ایڈیسن) نے اسکو زیادہ مکمل کردیا - " مسئلہ جبر و اختیار " کو اگر آپ اس وقت نہ چھیڑیں ' تو میں کہونگا کہ حضرات صوفیا کا یہ قول قابل اِعماض نہیں کہ انسان ایک بانسري کي طرح هے ' جو خدا کے هاتھہ میں هے - جس طرح کي آواز چاهتا هے ' اسکے اندر سے سنا دیتا هے - البتہ انسانوں کي بھي قسمیں هیں ' اور پھر سب کي پرستش گاهیں بھي ایک نہیں - جن کا معبود وہ خالق لم یزل هے ' انکے وجود سے اسی کا نغمۂ حق نکلتا هے - لیکن جتنے معبود دنیاوي قوتوں کے " شیاطین الانس والجن " هیں ' انهوں نے اپنے دلوں کو " نزغات شیطانیہ " کیلیے وقف کر دیا هے ' یقلبها کیف یشاء - جس طرف چاهتے هیں ' انکے دلوں کو پھیر دیتے هیں ' اور جس آواز کو چاهتے هیں ' انکي زبان سے سنا دیتے هیں : هل ینبئکم علي من تنزل الشیاطین ؟ تنزل علي کل افاك اثیم ' یلقون السمع و اکثرهم کاذبون (۲۶ : ۲۲۱)

القاؤ نزول الهام کے لحاظ سے دونوں کا یکساں حال هے ' صرف سرچشمے مختلف هیں - دونوں اپنے معبود و الٰہ کي پھونکي هوئي آواز کا نغمہ هیں - مگر ایک کا معبود قوت الهیہ هے ' اور دوسرے کي مظاهر شیطانیہ - پہلا اگر اپنے معبود حکیم کو هر وقت حاضر و ناظر یقین کرتا هے ' کہ : و نحن اقرب الیه من حبل الورید - تو دوسرا بھي اپنے مسجود لئیم سے کبھي جدا نہیں کہ: و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا ' فهو له قرین -

حضرات صوفیا کہتے هیں کہ انسان اللہ کا بھید هے (الانسان سري و انا سره) یہ بندگان اصنام بھي اپنے معبودوں کے راز و نیاز کا سر مخفي هیں - یہاں تک کہ کہا جاسکتا هے : " وہ انکے بھید هیں اور یہ انکا راز هیں " : ع - دراسـاً کاتبیں را هم خبر نیست !

اس هفتے هز هائینس سر (آغا خاں) بالقابہ الکثیرہ نے مسلمانان هند کے نام ایک چٹھي بمبئي ٹائمس میں شائع فرمالي هے ' اور اسکا خلاصہ بذریعہ تار کے اُسي دن تمام اخبارات کو باهتمام مخصوص بھیجا گیا هے - یہ چٹھي نہایت دلچسپ هے - اور اس قابل هے کہ مندرجۂ صدر معارف باطنیہ کو پیش نظر رکھکر اسکي اسٹیڈي کي جاے - چٹھي کا آغاز ترکوں کي دل سوزانہ همدردي سے ' مگر خاتمہ ایک همدردانہ مشورے پر کیا گیا هے - وہ اسکو بہت ضروري سمجھتے هیں کہ مجروحین و مہاجرین کیلیے روپیہ دیا جاے - لیکن اسپر خشمگیں هیں کہ مسلمانان هند اجراے جنگ کیلیے ٹرکي کو کیوں مشورہ دیتے هیں ؟ انکو کسي کے جنگ و صلح سے کیا غرض ؟ " اپني " حکومت کي امن بخشي سے شاد کام رهیں - ٹرکي کیلیے صلح هي میں بہتري هے -

اخر میں انکا مشورہ تھا کہ اسلام کو اب اپنے پوریین مقبوضات سے فوراً جلا وطن هو جانا چاهیے - صرف ایشیا هي پر قناعت کر لي جاے - ایسا کرنے سے ایک نعمت گراں مایہ یعني " دولت علیہ برطانیہ " کي سرپرستانہ اعانت اور اسلام نوازانہ مہر و نوازش کي دولت لا زوال حاصل هو جاے گي -

یہ ایک " بانسري " کي نئي " حکایت " یا " گریموفوں " کا نغمۂ تازہ هے ' جو هز هائینس کے ساز وجود سے منتقل هوکر سامعہ نواز بزم و انجمن هوا هے -

بعض ظاهر بیں بدمزہ هو رهے هیں کہ یہ اواز تو کچھہ خوش ایند نہیں ' لیکن باطن شناسان حقیقت کہتے هیں کہ ملامت بے فائدہ هے - تم اُن تاروں کو دیکھتے هو ' جنسے اواز نکلتي هے ' اور هماري نظر اُن انگلیوں پر هے ' جو اوپر زیر و بالا پڑ رهي هیں !

نغمہ از " نائیست " ے از " نے " بداں !

هز هائینس نے اس ایک چٹھي میں اپنے " باطني " کمالات کے کیلئے بھیس بدلے هیں ! اغاز تحریر میں ترکوں کي همدردي کرتے هوے اپنے تئیں " مسلمان " ظاهر کرتے هیں - کچھہ دیر کے بعد انکو اس خیال سے سخت پریشانی هوتي هے کہ " جنگ دوبارہ جاري کردی جائے " یہاں اور وہ موجودہ مسیحي جہاد کے مقدس علم بردار : شاہ (ورڈیڈد) کے هاتھہ پر بیعت کرتے هوے نظر آتے هیں ' کیونکہ (صوفیا) سے بعیدہ یہي اورز دھرائي گئي هے کہ ترکوں کو جنگ جاري کرنے کا مشورہ نہ دیا جاے -

آگے چلکر انکا چہرہ زیادہ صاف نظر آجاتا هے - وہ بے تکان مشورہ دینے کیلیے بڑھتے هیں کہ " اسلام کیلیے بہتر هے کہ یورپ کو خبردار کردے " اب انکا لباس بلغاري وضع کي جگہ ' انکي اصلي انگریزي وضع اختیار کرلیتا هے ' کیونکہ انکے اس مذهب کے ابوالاباء : (مسٹر گلیڈاسٹون) نے بھي سنہ ۱۸۷۶ - میں یہي راے دي تھي

" بس اب ترکوں کیلیے صرف ایک هي کام باقي رهگیا هے یعني فوراً اپنے مدیروں ' بک باشیوں ' قائمقاموں ' اور باشی بزوقوں کو ساتھہ لیکر ' اپنے گھریو اور بچے سمیت باسفورس کے پار (ایشیا میں) چلي جاے " -

البتہ گلیڈ اسٹون کا نیا تناسخ نسبةً اچھے لفظوں میں هوا هے -

الهلال

۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

ایک عظیم الشان اجتماع

— * —

مسلمانان بنگال کا قائم مقام جلسه

— * —

هز هائنس سرآغا خاں کے غیر اسلامی مشورے کے عطیے کی واپسی

— * —

الله ولي المومنين اخرة علي الكافرين، يجاهدون في سبيل الله ، ولا يخافون لومة لائم (٥ : ٦)

— * —

یہی ایت کریمه تھی ' جسکی تلاوت ۱۶ - فروری کو ڈھائی بجے (ٹون هال) کلکته کی عظیم الشان مجلس کا افتتاح هوا ' اور اس طرح قبل اسکے که انسانی ارازیں اٹھیں ' صدائے الهی نے جلسه کی کار روائی پوری کردی :

یا ایها الذین امنوا ! من یرتد منکم عن دینه ' فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه ' اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون فی سبیل الله ' ولا یخافون لومة لائم ' ذلك فضل الله یوتیه من یشاء ' والله واسع علیم - انما ولیکم الله و رسوله و الذین آمنوا ' الذین یقیمون الصلوٰة و یوتون الزکوٰة وهم راکعون و من یتول الله و رسوله والذین امنوا ' فان حزب الله هم الغالبون (٥ : ٦٢)

مسلمانوں ! اگر تم میں کوئی دین الهی کی راه سے پھر جاے ' تو الله کو اسکی ذرا بھی پروا نهیں ' وه ایسے لوگوں کو موجود کردیگا جنکو وه دوست رکھتا هوگا ' اور وه اسکو دوست رکھتے هونگے - مسلمانوں کے ساتھه نرم دل ' مگر کافروں کے مقابله میں نهایت سخت هونگے الله (اور اسکی صداقت) کی راه میں جانیں لڑادیں گے ' اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نهیں ڈریں گے - یه مقامات ایمان و صداقت الله کا ایک فضل هے ' جسکو چاهے ' عطا فرمادے - اسکی رحمت بڑی وسیع ' اور وه سب کے دلوں کے بھیدوں سے واقف هے -

اے مسلمانو ! تمهارا دوست الله هے ' اسکا رسول ' اور مومنین صادقین ' جو اپنے جان اور مال ' دونوں کو الله کی عبادت میں صرف کرتے هیں ' اور دنیاوی طاقتوں اور حکومتوں کے آگے مغرور هوکر الله کے آگے جھکے رهتے هیں (نه که وه منافقین ' جنهوں نے دین الهی کی صداقت شعاری سے منه پھیر لیا) اور پھر یاد رکھو که جو شخص کفر اور کفر کی طاقتوں کی جگه ' الله ' اسکے رسول ' اور مسلمانوں کا دوست بنکر رهے گا ' تو وه الله کی جماعت میں سے هوگا اور الله هی کی جماعت (اخر میں) غالب آنے والی هے -

جبکه سورهٔ (مائده) کے اس آٹھویں رکوع کی صدا میرے کانوں میں آرهی تھی ' تو میں نے سوچا : الله اکبر ! دنیا کی غیر فانی صداقتیں هر زمانے اور هر وقت میں کس طرح آزمایشوں سے بے پروا هیں ؟ اگر یه غیر فانی صداقت نهیں هے تو کیا هے که ایک طرف تو تنها ایک شخص کے ارتداد کو دیکھتا هوں ' اور دوسری طرف حد نظر تک نظر آنے والے ' اُن هزارها مومنین صادقین کا ایمان هے جو زبان حال سے شهادت دے رها هے که : من یرتد منکم عن دینه ' فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه ' اذلة علی المومنین ' اعزة علی الکافرین " و الله غنی عن العالمین "

* * *

شیخ احمد موسی المصری جب تلاوت مبارک سے فارغ هوے تو (مسٹر مظهرالحق) بیرسٹرایٹ لا پانکی پور کی صدارت کی تحریک کی گئی - اس عاجز نے جو الفاظ اس تحریک کی تائید کرتے هوے کهے تھے ' بهتر هے که وه تحریر میں آجائیں - میں نے کها تها که "مسٹر مظهر الحق کی محض قابلیت اور لیاقت کا اعتراف اس موقعه پر غیر ضروری سمجھتا هوں ' کیونکه میرے عقیدے میں سب سے بڑی تعریف انکی یه هے که وه مسلمانوں میں آخری دو برسوں سے نهیں ' بلکه ابتدا سے ایک ازاد خیال اور تعلیم یافته مسلمان هیں : و کفی به فخرا "

مسٹر مظهر الحق نے پہلے اردو میں اغراض مجلس کی تشریح کی ' اسکے بعد اپنا انگریزی ایڈریس پڑھکر سنایا جسکا خلاصه حسب ذیل هے :

مسٹر مظهر الحق کی اسپیچ کا خلاصه

" مجھکو اچھی طرح معلوم هے که هماری جماعت میں لوگوں کا جوش بےانتها بڑھا هوا هے - میں اس امر سے بھی واقف هوں ' که یهانکے اینگلو انڈین پریس کا رویه ٹرکی کے متعلق سخت حمله آورانه رها هے ' تاهم میں آپ لوگوں سے استدعا کرتا هوں که آپ بد زبانی کا جواب بد زبانی سے نه دیں ' اور گو دوسروں کے الفاظ کتنے هی اشتعال انگیز هوں مگر آپ انکی تقلید نه کریں - یاد رکھیے که محض زبان کی بے اعتدالی سے کوئی نتیجه نکل نهیں سکتا ' بلکه اس سے همارے دوستوں کی همدردی هم سے جاتی رهتی هے ' اور جس غرض سے سختی کی جاتی هے ' وهی حاصل نهیں هوتی -

هم لوگوں کا مقصد عدل و انسانیت اور تهذیب و نوع پرستی کی حمایت هے اور بهتر هے که انصاف هی اسکا حکم هو -

اعتدال اور مرتبے کے خیال کو ملحوظ رکھکر آپ اپنے اصلی خیالات کو پوری ازادی کے ساتھه صاف صاف بیان کریں اور اسمیں کسی طرح کا خوف نه کریں ' میں خیالات کے چھپانے کا قائل نهیں هوں (چیرز)

گورنمنٹ کے ساتھه اس سے بڑھکر اور کیا بد سلوکی هو سکتی هے که همارے اصلی خیالات پوشیدگی میں مدفون رهیں ' اور صاف طور پر ظاهر کرنے کی جگهه ' دل هی دل میں انکو سونچتے رهیں ؟

گورنمنٹ کیلیے نهایت ضروری هے که هر مسئله کے متعلق تمهارے جذبات اسکے سامنے هوں ' اور تمهاری کسی خواهش سے بے خبر نهو - اگر ایسا نه کیا جاے تو پھر کیونکر امید کی جاسکتی هے که جن لوگوں کے ساتھه تمهاری قسمت نه ٹوٹنے والے رشتے کے ساتھه وابسته هے ' وه تمهاری صداؤں کا جواب دینگے اور تمهاری مدد کرینگے ؟ (چیرز)

جو وحشیانه مظالم اس خوفناک جنگ میں مسلمانوں پر کیے گئے هیں ' مشکل هے که اس بیسویں صدی میں انپر یقین کیا جاے - میں نے اول اول جب ان مظالم کی خونین سرگذشتوں کو پڑھا تو سمجھکر خیال هوا که یه صحیح نهیں هیں - کاش میرا شبه صحیح

هوتا' لیکن افسوس کہ بیانات اسقدر قوي ' اور راوي اس درجہ صادق القول اور ثقہ هیں کہ مجکو مجبوراً انپر یقین کرنا پڑا "

اسکے بعد انھوں نے اُن مظالم کي تشریح کي' اور نامہ نگار ڈیلي ٹیلي گراف کي وہ تازہ ترین شہادت پیش کي جسمیں بلغاریا ' سرویا ' اور یونان ' تینوں ریاستوں کے چشم دید مظالم بیان کیے هیں' پھر کہا :

" آپکو انساني تاریخ کے صفحوں پر ایسے خوفناک اور وحشیانہ مظالم کي مثالیں نہیں ملیں گي - مسلمانوں کو معلوم ہے کہ کس طرح مسٹر گلیڈ سٹون نے ارمینیا کے فرضي مظالم کي داستانسرائي سے ترکوں کے خلاف جد وجہد کي تھي ' اور پھر کس طرح ٹرکي کے متعلق تمام یورپ میں غیظ و غضب پھیلا یا تھا ' اور سلطان عبد الحمید کو " قاتل اعظم " کے نام سے یاد کیا تھا - لیکن کیا آج تمام سرزمین یورپ میں ایک راستباز هستي بھي نہیں ہے جو مظالم مسلمانوں کو انصاف دلانے کیلیے اوار بلند کرے ؟ کیا انسانیت اور نوع پرستي کي همدردي صرف عیسائیوں هي کیلیے مخصوص کر دي گئي ہے ؟

هم کو امید تھي کہ همارے شہنشاہ کے ورزا ایسے الفاظ کہنے میں تامل کرینگے جن سے قیصر هند کي کروروں رعایا کے دلوں کو صدمہ پہنچے - تھوڑا سا ضبط اور اعلان بے طرفي کي کسي قدر سختي ' یہ دو باتیں اگر عمل میں لائي جاتیں' تو حصول مقصد کے ساتھہ ۷۰ - ملین قلوب اسلامیہ اسطرح زخمي نہوتے -

میں ان لوگوں میں نہیں هوں جو گورنمنٹ برطانیہ سے چاهتے هیں کہ ٹرکي کي حمایت میں کوئي عملي حصہ لے - ٹرکي اور اپنے لیے خود هي لڑے دو' (چیرز) البتہ هماري گورنمنٹ کي طرف کوئي بات ایسي نہیں هوني چاهیے ' جس سے اسکي ارادي میں فرق آجاے -

همارا فرض بالکل غیر پیچیدہ ہے ' اور اسمیں همارے مذهب کي شرکت بھي همیں حاصل ہے - هم لوگ اپنے برادران اسلامي کي حتی الامکان امداد کرینگے - یہ همیشہ یاد رهنا چاهیے کہ خلیفہ عثماني اسلام کے مقدس مقامات کا محافظ ہے' اور ٹرکي کا تنزل عین اسلام کا تنزل ہے - پھر اسکے تنزل سے نہ صرف اسلام کیلیے خطرہ ہے بلکہ تمام ایشیا کي عزت و اقتدار کیلیے - میں اپنے هم وطن هندو اور مسلمانوں ' دونوں سے یکساں طور پر التجا کرتا هوں کہ هلال احمر کي اعانت کیلیے اٹھہ کھڑے هوں - همارے هندو بھائي اس موقعہ پر مسلمانوں کي دائمي شکر گذاري حاصل کرسکتے هیں - تمام دنیا میں اس واقعہ کو مشہور هونے دو کہ انسانیت کي ایک مصیبت عظمی میں هندوستان کي دونوں قوموں نے برابر کا حصہ لیا (چیرز)

هز هائنس سر اغا خان کا مشورہ

حضرات ! هندوستان میں مسلمانوں کي جو عام روش اس بارے میں رهي ہے ' اسکي نسبت نہایت افسوس کے ساتھہ میں سر اغا خان کي تحریر کي طرف اشارہ کرنا چاهتا هوں' جو حال میں بمبئي نے ایک اخبار میں شائع کي گئي ہے اور جسکي خبر تمام هندوستان میں تار کے ذریعہ پھیلائي گئي ہے - شخصا میں هز هائینس کي اسقدر عزت اپنے دل میں رکھتا هوں کہ نہیں سمجھتا اس کو کیونکر ظاهر کروں ؟ لیکن اگر میں ایک ملي مسئلہ کي نسبت ذاتي دوستي کي بنا پر خاموشي اختیار کرلوں ' تو اپنے اسلامي فرض کے ادا کرنے سے اپنے تئیں بالکل قاصر یقین کرونگا - (چیرز)

میں پورے یقین کے ساتھہ کہتا هوں کہ هزهائنس نے جن خیالات کا اپنے اس تحریر میں اظہار کیا ہے ' ان سے مسلمانان هند کي کسي قابل ذکر جماعت کو اتفاق نہیں (سنو ا سنو ا) انکے خیالات اسلام کے خلاف هیں ' اور اس ملک کے اهل اسلام انکو نا منظور کرتے هیں (صدائے تصدیق)

یہ کہنا کہ " جو لوگ ترکوں کو جنگ کرنے کي ترغیب دیتے هیں ' وہ غیر ذمہ دار اشخاص هیں اور اپني فتنہ انگیزي سے واقف نہیں " مسلمانوں کے جذبات سے گویا چشم پوشي کرني ہے' هزهائینس کو جاننا چاهیے کہ هندوستان کے مسلمانوں نے جنگ کے اجرا کیلیے جو مشورے دیے هیں وہ اسلیے هیں کہ ترکوں پر ایک نہایت مشکل اور صعب موقع آپڑا ہے ' وہ چاهتے هیں کہ اپني خواهشوں سے انکي همت بڑهائیں (چیرز)

یہ کہنا کہ " ترکوں کو غیر ذمہ دار صلاح دیگئي" بالکل غلط فہمي پر مبني ہے - موجودہ واقعات نے بتلادیا ہے کہ جو صلاح دي گئي تھي' وہ بہت صحیح تھي اور ترکوں نے جنگ جاري کردي (چیرز)

هز هائنس فرماتے هیں کہ " ترکي کو صرف ایشیائي سلطنت هوے پر قانع هو جانا چاهیے اور یورپ کے تمام صوبوں کو چھوڑ دینا چاهیے " لیکن میرے لیے تو اسکا باور کرنا هي مشکل ہے کہ کوئي شخص مسلمانوں کا ایدر هوکر مسلمانوں کے خلاف ایسے الفاظ منہہ سے نکال سکتا ہے ! (چیرز)

في الحقیقت انکي تمام تحریر ایسي هي خیالات کي روح سے لبریز ہے -

هم امید کرتے هیں کہ هز هائینس کے یہ خیالات عارضي هونگے اور جب انکو مسلمانوں کے اصلي جذبات معلوم هونگے تو وہ اپني راے کے واپس لے لینے میں تامل نہیں کرینگے "

اسکے بعد انہوں نے وہ تار پڑهکر سنائے' جو بنگال کے مختلف مقامات کي انجمنوں سے آے تھے' اور جنمیں جلسہ کي تجاویز سے اپنا اتفاق کامل ظاهر کیا گیا تھا ' اور زور دیا تھا کہ هم کو اپنے همراہ سریٹ کار یقین کیجیے -

انریبل مسٹر (فضل حق) ممبر کونسل بنگال نے مظالم بلقان کي نسبت پہلا رزولیوشن پیش کیا ' اور اپني تقریر میں اس بربرانہ خونریزي و درندگي کے واقعات کو تفصیل بیان کیے جو یوروپین نامہ نگاروں کي شہادت موثقہ سے اب اس درجہ قطعي الثبوت اور ناقابل انکار هیں' کہ اسکي وقعت کیلیے مسٹر ایسکوئتھہ کي سرد مہرانہ پہلو تہي' اور سر ایڈورڈ گرے کا سرد تجاهل' دونوں بے اثر هیں -

اس رزولیوشن کے متعلق اردو' بنگلہ' اور انگریزي میں متعدد پرجوش اور مدلل و مبسوط تقریریں کي گئیں' اسکے بعد جلسہ نماز عصر کیلیے ملتوي کردیا گیا -

عصر کے بعد دوسرا رزولیوشن مولوي نجم الدین صاحب ریٹائر ڈپٹي کلکٹر نے انگلستان کے اس طرفدارانہ رویے کي نسبت پیش کیا ' جو آغاز جنگ سے ذمہ دار وزرا کے اظہارات ' ٹرکي پر تخلیۂ ادرنہ و جزائر کیلیے اصرار' اور اعلان جنگ مقدس و وحشت کارانہ مظالم عظیمہ سے اغماض و خاموشي سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے -

مولوي صاحب نے رزولیوشن کو پیش کرتے هوے ایک مبسوط انگریزي تحریر میں مسلمانوں کے جذبات کي تحقیر ' اور مسٹر ایسکوئتھہ ' مسٹر چرچل ' سر ایڈورڈ گرے کے گذشتہ نومبر اور دسمبر کے بیانات پر نہایت تفصیل سے بحث کي تھي -

انکے بعد ایڈیٹر (الہلال) نے تقریر کي -

اگر قلمبند کرسکا تو مضمون کے آخر میں درج کرنے کي کوشش کرونگا -

مولوي واحد حسين صاحب وكيل هائي كورٹ و سكريٹري بنگال پراونشيل كانفرنس ' اور مولوي محمد اكرم صاحب ايڈيٹر " محمدي " نے بهي اس موقعه پر مبسوط تقريريں كي تهيں -

اسكے بعد تيسرا رزوليوشن پيش هوا :

That this meeting expresses its strong disapproval of the letter of His Highness the Aga Khan, published in a Bombay paper, as it does not voice the opinion of the Indian Musulman and considers it as most inopportune and misleading.

" مسلمانوں كا يه قائم مقام جلسه هزهائنس سر آغا خاں كي اس چٹهي كي نسبت ' جو انهوں نے بمبئي كے اخباروں ميں شائع كي هے ' اپني منتها درجه ناراضگي ظاهر كرتا هے ' كيونكه جو خيالات اسميں ظاهر كيے گيے هيں ' وه مسلمانان هند كے اصلي خيالات نهيں هيں - نيز ان خيالات كو سخت بے موقع اور گمراه كننده خيال كرتا هے " -

ابهي اس رزوليوشن كے متعلق تقريريں شروع بهي نهيں هوئي تهيں كه تمام جلسه ميں (سر اغا خاں) كے ذكر نے ايك سخت برهمي اور غصه كي شورش پيدا كردي - معلوم هوتا تها كه اب پبلك اِس نام كو سكون و اعتدال كے ساتهه سننے كيليے بالكل طيار نهيں هے ' اور اس نام سے اسدرجه متاثي و متالم هے ' كه سننے كے ساتهه هي اظهار غيظ و غضب كيليے بے اختيار هوجاتي هے - جونهي هز هائينس كا نام رزوليوشن ميں آيا ' معاً انكار و تبري كي صدائيں هر طرف سے اُٹهنے لگيں - بهت سي آوازيں نهايت سخت و شديد الفاظ و القاب كے ساتهه مختلف سمتوں سے سننے ميں آئيں تهيں ' جنكا ذكر يهاں مناسب نهيں سمجهتا ' اور جو يقينا نامناسب اور قابل تنبيه و مواخذه تهيں - مسٹر مظهر الحق نے كمال دانشمندي اور قابليت صدارت كے ساتهه لوگونكو اس بے اعتدالي سے روكا ' اور نهايت سختي كے ساتهه سرزنش كي - اگر وه نه روكتے تو زبانيں دلوں كے بے اختيارانه جوش سے اسقدر بے قابو هو رهي تهيں كه عجب نهيں ' تمام جلسے ميں اُن سخت و شديد الفاظ كي تكرار متعدي هو جاتي -

اگر ميرے بعض نيك گمان احباب اجازت ديں تو بغير اميد صلۂ و مزيد تحسين كے كهه سكتا هوں كه اس سرزنش و تنبيه ميں ميں نے بهي حصه ليا -

چند الفاظ جو اس موقع پر ميں نے كهے تهے ' بهتر هے كه انكي ابتدائي تمهيد كا خلاصه قلمبند كردوں :

ايڈيٹر الهلال كي تيسرے رزوليوشن كے متعلق تقرير

" اُس آخري شكريۂ صدارت سے پهلے جسكے ليے ابهي انريبل مسٹر فضل حق آپكے سامنے آئيں گے ' ميں اپنے جوش خيالات سے بے اختيار هوں كه مسٹر مظهر الحق كا خاص طور پر شكريه ادا كروں - آپكو معلوم هے كه حق گوئي كي راه مشكلات اور ازمايشوں سے پر هے ' اور اسكے ايك چهوٹے سے چهوٹے فرض كے ادا كرنے كيليے بهي بڑي سے بڑي قرباني كي ضرورت هوتي هے - پس جب كسي راست باز انسان كي زبان سچائي كيليے كهلے ' تو اسپر نه جاؤ كه اُس نے ايك عام اور بالكل ظاهر و آسان بات كهدي ' بلكه اسكو ديكهو كه اس نے سچائي كا اعلان كيا ' اور سچائي خواه كتني هي آسان قسم كي هو ' مگر قرباني اور ايثار سے خالي نهيں - پهر ديكهو كه زمانه كيسا پر آشوب هو رها هے ' اور باطل پرستي كي عالمگير حكومت نے دلوں كو كس قدر مرعوب كرديا هے ؟ هر دلعزيزي كي زنجير سے كوئي پاؤں خالي نهيں ' اور دل اور زبان كهيں بهي متفق نهيں - پس نهايت سچي تعريف كے مستحق هيں مسٹر مظهر الحق ' جنهوں نے عين موقعه پر تمام مسلمانان هند كے دلي جذبات كي ترجماني كي ' اور اپني تقرير صدارت كا بڑا حصه هز هائنس سر اغا خان كي ضلالت انديش اور مسلم آزار تحرير كي تغليط كيليے مخصوص كرديا (چيرز)

ميں خاص طور پر اس اعلان حق كي تعريف پر اسليے زور ديتا هوں كه ميرے تجربے ميں هز هائنس سر اغا خان كا مسئله هميشه مدعيان حريت و حق گوئي كيليے ايك سب سے بڑي آزمايش رها هے (چيرز)

برادران غيور ! هم كو چاهيے كه اپنے مقصد كے اظهار ميں بالكل غير مشتبه هوں ' اور جب اپني صدا بلند كريں تو اسقدر صاف هو كه اسكے سمجهنے ميں ذرا بهي دير نه لگے - اس رزوليوشن كے پيش كرنے سے همارا مقصد يه نهيں هے كه سر اغا خاں كي تحقير و تذليل كريں ' بلكه يه ' كه اپني قوم كو تحقير سے بچاليں (چيرز)

هم اس وقت جس كام ميں مصروف هيں وه دوسروں كي نيتوں اور چهپے هوے بهيدوں كا تجسس نهيں هے ' بلكه صرف اپني نيت اور كهلے هوے خيال كا اظهار - هم نهيں جانتے كه سر اغا خاں كي نيت اس مشورے كے دينے سے كيا تهي ؟ مگر هم بتلا سكتے هيں كه همارے دل كے خيالات اس بارے ميں كيا هيں ؟ پس يه جو كچهه كيا جارها هے گو كسي پر حمله هو ' ليكن اسكا مقصد حمله نهيں هے بلكه صرف اپني بريت (چيرز)

برائيوں كے دور كے وقت نيكيوں كو ياد ركهنا ايك مشكل ترين اخلاقي رياضت هے - على الخصوص ايسي حالت ميں ' جبكه نيكي كي شكل افسرده مگر برائيوں كا هيكل مهيب هو ' تاهم هم پوري كوشش كرينگے كه اس اخلاقي رياضت سے عهده برا هو سكيں - هم كو ياد هے كه هز هائينس نے پچهلے چند برسوں كے اندر بهت سے كام كيے هيں - انهوں نے تهوڑے عرصے كے اندر علي گڈه يونيورسٹي كيليے ايك بڑي رقم فراهم كردي اور متعدد كاموں ميں اپنے جيب خاص سے بڑي بڑي رقميں ديں - روپے كا خرچ كرنا ايك بڑي اولوالعزمي كي بات هے ' اور هم هرگز نهيں چاهتے كه موجوده حالات پر اسقدر زور ديں كه اس گذشته اولوالعزمي كو صدمه پهنچے ' تاهم اسلام كے ايك هزار ساله نقش قدم كو سر زمين يورپ سے محو كرديني كے مشورے كي جگهه ' شايد يه زياده بهتر تها كه مسلمانان هند كي بعض تعليمي عمارتيں روپے سے محروم رهجاتيں - نئي برائي همارے ليے اسقدر درد انگيز هے كه اگر پراني بهلائي اسكي جگهه نه ملتي ' تو هم شكايت كي جگهه يقيناً شكر گذار هوتے "

مسٹر (مظهر الحق) نے كها :

" اس رزوليوشن كے متعلق چند الفاظ ميں مكرر كهنا چاهتا هوں - مجكو افسوس هے كه رزوليوشن كے پيش هوتے وقت بعض صاحبوں نے بے اعتدالانه جوش كا اظهار كيا - ميں اسكو پسند نهيں كرتا - همارا مقصد اس تجويز كے پيش كرنے سے صرف يه هے كه انگلستان ميں هز هائنس كي تحرير همارے خيالات كي نسبت كوئي غلط فهمي پيدا نه كردے - هز هائنس كي نسبت مجكو ذاتي طور پر معلوم هے كه انكے دل ميں قوم كا درد هے - انكي خدمات سے همميں انكار نهيں - ليكن يه انكي ايك غلطي هے اور هم كو اپنے طرز عمل سے ثابت كرنا هے كه غلطي خواه كتنے هي بڑے شخص كي هو ' مگر هم اسكو توڑنے كيليے طيار هيں (چيرز) قوم كا فرض هے كه وه اپنے ليڈروں كي عزت كرے ' ليكن اسكے يه معنے نهيں هيں كه انكي هر غلط راے تسليم كرلي جاے - قوم كو سچي نكته چيني كيليے هر وقت طيار رهنا چاهيے ' اور ليڈروں كا فرض هے "

[بقيه مضمون كيليے صفحه - ۱۹ - ديكهيے]

شئون عثمانیه

کامل پاشا کي "قومي مجلس"

— * —

حر ۲۲ - جنوري کو صلح و جنگ کے فیصلے کیلیے منعقد هوئي تهي

(مقتبس از جرائد مختلفهٔ آستانه علیه)

— * —

خاندان سلطاني کي مجلس

سب سے پہلے ۲۲ - جنوري یوم چہار شنبه ۱۰ بجے ' بصدارت جلالتماب سلطان المعظم ' مابین همایوني میں شاهي خاندان کے معزز اعضاء کي ایک مجلس منعقد هوئي - مجلس میں ولي عهد یوسف عزالدین افندي - شهزاده ضیاء الدین آفندي - شهزاده وحید الدین آفندي - شهزاده عبد المجید آفندي بهي شریک تهے - شهزاده صلاح الدین آفندي ' نادرستي مزاج کي وجه سے شریک نه هوسکے - تمام حاضرین آدهه گهنٹه جلالتماب کے سامنے موجوده حالات پر گفتگو کرتے رهے اور اسکے بعد صحبت برخاست هوگئي (۱) -

حاضرین کے جانے کے بعد کامل پاشا اور جمال الدین افندي (شیخ الاسلام) کو شرف بار یابي عطا هوا - اسي درمیان میں ایک فرمان سلطاني شایع کرایا گیا که قومي مجلس کي صدارت کامل پاشا کو دیجائے - مجلس میں شرکت کے لیے جو لوگ مدعو کیے گیے تهے ' وه قصر سلطاني میں آنے لگے - اسماعیل خباني بک مدیر عام تشریفات سلطانیه ' اور رشید پاشا مصاحب حضرة سلطانیه استقبال کرتے تهے -

فهرست شرکاء مجلس

حاضرین مجلس میں علاوه ۱۲ - وزیروں اور مستشار صدارت کے اعیان قوم میں سے حسب ذیل اشخاص شامل تهے :

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) فرید پاشا (سابق وزیر اعظم) مختار پاشا (سابق وزیر اعظم) رشید عاکف پاشا ' فواد پاشا ' داماد فرید پاشا ' رضا پاشا (لفٹننٹ) عمر رشدي پاشا ' آرام آفندي ' ارستیدي پاشا ' ازاریان افندي ' محمود الرم (ملک الشعراء) حسني پاشا ' حلیم بک ' عبد الرحمن شرف بک (مورخ السلطان) رضا آفندي ' پرنس سعید حلیم پاشا ' سلیمان پاشا ' شریف جعفر پاشا ' شریف ناصر بک ' عارف حکمت پاشا ' عبد القادر آفندي ' عزت پاشا ' علي غالب بک ' فائق بک ' تعوفت بک ' مارورکور داؤ افندي ' محي الدین پاشا ' نوري بک ' شکري پاشا -

علماء میں سے حسب ذیل اشخاص آئے تهے :

شیخ محمد اسعد افندي (امین باب فتواے شیخ الاسلام) شیخ ابراهیم ادهم افندي (قاضي لشکر روم ایلي) قاضي لشکر اناطول - وکیل تعلیمات مذهبي - شیخ مصطفي عاصم افندي - شیخ ماهر سعید افندي وغیره وغیره -

ان حضرات کے علاوه حسب ذیل اشخاص بهي شریک تهے :—

عزت پاشا (رئیس ارکان حربیهٔ عسکریه) هادي پاشا فاروقي (معاون رئیس ارکان حربیه عسکریه) فرید پاشا (رئیس دائره سواران) عبد الله پاشا (فریق اول) ناظم پاشا (رئیس صیغه صنائع حربیه) خورشید پاشا (فریق حالي و سابق ناظر بحریه) احمد پاشا (رئیس دائره محاسبات) حسني پاشا (مفتش قطعات عسکریه) خلیل پاشا (رئیس محاکمات بحریه) راسم پاشا (رئیس دائره مصارف) عبدي پاشا (رئیس دائره لیمان) صدقي بک (وکیل رئیس ارکان حربیه بحریه) احمد سالم بک (رئیس ثاني دائره ملکیه) سعید بک (رئیس ثاني دائره تنظیمات) توفیق بک (رئیس ثاني دوائر مالیه و اشغال و معارف) شیخ علي حیدر افندي (رئیس محکمه تمیز نظارت عدلیه) عثماني بک (رئیس دائره جزاء نظاره عدلیه) رشید بک (رئیس دائره استدعاء) اسماعیل حقي بک (باش مدعي عمومي) جمیل پاشا (امین شهر آستانه) سري بک (مدیر عام چنگي خانه) وغیر هم -

اتحادي اعیان ملت کا شرکت سے انکار

مگر (محمود شوکت پاشا) نے معذرت کهلا بهیجي که بیماري کي وجه سے شریک نهیں هوسکتے - شیخ موسی کاظم آفندي (سابق شیخ الاسلام اتحادي) نائل بک ' ابراهیم پاشا ' شریف علي حیدر بک سلیمان افندي بستاني (ممبر بیروت و مترجم " هومر ") ضیاء الدین محمد توفیق پاشا ' عفي پاشا (سابق وزیر اعظم) پرنس صباح الدین بک ' یه لوگ نه تو شریک هوے ' اور نه انهوں نے کوئي معذرت بهیجي -

آغاز مجلس

قصر سلطاني میں قائمه العز (هائي آف ایمبسیڈر) مجلس کے لیے تجویز کیا گیا تها - جب لوگ جمع هوگئے تو کامل پاشا شرکت جلسه کے لیے جلالتماب سلطان المعظم کے پاس سے اٹهے اور ڈیڑه بجے آکر کرسي صدارت پر بیٹهے - کرسي کے دهني جانب شیخ الاسلام ' اور بائیں جانب سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) تهے - حاضرین کي تعداد قریباً ایک سو تهي - سعید بک (مدیر تحریرات باب عالي) کهڑے هوے ' اور دول کي یه یاد داشت پڑهکے سنائي جو حسب ذیل تهي :

یاد داشت دول سته

" هم سفراء آسٹریا ' انگلستان ' روس ' جرمني ' اور اطالیا جنکے دستخط اس یاد داشت پر هیں ' جلالتماب سلطان کے وزیر کو اپني اپني حکومتوں کي طرف سے ' جنکے هم تابع هیں ' اطلاع دیتے هیں :

چونکه هماري سلطنتوں کو عدم اعاده جنگ سے سخت رغبت هے ' اسلیے انهوں نے خیال کیا که جلالت مآب سلطان کي نظر اس جوابدهي کي طرف مبذول کریں جو دول عظمي کے نصائح نه قبول کرنے کي صورت میں (بصورت عدم قیام امن عامه) ان پر عائد هوگي -

نیز یه که اگر جنگ شروع هوگئي اور آستانه کي حالت مناقشه انگیز هوگئي یا اعادهٔ جنگ کیوجه سے دولت علیه کے ایشیائي ممالک میں سے کوئي ملک مفتوح هوگیا ' تو باب عالي کیلیے ضروري هوگا که اس تنگي فرصت سے (جس پر هم اسوقت متنبه کر رهے هیں اور جس سے نکالنے کے لیے هم کوشاں هیں) نکلنے میں دول عظمی سے کسي قسم کي مدد کي امید نه رکهے -

اگر دولت عثمانیه نے صلح منظور کرلي تو پهر ان نقصانات کي تلافي یوں کي جائیگي که آستانه میں اپنے مرکز کو قوي کرنے اور اپني وسیع ایشیائي مقبوضات سے (جو دولت عثمانیه کي حقیقي قوت کے سرچشمے هیں) فائده اٹهانے کے باب میں دول عظمی کي مادي و اخلاقي مدد سے فائده اٹها سکے گي - جلالتماب سلطان کي حکومت کو معلوم هونا چاهیے که باب عالي جسقدر یورپ کے نصائح کي (و

(۱) یه خاندان سلطاني کي اجراے جنگ کیلیے آخري کوشش تهي ' جسکا حال آئنده اشاعت میں هم درج کرینگے [الهـلال]

فصائح ' جنمیں یورپ اور دولت عثمانیه ' دونوں کے مصالح یکجا هیں) اتباع کي طرف میلان رضا مندي ظاهر کریگا ' اسي قدر عملي حیثیت سے اسکو دول عظمی کي مدد ملیگي -

اسلیے دول عظمی مکرر باب عالي کو تجویز کرتي هیں اور اس سے خواهش ظاهر کرتي هیں (بحالیکه وه خود باهم متفق هیں) که ادرنه ریاستهاے بلقان کے لیے چهوڑدے - اور مسئله جزائر ارخبیل کے حل میں دول عظمی پر اعتماد کرے - اسوقت باب عالي کو حق هوگا که مسلمانان مقدونیه کے مصالح اور ادرنه میں مساجد اور مذهبي معابد کے احترام کي محافظت میں دول عظمي کي مساعدت پر وثوق کرے - دول کوشش کرینگي که مسئله جزائر ارخبیل کو اسطرح حل کریں که دولت عثمانیه کو ان تمام چیزوں سے مطمئن کردے جو اسکے مستقبل کیلیے خوف انگیز هیں -

(مرقومهٔ آستانه ۱۷ - جنوري سنه ۱۹۱۳ ع)

هم هیں سفراے دول عظمي :

بومیار	سفیر فرانس
گبرس	سفیر روس
گیرار لوتهر	سفیر انگلستان
بالا ویچنین	سفیر آسٹریا
و انگهام	سفیر جرمني
گیسیلو گارزني	سفیر اطالیا

وزرا کي تقریر

یاد داشت پڑهنے کے بعد (مرحوم) ناظم پاشا وزیر جنگ کهڑے هوے اور حاضرین کو موجوده جنگ کے حالات اور فریقین جنگ کے لشکروں کے موقف (پوزیشن) سے مطلع کیا - انکے بعد عبد الرحمن بک وزیر مال کهڑے هوے اور مالي حالت کي حقیقت سے ناظرین کو آگاه کیا - انکے بعد نوار دانگیان آفندي وزیر خارجیه کهڑے هوے اور بیان کیا که انکو سخت سردي لگ گئي هے جسکي وجه سے وه آواز اتني بلند نهیں کرسکتے که سب سن سکیں ' اسلیے انهوں نے اپنے بیانات ایک کاغذ پر لکهدیے هیں جو انکي طرف سے سعید بک وزیر مال نے حاضرین کو سنائے - انکے بیانات میں سیاست عامه کي حالت ' هر سلطنت کے طریقے ' اور ان اعلانات کے متعلق جو تمام دول نے اپني سفراء کي معرفت بهیجے هیں ' تشریحات تهیں -

انکے بعد شیخ مصطفی آفندي مبعوث سابق ' داماد فرید پاشا ' داماد خاندان سلطاني ' مشیر فواد پاشا ' شیخ محمود اسعد آفندي ناظر دفتر خاقاني ' رشید عاکف پاشا ' لفوقت بک ' سعید پاشا سابق وزیر ' یکے بعد دیگرے کهڑے هوے اور هر شخص نے کچهه نه کچهه تقریر کي - ان تمام مقررین نے بالاتفاق موجوده معاملات کے نرمي و امن کے ساتهه طے هونے پر زور دیا -

انکے بعد اسمعیل حقي بک نایب عمومی کهڑے هوے اور اجراے جنگ کي فرمایش کرتے هوے چند مسائل کے متعلق کچهه کها ' اور زور دینا چاها که جنگ شروع کي جاے ' لیکن ناظم پاشا نے ان کي تقریر کے لفظوں کو خلاف واقعه بیان کرکے انکي تردید کردي - ان لوگوں میں سے جب هر شخص اپنے خیالات ظاهر کرچکا تو دول عظمی کے ساتهه نرمي و اشتي سے حقوق دولت عثمانیه کي حفاظت کے ضروري هونے کي طرف تمام رائیں لي گئیں -

رشید پاشا وزیر داخله اور نور دانگیان افندي وزیر خارجیه نے چند ضروري باتیں پیش کیں - انکے بعد مورخ سلطاني : عبد الرحمن بک نے تقریر کي - پهر ناظم پاشا کهڑے هوے اور اغاز جنگ سے فوج کی حالت جیسي کچهه رهي تهي ' لوگوں سے بیان کي - دوران تقریر میں انهوں نے کها : " اسوقت فوج کي تمام ضروریات پورے طور پر موجود هیں - اور اسکي ادبي (مارل) حالت بهي بهت اچهي هے "

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) نے پوچها : کیا یه مجلس کوئي سرکاري حیثیت رکهتي هے ؟ جواب دیا گیا که یه مجلس شوری هے -

حاضرین میں بجز چند اشخاص کے سب وزارت کي راے سے متفق تهے - ۴ - بجے مجلس برخاست هوئي - سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے کامل پاشا کا هاتهه پکڑکے زینے تک مشائعت کي ' اور اسکے بعد اعضاء مجلس قصر سلطاني کے هال میں منتشر هو کر کهانے پینے میں مشغول هوگئے -

دوران مباحثه میں جلالتماب سلطان المعظم کو تمام واقعات کي خبر ملتي رهي تهي -

ساقز کوئي کي محافظ فوج کي شجاعت

— * —

اخبار (لویڈ) عثماني کو اپنے نامه نگار ازمیر سے اطلاع ملي هے : ساقز کي عثماني محافظ فوج نے دشمن کي فوج کا ' جو اس سے کئي چند زیاده تهي ' نهایت بهادرانه مقابله کیا - وه اس امید پر که عنقریب عثماني بیڑا محاصره کو اٹها دینے کے لیے دردانیال سے نکلیگا ' برابر نهایت مصائب و متاعب برداشت کرتي رهي - جب اسکو عثماني اور یوناني بیڑوں کي معرکه آرائي کي خبر پے پهل ملي ' تو اس نے نهایت فرح و شادماني کے ساتهه اس خبر کا استقبال کیا - وه امید کرتي رهي که عثماني بیڑه اسکی مدد کیلیے فوراً نمودار هوگا -

رسد کے خرچ هو جانے کیوجه سے جب اسکي حالت بهت سخت نازک هوگئي اور اسمیں مقابله کي طاقت نهیں رهي ' تو دو باره عسکري اشارات کے ذریعه سے اطلاع دي که هم هر طرف سے گهرے هوئے هیں - اگر عثماني بیڑا هماري مدد کو نه اگیا تو هماري حالت سخت نازک هو جائیگي - لیکن عثماني بیڑا ان محصور بهادروں کي مدد نه کرسکا اور مجبوراً فوج نے شهر حواله کردیا - یوناني کمانڈر نے انکي اور انکے ماتحتوں کي شجاعت کا اقرار کیا اور تلوار باندهنے کي اجازت دي -

عثماني فتوحات

— * —

آستانه علیه میں خبر آئي هے که ایک عثماني آهن پوش جهاز جزیره آسٹرو پالیا کے قریب تک پهنچگیا - جهاں اسکا مقابله چار جنگي کشتیوں سے هوا - انپر یوناني پهریرے اڑ رهے تهے - لیکن عثماني جهاز نے تین کشتیوں کو غرق آب کردیا - صرف ایک نے بچکے ساحل میں پناه لي -

عثماني فوج نے شنکین کي سرحد کو (جو ساحل اشقودره پر واقع هے) واپس لیلیا هے -

قسطنطنیه کي چٹهي

—:::—

ڈاکٹر محمود الله جو کلکته سے ڈاکٹر انصاري کے مشن کے ساتهه گئے هیں ' اپنے خط میں لکهتے هیں :

(۵ جنوري) همارا قیام اسپتال (قادرگاه) میں هے جو استنبول میں واقع هے - یه ایک بهت بڑا اسپتال قابله گري کا هے ' مگر بالفعل ایک جنگي اسپتال بنا دیا گیا هے - یهاں کے مریض بهت اچهي حالت میں هیں - بلجیم کي (بیروانس روزین) یهانکي بڑي نرس اور ڈاکٹر سهامي ' جو ایک یهودي هیں ' اسکے بڑے ڈاکٹر هیں - ترک لوگ همارے ساتهه نهایت خلق اور مهمان نوازي سے پیش آتے هیں ..... پرسوں جمعه کو همارگ مسجد جامع میں نماز کے واسطے گئے تهے - انکي مسجد میں سلطان المعظم بهي تشریف لائے -

جونہي سلطان کي سواري ہمارے پاس سے نکلي ' ہمنے سلام کيا اور خوشي کے نعرے بلند کيے - سلطان المعظم نے اپنے ايدي کانگ کے ذريعہ سلام کہلا بھيجا - ہم سب نے سلطان المعظم کے ساتھہ نماز ادا کي جسکے بعد حضرت سلطان ايوب انصاري کے مزار پر گئے يہ ايک عاليشان عمارت اور بہت آراستہ ہے - يہاں رسالت مآب صلی اللہ عليہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے - يہاں سے ہم سلطان محمد فاتح کے مقبرے کو گئے - يہاں آں حضرت صلی اللہ عليہ وسلم کے مرئے مبارک کي زيارت کي - مقبرے کي ديوار پر ايک نہايت خوشنما کتبہ ہے ' جسميں ايک حديث بطور پيشين گوئي فتح قسطنطنيہ کے متعلق لکھي ہوئي ہے اب ہملوگ جلد ميدان جنگ جانيوالے ہيں ... ... لڑائي کي صحيح خبريں يہاں بھي کمياب ہيں - ہندوستان کے بعض اخبارات ميں يہاں سے زيادہ وضاحت سے معلوم ہوتي ہيں (نيازي بے) بڑي جانباري سے کام کررہے ہيں - جہاد کا کوئي اعلان نہيں ہوا ہے - سننے ميں آيا ہے کہ عراق اور شام کي فوجيں لڑائي کيواسطے تيار ہيں ... ... آج شام کو خبر آئي کہ لڑائي پھر شروع ہوگئي - ترکي بيڑا (در دانيال) سے نکل کر (بحر ايجين) ميں يونانيوں سے لڑنے گيا ہے - شتلجہ ميں بھي لڑائي شروع ہوگئي - ابکي مرتبہ سخت لڑائي ہوگي اور خدا سے اميد ہے کہ ترکوں کي فتح ہو - دشمنوں نے مفتوحہ مقاموں کے کل مسلمانوں کے ساتھہ جو قساوت کي ہے ' وہ بيان سے باہر ہے اکثر جگہ چھوٹے چھوٹے بچے اور عورتيں پکڑ کے زندہ جلادي گئيں - انکے ظلم کي باتيں سننے کي تاب نہيں -

(۱۴ جنوري) کل ڈاکٹر انصاري مع چند ترکي افسروں اور ڈاکٹروں کے وہ مقام ديکھنے گئے ' جہاں ہملوگونکا اسپتال قائم ہوگا اس مقام کا نام (عمر کوي) ہے اور شتلجہ لين کے بہت قريب ہے - يہاں ناظم پاشا سے بھي ملاقات ہوئي - ناظم پاشا نہايت خلق اور گرم جوشي سے پيش آئے - لڑائي کي بابت بہت گفتگو رہي - پاشاے موصوف سخت افسوس کرتے تھے کہ فوجي انتظام بہت خراب ہے - سننے ميں آتا ہے کہ وزارت بدل جائيگي - ايک پارٹي لڑائي جاري رکھنے کي طرفدار ہے اور دوسري پارٹي صلح کرليني چاہتي ہے - وقت بہت نازک ہے مگر خدا ميں سب قدرت ہے - وہ اسلام کا نام ہميشہ زندہ رکھيگا - ترکي کي مالي حالت بھي اچھي نہيں ہے ... . عنقريب ايک عظيم الشان جنگ ہونيوالي ہے - ايڈريا نوپل کے محصورين کي حالت بہت اچھي ہے - ترکي قلعے بہت مضبوط حالت ميں ہيں ..... يہ سنکے کيسا افسوس ہوا کہ سالونيکا کو بغير لڑائي کے تحسين پاشا نے يونانيوں کے حوالہ کرديا مگر حال کي خبر ہے کہ پرسوں ترکوں نے ايک زبردست فتح يونانيوں پر اسي سلونيکا کے قريب حاصل کي -

(۱۲ جنوري) تمام ترک اپنے ہندوستاني برادران ديني کي ہمدردي کے بيحد مشکور ہيں - اونکو ہندوستان کے اس اظہار ہمدردي و محبت پر سخت تعجب ہے - معزز پاشا اور ديگر اکابر قوم بھي ہمارے خلوص اور محبت سے بہت متاثر ہوتے ہيں اور ہملوگوں سے نہايت محبت اور احسانمندي سے پيش آتے ہيں -

(۱۶) تاريخ کو ہز اکسلنسي نسيم عمر پاشا نے ہمارے طبي مشن کي ايک پر تکلف دعوت کي - پاشاے موصوف کا محل نہايت شاندار اور آراستہ ہے - دعوت ميں ہز اکسلنسي اسد پاشا ' جو امراض چشم کے ايک ماہر خيال کيے جاتے ہيں ' اور ڈاکٹر طلعت بے اور بعض اور مشہور ترکي ڈاکٹر بھي مدعو تھے - کھانے سب انگريزي اقسام کے تھے ' جيساکہ آپکو مينو (فہرست طعام) سے معلوم ہوگا - ايک مفصل تقرير ميں ميزبان نے ہمارے مشن کا شکريہ ادا کيا اور اثناے گفتگو ميں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درميان رشتۂ اخوت و محبت قايم کرنيکے ذرايع پر بحث کرتے ہوے کہا : کيا اچھا ہوتا اگر ہم ميں اور ہمارے ہندوستاني برادران ديني ميں رشتۂ مناکحت قائم ہوا کرتا ! ہندوستاني لوگ ترکي عورتوں سے اور ترک ہندوستاني عورتوں سے بے تکلف شاديان کرتے اور اس طريقہ سے وہ رشتۂ يگانگت قايم ہوجاتا جسکي اسلام کو بہت سخت ضرورت ہے - اس تجويز کو ہم سب نے بہت پسند کيا بلکہ ہمارے ساتھہ کے ايک شخص نے اسکي تائيد ميں کہا کہ تجويز تو بہت اچھي ہے مگر ترک بھي ايندہ يورپ کي عيسائي عورتوں سے مناکحت کرنا چھوڑ ديں کيونکہ يہ اونکي خرابي نسل کا باعث ہوتا ہے - يورپ کي عيسائي ليڈيوں سے ہماري ہندوستاني عورتيں کہيں بہتر ہيں - اس پر لطف تقرير کے بعد ڈاکٹر انصاري نے طلعت بے سے درخواست کي کہ

فکاہت

شذرات نظم

— * —

درس پيشوائي کي ابعد

ميں نے يہ حضرت والا سے کئي بار کہا : * يہ تو انداز خوشامد ہے ' اسے کيا کيجيے ؟
مسکرا کر يہ کہا مجھسے ' کہ ہاں سچ ہے ' مگر * کاميابي کي يہ ابعد ہے ' اسے کيا کيجيے ؟

ايندہ ليگ کي پريسيڈنسي

ليگ نے سلف گورنمنٹ کي جو کي خواہش * وہ يہ سمجھي تھي کہ يہ طرز بديع اچھا ہے
ليکن اب اسنے يہ سمجھا کہ غلط تھا وہ خيال * کہ ملازم رہي اچھا ' جو مطيع اچھا ہے

اب کے ہوجايگا اِس جرأت بيجا کا علاج
ليگ مجرم ہے تو ہونے دو ' شفيع اچھا ہے

کشاف

مقالات

هم سب هز اکسلنسي انور بے کي زيارت کے بيحد مشتاق هيں - آپ همارا يه اشتياق کسي طـرح انکے گوش گـذار کرديں - انهوں نے جواب ديا : بهت اچها ' ميں انـکو فوراً مطلـع کرونگا ' وه بالفعل شتلجه ميں هيں - مگر اميد هے که کل آپلوگوں سے ضرور ملينگے - چنانچه دوسرے دن ٹهيک تين بجے هز اکسلنسي انور بے نهايت بے تکلفي سے تن تنها اسپتال ميں هملوگوں سے ملنے تشريف لائے - يه پهلا موقعه تها که همنے اونکو ديکها - وه نهايت خوشرو جوان ' تقريباً تيس سال کے معلوم هوتے هيں - اُنکے چهرے پر ايک عجيب دلفريب مسکراهٹ هے - فوج ميں اُنسے زياده کوئي هردل عزيز نهيں - هم سب نے نهايت گرمجوشي سے اونکا استقبال کيا اور اونکے قومي کارنامونکي جسقدر تعريف الفاظ ميں هوسکي ' همنے کي - انهـوں نے بهي همارا ته دل سے شکـريه ادا کيا اور همارے خلوص و محبت کي بهت قدر کي - اسکے بعد وه هملوگوں کو ساتهه ليکر بيمارروں کے وارڈ کي طرف چلے - هر سپاهي کي پيٹهه نهايت شفقت سے ٹهونکتے اور نهايت محبت اور دلدهي کے لهجے ميں اوس سے باتيں کرتے تهے - اونکا هر هر لفظ همدردي اور اميد سے بهرا هوا تها - وه اونکو سمجهاتے تهے که " رنج نکرو اور اپني تکليفونکا خيال اپنے دل سے اُتهادو ! ديکهو ! تمهارے بهائي کتنے دور دراز فاصله سے سفرکي مصيبتيں جهيلکے صرف اسليے آئے هيں تاکه تمهاري مصيبتوں کو دور کريں اور تمهاري تکليفوں ميں شريک هوں - پس تمکو چاهيے که اپنے اِن بهائيوں کي تکليفونکا خيال کرو اور اپنے مصائب بهول جاؤ - جلدي سے اچهے هو جاؤ تاکه ايک مرتبه اور اپني شجاعت اور جانبازي کے جوهر دنيا کو دکهلا سکو" اس قسم کے دل بڑهانے والے مگر محبت سے بهرے هوے الفاظ ايک ايک سپاهي سے کهتے تهے ' جسطرح کوئي شفيق باپ اپنے پيارے بيٹے سے باتيں کرتا هے - هر سپاهي ان باتوں کو سنکے جوش و خروش سے نعرههاے تحسين بلند کرتا تها ' گويا واقعي اوسکي تکليفيں دور هوگئيں تهيں ! اسکے بعد هم سب صحن ميں تهوڑي دير بيٹهے جهاں بهت سے گروپ ليے گئے ' جنميں سے ايک ميں هز اکسلنسي همارے مشن کے ساتهه بيٹهے هيں اور ايک تصوير تنها عليحده خود اونکي اور ايک گروپ اون مسلمان روسي عورتوں کا هے ' جو مجروحين کي اعانت کے واسطے ملـک روس سے آئي هيں - ميں يه سب تصـويريں دستياب هونے پر آپکي خدمت ميں روانه کرونگا - هز اکسلنسي نے يه بهي وعده فرمايا که اپنا ايک دستخطي فوٹو بطـور يادگار کے هر ممبر مشن کو عنايت کرينگے -

دوشنبه کے دن يقيناً همـارا مشن (عمر کوئي) روانه هوجائيگا - ترکوں کي وه جمـاعت جـو انجمن هـلال احمـر کي باني هے ' نهايت جوش اور همـدردي سے مجـروحين اور مهـاجرين کے اعانت کا کام کررهي هے - تمـام اسپتال جو دار السلطنت ميں يا اسکے قرب و جوار ميں قائم هيں ' وه اسي هلال احمـر کي کوششونـکا نتيجه هيں - نسيـم عمر پاشا ' اسد پاشا ' اور طاه ... بے کي کوششيں هزاروں تعريفوں کے لايق هيں - ۴۰۰ معزز خاندانوں کي خاتونيں دن رات اسي کام ميں مشغول هيں که ان مصيبت زده ترکوں کي هر طرح سے اعانت کريں - ايک معنے ميں انکي کوششيں گورنمنٹ سے زياده قابل تحسين هيں -

انگلستـــان اور اسـلام

(۳)

صـلح اور جنـگ

يا زندگي اور موت

— * —

از مسٹر " بلنٹ "

—○:*:○—

جنگ بلقان کے نتائج بلقانيوں کے حق ميں جو کچهه هونے والے هيں ' اُس کي جهلک صاف صاف همیں نظر آرهي هے - شاه فرڈيننڈ اور سلطان المعظم ميں جو صلح هونے والي هے ' اُس کے متعلق عام شرائط کا اعـلان هوهي چکا هے ' صرف جزئيات کا تصفيه باقي هے - يه بهي هفته عشره ميں هو جائيگا - کها جاتا هے که سلطان ايڈريا نوپل ' سواحل مارموره ' اور درد انيال پر قبضه رکهنے کے مجاز هونگے - ترکوں کے يورپين مقبوضات کا بقيه ' اتحاديوں کے حصے ميں آئيگا که وه آپس ميں جس طرح چاهيں تقسيم کرليں - اِس ميں کوئي مزاحم اور دخل انداز نه هوگا - اتحادي اِس کے آپ ذمه دار هونگے - يه بهي کوئي اهم مسئله نهيں هے که ايڈريانـک کے بنادر کس کے حوالے کئے جائينگے ؟ اور نه يهي بات قابل اعتنا هے که البانيه کا آينده حشر کيا هوگا ؟ ايک امر مسلم هے اور بس ' اور وه يه هے که يه تمام ممالک ' سلطنت عثمانيه سے هميشه کے ليے جدا کر ليے گئے - بالفاظ ديگر " اسلام " سے اِن کا تعلق بالکل قطع کرديا گيا - البانيه کے مسلمانوں نے ترکوں کے ساتهه ناعاقبت انديشانه فساد چهيڑکر اپنے پاوں ميں آپ کلهاڑي ماري هے - آينده کے ليے قوميت کے لحاظ سے اُن کا مرتبه کچهه هي کيوں نه هو ' ايک خود مختار اسلامی حکومت کي آزادي وه اب کسي طرح نهيں پانے کے - هاں اپني اِس عليحده ڈيڑهه اينٹ کي مسجد کے ساتهه يورپ کي چکي کے نا خدا شناس پاٹ ميں اچهي طرح پس پسا کر ' بوسينيا کي طرح عيسائي حکومتوں کي عاليشان عمارت کا مسالہ بن جائينگے -

وه بات جو حقيقت ميں غور طلب هے ' اور نتائج کے جس حصے کے متعلق ابتـک همیں کچهه بهي عـلم نهيں ' يه هے که باسفورس کي تاريخي نشست گاه ميں خلافت عثمانيه کو سياسي حيثيت سے کونسا درجه مليگا ؟ آيا سچ مچ اُس کے قديمي آزادنه اور فوجي و ملکي اختيارات و اقتدارات يورپ کے بچے کهچے صوبوں هي پر سهي ' مگر رهنے ديے جائينگے ؟ يا يه دول يورپ کے قرضے کي شکنجے ميں کس دي جائيگي ؟ آيا سلطان کو اپني بقيه مسلمان رعايا پر حکم ران رهنے ديا جائيگا ؟ يا اب سے وه ايشيا ميں صرف ايک نمايشي خول بنا کر رکهے جائينگے - جس طرح مصر ميں خديو رکهے گئے هيں ؟ يعني ايک ايسے شخص کي صورت ميں ' جسکي ظاهري شان شوکت تو بهت کچهه هو ' ليکن جو دراصل متحده يورپ کي طرف سے محض ايک وظيفه خوار تخت کا پتله هو ؟ در حقيقت يه ايک نهايت نازک اور اهم مسئله هے - ايسا مسئله ' جس سے دنيـاے اسلام کا گهرا تعلق هے -

(ايجپت) کے مسلمان ناظرين پر وه واقعات جن سے ٹرکيه ميں موجوده افسوس ناک حالت پيدا هوگئي هے ' بخوبي ظاهر هوچکے

هیں - انگلستان اور روس کے دفاتر خارجہ میں ترکوں کي انتظامي حکومت کو تباہ کرنے کی نیت سے جو سازش ہوئي تھي ' اُس کا بیان بھي بارہا کیا جا چکا ہے -

اِن دونوں میں سے ہر ایک کا مطلب علیحدہ تھا - انگلستان اس انتظامی حکومت کو تباہ کرکے قاہرہ میں اپنا مطلب یعني مصر پر برطانیہ کا درامي دخل حاصل کرنا چاہتا تھا - روس چاہتا تھا کہ باسفورس اور دردانیال کے اندر سے اپنے جنگي جہازات کي آمد و رفت کي کھلي اجازت حاصل کرلے - عیسائیوں کے اِن دونوں پر ہوس مطالبوں کا قسطنطنیہ کے نوجوان ترکوں کي حکومت نے ٹکا سا جواب دیدیا تھا اور اپنے جواب پر استقلال کے ساتھہ قائم تھي - پس اس اینگلو رشین مطالب بر آري کے لیے اس بات کیضرورت محسوس ہوئي کہ وہ حکومت جو ملک کي سچي خیرخواہ تھي اور عثماني پارلیمنٹ جسکي پشت پناہ تھي' اپنی جگہہ ایک ایسي حکومت کے لیے خالي کردے' جو اجانب کے ہاتھوں میں کٹ پتلي بنکر رہے - ساتھہ ہي ساتھہ وہ سخت گیر پارلیمنٹ ' جسکا فیصلہ کوئي زبردست ہاتھہ متزلزل نہ کرسکتا تھا ' تورڈي جاے - [یعنے اتحادي وزارت کي پارلیمنٹ]

ہم ہمیشہ بتلاتے رہے ہیں کہ گذشتہ سال کے واقعات کي سچي تاریخ اگر کوئي ہے تو یہي ہے - ڈاؤننگ اسٹریٹ (سر اِڈورڈ گرے کا آفس) اور سینٹ پٹرس برگ (روسي دار الحکومت) کیطرف سے اطالیہ کو طرابلس پر دن دہاڑے ڈکیتي کے لیے مستعدي کے ساتھہ جو تائید ملي تھي' اسکا راز اسي تاریخ میں مضمر ہے - نیز دول یورپ کے اس دباؤ کي تاریخ بھي' جو سلطان پر شاہ اطالیہ کے ساتھہ شرمناک صلح کرنے کے لیے ڈالا گیا تھا' یہیں پنہاں ہے - گذشتہ گرمیوں میں البانیہ اور مقدونیہ میں نوجوان ترکوں کو جس فساد کا نئے سرے سے مقابلہ کرنا پڑا تھا ' اسکا بھي بھید اسي میں پوشیدہ تھا - یہي فساد بڑھتے بڑھتے تین مہینے ہوے قسطنطنیہ میں قابل ترین نوجوان ترک اور وزیر جنگ یعني شوکت پاشا کے خلاف فوجي بغاوت کي شکل میں نمودار ہوا ' اور انجام کار شوکت پاشا اور نوجوان ترکوں کي حکومت کو اسي فساد نے استعفا دینے پر مجبور کردیا ' اور اسکي جگہ ایک قدامت پسند فریق کو بندۂ انگلستان یعني کامل پاشا کي سرکردگي میں لا بٹھایا - اس ملک فروش نے عثماني پارلیمنٹ کو دھتّائي اور بے ضابطگي کے ساتھہ بر طرف کردیا ' اور یورپ کے اِشارے پر ناچنے والے وزرا کے ماتحت ' پرانی بے قاعدہ حکومت پھر سے قائم کردي -

یہ سارے ہتھکنڈے انگلستان کے تھے البتہ اسکا نیا سازشی آشنا: روس بھي اسکا ساتھہ دیتا جاتا تھا - آگے چلکر انگلستان کي بلقانی کمیٹي اور لندن کے وہ لبرل اخبارات بھي جو گورنمنٹ کے زیر اثر ہیں' انکے موید بنگئے -

جنگ بلقان کا انتہائي انجام جو کچھہ ہوا' شاید وہاں تک سر اِڈورڈ گرے کي نیت ابتداءً نہ پہنچي ہوگي' با ایں ہمہ جو مصیبت ناک واقعات اِس جنگ کے اثناء میں ظہور پذیر ہوتے گئے ہیں ' بلا شک و شبہ انگلستان کي حکومت اُن سبھونکے لیے ذمہ دار ہے - انگلستان کي صلاح کے بموجب کامل پاشا نے تمام فوجي اور ملکي انتظامات کا محکمہ جوانمرد اور لائق کارکن افسروں سے خالي کردیا - صوبہ کے با دیانت تجربہ کار اور ہوشیار معاملہ شناس نوجوان ترک حاکموں کي جگہہ ' گذشتہ حکومت کے وقت کے بد اخلاق ایجنٹ مقرر کیے گئے - فوج کے بڑے بڑے افسروں کے ہاتھہ سے ' جنکي تعلیم اعلی پیمانے کي تھي ' اختیارات چھین لیے گئے ' اور یہ اختیارات اُن نکمے اشخاص کو دے دیے گئے جو مدت سے برطرف کردیے گئے تھے مگر اِس نئي پرانے خیالات کي ڈربرک وزارت کے ہاتھہ بٹانے والے دوست تھے -

سب سے مہلک کام یہ کیا کہ شوکت پاشا کو - جو (وان ڈرگولٹز) کے اعلی درجہ کے قابل اور لئیق شاگرد تھے ' جنھوں نے فوج کے جنرل اسٹاف کي اصلاح جدید طریقے کے مطابق کي تھي ' اور جنکے دماغ میں تمام مقبوضات سابقہ عثمانیہ کے بچاؤ کي جنگي تدبیریں کل کي کل محفوظ تھیں - بر طرف کرکے انکي جگہہ (ناظم پاشا) کو مقرر کردیا - ناظم پاشا فوجي علوم کے پرانے مکتب کی ایک جاہل یاد گار ہے - وزارت جنگ کے اعلی عہدے پر آکر اسنے نگراني افواج میں (جسکا مادہ اسمیں مطلق نہ تھا) جو غفلت برتي ' اسیکا نتیجہ تھا کہ فوج کي حالت میں اس قدر جلد ابتري پھیلتي گئي - سب سے مضر بات یہ ہوئي کہ کامل پاشا نے (جسکا دستور العمل یہي تھا کہ انگلستان کي خواہشات کے مطابق چلا کرے اور انگریزوں کي نصیحت کو سر آنکھوں سے مان لیا کرے) اس بھروسے اور اس اعتماد پر کہ انگریزي مدبري کا سہارا ایسا نہیں ہے جو کبھي بے نتیجہ رہے' آنے والي جنگ کے لیے دیدۂ و دانستہ کسي قسم کي تیاري نکي - نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت اتحادیوں نے اعلانِ جنگ کردیا تو ترکي فوج بالکل بے سروسامان تھي - نہ تو باربرداري کا کوئي سامان تھا' نہ رسد مہیا تھي ' اور نہ آلات جنگ ہي موجود تھے - اتنا بھي تو نہ تھا کہ جنگ کرنے کي کوئي با ترتیب اسکیم پیش نظر ہوتي !

مختلف آرمي کور علحدہ علحدہ جگہوں میں غیر مستعد پڑي ہوئي تھیں ' حتی کہ آخري وقت تک بھي ریزرو کے سپاہي مجتمع نہیں کیے گئے - ان ساري باتوں کے لیے ضرور بالضرور کامل ذمہ دار ہے -

اسکے ساتھہ ساتھہ جب ترکوں کي حکومت کے اگلے وقتوں کو یاد کرتا ہوں' تو اس یقین کو دل سے مٹانا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہہ پیر فرتوت' جو حمیدیہ اور اسکے اگلے عہد کي یادگار ہے' اپنے ملک پر ان ساري مصیبتوں کے لانے کے لیے ایک نہ ایک نوع سے ضرور ساجھي تھا - یہہ بالکل یقیني ہے کہ کامل نے یا تو خود بخود ' یا انگلستان کے سفیر کے ورغلانے سے یہہ خیال کرلیا ہوگا کہ یورپ کے مقبوضہ صوبجات کو اسلامي قبضے میں رکھنا قطعاً ناممکن ہے ' اور اسي خیال سے انکے بچانے کیلیے کوئي ایسا کام نکیا جسکو اصلي کوشش کہا جاسکے - بہر حال کامل اور سر اِڈورڈ گرے کو مجرم قرار دینے کیلیے صرف اتني سي بات پر نظر ڈال لینا کافي ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب کہ سلطنت عثمانیہ کي حالت آج سے چار مہینے قبل کیطرح نازک تھي اور ہر طرفسے خطرات اسکے سر پر منڈلا رہے تھے ' سلطنت کے انتظام کي باگ کامل کے ہاتھہ میں دیدي گئي - کامل انگلستان کا پیمان دادہ نوکر تھا اور سلطان کي فوجي تباہی کیلیے انگلستان اور اسکے ساتھہ ساتھہ ہمیشہ کیلیے مورد الزام رہنا پڑیگا -

یہ ساري باتیں تو اس یاد گار مکر و فریب کے گذشتہ واقعات کے متعلق تھیں ' آیندہ کي نسبت میرا خیال ہے کہ دیکھنے والے دیکھینگے کہ سلطان کے یورپین مقبوضات میں سے اگر کچھہ حصہ اُنکے قبضے میں رہ جائیگا تو اس سبب سے نہیں رہے گا کہ انگلستان اُنکي کسي قسم کي اعانت کریگا - کیونکہ انگلستان نے اُنھیں کوئي مدد نہیں دي ہے ' بلکہ صرف جرمني کي بدولت رہیگا - اسمیں کوئي شک نہیں کہ یہي جرمني ہے جس نے بیچ میں پڑکر شاہ فرڈیننڈ کو قسطنطنیہ تک بڑھ آنے سے روکا ہے - آیندہ کیلیے بھي اسي پر بھروسہ

یا جاسکتا ھے کہ اگر کبھي ایسا وقت آجائیگا تو وہ روکے گي - میرا یہ بھي خیال ھے کہ یہي جرمني ھے جو انگلستان اور روس کے اصلي منشاء یعنے در دانیال سے روسي جنگي جہازات کیلیے آمد و رفت کا راستہ کھول دیے جانے کي مزاحمت کریگي [لیکن جرمني کے متعلق یہ خیـال درست نہیں ' بعد کے واقعـات نے پردے اٹھادیے - الهـلال] - میري راے میں یہي سب سے بڑا اھم مسئلـہ ھے جو بہت جلد ھمارے سامنے پیش آنے والا ھے - اگر یہ راستہ کھل گیا تو اسکا مطالب یہ ھوگا کہ قسطنطنیہ میں سلطان محض بے دست و پا بنا کر رکھـدیے جائیں ' کیونکہ اسوقت یورپ کي ھر بحري طاقت کے اختیار میں ھوگا کہ جس بات کے لیے چاھیگي اُن پر دباؤ ڈالیگي اور ساحل پر گولہ باري کي دھمکي سے اُسکي تکمیل کرالیگي - سلطان ایک طرف سے تو بحر قازم کي طاقتوں' یعنے انگلستان اور فرانس کے ' اور دوسري طرف بحر اسود کي جانب سے روس کے تابع فرمان بنجائینگے - یہ ایسي صورت ھے جو ایتلاف مثلث (جرمني ' استریا ' ایطالیہ) کو مشکل سے پسند آئیگي' کیونکہ اُس حالت میں جب کبھي ایتلاف مثلث (جرمني ' استریا ' ایطالیہ) اور اتحاد مثلث (روس ' فرانس ' انگلستان) کے درمیان عام معرکہ آرائي ھو جائیگي' تو ترکوں کو مجبوراً اول الذکر کے مقابلہ میں آخر الذکر کا ساتھہ دینا پڑیگا - انھي وجوہ سے میرے خیال میں یہ بھي صاف نظر آئیگا کہ جب یورپین کانفرانس کے سامنے عثمانیوں کي آئندہ قسمت کے جملہ مسائل پیش ھونگے ' اور اُسوقت تک عنان حکومت سر اادرڈ گرے ھي کے ھاتھوں میں رھي' تو انگلستان آبناے باسفورس سے راستہ کھلوادیے جانے کے مسئلہ میں روس کا حامي رھیگا - عثماني سلطنت پر کیسي ھي کچھہ مصیبتیں کیوں نہ آجائے' در دانیال کا راستہ کھل جانا ایک ایسا امر ھوگا ' جس سے بڑھکر خطرناک اور مہلک دشمني مسلمانوںکي زندگي کیساتھہ نہیں ھو سکتي - کیونکہ اس حالت میں خلافت اسلامي اُن تین اشد ترین دشمنان اسلام کے ھاتھوں میں پڑ جائیگي' جنسے اسوقت اسلام کا مقابلہ ھو رھا ھے' یعنے شمال مغربي افریقہ میں فرانس' مصر میں انگلستان ' اور وسط ایشیا میں روس -

خلیفۂ اسلام عیسائي یورپ کا ایک ادنی چاکر بنجائیگا -

یہي سبب ھے کہ اسوقت جو مصیبت کي تاریک گھٹائیں مسلمانوں کے معاملات پر ھر طرف سے چھائي ھوئي ھیں ' اسمیں اس خبر کو روشني کی سب سے عمدہ جھلک سمجھنے پر آمادہ ھوں کہ شاہ فرڈیننڈ نے سلطان سے آیس میں بلغاري عثماني اتحـاد قائم کرنے کي ایک تجویز پیش کي ھے - میري راے میں اگـر یہ اتحاد قائـم ھوگیـا ' تو یہ سب سے بـڑا اور مضبوط اتحاد ھوگا ' جو خلافت کي آزادي کے قائم رکھنے کا ذمہ دار ھوسکے ' اور یہي وہ اتحاد ھوگا جو اغیار کي ھوسوں کو عملي طور پر روک دے سکے - یہ پہلا موقعہ نہیں ھے کہ اس قسـم کے اتحاد کا خیال پیدا ھوا ھو - علانیہ طور پر نہ سہي' لیکن سنہ ۱۹۰۸ ع کے انقلاب ترکي کے بعد سے لیکر آجتـک خاص خاص صحبتوں اور موقعوں میں بارھا اس اتحاد کا ذکر آچکا ھے ' اور میں بذات خود ھمیشـہ اس اتحاد کا مویـد رھا ھوں - میرا خیال ھے کہ سلطان کے لیے یہ بہترین موقع ھے کہ ایک آزادانہ فرصت کی مہلت کو کام میں لاکر اپني سلطنت کي اِس ضرورت کو پورا کرلیں اور اپني پچھلي شکست کي تلافي کرلیں - اگر یہ ممکن نہو اور اگر طاقتونـکي راے ھوئي کہ باسفورس اور در دانیال کا راستہ کھولدیا جاے ' تو میرے خیال میں یہ اس سے ھزار درجہ بہتر ھوگا کہ قسطنطنیہ سے تخت خلافت کو ھٹا کر ایشیاے کوچک میں لیجایا جاے - [لیکن اسکا وقت چلا گیا -

جو ایک ارزتي ھوئي خبر عثماني بلغاري اتحاد کي ارزتي تھي ' اسکي پھر تصدیق نہیں ھوئی - الهـلال]

اِس اھم ترین مسئلہ سے قطـع نظر کرکے ' جسکا ھر پہلو نہایت نازک اور دقیق ھے ' عثماني سلطنت کي فوري ضرورت یہ ھے کہ حکـومت کا انتظام اُن ناقابل اور نامراد ھاتھوں سے لے لیا جائے جنھوں نے اسکے ساتھہ خیانت کي ھے - (کامل) پھر اُسي تیرہ و تارگڑھے میں دھکیل دیا جاے جس سے وہ چار مہینے ھوئے اپنے ملک میں تباھي لانے کے لیے انگلستان کا دوست بنکر نـکلا تھا - نیز عثماني پارلیمنٹ از سر نو جمـع کیجائے - شوکت پاشا دوبارہ وزیر جنـگ مقرر ھوکر فوجي انتظامات اپنے ھاتھوں میں لیں ' اور پارلیمنٹ کي نامزدگي سے ایک ایسي وزارت قائم ھو ' جسکے ارکان اپنے وطن کے سچے خیر خواہ ھوں -[الحمد للہ کہ یہ امید اب واقعہ ھے - الهلال]

سلطنت کي اس عام مصیبت میں میرا خیال ھے کہ مصر کا حصـہ بہت کم ھوگا - غالب سے غالب یہیں تـک ھے کہ ھمارا دفتر خارجیہ سلطان کي فوجي کمزوري سے فائدہ اٹھـا کر کسي نہ کسي شکل میں ممـالـک خدیویہ پر برطانوي دخـل کي منظوري حاصل کرلیگا - یہ ایک افسوس ناک بحث ھے - میں نہیں چاھتا کہ آج اِس مسئلہ کو طول دوں -

تـتـمـہ

میں مضمون لکھہ ھي رھا تھا کہ اس امر کا اعلان سننے میں آ کہ " صلح کي گفتگو لندن میں ھوگي تا کہ ترکونـکے وکلا سر اادرڈ گرے کي صلاح سے فائـدہ اٹھا سکیں " یہ اعلان اصلي حالات کے لحـاظ سے ایک عجیب شومی قسمت کا اعلان ھے - ساتھہ ھي ساتھہ وہ برقی خبر بھي' جو سر اادرڈ گرے کے اخبار (وسٹ منسٹر گزٹ) میں ایشیاے کوچک کي حکومت کي سرخي کے نیچے خصوصیت کے ساتھہ نمایاں طور پر شائع ھوئي ھے ' کچھہ کم نا مبارک نہیں ھے - ایک نے چھپا ھے کہ روس اور انگلستان کے سخت اصرار پر باب عـالی - اِس بات کا فیصلـہ کرلیـا ھے کہ " اناطولیـہ " اور " میا پرتیمیہ " کي حکومت کے انتظام کے لیے ۱۶ - روسي اور انگریـزي انسپکٹر مقرر کرے اور اُن ممالک کي ذمہ دار پبلـک کو ایک حد تک سلف گورنمنٹ عطا کردے - اسکے یـہ معنی ھیں کہ ایشیائے ترکي میں سر اادرڈ گرے کي مشہور معروف ایران والي پالیسي دھرائي جاے ' یعني زار روس کے ساتھہ انتظام حکومت کي تقسیم کي وہ پالیسي ' جو بہ الفاظ دیگر " غارت گري بلا جنگ و جدال " موزوں تر الفاظ سے تعبیر کي جا سکتي ھے -

[الهـلال]

یہ مضمون مسٹر بلنٹ نے ۸ - دسمبر کو لکھا تھا' اسلیے واقعات ما بعد کا اسمیں ذکر نہیں - مسٹر موصوف کو مشرقي مسئلے کے اسرار و رموز پر جیسا کچھہ عبور ھے ' اور علی الخصوص وزارت خانہ لنڈن پر پوشیدہ دسائس و فریب سے جیسی محرمانہ واقفیت رکھتے ھیں اسکا ثبوت انکي کتـاب " تاریخ سري مصر " سے ملچکا ھے - لیڈ (ایڈیٹ) کے مضامین بھی ھمیشہ ایک تازہ شہادت ھوتے ھیں پچھـلے دنوں الھلال کے صفحوں میں آپنے انکا مضمون پڑھا جسکے قیاسات اور اظہارات حرف بحرف صحیح ثابت ھوے - اب دوسرا مضمون ھے - جسمیں صلح کانفرس کے انعقاد تک کے واقعات کي بنا پر انھوں نے اپني رائیں ظاھر کی ھیں -

اسلام دوستي کي یہ سرگذشت اس حکومت کي ھے ' جسے اجمل اسکے بغیر تنخواہ کے ایجنٹ ' مسلم نواز اور وفادار اسلام ظاھر ھوے اپنے خدا اور اپنے ضمیر ' دونوں سے نہیں شرماتے : والله انهم لكاذبون الخاسرون -

کیا صبح قیامت آ گئی

اور مسلمان خواب غفلت سے بیدار نہونگے ؟ ؟

—: * :—

بسلسلۂ " مستقبل الاسلام " نمبر (۱)

— * —

در رہ منزل لیلی که خطرهاست بجان
شرط اول قدم آنست که مجنون باشی

— * —

ہاں ' بني نوع انسان کي تاریخ میں ایک نیا باب کھل گیا ہے ۔ اقوام و ملل کے سمندر میں تلاطم بپا ہے - عمل اور انکشاف کي دنیا میں ایک ہیجان ہے- موت یا زندگي کي کشاکش شروع ہوگئي ہے - مظالم ' نا انصافیاں ' اور خوني ہنگامہ آرائیاں مشرق اور مغرب میں ہر آن متلاطم و متحرک ہو رہي ہیں - ہاں ' ایک شور اور ایک طوفان ہے ' جو ایشیا ' افریقہ ' یورپ میں اُٹھہ رہا ہے اور شمال کو جنوب ' جنوب کو شمال ' اور مشرق کو مغرب ' مغرب کو مشرق بنانے کے لیے بے چین ہے - پھر صدیوں کے بعد اب شہادت گاہیں سنسان مقامات میں قائم ہوگئي ہیں - دار و رسن کي خونی نمایش گاہیں کھل گئي ہیں' جان سپاري اور خون ریزي کے بازار اور دکانیں بھي لگادي گئي ہیں - شہید اعظم ثقۃ الاسلام بھي دار پر منصور کي طرح لٹک رہا ہے - مرا کو ' طرابلس ' ایران ' عرب ' اور مقدونیہ کي کربلاؤں سے کتنے بیزبان شہید ہیں' جو یا صباحاہ یا صباحاہ پکار رہے ہیں' انکي لاشیں ایک صدا ہیں' جو کہتي ہیں کہ

" اے اسلام کے نام لیواؤ ! خواب غفلت سے جاگو ! کیا دیکھتے نہیں کہ یورپ نے کمر باندھي ہے کہ ممالک اسلامیہ کو نیست و نابود کردے" پھر وہ وقت آگیا ہے کہ کوہ صفا پر چڑھکر خدا کے برگزیدہ نبي کي روح اطہر ندا دے : " انا النذیر العریان " اور بتائے کہ عالم فتنہ و فساد سے پر ہے ' جہالت کا اندھیر ہے ' خباثت پھیلی ہوئي ہے - نوع بشر پر جور و جفا کي چھریاں چل رہي ہیں ' لڑائي جھگڑے چھوڑ کر بھائي بھائي بن جائے اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کو فنا کرکے ایک عالم کو نجات دلانیکا وقت آگیا ہے -

بظاہر دنیاء اسلام کے زندہ رہنے کي کوئي اُمید نہیں ہے - معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ع میں کوئي اسلامي سلطنت پردۂ دنیا پر باقي نرہیگي - تمام دنیا کے مسلمانوں کي حالت اب ایسي نازک ہوگئي ہے کہ آیندہ دس برس کے اندر انکو آبادیاں اور بستیاں چھوڑ کر پہاڑوں' جنگلوں' اور بے نام و نشان گوشوں میں پناہ گزیں ہونا پڑیگا- بلکہ اُنہیں اپنے آپکو مسلمان کہتے ہوئے بھي حجاب آئیگا اور مصلحت وقت کي تعمیل ضروري کے [illegible] سے اپني شخصیت چھپانے ہي میں عافیت نظر آئیگي - آج ہم کو اتنا وقت ہے کہ اپنے مظلوم شہیدوں کے نام لے لیکر بین کرسکیں' مگر نہیں معلوم کہ کل کیسے اسباب پیش آجائیں؟ ممکن ہے کہ شاید ماتم رشیوں کي بھي فرصت نہ دیجائے - اور ہر آنسو کے بہانے کے واسطے اجازت اور مصلحت کا منہ دیکھنا ہو ! مسلمانوں ہي نے اپنے آپکو مٹا کر پہلے زمانہ میں اخوت ' عالمگیر وحدانیت اور حقوق العباد کی مشعلیں اسوقت روشن کي تھیں' جب کہ ایک طرف رومي صلیب پرستوں کی سفاکیوں سے خلق خدا بیزار ہو گئي تھي ' دوسري طرف ایراني آتش پرستوں کي زیادتیوں سے دنیا خون کے آنسو رو رہي تھي - اب بھي عالمگیر امن وامان اور عالمگیر سکون کے لئے ایشیا ' افریقہ ' اور یورپ کي زمین مسلمانوں کا پاک خون مانگتي ہے - ہاں ' ہمارے بدلنے سے دنیا بدل جائیگي ' اور ہمارے ایثار میں تمام عالم کي آزادي مضمر ہے -

یورپ نے طرابلس غرب میں کیا کیا قیامت نہ اٹھائے ؟ تبریز اور مشہد مقدس میں وہ کونسي بیرحمیاں ہوسکتي ہیں جو عمل میں نہیں آئیں ؟ اور اب کونسي ہٹ دھرمي اور بیدردي ہے جو سلطنت عثمانیہ کے خون ناحق کے واسطے نہیں کي جا رہي ہے ؟ یورپ کے برتاؤ پر کیا ہم فرقان مجید کے اس نتیجہ خیز شذرۂ معرفت سے سبق نہیں لے سکتے ؟

ولن ترضی عنك الیهود ولا النصری حتي تتبع ملتهم (پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۴ - آیت ۸)	اور (اے پیغمبر) نہ تو یہود ہي تم سے کبھي راضي ہونگے اور نہ نصاری ہی ' تاوقتیکہ تم ان ہي کا مذہب نہ اختیار کرلو -
و ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحو بها - و ان تصبرو و تتقوا لا یضرکم کیدهم شئیاً (سورہ آل عمران) (۱۲ : ۱۱)	(مسلمانو !) اگر تم کو کوئي فائدہ پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور تم کو کوئي گزند پہنچے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم (الکي ایذاؤں پر) صبر کرو اور (انتقام میں زیادتي سے) بچو تو (اطمینان رکھو کہ) انکے فریب سے تمہارا کچھہ بھي نہیں بگڑتا ہے -

پھر کیا ایسی حالت میں مسلمانوں کو صرف یہی مناسب ہے کہ وہ ایک جلسہ کرکے سر ایڈورڈ گرے کے وزارت خانے میں تار بھیجیں اور اس بارگاہ احدیت کي طرف تھوڑي دیر کے واسطے بھي رجوع نہوں' جسکے احکام جبروتي کے آگے تمام دنیوي طاقتیں ہیچ ہیں ؟

اب وقت تار بازي کا گیا - اب وقت اپنے خدا ' اپنے ہادي' اپنے دل اور اپنے عالمگیر منتشر شیرازہ کے چاروں طرف غور و فکر کرنیکا ہے-

آستین نکلي ہوئي جیب و گریباں چاک چاک
دامن محشر سے وابستہ میرا داماں رہا

قوموں کي زندگي میں اُبھار اور جوش کا وقت اتفاق سے آتا ہے - اسلامیت کي زندگي میں بھي یہہ وقت ایک دور ارتقائي کے چکر سے آگیا ہے - اسکے نشیب و فراز پر غور کرنا اور ایک مستقل اور دوامي تحریک کي روح پھونکنا جانبازوں اور فدائیوں کا کام ہے - اب بھي اسلامیت کے پریشان ذروں میں کچھہ شرف نفس کا جوہر باقي ہے - حب وطن ' حمیت قوم' اور عزت کي موت کو ذلت کي حیات پر ترجیح دینے اور اسکے سمجھنے کا میلان پایا جاتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ کے دیوتاؤں کے پوجنے' یورپ کے علوم و فنون کے پس خوردہ کھانے ' اور یورپ کي تہذیب خون آشام کي ریس کرنے سے مسلمان مایوس ہوگئے ہیں ' اور وہ دیکھہ رہے ہیں کہ جتني تحریکوں کے تخم یورپ کے آتش فشاں دھن میں بکھر گئے ان میں نمو اور حیات کے آثار مطلق نہیں - ساتھہ ہي جتني محدود بالارض اور سطحي کوششیں ہوئیں' اُن سے آج تک نہ تو کوئي نتیجہ مرتب ہوا ' اور نہ آیندہ اسکے ہونیکي امید ہے - ایسے پر آشوب اور پر شور وقت میں ایشیا ' افریقہ ' اور یورپ سے آواز بلند ہو رہي ہے کہ:

(۱) خانہ کعبہ کے آزاد دامن امن میں ایک عالمگیر جمعیت فدائیان اسلام کي بہت جلد منعقد ہو - جہاں عربي میں با خبر مسلمان سوچکر بتائیں کہ مسلمانوں کي مذہبي اور سیاسي حالت کسطرح محفوظ رہ سکتي ہے - اس شوراۓ کعبہ کي تجویزیں اور کارروائیاں مختلف مقامي زبانوں میں عالمگیر طریقہ سے شائع کي جائیں :

(۲) نوجوان تعلیم یافتہ مسلمان ' جنکو اپنے دور افتادہ بھائیوں کا درد ہے ' ہجرت کریں' یا کم سے کم کچھہ زمانہ کے واسطے ممالک اسلامیہ میں جا بسیں اور سمجھیں کہ دور کي ہمدردي اور قریب کي ہمدردي میں آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہے - اسطرح اپنے بھائیوں کو اس عالمگیر سلسلہ آمد و رفت سے بیدار کریں اور سیلاب یورپ کي مدافعت کے پشتے اپنے جسم ' اپنے عمل ' اپنے مال اور اپنے خون سے پختہ کریں - ہجرت اور اخوت کو مسلمانوں کي تاریخ سے ایک معني خیز تعلق ہے -

(۳) یورپ کے اُن اسباب کو ایک سخت عالمگیر طریقہ سے بالیکات کر دیا جاے، جن سے ممالک اسلامیہ کا قلع قمع کیا جارہا ہے - اپنے دار العلوم ' اپنے مرکز' اور اپنے چرچے ہوں - ہربرٹ اسپنسر نے جاپانیوں سے کہا تھا کہ اگر اپنی شخصیت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو یورپ کے کل ضروری علوم و فنون اپنی زبان میں کرلو - ایک چپہ زمین کا یورپ کے کسی اجارہ دار کو ندینا - اپنی عورتیں انہیں ندینا اور انکی عورتیں اپنے گھر میں نہ لانا - بظاہر مغربی ہونا مگر باطناً مشرقی رہنا -

(۴) عربی زبان بولنے ' عربی زبان سیکھنے ' اور عربیت کے چرچے کے لیے فوراً آمادہ ہو جانا ' جس سے مرکز اصل کے طرف میلان بالطبع کی راہیں نکلیں ' اور مسلمانان عالم میں اپنے سرچشمہ سے قربت بڑھتی جاے -

(۵) قران مجید پڑھنے اور سمجھنے کے فوری ان تھک وسایل اور طریقے پیدا کرنا ' تا کہ مسلمانان عالم کو معلوم ہو جاے کہ ہمارا رہنما غیر فانی ہے اور ہم کو اسپر یوں اعتماد ہے کہ اسی کی بدولت ہم نے ایک طرف یورپ کے چھکے چھڑا دیے اور دوسری طرف آتش پرستوں کا طبقہ پست دیا اور علوم و فنون کی مشعل لیکر دنیا میں اجالا کر دیا تھا -

(۶) مسلمانان عالم کے دل سے یہ خیال نکالنا کہ یورپ تہذیب و ترقی کا دیوتا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - بلکہ یہ جاگزیں کرنا کہ اسکی کمزوریاں اسکی مقصد کو کھوکلا کر رہی ہیں اور وہ اسوقت دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا رہا ہے -

فرقان مجید لایالونکم خبالا (نصاری تمہیں ضرور پہنچانے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے) کا معلم ہے -

(۷) ہزارہا نوجوان مسلمان یورپ ' امریکہ ' اور جاپان بھیجے جائیں جو سیاسیات اور واقعات جدیدہ کے تجربوں کے علاوہ فنون عملیہ کے ماہر ہوکر آئیں اور وہ بلاد اسلامیہ میں تقسیم کردیے جائیں - ابھی اسکا وقت ہے - ممکن ہے کہ آیندہ دس برس میں کسی مشرقی کو کوئی علم اور فن یورپ اور امریکہ والے نہ بتائیں -

(۸) مسلمانان عالم کا ایک (خزینۃ الاسلامیہ) خانہ کعبہ کے صدر مقام میں قائم ہو - جس میں زکوۃ ' اوقاف ' اور چندہ کا روپیہ فراہم ہوا کرے - بلکہ مسلمانان عالم اسکے واسطے اپنے اوپر ایک خاص ٹیکس (فدیۂ اسلام) کے نام سے مقرر کرلیں - اسی سے مختلف ضرورتیں پوری کریں -

* * *

یورپ نے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ممالک اسلامیہ کے زیر و زبر کرنیکا تہیہ کرلیا ہے ' لیکن تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ ایسی ظالمانہ تحریکوں کی ابتدا بڑے دھوم اور بڑے تیز رفتاری کے ساتھہ ہوئی ہے مگر ایسی تحریکوں کے توڑنے اور مدافعت کے واسطے جو انتظامی طریقے پیدا کئے جاتے ہیں ' انکا آغاز بہت سست اور کمزور ہوا ہے - لیکن بعد چندے وہ ظالمانہ تحریکیں دھیمی پڑجاتی ہیں اور اسکے برخلاف مدافعت پسند طریقے رفتہ رفتہ زور پکڑ جاتے ہیں - یہی حال یورپ اور اسلام کا ہوگا - اسلیے کہ موجودہ واقعات نے مسلمانوں کو یورپ سے بیزار کردیا ہے - ان میں اخوت ' ہمدردی ' اور جاں نثاری کی چنگاریاں زندہ ہوگئی ہیں جو زمانہ کی آب و ہوا سے مشتعل ہوکر شعلۂ برق کا کام دینگی -

(قاران) کی چوٹیوں سے آوازیں آ رہی ہیں اور (مدینہ) کے غیر فانی بادشاہ کی فوجیں آراستہ ہو رہی ہیں -

(محمد نذیر ہاشمی غازیپوری)

[بذیل مراسلات]

الہلال اور مسئلۂ تعلیم نسواں

— * —

محسن قوم و ملک ! السلام علیکم

آپکی آزادانہ و منصفانہ راے زنی کا مرقع صفحات الہلال میں دیکھکر مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں بحیثیت فرقۂ اناث کی ایک ادنی فرد ہونیکے آپسے اپنے کس مپرس فرقہ کی بابت کچھہ عرض کروں مگر ذرۂ بے مقدار کا خورشید تاباں کے مقابلہ میں تیزی دکھلانا علامت حماقت و قابل مضحکہ فعل ہے - بھلا کہاں میں کندۂ ناتراش پردہ نشیں ہندوستانی لڑکی ' اور کہاں آپ جیسے عالم متبحر واجب التعظیم بزرگ -

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عرض مدعا سے قبل میں یہ گوشگذار کردینا انسب سمجھتی ہوں کہ آپ میری اس بیباکی کو میری خیرہ چشمی پر محمول نفرمائیں -

میں آپسے صرف اسقدر نہایت منت سے التجا کرتی ہوں کہ آپ کبھی کسی مناسب موقع پر حقوق نسواں پر روشنی ڈالیں جسکے ضمن میں تعلیم نسواں و حجاب نسواں پر بھی اپنی قیمتی راے کا اظہار فرمائیں -

اگرچہ یہ بدنصیب مسئلے مقاصد الہلال سے قطعی بے تعلق ہیں مگر میرا دل خود رفتہ مجبور کر رہا ہے کہ آپ جیسے ہمدرد قوم کے روبرو اپنے کمزور بیکس و محروم فرقہ کی حالت زار کا فوٹو پیش کرکے آپکے خیالات پاکیزہ معلوم کروں ' خواہ خلاف توقع ہی کیوں نہو - و نیز مجھے یہ بھی امید ہے کہ شاید آپکا صرف ایکمرتبہ زور قلم دکھانا بدنصیب مستورات کی حمایت میں اکثر سنگدل قلوب کو موم کرکے میری بعض ہمجنسونکو جہالت کے غار عمیق میں گرنے سے بچالے اور آپکے زور دار فقرے ' آپ ہی آپ دلنشین آئین انداز تحریر ' ممکن ہے کہ میری مانند اکثر حضرات کے دلوپر رعد و برق کا سا اثر دکھاے - ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

افضال الہی سے ہندوستان کے لاتعداد بزرگان قوم فرائض قومی کو انجام دے رہے ہیں مگر رائے برگشتگی بخت زنان ' کہ کوئی خدا کا بندہ صادق مسیحاے وقت بنکر مستورات کے الم پنہاں کی خبر نہیں لیتا جو ہر عورت کے دل میں بصورت جہالت موجود ہے - الا ماشاء اللہ - میں مقر ہوں کہ تعلیم نسواں کی اہم ضرورت ہندوستان میں زیادہ تر محسوس ہو چکی ہے مگر آہ ! آہ !! ابھی تعلیم اخوان ملک کیطرح عام نہیں ہوئی میرا دعوی غلط نہوگا اگر میں کہوں کہ فیصدی دس عورتیں زیور تعلیم سے مزین نظر آئینگی اور چشم بد دور فیصدی نوے مرد - بس یہی خیال ہمیشہ میرے قلب مضطرب میں ہیجان پیدا کیے رہتا ہے -

میں غالباً ادائے فرض انسانیت سے قاصر رہونگی اگر الہلال کی نسبت چند کلمات عرض نہ کردوں - میرے خیال میں اگر مسلمانان عالم کی بیداری کا کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ الہلال ہے - اور الہلال کو ہی خدا ندیشانہ (حقیقی معنوں میں) پالیسی رکھنے کا شرف حاصل ہے - آپکے پاکیزہ خیالات ناصحانہ انداز بیان کو دیکھکر بیساختہ میرے منہ سے نکلتا ہے کہ :

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

آخر میں میں امید کرتی ہوں کہ میری مرقومۂ بالا ناچیز التجا شرف قبولیت حاصل کریگی فقط -

راقمہ آنمہ

آپکی ایک ناچیز ہندوستانی بہن

ہلال

اُورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ

کیطرف سے

بسرپرستي رایٹ آنریبل سید امیر علي صاحب بالقابه

ترکي سلطنت کو اسلامي قرض حسنه

— * —

چونکه ڈائیرکٹران اُورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ سے یه استدعا کیگئي هے که اِسوقت ترکي سلطنت کو مالي فایده و امداد پهونچانے کیواسطے ایک ایسے عام اسلامي قرض حسنه کا انتظام و بندوبست عمل میں لایا جائے جسمیں بالاتفاق تمام مسلمانان هندوستان کي شرکت و شمولیت هو - لهذا یه فیصله کیا گیا هے که ایک بڑي بهاري رقم زر، بنک کیطرفسے بذریعه جاري کرنے ایسے میعادي تمسکات قرضه کے بهم پهونچائي جائے، جو که بالکل بغیر سود کے هوں - اور پهر یهي رقم کثیر بطور قرضهٔ حسنه گورنمنت عثماني کو بهي اِسي طرح بالکل بغیر کسي سود کے دیدي جائے - اسپر بنک، سرکار عثماني سے صرف ایک قلیل سي مقرره رقم محض بطور کمیشن فقط اُن اخراجات کو پورا کرنیکی خاطر لینا قبول کریگا جو که اِس قرض حسنه کے اجرا و قیام وغیره کے متعلق هونگے - اور کافي رقوم سرمایه کے جمع هوجانے پر بنک کے ڈائیرکٹران فوراً روپیه مذکور کو اُس بندوبست داد وستد اور کاروبار قرضه میں داخل کردینگے جو که ترکي سلطنت کے ساتهه کیا جائیگا - اور وه یا تو اِس شرط و قرار داد پر هوگا که یه ایک سراسر جدید قرضه هے جو سود کي آلایش سے بالکل پاک و مبرا رکهکر هندوستاني مسلمانوں کي طرف سے دیا جاتا هے - اور یا یه که روپیه مذکور سرکار عثمانیه کے اُن موجوده قرضه‌جات کا کوئي ایک حصه یا اُنکی کوئي مقدار کے حاصل کرنے میں دیدیا جائیگا، جو که دولت عثمانیه کي طرف سے بصورت تمسکات عثمانیه جاري کئے گئے هیں - بالفعل جیساکه مشوره دیاگیا هے، صاحبان موصوف طریقهٔ اول الذکر کا اختیار کرنا بوجه اسکے زیاده پسند کرینگے که طریقهٔ مذکور بلحاظ کثیر هندوستاني مسلمانوں کے مذهبي احساسات اور اُنکي لایق قبولیت و قابل قدر خواهشات کے زیاده تر معزز و سرفراز اور زیاده تر مقبول و مناسب و فایده بخش اور زیاده تر قابل منظوري و پسندیدگي هے -

اس غرض کے واسطے جو بانڈز (یعنے تمسکات) منجانب بنک جاري کئے گئے هیں - اُنکو " مسلم لون بانڈز " (یعنے اسلامي تمسکات قرض حسنه) کها جاتا هے - اور یه بهت هي قلیل مالیت کے هیں - یعنے انکي قیمت في قطعه صرف مبلغ پانچ روپیه، دس روپیه، اور پچاس روپیه تک رکهي گئي هے - نیز یه که تمسکات مذکوره اُنکے هر ایک اصل مالک یا جایز وارث و جانشیں کے حق میں حسب ضابطه واجب الادا قرار دیے گئے هیں اور انکا کل روپیه بغیر سود کے اُنکي تاریخ اجرا سے دس سال بعد بلاکم و کاست واپس ملجائیگا - لیکن اگر قرضهٔ مذکور کي واپسي ادائیگي یا وصولي منجانب سلطنت ترکي دس سال کي معیاد گذرنے سے پیشتر هوجائے، تو اس حالت میں روپیه مذکور اُن تمسک داروں کو واپس دیدیا جائیگا جو که اُسیوقت اُسکو واپس لینا چاهیں، اور تمام روپیه جو که اِس مد میں وصول هوگا بنک کي طرف سے اِنویسٹ (یعنے کسي اور کاروبار میں لگاکر مقید) نهیں کیا جائیگا - تاوقتیکه ترکي حکام کے ساتهه جو بندوبست و داد و ستد اور کاروبار قرضه کا هوا هو، وه بالکل مکمل اور پورا نه هوجائے - لیکن حساب فلوٹنگ یعنے چلت میں جمع رکها جائیگا - اور اس سررشته قرض حسنه کے مربي و سرپرست رائیٹ آنریبل سید امیر علي صاحب بالقابه اِس امر کے باقاعده انتظام وغیره کیواسطے حسب ضابطه ایک ایسا بورڈ بهي قائم فرمائینگے جسمیں کئي ایک اعلی عهده داران سلطنت ترکي اور کئي ایک باوسوخ معزز انگریز صاحبان جو سلطنت ترکي کے مذهب اور دوستدار هیں شامل و شریک هونگے - تاکه وه همارے هندوستاني تمسک دار بهائیوںکے فوائد اور حقوق کي بوجه احسن نگراني و حفاظت کرسکیں - اور اس امر کو بهي ملحوظ رکهیں که جو روپیه هندوستان سے جمع کرکے دیاجاے وه ٹهیک اپنے موقعه اور محل مناسب پر لگایاجائے چنانچه اس بارے میں رائیٹ آنریبل سید صاحب ممدوح نے ابهي سے کئي سربرآورده وزراے سلطنت ترکي سے گفتگو فرمالي هے اور بنک کو اپني منظوري بهیجدي هے - پس ڈائیرکٹران بنک یه اُمید اور یقین کرتے هیں که اگر هندوستان کا هر ایک ایسا مسلمان جو اپنے اسلام کي خاطر کسي طرح کم ازکم پانچ روپیه تک بهي قرض دینے کي استطاعت رکهه سکتا هو اِس اسلامي قرض حسنه کا تمسک دار بنجائے تو ایک بهت هي تهوڑي مدت اور قلیل عرصه کے اندر هي کروڑوں روپے - اِس مد میں اکٹهے هوکر جمع هوسکتے هیں - پس ڈائیرکٹران مذکور اسیواسطے هر فرد مسلمان اور هر ایک پیرو اسلام سے بطور اپیل یه عرض کرتے هیں که وه اس اسلامي قرض حسنه کو ایک کامیاب نتیجه پر لانے میں هرگز کوئي بهي رکاوٹ نه رهنے دیویں - اور اس طرح دنیا کو یه ثابت کردهائیں که اس ملک کے مسلمان بهي ابهي تک کیا کچهه کامیابي حاصل کرسکتے هیں -

فارم درخواست براے خرید تمسکات طلب فرمائیے اور براه مهرباني اسکا پورا پورا اندراج فرماکر بمعه کل رقم کے جو اُن تمسکات کي بابت واجب الادا هو، جنکے واسطے درخواست کیجاے، بنام منیجر صاحب هیڈ آفس اُورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاهور یا بنک مذکور کي کسي شاخ کے منیجر کو یا براه راست راقم کے پاس بهیجدیجیے -

مقام لاهور مورخه ۲۲ جنوري سنه ۱۹۱۳ ع

(دستخط) احمد حسن بیرسٹرایٹ لا
منیجنگ ڈائیرکٹر اورئینٹ
بینک آف انڈیا لمیٹڈ لاهور

ایک انگریز کي شریفانه اخلاقي جرأت

مسٹر (اوبري هربٹ) نے انگلستان کي انجمن حامي بلقان کي ممبري سے استعفاء ایک خط کے ذریعه سے دیا، جو انهوں نے اخبارات میں شائع کیا هے - مسٹر موصوف اس خط میں انجمن کے اس رزولیوشن کو سخت ناپسند کرتے هیں جسمیں یه طے کیاگیا هے که دول عظمی پر زور ڈالا جائے که وه مطالبات کے حاصل کرنے میں ریاستهاے بلقان کي مدد کریں اور ترکي پر زور ڈالیں که وه بلقان کے مطالبات من و عن تسلیم کرلے - مسٹر موصوف کهتے هیں که یه تجویز اس ناطرفدارانه پالیسي کے خلاف هے جو انگلستان نے اختیار کي هے - اسکے بعد مسٹر موصوف ناظرین کي توجه ان وحشیانه مظالم کي طرف منعطف کرتے هیں جو بلغاري، سروي، اور یوناني فوجوں نے مسلمانوں پر کیے هیں - پهر وه کهتے هیں که بلقانیوں کے وحشیانه و انسانیت سوز مظالم طشت از بام هوگئے هیں اور اسقدر ناقابل انکار مسلم اور غیر مسلم ذرائع سے ثابت هوگئے هیں که انمیں شک کي گنجایش نهیں، پس اگر انجمن کي بنیاد تعصب مذهبي یا جنسي کے بدلے حق پرستي اور مظلومي کي دستگیري کے اصول پرهے تو اسکو اپنا اول فرض یه سمجهنا چاهیے تها که وه علی الاعلان بلقانیوں کے وحشیانه مظالم پر اظهار نفرت کرے

ادبیات

تنزل اسلام کا سبب اصلی

لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہے اب امر صریح * کہ زمانہ میں کہیں عزت اسلام نہیں
آپ جائینگے جہاں ' قوم کو پائینگے ذلیل * اس میں تخصیص عراق و عرب و شام نہیں

* * *

یہ بھی ظاہر ہے کہ ہیں مختلف الحال یہ لوگ * کوئی چیز ان میں جز ہو مشترک عام ' نہیں
ایشیائی ہے اگر یہ ' تو وہ ہے افریقی * اور کوئی رابطۂ نامہ و پیغام نہیں
لالہ رخ یہ ہے ' تو زنگی و سیہ فام ہے وہ * یہ سمن بر ہے ' وہ موزون و خوش اندام نہیں
اسنے گہوارۂ راحت میں بسر کی ہے عمر * وہ کبھی خوگر آسایش و آرام نہیں
وہ ازل سے ہے کمند افگن و شمشیر نواز * اسکو جز عیش ' کسی چیز سے کچھہ کام نہیں
خوان و ایوان سے بھی سیری نہیں ہوتی اُسکو * اسکو گرنان جویں بھی ہو ' تو ابرام نہیں
اسنے یورپ کے مدارس میں جو سیکھے ہیں علوم * وہ ابھی ابجد تعلیم سے بھی رام نہیں
اسقدر فرق و تفاوت پہ بھی ہے عام یہ بات : * قوم کا دفتر عزت میں کہیں نام نہیں

* * *

پس اگر غور سے دیکھو ' تو بجز مذہب و دین * ہم مسلمانوں میں کوئی حدت عام نہیں
ان اصولوں کی بنا پر یہ نتیجہ ہے صریح : * سبب پستی اسلام ' جز اسلام نہیں

* * *

ان مسایل میں ہے کچھہ ژرف نگاہی درکار * یہ حقایق ہیں ' تماشائے لب بام نہیں
غور کرنے کیلیے فکر و تعمق ہے ضرور * منزل خاص ہے یہ ' رہگذر عام نہیں
بحث مافیہ میں پہلی غلطی یہ ہے ' کہ آپ * جبر و اسلام سمجھتے ہیں وہ اسلام نہیں
آپ کھانے کو بنا دیتے ہیں ' پہلے مسموم * پھر یہ کہتے ہیں ' غذا موجب اسقام نہیں
اعتقادات میں ہے سب سے مقدم توحید * آپ اس وصف کو ڈھونڈھیں تو کہیں نام نہیں
کون ہے شائبۂ شرک سے خالی اسوقت * کون ہے جسپہ فریب ہوس خام نہیں ؟
استانوں کی زیارت کے لیے شد رحال * اس میں کیا شان پرستاری اصنام نہیں ؟
کیجیے مسئلۂ "شرک نبوت" پہ جو غور * کفر میں بھی یہ جہانگیری اوہام نہیں
اب عمل پر جو نظر کیجیے آئیگا نظر * کہ کسی ملک میں پابندی احکام نہیں
اغنیا کی ہے یہ حالت ' کہ نہیں ہے وہ رئیس * جسکے چہرہ پہ فروغ مئے گلفام نہیں
نص قراں سے مسلمان ہیں بھائی بھائی * اس اخوت میں خصوصیت اعمام نہیں
یاں یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہے بھائی دشمن * کونسا گھر ہے جہاں یہ روش عام نہیں
نہ کہیں صدق و دیانت ہے نہ پابندی عہد * دل ہیں ناصاف ' زبانوں پہ جو دشنام نہیں
آیت "فاعتبروا" پڑھتے ہیں ہر روز ' مگر * علما کو خبر گردش ایام نہیں

* * *

الغرض عام ہے جو چیز ' وہ بیدینی ہے * صاف یہ بات ہے ' دھوکا نہیں ' ابہام نہیں
ان حقایق کی بنا پر سبب پستی قوم * ترک پابندی اسلام ہے ' اسلام نہیں

(شباب اعمالی)

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه ، ادلة
على المؤمنين ، اعزة على الكافرين (٥ : ٦٢)

— * —

" النور "

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

— * —

پر اسرار ۱۲ - چھنڈیاں

— * —

(۳)

— * —

اب گذشتہ انقلاب کے تفصیلي حالات آنا شروع ہوگئے ہیں - گذشتہ ڈاک کے مصري اخبارات میں کو تاہرقیوں سے زیادہ نہیں ' اور غریب (الموید) تو بالکل سکتے کي حالت میں ہے' لیان قسطنطنیہ کے اخبارات میں انقلاب کے ابتدائي ' اور انگریزي ڈاک میں بعض نہایت دلچسپ تفصیلات ہیں - ہم آج کي اشاعت میں ان معلومات کا خلاصہ درج کرتے ہیں - آیندہ پرچہ میں اپنے مراسلہ نگار جلیل : (ڈاکٹر مصباح الدین شریف کے) کي چٹھي شائع کرینگے ' اور اسکے بعد اسي سلسلے میں غازي (انور بے) کي خود نوشتہ سوانح عمري -

* * *

گورنمنٹ کو افسروں کي طرف سے بار بار اگاہ کردیا گیا تھا کہ فوج بلا کسي خیال کے جنگ کو دوبارہ جاري دیکھنا چاہتي ہے اور وہ انکے لیے سخت مضطرب ہے - نیز انجمن اتحاد و ترقي کے مدبرین بھي برابر اسي پر زور دیے جارہے تھے ' مگر کامل پاشا اسکا سخت مخالف تھا - اسکا خیال تھا کہ وہ خطرات جو دوسروں کو سامنے نظر آے ہیں' اسکے سامنے بالکل ہیچ ہیں- اسکو ناظم پاشا پر پورا بھروسہ تھا اور اسلیے ان خطرات کي کچھہ بھي پیش بندي نہیں کی گئي -

اس ہونیوالے انقلاب کی صبح کو (طلعت بک) نے کامل پاشا سے ملاقات کي اور اثنائے گفتگو میں صاف طور سے ظاہر کردیا کہ " یا تو باب عالي اس موقع پر دل کي یاد داشت کو منظور کرنے سے انکار کردے ' یا پھر ایک سخت خونریزي کیلیے مستعد ہو جاے ! "

* * *

اس مبارک دن کي دوپہر ڈھل چکي تھي ' تین بجے کا وقت تھا اور خاموشي اور سکون کے خلاف کوئي بات نہیں ہوئي تھي ' کہ یکایک آنے والے حادثے کا پہلا نشان ظاہر ہوا - امجد بک (والي ادرنہ) ایک گھوڑے پر سوار نظر آے ' جنکے ساتھہ پانچ سوار اور تھے - جونہي انہوں نے باب عالي کے طرف جانے کیلیے اپنے گھوڑے کے لگام موڑي ' معاً بارہ آدمیوں کي ایک جماعت قریب کے قہوہ خانے سے نکلتي ہوئي نظر آئي ' اور سڑک پر پہنچتے ہي انھوں نے بغل سے سرخ و سفید رنگ کي جھنڈیاں نکالیں اور انکو بلند کرکے کھول دیا -

یہ عجیب پر اسرار جھنڈیاں تھیں ' جن پر قرآن کریم کي آیات کار چوبي کام سے لکھي ہوئي تھیں ' اور خاموش و ساکن فضاے شہر کو متحرک و متلاطم کرنے میں ایک نا قابل فہم طلسمي اثر رکھتي تھیں - اس جماعت نے جلد جلد قدم بڑھانا شروع کردیا - یکایک ایک دوسری راہ سے ۱۲ - جھنڈے نمودار ہوے - انکے نیچے بھي ۱۲ - یا - ۱۵ آدمیوں سے زیادہ تعداد نہ تھي - چند لمحوں کے بعد ایک دوسرے راستے سے ایسي ہي جماعت نکلي ' اور پھر تیسري اور چوتھي اور پانچویں ' غرضکہ پہلي جماعت اپني سرخ وسفید جھنڈیوں کو لیے ہوئے جوں جوں بڑھتي جاتي تھي ' نئي نئي جماعتیں پورے سکون اور خاموشي سے آآکر ملتي جاتي تھیں - پندرہ بیس منٹ کے اندر شہر کا کوئي راستہ جو باب عالي تک جاتا ہے ' پر اسرار ۱۲ - والي جماعت سے خالي نہیں رہا ' اور بغیر کسي شور و ہنگامے کے ' باب عالي تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑي جماعت فراہم ہوگئي -

جونہي یہ گروہ باب عالي کے بڑے پھاٹک پر پہنچا ' ایک جانب سب کي نگاہیں اٹھہ گئیں - سب نے دیکھا کہ غازي (انور بے) ایک گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں-

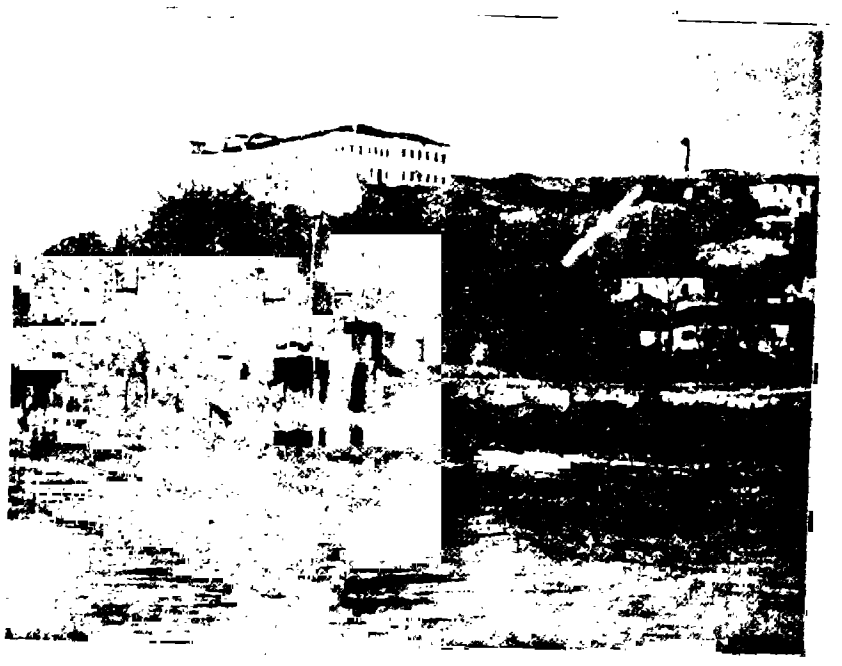

یورپین ترکي کا نظارۂ آخري

سلانیک کا ایک منظر باغ -

* * *

اب یہ ایک پوري با قاعدہ جماعت تھي' جسکي تعداد سو کے قریب تھي - غازي انور بے کے بعد سب سے زیادہ قابل ذکر نیازي بک اور طلعت بے ہیں ' جو سب سے آگے تھے - انکے علاوہ انجمن اتحاد و ترقي کے رہنما اور " فدائي " ممبروں کي جماعت تھي -

صدر دروازے سے بڑھتے ہي جماعت نے سب سے پہلے نعرہ لگایا:

" حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ! ہم ملک کو بچائیں گے ! "-

اس نعرے کے ساتھہ ہي پوري جماعت نے باب عالي کے اندر داخل ہونا چاہا - جو محافظ دستۂ فوج وہاں موجود تھا ' اس نے کسي طرح کي مزاحمت نہیں کي -

قومي جماعت کا باب عالي کے سامنے نمودار ہونا اور پھر یکایک اندر داخل ہوجانا ' اسقدر جلد ظہور میں آیا کہ تمام واقعہ بالکل ایک طلسم معلوم ہوتا ہے -

لیکن در اصل اس واقعہ پر کچھہ بھي تعجب نہیں کرنا چاہیے - تعجب کا اصلي مراز اتحاد و ترقي کے پر اسرار اعمال ہیں' جس کے

بطل طرابلس : غازي فتحي بے

جو ۶۰ - هزار فوج کے ساتھه گیلي پولي میں مصروف کارزار هیں :
اللهم انصره و انصر عساکره !

یه عجیب تماشا دنیا کو دکھلانا چاها تها - في الحقیقت یه ایک پوري مکمل اور باقاعده طے شده کار روائي تهی ' جسکے تمام اسباب و لوازم پیشتر سے فراهم کرلیے گئے تهے -

باب عالي کي محافظ فوج نے کچهه تعرض نهیں کیا ' لیکن کیوں کرتي ' جبکه وه خود اتحاد و ترقي کے جان نثار اور فدائي تهي ؟ صبح هي سے اسکا انتظام کرلیا گیا تها اور با قاعده محافظ دستے کي جگه (اوشک پلٹن) کے سپاهي متعین کیے گیے تهے - یه انجمن کي خاص مددگار جماعت هے -

انجمن کو اس کار روائي کا موقع کیونکر ملا ؟ خاص باب عالي کي محافظ فوج کیونکر بدلدي گئی ؟ کیا اسکي اطلاع دفتر جنگ ' وزرا ' اور پولیس کو نهیں هوئي ؟ یقیناً یه ایک معمه هے ' جسکا حل کرنا سردست مشکل هے (۱)

تاهم اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که انجمن اپنے اس سخت ترین دور مصیبت میں بهي ' جبکه دنیا یقین کرتي تهي که اسکي زندگي کے اخري دن هیں ' اپنے اندر کیسي عجیب اور اعجوبه خیز قوت انقلاب رکهتي هے ؟ اور اسکي تدابیر مخفیه کس درجه پخته ' اور اسکے نشانے کس درجه بے خطا هیں ؟

جماعت آگے بڑهکر چند لمحوں کیلیے رکی اور خاموش سپاهیوں کے دستے کے سامنے تیاري کے لے (بالکل اسطرح ' جیسے کوئي تهیٹر میں پارٹ کرتے هوے کهتا هے) چلا کر کها :

" میں اپنے آبائي ملک کي عزت بچانے آیا هوں ' جسکے حقیر و ذلیل کرنے ' ٹهکرانے ' اور روندے جانے میں خائن گورنمنٹ نے کوئی دقیقه اٹها نهیں رکها - اگر تمهاري مرضي یهی هے تو بهتر ' میں بهی راضي هوں - مجهکو مار ڈالو ! میرے سینے کو گولیوں سے چهلني کردو ! میں اپنے سامنے ترکي کي دل خون کن تذلیل و تحقیر تو نهیں دیکهونگا ! زندگي میں یه سننے سے ' مرنے کے بعد سننا بهتر هے که ترکي کیلیے اب دنیا میں عزت نهیں ! "

اب اس تهیٹر کا آخري ایکٹ باقی تها - غازي انور بے ' خلیل بے ' جمال بک آگے بڑهے - انکے پیچهے طلعت بے ' عمر بے ' نیازي بے اور مدحت بک تهے - یه تمام لوگ وزارت اعظم کے دفتر میں جهاں اس وقت وزرا کي مجلس ' یادداشت کا جواب لکهنے کیلیے منعقد تهي ' اپنے معمولی کپڑوں میں بے باکانه داخل هوگئے -

اصلی نشست کے هال کا دروازه چند قدموں کے فاصلے پر تها که

(۱) لیکن آئنده نمبر میں همارے خاص مراسلہ نگر جلال نوري بے کي یادداشت اس راز کو ایک حد تک حل کردیگي - (الهـــلال)

سب سے پہلے کامل پاشا کا ایڈیکانگ (نافذ بے) نکلا اور ریوالور لیے هوے وسط راه میں راسته روک کر کهڑا هوگیا - لیکن معاً ایک گولي چلي اور وه زمین پر ڈهیر تها -

اسکي متابعت ناظم پاشا کے ایک خفیه ایجنٹ اور ایڈي کانگ (توفیق بک) نے کي ' لیکن اسکو بهي مهلت نهیں ملي - سب کے اخر میں خود (ناظم پاشا) باهر نکلا اور (انور بے) کو دیکهکر کها :
" یه کیا گستاخی هے ؟ "

ایک پرانے افسر (مصطفی نجیب) نے کها : " گستاخي ' گستاخي تم کررهے هو ! "

ساتهه هي فیر کر دیا اور متواتر تین گولیاں اسکے جسم سے نکل گئیں .....

کامل پاشا کے مصاحب نے (ناظم پاشا) کے قاتل کو مار ڈالا ' لیکن خود بهي نه بچ سکا - بعض لوگوں کا بیان هے که کسي " فدائي " کی گولي اسکے حصے میں آئي - بعض اسکے قاتل کو ایک فوجي افسر بتلاتے هیں -

* * *

گولیوں کے چهوٹنے کي اواز سنکر محافظ دستۂ فوج میں ایک جنبش پیدا هوئي - ایک دو سپاهیوں نے (انور بے) کي طرف بندوق کي نالی بهي کردي ' لیکن اُس نے کسي بات پر توجه نهیں کي - وه اپنے ارادوں میں منهمک ' اور گویا کسي طے شده نقشه کے مطابق ایک کے بعد ایک منزل سے گذر رها تها - وه سیدها هال کے اندر چلا گیا اور کامل پاشا کے سر پر کهڑے هوکر حاکمانه لهجے میں بغیر کسي تمهید کے کها :

" میں حکم دیتا هوں که یا تو لڑائي جاري رکهنے کي قسم کهاؤ اور یا اس کرسي کو چهوڑ دو ! اگر تم نے ذرا بهي پس و پیش کیا تو یاد رکهو که اسي وقت یه تمام فضا خون آلود هو جائیگي "

کامل پاشا نے جو اس وقت بالکل سرد پڑ گیا تها ' ڈرتے ڈرتے جواب دیا :

" میرا خیال جنگ جاري رکهنے کے خلاف هے - میں استعفا دیتا هوں "

(انور بے) نے صرف اتنے هي کو کافي نهیں سمجها ' بلکه اُسي وقت استعفا کا مضمون کاغذ پر لکهکر پیش کردیا اور کامل نے بلا کسي وقفه کے دستخط کردیے -

استعفا جیب میں رکهکر اس نے هال کے چاروں طرف نظر ڈالي اور تمام سابق وزرا سے کها :

" براه عنایت آپ تمام حضرات اپنے اپکو نظر بند یقین کریں '

خلیل بک

سابق وزیر داخلي ' اور حالیه صدر دار الشوری :

یہاں تک کہ نئي وزارت قائم ہوجاے "
یہ لوگ رات کے دو بجے رہا کردیے گئے تھے -

* * *

اس اثنا میں کیا حکومت بالکل غافل رہي ؟

نہیں ' لیکن انجمن کے جادو نے سب کو سلادیا تھا ' اور اب بیدار کرنے کي وقتي کوشش بے فائدہ تھي - باب عالي کي محافظ فوج کا حال لکھہ چکا ہوں ' اور پھر مزید یہ کہ اسکا افسر غائب تھا - اس پورے عرصے میں سپاھیوں کو کوئي حکم نہیں دیا گیا کہ موجودہ حالات میں انھیں کیا کرنا چاھیے ؟

محافظ دستے کے افسر نے ایسا ظاھر کرنے کي کوشش کي ' گویا اتفاقاً اسکے آنے میں دیر ہوگئي ' لیکن در اصل ایک شریک انقلاب افسر اسپر مسلط کر دیا گیا تھا کہ حرکت نہ کرسکے -

خاص شہر کے حاکم کي سرگذشت نہایت عجیب ھے - اول تو اسکو بہت دیر میں اطلاع ملي ' پھر سب سے نزدیک کے فوجي بارک میں جاکر سپاھیوں کو جمع کرنا چاھا ' مگر معلوم ہوا کہ وہ تو سب کے سب سازش میں شریک ھیں !

وہ دوڑا ہوا دوسري پلٹن میں گیا ' لیکن وھاں افسر موجود نہ تھے !

سپاھیوں کو حکم دیا کہ طیار ہوں ' مگر انھوں نے نہایت سرد مہري سے یہ جواب دیکر ٹالدیا کہ " افسروں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دینگے " ! بالاخر نا امید ہوکر خاموش ہوگیا ! !

لیکن یہ خاموشي ' سپاھیوں کي عجیب خاموشي سے بھي عجیب تر تھي - کیا یہ خود بھي شریک سازش تو نہ تھا ؟

عجب نہیں ' کیونکہ اب دنیا بدل گئي تھي اور ہر چیز کا مالک (انور بے) تھا !

* * *

تھوڑي ھي دیر کے بعد (غازي انور بے) دوبارہ نمودار ہوا - اب اسکے ھاتھہ میں فرمان سلطانی تھا : " ھزیکسلنسي محمود شوکت پاشا وزیر اعظم مقرر کیے گیے "

اس خبر کے اعلان کے ساتھہ ھي کمیٹي نے پہلا کام یہ کیا کہ عوام میں سکون اور با قاعدگي پیدا کرنے کي انتہائي کوشش شروع کردي ' جنکے ہجوم اور ہنگامے سے ایک محشر جوش و خروش بپا تھا - کمیٹي کے ممبروں ھي میں یہ کام تقسیم کردیا گیا ' کیونکہ اب انکے سوا پبلک کو کوئي خاموش نہیں کرا سکتا تھا -

اِسکے ساتھہ ھی اتحاد و ترقي کے مخالفین و معاندین کي گرفتاریاں بھي شروع ہوگئیں - دول خارجہ کے سفرا نے مفروزین کیلیے محفوظ مقامات مہیا کیے اور اسطرح سعید پاشا (پسر کامل پاشا) مختار بک (پسر شیخ الاسلام) اور محل کے ماتحت سکرٹري رشید پاشا نے فوراً بھاگ کر سفرا کے یہاں پناہ لي -

اب دیکھنا یہ ھے کہ انجمن کا سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھہ کیسا رہتا ھے ؟ وہ دشمن ' جنسے انتقام لینے کي آج پوري طاقت حاصل ھے - کیا انجمن انکو سخت سزائیں دینا پسند کریگي ؟

* * *

بظاھر سازش کنندوں کي تعداد بہت قلیل تھي ' وقت اور فرصت اس سے بھي کم ' تاھم انھوں نے جس مستعدي ' چالاکي ' اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھہ ایک عظیم الشان انقلاب پورا کردیا ' وہ ھمیشہ نا قابل فراموش رہے گا -

ٹیلي فون اور ٹیلي گراف کے وہ تمام تار کاٹ ڈالے گئے تھے ' جو باب عالي ' محل سلطاني ' اور دفتر جنگ میں باھم مخابرہ کا ذریعہ ہوسکتے تھے - اسماعیل افندي ایک شامي اتحادي ھے ' جو کمیٹي کے ماتحت خفیہ پولیس کا افسر تھا - اسکے ماتحت سپاھیوں کا ایک گروہ اور خفیہ پولیس کے آدمي دیدیے گئے تھے ' تاکہ تمام اخبارات کے دفاتر کي نگراني کریں ' نیز انکے دروازوں پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا تھا کہ نہ تو کوئي شخص اندر سے نکل سکے ' اور نہ باھر کا کوئي شخص اندر جاسکے -

انقلاب کے ظہور کے ساتھہ ھي گورنمنٹ کے تمام ممبروں کي گرفتاري میں بھي عجیب و غریب قوت کا اظہار کیا گیا - صرف یہي لوگ نہیں ' بلکہ وہ یورپین اشخاص بھي گرفتار کرلیے گئے تھے ' جن سے انجمن کو کسی طرح کا خطرہ تھا -

اینٹولیا ریلوے کا ڈائرکٹر : ایم - ھگنن ' جرمن قنصل خانے کا مترجم : ھرر بیر ' اور ایک انگریز مسٹر کنگھم نامي ' جو نیشنل بنک کا منیجر تھا ' اُسي وقت گرفتار کرلیے گئے تھے اور پانچ بجے تک گرفتار رہے -

اگرچہ اور تمام وزرا رات کے ۳ - بجے رہا کردیے گئے ' لیکن عبد الرحیم پاشا وزیر مال ' اور رشید پاشا وزیر داخلہ اب تک مقید ھیں -

[بقیہ مضمون مقالۂ افتتاحیہ صفحہ - ۶ -]

اسطرح کي نکتہ چیني سے نہ گھبرائیں - کوئي ھر ھم کو چاھیے کہ جس جوش سے اسکي سچي راے میں اسکا ساتھہ دیں ' اتني ھي سختي سے اسکي غلطي پر نکتہ چیني بھي کریں - ابھی مولانا ازاد اپکے سامنے تقریر کر رہے تھے ' لیکن کیا یہ غلط راہ چلیں گے تو ھم انکو چھوڑ دیں گے ؟ (ازاد بد کبھي نہیں)

* * *

مسٹر محمد شریف بیرسٹرات لا نے تحریک کي کہ اس جلسہ کے رزولیوشنوں کي نقل وزیر اعظم انگلستان کے پاس بھیجي جاے ' نیز انگلستان اور ھندوستان کے اخبارات میں شائع ہوں -

آخر میں انریبل مسٹر فضل حق نے پریسیڈنٹ کیلیے روٹ اف تھینکس دینے کي تحریک کي اور چودھري نواب علي صاحب کي تائید سے بالاتفاق منظور ہوئي -

یہ جلسہ جس قوت اور عظمت کے ساتھہ منعقد ہوا ' اب اسکا اندازہ آپ روئداد کے لفظوں سے کیا کرینگے - جو لوگ کلکتہ کي حالت سے واقف ھیں وہ جانتے ھیں کہ کل تک یہاں مسلمانوں کے جمع کرنے سے زیادہ کوئي کام مشکل نہ تھا ' لیکن اب کچھہ عرصے سے حالت متغیر ھے - ٹرن ھال میں پچھلے دنوں سب سے بڑا مسلمانوں کا جلسہ " مسلم لیگ " کے سالانہ اجلاس کا ہوا تھا ' لیکن باوجود داخلے کیلیے ٹکٹ کي شرط اٹھادینے کے ھمیشہ کرسیاں اپني بے رونقي پر متاسف رھیں -

برخلاف اسکے یہ ایک حقیقي معنوں میں مسلمانوں کا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں ھر طبقے اور ھر درجے کے لوگ شریک تھے - بیرسٹر ' وکلا ' زمیندار ' رؤسا ' اور عام تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شاید ھي کوئي ایسا عظیم الشان مجمع منعقد ہوا ہو - جوش اور اضطراب کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ھے کہ صبح سے موسم بالکل بدل گیا تھا ' اور عین جلسہ کے اجتماع کے وقت بارش ہو رہي تھي ' تاھم پورا ھال ' دونوں طرف کے برآمدے ' سامنے کي گیلري ' اور سیڑھیوں تک انسانوں کے سوا اور کوئي چیز نظر نہیں آتي تھي - تقریروں کے اثنا میں جس جوش و خروش کا اظہار ہوا ' وہ بھي ھمیشہ یادگار رھیگا - مظالم کي خونین سرگذشتیں جب سنائي جاتي تھیں ' تو ھزاروں آنکھیں اشکبار نظر آتي تھیں - ھز ھائنس سر اغا خاں کے ذکر پر مجمع میں جو برھمي پیدا ہوئي ' اُس سے بھي دلوں کي حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ھے -

مقامي پريس نے بالاتفاق جلسه کي اهميت کا اعتراف کيا هے -

* * *

هم نے اس جلسه کي روئداد الهلال کے مقالهٔ افتتاحيه کے حصے ميں درج کي، حالانکه ناظرين هماري عادت سے واقف هيں که جلسوں کي رپورٹيں، اور تقريروں کے خلاصے کبهي بهي رسالے ميں درج نهيں کرتے، حتی که ايک مرتبه کے سوا کبهي هم نے اپني بهي کوئي تقرير الهلال ميں شائع نهيں کي، با وجوديکه کئي ماه سے کلکته ميں کوئي هفته اس سے خالي نهيں جاتا -

اس کا سبب بيان کرنے سے پہلے دو رائيں کو درج کر دينا ضروري هے جو هندوستان کے مشرق و مغرب، دو مخالف سمتوں سے حال ميں ظاهر کي گئي تهيں -

ابهي شايد ايک هفته بهي نهيں گذرا که مقامي اينگلو انڈين اخبار نے مسلمانوں کي موجوده پوليٹکل حالت پر ايک ليڈنگ ارٹيکل لکها تها، جسميں يه ثابت کرنے کي کوشش کي تهي که "آجکل مسلمانوں نے ٹرکي کے معاملات کي نسبت جو صدائيں بلند کرنا شروع کردي هيں، وه تمام تر چند انتهائي خيال کے نوجوانوں کي اشتعال انگيزي کا نتيجه هے، جنکو بنگالي اکسٹريمست لوگوں سے مدد مل رهي هے"

گويا اسکي نگاه ميں وه صدها جاسے جو تمام اطراف هند ميں هو رهے هيں، بيسيوں عظيم الشان اجتماع جو کلکته ميں هر هفتے منعقد هوتے هيں، اور علی الخصوص اُس ماس ميٹنگ کے ڈيڑهه لاکهه مسلمان، جو ۶ - فروري کو هالڈے اسٹريٹ کے ميدان ميں جمع هوے تے - سب کے سب نيشلسٹ هندوں اور انکے مجهول الحال ساتهي مسلمانوں کے غيرذمه دار مناظر تے !

يه هم کو معلوم هے که گليليو (Galileo) نے سنه ۱۶۳۰ ع ميں دوربين ايجاد کي تهي، جسکو مسيحيت کے هاتهوں سخت مصيبتيں اٹهاني پڑيں، کيونکه اسلام اور علم، دونوں مسيحيت کے هاتهوں يکساں طور پر ظلم سهتے رهے هيں، ليکن هم کو معلوم نهيں که سنه ۱۹۱۳ ع ميں (انگلشمين) کے پرنٹنگ هاوس ميں کوئي ايسي ٹلسکوپ ايجاد کي گئي هے، جس سے قريب کي اشيا بڑي نظر آنے کي جگه، کئي سو حصے چهوٹي نظر آتي هيں !

دوسري راے همارے ايک اردو معاصر کي تهي جس نے لکها تها که:

"جب سے الهلال نکلا هے، کلکته کے مسلمانوں کے جلسوں کا اعتبار جاتا رها، کيونکه هم جانتے هيں که وهاں اب جسقدر چهوٹے بڑے جلسے هوتے هيں، وه صرف ايک هي شخص کے خيالات کا عکس هيں" -

اگر کوئي تنها شخص ايک پورے شهر کے خيالات ميں تبديلي پيدا کردے، جسکے اندر تين چار لاکهه مسلمان بستے هيں، تو اسکو اس قوت کيليے خدا کا شکر گذار هونا چاهيے، ليکن هم نهيں سمجهتے که يه دونوں نزديک اور دور کي نظريں ٹرن هال کے اس جلسے کي کيا تاويل کريں گي ؟ يه ايک پورا قائم مقام جلسه تها، جسميں نه صرف کلکته، بلکه بنگال کے عمائد و نائبين شريک تے - رزوليوشن جسقدر پيش هوے، انکو ايڈيٹر الهلال نے پيش نهيں کيا، بلکه ان لوگوں نے پيش کيا، جنکا نام غالباً (انگلشمين) نے اکسٹريمست مسلمانوں کي ياد داشت ميں ابهي درج نهيں کيا هوگا - پهر کيا يه جلسه بهي اکسٹريمست هندوني سازش کا نتيجه هے ؟

اصل يه هے که تم نے خود هي هم کو ٹهوکر لگاکر بيدار کيا هے، پهر جب هم کروٹ بدلتے هيں تو کبهي بگڑتے هو، اور کبهي اپنے دل کو تسلي دينے کيليے فرض کرليتے هو که بيداري کا وجود نهيں - يه بالکل بے فائده هے - حقائق و واقعات آج جهٹلائے جا سکتے هيں، مگر کل کو انکے نتائج سے بچنا آسان نهوگا -

فهرست

زراعانهٔ دولهٔ عليهٔ اسلاميّه

— * —

(۱۱)

	روپيه	آنه	پائي
بذريعه جناب احمد دين صاحب بخاري :			
چندهٔ کلکته	۲۳	۱۲	۰
چندهٔ بزرگان چکوال جو ميان غلام نبي کريالے والے ضلع جهلم چکوال نے بهيجا هے	۱۳۰۷	۰	۰
ميان محمد امين صاحب خليفه	-	۰	۰
بذريعه جناب مولوي محمد شهاب الدين - مسافر - مانکتله - محله ميان باغ قدم رسول نمبر ۲۴۷ کلکته :			
نقد	۵۶	۱	۹
زيورات - چاندي کي هنسلي ايک عدد - چاندي کا طوق ايک عدد - چاندي کا جوشن ايک جوڑا هاتهه کا بالا چار عدد (چاندي کا) - چاندي کي بالیان باون عدد - انگشتري دس عدد زنجير چاندي کي ايک عدد - چاندي کي گهڑي ايک - ناک کا پهول سونے کا چهه عدد - گلاس پيتل کا ايک -			
کرتا - ريشمي ساڑي ايک - کرتا ايک - ٹوپي ايک - پگڑي ايک -			
بذريعه جناب عبد اللطيف صاحب ناظر ضلع پرتاب - ناسک	۱۹	۱	۰
بذريعه مولوي نذير احمد خان صاحب سهسرامي - محله مجاهد پور بهاگلپور سيٹن			
حضرت مولوي سبحان احمد خان صاحب	۲۷	۳	۰
نذير احمد خان صاحب	۲	۵	۰
حاجي عشرت علي خان صاحب	۲	-	۰
حسن جان صاحب	۲	-	۰
مولا بخش صاحب	-	۸	۰
شير علي صاحب	-	۸	۰
ميان جان صاحب	-	۴	۰
نبي ميان	-	۴	۰
بذريعه جناب نواب علي صاحب - بي - اے - ايل - ايل - بي - وکيل باره بنکي			
سيد فضل احمد صاحب - مسواي	۱	-	۰
اهليه شيخ سجاد علي صاحب بهاري	-	-	۰
گمنام	-	-	۰
جناب محمد حسين صاحب - سندواي - شاهجهاں پور	۷	-	۰
شيخ بقائي	۱	-	۰
اينگلو سنسکرت ٹائپ فاونڈري	۴	-	۰
اهليه شفقت حسين صاحب کهنڈوه	۱	۸	۰
والده صاحبه " "	-	۸	۰
همشيره صاحبه " "	۱	-	۰
نباز علي خانصاحب منگلا تبديلي وزارت کے سکريٹر ميں	۱۵	-	۰
عبد الرحيم صاحب - سوئٹ کارڈ باندہ	۵	۱	۰
عبد القادر خان	-	۸	۰
مسماة محبوبن صاحبه	-	۶	۰
" انيس صاحبه	-	۶	۰
عبد الرحمن صاحب باندہ	۲۰	-	۰
خواجه محمد يوسع صاحب حيدر اباد دکن	۵	-	۰
حبيب الحق صاحب بهاگلپور	۵	-	۰
غلام نظام الدين صاحب بانکي پور	۲	-	۰
متين احمد صاحب بانکي پور	۱	۲	۶
چند مسلمان طلبا بانکي پور	-	۵	۰
ايک صاحب از کوئلي	۸	-	۰
عبد الکريم صاحب کوهيما	۸۵	-	۰
احمد حسين صاحب راحت مراد آباد	۱	-	۰
عاشق علي خانصاحب کوهيما	۱۱۴	۹	۰
عيرت برسنان نيور مسلمانان (ڈيره اسماعيل خان) بذريعه حزب الله خانصاحب	۳۶۰	-	۰
ميزان	۲۱۴۳	۳	۶
سابق	۹۵۱۳	۱۵	۰
ميزان کل	۱۱۶۵۷	۲	۶

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۸

Calcutta: Wednesday, February 26, 1913.

قیمت فی پرچہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد بن السید خیر الدین الحسینی الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

"الہلال"

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, February 26, 1913.

فہرست

تلغراف خصوصی ۱

شذرات ۲

مقالۂ افتتاحیہ

حدیث الغاشیہ (۱) ۵

مقالات

معجزہ و خوارق (۱) ۸

فکاہات

مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم

ادبیات

جواب شکوہ و اعیان

مذاکرۂ علمیہ (اسئلۃ و اجوبتہا) ۱۳

ریویو

شئون عثمانیہ

فرانس سے ایک صدائے انصاف ۱۷

انگلستان اور اسلام (۱۰)

مصر کی ڈاک ۱۸

مراسلات

اعلان ۱۸

نامہ وران غزوۂ بلقان

عثمانی جنگی جہاز "باربروس" ۱۹

فہرست ز اعانۂ دولۃ علیۂ اسلامیہ (۱۲) ۲۰

تصاویر

مسٹر مظہر الحق بیرسٹرات لا (بانکی پور) ۳

چرتھی صدی ہجری کی تحریر کا ایک ٹکڑہ ۱۵

عثمانی جنگی جہاز "باربروس" کے بالائی حصے کا ایک منظر ۱۹

تلغراف خصوصی

(قسطنطنیہ: ۲۵ - فروری)

گیلی پولی میں دشمنوں نے عقب سے حملہ کیا - نہایت ذلت آمیز شکست کے ساتھہ فرار پر مجبور ہوے - ۸ - سو لاشیں اور ایک توپ میدان جنگ میں چھوڑیں - ہمارے ۸۰ - شہید اور ۱۰۰ - زخمی ہوے -

ادرینوپل پر دشموں کی قوت بالکل ضعیف اور ناقابل ذکر ہے - بلغاری فوج میں رسد کی قلت، اور فوجی بے دلی کے آثار شدت سے نمایاں - تدابیر و انتظامات کے نتائج عنقریب نمایاں ہونگے - (مصباح)

(۲)

(۲۲ - فروری)

برف باری کی شدت سے گیلی پولی میں دشمنوں کی نقل و حرکت پر قدرتی بلا نازل ہوگئی - سخت مصائب میں مبتلا ہوگئے - (انور بے) کی نسبت ابھی کوئی خبر نہیں - ہمارے خلاف گذشتہ عہد کے مفسدین سرگرم فساد ہیں - ایک بہت بڑی سازش کا انکشاف ہوا - پانچ مفسد لیڈر گرفتار کیے گئے - (مصباح)

ایک پر منفعت کاروبار

—:ﷺ:—

یا الہلال کی ایجنسی

— * —

الہلال گو ہفتہ وار ہے، مگر اسکی ایجنسی مشہور روزانہ اخبارات کی ایجنسیوں کیلیے پر منفعت نہیں - اس وقت دہلی، بانکی پور، پٹنہ، جھانسی، حیدر آباد، وغیرہ مقامات کے ایجنٹ پچیس تیس روپیہ ماہانہ آسانی ماہوار پیدا کرلیتے ہیں - پھر ایک صدائے دینی و ملی کی اشاعت میں معین ہونے کا اجر اخروی اسکے علاوہ - شرائط بہت سادہ اور آسان ہیں - ۲۵ - فی صدی کمیشن کچھہ کم معاوضہ نہیں - بہت جلد خط و کتابت کیجیے - (منیجر)

شذرات

چندہ ہلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(۱)

اغاز اشاعت الہلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط ہمارے پاس آتے رہے ہیں، جن میں ہم سے پوچھا گیا ہے کہ اعانۂ ہلال احمر کے چندے کو کہاں بھیجا جاے ؟ اور فلاں فلاں ذرائع معتمد ہیں یا نہیں ؟

بارہا اصرار کیا گیا کہ اسکا جواب الہلال میں دیں ' تاکہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہوسکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارے میں الہلال کے مشورے کو وقیع سمجھتے ہیں' انکے لیے موجب بصیرت ہو -

لیکن ہم نے آجتک الہلال میں نہ تو اس بحث کو چھیڑا' اور نہ کبھی ذرائع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص راے دی -

جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے ' تو انکو جوابات دیدیے گئے اور حتی المقدور اسپر اصرار کیا کہ ۲۵ - پونڈ تک بھی رقم جمع ہوگئی ہو تو براہ راست ترکی بھیجدیں -

خود بھی ہم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ صرف ترغیب و تشویق ہی کو اپنے لیے کافی سمجھا - خود کلکتہ میں بھی جس قدر روپیہ جمع ہوا' مقامی انجمن ہلال احمر کے سپرد کردیا - اسی اثنا میں اپنے بعض اخوان طریقت اور احباب و مخلصین سے خاص طور پر اسکی تحریک کی نوبت آئی ' اور ایک صحبت میں کچھ روپیہ جمع ہوگیا - ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھ یہی راے ہوئی کہ یہ عاجز ہی اپنے ذریعہ سے روانہ کرے -

مجبوراً اس رقم سے الہلال کی " فہرست زراعانہ " کھولدی گئی اور باہر سے جو روپیہ خود بخود اکثر آجاتا تھا اور یا واپس کردیا جاتا تھا یا انجمن کے سپرد کردیا جاتا تھا ' وہ بھی اسی میں شامل ہونے لگا -

ہم نے ارسال زر کے اُن ذرائع کی نسبت جو ہندوستان میں موجود ہیں ' کیوں بحث نہیں کی ؟ صرف اسلیے کہ اسطرح کے امور میں ہم ہمیشہ سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے ہیں - عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچھ عجیب حال ہوتا ہے - وہ معاملات کو انکی اصلی اور معمولی حالت میں دیکھنے کے عادی نہیں - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اشخاص کی غلطیوں کے افشاء کے ساتھ ' سرے سے اس کام ہی کے نسبت بے دلی پیدا ہو جاتی ہے ' جسمیں وہ اشخاص بھی اور صدہا اشخاص کے ساتھ شریک تھے -

یہ ایک نہایت ضروری نکتہ ہے ' جسکی طرف سے کام کرنے والوں کو اغماض نہیں کرنا چاہیے -

پس اس بنا پر ہم نے اس تمام عرصے میں' باوجود طرح طرح کے مخالف اثر کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت ہمیشہ پیش نظر رہے ' خاموشی ہی کو اولی و مناسب سمجھا -

لیکن اب دیکھتے ہیں کہ خاموشی مصلحت سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئی ہے - کیونکہ اس بارے میں ہماری معلومات ظن و قیاس نہیں' بلکہ اب یقینیات تک پہنچ گئی ہے -

پس مجبور ہوگئے ہیں کہ مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلیے علانیہ مشورہ دیں -

اس امر کے اظہار کیلیے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں کہ جو روپیہ آج ترکی کی اعانت کیلیے باسم و حقیقۃ اعانت اسلام جمع ہو رہا ہے ' وہ کس درجہ قیمتی ہے ؟ بیوہ عورتوں نے اسکے لیے فاقے گوارا کیے ہیں ' اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں سے پیسے چھین کر اسمیں شامل کیے ہیں - یہ روپیہ نہیں ہے' بلکہ دل و جگر کی قاشیں ہیں ' جو اسلام پرستی اور عشق الہی سے بھرے ہوئے سینوں نے پیش کی ہیں' اور سچی اور حقیقی قربانیاں ہیں ' جو اس صدی میں پہلی مرتبہ فرزندان اسلام کر رہے ہیں -

پھر اگر اس میں سے ایک پیسہ' پیسے کے اگر دس حصے ہو سکتے ہیں تو دسواں حصہ بھی ضائع جاے ' اور اس مقصد میں صرف نہ ہو ' جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا ہے ' تو ہمارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاہئیں ' اور ہم کو اپنے منہ سے خون تھوکنا چاہیے - انصاف کیجیے کہ جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنی دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی ہے ' تو اسکو پورا یقین ہوتا ہے کہ یہ چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف ہونگے ' اور پھر چند دنوں کے بعد یہ یقین کرکے ایک نا قابل اندازہ روحانی خوشی حاصل کرتی ہے کہ اسکی دی ہوئی رقم اس مقصد میں صرف ہوگئی - نہیں سمجھ سکتا کہ اُس ذمہ داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اُس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کی ترغیب دینے والوں' چندہ لینے والوں' چندے کی انجمنوں' تمام اخبارات بلکہ تمام پرستاران خداے اسلام کے ذمے عائد ہو جاتی ہے -

مگر ایسا کہنا بے فائدہ ہے ' کیونکہ میری بصیرت اور میرا علم مجھسے کہتا ہے کہ غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح ہے ' افسوس کہ اسکا یقین اتنا صحیح نہیں !

احباب یقین فرمائیں کہ اس بارے میں میرے احساسات جس درجہ درد انگیز ہیں ' انکو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں ' اور علی الخصوص اس وقت ' کہ دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار ہے -

اول تو اصولاً دیکھیے کہ حالت کیا ہے ؟ چندے کا کوئی با قاعدہ انتظام نہیں ' کوئی ارگنا ئزیشن نہیں ' کاموں میں اتحاد اور باہمی تعاون نہیں - دینے والے ہاتھ ہیں اور وصول کرنے والی جیبیں یا پھر وہ بنکیں ' جہاں اپنے نام سے وہ جمع کرا دیں - جس شخص کا جی چاہتا ہے فرضی انجمنیں قائم کرلیتا ہے - چندوں کیلیے فہرستیں کھولدیتا ہے - نہ کوئی حساب و کتاب ہے اور نہ کوئی نگرانی و احتساب -

لیکن تا ہم یہاں تک بھی مضائقہ نہ تھا اگر اس درجے سے بلند ہوکر نظروں کو دیکھنے کیلیے قابل اطمینان حالت نظر آتی' مگر اصلی رونا تو اسکا ہے کہ یہ بھی نہیں حالات عموماً چند در چند خدشات و خطرات سے معمور ہیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور بین طور پر نا قابل اطمینان - پھر زیادہ افسوس یہ ہے کہ انکی تشریح کر نہیں سکتا کہ وہی مصلحت کار خاموش رہنے پر مجبور کرتی ہے -

خیر' اس سے آگے بڑھیے اور فرض کیجیے کہ یہاں سے روپیہ بحفاظت تمام قسطنطنیہ کی " مرکزی ہلال احمر " میں پہنچ گیا اور وہانسے باقاعدہ رسید بھی آپکے پاس آگئی - یہ سعی و کوشش کی آخری سرحد ہے - لیکن طول طویل مراسلات ' کافی جستجو و تحقیق' معتبر و موثق ذرائع سے استفسارات' پوری ذمہ داری

اور اپني راے کي عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے هیں که اس اخري سرحد کے بعد بهي همکو اطمینان نهیں ! !

یه نهایت دل شکن اور افسوس ناک خیالات هیں جو هم ظاهر کر رهے هیں - مگر ناظرین کو اس امر کا اندازه هوچکا هے که هم اس قسم کے امور میں اپني راایوں کي قیمت کچهه نه کچهه ضرور قائم رکهنا چاهتے هیں - پس وه سمجهه سکتے هیں که کوئی ایساهی یقین ' اور کوئي-ایسي هي سخت مجبوري هوگي ' جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا : والله علی ما اقول شهید -

هم چار ماه سے اس بارے میں قسطنطنیه کے بعض احباب سے خط وکتابت کررهے تهے - پهر اسپر اکتفا نه کرکے هم نے بعض ذمه دار اصحاب سے بهي خط وکتابت کي اور پچهلے دنوں ایک چهه صفحےکي چٹهي خود هزیکسلنسي محمود شوکت پاشا اور شیخ مرسی کاظم افندي کو لکهي - اسمیں علاو آور اُمور کے دوصفحے صرف اسي بارے میں تهے - پهر تار کے ذریعه دوخلاصهٔ استفسار امور کا جواب نفیاً یا اثباتاً طلب کیا جو الحمد لله که همکو پهنچ گیا هے -

اس وقت تمام عالم اسلامي سے اگر چند اخص الخواص مخلصین اسلام منتخب کیے جائیں ' تو انکي تعداد بهت زیاده نهوگي ' مگر بهت کم لوگوں کو معلوم هے که ایسے لوگوں کي فهرست میں سب سے زیاده نمایاں نام مصر کے پرنس (عمر طوسون پاشا) کا هوگا ' جو في الحقیقت ایک مخلص ترین خدمتگار ملت اور ایک سچا جاں نثار اسلام هے - یه شهزادهٔ غیور و اسلام پرست آج دو سال سے مرکز اسلام کے انتهائي مصائب میں جو گرانمایه خدمات انجام دے رها هے ' اسکي نظیر اس پوري صدي میں بمشکل ملیگي - طرابلس میں غازي (انور بے) کے پاس (با وجود هر طرفسے راه کے مسدود هونے کے) هزارون مجاهدین کیلیے سامان جنگ کي کثرت اور هر طرح کي ضروریات قیام ومکان کي موجودگي نے ایک عالم کو متحیر بنا دیا تها ' مگر یه راز لوگوں کو معلوم نهیں که کون خاموش قوت تهي ' جو یه سب کچهه مصر میں بیٹهے بیٹهے انجام دے رهے تهي ؟ یه سب کچهه پرنس (عمر طوسون) کي فدا کارانه کوششوں کا نتیجه تها ' اور آج جنگ بلقان کے موقعه پر بهي وهاں جو کچهه هو رها هے ' اسي خدائے ملت و اسلام کي مجاهدات کا نتیجه هے -

هم نے اس بارے میں پرنس موصوف سے بهي مراسلات کیں اور ارسال زر کے متعلق خاص طور پر مشوره طلب کیا -

قسطنطنیه کي موجوده انجمن هلال احمر جنگ یونان کے زمانے میں قائم هوئي تهي ' لیکن اُس زمانے میں با لکل سرکاري تهي اور جسقدر روپیه جاتا تها وه یلدیز میں جمع کردیا جاتا تها - جنگ طرابلس کے شروع هونے کے بعد انجمن نے از سر نو کام شروع کیا ' لیکن اب سرکاري خزانے یا دفتر وزارت سے اسے کوئي تعلق نهیں ' صرف ایک انجمن هے جو عام پرجوش ممبروں اور بعض عهد داران سلطنت سے مرکب هے ' اور جس قدر ترکي میں اور ترکي سے باهر کي امداد سے روپیه جمع هوتا هے ' اسکو بطور خود اپني تحویل میں رکهکر زخمیوں کي خدمت ' طبي وفود کے ارسال ' اور شفاخانوں میں بیماروں کي خبرگیري کا انتظام کرتي هے -

حکومت کو اعتراف هے که جنگ طرابلس میں اسکے مشنوں نے عمده خدمات انجام دي تهیں -

سب سے پهلے ابراهیم پاشا اسکے پریسیڈنٹ بناے گئے تهے ' پهر حلمي پاشا هوے - یه انتخابي عهده هے ' نه که به حیثیت عهدهٔ سرکاري -

اپنے ذاتي شوق سے جو عورتیں کام کرتي هیں ' اور جنمیں بڑا حصه مصري اور یورپین ترکي کي مهاجر عورتوں کا هے ' انکے علاوه ایک جماعت یورپین نرسوں کي بهي انجمن نے نوکر رکهه لي هے -

قوم کا ایک راستباز ' آزاد خیال ' اور قابل تعریف فرد :
مسٹر مظهر الحق بیرسٹر ایٹ لا (بانکي پور)
جو آخر کے دو سالوں سے نهیں ' بلکه ابتدا سے اپنے سیاسي اعتقادات میں صراط مستقیم پر هیں ' جنهوں نے لیگ کے گذشته جلسے میں " سوراج ایل سلف گورنمنٹ " کے بے معني نصب العین سے حق پرستانه مخالفت کي - وه کلکته کے گذشته ٹون هال کے جلسے میں مسلمانان هند کے اصلي جذبات کے بهترین عنوان پر ترجمان و وکیل تهے - فجزاه الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء -

اب سب سے مقدم بات قابل غور یه هے که یه انجمن حکومت سے کوئي تعلق نهیں رکهتي ' پس اسکو روپیه دینا ' خواه وه کیسي هي مفید کام کرنے والي انجمن هو ' مگر حکومت کو روپیه دینا نهیں هے -

آپ یهي کهه سکتے هیں که قسطنطنیه کي ایک انجمن کو روپیه دیا ' مگر دراصل آپ اس یقین کے بهروسے هیں که اپنے ترکي حکومت اور دولت خلافت کو روپیه دیا -

یه صاف بات هے (جیسا که هم نے محمود شوکت پاشا کو لکها هے) اور اسکو چهپانے کي ضرورت نهیں که مسلمانان هند کو هلال احمر کي غرض سے روپیه بهیجتے هیں ' مگر اس سے مقصود اصلی ترکي حکومت کي خدمت انجام دینا هے ' جسکو وه اپنے عقیدے میں اسلام کي عزت کا محافظ سمجهتے هیں - پس ایسي حالت میں ضرور هے که انکي مدد حکومت کے هاتهوں تک پهنچے جو سمجهه سکتي هے که اس وقت مدد کے مستحق وه زخمي هیں جو اچهے هوکر میدان جنگ میں جائیں گے ' یا وه صحیح و سالم انسان هیں جنکے قوت و ضعف پر چند لمحوں کے اندر دائمي فتح و شکست کا دار مدار هے ؟

جنگ ایي حالتوں کا آپکو یا هم کو تجربه نهیں اور نه علم - فرض کیجیے که آج پچاس هزار زخمي مرهم پٹي کے محتاج هیں ' لیکن ساتهه هي ایک هزار صحیح و سالم جنگ آزماؤں کو غذا کي بهي ضرورت در پیش هے ' اور اگر بر وقت نهیں ملتي تو عجب نهیں ایک قیمتي زمین کا ٹکڑه هاتهه سے نکلکر فتح و شکست کا نقشه بدلدے - پس ایسي حالت میں ان پچاس هزار زخمیوں کو مرهم پٹي ضروري هے یا هزار آدمیوں کي زندگي ؟

هم هلال احمر کیلیے روپیه جمع کرتے هیں مگر پهنچنا چاهیے ایسے هاتهوں میں جو اصلي اور مقدم ضرورت کے لیے اسکو صرف کریں

هفتهٔ جنگ

یه هفته با لکل خاموشي میں گذر رها هے - (حقي پاشا) کے سفر انگلستان کي نسبت طرح طرح کي افواهیں مشہور کي گئیں ' مگر بالاخر انهوں نے لندن میں ظاهر کردیا که میرے سفر کو ان افواهوں سے کوئي تعلق نہیں ' نیز ایڈریانوپل اور جزائر کو چھوڑ کر صلح کرنے کا بھي کوئي ارادہ اپنے ساتھه نہیں رکھتا -

ایک اهم واقعه ترکي کا مالي مسئلے کي مشکلات کو حل کرنا هے - موجودہ وزارت کے تدبر و دانشمندي کا یه ایک دوسرا ثبوت هے - مالي مسئلہ کے انتظامات میں وہ غیر متوقع کامیابي حاصل کر رهي هے - ریوٹر نے اس بارے میں صرف اتني خبردي هے که بارکوں اور پوید کي زمین کي ضمانت پر (بلجیم) سے نصف ملین پونڈ قرضه وصول کیا گیا هے - نیز حکومت نے بہت سي چیزیں فروخت کردیں ' جن سے اتني هي رقم اور بھي وصول هوگئي اور اس طرح سپاهیوں کي تنخواہ اور رسد کے وقتي انتظام کي طرف سے اطمینان هوگیا -

لیکن في الحقیقت جو انتظامات عظیمه روپیے کے طرف سے اطمینان کامل حاصل کرلینے کیلیے (طلعت بے) نے بغیر استمداد دول یورپ کیے هیں ' وہ اس سے زیادہ وسیع اور عظیم الشان هیں ' اور امید هے که جنگ کي ایک طویل مدت تک کیلیے حکومت کو مالي افلاس سے نجات مل جائیگي -

لیکن جبکه دولت عثمانیه جنگ جاري رکھنے کیلیے ان دقتوں سے روپیه فراهم کر رهي هے ' تو ان مسلمانان هند کو اپنا فرض نہیں بھولنا چاهیے ' جنهوں نے اسے جنگ پر آماده کیا هے -

بمبئي کے عثماني قونصل کو جو اطلاعات قسطنطنیه سے ملي هیں ' انسے معلوم هوتا هے که ایڈریانوپل پر خفیف سي گولہ باري جاري هے - کوئي بڑا مقابله نہیں هوا - گیلي پولي اور بلیر میں ترکي قلعے مضبوط و شدید ' اور دشمنوں کي قوت نقل و حرکت کي جرأت نہیں کرتي -

معلوم هوتا هے که ایڈریانوپل کے طرف هٹ کر گیلي پولي کي طرف بڑھنے کے ارادے میں بھي بلغاریا و سرویا کو پوري ناکامي هوئي هے اور خبروں کا نه آنا (بقول ایک مشہور انگریزي ضرب المثل کے) کوئي معنے رکھتا هے نه اچھي خبر هے -

مگر هم کو یقین هے که غازي (انور بے) کسي نہایت هي عظیم الشان مخفي ارادے سے سرگرم کار هیں ' اور گو ابھي خود قسطنطنیه میں کسي کو معلوم نہیں که وہ کیا کر رهے هیں ؟ مگر عنقریب وہ اپني محیر العقول اور حیرانگ ساز صورت میں دنیا کے سامنے ظاهر هونے والے هیں -

یه کیسي تمسخر انگیز مگر شرارت و دسائس سے لبریز حرکت هے که ادهر تو میدان کارزار گرم ' اور صلح برهم هوچکي هے ' اور ادهر البانیا کي تقسیم ' سقوطري کا الحاق ' رومانیا اور باغاریا کے مقبوضه مقامات کے سرحدي نقشے ' اور تقسیم و تحدید کے مشورے طے پا رهے هیں !

اسٹریا اور روس میں جنگي طیاروں کي خبریں پھر گرم هیں ' رومانیا اور باغاریا کي کشید گیاں بڑھتي جاتي هیں ' مگر امید نہیں ان بادلوں کي گرج اس وقت برس سکے -

۲۴ - فروري کا تار مظهر هے که - ایڈریانوپل میں گولہ باري جاري هے ایک باغاري آلهٔ هوائي جسے روسي لفتننٹ چلاتا تھا ترکي لین میں اترا اور گرفتار کرلیا گیا - ایک قوي بلغاري فوج جو کاڈیکوني سے بڑھه رهي تھي درگھنٹے کي جنگ کے بعد پسپا هوگئي - اسي وقت دشمن کي اور فوج بڑھي اور البسان کي پہاڑیوں پر قبضه کرلیا لیکن ترکي والنٹیروں نے رات کے حملے میں قبضه واپس لے لیا -

اسٹریا و روس فوجي تیاري کر رهے هیں جرمني و فرانس فوجي طیاریوں میں سرعت کے ساتھه کوشاں هیں - ایم ڈیل کیس فرانس کي جانب سے سینٹ پیٹرسبرگ میں سفیر مقرر کیا گیا هے جس سے پیرس میں بڑي خوشي هوئي - مسٹر پانیکار کے تقرر پر فرانس کے ساتھه روس نے دوستي کا مزید اظهار اسطرح کیا هے که مسٹر پانیکار کو آرڈر آف سینٹ اینڈرو عطا کیا -

بانکي پور کے جلسے

گذشته سنیچر اور اتوار هم نے بانکي پور میں بسر کیا ' اور کیا مبارک هیں زندگي کي وہ گھڑیاں ' جو دل کي ایک تپش ' اور انکھوں کے ایک قطرۂ اشک کے ساتھه بسر هو جائیں !

بالعموم مسلمانان بانکي پور میں جو خود فروشانه جوش و خروش ' اور اسلام پرستانه والهٔ و اضطراب اس موقعه پر نظر آیا ' وہ همارے لیے ایک نہایت امید افزا منظر تھا - هم نے دیکھا که آگ بھڑکي هے ' تو تنور کا کوئي گوشه تپش سے خالي نہیں ' اور دلوں کي صفیں هر جگه برهم هیں - اسمیں کسي خاص شهر کي خصوصیت نہیں - البته آگ اسلیے هے ' تا که اس سے کام لیا جاے ' اور کوئي ایسا چراغ روشن کرلیا جاے جو چولهے کے ٹھنڈے هوجانے کے بعد بھي جلتا رهے ' یهي ایک خیال هے ' جسکي خلش موجودہ جنگ کے آغاز سے اس وقت تک همارے دل میں هے ' اور انجام کار الله کے هاتھه میں هے -

انجمن اسلامیه بانکي پور کے جلسے میں اس عاجز کي تقریر " واقعهٔ میلاد نبوي " پر تھي ' اور وہ صرف اسي غرض سے شام کو منعقد هوا تھا - یه جلسه اس لحاظ سے قابل ذکر هے که قوم کے آگے ذکر میلاد کا ایک نیا نمونه پیش کیا گیا -

عنوان تقریر: لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنة تھا -

دوسرے دن عیدگاہ کے میدان میں هلال احمر کا جلسه عام تھا - بیس هزار آدمیوں کا اجتماع ' دانا پور تک سے جلوسوں کا پیدل آنا اور شریک جلسه هونا ' الله اکبر کي صدا هاے پیهم ' اور پھر وہ محویت و بیخودي کي سرشاري ' جس سے مجمع کا کوئي کونه خالي نه تھا ' في الحقیقت ایسے مناظر نه تھے جو همیشه میسر آئیں ' اور ایسي صدائیں نه تھیں جو جلد بھلادي جائیں -

میں تمام بزرگان و کارفرمایان بانکي پور کو انکي اس مستحق حمد تحسین و اتباع بیداري و خدمات جلیله پر مبارکباد دیتا هوں اور شکر گذار هوں اُس پرجوش و خلوص استقبال اور اظهار محبت و نوازش کیلیے ' جو اس عاجز کیلیے انهوں نے ظاهر فرمایا ' اور جسکا ایک نمونه کیلیے بھي اپنے تئیں اهل نہیں سمجھتا -

طلباے شهر کے جوش و محبت کے اظهارات خاص طور پر همیشه یاد رهیں گے -

البته یه دیکھکر سخت افسوس هوا که باهمي نزاعات و منافسات اور فریقانه مدافعات کے مرض متعدي سے آجکل کي اسلامي خدمات کي مقدس فضا بھي خالي نہیں ' اور هر جگه کا یهي حال هے - میں امید کرتا هوں که هلال احمر کے جلسه کي اخري تقریر میں جو معروضات اس عاجز نے پیش کي تھیں ' بزرگان بانکي پور انسے اغماض نه فرمالیں گے -

۲۶ فروری ۱۹۱۳ء

الہلال

۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ھجری

حدیث الغاشیہ

(۲)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار

یا

یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

حزنی سادہ دل امروز دگر چوں ہربار
بہ سخن ہائے فریب تو تسلی شد و رفت

جنوری کے اوائل میں میں نے لکھنؤ کی گذشتہ صحبتوں کی نسبت ایک افتتاحی مضمون لکھا تھا ' لیکن بعض دیگر مضامین کی اہمیت و ضرورت نے اسکو وقت پر شائع ہونے کی مہلت نہ دی - شاید سر دست اس بحث کو دوبارہ نہ چھیڑتا لیکن نواب وقار الملک بہادر کی تحریر گرامی نے (جو پچھلے دنوں علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوئی ہے ' اور جسکو ہم نے بھی الہلال میں نقل کیا تھا) ایک نیا موقع اس ذکر کا پیدا کردیا ہے -

میں اس وقت سخت بیمار ہوں اور بستر پر لیٹے لیٹے یہ سطور لکھ رہا ہوں - اس بارے میں نہایت تفصیل سے بحث کی ضرورت تھی ' مگر اس وقت تفصیل ممکن نہیں - پس صرف چند ضروری امور کی طرف اشارہ کرونگا ' کیونکہ وقت نکلا جارہا ہے -

الہلال نمبر (۵) میں جو مضمون " حدیث الغاشیہ " کے عنوان سے نکلا ہے ' وہ در اصل اس لیڈنگ ارٹیکل کا ایک ابتدائی ٹکڑہ تھا ' جو میں نے لکھنؤ سے آکر لکھا تھا میں نے اس مضمون کو اس تحمید ماثور سے شروع کیا تھا کہ : الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ' و الیہ النشور (حمد و ثنا اس قادر و قیوم کیلیے ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی)

فی الحقیقت ان جلسوں کے ذکر میں پہلی چیز جو سامنے آتی ہے ' وہ لیڈروں کے اس اجباری و رہبانی اقتدار کے طلائی بت کا پارہ پارہ ہونا ہے ' جسکی مشرکانہ پرستش نے برسوں سے مسلمانوں کے اجتہاد فکر اور ازادی راے کو فنا کردیا تھا ' اور جسکے رعب و ہیبت کے آگے اجتک قومی قوت کو ظاہر ہونے کی جرأت نہیں ہوتی تھی قومی راے اور ازادی خیال کی یہ ایک قوت تھی ' جس نے پوری قوم کو ایک بے جان لاش بناکر لٹا دیا تھا ' لیکن لکھنؤ کے جلسوں میں اس لاش نے زندگی کی پہلی کروٹ لی - اور غالباً ہمارے لیڈروں کو پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ چاندی سونے کی قوت کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی بستی ہیں -

لیڈری نے اقتدار کا یہ بت عجیب الخواص تھا - یہ طلائی تھا ' اسلیے جب کبھی شملے کی چوٹیوں سے آفتاب نکلتا ' تو اسکا جسم ایک شعلۂ جوالہ کی طرح چمکنے لگتا - اس وقت دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجاتیں - لیکن تاریکی میں اسکی صورت مہیب تھی ' اور دیکھنے والوں کیلیے خوفناک - لکھنؤ کے جلسوں میں اسنے اپنی دونوں صورتیں دکھلائیں - وہ چمکتا بھی تھا اور مہیب بھی بنتا تھا '

لیکن نہ تو آنکھیں خیرہ ہوئیں ' اور نہ لوگوں کے دل ہلے - بالاخر عاجز آکر مجبور ہوا کہ ایک عظیم الشان بت کا معبودانہ اقتدار و جلال چھوڑ کر ' عام انسانوں کی طرح عاجزانہ مکر و سازش کی کوششوں سے کام لے ' اور جس قوت کو میدان جنگ میں شکست نہ دیسکا ' اس سے سازش کے خیموں میں عہدہ برا ہو : کذلک نبلوھم بما کانوا یفسقون (۷ : ۱۲۲)

ہم اس امر کو اتنی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اب دہرانے کی ضرورت نہیں - ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قومی کاموں میں تنظیم اور تشکیل کیلیے جسدرجہ لیڈروں کی ضرورت ہے ' اس سے کہیں زیادہ انکا خود مختارانہ اقتدار ' ضرر اور مہلک بھی ہے - اسلام دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تاکہ انسانوں سے اُن تمام اقتداروں کو چھین لے ' جنکے ذریعہ وہ تحکم اور جبر کے ساتھ غیر مسئولانہ حکومت کرتے ہوں ' اور پھر خواہ یہ اقتدار دنیوی رؤساء کے ہاتھوں میں ہو ' خواہ مذہبی پیشواؤں کے حکومت کے ہاتھ میں ہو ' یا دسی بت خانے کے پرجاریوں کے قبضے میں ' کہیں ہو ' اسلام اسکا دشمن ہے ' اور اسکو شرک فی الصفات قرار دیتا ہے ' کیونکہ اُسکے نزدیک غیر مسئول ہونا اللہ کی صفت ہے ' پس جو شخص اس صفت کو اللہ کے سوا کسی کی طاقت میں تسلیم کرتا ہے ' وہ خدا کی صفت میں دوسرے کو شریک کرتا ہے : ما کان لرجل ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبو ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ - (۳ : ۷۳) (۱)

وہ اس طرح کے اقتدار کو صرف " اللہ " کے ساتھ مخصوص کردیتا ہے : (ان الحکم الا للہ) اور اسی کو دین قیم قرار دیتا ہے (ذلک الدین القیم) پھر اگر اس اقتدار کا حق دنیوی امور میں کسی شے کو ہے ' تو وہ صرف قوت " شوریٰ " یا جماعت کا اجماع و مشورہ ہے ' اور وہ بھی اپنے تمام اعمال میں احکام الہیہ کے تابع رہنے پر مجبور -

پس یہ ایک شرک جلی تھا ' جو ایک کھلی بت پرستی کی صورت میں تمام پیروان توحید پر مسلط ہوگیا تھا - ہر شخص جو (علی گڈھ) دو چندہ دینے کیلیے روپیہ رکھتا ہو - ہر شخص جسکے پاس علم کی جگہ چاندی سونا ہو - ہر دولت مند ' جو کسی اجتماع کے موقعہ پر ایک پر تکلف ڈنر دیسکتا ہو - ہر رئیس ' جسکے پاس سائیسوں کیلیے بہت سی موٹر گاڑیاں ہوں - ہر قیمتی پوشاک ' جسکی جیب بھاری ہو - ہر آواز ' جسکے گرد ایک حلقۂ تحسین ہو ' غرض ہر وہ شے ' جسکا وزن بھاری ' اور رنگ سنہری ہو ' اس امر کا قدرتی حق رکھتی تھی کہ سات کروڑ انسانوں کا اپنے تئیں معبود و مسئول ظاہر کرے ' اور قومی راے ' ازادی خیال ' حق و صداقت ' فضل ' تجربہ و دانشمندی ' غرضکہ دنیا کی ہر شریف قوت کو اپنے آگے سجدہ کرائے - اسکی رائیں حکم ہوں ' اسکا حکم شریعت ہو اور اسکی شریعت غیر منسوخ : یفعل مایشاء و یحکم ما یرید :

وکذلک جعلنا	اور اسی طرح ہر انسانی ابادی میں ہم
فی کل قریۃ	بڑے بڑے لوگ پیدا کیے کہ وہی ان میں
اکابر مجرمیہا	بد اعمال بھی تھے ' تاکہ ان ابادیوں میں
لیمکروا فیہا ' وما	مکر و فساد پھیلائیں - حالانکہ وہ جسقدر
یمکرون الا بانفسہم	کرتے ہیں ' اپنے ہی ساتھ کرتے ہیں (کیونکہ
وما یشعرون	وہ انہی کے آگے آنے والا ہے) مگر وہ اس
(۶ : ۱۲۴)	حقیقت کو نہیں سمجھتے -

ہم نے لکھا تھا کہ اولین منزل لیڈروں کی لیڈری کا نہیں بلکہ اسکی ہیبت و سطوت کے تسلط کا بت ہے ' ایک مرتبہ یہ

(۱) یہ حق کسی انسان کو حاصل نہیں کہ وہ خدا اسکو کتاب و عقل یا نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے احکام کی اطاعت کرو اور اسطرح مجھکو پوجو ا

اگر یہ دیوتا گرادیا گیا' تو پھر اس بساط پیشوائي کے تمام مہرہ ہاے اصنام خود بخود سرنگوں ہو جائیں گے - پس لکھؤ میں جو اچھے ہوا' وہ اس امر کا ثبوت بھی تھا کہ کم از کم اس مشرکانہ ہیبت کا بت تو قومي راے کے گزرگراں سے مجروح ہو چکا ہے ' اور اگرچہ گذشتہ ایک سال کے عرصے میں موسم کي تبدیلی کے آثار بالکل زائل اور ظاہر تھے ' تاہم یہ پہلي شکست ہے جو قوم نے افراد کو دي ' توقع سے زیادہ اور اُمیدوں کے برخلاف - اور قومي زندگي کی یہ پہلي آواز ہے جو مسلمانوں کي مجلس میں اٹھي' امید سے زیادہ قوي' اور توقع سے زیادہ بلند - زنجیریں بہت بھاري تھیں ' اور پاؤں مدتوں سے مقید - صیاد کا پنجہ سخت تھا ' اور صید بظاہر کمزور' لیکن الحمد للہ کہ رہائي کي پہلي کوشش کا تجربہ بے اثر نہ رہا ' اور بند گر ٹوٹے نہیں مگر ڈھیلے ضرور ہوگئے :

قائل تو ہو گئے ہیں وہ تاثیر عشق سے
موقع نکالنا سو یہ حکمت کی بات ہے

ہمارے عقیدے میں یہ انقلاب حالت ایک الہي کار و بار تھا ' جو صرف اسلیے تھا تاکہ عبرتوں اور بصیرتوں کا موجب ہو' تاکہ بہرے سنیں ' اور اندھے بینا ہوں - تاکہ اس ابدي و ازلي قانون کا ایک نیا معجزہ تم دیکھو کہ حق اور صداقت کي اواز کو کوئي قوت روک نہیں سکتي ' اگرچہ شیطان کے بڑے بڑے مظاہر جمع ہو جائیں - اور سچ ہمیشہ سے ایک ابھرنے والا جوہر ہے ' اگرچہ جھوٹ کي بڑي بڑي چٹانوں سے اُسے دبا دیا جاے : و یحق اللہ الحق بکلمتہ و لو کرہ المجرمون (۴۱ : ۵۲) و ان فی ذالک لذکری ' لمن کان لہ قلب او القی السمع و ہو الشہید (۵۰ : ۳۷)

(۲)

درخت سب بوتے ہیں ' لیکن ہر شخص کي نصیب میں یہ نہیں ہوتا کہ پھل بھي کھاے - پس نہایت مبارک ہے وہ ہاتھ' جو تخم پاشي کے بعد ہي اپنے دامن میں اسکے پھلوں کو بھي دیکھے - مسلمانوں میں نئي حرکت کي تاریخ تقسیم بنگال کي منحوسي سے شروع ہوتي ہے - اس سے پہلے صرف خال خال اشخاص تھے ' جنکو کانگرسي ' باغي ' بے وفاے قوم ' مفسد' اور اسي طرح کے بعض بعض اصطلاحات خاص سے یاد کیا جاتا تھا' مگر قوم کي قوم صرف اس شریعت پر عامل تھي نہ لیڈروں کي گاڑي کھینچتي' انکے ہر حکم پر " سمعنا و اطعنا " کہکر سر بسجود ہوجاتیے اور مسلمانوں کیلئے غلامي و استبعاد کي جو شریعت (پالیسي) انہوں نے مقرر کردي ہے' اس سے سر مو تجاوز نہ کیجیے کہ :

بے حکم شرع اب خوردن خطاست

(طحطاوي) نے (حاشیہ در المختار) میں مذاہب اربعہ کي تقلید کي نسبت غصے میں آکر لکھدیا تھا کہ : من کان خارجاً عن ہذہ الاربعۃ في ہذ الزمان ' فہو من اہل البدعۃ و النار اس سے بھي شدید تر حال ان نئے مجتہدان کي تقلید کا تھا کہ جو شخص انکي تقلید سے انکار کرے ' وہ قطعاً قوم سے خارج اور گمراہ ابدي ہے - وہاں اگر اسپر " اجماع " ہوگیا تھا' تو یہاں بھي مسلمانوں کي " مسلمہ قومي پالیسي " پر " مجارتي " کا سواد اعظم تھا ؛ من شذ' شد فی النار !

پھر غور کیجیے کہ اس نئي حرکت کے بیج کو جگہ پکڑنے ' پھوٹنے ' اور اُبھر کر بلند ہونے کیلیے کتني مدت ملي ؟ اسباب ظاہري میں سے کیا سامان تھا ' جو اِسے میسر ہوا ؟ زمین بظاہر نا موافق تھي ' اور چند اوازوں کے سوا ' جنکے دبانے کیلیے دولت ' اجتماع ' سازش ' اور ریاسانہ و حاکمانہ اقتدار' تمام قوتیں مستعد تھیں ' کون تھا جس نے آبپاشي کي ہو ؟ اعزاز ظاہري اور رسوخ دنیوي جن ہاتھوں میں ہے' ان میں سے ایک متنفس بھي نہ تھا جس نے ساتھہ دیا ہو' مگر با ایں ہمہ آپ نے لکھنؤ میں دیکھا کہ درخت پیدا ہوچکا ہے' اور اسکي شاخیں قوي اور تنومند ہیں - پس یہ في الحقیقت ایک بہت بڑي نعمت و احسان الہي ہے ' جسکے شکر میں گردنوں کو سر بسجود' اور زبانوں کو زمزمہ سنج تحمید و تقدیس ہو جانا چاہیے :

الحمد للہ الذي ہدانا لہذا وما کنا لنہتدي لولا ان ہدانا اللہ . (۷ : ۴۲)	تمام حمد و تقدیس اُس خداے حکیم و قدیر کیلیے' جس نے اس راہ حق و حریت کي طرف ہماري ہدایت کي' اور یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے' اور ضلالت سے نہ نکلتے ' اگر اسکی ہدایت بخشي کي نصرت ہماري مدد نہ کرتي ؛

یہ بھي ایک ظہور تھا اس اعلان حق و معروف کي طاقتوں کا ' جنکي طرف ہم نے پچھلے دنوں " فاتحۂ جلد جدید " کے زیر عنوان اشارہ کیا ہے -

(۳)

ایک بڑي بصیرت جسکي صدا اس انقلاب حالت سے نکلتي ہے' یہ ہے کہ جو کوششیں حق اور سچائي کے اعلان کیلیے کي جائیں' خواہ زمانہ کتني ہي انکي مخالفت کرے ' لیکن وہ دریا کے پاني کي طرح اپني راہ خود نکال لیتي ہیں ' اور کبھي ان لوگوں کي محنت ضائع نہیں جاتي' جو آرزوئے معیت چھوڑ کر حق و صداقت کا ساتھہ دیتے ہیں - کارساز قدرت کا وعدہ ہے کہ : " انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی " میں کسي کام کرنے والے کے کام کو ضائع و زائل نہیں کرتا - قران کریم میں ہر جگہ " والعاقبۃ للمتقین " فرمایا گیا ہے[۲] اور اسکے بھي یہي معنے ہیں کہ دنیا میں انجام کار کي کامیابي صاحبان حق و معروف ہي کیلیے ہے -

پس ہم اُن تمام حامیان حق و معروف کو مبارکباد دیتے ہیں' جنھوں نے پچھلے سال قوم میں آزادي خیال اور طلب حقوق کي تحریک پیدا کرنے میں حصہ لیا - اُس نصرت فرماے حق نے کسقدر قلیل عرصے کے اندر انکي سعي مشکور کے نتائج حسنہ انکو دکھلادیے ؟

حق و صداقت کا اعلان کوئي آسان کام نہیں ہے - اس کے لیے بہت بڑے صبر و انتظار اور تحمل و ضبط کي ضرورت ہوتي ہے - کتني پاک ہستیاں ہیں' جنھوں نے دنیا میں اسکے بیج بوے ' اور اپني بڑي بڑي زندگیاں اسکي آبپاشي میں صرف کردیں - پھر کتنے جانفروشاں حق و صداقت ہیں ' جنھوں نے اپنے اشک ہاے امید اور خونہاے حسرت و آرزو سے اس بیج کے پودے کو سینچا مگر با ایں ہمہ انکي آنکھوں کو اسکے برگ و بار کا منظر دیکھنا نصیب نہ ہوا - نسلوں پر نسلیں گذر گئیں ' جب کہیں جا کر وہ بیج بار اور ہوے -

آج مسلمانوں کي اعمال زندگي کي ہر شاخ میں جو حالت ہو رہي ہے ' وہ حامیان حق و صداقت سے ایسي ہي قربانیوں کي طالب ہے ' جو صبر و انتظار کي انتہائي قوتیں اپنے اندر رکھتي ہوں' اور نتیجہ کیلیے بے صبر نہوں ' بلکہ اپنے کام میں منہمک و مشغول ہوں - ہم ایک ایسي قوم کو چاہتے ہیں کہ از فرق تا بقدم بدل دیں - انکي اعمال و معتقدات کا ایک نقشہ ہمارے سامنے ہے' ہم چاہتے ہیں کہ اسکو بکسر اوراق - دیں ہمارے سامنے ایک سر بفلک عمارت ہے' جسکي دیواریں پہاڑوں کي چٹانوں سے ' اور جسکي چھتیں لوہے کي سلاخوں سے بنائي گئي ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ اسکو مسمار کردیں ' اور ایک ایسي نئي عمارت بنائیں جسکي چھت ہي نہیں' بلکہ بنیاد بھي نئي ہو - پھر اگر یہ ارادہ عظیم ہے ' تو ضرور ہے کہ انتظار کي قوت بھي شدید ' اور صبر کا پیمانہ بھي بڑا ہو - اس راہ کے مسافر

کي تسکين کيليے يه بس کرتا هے که راه صحيح اور موصل الي المقصود هے - کچهه ضرور نهيں که همارے هي قدم منزل مقصود تک پهنچيں - هم نهونگے ' مگر همارے نقش قدم پر چلنے والے منزل مقصود تک پهنچيں گے ' اور جو سفر کا خط هم نے کهينچ ديا هے ' وه انکي کاميابي کے آخري نشان تک رهنمائي کريگا :

نفس نه انجمن آرزو سے باهر کهينچ !
اگر شراب نهيں انتظار ساغر کهينچ !

جب حالت يه هو ' تو پهر اس انقلاب کے ظهور کو کيوں نه ايک غيبي نصرت اور ايک احسان الهي سمجها جاے ' جسکي کوششوں کے نتائج ايک سال سے بهي کم عرصے ميں ظاهر هوگئے ' اور جو بيج سالها سال کے انتظار کي برداشت کے بعد برگ و بار لاتے هيں ' انهوں نے چند مهينوں کے اندر هي اپني ٹهنياں پهيلاديں ؟ البته يه جو کچهه هوا ' محض ايک ابتدائي مظهر نصرت ' اور مستقبل کا پهلا نمونه تها ' پهر تغير صرف ايک محدود دائرے کے اندر هوا اور ابهي همارے اعمال و معتقدات کے وه اصل اصول باقي هيں ' جنکے مقابلے ميں جماعتوں اور گروهوں کے متفقه جهاد کي ضرورت هے - ميں اس تغير کو اس لحاظ سے يقينا اهميت ديتا هوں که وه تغير تها ' اور مسلمانوں کي حالت مدتوں سے صبر متغير هو رهي تهي ' پس تغير خواه کتنا هي ابتدائي اور ضعيف هو ' مگر جمود کي شکست کا مخبر هے - ورنه اس بارے ميں ميرے خيالات بهت وسيع ' اور پيش نظر مقاصد بهت بلند هيں ' مشکل هے که اس وقت اپني نظريں وهاں تک پهنچ سکيں - ميں صرف اس نقطه پر توجه دلانا چاهتا هوں که کام کرنے والے اپنے کاموں کيليے اس تغير کے تذکرے سے فائده اٹهائيں - انکي کوششيں اگر ابهي سالها سال تک ايک اتنا سا تغير بهي پيدا نه کرسکتيں ' جب بهي انکو مايوس نهونا تها ' چه جاليکه اسقدر جلد ايک سخت و نمايان تغير انکو کاميابي کا مژده دے رها هے ' اور يقين دلا رها هے که محنتوں کے نتائج کيليے زياده صبر و انتظار کي آزمايش نهيں هے - پس وه اپني همتوں کو اور قوي کريں ' عمل کي رفتار تيز کرديں ' اور اپنے ايمان و ايقان ميں محکم تر هو جائيں - کل سعي کي اسليے ضرورت تهي که بهرحال سعي کرني چاهيے ' ليکن آج اسليے ضرورت هے که خود نتائج بهي سعي کي دعوت دے رهے هيں - کل تک لوگ غافل تهے ' پس ضرور تها که انهيں هشيار کيا جاے ' مگر اب لوگ آنکهيں مل رهے هيں ' پس هم کو بهي اٹهنے والوں سے غافل نهيں هونا چاهيے :

بايں که کعبه نمايان شود ز پا منشيں
که بيم گام جدائي هزار فرسنگ ست

(۴)

اگر هوا موافق نهو ' دريا مهربان نهو ' اور ستارے رهنمائي نه کريں تو کشتيباں کيا کرسکتا هے ؟ ليکن تاهم کشتي اگر سلامت جاے تو کشتي چلانے والے کا حق تعريف کوئي چهين نهيں سکتا - جو تغيرات اس وقت مسلمانوں کے خيالات ميں هوے هيں ' وه ايک قدرتي نتيجه هے اُن تغيرات کا ' جنهوں نے چاروں طرف سے همارا محاصره کرليا هے ' تاهم جن لوگوں نے ان تغيرات کا ساتهه ديا ' اور

فکاهات

۱۹۱۱ م يونيورسٹي کا نصاب تعليم

— * —

همارے ليڈروں کے مشغلے اب بڑهتے جاتے هيں * که اب سازش کي بهي باقاعده تعليم هوتي هے
هماري مجلس قومي کے جب اجلاس هوتے هيں * تو اخلاقي قواعد ميں بهي کچهه ترميم هوتي هے
بٹهائے جاتے هيں کالج کے لڑکے صدر و پائيں ميں * سکهائي جاتي هے جو کچهه نئي اسکيم هوتي هے
اِدهر اسٹيج پر سرگوشياں هوتي هيں آپس ميں * اشاروں ميں اُدهر فرد عمل تقسيم هوتي هے
طلسم چشم و ابرو کے جو اسرار نهاني هيں * نو آموزوں کو اُن کي دم بدم تعليم هوتي هے
کسي پر تالياں بجتي هيں تحقير و اهانت کي * کسي کي هر ادا پر عزت و تکريم هوتي هے
کسي آزاد گو کے کان ميں کچهه پهونک ديتے هيں * که جس سے کچهه اميد شيوهٔ تسليم هوتي هے
شکايت هوتي هے جب تشنه کامان تفاخر کو * تو پهر حمام سفارت ميں بهي کچهه تعميم هوتي هے
يهاں تک تو خدا کے فضل سے هم نے ترقي کي * اب آگے ديکهيے اِس فن ميں کيا ترميم هوتي هے

(بقاد)

و معتقدات کے وه اصل اصول باقي هيں ' جنکے مقابلے ميں جماعتوں اور گروهوں کے متفقه جهاد کي ضرورت هے - ميں اس تغير کو اس لحاظ سے يقينا اهميت ديتا هوں که وه تغير تها ' اور مسلمانوں کي حالت مدتوں سے صبر متغير هو رهي تهي ' پس تغير خواه کتنا هي ابتدائي اور ضعيف هو ' مگر جمود کي شکست کا مخبر هے - ورنه اس بارے ميں ميرے خيالات بهت وسيع ' اور پيش نظر مقاصد بهت بلند هيں ' مشکل هے که اس وقت اپني نظريں وهاں تک پهنچ سکيں - ميں صرف اس نقطه پر توجه دلانا چاهتا هوں که کام کرنے والے اپنے کاموں کيليے اس تغير کے تذکرے سے فائده اٹهائيں - انکي کوششيں اگر ابهي سالها سال تک ايک اتنا سا تغير بهي پيدا نه کرسکتيں ' جب بهي انکو مايوس نهونا تها ' چه جاليکه اسقدر جلد ايک سخت و نمايان تغير انکو کاميابي کا مژده دے رها هے ' اور يقين دلا رها هے که محنتوں کے نتائج کيليے زياده صبر و انتظار کي آزمايش نهيں هے - پس وه اپني همتوں کو اور قوي کريں ' عمل کي رفتار تيز کرديں ' اور اپنے ايمان و ايقان ميں محکم تر هو جائيں - کل سعي کي اسليے ضرورت تهي که بهرحال سعي کرني چاهيے ' ليکن آج اسليے ضرورت هے که خود نتائج بهي سعي کي دعوت دے رهے هيں - کل تک لوگ غافل تهے ' پس ضرور تها که انهيں هشيار کيا جاے ' مگر اب لوگ آنکهيں مل رهے هيں ' پس هم کو بهي اٹهنے والوں سے غافل نهيں هونا چاهيے :

بايں که کعبه نمايان شود ز پا منشيں
که بيم گام جدائي هزار فرسنگ ست

(۴)

اگر هوا موافق نهو ' دريا مهربان نهو ' اور ستارے رهنمائي نه کريں تو کشتيباں کيا کرسکتا هے ؟ ليکن تاهم کشتي اگر سلامت جاے تو کشتي چلانے والے کا حق تعريف کوئي چهين نهيں سکتا - جو تغيرات اس وقت مسلمانوں کے خيالات ميں هوے هيں ' وه ايک قدرتي نتيجه هے اُن تغيرات کا ' جنهوں نے چاروں طرف سے همارا محاصره کرليا هے ' تاهم جن لوگوں نے ان تغيرات کا ساتهه ديا ' اور

[۷]

مسٹر محمد علي کو بھي نہيں بھول سکتے ' جنھوں نے في الحقيقت يونيورسٹي کے معاملے ميں آزاد خيالي کي تعليم متصل اور پے هم رکھي اور جسنے موجودہ حرکت کي تشکيل ميں بہت زيادہ مدد دي - فجزاهم الله تعالى عن الاسلام و المسلمين خير الجزا ' و وفقنا الله و اياهم كما يحبه و يرضاه في القول و العمل و الاعتقاد -

اس موقعه پر يه کهديڈا ضروري سمجهتا هوں که يه جو کچهه هوا محض سياسي اعتقادات کا تغير هے ' اور ميں اس وقت کا منتظر هوں جب کسي صحيح مذهبي تبديلي کا ثبوت بين نمايان هو ' کيونکه بغير اسکے کوئي هنگامهٔ تغير ميرے لئے تشفي بخش نہيں هوسکتا - البته چونکه نئي گرفتاري کيليے پچهلي گرفتاري سے آزاد هونا ضروري هے ' اسليے اس تغير کو بھي اس سلسلے کي ابتدا سمجهتا هوں - والامر بيده سبحانه ' له مقاليد السموات و الارض -

(۵)

يهاں تک تو هم نے لکهنؤ کے جلسوں پر اس حيثيت سے نظر ڈالي هے ' جهاں تک انکا تعلق تغير خيالات ' اور قومي راے کے اظهار قوت سے هے ' ليکن اب اس نتيجے پر بھي نظر ڈالني چاهيے جو اس معرکه آرائي کے بعد پيدا هوا -

افسوس کے ساتهه کهنا پڑتا هے که معرکه ابتدائي ' اور حريف فراموز تها ' جنگ ميں علانيه هتياروں هي سے نہيں ' بلکه سازش و خدع کے چهپے هتياروں سے بھي کام ليا گيا - اسليے با ايں همه اظهار قوت و مقاومت قوم کو شکست هي قبول کرني پڑي -

تاهم اس شکست کو شکست نه سمجهنا چاهيے ' کيونکه در اصل قوم نے اپنے حريفوں سے شکست نہيں کهائي ' بلکه اس دهوکے ميں آکر تلوار رکهدي که اب مقابل حريف نہيں بلکه خود اسي کے تيغ آزما هيں - حريفان شاطر نے جب ديکها که دست و بازو شل هوگئے هيں ' اور آيندہ جنگ کي طاقت نہيں ' تو پهر يه تجويز کي که صلح کي ايک سازش گاه منعقد کي جاے ' اور قوم کو خود قوم کے بهيس ميں آکر شکست دي جاے - بے خبروں نے يکايک ايک صداے صلح سني - نادان سمجهے که هماري آواز هے ' حالانکه اب راگ اور لهجه بدلا هوا تها مگر آواز اُنهي کي تهي ' جو اب اس ظاهر کا باطن هوگئے تهے -

وہ حلقه هاے زلف کميں ميں هيں ايخدا
رکهه ليجيو ميرے دعوے وارستگي کي شرم

(٦)

اس اجمال کي تفصيل اب کيا کريں که وقت گذرگيا :

تو خود حديث مفصل بخوان ازيں مجمل

تاهم نواب صاحب قبلے نے يه مضمون لکهکر گذرا هوا ورق پهر ازالت ديا هے - فرنڈيشن کميٹي کا پهلا دن في الحقيقت " بزرگان قوم " کيليے ايک " يوم الفزع الاکبر " تها - لوگوں نے ديکها که الحاق " اور " مسلم " کے انتساب کا جهگڑا چکانے آے تهے ' يهاں ميجر سيد حسن بلگرامي نے اختيارات کي ايک نئي بحث چهيڑ دي :

يه بعد از انفصال اب آور هي جهگڑا نکال آيا -

جاسے کے وقفوں ميں اس تجويز کے استرداد و ترميم کي پوري کوششيں کي گئيں ' اور اسٹيج کے ميدان ميں جسقدر حربے دکهلائے جاسکتے تهے ' ايک ايک کرکے سب سے کام ليا ' مگر معلوم هوا که ڈهال جهوٹے کي نہيں بلکه پتهر کي هے - نه دور کے تير کام ديتے هيں نه سامنے کي تلواريں - لوگوں کے جوش و خروش کا يه عالم تها که تجويز کے خلاف هال سے ايک آواز بھي اوٹهنے والي نظر نہيں آتي تهي - اگر اس وقت ووٹ ليے جاتے تو نتيجه معلوم تها که کيا نکلتا - اسليے مصلحت نے سرگوشي کي که ايک دن کے وقفے کے بعد بقيه کارروائي دوسرے دن پر ملتوي کردي جاے - يهي وقفه قيامت کا وقفه تها:

ارتے هيں بهرنے کو ياں خالي تفنگ

(۷)

جو جوش عام لوگوں نے طبقهٔ مستبدين کے خلاف جلسے ميں ظاهر کيا تها ' اسميں شک نہيں که اسميں بے اعتدالي اور تفريط ضرور تهي - ليکن چونکه گيند بہت زور سے زمين پر پٹکا گيا تها اسليے اسکے دور تک اچهلکر بلند هونے کي بھي شکايت نہيں کي جاسکتي - قدرتي امنگوں اور قوتوں کو دبايئے گا تو اور زيادہ اچهل کر نمودار هونگے - پهر جن لوگوں نے برسوں پهيکے پکوانوں سے اپني اونچي دکانوں کو سجايا تها ' اگر آج ايک وقت کيليے ضرورت سے زيادہ نمک کهانے ميں پڑگيا ' تو کم از کم انکو تو شکايت نه کرني چاهيے - اگر يه بے اعتدالي بھي تهي تو بے اعتدالي هي کے جواب ميں :

معتسب خم شکست و من سرار :
سن بالسن و الجروح قصاص

(۸)

دوسرا دن گذشته کے ماتم اور آينده کي فکروں ميں بسر هوا اور بالآخر اُس " يوم بلا " کي تاريکي قيصر باغ کي برجيوں پر نمودار هوگئي ' جسکي پرده پوش تاريکي ميں نہيں معلوم کيا کيا کچهه هونے والا تها - ياران شاطر نے اس تاريکي کي فرصت کو " مطالب براري " کيليے غنيمت سمجها که رات بهر کي مهلت ميں کسي کي حريف نوازي اور نرم دلي جسقدر جرأت دلاے ' متمتع و کامياب هو رهيے ' ورنه پهر صبح هجراں کا مطلع محشر نمودار هونے کيليے سر پر کهڑا هے -

که در تاخير آفتها ' و عاشق را زيان دارد

اتنے ميں خبر اوڑي که (هزآنر) کے هاں (ڈنر) هے - هم نے کها که انا لله و انا اليه راجعون - قومي طاقت کے هزاروں آهني حربے ايک طرف ' اور ان نقرئي چهري کانٹوں کي جهنکار ايک طرف - حريت پسندوں سے پوچها که کهيے ! اس نارک کا بھي کوئي جواب آپکے ترکش ميں هے ؟ جواب ملا که نہيں ' شکست کا اعتراف هے ;

چشم اگر اينست ' و ابرو اين ' و ناز و عشوه اين '
الفراق اے هوش و تقوى ! الوداع اے عقل و دين !

ليکن پهر هم نے دل کو تسلي دي - اطباے قديم و جديد کا اتفاق هے که چهه گهنٹے کے بعد غذا کے جرم سے معده خالي هوجاتا هے - جلسه رات کو نہيں بلکه صبح آٹهه بجے هے ' اور انگريزي کهانا بوجه سادہ و بے آميز هونے کے قدرتي طور پر زود هضم هوتا هے - اب ايسي بھي يه غذاے نفيس کيا ثقيل هوگي ' که صبح تک معدے ميں فرزش رهے ' اور آوازيں نکليں تو حلق کي جگهه معدوں سے !

مگر افسوس که دوسرے دن هماري طبي معلومات ميں ايک انقلاب عظيم واقع هوا - (طبي کانفرنس) کے آينده اجلاس ميں هم اس مسئله کو پيش کرينگے - هميں اب يقين هے که غذا جتني نفيس و لطيف هوتي هے ' اتني هي زيادہ ثقيل بھي هوتي هے - نيز اگر بقراط بھي کہيں مليں ' تو هم انسے اس بارے ميں لڑنے کيليے طيار هيں که " شام کي غذا کم از کم دوسرے دن کي دوپهر تک تو ضرور معدے ميں موجود رهتي هے "

[باقي آينده]

مقالات

معجزہ و خوارق

—:*:—

(۱)

معجزہ کے باب میں سب سے پہلي بحث یہ پیدا ہوتي ہے کہ "معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں" ؟ اجکل کے زمانے میں جو سرمایہ "جدید علم کلام" کے نام سے فراہم کیا گیا ہے - اسمیں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتا - ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسي سوال پر نظر ڈالیں -

دراصل یہ راے مشہور مسلمان حکیم : (قاضي ابو ولید ابن رشد) کي کتاب سے ماخوذ ہے' اسلیے پہلے ہم انکي راے بتمامہ نقل کردیتے ہیں -

ابن رشد کے مقدمات

معجزہ سے جب نبوت پر دلیل لائي جاتي ہے تو مقدمات دلیل یہ ہوتے ہیں :

(۱) نبي سے معجزہ صادر ہوا -

(۲) جس سے معجزہ صادر ہوتا ہے وہ نبي ہوتا ہے -

مقدمہ اولی کا ثابت ہونا دو مقدموںپر مبني ہے :

(الف) معجزہ ممکن الوقوع ہے اور واقع ہوتا ہے -

(ب) مدعي نبوت نے تعین کے ساتھہ معجزہ دکھایا جو وہ کسي حکمت عملي یا صفائي مشق کا نتیجہ نہ تھا - نہ نظر بندي - تھي - نہ تخیل تھا -

(۲) دوسرا مقدمہ - اسکا ثبوت بھي دو مقدمات پر موقوف ہے :

(الف) رسالت و نبوت کا وجود ہے -

(ب) معجزہ بجز نبي کے کوئي نہیں دکھا سکتا -

ابن رشد کي تقریر کے متعلق دو امر قابل لحاظ

حکیم ابن رشد کي طولاني تقریر سے جو مقدمات ہمنے نقل کیے ہیں ' انکے متعلق دو امر قابل لحاظ ہیں :

(۱) معجزہ کے معجزہ ثابت کرنے میں نہایت دقت و دشواري ہے -

(۲) جبتک مقدمات اربعہ ثابت نہو جائیں' معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوسکتا -

ہم سب سے پہلے امر اول کیطرف توجہ کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ خود علامۂ موصوف نے اثبات نبوت کیلیے کونسي دلیل اختیار کي ہے اور اُس میں کیا سہولتیں ہیں -

ابن رشد کي دلیل نبوت

واما الذي دعا به الناس وتعداهم به ' هو الكتاب العزيز ' فقال تعالى : قل لئن اجتمعت الجن والانس على ان ياتوا بمثل هذا القرآن ' لا يأتون به ' ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا وقال : فأتوا بعشر سور مثله	لیکن وہ چیز جسکے ذریعہ سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور انکے مقابلہ و معارضہ میں پیش کیا ' کلام پاک ہے - فرمایا اللہ رب العزت نے "کہدے اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اگر تمام جن و آدمي ملکر قرآن کي مثل بنانا چاہیں تو انسے نا ممکن ہے -

مفتریات - واذا كان الامر هكذا ' فخارقه صلى الله عليه وسلم الذي تحدى به الناس و جعله دليلا على صدقه فيما ادعى من رسالته ' هو الكتاب العزيز - (الكشف عن مناهج الادلة - صفحه - ۷۷)

اگرچہ انکا بعض ' بعض دوسریکا معاون اور مددگار ہو جاوے" اور فرمایا اللہ پاک نے "لاؤ ایسي دس سورتیں بناکر" جب یہ حال ہے تو وہ امر خارق عادت جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپني رسالت کے ثبوت میں پیش کیا صرف کلام مقدس ہي ہے

اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ابن رشد نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کي نبوت مطلقہ اور رسالت عامہ کو صرف خدا کي الہامي اور مقدس کتاب سے ثابت کیا ہے اور اپ کے خوارق عادات میں سے محض قران پاک کو معجزہ تسلیم کیا ہے (یعني قران کے مبارک ارشاد' بلیغ جملے' فصیح عبارت' بلیغ معاني' جامع ھدایتیں' پر تاثیر نصائح' مکمل تعلیمیں) اسکے نزدیک یہ جملہ امور صاف طریقہ سے بتاتے ہیں کہ بے شبہہ یہ کتاب خدا کي کتاب ہے اور صاحب کتاب نبي مامون ہیں پھر ان تمامي باتوں کے ساتھہ جب اسکا خیال اسطرف مائل ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امي تھے ' جاھل اور وحشي قوم میں پیدا ہوئے ' انھي میں پرورش پائي ' انھي میں ہمیشہ رہے اور باوجود اسکے ایسي کتاب پیش کي' تو آپ کي رسالت کا پورا اور کامل یقین ہو جاتا ہے -

ويتأكد هذا المعنى بل يصير الى حد القطع واليقين التام اذا علم انه صلى الله عليه وسلم كان اميا نشأ في امة امية عامية بدوية لم يمارسوا العلوم قط ولانسب اليهم علم ولا تداولوا الفحص عن الموجودات على مهاجرت به عادة اليونانيين وغيرهم من الامم والذين كملت الحكمة فيهم في الاحقاب الطويلة (الكشف صفحه ۸۰)	آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کي نبوت پورے طور پر ثابت ہوتي ہے بلکہ یقین کامل کے مرتبہ کو پہنچ جاتي ہے' جبیہ امر جانا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امي تھے ' ایک جاھل اور وحشي قوم میں پیدا ہوئے ' جنھوں نے کبھي علم کي طرف توجہ نکي اور نہ اسکي مشق کي- نہ کوئي علم انکي طرف منسوب ہوا' نہ موجودات عالم کي تحقیق و جستجو کا انمیں رواج تھا اور نہ یونانیوں اور دوسري قوموںکا سا دستور تھا جنمیں حکمت کی تکمیل ہوئي -

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ علامہ ممدوح نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونیکو نہایت شائستہ عنوان اور واضح برہان سے ثابت کیا ہے ' اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کونسي دلیل قاطع ; مانع ہو سکتي ہے ؟ یقیناً ایک مسلمان یا ایک معمولي منکر کو یہ دلیل نہایت آساني سے مطمئن کرسکتي ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ کسي منکر دیرینہ یا ایک مخالف مناظر کي بھي اس برہان سے تشفي ہوسکتي ہے یا نہیں ؟ ہماري راے میں ہرگز نہیں ہوسکتي ' بلکہ جسقدر دشواریاں معجزات میں ہیں انھي دشواریاں اس راہ میں بھي ہیں - معجزات سے دلیل لانے میں اگر مقدمات اربعہ کا ثبوت نصب العین ہے' تو کلام پاک سے استدلال کرنے میں مقدمات ذیل کا اثبات ضروري ہے :

ابن رشد کي دليل ان مقدموں پر موقوف هے

(۱) خدا کا وجود هے -
(۲) خدا مريد و متکلم هے -
(۳) نبوت کا وجود هے اور اُسکي ضرورت هے -
(۴) وحي کي حقيقت کيا هے -
(۵) کلام الله کس لحاظ سے معجزه هے -
(۶) اسکے مثل نه کوئي بناسکتا هے نه کسي نے بنايا -
(۷) بے مثل هونا منزل من الله هونيکي دليل هے -
(۸) نبوت پر اسکي دلالت قطعي هے -
(۹) اسکي عبارت فصيح و بليغ، هدايات و تعليمات کامل اور سريع التاثير هيں -
(۱۰) آنجناب صلي الله عليه وسلم امي تھے -

معجزه کے ثبوت کيليے اگر چار مقدمے يا سات درکار هيں، تو اسکے واسطے دس مقدمات کي حاجت هے - اور جب تک مقدمات عشره ثابت نهونگے، کتاب الله کا دليل نبوت هونا ناممکن هے - پھر اگر تمام مقدمات بالفرض تسليم بھي کرليے جائيں، جب بھي گفتگو ختم نهيں هوتي - ديگر انبياء کرام کي نبوت پر ايمان لانيکا کونسا ذريعه هوگا؟ اگر انکي صداقت رسالت کا بھي عامة الناس کو اذعان کتاب و تعليم کے ذريعه سے دلايا جائے، تو دوسرے مقدمات سے سبکدوشي نهيں هوتي -

(۱) هر نبي کے پاس کتاب تھي -
(۲) انکي تعليم کامل مکمل من الله تھي -
(۳) تعليم کي غايت خدا پرستي تھي -
(۴) انهيں تعليموں پر نبي عمر بھر قائم رها اور کبھي منحرف نهوا -

غرض ان مشکلات اور صعوبتوں کے ذهن نشين کرنيکے بعد هر فهميده آدمي سمجھه سکتا هے که اس صورت سے نبوت کو ثابت کرنا کچھه کم مشکلات نهيں رکھتا - بلکه اسکا پايه اگر زياده نهيں تو کم سے کم معجزه کے برابر هے - علامه ابن رشد نے اگرچه مقدمات مذکوره ميں سے بعض بعض کو اعتراض کے قالب ميں بدلديا هے اور پھر انکے جواب دينےکي زحمت گوارا کي هے، ليکن بغير اسکے که اُنکے کلام پر کوئي تنقيد کيجائے، يه کهديا کافي هے که اس دقت و طوالت اور تفصيل و توضيح کے ساتھه تو معجزات سے بھي مقصد حاصل هو سکتا هے -

اس جگھه يه ظاهر کرديا بھي مناسب هے که هم دليل مذکور کو يا ديگر دلائل جنکو ائمه فن اور اساطين کلام نے اپني قابل قدر کتابوں ميں ذکر فرمايا هے ضعيف و کمزور نهيں سمجھتے اور نه معجزه هي کو اثبات نبوت کي قوي دليل جانتے هيں - بلکه جسطرح معجزه کے بارے ميں برهان اني هونيکا عقيده رکھتے هيں - ويساهي انکي بابت قطعيت اور واقعيت کا اعتقاد رکھتے هيں، اگر کسي اعتبار سے معجزه کو اُن پر فضيلت هے تو دوسري وجه سے اُن ادله اور معجزات پر ترجيح هے - اگر اُن سے نبوت کي اصليت اور حقيقت کھلتي هے تو اس سے اسکا خاصه اور مخصوص نشاني پهچاني جاتي هے - اور جس قسم کي مشکليں معجزه کيليے سد راه هيں اگر بالکل ويسي نهيں تو دوسرے رنگ کي دقتيں وهاں بھي قدم قدم پر ساتھه هيں - يه بھي هماري غرض نهيں هے که جو مقدمے پچھے مذکور هوئے هيں اُنکا ثبوت ناممکن هے اور کسي کو آجتک اُنکے اثبات ميں کاميابي نهيں هوئي، بلکه مطلب محض زحمت و اشکال کا دکھلانا هے - اور اس حيثيت سے دونوںکي يکساں حالت هے - بلکه بعض وجوه سے معجزه ميں صفائي اور وضاحت زياده هے - اسکو هم اخر مبحث ميں انشاء الله بيان کرينگے -

ميرے نزديک هر نبي کي نبوت تين طريقوںسے ثابت هوتي هے -

(۱) مقدس تعليمات برگزيده هدايات سے -
(۲) اسکي پاک زندگي کے پاکيزه حالات سے -
(۳) معجزات سے -

ايک خاص خيال سے مصنف کا زياده مخالفت نکرنا

کها جاسکتا هے که مستقل دلائل نبوت کے صرف دو طريق هيں - معجزات بطور شاهد اور مويد کے هيں، معجزات اُنکے ساتھه ملکر نبي کي نبوت کو واضح کرديتے هيں، اور وه اذعان جو تعليم و نصائح پر غور کرنے سے پيدا هوتا هے، اُسکو بہت کچھه بڑھاديتا هے جيسا خيال حکيم ابن رشد کا هے :

و اما الخارق الذي هو ليس في نفس وضع الشرائع مثل انفلاق البحر و غير ذلك يدل دلالة ضرورية على هذه الصفة المسماة بالنبوة و انما تدل اذا اقترنت الى الدلالة الاولى -

ليکن وه خرق عادت جو جنس قوانين شرائع سے خارج هے، جيسے دريا کا پھٹنا وغيره، تو اُسکي دلالت نبوت پر بديهي نهيں هے - بلکه انکي دلالت نبوت پر اُسوقت هوتي هے، جب وه پهلي قسم کي دلالت کے ساتھه ملتے هيں -

پھر دو سطر کے بعد فرماتے هيں :

فعلى هذا ينبغي ان تفهم الامر في دلالة المعجزة على الانبياء، يعني ان المعجز في العلم و العمل هو الدلالة القطعية على صفة النبوة و اما المعجزة في غير ذلك من الافعال، فشاهد لها و مقوي لها (الکشف صفحه ۸۹)

انبياء کي نبوت پر معجزات کي دلالت ميں اس امر کا سمجھنا لينا ضروري هے که وه معجزه جسکا تعلق علم و عمل دونوں سے هوتا هے (کوئي کتاب وغيره) اُسکي دلالت نبوت پر قطعي هوتي هے - اور جسکا تعلق علم و عمل سے نهيں هوتا نه اسميں کوئي اخلاقي و روحاني اصلاح هوتي هے تو وه شاهد اور مقوي هے -

تو همکو اس تقرير سے کچھه زياده مخالفت نهيں، همارے مخاطب صرف وه لوگ هيں جنکا دلي اعتقاد يه هے که کسي نبي سے کوئي معجزه خلاف قانون جاري صادر نهيں هوا، بالخصوص آنجناب صلي الله عليه و سلم نے کوئي امر ما فوق العادت تمام عمر ميں کبھي نهيں دکھايا - نه معجزه سے مسئله نبوت بر روشني پڑتي هے نه وه مثل شاهد و مويد کے کسي موقع ميں پيش کيے جاسکتے هيں - کيونکه همارا اعتقاد يه هے که معجزه نبوت کي مستقل دليل هے - اور کم از کم اسکي تائيد و تقويت کي تصديق سے تو کسي طرح انکار نهيں کيا جاسکتا -

ابن رشد معجزه کے منکر نهيں

يه بھي واضح رهے که علامه حکيم ابن رشد معجزات کے منکر نهيں هيں بلکه انکے کلام کا مفاد محض اسقدر هے که اس راه ميں چونکه کج و پيچ بہت زياده هيں، لهذا اسکو چهوڑکر دوسري شاهراه پر چلنا چاهيے اور اس سے عليحدگي اختيار کرني چاهيے - وه خود صاف صاف فرماتے هيں :

و انت تتبين من حال الشارع صلى الله عليه و سلم انه لم يدع احدا من الناس ولا امة من الامم الى الايمان برسالته و بما جاء به بان قدم علي يدي دعواه خارقا من خوارق الافعال مثل قلب عين من الاعيان الي عين اخرى، وما ظهر

شارع صلي الله عليه و سلم کے حالات پر نگاه کرنے سے تمکو معلوم هوگا که آپ نے کسي شخص يا کسي گروه کو اپني رسالت کي تصديق اور ان تمامي چيزونکے ايمان کي طرف جنکو آپ لائے اسطرح سے نهيں بلايا که اپنے دعوی کے ثبوت ميں آپ نے کوئي خرق عادت دکھائي هو مثلاً ايک

علي يديه صلى الله عليه وسلم من الكرامات والخوارق فانما ظهرت في اثناء احواله من غير ان يتعدي بها (التكشف صفحه ۷۷)

جوهر کو دوسرا جوهر بنادیا هو (لکڑیکو سانپ بنادیا هو وغیره) اور جو خوارق آپ سے صادر هوئے وه اثناے حالات میں ظاهر هوئے بغیر اسکے که آپ نے اُنسے مقابله کیا هو -

اس تحریر کے بعد هم اُن اعتراضات کي طرف متوجه هوتے هیں جو منکرین معجزات کي جانب سے پیش کئے جاتے هیں - اسي ضمن میں ابن رشد کے مقدمات اربعه مذکوره کا بهي جابجا بیان آجایگا - جنپر معجزه کا دلیل نبوت هونا موقوف هے -

اعتراضات جو مثبتین معجزات پر وارد هوتے هیں

معجزه پر جو اعتراضات وارد کیے جاتے هیں وه دو قسم کے هیں اکثر ایسے هیں جنکا تعلق امکان وقوع سے هے اور بعض ایسے هیں جو استدلال سے متعلق هیں، چنانچه هم سبکو تفصیل سے بیان کرتے هیں-

(۱) معجزه چونکه خلاف قانون قدرت هے اسلیے نا ممکن هے -

(۲) کسي خارق عادت کا وجود هوا یا نهیں ؟

(۳) خرق عادت سے کیا مراد هے ؟

(۴) مانا که کسي خارق عادت کا وجود هوا مگر اسکا کیونکر اطمینان هو که اُسکے لیے دیگر اسباب مخفیه نه تھے ؟ بهت ممکن هے که سحر یا شعبده یا مسمریزم کي مشق کا اثر هو - منجمله شرایط کے ایک شرط معجزه کي یه بیان کیجاتي هے که کوئي شخص اسکا مقابله نکر سکے، لیکن اسکا کیسے یقین هوسکتا هے که کوئي معارضه نهیں کرسکتا اور دنیا میں ایک شخص سے بهي جواب نهوسکنے سے کیا مراد هے ؟ اگر یه مراد هے که اظهار کے وقت اُسکا جواب نهو سکا تو اور بهي بهت سے لوگونکو پیمبر ماننا هوگا - زردشت وغیره سے جو باتیں ظاهر هوئیں اسوقت انکا کوئي مقابله نه کرسکا - اور اگر یه مراد هے که قیامت تک نه هوسکیگا تو یه پیشین گوئي کیونکر کیجا سکتي هے که یوم آخر تک اسکي نظیر نا ممکن هے ؟

اعتراضات مذکوره کے جوابات

پهلا اعتراض

معجزه چونکه خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاتا هے اسلیے ناممکن هے -

اس سوال کا جواب تین مقدمونکي تحقیقات پر مبني هے -

(۱) قانون قدرت سے کیا مراد هے ؟

(۲) کوئي امر خلاف قانون فطرت نهیں واقع هوسکتا - اسکے واسطے کیا دلائل هیں ؟

(۳) کیا هم یه کهه سکتے هیں که فلاں واقعه خلاف قانون قدرت هے -

قانون قدرت سے کیا مراد هے

معترضین کهتے هیں :

جو امور هزاروں لاکھوں تجربات اور بارها کے مشاهدوں سے ثابت هوچکے هیں مثلاً آگ کا جلانا، سیکڑوں افراد آگ کے دیکھ گئے لیکن کوئي آگ ایسي نه ملسکي جو گرم یا جلانیوالي نهو - یا پاني کا رواں اور سیال هونا - برف کي ٹھنڈک - سنکھیا کا زهر قاتل هونا - جمادات کا غیر متحرک هونا وغیره وغیره - یه تمام قوانین ایسے مکمل هیں که انکے مخالف کوئي مثال آجتک نملي نه ان میں کبهي تبدیلي هوئي -

پس انهي کا نام قوانین قدرت هے اور یهی فطرة الله کهلاتے هیں - اصول و نظام کا مرتب سلسله جو همارے پیش نظر هے اور جنکو دفعات هم آزماتے هیں، علت و معلول - سبب و مسبب، شرط و مشروط کا وسیع کارخانه، جو سارے عالم میں پهیلا هوا هے - اور جنپر اس دنیا کا نظام قائم هے وهي عادت الهیه، سنت مستمره اور اصول فطرت کے لقب سے پکارے جاتے هیں -

قرآن کریم سے استدلال

نیز معترضین قرآن کریم سے استدلال کرتے هیں که کوئي واقعه خلاف قوانین فطرت و ضوابط مقرره نهیں هوسکتا خداوند پاک نے خود اسکي نسبت اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا هے :

(۱) انا کل شيء خلقناه بقدر -	همنے هر چیزکو ایک خاص اندازه سے پیدا کیا هے -
(۲) وکل شيء عنده بمقدار	هرایک چیز اسکے نزدیک ایک مقدار معین پر هے -
(۳) وخلق کل شی فقدره تقدیرا -	هر چیزکو اسنے پیدا کیا اور اسکے لیے مناسب اندازه مقرر فرمایا-
(۴) لا تبدیل لخلق الله	خدا کي خلقت میں تبدیلي نهیں هے
(۵) ولن تجد لسنة الله تبدیلا	تو خدا کي عادت میں تبدیل نه پالیگا -
(۶) ولن تجد لسنة الله تحویلا	خدا کے طریقه کو ٹلتا هوا تو نه پالیگا -
(۷) سنة الله التي خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تحویلا	یه خدا کا طریقه هے جو قبل سے چلا آتا هے اور خدا کے طریقه میں تو کچهه تغیر نه پائیگا -

کلام پاک کي ان سات معتبر شهادتوں سے ثابت هوگیا که خلاف فطرت امور کا واقع هونا نه صرف دشوار بلکه نا ممکن اور محال هے - خداوند ذوالجلال کے یه سات قولي وعدے هیں، اور جو محکم نظام اُس نے اپني قدرت و حکمت کے موافق جاري فرمایا هے وه اسکا عملي وعده هے - ایسي حالت میں اگر کوئي امر خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جائے تو اسکے یه معنے هونگے که اُسکا عمل، قول کے بالکل مخالف هے اور سب سے بڑا الزام کذب و خلف وعد کا عائد هوگا جس سے اسکي ذات پاک ابداً بري هے "-

یهاں تک هم نے جو کچهه لکها هے - قانون قدرت کي تشریح اور دلائل میں معترضین کا اصلي استدلال هے -

خون ناحق

— * —

... مسلمانوں کو صفحۂ دهر سے مٹانیکے لئے دوستي کے پرده میں خفیه سازشیں کر رهي هیں - اگر آپ اس سربسته راز کا پورا پورا انکشاف چاهتے هیں تو کتاب **خون ناحق** کا مطالعه کیجئے - جسمیں سواحل طرابلس افریقه کے خونین کارنامونکو ایسي دل هلادینے والي صورت میں پیش کیا گیا هے جسے ایک نظر دیکھنے هي یورپین چالوں کي پوري پوري قلعي کهل جاتي هے اور انسان محو حیرت هو جاتا هے - **خان بهادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب جج اله بادي مدظله** فرماتے هیں "خون ناحق بهت عمده مجموعه مضامین کا هے - اس سے ظاهر هوتا هے که دنیا میں اس جنگ کي نسبت کیا خیالات تھے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرتي تھي - نه یه زمانه رهه جائیگا نه یه لوگ رهه جائینگے لیکن هسٹري کے ورق حالات گذشته کا آئینه رهینگے" اور بهت سے بزرگ اور سیکڑوں اخبارونے تعریفیں کي هیں - لسکهائي چهپائي میں بقول **فاضل اڈیٹر الهلال** آجکل کي بهتر سے بهتر مطبوعات بهي اسکا مقابله نهیں کرسکتیں تقطیع ۲۰ - ۳۰ کلاں - ضخامت ۱۲۸ صفحے - قیمت: مجلد ایک روپیه چار آنه، مجلد ایک روپیه - ملنے کا پته :—

محمد انوار هاشمي - مدیر مکتبه قادریه

لال کورتي - میرٹهه

ادبیات

—•—

جواب شکوہ

کا

اقبال

—:○(•)○:—

ساز نیرنگ ہوں ہر تان نئی ہے میری * طرز آہنگ ہر اک آن نئی ہے میری
رنگ دنیا سے الگ شان نئی ہے میری * آگہی شیوہ ہوں پہچان نئی ہے میری
چشم نظارگئی انجمن آرائی ہوں
آئنہ خانۂ قدرت کا تماشائی ہوں

سرمۂ چشم تمنا ہے تماشا میرا * دا ، ش حسن ہے انداز ترا میرا
آفتاب فلک قدس ہے ذرا میرا * عقل کل سنتا ہے افسانۂ سودا میرا
رنگ لایا ہے میرا ذوق تکلم کیسا ؟
جوش زن رحمت باری کا ہے قلزم کیسا ؟

شان رحمت کی ادا ! میری شکایت دیکھو * آگئی کام مری ، ، کی حکایت دیکھو
مجھسے ناچیز پر اسدرجہ عنایت دیکھو * ہم سخن بندے سے معبود ہے قسمت دیکھو
ایسی رحمت کے فدا شان کرم کے صدقے
طرز شفقت کے فدا شان کرم کے صدقے

جب بڑھا درد جگر آگئے لب پر نالے * پہنچے تا عرش بریں دل سے نکل کر نالے
خوب جی بھر کے لگائے رہے چکر نالے * راہ رو پا کے مجھے بن گئے رہبر نالے
تیز رو ایسے کہ دم بھر میں اثر تک پہنچے
ایک پرواز ہی میں عرش کے در تک پہنچے

سچ ہے ہم تجھسے ترے لطف کے سائل ہی نہیں * ہو اگر آنکھ تو پردہ کوئی حائل ہی نہیں
ہم کو رونا ہے یہی ہم کسی قابل ہی نہیں * جلوہ افروز تو جس دلمیں ہو وہ دل ہی نہیں
ڈھونڈھنے والے نے جس چیز کو ڈھونڈھا پایا
مصر میں جذب طلب سے مہ کنعان آیا

پیرو فخر عرب دل سے اگر ہم ہوتے * کیوں پریشاں صفت گرد سفر ہم ہوتے
سرمۂ دیدۂ ارباب نظر ہم ہوتے * خسرو کشور اقبال و ظفر ہم ہوتے
امت احمد ی شاں ہیں فقط کہنے کو
کفر آئیں ہیں ، مسلماں ہیں فقط کہنے کو

راہ پر آئیں وہ ہمت ہی نہیں ہے ہم میں * ڈھالیں بتخانے وہ طاقت ہی نہیں ہے ہم میں
سختیاں سہنے کی جرات ہی نہیں ہے ہم میں * بندہ بن جانیکی عادت ہی نہیں ہے ہم میں
دل میں رکھتے ہیں تو رکھتے ہیں ہجوم العاد
دیں کے پودے جلاتی ہے سموم العاد

ناصیہ سائی کے آثار جبیں میں نہیں * ذکر تک کعبے کا ہم دیر نشیں میں نہیں
حق شناسی کے مضامین سفینوں میں نہیں * داغ الفت جسے کہتے ہیں ، وہ سینوں میں نہیں
ننگ دارین ہیں ہم امت احمد ہوکر
بندگی شیوہ نہیں بندۂ سرمد ہوکر

وہ نظر ہی نہیں قدرت کا تماشا کیسا ؟ * آنکھ رکھتے نہیں گلشن کا نظارا کیسا ؟
کرتے ہیں بندگی بت ، ترا سودا کیسا ؟ * ہم جو مینوش نہیں ، نشۂ صہبا کیسا ؟
عازم بتکدہ ہیں راہ حرم بھول گئے
تجھسے جو عہد کیا تھا آسے ہم بھول گئے

اب نہ وہ ہم ہیں نہ وہ رات کی بیداری ہے * وہ نضرع ہے نہ فریاد ، نہ وہ زاری ہے
جنس ناکارۂ غفلت کی خریداری ہے * گردش جام نرالی نئی مے خواری ہے
دل شیدا جو بغل میں نہیں سودا بھی نہیں
سرر الفت جو نہیں داغ تمنا بھی نہیں

جسکو دنیا میں نہ پوچھے کوئي وہ فن ہم ہیں * جس سے بغیہ نہو وہ دھر میں سوزن ہم ہیں
جام ٹوٹے ہوے، اجڑے ہوے مسکن ہم ہیں * ایک بھي پھول نہو جسمیں وہ گلشن ہم ہیں
کوئي مونس نہیں، ہمدم نہیں، غمخوار نہیں
ہم ہیں وہ جنس، کوئي جس کا خریدار نہیں

آب وہ محفل نہیں، وہ خم نہیں، وہ جام نہیں * وہ طریقہ نہیں وہ ملت اسلام نہیں
عمل اہ . د مختار سے کچھہ کام نہیں * یہي باعث ہے جو راحت نہیں آرام نہیں
اپني محفل میں نہیں روشني شمع ولا
ایک کے دل میں نہیں روشني شمع ولا

ذوق العباد ہے پابندي ملت کیسي * جانتے ہي نہیں ہوتي ہے شریعت کیسي
طرز اغیار پہ مائل ہے طبیعت کیسي * بے خبر رکھتي ہے کرنین سے غفلت کیسي
فکر امروز نہ ہے کچھہ غم فردا ہم کو
در ضرر سے ہے نہ بہبود کي پروا ہم کو

جتنے عالم ہیں عمل سے اُنہیں بیزاري ہے * زہد کے جسم میں پوشاک ریاکاري ہے
قلب کے مدرسے میں درس حسد جاري ہے * کچھہ دوا جسکي نہیں وہ ہمیں بیماري ہے
دل میں ہے شوق صنم، نام زباں پر تیرا
جب یہ حالت ہے تو پھر ہے کوئي کیونکر تیرا

ننگ اسلام ہیں جتنے ہیں جہاں میں مسلم * کیسے پابند ہیں زنجیر زباں میں مسلم
محو رہتے نہیں تکبیر و اذاں میں مسلم * روزے رکھتے نہیں ماہ رمضاں میں مسلم
بت پرستي کے خیالات ترا بحروں میں
شرکت رشتۂ زنار ہے تسبیحوں میں

وہ خطا کار کہ ہم چلتے نہیں راہ صواب * آنکھہ رکھتي نہیں آنکھوں میں ہدایت کي کتاب
کثرت جرم کي پروا نہ ہم روز حساب * خانقاہوں میں پیا کرتے ہیں غفلت کي شراب
دل میں داغ محبت کا نہیں سوز نہیں
کیا اجالا ہو یہاں شمع دل افروز نہیں

کب ہے اسلاف کا دستور ہمارا دستور * ہم میں آزر کي خو رحم تھا ان کا دستور
دشمني اپنا چلن انکا تولا دستور * خود وہ اچھے تھے تو اچھا تھا طریقا دستور
عشق کے داغوں سے گلزار تھے سینے اُن کے
تیري توحید کے دفتر تھے سفینے اُن کے

اب وہ ایمان نہ وہ جوش نہ وہ روزہ نماز * آرزي وزد زباں اور دلوں میں نہ گداز
وہ پرستش کا طریقہ نہ وہ انداز نیاز * جانب گلشن معني نہ وہ شوق پرواز
باغ اندلس میں ہمارے وہ نشیمن نہ رہے
منہدم ہوگئے سسلي میں وہ مسکن نہ رہے

قوم اسلام میں توحید کي دولت نہ رہي * بادہ آشامي خم خانۂ همت نہ رہي
دل کے آئینے میں تصویر صداقت نہ رہي * وہ محبت وہ مروت وہ حمیت نہ رہي
وہ نمازي ہیں نہ وہ شوق جبیں سائي ہے
ضعف اسلام کي گھنگور گھٹا چھائي ہے

ایک وہ عہد تھا قیصر بھي تھے فغفور بھي ہم * تابع حکم تھے جتنے تھے سلاطین عجم
کبھي باہر نہ پڑا سرحد کوشش سے قدم * بہر راحت تھا بس اک سایۂ شمشیر و درد م
ہر جگہہ جلوۂ توحید دکھایا کس نے
قطرہ پایا تو اسے بحر بنایا کس نے

آج اگر حال زبوں ہے تو الم بیجا ہے * قلب اقبال ہوا ہے تو اچنبھا کیا ہے
دیکھئے باغ اجڑتا ہے کبھي پھلتا ہے * تنگدل ہیں تو کریں صبر یہي اچھا ہے
جب بہار آتي ہے کلیوں کي چٹک کہتي ہے
کب ہمیشہ خلش تنگ دلي رہتي ہے

جناب صاحبزادہ مصطفے خاں صاحب "شرر"
ہوم سکریٹري ریاست رامپور

مذہبی معلومات

ریڈیم

— * —

(از جناب مولوي علي احمد صاحب از گجرات)

ایک عرصے سے (ریڈیم) کي نسبت یورپ کے رسائل میں مضامین نکل رهے هیں ' جنسے معلوم هوتا هے که یه ایک نیا عنصر هے جو دریافت هوا هے - حال میں ایک اخبار نے کسي امریکن رسالے سے نقل کیا هے که اسکي ایک نئي مقدار کسي مشہور ڈاکٹر نے پیدا کرلي هے - براہ عنایت آپ تحریر فرمائیں که یه کیونکر دریافت هوا ' اور اسکے خواص کیا هیں ؟

(الهلال)

بیسویں صدي میں علم الکیمیا کے اکتشافات اسدرجه حیرت زا هیں که اگر آج سے دو صدي قبل کے واقعات هوتے تو وہ تخیل انساني کي فسانه طرازي سمجھے جاتے - ریڈیم جسکي نسبت آپ دریافت فرماتے هیں ان حیرت زا اکتشافات کي ایک خاص مثال هے -

(ریڈیم) چند ایسے صفات کا مجموعه هے ' جنمیں سے بعض صفات دیگر عناصر میں کمیاب اور بعض نایاب هیں - اس اعجوبگي کا نتیجه یه هے که اسکا صحیح تصور بغیر مشاهده کے ' ناممکن نہیں تو بیحد مشکل ضرور هے -

امریکه کے ایک علمي رسالے (میکانک) نامي نے ایسے لوگوں کے لیے ' جنہوں نے ریڈیم کو کبھي نہیں دیکھا ' ایک قریب الفہم و محسوس تشبیه شائع کي تھي - وہ لکھتا هے :

" تم تصور کرو که تمہارے پیش نظر ایک جنگي جہاز هے - جہاز کے گرد و پیش میلوں تک ایک قسم کا گیس پھیلتا هوا چلا گیا هے - جسقدر چیزیں گیس اور اسکے حدود کے اندر هیں ' انکو یه گیس هر چہار طرف سے محاط هے - جہاز میں توپیں نصب هیں ' جنکے دهانے بندوقوں سے ۴۰ هزار گونه زیادہ سرعت کے ساتھه ' پیہم گولے برسا رهے هیں - جہاز میں بندوقیں بھي هیں - جن سے في ثانیه (سیکنڈ) ۱۷۵ - میل جانے والي گولیوں کي بارهه لگي هوئي هے - ان گولیوں سے شعاعیں نکل رهي هیں ' جو خون ' گوشت ' چوب ' استخوان ' بلکه آهن و سنگ میں بھي نفوذ کر رهي هیں - راہ میں جو چیزیں حائل هوتي هیں ' انکو شعاعوں کے امواج متلاطم تباہ کردیتي هیں - جہاز کے حوالي میں جو لوگ هیں ' انمیں کوئي صحیح و سالم نہیں - قریب و بعید کے اعتبار سے کوئي اندھا هوگیا هے ' کوئي لنگڑا هوگیا هے ' اور کوئي صرف جلگیا هے -

اس جہاز کو تم اسقدر چھوٹا فرض کرو که ایک سوئي کے ناکے سے ان جہازوں کا ایک بیڑا نکلجائے " - (ریڈیم) کے ذرات یہي چھوٹے جنگي جہاز هیں "

سنه ۱۸۹۵ ع میں رنٹجن (۱) نے جب اپني تحقیق کردہ شعاعوں کا اعلان کیا ' تو تمام علما نے ان شعاعوں کا راز دریافت کرنے کے لیے انکا نہایت انہماک سے مطالعه شروع کردیا - ان علماء میں موسیو پوانکرے (Pioncare) نامي ایک فرنچ عالم تھا - موسیو پوانکرے کو یه خیال آیا که ان شعاعوں میں اور اس چمک میں (جو ان شعاعوں کي تولید کے وقت پیدا هوتي هے) کوئي تعلق ضرور هے - موسیو مذکور نے اپنا خیال علما کے سامنے پیش کیا - روس کے ایک عالم (نیوگلاسکي) نے اس خیال پر نہایت توجه مبذول کي ' اور اس تعلق کي تفتیش کرني چاهي - (نیوگلاسکي) نے فوٹوگراف کي ایک تختي لي اور اس کو ایک سیاہ کاغذ سے لپیٹ کے اس پر شیشے کا ایک مربع ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر کیمیاوي چونے کے چند دانے ڈالدیے - دوسرے دن اس نے تختي کو الٹ کے دیکھا تو اس پر سہ گوشه شیشے کي تصویر کھنچي هوئي پائي - اس نے یه بھي محسوس کیا که شعاعیں شیشے کے کناروں پر منحرف هوجاتي تھیں - ان در واقعات سے وہ حسب ذیل دو نتیجوں پر پہنچا :

(۱) (کیمیاوي چونے) کي شعاعیں کاغذ سے بھي نفوذ کرکے فوٹوگراف کي تختي پر اثر کرتي هیں -

(۲) یه شعاعیں رنٹجن کي شعاعیں نہیں هیں ' کیونکه اس طرح کا انحراف اُن میں مطلقاً نہیں هوتا -

گو نیوگلاسکي کو یه معلوم هوگیا که شعاعیں رنٹجن کي شعاعیں نہیں هیں ' مگر تاهم یه تحقیق نه کرسکا که یه کون سي نئي شعاعیں هیں ؟ نیوگلاسکي کے بعد ایک فرانسیسي پروفیسر (پکرل) نے ان نا معلوم الحقیقة شعاعوں کے تجارب شروع کیے - پروفیسر مذکور کو معلوم تھا که (اور ینیم) جن مادوں کے اجزاء میں شامل هوتا هے ' وہ مادے بالخاصه روشن هوتے هیں - اسلیے اس نے اپنے تجارب میں کیمیاوي چونے کے بدلے (جیسا که نیوگلاسکي کیا کرتا تھا) اور ینیم کے مرکبات دھوپ میں رکھنے کے بعد شیشے پر رکھے -

یہي عمل وہ کئي دن تک کرتا رها - ایک دن جب وہ تختي دھوپ میں رکھنے کے لیے تیار کررها تھا - یکایک ابر آگیا - آفتاب کے چھپ جانے کي وجه سے اس نے تختي ایک دبے میں مع اور ینیم کے نمک کے رکھدي - اتفاق سے ایک کنجي بھي تختي پر رهگئي تھي - کئي دن کے بعد پھر وہ دبا اسکو ملا - تختي کو الٹکے جو دیکھتا هے ' تو اسمیں کنجي کي شکل بھي بني هوئي هے ! یه حسن اتفاق کي ایک عجیب رهنمائي تھي -

اس واقعه سے اس نے یه نتیجه اخذ کیا که فوٹوگراف کي تختي پر (اور ینیم) کا نمک تاریکي میں بھي اثر کرتا هے - اس واقعه کے بعد سے اس نے تختي کو دھوپ میں رکھنا چھوڑ دیا ' مگر اسوقت تک وہ شعاعیں نامعلوم الحقیقت تھیں - اسلیے اس نے تجارب کا سلسله برابر جاري رکھا -

پروفیسر مذکور نے اور ینیم کے مختلف نمکوں کا تجربه کیا مگر سب کا نتیجه ایک هي نکلا - البته ایک نئي بات یه دریافت هوئي که وہ معدني شے ' جس سے اور ینیم نکالا جاتا هے ' خود اور ینیم سے زیادہ اس بارے میں شدید الاثر هے - اس انکشاف نے بآساني اس نتیجے تک پہنچا دیا که اس معدني مٹي میں اور ینیم کے علاوہ کوئي جزء ایسا بھي هے جو فوٹو گرافک تختي پر اثر کرنے والے اجزا کے علاوہ هے -

(۱) رنٹجن مشہور جرمن مکتشف هے ' جس نے سنه ۱۸۹۵ میں " شعاع غیرمرئي " کو تحقیق کیا - ان شعاعوں کا خاصه یه هے که اجسام کثیفه اسکے لیے حائل و حاجب نہیں هوسکتے ' اور ان میں سے گذرکر اپني روشني پہنچادیتي هے - آجکل جسم کے اندر هڈیوں کي حالت اسي روشني کے ذریعه دیکھي جاتي هے - منه

اس نتیجه کي اشاعت هوتے هي علما نے اس جزء کے علحدہ کرنے کي کوشش شروع کردي - اس کوشش میں کامیابي هوئي اور یه جزء اسکے محقق اول (پکرل) کے نام سے موسوم کیا گیا -

ان شعاعوں کي بابت یه بھي تحقیق هوا که انمیں منجمله دیگر خواص کے ایک یه خاصیت بھی هے که کهربائیت سے بھرے هوے جام کو خالي کر سکتي هیں - اس خاصیت کے دریافت هو جانے سے ریڈیم کي تحقیق میں بیحد مدد ملي ' کیونکه اب الیکٹر سکوپ کا استعمال ممکن هوگیا -

(الیکٹر سکوپ) ایک نهایت بسیط آله هے' جس سے کسي جسم میں کهربائیت کے عدم و وجود کے متعلق فیصله کیا جاتا هے - یه ایک شیشے کا ظرف هوتا هے جسکے منهه پر کارگ لگا هوتا هے - اس کارگ میں ایک مسي تار هوتا هے تار کے نیچے معمولی طلائي ورقوں سے زیادہ باریک ' دو طلائي ورق هوتے هیں - یه آله جب کسي ایسے جسم سے لگایا جاتا هے ' جسمیں کهربائیت هوتي هے'

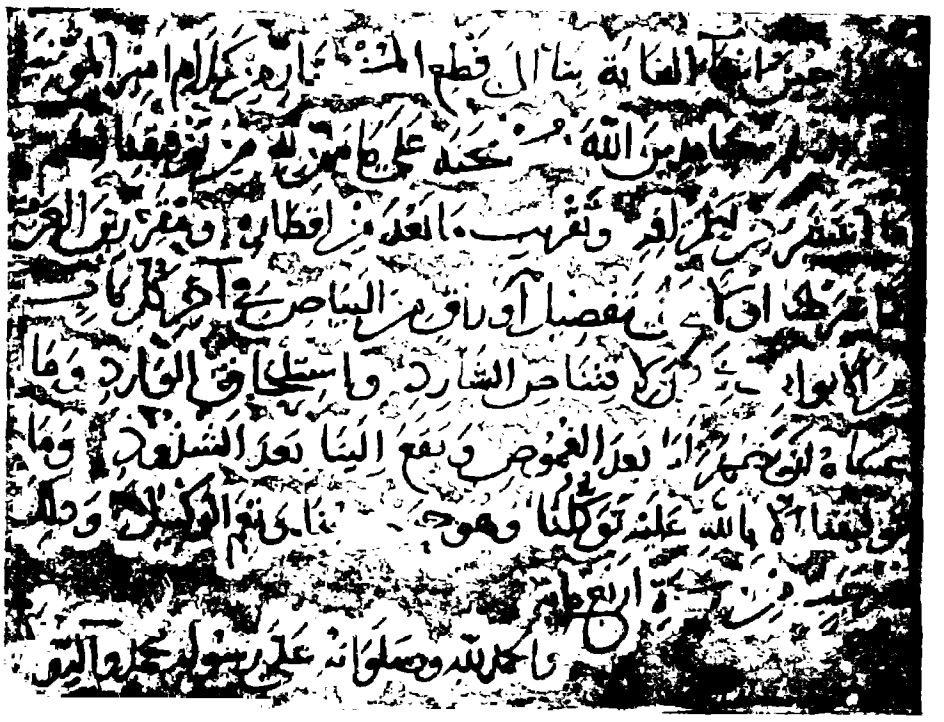

چوتھی صدي هجری کي تحریر کا ایک ٹکڑہ

یعنی علامۂ سید (شریف الرضي) المتوفی سنه ۴۰۴ - جامع کتاب (نهج البلاغه) کے هاتھه کي تحریر' جو علامه موصوف کے خود نوشته نسخه نهج البلاغه کے آخر میں موجود هے -

تو خواہ مقدار میں کتني هي کم کیوں نه هو ' یه دونوں طلائی ورق اس سے فوراً متاثر هوجاتے هیں - انمیں معاً کهربائیت پیدا هوجاتي هے ' اور ایک دوسرے سے الگ هوکر کهربائي اثر کا ثبوت قطعي دیدیتے هیں -

اس اکتشاف کے بعد میڈم (کوری) نامي پولینڈ کی ایک فاضل عورت شعاعهاے بکرل کے مطالعه پر همه تن متوجه هوئي - اس مطالعه سے میڈم موصوفه کا مقصد اس مادہ کا دریافت کرنا تھا' جس سے یه شعاعیں پیدا هوتي هیں -

اسٹروي حکومت نے میڈم موصوفه کی اس بارے میں هر طرح کي اعانت کي - وہ عرصے تک اپنے تجارب میں مصروف رهي اور بالآخر ایک نیا عنصر دریافت کرلیا جو وٹوگراف کي تختی اور الیکٹر سکوپ پر (اورینیم) سے بھی زیادہ شدید اثر رکھتا هے - میڈم موصوفه پولینڈ کي رهنے والي تھی - اس مناسبت سے اس عنصر کا نام (پولینم) رکھا گیا -

اس عنصر کے اکتشاف کے بعد بھي میڈم موصوفه نے عملیات کیمیاریه کا سلسله جاري رکھا - یهاں تک که میڈم کوري اور اسکے شوہر نے متحدہ کوشش سے (ریڈیم) کو تحقیق کیا -

(ریڈیم) کا سب سے پهلا ذرہ جو میڈم اور پروفیسر کورے نے نکالا تھا' نمک کي طرح کا ایک چھوٹا سا ذرہ تھا - یه ذرہ تاریکي میں چمکتا تھا ' اور اسکي روشني اوراینیم سے ۱۸ - لاکھه گونه زیادہ تھي -

میڈم موصوفه کا طریق استخراج نهایت دیر طلب و پریشان کن هے ' اور اس طریقه سے مهینوں کي عرقریز کوشش کے بعد کهیں چند ذرے نکلتے هیں -

ریڈیم اور دیگر معدنیات میں یه فرق هے که ریڈیم جلد حل هو جاتا هے - اسکي اور دیگر معدنیات کي سرعت انحلال میں وهي نسبت هے' جو رفتار میں ایک بیل گاڑي کو ایکسپریس ٹرین سے -

راڈیم کی عمر کے متعلق علماء کیمیا کا تخمینه هے که وہ زائد سے زاید ڈھائي هزار سال تک رهسکتا هے - اسي بنا پر خیال کیا گیا هے که ریڈیم کسي دوسرے مادہ سے پیدا هوتا رهتا هے ورنه اب تک فنا هوگیا هوتا - گو وہ مادہ جس سے ریڈیم پیدا هوتا هے اب تک غیر معلوم هے -

دوران تحلیل میں ریڈیم سے مختلف رنگوں کي شعاعیں نکلتي هیں - جو یوناني ابجد کے تین حروف : الفا ' بٹا ' اور گما ' کے نام سے موسوم کي گئیں هیں -

(شعاعهاے الفا) نهایت چھوٹے ذرات هیں جو ایجابي کهربائي سے لدے هوتے هیں - ان ذرات کي شرح رفتار ۱۵ - هزار في ثانیه هے - ان ذرات کا حجم ہیڈروجن کے جواهر سے درگونه زیادہ هوتا هے -

(شعاعهاے بٹا) - وہ ذرات هیں جو سلبي کهربائي سے پیدا هوتے هیں - ان ذرات کا حجم (هیڈروجن) کے حجم سے هزار گونه چھوٹا هوتا هے - ان ذرات کي شرح رفتار روشني کي شرح رفتار کے برابر هے - (روشني کی شرح رفتار في ثانیه ۳ - لاکھه کیلو متر هے -)

(شعاعهاے گما) در حقیقت رنتجن هي کي شعاعیں هیں -

شئون عثمانیہ

انکا ایک خاصہ یہ ہے کہ انکي راہ میں جب کوئي شے حائل ہوتي ہے ' تو اس شے ' اور شعاعہاے بنّا کے تصادم سے ' (شعاعہاے کما) پیدا ہو جاتي ہیں -

ریڈیم سے ایک قسم کا گیس بھي پیدا ہوتا ہے - اس گیس کے خواص کے متعلق اسوقت تک صرف اسقدر معلوم ہوسکا ہے کہ جو شے اس سے مس ہو جاتي ہے ' اسمیں بھي شعاع انگیزي کي قوت پیدا ہو جاتي ہے -

خالص ریڈیم صرف ایک ذرہ ہے جو میڈم و پرفیسر (کورے) کي عرقریز کوششوں کا نتیجہ ہے - اسکے علاوہ ریڈیم کي جسقدر اور مقدار ہے ' وہ (اکلور) و (برروم) نامي دو عنصروں سے ملي ہوئي ہے -

ریڈیم تمام مادوں سے زیادہ گراں بہا ہے - اسکي گراں بہائي کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک چھوٹے سے ذرے کي قیمت ' جو خوردبین کي مدد کے بغیر نہیں دکھائي دیسکتا ' ۵۰ ہزار ڈالر ہے -

اس مادہ میں عجیب ترین شے وہ دقائق کہربائے سلبي ہیں جنکا اصطلاحی نام (شعاعہاے بنّا) ہے - ان دقائق کي حرکت سے ایک قسم کي برقي رو پیدا ہوتي ہے - تلغراف لاسلکي (وائرلیس تیلیگراف) کي بنیاد انہی تموجات پر ہے جو ان ذرات کی حرکت سے ایتھر میں پیدا ہو جاتے ہیں -

اسکي قیمت کي گراني اور خواص کي اعجوبگي سے تاجر و عالم ' دونوں واقف ہیں ' اور اگر کبھي ریڈیم کے کسي ذرے کو صدمہ پہنچتا ہے تو اسکی خبر گھر گھر پھیل جاتي ہے -

میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ ان الم انگیز و غم خیز واقعات کے (جو ہمارے زمانے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں) ناگوار نتیجے کے ایک حصہ کي ذمہ داري دولت عثمانیہ کے کاندھے پر بھي ہے - اسکے علاوہ وہ ایک طویل مدت تک عہد استبداد کا جوا لادے رہي ' جس نے اس کو اس سخت پست درجوں تک پہنچا دیا اور اسکے قوی کو کمزور کر دیا -

مگر عثمانیوں کے شدید ترین دشمن بھي اس امر سے انکار نہیں کرسکتے کہ شرف و عزت نفس عثمانیوں کي ایک فطري خصوصیت ہے ' پس اگر یورپ میں ذرہ بھر انصاف ہوتا ' تو وہ انکو عصر جدید کے اقتباس مبادي میں مدد دیتا - لیکن یورپ نے اسکے بدلے شقاق و فساد کي تخم پاشي کو ترجیح دي اور سختي کو کام میں لایا ' تاکہ وہ ایسي دلیلیں اور عذر پیدا کرسکے ' جنکے ذریعہ درشتي و قسارت آمیز مداخلت کے لیے راستہ صاف ہو جاے -

ریاستہاے بلقان نے اس فرصت اضطراب کو مغتنم شمار کیا اور بلقاني عیسائیوں کو آزاد کرنے کے دعوے سے اُن بھیڑیوں کي طرح دولت عثمانیہ پر ٹوٹ پڑے ' اسکے جسم کو ان دول یورپ کي موجودگي میں نوچنے لگیں ' جن کے امکان میں تھا کہ بلقاني عیسائیوں کي خوش حالي کے لیے دولت عثمانیہ سے کوئي ضمانت لے لیتیں -

یورپ یورپ کے بھیڑیوں سے جو کچھ لے چکا ہے ' اسکے بعد دولت عثمانیہ کے ایشیائي صوبوں کي باري عنقریب آتي ہے - کیونکہ اب یہ بھوکے بھیڑیے اپنے دانت نکالنے وقت مناسب کے انتظار میں بیٹھے ہیں -

دنیا میں کسي عظیم الشان قوم کا عالم اقبال سے رو بہ زوال ہونا دلوں کے لیے سب سے بڑا الم انگیز واقعہ ہے - گو وہ اپني زندگي میں بعض لغزشوں کي بھي مرتکب کیوں نہ ہوئي ہو - جب ہم تاریخ کي طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ کي سلطنت چند لغزشوں کي مرتکب ہوئي تھي ' مگر جوں ہي اس نے ہمتیں صرف کرنا اور افتادگي سے اٹھنا شروع کیا ' ویسے ہي اس پر وہ تمام بھوکے بھیڑیے ٹوٹ پڑے ' جو اسکے گرد و پیش گھوم رہے تھے اور فوراً اس خوف سے کہ کہیں اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو جاے اس کا جسم نوچنا شروع کر دیا - یہي حالت بعینہ دولت عثمانیہ کي ہے -

اس نے بھي جوں ہي گذشتہ زمانہ کے کثافتوں کو اپنے جسم سے زائل کرنے کے لیے دامن جھاڑا ' فوراً سب کے دلوں میں طمع و حرص سرایت کر گئي ' اور اس خوف سے کہ اگر اسکو اپني پراگندگي کي فراہمي کا موقع دیا گیا ' تو یہ طلائي فرصت ہاتھ سے نکلجاے گي - اپسمیں (با ایں ہمہ دیرینہ عداوت و بغض) سازشیں شروع کردیں - لیکن بہر حال میں اس سیاست کو سخت ناپسند کرتا ہوں ' کیونکہ یہ اس سنگ دلي کے قریب اور ان پست مطامع کي علامت اور نتیجہ ہے ' جو تمام عالم پر چھائي ہوئي ہے -

افسوس ! انسانیت پسند جماعت اور سوشیلزم خواہشوں کا بازو اسقدر قوي نہیں ہے کہ ان مطامع سافلہ ' قسارۂ سبعیہ ' اور خدع و فریب کے مقابلہ میں کھڑي ہو سکے -

انسان کے لیے سخت مشکل ہے کہ وہ حماقت و بیحیائي کے اُسدرجہ کا تصور کرسکے ' جو مسئلہ مشرقي کي نسبت یورپ میں حالات کي رفتار کو بدنما کر رہي ہے - صرف یہي مسائل انصاف سے خالي

فرانس سے ایک صداے انصاف

— * —

ترکوں کے حق میں

— * —

فرانس کے ایک مشہور اہل قلم اور صحافي (۱) موسیو (جوریس) نے حال میں ایک مضمون اخبار (لامینتا) میں شائع کیا ہے ' جسکا عنوان (انصاف کا ایک ذرہ !) ہے - ہم چاہتے ہیں کہ اسکا خلاصہ شائع کردیں - وہ لکھتا ہے :

کیا لوگ مجھے اسلیے ملامت کر رہے ہیں کہ عثمانیوں کے ایک گرمجوش اور سچے درست کي صورت میں ظاہر ہوتا ہوں ؟ افسوس ! صد افسوس ! !

میرے لیے اس سے بہتر اور کیا تھا کہ میں نے زیردستوں کي طرف اس میلان کے ظاہر کرنے کي جرأت کي ' جسکو میرا سینہ چاک کیے ہوے تھا ؟ یہ کیا ہے کہ میں کسي طرف سے طاقت اور قوت کے نام پر خروش تحسین کے علاوہ اور کوئي آواز نہیں سنتا ؟ میرے کانوں میں طلب ہاے حقوق اور فتح و ظفر کي آواز بازگشت کے علاوہ کوئي آواز نہیں گونجتي ؟ گویا دنیا میں تلوار کي چمک ہي ایک روشني ہے ' جس سے انساني نظریں ضیاء اندوز ہو سکتي ہیں ! !

(۱) اردو زبان میں کوئي لفظ ایسا نہیں ہے جو انگریزي لفظ "جرنلسٹ" کي جگہ استعمال کیا جاسکے ' اور ان لوگوں کي نسبت کہا جاسکے جو کسي اخبار کے ایڈیٹر نہیں ہیں ' لیکن مستقل طور پر مضمون نگار ہیں آجکل عربي میں اسطرح کے لوگوں کو " صحافي " کہتے ہیں - جو پہلے جلد ساز کو کہا کرتے تھے - کوئي مضائقہ نہیں اگر اردو میں بھي یہي لفظ رائج ہوجاے -

نہیں' بلکہ تمام مسائل کی ایسي هي حالت هے - انمیں ایک مبدء اساسی بهي ایسا نہیں ملیگا ' جو انکے خیالات کي ضلالت پر نگران یا مسلط هو -

هم دیکھتے هیں که یورپ ایک طرف تو ایک اسلامي شہر (ادرنه) کو دولت عثمانیه سے ذرا دھمکا کے چھین لینا چاهتا هے- دوسري طرف جزائر ارخبیل کو یونان کے ساتھه ملانے کے لیے جنسیت کے حقوق کو ذریعه قرار دیرها هے -

خلاصه یه که یه غلط سیاست اعتدال و تفکر اور انصاف سے بالکل خالي هے - پس اگر بلقاني وکلا اس عظیم الشان هولناک تساهل کي قدر کرتے ' جو عثمانی وکلا کے دوران اجلاس کانفرنس میں ظاهر کیا تھا اور صلحنامه پر دستخط کر دیتے' تو مقدونیه' ایبرس' کریت' اور البانیا اور ترجنا کا ایک حصه انکے قبضه میں باساني آجاتا - ریاستهاے بالقان کے لیے یه مناسب تھا که رومانیا کي مداخلت کا خوف نه کرتیں ' اسلیے که اس ریاست کے لیے یه نہایت مشکل هوتا که اختتام جنگ کے بعد تلوار علم کرکے غنیمت میں اپنا حصه بزور حاصل کرے -

" اسلام جزیره نماے بلقان پر خیمه زن تھا " یه ایک افسانه ماضي هو جاتا اگر ریاستهاے بلقان' جو کچھه انکي قسمت میں تھا ' اس پر راضي هو رهتیں - اس صورت میں کام کرنے کے لیے انکے سامنے ایک وسیع میدان تھا - خصوصا ایسی حالت میں جبکه باشندگان شہر کي یک جنسي ان قوتوں کے مادے کا سرچشمه تھی ' جنهوں نے اسکے لیے دولت عثمانیه پر حمله اوري کا راسته هموار کردیا -

بلاد عثمانیه کي حالت اسکے بالکل برعکس هے کیونکه وہ متعدد متضاد اقوام پر مشتمل هیں' جنکے جنس اور عقائد ایک دوسرے سے مختلف هیں' اور اب کل مقدونیه ' البانیا ' سالانیک ' مناستر' اسکوب ' میں آباد هونے والے متعدد عنصروں نے باهم اتحاد کي مهم' بلغاریا ' سرویا ' اور یونان کے کاندهوں پر رهدي هے - یقیناً یه مهم اپني نوعیت میں سخت هوگي' جسکي سختي ان شہروں کے الحاق سے بے انتها بڑهجائیگي ' کیونکه انکي آبادي کا اکثر حصه مسلمان هے -

بلقانیوں کي قدرت میں یه بات تھي که وہ ان امور کو سمجھتیں - یورپ کو لازم تھا که وہ چشم انصاف سے ان قربانیوں کو دیکھتي جو عثمانی برداشت کر رهے هیں' اور بلقانیوں کے ان غلو امیز مطامع کو کم کرنے کے لیے مداخلت کرتا - مگر اسکے بدلے هم ان درندوں کي سي آوازیں سنتے هیں ' جو اپني زبان حال سے کهه رهے هوں : " همیں تو اپنے پیٹ بھرنے هي سے رغبت هے اور بس "

مجمع تو یه نظر آتا هے که بلقان کے بهیڑیوں کي دماغی قوت انکے دانتوں میں منتقل هوگئي هے' اور یورپ کے دماغ پر فالج گرگیا هے ' جسکي وجه سے وہ بے سوچے سمجھے ان بلقاني بهیڑیوں کی صداے بازگشت کو دهرا رها هے ' حالانکه انکي حرص کا پیٹ انکے ممالک کے ملحقانے پر بھی نہیں بھرا .....

یورپ کو جنگ عام کا خوف هے ' مگر یه اسلیے که وہ اس سیاست کي پیروي نہیں کرنا چاهتا' جسکي بنیاد عدل و اعتدال پر هو اور جسمیں تعصب کي آواز پر بے چوں و چرا هے کي بهیڑوں کي طرح دوڑنے کے بدلے ' عقل و فهم ' مظلوموں کي دستگیري ' اور حریصوں کي طمعرانیوں کو روکنے کے اصول کي پیروي کي گئي هو -

انگلستان اور اسلام

— * —

(٤)

ایک حق پرست انگریز کي چٹھي ٹائمز لندن کے نام

— * —

ان معلومات سے جو مجھے اور نیز اکثر اشخاص کو موصول هوے هیں' یه معلوم هوتا هے ' که مقدونیه میں ناجائز حملوں کے وسائل عملي طور پر ترتیب دیے گئے اور یه ' که بہت سے بے گناهوں پر نہایت هیبت ناک قتلهاے عام عمل میں آئے -

گذشته آخري ایام میں مرد' عورتیں ' اور بچے قتل کیے گئے ' اور اب تک یه وحشیانه عمل جاري هیں بلکه روز افزوں ' جنکا مقصد اسکے سوا اور کچھه نہیں هے که مسلمانوں کو فنا کردیا جاے -

چنانچه ان هولناک واقعات سے بھاگنے والے مهاجرین کي تعداد کے متعلق کہا جاتا هے که انکي تعداد نصف ملین نفوس سے زیاده هے - اگر یه معلومات صحیح هیں (جیسا که میرا عقیده هے) تو یه واقعات دنیا کے هولناک ترین واقعات هیں' جو اس زمانه میں مسیحیت کے نام سے عمل میں آئے هیں !

میں وہ آخري شخص هوں جو جنگی کارروائیوں میں انسانیت کي مراعات کا منتظر هے مگر یه کارروائیاں (فظائع و مظالم) جنگي کارروائیوں سے بالکل بے تعلق هیں -

انگریزي حکومت اس مسئله کي اهمیت کو کم کرنا چاهتي هے اسکي اس خواهش نے اسي قدر لوگوں کے غیظ و غضب کو زیاده ابھارا هے ' جسقدر که مظالم کي بري خبروں کي اشاعت هوئی هے - علی الخصوص وہ لوگ ' جو میری طرح خیال کرتے هیں که انگریزي سیاست نے لاکھوں میں سے ایک لاکھ عیسائیوں اور مسلمانوں کے حسن تعلقات کي تدقي هے -

جب هم اس جوش و خروش کو یاد کرتے هیں جو ان خونریزیوں نے یہاں پیدا کردیا تھا جنکے ارتکاب کرنے والے چند کرور وحشي البانی تھے ' تو مقدونیه میں ان هولناک و بد تر ان واقعات پر خاموشی ' جن سے بدن کے روئیں کھڑے هو جاتے هیں' تمام دنیا کے مسلمان کے ساتھه ایک سخت اور ظلمي هوئي بد سلوکي هے -

مقدونیه میں فتح بلقان سے قبل کتنے مسلمان تھے ؟ اور آج کتنے هیں ؟

یه کیا عذاب الیم هے جو ان بدبخت ستم رسیده مخلوقات پر نازل کیا گیا هے ؟ یه کیا ستم هے که عزیزوں مرد اور عورتیں نہایت بے رحمی کے ساتھه زنده دفن کردي گئیں ؟ کیا یه مظالم ان ترکی باشي بزوقوں کي کارروائیوں سے سخت تر نہیں هیں' جن پر گذشته زمانه میں تمام یورپ اتھه کھڑا هوا تھا ؟

کیا بلغاري عهده داروں نے ان بدبختوں میں سے کسي ایک شخص کو پھانسي دي ؟ (ناظرین کو غالباً یاد هوگا که همیشه ایسے موقع پر حکومت عثمانیه نے یورپ کے صداے سرزنش طلبي کے جواب میں لبیک کہا اور مجرموں کو سخت سزائیں دیں اور اگر اصلي مجرموں کا پته نہیں چلا تو یورپ نے ناکرده گنا لوگوں کو سزا دینے پر مجبور کیا - الهلال)

بیشک مسیحیت اور اخلاق کا شرف یورپ سے ان مظالم کي کامل تحقیقات کا مطالبه کرتا هے ! بیشک اس قسم کی تحقیقات اور ان حکومتوں کو تنبیه ' جن کي رعایا ان فظائع کے مرتکب هوئي هے' عالم اسلامي کے تعصب کي تاریکي دور کرنے اور مسیحیت کو اظہار مسلمین میں خوش امید بنانے کیلیے هزاروں مشن کي جماعتوں سے زیاده مفید هوگي -

مارمیدک بکتھلے } ۱ - جنوري ۱۹۱۳ع

مراسلات الهلال

ڈاک کي

—:*:—

موجودہ وزارت کي پاليسي

— * —

تصريحات وزير اعظم

— * —

وزير اعظم کا خيال ہے :

(۱) آيندہ سے ممالک عثمانيہ کا نظام حکومت لامرکزي ہوگا - يعني تمام ممالک چند حصوں پر تقسيم کيے جاينگے - ہر حصہ چند ولايات پر مشتمل ہوگا -

(۲) حکومت اجنبي مفتشوں (انسپکٹرس) سے مدد ليگي - حرکزي حکومت و نيز تمام بڑے بڑے منطقوں ميں ہر مشير کے ساتھہ ايک اجنبي مفتش اور ہر منطقہ ميں ايک مفتش عام ہوگا -

(۳) تمام ولايات ميں زراعتي بنکوں کے قائم کرنے کے متعلق قانون وضع کيا جائيگا -

(۴) کمپنياں قائم کيجاليں گي - ريلوے لائن وغيرہ کے ليے معاہدے ہونگے -

ان تمام عثمانيوں کو جن کي عمر ۲۹ - اور ۴۵ - کے درميان ہے، شريک جنگ ہونے کا حکم ديا گيا ہے -

اتحاديوں نے ايک انجمن باسم "جمعيت دفاع وطني" قائم کي ہے -

(کامل پاشا) پر فالج گرا ہے - حالت خطرناک ہے -

(ناظم پاشا) کي طرح (کامل) پاشا بھي مارڈالا گيا ہوتا - مگر بطل الطرابلس (غازي انور بے) نے اسکو اپني گاڑي ميں بٹھا کے گھر تک پہنچا ديا اورمکان پر چند سپاہيوں کو نگراني کے ليے مقرر کر آئے -

ايک عثماني نامہ نگار لکھتا ہے :

اکثر لوگ پوچھتے ہيں کہ دولت عثمانيہ کي مالي حالت کيا در حقيقت اتني ہي خراب ہے جتني کہ لندن اور پيرس کي خبروں سے معلوم ہوتي ہے ؟ واقعہ يہ ہے کہ دولت عثمانيہ کي مالي حالت خواہ کتني ہي خراب تسليم کيجائے مگر اتني خراب تو ہرگز نہيں، جتني خراب مشہور کرنے ميں روشش انگلستان اور فرانس کے دارالسلطنتوں سے کيجارہي ہے اور بالخانيوں کي مالي حالت سے تو بہر حال بدرجہا بہتر ہے - ہاں يہ صحيح ہےکہ اس کو ائتلاف مثلث سے جسطرح راے اور اثر کي مدد مل رہي ہے، اسيطرح روس سے مالي مدد بھي مايگي اور انگلستان اور فرانس خاموش رہينگے کيونکہ انکو اسلام کےديرينہ دشمن روس کي دوستي اور خاطرداري مسلمان رعايا کي خاطر داري سے زيادہ عزيز ہے -

دولت عثمانيہ کو مسلمانان مصر و ہندوستان کي طرف سے پيش قرار مدد مل رہي ہے، چنانچہ وزير اعظم نے مجھسے بيان کيا کہ اسوقت مصر سے ۳۰ لاکھہ گني (۴ کرور پچاس لاکھہ روپيہ) موصول ہو چکي ہے - ہندوستان سے بھي مبلغ خطير موصول ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - پس اگر مسلمان اپنے اسلامي مرکز کي مدد جاري رکھينگے تو انکو اسکي مالي حالت سے اسقدر مايوس ہونے کي کوئي وجہ نہيں، جسقدر مايوس کرنے کي کوشش لندن اور پيرس کررہے ہيں -

المويد کے نامہ نگار کي چٹھي سے معلوم ہوتا ہے :

چٹلجہ اور گيلي پولي کے درميان اسوقت دولاکھہ پچاس ہزار فوج سے کم نہيں - اس فوج کا قوام لازي، کردي، عربي، اور ترکي عناصر سے ہے جنھوں نے عہد کيا ہے کہ يا موت ہے يا فتح - اس فوج کے ساتھہ ہي توپيں بھي ہيں جو حال ميں جرمني سے منگوائي گئي ہيں رسد کا سامان بھي معقول ہوگيا ہے - مخلص نوجوان ترک جيسے بطل الطرابلس انور بے و فتحي بے وغيرہ کے آجانے سے فوجوں ميں ايک غير معمولي جنگي جوش پيدا ہوگيا ہے -

الـن

—:*:—

عظم الله اجورنا واجورکم بمصابنا بعلي بن موسى الرضا عليه السلام

۲۸ - صفر سنہ ۱۱ ھجري سے ۱۱ ربيع الثاني سنہ ۱۳۳۰ ھجري تک جو واقعات آل محمد عليہم السلام پر گذر گئے انکو آجتک نہ کوئي بھولا ہے نہ بھول سکتا ہے علي الخصوص اُن دل مظلوموں کے دل خون کن واقعات جو ديس سے پرديس ميں مہمان بلا کر عالم غربت ميں فتياے بيکسي سے قتل کيے گئے اور بعد قتل و دفن اُنکے قبور مقدسہ کے بھي جو جو سلوک کيے گئے جنکي ياد ميں زمانہ کي آنکھيں ہميشہ خون کے آنسو روئينگي - حسين بن علي اور علي بن موسى الرضا عليہم السلام جن ميں سے ايک کوفيان پر دوسرا کے مہمان ہوکر يزيد بن معاويہ کے ظلم سے تين دن کے بھوکے پياسے کربلا کے چٹيل ميدان ميں شہيد ہوکر بے غسل و کفن اُسي سر زمين ميں دفن ہوگئے اور تھوڑے ہي عرصہ کے بعد متوکل عباسي کے ظلم و ستم سے اُنکي قبر منور پر کھيتي کرنيکا حکم ديا گيا اور دوسرے کو مامون رشيد عباسي نے مہمان بلا کر زہر دغا سے شہيد کيا اور اس تہذيب کے زمانہ ميں روسيوں کے ظلم و ستم سے اُس قبر شريف پر گولہ باري کيگئي پھر کيا دنيا کا کوئي شخص يقين کرسکتا ہے کہ کوئي مسلمان کسي وقت اس ظالمانہ کارروائي کو فراموش کرسکتا ہے يا زمانہ کا ظالم ہاتھہ کبھي ان واقعات کے گہرے نقوش کو اہل ايمان کے دلوں سے محو کرسکيگا ہرگز نہيں - دنيا جسوقت تک باقي ہے اس وقت تک نہ حسين بن علي کي مظلومي اور يزيد و متوکل کے ظلم فراموش ہوسکتے ہيں نہ علي بن موسى الرضا کي بيکسي اور مامون و سلطنت روس کے مظالم سہو محو کيے جاسکتے ہيں - مجھے ان واقعات کے ياد دلانے کي کوئي ضرورت نہ تھي کيونکہ گذشتہ ربيع الثاني سے ہر اہل ايمان کا دل مامن رضا کے بے امن ہوجانے سے اس درجہ پيچين ہو رہا ہے کہ کسي وقت ان واقعات کي ياد دل سے محو نہيں ہوتي ليکن آل انديا شيعہ کانفرنس کي مرکزي کميٹي نے ہر روز ايوشن سالگذشتہ پاس کيا تھا اُسکي تعميل ميں يہ ياد دہاني البتہ ميرا ايک فرض تھا جو اس مختصر تحرير کے ذريعہ ادا کرکے جميع مومنين سے التماس ہے کہ ۱۱ - ربيع الثاني کو اپنے اپنے مقامات پر غريب الغربا امام رضا عليہ السلام کي مجالس عزا برپا کريں اور باہم ايک دوسرے سے رسم تعزيت ادا کرکے ارواح طيبہ حضرات معصومين کو شاد کيا -

ا - دام الى الخير

خادم قوم السيد علي غضنفر عفي عنه

ناموران غزوۂ بلقان

عثماني جنگي جہاز " باربروس "

— * —

بحر مارمورا میں ترکوں کا بحري کارنامہ

— * —

پچھلے نمبر کے ساتھہ " چٹلجا لائن " کا جو نقشہ شائع ہوا ہے اسکو پیش نظر رکھہ لیجیے -

عثماني جنگي جہاز " باربروس " جو عظیم الشان بحري فاتح: (خیرالدین باربروس) کے نام کے ساتھہ تاریخ عثمانیہ کے گذشتہ بحري کارناموں کو یاد دلادیتا ہے - آپکے سامنے کھڑا ہے -

" چٹلجا لائن " کے مغدرش بائیں حصے کو، یہي جہاز ہے، جس نے اپنی ساحل کي آتش افشانیوں سے بلغاریوں کے لیے سد سکندري بنا دیا -

۲۸ - نومبر کي رات موت و ہلاکت کي ایک عظیم الشان رات تھي، جو برقي سرعت سے چھوٹنے والي مشین گن کے گولوں، گولیوں کی پے ہم بارش، اور دس ہزار آہن پوش انسانوں کے فیصلہ کن عزم کے ساتھہ نمودار ہوئي تھي -

یہ ایک بلغاري حملہ تھا، جو (ڈلیڈن) کي پہاڑیوں کو عبور کر کے، مغربي جانب سے چٹلجا لائن کے ابتدائي خطوط کو مسمار کر دینا چاہتا تھا -

یہ حملہ بالکل اچانک کیا گیا، اور بلغاري افسروں نے پورا عزم کر لیا تھا کہ اسي طرح " چٹلجا " لائن کو ایک خفیف سا نقصان بھي پہنچا کر، اپني فتوحات کے جغرافیے کو وسیع کرلیں -

مغربي پہاڑیوں تک دشمن کا پہنچ جانا بہت خطرناک تھا - زیادہ تر اسلیے کہ یہاں ساحل کے عثماني بیڑے کي زد بآسانی نہیں پہنچ سکتي تھي، لیکن ساحل اسلیے یہاں کے نشانے بہت خوف ناک تھے -

بلغاري حملے کے نمودار ہوتے ہي ترکي قلعہ کي باتري نے جواب دینا شروع کردیا، مگر اب یہ کچھہ موثر کارروائي نہ تھي، کیونکہ دشمن مغربي حصے تک بڑھہ آیا تھا اور قلعہ کي توپ اسکے لیے صحیح نشانہ نہیں ہو سکتي تھي -

یقیناً یہ حالت نازک تھي -

دشمن آگے تو نہیں بڑھہ سکتا تھا، لیکن اگر وہاں زیادہ عرصے تک قائم و قابض رہجائے گا، تو ترکي قلعہ، ساحل کي آبادي، اور خود ساحلي بیڑے کو سخت نقصان پہنچانا اسکے اختیار میں ہوگا -

وہ قصبہ اور سامنے کے پہاڑ کے درمیاني پل کا راستہ اپني گولہ باري سے بند کردیگا، جسکا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ترکي فوج اپنے حملے کے ایک بہترین راستے کو کھودیگي

* * *

وقت نازک اور فرصت قلیل تھي - صرف ایک ہي علاج باقي رہگیا تھا اور وہ ساحل کے جنگي بیڑے کے ہاتھہ تھا، یعني بغیر ایک لمحہ کے ضائع کیے، فوج کا ایک حصہ مع توپخانے کے ساحل پر اتار دیا جائے اور وہ پل پر عبور کرکے دامن کوہ میں پہنچ جائے - اس ترکیب سے دشمنوں کے گولوں کا جواب ممکن ہوجائے گا -

مگر ایسا کیونکر ہو؟ جنگ آگ اور دھوئیں کا کھیل سہی - لیکن یہ جلتي ہوئي آگ میں تو کوئي انسان کود نہیں جاتا؟ جو فوج ساحل پر اتریگی، اسکے سروں پر گولوں کي بارش ہوگي، جو منٹوں کي رفتار کے حساب سے چھوٹ رہے ہیں - چاروں طرف پھٹنے والے گولوں کے مہلک آلات ہونگے جو آگ اور دھوئیں کي فضا کے اندر پھٹ پھٹ کر زندگي کي علامات زمین سے صفحہ کررہے ہیں!

ساحل کی زمین یکسر موت و ہلاکت ہے، پھر روح اور جسم رکھنے والا کون انسان ہے جو اپنے تئیں اسکي آغوش میں سپرد کردیگا؟

عثماني جنگي جہاز: "باربروس" کے بالائي حصے کا ایک منظر

* * *

" اس زمین کا ہر ذرہ اپنے طلبگاروں سے قربانی چاہتا ہے - عثمان اول کی نسل نے نہیں معلوم آٹھ سو برس کے اندر زندگی اور خون کی کتنی قربانیاں کرکے ان دروں کو خریدا ہے ؟ آج بھی اسکی مٹی ہم سے وہی مانگتی ہے ' جو ہمیشہ مانگتی رہی - پھر کیا کوئی اسلام کا فرزند ہے جو اسکو جواب دے ؟ "

یہ جوش اور خود رفتگی کا ایک شعلہ تھا ' جو لفظوں کی صورت میں جہاز " بار بروس " کے کپتان : (خیری بک) کی زبان سے نکلا اور مارمورا کی فضاے تاریک میں قومی قربانی اور فوجی فیض کی ایک نئی روشنی نمودار ہوئی !

وہ اسے بالائی تختے پر کھڑا تھا - جہاز کی تمام روشنی گل کردی گئی تھی تا کہ دشمنوں کو نقل و حرکت معلوم نہوسکے - لیکن کبھی کبھی ساحل پر پھٹنے والے گولوں سے روشنی پیدا ہو کر (خیری بک) کے چہرے کو نمودار کر دیتی تھی - آج کی دہشت انگیز تاریکی میں دشمنوں کے گولوں کے اندر سے آگ نکلتی تھی ' تو اسکا دل بھی ایک آتشکدہ تھا -

مگر جو شعلے اسکے منہ سے نکل رہے تھے انکی روشنی خاموش تھی '

* * *

ایک سیکنڈ کے وقفے کے بعد اس نے پھر تقریر شروع کی ' اسکے سامنے سپاہیوں کی صفیں خاموش کھڑی تھیں -

اس نے کہا :

" دشمن سامنے کی پہاڑیوں پر پہنچ چکا ہے - اگر دو گھنٹے اسکو اور مہلت دی گئی ' تو وہ اسپر پوری طرح قابض ہوجائے گا - وہاں اسکے توپخانے قائم ہوجائیں گے ' اور پھر نہیں معلوم اسکو وہاں سے ہٹانے کیلیے کتنی بڑی قربانیوں کی ہمیں ضرورت ہو ؟ نہیں معلوم پھر کتنی ترک عورتوں کو بیوہ ہونے پڑے ؟ کتنی شیر خوار بچوں کو داغ یتیمی سہنا پڑے ؟ کتنی لاشیں پل بنائی جائیں ' اور کتنے خونوں کے سیلاب بہیں ؟ لیکن اس وقت صرف چند مقدس لاشوں کی ہمیں ضرورت ہے ' جو قوم کو زندہ کرنے کیلیے مرنا گوارا کرلیں ' اور اسطرح ایک سخت آنے والی ہلاکت سے اپنے بھائیوں کو محفوظ کردیں - صرف ایک توپ اور سو آدمی ! یہی چیز ہے ' جو آٹھ سو برس کی " تاریخ عثمانی " آج ہم سے مانگتی ہے - اگر ہم کسی طرح ساحل پر اتر کر انکی توپوں کا جواب دینے لگے ' تو یقین ہے کہ وہاں قائم نہ رہسکیں گے ' اور پھر کل کو کسی بڑے حملے کی بربادی ہماری فوج کو گوارا نہیں کرنی پڑیگی - ..... سب سے پہلے میں خود اپنا نام پیش کرتا ہوں ! "

* * *

یکایک " بار بروس " کے عظیم الشان ہیکل ایک خفیف سی جنبش ہوئی ' اور فوراً کشتیاں سمندر میں ڈالدی گئیں - سو آدمیوں کی یہ ایک مختصر جماعت تھی ' جس نے ساحل کی طرف بڑھنا شروع کردیا -

سامنے سے گولوں کی لگاتار بارش ہو رہی تھی ' اور پھٹنے والے گولوں کی آتش افشانیوں سے تمام ساحل ایک فضاے آتشیں ہو رہا تھا ' مگر یہ کشتیاں بے خوف و خطر جارہی تھیں - پھر کیا ان کشتیوں میں انسان نہ تھے ؟

انسان تو تھے ' مگر وہ انسان ' جنکو اپنی زندگی سے بڑھکر قوم و ملت کی زندگی عزیز ہے - پس وہ جانتے تھے ' تا کہ خود مرجائیں لیکن اپنی قوم و ملت کی عزت کو زندہ کر دیں !

ساحل تک پہنچنے سے پہلے ایک کشتی کو گولہ لگا اور غرق ہوگئی صرف تین کشتیاں ساحل تک پہنچیں ' اور ۷۵ - سپاہیوں نے آنکر ساحل پر عبور کرنا چاہا - ۱۵ - راہ میں گولوں سے اوڑ گئے - اب صرف ۶۰ - شخص باقی تھے -

انہوں نے دامن کوہ کے قریب پہنچتے ہی ایک زلزلہ انگیز نعرۂ تکبیر بلند کیا ' اور بجلی کی سرعت سے پہاڑ پر چڑھنا شروع کردیا - بلغاری اس خیال میں تھے کہ ترکوں کی ہشیاری سے پہلے ہم اوپر تک پہنچ چکے ہیں اور اب انکا باہر نکلنا محال ہے - لیکن اس ناگہانی آواز نے انکے ہوش و حواس پراگندہ کردیے ' اور ہر شخص یہ سمجھکر بے اختیار ہوگیا کہ " ترکی فوج پہاڑ تک آگئی " -

* * *

۶۰ - آدمیوں میں سے صرف ۱۷ - آدمی اوپر تک پہنچ سکے - انہوں نے تمام پہاڑیوں کو دشمنوں سے خالی پایا ' کیونکہ انکے پہنچنے سے پہلے وہ درندیں چھوڑ کر بھاگ چکے تھے !

* * *

صبح کو (خیری بک) کو چنلجا کے فوجی شفا خانے میں پہنچا دیا گیا ' کیونکہ اسکا تمام جسم زخموں سے چور تھا -

وہ زندہ رہا ' لیکن اگر وہ زندہ نہ بھی رہتا ' جب بھی وہ زندہ تھا

فہرست

مزراعانۂ دولۃ علیۂ اسلامیہ

— * —

(۱۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جمال الدین صاحب لکھؤ	-	-	۱
محمد خلیل صاحب موضع موضی ضلع گیا	-	-	۲
[illegible] حسن صاحب کوئمبتور	-	-	۸
سید محمد علی صاحب ساہنجہانپور	-	-	۱۵۶
احمد حسین صاحب - مراد آباد	-	-	۱
احمد یکس صاحب ملدن	-	-	۱۰
قاضی عبدالحق صاحب بھاگلپور	-	-	۵۰
سید عبدالحمید صاحب ساہنجہانپور	-	-	۱۰
بذریعہ مظہر الحسین صاحب :—			
محمد یکس صاحب	-	-	۲
اہلیہ مسمی فضل کریم صاحب	-	-	۲
مسمی احسان الحق صاحب مرحوم	-	-	۱
بذریعہ مولوی عبد الرزاق صاحب میرٹھ پور :—			
محمد یکس صاحب	-	۸	۱
[illegible] محمد صاحب	-	۹	-
خدا یکس صاحب	۹	۲	-
[illegible] صاحب	-	۲	-
حامد صاحب	-	۲	-
اہلیہ ابراہیم یکس صاحب	۳	۲	-
بذریعہ مولوی محمد مجیب صاحب آروی :—			
مولوی محمد مجیب صاحب آروی	-	-	۱
مولوی عزیز صاحب آروی	-	-	۱
مولوی صدیق صاحب چھپروی	-	-	۱
[illegible] صاحبہ مولوی صدیق صاحب چھپروی	-	-	۱
مولوی عبدالحی صاحب بجنوری	-	۸	-
[illegible] بزرگ [illegible] باد حملے نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں	-	-	۱
بذریعہ مولوی شمس الدین احمد صاحب - ہزارہ روڈ :—			
[illegible] یکس عدد چاندی کی - دو عدد گوٹے - نقد	-	-	۲۷۵
میزان	-	۲	۵۲۶
میزان سابق	۶	۲	۱۱۶۵۷
میزان کل	۶	۴	۱۲۱۸۳

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تلبسوا الحق بالباطل وانتم تعلمون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکتبی الکلامی الدهلوی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹

جلد ۲

کلکته: چہارشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, March 5, 1913.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۹ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 5, 1913.

فہرست

تلغراف خصوصی	۱
شذرات	۲
افکار و حوادث	۳
مقالۂ افتتاحیہ	
حدیث الغاشیہ (۳)	۵
نامہ وران غزوۂ بلقان	
انقلاب عثمانی	۸
مقالات	
مسئلۂ اسلامیہ	
شئون عثمانیہ	
مظالم سروبا	
البانیہ اور دولت علیہ	
مراسلات	
مجلس تکمیل مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا مجموعہ	
(خانہ سازڈیپوٹیشن)	
ایک تجویز غازی انور بے کی خدمت میں عرض	
فہرست زر اعانۂ دولت علیہ اسلامیہ	۱۵
مکاتبات	
سر آغا خاں کا خطاب ترکوں سے (۱) - (۲)	۱۶
یونیورسٹی کمیونیکیشن	

تصاویر

مرقع انقلاب	صفحہ خواص
غازی انور بے درنہ میں روانگی سے پہلے	۸ (د)
درنہ کے ایک خیمے میں غازی انور بے اور انکے ہم راز	۸ (ج)
قسطنطنیہ میں غازی انور بے اور مجلس مشورہ	۸ (د)

تلغراف خصوصی

جنگ پر ایک پر اسرار خاموشی طاری ہے - اس تمام ہفتے میں کوئی خبر دفتر میں نہیں پہنچی - ریوٹر کی تار برقیوں میں جنیوا کی پہلی جنگ کی خبر دی گئی ہے - اور معمود شوکت کا سرکاری بیان نقل کیا ہے کہ صلح کی کوئی خواہش نہیں کی گئی - یہ پہلے سے معلوم تھا -

اعلان

(۱) یہ نمبر غیر معمولی تاخیر کے بعد یعنی اتوار کے دن ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - آیندہ سے پرچہ عین وقت پر نکلے گا یا نہیں نکلے گا -

(۲) ایڈیٹر سخت بیمار اور خطوں کے جواب سے مجبور -

(۳) اس نمبر کی اشاعت کے اسباب میں علاوہ علالت کے ایک خاص سبب یہ تھا کہ کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کردی تھی - جسکی وجہ سے کام بالکل بند رہا -

(۴) خط و کتابت میں ان امور کا خیال رکھیے ورنہ دفتر کی دقتیں بڑھتی جائیں گی -

(الف) جو خطوط دفتر کے متعلق ہوں ان پر ایڈیٹر کا نام نہ لکھا جائے منیجر کا نام ہو -

(ب) بعض حضرات ایک ہی خط میں ایڈیٹر کو بھی مخاطب کرتے ہیں اور پھر اُن امور کو بھی لکھتے ہیں، جنکا تعلق دفتر سے ہے - ایسا خط دفتر میں بھیجدیا جائے، تو ایڈیٹر جواب کیلیے نہیں سکتا - اگر جواب لکھنے کے انتظار میں رکھدیا جائے تو اشاعت میں تاخیر ہو - پس ضروری ہے کہ جو خطوط ایڈیٹر کو لکھے جائیں انمیں صرف وہی امور ہوں، جنکا تعلق ایڈیٹر سے ہے - البتہ دفتر کی کسی بدنظمی یا شکایت پر اگر ایڈیٹر کو توجہ دلانی ہو تو وہ دوسری بات ہے - کم از کم اتنا تو ضرور کیا جائے کہ ایک ہی لفافے میں الگ الگ دو کاغذ ہوں -

شذرات

چندۂ هلال احمر

ایک خط رؤسائے عظام کے نام

— * —

(٢)

— * —

لیکن اب سوال یہ ہے کہ بحالت موجودہ کیا کرنا چاہیے ؟

اولین کام یہ تھا کہ چندے کے وصولی کے کاموں کو صرف چند معتبر ہاتھوں میں محدود کر دیا جاتا اور ایک سنٹرل کمیٹی اسکے لیے قائم کی جاتی ' تاکہ جو طوائف الملوکی پھیلی ہوئی ہے اسکا انسداد ہو -

لیکن سردست اس بحث کو وجوہ نہیں چھیڑنا چاہتے - اگر چھیڑینگے تو ایک نیا مناقشہ شدید پیدا ہوجائیگا - صرف اسقدر کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ لوگ احتیاط اور عقلمندی سے کام لیں ' اور مشتبہ ہاتھوں سے اپنے تئیں بچائیں - خواہ وہ ہاتھ کتنا ہی بلند اور معزز ہو -

اسکے بعد اہم ترین سوال قسطنطنیہ کے سامنے آتا ہے - ہم کو صاف صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کے نام روپیہ بھیجنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں - اسوقت تک لاکھوں روپیہ اسکے نام جا چکا ہے - اور اب تک بھی لوگ بھیج رہے ہیں - اول تو وہ کوئی ذمہ دار حکومت کی حیثیت نہیں - پھر جیسا کہ پچھلے اشاعت میں لکھ چکے ہیں ' ارسال زر سے اصل مقصود اعانت حکومت ہے ' نہ کہ وہاں کی کسی انجمن کیلیے روپیہ فراہم کرنا -

پس آیندہ سے کوئی صاحب چندہ ہلال احمر کا روپیہ " انجمن " کے نام نہ بھیجیں ' بلکہ براہ راست حکومت کے نام روانہ کریں - اسکے لیے ضروری بات یہ تھی کہ دولت عثمانیہ کو صحیح طور پر علم ہو جاتا کہ ارسال زر سے اصل مقصود ہمارا کیا ہے ؟ ہم نے اپنی جس چٹھی کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا تھا ' اسمیں علاوہ اور بہت سے ضروری امور کے ' اس بارے میں بھی تفصیلی خیالات ظاہر کیے تھے ' اور عزایکسلنسی محمود شوکت پاشا کو یقین دلایا تھا کہ ہندوستان کی رقوم گو بہت حقیر ہیں ' لیکن جن حالات میں پیش کی جاتی ہیں ' انکے لحاظ سے حق رکھتی ہیں کہ انکے عمدہ استعمال کا مطالبہ کریں - ہمکو اپنی خدمات محقرہ کا پورا معاوضہ مل جانے کا اگر اطمینان ہو جائے ' کہ وہ وقت کی اصلی اور مقدم ضروریات میں صرف ہوتی ہیں -

عزایکسلنسی نے بذریعہ تار جن امور کا اشارۃً جواب دیا ' انمیں ایک یہ مسئلہ بھی تھا -

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو روپیہ ابتک ہندوستان سے (ہلال احمر) کے نام گیا ہے ' اسکی نسبت ہمارا اطمینان مضطرب ہے - حکومت کی طرف سے باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیے کہ اس روپیہ کی مجموعی تعداد کتنی ہے ؟ کن کن لوگوں نے بھیجی ہے ؟ وہ کیونکر صرف کیا گیا ہے ' اور کیوں نہ حکومت اسکو اپنے قبضہ تصرف میں لیلے ؟ نیز حکومت کی جانب سے از سر نو رسیدیں آنی چاہئیں ' تاکہ مزید اطمینان کا ذریعہ ہو ' جنکو رسیدیں نہ ملیں وہ اپنے روپیہ کی نسبت تحقیق کرائیں ' اور پبلک معلوم کرسکے کہ لینے والوں نے انکا روپیہ واقعی بھیجا ہے یا نہیں ؟

ہم نے ایک فہرست ہندوستان کے اُن لوگوں کی طلب کی گئی تھی ' جنھوں نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں اور اس بارے میں کوشش کی ہے - جہاں تک ہمکو معلوم تھا ' ایک فہرست مرتب کر کے بھیجدی ہے ' نیز ایک فہرست اُن ناموں کی بھی بھیج دی ہے ' جنھوں نے (ہلال احمر) کے نام روپیہ بھیجا ہے ' یا بھیجنے کا اعلان کیا ہے -

روپیہ کی نسبت ہمارا خاص ارادہ دوسرا ہے - ہمکو معلوم ہے کہ (غازی انور بے) کے ساتھہ جو جماعت اس وقت کسی عظیم الشان مقصد کے حصول کیلیے نکلی ہے ' اسمیں ایک گروہ بعض عرب اور کرد مجاہدین کا بھی ہے - ہماری تمنا ہے کہ ہندوستان سے ایک معقول رقم مخصوص فراہم ہو کے روانہ ہوتی رہی ' اور اسلیے ہوئی قابل اطمینان انتظام ہو جاے کہ وہ صرف غازی موصوف ہی کے ہم میں صرف ہوگی - یہ کام چنداں مشکل نہیں ہے - ہم مسلسل مخابرہ کر رہے ہیں - اور واقعات نے مہلت دی ' اور نشعی بخش جوابات آگئے تو بہت جلد اسکا اعلان کر دینگے -

مجوزہ دونیورسلی ڈیپوٹیشن

کی نسبت ایک تحریر آجکے صفحۂ مراسلات میں درج کی جاتی ہے ' جس میں قوم کو جناب نواب (وقار الملک) کی تحریر گرامی پر توجہ دلائی ہے ' اور بجا طور پر افسوس کیا گیا ہے اُس متفقہ تعامل پر ' جو انکی تحریر کے ساتھہ خلاف معمول قدیم ظاہر کیا جا رہا ہے -

ہم خود اس معاملے کو پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھہ پیش کرنا چاہتے تھے - چنانچہ ایک سلسلۂ تحریر شروع کردیا گیا ہے جو تین نمبروں میں ختم ہوگا -

دوسرا نمبر آج کی اشاعت میں آپ پڑھینگے ' اور تیسرا اشاعت آئندہ میں -

درحقیقت یہ امر غور کرنے کے قابل ہے کہ نواب (وقار الملک) مہاراجہ دربھنگہ کو نکلے ہوے کئی ہفتے ہوگئے - وہ صریح طور پر ایک سازش ' فریب ' غلط بیانی ' اور خانہ ساز کارروائیوں کے کرنے کا الزام ہمارے سر دھر رہے ہیں ' لیکن پھر یہ کیا ہے کہ دلوں کی طرح سب کی زبانوں پر بھی مہریں لگ گئی ہیں ' اور ایک صدا بھی کہیں سے نہیں اٹھتی ؟ کیا یہ اسکا ثبوت قطعی نہیں ہے کہ حربہ شدید ' اور دھال سے ہاتھہ خالی ہیں ؟

اس تجاہل عارفانہ سے اصل مقصود یہ ہے کہ کسی طرح اس تحریر اور اسکے اثر کو دبا دیا جاے ' اور ڈیپوٹیشن کے متعلق پھر کوئی نئی بحث پیدا نہو - چند دن اور اسی طرح نکل جائیں گے ' پھر جب ڈیپوٹیشن ریسراے کی خدمت میں پہنچ جاے گا تو نہ نواب صاحب کی تحریر کسی کو یاد آے گی اور نہ ۲۸ دسمبر کے پچھلے پھر کی پر اسرار صحبتیں -

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ با ایں ہمہ جوش و خروش ' قوم ابتک احمق اور ہر سخت سے سخت فریب کو گوارا کرنے کیلیے طیار ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ انکو بے اطمینانی ہو ابھی کل کی بات ہے کہ سراغاں خاں نے ترکوں کو مسٹر گلیڈ اسٹون کی وصیت کی تعمیل کا حکم دیا ' آج وہ ایک لاکھہ روپیہ قرض دے رہے ہیں اور ہم کو پوری اُمید ہے کہ بے وقوف قوم کو خوش کر دینے کیلیے یہ کافی ہے -

سخت ضرورت ہے کہ قوم بغیر فرصت کو ضائع کیے ہوے نواب صاحب قبلہ کی شہادت پر متوجہ ہو ' اور یا اسکی تائید کرے - یا تسلیم کرلے کہ جو کچھہ انھوں نے لکھا ہے جھوٹ ہے -

فــزاقت وبــال امــرهــا ، وكان عاقبــة امــرهــا خســرهــا

(٦٥ : ٩)

أنقرہ لائب عثمانی

— * —

٢٣ - جنوري : سنہ ١٩١٣ ء

— * —

یہ تصویر میں اُس موقعہ کي ہے ، جب (غازي انور بے) مع [illegible] انعقاد و ترقي لائب [illegible] میں داخل ہوے ہیں - ناظم پاشا چیختا ہوا باہر نکلا ہے ، اور اسکے ایڈیکانگ نے گولي چلائي ہے ، جس کے جواب میں انقلاب خواہوں کے صرف سے بھي گولي چلي اور ناظم لڑکھڑا کر گرگیا -

ایکے دھني جانب دروازہ ہے ، جہانسے انور بے داخل ہوا - اسکے کاندھے پر اور [illegible] ہوا ہے ، اس علامت سے آپ پہچان لیں - گول میز کي دوسري جانب ناظم پاشا گولي کھاکر گر رہے ہیں - انکے پیچھے کامل پاشا [illegible] کھڑا ہے - انور بے کے مقصب میں بھي ایک شخص زخمي ہوچکا ہے - اسکو کامل پاشا کے ایڈیکانگ نے گولي ماري تھي -

افکار وحوادث

— * —

ناصح مشفق

— * —

مسلمانوں کے اگر دشمن بڑھتے جاتے ہیں تو خوشی کی بات ہے وہ نئے نئے دوستوں کی بھی کمی نہیں - مدعا یہ ایک نئے درست خیرخواہ اور ناصح مشفق صوبجات متحدہ کے جدید فرمانروا ہیں - خدا ہوا اگر (مرکزی نگر) ہمارے خلاف اعلان جہاد مقدس کرتا ہے، کیونکہ (سرجیمس مسٹن) بھی موجود ہیں، جو اسکو بالکل غلط بتلاتے ہیں - ہم سمجھتے ہیں کہ ہزائر جیسے اس صوبے کے تحت فرمان روائی پر متمکن ہوئے ہیں، انکا زیادہ وقت ہمارے ہی فکر میں بسر ہوتا ہے - وہ ایک صوبے کے حکمران ہیں جس میں مسلمان بستے ہیں، پس انکو بڑی پریشانی ہے کہ کہیں گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں - اسلیے انکا لڑکی وعظ ناصح مشفقانہ و حکیمانہ سے خالی نہیں جاتا - وہ ہمارے قومی کالج کے پیٹرن ہیں، اسلیے انکو نہ حیثیت ایک مسلمان فقیہہ کے طلباے کالج کیلیے فتوا دینا پڑتا ہے کہ ترکوں کے غم میں روزہ رکھنا جائز نہیں، مزید براں یہ کہ صحت کیلیے بھی مضر ہے - انکو " اسلام کی شاندار روایات " کے تحفظ کی سب سے زیادہ بے چینی ہے، اسلیے علی گڈھ کالج کے وعظ میں ارشاد ہوا تھا کہ اپنے اقبال کی گذشتہ باتیں بھول جاؤ، اور اب ارشاد ہوتا ہے کہ کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسکو بھی بھلادو!

پچھلے دنوں گورکھپور میں وعظ فرماتے ہوئے آپ اپنے اس دلر محبوب کو فراموش نہ کرسکے!

ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

ہزائر نے فرمایا:

میں یہاں کے مسلمان حضرات کو ایک دوستانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں - مسلمانوں کے دلوں کو ترکوں کی شکستوں اور زخمیوں اور بیواؤں کی حالت زار سے سخت چوٹ لگی ہے، جس سے آپ نے عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے - مصیبت زدہ لوگوں کی دست گیری کے لیے چندہ دینے - ہندوستان کے مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ اس قضیہ میں ترکوں کے حق میں باعزت صلح ہو - برٹش گورنمنٹ ان کی اس خواہش سے مطلع ہوکر فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کررہی ہے، مگر اس دور افتادہ حصہ دنیا میں نہ تو آپ جانتے ہیں، اور نہ میں جانتا ہوں کہ بین الاقوامی مسائل کیسے پیچیدہ اور نازک ہوتے ہیں؟ پھر یورپین سلطنتوں کی مخالفت کا یہ الزام دینا اور یہ کہنا کہ [illegible] صلح کے لیے مجبور نہیں کرتیں، سراسر بے انصافی ہے - اس وجہ سے مجھے یہ دیکھکر رنج ہوتا ہے کہ مسلمان اخبارات میں لکھنے اور جلسوں میں تقریریں کرنے وقت بے سوچے سمجھے باتیں کہتے ہیں - ان کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے گویا تمام یورپ ترکوں کا دشمن ہے، جس نے ان کے مٹانے کی قسم کھائی ہے، مگر در اصل یہ بات بالکل بے بنیاد ہے - مگر یہ لوگ جوش اور غصہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں، اسلیے قابل درگذر ہیں "

معلوم ہوتا ہے کہ آج کل مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بات کچھ لازمی طور پر ضروری سمجھی گئی ہے کہ سب سے پہلے چندہ [illegible]

چند دن گذرے ہیں کہ (سراغا خان) نے ہمکو نصیحت کی تھی - ہزائر کی طرح وہ بھی مسلمانوں کے حکمران ہیں - لیکن انکی تمہید بھی بعینہ یہی تھی کہ چندہ دو - شاید جو نصائح حقیقی آگے چلکر ارشاد ہوا کرتے ہیں، انکے لیے مخاطب میں استعداد سماعت پیدا کرنے کیلیے اس تمہید دلپذیر سے کام لینا ناگزیر ہے -

بہر حال نصیحت کی صدا خواہ کہیں سے آے، اسکا جواب شکر اور پھر عمل ہے شکر کیلیے تو ہم بہمہ وجوہ مستعد ہیں، اور جب انگلستان کے بڑے بڑے حکمران عہدہ داروں کو یاد کرتے ہیں، تو ہزائر کی شکرگذاری اور زیادہ بڑھجاتی ہے - کیا ہوا اگر ہزائر کو ہماری چند باتیں پسند نہیں، لیکن تاہم انکو " دروازۂ مسیحیت " کے نظارے کا تو سرق نہیں ہے؟

اب رہا عمل، تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تو ہم اسکیلیے طیار ہوں، لیکن ہمارے چاروں طرف کے اسباب اسکے لیے طیار نہیں ہیں - ہزائر ہمارے کانوں کو اپنے نصائح سنا سکتے ہیں، لیکن دماغوں سے ہماری عقلیں چھین نہیں سکتے - وہ اپنی دوستانہ نصیحت کے پیچھے اپنی قوت حکمرانی کا گرز گراں رکھہ سکتے ہیں، لیکن ہماری آنکھوں پر پردہ نہیں ڈال سکتے - انکے اختیار میں ہے کہ غلط کو صحیح بتلادیں، مگر انکے لیے ابھی اس قوت کو حاصل کرنا باقی ہے کہ سچ کو جھوٹ ثابت کردیں - وہ اگر کہیں کہ ہماری عقلیں ضعیف اور ہمتیں پست ہیں، تو ہم مان لیں گے، لیکن اسکا بڑا ثبوت یہی ہے کہ وہ ہمکو نصیحت کررہے ہیں، لیکن اگر وہ نہیں کہ ہم عقل سے بالکل معدوم ہیں، تو اسے تسلیم کرنے کیلیے ابھی طیار نہیں - البتہ اگر نصیحت فرماؤں کی نصیحت کا، اور مخاطبین کی سماعت کا یہی حال رہا، تو عجب نہیں کہ وہ وقت بھی آجاے - اور یہ پھر انکی مزید خوش قسمتی ہوگی -

سنہ انیس سو تیرہ میں ایک صوبے کا حکمران اپنی سرکاری تقریر میں ہم سے خواہش کرتا ہے کہ واقعات کو جھٹلاؤ اور دنیا کو بھول جاؤ اور خود یہ بھول جاتا ہے کہ الحمد للہ اب اسکے مخاطب شمالی نائجیریا کے وحشی نہیں ہیں، بلکہ ہندوستان کے لکھنے پڑھنے والے انسان ہیں! انسانی جرائموں کی اس عجیب ترین مثال کو کیا کہا جاے؟ وہ کہتے ہیں کہ " اس دور افتادہ ملک میں نہ آپکو اصلی حالات معلوم ہیں اور نہ مجکو " ممکن ہے کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے افکار و ترددات سے ہزائر کی مہمت نہ ملتی ہو نہ وہ حالات معلوم کریں، لیکن الحمد للہ کہ ہم کو معلوم ہیں - ہم جانتے ہیں کہ طرابلس کی جنگ کیونکر چھڑی اور وہ کون حکومت تھی جو اس جنگ سے اصلی فائدہ اٹھانا چاہتی تھی؟ ہم کو یاد ہے کہ ۲۶ - اکتوبر کو عیسائی تہذیب و تمدن کے ایک جنگی مشنری نے طرابلس میں خون کا سیلاب، اور انسانی لاشوں کی دیواریں کھڑی کردیں، اور انگلستان کی نوع پرست امن کے بنے ہوے پتلوں میں سے کسی کو شرم نہ آئی کہ سنہ ۱۸۹۸ - کے انگریزی فتنۂ مسیحی کو یاد کرکے اٹلی سے کہہ سکے - ہم اس حکومت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں جسنے سامنے اسنے ایک نئے آشوب کے ایران میں (دفعۃ الاسلام) کو پھانسی دی اور مسلمانوں کی ایک مقدس زیارت گاہ کا گنبد گولہ باری سے توڑ ڈالا مگر اسکی سوئی ہوئی شرم و غیرت کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی - ہماری آنکھیں اس حکومت کے پہچاننے میں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتیں، جس نے ترکی کو اٹلی سے صلح کرلینے پر مجبور کرنا چاہا اور اسکے لیے یہ ترکیب اختیار کی گئی کہ بلقانی ریاستوں نے ترکی مسجد پر قزاقی شروع کردی - ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ

(سر جیرڈ لوتھر) کس حکومت کا کونسل ہے ' اور اُس نے مختار یا سر یہ کہکر اس طرح دھوکے میں رکھا تھا کہ "جنگ لیبلیے ترکی کوئی طیاری نہ کرے ' ہم ریاستوں کو کسی طرح جنگ شروع کرنے نہ دینگے" اور اسلیے خواہ کتنے ہی پردے ڈالے جائیں ' مگر ہم اس حکومت کو بیک نظر شناخت کرلے سکتے ہیں ' جس نے ترکوں کی اس درد انگیز شکست کے اسباب فراہم کیے -

پھر ان تمام باتوں کو جانے دیجیے - ہم ہزآنر کی خاطر اُس حکومت کے پہچاننے سے کیونکر انکار کردیں ' جسکا وزیر اعظم سلانیک کے فتح کی خبر سنکر اپنے مقدس صلیبی خوشی کے جوش کو دبا نہ سکا اور قسطنطنیہ کے فتح کی اُس امید نا کام و رسوا کن کا اعلان کردیا ' جسکے ابتک پورا نہونے کی شرمندگی کو تو ہمارے ہز آنر بالقابہ کا دل بھی ضرور محسوس کرتا ہوگا ' گو مواعظ و نصائح میں اسکے اظہار کا کوئی موقع نہو -

پھر اگر ہز آنر کی محبت فرمائیوں کی خاطر اس واقعہ کو بھی فراموش کردیں ' تو اس یاد داشت کا کیا جواب ہوگا ' جسکے نیچے "مسیحی اتحاد" کے تمام دستخطوں کے ساتھ سب سے بڑی "اسلامی سلطنت" کے بھی دستخط ہے ' اور جسکا یہ مضمون تھا کہ ترکی بغوراً تمام مفتوحہ اور غیر مفتوحہ مقامات بلغاریا کے حوالہ کردے ؟ کیا ہز آنر چاہتے ہیں کہ پانچ ہزار مسلمان عورتوں کو ایک مسجد میں جلا دیا جاے ' سر ایڈورڈ گرے کی صمم بکم بزگاہ سے جواب دیا جاے کہ "ہم کچھہ نہیں کرسکتے" اور پھر بھی ہم اپنے تئیں اپنے ناصحوں کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں تاکہ وہ ہماری آنکھوں پر باطمینان پٹی باندھ دیں اور کانوں کو آہنی چادروں سے بند کردیں ؟

اصل یہ ہے کہ نصیحت کرنا آسان ہے مگر درد مندوں کے دل کو سمجھنا مشکل ہے - ہز آنر نے نصیحت فرمانے کی مشق تو خوب کرلی ' لیکن دلوں کے سمجھنے کی مشق باقی ہے :—

بزیر شاخ گل افعی گزیدہ بلبل را
نوا گراں نخوردہ گزند را چہ خبر ؟

ہز آنر اللہ کا شکر کریں کہ خدانے انکو اس قوم میں پیدا کیا ہے ' جو ہمارے اقبال مرحوم کی جانشین ہے ' اور ہماری کھوئی ہوئی متاع سے جسکی دکان کی آرائش ہوئی ہے - قوت وحکومت کا جو خلعت ہمارے جسم پر راس نہ آیا ' قدرت نے وہ اسکے کاندھوں پر ڈالدیا -

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
چا کیست بھیپ ہوس انداختہ ما

انکو ہم بدبختوں کے دل کی تپش کیا معلوم ؟ اقبال و کامرانی کے بستر پر آرام کرنے والے ' خاک محرومی و مذلت پر لوٹنے والوں کا درد دل نہیں سمجھہ سکتے - بہتر ہے کہ وہ ہماری فکر میں اپنا عیش تلخ نہ کریں ' اور ہم کو ہماری حالت پر چھوڑ دیں - ہم اپنے ناصحوں کو دیکھہ چکے ہیں اور اب کسی نئے تجربے کی ہم میں ہمت نہیں -

(ہزآنر) براہ نوازش فرض کریں کہ ترکی کے کسی ارمنی گرجے کے گنبد کا مثلث نما اس ترکی توپوں کی زد سے گر گیا ہو ' یا کسی مقدس پادری کو پھانسی پر چڑھا کر ' اسکا موقعہ دیا گیا ہو کہ اپنے خداوند مصلوب کی سنت ادا کرنے کا شرف عظیم حاصل کرے - یا گرجے کے احاطے کے اندر پانچ ہزار "مقدس کنواری" کے پرستاران جمیلہ کے ساتھہ وہی سلوک کیا جاے ' جو فلاکت زدہ البانی عورتوں کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور اسکے لئے ہاوس اف کامنس میں حکومت کو جب توجہ دلائی جاے کہ اسلام کی اس بربرانہ خوں ریزی اور وحشیانہ ظلم و تعدی پر کیوں خاموشی اختیار کرلی گئی ہے ؟ تو سر ایڈورڈ گرے جواب دیں کہ "ایک غیر طرفدار حکومت کیلیے یہ محال ہے کہ وہاں جاکر اسکا انسداد کرے"

ہز آنر اپنے قلب مبارک پر ہاتھہ رکھکر فرمائیں کہ ایسی حالات میں انکے خیالات اپنی قومی حکومت کی نسبت کیا ہونگے ؟

(ہزآنر) کسی ایسے "مسیحی اتحاد" سے بالکل بے خبر ہیں جو اسلام کو مٹانے کیلیے کیا گیا ہے ' اور اسکو صرف چند فتنہ انگیز مفسدوں کا اختراع سمجھتے ہیں - یہ اچھی بات ہے ' اور ہندوستان میں ہمارے حکمران یورپ اور انگلستان کے واقعات سے عملاً لاعلم ہی رہیں تو انکے اور ہمارے ' دونوں کیلیے بہتر ہے ' لیکن افسوس کہ جس طرح ہزآنر اپنے آپ کو اور ہمکو ' دونوں کو یورپ کے "بین الاقوامی" فلسفۂ سازش کے سمجھنے سے قاصر سمجھتے ہیں ' ویسا ہی ہم بھی خود اپنے تئیں اور انکو ' دونوں کو واقعات کے قدرتی اثر کے محو کرنے سے بھی قاصر پاتے ہیں - ہزآنر کی قدرت سے باہر ہے کہ وہ "مشرقی مسئلہ" کی اُس پوری تاریخ کو ہم سے چھپا سکیں جو گذشتہ نصف صدی کے "بین الاقوامی مسائل" کی اصلی محور رہی ہے - سلطان عبد الحمید نے ممالک غیر کی خبروں اور یورپ کے اخباروں کی فوج میں اشاعت بند کردی تھی ' مگر گورنمنٹ آف انڈیا کے ہم شکر گذار ہیں کہ اُس نے ایسا نہیں کیا ہے - پس جو کچھہ ہمیں معلوم ہے ہم اس پر ہز آنر کی تصدیق و تغلیط کے محتاج نہیں -

فردنیند اور شاہ یونان اعلان جہاد کرتا ہے ' جس طرح چرچی صلیبی جنگوں میں پادریوں کے گروہ جنگ مقدس کا صبح و شام وعظ سناتے ہوئے ' اسی طرح بلغاری اور سروی پادری فوج کے ساتھہ ساتھہ بائبل در بغل سفر کرتے ہیں ' لیکن تمام یورپ کی فضا میں ایک صداے اعتراض بھی نہیں اٹھتی - یہ کیا ہے ؟ اگر شیخ الاسلام بھی بلغاریا کے مقابلے میں اعلان جہاد کر دیتا ' تو کیا انگلستان اور یورپ کی حکومتیں خاموش ہو رہتیں ؟

با وجود اسکے انگلستان سے مسٹر (بکانن) ممبر پارلیمنٹ صوفیا جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ "تمام انگریز اس جنگ میں بلقان کے ساتھہ دل سے شریک ہیں ' اور بہت سے انگریز بطور رضاکار کے آنے والے ہیں"

انگلستان میں پادریوں نے اتوار کے دن بلقانیوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں - جنوبی ویلز کے بشپ نے نئیکھم میں تقریر کرتے ہوے کہا :

"ترکی کے عیسائیوں کی حالت اب نا قابل برداشت ہے - ضرور ہے کہ اعلان جنگ کیا جاے - لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے"

مسٹر لائڈ جارج اور وزیر مال اس انجمن کے قائم کرنے میں شریک ہوئے ہیں ' جو ویسٹ منسٹر میں بلقانیوں کی حمایت کیلیے قائم کی گئی تھی ' اور انگریزی پارلیمنٹ کے ممبر اسمیں حصہ لیتے ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ "بلقانی حق بجانب ہیں ' نتیجہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہو ' مگر مقدونیا ضرور آزاد کردیا جاے گا"

رہی انگلستان کی عام پبلک - تو ابھی کل کی بات ہے کہ (پال مال گزٹ) نے لکھا تھا :

"ہمارا اصلی فرض یہ ہے کہ عیسائیوں کی مدد کریں - بیشک یہ ہماری دلی تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقانی عیسائی بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسی طرح اس لعنت سیادت کو اٹھا رہے ہیں ' اور مشرقی و جنوبی یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جس طرح انکے بھائیوں نے کبھی اسپین کو عربوں سے پاک کیا تھا"

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

—:○*○:—

حدیث الغاشیه

— * —

(۳)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار
یا
یونیورسلی فونڈیشن کمیٹی

— * —

وہ " شیفتہ " کہ دھوم تھی حضرت کے زھد کی '
میں کیا کہوں کہ رات مجھ کس کے گھر ملے !!

(۱)

مرغ اسیر کی گرفتاری اور صیاد بے مہر کی تغافل شعاری کا یہ نیا ھمارے سعرا کی بدولت ایک دلچسپ داستان بن گئی ھے -

فرض کیجیے کہ کوئی قیمتی چڑیا آپکے ھزاروں آرزوؤں اور تمناؤں سے پکڑی ھو ' اور اسکا مضغۂ ضعیف آپکی مضبوط مٹھی میں اس طرح دبا ھوا ھو ' کہ ذرا انگلیوں کو آور سخت کیجیے تو غریب کی کاغذی پسلیاں ریزہ ریزہ ھو جائیں -

لیکن یکایک آپکو ایک ٹھوکر لگی ' اور اب جو دیکھتے ھیں تو ھاتھہ خالی ھے ' اور وہ صید ستم سامنے کے کسی درخت کی بلند ٹہنی پر بے فکر و بے پروا بیٹھا ھوا چہچہا رھا ھے - گویا اسطرح آپکو چیلنج دے رھا ھے کہ صیادی کا دعوا ھے ' تو یہاں آکر گرفتار کیجیے ! آپ حسرت سے دیکھتے ھیں اور انقلاب حالت پر خونبار ھیں ! اللہ اللہ ! ابھی چند لمحے پہلے جو مشت پر و بال اپنی زندگی و موت لیلیے ھمارے رحم کا محتاج تھا ' اب ھماری بے بسی و لاچاری پر اپنی ارادہ پر منشیوں سے طعنہ زن ھے !

بعینہ یہی حال ورنڈیشن کمیٹی کے پہلے اجلاس کا تھا ' وہ صیادان سخت پنجہ ' جنھوں نے قومی آزادی اور جماعتی راے کی سنہری چڑیا کو برسوں اپنی آھنی انگلیوں میں دبا کر مقید کر رکھا تھا اور استبداد گرفت کا یہ حال تھا کہ اف کرنے کی بھی اجازت نہ تھی اب چشم تر اور نگاہ خونبار سے دیکھہ رھے تھے کہ ایک ھی جست برق رفتار میں انکے قبضے سے نکل گئی ھے ' اور وہ ھاتھہ ' جو ابھی تک کسی کے پر و بال مقید سے بھرے ھوے تھے ' اب خالی ھیں - تاکہ جی بھر کے اپنی مظلومی اور بے بسی پر ماتم کرلیں !

ناکامی سے بڑھکر ناکامی کے طعنوں کی تکلیف ھوتی ھے - ستم یہ تھا کہ یہ بے مہر چڑیا اڑکر چلی نہیں گئی تھی ' بلکہ سامنے کے ایک درخت پر بیٹھی ھوئی تھی - ابھی اپنے پروں کو ھلا ھلا کر یاد دلاتی کہ ابھی پر تھے ' جنکو آپکے قبضے میں حرکت کی بھی اجازت نہ تھی ' لیکن اب کسطرح ھوا میں پھیلائے جا رھے ھیں ؟ ابھی گردن ھلا ھلا کر چہچہاتی ' اور اسمیں یہ دلدوز طعنہ مضمر تھا کہ کل تک میں زبان تھی ' جو کسی کے خوف و عیدت سے ھلنے کا تصور بھی نہیں سکتی تھی - آج آپکی زبان بھی اسے سامنے تھلتے ھوے کٹ کٹ جاتی ھے !

فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین !

(۲)

بہر حال انقلاب حالت نے لیڈروں کے کیمپ میں ایک تہلکہ مچا دیا ' پچھلی جنگ کی ھزیمت سامنے تھی ' اور آئندہ کی خوفناک ھولناکیوں نے صورت سے اس " لیڈری " کے " سومنات " کا ھر بت لرزاں و ترساں تھا -

وقبل بعضھم عالی بعض یتلاومون ' قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین ! (۶۸ : ۲۰)

پس لگے آپسمیں ایک دوسرے کو ملامت کرنے ' اور اخر کار سب بول اٹھے کہ ھاے ھماری کم بختی ! بیشک ھم بڑی نافرمانیوں اور گمراھیوں میں مبتلا تھے !

تاھم ایک ھی رات درمیان میں باقی رھگئی تھی ' اور جو کچھہ ھونا تھا ' ضرور تھا کہ طلوع افتاب کی روشنی سے پہلے ھی انجام پا جاے - پس جب " سومنات " کے چھوٹے بتوں نے دیکھا کہ ھمارا عمل " بحر " کچھہ کام نہیں دیتا ' تو :

قال اوسطھم ' الم اقل لکم لولا تسبحون (۶۸ : ۲۸)

ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا ' کہنے لگا کہ کیا میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ اپنے (اس آخری) معبود ھی کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے (جو تمام مشکلوں کو حل کرنے والا ھے ؟)

وہ اس طرف اشارہ تھا کہ طاقتوں اور قوتوں کے اس " بت اعظم " سے کیوں نہیں خواستگار اعانت ھوتے ' جسکی سحرکار انگلیوں کی برق بخشی سے اس مندر کے تمام چھوٹے بڑے سنگی بت طاقت حاصل کرتے ھیں ؟

افرایتم اللات والعزی ' ومناۃ الثالثۃ الاخری ؟ (۵۳ : ۱۹)

(پھر) کیا تم نے " لات " اور " عزوی " نامی بتوں کو نہیں دیکھا ھے ؟ اور وہ ' جو ایک (سب سے بڑا) تیسرا بت اور ھے ' اور جسکا نام " منات " ھے ؟

دعا مستجاب ھوئی اور بالاخر " اعمال و اشغال مخفیہ " کی یہ عظیم الشان رات اس طرح شروع ھوئی کہ سب سے پہلے اس " مقدس عمل تسخیر " کو انجام دیا گیا ' جس کا ظاھری و سادہ نام ظاھر بیں لوگوں کی زبان میں (ڈنر) ھے ' اور ھماری اصطلاح میں : بل ھی فتنۃ ' ولکن اکثرالناس لا یعلمون (۱) میں داخل-

(۳)

راویان صداقت شعار ' اور ناقلان عدالت آثار روایت کرتے ھیں کہ یہ " عمل " سازھے بارہ بجے تک بجمیع شرائطہ جاری رھا :

اور جو کچھہ کہ ھوا ' قابل اظہار نہیں

" تسخیر کواکب " کے عمل کی مشکلات آپ کو یا ھمکو کیا معلوم ؟ کسی پوچھیے جنھوں نے اس فن کے علم و عمل ' دونوں میں دستگاہ کامل حاصل کی ھیں - پھر مقصد جیسا اھم ھوتا ھے ' اتنا ھی عمل بھی قوی ھوتا ھے - اس عمل میں بڑی مشکل یہ تھی کہ " قران السعدین " نہیں ' بلکہ " قران الضدین " کا سامان کرنا تھا ' مریخ اور زھرہ ' دونوں کو جمع کرنا تھا ' اور مشتری کے گرد حلقہ کھینچنا تھا تاکہ " زحل " کے فرمان سے باھر قدم نہ نکالے - بہرحال عامل سخت پنجہ سخت تھا ' مریخ اور زھرہ ' دونوں کو ایک دائرے میں جمع کر ھی کے چھوڑا ' یہاں تک کہ " زھرہ " سے بایں ھمہ ناز و عشوہ ' جسکو اسے لیا گیا وہ عین حضرت " مریخ " کے برج کے سامنے ' اپنا رقص دلکش افگن حصارہ کیوان ارضی کو دکھلانے لگی !

(۱) بلکہ وہ ( ) ھے ' مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں -

اس صحبت فلکي ميں تو يہ عجائب و غرائب انجام پا رہے تھے ' اور ادھر زمين کے بسنے والوں کي قسمت سر پيٹ رهي تھي :

بگزر ز سعادت و نحوست ' که مرا
ناهيده بغمزه گشت و مرباخ بقهر !

(٤)

اصل يہ ہے کہ پہلے اجلاس ميں جن بعض زبان آوران ازادي نے سرگرم تقريريں کي تھيں ' انکي نسبت ايڈيٹروں نے پہلے ہي سمجھ ليا تھا کہ ابھي ان سنہري ٹکڑوں کيليے آگ کي آزمائش باقي ہے - ٢٦ - ڈسمبر کے جلسے ميں جبکہ لفظوں کي جگہ زبانوں سے شعلے نکل رہے تھے ' تو (راجہ صاحب محمود آباد) ہمارے مجلس طراز دوست مسٹر (محمد علي) کو مخاطب کرکے دل ہي دل ميں ضرور کہتے ہونگے :

مجلس طراروں کے جمگھٹا سب مزے
تم اتفاق سے کہيں تنہا اگر ملے

بالآخر انتظار ميں زيادہ دير نہيں لگي ' اور بہت جلد تنہائي کا " گوشہ خلوت " ہاتھ آگيا - خلوت ــ اسرار و نياز محرمانِ مجلس تک تو پہنچے نہيں ' ہم ايسے غيروں کو کيا خبر؟ تاہم يہاں تک تو تمام راوي متفق ہيں کہ (راجہ صاحب) نے اپني شکست کا اعتراف کيا اور کہا کہ اگر ہرانا ہي چاہتے تھے تو ہار جانے کا اقرار کرتے ہيں - اب آور کيا چاہتے ہو ؟ :

بيا که ما سپر انداختيم اگر جنگ است !

کہا جاتا ہے کہ (راجہ صاحب) نے کہا تھا کہ " جب تک مسٹر محمد علي رام نہ کيے جاليں گے ' کچھ نہيں ہوتا " يہي سبب ہے کہ اس " خلوت شب " کي بارات کا دولہا انہي کو بنايا گيا ' اور رات بھر " سہرے " کي تزئين و آرايش ميں صرف ہوگئي - خير ' ہمکو اس سے کوئي بحث نہيں کہ رات بھر کي بيداري خلوت ميں کيا کچھ کيا گيا ؟ ہم تو صبح کي چشم خمار آلود ' اور زلف پريشان کي ادائيں ديکھنے والوں ميں تھے - اور يہ جو اپنے حصے ميں آيا ' تو اسپر شاکي بھي نہيں - ہمارے دوست کے ہم وطن بلکہ انکے سابق رئيس (يوسف علي خاں ناظم) کا فلسفہ اس موقعہ کيليے ہميں ياد تھا :

ادائيں شب کي تو سب لوگ ديکھتے ہيں ' مگر
ہم انکي بگڑي ادائيں سحر کو ديکھتے ہيں

(٥)

خير ' يہ تو اس " شب وصل " کي شام تھي ' اسے دور ہي جلد نبٹاليے ' کيونکہ اصلي پر لطف حصہ تو اسکے بعد آتا ہے ' جبکہ رندان بادہ گسار نے " حجلۂ نيم شبي " آراستہ کيا ' اور وثر کاريں بھيج بھيج کر ايک ايک شريک پيمان کي قسمت حضرت و مزدہ بادہ گساري سے بيدار کيا گيا :

وقت آں نيست که در حجره بخوابي تنها !

ذکر عيش بہہ از عيش " يعني :

ذکر حبيب کم نہيں وصل حبيب سے !

بہتر تصور سے کام ليجيے کہ ڈسمبر کے آخري ہفتے کي سرد راتيں ہيں ' ليلائے شب کي زلف کمر سے گذر چکي ہے ' ايک کنج خلوت ميں صحبت بادہ پرستي گرم ہے ' اور گرم گرم سازشوں کي :

دھري شراب ہے ' بيٹھے ہيں جا بجا ساقي !

قبل اسکے کہ آپ کسي مدعي زہد کو الزام ديں ' آپ ہي کو منصف مانتے ہيں کہ بھلا ايسي توبہ شکن اور ولولہ انگيز صحبت ميں اگر حضرت کسي " دبستہ " کي توبہ نے لغزش کھائي ' اور اس جام عہد فراموش کو منہ سے لگاتے ہي بني ' جو کسي کے " دست طلائي " نے پيش کيا تھا ' تو انصاف کيجيے ' آخر پہلو ميں دل کس کے ہيں ہے ؟ اور پھر يہ تو وہ مقام ہے کہ ہاروت و ماروت کے قدم بھي لڑکھڑا گئے تھے :

ساقيا مزاج ارمن ' عالم جوانيها ست !

خود صحبت آرايانِ شبينہ کا بيان ہے کہ يہ بادہ گساري رات کے دو بجے تک جاري رہي تھي - الله الله !! جاڑے کي راتيں اور پچھلے پہر کي " پر اسرار " صحبتيں !! آپ الزام و اعتراض کي فکر ميں ہيں ' اور " رات کے دو بجے " کے لفظ سے نہيں معلوم کيسے کيسے خيالات ميرے دماغ ميں گذر رہے ہيں ؟ رات کي تاريکي ' پچھلا پہر ' رندان ساغر و کہنہ مشق کا ہجوم ' اور بعض نوجوان و نوآموز مدعيان حريف ' يہ شمع کے پرستي کا يہ عالم ! اب کيا کہوں کہ کيا کہنا چاہتا ہوں ؟

مست بر بستر من آفتد و رندان دانند
حالت مست ' که بر بستر هشيار افتد !

(٦)

اب ادھر کي سنيے - يہاں تو شب زندہ داران بادہ گساري " صبح خمار " کي اعضا شکنيوں ميں کروٹيں بدل رہے تھے ' اور ادھر صبح اٹھہ بجے ہي سے اجلاس کا ہال تماشائيان بزم سے بھر گيا - ايک دن پہلے حصول مقصد کيليے جو تدابير گوناگوں و بوقلموں اختيار کي گئي تھيں ' منجملہ انکے ايک تدبير خاص يہ تھي کہ جلسہ کيليے ٹکٹ مقرر کر ديا گيا ' اور يہاں تک ہميں بھي اتفاق تھا ' کيونکہ آج اسٹيج پر پردے سے جو پتلياں نکلنے والي تھيں ' وہ تھيٹر کے امرختہ ياد ايڈيٹروں کے ايکٹروں کي طرح ايک تماشے سے زيادہ نہ تھيں ' اسليے ضرور تھا کہ (باصطلاح عوام) اس " تماشہ گھر " کيليے ٹکٹ بھي مقرر کيا جائے ' ليکن اسپر طرہ يہ تھا کہ ٹکٹ کيليے پہلے تو يہ شرط لگائي گئي کہ صبح آٹھہ بجے سے پہلے لے ليے جاليں ' حالانکہ جاڑوں ميں اٹھہ بجے تک رات کي کہر سے فضا بھي صاف نہيں ہوتي - پھر ٹکٹ کيليے تھيٹر کے صدر دروازے پر ٹکٹ گھر کي کھڑکي کا اعلان کيا گيا تھا ' ليکن جو لوگ وہاں پہنچتے تھے انسے کہا جاتا تھا کہ راجہ صاحب کے ہاں جايئے - راجہ صاحب کے ہاں سے صدا اٹھتي تھي کہ جہانسے آئے ہيں ' اسي طرف پچھلے پانوں پھريے :

ياں سے ياں ' واں سے يہاں ' حکم ہوا وصل کي شب
ہم اٹھاتے ہي بچھاتے رہے بستر اپنا !

اس سے غالباً مقصود اصلي يہ تھا کہ ان مشکلات کي وجہ سے زاہد خيال طبقے کي مجازاتي جمع نہ ہو سکے - يہ بھي خبر آرزي تھي کہ ايک جماعت ٹل کيليے باہر سے ٹھيکے پر بلائي گئي ہے - ايک جماعت راوي ہے کہ پوليس کي قوت سے بھي کام لينے کا ارادہ کيا گيا تھا - ليکن صبح کو پھر ان تمام انتظامات کے عمل ميں لانے کي ضرورت باقي نہيں رہي ' کيونکہ راوي کے قول و قرار کے بعد سب مطمئن ہوگئے تھے ' کہ جب خيموں ميں باہم صلح کرلي ہے ' تو ميدان جنگ ميں لڑائي کا اب کيا خوف ؟ (ناظم پاشا) جب ساتھہ ملگيا تھا ' تو (کامل پاشا) بے فکر ہو گيا تھا ' کيونکہ اُس نے سمجھہ ليا تھا کہ فوج کي اصلي قوت اسکے ہاتھہ ميں ہو يا نہو ' ليکن اس وقت تو ضرور ہے -

(٧)

غرضکہ آٹھہ بجے سے جلسہ منعقد ' اور " صاحبان حل و عقد " کا منتظر تھا ' ليکن کسي بزرگ کا پتہ نہيں ' اور اب پتہ لگے تو کيونکر؟ جس جنگ کيليے يہاں فوج جمع تھي ' اسکي صلح رات کے دو بجے کي تاريکي ہي ميں انجام پا چکي تھي - اب جلسے ميں شرکت

تھا - اب جو وہ تشریف لائے ' تو اسٹیج پر آتے ہی میں نے انسے پوچھا : فرمائیے کیا ارادہ ہے ؟ کہا کہ " صلح کاری کے ساتھہ کام کرنا بہتر ہے ' اور مجھکو یقین دلایا گیا ہے کہ بحالت موجودہ میرا رزولیوشن پاس نہیں ہوسکتا " (حالانکہ آخری خیال درست نہ تھا)

میں نے اُسی وقت " انا للہ " کا جو برسوں کی شام کو زبان پر گذرا تھا ' اعادہ کیا ' کہ اپنے قیاسات کی پوری تصدیق ہوگئی - اب " صلح " کی خواہش ہے ' گو تمام یورپین ترکی ہاتھہ سے جائے -

میجر صاحب کانفرنس کی صدارت کیلیے تشریف لائے تھے ' لا کی الحقیقت جس قابلیت اور صداقت کے ساتھہ انھوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ' وہ انکی عظمت کیلیے بہت بڑی چیز ہے - پس بہتر تھا کہ وہ فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں حصہ نہ لیتے اور اس رزولیوشن کو پیش ہی نہ کرتے - وہ نئے نئے قوم کے سامنے آئے اور آتے ہی اپنے تئیں ایک از مایش میں ڈال دیا ' حالانکہ از مایش کی راہ دوسری ہے :

عاشقی شیوۂ دندان بلا کش باشد

۲۶ - کی سہ پہر کو ہمیں خیال ہوا تھا کہ کہیں میجر صاحب کی استقامت " ارباب حل و عقد " کے مقابلے میں مرعوب نہ ہوجائے ' ہم نے خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنی تجویز میں ترمیم پسند کرینگے یا واپس لے لیں گے ' تو معاً دوئی دوسرا شخص اسکو پھر پیش کردیگا - لیکن افسوس کہ ۲۸ - کی صبح کو حالت بدلگئی - ہم ایک شعر یاد کرنے لگے ' جسکا پہلا مصرعہ یاد نہیں آتا تھا - دوسرا مصرعہ یہ ہے:

اگر ماند شبے ماند ' شبے دیگر نمی ماند

(۱۰)

با وجودیکہ مجلس " نیم شبی " کے قول و قرار صلح سے دل مطمئن اور منصوبے قوی تھے ' لیکن پھر بھی جنگ کے اجرا کا خوف دلوں میں باقی تھا - اسلئے لیے علاوہ اور بہت سی تدابیر مختلفہ کے جو بارہ دری کے دروازے اور خود اندر بھی کی گئیں تھیں ' ایک خاص تدبیر خود اسٹیج پر بھی ارادوں کی مخبری کرتی تھی - دو قطاروں کی مسقف پلٹنیں پریسیڈنٹ کی کرسی اور میز کے چاروں طرف فرش پر بٹھائی گئی تھیں ' اور نہیں معلوم اس بلعاری معاصرہ کا (ایڈریا نوپل) کونسا تھا ؟ بعض اشخاص جو کل تک جلسوں میں اپنی پگڑیوں کے ذریعہ ممتاز تھے ' ہم نے خاص طور پر دیکھا کہ آج کے پیش آنے والے واقعات کے مدنظر ہوکر ترکی ترکی کے یونیفارم سے لیس ہوکر آئے تھے - شاید اسلیے کہ اوروں کے پگڑی اتارنے سے پہلے خود ہی اُتار بیٹھیں ' یا اسلیے کہ جنگ کے موقعے جس مستعدانہ چستی و چالاکی کے خواہاں ہوتے ہیں ' انکے لیے پگڑی کے زرد گسل پیچ مناسب حال نہیں -

ہم نواب (وقار الملک) بہادر کے پیچھے ہی بیٹھے ہوے تھے - ہم نے دیکھا کہ اس حالت کو بطور خود نواب صاحب قبلہ نے محسوس فرمایا ' اور ان لوگوں سے باصرار کہا کہ اسطرح نہ بیٹھیں ' غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ اس سے لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں (مگر یہ آخری جملہ یقینی طور پر یاد نہیں ' ممکن ہے کہ کسی اور نے کہا ہو) لیکن وہ نبرد آزمایان جنگ ' جو آج اپنے دست و بازو کے جوہر دکھلانے کیلیے جمع ہوے تھے ' بھلا ان نصائح و احکام کی کب پروا کرنے والے تھے ؟

اس ہجوم و حصار سے ایک خاص مقصود بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ اگر کوئی شخص مخالفت میں تقریر کرنے کیلیے آمادہ ہو ' تو اسکو بروقت اسکا موقعہ ہی نہ ملے ' کیونکہ اول تو مقرر کیلیے دوڑنے بھاگنے کی کہیں جگہ ہی نہ تھی - دوسرے اس معاصرے

کیلیے کیا ایسی جلدی آ پڑی تھی ' جو جلدی کی جاتی ؟ بہر حال اُدھر رزنمائی میں دیر ' اِدھر مشتاقان دید کی بے صبری ' عجیب کشمکش تھی :

ہوتا ہے از دحام تمنا اسی قدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشود نقاب میں

خدا خدا کرکے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بطور مقدمۃ الجیش کے تشریف لائے - گو خود انکا آنا جلوۂ یوسفی نہ تھا ' لیکن اپنے ساتھہ " نسیم پیراھن " کی بشارت ضرور رکھتا تھا - انھوں نے سب سے پہلے " صحبت نیم شبی " کا اعلان کیا ' اور " جنگل میں منادی کرنے والے یوحنا " کی طرح خبر دی کہ " راہ صاف کرو ' کیونکہ آسمان کی بادشاہت اب قریب ہے ! ! "

(۸)

یہاں تک کہ دس بجے - صدہا نظر ہاے منتظرہ ' اور صدا ہا ے مضطرب کی صفوں سے گذرتی ہوئی " ارباب حل و عقد " کی قطار جلوہ فروش ہوئی ' اور " حجلۂ سازش " (۱) کے تمام " عروسانِ شب زندہ دار " ایک ایک کرکے نظر نواز بزم و انجمن ہوے - چہروں کے پہلے ہی نظر میں ارباب نظر سے رمز فروشی کی کہ رات بھر میں رنگ بدل چکے ہیں :

شب تو شراب خوردہ ' با تو صد نشانیہا ست !

انہی میں ہمارے شیوہ طراز دوست مستر (محمد علی) بھی تھے - صحبت نیم شبی کا خمار آنکھوں میں ' اور شب بیداری کی افسردگی چہرے پر - جی میں آیا کہ بڑھکے پوچھیں :

تو شبانہ می نمالی ' بہ برے بودی امشب ؟
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد !

لیکن ہمارے دوست نے اپنی ایک رات کی حریف پرور اداؤں سے نئے دوستوں کا ایسا حصار ہجوم پیدا کرلیا تھا ' کہ اب اسکا موقعہ ہی کب باقی رہا تھا ؟

جو کام میں غیر کے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں !

(۹)

در اصل اب فونڈیشن کمیٹی کی تمام بحث آکر اسپر ختم ہوگئی تھی کہ ڈاکٹر میجر (سید حسن) بلگرامی کا رزولیوشن منظور ہو یا غیر منظور - تمام دیگر مسائل طے پا چکے تھے ' اور اصلی پتھر جو ارباب کار کو حصول یونیورسٹی کی راہ میں نظر آتا تھا ' یہی رزولیوشن تھا -

اس رزولیوشن کا مقصد فی الحقیقت کسی قومی یونیورسٹی کیلیے اصل مبنی ' اور بمنزلۂ بنیاد کار کے تھا ' یعنے گورنمنٹ کے اختیارات کا مسئلہ - رزولیوشن کے الفاظ یہ تھے :

" قوانین کالج کی دفعہ ۴۱ - ضمن ۵ - میں جو اختیارات اسوقت پیٹرن کو حاصل ہیں ' انسے زیادہ اختیارات یونیورسٹی کی صورت میں ' حضور وائسراے کو بحیثیت چینسلر نہ دیے جائیں "

میجر صاحب نے اس تجویز کو بعد از ہزار سعی و مجاہدت پیش کیا ' اور تمام آزاد خیال طبقے نے (جو قوم کو قومی یونیورسٹی کے دھوکے میں ایک گورنمنٹ یونیورسٹی خرید نے سے بچانا چاہتا تھا ' اور جسکی قیمت میں علی گڈھ کالج بھی ہاتھہ سے جاتا تھا) ساتھہ دیا اور آخر تک ساتھہ دینے کیلیے طیار

(۱) سازش کا لفظ شاید کچھ بھی کہیں گذر چکا ہے - لیکن یہ میری جانب سے نہیں ہے ' بلکہ بجنسہ نواب صاحب قبلہ کا لفظ ہے - جو انھوں نے اپنے مضمون میں درج کرکے استعمال فرمایا ہے - مدیر -

کي صفوف کي وجهه سے راہ مرور اسطرح بند هوگئي تهي' که وهاں تک پهنچنے ایلیے ائي منٹوں کي جد و جهد مطلوب تهي - خود هم اور خواجه غلام الثقلین اگر اتفاق سے بالکل اسٹیج کے کنارے پیشتر هي سے بیٹھے هوے نه هوتے' تو تقریر کرنے کا موقعه هي نه ملتا' کیونکه جتني دیر میں مخالف اٹھکر کنارے تک پهنچنے کي کوشش کرتا' اتني دیر میں رزولیوشن پاس هي کردیا جاتا (جیسا که بعد کو به جبر کیا گیا)

ایک اور تدبیر خاص وہ تهي ' جسکے ذریعه موافقت کے چیرز اور مخالفت کا شور و هنگامه پیدا کرنے کي کوشش کي گئي تهي - یعني اسٹیج پر بیٹھنے والي جماعت کا ایک طبقه نیچے مجلس کي مختلف قطاروں میں متفرق هوکر بیٹھه گیا تها' تاکه وقت ضرورت مجمع کے هر حصے سے ایک ایک صداے موافق اٹھکر شور مچادے' اور معلوم هو که هر طرف سے صدائیں اٹھه رهي هیں - اس انتظام کا سلسله اخیر مجمع تک موجود رکها گیا تها - اسٹیج کے سامنے کي تمام کرسیوں پر بهي شریکان راز اشخاص بٹهالے گئے تهے' تاکه اگر کوئي مخالفت میں تقریر کرے' تو معاً نیچے سے آوازیں اٹهنا شروع هوجائیں' اور اسکے هنگامے میں مجمع کي مخالف صدائیں مدغم اور مفقود هوجائیں- چنانچه جونهي آنریبل خواجه غلام الثقلین نے ترمیم پیش کي ' گو وہ مخالفت میں نه تهي' بلکه صرف ترمیم تهي' تو هم شور و غل کي آوازیں معاً سنائي دینے لگیں -

هم نے یه بهي سنا تها (والعهدة علی الراوی) که رات کے پیمان و عهد کے بعد بعض ممتاز ازادي خواه اشخاص نے ایک کاغذ اپني تمام جماعت میں پهرا دیا تها ' جسمیں " صحبت نیم شبي " کے صلح نامے کا ذکر تها ' اور لکها تها که اب ۲۶ - کے جلسے کے تمام ارادتمند لوگوں کو اسي کي تائید کرني چاهیے' اور کسي مزید مخالفت کي ضرورت نهیں - هم نهیں کهه سکتے که کهاں تک یه درست هے ؟ مگر بارہ دري کے دروازے پر جب ٹکٹ دیکهنے والوں اور آنے والوں میں هاتها پائي هوري تهي' تو هم شور و غل سنکر باهر نکلے تهے - هم نے اپنے ایک درست کو دیکها تها ' جنکے هاتهه میں ایک کاغذ تها ' اور ایک حلقۂ احباب میں کهڑے باتیں کر رهے تهے - هم نے اینده ارادوں کی نسبت پوچها مگر وہ ٹال گئے - والله اعلم بحقیقة الحال -

قصه مختصر یه که بڑے بڑے سامان کیے گئے تهے ' اور چونکه " صلح " هوچکي تهي' اسلیے اب انتظامات خود اُنهي کے هاتهوں انجام پا رهے تهے' جو ۲۷- کي شام تک خود فریق جنگ اور " ازاد خیال " جماعت کے سرغنه سمجهے جاتے تهے ' اور در اصل افسوس بهي اسي کا هے :

نیم بسمل اُس نے گر چهوڑا ' تو کچهه پروا نهیں
پر یه غم هے ' اعتبار دست قاتل اٹهه گیا

(۱۱)

بهر حال مجلس جم چکي تو پرده اٹها ' اور اس تماشے کا ایک هي ایکٹ شروع هوگیا - سب سے پهلے همارے عشوه فرما دوست مسٹر (محمد علي) باهر نکلے اور رزولیوشن پیش کیا ' وہ بیٹھے تو میجر (سید حسن) بلگرامي اٹهے اور تائید کی :

یکے بدزدي دل رفت و پرده دار یکے !

اب نه ۲۶ - کے معرکے تهے اور نه مزید:

یه لوگ بهي غضب هیں که دل پر یه اختیار !
شب موم کرلیا ' سحر آهن بنالیا !

۲۶ - کي سه پهرکو همارے دوست کا مزاج بهت گرم تها ' انکي تقریر اتني پر جوش تهي که اسکی بے اعتدالي هم کو بهي ناگوار گذري اور انکے کان میں کها که خدا را ذرا لب و لهجه نرم کیجیے - عالی الخصوص یه بات همیں کچهه اچهي نظر نهیں آئي که سارا زور " جوش محمد " اور " متین الله " کے ضائع پر وہ صرف کر رهے تهے اور تقریر صرف صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب پر شخصي ایرادت کرنے میں جاري تهي - حالانکه بهتر تها که بغیر تشخص و تعیّن کے وہ سب کچهه کهتے - هم کو اعتراف هے که صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے اس وقت قابل تعریف ضبط و تحمل سے کام لیا ' اور اپني تقریر میں ایک لفظ بهي نهیں کها - گو جلسه انکا مخالف تها ' مگر غصه تو وہ شے هے که موقعه شناسي کي مهلت هي کب دیتا هے ؟

لیکن آج انکی تقریر اتني ٹهنڈي تهي که پرسوں جن لوگوں نے انکے جوش کے انکار سے اپني انگیٹهیاں روشني کي تهیں ' آج انکے اظهار تقریر هي سے جمهائیاں آنے لگیں - پرسوں همارے دوست کے هاتهه میں شامپین کے جام تهے ' آج انهوں نے چاها که ٹهنڈے پاني هي کو والن گلاس میں بهر بهر کر تقسیم کردیں - سودا بهي نهیں -

هم نے تقریر کا پهلا لفظ هي چکهه کر اپنے قریب کے بیٹھے هوے احباب سے کهدیا تها که آج یا تو صرف پاني هے ' یا پاني اسقدر ملا دیا هے که بو اور ذائقه ' دونوں کا پته نهیں .

مرا اے مي فروش آن بیخودي بیست
مکن در باده آبے کز رده بیست

سب سے پهلے همارے دوست نے قسمیں کهانا شروع کیں که مجهپر خدا کیلیے اعتماد کیجیے ' لیکن وہ بهول گئے که زیادہ قسمیں کهانا کوئی اچها علامت نهیں سمجهی جاتي گو اچهي علامت هو قسم سچي هي ' پهر بهي ضرورت کیا هے کهانے کي !

همارے دوست کو معلوم نهیں که اعتماد حاصل کرنے کا ذریعه قسموں اور عهد و پیماں میں نهیں هے ' بلکه کسي اور هي چیز میں هے - سچا اعتماد پیدا کرنے والوں نے کبهي خود قسمیں نهیں کهائي هیں ' بلکه اپني استقامت اعمال کے زور سے اعتماد کي قسمیں دنیا سے لي هیں - اس نکتے کو (خانخاناں) نے سمجها تها :

به کیش صدق و صفا حرف عهد بیکار ست
نگاه اهل محبت تمام سوگند ست !

الم تر الي الذین یزکون انفسهم ؟ بل الله یزکي من یشاء !

قبل اسکے که کوئي کچهه کهے ' خود انهی نے ڈیپوٹیشن کي تجویز کو " سادي چٹ بک " سے تعبیر کیا ' اور پهر واقعتا باالله جهد ایمانهم کا سلسله شروع هوا - کیا یه اسکا ثبوت نه تها که خود انکا ضمیر بهي اس وقت عالم اضطراب میں هے ' اسلیے خود هي اپنے سے لڑ رهے هیں ' اور خود هي جواب دیتے هیں ؟ صاف معلوم هوتا تها که آج جو کچهه زبان سے نکل رها هے ' اس سے همارے دوست کا خود بهي حیا آ رهي هے :

میں اپني چشم شوق کو الزام خاک دوں
تیري نگاہ شرم سے کیا کچهه عیاں نهیں ؟

(۱۲)

غرضکه دو دن کي فریقانه معرکه آرائي کو اب اور کهاں تک طول دیا جاتا ؟ اسکا فیصله یوں کیا گیا که بین بین طریقه پسند کیجیے که خیر الامور اوسطها - کفر و اسلام ' دونوں کو اختیار کیجیے - اهرمن اور یزداں ' دونوں کو رام کیجیے - ایک هي طرف کیوں جهکیے جب دونوں کي خوشنودي حاصل هوسکے ؟ صرف کعبے هي کے کیوں هو رهیے جب بتکدے سے بهي رسم و راہ رهسکے ؟ ایک هاتهه میں زنار برهمن لیجیے اور دوسرے هاتهه میں سبحه زاهد -

یعنی ایک ہاتھہ ایمان سے ملائیے اور دوسرا رکھ کر مخالفت و نفاق یعنی ایک ہاتھہ میں " جام غلامی " اور دوسرے میں " سندان حریت "

در نگیرے جام شریعت در نگیرے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

مذبذبین بین ذٰلک لا الی ھا اولاء ولا الی ھا اولاء (۴ : ۱۴۲) .

معشوق ما بشیوہ ہر کس موافق ست
با ما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

نومن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا (۴ : ۱۵۰)

بعض باتوں میں راہ ایمان اختیار کرینگے اور بعض میں راہ کفر ' وہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں -

حقیقت یہ ہے کہ اس " جمع اضداد " کی راہ نہایت مشکل ہے - ایک ہاتھہ میں جام باطل پرستی رکھیے ' اور دوسرے میں سندان حق پرستی ' اور دونوں کو باہم زور زور سے ٹکرایئے ' مگر شرط یہ ہے کہ باطل کے جام بلوریں میں بال تک نہ آئے ' اور سندان حق پرستی بھی ہاتھہ سے الگ نہو !

ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن !

آپ کو اس کی خبر نہیں ' مگر اپنی کمزوری کا تو ہمیں صاف صاف اعتراف ہے - اس شعبدہ بازانہ چابک دستی کی مشق کیلیے بڑی بڑی قابلیتوں کی ضرورت ہے ' اور مقامات عالیہ ہم نہیں دستان ایمان کو ابھی حاصل نہیں ہوئے -

(۱۳)

مجیدر صاحب کی تائید کے بعد میں نے تقریر کرنا چاہی ' لیکن خواجہ غلام السیدین صاحب نے کہا کہ وہ رزولیوشن اپنی نسبت ایک ترمیم قلمبند کرچکے ہیں ' اسکو پیش کرینگے - چنانچہ خواجہ صاحب نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھہ تقریر کی اور دانشمندانہ طریقہ سے بعض اختیارات مہمہ کے محفوظ رکھنے کی ضرورت واضح کی - لیکن انتظامات مخفیہ سرگرم کار تھے - مخالفت کی آرائیں اٹھنا شروع ہوگئیں -

اس عرصے میں ' میں اپنا سوچا ہوا مضمون پیش کرنے کی تصدیق ہوچکی تھی ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ آزاد خیال پارٹی کی قوت کو شکست دینے کیلیے ایک عنصر عرب سے کتنا کام لیا ہے - پھر اور جو جو تدبیریں ۲۶ - کے مدعیان بڑی اور ہمارے مہربانان حریت کو اپنے قابو میں لانے کیلیے کی گئی تھیں ' وہ بھی کامیاب ہوگئی ہیں - ایک پورا جال ہے ' جسمیں سب کے سب پھانس گئے ہیں - پھر اپنا رنگ بدلا تو دنیا میں کون خاموش ہوجاتا ؟

یہ ایک مفت کی ہر دل عزیزی اور احسان مندی تھی جو میرے ایسی نقصان کے حاصل ہوتی تھی - کیونکہ تمام مسلمان آزادی و حق پرستی سمجھا چکے تھے ' اور اب اس حق و باطل کے مخالف معجون کی کا نام " حق خالص " تھا ' پس آزاد خیالی حق پرستی پر کوئی آنچ نہیں آئی ہے ' اور ہر دو عنصر اب بھی بدستور ہاتھہ آجاتی ہے - جس بھی اپنے ہی حصے میں آیا ہے ' اور اصل کا دامن بھی نہیں چھوٹتا - پھر کیا مضائقہ اگر چند لمحے کی خموشی سے مدتوں تک ہم دینے والی امانی پیدا کرلی جائے ؟

یہ خیالات تھے جو اس موقعہ پر قدرۃً ہر دماغ میں گذر سکتے تھے ' لیکن کوفت کا ایک لمحہ کیلیے بھی دعوا نہیں ' تاہم اپنے اوپر شیطانیت کیلیے تو الحمد للہ اپنے پہلو میں ایک قوت رکھتا ہوں - " ہر دلعزیزی " کی خواہش سب سے بڑا " شیطان " ہے جسکی ایک نگاہ گرم کے سامنے ہی ہمتوں اور استقامتوں کی بڑی بڑی چٹانیں پانی ہوکر بہہ جاتی ہیں ' لیکن جس دن میں نے اپنی پہلی آواز بلند کی ' اسی دن سے اپنے پاؤں کو راہ حق کردی کی اس اولین

تحریر نے ارادہ کر لیا ' اور استقامت کی توفیق اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

میرے عقیدے میں " ہر دلعزیز " کا زیادہ صحیح نام " منافق " ہے اور یہ محال قطعی ہے کہ ایک شخص " حق گو " بھی ہو اور پھر بزم ایمان و کفر ' دونوں میں ہر دلعزیز ہو - جو لوگ چلنا چاہتے ہیں ' انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ انکے سامنے صرف دو ہی راہیں ہیں ' حق و باطل ' کفر و ایمان ' نور و ظلمت ' اور خدا پرستی و شیطان پرستی ' انہی دو راہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں - یہ بالکل فضول کوشش ہے کہ دونوں میں سے کوئی نئی درمیانی راہ پیدا کی جاوے - میں نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہو ' لیکن اپنے ظاہر و باطن کو ایک رکھونگا ' اور جو دل میں ہوگا ' اسی کو زبان کے حوالے کرونگا ' دعا کرتا ہوں کہ خدا جلد مجھے کسی سخت آزمایش میں ڈالے ' اور مجھے اپنے دل کی استقامت کے آزمانے کا موقعہ ملے - وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون -

مجمع بعض صاحبوں نے روکا کہ اب مخالفت میں تقریر کرنا بے فائدہ ہے - جواب اسحاق خاں صاحب نے کہا کہ ایک بات پر اب سب متفق ہوگئے ہیں ' مخالفت سے کیا فائدہ ؟ لیکن درحقیقت ان لوگوں کی غلطی تھی - مخالفت اسلیے نہیں کی جاتی کہ وہ واقعہ کے کایا پلٹ دیگی ' اور لوگ چیز کا فیصلہ کیا اور چیز سمجھہ لیں ' بلکہ صرف اسلیے کی جاتی ہے کہ ایمان اور ضمیر کا خون ہوتا ہوا دیکھنے سے دل اس بے پروا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ کوئی سچی بات اسلیے نہیں لوگ رہے ہیں کہ وہ اسکا استقبال نہیں کرینگے سچ سچ ہے اگرچہ اسکا قبول کرنا کسی کو بھی سخت ناگوار ہو البتہ یہ حالات و واردات اور ہیں جنکے سمجھنے سے اپنے کو اور دوسروں کو اور ابھی عرصے تک معذور و معذور سمجھتا ہوں

حریف کارش مردان حرس نمی باشم
بدست آور رکاب جانے ' و بشتر زا تماشا کن

جس چیز کو آپ لوگوں نے " ایمان " سمجھا ہے ' اپنے عقیدے میں بھی وہی ہے - حق کی پرستش کیلیے ازلیں سے قربانی کا اور آپکا دماغ ابھی اسکا تصور بھی نہیں کرسکتا - ساری عمر تفسیر کی پرستش میں کٹی ہے ' اب چند لمحوں کے اندر اپنے خدا کیسے بدلا لوں ؟ اپنی اپنی راہ ہے ' اور اپنا اپنا مذہب :

لکل قوم وجھۃ ھو موالیھا

اے لوگ معذور ہیں ' لیکن میری راہ میرے لیے چھوڑ دیجیے اور جہاں جا رہا ہوں ' جانے دیجیے - آج نہیں ' مگر کل بلاؤنگا ' حقیقت کیا ہے ؟ - خدا کا ہاتھہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ' اور " مصائقل " کے پردہ غیب میں ابھی حسن بے حجاب کے کئی جلوے باقی ہیں - عنقریب کھل جائے گا کہ میں کس راہ پر تھا ' اور آپ کہاں جا رہے تھے ' اور وہ مقلب القلوب کے بندوں کے دلوں کو میرے لیے کھولتا ہے یا آپکے لیے ؟ اللہ جن دلوں کو خدا اپنے نور ہدایت کیلیے چن لیتا ہے ' ان میں اور ان میں یہی فرق ہے کہ وہ آج جس چیز کو دیکھتے ہیں ' تم اسے دیکھو گے - اسی معاملے کو دیکھو ! جلسے میں صرف میں ہی اکیلا مجرم تھا ' جس نے مخالفت کی اور سب خاموش رہے ' مگر شاری نفاق سے جھومتے رہے - لیکن آج سیکڑوں ہیں جو سر پیٹ رہے ہیں - پھر یہ کیا ہے ؟ کیا یہ ایک الہی نشانی نہیں ہے جو حمید کے چہرے کو بے نقاب کر رہی ہے ' اور بتلا رہی ہے کہ اس کی اللہ کے ہاتھہ میں ہے جو اسکو کھلواتا ہے ' اور جس کے دل کو اسکے قبضے میں ہیں ' جو انہیں ہلنے نہیں دیتا ؟ پھر کیا کوئی ہے جو دیکھے ! کوئی کان ہے جو سنے ! اور کوئی دماغ ہے جو سوچے

وھو الذی انشا لکم السمع و الابصار و الافئدۃ ... ولا ما تشکرون (۲۳ : ۷۸)
وہی خدا ہے جس نے تمہارے لیے کان ' آنکھیں ' اور دل بنائے تاکہ تم سنو ' دیکھو ' اور عبرت پکڑو ' مگر افسوس تم بہت کم ...

ناموران غزوۂ بلقان

انور بے
(۴)

(انور بے کی طلبی سے ورود قسطنطنیہ تک)

(ومنہ جہاد سے اللہ و مرابطۃ فی ثغور مدن الاسلام)

تبارک الذی بیدہ الملکوت ' و ہو علی کل شی قدیر !

انقلاب پر اٹھی ہفتے گذر گئے - اس عرصے میں عربی اخبارات کے مضامین ' ٹائمس اور ڈیلی ٹیلی گراف وغیرہ کے نامہ نگاروں کی مراسلات ' اور اور مختلف ذرائع سے آئی ہوئی معلومات شائع ہوتی رہیں لیکن با ایں ہمہ اصلی عقدہ اب تک لاینحل ہے !

اس انقلاب کے دن جو واقعات گذرے ' انکی صحیح روایت کا تجسس بعد کو ہوتا رہے گا - وہ عقائد پیش آئے والے واقعات ہے جو روز روشن میں سب کو نظر آئے - لیکن اس سربستہ طلسم کی اصلی گرہ یہ ہے کہ جو کچھ پردے کے باہر دیکھے دیکھا ' اسکا ساز و سامان ' پردے کے اندر ہوتا رہا ' یہ ایک میدان کارزار تھا ' جس نے صلح اور فتح و شکست کا فیصلہ کر دیا ' لیکن وہ کون تھا ' جس نے شب کی تاریکی میں اسکا نقشہ مرتب کیا ؟ یہ ایک ملہمۂ الٰہی کی حفاظت ' اور تحت خلافت کے بقا کے لیے فوج اور کا دل تھا ' اور ضرور تھا کہ اسکو نجات دینے کیلیے دست خالق کسی دست مخلوق کو اپنا آلہ بناے - پس اس نے بدایا اور اپنی تلوار اپنے بندوں کے ہاتھوں میں پکڑا دی ' لیکن پھر وہ کون تھا ' جو اس نیابت الٰہی کا مستحق ہوا ' اور جسکے دست حق پرست کے "سیف اللہ المسلول" سے ملقب ہونے کا استحقاق پیدا کیا ؟

اس آخری سوال کے جواب میں بغیر کسی تامل کے ہم کہہ سکتے ہے کہ (انور بے) - لیکن پھر نصرت الٰہی کی یہ قوت قاہرہ ' اسکے پرستی اور خدمت ملی کا یہ مجسمۂ رجید ' عمل و مجاہدات کسیلیے کیلیے یہ ایک برق اعجاز ' یعنی (انور بے) کہاں طلوع ہوا ؟ اور صحراے لیبیا سے کیونکر بسفورس کے کنارے پہنچ گیا ؟

ان سوالات کا اتنک کہیں سے جواب نہیں ملا ' نہ ہی وہ اصلی

عقدہ ہے ' جو اب تک لاینحل ہے اور جب تک حل نہو ' اس وقت تک ہم اس انقلاب محبوب و عزیز کے متعلق بالکل تاریکی میں ہیں -

فن میں آج اتنا کمال کرونگا .....

* * *

اتحاد و ترقی کی وزارت کی شکست کے ساتھ ہی جنگ بلقان شروع ہوئی تھی - گو وہ فریقانہ مناقشات کا ایک شدید ترین دور تھا ' تاہم داد ہوا کہ بمجرد اعلان جنگ کے اتحاد و ترقی نے اپنا اعلان صلح شائع کر دیا تھا اور لکھدیا تھا کہ چونکہ حکومت کو غیروں سے معاملہ پیش آگیا ہے ' اسلیے اب آپس کی رنجشیں بھول جانا چاہئیں -

جاوید بے ' طلعت بے ' اور خلیل بے ' فوج میں داخل ہوگئے تھے - ان پانچ عمدہ (کامل پاشا) کی وزارت کے ریاست ہاے بلقان سے لڑنے کی جگہ انہی کو اپنی اصلی جنگ کا نشانہ قرار دیا ' اور انکی جانب سے گذشتہ باتوں کے بھولنے اور نئی کاوشوں کو دور کرنے کی جتنی زیادہ کوشش ہوئی ' اتنی ہی کامل پاشائے اپنے حاکمانہ اقتدار سے سختیاں شروع کردیں - کامل ایسا کرنے اسلیے مجبور تھا - وہ ایک پتلی تھی ' جسکی در انگلستان کے ہاتھ میں تھی ' اور اس نے کامل کو اسلیے وزیر نہیں کرایا تھا کہ وہ اپنے مقدرتی پیش روؤں سے لڑے ' بلکہ اسلیے کہ [illegible] اتحادی محافظ جماعت (اتحاد و ترقی) کو نابود کردے

سب سے پہلے پریس پر مصیبت آئی ' اخبارات بند کردیے گیے پھر جلا وطنیاں شروع ہوئیں - فرضی مقدمات قائم کیے گئے - ایک فوجی عدالت شدید وقتی ضرورت کی فرضی توجیہہ سے کھول دی گئی ' اور سب سے آخر یہ کہ ایک فرضی سازش کا الزام رکھکر گرفتاریاں شروع کردیں

اسی اثنا میں چند ماہ کی فرصت میں انجمن اتحاد و ترقی کی قوت کو دائمی طور پر اچھل دیا گیا تھا ' اور (پیرا) کا (انگلو ترکش) اتحاد اپنے دیرینہ مقصودوں میں کامیاب ہوگیا تھا ' لیکن [illegible] جڑ کے کچھ ریشے زمین کے اندر باقی رہگئے تھے ' اور صداقت [illegible] ابھی تک جاری بھی باقی رہجانی ہے ' تو آتشکدہ بننے کیلیے [illegible] ہے

انجمن کے بقیۃ السیف ممبر زمانے کو مخالف دیکھکر خاموش ہوگئے تھے ' لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کامل نے پہلے تو اصلی فرصت جنگ کو دول یورپ اور علی الخصوص اس بساط سیاست کے سب سے بڑے خطرناک شاطر (گلیڈسٹان) کے اعتماد پر قربان کردیا ' اور اب صلح کی سازش شروع ہوگئی ہے ' تو صبر نہ کرسکے ' اور باوجود بے پر و بالی کے ایک مرتبہ اڑنے کی اور کوشش کی -

(کامل پاشا) نے انجمن کے ممبروں کے تعلقات قصر سلطانی سے بالکل منقطع کر دیے تھے ' اور اس امر کا نہایت شدید انتظام کیا تھا کہ کوئی شخص بغیر کامل کی وساطت کے سلطان المعظم سے مل نہ سکے - اسمیں یہ مصلحت تھی کہ جنگ کے حالات اور فوجی و قومی آواز سے سلطان المعظم بالکل بے خبر رہیں ' اور جو اطلاعات کامل پاشا اُن تک پہنچادے ' اُسی پر اعتماد کرتے رہیں -

پس سب سے پہلی کوشش جس سے انجمن نے اپنا موجودہ دور حیات شروع کیا ' خاندان سلطانی کی اعانت کو حاصل کرنا تھا ' اسی کا نتیجہ وہ قومی وفد تھا جو شہزادہ یوسف عزالدین کی سعی سے بارباب بارگاہ سلطانی ہوا ' اور جسکی سرگذشت ہم (انقلاب عثمانی) صفحہ (۲) میں لکھہ چکے ہیں -

ایدھر کامل پاشا کا ستارہ بھی اوج پر تھا - اس نے فوراً ایک وفد تیار کردیا ' اور ایسی چال چلی ' کہ سلطان المعظم کو چند لمحوں کے اندر اپنے ہاتھوں میں کرلیا - اس نے کہا کہ اتحادی آپکو تخت سے اُتارنے کی تدبیریں کر رہے ہیں - پرنس یوسف اسلیے انکا ساتھہ دیتا ہے کہ تخت نشین بننے کے منصوبوں میں ہے - ساتھہ ہی ایک فرضی سازش کی خبر دی جو گویا محمود شوکت پاشا کی سرکردگی میں انجام پا رہی ہے ' اور تمام اتحادی اور خاندان سلطانی کے ممبر اسمیں شریک تھے -

اسی کا نتیجہ وہ عام گرفتاری تھی جس نے چند گھنٹوں کے اندر ۸ - سر انجمن کے ممبروں اور ہواخواہوں کو دنیا سے الگ کردیا -

* * *

جو لوگ بچے تھے ' وہ قسطنطنیہ سے خفیہ نکل گئے - صرف آٹھہ آدمی شہر میں اسلیے رہگئے ' تاکہ ان گرفتاران ظلم کی رہائی کی تدبیریں کریں -

یہ ایک نہایت خطرناک قیام تھا ' جو ان آٹھہ فدائیان ملت نے گوارا کیا - قید خانے کے دروازے انکے منتظر تھے ' اور کمال پاشا کی آنکھیں بیدار تھیں ' تاہم انکی غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ رفیقان کار زندان بلا میں گرفتار ہوں ' اور وہ انکو چھوڑ کر اپنے عیش کدوں کی راہ لیں -

اندر ہی اندر تقویت (شہزادہ یوسف) سے ملی جس نے انکو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا اور عہد واثق کیا تھا کہ انتہی اعانت سے کبھی دست بردار نہوگا

اُنہی آٹھہ آدمی نے ' جنکا آگے چلکر حوادث و انقلاب کا اصلی بانی ' اور اتحاد و ترقی کے دور کا مبدء اصلی سمجھنا چاہیے -

ان میں سے چھہ آدمی حسب ذیل ہیں ' جنکے نام ہم تو معلوم ہوسکے :

(۱) ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے
(۲) عزیز بے (عزیزی اور بے کے چھوٹے بھائی)
(۳) خلیل بے (جنکی تصویر در مرتبہ الهلال میں شائع ہوچکی ہے)
(۴) عمر ناجی بے مدفعاری
(۵) عثمان نجاتی بے سب ایڈیٹر طنین
(۶) شریف نوری بے ایڈیٹر اخبار " عثمانی " سلانیک

کامل پاشا کی ان لوگوں پر نظر تھی - اس نے گرفتاری کیلیے پوری تجسس کی ' لیکن یہ لوگ اسطرح پوشیدہ رہے کہ اسکو انکے قسطنطنیہ سے چلے جانے کا یقین ہوگیا -

* * *

ان آٹھہ آدمیوں میں پانچ انجمن کے " فدائیوں " میں سے تھے - " فدائی " گروہ اور انکے پر اسرار فرائض کا بیان آگے آئے گا -

ان لوگوں کے سامنے دو کام تھے - مقدم ترین کام گرفتاران حکومت کو رہا کرانا تھا - اسکے بعد انقلاب حالت کی سعی -

محمود شوکت پاشا بھی نظر بند کردیے گیے تھے اور انسے اس وقت میں کوئی مدد نہیں ملسکتی تھی -

ترکی میں باوجود انقلاب دستور کے ابتک پبلک اوپینین کوئی شے نہیں ہے ' اور اصلی طاقت فوج ہے - جو لوگ انجمن اتحاد و ترقی کو الزام دیتے ہیں کہ اس نے فوجی قوت کو انقلاب حمیدی کے بعد بھی اپنے قبضے میں رکھا ' وہ بھول جاتے ہیں کہ قسطنطنیہ پیرس یا لندن نہیں ہے - جب ہر تحریک اور ہر جماعت اپنے ہر طرف مخالف قوتوں کا حصار پائے ' تو اپنے زندہ رہنے کیلیے مجبور ہے کہ کسی نہ کسی قوت کو اپنا حامی بنائے - ترکی میں فوجی آواز کے سوا اور کسی آواز میں قوت نہیں ہے ' اور ابھی عرصہ تک یہی حالت رہے گی -

پس ضرور تھا کہ اس وقت بھی فوج ہی سے مدد لی جاتی - فوجی افسروں کا بڑا حصہ ہمیشہ اتحادیوں کے ساتھہ رہا اور اب بھی ساتھہ تھا ' مگر انقلاب وزارت نے انکے تعلقات فوج سے بالکل منقطع کردیے تھے ' اور انکو کچھہ خبر نہ تھی کہ اتحادیوں پر کیا گذر رہی ہے ' اور موجودہ حکومت ملک کے ساتھہ کیا کر رہی ہے ؟ -

یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہوگئی - چار آدمی بھیس

ادرنہ کے ایک خیمے میں عزیز بے اور انکے ہم راز
بعد اس راز داری کے مشورہ کے جو یہاں روانگی سے ایک دن پہلے عزیز بے اور انور بے نے کیا تھا -

بدلکے پرشیدہ (چتلجا) چلے گئے - چتلجا جانے کیلیے بھی بڑے انتظامات کي ضرورت تھي ' فوجي چوکیاں قدم قدم پر قائم تھیں اور ان سب کو دھوکا دینا ممکن کہ تھا - اسکے لیے یہ تدبیر کي گئي کہ سامان رسد کي جو گاڑیاں صبح شام روانہ ہوتي تھیں ' ان میں سے ایک گاڑي کے محافظ سپاہیوں کو قبضے میں کیا گیا اور انکي جگہہ چار ممبر بھیس بدلکر گاڑي کے ساتھہ روانہ ہو گئے -

وہاں پہنچکر چتلجا کے مختلف قلعوں اور گڑھیوں میں شب کے وقت ان لوگوں نے دورہ کرنا شروع کر دیا - فوج میں جو خاص معتمد اتحادي افسر موجود تھے ان پر اپنے نئیں ظاہر کیا اور ملک کي موجودہ حالت کا افسانہ سنایا - انکو پہنچے ہوے ابھي تین دن ہي گذرے تھے کہ یکایک تمام فوجي حلقوں میں ایک جنبش عام پیدا ہو گئي اور غیظ و غضب اور برہمي کے آثار دیکھکر ناظم پاشا گھبرا گیا - لیکن با ایں ہمہ کچھہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اسکا مقصد کیا ہے ؟ چوتھے دن تمام افسروں کا ایک وفد اپنے اپنے فوجي حلقوں کي قائم مقامي کے ساتھہ ناظم پاشا کے پاس آیا اور خواہش کي کہ "سلطان المعظم ایک ارادہ خاص کے ذریعہ اتحادي ممبروں کو فوراً رہا کردیں ' ورنہ ہم مجبوراً اس غرض سے قسطنطنیہ جائیں گے" ناظم مجبور ہوا کہ اس بارے میں عاجلانہ کارروائي کرے - اس نے وہ مشہور تار برقي سلطان المعظم کے نام روانہ کي ' جسمیں فوجي اغتشاش کي اطلاع دي گئي تھي اور نیز درخواست کی تھي کہ "فوراً اتحادي جماعت کي رہائي کا حکم نافذ فرمائیے ' ورنہ فوج ہاتھہ سے نکلي جا رہي ہے" اسپر قسطنطنیہ میں شہزادہ یوسف عزالدین سرگرم کار تھے - وہ علانیہ حمایت کیلیے اٹھہ کھڑے ہوے ' نتیجہ یہ نکلا کہ [illegible] کامل پاشا کي کچھہ نہ چلي ' اور ارادۂ سلطانیہ جاري ہو گیا کہ فوجي عدالت کي جگہ ایک علانیہ سول کورٹ میں متہمین کي تحقیقات کي جاے اور اگر جرم قطعي الثبوت نہ ہو تو رہائي میں ایک لمحے کي بھي تاخیر نہو -

قسطنطنیہ میں غازي انور بے اور مجلس مشورہ
وسط میں غازي موصوف ہیں ' اور دونوں طرف اتحاد و ترقي کے مخصوص مبصر

عشق ملت اور خدمت وطن کے سوا انکا اور جرم ہي کیا تھا ؟ بالآخر تمام گرفتاران ظلم رہا ہو گئے -

* * *

اب انجمن کی قوت تازہ ہو گئي - یہ وہي وقت تھا جسکي نسبت (ڈاکٹر مصباح الدین) نے اپنے گذشتہ خط میں لکھا تھا کہ "اب ہم آزاد ہیں - اب اتحادي ہونا کوئي جرم نہیں - ہمارے دست عمل پیشتر کي طرح مقید نہیں رہے"

ان آٹھہ آدمیوں نے اپنے مشن کا پہلا کام یوں انجام دیا -

* * *

انساني فطرۃ کے فضائل کا سب سے بڑا منظر وہ ہے ' جب وہ با وجود مصائب و آلام میں محصور ہو جانے کے ' اُن کاموں کو انجام دینے کیلیے بڑھتي ہے ' جنکو آرام و راحت کي گھڑیوں میں بھي انجام دینا مشکل ہے - ان بقیۃ السیف آٹھہ آدمیوں نے صرف یہي نہیں کیا کہ دو لاکھہ سپاہیوں کے دل ہاتھہ میں لیکر ' آٹھہ سو آدمیوں کو رہا کرا دیا ' بلکہ ملک کي نجات اور بقا کي آخري تدبیریں بھي شروع کردیں

(۲)

صلح نامہ اٹلي و دولت علیہ کے نافذ ہو جانے کے بعد (غازي انور بے) نے قطعي ارادہ فرمایا تھا کہ ابھي چند برسوں تک طرابلس سے نہ ہلیں اور جس "عربي طاقت" کے پیدا کرنے کا اس جنگ نے سامان کر دیا تھا ' اور جو کامل دیڑھ سال کي لگاتار سعي و مجاہدت کے بعد وجود میں آئي تھي ' ضرور تھا کہ اب اسکو تکمیل تک پہنچایا جاے - سب سے بڑا اہم کام یہ تھا کہ (شیخ سنوسي) اور قبائل عرب کو جنگ پر قائم رکھا جاے ' اور اندرون عرب میں نشر تعلیم و تربیت کی مہمات کو ترقي دي جاے -

وہ اپنے کاموں میں مصروف تھے ' اور ترکي کے تازہ حالات سے بے خبر ' کہ یکایک پرنس (عمر طوسون پاشا) نے انکو کامل پاشا کے برسر اقتدار ہونے کي خبر دي ' اور لکھا کہ مختار پاشا کا نام محض ایک دھوکا ہے - اصلي حزب الحریۃ و الائتلاف کامل پاشا کے پردے میں کام کر رہي ہے -

ساتھہ ہي وہ خطوط بھي اندر پہنچاے جو آستانۂ علیہ سے اس بارے میں لکھے تھے -

یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروري ہے کہ طرابلس میں (انور بے) کے قسطنطنیہ سے تعلقات اب صرف (عمر طوسون پاشا) کے ذریعہ قائم تھے ' کیونکہ سرکاري ڈاک جو کبھي براہ ٹیونس اور کبھي براہ مصر انکے پاس پہنچتي تھي ' وہ تبدیل وزارت کے ساتھہ ہي کامل پاشا کے ہاتھہ میں آگئي تھي اور اب محال قطعي تھا کہ اس کے ذریعہ ان میں اور انجمن اتحاد و ترقي میں تعلق باقي رہسکتا - پس تغیر وزارت کے ساتھہ ہي ' انھوں نے اپنے دوستوں کو لکھدیا تھا کہ آئندہ خاص مراسلات پرنس موصوف کے ذریعہ کي جائیں -

کامل پاشا کے اقتدار اور انجمن کي شکست کي خبر نے اگرچہ غازي انور بے کو نہایت مضطرب کردیا تھا تاہم وہ اپني جگہہ سے نہ ہلے - اس زمانے میں کلکتہ کا مشہور مجاہد طرابلس (حاجي عبد الغني) درنہ میں مقیم تھا اور اسکے خیمے اور غازي موصوف کے خیمے میں صرف چند قدموں کا فاصلہ تھا - اسکا بیان ہے کہ :

"بمجرد ان حالات کے معلوم ہونے کے (انور بے) کے چہرے کي دائمي شگفتگي پر کبھي کبھي افسردگي غالب آنے لگي تاہم وہ اپنے کاموں میں منہمک اور اپنے ارادوں میں مصروف تھے - البتہ انکي خاموشي بڑھگئي تھي - فرصت کے چند لمحوں میں قدیمي عادت کے خلاف اکثر چپ بیٹھے رہتے"

انور بے کو یقین ہو گیا تھا کہ اب حالات خطرناک ہیں - اور کامل پاشا کا برسر حکومت ہونا اسکا ثبوت قطعي ہے کہ اجانب و اغیار کسي مہلکۂ عظیم میں کلمۂ اسلام کو مبتلا کرینگے - تاہم ایک وقت میں وہ کام نہیں ہو سکتے ' اسلیے فرض کا تقاضا یہي ہے کہ اپنے موجودہ وظیفہ عمل میں مصروف رہوں -

مقالات

مسئلۂ اسلامیہ

یا

مسئلہ شرقیہ

(بسلسلۂ " مستقبل الاسلام ")

سیاسي مضمون نگار بسا اوقات مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے هیں ' جو سیاسي راز آشنائي ' واقعات و حوادث کے تجارب ' تاریخ ماضي کي ورق گرداني ' اور رجال کے غائر مطالعه پر مبني هوتي هیں -

منجمله ان عنوانات کے ' جن پر ان مضمون نگاروں نے خامه فرسائیاں کي هیں ' ایک عنوان (مسئله اسلامیه) هے ' جسکي پر فریب تعبیر (مسئله شرقیه) کے نام سے کي جاتي هے - (مسئله شرقیه) پر جسقدر مضامین شائع هوتے هیں ' انکے خیالات اور تعبیر میں کسیقدر اختلاف هے ' جسکي وجه کچهه تو اراء کا اختلاف ' اور مصالح دول کا تعارض هے ' اور کچهه اهل مشرق کو مغالطه اور فریب دینے کي تدابیر کا تنوع و اختلاف - مگر با ایں همه اس امر سے هر مضمون نگار کو اتفاق هے که مشرق اور اهل مشرق کے متعلق یورپ کے سامنے ایک نهایت پر خطر ' پیچیده ' اور لاینحل مسئله درپیش هے ' جسکي کشائي گره مغربي افق سیاست کي صفائي اور بالآخر دیگر دوستانه تعلقات پر مبني هے -

یورپ کے دول سته کا اتحاد مسئله شرقیه کے حل کي سب سے پهلي اور سب سے آخري شرط تهي ' جو حل کي متحده یاد داشت کي صورت میں پوري هوگئي ' اسلیے اب مشورط کا وجود بهي کچهه ضرور نهیں - پس ضرورت هے که مسلمانوں کو اس نقشۂ حل کا علم هوجائے ' جو عرصه هوا ترتیب دیا جا چکا هے ' اور جس پر (غالباً) نظر ثاني کے لیے لندن میں مجلس سفراء مدعو کي گئي تهي -

مسئله شرقیه کے مقاصد

(۱) دولت عثمانیه کي اسطرح تقسیم هو که هر سلطنت کو اسکي حسب ضرورت ٹکڑے ملیں ' اور ساتهه هي یورپ کي قوتوں کے توازن میں فرق بهي نه آئے - اس مقصد کو پیش نظر رکهتے هوئے نقشۂ تقسیم حسب ذیل ترتیب دیا گیا تها -

انگلستان	مصر ' سوڈان ' اور عرب
فرانس	شام
جرمن	اناطولیا -
اطالیا	قیروان اور طرابلس
روس	آستانۂ علیه (قسطنطنیه)
آسٹریا	سالونیکا اور بحر ادریاٹیک میں کوئي بحري اسٹیشن

(۲) عموماً اهل مشرق کے اور خصوصاً اهل اسلام کے شیرازه کو پراگنده کرنا ' تا که عیسائي نو آبادیاں قائم کیجا سکیں ' اور مشرق اور مغرب قریب کي زرخیزیوں سے مغرب بعید کے سامان عیش و طرب مهیا کیے جاسکیں -

(۳) مشرقي اقوام کے مذهب میں تغیر پیدا کیا جائے ' کیونکه بغیر مذهبي تبدیلي کے اسلام کي پولیٹکل قوت کا خاتمه نهوگا ' پس ضرور هے که یسوع مسیح کي بادشاهت عالمگیر بنائي جائے ' اور زمین کے هر قطعه پر پرستاران صلیب کا جهنڈا لهرائے -

مسئله شرقیه کا سبب اصلي

مسئله شرقیه کے اعتراض سے مجملاً معلوم هوگیا هوگا که اسکي افزایش کے اسباب کیا کیا هیں ؟ مگر اب هم اسکو کسي قدر تفصیل سے بیان کرتے هیں -

گو یورپ خود ستایانه طور پر مدعي هے که وه تعصب کي قید و بند سے آزاد هوگیا ' مگر واقعه یه هے که آج اسکي قوت قاهره اور تسلط عامه کي زندگي هي تعصب کے دم سے هے - وه دونوں قسم کے تعصبوں میں گرفتار هے - مذهبي بهي اور قومي بهي -

اقوام یورپ کا تعصب جنسي اسقدر مشهور و معروف هے که اسکے متعلق زیاده لکهنے کي ضرورت نهیں - مثال کے لیے امریکه ' افریقه ' اور هندوستان کے باشندوں کے ساتهه ان کے متعصبانه برتاؤ کي هزارها شهادات عیني و یقیني کافي هیں -

یورپ کے طرف تعصب مذهبي کے انتساب سے لوگوں کو تعجب هوگا ' کیونکه یورپ نے اپني بلاخوانیوں میں "مذهبي بے تعصبي" کا وصف نهایت بلند آهنگي سے بیان کیا هے -

مگر یه واقعه هے که یورپ با ایں همه علمي و صناعي ترقي کے مذهبي تعصب میں آج بهي اسي مرکز پر هے ' جهاں جنگ صلیبي کے زمانه میں تها - دیکهو ! ایک ارتهوڈاکس بطریق کو آستانه میں پهانسي دیجاتي هے - انگلستان جو مذهباً پروٹسٹنٹ هے ' اور فرانس جو مذهباً رومن کیتهولک هے ' یه دیکهتے هي فوراً اپني اپني جنگي قوتوں کي نمایش کرتے هیں اور تعزیر و پاداش کے غلغلوں سے تمام یورپ میں آگ لگ جاتي هے - لیکن جب ایران میں عاشوره کے دن ثقة الاسلام کو پهانسي دیجاتي هے ' تو دونوں خاموش رهتے هیں - آرمینیا میں نا خوانده و وحشي کرد اور البانیوں کے هاتهوں چند عیسائي قتل هوتے هیں تو تمام یورپ بهڑک اٹهتا هے - انگلستان کا وزیر اعظم غصه سے از خود رفته هوجاتا هے اور کهتا هے که ان اشقیاء (مسلمانوں) کے هاتهوں سے یه کتاب (قرآن حکیم) لیکے جلادو ' کیونکه جب تک یه کتاب انکے هاتهوں میں رهیگي ' وه همیشه متعصب رهیں گے - لیکن ایران ' طرابلس ' اور مقدونیه میں مساجد کي توهین جاتي هے - عورتوں کي عصمت پر حملے هوتے هیں - عورتیں اور مرد ' بوڑهے اور بچے ' سب بلا تمیز ته تیغ کیے جاتے هیں ' مگر کوئي جنبش پیدا نهیں هوتي - اور پهر جب پارلیمنٹ میں سوال هوتا هے تو اسکا جواب دیا جاتا هے که " نا طرفدار حکومت کے لیے یه نا ممکن هے که وه مظلوموں کي حمایت کے لیے میدان کارزار میں جائے "

مختصر یه که مسئلۂ شرقیه کا سرچشمه یورپ کا مذهبي اور جنسي تعصب هے ' اور اسکے سوا کچهه نهیں -

مسئله شرقیه کا آغاز

اٹهارویں صدي کے اواخر میں ینگ چري فوج کي بے قاعدگیوں ' افسروں کي نا فرمانیوں ' اور یونان ' رومیلي ' اور ایشیاء کوچک کے عیسائیوں کي بغاوتوں نے دولت عثمانیه کي حالت نهایت مخدوش کردي تهي ' یهانتک که بد اندیش ایک طرف رهے ' اسکے خیرخواه بهي نفس آخریں شمار کر رهے تهے -

اس فرصت کو غنیمت سمجهکے روس اور آسٹریا نے یورپین ٹرکي کي تقسیم کي بابت سنه ۱۷۸۷ - میں ایک معاهده کیا - یه معاهده اگر نافذ هوگیا هوتا ' تو آج دولت عثمانیه پرستاران صلیب

کي قلمرو میں کب کي داخل هوچکي تهي' مگر اسوقت تک مسیحي اتحاد کي تکمیل کا وقت نهیں آیا تها - ایک طرف خود دول یورپ میں باهم اختلاف تها ' دوسري طرف ترکوں میں باوجود گونه گوں مفاسد کے ایسے اشخاص موجود تهے ' جنکي قوت تدبیر نے اتحاد دول کو منعقد هونے نهیں دیا -

مسئله شرقیه کا دوسرا دور

سنه ۱۸۲۵ - میں یونانیوں نے استقلال کا علم بغاوت بلند کیا ' جسکے نیچے هزاروں عیسائي بطور والنٹیر کے جمع هوگئے - ایک ارتهوڈکس بطریق کو قسطنطنیه میں پهانسي دیگئي تهي جسکي وجه سے تمام دول یورپ دولت عثمانیه کي مخالفت پر دست بدست هوگئیں - جب که دولت عثمانیه استقلال خواه یونانیوں سے برسر پیکار تهي ' تو روس نے دفعةً اسکے خلاف اعلان جنگ کردیا - انگلستان اور فرانس ' روس کے ساتهه ملگئے اور ایک بحري مظاهره (نیول دیموانسٹریشن) کرکے سلطان المعظم کو مجبور کیا که وه جنگ کو موقوف کردیں اور یونان کو خود مختاري ' دردانیال اور بوسفورس میں جهاز راني کي آزادي' اور روس کو تاوان جنگ دیں!

یه مسئله شرقیه کا دوسرا دور تها ' جسمیں روس کے ساتهه آسٹریا کے بدلے فرانس اور انگلستان دست بدست تهے -

مسئله شرقیه کا تیسرا دور

مسئله شرقیه کا تیسرا دور سنه ۱۹۱۱ - سے شروع هوتا هے - اطالیا نے دولت عثمانیه سے بے وجه اعلان جنگ کیا اور تمام دول یورپ نے ناطرفداري کي پالیسي اختیار کي - انگلستان میں قتل عام هوا ' اور سب نے خاموشي اختیار کرلي - انگلستان مسئله مصر کي وجه سے در پرده اس دور کا سرغنه تها - ترکي نے صلح سے انکار کیا تو مقدونیا کي ریاستوں کو برسر پیکار کردیا گیا - بالاخر سلطنت عثمانیه نے طرابلس کو خود مختار کردیا اور اطالیا اسکے الحاق کا اعلان کرتي هے -

موجوده حالت

اسکے بعد ریاستهاے بلقان کے اعلان جنگ سے ایک نیا زمانه شروع هوتا هے - دول نے پهر ناطرفداري کي پالیسي بظاهر اختیار کي اور اسکے ساتهه هي یه بهي اعلان کیا که کوئي جغرافي تغیر نه هوگا - مگر جب ریاستهاے بلقان نے اُن سازشوں سے میدان جنگ میں فائده اٹهایا ' جنکے ذریعه دول یورپ نے ترکي فوج کو طیاري کا موقع نهیں دیا تها ' تو اپنے سابقه اعلان کو واپس لیلیا اور مفتوحه ممالک ایک طرف رهے ' غیر مفتوحه مقامات (ادریانوپل ' سقوطري ' جزائر ایجین ' کریٹ) سے دست بردار هونے کیلیے متفقه یاد داشت کے ذریعه دولت عثمانیه پر زور ڈالا گیا - یاد داشت کو پر اثر بنانے کے لیے انگلستان ' فرانس ' اور اطالیا نے اپنے جنگي جهازوں کو نقل و حرکت کا حکم بهي دیدیا تها -

سابق نقشهٔ تقسیم کي بعض دفعات کا نفاذ

تیسرے دور میں سابق نقشه کي بعض دفعات نافذ کردي گئي هیں - مثلاً طرابلس (جسکو دولت عثمانیه نے خود مختار کردیا هے اور جهاں کے باشندے اپني خود مختاري برقرار رکهنے کے لیے اسوقت تک شمشیر بکف هیں) اطالیا کو دلوادیا گیا هے - کریٹ پر یوناني جهنڈا بلند کیا گیا ' باوجودیکه دول یورپ نے اسکي حفاظت کا قانوني عهد کیا تها - ایک اتالین اخبار کے بیان کے بموجب اختتام جنگ کے بعد مصر کي خود مختاري اور برطانیه کي فوجي نگراني کا فرمان بهي سلطان المعظم سے لیا جائیگا اور اسکی خبر مسٹر (بلنٹ) دیچکے هیں -

نقشهٔ تقسیم تیسرے دور میں

اس دور میں ممالک عثمانیه کا نقشهٔ تقسیم کسیقدر بدلگیا هے - (سالونیکا) آسٹریا کے بدلے بلقانیوں کو دیدیا گیا هے - (اناطولیا) پر روس قابض هونا چاهتا هے -

جرمني کے مصالح اناطولیا سے زیاده اور دوآبه دجله و فرات سے وابسته هیں -

گو مسئله اسلامیه کا یه ایک نهایت نامکمل خاکه هے ' مگر تاهم اس سے اسقدر اندازه هوسکتا هے که عیسائي دنیا اسلام کے ساتهه کیا کرنا چاهتي هے ؟

کیا مسلمان اسقدر ساده لوح اور دیر فهم هیں که با ایں همه واقعات وه اب بهي هلال کے لیے صلیب کي معاونت کے اُمید وار رهینگے ؟ کیا وه اس درجه خوش گمان اور دیر شک هیں که اب بهي انگلستان کے دعوئے " مذهبی بے تعصبي " کو باور کرلیں گے ؟

کیا وه اسقدر فریب خورده هیں که " انصاف و مساوات کي ماں " " انساني همدردي سے لبریز " اور " قدیم شاندار روایات " کي شیریں ترکیبوں کے دام میں گرفتار رهینگے - ؟

کیا وه اسقدر سرد جوش هیں که اب بهي گلفرو شان یورپ کي مسلم فریبي اور صریح مظالم کي حیله طرازي و عذر جوئي ان کو متنبه نه کرے گي ؟ اور کیا وه اسقدر غیر عاقبت اندیش هیں که اب بهي " مساعد نفس " کے طلائي اصول کے بموجب حفاظت اسلام کے لیے با قاعده اور مسلسل کوشش شروع نهکرینگے ؟

پهر سب سے آخر یه که جو منافقین وکفر پرست زبانیں اب تک انگلستان ' فاذ " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " هونے کا وعظ کرتي هیں اور مسلمانوں کو مشوره دیتي هیں که هر طرف سے انکهیں بند کرکے صرف انگلستان کي مسلم نوازي پر آسرا لگاے بیٹهے رهیں ' کیا انکو اب بهي اپنے ضمیر اور اپنے خدا سے شرم نه آے گي ؟

ضرورت هے که ان سوالات کا جواب زبان قال کے بدلے زبان حال سے دیا جاے -

مسلمانوں کو یاد رکهنا چاهیے که اگر انهوں نے ان عبرت آموز واقعات سے فائده نه اٹهایا ' اور حفاظت اسلام کي مسلسل اور باقاعده کوشش شروع نه کي ' تو وه وقت دور نهیں جب طرابلس اور فلي پولي کی مسجدوں کي طرح خانه کعبه کي طرف بهي صلیب کا جهنڈا لهرا تا هوا بڑهے گا ' اور پارلیمنٹ میں کسي سوال کے جواب میں کها جاے گا که هندوستاني مسلمانوں کے مذهبي ابال کے لیے ایک ناطرفدار حکومت میدان کارزار میں نهیں جاسکتي -

[بقیه مضمون صفحه ۱۳ کا]

اور همکو یقین هے که تم (اے معزز اهل صلیب) همارے وطني جذبات کي پوري قدر کروگے اگرچه وه تمهاري راے کے خلاف هو اور تمهاري قوم کے وه جذبات جو که ممالک متحدهٔ بلقان کے ساتهه هیں هم سے انصاف کرنے کیلیے مانع نهونگے اسلیے که وه البانیه جسپر مکار و خائن نصاری چاروں طرف سے هجوم کر رهے هیں ' اوسکي نظر میں عَلَم هلال سے بهتر کوئي ملجاء و ماوی نهیں هے -

اور اگر اس لڑائي میں الباني قوم فتحیاب هوئي ' تو ملت البانیه ' مجلس مقدس روسي کي نهایت ممنون هوگي که اوسنے ولایت متحده میں الباني چرچ کا اعتراف کیا هے - اور اگر هم مغلوب هوں اور اپني وطني مصیبتوں کے بعد زنده رهیں تو آپ سے امید کرتے هیں که آپ همکو باقي مصیبت کے دن کاٹنے کے لیے سائبریا کے گرجا گهروں میں رهنے کي اجازت عطا فرمالیں گے -

شئون عثمانیه

ہذا الـــم ســرویـا

— * —

ایک جنگي نامه نگار کی چشمي - ایک مشہور
انگـــریزي اخبـــار میں

— * —

اطالي ' آسٹروي ' اور ناروي قونصلوں کي رپورٹوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ البانیا میں سروي افسروں اور سپاہیوں کي گونہ گوں ستم رانیوں کي خونیں داستانیں ' محض افسانہ نہ تھیں بلکہ اصلي واقعات تھے -

گذشتہ چند ہفتوں کے اندر یورپ میں جنگ عام کے چھڑ جانے کا رهمي خوف بدقسمت البانیوں کے حق میں کسیقدر مفید ثابت ہوا تھا ' کیونکہ مظالم کا مقیاس الحرارت ایک حد تک گر گیا تھا -

راحت و آرام کي گھڑیاں گو عموماً مختصر و زود فنا ہوتي ہیں مگر بدبخت قوموں کے حق میں اور بھي خفیف اور جلد گذر جانے والي ہوتي ہیں - ستمزدہ البانی شدت مظالم کي کمي سے زیادہ عرصہ تک راحت اندوز نہ ہوسکے ' اور در بارہ مظالم کي گرم بازاري شروع ہوگئي -

آسٹروي قونصل نے شروع هي سے روئداد مظـالم کي جمع و ترتیب کے ساتھہ اعتنا کیا ' اور ان خونیں مناظر کو فراهـ کیا رہا جو سروي افسروں اور سپاہیوں کي تلواریں اور سنگینیں البانی مرد ' عورت ' بوڑھے ' بچے ' مسلح ' اور غیر مسلح اشخاص کے خون کے ساتھہ ملکر پیدا کر رهي تھیں - اتفاق سے مجھے ان روائدوں کے مطالعہ کا موقع ملگیا میں نے ان کو بہت غور سے پڑھا ' اور اب میں بوثوق کہتا ہوں کہ سروي جنرل (چانکو پنچ) کي مانحت فوج کے مظالم اور سیہ کاریاں دینا کے ان بدترین واقعات میں سے ہیں ' جن کو تاریخ نے عہد وحشت کي یادگار کے طور پر محفوظ رکھا ہے - میں ان روئدادوں کے مطالعہ کي بنا پر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہے کہ ساحل بحر ادریاٹـک پر مارچ کے دوران میں نہ صرف غیر مسلح البانیوں کو تہ تیغ کیا گیا ' بلکہ بہت سے البانیوں کے اعضاے جسم کو اس بري طرح کاٹا گیا ' کہ شاید انسانی عہد وحشت کي تاریخ بھي اسکي نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوگئي - اسکے علاوہ بہت سے غیر مسلح نوجوانوں ' کمر خمیدہ بوڑھوں ' بیکس عورتوں ' اور معصوم بچوں کا قتل عام کیا گیا ' جسکا کوئي شمار نہیں دیا جا سکتا -

روائدادوں کے مطالـعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وحشیانہ ستمکاریوں کا اصلي باعث خلاف اسلام مسیحي جوش تھا ' جو سروي فاتحوں کے سینوں میں جوش مار رہا تھا - اسکي ایک روشن دلیل یہ ہے کہ تمام البانیـا میں سروي فاتحوں کي تلـواروں اور سنگینوں کے تختۂ مشق صرف مسلم سر اور مرمن سینے تھے -

اس سے بھي روشن تر اور قطعي فیصلہ کن دلیل یہ ہےکہ روئدادوں کے بیان کے بموجب ان متعصب فاتح افسروں نے علي رؤس الاشہاد اعلان جہاد کیا اور سروي افسروں نے اپني اپني فوجوں کو جنگ کے لیے بر انگیختہ کرتے ہوے کہا " ہمارے بادشاہ یسوع مسیح کہتے ہیں کہ " میرے وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں ان پر حکومت کروں انکو یہاں لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو " اسلیے ہمارے جہاد مقدس کا مقصد صرف اسوقت پورا ہوگا جب کہ ہم البانیہ کي زمین ناپاک مسلمانوں سے پاک کردیں - پس ہمارا یہ اصلي مقصد ہے کہ البانیہ میں آخري مسلمان کو بھي تہ تیغ کر دیں " - ظاہر ہے کہ افسروں کي زبان سے اس قسم کا اعلان پہاڑي بھوکے بھڑیوں پر کیا اثر کریگا ؟

سروي فوج میں (جو متعصب ' وحشي ' جاہل ' اور لٹیروں کا مجموعہ تھي) ایک آگ سي لگ گئي - " مسلم کشي " کے جوش سے ہر سروي سپاہي لبریز ہوگیا - " مسلم کشي " سروي فوج کا تکیہ کلام ہوگیا تھا ' جسکي صداے بازگشت زبان تیغ سے بھي آنے لگي - (کمانوو) اور (اسکوب) میں ۳ - ہزار نفوس سے زائد ذبح کیے گئے جنمیں صدھا وہ معصوم بچے بھي تھے ' جن کي زبان ابھي اسلامی کلمہ سے آشنا بھی نہیں ہوئی تھی ! !

یہ البانی افسانۂ غم انگیز (تریجدي) کا پہلا دور (پارٹ) تھا - اسکے بعد کا دور اس سے بھی زیادہ خونچکان ہے - یعني (پرشتنہ) میں ۵ - ہزار البانی ذبح کیے گئے - جملہ معترضہ کے طور پر یہ بتانا ضروري ہے کہ یہ تمام مقتولین وہ نہیں ہیں ' جو میدان جنگ میں کام آئے ہیں ' بلکہ صرف وہ لوگ ہیں ' جنکا شکار بلقان کے مقدس مجاہدین نے کیا -

منجملہ ان خونیں تماشوں کے جو سروي مجاہدین نے البانیہ کے تماشاگاہ میں کھیلے ہیں ' ایک تماشہ یہ تھا :

سروي سپاہیوں کي ایک ٹولي آتي ہے اور اسلامي محلوں کے مکانات میں آگ لگاتي پھرتي ہے - گھر والے نکل نکل کے بھاگتے ہیں ' دروازوں پر سروي سپاہیوں کے پرے کے پرے نظر آتے ہیں ' وہ ان بھاگنے والوں کو گرفتار کرلیتے ہیں ' مرد وہیں بندوقوں کے ہدف بنائے جاتے ہیں ' اور کچھہ سپاہي بچوں کو گود میں لي ہوئیں بیکس ماؤں پر ٹوٹ کر ' ان کي گود سے بچوں کو چھین لیتے ہیں - بلکتے ہوے بچے درختوں کي ڈالیوں میں لٹکائے جاتے ہیں ' اور نمایشي جنگوں کے پھلوں کي طرح سروي چمکتي ہوئي تلواریں اپني کاٹ کے جوہر دکھاتي ہیں - اسکے بعد ستمدیدہ ماؤں پر حملہ کیا جاتا ہے اور اسکےبعد جو واقعات پیش آتے ہیں انکے بیان سے میں اپنے قلم اور اپنے اخبار کے صفحات کو آلودہ کرنے کي جرأت نہیں کر سکتا -

قتل و غارت سروي فوج کا ایک شغل تفریح تھا - دس دس بارہ بارہ سپاہیوں کي ٹولیاں مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتي تھیں ' اور مال و اسباب کو بے دریغ لوٹ لیتي تھیں - اگر گھر میں کوئي ہتیار ایک طرف ' ایک بڑا چاقو بھي نکلتا تھا ' تو فوراً گھر والوں کو سزاے موت دے دیجاتي تھي اور بندوق کا منہہ یا تلوار کي دھار اسکا فوراً نفاذ کردیتي تھي - اسطرح سروي دیوان انصاف سے ۳۵ - ۳۶ مسلمان البانی روزانہ سزا یاب ہوتے تھے -

سروي مظالـم صرف غیر سروي ذرائع هي سے نہیں ہوا ہے بلکہ بعض سروي دھان رقلم نے بھي انکي داستانسرائي کي ہے -

(ہرٹر مدیج) سیکریٹري سابق وزارت سرویا بتصریح بیان کرتا ہے کہ اس نے بالکانے سمر (بزدیرینہ) اور (ایبک) کے درمیان کے دیہاتوں میں اٹھتے ہوے دھوں اور شعلوں کے سوا اور کچھہ نہیں دیکھا - راستہ میں نہایت کثرت سے سرلیاں ملیں اور (دیا کودہ) تو سرلیوں کي جھاڑي معلوم ہوتا تھا ! !

بلغراد کے اخبارات قتل و غارت کي داستانیں سروي فوج کے کارنامہ هاے زرین کے زیر عنوان بیان کرتے تھے - چنانچہ ایک اخبار نے لکھا تھا کہ کرنیل (اوستروپچ) کے زیر کمان صلیبـي مجاهـدین جون هي (بر زرپس) میں داخل هوے ' افسروں نے ان سے کہا : " اے بہادر مجاهدو ! خداوند یسوع مسیح کا حکم یاد کرو اور اسکي تعمیل کرو ! " یہ سنتے هي سروي مجاهد " مسلمانوں کے گھروں پر ٹوٹ پڑے - اور نہیب و سلب ' قتل و ذبح کا بازار گرم هوگیا - یہاں تـک کہ تمام شہر دشمنان مسیحیت سے پاک کردیا گیا - "

برلیب ' قوصوہ ' قرشیتزہ کے مظالم نا قابل بیان هیں -

برزرپن کے ایک معزز البـــاني نے مجھسے بیان کیا : جو " البانی سروي سپاهیوں کي شکایت بالا دست افسروں کے پاس لیجاتا تھا ' قطعاً قتل کردیا جاتا تھا "

البانیا کے قرضدار عیسائي اپنے مسلمان قرضخواهوں کے متعلق سروي افسروں سے جاکر لگاتے تھے کہ وہ باغي هیں - سروي افسر محض ایک شہادت پر بلا مزید تحقیق کے انکو سزاے موت کا حکم دیتے اور انکي تمام مملوکات اس قرضدار مخبر کو نہایت ارزان قیمت پر دیدیجاتي تھي -

(فرلیرفیتس) نامي ایک گاوں میں جب سروي فوج داخل هوئي ' تو باشندگان شہر سروي افسر فوج کے پاس گئے اور جان بخشي کي درخواست کي - افسر نے انکو تسلي دي اور ان سے وعدہ کیا کہ انکي جان ' آبرو ' اور مال ' تینوں میں سے کسي کو صدمہ نہیں پہنچیگا - مگر جوں هي یہ بدنصیب باشندے گھر واپس پہنچے ' بے دریغ ۴ - سو شخص قتل کردیے گئے - یہاں تک کہ گاوں بھر میں ۱۲ - مسلم خاندانوں کے علاوہ ' تمام خاندان تہ تیغ کردیے گئے تھے -

(باتا) میں تمام مسلمان قیدي جانوروں کي طرح ذبح کیے گئے - بیان کیا جاتا هے کہ جسطرح شکاري فخر کے موقع پر یہ دیکھتے هیں کہ کس نے زیادہ شکار مارے ؟ اسیطرح سروي افسر مفاخرت کے موقع پر یہ دیکھتے ' کہ کس نے زیادہ مسلمان مارے ؟!

صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر کا بیان هے کہ سروي جنرل (استیفا نوویچ) نے صدها آدمیوں کو در تـکڑے کرکے انکو توپوں سے اڑوا دیا - اسی ڈاکٹر کا یہ بھي بیان هے کہ (سلنجہ) کے قریب سروي جنرل (زرکو ویچ) نے ۹۵۰ البانی مسلمانوں کو ذبح کیا -

ان مظالم کو پڑھکر یورپ کي عموماً اور دولت برطانیہ کي خصوصاً دانستہ خاموشي کیوجہ سے قدرتاً سوال پیدا هوتا هے کہ اس نوین صلیبي جنگ میں کیا دولت برطانیہ بھی شریک هے ؟ هر انگلش مین و نیز وہ تمام مسلمان جو هندوستان اور مصر میں برطانی اثـر کے قیام کے طرفدار هیں ' ضرور دل سے خواستگار هونگے کہ اس کا جواب نفي میں هو ' مگر یاد رکھنا چاهیے کہ اهل مشرق اب اسقدر سادہ لوح اور طفل مزاج نہیں رهے کہ سابق کي طرح ڈپلو میٹـک جوابوں سے بہل جائیں - ان کي تسلي اب صرف اس جواب سے هو سکتي هے جو میدان عمل سے دیا جائے - اس لفظ پر پہنچکے افسوس کے ساتھہ رونا پڑتا هے کہ اسوقت انگریزي زبان عمل کے جواب کا میدان نفي کي جگہ اثبات کي طرف هے -

الهـــلال کي ایجنسي

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' انگریزي اور گجراتي هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ هے ' جو با وجود هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

البانیا اور دولت یورپ

مقتبس از " الراي العام "

— * —

مترجمۂ جناب قمر شاہ خاں صاحب (رامپور)

— * —

ایک ارتھر ڈکس البانی پادري مقیم بوسٹن (امریکہ) نے حسب ذیل کھلي چٹھي البانیا کي مجلس بطریق کے نام شائع کي هے :

ایک چٹھی فادر الگزنڈر هو توفتز کي (جو نیو یارک میں روسي بشپ هیں) هکو ملي ' جسمیں انہوں نے عیسائي البانی مقیم امریکہ کے خیالات دربارۂ جنگ بلقان معلوم کرنا چاهے هیں - اگرچہ مراسلۂ مذکورہ خاص طور پر لکھا گیا هے اور فادر موصوف نے دوستانہ لہجہ میں ظاهر کر دیا هے کہ وہ هماري رائے پر معترض نہیں هیں ' لیکن هم ضروري سمجھتے هیں کہ اپني پالسي ظاهر کرنیکے لیے اس مسئلہ پر پوري طرح بحث کریں اور اپني سیاسي حالت اور اوسکے اسباب وضاحت سے بیان کردیں ' تا کہ کسیکو غلط فہمي واقع نہو ' اور اگر اون اسباب کے بوضاحت بیان کردینے میں هم کامیاب هونگے ' تو هکو یقین هے کہ مجلس مقدس کے معزز ارکان اور کنسیۂ روسیہ اور محترم روسي قوم هماري رائے کو (جو اس مسئلہ میں هے) سمجھہ لیگي اور هماري جذبات کو انصاف کي نظر سے دیکھے گي -

عیسائي البانی اپنے مسلمان بھائیوں کے دل و جان سے شریک هیں اور اجنبي حاملہ آوروں کے مقابلہ میں جرأت کیساتھہ وطن کي مدافعت کررهے هیں - اسکي تفصیل بیان کرنا اور سمجھنا نہایت سہل هے ' اسلیے کہ اگر کوئي شخص نقشے میں جزیرہ نماے بلقان پر غور کریگا تو البانی زمین کو یونان ' مانٹي نیگرو ' اور سروي قومونکا رزمگاہ پائیگا - اور جو شخص بلقان کے سیاسي حالت سے واقف هے اوسپر روشن هے کہ اگر اس لڑائي میں ترکوں کو شکست هوئي تو البانیا دول بلقان میں تقسیم هو جائیگا اور نقشۂ یورپ سے همیشہ کیلیے محو کر دیا جائیگا -

جملہ البانی **بلا لحاظ** اختلاف مذاهب ' اور آپس کے سیاسي جھگڑوں کے ' **اس بات کو** خوب جانتے هیں کہ یہ جنگ محض اسلیے هے کہ **البانی قوم اپنے** حقوق کي حفاظت پر قادر هونے سے پیشتر پیس ڈالي جائے - اس خیال کا مویدیہ واقعہ هے کہ ممالک بلقان نے **سلطنت عثمانیہ** پر ایسے وقت میں اعلان جنگ کیا ' جبکہ **حکومت عثمانیہ** اس طویل وخونریز شورش البانیا کو ختم کردینے پر راغب تھي اور سرکاري طور پر اوسنے البانیوں کي قومیت کا اعتراف کرکے هکو وطني مدارس جاري کرنیکا حق اور آزادي عطا کردي تھي - ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر اپنے ناگہاني حملہ سے البانیوں کو ان وطني حقوق سے متمتع نہونے دیا جو کسي دوسریکے حقوق کے خلاف و مضر نہیں هیں ' بلکہ وہ طویل زمانہ جس میں البانی ادبار و مظالم میں پڑے هوے تھے ' اوسکو حکومت عثمانیہ اور البانیہ کے باهمي معاهدہ نے ختم کردیا تھا -

هماري اس پالیسي کے یہ اسباب هیں - اور علاوہ اسکے اور بھي اسباب هیں مگر سردست انکا ذکر کافي هے :

هر زمانہ میں عیسائي البانیوں کو ترکوں کے ساتھہ متحد رکھنے والا پہلا سبب یـہ رها هے کہ گذشتہ زمانـہ میں عثمانیوں سے زیادہ همکو ممالک متحدہ بلقان سے مضرتیں پہنچي هیں ' ثانیاً البانیونکا اعتقاد هے کہ اونکے معاملات میں ریاست بلقان ترکوں سے زیادہ مشفقانہ سلوک نہیں کریگي -

گذشتہ زمانہ میں جو خوفناک مظالم یونانی پادریوں نے

جنوبي البانيه ميں كيسے هيں' اون سے آپ لوگ خود هي واقف هيں - اسيطرح همیں یه بهي یاد دلانیکي ضرورت نهیں معلوم هوتي كه یونانی بشپوں نے همارے ملكي زبان پر كیا كیا آفتیں ڈهائي تهیں ؟ اور آرتهوڈاكس البانیوں پر عام طور پر كیسے ناكردني افعال كے وه مرتكب هوے هیں ؟ نیز محض سیاسي وجوه كي بنا پر وه البانیوں كو بپتسمه دینے سے انكار كرتے تهے ' اور علاوه اوسكے یوناني پادریوں كے جاسوس حكومت سے البانیوں كي مخبریاں كرتے رهتے تهے - زمانهٔ عبد الحمید میں البانیه كے صدها بچوں پر نزول مصائب كے باعث بهي وهي هوے اور انكي جرائم پیشه تواریخوں نے اونكے ورغلانے سے عوام كو اور پادریوں كو (جنكا كوئي جرم بجز سچي محبت وطن كے نه تها) قتل كیا - ان مظالم كي تائید میں (جو یوناني بشپوں نے البانیوں پر جائز ركهے) هم خود باغاریوں كو شهادت میں پیش كرتے هیں - كیونكه ان تمام مصائب میں وه بهي همارے شریك حال رهچكے هیں اور اس بات كي دلیل (كه ریاست هاے بلقان كي كامیابي كي صورت میں البانیونكي كیا حالت هوگي) وه معامله هے ' جو سرویه نے بعد معاهدهٔ برلن كے كیا تها - سرویه كو اس معاهده كے ذریعه ایك قطعه البانیه كا دیا گیا تها ' لیكن اس عیسائي سلطنت نے مدلیت و تهذیب كي مهم كو اس الباني زمیں میں اسطرح انجام دیا كه ایك لاكهه البانیونكو نكال دیا اور اونكي جائدادیں بلا معارضه ضبط كرلیں ' اور اس وجه سے هزاروں انسان بهوك اور سردي كے شدائد سے مرگئے اور یك قلم فنا هو گئے -

جو سرویا اپني ملك كي تاریخ سے واقف هے ' اگر اس وحشیانه اور انتهائي ظلم سے انكار كرے' تو همارے پاس حجت تمام كرنے كیلیے صدها شهادات موجود هیں -

همارے پالیسي مانٹي نیگرو كي نسبت اگرچه ظاهر ایسي معلوم هوكه هم مانٹي نیگرو كي اون مهربانیونكي ناقدري كرتے هیں جو اُنهوں نے دو سال پهلے مالیسوریونكي شورش كے وقت هم پر كي تهیں جبكه هم نے اونكے ملك میں پناه لي تهي - لیكن حقیقت یه هے كه جسقدر گیهوں پناه گزینونكو دیا گیا تها ' اوس سے دس گنا زیاده قیمت تركوں نے بادشاه نكولاس كو ادا كردي اور جبكه رقم پهنچگئي تو بادشا نے سرداران البانیه كو تركوں كي شرائط قبول كرنے پر مجبور كیا اور وه بغیر حصول ضمانت اپنے اپنے ملك كو واپس گئے -

اور ایك بڑي دلیل اس بات كیلیے كه مانٹي نیگرو كے خاندان شاهي كي دوستي محض مال پر مبني هوتي هے اور اس امر كي ' كه همارا پهلا قول بادشاه كي نسبت اختراع نهیں هے ' وه معامله هے جو جاگ روس نے جاپان كے زمانه میں پیش آیا - اوسوقت سلطنت روس اپني مالي مشكلات كي وجه سے اس بات پر مجبور هوئي تهي كه جو امداد سالانه مانٹي نیگرو كو دیا كرتي تهي روك لے - اس سے یه نتیجه نكلا ' كه ولیعهد مانٹي نیگرو پرنس دینیلو نے امیر البحر تركیر اور جاپاني فوج اوریتزے كا جام صحت نوش كیا - جبكه اهالي مانٹي نیگرو نے روس كے ان انعامات كي تحقیر كي ' جسنے مانٹي نیگرو كي آزادي كیلیے لاكهوں جانیں اور كروڑوں روپیه كي قرباني كي هے ' تو همكو البانیوں كے ساتهه انصاف كي كیسے امید هوسكتي هے ؟ وه همكو اسوقت متهم كرتے هیں كه عیسائیونكي لڑائي میں هم عثمانیونكے شریك هیں ' لیكن همارے پاس اس باطل تهمت كا جواب اونهي كي گذشته سیاست هے -

علاوه ازیں ممالك بلقان كے باوجود عیسائي هونیكے البانیوں كي قومیت مٹانے میں سلطان عبد الحمید كي مدد سے درگذر نهیں كي - اور نئي تركي كے پرده میں ریاست هاے بلقان اون تمام فوجي مهموں میں شریك رهیں' جو تركوں نے البانیوں پر بهیجیں - ان وجوه سے هم نے وطن كي حفاظت كیلیے ضروري سمجها كه هم ایسے سلطان كے مخالص رهیں ' جسكي زندگي نهایت پاك هے ' اور ایسي حكومت كي مدد كریں ' جسنے الباني قوم كے ساتهه عدل و انصاف كیا هے ' یعني دولت علیه عثمانیه كي -

هم یه بهي ظاهر كردینا چاهتے هیں كه هم ریاست هاے بلقان سے اس لیے مقابله نهیں كر رهے هیں كه همارے دل میں ان عناصر سے كینه هے جو ممالك بلقانیه سے مركب هیں - بلكه اونكي ظالمانه سیاست اور تهذیب البانیه كے لغو دعوونكي وجه سے - بلقانیوں میں جو خوبیاں هیں ' اونكي هم ضرور قدر كرتے هیں -

لیكن هم افسوس كرتے هیں كه وه اپني كوششیں اس ظالمانه جنگ پر صرف كر رهے هیں ' جس كا نفع بجز اونكے بادشاهوں اور مدبرین كے كسیكو نهیں پهنچ سكتا - كیونكه جس مهم كے واسطے یه لڑے هوئے هیں ' وه عقلمندوں كي رائے میں اونكي قابلیت اور فوجي حیثیت سے زیاده هے - یه كها جاتا هے كه عیسائي تهذیب ممالك بلقان میں عثماني تهذیب سے بهتر هے - حالانكه یه كهنا اوسیقدر صحیح هے ' جتنا كه قرون وسطے میں صلیبي متعصبونكا اون مسلمان عربونكي نسبت (جو تهذیب كے انتهائي عروج پر تهے) ایسا كهنا صحیح تها - كیونكه بلغاري ' یوناني ' سرویوں نے مقدونیه میں ایك دوسریكے مقابله میں وه وه شرمناك حركات كیے هیں' جنكي مثال تاریخ عثماني میں نهیں ملسكتي ' اور انهي شرمناك افعال كا وه عنقریب پهر اعاده كرنے والے هیں - اس جنگ میں فتح یاب هونیكے بعد تقسیم مال غنیمت كے وقت ایك دوسرے كا گلا دبائیگا - یورپ كا فرض تو صرف یهي هے كه تماشا دیكهتا رهے ' لیكن هماري دلي خواهش هے كه ایسي نوبت نه آئے ' اور عثماني لشكر ان طمع كے نشه میں مخمور غارتگرونكا تكبر توڑ كر هميشه كیلیے اونكي بدمزاجي نكالدے -

یه هے خلاصه اون اسباب كا ' جس نے البانیونكو بلقانیوں كي صلیب كے مقابلے میں عثماني هلال كیطرف مائل كردیا هے ' كیونكه الباني اس لڑائي كو مسیحیت كي لڑائي بمقابله اسلام كے نهیں سمجهتے هیں - وه جانتے هیں كه یونانیوں اور بلقان كے سلافي بے رقموں كي اپني حدود كي توسیع كے لیے یه ایك كوشش هے' اور یه توسیع صرف هماري سرزمین هي سے هو سكتي هے' پس عثماني محض همارے لیے لڑ رهے هیں -

ممالك متحده امریكه میں البانیوں نے اس كو خوب سمجهه لیا هے - یهانتك كه انهوں نے مشرقي اور مغربي ولایت میں جو جلسے منعقد كیے ' اونمیں اس بات پر متفق هوگئے كه تركوں سے جو جو ضرورتیں هیں اونكو بهول جانا چاهیے ' اور حكومت عثمانیه كے ساتهه كامل اتحاد ركهنا چاهیے -

یهي نهیں بلكه انهوں نے عثماني لشكر كي فتح كیلیے نماز كا اعلان كیا ' اور بوسٹن ' سوٹ ' بروج ' اضلاع ولایت ماس ' پڈورد ' مایں ' ماستواد ' نیریارك ' الرون ' هابو ' میں تركونكي فتح كیلیے دعا مانگي - جسوقت سلطاني لشكر كي فتح كے لیے دعا مانگي گئي ' هم نے اپنے قوم كو روتے هوئے دیكها ' اور اگر چند مهینے پهلے هم ایسا كرتے ' تو یهي الباني اور همارے مسلمان بهائي همكو سنگسار كر دیتے -

حالات موجوده كے متعلق الباني قوم كي پالیسي آپ پر واضح كرنیكے لیے جسقدر كهنے كي گنجائش تهي' هم كه چكے' اور همارے قول كو یقین هے كه آپ پورا مدلل اور موثق و معتمد پائیں گے -

هم فرض سمجهتے هیں كه اپني موت و حیات كے خیال سے' اور اپني وطن كي مدافعت كیلیے اجنبي لٹیروں سے جهانتك ممكن هو لڑیں

[بقیه كیلیے صفحه ۱۰ ملاحظه هو]

مراسلہ ... ہلال

مجلس تکمیل مسلم یونیورسٹي علی گڈہ کا مجوزہ :

خانہ ساز ڈیپوٹیشن

(اسلامي اخبارات اور مسلم پبلک کي خاص اور فوري توجہ کي ضرورت)

— * —

جہاں یہ دیکھکر بے حد مسرت ہوتي ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ترک بھائیوں کي مصیبت کو اپني مصیبت ' اور ایرانیوں ' مراکشیوں ' اور طرابلس کے جانباز عربوں کي تباہي کو اپني تباہي سمجھکر ان کي موجودہ مشکلات و مصائب میں اپني گہري ہمدردي کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے لیے چندہ جمع کرنے اور دیگر اخلاقي امداد دینے میں اپني پوري سرگرمي دکھاکر قدیم شاندار اسلامي روایات کو تازہ کررہے ہیں ' وہاں یہ دیکھکر ازحد رنج و افسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے خاص ہندوستاني معاملات کو نہایت بے پروائي کي نظر سے دیکھہ رہے ہیں اور انھوں نے ایک ایسے قومي معاملہ کي طرف سے ' جسکے متعلق اخبارات و پبلک جلسوں میں نہ صرف بہت ہي گرما گرم مباحثے ہوچکے ہیں ' بلکہ جس پر متفقہ طور پر مسلمانان ہندوستان کي قومي حیات و ممات کا مسئلہ قرار دیا گیا ہے ' مطلقاً آنکھیں بند کرلي ہیں -

یہ امر یقیناً موجب مسرت ہے کہ ٹرکي کے معاملہ میں جب ہزهائینس (آغا خاں) مسلمانوں کي عام راے کے خلاف ایک مضمون لکھتے ہیں تو مضمون شایع ہونے کے چند گھنٹے بعد ہي فوراً آغا خاں کے خیالات و رویہ پر اظہار نفرت و حقارت کیا جاتا ہے اور پھر للکتہ ' لاہور ' مدراس ' ہندوستان کے تمام طول و عرض میں جہاں جہاں وہ مضمون پہنچتا ہے ' مسلمانوں میں ایک ہلچل اور عام بے چیني پیدا کردیتا ہے - ہر جگہہ اور ہر مقام پر اظہار ناراضگي کے جلسے منعقد ہوتے ہیں - ملامت اور نفرت کے ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں - بے اطمیناني و بے اعتمادي کے تار دوڑاے جاتے ہیں - مگر کیا یہ امر موجب افسوس نہیں کہ قوم کا مسلمہ لیڈر نواب وقار الملک بیماري کي حالت میں اپنا قومي فرض سمجھکر انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈہ میں ۱۰- صفحے کا ایک مبسوط مضمون لکھتے ہیں اور قوم فروشي کي (۱) قوم فروشي کے بھانڈے کو اخبار کے ہزار راہ پر پھوڑ دیتے ہیں اور مسلمانان ہندوستان اس کو بے پروائي کي نظر سے دیکھکر اسکي طرف متوجہ بھي نہیں ہوتے ؟ نہ مسلمانوں کي کسي انجمن نے جلسہ میں ان قوم فروشوں کے خلاف کوئي ریزولیوشن پاس ہوتا ہے - نہ کوئي اسلامي کمیٹي یا پبلک جلسہ اس خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے خلاف ملامت و نفرت کا اظہار کرتا ہے - نہ کوئي اسلامي اخبار اس قوم فروشانہ کارروائي پر کوئي خاص نوٹس لیتا ہے اور نہ مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق بے اطمیناني و بے اعتمادي کے تار دوڑاے جاتے ہیں ! کیا مسلمانوں کو نواب صاحب قبلہ کے اس مضمون کي صداقت میں کوئي شک و شبہ ہے ؟ میرے خیال میں قوم کا وہ کون بد نصیب فرد ہوگا ' جسکا یہ خیال ہو - اور جس صورت میں کہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کي تردید میں اسوقت تک قوم فروشوں کے کیمپ سے ایک آواز بھي نہ اٹھي ہو ' بلکہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کي تائید میں شیخ محمد عبد اللہ صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي - اور آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي - ٹرسٹیان کالج کے مضامین مندرجہ انسٹیٹیوٹ گزٹ و مسلم گزٹ سے ہوتي ہے تو کوئي خفیف سا شک و شبہ بھي ایسوقت باقي رہ سکتا ہے -

تو پھر اے ہندوستان کے مسلمانو ! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا تمام سرمایہ ' تمہاري تمام عمر کي پونجي ' تمہارا تمام بنا بنایا کھیل ' یعني مدرسۃ العلوم علی گڈہ ' جس پر کئي ایک بزرگان قوم کي زندگیاں صرف ہوچکي ہیں - جس پر قوم کا بے شمار روپیہ خرچ ہوچکا ہے - جس پر قوم کي نگاہیں اٹھتي ہیں اور جو قوم کي تمام امیدوں کا مرکز ہے ' گورنمنٹ کے حوالہ کردیا جاے ؟ ہندوستان کے مسلمانو ! کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ مدرسۃ العلوم کي رہي سہي آزادي کا بھي خاتمہ ہوجاے ؟ اور کیا تم اس بات کے لیے تیار ہو کہ یونیورسٹي اگر تمھیں مل بھي جاے تو اسکا نام مسلم یونیورسٹي نہ ہو بلکہ علی گڈہ یونیورسي ہو- جو آزاد ' اسلامي ' اور مکمل یونیورسٹي نہ ہو ' بلکہ گورنمنٹ کي ' غیر اسلامي ' اور محدود یونیورسٹي ہو ؟ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفي میں ہے تو پھر اے مسلمانو ! بر وقت کیوں کوشش نہیں کي جاتي کہ مسلمانوں کا کالج مسلمانوں ہي کا رہے - مسلمان گورنمنٹ سے نماز بخشوانے گئے تھے ' مگر وہاں روچند جانماز اور خود غرضوں کي طفیل اور ان قوم فروشوں کے صدقے ' جنکے پڑے ہوئے (کامل) کي روح کام کررہي ہے ' اُلٹے روزے بھي مسلمانوں کے گلے پڑرہے ہیں - مسلم یونیورسٹي ' تو کیا ملیگي ؟ کالج بھي جاتا رہیگا - اور جو تھوڑي بہت آزادي اسوقت مسلمانوں کو کالج میں حاصل ہے اس سے بھي مسلمانوں کو ہاتھہ دھونے پڑینگے -

پس میں تمام مسلمانوں سے بالعموم اور اسلامي اخبارات ' انجمنوں ' اور مسلم یونیورسٹي پراونشل کمیٹیوں سے بالخصوص نہایت زور سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ کي اہمیت و نزاکت کو پورے طور پر محسوس کریں اور قوم فروشوں کي اس قوم فروشانہ کارروائي کے خلاف جو کھنڈر میں درون پردہ راتوں رات کیگئي ہے زبردست آواز بلند کریں اور مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق اپني بے اطمیناني و بے اعتمادي صاف ظاہر کردیں - ورنہ اگر قوم خاموش رہي اور موجودہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن ... جس میں اکثریت ایسے حضرات کي ہے جو گورنمنٹ کي شرائط پر یونیورسٹي لینا چاہتے ہیں اور عام پبلک اوپینین (عام راے) کي بے وقري کرنے پر تلے ہوے ہیں ' حضور وایسراے کے پاس پہنچ گیا تو یقیناً اسکا نتیجہ وہي ہوگا ' جو مسلمانوں کي تعلیمي تباہي کے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا - یعني یونیورسٹي کو گورنمنٹ کي پیش کردہ شرائط پر ان تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھہ جو مجوزہ مسلم یونیورسٹي کو گورنمنٹ یونیورسٹي بنادینگي ' منظور و قبول کرلیا جائیگا - اُسوقت قوم کا شور و غل بالکل بے کار ' بے سود ' اور صداے بے ہنگام ثابت ہوگا - یکے نقصان مزید و دیگر شماتت ہمسایہ والی مثل صادق آئیگی ' اور سواے حسرت اور کیا ہو سکیگا کہ قوم مسٹر محمد علي اڈیٹر کامریڈ سے خطاب کرکے یہ مصرعہ پڑھے - (۱)

---

(۱) ڈیپوٹیشن کے معاملے میں آپکو حصہ نہیں ہے ' لیکن اتني سختي بہتر نہیں (الہلال)

(۱) اس مصرعہ کے لکھنے کا بھلا یہ کون موقعہ تھا ؟ ہمارا خیال مسٹر محمد علي کي نسبت ایسا نہیں ہے - البتہ ان سے ایک لغزش ضرور ہوگئي (الہلال)

جھوٹي قسم سے آپکا ایمان تو گیا ؟

اسلامي اخبارات کي خدمت میں خاکسار در باره یه عرض کرنیکي اجازت چاهتا هے که وه نواب صاحب قبله کے مضمون کو تمام و کمال نقل کرکے اس آواز کو تمام قوم تک پهونچائیں اور اس پر نهایت آزادي کے ساتهه راے زني کریں - ورنه بعد از وقت طویل و عریض لیڈر لکهنے کا فائده معلوم -

(الهلال) کلکته نے اگرچه سب سے پهلے نواب صاحب قبله کے مضمون کو تمام و کمال نقل کردیا تها مگر اسکے متعلق اپنے خیالات ظاهر کرنے کا جو وعده کیا تها وه ابهي تک پورا نهیں کیا - مسلم گزٹ نے چند اقتباسات اور مختصر سے اڈیٹوریل نوٹ پر اکتفا کرکے خاموشي اختیار کي - زمیندار نے ایک مدت کے بعد اس مضمون کو پانچ یا چهه کالموں میں شایع کیا اور باوجود " ایک زبردست اور دل هلادینے والي آواز " اور " ایک گهري سازش کا انکشاف " کے زبردست عنوان قائم کرنے کے خود اسکا اپنا دل ذرا بهي نهیں هلا - آنریبل مسٹر محمد شفیع کي صدارت مسلم لیگ کے خلاف تو صداے بے هنگام بلند کرنے کیلیے لیڈروں پر لیڈر لکهے جاتے هیں مگر گهري سازش کے انکشاف کے متعلق دوسطروں کا نوٹ لکهنے کیلیے بهي گنجایش و فرصت نهیں - وکیل و پیسه اخبار بالکل هي خاموش - آبزرور نے ایک مختصر سانوٹ لکهدیا تها اور بس - (کامریڈ) بهلا کیا لکهیگا - وه تو خود ایک فریق هے - نواب صاحب قبله کے مضمون کا تو وه بهولے سے بهي ذکر نهیں کرتا ' البته اس بات پر خوشي ظاهر کرتا هے که هز هائي نس آغا خاں اور راجه صاحب محمود آباد حضور وایسراے سے ریپریزنٹیشن کي حاضري کے متعلق خط و کتابت کررهے هیں !

خاکسار مقبول احمد سکرٹري پرانشل کمیٹي مسلم یونیورسٹي - ریاست کشمیر - ۲۸ فروري سنه ۱۹۱۳ع

ایک تجویز

— * —

غازي انور بک کي خود نوشته سوانح عمري

— * —

۱۲ - ربیع الاول کے اخبار میں جو آپ نے آیندہ نمبر میں انور بے کي خود نوشته سوانحعمري کے درج کرنے کا وعده کیا هے ' اسکي نسبت میں یه راے دونگا که شائع کرنے سے قبل اُس کا حق تالیف رجسٹري کرادیا جائے اور آیندہ پرچے سے برابر تین چار پرچوں تک خریداران الهلال کو اطلاع دیجائے که وه اُس نمبر کو کم سے کم ڈهائي روپیه کو وصول کریں اور هر ایک خریدار اُس نمبر کا ایک اور خریدار پیدا کرے ' اور یه روپیه جو اس طریقه سے وصول کیا جاے ' زر اعانۂ هلال احمر میں جمع کرکے تلغراف بهیجدیا جاے تاکه وه انور بے کي راے سے اُسکو صرف کریں - میں سمجهتا هوں که یه ایک بهت هي حقیر رقم هوگي لیکن اِس سے همارا وه جوش محبت معلوم هوجائیگا جو انور بے کي ذات کے ساتهه همکو هے - خداوند کریم اُس کو اپني امن و امان میں رکهے ' اور اُسکي کوششوں اور مساعي کو مشکور کرے - اگر یه تجویز آپ منظور نکریں تو بهي وه رساله جس میں مذکوره بالا سوانح عمري درج هو میرے پاس دس روپیه میں وي پي کردیجئے گا - میں ایک قانع آدمي هوں جیسا که آپ جانتے هیں - لیکن آج مجهکو اپني حالت کارنج هے ' کاش میں کچهه دے سکتا یا کر سکتا -

(از بهوپال)

فهرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیه

—:※:—

(۱۳)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

— * —

	پائي	آنه	روپیه
مولوي واحد حسین صاحب وکیل هائیکورٹ کلکته	-	۶	۶
بذریعه قافله مولوي شهاب الدین صاحب مانک تله			
بزرگان کاندارا بهاٹ پارا نقد	-	۲	۸۸
" بین بدن معه زنجیر و تعویذ چاندي کے دو عدد			
بذریعه ڈاکٹر عبد الله خانصاحب بکاني	-	-	۱۲۵
بذریعه میاں حسین صاحب محله لوک پور بانکي پور	-	۳	۱
نور محمد صاحب سب اورسیر (مالده) جهاسي	-	-	۵
بذریعه نیاز علي خانصاحب سیروانور بهر جهیلم			
منگلا هیڈ ورکس	-	۵	۳۶۱
بذریعه ولي محمد صاحب عباسي اوندیور	-	۸	۲۱۲
بذریعه مولوي حبیب النبي خان صاحب صولت (کرایه - کلکته) :—			
لفٹنٹ جے - ایف - ایاٹ صاحب بهادر (پلٹن نمبر ۱/۸ گورکها - دبرو گڑه)	-	-	۲۰
شیخ محبوب میاں صاحب (کرایه)	-	-	۱
معرفت مولوي حیات بخش صاحب (بالو بازار)	-	۲	۳
منشي کرامت علي صاحب (کرایه)	-	۸	۱
معصوم بچوں کي عیدي	۶	۲	۱
حافظ غلام حسین صاحب (کرایه)	-	-	۱
بابو آستاگر صاحب (کرایه)	-	-	۱
منشي عبد العزیز خان (بالو بازار)	-	-	۳
جناب کریم بخش عطار صاحب (مرزا پور)	۳		-
جناب عبد الحکیم صاحب (مرزا پور)	۶		-
" عبد المجید خان صاحب (کرایه)			۱
" شیکو میاں صاحب (کرایه)			-
" شیخ مجیب الرحمن عرف موجو میاں (کرایه	-	۱	-
" سید دلاور علي صاحب (کرایه)		-	-
" منگلو میاں صاحب (کرایه)			۸
متفرقات	۱	۸	۲۹
جناب محمد حنیف صاحب		۲	-
میزان	-	۳	۷۶۵
میزان سابق	۶	۴	۱۲۱۸۳
میزان کل	۶	۷	۳۰۴۸

مبلغ چالیس روپیه جو بذریعه مولوي حبیب النبي خانصاحب صولت کرایه ورود کلکته وصول هوا تها فهرست نمبر ۹ میں شائع کیا گیا تها آج اسکي تفصیل درج ذیل کي جاتي هے :—

منشي احمد علي صاحب (خضر پور - کلکته)	-	-
مولوي اظهر السعدین صاحب (کرایه)	-	-
محمد اسمعیل استاگر صاحب (کرایه)	-	-
قاضي صوبه جان صاحب (کرایه)	-	-
جناب اسمعیل میاں صاحب جهاڑوالا ورده	-	
ماسٹر اعلم الدین (راؤتن اسٹریٹ)	-	
ماسٹر نصیر الدین (کرایه)	-	

فکاہت

—:o(*)o:—

(۱)

سر آغا خاں کا خطاب ترکوں سے

— :*: —

گفت با ترک حضرت آغا * انچه گویم به گوش در گیرید
بگذارید خاک یورپ را * دل ازاں مرز و بوم ' بر گیرید
ایشیا مسکن قدیم شماست * باز آں خاک را مقر گیرید
دل به صید رمیده نتواں بست * یک شکار شکسته بر گیرید
اسپ ' گر ریز راں نمی ایند * بگذارید و ماده خر گیرید
کار پیشیهٔ شما کشت است * مرغزارے و کاو نر گیرید
بانگ توپ و تفنگ درد سر ست * ناوک و خنجر و سپر گیرید
نوبت ریل و تلغراف گذشت * قاصد و پیک و نامه بر گیرید
کار دنیا کسے تمام نکرد * هر چه گیرید مختصر گیرید

(۲)

ترک سے حضرت آغا نے یہ ارشاد کیا: * کیوں ہو بے فائدہ یورپ میں گرفتار الم ؟
ایشیا میں اگر آجاو تو پھر تا بہ ابد * پاوں پھیلا کے پڑے چین سے سوؤگے چہ غم ؟
نظر آجائي بیکاري آلات جدید * جب کہ تم وادي تاتار میں رکھوگے قدم
ریل یا تارکي پھر ہوگي نہ حاجت تم کو * ڈاک پہنچانے کو آجائینگے مرغان حرم
خود ہي کہدوگے کہ بیکار ہیں سب توپ و تفنگ * نظر آئیگا جو تیر افگنیوں کا عالم
سلک بحري کي ادا دل سے اُتر جائیگي * دیکھ لوگے جو کمندوں کا وہ پیچ اور وہ خم
فائدہ کیا ہے کہ تم ریل کا احسان اُٹھاو * آپ کا اسپ سبک سیر ہے کس بات میں کم ؟
آپ صحرا میں چلائیں گے جو خشکي کا جہاز * پھر نہ کچھہ بہاب کي حاجت ہے نہ طوفانکا غم
لطف جو بانگ جرس میں ہے وہ سیٹي میں نہیں * زیر کوکہہ نہیں سکتا کوئي ہم پایۂ بم
لمپ کي شعلہ فشاني میں کہاں وہ انداز * شمع کي بزم طرازي کا جو کچھہ ہے عالم
فیصلہ بیٹھہ کے چوپال میں کردیگا جو پنچ * ہوگا یورپ کے قوانین سے بڑھکر مبرم
اور مانا بھی کہ فردوس بریں ہے یورپ * حضرت خواجۂ شیراز یہ کرتے ہیں رقم

پدرم روضۂ رضواں بہ دو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بہ جوے نفروشم

کشاف

یونیورسٹي ڈپوٹیشن

— * —

آپ نے " بعث سفارت " پہ جو کي تھي تقریر * تھا حقیقت میں وہي شیرۂ ازاد روشي
دفعۃً طبع مبارک نے جو بدلا انداز * سب کو حیرت تھي کہ کیوں آپ نے کي کج روشي
یا تو اس زور سے تھے آپ " سفارت " کے خلاف * یا کہ خود آپ بھي شامل تھے اُسي میں بخوشي
بادۂ جام سفارت طرب انگیز سہي * آپ کي شان کو زیبا نہ تھي یہ بادہ کشي

* * *

کھینچکر اک نفس سرد یہ ارشاد ہوا: * " ذوق ایں بادہ نہ داني بخدا تا نہ چشي

نقاد

Printed by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الملقب بکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 12, 1913.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایڈیٹر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor : Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲
Calcutta: Wednesday, March 12, 1913.

فہرس

تلغراف خصوصي	۱
شذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
حدید الفاشیہ (۳)	۵
مقالات	
تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ	۹
استعفا اور خط	۱۰
اولڈ بوئز ایسوسي ایشن	۱۱
شئون عثمانیہ	
مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث	۱۲
مراسلات	
یادگار حادثۂ هائلۂ مشہد مقدس	۱۳
فہرست زر اعانہ دولت علیہ اسلامیہ	۱۴
نامہ وران غزوۂ بلقان	
سرگذشت انقلاف (۵)	۱۵

تصاویر

باب عالي کے دروازے پر انقلاب	صفحۂ خاص
خواهرنکا هجوم	
مشہور "ارشک" پلٹن کے سپاهي	صفحہ خاص
جمال عشق و شرافت	۹
مشہور مجاهد دستور (نیازي بے)	۱۵
نامور مدافع ملي (غازي عزیز بک)	۱۶
(غازي انور بے) مرتکار میں بیٹھکر طبرزق جا رهے هیں	۱۶

تلغراف خصوصي

فتح مظاہم

بحري کار نامے

(قسطنطنیہ: ۱۳ - مارچ)

بجواب "الہلال"

تسخیر (جانینا) کي یہاں کوئي خبر نہیں دي گئي ہے - البتہ جنگ شدید کي خبریں برابر ملتي رهیں - بلغاریوں اور یونانیوں میں باهم تباہ کن جنگ شروع هوگئي - "تصویر افکار" کا تار چھپا ہے کہ ابتک ۱۲ - سو بلغاري اور ایک هزار یوناني باهم دگر لڑکر مقتول هو چکے هیں -

(۲)

تائید الہي ایک نصرت عظیم کي صورت میں ظاهر هوئي - "حمیدیہ" جہاز کي آتش افشانیوں نے سروین استحکامات جنگ میں هلاکت اور تباهي پیدا کي - میکدوا میں فوجي بارک مع سپاهیوں کے خاک کا ڈهیر هوگئي - رسد اور غلہ کے ذخائر برباد هوگئے -

التماس

(۱) نمبر ۷، و ۸، جلد (۲) قبل از وقت ختم هوگئے هیں - دوبارہ چھپنے پر حاضر خدمت کئے جائینگے - شائقین ذرا توقف فرمائیں -

منیجر

شذرات

مسٹـــر مظهـــر الحـق کا استعفـــا

ذالـک، فلیتنـا فس المتنـا فسون !

مسلم یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

خمنهـم ظـالـم لنفسـه و منهـم مقتصد ' و منهم سابق بالخیرات بـاذن الـلـه ' ذالک هو الفضل الکبـ ـر (۳۵ : ۳۱)

اس جماعت میں کچھہ لوگ تو ایسے ہیں جو طریق ہدایت و صداقت کو چھوڑ کر اپنے نفوس پر ظلم کررہے ہیں - بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں' اور پھر انھی میں بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں ' جو اعمال نیک میں راست بازانہ پیش قدمی کررہے ہیں - یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جسکی انکو توفیق دی گئی ہے -

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے !

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نکتہ چیں ہوں' منقبت سرا نہیں - میرا دستور العمل یہ ہے :

قصیدہ کار ہـوس پیشگاں بـرد عرفي
تو از قبیلۂ عشقي ' وظیفہ ات غزل ست

حق گوئي کي راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتي ہیں : دولت و طاقت ' اور ذاتي تعلقات و وابستگي - اپنے زمانے میں احباب کم از کم اسکا تو اندازہ کرچکے ہیں کہ الحمد للہ یہ دونوں پتھر میري راہ میں حائل نہیں ہوسکتے :

ہم کعبۂ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیـم و صنم بر سر محراب شکستیـم

دولت و طاقت اور حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھہ اپنا حال ہے' وہ محتاج بیان نہیں - زبان اور قلم' دونوں اسکا جواب دیسکتے ہیں - رہے ذاتي تعلقات ' تو آپ دیکھہ رہے ہیں کہ یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي کے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے ایسے واقعي پراز اشکال تھے - مسٹر محمد علي نہ صرف میرے ایسے دوست ہي ہیں ' جن سے دوستانہ حد سے بھي گذر کر ' برادرانہ و عزیزانہ تعلقات رکھتا ہوں' بلکہ یہ بھي ہے کہ مجھکو انکي دوستي نہایت عزیز ہے - تاہم کچھہ دنوں تک خاموش رہا اور پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے اور راے کا سوال ہے - تعلقات کي ایسي تاروں کي کیا حقیقت ہے ؟ اس راہ میں تو زنجیریں بھي ٹوٹ جاتي ہیں -

پس جو کچھہ میري راے تھي' بلا تامل حوالۂ قلم کردي - دوستي کیا چیز ہے ؟ ہماري خون اور نسل کي رشتہ داریوں کو بھي حق اور عقیدے کے آگے ہیچ ہونا چاہیے -

با ایں ہمہ میري نکتہ چیني ہي آج مجھکو مجبور کرتي ہے کہ (مسٹر مظہر الحق) کي تعریف میں جسقدر ممکن ہو' اسراف کروں - وہ اسراف نہیں' بلکہ عین اعتدال ہے -

میں دیکھہ رہا ہوں کہ زمانہ کس قدر پر آشوب ہے ' اور حق و راستي کي مظلومي کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکي ہے ؟ کوئي نہیں جو اسکي خاطر تھوڑي سي تکلیف گوارا کرلے - کوئي نہیں جو خدا کي خوشنودي کي خاطر اسکے چند بندوں کا غصہ جھیل لے ' اور پھر کوئي نہیں جو اپنے قول ہي کي عزت کیلیے اپنے عمل کو بھي قابل عزت بنائے - ہر دعوا دلیل سے محروم ' ہر قول عمل کا مخالف ' اور ہر سفیدي نمایش اور نفاق کي سیاہي سے آلودہ ! تعریف کي خواہش سے دماغ مخبوط ہورہے ہیں ' مگر کوئي نہیں جو پہلے تھوڑي سي مذمت گوارا کرے' تعریف کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرے - حالانکہ کوئي دوستي بغیر دشمني کے ' کوئي محبوبي بغیر مبغوضي کے ' اور کوئي تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہو سکتي - جو لوگ دنیا سے " تعریف و مدح " مانگتے ہیں ' انکو پہلے بتلانا چاہیے کہ اسکے لیے انھوں نے کیا کھویا ہے ؟ :

أحسب النـاس ان یتـرکـوا ان یقولوا آمنـا وهم لا یفتنون ؟ ولقـد فتنـا الذین من قبلهم فلیعلمن الله الذین صـدقوا ' ولیعلمن الکاذبین - ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ؟ ساء ما یحکمـون ! (۲۹ : ۴) و من یجاهد فانمایجاهد لنفسه ' ان اللـه لغني عن العالمین (۲۹ : ۶)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے ایمانداري اور راستبازي کا دعوا کردینگے اور بغیر آزماے ہوے چھوڑ دیے جائیں گے ؟ (حالانکہ) جو لوگ اُن سے پہلے گذر چکے ہیں' خدا نے انکو بھي آزمایش میں ڈالا تھا (اور یہ ناگزیر ہے پس) عنقریب خدا اُن لوگوں کو معلوم کرے رہے گا جو اپنے دعوے صداقت میں سچے ہیں - اور انکو بھی ' جو اپنے اندر جھوٹ کے سوا کچھہ نہیں رکھتے - کیا جن لوگوں کي قوتیں اعمال بد میں خرچ ہورہي ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے ؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ کیا ہي بري سمجھہ اور کیا ہي برا فیصلہ ہے ! یاد رکھو کہ جو سچائي اور راست بازي کي راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہي بھلے کیلیے ایسا کرتا ہے - خدا دنیا کے تمام لوگوں اور انکے اعمال سے بے نیاز ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے مسلم یونیورسٹي کے ڈیپوٹیشن کی ممبري سے استعفا دیدیا ' جسکو ایک مبسوط تحریر کي صورت میں آپ آج کي اشاعت میں پڑھیں گے - میں اپنے عقیدے اور اپني بصیرت کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انھوں نے استعفا نہیں دیا ہے ' بلکہ سچائي اور راستبازي کي ایک ایسي مثال عظیم قوم کے سامنے پیش کردي ہے ' جسکے نمونے عرصے سے ہماري کارفرما جماعتوں میں ناپید و معدوم تھے - خدا نے مومنوں کي سب سے بڑي خصلت یہ بتلائي ہے :

یجاهدون في سبیل الله ولایخـافـون لومة لائم -

حق کي راہ میں جہد و سعي کرتے ہیں اور کسي ملامت کرنے والے کي ملامت کي پروا نہیں کرتے -

مجھکو اعتراف ہے کہ مسٹر (مظہر الحق) نے اس حقیقي خصلت ایماني کا نمونہ قوم کو دکھلا دیا -

وفي ذلک ' فلیتنا فس المتنا فسون !

اور سچي چیز ہے ' جسکي پیروي کرنے والوں کو پیروي کرني چاہیے -

نہیں سمجھتا کہ اسکے سوا اور کیـا کہوں کہ اللہ تعالی اس خدمت جلیل اور عمل عظیم کیلیے انکو جزاے خیر دے ' اور اُس وقت کے دکھلانے میں زیادہ دیر نہ کرے ' جب قوم پرستي اور راست بازي کي ایسي ہي مثالیں بکثرت قوم کے سامنے ہوں :

فلم ار لي كالدعاء اعم نفع
و اعظم في مكافات الصديق

مسٹر (مظہر الحق) یاد رکھیں کہ اگر وہ قوم کي خاطر کچھہ کھونے کیلیے طیار ھیں' تو قوم بھی اپني بہترین متاع انکو دینے کیلیے طیار ھے- غریب قوم کیا کرے ؟ وہ تو اپنا دل ھاتھوں میں لیے ھوے کب سے حیران وسرگردان پھر رھي ھے ' مگر افسوس کہ کوئي خریدار ھي نہیں ملتا - کونسا دروازہ ھے جس پر وہ نہیں پہنچي ' اور اعتماد کي کونسي آواز تھي' جس کو اُس نے نہیں آزمایا ؟

نفائس دل و دین مي دھم بہ نیم نگاہ
بہ من معاملۂ کن کہ راست گفتارم

اس ڈیپوٹیشن کی تحریک جن طریقوں کي ساتھہ کي گئي ' پھر ممبروں کا جس طرح انتخاب ھوا ' اور انتخاب میں جن جن ذرائع ووسائل مخفیہ سے کام لیا گیا ' وہ نواب صاحب قبلہ کي زبان مبارک سے قوم سن چکي ھے - پس در حقیقت ایک ایسي جماعت میں شریک رھنا' جسکی پیدایش سازش کے ناجائز حمل سے ھوئي ھو' خود اپنے ضمیر اور ایمان کو الودۂ معصیت کرنا تھا - ڈیپوٹیشن کا جانا اور رسمي آمد و رفت محض ایک دلخوش کن حیلہ تراشی ھے ' تا کہ کسي طرح ازاد خیال طبقہ رام کیا جاسکے - مسٹر (مظہر الحق) کا نام بھي اسي لیے رکھا گیا تھا ' تا کہ لوگ سمجھیں کہ کیسے کیسے آزاد خیال لوگ اسمیں شریک ھیں ' اور پھر اسکي طرف سے بالکل مطمئن ھو جائیں -

حقیقت یہ ھے کہ یہ ڈیپوٹیشن یونیورسٹي کے اھم مسائل میں کسي تغیر کا ذریعہ نہیں ھوسکتا - اور نہ ھونے کا ارادہ ھے - گورنمنٹ کو اب اسپر کوئي اعتراض نہیں کہ علي گڈہ کي معدود یونیورسٹي کے نام میں " مسلم " کا لفظ بڑھا دیا جاے اور یہ تو ساري دنیا کو معلوم ھوچکا ھے کہ اسکولوں کے الحاق تک وہ راضی ھوچکی ھے - پس ڈیپوٹیشن کي تجویز سے مقصود یہ تھا کہ انھیں منظور کردہ چیزوں کو قوم کے سامنے اسطرح پیش کر دیا جاے کہ وہ سمجھے ' یہ خاص مراعات تھیں جو ڈیپوٹیشن نے سعي و کوشش کرکے حاصل کرا دیں -

تاھم مسٹر (مظہر الحق) نے نہایت دانشمندانہ کارروائي کي کہ اتمام حجت کا پورا موقعہ دیا ' اور پہلي مجلس میں شریک ھوکر اور اپنے خیالات ظاھر کر کے مستعفي ھوے - انھوں نے ایک مثال قائم کردي کہ ایک راست باز آدمي کو ایسے موقع میں کیا کرنا چاھیے ؟

مسٹر (مظہر الحق) نے مستعفي ھو کر ھمارے سامنے مقابلہ کرنے کیلیے کیسے عبرت انگیز مناظر پیش کردیے ھیں ! ایک طرف تو وہ لوگ ھیں جو اس ڈیپوٹیشن کي شرکت کي عزت کے معارضے میں اپني ازاد خیالی کو تاراج کردینے کیلیے طیار ھیں - دوسري طرف وہ لوگ ھیں جو (بقول نواب صاحب قبلہ) اس ڈیپوٹیشن کي ممبري کو ایک ایسي دولت عظمیٰ سمجھہ رھے ھیں ' جسمیں اب کسي دوسرے حصہ دار کا تصور بھي انکے لیے تکلیف دہ ھے - تیسرے طرف مسٹر (مظہر الحق) ھیں ' جنکو بے طلب اسکي شرکت کی مکروہ عزت دي گئي تھي مگر انھوں نے سچائي اور اصول کي خاطر ٹھکرا دیا ! انھوں نے اس عزت کي پروا نہیں کي جو صداقت اور آزاد خیالي سے خالی تھی' پس اسکا بہترین معارضہ وہ عزت ھے' جو سب قوم نے لاکھوں دلوں میں انھوں نے اپنا گھر بنانے حاصل کرلي ھے -

و من کان یرید العزۃ ' فللہ العزۃ جمیعا ' الیہ یصعد الکلم الطیب ' و العمل الصالح یرفعہ (۳۵ : ۱۱)

جو لوگ عزت کے بھوکے ھیں انکو معلوم ھونا چاھیے کہ تمام عزت بخشیاں اللہ ھي کے ھاتھہ میں ھیں - تمہارے اعمال صالح اسي کي درگاہ تک پہنچتے ھیں اور وھي نیک عمل کرنے والوں کے درجوں کو بلند کرتا ھے -

مسٹر (مظہر الحق) نے اپني چٹھي میں ۵ - مارچ کے جلسے کي جو کارروائي درج کي ھے ' اس سے مجوزین ڈیپوٹیشن کي نقاب پوشي کا خاتمہ ھوگیا ھے ' اور جو بات ھمیں ۲۸ - دسمبر کي صبح کو معلوم تھي' امید ھے کہ اب دنیا کو ۵ - مارچ کے بعد اچھي طرح نظر آجاے گي - (مسٹر مظہر الحق) نے تجویز پیش کي تھي کہ کارروائیوں سے قوم کو بے خبر نہ رکھا جاے - اس سے کم ازکم اتنا تو ھو جاتا کہ ھر شخص کي نسبت قوم فیصلہ کرسکتي کہ اس نے قوم کي خواھشوں کو کہاں تک یاد رکھا ھے ؟ لیکن ھم نے سنا ھے کہ یہ تجویز جب پیش کي گئي' تو ایک ھي نام کے دو آزاد خیال بزرگوں یعنے مسٹر محمد علي (کامریڈ) اور مسٹر محمد علي (جینا) نے مخالفت کي - اور مصر ھوے کہ کارروائیاں بصیغہ راز رکھي جائیں -

اگر یہ سچ ھے تو ھمیں ایک سال کے گذشتہ واقعات ایک مرتبہ یاد کرلینے چاھئیں - ۱۱ - اگست سنہ ۱۹۱۲ - کو کانسٹیٹیوشن کمیٹي کا جو اجلاس لکھنو میں ھوا تھا ' اسمیں ھمارے دوست "راز داري" کے سخت مخالف تھے - کامریڈ کي پچھلي قائل کي بھي اسکے لیے رزق گرداني کي جا سکتي ھے - یہ اب دنیا کیوں پلٹ گئي ؟

مانا کہ ڈیپوٹیشن کي تجویز ضروري تھي ' صلح جنگ سے بہتر ھے ' اور قوم کو قسموں کي عزت کا پاس کرنا چاھیے - لیکن کیا اب ھمارے دوست کیلیے "راز داري" کا گذشتہ نقاب تاریک بھي انکے مطعون لیڈروں کي طرح ضروري ھوگیا ؟

مشاطہ کا قصور سہي سب بناؤ میں
کیا اُس نے اس نظر کو بھي پر فن بنا دیا ؟

ممکن ھے کہ تم اپنے اعمال قوم سے مخفي رکھہ لینے میں کامیاب ھوجاؤ لیکن میرے عزیز دوستو ! تم بڑي نادانی میں پڑے ھو- خدا کي انکھہ سے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئي پردہ نہیں ھے :

و لیس اللہ بما في الصدور العالمین ؟ (۲۹ : ۹)

کیا اللہ تعالیٰ اُن چھپے ھوے بھیدوں سے واقف نہیں ھے جو دنیا کے سینوں میں مدفون ھیں ؟

بہرحال قوم کے ھاتھہ میں مسٹر (مظہر الحق) نے بہت اچھي کسوٹي دیدي ھے - مدعیان ازادي و راستي کي آزمایش کي یہ بہترین کسوٹی ھیں - اب دیکھنا یہ ھے کہ ممبران ڈیپوٹیشن میں اور بھي کسي کا قدم ھے' جو اس طرح سچائي کي طرف حرکت کرے ؟

مسلمان اگر اپني بے وقوفي پر رحم کھائیں' تو انکے لیے کام کرنے کا یہ اصلي وقت ھے -

نہایت ضروري ھے کہ ھر مقام پر جلسے کیے جائیں اور نواب (وقار الملک) بہادر کي تائید میں آوازیں بلند ھوں : ھذہ بضاعتنا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا -

ھفتۂ جنگ اس ھفتہ کي خبروں سے معلوم ھوتا ھے کہ بلقاني فوجیں میں سے صرف یوناني فوج جنگ آرا ھوئي - نتیجہ جنگ کے جسقدر معلومات ھیں وہ یوناني ذرائع سے ھیں' جن پر اعتماد و عدم اعتماد کا فیصلہ اب ھر شخص کیلیے آسان ھوگیا ھے- انھیں کے بیان سے معلوم ھوتا ھے کہ یوناني بیڑے نے (جنیوا) کے قلعہ (سنیٹا کوارنٹا) پر گولي باري کي - جس سے ایک ترکي توپخانہ ضائع ھوا - اسکے بعد یوناني بیڑا فوج کے

آتارنے میں کامیاب ہوگیا - ۶ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل (سارٹزز) سواروں کے تین سکویڈرن لیے ہوے جنینا میں داخل ہوگیا -

" داخل ہونے سے پہلے دن دن نہایت سخت جنگ ہوتي رہي' جس میں یونیوں نے ایک نیا نقشہ جنگ اختیار کیا تھا - یوناني فوج نے اپنا بایاں بازو اٹھالیا اور بیزاني پر خوفناک گولے پھینکے - ترکي توپیں خاموش ہوگئیں - اس عرصہ میں فوج بائیں جانب بڑھي - گولہ باري دوسرے دن صبح تک نہایت شدت کے ساتھہ جاري رہي - پیادہ فوج ترکوں کو شکست دیتي ہوئي سرعت و بہادري کے ساتھہ (بزیني) میں سیلاب سمندر کي طرح امنڈ آئي - یوناني دباتے ہوے جنینا تک چلے گئے - راستہ میں انہوں نے آدمي اور توپیں گرفتار کیں - ۹ - کا تار بیان کرتا ہے کہ یوناني سواروں کے دو سکوائڈرن نے شمال جنینا پر توپیں سرکرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجرین کو گرفتار کرلیا - یوناني ولیعہد اپنے تار میں بیان کرتا ہے کہ جنینا میں ۳۵ - ہزار ترکي فوج تھي - سب نے اپنے آپکو حوالہ کر دیا "

ان اطلات کي عثماني ذرائع اطلاعات نے تکذیب نہیں کي' مگر یہ اطلاعات خود آپ اپني تضعیف کر رہي ہیں - مثلاً بیان کیا جاتا ہے کہ جنینا میں ۳۵ - ہزار فوج نے ہتیار رکھدیے اور کوئي وجہ نہیں بیان کیجاتي - حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ۳۵ - ہزار سپاہي بے وجہ ہتیار نہیں رکھہ سکتے - اسکے علاوہ ۶ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنینا فتح ہوگیا' مگر ۹ - کے تار میں بیان کیا جاتا ہے کہ یوناني سواروں نے شمال جنینا پر گولہ باري کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجرین گرفتار کیے - اگر در حقیقت جنینا ۶ - کو فتح ہوگیا تھا تو پھر ۹ - کو شمال جنینا پر گولہ باري کیوں کي گئي ؟ علاوہ ازیں جس تار میں تسلیم شہر کي خبر بیان کي گئي ہے' اسمیں خود صیغۂ تضعیف یعني " یہ رپورٹ کي گئي ہے " استعمال کیا ہے -

فارغینسان لنڈن میں سیاسي حقوق طلبي کے جذبات روز افزوں ہیں :

خوش طبیبی ست ' بیا تا ہمہ بیمار شویم

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسي جماعت میں کوئي خاص جذبہ عالمگیر اور راسخ ہوجاتا ہے تو دو جماعتیں پیدا ہوجاتي ہیں - ایک معتدل اور دوسري گرم - اسوقت حقوق طلب خاتونوں میں بھي دو جماعتیں ہیں : ایک معتدل ہے' جو صرف قانوني ذرائع سے حقوق حاصل کرنا چاہتي ہے ' اور دوسري گرم ہے جو مسٹر (بانک) کے مسلک پر عمل کرتي ہوئي کہتي ہے کہ بغیر قانون شکن ایجي ٹیشن کے مطالب براري ممکن نہیں - موخر الذکر میں ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو فوجي کہتا ہے - کیونکہ وہ حقوق طلبي کے لیے اسلحہ بھي استعمال کرنا چاہتا ہے -

جب سے لبرل گورنمنٹ برسر اقتدار ہوئي ہے ' اس گروہ نے وزرا کي زندگي تلخ کردي ہے - فوجي گروہ کي کار روائیوں کا آغاز دسمبر سنہ ۱۹۰۵ - سے ہوتا ہے - دسمبر سنہ ۵۰ - میں سر ہنري کیمپبل بینر مین جب وزیر اعظم ہوے' تو مع اپنے رفقاء وزارت کے البرٹ ہال میں گئے اور ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کي - مس (کرائسٹیبل پانکھرست) گیلري میں بیٹھي تھیں - انھوں نے وہیں سے ایک جھنڈا ہلا دیا ' اور باواز بلند پوچھا : " لبرل گورنمنٹ عورتوں کیلیے کیا کرنا چاہتي ہے ؟ "

اسکے بعد ہي ہاوس آف کامنس پر حملہ ہوا ' جو کچھہ عرصہ کے بعد فرو ہوگیا - لیکن یہ ایک مہلت جنگ تھي - تھوڑے ہي دنوں کے بعد پھر حملہ کیا گیا اور اسوقت سے اسوقت تک برابر جاري ہے - فوجي گروہ نے ایذا رساني کي صدہا شکلیں اختیار کي ہیں - قریباً تمام وزارت خانوں کے ہر ممبر پر حملے کیے - تار کاٹ دے گئے - کھڑکیاں توڑ ڈالی گئیں - لیٹر بکس اکھاڑ کر پھینک دیے - خطوط ضائع کردیے - ذیل میں ہم انکے یادگار حملوں کي ایک مختصر سي فہرست درج کرتے ہیں -

وزرا پر حملہ

(۱) ۷ - دسمبر سنہ ۹ - کو لیمپن کیسل واقع فولکیسٹن میں وزیر اعظم پر حملہ کیا گیا -

(۲) ۱۴ - نومبر سنہ ۹ - کو مسٹر چرچل برسٹرن میں کتے کے کوڑے سے مارے گئے -

(۳) ۲۳ - نومبر سنہ ۹ - کو ہارر سیس گارڈ پھریڈ میں ہنگامہ پیدا کر کے دق کیے گئے -

(۴) ۱۸ - جولائي سنہ ۱۲ - کو جب کہ وزیر اعظم مع مسٹر جان ریڈمنڈ کے ڈبلن اسٹریٹ میں کاري پر جا رہے تھے' ان پر کلہاڑیاں پھینکي گئیں -

(۵) ۲۰ - جولائي سنہ ۱۲ - کو وزیر اعظم پر چیسٹر میں حملہ کیا گیا -

پارلیمنٹ پر یورش

۱۱ - فروري سنہ ۸ - کو ۵۰ - عورتوں نے ہاوس آف کامنس پر حملے کیے اور اس جرم میں گرفتار کي گئیں -

۳۰ - جون سنہ ۸ - کو ۹ - عورتیں اسي جرم میں گرفتار کي گئیں

۳۰ جون سنہ ۹ - کو ۱۲۰ - عورتیں اسي جرم میں گرفتار ہوئیں -

۱۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو ۲۲۳ - عورتیں اسي جرم میں گرفتار ہوئیں -

جائداد پر حملہ

۱۸ - جون سنہ ۸ - کو وزیر اعظم کے محل پر یورش کي گئي -

یکم مارچ سنہ ۱۲ - کو ویسٹ منسٹر اور ویسٹ اینڈ کي کھڑکیوں کے توڑے جانے سے ۴ - ہزار پونڈ کا نقصان ہوا -

۲۶ - نومبر سنہ ۱۲ - کو تمام شہر کے لیٹر بکسوں سے خطوط نکال دیے گئے -

۳۰ جنوري سنہ ۱۳ - کو ایمبنکمنٹ پیاس اور ویسٹ اینڈ کي چھہ کھڑکیاں توڑي گئیں -

ان واقعات کے بعد دو نہایت عظیم الشان واقعے اور ہوے - ایک یہ کہ مسٹر لائڈ جارج کا مکان اڑا دیا گیا - دوسرا یہ کہ بولنگ کلب کے تمام خیموں میں آگ لگادي -

خود شناسي سرچشمہ ہے حقوق شناسي کا ' اور حقوق شناسي آغاز ہے حقوق طلبي کي - حقوق طلبي ایک ایسا جذبہ ہے جو پیدا ہونے کے بعد ' پھر فنا نہیں ہوسکتا - یہ ایک بھاپ ہے' جتني دبائي جاتي ہے' اتني ہي زور سے نکلتي ہے - یہ جذبہ جب اپني پوري قوت کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے لیے بند قانون' مرہاے آتشدیدہ ہو جاتے ہیں' جنکو اسکي معمولي سي جنبش ٹکڑے ٹکڑے کر دیتي ہے - بالا دست جماعت کو زیر دست جماعتوں میں بیداري اور خود شناسي پیدا کرنے سے پہلے حقوق بخشي کے لیے تیار ہوجانا چاہیے - یاد رکھنا چاہیے کہ حقوق طلبي کا جذبہ سخت ضدي ہے - وہ صرف ایک ہي صورت سے رفع ہوسکتا ہے ' یعني یہ کہ جو کچھہ مانگتا ہے' اسے فوراً دیدیا جاے -

ناموراں غزوۂ بلقان :

أفة الباب عثماني

—:*:—

٢٣ - جنوري صنه ١٩١٢

قبل از انقلاب

باب عالي ے دروازے پر انقلاب خواہوں کا ہجوم

مشہور " اوشک " پلٹن ے سپاہي ، جو محافظ سپاہیوں کي جگہہ ٢٣ - کي صبح کو باب عالي پر متعین کرا دیے گئے تھے اور جو ابتدا سے " انجمن اتحاد و ترقي " ے ہوا خواہوں میں سے ہیں ۔

الهلال

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

حدیث افک اردو یکه

(٤)

نشهٔ نیم شبی کا صبح خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

رات اور زلف کا یہ افسانہ !
قصہ کوتہ ' بڑی کہانی ہے

(۱)

صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ نہیں ہے - اسپر آزمایش وابتلا کے ایسے ایسے ہلاکت خیز وقت آئے ہیں' جب خداکی زمیں پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں نشیمن نہ تھا ' لیکن باوجود اسکے سچ' سچ رہا ' اور باطل باطل - صداقت اپنے حامیوں کی کثرت و قلت اور استقامت و تزلزل سے ہمیشہ بے پروا رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی - وہ تمہارے پاس اسلیے نہیں آتی کہ تمہاری محتاج ہے ' بلکہ اسلیے کہ تم اسکے محتاج ہو - اگر تم نے اپنے تئیں اہل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگی اور کسی اور مستقیم دل کو اپنا نشیمن بنایگی - اگر ۲۶ - کی شام تک یونیورسٹی کے بارے میں ہمارا خیال حق تھا ' تو ۲۷ - کی شام کے (ڈنر) کے بعد ' اور دو بجے کی خلوت نیم شبی کی صبح کو وہ باطل نہیں ہوسکتا تھا - اگر ۲۶ - کی سہ پہر کو سچ ' سچ تھا ' اور صدہا آوازیں اسکا استقبال کرتی تھیں ' تو ۲۸ - کی صبح کو بھی وہ سچ تھا ' گو ایک آواز بھی اسکی حمایت کیلیے نہیں اٹھتی تھی - سچ کی کسوٹی اسکے حامیوں کی کثرت نہیں ہے - اُسکے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سچ ہے - حق کی پرستش کے ایماں بکف مدعیوں کی استقامت اگر متزلزل ہے تو کیا مضائقہ؟ حق کی قوت کا استحکام متزلزل نہیں ہوسکتا - حقیقی قوت اُسی میں ہے ' اور جن مبارک ہستیوں کو اسکے علم کے نیچے جگہ مل گئی ہے ' انجام کار فتح یابی بھی انہی کے حصے میں آئیگی -

و تلک الدار الاخرة ' نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض و لا فسادا ' و العاقبة للمتقین -

اور یہ اخر کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے' جو دنیا میں بڑائی اور پیشوائی نہیں چاہتے اور نہ فساد پھیلاتے ہیں ' اور یاد رکھو کہ انجام کار اللہ سے ڈرنے والوں ہی کیلیے ہے -

آپ دیکھتے ہیں کہ سورج مشرق سے نکلتا ' اور مغرب میں ڈوبتا ہے - والذی نفسی بیدہ ' میں بھی بعینہ اسی طرح دیکھ رہا ہوں کہ سچائی غربت و کس مپرسی سے اٹھتی ہے ' اور فتح و کامرانی کا علم بنکر لہراتی ہے - یہ میرا یقین اور میری بصیرت ہے - آپکو نظر نہیں آتا تو میں دکھلا بھی نہیں سکتا -

(۲)

بہرحال میں نے مخالفت میں تقریر کی' اور نرم و خوشنما' پر اشتمال و ذو جہتین' اور معانی زہر آلود و الفاظ شہد نما کی جگہ' صاف صاف لفظوں میں اس کارروائی کو ناقابل اعتماد بتلایا - یہ پیشتر سے معلوم تھا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا ؟ مگر اظہار حق اور امر بالمعروف نتیجہ کے خیال سے بے پروا ہے - وہ ایک فرض ایمان اور محض تعبد الہی ہے' اور وقت کے بدلنے اور لوگوں کے منہ پھیر لینے سے اسکا حکم نہیں پھر سکتا - میرے لیے اسقدر کافی ہے کہ آج' جبکہ بعد از خرابی بصرہ بڑی بڑی آوازیں ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں اٹھ رہی ہیں' اور طرح طرح کے لقب اسکو دیے جارہے ہیں' الحمد للہ کہ اپنے ضمیر اور ایمان سے شرمندہ نہیں ہوں' اور داوں کی عبرت اور نگاہوں کی بصیرت کیلیے یہ نشانی بس کرتی ہے کہ جس جگہ لوگوں کے قدم آج پہنچے ہیں' وہ عین اُس وقت ہی میرے قدموں کے نیچے تھی' اور جو روشنی وقت گذر جانے کے بعد انکو آج نظر آئی ہے' وہ عین وقت پر میں دنیا کو دکھلا رہا تھا - اُس وقت تم نے نہیں دیکھا ' اور اب اپنی انکھوں کو مل رہے ہو- بہتر ہے کہ اپنے سروں کو پیٹو: ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون -

(۳)

میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اسقدر جوش و خروش' جمع و اجتماع ' ادعا و شورش' اور ہنگامۂ رستخیز' کے بعد یونیورسٹی کی قسمت پھر چند شخصوں کے ہاتھوں میں دیدینا کیا معنی رکھتا ہے ؟ یہ بھی کہا تھا کہ قوم کو اب اپنی قسمت کے فیصلے کیلیے کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے -

اس آخری فقرے کی چبھن بہت سخت تھی - بڑے بڑے کرسیوں کے وزنی بوجھ (جنکے لیے قرآن کریم نے بہت اچھی تشبیہ دی ہے کہ " کانہم خشب مسندہ ") لگے تلملا تلملا کر زانو بدلنے ' اور مضطرب ہو ہو کے دیکھنے :

رایت الذین فی قلوبہم مرض' ینظرون الیک نظر المغشی علیه من الموت ! (۴۷ : ۳۹)

جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے بیمار ہو رہے ہیں ' (اعلان حق کے وقت) تم دیکھوگے کہ تمہاری طرف مضطرب ہو ہو کے دیکھ رہے ہیں ' جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو اور اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہجائیں !

(٤)

لیکن یہ بالکل بے فائدہ تھا :

من جرب المجرب ' حلت به الندامه

یہاں محض اشخاص پر اعتماد کا سوال نہیں ہے بلکہ حالات پر - اور اگر حالات پر ہمیں اعتماد نہیں' تو یہ کوئی بگڑنے کی بات نہیں ہے - اگر یونیورسٹی کی قسمت کا فیصلہ اُن اشخاص کے ہاتھ میں ہوتا ' جو ہمارے سامنے پیش کیے گئے ہیں ' تو باوجود انکی تمام کمزوریوں کے پھر شخص میں ہوتا ' جو کہتا کہ اعتماد کرو اور راضی نامہ داخل کردو - یہ کہنے میں ہمارا کوئی حرج نہیں کہ جناب سر (راجہ صاحب محمود اباد) پر ہمیں اعتماد ہے- کون کہتا ہے کہ شخصاً میجر سید حسن بلگرامی اور مسٹر محمد علی لائق اعتماد نہیں؟ یہ تو ہمیں اُسوقت معلوم نہیں تھا کہ (نواب وقار الملک) بہادر ڈیپوٹیشن

کي موجودہ صورت کے مجوزین میں شریک نہیں ہیں - انکا نام بھي فہرست میں شامل تھا ' پھر قوم میں کون شخص ہے جو کہہ سکتا ہے کہ نواب صاحب قبلہ لائق اعتماد نہیں ؟ لیکن اصلي سوال یہ نہیں تھا - سوال یہ تھا کہ کیا وہ حالات بھي قابل اعتماد ہیں ' جنمیں یہ ڈیپوٹیشن مبتلا ہوگا ؟ کیا اُس فضاے آھني پر بھي بھروسہ کیا جاسکتا ہے ' جہانکي ہوائیں حوصلوں اور عزموں کی چٹانوں کو سرمہ بنا کر اڑا دیتي ہیں؟

اور جب راےوں کي تبدیلي وتغیر کي ایسي مثالیں ہمکو دکھلائي جاتي ہیں کہ ایک رات کے اندر جنگ کے خواستگار صلح کے آرزو مند ہو جاتے ہیں' اور جو چیز شام تک سیاہ تھي' وہي صبح کو سفید بن جاتي ہے' تو پھر ہمارا کیا قصور ہے اگر ہم اعتماد و عدم اعتماد کے سوال کو چھیڑتے ہیں ؟ ہم تو اسقدر بے وقوف اور ہر فریب تازہ میں آجانے والے ہیں کہ چک بک کي کیا حقیقت ہے' ہم نے تو ایک نگاہ ناز پر اپنے دلوں کو حوالے کر دیا ہے - لیکن آخر تا بکے ؟ کب تک نئي نئي ازمایشوں میں ڈالے جائیں گے ؟

ہم زمانے کي حالت یہ دیکھتے ہیں کہ چار آدمیوں کي مجلس میں بھي کسي کو جرات نہیں ہوتي کہ جو کچھہ دل میں ہے اسکو صاف صاف حوالۂ زبان کردے ' پھر ہم کو بتلایا جاے کہ خواستگاران اعتماد میں وہ نفوس قدسیہ کون ہیں' جو گورنمنٹ ہارس میں اُس استقامت کو ظاہر کرینگے ' جس کي مثال ۲۸ - دسمبر کو قیصر باغ کي بارہ دري میں پیش نہ کر سکے ؟

ہم کو سب پر اعتماد ہے مگر اعتماد نہیں ہے اپني بدبختي پر' اعتماد نہیں ہے اپني محرومي پر' اعتماد نہیں ہے اُن واقعات و حالات پر' جو اس ڈیپوٹیشن کو پیش آئیں گے ' اور جنکے سامنے نہ کسي کي استقامت چلے گي اور نہ دعوئے عزم و ازادي - جماعت جتني وسیع ہوتي جاتي ہے' اُتني ہي اسکي قوت بڑھتي جاتي ہے' اور جتني کم ہوتي جاے گي ' اتني ہي راے دینے والوں کیلیے دقتیں بڑھتي جائیں گي - آپ ایک جلسے میں کھڑے ہوکر اور ایک بہت بڑي جماعت کے صداے اتفاق سے قریب ہمت ہوکر جس طرح گورنمنٹ پر نکتہ چیني کرتے ہیں' کیا حضور ریسراے کے سامنے بھي اسي طرح کر سکتے ہیں ؟ ہاں کر سکتے ہیں مگر وہ ہستیاں اور ہیں' آپ نہیں ہیں :

ہر مدعي کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

(۵)

جو لوگ جلسے میں شریک تھے انکو یاد ہوگا کہ ہمارے اخري الفاظ کیا تھے ؟ ہم نے کہا تھا :

" تم اس وقت نادانی اور غفلت کے ہاتھہ بک گئے ہو مگر وہ وقت دور نہیں ہے جب " اعتماد " کي اس اخري آزمایش پر بھي تم کو متاسف ہونا پڑیگا "

ابھي وہ وقت نہیں آیا ' مگر تاسف ابھي سے شروع ہوگیا ہے - انشاء اللہ العزیز اُس کا اصلي وقت بھي آ رہا ہے' - اُسوقت ہم پھر ایک مرتبہ اپنے انہي الفاظ کو دہرائیں گے : وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون - [اور میں نہیں جانتا کہ جس وقت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا ابھي اسمیں دیر ہے ؟ - ۲۱ : ۱۰۹)

(۶)

جلسے میں اس وقت تین طرح کے لوگ تھے : " مجلس نیم شبي " کے محرمان راز - انکے متبعین' جو خود بارباب صحبت نہ تھے مگر انکے نام احکام جاري ہوگئے تھے - اور کچھہ عام لوگ ' جو اس ناگہاني انقلاب سے بالکل بے خبر تھے اور سادہ دل اور بے خبر حل ہونے کي وجہ سے کوئي آواز اور راے نہیں رکھتے تھے -

ان غریبوں کا عجیب حال تھا - ان میں بہت سے تعلیم یافتہ اور بہت سے سرگرم مدعیان ازادي و حریت بھي تھے ' مگر یہ سب اس تیغ تیز سے زخمي ہوے کہ مسٹر (محمد علي) کو تحریک کرتے' اور میجر صاحب کو تائید کرتے ہوے دیکھا - ایک دن پہلے تک ازادي کا علم انہي کے ہاتھوں میں دیکھہ چکے تھے - پس سمجھے کہ جب انہي حضرات کے طرف سے تحریک و تائید ہو رہي ہے' تو ضرور کوئي اپنے ہي مطلب کي بات ہوگي' گو ابھي ہماري سمجھہ میں نہیں آتي !

وہي کمبخت مذاق تقلید جو کل تک پرانے لیڈروں کے اندھا دھند اتباع کي صورت میں خانماں سوز عقل و دانش تھا ' آج ازادي کے عہد تازہ میں نئے لوگوں کے اتباع کي صورت میں فہم و دراست کي گردن کا طوق بنا - درد و ندامت کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ ابناے عصر کي غلامي بھي مقلدانہ تھي' اور اب آزادي بھي مقلدانہ ہے- کچھہ حصہ نئے دور کا گذر جاے ' اور مدتوں کے گرفتار تقلید دماغ (جو بالکل شل اور معطل ہوگئے ہیں) کچھہ کچھہ فکر و اجتہاد کے عادي ہو جائیں - تو پھر شاید ہر شخص اپني سمجھہ سے ہر بات کو سمجھنے کي کوشش کرے - وماذلك على الله بعزيز !

(۷)

اب قدیم و جدید ' اور مستبدین و احرار کي " متحدہ سازش " سخت بد حواس ہوئي کہ کہیں بنا بنایا کھیل بگڑ نہ جاے - ہر طرف سرگوشیاں شروع ہوگئیں :

انما النجوي من الشيطان ليحزن الذين آمنوا ' وليس بضارهم شيئا الا باذن الله ' وعلى الله فليتوكل المؤمنون (۵۸ :	راز دارانہ سرگوشیاں شیطان کي وسوسہ اندازي سے ہوتي ہیں ' تاکہ مسلمان اُس کي وجہ سے آزردہ خاطر ہوں' حالانکہ بغیر مشیت الہي کے یہ سرگوشیاں کچھہ بھي نقصان نہیں پہنچا سکتیں - مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر طرف سے ہٹ کر صرف اللہ ہي پر اعتماد کریں -

معاً خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بھي ڈیپوٹیشن میں شریک کرلیا گیا - انکا بیان ہے کہ مجمع استیج کے " اقصاے مغرب " سے " مشرق ادنی " کي طرف کھینچ کر لیگئے - وہاں قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلایا اور منتیں کیں کہ مان جاؤ - کیا کرتا ؟ مجبوراً ماننا ہي پڑا :

واتخذوا ايمانهم جنة (۵۸ : ۵۳)	انہوں نے بچاو کیلیے اپني قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے -

گرمے ہے تند و تلخ' پہ ساقي ہے دلربا
اے شیخ بن پڑیگي نہ کچھہ ہاں کیے بغیر

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچا ' تو میں نے بھي مناسب نہ سمجھا کہ اور زیادہ مخالفت کروں - عرصے کے بعد کانفرنس میں آیا تھا - لوگ کہتے کہ اسي نے چلتي گاڑي میں روڑا اٹکا دیا -

بہر حال یاران طریقت نے خواجہ صاحب کو بھي چپ کرا ہي دیا :

پا مال اک نظر میں قرار و ثبات ہے
اُسکا نہ دیکھنا ' نگہ التفات ہے

اب خواجہ صاحب سے کیا گلہ شکوہ کریں ؟ وہ کہتے ہیں کہ مجمع قسموں نے فرصت ہي نہ دي :

ناز سے ' عشوہ سے ' غمزہ سے لگا لیتے ہیں
وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

خواجہ صاحب نے بھي دیکھا کہ کسي کي منتیں مفت میں ہاتھہ آتي ہیں ' یہ ضد اور ہٹ کا موقعہ نہیں :

بڑا مزہ ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں "چپ رہو خدا کیلیے"

لے دیکے اِک خواجہ صاحب ہمارے ساتھ اٹھے تھے - انکو بھی ہمارے دوست اسٹیج کے پیچھے لے گئے ! بیچارے (میر حسن) کو بھی یہی شکایت تھی :

جو کوئی آلے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں ؟

ہم تو اُس وقت تقریر کر رہے تھے - کسے معلوم کہ اسٹیج کے گوشوں میں کیا ہو رہا ہے' ورنہ خواجہ صاحب کو پہلے ہی سے خبردار کر دیتے :

لغزش نہو' بلا ہے حسینوں کا التفات
اے دل سنبھل ' وہ دشمن جاں مہرباں ہے اب!

خیر' بہتر ہے - آپ لوگ اپنے سر مفت میں کیوں الزام لیں ؟ صلح ہوتی ہو تو جنگ کیوں کریں ؟ الزاموں اور مخالفتوں کیلیے تو ایک زیاں پسند' نفع فراموش ' محروم عقل و دانش دماغ مجھ دیوانے ہی کا بنا ہے - اور کوئی کیوں بدنام ہونے لگا ؟

قسمت میں جو کیا ہو ازل کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

دنیا کو یہ عقلمندی و دانش ' اور مجھ، کو اپنا جنون و نفع و دشمنی مبارک رہے - میں دعا مانگتا ہوں :

و یرحم اللہ عبداً قال آمینا !

(۸)

(کامل پاشا) نے جب اپنے اعمال مخفیہ کو انجام دینا چاہا تو چاروں طرف نظر ڈالی - فوجی قوت صلح کی کی مخالف تھی - اس نے سوچا کہ بغیر (ناظم پاشا) کے ملاے کامیابی نہیں ہو سکتی - پہلے ناظم صلح کے اشد شدید مخالف تھے ' اور (چٹلجہ) سے تار پر تار دیتے تھے - لیکن جب ۲۳ - جنوری کو سراے (درملہ باغیچہ) میں " قومی مجلس " منعقد ہوئی ' تو اس تماشے کا ہر ایکٹر اپنے پارٹ کی مشق کر آیا تھا - ناظم پاشا سب سے پہلے کھڑے ہوے اور کہا کہ جنگ سے کیا فائدہ ؟ بہتری اس میں ہے کہ صلح کر لی جاے - اب کامل پاشا خاموش تھا ' اسلیے کہ (ناظم) کے اندر سے اُسی کی صدا نکل رہی تھی' اسکو لب ہلانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

یہاں بھی آج " قومی مجلس " نہی ' اور صلح کی سعی و ارزے شدید - نہ تو سر (راجہ صاحب) کو لب ہلانے کی ضرورت ہوئی' نہ انکے اعوان و انصار کو' صرف ایک ہمارے دوست ہی کافی تھے :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

(۹)

غرضکہ کہاں تک اس افسانے کو طول دیجیے - زلف یار کی آجتک کون پیمایش کرسکا ہے ؟

ما جرا ها ست بان زلف فسون ساز مرا

بالاخر وہی ہوا ' جسکا ہزاروں تمناؤں اور ارزؤں کے ساتھ انتظام کیا گیا تھا :

یاں لعل فسوں ساز نے باتوں میں لگایا '
دے پیچ ادھر زلف ادرا لیگئی دل کو

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹرایٹ لا لکھنو نے بولنا چاہا ' مگر اب کون بولنے دیتا ہے ؟ یاران کار فرما پر ایک ایک منٹ ایک ایک برس کا گذر رہا تھا - جلدی تھی کہ نہیں معلوم کن کن اعمال مخفیہ اور وظائف " نصف اللیل " کے بعد اپنا بخت خفتہ بیدار ہوا ہے' اور لوگوں کی آنکھوں پر غنودگی طاری ہوئی ہے - کہیں ایسا نہو کہ ادھر انکی آنکھ کھلے ' اور اُدھر اپنی قسمت پھر چادر منہ پر ڈال لے -

بہزار مشکل انکو نہایت نپا تلا وقت دیا گیا ' لیکن ادھر ایک لفظ منہ سے نکلتا تھا ' اُدھر گھڑی دکھلائی جاتی تھی کہ وقت ہو گیا !

اسکی محفل کی دیکھنا تہذیب !
بات کا انتظام ہوتا ہے

تقریر کیا کرتے ' انھیں وقت کی حساب فہمی سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی - مجبوراً خاموش ہو گئے -

(۱۰)

جن لوگوں کی کشت امید میں ۲۶ - کی شام تک خاک اڑ رہی تھی ' آج دیکھتے تھے تو کھٹا لیں امنڈی آرہی ہیں - خوف تھا کہ یہاں کی فضا کا کیا ٹھکانا ؟ کہیں پھر موسم بدل نہ جاے - یکایک غل مچا کہ رزولیوشن پاس کردو ! سر راجہ صاحب نے حضار مجلس سے پوچھا کہ منظور ہے ؟

لن سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی !
یہاں خود ہی دست سوال تھا اور خود ہی زبان جواب ؟
خود کردہ را و خود کردہ را خود گل کردہ

بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی ؟ اگر " حلقہ نیم شبی " کا بس چلتا تو اس سوال کا جواب زبان کی جگہ دل کے ٹکڑوں کی پیشکش سے دیتے کہ دل و جان سے منظور ہے' کہیں خدا کیلیے پاس بھی کیجیے ؟

ساقی مے دے' کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہیں !

یکایک شور اٹھا کہ "منظور ! منظور ! منظور !! " اسٹیج اور اُسکے ارد گرد جو حلقہ تھا' وہی منظوری لینے والا تھا اور وہی منظوری دینے والا - نہ سوال میں دیر لگی اور نہ جواب میں -

(۱۱)

رزولیوشن کے پاس کر دینے کی خوشی کے ہیجان نے ہوش و حواس کھو دیے تھے ' جن نوجوانوں نے پرسوں اپنی گلا بازی سر گرم تقریروں میں دکھلائی تھی ' آج انکی گرج اس ہنگامے کے بپا کرنے میں کام آگئی - چیختے چیختے گلا بیٹھ بیٹھ جاتا تھا ' مگر سینوں کے اندر ارازوں کا ایک سمندر بہہ رہا تھا - اواز اگلتے منہ دکھ جاتے تھے' مگر برق و رعد کا سیلاب تھا کہ کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا تھا - " بلغاری محاصرہ" کی پلٹنیں اپنی بیکاری سے کچھ اُکتا سی گئی تھیں - اب انھوں نے ایک گھنٹے کی خاموشی کی کسریوں نکالی کہ کچھ دیر کیلیے بارہ دری کے اسٹیج کو " ہارمسٹن سرکس " کا تماشا گاہ فرض کرلیا اور لگے بے تکان قلا بازیاں کھانے :

دل از تمکین شود بے ذوق زنہار
گہے طفلی شرور مستانہ می رقص !

جن لوگوں نے اُن عجیب و غریب کھیلوں کو نہیں دیکھا ہے محال ہے کہ انھیں اسکی کیفیت سمجھائی جاسکے - چہرے جوش و ہیجان سے سرخ' گردن کی رگیں ابھری ہوئیں' گلے شدت شور و ہنگامے سے پڑے ہوے' ہاتھ میں اچھلتی ہوئی ٹوپیاں' اور پاؤں کو اضطراب رقص سے قرار نہیں - منہ سے کف اڑ رہی تھی ' اور چونکہ قریب قریب کھڑے تھے' اسلیے آپس ہی میں ایک دوسرے کے چہرے پر رہی تھی - رومال نکال کر منہ پونچھتے اور پھر کف اڑاتے - منتظمین جلسہ کو کیا معلوم تھا کہ بارہ دری کے اسٹیج سے میدان رقص کا کام لیا جاے گا ورنہ اسکی رعایت ملحوظ رکھتے - نتیجہ یہ تھا کہ جوش تو اس

میں گردش رقص کي جگهه نهیں ملتي تهي ' اسلیے جو رقاص جهاں کهڑا تها ' وهیں اپنے پاؤں سے اسٹیج کے چوبین تختوں کو کوٹ رها تها !!

یه ایک رقص مغلوبه کا اصلي ایکٹ تها اگر (سرهنري اورنگ) زنده هوتا اور اس مجمع کو دیکهتا ' تو یقین هے که ان پرجوش نوجوانوں کي ایک کهیپ تو ضرور اپنے ساتهه لیجاتا -

(١٢)

لیکن اس عجیب الخلقت تماشے کا ایک خاص منظر تو وهي گیا -

جونهي رزولیوشن کے پاس کرنے کا غل مچا ' هم نے دیکها که معاً سر (راجه صاحب محمود آباد) اپني کرسي سے مضطربانه اٹهے ' اور (نواب وقار الملک) بهادر کے هاتهوں کو بے اختیارانه چوم لینا چاها - نواب صاحب قبله کي جو سچي عظمت قوم کے دل میں هے ' اسکے لحاظ سے اگر (راجه صاحب) انکے قدم بهي چوم لیتے تو یه کوئي بڑي بات نه تهی ' لیکن رزولیوشن کے پاس کرنے کے ساتهه هي اس مضطربانه اور بیخودانه تعظیم کا هم مطلب نه سمجهے که دست بوسي کي قیمت نقد کیلیے کوئی متاع نقد بهي هوني چاهیے - مگر اب خود نواب صاحب قبله کي تحریر گرامي سے یه عقده حل هوگیا ' اور معلوم هوگیا که واقعي اُس وقت راجه صاحب اپني بے اختیارانه اظهار ممنونیت میں حق بجانب تهے -

یاد هوگا که نواب صاحب قبله نے اپني تحریر میں ایک جگهه ارقام فرمایا هے :

" بعض معزز دوستوں نے پرائیوٹ طور پر مجهسے پوچها که کیا آپ رزولیوشن کي تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا که میرے مرتبه مسوده اور اس میں اختلاف هے اسلیے میں ترمیم پیش کرونگا - اس پر مجهسے بهت اصرار کیا گیا که میں ایسا نه کروں ورنه جلسے میں بهت گڑبڑ هوجائیگي * * * * * مسٹر محمد علي نے رزولیوشن پیش کرتے هوے کها که رات کو بڑي رات گئے تک اس رزولیوشن کے متعلق مشوره هوتا رها اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بهی انهوں نے لیا) اسکا مسوده مرتب هوا هے (حالانکه یه صحیح نه تها کیونکه نواب صاحب کے مجلس سے چلے آنے کے بعد بعض لوگوں کو موٹر کاریں بهیجکر بلوایا گیا اور خود هي اس رزولیوشن کا مسوده ' اور ممبران ڈیپوٹیشن کي فهرست مرتب کي - نواب صاحب قبله کے سامنے یه بات قرار پائي تهي که صبح کو خود ایک مسوده رزولیوشن مرتب کرکے پیش کریں ' چنانچه بقیه رات جاگ کر اور سخت تکلیف و مشقت برداشت کرکے انهوں نے مرتب فرمایا ' لیکن صبح کو کسي نے پوچها تک نهیں که وه مسوده کهاں هے - الهلال)

اسپر میں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنهوں نے خاموش رهنے کي تاکید کي تهي توجه دلائي که اس رزولیوشن کي ذمه داري اب میرے اوپر بهي آتي هے ' مگر انهوں نے اس وقت سکوت فرمایا اور کوئي جواب نهیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا * جلسے میں ایک طرف تو میرا نام مجوزین فهرست میں خلاف واقع لیا گیا * * * * اور جلسے کو دهوکا دیا گیا ' دوسري طرف اس بات کي کوشش کي گئي که میں جلسے میں بالکل سکوت اختیار کروں "

اب اس " عقدهٔ دست بوسي " کا حل بالکل سامنے هے - یه مضطربانه اظهار تعظیم و تکریم اسلیے تها که " اگر آپ خاموش نه رهتے تو یه کشتي طوفاني کیونکر ساحل مراد تک پهنچتي ؟ "

(١٣)

حریفان خلوت نے " صحبت نیم شبي " کي مجلس خاص کے مزے لوٹے ' لیکن اس باده گسارا نه فیاضي کا اعتراف کرنا چاهیےکه صبح کي مجلس عام کو بهي سرشاري و بیخودي سے محروم نه رکها - کیونکه باره دري سے نکلکر جو کچهه گذري ' اسکي ذمه داري تو کوئي نهیں اے سکتا اور کیوں اے ؟ لیکن اسمیں شک نهیں که باره دري کے اندر تو سبهي مست تهے :

بیخود اس دور میں هیں سب حاتم
اندنوں کیا شراب سستي هے !

لیکن هم کهیں کهه چکے هیں که همارے ساقي مآب دوست نے پلائي تو ضرور کوئي ایسي هي شے ' جسکا رنگ سرخي مائل ' اور نظر ونکے لیے ولولهٔ انگیز تها ' لیکن اسمیں شک هے که کهیں پاني تو زیاده نهیں ملا دیا تها - کیونکه هم نے ٢٨ - هي کو دیکها که شام هوتے هوتے جمهائیاں آني شروع هوگئیں تهیں ' اور چهرے اکثر بے حال تهے - باره دري سے نکلنے کے بعد هي چند مدعیان ازادي ملے جنسے هم نے پوچها که یه کیا هنگامه تها ؟ لیکن وه رزولیوشن کا مطلب بهي نه بتلاسکے ! جب کها که بے سمجهے بوجهے آپنے بهی تو " رقص مغلوبه " میں حصه لیا تها ' تو یکایک انکے سر میں خارش شروع هوگئي ' حالانکه اب هاتهه کي جگهه ' سر نهیں بلکه پیشاني تهي :

گیا هے سانپ نکل ' اب لکیر پیٹا کر

وهاں تو سب هم بخود رهے لیکن ڈیپوٹیشن کي شرکت کا مسئله ایسا نه تها ' جو بعد کو یاد نه آتا - هم نے سنا هے که بقیه تمام دن اسي معرکه آرائي میں صرف هوا : -

یه بعد از انفصال اب آرهي جهگڑا نکل آیا

بزرگان پنجاب نے فوراً اپنا بستر لپیٹا که هماري قائم مقامي کا لحاظ نهیں رکها گیا ' اور صحبت نیم شبي کي کسي کو خبر بهی نهیں دي ' گویا اور تو تمام صوبوں کی قائم مقامي کا کامل لحاظ رکها گیا تها !! سنا هے که جناب (راجه صاحب) اسٹیشن در تے هوے گئے ' که خدا کیلیے اور جو جي میں آے کیجیے ' مگر روٹهکر تو نه جائیے :

تم هي سچے سهي اس بات کا جهگڑا کیا هے ؟

مسٹر محمد علي نے چلے انکے بستروں پر قبضه کیا تها مگر نه چلی - جناب راجه صاحب گئے اور داوں پر اسطرح قبضه کرلیا که در ممبر اور بڑها دیے :

رنجیده میروي ز سر کوئے او سلیم !
چون میشود ' نیاید اگر از قفا کسے ؟

بمبئي کے لوگوں کو بهي سخت شکوه تها - همارے ایک دوست نے کها که " صاحبزاده آفتاب احمد خاں صاحب کو اعلان جنگ دے آیا هوں - جب یه حال هے تو آئنده سے افتراق بیني و بینک " معلوم نهیں که اس التي میٹم کا کیا جواب ملا ؟

الهلال کي ایجنسي

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مقالات

تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ

قمارخانہ "کارلو"

جمال عشق و شرافت

فرانس کے ایک مشہور کامل الفن مصور نے اس تصویر کے ذریعہ "قمار بازی" کے نقائص مضرہ پر دنیا کو توجہ دلائی ہے -

(طامس) ایک سنگدل قمار باز، رات اور کھو سے نکلا - جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب کی طرف رہتی ہے، اسی طرح قمار باز کا دل بھی قمار خانے کی جستجو سے ہٹ نہیں سکتا - لیکن عین اسی وقت اس کھو میں ایک اور دل بھی تھا، جسکی محبت کی سوئی بالکل اسی طرح "طامس" کے بے مہر دل کی طرف پھری ہوئی تھی !

اسکی بیوی نے اپنے شیر خوار بچے کی طرف دیکھا، جسکے صبح سے درد کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوا تھا کیونکہ خود اسکی ماں پر دو شامیں فاقے کی گذر چکی تھیں - وہ بلک رہا تھا، لیکن اسے جلد ہی اسکی طرف سے آنکھیں ہٹالیں اور آنسو پر آب انکھوں سے، جنمیں حسرت و مایوسی کے آنسو بھرے ہوئے تھے (طامس) کی طرف دیکھا -

آہ ! "عورت" کی نظر، جبکہ اسمیں مایوسی ہو ! آہ وہ قطرہ عالم کی حکمراں جمیل، جسکی نگاہ قاہر امیدوں اور مایوسیوں کی بخشش گاہ ہے، اور دیکھ سکتا ہے کہ خود کسی نگاہ سے رحم امید کی طالب ہے ؟

لیکن (طامس) نے اسکی نگاہ امید طلب، اور اشک داد خواہ، کی حقارت کی - اس نے بے پروائی سے اسے ٹھکرا دیا - وہ سمجھتا تھا کہ یہی بے مہر، اشک محبت سے نا آشنا، انکھیں نہیں، جنہوں نے اپنے پانچ سال [illegible] اسے ہی وقت میں اپنے [illegible] اس نے معصوم محبت بیگانہ تھی لیکن آج میں اس سے رحم کی طالب ہوں !

وہ قمار خانے کی طرف روانہ ہو گیا - کاش وہ کسی طرح دیکھ سکتا کہ یاس و حسرت کی نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ عشق قمار سے بیخبر تھا - کاش اسے یاد آتا کہ ایک دل ہے، جو اسکی طرح قمار محبت میں بازی ہار چکا ہے، اور اب فتح یاب حسن کے قبضے میں ہے !!

صبح کو "وہ" الٰہی - بچے کو گود میں لیا اور قمار خانے میں آ کر اپنے گم شدہ قمار کا نقش پا - اسکا شوہر چلا رہا تھا مگر اس کو سنتا ہوا کہ راستہ کو پولیس کا ایک گروہ اسے شوہر کو گرفتار کرنے کے لیے ہے - اب اسکی آنکھیں خشک تھیں - سفر حیات کی ایک خاص منزل افسوسناکی تھی ہے، مگر وہ اس سے گذر چکی تھی - وہ راہ پر چلی ہوئی قید خانے کے دروازے پر پہنچی - بچہ اسکی گود میں تھا - دروازے کے روزنوں سے جھانک کر دیکھنے لگی کہ طریق زندگی کی اس فضائے معصیت میں وہ کہاں ہے ؟

کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو، اس لطیف مخفی، اس طلسم جمیل، اس معمۂ حسن کے دل کو، اس دنیا میں کون سمجھ سکتا ہے ؟ !

فرانس کے شہر (نیس) سے مشرق کی طرف ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست (مونا کو) نامی واقع ہے - اس ریاست کے تین طرف ممالک فرانس، اور ایک طرف بحر روم ہے -

اس ریاست کی کل کائنات صرف تین مقامات ہیں : شہر مونا کو، کوہ کارلو، اور کنڈا - ریاست کی آبادی ۱۹ - ہزار ہے - جسمیں ۱۰ ۲۴ - شہر مونا کو میں، ۳۷۹۴ - کوہ کارلو میں، اور ۶۲۱۸ کنڈا کے باشندے ہیں -

رئیس کا نام شہزادہ (البرٹ) ہے، جو اپنے باپ شہزادہ چارلس ثالث کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا -

کوہ کارلو کے قمار خانہ بننے کے اسباب

ریاست بہت چھوٹی ہے - اس کی آمدنی اتنی نہ تھی کہ چارلس ثالث، سابق فرمان روائے ریاست کے تمام مصارف اس سے نکل سکتے - اسلیے اس نے پیرس کے ایک باشندے سے توسیع آمدنی کی بابت مشورہ کیا - یہ شخص نہایت چالاک اور فطین تھا - اس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل معاملہ نہیں، نہایت آسانی سے آپ ایک بڑے والی ملک کی آمدنی پیدا کرلے سکتے ہیں - اب تک آپنے صرف اپنی ریاست کی قلیل آمدنی کو صرف کیا - اب بہتر ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی دولت مند قوموں کی دولت پر متوجہ ہوں - اسکے لیے صرف ایک عمدہ قمارخانہ قائم کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑیگی -

چارلس ثالث کو یہ مشورہ پسند آیا، اور اس نے (دبرل) اور لفاریر دو فرانسیسی شخصوں کو اپنی ریاست میں قمار خانہ قائم کرنے کا لائسنس دیدیا - ان دونوں شخصوں نے ملکے ایک قمار خانہ قائم کیا، جس کے حالات ایسے پیش آئے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہوئی -

شہر (ہمبرگ) میں (بلانک) نامی ایک شخص تھا - یہ شخص تار آفس کے کارپردازوں کو رشوت دیکے ان تاروں کو حاصل کرلیا کرتا تھا، جو بنکوں کے نرخ کے متعلق پیرس سے آیا کرتے تھے - اس جرم میں اسکو چھ ماہ کی سزا ہوگئی - چھ ماہ کے بعد جب قید خانہ سے نکلا تو اس نے ایک چھوٹا سا ہوٹل قمار بازی کے لیے قائم کیا - اس ہوٹل میں نمایاں کامیابی ہوئی - اس نے خیال کیا کہ اگر کامیابی کی یہی رفتار رہی، تو عجب نہیں کہ حکومت جرمنی ہوٹل کو بند کرانے پر متوجہ ہوجائے - اسلیے اسکو ایک ایسے مقام کی فکر ہوئی، جہاں کسی طرح کی مزاحمت کی خلش نہ ہو - کسیقدر جستجو کے بعد کوہ کارلو کا علم ہوا، اور اس نے فوراً یہاں پہنچکر سنہ ۱۸۶۰ع میں (دبرل) اور (لفاریر) سے قمار گاہ کا لائسنس خرید لیا -

بلانک نے ٦ - لاکھ کي لاگت سے نہایت ماہر انجینیروں کي زیر نگراني ایک پر شوکت عمارت اور ایک دلکش پارک تیار کرایا ' اور ہمبرگ سے اپنا تمام سامان قمار بازي بھي لے آیا - رفتہ رفتہ اس قمار خانے کي شہرت پھیلنے لگي - دور دور سے لوگ آ آکر شریک ہونے لگے ' اور تھوڑے ھي دنوں کے اندر قمار خانہ یورپ اور امریکہ کے قمار بازوں کا ایک عظیم الشان مرکز ہوگیا -

قمار خانے کي آمدني

اس قمار خانے کي آمدني اس تخمینے سے کہیں زیادہ ھے ' جسقدر ان حالات کے علم کے بعد کیا جاسکتا ھے - ریاست میں حفظ امن ' نگراني باغات ' اصلاح ریلوے کے مصارف اور اسکے علاوہ ریاست کو ایک لاکھ فرنک سالانہ دینا ' بلانک کے بجٹ کي صرف چند مدین تھیں -

اس نے اسي قمار خانے کے خالص منافع سے اپنے تمام مصارف کے بعد دس ملین پونڈ جمع کر لیے تھے !

لیکن ایک نئي مشکل یہ پیدا ہوئي کہ باشندگان ریاست کو قمار خانہ پسند نہ تھا - قمار خانے کے خلاف عام جوش یہاں تک بڑھا کہ رعایا نے رئیس کے مقابلہ میں بغارت کر دي - بلانک نے اس موقعہ سے عجیب طرح سے فائدہ اٹھایا - اُس نے یہ تجویز پیش کردي کہ تمام رعایا ٹیکس سے معاف کر دیجائے - انکے معارضے میں ٹیکس کي پوري رقم میرا قمار خانہ ادا کر دیا کریگا -

اس تجویز نے رعایا کے دلوں کو مسخر کر دیا اور بغارت فرو ہوگئي -

ان مصارف کے معلوم ہونے کے بعد غالباً یہ تخمینہ (جیسا کہ کیا گیا ھے) بیجا نہیں ' کہ بلانک کو قمار خانے سے کئي ملین پونڈ سالانہ کي بچت تھي ! !

قمار خانے کا لائسنس اور اسکا معارضہ

اس قمار خانے کا لائسنس بلانک کے پاس سے ایک کمپني کے ھاتھ میں گیا - اس کمپني نے لائسنس کي تجدید سنہ ١٩٤٧ع کے لیے کي ' اور اسکے مقابلہ میں ریاست کو ١٨٩٩ع تک ٢٤- لاکھ پونڈ دیتي رہي - لیکن اسکے بعد یہ رقم برابر ترقي کرتي رہي تھي - چنانچہ سنہ ١٩٠٧ - میں کمپني نے ٥ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ١٩١٣ع میں ٦ - لاکھ پونڈ ادا کیے ' اور سنہ ١٩١٧ ع میں ٨ - لاکھ پونڈ ' سنہ ٢٧ع میں ٩ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ٣٧ ع میں ١٠ - لاکھ پونڈ دیگي -

قمار خانے کے بند کرنے کي کوشش -

قمار خانے کي دلکشي اور عالمگیري روز بروز بڑھتي گئي - یورپ کے دولتمند خاندانوں کے ممبر یہاں آنے اور قسمت آزمائي کرنے لگے - قمار خانے کے قواعد اس طرح سے ترتیب دیے گئے تھے کہ اکثر لازمي طور پر کھیلنے والے ھارتے تھے ' گو بظاہر وہ سمجھتے تھے کہ جیت بھي جایا کرتے ھیں - نہیں معلوم بر اعظم اور یورپ کے کتنے شخصوں اور خاندانوں کے خزانہ ھاے عظیمہ تھے ' جو اسکي سرزمین میں مدفون ھیں! آزادانہ قمار بازي کے جلو میں افلاس ' اور افلاس کے جلو میں اجتماعي مفاسد ھمیشہ رھتے ھیں - انگلستان اور فرانس نے اسکي روز افزوں دلکشي پر توجہ کي اور رئیس پر زور ڈالکے قمار خانہ بند کرنا چاھا - ممکن ھے کہ انگلستان اور فرانس کلید (قسطنطنیہ) کي حوالگي کي بابت دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوں ' کیونکہ وہ ایک ایشیائي سلطنت ھے ' مگر یورپ کي ایک ریاست کے مقابلے میں (گو وہ کتني ھي چھوٹي کیوں نہو؟) یورپ کي بڑي بڑي فوجي اور اخلاقي قوتیں بھي بیکار ھیں - رئیس نے اس مشفقہ یاد داشت کے جواب میں صاف کہدیا کہ اگر قمار خانہ کے بند کرنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اپني خود مختاري سے دست بردار ہوجائیگا اور شہنشاہ جرمني کي ماتحتي قبول کرلے گا - اس جواب سے مدبران فرانس و انگلستان کے ہوش لڑ گئے ' اور یاد داشت واپس لیلی گئي -

و فی ذلک ، فلیتنافس المتنافسون ! !

استعفا اور خط

مسلم یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

بنام سکریٹري صاحب مسلم یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي

جناب نواب صاحب !

جب سے میں دھلي سے آیا ھوں ' نہایت تردد کے ساتھ غور کر رھا ھوں کہ آیا یونیورسٹي ڈیپوٹیشن میں اپني ممبري کے قائم رکھنے کے ساتھ میں قوم کو کوئي فائدہ پہنچا سکتا ھوں ؟ نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ھوں کہ جس نتیجہ پر پہنچا ' وہ یہ ھے کہ " نہیں "

یہ پیچیدہ سوال چونکہ مسلمانان ھندوستان کے لیے معقول حد تک اھم ھے ' اسلیے قدرتاً مجھ اپنے خیالات کي بالتفصیل تشریح دینا چاھیے -

گذشتہ دسمبر کو کانگرس کے اجلاس بانکي پور کي استقبالي کمیٹي کا صدر تھا - فرائض صدارت کي مشغولیت کي وجہ سے فونڈیشن کمیٹي کے جلسہ لکھنو میں شریک نہ ہوسکا ' اور میري عدم موجودگي میں میرا نام بھي ممبران ڈیپوٹیشن کي فہرست میں شامل کر دیا گیا -

میں آپ کو یقین دلاتا ھوں کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا تو ضرور بالضرور ھر ایسے رزولیوشن سے اختلاف کرتا ' جسکا منشا یہ ھو کہ کسی خاص جماعت کو اسدرجہ کامل اختیارات دیدے جائیں - میں بذات خود ھمیشہ سے اس اصول کا سخت مخالف ھوں کہ چند اشخاص کو (خواہ انکي زندگي کتني ھي نمایاں کیوں نہ ھو) غیر محدود اختیارات تفویض کر دیے جائیں -

یونیورسٹي ایک ایسا مسئلہ ھے ' جس سے تمام قوم کو نہایت سرگرم اور ناگزیر دلچسپي ھے - ھر طبقے اور ھر حلقے سے چندہ آیا ھے - شاہ و گدا ' یتیم و بیوہ ' فقرا و درویش ' سب نے اپني اپني استطاعت کے مطابق چندہ میں حصہ لیا - میں نے اپنے صوبے میں فراھمي چندہ کے کام میں شرکت کي تھي - میں بلا مبالغہ اور الفاظ کے بالکل لغوي معني میں ' شہر بشہر اور قصبہ بقصبہ اسطرح پھرا ھوں ' کہ میرے ھاتھ میں کاسۂ کلاہ تھا ' اور کوچہ و بازار میں دریوزہ گروں تک سے پیسے اور پائیاں وصول کر رھا تھا - اسلیے میري حیثیت ایک معتمد علیہ شخص کي ھے - میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے جوابدہ سمجھتا ھوں ' جنھوں نے اس بارے میں اعتماد کیا تھا زر ذمہ دار ھوں اس کا ' کہ " لیڈروں " کي " توثیق " پر چندہ دینے والوں سے جو وعدے کیے گئے تھے ' وہ واجبي طور پر پورے کیے گئے یا نہیں ؟

لکھنؤ کے جلسہ میں میرے نزدیک یہ ھونا چاھیے تھا کہ چند اصولي امور مثلاً چانسلر کے اختیارات ' کالجوں اور اسکولوں کا الحاق ' یونیورسٹي کي ساخت وغیرہ ' قطعي و مختتم طور پر طے ھو جاتے ' اور دیگر جزئیات ایک چھوٹي سي کمیٹي کے سپرد کردیے جاتے -

جب کہ میرے یہ خیالات ہیں ' تو اب بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مجھے اسوقت کتنی مایوسی ہوئی ہوگی ' جب ۲۹ - دسمبر کو لکھنؤ پہنچکے یہ سنا ہوگا ' کہ اس جلسہ میں ۲۴ آدمیوں کی ایک کمیٹی کو " بلینک چک " دیدیا گیا ہے اور انکو اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہیں کریں ' حتی کہ اگر چاہیں ' تو قوم کے طول طویل غور و تامل کے بعد بالاتفاق طے کردہ امور کو بھی بیدردی اور بے خیالی سے پامال کر دیں ؟

ہمارے محترم لیڈر نواب وقار الملک بہادر محمودآباد ہاوس میں فروکش تھے - میں یہ خبر سنتے ہی سیدھا انکے پاس گیا - میں نے کہا کہ اس فیصلہ کن ڈیپوٹیشن کیلیے جو تدبیر اختیار کی گئی ہے ' وہ قوم کے مصالح کے لیے سخت مہلک ہے - نواب صاحب نے جواب میں فرمایا : " میں اسکا ذمہ دار نہیں " -

جلسہ کے بعد نواب صاحب نے پریس میں ایک نہایت مبسوط خط بھیجا ہے ' جسمیں ان تمام اعمال پر سے پردہ اٹھا دیا ہے جو وفد سازی کے لیے اختیار کیے گئے تھے - یہ خط نہایت سنگین اور گراں وزن اعتراضات پر مشتمل ہے - اسکی اشاعت پر ایک مہینہ گزر چکا ' مگر با وجود اسکے اب تک نہ اسکی تردید کی گئی ہے اور نہ تشریح !

مجھے اُمید ہے کہ مبالغہ طرازی نہ سمجھی جائیگی اگر میں کہوں کہ سب سے زیادہ ذمہ دار اور مغزز قلم سے نکلے ہوے اس خط نے تمام قوم میں بے چینی پیدا کردی ہے اور اس کمیٹی کے خلاف قوم کے طرف سے قابل التفات آوازیں بلند ہو رہی ہیں -

یہ خط جب پریس میں آیا تو اسی وقت ڈپوٹیشن کی ممبری قبول کرنے میں مجھے پس و پیش ہوا ' اور بالاخر میں نے فیصلہ کر بھی لیا کہ اس اعزاز کی بالاکراہ منظوری سے انکار کردوں ' لیکن میرے بعض ایسے بہاری احباب نے ' جنہوں نے اس تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا ' دوستانہ طور پر مشورہ دیا کہ اسکی پہلی ہی منزل میں مستعفی ہوکے ' ایک نازک ترین وقت میں قوم سے کنارہ کشی کرنے کا الزام اپنے سرنہ لوں - ان احباب نے مجھے یہ بھی مشورہ دیا کہ میں کمیٹی کے اولین جلسہ میں ' جو ۵ - ماہ حال کو دہلی میں منعقد ہونے والا تھا ' شرکت کروں اور ممبروں کے سامنے اپنے خیالات ظاہر کردوں - مشورہ معقول تھا - میں نے قبول کرلیا -

چنانچہ اسی خیال کا نتیجہ تھا کہ میں دہلی گیا اور میں نے ایک با قاعدہ رزولیوشن کی صورت میں یہ تحریک کی کہ کمیٹی کی تمام کارروائی عام طور پر (پبلک) کی جاے ' اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا رہے کہ ہم اب تک کیا کر چکے ہیں اور کیا کیا کرنا چاہتے ہیں ؟ (تاکہ قوم کو ہماری نسبت راے قائم کرنے کا موقعہ ملے) -

میں نے یہ بھی تحریک کی کہ ڈیپوٹیشن میں کثرت راے سے جو اشخاص اختلاف کریں ' انکے نام بھی شائع ہونا چاہئیں ' تاکہ کم از کم قوم کو یہ معلوم ہوجاے کہ ڈپوٹیشن کے فلاں فلاں ممبر نے فلاں راے دی تھی ' گو کثرت راے کے آگے نہ چلی -

میں نے کہا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی کارروائی میں جو اخفاء کیا گیا تھا ' اس نے عام قلوب میں بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے تھے اور اسلامی اخبارات نے نہایت سخت زبان میں اسکی مخالفت کی تھی - میرے پاس اس یقین کے وجوہ ہیں کہ قوم اسلامی اخبارات ہی کے ساتھ ہے - پس اگر یونیورسٹی کی تحریک کو کامیاب بنانا ہے تو کمیٹی اپنے ساتھ عام راے کا بھی دفتر رکھے - میں پیش بینی کرتا ہوں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مستقبل میں نہایت شدید مشکلات اور ناگوار تفریق کا خطرہ ہے ' جس سے مطلع کرنا بحیثیت ایک فرد قوم کے میرا فرض ہے -

میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ اسوقت ۳۰ - لاکھ روپیہ جمع ہے مگر یہ نہ بھولنا چاہیے کہ مصارف یونیورسٹی کے سمندر میں یہ ایک قطرہ سے زیادہ نہیں - ابھی بالکل آغاز ہے اور آج کے بعد پھر بارہا ہمکو قوم کی مدد کی ضرورت ہوگی - پس ممبران کمیٹی قوم کے ساتھہ جیسا برتاو کرینگے ' ویسے ہی برتاو کی انکو قوم سے بھی امید رکھنا چاہیے ' جب کہ آیندہ ضرورتوں کے لیے وہ اسکے سامنے ہاتھہ پھیلائنگے -

اگر ممبر اسوقت قوم کے فیصلہ کی عزت کرینگے اور انکی پیروی ' تو قوم پسندیدگی ' مسرت ' اور گرمجوشی کے ساتھہ انکا استقبال کریگی ورنہ اسمیں عالمگیر " نفرت " پیدا ہو جائیگی ' جس کا ایک اور صرف ایک ہی سبب یہ ہوگا کہ کمیٹی نے قوم کی راے ظاہر نہیں کی ' بلکہ اپنی شخصی راے ظاہر کی ' اگرچہ وہ قومی راے سے کتنی ہی مختلف تھی -

جیسا کہ پہلے سے میرا خیال تھا ' میری راے کو اکثر حاضر الوقت ممبروں نے منظور نہیں کیا - " اخفا " اور " راز داری " پر اصرار کیا گیا ' مصلحتاً اسوقت فیصلہ صادر نہیں ہوا اور آیندہ اجلاس لکھنؤ کے لیے ملتوی کردیا گیا -

حال میں کمیٹی کے طرف سے دہلی کے جاسے کی ایک روئداد شائع ہوئی ہے - میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریک کا اسمیں کہیں ذکر نہیں اور وہی اپنی پرانی " اخفا " کی پالیسی پر عمل ہے -

ان حالات کی بنا پر میں محسوس کرتا ہوں کہ راست بازی کے ساتھہ ایسے ڈپوٹیشن کے ساتھہ نہیں رہسکتا ' جسکی کارروائی کی تائید میں دیدہ و دانستہ نہیں کرسکتا - اسلیے اپنے آپ کو استعفا دینے پر مجبور پاتا ہوں ' اور اس خط کے ذریعہ استعفا پیش کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے استعفا سے کمیٹی کے لیے معاملہ ہموار ہوجائیگا ' اور اسکو کام کرنے میں آسانی ہوگی -

اخر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی یقین ہوتا کہ آپکی کمیٹی کے لیے (موجودہ طرز عمل کے باوجود) میں مفید ثابت ہوسکتا ہوں تو نہایت خوشی سے اس عظیم الشان کام میں آپکے ساتھہ شریک ہوتا ' جو اسوقت آپکے سامنے ہے -

چونکہ معاملہ عظیم الشان اور عام اہمیت کا ہے ' اسکے علاوہ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ پبلک کو میرے استعفا کے اسباب معلوم ہوجائیں ' اسلیے اس خط کو پریس بھیجنے کی آزادی حاصل کرتا ہوں -

مظہر الحق
(بیرسٹر ایٹ لا - پٹنہ بہار)

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

— * —

میں نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے اجازت دینگے کہ اپنی اخبار کے ذریعہ سے جملہ ہندو اور مسلمان اولڈ بوائز صاحب مدرسۃ العلوم علی گڈھ کو خواہ وہ ممبر ہوں یا نہ ہوں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے طرف سے مدعو کروں کہ وہ ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ و ڈنر میں جو ۲۱ - ۲۲ - ماہ حال کو کالج ہذا میں منعقد ہوگا تشریف لاکر شرکت فرمائیں - چونکہ اس سال کے جلسہ میں بہت سے نہایت اہم امور کو طے کرنا منظور ہے اسوجہ سے یہ جلسہ معمولی جلسہ نہ ہوگا جملہ صاحب کا تشریف لانا نہایت ضروری ہے - جو صاحب ممبر ہوں مگر کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکیں وہ بدرجہ مجبوری اپنی تحریری راے پندرہ ماہ حال تک دفتر ایسوسی ایشن میں بھیجدیں -

نیاز مند شوکت علی انریری سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

شئون عثمانیہ

المسئلة الشـــرقیه

(۲)

مطالبـــات بلقـــان اور ائتـــلاف مثلث

—:*:—

ایدریا نوپل کا مطالبه کس کی طرف سے هے ؟

— * —

ایک عثماني نامه نگار کے قلم سے -

— * —

هم کو اس امر کا یقین هے که بلغاریوں نے التواء جنگ پر اسوقت دستخط کیے هیں ' جب که انکے دلوں میں جنگ کی طرف ذرا بھی میلان نه تھا - پھر یه ' که ان کو اچھی طرح معلوم تھا که دولت عثمانیه اپنے سابق دار الخلافه کو کسی طرح بھی حوالے نہیں کریگی ' بلکه یه تو انکی صلح کی یاد داشتوں سے بھی معلوم هوتا تھا که وہ اس شہر کی سپردگی کا مطالبه نه کریگے ' اور چالیس میل سے قسطنیه واپس آنے کے بعد ناظم پاشا کی گفتگو سے بھی معلوم هوا تھا که بلغاریوں نے مسئله ایدریا نوپل سے قطع نظر کرلیا هے -

با ایں همه لندن کانفرنس کے منعقد هونے کے بعد ادریا نوپل کے لینے پر اصرار کرنا اور یه کہنا که بغیر اسکی حوالگی کے صلح نه کرینگے ' کیا معنی رکھتا هے ؟ بعض لوگوں کا خیال هے که چتلجا میں اظہار تساهل محض ایک فریب تھا ' جس کا مقصد یه تھا که انکو اپنی پراگندگی کے جمع کرنے اور ایدریا نوپل کے ذخائر کے ختم هو جانے کے لیے دقت ملجائے - ادریا نوپل کی بابت انکا خیال تھا که اسمیں زائد سے زاید تاریخ التواے جنگ سے ایک ماه تک کے لیے سامان خورد و نوش هوگا ' اور اس بنا پر شہر خود بخود مسخر هو جائیگا -

مگر اکثر لوگوں کا خیال هے که جرمن اور آسٹریا کو نقصان پہنچانے کے لیے دول ائتلاف مثلث کی طرف سے بلغاریا پر زور ڈالا گیا هے که وہ ادریا نوپل کی حوالگی پر اصرار کرے ' اور چونکه کانفرنس لندن میں هو رهی تھی اور کامل پاشا نے سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائده اٹھانے کی امید ظاهر کی تھی ' اسلیے امید قوی تھی که (بلغاریا) کو ایدریا نوپل ملجائیگا -

(ائتلاف مثلث)میں تین سلطنتیں هیں: روس ' فرانس ' اورانگلستان - روس کے زور ڈالنے کی وجه تو ظاهر هے ' کیونکه اگر ادریا نوپل بلغاریا کو ملگیا تو سلافی عنصر کی قوت بڑھجائیگی جس کا روس اپنے آپ کو ملجاؤ ماوا کہتا هے - فرانس و انگلستان کے زور ڈالنے کے وجوہ بھی للله سمجھه میں آجاسکتے هیں - یه تو اچھی طرح معلوم هے که انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری منظور هے - اور یه خاطر داری اس حد تک عزیز هے که اپنی کروروں محکوم مسلمان رعایا کی دلازاری میں بھی دریغ نہیں - دنیا جانتی هے که ایران کی تباهی کا بانی روس اور اسکا مددگار انگلستان هے ' کیونکه اگر انگلستان نے اتنی چشم پوشی نه کی هوتی ' تو اسکی یه حالت نه هوتی - انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری اسواسطے عزیز هے که وہ اسوقت طاقت میں زبردست هے اور اسکی طاقت اور جنگجوئی کو سب تسلیم کرتے هیں ' اسلیے اسکی دوستی جرمنی کے عفریت اعظم کے خوفناک حملے سے (جس سے انگلستان اور فرانس کانپ رهے هیں) بچنے میں مدد یگی -

دولت عثمانیه ایک خوان یغما هے ' جسمیں یورپ کی تمام سلطنتیں حصه دار هیں - انگلستان نے اپنے لیے مصر ' فرانس نے شام ' جرمنی نے بغداد ' روس نے ارمنستان ' اٹلی نے طرابلس تجویز کرلیا هے اور هر سلطنت اپنے اپنے پیش نظر حلقے میں اپنا اپنا اثر پھیلا رهی هے - مگر یه خیالی تقسیم اسی وقت واقعی هوسکتی هے جب که مریض (ترکی) کے اخری انفاس موقوف هو جائیں اور آفتاب هستی همیشه کے لیے بحیرۂ بامفورس میں غروب هوجاے - اسمیں دشواری یه هے که بعض حصوں کے متعلق ابھی طے نہیں پایا که وہ کون لیگا ؟ خوف هے که کہیں تقسیم کے وقت خانه جنگی شروع هو اور تمام یورپ میں آگ نه لگجاے - اسلیے یورپ کی راے هے که مریض کے دست و بازو قطع کردیے جائیں تاکه آیندہ وہ مقابله کے قابل نه رهے - ساتھه هی کچھه عرصے تک زنده بھی رکھا جاے تاکه اسکے ۴۰ کرور ساده لوح ' ناواقف ' غدر فراموش ' اور درست و دشمن میں تمیز نه کرنے والے هم مذهبوں پر اسکے ذریعه اثر ڈالا جاے - یه همارے هاتھه میں گرفتار هوں - جو کچھه هم اسمیں بھردیں وهی نکلے گے - مسلمان چوراهے کی بکریوں کی طرح آواز پر دوڑیں اور خلافت کی قربانگاه طمع پر ذبح کر دیے جائیں -

اسمیں ذرا شک نہیں که مصر کا انگلستان کے قبضه میں آجانا انگلستان کی مصالح کے لیے نہایت مفید هے مگر کیا مسلمان اسکے لیے راضی هونگے که مصر کی (جو دماغ اسلام کہلاتا هے) آزادی کا (گو زبانی هی سہی) خاتمه هو جاے ؟ شام کا فرانس کے قبضه میں جانا فرانسیسی مصالح کے لیے نہایت مفید هے مگر مسلمانان مراکش و الجزائر و تیونس اس پر راضی هونگے که دولت عثمانیه کے جسم سے ایک ٹکڑا آور کاٹ لیا جائے ؟ بیت المقدس کا کسی عیسائی سلطنت کے قبضه میں آجانا ' دنیاے عیسائیت کے لیے ایک مژده عظیم هوگا ' مگر کیا اسیطرح دنیاے اسلام کے لیے ماتم انگیز خبر نه هوگی ؟ خانه کعبه پر صلیبی جھنڈے کا لہرانا عیسائی دنیا کے لیے از خود رفته کردینے والی خبر هوگی ' مگر کیا کوئی مومن قالب جسمیں رائی برابر بھی ایمان هوگا ' اسوقت پھت نه جائیگا ؟ پس ایسی قوم سے جو هم سے هر حیثیت سے مختلف هو ' اسکے مصالح کے قربانی کی درخواست کرنا یا امید رکھنا ' ایک ناجائز درخواست اور امید هے ' اور اسکا جواب ذلت آمیز خاموشی کے سوا اور کچھه نہیں هوسکتا -

یورپ میں حکومت تجارت کے مرادف هے - یورپین حکومتیں صرف اسوقت اپنی کسی مصلحت سے دست کش هو سکتی هیں ' جب ثابت هوجائے که اس سے زیادہ اهم مصلحت کو ضرر یا فائده پہنچتا هے - پس اگر ائتلاف مثلث کی اسلامی رعایا یه چاهتی تھی ' که انکی حکومتیں اپنے مصالح کے مقابله میں رعایا کے جذبات کا لحاظ کریں ' تو انکا اولین فرض یه تھا که اپنے آپ کو آبادی کا ایک ایسا جزء ثابت کرتیں ' جس سے حکومت کے مصالح پر اثر پڑتا -

اهل مغرب نہایت دانشمند هیں - جزئی جزئی واقعات سے نہایت اهم نتائج اخذ کرتے هیں ' اندرون ملک کے سیاسی تغیرات اور ان سے

مراة الحرام

آبادي کے تاثیر کا اندازہ کرلیتے ھیں - اندروني تغیرات کے مقابلہ میں مسلمانوں کي جو حالت رھي اس سے انکو یہ انداز ھوگیا کہ مسلمان آبادي کے عضو ماؤف ' ترقي کے سد راہ ' حاکم پرستي کا پیکر ' پالیسي کے نقاب پوش ' اور حق فروش اشخاص پر ایمان لانے والے ھیں -

حکمران قوم سے جذبات کي پاس داري کي امید صرف اس جماعت کو رکھنا چاھیے ' جو اپنے آپ کو حکمران گروہ کي نگاہ میں وزنـدار اور اھـم ثابت کر چکي ھو - اور اھمیت کارنامہ ھاے اسلاف کے اعادہ سے نہیں حاصل ھوتی ' بلکہ صداقت ' حریت ' عبرت غیرت ' حمیت ' اور ایثار سے ثابت ھوتی ھے - پس جب کہ ائتلاف مثلث اور اسکي مسلمان رعایا میں صرف حکومت کا تعلق تھا ' اور اس حیثیت سے اس نے اپنے آپ کو نہایت پست ذرق ' کم حوصلہ خوشامد طراز ' اور جذبات کش ثابت کر دیا ' تو کیوں ائتلاف مثلث مسلمانوں کے جذبات کے لیے اپنے قیمتي مصالح کي قرباني کرتیں ؟

خلاصہ یہ کہ التوے جنـگ پر دستخط کرنے سے پہلے بلغاریا کا ادریانوپل اور جزائر ایجین کي حوالگی پر مصرنہ ھونا ' مگر لندن میں صلح کانفرنس کے منعقد ھوتے ھي ان دونوں مطالبات پر نہایت شدید اصرار کرنا ' بلقاني پالیسي میں ایک پراسرار تغیر ھے اور غالباً یہ دول ائتلاف مثلث کے اشارہ سے ھوا ھے - باب عالي نے ان بیجا مطالبات کا یہ جواب دیا ھے کہ اس نے مقدونیا جسمیں سالونیکا ایسا اھم شہر موجود ھے ' دیدیا - البانیہ کي حد بندي انکي مرضي پر چھوڑ دي ' اور کریت میں تعلقات عثماني کے بقا و عدم بقا کو دول کے ھاتھہ میں دیدیا - ان اھم رعایتوں کے بعد وہ ادریانوپل کے دینے پر راضي نہیں ' کیونکہ وہ قسطنطنیہ کي کنجي ھے ' اسکے باشندوں کا بیشتر حصہ مسلمان ھے ' لیکن جب اس جواب پر بھي بلقاني اصرار میں فرق نہ آیا اور ائتلاف مثلث کا زور پڑا تو باب عالي نے مضافات ادریانوپل کے تین مقام : مصطفی پاشا ' قرحہ علي ' اور طمراس بھي دیدینے کا وعدہ کیا اور بعض اشخاص کا بیان ھے کہ بحیرہ ابیض پر دودہ اغاج نامي مقام بھي دینے کا وعدہ کیا ھے -

(یہ کامل پاشا کي آخري فیاضیاں تھیں ' لیکن قدرت نے صفحۂ وزارت اولت دیا : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا - الھلال)

یادگار حادثۂ ھائلـــہ مشھـــد ۱۱ ربیع الثاني

— * —

۱۱ - ربیع الثـاني

— :*: —

مولانا ! میں نے ۲۶- فروري سنہ ۱۹۱۳ ع کے الھلال میں جناب سید علي غضنفر صاحب کا اعلان پڑھا اور بڑے شوق سے پڑھا - مجمع سید صاحب موصوف کے ان خیالات سے اتفاق ھے جو انھوں نے اُن مصائب و مظالم کي نسبت ظاھر فرمائے ھیں ' جو حضرت امام حسین اور حضرت علي بن موسی الرضا علیھما السلام پر وارد ھوے اور جنکي یاد قیامت تـک نہ صرف مسلمانوں کے ' بلکہ ھر ایک انصاف پسند اور صاحب درد شخص کے دلکو بیچین و بیقرار رکھے گي -

روسیونکا تشدد ' روسیونکا ظلم ' روسیونکا بلا تمیز سن و سال زن و مرد کو ذبح کردینا ' علماء اسلام کو سرایوں پر چڑھانا ' اور انکے پاک سینوں کو جنمیں خداء واحد کی توحید ' رسول برحق کي رسالت ' اور اسلام کا پاک نور متمکن تھا ' گولیوں اور سنگینوں سے پاش پاش کردینا ' اور پھر روضہ مبارک حضرت موسی الرضا پر گولہ باري کرکے اوسے سخت بے حرمت کرنا ' کچھہ ایسے دل ھلادینے والے واقعات ھیں جو صفحہ ھستي سے کوئي دنیاوي طاقت نہیں مٹا سکتي - سال گذشتہ میں جب مظالـم کا ظـھور ھوا تھـا ' تو یہـہ ایک قدرتي امـر تھا کہ ھر مسلمان کے دل میں اوسکي وجہ سے رنج پیدا ھو ' چنانچہ مجھے بھي سخت قلق ھوا اور طبیعت عرصہ تـک بیچین رھي - مگر بعد ازاں میں سمجھہ گیا تھا کہ ان تمام مظاھرات عالم میں قدرت خداوندي کا ایک خاص راز ھے ' جسکا نہ تو ھم سر دست احساس ھي کرسکتے ھیں اور نہ ھماري دنیاري بلکہ گم کردہ بصیرت آنـکھیں دیکھہ سکتي ھیں - کیونکہ یہہ امر یقیني تھا کہ اگر گناہ گار ھیں تو مسلمان اور اگر شریعت و طریقت محمدي (صلعم) کو فراموش کرکے مضحکۂ عالم بنـگئے ھیں تو مسلمان ' اور مسلمان بھي وہ ' جو زندہ و موجود ھیں - پھر اوس بزرگ طریقت اور امام برحق اور رسول کے نیتے کا کیا تصور تھا جو آج سے قریباً ۱۳ - سو سال پیشتر اس دنیاء فاني سے رحلت کرگیا تھا ' جسکي پاک زندگي خدا رسول کے احکام کي کمـا حقہ پابندي اور خلق خدا کي خدمت ھي میں بسر ھوئي تھي ؟ یہي وہ چیزیں ھیں جنھیں میں راز الھي یا حکمت خداوندي خیال کرتا ھوں اور یہ حکمت نہایت ھي معني خیز حکمت ھے اور اسکے اصلي و عملي نتایج کے ظھور کے لیے ھمیں چند سال منتظر رھنا پڑیگا - میرا ایمـان ھے کہ جو نتایج اس حکمت بالغہ سے ظاھر ھونگے وہ ایسے ھونگے جنسے دنیا کي قوموں کي تاریخیں بنتي ھے اور جنکے ذریعہ دنیا میں قومیں اپنے لیے خود تاریخ پیدا کرتي ھیں -

سید علي غضنفر صاحب نے اعلان مذکورہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس میں جملہ مومنین کو مشورہ دیا ھے کہ ۱۱ - ربیع الثاني مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۳ کے دن تمام اطراف و اکناف ھندمیں مجالس برپا کریں اور باھم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کرکے ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں -

مجمع سید صاحب موصوف کے اس مشورہ سے اتفاق بھي کے اور میں اس تجویز کا مخالف بھي ھوں - جہانتـک انعقـاد مجالس تعزیت اور فاتحہ خوانی کا تعلق ھے ' اسے تو میں ضروري و لابدي خیال کرتا ھوں - یہ بات بھي نہایت ضروري ھے کہ روسي مظالم کي یاد میں ۱۱ - ربیع الثـاني کو ایک خاص اھمیت دیجاے اور اسے بھي محرم سے کم نہ سمجھا جاے کیونـکہ اس قسم کي تقریبوں سے طبیعت پر ایک خاص اثر پیدا ھوتا ھے اگر کسي بنـدہ خدا کے دلمیں درد پیـدا ھو جاے اور وہ ان مجالس سے متاثر ھوکر عملي کام کرنے کي طرف مایل ھو جاے تو بلا شبہ ایسي مجالس باعث خیر ثابت ھوتی ھیں - مگر بات یہ ھے کہ اب وہ وقت نہیں رھا کہ ھم گھروں میں بیٹھکر رو کریں - قومي تنزل کي بدیہي نشـاني اگر ھوسکتي ھے تو اس سے بڑھکر نہیں کہ افراد قوم میں یا تو اپنے تنزل کا احسـاس ھي نہ ھو ' اور اگر ھو تو اسباب ادبارکے دور کرنے کي طاقت و جرات ' یا خیال تـک نہ آئے - کسي خیال کو عمل میں لانا و بعد ازاں اوسپر کاربند ھونا بہترین وسایل ترقي میں شمار ھوتا ھے عورتوں کي طرح گھر میں بیٹھکر رونے اور بیان کرنے کا زمانہ گذر گیا - مصائب و آلام کي مہیب صورت بُت بنـکر ھمارے

سامنے کھڑي ہے- ہماري آنکھیں ' ہمارا دل ' ہمارے قوالے دماغي بلکہ جسم و جان بھي اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ یورپ کي عیسائیت نے اور شکم پرور مدبرین نے ایشیا و افریقہ میں نہیں بلکہ یورپ میں بھي اسلام کي بیخکني اور بربادي کیلیے کمر باندھلي ہے اور کوئي دن خالي نہیں جاتا کہ یورپ کے دفاتر خارجیہ میں کسي اسلامي طاقت یا مسلمان افراد قوم کي تباهي اور ارنہیں محکوم بنانے کے سامان پر غور نہیں کیا جاتا ہو- اس بیانسے کسي عقلمند آدمي کو انکار نہیں ہوسکتا کہ موجودہ زمانہ اسلام کي زندگي اور موت کا زمانہ ہے - یا تو اسلام کي عزت ' اسلام کا وقار ' اور اسلام کي عظمت انہیں چند سالوں میں بحال رهیگي اور یا ہمیشہ کے لیے خدانخواستہ مفقود و نابود ہوجائیگي- یہ ایسے زبردست اور صریح نتایج ہیں کہ انسے انکار کرنا محض جہالت ہے -

مولانا ! یہ وہ وقت ہے جسوقت اسلام مسلمانوں سے ان قربانیوں کا ملتجي ہے جو کسي قوم یا کسي دین کو معراج ترقي پر پہنچانے کیلیے ہر ایک فرد بشر پر لازمي خیال کي گئي ہیں - یہ وقت ہے جب اسلام اس امر کا ملتمس ہے کہ مسلمان قرون اولی کے صفات پیدا کریں اور اسلام اور اسلامي ترقي کے مقابلہ میں کسي چیز کو بھي عزیز نہ رکھیں - مسلمانوں کي مذهبي اور ملکي تاریخ ایسے کارناموں سے بھري ہوئي ہے جو صرف ایک مسلمان ہي کیلیے نہیں بلکہ ہر ایک ذیشعور و عقلمند کے لیے مایۂ ناز ہوسکتي ہیں - یہہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کي متفقہ عملي کوشش اسبات میں صرف ہوني چاهیے کہ نہ صرف ان اسباب پر غور کریں ' جو اسوقت اونکو هلاکت سے نکال سکتے ہیں ' بلکہ ان اسباب کو پیدا کریں ' اور اونپر کاربند ہوں ' اور انہیں اپنا دستورالعمل بنائیں- اب تجاویز کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا وقت ہے -

حضرت امام حسین علیہ السلام کي شہادت کے عملي نتایج پر اگر غور کیا جاے تو صاف ظاہر ہوجائیگا کہ آپ نے خدا اسکے رسول ' اور اسلام کي حقانیت کے اظہار میں ہر ایک قسم کا آرام ' سلطنت ' سامان اسایش و حکومت وغیرہ کو ترک کر کے اپنے بچے' اپنے بھائي ' اپنے دوست و اقارب ' سب کے سب کمال اطمینان اور صبر و تحمل سے قربان کردیے اور حرف شکایت تک لب پر نہ لاے - یہ تمام تکالیف صرف اسیوجہ سے برداشت کي گئیں کہ یزید کي بیعت کي بدعت کا اظہار رسول کے گھرانے سے نہ ہو اور رسول کي امت اون تمام مکروہات و ممنوعات سے بچے ' جو یزید کے فسق و فجور نے عالم اسلام میں رایج کردي تھیں -

اسلام کے فدائي ایسے ہي ہوتے ہیں اور اسلام اسبات پر ناز کرتا ہے کہ اسکي فدائیوں کي نظیر ایسي ہي معدوم ہے ' جیسا کہ خود اسلام کا سا کسي اور دین کا ہونا معدوم ہے -

مجالس مرثیۂ سید علي غضنفر صاحب میں مومنین کا یہ فرض ہونا چاهیے کہ اُن اسباب کو پیدا کریں جو ایران میں تحریک بیداري کا باعث ہوں - جنکے ذریعہ ایرانیوں کو اسبات کا علم ہوجاے کہ ارنکي آزادي ' ارنکي قومي زندگي ' اور ارنکي قومي سلطنت معدوم ہوگئي ہے اور اگر ارنھوں نے اپنے اندر کوئي تغیر پیدا نہ کیا تو وہ بھي انھي چند سالوں کے اندر ہي صفحہ ہستي سے معدوم ہوجائینگے جیسا کہ آور تساهل شعار اور دست و پا قوموں کا حشر ہوا ہے -

زیادہ نیاز

حکیم امین الدین بیرسٹر ات لا

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:⇕:—

(۱۳)

ان اللہ اشتري من المومنین انفسھم و اموالھم ' بان لھم الجنۃ

ایک سو پچیس روپیہ جو بذریعہ ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب ساکن بکاني وصول ہوے اور جنکي مجموعي رقم فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کي گئي ہے :—

	پائي	آنہ	روپیہ
محمد عبد اللہ خانصاحب بکاني	-	-	۱۰
مسز عبد اللہ خان صاحب	-	-	۹
مسز عدمان خانصاحب سب انسپکٹر	-	-	۳
منشي عبد الہادي صاحب هد کلرک	-	-	۳
منشي نذر محمد خانصاحب جمعدار سابق	-	۴	-
نذیر خانصاحب پٹیل بارا	-	-	۵
منشي علي حسن صاحب مصور جودیسل	-	-	۴
قاضي باباں میر بوز	-	۸	۳
مسلمانان بہاللہ	-	-	۴
وهڑان موضي	-	۲	۴
مسلمانان زلالي	-	-	۲
سلامدر علي خانصاحب جمعدار بہاللہ	-	-	۲
عبد اللہ خانصاحب	-	۸	۲
شیخ رحیم بخش کانسٹبل بکاني	-	-	۱
مرزا امیر بیگ کانسٹبل	-	-	۱
منشي محمود خانصاحب کانسٹبل	-	۱	۱
امیر خان صاحب کانسٹبل زلالي	-	-	۱
الہي بخش صاحب هد کانسٹبل	-	-	۱
نظیر خانصاحب کانسٹبل زلالي	-	-	۱
منشي سلیمان خان صاحب جمعدار جدگل	-	-	۱
شیخ احمد بخش صاحب جے بوري	-	-	۱
نور خانصاحب حوالدار	-	-	۱
محفوظ علي صاحب چپراسي	-	-	۱
نظیر خانصاحب شعنہ	-	-	۱
نبي بخش صاحب شعنہ	-	-	۱
بانکے علي صاحب شعنہ	-	-	۱
شیخ غني صاحب	-	-	۱
ملان رحیم بخش صاحب	-	-	۱
سید خانصاحب	-	-	۱
شیخ اللہ بخش صاحب	-	-	۱
منشي غفور خانصاحب	-	۸	-
اکبر خانصاحب	-	۸	-
میرزا احمد بیگ صاحب	-	۸	-
رجب علي صاحب بوزہ	-	۴	-
ملنا	۳	۱	-
برادران هنود	۹	۲	۴
(۱) معرفت منشي محمد عبد الغني صاحب پاوري	-	-	۷
(۲) معرفت منشي محمود خانصاحب ملازم بواس	-	-	۵
(۳) معرفت مرزا امیر بیگ صاحب کانسٹبل	-	۵	۸
(۴) معرفت عبد اللہ خانصاحب	-	-	۵

ناموران غزوۂ بقان

سرگذشت اذقہ الاب

(۵)

— * —

انور بے کي طلبي سے ورود قسطنطنیہ تک

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانیہ و مراسلۂ ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے)

— * —

نیز بحالت موجودہ غازي انور بے کا قسطنطنیہ جانا بھي مخدوش تھا ' اور بہت ممکن تھا ' کہ اتحاد و ترقي کے مخالف ایک فتنۂ تازہ بپا کر دیتے اور کسي مفید فوجي خدمت کا بھي موقعہ نہ دیتے -

جنگ نے اپني ابتدائي منزلیں طے کیں ' اور اس عجیب جنگ کي ابتدائي منزلیں ھي اسکی انتہا تھي - پیہم شکستوں کي خبریں برابر غازي موصوف کو پہنچتي رھتي تھیں اور پرنس عمر طوسون پاشا نے روزانہ ڈاک کا انتظام کر دیا تھا -

تم ' کہ جسم اسلام کے یک عضو معطل ' اور چہرۂ ملت نیلیے ایک داغ ناکامي ھو ' جب مصطفے پاشا ' قرق کلیسا ' شار لو ' اور لولي برغس کي شکستوں کي خبریں سنکر وقف درد و اضطراب ھوگئے تھے ' تو اندازہ کرو کہ ان شکستوں کي خبروں نے موجودہ نسل اسلامي کے سب سے بڑے زندہ و کار فرما بزرگ پر کیا اثر ڈالا ھوگا ؟

اسلامي مصائب کي خبروں کے انتشار نے تمام عالم اسلامي کو جنگ طرابلس کے گذشتہ واقعات یاد دلا دیے تھے - ھر شخص آرزو کرنے لگا تھا کہ کاش " انور بے " آج درنہ کي جگہ ادرنہ میں ھوتا ؟ مصر کے بعض غیرت مندان ملت نے چار آدمیوں کا ایک وفد طیارہ بھیجا ' تاکہ غازي موصوف کو قسطنطنیہ جانے کي طرف توجہ دلائے - الجزائر سے صدھا مراسلات پہنچیں ' جنمیں آرزوئیں کي گئي تھیں کہ یہ وقت طرابلس کي جگہ مرکز خلافت کے تحفظ کا ھے ' اور آپکو کسي نہ کسي طرح آستانہ پہنچ جانا چاھیے - اخبار (الزھرہ) ٹیونس میں ایک مؤثر اپیل شائع ھوئي تھي ' جس میں افسوس کیا تھا کہ انور بے آج قسطنطنیہ میں نہیں ھیں -

آپ سنکر تعجب کرینگے مگر اب اظہار میں کوئي ھرج نہیں کہ آپکے ھندوستان سے بھي یہي پیام غازي موصوف کے نام بھیجا گیا تھا ' اور ایک شخص نے اسي غرض سے وھاں تک کا سفر کیا تھا -

تاھم انور بے نے طرابلس سے حرکت نہیں کي اور یا خاموش رھے ' یا یہ کہا کہ " ایک وقت میں سپاھي کے سامنے ایک ھي جنگ ھوني چاھیے " -

* * *

اب وہ وقت آیا جب جنگ ملتوي اور صلح کے سامان شروع ھوے - کامل پاشا کے تاریک مقاصد بالکل روشني میں آگئے - اتحاد و ترقي کے ممبروں پر کھلے بندوں ظلم ھونے لگا ' پریس دور حمیدي کے احتساب میں آگیا ' اور جاسوسي کا بازار پھر گرم ھوگیا -

اتحادیوں نے دیکھا کہ ھماري طاقت بالکل ٹوٹ گئي ھے ' اور اصلاح حال ھمارے امکان سے باھر ھے - اب اگر کوئي علاج ھے ' تو یہي ھے کہ اس فرشتۂ نصرت ' غازي انور بے کو طلب کیا جاے -

رھي ۸ - آدمي ' جن میں سے بعض کے نام ھم لکھہ چکے ھیں ' اب اتحاد و ترقي کي اصلي کار کن جماعت تھي - پرنس یوسف عز الدین کي سرپرستي سے کسي قدر مطمئن اور بے خوف ھوگئے تھے - وہ جمع ھوے اور ایک پوري متفکر اور پر محن رات بعث و مشورہ میں بسر کي - وہ دیکھہ رھے تھے کہ مطلع غبار آلود ھے ' طوفان کے آثار شروع ھوگئے ھیں بادبان بیکار ھے ' اور موجوں کے طمانچوں سے کشتي تہہ و بالا ھو رھي ھے - اس وقت جب تک ایک غیبي ھاتھہ فالخدائي نہیں کریگا ' کشتي کا ساحل مقصود تک پہنچنا محال ھے -

لیکن سوال یہ تھا کہ انور بے کو کیونکر اطلاع دي جاے ؟ اگر مصر کے ذرائع سے اطلاع دي جاتي ھے تو اتنا وقت نہیں ھے کہ خط و کتابت میں ایک عرصۂ طویل صرف کر دیا جاے - پھر خط و کتابت محفوظ طریقہ سے ممکن نہیں - تیلي گراف اور پوسٹ افس ' دونوں زیر احتساب تھے - ممکن ھے کہ انور بے کو عدن ھو ' جب تک پوري طرح اصلي حالات منکشف نہونگے وہ اپنے عذرات کو پیش کرینگے

مشہور مجاھد دستور : (نیازي بے)

یہ تصویر سنہ ۱۹۰۸ - کي ھے - جب نیازي بے نے (رسنہ) سے مشہور دستوري تحریک کا علم بلند کیا تھا -

نامور مدافع ملي : غازي عزيز بک

چکے مجاهدانه اقدامات عظیمه نے اندرون طرابلس دو اتاي کیلیے
ناقابل تسخیر بنا دیا ہے

ایسي تفصیل خط و کتابت میں ممکن بھي نہیں -

اسکا ایک ھي علاج تھا ' یعنے فوراً ایک معتمد شخص روانہ ھوجاے اور مصر کي راہ سے پوشیدہ طرابلس پہنچکر غازي انور بے کو اپنے ھمراہ لاے - جوچند آدمي انقلاب کا سامان کر رھے تھے ' ان میں سے ھر شخص خود قسطنطنیہ میں نہایت قیمتي وقت رکھتا تھا ' اور جن کاموں میں مصروف تھا ' وہ خود نہایت اھم اور عظیم الشان تھے - اسلیے اس جماعت میں سے کوئي شخص نہیں جاسکتا تھا -

بالا خر راے قرار پائي کہ انور بے کے رفیق قدیم و ھمراز ' مشہور مجاھد دستور و جانباز ملت (نیازي بے) کو اس مہم کیلیے منتخب کیا جاے اور ان سے در خواست کي جاے کہ ملک کو انقلاب دستور کے زمانے سے بھي بڑھکر ایک خطرناک حالت سے نجات دیں اور اس خدمت کو منظور کرلیں -

یہ معلوم نہیں کہ جس وقت یہ تجویز قرار پائی ' اس وقت (نیازي بے) کہاں تھے ؟ یقیناً وہ کسي فوج کے ھمراہ ھونگے -

تاھم اسقدر قریب موجود تھے کہ فوراً انکو اطلاع دي گئي اور شریک کار ھوگئے -

ڈاکٹر (مصباح الدین) لکھتے ھیں کہ في الحقیقت ھماري کامیابي کي اصلی تاریخ انور بے کے ورود سے نہیں ' بلکہ (نیازي بے) کي شرکت سے شروع ھوتي ھے - کیونکہ اگر اس جانفروش ملت کي خدمات عظیمہ عین وقت پر میسر نہ آجاتیں ' تو انور بے کا ورود اور اسکے تمام نتائج محیّرہ ظہور پذیر ھي نہ ھوتے -

نیازي بے فوراً بھیس بدلکے قسطنطنیہ سے ایک جرمن جہاز پر روانہ ھوگئے - اسکندریہ سے قاھرہ آے اور بغیر کسي کو اطلاع دے (حتی کہ عمر طوسون پاشا اور اپنے بعض اخص الخواص دوستوں سے بھي نہیں ملے) طبرق پہنچے اور وھاں سے درنہ اس ھیئت میں گئے کہ خود (انور بے) نے ایک کردي مجاھد کی صورت میں انہیں دیکھکر تعجب کیا -

* * *

طیار ھو جانے کے بعد انور بے کے سامنے دو موانع سخت تھے - ایک شخص کي جستجو ' جو اندیشہ بعد کامل طور پر انکا جانشین اور قبائل سنوسیہ کے جوش مدافعت کے قیام ' انکی تعلیم و تربیت ' اور جمعیت و جلب وسائل جنگ کا پورا انتظام کر سکے - دوسرا خود (شیخ سنوسي) کا اطمینان -

امر اول کے طرف سے اطمینان کرنیل (عزیز بک) کي موجودگي نے کردیا ' جو پہلے عراق میں سرکاري عہدہ دار تھے اور اجراے جنگ کے بعد ایک مجاھد کي حیثیت سے آکر شریک جہاد ھوگئے - انکے جانفروشانہ عزائم اور مجاھدانہ اعمال نے تمام قبائل اندرون طرابلس میں انہیں ھر دلعزیز اور محبوب القلوب بنا دیا تھا -

(شیخ سنوسي) سے وہ خود ملے اور (نیازي بے) نے قسطنطنیہ کے تمام موجودہ حالات انکے ذھن نشیں کر دیے انھوں نے سمجھایا کہ اگر اس نازک ترین وقت میں ھم نے بھي غفلت کي تو طرابلس کي مدافعت کے نتائج بھي ھمیں کچھہ کام نہ دینگے -

ایک مجلس خاص مرتب کي گئي جس میں انور بے نے اپنے چند خاص معتمدین اور محرمان راز کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ کیا - پچھلے نمبر میں اس موقعہ کي ایک تصویر درج کي جا چکي ھے -

(المؤید) کي وہ تمام اشاعات محض کذب و افترا تھیں ' جن میں (انور بے) کے اس حالت میں چلے آنے کا شکوہ کیا گیا تھا کہ تمام قبائل عرب اور شیخ سنوسي انسے برھم ھوگئے ھیں اور متاسف ھیں کہ خلاف عہد انھوں نے بے وفائي کي - جو دل اسلام اور اسکي ملت بیضا سے عہد وفا باندھچکا ھے ' وہ کسي سے بے وفائي نہیں کرسکتا -

شیخ سنوسي خود غازي موصوف کے سفر کے ارادے میں شریک تھے - انکو قسطنطنیہ کے تمام موجودہ حالات سمجھاے گئے تھے ' اور وہ جانتے تھے کہ اس وقت (انور بے) کي خدمات کا اصلي مستحق اندرون طرابلس نہیں ھے - عزیز بک سرحد سلوم تک خود انکو پہنچاے آے تھے اور (مؤتمر کار) میں انکے ساتھہ بیٹھے تھے - البتہ مصالح وقت کا اقتضا یہي تھا کہ اس حرکت کو بالکل پوشیدہ رکھا جاے ' اور انور بے کے عجایب اعمال کا ایک بڑا جلوہ ' انکي پوشیدگي اور طلسم نمائي ھي میں ھے -

بہر حال (انور بے) روانہ ھوگئے - (سلوم) سرحد مصر کا وہ اخری مقام ھے ' جس پر جنگ طرابلس کے زمانے میں برطانیہ نے بلا مصر قبضہ کرلیا - وھاں تک وہ اپني خاص موٹر کار میں آے انکے ھمراہ صرف ایک جان نثار ملازم تھا ' جسکو وہ اپنے ساتھہ قسطنطنیہ سے لاے -

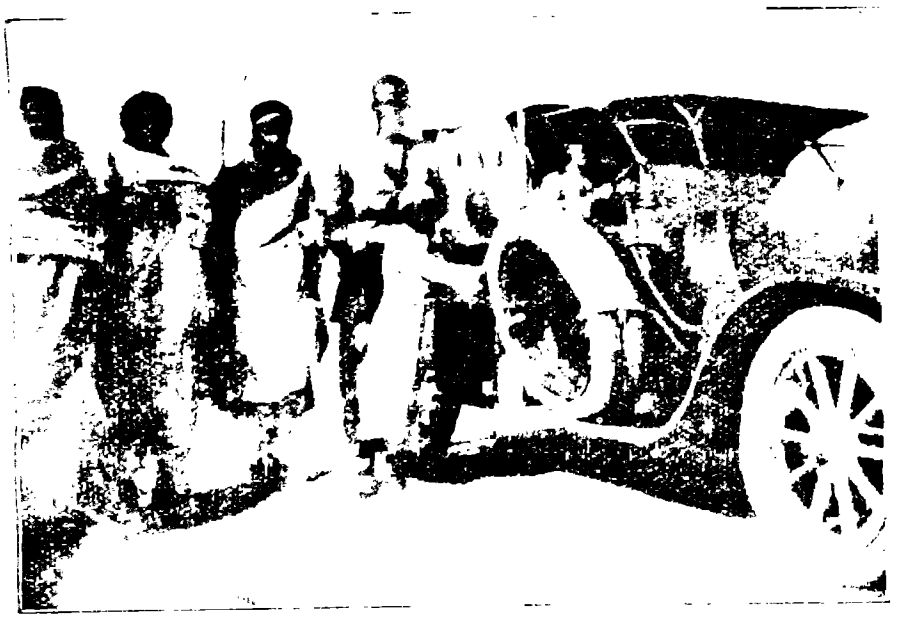

صحراے لیبیا میں انصار السنوسیہ !
(غازي انور بے) صحرا میں بیٹھکر طبرق جارھے ھیں

PRINTED Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد الله الکافی الاسلامی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.

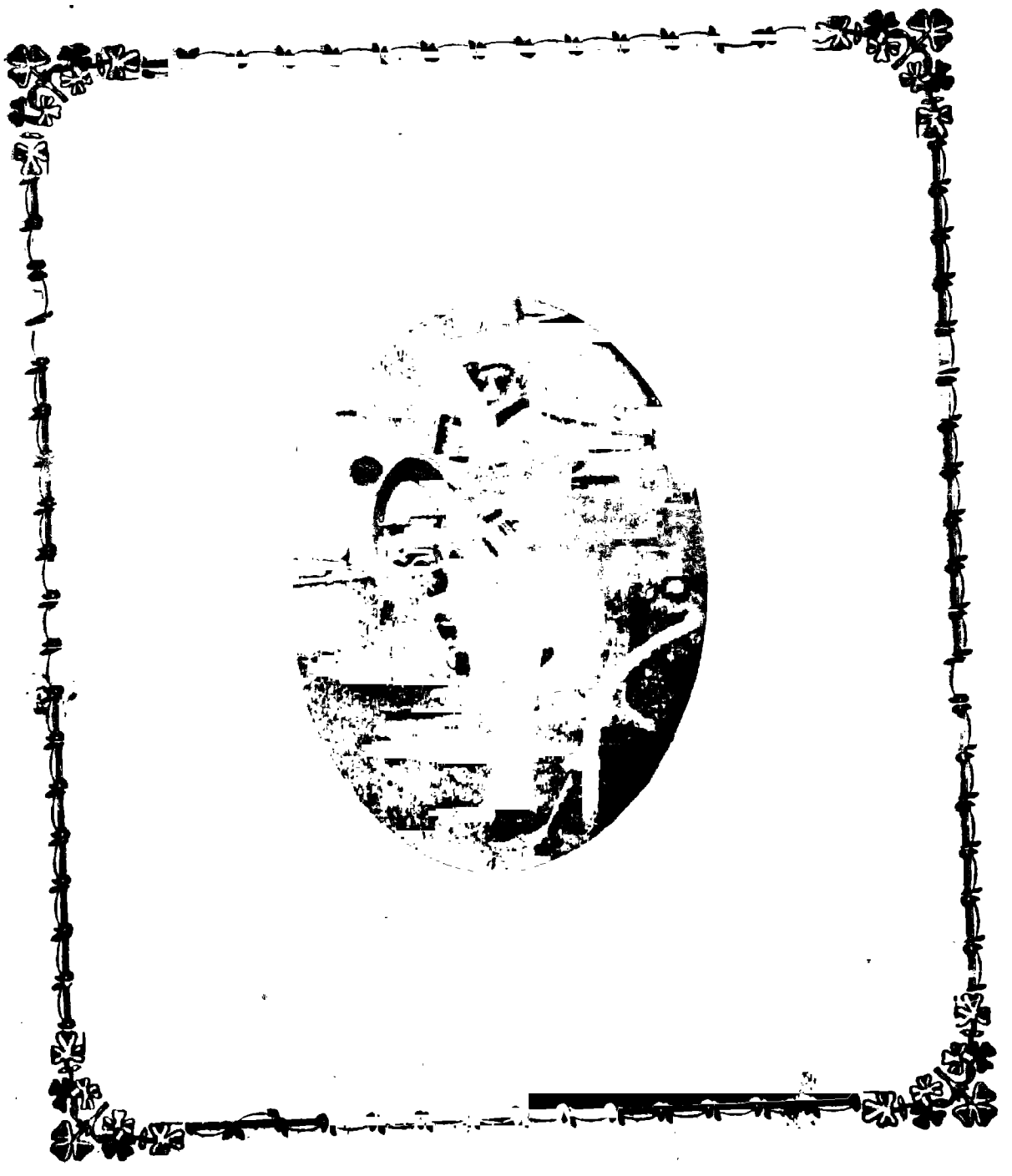

فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد — غلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

71 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.

فہرس

شذرات ۱
افکار و حوادث ۲
مقالۂ افتتاحیہ
اسئلۃ و اجوبتہا
خلیفہ مامون الرشید عباسی ۳
انجمن ہلال احمر کی رسید
مظالم بلقان
تلخیص جرائد مصریہ
مقالات
وثایق و حقایق
دیدۂ عبرت ۹
انتقاد
مطبوعات اردو
ترجمہ تفسیر کبیر اردو جلد اول ۱۱
نکاحات
یونیورسٹی فوٹیشن کمیٹی کا اجلاس لاہور ۱۲
سرکل ایجوکیشنل گورنمنٹ
"متین اللہ" اور "جوش محمد"
مذاکرات علمیہ
قطب جنوبی (کپتان رابرٹ اسکاٹ) ۱۳
مراسلات
ترکوں کی مالی امداد ۱۶
فہرست زراعانۂ دولت علیہ اسلامیہ ۱۶

تصاویر

"حمیدیہ" جہاز کا کپتان خیری بک - (ٹائیٹل پیج)
حمیدیہ وزارت کا مرقع - (صفحہ خاص)
نصرت خیسی (ایڈریانوپل) "
شہید راہ کشف و علم پرستی (کپتان اسکاٹ) "
ایضاً "

شذرات

"ایک شکستہ دل سیاہ کار"

مندرجۂ صدر مسطورہ سے آپکا خط پہنچا - آپنے جن امور کو لکھا ہے، وہ صدق سے خود اس عاجز کے پیش نظر ہیں، اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں - بعض اسباب کی فراہمی کا انتظار، اور مقاصد مہمہ پیش نظر، والا مریدہ سجانہ، انہ سمیع مجیب الدعوات -

تعجب ہے کہ آپ نے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا؟ بہتر ہے کہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیجیے - (ابو الکلام)

هفتۂ جنگ جنگ کی وہ خبر گو مختصر مگر پر معنی ہے - ایڈریانوپل کی نسبت پال مال گزٹ کا بیان ہے:

"صوفیا سے لندن میں ایک پرائیوٹ تار اس مضمون کا موصول ہوا کہ سخت جنگ کے بعد بلغاریوں نے قلعہ (هتنڈریلا) پر مع ۴ - سو آدمیوں کے قبضہ کرلیا ہے اور عنقریب خاص ایڈریانوپل میں داخلہ کی امید ہے" -

مگر بلغاری سرکاری محکمہ اطلاع خاموش ہے - ایسی گرانقدر و پر امید فتح کے موقع پر خاموشی کے کیا معنے؟

۱۰ - ہزار سروی مع ۴۰ - توپوں کے سقوطری پہنچگئے ہیں اور شریک کولہ باری ہیں -

۱۱ - کربلیر میں سخت جنگ ہوئی - عثمانی فوج نے معتد بجماعت سے مقابلہ کیا اور عثمانی جنگی جہازوں نے مدد دی -

۱۷ - فروری سے حمیدیہ روپوش تھا - مگر ۱۱ - کو ظاہر ہوا - سقوطری سے ۷۰ - میل کے فاصلۂ پر دراز کے سربی لشکر گاہ پر گولہ باری کی - رپوٹر کا بیان ہے کہ کوئی شدید نقصان نہیں ہوا - مگر اس بارے میں ہمارا خاص تار ناظرین پڑھچکے ہیں، اور اب بمبئی کے عثمانی قنصل کو حسب ذیل اطلاع پہنچی ہے:

" حميديه نے پہلے سروي لشكر گاه پر دارزر ميں گوله باري كي - اسكے بعد سينت جان اور ميدوا پر آتش افشاني كرتا رها - دشمنوں نے بڑي بڑي توپوں سے مقابله كيا مگر كچھه نه چلي - يونانيوں كے سات جهازوں ميں سے ايك اُسي وقت غرق هو گيا اور باقي بهي غرق هو چكے هونگے " -

ريوٹر كے ١٥ - كے تار سے بهي اسكي تصديق هوتي هے -

باب عالي كے ١٧- كے تار ميں بيان كيا گيا هے :

١٦- تك ادرنه اور بلير كي حالت ميں كوئي تغير نهيں هوا - چٹلجا ميں هماري فوج دشمن سے كئي بار معركه آرا هوئي سب ميں دشمن كو شكست هوئي - (كيلفك كوئي) پر قبضه كرتے هوے دشمن كو سخت نقصان پهنچايا -

بلقاني اتحاد كا خاتمه

باوجوده اس سخت نگراني كے جو بلقاني اتحاد كے خاتمے كے واقعات و حوادث اب دنيا كے سامنے آگئے خبروں كے اظهار ميں كي جا رهي هے ' هيں - اور يهي هونا تها -

سلانيك كي خانه جنگيوں كے واقعات محتاج تفصيل نهيں - يونانيوں اور سرويوں اور بلغاريوں ميں ادهر سخت خوں ريز جنگيں هوئيں اور دونوں طرف كے صدها آدمي مقتول هوے - ان خبروں كے اخفا كي بڑي كوشش كي جا رهي هے -

١٨ - كو صوفيا سے تار آيا هے كه پارلمينٹ ميں مخالف جماعت نے حكومت كي پاليسي پر تنقيد كرتے هوے كها :

" سروي اور يوناني مفتوحه مقامات ميں بلغاريوں كو گرفتار كر رهے هيں - ان دونوں كے كشور ستانانه حوصله مندیوں كي وجه سے اتحاد بلقان خطره كي حالت ميں هے " -

شاه يونان كا قتل

سب سے زياده اهم خبر اس سلسلے ميں شاه يونان كا ناگهاني قتل هے - اب تك تار نهايت مبهم حالت ميں هيں - آج ٨ - بجے صبح كي خبر تهي كه كسي شخص نے سلانيك ميں طمنچه كي ضرب سے قتل كر ديا - ٢ - بجے اتنا اور اضافه هوا كه وه ايك راه سے گذر رهے تهے كه (اليكو اسكي نس) نامي ايك سوشيلست نے سات نالي كے ايك طمنچه سے حمله كيا - حمله دو گز كے فاصلے سے كيا گيا تها اور قاتل نے اپنا اظهار دينے سے انكار كر ديا -

هم اس امر كو مشتبه سمجهتے هيں كه قاتل سوشيلست تها - كچھه عجب نهيں كه بلغاري يا سروي هو -

صلح

كي نئي شرطوں كا صوفيا كے نيم سركاري اخبار (مبر) نے ذكر كيا تها - اب ١٨ - كے تار ميں سركاري طور پر وه ظاهر هوگئے هيں - صرف گيلي پولي كو مطالبات سے مستثنا كرديا هے - باقي تمام مقامات كا مطالبه هے - نيز تاوان جنگ ' اور بلغاري رعايا كيليے خاص مراعات و رعايات كا -

دول شرائط كے سخت اور قابل ترميم هونے كا اعتراف كرتے هيں -

دول يورپ نے اپني گذشته متفقه يادداشت ميں دهمكي دي تهي ' كه اگر تركي نے صلح منظور نه كي ' تو خود قسطنطنيه اور اور ايشيائي تركي كي حفاظت خطرے ميں پڑ جائيگي ' نيز يه كه آئنده دول سے اميد مداخلت نه ركهي جاے -

كامل پاشا نے عاجزي كا سر جهكا ديا تها ' اسليے وه ايسے هي يادداشتوں كا مستحق تها ' ليكن جب شوكت پاشا نے تلوار كے قبضے پر هاتهه ركها تو اب تك نه تو قسطنطنيه كے خطرے ميں پڑنے كا وقت آيا هے ' نه ايشيائي تركي كے تباه هونے كا ' اور نه اب دول يورپ هي كو مداخلت سے انكار هے ! !

افكار و حوادث

عرصه هوا ' هم نے (الهلال) ميں چند افتتاحي مقالات لكهے تهے ' اور مسلم يونيورسٹي كے خواب گراں كي اُس تعبير سهل كو (جو آنريبل ممبر تعليم كے تعبير نامے سے كميٹي نے حاصل كي تهي) " نشۂ شام كي نصف شب " سے موسوم كيا تها كه :

بنتي نهيں هے بادۂ و ساغر كهے بغير

مگر ياد هوگا كه همارے بعض احباب نے اسے ناپسند فرمايا تها - شايد اسليے كه ايسا كهنا اُن جامهاے هوش افگن كي تحقير تهي ' جنكي پے در پے بخشش نے تشنه كامان صحبت كي يه حالت كردي تهي كه :

حريفان را نه سر ماند و نه دستار !

ليكن وه شراب هي كيا ' جسكا كيف و سرور نصف شب تك بهي ساتهه نه دے ' اور پهلي هي پهر ميں يه حالت هوجاے كه جن هاتهوں ميں كچھه دير پهلے شعلۂ حيات سے لبريز جام تهے ' اب ديكهيے تو شدت اعضا شكني و وفور احتضار خمار سے برف كي سل بنكر رهگئے هيں !

كه زرد اخر شود اين نشۂ من در خمار افتم

بهر حال هم نے اس تشبيه كي صحت پر زياده اصرار بهي نهيں كيا :

سخت شرماے وه ' اتنا نه سمجهتا تها انهيں
چهيڑتا تها تو اوئي شكوه بيجا كرتا

ليكن ٢٨ - دسمبر كو يادش بخير لكهنؤ ميں رات كے " دو بجے " جو خلوت بادهٔ گساري منعقد هوئي تهي ' هم سمجهتے هيں كه اسكي صبح كاذب تو نمودار هوگئي اور صبح صادق ميں بهي دير نهيں - تارے جهلملا رهے هيں ' اور سفيدي پهيلتي جاتي هے - اگر نشۂ شام كي نصف شب خمار ميں بسر نه هوئي تو مان ليجے ميں همارا كوئي حرج نهيں ' اب دو بجے كي پچهلي پهر كي بادهٔ آشاميوں كو ديكهنا چاهيے كه صبح تك سرور قائم رهتا هے يا نهيں ؟

يهي سبب هے كه هم نے گذشته اشاعتوں ميں اس سرگذشت كي سرخي ميں ترميم كر دي - همارے درست " نشه شام كي نصف شب " پر معترض تهے - خير ' اب " نشۂ نيم شبي كي صبح خمار " كو قبول فرمائيں :

اوئي توبات هنسي كي نكلے
خندۂ صبح قيامت هي سهي !

هم نے به تحقيق سنا هے كه اس صحبت كا خاتمه كو دو بجے هوا مگر آغاز بارہ بجے هوا تها - اسليے " نيم شبي " كي تركيب پر اعتراض نه كيجيے -

ليكن جناب (نواب صاحب) قبله كي تحرير گرامي كي نسبت همارے معروضات ابهي باقي هيں - سب سے پهلے تو انكے اس احسان عظيم و جليل كا اعتراف كرنا چاهيے ' جو با وجود علالت و ضعف و نقاهت يه مضمون لكهكر انهوں نے قوم پر كيا ' اور اُس خاموشي كي پوري تلافي هوگئي ' جس كے ليے جلسے ميں وه مجبور كيے گيے تهے - يه مضمون في الحقيقت نواب صاحب كي صداقت شعاري اور حق پرستي كي اُن آيات عظيمه كا ايك شاندار حصه هے ' جو انكي حيات مبارك كو اس دور نفاق اور عصر فساد ميں ممتاز و نمايان كرديتي هيں ' اور جسسے معلوم هوتا هے كه اگر مخالف عناصر كا غلبه ' اور مجبور كن اسباب كي كشاكش نهو ' تو انكا وه تاريخي كيريكٹر هر معامله

میں اپني عظمت کا اعتراف کرانے کیلیے طیار ہے' جسکے لیے انکا زمانۂ قیام حیدرا باد همیشه مشهور رها ہے -

جو سازشي خاموشي و تجاهل' اور جاهلانه و مقلدانه تغافل انکي اس تحریر کي نسبت ظهور میں آیا ' هم بادب عرض کرینگے که نواب صاحب اسپر توجه نه فرمائیں - هم سے زیاده بهتر اور زیاده عملي طور پر انهیں معلوم ہے که حق کي معیت کیلیے اصلي سوال فرض کا ہے' نه که نتیجه کا - اسکي تکمیل نتیجه کي محتاج نهیں ہے ' بلکه صرف اعلان کي - قوم کو ابتک اسکا چهینا هوا دماغ واپس نهیں ملا ہے - وہ مسمریزم کے معمول کي طرح ابتک اپنے اختیار میں نهیں ہے - کسي بات کیلیے غل مچائیے اور ایک هي وقت میں بهت سي آوازیں بلند کر دیجیے ' تو چاروں طرف سے منتشر گله آ آکر جمع هونے لگتا ہے - چپ رهیے تو کسي کو هوش نهیں که کهاں چلنا چاهیے اور کون چرواها ہے ؟

کیا غضب کي بات ہے که سال بهر سے یونیورسٹي کیلیے ایک شور قیامت بپا ہے- جس کو دیکهیے آزادي کے شراب میں بدمست - اخبارون میں یهی ذکر' جلسوں میں اسي کے رزولیوشن ' صحبتوں میں اسي کا چرچا - پهر ۲۶ - دسمبر کو دیکهیے تو معلوم هوتا تها که آزادي کے دیوتا کے یه جانباز پوجاري نهیں معلوم آج کتنوں کا خون کرکے رهیں گے ؟ لیکن جب معامله آخري منزل تک پهنچا اور رهي هونے لگا ' جسکے خوف سے سال بهر تک آزادي کے وکیلوں کو نیند نهیں آتي تهي ' تو سب کو اسطرح فریب کا سانپ سونگهه گیا که :

اب آنکهیں رهتي هیں در در پهر بند !

نادانو ! سال بهر سے چیخ رهے تهے که قوم کي قسمت' چند آدمیوں کے هاتهه میں دینا نهیں چاهتے ' پهر یه کیا تها ' جو چپکے سے آنکهیں بند کرکے تم نے دیدیا ؟

تو داني حساب کم و بیش را !

پهر اس وقت کو بهي جانے دو - کها جاے گا که هوش و حواس هي کس کے درست تهے - لیکن کئي هفتے کے بعد جب قوم کے سب سے بڑے بزرگ اور قابل احترام ربان نے واقعات پر سے پرده هٹایا ' تو اس وقت تک تو ۲۸ - دسمبر لي چهني هوئي عقل واپس آگئي هوگي - پهر بهي کسي کي زبان کهلي ؟ کوئي جلسه منعقد هوا ؟ کوئي رزولیوشن پاس کیا گیا ؟

نواب صاحب قبله مطمئن رهیں - آج لوگ انکي آواز سے بغاوت کرسکتے هیں لیکن کل نهیں کرسکیں گے - البته اس وقت محض تاسف هوگا ' اور آج تلافي مافات کي فرصت باقي ہے -

نواب صاحب قبله کے مضمون سے نئے نئے التشا فات هوے هیں - ابتدائي حصه کو چهوڑ دیتے هیں که وقت کم ہے- صرف ۲۶- سے دیکهیے - رات کو ڈپوٹیشن کے ممبروں کي فهرست مرتب هوئي اور قرار پایا که پچهلے ممبروں کو قطعي طور پر رکها جاے - انکے چلے آنے کے بعد وہ فهرست اوڑا دي گئي ' اور بقول نواب صاحب کے اپنے آبائي وزنے کي تقسیم کي طرح چار آدمیوں نے بیٹهکر جسطرح جي میں آیا باهم تقسیم کرلیا - کها گیا که هماري پارٹي کے نصف اور تمهارے نصف ' چلو جهگڑا ختم هوا :

بردند و برادرانه قسمت کردند

کسي صوبے کي قائم مقامي کا پته نهیں - بنگال سے ایک آدمي نهیں - دهلي سے بهي کسي کو نهیں لیا - پچهلے ممبر صاف الگ کردیے گئے - جن لوگوں سے اپنے ذاتي تعلقات اور دوستیاں تهیں جن جن شهروں میں یه رهتے تهے ' بهي وهاں کے قائم مقام هو گئے -

پهر نواب صاحب سے کها که آپ رزولیوشن طیار کریں ' انهوں نے اس پیري و علالت میں صبح تک جاگ کر رزولیوشن کا مسوده طیار کیا ' اور صبح کو منتظر رهے که حسب وعده لوگ آئیں گے' مگر جلسے میں پهنچے تو وهاں ایسے لوگ موجود تهے ' جو انکے سامنے انکي عدم موجودگي کو موجودگي سے تعبیر کرنے کے بے امان حربے سے آراسته تهے !

پهر جب نواب صاحب نے اختلاف کرنا چاها تو انکو روکا ' اور اصرار کیا که خاموش رهیں - اسمیں کوئي شک نهیں که رزولیوشن کے مجوزیں میں نواب صاحب کے بهي شامل هونے کي فریب دهي نے لوگوں کو اور زیاده مطمئن اور خاموش کردیا تها -

نواب صاحب قبله نے اس موقعه پر قوم سے معذرت کي ہے که وہ باایں همه حالات خاموش نه رهتے' مگر کچهه تو شب بیداري کي تکلیف و قدرتي ضعف و نقاهت کے سبب سے وہ فهرست کے نامون کو غور سے نه سن سکے' اور کچهه اس خیال سے بهي خاموش رهگئے که مخالفت اس موقعه پر موجب تفریق و نزاع هوگي - اور پهر بصورت غلطي بعض نهایت درد انگیز لفظوں میں قوم سے معافي مانگي ہے' جنکو پڑهکر همارے دل پر سخت چوٹ لگي اور بے اختیار آنکهوں میں آنسو آگئے - اول تو جس قوم کي یه حالت ایسي افسوس ناک هو' جیسي که انکے مضمون کے ساتهه تغافل کرنے میں نظر آرهي ہے' وہ اسکي مستحق هي کب ہے که نواب صاحب قبله کي زبان مبارک اسے آگے معافي خواه هو؟ اور پهر جو کچهه هو' هم تو انکو یقین دلاتے هیں که انکي خاموشي پر کوئي اعتراض نهیں کیا جاسکتا - انکي مجبوریاں واضح هیں - هم نے خود اسوقت محسوس کیا تها که کرسي کي نشست انکے لیے سخت تکلیف ده ہے - وہ بیٹهه نهیں سکتے اور گرانبي سر کي شدت سے مضطرب الحال هیں - ایسي حالت میں مشکل تها که کار زباني کے احتساب کا وقت پاتے - بالفرض اگر یه کوئي غلطي بهي تهي تو اس مضمون کي اشاعت کے بعد اسکي تلافي هوگئي - وہ جسے درد انگیز لفظوں میں قوم سے رخصت هونا چاهتے هیں! حالانکه کمبخت قوم کے پاس انکے بعد اور کیا ہے ؟ الله تعالے انکے انفاس مبارک میں برکت دے اور ابهي عرصے تک انکا سایه همارے سر پر قائم رکهے - وہ فرماتے هیں که آئنده سے میں نه کسي جلسے میں شریک هو سکونگا اور نه کوئي تحریر هي لکهه سکونگا - میں کهتا هوں که آپ دو ان لوگوں میں هیں ' جنکا صرف قوموں میں رهنا هي قوموں کي عزت و عظمت کیلیے کافي ہے - هم کا یهاں سوال نهیں -

ترکي فتح

— * —

چتلجا لائن پر ایک خونریز جنگ

— * —

قسطنطنیه ۱۹ مارچ

آج کا سرکاري بیان ہے که چتلجا میں پیدل سپاه کے ساتهه سخت خونریز جنگ کے بعد ترکوں کو شاندار فتح حاصل هوئي -

مزید یه که ترکي سپاه تمام چتلجا لائن پر دشمن کے ساتهه مستعدي سے مصروف جنگ ہے -

الهلال

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

ا ملة واجبتها

— * —

خلیفہ کہ مامون الرشید ، عباسی

اور

الزام قتل حضرت امام رضا (ع)

— * —

از مولانا محمد حسین صاحب (ایڈیٹر دارالسلطنت طہران)

— * —

الہلال نمبر ۸ - جلد ۲ - مورخہ ۱۹ - کے صفحہ (۱۳۸) کے دوسرے کالم میں بعنوان " اعلان " یہہ تاریخی غلطی دیکھکر مجمع سخت حیرت ہوئی کہ جناب سید علی غضنفر صاحب نے مامون الرشید عباسی کو حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ الصلوۃ والسلام کا قاتل قرار دیا ہے - تمام صحیح تاریخوں نے (جنکے نام گنادینے مجمع اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے ضرورت نہیں) مامون الرشید کو معجب اهل بیت ظاہر کیا ہے اور حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ السلام کو اپنے بعد خلیفہ قرار دینے کا ذکر کیا ہے - ایسے جلیل القدر خلیفہ اور معجب اهل بیت پر حضرت امام کو " مہمان بلاکر دغا سے شہید " کرنیکا الزام لگانا ' اس شخص کو اور نیز حضرت امام کے زہر مطہر کو تکلیف دینا ہے - اگر جناب کو فرصت ہو اور الہلال کے بیش قیمت کالموں میں تھوڑی گنجائش نکل سکے ' تو براہ کرم اس تاریخی مسئلہ پر کچھہ تھوڑا سا تحریر فرماکر ممنون فرمائیں -

قطع نظر اس تاریخی غلطی کے عنوان اعلان کے تحت میں اس بے محل واقعہ کا بیان کرنا جسقدر صاحب اعلان کی حوش مذاقی ظاہر کرتا ہے ' اسکا ذکر خارج از بیان ہے - ایک جلیل القدر مسلمان بادشاہ اور ابن عم رسول اللہ صلعم کو برا کہکر ہمارے جذبات سے اپیل کرنا کہ " ایک مجلس عزاے حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ السلام منعقد کریں اور روزیوں کے ساتھہ مامون الرشید کے گناہ کو بھی برا کہکر ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کریں اور اسطرح ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں " کس قدر غلط و نامعقول و فتنہ انگیز طریقہ ہے ؟

الہلال

میں جناب سے اس خیال میں بالکل متفق ہوں کہ مولوی سید علی غضنفر صاحب نے اظہار مقصد کیلیے اچھا پیرایہ اختیار نہیں کیا ' حالانکہ انکے اختیار میں تھا - وہ بغیر ایک مختلف فیہ تاریخی الزام کو چھیڑ نے کے ' اپنا مقصد اچھی طرح انجام دے سکتے تھے -

میں مصلحت عمومی کا قائل ہوں ' مگر اسکا قائل نہیں کہ کسی حرف سے تاریخی تحقیقات و مذاکرات و مناظرات کا دروازہ بند کردیا جاے - تاہم غالباً سید علی غضنفر صاحب ایک مفید وقت اور نافع عموم اهل اسلام تحریک کی دعوت دے رہے تھے - مناظرہ نہیں کررہے تھے - وہ وقت گذشتہ الزاموں کی یاد تازہ کرنے کا نہ تھا -

تاہم معاف کیجیے - آپ کو بھی اسپر برہم ہونے کی چنداں ضرورت نہ تھی - دیکھیے ' مستر امین الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے گذشتہ اشاعت میں اپنا تمام وقت اصل تحریک کی نسبت کس طرح مشورہ دینے میں صرف کیا ' اور ان امور سے غض بصر کرکے اس غلطی کی پیروی نہ کی ' جو سید صاحب سے ہوئی تھی -

بہر حال اب آپنے پوچھا ہے تو کیا کروں اگر جواب نہ دوں ؟ زیادہ سر دست ان بحثوں کی ضرورت نہیں دیکھتا -

واقعہ شہادت حضرت امام رضا (ع)

— * —

حضرت امام (علی بن موسی الرضی) علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلوۃ و السلام کی وفات کا واقعہ آج ہی نہیں ' بلکہ غالباً واقعہ کے وقت ہی سے مشتبہ رہا ہے - عام تاریخوں کا ابتدائی بیان تو یہ ہے :

و کان سبب موتہ انہ	انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ انگور
اکل عنباً ' فاکثر منہ '	بہت کثرت سے کھا لیے تھے ' جسکو
فمات فجاۃ - (مختصر	نے نقصان پہنچایا اور یکایک انتقال
الدول صفحہ ۲۳۳)	فرما گئے -

لیکن یہ سبب اسقدر مہمل اور بے معنی ہے کہ کوئی شخص تسلیم نہیں کر سکتا -

پس اسمیں شک نہیں کہ آپکو انگور میں زہر ملاکر دیا گیا - جس طرح آجکل کی سرکاری خبریں ہوا کرتی ہیں ' اسی طرح سرکاری اعلان میں انتقال کی وجہ یہ بیان کی گئی ہوگی کہ زیادت سے انگور کھا گئے تھے !

اس امر کی اسی زمانے میں کافی شہرت ہوگئی تھی کہ انتقال زہر کی وجہ سے ہوا - چنانچہ (کاتب عباسی) سے لیکر ابن اثیر وغیرہ تک ' سب زہر خورانی کو تسلیم کرتے ہیں ' اور اسکی نسبت خاص خاص تفصیلات بھی بیان کرتے ہیں -

الزام قتل کا اصلی منشا

لیکن زہر اس نے دیا ؟

انصاف یہ ہے کہ اس بارے میں (مامون الرشید) کا دامن مشتبہ ضرور ہے ' اگرچہ ہمارے پاس دلیل قطعی کوئی نہیں دونوں پہلو قوی ہیں ' اور سوء ظن سے اجتناب شاید قرین احتیاط سمجھا جاے -

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تاریخ کی راہ مذہبی عقیدت اور حسن ظن کی متحمل نہیں ہوسکتی - یہاں بعث " ابن عم رسول اللہ " (صلعم) کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان حکمران مامون الرشید نامی شخص کی نسبت ہے -

انتقال خلافت اور عباسیہ کی بربادی

اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ - ہجری میں مامون الرشید نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد کسی شخص کو ولی عہد مقرر کردے - اس غرض سے اس نے تمام بنی عباس و علویین کو جمع کیا اور کچھ عرصے کے غور و فکر کے بعد ایک مجلس منعقد کرکے حضرت امام (علی بن موسی الرضی) کی ولی عہدی کا اعلان کردیا :

انہ نظر فی بنی العباس	اس نے تمام خاندان عباس و علی
و بنی علی ' فلم	پر نظر ڈالی ' لیکن کسی شخص کو اس

يجد احداً افضل ولا ارزع ولا اعلم من علي بن موسي - فلذلك عقد له العهد من بعده -

علي بن موسي سے بڑھکر صاحب علم و تقوی نه پایا - پس انهي کو اپنے بعد ولي عهد خلافت مقرر کیا -

عباسیوں کا لباس رسمي سیاه تها ' اور مملوکوں کا سبز - بیعت کے بعد اُس نے احکام جاري کیے که آج سے سیاه لباس ترک کردیا جاے اور تمام فوج و اعیان ملک سبز لباس اختیار کریں -

اس واقعه نے تمام عباسیوں اور بني هاشم میں برهمي و غیظ و غضب کي آگ بھڑکا دي - لوگوں نے علانیه کهنا شروع کیا :

لا یخرج الخلافة منا الي اعدائنا !

یه ممکن نهیں که خلافت همارے هاتهه سے نکلکر همارے دشمنوں (سادات و علویئین) کے هاتهه میں چلي جاے -

(مامون) خراسان میں تها - دارالخلافت بغداد میں تمام لوگ اسکي طرف سے پھر گئے - یهاں تک شورش بڑهي که علانیه اسکي بیعت توڑ کر اسکے چچا (ابراهیم بن المهدي) کے هاتهه پر بیعت کي - (مبارک) کے لقب سے وه تخت پر متمکن هوا - (اغاني) نے لکها هے که چونکه ابراهیم شعر و موسیقي میں درجهٔ امتیاز رکهتا تها ' اسلیے مشهور شاعر (ابو فراس بن حمدان) نے یه شعر لکها :

منکم علیة ام منهم ' و کان لکم
شیخ المغنین ابراهیم ام لهم ؟

مامون کا تشیع اور ایثار

مامون الرشید نے عباسیه کے استحقاق خلافت کے ایسے عظیم الشان اور بنیادي مسئله میں کیوں تغیر کیا ؟ اور کیوں بني هاشم و عباسیه کي دشمني مول لي ؟

میں ایک لمحه کیلیے بھي اسکو تسلیم نهیں کرسکتا (جیسا که برادران شیعه کا خیال هے) که یه محض ایک مکر و خدع اور حضرت امام کو شهید کرنے کي ترکیب تهي - اگر مامون کے تشیع اور محبت اهل بیت کي واقعیت سے انکار بھي کردیا جاے ' جب بھي یه سوال باقي رهتا هے که ایسا کرنے کي اسکو ضرورت هي کیا تهي ؟ اگر کسي سبب سے (حالانکه وه معلوم نهیں) حضرت امام کو وه شهید هي کرنا چاهتا تها ' تو کیا اسکي یهي تدبیر تهي که ایک ایسا عظیم الشان تغیر مسئله خلافت میں کرے ' اور تمام دنیا کو اپنا دشمن بنا لے ' پھر اُسکے بعد انکو شهید کرا دے ؟

اصل یه هے که مامون کي محبت اهل بیت اور مذاق تشیع سے انکار کرنا ' تاریخ کي شهادات موثقه کي بلا وجه توهین هے - اُسنے (برامکه) کي گودوں میں پرورش پائي تهي جو شیعه تهے - عجمیوں کي سوسائٹي میں رها ' اور اس وقت تک شیعیت کو سیاسي لحاظ سے مخصوص بعجم سمجھنا چاهیے - تخت نشین هونے کے بعد بھي اسکا ساتهه (خاندان سهل) کے ساتهه رها اور یه شیعه تهے - اُس نے اعلان کردیا تها که " جو شخص معاویه کو اچها کهے گا ' دائرهٔ اطاعت سے باهر هے " (متعه) کي حلت کا جیسا شدید اور جارحانه حکم اُس نے دیا تها ' وه تاریخوں میں موجود هے - حضرت امیر علیه السلام کي افضلیت کي نسبت اسکے مباحثے طول طویل هیں -

خلیفه عمر ابن عبد العزیز نے باغ (فدک) سادات کو دیدیا تها ' مگر پھر اسکے بعد انکے قبضے میں نهیں رها - مورخین نے تصریح کي هے که مامون الرشید نے دو بارہ سادات کو واپس کردیا که انهي کا حق هے -

تمام عباسیه میں اسي کا عهد هے که سادات و علویئین کي قدر و منزلت ' حتی که ملکي عهدوں پر فائز هونے کے واقعات نظر آتے هیں - اسکے زمانے میں سادات نے متعدد فوجي تحریکیں دعوئے خلافت کے ساتهه شروع کیں ' مگر مامون نے همیشه درگذر ' عفو ' اور نرمي و آشتي سے کام لیا - حالانکه ظاهر هے که وه (سفاح) اور (رشید) کا جانشین تها ' اور اسي تخت پر بیٹھا تها ' جس پر (متوکل) بیٹھنے والا تها -

پس حضرت امام کو ولي عهد مقرر کرنے کا اصلي سبب قوي ' محبت اهل بیت اور ولوله شغف خاندان علي کے سوا اور کچهه نهیں هوسکتا -

ایک اور سیاسي سبب

البته صرف ایک سبب اور هے ' جو اسکے ذیل میں بیان کیا جا سکتا هے ' اور میں اسکو سیاسي نظر سے رفیع سمجھتا هوں - یعنے (عجمي) اقتدار کي افزایش ' اور عربي قوت کو ضعیف کرنے کي تحریک ' جو في الحقیقة ... اغاز عهد عباسیه سے شروع هوگئي تهي - برامکه ' آل نوبخت ' اور خاندان سهل وغیره یکے بعد دیگرے اسکے ارکان و دهات میں سے رهے ' اور خود مامون کا وجود عجمي اثر کي فتح یابي کا ایک واقعه تها - هارون الرشید کے زمانے میں جب (امین) اور (مامون) کي ولي عهدي کي رقیبانه کشمکش هو رهي تهي ' تو وه در اصل عجم و عرب کي منافست و مسابقت کي معرکه آرائي تهي - مامون کي کامیابي نے عجمي اقتدار کو قائم کردیا ' اور سادات و علویئین کي طرفداري ' اس وقت تک عجم کا سیاسي مذهب تها -

طبري ' ابن اثیر ' ابن عبدرب ' اور مغربي وغیره نے تصریح کي هے که حضرت امام رضا کي ولي عهدي کا معامله در اصل (فضل بن سهل) کے هاتهوں انجام پایا -

پس اس ولي عهدي کا ایک دوسرا سبب قوي یه بھي تها که اسکے ذریعه بني هاشم و عموم عرب کا زور توڑا جاے ' اور عجمي اقتدار همیشه کیلیے تخت خلافت پر قابض و محیط هو جاے -

بهر حال سبب کوئي هو ' مگر یه ولي عهدي ایک سچي خواهش اور ارادے کا نتیجه تهي - مکر و خدع اور حیله تراشي نه تهي ' گو اور صدها موقعوں پر ایسا بھي هوا هو -

ولي عهدي کے بعد

البته اصلي سوال یه هے که جب (امام رضي) کي ولي عهدي کا اعلان هوگیا ' اور اسکي وجه سے تمام بغداد میں برهمي پھیل گئي ' حتی که مامون کي خلافت بھي قائم نه رهي ' اور اسکي بیعت توڑکر لوگوں نے ابراهیم مبارک کو تخت پر بٹها دیا ' تو یه مخدوش اور تخت خلافت کو الٹ دینے والا رنگ دیکهکر مامون مجبور تو نهیں هو گیا که اپني حکومت اور ذات کے تحفظ کیلیے اُس سبب کا انسداد کردے ' جس کي وجه سے یه تمام نتائج پیدا هوے هیں ؟

شخصي حکمرانوں کیلیے اعتماد کرني چیز نهیں

شخصي حکومتوں کي حالت اس بارے میں بالکل نا قابل اعتماد هے - منٹوں اور لمحوں کے اندر تغیرات هو جاتے هیں ' اور کسي حالت کو دوام و قرار نهیں هوتا - شخصي حکمرانوں کے سر پر تاج هوتا هے ' مگر پهلو میں دل نهیں هوتا - انکے تمام جذبات "تاج" کي حفاظت کے ما تحت هوتے هیں اور اس بارے میں وه گویا انسان کي عام فطري جبلت کے علاوه ایک نئي جنس خاص بنجاتے هیں - محبت و عداوت ' احسان و ممنونیت ' رشته داري و تعلقات نسل ' اور اس قسم کے وه تمام جذبات ' جنکو اخلاق ' فطرة انساني میں داخل بتلاتا هے ' انکے لیے بالکل بے اثر هیں ' اور اسمیں شک نهیں که اس بارے میں وه ملامت کے مستحق نهیں بلکه رحم کے حقدار هیں - انسان پر سب سے زیادہ غالب جذبه ' حفظ نفس اور جلب نفع کا هے - اسکے تمام اعمال ارادي کا محور یهي جذبه هے - شخصي

فرماں روائي کا تاج گو لعل و جواهر کا هوتا هے ' مگر اسکے اندر هاتهوں اور خطروں کے کانٹے بهرے هوتے هیں -

منصور نے (ابو مسلم) کے ساتهه کیا کیا اور اس نے دیا دیا تها ؟ اس نے چهه سو برس تک رهنے والي حکومت دلائي اور منصور چند لمحوں کي زندگي دینے پر بهي راضي نه هوا ! (هادي) کي موت کا واقعه بهلایا نهیں جا سکتا ' جو اسي خاندان کا واقعه هے - (برامکه) کے ساتهه (رشید) کا جو کچهه تعلق تها ' وه محتاج تشریح نهیں - اور سب باتوں سے قطع نظر کیجیے - خود تخت خلافت کے ملنے میں (یحیی برمکی) کي مساعی کیسي عظیم و یاد گار تهیں ؟ مگر اس شخصي حکومت اور پولیٹکل مجبوري نے جو کچهه (رشید) سے کرایا ' وه تاریخ عباسیه کا ایک مشهور افسانهٔ غم هے - (امین) مامون کا بهائي تها - جب قید خانے میں اسپر تلوار چلائي گئي تو اس نے تکیے کو ڈهال بنا کر کہا : " انا ابن عم رسول الله ! انا ابن هارون ! انا اخو المامون ! الله الله في دمي ! الله الله في دمي ! ! " میں رسول الله کے چچا کا فرزند هوں ! هارون کا بیٹا هوں ! مامون کا بهائي هوں - ظالمو ! میرے ساتهه یه کیا کر رهے هو ؟ لیکن کچهه نه چلي اور بالاخر قتل کر دیا گیا - (ذری الریاسیین) نے (مامون) کے ساتهه رهي کیا تها ' جو (ابو مسلم) نے منصور کے ساتهه ' (بیرم) نے (اکبر) کے ساتهه ' اور (میر جمله) نے (عالمگیر) کے ساتهه ' مگر بالاخر جب اسکا اقتدار بڑها اور (ابو مسلم) کي سي حالت پیش آئي ' تو اُسي حکومت کے تحفظ کیلیے (جو اسکي سعي سے ملي تهي) مجبور هوا که چند آدمیوں کو بهیجکر حمام میں قتل کرا دے !

(طاهر) ذوالیمنین کے ساتهه بهي اسکو ایسا هي سلوک کرنا پڑا - خاندان آل عثمان کي تاریخ پڑهیے - آخر وه بهي تو انسان تهے ' جنهوں نے اپني اولاد کو قتل کرایا ' اور بهائیوں کے قتل کے واقعات کو تو کون شمار کر سکتا هے ؟

(شاهجهان) اور (اورنگ زیب) اسي کمبخت شخصي حکومت کیلیے جن کاموں پر مجبور هوے ' انکے لیے دور جانے کی ضرورت نهیں -

هم جب اُن لوگوں کي نسبت بحث کرتے هیں ' تو همارا هاتهه اپنے دل پر هوتا هے ' جو نسي کے تلوے میں کانٹا چبهے تو تڑپ جاتا هے - اُس دل کو بهول جاتے هیں جسکو چتر شاهي اور تاج حکومت کے سایے میں پتهر اور لوهے کا بنکر رهنا پڑتا هے -

اس بارے میں خود (مامون) کا کیریکٹر همارے سامنے هے - هم نے اُن واقعات کي طرف سر سري اشاره کیا نه تفصیل کي گنجایش نهیں - آپ براه کرم تاریخوں پر نظر ڈال لیں -

مامون کے طرز عمل میں انقلاب

دیکهیے - (مامون) کي محبت اهل بیت اور میلان تشیع اس قدر بین ' اور اسکي صداقت کیسي نا قابل انکار هے ؟ سنه ۲۰۱ - هجري میں اُس نے خود هي سیاه لباس کي ممانعت کرکے اور سبز لباس لازمي قرار دیکر تمام خاندان کو دشمن بنا لیا تها ' لیکن بالاخر جب مجبور هوا ' تو چهه برس کے بعد بالکل اسکے متضاد اور برعکس حکم جاري کیا که " تمام سادات اپنا ممتاز لباس سبز ترک کرکے ' اسکي جگه آل عباس کا سیاه لباس اختیار کریں ' اور آئنده سے دربار میں انکر آنے کي اجازت نهیں "

غور فرمائیں که (مامون) کے طرز عمل میں یه کیسا عظیم الشان انقلاب تها ؟

مـامون کي مشکـلات

حقیقت یه هے که (مامون) کے الفت و محبت اهل بیت

دوام میں تو کوئي شک نهیں ' لیکن خاندان عباسیه کي مخالفت اور بوهمي نے اسکو مجبور کر دیا - ورنه وه خود اپني راے پر قائم اور مستقیم تها -

زبي عهدي کے واقعه نے تمام بغداد میں بغاوت پهیلا دي تهي اور (ابراهیم) کے هاتهه پر بیعت بهي لي جاچکي تهي ' لیکن (ذري الریاستین) کي دربار خلافت پر حکومت تهي - اس نے (مامون) کو ملک کي حالت سے بے خبر رکها - کوئي شخص بغیر اسکے حکم کے کوئي خبر مامون تک نهیں پهنچا سکتا تها - هرثمه نے جرأت کي ' مگر (ذري الریاستین) کے دسائس کا شکار هوا - یهاں تک که (حسن بن سهل) مقابلے کیلیے روانه هو گیا ' اور پهر بهي (مامون) کو یهي خبر دي گئي که "ابراهیم بغداد میں نائب الریاست کي حیثیت سے کام کر رها هے ' کوئي خدشے کي بات نهیں "

امام رضا کا مامون پر احسان عظیم

یه حالت دیکهکر امام (علي رضا) سے صبر نهوسکا - وه ایک دن گئے اور مامون سے کہا :

یا امیر المومنین ! ان الناس ببغداد قد انکروا علیک مبایعتي بولایت العهـد و تغییر لباس السواد ' و قد خلعوک و بایعوا عمک ابراهیم بن المهدي (الفخري صفحه ۲۰۰ -)	یا امیر المومنین ! بغداد میں لوگ آپ کے مخالف هوگئے هیں - اس سبب سے که آپنے مجهکو ولي عهد مقرر کیا ' اور سیاه لباس کي جگهه سبز لباس پهننے کا حکم دیا - انهوں نے آپکي بیعت تو دي هے ' اور آپکي جگهه آپکے چچا ابراهیم بن مهدي کے هاتهه پر بیعت کرچکے هیں -

اب (مامون) کي آنکهیں کهلیں - وه اب تک (ذري الریاستین) کے هاتهه میں اسي طرح ایک عضو معطل تها ' جیسا که عرصے تک (اکبر) بیرم کے هاتهه میں رها تها - اسکو اپني بے خبري اور معطلی کے حس کے ساتهه اُس طوفان هلاکت کا بهي علم هوا ' جو اهل بیت کي محبت اور امام رضا کي ولي عهدي کي بدولت اسکي طرف بڑهرها تها -

تاریخ مشاهدے کا نام نهیں هے ' بلکه روایت کا ' اور پهر قرائن و تجسس ' ظنون غالبه ' اور بحث و تعلیل کا - غور کرنا چاهیے که قدرتي طور پر (مامون) اس وقت ان خیالات سے دوچار هوگا ؟ اور حفظ حکومت و نفس کے کن مصالح وقت کو پیش نظر کر دیا هوگا ؟

دسیسهٔ قتل ذري الریاستین

اُس نے کیا جو هر شخصي حکمران ایسے موقعه پر کرتا هے - ایک جماعت باهر کے لوگوں کي (ذري الریاستین) کے پیچهے لگا دي :

فدس جماعة علي الفضـل ' فقتلـوه في الحمام ثم اخذ هم وقد مهم لیضرب اعناقهم فقالوا له : " انت امـرتنـا بذلك ' ثم تقتلنا ؟ " فقال لهـم : " انا اقتلکم باقرارکم ' واما ما اراد عیتموه علی	پس مامون نے ایک جماعت فضل کے قتل کیلیے خفیه لگا دي ' جنهوں نے اسکو حمام میں قتل کر ڈالا - پهر مامون نے قاتلوں کو پکڑوا بلـوایا ' اور قتـل کا حکـم دیـا - اسپـر انهـوں نے کهـا که " خـود آپ هي نے تو هـم کـو حکم دیـا تهـا که اُسے قتـل کـردیں - جب اسکي تعمیـل کي تـو اب هم کو اولٹـا قتل کیـا جاتـا هے ؟ " لیکـن مـامـون نے اس قانـوني پیـچ سے انکـو چپ کرادیـا که " تمهـارا جـرم تو

ن اني امرتكم
الك ' فدعوى
س لها بينة " ثم
رب اعناقهم وحمل
يهم الى الحسن
ن سهل ز كتب
نزله ويوليه مكانه -

ثابت هے که خود قتل کا اقرار کرتے هو - رها میرا حکم دینا ' تو یه محض تمهارا دعوا هے ' جس کے لیے کوئي دلیل نهیں ! " بهر حال انکو قتل کردیا اور انکے سروں کو حسن بن سهل کے پاس بهجوا یا اور فضل کے مرنے پر تعزیت کي اور اسکي جگهه اسکو مقرر کیا -

در حقیقت (مامون الرشید) کي اصلي حکومت اسي دن سے رزع هوئي هے ' جس دن امام علي رضا نے اسکو ملک کي حالت ے باخبر کیا ' اور یه انکا حکومت مامولي پر ایک احسان عظیم هے - یونکه اگر (ذي الریاستین) تهوڑے دن اور زنده رهتا ' تو مامولي لافت کا بالکل خاتمه تها -

بهر حال (مامون) نے ملکي شورش کا پهلا علاج تو یه کیا - اب اسکے بعد اس شورش کي علت اصلي ' یعني خلافت کا خاندان عباسي سے سادات میں منتقل هونا ' اور امام علي رضا کي ولي عهدي کا مسئله درپیش تها -

حادثهٔ شهادت امام رضا

مامون کو معلوم هوگیا تها که میں سادات کي دوستي کے ساتهه جسي طرح تخت خلافت پر قائم نهیں رهسکتا - عباسیوں نے ابراهیم کے هاتهه پر بیعت کرلي هے ' اور اگر اسکو شکست دے بهي دیگئي ' جب بهي یه فتنه ایسا نهیں هے جو پهر نه اُبهرے -

(ذي الریاستین) کي قوت پر اسکو بڑا بهروسه تها ' لیکن مجبوراً خود هي اُسے هاتهه سے کهونا پڑا - پس اسکے سوا اب چاره نه تها که عباسیوں کي خواهش کے آگے سر جهکا دیا جاے اور جس علت نے شورش پیدا کي هے ' اسکو دور کرکے تلافي مافات کي جاے -

سفر کرتے هوے سنه ۲۰۳ - میں (مامون) طوس پهنچا ' اور چند دنوں یهلیے ٹهر گیا که (هارون الرشید) کي قبر یهیں تهي - حضرت امام علي رضا بهي اسکے ساتهه تهے - دفعةً بیمار هوے اور دفعةً انتقال کرگئے - صورت کي علت مسموم انگوروں کا کها نا ایک مسلم واقعه هے -

مامون نے انکي وفات پر نهایت سخت ماتم کیا ' یهاں تک که تین دن تک قبر کي مجاوري کي -

جنازے کے ساتهه ننگے سر چلکر مشائعت کي اور حکم دیا که (هارون الرشید) کي قبر کهود کر اسي میں اُنکو دفن کیا جاے ' تاکه انکي برکت سے رشید کي مغفرت هو -

خاندان اهل بیت کے مشهور مداح (دعبل) نے اسي واقعه کي نسبت هجو لکهي تهي :

ما ینفع الرجس من قرب الذکي ' ولا
علی الذکي بقرب الرجس من ضرر

واقعات کا یهي حصه هے ' جهاں پهنچکر مامون کا دامن مشتبه هو جاتا هے ' اور قرین قیاس و عقل معلوم هوتا هے که اس نے جو سیاست (ذي الریاستین) کے ساتهه برتي تهي ' وهي امام علي رضا کے ساتهه برتنے پر مجبور هوگیا هو -

یه تو یقیني هے که عباسي شورش کے بعد (مامون) کے اس طرز عمل میں پورا تغیر هوگیا تها جو اس سے پهلے سادات و علویئن کے ساتهه تها - شعار علویئین (لباس سبز) کے اختیار کرنے میں اسکا اهتمام بلیغ اوپر گذرچکا هے - جب سنه ۲۰۴ - میں خراسان سے بغداد پهنچا ' تو خود اسکا اور اسکے هاتهیوں کا لباس سبز تها - جو لوگ دربار میں آتے تهے ' وه بهي سبز لباس هي پهنے هوتے تهے -

آٹهه دن تک یه حالت قائم رهي - لیکن جب اُس نے دیکها که عباسي اس طرز سے سخت اعتراض کررهے هیں ' تو معا حکم دیدیا که لباس بالکل بدل دیا جاے اور وهي پرانا عباسي شعار ' یعني سیاه رنگ کے کپڑے سب پهن لیں !

واقعه کا دوسرا پهلو

— * —

یهاں تک هم نے جو کچهه لکها ' وه (مامون) کي شرکت قتل کے قرائن اور قیاسات تهے ' جنکو سادہ و قدرتي ترتیب کے ساتهه هم نے پیش کر دیا -

لیکن اسکے ساتهه هي ایک دوسرا پهلو بهي تاریخي وقعت ' اور قرائن عقلي کي تقویت ' دونو چیزیں رکهتا هے ' اور انصاف کے خلاف هے که اسکي طرف سے آنکهیں بند کرلي جائیں -

(مامون) مصلحت وقت کي وجه سے مجبور هوگیا تها - امام علی رضا کا دشمن نه تها - لیکن تمام عباسي تو ولي عهدي کے بعد قطعي انکے جاني دشمن هوگئے تهے - پهر کیا عجب هے که انکے اور مامون کے مخالفین نے خود کوئي سازش کي هو ' اور انگور میں زهر ملا کر دیدیا هو ؟

جو مورخین (مامون) کي شرکت قتل کے مخالف هیں ' وه اسي پر زور دیتے هیں که مخالفین مامون و حضرت رضا نے ایک سازش کرکے یه معامله انجام دیا -

مخالفین امام قتل

انکے دلائل کي وقعت سے بهي انکار نهیں کیا جاسکتا - سب سے زیاده قدیم راے اس بارے میں مورخ یعقوبي مشهور به (ابن واضح کاتب عباسي) کي هے - وه تیسري صدي کا مشهور مورخ هے ' اور عهد مامولي کے تمام واقعات خود اُس عهد کے لوگوں سے روایت کرکے بیان کرتا هے - اسکا بیان هے که یه سازش (علي بن هشام) کے کي تهي - مامون کو اس سے کوئي تعلق نهیں تها -

(ابن اثیر) بهي اس واقعه سے انکار کرتا هے ' اور بعد کو جتني تاریخیں لکهي گئیں ' سب میں شرکت مامون کے خیال کو (قیل) کے ساتهه لکها هے ' اور اسکي صحت پر زیاده زور نهیں دیا هے -

(یعقوبي) کي شهادت کو اس لیے قوي سمجها جاتا هے که وه بظاهر شیعیت کي طرف مائل نظر آتا هے - ڈاکٹر اڈورڈ ماندیک (جو ایک بے طرف اور مسیحي مصنف هے) اکتفاء القنوع میں لکهتا هے : " کان یمیل فی عرضه الي الشیعه " - مغرب عهد اور تقدم زمانه اسپر مستزاد هے -

البته متاخرین میں (فخر الدین ابن الطقطقي) نے زیاده پهیلاکر اور ایک حد تک قوي لب و لهجه میں اس الزام کو لکها هے - لیکن اسکي نسبت مخالفین الزام دے سکتے هیں که وه عباسیه کا سخت مخالف تها - حتی که قتل معتصم اور فتنهٔ تاتار و بربادي بغداد کے واقعه پر بهي چنداں متاسف نهیں -

حاصل تحقیق و تفتیش

بس ایسي حالت میں سچ یه هے که کسي خاص پهلو کو ترجیح دینا مشکل هے - واقعه کي نوعیت اور اسکے گرد و پیش کے حالات اس طرح کے هیں که (مامون الرشید) کا پوزیشن مشتبه ضرور هے - اور ساتهه هي یه بهي ممکن هے که عام مخالفین امام نے یا بقول (ابن واضح) علی بن هشام نے ایسا کیا هو -

بهر حال کوئي قطعي راے بحالت موجوده نهیں دي جا سکتي - همارے نزدیک دونوں پهلو ممکن الوقوع هیں -

بحالت موجودہ ہم نہیں سمجھتے کہ با ہم دگر الزام دھي میں کیوں وقت ضائع کریں ؟ اگر (مامون) سے فی الحقیقت یہ جرم سرزد ہوا تو اللہ کي عدالت کھلنے والي ہے اور وہاں آپکي یا میری وکالت کي ضرورت نہیں - اگر نہیں ہوا تو بخشدو اور بھول جاؤ - ملاعنہ روسیہ کے مظالم کي ٹیس اس واقعہ کے یاد کرنے پر موقوف نہیں - آج جو کچھہ ہو رہا ہے ' جب اُس سے ہمیں عبرت حاصل نہیں ہوتي ' تو کل جو کچھہ گذر چکا ہے ' اسکے دھرانے سے کیا فائدہ ؟

جس وجود مقدس کي ولي عہدي کي تبریک میں (ابو نواس) نے یہ اشعار کہے تھے ' آج اسکی قبر مبارک کا گنبد شکستہ ہو چکا ہے اور تمام اسلامي دنیا خاموش ہے :

مطهرون نقیات جیوبهم
تجري الصلوة علیهم اینما ذکروا
من لم یکن علوي الحین تنسبه
فما له في قدیم الدهر مفتخر
الله لما بري خلقا فاتقنه
صفا کم و اصطفاکم ایها البشر
فانتم الملا الاعلی ' وعندکم
علم الکتاب و ماجاءت به السور

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کي رسید

متعدد مقامات سے بکثرت خطوط اس مضمون کے آ رہے ہیں :

" ہم نے چندہ ہلال احمر کا روپیہ جمع کرکے بعض صاحبوں کے سپرد کیا انہوں نے بیان کیا کہ براہ راست قسطنطنیہ روانہ کر دینگے - اب وہ ایک چھپي ہوئي رسید دکھلاتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئي ہے ' مگر ہم لوگوں کو اطمینان نہیں - کوئي ایسي شناخت بتلائي جاے ' جس کے ذریعہ اصلی رسید کو پہچان سکیں "

(الهلال)

شناخت کیا بتلائي جاے - انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کي ایک رسید کا بعینہ عکس چھاپ دیا جاتا ہے - اسے دیکھہ لیجیے اور خدا را مشتبہ اور خدشے کے مواقع سے بچیے :

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کي رسید

اصلي رسید اس عکس سے طول و عرض میں دگني ہے - وہ نہایت قیمتي طباعت کا نمونہ ہے ' اور جس طرح بینک کي چک بکوں ' یا کرنسي نوٹ پر مختلف رنگوں کي نقاشي ہوتي ہے ' اسي طرح کي چھپي ہوئي ہے - چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سرخ ہلالوں کي جدول ہے - اندر کي سطح ہلکے آسماني رنگ کي ' اور وسط میں سرخ دائرہ ہلال احمر کے اندر ہلال احمر کے دو والنٹیروں کي تصویر ہے - سطح کے اندر سفید حرفوں میں " عثماني ہلال احمر جمعیتي " نمایاں نظر آتا ہے ' اور بالعموم صدر جمعیۃ یا مفتش کے اسپر دستخط ہوتے ہیں -

جو رسیدیں آپکر دکھلائي گئي ہیں ' انکو بغور دیکھہ لیجیے - اگر ایسي نہیں ہیں تو فوراً دفتر الہلال میں اطلاع دیجیے - یہاں مشتبہ اشخاص و ذرائع کي فہرست مرتب ہو رہي ہے ' اور بذریعہ خط و کتابت تنبیہ و تہدید کا سلسلہ جاري -

مظالم بلقان

— * —

مظالم کا ثبوت

ہمعصر انگلشمین کا نامہ نگار لنڈن لکھتا ہے :

" جیسا کہ میں بارہا اپنے خطوط میں لکھہ چکا ہوں " ارمینیا کے مفروضہ مظالم کی وجہ سے مسٹر گلیڈسٹون کي بدولت تمام یورپ گونج اٹھا تھا ' اور ترکوں کو ملامت کر رہا تھا - حالانکہ انکا بڑا حصہ تو خود بلغاریا کي ایجاد تھي ' اور کچھہ نہایت روشن اور بے سر مبالغہ و اغراق - لیکن یہي مظالم کا ثبوت جب دوسرے پیر میں آگیا تو ریڈیکل پارٹي کے پاس اسکے لیے ایک لفظ بھي نہیں تھا !

سر ایڈورڈ گرے نے دیدہ و دانستہ ان قتلہاے عام کي بابت ہمارے قونصل کي رپورٹ کو دبا دیا ہے - لارڈ مارلے انکے اس فعل کي تصدیق میں کہتے ہیں : " اس قسم کے مدفون واقعات کو اکھاڑنا (گو وہ صحیح ہي کیوں نہ ہوں) جذبات کو تلخ کرنا اور صلح کو نا قابل حصول بنانا ہے " مگر مسٹر گلیڈسٹون نے قونصل کي رپورٹ کو دبا دینا تو درکنار (اور اگر دباتے بھي تو کیا دباتے ' انکے پاس کوئي رپورٹ ہي نہ تھي) صوفیا اور ترنوا کے قصوں پر اعتبار کرلیا تھا ' اور یہي فرضي قصے تھے جنھوں نے کنسرویٹو پارٹي کو صرف اسواسطے اکھاڑ پھینکا کہ وہ ترکوں کي حامي "

راقم خط اس زمانے میں ڈینیوب میں تھا - اسکے بعد ترکي اور بلغاریا کا سفر کیا - اس بناء پر بذات خود ترکوں کے خلاف معروضہ الزامات تکذیب کے کیلیے سند و شہادت رکھتا ہے -

تلخیص جرائد عثمانیہ

— * —

ایک معرکہ شدید

میدان جنگ سے آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلي پولي کے قریب ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں میدان عثماني فوج کے ہاتھہ رہا -

ایسا میلا میں دشمن کو شکست

ایسا میلا (واقع گیلي پولي) میں بلغاري قوت اسقدر کمزور ہوگئي کہ تاب مقابلہ نہ لاسکی - ایک شدید معرکے میں سخت شکست کھاکے گاؤں سے بالکل چلي گئي ہے -

جب سے دشمن کي فوج سامنے سے ہٹي ہے ' عثماني فوج کي پیشقدمي گیلي پولي سے شمال کي طرف برابر جاري ہے -

ایک خونریز معرکہ

حال میں جنوب چرکس کوئي میں عثماني اور بلغاري فوج کے تقتیش کن حصوں میں ایک خونریز اور ہولناک رن پڑا - جنگ برچھوں اور سفید ہتھیاروں سے ہوا کي - عثمانیوں نے دشمنوں کو اعلے فوجي مواقع (پوزیشنوں) سے نکالدیا اور خود اس پر قابض ہو گئے - دشمن کے نقصانات شدید تھے - آستانہ میں آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بلغاري شریک جنگ ہوے ' اسمیں سے صرف دس بچے - باقي سب کام آئے - عثمانیوں کو غنیمت میں بکثرت ہتیار ملے -

مقالات

دقایق و حقایق

دیدۂ اعتبار

گوش سخن شنو کجا، دیدۂ اعتبار کو؟

(از جناب مولانا نگار ادیب - از لکھنؤ)

(۱)

ایک دن جبکہ میں (نظیر آباد) کے چوک سے گذر رہا تھا، میں نے مسٹر رالے کتب فروش کی دکان کے نیچے بیس تیس آدمیوں کا مجمع دیکھا - ایک بنگالی دکان اور اسکے پاس اسطرح راہگیروں کا جمع ہوجانا، میرے لیے ایک سخت کشش رکھتا تھا - جب میں قریب پہونچا، تو ان انسانی ستونوں کے درمیان سے پہلی شے، جو مجھکو نظر آئی، وہ پانی میں بھیگے ہوئے اور خاک آلودہ سیاہ برش تھے - جب میں اس مجمع کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیکر بادہ خواری، مجسمۂ سرمستی، و وجود سرشاری، سر سے پاوں تک کیچڑ میں نہایا ہوا، جیب مدہوشی میں سرانگندۂ ذلت و رسوائی، بیٹھا ہے!!

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس مجمع میں کتنے چشمہائے عبرت گیر اور کتنے دیدہ والے اعتبار تھے؟ گوشت اور ہڈی کے پردہ کے اندر کا حال کون جان سکتا ہے؟ ہاں البتہ اسقدر بتا سکتا ہوں، کہ بعض چہرے متاسف، بعض متبسم، بعض ہاتھہ کف افسوس ملنے والے، اور بعض تالیاں بجانے والے تھے!!

اس قسم کے واقعات انسانی زندگی میں بہ کثرت پیش آتے ہیں، لیکن ایک غلط انداز نظر کے بعد وقف فراموشی ہو جاتے ہیں -

آہ انسان کی غفلت پیشگی، جو عصیان حیات کی اصلی شراب ہے!!

* * *

انگلستان کے شاہ چارلس اول کا قتل، فرانس کے شاہ لوئی اور ملکہ کا ظالم و تعدی کے ہاتھوں مارا جانا، سنہ ۱۷۸۹ - کے انقلاب کا ایک ایک واقعہ، نپولین کے عہد عزت و اقبال کے بعد زمانۂ ذلت و ادبار، اور دور کیوں جایئے، آپکے لیے موجودہ ہندوستان کے خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر ایک عبرت رکھتا ہے، جسکی چشم عبرت اندوز، باز، اور دیدہ عبرت پذیر، بینا ہو، ان سے سبق حاصل کرسکتا ہے -

قدیم لیڈروں کی ذہنیت اور کس مپرسی، اور جدید مدعیان اصلاح کی آب و تاب اور ظفر مندی، پھر ان نوخیز مصلحین کی زود پژمردگی کے آثار کا گذشتہ یونیورسٹی فونڈیشن کانفرنس کی اشک آلود آواز سے یہ مصرع پڑھنا:

حسرت ان غنچہ—وں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے!

ان تمام عبرت آمیز باتوں کے ساتھہ، بلقانی مسلمانوں کے مصائب و آلام کے افسانے، غرضکہ ہندوستان، آجکل ایک عبرت زار ہو رہا ہے - در و دیوار سے صدائے عبرت آ رہی ہے، فضائے عبرت چارونطرف محیط ہے، اور ہوا تک میں عبرت بسی ہوئی ہے:

ہر گل نو ز گلرخے یاد همي کنـد ولي
گـوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبـار کو؟

* * *

لیکن باوجود اسکے بہت سے آنکھیں ہیں جو "علي ابصارهم غشاوة" کا مصداق ہیں - ان پر غفلت کے غلیظ پردے پڑے ہوے ہیں، اور وہ دیکھنے نہیں دیتے کہ گرد و پیش کیا ہو رہا ہے؟ خواب غفلت کا زہر رگ رگ میں سرایت کرگیا ہے اور آلام و مصائب کے ظالم ہاتھہ اور ذلت و خواري کي بیدرد ٹھوکریں بھي بیدار نہیں کر سکتیں - لیکن جب ایک جسم خوابیدہ ایکطرف تو زور زور سے جھنجھوڑا جا رہا ہو اور دوسري طرف بے تکان ٹھکرایا جارہا ہو، اور اسپر بھي آنکھیں نہ کھولے، تو جان لیجیے کہ وہ جسم خفتہ نہیں بلکہ لاش مردہ ہے اور اس غفلت کي صورت کے لیے مناسب جگھہ، دنیا کا بستر نہیں بلکہ ذلت کي وہ گور ہے، جو ماضي کے ہاتھہ اسکے لیے کھود رہے ہیں، اور مستقبل گمنامي کا پردہ اپنے ہاتھہ میں لیے منتظر ہے -

* * *

یہ چند اضطراري خیالات ہیں جو زبان قلم سے بے ساختہ نکل رہے ہیں، اور جنکا حیز تحریر میں آنا ناگزیر - اسلیے کہ اگر دل و دماغ سے اٹھے ہوے اس طوفان تفکر کو کاغذ پر پھیلنے کي اجازت نہ دیجاے، تو ایک حق پژوہ قلب کے ڈوب جانیکا سخت اندیشہ ہے -

(۲)

مضمون کي ابتدا ایک مشاہدہ سے کیگئي - شرابي کا افسانہ بیان کرنے سے مقصود ایک محسوس مثال دیکر "عبرت" کي ماہیت ذہن نشین کرنا تھا - "عبرت" منجملہ ان ہزاروں الفاظ کے ہے جو اگرچہ دن میں سو سو مرتبہ زبان پر جاري ہوتے ہیں، لیکن دماغ پر ایک مدھم نقش اور نہایت دھندلا عکس چھوڑکر رہجانے کے سوا، اور کچھہ نہیں ہوتا - تمام کلیات کا یہي حال ہے - سبب یہ ہے کہ کلیات (۱) کا وجود خارج میں نہیں ہوتا - "انسان" ایک ایسا وجود ہے کہ جسکو فلسفي کي نظر کے سوا چشم عالم تک نے از ادم تا ایندم نہیں دیکھا - انسان، پیش نظر ہوتا ہے تو ہمیشہ زید و بکر اور اسي طرح کے دیگر اشخاص و جزئیات کي شکل میں -

"کلیات" جغرافیہ کے نقشوں کیطرح ہیں کہ گو اُن کے ذریعہ سے معلومات عامہ میں اضافۂ خطیر ہوتا ہے، لیکن کوئي متخیل شکل ذہن کے سامنے قائم نہیں ہوتي، اور اسلیے ان اشیاء کے متعلق ایک طرح کي پراگندہ فہمي نفس پر طاري ہوکر رہجاتي ہے - اسکے بر خلاف جزئیات کي حالت ہے کہ وہ مثل تصویر کے ہیں، جسکا اثر براہ راست ہمارے حواس پر پڑتا ہے اور اسطرح تخئیل کي مدد سے حافظہ ایک ایک خط و خال کو محفوظ رکھہ سکتا ہے -

جو دماغ فلسفہ اور الہیات کے حقائق و مسائل کے پیچیدہ اور دشوار گذار راہوں سے آشنا ہیں، وہ جانتے ہیں کہ محسوس امثال کي دستگیري و رہنمائي کیا معني رکھتي ہے؟ یہي وجہ تھي کہ مضمون کي بنیاد ایک محسوس واقعہ پر ڈالي گئي اور ایک تجربے کو پیشطاق بنایا گیا، تاکہ خیرہ فہمي نہونے پاے، اور جب عبرت

(۱) انسان، درخت کتاب، کلیات کي مثالیں ہیں اور، زید، عمر، کوئي خاص درخت، جزئیات کي - ایک کاپي ہمیشہ چند جزئیات کو محیط و محاصر ہوتا ہے - (منہ)

نا لفظ کان سنیں، تو معاً آنکھوں کے سامنے اسکی مجسم تصویر بھی پھر جائے -

* * *

مظاہر عبرت اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی بعرش یا فرو گذاشت کے نتائج کی محسوس و مجسم مثالیں ہوں ' اور عبرت سنجی اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ان مثالوں سے ہم متاثر ہوں - جب ہم ایک شرابی کو نالے میں پڑا اور اسکے گرد تماشائیوں کو جمع دیکھتے ہیں ' تو ہم در اصل شرابخواری کے چند نتائج محسوسہ مشاہدہ کرتے ہیں ' اور انکے دیکھنے سے اولاً نفس پر یہ اثر پڑتا ہے کہ خوف و رحم کے مرکب جذبے کو جنبش ہوتی ہے اور اسکے بعد شراب کے طرف سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے - رفتہ رفتہ نصیحت ان جذبات پر تیرتی ہوئی ساحل قلب سے جا کر ٹکراتی ہے اور "میں شراب ہرگز ہرگز نہ پیونگا" کی ذہنی اور غیر محسوس آواز سے گوشۂ دل گونجنے لگتا ہے -

یہی عبرت پذیری کی آخری منزل ہے - یہاں پہونچکر وہ نفرت کی ایک متعین اور مستقل شکل بن جاتی ہے -

مگر عبرت زبانی کے بہ لحاظ استعداد تحصیل ' مختلف مدارج ہیں اور ان مدارج و مراتب کا تعین نتائج مذکورہ کے اس اثر کے لحاظ سے ہوتا ہے ' جو ہمارے نفس پر مترتب ہوتا ہے - کہیں تو اس اثر کا ظہور ہمارے افعال و کردار میں اسطرح ہوتا ہے کہ ہم شراب سے عملاً سخت پرہیز کرنے لگتے ہیں ' اور کہیں نقش نفرت اسقدر گہرا بیٹھ جاتا ہے کہ شراب کا تصور چہرۂ تنفر اور پیشانیے اجتناب کے آثار پیدا کر دیتا ہے -

خلاصہ یہ کہ عبرت کے اجزاے ترکیبی یہی چند جذبات ہیں اور عبرت سنجی ایک فطری ملکہ ہے جو ہم میں ودیعت ہے - دوسرے قوی کیطرح یہ بھی عدم مشق سے ضعیف ہو جاتا ہے اور کثرت مشق سے قوی و قوی تر ہو جاتا ہے - پس ہزار افسوس ہے اس مفید اور نہایت قیمتی قوت کی مشق کے مواقع بہ کثرت موجود ہیں ' لیکن ہم غافل ہیں - مگر کی جو زی سامنے رہی ہے ' لیکن کاہلی نے دونوں ہاتھ باندھدیے ہیں !

یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ عبرت پذیری صرف دوسروں کی غلطیوں سے نصیحت و سبق حاصل کرنے ہی کا نام نہیں ہے ' بلکہ خود اپنی غلطیوں سے متاثر و متنبہ ہونا بھی اسمیں شامل ہے - ہر مصیبت ' اور ہر رقت ' خواہ اسکا مظہر دوسرا شخص ہو یا ہم ' خود اپنے اندر ' دیدۂ اعتبار کیلیے ایک پیغام عبرت رکھتا ہے -

(۳)

مثلاً اجکل کے تازہ ترین مناظر عبرت اثر میں قومی ریاست اور پیشوائی کا عزل و نصب بھی ہے -

اکبر کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے قبل لیڈری کی باگ قباؤ دستار کے ہاتھ میں تھی - البتہ کبھی کبھی مقتضیات وقت، تاج و تخت کو دست اندازی کرنے پر مجبور کر دیتے تھے - اکبر کے تخت نشیں ہونیکے بعد پانسہ پلٹا ' اور (ابو الفضل) کی ضرب کی مدد سے عنان تحکم کچھ عرصہ کیلیے مذہب کے ہاتھ سے نکلکر ...طنت کے ہاتھ میں آگئی - شکست خوردہ جماعت نے ہر چند کوشش کی، لیکن دست حکومت کی گرفت مضبوط تھی -

سترھویں صدی عیسوی کے نصف النہار پر پہونچنے کے بعد ایک زمانہ آیا کہ تاج و دستار میں مصالحت ہوئی اور آپسمیں ایسا پیار اور اخلاص بڑھا کہ باگ کا ایک تسمہ تاج کے پکڑا اور دوسرا دستار کے ہاتھوں میں نظر آنے لگا - یہ دیکھکر مرہٹی آزمندی کے مہنہ میں پانی بھر آیا ' اور تاراج شاہد ہے کہ مرہٹی ہاتھ نے ایک ایسا گستاخانہ جھٹکا دیا کہ لیڈری کی پاک دولت مغلیہ کی سفید چٹکیوں سے نکلکر مرہٹی سیاہ ہتیلی میں پہونچگئی - عین اسوقت ہم چند اور زبردست ہاتھوں میں پنجہ بازی ہوتے دیکھتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد فرانسیسی ہاتھ زبر اور انگریزی ہاتھ زیر نظر آنے لگتا ہے اور چشم زدن میں مرہٹی ہاتھ کو ہٹا کر عنان حکومت پر قبضہ کر لیتا ہے -

اتنے میں ایک بڑے سر والا شخص آتا ہوا معلوم ہوتا ہے - یہ قریب پہونچکر جھک کے سلام کرتا ہے - قابض ہاتھ ' باگ پکڑنے کا اشارہ کر دیتا ہے - اس نیک مرد کے چلے جانے کے چند اور لوگ آتے ہیں (اس عہد کی ہسٹری سے اب خود بخوبی واقف ہیں) اور پہلے شخص کی انگلیوں کے نشان پر اپنی انگلیاں جما دیتے ہیں .

لیکن بعض جوانان تند خو، باگ کو قابض ہاتھ کے بالکل قریب مگر بہ لحاظ ادب ' اوپر سے نہیں بلکہ نیچے سے پکڑنا چاہتے ہیں - یہ جرات اس ہاتھ کو اور نیز زبردست عنان گیروں کو سخت ناگوار گذرتی ہے -

اس سین پر خانمہ کا ڈراپ سین ابھی نہیں پڑا ہے اور دنیا شوق آلود نظروں سے ٹکٹکی باندھے تماشہ دیکھ رہی ہے -

* * *

اب اگر آپ عہد بہ عہد کے لیڈروں کی فہرست کو، عام اس سے کہ وہ صاحبان دولت و حشمت ہیں یا ارباب علم و فضل، اتھاٹر ملاحظہ فرمائیں ' تو ہر لیڈر کے نام کے سامنے ذاتی اوصاف ' خصائل و فضائل ' کے کالم لکھے نظر آئیں گے اور منجملہ دیگر اوصاف حمیدہ کے مندرجہ ذیل صفات مشترک و متواتر پائی جائیں گی -

(۱) حق پرستی (۳) خلوص
(۲) انہماک (۴) سرفروشی

اس فہرست میں تمام لیڈر گو دیگر اوصاف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن ان صفات میں یکسر متحد تھے . فی الحقیقت یہی فضائل اربعہ وہ عناصر اربعہ ہیں جنسے ایک حقیقی لیڈر کے کیرکٹر کی ترکیب ہے -

اسکے بعد فہرست ہذا کے تیسرے کالم پر نظر ڈالیے، تو آپکو "معائب و رذائل" کا عنوان نظر آئیگا اور اس کالم کے نام کے مقابل، اسکے معائب و قبائح درج ہونگے - اس کالم میں اور سب عیب لکھے ہونگے لیکن یہ نہونگے -

(۱) امانت شکنی (۳) غرضمندی
(۲) بد دیانتی

ایک حقیقی لیڈر کا اخلاق ان متعفن اور زہریلے رذائل ثلاثہ سے ہمیشہ پاک ہوگا -

اس کے ساتھ ہی یہ امر ممکنوں خاطر رہے کہ لیڈر کی صرف پبلک زندگی موضوع تنقید و احتساب ہو سکتی ہے ' اسکی پرائویٹ زندگی سے تعرض نہیں کیا جاتا - اور لیڈروں کے رذائل و معزولی کے اسباب انکی پرائویٹ زندگی کے معائب کبھی نہیں ہوتے ' بلکہ ہمیشہ انکی پبلک زندگی کے نقائص - آجکل کے زوبہ عزل و تنزل لیڈروں کو بھی انکی پریویٹ زندگی کے معائب نے نہیں، بلکہ پبلک زندگی کے رذائل ثلاثہ نے سرنگوں کیا ہے - دیدۂ اعتبار کے لیے یہی مقام عبرت ہے -

لیکن عبرت کیلیے یہ اعتقاد نہیں ہونا چاہیے کہ ایک شخص ٹھوکر کھاکر گرپڑے تو پھر اٹھکر چلنا گناہ ہے - نہیں، اگر باقتضاے بشریت پائے اخلاق کو لغزش ہوئی ' تو مضایقہ نہیں اصلاح کی کوشش کیجیے اور اپنے اندر فضائل اربعہ پیدا کیجیے

اور رذائل ثلاثه کا ازاله کیجیے - کیونکه بغیر اسکے ایک مشت خاک لیڈر نہیں بن سکتا -

جو بد دیانتیاں اسوقت منظر عام پر آچکی هیں' اگر چاهیے که اپنے دلمیں منفعل هوں' توبه کریں' آیندہ اصلاح کا عزم جازم کریں - اور جو سرائر ابهی پردۂ نمایش کے اندر مخفی هیں' انکے لیے بهی سبق عبرت حاصل کریں' اسلیے که خیالات فاسده نے هاتهوں انکو بهی روز بد دیکهنا پڑیگا - واللہ مخرج ما کنتم تکتمون -

"لیڈر" کچهه زید' عمر' بکر' کا نام نہیں' بلکه عبارت هے صفات مذکوره کے مجموعه سے - فطرت انسانی هر اُس شخص کو لیڈر ماننے کے لیے طیار هے' جسکے اندر فضائل اربعه مجتمع هوں' اور اسکی ذات رذائل ثلاثه سے پاک هو -

سر (آغا خاں) هوں یا سر (علی محمد خاں) ' (کامریڈ) هو یا (الهلال) - کوئی هو' هم اُسی شخص کو لیڈر تسلیم کرینگے جو مندرجۂ ذیل شرائط پوری کرے -

(۱) حب پرستی میں استقلال هو - شوکت وجاه ' عظمت واقتدار ' حرص مال ' هوس القاب ' غرضکه کوئی دنیاوی فریب ' دامن صداقت چهوڑا دینے میں کامیاب نہو -

(۲) قومی کامرمدں میں انسانی اور آرام طلبی کو جگه نه دیجائے اور کامل جانفروشی کے ساتهه قومی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جاے

(۳) خلوص کے جعلی اظہار' اور مصنوعی انہماک سے سخت پرهیز کیا جائے - یاد رهنا چاهیے که مصنوعی انہماک اور جعلی خلوص' جعلی نوٹ کیطرح ایک دن ضرور پکڑے جائینگے - اسلیے که جسطرح جعلی نوٹ چلانے والے کی آواز میں خوف پنہاں ' اور هاتهه کی حرکت میں ایک غیر محسوس رعشه پوشیده هوتا هے' اسیطرح جعلی خلوص نمائی' اور مصنوعی انہماک آرائی اپنے اندر مکر اور فریب کی لهتک رکهتی هے ' جسکو دیده وری اور ژرف نگاهی کی آنکهه جلد سے جلد محسوس کرلیتی هے' اور اس سے چهپ نہیں سکتی -

(الهلال)

همارا مدت سے ارادہ تها که الهلال میں ایک باب کسی ایسے عنوان کا رکهیں ' جسکے نیچے متفرق طور پر هر طرح کے خیالات' جو ایک مطالعه دوست و صاحب فکر دماغ میں همیشه گذرتے هیں ' اور کسی مستقل مضمون کی صورت میں جمع نہیں کیے جاسکتے ' شائع هوں -

مختلف امور کے متعلق بیسیوں ایسے خیالات همارے دماغ میں گذرتے هیں ' جنکو اگر قلمبند کیا جاے تو موجب بصیرت هوں ' لیکن ضائع جاتے هیں - کتابوں کے مطالعه کے وقت آرا و معلومات کو جنبش هوتی هے ' اور اگر متفرق نوٹوں کی صورت میں اسکا ما حصل محفوظ هو جاے' تو اکثر حالتوں میں مفید هو' مگر ایسا نہیں هوتا - (وثائق و حقائق) کی سرخی اسی غرض سے هم نے قائم کی هے -

بعض چیزیں کمپوز کرنے کیلیے دینا چاهتے تهے که یه مضمون پهنچا - جذبۂ عبرت پذیری پر (گو نا مکمل اور سرسری طور پر) مگر اچهے لفظوں میں اظہار خیالات تها - اسلیے اسی کو اس عنوان کے نیچے بایں خیال درج کر دیا گیا ' که کسی خاص سلسلۂ و ترتیب سے مربوط نه تها -

اس مضمون میں دو خیال ایسے ظاهر کیے هیں ' جنسے هم متفق نہیں - ایک مضمون کے تیسرے کالم میں یه خیال که " لیڈری

نقاد

— * —

مطبوعات اردو

—:*:—

نہایت شرمنده هیں که ریویو کیلیے کتابیں بکثرت آتی رهیں لیکن هم نے اجتک ایک لفظ نہیں لکها - بعض حضرات کی شکایتیں اس بارے میں سوء ظن تک پہنچ گئی هیں' مگر اپنی مجبوریوں کو کیا کریں ؟

سب سے پهلی بات یه که الهلال کے پیش نظر جو نمونے هیں ' وہ هندوستان سے باهر کے هیں - جب احباب اپنی عزت افزائی سے تعریف کرتے هیں' تو هم اپنے دل میں شرمنده هوتے هیں که اتهه دس صفحوں میں چند ادهر اردهر کے مضامین شائع کردینے کے سوا آور اسمیں هوتا هی کیا هے ؟ یورپ کے رسائل کو چهوڑ دیجیے ' کم از کم ترکی کے بعض ترقی یافته رسائل کی ضخامت اور تنوع مضامین کا مقابله تو کر سکتا - لیکن سانهه هی همیں یاد آجاتا هے که اُن رسائل کی قیمت کتنی هے ' اور کتنا وسیع حلقۂ اشاعت اپنے سانهه رکهتے هیں ؟

این نیست که صحراے سخن جاده ندارد
تازوں رخش کج نظری را چه کند کس ؟

ان حالات کی وجه سے اگر کتابوں پر ریویو کا صفحه بهی همیشه الهلال میں رکها جاے تو آور ضروری مضامین کیلیے جگه کهانسے آے ؟

پهر اس سے بهی بڑهکر دقت یه هے که ابناے عصر نے " ریویو " کو " تقریظ و مدحت سرائی " کا مرادف سمجهه لیا هے ' اور جب کبهی کوئی چیز اخباروں میں ریویو کیلیے بهیجی جاتی هے ' تو مقصود یهی هوتا هے که اسکی تعریف کی جاے - فقها کا اصول هے که " اصل هر شے کی اباحت هے تا وقتیکه کوئی شے عارض حرمت نہو" اسی طرح اخبارات نے بهی یه اصول قرار دے لیا هے که " اصل

[بقیه پهلے کالم کا]

کی بنا کا ' تاج سلطنت اور دست عاما میں مشترک طور پر آنا ' مرهٹی اقتدار اور زوال دولت مغلیه کا سبب هوا "

اس سے مقصود (اورنگ زیب) کا کیریکٹر هے - مگر یه خیال صحیح نہیں ' واقعات تاریخی کے خلاف هے ' نیز زوال دولت سے اسے کیا تعلق ؟ - والقصه بطولها -

نیز لکها هے که " لیڈر کی صرف پبلک زندگی زیر احتساب هو سکتی هے' نه که پریویٹ " ایک لحاظ سے تو یه صحیح هے - قرآن کریم نے بهی سوره (حجرات) میں فرمایا هے که " ولا تجسسوا " تجسس نه کرو - لیکن اس سے ایک اصولی غلط فہمی بهی پیدا هوتی هے - همارا ذاتی اعتقاد یه هے که " لیڈر " کیلیے اولین شے یه هے که اسکی زندگی اپنے تمام اعمال ظاهر و باطن حتی که جزئیات حیات میں بهی قوم کیلیے ایک نمونه هو - پس جو شخص اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا هے ' ضروری هے که اسکی زندگی میں کوئی راز نہو' اور اسکی پرائیویٹ لائف بهی ایک کهلا صفحه هو - قوم کو حق حاصل هے که وہ صرف اسکے هی پر نہیں' بلکه اسکے گهر میں بهی اسکا تعاقب کرے - همارے سلف صالحین نے پیشوائی کے یهی معنی هم کو سمجهاے هیں -

فکاہت

— * —

یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي کا اجلاس لکھنؤ

۲۸ - دسمبر - سنہ : ۱۹۱۲ -

یہ فیض ہے جماعت " احرار " کا ضرور * اب قوم کو جو شخص پرستي سے عار ہے
آزادي خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر * یہ سب اُنھي کي فیض کا منت گذار ہے
لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ عزم ' یہ ترنگ * ہے دیرپا ' کہ جوش جنون بہار ہے ؟

* * *

اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں * سچ : (ع) ہے تو مضحکۂ روزگار ہے
دیکھا یہ پہلے دن ' کہ ہر اک گوشۂ بساط * میدان رزم و عرصہ گہ گیر و دار ہے
غل ہے کہ " مقدمۃ الجیش " آگیا * اب افتاں و خیزاں فوج یمین و یسار ہے
احرار کي صفوں کي صفیں ہیں جمي ہوئیں * مجلس تمام ' عرصہ گہ کارزار ہے
اسٹیج پر ہر ایک پھرتا ہے اسطرح * گویا حریف رستم و اسفندیار ہے
ہاتھ اُٹھہ رہے ہیں ' یا علم فتح ہے بلند * چلتي ہوي زبان ہے ' یا ذو الفقار ہے
ہر نوجواں ہے نشۂ آزادگي میں مست * جو ہے وہ حریت کا سر پر خمار ہے
احرار کہہ رہے ہیں : " نہ مانینگے ہم کبھي * وطن کا ویسرائے کو کیا اختیار ہے ؟
العاق اگر نہیں ہے تو ہر سعي ہي عبث ' * مسلم کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے "
جو والیان ملک ' کہ تھے زیب انجمن * سب دم بخود سے تھے کہ یہ کیا خلفشار ہے ؟

* * *

یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں * نے وہ خروش و جوش نہ وہ گیر و دار ہے
ٹوٹي ہوي صفیں ہیں ' علم سرنگوں ہیں سب * بارودے تیغ گیر جو تھا ' رعشہ دار ہے
" سازش " کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف * ہر شخص اُسکي فکر میں مصروف کار ہے
سر مستیاں ہیں دور قدح ہائے راز کي * ہر شخص " حکمت عملي " کا شکار ہے

* * *

جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تھي * وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ نفریں بلند تھے * اب وہ قبول خاطر ہر دي وقار ہے
کل کہہ چکے ہیں کیا ؟ یہ نہیں اب کسي کو یاد ' * اب نکتہ ہائے زیر لبي پر مدار ہے
خود آپ اپنے ہات سے کھائي ہے ' گو شکست * کہتے ہیں پھر ' " یہ فتح مبین یادگار ہے "

* * *

حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ ؟ * یہ کیا دو رنگیے چمن روزگار ہے ؟
" احرار " کا طریق عمل ہے اگر یہي * پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

(کشاف)

سوت ابل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

— : * : —

کل کہہ رہي تھي لیگ یہ احرار قوم سے : * " جو جو بلائیں مجھ پہ پڑي تھیں وہ ہٹ گئیں
اب قید " سوت ابل " سے ہو کب دیکھیے نجات * وہ بیزباں تو خیر کسي طرح کٹ گئیں "

" متین الله " اور " جوش محمد "

اعتدال آنے نہ پایا ہے نہ آئیگا کبھي * آپ کي طرح سے مجھکو بھي یہي کھٹکا تھا
یہ تو ہونا ہے کہ اُچھلے کي اُسي زور سے اب * آپ نے قوم کو جس زور سے دے پٹکا تھا

(نقاد)

تصویر برائے عزوہ بلقان :

انجمن اتحاد و ترقی کی نئی وزارت ' انقلاب کے دوسرے دن

(۱) اسنیاں افندی وزیر محکمہ پست و تلغراف
(۲) شیخ الاسلام
(۳) شاہزادہ سعید حلیم - وزیر صدارت پارلیمنٹ و وزیر خارجیہ
(۴) جلال بک وزیر معدن نباتات و زراعت
(۵) مارشل محمود شوکت پاشا وزیر اعظم و وزیر جنگ
(۶) ابراہیم پاشا وزیر عدالت
(۷) حاجی عادل بک وزیر داخلی
(۸) رفعت بک وزیر مال
(۹) بزدیا افندی وزیر بحریہ ورئیس

نصرت غیبی

مصطفی پاشا اور ایڈریانوپل کے درمیان فوجی حملے کے سلسلے کو مکمل کرنے کیلئے بلغاریوں نے دریائے ماریزا پر ایک پل بنایا تھا - جس سے جنوبی اور شمالی فوج کا سلسلہ باہم مل گیا تھا - بالکل سواروں کا ایک فوجی دستہ وہاں متعین کیا گیا ' جو منتظر تھا کہ اگر ترک اپنے پرانے مورچوں پر قبضہ کرنا چاہیں ' تو فوراً گولہ باری شروع کر دیں

لیکن قدرت الٰہی نے ایک عجیب کرشمہ دکھلایا - قبل اسکے کہ ترک اس پل پر سے آنے والوں کے حملے کا نشانہ بنیں ' دریائے ماریزا میں ایک شدید طغیانی پیدا ہوا ' اور نہایت تعجب اور حیرت کے ساتھ خود ترکوں نے دیکھا کہ پل ٹوٹ گیا ہے اور اسکے تختے پانی میں بہہ رہے ہیں !!

شہد ۱۰ راہ کش ف و علم پرستی !

مکتشف قطب جنوبی

کیپٹن رابرٹ ا کاٹ

(۱) مسز اسکاٹ اپنے بچے کے ساتھ بیٹھی ہے (۲) مسز اسکاٹ اپنے شوہر کے ساتھ جہاز پر (۳) مسز اسکاٹ بچے کو خبر دیتے کہ اس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے

(۱) کیپٹن اسکاٹ

(۲) مسٹر اسکاٹ مع اپنے رفقائے - فرے ، جو انکے ساتھہ راہ اکتشاف و علم پرستی میں شہید ہوے -

(۳) قطب جنوبی کی اقلیم برف کا ایک نظارہ - برف کی سطح پر خیمے اور انسان برف کے دیوتا سے لڑ رہا ہے -

نقد اور ریویو کي مدح هے ' تا وقتیکه همارے اغراض ذاتي کے منافي نهو "

ے اصول خواه کتنا هي قابل ذم هو ' مگر اسمیں شک نهیں که آسان بہت هے - کتابوں کا ڈهیر سامنے رکها ' اور رسمي الفاظ مدح و تحسین تقسیم کرتے گئے -

کاش اس آساني اور سهل کاري سے هم بهي فائده اٹها سکتے - مگر افسوس که همارے لیے هر کام میں دقتیں هي هیں - هم چاهتے هیں که جسقدر کتابیں ریویو کیلیے آئیں ' جب تک انپر ایک کافی نظر نه ڈال لیں ' اور شنا سانه رائے دهي کیلیے مستعد نهو جائیں ' ایک خط حوالۂ قلم نه کریں - ریویو نویس در حقیقت پبلک کي طرف سے بہت بڑي ذمه داري اپنے سر رکهتا هے - وه لوگوں کو مشوره دیتا هے که فلاں کتاب کا مطالعه کریں ' اور فلاں اخبار خریدیں - پس بہت ضروري هے که یه مشوره پوري امانت داري اور دیانت پژوهي کے ساتهه هو ' که " المستشار موتمن "

لیکن اسکے لیے بڑا وقت چاهیے - جن لوگوں کو اپنے کتب خانے کي تازه ترین اور جدید الا شاعه ذخیرۂ علوم کے مطالعه کا موقعه نهیں ملتا ' وه آجکل کے اُردو پریس کي نکلي هوئي مطبوعات کے مطالعه کیلیے کهاں سے وقت لائیں ؟

ممکن تها که یه کام هم کسي اور صاحب کے حوالے کر دیتے ' مگر اول تو ابهي دفتر خود هي قحط الرجال کا مرثیه خواں هے ' پهر ڈرتے بهي تهے که الهلال میں جو کچهه نکلیگا ' وه هماري طرف منسوب هوگا اور کتابوں کي نسبت نهیں معلوم کیسا راے قایم کي جاے اور کیا لکهدیا جاے !

ایک یورپ کے اخبار و رسائل هیں ' جنکو علم و فن کي بهترین مطبوعات کے نقد کیلیے جگهه نکالني پڑتي هے - ایک هماري قسمت هے که هر شخص جو قلم پکڑسکتا هے ' چند صفحے سیاه کرکے چهپوا لیتا هے اور پهر تمام اخباروں کو ذمه دار سمجهتا هے که کیوں نهیں اپنے کالم اسکي مدحت سرائي کیلیے وقف کر دیتے ؟

بهر حال اس مشکل کا علاج کچهه نهیں - کتابیں هر طرح کي اس کثرت سے جمع هوگئي هیں که اگر چند سطروں میں بهي ذکر کیا جاے ' تو بهي صفحوں کے صفحے مطلوب - هم آجتک اس اُمید سے جمع کرتے رهے که شاید دیکهنے کا وقت ملے ' مگر افسوس که آجتک وقت نهیں ملا ' اور کس کو معلوم که کل ملے گا ؟ مجبوراً بالفعل یهي کرتے هیں که کتابوں کي ایک ڈهیري بغیر کسي ترتیب و تقدم و تاخر کے سامنے رکهه لیتے هیں ' اور ٹائٹل پیج ' فهرست ' اور درمیان کے صفحوں پر ایک نظر ڈالکر لکهنا شروع کر دیتے هیں - یه ریویو نهیں بلکه ایک طرح کي رسید کتب ' اور یا محض اعلان هے - سردست اسي پر قناعت فرمائیے - حضرات مصنفین کرام سے معافي خواه هیں اُس تاخیر کیلیے ' جو هوئي ' اور اس اختصار کیلیے جس پر خود بهي هم متاسف هیں - آیندہ نمبر سے یه کام کسي اور صاحب کے متعلق کر دیتے هیں ' اور پهر امید هے که شکایت کا موقعه نهو -

یهاں یه ظاهر کردینا ضروري هے که " انتقاد " الهلال میں ایک ضروري باب رهے گا ' جسکا اصلي مقصد یورپ اور ممالک اسلامیه کي جدید مطبوعات پر نقد و بحث و مذاکره هے ' یا پهر هندوستان کي بعض مخصوص اور اهم مطبوعات پر ' مثلاً (کتاب الانساب سمعاني) پر هم ریویو لکهه رهے هیں ' جو حال میں یورپ سے شائع هوئي هے -

ترجمه و تفسیر کبیر
اردو جلد اول

— * —

[ریویو از ادارۂ الهلال]

علامة (رازي) رحمة الله علیه کي تفسیر کبیر کا یه اردو ترجمه هے ' جس کو جناب مولوي محمد اسحاق صاحب دهلوي نے مرتب فرمایا هے -

تفسیر (کبیر) کي نسبت اگر کچهه لکهوں تو کئي صفحے مطلوب - کبهي نه کبهي تفصیلي طور پر اس موضوع پر لکهنا ضرور هے ' لیکن یهاں اسقدر لکهدینا کافي هے که (تفسیر کبیر) علم تفسیر ' کلام و عقائد ' اختلاف ملل و مذاهب ' اور جمع معقول و منقول کا ایک ایسا ذخیره هے ' جو اگر آج موجود نهوتا ' تو نهیں معلوم ' کن کن اهم مباحث اور معلومات سے هم محروم رهجاتے ؟

قدماء (معتزله) نے تطبیق معقول و منقول اور انداز کلام و حکمت پر تفسیر لکهنے کي بنیاد رکهي - تاریخ و تراجم میں هم اُن تفسیر کا حال پڑهتے هیں - مگر بدقسمتي سے (فهرست ابن الندیم) اور (حاجي خلیفه) کے باهر انکا کوئي وجود نهیں - وه تمام سرمایه هماري محرومي سے ضائع هوگیا - آج نه (قفال کبیر) کي تفسیر کا پته هے نه (ابوبکر اصم) کا - نه (ابو القاسم بلخي) کي تفسیر ملتي هے ' جسکي نسبت (ابن خلکان) لکهتے هیں که " ۱۲ - جلدوں میں تهي اور تاریخ اسلام میں پهلي ضخیم تفسیر هے " اور نه (ابو مسلم اصفهاني) کي وه تفسیر (جامع التاویل والمحکم المنزیل) ملتي هے ' جو في الحقیقت ایک ذخیرۂ مباحث حکمیه و معارف الهامیه تهي ' اور جسکي نسبت خود امام رازي کا قول هے که " حسن الکلام في التفسیر ' کثیر الغوص علي الدقائق و اللطایف "

اگر امام (طبري) کي تفسیر نه نکل آئي ' تو حکیمانه انداز کي تفاسیر کي طرح ' نقل و روایات و جمیع احادیث و آثار کا بهي تفسیر میں کوئي بڑا ذخیره همارے پاس نه تها -

پس تفسیر کبیر قرآن مجید کے اکثر مشکل مقامات تفسیر کي نسبت جو عمده اور بصیرت افزا مباحث رکهتي هے ' اس سے بهي بڑهکر همارے نزدیک اسکي خصوصیت یه هے که آج یهي ایک تفسیر هے ' جسکے دریعه سلف و قدماء کے معارف و مباحث کا پته چل جاتا هے ' اور هر مسئله کي نسبت هر طرح کي ارا و ترجیحات سامنے آجاتي هیں - اگر یه تفسیر ناپید هو جاتي ' تو نهیں معلوم کیسي سخت تاریکي میں هم اپنے آپ کو پاتے -

جناب مولوي اسحاق صاحب نے اسي تفسیر کے اردو ترجمه کي بنا ڈالي هے ' اور اسکا پهلا ٹکڑه همارے سامنے هے - سر سري نظر میں هم جسقدر اندازه کر سکے ' ترجمه سلیس ' عام فهم ' اور مطلب خیز هے - تقطیع بڑي ' اور کاغذ اور چهپائي نهایت عمده - سب سے بڑي بات یه هے که اس کتاب نے عام همت پبلیشر کے همیں اطلاع دي هے که جسقدر نسخے اسکے فروخت هونگے ' انکي نصف قیمت چنده (هلال احمر) میں دیدیں گے ' اور اسکا حساب دفتر الهلال نے دے چهوڑ دیا هے - پس هم سفارش کرتے هیں که ناظرین الهلال ایک ایک نسخه اس کتاب جلیل کا ضرور خریدیں - انکي هر طرح کي معلومات میں اضافۂ خطیر هوگا -

مذلۂ عصمیہ

قطب جنوبي

— * —

کپتان روابرت اسکات

— * —

بحر انطلا طیک کا افسانۂ غم

— * —

(۱)

تمہید

تمدن یورپ کے خال و خط میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے' وہ اسکی علم پرستی' اور پھر علم پرستی کی راہ میں طلب صادق ہے۔

طالب صادق مطلوب کی تحصیل میں پامردی' سرفروشی' اور سرگرمی کے ساتھہ مصروف رہتا ہے - نہ ناز و نعم اور راحت و آرام اسکے لیے بند پا ہوتے ہیں' اور نہ مساعی کی ناکامی اور اشخاص کی موت اسکے لیے حوصلہ گسل ہوتی ہے - اسکی نظر میں مطلوب اور صرف مطلوب ہوتا ہے - وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک کہ مطلوب حاصل نہ ہو جائے یا ہستی کی کل سائن نہ ہو جائے :

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

اس معک پر یورپ کی علمی' صناعی' تجارتی' مذہبی' غرض کہ تمام اصناف طلب میں سے ایک ایک کو کسو' تم کو صاف نظر آئیگا کہ ہر طالب' طلب صادق ہے - اسی صدق طالب میں یورپ کی تمام کامرانیوں کا راز مضمر ہے -

یورپ کی تاریخ صدق طلب کی صدہا عجب پرور اور پر احترام مثالوں سے لبریز ہے' اور جیسا کہ زندہ اقوام کا قاعدہ ہے' ہمیشہ اس فہرست میں نئے نئے اعداد کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

من جملہ انکے بیسویں صدی میں صدق طلب کی ایک درخشاں مثل (بحر انطلا طیق) کی انکشا فات کا وہ افسانۂ غم ہے' جسکا تذکرہ اب تک صفحۂ جرائد پر جاری ہے' اور صفحات قلوب پر ہمیشہ منقش رہے گا -

بحر انطلا طیق میں اکتشافی مہموں کی اجمالی تاریخ

بحر انطلا طیق کے طول و عرض کوہہائے برف کی تحقیقات کا خیال سب سے پہلے سنہ ۱۷۳۸ - میں ایک فرانسیسی سر فروش و اکتشاف دوست' بوویت (Bovet) نامی کے دل میں پیدا ہوا' اور وہ اس مہم پر روانہ ہوگیا' لیکن چنداں کامیابی نہیں ہوئی - (بوویت) کے بعد کیپٹن کک (Captain cook) ۱۷ - جنوری سنہ ۱۷۷۳ - میں اسی مہم پر روانہ ہوا - یہ دوسری کوشش نسبتہً کامیاب ثابت ہوئی (کک) حلقہ انطلا طیق سے گذرتا ہوا عرض البلد کے ۷۱ - درجہ اور ۱۰ - دقیقہ تک جانب جنوب پہنچ گیا تھا' لیکن اس سے آگے نہ بڑھسکا -

نیم کامیابی طلب صادق کے لیے مہمیز ثابت ہوتی ہے - یکے بعد دیگرے پیہم چند مہمیں آور روانہ ہوئیں' اور مجاہدین علم کی جاں فروشیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا -

سنہ ۱۸۲۲ - میں تحقیقات کا ایک قدم اور آگے بڑھا - ویڈل (Weddel) نامی ایک اسکاچ کی مہم تین درجے اس مقام سے آگے تک پہنچ گئی' جہاں تک کہ کک کی مہم پہنچی تھی -

سنہ ۱۸۳۹ - میں ایک مہم ایربس (Erebus) اور ٹیرور (Terror) نامی دو جہازوں میں امیر البحر سر جیمس روس (Sir James Ross) کی زیر قیادت انگلستان سے روانہ ہوئی -

یہ مہم کوہ پیکر دیوارہاے برف کو چیرتی ہوئی' ۷۸ الی میل پر نکل گئی - نوکشف شدہ زمین کا نام جنوبی وکٹوریا لینڈ (South Victoria Land) اور اسکی بلند چوٹیوں میں سے ایک کا نام ایربس مانٹ (Erebus mount)' دوسرے کا نام (ٹیرور مانٹ) (Terror mount) اور تیسرے کا نام روس باریر (Ross Barriar) رکھا گیا -

روس کی اس بے عدیل کامیابی نے اسکو دوسری مہم کی ترغیب دلائی -

سنہ ۴۱ - و ۴۲ - کے درمیان میں وہ پھر روانہ ہوا' اور ایک قطعہ زمین کے ظہور کا اعلان کیا - اسی کو بعد میں اسکاٹ نے دریافت کیا اور کنگ ایڈورڈ دی سفتھ لینڈ (King Edward VII land) نام رکھا

گو اس دفعہ اسکی کوشش تاج کامرانی زیب سر نہ کرسکی' تاہم اسکو ایک نمایاں شعاع امید نظر آئی' جسکی روشنی میں وہ تیسری دفعہ پھر روانہ ہوگیا -

روس کے تیسرے سفر نے اس برفستان کے متعلق جغرافی معلومات میں اضافۂ خطیر کیا - سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قطب تک سفر کا راستہ کھل گیا -

یہی کامیابیاں ہیں' جن کی بدولت صف مکتشفین میں روس سب سے زیادہ بلند نشست پر متمکن نظر آتا ہے -

روس کے بعد کمانڈر جیرلیچ (Gerlache) کے زیر قیادت اور بلجیم کی حکومت کی زیر سرپرستی ایک مہم روانہ ہوئی - یہ مہم ۷۱ درجہ ج' تک پہنچی - اثناء سفر میں اس کو نہایت خوفناک شداید کا سامنا ہوا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر اکتشاف قطب شمالی کے مشہور فسانہ طراز: ڈاکٹر کک (Cook) کے بہادر ہاتھ مدد کے لیے نہ بڑھتے' تو یقیناً یہ مہم فنا کے نا پیدا کنار سمندر میں غرق ہوگئی ہوتی - (جیرلیچ) کی مہم کے بعد سے انیسویں صدی کے آخر تک کوئی عظیم الشان مہم نہیں گئی -

بیسویں صدی کے آغاز نے شرق اکتشاف کا ایک نیا دور شروع کیا صلاے سرفروشی کے زمزمۂ شہادت نے روس کا زمانہ یاد دلا دیا جرمنی' اسکاٹلینڈ' اور برطانیہ نے اکتشافی مہمیں روانہ کیں - جرمنی کی مہم گاس (Gauss) کے زیر قیادت تھی' جو سنہ ۱۹۰۳ - میں واپس آئی - اسکو کوئی نئی زمین نہیں ملی' مگر نہایت اہم علمی نتائج سے پر دامن آئی - اسکاٹلینڈ کی مہم اسکاٹیا (Scotia) نامی جس میں ڈاکٹر ڈبلیو - ایس - بروس (Dr. W. S. Bruce) کے زیر قیادت تھی - یہ جرمنی کی مہم سے زیادہ کامیابی ثابت ہوئی - عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۲۷ - دقیقے ج تک بڑھتی ہوئی چلی گئی تھی - چند مقامات دریافت بھی کیے' جنکا نام کنگ ایڈورڈ لینڈ (King Edward Land)' مانٹ مارکم (Mount Markham)' اور (Mount Long Staffe) رکھا گیا - ان مقامات کے علاوہ جنوبی ملک کے طبقات الارض اور علم النفس کے متعلق نہایت بیش بہا معلومات کے ساتھہ واپس آئی تھی -

برطانوی قومی مہم اسی کیپٹن اسکاٹ کی زیر قیادت تھی جسکی حسرت انگیز موت کا افسانہ آج ایک عالم کی زبان پر جاری ہے - اس تمہید سے مقصود یہ تھا کہ اُسکے حالات کی طرف متوجہ ہوں

عام حالات

(اسکاٹ) کا پورا نام رابرٹ فیلکن اسکاٹ ' اور باپ کا نام جان ایدورد اسکاٹ ہے - جون سنہ ۱۸۶۸ - کو بمقام آرٹ لینڈس ڈیونپورٹ پیدا ہوا - اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا - تعلیم سٹوبنگٹن ہاوس (Stubbington House) میں ہوئی - تعلیم کے بعد سنہ ۱۸۸۲ - میں صیغۂ بحریہ میں داخل ہوا - سنہ ۱۸۶۸ - میں ترقی پاکے ایچ - ایم - ایس میجسٹی کا ٹارپیڈو لفٹننٹ ہوا - دوسرے برس فرسٹ لفٹننٹ ' اور تیسرے برس کمانڈر ہوا - سنہ ۱۹۰۴ - میں کیپٹن کے درجہ تک ترقی کی ' پھر سنہ ۱۹۰۵ - میں آنریبی ڈی - ایس - سی آف کیمبرج اور مینچسٹر بنایا گیا - سنہ ۱۹۰۸ - میں اس نے مترفی کینن لارڈ برزس کی لڑکی (کیتھرائن) سے شادی کی -

اسکاٹ لینڈ ' امریکہ ' سویڈن ' ڈنمارک ' فلینڈیاف ' اور انٹریو لی جغرافی انجمنوں اور نیز شاہی جغرافی انجمن نے اسکو طلائی تمغے دیے تھے -

آغاز شہرت

قدرت کا ہاتھہ صلاحیت اور تناسب کا خالق ہے - جس شخص کے لیے وہ تشریف شہرت قطع کرنا چاہتا ہے ' اسکا اندام بھی ویسا ہی بناتا ہے - اسکاٹ نے ۱۴ - برس کے سن میں طالب علمانہ زندگی ختم کی - سرد ممالک میں ۱۴ - کا سن ایسا ہی ہے ' جیسے ہندوستان میں ۸ - یا ۹ - برس کا - اسلیے پیش دست لڑکوں کی طرح صیغۂ بحریہ میں داخل ہوا اور اپنے بالا دستوں کے احکام کی تعمیل کرنے لگا - اس بچے سے چھوٹے چھوٹے کام لیے جاتے تھے ' اور اسی طرح لیے جاتے جسطرح کہ بچوں سے لیے جاتے ہیں - مگر یہ کسے معلوم تھا کہ جو بچہ آج اسقدر چھوٹے چھوٹے کام کر رہا ہے ' وہی کل اتنا بڑا کام کریگا ' جسکی نظیر پیش کرنے سے جہاز رانی کی تاریخ قاصر ہوگی ؟ اور جس بچے کی بحری زندگی کا سب سے پہلا دن اسقدر بے شان ہے ' اسکی بحری زندگی کا سب سے آخری دن اسقدر پر شان ہوگا ؟

وہ ۱۵ - برس کی عمر تک کام کرتا رہا - سولھویں برس ایچ - ایم - ایس میجسٹک کا ٹارپیڈو لفٹننٹ بنایا گیا - پھر ایک سال کے بعد ہی اول درجہ کے لفٹننٹ تک ترقی کی اور اسکے بعد دوسرے برس کمانڈر ہوگیا -

طب کی مہموں کا آغاز

۴۸ - سال کی عمر اور ۱۹ - برس بحری تجربہ کے بعد اس نے قطب جنوبی کی تحقیقات کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کیا - گو راستہ موت کے بیشمار سے ہوتا ہوا گیا تھا ' مگر اسکو معلوم تھا کہ نامور کبھی بھی نہیں مرتے ' اور حیات جاوید موت کے منہہ میں جاکر بھی قایم رہتی ہے - پس وہ پر شوق و بیخوف دل کے ساتھہ - ۶ اگست - سنہ ۱۹۰۱ - کو کوس (Cawes) سے روانہ ہوا ' اور دوسرے سال برفستان میں داخل ہوگیا - آغاز سال ہی میں (لنگ ایڈورڈ لینڈ) دریافت ہوئی - اسکے بعد موسم سرما خلیج میکمرڈو (McMurdo Cay) میں گذرا - ۲ - نومبر کو پھر کوچ شروع کیا ' اور ایک بطی السیر ' طویل ' اور دشوار سفر کے بعد ۳۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ - کو عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۱۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

دوسرا جاڑا بھی برفستان ہی میں کاٹا - اسکی متعدد مہموں کے اسفار کا نتیجہ وہ چند گراں قدر تر میمیں تھیں ' جنکا بحر انطلانطیک کے نقشے میں اضافہ ہوا -

اکتشاف کے دو دریائی حلقے

سنہ ۴ - میں اسکاٹ کی واپسی کے بعد دو مہمیں اور روانہ ہوئیں -

گو ان دونوں مہموں کو اسکاٹ کے حالات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ' مگر سلسلۂ اکتشاف کی تکمیل کے لیے انکا بیان ضروری ہے -

سر ارنیسٹ شیکلٹن (Sir Earnest Shackelton) نے اکتشاف جنوبی کی غرض سے ایک مہم بھیجنے کا ارادہ کیا - چنانچہ اپنے روپیہ اور چند دیگر احباب کی مالی مدد سے ایک مہم ترتیب دی - اور نمرد (Nimrod) نامی وہیلر جہاز (Whaler) میں یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ - کو نیوزی لینڈ سے روانہ ہوگیا - اس مہم میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ موٹر کاریں استعمال کی گئیں ' جو تجربہ سے نہایت کار آمد ثابت ہوئیں -

اس مہم کے اہم ترین نتائج حسب ذیل ہیں :

(۱) پروفیسر داود (Pro. David) نے مانونٹ ایریبس (Mount Erebus) پر چڑھکے یہ دریافت کیا کہ اسکی چوٹی کی بلندی ۱۳ - ہزار ۳ - سو قدم - ہے - یہ ایک کوہ آتش فشاں کے دہانے کا کنارہ ہے ' اور اسکے غار (Abyss) کا عمق ۹ - سو قدم کے اندر ہے -

(۲) پروفیسر مذکور نے ۷۲°۶۰ - قدم عرض ' ۷۲ - درجہ اور ۲۵ - دقیقے طول ' اور ۱۵۵ - درجے اور ۱۶ - دقیقے ش - عرض البلد پر قطب مقناطیسی کو دریافت کیا -

(۳) قطب کی طرف حملہ کیا گیا -

۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۸ - کو ۴ - آدمیوں کی ایک ٹولی ۹۱ - دن کی غذا اور بالائے برف چلنے والی گاڑیاں لیکے روانہ ہوئی ۲۶ - نومبر کو وہ اسکاٹ کی تحقیق کردہ جنوبی حد کو عبور کرگئے ' چند دن بعد تمام جانور مرگئے - آدمیوں نے خود گاڑیاں کھینچیں ' اور بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں - سات دن میں بمشکل تمام بیرڈ مور (Beardmore) نے برفستانی تودوں (Glacier) کی چڑھائی کو کاٹکے جنوبی قطب کے حدب (Plateau) میں آئے - اب میل مقصود صرف ۹۷ - میل کے فاصلہ پر تھی ' اور بالکل ممکن تھا کہ وہاں تک پہنچ جاتے ' مگر غذا کی بے وقت کمی اور واپسی کی مسافت کی طوالت نے واپس ہو جانے پر مجبور کردیا -

اس مہم نے ۱۲۷ - دن میں عرض البلد کے ۸۸ - درجے ۲۳ دقیقے تک ۱۵۳۰ - جغرافی میل زمین دریافت کی -

امیدسن (Amundsen) نے اولاً بحر ارطیق (Arctic) کی تیاری شروع کی ' مگر بعد کو نقشہ مہم بدلدیا ' اور ارطیق کے بدلے جنوب کی طرف روانہ ہوا - یہ مہم خلیج وہیلس (Whales Bay) میں ۱۳ - جنوری کو داخل ہوئی -

اس نے لنگ ایڈورڈ کی فقہ لینڈ کے قریب گریٹ بارپر (Great Barrier) میں مرکز قائم کیا تھا -

تمام خزاں کا موسم سیل (ایک قسم کی مچھلی ہے : Seal) کی فراہمی ' اور کوچ کے لیے مجوزہ خطوط پر گوداموں کی تیاری میں صرف ہوا - نومبر میں جنوب کی مہم روانہ ہوئی - راستہ وکٹوریا لینڈ کے پہاڑوں سے ہوتا ہوا گیا تھا ' اور بیس میل فی یوم کے حساب سے باربیر (Barrier) کو قطع کیا ۱۰ - ہزار قدم چڑھائی کے بعد مہم حدب (Plateau) تک پہنچی - سفر کے [illegible] میں گرم دھالو زمین ملی ' جسکے بعد ۱۶ - دسمبر کو منزل قطب نمایاں ہوا اور جغرافی دنیا کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی -

خوش قسمتی سے موسم سازگار تھا - سفر واپسی بخوبیت انجام پذیر ہوا اور مہم ۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ - کو واپس پہنچ گئی -

هلال

ترکوں کي مالي امداد

— * —

فوري طور پر صرف اوقاف سے ممکن ہے

— * —

(۱) ساڑھے سات کروڑ مسلمانان هند کي آبادي میں مجاهدین ترکونکي فوري مالي امداد کا مسئله ایک عقدهٔ لا ینحل هو گیا هے - ایک طرف جب هم دیکھتے هیں که ترکونکي مالي امداد کے نا کافي رهنے سے اسلام کي حیات و ممات کا مسئله وابسته هے اور دوسري طرف جب هم متوسط اور غریب اصحاب کو اس قلیل عرصه میں کافي رقم کے جمع کر لینے پر قادر نهیں دیکھتے ' تو اس فوري امداد کا سوال اور بھي مشکل هو جاتا هے - ضرورت مقتضي هے که في الفور کئي کروڑ روپیه ترکوں کي امداد کیلیے مهیا هو جاوے - ممکن هے که قوم کے سربرآوردہ اصحاب اپني مالي امداد کے مهیا کرنے پر آماده بھي هو جاویں ' لیکن سوال تو وقت کا هے - یعني ضرورت آج هے اور امداد کا تهیه ایک مدت چاهتا هے - جس سے یهه خطره پیدا هوتا هے که خدا نخواسته تا " نریٰی از عراق آورده شود مار گزیده مرده شود " کا مصداق نه هو جاوے - ایسے تنگ اور نازک وقت میں اگر کوئي صورت اس فوري امداد کي مسلمانوں کے هاتھه میں باقي هے ' تو وہ اسلامي اوقاف کے معزز همدرد متولیوں کي خاص نظر عنایت سے وابسته هے ' اور انکي ایسي با وقت مالي امداد اسلامي دنیا کے شکریه کي خاص طور پر مستحق هے - بشرطیکه وہ اپنے اوقاف سے ایسی مالي امداد کے بهم پهونچانے میں تنگي وقت و ضرورت کو ملحوظ رکھکر عجلت سے کام لیویں -

(۲) بھي وہ خاص وقت هے جسکے لیے اوقاف کے کروڑوں روپے کا بهتر استعمال لیا جاسکتا هے - اور خدا و رسول کے نزدیک معزز اور همدرد متولی ان اوقاف کي دیکھه بھال سے عهده برا هوسکتے هیں اور عند الناس مشکور -

(۳) اسلامي اوقاف کا بهترین مصرف اگر کوئي هوسکتا هے ' تو وہ بالخصوص اسلامي روایات اور شان کا تحفظ - ترک اس وقت اسلامي روایات کے تحفظ کیلیے اپني جانوں کو قربان کر رهے هیں - ان اوقاف کي خطیر رقوم سے جنکا خائر مصرف اکثر مقامات میں ظهور پذیر نهونے سے آجتک بیرونکي تحویل میں پڑا رهنا ضروري سمجھا گیا هے ' ترکوں کو مالي امداد بهم پهونچانا ' ان اوقاف کا بهترین مصرف هے - رنگون ' بمبي ' سورت ' کلکته ' مدراس ' اجمیر شریف ' پاک پتن شریف ' سرهند شریف ' پیران شریف ' تونسه شریف - گولڑه شریف ' دهلي ' لاهور ' پشاور ' و دیگر جمله شهرون و قصبون کے متولیوں اور مقدس انفاس سجاده نشینوں اور پیروں سے نهایت اخلاص اور عاجزي کیساتھه استدعا کیجاتي هے که اپنے اپنے اسلامي اوقاف کي گراں بها رقوم کو هفته عشره کے اندر اندر ترکوں کي مالي امداد میں منتقل کرنے میں عجلت سے کام لینگے - کیونکه اسوقت غنیم یعني عدوے اسلام کو تمام دنیا کے گرجوں اور کلیساؤں سے روز مره بیش از بیش رقوم فراهم هو هو کر پهنچ رهي هیں -

(۴) معزول سلطان عبد الحمید خان غازي اپني بیش بها فراهم کرده رقوم کو جو جرمني کے بینکوں میں جمع تهیں ' ترکوں کي امداد میں دیکر اسلامي دنیا کے لیے ایک قابل تقلید مثال قایم کر چکے هیں - اور ایک معزول سلطان کا اپنے معزول کنندونکي امداد میں اپني کل فراهم کرده رقوم کا دیدینا اس امر کي بین دلیل هے که معزول سلطان نے اپنے غازیوں کو خطرے کي حالت میں دیکھکر یه امداد نهیں کي ' بلکه اسلامي کشتي کو خطرے میں دیکھکر -

(۵) اسلامي اخباروں اور رسالوں سے هماري عاجزانه درخواست هے که اس استدعا کو جلد سے جلد اپني قابل رائي کیساتھه اپنے اخباروں اور رسالوں میں شائع کرکے عند الله و عند الرسول ماجور هوں -

{ ڈاکٹر ایم - اے - سعید انصاري - بي - ایم - ایس - سي
{ سکریٹري هلال احمر شمله

فهرست

زر اعانهٔ دولت علیهٔ اسلامیه

—:⁂:—

(۱۵)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

			پائي	آنه	روپیه
بذریعه قافله مولوي سهاب الدین صاحب					
نقد			۰	۲	۵۷
فرمان سونے دو جلد - مکمل چاندي ۱۰ عدد - جهومر چاندي ۳ جوڑے -					
چاه خورد چاندي ۲ عدد - پان رکھنیکا دار چاندي ۳ عدد - بالیان چاندي ۱۲ عدد					
چاي سونیکي ایک عدد - کانپهول چاندي ۲ عدد - انگشتري ۱۹ عدد خورد و کلاں -					
سونیکا بلاق ایک عدد - سونیکے کان پهول ۳ عد - گهڑي ۲ عدد ٹائم پیس - سونی					
ایک عدد ریسمي بٹوا - کرتا ایک عدد گرم					
بذریعه سفیر حسین خانصاحب - برداوان پٹنه					
نقد (جو زیورات فروخت کرکے ادا کیا گیا)			۹	۵	۲۴
چاندي			۶	۷	۱۲
بذریعه حافظ عبد الحمید صاحب معتمار بدهاوه			۰	۰	۷۵
بذریعه عبد الحمید خانصاحب - از هوشنگ آباد			۰	۰	۲۷۵
بذریعه خدا بخش ' نبي بخش ' قاسم علي خان - سکندر علي					
خان - عبد الرحیم خانصاحب بزرگان مودا - هوشیار پور			۰	۰	۲۰۰
بذریعه عبد علي ' واعظ محمد صاحب - هوشیار پور			۰	۰	۱۲۰
بذریعه سید احمد حسین صاحب بواهث گذا			۰	۴	۱۳
حاجي محمد یوسف صاحب مدراس			۰	۰	۱۰
ولي حسین صاحب پونان نور			۰	۰	۳
محمد حسین صاحب اله آباد			۰	۰	۱
عبد الرحمن صاحب اله آباد			۰	۰	۰
میزان			۹	۱۵	۲۷۷
میزان سابق			۶	۷	۳۰۱۴۸
میزان کل			۳	۷	۳۸۴۶

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 71 Mel·od Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مسلم الثبوت لدی علماء الہند

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

۱۱ کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.

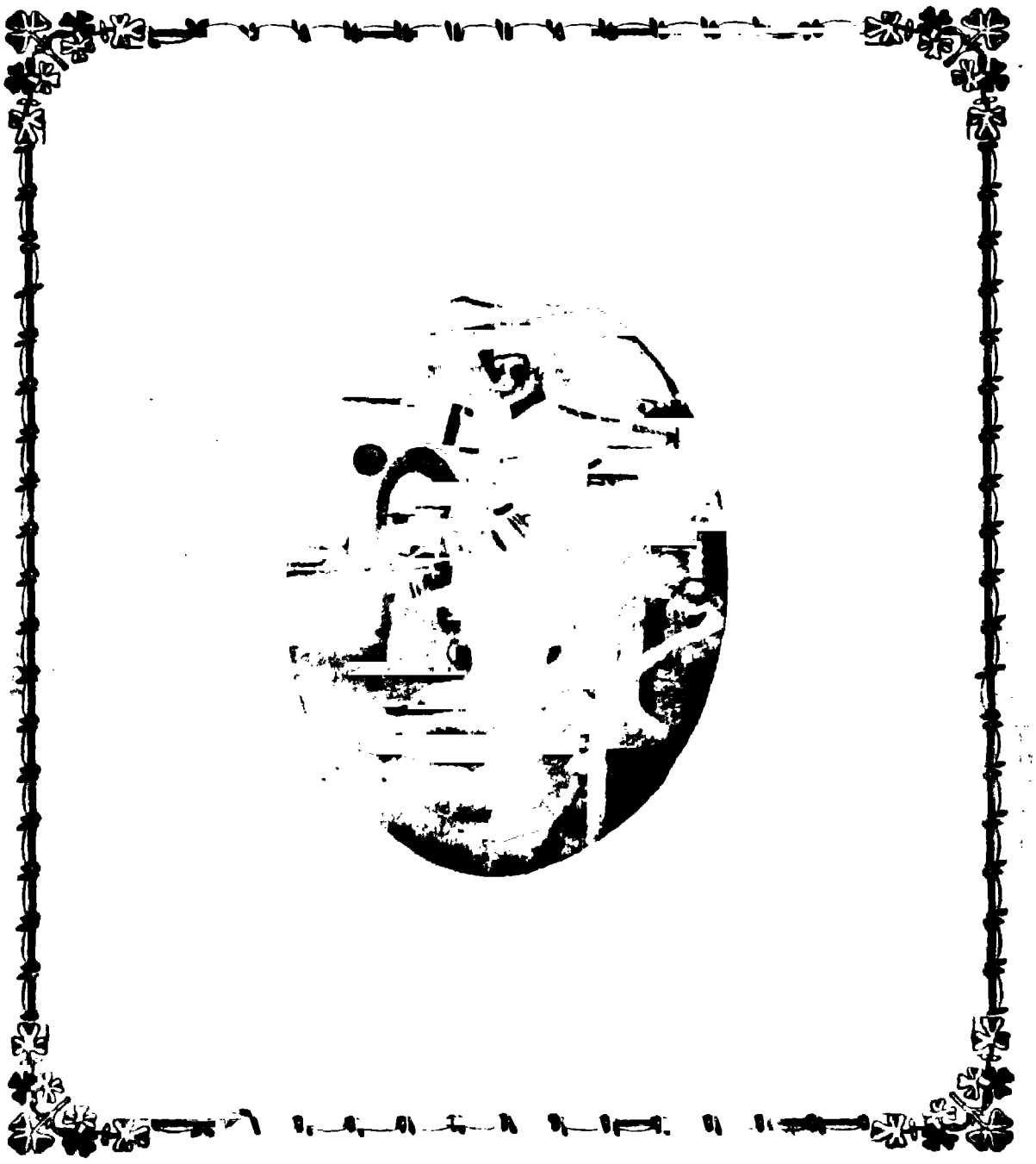

فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

DR. ANSARY'S ALL-INDIA MEDICAL MISSION WITH NURSES OF THE TURKISH RED CRESCENT SOCIETY.
Seated in centre of the second lower row is Basim Omer Pasha, President of the Turkish Red Crescent Society.

LT.-COLONEL ENVER BEY (centre second lower row) AND MEMBERS OF DR. ANSARY'S ALL-INDIA MEDICAL MISSION.
[*Photos. taken in the Kadirgah Hospital, Constantinople.*]

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, March 26, 1913.

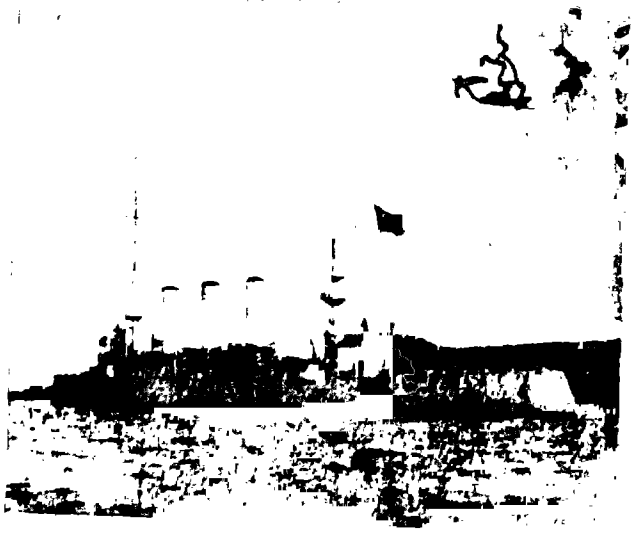

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد الحسینی الاملدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4 - 12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, March 26, 1913.

فہرست

شذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
العرب	۴
مذاکرات علمیہ	
قطب جنوبي (کپتان رابرٹ اسکاٹ [۲])	۷
علوم حدیثہ کي ترقي	۱۰
فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ	۱۱
نکاحات	
لیگ کي دائیم المرضي کي علت	۱۲
ترکوں کو صلاح ترک یورپ	,,
خریداري تمسکات	,,
نامہ زان غزوۂ بلقان	۱۳
شئون عثمانیہ	
اخبار و حوادث	۱۴
پیشقدمیاں	,,
ادرنہ میں رسد	,,
حوالي اشقودرہ	,,
حملہ اشقودرہ	,,
غسائر جبل اسود	,,
اسطول عثماني	۱۵
۵۰۰ بلغاري	,,
۱۰۰ یدیہ	,,
فرح میدیا	,,
مالي حالت کي اصلاح	,,
طرابلس الغرب	,,
شیخ سنوسي کا وفد	,,
عربي حملہ	,,
ایک اجتماع عظیم	
افشاف سایش	۱۶

تصاویر

امیرالجزائر فرانسیسي قونصل کو پنکھے سے مار رہا ہے	۶
سفیر فرانس شاہ پرشیا سے گفتگو کر رہا ہے	,,
جہاز "حمیدیہ" شکستگي کے بعد	۱۳
جہاز "حمیدیہ" میں گیارہ گز مربع سوراخ ہوگیا ہے	,,
اور قسطنطنیہ جارہا ہے	,,
جہاز "حمیدیہ" مرمت کے بعد	,,
کپتان حسین رؤف بک کمانیر "حمیدیہ"	,,

التماس

نمبر ۷ ، ۸ ، جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر حاضر خدمت کئے جائینگے شائقین ذرا توقف فرماویں -

منیجر

شذرات

—:o*o:—

هفته جنگ

—:*:—

چنلجا ۱۷ تک عثماني سرکاري روداد جنگ کے بموجب خطوط چنلجا پر کوئي حمله عام نهيں هوا ' خفيف مڈبهڑ (اسکريمشيز) هوتے رهے - ۱۹ کو عثماني پيادہ فوج ايک پرجوش معرکے کے بعد فتحياب هوئي ' فتحيابي کے بعد بهي تمام خطوط پر دشمن سے معرکه آرا هوتي رهي - ۲۱ کو صوفيا کے ايک تار سے معلوم هوتا هے ' که دو ترکي ڈويزنوں نے بلغاريا کے ميمنه پر حمله کيا ' شديد جنگ هوئي ' ترکي فوج پانچ سو مقتول و مجروح چهوڑ کے پسپا هوئي ' شام کو پهر حمله آور هوئي ' پهر پسپا کر ديگئي - ۲۳ کے عثماني سرکاري تار سے (جو هندوستان کے عثماني قونصل عام) کو موصول هوا هے ' معلوم هوتا هے که خطوط چنلجا پر سکون طاري هے -

ان خبروں سے صاف طور پر معلوم هوتا هے ' که چنلجا ميں خطوط کے استحکام اور فوج محافظ کے جوش و همت ميں کوئي فرق نهيں آيا هے ' فوج برابر نئي کمک کے حملے کرتي هے ' اور جيسا که قاعده هے کبهي کامياب هوتي هے اور کبهي ناکام -

ادرنه ۲۰ کو عثماني فوج نے دشمن کے نئي پوزيشنوں پر گوله باري کي ' عثماني سرکاري تار سے معلوم هوتا هے ' که دشمن کي فوج آنشباري کي تاب نه لاسکي اور بهت سے خندق چهوڑ کے پيچهے هٹ گئي - ۲۲ کو ادرنه سے براه راست لندن ميں اس مضمون کا تار موصول هوا هے ' که مدافعت بهادرانه طور پر جاري هے ' قلعے پوري طرح مضبوط هيں ' انتظام کامل طور پر قرار هے غذا افسر تقسيم کرتے هيں ' ۲۰ کا صوفيا کا تار بيان کرتا هے ' که حمله عام کيا گيا ' جسميں حمله آور مشرق کے دو قلعه بند نقطوں پر قابض هوگئے -

دريائے اسٹمبي اب تک تو دنيا کو يه يقين دلايا گيا تها ' که البانيه بالکل فتح هوگيا مگر ۲۵ کے سٹمچي سے آئے هوئے تار سے معلوم هوتا هے ' که البانيه کے دريائے اسٹمبي ميں جاويد پاشا جانبازانه مدافعت کر رهے تهے ' مگر آخرکار ۲۵ کو پاشائے موصوف نے مع ۱۵ هزار فوج کے سروي فوج کے آگے هتيار ڈالديے (؟)

يڈپليني درازو سے جانب جنوب و مشرق ۷۵ ميل کے فاصله پر ايک ٹيپليني نامي ايک مقام تها اتهينس کے ۲۷ کے تار سے معلوم هوتا هے ' که يونانيوں نے اس پر بهي قبضه کرليا هے -

حمله عربي

آج آپ شؤن عثمايه ميں طرابلس الغرب کے زير عنوان چند خوشگوار اميد افزا خبريں پڑهينگے ' يه خبريں عثماني ذرائع کي هيں ' انکا خفيف پرتو آپ روميه کي اس تار برقي ميں بهي ديکهينگے ' جو ذيل ميں درج کيجاتي هے -

۲۴ مارچ روميه '

بارووني بے کے زير قيادت عربوں کے هاتهوں طالوي بهت دق هورهے هيں ' حملوں کو موقوف کرنے کے ليے ' دو اطالوي کالموں نے حمله کيا ' اور گيرين سے جنوب کي طرف ايک مضبوط مرکز (پوزيشن) پر دست بدست جنگ کي ' عرب ۲۲۰ مقتول چهوڑ کے چلے گئے ' اطالويوں کے ۲۴ زخمي هوے ' اور ۱۳ کام آئے

آپ کو اس سے اتنا معلوم هوگيا هوگا ' که عربوں برابر حملے کر رهے هيں ' رهي مقدار نقصانات کي صحت و عدم صحت تو اسکا تبصره آپکو سنه ۱۱ ع ميں اچهي طرح هوچکا هے -

* * *

اعداء اسلام ميں خانه جنگي کے آثار

جاوا کي ميں عام طور پر ' مسلمان اور کيتهولک ارتهوڈکس هونے پر علانيه مجبور کيے جا رهے هيں ' اس سلسله ميں نه معلوم کتنے امام مسجد علماء اور مشائخ شهيد کيے گيے ' ان تمام مسلم کشي کي خبروں کے جواب ميں تو تمام يورپ نے صرف اس کهنے پر اکتفاء کيا که جنگ ميں ايسا هي هوتا هے ' مگر حال ميں پيلک نامي ايک پادري کے قتل نے ' تمام کيتهولک دنيا ميں آگ لگاديي هے ' واقعا ميں اس واقعه کي تفصيل يه بيان کي گئي هے ' که اولاً پيلک سے ارتهوڈکس هونے کي فرمايش کي گئي ' جب اس نے انکار کيا ' تو اسکو دهمکايا گيا ' جب وه تهديد سے بهي متاثر نه هوا ' تو اسکے کپڑے چاک کر ڈالے گئے اور اسکو اسقدر مارا گيا که اسکي پسليان اور هاتهه پير ٹوٹ گئے ' اور وه زمين پر گر پڑا ' مگر اب بهي وه ارتهوڈکس نه هوا ' آخر ايک شخص نے اسکے جگر ميں سنگين بهونکدي اور وه مرگيا -

ايک آسٹروي جهاز " اسکودرا " نامي گرفتار کرليا گيا هے ' اور جبراً سروي فوج کي نقل و حرکت ميں استعمال کيا جا رها هے ' سقوطري پر گوله باري ميں آسٹريا کا ايک يتيم خانه ' خانقاه ' اور چند اور عمارتيں منهدم هوگئي هيں - ان وجوه سے آسٹريا اور مانٹي نيگرو کے تعلقات نهايت تلخ هورهے هيں -

عام طور يقين کيا جاتا هے ' که پرلا سے آسٹروي بيڑے کي روانگي کا تعلق انهي واقعات سے هے ' گو سرکاري طور روانگي کي وجه حسب عادت نمايشي جنگ بيان کي گئي هے -

حال ميں آسٹريا نے مانٹي نيگرو سے حسب ذيل مطالبات کيے تهے -

(۱) قتل پادري کي تحقيقات آسٹروي قونصل کے سامنے کي جائے -

(۲) تبديل مذهب کي کارواٹي فوراً موقوف کرديجائے ' اور اس قسم کے جسقدر واقعات اسوقت تک هوے هيں ' وه سب کالعدم سمجهے جائيں -

(۳) " اسکودرا " فوراً چهوڑ ديا جاے -

(۴) اسقوطري کے غير ملکي لوگوں کو شهر چهوڑنے کي اجازت ديجائے -

مانٹي نيگرو نے نمبر اول کے جواب ميں پادري پر بغاوت کا الزام لگايا هے ' نمبر دوم کي رائفيت سے انکار کيا هے ' نمبر سوم کے بابت فوري تحقيقات کا وعده کيا هے - اور نمبر چهارم کے منظور کرنے سے انکار کيا هے مگر يه اطمينان دلايا هے ' که آيندہ آنشباري کا رخ صرف قلعوں کي طرف هوگا -

مگر آسٹيريا کے نزديک يه تمام جوابات ناکافي هيں ' اسليے اس نے الٹيميٹم ديديا هے ' که اگر غير ملکي باشندوں کے ترک اسقوطري تک گوله باري موقوف نه رهي ' تو وه فوجي طاقت سے کام ليگي - اس الٹيميٹم کي وجه سے مانٹي نيگرو پر غير معمولي خوف و اضطراب چهايا هوا هے - اس نے اپنے حليفوں کو اسکي اطلاع دي هے ' اور دول کے سامنے يه اعتراض کيا هے ' که يه کارواٹي ناطرفداري کے خلاف هے - مگر سوال يه هے ' که اسوقت مانٹي نيگرو کهاں تها جب " سمت

طرفدار" دول نے باب عالي کو' متحدہ یاد داشت بھیجي تھي'
بر قسطنطنیہ اور ایشیاء کے تاراج کی دھمکي دي تھي -

اس داستان بھر میں سب سے زیادہ مزے کي بابت یہ ھے' کہ
سٹریا کہتي ھے' کہ وہ جو کچھہ کر رھي ھے' محض انسانیت کے
یے کر رھي ھے' کیا یہ صحیح ھے ؟ کیا آسٹریا اتني انسانیت پرست
ھے ؟ اگر جواب اثبات میں ھے ' تو سوال یہ ھے ' کہ اسوقت آسٹریا
ي انسانیت پرستي کہاں تھي جب کہ مقدونیہ' البانیہ' اور تھریس
میں عورتوں کي چھاتیوں کے کاٹے جانے' بچوں کو نمایشي جنگ کے
پھلو کي طرح لٹکا کے نشانہ بنائے جانے ' اور نوجوانوں اور بوڑھوں
کو بندوقوں کي باڑہ سے اڑائے جانے کي روداد ین شائع ھو رھي تھیں'
مگر شاید نصاري کے نزدیک انسان صرف وہ ھے ' جو یسوع مسیح
کي باد شاھت میں داخل ھے' نہیں بلکہ خاموشي کي وجہ یہ تھي
مقدونیہ وغیرہ میں جوکچھہ ھو رھا تھا ' وہ بادشاہ یسوع کے اس حکم
کی تعمیل تھی' کہ " میرے وہ دشمن جو یہ نہیں چاھتے' کہ میں
ان پرحکومت کروں' ان کو یہاں لاؤ اور میرے سامنے ذبح کرو " -

سفراء دول نے بلغاریا کے وزیر اعظم کو شرائط صلح دیدیے
صلح ھیں یہ شرائط حسب ذیل ھیں -

(۱) خط اینس و میدیا کے جنوب کے تمام قطعات باستثناء
البانیا حلیفوں کو دیدیے جائینگے -

(۲) حد بندي اور مستقبل جزئر دول کے ھاتھہ میں ھو گا

(۳) ترکي کو دریت سے دست بردار ھونا پڑیگا -

(۴) حلیفوں کو تاوان جنگ نہیں ملیگا ' مگر اسکے بد لے اللو
اس کمیشن میں شرکت کا حق دیا جائیگا ' جو پیرس میں اس
غرض سے بیٹھے گا ' کہ عثماني قرض کا منصفانہ (۶) فیصلہ کرے'
ترکي کو بھي اسمیں شرکت کا حق ھوگا -

(۵) جس ھي یہ شرائط منظور ھو جائینگے' جنگ فوراً موقوف
ھو جائیگي -

بلغاریا اور سرویا نے یہ جواب دیا ھے کہ وہ مشورہ کے بعد جواب دینگے -

* * *

اشقودرہ' سقوطاري' اور ادرنہ کي شاندار مدافعت نے دنیا کو محو
حیرت بنا دیا ھے' مگر اسکي یہ قدر کي گئي ھے' کہ باوجود غیر مفتوح
ھونے کے بلقان کو دلوائے جارھے ھیں' اس تقریب سے ھمیں وہ وقت
یاد آتا ھے' جب کہ یونان و ترکي میں جنگ ھوئي تھي' اور یونان
کو ترکوں کے مفتوحہ مقامات بھي دلوا دے گئے تھے - مسٹر گلیڈسٹن
نے کہا تھا " کہ ھلال کے پاس سے صلیب کے پاس آ سکتا ھے لیکن جو
صلیب کے پاس آ جائے وہ ھلال کے پاس واپس نہیں جا سکتا -

واقعہ یہ ھے کہ یورپ ھمیشہ اسي مقولہ پر عمل کرتا رھا ھے'
مگر فرق یہ ھے' کہ یہ مقولہ مسٹر گلیڈسٹن کے دل و عمل کے ساتھہ'
زبان پر بھي تھا' مگر اور لوگوں کے صرف دل اور عمل میں ھے " -

حدود البانیا

ریوٹر نے معلوم ھوا ھے کہ ' البانیہ کے حدود کا پر خار مسئلہ باھم
سفراء دول میں طے ھوگیا ھے' اور آئندہ اسي فیصلے کا نفاذ ھوگا ' کیا طے
ھوا ھے ؟ یہ پوشیدہ ھے اور وقت مناسب تک پوشیدہ رھیگا -

ایک مجاھد صلیبي اور انگلستان

۲۰ مارچ کو دار العوام میں شاہ یونان کي موت پر موجودہ
شاہ یونان ' یونانیوں ' ملکہ الیگزنڈرا ' شاھنشاہ جارج پنجم ' کے ساتھہ
ھمدردي اور تعزیت کے ووٹ کي تحریک کرتے ھوے' مسٹر ایسکوتھہ
وزیر اعظم انگلستان نے کہا کہ " اس بے مقصد جرم کي خبر (جس نے
لاکھوں انسانوں کو غمگین بنادیا ھے) دنیا سنتہ میں پڑتي ھے'
مسٹر موصوف نے کہا ' کہ یہ امر خاص طور پر غم انگیز ھے' کہ یہ حملہ
اسے وقت کیا گیا ' جب کہ وہ اپنی امیدوں کو بار آور ھوتے ھوے دیکھنے
والے تھے' آخر میں مسٹر موصوف نے کہا ' کہ اس ماتم میں یونانیوں
کے ساتھہ برطانیہ کي شرکت کے معقول وجوہ موجود ھیں' مسٹر بونرلا
نے تائید کي ' رزولیوشن پاس ھوگیا -

* * *

الشجا یبعث الشجا

مسٹر ایسکوتھہ کي مرثیہ خواني سے ھمیں بلقان کے وہ صدھا خانماں
برباد مسلمان خاندان یاد آگئے' جنکي خاتونیں بے عصمت کي گئیں'
بچے نمایشي جنگ کے پھلوں کي طرح کاٹے گئے' اور مرد بندوقوں
اور سنگینوں کا نشانہ بنائے گئے' اور " بار آوري امید " کے فقرے نے تو
قیامت ھي کي نمک پاشي کي - پس اسوقت ھم بھي مسٹر ایسکوتھہ
کي طرح پر فغان ھیں' بلکہ ان سے زیادہ ' انکے صرف ایک داغ لگا ھے'
اور یہاں داغ مجسم ھیں ' ممکن تھا کہ ھم بھي ھندوستان کے بعض
اجیر نوحہ گروں کي طرح ماتم کي صفیں بچھاتے اور نوحہ کرتے ' اور
اگر ھم ماتم کرتے' تو غالباً مسٹر موصوف سے زیادہ درد انگیز و جگر دوز
طریقے سے کرتے' مگر خداے عزیز و جلیل فرماتا ھے کہ :—

انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون	اللہ تم کو ان ھي لوگوں سے دوستي کرنے سے منع کرتا ھے ' جن لوگوں نے تم کو دین کے واسطے قتل کیا ھے' اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ھے' اور تمہارے نکالنے میں مدد دي ھے' جو لوگ ان سے دوستي کرتے وہ ھي (مسلمانوں کے حق میں) ظالم ھیں -

اس بناء پر ھمارا عقیدہ ھے کہ صلیبي مجاھد کي عزاداري کرنا
خدا قادر و قھار کی اور اسکے ملائکہ کي لعنت کا مستوجب ھونا ھے' پس
ھم نہیں چاھتے' کہ دنیاوي بادشاہ کے لیے آسماني بادشاہ کي لعنت
کے مستوجب ھوں ' اور غالباً ھمارا دنیاوي بادشاہ بھي نہیں چاھتا'
کہ ایسي عزاداري میں شریک ھوں جسمیں شریک ھونا مذھباً
ھمارے لیے حرام ھے -

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ
حق کي فتح
یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

الحمد للہ ھنگامہ باطل پرستي میں مظلوم حق کي صدا بیکار نہیں
گئي ' یونیورسٹي ڈیپوٹیشن ٹوٹ گیا ' فونڈیشن کمیٹي از سر نو کام
کریگي' یہ دوسرا دفعہ ھے' کہ قلت کو کثرت پر حریت کو استبداد پر اور
حق کو باطل پر فتح ھوئي ھے' ان في ذالک لایۃ لقوم یعقلون -

جلسہ لیگ

ھماري تو شروع ھي سے راے تھی ' کہ جب تک لیگ کے
قوام میں استبداد پرست ارباب زر کا عنصر غالب ھے' اسوقت اسکي
اصلاح سے قوم مایوس رھنا چاھیے' ابکي جلسہ سے معلوم ھوا ' کہ قوم
اس نکتہ کو ایک حد تک سمجھنے لگی ھے ' حاضرین کي
تعداد خیر معمولي طور پر کم تھي ' پبلک نے تو گویا بائیکاٹ ھي
کردیا تھا -

" سیلف گورنمنٹ " کے ساتھہ " سوت ابل " کي قید پاس ھوگئي
اور کیوں نہ ھوتي -

خود کردہ را خود کردہ گر و خود دل کردہ

ھم آئندہ نمبر میں ان شاء اللہ العزیز' اپنے افکار زار اظہار کرینگے -

الهلال

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

الحرب

(۱)

قدیم اور انسان کي ابتدائي حالت

قدیم ترین زمانے میں انسان کي غذا کي حالت یه تهي' که درختوں کے برگ و بار اور خودرو نباتات کهاتا ' اور چشموں اور دریاؤں کا پاني پیتا تها' جب یه چیزیں ختم هو جاتیں' تو انکي نیابت کمزور اور سریع الحصول حیوانات کرتے ' انسان انکو پکڑ لیتا اور کچا کها جاتا ' کچا اسلیے' که اسوقت فن طبخ عالم وجود میں نهیں آیا تها ' جب جانور بهي ختم جاتے تو اُس جگهه کو چهوڑ کے کسي اور جگهه چلا جاتا '

قیامگاه کے لیے وه همیشه قرب آب کو ترجیح دیتا تها ' تاکه پینے کے لیے پاني' اور کهانے کے لیے خودرو درخت اور پاني پینے کے لیے آنے والے جانوروں کے کافي ذخیره تک اسکا دست رس رهے ' اس طرح عرصه تک انسان خانه بدوشانه زندگي بسر کرتا رها ' اس عرصه میں کبهي کبهي ایسا بهي هوا ' که اتفاق سے دو یا دو سے زیاده خاندان ایک هي وقت میں ایک هي مقام پر پهنچے -

انسان خود کام پیدا کیا گیا هے' اسلیے بمقتضاے فطرت هر خاندان کي خواهش هوئي' که وهي اس جگهه فروکش هو' انمیں سے هر ایک نے چاها ' که دوسرا چلا جائے' مگر خود نهیں گیا - زباني گفتگو هوئي' مگر کچهه طے نه هوا ' بات بڑهي ' اور قدرتي ساده ترین هتیار یعني دانت ' هاتهه' اور پیر کام کرنے لگے - (غالباً) دنیا کي سب سے پهلي جنگ اسي طرح وقوع پذیر هوئي -

ایسا بارها هوا ' که غذا کي ضرورت هوئي' جستجو کي' مگر کامیابي نهیں هوئي' یا ایسے وقت ضرورت هوئي' جسوقت که جستجو نا ممکن تهي- ان تلخ تجارب نے انسان کو حفظ ما تقدم کے لیے غذا جمع کرنے کي تلقین کي ' کچهه صدیاں اسي حالت میں گذریں - اس عرصه میں انسان نے تمدن میں ترقي کي' اور ضروریات اور گردو پیش کے حالات کي رهنمائي سے زراعت اور جانوروں کي پرورش شروع کي - خشک سالیوں اور امراض نے انسان کو بتایا' که احتیاط یه هے' که جسقدر زیاده اسباب زندگي پر قبضه هوسکے کرلیا جائے - اس جذبه نے فطرتي خود کامي کے ساتهه آمیز هو کے ' یه خیال پیدا کیا ' که اگر ممکن هو تو ان اسباب زندگي پر بهي قبضه کرلیا جائے' جو دوسروں کے زیر تصرف هیں- اسکے لیے ضرورت قوت کي تهي' اسلیے هر خاندان نے اپنے اور اپنے رشته دار خاندانوں کے ارکان سے جتهے تیار کیے' اور دوسروں کے زیر تصرف اسباب زندگي پر یورش کرنے لگے -

نسل میں افزایش هوئي ' اسکے علاوه چهوٹي چهوٹي جماعتیں حمله یا مدافعت کو کامیاب بنانے کے لیے' متحده کوششیں کرنے لگیں - اسطرح چهوٹي چهوٹي حمله اور ٹولیوں نے بڑي بڑي فوجوں کي شکل اختیار کرلي ' اور معمولي حمله کے بدلے اب بڑي بڑي جنگیں برپا هونے لگیں - اسوقت ایک ایسے شخص کي ضرورت محسوس هوئي' جو اُن هزاروں مقاتلین کو لڑا سکے- ظاهر هے که اس منصب کا مستحق وهي هوسکتا هے' جو اوروں سے زیاده شجاع' زیاده دانشمند اور اُمور جنگ سے زیاده باخبر هو- ممکن تها که نوجوانوں میں دانشمند تر اور شجاع تر ملجاتے' مگر اسکا کیولکر اطمینان هوتا ' که جوش شباب انهیں شجاعت کے حدود سے نکال کے' تهوڑکي حد تک نه لیجائیگا. اسکے علاوه دانشمندي تجربے کي نیاز مند هے' اسلیے یه خدمت ان سالخورده افراد کے سپرد کي گئي ' جو شجاعت و دانشمندي کے ساتهه تجربه کاري کي صفت بهي رکهتے تهے -

ایک شخص کي چشم و ابرو کي گردش پر هزاروں انسانوں کا جنبش کرنا' انساني حیات کا سب سے بڑا منظر هے- شیوخ قبائل کے خدمت سالاري حاجت روائي کے لیے لي تهي' مگر اب شان و عظمت افسري سے جو ذرق آشنا هوے' تو انکو سالاري میں لطف آنے لگا- مقاتلین نے جنگ ضرورتاً کي تهي' مگر جب فتح و ظفر نے انکو سربلندي سے روشناس کیا ' تو شیوخ کی طرح انکو بهي جنگ میں لطف آنے لگا ' نتیجه یه هوا ' که اب جنگ انکي زندگي کے بدلے جلال سالاري اور لطف سربلندي یا بالفاظ دیگر کشور ستاني اور حکمراني کیلیے هونے لگي -

سرچشمهٔ جنگ

نیپولین کهتا هے " جنگ ایک وحشیانه حرکت هے " بالفاظ دیگر جنگ کا سرچشمه وحشت هے - ممکن هے که سرچشمهٔ جنگ کي بابت نیپولین کي رائے صحیح هو' مگر جهاں تک هماري راے کي پرواز هے' یه خیال صحیح نهیں- دنیا هزاروں برس کي منزل طے کي هے ' یورپ میں آفتاب علم نصف النهار پر هے ' خرمن تمدن و تهذیب سے کاروان هستي پر آهنگ هے' یادگار هاے وحشت کے محو کرنے کے لیے عرقریز کوششیں هو رهي هیں ' وحشت و همجیت سے هر شخص (غلط یا صحیح طور پر) تبري کر رها هے مگر با این همه ' بقول ایک تشبیه طراز کے " یورپ آخري اقوام جنگ کي منتظر مسلح اقوام کا کیمپ هے - "

پس اگر جنگ کا سرچشمه وحشت هوتي' تو آج کم از کم یورپ سے جنگ کا تمام ساز و سامان محو هو جاتا' حالانکه اس متاع کو سب سے بڑي منڈي وهي هے !

اب سوال یه هے' که اگر جنگ کا سرچشمه وحشت نهیں' تو پهر کیا هے ؟ موجوده علم الاخلاق کا یه ایک بنیادي مسئله هے' که خود کامي اور خود دوستي (Self love) نوع انساني میں دو عالمگیر جذبے هیں دنیا میں ایک شخص بهي ایسا نهیں ملیگا ' جو خود دوستي سے خالي هو' یهي خود دوستي اور خود کامي قدرتي طور پر باهمي منافست و تصادم کا باعث هوتي هیں - اور هر قوم ' هر جماعت هر خاندان ' بلکه هر فرد یه چاهتا هے ' که دنیا کي بهترین چیزیں صرف اسي کے قبضه میں رهیں ' اور اگر نهیں هیں' تو آجائیں -

افسري و سیادت گو پر خطر هیں' مگر دلکش هیں' گو موجوده حالت میں اهل هند اسکا اندازه نهیں کرسکتے -

انسان کي خود دوستي و خود کامي اسکو ترغیب دیتي هے' جسطرح ممکن هو لطف سیادت سے بهره یاب هو- پس درحقیقت

جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں بلکہ "خود کامي" ہے' جسکے پیش نظر کبھي "اسباب زندگي" اور کبھي "افسري و سیادت" ہوتي ہے -

تمدن و جنگ

تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟ یہ ایک سوال ہے' جس پر بارہا خامہ فرسائیاں ہو چکي ہیں' قناعت بخش جواب کے لئے' پہلے دو امور پر غور کر لینا ضروري ہے :

(۱) اسباب جنگ کیا ہیں ؟

(۲) تمدن کا ان پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

ہم نے ابھی بیان کیا ہے' کہ جنگ کا سرچشمہ "اسباب زندگي" یا "سیادت" کے لئے انسان کي خود کا مانہ کوشش ہے - تمدن نے زندگي کو نہایت پُر تکلف اور گران کر دیا ہے' اور یہ ظاہر ہے' کہ زندگي جسقدر پُر تکلف ہوتي جا لیگي' اتني ہي زیادہ اسباب زندگي کي ضرورت ہوگي اور جسقدر زیادہ ضرورت ہوگي' اسي قدر اسکے لئے انسان زیادہ سرگرمي سے کوشش کریگا -

سیادت کا آغاز فرق مراتب سے ہے' اور فرق مراتب کا آغاز تمدن سے - جب تک کوئي قوم متمدن نہیں ہوتي' اسوقت تک تمام افراد یکساں حیثیت سے رہتے ہیں' لیکن جسقدر انمیں تمدن آتا جاتا ہے' اسي قدر فرق مراتب پیدا ہوتا جاتا ہے' اور جسقدر فرق مراتب واضح ہوتا جاتا ہے' اسیقدر جاہ پسند افراد میں سیادت طلبي کا شوق پیدا ہوتا جاتا ہے -

تم اگر ایک محض وحشي قبیلے میں جاؤ' تو نشست و برخاست' گفتار و کردار' وضع و قطع' غرض کسیطرح سے بغیر دریافت کے یہ نہ معلوم کر سکوگے' کہ ان میں شیخ القبیلہ کون ہے ؟ لیکن اب اگر کسي گاؤں میں جاؤ' تو وہاں تمہیں عام آبادي میں کچھ فرق نظر آئیگا - گاؤں سے کسي قصبے میں جاؤ وہاں فرق کیسیقدر زیادہ نمایاں معلوم ہوگا' اور پھر شہر میں اس سے زیادہ' اور اگر کسي دربار شاہي میں جاؤگے' تو فرق مراتب کا ایک محیر العقول طلسم زار دیکھوگے !

غور کرو کہ صحرا' گاؤں' قصبہ' شہر اور دربار میں بعض امور مشترک ہیں اور بعض مفترق ہیں - امر مشترک یہ ہے' کہ ہر جگہ بالا دست و زیردست ہیں' اور امر مفترق یہ ہے' کہ بعض جگہ بالکل تمدن نہیں' بعض جگہ تمدن ہے' مگر ناقص' بعض جگہ کامل تر' اور بعض جگہ (اس زمانہ کے اعتبار سے) کامل ترین' جہاں تمدن نہیں ہے' وہاں درنوں طبقوں کا فرق غیر ظاہر' جہاں تمدن کم ہے' وہاں ظاہر ہے مگر کم' جہاں پورا تمدن ہے' وہاں پوري طرح یہ فرق ظاہر ہے - پس اس سے صاف ظاہر ہوگیا' کہ تمدن سیادت طلبي کے لیے محرک' اور باعث ہے - اس علم کے بعد' کہ تمدن اسباب جنگ کو کم کرنے کے بدلے بڑھانے والا ہے' بآساني فیصلہ کیا جا سکتا ہے' کہ تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟

ایک بدیہی شہادت

یورپ کے تمدني تقدمات اسقدر روشن ہیں' کہ اُن کے بیان کي ضرورت نہیں' لیکن با ایں ہمہ جنگ کي بابت اسکي کیا حالت ہے ؟ اسکا جواب ایک مشہور نقاد مورخ کي زباني یہ ہے :

وہ (Self-love) متمدن اقوام میں غیر متمدن اقوام سے قوي تر ہے' کیونکہ علم انسان کے دائرۂ عقل کو وسیع' اور مطالب کو کثیر کردیتا ہے' جسکي وجہ سے اسکے ضروریات بھي بڑھ جاتے ہیں' اور اسکو کشاکش کے لیے مجبور کرتي ہیں - وہ قومیں جو اپني فطري حالت میں باقي ہیں' باوجودیکہ تاخت و تاراج اور یورش و جنگ میں ڈوبي ہوئي ہیں' لیکن پھر بھي اُن میں ایسے اخلاق پائے جاتے ہیں' جو طمع کي شدت کو کم کردیتے ہیں - میري مراد اس سے وہ عادت ہے' جسکو (Chivalry) (۱) کہتے ہیں' یہ عادت خونریزي اور جنگ کے موقوف کرنے میں بھي' بارہا اسیطرح کامیاب ہوئي ہے' جسطرح کہ بارہا جنگ کا سبب ہوئي ہے -

متمدن اقوام کي جنگ تمامتر شخصي مطامع پر مبني ہوتي ہے' انمیں "شیو الیري" کا مطلقاً وجود نہیں ہوتا' چنانچہ اسي بناء پر لوگ کہتے ہیں کہ "سیاست کے دل نہیں" -

"متمدن قوموں میں ہر قوم اپنے ہمسایوں کي طرف حسد کي نگاہ سے دیکھتي رہتي ہے' اگر اسکي قدرت میں یہ ہوتا' کہ وہ سب کو اپنے زیر نگیں کرلے' تو ہرگز درنہ نہ کرتي' مگر چونکہ یہ اسکے بس میں نہیں ہے' اسلیے وہ بلي کي طرح تکي ہوئي' ہر ایسي فرصت کے انتظار میں بیٹھي رہتي ہے' جسمیں وہ اچک کے کسي شہر پر قبضہ کرلے اور اپنے حدود سلطنت کو وسیع کرسکے - یہ صحیح ہے' کہ وہ کسی عذر کے بغیر تلوار نہیں نکالتي' مگر اکثر عذر فرضي اور غلط ہوتے ہیں" -

"جب کوئي سلطنت دوسري سلطنت کا کوئي ملک لینا چاہتي ہے' تو پہلے وہ یہ دیکھتي ہے' کہ وہ اس پر غالب آسکتی ہے یا نہیں' اگر غالب آسکتي ہے' تو پھر کوئي نہ کوئي عذر تلاش کر لیتي ہے' اور اس عذر کي بنا پر اعلان جنگ کر دیتي ہے' لیکن اگر غالب نہیں آسکتي' تو اس سے قوي تر عذروں کے موجود ہوتے ہوے بھي جنگ کا نام نہیں لیتي" -

جنگ کے ایک سبب آفرینی

فاضل نقاد نے جنگ کے لیے متمدن اقوام کي سبب آفریني کي بابت جو کچھ لکھا ہے' گو وہ حرف بحرف صحیح ہے' مگر تاہم چند مثالوں کا طالب ہے -

* * *

ہندوستان دنیا کي تمام حوصلہ مند قوموں کا منظور نظر رہا ہے - عہد قبل تاریخ سے لیکے اسوقت تک ہر عالي حوصلہ قوم نے اسکے حاصل کرنے کي کوشش کي ہے - اسلیے کوئي وجہ نہ تھي' کہ فرانس اور اسکا خیال نہ ہوتا' اس کے علاوہ وہ ایک مدت تک بعض قلعات پر حکومت بھي کرچکا تھا - مصر ہندوستان کي کنجي ہے' اور بجاے خود بھي سرسبز اور زرخیز ملک ہے' ان گونہ گون ترغیبات کي وجہ سے فرانس کے والاعزم جنرل نپولین کے دل میں فتح مصر کا خیال پیدا ہوا - اس نے فرانسیسي حکومت کے ممبروں کي ایک مجلس مدعو کي' جسمیں فتح مصر کا ارادہ ظاہر کیا' وجوہ بیان کرتے ہوے کہا کہ "وہ (مصر) دنیا کي سرسبز ترین زمینوں میں سے ہے' اور ہندوستان کا راستہ ہے" دیگر ممبران حکومت نے اس تجویز سے اتفاق کرنے میں تردد کیا' تو نپولین نے کہا' کہ اگر اسکي تجویز سے اتفاق نہ کیا گیا' تو وہ اپنے عہدے سے مستعفي ہو جائیگا' مجبوراً تجویز منظور کي گئي' نپولین بیڑا لیکے اسکندریہ کے ساحل پر آیا' لیکن داخل ہوا' تو باشندوں میں ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ "ہم اسلیے یہاں آئے ہیں' کہ تمہارے ظالم حکمرانوں کے پنجے سے تم کو نکالیں اور فرانسیسیوں کے ساتھ جو بد سلوکیاں انہوں نے کي ہیں' انکا انتقام لیں" -

---

(۱) (Chivalry) در اصل ایک فرانسیسي نژاد کلمہ (Chevalier) ہے' جس نے انگریزي قالب میں آکے یہ صورت اختیار کر لي ہے -

موخر الذکر ایک فرانسیسي اسم صفت (Chevalier) کا حاصل مصدر ہے' اس اسم صفت کے معنی اولین اسپ سوار اور معني ثاني نائٹ کے ہیں - نائٹ ہد کے عناصر ثلاثہ تین صفات سمجھے جاتے تھے (۱) نیک نہادي (۲) بسالت (۳) اسلحہ بازي میں چابکدستي -

شیو الیرے کے معني ثاني ان صفات ثلاثہ کا مجموعہ ہیں - عربي میں اسکا ترجمہ اریحیت و نجدت در لفظوں میں ہوا ہے - ۱۲ منہ

جزائر الغرب ایک زرخیز ملک ہے - فرانس کی دیرینہ آرزو تھی ' کہ وہ اسکی نو آبادیوں میں آجائے ' مگر اسکے لیے فرصت کا منتظر تھا ' نپولین نے جب مصر فتح کرنا چاہا ' تو اسکے لیے الجزائر کے ایک یہودی مہاجن سے کچھ روپیہ قرض لیا ' قرض کی ادائیگی میں عمداً دیر کی گئی - ایک دن فرانسیسی قونصل امیر الجزائر کے پاس بیٹھا تھا ' قرض کا ذکر آیا ' تو فرانسیسی قونصل نے کوئی سخت ناملائم لفظ استعمال کیا ' جس پر امیر کو غصہ آگیا ' امیر کے ہاتھ میں ایک پنکھا تھا ' اس نے وہی پنکھا قونصل

امیر الجزائر فرانسیسی قونصل کو پنکھے سے مار رہا ہے

کے منہ پر مارا - قونصل نے اسکی اطلاع اپنی حکومت کو کی ' جزائر پر جنگ کیلیے یہ علت کافی سے زیادہ تھی ' فوجکشی کی گئی اور فتح کرلیا گیا -

* * *

سنہ ۱۸۹۲ سے قبل تک تو تمام مورخین جنگ فرانس و پرشیا کا ذمہ دار فرانس کو قرار دیتے تھے ' مگر اسکا اصلی ذمہ دار کوئی اور تھا ' اور جو تھا بعد کو خود اس نے اقرار کرلیا -

اسی اجمال کی تفصیل یہ ہے ' کہ فرانس اور جرمنی میں جب اسپین کی بابت اختلاف پیدا ہوا ' تو فرانس نے موسیو (بنیدیتی) کو شاہ پرشیا سے ملنے کیلیے بھیجا ' موسیو مذکور شاہ پرشیا سے ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ ع کو (ایمس) میں ملا -

سفیر فرانس شاہ پرشیا سے گفتگو کر رہا ہے

اور اختلاف انگیز نقطہ کے متعلق گفتگو کی ' شاہ نے موسیو کو جواب نامنظوری کی صورت میں دیا ' مگر ایسے الفاظ میں جنمیں توہین کا شایبہ بھی نہ تھا - (بسمارک) کو معلوم تھا ' کہ شاہ کا جواب نامنظوری ہوگا ' لیکن وہ چاہتا تھا ' کہ جواب کا لہجہ سخت ہو ' تاکہ فرانس کو غصہ آئے ' اور جنگ کا آغاز اسی کی طرف سے ہو - جب بسمارک کو شاہ کے لطف آمیز جواب کا علم ہوا ' تو اس نے سخت پیچ و تاب کھایا ' اور سوچنے لگا ' کہ اسکے متعلق کیا کرنا چاہیے ؟ (بسمارک) اپنے (مفکرات خصوصیہ) میں جو اسکے مرنے کے بعد شائع ہوئی ہیں ' لکھتا ہے " میں نے ارادہ کیا ' کہ اپنے عہدہ سے استعفاء دیدوں ' میں نے ایک پارٹی دی جس میں مارشل (مولٹک) اور (رون) کو مدعو کیا - ہم لوگ کھانے کی میز پر تھے ' کہ تار والا آیا ' اور مجھے ایک تار دیا - اس تار پر شاہ کے مشیر خاص کے دستخط تھے - اور (ایمس) سے آیا تھا ' جب اسکا مضمون پڑھا گیا ' تو میں نے دیکھا ' کہ سفیر فرانس کے مقابلہ میں شاہ کی کمزوری سے ' میرے دونوں ہم صحبتوں کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہونے لگے ' اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا ' میں نے تار کئی مرتبہ پڑھا ' شاہ نے مجھے اس تار کے اشاعت کی اجازت دیدی تھی ' میں نے فوراً قلم اٹھایا ' اور ایک فقرہ کاٹ کے اسکی جگہ دوسرا فقرہ بنادیا ' جس سے تار کا اثر بالکل بدلگیا ' اسکے بعد میں مارشل (مولٹک) کی طرف متوجہ ہوا اور فوج پر اعتماد ' جنگ کے نتیجے ' اپنی مہمات اور تیاری کی تکمیل تک انتظار و امہال ' کے متعلق چند سوالات کیے ' مارشل مذکور نے سب کے جواب میں یہ کہا کہ " اگر حملہ ناگزیر ہے ' تو پھر عجلت بہتر ہے ' کیونکہ التواء ہمارے لیے خطرات انگیز ہوگا " اسکے بعد میں نے انکو ترمیم شدہ تار سنایا ' تار کے سنتے ہی انکی شکنہاے پیشانی صاف ہونے لگیں ' میں نے ان سے کہا کہ یہ تار نصف شب سے قبل فرانس پہنچ جائیگا - اسکا اثر علم سرخ کے برابر ہوگا - ہماری کامیابی اس امر کے ساتھہ وابستہ ہے ' کہ ہمارے مقابلے میں اعلان جنگ کیا جاے ..... تاکہ ہم اوروپ میں علی الاعلان کہسکیں ' کہ ہم حملہ آور نہیں ' بلکہ مدافع ہیں "

* * *

اہل ٹرانسوال کے پیغام صلح کے جواب میں لارڈ (سالیسبری) نے تو یہی کہا تھا کہ " اہل ٹرانسوال نے آغاز جنگ کیا " مگر راست گو مورخین اعلان کرتے ہیں کہ " ٹرنسوال کے متعلق انگلستان کی نیت عرصہ سے خراب تھی ' وہ عمداً اہل ٹرانسوال سے ہمیشہ جھگڑتا رہتا تھا ' تاکہ وہ مجبور ہو کے اعلان جنگ کریں ' چنانچہ ایسا ہی ہوا ' جب اہل ٹرانسوال کی پریشانی نا قابل برداشت حد تک پہنچگئی ' تو انہوں نے مجبوراً اعلان جنگ کیا

خسائر جنگ

خسائر جنگ کا اندازہ نہایت دشوار ہے - جنگ میں صرف جان و مال ہی ضائع نہیں ہوتے ہیں ' بلکہ کارزار کی اجتماعی و اخلاقی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے - چنانچہ نپولین کہتا ہے کہ " جنگ میں اخلاقی قوی اسقدر گر جاتے ہیں ' کہ اسمیں اور جسمانی قوی میں ۳ اور ۴ کی نسبت رہجاتی ہے " تاریخ کے قدیم ترین زمانہ سے ایکے اسوقت تک تخمیناً ۱۶۰۰ عظیم الشان جنگیں ہوئی ہیں - جنمیں سے صرف قرون وسطی کی جنگوں میں تخمیناً ۱۶ ارب ۸۶ کروڑ جانیں کام آئیں - بالفاظ دیگر چند صدیوں میں موجودہ آبادی سے کئی گونہ زیادہ آدمی ضائع ہوئے -

جسطرح کہ جنگ میں کام آنے والی جانوں کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا ' اسیطرح ان مصارف کا بھی صحیح تخمینہ نہیں کیا جا سکتا ' جو سلطنتوں کو دوران جنگ میں برداشت کرنا پڑتے ہیں ' مگر تاہم قرون اخیر کی چند مشہور جنگوں کے خسائر کے متعلق ایک سرسری اندازہ کیا گیا ہے ' جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

انگلستان

جنگ کریمیا — ۶ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۲۷ هزار نفوس -
جنگ جرمن و انگلستان ۱۸ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ تعداد نفوس غیر معلوم
جنگ انگلستان و فرانس — ۸۳ کرور ۱۰ لاکھ پونڈ - تعداد نفوس غیر معلوم -

فرانس

جنگ کریمیا — ۹ کرور ۳۰ لاکھ پونڈ اور ۴ لاکھ ۲۳ هزار نفوس -
جنگ فرانس و پروشیا — ۳۱ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۱۳۸۸۷۰ نفوس -

روس

جنگ کریمیا — ۱۴ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ اور ۹۵ هزار نفوس -

ان چند نامکمل تخمینوں سے اندازہ هو سکتا هے' که معمولی جنگوں کے علاوہ صرف ۱۹۰۰ مشہور جنگوں میں کتنی جانیں اور کسقدر مال ضائع هوا هوگا ؟

مشاهیر یورپ کے اقوال

ان عظیم الشان نقصانات کی بناء پر' مشکل سے کوئی ایسا فلسفی ملیگا ' جس نے جنگ کی نکوهش نه کی هو ' مگر ایک فلسفی سے جنگ کی نکوهش عجب نہیں' تعجب تو یه هے' که خود بعض ان لوگوں نے جنگ کو برا کہا هے ' جنکا شمار دنیا کے مشہور سپه سالاروں میں هے ' چنانچه (نپولین) کہتا هے که " جنگ ایک وحشیانه اور بربری حرکت هے ' خواه وه کتنی هی شکلیں بدلے ' مگر بہرحال وه عہد وحشت کی ناگوار یادگار هے " (ولنگٹن) کہتا هے : " اگر تم ایک دن بھی جنگ کو دیکھه لو' تو خدا سے دعا مانگو' که پھر وه تمہیں روز جنگ نه دکھائے " اسی کا یه مقوله هے : که " جنگ میں شکست سے بدتر فتح هے " -

مہذبات جنگ

کہا جاتا هے' که تمدن جدید کا یه ایک وصف امتیازی هے ' که اس میں جنگ بھی پابند قانون هے ' گر واقعه یه هے' که اس باب میں بھی آفتاب اسلام سے ضیاء اندوز هوا هے ' جیسا که هم آیندہ نمبر میں بشرط فرصت دکھائینگے -

ارباب تمدن کا بیان هے ' که ان قوانین کا مقصد شدائد جنگ کو کم کرنا هے ' مگر افسوس که واقعات اسکی تصدیق نہیں کرتے - هم دیکھتے هیں هر روز مہلک سے مہلک تر اسلحه ایجاد هوتے هیں' پس گر قوانین' جنگ کی غرض اصلی شدائد کی تخفیف هوتی' تو ان اسلحه کی ایجاد یا کم از کم استعمال ممنوع هوتا -

اصل یه هے' که تمدن و قانون باهمدگر لازم و ملزوم هیں ' جن قوموں میں تمدن بالکل نہیں - نہیں کوئی قانون نہیں ' اور جن قوموں میں جسقدر تمدن هے ' اسی قدر قانون بھی هے - چونکه قرون اخری میں تمدن نے غیر معمولی ترقی کی هے ' اسکا لازمی نتیجه یه هوا ' که قانون نے بھی اسی قدر ترقی کی ' اور صلح سے گزر کے جنگ تک پہنچگیا ' اور رفته رفته تمام زنده قوموں کی زبانوں میں اس موضوع پر بھی ایک معقول ذخیره ادب تیار هو گیا -

ان تمام قوانین کی تفصیل نہایت طویل هے' اسوقت هم ممنوعات جنگ میں سے چند دفعات نقل کردیتے هیں -

(۱) هتیار رکھدینے کے بعد دشمن کو زخمی کرنا -
(۲) زخمیوں پر حمله کرنا -
(۳) دشمن کی طرف سے جب امان طلب کیجائے تو اسکی منظوری سے انکار کرنا -
(۴) گرفتاری کی حالت میں دشمن کی توهین و تعذیب کرنا -
(۵) دشمن پر اچانک حمله کرنا -
(۶) ایسے گولوں کا استعمال' جس سے دشمن کے زخمیوں کو بے فائده تکلیف هو -
(۷) زهر میں بجھے هوے تیروں' پسے هوے شیشے' یا دم دم کی گولیوں کا استعمال کرنا -
(۸) آتشگیر گولوں کا استعمال' جب که فریقین جنگ عیسائی هوں -
(۹) ایسے گولوں کا استعمال' جن کا وزن ۴ سر کیلوگرام سے زیاده هو' یا جنمیں آتشگیر مادے بھرے هوں (یه دفعه سنه ۱۸۶۸ ع میں سینٹ پیٹرسبرگ کی کانفرنس میں طے هوئی تھی)
(۱۰) زهر کا استعمال' خواه کنوؤں ' چشموں' نہروں وغیره میں ڈالا جاے' یا کھانے میں ڈالا جاے' یا اسلحه اسمیں بجھائے جائیں -
(۱۱) بغیر اعلان جنگ کے دفعه حمله کردینا -
(۱۲) جھوٹ بولنا - (مگر فتح و نصرت کی جھوٹی خبریں شائع کرنا بالکل جائز هے) -
(۱۳) عہد شکنی کرنا - (جیساکه اسوقت ریاستہاے یلقان کررهی هیں)
(۱۴) سامان کی گاڑیوں پر سرخ جھنڈا (جو مریضوں کی گاڑیوں کی علامت هے) نصب کرنا -
(۱۵) بل ڈاگ سے کام لینا کیونکه وه درنده هے -
(۱۶) تجارتی بندرگاهوں پر گوله باری کرنا -
(۱۷) عورتوں' بچوں' اور بوڑھوں پر تلوار اٹھانا -

ان واقعات میں جرامور ضروری اور سودمند هیں - وه وهی هیں جنکو اسلام تیره سو برس پہلے کہه چکا هے -

قوانین جنگ کی زود شکنی

تاریخ بتاتی هے' که جب کبھی دو غیر مساوی قوموں میں جنگ هوئی هے' تو تمام قوانین دفعه ٹوٹگئے هیں' اور قوی قوم نے اپنے حریف کو زک دینے کے لیے ' جو وسائل مناسب معلوم هوے هیں' اختیار کیے هیں - مثلاً بویروں اور انگریزوں میں جنگ هوئی - پھٹنے والے گولوں کا استعمال قانون جنگ کی رو سے ممنوع تھا' مگر انگریزوں نے استعمال کیا دم دم کی گولیاں سخت مہلک اور ممنوع الاستعمال هیں' مگر سنه ۵۷ کے غدر میں' انگریزوں نے استعمال کیں - هتیار ڈالدینے کے بعد حریف کی فوج پر هتھیار اٹھانا جائز نہیں ' مگر تسلیم پلونا کے بعد آدھه گھنٹه تک روسی توپخانے پلونا پر گولے برساتے رهے - تجارتی بندرگاهوں پر گوله باری ممنوع هے' مگر اطالیا نے سنه ۱۱ میں ساحل بیروت پر گوله باری کی - غیر مسلح جوانوں ' بوڑھوں ' عورتوں ' اور بچوں ' کو قتل کرنا جائز نہیں ' مگر نخلستان طرابلس اور میدانہاے مقدونیه و تھریس میں بلا تمیز هر مسلم کو وهه قتل کیا گیا - مختصراً یه که بقول حکیم (سولن) قانون تار عنکبوت هے جو اپنے سے ضعیف کو دبا لیتا هے' مگر اپنے سے قوی سے ٹوٹجاتا هے پس واقعه یه هے که لاحکم الا القوه -

هم کسی آینده اشاعت میں اس عنوان پر اسلامی نقطهٔ نظر سے بحث کرینگے -

مذ ـــ ـــ ـــ

آمنڈسن فریم (Frame) میں اپنی جماعت لیے جارہا تھا' خلیج رهیلس (Whales Bay) میں غیر مترقبہ طور پر ٹیرانوا اور فریم سے ملاقات هوئی - جہاز لفٹننٹ کیمپبل (Liet. Campble) کے زیر سر گروهی ایک جماعت اتار کے' شمال کی طرف لوٹا' اور اپریل میں نیوزیلینڈ پہنچگیا - جہاز پھر جنوب واپس گیا اور یکم اپریل سنہ ۱۲ کو ۱۹ مارچ تک مہم کی خبریں لیکے نیوزیلینڈ واپس آیا -

۲ نومبر سنہ ۱۲ کو اسکاٹ کے زیر سر گروهی ایک جماعت جنوب کے لئے روانہ هوئی' راستہ میں برف کے تودے چھوڑتی جاتی تھی' تاکہ واپسی میں نشان راہ کا کام دیں' سد (Barrier) پر مہم کی شرح رفتار ۱۰ میل فی یوم تھی -

۳۱ دسمبر کو ۸ هزار ۹ سو قدم عروج (Altitude) پر حدب ملا -

۲۵ جنوری کو ۱۲ آدمیوں کی ایک جماعت مع ۸ یابوؤں اور درکتوں کی ٹیموں کے گودام کی تیاری کے لیے روانہ هوئی - اس جماعت کی روانگی کے کسیقدر بعد ایونس کے جنوب کی طرف بحر برف (Sea - Ice) پھٹی - اس شگاف نے جماعت اور منزلگاہ میں مراسلت کا راستہ پیدا کردیا - جماعت مختصر اور بار زیادہ تھا' اسلیے صرف هٹ پوائنٹ (Hut - Point) سے ۷ میل جانب مشرق' جنوب' و مشرق سد برف (Ice - Barrier) پر ایک مرکزی خیمہ کے نصب میں جماعت ۳۰ جنوری تک مشغول رهی -

جماعت نے رسد کا اصلی حصہ اسی خیمہ میں چھوڑ دیا' اور هلکے بوجھ لیکے' ایک مقام کی طرف روانہ هوئی' جسکا نام بعد کو کوارنر کیمپ (Corner Camp) رکھا گیا' شمال و جنوب کی طرف یہ کوچ قریباً ۲۷ میل کا تھا' اور جزیرۂ سفید (White-Island) کے غاروں سے بچنے کے لیے جنوب کی طرف واپسی سے چلے کیا گیا تھا -

۸ فروری کو یہ جماعت دنیوپ کی طرف روانہ هوئی' رات کو کوچ اور دن کو آرام کرتی تھی' موسم خاص طور پر ناسازگار تھا - تین یابوؤں کی کمزوری اور لاغری نے' آگے لیجانے کی اجازت نہ دی' اسلیے وہ واپس کردیے گئے -

راہ میں شدید برفباری هوئی' دو یابو مرگئے' ایک زندہ بچا' بقیہ یابوؤں اور کتوں کو لیے هوے جماعت ۱۶ فروری کو عرض البلد کے ساڑھے ۸۹ درجے تک پہنچی' موسم ناسازگار اور جانور مسلوب القوی تھے' پیشقدمی کی کامیابی موهوم' اور جانستانی اغلب نظر آتی تھی' عاقبت اندیشی عناگیر هوئی' اسکاٹ نے پیشقدمی کا ارادہ فسخ کردیا' اور ایک گودام بناکے واپسی کا فیصلہ کیا' گودام میں ایک ٹن سے زاید سامان رسد رکھدیا -

ایک معجزہ نما جاں بری

گودام سے فراغت کے بعد' یہ جماعت کتوں کو لیکے مرکزی خیمہ کی طرف واپس هوئی' راستہ میں جزیرہ سفید کے قریب ایک گوشہ ملا - روشنی نہایت کم' بلکہ نہ تھی' جماعت نے اسکو قطع کرنا شروع کیا' دوران قطع میں ایک سخت خطرناک سانحہ پیش آیا'

برفستانی گاڑیوں میں کتے جوتے هوے تھے' جزیرہ سفید کے غاروں کے قریب جب یہ گاڑیاں پہنچیں' تو کتے ان غاروں میں گر پڑے اسوقت حالت یہ تھی' کہ ایک طرف پل پر گاڑیاں رکی هوئی تھیں' دوسری طرف غار میں اکثر کتے لڑھک گئے تھے' اور ساز دونوں میں رشتہ اتصال تھا - بالکل ممکن تھا' کہ کتے زیادہ پھڑکتے اور مع گاڑی کے غار کی تہ پر هوتے - اسوقت حالت خطرناک نازکی کے اس نقطے تک پہنچگئی تھی' جہاں حواس پراگندہ' خاطر آشفتہ' اور تدبیر آفرینی عقیم هوجاتی ہے' مگر اسکاٹ کو آهن اندامی اور پختہ عزمی کے ساتھہ' ثبات قلب اور اجتماع حواس سے بھی بہرہ وافر ملا تھا' تین گھنٹہ کی مسلسل جانفشانی و عرقریز کوشش کے بعد وہ کتوں کے نکالنے میں کامیاب هوا - ۱۰ کتے هلاک هوگئے' ایک کتے کو بہت بری طرح زخمی کیا تھا' اسلیے وہ جانبر نہوسکا -

اسکاٹ مرکزی خیمہ آیا' یہاں آکے دیکھا' تو صرف ایک یابو اچھا بچا تھا -

۲۴ فروری کو اسکاٹ مع چند آدمیوں اور ایک یابو کے روانہ هوا - روانگی کا مقصد یہ تھا' کہ اوارنر کیمپ میں مزید رسد فراهم کیجائے - واپسی میں ۲۷ کو سخت برفباری هوئی' مگر مرکزی خیمہ قریب تھا' اسلیے ۲۸ کو یہ جماعت خیمے واپس پہنچگئی -

جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے یہاں ایک غیر معمولی طوفان بپا هوچکا تھا' جو تین دن تک رها تھا' اور جس نے برف کا ایک انبار عظیم جمع کردیا تھا -

یابو کو دیوار هاے برف کی پناہ میں رکھنے کی کوشش کیگئی' مگر آندھی کے جھوکوں نے اس کوشش کو بے سود ثابت کیا' اور مسکین جانور کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی - ان حالات کی بنا پر اسکاٹ نے بغیر کسی تاخیر کے' هٹ پوائنٹ واپس آنے کا فیصلہ کیا -

ایک صدمہ شدید

ایک یابو کو برفباری سے سخت نقصان پہنچا تھا' اوٹس' کرین' اور اسکاٹ اسکی حفاظت کے لیے پیچھے رهگئے' اور بارس چیری (Cherry) گیرارڈ (Garrard) اور کرین (Crean) چار نہایت عمدہ یابوؤں کو لیکے کتوں کے پیچھے پیچھے چلے -

یہ جماعت جب هٹ پوائنٹ کے قریب پہنچی' تو اسوقت بحر برف میں شگاف پڑرهے تھے' یہ دیکھکے وہ فوراً واپس هوئی' واپسی میں وہ جنوب ہی طرف ۴ میل تک چلی گئی -

جانوروں کی خستگی و ماندگی برابر بڑھ رهی تھی' یکم مارچ کو ۲ - بجے ماندگی اس حد تک پہنچگئی' کہ جماعت کو مجبوراً منزل کرنا پڑی -

کوچ ۴ - بجے کا عمل تھا' کہ ایک خورش نے بارس کو بیدار کردیا' بارس نے اٹھکے دیکھا' تو معلوم هوا' کہ برف کے تودے پھٹ رهے هیں اور سیلاب کی طرح سرعت کے ساتھہ خیمہ کی طرف بڑھتے چلے آرهے هیں -

یابوؤں کے باندھنے کے لیے ایک قطار میں میخیں گاڑی گئی تھیں - دیکھا' تو ایک یابو غائب هوگیا ہے' یہ حالت دیکھکے جماعت جنوب و غرب کی منجمد برف کیطرف روانگی کا فیصلہ کیا' برفستانی گاڑیاں لادی گئیں اور جماعت روانہ هوگئی - گاڑی کے کھینچنے میں غیر معدود مشاکل پیش آے - یابو ایک بہتے هوے تودۂ برف (Floe) سے اچک کے دوسرے بہتے هوے تودہ برف پر جاتے تھے اور دوسرے سے تیسرے پر' رهلم جراً -

دوپہر هوتے' جماعت سد (Barrier) کے قریب پہنچی' اسوقت حالت سنگین سے سنگین تر هوگئی تھی' پیچھے گرم تعاقب سیلاب تھا اور آگے سد کی نا قابل صعود دیوار برف' اس امید پر' کہ شاید دیوار برف میں کوئی شگاف ملجاے' دلسن مشرق کی طرف گرم سیر هوا' اتفاقاً اسکو ایک شگاف ملگیا - جسکے سہارے سے وہ سطح پر چڑھگیا -

اسکاٹ کی ٹولی نے بیمار یابو کی جان بری کی هر ممکن کوشش کی' مگر ناکامی هوئی - یہ ان سوانح سے بالکل بیخبر تھی' جو دلسن کی ٹولی کو پیش آئے تھے' اسلیے جب اسکو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں هوئی' تو وہ وهاں سے روانہ هوگئی' دوپہر سے پہلے وہ لب سد پر پہنچی' یہاں اسکو غیر متوقع هولناک منظر نظر آیا' اس نے دیکھا' کہ بحر برف ندارد ہے اور سد کی برف پیر کے نیچے

پھت رهی هے' یه حالت ایک عظیم الشان آنے والے سیلاب کی گرد راہ تھی' اسکاٹ فوراً تاڑ گیا' ولسن سے ملاقات هوئی تو اس نے بیان کیا که " عینک کی مدد سے میں نے یابوروں کو بحر برف میں بھتے هوے دیکھا هے " اس روایت سے اسکاٹ کے خیال کی تائید هوئی' گھنٹه بھر کے بعد کریں آتا هوا دکھائی دیا' جب وہ قریب آگیا' تو اس نے اپنی سرگذشت بیان کی' جسکے سنتے هی ارنیس اور اسکاٹ' کریں کو اپنے همراہ لیکے' مغرب کی طرف ولسن کی ٹولی کے بقیه اعضاء کو نکالنے کے لیے روانه هوے -

ایک خلیج کے گرد انھوں نے چلنا شروع کیا' چلتے چلتے ۶ بجے شام کو خوش قسمتی سے گم شدہ ٹولی نظر آئی -

اب موجیں تہ نشین هوگئیں تھیں اور شمال و مغرب کی طرف منجمد برف کا بہتا هنگامی طور پر موقوف هوگیا تھا

آلپین (ایک قسم کا درخت هے) کی رسی کے ذریعه سے تمام آدمی بغیر کسی دقت کے نکال لیے گئے - کام رات کو بھی جاری رها' یورستانی گاڑیوں اور سامان کے نکال لینے میں بھی کامیابی هوئی' یابو ۳۰ میل کے فاصله پر تھے' وہ نہیں نکالے جاسکے' آخر شب کو قریباً ۳ بجے منجمد برف میں پھر حرکت شروع هوئی' ۸ بجے' صبح کو پھر یه حرکت سکون سے بدلگئی' اب یه لوگ شمال کی طرف روانه هوے' یه دیکھکے که یابوروں نے اپنے نکالنے کی غیر معمولی جرش کے ساتھه کوشش کی هے' ارنیس اور بارس ایک طویل چار کانگے منجمد برف تک پہنچے' اور باقی لوگ سد کے حصه زیرین میں خلدق کھود نے لگے' بہتے هوے برف کے تودے نا هموار اور سطح آب سے بلند تھے' ارنیس' اور بارس نے یابوروں کو جست کی ترغیب دی' ایک تو نکل آیا' مگر دوسرے میں ناکام رهے اور غرق هوگئے' منجمد برف پھر شمالی کی طرف حرکت شروع کی -

اسکاٹ مع اپنے رفقاء کے روانه هوا' ۴ مارچ کو یه لوگ کیسل راک (Castle Rock) سے مشرقی پہاڑیوں پر چڑھے اور ۵ کو بعافیت هٹ پوائنٹ پہنچگئے -

اس سفر میں تین نہایت توانا اور قوی هیکل یابو ضائع هوگئے' جیسا که اسکاٹ نے اپنے روزنامچه میں لکھا هے' ان تین قوی و توانا یابوں کا ضائع هونا مہم کے لیے ایک سخت صدمه تھا اور اگر چاند اور یابو باقی نه هوتے تو تمام نقشه درهم برهم هو جاتا -

یه تمام مصائب ایک موج کا کرشمه تھے' جو دس میل تک پھیلی هوئی تھی' اس موج میں گھلی هوئی برف کے پانی کے علاوہ سد اور غار نما کی برف کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی تھے' یہاں کی یه حالت صرف اسی سال نه تھی' بلکه سنه ۱۹۰۲ ع سے یه هی حالت رهتی هے - یه جماعت تسخیری هارس پہنچی' مگر یہاں دیکھا' تو مکان کی عجیب حالت تھی' تھرکیاں ٹوٹی هوئی اور پشت قلابوں سے ٹلے هوے تھے' اندر برف سخت (solid ice) پٹی پڑی تھی' فوراً سب نے ملکے اندر کی برف نکالی' اور شکسته مقامات کی ضروری مرمت کی' مرمت کے بعد اس کھلے برفستان میں اس مکان نے بڑا آرام دیا -

ایک عرصه تک ان لوگوں کو انجماد سمندر کا انتظار کرنا پڑا' اس عرصه میں انکے بود و ماند کی وہ حالت تھی' جو انسان کی آغاز تمدن میں تھی - تیں اور چند اور دھاتوں کو ملاکے ایک ایک ناهموار اور بدقواره انگیٹھی' اور ایک بھدا اور سادہ چراغ تیار کیا گیا تھا' چراغ میں رهیل کی چربی جلائی جاتی تھی' غذا سیل تھی' جو ایک دور پہاڑی کے قریب ملتی تھی اور وہ بھی بہت تھوڑی' جو بسا کبھی نہیں هوا که بالکل نه ملی هو -

علوم حدیثه کی ترقی

اور

جرائم و خبائث

—:*:—

علم ایک آله هے' جس طرح کے هاتھه میں هوگا' ویسا هی نتیجه پیدا کریگا -

علمی ترقی ایک طرف محافظین مال و دولت کیلیے ایسے ایسے طلسمی صندوق اور آهنی الماریاں ایجاد کرتی هے' جسکو دیکھکر عقل کو تعجب اور دماغ کو تحیر هوتا هے - لیکن ساتھه هی دوسری طرف چوروں کے لیے ایسے ایسے آلات عجیبه اور وسائل نادره بہم پہنچادیتی هے' جنکے ذریعه سے اس طلسم محافظت کی کنجی وہ ڈھونڈه نکال لیتے هیں' اور جس علم نے مال کی حفاظت کرائی تھی' وهی علم دوسرا نقاب منھه پر ڈالکر اسکی قزاقی بھی کرا دیتا هے !!

* * *

حال میں انگلستان کے ماهرین علوم چوروں نے جس عجیب علمی طریقه سے ایک صندوق کو کھولنا چاها تھا' اسکا تذکرہ آجکل علمی رسائل میں بکثرت کیا جا رها هے -

هاٹن وائڈ کٹ کے ایک جوهری کے یہاں آهنی الماری کے اندر ۸۰ پونڈ کے قیمتی موتی رکھے تھے' ۳ فروری کی رات کو چوروں کی ایک دو رکنی جماعت نے شب کی کے بعد' دکان میں پہنچکر' اور کسی علمی طریقه پر الماری کے کھولنے کی کوشش کی' مگر ناکامیاب هوکے' مگر ناکامیاب کار میں دیر هو گئی' یہاں تک که صبح هو گئی' قریب جوهری کی قسمت خفته بیدار هوئی' اور پولیس کی موجودگی کے ان ماهرین علم و فن کو ایک قیمتی تجربے کی تکمیل کا موقعه نہیں دیا -

* * *

ثقب زنوں سے سب سے پہلے ایک هالے سسم کا خیمه استعمال کیا' جو اسی غرض سے انکے ساتھ تھا' یه اس کے اندر دیوار کا یه حصه کیا تھا' جس کے ساتھه الماری هوئی اندر کی طرف آهنی الماری تھی - یه چادر المونیم کی ساخته تھی' جسکی مضبوطی اور کسی پر زنگ استحکام مسلم هے -

جب الماری کی دیوار میں سے راہ پیدا کرنے کی کوشش کامیاب نہیں هوئی' تو اس جماعت نے دوسرا طریقه اختیار کیا - انھوں نے الماری کے ایک رخ کی تہه پر نہایت سخت اور خوفناک شعله باری شروع کردی' اور عامی اصول سے اسمیں اسقدر انتہا درجه کی حرارت اور فاریت پیدا کی' که تھوڑی هی دیر کے اندر سطح میں ایک بڑا سوراخ پیدا هوگیا - اتنا بڑا سوراخ' که جس سے آسانی هاتھه اندر چلا جائے !

فائر پر رفتگ کا قاعدہ هے' که حرارت کے پہنچنے سے پگھلکے' دھار کی سیال صورت میں بہنے لگتی هے' اور الماری کے اندرونی اور بیرونی حصے میں حائل هو جاتی هے - اسی لیے

[بقیه کالم کا بقیه]

الماری میں نہایت حقیر چیز کی بھی بہت قدر هوتی هے - تعاقب سے وهاں ایک پرانا صندوق ملگیا' اسکے متعلق اسکاٹ اپنے روزنامچه میں لکھتا هے که :

" که ایک پرانی میگزین کے ایک صندوق کے انکشاف کا هم کے بیحد لطف اٹھایا اور اس سے بہت آرام ملا " (باقی آیندہ)

بیسویں صدی کے برقی ناقمہ چور

جو

علمی طریق سے اندر مستقبل میں قدیمی الماری سامانوں جوڑا رہے ہیں ۔

آلماري کي ديوار ميں اسکے عقلمند موجد نے درانچ کي فائر پروفنگ دے دي تھي -

اگر آکسيجن (Oxygen) کي دھار کا رخ کسي ايسي دھات کي طرف، جو پہلے گرم کي جا چکي ہو، پھير ديا جاے، تو قاعدہ ہے کہ دھات بھڑک اٹھتی ہے، اور فوراً آئرن آکسڈ (Iron oxide) کي شکل ميں جل جاتي ہے - ايسي ٹيلن (Acetylen) کے ساتھہ آکسيجن کي آميزش اسي غرض سے ہے -

يہ چوري جن آلات و رسائل علميہ کے ذريعہ سے کي گئي تھي، انکا ايک مرقع آجکي اشاعت کے ساتھہ علحدہ صفحہ پر چھاپا جاتا ہے - اسکو پيش نظر رکھہ ليجيے -

تصوير ميں دو لمبے چونگے ہيں - ان ميں سے ايک ميں ايسي ٹيلين ہے اور دوسرے ميں آکسيجن، ان دونوں چونگوں ميں گيس کي اتني مقدار آسکتي ہے، کہ دو تين گھنٹے تک متصل شعلے نکلتے رہيں - ايسي ٹيلين شعلے پيدا کرتا ہے، اور آکسيجن حرارت کو سخت خوفناک حد تک تيز کرديتا ہے -

يہ دونوں گيس دو ربر کي ناليوں سے ہوکے، مہنال کے پاس مل جاتے ہيں، اور اپني متحدہ اور مرکبہ طاقت سے آگ اور بربادي کے ايک ديوتا کي قوت بن جاتے ہيں -

تاہم يہ ايک سخت خوفناک تماشہ تھا - اسي ليے نقبزنوں نے ايک کيميا وي تجربہ کرنے والے پروفيسر کي طرح، اپنے چہروں کے آگے ابرک کا ايک تختہ آويزاں کر ديا تھا، تاکہ شعلوں کي حرارت سے آنکھيں محفوظ رہيں - اس تختے ميں ايک سوراخ تھا، جس کے اندر سے گيس کے نالي کي مہنال داخل کردي گئي تھي -

آپ ديکھہ رہے ہيں، کہ فرش پر ايک ناند رکھي ہوئي ہے - اس ميں پاني ہے، اور يہ اسليے ہے، تاکہ الماري سے جو دھار پگھلکے بہے، وہ اسميں آجائے - اگر يہ احتياط نہ کي گئي ہوتي، تو اس مادے سے تمام عمارت ميں آگ لگ ہوتي !

ايسي ٹيلن کا اس غرض سے استعمال حال کي اکتشافات ميں سے ہے، پہلے اسکي جگہہ نائٹرو گليسيرين (Nito glycerine) استعمال کيا جاتا تھا -

الماريکي چول کے سامنے دروازے کے شگاف ميں گارا بھر ديا گيا تھا - اس گارے ميں نائٹرو گليسيرين کيليے ايک پيالہ نما ظرف رکھا گيا تھا -

انفجار کے ليے ايک خاص طرح کے فتيلے سے کام ليا گيا تھا -

* * *

يہ علم کے کرشمے ہيں، جو محافظ و سارق، فرشتہ امن اور ديو جنگ، وسيلۂ راحت اور ذريعۂ خسران، دونوں ہے -

الهلال کي ايجنسي

— * —

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتي اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں ميں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي ہيں تو اپنے شہر کيليے اسکے ايجنٹ بن جائيے -

تصحيح

نمبر ۱۱ کے صفحہ ۱۸۶ ميں نيچے سے پانچويں سطر ميں "علم النفس" کے بدلے "علم وظائف الاعضاء" ہونا چاہيے -

فہرست

زر اعانۂ دولت علية اسلامي

(۱۶)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم، بان لهم الجنة

مبلغ - ۵ - ۳۶۱ جو بذريعہ نيازعلي خانصاحب سپروائزر نہر جہلم منگلا ہيڈ ورکس وصول ہوے اور جنکي مجموعي رقم نمبر ۱۳ ميں شائع کي گئي ہے -

	پائي	آنہ	روپيہ
ميان الله ديا	-	-	۲
مستري ذاکر حسين	-	-	۲
خواجہ فرزند علي سب اورسير	-	۸	۱۲
احمد علي ميت	-	-	۴
مستري چراغ دين	-	۴	۶
چودھري اميرخاں	-	-	۲
چودھري نيازعلي خاں سپروائزر	-	-	۶۶
همشيرہ صاحبہ چودھري نيازعلي خاں	-	-	۹
اهليہ چودھري نيازعلي خاں	-	-	۷
مستري محمد شريف	-	-	۱
ميان عبد العلي سب اورسير	-	-	۱۸
قاضي سيد احمد سب اورسير	-	-	۱۸
اهليہ صاحبہ قاضي سيد احمد	-	-	۱۰
ڈاکٹر فضل کريم	-	-	۱۰
خان محمد مبين اورسير	-	-	۳۰
مولوي رحمت علي سب اورسير	-	۴	۱۱
ميان صدر دين کلرک	-	-	۳
قاضي محمد اعظم کلرک	۶	۸	۲۰
ميان سردار محمد سب اورسير	-	۴	۱۵
ميان عبد الکريم کلرک	-	-	۴
ميان عبد الرحمان پوسٹ ماسٹر	-	-	۹
مستري عطا محمد	-	-	۹
ميان ضيا الدين کلرک	-	۸	۱۹
مستري عبد الکريم	-	-	۳
ميان فضل کريم	-	-	۲
ميان فيروز دين کلرک	-	-	۲
شيرخان جمعدار بمعہ مزدوران	-	۴	۹
مستري غلام قادر	-	-	۲
غلام محمد ميث	-	-	۱
نظير بيگ ڈرائور	-	-	۹
هنگو ڈرائور	-	-	۱
خدا بخش ميث بمعہ مزدوران	-	۸	۱
سارن لوهار	-	-	۲
غلام محي الدين ميو	-	-	۶
غلام قادر ميو	-	-	۹
مستري محسن خان	-	-	۴
دادو ڈرائور	-	-	۹
غلام محمد ميث و مزدوران	-	۱۳	-
فيروز دين ڈرائور	-	-	۲
روشن دين فٹر	-	-	۹
مستري حسن محمد	-	-	۱
اکرم خان	-	-	۱
ترابت ويلڈر پلس مينڈ	-	-	۸
حسامت ڈرائور	-	۴	۱
بدر دين ڈرائور	-	-	۲
رجب علي ڈرائور	-	-	۲
مراد بخش ڈرائور	-	۴	۱
سيف علي ڈرائور	-	-	۶
ڈھيرو ڈرائور	-	-	۲
روشن ميث و مزدوران	-	۸	۳
الف دين تهيدار و مزدوران	-	۹	۹
پيرا حجام	-	-	۲
متفرق معرفت ميان عبد العلي	-	۹	۷
ديگر متفرق	-	-	۳

فکاہت

(۱)

لیگ کي دائم المرضي کي علت اصلي

حضرت لیگ نے اب کي سر صدر یہ کہا * کہ "بس اب "سلف گورنمنٹ" کي طیاري ہے
وہ گئے دن، کہ نہ تھي حق طلبي پیش نظر * اب تو میرے رگ و پے میں بھي یہي ساري ہے
وہ گئے دن، کہ تعلق تھا مرا طرز عمل * اب تو جو بات ہے، وہ شیوۂ خود داري ہے
اُنلي اسکیم سے جو کچھ کہ رہا ہے باقي * وہ فقط شیوۂ تعلیم "وفاداري" ہے
میں نے یہ "سوت ابل" کي جو لگاني ہے قید * یہ عجب نکتۂ آئین جہانداري ہے!
فن انشا و بلاغت کا بھي رکھا ہے لحاظ * کوئي کیا جانے، کہ کیا اس میں فسوں کاري ہے؟
میں نے اس لفظ میں رکھے ہیں ہزاروں پہلو * ایک جملہ ہے، مگر لاکھ پہ بھي بھاري ہے
آپ جتنا اسے کھینچیں گے اچک جائے گا * سادگي میں بھي وہي شیوۂ عیاري ہے
یاں تلک کانگرس کا بھي نہ پہنچا تھا خیال * یہ سمجھیے گا، کہ یہ بھي کوئي فخاري ہے
ہوتي جاتي ہیں، جو یہ لیگ کي شاخیں قایم * چشمہ فیض ہے، جو چار طرف جاري ہے
الغرض جلسۂ سالانہ کے ہوتے ہوتے * آپ دیکھیئے گا کہ کیا لیگ کي جباري ہے"

* * *

یہ تو سب کچھ ہے، مگر دیکھیے کب تک جائے
بات کرنے کي جو یہ آپ کو بیماري ہے

(نقاد)

(۲)

ترکوں کو صلاح ترک یورپ

کہیں کچھ امتیاز دوست دشمن اس زمانے میں * کرم فرما جنہیں سمجھے تھے، وہ نکلے ستم آرا
وہ آغا خاں، جنہیں ہندوستان کے سادہ دل مسلم * کہا کرتے تھے کل تک "نا خدا ہست کشتي ما را"
ہیں لکھتے آج ایک مضمون ٹائمس آف بمبي میں * جسے پڑھکر ہر ایک مسلم کا دل ہو تا ہے صد پارہ
وہ لکھتے ہیں کہ "بہتر ہے کہ یورپ چھوڑدے ترکي * اُٹھالے جائے ارض ایشیا کو اپنا پشتارا"
یہ کیسي رائے ہے؟ کیوں ہے؟ نہ پوچھو اس معمے کو * یہ ہیں اسرار پنہاں انکے افشاء کا نہیں یارا
مگر کہنا یہ ہے، سنتے ہي یہ مضمون شور افزا * بڑھا جوش و خروش ایسا کہ ہر اک شخص بنکارا
جہاں دیکھا، جسے دیکھا، مخالف ہي نظر آیا * نہیں دو چار، ہم آہنگ تھا ہندوستان سارا

* * *

بھري ایک سانس تھنتي اور پڑھا یہ شعر حافظ کا * سنا جب حضرت شفاف نے یہ ماجرى سارا
من ازآں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم * کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

* * *

کھلا عقدہ نہ اغا خاں کي اس شوری طرازي کا * بہت ہم عقل دوڑایا کیے، ہر چند سر مارا
نظر آیا بالاخر ایک سیاح جہاں دیدہ * کہ حل کرد او ز نیرو فراست ایں معما را
کہا اس نے "صلاح ترک یورپ پر تعجب کیوں؟ * مگر شاید نمي داني تو قوم و ملک اغا را
یہ ایراني ہیں، جو ہیں عاشقاں خانہ برانداز * بہ اں فکا قول یہ با وصف فقد شاهي دارا
اگر آں ترک شیرازي بدست آرد دل ما را * بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را

بیداري توسکات

بہت چھینٹے دیے بارد مزاجوں نے اُنہیں، لیکن * کسي صورت نہ مقیاس الحرارت کا دبا پارا
یہ بڑھتا جوش جب دیکھا، ترحامي بنکے ترکوں کے * بڑھا کر ہاتھ چندے کا، مسلمانوں کو تھپکارا
یہ پالیسي، یہ تدبیریں، ہیں پالیٹکس کے جوہر * نہیں تعریف و مادي، کبھي برعکس نہد نام زنگي کافور

(شفاف)

نامورانِ غزوۂ بیقان

"حمیدیہ" شکستگی کے بعد
قسطنطنیہ جا رہا ہے حصۂ
پیشین زیر آب ہے۔

" حمیدیہ " مرمت کے بعد

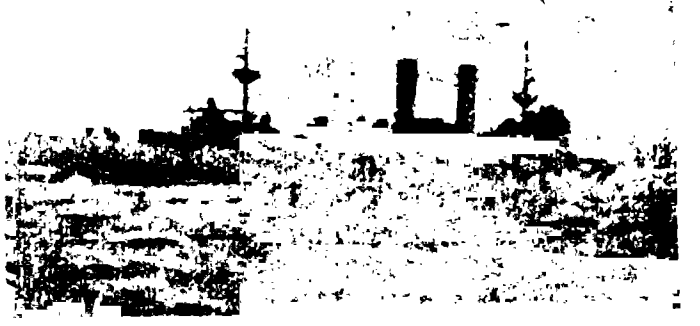

" حمیدیہ " میں گیارہ گز مربع سوراخ ہوگیا ہے اور قسطنطنیہ
کو واپس جا رہا ہے

کپتان حسین رؤف کمانڈر " حمیدیہ "

" حمیدیہ " گذشتہ سال جنگ بلقان میں بلغاریا کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا تھا ۲۲ نومبر کو ایک ضرب شدید نے اسمیں ۱۱ مربع گز کا ایک شگاف پیدا کردیا' جہاز مرمت کے لیے قسطنطنیہ روانہ ہوگیا' رفتار میں اسکی حالت یہ تھی' کہ پانچ انچ کے علاوہ تمام جہاز غرق آب تھا۔

شگاف کا طول و عرض اور رفتار کی حالت دیکھتے ہوے کسی کو بھی یہ امید نہ تھی کہ " حمیدیہ " قسطنطنیہ پہنچیگا' مگر بایں اسکے پختہ کار و دانشمند کمانڈر غازی رؤف حسین بک نے گزشتہ ہمت ہاتھ سے نہیں دیا اور ایسی مہارت و چابکدستی کو کام فرمایا' کہ عالمگیر مایوسی کے علی الرغم " حمیدیہ " قسطنطنیہ پہنچگیا۔

قسطنطنیہ میں اسکی مرمت ہوئی۔

چند روز تک " حمیدیہ " کے متعلق خبروں پر خاموشی طاری رہی' ایک دن دفعۃ یہ خبر آئی کہ " حمیدیہ " نے " میسیڈونیا " پر گولہ باری کی اور اس خوش اسلوبی سے کی کہ موخر الذکر کے لیے غرق و تسلیم کے علاوہ تیسری صورت نہ تھی' اسلیے اس نے اپنے آپ کو دبو دیا۔

حال میں " حمیدیا " نے " میڈیا " پر گولہ باری کی تھی' اور جلتے چلتے اس قادر اندازی کے ساتھ دو نشانے مارے' کہ سروی باکش اور میگزین میں آگ لگ گئی' جس سے ایسا شدید نقصان ہوا' کہ دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔

شئون عثمانیہ

اخبار : اور واقعات

تلخیص جرائد عربیہ

— * —

ادھر دو دن تک گرموسم اچھا رہا ' مگر چٹلجا اور بلغاریوں کے بیچ کی دلدل فریقین کی پیشقدمیوں میں حائل رہی - بظاہر معلوم ہوتا ہے ' کہ عثمانی ترپوں کی زد سے بچنے کیلیے بلغاری درکاں جلا کے پیچھے ہٹ گئے ہیں

دولت عثمانیہ نے جمع شدہ فوج کا ایک حصہ ترازمید اور میڈیا میں اتار دیا ہے ' اور بقیہ نامعلوم مقامات پر جہازوں کے ذریعہ سے روانہ کردیا ہے ' موخر الذکر فوج دسویں کمپنی کی ہے ' اسکے قائد بطل الطرابلس انور بے ہیں ' مگر عنقریب انکے ساتھہ خورشید بک بھی روانہ کیے جائنگے - انور بے نے اپنا شعار " فتح یا موت " قرار دیا ہے -

خالقہ کری پر (جو چٹلجا کے محاذات میں واقع ہے) بلغاریوں نے سفید اسلحہ سے حملہ کیا ' عثمانیوں نے جواب دیا ' شدید جنگ ہوئی ' دشمن سخت نقصان کے ساتھہ پسپا ہوگیا -

افسروں نے ۹ یونانی اور ایک بلغاری جملہ ۱۰ جاسوس گرفتار کیے ہیں ' یہ جاسوس عدالت جنگ کے حوالہ کردیے گئے ہیں -

پیشقدمیاں

چٹلجا میں عثمانی فوج کی پیشقدمیاں جاری ہیں ' بلغاری فوج کے اہم حصے تشرلو کی طرف ہٹ رہے ہیں ' بلغاری واپسی کے وقت تھوڑی فوج چھوڑ آتے ہیں ' یہ ہی وہ فوج ہے ' جس سے اور عثمانی فوج سے با با برغاس کی پہاڑیوں پر چند خفیف مناوشات ہوئے ' نقصانات غیر اہم ہیں -

ادرنہ

— * —

سخت گولہ باری ہوئی ' صرف شہر پر تخمیناً ۱۵۰ گولے گرے - محلہ (قرقش) کو غازی شکری پاشا قائد ادرنہ نے غیر لوگوں کیلیے خاص کردیا ہے - اسلیے یہ محلہ ناطرفدار سمجھا جائیگا -

ادرنہ میں رسد

بعض خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے ' کہ البطل العظیم شکری پاشا نے آغاز محاصرہ کے وقت سرکاری گوداموں میں رسد کی مقدار وافر جمع کرلی تھی ' محاصرہ سے گھبرا کے بعض بلغاری بطل موصوف کے پاس آئے ' اور تسلیم کی درخواست کی ' بطل موصوف نے اس درخواست کے جواب میں انہیں پھانسی دلوادی ' تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کی درخواست کی جرأت نہ ہو -

حوالی اشقودرہ

— * —

(نیر فری پریس) کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے :

جنگ کے متعلق جبل اسود کی سرکاری روادادیں مبالغہ سے لبریز ہوتی ہیں ' اشقودرہ کے متعلق قابل اعتماد خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ' کہ ترابوش ' برداتھرل ' اور بادیکہ میں جو معرکے ہوئے ' انکا انجام مانٹی نیگرو کی شکست پر ہوا ' کرنل (یوبرفتیش) کے زیر قیادت (بادیکہ) پر حملہ کیا گیا تھا ' مگر ناکام رہا ' سخت نقصان کے ساتھہ واپس ہونا پڑا -

ترابوش پر بھی نہایت جوش و ہمت کے ساتھہ حملہ کیا گیا ' مگر بیکار گیا ' قلعوں کو بالکل نقصان نہیں پہنچا ' بلکہ محافظ فوج کا جوش اور بڑھگیا ' اشقودرہ میں بلوہ کی خبر بالکل بے بنیاد ہے ' سامان غذا و جنگ کافی مقدار میں موجود ہے - آخری وقت تک مدافعت پر فوج تلی ہوئی ہے -

(جرن ترک) کا نامہ نگار خصوصی تار دیتا ہے :

مانٹی نیگرو اشقودرہ کے محاصرہ میں تنگ گیری صرف سروی توپوں کے بوتے پر کرسکتے ہیں ' تاہم عثمانی فوج کی ہمت میں فرق نہیں آیا ہے ' اعادۂ جنگ کے دوسرے ہی دن عثمانی فوج نے شہر سے خروج کیا ' اور دفعۃ سروی فوج پر آتش باری شروع کردی ' جس سے سروی فوج کا سخت نقصان ہوا -

ڈیلی میل کا نامہ نگار تار دیتا ہے :

عثمانی نکلے ' انکے ساتھہ البانی والنٹیر بھی تھے ' تین سروی ریجیمنٹوں پر حملہ آور ہوے ' سخت جنگ کے بعد دشمن سے ہتیار رکھوالیے -

حملہ اشقودرہ

قرائن سے معلوم ہوتا ہے ' کہ اشقودرہ پر حملہ موقوف ہوگیا ہے - جمعہ اور ہفتہ کو شہر پر ہر طرف سے سخت گولہباری ہوتی رہی ' مگر اسکے بعد دفعۃ موقوف ہوگئی ' اور اب دو دن سے سکوں تام طاری ہے -

بردیکا کے جانب جنوب بڑے بڑے غار ہیں ' بیان کیا جاتا ہے ' کہ ان غاروں کی وجہ سے حملہ ناممکن تھا ' اسلیے سروی حملے کا نقشہ بدل گیا ہے ' مگر یہ احتمال صحیح نہیں ' کہ موجودہ سکوں تغیر نقشہ کا نتیجہ ہے -

یہ معلوم ہے ترکوں نے یکشنبہ کو انجلوا بالکل خالی کردیا ہے ' اتوار کو ترابوش کی بلندیوں اور اطراف و جوانب کی طرف مانٹی نیگرو کی پیشقدمی کا منظر نہایت عجیب و غریب تھا ' مگر میدان جنگ میں بعض حرکات میں دیر ہوئی ' جسکی وجہ سے انکو واپس ہونا پڑا -

خسائر جبل اسود

سٹنجی (دار السلطنت مانٹی نیگرو) میں آئی ہوئی خبروں کے بموجب مانٹی نیگرو کو بار دنجولست کے معرکوں میں سخت نقصان ہوا ' حوالی ترابوش کے نقصانات بھی اسی کے قریب قریب تھے - انگریزی انجمن صلیب احمر کے طبی مشن (جو پہاڑ کی بلندیوں اور ٹیلوں پر خیمہ زن ہے) کا کام غیر معمولی طور پر بڑھگیا ہے -

گذشته چند دن میں صرف زرجاج کے انگریزي شفا خانے میں ۴۵۰ - زخمیوں کا علاج کیا گیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے' کہ دیگر مقامات کي کیا حالت ہوگي -

بستر لوبد کو (کتارو) سے معلوم ہوا ہے' کہ محاصرہ اشقودرہ میں پیہم ناکامیوں کي وجہ سے اہل جبل اسود کے دلوں میں نوامیدي سما گئي ہے - حال میں سروي فوج کي مدد سے جو حملہ کیا گیا تھا اسمیں سخت نقصان کے ساتھہ ناکامي ہوئي' شفا خانے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں' متصل پانچ دن کے معرکے میں مقتولین کي تعداد ۳ ہزار ۵ سو ہے

ابتک حکومت کي طرف سے ہمیشہ فتوحات اور قرب تسلیم کي خبریں شائع کیجاتي رہیں ' جس سے قوم نے اُمید کي نہایت بلند عمارتیں قائم کیں (گو وہ ہوا میں تھیں) اب محافظ فوج کي حیرت انگیز مدافعت نے آنکھیں کھولدي ہیں' اور بتا دیا ہے' کہ اب تک جو کچھہ شائع کیا گیا ہے' وہ محض مبالغہ طرازي ہے' اسکے علاوہ ادہرنوپل یورپ نے اشقودرہ کو البانیہ سے ملحق کرنے ارادہ ظاہر کیا - ان وجوہ سے اہل جبل کے قوي روز بانحطاط ہیں اور یہ حالت اسوقت تک روز افزوں ہے -

اسطول عثماني

— * —

عثماني بیڑے کي نقل و حرکت کي نسبت زیادہ نہیں کہا جا سکتا ' مگر اسقدر یقیني ہے' کہ آہن پوش " مسعودیہ " نے بہت بڑے بڑے گولے (ترکوس) کے آگے کے بلغاري مرکزوں پر پھینکے -

جنگي جہاز " آثار توفیق " (قاضیکوي) میں در تباہ کن کشتیوں کے ساتھہ لنگر انداز ہے -

" مجیدیہ " کي بابت کہا جاتا ہے کہ بحر اسود میں پھر رہا ہے - یہاں یہ خبر مشہور ہوئي تھي کہ " حمیدیہ " جدہ پہنچگیا اور وہاں عثماني ارباب حکومت سے اسکے ریاں (جہاز کے افسر اعلي) نے یہ بیان کیا کہ عنقریب بحر ارخبیل میں واپس جائیگا -

جہاز " طور غود رئیس " (رو دستو) میں بلغاري نقل و حرکت کي نگراني کررہا ہے -

۵۰۰ بلغاري

جون ترک سے ایک ایسے شخص نے ' جو خود معرکہ میں شریک ہوا تھا ' بیان کیا ہے' کہ جوکوئي پر " بار بوروسا " کي گولہ باري نے ۵۰۰ سو بلغاري ضائع کیے -

۴۵۰ یونانی

دس بجے شب کو " حمیدیہ " آبہاے حیفا میں پہنچا ' یہاں وہ کوئلے اور دیگر ضروریات کے لیے آیا ہے ' جہاز کے اماندار غازي رؤف حسین بک ہیں ' چند آدمي ان سے ملنے جہاز پر گئے ' کماندار موصوف جوش اور شجاعت سے لبریز ہیں' آنے والوں سے نہایت اچھي طرح ملے اور دوران گفتگو میں تبسم کرتے ہوے کہا کہ " ہم اور ہمارے رفقا ملک و ملت پر نثار ہونے کے لیے تیار ہیں' ہم حفظ ناموس اسلام و آزادي وطن کی راہ میں موت کو قابل رشک خوش قسمتي سمجھتے ہیں " -

فوج میدیا

جون ترک قسطنطنیہ کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو عثماني میدیا میں اتاري گئي تھي' وہ برابر بلغاري فوج سے معرکہ آرا ہو رہي ہے' عثماني فوج کئي بار ناف شہر تک گھستي ہوئي چلي گئي اور بے قاعدہ جنگیں برپا ہیں - یہ فوج اسوقت تک بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچا چکي ہے -

مالي حالت کي اصلاح

— * —

صباح (ترکي اخبار) کا بیان ہے : کہ " آخري جلسہ میں معمور شرکت پاشا وزیر اعظم نے ۲۷ اقتصادي تجوازوں پر غور کیا ہے' جنکے لائسنس کمپنیوں کو دیے جائیں گے -

طرابلس الغرب

شیخ سنوسي کا وفد

— * —

سید السنوسي کا وفد سید عبد العزیز' سید احمد' اور دو اور بزرگ جملہ ۴ اعضاء سے مرکب ہے - یہ وفد خشکي کے راستہ سے شام' اطنہ ' اور قونیہ ہوتا ہوا ۱۰ فروري کو آستانہ پہنچا ہے -

جلالتماب سلطان المعظم کي طرف سے مابین ہمایوني کے مدیر رائي رجائي بک' حکومت کي طرف سے طاعت بک' (تشریفات کے ایک عہدہ دار) اور مجلس امانت و آستانہ کي طرف سے' باش کاتب ممدوح بک' استقبال کے لیے گئے ' وفد جب (راس القصر) پہنچا ' تو خزانہ کے کتخدا نے فوج کے ایک دستے کے ساتھہ' استقبال کیا - اصطبل خاص سے گاڑیاں بھیجي گئي تھیں ' انہي پر سوار ہوے (سراے مجیدیہ) میں آئے اور وہیں فروکش ہوے -

جلالتمآب کے نذرانہ کے لیے یہ وفد سید السنوسي کي بندوق خاص لایا ہے -

عربي حملہ

— * —

(تائمس) کا جنگي نامہ نگار قصر یفرنی (یہ ایک شہر ہے دو دھدیات کي راہ سے طرابلس کے جنوب و غرب میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے) تار دیتا ہے :

طرابلس کي خود مختار حکومت نے اطالیا سے پھر معرکہ آرائي شروع کردي ہے' ۴ ہزار کي جمعیت شیخ العرب کے زیر علم' اور دو سو کي جمعیت بلاد تورلج سے آکے ' زوارہ میں جمع ہوئي - سخت جنگ ہوتي رہي' بالآخر اہل عرب فتح یاب ہوے - اطالیوں کے انسان اور حیوان ' دونوں کي ایک تعداد کثیر کام آئي -

ارادہ ہے' کہ اس حکومت عربي کا انتظام رہے ہو' جو شیخ بارودي نے قصر یفرني میں تجویز کیا تھا ' شیخ بارودي نے بڑا کام کیا ہے ' ترکوں اور عربوں کو انہوں ہي نے ملایا - عربوں میں انکي بڑي شہرت ہے - (شیخ سلیمان بارودي کے حالات اور تصاویر الہلال میں بارہا شائع ہو چکي ہیں - الہلال)

ایک اجتماع عظیم

— * —

حفظ استقلال ' تشکیل حکومت' اور تعین قائد کے لیے

بیسویں صدي میں حق کشي اور عدل سوزي کي واضح ترین مثال مسکین طرابلس ہے' طرابلس خود مختار کیا گیا ' اطالیا نے اسکے الحاق کا اعلان کیا ' اہل طرابلس نے الحاق کو نامنظور کیا

مگر بابن " دنیا کي سب سے بڑي اسلامي سلطنت " نے سب سے پہلے اور اسکے بعد دیگر دول یورپ نے اطالیا کے الحاق کو تسلیم کیا -

کیا در حقیقت عرب الحاق طرابلس کو نامنظور کرتے ہیں ؟

اسکا جواب گو انکي زبان و تیغ درنوں بارہا دیچکي ہیں ' مگر میں پرمعني ' اثر آگین ' اور باقاعدہ طریقے سے ١٢ اور ١٣ ذیحجہ سنہ ١٣٣٠ھ کو دیا گیا ہے ' اسکي نظیر اس سے پہلے نہیں ملسکتي ١٢ ذیحجہ کو البطل العظیم شیخ سلیمان باروني کي زیر صدارت ایک اجتماع عام ہوا ' قریب و بعید کے ٣ سو قبائل نے اپنے وفود و شیوخ شرکت کے لیے بھیجے ' جاسے کا منظر عجیب پر اثر ' پر عظمت اور پر ہیبت تھا ' جلسہ گاہ شیوخ ' اعیان ' مجاهدین ' اور عام لوگوں سے بھرتھي ' شیوخ و اعیان اپنے لباس فاخرہ میں ' اور مجاهدین کرام لباس جہاد میں تھے مجاهدین کي کمروں میں حافظ ناموس اسلام مقدس تلواریں بندھي ہوئي تھیں ' جو خاموشي کي آواز میں گرھی تھیں ' کہ اگر وہ نہ ہوتیں ' تو مراکشن ' تونس ' اور الجزائر کي طرح طرابلس پر بھي آج صلیب پرستار حکمران ہوتے -

ہر گروہ و مہ دفاع وطن و حفظ استقلال کے جوش سے لبریز تھا ' چہروں سے ثبات عزم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ' جلسہ کا افتتاح شیخ باروني نے ایک دلنشین ' اثر آگین ' اور شجاعت انگیز تقریر سے کیا ' اس تقریر میں شیخ موصوف نے اطالیا کي دروغبازي ' فریب کاري اور دعدي ' بعض اخوان وطن کے انخداع ' اور اسکے تلخ نتائج کي طرف توجہ دلائي ' اسکے بعد اتحاد اور حفظ استقلال کي ترغیب دیتے ہوے کہا -

" ١٣ مہینہ ہو گئے ' تم ابتک اپنے جوش و بسالت کي بدولت بے بزدل دشمن کے پامال کرنے میں کامیاب ہوتے رہے ' اس طویل مدت میں ایک واقعہ بھي ایسا پیش نہیں آیا ' جس سے تمہارے جوش و خلوص یا اتحاد و اتفاق پر حرف آتا ' اس بنا پر میں سمجھتا ہوں ' کہ مجھے یہ کہنے کا حق ہے ' کہ تم نے اپنا مرکز نظر صرف اتفاق و ائتلاف قرار دیا ہے ' بارک اللہ في ذلک "

آگے چلکے کہا " کہ میں اس فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ' اور اپني طرف سے اور تمام عالم اسلامی کي طرف سے اس غیرت عربیہ اور حمیت اسلامیہ پر ' تم کو مبارکباد دیتا ہوں ' جسکا اظہار تم نے افریقہ کے دیرینہ اور آخري اسلامي ملک کي مدافعت میں کیا ہے - تم کو معلوم ہے ' کہ افریقہ کل تک توحید کے زیر نگیں تھا ' مگر آج تثلیث کے زیر عصا ہے ' اس وسیع قطعہ زمین میں اب آزاد اسلامي حکومت کي اگر کوئي یادگار ہے ' تو وہ طرابلس الغرب ہے ' پس تمہاري مدافعت صرف وطن عزیز کی راہ میں نہیں ہے ' بلکہ ملت بیضاء کي راہ میں بھي ہے " اسکے بعد شیخ جلیل نے ان چند اشخاص کا شکریہ ادا کیا ' جنہوں نے اس مدافعت میں خاص طور پر حصہ لیا ہے ' اسکے بعد کہا -

" کہ میں اپنے خطبے کے ختم کرنے سے پہلے تم لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ آج پھر ہم دین و استقلال کے عہد مدافعت کي تجدید کریں ' اور قسم کھالیں ' کہ ہم اسوقت تک ہتیار نہیں رکھینگے ' جب تک خدا ہمارے اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ نہ کردے ' وہو احکم الحاکمین تمام حاضرین نے قسم کھائی ' فتح و ظفر کي دعا اور شیخ جلیل اور مجاهدین کی ستایش کا خروش بلند ہوا ' اور جلسہ برخواست ہوا - جو ١٤ کو پھر شیوخ قبائل جمع ہوے ' اور حسب ذیل عہد نامہ لکھا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

— * —

اس فرمان سلطانی کي بناء پر ' جو ہم کو یکم ذیحجہ کو موصول ہوا ہے اور جو ہم کو انتظامي خود مختاري دیتا ہے ' ہم اس عطیہ سلطاني کو کمال مسرت و ممنونیت کے ساتھہ قبول کرتے ہیں ' اور اور اپنے قائد سلیمان باروني کو تکلیف دیتے ہیں ' کہ وہ اس اعلان کي اطلاع جن کو جن کو دینا ضروري ہو ' ان کو ان کو دیدیں اور ایک حکومت قائم کریں ' جو بموجب قواعد شرع و اصول عمران ' حفظ راحت ' قیام امن ' حفاظت دین و وطن ' وغیرہ وغیرہ ان تمام اعمال کو انجام دے ' جنکي ضرورت ہے ' اور نیز حفظ راحت اور مدافعت استقلال کے لیے تمام وسائل مثلاً جمع مال ' فراہمی اسلحہ وغیرہ وغیرہ کو اختیار کرے والتوفیق من اللہ والنصر بیدہ -

اس عہد نامہ پر سب نے دستخط کے ' دول یورپ کو اعلان استقلال و تشکیل حکومت کي اطلاع دیگئي ' استقلال کا علم بلند کیا گیا ' فوج اور پولس کے عہدوں پر نئے اشخاص مامور کیے گئے ' جو اپنے فرائض نہایت جوش ' مستعدي ' اور خوش اسلوبي کے ساتھہ انجام دے رہے ہیں -

اس ملکي انتظام کے بعد مجاهدین کرام کو حملہ کا حکم دیا گیا ' ترھونہ اور سرمن میں دو ہولناک معرکے ہوئے ' جسمیں دشمن کے سپاہیوں کے علاوہ بارہ افسر مارے گئے -

انکشاف سازش

حال میں اطالوي جنرل مولا ماني نے لواء جبل کے اعیان و اشراف کے پاس چند جوابات بھیجے تھے ' جسمیں انکو سبز باغ دکھالے گئے تھے ' مگر حسن اتفاق سے اسکا پتہ لگ گیا ' مکتوب الیہم فوراً گرفتار کرلیے گئے ' خانہ تلاشیاں ہوئیں ' جسمیں مزید اطالوي فرمانات اور کے برآمد ہوے ' یہ اعلانات ان خائنوں کے پاس پوشیدہ طور پر اسلیے بھیجے گئے تھے کہ وہ انکو قبائل میں تقسیم کردیں اور اطاعت کي ترغیب دیں -

مشایخ میں پولیٹکل تحریک

— * —

خانقاہ نشینوں کي جنبش

— * —

زمانہ وہ ہے ' کہ مشائخ صوفیہ اپنے خلوتکدوں سے باہر آئیں اور پالیٹکس و سیاست میں ہاتھہ ڈالیں - مگر کونسي سیاست ؟ سودا نوشي اور ذلت خوري کي نہیں ' اپنے بزرگوں اور جبہ و عمامہ کي آبرو ریزي کي نہیں ' صرف حفاظت روحانیت کي سیاست ' نئي روشني والوں کو خدا کا راستہ انکی عقل اور سمجھہ کے موافق بتانیکي سیاست - لہذا توحید کے نام سے ایک اخبار نکالنے کی تجویز ہوئی ہے ' جو میرٹھہ سے ہفتہ وار با تصویر ١٩ اپریل سنہ ١٩١٣ع سے جاري ہوگا - یہ اخبار مشائخ کو کام کرنیکے طریقے بتالیگا - یہ حلقہ نظام المشائخ کا زبردست آرگن ہوگا ' جو حلقہ کے اغراض کو عمل میں لانیکي کوشش کریگا ' یہ خانقاہ نشینوں میں جنبش پیدا کریگا - اسکے نگراں اور سرپرست مولانا خواجہ نظامي دہلوي ہونگے - قیمت سالانہ ٣ روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر دیا جائیگا ' مفت نہیں - الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے

منیجر اخبار توحید } لال کورتي میرٹھہ

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

سید محمد ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, April 2, 1913.

جلد نمبر ۲

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

البطـل العلـيل و المـــدافع النبيـل
الغـــازي شكـــري پـاشـا قائـــد ادرنـــه

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الملقب بہ آزاد الحسینی الہاشمی الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — ۱۳ ہجری

Calcutta: Wednesday, April 2, 1913.

فہرست

تلغراف خصوصی	
شذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
حدیث الغاشیہ	۳
مقالات	
انگلستان اور اسلام (۵)	۸
اخلاق	۹
مذاکرۂ علمیہ	
العیاۃ	۱۲
فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ	۱۳
ادبیات	
خلافت فاروقی کا ایک واقعہ	۱۴
غزل	„
مراسلات	
تلغراف خصوصی	۱۵
فکاہات	
لیک مع صورۃ ابل	„

تصویر

شکری پاشا (صفحۂ خاص)

[بقیہ شذرات صفحہ ۳ کا]

رشدید گولہ باری کی - بلغاریوں میں بے انتظامی پھیل گئی اور چھ ہزار ترکوں نے سنگینوں سے مخالفانہ حملہ کرکے مقابل کے ڈھالو مقامات کے نیچے بلغاری فوج کا صفایا کردیا - ۴ ہزار بلغاری مقتول مجروح ہوے - بلغاریوں کے لیے اب یہ ناممکن ہے، کہ وہ چٹلجا کے خطوط مدافعت پر حملہ کریں - کیونکہ اس صورت میں ان کو بحیرۂ میمنہ پر ترکوں کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے -

تلغراف خصوصی

(قسطنطنیہ ۳۰ مارچ)

ادرنہ مسخر ہوگیا، دشمن کا قبضہ شہر پر نہیں ہوا، بلکہ کھنڈروں پر، اور غیر معمولی قربانی کے بعد - چارش

(قسطنطنیہ ۳۱ مارچ)

ہاں تسخیر کی خبر صحیح، مگر غیر معمولی مدافعت کے بعد، دشمن کے نقصانات شدید ترین، چٹلجا میں ہماری حالت اچھی، مصر میں سازش کے سامان ہو رہے ہیں - مصباح

اعتذار

— * —

حیران ہوں کہ میں کن لفظوں میں اپنی اس ندامت، اور پریشانی کا اظہار کروں، جو گذشتہ نمبر کے صفحۂ نکاہات کو دیکھکر مجھپر طاری ہوئی، اور ایک امر جو ہوچکا ہے، نہیں سمجھتا کہ کیونکر اسکے اثر کو محو کردوں - میں دو ہفتے سے سفر میں ہوں، اور گذشتہ نمبر کا اکثر حصہ میری موجودگی میں مرتب ہوچکا تھا - بھری عدم موجودگی میں ایک لغو نظم "شفاف" کے بے معنی نام سے درج کردی گئی، جسکے اشعار کا وزن تک درست نہیں، اور ایک شعر بھی ایسا نہیں جو قابل اشاعت و اندراج ہو - رسالہ چھپکر شائع ہوا، تو میری نظر سے بھی گذرا - عرض نہیں کرسکتا کہ جس وقت اس نظم پر پہلی نظر پڑی، تو کس درجہ طبیعت کو اضطراب و رنج ہوا - سراسیمہ ہوکر رہگیا کہ کیونکر ہزاروں ناظرین الہلال کو اسی وقت اپنی بے خبری کی اطلاع دوں !

نہایت شرمندگی کے ساتھہ ناظرین سے معافی خواہ ہوں کہ میری مجبوری پر نظر رکھکر معذرت کو قبول فرمائیں - غالباً یہ پہلا ادبی گناہ ہے، جو الہلال سے سرزد ہوا ہے، اور میری معذرت واضح ہے : و العذر عند کرام الناس مقبول

چاہتا ہوں کہ گذشتہ نمبر کا وہ صفحہ اس نظم کو نکالکر مکرر چھپوالوں، اور وہ الہلال کے ساتھہ شائع کردیا جاے، تاکہ اس صفحہ کو رسالے سے خارج کرکے اسکی جگہ یہ ورق لگادیا جاے - کم ازکم قائل تو محفوظ رہے گی -

(فقیر ابو الکلام)

شذرات

تسخیر ادرنه

۲۷ - مارچ کي اولین تقسیم میں ریوٹر نے ادرنه پر بلغاریا کے کامل استیلاء کي خبر شائع کي ' دفتر سے اسي وقت متعدد تار ۔ ملفوفیه روانه کیے گئے - جوابات آے ' مگر دیر میں ' اسي لیے ان تاروں کے جواب میں تاخیر هوئي ' جو دفتر میں بغرض دریافت حال موصول هوے تھے - یه جوابات صفحه اولي میں درج هیں ' ریوٹر نے جو تار برقیاں شائع کي هیں - انکے بموجب رو داد تسخیر حسب ذیل هے -

۲۵ مارچ ۱ بجے شب کو بلغاریوں نے ایک متحد الوقت حمله عام کیا- ۳ بجکے ۵۰ منٹ پر غیر معمولي پر جوش مقاومت کے علي الرغم بلغاریوں نے سنگینوں سے حمله کیا ' اور مشرقي حصه پیشین کے تمام آگے بڑھے هوے مقامات اور قلعوں کے خط سے ٹھیک مشرق کي طرف کے تمام قلعه بند نقطوں پر قابض هوگئے - اس معرکه میں بلغاریوں نے برابر میں توپیں ۴ زرد کار اور ۳ سو آدمي گرفتار کیے -

اسي دن دور از لشکر چوکیاں سرو اندیري نامي ایک مقام پر جو (قلعوں کے خط سے قریباً ایک کیلومٹر کے فاصله پر واقع هے) پر قابض هوگئیں - اسي دن ترک جنوبي مقامات سے بھي هٹادیے گیے - ۲۶ کو حمله کي تیاري هوئي ' پہلے مویشیوں کے گلے بھیجے گئے ' گلوں کے بعد آهن پوش و سپر بردار سپاهي روانه هوئے ' قلعه کي دیوار ۴۰ قدم بلند چٹان سے کاٹکے بنائي گئي تھي - دیوار چارون طرف سے لوهے کے جال سے گھري هوئي تھي ' بلغاري فوج نے اس جال کو کاٹنا شروع کیا ' رن پڑا ' سنگینوں تک نوبت پهنچي ' اور سخت گھمسان کي لڑائي هوئي -

جنوب ادرنه میں سرویون سے بلغاریون کو بیحد مدد ملي ' سرري فوج کا پورا ایک ریجمنٹ کام آیا - آخري حمله کے آثار میں بلغاري خس و خاشاک کي طرح هٹائے گئے اور ترکي مقامات (پوزیشنز) تک پهنچنے سے پہلے پوري پوري کمپنیاں برباد هوگئیں -

ترکون نے سامان غذا ' گوداموں ' اسلحه خانون ' توپخانون ' شفاخانون ' اور بارکون ' میں آگ لگادي -

۲۶ کو ۲ بجے شکري پاشا نے جنرل اوٹف کے سامنے تلوار ڈالدي -

صوفیا میں بلغاري مرکز کو اطلاع دي گئي که اس معرکه میں ۱۱ هزار بلغاري مجروح و مقتول هوے هزار عثماني گرفتار هوے ۲۸ مشین گن اور ۶ سو ۵۰ مختلف قسم کي توپیں غنیمت میں ملیں -

نامه نگار خاص (جسکو بلغاري فوج کے ساتھه شهر میں داخل هونے کي اجازت دي گئي تھي) بیان کرتا هے ' که صرف ۸۰ میداني توپیں اس پہاڑي ٹیلے پر لگي هوئي تھیں ' جو ادرنه کے مشرق میں واقع هے اور قلعه کو محیط هے - لڑائي کے میدان میں دو اور تین میل کے درمیاني فاصله پر ۱۶۰ توپیں لگي هوئي تھیں - صرف ایک روز میں ۳۰ هزار پھٹنے والے گولے پھینکے گئے ' جنھوں نے عملی طور پر تمام قلعوں کو نابود کردیا - بعد میں داخلے کے بعد معلوم هوا ' که یه تمام قلعے اینٹوں کے بنے هوے دیرینه رکنه گنبد هیں ' جن پر مٹي کي استرکاري هے - توپوں کے نصب کرنے کے لیے صرف زمین کھود کے جگه بنائي گئي هے - یه ترکي افسانے تھے ' که جدید وضع کے زبردست قلعے بنے هوے هیں - اسکي مضبوطي کو سب سے زیاده اهمیت اسوجه سے حاصل هے ' که وه قدرتي طور پر مضبوط مقام هے - اگر بلغاري اصل حقیقت سے آگاه هوتے تو نامه نگار استمرار مقاومت کي وجه بلغاریوں کي لا علمي ثابت کرنا (چاهتا هے ' مگر یه اسکا جهل یا تعصب هے ' ورنه خود عثماني تسلیم کرتے هیں ' که انکے حالات سے انکے دشمن ان سے زیاده واقف هیں ' اور کیوں نه هوں جب که افسر قلعوں کی تعمیر میں مزدوري کریں اور ایک ایک روشے کو اپني آنکھه سے بنتے دیکھیں - الهلال)

وه اس مقام کو ' جو صرف ایک مورچه بند فوجي کیمپ تھا ' تین مهینے قبل هي سنگینوں سے فتح کر لیتے - شکري پاشا کے پاس وه تمام توپیں بھی نهیں تھیں ' جنکي نسبت کہا جاتا تھا ' که انکے پاس موجود هیں - جب دشمن کي فوج بلند مقامات کي طرف حملوں پر حملے کر رهي تھي ' تو شکري پاشا نهایت خوش اسلوبی سے اپنے توپخانوں کو ایک جگه سے دوسري جگه منتقل کردیتے تھے جس سے دشمن کو یه معلوم هوتا تھا که انکے پاس بہت توپخانے هیں - جب بلغاري شهر میں داخل هوے ' تو انکو یه بات دیکھکے سخت حیرت هوئی ' که مویشیوں کے گلے شهر کے قریب کي چراگاهوں میں چر رهے هیں - قلعه کي فوج اور شهر کي رعایا بھي پریشان نهیں معلوم هوتي تھي -

اس تفصیل کے پڑھنے کے بعد اب آپ غور کریں ' که ۲۵ مارچ کو حمله هوتا هے ' عثماني فوج غیر معمولي جوش کے ساتھه مدافعت کرتي هے ' مگر با ایں دشمن کامیاب هوتا هے ' اسکے بعد دو اور تین میل کے درمیان فاصله پر ۱۶۰ سخت توپیں گوله باري کرتي هیں ' جنمیں سے صرف ایک قلعه پر ۸۰ توپیں آگ برساتي هیں - اسکے بعد دشمن کي فوج بڑھتي هے ' اور آهني جال کاٹڈالتي هے - اسکے بعد اور بڑھتي اور سنگینوں تک نوبت پهنچتي هے ۱۲۷ دن کے محصوریں همت و شجاعت کے ساتھه مقابله کرتے هیں ' بلغاري فوج کے ساتھه سرري فوج بھي شریک هے ' سرري فوج کے پورے ریجمنٹ کے ریجمنٹ اڑ جاتے هیں ' بلغاري بھي خس و خاشاک کي طرح کاٹے جاتے هیں ' مگر وه آگے بڑھتے هیں اور شهر پر قابض هو جاتے هیں - یه تصویر جنگ کا ایک رخ هے ' دوسرا رخ یه هے ' که قلعوں کي کائنات کهنه گنبد هیں ' توپوں کے رکھنے کے لیے زمین میں گڑھے کھودے گئے هیں ' توپوں کي تعداد ناکافي هے ' مگر قائد اپنے حسن انتظام سے انکي تعداد کثیر چند زیاده دکھاتا هے ' دشمن مقام پر مقام لیتا چلا جاتا هے ' مگر جب دست بدست جنگ کا موقع آتا هے ' تو عثمانی فوج جوش کے ساتھه مقابله کرتي هے ' مگر ایسے اسباب جمع هو جاتے هیں ' که با ایں پرجوش مدافعت و مقاومت دشمن شهر میں داخل هو جاتا هے -

اب سوال یه هے ' که عثماني فوج نے ۲۵ کو ۱ بجے شب سے لیکے ۲۶ کے ۲ بجے دن تک کي فیصله کن و خوفناک مدت میں - جبکه هر دوسرا گھنٹه پہلے گھنٹے سے زیاده حوصله شکن اور همت سوز هوتا تھا - ایک منٹ کے لیے پست همتي ' سرد جوشي ' اور خوفزدگي کا اظهار کیا ؟ کیا شکري پاشا نے شهر پر بلغاریوں کے استیلاء تام سے پہلے هتیار ڈالے ؟ کیا اگر شکري پاشا هتیار نه ڈالتے تو شهر پر بلغاریوں کا قبضه نه هوتا ؟ اور مختصراً یه که کیا محصوریں کے مقاومت کا کوئي دقیقه اٹھا رکھا ؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفي میں هیں ' تو اب سوال یه هے ' که محصوریں نے اس عهد کو پورا کیا یا نهیں جو انهوں نے بطل الطرابلس انور بے سے کیا تھا ؟

انسان کے اختیار میں صرف کوشش ہے' کامیابی اسکے حدود اختیار سے باہر ہے میدان جنگ میں ایک سپاہی کا اس سے زیادہ فرض نہیں' کہ وہ جانبازی' پامردی' اور دانشمندی کے ساتھہ دشمن کا مقابلہ کرے' اگر اس نے ایسا کیا' تو مستحق آفریں ہے ورنہ سزاوار پاداش' شکست ہو یا فتح'

اسلے اگر مشاہیر و ابطال کی صف میں نیپولین اور عثمان پاشا بھی ہیں' تو یقیناً مدافع جلیل غازی شکری پاشا بھی انکے درش بدوش ہونگے -

یہ تفصیل تما متر صوفیا اور ایک نامہ نگار کے بیان کی مرتب صورت ہے' اور بیک نظر معلوم ہوجاتا ہے' کہ اسوقت تک بلغاریوں کے عجز کی عذر جوئی اور فتح کی تفخیم و تعظیم کی کوشش کی گئی ہے' لیکن با ایں اگر اسمیں مبالغہ و اغراق کا عنصر اس حد تک نہیں' کہ واقعیت کا عنصر فنا ہوگیا ہے' تو اس تسخیر سے ان معلومات کی تکذیب نہیں ہوتی' جو الہلال کے صفحات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں - ان تمام معلومات کا خلاصہ دو عنوانوں کے تحت میں آسکتا ہے ایک عدم تسلیم کا معاہدہ اور دوسرے سامان کی کافی مقدار - امر اول کے متعلق ہم ابھی تفصیل کے ساتھہ لکھہ آے ہیں - رہا امر دوم' اسکے لئے آپ ایک بار پھر تفصیل تسخیر پر ایک غلط انداز نظر ڈالیں' آپ کو اسمیں زیر خط مقامات میں ملیگا' کہ محصورین نے سامان میں آگ لگادی' جب محاصرین داخل ہوے تو اسوقت گلے چراگاہوں میں چر رہے تھے' پس کیا یہ اس امر کی شہادت نہیں' کہ سامان کی کمی نہ تھی -

اس بحث میں سب سے آخری نقطہ یہ ہے' کہ آیا وزارت سابقہ کی راے صحیح تھی ؟ اور کیا انقلاب اور اجراے جنگ اتحادیں کی خود کامی یا خام کاری تھی ؟ ابھی اسباب تسخیر تاریکی میں ہیں' جسقدر تفصیل آئی ہے وہ اجمال سے بھی کم ہے' اسلیے اسکا صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا' مگر " آقاے کامل " کی مجوزہ نام نہاد فرمی مجلس کی کارروائی (جو الہلال نمبر ۷ میں شائع ہو چکی ہے) کے پڑھنے کے بعد ہم جس نتیجہ پر پہنچے تھے' وہ یہ تھا' کہ مجلس کے فیصلہ صلح کی بنیاد دو امر پر ہے -

(۲) تاراج ایشیاء کا خوف

(۱) مالی مشاکل کا نا قابل حل ہونا

پس اگر ہم صحیح نتیجہ پر پہنچے تھے تو ہم کو اس کہنے میں کوئی تامل نہیں' کہ با ایں تسخیر اتحادی وزارت کاملی وزارت سے نسبتاً کامیاب رہی -

محمود شوکت پاشا نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھہ رکھا تو تاراج کی دھمکی دینے والے پھر ناطرفداری کے کمینگاہ میں روپوش ہوگئے اور مالی مشائل کا انتظام - جو انگلستان ایسے دولتمند' ملک کے پرستار ہونے کے باوجود کامل سے نہیں ہو سکا تھا - اس حد تک ہوگیا' کہ واجب الاداء تنخواہیں بے باق کردی گئیں - اور دو ماہ تک جنگ جاری رہی اور ابھی ہے -

اگر یہ صحیح ہے' کہ ایک غیور شریف کے لئے حملہ آور کو اپنے حرم کی حوالگی حرام ہے اور اسوقت تک مدافعت کرتے رہنا فرض ہے' جب تک کہ اسکے قوی جواب نہ دیدیں' تو ہم کہتے ہیں کہ ادرنہ - وہ ادرنہ جسکے چپہ چپہ پر اسلامی یادگارین کندہ ہیں' جہاں اسلام کے نامور و درخشان فرزند مدفون ہیں' اور سب سے آخر میں مگر سب سے مقدم یہ کہ' جو قسطنطنیہ کی کنجی ہے - کی حوالگی (جو کامل چاہتا تھا) ترکوں کے لئے حرام تھی' اور انکا فرض تھا' کہ اسکی مدافعت اسوقت تک کریں جب تک کہ انکے امکان میں ہو (جیسکا کہ اتحادی وزارت نے کیا) ادرنہ کی تسخیر اسکی تسلیم سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایک سپاہی کے لئے میدان میں زخمی ہو کے گرفتار ہونا' بے زخمی ہوئے ہتھیار ڈالدینے سے بہر حال اور بدرجہا بہتر ہے -

چتلجا — تسخیر ادرنہ کے بعد چتلجا کے متعلق خبروں کی حالت تشویش انگیز تھی - عثمانی ذرائع خاموش تھے - غیر عثمانی ذرائع تمامتر شکست و ہزیمت کی داستانسرائی کرتے تھے - ۲۵ مارچ کو صوفیا سے اطلاع دی گئی تھی' کہ بلغاری آگے بڑھے' دشمن پس پا ہوا' اب بلغاری عثمانلی اور اپنی و تیس کے درمیانی خط پر قابض ہیں - ۲۷ کو بلغاری سفارتخانے نے اطلاع دی' کہ بلغاری شہر پر قابض ہوگئے - ۲۸ کو ریوٹر کو قسطنطنیہ سے یہ خبر ملی " کہ چتلجا میں جنگ ہوئی' جسکا نتیجہ ترکوں کے خلاف نکلا' ابتداً وہ انتظام قائم رکھسکے مگر آخر میں بے انتظامی پھیلگئی - معلوم ہوتا ہے ترک خوفزدہ ہوگئے ہیں' ترکوں نے شہر ۲۶ ہی کو خالی کردیا تھا " اسوقت وہاں ہیں' جہاں وہ نومبر میں تھے - کسی سنگین بلغاری حملہ کی علامت نہیں' مگر انور بے کی محفوظ فوج پیشگاہ (مرنت) بھیجدیگئی ہے - چتلجا پر جوش جنگ کے بیان میں مبالغہ کیا گیا ہے - گذشتہ نصف ماہ میں چتلجا سے قسطنطنیہ صرف ۵ سو زخمی آئے ہیں " - مگر ۳۰ کو خبروں کا رخ بدلگیا - قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی' کہ دشمن نے بریپچکمجی کے آگے کے مقام پر قبضہ کرلیا تھا' مگر سخت نقصان کے بعد نکالدیا گیا اور عثمانی فوج نے دوبارہ اس مقام پر قبضہ کر لیا -

یہ تا گو سرکاری تھا' مگر معرکہ کی اہمیت کے باب میں خاموش تھا' یکم اپریل کو ریوٹر نے تفصیل شائع کی' جس سے معرکے کی اہمیت اور اس جوش جنگ سے پردہ اٹھادیا' جو عثمانی فوج نے ادرنہ کے ہمت شکن اور استقامت افگن سانحہ کے بعد دکھائی' تفصیل بجنسہ درج ذیل ہے -

لندن یکم اپریل - ٹراي فوج کے ساتھہ جو خاص نامہ نگار بریپچکمجی کے معرکہ کارزار میں موجود تھے انہوں نے اس جنگ کی مفصل خبریں بھیجی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی نہ صرف نہایت شدید تھی' بلکہ چتلجا کے آیندہ کارناموں پر اس کا نہایت ہی اہم اثر پڑے گا - بلغاریوں کا مقصد یہ تھا' کہ ترکی فوج جو خلیج چیکمجی کے مغربی جانب میں مرتفع میدان پر قابض ہے' اس کا تعلق قلب جیش (اصلی بڑی فوج) سے' جو چتلجا کے خطوط مدافعت پر موجود ہے' منقطع کردیں - ۲۵ - مارچ کو بلغاریوں نے عظیم الشان فوجی جمعیت سے پیش قدمی کی - عزت پاشا نے اپنی فوج کا جزو اعظم قلبی مورچوں کی طرف ہٹالیا - اس کے بعد دو روز تک خوفناک گولہ باری ہوتی رہی - بلغاریوں کو اس حالت میں' جبکہ وہ مقبوضہ حصے میں مورچے کھود کر کیمپگاہوں میں چھپنے کی کوشش کر رہے تھے' ترکی توپوں کی سخت آتشباری کا سامنا کرنا پڑا' جن کو آلات تنویر (سرچ لائیس) سے برابر مدد مل رہی تھی - بلغاریوں نے جمعہ کے دن صبح کو کہرے کی تاریکی میں یہ کوشش کی' کہ ایک جناحی پیش قدمی (فلینک مارچ) کے ذریعہ سے چتلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے ایک آخری حملہ کرکے چیکمجی کی مغربی جانب میں ترکوں کے پیر اکھیڑ دیں' لیکن کہرے کے موقوف ہوجانے پر بلغاری فوج موت کے جال میں گرفتار ہوگئی' اور ترکوں نے اس

(بقیہ صفحہ اول کے آخر میں -)

الهلال

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ هجری

حدیث الغاشیۃ

(۵)

— * —

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا

— * —

اولا یرون انهم یفتنون في کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون (۹ : ۱۲۷)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے ' کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا ' جس میں ایک یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں ' اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !!

— ٤ —

معتقد ہوں کعبے کا ناظم ' مگر جا کر وہاں
عبرت آتی ہے ' کہ کیا بتخانہ ویراں ہوگیا ؟

— * —

میں لکھنؤ پہنچتے ہی پھر بیمار ہوگیا تھا ' اسلیے یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے ٹرٹنے کی نسبت کچھہ نہ لکھہ سکا -

لیکن اب ضروری ہے کہ اسکی نسبت چند کلمات عرض کروں :

دنبال تو بودن گنہ از جانب ما نیست
با غمزہ بگو ' تا دل مردم نہ رباید

کوئی واقعہ ہو ' اسپر سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے ' اور عبرت و بصیرت اندوزی کیلیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے - کامیابی اور ناکامی ' دونوں میں ہمارے لیے ذخائر عبرت ہیں ' فتح و شکست ' دونوں ہم کو نصیحت کرسکتی ہیں - اور غور کیجیے ' تو تنبہ و اعتبار کا اصلی وقت فتح ہی کی گھڑیاں ہیں - شکست کا وقت تو ماتم و حسرت میں بسر ہو جاتا ہے : مبشر عبادی الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنہ - اولئک الذین ھدا ھم اللہ ' و اولئک ھم اولو الالباب - (۳۹ : ۱۹) (۱)

اس خبر کو سنتے ہی ہر شخص کی زبان سے بے اختیارانہ صدا جو نکلی ہوگی ' وہ یہی ہوگی کہ " حق نے باطل پر ' حریت نے استبداد پر ' اور قوم نے افراد پر فتح پائی "

" یقیناً فتح پائی ' رات کی پردہ پوش اور جرائم پرور تاریکی میں نہیں ' بلکہ علانیہ روز روشن کی فیصلہ کن روشنی میں فتح پائی - سازش و خدع کے ہتھیاروں سے نہیں ' بلکہ حق اور راست باری کے

(۱) یہ اللہ کی طرف سے بشارت ہے ' ان بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو کان لگا کر سنتے ہیں ' اور اسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں ' یہی لوگ ہیں ' جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں - (منہ)

حربۂ الہی سے فتح پائی - دولت و رسوخ ' دبدبۂ و سطوت ' جمعیت و قوت اور ادعا و تعدی کی نمایش فرعونیوں کی طاقت دکھلا کر نہیں ' بلکہ بے سروسامانی ' ضعف و عاجزی ' قلت اعوان و انصار ' اور فقدان اسباب و وسائل کے ساتھہ فتح پائی - یقیناً یہ ایک فتح مبین تھی ' مگر حق و باطل کی آویزش کی تاریخ میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ' بلکہ اسکے خوارق و معجزات کو سنیے ' تو انکے آگے اس فتح کی حقیقت ہی کیا ہے ؟ اس سرزمین عجائب خیز کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر سچائی کی فتح و نصرت کا ایک صحیفۂ خوارق رکھتا ہے ' اور نہیں معلوم آغاز عالم سے اس وقت تک حق و باطل میں کتنے معرکہ ہا سے زہرہ گداز ہوچکے ہیں ؟ اول تو ان واقعات کے مقابلے میں یہ معاملہ ہی کونسا ایسا عظیم الشان تھا ؟ پھر باطل پرستی نے اسی دنیا میں جیسی جیسی عظیم الشان دنیوی قوتیں ' اور قاہر و جابر فوجیں ' اپنے ساتھہ رکھی ہیں ' انکو سامنے لائیے تو معلوم ہو ' کہ اس معرکے میں وہ ساز و سامان ہی کہاں میسر تھا ؟ ہم نے حق و باطل کی جنگ آرائی کی تاریخ میں بڑے بڑے عظیم الشان تختوں کو اوندھتے دیکھا ہے ' جنکی سطح سونے کی تھی ' اور جنکے حواشی پر لعل و جواہر سے گلکاری کی گئی تھی - ہم نے ان عظیم الہیئۃ اور قدیم البنیان مندروں اور ہیکلوں کی دیواروں کو سرنگوں دیکھا ہے ' جنکے صحن چاندی سونے اور لعل و جواہر کے درخشان پتروں سے رچے ہوے تھے - ہم نے تاریخوں میں ان معرکوں کی سرگذشت پڑھی ہے ' جنمیں باطل پرستی کی فوجیں بے کنار سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھیں ' مگر حق کا علم اپنے سامنے میں صرف ایک ہی وجود بے سروسامان رکھتا تھا ' مگر با ایں ہمہ عاقبت کار اسی کے لیے تھی - حق و صداقت کا حریف آج ہی پیدا نہیں ہوا ہے - وہ مع اپنی طاقتوں اور قوتوں کے ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جب کبھی حق سے مقابل ہوا ہے ' تو اس نے اپنی طاقتوں کی انتہائی نمائشیں کی ہیں - پس جس صداے حق کی فتح یابیوں کی تاریخ ایسے عظیم الشان مقابلوں کا اضافہ سناتی ہو ' اسکے لیے آجکل کے بعض مدعیان کار فرمائی کے نمایشی ہنگامے کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس دست و بازو نے آہن پوش حریفوں کی صفیں الٹ دی ہوں ' اور باطل پرستی کے مہیب دیوؤں اور عفریتوں کو انگلیوں پر چرخ دیکر دے پٹکا ہو ' اسے لیے چاندی سونے کی چند متحرک پتلیاں کیا رعب و سطوت پیدا کرسکتی ہیں ؟

پس اس بنا پر جو کچھہ ہوا ' اسمیں آپکے لئے ندرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں ' البتہ غور کیجیے تو عبرت و بصیرت ضرور ہے

و ان الظالمین بعضهم اولیاء بعض ' و اللہ ولی المتقین (۴۵ : ۱۸

(۲)

سب سے پہلی بصیرت جو اس واقعہ میں ہمارے لیے ہے وہ وہی ہے ' جس کو آغاز اشاعت الہلال سے بار بار کہہ چکا ہوں لیکن وہ میرا ایک ایسا اعتقاد محکم اور ایقان قلبی ہے ' جسکی صدا ہر آن و ہر لمحہ میرے اندر سے اٹھتی رہتی ہے ' اور میں خواہ کتنی ہی مرتبہ اسکو دہراؤں ' لیکن تھکنے کی جگہ ہر مرتبہ ایک راحت تازہ پاتا ہوں - وہ حق کی فتح مندی ' اور ہر مظہر باطل کی شکست کا قانون الہی ہے ' جس نے ابتدا ہی سے اپنے حلقہ بگوشوں کو پیغام نصرت سنادیا تھا کہ :

و تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا

اور آخر کار کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے جو دنیا میں پیشوائی اور لیڈری خواہشمند نہیں ' اور نہ اپنے اغراض

في الارض ولا فسادا ، والعاقبة للمتقين -

و منافع کیلیے دنیا میں فساد پھیلاتے ھیں ، اور یاد رکھو ، کہ ھر کام کا انجام و آخر صرف اللہ سے ڈرنے والوں ھی کیلیے ھے -

قران کریم میں " العاقبة للمتقین " ھر جگہ اسی لیے کہا گیا ھے ، کہ اغراض فاسدہ اور مقاصد ردیہ گو بظاھر حق و صداقت کے مقابلے میں کامیاب ھو جاتے ھیں ، انکی کامیابی محض ھنگامی عارضی ھوتی ھے ، اور انجام کار کی فتح و فیروزمندی انکے حصے میں نہیں اسکتی - یہی آخر کی کامیابی ھے ، جسکو خدا تعالے نے اس دنیا میں اپنی تائید غیبی کے اعلان کیلیے ایک نشانی قرار دیا ھے ، اور یہ اسی کا دست نصرت ھے ، جو حق کو نتائج و عواقب کی نصرت بخشکر بتلا دیتا ھے ، کہ خود وہ کس کے ساتھہ ھے ؟ اگر ایسا نہو تو پھر دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے اور خدا کی پرستش سے نسل ادم کی آنکھیں محروم ھو جائیں -

کیا نہیں دیکھتے ، کہ قران کریم میں ھر جگہ خدا تعالی نے ان لوگوں کے اعمال کو (جنکے اغراض و مقاصد مرضات الہی کی خواہش اور نور صداقت و حق پژوھی سے خالی ھیں) ھمیشہ اُن چیزوں سے تشبیہ دی ھے ، جو اپنے اندر کوئی نہ کوئی کامیابی کا ھنگامی اثر و جلوہ ضرور رکھتی ھیں ، لیکن پھر آخر میں انکی ناکامی نمایاں ھو جاتی ھے - مثلاً ایک جگہ فرمایا :

اعمالهم كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماء ، حتى اذا جاءه لم يجده شيئا و وجد الله عنده فوفاه حسابه ، و الله سريع الحساب - (۲۴ : ۳۹)

ان لوگوں کے کاموں کی مثال ایسی ھے ، جیسے کسی چٹیل میدان میں چمکتا ھوا ریت ، کہ پیاسا آدمی دور سے اُسے پانی سمجھکر دوڑتا ھے ، لیکن جب قریب پہنچتا ھے ، تو ریت کے تودوں کے سوا اور کچھہ نہیں پاتا -

* * *

ایک دوسرے موقعہ پر مکڑی کے جالے کی مشہور مثال دی :

مثل الذين اتخذوا من دون الله اولياء كمثل العنكبوت ، اتخذت بيتا ، و ان اوهن البيوت لبيت العنكبوت لو كانوا يعلمون (۲۹ : ۴۰)

ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے علاوہ اور لوگوں سے دوستی کرتے ھیں ، مکڑی کی ھے ، مکڑی گھر بنانے کو تو بناتی ھے مگر گھروں میں کمزور ترین اسی کا گھر ھے ، کاش یہ لوگ سمجھتے -

پہلی آیت میں اعمال ضلالت کی مثال اُس شخص کی سی بتلائی ، جو پیاسا ھو ، مگر دریا کی جگہ ریگستان کو سمندر سمجھکر اُسکی طرف دوڑے ، اور بالآخر ناکامی اور نامرادی کے سوا اُسے کچھہ حاصل نہو - دوسری آیت میں مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ھے ، کہ جو کام رشتہ الہی اور تعلق ایمانی کی قوت سے خالی ھوتے ھیں ، انکی ھستی مکڑی کے جالے کی طرح ھوتی ھے ، کہ جبتک وہ قائم ھے ، نہایت مرتب و منظم نظر آتا ھے ، لیکن جونہی ھوا کی ایک ھلکی سی موج بھی اس پر سے گذری ، اور ھبآءً منثورا ھوگیا : وان اوهن البيوت لبيت العنكبوت لو كانوا يعلمون -

(۳)

في الحقیقت غور کیجیے ، تو انسانی اعمال کی ضلالت کیلیے اس تشبیہ و تمثیل سے بڑھکر اور کوئی بیان نہیں ھو سکتا تھا ، اور اصل یہ ھے ، کہ قران کریم کے سب سے زیادہ اسرار و معارف اسکی تمثیلوں اور تشبیہوں ھی میں ھیں لیکن :

تقاصر عنه افهام الرجال

مکڑے کا جالا کیسی عجیب اور مؤثر چیز ھے ! کس ترتیب اور نظم کے ساتھہ اسکا ایک ایک تار دوسرے سے ملحق ھے ، اور کس درجہ کامل طور پر اشکال ریاضی کے تسویہ و تناسب کے ساتھہ اسکے دائرے ، دائروں کے مدارج ، اور ھر درجے میں متعدد خانے ھوتے ھیں ؟ پھر اُس محنت و سعی پر نظر ڈالیے ، جو جالے کے بنانے میں وہ گوارا کرتا ھے - کیسی خود فروشانہ محویت کے ساتھہ ایک ایک تار کو بنتا ھے ، اور کس آن تھک سعی کے ساتھہ ، تُرنّے کے بعد پھر از سرنو بنانا شروع کر دیتا ھے - وہ گویا ایک نہایت منظم ، مرتب ، اور خوشنما عمارت ھوتی ھے ، جس کی تعمیر میں حیات دنیوی کی پوری قوت صرف کردی جاتی ھے - با ایں ھمہ اسکے ثبات و قرار کا یہ حال ھوتا ھے ، کہ اسکی تعمیر و تکمیل کے عین عروج کی حالت میں ، اگر ھوا کی ایک ھلکی سی حرکت بھی مقابل ھو جاے ، تو ایک لمحہ کیلیے بھی قائم نہیں رھسکتا ، اور چشم زدن میں نابود و مفقود ھو جاتا ھے -

بعینہ یہی حالت اُن تمام کاموں کی ھوتی ھے ، جو حق و معروف کا مقابلہ کرنا چاھتے ھیں - یہ نہیں ھے ، کہ انکو کامیابی نصیب نہیں ھوتی - اگر وہ ابتدا سے ناکام و نامراد رھیں ، تو عاقبت امور - اور نتائج اعمال کے فتح و ظفر کا فیصلہ بیکار ھو جاے - وہ بظاھر کامیاب ھوتے ھیں ، اور مکڑی کے جالے کی ظاھر فریبی کی طرح دیکھنے والوں کو انکی کامیابی نہایت خوشنما اور منظم نظر آتی ھے - وہ اپنے مقاصد ضلالت کی انجام دھی میں اُس سے کم محنت و سعی نہیں کرتے ، جس قدر ایک مکڑا جالے کے بننے میں تمام عمر کرتا رھتا ھے - وہ اپنی دولت ، اپنی عزت ، اپنا رسوخ ، اپنی صحت ، اور اگر قابلیت حاصل ھے ، تو اپنی قابلیت غرضکہ تمام قوتوں کو وقف اعمال ضلالت کردیتے ھیں - پھر دنیا دیکھتی ھے ، کہ ایک نہایت خوشنما اور مرتب دائرہ بنکر طیار ھو گیا ھے ، جس میں طرح طرح کے خانے ، اور طرح طرح کے اشکال و صور بنے ھوے ھیں - لیکن جس طرح مکڑے کے جالے کی ھستی اُس وقت تک ھوتی ھے ، جب تک ھوا کا کوئی جھونکا اسپر سے نہیں گذرتا ، اسی طرح اسکی زندگی بھی صرف اتنی ھی دیر تک کیلیے نظر فریب رھتی ھے ، جب تک یاد حق و صداقت میں حرکت نہیں ھوئی ھے ، اور اُسکا رخ اُسکی طرف نہیں ھوا ھے - مکڑا اپنی تمام زندگی ایک ایسی شے کے بنانے میں صرف کر ڈالتا ھے ، جس کو وہ اپنے لیے بہترین ذریعۂ آرام و راحت سمجھتا ھے ، مگر در اصل اُسکی تمام زندگی ایک محض نا پائدار اور سریع الفنا عمارت بنانے میں ضائع جاتی ھے - با لکل اسی طرح یہ گم کردگان اعمال سمجھتے ھیں ، کہ ھماری محنت ایک محفوظ اور مفید اغراض عمل کے انجام دینے میں خرچ ھو رھی ھے ، حالانکہ " تار عنکبوت " کی طیاری کی طرح ، انکی زندگی اور محنت کی یہ نا مرادانہ تباھی ھوتی ھے ، اور وہ خود اپنے ھاتھوں اپنی قوتوں کو ضائع کر دیتے ھیں -

پس حق کے مقابلے میں باطل کی کامیابی سے مغرور نہیں ھونا چاھئے ، کہ کامیابی تو ضرور ھوتی ھے ، لیکن ثبات و قرار اور نتیجۂ آخر کی کامیابی ایک شے ھے ، جس پر اس آسمان کے نیچے حق کے سوا کسی کا قبضہ نہیں - یہ بہت ممکن ھے ، کہ باطل کی سعی و محنت ایک نظر فریب چیز ھمارے سامنے پیش کردے ، اور بظاھر معلوم ھو کہ کامیاب ھوگیا - لیکن یہ کامیابی ایسی ھی کامیابی ھوتی ، جیسی کہ مکڑے کو جالے کے بننے اور طیار کردینے میں حاصل ھوتی ھے - یہ نہیں ھوتا کہ اسکی سعی ناکام رھے - وہ جس گھر کو بنانا چاھتا ھے ، اسکی تعمیر میں پوری طرح کامیاب ھو جاتا ھے - لیکن اسکو کیا کیجئے کہ جس مصالح اور سامان سے بنایا جاتا ھے ، اس سے کوئی پائدار چیز بن ھی نہیں سکتی -

(٤)

میں کہنا چاہتا تھا کہ " یونیورسٹي ڈیپوٹیشن " کي شکست میں اس قانون الہي کي ایک عبرت انگیز بصیرت پوشیدہ ہے - ایک مرتبہ گذشتہ تین ماہ کے واقعات کو یاد کرلیجیے اور دیکھیے کہ کس انتہاے جد و جہد اور کمال سعي و جانفشاني کے ساتھہ " ارباب حل و عقد " نے اس ڈیپوٹیشن کي عمارت کھڑي کي تھي ' اور بعض لوگوں نے اپني کیسي کچھہ گران بہا چیزیں اسکے پیچھے نہیں دیدي تھیں - راتوں کي نیندیں اسکے لیے قربان کي گئیں ' دن کا آرام و راحت اسکے لیے غارت ہوا - بہت سے دعوؤں سے دست برداري کي گئي ' اور اس صلح کے لیے جنگ کي فتح مندیوں کي نمایش و شہرت سے بھي ہاتھہ اٹھالیا گیا ' مگر با ایں ہمہ اس جد و جہد ' جوش و خروش ' غرور و ادعا ' طمانیۃ و استغنا ' اور اظہار سطوت و جبروت کے بعد کیا نتیجہ نکلا ؟ یہ کہ صداے حق و معروف کے ایک جھونکے ہي میں اس بیت عنکبوت کا خاتمہ تھا : و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لوکانوا یعلمون :—

ہم بڑي چیز سمجھتے تھے ' پہ میخانے میں
نکلا اِک جام کي قیمت بھي نہ ایمان اپنا !

جیسا کہ بار بار لکھہ چکا ہوں ' اس موقعہ پر بھي توجہ دلانا چاہتا ہوں ' کہ اس واقعہ کو سرسري نظر کے حوالے نہ کیا جاے - یہ ایک بین ترین مثال تازہ ہے ' اس امر کي کہ حق کي کوئي صدا ضائع نہ جا سکتي ؛ اور گو دنیوي اور انساني طاقتیں کتني ہي مخالف ہوں ' لیکن وہ بالاخر کام کر جاتي ہے - کام کرنے والوں کیلیے امید اور ہمت کا یہ ایک پیغام ہے ' اور منکرین قوت حق و معروف کیلیے عبرت و موعظۃ کا ایک تازیانہ : وتلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون -

(٥)

۲۶ اور ۲۸ - دسمبر کو جو اجتماع لکھنؤ میں ہوا تھا ' وہ صحیح طور پر فاونڈیشن کمیٹي کا اجلاس ہو یا نہو ' لیکن تاہم اسکو یونیورسٹي کا آخري فیصلہ کرنے کیلیے کافي سمجھا گیا ' اور ڈیپوٹیشن کے انتخاب کے مسئلہ کو بظاہر عام اتفاق راے سے منظور کرالیا گیا - جلسہ کے بعد بھي ایک عرصے تک کوئي صداے مخالف نہیں اٹھي ' اور پھر جناب نواب صاحب قبلہ کي تحریر شائع بھي ہوئي ' تو اسمیں نفس مسئلۂ انتخاب وفد و تفویض اختیارات کاملہ کي نسبت چنداں اعتراض نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر اشخاص وفد کي قلت و کثرت اور طریق انتخاب کي بے قاعدگیوں پر اظہار تاسف کیا گیا تھا - نیز یہ کہ تحریر کا ماحصل ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ تھا ' نہ کہ اصل ڈیپوٹیشن کي شکست اور بالکلیہ برہمي - ایسي حالت میں ظاہر ہے ' کہ اس کارروائي کي مخالفت بحالت موجودہ بالکل بے سود نظر آتي تھي - کس کو اسکا خیال بھي ہوسکتا تھا ' کہ پس تمام کارروائي ہي کو سرے سے باطل کر دیا جائیگا ؟ اور قوم کو اس سے چھینني ہوئي " بلنک چک بک " پھر واپس ملجائیگي - جلسے میں جو آواز مخالفت کي بلند کي گئي تھي وہ " لکھنؤ کي ناکام کوشش " تھي ' اور اب " کامیاب حلقہ بیلیے کوئي وجہ نہ تھي ' کہ لکھنؤ کي " کامیابي " کا " کلکتہ کي ناکامي " سے مبادلہ کرے - لیکن باوجود اسکے عرصے کے بعد جب آواز بلند کي گئي ' تو دو ہفتے کے اندر ہي اسکا اثر ہر طرف سے نمایاں ہونے لگا ' اور رفتہ رفتہ حالات میں اس درجہ تغیر ہوا ' کہ اضافہ و اصلاح ہي نہیں ' بلکہ سرے سے ڈیپوٹیشن ہي کا خاتمہ کر دینا پڑا ' اور جس عمارت کو تکمیل تک پہنچا کر اسکے گنبد اور برجیوں کیلیے اینٹیں چني جا رہي تھیں ' اسکي بنیاد ہي مسمار ہوگئي ! !

پس یہ نتیجہ بتلاتا ہے کہ ہمارے آگے " کامیاب " کاموں کا خواہ کیسا ہي مستحکم و قوي قلعہ ہو ' اور خواہ مقاومت کا اصلي وقت گذرہي کیوں نہ جاے ' لیکن تاہم اعلان حق کي طاقت تسخیر اپنا اثر دکھلاے بغیر نہیں رہتي ' اور اسکے لیے صرف یہ دیکھنا چاہیے ' کہ خود ہماري نیت اور حق پرستي کا کیا حال ہے ' مقابل و حریف کي کامیابي کا کوئي سوال نہیں - آجکل حق کي غربت و بے کس پرسي کا ایک خاص سبب یہ بھي ہے ' کہ لوگ اعلان حق و سعي اصلاح کي ضرورت محسوس کرتے ہیں ' لیکن اس خیال سے قدم نہیں اٹھاتے ' کہ مخالف کامیاب ہوچکے ہیں ' اور اب انکي مخالفت کا مناسب اور اصلي وقت نہیں ہے - اسي کا نتیجہ ہے ' کہ اشخاص نکتہ چیني کي طرف سے بے پروا ہوگئے ہیں ' اور سمجھتے ہیں ' کہ ایک مرتبہ اگر وہ کسي طرح اپنے کاموں کو کامیاب دکھلادینے میں کامیاب ہوجائیں گے ' تو پھر کامیاب کاموں کي مخالفت کرنے سود و بے وقت سمجھکر ' کوئي مخالفت کا تصور بھي نہیں کریگا - اس طرح کے کاموں کیلیے انہوں نے بعض خاص اصطلاحیں وضع کرلی ہیں - مثلاً " طے شدہ مسئلہ " - " اتفاق عام کا فیصلہ " - " کثرت راے کا فیصلہ " " کثرت راے کا قرار دادہ "- قوم بھي بالعموم ان ترکیبوں سے مرعوب ہوگئي ہے ' اور جسے بندۂ خدا کو مخالفت کا خیال ہوتا ہے ' تو یہ سمجھکر خاموش ہورہتا ہے ' کہ اب مخالفت کا وقت باقي نہیں رہا - ایک طے شدہ اور اتفاق عام کے فیصل کردہ مسئلے کي نکتہ چیني کرنا بالکل بے اثر بلکہ تمسخر انگیز ہوگا -

مذہب ' اخلاق ' اور قانون ' ہر لحاظ سے یہ ایک سخت خطرناک اور اصولي غلطي ہے ' اور در اصل اعلان حق و امربالمعروف کے سد باب کي ایک علت قوي ' لیکن میں اس وقت صرف اس تازہ ترین مثال پر توجہ دلاؤنگا - جو لوگ کسي سچي بات کو سچ کہنے کیلیے اسکا سچ ہونا کافي نہیں سمجھتے ' اور اسکي ضرورت دیکھتے ہیں ' کہ لوگ اسے سچ مان بھي لیں ' انکو اس مثال سے عبرت پکڑني چاہیے - میں نے جب عین جاسے میں ڈیپوٹیشن کي تحریک کي مخالفت کي تو اس سے بالکل بے پروا تھا ' کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟ پھر الہلال میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا ' تو اس وقت بھي یہ خیال پیش نظر نہ تھا ' کہ سردست اس کوشش میں کامیابي ہوگي یا نہیں ؟ کیونکہ بار بار کہہ چکا ہوں ' میرے عقیدے میں حق کي اس سے بڑھکر کوئي توہین نہیں ہوسکتي ' کہ اسکے اعلان کو نتائج اور کامیابي کے ظہور کا محتاج قرار دیا جاے - اور اگر ایسا ہو تو اس دنیا میں ' جسکا نصف کرہ ہر وقت تاریک رہتا ہے ' کبھي بھي حق کي روشني ظاہر نہو - پس یہ محض ایک عقیدے اور راے کا اظہار تھا ' اور نتائج کے انتظار سے بالکل بے پروا ' تاہم اگر نتیجہ خدا کے ایک عاجز بندے کے پیش نظر نہ تھا ' تو کون کہہ سکتا ہے ' کہ اُس نصرت فرماے حق و صداقت کي مشیت میں بھي نہ تھا ' جس نے ہر کام میں عواقب امور کي کامیابي کو اپني نصرت بخشي کي ایک آیت مبین اور اثر عظیم قرار دیا ہے ؟ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم ' فمن ذالذي ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المومنون -

نتیجہ نکلا ' اور جس سرزمین میں ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جاسکتی تھی ' وہاں آج ایک پوری بنی بنائی عمارت اس طرح منہدم ہوگئی ہے ' کہ اسکے اطلال و آثار تـک کا پتہ نہیں ' اور (فاونڈیشن کمیٹی) کا میدان جس طرح ۲۸ - دسمبر کی صبح سے پہلے صاف تھا ' اب پھر ویسا ہی بار عمارت سے سبکدوش ہوگیا ہے ' قوم کو " چک بک " واپس ملگئی ہے ' اور آیندہ خواہ بنـک کی دیواروں کے نیچے سرنـگ کھود کر خزانہ ہی کیوں نہ نکال لیا جاے ' مگر الحمد للہ اب تـک کوئی . چک اسکے نام نہیں گئی ہے -

(٦)

ایک سب سے بڑی عبرت اس واقعہ میں قوم کیلیے یہ ہے ' کہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کرے ' اور محسوس کرے کہ تغیرات حالات نے جو ہیبت و جبررت اسکی آواز میں پیدا کردیا ہے ' یہ کیسی بدبختی ہے ' کہ خود وہ اُس سے غافل ہے ؟ تلوار اگر کند ہوگئی ہے تو شکایت کا موقعہ نہیں ' لیکن افسوس اسکے حال پر ہے ' جو اپنے ہاتھہ میں ایک ایسی تیغ تیز رکھے ' جس کی کاٹ کے خوف سے حریف کانپ رہا ہو ' لیکن خود وہ اسکے جوہر سے بے خبر ہو -

دو سال سے قوم نے اپنی راے اور آواز کی جو ہیبت اشخاص کے دلوں پر قائم کردی ہے ' وہ اصلی قوت عمل ہے ' بشرطیکہ قوم اُس حربے سے کام لے ' نیز یہ ' کہ صحیح ' معتدل ' اور بر وقت کام لے - فاونڈیشن کمیٹی کے گذشتہ اجلاس ' اور پھر ڈیپوٹیشن کی شکست ' یہ دو متضاد واقعات ہیں ' جنکو جمع کرتا ہوں ' تو اصلیت سامنے آجاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی بیداری میں شبہ نہیں ' اسکی قوت اور ہیبت کے اعتراف سے بھی دلوں کو انکار نہیں ' گو زبانوں کو انکار ہو - لیکن مصیبت یہ ہے ' کہ برسوں کی تقلید ' اور اعتماد نے دماغوں کو معطل کردیا ہے ' خود اپنی سمجھہ اور فکر سے کام لینے کی عادت مفقود ہے ' اور میدان عمل میں نو آموزی اسپر مستزاد - نتیجہ یہ ہے ' کہ پہلے اشخاص کی قوت و استبداد سے شکست کھاتی تھی - اب قوت سے نہیں ' مگر غلط فہمی ' سادہ لوحی ' نو آموزی ' اور خدع و فریب سے شکست کھا جاتی ہے - پھر اصلی مصیبت یہ ہے ' کہ تقلید و اعتماد بیجا کی عادت دیرینہ اب بھی زنجیر پا ہے ' اور وقت پر معـاملات کو سمجھنے اور غور کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوئی ہے - لیکن ساتھہ ہی چونکہ حس و بیداری کے وجود میں شک نہیں اور حقوق کے مطالبہ کا خیال پیدا ہوگیا ہے ' اسلیے اگر حقیقت سے پردے اٹھا دیے جائیں ' اور کوئی اواز چیخ چیخ کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کرے ' تو فوراً ایک حرکت ہر طرف پیدا ہوجاتی ہے ' اور لوگ ساتھہ دینے سے انکار نہیں کرتے -

آج جس قوم کی صدا نے " ارباب حل و عقد " کو مجبور کیا کہ ڈیپوٹیشن کی کارروائی کو منسوخ کردیں ' وہ اُس وقت بھی موجود تھی ' جب ۲۸ - دسمبر کو ڈیپوٹیشن کی تجویز نعرہ ہاے مسرت کے غلغلوں اور چیرز کے صدا ہاے متصل و پیہم کے ہنگاموں میں پاس کی گئی تھی - ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں جو خیالات آج الہـلال کے صفحات پر شائع ہوے ' یہی خیالات تھے ' جو عین تجویز کے پیش ہونے کے بعد ظاہر کیے گئے تھے ' اور سننے والوں میں بھی بہت سے اشخاص رہی تھے ' جنھوں نے الہـلال کے صفحات پر آج نظر ڈالی - مگر پھر غور کیجیے کہ نتائج دونوں وقت کے کیے مختلف بلکہ متضاد ہیں ؟

اسکی علت وہی ہے ' جو شروع ۱۱ میں ظاہر کی گئی - قوم کی بیداری اور صداے حق کی سماعت کیلیے مستعدی میں شک نہیں ' لیکن اسکا کیا علاج ' کہ وقت پر کام کرنے والوں کی نیرنگ طرازیوں اور شعبـدہ سامانیوں کا ہجـوم اُسے اصلیت کے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دیتا ؟ لوگ قطعاً غلط فہمی میں پڑگئے ' اور بالکل نہ سمجھے ' کہ ہم سے کیا مانگا جا رہا ہے اور کیا ہے جو ہم نے اٹھا کر دیدیا ہے ؟ خریداروں نے دراصل یہ سمجھنے کی کسی کو فرصت ہی نہ دی : کہ :

مشتری چہ کس ست و بہاے ما چند ست ؟

لیکن جب کچھہ زمانہ گذر گیا ' اور اسکے بعد اصلی حالات بہ عنوان خاص لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے ' تو غلط فہمی دور ہونا شروع ہوئی ' اور جو بات وقت پر نہ سمجھے تھے ' اب ہر شخص کے سمجھہ میں آنے لگی - نتیجہ یہ نکلا ' کہ جلسے بھی منعقد ہوے ' تجویزیں بھی پاس ہوئیں ' مضامیں بھی نکلنے لگے ' اور قوم اپنی طاقت سے کام لینے کیلیے مستعد ہوگئی -

پھر اس پہلو پر بھی نظر رہے ' کہ نواب صاحب قبلہ کا مضمون نـکلا ' لیکن کس طرح نذر غفلت و اغماض ہوکر رہگیا ؟ اس موقعہ پر بھی لوگ محتاج تھے ' کہ انکی غفلت پر ایک پر زور صداے تاسف بلند کی جاے ' ان تمام حالات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے ' کہ بیداری پیدا ہوگئی ہے ' مگر بیدار کرنے والوں کا کام ختم نہیں ہوا ہے ' بلـکہ سب سے زیادہ اہم کام ابھی باقی ہے - یہ بیداری کچھہ مفید نہیں ہوسکتی ' اگر کوئی ہاتھہ غفلت کے نازک موقعوں پر بھی بیدار رکھنے کیلیے ہر وقت مستعد نہ رہے ' اور ہمیشہ معاملات کی تـہ اور اصلیت سے خبردار نہ کرتا رہے - لوگ اُٹھہ بیٹھے ہیں مگر چلنے کے قابل نہیں ' اور پھر لیٹ جانے کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے - پس وقت ہے ' کہ کام کرنے والے قوم کی بیداری کی زیادہ رحز خوانی نہ کریں ' بلکہ بیداری کو قوی ' کرے اور دماغ میں صحیح ہشیاری پیدا کرنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں -

(٨)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قوم نے اپنی آواز میں جو قوت پیدا کرلی ہے ' وہ ایک اصلی قوت عمل ہے ' جسکے بغیر کوئی نیا دور پیدا نہیں ہوسکتا تھا ' تاہم یہ ایک قوت ہے ' اُسی حالت میں مفید ہے جبکہ اسکا استعمال صحیح ہو ' پس یہ بڑی سخت اور مہلک غلطی ہوگی ' اگر لوگ ان کامیابیوں پر مغرور ہو جائیں ' اور افراد اپنی قوت سے جو بیجا فائدہ اٹھاتے تھے ' ویسا ہی غلط فائدہ قومی قوت اور راے کے نام سے بھی اٹھایا جاے - بہت بڑی ضرورت اس امر کی بھی ہے ' کہ اس قوت کا استعمال ہمیشہ حزم و احتیاط ' اور اعتدال ' و صحت طریق استعمال کے ساتھہ ہو -

(باقی آیندہ)

مقالات

انگلستان اور اِسلام

(۵)

اثر خامہ محرم سیاست مسٹر بلنٹ

ترکوں اور بلغاریوں کي جنگ کا آخري نتیجہ خواہ کچھہ هي کیوں نہ هو - سلطان المعظم اِس وقت کم از کم اِس بات پر مبارکباد کے مستحق هیں ' کہ کامل پاشا کي وزارت سے برطرفي کے ساتھہ اُنہوں نے ایک نہایت فتنہ انگیز مفسد کے چنگل سے ' جو اِسلامي اغراض کے حق میں سخت غدّار تھا ' چھٹکارا پالیا هے - یورپ کي تینوں شدید ترین دشمنانِ اِسلام طاقتوں ' یعنے انگلستان - فرانس اور روس نے ' بالخصوص انگلستان نے ' اِس بوڑھے نوکر کے ذریعے سے ' جس حکمت عملی کو کام میں لانا چاها تھا ' اُسکي اصلي کیفیت - نیز اصلي مطلب برآري ' یعنے سلطنت عثمانیہ کو آپس میں بتدریج تقسیم کرلینے کے جو طریقے عمل میں لائے جارهے تھے - اُنکي مفصل سرگزشت " ایجپٹ " کے ناظرین پر پوشیدہ نہیں هے - پچھلے چھہ مہینے میں مختلف مضامین کے ذریعے سے هم صحیح واقعات پر روشني ڈالتے رهے هیں - اور وزیراعظم قسطنطنیہ ' جو نامیمون ونامبارک بهورسا انگریزي وزارت پر کرتا رها تھا ' اُس سے جو تباهي خلافت پر آنے والي تھي - اِس پر بھي هم متعدد مواقع پر متنبہ کرتے رهے هیں - همیں اِس بات کا علم تھا ' کہ سراڈورڈ گرے نے اِسلام کي مخالفت پر کمرچست باندہ لي هے - همیں یہ بھي معلوم تھا کہ ڈاؤ ننگ اِسٹریٹ (دفتر سراڈورڈ گرے) سے انگریزي مدبري کي جو آواز نے یہ ... کي صورت میں بلند هوگي - وہ اِسلام کے حق میں ایک غدار آواز هوگي - هم یہ بھي بتاتے رهے هیں ' کہ سلطان کو یورپ میں اگر دوستي کي کہیں کچھہ توقع هوسکتي هے - تو " اتحاد مثلث " سے نہیں ' بلکہ " ایتلاف مثلث " کي صرف اُس طاقت سے ' جسکا نام جرمني هے - کامل " اتحاد مثلث " کي اغراض کا نمائندہ تھا - اِسکا زوال انگلستان ' فرانس ' اور روس کي راہ میں ایک سنگ گراں هے - اور سراڈورڈ گرے کے منھہ پر تو ایک ایسا طمانچہ هے ' جسے وہ یاد هي کرتے هونگے -

جسوقت سے ' کہ موجودہ جنگ میں قسمت کا رخ یورپ میں عثماني افواج کي طرف سے پھرا هوا نظر آنے لگا هے ' اسوقت سے همارے دفتر خارجیہ کی دن رات یہي کوشش رهي هے ' کہ کسي نہ کسي طرح پھسلا بہلا کر جرمني کو بھي سلطان کے ایشیائي مقبوضات کي مجوزہ تقسیم میں اپنا سہیم بنالے - اسکے لئے حلقہاے مصالح کي مشہور و معروف صورت سامنے موجود هي هے - یہ تھاني ٹھني تھي ' کہ ایشیاے کوچک جرمني کے لئے حلقہ مصالح قرار دیا جائے ' فرانس کو ایران اور ترکي آرمینیا میں آزادانہ اختیارات دلوالے جائے اور انگلستان کو ایک مشترکہ بین الاقوامي نفع بخش راہ دیدیا جاتا - اور در دانیال یورپ کے کل جنگي جہازات کے لئے کھل جاتا - عثمانیوں کے ایشیائي مربیجات عیسائي طاقتوں کي مختلف اغراض - ملکي هوں یا مالي - کے نشانے بنادیے جاتے - ممکن تھا ' کہ یہ ساري باتیں ایک هي دفعہ نہ هوتیں - لیکن رفتہ رفتہ هر طاقت اپني اپني فرصت کے وقت اپنے مقاصد و اغراض کي تکمیل کرالیتي - سلطان کي برائے نام حکومت صرف اس غرض سے برقرار رکھدي جاتي ' کہ جب کبھي کسي طاقت کو مسلمانوں کے جذبات کو عیسائي حکومت کے ماتحت کرنے کي ضرورت پڑے - تو اسمیں اُنکے ذریعہ سے سہولیت اور آساني هو - یہي تجویز تھي ' جو یورپ کي مجتمعہ طاقتوں کی طرف سے امن عامہ کے لئے پیش کي گئي تھي - یہ تجویز خصوصاً سراڈورڈ گرے کے دماغ سے نکلي تھي - یہ محض ایک خوش نصیبي کي بات هے ' کہ قیصر جرمني نے اب تک اس انگریزي سازش میں شرکت منظور نہیں کي هے - اور سلطنت عثمانیہ کی تقسیم کا خیال اگرچہ همارے دفتر خارجیہ نے بالکل ترک نہیں کردیا هے ' پھر بھي کم سے کم تھوڑے عرصے کے لئے تو یہ تقسیم ملتوي هوگئي هے - نئے وزیر اعظم ' محمود شوکت پاشا ' ایک با دیانت شخص هیں - اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا هے ' کہ وہ اسلام کے ساتھہ غداري نہ کرینگے - کم سے کم اسوقت تو جرمني انکی تائید اور حمایت کے لئے مستعد هے - اصلي اور حقیقی حالت یہ هے ' جو میں نے اوپر بیان کردي - سراڈورڈ گرے کے دل کي کیفیت غصے کے مارے جو کچھہ هو رهي هوگي ' وہ محتاج بیان نہیں - لیکن اب اُنکے لئے اسکے سوا کوئي چارۂ کار نہیں هے کہ ' قہر درویش برجان درویش کہکر ' اس طمانچے کے ضرب کو بطیب خاطر برداشت کرلیں ' اور اپنے اندروني جذبات کو چہرے سے نمایاں نہ هونے دیں - اب جنگ کے ختم کرانے کے لئے سلطان پر نہیں بلکہ بلقاني حلیفوں پر دباؤ ڈالا جاے گا - قسطنطنیہ پر چڑھائي کي اجازت نہ دیجائیگي - یہ بھي ممکن هے ' کہ ادریانوپل سلطان هي کے قبضے میں رهنے دیا جائے -

ان تمام واقعات میں جس بات سے همیں سب سے زیادہ دلچسپي هے ' اور جو دریاے نیل پر اسلامي آزادي کي امیدوں سے متعلق هے ' وہ یہ هے ' کہ قسطنطنیہ میں کامل کے زوال کے ساتھہ وہ خاص سازش بھي کچھہ دنوں کے لئے ملتوي اور دبني پڑي هے ' جو مصر پر انگریزوں کے قانوني دائمي تسلط کرلینے کي نیت سے کی گئي تھي - یقیناً پچھلے سال موسم سرما میں سراڈورڈ گرے اور کامل کے درمیان یہ امر قطعي طور پر فیصلہ پاچکا تھا کہ " سلطان مصر کو اپني سلطنت سے کاٹکر " آزاد کرکے انگریزوں کي نگہداشت میں رکھدینگے - خدیو باد شاہ کا لقب اختیار کرلینگے - اس درجے پر پہنچنے کے یہ معنی هونگے ' کہ اصلي اختیارات اُن سے مطلقاً سلب هوجائینگے - خراج جو باب عالي کو دیا جاتا هے ' اُسکے عوض میں ایک معمولی رقم یکمشت ترکوں کو دیدي جائیگي - جسکي اُنہیں اشد ضرورت هے - ملکي قرضے کي ادائگي کا بار انگلستان کي گردن پر رهیگا - دوامي فوجي تسلط کے ذریعے سے امن اور سیاسي انتظامات قائم کرالینے کے بعد مصر پر پورا قبضہ آپ سے آپ هو جائیگا - مصري حب الوطنوں کي رضامندي اُنہیں ایک قسم کي رعایت دیکر ' جو انتظامي حکومت (کانسٹي ٹیوشن) کے نام سے موسوم هوگي ' لے لي جائیگي - ان جدید انتظامات کو حکومت خود مختاري کا شاندار لقب عطا کیا جائیگا - اس میں ذرا بھي شک نہیں هے ' کہ اگر بلغاریوں کے ساتھہ صلحنامے پر دستخط هوچکنے کے بعد بھي کامل عہدہ وزارت پر مامور رهتا ' تو وہ ایک ایسے حکمنامے پر ضرور دستخط

کردیتا جس سے انتظامات مذکورۂ بالا کی ' ایک ہی دفعہ نہیں تو بتدریج ' تکمیل ہوکر رہتی - یہ فرمان پچھلے اُسی انداز اور اُسی پیرایے میں جاری کیا جاتا ' جو حال میں طرابلس کو خود مختارانہ حکومت عطا کرتے وقت اختیار کیا گیا تھا - خوش قسمتی سے انگلستان کے اشاروں پر چلنے والے وزیر کے زوال نے اسلام کے خلاف اس بڑی سازش کا ایک طرح سے خاتمہ کردیا ہے اور ہم تو سمجھتے ہیں ' کہ اب اس کارروائی کی تجدید بہت جلد نہ ہونے پائیگی -

ساتھ ہی ساتھ ہم " ایجپٹ " کے مسلمان ناظرین سے ' خواہ وہ مصر میں ہوں ' یا روم میں ' یا ہندوستان میں ' اپیل کرتے ہیں ' کہ وہ اِس امر کی نسبت دھوکا نہ کھائیں ' کہ اِسلام کو جس خطرے کا اِس وقت مقابلہ ہے ' اُسکی حقیقت اور اصلیت کیا ہے ؟ واقعہ یہ ہے ' کہ اسلام ہماری نام نہاد " لبرل انگلش گورنمنٹ " کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو رہا ہے - مسلمانوں کو چاہئے ' کہ اُس موقع پر جہاں اُنکے مذہب کا تعلق ہو ' اور جس جگہ باقی ماندہ آزاد اسلامی حکومتوں کی بہبودی پیش نظر ہو ' لفظ " لبرلیزم " (آزاد خیالی) سے دھوکا نہ کھائیں - آزاد خیال انگلستان کو مسلمانوں کی ترقی سے ذرہ بھر ہمدردی نہیں ہے - انگلستان اُنکی ترقی سے خائف اور لرزاں ہے ' اور ہمیشہ اُسکا سر کچلا کرتا ہے -

پس " لندن مسلم لیگ " یا " آل انڈیا مسلم لیگ " جیسی انجمنوں ' (جنمیں اسلامی جذبات کی نمایندگی کا دعوے ہے) ' کا اِس وقت گورنمنٹ کے آگے منت سماجت کے ساتھ درخواست کرنا ' محض حماقت ہے - انصاف کے احساسات سے درخواست کرنا بھی سراسر بے سود ہے - یہ احساسات تو کب کے اُٹھ گئے ہیں - انگریزی معدلت گستری یا حریت پسندی کی دھائی سے بھی کوئی کام نہیں نکلنے کا - اس قسم کی عبارتیں یا اچھی تصور کی جاتی ہیں ' اور کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں - اگر انگریزوں کے دلوں پر ' جہانتک مسلمانوں کے معاملات سے اُنکا تعلق ہے ' کسی دلیل کا کوئی اثر ہو سکتا ہے ' تو وہ یہ ہے ' کہ شاہی اقتدار کو صدمہ پہنچنے کا خوف دلایا جائے ' اور علی الاعلان صاف صاف کہدیا جائے ' کہ جسوقت تک ' کہ انگریزوں کی شرکت فرانس ' روس ' اطالیہ ' اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کارروائیوں میں جاری رہے ' اُس وقت تک حکومت برطانیہ ہندوستان کے کروروں مسلمانوں کو اپنی دل سے وفادار رعایا شمار نہ کرے - اور جب کبھی ہندوستان میں انگریزوں کے لیے مصیبت کا دن نمودار ہو ' تو ان کروروں میں سے ایک سے بھی دوستی یا امداد کی توقع نہ رکھے - اگر اس قسم کے الفاظ اس وقت لیڈران مسلم لیگ کی زبانوں سے دلیری اور ہمت کے ساتھ نکلینگے ' تو اُنکا اثر ڈاؤننگ اسٹریٹ (دفتر وزیر خارجیہ انگلستان) پر پڑیگا - ایسے الفاظ اِسلام کی اِس نازک ترین خطرے کی حالت میں ' اُسکے لئے اُن تمام منت سماجت اور آنسوؤں سے ' جو اِن کے ضرورت سے زیادہ دور اندیش لیڈروں نے پچھلے چھ مہینے میں ہمارے بے پروا وزراء کے آگے ضائع کئے ہیں ' بدرجہا مفید ثابت ہونگے - بلکہ سرمایہ دار اصحاب اور جنگ کے جاری رکھنے کے واسطے دوسرے قسم کے سرمایوں کے لئے جو چندے جمع کئے جا رہے ہیں ' اُنسے بھی زیادہ سود مند ہونگے -

الاخلاق

— * —

تمہید

مشرق کے علوم و فنون ' صنائع و تجارت ' معاشرت و سیاست ' مختصراً یہ ' کہ تمام مظاہر زندگی اصلاح طلب ہیں - اسلیے یہ صحیح ہے ' کہ مشرق کو کسی اصلاح سے استغناء نہیں - لیکن یہ ایک ناقابل انکار صداقت ہے ' کہ قوم میں مذہبی ' سیاسی ' اجتماعی ' وغیرہ وغیرہ گونہ گوں اصلاحات کا آغاز اسوقت تک کامیاب نہیں ہوتا ' جب تک کہ اسکے افراد میں ایک ایسا گروہ نہ موجود ہو ' جسمیں طول تفکر ' حسن تمییز ' اصابت رائے ' اور جرأت اخلاقی ہو -

یہ گروہ عموماً نوجوانوں میں سے پیدا ہوتا ہے - کیونکہ انمیں بڑھاپے کی عافیت اندیشیوں کے بدلے جوانی کی ولولہ خیزیاں ہوتی ہیں ' جو ان کو حریت پرستی اور حق گوئی کی طرف بڑھاتی ہیں - اسلیے ایک مصلح کا فرض اولین نوجوانان قوم کی اخلاقی اور دماغی پرداخت ہے -

تعریف

جسطرح کہ سنگ چقماق میں آگ پوشیدہ ہے ' اسی طرح انسان میں گونہ گوں صدہا قوی پوشیدہ ہیں - ان قوی سے جب ابتداءً کام لیا جاتا ہے ' تو کسی قدر تعمد و تکلف کی ضرورت ہوتی ہے ' لیکن جب عرصہ تک برابر سلسلہ استعمال جاری رہتا ہے ' تو پھر انکی یہ حالت ہوجاتی ہے ' کہ انکے استعمال کے لیے قصد و ارادہ کی ضرورت نہیں رہتی ' بلکہ حسب موقع وہ از خود کارفرما ہونے لگتے ہیں - اور اگر بہت زیادہ عرصہ تک انکا استعمال جاری رہتا ہے ' تو وہ اسطرح جزو زندگی بنجاتے ہیں ' کہ ان سے علحدگی کے لئے نہ صرف ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے ' بلکہ تکلیف ہوتی ہے - جب انسان کسی قوت کے استعمال کا اس درجہ تک خوگر ہوجاتا ہے ' تو یہ خوگری عادت یا خلق کہلاتی ہے -

اخلاق کی شکل پذیری

تم نے بارہا دیکھا ہوگا ' ایک آہنی تار بالکل سیدھا تھا ' مگر جب کسی شے پر لپیٹا گیا ' تو اسکی بھی وہی شکل ہوگئی اور اگر زیادہ عرصہ تک لپٹا رہا ' تو وہ شکل تار میں اس درجہ راسخ ہوگئی ' کہ اسکا سیدھا کرنا دشوار ہوگیا - قوی اخلاقی کی بھی بعینہ یہ ہی حالت ہے - وہ ابتداءً بے شکل ہوتے ہیں ' لیکن جب عرصہ تک ایک مخصوص اسلوب پر استعمال کیے جاتے ہیں ' تو وہ ایک خاص شکل اختیار کرلیتے ہیں -

اقسام اخلاق

گو ہمارے زبان میں اخلاق کا استعمال اکثر اخلاق حسنہ ' بلکہ اخلاق حسنہ کی ایک خاص صنف یعنی خاطر مدارات کے معنی میں ہوتا ہے ' چنانچہ خوش اخلاق اس شخص کو کہتے ہیں ' جو ملاقات میں اعتناء و التفات کو کام فرماتا ہو ' مگر واقعہ یہ ہے ' کہ اخلاق کا دائرہ معانی اسقدر تنگ نہیں - اخلاق مجموعہ عادات کا نام ہے ' اگر عادات اچھے ہیں ' تو وہ شخص خوش اخلاق ہے ' اور اگر برے ہیں تو بد اخلاق ہے -

میں اسوقت اخلاق کی پیش پا افتادہ تقسیم حمیدہ و ذمیمہ سے گزر کے ' دو اور تقسیمیں بیان کرنا چاہتا ہوں -

(۱) اخلاق طبیعی ' یہ وہ اخلاق ہیں جو انسان اپنے ساتھ لیکے پیدا ہوتا ہے ' انکا استیصال ناممکن ' مگر تقویت و تضعیف ممکن ہے ' تم نے دیکھا ہوگا ' بعض لڑکوں میں انکی صحبت کے عام اخلاق کے خلاف بعض عادتیں پائی جاتی ہیں ' یہ وہی عادات ہیں جن کو ہم فطری کہتے ہیں -

(۲) اخلاق کبسي - یہ وہ اخلاق هیں ' جو انسان صحبت سے سیکھتا هے اور رفتہ رفتہ وہ اسمیں قریباً اتنے هي جاگیر هو جاتے هیں' جتنے کہ اخلاق طبیعي راسخ هوتے هیں -

یہ تقسیم کانت کي تھي ' پروفیسر ڈیوي امریکي نے اخلاق کي حسب ذیل تقسیم کي هے -

وہ اخلاق جنکا تعلق -

(۱) ادراک سے هے -

(۲) جذبات سے هے -

(۳) ارادہ سے هے -

اخلاق متعلق بادراک وہ اخلاق هیں' جن کے ذریعہ سے کذب و صدق' وهم و شک ' ظن و یقین' وغیرہ وغیرہ میں تمییز هوتي هے -

اخلاق متعلق بجذبات وہ اخلاق هیں' جنکا تعلق جذبات سے هے' جیسے حسن درستي ' لذت پسندي ' وغیرہ وغیرہ -

اخلاق متعلق با ارادہ وہ اخلاق هیں' جنکا تعلق ارادہ سے هے' جیسے صبر ' استقلال' حلم ' وغیرہ وغیرہ -

سرچشمہاے اخلاق

انسان میں اخلاق کے تین سرچشمے هیں :—

(۱) وراثت

(۲) موثرات

(۳) ارادہ

وراثت - عموماً بچہ جس شخص سے جسقدر قریب هوتا هے ' اسیقدر اس سے زیادہ مشابہہ هوتا هے ' مثلاً بچہ سب سے زیادہ والدین سے قریب هوتا هے' اسلیے وہ نسبتاً سب سے زیادہ والدین سے مشابہ هوتا هے - والدین کے بعد والدین کے والدین سے قریب هوتا هے' اسلیے تیسري یا چوتھي پشت کے لوگوں کي بنسبت ان سے زیادہ مشابہ هوتا هے ' و هلم جراً ' مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں بسا اوقات اسکے خلاف شہادتیں ملتي هیں -

موثرات خارجیہ - اسکي دو قسمیں هیں -

(۱) فضاء مادي' جیسے آب و هوا' چنانچہ تجربہ سے ثابت هوتا هے ' کہ معتدل ممالک کے لوگ عموماً راحت طلب' عیش پسند' اور کاهل هوتے هیں' لیکن غیر معتدل ممالک کے لوگ چاق و چوبند' چست و چالاک ' محنتي اور جفاکش' هوتے هیں - غیر معتدل ممالک میں گرم ممالک کے باشندے سریع الانفعال هوتے هیں - وہ جسقدر جلد خوش هوتے هیں - اسي قدر جلد ناراض هوتے هیں - سرد ممالک کے باشندے بطی الانفعال هوتے هیں' مگر جب متاثر هو جاتے هیں ' تو وہ تاثر پھر جلد زائل نہیں هوتا وغیرہ وغیرہ -

(۲) فضاء اخلاقي - احباب' اصدقاء' معلمین و بیک لفظ صحبت یا سوسائٹي -

اسپنسر کہتا هے " کہ انسان اپنے والدین سے زیادہ اپنے همعیشوں سے مشابہ هوتا هے' صحبت کے اثر کا اندازہ اس سے هوسکتا هے ' ایک پیشے کے لوگوں میں بہت سے اخلاق مشترک هوتے هیں' بلکہ یہاں تک دیکھا گیا هے' کہ اگر دو نہایت هي قریب کے رشتہ دار دو مختلف پیشے کرتے هوں' تو ان دونوں کے اخلاق باهم دیگر اس سے کم مشابہ هوتے ' جتنے کہ دونوں کے اخلاق اپنے اپنے هم پیشہ لوگوں سے مشابہ هوتے هیں " - ایک فرانسیسي مثل هے " کہ تم اپنے هم نشینوں کو مجھے بتا دو' میں تمہیں یہ بتا دونگا ' کہ تم کیسے هو"

ارادہ - اخلاق کے دو سبب یعنے اسلاف اور صحبت (سوسائٹي) کا انتخاب انساني قدرت سے باهر هے' لیکن تیسرا سبب یعني ارادہ اسکي قدرت میں هے ' بیشک یہ صحیح هے' کہ وراثت اور صحبت کا اثر نہایت سخت راسخ هوتا هے' مگر با ایں انسان کا ارادہ اگر قوي هے' تو وہ اس اثر کو زائل کرسکتا هے '

اگر هم عبرت آموز نظر سے اشخاص کي زندگي کا مطالعہ کرینگے ' تو همکو بہت سے لوگ ملینگے' جنمیں انکے بزرگان خاندان اور اهل صحبت کے خلاف اخلاق موجود هونگے - یہ بالکل بدیہي هے کہ ان اخلاق کا سرچشمہ نہ وراثت هوگي اور نہ صحبت ' اب جو چیز رهجاتي هے ' وہ طبیعت کا میلان اور ارادے کي مساعدت هے - پس یہي دو چیزیں انکا سرچشمہ هونگي - اسي بناء پر علماء اخلاق کا یہ خیال هے ' کہ انسان کا مستقبل وراثت اور صحبت سے زیادہ اسکے ارادے پر موقوف هے - اس نظریہ کي مزید تائید اس واقعہ سے بھي هوتي هے ' کہ دنیا میں جتنے ارباب اخلاق پیدا هوے هیں ' وہ ایسي قوموں میں سے پیدا هوے هیں ' جنکي اخلاقي حالت نہایت بدتر تھي' اور قطعاً ان میں سے اتنے بڑے ارباب اخلاق کے پیدا هونے کي امید نہیں کي جا سکتي تھي -

ارادے کے مدارج مختلف هیں ' بعض اشخاص کا ارادہ فطرتاً نہایت قوي هوتا هے ' اور بعضوں کا کمزور' اور بعض کا متوسط درجہ کا -

جسطرح جسم ورزش اور نگہداشت سے بڑھتا هے ' بعینہ یہ هي حالت ارادے کي بھي هے - اگر کوشش کیجائے تو ایک کمزور ارادہ قوي اور ایک قوي ارادہ قوي تر هوسکتا هے - بچپن میں تمام قوي انساني کا آغاز ظهور هوتا هے - اسوقت وہ هر طرح کی تربیت قبول کرنے کے لئے تیار هوتے هیں - اسلیے ارادے کي تربیت اور تقویت کا زمانہ طفولیت کا زمانہ هے - اسي لئے مغرب میں بچوں کو تیسرے یا چوتھے هي برس سے استواري عزم و پختگي ارادہ کي تعلیم دیجاتی هے -

اخلاق کی آرائش

اخلاق کی ماهیت اور اسباب کے معلوم هونے کے بعد اب یہ سوال پیدا هوتا هے' کہ انکي آراستگي یا تهذیب کا کامیاب ترین ذریعہ کیا هے ؟

قدرت نے انسان میں مختلف قوي ودیعت کیے هیں' جنکی نشوونما کے لیے غذا اور ورزش کي ضرورت هے - مگر جسطرح ' یہ ان قوي کے جو هر مختلف هیں ' اسیطرح انکي غذا اور ورزش بھي مختلف هے ' جسماني قوي کي غذا اور ورزش ماکولات و مشروبات اور العاب ریاضیہ (جمناسٹک) هیں' مگر اخلاقي قوي کے لیے یہ چیزیں بیکار هیں ' انکي غذا افکار عالیہ' اور انکي ورزش زمانہ کي کشمکش هے - جسطرح ' کہ هر شخص کے جسم کے لیے ایک هي قسم کي غذا اور ایک هي نوعیت اور ایک هي حد تک کي ورزش مفید نہیں' اسیطرح هر شخص کے لیے ایک هي نوعیت کے افکار عالیہ اور ایک هي نوعیت و شدت کي کشمکش زمانہ مفید نہیں - اسلیے آراستگي اخلاق کے شائق کے لیے دو امور نہایت ضروري هیں -

(۱) اخلاقي غذا کے لیے ایسے افکار کا انتخاب ' جو اسکی طبیعت کے مناسب هوں

(۲) زندگي کی ان کشمکشوں سے اجتناب ' جو اسکي طبیعت کے غیر مناسب هوں -

شرائط سیاسی

جسطرح انسان کي جسماني ترقي کے لیے اسلاف کی صحت' آب و هوا کي عمدگي ' قوي کے استعمال و تعطیل' میں اعتدال' حزن مسرت میں توازن' وغیرہ وغیرہ شرائط هیں ' اسیطرح اخلاقي ترقي کے لیے بھي چند شرائط هیں -

اولین شرط والدین کے جسم و عقل کي تندرستي هے - مگر افسوس

که جسقدر یه شرط مقدم هے ' اسي قدر اسکي طرف سے غفلت کیجاتي هے ' مائیں جو بچوں کے پالنے میں رات کو رات ' اور دن کو دن ' نہیں سمجھتیں ' اور باپ جو اولاد کي تعلیم و تربیت میں کسي چیز سے بھي دریغ نہیں کرتے ' عموماً اس نہایت اهم شرط سے چشم پوشي کرتے هیں - وہ اپنی صحت لذائذ زندگي ' یا غفلت کي بدولت تباہ کر دیتے هیں ' اور اسکا خمیازہ نہ صرف وہ خود کھینچتے هیں ' بلکہ انکے بعد آنے والي نسلیں پشتہا پشت تک کھینچتي رهتي هیں - یہ واقعہ هے ' که هزار ها بچوں کي جسماني ' دماغي ' اور اخلاقي کمزوري کے ذمہ دار انکے والدین کي کمزور هے -

دوسري شرط حسن تربیت هے ' بیشک یہ صحیح هے ' که جواني یا بڑھاپے میں اصلاح اخلاق محال نہیں ' لیکن قریب محال ضرور هے ' کیونکہ انسان جسوقت پیدا هوتا هے ' اسوقت وہ ایک لوح سادہ هوتا هے ' وہ هر قسم کے نقش قبول کرنے کے لیے تیار هوتا هے ' لیکن جب ایک نقش کھنچ جاتا هے ' تو اسکا مٹنا اکثر دشوار طلب اور کبھي نا ممکن هو جاتا هے ' اسلیے جو قوم چاهتی هے ' که اسکی آیندہ نسلوں کي اخلاقي حالت عمدہ هو ' اسکو چاهئے ' که اس سادہ لوح پر شروع هي سے عمدہ نقش کھینچے - اسکے لئے اسکو حسب ذیل امور ملحوظ رکھنا چاهئیں -

(۱) ایسي فضاء کا انتخاب جو اخلاق رذیلہ کي سمیت سے محفوظ هو -

(۲) اخلاقي قوي کا صحیح اندازہ ' تا که جو حصہ کمزور هو ' اسکو خاص طور پر قوي کیا جاے -

(۳) مزکر نظر کے لیے کوئي بلند شے پیش کرنا

(۴) افکار عالیہ کي تلقین -

(۵) روزانہ زندگي میں اصول اخلاق کا نفاذ -

حسب ذیل قوي کو خاص طور پر ابھارنا چاهیے

(۱) حقیقت پرستي -

(۲) جرأت اخلاقي -

(۳) استواري عزم -

ابتدائي تربیت اور مشرق

مشرق میں بچوں کي اخلاقي تربیت کا بہترین آلہ " تمچي " یا " تسمہ " سمجھا جاتا هے - یہ نہایت سخت غلطي هے - مارنے سے بجز اسکے که بچے کے دل میں معلم کي هیبت اور اس عادت سے نفرت پیدا هو ' اور کوئي فائدہ نہیں هو سکتا -

بچے کی اخلاقي تربیت کا صحیح ترین اصول یہ هے ' که جس عادت سے باز رکھنا منظور هو ' پہلے اسکے فوائد اور نقصانات اسکو سمجھائے جائیں ' اور اسکے بعد اسکے چال چلن کی نگراني رکھي جاے ' فراموشی کے وقت اسکو یاد دهاني کیجاے ' یاد دهاني کے ساتھہ بچے کو اسکے فوائد و مضار کی طرف متوجہ کیا جائے ' اس طرح بچہ بہت جلد خود بخود تعمیل حکم کرنے لگے گا -

بچے کي پہلي اخلاقي درسگاہ گھر هے ' اور اسکے بعد مدرسہ کا نمبر هے - مگر گھر میں صرف زمین تیار هوتي هے ' تخم پاشی درحقیقت مدرسہ میں آکے هوتي هے - اسلیے جسطرح زمین کے تیار کرنے میں سخت توجہ کی ضرورت هے ' اسیطرح تخم پاشي اور اسکے آبیاري کے لیے بھي اعتناء شدید کي حاجت هے - نصاب میں اخلاقي کتابوں کا داخل کرنا ' یا دارالخطابہ (لیکچر روم) میں اخلاقي تقریروں کا هونا ' اسوقت تک مفید نہیں هو سکتا ' جب تک که خود مدرس کي شخصیت با اخلاق نہ هو - کتاب کے نقوش اور تقریروں کے هوائي تموجات معلم هیں ' مگر مردہ ' لیکن مدرس زندہ معلم هے ' اور یہ ظاهر هے ' که انسان پر جو ایک زندہ معلم کا اثر هو سکتا هے ' وہ ایک مردہ معلم کا نہیں هو سکتا - پس اگر مدرس کي کتاب زندگي میں اخلاقي سبق نہیں ' تو محض نصاب کي کتابوں یا دار الخطابہ میں بلاغت بار تقریروں سے اخلاقي تربیت کي امید غلط امید هے -

دیگر امور کي طرح یہ نکتہ بھي مغرب کے پیش نظر اور مشرق کے پس پشت هے ' مغرب میں بچوں کے لیے مصنف ' معلم ' اور مربي ' زبردست شخصیت و علمیت کے لوگ هوتے هیں - مگر مشرق میں اسکے بالکل برعکس هے مرخراش کر میں بچوں کي تعلیم و تربیت کم درجہ کا کام سمجھا جاتا هے ' اسکو صرف وہ لوگ کرتے هیں جو دیگر ذرائع سے معاش پیدا نہیں کرسکتے ' اسي کا نتیجہ هے ' که مشرق کے فرزند اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھي مغرب کے فرزندوں سے اخلاق میں پیچھے رهتے هیں -

بندوق کي نلي والي انگوٹھي

—:*:—

مادہ پرستي کے دلپر نشانے

—: * :—

وقت آگیا هے ' که زمانہ کے الحاد - دهریت اور خدا فراموشي کے خلاف اسلامي توحید کے هتیار اٹھائیں جائیں - اسلیے میرٹھہ سے ایک هفتہ وار اخبار توحید کے نام سے جاري کیا جائیگا - اخبار توحید هندوستان بھر میں اپني شان کا سب سے پہلا اخبار هوگا - وہ ایمان و عرفان کي آسماني آندهیاں لیکر آئیگا اور نئي تہذیب کے عقائد زنمدن کو گھاس کے تنکوں کي طرح اڑا کر هندوستان سے صاف کریگا - اسمیں اردو ادب کے مستانہ مضامیں هونگے - تصویریں هونگي - کارٹون شائع کئے جائینگے ' ملک کے اخبارات و رسائل پر بے باکانہ تنقید هوگي - وہ نرم کو گرم اور گرم کو نرم بنائیگا - اسکي عبارت ایسي صاف اور آسان هوگي که عورتیں اور بچے بھي سمجھہ سکیں - اسکے اڈیٹر ' نگران اور سرپرست مولانا خواجہ حسن نظامي دهلوي هونگے - پہلا پرچہ خدا نے چاها تو ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو نکلیگا - اگر آپ یورپ کے دلدادہ هیں ' تو هرگز نہ منگائے ' ورنہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کیجیے - سالانہ چندہ صرف ۳ روپیہ هے - الهلال کا حوالہ دیجیے -

منیجر اخبار توحید لال کورتی میرٹھہ

مرض طاعون کي دوا

یہ دوا حفظ طاعون و مرض طاعون کے لیے بیحد مفید هے - جن حضرات کو ضرورت هو ذیل کے پتہ سے مفت طلب فرماویں

سپرنٹنڈنٹ ادوہ شفا خانہ - لکھنو

الهلال کي ایجنسی

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ هے ' جو باوجود هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں ' تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

منشأ عصبية

الحياة

—:○*○:—

یورپ کي علمي هیئتگي اور شیفتگي کے ساتهه کرنه کوں مساعي کي تفصیل کا یه موقع نهیں ' مختصراً یه هے ' که وه علم کے نشر و اشاعت اور توسیع و تقدم کے لیے هر ممکن کوشش کر رها هے ' اس سلسله مساعي کا ایک حلقه اسکے مجامع علمیه هیں -

ان مجامع کے سالانه جلسے عموماً مختلف ممالک و امصار میں هوتے هیں - شرکاء جلسه علمدوست اور مشاهیر علما هوتے هیں - ان صحبتوں میں تبادله افکار کے علاوه ' محاضرات (علمي تقریروں) کا ایک سلسله هوتا هے ' جسمیں صاحب محاضره اپني سال بهر کي کدو کاوش کے نتائج بیان کرتا هے - یورپ کي تمام علم پرست اقوام میں اس قسم کے مجامع موجود هیں ' چنانچه برطانوي قوم میں بهي اس قسم کا ایک مجمع هے - سال گذشته اس مجمع کا جلسه ۸۵ - برس کے بعد دوسرے بار بمقام ڈنڈي منعقد هوا تها - جلسه کے صدر پروفیسر هیفر تهے ' پروفیسر موصوف علم وظائف الاعضا کے مشهور عالم اور اڈنبرا یونیورسٹي میں اس فن کے پروفیسر هیں -

پروفیسر موصوف نے اپنے خطبه رئیسیه (پریسیڈنشل ایڈرس) کا موضوع "حیات" قرار دیا تها - جسکا ایک حصه آج شائع کیا جاتا هے - "علم الحیات" فن دقیق ' اور اردو کے لیے بالکل نیا هے ' اور فلسفیانه اسلوب بیان اس پر مستزاد ' خطبه کو سریع الفهم بنانے کے لیے مجبوراً جابجا حشو و اثبات کرنا پڑا ' اسلیے غالباً اس مضمون کي تعبیر ترجمه کے بدلے اقتباس زیاده موزوں هوئي -

تعریف

حیات کیا شے هے ؟ هرشخص کو اسکا علم یاظن علم هے ' یا کم ازکم حیات کے معمولي اور واضح مظاهر کا علم هے ' اسلیے اکثر یه خیال هوتا هے ' که اسکي تعریف صحیح مشکل نهیں ' مگر واقعه یه هے ' که اسکي تعریف میں بڑے بڑے ارباب اندیشه سرگرداں هیں -

اسپنسر نے تو اپني کتاب (جو اس نے مبادي علم الحیات پر لکهي هے) کے دو باب تعریف کے لیے وقف کر دیے ' اور تمام سابق تعریفات پر بحث کرنے کے بعد ایک تیسري تعریف پیش کی ' مگر آخر میں خودهي اعتراف کیا ' که اس سے بهي حیات کي کوئي جامع و مانع تعریف نهیں هو سکي -

حیات کي عامیانه تعریف (جو اکثر اهل لغت لکها کرتے هیں) یه هے " که حیات زندوں کي حالت کا نام هے " واسٹر نے کلوڈ پانیور کي پیروي میں حیات کي یه تعریف کي " که حیات ان مظاهر کے مجموعه کا نام هے ' جو تمام زندوں میں مشترک هیں "

مگر یه دونوں تعریفیں تو ایسي هیں ' که انکے نام سے تعریف کو شرم آتي هے - میرا اسوقت یه مقصد نهیں ' که میں آپکا وقت ایک ایسی گره کي کشایش میں مشغول کروں ' جسکے آگے اکابر فلاسفه نے سپر ڈالدي هے - خصوصاً اسلیے که علم کے تقدمات حدیثه سے معلوم هوتا هے ' که زنده اور غیر زنده مادوں میں فرق اس سے کم واضح هے ' جتنا که ان تقدمات کے قبل سمجها جاتا تها ' اسلیے اب حیات کي جامع و مانع تعریف اور بهي زیاده مشکل هوگئي هے -

حیات کا ضد موت نهیں

اکثر لوگ سمجهتے هیں که حیات کا ضد موت هے ' مگر یه ایک شدید غلطي هے ' موت کا لفظ حیات سابقه پر دلالت کرتا هے ' گو دلالت التزامي هے ' یعني موت اسوقت هوگي ' جب که پہلے حیات هو -

علم وظائف الاعضا ' همیں بتاتا هے ' که موت کا شمار مظاهر حیات میں هے ' موت بهي زندگي کا ایک دور هے ' مگر آخري اور انتهائي -

اسکے علاوه تضاد کے لئے احدالضدین کا وجود هر حالت میں ضروري هے ' مگر هم دیکهتے هیں ' که مثلا جمادات نه زنده هیں اور نه مرده ' اسلئے حیات کا شمار ان کلمات میں کرنا چاهیے ' جو اضداد نهیں رکهتے -

ایک عالمگیر غلطي

عام طور پر یه سمجها جاتا هے که " نفس " و " حیات " دونوں ایک هي چیزیں هیں ' اس خیال کا منشا غالباً یه هے ' که نفس کا تصور اسوقت تک نهیں هو سکتا هے ' جب تک که اسکے ساتهه حیات کا تصور بهي نه کیا جاے ' اسکے علاوه تصور نفس میں جسقدر ارتقاء هوا هے ' وه زنده اجسام کے ترقي یافته ترین مظاهر حیات کے مطالعه سے هوا هے -

گو یه خیال عالمگیر هے ' مگر کسي خیال کا شیوع اسکی صحت کي دلیل نهیں ' نفس و حیات میں کامل فرق هے ' اور یه فرق اسوقت تک نهیں جا سکتا ' جب تک که نفس کے معني میں اس حد تک وسعت نه پیدا کیجائے ' جهاں پهنچکے " نفس " اپنے مابه الامتیاز معاني سے محروم هوجائے - یه اسلئے ' که جن مسائل کا تعلق " حیات " سے هے ' ضرور انکا تعلق ماده سے بهي هے ' پس حیات کا وجود بمعني علمي بغیر ماده کے نا ممکن هے ' اسکے علاوه مظاهر حیات اور مظاهر ماده کے فارق بحث ایک هي هیں -

مظاهر حیات کے نتیجه بحث سے معلوم هوتا هے ' که " حیات " پر بهي انهي قوانین کي حکومت هے ' جن کي حکومت جمادات پر هے ' جسقدر همارا مطالعه مظاهر حیات عمیق هوتا جاتا هے ' اسي قدر هم اس نظریه (تهیوري) کے اعتقاد سے قریب اور گذشته نظریه یعني ' مخصوص مگر غیر معلوم اسباب کي طرف انتساب ' سے دور هوتے جاتے هیں - پس اگر نفس و حیات دونو مرداف هونگے ' تو اسکے معني یه هونگے ' که مباحث نفس بهي مباحث ماده سے اسي قدر قریب هیں جسقدر که مباحث حیات قریب هیں ' حالانکه ان دونوں ' علوم کے مباحث میں وه نسبت هے جو خط قطر کے دونوں کناروں میں هے -

مظاهر حیات

حرکت ذاتیه حیات کا روشن ترین مظهر هے - هم ایک کتے کو چلتے یا پرندے کو اڑتے دیکهتے هیں ' تو هم جان لیتے هیں ' که زنده هے ' هم خرد بین سے ایک قطره آب کو دیکهتے هیں ' تو اسمیں هم کو بیشمار متحرک ذرے نظر آتے هیں ' یه دیکهکے هم کهه اٹهتے هیں ' که یه قطره ذي روح مادوں سے پر هے - هم خرد بین سے دیکهتے هیں ' ایک صاف ماده هے ' اسکے بعض حصے ابهرے هوے هیں ' یه ماده مختلف شکلیں بدلتا هے ' اسکے ابهرے هوے حصے پهیلتے هیں ' یه ماده ایک طرف سے دوسري طرف حرکت کرتا هے ' پس هم یقین کرتے هیں ' که یه ذي روح هے ' اور اسکو هم (امیبا لیما کس) اور اس حرکت کو حرکت امیبیه کهتے هیں -

هم دیکهتے هیں ' که همارے اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروي ذرات همیشه حرکت کرتے رهتے هیں - هم یه بهي محسوس کرتے هیں ' که یه حرکات اس سابق الذکر ماده کے حرکات سے ایک حد تک مشابه هیں اس تشابه فی النوعیة سے هم یه نتیجه اخذ کرتے هیں ' که اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروي ذرات میں بهي حیات هے - همارے نزدیک اس تشابه سے اس سے زیاده قرین عقل کوئي دوسرا نتیجه نهیں نکالا جا سکتا -

ذي روح و غير ذي روح مادوں میں تشابه في الحركت

لیکن بعض علماء طبیعات بعض ایسے اجسام میں، جو کسي حالت میں بھي ذي روح تسلیم نہیں کیے جا سکتے، ایسي حرکتیں دکھاتے ہیں، جو عموما ذي روح مادوں میں ہوتي ہیں - مثلاً روغن زیتون اور سیماب کے قطرات میں وہ ایک قسم کي حرکت دکھاتے ہیں، جسکي نوعیت کسیطرح بھي ذي روح اجسام کي حرکت کي نوعیت سے ممتاز نہیں ہوتي ہے، حالانکہ اس میں کوئي شک نہیں، کہ مقدم الذکر کي حرکت کیمیاري و طبیعي اسباب و علل کا نتیجہ ہے -

جنبش مژگان اور انقباض عضلات پر جب ہم دقت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہیں، تو ان دونوں حرکتوں اور حرکت امبیہ میں تشابه کي ایسي صورتیں نظر آتي ہیں، جن کی بنیاد پر ہم کو یقین ہو جاتا ہے، کہ یہ حرکات حرکت امبیہ کے ہم نوع ہیں، اور یہ کہ انکي پیدایش بھي قریباً حرکات امبیہ کي طرح ہوتي ہے -

نتیجہ تشابه

اس میں کوئي شک نہیں، کہ وہ مرکب حرکتیں جو ذي روح مادوں کي ما بہ الامتیاز ہیں، دفعۃً پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ اس بسیط حرکت کي ترقي یافتہ صورت ہیں، جسکا ظہور اکثر جمادات میں بھي ہوتا ہے - مرکب حرکات کا آغاز، خواہ ان حرکات کي شکل میں ہو ہو، جنکو امبیا پیدا کرتي ہے، یا ان حرکات مژگان کي شکل میں، جن کو نقاعیات یا خلایا عدبیہ پیدا کرتي ہیں، یا عضلات کے ان انقباضات کي شکل میں، جو ارادے کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں، یا قلب کے ان حرکات کي شکل میں، جو نفس کے انفعال و تاثر سے پیدا ہوتے ہیں - بہر نوع ہم اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہیں، کہ حرکات مادہ کے عام قوانین کے تابع ہیں، اور یہ، کہ انکا وجود ایسے اسباب کے ساتھہ وابستہ ہے، جو حرکت جمادات کے اسباب کے مشابہ ہیں -

تمثیل و عدم تمثیل

مگر ایک معترض یہ کہسکتا ہے، کہ ممکن ہے، کہ وجوہ تشابه قطعي ہوں - اور یہ صرف امکان نہیں بلکہ واقعہ ہے، چنانچہ ہم جب دقت نظر کے ساتھہ ذي حیات مادوں کي طبیعت (نیچر) سے بحث کرتے ہیں، تو ہم کو ذي حیات مادوں میں بعض ایسے امور ملتے ہیں، جو غیر ذي حیات مادوں میں نہیں ملتے، مثلاً تمثیل، عدم تمثیل اور تحایل غذا -

لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں - جن امور کي طرف معترض اشارہ کرنا چاہتا ہے، وہ ایسے حالات کا نتیجہ ہیں، جنکو حیات سے وابستہ کرنے کا وہم بھي کسي فہمیدہ دل میں نہیں گذر سکتا - اسکي بہترین مثال سیال مادوں کے وہ تغیرات ہیں، جسمیں ایک جھلي درمیاني پردہ بنکے باہم آمیزي میں حائل ہوجاتی ہے -

تظاہر کیمیاوي

مادہ کي دو قسمیں ہیں، آلیہ، اور غیر آلیہ - کچھہ عرصے سے بعض لوگوں کا خیال ہے، کہ مادہاے آلیہ اور غیر آلیہ کي کیمیا باہم دیگر بالکل مختلف ہوتي ہے - مادہاے آلیہ اور غیر آلیہ میں حد فارق گذشتہ صدي کے اوسط تک تو نہایت واضح نظر آتي تھي، مگر اسکے بعد، علم نے جتنے قدم آگے رکھے، اتني ہي وہ حد غامض ہوتي گئي، اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچي، کہ اب بالکل غیر محسوس ہے - دل تک ذي روح مادوں کي کیمیا علم الکیمیا کے دائرہ بحث سے خارج سمجھي جاتی تھي، مگر آج وہ مادہاے آلیہ کي کیمیا کي شاخ ہے، اور علماء حیات کے ہاتھہ سے نکلکے علماء کیمیا کے ہاتھہ میں جارہی ہے -

(باقي آیندہ)

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

ان اللہ اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم، بان لہم الجنۃ

(۱۷)

فہرست نام بزرگان موضع بیگون جنکي مجموعي رقم ۸ - ۲۱۲ بذریعہ ولي محمد صاحب عباسي، ساکن رودے پور، وصول ہوئي اور فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کي گئي -

	پائي	آنہ	روپیہ
اعلم بخش چوہان مومن بیگون	-	-	۱۰
کریم بخش اگوان	-	-	۲
علي محمد چاندنا	-	-	۱
اللہ بیلي اجمیري	-	-	۵
احمد چوہان	-	-	۱
عمر مرزوال	-	-	۱
محمد مرزوال	-	-	۱
علي محمد خاکي	-	-	۱۵
رحیمیا مرزوال	-	-	۲
عبد امرزوال	-	-	۲
نورالدین چوہان	-	-	۱
محمد بخش	-	-	۱
اورا لچیرا	-	-	۱
والد گیلوت	-	-	۳
اورا مرزوال و مد چمڑا	-	-	۲
ہاشم ہانسي وال	-	-	۲
یعقوب نمبم	-	-	۱
بخشا اجمیري	-	-	۱
چدا بخش ہانسي وال	-	-	۵
محمد سروازے	-	-	۲
اورا مرزوال مومن بیگون	-	۱۳	-
بلاہ اکبر بازي	-	-	۱
کریم بخش مالہ	-	-	۱
اللہ بخش مرزوال	-	-	۱
رحمو ولد اسمعیل چوہان	-	-	۱
واحد ولد قادر چوہان	-	-	۱
الہ بخش کبکریہ	-	-	۲
خدا بخش اجمیري	-	-	۱
حسنا اجمیري	-	-	۱
سبحان چوہان	-	-	۱
سلیمان چوہان	-	-	۱
رضا علي یوبیہ	-	-	۱
علاؤ الدین چوہان	-	۱۳	-
واصل چوہان	-	-	۱
محمد چوہان	-	-	۱
حسنا پدیار	-	-	۱
خواجو مرزوال	-	۸	-
راجو چوہان	-	-	۱
اللہ بخش اجمیري	-	۸	-
اللہ بخش سوائي	-	-	۱
رحمو چوہان ولد ابي بخش	-	-	۱
قاسم مرزوال	-	-	۱
امیر ہانسي وال	-	-	۱
واصل ولد قادر چوہان	-	-	۱
رزاز سروازي	-	-	۱
احمد گیلوت	-	-	۱
رسول اجمیري	-	-	۱
رحمو و سر فاضل چوہان	-	-	۱
واحد ولد فاضل چوہا	-	-	۱
احمد ولد اللہ بخش چوہان	-	-	۱
اللہ رکھا چڑي وال	-	-	۱

(باقي آیندہ)

ادبیات

—:*:—

آفت فاروقي کا ایک واقعہ

عام الرمادہ کہتے ہیں، جسکو عرب میں لوگ * عہد خلافت عمري کا وہ سال تھا
اُس سال قحط عام تھا ایسا، کہ ملک میں * لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پاني کي ایک بوند نہ ٹپکي تھي ابر سے * ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کي بسر حشرات زمیں پہ تھي * سب اُٹھہ گیا، جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمر کو تھي * ہر دم اسیکي فکر، اسیکا خیال تھا
تدبیر لاکھہ کي تھي، مگر رک سکا نہ قحط * گو انتظام ملک میں اُن کو کمال تھا
معمول تھا جناب عمر کا، کہ متصل * کرتے تھے گشت، رات کو سونا محال تھا
اک دن کا واقعہ ہے، کہ پہنچے جو دشت میں * کوسوں تلک زمیں پہ خیموں کا جال تھا
بچے کلپتے تھے، ایک ضعیفہ کي گود میں * جن میں کوئي بڑا تھا، کوئي خرد سال تھا
دیکھا جو اُسکو یہ، کہ پکاتي ہے کوئي چیز * جاتا رہا، جو طبع حزیں میں ملال تھا
سمجھے، کہ اب وہ ملک کي حالت نہیں رہي * کم ہو چلا ہے، قحط کا جو اشتعال تھا
پوچھا خود اُس سے جاکے، تو رونے لگي "کہ آہ! * کیا آپ کو غذا کا بھي یاں احتمال تھا؟
بچے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر * میں کیا کہوں زباں سے ان کا جو حال تھا
دیر ہو رہے، ان کے بہلنے کے واسطے * پاني چڑھا دیا ہے، یہ اُسکا وبال تھا
ان سے یہ کہدیا ہے "کہ اب مطمئن رہو * کھانا یہ پک رہا ہے، اسي کا خیال تھا"
بے اختیار رونے لگے حضرت عمر * بولے کہ "یہ میرے ہي کئے کا وبال تھا
جو کچھہ کہ ہے، یہ سب ہے مري شامت عمل * از بس گناہ گار مرا بال بال تھا"
بازار جاکے لائے، سب اسباب آب و نان * جو زخم قحط کا سبب اندوہ سال تھا
چولہے کے پاس بیٹھہ کے، خود پھونکتے تھے آگ * چہرہ تمام، آگ کي گرمي سے لال تھا
بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا، تو کھل اُٹھے * ایک ایک اب تو فرط خوشي سے نہال تھا
تھي وہ زن ضعیف، سراپا زباں شکر * یاں حضرت عمر کو دعي انفعال تھا
عہدہ عمر کو یہ جو ملا تجھہ سے چھین کر * جو کچھہ گذر رہا ہے یہ اُسکا وبال تھا

(شبلي نعماني)

غزل

کیا ہے جسنے اس عالم کو قائم اُسکو کیا کہیے؟ * خرد خاموش ہے، اور دل یہ کہتا ہے "خدا کہیے"
اسي حیرت میں عمریں کٹگئیں ارباب بینش کي * کسے اللہ کہیے اور کس کو ماسوا کہیے؟
یہ اُنکا کورس کیا کم ہے، کہ میں بھي کچھہ کہوں اُسے * مري جانب سے بس کالج کے لڑکوں کو دعا کہیے
سرافرازي ہو اونچوں کي، تو گردن کاٹیے اُنکي * اگر بندر کي بن آئے، تو فیض ارتقا کہیے
مري قرآن خواني پر نہ ہوں یوں بدگمان حضرت * مجھے تفسیر بھي آتي ہے، اپنا مدعا کہیے

اکبر (الہ ابادي)

مراسلہ

تلغراف خصوصي

الهلال کي مالي حالت

—:*:—

۱۵- فروري کو دس روپیه کا ایک منی آرڈر خدمت شریف میں

بھیجکر ساتھه هي ایک تفصیلي خط بھي لکھا گیا تھا - آج آپ کے کارڈ مورخه ۱۲ - فروري سے معلوم هوتا هے' که همارا وہ خط آپکو نہیں پہنچا - لہذا دس روپیه کے منی آرڈر بھیجنے کي غرض مکرر بیان کرتے هیں -

هندوستان کي اسلامي دنیا میں (الهلال) کا وجود ایک نعمت غیر مترقبه اور رحمت الهي سے کم نہیں - اسکي معنوي خوبیوں اور فضیلتوں کو میں کیا کہوں ؟ تمام جہان جانتا هے - صرف ظاهري محاسن کا ذکر کرتا هوں - کاغذ ایسا عمده جو بڑي بڑي قیمت کي آردر کتابوں کو بھي نصیب نہیں - چھپائي نفیس و اعلے ' تصاویر سے مزین - غرض اخبار کي ظاهري خوبیاں دیکھکر یقین کرنا پڑتا هے' که سالانه چنده اصل لاگت کیلیے بمشکل کفایت کرتا هوگا - لیکن ایک اور خصوصیت هے' جو الهلال کو دیگر آردر اخبارات سے ممتاز ثابت کرتي هے - یعنے هر هفته وہ خاص اور طولاني ٹیلي گرام ' جو پہلے صفحه میں درج هوتا هے ' همارے خیال میں گویا اخبار کي جان هے - ڈاکٹر مصباح الدین کي صداقت دلوں پر خاص طرح کا اثر کرتي هے - بلکه مرده دلوں میں نئي روح پھونک دیتي هے - با ایں همه اسمیں کوئي مبالغه نہیں هوتا - مسلمانوں کو خوش کرنے کیلیے افراط و تفریط سے کام نہیں لیا جاتا - جو بیان هے ' واقعي '

فکاهه

الیگ

مع

سوت ایبل

لیگ کو "سلف گورنمنت" هے اب پیش نظر * للّه الحمد ' که حل هو گئي ساري مشکل
اب یه بیجا هے شکایت ' که وہ آزاد نہیں * اب یه کہنا غلطي هے ' که وہ هے پا در گل
ملک کے جمله مسائل کي یهي هے بنیاد * اور جو کچھه هے ' اسي چیز میں هے سب شامل
لیگ نے حق طلبي میں جو یه جرات کي هے * واقعه یه هے ' که هے مدح و ثنا کے قابل
کچھه تو هے لیگ میں جسنے یه کشش کي پیدا * آپ سے آپ جو کھنچتا هے ادھر دامن دل
لیگ والوں نے جو اسٹیج په کیں تقریریں * کردیں اس نے خیالات غلط ' سب باطل
اس دلیري سے هر اک حرف ادا هوتا تھا * بعض کہتے تھے که " هے سرے ادب میں داخل "
الغرض لیگ کے اور مجلس ملکي کے حدود * یوں ملے آکے بهم ' بحر سے جیسے ساحل
* * *
هاں تو اب عرض هے یه خدمت عالي میں جناب * " کیجیے سلف گورنمنت کا مقصد حاصل
امتحانات سول کے لیے لندن کي یه قید ' * هے یه رفتار ترقي کے لیے سخت مخل
یه جو پیمایش ارضي کا هے سي ساله رواج ' * ملک کے حق میں هے یه زهر سے بڑھکر قاتل
جو مناصب که ولایت کے لیے هیں مخصوص * آج ابناے وطن بھي تو هیں اُسکے قابل
صیغۂ فوج میں تخفیف مصارف هے ضرور * سینۂ ملک په افسوس ! که بھاري هے یه سل "
* * * *
لیگ نے سن کے یه سب ' مجھه سے به آهسته کہا * " آپ سمجھے بھي که اس لفظ کا کیا تھا مھمل ؟
همنے گو سلف گورنمنت کي خواهش کي تھي * شرط یه بھي تو لگا دي تھي که هو " سوت ایبل "
آپ جو کہتے هیں ' وہ هے حد ادراک سے دور * هم کو اس خواب پریشاں میں نه کیجیے شامل
یه وہ باتیں هیں ' جو مخصوص هیں یورپ کے لیے * آپ طے پہلے غلامي کي تو کرلیں منزل ! ! "

(وصاف)

جسکي بتدریج دیگر ذرائع سے تصدیق هو جاتي هے - یه ایک ایسی خصوصیت هے' جو آجتک کسي اردو رسالے کو نصیب نهیں هوئي اور سب سے پہلے الهـلال هي نے اسکي راه پیدا کی - هم دل سے چاهتے هیں ' که هر هفته اِن خاص تاروں کا سلسله جاري رهے - اب یه بات باقي رهي ' که آپ اخبار کي موجوده آب و تاب قایم رکهکر ایسے طـویل تاروں کا خرچ کب تک برداشت کرسکینگے ؟ بڑا ظـلم هوگا اگر ناظرین الهـلال اس معامله میں آپکا هاتهه نه بٹالینگے - اسي غرض سے دس روپیه کي ناچیز رقم بذریعهٔ منی آرڈر بهیجکر سابق خط میں هم نے آپ سے درخواست کي تهي' که الهلال کے دیگر ناظرین کو بهي اس معني کي ترغیب هونے کیلیے آپ اس خط کو اخبار میں درج کر دیں - کیونکه جو لوگ ان تاروں کو نهایت شوق اور دلچسپي سے دیکهتے هیں' یه امید کیونکر نـه رکهي جاے ' که وه اس مبارک سلسله کے استحکام میں امداد دینے کے متعلق بهي ویسي هي سرگرمي سے کام لینگے ـــ مگر معلوم هوا ' که همارا وه خط هي آپ کو نهیں پهونچا - آپ کا مخلص

حاجي محمد یوسف اینڈ کمپني (مدراس)

(الهـــلال)

اس لطف فرمائي کا شکرگذار هوں - جو خلوص اور سچي همدردي جناب کے خط کے هر لفظ سے ظاهر هوتي هے' یقین فرمالیے که حقیر کیلیے اصلي قدر و قیمت اُسي میں هے - جناب نے الهـلال کي مالي حالت اور مصارف کي کثرت کا ذکر چهیڑدیا ' میں نے تو اسے مدت هوئي بهـلا دیا هے ' اور یه پڑهکر چپ هوگیا هوں که :

گل فشانند به بستر همه چوں عرفي و ' من
مشت خس چیدم و بر بستر خواب اندازم

تلغرافات کے مصارف پر کیا موقوف هے ؟ ایک زخم هو ' تو آپکو مرهم بنانے کي زحمت دوں ' کس کس زخم پر پٹي باندهیے گا ؟ آغاز اشاعت سے اس وقت تـک اخبار کي مالي حالت کا جیسا کچهه حال رها هے ' وه دفتر کے لوگوں کے سوا اور کسي کو معلوم نهیں هو سکتا - ۱۲ - روپیه قیمت هـوتي ' جب بهي موجوده اشاعت کافي نه تهي ' چه جائیکه پچهلي شش ماهي میں صدها خریداروں کے نام ۳ - روپیه میں اخبار جاري کردیا گیا تها - ان امور پر اگر اپني نظر هوتي ' تو شاید اس سفر کي پهلي منزل سے بهي گذرنا محال تها - ابناے عصر کا قاعده هے ' که همیشه کسي نه کسي عنوان سے اپني حالت پر ناظرین کو توجه دلاتے رهتے هیں ' اور اپنے ایثار اور بے غرضي کا زمانے کي توجه سے مقابله کرتے هیں ' مگر اپنے تئیں کچهه یه شان دریوزه گري پسنـد نه آئي ' اور طبیعت نے گوارا نهیں کیا ' که اور بهت سي فغـاں سنجیوں کو چهوڑکر اپني حالت کا نالهٔ و فغاں شروع کردیں - گذشته جنوري کے آغاز میں " فاتحهٔ جلد جدید " لکهتے هوے خیال هوا تها ' که دفتر کي مالي حالت کا نقشه هي کم از کم ناظرین کے آگے پیش کردیں ' که گو یه کام شخصي هے ' مگر کم از کم اتنا ضرور هے ' که اغراض شخصي نهیں هیں ' مگر پهر دل نے کها ' که یه بهي رهي هوکانداري کا چبوترہ هے ' گو اسپر بوریاے قناعت بچها دي گئي هو - بهتر یه هے ' که سب کچهه اُسي کے اعتماد پر چهوڑدو ' جسکے اعتماد پر یوں بهي اپنا سب کچهه چهوڑتا هوا هے : وعلی الله فلیتوکل المومنون -

تلغرافات خصوصیه کا سلسله کئي ماه سے جاري هے - مصارف کا اندازه اس سے کرلیجیے ' که دیڑه روپیه في لفظ براه یورپ تُرکي کے تاروں کي شرح اجرت هے - اور پهر بے شمار تار جو تحقیق و تفتیش حالات ' و تاکید و طلب جوابات میں یهاں سے بهیجے جاتے هیں ' انکا خرچ اسکے علاوه هے ' مگر آپ ملاحظه فرماتے هیں ' که آجتک کبهي الهلال میں هم نے اتنا بهي نهیں لکها ' که یه کوئي اسکي قابل داد خدمت هے ' یا ایک خصوصیت و مزیت هے - هم سمجهتے هیں ' که انسان کے لیے راه عمل صرف ایک هي هے ' اور کوئي نهیں ' یعني کام کیے جاے ' اور نظر صرف اپنے فرض و عمل پر رکهے - اگر لوگ اُسکی کوئي قیمت محسوس کریں ' تو یه فضل و لطف هے ' نه کریں تو کوئي وجه شکایت نهیں - اپني نظر دنیا پر نهیں هے ' بلکه اپني نیت اور اپنے دل پر هے - جب تـک اپني نیت کي طرف سے اطمینان هے ' اس وقت تـک یقین هے ' که الهلال کے کاموں کي محافظت اور اسکے قیام و استحکام کي نگراني میرے ذمے نهیں ' بلکه اُس کارفرماے حقیقي کے ذمے هے ' جسکا وعده هے ' که وه کام کرنے والوں کے کام کو کبهي ضائع نهیں کرتا (اني لااضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی) پس خواه الهلال کے مصارف کتنے هي ناقابل برداشت هو جائیں ' میري صحت و توانائي کتنا هی نا امید کردے ' اور جمعیت خاطر و سکون و فرصت کي طرف سے خواه کتناهي مایوس هو جاؤں ' تاهم میرے لیے گهبراهٹ کي کوئي وجه نهیں - میں مطمئن هوں ' اور اپنے کاموں کي طرف سے بے فکر و بے پروا - کشتي کو دریا نے والا سمندر هے ' یا اسکي موجوں کو اُٹهانے والي هوا ' لیکن یه دونوں قوتیں جس فرما نفرماے قاهر کي تابع فرمان هیں ' جب وه میرے ساتهه هے ' تو کشتي کے ڈوبنے کا کیا خوف ؟ من له المولی فله الکـل !

مایفتـح الله للنـاس من رحمـة فـلا ممسـك لهـا ' ومـا یمسـك فـلا مرسـل لـه مـن بعـده ' وهـو العـزیـز الحکیـم

الله تعالی اپني رحمت کا دروازه لوگوں کیلیے کهول دے ' تو کوئي اسکا بنـد کرنے والا نهیں ' اور اگر بند کردے ' تو کوئي نهیں جو پهر اُسے کهول سکے ' (۳۵ : ۲)

اپنے دس روپیه کي جو رقم بطور عطیه کے مرحمت فرمائي هے ' وه جناب کي جانب سے " زراعانهٔ دولت علیه " میں شامل کردي گئي هے - الله تعالی اس لطف و نوازش کیلئے جناب کو جزاے خیر عطا فرمائے - سب سے بڑا عطیه ' جسکے لیے آپ سے اور نیز اپنے تمام لطف فرما احباب سے عاجزانه التجا کرتا هوں ' صرف یهي هے ' که اپني دعاؤں میں اس خادم کو نه بهولیں ' اور درگاه رب العزت میں ملتجي هوں ' که میري نیت اور مقاصد کو اس راه میں استـقـامت عطـا فرمائے ' اور وساوس و خطرات سے محفوظ رکهے ' که اصل کار یهي هے -

عربي
فارسی اور اردو کتابوں
اسلامی
کا سب سے بڑا
مستند

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد رضا بن السید نقی علی الحسینی الحنفی البریلوی

مقام اشاعت
۷۰/۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | عیسوی ۱٤ اپریل

کلکتہ: چہار شنبہ ۱ جمادی الاول ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, April 9, 1913.

ساڑھی تین آنہ

قیمت فی پرچہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدهلوی

مقام اشاعت
۷۰ / ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۴ ، ۱۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱ و ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 9 and 16, 1913.

فہرست

شذرات

مقالۂ افتتاحیہ

سقوط ادرنہ اور ایک دقیقہ فکریہ (۱) — ۵

ایضاً نمبر (۲) — ۱۳

مراسلات

صدایہ صحرا (ایک خط) — ۱۷

اختلال دولت عثمانیہ — ۱۸

مسئلہ تعطیل جمعہ

فکاہات

جرات صداقت — ۱۶

غزل — ۱۹

مذاکرۂ علمیہ

العیات نمبر (۲)

مقالات

ہلال اور صلیب — ۲۱

فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ (۱۸) — ۲۸

تصاویر

مسجد سلیم (ادرنہ) کا منبر (لوح)

سلطان سلیم ثانی (رح) } (صفحۂ خاص)

مقبرۂ سلطان سلیم (رح) }

خواجہ کمال الدین صاحب - بی - اے - مقیم لندن — ۱۳

اصلاح

پچھلے ہفتے رسالے کی اشاعت میں بہت تاخیر ہوگئی تھی - اگر پرچہ نکلتا تو پھر وہ تاخیر آیندہ ہفتوں تک متعدی ہوتی ' اور پچھلے دنوں اسکا دور برابر قائم رہچکا ہے - پس بجاے پچھلے ہفتے کی اشاعت کے آج نمبر (۱۴) اور نمبر (۱۵) اکٹھے شائع کیے جاتے ہیں ' تا کہ کسی طرح چند دنوں کی تاخیر کا ایک مرتبہ بل نکل جاے -

منیجر

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھہ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' رسید وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جاے گا *

المشتہر

منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ ' مدرسۃ العلوم ' علی گڈہ

شذرات

—:○*○:—

اینده نمبر کے بعض اهم مضامین

اس نمبر میں مقالۂ افتتاحیہ کے جو دو نمبر درج کیے گئے ہیں' ان میں پہلا نمبر اثنائے سفر کے بعض اوقات پر اندوہ کے خیالات کا نتیجہ ہے ' مگر دوسرے میں اس اہم تحریک کی تمہید ہے ' جو آٹھ ماہ سے پیش نظر تھی ' اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکا اعلان کیا جاے - امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اسکو پیش کر سکونگا -

ایڈیٹر

شاہ یونان یا مجاهدین صلیب کا ماتم

— * —

علی گڈھ سے ایک صاحب ارقام فرماتے ہیں : " شاہ یونان ہمارے ملک معظم کے عزیز تھے اسلیے انکے قتل کی خبر پر بعض مسلمان اخبارات نے نہایت تعزیت اور ماتم گذاری کے مضامین لکھے ' اور کہا کہ گو وہ اس وقت اسلام کے مقابلے میں مصروف جنگ تھا ' تاہم مسلمانان ہند کی وفا داری کا اقتضا یہی ہے کہ وہ تمام تفرقات شاہی کو ملحوظ رکھکر اداب رسم تعزیت ادا کریں -

تعجب ہے کہ جناب کی نظر سے وہ تحریر نہیں گذری ؟ پھر خدا کیلیے فرمائیے کہ کیا ایک ایسے پادشاہ کے مرنے کا ماتم کرنا ہمارے لیے مذہباً جائز ہے ' جس نے اسلام کے مٹانے کے ایک مسیحی اتحاد میں حصہ لیا ہو ' اور جو عین اس جنگ کے زمانے میں مرا ہو ' جو خلافت اسلامی کے مٹانے کیلیے کی جا رہی تھی ؟ اور کیا مذہباً ہم کو ایسی ہی وفاداری کی تعلیم دیگئی ہے ؟ "

میں نے وہ مضامین دیکھے تو نہیں مگر بعض اشخاص ذکر کرتے تھے -

لیکن میں متعجب ہوں کہ آپکو اس طرح کے مضامین پر تعجب کیوں ہوا ؟ مسلمانان ہند کی تقریر و تحریر کی تاریخ میں یہ کونسا نیا واقعہ ہے ؟ جس قوم کی زندگی غیروں کی پرستش اور انکے بخشے ہوے اعزاز کے صلۂ و مزد پر ہو ' اسکے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں -

ہم نے اپنے تئیں بھول کر غیروں کی چوکھٹوں پر سجدے کیے ہیں - ہم نے غیروں کی خاطر اپنوں کو چھوڑ دیا ہے - ہم نے انکی ایک نظر التفات کی قیمت میں ایمان و راستبازی تک کی متاع کو لگا دیا ہے - ہم نے انکی خوشنودی کیلیے اپنے آپ کو انکے ہاتھ میں دیدیا ہے ' اور انہوں نے جب کبھی ہمارے خاک غلامی پر لوٹتے ہوے سروں کو کچلنا چاہا ہے ' تو خود ہمارے ہی وجود سے پتھر کا کام لیا ہے - ہم یہ سب کچھ کر چکے ہیں اور کرنے کے لیے طیار ہیں - پھر ان سب کے مقابلہ میں یہ ایسی کونسی بڑی بات ہے ' اگر مجاہدین صلیب میں سے ایک کے مرنے پر ہم نے اپنے اخبار کا کوئی گوشہ وقف کردیا ؟

آپکو تو اس کا تعجب ہے ' اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس عبدۃ الحکام اور عبید الدنیا گروہ کو کسی طرح علم ہو جائے کہ ہمارے شہر کے ڈپٹی کمشنر بہادر ابو جہل اور مغیرہ کی تعریف سے خوش ہو جاتے ہیں ' تو یقین کیجیے کہ انکو ایک لمحے کیلیے بھی تامل نہو گا ' اور اُن کے مناقب و فضائل میں صفحے کے صفحے و کالم نحر و شرف سیاہ کردیں !

آپ پوچھتے ہیں تو اپنا خیال ظاہر کردیتا ہوں کہ الحمد للہ اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل بے پروا اور بے باک ہوں' اور شاید اسلام اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے - سب سے پہلے اس بارے میں کسی اصول کو تلاش کیجیے اور پھر دیکھیے کہ یہ حیثیۃ مسلمان ہونے کے ہمارا فرض کیا ہے ؟

اسلام نے تنگ دلی اور جنسی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے - وہ انسانی اوصاف و خصائل کے اعتراف ' اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تمیز مذہب و قوم کے تابع نہیں کر دیتا - اس نے ہمکو سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں ' خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ' اور خوبیوں اور وصفوں کی طرف کھینچیں ' خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو اور کسی قوم کے فرد میں ہوں - قران نے اُن مسیحی رہبانوں اور منصف عیسائیوں کی تعریف کی ہے ' جو سچائی کا ادب کرتے تھے ' حق کی مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے ' اور اچھے اعمال انجام دیتے تھے - اسکے مذہبی تسامح اور بے تعصبی کے نظائر اسقدر کثیر ہیں کہ دھرانے کی گنجایش نہیں -

لیکن تاہم اس قانون احسان عام اور محبت عمومی سے بھی بالا تر ایک شے ہے ' اور میں اجکل کے فرضی غوغاے بے تعصبی میں اس اقرار سے نہیں شرمانا کہ وہ حق کی حمایت ' اللہ کی پرستش اور ہدایت و صداقت کے قیام کا جہاد ہے - اسلام ہماری ہستی کا مقصد یہی بتلاتا ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے قائم مقام ہوں' اور اسکی زمین میں سچائی اور روشنی کو ہمیشہ قائم رکھیں - پس اگر کسی قوم ' کسی جماعت ' کسی ملک ' کسی مذہب ' اور کسی فرد کی طرف سے اللہ کی ہدایت اور اسکی ہدایت کے پیروؤں کی مخالفت کی جاے ' حق کی روشنی پر ظلمت غالب آنا چاہے ' ظلم و تعدی اور قتل و غارت کا اعلان ہو ' یعنے انسانوں کی دوستی اور خدا کی محبت ' دونوں چیزوں میں مقابلہ پیدا ہوجاے ' تو پھر اسکا حکم ہے کہ تم سب سے اپنا رشتہ منقطع کر لو ' اور صرف خدا کا ' حق کا ' اسکے دین کے پرستاروں کا ' اسکی عبادت گاہوں کا ' اور اسکی بھیجی ہوئی روشنی کا ساتھ دو ' یعنی خدا کی دوستی کی خاطر اُن سب کے دشمن ہو جاؤ - پہلی صورت میں جس درجہ احسان عام ' خیر و محبت ' اور رافت و شفقت عمومی کا حکم تھا ' اس دوسری صورت میں اتنا ہی ' سختی و شدت ' قہر و غضب ' اور غیظ و غلظت کا حکم ہے - اسکا عام حکم تو یہ ہے :

لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ' ان اللہ یحب المقسطین (۶۰ : ۷۹)	اللہ تعالی تم کو اس سے نہیں روکتا کہ اُن غیر قوموں سے ' جنہوں نے تم دین کی مخالفت میں جنگ نہیں کی ہے ' اور تم کو تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا ہے ' دوستی و نیکی اور انصاف و عدل کے ساتھ پیش آؤ - بلکہ اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

نرمی و رافت عمومی کے احکام تو اتنے ہیں کہ انکا احاطہ ممکن نہیں - حضرت موسی کو فرعون جیسی شریر ہستی مخاطب کرنے کیلیے نصیحت کی کہ " وقولا لہ قولا لینا " بات کرنا تو نہایت نرمی سے کرنا - خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا : " فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ' ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک " اور یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اُس نے تم دل اور صاحب رافت و شفقت بنایا ' اور اگر کہیں طبیعت

میں سختي اور غلظت هوتي تو لوگ کبهي پاس نه آتے - پهر عام طور پر کها :

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنه — الله کي راه کي طرف دعوت دو تو اسطرح ' کہ حکمت وموعظة کے ساتهه ' سختي وجنگ و جدل کي حالت نهو-

خاص یهود و نصارا کي نسبت کها :

ولا تجادلوا اهل الکتاب ' الی باللتي هی احسن — یهود و نصارا سے جب کبهي مجادله کرو تو بهتر اور احسن طریقے سے -

عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا که اپنے اندر نرمي و محبت ' آشتي و رافت پیدا کریں - حتي که فرمایا :

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا ' واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما - (۲۰ : ۶۵) — اور الله کے نیک اور سچے بندے وہ هیں جو زمین پر نهایت فروتني کے ساتهه چلتے هیں ' اور جب جاهل انسے جهالت کي باتیں کرتے هیں تو سختي و تشدد کي جگه ' صرف سلام کرکے الگ هو جاتے هیں -

یه تو عام اور اصلي احکام هیں ' لیکن سوال یه هے که هم تو قوموں کے ساتهه نرمي و محبت کرتے هیں ' لیکن قومیں هم سے تنگ دلي برتتي هیں - هم محبت کیلیے طیار هیں ' مگر وہ محض اسلیے که هم خداے واحد کے پرستار ' اور دین الهي کے پیرو هیں ' عداوت و دشمني ' ظلم و تعدي ' قساوت و بے رحمي ' اور خوں ریزي و برباسي کا همیں مستحق سمجهتي هیں - وہ هم پر حمله کرتی هیں ' هم کو دین حق کے قیام سے روکتي هیں ' همارے شهروں پر چڑه آتي هیں ' همارے مساجد پر قبضه کرنا چاهتي هیں ' همارے تخت حکومت کو الٹ دینا چاهتي هیں ' هماري عورتوں کي عصمت پر حمله آور هوتي هیں ' اور همکو هماري آبادیوں اور زمینوں سے نکل جانے پر مجبور کرتي هیں - پهر ایسي حالت میں کیا هم اپنے تئیں مٹنے سے نه بچائیں ؟ کیا حفظ نفس کا حق طبیعي همارے لیے نهیں هے ؟ اور پهر کیا هم دین مقدس کي بے حرمتي ' شعائر الهیه کي بے ناموسي ' اور پیروان توحید کي مظلومي کا حس اپنے اندر نه پیدا کریں ؟

جب که ایسي صورت پیش آجاے تو پهر اُسي قران کا ' جس نے گذشته آیات میں احسان عام اور محبت عمومي کا حکم دیا تها ' یه حکم هے :

انما ینها کم الله عن الذین قاتلو کم في الدین ' وأخرجوکم من دیارکم وظاهروا علي اخراجکم ان تولوهم ' ومن یتولهم فاولیک هم الظالمون (۶۰ : ۸) — بیشک الله تعالے تم کو ان ظالم قومون سے دوستی رکهنے کي اجازت نهیں دیتا جنهوں نے تمهارے ساتهه بغض اسلام کے ساتهه جنگ کي هے ' اور تم کو تمهارے شهروں اور گهروں سے نکالا هے ' اور جو شخص ایسے ظالموں سے دوستي رکهے گا تو اُس کا شمار بهي ظالمون هي میں هوگا -

اور پهر ایسے لوگوں کے ساتهه مقابله کرنے کا حکم دیا که :

قاتلوا في سبیل الله الذین یقاتلونکم (۲ : ۱۸۷) — الله کیلیے اُن دشمنوں سے قتال کرو ' جنهوں نے تمهارے ساتهه قتال کیا هے -

پهلے حکم دیا تها که نرمي کرو ' مذهبی دعوت بهي دو تو آشتي و محبت سے - انحضرت (صلعم) کے اخلاق کریمه اور رافت و شفقت کو الله کي رحمت فرمائي سے تعبیر کیا تها ' لیکن اس حالت میں فرمایا که اپنے اندر سختي پیدا کرو که اب کفر کے مقابلے میں جسقدر تمهارے اندر سختي هوگي ' اتنا هي ثبوت ایمان هے :

فاقتلوا الذین یلونکم من الکفار ' ولیجدوا فیکم غلظة - — اپنے آس پاس کے دشمنوں سے لڑو اور چاهیے که وہ تمهارے اندر سختي اور شدت محسوس کریں -

اور پهر اسي بنا پر اُن یهود و نصارا سے دوستي و محبت کے رسوم ادا کرنے کي قطعي ممانعت کردي ' جو مسلمانوں پر حمله آور هوے هوں ' یا جنهوں نے اسلام کے خلاف کسي ظالمانه سازش میں حصه لیا هو ' اور جو شخص انسے اس قسم کے تعلقات رکهے ' اسکے لیے نهایت شدید وعید نازل کي :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ' ومن یتولهم منکم ' فانه منهم (۵ : ۵۴) — مسلمانو ! اُن یهودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نه بناو جو مسلمانوں کي مخالفت کي سازش میں باهم ایک دوسرے کے دوست هیں اور پهر جو ایسا کریگا تو یقین رکهے که اسکا شمار بهي اُنهي میں هوگا -

غور کرو ! کیسي سخت وعید اُن لوگوں کیلیے فرمائي ' جو اُن عیسائیوں سے رسم و راه دوستي اختیار کریں ' جنهوں نے مسلمانوں سے مقاتله کیا هے ؟ فرمایا که ایسے لوگوں کا شمار بهي انهي عیسائیوں کے ساتهه هوگا ! فنعوذ با لله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا -

اور متعدد مقامات میں عام طور پر تمام دشمنان حق و اسلام کي نسبت فرمایا ' مثلاً :

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ومن یفعل ذلک ' فلیس من الله في شي (۳ : ۲۷) — مسلمانوں کو چاهیے که اپنے برادران دیني کو چهوڑ کر کفار کو اپنا دوست نه بنالیں - اور جو ایسا کریگا تو پهر اس سے اور خدا سے کچهه سروکار نهیں -

پهر سورۂ (نساء) میں فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین (۴ : ۱۴۴) — مسلمانو ! مسلمانوں کو چهوڑ کر لن کفار کو اپنا دوست نه بنار ' جنهوں نے تمهارے خلاف تلوار اٹهائي هے -

اتنا هي نهیں ' بلکه اُن تمام لوگوں کیلیے جو دین الهي کي کسي نهج پر بهي مخالفت کرتے هوں ' یا شعائر الهیه کي تضحیک و تمسخر جنکا شیوه هو ' اور یا احکام اسلامي کي هنسي اوڑاتے هوں (جیسا که آجکل خود ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین و مفسدین کا شیوه هے) یه حکم صاف سورہ (مائده) میں نازل فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعبا (۵ : ۶۰) واذا نادیتم الی الصلوة ' اتخذوها هزواً ولعبا (۵ : ۶۳) — مسلمانو ! اُن لوگوں کو اپنا دوست نه بنار جو تمهارے دین کے ساتهه هنسي اور تمسخر کرتے هیں اور گویا اسے ایک کهیل سا بنا لیا هے - جب تم نماز کیلیے اذان دیتے هو تو یه نماز کا تمسخر اوڑانا شروع کردیتے هیں -

اب آپ سمجهه گئے هونگے که اس بارے میں اصولي طور پر اسلام کي تعلیم کیا هے ؟ پس یقین کیجیے که آج جن لوگوں نے اسلامي آبادیوں پر حملے کیے هیں ' لاکهوں مسلمانوں کو انکے گهروں سے نکالا هے ' عورتوں کو بیوه اور بچوں کو یتیم کردیا هے ' اور تخت اسلام کو ارلت دینے کیلیے اپنے تمام قواے شیطانیه کو کام میں لا رهے هیں ' اور پهر اور جن قوموں اور حکومتوں نے انکي کسي صورت میں بهي اعانت کي هے ' یا اس بر خلاف اسلام سازش میں شرکت هے ' وہ سب بموجب ان نصوص قرآنیه اور احکام شریعة حقۂ اسلامیه کے ' ایک لمحه ' اور ایک دقیقے کیلیے بهي اسکے مستحق نهیں که هم انکے ساتهه رسم وراه دوستي اور طرق مودت و ولایت کو کام میں لائیں ' یا انکے ساتهه

نرمي و محبت اور شفقت و رافت کا سلوک کریں - اور اگر کریں ' تو پھر الله ' اسکے ملائکه مقربین ' اور رسل مبشرین و منذرین کي نظروں میں همارا شمار بھي انهي دشمنان خدا کے ساتھه هے -

جب اس بارے میں تعلیم اسلامي کا یه حال هے ' تو پھر آپ خود هي فیصله کر لیں که ان میں سے ایک خبیث ترین رکن اتحاد مسیحي ' اور ملعون ترین مجاهد صلیب پرستي ' یعنے شاه یونان مخذول کے قتل هونے پر همارے لیے عین ایام جنگ میں صف تعزیت بچھانے ' اور مسیحي ماتم میں برادرانه و عزیزانه شرکت کرنے کیلیے کیا حکم هو سکتا هے ؟ و من یتولهم منکم ' فانه منهم ' ان الله لا یهدي القوم الظالمین -

شاه یونان ' وه شخص تھا ' جسکے اندر سب سے پہلے صلیب کے شیطان لعین نے حلول کر کے صداے جهاد دي تھي ' اور آغاز جنگ هي میں اس جنگ کو اسلام کے برخلاف جنگ مقدس قرار دیا تھا ' پس میں تو ایک سیدھا سادھا مسلمان هوں ' اپنے دلي اعتقاد کے اخفا پر قادر نهیں ' میں تو صاف صاف کهتا هوں که اس شریر انسان کے قتل کے واقعه پر میري زبان اسکے سوا اور کچھه نهیں دیسکتي که اسپر ' اسکے حامیوں اور شریکوں پر ' اور اسکی فوج و سامان لشکر پر ' الله کي ' اسکے ملائکه کي ' اور چالیس کرور پیروان دین الهي کي لعنت اور پھٹکار هو ' اور هر اُس پر ' جو اسکے نقش قدم پر چلے ' اور اسلام کے برخلاف مسیحي جهاد کا اعلان کرے یا در پرده اسکے ساتھه ساز رکھتا هو - اولئک یلعنهم الله ' ویلعنهم لا عنون (٢ : ١٥٥)

اولئک ماواهم ' جهنم ' ولا یجدون عنها مصیصا (٤ : ١٢٠)	یه هیں ' جنکا اخري ٹھکانا دوزخ هے ' اور وهاں سے پھر نکلنے کي انکے لیے کوئي راه نهیں -

وفات کے وقت ان کي آبادي قریبا ١٥ - هزار هے - باشندے نسبتاً البانی اور مذهباً روسن کیتھولک عیسائي هیں -

جبل اسود کي یه کوشش تھي که جسطرح ممکن هو سقوطري کو ملحق کرلیا جائے ' لیکن آسٹریا کا اصرار تھا که وه هر حالت میں البانیا کي خود مختار ریاست کا جزو قرار دیا جائے - آسٹریا کے اصرار کي پشت پر ایک خوفناک فوج تھي ' اور خوف تھا که اگر اسکي فرمایش پوری نه کي گئي ' تو وه ناطرفداري کي نیام سے تلوار باهر کھینچ کر ' میدان کارزار میں اتر آئے گي - پھر اگر آسٹریا میدان میں آئیگا تو اسکے مقابلے کے لیے روس بھي اتریگا ' اور اگر روس اترا ' تو جیسا که جرمني کے ذمه دار اخبار نے (ریشتاگ) میں بار بار کها هے ' وه بھي اپنے حلیف کي مساعدت سے خاموش نهیں بیٹھه سکتا ' اور جرمني اترا تو فرانس بھي اتریگا اور اسطرح (بقول بسمارک) کره آتش فشان بلقان کي ایک چنگاري تمام یورپ کو جلا دیگي -

یورپ کي ملکي اور تجارتي ترقی مسئله مشرقیه پر موقوف هے ' اور مسئلهٔ مشرقیه کا حل باهمي اتفاق و امن عامهٔ یورپ پر - انگلستان جسکي شاهنشاهي کا مدار هندوستان پر هے ' اس اتفاق کے لیے نهایت مضطرب تھا ' کیونکه مسئلهٔ مصر اور خلیج فارس کا حل (جنکا براه راست هندوستان پر بڑا اثر پڑتا هے) مسئلهٔ مشرقیه هي کے حل پر موقوف هے -

اسلیے انگلستان نے " منقسمه یورپ " کي شیرازه بندي کي کوشش کرکے ' ایک اتحادي سازش کي ' اور لندن میں سفراء دول کي ایک مؤتمر (کانفرنس) بلائي گئي - اس کے سامنے دیگر نزاع انگیز مسائل کے علاوه ' حدود البانیا کا مسئله بھي پیش کیا گیا تھا -

اس مؤتمر نے ٣١ - مارچ کو یه فیصله کیا که سقوطري البانیا کے ساتھه شامل رهے اور جبل اسود مؤتمر السفراء کے اس فیصله کو نه مانے تو بلا تامل ایک مظاهرهٔ بحریه کیا جائے -

شرکاء مظاهره اسوقت تک متعین نهیں هوے تھے - خیال کیا جاتا تھا که روس ' فرانس ' اور انگلستان شریک مظاهره نه هونگے -

٥ - اپریل کو رویٹر نے یه خبر شائع کیا تھا که اگر مظاهره ناکامیاب هوا اور سقوطري ساقط هوگیا تو آسٹریا ١٥ - پوري بریگیڈ لیکے سٹنجي (دارالسلطنت جبل اسود) پر حمله کردیگي -

٦ - اپریل کو مؤتمر کے فیصله کي اطلاع جبل اسود کو دي گئي ' جسکے جواب میں کها گیا که یه مظاهره اصول نا طرفداري کے خلاف هے - ٩ - اپریل کو رویٹر نے یه خبر شائع کي :

" اگر دول نے جبل اسود کے مقابله میں طاقت کو کام فرمایا تو وه اپني خود مختاري سے دستکش هوکے سرویا میں مدغم هو جائیگا "

١٠ - کو ناکه بندي شروع هوگئي - باستثناء روس ' تمام دول یورپ شریک هیں - روس کے محکمهٔ جنگ نے ایک اعلان شائع کیا هے ' جسمیں ظاهر کیا هے که روس کے لیے نا ممکن هے که ان تدابیر کي مخالفت کرے ' جن کو دول اپنے فیصلے کے لیے ضروري سمجھتي هیں - اس اعلان میں جبل اسود کو مشوره بھي دیا گیا هے که اپنے اصرار سے باز آجائے - ١١ - کو ناکه بند جهازوں نے ایک شاهي کشتي کو گرفتار کیا ' جو تین کشتیوں کي حفاظت میں جا رهي تھي -

١٢ - کو رویٹر تار دیتا هے که سٹنجي کے ایک سرکاري تار سے معلوم هوتا هے که جبل اسود سقوطري کے معارضے کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار هے - کل کا تار هے که ایک سرکاري اعلان میں ظاهر کیا گیا هے که جبل اسود سرتسلیم خم کردیگا ' مگر خون کي ندیون کے بهنے کے بعد - مگر بظاهر آخري حالت امید نهیں -

رویٹر کي خبروں کا خلاصه حسب ذیل هے :

صلح دولت عثمانیه نے شرائط مداخلت منظور کرلیے هیں - دول کي یاد داشت کے جواب میں بلغاریا نے سارس سے لیکے میدیا تک کے بدلے ' انیرس سے لیکے میدا تک سرحد تجویز کي هے - جواب الجواب میں دول نے اس تقسیم کو منظور کیا ' مگر جزائر ایجین اور اپنے هاتھه میں رکھنا چاهتي هیں اور تاوان و قرض کے مسئلے کو اس کمیشن کے هاتھه میں ' جو پیرس میں بیٹھیگا - ١٠ - دن کیلیے جنگ بلقان اور دولت عثمانیه میں هنگامي صلح طے هوئي هے -

همیں اس خبر کي صحت میں تامل هے -

اتحاد بلقان سلانیک پر قبضے کے لیے بلغاري اور یوناني دونوں اپني اپني جگه پر فوجي تیاریاں کر رهے هیں ' اور عجب نهیں که معاهدے کے لیے بھي سرویا اور بلغاریا تیاریاں شروع کردیں - ڈاکٹر ڈیلف نے ١١ - کو بلغاري وکلا سے مخاطب کرتے هوے ' اس خوف کي طرف اشاره کیا ' جو بلغاریا اور دیگر حلفاء کے آئنده تعلقات کے باب میں پیدا هوگیا هے - ڈاکٹر ڈیلف نے کها که اپنے حق سے کم پر بلغاریا کبھي راضي نه هوگي

ڈاکٹر ڈیلف نے ایک تقریر میں بیان کیا هے که سرویا بلغاري عهد نامه با کل صاف هے - اختلاف کي صورت میں روس حکم هوگا - لیکن یوناني اور بلغاري عهد نامه نهایت عجلت میں تیار هوا تھا - اسمیں تحکیم کي بابت کوئي دفعه نهیں هے تاهم سرحد کا فیصله فوج کي تعداد اور نقصانات جنگ کے اندا سے هوگا -

الهلال
۳ - و ۱۰ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری

سقوط ادرنه (۱)

اور ایک دقیقهٔ فکریه

(۱)

ولا تهنوا ولا تحزنوا ، و انتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثله ، و تلک الایام نداولها بین الناس -

همت نه هارو اور نه اس شکست کي خبر سنکر غمگین و دل شکسته هو - یقین کرو که اگر تم سچے مومن هو ، تو آخرکار تمهارا هي برتر بالا هے -

اگر تم کو اس اولي میں سخت زخم لگے ، تو همت نه هارو که طرف ثاني کي قوت بهي اسي طرح مجروح هو چکي هے ، اور یه وقت کے نتائج و حوادث هیں جو نوبت به نوبت سب لوگوں کو پیش آتے رهتے هیں -

— * —

ایتها النفس اجملي جزعا
فان ما تحذرین قد وقع (۱)

— * —

بالآخر ایڈریانوپل فتح هو گیا ، اور واقعات و حوادث کے آگے انساني سعی جیسی که همیشه ناکام رهي هے ، اس معرکے میں بهي ناکام رهي : انا لله و انا الیه راجعون :

بہت سعي کیجیے تو مر رهیے میر
بس اپنا تو اتنا هی مقدور هے

و ما تشاؤن الا ان یشاء الله ، ان الله کان علیماً حکیما (۷۶ : ۳۰)

صبح تمنا اور شام حسرت

— * —

اس امید آباد عالم میں ، هر لمحه اور هر آن ، کتني امیدیں هیں جو پیدا هوتي هیں ، اور کتنے ولولے هیں جو اٹھتے هیں ؟ پهر اُن میں کتنے هیں جنکے نصیب میں فیروز مندي و کامراني هے ، اور کتنے هیں جنکے لیے حسرت و یاس کے سوا کچھه نهیں ! بیکس انسان ، جو آرزوؤں کا بنده ، اور حسرتوں کے خمیر کا پتله هے ، شاید صرف اسلیے بنایا گیا هے که نصف عمر امیدوں کے پالنے میں صرف کردے ، اور بقیه نصف نامرادي کے ماتم میں کاٹ دے -

(۱) عربي میں کسي محصور شهر کے حصار ٹوٹ جانے کو (سقوط) کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں ، جو بالکل انگریزي لفظ Fall کا قائم مقام هے - چونکه اردو میں کوئي اور موزوں لفظ نهیں هے ، اسلیے هم نے اس معني میں اسي لفظ کو لکھنا شروع کر دیا ، اگرچه اردو میں سقوط بالکل مختلف معنوں میں بولا جاتا هے -

(۲) اوس بن حجر کا مشهور شعر هے - یعنی اے نفس محزوں ! اب رونا دهونا موقوف کر ! کیونکه جس حادثے کے خیال سے ڈرتا تها ، وه تو هو چکا !

(بعینها بیرن مکسی) نے صحرا میں ایک اعرابي کو دیکها تها که میدان سے پتهروں کے ٹکڑوں کو جمع کرتا هے ، اور جب ایک ڈهیر جمع هو جاتا هے تو پهر ایک ایک ٹکڑے کو اٹهاتا هے ، اور جهانسے لایا تها ، اُسي طرف پهینکنے لگتا هے - یه انساني هستي کي پوري تاریخ اس مثال میں پوشیده نه تهي ؟ هماري زندگیاں ، جنکے هنگامهٔ حیات سے کارگاه عالم میں شورش و کش مکش کے طوفان اٹهتے رهتے هیں ، غور کیجیے ، تو امید کے ایک تار عنکبوت ، اور حسرت کے ایک جلتے هوے تنکے سے زیاده کیا هستي رکهتي هیں ؟ ساري عمر دردهي کاموں میں بسر کر دیتے هیں - یا صحراے دجله کے اعرابي کي طرح صبح تمنا میں امیدوں کے سنگریزے جمع کرتے هیں ، یا پهر شام نامرادي میں جهانسے لاے تهے ، وهیں پهینک دیتے هیں که همیشه کیلیے مدفون هو جائیں :

مثل یه میري کوشش کي هے ، که مرغ اسیر
کرے قفس میں فراهم خس آشیاں کیلیے !

کارساز قدرت کی بهي کیا کرشمه سازیاں هیں ! کچهه خاک امید کي لي اور کچهه خاکستر حسرت کي - دونوں کي آمیزش سے ایک پتلا بنایا ، اور انسان نام رکهکر اس هنگامه زار ارضي میں بهیجدیا - کبهي امید کي روشني سے شگفته هوتا هے ، کبهي نا امیدي کي تاریکي سے گهبرا جاتا هے - کبهي ولولوں کي بهار میں زمزمه ساز نغمهٔ انبساط هوتا هے ، اور کبهي حسرت و افسوس کي خزاں میں امیدوں کے پژمرده پتوں کو گنتا هے - کبهي هنستا هے اور کبهي روتا هے ، کبهي رقص نشاط هے ، اور کبهي سینهٔ ماتم - ایک هاتهه سے جمع کرتا هے ، اور دوسرے سے کهوتا هے :

سراپا رهن عشق و ناگزیر الفت هستي ،
عبادت برق کي کرتا هوں اور افسوس حاصل کا

پس اے سادگان غفلت آباد هستي ! و اے رهروان سفر مدهوشي و فراموشي ! ! مجهے بتلاؤ که تمهاري هستي کي حقیقت اگر یه نهیں هے تو پهر اور کیا هے ؟ اور اے نیرنگ آراے تماشا گاه عالم ! کیا یه هنگامهٔ حیات ، یه شورش زندگي ، یه رستخیز کشاکش هستي ، تو نے صرف اتنے هي کیلیے بنائي هے ؟

امنگوں کو ته و بازوے سمت و بام بلند
بهن حواله ؤ نومیدیوں کنه گیسوے خم !
و ربنا ! ماخلقت هذا باطلا ! !

—:*:—

نهیں معلوم آغاز عالم سے آجتک یه سوال کتنے دلوں کے اضطراب و التهاب کا باعث هوا هوگا ؟ مگر سچ یه هے که اپنے کان هي بهرے هیں ، ورنه کائنات عالم کا ذره ذره اس سوال کا جواب نفي میں دے رها هے :

محرم نهیں هے تو هي نواهاے راز کا
یاں ورنه جو حجاب هے ، پرده هے ساز کا

و کاین من ایة في السماوات و الارض ، یمرون علیها و هم عنها معرضون (۱۲ : ۱۰۶)

یه سچ هے که مصائب و ناکامي کا هجوم انسان کے دل میں ایسے خیالات پیدا کر دیتا هے ، مگر حقیقت یه هے که اس صنعت گاه عالم کا یه سازوسامان صرف اتنے هي کیلیے نهیں هو سکتا - وه عالم انسانیت کبریٰ ، جو تاج خلافت الهي سر پر ، اور خلعت کرامت (ولقد کرمنا بني آدم) اپنے دوش عظمت پر رکهتا هے ، کیونکر ممکن هے که صرف امیدوں کے پالنے ، اور پهر الٹی موت و احتضار کا تماشا دیکهنے هي کیلیے بنایا گیا هو ؟ افحسبتم انما خلقنا کم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ؟

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم ' و یتفکرون فی خلق السموات و الارض ' ربنا ما خلقت ھذا باطلا ! سبحانک فقنا عذاب النار(۳: ۱۸۹)

جو ارباب فکر و حکمت اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں ذکر کرتے ہیں ' اور آسمان اور زمین کے ملکوت و آثار قدرت پر تفکر و تدبر کی نظر ڈالتے ہیں ' انکی زبانوں سے تو یہ عالم صنعت دیکھکر بے اختیار صدا نکل جاتی ہے کہ " خدایا یہ تمام کارگاہ صنعت تو نے بیکار و عبث نہیں پیدا کی ہے ! "

بہار و خزاں

اور امید و بیم

اسمیں تو شک نہیں کہ جس قدر کاوش سے غور کیجیے گا ' جذبات انسانی کی تحلیل و تفرید کے آخری عناصر یہی دو چیزیں ' امید اور حسرت نظر آئیں گی - وہ جو کچھہ کرتا ہے ' یا آیندہ کی امید ہے اور یا رفتہ پر حسرت ' البتہ یہ ضرور ہے کہ امید و یاس کی تقسیم کو صرف افراد و اشخاص میں محدود نہ کیجیے ' بلکہ اسمیں دراصل قوموں اور ملکوں کی تاریخ پوشیدہ ہے - باغ و چمن میں بہار و خزاں ' دو موسم ہیں ' جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں ' اور اپنی اپنی آمد کے متضاد و مخالف اثار چھوڑ جاتے ہیں - اسی طرح امید اور حسرت کو در مختلف موسم تصور کیجیے ' جو قوموں اور ملکوں پر بھی آتے ہیں ' اور وہ نامرادی و کامرانی کی تقسیم ہے ' جو اپنے اپنے وقتوں پر قوموں میں ہوجاتی ہے - بعض قومیں ہیں جنکے حصے میں امید کی بہار آئی ہے ' اور بعض ہیں جو اب صرف یاس و حسرت کے خزاں ہی کے لیے رہگئے ہیں - موسم بہار زندگی و شگفتگی کا موسم ہوتا ہے ' اور انسان کی رگوں کے اندر دوڑنے والے خون سے لیکر ' درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں تک ' ہر چیز میں جوش حیات ' اور ولولۂ انبساط پیدا ہوجاتا ہے - یہی حال اُن قوموں کا ہوتا ہے ' جو اپنے دور امید سے گذرتی ہیں - تمام دنیا انکے لیے ایک بہشت امید بن جاتی ہے ' اور اسکی ہر آواز انکے کانوں کیلیے ایک ترانۂ امید کا کام دیتی ہے - وہ اپنے اندر دیکھتے ہیں ' تو دل کا ہر کونہ امیدوں اور ولولوں کا آشیانہ نظر آتا ہے ' اور باہر نظر ڈالتے ہیں ' تو دنیا کا کوئی حصہ عروس امید کی مسکراہٹ سے خالی نہیں ہوتا - اس طلسم زار ہست و نیست میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ خوشی کا - زندگی کی تمام کامیابیاں اور مسرتیں در اصل دل کی عشرت گاہوں سے ہیں - جب تک انکے دل کے طاق مخفی میں امید کا چراغ روشن ہے ' اس وقت تک دنیا بھی عیش و مسرت کی روشنی سے خالی نہیں - لیکن اگر باد صرصر نامرادی کا کوئی جھونکا وہاں تک پہنچ گیا ' تو پھر خواہ آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نہ ہو ' مگر یقین کیجیے کہ دنیا کا یہ تمام نظام منور آپکے لیے ظلمت سرائے تاریک ہے -

یہ وہ خوش نصیب قومیں ہیں ' کہ انکے دل کے اندر امید کا چراغ روشن ہوتا ہے ' اسلیے جہاں جاتے ہیں ' اقبال و کامرانی کی روشنی استقبال کرتی ہے - چونکہ انکے دل کے اندر سلطان امید فتح یاب ہوتا ہے ' اسلیے زمین کے اوپر بھی نامرادی و ناکامی کی صفوں پر فتح یاب ہوتے ہیں - جس ہاتھہ میں امید کا علم ہو ' پھر دنیا کی کوئی قوت اُس ہاتھہ کو زیر نہیں کر سکتی - انکی امید حسرت و آرزو نہیں ہوتی ' جو محض ناکامی و نامرادی کے ماتم کے لیے ہے ' بلکہ کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت ہوتی ہے ' جو دل میں امید بنکر ' اور دل کے باہر عیش و مراد کی کامرانی و فیروز مندی کی صورت بنکر جلوہ آرا ہوتی ہے -

لیکن اسی سطح ارضی کے اوپر ' جو امید کی کام بخشیوں سے خوش نصیب قوموں کیلیے عیش مراد کا ایک چمن زار نشاط ہے ' وہ بد نصیب قومیں بھی بستی ہیں ' جنکے دامن حیات میں امید و یاس کی بخشش کے وقت ' امید کے پھولوں کی جگہہ صرف ناامیدی کے کانٹے ہی آئے ہیں - جو خزاں کے افسردہ و افسردہ کن موسم کی طرح ' دنیا میں صرف اسلیے زندہ رہتے ہیں ' کہ بہار گذشتہ پر ماتم کریں ' اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کی پست جھر دیکھہ دیکھہ کر آنسو بہائیں - وہ دنیا ' جو اوروں کے لیے اپنی ہر صدا میں ایک پیغام امید رکھتی ہے ' انکے لیے یکسر ماتم کدۂ یاس بن جاتی ہے - دل جب مایوس ہو تو دنیا کی ہر چیز میں مایوسی ہے - انکے داماں میں امید کا چراغ بجھہ جاتا ہے ' تو دل کے باہر بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی - دنیا کے وہ وسیع صحرا ' جن پر قدرت نے طرح طرح کی نباتاتی نعمتوں کا دستر خوان چن دیا ہے - وہ خوشنما اور عظیم الشان آبادیاں ' جنکو انسانی اجتماع اور مدنی محنتوں نے زمین کے عیش و نشاط کا بہشت بنا دیا ہے - وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر ' جنکی حکمرانی کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکی کے ٹکڑوں پر حکمرانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی - غرضکہ اس زمین اور زمین پر نظر آنے والی تمام چیزیں ' اُن سے اس طرح منہ پھیر لیتی ہیں ' گویا وہ اس زمین کے فرزند ہی نہیں ہیں - جبکہ بڑی بڑی آبادیاں قوموں اور جماعتوں کی فاتحانہ امنگوں کا جولانگاہ ہوتی ہیں ' تو ان بد نصیبوں کیلیے صحراؤں کے بہت اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی کوئی گوشۂ عافیت نہیں ہوتا - صحراؤں کی فضائیت ' ہوا کی سنسناہٹ ' اور دریاؤں کی صداے روانی ' آزروں کیلیے پیام امید ہوتی ہے ' مگر انکے کانوں میں ان سب سے نامرادی و فنا کی صدائیں اٹھہ اٹھہ کر طعنہ زن ہوتی رہتی ہیں - دنیا میں اگر بہار و خزاں ' امید و یاس ' شادی و غم ' نغمۂ و نوحہ ' خندۂ و گریہ ' اور فنا و بقا ' دو ہی چیزیں ہیں ' جنکی زمین کے بسنے والوں میں بخشش ہوئی ہے ' تو مختصر یوں سمجھہ لیجیے کہ پہلی قوموں کو بہار و امید اور شادی و نشاط کا حصہ ملا ہے ' اور دوسروں کو یکسر یاس و خزاں ' نوحۂ و ماتم ' اور گریہ و فغاں کا:

ما خانہ رسیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

* * *

و ما ظلمہم اللہ
و لکن کانوا انفسہم یظلمون

لیکن یہ حالات و نتائج کا ایک دور ہے ' جو نوبت بہ نوبت دنیا کی تمام قوموں ' بلکہ کائنات کی ہر شے پر طاری ہوتا ہے - قران کریم نے اسی طرف اشارہ کیا ہے :

و تلک الایام نداولہا بین الناس -	امید و یاس ' شادی و غم ' اور فتح و شکست کے یہ ایام ہیں ' جو نوبت بہ نوبت انسانوں ؛ گذرتے رہتے ہیں-

دنیا میں کوئی شے نہیں ' جسنے غم سے پہلے اپنی شادی کے دن بھی نہ دیکھے ہوں ' اور باغ میں کونسا زندہ درخت ہے ' جس نے خزاں کے جھونکوں کے ساتھہ کبھی نسیم بہار کی لذتیں بھی نہیں لوٹی ہیں ؟ دنیا عالم اسباب ہے ' اور یہاں کا ایک ذرہ بھی قوانین فطریہ و سلسلۂ علل و اسباب کی ما تحتی سے باہر نہیں - پس یہ انقلاب حالت بھی ایک قانون الہی اور ناموس فطری کے ما تحت ہے ' جس نے ہمیشہ اس عالم میں یکساں نتائج پیدا کیے ہیں ' اور اُن میں تبدیلی ممکن نہیں :

ولن تجد لسنة الله تبديلا - الله کے بنائے ہوے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ دیکھوگے -

باغ و چمن میں بہار و خزاں کا انقلاب ہو' دریاؤں میں مد و جزر کا آثار چڑھاؤ ہو' سمندروں میں سکون و ہیجان کا تغیر ہو' افراد حیواني کي حیات و ممات ' اور شباب و کہولت کا ایاب و ذہاب ' افراد کي صحت و علالت ' اور اقوام کا عروج و زوال ' یہ تمام حالتیں فی الحقیقت انہي قوانین الہیہ ' اور نوامیس فطریہ کے ما تحت ہیں ' جنکو فاطر السماوات و الارض نے اس عالم کے نظام و قوام کیلیے روز اول ہي سے مقرر کردیا ہے - پھر جن افراد و اقوام نے اُن قوانین کے مطابق راہ امید اختیار کي ہے ' انکے لیے امید کي زندگي ہے ' اور جنھوں نے اس سے روگرداني کي ہے' انکے لیے نا مرادي و نا کامي کي مایوسي ہے - قانون جرم کي سزا دیتا ہے' پر مجرم کو جرم کرنے کیلیے مجبور نہیں کرتا - پس شکایت کار ساز قدرت کي نہیں ' بلکہ خود اپني ہوني چاہیے - خدا نے امید کا دروازہ کسي پر بند نہیں کیا ہے' اور زمین کي راحت کسي ایک قوم کو ورثے میں نہیں دیدي ہے-اس نے پھول اور کانٹے دونوں پیدا کیے ہیں - اگر ایک بد بخت کانٹوں پر چلتا ہے ' مگر پھولوں کو دامن میں جمع نہیں کرتا ' تو اُسے اپني محرومي پر رونا چاہیے ' باغبان کا کیا قصور ؟

فما کان الله لیظلمهم'	خدا کے انصاف سے بعید تھا کہ وہ کسي پر
ولکن کانوا انفسهم	ظلم کرے' مگر افسوس کہ بداعمالیاں کرکے
یظلمون - (۸ : ۳۰)	خود آپ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا -

دوسري جگہ فرمایا :

ذالك بما قدمت ایدیکم	یہ سب بربادیاں تم نے خود اپنے ہاتھوں
وان الله لیس بظلام	مول لیں ' ورنہ اللہ تو اپنے بندوں
للعبید (۸ : ۵۷)	کیلیے کبھي ظالم نہیں -

اس نے دنیا کے ارام و راحت ' اور عیش و کامراني کو انسان کے منعت نہیں ' بلکہ انساني اعمال کا محکوم بنایا ہے' اور جب تک کوئي قوم خود اپنے اعمال میں تبدیلي پیدا نہیں کردیتي ' اسپر زمین کي راحتوں کا دروازہ بھي بند نہیں ہوتا :

ذالك بان الله لم یك	ان قوموں کو نامرادي و مایوس کي
مغیرا نعمة انعمها علي	یہ سزا اسلیے دي گئي کہ ایسا ہي اسکا
قوم حتي یغیروا ما	قانون ہے - جو نعمت خدا نے کسي
بانفسهم ' وان	قوم کو دي ہو' پھر وہ کبھي واپس نہیں
الله سمیع علیم	لي جاتي ' تا انکہ خود وہ قوم اپني
(۸ : ۵۵)	صلاحیت اور قابلیت کو بدل نہ ڈالے -

(آیندہ اس قانون عروج و زوال امم کي تشریح کرونگا جو قرآن کریم نے بتلایا ہے ' اور آپکو نظر آئیگا کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب کیا ہیں ؟)

ماضي و حال

— * —

یہ انقلابات قدرتي ہیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنے دور قوموں اور ملکوں پر اسکے گذر چکے ہیں ؟ آج امید و کامیابي کے جس آفتاب سے غیروں کے ایوان اقبال روشن ہو رہے ہیں ' ابھي ہمارے سروں پر بھي چمک چکا ہے ' اور جس بہار کے موسم عیش و نشاط سے ہمارے حریف گذر رہے ہیں ' ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باغ و چمن ہي میں اسکے جھونکے آیا کرتے تھے - اب کس سے کہیے کہ کہنا کا وقت ہي چلا گیا !

گذر چکي ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں ہیں ' جیسے کہ اب نظر آرہے ہیں - زمانہ ہم سے ہمیشہ برگشتہ نہیں رہا - مدتوں امید کا ہم میں

سنة وطاعونه

اور

ایک دقیقۂ فکریه

(۲)

هجوم یاس' و اختلال نظام امید

— * —

من کان یظن ان	جو شخص مایوس ہوکر اللہ کي نسبت ایسا
لن ینصره الله	ظن بد رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں
فی الدنیا والاخرة'	خدا اسکي مدد کرے ہي گا نہیں ' تو پھر
فلیمدد بسبب	اسکو چاہیے کہ اوپر کي طرف ایک رسي
الی السماء' ثم	تانے ' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں
لیقطع ' فلینظر	پھانسي لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں
هل یذهبن	اب وہ اپنے لیے صرف مایوسي ہي سمجھتا
کیده ما یغیظ؟	ہے) اپنا تعلق قطع کرلے' پھر دیکھے کہ آیا
وکذالك	اس تدبیر سے اُسکي وہ شکایت جسکي وجہ سے
انزلناه آیات	مایوس ہو رہا تھا' دور ہوگئي ہے یا نہیں ؟
بینات ' وان	اسي طرح ہم نے قران کریم میں ہدایت
الله یهدي	و فلاح کي روشن دلیلیں اُتاري ہیں' تاکہ تم
من یرید -	انپر غور کرو' اور اللہ جس کو چاہتا ہے اسکے
(۲۲ : ۱۵)	ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

—:*:—

ایک ہم ہیں ' کہ ہوے ایسے پشیماں ' کہ بس
ایک وہ ہیں ' کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہوںگے !

— * —

موجودہ جنگ بلقان یا جنگ اسلام و فرنگ کي اگر تاریخ لکھي جائیگي' تو اسمیں شاید سب سے زیادہ موثر اور درد انگیز باب مسلمانان عالم کے اضطراب امید و بیم کا ہوگا - یہ سچ ہے کہ میدان جنگ میں صرف مجاہدین ترک تھے ' جنکي لاشیں دشمنوں کي گولیوں سے تڑپتي تھیں' لیکن دنیا میں کروڑوں قلوب بھي تھے جنکي لاشیں نہیں' مگر پہلو میں دل ہمیشہ تڑپتے رہتے تھے -

واقعات نے جلد جلد اپنے اوراق اولٹے - امیدوں کو عموماً شکست ہوئي اور توقعات میں بالعموم ناکامي - جنگ کے التوا کے بعد صلح کے مہلک اور خانماں سوز شرائط سنکر وہ مضطرب تھے ' مگر خود

[بقیہ مضمون پچھ کالم کا]

آشیانہ رہا ہے بلکہ ہمارے سوا اسکا کہیں ٹھکانا نہ تھا - اب دنیا میں ہمارے لیے ماتم و نا امیدي' در ہي کام کرنے کیلیے باقي رہگئے ہیں' لیکن زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماري زندگي کیلیے اسي دنیا میں آور بھی بہت سے کام تھے !

وبلوناهم	اور ہم نے اُن قوموں کو اچھي اور بري '
بالحسنات	امید اور مایوسي ' فتح اور شکست ' دونوں
والسیئات لعلهم	حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید یہ بد
یرجعون (۷ : ۱۶)	اعمالیوں سے توبہ کریں اور راہ حق اختیار
وان في ذالك	کرلیں - اور بیشک اس انقلاب حالت میں
لآیات ' وما کان	عبرت و موعظة کي بہت سي نشانیاں ہیں'
اکثرهم مومنین	مگر ان میں اکثر لوگ ایمان و ایقان کي
(۲۶ : ۶۸)	دولت سے محروم تھے -

دارالخلافه میں ایک جماعت آخری سعی و مجاهده کیلیے اٹھه کھڑی هوئی' اور در پارہ اجراے جنگ کے پھر ایک شعاع امید دکھلائی - حالات گو بدستور تھے ' نئی وزارت آیندہ کیلیے باوجود بے سروسامانی کچھه نه کچھه سامان کرسکتی تھی' مگر جنگ کے گذشته ایام میں اسکے پیشرو جو کچھه کرچکے تھے' انکی تلافی محال تھی - وہ محصور مقامات کو رسد نہیں پہنچا سکتی تھی اور محصور قلعوں میں نئی فوج بھی نہیں بھیج سکتی تھی - با ایں همه مالی مشکلات کا انتظام کیا گیا ' اور دو ماہ تک اُس جنگ کو جاری رکھا' جسکو ایک هفته اور جاری رکھنے کی قوت بھی تسلیم نہیں کی جاتی تھی ! !

اس عرصے میں امید تھی که حالات میں اور تغیرات هونگے ' اور ایڈریا نوپل کے محاصرے میں دشمن کے لیے مشکلات پیدا هو جائینگی - اسباب و براءت کی بحث کا یه موقعه نہیں ' انکی تفصیل کسی دوسری جگه پڑھیے گا ' مگر نتیجه یه نکلا که حالات کے عین مطابق ' مگر هماری امیدوں اور آرزوؤں کے خلاف ایڈریا نوپل بھی مفتوح هوگیا ' اور بظاهر هر شخص نے محسوس کیا که آخری رشتهٔ امید جو باقی رهگیا تھا ' اُس نے بھی بے وفائی کی :

فان ماتخذ رین قد وقع

میں دیکھتا هوں که (ایڈریا نوپل) کے سقوط کی خبر نے ابناے ملت کی همتوں کو پست کردیا هے - لوگ عموماً ناامید هوگئے هیں ' اور اکثروں کے دل بیٹھه گئے هیں - یاس و اضطراب کا لشکر جب آتا هے ' تو اسکا پہلا حمله عقل و دماغ پر هوتا هے - لوگ حیران هیں که اب کیا کریں ؟ اور مایوس هیں که اب کچھه نہیں کرسکتے - مرحوم (غالب) نے اسی عالم کی تصویر کھینچی هے :

فرصت زدست رفتهٔ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتهٔ و افسوں نکردہ کس

حس مصائب رحمت الهی هے

مصیبت کا احساس غم و ماتم کی صورت میں جسقدر شدید هو' بہتر هے ' کیونکه زخم کی تکلیف جتنی سخت هوتی هے ' اتنی هی مرهم کے بنانے میں بھی جلدی کی جاتی هے - اور قدرت الهی کی نیرنگیوں نے اکثر ایسا دکھلایا هے که یاس و ناامیدی جب حد انتہا کو پہنچ گئی هے ' تو اسی کی زمین میں امید کی ازسرنو تخم ریزی هوئی هے -

پس موجودہ مصائب کا حس جسقدر درد انگیز هو ' اسکو فال نیک سمجھنا چاهیے ' اور در اصل سچ پوچھیے تو هماری زبانوں کے آه و فغاں کو دیکھتے هوے جسدرجه درد و الم دلوں میں هونا چاهیے تھا ' افسوس هے که نہیں هے - هم میں کتنے هیں ' جنھوں نے چند لمحوں کے اضطراب و تشویش سے زیادہ اپنی زندگی اس غم میں تلخ کی هے ؟ اور پھر کتنے هیں ' جنکے حلق سے ایک وقت کا کھانا بھی کسی بے چینی کے بعد اترا هے ؟

میں سفر میں تھا جب سقوط ادرنه کی خبر آئی - مجھے اسکے بعد متعدد مقامات میں جانے کا اتفاق هوا ' اور میں نے مسلمانوں کے مختلف طبقات و درجات کی بہت سی آبادیاں دیکھیں - میں نے دیکھا که جو گذرنا تھا ' گذر گیا ' لیکن هماری غفلت و مدهوشی کے اعمال ' اور عیش جوئیوں اور راحت پسندیوں کے اشغال بدستور جاری هیں - یه کہتے هوے خود اپنے تئیں ندامت اور تکلیف هوتی هے مگر افسوس که کہنا پڑتا هے -

تاهم یه ضروری هے که دلوں کی بے چینی میں شک نہیں ' اور ایک ٹیس جو پہلے نه تھی ' اب شاید لاکھوں دلوں میں محسوس هو رهی هے - اگر هزاروں هیں جنھیں خواب غفلت سے مہلت نہیں ' تو اُنکی تعداد بھی کم نہیں جو گو ابتک بستروں پر لیٹتے هیں مگر اضطراب کی کروٹیں بھی بدل رهے هیں ' اور یه یقیناً کارفرماے قدرت کی ایک سب سے بڑی توفیق بخشی هے - اگر موسم کے بدلنے کا وقت آگیا هے تو اتنے اثار بھی کم نہیں - هم نے بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو دیکھا هے که انکے اندر سے آگ کے مہیب شعلے اُٹھه رهے تھے ' حالانکه چند گھنٹے پیشتر انکی تہ میں چند بجھتی هوئی چنگاریوں کے سوا اور کچھه نه تھا - انهی خاکستر کے تودوں میں چھپی هوئی چنگاریوں کو جب باد تند و تیز کے چند جھونکے میسر آگئے ' تو چشم زدن میں دھکتے هوے انگاروں اور اچھلتے هوے شعلوں سے تنور بھر گیا - پھر کیا عجب هے که سوز و تپش کی جو چنگاریاں اس وقت دلوں میں بجھتی هوئی نظر آرهی هیں ' توفیق الهی کی باد شعله افروز انهی سے اُس آتشکدهٔ حیات کو گرم کردے ' جو افسوس هے که روز بروز خاکستر سے بھرتا جاتا هے ! !

ذلک بان الله یولج اللیل فی النهار ویولج النهار فی اللیل و ان الله سمیع بصیر (۲۲ : ۶۰)

یه امید اسلیے هے که قدرت الهی کی نیرنگیوں سے ایسا هونا کچھه بعید نہیں - وہ رات کی ظلمت سے دن کی روشنی کو ' اور دن سے رات کو پیدا کرتا هے ' اور هماری تمام امیدوں کو دیکھتا اور دعاؤں کو سنتا هے -

* * *

لیکن مایوسی پیغام موت هے !

— * —

لیکن ساتھه هی افسوس هے که موجودہ حس مصائب اور استیلاے غم و اندوہ کا رخ تنبه و اعتبار کی طرف نہیں هے ' بلکه عموماً مایوسی اور نا امیدی کی صورت میں هے - جس طرف دیکھتا هوں ' سقوط ایڈریا نوپل کے واقعه پر یاس و قنوط کے جذبات کو احاطه کیے هوے پاتا هوں - لوگ کہتے هیں که اب کیا باقی رهگیا هے جسکے لیے امید کی جاے ؟ اور بد قسمتی نے کیا چھوڑا هے ' جو همتوں میں مستعدی پیدا کرے ؟ اب یا تو ماتم کی صفیں بچھائیے ' یا سیلاب بدبختی کی رو پر اپنے تئیں چھوڑ دیجیے که جب ڈوبنا هی هے تو هاتھه پاؤں هلانے سے کیا فائدہ ؟

پھر کیا اخری سوالات کا وقت آگیا ؟

— * —

بہتر هے که اس بارے میں میری زبان پر صاف صاف سوالات هوں : پھر کیا وقت آگیا هے که هم همیشه کیلیے مایوس هوجائیں ؟ کیا هم یه سمجھه لیں که امید و یاس کی تقسیم میں اب هماری لیے صرف یاس هی رهگئی هے ' اور تکمیل قضا میں جسقدر وقت باقی رهگیا هے ' اُس میں صرف رفته کا ماتم ' اور آیندہ کی نا امیدی ' دو هی کام کرنے کیلیے باقی رهگئے هیں ؟ کیا یه جو کچھه هو رها هے ' هماری زندگی کی آخری ساعات اور موت کے احتضار کی آخری حرکات هے ؟ کیا چراغ میں تیل ختم هوگیا اور بجھنے کا وقت قریب هے ؟ اور سب سے آخر یه که کیا

اعداء اسلام اور اسلام کا آخری مقابله هوچکا ' اور (یسوع) کی مصلوب اور مردہ لاش نے خداے حی و قیوم پر فتح پالی ؟ ؟

میں سمجھتا هوں که یه سوالات مختلف شکلوں میں آج بہتوں کے سامنے هونگے - ممکن هے که مایوسی کا غلبه میرے اعتقاد کو

مغلوب کرلے اور اسلیے ممکن ہے کہ میں تسلیم کرلوں کہ ہمارے مٹنے کا وقت آگیا ہے ' مگر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلم قلب ' جسمیں ایک ذرہ برابر بھی نور اسلام باقی ہے' ایک لمحہ ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اسکو مان سکتا ہے کہ اسلام کے مٹنے کا وقت آگیا ہے -

انسانوں ہی نے ہمیشہ انسانوں کو مغلوب کیا ہے اور نئی قوموں نے ہمیشہ پرانی قوموں کی جگہ لی ہے - اسکا حریف اس عالم میں دیر نہیں بلکہ انسان ہی ہے - پس یہ کوئی عجیب بات نہیں اگر ہمکو ہمارے سیزدہ صد سالہ دشمن آج مغلوب کرکے فنا کردیں' مگر اے خدا کی رحمت کی توہین کرنے والو ! میں یہ کیونکر مان لوں کہ ایک مصلوب لاش' حی و قیوم خدائے ذوالجلال کو مغلوب کرسکتی ہے ؟ اور مایوسی خواہ کتنی ہی ہو' مگر کیونکر تسلیم کرلوں کہ انسانی گروہ خدائے قادر و لازوال کی جبروت و کبریائی کو شکست دیسکتے ہیں ؟

حیران ہوں کہ آج مسلمان مایوس ہو رہے ہیں ' حالانکہ میں تو کفر مایوسی کے تصور سے کانپ جاتا ہوں ' کیونکہ یقین کرتا ہوں کہ مایوس ہونا اُس خدائے ذوالجلال والاکرام کی شان رحمت و ربوبیت کیلیے سب سے بڑا انسانی کفر' اور اُس کی جناب میں سب سے بڑی نسل آدم کی شوخ چشمی ہے - تم' جو ان بربادیوں اور شکستوں کے بعد مایوس ہو رہے ہو' تو بتلاؤ کہ تم نے خدا کے اسلام کی قوت و رحمت کو کس پیمانے سے ناپا ہے ؟ وہ کونسا کاہن ابلیس ہے جس نے خدا کے خزانۂ رحمت کو دیکھکر تمہیں بتلا دیا ہے کہ اب اسمیں تمہارے لیے کچھہ نہیں ؟ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا ؟ (۱۹ : ۸۲) ام عندھم الغیب فھم یکتبون ؟ ؟ (۴۳ : ۵۲) (۱) پھر تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم مایوس ہو رہے ہو' اور کیوں تم نے خدا کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے ؟ تم کہتے ہو کہ اب ہمارے لیے مایوسی کے سوا کچھہ نہیں ' حالانکہ ایک مسلم دل کیلیے تو نا امیدی سے بڑھکر کوئی کفر نہیں ہے :

لقد جئتم شیأ ادا - تکاد	یہ تو تم نے ایسی بڑی سخت بات
السماوات یتفطرن منہ	منہ سے نکالی ہے جس کی وجہ سے عجب
وتنشق الارض وتخر	نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں ' زمین شق
الجبال ھدا ! !	ہو جاے ' اور پہاڑ ریزے ریزے ہوکر
(۱۹ : ۹۲)	زمین کے برابر ہو جالیں (۲)

امید و بیم

و من یقنط من رحمتہ الا الکافرون ؟

خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا اور کون مایوس ہوسکتا ہے ؟

— * —

انسان شاید یاس و امید کے بارے میں کچھہ فطرۃً عاجل ہے - اسکی فطرۃ سادہ ' بچوں کی مثال سے واضح ہوتی ہے - بچوں کا قاعدہ ہے کہ ہر حالت کا اثر بغیر تفکر و تدبر کے دفعۃً قبول کرلیتے ہیں - روتے ہوے بچے کو مٹھائی کا ایک ٹکڑا پکڑا دیجیے تو ہنسنے لگتا ہے' اور چھین لیجیے تو فوراً مچل جاتا ہے -

بعینہ یہی حال عقل و فکر کے نشو و نما کے بعد بھی انسان کا ہوتا ہے - البتہ دور و نتائج قدر کی صورت بدل جاتی ہے - قران کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی عجلت پسندی کی طرف اشارہ کیا ہے' جبکہ کہا ہے کہ خلق الانسان من عجل - انسان کی خلقت میں جلد بازی اور تعجیل کار ہے -

مصائب کے حس اور شادمانی کے غرور میں بھی دیکھیے' تو اسکی یہی جلد بازی اور زود اثری ہر موقعہ پر کام کرتی ہے - وہ کس قدر جلد غمگین ہو جاتا ہے اور پھر ایک روتے ہوے بچے کی طرح' جسکے ہاتھہ میں مٹھائی کا ٹکڑا دیدیا گیا ہو' کس قدر جلد خوش ہو جاتا ہے ؟ اسکی مایوسی اور امید واری' دونوں کا یہی حال ہے - جب کبھی وہ اپنی کسی توقع میں ناکامی دیکھتا ہے تو فوراً مایوس ہو کر بیٹھہ رہتا ہے ' اور پھر جب کبھی کوئی کامیابی کی خبر سن لیتا ہے ' تو امید و مسرت کے ضبط سے عاجز ہوکر اچھل پڑتا ہے - حالانکہ نہ تو اسکو اُن اسباب کی خبر ہے ' جو غم و نا مرادی کے پیچھے ظاہر ہونے والے ہیں ' اور نہ اُن عواقب و نتائج کی خبر ہے ' جو بشارت امید کے بعد پیش آنے والے ہیں - اسکی خدا پرستی بھی اس جلد بازانہ یاس و بیم سے شکست کھا جاتی ہے - اگر کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو سمجھتا ہے کہ خدا میرے ساتھہ ہے ' اور اگر نتائج حالات اور مشیت الہی کسی ابتلا و مصیبت میں ڈالدیتی ہے تو دیوانہ وار مایوس ہو جاتا ہے کہ خدا نے مجھکو چھوڑ دیا - سورہ (والفجر) میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے اور تمہارے اندر وہ کونسی شے ہے جسکی طرف قران نے اشارہ نہیں کیا ؟ :

واما الانسان اذا	انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسکا پروردگار اسکے
ما ابتلاہ ربہ '	ایمان کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکو دنیا میں
فاکرمہ ونعمہ'	عزت اور نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ فوراً خوش
فیقول ربی	ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا پروردگار میرا اعزاز
اکرمن - واما اذا	اور اکرام کرتا ہے - اور جب اسکے ایمان کو کسی
ما ابتلاہ	آزمایش میں ڈالکر اس طرح آزماتا ہے کہ اسکا
فقدر علیہ	رزق اسپر تنگ کردیتا ہے (یعنی مصیبت میں
رزقہ' فیقول	ڈالدیتا ہے) تو پھر معاً مایوس ہوکر کہنے لگتا ہے
ربی اھانن	کہ میرا پروردگار تو مجھے ذلیل کرا رہا ہے اور میرا
(۸۹ : ۱۵)	کچھہ خیال نہیں کرتا ! !

* * *

مہلک ترین ضلالت انسانی

حیات امید و صورت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطرناک گمراہی ' انسان کی وہ مایوسی ہے ' جو مصائب و آلام کا ہجوم دیکھکر اپنے دل میں پیدا کرلیتا ہے ' اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کیلیے نا مرادی و ناکامی کی بنیاد رکھدیتا ہے -

مایوسی سے بڑھکر کوئی شے انسانیت کیلیے قاتل و مہلک نہیں ' اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں - یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا ہے' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا ہے ' سمندر کی تہاری کو مغلوب کیا ہے' اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مرکب چلاے ہیں ' اور جب چاہا ہے اسکے کناروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کردیا ہے - پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے ' بستر مرگ سے بیماروں کو اُٹھایا ہے ' ڈوبتوں کو کناروں تک پہنچایا ہے ' بچوں اور جوانوں کی تیزی سے دوڑایا ہے ' اور بوڑھوں کو جوانوں سے زیادہ قوی و طاقتور بنا دیا ہے -

جبکہ قرنیں جواب دیدیتی ہیں' جبکہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے'

(۱) ایا اتو عالم غیب کی خبر ہوگئی ہے یا اس بارے میں انہوں نے خدا سے کوئی عہد کرلیا ہے ؟ اور کیا انکے پاس علم غیب ہے کہ جو واقعہ ہو وہ اسے بے کم و کاست لکھدیں ؟

(۲) قران کریم کی آیات کا ہم ہمیشہ ترجمہ دیتے ہیں ، لیکن یہ واضح رہے کہ ترجمے میں لفظی ترجمہ کی رعایت بالکل نہیں کی جاتی - بالعموم ترجمہ کا حصہ بھی اصل مضمون کی عبارت کا ایک مسلسل ٹکڑا ہوتا ہے ، اور اسکو بطور حاشیے کے دھنی جانب دیدیتے ہیں - اس آیت میں بھی " لقد جئتم " کا ترجمہ بالکل نہیں کیا ہے ' صرف حاصل مقصد کو حسب محاورہ لکھدیا ہے -

جبکہ زمین کے کسی گوشے سے صدائے همت نہیں آتی' اور جبکہ تمام اعضائے عمل جواب دیدیتے ہیں' تو امید ہی کا فرشتہ ہوتا ہے' جو مسکراتا ہوا آتا ہے' اپنے پروں کو کھولتا ہے' اور اسکے سایے میں لیکر' قوت و طاقت' همت و مستعدی' چستی و چالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کردیتا ہے !

دنیا میں کامیابی اعمال کا نتیجہ ہے' اور اعمال کیلیے پہلی چیز امید ہے - جب تک انسان کے اندر امید قائم ہے' مصیبتوں اور ہلاکتوں کے اگر عفریت بھی سامنے آ کھڑے ہوں' تو بھی اسکو شکست نہیں دیسکتے -

اگر خون اور اسکا دوران انسان کی جسمانی حیات کیلیے ضروری ہے تو یقین کیجیے کہ اخلاقی و ادبی حیات کیلیے امید اسکے اندر بمنزلۂ روح کے ہے - جب تک اسکا دوران دل سے اٹھکر (یا باصطلاح حال دماغ سے نکلکر) جسم کے تمام گوشوں میں حرارت عمل پیدا کررہا ہے' اسکی قوت عمل زندہ' اسکے اعضائے کار متحرک' اور پاے مستعدی سرگرم تکاپو ہیں - لیکن جہاں یہ روح حیات دل سے نکلی' پھر جسم انسانی کیلیے قبر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں -

ایک شخص جب مایوس ہوگیا' جب اس نے یقین کرلیا کہ اب اسکے لیے دنیا میں کچھہ نہیں' جب اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب خدا اسے کچھہ نہ دیگا' تو ظاہر ہے کہ اسکا دماغ کیوں سوچے ؟ دل میں امنگ کیوں پیدا ہو ؟ ہاتھہ کیوں ہلے ؟ اور پاؤں بڑھنے کیلیے کیوں متحرک ہوں ؟

قوموں کی زندگی کی ایک بہت بڑی علامت یہ ہے کہ انکا دل امید کا دائمی اشیانہ ہوتا ہے' اور خواہ ناکامی و مصائب کا کتنا ہی هجوم ہو مگر امید کا طائر مقدس' انکے دل کے گوشے سے نہیں اڑتا - وہ دنیا کو ایک کارگاہ عمل سمجھتے ہیں' اور امید کہتی ہے کہ یہاں جو کچھہ ہے' صرف تمہارے ہی لیے ہے - اگر آج تم اسپر قابض نہیں ہو تو غم نہیں' کیونکہ عمل و جہد کے بعد کل کو وہ تمہارے ہی لیے ہونے والی ہے -

مصیبتیں جس قدر آتی ہیں' وہ انکو صبر و تحمل کی ڈھال پر روکتے ہیں' اور غم و اندوہ سے اپنے دماغ کو معطل نہیں ہونے دیتے' بلکہ مصیبتوں کو دور کرنے اور انکی صفوں پر غالب آنے کی تدابیر پر غور کرتے ہیں - نامرادی انکے دلوں کو مجروح کرتی ہے' پر مایوس نہیں کرتی' اور غم کے لشکر سے هزیمت اٹھاتے ہیں' پر بھاگتے نہیں -

دنیا ایک میدان کارزار ہے' اور جس چیز کو تم عمل کہتے ہو' دراصل یہ ایک حربفانہ کشمکش اور مقابلہ ہے - پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح و شکست سے چارہ نہیں - وہ کبھی زخمی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں' اسی طرح دنیا میں بھی جو مخلوق بستی ہے' اسے کامیابی و ناکامی اور فیروزمندی و نامرادی سے چارہ نہیں - کیا ضرور ہے کہ همیشہ هماری ہی تلوار اور دشمن کی گردن ہو ؟ کیوں نہ هم اپنے سر و سینے میں بھی زخم کے نشان پائیں ؟ بستر پر آرام کرنے والوں کو روتا چاہیے کہ پاؤں میں کانٹا چبھہ گیا' لیکن سپاہی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اُف نہیں کرنا چاہیے - کیونکہ اس کی جگہہ تو بستر نہیں بلکہ میدان جنگ ہے -

شکست و زخم کا خوف ہے تو میدان جنگ میں قدم ہی نہ رکھو' اور تلوروں کو بچانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے بہتر جگہ پھولوں کی سیج ہے - چلوگے تو ٹھوکر کھاؤ گے' اور لڑوگے تو زخم سے چارہ نہیں - پس اگر ٹھوکر لگی ہے تو آنکھیں کھولو اور بیٹھکر رونے کی جگہ تیزی سے چلو' کیونکہ جتنی دیر بیٹھکر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا' اتنی دیر میں قافلہ اور دور نکل گیا -

پھر اگر دشمن کی گات نے زخمی کیا ہے تو بھاگتے کیوں ہو ؟ مایوسی خودکشی ہے اور امید زندگی - اور زیادہ چابدستی سے پیکار و جنگ کیلیے طیار ہو جاؤ - کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے' زیادہ همت مطلوب نہ تھی' لیکن زخم کھاکر تم نے معلوم کرلیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ہے' اور اب پہلے سے زیادہ همت اور مستعدی مطلوب ہے -

میں نے کہا کہ قومی زندگی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اسکا هر فرد ایک پیکر امید ہوتا ہے' اور اپنے دل کو امید کی جگہ سمجھتا ہے' نہ کہ مایوسی کی - لیکن اِتنا ہی نہیں' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زندہ قوموں کیلیے مایوسی کے اسباب ہی میں امید کا پیغام ہوتا ہے' اور مصیبتیں جتنی بڑھتی ہیں' اتنی ہی وہ اپنی امید کو اور زیادہ محبت اور پیار سے پالتے ہیں - مصیبتیں انکو مایوس نہیں کرتیں' بلکہ غفلت سے هشیار کردیتی ہیں' اور عبرت و تنبہ کی صورت میں انکے سامنے آتی ہیں - وہ مصائب کے سیلاب کو دیکھکر بھاگتے نہیں' بلکہ اُس راہ کو ڈھونڈھکر بند کرنا چاہتے ہیں' جہاں سے اسنے نکلکر بہنے کی راہ نکالی ہے -

پس مصائب انکے لیے رحمت ہو جاتے ہیں' اور نامرادی انکے لیے کامیابی کا دروازہ کھولدیتی ہے - وہ جسقدر کھوتے ہیں' اتنا ہی زیادہ پاتے ہیں' اور جسقدر گرتے ہیں' اتنا ہی زیادہ مستعدی سے اُٹھتے ہیں - وہی دنیا جو کل تک انکے لیے نامرادیوں کا دوزخ تھی یکایک کامیابیوں کا بہشت بن جاتی ہے' اور جس طرف دیکھتے ہیں' تخت فتح یابی بچھے ہوے' اور انہار کامرانی بہتی ہوئی نظر آتی ہیں - یہی بہشت امید ہے جسکے رہنے والوں کی نسبت کہا گیا ہے کہ :

متکئین فیہا علی	کامیابی و فیروزمندی کے تخت
الارائک ' لا یرون فیہا	پر تکیے لگاے بیٹھے ہونگے - غم
شمساً ولا زمہریرا	اندوہ کی سوزش و تپش کا اُنہیں
(۱۲ : ۷۶)	حس تک نہوگا -

کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے' پس دنیا بھی انکو مایوس نہیں کرتی -

هلاکت امید اور موت قنوط

—: * :—

لیکن اسی طرح قومی زندگی کے ایام ممات' اور انسانی ارتقاے حیات کا سد باب' اُس دن سے شروع ہوتا ہے' جس دن کاشانۂ دل سے امید کا جنازہ اٹھتا' اور مایوسی کا لشکر فنا امنڈتا ہے - جس فرد یا جس قوم کو مصیبتوں اور ناکامیابیوں کے عالم میں مایوس دیکھو' یقین کرو کہ اسکا آخری دن آگیا - مصیبتیں تو اسلیے تھیں' تاکہ غفلت کو شکست اور همت کو تقویت ہو' لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں' دنیا کے اعمال و تدابیر کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیتے ہیں' اور یہ سمجھہ لیتے ہیں کہ اب هماری لیے دنیا میں کچھہ نہیں رہا' وہ تو خود اپنے لیے زندگی کے بدلے موت کو پسند کرتے ہیں - پھر دنیا کی کامیابی' زندگی تو لڑکر لینے والوں کیلیے ہے' مٹ جانے کے متلاشیوں کیلیے نہیں ہے -

دیکھو ! قرآن کریم نے کیسے جامع الفاظ میں ایسے لوگوں کی حالت اور انکی مایوسی کے نتائج کی طرف اشارہ کیا ہے' اور اُس نے کس چیز کی طرف اشارہ نہیں کیا ' مگر افسوس کہ بہت کم لوگ ہیں' جو اسکی صداؤں پر کان لگاتے ہیں !

و من الناس من یعبد	اور انسانوں میں بعض ایسے ہیں جو خدا
اللہ علی حرف ' فان	کی پرستش تو کرتے ہیں ' مگر انکے
اصابہ خیر' اطمان بہ '	دلوں میں استقامت نہیں ہوتی - اگر

ران اصابه فتنة انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة ذالك هو الخسران المبين (۲۲ : ۱۱)

اگر کوئي فائدہ پہنچ گیا تو مطمئن ہوگئے - اور اگر کبھي مصیبت آپڑي ' تو جدھر سے آئے تھے ' الٹے پاؤں ادھر ھي کو لوٹ گئے (یعنے مایوس ھوکر یمان سے ھاتھہ اٹھا لیا) - یہ وہ لوگ ھیں کہ جنھوں نے اپني دنیا بھي کھوئي اور آخرت بھي ' اور یہي سب سے بڑا اور بالکل صریح نقصان ھے -

فرمایا کہ "خسر الدنیا و الاخرہ" کیونکہ مایوسي کے بعد انسان کي قوۃ عمل معطل ھو جاتي ھے - پھر نہ وہ صرف دنیا ھی میں ناکام و نا مراد رھتا ھے ' بلکہ عاقبت کي خوشحالي سے بھي اُسے نا امید ي ھي ملتي ھے -

انسان کا فرض سعي و تدبیر ھے ' اور وہ جب تک اس دنیا کي سطح پر باقي ھے ' اسکو سعي و کوشش سے باز نہیں آنا چاھیے - ھمارا کوئي عزیز بیمار ھوتا ھے ' اور اسکي حالت ' صحت کي طرف سے مایوس کردیتي ھے - ڈاکٹر بھي جواب دیدیتے ھیں ' تاھم سعي و علاج سے آخري ساعات نزع تک باز نہیں آتے - جب افراد کے ساتھہ ھمارا حال یہ ھے ' تو تعجب ھے کہ قوم و ملت کے ساتھہ نہو ؟ کس کو معلوم ھے کہ کب دروازۂ رحمت کھلنے والا ھے ' اور کب بارش ھونے والي ھے ؟ دھقان کا کام صرف یہ ھے کہ تخم پاشي کرتا رھے :

چون دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگنائے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

فتح و شکست کا اصلي میدان

دل کے اندر ھے ' نہ کہ اس سے باھر

یہاں تک میں نے جو کچھہ لکھا ' یہ عام انساني حالت کے اعتبار سے تھا ' لیکن اب سوچنا چاھیے کہ بہ حیثت اسلام کے اس وقت ھمیں کیا کرنا چاھیے ؟

پھر میں نہیں سمجھتا کہ اگر موجودہ جنگ میں ھر طرف سے شکست ھي رھا ' اور مسلمانوں کو اپنے آخري دنوں میں ایک سب سے بڑي نقصان رساں شکست اٹھاني پڑي ' تو اس سے فرزندان اسلام مایوس کیوں ھو جائیں ؟ اگر ایڈریا نوپل چھہ مہینے کي عدیم النظیر مدافعت ' اور آخر کے معیرالعقول مقابلۂ و مقاتلے کے بعد ' بالاخر قدرتي اسباب و حالات کي بنا پر مفتوح ھوگیا ' تو پھر چالیس کرور فرزندان اسلام کي حصن امید لشکر مایوسي سے کیوں مفتوح ھوجاے ؟ یہ سچ ھے کہ ھمارے دشمنوں نے میدان جنگ میں ھمیں شکستیں دیں ' لیکن ابھي وہ اس امید کو تو شکست نہیں دیسکتے ' جو ھر مسلم دل کو اسلام کے خداے قادر و قیوم سے ھونی چاھیے ؟

ایک لاکھہ سے زیادہ سروي و بلغاري لشکر توپوں کے دھانے کھولکر اگر ایڈریا نوپل کي مٹي کي دیواروں کو ڈھا دیتا ھے ' تو یہ کونسا دنیا کا نیا اور عجیب واقعہ ھے ؟ اسمیں اُس قوم کیلیے کونسي شرم کي بات ھے جس نے سترہ ھزار فوج کے ساتھہ ایک بے پناہ اور مٹي کي دیواروں سے بنے ھوے مقام میں چھہ مہینے تک مدافعت کي ھو ؟ اسپر ھمیں ماتم نشیں ھونے کي ضرورت نہیں - ھم ایک لمحہ کیلیے بھي یہ نہیں مان سکتے کہ بلغاري سروں نے ھماري جرأت و شہامت کو شکست دیدي - لیکن اے اُس خاندان اسلام کے ماتم گسارو ! جسکے چالیس کرور فرزند اس وقت سطح ارضي پر چلتے پھرتے ھیں ! اگر یہ سچ ھے کہ تمھارے دل بھي مایوس ھوگئے ھیں ' اور تمھارے دل کے اندر خداے ابراھیم و محمد (علیھما الصلوٰۃ والسلام) نے جو چراغ امید روشن کیا تھا ' وہ بھي بجھہ گیا ھے ' تو پھر اسمیں کوئي شک نہیں کہ واقعی سروي اور بلغاري مجاھدین صلیب نے تم کو شکست دیدي ' اور تیرہ سو برس کے اندر دنیا کي بڑي بڑي طاقتیں اور انسانوں کے بڑے بڑے لشکر جس دشمن کو گرا نہ سکے تھے ' آج واقعي بلقان کي چند ریاستوں کے اجتماع نے اُسے گرا دیا !!

ھاں اگر یہ سچ ھے تو بیشک تمھاري اُس لافنا زندگي کو ' جسے قیصر روم اور کسراے فارس موت سے بدل نہ سکا تھا ' اُس نے مجروح کردیا ھے - تمھارے ان آھني جسموںکو ' جنھیں یرموک کے میدان میں متمدن رومیوں کے لاکھوں تیروں کے نشانے زخمي نہ کرسکے تھے ' یقیناً اس نے خاک و خون میں تڑپا دیا ھے ' اور تمھارے اُن نشانہاے توحید اور علم ھاے دین الہي کو ' جسے اتھہ صلیبي حملوں کے لاکھوں نیزے بھي نہیں گرا سکے تھے ' سچ یہ ھے کہ سوریا کے سور چرانے والوں نے آج پارہ پارہ کرکے گرادیا ھے - پھر اسمیں شک نہیں کہ تم مرگئے - تم ' جو کبھي نہیں مر سکتے تھے ' یقیناً مرگئے - تم ' کہ تمھاري رگوں کے اندر خدا کي روح جلال جاري و ساري تھي ' اور اسکي نصرت و حمایت کے ملائکۂ مسومین تمھارے آگے دوڑتے تھے ' یقیناً آج مرگئے - پس جس قدر تمکو ماتم کرنا ھے کرلو ' اور جس قدر جلد اپني قبر کھود سکتے ھو ' کھود لو ' کیونکہ خدا کي رحمت اور دنیا کي زندگي ' صرف امید رکھنے والوں کیلیے ھے ' اور مایوسي کا نتیجہ موت کے سوا اور کچھہ نہیں - خدا تم کو نہیں چھوڑتا پر تم اسے چھوڑ رھے ھو - وہ تمھاري طرف دیکھتا لیکن تم نے نا امید ھوکر اسکي طرف سے منہ موڑ لیا ! تم کو معلوم نہیں کہ یہي مایوسي ھے جسکو تمھارے خدا نے کفر کي خودکشي سے تعبیر کیا ھے :

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ في الدنیا والاخرہ ' فلیمدد بسبب الی السماء ' ثم لیقطع ' فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ ؟ و کذالك انزلناہ ایات بینات ' و ان اللہ یھدي من یرید - (۲۲ : ۱۵)	جو شخص مایوس ھوکر اللہ کي نسبت ایسا ظن بد رکھتا ھو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکي مدد کرے ھي گا نہیں ' تو پھر اسکو چاھیے کہ اوپر کي طرف ایک رسي تانے ' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسي لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسي ھي سمجھتا ھے) اپنا تعلق قطع کرلے ' پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اُسکي وہ شکایت جسکي وجہ سے مایوس ھو رھا تھا ' دور ھوگئي ھے یا نہیں ؟ اسي طرح ھم نے قران کریم میں ھدایت و فلاح کي روشن دلیلیں اُتاري ھیں ' تا کہ تم اسپر غور کرو ' اور اللہ جس کو چاھتا ھے اسکے ذریعہ سے ھدایت بخشتا ھے -

ھنوز آن ابر رحمت در فشانست

— * —

سب سے پہلے تو ھم مایوسي کے اس حصے ھي کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ دولت عثمانیہ اور ترکوں کي طرف سے بالکل مایوس ھو جائیں اور سمجھہ لیں کہ اس جنگ نے انہیں اب بالکل عضو معطل کردیا - جو کچھہ ھو چکا ھے ' ابھي اسکے بعد بھي سنبھلنے کیلیے کئي میدان باقي ھیں اور اگر عبرت و تنبیہ کي یہ سزائیں بے اثر نہ رھیں اور بقیہ قوا کے عاملہ کو اُبھرنے اور کام کرنے کي توفیق مل جاے تو اب بھي یہ قوم ' جسکي شمشیر اتھہ سو برس سے علم اسلامي کیلیے مدافعت کررھي ھے ' پنپ سکتي ھے ' اور حالات فوراً متغیر ھو جا سکتے ھیں -

دنیا میں ھمیشہ واقعات کا مطالعہ کرنے کیلیے دو طرح کي نظریں رھي ھیں ' ایک امید کي اور دوسري مایوسي کي - حکماے یونان کي نسبت سنا ھوگا کہ آثار و نتائج عالم پر بحث کرتے ھوے ان میں دو مختلف مذاھب امید اور مایوسي کے تھے - پھر جس

طرح کي نظر سے تم دنيا کو ديکھوگے ' وہ اسي رنگ ميں نظر آئے گي - مايوسي کي نظر سے ديکھو تو اسکے دلائل بھي بے شمار هيں ' اور اميد کا مذهب اختيار کرو تو اسکے پہلو بھي مايوسي سے کم نہيں - اسلام هم کو هميشه اميد کي تلقين کرتا هے ' پس کيوں نه هم اميد کے پہلوؤں هي پر پہلے نظر ڈال ليں ؟

اس اعتبار سے ديکھا جاے تو (جيساکه کسي وقت تفصيل سے لکھونگا) با ايں همه حالات ' ترکوں کي طرف سے مايوس هو جانے کي کوئي وجه نہيں پاتا -

اور پھر اگر يه تسليم بھي کرليا جاے که اب ترکوں کي قوت کا بالکل خاتمه هوگيا تو مجھکو خدا کيليے جواب دو که کيا تمهارے خدا کي قوت کا بھي خاتمه هوگيا ؟ مان لو که ترکوں کي تلوار زنگ آلود هوگئي تھي اور اب قوت کو انکے هاتھوں سے گرگئي هے ' ليکن کس کو معلوم هے که ابھي خدا کے لا زوال خزانۂ نصرت ميں اور کتني غير مستعمل تلواريں پڑي هيں ' جنکو وہ اپنے دين مبين اور کلمۂ محبوب کي حمايت کيليے چمکا سکتا هے ؟ اسلام ايک قوت الهيه هے ' جس کي زندگي انسانوں اور قوموں سے وابسته نہيں هے ' بلکه قوموں کي زندگي اسکي متابعت اور معيت سے وابسته هے - پھر قومیں گرسکتي هيں اور انسانوں کے فاني جسم مٹ سکتے هيں ' پر وہ نہيں مٹ سکتا - وہ اپنے خداے لا زوال کي غير فاني قوت کے ساتھه هميشه سے هے اور هميشه رهيگا ' ليونکه وہ صداقت هے ' اور صداقت کب نه تھي ' اور کب نہيں رهيگي ؟

اسلام کا ظهور ترکوں کے ظهور کے ساتھه نہيں هوا هے ' بلکه ترکوں نے اسکے دم سے اپني هستي کو برقرار رکھا هے - کيا تيرا سو برس پہلے جب غار (حرا) کے غاروں سے حق کي روشني چمکي ' تو اُس وقت ترکوں کا هاتھه اسکا محافظ تھا ؟ کيا (بدر) اور حنين کے ميدانوں ميں ترک تھے جنمیں سے تين سو فاقه مستوں نے تين هزار جوانان عرب کو خاک و خون ميں ملاديا تھا ؟ کيا (يرموک) اور (قادسيه) کے معرکه هاے خونين ميں وہ ترک هي تھے ' جنھوں نے رومیوں اور ايرانيوں کي هزاروں لاشوں سے صحراے شام و مدائن کو بھرديا تھا ؟ وہ قوم جس نے تخت کسریٰ کے هزارها ساله عظمت کا خاتمه کردیا تھا ' ترکوں کي تو نه تھي - وہ ' جس نے سپه سالار روم کے سامنے اپنے نيزے کو ريشميں قالين کے اندر سے زمين ميں چبھو ديا تھا ' يقيناً کوئي ترک تو نه تھا -

پھر (دمشق) اور (بغداد) کے تخت پر کون تھا ؟ اور کن کے گھوڑے تھے ' جنھوں نے (بحر الکاهل) کي مهالک طوفانوں سے گذرکر جبل الطارق پر علم توحيد بلند کرديا تھا ؟ ترکوں کو تخت خلافت اسلامي پر قدم رکھے کتنے دن گذرے هيں ؟ خدا کيليے ان سوالوں کا جواب دو ! ترکوں سے پہلے جس قوت نے هميشه علم توحيد کي حفاظت کي هے ' کيا وہ آج ترکوں کے بعد کسي دوسري قوم کو بھيجکر نہيں کرسکتي ؟ نادانو ! تم نے اگر الله کي بخشي هوئي حکومت و عزت کو کھو ديا هے تو غم نہيں ' ليکن يه کيا بدبختي هے که اپنے دلوں اور دلوں کي روح اميد کو بھي کھو رهے هو ؟

اس تيره سو برس کے اندر کتني قومیں آئيں ' اور اپني اپني باري ميں حفاظت اسلام کي خدمت انجام ديکر چلي گئيں - جب تک انھوں نے اسلام کا ساتھه ديا اور اپنے اعمال و اعتقادات ميں اس سے منهه نہيں موڑا ' اس وقت تک وہ بھي انکے ساتھه رهے ' ليکن جب انھوں نے اپني صلاحيت اور قابليت کھودي ' اور اس مقصد کو بھول گئے ' جسکي انجام دهي کيليے زمين کي وراثت انکو دي گئي تھي ' تو انکا دور کارفرمائي ختم هوگيا ' اور الله نے اپنے دين کي حفاظت کي امانت کسي دوسري جماعت کے سپرد کر دي - وہ اپنے کلمۂ مقدس کي حفاظت کيليے همارا محتاج نہيں هے ' بلکه هم اپني زندگي کيليے اسکے دين مبين کي خدمت گذاري کے محتاج هيں :

يا ايها الناس ! انتم الفقراء الى الله ' والله هوالغني الحميد - ان يشاء يذهبكم ويات بخلق جديد - وما ذلك على الله بعزيز (۳۵ : ۱۷)	اے لوگو ! تم الله کے دروازۂ نضل و توفيق کے محتاج هو ' اور الله بے نياز اور بے نيازي کي تمام صفتوں سے متصف هے - اگر وہ چاهے تو تم کو چھوڑدے ' اور تمهاري جگه اپني دوسري مخلوقات لا بساے ' اور ايسا کرنا اسکے ليے کچھه مشکل نہيں -

دوسري جگه سورۂ (نساء) ميں ارشاد هوا :

وان تكفروا فان لله مافي السموات ومافي الارض وكان الله غنيا حميدا - ولله ما في السموات وما في الارض ' وكفى بالله وكيلا - ان يشا يذهبكم ايها الناس ! ويات باخرين ' وكان الله على ذالك قديرا (۴ : ۱۳۳)	اور اگر تم اسکے آگے نه جھکوگے تو وہ تمهارا کچھه محتاج نہيں هے ' کيونکه آسمانوں اور زمينوں ميں جو کچھه هے ' سب الله هي کے زير حکم هے اور وہ بے نياز اور بهمه صفت موصوف هے - اگر وہ چاهے تو اے مغرور انسانو ! تم سے اپني زمين کو خالي کردے اور اسکي جگه دوسري قوموں کو لا بساے ' اور وہ ايسا کرنے کي پوري قدرت رکھتا هے -

لا تا يسوا من روح الله !

بعد مشه ' که نا اميدي کفر است

پھر يه ممکن هے که اس کائنات ارضي کا هر مخلوق نا اميد هو جاے ' يه بھي محال نہيں که دنيا کي تمام قومیں اور تمام انساني جماعتيں مايوسي کو اپنا قبلۂ مقصود بنالیں ' ليکن جن لوگوں کے دلوں کو اسلام کي امانت سپرد کي گئي هے ' وہ تو کبھي مايوس نہيں هوسکتے - اسلام سراپا سراميد هے ' وہ جب کبھي کسي انسان کا هاتھه پکڑتا هے تو پہلي چيز جو اُسے ديتا هے وہ اميد هي هے - اسکي اصطلاح ميں ايمان اميد کا نام هے ' اور مايوسي کفر کا مبدۂ هے - حضرت يعقوب نے اپنے بيٹوں کو نصيحت کي تھي که :

لا تا يسوا من روح الله ' انه لا ياييس من روح الله الا القوم الكافرون (۱۲ : ۸۸)	خدا کي روح رحمت سے مايوس نہو ' اسکي رحمت سے کوئي مايوس نہيں هوسکتا مگر وهي بدبخت قومیں ' جنھوں نے اپنے دلوں کو کفر کا آشيانه بنا ليا هے -

اسکي پہلي آواز اپنے هر پيرو کيليے يه هے که " لا تقنطوا من رحمة الله ! " وہ مايوسي کو کسي حال ميں ايک مومن کيليے جائز نہيں رکھتا اور کہتا هے که : ومن يقنط من رحمته " الا الکافرون ؟ دنيا ميں مسلمان مايوسي کيليے نہيں پيدا کيے گئے هيں ' وہ صرف اميد کيليے هيں ' اور جس دن اسکے ليے نہوں ' اس دن وہ مسلم بھي نہيں - يه مرقعه اسکي تفصيل کا نہيں ' مگر اُس آيت کريمه کو ياد کرو جس نے اس مضمون کا افتتاح هوا هے - خدا نے مايوس هو جانے والوں کي نسبت فرمايا که اگر وہ مايوس هوگئے هيں ' تو اُنکے رهنے کيليے ميري پيدا کي هوئي دنيا موزون نہيں " فليمدد بسبب الى السماء ' فليقطع " اُنکو چاهيے که رسي کا پھندا گلے ميں ڈالکر خود کشي کرليں ' کيونکه مايوسي کي دوسري منزل خود کشي هي هے -

" الهلال " اپني هر اشاعت ميں اس صداے الهي کو دهراتا هے :

لا تهنوا ولا تحزنوا ' وانتم الاعلون ان كنتم مومنين -

مراسلہ

ہندوستان سے ایک خط

یعنی ایک خط

منجانب کمال الدین ایڈیٹر مسلم ایفبڈ اسلامک ریویو

بخدمت

ممبران اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ منعقدہ لکھنؤ

— * —

برادران اسلام - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - چند ماہ ہوے جب میں ہندوستان سے چلا - میرے اس سفر نے میری اغراض سفر کے متعلق بہت سے بیوجہ قیاسات بعض اصحاب کے دلوں میں پیدا کردیے - بہر حال میں کسی دنیوی مفاد کے لیے یہاں نہیں آیا تھا -

اشاعت و تبلیغ اسلام میری زندگی کا ایک اعلی مقصد رہا ہے - اسی خیال نے مجھے ہندوستان میں جب تک میں وہاں رہا بیقرار رکھا ' اور اس دنیا کی طرف میرے آجانے کا بڑا بھاری باعث بھی یہی تھا - میں یہاں آن وسائل و اسباب کو دریافت کرنے کے لیے آیا تھا جو اسلام اور عام اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں یہاں استعمال ہو سکتے ہیں - لیکن میرے یہاں کے قیام نے مجھ پر بعض ایسے اور امور کا انکشاف کیا جو مجھے پہلے معلوم نہ تھے اور میرا گمان ہے کہ شاید آپ میں سے بھی اکثر کو وہ باتیں معلوم نہ ہونگی- آج آپ اپنی آیندہ بہتری اور قومی بہبودی کے وسائل سوچنے اور انپر غور کرنے کے لیے جمع ہوے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر آپ کی توجہ اور غور کو ان حالات کی طرف منعطف نہ کروں جو مجھ پر یہاں آکر کھلے ہیں ' تو میں ایک قیمتی موقعہ کو کھو دینا ناشکر سے گنواتا ہوں -

اسلامی سلطنتوں کی قطع برید کرنا اور پھر آخر کار اُن کا خاتمہ کردینا ہی اِس وقت بعض کے زیر نظر نہیں' بلکہ روے زمیں سے ہمیں بحیثیت قوم مسلم مٹادینا نصب العین ہو رہا ہے - موروں (مسلموں) کا جو حشر اندلس میں ہوا ' وہ ہر جگہ ہمارے انتظار میں ہے اور ہمارا نسیاً منسیا ہونا اب وقت کا سوال ہے -

بد قسمتی سے ہر جگہ یورپ کی عالمگیر خواہش اقتدار و تحکم کی رو میں ہم مسلمان ہی ہوے ہیں' ہم ہی نے ہر جگہ عیسائیت کو بحیثیت مذہب مغلوب کیا ہے ' لہذا اگر بعض کلیسیا اور بعض ڈپلومیٹک حلقوںمیں ہماری ہستی پسند نہیں کیجاتی ' تو یہ کوئی حیرت افزا بات نہ تھی' لیکن اب تو اور وجوہ کو چھوڑ کر محض ہمدردی انسانی کے متقاضی مغربی بلاد میں بظاہر یہی سمجھا گیا ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو- ہمارا خاتمہ کر دیا جاوے -

برادران ! اس سے آپ حیران نہ ہوں کہ مغربی دُنیا نے ہمارے متعلق یہ راے کیوں قائم کرلی ؟ اس کے اسباب دریافت کرنا کوئی محال امر نہیں - یورپ نے اسلام اور مسلم کا جو مفہوم سمجھ رکھا ہے ' اگر وہ صحیح اور درست بُنیاد پر ہے ' تو پھر میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں ایک دل کا صاف انسان' جس کو کچھ بھی ہمدردی بنی نوع ہے ' یورپ کی اس کام میں مدد نہ کرے جس کی غرض یہ ہے کہ **اسلام کو اب دنیا سے مٹا دیا جاوے**

لیکن اگر یہ امور یورپ میں عمداً غلط بیانیوں اور کسی کو ارادتاً بدنام کرنے کے ارادہ نے پیدا کر رکھے ہیں ' تو پھر عام طور پر اہل یورپ کا کیا قصور ہے ؟ اور ایسا بھی اس سے بھی کوئی فائدہ مترتب نہ ہوگا کہ ہم ان غلط بیانی کرنیوالوں اور اپنے بدنام کنندگان کا احتساب کریں - میرے نزدیک بہترین علاج یہ ہے کہ ہم یورپ کے مطلع سے اس جہالت کے بادل کو ہٹادیں ' جو اس وقت یورپ پر محیط ہو کر اہل یورپ کو اسلامی محاسن دیکھنے کے ناقابل بنا رہا ہے -

تعداد از دواج ' غلامی ' جزیہ ' جہاد ' صرف یہی مسائل نہیں جن کی غلط تعبیر کورانہ نفرت اور ناحق کے غصہ کو یہاں بھڑکا رہی ہے ' بلکہ اب تو ہر ایک اسلامی شعار زیر عتاب ہو رہا ہے اور نا قابل اصلاح سمجھا گیا ہے - ہمارے اصول الہیات ہوں یا ہمارا فلسفہ اخلاق ' ہمارا تمدن ہو یا ہمارا اقتصاد ' ہمارے خانگی امور ہوں یا مجلسی امور ' الغرض ہمارا ہر امر بھیانک اور وحشیانہ سا نظر آ رہا ہے - ہمارا مفہوم الوھیت مزیل شان باری تعالی ' اور ہمارا اندازہ انسانی انسانیت پر حملہ خیال کیا گیا ہے - نہ تو ہم فرقہ اناث کی نیک فطرت و عصمت پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہمیں فرقہ ذکور کی قدر افزائی اناث پر بھروسہ ہے - کہا جاتا ہے کہ ہم حسد و رقابت سے مغلوب ہوچکے ہیں اور اسی لیے ہم نے بنی نوع کو اُس خوشی سے محروم کر رکھا ہے جو عورت اور مردوں کے خصوصاً بال وغیرہ میں خلاملا اور بے تکلف ملنے جلنے سے پیدا ہوتی ہے- ہم تو حقیقی خوبصورتی اور علو شان کی طرف سے بھی بالکل اندھے ہیں چنانچہ ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم اپنی مستورات کے دل لبھانے والے محاسن اور ان کی خوبصورتی کا کسی غیر کو قدردان ہونے دیں' حالانکہ یہ حسن و خوبی تو عورتوں کو نہ صرف ہماری ہی بلکہ دنیا کی عام مسرت اور خوشی بڑھانے کے لئے ید قدرت نے عطا فرمائی تھی ' اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے مخلوق کے نصف بہترین حصہ یعنی عورتوں کو چار دیواری میں بند کردیا ہے اور جو کچھ اُن میں خیر و خوبی تھی اس طرح اس کا قلعہ قمع کر دیا ہے - ہمارے اصول اخلاق بھی عجب بےآہنگی اور بے جوڑ ترکیب اپنے اندر رکھتے ہیں - کہیں رہبانیت ہے تو کہیں عیش پرستی - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام جذبات بہیمیہ کو تو ضرور مشتعل کرتا ہے لیکن حلیم جذبات کے نمو کیلئے اسمیں کوئی جگہ نہیں - اِس سے مذہبی خبط بھڑکتا ہے اور اسلام عقل اور جس مشترک کا خون کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مسلم زور بازو سے فتوحات بھی کر لیتا ہے اور تلوار کے زور سے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ بھی رکھ لیتا ہے لیکن مفتوحہ اقوام پر عمدہ حکومت کرنا اسلام کا کام نہیں - القصہ جہالت ' تنگدلی ' تند مزاجی ' درندگی ' عیش پسندی ' نواہی حالات سے نا مناسبت اور نہ معلوم اور کس قدر نفرت انگیز اسی طرح کی باتیں مغربی لوگوں نے ہمارے سر تھوپ رکھی ہیں اور جنکے ذریعہ پادری اپنے نرم الفاظ کے لفافہ میں ' اور بین الاقوامی سفرا اپنے طنز آمیز اشارات میں ہمارے خاص " محاسن " بیان کیا کرتے ہیں - یہ تو ضرور کہا جاتا ہے کہ اسلام پر بھی دن آچکے ہیں - اسلام نے بھی بنی نوع کی

داعی اسلام :
جناب خواجہ کمال الدین صاحب
بی - اے - مقیم لندن

اس حد تک تو ضرور خدمت کي ہے کہ وحشي اقوام کي اصلاح کی ہے - اسلام اب بھي مغربي تہذیب اور مغربي مذہب کا راستہ صاف کرنے میں بعض جگہ کام آسکتا ہے - مثلاً وسط افریقہ میں - لیکن جہاں اب کچھہ تہذیب و ترقي ہوچکي ہے - وہاں اسلام کو اپنے سے بہتر چیز کے لیے جگہ خالي کر دیني چاہیے -

یہ مختصر سا خلاصہ ان امور کا ہے' جو اخبارات' میعادي رسائل' کتب' تھیٹر' تماشہ گاہ' تصاویر متحرک' اور عام گفتگو کے ذریعہ مجھہ پر اپنے تعلق اور اپنے مذہب کے متعلق صرف چھہ ماہ کي میعاد میں منکشف ہوے - حالانکہ گذشتہ بیس سال سے مذہب ہي میرے زیر مطالعہ رہا لیکن یہ باتیں بیس سال میں مجھے اپنے اور اپنے مذہب کے متعلق سمجھہ نہ آئیں' اور آتي بھي کس طرح' جبکہ یہ سب کي سب باتیں دروغ' افترا' اور نہایت ہي بیجا غلط بیاني ہے - اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں یہ امور بعض دشمنان اسلام نے عمداً یہاں پیدا کردیئے - لیکن اب تو یورپ میں لکھوکھا کا یہي یقین ہے اور انگلستان کا اسمیں کوئي استثنا نہیں - لہذا یہ اسي غلط یقین اور غلط محاکمہ کي بنیاد پر ہے کہ یورپین اقوام ہمارے مخالف طبع بعض باتیں سوچا کرتي ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتي ہیں - وہ اپنے غلط خیال و محاکمہ میں بني نوع کي بہبودي چاہتے ہیں اور اس کے مذبح پر وہ ہم کو قربان کرنا پسند کرتے ہیں - ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے نصف دنیا کو خراب کررکھا ہے اور اسلئے یہ ضروري سمجھا گیا ہے کہ بقیہ نصف کو ہمارے مضر اثر سے بچا لیا جاوے - لہذا یہ کوئي حیرت افزا امر آپ نہ سمجھیں' جیساکہ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ امریکہ میں ریاستہاے متعدہ بذریعہ قانون مسلمانوں کا سرزمین امریکہ میں روکنے کا ارادہ رکھتي ہیں - ایسا ہي یہ امر بھي کچھہ عجیب نہیں اگر یورپ' جو اس وقت خود بخود ہي خیرخواہي خلق اللہ کا محافظ بن بیٹھا ہے' اسلامي سلطنتوں کو خاک میں ملانے کي تجویز میں ہے - ممکن ہے کہ اسلامي سلطنتوں کي تقسیم یورپ نے اپنے درباروں میں مدت سے کررکھي ہو - مگر وہ تقسیم اب گذشتہ دس سالوں کے اندر اندر معرض عمل میں آرہي ہے - جب ان کے نزدیک اسلام بني نوع کے لئے لعنت کا حکم رکھتا ہے تو پھر جتني جلدي یہ دور ہو' اتنا ہي اچھا ہے - یہي توجیہ بظاہر نظر آتي ہے کہ یورپ بالکل خاموش رہا اور سرد مہرانہ بے اعتنائي سے اُن وحشیانہ مظالم اور خلاف انسانیت ظالمانہ حرکات کو دیکھتا رہا جو ہزاروں ایسے مسلمانوں کي موت کا باعث ہوے جو ہرگز شامل جنگ نہ تھے - تھریس' مقدونیہ' اور البانیہ میں تمام اصول انسانیت و شرافت بلغاري اور مالٹي نیگروین وحشیوں کے پاؤں تلے روندے گئے - تمام قوانین و ضوابط جو ہیگ کانفرس نے بنائے' وہ جنگ بلقان و طرابلس میں توڑدیے گئے - لیکن یورپ پر اس کا اثر نہ ہوا - چہ جائیکہ ان عدیم المثال مظالم سے کوئي خفیف سا افسوس و رنج ہي اہل یورپ کو ہوتا - بلکہ ان پر پردہ ڈالنے اور اُن کو خفیف کرنے دکھلانے کی کوشش کي گئي اور ان کي تشریحات کي گئیں - ذیل کي چٹھي ہے' جو اتفاقاً اُسي دن یہاں کے اخبار ڈیلي نیوز میں شائع ہوئی جس دن میں یہ خط لکھہ رہا ہوں' معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح لکھو کہا متدین انسانوں سے حقیقي واقعات چھپا کر' ان مظالم کے متعلق محاکمہ کرنے میں اُن کو گمراہ کیا جاتا ہے :

قتل عام مقدونیہ

جناب - ہم میں سے بعض اپنے عیسائي بھائیوں کے خلاف الزام یقین کرنے کے کیسے حریص ہیں' لیکن الزامات خواہ کیسے ہي خطرناک ہیں' اگر سچ بھي ہوں تو بھي ایک ترک کو اس کے خلاف شکایت کرنے کا کوئي حق حاصل نہیں - کیونکہ یہ تو اس کے اپنے ہي ہاتھہ کا بویا ہوا پھل ہے جو اُسے آج کاٹنا پڑا - جو خطرناک نقشہ سنہ ۱۸۹۶ ع کے قتل عام آرمینیا کا ایک چشم دید جہازي نے مجھہ سے بیان کیا تھا' اس کا اثر اس وقت تک میرے دماغ پر ہے - اگر عیسائي باقاعدہ افواج نے ایسے افعال کئے ہیں جو ایک عیسائي کے شایان نہ تھے تو یہ تو اُس تعلیم کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے مسلمانوں نے اُن کو دي ہے اور یہ ایک مزید وجہ ہے کہ مسلمانوں کي حکومت کو اب مٹادیا جائے - ایک ظلم رسیدہ قوم یا تو غریب آرمینیوں کي طرح بزدل ہوجایگي یا اہل کریٹ کي طرح تند خو ہوجائیگي - مسلمانوں نے ہر جگہ مصر اور ہندوستان میں عیسائي حکومت سے فائدہ اُٹھایا لیکن عیسائیوں کي حالت تو کہیں بھي اسلامي حکومت کے ماتحت درست نہ ہوئي - اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو بیشک یہ ایک نہایت ہي دردناک مثال ہیں -

سر ہنري مارکس ویلر — لا یونیل لوئیس

رائٹ ہیڈل — ۱۴ فروري سنہ ۱۹۱۳ ع

اسمیں شک نہیں کہ انگلستان کو جو مراعات ہماري ہیں' اُن کیوجہ سے وہ بیشک اب تک الگ رہا ہے' لیکن مجھے خطرہ ہے کہ ہماري مبینہ پستي اور ہماري معکوسي فطرت تو کچھہ ایسي ناقابل اصلاح سمجھي گئي ہے کہ شاید انگلینڈ اب ایسے کمزور کا ساتھہ نہ دے - ابھي ابھي اُس کي پشتیني دوستي مبدل بغیر جانب داري ہوچکي ہے اور یہ غیر جانب داري بھي ممکن ہے قائم رہے یا نہ رہے -

برادران! جسماني طور پر تو میں آپ سے بہت دور ہوں لیکن میرا دل آپ کے ساتھہ ہے - میري یہ چٹھي جس تکلیف کا باعث ہوگي اُس کي کیفیت اور کمیت کو میں یہاں بیٹھا محسوس کررہا ہوں' لیکن آپ صبر سے کام لیں اور نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھہ اُن تجاویز پر غور کریں' جن سے اس مصیبت کا علاج ہو - ہمارے متعلق یورپ نے جو محاکمہ اور قیاس کیا ہے اگر وہ درست ہے' تو پھر شکوہ و شکایت ہي کیا - اگر ہمارے دن لوگوں کے اب گن چھوڑے ہیں تو پھر ہم اس بات کے ہي مستحق ہیں' لیکن اگر یورپ دریاء جہالت میں غرق ہے اور ہمارے متعلق عمداً افتراء اور غلط بیاني کا شکار ہورہا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ کو اس غلطي سے نکالیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آزادي اور حریت کي جس سرزمین میں بیٹھا ہوں اس میں لکھو کہا ایسے انسان نکلیں گے - زیادہ تر ضیع کے لئے میں آپ کو آج سے پچاس سال پہلے کے دن یاد دلاتا ہوں جبکہ انگلستان ترکي کا رفیق تھا - اُس وقت ہم انگلستان کي مدد پر حصر کرتے تھے -

اگر گلیڈسٹن کي متعصب مسیحي فطرت اسلام کو نہ دیکھہ سکتي تھي' اور وہ یہي چاہتا تھا کہ ترک بیک بیني و دوگوش یورپ سے نکال جاویں تو حرج نہ تھا - اُس کے برخلاف یہاں ایک زبردست عام راے بھي تھي جس کا گلیڈسٹن کو مقابلہ کرنا تھا - چنانچہ وہ دنیا سے رخصت ہوگیا' لیکن اس آرزو کو ساتھہ ہي لے مرا - انگلستان کي محبت عثمانیہ کو نفرت عثمانیہ سے

بدل دینا ایک بڑا بھاري کام تھا - چنانچہ اس کمینہ اور گندے کام کو سر انجام دینے کے لیے بدگر' مفتري' جھوٹ بولنے والوں کي ایک نسل پیدا ہوگئي - ترکوں کے برخلاف بلحاظ قوم تو کیا کہا جاسکتا تھا' اس لیے ہر ایک قابل نفرت امر اسلام کے سر تھوپا گیا - کیونکہ یہ ترکوں کا مذھب تھا' اور اُس مذھب کو جو دنیا میں امن' روشني' اور تہذیب لایا' اور جس کي تعلیم نے کل تہذیب جدید کے بنیادي اُصول تعلیم کیے' اُس مذھب کو تاریک سے تاریک رنگوں میں ظاھر کیا گیا جس کا نتیجہ موجودہ حالات ہوگئے -

خدا تعالی کي مصلحت نے ھمیں برطانوي سلطنت کے زیر سایہ رکھا ھے اور کئي طریق پر یہ سلطنت ھمارے لئے مفید بھي ہوئي ھے - اب بھي انگریزي قوم انصاف و نصفت شعاري کي حامي ھے - اب بھي کمزور کا ساتھہ دینا اس قوم کا شعار ھے اور مجھے یقین کامل ھے کہ اگر عمدہ رھنمائي سے با ضابطہ کوشش کي گئي اور ھم نے اپنے معاملات سے یہاں کے لوگوں کو اطلاع دي تو یقیناً یہاں پالیسي بدل سکتي ھے - علاوہ ازیں "جان بل" اپنے معاملہ کو خوب سمجھتا ھے اور کسي کے لیے اپنے معاملہ کو نہیں بگاڑ سکتا -

جن لوگوں نے ھمارے خلاف یہ صورت حال پیدا کر رکھي ھے وہ بھي بڑے ھوشیار ھیں' وہ بھي کوشش میں لگے ھي رھتے ھیں کہ یہاں کے متدین لوگوں کو ھمارے معاملات اصلي حالت میں نظر نہ آویں - وہ جانتے ھیں کہ مسلمانان ھند کي متفقہ آواز اگر یہاں پہنچ گئي تو یہاں کے خیالات اور راے کے بدلنے کے لئے کافي ھوگي - اسلیے ھمارے حالات اور کاروبار کو اُلٹے طور پر یا نہایت ھي خفیف کرکے بیان کرنے میں کوئي دقیقہ نہیں چھوڑتے - مثال کے طور پر میں اُس دلچسپي کا ذکر کرتا ھوں جو آج کل ھمیں معاملات ٹرکی سے ھے - وھاں سلطنت کے بڑے بڑے شھروں میں آپ عظیم الشان وقیع جلسہ کر رھے ھیں' جن کي اھمیت نے اعلی افسران سلطنت تک کو آپ کا ھمدرد بنا رکھا ھے - لیکن یہاں کا اخبار پال مال گزٹ اپنے ناظرین کي آنکھوں میں خاک ڈالتا ھے' جب وہ اپني ۳۱ - کي اشاعت میں بیان کرتا ھے کہ کلکتہ' لاھور' یا دیگر مقامات کے اسلامي جلسے جو بلقاني جنگ کے متعلق برطانوي طریق عمل پر ھو رھے ھیں' چنداں قابل التفات نہیں - کیونکہ نوجوان ترکوں کی طرح یہ جلسے بھي چند نوجوان مسلمانوں کي شورش سے ھیں - تمام مسلمان قوم تو اسوقت سخت گھبراھٹ اور بے چیني میں ھے اور یہاں کنسرو یٹو جماعت کا یہ آرگن لوگوں کو یقین دلاتا ھے کہ ھم کو ٹرکي سے کوئي تعلق نہیں اور نہ مسلمانان ھند کو اس قدر انجام ٹرکی کے متعلق تشویش ھي ھے' بلکہ یہ تو انڈیا مسلم لیگ کے چند نوجوان ممبروں کی کار روائي ھے - جب ھماري حکمران قوم کی یہ بدقسمتي ھے کہ اُس میں ایسے ناقابل اعتبار وقائع نگار اور قوم میں راے پیدا کرنے والے ایسے نا اھل انسان پیدا ھوتے ھیں' تو پھر اگر وہ کوئي غلطي کر گذرے تو اُس قوم کا کیا قصور؟ یہ تو معلوم قوم کا پہلا فرض ھے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو اپنے حالات سے صحیح اطلاع دینے کا مناسب انتظام کریں - ھمارے نوجوان رضا کار بھي بڑے ھي ھوشیار اور سمجھہ دار ھیں - مدت سے انہوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ھے اور نہایت ھي اطمینان بخش اس کا علاج کرلیا - انہوں نے یہاں نہایت ھی نامعلوم لیکن نہایت ھي کارکن ذرائع پیدا کرلیے جن سے وہ اپنے مفید خیالات پیدا کرنے میں کامیاب ھوتے ھیں اور اپني پیش بیني کے ثمرات حاصل کر رھے ھیں -

برادران قوم! آج آپ لکھنؤ میں اُن امور پر غور کرنے لئے جمع ھوئے ھیں جو بالکل آپ کے قریب پیش نظر ھیں - لیکن خدا را اپنے ھم وطن ھندو بھائیوں کي طرح الگ تھلگ کي چار دیواري میں اپنے اغراض و مفاد کو محدود نہ کرو - مسلم تو کل روے زمین کا باشندہ ھے - اُس کا وطن تو کل دنیا ھے - وہ تو نواحي حالات کا غلام نہیں -

برادران! تمھیں ایک دن خدا اور اس کے رسول کے سامنے حاضر ھونا ھے جس نے تم میں اپنا مقدس پیغام چار اکناف عالم میں پہنچانے کیلیے ودیعت کیا ھے لیکن اب نصف دنیا کا دروازہ تم پر بند ھونے لگا ھے اور بقیہ نصف دنیا میں تمہارے دشمنوں نے تمہارے دن گن چھوڑے ھیں - ان حالات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار ایک حد تک یورپ کا رواشرق بھي ھے' جس کے ماتحت وہ کل دنیا پر اپني عظمت قائم کرنے کي فکر میں ھے - لیکن اس کا بڑا بھاري باعث وہ غلط راے اور غلط محاکمہ' اور غلط مفہوم ھے - جو مغرب میں اسلام کے متعلق قائم ھوچکا ھے - یہ افترا اور بہتان جو ھم پر یہاں لگائے جاتے ھیں کچھہ تو پادریوں کي مہرباني ھے اور کچھہ ایک سخت گہري پولیٹکل مصلحت کا نتیجہ ھے - بدگر مفتریوں کے نہ تھکنے والے قلم نے ھم کو زیادہ تر نقصان پہنچایا ھے - اب اگر ضرورت ھے' تو اس کے مقابل ایسے ھی قلم کي ھے جو حمایت میں اُٹھے! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو یورپ کے آلات حرب تمہیں اس قدر خاک میں نہیں ملا رھے ھیں' بلکہ یورپ کي گمراہ کردہ رای عام یہ کام کر رھي ھے جو ھمارے متعلق ھے اور جس نے یہ ایام بد ھمارے لیے پیدا کردیے ھیں - خدا نے چاھا تو ترک تو اس مصیبت سے نکل ھی جاویں گے - لیکن ھمارا بہ حیثیت قوم روے زمین پر قائم رھنا اُس راے اور محاکمہ کي تبدیلي پر منحصر ھے' جو نہایت رذیل طریق پر ھمارے خلاف قائم ھو چکي ھے -

برادران! یہ ایک بڑا بھاري مسئلہ آپ کے سامنے ھے اور آپ کي فوري اور آني توجہ اور غور کو چاھتا ھے - میں تو یہاں عاجزانہ طریق پر اپني مذھبي دھن میں آنکلا تھا اور دولت کمانا تو میرا مقصد ھي نہ تھا - میں تو خود اپني روز افزوں چلتي وکالت کو پیچھے چھوڑ آیا ھوں جسکے متعلق آپکا انتخاب کردہ پریسیڈنٹ آپکو اطلاع دیگا - لیکن مجھے یہاں آکر اپنے ارادہ کو کچھہ بدلنا پڑا - میں اپنے نقصوں سے واقف ھوں اور یہ بڑا بھاري کام ھے جو میرے سامنے ھے اور اس کام کا حق اُسي صورت میں ادا ھوسکتا ھے جب ھمدردانہ کوشش مل جل کر ھو - میں تو دل سے چاھتا ھوں کہ میري جگہ کوئي مجھسے بہتر اور زیادہ کامل انسان آئے - میرا دل چاھتا ھے کہ لندن میں آپکے روزانہ اور ھفتہ وار اخبار ھوں جو ھزاروں میں مفت تقسیم ھوں' کوئي کامریڈ ھو' کوئي معمدن ھو' کوئي آبزرور ھو' کوئي ریویو آف ریلیجنز' کوئي زمیندار ھو'

خدا آپ کے ساتھہ ھو اور آپ کے دلوں میں وہ ضروري باتیں القا کرے جس سے آپ کے معاملات کل روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ھوں -

آپکا دیني بھائي
خواجہ کمال الدین
۱۹۸ - فلیٹ اسٹریٹ - لندن

الہلال کي ایجنسی

— * —

ھندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتي' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں' تو اپنے شھر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

الہلال

ادبیات

رات ۔۔۔ واقعہ

مدتوں حضرت (عباس) بھی تھے شامل کفر * کم سے کم یہ، کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
(بدر) میں آئے لڑے، اور گرفتار ہوئے * بسکہ تقدیر میں تھی خانۂ زنداں کی زمیں
قیدیوں کے لیے جو گھر کہ ہوا تھا طیار * اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرت عباس کراہے اکثر * قید کرتے ہوئے لوگوں نے جو مشکیں تھیں کسیں
دیر تک سرور عالم کو رہی بے خوابی * کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں
وجہ پوچھی جو صحابہ نے، تو یہ فرمایا: * "آتی ہے کان میں عباس کی آواز حزیں"
جب سنا یہ، تو وہیں کھول دیے ہات اُن کے * چین سے حضرت عباس نے راتیں کاٹیں

* * *

تھا اِنہی حضرت عباس کا پوتا (منصور)، * جو کہ ایوان خلافت میں ہوا تخت نشیں
ایک دن حکم دیا اُسنے کہ (اولاد رسول) * ایک جا جمع کیے جائیں، جو مل جائیں کہیں
پھر دیا حکم کہ ان سب کو پنہا کر زنجیر * کہہ دو اِن سے کہ بنیں خانۂ زنداں کے مکیں

* * *

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا (منصور) * پا بزنجیر تھے سادات یسار اور یمیں
ساتھ ساتھ آتے تھے پیدل جگر و جان رسول * اور مہ ور تھا زیب حرم خانہ زیں

* * *

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا: * "گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں
غزوۂ بدر میں لیکن جو کیا ہم نے سا سلوک * وہ تو کچھ اور تھا، ہے یاد بھی تمکو کہ نہیں؟"

(شبلی نعمانی)

غزل

مرا کہ یک دل و صد گونہ آرزو ہا ہست * شکیب و صبر چگویم کہ نیستم، یا ہست
دلم بہ نازکی لعل او ہمی لرزد * کہ بوسہ بے ادب و شوق بے محابا ہست
ز ناوک غلط انداز خود چہ می ترسی * بیا کہ برلب من شکوہ ہائے بیجا ہست
حدیث حلد چو گویند با من مجنوں * گماں برم کہ مگر گوشۂ ز صحرا ہست
ز سینہ تا بزبانم پُر است، و غمزۂ او * ہنوز در ادب آموزی تقاضا ہست
بہ سخت جانی من کس مباد کز عمرے * مدار زندگیم وعدہ ہائے فردا ہست
ہزار حیف کہ در ملک حسن نتواں یافت * بجز متاع جفائے کہ دست و ہر جا ہست
بیا کہ ما و تو ہر دو برابر افتادیم * ہر آں قدر کہ وفا با تو نیست، با ما ہست
جفا کنی و بہ ایں خیرگی نمی ترسی * کہ روز داد گر امروز نیست، فردا ہست
ہنوز نشۂ دوشینہ در برم باقی است * کہ درس گویم و بعثم ز جام و صہبا ہست

(شبلی نعمانی)

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Ptg. Pbg. House, 77 Mcleod Street, CALCUTTA

اتحاد اہل دولت مرتبہ اسلامیہ

اور

مصائب اسلامي

حضرت مولانا - السلام علیکم - آجکل جو مصائب اسلامي دنیا پر حسب مشیت ایزدي نازل هو رهے هیں ' وہ اظہر من الشمس هیں - وہ مسلمان خوش قسمت هیں جو اخباري دنیا سے باهر رهتے هیں - جنکو اسوقت تک معلوم بھي نہیں کہ قسطنطنیہ کہاں هے ؟ کہاں جنگ هورهي هے ؟ اور فریقین جنگ کون هیں ؟ ایسے بیخبر مسلمانوں کي تعداد بھي کروروں سے کم نہیں ' مگر جو لوگ جانتے هیں کہ قسطنطنیہ مرکز خلافت هے اور اسوقت صلیب پرستوں کي مظفر و منصور فوجیں اِس اسلامي مرکز کے دروازہ تک پہونچگئي هیں اور بزور شمشیر دروازہ توڑکر اندر داخل هونیکے لیے تیار هیں ' ایسے لوگوں کي تعداد بھي اسوقت کروروں سے کم نہیں - یہاں پرسوں پنجشنبہ کے روز معلوم هوا کہ بلغاریوں نے ایڈریا نوپل تسخیر کرلیا ' توحید رهانسے رخصت هوئي اور تثلیث کا دور دورہ شروع هوگیا - میري زبان سے اوسوقت بے اختیار یہي نکلا " یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیا " اب بہر حال جنگ کا خاتمہ هے - عارضي صلح کے خاتمہ پر بلغاریوں نے جو دھمکی دي تھي اور جسکي رقعت هماري اِسلامي نظرونمیں گیدز بھبکي سے زیادہ نہ تھي ' اوسکي واقعات نے تصدیق کر دي -

اب میں اپنے چند خیالات جناب کي خدمت میں عرض کرنا چاهتا هوں - مجھے یقین هے کہ یہی خیالات اسوقت لاکھوں مسلمان دلوں میں موجود هونگے اور اگر آپ اپني راے ان خیالات کے متعلق اپنے اخبار کے ذریعہ سے ظاهر فرمائینگے تو خالي از فائدہ نہوگا -

جسوقت بلغاریوں نے قرق کلیسا پر صلیب کا جھنڈا نصب کیا اسیوقت مسٹر گلیڈسٹن کي آرزو کي تکمیل هوگئي ' یعني خداوند واحد کے پرستاروں کا سرزمیں یورپ سے نام ونشان مٹ گیا : اللهم مالک الملک تؤتي الملک من تشاؤ وتنزع الملک ممن تشاؤ !!

اب بھلا اس صلیبي سیلاب کو کون روک سکتا هے ؟ خدا کے لیے تو بلاشک سب کچھہ ممکن هے مگر خدا کي جو مشیت هے وہ اون اسباب سے صاف ظاهر هے جو اوسنے اسوقت پیدا کررکھے هیں - ترکوں میں نہ تو اتفاق هے نہ دولت ' نہ عارم اور نہ قوت انتظامیہ - البتہ بلحاظ شجاعت و شہامت وہ اسوقت بھي دنیا میں اپني نظیر نہیں رکھتے مگر خالي شجاعت سے بنتا هي کیا هے سودان کے درویش جس قسم کے بہادر تھے وہ دنیا کو معلوم هے - آخري جنگ میں انکي شجاعت هي اونکي شکست کا باعث هوئي - ترکوں کے مقابلہ میں ایک طرف تو تمام صلیبي دنیا هے اور دوسري طرف خود اندروني فساد هے - میں نے جسوقت آپکا وہ پرچہ دیکھا ' جسکے ٹائٹیل پیج پر ناظم پاشا کولي کھا کر گرتا هوا نظر آتا آنھا تو میري زبان سے بے اختیار نکلا کہ " خدا حافظ اوس قوم کا ' جسکے گھر کے دروازہ تک زبردست دشمن پہنچگیا هو اور وہ آپسمیں ایک دوسریکو بندوق کا نشانہ بنا رهي هو "

ترک کیوں مغلوب هوئے ؟ اسکے جواب میں خود اهل یورپ تسلیم کرتے هیں کہ بلقانیوں نے ترکوں کو مغلوب نہیں کیا ' بلکہ بلقانیوں کے سامان رسد رساني نے ترکوں کے سامان رسد رساني کو مغلوب کرا لیا - یعني یہ جنگ سپاهیوں کي جنگ نہیں تھي بلکہ بلغاري محکمہ کمسریٹ ' ترکی محکمہ کمسریٹ سے لڑ رها تھا - بلغاریوں کے پاس کھانیکو موجود تھا اور بیچارے ترک بھوکے تھے - میرے خیال میں اس بد انتظامي کا ذمہ دار کوئي خاص شخص نہیں ' بلکہ اسکا باعث عام خرابي نظم و نسق هے جس سے غالباً ترکي گورنمنٹ کا کوئي محکمہ بھي آزاد نہیں -

پس ایسي صورت میں اگر آغا خاں نے ترکوں کو یہي مشورہ دیا کہ اب آیندہ کے لیے یورپ کو ترک کردو اور ایشیا کو اپنا مرکز سمجھو تو اسمیں کیا برائی هے ؟ قدرت نے سامان هي ایسا مہیا کر دیا هے کہ لا محالہ یورپ چھوڑنا پڑے - مسلمانوں کے لیے تو یہي غنیمت هے کہ کسیطرح ترک ایشیا هي میں اپنا قدم مضبوطی سے جمالیں ' ورنہ سامان تو کچھہ ایسا نظر آتا هے کہ یہاں بھي اونکو آرام و چین نصیب نہ هوگا -

(۲) مجھے سخت تعجب هوتا هے جبکہ میں بعض سر برآوردہ اسلامي اخبارونمیں اس امر کي تحریک دیکھتا هوں کہ مسلمانوں کو یورپین ساخت کي اشیا کا استعمال ترک کردینا مناسب هے -

پولیٹکل مقاطعي کا لازمي نتیجہ تمدني اور تجارتي مقاطعي هے یورپ کے اسباب کا بائیکاٹ کرنا قریباً ایسا هي ناممکن هے جیسا کہ آفتاب کا مغرب سے طلوع هونا - ممکن هے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں ' مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا - کام وہ کرنا چاهیے جو ممکن هو ؟ نہ کہ یہ کہ آپ کروہ هماليہ کو اوسکے مقام سے هلا دینے کي کوشش کریں - یہ تو ممکن هے کہ آپ دو چار پتھر وهانسے اُٹھا لائیں مگر پہاڑ کو اوسکي جگہہ سے هلا دینا ناممکن اور محال هے - اسیطرح چند اصحاب کا بعض اشیاء یورپ کو بائیکاٹ کردینا ممکن هے ' مگر ایسا عام بائیکاٹ جسے اهل یورپ محسوس کریں از قبیل محالات هے - مگر باوجودیکہ بائیکاٹ صاف طور پر ایک ناممکن امر هے ' تاهم بعض صاحب الراي نہایت سنجیدگي سے اسپارہ میں خامہ فرسائي فرما رهے هیں -

(۳) میں کچھہ بہت متمول نہیں هوں تاهم جسقدر مجھکو خدا نے همت دی هے میں مسلمان مصیبت زدگان جنگ کي امداد کے لیے روپیہ بھیجتا رها هوں ' اور مجھے یقین هے کہ اسوقت حیرت کا مصرف سب سے زیادہ بہتر اور مقدم یہ هے کہ اپنے اون مسلمان بھائیوں کي جو اس جنگ کے سبب سے گرفتار مصیبت هیں حتي المقدور روپیہ کے ذریعہ سے امداد کیجائے - اس سے بڑھکر میرے خیال میں کوئي کار خیر نہیں - مگر تمسکات قرض کي خرید کے بارے میں میري راي تذبذب میں هے - میں نے کئي دفعہ ارادہ کیا کہ کچھہ تمسکات خریدوں مگر چند خیالات اسوقت تک مانع رهے هیں اور وہ یہہ هیں -

ترکي کي مالي حالت اسقدر خراب کیوں هے ؟ خرابي کا باعث بجز اسکے اور کیا هے کہ انتظام سلطنت سزاوار تحسین نہیں - اگر ممکن هے کہ اسوقت کارکنان سلطنت (ماضي و حال) کي جیبیں روپیوں سے پر هوں اگر چہ خزانہ سلطنت بالکل خالي هے ' تو کیا ممکن نہیں کہ اسوقت جو روپیہ گورنمنٹ ترکي کو بطور قرض دیا جائے وہ بجاے اسکے کہ اسلامي اور قومي کاموں میں صرف هو بعض غدار اهلکاران سلطنت کے پرایوٹ خزانوں میں پہنچ جائے اور اونکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے ؟ اس موجودہ جنگ کے نتائج صاف بتلا رهے هیں کہ ان نتائج کے ذمہ دار ترک سپاهي نہیں بلکہ ترک اسٹیٹسمین هیں ' پس همکو اسطرح یقین هوسکتا هے کہ یہہ روپیہ جو اسوقت هم علحدہ بطور قرض کے بھیجینگے وہ في الحقیقت ترک سپاهیوں هی کے کام آئیگا - اسوقت ترکي میں کوئي مستقل حکومت نہیں - درباس سے بھي زاید پارٹیاں هیں اور وہ ایک دوسرے کي جان کي دشمن - گذشتہ وزارت کا انقلاب ایک مشہور اور ممتاز ترک افسر کي جان قربان کرنیکے بعد واقع هوا - اوسوقت هندوستان کے اسلامي اخباروں نے خوشیوں کے

نعرے لگائے اور بڑے جوش سے ترکوں کو اجراے جنگ کا مشورہ دیا مگر نتیجہ کیا ہوا ؟ - وہ جو پرسوں معلوم ہوگیا جبکہ پیروان یسوع مسیح صلیب کا جھنڈا ہاتھوں میں لیے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے جو کئی سو برس تک ترکوں کا دار الخلافہ رہچکا ہے - آج اوس مسجد کی کیا کیفیت ہوگی جسکی تصویر کچھہ عرصہ ہوا آپکے اخبار میں شائع ہوئی تھی ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ جو کچھہ ہوا۔ حسب فرمان ایزدی ہوا مگر اسکی ذمہ داری کا بوجھہ کسکی گردن پر ہے ؟ تمام ترکی لیڈروں کی گردنوں پر - خواہ وہ کامل پاشا کے پیرو ہوں اور خواہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی - عجب شان ایزدی ہے کہ ایک طرف تو ترکوں جیسی شجاع قوم اور دوسری طرف چار چھوٹی چھوٹی ریاستیں - اور یہ چاروں صرف چار دن کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کردیں ! اسکا باعث سوائے اسکے اور کچھہ نہیں کہ ادھر ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے اور ادھر سالہا سال سے بلقانی اس جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے - ترکوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہماری ہمسایہ ریاستیں کس تیاری میں مصروف ہیں اور اونکی فوجی طاقت کس پایہ تک پہنچگئی ہے - اس غفلت اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ وہی ہوا ' جو ہونا تھا - اب آپ فرمائیں کہ اگر اس صورت میں ہمارے ہندوستانی مسلمان مرحوم کو دو تین کرور روپیہ بطریق قرض حسنہ یا بامید منافعہ گورنمنٹ ترکی کے نذر کردیں تو کیا نتیجہ اسپر مرتب ہوگا ؟ کیا یہ روپیہ اونکو خواب غفلت سے بیدار کردیگا ؟ اور کیا اس روپیہ سے وہ اسلامی عظمت جسکا رونا آج تمام اسلامی دنیا رو رہی ہے از سر نو یورپ میں قایم ہو سکتی ہے ؟

(۴) مجھکو ترکوں سے بغایت ہمدردی ہے جسکا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور نیز اسوقت تک اونکا شمار خود مختار قوموں میں ہے - مگر کیا یہ صحیح امر ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے ؟ اور سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ میرا عقیدہ تو یہ ہے (اور اگر اسکی خلاف کوئی معقول دلیل موجود ہے تو میں یہ عقیدہ بدلنے کے لئے تیار ہوں) کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس سال تک خلافت قایم رہی ' بعد ازاں سلطنت قایم ہوگئی ' آخری خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام ہوے اور اسلامی دنیا میں پہلا پادشاہ حضرت معاویہ - پس اصل مرکز خلافت مدینہ منورہ تھا - جب یہاں مسلمانوں کے ہاتھہ سے خلافت کا خاتمہ ہوا تو پھر ایک نئی قسم کی خلافت اموی کے رنگ میں مختلف مقامات میں جلوہگر ہوئی - ترک بادشاہوں نے بزور شمشیر سلطنت قایم کرلینے کے بعد ایک خاص موقعہ پر اپنے آپ کو عباسی خلافت کا وارث بنالیا - یہ خلافت بہر حال اوس خلافت سے بالکل مختلف تھی جو پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں قایم ہوئی تھی - پس اگر یہ وہ خلافت نہیں تو پھر اس خلافت سے مراد کیا ہے ؟ کعبہ کی حفاظت خدائے تعالی کے اختیار میں ہے ' اسوقت تک ترکوں کی تلوار نے اسے محفوظ نہیں رکھا - غیر قوموں نے اگر اسوقت تک کعبہ مقدس کا رخ نہیں کیا تو اسکا باعث یا تو یہ ہے کہ وہ عام اسلامی جوش جہاد سے خائف ہیں اور یا یہ کہ وہ اس ریگستانی سرزمین کو اپنی توجہ کے لایق نہیں سمجھتے - بہر حال اگر کسی مخالف قوم نے کبھی اسطرف توجہ کی تو خدا خود اپنی گھر کی حفاظت کے لیے کافی ہے - جو انجام اصحاب فیل کا ہوا وہی انجام غالباً اوس فوج کا بھی ہوگا -

خاکسار
محمد احتشام الحق

۱۸ تعطیل جمعہ

— * —

مسٹر غزنوی کے سوال کا گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اسکے بعد تعطیل جمعہ (نصف روز کی) ضرورت ہے یا نہیں ؟

— * —

مسلمان ایک مدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جمعہ کے دن سرکاری عدالتوں کے کھلے رہنے سے مسلمان ملازموں کو عملاً ایک فرض مذہبی کے ادا کرنے سے باز رہنا پڑتا ہے - چنانچہ ایک دو سال سے اسکے متعلق مسلمانوں نے کوشش شروع کی ' اور مسٹر غزنوی کی تحریک و سعی سے گورنمنٹ بنگال نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کرلی - حال میں مسٹر غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ کے ممبر نے کونسل میں کہا کہ گورنمنٹ بہ خوشی اسبات کو منظور کریگی کہ جو مسلمان ملازم جمعہ کے ادا کرنے کے لیے چھٹی طلب کرے ' اسکو اجازت دیدی جاے -

اس کارروائی سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوکر اطمینان ہوگیا ہے کہ اب جمعہ کی تعطیل (نصف روز) کی تحریک کی ضرورت نہیں رہی - لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس کارروائی نے عملی مسئلہ کو حل نہیں کیا ' گورنمنٹ کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ' اسکا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان ملازم ' اپنے افسر سے جمعہ کے دن نماز کے لیے چھٹی طلب کریگا تو وہ اسکو چھٹی دیدیگا - لیکن یہ اجازت اور دو گھنٹہ کی عام تعطیل ' دو مختلف باتیں ہیں -

اجازت کے حکم کا منشا یہ ہے کہ ہر ملازم کو ہر دفعہ جمعہ کے دن - اجازت طلب کرنی پڑیگی - اس صورت میں ظاہر ہے کہ خاص خاص حالات میں اکثر ملازموں کو خود اجازت طلب کرنے میں تامل ہوگا - مثلاً جب وہ دیکھیگا کہ اسکا افسر مسلمان نہیں ہے ' اور اسکو کسیکی مذہبی پابندی کی نسبت ' دفتر کے کام کے پورا ہونے کا زیادہ لحاظ ہے ' تو اس صورت میں گو ملازم کو یہ یقین ہوگا کہ اجازت بہ ہر حال مل جائیگی ' تاہم اسکو بار بار اجازت طلب کرنے میں پھر بھی تامل ہوگا - بخلاف اسکے اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن ۲ - گھنٹے کی عام اجازت ہے ' تو بے تکلف ہر شخص اس اجازت سے مستفیض ہو سکیگا -

اسکے علاوہ مسلمانوں کی اصلی خواہش یہ ہے کہ یہ دو گھنٹہ کی چھٹی مسلمان ملازموں کے ساتھہ مخصوص نہ رہے ' بلکہ عام طور پر جمعہ کے دن آدھے دن کی تعطیل دیدی جاے - اسلیے کہ اگر یہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہی تو مسلمان ملازموں کو یہ اندیشہ رہیگا کہ غیر مسلمان افسر ہمیشہ مسلمان ملازموں کو اپنی ماتحتی میں لینا پسند نہ کرینگے - کیونکہ ان کو ہمیشہ یہ نظر آیگا کہ ہر آٹھویں دن ایسے ملازموں کی وجہ سے سرکاری کاموں کے انجام دینے میں دو گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں -

ان وجوہ کی بنا پر ' ہم تمام اسلامی اخبارات اور اہل الراے حضرات سے مستدعی ہیں کہ وہ بہ تفصیل و توضیح اس امر کے متعلق اپنی راے کا اظہار کریں ' کہ آیا گورنمنٹ کی موقت اور محتاج الاعادۃ اجازت پر قناعت کرلینی چاہیے یا عام تعطیل کے لیے درخواست کرنی چاہیے ؟

اور یہ ' کہ اسپر اکتفا کرنا چاہیے کہ یہ نصف روزہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہے ' یا عام کردی جاے ؟

شبلی نعمانی - لکھنو

منشأ عصمة

الحيات

علم الحيات پر ایک خطبہ کا ماخذ

اور

اکتشافات حدیثہ کے بعض نتائج مہمہ

— * —

(۲)

— * —

پچاس سال هوے که (تامس گریهم) نے حالت هلامیه میں مادے کے خواص پر اپنے ملاحظات شائع کیے تھے - یهي ملاحظات هیں جو علم الحیات کے عصر جدید کا دیباچه ثابت هوے -

ذي حیات مادوں کے خواص کے سمجھنے میں ان سے بیحد مدد ملي - همارے عملیات طبیعیه و کیمیاریه جس قدر ترقي کرتے جاتے هیں ' اسي قدر هم کو یقین هوتا جاتا هے که طبیعي و کیمیاري حیثیت سے ذي حیات مادے ' حیات هي کي طرح هیں - ذي حیات مادے همیشه سیال شکل اختیار کرکے رهتے هیں - اس سیال شکل میں هلامیات کے علاوه بلور نما اجسام بهي هوتے هیں ' جو کبهي هلامي ذرات سے متصل هوتے هیں اور کبهي غیر متصل -

هلامیات اور بلور نما اجسام سے مرکب ذي روح مادوں کے گرد ؛ ایک جهلي سي هوتي هے - یه جهلي اکثر هلامیات کي هوتي هے اور کبهي اسکے ساتھه ایک روغني طبقه بهي هوتا هے - یه جهلی گو سیال هلامي اور ایک دوسرے سیال میں حائل هوتی هے مگر تاهم ان دونوں سیالوں میں باهم برابر مبادله هوتا رهتا هے - سیال هلامي سے پروٹوپلاسم (۱) نامي ایک شے پیدا هوتي هے - پروٹوپلاسم میں چند اور جهلیاں بهي هوتي هیں - ان جهلیوں میں بسا اوقات ایسے طبیعي یا کیمیاري صفات پائے جاتے هیں ' جن کي بدولت بعض مادوں کا پروٹوپلاسم کي صورت میں منتقل هو جانا ' یا اس سے بالکل نکل آنا ' نهایت آسان هو جاتا هے -

ان طبیعي حالات میں پیدا هونے والے تغیرات ' اور ان تغیرات کا مجموعه ' جو پروٹوپلاسم میں پیدا هونے والے کیمیاري اسباب کا نتیجه هوتے هیں ' انکي تمثیل و عدم تمثیل کا باعث هوتا هے - جنکے مماثل تغیرات ' خارج از جسم بهي طبیعي یا کیمیاري ذرائع سے پیدا کیے جا سکتے هیں -

(۱) آگے چلکر (خلایا) اور (خلیه) کا لفظ آے گا ' اسلیے ان دونوں مطالعوں کي حقیقت سمجھه لیني چاهیے - حیوانات اور نباتات کے اصل حیات کي ابتدائي تکوین ایک خورد بیني تهیلي سے هوتي هے ' جو اسقدر دقیق هے که بغیر آلۂ خورد بین (میکرسکوپ) کے نظر نهیں آسکتي - اسکے اندر ایک متحرک سیال مادہ مثل ایک لعابي مادے کے هوتا هے - اسي کو انگریزي میں Protoplasm پروٹوپلسم کهتے هیں - افسوس که اسکے لیے هم دست هم کوئي اصطلاح وضع نه کرسکے ' اور نه کوئي عربي لفظ اجمال کے تراجم حدیثۂ عربیه میں ملا -

اسي سیال مادے میں ایک اور چیز مثل گٹهلي کے تیرتي هوئي نمودار هوتي هے ' اور اسي سے پهر نباتاني و حیواني جنین کي تکوین هوتي هے - یه گٹهلي هے ' جسکے لیے عربي لفظ (نواۃ) هم نے مضمون میں جا بجا استعمال کیا هے -

یه صحیح هے که تحول و انتقال کے ان تمام درمیاني دوروں کا استیعاب هم نے نهیں کیا هے ' جنمیں سے جسم میں داخل هونے والے مادوں کو گزرنا پڑتا هے ' لیکن جب تک که تغیرات کا حاصل یهي ابتدائي دور اور یهي انتهائي نتائج هونگے (بشرطیکه انکي رفتار طبیعي و کیمیاري قوانین کے مطابق هو) اسوقت تک هم کو اس نتیجے کے نکالنے کا حق هے که ذي حیات مادوں کے تغیرات کے اسباب بهي وهي معمولي کیمیاري و طبعي اسباب هیں -

نمو و توالد جمادات و مادہ هاے ذي حیات

ممکن هے که کوئي شخص کهے که مادہ هاے ذي حیات اور جمادات میں مابه الامتیاز ' صرف اول الذکر کا نمو اور توالد هے - ایسا همیشه کها جاتا هے ' مگر میرے عقیدے میں شاید هي کوئي دعوی اس خیال سے زیادہ غلط اور بے اثر هو - تحقیقات قدیمه اور تجارب حالیه نے کامل طور پر ثابت کردیا هے که جمادات میں بهي نباتات و حیوانات کي طرح قوت نشو و نمو موجود هے ' اور رفتار نمو کي سستي و تیزي کے سوا کوئي شے نهیں ' جو دونوں میں ما به الامتیاز هو - گهڑي کے دائرے میں منٹوں کي سوئي چکر لگاتي هوئي نظر آتي هے لیکن منٹ کے بڑے کانٹے پر جب تک نهایت غور کے ساتهه نظر نه جمائي جاے ' اسکي حرکت محسوس نهیں هوتي - پهر گهنٹے کا کانٹا تو بالکل ساکن و جامد اور غیر متحرک محض نظر آتا هے ' اور با وجود اسکي حرکت کے علم یقیني کے ' کوئي نظر اسکي حرکت کو محسوس نهیں کرسکتي - پهر کیا هم میں کوئي شخص بهي اسکے لیے طیار هے که گهڑي کي منٹ کي چهوٹي سوئي کي حرکت کو تسلیم کرے ' مگر بڑے کانٹوں کي حرکت سے انکار کردے ؟

یهي حال مخلوقات عالم کي نشو و نما کي رفتار کا هے - بعض نهایت سریع السیر هیں اور اسلیے انکي قوت نمو کو هر نظر محسوس کرتي هے - بعض اس سے کم سریع هیں ' اور انکا مشاهده زیادہ غور کا محتاج هے - آخري درجه جمادات کي نشو و نما کا هے ' که انکي حرکت گهنٹے کي سوئي کي طرح نهایت بطی السیر ' اور دیر رفتار هے ' اور بغیر ایک معتد به وقت کے گذرنے اور اسکے خانۂ رفتار کے درجوں پر نظر رکهکر مقابله کرنے کے ' کسي طرح اسکا اندازہ نهیں کیا جا سکتا -

جمادات میں عدم نمو کي تغلیط کے لیے میں یهاں (بلورات غیر آلیه) کي مثال کافي سمجھتا هوں : (آلیه اور غیر آلیه کي تشریح گذشته نمبر میں گذر چکي هے)

(بلورات غیر آلیه) کو اگر انکي ضروري غذا ملتي رهے تو انمیں بهي توالد و تکاثر هوتا هے - انکے مختلف اصناف هیں ' اور هر صنف کے نمو کي ایک خاص حد هے - ان بلورات کا نمو جب اس حد خاص تک پهنچ جاتا هے تو پهر مثل حیوانات کے قد کے ' انکے حجم میں زیادتي نهیں هوتي بلکه نئے بلور پیدا هونے لگتے هیں - یه بهي دریافت هوا هے که جب بلورات اصطناعیه وسط مناسب میں رکهے جاتے هیں ' تو انمیں بهي نمو هوتا هے ' اور انکے نمو اور ذي روح مادوں کے نمو میں حیرت انگیز مشابهت هوتي هے -

جمادات میں توالد بالتناسل

جمادات میں توالد بالتناسل کا انکار بهي صحیح نهیں - دریائي تریتا کے متعلق (لوئب) کے مباحث نے ثابت کردیا هے که

انڈوں کي تلقيح (۱) جسکا شمار اب تک حيات کے مخصوصات ميں تھا ' کسي ايسے ذي حيات مادے سے نہيں ہوتي ' جو نر سے منتقل ہو کے آتا ہو - اعصاب ' انسجہ ' اعضاء ' مختصراً يہ کہ تمام جنيني کي تياري نر کے جراثيم کے بدلے ايک بسيط کيمياوي مادہ کے ذريعہ سے ممکن ہے - اور کبھي اسکي بھي ضرورت نہيں ہوتي بلکہ صرف ميکانيقي (يعني ميکانک کے آلات کے ذريعہ) يا کہربائي ذريعہ سے حرکت و انتباہ اسکے ليے کافي ہوتي ہے -

في حيات مادے کي ترکيب ممکن ہے

شروع ميں علماء کيميا کا يہ خيال تھا کہ ذي حيات مادوں کي ترکيب وقت و اتفاق ميں انتہائي نقطہ پر ہے ' اور اسکا اندازہ صحيح مستبعد ہے - اسليے وہ يقين کرتے تھے کہ ذي حيات مادے کي ترکيب ممکن نہيں - مگر اب ہم اس راے کے رکھنے پر مجبور نہيں ہيں - اپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حيات کي اولين شکل ايک مادۂ خوردبيني (۲) ہے ' جو ايک مجموعۂ ذرات ' اور بعض حالتوں ميں کسي خاص شکل سے متشکل ہوتا ہے - وہ ظروف حيات کے تمام خلايا ميں تغذيہ و توالد کا سے سب سے بڑا ذريعہ ' اور اس درجہ اہم درجہ رکھتا ہے کہ بيجا نہيں ' اگر ارباب کيميا اُسے خلايا کا خلاصۂ حيات قرار ديں -

اس مادۂ خورد بيني کو (نوات) کے لفظ سے ياد کرتے ہيں -

موسيو موشير ' اُس کي پيروي ميں پروفيسر رکوسل ' اور اسکے تلامذہ کے مباحث نے يہ ثابت کرديا ہے کہ نوات کي ترکيب کيمياوي غير معمولي درجہ کي نہيں ہے - اسليے ہم کو اميد ہے کہ ايک دن انسان اس مادے کو بھي بنا سکيگا جو نوات کا مايۂ خمير ہے - يہ کہنا صحيح نہيں کہ اعمال و افعال کے باب ميں نوات کي ترکيب کيمياوي کي جگہ اسکي شکل کو اہميت حاصل ہے ' کيونکہ وہ تمام لوگ جو مباحث ميں خورد بين سے مدد ليتے رہتے ہيں ' جانتے ہيں کہ نوات کي شکليں بيحد مختلف ہيں اور نہ صرف مختلف

(۱) تلقيح سے مقصود نطفۂ حيوانات کي وہ حالت ہے ' جب وہ بيضۂ رحم اُناث کے ساتھہ ملتا ہے -

(۲) انگريزي ميں ايک اصطلاحي اسم ہے : مائي کروب Microbe يعني وہ نہايت دقيق اور مثل ذرات کے جراثيم نباتاني و حيواني ' جو تمام فضاے ارضي ميں پھيلے ہوے ہيں اور کوئي جگہ نہيں جو انسے خالي ہو - علوم حديثہ کا يہ ايک عظيم الشان اکتشاف ہے ' اور اسنے علم تشريح و حيات اور علم الجرّ و الہوا ميں ايک عجيب انقلاب پيدا کرديا ہے - سب سے پہلے ان جراثيم کو ايک فرانسيسي مکتشف پروفيسر (پاستر) نے دريافت کيا تھا ' اور في الحقيقت اُس نے عالم انسانيت کي سب سے بڑي خدمت انجام دي -

ان جراثيم کا حجم اسقدر دقيق ہوتا ہے کہ دھوپ ميں نظر آنے والے ذرات بھي انکے مقابلے ميں نہايت کبير الحجم ہيں - انکو چشم غير مسلح (يعني بغير آلات مصنوعي کے) نہيں ديکھہ سکتے ' اسليے انکے ديکھنے کيليے ايک نہايت قوي المنظر آلہ مائي کراسکوب Microscob ايجاد کيا گيا ہے ' جسکے ليے بہت عمدہ لفظ ہمارے يہاں خورد بين کا رائج ہو گيا ہے - انگريزي ميں ان جراثيم کو مائي کروپ کہتے ہيں ' اور آجکل عربي ميں بھي يہي لفظ ميکروب کے لہجہ ميں رائج ہو گيا ہے - مگر ہم نے اسکي جگہ (خورد بيني جراثيم) کا لفظ وضع کيا -

اسي طرح ہر چيز جو خورد بين ہي کے ذريعہ نظر آئي ہو ' اور نہايت دقيق الجرم ہو ' خورد بيني کي ترکيب سے موسوم کي جا سکتي ہے - يہاں (مادۂ خورد بيني) سے نوين حيات نباتاني و حيواني کي وہ ابتدائي شکل مراد ہے ' جو بصورت ايک گٹھلي کے پروٹو پلاسم ميں پيدا ہوتي ہے اور تيرتي رہتي ہے - اجکل عربي کے تراجم علميہ ميں اسکو (نواۃ) کہتے ہيں اور وہي لفظ ہم نے بھي اختيار کيا ہے - يہ کوئي اصطلاح نہيں ہے بلکہ گٹھلي کو عربي ميں نواۃ کہتے ہيں -

يہ گٹھلي بھي اسقدر چھوٹي اور دقيق ہے کہ بغير خورد بين کے نظر نہيں آ سکتي - اسي ليے اسکو مادۂ خورد بيني کہنا چاہيے -

چونکہ خوردبين کے ذکر ميں ضمناً علم جراثيم خورد بيني کا ذکر آگيا ہے اسليے چند الفاظ اسکي نسبت بھي لکھہ ديے گئے -

ہيں بلکہ بعض نوات کي تو کوئي خاص شکل ہي نہيں ہوتي - صرف پروٹو پلاسم ميں پراگندہ ذرات کي شکل ميں موجود ہوتا ہے - اس سے ميرا مقصد يہ نہيں کہ نوات کي شکل اور اسکے تغيرات غير اہم ہيں ' بلکہ ميں يہ کہنا چاہتا ہوں کہ نوات کي شکل اسکے اعمال و افعال کا مبني و اساس نہيں ہيں - يہ ايک مسلم واقعہ ہے کہ وہ مادہ جو معمولي خلايا ميں آکے نوات کي شکل اختيار کرليتا ہے ' بعض بسيط ذي حيات مادوں ميں بالکل ترقي يافتہ ذي حيات مادوں کي طرح فرائض طبيعي انجام ديتا ہے ' حالانکہ انميں عمل خلايا کا کوئي وجود نہيں ہوتا -

ترکيب حيات کي ترکيب کيمياوي

ذي حيات مادوں کے عناصر قوام کي تعداد مختصر ہے - انميں چار عنصر يعني کربون ' ہيدروجين ' آکسيجين ' اور نيٹروجين تو ہميشہ ہوتے ہيں - ان عناصر اربعہ کے ساتھہ فاسفورس بھي ضرور ہوتا ہے - فاسفورس پروٹو پلاسم اور مادہ نوائي ' دونوں ميں ہوتا ہے مگر مقدم الذکر ميں کم ' اور موخر الذکر ميں زيادہ -

تجارب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاذ حالتوں کے علاوہ تمام مظاہر حيات کے ليے کم از کم ۷۰ - في صدي پاني کي ضرورت ہے ' لمحہ بقاء زندگي کے ليے اتنے پاني کي ضرورت نہيں - چنانچہ ديکھا گيا ہے کہ اگر بالکل نہيں تو ايک بڑي مقدار ميں پاني نکالے جانے کے بعد بھي بعض ذي حيات مادوں کي زندگي ميں کوئي فرق نہيں آيا -

پاني کي طرح بعض نمک ہاے غير آليہ کا وجود بھي ضروري ہے - ان نمکوں ميں مقدم ترين نمک ' کلورڈ سوڈيم اور بعض نمک ہاے کلسيم ' پوٹاسيم ' اور آہن ہے - انھي تين عنصروں سے حيات کے مرکب کا قوام ہے -

امکان تولد ذاتي

اس تفصيل سے معلوم ہو گيا ہوگا کہ مادہ ہاے حيات کي توليد يا بالفاظ ديگر توليد حيات محال نہيں ہے ' جيسا کہ اب تک سمجھا جاتا ہے -

(بيتر) کے تجارب کے بعد سے ذي حيات خورد بيني مادوں ميں تولد ذاتي کا قائل اب بجز معدودے چند اشخاص کے اور کوئي نہيں -

جہاں تک مجمع عام ہے ' مشاہير ارباب علم ميں ڈاکٹر سٹين کے علاوہ اور کوئي شخص اب قديم عقيدہ پر قائم نہيں ' مگر ڈاکٹر موصوف بھي اپنے متعدد تجارب کے اجرا اور مقالات و کتب کي اشاعت کے باوجود اب تک اپني راے کي صحت لوگوں سے تسليم نہيں کراسکے - بہر نوع ميں تجارب بيتر کے نتائج کو مانتا ہوں - اسوقت تک جو دلائل پيش کيے گئے ہيں اگر انميں شک ہے تو کوئي مضائقہ نہيں ' تجربے اور مشاہدے کي منزل اخري جب تک نہ آئے ' اس سفر علم ميں ہميشہ شکوک سے دو چار ہونا پڑتا ہے ' ليکن ساتھہ ہي اس شک کو اصل امر کے اعتراف سے مانع نہ ہونا چاہيے - يہ تسليم کرليا چاہئے کہ غير ذي حيات مادوں سے ذي حيات مادوں کي توليد ممکن ہے -

حيات نتيجہ نشو و ارتقاء ہے

انسان نے اپنے دور وحشت اور تمدن ' دونوں ميں ہميشہ يہ عقيدہ رکھا ہے کہ " حيات کا فيضان مادے ميں نہيں بلکہ مافوق الطبيعۃ مبدء سے ہے " ليکن اس وقت ہمارا دائرہ ' معلومات و تجسس ہے ' اعتقاد نہيں ہے ' يہ کہنا پڑتا ہے کہ يہ اعتقاد بصورت ايک دعوے کے ہے مگر کسي علمي بنياد پر قائم نہيں اور اسليے علمي دنيا ميں واجب التسليم نہيں ہو سکتا - ہمکو يہ اعتقاد رکھنے ميں کہ

مقالات

حیات کا وجود ایسے اسباب سے ہے ' جو کائنات میں مادے کی گونہ گوں شکلوں کے اسباب کے شمائل ہیں اور بالفاظ دیگر حیات کا وجود بھی قانون ارتقاء تدریجی سے ہوا ہے -

بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے کہ حیات کرۂ ارض پر پیدا نہیں ہوئی بلکہ کسی سیارے سے آئی ہے ' اور عجب نہیں کہ حاضرین میں سے بعض حضرات کو وہ مناقشہ یاد ہو ' جو اس مجمع کے اجلاس سنہ ۱۸۷۱ - منعقدہ اڈنبرا کے خطبۂ رئیسیہ میں سر (ولیم ٹامس) کے ایک اعلان پر ہوا تھا ' جبکہ معلم موصوف نے کہا تھا کہ حیات کرۂ ارض میں ذوات الاذناب (دمدارستارے) کے ذریعہ سے آئی اور اسی سے حیوانات میں زندگی پیدا ہوئی !

اس رائے پر مختلف و متعدد اعتراضات ہوے تھے جنمیں سے بعض کا جواب آسان نہ تھا - ایک شخص نے اعتراض کیا تھا کہ زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پہنچنے کے لیے ذوات الاذناب کو ۶۰ - ملین سال کا زمانہ چاہیے ' اور اس نظام کے قریب ترین سیارے سے زمین تک آنے کے لیے ۱۵۰ - سو ملین سال - جب وہ ارض کے جو سے گزرینگے ' تو انمیں اس حرکت و احتکاک (رگڑ) سے اشد شدید حرارت پیدا ہو جائیگی -

پس اولاً یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جراثیم حیات اسقدر طویل مدت تک کیونکر زندہ رہے ؟ اور اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ وہ زندہ رہے تو انھوں نے وہ حرارت کیونکر برداشت کی جسکو کوئی ذی حیات برداشت نہیں کرسکتا ؟

بعض علما نے ایک اور رائے اسی کے قریب قریب ظاہر کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ غالباً جراثیم حیات اس غبار بالائی میں موجود ہیں ' جو فضاء نجوم میں پھیلے ہوے ہیں - اور پھر ذوات الاذناب کی طرح گرم ہوے بغیر زمین پر گرپڑے - آر - ہینوس کا یہی مذہب ہے - وہ کہتا ہے کہ اگر جراثیم حیات کسی قسم کی شعاعوں کے ذریعہ سے ایتھر میں واپس کردیے جائیں ' تو انکو زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پہنچنے میں ۹ - ہزار سال ' اور مریخ تک پہنچنے میں بیس دن لگینگے -

یہ مذاہب مسئلہ نشو حیات کے حل کو قریب کرنے کے بدلے کائنات کے ایسے گوشے میں پہنچا دیتے ہیں ' جہاں تک شاید ہماری رسائی نہ ہوسکے ' اور ہم کو اسکا اعتراف کرنے کیلیے اپنے حد فہم و ادراک سے ماورا کوئی سطح تلاش کرنی پڑے -

اگر ان مذاہب کے آگے سر تسلیم خم کردیا جاے ' تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ گویا ہمکو نشو حیات کا کوئی علم نہیں اور نہ ہوسکتا ہے - اسمیں شک نہیں کہ بدقسمتی سے اسکا جزء اول صحیح ہے ' مگر ہم کو امید ہے کہ جزء دوم صحیح ثابت نہ ہوگا -

جب ہم مادۂ ارضی کے ان قوا کے نشو و ارتقاء پر غور کرتے ہیں ' جن کا اسوقت تک ہم کو علم ہوا ہے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان مذاہب کو غیرممکن سمجھنا ہمارے لیے جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اصول نشو و ارتقاء کے ذریعہ سے اس مسئلہ کا حل ان مذاہب کے حل سے نسبتاً قریب ہے اور علوم حالیہ اسکی تصدیق و توثیق کے معاون ہیں - ہم تسلیم کرسکتے ہیں کہ کرۂ ارض کے علاوہ کائنات کے کسی اور گوشے میں

ہلال و صلیب

اور

مستقبل اسلام

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا (لکھنؤ)

—: * :—

حضرت مولانا ! تسلیم - لکھنؤ گیا اور معلوم ہوا کہ آپ کئی روز ہوئے تشریف لیگئے -

اب نہ جانے جناب کا قیام کہاں ہے ؟ چلئے ایڈریانوپل بھی گیا - صلح بھی سمجھیے کہ ہوھی گئی - میں چار ماہ پیشترھی اپنے دوست سہروردی کو لکھ چکا تھا کہ یورپ سے اسلام نکل گیا - ویسا ھی ہوا - اور ابھی کیا ہے - جیسا میں نے مولانا باری صاحب کو لکھا ہے ' ان دو برسوں میں مسلمانوں پر سنگین ترین مشکلات اور حادثات کا بوجھ گرا ' لیکن آئندہ دو برس میں جو واقعات ظاہر ہونگے ' انکے مقابلے میں یہ بھی گرد ہو جاینگے -

مسلمانوں کی آخری لڑائی ہو چکی - عیسائیوں نے انکو شکست دی - اور شکست بھی فاش - لیکن ابھی ایک آخری معرکہ عیسائیت اور اسلام سے کرنا باقی ہے - وہ بھی ہوکر رہیگا ' اور مجھے بہت اندیشہ ہے کہ جلد ھی ہو - اوس معرکہ میں بھی اگر مسلمان غافل رہے تو یہی نتیجہ ہوگا جو ہوا ' بلکہ اس سے بھی بدتر -

اسلام کی زندگی

کیا ہماری زندگی سے وابستہ ہے ؟

میں یہ نہیں کہتا کہ اوس معرکہ کے بعد اسلام فنا ہو جایگا - نہیں ' اسلام کبھی بھی فنا نہ ہوگا - آفتاب فنا ہو جایگا - مہتاب فنا ہو جایگا ' مگر نور اسلام چمکتا رہیگا - اسلام باوجود مسلمانوں کے شکست کھانے کے بھی بڑھ رہا ہے - اور اگر مسلمان اسلام کو چھوڑ بھی دیں ' تب بھی اسلام فنا نہ ہوگا - خدا ضرور کوئی دوسری قوم پیدا کریگا جو اوسکے نام اور اوسکے اسلام کی عزت کو برقرار رکھے - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا مٹ جانا ھی شاید اسلام کے لئے مفید ہوگا - اب وہ کون ہے جو اُس برگزیدہ مذہب کو بدنام کر رہا ہے ؟ وہ کون ہے جو دوسروں کو اوسپر طعنہ زنی کا موقع دیتا ہے ؟ کسنے اوسے یورپ سے نکلوایا ؟ کسنے اوسکو میجک لنٹرن سے تشبیہ دلائی کہ جسقدر تاریکی ہو اوسی قدر وہ کھلتا ہے ' اور جہاں روشنی ہوئی ' جہاں تہذیب ہوئی ' بس وہ مٹ کر رہجاتا ہے ؟ یہ سب اس زمانہ کے مسلمانوں ھی کی بدولت اسلام نے سنا ' ورنہ اسلام تو تاریک سے تاریک مقام کو روز روشن سے روشن تر کر

[بقیہ پر ہلال ۵]

بھی حیات کا وجود ہو ' مگر ہمارا کرۂ ارضی اپنے ہر ذرہ میں جو طبیعی قوت نشو و نما رکھتا ہے ' ظلم ہوگا ' اگر اسکو دوسرے کروں سے حیات مستعار لینے کا معالج قرار دیا جاے - جبکہ نشو و ارتقا کا قانون ہر ذی حیات میں ہے ' تو پھر اصل حیات کو اس قدرتی قانون کا نتیجہ قرار دینے میں کونسی مشکل درپیش ہے ؟

چکا ہے - وہ تو ربع مسکون پر تہذیب و عام کا علم بلند کر چکا ہے - وہ تو تمام معلوم مذاہب کو اخلاق کا سبق دیچکا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسلام کے پیرو نہیں ہو سکتے تو ہمکو چاہیے کہ ہم فوراً ایسا مذہب اختیار کرلیں جسکی پابندی کر سکیں - جو اسقدر ارفع نہ ہو جسقدر کہ اسلام ہے - مسلمانوں کا عیسائی ہوکر انسان اور صلیب کی پرستش کرنا اچھا ہے بنسبت اسکے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال سے خدائے اسلام کو بدنام کریں - اور خدائے لا شریک کی عبادت سے لوگوں کی طبیعتوں کو ' اونکے سامنے اپنی ذلیل حالت پیش کرکے ' پھیر دیں -

مسلمانوں کی زندگی

بغیر روح اسلامی کے ممکن نہیں

یا پھر کمر ہمت چست کریں ' اور سچے اور پکے مسلمان بنیں - مجھے یقین واثق ہے کہ اگر مسلمان مسلمان ہو جائیں ' تو پھر وہ اوس عروج اور مرتبہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں ' جسپر وہ کبھی پہونچے تھے - اسلام - اسلام - اسلام -

مسلمانوں کے ہر مرض کی دوا اسلام ہے - ہمکو اس مغربی تہذیب کی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس نئی معاشرت کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو "ترقی یافتہ" ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں - ہم اوس وقت کیا برے تھے جب ہمارے غریب بھائی بادشاہوں کے سامنے اپنے پھٹے کپڑونمیں جانے نہیں معیوب کردیتے تھے ؟ ہم اوس زمانہ میں کیا برے تھے ' جب ہمارے امیر اونٹ کی مہار پکڑے ' اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے ' بیت المقدس کے سے باعظمت اور عیسائیوں کے معجب مقام کی فتح کے لیے داخل شہر ہوئے تھے ؟ ہم اوس وقت کیا برے تھے ' جب ہمارا ہر فرد راہ خدا میں مجاہد تھا - جب ہم میں سے کسی کو ملک میں احتیاج نہ ہوتی تھی ' بلکہ کل ملک کا خراج ہمارے بیت المال کو ملتا تھا ؟ جب ہم خرمے پر زندگی آسودگی سے بسر کرتے تھے ' اور جب ہم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے ' جس سے ہمنے ایک طرف تو روحانی طاقت سے اوہام باطلہ کو فنا کر دیا تھا ' اور دوسری طرف مادی راحت کی ضروری چیزیں فراہم کر لی تھیں -

کیا ہمارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں ہمکو چست سے چست کام کرنے میں مانع ہوتی تھیں ؟ کیا ہم اونمیں پہنے ہوئے بودھابست اور فرانس اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے ؟ کیا ہماری اُس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ و طیبہ اور صاف بود باش نہیں سکھا دیا ؟ کیا حرمت نسوان اور اعانت یتیمان و بیکساں میں ہمسے کوئی دوسری قوم بڑھسکی تھی ؟ کیا ہمارا سادہ اور قرآنی قانون ہماری ہر ضرورت کے لیے کافی نہیں ہوگیا تھا ؟ کیا اس تمام عالم میں باوجود اس ترقی عقل سیاسی و مادی کے کوئی حکومت ایسی قائم ہو سکتی جو مساوات ' حریت ' اخوت کے اصولوں پر اس مضبوطی اور خوبی سے قائم ہوئی ہو ' جیسی حضرت عمر (رض) کے وقت میں تھی ؟ کیا وہ پہرا جو اسلام نے ہمارے نفسوں پر مقرر کردیا تھا ' اوس قانونی گرفت اور پولیس کی روک تھام سے کمزور اور کم اثر تھا جو آج ہمپر مسلط ہے ؟ نہیں - ہم کو کچھ نہیں چاہیے سوا اسلام کے - اسلام ! اسلام ! اسلام ! ہمارے ہر مرض کی دوا اسلام - اسلام کا ہمارے اوپر کسقدر احسان ہے ؟ اسلام کا دنیا پر کسقدر احسان ہے ؟ ہم اسلام سے پہلے کیا تھے ؟ جانور - اسلام نے ہمکو کیا بنا دیا ؟ انسان - دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی ؟ تماشہ گاہ - اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا ؟ دارالعلم والعمل - جبتک مسلمانوں میں اسلام کی محبت رہی - جبتک اونھوں نے اسلام کی سچی اور دلسے پیروی کی ' اوسوقت تک اونھوں نے زوال نہیں دیکھا - وہ آپسمیں بھی لڑے - انھوں نے ظلم بھی کیا - لیکن جبتک اونکا عقیدہ بجا رہا - جبتک وہ باوجود ذاتی عناد اور بشری کمزوریوں کے اسلام کے دلدادہ رہے - اوسکے اصولوں کا احترام کرتے رہے - اُسوقت تک اُنھوں نے نیچا نہیں دیکھا - اسلام نیچا دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے - اوسکی ساخت ہی صناع عالم نے ایسی رکھی ہے کہ ہر چیز سے بالا اور بلند رہے - جس شخص میں اسلام کی روح ہے وہ پست نہیں ہوسکتا - اوسکی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی - روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی - کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اڑا سکتا ہے ؟ کیا وہ قوم جسمیں اسلام کی روح ہو توپ و تفنگ سے فنا کی جا سکتی ہے ؟ نہیں - مگر چاہیے تو اسلام کی روح - اگر وہ نہیں تو کچھ نہیں - مسلم بلا اسلامی روح کے بد ترین انسان ہے - مسلمان اسلامی روح کے ساتھہ افضل الناس ہے - میں آیندہ کی عیسائیت اور اسلام کی دوبارہ معرکہ آرائی کو اپنی دوربین آنکھوں سے دیکھہ رہا ہوں - میری روح اس اندیشہ سے لرز جاتی ہے کہ مبادا اوس وقت بھی مسلمانان عالم اسلامی روح سے معرا نہ ہوں - مسلمانوں میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب ہوجائینگے - اگر اونمیں اسلامی روح ہے تو وہ کسی طاقت دار سے طاقت دار قوت سے بھی مغلوب نہ ہونگے -

گذشتہ سے سبق

اگلے زمانہ میں جو سبق ملا وہ تاریخی واقعات ہیں - کیا اوس زمانہ کے قریب قریب ہر معرکہ میں یہ نہیں ہوا کہ مسلمان تعداد میں کم - فوجی ساز و سامان میں کم - قواعد و ضوابط فوجی سے بے خبر - پھر بھی فتح اونھی کے ہاتھہ میں رہتی تھی ؟ وہ کون قوت تھی جو (ضرار) کو ایک نیزہ ہاتھہ میں لیکر ننگے بدن ' ایک تیغ و تبر اور زرہ بکتر سے مسلح جوان کے مقابلہ پر آجانے کیلیے اُکساتی تھی ؟ اور وہ کون سی قوت تھی جو قبل اسکے کہ غنیم کی تلوار اُسکے ننگے بدن پر گرے ' اُسکے نیزے کی ذری سی انی کو زرہ بکتر کے پار پہونچا دیتی تھی ؟ یہ وہی اسلامی روح کی قوت تھی -

پھر وہ کون قوت تھی جو دشمنوں پر فتح کرنے کے بعد بھی اسلامی مجاہدین میں اسقدر روز باقی رہنے دیتی تھی کہ شراب خوار اور لحم الخنزیر سے پر شکم غنیم پر غالب آجاتے تھے ؟ وہی اسلامی روح تھی -

اور وہ کون اخلاقی جرأت اور اولو العزمی تھی جو حضرت خالد کو بحالت ایک معمولی سپاہی کے اوسی جان نثاری اور شیردلی پر آمادہ و مستعد رہتی تھی ' جیسی وہ حیثیت ایک کمانڈر ان چیف اور سپہ سالار افواج کے اُن میں تھی ؟ یہ بھی وہی اسلامی روح تھی -

ہماری آنکھوں کے سامنے ایک حسرتناک اور عبرتناک واقعہ یہ پیش آیا کہ عین اوسوقت ' جب غنیم دار السلطنت اسلامی کے دروازے پر ہے ' ایک سپہ سالار اور ایک وزیر معزول کیا گیا ' لیکن اوسکے لیے مادی قوت کی ضرورت پڑی اور اوس فعل نے ایسے نازک وقت پر بھی عمارت ذاتی کی آگ بھڑکا دی - اور کتنوں کے اوس غیظ کے انتقام کے جوش میں وطن فروشی تک پر تیاری کر لی - ترکوں پر اس سے زیادہ نازک وقت پھر پڑ نہیں سکتا ' جو اسطرف پڑا ' پھر بھی اونمیں ایکا نہ ہوا - پھر بھی وہ دشمن عدو کو دبا نہ سکے - سلطنت کا بڑا حصہ ہاتھہ سے نکل گیا ' مگر باقی جنگ و جدل مرقوف نہ ہوئی -

مستنبل

اچھا ' اب یہ ہو چکا ہے - باب مسیحیت بھی مسلمانوں کے ہاتھہ سے گیا - البانیہ بھی گیا - سکندر ذوالقرنین کا وطن بھی گیا - سلطان

سلیم کا مقبرہ بھی گیا - اور سال بھر کے اندر فرض کر لیجیے کہ قسطنطنیہ کے بھی نکل جانے کا سامان ہو گیا - اب قسطنطنیہ میں ترک اسی وقت تک ہیں' جبتک زار فردی نند کی مرضی ہے ' یا جبتک انگلستان قسطنطنیہ کا معاوضہ اپنے لیے افغانستان ' ایران یا تبت وغیرہ کی طرف روس سے نہیں طے کر لیتا - پھر آخر اب کرنا کیا ؟ بس رونا اور کوسنا ' یا کچھ اور بھی ؟ کیا ہم لوگ یہ سمجھکر بیٹھے رہینگے کہ اسلام یورپ سے نکل گیا اور قصہ ختم ہو گیا ؟ کیا ہم اب بھی اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی ذمہ داری تنہا ترکوں کے اوپر ڈالے رہینگے ؟ اور کیا ہم یہ سمجھتے رہینگے کہ اسلامی روح کے بغیر ترک باقی اسلامی مقامات کو اسلام کی حکومت میں محفوظ رکھسکیں گے ؟

مسلمانوں پر یہ نازک ترین وقت ہے - میدان کارزار میں انہیں شکست ہوئی - لیکن کیا اب ان میں اسلامی روح اسقدر مفقود ہوگئی ہے کہ حمیت اور غیرت بھی جاتی رہی ؟ کیا بس اب وہ شکست کو مان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاوینگے ؟ کیا روس کی چالوں پر انہوں نے کبھی غور نہیں کیا ؟ کیا انکی نظر اسقدر خیرہ ہوگئی ہے کہ انہوں نے اوس واقعہ کو بھی نہیں دیکھا ' جو ایڈریا نوپل کی فتح کی خبریں سنکر ڈیر مالے روس (Duma) کے ایسے مرتقر اور ذمہ دار جماعت نے خوشی سے برپا کیا ؟ کیا ارمینا اور شام اور یمن اور مصر میں فساد کی جڑیں باقی نہیں ہیں ؟

آخری فیصلے کا وقت

اب وقت اسکا آگیا ہے کہ نہ صرف ترکوں کو ' بلکہ مسلمانان عالم کو یہ طے کرلینا ہے کہ وہ کسی مقام پر حاکم اعلی بنکر رہینگے یا نہیں ؟

ترک تنہا اگر چاہیں بھی' تب بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ حاکم اعلی رہیں - ذراسی صوبہ داریوں نے اس جنگ بلقان میں عملاً یہ دکھا دیا کہ ترک تنہا ہرگز مسلمانوں کی عزت دیاری برقرار نہیں رکھسکتے -

اب اس جنگ کے بعد تو اور بھی مشکل ہو گیا - ترکوں سے بڑا حصہ ملک کا نکل گیا اور انکے ذرائع آمدنی کم ہوگئے -

چھ عیسائی طاقت ور قوتیں تھیں - اب متحدہ قوت بلقان ایک اور قوی کی دشمن جان پیدا ہو گئی -

سیاست دانوں کو معلوم ہے کہ انگلستان کی سی دولت مند اور وسیع الذرائع سلطنت کو اپنی بحری قوت کے صرف دو سلطنتوں کے برابر رکھنے میں بھی ایڑی تک پسینہ آنا پڑتا ہے - پھر ترکوں سے یہ کیسے توقع ہو سکے کہ وہ اپنی بحری اور بری ' دونوں قوتوں کو چھ سات زبردست قوتوں کے برابر رکھسکیں گے ؟

ظاہر ہے کہ ترک اب کسی دوسری سلطنت پر بھروسہ نہیں کر سکتے - پھر آخر وہ تنہا کیسے مسلمانوں کی عزت کے برقرار رکھنے کی ذمہ داری کر سکتے ہیں ؟ اب تو اونکو اپنی شکستہ حالت کا درست کرنا ہی مشکل ہوگا - سال آئندہ اگر زار فرڈیننڈ یا زار نکولس کو بیت المقدس پر حملے کا شوق ہوا - یا مسلمانوں پر رعب جمانے کے لیے جس طرح آج قسطنطنیہ کا ایک دن کے لیے لینا ضروری سمجھا جاتا تھا ' کل مدینہ یا کعبہ کا دبا دینا ضروری تصور ہوا تو اوسکی مدافعت کیسے ہوگی ؟

آج کل کی جنگ کے بعد طاقت دار سے طاقت دار قوتیں فتحمندی کی حالت میں بھی ٹوٹ جاتی ہیں - پھر بیچارے ترک کیا کرینگے ؟

یہ وقت نہایت مشکلات کا ہے - ہجوم آفات ارضی و سماوی ہے - مسلمانوں بلکہ کل ایشیا والوں پر اس شکست کا اثر جو بھی ہوئی' بہت خراب پڑیگا - لیکن ایسے سنگین وقت میں بھی اگر کوئی چیز آسکتی ہے' اگر اس شکست کو کوئی چیز فتح بنا سکتی ہے ' اگر آئندہ حالت کو کوئی چیز محفوظ کر سکتی ہے ' تو وہ یہی اسلامی روح ہے -

ہمارے مقدم کام

ہم کو تین کام کرنے چاہئیں -

۱ — ہمکو ایک مضبوط اور بہت وسیع پین اسلامک Pan-Islamic (اور اگر دوسری قومیں دل سے شریک ہوں تو پین ایشاٹک Pan-Asiatic) ارگینزیشن Arganisation- بنانا چاہیے - جو اوسی طرح ہر ہر ملک میں مسلمانوں اور ایشائیوں کی پشت پناہی کرے ' جسطرح ہر جگہ بلقانی کمیٹیاں Balkan Comaitees بلقان کے عیسائیوں کی کرتی تھیں -

۲ — ہمکو مسلمانوں میں عام طور پر' اور ترکوں اور عربوں میں خاص طور پر' قدیم اسلامی روح پھونکنے کی کوشش کرنا چاہیے ' یہانتک کہ ہم پھر مسلمانوں کا حاصل زندگی کلمۂ لا الہ الا اللہ کی حفاظت و اشاعت بنادیں -

۳ — کل یورپ پر نقش کر دینا چاہیے کہ اب کسی ایشیائی یا افریقی ملک کی ایک انچ زمین بھی یورپ کا غصب کرنا' کل ایشیائیونکی نظرونمیں خار ہوگا - اور انکو یورپ سے بیزار بنادیگا - ایشیا اور افریقہ کی خود مختار سلطنتیں قریب قریب کل مٹ گئیں اور جو رہگئی ہیں ' بہت کمزور ہیں - لیکن پھر بھی ایشیا کے پاس ایک ایسی چیز ہے جو یورپ کے پاس نہیں - یعنی روحانیت! ایشیا اور افریقہ کے باشندے تعداد میں بھی کم نہیں ہیں ' اسلیے ہم ایشیائیوں کی حالت مایوسی کی نہیں ہے - ہمکو صرف خواب خرگوش سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے - اگر ہم بیدار ہوگئے تو بلا شبہ ہماری عزت سب قومیں کرینگی - وہ عزت کرنے پر مجبور ہونگی -

مغربی تمدن کا زوال

مادی ترقی کا رخ آجکل عروج پر ہے ' لیکن جو کوئی چشم بینا رکھتا ہو' وہ دیکھ سکتا ہے کہ اوس ترقی کی حد ہوگئی ' اور اب انتہا کا آغاز ہے - تہذیب مغرب کے عروج کو بہت زمانہ نہیں ہوا' لیکن اسمیں پستی اور شکستگی کے آثار شروع ہوگئے ہیں - ملکی نظر سے دیکھیے تو لیبر کوئسچن Labour-Question (یعنی مسائل عمال - الہلال) درپیش ہیں - جو شدید معرکہ کلاس Class (یعنی سوسائٹی کے مختلف مدارج کے تصادم - الہلال) کی خبر دیتے ہیں- معاشرتی نظر سے دیکھیے تو سفریجٹس Sufferettes (حقوق طلب عورتوں) کا مسئلہ خانگی خوشی میں خلل انداز ہونے والا ہے -

تجارتی نظر سے دیکھیے تو یورپ کی قوتوں میں خود تجارتی رقابت اس خونریزی سے ہو رہی ہے ' اور کشاکش زندگانی اسقدر مہیب ہوگئی ہے کہ قوموں اور قوموں کو مہلک سامان پر و بحر مہیا رکھنے پر مجبور کردیا ہے تا کہ وہ رقیب سے اپنے کو بچاسکیں - جبتک ایشیا کے ملک لوٹنے کو اور جولان گاہی کو باقی تھے رہانتک آپسمیں صاف ہو کر متفق ہوتے رہے - جب وہ باقی نہ رہینگے تو آپس ہی میں خون خرابہ ہوگا ' اور تہذیب مادی کا خاتمہ -

اس تہذیب مادی کا اثر اخلاق اور عادات انسانی پر بھی مضر ہو رہا ہے - وہ وقت آگیا کہ معاہدے کوئی چیز نہ سمجھے جاویں ' وہ وقت آگیا کہ کمزور کی حمایت کے بجائے اسکو روند دیا جاوے - کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تہذیب زیادہ عرصہ تک باقی رہسکتی ہے ؟

ایشیا کی تہذیب بدرجہا زیادہ پائدار تھی - اور اب بھی اگر وہ

عروج پر پہنچا دیجائے تو وہي دنیا کے کاربار کے چلانے میں زیادہ کام آسکتي ہے -

مگر ایشیا کي تو میں بیدار بھي تو ہوں - ایشیائی تہذیب کا رنگ بھي تو دفع ہو -

میں جانتا ہوں کہ لوگ اسے فیناٹزم Fane tesm اور جنون کہینگے - میں جانتا ہوں کہ اس حالت بربادي و تباہي میں یہ بات منہ سے نکالنا بہتوں کو ہنسا دیگا - لیکن میں کہے بغیر نہیں رہسکتا کہ ایشیا کو عروج دینے کا مادہ سب سے زیادہ اسي قوم میں ہے' جس نے مذہب اسلام اختیار کیا ہو- عیسائیت کے "مذہب مخالف" " flaith antayonisdic " ہي میں عیسائي تہذیب کی جگہ لینے کا مادہ ہے -

صرف اسلام ہي جامع روحانیت و مادیت ہے

(٢) مسلمانوں کا خمیر ہي ایسا تیار کیا گیا ہے کہ اونمیں قوم اوسط ہونے کي قابلیت ہو' اور جو عیسائي مادیت اور ہندوں کي روحانیت کے بین بین ایک تہذیب قائم کر سکے - میں عرض کرچکا ہوں کہ تنہا روحانیت سے کام اسلیے نہیں چلسکتا کہ مقابلہ خالص مادیت سے ہے -

اگر ایک چور کوئي مال لیے جا رہا ہو' تو پہلا کام تو یہ ہونا چاہیے کہ مال رکھا لیا جاے اور قوت مادي سے کام لیا جاے - اوسکے بعد پھر چاہیے کہ چور کي درستي اخلاقي کے لیے اوسپر روحاني اثر ڈالا جاے کہ وہ چوري کا ارادہ ہي نہ کرے' اور اپنے پڑوسي کو امن سے سونے دے -

روحانیت بہت اعلی چیز ہے - مگر مادي ترقي کے بغیر ہم روح کي برتري قائم نہ رکھہ سکینگے -

ہمارا تمدن سادہ رہے - ہم تجارت میں بھي بہت ترقي نہ کریں - ہمکو اسلیے روپیہ کي بھي بہت ضرورت نہ ہو کہ ہم قناعت پیدا کریں' اور کشاکش زندگاني کو زیادہ شدید نہ بننے دیں- لیکن جب ہمارے اوپر دفعتاً اوس طرح چھاپہ مارا جایگا' کا جسطرح طرابلس کے عربوں پر مارا گیا تھا' تو ہم کیا کرینگے ؟

یورپ کا آج حال یہ ہے کہ یورپ کے علاوہ افریقہ' ایشیا' امریکہ' کہیں کوئي ایسي زمین رہ چھوڑنا نہیں چاہتا' جہاں کے لوگ' اور جہاں کا مال اوسکے تنازع للبقاء میں معین ہو -

مذاہب ہند اور مقابلۂ مادیت

ایسي حالت میں ہم اکیلي روحانیت کو لیکر چاٹ نہیں سکتے - جاپان مادي تہذیب کو اختیار کر رہا ہے' مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اوسکا بھي وہي حال ہوگا جو عیسائیوں کا ہوا - روحانیت مفقود ہو جاویگي' انسانیت ختم ہو جاویگی' اور انسان ایک ایسي کل بنجا ویگا جو روپیہ اور سامان عیش نفس ڈھالا کرے - میں یہ اسوجہ سے نہیں کہتا کہ میں بدہ مذہب کي روحاني قوت سے بے خبر ہوں - عیسائي مذہب کی اور بدہ مذہب کي روحانیت میں کچھہ بہت فرق نوعیت کا نہیں - ہاں بدہ مذہب کي روحانیت عیسائیت سے ارفع اور ارجمند ہے - مگر دونوں کي روحانی حالت اس جہان کون وفساد کے لیے مناسب نہ تھي - جسطرح مادیت نے عیسائي روحانیت پر غلبہ کر لیا' اور عیسائي تہذیب محض خود غرضي اور بہیمیت کي طرف منتقل ہو گئي' اوسي طرح مجھے اندیشہ ہے کہ بدہ مذہب کی روحانیت کا بھي یہي حال ہوگا - جاپان اپنی شخصیت خاص قائم رکھکر ترقي نہیں کر رہا ہے' بلکہ مغربی رنگ میں اپنے کو رنگ رہا ہے' اور چونکہ اسوقت اوسے کامیابي ہو گئي ہے' اسلیے وہي رنگ اختیار کر لینے کی اور بھی رغبت ہوگي - مسلمانان ترکي بھی اوسي رنگ پر آرہے تھے' مگر ابتے تو قدرت کي جانب سے ایک طمانچہ سخت رسید ہو گیا - لیکن جاپان کامیاب ہوا' اور روس کو اوسنے معقول سبق دیدیا' جسکا اثر حکمت اور روباہیت سے جلد ضائع کیا جا رہا ہے' مگر پھر بھي جاپان کي کامیابي میں شک نہیں' اور اوسکو مغربي رنگ اختیار کرنے پر جو کامیابی کافي ترغیب دیسکتی ہے' بلکہ دیرھی ہے - ابھي کئے دن ہوے کہ شاہ جاپان کي قتل تک کي سازش کا اظہار ہوا تھا - یہ بھی مغربی رنگ ہے - ہندوؤں کي تہذیب بھي بہت اعلی اور فلسفیانہ ہے - اونکي روحانیت درجہ کمال کو پہونچی ہوئي ہے - لیکن روحانیت کے کمال پر پہونچنے کا نتیجہ یہ ہے کہ مادي ترقي قبول کرنے کي قابلیت صحیح نہیں رہی ہے - ہندوستان کے الوالعزم مدبر امکاني کوشش ہنود کے اصلاح تمدن کي کر رہے ہیں - ہندوستان کے مسلمانوں کي نسبت ہنود نے بہت کچھہ مادي رنگ حاصل کیا ہے - لیکن اگر غور سے دیکھیے تو ہندونکے لیے رکاوٹیں حد سے زیادہ ہیں - جنکا ہزار برس میں بھي پوري طرح سے دفع ہونا آسان نہیں -

اصل یہ ہے کہ ہندونکي تہذیب زمانۂ موجودہ کے بالکل خلاف ہے - اور یہ کسیطرح آسان نہیں نظر آتا کہ ہندوں کي قوم مادیت اور روحانیت' دونوں سے فائدہ حاصل کرے - پس اگر کوئی قوم مادیت کے مقابلے کے لیے باقي رہتي ہے تو وہ وہي ہے جسکو مادي تہذیب نے ابھي ابھي روندا ہے - میں پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - کہ مادي تہذیب کے مقابلہ کے لیے' نہیں مادي تہذیب کو نیچا دکھانے کے لیے' مسلمانوں سے زیادہ کوئي قوم موزوں نہیں -

اونمیں وہ روحانیت ہے جو مادیت سے سازکر سکتي ہے' اور جسپر پھر مادیت غالب نہیں آسکتي- اگر ذرا برابر بھي اسبات کي کوشش کي جاوے کہ اپني حالت قائم رہے -

اسلام ایسي معمولي تعلیم نہیں دیتا کہ کوئي ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا اوسکي طرف پھیر دو -

وہ یہ بھي نہیں کہتا کہ سوئي کے ناکے سے اونٹ کا پار ہو جانا آسان ہے لیکن مالدار آدمي کا بہشت میں جانا آسان نہیں -

مسلمان یہ آبہت سانی سے کرسکتے ہیں کہ اپني تہذیب اسلامي اور ایشیائي پر قائم رہیں اور پھر بھي یورپ کے ہم سطح آجائیں -

اونمیں ذات پات چھوت اچھوت کے جھگڑے کہاں ہیں ؟ اونمیں خود کشي اور باد شاہ پرستي کي خرابیاں کہاں ہیں ؟ آجکل یورپ نے جمہوري اصول اختیار کر رکھا ہے - اور تجربہ نے یہ بتادیا کہ ظلم کو روکنے کے لیے اس سے بڑھکر کوئي طریق حکومت نہیں -

پھر مسلمانوں سے بڑھکر جمہوریت پسند اور کون ہو سکتا ہے ؟ ہر مسلمان کے خمیر میں ڈیما کرٹزم Dmocratisim ہونا چاہیے -

مسلمان ہي ایک ایسي قوم ہے جو غیر اسلامي اصول حکومت سے مستغني ہو سکتي ہے -

اصل میں موجودہ تہذیب قائم ہي اسلامي اصول پر ہوئي تھي لیکن چونکہ عیسائي مذہب میں تہذیب کے اخلاقي حالت پر بجا رکھنے کا سامان نہ تھا' حضرت مسیح نے تہذیب و معاشرت کے اصول منضبط نہ کیے - اسلیے عیسایوں میں وہ اسلامي تہذیب آکر بالکل مادیت ہوگئي' اور اب اسکو اسلامي تہذیب کہا' خود عیسائي تہذیب کہنا بھی غلطي ہے -

ابتو یہ تہذیب بیسویں صدي کي تہذیب ہے - جسکي بنیاد بالکل اصول ضروریات Ulltorean Prinsiph پر ہے -

اب ایشیائي قوموں کو یہ دیکھنا ہے کہ ایسي تہذیب کے مقابلے

کے لیے کون سی تہذیب چاهیے اور اس تہذیب کے دبانے کے لیے کون مذهب یا کون قوم مناسب هے ؟ میں مسلمان هوں - محض پیدائشی مسلمان نہیں - بلکه میں سمجھتاهوں که اگر میں کسی مذهب کا پابند هوسکتا هوں تو اسلام هي کا - اگر میري گردن کسي کے آگے عاجزانه جهک سکتي هے تو وه خدا هے ' اور خدا بهي وهي ' جو ان صفات کا هو :

هو الله الذي لا اله الا هو ' عالم الغيب و الشهاده ' هو الرحمن الرحيم - هو الله الذي لا اله الا هو ' الملک القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتکبر - سبحان الله عما يشرکون - هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى ' يسبح له ما في السمارات و الارض ' و هو العزيز الحکيم -

اگر مذهب ضروري هے تو اسلام کے سوا دوسري نہیں

اگر میں کسي انسان کا ایسا معتقد هوسکتا هوں که اسکے ارشادات کو بلا چون و چرا قبول کروں ' تو اوس انسان کا ' جو حقیقي طور پر رحمت للعالمین تها - جو واقعي اکمل البشر اور افضل الناس تها - جسکا سر دنیا کے گراں قدر و بلند مرتبه شخصوں سے بهي بلند تها - میں مسلمان هوں - مسلمان هونے پر مجھے فخر هے - اور میري دلي آرزو یه هے که میں تمام دنیاکو نعرهٔ لا اله الا الله محمد رسول الله لگاتے سنوں - میں اسکا اقرار کرتا هوں که میرے لیے اس سے زیاده اور کوئي خوشي کي بات نہیں هوسکتي که کل ایشیائي اور افریقي باشندے مسلمان هوجاویں - مسلمان سے هرگز میرا مطلب آجکل کے مسلمان نہیں هیں - بلکه قرون اولی کے مسلمان - ایسے مسلمان جو عمل صالح سے مسلمان تهے -

ایسے مسلمان جنکي زندگي ' جنکي موت ' جنکی نیکیاں ' اور جانفروشیاں ' سب اپنے الله کے لیے تهیں - جو بیکسوں پر رحم کرتے تهے - یتیموں کي مدد کرتے تهے - سچ بولنا جنکا شعار تها - دوسروں کے لیے خود تکلیف اوٹهانا جنکا شیوه تها - جو جانوروں تک پر ظلم کے روادار نه تهے - جو کسي موقع پر انصاف سے نه هٹتے تهے - جو راه حق پر نه صرف اپني جانیں بلکه کل اپنے خاندان کي جانیں اور مال نثار کردیتے تهے - جنکي جرات اخلاقي و جسماني دونوں اعلی ترین مرتبه پر تهیں - الغرض میں ایشیا اور افریقه کیا ' کل دنیا کا مسلمان هوجانا چاهتا هوں - سچے دل سے چاهتا هوں - اور اسمیں جو کوشش هو ' اسے کرنے کیلیے موجود هوں - لیکن اس کے ساتهه هي میں یه نہیں کهتا که اور پیغمبروں میں عظمت اور بزرگي نه تهي - میں تو " لانفرق بین احد من رسله " کا قائل هوں - رام هوں ' یا کرشنا - شیو هوں ' یا بدها - یه سب وه گراں قدر لوگ تهے ' جنکي عظمت جسقدر هم کریں کم هے - اگر ایشیا کے سب باشندے محمد عربي (صلعم) کا پیرو اپنے کو نہیں کهنا چاهتے ' تو همیں یه تو نه چاهیے نه اونکو آگے کرنے سے محض تعصب کي بنیاد پر پس و پیش کریں ؟

یه سب کو معلوم رهنا چاهیے که اسلام کے اصول عالمگیر هوگئے هیں - اور بالاخر وهي کل بني نوع انسان کے اصول هونگے - اگر وه ترقي پذیر رها اور کمال ترقي تک پهونچا -

ایسي حالت میں اوس سے تعصب رکهنا خود اپنا نقصان کرنا هے - اور اگر اسوقت یه امر قابل لحاظ نه هو ' تب بهي یه دیکهنا تو ضرور هے که کون قوم ' یا کس مذهب کے پیرو اسوقت مادي تہذیب کا کامیابي سے مقابله کرسکنے کي اهلیت رکهتے هیں ؟ جو قوم یا جو مذهب اسکي امید دلائے ' اوس کو کل ایشیا و افریقه کو بلکه دنیا کے کل اوس حصے کو ' جو روحانیت کے عنصر کو تہذیب سے مفقود هونے دینا نه چاهے ' اوسي قوم اور اوسي مذهب کو آگے کرکے استقلال ' تحمل ' اور دلسوزي کے ساتهه حمایت کرني چاهئے -

میں جو خیالات جاپان کی بابت رکهتا هوں ' وه میں ظاهر کرچکا ' لیکن اگر روحانیت پسند باشندگان عالم یه سمجهتے هوں که جاپانیوں کي قوم اور برده مذهب هي مادي تہذیب و ترقي کا مقابله کرکے روحانیت کا بول بالا کرسکتا هے ' اور روحانیت پسند قوموں کو غلامي سے آزاد کرا سکتا هے ' تو بلا پس و پیش میں کهونگا که مسلمانوں کو بهي فوراً چاهیے که جاپان کو آگے کرکے اوسکي حمایت کیلیے کمر بسته هوجائیں -

اب تنگ دلي ' تعصب ' اور بیجا جنبه داري کا وقت نہیں هے - جاپان اگر عالم گیري کي همت رکهتا هے ' تو اوسے بیشک میدان میں آنا چاهئے ' اور روحانیت کے مقصد کو اوٹهانا چاهئے - بهر صورت اب وقت خواب کا باقی نہیں رها -

روحانیت بالکل مغلوب هو رهي هے - اگر اب بهي اوسکا تحفظ نه کیا گیا ' تو پهر کامیابي محال نہیں تو هزار چند زیاده دشوار هو جاویگی -

هم مسلمانوں کو همارے خدا نے خیرالامم کہا هے - اسلیے سب سے زیاده همارا فرض هے که هم اس حالت کو محسوس کریں - اور بني نوع انسان کے شرف کو برقرار رکهیں -

وقت کا سوال

مسلمانوں کے لیے سوال اب یه نہیں هے که ترک جئیں یا نه جئیں - عرب زنده رهیں یا نه رهیں - اونکے لیے سوال اب یه نہیں هے که ایڈریا نوپل رهے یا نه رهے - قسطنطنیه رهے یا نه رهے - اونکے لیے اب اسکا سوال بهي نہیں رها که یورپ سے اسلام خارج هو یا نه هو ' اور افریقه میں اسلامي سلطنت خود مختار باقي رهے یا نه رهے - یه عظیم الشان مسئله اونکے لیے خارج از فکر هے - بغداد میں خلافت کے چراغ کو گل کردیا تها - اور قطع نظر ان امور کے جنگ طرابلس یه ظاهر کرچکي هے که مسلمانوں کي شان یه هے که مصیبت پر ثابت قدمي دکها دیں - اونکے جوش شجاعت اور فیض سخاوت ' دونوں کو مصیبتوں کي حالت میں ترقي هوتي هے -

مسلمان بلا شبه شکست کها گیے هیں - مگر کیا اونکي همت بهي ٹوٹ گئي هے ؟ کیا وه مایوس بهي هوگیے ؟ کیا انهوں نے

لا تقنطوا من رحمت الله

کے جادو اثر اور جان بخش ارشاد کو فراموش کردیا هے ؟

اسطرف مجھے غریب مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق هوا تو مجھے یقین کامل هوگیا که ابهي مسلمانوں کے دل مرده نہیں هوگئے - ابهي اونمیں اسلام کي محبت موجود هے -

اگر اسلام کي خدمت کا شرف هم هوا هے تو هم ایسے مسلمانوں میں ' جن پر مغربي عنصر غالب آگیا هے -

افسوس هے تو یه که وه بیچارے مسلمان جنمیں اسلام کا درد هے مادي تہذیب سے نابلد هیں - وه یه نہیں جانتے که کسطرح وه حسن و خوبي سے آج کل اسلام کي خدمت کرسکتے هیں - اونمیں اب بهي ایسے جوانمرد نکلینگے جو اسلام کے لیے ترپ کے منه میں کهس جاویں - اپني سمجهه کے موافق وه هر طرح کي اسلام کي خدمت کرنے کو تیار هیں -

لیکن اونکو چونکه مادي تہذیب سے واقفیت کم هے اسلیے وه بہترین صورت مدد کي سوچ نہیں سکتے -

اور هم لوگ جو سوچ سکتے هیں اونکو شراب و کباب سے فلکه

کرت اور ٹراوزرس Troutsers کي شکلين ديکھنے سے فرصت نہيں - همپر بدقسمتي سے يورپ کي تہذيب کا سکہ اسقدر بيٹھہ گيا ھے کہ ذرا برابر بھي اوس سے انحراف کريں تو شرمندہ ھو جاتے ھيں -

معلوم تو يہ ھوتا ھے کہ مغرب نے ھمارے جسم ھي کو نہيں بلکہ ھماري روح کو بھي مغلوب کر ليا ھے -

اگر يورپ ھمسے يہ کہے کہ اسلام يورپ ميں رھنے کے قابل نہيں - تو ھم بھي فوراً کہديںگے کہ ترکوں کو يورپ سے نکلو اور ايشيا ميں آکر انگلستان کي پرورش سے زندگي بسر کرنا چاھئے ! !

اگر يورپ ھمسے يہ کہے کہ اسلام جمہوريت کے ساتھہ نہيں چلسکتا تو ھم بھي فوراً يہ تسليم کر ليں گے کہ ايران اور ترکي ميں جو اندوہ ناک انقلابات ھوے' وہ اوسي وجہ سے ھوے ! !

يہ تو بڑے بڑے معاملات ھيں - ھماري افسوس ناک حالت تو يہ ھے کہ ھم ذرا سے ٹب ميں پاني بھر کر نہانے کو' باوجود اسکے کہ وہ طب اور سائنس کي رو سے قطعاً مضر اور گندہ طريقہ ھے' صرف اسليے پسند کرتے اور اختيار کرتے ھيں کہ يورپ ميں وہ رائج ھے -

افسوس کہ ھم ميں ھي اسکي قابليت نہيں کہ ھم اپني تہذيب کو پھر بلند مرتبہ پرپہونچاتے ' اور اپنے ملک - اپنے مذھب - اپني قوم کے عروج کے طريقے نکالتے - ليکن ھماري حالت يہ ھے کہ ھم اپنے آپ کو بھول گئے ھيں - اور اسپر فخر کرتے ھيں کہ ھم مہذب بھي اگر سمجھے جاتے ھيں تو اس حالت ميں کہ مغرب کي بُري اور بھلي ھر طرح کي تہذيب پر کاربند ھوں -

ميں نے ايک غزل کہي تھي - اوسکا ايک شعر يہ تھا :

برا ھو اس محبت کا - بھلا ھو حسن دلکش کا
ميں اپنے آپ سے گم ھوں مگر ميرا پتا تم ھو

آخر کے " بھلا " کو بھي " برا " کہکر' مسلمانوں کي حالت کے مطابق اسے بنا سکتے ھيں -

مادي تہذيب کي اس نمايشي دلاويزي اور عقل فريبي نے مسلمانوں کو خود اپنے سے بھلا ديا ھے - اور مغربي تہذيب کا نشان انکے ليے بھي قائم کر ديا ھے - وھي معيار تہذيب و انسانيت ھے -

مولانا ! ياد رکھيے کہ قادر حقيقي ھم ھي لوگوں سے شديد باز پرس کريگا کہ ھمنے اُن دلدادگان اسلام کي حمايت کيوں نہ کي ' جو اسطرح سے اسلام کي خدمت کو تيار تھے -

آپ نے جو پاليسي اختيار کي ھے اور جس عظيم الشان خدمت کو اپنے ذمے لے ليا ھے' وہ يقيناً اصلي اور صحيح علاج ھے - آپ مسلمانوں ميں مذھبي روح پھونکنا چاھتے ھيں ' اور معارف قرآن کے ذريعہ سے -

بيشک اوسکا' اثر ھوگا - بلکہ بہت کچھہ ھو چکا ھے' ليکن وقت اسکا مقتضي ھے کہ اسکے اثر کو ضائع نہ کيا جاے اور کوئي عملي کام شروع کر ديا جاے -

ميري خدام کعبہ کي اسکيم Scheme کو بھي آپ نے ٹال رکھا اور ميرے پاس ٹھيک مسودہ بھي نہيں ھے -

کچھہ کرنا ' اور جلد کرنا ضروري ھے - آپ يہ تو ديکھيں کہ آپ تو ايک بہت بڑا کام کر رھے ھيں يعني " الھلال " کي روشني ھند ميں پھيل رھي ھے - ميں تو بيکار ھو رھا ھوں - کچھہ تو کروں - خدام کعبہ کي اسکيم چلے تو اُسي کام کو کروں -

جو پين اسلامک Pan. Islamic انجمن کي مالخوليائي اسکيم تھي اوسے بھي بھيجتا ھوں - ملاحظہ فرمائيے - آپ تو اوسپر نہ ھنسيںگے ' مگر ھندوستان کے نوے في صدي مسلمان اوسکو پڑھکر سمجھ معجزن ضرور کھينگے - وہ کہيں گے کہ عمل ميں لانے والي چيز نہيں - اچھا نہيں - اور پھر نہيں - اور پھر نہيں - شايد وہ وقت بھي آجاے کہ وہ قابل عمل ھوجاے - جو چيز فوراً عمل کي ھو اوسے کرنا چاھيے -

بہر حال کچھہ کرنا چاھيے - پھر اوٹھيے - اب ديں کيا ھے ؟ سوچ کيا ھے ؟ انتظار کيا ھے ؟

والسلام

الھـــلال

پيش نظر امور سے يہ عاجز غافل نہيں - گذشتہ آٹھہ ماہ سے شب و روز يہي فکر دامنگير رھي ھے - ليکن ميري نظر اور پہلوؤں سے پڑ رھي تھي - ميں اُس بہترين طريق عمل ' اور ايک نقطۂ کار کا متلاشي تھا ' جسکے چاروںطرف اپني موجودہ صدھا ضرورتيں جمع ھوسکيں - بہر حال جو کچھہ سوچنا تھا ' سوچ چکا ھوں ' اور رحمت الھي کا شکر کرتا ھوں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے راہ سوجھا دي ھے - آيندہ نمبروں ميں اسکي توضيح ديکھہ ليجيے گا - آجکي اشاعت کے مقالات افتتاحيہ گويا اسي کي تمہيد ميں - آپکي اسکيم " خدام کعبہ " بھي شائع کر ديتا ھوں - وما توفيقي الا با الله - عليہ توکلت واليہ انيب -

ھمارا ليڈر کون ھے

—○:*:○—

آخري فيصلہ کي گھڑي

— * —

دنيا بھول ميں ھے - روپوں کي تھيلي اور پتلون کي جيب ميں ليڈر کو تلاش کرتي ھے - ھمارے رھنما حجازي رسول (صلعم) ھيں - تيرہ سو برس کي پُرانا رھبري کو چھوڑ کر ھم خود غرض' بے اعتبار - اور مقلدين فرنگ ليڈر نہيں چاھتے - آخري فيصلہ کي ساعت اب آگئي - توحيد کي روشني اخباري دنيا کي تاريکي ميں نمودار ھونا چاھتي ھے - وہ ھفتہ وار اخبار توحيد ھے - ھر ھفتہ بڑي تقطيع کے آٹھہ صفحوں پر ميرٹھہ سے شائع ھوا کريگا - خط اور چھپائي نہايت صاف - لڑائي کي تصويريں - مفيد و دلچسپ اسلامي کارٹون - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروري خلاصہ - انقلاب انگيز طوفاني چال' بيدين کے لئے بھونچال - امن و امان کے لئے نيک فال - ھر خاص و عام کے سمجھہ کے قابل باتيں - وہ طريقے جنسے ملک ميں ليڈر شناسي کا ملکہ پيدا ھو - مولانا حسن نظامي دھلوي کي ايڈيٹري' نگراني ' اور سرپرستي ميں ميرٹھہ سے ١٠ اپريل سنہ ١٣ء کو جاري ھو جائيگا - قيمت سالانہ صرف ٣ - روپيہ - نمونہ ايک آنے کے ٹکٹ آنے پر ملےگا - مفت نہيں - الھلال کا حوالہ ضرور ديجئے -

منيجر اخبار توحيد - لال کورتي - ميرٹھہ

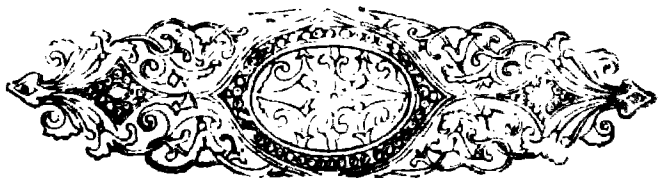

(عـــلانات)

دھا ي ٠: ں ن ٠ار

پہلے تیموري تاجدار اور اسکے خاندان کي کیا شان تھي - اور غدر کے بعد کیا ھوگئي - پھولوں کي سیج پر سونے والي شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - اُنکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازي اور انکے بال بچوں پر کیسی کیسي بپتائیں پڑیں - شہنشاہ ھند کے بیٹوں اور نواسوں نے دھلي کے بازاروں میں کسطرح بھیک مانگي - اسکے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجہ حسن نظامي میں بکثرت جمع کیے گئے ھیں - یہ مجموعہ ڈھائي سو صفحہ کا ھے - جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بھي بہت سے دلچسپ مضمون خواجہ حسن نظامي کے ھیں - قیمت صرف ایک روپیہ -

اگر ھندوستان میں انگریزی چراغ گل ھو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کي پھیلائي ھوئي نئي روشني کا چراغ اگر گل ھوجائے اور اھل ھند اپنے قدیمي تمدن اور پراني روشني کے اصول کو اختیار کرلیں تو اسوقت نئي روشني کي بولتي ھوئي تاریخ لسان العصر اکبر الہ آبادي کے کلام میں جس کي تون مل جالیگي - کلیات اکبر کا یہ لاجواب مجموعہ دو حصوں میں ھمارے ھاں موجود ھے - قیمت تین روپیہ آٹھہ آنے -

یـــورپ اپنے گھـــر میں رھے

ایشیاء و افریقہ میں اسکا رھنا عقل اور فطرت کے خلاف ھے - یہ مقولہ مصر کے زبردست بزرگ اور تمام صوفیوں کے شیخ المشائخ کا ھے جو انہوں نے اپني کتاب مستقبل الاسلام میں لکھا ھے - اس کتاب میں ایسي دل کو لگنے والي پیشین گوئیاں ھیں کہ مسلمان علی الخصوص ایشیائي آنکھہ دیکھکر باغ باغ ھو جاتي ھے - اسکے اردو ترجمہ کا نام اسلام کا انجام ھے - قیمت چار آنے -

زار روس کي ھو ٔ زیاں

اس کا بھید شیخ سنوسي کے رسالوں میں ھے جسمیں ظہور حضرت امام مہدي اور شہنشاہ انگلستان کے مسلمان ھونے اور آئندہ زمانہ کے ھولناک انقلابات کي سچي پیشین گوئیاں ھیں -

حصہ اول ۴ آنہ - حصہ دوم کتـاب الامر ۴ آنہ - حصہ سوم فیضان ۸ آنہ -

ھندو ٔ ان میں ھ ان

سلطان محمود غزنوي نے سومنات میں کیونکر جہاد کیا - اسکے چشـم دید مفظر روزنامچہ خواجہ حسن نظامي میں ملینگے جسمیں سـفر بمبئي سومنات کاٹھیاواڑ گجرات وغیرہ کا دلچسپ تذکرہ ھے - قیمت ۸ آنہ

محدث گ ٔ گوھي کي گرفتـ اري

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوھي رحمۃ اللہ علیہ غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ھوئے اور آپپر کیا کیا گزري اسکا ذکر اسـي نئي شوانح عمري میں ھے - یہ کتاب نہیں ھے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ھے - با تصویر قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ - اسرار مخفي بھید - ۴ آنہ ترکي فتـح کي پیشین گوئیاں قیمت دو پیسہ - دل کي مراد قیمت ۱۰ آنہ - رسول کي عیدي قیمت ۲ آنہ

یہ سب کتابیں کارکن حلقہ نظام المشایخ دھلي سے منگائیے -

سسٹـم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والي ' معہ مصـول دو روپیہ آٹھہ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلي اسٹریٹ ڈالھاسي دھرمتلہ کلکتہ -

فهرست

زر اعانة دولت علية اسلامية

—:⇆:—

(١٨)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم ز اموالهم ' بان لهم الجنه

بقيه فهرست اسماء بزرگان موضع بيگون' جنكي مجموعي رقم ٨ - ٢١٢ بذريعه جناب ولي محمد صاحب عباسي ' ساكن اوده پور' وصول هوئي اور فهرست نمبر ١٣ ميں شائع كي گئي تهي -

	پائي	آنه	روپيه
سبحان نيورا	-	-	١
حمان مرتوال	-	٨	-
فاضل مرتوال	-	-	١
الله بخش هانسي وال	-	-	١
امير حسنا - چوهان	-	٦	-
اعلم الدين چوهان	-	١٠	-
فامتو چوهان	-	٨	-
نعمت گوري	-	-	١
قادر اجميري	-	٨	-
الله ركها مرتوال	-	٨	-
محمد ولد قاسم هانسي وال	-	٨	-
نبي بخش هانسي وال	-	-	١
الله ركها اجميري	-	٨	-
الله بخش ولد داؤد لاهوري - بيگون	-	-	١
الله ركها ولد نورا هانسي وال	-	٨	-
رمضو ولد فاضل چوهان	-	-	١
الله بخش ولد كريم بخش	-	١٠	١
چهوٹو اجميري	-	٨	-
كريم چاندنا	-	-	١
راجو	-	-	١
رسول	-	-	٢
فاضل	-	-	١
الله بخش	-	-	٢
نبي بخش پٹيل	-	-	٢
هاشم جان والا	-	-	١
داؤد بهجوري	-	-	١
نورا جان‌والا	-	-	٥
حسنا ولد ميرو	-	-	٢
ڈاپتو	-	٨	-
نبي بخش كدواسا والا	-	-	١
كلو	-	-	٩
گوٹو ولد قادر	-	-	١
نبي بخش	-	-	٣
نورا پٹيل	-	-	١
دهولا	-	٨	-
نبي بخش ولد امام بخش نداف بيگون	-	-	١
چاندو	-	-	١
امام بخش چوني بيگون والا	-	١٣	١
كالو	-	-	١
رحمان ولد ميرو	-	٨	-
شهاب الدين چهپه بيگون	-	-	٥

	پائي	آنه	روپيه
كريم بخش	-	-	-
جمال الدين	-	-	-
اسحاق	-	-	٢
مسماة فاطمه بيوه نورا	-	٤	-
ابراهيم نيلگر بيگون	-	-	٢
حسنا	-	-	٣
پير بخش	-	-	٥
غريب	-	-	١
خدا بخش	-	-	١
خواجو	-	-	١
خواجو بهلوازه والا	-	٦	-
نبي بخش	-	٣	-
گدا سچا	-	-	٢
الله نور سمرقندة والا	-	-	١
قدرت الله خان كوتوال	-	-	٥
دوست محمد خان همدرد سپاهي بيگون	-	-	٢
دراز خان	-	-	٣
گلاب خان ولد نبي بخش	-	-	٢
نصر معي خان	-	٨	-
اكر خان	-	-	١
پيرخان ولد مدح خان	-	-	١
مغير خان	-	-	١
چاند خان	-	٣	-
عزيز خان	-	-	١
لعل خان	-	-	١
نانهو سازكر بيگون	-	-	١
عالم كاغذي	-	٢	-
الله بخش مصور	-	-	١
محمد ڈولر والا	-	-	٢
حسنا آهنگر	-	-	١
مستان شاه	-	-	١
چهوٹو ورق ساز	-	-	١
رحيم بخش بهبوجه	-	٨	-
رحمان سوزگر	-	٨	-
حسن شاه صاحب جفت فروش	-	٨	-
نبي بخش جعفر	-	٣	-
بهورا شاه جعفر	-	-	١

اسمائے بزرگان شاهجهانپور جنكا چنده ... ... ١٥٦ - بذريعه جناب مولوي سيد محمد نبي صاحب وكيل شاهجهانپور وصول اور فهرست نمبر ١٢ ميں شائع كيا گيا -

سيد محمد غلام رباني صاحب ميان محله جهنڈا كلاں -	-	-	٢٠
سيد رفيق حسن صاحب محله خليل	-	-	٥
حكيم سيد جميل الدين صاحب محله نجو خليل	-	-	٢
همشيره سيد محمد حسن صاحب ميان محله غليري -	-	-	٥
سيد محمد حسين صاحب ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	١
عنايت احمد خاں صاحب محله غليري	-	-	١
محمد كشور علي خاں صاحب محله تارين بهادرگنج -	-	-	٥
سيد مشرف علي ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	٥
سيد عبد الحكيم ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	-
اهليه سيد محمد نبي ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	-
اهليه سيد غلام رباني ميان محله جهنڈا كلاں	٦	٥	١٠
همشيره سيد غلام رباني ميان محله جهنڈا كلاں	-	-	-

	روپیه	آنه	پائي
اهليه قاضي محمد حسين صاحب محله جهنڈا کلاں	۳	۱۱	۶
سيد محمد يوسف ميان محله جهنڈا کلاں	۱۵	-	-
سيد حسين احمد ميان محله جهنڈا کلاں	۵	-	-
چند مسلمانان شاهجهانپور	۲	۹	-

بذريعه سيد بشارت علي و سيد مظهر امام صاحب

هنسلي نقرئي ايک - کنگن نقرئي ايک جفت - بالي نقري ۹ عدد - جهومر نقري - بتانا نقري ايک جفت - چهلا نقرائي ايک جفت - جوشن ايضاً ايک جفت - آرسي - انگوٹهي نگدار ايک - پانداں برنجي ايک معه برذرچه - حصه برنجي خرد و کلاں - کمر برنجي ايک - سالي ملیگیا ايک - برنجے ايک - لوٹا برنجي ايک - داں معه بردوجه ايک - پانداں مدرس ايک - بوجه معه مسي ۵ عدد - ايضاً رکابي و کلاں بدهنا و بدهني - ايضاً ۵ عدد - کٹوره مسي ايک - گلاس الیومونیم ايک - بلم سري دوعدد - گهڑي جيبي گهنه ايک - سگريٹ کيس دوعدد - تسبيح ايک - لي ليس ايک - حولي مغمل ايک - انٹا ايک - بيپهک ايک - چاقو ايک - صافه ايک - ن چامداني ايک - بهد نامه معه جزدان ايک - کتاب از قسم ناول گياره جلد - بند سرخ ايک - وجب علي سوداگر بکس ايک - نقد

بذريعه ڈاکٹر فضل شاه صاحب جهت پت	۱۰۱	۷	-
جناب عبد الحميد خاں صاحب	۵	-	-
خاں بهادر سردار لشکر	۱۰	-	-
حاجي کريمداد خاں	۵۰	-	-
معرفت جناب خانصاحب منشي مزاز الدين	۹	-	-
کريمداد ملازم هسپتال	۱	۱	-
منشي صوبه خاں برينچ پوسٹماسٹر	۳	-	-
منشي فيض محمد خاں گرد اور قانونگوں	۸	۸	-
مرزا محمد حسن عرائض نويس	۲	-	-
جناب ڈاکٹر فضل شاه	۱۰	-	-
سيد عبد الخالق	۳	-	-
بقايا رقم جو که پهلے چندوں سے بچي تهي	۲	۱۵	-
بزرگان ٹيٹا گڑه - کلکته دو گهڑياں جيبي - و نقد	۳۵۵	۱۴	-
جناب خليل الرحمن صاحب باقر گنج - بانکي پور	۶	۶	-
بزرگان جموئي ضلع مونگير بذريعه محمد يعقوب صاحب	۱۳۰	-	-
عبد القادر صاحب ضلع قيره غازي خاں	۲۰	-	-
بذريعه حبيب النبي خانصاحب مرحوم	۲	-	-
بزرگان صاحب بگان بمقام کالي گهاٹ بذريعه نعمت صاحب مستري	۶۰	۱	۶
ايس - ايم - پياره صاحب از مغدوم پور - گيا	۴۱	-	-
ايک خاتون از ديار پور - سوهاگ پور بذريعه سيد احمد صاحب (عليگڈه)	۱۹۵	-	-
بزرگان برهل گنج ضلع گورکهپور بذريعه سيد محمد قاسم صاحب			
کلرک تهانه	۱۶	۱۲	۹
جناب چودهري اعجاز رسول صاحب ردولي	۲	-	-
بزرگان بايزيد پور ضلع مونگير بذريعه شمس الهدى صاحب	۱۶	۱۲	-
شيخ محمد عطا الله صاحب طالب علم اٹاوه	۳	-	-
نبي بخش - خد. بخش صاحب بستي مونتي خاں هوشيارپور	۲۵	۲	-
نذير الدين صاحب نعماني ردولي	۵	-	-
برادران هنود و اسلام رياست جبر کهاري ضلع همير پور بذريعه جناب منشي عبد الرحمن صاحب و فخر الحسن صاحب	۲۵۰	-	-

(به تفصيل ذيل)

چنده متفرق جو عيد گاه ميں بقر عيد کو وصول هوا

	۱۲	۱۲	۶
منشي عبد الوحيد صاحب معه اهليه خود	۳	۱۰	-
منشي عبد العزيز صاحب معه اهليه و پسر خود	۷	-	-

	روپيه	آنه	پائي
بابو سعيد احمد صاحب ڈاکٹر شفاخانه رياست	-	۷	۱۴
جناب والده صاحبه ڈاکٹر صاحب ممدوح	-	-	۱۰
منشي عيوض علي صاحب پيشکار	۶	۱۲	۱
منشي احمد حسين صاحب کمال الدوله	-	۱۰	۱
منشي بهوري خانصاحب	-	۱۴	۱
منشي عبد البسط صاحب	-	۶	۶
مرزا احمد حسين صاحب سرشته دار حضور دربار	-	-	۲
منشي رجب علي خانصاحب منصرم پيماش	-	۵	۱
نجف خانصاحب سوار	-	۱۳	-
منشي فخر الرحمان صاحب	۶	-	۹
مولا بخش صاحب سوداگر	-	۸	۱۱
سيد سرفراز علي صاحب سوداگر	-	-	۲
منشي رسول خانصاحب افسر دريم	-	۱۲	۴
منشي صادق حسين خانصاحب سب انسپکٹر پوليس	-	-	۶
شمس الدين صاحب سوداگر مهوبا	-	-	۱
قوم چنده جو مبله رياست جرکهاري مين وصول هوے	۶	۸	۶
عبد الجليل خانصاحب عرف پول خان	-	-	۵
چهوٹے خا صاحب سپاهي	-	۸	۲
امام خانصاحب سپاهي	-	۱	۳
رسولي هرن باز صاحب	۳	۱۱	-
منشي امير الله خانصاحب اهلمد ايچنٹي معه اهليه خود	-	۶	۵
منشي عبد الکريم صاحب سرشته دار رياست	-	-	۵
بيگم صاحبه مدارالمهام صاحب	-	-	۲
والده صاحبه حافظ يوسف علي	-	-	۱
حکيم مهر خانصاحب حکيم رياست	-	-	۱
منشي عبد المجيد صاحب مورمال	-	-	۴
منشي احمد جان صاحب باگول	-	۹	۱
منشي امجد علي صاحب	-	-	۱
مولوي محمد ابراهيم صاحب مجسٹريٹ درجه سويم	-	-	۱
جگن خانصاحب ٹهيکدار آبکاري	-	-	۲
شيخ الهي بخش صاحب سوداگر	-	-	۳
سيد باقر حسين صاحب	-	۹	۱
مير اصغر علي صاحب اورسيز	-	-	۱
شيخ غازي صاحب تماکو فروش	-	-	۱
منشي بهادر خان صاحب مدرس انگريزي	-	-	۱
ديوان شيخ محمد صاحب	-	-	۱
سيد عبد الرحيم صاحب حضور دربار	-	-	۱
حکيم احمد حسين صاحب حضور دربار	-	-	۲
شيخ مداري خليفه چرزني	-	-	۱
محمد خانصاحب	-	-	۱
رمضان صاحب	-	-	۱
مرزا واجد بيگ صاحب ٹهيکدار تعجورت	-	-	۱
منشي ارشاد حسين خانصاحب مورمال	-	-	۱
منشي عبد الحکيم صاحب سب انسپکٹر پوليس	-	-	۲

	روپیه	آنه	پائی
منشي عبد الحميد صاحب سابق سب انسپکٹر	۱	۰	۰
منشي شهامت حسين صاحب طالب العلم	۲	۰	۰
سبزي فروشوںکی پنچایت سے وصول هوے	۱۰	۰	۰
قاسم علي صاحب جمعدار نقار خانه	۱	۴	۰
معرفت منشي وزير خانصاحب پيشکار	۱۰	۰	۰
منشي عبد الرزاق صاحب مدرس	۲	۰	۰
سيد محمد عباس صاحب تحصيلدار رياست			
ينکم گڈهه	۱	۰	۰
منشي عبد الکريم صاحب سب انسپکٹر			
پوليس رياست بهادر	۱	۰	۰
منشي علي شير خانصاحب سب انسپکٹر	۶	۰	۰
منشي عبد الرحمن خانصاحب هد کانسٹبل			
ضلع هردپور	۱	۰	۰
بهادر خانصاحب ٹهيکدار همير پور	۱	۰	۰
شيخ عبد الغفور صاحب همير پور	۱	۰	۰
شيخ لکهو صاحب شتر سوار	۱	۰	۰
مصاحب ارجن سينگهه جوديو صاحب کرنيل			
افواج رياست چرکهاري	۵	۰	۰
پنڈت درگا پرشاد صاحب سب انسپکٹر پوليس	۱	۰	۰
منشي کرشن گوپال صاحب	۸	۰	۰
پنڈت جگناتهه پرشاد	۱	۰	۰
بلونت سنگهه صاحب موٹر ڈرائور	۴	۰	۰
سيد نير حسن صاحب سپاهي	۱	۰	۰
عمر حجن سوداگر تماکو	۸	۱	۰
نور محمد سبزي فروش	۱	۰	۰
راج بخش صاحب سبزي فروش	۱	۰	۰
شيخ بدلو صاحب سبزي فروش	۱	۰	۰
شيخ دمون صاحب سبزي فروش	۱	۰	۰
امير خانصاحب خانساماں	۱	۰	۰
مسماة حسيني جان	۲	۰	۰
مسماة حيدري جان	۱	۰	۰
مسماة لعل جان	۱	۰	۰
مسماة نذير جان	۱	۹	۰
مسماة بيگم جان	۱	۹	۰
مسماة مسان جان	۰	۱	۰
مسماة پريا والده رمضان	۰	۸	۰
مسماة جني	۰	۸	۰
مولوي نور خانصاحب اهلمد	۰	۸	۰
احمد حسين صاحب	۱	۰	۰
رمضان علی صاحب عطر فروش	۰	۸	۰
اعزاز حسين صاحب مختار	۰	۶	۰
محمد خانصاحب قوال	۰	۸	۰
حکيم محمد رضی صاحب اهلمد	۰	۶	۰
شيخ محمد صاحب اهلمد	۰	۸	۰
خيراتی خانصاحب ٹهيکدار	۰	۸	۰
منشی عبد الطيف صاحب قاضی شهر	۰	۸	۰
هدايت الله خانصاحب همسر پور	۰	۸	۰
حاکم سبزي فروش	۰	۴	۰

	روپیه	آنه	پائی
پير بخش صاحب		۴	۰
سبسی صاحب نابينا		۱	۰
رمضان علی صاحب خانسا ماں		۴	۰
منشی رضا بيگ صاحب جمعدار	۳	۶	۰
شيخ فجو برقنداز جنگ خانه		۴	۰
شيخ روشن صاحب		۴	۰
مولا بخش صاحب چوڑي والا		۴	۰
شيخ الهی بخش صاحب سوار		۴	۰
شيخ عيدو صاحب		۴	۰
شيخ خيراتی سائيس		۴	۰
شيخ حسين سپاهی		۲	۰
پير بخش صاحب		۲	۰
مهر خانصاحب	۶	۲	۰
مولا بخش صاحب بلم بردار		۱	۰
مصطفے کونچوان	۱۹	۱	۰
جناب سداري صاحب	۳	۰	۰
منشی بهادر خانصاحب مدرس اردو		۲	۰
رمضان صاحب		۱	۰
شيخ کلو صاحب		۲	۰
آغا صاحب ملتکا	۶	۲	۰
رسول خانصاحب ملازم شفاخانه		۱	۰
بهادر خانصاحب		۲	۰
علی حسن صاحب		۲	۰
اسمعيل خانصاحب		۲	۰
شيخ فجو صاحب گهر گنور		۴	۰
والده لعل خانصاحب		۴	۰
لياقت حسين صاحب گوله انداز	۶	۲	۰
سيد محمد حسين صاحب		۴	۰
تانتي مومن صاحب		۲	۰
مهر خانصاحب	۶	۱	۰
دلو بهشتي		۱	۰
شيخ شبراتی صاحب رنگساز		۲	۰
شير خانصاحب گوله انداز		۴	۰
نور خان ولد غاري خان گوله انداز		۴	۰
خان خانصاحب گوله انداز		۲	۰
احمد خانصاحب سپاهي		۲	۰
شيخ عبد القادر صاحب محافظ دفتر	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب		۴	۰
مسماة نورن		۴	۰
رسول خانصاحب سپاهی		۶	۰
شيخ الهي ڈنکا نواز		۲	۰
شيخ عبد الله صاحب عطار		۲	۰
حافظ شيخ سمر صاحب		۴	۰
والده عبد الرحمن صاحب		۱	۰
بهول خانصاحب		۴	۰
شاه خان خانصاحب		۱	۰
کلو خان صاحب بگنله ماروي کارة		۴	۰
سوين تلنکا		۲	۰

	پائي	آنه	روپيه
نورن باجہ والا	۰	۲	۰
گبو شتر سوار	۰	۲	۰
نور بیگ	۰	۲	۰
مہر خانصاحب شتر سوار	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب	۶	۰	۰
جھنگي باجے والا	۰	۱	۰
رمضان تلنگا	۶	۰	۰
دیوان خان تلنگا	۰	۱	۰
مسماۃ بڑي بہو فیل خانہ	۰	۱	۰
شیخ روشن صاحب	۰	۲	۰
کہري صاحب	۰	۱	۰
شیخ تنہو صاحب	۰	۲	۰
رسول بخش صاحب	۰	۱	۰
مرزا نوجي صاحب	۲	۰	۰
مرزا بشارت صاحب	۰	۱	۰
چھوٹے خانصاحب	۲	۰	۰
یوسف خانصاحب گولہ انداز	۰	۴	۰
غازي خانصاحب چابک سوار	۰	۲	۰
شیخ کلو گولہ انداز	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
دایم خانصاحب سپاهي	۰	۱	۰
بدلو سبقل گر	۱	۰	۰
باسط سپاهي	۲	۰	۰
شیخ اسمعیل صاحب	۰	۵	۰
شیخ بشارت	۰	۵	۰
بادل خانصاحب سپاهي	۳	۰	۰
یعقوب بیگ گولہ انداز	۰	۳	۰
مرزا بشارت بیگ صاحب	۰	۴	۰
شیرعلی صاحب عطر فروش	۰	۴	۰
علي مرزا صاحب گولہ انداز	۰	۵	۰
دایم خانصاحب پہلوان	۰	۸	۰
مرزا نجف بیگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا خاتم بیگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا کریم بیگ	۰	۸	۰
محمد شیر خانصاحب مدرس	۰	۲	۰
رمضان بیگ صاحب	۰	۲	۰
فتح خانصاحب	۰	۱	۰
علي خانصاحب بلم بردار	۰	۱	۰
منو خانصاحب	۰	۰	۰
نتھو خانصاحب	۰	۰	۰
مدار حسین بیگ صاحب	۰	۱	۰
شیخ غازي صاحب	۰	۱	۰
رضا بیگ صاحب	۲	۰	۰
منو بیگ صاحب	۲	۰	۰
محمد بیگ صاحب	۲	۰	۰
وزیر قہار صاحب	۰	۱	۰
نبي بخش صاحب	۰	۲	۰
قادر بیگ	۰	۳	۰
رجب قہر	۰	۱	۰
حافظ قادر محمد صاحب	۰	۲	۰
پیٹو صاحب	۰	۱	۰

	پائي	آنه	روپيه
کلاب خانصاحب	۰	۲	۰
چھوٹے خانصاحب	۰	۱	۰
صدر خانصاحب ہرن باز	۰	۶	۰
مظفر حسین صاحب چوکیدار	۰	۱	۰
غلام اکبر خانصاحب مختار	۰	۴	۰
شیخ عبد اللہ صاحب سپاهي	۰	۲	۰
حسین خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
دین محمد صاحب سپاهي	۰	۲	۰
شیخ خیراتی روشن چوکیدار	۰	۸	۰
نجف خانصاحب چوکیورے	۰	۴	۰
غازي خانصاحب برقنداز	۰	۲	۰
سري بھشتی	۰	۱	۰
نبو صاحب سپاهي	۱	۱	۰
شیخ عثمان	۰	۴	۰
امیر خانصاحب مور دربار	۰	۴	۰
عبد الرشید صاحب مختار	۰	۴	۰
شیخ الہی بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
حاجی اله دین صاحب	۰	۴	۰
میر بخش - شترخانہ	۰	۱	۰
عیدو سبزي فروش	۰	۲	۰
سبقول سبزي فروش	۰	۲	۰
مان خانصاحب افسر دریم	۰	۴	۰
پٹو خانصاحب	۰	۲	۰
امام باجے والا	۰	۲	۰
زرمہ محمد امان خانصاحب	۰	۱	۰
ضاند سپاهی	۰	۱	۰
بہ ذریعہ شیخ چاند صاحب سپاهی	۰	۴	۰
منشی گلاب خانصاحب مور	۰	۳	۰
تونڈي رنگریز	۰	۱	۰
قانتي خلاصي	۰	۱	۰
کہري منشکا سطابب	۰	۲	۰
پیر خانصاحب گولہ انداز	۰	۲	۰
حسین بیگ منکا	۰	۱	۰
قربان علي سپاهي	۰	۱	۰
مرزا مداري بیگ صاحب	۰	۲	۰
بقاتي بساطي	۰	۲	۰
جمن منہار	۰	۳	۰
لعل محمد منہار	۰	۱	۰
شیخ بہوري	۰	۴	۰
عثمان خانصاحب طالبعلم	۰	۴	۰
گبو سائیس	۶	۱	۰
پیٹو خانصاحب سپاهي	۰	۳	۰
مرزا والایت علي بیگ	۰	۲	۰
جہسو خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
کالیخانصاحب سوار	۰	۴	۰
دلاو سپاهي	۰	۲	۰
فقیري جمعدار تحصیل	۰	۳	۰
حسن خان وزن کش	۰	۴	۰
مان خانصاحب سپاهي	۰	۴	۰

	پالي	آنه	روپيه
شمشير خانصاحب وزن كش	۰	۰	۱
شيخ سبحان وزن كش	۰	۲	۰
رستم خانصاحب وزن كش	۰	۸	۰
شيخ منيم صاحب وزن كش	۰	۴	۰
شيخ خدين صاحب وزن كش	۰	۲	۰
مداري صاحب وزن كش	۰	۲	۰
شيخ عثمان سپاهي	۰	۴	۰
اسمعيل خان ولد پيرخان	۰	۴	۰
گهنے باجے والا	۰	۱	۰
گل خان - ا - ، كابلي	۰	۲	۰
تاج محمد صاحب كابلي	۰	۱	۰
لهورا	۰	۲	۰
رمضان وفاتي	۰	۱	۰
ظهور الله صاحب	۰	۲	۰
شيخ اكرام صاحب	۰	۱	۰
پير خانصاحب جمعدار	۰	۴	۰
للو منشي صاحب	۰	۱	۰
خدا بخش چوكيدار	۰	۱	۰
دختر نصب علي صاحب	۰	۲	۰
پيرخانصاحب سپاهي	۰	۱	۰
ملو رنگريز	۰	۱	۰
حاكم رنگريز	۰	۱	۰
عبدل خياط	۰	۱	۰
عمر صاحب	۰	۱	۰
رمضان فراش	۰	۱	۰
نتهائتن دمريدار	۰	۴	۰
بشارت بيگ صاحب	۰	۲	۰
بدهو صاحب	۰	۱	۰
رحيم صاحب	۰	۱	۰
ايک مسلمان	۰	۲	۰
خواجو صاحب	۰	۴	۰
سيد بركت علي صاحب	۰	۲	۰
ميرصاحب	٦	۰	۰
مان خانصاحب سوار	۰	۴	۰
سيد بركت علي صاحب چركهاري	۰	۲	۰
شيخ رحيم صاحب	۰	۲	۰
ميرخانصاحب جمعدار پوليس	۰	۲	۰
مرزا متهو صاحب	۰	۱	۰
مرزا چنگي صاحب	۰	۱	۰
شيخ سبحان صاحب	۰	۱	۰
ميكو صاحب	٦	۰	۰
مرزا حسو صاحب	۰	۱	۰
وزيرخانصاحب سوار	۰	۴	۰
شيخ امير تلنگا	۰	۱	۰
قاسم علي صاحب	۰	۱	۰
مهرخانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
شيخ چاند	۰	۲	۰
ايک مسلمان	۰	۲	۰
رحم خانصاحب تلنگا	۰	۰	۱
فقيري صاحب	۰	۴	۰
منشي عبد الحكيم صاحب طالب علم	۰	۱۲	۰
والده صاحبه فخر الرحمان خان محرر	۰	۰	۱
اهليه صاحبه فيض محمد	۰	۰	۱
محمد خانصاحب سپاهي	۰	۴	۰

	پالي	آنه	روپيه
مولا بخش	۰	۲	۰
زوجه حيات خانصاحب	۰	۲	۰
فجو حجام	۰	۴	۰
لالی حجام بذريعه اصلم خان	۰	۴	۰
محبوب بخش صاحب ٹهيكدار	۰	۰	۱
محصول منی ارتر	۰	۸	۲
جناب عبد الكريم صاحب كوهيمه (آسام)	۰	۰	۱۰۰
جناب سيد محمد حبيب الحق صاحب شيخوپوري	۰	۰	۲
جناب عبد العزيز خانصاحب سهسرامي	۰	۰	۵
جناب وحيد الحق صاحب ستلهور	۰	۰	۷
جناب محمد يوسف صاحب اورسير جليسر	۰	۰	۱۷
بذريعه جناب عبد العزيز صاحب اورسير لوئيلم	۰	۰	۵
جناب منشي نور محمد صاحب ٹهيكه دار	۰	۰	۲۰
جناب غلام حيدر خانصاحب	۰	۰	۵
جناب بابو ايسر دام صاحب	۰	۰	۵
بذريعه جناب سيد قطب الدين مكنر - هسوا - گيا	۰	۱۰	۳۸
(به تفصيل ذيل)			
بزرگان موضع هسوا ضلع گيا		۴	۲۶
،، بهيدور ،،	۹	۰	۷
،، پالي خورد ،،	۰	۲	۳
،، سنگهولي ،،	۳	۳	۲
بذريعه جناب ابو طاهر محمد ظاهر حق صاحب بهار - پٹنه			
(به تفصيل ذيل)			
بزرگان موضع كوسي ضلع گيا	۰	۰	۷۲
،، گودر هزاري باغ	۰	۰	۲۵
ايک بزرگ جنكا نام ظاهر كرنے كي اجازت نهيں	۰	۰	۳
ايک بزرگ از كيد گنج - اله باد	۰	۰	۱
بذريعه جناب احمد سعيد صاحب افضل گده - بهدور	۰	۴	۹۱
(به تفصيل ذيل)			
امام بخش منتري قصاب مانيا والا	۰	۰	۱
مظهر الله پٹواري والا	۰	۰	۱
منشي حبيب الله	۰	۰	۱
حكيم مولا	۰	۸	۰
حبيب الله ولد محمد بخش	۰	۴	۰
علي محمد ولد الهي بخش	۰	۸	۰
نتهو ولد خدا بخش	۰	۴	۰
رفعتي حجام	۰	۴	۰
خدا بخش قصاب	۰	٦	۰
نتهو رنگساز	۳	۸	۰
رحمت الله ولد الهي بخش	۰	۰	۱۲
بشير احمد ميكهور	۰	۱	۰
آصف آباد	۰	۴	۱
احمد سعيد صاحب	۰	۰	۲۰
نتهو ولد ايزه بخش	۰	۸	۰
مولا بخش رنگساز	۰	۲	۰
عبد الرزاق صبوحه	۰	۸	۰
محبوب علي	۰	۴	۰
مولا بخش نداف	۰	۸	۰
جهجو نداف	۰	۲	۰
كالو نداف	۰	۲	۰
كريم بخش نداف	۰	۲	۰

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکبیر الملقب بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت ۔
۷۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 23, 1913.

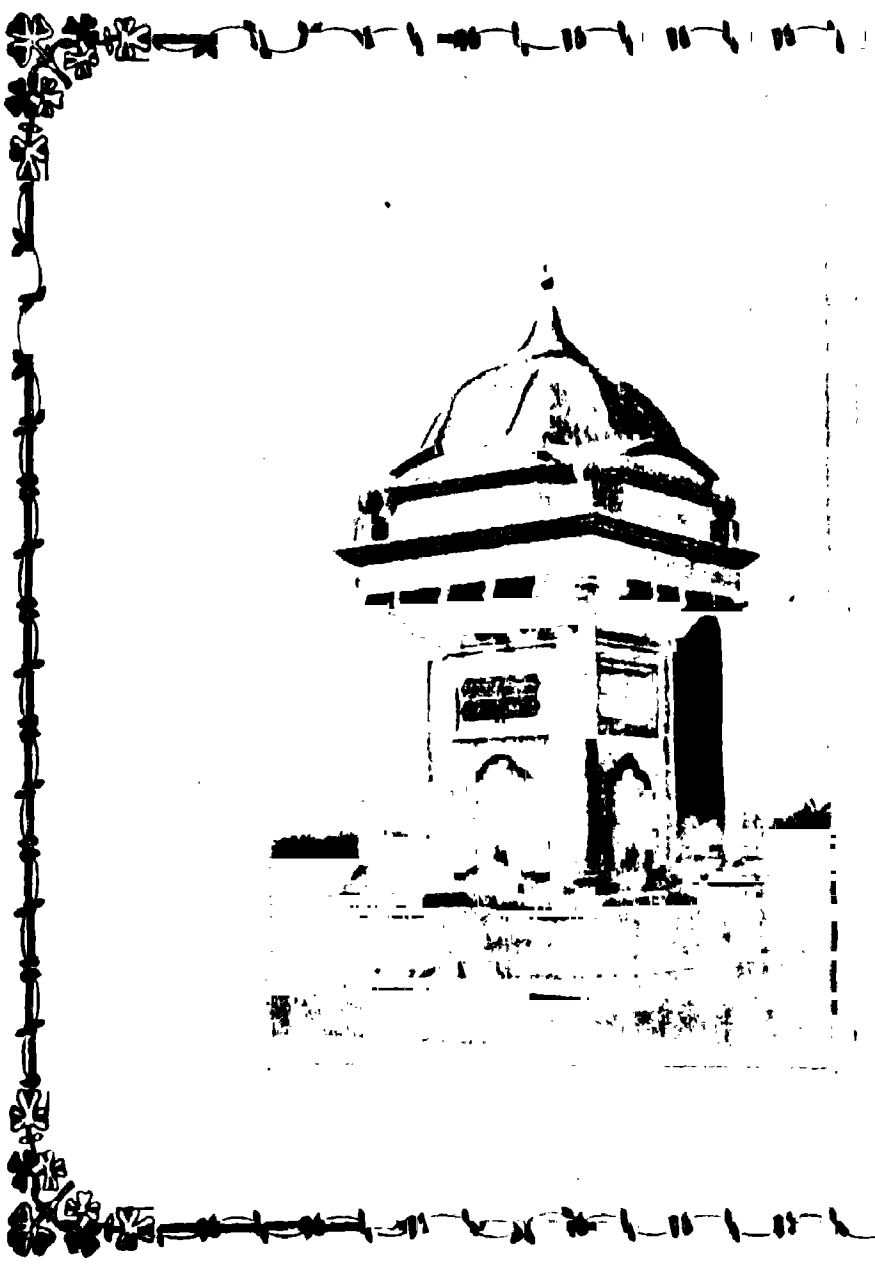

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

سلطـــان سليـــم ملـك ثـاني (رح)

بـاني جـامـع سليـم واقـع ادرنـه

مقبـــرة سلطـــان سليـــم (ح)
واقـع ادرنـه

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

عنوان تلغراف
«الهلال»

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ۴ روپیه ۱۲ آنه

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street.:

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ۱۶ — کلکته: چهار شنبه ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 23, 1913.

فهرست

شذرات ۲
مقالهٔ افتتاحیه
البلاغ ۳
مقالات
صفحات من تاریخ العرب ۷
معاصرة بیت المقدس
مذاکرات علمیه
انتقاد ۱۰
رده دي ترکس اته ثریهرلي
کارزار طرابلس
معارضات طرابلس
باب المراسلة و المناظره
الاخلاق
مراسلات ۱۶
تسطنطنیه کي چٹهي
مجلس خدام کعبه „
فهرست زراعانهٔ دولة علیه

ضمیمه اویر

جامع سلیم ادرنه کا حرض (ثالثل پیج)
جامع سلیم کا ایک داخلي منظر (صفحه خاص)
جامع سلیم کا منبر ۳
کبش (ایک رومی الهٔ معاصره) ۷

تلغراف خصوصي

(قسطنطنیه ۲۲ - اپریل) ۱۹ تاریخ کو همارې وزارت کا ایک جلسه هوا، جسمیں تمام اتحادي شریک تهے - ۲۳ - راءیں سے برخلاف ۱۲ - کے قرار پایا که "عربي زبان" کے مسئلے کو اهل عرب کی دیرینه خواهش کے مطابق منظور کرلیا جاے - نیز یه که بیروت، دمشق، اور مکهٔ معظمه میں بهت جلد سرکاري یونیورسٹیاں قائم کي جائیں - آپنے اپنے خطوط میں اسکي خواهش کي تهي پس یه خوشخبري برادران اسلام کو پهنچا دیجیے - خدا ترکوں اور عربوں کے اتحاد سے نئے دور اسلامي کا افتتاح کرے -

مصباح

شذرات

شمس العلماء مولانا شبلي نعماني

اور رساله "الندوه"

(مسلم گزٹ) لکهنو میں منشي اعجازعلي کا کوروي برادر منشي احتشام علي صاحب، اور منشي اسحاق علي کا کوروي ایڈیٹر الناظر کي دو تحریریں نکلي هیں، جنمیں رساله الندوه کے موجوده ایڈیٹر مولوي عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم کے ایک مضمون "جهاد" کي نسبت بعض واقعات و حالات درج کیے هیں -

مجکو سب سے پهلے اس واقعه کي نسبت خود مولانا شبلي نے الهٰ اباد سے ایک خط میں صرف اسقدر لکها تها که "الندوه میں ایک سخت مضمون جهاد کے متعلق نکلا هے جو ندوه کے مقاصد کے خلاف هے"

اس سے زیاده اسمیں کچهه نه تها اور یه شاید چار پانچ مهینے کي بات هے -

میں نے اسکے بعد ایک دو مرتبه الندوه کے پرچے دفتر میں تلاش کراے مگر معلوم هوا که یا تو وه پرچه نهیں آیا، اور آیا تو اب نهیں ملتا -

اسکے بهت عرصے کے بعد لکهنو سے ایک صاحب کي مراسلت آئي جس میں اُس مضمون کي تائید تهي، میں نے انکو خود اس مضمون کا خط لکها تها نه "جهاد کی نسبت میرا جو

اعتقاد ہے وہ واضح ہے - میں اسکو اصل اصول اسلامي اور بنیاد حیات شریعت سمجھتا ہوں - رہا وہ مضمون - اور ندوہ کے معاملات ' تو جب تک وہ پرچہ دیکھہ نہ لوں ' کچھہ نہیں کہہ سکتا - آپ وہ پرچہ بھیجدیں - "

مگر میرے پاس پرچہ نہیں آیا ' اور پھر مجھے اسکا خیال بھي نہیں رہا -

پچھلے دنوں لکھنؤ میں مولانا سے ملاقات ہوئي تو یہ ذکر نکلا - اس وقت بجاے واقعہ کے تفصیلي حالات کے ' اصل موضوع پر کچھہ گفتگو شروع ہوگئي ' اور ایک بخاري عالم وارد لکھنؤ آگئے - انسے میر زاھد کا تذکرہ شروع ہوگیا ' پھر مولانا کرامت حسین صاحب آگئے - اور باتیں ہونے لگیں ' اور اس طرح وہ بات درمیان ھي میں رھگئي -

میں اس وقت سوچتا ہوں تو اس واقعہ کي نسبت میري معلومات ابتدا سے صرف اتني ھي رھي ہے ' اور اسي غرض سے میں نے یہ تفصیل لکھی -

ان دو مضمونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ " جب یہ مضمون نکلا تو مولانا نے مقامي پانچ ممبروں کو جمع کیا اور انہیں دھمکي دي کہ اگر اس مضمون کے لکھنے والے کو سزا نہ دوگے ' تو میں ہز انر سے تمہاري شکایت کرونگا - پھر ر زولیوشن کے لفظ میں اپني جانب سے بعض الفاظ بڑھا دیے ' اور اس کمیٹي نے ڈپٹي کمشنر صاحب کو لکھا کہ آپ جو سزا تجویز فرمائیں اسکے نافذ کردینے کیلیے ھم طیار ھیں -

پھر انتظامي جلسہ ہوا ' اور پہلي کارروائي کالعدم قرار پائي - اسپر ہز انر کي چٹھي پہنچي ' اور اب چھہ ماہ ملازمت ندوہ سے معطل کر دینے کي رھاں سے سزا تجویز ہوئي ہے "

اگر یہ واقعي سچ ہے تو اسمیں کوئي شک نہیں کہ ھمارے اعتقاد میں مولانا نے اور اُن ممبروں نے نہایت سخت کمزوري دکھلائي - یہ سچ ہے کہ ندوہ کي حالت خاص طرح کي ہوگئي ہے - وہ برسوں ایک باغي جماعت سمجھي گئي ' اور اسکے کام کرنے والوں کو حیدر آباد بھاگنا پڑا یا مکہ معظمہ کے طرف ھجرت کرني پڑي - یہ بھي ضرور ہے کہ مولانا جب ندوہ میں آے اور برسوں سعي و کوشش کي تو خدا خدا کرکے گورنمنٹ کا خیال بدلا ' اور اب اسکي زندگي اسکي بخشي ہوئي زمین ' اور اسکے مقرر کیے ہوے عطیے پر ہے - لیکن با ایں ھمہ اِن واقعات سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس مضمون کا اندوے میں نکلنا جو ندوے کا آرگن اور ایک محض تعلیمی جماعت کي آواز ہے ' نا موزوں تھا ' لیکن جب نکل گیا ' اور ایک غلطی جو ہوني تھي ہوگئي ' تو اب اسپر اسقدر گھبرانے کي کوئي بات نہ تھي کہ ان واقعات تک معاملے کو پہنچایا جاے -

ان مضامین میں ظاھر کیا گیا ہے کہ اس جلسے میں مولانا عبد الباري ' مولانا عبد الحي ' منشي احتشام علي ' اور مسٹر ظہور احمد بھي شریک تھے - معلوم نہیں ان صاحبوں نے کیا خیالات ظاھر کیے ؟ لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اس کمیٹي نے گورنمنٹ کو فیصلہ کرنے کي دعوت دي تو مولانا عبد الباري سے مجھے نہایت تعجب ہے جنھوں نے ریسراے کو اسقدر غضب آلود تار دیا تھا ' اور اسپر میں نے بھي اظہار مسرت کا ایک تار انکي خدمت میں بھیجا تھا ' نیز مولوي عبد الحي صاحب سے ' جو سید صاحب بریلوي کے خاندان سے ھیں ' جنھوں نے سکھوں کے مقابلے میں جہاد کیا تھا - پھر منشي احتشام علي سے ' جو لکھنؤ کے شیعہ سني کے فتنے میں اسقدر قوم کا ساتھہ دیچکے ھیں کہ اُنکے لیے ایک نئي کربلا رقف کردي ' اور ھمیشہ " جھنڈے " کے مسئلے میں بمقابلہ گورنمنٹ اپني جماعت کي سرپرستي فرماتے رہے - گو بد قسمتي سے اب عشرۂ محرم میں انھیں شہر سے باھر چلا جانا پڑا ہے -

لیکن میں راے قائم کرنے میں جلدي نہیں کرسکتا - ایک بزرگ جسکے اخلاص ' آزادي خیال ' غیرت اسلامي ' اور جوش ملي کا مجھے بدیہیات جیسا یقین ہے ' اور اسي ایک نہیں ' بلکہ بیسیوں شہادتیں میرے سامنے ھیں ' جبتک صحیح ذرائع یقین سے حالات معلوم نہو جائیں ' یقیناً اسکا مستحق ہے کہ فیصلہ کرنے میں جلدي نہ کي جاے -

میں نے اسي خیال سے ایک خط مولانا کیخدمت میں روانہ کیا اور لکھا کہ تمام واقعات اصلي سے اطلاع بخشیے ' لیکن مولوي عبد السلام صاحب کے کارڈ سے معلوم ہوا کہ مولانا سخت علیل ھیں اور خط و کتابت سے مجبور -

مجھے اور بھي ھنسي آئي ' جب میں نے ہز انر سر جیمس مسٹن بہادر کي اس بارے میں چٹھي پڑھي - انکے نسبت پرایوٹ سکریٹري لکھتے ھیں کہ " ہز انر اس بارے میں آپ لوگوں سے اتفاق کرتے ھیں کہ ھندوستان میں جہاد کے وعظ کي ضرورت نہیں ' خواہ وہ دفاعي ہو یا غیر دفاعي "

لیکن میں ہز آنر کو اطلاع دینا چاھتا ہوں کہ وہ اسلامي جہاد کے وعظ کي ضرورت اور عدم ضرورت کا فیصلہ نہیں کرسکتے - وہ مسلمانوں کے حکمراں ھیں ' لیکن اسلام پر حکمراں نہیں - بہتر ہے کہ اس مسئلہ کے فیصلے کو ھم ھي پر چھوڑ دیں -

ھفتہ جنگ اس ھفتہ میں حلفاء بلقان کے باھمي تعلقات بگڑتے بگڑتے علانیہ جنگ و جدال اور کشت و خوں ریزي تک پہنچ گئے ' اور ایسا ہونا ناگزیر تھا -

مقدونیا میں سروي ' بلغاریوں کے ساتھہ بري طرح پیش آرہے ھیں - بلغاري پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ اسکي اطلاع سروي حکومت کو دیدي گئي ہے -

ریوٹر کو اطلاع ملي ہے کہ کومانو اور انگري پلینیکا کے درمیان ایک بلغاري جتھے نے سروي سفر مینا پر حملہ کیا ' جسمیں آٹھہ سروي کام آئے - اس ھفتہ میں کوئي معرکہ نہیں ہوا - التواء جنگ کي بابت تحریري معاھدے کي خبر غلط تھي - ھم نے پچھلي اشاعت میں اسکے تسلیم کرلینے سے انکار کیا تھا - دوسرے ھي دن خود ریوٹر نے اسکا اعتراف کرلیا - صرف زباني طے ہوا ہے کہ ۲۳ - ماہ حال تک جنگ ملتوي رہیگي اور اگر ضرورت ہوئي تو اسمیں اضافہ بھي ہوسکیگا -

حکومت جبل اسود نے اپنے تمام وکلا کو اطلاع دیدي ہے کہ سقوطري کے معارضے میں مالي معارضہ منظور نہیں کر سکتي ' کیونکہ اس سے اھل جبل کے شاندار عزت (؟) پر حرف آتا ہے ' مگر با ایں ھمہ دول نے اصولي طور پر منظور کر لیا ہے کہ جبل اسود کو ایک رقم بطور قرض دي جاے ' جسکي تعداد تیس ہزار فرانسک ہو ' اور جسمیں تمام دول یورپ شریک ہوں - تفصیل ابھي غیر معلوم ہے -

کہا جاتا ہے کہ حلفاء بلقان نے دول کي مداخلت کو اس شرط پر منظور کر لیا ہے کہ انکو جزائر خبیل (ایجین سي) کے متعلق مباحثے کا اختیار رہے گا - اطالیا کے نیم سرکاري اخبار (ٹریبیونا) کا بیان ہے کہ یونان کے ساتھہ جزائر لیمنس ' ساس ' چائس ' متیلین ' اور کوس کے الحاق پر اطالیا اعتراض کریگي -

ایڈریانوپل کا حملہ ' بلغاریا اور سرویا کي قوت کا آخري اور انتہائي ظہور تھا - بلغاریا تو اس سے پہلے ھي ختم ہو چکي تھي - البتہ سرویا نے ملکو اس حملے کو تقویت دي - اب تمام وقائع نگار اور یورپین پریس بلغاریوں اور سرویوں کي قوت کے خاتمے کا باصرار اقرار کرتے ھیں -

البلاغ

— * —

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون !

لوگوں کے نتائج اعمال کا وقت قریب آ لگا ' لیکن اسپر بھي وہ غفلت میں سرشار اور اللہ کے طرف سے منھ موڑے ہوے ہیں ! !

— * —

ا ـ تجيبوا لربكم من قبل ان ياتي يوم لا مرد له من الله ' مالكم من ملجا يومئذ و مالكم من نكير - فان اعرضوا ' فما ارسلناك عليهم حفيظا - ان عليك الا البلاغ (۴۲ : ۴۶)

اے غافل لوگو! اُس فیصلہ کن دن کے آنے سے پہلے اپنے خدا کا کہا مان لو' جو اُس کے طرف سے اعمال بد کے نتائج میں آنے والا ہے ' اور اُسکا ٹلنا ممکن نہیں - اُس دن نہ تو تمہارے لیے کہیں پناہ ہوگي ' اور نہ تم اپنے اعمال بد سے انکار ہي کرسکوگے !!

اگر اسطرح سمجھا دینے پر بھي یہ لوگ روگرداني کریں تو (اے پیغمبر) ہم نے کچھہ تم کو اُن پر داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں ' تمہارے ذمے تو بس حکم الہي کا پہنچا دینا ہي ہے - ماننا یا نہ ماننا سننے والوں کا کام ہے -

— * —

ایڈریا نوپل جو حلفاء بلقان کي راہ کامیابي میں بظاہر آخري مانع کامیابي تھا ' بالاخر مسخر ہوگیا ' مع (جامع سلیم) کي مقدس محرابوں کے ' جنھوں نے دو صدیوں سے اپنے نیچے صرف سجدہ ہاے نیاز ' اور زمزمہ ہاے توحید و تکبیر ہي کو دیکھا تھا ' اور مع اُن بلند اور عظیم الہیئة مناروں کے ' جن پر آج تک روزانہ اعلان و شہادت توحید کي ایک صدا بھي قضا نہ ہوئي تھي - وہ فتح ہوگیا ' حالانکہ ہمارے جوش و بیداري کا لشکر عظیم ابتک غفلت و سرشاري کے قلعہ میں محصور ہے اور عبرت اور تنبیہ کے پیہم ہجوم ابتک اُسے مسخر نہیں کرسکے !! فیا حسرتا ! و یا ویلتا ! و یا ندما !!

جامع سلیم (ادرنہ) کا محراب و منبر

لمثل هذا يذرب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان !

میں سفر میں تھا جب میں نے اول بار یہ خبر سني - میں نے دیکھا کہ اس خبر کي تصدیق کے بعد بھي دنیا ویسي ہي تھی ' جیسي اس سے پہلے - میں نے دیکھا کہ ہم اپنے کاروبار میں مصروف ' اور اپني احتیاجات میں بدستور منہمک ہیں - وقت پر کھانا کھاتے ہیں اور وقت پر آرام دہ نیند کے انتظار میں بستروں کو تلاش کرتے ہیں - زندگي کي مصروفیتوں میں کوئي تغیر نہیں ہوا ' اور اپنے اندر بھي دیکھا تو حالت ویسي ہي پائي' جیسي کہ کل تک تھي - حالانکہ ہم میں سے کوئي بھي اس خبر کے سننے کیلیے طیار نہ تھا -

میں نے سوچا کہ کیا کسي دن اسي طرح قسطنطنیہ کے مسخر ہو جانے کي خبر آ جائیگي ؟ قسطنطنیہ کیا شے ہے ؟ میں نے سوچا کہ کیا ایک دن ہماري آخري متاع عزت یعنے بیت جلیل خلیل اللہ اور مسجد مطہرۂ رسول اللہ پر بھي ملاعنۂ صلیب کے حملہ آور ہوجانے کي خبر آجائیگي ' اور ہم اسي طرح اپني رفتار مدھوشي میں آگے بڑھجائیں گے ؟ فماذا جرى على المسلمين ؟ و من لذي دفع بهم من علئين الى اسفل سافلين ؟

و لقد اخذناهم بالعذاب ' فماستكانوا لربهم و مايتضرعون ! ( ) — اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کردیا پھر انکو کیا ہوگیا ہے کہ اب بھي اپنے خدا کے آگے نہیں جھکتے ' اور اپني غفلت پر نہیں روتے ؟

ایڈریا نوپل جو حلفاء بلقان کي راہ کامیابي میں بظاہر آخري مانع کامیابي تھا ' بالاخر مسخر ہوگیا ' مع (جامع سلیم) کي مقدس محرابوں کے ' جنھوں نے دو صدیوں سے اپنے نیچے صرف سجدہ ہاے نیاز ' اور زمزمہ ہاے توحید و تکبیر ہي کو دیکھا تھا ' اور مع اُن بلند اور عظیم الہیئة مناروں کے ' جن پر آج تک روزانہ اعلان و شہادت توحید کي ایک صدا بھي قضا نہ ہوئي تھي - وہ فتح ہوگیا ' حالانکہ ہمارے جوش و بیداري کا لشکر عظیم ابتک غفلت و سرشاري کے قلعہ میں محصور ہے اور عبرت اور تنبیہ کے پیہم ہجوم ابتک اُسے مسخر نہیں کرسکے !! فیا حسرتا ! و یا ویلتا ! و یا ندما !!

لمثل هذا يذرب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان !

میں سفر میں تھا جب میں نے اول بار یہ خبر سني - میں نے دیکھا کہ اس خبر کي تصدیق کے بعد بھي دنیا ویسي ہي تھی ' جیسي اس سے پہلے - میں نے دیکھا کہ ہم اپنے کاروبار میں مصروف ' اور اپني احتیاجات میں بدستور منہمک ہیں - وقت پر کھانا کھاتے ہیں اور وقت پر آرام دہ نیند کے انتظار میں بستروں کو تلاش کرتے ہیں - زندگي کي مصروفیتوں میں کوئي تغیر نہیں ہوا ' اور اپنے اندر بھي دیکھا تو حالت ویسي ہي پائي' جیسي کہ کل تک تھي - حالانکہ ہم میں سے کوئي بھي اس خبر کے سننے کیلیے طیار نہ تھا -

میں نے سوچا کہ کیا کسي دن اسي طرح قسطنطنیہ کے مسخر ہو جانے کي خبر آ جائیگي ؟ قسطنطنیہ کیا شے ہے ؟ میں نے سوچا کہ کیا ایک دن ہماري آخري متاع عزت یعنے بیت جلیل خلیل اللہ اور مسجد مطہرۂ رسول اللہ پر بھي ملاعنۂ صلیب کے حملہ آور ہوجانے کي خبر آجائیگي ' اور ہم اسي طرح اپني رفتار مدھوشي میں آگے بڑھجائیں گے ؟ فماذا جرى على المسلمين ؟ و من لذي دفع بهم من علئين الى اسفل سافلين ؟

و لقد اخذناهم بالعذاب ' فماستكانوا لربهم و مايتضرعون ! ( ) — اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کردیا پھر انکو کیا ہوگیا ہے کہ اب بھي اپنے خدا کے آگے نہیں جھکتے ' اور اپني غفلت پر نہیں روتے ؟

دنیا میں قومیں کیلیے بڑے بڑے کام ہیں - بہت سي ہیں جنکو اپنے ایوان حکومت اور تخت جلال کي آرایش کرني ہے - بہت سي ہیں' جنکو اپنے عظیم الشان متمدن شہروں' اور اپني عالمگیر تجارت کي حفاظت مقصود ہے - بعض اپني قومي دولت و ثروت کے بڑھانے کي فکر میں ہیں' اور بعض خدا کي زمینوں پر قبضہ کرنے کے انتظام میں' لیکن غور کرو کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کیا کام باقي رہگیا ہے ؟ حکومتیں باقي نہیں رہیں کہ انکے دبدبۂ و سطوت کا نقارہ بجالیں ' دولت و ثروت کب کي جا چکي ہے ' اور جو رہچکي ہے ' وہ بھي برف آتش زدہ ہے - نئي زمینوں پر قبضہ کرنے کي فکر کیا کریں کہ جو چند گوشے اپنے ایام ذلت و نکبت بسر کرنے کیلیے باقي رہگئے تھے ' انکے لایق بھي نہ نکلے - تہذیب و تمدن کي جگہ وحشت و جہالت ہمارا مایۂ انسانیة سمجھا جاتا ہے ' اور دنیا کي قوموں کي فہرست میں ہمارے نام کے ساتھہ " وحشي " اور " نا قابل حیات زندگي " کے القاب لکھے جاتے ہیں " کیونکہ اللہ کي زمین پر رہنے کے اب قابل نہیں رہے - ہم سے زمینیں چھین لینی چاہیئں ' اور جسقدر جلد ممکن ہو ' ہمارے بار ذلت سے دنیا کو پاک کر دینا چاہیے - ہماري تیرہ سو برس کي تاریخ کے بعد ' آجکل کي سرگذشت حیات صرف اتني ہي باقي رہگئي ہے ! فیا للعار ! و یا للاسف ! ! و آہ ! آہ ثم آہ ! !

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو!
اے خوں شدہ دل تو ترکسي کام نہ آیا !

ہماري تمام متاع اقبال لٹ چکي ہے - ایوان حکومت کھو رہے ہیں' اور تخت شاہي اُلٹ گئے ہیں - اب ہمارے پاس کچھہ باقي رہگیا ہے' تو بس یہي چند مسجدوں کي محرابیں ہیں' اور چند عبادت گاہوں کے صحن' اور یا پھر وہ گنبد سبز' جسکے نیچے دنیا کا سب سے بڑا انسان سو رہا ہے !

لیکن آج ایڈریا نوپل کي جامع سلیم کے صحن میں بلغاریوں کے بوٹوں کي گرد اُڑ رہي ہے' کون کہہ سکتا ہے کہ کل اور کیا کچھہ نہوگا ؟

پھر اے وہ لوگو کہ اپنے ایوان حکومت کي حفاظت نہ کرسکے' کیا آج خدا کی عبادت گاہوں کي محرابوں اور اُسکي صداے توحید بلند کرنے کے مناروں کي بھي حفاظت نہ کرسکو گے ؟ ؟

* * *

غفلت سرشت انسان کا قاعدہ ہے کہ بہت سي مصیبتیں اسکے لیے اسقدر جگر دوز اور زہرہ گداز ہوتي ہیں کہ انکا تصور بھي کرتا ہے تو کانپ اٹھتا ہے - لیکن پھر جب وقت آجاتا ہے ' اور وہ مصیبت سر پر آکرکھڑي ہوجاتي ہے ' توکچھہ دیر متحیر رہکر ' کچھہ دیر رو دھوکر ' اور کچھہ دیر ماتم و فغاں سنجي کرکے آگے بڑھجاتا ہے ' اور جس وقت کے تصور سے لرز جاتا تھا ' اسکو اسطرح جھیل جاتا ہے ' گویا کوئي واقعہ ہوا ھي نہ تھا !

ایک مدت سے ہم عالم اسلامي کے آخري مصائب کے تصور سے کانپ رہے ہیں - " آخري وقت " اور " فیصلہ کن وقت " ہماري زبانوں پر ہے - ہم اُس وقت کا ذکر کرتے تھے ' جب اعداے اسلام ہمارے نیست و نابود کردینے کیلیے اکٹھا ہو جائیں گے - ہم اُس مصیبت کبریٰ کے خیال سے لرز اٹھتے تھے ' جب دشمن قسطنطنیہ کے دروازوں پر آپہنچیں گے - ہم غافلوں کو ڈراتے تھے کہ ہشیار ہوں کیونکہ ایک وقت آنے والا ہے ' جب آخري فیصلے کي گھڑي سر پر آجالیگي - ہم سوتوں کو جگاتے تھے کہ اٹھہ کھڑے ہوں ' کیونکہ وہ " فزع اکبر " اور " طامۃ الکبریٰ " کا وقت کبھي نہ کبھي آنے والا ہے ' جبکہ فنا و بقا ' اور موت و حیات کا فیصلۂ آخري ہوجائیگا -

پھر اگر آنکھیں کھولکر دیکھو تو اُس وقت موعودہ ' اور مصیبت منتظرہ کا دن تو آگیا ' اور اگر اسکي آخري ساعات نہیں آئي ہیں ' تو اسکو بھي دور نہ سمجھو - لیکن کیا اپني غفلت پیشگي کي عام عادت کي طرح ' اس بارے میں بھي ہمارا ویسا ھي حال ہوگا ' جیسا کہ ہر آنے والي مصیبت کے آجانے کے بعد ہوا کرتا ہے ؟ کیا ہم اِسے بھي جھیل جائیں گے ؟ کیا چند آنسوؤں کي ریزش ' اور چند آہوں کي کشش سے زیادہ اور کچھہ نہوگا ؟ اور کیا پاني سر سے گذر جائیگا اور ہمارے ہاتھوں کو حرکت نہوگي ؟

خاک بدھنم ' تھوڑي دیر کے لیے فرض کرلو کہ وہ سب کچھہ ہوگیا ' جسکے ہونے میں اب کچھہ دیر نہیں ہے - چشم تصور سے کام لو کہ جس آخري ساعت کے تصور سے ڈرتے تھے اور ڈراتے تھے ' وہ مع اپني آخري ہلاکتوں اور بربادیوں کے آگئي - انگلستان نے عرب و عراق اور حجاز و حرمین کي ریاست کي دیرینہ آرزو پوري کرلي - شام پر فرانس نے قبضہ کرلیا ' بقیہ ایشیا جرمني کے زیر عام آگیا - قسطنطنیہ اور دردانیال کا بھي وہ حشر ہوگیا ' جو مسئلۂ مشرقي کے انفصال کے وقت سب سے پہلے ہوکر رہیگا ' اور اپني موت کي آخري خبر بھي ہم نے موجودہ جنگ کي خبروں کي طرح ریوٹر کي زباني سن لي ' تو پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اسکے سوا اور کیا ہوگا ' جو کچھہ کہ اِس وقت ہو رہا ہے ؟ کیا در و دیوار سے سر ٹکراؤگے ؟ کیا آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے جاؤ گے ؟ کیا گنگا اور جمنا کي سطح تم کو اپني آغوش میں لیکر بچا لیگي ؟ یا بحر عرب کي موجوں میں تمھیں پناہ مل جائگي ؟

اگر ایسا نہوگا تو پھر کیا دنیا میں کوئي انقلاب عظیم ہوجائیگا ؟ کیا آفتاب اپنے مرکز حرکت کو چھوڑدیگا ؟ کیا زمین حرکت سے معطل ہو جائگي ؟ کیا ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے ؟

اگر یہ بھي نہوگا تو کیا ہم رات کا سونا اور دن کا کار و بار چھوڑدیں گے ؟ کیا کھانا پینا بالکل بند کردینگے ؟ اور کیا ہمکو زندگي کي احتیاج باقي نہیں رہیگي ؟

حالانکہ ہم کو دنیا کے اندر تبدیلي پیدا ہونے کي خواہش کا کیا حق ہے ' جب ہم خود اپنے اندر کوئي تبدیلي پیدا نہیں کر سکتے ؟

* * *

دنیا اس طرح کبھي نہیں بدلي ہے ' اور نہ ہماري امیدوں اور ولولوں کي تابع نہیں - ایران نے بابل کو مسمار کر دیا مگر آفتاب اُسي وقت طلوع ہوا ' جیسا کہ روز ہوتا تھا - سکندر نے ایران میں آگ لگادي ' مگر انسان نے اپنے گھروں کو ' اور صحرا کي چڑیوں نے اپنے آشیانوں کو نہیں چھوڑا - بابل و نینوا کے عظیم الشان تمدن برباد ہوگئے ' مگر انکي بربادي کے ماتم میں شاید کائنات کے ایک ذرے نے بھي زحمت نہ اُٹھائي - یونان اور روما الکبریٰ کے طلائي مندروں اور سنگي دار العلوموں کي دیواریں سرنگوں تھیں ' اور اسکندریہ کے بیت العلم کا چراغ گل ہوگیا تھا ' مگر عرب کے شتر سواروں نے کب اسکي پروا کي ' اور اس انقلاب عظیم نے کب کاروبار عالم کو معطل کیا

اس کائنات ارضي کي گھڑي اپنے کیل پرزوں پر چل رہي ہے اور وہ ان حوادث و تغیرات سے بند نہیں ہو سکتي - پس اسکي تبدیلي کي خواہش بے فائدہ ہے - اسمیں نہ کبھي تبدیلي ہوئي ہے اور نہ ہماري خاطر اب ہوگي - یہ کوئي تعجب کي بات نہیں - البتہ ایک دنیا خود تمہارے اندر موجود ہے ' سخت تعجب اور حیرت ہے اگر ان حوادث و انقلابات سے خود اسکے اندر کوئي تبدیلي نہو اور اگر اس وقت نہوگي تو پھر اور کس وقت کا انتظار ہے

ہماري ساري بدبختي اسمیں ہے کہ ہم اپني فتح و شکست ایڈریا نوپل کے سامنے ڈھونڈھتے ہیں ' حالانکہ اسکا اصلي میدان ہمارے دل کے اندر ہے - و في انفسکم افلا تبصرون ؟ جب تک خود اپنے اندر فتح یاب نہونگے ' اس وقت تک باہر بھي کامیاب نہیں ہو سکتے -

العجل العجل ! الساعۃ الساعۃ

ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آگیا - ایک یوم الفصل تھا جس کا آفتاب طلوع ہوگیا - پراني پیشین گوئیوں میں کہا گیا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا ' اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا - ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ ہر سایۂ امیدواري ما بدبختان عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے

پس وقت آگیا ہے کہ جس کو اُٹھنا ہے اُٹھے ، جس کو چلنا ہے چلے ، اور جس کو اپنے روٹھے ہوے خدا سے صلح کرلینا ہے کرلے - کیونکہ ساعت آخری ، نتائج سامنے ، مہلت قلیل ، اور فرصت مفقود ہے

فتنبہوا عباد اللہ و قوموا ایہا المسلمون الغافلون ! و جاھدوا في حق جہادہ ' و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون ' شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

جستجوے مقصود و توفیق الٰہی

موسم گذر رہا ہے - آسمان ہمیشہ مہربان نہیں ہوتا ' اور وقت جاکر پھر واپس نہیں آتا - آج آٹھہ ماہ سے میں دیکھہ رہا ہوں عالم اسلامي میں جو ایک عام حرکت بیداري پیدا ہوگئي ہے موجودہ مصائب نے بالخصوص مسلمانان ہند کے دلوں پر اضطراب طاري کر دیا ہے ' وہ ایک اصلي اور حقیقي قوت کار ' ایک آخري فرصت عمل ہے ' جس سے اگر کوئي صحیح اور سریع الي المقصود کام نہ لیا گیا ' تو پھر ہمیشہ حسرت و ماتم سوا اور کچھہ نہوگا -

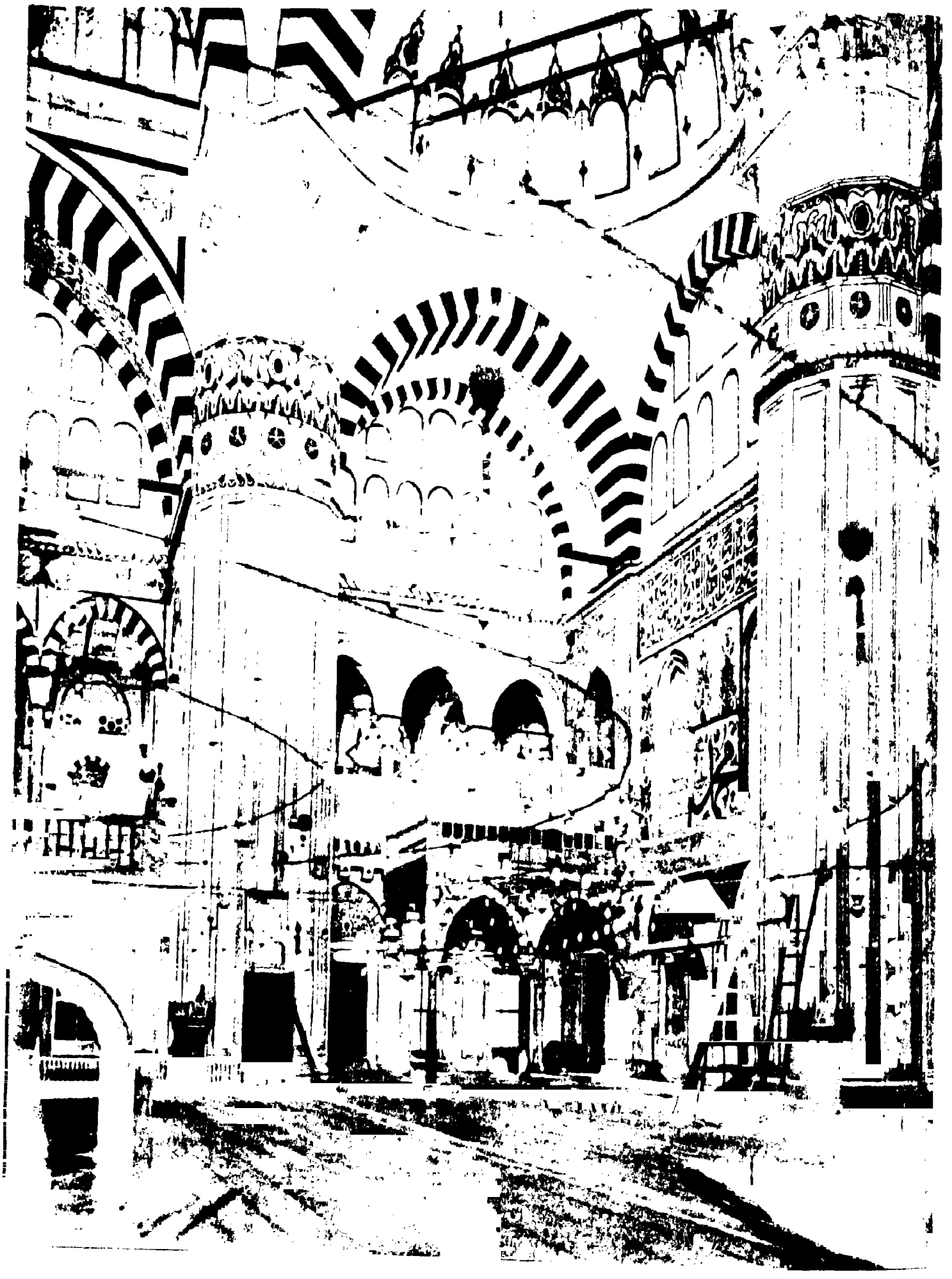

جامع سليم (ايدريا نوپل)

— • —

جو بقيه يورپين تركي ميں همارې آخري متاع عزت تهي ' ليكن بالاخر هم سے چهين لي گئي !!

روپیہ کا فراہم کرنا ' جذبات و عواطف اسلامیہ کو حرکت میں لانا ' مجالس تذکرۂ مصائب ' اور مجامع تحریک و تشویق ' اور اسی طرح کی تمام باتیں' دراصل ضمنی اور بطور ذرائع و وسائل کے تھیں - پھر اگر ہماری تمام بیداری صرف آلات کی طیاری ہی میں صرف ہوگئی ' اور اصل عمل کی توفیق نہ ملی ' تو یہ ایک بہت بڑی بد بختی ہوگی -

لوگوں کی نظر سطحی اور بالائی چیزوں پر تھی مگر میں حقیقت حال کو سونچ رہا تھا - لوگ متاسف تھے کہ محرابیں خوشنما نہیں ' انہیں بدل ڈالیے ' مگر میں رو رہا تھا کہ بنیاد کھوکھلی ہوگئی ہے ' اسکی درستگی کی کیا تدبیر ہو؟

اصلی چیز یہ تھی کہ یہ وقت کے مصائب دراصل اُن دائمی اور مستمر اسباب کا نتیجہ تھے ' جو پچھلی دو صدیوں سے عالم اسلامی پر طاری ہیں' اور جب تک اس سوراخ کو بند نہ کیا جائے' جہانسے سیلاب نکلکر بہا ہے ' اُس وقت تک صرف پانی کے ڈول بھر بھر کر پھینکنا' یا در و دیوار کو مضبوط بنانے کیلیے مصالحہ جمع کرنا ' بالکل لاحاصل ہے -

میں اپنے کاموں سے غافل نہ تھا - (الہلال) میں جو کچھہ لکھہ رہا تھا ' اسکو ایک لقمہ کیلیے بھی اپنی ہمتوں اور عزموں کا اصلی مصرف نہیں سمجھا' بلکہ ہمیشہ کسی اور مقصود حقیقی کی طرف جانے کیلیے ایک وسیلۂ و ذریعہ یقین کیا' لیکن مشکل یہ تھی کہ طریق عمل کا فیصلہ آسان نہ تھا -

اس عرصے میں کتنی اسکیمیں بنائیں ' اور پھر انکو چاک کیا ' کتنی راہیں سامنے آئیں اور پھر ایک قدم اٹھا کر واپس آ گیا - ہمارا مرض ایک ہی نہیں ہے' اور ہمارا گھر ہر طرف سے اُجڑا ہوا ہے - ضرورت ایک ایسی راہ عمل کی تھی ' کہ ایک ہی راہ ہو ' کیونکہ ایک وقت میں انسان ایک ہی راہ پر چلسکتا ہے ' لیکن ایسی ہو' کہ پھر اسکے بعد کسی دوسری راہ کے تلاش کی ضرورت باقی نہ رہے ' اور ہمارے تمام امراض کیلیے ایک نسخۂ وحید' اور علاج جامع ہو -

آپ یقین کیجیے کہ میں نے بہت سونچا - انسانی دماغ کسی چیز پر جسقدر غور کرسکتا ہے' شاید میں نے ہمیشہ کیا' اور متصل اور پیہم کیا ' مگر با ایں ہمہ کسی ایک تجویز اور راہ پر پہنچکر نہ رک سکا - یہاں تک کہ میں تھک گیا ' اور قریب تھا کہ مجھپر عالم تحیر و تعطل طاری ہو جاے اور قوت فیصلہ جواب دیدے -

اللہ ولی الذین امنوا
یخرجہم من الظلمات الی النور

لیکن جب کہ میں تلاش مقصود میں بھٹک رہا تھا ' تو اُس نے ' جس کا ہاتھہ ہمیشہ سرگشتگان حیرانی کا دستگیر ' اور گم گشتگان تحیر کیلیے رہنما و دلیل ہے ' میرا ہاتھہ پکڑ لیا ' اور چہرۂ مقصود کو بے نقاب کردیا - میں نے اُس بجلی کی طرح جو اچانک ظلمت طوفانی میں چمکتی ہے ' اسکو دیکھا ' پر اُس نے بجلی کی طرح مجھسے بے وفائی نہ کی ' اور اپنی روشنی دیکر پھر واپس نہ لی : والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ' وان اللہ لمع المحسنین (۲۹ : ۶۹)

اب میری حیرانی ختم ہوگئی ہے - میں ظلمت میں نہیں بلکہ الحمد للہ کہ روشنی میں ہوں' پس طیار ہوں کہ اُٹھوں ' اور جو راہ اُسنے دکھلائی ہے ' بلا توقف اسکی طرف روانہ ہو جاؤں - وہ ' جو دلوں کو کھولتا ' دماغوں کی رہنمائی کرتا ' آنکھوں کو دکھلاتا ' اور ہاتھوں کو پکڑتا ہے ' ضرور ہے کہ اپنی راہنمائی کا دروازہ اب بھی کھلا رکھے گا ' اور ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچاے گا - وہ ہر اُس دل کے ساتھہ ہے ' جو اسکے ساتھہ ہونا چاہے ' اور ہر اُس بھروسہ کرنے والے کو بچانے والا ہے ' جو اسپر بھروسہ کرے : واللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور - (۲ : ۲۵۸)

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

پھر کوئی ہے جو میرے ساتھہ چلنے کے لیے طیار ہو ؟

وہ آنکھیں کہاں ہیں جو ہمیشہ درد ملت سے خونبار رہتی ہیں ؟ وہ دل کہاں ہیں ' جو حس مصیبت اور فکر مآل سے زخمی ہو رہے ہیں ؟ میں چاہتا ہوں کہ انکو دیکھوں ' اور میں طیار ہوں کہ انکے آگے اپنی تجویز پیش کروں -

جنگ کی نہیں' سپاہیوں کی ضرورت ہے

یہ ایک سخت غلطی ہے کہ لوگ اپنی مستعدی اور ہمت کو کام کے تعین اور پیش ہونے پر موقوف رکھتے ہیں ' حالانکہ جو چلنے والے ہیں انکے لیے زمین کے تمام گوشے کھلے پڑے ہیں -

پس میرے اعتقاد میں پہلی چیز کاموں کی تلاش نہیں ہے ' بلکہ کام کرنے والوں کی تلاش - دنیا میں کاموں کی کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے' اصلی کمی کام کرنے والوں کی ہے - موجودہ زمانہ اسلام پر ایک ایام جنگ کا دور ہے - ہمارے اندر بھی' اور ہم سے باہر بھی - دشمنوں کا ہر طرف ہجوم ہے ' اور کوئی گوشہ نہیں جو حملہ آوروں کے اسلحہ کی جھنکار سے خالی ہو - پس جو لوگ اپنے اندر ایک سپاہی کا جوش ' اور ایک جانباز کی ہمت رکھتے ہیں ' انکے لیے میدان کار کی کوئی کمی نہیں ہے - وہ مستعد ہو کر باہر نکلیں' پھر کونسا گوشۂ اسلامی ہے جو آج اپنے جانبازوں کے ورود کا منتظر نہیں' اور کونسا میدان ہے ' جہانسے " اجیبوا داعی اللہ ! " کی صدائیں نہیں آ رہی ہیں ؟

پس قبل اسکے کہ میں اپنے کاموں کا معرکہ زار دکھلاؤں ' چاہتا ہوں کہ معلوم کروں کہ کتنے سپاہی مستعد پیکار ہیں ' اور کتنے ہیں جو آج اپنے خدا اور اپنی ملت کو اپنی زندگی اور اپنی قوت کا کچھہ حصہ دیسکتے ہیں ؟ میں بہت جلد اپنی تجویزوں کی ایک اسکیم پیش کرونگا' لیکن پہلے مجھے جواب دیجیے کہ کتنے ہیں جو آج اپنے تئیں خدا کو دیدینے کیلیے با لکل مستعد ہیں ؟

پھر کہتا ہوں کہ آج ' جبکہ ہماری قومی زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جو محتاج احیاء نہو' کاموں کی کوئی کمی نہیں ہے - کمی صرف مجاھدین حق ' اور جان نثاران ملت کی ہے - آپ اگر اپنی زندگی میں سے ' جسکے چوبیس گھنٹے روزانہ فکر نفس و جاں میں صرف ہوتے ہیں ' کچھہ وقت اپنے اسلام اور اپنے خدا کو بھی دینا چاہتے ہیں ' تو اٹھہ کھڑے ہوجیے ' اور اپنے تئیں ظاہر کیجیے - کاموں کا فیصلہ منٹوں اور لمحوں میں ہو جاے گا -

حزب الله

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ ابناے ملت میں سے جو ارباب درد آج کام کرنے کیلیے اپنے اندر کوئی سچی مستعدی اور اسکا اضطراب رکھتے ہیں ' وہ اس پرچے کو دیکھتے ہی صرف اتنی زحمت گوارا فرمائیں کہ اپنا اسم گرامی معہ نشان و شغل و پیشہ کے ایک کارڈ پر لکھکر دفتر الہلال میں بھیجدیں - کیونکہ جو طریق کار پیش نظر ہے (اور جو اپنی ابتدائی منزلوں سے گذر بھی چکا ہے) اسمیں پہلی چیز یہی سمجھتا ہوں کہ مجاھدین حق اور جاں نثاران ملت کی ایک فہرست جلد سے جلد طیار ہوجاے -

یہ بھی ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری دعوت سیر چمن اور تماشاے لالہ زار کی نہیں ہے - میں کانٹوں پر لوٹنا چاہتا ہوں ' اور ایسے ہی ایذا دوست اور زیاں پسند لوگوں کا طالب ہوں جنکو مرہم کی راحت سے زخم کی سوزش زیادہ محبوب ہو -

کیونکہ میں عمل کی دعوت دیتا ہوں ' اور راہ عمل کبھی بھی پھولوں کی چادر نہیں رہی ہے - پس جو صاحب اپنا اسم گرامی بھیجیں ' چلے اپنی مستعدی اور اضطراب دل کا بھی پورا اندازہ کرلیں :

حوالے کیا ' اور انکی نسبت اپنی دلچسپی اور توجہ کا ثبوت دیا - کم از کم ایک صدا تو آئی : فجزاکم اللہ تعالی عنی خیر الجزا و کثر اللہ امثالکم -

عود الی المقصود

اب دفعہ وار چند سطور لکھدوں کہ سلسلۂ سخن بہت بڑھگیا -

(۱) ہاں یہ سچ ہے کہ آجکل تراجم علمیۂ حدیثہ میں اصطلاحات کا مسئلہ بہت اہم ہے اور ایک غیر معمولی توجہ و مذاکرہ کا محتاج ' لیکن جس قدر آپ حضرات اسکو مشکل اور ایک امر عظیم اور مانع شدید راہ تراجم و تصنیف میں سمجھتے ہیں ' اس عاجز کے خیال میں امر واقع کے بالکل خلاف ہے - میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ اگر اردو زبان میں ترجمے کیلیے مستعد ہوجائیں تو صرف اصطلاحات کا مسئلہ کیوں مانع ہو؟ یقین کیجیے کہ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں - البتہ اسکی ضرورت ہے کہ علوم عربیہ سے پوری واقفیت ہو ' اور دماغ میں اس کام کی صلاحیت - اگر یہ نہیں تو پھر اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ مترجم بھی نہیں - مترجم کے معنے میں وہ قدرت اور قابلیت بھی شامل ہے ' جس کے ذریعہ زبان غیر کی اصطلاحات کا ترجمہ کیا جاے - اگر ایک شخص اصطلاحات کے باب میں قاصر ہے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ مترجم ہی نہیں ہے -

پس یہ جو آپنے لکھا ہے کہ " اردو زبان علوم کے ترجمے کیلیے ناقابل ہے " ایک ایسی بات ہے ' جو آپ ایسے علمی مذاق رکھنے والے شخص کو نہیں کہنا چاہیے - آجتک غریب اردو سے کام ہی کب لیا گیا ہے کہ آپنے اسکے قابل اور نا قابل ہونے کا بے تکان فیصلہ کردیا ؟ میں کہتا ہوں کہ ایک لمحہ کیلیے بھی ناقابل نہیں ' البتہ وسعت نظر ' اور قدرت وضع الفاظ و تراکیب ' اور علوم ادبیۂ عربیہ و فارسیہ پر نظر ہونی چاہیے -

میں اپنی عام تحریرات میں نئے الفاظ اور مناسب حال عربی اصطلاحات و تراکیب کے رائج کرنے کا حتی المقدور خیال رکھتا ہوں - نئے علوم سے اگر متصرد فلسفہ ہے تو اسمیں تو کوئی اصطلاح ایسی نئی نہیں ' جو عربی میں نہو - البتہ بعض وہ علوم جنمیں اضافے ہوے ہیں ' اور بعض وہ ' جو زمانۂ حال سے مخصوص سمجھے جاتے ہیں ' اپنے ساتھ ایک ذخیرہ نئی اصطلاحات کا بھی رکھتے ہیں ' مگر ارباب کار و واقفان فن سمجھ سکتے ہیں کہ جو کچھ ہے اپنا ہی تصور ہے ' ورنہ انکے لیے بھی وضع الفاظ کا مسئلہ چنداں مشکل نہیں -

میں بہت جلد خاص اسی مسئلے پر مع ایک ذخیرۂ الفاظ و اصطلاحات کے اپنے خیالات ظاہر کرونگا -

(۲) " مائینڈ " (Mind) کیلیے ہمارے یہاں بہت مدت سے ایک لفظ موجود ہے اور وہ کافی ہے ' یعنے " نفس "

(۳) اسکے بعد آپنے ایک نہایت اہم اور دلچسپ مسئلے پر توجہ فرمائی ہے یعنے " اخلاق میں وراثت کا اثر " -

لیکن اسکے بعد ہی آپ " نفس " اور اسکے اعمال کی بحث کرتے ہوے طریق حل مبحث و مانحن فیہ سے الگ ہوگئے ہیں -

بیشک انقلاب فلسفۂ قدیم و جدید کے درمیانی دور میں بھی مثل دور سابق ' اس مسئلہ کو تسلیم کرتے تھے ' اور کانٹ نے اسپر زور دیا ' لیکن غالباً جناب کا یہ خیال درست نہیں کہ اب کلیۃً اسکے خلاف فیصلہ ہوگیا ہے ' اور زمانۂ حال کے اساطین فلسفۂ و اخلاق اسکے بالکل قائل نہیں - آجکل تو فلسفۂ و اخلاق پر تعدد مذاہب کا ایک بحران عظیم طاری ہے - مضمون زیر نقد میں بہت سرسری طور پر چند اخلاقی ملاحظات پر توجہ دلائی تھی ' نہ کہ علمی اصول پر بحث و تنقید - اس مسئلے کے متعلق دونوں مذہبوں کے دلائل و مباحث کا بہت بڑا ذخیرہ پیش نظر ہے ' اور اب جناب نے یہ بحث چھیڑ دی ہے تو مستقل عنوان سے اسکی نسبت جواب عرض کرونگا کہ محتاج بسط و استقصاء ہے -

(۴) بیشک تربیت اولاد کا مسئلہ اہم ترین مسائل علم و اخلاق ' و مبدء اصلاح انسانیۃ ' و عماد ترقی ملت و نسل قوم ہے ' اور اس قوم سے بڑھکر بد بخت کوئی قوم نہیں ' جسکے والدین اپنی اولاد کی جسمانی و دماغی پرورش سے بے پروا ہوں - آپ لوگ تو صرف اسلیے اسے ضروری سمجھتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے علم پیڈاگوجی (Pedagogi) (علم التعلیم و التربیۃ) کے لحاظ سے ضروری ہے ' مگر میں اسلیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کے خدائے حکیم نے قران کریم میں حکم دیا ہے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا ! قوا انفسکم و اہلیکم نارا - (۶۶ : ۶)	مسلمانوں ! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد اور متعلقین کو آگ کے عذاب سے بچاؤ جو انکو پیش آنے والا ہے -

اور فی الحقیقۃ ... (بقول حضرت امیر علیہ السلام ' کما ذکرہ الرازی فی تفسیرہ) اس آیت کریمہ میں اولاد کی تربیت و تعلیم کو ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے ' تاکہ وہ اُن تمام عذابوں سے دنیا میں بچیں ' جو ہر طرح کے جہل و ضلالت سے پیش آتے ہیں -

لیکن معاف فرمائیے گا ' جو لوگ مال کے پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں ' یا اسلامی مصالب کے ذکر سے حرکت و التہاب پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ' اُن پر برہم ہونے کی یہاں ضرورت نہ تھی - بچوں کی تربیت ماں باپ ہی کرسکتے ہیں ' لیکن سیاسی اور جنگی مصالب کے ورود کے بعد نہ مائیں باقی رہتی ہیں ' جو بچوں کو گود میں اٹھائیں ' اور نہ باپ باقی رہتے ہیں ' جو انکو درس فلسفہ و حکمت دیں - آج جو انقلابات مسلمانوں پر طاری ہو رہے ہیں ' انہوں نے گویا ایک جنگ کا دور ہم پر طاری کردیا ہے - یہ ضرور ہے کہ فن حرب کی تعلیم ' اور علوم و صناعۃ کا حصول ہم میں ایسی قوتیں پیدا کردیگا ' جو براہ راست میدان جنگ میں کام آئیں گی ' لیکن جنگ کے ایام میں ان باتوں کی مہلت نہیں ہوتی ' بلکہ صرف اسکی ' کہ خوش اخلاق و بد اخلاق ' واقف فن اور جاہل مطلق ' جیسے کچھ آدمی میسر آ جائیں ' اور ہتیار کاندھے پر رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ' انکو دشمنوں کے سامنے بھیجدیا جاے اور پھر امن کی مہلت نکالکر اصلی اور تدریجی ذرائع تقویت و تعلیم کی طرف متوجہ ہوں -

پس اس وقت پہلی چیز یہ نہیں ہے کہ موجودہ حالت سے ہم اپنی بہتر حالت کیونکر بنائیں ؟ بلکہ یہ کہ اپنی اچھی بری موجودہ حالت میں ہی کسی طرح زندہ اور باقی رہسکیں - اگر ذرا بھی زندگی کی طرف سے اطمینان ہو تو پھر وقتی اور فوری ادویہ کو چھوڑ کر صحیح اصول علاج کے مطابق بتدریج اپنا علاج کرالیں گے -

والعاقبۃ للمتقین

گریزد از صف ما ہر کہ مرد غوغا نیست !
کسیکہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست !

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئک الذین ہدا ہم اللہ ' و اولئک ہم اولو الالباب -

---

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کا]

مقالات

صفحة من تاريخ الحرب

تاريخ حرب کا ایک صفحہ

— * —

مدافعة ورين

— * —

به تذکرۂ معاصرۂ ادرنه

(۱)

" الشيء بالشيء يذكر " عربي کي مشہور ضرب المثل ہے - آجکل جبکه ادرنه (ایدریانوپل) اور (سقوطري) کي حیرت انگیز مدافعت نے پلیونا ' لیدي اسمتھ ' اور پورٹ ارتھر کے واقعات دھرا دیے ہیں ' ہمارا ذھن بے ساختہ اُن اقوام سالفه کي طرف منتقل ہوتا ہے ' جنھوں نے اب سے کئي ہزار برس قبل اپني ملت و وطن اور اپنے مذہب عزیز کي مدافعت اس استقلال اور جانفروشي سے کي تھي که اسکي خونیں داستانیں آجتک آرائش صفحات تاریخ ہیں ! !

— ❀ —

قدیم ترین معاصرے اور مدافعت

— * —

دنیا میں جنگ کے آغاز کے ساتھه ہي معاصرہ اور محصورانه مدافعت شروع ہوگئي تھي - انسان نے جب پہلے پہل بادیه نشیني کي زندگي سے ترقي کرکے شہري زندگي شروع کي ہوگي تو مختلف ، قوموں ' نسلوں ' جماعتوں ' اور خاندانوں کي باھمي جنگ جوئي نے طاقتور کو معاصرے کي ترغیب دي ہوگي ' اور مغلوب و ضعیف محصور ہوجانے پر مجبور ہوگیا ہوگا - سب سے زیادہ قدیم ترین معاصرہ ' معاصرۂ ازوت ہے ' جو بسي مینک اعظم کي زیر قیادت کیا گیا تھا - یہ معاصرہ ۲۹۰ - برس تک جاري رہا ' مگر تفصیلي حالات معلوم نہیں -

اسکے بعد سب سے زیادہ دنیا کا قدیمي معاصرہ طروادہ (Trode) ہے ' جس کا افسانه یونان کے مشہور سحر طراز اور ابو الشعر ہومر (Homere) نے الیڈ (Iliade) میں نظم کیا ہے ' اور گو شاعرانه افسانه طرازي اور یوناني علم الاصنام کے خرافات کي آمیزش سے اسکے اصلي واقعات معلوم کرنا مشکل ہیں ' تاہم اسمیں شک نہیں که وہ زمانۂ قدیم کي ایک بہت بڑي انساني خوں ریزي ' اور تاریخ حرب کا ایک عظیم الشان جنگي معاصرہ تھا -

یہ معاصرہ ۱۰ - برس تک جاري رہا تھا ' اور اسکي نسبت جنگ و مقاتلات کے عجیب و غریب واقعات ہومر بیان کرتا ہے -

اس ہولناک معاصرے کے بعد ' قرون اولی کے معاصرون کي تاریخ ایک حد تک تاریخي روشني میں آجاتي ہے ' اور دنیا کے دو مشہور قدیم ترین معاصرے یروشلیم (بیت المقدس) اور قرطاجنه (کارتھیج) کے ہمارے سامنے آتے ہیں - اس وقت مختصراً انہي دو معاصرون کي طرف متوجه ہونگے -

— * —

معاصرۂ بیت المقدس

ایک قدیم رومي معاصرہ

— * —

تاریخ عروج و زوال امم کا ایک دردہ انگیز افسانه !

— * —

۷۰ - ویں عیسوي سنه کا آغاز تھا ' که روم سے جنگ آزماؤں اور حمله آوروں کا ایک سیلاب عظیم شام کي طرف امنڈا ' اور شہنشاہ طیطس (Titus) نے بني اسرائیل کي ہزارہا سالہ عظمت و جبروت کے مسکن ' حضرت (داؤد) کے عظیم الشان ہیکل ' اور تخت گاہ (سلیمان) پر فوج کشي کردي - اسرائیل کے گھرانے کي یہ وہ آخري بربادي تھي ' جسکي (یسعیا) نبي نے خبر دي تھي ' اور نسل اسحاق کي بد اعمالیوں کي وہ سب سے آخري سزا تھي ' جس پر (خرقیل) نبي نے ماتم کیا تھا ' اور خداوند خدا نے کہا تھا که " اے اسرائیل کي بدکار عورت ! تونے مجھے چھوڑ دیا ' پس میں غیر قوموں کو بھیجونگا ' جو تیري عظمت و ناموس کو نا پاک کرینگے " (خرقیل ۲۵ : ۱۵)

یہي رومي فوجکشي وہ آخري عذاب الہي تھا ' جسکے بعد جلال خداوندي نے ہمیشه کے لیے اولاد اسرائیل سے اپنا رشته کاٹ لیا ' اور (سعیر) کي روشني نے (فاران) کي چوٹیوں کو اپنا مطلع و مبدء بنایا: وکان وعداً مفعولا (۱۷ : ۳)

معاصرے کا آغاز

رومي فوج نے شہر کے قریب پہنچکر اپنا قاصد بھیجا ' اور باشندگان شہر سے کہا که شہر حواله کردیں ' مگر وہ بیت المقدس کے مستحکم حصار ' اور آھني عمارات جنگ کي طرف سے مطمئن تھے ' انھوں نے تسلیم شہر سے (عربي میں حوالگي کے معنوں میں " تسلیم " کہتے ہیں اور اسکو اردو میں رائج ہونا چاہیے) انکار کردیا -

اب رومي فوج کیلیے معاصرہ ناگزیر تھا - ۳۰ - ہزار آھن پوش فوج نے چاروں طرف سے شہر کا معاصرہ کرلیا -

بیت المقدس اُس وقت نہایت محفوظ تھا - یکے بعد دیگرے تین نہایت مستحکم شہر پناہیں تھیں ' اور انکے با ھمي فاصلے مدافعة کے آلات و اسباب جنگ لیلیے نہایت مضبوط عمارتیں رکھتي تھیں - (طیطس) نے اپني فوج کے چار حصے کردیے - تین حصے شمالي جانب پر مامور کیے ' جو بیروني شہر پناہ سے ایک میل کے فاصلے پر جم گئے - اور باقي ایک حصه جانب مشرق مقرر کیا ' جو مشہور مسیحي مقدس پہاڑ (کوہ زیتون) کے حوالي میں تھا -

قدیم آلات جنگ

رومي فوج کے ساتھه اُس زمانے کے ترقي یافته آلات جنگ بے شمار تھے - علي الخصوص طویل و وزني گرز ' سنگ با منجنیقیں ' آتش افشاں پیہه دار منارے ' اور قدیم زمانے کا ا عجیب و غریب آلۂ جنگ ' جسکے لیے عربي میں (کبش) لفظ مستعمل ہوگیا تھا -

(گرز) قدیم قوموں کا سب سے بڑا آلۂ جنگ تھا ' جس رستم و سہراب کے کاندھوں پر شاھنامے میں ہم نے ہمیشه دیکھا ہے - لیکن رومیوں کے پاس ایک خاص طرح کا گرز ہوتا تھا ' جسا معاصرے میں استعمال لیا کرتے تھے - یہ معمولي گرز سے بہت زیادہ

لنبا ' اور اسکے ضرب کا لئے بہت زیادہ وزني هوتا تها ' اور شہر پناہ کي دیوارون ' اور قلعہ کے دروازوں کے توڑنے میں کام آتا تها -

(منجنیق) ایک کثیر الاستعمال مشین تهي ' جسکے ذریعہ بڑے بڑے وزني پتهر غنیم کے لشکر اور محصور شہر کے اندر پهینکے جاتے تے - یہ (میکانک) کے یوناني اصل کا معرب ہے ' اور علم الحیل (فن وضع آلات رمشینري) کي قدیم ترین ایجاد - عربوں نے بهي اپني جنگوں میں اس سے کام لیا ہے - یہ گویا قدیم زمانے کي توپ تهي - پتهر کے بڑے بڑے گولے جب اس سے نکلکر اڑتے تے ' تو انکي ضرب دیوارون اور قلعوں پر نہایت سنگین پڑتي تهي -

(اتش افشاں منارے) لکڑي کے بناے جاتے تے - اسکے نیچے پہیے لگے هوتے تے ' تاکہ گاڑي کي طرح نقل و حرکت ممکن هو - اسکي کئي منزلیں هوتي تهیں - ان میں بیٹهکر حملہ آور محصورین کي طرف تیزي سے بڑهتے تے ' اور انکے برجوں سے آتشیں روغن کو شہر کي دیوارون اور عمارتوں پر پهینکتے تے -

(کبش) اس زمانے کا بہترین هتیار تها - کچهہ آدمي گاڑي کو کهینچتے تے ' اور کچهہ حفاظت کرتے تے - یہ گاڑي شہر پناہ سے بهڑادي جاتي تهي ' اور اندر کي فوج محصورین کي تیر اندازي سے محفوظ رهکر ' دیوارون میں ثقب لگا دیتي تهي -

عربوں نے اسکو (کبش) اسلیے کہا کہ اسکے سامنے کے رخ پر ایک

ک ب ش

رومي آلۂ جنگ ' جو مثل ایک گاڑي کے تها ' اور جس میں بیٹهکر معاصرین حملہ کرتے تے -

مینڈهے کا مصنوعي سر بنا کر لگا دیا جاتا تها - (دیکهو تصویر کبش)

شہر کي بیروني شہر پناہ اور رومي لشکر کے شمالي حصے کے مابین جو آباد قطعے تے ' وهاں کے تمام درخت اکهڑوا ڈالے گئے تے ' تاکہ فوجي نقل و حرکت میں مانع نہوں -

اطراف شہر کي سر سبزي کا اس وقت یہ حال تها کہ یہ تمام قطعات طرح طرح کے شاداب درختوں کي کثرت سے ایک جنت ارضي کا منظر معلوم هوتے تے ' اور اس کثرت کے ساتهہ تے ' کہ صرف انکي جڑوں کے کهودنے اور اکهاڑنے میں کامل چار دن رومي فوج نے صرف کیے !!

یہ شام کي سر زمین تهي ' جسکي نسبت قرآن کریم نے سورہ (بني اسرائیل) میں فرمایا: " بارکنا حولہ " هم نے بیت المقدس کے اطراف کو اپني برکات سے مالا مال کردیا تها !

اسکے بعد فوج شمال کي جانب بڑهي ' اور ایک ایسے مقام پر خیمہ زن هوگئي ' جہاں سے بیروني حصار شہر کا ایک گوشہ نظر آتا تها - یہاں محاصرین نے چند برج تعمیر کیے ' اور ان میں بیٹهکر بیت المقدس پر سنگي گولے برسانا شروع کردیے -

فاعتبروا یا اولی الابصار!

یہ وهي بیت المقدس تها ' جس کو خداے ذوالجلال نے اپني رحمت و برکت کا نشیمن بنایا تها - ابراهیم (ع) کے گهرانے سے جو الهي وعدے هوے تے ' انکے ایفا کا پہلا گهر اسي میں تها - بني اسرائیل کي عظمت و جبروت کے سیلاب اسکي شہر پناہ سے نکلتے تے ' اور دنیا کي بڑي بڑي عظیم الشان سر زمینوں کو مع انکے بسنے والوں کے بہا لیجاتے تے - مگر انهوں نے اس پیمان و عہد کو توڑ دیا ' جو مصر کي غلامي سے نجات پانے کے بعد خداوند خداے قدوس سے سینا کے پہاڑ پر باندها تها - جب وہ طرح طرح کي بد اعمالیوں اور فسق و فساد میں مبتلا هوگئے تو رحمت الهي انسے روٹهہ گئي ' اور اس نے اپني برکت کي جگہہ اپنے قهر و غضب کو بهیج دیا - خدا کا اس دنیا میں سب سے بڑا قهر یہ ہے کہ وہ کسي قوم سے حکومت و فرمان روائي کي عزت چهین لے ' اور غیر قوموں کي غلامي و محکومي کي زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالدے - پس یہودیوں کیلیے بهي اب دنیا میں اس سزا کے سوا کچهہ نہ تها - (بخت نصر) کي فوج کشي اور (بابل) کي قید کے بعد (عزیر) کي آہ و زاري نے انکي سزا کي مہلت بڑهادي تهي ' پر انهوں نے اس فرصت سے بهي فائدہ نہ اٹهایا - اسلیے ضرور تها کہ آخري غضب الهي کسي جابر قوم کے استیلا و تسلط کي صورت میں ظاهر هو - اور وہ جب کبهي کسي قوم سے روٹهتا ہے تو اسکي عادت ہے کہ اپني کسي جابر مخلوق کو اسپر مسلط کردیتا ہے - پهر وہ اسکے تخت حکومت کو اولٹ دیتي ہے ' غلامي و محکومي کي بیڑیاں اسکے پاؤں میں ڈالدیتي ہے ' اور عزت مالي اور شرف قومي کي روح اسکے اندر سے کهینچ لیتي ہے !!

رومیوں کا یہ حملہ یہودیوں کیلیے اسي سلسلۂ غضب الهي کي اخیري سزا تهي ' جسکے بعد بني اسرائیل کي عظمت کا چراغ همیشہ کیلیے گل هوگیا: ضربت علیهم الذلة و المسکنة ' و باؤ بغضب من الله - (بخت نصر) اور بابلیوں کا وہ پہلا عذاب تها ' اور یہ آخري - انهي دو عذابوں کي طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے کہ :

و قضینا الی بني اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ' و لتعلن علواً کبیرا - فاذا جاء وعد اولاهما ' بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید ' فجاسوا خلال الدیار ' و کان وعداً مفعولا (۱۷ : ۳)	اور هم نے بني اسرائیل سے انکي کتاب تورات میں صاف صاف کهدیا تها کہ تم ضرور زمین پر دو مرتبہ فساد میں مبتلا هوگے اور اپني بد اعمالیوں میں مغرور هوکے نہایت سخت زیادتیاں کروگے ' تو اے بني اسرائیل کے لوگو ! جب تم میں ظهور فساد و عدوان کا پہلا وقت آیا ' تو هم نے تمهارے مقابلے میں (بابل کے) اُن لوگوں کو بهیجدیا ' جو نہایت جابر اور سخت گیر تے - وہ تمهاري بستیوں کے اندر پهیل گیے (اور وہ سب کچهہ کیا جو انکو کرنا تها) اور اللہ کے وعدے کو پورا هونا تها ' اور وہ پورا هوکر رها -

یہ قوموں کے اعمال کے قدرتي نتائج هیں - جس بیت المقدس پر ملائکۂ الهي رحمت و برکت کے پهول چڑهاتے تے ' آج حملہ آوروں کے برجوں سے اسپر پتهروں کے گولوں کي بارش هو رهي ہے !!

و ما کان الله لیظلمهم ' و لکن کانوا انفسهم یظلمون -

عروج و زوال امم کا یہ قانون الہي ہے ' اور اے کاش کہ آج وہ پیروان اسلام ' جنکو خدا نے بني اسرائیل کي اس عظمت و جبروت کا جانشین بنایا تھا ' اور جو اُس خلافت ارضي کے وارث ہوے تھے ' جسکي اهلیت (دارد) اور (سلیمان) کي نسل میں باقي نہیں رهي تھي ' تاریخ کے ان نتائج فریبه سے عبرت پکڑیں ' اور آنے والے وقت سے ڈریں :

کذلك یضرب الله الا مثال ' لعلهم یتذکرون !	اسي طرح الله گذشته قوموں اور ملکوں کي مثالیں بیان کرتا ہے ' تاکه شاید غافل قومیں عبرت پکڑیں !!

رومي پیش قدمي

یہودیوں کي حالت اُس وقت نہایت افسوس ناک تھي - بابل کي قید اور عرصے کي غلامي نے پھر اُسي سیرة اولی پر پہنچا دیا تھا ' جس سے دریاے نہل کے کنارے حضرت موسي نے انہیں نجات دلائي تھي -

تاهم اُنھوں نے اس موقعه پر اپنے تمام قوی کو جمع کیا ' اور پوري جانبازي سے مدافعت کا سامان کرنے لگے - سب سے بڑي مشکل یه تھي که رومیوں کے سے آلات جنگ اور اسلحهٔ هلاکت انکے پاس نه تھے ' اور سنگ باري کے برجوں ' عظیم الشان کبشوں ' اور آتشین روغن کي بارش کا کوئي جواب نہیں دیسکتے تھے -

پھر ممکن تھا که وہ اسکا جواب دیسکتے ' مگر قدرت الہي کے بھیجے ہوے عذاب یا اپنے اعمال بدکے قدرتي نتائج کا انکے پاس کیا جواب تھا ؟

فاخذهم العذاب و هم ظالمون (۱۶ : ۹۰)	پس عذاب الہيٰ نے اُنہیں جا پکڑا اور وہ اپنے ظلموں کي وجه سے اسي کے مستحق تھے-

نتیجه یه نکلا که کچھه عرصے کے بعد بیرون شہر کي سرحد محاصرین نے فتح کرلي -

اب رومیوں نے زیادہ شدت اور مستعدي سے قدم آگے بڑھاے ' اور کوہ (زیتون) کي مشرقي فوج نے اپني منجنیقوں کا رخ مقدس (هیکل) کي جانب کردیا - ساتھه هي مشتعل روغن (نفت) کي بارش بھي شروع کردي - آجکل عربي و فارسي میں کراسن تیل کو نفت کہتے ہیں ' مگر یه ایک دوسرا معدني تیل تھا ' جو نہایت سریع الاحتراق تھا ' اور جس مقام پر پڑتا تھا ' بمجرد ایک دوسرے تیل کے پڑے کے ' اُس سے شعلے بھڑکنے لگتے تھے - قدیم زمانے کي بہت سي متمدن قوموں نے اسکو استعمال کیا ہے ' اور جنگ صلیبي کے عہد میں بزمانهٔ محاصرهٔ عکه مسلمانوں نے بھي اس سے کام لیا تھا -

یہودي اب نہایت مضطرب ہوے ' کیونکه منجنیقوں کے گولے ' اور روغن نفت کي پچکاریاں هیکل کي دیواروں تک پہنچنے لگیں - بعض پراني جگہوں میں انہیں چند منجنیقیں مل گئي تھیں - وہ نکالي گئیں ' اور محصورین کي طرف سے بھي گولہ باري کا جواب دیا جانے لگا - لیکن ابھي اس انتظام کو زیادہ دیر نہیں گذري تھي ' که ایک اس سے بھي بڑھکر مصیبت کي خبر ملي - یعني لوگوں نے دیکھا که شمالی شہر پناہ کے اندر جا بجا سوراخ ہو گئے ہیں !

اس خبر کے پھیلتے هي محصورین کے دل بیٹھه گئے - همتوں نے جواب دیدیا - بالاخر مایوس ہو کر پیچھے ہٹ آئے ' اور اس طرح شہر کي پہلي شہر پناہ پر رومي قبضه ہو گیا -

اب دوسري شہر پناہ کے محاصرے کیلیے برج طیار ہونے لگے -

اس عرصے میں رومیوں نے بارہا باشندوں سے تسلیم شہر کي درخواست لي - سمجھایا که اس طرح انکي جانیں نہ بیع ہونے سے بچ جائیں گي ' مگر یہودي قید بابل کا تجربه کر چکے تھے - انھوں نے ہر مرتبه اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا ' اور بدستور محصور رہے -

محصورین کي آخري سعي

اسلحه کے باب میں یہودي رومیوں سے بہت کمزور تھے - اسلیے رو در رو مقابله ناممکن تھا - اسکے علاوہ ایک شہر پناہ مسخر ہوچکي تھي اور اس سے قوم کي اخلاقي حالت میں بھي فرق عظیم پیدا ہوگیا تھا - اسلیے یہودیوں نے اسکے سوا چاره نه دیکھا که کمزور مگر با تدبیر اقوام کے مشہور هتیار " حیله طرازي " سے کام لیا جاے -

چنانچه انھوں نے شہر پناہ کے اندر سے ایک عمیق سرنگ رومي لشکر گاہ تک کھود دي ' اور اسکا نتیجه معاً ظاہر ہوگیا - یعني زمین کے مجوف ہو جانے کي وجه سے لشکر گاہ کے تمام برج دفعةً بیٹھه گئے - رومیوں کو اس سے واقعي سخت نقصان پہنچا اور کئي دن کي متصل محنت کے بعد پھر دوبارہ برج تعمیر کیے گئے - تاهم جس سازو سامان کے ساتھه وہ آے تھے ' اسپر ان نقصانات کا کوئي اثر نہیں پڑسکتا تھا - فوج محاصرہ کیے بدستور پڑي رهي -

دوسري شہر پناہ بھي یہودیوں کو چھوڑ دیني پڑي ' اور روماني فوج فاتحانه اسپر بھي قابض ہوگئي !

اب یہودي تیسري شہر پناہ میں محصور تھے ' اور یه آخري حفاظت کا نشیمن تھا ' کیونکه اسکے بعد چوتھي شہر پناہ تھي - اسي کے اندر هیکل اعظم اور تمام مقامات مقدسه تھے ' اور اسکے مفتوح ہو جانے کے بعد بچنا دشوار تھا -

انھوں نے ابکے پھر سرنگیں کھودیں اور اس محنت و جانفشاني کے ساتھه ' که چند دنوں کے بعد هي تمام زمین کھوکھلي کردي ' اور رومي برجیاں اور عمارات محاصرہ پہلي مرتبه سے زیادہ نقصان دہ طریقے پر منہدم ہوگئے - اس سے رومیوں کا غیظ و غضب اور بھڑک اُٹھا ' اور جوش انتقام نے مجنون کردیا - انھوں نے اپني عظیم الشان منجنیقیں اور بڑے بڑے کبش لیکر آخري حمله پر تل دیا - وہ برابر هلاکت اور بربادي پھیلاتے ہوے بڑھتے گئے - یہاں تک که آخري شہر پناہ میں بھي شگاف پڑگئے -

خرقیل نبي کي پیشین گوئي

اس سے بھي بڑھکر مصیبت عظمی یه تھي که آتش انگیز روغن نفت کي بارش سے مقدس هیکل کي دیواروں تک پہنچنا شروع کر دیا تھا - بدبخت یہودیوں نے ہر چند کوشش کي ' مگر اپني هزار ساله عظمت کے گھر کو نه بچا سکے - اصل یه ہے نه اب اسرائیل و اسحاق کا خدا بھي اُسے نہیں بچانا چاهتا تھا - اسکا بڑا حصه آتشزدگي سے برباد ہوگیا ' اور گنبدوں اور میناروں میں سنگي گولوں سے سوراخ پڑگئے - (خرقیل) نبي نے کہا تھا : " میں هیکل کے گنبدوں پر غیر قوموں کے لگاے ہوے دھبے دیکھه رہا ہوں " بالاخر اس بدبخت اور خدا کي مغضوب قوم کي آخري سزا کي تکمیل ہوگئي ' اور عروج و زوال امم کے قانون الہي کے نفاذ کو کوئي انساني سعي روک نه سکي - رومیوں کے برجوں کي گولہ باري کا اب جواب ممکن نه تھا -

خاتمه !

ایک دن صبح کو یہودیوں نے دیکھا که رومي لشکر عظیم قتل و غارت ' اور نہیب و سلب کے هتیار هاتھوں میں لیے ' آخري شہر پناہ سے اندر داخل ہو رہا ہے :

فجاسوا خلال الدیار ' و کان وعداً مفعولا !! (۱۷ : ۳)	پس وہ بستیوں اور آبادیوں میں پھیل گئے ' اور الله کے وعدے کو پورا ہونا تھا اور پورا ہوکر رہا -

منتخبات عثمانیہ

پھر وہ سب کچھہ ہوا جو اسکے بعد ہونا تھا - اُس قتل و غارت کا کون اندازہ کرسکتا ہے ' جو کئي دن تک اس مقدس شہر میں جاري رہا ؟ عورتوں اور بچوں تک کو خونخوار فاتحوں کي تلوار سے امان نہ تھي - عمارتیں جل رہي تھیں ' اور دیواریں زمین کے برابر ہوگئي تھیں - جو بچ رہے تھے ' وہ قیدي بنا لیے گئے ' اور جو بھاگ گئے ' انہوں نے پھر بني اسرائیل کے ہزارہا سالہ گھرانے کي نسبت کوئي اچھي خبر نہیں سني !!

کاین من قریۃ	پھر انسانوں کي کتني بستیاں ہیں کہ ہم نے
اھلکناھا وھي	انہیں ھلاک و برباد کردیا ' کیونکہ وہ نا فرمان
ظالمۃ ' فھی	تھیں ' اور انہوں نے احکام الہی سے سرتابي کي
خاویۃ علی	تھي - پس وہ اس طرح اُجڑ گئیں ' کہ انکي
عروشھا ' و بئر	بڑي بڑي عمارتوں کي دیواریں اپني چھتوں پر
معطلۃ و قصر	گر پڑیں ' انکے لمبے لمبے کنویں بیکار و معطل ہوگئے '
مشید - افلم	اور پکي اینٹوں کے عظیم الشان بنائے ہوے
یسیروا فی الارض	محل ویران نظر آنے لگے ! پھر کیا دنیا کے غافل
فتکون لھم قلوب	انسانوں نے زمین پر سیر و سیاحت نہیں کي
یعقلون بھا '	ہے ؟ اور گذشتہ قوموں اور ملکوں کے اُن
او اذان یسمعون	انقلابات کو نہیں دیکھا ہے ؟ اگر نظر عبرت سے
بھا ' فانھا	دیکھتے تو انکے پاس دل ہوتے ' جو انجام کار کو
لا تعمی الابصار	سمجھتے - اور کان ہوتے ' جو صداے الہي کو
و لکن تعمی	سنتے - اصل یہ ہے کہ جب کسي قوم کے
القلوب التي	برے دن آتے ہیں ' تو لوگونکي آنکھیں اندھي
في الصدور -	نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے
(۲۲ : ۴۶)	ہیں ' جو انکے سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں !

(اشتہار)

ہاتھہ پاؤں کی گواھي

قرب قیامت کے آثار

خدا نے سچ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن نافرمان بندوں کے ہاتھہ پاؤں انکے اعمال کي گواھي دینگے - اخبارات اور رسالے نئي تہذیب کے دلدادوں کے ہاتھہ پاؤں ہیں - اب وھي اس برباد کن تہذیب کے کرتوت کے خلاف شہادت دینے والے ہیں -

سب سے پہلي آواز میرٹھہ میں بلند ہوگي - یہ صدا ہفتہ وار ہے - یہ صدا کان سنیگے اور آنکھیں دیکھیں گي - اور زبان اوسکا مزا چکھیگي - وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے - وہ دل مسلم کي امانت ہے - اوسکو غیب کے اشارات میدان شہود میں لاتے ہیں - اسمیں ہر ہفتہ زبردست اور عام فہم مضامین ہونگے - تازہ واقعات عالم پر رائے زني ہوگي - لڑائي کي تصویریں ہوگي - اہل یورپ کے ان دل آزار کارتونوں کا جواب کارٹونوں میں دیا جائیگا جو یورپ کے اخبارات میں مسلمانوں کے خلاف اکثر چھپ رہے ہیں - اسکے اڈیٹر ' نگران اور سرپرست خواجہ حسن نظامی دہلوي ہونگے - ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع تو پہلا پرچہ نکلیگا - سالانہ چندہ صرف ۳ - روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر منگا لیے - مفت نہ ملیگا - الہلال کا حوالہ ضرور دیجئے -

مدیر اخبار توحید - آل انڈیا - میرٹھہ

نتائج

ودہ دی ترکس ان ترپولي

With The Turks in Tripoli

مسٹر ای - ان - بینٹ (E. N. Benit) کے سیاحت نامۂ طرابلس کا ذکر اردو اخبارات میں بارہا ہوچکا ہے ' اور اسکے اقتباسات اکثر اخبارات نے شائع کیے ہیں - جس صداقت اور بے تعصبي کے ساتھہ اس شریف انگریز اہل قلم نے حالات جنگ پر بحث کي ہے ' اور ضمناً ترکوں اور اسلام کے متعلق جو پر عواطف خیالات ظاہر کیے ہیں ' وہ یقیناً ہماري شکرگذاري کا مستحق ہیں -

موجودہ زمانے میں جنسي و سیاسي تعصب جس خوفناک و تاریک درجہ تک پہنچ گیا ہے ' وہ قرون مظلمہ (Middle Agse) کے مذہبي تعصبات کے خونین مصالب سے بھي زیادہ عالم انسانیت کیلیے خطرناک ہے - یہ سچ ہے کہ اب کوئي عدالت تعذیب و رجائین (Inquisition) نہیں ہے ' جو کافرون اور ساحرون کو زندہ جلا دیتي ہو ' تاہم وہ متمدن قومیں اپنے ترقي یافتہ قواے جنگ ' اور نا قابل مقاومت وسائل تسلط کے ساتھہ موجود ہیں ' جو لاکھوں انسانوں کو باسم تہذیب و دعوت مدنیت ' محض اس جرم پر قتل کردینا جائز سمجھتي ہیں ' کہ وہ نسل قوقاسي سے نہیں ہیں ' یا ہیں تو جنس ابیض کے وجود کي موجودگي میں انکا وجود کچھہ ضروري نہیں !

اسي جنسي تعصب کي یورپ کے موجودہ افکار و اقلام پر حکومت ہے - تاریخیں ' سفر نامے ' سیاسي اسفار ' اور اخبار و رسائل ' غرضیکہ قلم اور سیاهي کي آمیزش سے جس قدر اشیا طیار ہوسکتي ہیں ' اُن سب کے اندر اسي جنسي تعصب کا شیطان حلول کیا ہے - تا ہم اہل قلم ' اور قابل سے قابل مغربي سیاح ' جب مشرقي اوضاع و اطوار اور عادات و خصائل کي تصویر کھینچتا ہے ' تو اپنے قلم کو اس تعصب کے رنگ و روغن سے الگ نہیں رکھہ سکتا -

علی الخصوص مغرب و مشرق ' اور اسلام و مسیحیت کي جنگ آراؤں میں انصاف اور صداقت بالکل ایک بے ثمر جد سا ہوگیا ہے -

یہ فی الحقیقت دنیا اور انسانیت کیلیے ایک مصیبت عظمی ہے ' اور تمام گذشتہ ازمنۂ ظلم و ظلمت سے ' با ایں ہمہ شیوع علم ' و ترقیات عامیۂ عظیمہ ' و رفع منار مدنیۃ و عمران ' و اتحاد و تبا دل آراء افراد و ملل ' و ادعاے مساوات و نوع پرستی و بے تعصبي ' زیادہ خطرناک و مہلک ' اور ایک خوفناک ترین دار انساني ہے -

پھر جنسي تعصب کے ایک ایسے تاریک عہد میں جو رحال خال چند نفوس صالحہ یورپ کي سرزمین میں نظر آجاتے ہیں ' اور قومي پاسداري کي خباثت سے پاک و بري ہوکر منصفانہ ظہور حق کرتے ہیں ' انکے وجود کو بسا مغتنم اور انکي خدمت انسانیۃ کو مستحق تحسین و امتنان یقین کرنا چاہیے -

ایسے ھی لوگوں میں سے ایک قابل تمجید شخص ' کتاب زیر بحث کے مصنف مسٹر ای - ان - بینٹ بھی ھیں -

جنگ طرابلس کے شروع ھوتے ھی وہ معالنہ حالات کیلیے روانہ ھوگئے - غالباً اخبار مانچسٹر گارجین کی نامہ نگاری کی حیثیت سے گئے تھے - ٹیونس کا راستہ ' جو اس وقت اندرون طرابلس کیلیے ایک ھی دروازہ تھا ' اختیار کیا - درنہ پہنچکر ترکی کیمپوں میں ٹھہرے اور تین بڑی لڑائیوں کو اپنے سامنے دیکھا - یہ وقت جنگ کا اصلی زمانہ تھا - اندرون طرابلس اور صحرا کے عربی قبایل جوق جوق آرھے تھے ' شیخ سنوسی کی ھمدردی پوری طرح حاصل ھوچکی تھی ' اطالیوں کی پے در پے شکستوں اور ناکامیوں نے جراتوں اور ھمتوں کو بڑھا دیا تھا ' اسلیے انکو اصلی حالات معلوم کرنے ' اور صحیح رایوں کے قایم کرنے کا پورا موقعہ ملا - وہ ترکی افسروں کے ساتھہ کیمپوں میں رھے - عربوں کے اُن صحرائی خیموں میں ' جنکے اجزاے ترکیبی ایک پھٹے ھوے کمل ' اور ایک کسی درخت کی خشک شاخ سے زیادہ نہیں ھوتے ' بارھا بیٹھے اور انکے جذبات ملیہ و دینیہ کا مطالعہ کیا - وہ بادیہ نشین قبایل ' جو ھزاروں کی تعداد میں ترکی کیمپوں کے سامنے کے میدانوں میں ' اپنے اونٹوں کے پاس ' کھلے اسمان کے نیچے پڑے رھتے تھے ' اور جوش فدا کاری ملت ' و حفظ خاک وطن مقدس ' و عشق اسلام معجوب میں نہ دنگی کی ریگستانی تپش کی انھیں پروا تھی ' اور نہ رات کی مہلک اور مرض پرور ھوا ؤ رطوبت کی ' انکے سامنے تھے اور انکو پورا موقعہ حاصل تھا کہ اسلام کی جنگی و سیاسی قوت کے اس آخری غیر مستعمل خزانے کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں -

پس انکا سفر گو مختصر تھا ' لیکن اِن نادر مواقع کی وجہ سے بہترین مواد ' اور قابل وثوق آرا کے جمع کرنے کا سامان اپنے ساتھہ لاے ' اور جس سنجیدہ انداز روایت ' اور منصفانہ طریق بحث و استدلال کے ساتھہ اُنھوں نے اس سے کام لیا ' وہ ایک عام سیاحت نامے کی سطح سے اس نامکمل روز نامچے کی قیمت بڑھا دیتا ھے -

اٹلی کے اس حملے اور نیز یورپ کے موجودہ ظالمانہ و قاتلانہ حرص کا انھیں نہایت درد و تاسف سے اعتراف ھے - صدھا مواقع پر انھوں نے اھل عرب کی قوت و شجاعت اور جانفروشی و جذبات صحیحہ کی داد دی ھے - غیر قوموں کے ساتھہ عربوں کے وحشیانہ سلوک ' اور اسلام کے تعصب کے افسانوں پر جابجا ھنسی اڑائی ھے - جن عربوں کو یورپ میں وحشت و بربریت کا خوفناک دیو سمجھا جاتا ھے ' انھوں نے دیکھا کہ فرشتوں کی سی مہربانی ' اور قدوسیوں کی سی نیکی کے ساتھہ وہ اُسے ملے ' اسکی دعوتیں کرنی چاھیں ' اور انکے منصفانہ خیالات کے شکر گذار ھوے -

عربوں کی شجاعت و جانفروشی کی شہادتوں نے جب ایک عالم کو متحیر کردیا ' تو بعض اخبارات نے اس اثر کو بے رقعت کرنے کیلیے طرح طرح کے افسانے مشہور کیے - مثلاً لکھا کہ ترکوں نے انکو پیش قرار رقمیں ملتی ھیں ' اور اگر ایک دن کا وظیفہ بھی نہ ملے تو فوراً اٹلی سے مل جائیں -

مگر مسٹر بینٹ نے جو حالات دیکھے ' وہ بالکل اسکے متضاد تھے - وہ آثار کتاب ھی میں لکھتے ھیں :

" عربوں کے لیے نومبر کا مہینہ میں جب بارش ھوئی ھے ' بڑی سخت آزمائش کا وقت تھا ' لیکن انھیں ذرا بھی لغزش نہ ھوئی - چنانچہ طرابلس کا واقعہ ھے کہ جب سنہ ۱۹۰۸ع سے لیکر سنہ ۱۹۱۰ع تک برابر امساک باران قحط پڑا تھا ' تو ھزاروں عرب بادیہ نشین کی معیشت سے الگ آ کر ٹیونس وغیرہ ترک وطن کرکے چلے گئے تھے - لیکن اس موقع پر جبکہ باران رحمت کا نزول ھوا تو میدان جنگ میں تھے ' اور اپنے کھیتوں سے منزلوں دور - بعض اُن میں سے تھوڑے دنوں کے لیے کھیتی کی غرض سے گئے ' لیکن اکثروں نے اپنے آئندہ نفع کو حب وطنی پر قربان کردیا اور باوجود اس اندیشہ کے ' کہ آیندہ آنھیں اور نیز اُنکے بال بچوں کو رزق میسر آنا نا ممکن ھوگا ' اپنی جگہ سے نہ ھلے -

اٹلی والے رشوتیں دیکر اپنا وہ کام نکالنا چاھینگے ' جس کام کو بزور شمشیر انجام دینے کے ناقابل ھیں - لیکن میرے خیال میں اسلامی قوت و یبوست جہتی عربوں کے فطری لالچ پر غالب آیگی "

جیسا کہ مسٹر بینٹ نے بھی لکھا ھے ' یہ ضرور تھا کہ عربوں کو انکے ضروری ما یحتاج کے انتظام کیلیے ایک رقم ضرور دی جاتی تھی ' مگر ظاھر ھے کہ ایسا ھونا ناگزیر تھا - وہ ' جو اپنی زراعت ' اور اپنے اصلی وسائل گذران چھوڑ کر اپنی جانیں قربان کرنے کیلیے آگئے تھے ' کیا اسکے بھی مستحق نہ تھے کہ دو وقت کے کھانے کیلیے چند آنے روز دیے جائیں ؟ پھر یہ کوئی ایسی رشوت تو نہ تھی جو ترک اٹلی کے قیمتی تحفوں اور طلائی طشتوں کو ٹھکرادینے کے معاوضے میں اُنھیں دیتے ھوں ' اور نہ انکے لیے معرک جنگ ھو سکتی تھی -

اصل یہ ھے کہ جنگ عرب کا اصلی مذاق ھے - تاریخ نے بتلا دیا ھے کہ عرب ھر کام کیلیے موزوں ھے - تخت پر فرماں روائی کیلیے بھی ' اور امن کے تمدن و تہذیب کے لیے بھی - لیکن سچ یہ ھے کہ جنگ کی قوت اسکے اندر کی اصلی آگ ھے ' اور جب بھڑکا دی جاے ' بھڑک سکتی ھے - ترکوں نے اپنے تمام زمانۂ حکومت میں سب سے بڑی سخت خطرناک غلطی (جسکے نتایج اب بھگت رھے ھیں) یہ کی کہ ھمیشہ اھل عرب کی طرف سے بے پروائی برتی - انکو متہایا اور ذلیل کیا ' اور انکو خلافت کا رقیب سمجھکر کبھی اُبھرنے اور قابل بننے کا موقعہ نہیں دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی اصلی کارفرما قوت محض صحراؤں کی ریگ اور اونٹوں کے غولوں کے اندر محدود ھو کر رہ گئی ' اور اھل عرب کو کوئی موقعہ اپنی قدیمی روایات عظیمہ کے زندہ کرنے کا نہیں ملا -

جنگ طرابلس میں غازی انور بے کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ھے کہ اس ترکوں کے سب سے بڑے شخص نے عربوں کے اندر ایک تحریک پیدا کردی ' اور انکو موجودہ حالات سے با خبر کردیا - پس آگ بھڑک اٹھی ' اور غافل چونک اٹھے - اسمیں نہ طمع زر کو دخل ھے اور نہ بیش قرار تنخواہوں کو - پس اور آجکل کے دور مصائب میں یہ بھولنا نہیں چاھیے کہ اسلام کے مستقبل قریب کو اگر پر امید بنانا ھے ' تو بعینہا اسمیں اسلام کے اصلی حزنۂ قوت ' یعنی عربوں کی زندگی اور تحریک کو دخل اعظم ھوگا : وما ذالک علی اللہ بعزیز -

یہ ضرور ھے کہ طرابلس کی جنگ ترکوں اور اطالیوں کی جنگ تھی اور انگلستان کے باشندوں کیلیے سیاسی اور قومی جذبات کے لحاظ سے اٹلی کے اندر کوئی بڑی کشش نہ تھی - یہی سبب ھے کہ اس زمانے میں بڑے بڑے انگریزی اخبارات نے اس حملے کو قابل اعتراض بتلایا اور بعضوں نے تو بہت سخت مضامین لکھے - پس حق پسند انگریزوں کیلیے اظہار حق کی یہ کوئی بڑی آزمایش نہ تھی - بر خلاف اسکے موجودہ جنگ بلقان جو مسیحی جوڑ کے نام سے لڑی گئی ھے ' اور جو یورپ کو اسلام سے خالی کردینے کے صلیبی ولولے پر مبنی ھے ' انگلستان کے باشندوں کیلیے اداے حق پرستی و مظلوم نوازی کا اصلی امتحان تھا - اور دیکھنا تھا کہ مسٹر بینٹ

مسٹر میکالا اور مسٹر ایبٹ وغیرہ کی طرح ' کتنے ارباب حق پرستی ہیں ' جو صدائے انصاف بلند کرتے ہیں ؟

بیشک اس ہنگامۂ قتل و غارت میں چند پست آوازیں رحم انصاف کی بھی کبھی کبھی سننے میں آئی ہیں - فرانس کے مشہور انشا پرداز (بیرلوتی) کے مضامین ایک اچھی ضخامت کا رسالہ بنگئے ہیں - لیکن وہ تو ترکوں کی حمایت ' اور ترکی سوسائٹی کے ایک معتب نارل نویس ہونے کی حیثیت سے بد نام ہے ' اور پھر افسوس کہ ان صداؤں میں سات کرور مسلمانوں پر حکمرانی کرنے والی قوم کا کوئی حصہ نہیں ' والشاذ کا لمعدوم ! !

اصل یہ ہے کہ انگلستان بد بختانہ اس وقت صلیبی جذبات کا شکار ہوگیا ہے ' اور یہ جذبہ اقلام و صحائف پر اس طرح حاوی ہے کہ ہمارے لیے انصاف و رحم کی صدا اب دریاے ٹیمس کے پار نہیں اٹھہ سکتی !

اٹلی کے قزاقانہ حملہ طرابلس کی تاریخ میں بھی (موجودہ جنگ کی طرح) انگلستان کا نام پہلے صفحہ میں لیا جائیگا -

مسئلۂ مصر و عرب کیلیے ایسا ہونا ضروری تھا ' اور گو اسکی طرف عملی پیش قدمی کا طرۂ افتخار سر ایڈورڈ گرے کی کلاہ سیاست کو حاصل ہو ' لیکن سچ یہ ہے کہ انگلستان کی وزارت خارجیہ میں آن سے پہلے ہی یہ مسئلہ اپنے ابتدائی مرحلے سے گذر چکا تھا ' اور جس وقت فرانس نے ٹیونس اور الجزائر پر قبضہ کیا ہے ' اسی وقت اٹلی کے وزیر خارجی (کرسپی) نے لارڈ (سالسبری) سے مراسلات شروع کردی تھیں - لارڈ سالسبری نے اس موقعہ پر اپنے سفیر کے ذریعہ جو اُمید بخش اور جرأت پرور جواب دیا تھا ' اسکو مسٹر (بینٹ) نے دیباچہ کتاب میں نقل کیا ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے :

" آپ کی تحریر کا لارڈ سالسبری پر بہت اثر ہوا - آنہوں نے مجھے مندرجۂ ذیل مضمون کا تار دینے کی ہدایت کی ہے - " آنکو اس امر سے اتفاق ہے کہ جب بحر روم (میڈیٹرینین) کی موجودہ بین الاقوامی حالات میں معمولی یا اہم تبدیلی کا وقت آئیگا ' تو اُس موقع پر یہ امر ناگزیر ہوگا کہ اٹلی طرابلس پر قبضہ کرلے " ایک بات میں سالسبری کو آپ سے البتہ اتفاق نہیں ہے - آنکا خیال ہے کہ طرابلس پر قبضہ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا - لارڈ سالسبری نے اپنی راے ذیل کے جملہ پر ختم کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ " گورنمنٹ ایطالیہ کو طرابلس مل جائیگا ' لیکن ایک شکاری اُس جو چاہتا ہے کہ ہرن کو مار کر شکار کرلے ' اُسوقت تک انتظار کرنا چاہیے ' جب تک وہ اُسکا شکار بندوق کی زد پر نہ آجاے ' تاکہ اگر نشانہ پورا نہ پڑے اور خالی زخم آجاے ' جب بھی گرفتار ہو جاے "

اسکے بعد مسٹر بینٹ لکھتے ہیں :

" دول یورپ کو جس میں انگلستان بھی شامل ہے ' اٹلی کی قزاقی کے ارادوں سے واقفیت تھی اور آنھوں نے نہایت خاموشی کے ساتھہ ان ارادوں کے پورا کرنے میں شہ دی - ہمارے یہاں خارجیہ تعلقات کی یہ حالت ہے کہ جس طرح ملک شام کے کاشتکاروں کو باب عالی کے معاملات میں کوئی دخل نہیں ' آسی طرح عوام انگریزوں کا اپنے محکمۂ خارجیہ پر بھی کوئی اثر نہیں ہے - حقیقت یہ ہے کہ ایسا واقعہ کبھی دل خوش کن نہیں ہوسکتا ' جسے ہمارے ملک کے ۹۰ - فی صدی باشندے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور جسے بین الاقوامی ڈاکہ کہنا نہایت موزوں ہوگا - اور اسپر طرہ یہ کہ ہمارا محکمۂ خارجیہ بلا کسی خفیف مخالفت کے ایسے علانیہ ڈاکہ کو جائز رکھے ' درحالیکہ ملک میں لبرل پارٹی کی گورنمنٹ ہو - آخر میں کیور(۱) کے قول کو ماننا پڑتا ہے کہ " ہم سلطنت نے لیے

(۱) ایطالیہ کا ایک مشہور عالم جو معاملات سیاست میں بہت قابل مانا جاتا تھا -

وہ کام کرتے ہیں اور وہ تدابیر عمل میں لاتے ہیں جو اپنی ذات کے واسطے خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے "

اسکے بعد انہوں نے دول یورپ کے معاہدوں اور سیاسی اعلانات کی نسبت کیا خوب لکھا ہے :

" میں زمانۂ حال کے معاہدات کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس زمانہ میں عہد و پیمان صرف اس لیے لکھے جاتے ہیں کہ جسوقت آنکی رجہ سے کسی فریق کو تکلیف پہونچنے لگے تو فوراً چاک کر ڈالے جائیں ' بشرطیکہ وہ فریق اسقدر قوت رکھتا ہو کہ بلا خرخشہ اپنے عہد کو توڑ سکے " -

یہ کتاب جب شائع ہوئی ہے ' تو اسکا تذکرہ اخبارات میں کافی ہوچکا ہے ' اسلیے ہم زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتے ' ورنہ اسکے اکثر مقامات مستحق اقتباس و استدلال ہیں -

کارزار طرابلس

—○: * :○—

قیمت ۱ - روپیہ - درجہ اول باتصویر ۲ - روپیہ - مترجم سے ملسکتی ہے

— * —

یہ کتاب اسی سیاحت نامہ کا اردو ترجمہ ہے - مترجم مسٹر عبداللہ خاں رئیس خورجہ ہیں - چھپائی صاف ' کاغذ اچھا لگایا گیا ہے - ورجۂ اول کے ساتھہ ناموران غزوہ طرابلس اور اشخاص متذکرہ کتاب کی متعدد ہاف ٹون تصویریں بھی لگائی ہیں ' جنسے کتاب کی دلچسپی میں عمدہ اضافہ ہوگیا ہے -

مسٹر عبد اللہ خاں دیباچے میں لکھتے ہیں کہ یہ انکی پہلی ادبی کوشش ہے ' اور ترجمہ نہایت عجلت میں کیا گیا ' تاہم ترجمہ صاف اور سلیس ہے - البتہ سرسری نظر میں بعض مقامات گنجلک ' اور بعض موقعوں میں عبارت کی خامی ' اور محاورات کی غلطیاں بکثرت ہیں -

محاورات طرابلس

— * —

قیمت ۱ - روپیہ - ۸ - آنہ : انجمن ہلال احمر لکھنؤ

— * —

یہ اسی کتاب کا دوسرا اردو ترجمہ ہے ' جو انجمن ہلال احمر لکھنو کی فرمایش سے جناب شیخ شوکت علی صاحب بی - اے نے بعد حصول اجازت مصنف کیا ہے ' اور نو الکشوری پریس میں چھپا ہے - کاغذ اچھا ہے ' اور چھپائی متوسط درجے کی -

ہم نے مثل پہلے ترجمے کے چند صفحات ایک دو مقام سے دیکھے - ترجمہ صاف و سلیس ' اور عبارت بہت رواں اور با محاورہ ہے ' البتہ بعض بعض ترکیبیں اور علی الخصوص انگریزی ترکیبوں کا ترجمہ بہت رکیک اور غلط ہے - مثلاً جابجا " ڈاکہ زنی " کی ترکیب نظر آئی جو کسی طرح صحیح نہیں ' اور صدہا فارسی تراکیب صحیحہ اسکی جگہ ملسکتی ہیں -

اسکی فروخت سے جسقدر رقم بچیگی ' وہ انجمن ہلال احمر کے فنڈ میں شامل کردی جائیگی - اس بنا پر فیاض طبع مترجم یقیناً مستحق تعریف ہیں -

افسوس کہ ترجمے کے ساتھہ تصاویر کا انتظام نہیں کیا گیا - البتہ در نقشے افریقہ و مقامات جنگ کے علحدہ چھاپکر لگا دیے ہیں ' اور یہ بہت ضروری تھے -

اب ریویو کا سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن حضرات نے کتابیں روانہ فرما کر یقیناً نہایت ناگوار انتظار کی زحمت گوارا فرمائی ' وہ مطمئن رہیں -

—

باب المراسا ... و المنـــاظـــرہ (۱)

— * —

الا ... لاق

— * —

از مسٹر مسعود احمد عباسي (امروهه)

مضمون بالا نظر سے گذرا - حقیقت میں ایسے مضامین جو اب سب سے اول " الهـلال " میں شایع هونا شروع هوے هیں' سب سے زیادہ قابل توجه و صرف وقت هیں - کیا هي اچها هو که ان مضامین کا سلسله مستقل طور پر جاري هو جاے ' تا که اصحاب تفکر' اور صاحبان تمیز' میدان میں آئیں اور رفته رفته ایک ایسا علمي ذخیرہ طیار کردیں جو قوم و زبان کي ترقي کے لیے نهایت ضروري هے - اب تـک یهي ایک کمي ایسي رهي هے جس کا اجتک کوئي انتظام نهوا -

مگر سب سے بڑي دقت جو حائل هے ' وہ اُردو زبان کي علمي زبان هونیکي نا قابلیت هے - بڑي ضرورت هے که انشا پرداز حضرات ایک ایسي لغات طیار کریں جو یورپ کے علمي خیالات کو جگه دیسکے اور مشرقي یا اُردو طرز ادائے موافق بهي هو - میں دیکهتا هوں که " العیات " کي سرخي والے مضمون میں صرف اسوجه سے پهینا پن هے که الفاظ کسي ایک قاعده اور قانون کے ماتحت نهیں هیں' مثلاً کهیں آپ مادہ کي تقسیمیں زنده اور غیر زنده کي کرتے هیں اور کهیں الیه اور غیر الیه کي - خیر یه گفتگو اسي دوسرے وقت کے لیے زیادہ موزوں هے - اسوقت صرف آپکي توجه کو اسطرف مبذول کرانا مقصود تها ورنه یه خواهش کرنا که صرف تنها ایک آپ هي اس اهم کام کو بهي انجام دیں ' آپکي تندرستي اور قوت پر حمله هوگا -

آپنے اخلاق کي دو قسمیں کي هیں - طبیعي اور کسبي - طبیعي کے متعلق آپ فرماتے هیں که وہ فطري هوتے هیں اور انسان پیدائش سے لیکر پیدا هوتا هے - یهاں مجهکو اختلاف هے اور آگے چلکر میں اس اختلاف کي وجه پیش کرونگا - مگر میں دیکهتا هوں که کچهه آگے چلکر آپ خود اپني تقسیم پر قایم نهیں رهے اور جب اخلاق کے سرچشموں کا تذکرہ کرتے هیں تو وهاں اسکو کلیه بنانے سے انکار کرتے هیں -

بهر حال یه ضرور هے که آپ اخلاق میں وراثت کے اثر کے موید هیں - اور اکثر اوقات جیسے بعید زمانه کے اصحاب فلسفه کا بهي ایسا هي خیال تها -

معلوم هوتا هے که ان حضرات نے اولاد میں اپنے والدین سے جسمي مشابهت پاکر اخذ کرلیا که اخلاق میں بهي ایسا هي هوگا ' اور سطحي نظر میں اچهه شهادتیں بهي جمع کرلیں ' لیکن صحیح نتائج پر آنیکے لیے جن احتیاطوں کي ضرورت هوتي هے ' اوسکا لحاظ نه کیا - یا یه بهي ممکن هے که ان احتیاطونکي طرف خیال بهي اسوجه سے نه کیا هو که اوس زمانه کا مشهور عام مسئله یه تها که اولاد میں برائي بهلائي ورثه میں والدین سے ملتي هے - لیکن حال میں جو تحقیقاتیں اس موضوع پر هوئي هیں ' اون سے ظاهر هے (بقول کارل پیرسن کے که) وراثت کا اثر بالکل غلط خیال هے اور جسقدر بهي اخلاقي خصوصیات والدین کي اولاد میں پائي جاتي هیں وہ اوس تربیت کا نتیجه هیں جو اولاد کو اپنے والدین کے هاتهه سے پهونچي هے اور جس میں والدین نے اپني مخصوص عادات و اخلاق کي جهولي اپنے اولاد کے حوالے کردي هے -

(۱) یه ایک مستقل باب کي سرخي هے - اس وقت اسکا اخلاق کے خیال نهیں هوا تها ' اسلیے تائپ میں دیدي -

مگر هم دوسرے پهلو سے اوپر غور کرتے هیں -

اخلاق خود کوئي قوة نهیں بلکه یه تابع معلوم هوتے هیں کسي دوسري شے کے ' اور وہ شے وہ هے ' جو اخلاق کے برے بهلے هونے پر غور کرتي یا کرسکتي هے - اس شے کو انگریزي میں مائنڈ (Mind) کهتے هیں اور جسکا مرادف ابتک هماري زبان میں دل تها ' مگر اب اوسکي سلطنت تو مغربیونکے تخیل دماغ کے پاس اوٹهه گئي هے اور اوسکي وقعت ایک پرست نفس سے زیادہ نهیں هے - جو چیز که تخت نشین هے وہ کیا هے ؟ وهي جسکو مائنڈ کهتے هیں اور یه نام هے تمام مظاهر کے مجموعے کا -

(۱) انفعـــال -

(۲) ارادہ -

(۳) سمجهـه -

میرے سامنے دروازہ هے اور میں اوسکو کهولنا چاهتا هوں - کیا مجهپر کهولنے کي خواهش کا ایک اثر هو رها هے - یهي اثر وہ هے جسکو میںنے انفعال سے تعبیر کیا هے - افسوس که زبان کے نقص کي وجه سے میں اپنے مطلب کو الفاظ میں واضح طور پر پیش نهیں کرسکتا - آپ تصور میں میرے مطلب تک پهنچ جاوینگے - میں دروازہ کهول دیتا هوں - یه وہ هے جسکو میںنے ارادہ سے تعبیر کیا هے - اگرچه یه لفظ بهي اس مطلب کے لیے بهت کم مناسب هے - ان دونوں کے ساتهه ساتهه ایک تیسري قابلیت اور هے ' یعني میں جانتا هوں که دروازہ کهل سکتا هے - یهي چیز هے جسکو میںنے سمجهه سے موسوم کیا هے - گویا یه تین چیزیں : انفعال ' ارادہ ' اور سمجهه ' مظاهر هیں اوس شے کے ' جسکو مائنڈ کهتے هیں - اس لفظ کے مرادف لفظ بنانیکے لیے میں جناب کو توجه دلاتا هوں -

هاں تو اسطرح یه تین قوتیں انسان کے تمام اخلاق اور اعمال پر حکمراني کرتي هیں - یهي وہ هیں جنکے نهونیسے انسان جانور هے اور جنکے هونیسے مگر غیر مناسب حالت میں ' انسان ناقص هے اور هونیسے اور به تناسب ' وہ کامل هے -

لیکن ان تینوں مظاهر کے ساتهه چاکرانه حیثیت سے حواس هیں - میں جلتے دیپ کي چمکي چهوتا هوں تو مجهپر اثر هوتا هے - فضاے آسمان میں تارے چمکتے دیکهتا هوں تو مجهپر اثر هوتا هے - زبان پر کڑوي یا میٹهي چیزیں چاهتا هوں تو مجهپر اثر هوتا هے - مجهپر کو ایکبارگي سنتا هوں تو مجهپر اثر هوتا هے - اور میں اپنے پچهلے تجربے کي بنا پر سمجهتا هوں که ایک چیز جلتي هے تو دوسري روشن هے وغیرہ وغیرہ -

اگر بچے میں سمجهه کي قابلیت نهیں هے تو ابهي بهي نهیں هو سکتي - لیکن حواس میں بهي کسي ایک یا دونوں ان تینوں قابلیتوں پر کچهه زیادہ موثر نهیں هوسکتا - ایسي مثالیں بهي موجود هیں که تمام حاسوں کے نهونے پر یه تینوں قابلیتیں بهي معطل پڑي گئي هیں - پس اسطرح یه تینوں قابلیتیں اور حواس بهي نه کسي حد تک هاتهه ساتهه هیں ' اور یه اوسوقت تک هر انسان میں صحیح حالت پر موجود هیں ' جب تک عناصر انسانی میں کوئي کمي بیشي نهیں هوگئي هے - اگر دماغ سے فاسفورس نکل گیا هے تو یقیناً سمجهه بهي نه هوگي - وغیرہ وغیرہ -

پس ظاهر هے که ایسے دو شخص ' جنکا هر حیثیت میں یکساں اثرات سے موثر هونا ممکن هوتا ' خواہ وہ آب و هوائي هوں یا سوشیل ' یا اور کچهه ' تو ضرور اخلاق کے لحاظ سے بهي یکساں هونے مگر ایسا کبهي نهیں هوتا ' اور یه ان دوسرے اثرات کو موجده هے ' وراثت پر الزام هي الزام هے -

جب یه ثابت هوگیا که وراثت اخلاق میں کوئي دخل نهیں رکهتي تو هم پر اپني اولاد کے متعلق ایک ذمه داري اور عایله

هوئي - بچه بالکل همارے اختیار میں هے - خواه اوسکو هم بڑي اصابت راے والا ' بڑے اخلاق والا ' اور بڑي سمجهه بوجهه اور عقل ودانش والا بنائیں ' خواه اوسکو اسطرح تباه کردیں ' جیسا که آجکل درزانه هماري جهالت سے تباه هو جاتے هیں - مجهکو سینکڑوں بچوں کا تجربه هے ' اور سبکو جاهل ماں باپ کا شکار پایا هے - یه سخت درد ناک هے - میں اُن حضرات سے جو بالیکات میں نهایت تیز هیں ' جو هندوستانی یا اسلامي پالیٹکس میں بڑا حصه لیتے هیں ' یه الحاح استدعاء کرتا هوں که وه ذرا اسطرف بهي نظر کریں - مجهکو ڈر هے که کهیں وه نسل ' جو اب سے صرف دس سال بعد طیار هوگي ' اپني غلط کاریوں اور اُپکي بے توجهی سے کالجوں ' اِسکولوں ' اور یونیورسٹیوں کو بیکار ثابت نه کردے - فقط

الهـــلال

سب سے پهلے تو میں آپکے ذرق علمي کا شکرگذار هوں که ان مضامین پر آپنے توجه فرمائي ' اور انکي ضرورت کا اعتراف فرماتے هوے نقد و بحث کا دروازه کهولا -

بڑي مصیبت یه هے که لوگوں کو ان چیزوں کا ذرق هي نهیں هے - بیشک ملک میں اخبارات و رسائل کے پڑهنے کا ایک ولوله پیدا هوگیا هے ' لیکن سطحي و عام مضامین کے سوا ' کوئي نهیں جو خالص علمي مباحث و افکار کا خیر مقدم کرنے کیلیے طیار هو -

روشنـــي کا ایک هـــي دریعـــه

آپ اسکو نهیں مانینگے مگر میں کهونگا که جس گهر میں ایک هي چراغ جلتا هو ' اسکي تمام کوٹهریوں کي روشني اسي کے دم سے وابسته هوتي هے - اسے گل کردیجیے تو یهي کهوگا که درمیاں کا گول کمره تاریک هو جائیگا ' بلکه آس پاس کي تمام کوٹهریاں بهي اندهیري هوجائین گي ' کیونکه چراغ ایک هي تها -

مسلمانوں کے ذرق و شوق کیلیے بهي ابتدا سے ایک هي چراغ جل رها تها ' یعني ولوله مذهبي ' اور جوش تعمیل احکام دیني کا - اس گهر کي اور جتنے کوٹهریاں تهیں ' اخلاق و تربیت کي هوں ' یا حکومت و سیاست کي - علم و فن کي تحقیق و جستجو کي هوں ' یا عمران و تمدن کي ' سب اسي چراغ کي روشني سے منور تهیں - جس چیز کو وه حاصل کرتے تهے ' مذهب کي راه سے ' اور مذهب کے پیدا کیے هوے ولولے سے - یه کیسي عجیب بات هے که مسیحي مذهب کے اصلي دور عروج میں علم و فن پر دور مظلمه گذرا ' پر اسلام کا اصلي زمانهٔ عروج وهي تها ' جب گهر گهر علم و فن کے آفتاب درخشاں تهے :

یک چراغست دریں خانه ' که از پرتو آن
هر کجا مي نگري انجمنے ساخته اند

آج همارے هزاروں علماے کرام هیں - جاکر دیکهه لیجیے که تفسیر و حدیث کو اُس ذرق و جانکاهي سے نهیں پڑهتے ' جس قدر محنت سے یوناني فلسفه اور ارسطو کی منطق میں اپنا وقت ضائع کرتے هیں - علم کلام میں بهي جتنا وقت صرف هوتا هے ' اسے بهی ارسطوهي کے حصے میں منتقل کردیجیے که دراصل وه علم کلام نهیں بلکه فلسفهٔ یوناني هي هے - (شرح مواقف) کو اگر آپ دیکهیں تو متعجب هوں که کس فن کی کتاب هے ؟

مگر ایسا کیوں هے ؟ کیا موجوده زمانے کے علما کي نسبت کها جاسکتا هے که حکماے یورپ کے سے خاص علمی ذرق اور علمی جذبات سے یه سب کچهه کرتے هیں ؟ میں تو کهه بهي دوں مگر آپ حضرات کب کهنے لگے ؟

اصل یه هے که همارے تمام کاموں کی افتاد هی ابتدا سے ایسی پڑي هے که ذرق علم ' محبت وطن ' قوم پرستی ' سوسائٹي ' قانون ' غرضکه هر شے کا محور مذهب هوگیا هے - قدما نے فلسفه کے حملوں سے بچنے کیلیے ضروري سمجها که علما فلسفه پڑهیں اور اس سے واقف هوں - امام الحرمین اور امام غزالي نے نصاب میں داخل کردیا - نتیجه یه هے که آج ایثینیا اور اسکندریا کے تلامذهٔ فلسفه سے زیاده شغف ' همارے علماے دیني کو یوناني فلسفه سے پیدا هوگیا هے !

آپ کهیں گے که یه تو ایک مذهبي خود غرضي هوئي ' علم کو تو علم کیلیے پڑهنا چاهیے ' لیکن میں کهونگا که اس زمانے سے بهي نظر اوپر کیجیے ' اور ابتدائي صدیوں میں اسلامي ممالک پر نظر ڈالیے - آپکو نظر آئیگا که هزاروں فدا کاران علم و مذهب هیں ' جو تلاش و جستجوے مقصود میں اپني زندگیاں صرف کر رهے هیں - یه بهي جو کچهه تها ' اسلام هي کے پیدا کیے هوے ولولے سے تها -

آج بعض مستشرقین یورپ نے اسکي توجیهه یه کی هے که جسقدر حکما ے اسلام تهے ' انکو اسلام سے واسطه هي کب تها ؟ اور پهر جو کچهه هوا ایراني و عجمي اثر سے هوا ' یا شام و مصر کے مسیحي حکما کي صحبت سے - لیکن سوال یه هے که ایسے هي ملحد اور غیر قومون سے تمدن اخذ کرنے والے افراد ' مسیحي دور عروج میں کیوں نهیں پیدا هوے ؟ پهر ان بیچاروں کو یه خبر نهیں که ابن مسکویه ' فارابی ' ابن رشد ' ابوبکر رازي ' وغیره کے دیني اعتقاد و اعمال کا کیا حال تها ؟ اور معتزله سے بڑهکر علم درست اور فلسفه خواں کونسا گروه نهیں هوا ' لیکن سنهه هي اعمال مذهبي میں اُنسے زیاده شدید التقشف ماوراؤ النهر کے فقها بهي نه تهے - کبیره گناه کے مرتکب کو وه مومن هي تسلیم نهیں کرتے ! پس حقیقت یه هے که ساري روشني اسي چراغ کے دم سے تهي - کوئي مانے یا نه مانے مگر میں کهونگا که جب سے یه چراغ گل هوا ' همارے علم و فن کے تمام حجرے بهي تاریک هوگئے -

اسي کو روشن کیجیے - اسلام هي بتلاے گا که " و من یوت الحکمة ' فقد اوتي خیرا کثیرا ' و ما یذکر الا اولوا الالباب "

جدید تعلیم یافته اور افلاس علمي

یه کیا بد بختي هے که نصف صدي سے هم میں نئي تعلیم پهیل رهي هے - قدیم علما تو آپ لوگوں کے نزدیک جهل و نادانی میں پڑے هیں ' پهر بهي وه اپنی عزیز عمریں اُن علوم کے حصول میں صرف کر رهے هیں ' جنکو اپنے عقیدے میں بهتر و اعلی سمجهتے هیں - فرمایئے که نئے تعلیم یافته گروه میں ابتک کتنے فلسفه داں ' کتنے سائنس کے ماهر ' کتنے مصنف ' کتنے مترجم ' اور کتنے ارباب صحائف و مجامع پیدا هوے ؟

هرسال کتنے مسلمان طلبا هیں جو بي - اے کے بعد آگے قدم بڑهاتے هیں ' مگر میں نے کبهي نهیں سنا که انهوں نے ایم - اے میں فلسفه لیا هو - اکثر تو عربي وغیره لیکر بآساني اس مرحلے سے گذر جاتے هیں ' اور بعضوں نے بهت همت کي تو علم ادب اے لیا - اور وه بهي کم هیں -

سر چشمه ها علـــم کي خشک سالي !

(علي گڈه) کالج کا نام لیجیے تو لوگوں کو ضیق النفس کا دوره شروع هوجاتا هے ' مگر کیا کیجیے که جو محبت اسکے نادان پرستاروں کو اسکے نقایص کے چهپانے کا مشوره دیتي هے ' وهي محبت نکته چینوں سے اسکے نقایص پر خون کے آنسو بهي رلاتی هے - کوئي خدا کیلیے مجمع بتلاے که اس مرکز اسلامي ' اس کعبهٔ مسلمین ' اس قبلهٔ الاسلام ' اس قرطبهٔ وقت ' اس غرناطهٔ عصر ' اور اس کیمبریج اور آکسفورڈ کے بروز و وجود ظاهي نے اشاعت علوم جدیدهٔ و فلسفه کا آجتک

کیا سامان کیا ؟ کونسي سوسائٹي قائم کي ؟ کتنے طالبا پیدا کیے ؟ اور وهاں کے نکلے هوے اشخاص میں سے کتنے هیں جنهوں نے فلسفۂ و علوم جدیدہ کي کتابوں کے ترجمے کیے هوں یا انپر کتابیں لکهي هوں ؟

آپکو تعجب هوگا که مصر میں اسوقت هائي اسکول سے زیادہ تعلیم نهیں هے ، اور یه انگلستان کي علمي سرپرستیوں کا حال هے - البته بیروت میں امریکن مشن ' اور جیسوئیت فرقے نے کالج قائم کیے هیں - لوگوں کے سطحي مذاق ' اور محض علوم یورپ کے بعض اسما و رسوم رٹ لینے کا وهي حال هے جو یهاں هے - تاهم اگر آپ قلم دارات پاس رکهیں تو میں پچاس سے زیادہ کتابوں کي فهرست لکهوادوں جو موجودہ علوم و فنون کے متعلق واقعي صحت و ثقاهت ' اور واقفیت و علم کے ساتهه ترجمه کي گئي هیں یا مستقلا لکهي گئیں هیں - اور ویسے غیر معتبرکتابیں اور سطحي تو صدها هیں !

لیکن فرمایئے ' نئے تعلیم یافته گروہ نے اردو کیلیے کیا کیا ؟

یـــا لـلعجب !

مجکو تو بعض وقت غصه بهي آتا هے اور هنسي بهي - کیا مزے کي بات هے که آج جو لوگ اپنے تئیں الحاد کا نقیب سمجهتے هیں ' جنکو علم و مذهب کے معرکے کے نظارے سے فرصت نهیں ' جنهوں نے اسلام کے شکست کا پورا فیصله کرلیا هے ' جو نئے علوم اور نئے فلسفه کے مناقب و فضائل کا ایک سیلاب عظیم اپنے حلق کے اندر سے بها سکتے هیں ' انکے سرمایۂ علم کا یه حال هے که فلسفه کي مبادیات تک پر ایک مختصر تقریر کي خواهش کیجیے تو منه تکنے لگیں ! ! آجتک اتني بهي توفیق کسي کو نهیں ملي که هم کو اتنا تو بتلا دیتا که نیا فلسفه هے کیا چیز ؟ اور قدیم و جدید میں فرق کیا هے ؟

الحاد نتیجه سمجها جاتا هے شیوع علم کا ' پهر یه کیا هے که هم میں الحاد جهل مطلق کے ساتهه جمع هوگیا هے ؟

بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبست !

انصاف کیجیے که یه کیسي شرم و غیرت کي بات هے که جو لوگ یورپ کي زبانوں کي تحصیل کریں ' وہ علوم و فنون جدیدہ سے غافل هوں ' اور جن لوگوں کا مایۂ تحصیل یه نهیں هے ' وہ آپ کے لیے کوشش کریں ؟

ایک درد انگیز تجربه

کئي سال سے چاهتا هوں که کم از کم اتنا تو هو که اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع تاریخ فلسفه مرتب هو جاے ' جس میں قدیم فلسفه کے مختلف ادوار و مذاهب کي تشریح کے بعد نئے فلسفے کي ابتدا کے تغیرات سے تاریخ لکهي جاے ' اور اسکے مختلف انقلابات اور مختلف اسکولوں کو اس خوبي سے بیان کیا جاے که معلوم هو سکے که فلسفه کا اس وقت تک کل سرمایه کیا هے ؟ اور قدیم و جدید کا ما به الامتیاز و اختلاف کس درجه هے ؟

میں نے کتابیں جمع کیں - کسي ایک کتاب کا ترجمه نهیں چاهتا تها ' بلکه بطور خود اخذ و التقاط کے بعد ایک مستقل تصنیف -

میں نے ایسے تعلیم یافته مسلمانوں کو تلاش کرنا شروع کیا جو فلسفه سے واقفیت رکهتے هوں ' اور اس کام میں مجهے مدد دیسکیں - تلاش کا جو نتیجه نکلا وہ میرے لیے نهایت درد انگیز تها ' میں جانتا تها که تعلیم یافته مسلمانوں میں علم کا ذوق نهیں ' مگر اس درجه مایوسي کا تو مجهے کبهي تصور بهی نهیں هوا تها - اول تو کسي نے حامي هي نهیں بهري ' پهر بعض اصحاب ملے بهي ' تو اول هي صحبت میں معلوم هوگیا که اس میدان میں مجهه ناواقف سے بهي کئے گذرے هیں - صرف ایک صاحب ایسے ملے ' جنسے واقعی مدد ملتي مگر مشیت الهي نے یک جالي کا موقعه نهیں دیا - اپکو تعجب هوگا که بالآخر جب هر طرف سے مایوس هوگیا تو ایک هندو تعلیم یافته شخص نے مجهه پر رحم کها یا ' اور جو کچهه هونا تها وہ اسي کي مدد سے هوا !

یه کیسي عجیب بات هے که ایک شخص اردو میں ' اور اس اردو میں جسکے هندوستاني لغۃ عمومي (لنگوافرینکا) هونے کے هنگاموں سے تمام ملک میں ایک طوفان تحریر و تقریر برپا هوا کرتے هیں ' ایک مسلمان شخص کتاب مرتب کرے ' اور اسکو جسقدر مدد ملے ایک تعلیم یافته هندو سے ! افسوس !

کامل اس فرقۂ زهاد سے اٹها نه کوئي
کچهه هوے تو یهي رندان قدح خوار هوے !

ان باتوں کے لکهنےکي یهاں چنداں ضرورت نه تهي ' لیکن یقین کیجیے که میرا دل ان حالات کي ایک نهایت سخت ٹیس اپنے اندر رکهتا هے - میں انگریزي تعلیم یافته جماعت کے افلاس علمي اور شدت جهل کے درد سے زخمي هوں - ذرا سي بهي ٹهیس لگتي هے ' تو اپنے خیالات کے اظهار میں مجبور هو جاتا هوں !

افسوس که هم نے اپنے قدیم علوم ' اپني پراني سوسایٹي ' اپنے گذشته اخلاق و آداب ' حتی که اپني قومیت اور مذهب تک نئي تعلیم اور یورپ کے نئے علوم و فنون کیلیے دیدیا ' لیکن یه کیا قهر الهي اور کیا بد بختي هے که اسپر بهي وہ جنس همیں نهیں ملتي بهي اور نهیں ملي - جیب تو خالي هوا مگر را حسرتا که هاتهه بهي متاع سے خالي هے !

مـــذاکـرۂ علمیـــه

الهلال میں " مذاکرۂ علمیه " کا باب اسي غرض سے رکها که اسي بساط کے مطابق کچهه نه کچهه لکهتا رهونگا - لیکن انصاف کیجیے که انسان هوں اور هاتهه سے لکهتا هوں ' لکهنے کي کوئي مشین میرے پاس نهیں هے - دماغ تو الحمد لله که فضل الهي سے جواب نهیں دیتا ' مگر وقت اپني قدرتي مقدار کار میں میرے ساتهه خاص رعایت کیوں کرنے لگا ؟

پهر الهلال کي ضخامت بهي محدود - اسي خیال سے (البیان) کا ارادہ کیا ' در نمبر اسکے مرتب کر کے رکهدیے ' لیکن معمولی معین کار بهي میسر نه آے ' مجبوراً ملتوي کر دینا پڑا اور اب کسي نه کسي طرح نکالونگا -

آجتک کتنے اشخاص هیں جنهوں نے الهلال کے کسي باب میں بهي کوئی مضمون لکها یا میري مدد کي ؟ لوگوں کي زبانوں کي تقریروں میں اور قلموں کي تحریروں میں دیکهیے تو معلوم هوتا هے که خدمت علم و دین کے ملائکۂ مقدسین هیں ' جنکو خدا نے مسلمانوں پر رحم کها کر بهیجدیا هے - لیکن کام کرنے کیلیے مستعد هوییے تو پهر معلوم هوتا هے که وہ تمام هنگامۂ حرکت کا طوفان بپا کرنے والے اجسام حیه ' لاشوں کے ڈهیر یا پتهر کي مورتوں سے زیادہ نه تهے ! فانظر ! کیف ضربوا لک الامثال ' فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا (۱۷ : ۵۱) -

خود نه لکهیں تو کم از کم اتنا هي کریں که جو کچهه لکها جاے اسے زندہ آدمیوں کي طرح پڑهیں ' اسکي نسبت بحث و مذاکرہ کریں ' اعتراض و نقد کا سلسله شروع کریں ' مراسلۂ و مناظرہ کي نوبت آے ' اس سے اتنا تو هوگا که آگے کو کام کرنے کي راہ صاف هوگي کام کے حسن و قبح کا فیصله هوگا ' نیز ایک وجه تشویق و ترغیب نکل آئیگي -

بهر حال میں آپکا کمال شکر گذار هوں که آپنے ان چند ابتدائي اور محض سرسري طور پر لکهے هوے صفحوں کو اپنے علمي ذوق -

[مفید مضمون کے لیے صفحه ۶ - ملاحظه هو]

مراسلہ

قسطنطنیہ کے پتے پر

—:•:—

ہندوستان کا اولین طبی وفد

— * —

کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ کے کالموں کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی کہ ہمارا طبی وفد جو انگلستان سے آیا ہے ' ہندوستان کا پہلا ہلال احمر وفد ہے کیونکہ جملہ ممبران وفد نہ صرف ہندوستانی ہیں بلکہ انگلستان سے روانہ ہونیکے قبل ہم نے اپنے وفد کا نام بھی ہندوستانی ہلال احمر رکھا تھا -

مدراس کے اخبار معمدن مورخہ ۱۷ - فروری سنہ ۱۳ - میں ایک مضمون The First Indian Medical Mission کے عنوان سے شایع ہوا ہے اور جو مشن بمبئی سے یہاں آیا ہے ' اُس کو یہ نام دیا گیا ہے - اور غالباً الکتہ کے ڈائرکٹر سہروردی کے تار برقی کے پیغام کی بنا پر اس مضمون کی اشاعت کی نوبت آئی ہے -

بہر کیف میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ ہندوستانی پہلا طبی وفد ہمارا ہے اور ہم نہ صرف بمبئی مشن سے کہیں پہلے یہاں پر وارد ہوے بلکہ ہم نے اُس سے کہیں پہلے حیدر پاشا خستہ خانہ میں چارج بھی لے لیا تھا - لہذا ہم اعلان کرتے ہیں کہ بمبئی طبی وفد کے ارکان و نیز "معمدن" و دیگر اخبارات جنھوں نے یہ غلطی کی ہے کہ بمبئی وفد کو اول قرار دیا ہے ' اپنی غلطی کا اقرار کرکے بمبئی مشن کو آیندہ اس نام سے یاد نہ کریں ' اور اُس نام کو جس کے ہم بہر طور مستحق ہیں ' غصب کرنے کی ناجایز کوشش نہ فرمالیں -

صباح ' اقدام ' و دیگر ترکی اخبارات کے علاوہ ہمارے پاس حیدر پاشا خستہ خانہ کی زبردست شہادتیں موجود ہیں ' جن کے ہوتے ہوے اس قسم کی حرکتیں محض عبث ہیں - والسلام

انشاء اللہ آیندہ ہفتے پوری کیفیت سے مطلع کرونگا -

بندہ حسن عابد جعفری
انچارج سکریٹری اول ہندوستانی طبی وفد قسطنطنیہ

الہلال

تعجب ہے کہ اسلام کا یورپ سے آخری وفد حیات خون کے سیلاب میں بہتا ہوا واپس آ رہا ہے ' اور آپ لوگوں کو صرف اپنے "پہلے وفد" ہونے ہی کی پڑی ہے ؟ آپ انگلستان سے گئے ' اور لوگ ہندوستان سے ' مگر سب کا مقصد خدمت مجروحین اسلام و ادائے فرض دینی و اخلاقی تھا ' پھر آپ تمام لوگوں کی نظر صرف اپنے فرض ہی پر رہنی چاہیے ' نہ کہ ایک دوسرے کی مخالفت ' اور "پہلے" اور "اخیر" ہونے پر - میں رنج و غم کے ساتھ اغاز ارسالیات طبیہ سے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں ' جو ہماری اخلاقی بدبختی ہمکو دکھا رہی ہے - ہر شخص چاہتا ہے کہ ارسال وفد کی شہرت اوراپنے چنگل سے نکلنے نہ دے - پھر اس راہ میں جن جن جائز و ناجائز طریقوں سے کام لیا جاسکتا ہے ' اس سے دریغ نہیں - جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں ' تو اسکے اچھے کاموں میں بھی برائی پیدا ہو جاتی ہے -

مجلس خدام کعبہ

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی - بیرسٹر ات لا - لکھنو

* * *

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم و اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

— * —

کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھادیں اللہ اپنے نور کو کمال تک پہونچاد یگا ' چاہے کافر خلاف ہوں -

—:•:—

یہ اسکیم انجمن " خدام کعبہ " کی ہے جو میرے دوست مسٹر قدوائی نے مرتب کرکے غالباً وسط جنوری میں بھیجدی تھی ' ازاں اسکو الہلال کے علاوہ بصورت ایک رسالے کے شائع کرنے کا بھی ارادہ تھا ' مگر میں نے اسکو کاغذات میں رہنے دیا اور آجتک شائع نہیں کیا -

اس تجویز کی ضرورت اور اہمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا - یقیناً کام کرنے کی آخری ساعات سے ہم گذر رہے ہیں ' اور یہ موسم خالی گیا تو پھر نا کامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں - لیکن اس قسم کے اہم کاموں کیلیے مقدم امر یہ ہے کہ اسکے تمام پہلوؤں پر تامل تدبر و تفکر کے ساتھ غور کرلیا جاے ' اور طبیعت کے پورے اطمینان ' اور عزم کے انتہائی رسوخ کے بعد قدم اٹھایا جاے -

جو قدم اسطرح اٹھتے ہیں ' انکے لیے پھر نہ تو ٹھوکر ہوتی ہے ' اور نہ رجعت -

یہ ' اور اسکے علاوہ اور متعدد پیرایۂ عمل سامنے تھے ' مگر میں کسی اور ہی فکر میں تھا - بہر حال اب چونکہ بیتعہد نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرف چلنا ہی ہے ' اسلیے اپنے افکار کے اعلان پر آمادہ ہوگیا ہوں - اور ساتھ ہی مسٹر قدوائی کے الفاظ میں اس اسکیم کو بھی شائع کردیتا ہوں - تاکہ لوگوں کو غور و فکر اور مشورے کا موقعہ ملے - مسٹر

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

ہم تمام مسلمانان ہند آپکے اور نیز آپکے ہمراہیوں کے شکرگذار اور سچے دل سے معترف ہیں کہ آپ لوگ انگلستان میں رہکر اس خدمت ملی کیلیے مضطرب ہوے ' اور یقیناً سب سے پہلے قسطنطنیہ جاکر اپنے برادران دینی کی جو خدمت گذاری شروع کی - لیکن خدا کیلیے اپنا وقت ان بحثوں میں صرف نہ کیجیے اور جو لوگ اپنے تئیں " پہلا وفد " کہنے کی اس مسلمانوں کی " اخیری ساعات " میں بھی ناگوار ضرورت دیکھتے ہیں ' انکو اس درات عظمی سے مستفیض ہونے دیجیے - ان لغویات سے کوئی دینی و دنیاوی نفع حاصل نہ ہوگا - اجکل ہندوستان کے طبی وفدوں نے بھی مسلمانوں کی رسوائی کا ایک نیا سامان پیدا کردیا ہے - لڑتے ہیں ' جھگڑتے ہیں ' ایک ایک وفد کے تین تین مالک و دعویدار پیدا ہوتے ہیں ایک دوسرے کو بدنام کرتے ہیں - یقین کیجیے کہ قومی بدبختی کے یہی معنے ہیں - واقد اخذناھم بالعذاب ' فماستکانوا لربھم وما یتضرعون ! !

مرصرف نے اس اسکیم کي تمہید کو نہایت شرح و بسط سے لکھا تھا ' لیکن میں نے بخیال اختصار ' تمہید از بیان ضرورت کے بعض حصے نکالدیے - زیادہ تر اس خیال سے کہ اب ضرورت تو سب کے سامنے پوري وضاحت سے آگئي ہے - اصلي شے تجویز ہے - (ایڈیٹر)

کچھہ شبہ نہیں کہ اللہ اپنے نور کا خود محافظ ہے - مگر کیا ہم اس نور کي امانت اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اس نور کي حفاظت کے لیے اوسے کسي دوسري قوم کو چننا پڑیگا ؟ کیا امت محمدیہ کي موجودہ نسل اس نور کی امین نہ رہیگي ؟

دو سال سے ہماري شدید ازمائش ہو رہي ہے - کتنے مسلمان طرابلس میں شہید ہوئے ؟ کتنے بلقان میں فدا ہوے ؟ ظالموں نے ہمارے بھائیوں کے خون بہانے ہي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ مقبوضہ مقامات کے اسلامی متبرک جگہوں تک کو بے حرمت کیا - اونکو اصطبل بنایا ' اور اُنسے گرجے کا کام لیا ! -

اب بھي بلقان کي متفقہ قوتیں اور اونکے ساتھہ تمام عیسائي دول اس بات پر مستعد ہیں کہ ایدریا نوپل کا مقام جہاں خلفاء کي قبریں اور مسجدیں ہیں ' مسلمان دولۃ کے ہاتھہ سے نکال لیں -

ہم مسلمانوں پر رعب بٹھانے کے لیے بلگیریا قسطنطنیہ پر ' جہاں مسجد صوفیا اور مزار مقدسہ ہیں ' قبضہ کرنا چاہتي تھي -

مشہد مقدس کا جو حال ہوا ' وہ کسي پر پوشیدہ نہیں - جب بیسویں صدي میں بھي عیسائیت اور تہذیب مادي کا یہ ولولہ ہے تو اس بات کي اسوقت کیا ضمانت ہے کہ خدا نخواستہ کعبہ اور مدینہ کا بھي یہي حال نہ ہوگا ؟ تم لوگوں کو کافي سبق اسبات کا ملگیا ہے کہ ہم کسي دوسري قوت یا مذہب پر کوئي بھروسہ نہ کریں - اپنے مقدس مقامات کي حفاظت اور خدمت کي فکر ہم ہي کو کرنا ہوگا -

بھائیو ! عیسائي دولتوں کا ایسا ذکر ' تمکو اب اپنے اسي ایک قوم یا فرقہ پر بھي اپنے مقدس مقامات کو نہ چھوڑنا چاہیے - ترک ہوں - یا ایرانی - یہ بیچارے تنہا یا متفقہ بھي بکثرت التعداد دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے - کوئي ایک قوت دس قوموں سے مقابلہ نہیں کر سکتي - مادي تہذیب کے پیرو قوت ہي کو حق سمجھتے ہیں ترک جانوں پر جانیں دے رہے ہیں - انکي بیبیاں بیوا ہو رہي ہیں - اونکے بچے یتیم ہیں - اونکے گھر اجڑ رہے ہیں اور انکي زراعتیں پامال ہو رہي ہیں - پھر بھي وہ اکیلے کیا کر سکتے ہیں ؟ سلطان کیلیے اپنے اجداد کے مزارات ہي کو دشمنوں کے دست تصرف سے بچانا دشوار ہوگیا ہو - تمام عیسائي قوتوں کا دباؤ اونکے خلاف ہے - پھر اسکا کیسے اطمینس ہو کہ جب خانہ کعبہ ' مدینہ طیبہ ' بیت المقدس ' اور کربلاے معلی کي طرف دشمنوں کا اجتماع ہوجائیگا ' تو وہ اونکي حفاظت کر سکینگے ؟

یہ بھي تو معلوم ہو کہ اسلام کے مقدس مقامات کي عزت اور حفاظت کا فرض اکیلے ترکوں ہي کے ذمہ کیوں ہو ؟

مسلمانو ! یا تو تم آج سے اپنے کو مسلمان کہنا چھوڑ دو ' اور یا سب کے سب ابھي سے تیار ہوجاؤ کہ تم سب اپنے اسلام کے مقدس مقامات کي خدمت اور حفاظت کروگے ' اوسکے لیے مستقل ذرائع اور تدابیر عمل میں لاؤگے ' اور اسلام کو کسي کي نگاہوں میں ذلیل ہونے نہ دوگے -

با وجود مسلمانوں کے اسوقت کے جوش و خروش کے ' طرابلس ' سلونیکا و برقہ کي مسجدیں بے حرمتي سے نہ بچ سکیں - اور آج ایدریا نوپل کي مسجدوں اور مزاروں کو بھي غیر اسلامي ہاتھوں میں دیدینے کیلیے شدید زور ڈالا جا رہا ہے -

ہم اگر ہمکو واقعی اپنے مقدس مقامات عزیز ہیں - اگر ہمکو واقعی اپنے مذہب سے محبت ہے - اگر ہم حرم محترم کو گولہ باري سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں - اگر ہم اپنے ہادي اور دنیا کے اعظم قرین انسان کي قبر کو کفار کے حملے سے بچانا چاہتے ہیں - اگر شہید کربلا کے مزار کا حال امام رضا کے مزار کا سا نہیں ہونے دینا چاہتے - اور اگر ہم بیت المقدس کو بلگیریا یا روس کے پنجوں میں جانے دینا نہیں گوارا کرسکتے ' تو اب ہمکو ضرور مستقل صورت تمام مقدس مقامات کي حفاظت اور خدمت کي نکالنا چاہیے -

ہم سب پر فرض ہے کہ ہم اسکا انتظام کریں کہ ہمارے مقدس مقامات کي حالت درست رہے - وہاں مسلمانوں کے جانے آنے میں آرام اور آساني ہو - وہاں حفظان صحت وغیرہ کا انتظام معقول ہو - اور سے اسلام کے سے عظیم الشان اور باسطوت و جبروت مذہب کي عظمت اور تقدس کا پتہ چلتا رہے - اور کوئي دوسرا مذہب اون مقدس مقامات کي طرف کبھي بھي نگاہ بد سے دیکھنے کي جرأت نہ کر سکے -

(تجویز)

— * —

انہي اغراض کو مد نظر رکھکر یہ تجویز ہے کہ ایک انجمن " خدام کعبہ " کے نام سے قائم ہو - اوسے ملکی معاملات سے تعلق نہ ہوگا - وہ محض اسلامي انجمن ہوگي - اور کوشش اسبات کي کي جاویگي کہ ہر مسلمان اوسمیں شریک ہو ' اور اسلام کے مقدس مقامات کي خدمت پر کمر بستہ ہو جاے - یہ انجمن اور مذاہب سے یوں بے واسطہ رہیگي ' لیکن اگر دوسرا کوئي مذہب اوسکي مدد کرے تو وہ بھي حسب امکان اوسکا عوض کریگي - امن اور آشتي اوسکي پالیسي رہیگي -

ہندوستان کے مسلمانوں سے امید ہے کہ وہ اپنے ملک کي انجمن خدام کعبہ میں پورا حصہ لیں گے - اوسکي ممبري کا چندہ بہت کم مثلاً ایک روپیہ سال رکھا جاوے گا - جو مسلمان اسقدر دے سکتے ہیں ' اونکے ممبر ہونگے - اور جو نہیں دے سکتے وہ جو کچھہ دے سکیں گے ' دیں گے - یا جس طرح ہو سکیگا خدمت گذاري مقامات محترمہ میں حصہ لیں گے - ہر مسلمان جو میلاد رسول کریم کي تقریب کرتا ہے ' کچھہ حصہ حفاظت مزار مقدس کے لیے نامزد کردیگا - ہر شخص جو عزاداري کرتا ہے ' کچھہ حفاظت کے لیے بھي دیدیا کریگا - ہر خوشي اور ہر غم کے موقع پر جہاں اور مراسم کے انجام دینے میں اکثر صرف ہوتا ہے ' وہاں اوسي میں سے کوئي رقم خواہ ایسي ہي خفیف کیوں نہ ' حفاظت کعبہ معظمہ کے نام سے نکالدي جایا کریگي - اور اس طرح ہر مسلمان کچھہ نہ کچھہ حصہ اپنے مقدس مقامات کي خدمت میں لیگا تو ایک معقول رقم سال بہ سال آتي رہیگی - اس میں سے کچھہ تو مقدس مقامات کے راہ آمد و رفت کي درستگي یا وہاں سراے اور ہوٹیل وغیرہ بنانے کے کاموں میں صرف ہوگي ' اور اگر اللہ نے فضل کیا اور مسلمانوں نے دل سے محنت کي تو حجاج کے لیے انجمن خدام کعبہ خود اپنے جہاز خرید سکے گي ' جنمیں ہندوستاني بھائے وغیرہ اور آمد و طہارت وغیرہ کا عمدہ انتظام کیا جائیگا -

لیکن اپنے زیادہ حصۂ آمدني کو انجمن خدام کعبہ ' مقدس مقامات اسلام کي حفاظت کے لیے محفوظ رکھیگي - یہ امر کہ روپیہ کہاں جمع ہوگا اور کسطرح صرف ہوگا ؟ خدامان خدام کعبہ کي مجلس انجمن خدام کعبہ کے تصفیہ پر رہیگا -

جو اسکیم اسوقت میرے ذہن میں اس انجمن کي ہے وہ حسب ذیل ہے -

اس انجمن کا هندوستان کے کسي شهر میں ایک صدر مقام هوگا - دهلي - لکهنؤ - کلکته یا کوئي مقام جو بعد کو تجویز هو - صدر انجمن کے دو سکریٹري هونگے - صدر انجمن کي شاخیں هر هر ضلع میں' اور هر هر ضلع کي شاخیں هر هر قصبه اور گاؤں میں' جهاں چار مسلمان بهي هوں' قائم کي جاوینگي - هر هر شاخ کا ایک خادم خدام هوگا - هر شاخ اپنے قواعد و ضوابط میں مختار هوگي ' مگر اسکو کسي اصولي مقصد صدر انجمن سے اختلاف کي اجازت نه هوگي - هر شاخ کو صدر انجمن کے پاس اپنے قواعد اور اپنے اراکین انجمن.خادمان کعبه کي فهرست بهیجنا هوگي -

خادم کعبه وه شخص هوگا ' جو ایک روپیه سال صدر انجمن خواه کسي شاخ کو ادا کر کے اپنا نام لکهادے - چندهٔ سالانه ایک روپیه هر خادم کعبه کے لیے هوگا - لیکن وه لوگ جو اسقدر بهي نهیں دیسکتے ' اور خدمت کعبه میں دوسري طرح سے حصه لیتے هیں ' یا دوسروں سے مدد دلاتے هیں' وه بهي کسي خادم خدام کعبه کي سفارش پر انجمن کے ممبر هوسکیں گے - هر خادم کعبه کا فرض هوگا که وه جسقدر رقم یا جو معاونت انجمن خادم کعبه کے لیے حاصل کرسکتا هے ' اس سے دریغ نه کرے -

صدر انجمن خدام کعبه کي ایک شاهي مجلس هوگي ' جسمیں کم سے کم دس مقامي خدام کعبه رکن هونگے ' اور هر هر ضلع سے دو' اور في شاخ ایک شخص مجلس صدر انجمن کا رکن مقرر هوسکیگا -

مجلس صدر انجمن کو حلقهٔ خدام کعبه کهینگے - کورم حلقه کا کم سے کم تین رائیوں کا هوگا - جهانتک ممکن هوگا حلقه خدام کعبه میں خادم خدام کعبه هي داخل هونگے - هر خادم کو خواه وه صدر کا هو یا ضلع کا ' یا دیهات کا ' یه حلف لینا هوگا که وه :

اسلام کي خدمت سے کبهي دریغ نه کریگا - انجمن کے کسي راز کو اگر مجلس مقرر کردے ظاهر نه کریگا - کعبه اور مدینه کي حفاظت کے لیے اپني جان و مال سے حاضر رهیگا اور جو قوم اور جو مذهب که ان مقامات کو مسلمانوں کي حکومت سے نکالنے کا قصد کرے ' یا مسلمانوں کے هاتهه سے نکالنے کي کوشش میں حصه لے' اُس قوم سے اور اُس مذهب سے جو اُس قوم کا مذهب هو' دشمني رکهیگا ' اگر اُس مذهب کي کسي دوسري قوم نے حفاظت حرمین میں عملي مدد نه دي هو -

پانچ هزار روپیه سال تک کا خرچ مقاصد انجمن کے سرانجام دینے کے لیے حلقه خدام کعبه کي منظوري تحریري یا زباني سے هوگا - لیکن پانچ هزار سے زیاده کي رقم جب خرچ کرنا هو' تو تمام خادمان خدام کعبه کي رائیں' خواه وه شریک حلقه هوں یا نه هوں' لینا ضروري هوگا -

هر اختلافي امر کا تصفیه کثرت راے سے هوا کریگا -

شاخوں کا صرف جو بهت تهوڑا هونا چاهیے ' خادم مقامي خدام کعبه کے چنده سے نکال سکیگا - لیکن هر خادم کعبه کے معائینه کے لیے رسکا حساب تیار رهیگا - اور هر ماه اخراجات مقامي کا حساب صدر انجمن کے پاس روانه کیا جایگا -

هر شاخ سے باقي کل رقم جو چندے یا عطیات سے وصول هو' فوراً صدر انجمن خدام کعبه کو بهیجي جاویگي اور رسید دستخطي خدام کعبه کي منگالي جاویگي -

هاں کوئي اور جو چهوٹي بڑي رقم کسي انجمن خدام کعبه کے لیے وصول کرے ' اوسکو اوسکي رسید انجمن دینا لازمي هوگا - رسید پر سال دونوں یا کسي ایک سکریٹري صدر انجمن کے دستخطي هونگي - دستخط نه هو تو مهر کا هونا لازمي هوگا - صدر کے خادمان خدام کعبه اپني متفقه راے سے ایک هزار روپیه سال تک مقاصد انجمن کے سر انجام دینے میں صرف کرسکتے هیں - اس سے زیاده کے لیے ارنکو حلقه کي رائین لینا ضروري هوگا -

بیت المال انجمن خدام کعبه وهاں هوگا ' جهاں مجلس تجویز کرے - لیکن پانچ هزار کي رقم خادمان خدام کعبه اپني متفقه راے سے صدر مقام کے کسي محفوظ بینک کے کرنٹ اکاونٹ میں رکهنے کے مجاز هونگے - اور جب روپیه نکالنے کي ضرورت هو تو چک پر دستخط دونوں خادموں کے هونگے -

انجمن صدر اور نیز شاخوں کا فرض هوگا که وه وقت ضرورت هر خادم خدام کعبه کي مدد کریں' اور اگر وه یوں انجمن کا کام نه کرسکے تو ارسکے کهانے کپڑے کے لیے مناسب رقم تجویز کردیں - خدام کعبه میں سے جو شخص حج یا زیارت کو جانا چاهے ' اوسکي راهبي اعانت اور آرام کے لیے انتظام کردینے کیلیے خادم خدام کعبه ' صدر انجمن کے خادمان کو اطلاع دیگا ' اگر وه شخص نهیگا -

اگر مناسب سمجها جاویگا تو صدر انجمن بمشورت خدام کعبه کوئي امتیازي پوشاک خادمان خدام کعبه کے لیے مقرر کریگي یا خدام کعبه کے لیے کوئي امتیازي پهول دوسري علامت تجویز کردیگي -

اس انجمن سے انشیورانس کمپني کا کام بهي اسطرح لیا جاسکیگا که جو شخص خود ایک دم سے حج کے مصارف برداشت نهیں کرسکتا اور کوئي خاص رقم جیسے پچاس روپیه سال برابر انجمن کو دیتا هے ' اور تین سال بعد انجمن سے تیسرے درجه کا ٹکٹ آمد و رفت اور ڈهائي سو روپیه تک کي رقم حاصل کرسکیگا -

مرقومه بالا تجویز بهت کچهه ناقص هوگي اور پبلک کے سامنے اسی غرض سے پیش کي جاتي هے که اخبارات میں یا بذریعه خط و کتابت کے هر مسلمان اسپر غور و فکر کے بعد نکته چیني کرے - تاکه پورے غور اور مشورے کے بعد ایک مکمل اسکیم تجویز هوجاے -

یه بتا دینا ضروري هے که انجمن خدام کعبه کے قائم کرنے یا نه کرنے کا مسئله اب زیر بحث نهیں - سمجهنا چاهیے که انجمن قائم هوگئي هے -

جو کچهه زیر غور هے وه یه هے که قواعد و ضوابط کیا هوں اور اسمیں هر مسلمان کو حق هے که وه اپني راے دے - مگر جلد - اسلیے که اب زباني باتوں کا اور ریزولیوشنوں کے پاس کرنے کا وقت نهیں - زباني جوش و ولولے کي بهي پرواه نهیں کي جاتي' اسلیے که بعض مکار دهوکا دیدیتے هیں که ولوله مصنوعي هے - یا صرف چند شخصوں هي کا پیدا کیا هوا هے -

الهـــلال کی ایجنسی

—:○*○:—

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں' تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

فهرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ ۵

—:※:—

(۱۹)

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

— * —

	پائي	آنہ	روپیہ
چنا کھائي کھڑہ	-	۱	۰
محمد علي حسین	۰	۶	۰
کریم بخش	-	۲	۰
محمد بخش	-	۳	۰
محمد حسین	۰	۲	۰
غلام نبي	۰	۲	-
غلام مصطفی	۰	۲	۰
رحیم بخش	۰	۲	۰
محمد بخش ولد حسین	۰	۲	۰
گھاسي	۰	۱	۰
سلیم خیاط	۰	۴	۰
خیکا شاہ	۰	۰	۱
عبداللہ	۰	۲	۰
محمد بخش	۰	۴	۰
علي بخش	۰	۱	۰
بدھن	۰	۲	۰
ببر بخش	۰	۴	۰
رمضان	۰	۴	۰
خانو	۰	۶	۰
عظیم اللہ روغن گر	۳	۳	-
محمد شفیع	۰	۴	۰
میانجي نتھو	۰	۴	۰
نتھو جھوجھ	۰	۴	۰
جھنو قصاب	۰	۰	۱
ببرو ولد بالے قصاب	۰	۰	۱
بشیر ولد بالے	۰	۰	۲
مولی بخش ولد بالے	۰	۰	۲
موکھا قصاب	۰	۶	۰
سوندا گھوسي	۰	۴	۰
مازي گھوسي	۰	۴	۰
نیاز اللہ مستري	۰	۴	۰
امام بخش رھڑیا	۰	۸	۰
رحمت اللہ قصاب	۰	۱۲	۰
خدا بخش ولد نبي بخش	۰	۰	۲
کریم بخش قصاب	۰	۸	۰
صدو قصاب	۰	۴	۰
موکھا قصاب	۰	۸	۰
عبد اللہ بدھو	۰	۴	۰
نوي	۰	۲	۰
عظیم اللہ قصاب	۰	۸	۰
سعدي قصاب	۰	۲	۰
توار قصاب عمري والا	۰	۸	۰
عبدي قصاب	۰	۴	۰
گھاسي مستري	۰	۰	۱
ایوب علیخان صاحب ٹھیکیدار بیم	۰	۰	۲
جناب رحیم داد خان صاحب نیمچ	۰	۰	۵
جناب مولوي معین الدین احمد صاحب سیکرٹري دارالمعلومات ندوہ - لکھنؤ	۰	۰	۱۵

	پائي	آنہ	روپیہ
ذریعہ جناب محمد سعد اللہ صاحب کرتپور - بجنور	۰	۰	۱۱۰۰
جناب فیروز بیگ وجناب صدیق مرزا بیگ صاحب تعلقہ داران اورنگ آباد ضلع سیتا پور	۰	۰	۷۰۰
ذریعہ جناب ولایت حسین و فقیر محمد صاحب از جلسہ بھوانی پور منعقدہ ۳۰ مارچ - نقد	۰	۱۲	۱۳۰

اور حسب ذیل اشیا بنارسي چادر ایک - عمامہ ایک - ٹوپي ۳ عدد - قالب تانبے کا ایک - پیجامہ گلبدن ایک - اچکن ساٹن ایک - چارپاري روپہ ایک بٹن قمیض کا ایک - دوپٹہ ایک

جناب محمد حیات بخش صاحب ناظر بازار	-	-	۱
جناب سیٹھ مہر بخش صاحب سوداگر چرم دھاراوي - بمبئي	۰	-	۱۲۰۰

ذریعہ جناب چودھري نواز علي خانصاحب سپروائزر - مذاکیتورس جہلم ۰ ۷ ۱۵۳

(به تفصیل ذیل)

ڈاکٹر فضل کریم صاحب	-	۱	۴
ڈاکٹر عبد الحمید صاحب	-	۰	۲
میاں اللہ دتا صاحب اورسیر	-	۰	۱۵
میاں خدا داد کلرک	-	۳	۴
منکو ڈرائور	-	۰	۱
حسن محمد فائرمین	-	۰	۱
امام دین ڈرائور	-		۵
باغ علي فائرمین	-		۲
اللہ دین	-	۰	۱
نور خلاصي	-	۱۲	۰
بھاؤ	-	۸	۰
امام علي	-	۶	۰
غازي ڈرائور	-	-	۵
مستري فتح علي	-	-	۲
حسن دین میث و مزدوران	-	-	۳۰
مرزا رستم بیگ کمپونڈر	-	-	۱
محمد ملازم ھسپتال	-	۸	۰
میاں محمد دین نقشہ نویس	-	-	۲
شیخ قیام الدین ٹھیکدار	-	-	۵
مزدوران معرفت بابو سردار محمد سب اورسیر	-	-	۷۲
وزیر محمد فائرمین	-	۸	۰
فیس منی ارتر	-	۹	۱

جناب مولوي محمد یعقوب صاحب	-	-	۱۱
جناب رضي احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس شاھجہانپور	-	-	۳۰
بذریعہ جناب ناظر علي گوجرانوالہ	-	۹	۴۹
مسمات عصمت النسا مرحومہ بنت طافت حسین صاحب	-	-	۵
معین الدین احمد صاحب قدوائي جہان آباد	-	-	۵
بک پوسٹ جنکا نام معلوم نہیں بذریعہ اسٹامپ	-	۴	-
گنیش پرشاد - ڈلي گنج کلکتہ - کانسے قیمتي	-		۱۵
عبدالحلیم صاحب بي اے - کوھیما - اسام	-		۲۵۰

	روپیه	آنه	پائی
بذریعه جناب عبد الحي خانصاحب رائچور دکن	۱۵	۱۰	-
ازجناب عبدالرزاق صاحب	۳	۴	-
از جناب سید ظفر حسن صاحب جمعدار	۴	۴	-
ایضاً بذریعه کمال قربانی	۲	۱۲	-
ازچنده بندگان معرفت جناب سید صاحب	۴	۴	-
طلباے بیکر هوسٹل کلکته	۲۲	۳	-
بزرگان قصبه کوتانه ضلع میرٹهه بذریعه قاضي حیدر الدین صاحب	۲۵	-	-
سردار میر متها خانصاحب بکنگی جیٹ پٹ	۴۵	-	-
بذریعه جناب محمد عبد العزیز صاحب فتح پور- بهاگالپور	۷۵۰	-	-
(به تفصیل ذیل)			
جناب محمد عبد العزیز صاحب	۱۵۴	-	۶
اهلیه محمد شهاب الدین صاحب	۱۰	-	-
محمد عبد المجید صاحب	۱۰	-	-
ذریب ساهو	۱۰	-	-
بیساکهي ساهو	۱۶	۴	-
شیخ عبدالرحمن	۱۰	-	-
بخشو	۱۰	-	-
والده عمر علي	۱۰	-	-
محمد حسین	۵	-	-
جگو	۲	-	-
کرامت	۵	-	-
بلا ساهو	۱	-	-
رحمان	۱	-	-
پونا ساهو	۱	-	-
تواري ساهو	۱	-	-
حسن	۱	-	-
افضل	۱	-	-
اشرف علي	۷	-	-
عبدالکریم	۱	-	-
ابو سعید	۱	-	-
کپوري	۸	-	-
جامو	۸	-	-
متفرقات از نوادا	۱	۷	۶
اهلیه حامد حسین صاحب مرحوم	۱۱	۴	-
[illegible]	[illegible]	-	-
نهایت متاثر هوکر دیدا	[illegible]	-	-
بذریعه جناب سید شاه محمد الیاس صاحب پریسیڈنٹ هلال احمر ضلع گیا	۱۲۵	-	-
(به تفصیل ذیل)			
فروخت چارل مفهي	۳۴	۱۴	۶
شیخ لیاقت حسین صاحب مختار	۲۰	۱۲	-
اهلیه جناب موصوف	۶	۵	-
شیخ محمد ناصر	۲	-	-
میر مجد حسین	۲	۸	-
شیخ حسیني	۸	-	-
شیخ چمن پتوه	۲	-	-
مولوي عبدالحمید صاحب	۱	-	-
شیخ محمد رضا	۴	-	-
شیخ ظهر حسین درگاه	۲	-	-
شیخ اصغر حسین درگاه	۸	-	-
جدل خانساماں	۳	-	-
شیخ اکبر حسن	۱	-	-
شیخ واحد علي مغلا کهار	۱	-	-
عبد الغني ترپسو	۲	-	-
شیخ جذت جوتی	-	-	-

	روپیه	آنه	پائی
حافظ عبدالغني	-	۴	-
شیخ کریم بخش ماهر	-	-	۱
شیخ شبراتي مرزا پور	-	۴	-
شاه رفیق	-	۲	-
جواد علي مغلاکهار	-	۴	-
واجد میاں مغلا کهار	-	۴	-
قربان میاں	-	۴	-
حافظ احمد علیخان	-	۸	-
الهي بخش	۳	-	-
بولاقي خانساماں	-	۴	-
شیخ امیر علی	-	-	۳
کرامت مرزا پور	-	۲	-
قصاب وغیرہ	-	۶	-
الف حسین امام گنج	-	۸	-
مصاحب علی عرف موسی	-	-	۱
والده الهی بخش خان	-	۳	۱
امیر میاں	-	۸	-
ولایت میاں	-	۴	-
رسول بخش	-	۴	-
شیخ بندهو صاحب	-	۴	-
دمري میاں	-	۱	-
مولوي غلام رسول صاحب	-	۲	-
ملک عبدل	-	۴	-
منشی ظهور الحق صاحب مختار	-	-	۱
از گوبند پور معرفت فضل کریم و فرح	۱	۱	۲
عبد الرحیم عرف دهوبی	-	۱	-
شیخ مراد علی	-	۱	-
همشیره جواد علی	-	۵	-
عمهٔ جواد علی	۶	-	-
شیخ مراد	-	۱	-
ساک بولاقی گوئر	-	۲	-
راهو ساں	-	۲	-
پیر بخش خان مدهوبن بارہ	-	-	۳
شیخ الف حسین	-	۸	-
عبد الغنی خیاط	-	۸	-
شیرانی خیاط	-	۴	-
جعفر سردار صاحب	-	-	۴
ریاض علیخان	-	۱	-
شیخ خدابت احمد صاحب	-	-	۴
پلگو میاں پهولدیه	-	۸	-
محمد علی میاں	-	۲	-
ناصر علیخان	۶	۱	-
والده بشارت خانیه	-	۸	-
جمراتی قصاب	۹	۱	-
نا معلوم	-	۸	-
از موضع پچمها معرفت شیخ لیاقت حسین صاحب مختار	-	-	۵
منشی بواقی صاحب مختار	-	۱۰	۲
وزیر الدین کنسٹبل	-	-	۱
ملک عبدالغفور کوسي	-	۲	-
اهلیه باقر مرحوم	-	-	۱
بقیه قیمت چرسه شیخ لیاقت حسین صاحب	-	۴	-
شیخ محمد حسن سردار	-	-	۲
باقر علی رستم پور	-	-	۱
شیخ اسلم علی روح	-	۴	-
شیخ رمضان علی	-	۲	-
معرفت لوندو نان بائی	۶	۵	۱
سیدین عزیز الدین نهاري	-	-	۱
سید وحید الدین مانڈي	-	-	۱

PRINTED & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical Engg. Pubg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷

جلد ۱

Calcutta Wednesday, April 30, 1913.

ساڑھے تین آنہ

قیمت فی پرچہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street.:

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۷ — تاریخ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 30, 1918.

فہرست

شذرات	
شمس العلما مولانا شبلي نعماني	
مقالۂ افتتاحیہ	
سفحة من تاريخ العرب (معاصرا قرطاجنہ)	۵
مذاکرۂ علمیہ	
نطب جنوبي (۳)	۹
باب المراسلة و المناظرة	
-ہرة نہري	
خليفه مامون الرشيد اور الزام قتل امام رضا (ع)	۱۰
شمس العلما مولانا شبلي نعماني اور مسئله الندوه	۱۱
مقالات	
ڈاکٹر لي بان اور موجودہ ہندوستان	
ادبیات	۱۵
مرض تمنا	،،
تازہ واردات حضرت ابسر	،،
غزل	
مراسلات	
کہلي چلمي	۱۶
انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ	۱۷
جلسہ سالانہ اہل حدیث کانفرنس	،،
عالم اسلامي	۱۸
جامعہ اسلامیہ	،،
دعوت الہلال کي اشاعت	۱۹
پرسش زراعانۂ دولۃ علیہ	،،

تصاویر

جنیا کا میدان عسکر (یورپین ترکي کا آخري نظارہ ۱)	(لوح)
مشہور مورخ اسرائیلي یوسفوس	۶
قائد قرطاجنہ (ہنے بال)	۷

اطلاع

—:*:—

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست در مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز' پیڈل کي مشین ' جو بہترین اور قدیمي کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہترے کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے

چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ڈیمائي فولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپني ذاتي ضمانت پر مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

شذرات

شمس العلما مولانا شبلي فدوي

اور

مسئلهٔ "الندوه"

— * —

اس عرصے میں اس معاملے کي نسبت جو حالات معلوم هوے، وہ مع اُس راے کے جو بحالت موجودہ باستعانت کرالف معلومہ قائم کي جاسکتي هے، حسب ذیل هیں -

زمیندار میں مولانا نے ایک مختصر چٹھي شائع کي هے، جسمیں آیندہ تفصیلي جواب کا وعدہ هے، اور اصلي واقعہ کي نسبت چند مختصر دفعات -

علي گڈہ سے ایک موثق اور معتمد قلم سے نکلي هوئي ایک تحریر پہنچي هے، جسمیں بعض حالات تفصیل کے ساتھہ بیان کیے هیں، مگر ساتھہ هي یہ عجیب شرط بھي لگا دي هے کہ ابھي تین چار هفتے تک راقم خط کا نام ظاهر نہ کیا جاے! بہر حال اصل مقصود حالات هیں نہ کہ تشخص و تعین نسبت -

اصل یہ هے کہ اس معاملے کي نسبت ایک آخري راے بہت جلد قائم هو جاتي، اگر خود مولانا شبلي نعماني یہ تفصیل حالات شائع کر دیتے تاکہ قوم آخري راے قائم کر لے - مگر افسوس هے کہ ابتک انہوں نے کوئي تفصیلي تحریر شائع نہیں کي، اسلیے اسکے سوا چارہ نہیں کہ جو حالات اس وقت تک موافق و مخالف شائع هوے هیں، یا علي گڈہ کي تحریر میں ظاهر کیے گئے هیں، انهي کو پیش نظر رکھکے ایک راے قائم کر لي جاے -

جو مضامین منشي اعجاز علي اور منشي اسحاق علي نے مسلم گزٹ میں شائع کیے هیں، اُنسے صورت واقعہ یہ معلوم هوتي هے :

(۱) جب الندوہ میں یہ مضمون نکلا تو مولانا شبلي نے فوراً پانچ مقامي ارکان کو (جنمیں دو ندرے کے صیغہ مال و مراسلات کے سکریٹري تھے) جمع کیا اور مجبور کیا کہ وہ راقم مضمون کو سزا دیں، نیز هر آنر تک مخبري کرنے کي دھمکي دیکر اس تجویز کو منظور کرانا چاها کہ خود ایک هفتہ کي معطلي کي سزا دیں اور ڈپٹي کمشنر صاحب کو مداخلت کي دعوت دي جاے -

پس تمام ارکان و معتمدین اس دھمکي سے مرعوب و متزلزل هوکر مجبور هوے کہ تعمیل احکام سے انکار نہ کریں، اور اس عالم میں کہ "یرضونکم بافوا هھم و تابي قلوبھم (۹ : ۹) "انکي تمام پیش کردہ تجویزات کو منظور کرلیا -

(۲) لیکن چونکہ یہ تعمیل احکام حالت تخویف و تقیہ کي تھي اور نیز جلسۂ انتظامیہ پر معمول، پس جب انتظامیہ مجلس منعقد هوئي، تو اس کارروائي کي مخالفت کي گئي - مسٹر مشیر حسین قدوائي نے تجویز پیش کي کہ کارروائي منسوخ کي جاے نیز یہ کہ مولانا شبلي اُس سزا کے لیے جو بہ حیثیت معتمد دار العلوم کاتب مضمون کو دي گئي هے، کاتب مضمون یعنے مولوي عبدالکریم سے معافي مانگیں، مجبوراً معافي کا ٹکڑہ اثرت راے سے یا کسي اور وجہ سے نامنظور هوا، اور صرف پچھلي کارروائي منسوخ کر دیگئي -

(۳) لیکن اسکے بعد کیا حالات پیش آئے؟ یہ تاریکي میں هے، البتہ پھر یکایک ایک حکم نامہ گورنمنٹ کي طرف سے آیا کہ مولوي عبد الکریم کو، بجاے مجوزہ کردہ ایک هفتے کي سزا کے، چھ ماہ کي معطلي کي سزا دي جاے - چنانچہ ارکان ندوہ نے بالاتفاق یا بالاکثریۃ وہ سزا دیدي -

اب اس بنا پر قابل غور مندرجۂ ذیل امور هوے :

(۱) سب سے پہلا مسئلہ یہ هے کہ کیا واقعي وہ مضمون اسي سلوک کا مستحق تھا؟

(۲) کیا یہ تمام کارروائي صرف مولانا شبلي هي نے کي اور آور لوگوں نے بطور تقیہ کے محض عالم جبر و اکراہ میں؟ یا یہ ایک متفقہ کارروائي تھي، جسمیں پانچ آدمیوں نے باهم ملکر ایک تجویز قرار دي؟

(۳) اگر پہلي صورت صحیح هے تو ایسي حالت میں مولانا شبلي کي یہ کارروائي کس راے کي مستحق هے؟

(۴) اور اگر صحیح نہیں هے تو باقي شرکاء کار کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاهیے؟

(۵) پھر سب سے آخر یہ کہ اگر آور لوگوں کي شرکت مساوي متحقق هو جاے تو اس سے معاملے کي ذمہ داري تو ضرور بٹ جائیگي، جواب دهي صرف ایک شخص کے ذمے نہیں رهیگي اور همارا جس راے کا مستحق وہ هوگا، اسي راے کے مستحق باقي اشخاص بھي هونگے، لیکن کیا ایسي حالت میں آور لوگوں کي شرکت ثابت هو جانے سے مولانا شبلي محض بري الذمہ هو جائیں گے؟ اور کیا کسي غلط کام کے کرنے میں متعدد اشخاص کي شرکت، اُس کام کو اچھا کر دیتي هے؟ کیا ایک جرم صرف اسلیے برا هے کہ ایک هي شخص کرتا هے؟

میں سمجھتا هوں کہ اِن دفعات بحث کے مقرر کرنے میں میں نے پوري احتیاط سے کام لیا هے اور بحث کا کوئي ضروري پہلو باقي نہیں رها -

(۱)

سب سے پہلي بحث اصل مضمون کي نسبت هے - لیکن میں متاسف هوں کہ باوجود اسکے کہ میں نے مولانا شبلي، مولانا عبد الحي، اور منشي محمد علي محرر ندوہ کے نام خطوط لکھے هیں کہ مجکو الندوہ کا وہ پرچہ (خواہ کسي قیمت میں هو) کہیں سے بھیجدو، لیکن اب تک کہیں سے نہ تو جواب ملا، اور نہ وہ پرچہ آیا - جو کچھہ معلوم هے وہ صرف یہ هے کہ مضمون "جہاد" پر تھا، اور لفس مسئلۂ جہاد پر حسب نصوص قرآنیہ بحث کي گئي تھي - مولانا شبلي نعماني کے خط مطبوعۂ زمیندار اور مراسلۂ علي گڈہ سے معلوم هوتا هے کہ اسمیں کوئي دفعہ (۱۰) کي بحث تھي، جسمیں یہ لکھا تھا، یا بطور نتیجۂ بحث کے اُس سے ثابت هوتا تھا کہ "کوئي مسلمان کسي غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رهسکتا" لیکن صرف اسقدر اشارہ راے دینے کیلیے کافي نہیں هے، جب تک کہ پورا مضمون سامنے نہو - بحث کرنے کے طریقے هیں، اور استدلال کے مختلف اصول هیں - نہیں معلوم اس دعوے کو کس اصول، کس خیال، کس زبان، کس لب ولہجے، کس نص قرآن و حدیث سے مدلل، اور کس سیاق و سباق کے ساتھہ لکھا گیا هے؟

اگر مجھسے پوچھیے تو یہ خیال تو بالکل بے معنی اور لغو هے" جب تک کہ اسکا مقصد و سیاق و سباق سامنے نہو - کوئي مسلمان غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رهسکتا کیا معني رکھتا هے" جبکہ هزاروں مسلمان رهے هیں، اور اب بھي کروڑوں مسلمان ماتحت هیں، البتہ (خواہ میرے اس جملے کا مطلب کچھہ هي سمجھا جائے

لیکن) میرا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ اسلام دینی اور دنیوی عزت بخشنے والی ایک قوۃ الہیہ ہے ' اور جو جسم اسکے نشیمن ہوں ' وہ اس کائنات ارضی میں ذلت و پستی کیلیے نہیں بنائے گئے ہیں ' بلکہ صرف عظمت و عزت ' ہیبت و اجلال ' سطوت و جبروت ' اور رفعت و علو مرتبۃ کیلیے - پھر خواہ وہ ذلت و پستی حکومتوں کی محکومی اور غلامی ہی سے ہو خواہ جہالت و بے علمی کی - خواہ غربت و فلاکت کی ہو' خواہ وحشت و بد اخلاقی کی - میرا یقین ہے کہ مسلمان دنیا میں یقیناً صرف حاکم بننے کیلیے ہیں' اور قران کریم نے اپنے پیروؤں کیلیے جو الگ دنیوی زندگی کا پیش کیا ہے ' وہ محکومی و ما تحتی کا نہیں' بلکہ حکومت و افسری ہی کا ہے - وہ مسیح کی آسمانی بادشاہت کی سی بادشاہت نہیں ہے' بلکہ استخلاف فی الارض' اور وراثت ارض الہی کی نعمت اسی دنیا میں ہے - یہ میرا دلی اعتقاد ہے - میں اسکے لیے تعلیم اسلامی ' اور نصوص قرانی سے شہادت رکھتا ہوں - خدا نے اس بارۂ خاص میں مجھکو اپنے لطف و کرم سے ایک مخصوص بصیرت عطا فرمائی ہے - اور اسکی دعوت کو میری زندگی کا مقصد' اور غایۃ قصوی قرار دیا ہے - و ما توفیقی الا باللہ -

پس میں نہیں جانتا کہ اس مضمون کا مقصود کیا ہے ؟ مولوی عبد الکریم کی نسبت مجھے ایسے حالات معلوم نہیں جنکی وجہ سے میں انکو ان مباحث کا اہل سمجھوں کہ لکھنے کے طریقے اور بیان کے انداز ہیں - ممکن ہے کہ انہوں نے بہتر لکھا ہو' اور ممکن ہے کہ ایک بے معنی ازادی دینی' اور غیرت فقہی و تشدد ما وراء النہری کا اظہار کیا ہو -

اس بنا پر جب تک نہ دیکھ لوں ' ایک حرف نہیں لکھونگا - البتہ جہاد کی جو حقیقت اللہ تعالے نے مجھپر کھولی ہے ' اور قران کریم نے جو روشنی اس بارے میں میرے قلب پر ڈالی ہے' اسکو آغاز اشاعۃ الہلال سے اتنی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ الحمد للہ' کثرت تکرار و مذاکرہ' و اظہار حقیقت و دعوت سے اب جہاد کا لفظ لوگوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے ' اور اسکے نام کو زبان سے نکالتے ہوے لوگوں کو وحشت و ہراس دامنگیر نہیں ہوتی - با آنکہ نصف صدی سے اس بنیاد شریعت و اصل حقیقۃ اسلامیہ کو بعض اشرار و منافقین نے اسلام کی لغت سے نکالدیا تھا ' اور نہ صرف نئی اصلاح کی عمارتیں ' بلکہ علما کے حجروں اور صوفیوں کی خانقاہوں سے بھی کبھی اسکی صدا نہیں اٹھتی تھی - لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ چونکہ جہاد کے معنی محض قتل و خونریزی کے سمجھ لیے گئے ہیں' اسلیے بہتر ہے کہ سرے سے اس لفظ ہی کو بھلا دیا جاے - چنانچہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ (مسٹر بک) نے ایک مرتبہ (علی گڈھ کالج) میں چاہا تھا کہ کتب فقہیۂ درسیہ سے " جہاد " کا باب بالکل نکالدیا جاے !!

(۲)

البتہ دوسرے سوال پر بر بناے حالات مطبوعۂ و معلومہ نظر ڈالی جاسکتی ہے -

پھر کیا ان مضامین میں صورت واقعہ جیسی کچھ ظاہر کی گئی ہے ' اور جسکے پڑھنے سے ہر شخص کو بادل و ھلہ نظر آنے لگتا ہے کہ یہ سب کچھ صرف ایک ہی شخص کی کارستانیاں تھیں ' وہ بالکل صحیح ہے ؟

لیکن زمیندار کی چٹھی میں مولانا نے جو واقعہ لکھا ہے' اس سے' مراسلۂ علی گڈھ سے' نیز از روے قرائن و درایت' حالات بالکل مختلف صورت میں سامنے آتے ہیں -

(الف) یعنے یہ کہ ارکان جمعیۃ مجلس اولی جمع ہوے - اسمیں مولانا شبلی معتمد دار العلوم ' منشی احتشام علی معتمد مال ' مولانا سید عبد الحی معتمد مراسلات ' اور مولانا عبد الباری اور مسٹر ظہور احمد وکیل ' رکن انتظامی ندوہ تھے -

بحث چلی کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے سخت خلاف ہے اور موجب نزول عتاب حکومت ' پس اب کیا کارروائی اسکی تلافی کیلیے اختیار کی جاے ؟

تمام شرکاء جمعیۂ مجلس نے (جیساکہ ایسے موقعوں پر ہوتا ہے) غور و مشورہ کیا ' اور باتفاق باہمی ' و باتحاد اجماعی ' و بشرکت مساویانہ ' بغیر ہیچ گونہ جبر و اکراہ ' و بغیر تعدی و تعذیب ' و بغیر تخویف و ترہیب ' بحالت صحت و تندرستی' و بعالم سلامتی ہوش و حواس' و درستگی عقل و تمیز' و بہ سن رشد و بلوغت' یہ فیصلہ کیا کہ " اس واقعہ کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب کو دیدی جاے ' نیز مولوی عبد الکریم کو الندوہ کی ایڈیٹری سے معطل کر دیا جاے' کیونکہ انکا مضمون ندوہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے "

(ب) جب یہ امور بالاتفاق طے پا چکے ' تو مولانا شبلی نے کہا کہ " ان امور کے بعد مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردینا چاہیے - کیونکہ انکا مضمون مقاصد ندوہ کے خلاف تسلیم کرلیا گیا ہے - وہ ایڈیٹری سے بھی الگ کر دیے گئے ہیں - نیز اس واقعہ کی اطلاع حکام کو بھی دی جایگی - پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ مجھکو بھی میری ذمہ داری سے سبکدوش کیا جاے - مدرسہ میرے متعلق ہے اور اندریں صورت مدرسے میں وہ کیونکر رہے جائیں ؟ اور پھر اگر ایسا نہوا تو میں تا انعقاد جلسۂ انتظامیہ دار العلوم کی ذمہ داری سے دست بردار ہوجاونگا' اور اسکی اطلاع گورنمنٹ کو دیدونگا "

بالآخر قرار پایا کہ ایک ہفتے یا دو ہفتے کیلیے (مجھے اس وقت یاد نہیں اور وہ مضامین سامنے نہیں ہیں) مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردیا جاے -

* * *

اب اس بیان پر درایتاً نظر ڈالیے -

مولانا شبلی کے علاوہ جو لوگ شریک جلسہ تھے' ان میں دو معتمد اور دو رکن تھے' لیکن ان میں ایک شخص بھی انکی پارٹی کا یا انکے معاونین میں سے نہ تھا - منشی احتشام علی انکے اعدّ عدو دشمن' مولانا عبد الباری سے مخالفت مشہور و واضح' مولوی سید عبد الحی میں اور ان میں گو کوئی مدعیانہ مخالفت نہیں' تاہم وہ انکے موافق و معاون بھی نہیں - رہے مسٹر ظہور احمد' تو انکا حال بھی مولوی عبد الحی کا سا ہے -

ایسی حالت میں کسی طرح یقین نہیں آسکتا کہ ان تمام صاحبوں نے برخلاف اپنے ضمیر اور اپنے جوش جہاد فی سبیل اللہ ' و ہیجان قتال کفار و مشرکین ' و استقامۃ فی سبیل الحریۃ کے ' محض مولانا شبلی کے کہنے سے' اور انکی موافقت کے خیال سے' مقلدانہ و متبعانہ اس فیصلے میں شرکت کرلی ہو - علی الخصوص منشی احتشام علی' جو بڑے بڑے معرکہ ہاے جدال و قتال مولانا شبلی کی مخالفت میں کرچکے ہیں ' اور مولانا عبد الباری' جنھوں نے کل کی بات ہے کہ مسئلہ نظامت کے بارے میں خطوط شائع کیے تھے ' اور پھر اس بارے میں اخبارات تک الزام و انکار کا معاملہ پہنچا تھا !!

پس یہ صورت تو کسی واقف حال کے سمجھ میں آہی نہیں سکتی - البتہ تین صورتیں اور ہیں :

(۱) گو یہ اشخاص مخالف تھے' لیکن مولانا شبلی نے بعض ذرائع و وسائل سے ایسا اور اسدرجہ ڈرایا اور دھمکایا کہ

هر طرف سے مجبور و بے بس هوکر اپنے ایمان اور خدا پرستي سے دست بردار هو گئے ' اور عالم هراس و مرعوبیت میں جو کچھه چاها ' انسے منظور کرا لیا - اگر یه صورت هو ' تو اس حالت میں ان لوگوں کا جرم اُس شخص کی مثال سامنے لانے سے کسي قدر هلکا ضرور هو جاتا هے ' جس نے بعالم مجبوري اپني جان کي حفاظت کیلیے جهوٹ بولا هو ' یا قتل کے خوف سے بت پرستي کي هو ' یا سولی کا تخته دیکهکر ایمان و اسلام سے بطور تقیه کے کانوں پر هاتهه دهرا هو -

(۲) یا پهر ایسي صورت تو پیش نهیں آئي ' مگر عادت نفاق و تذبذب بین الاسلام و الکفر کي وجه سے اس مجلس میں اپني موافق راے دیدي ' اسکے بعد دوسري طرح کا عمده موقعه هاتهه لگ گیا تو (اُس وجود کي طرح جسکي قران میں مثال دي گئي هے) کهدیا که " اني بري منک ' اني اخاف الله رب العالمین (۹۵ : ۱۶) " اسمیں ایک طرف ازادي و حریت بهي هاتهه آگئي ' دوسري طرف مدتوں کي عداوت کو پهولنے پهلنے کا موقعه بهي ملگیا :

چه خوش بود که بر آید به یک کرشمه دو کار

(۳) اور یا پهر ایک شریف آدمي کي طرح ' جسکي ایک هي زبان هوتي هے ' ان لوگوں کي بهي اصلي راے یهي تهي اور یهي هے - اور اس کارروائي میں وه سب کے سب برابر کے شریک و حصه دار تهے - پس اب اُس کارروائي کا جو نتیجه هو ' اسمیں بهي انهیں اپنا اپنا حصه لینا چاهیے -

عقل و درایة کهتي هے که اِن تین صورتوں کے سوا اور کوئي چوتهي صورت نهیں هو سکتي - اب اگر پهلي صورت هے ' اور محض عالم خوف و هراس میں ان بزرگان قوم اور علماے دین نے اس کارروائي میں شرکت کي تهي ' تو مولانا شبلي علانیه اس سے منکر هیں ' اور معامله غیر حاضر اور غیر شریک لوگوں کے قلم سے منسوب کیا جا رها هے - پهر کیا وجه هے که خود ان لوگوں کي زبانوں پر مهریں لگ گئي هیں ؟ کیوں نهیں منشي احتشام علي اپني مل سے ' مولانا سید عبد الحي اپنے مطب سے ' اور مولانا عبد الباري اپنے حلقهٔ درس سے باهر تشریف لاتے اور اپني مجبوري و بے بسي ' و عالم هراس ' و خوف جان و مال کا افسانهٔ غم انگیز اور داستان گریه آور اپني معتقد اور ارادت کیش قوم کو سنادیتے ؟ مجلس کو ابهي چند صدیاں نهیں گذري هیں اور اُس کے شرکاء کي زبانیں اب تک مفلوج نهیں هوئي هیں - یه کیا هے که اسکے متعلق لوگوں کو عالم تذبذب میں رکها جا رها هے ؟ کیوں نهیں وهي لوگ اپنے قلم سے چند سطریں لکهکر شائع کردیتے هیں ' اور بتلا دیتے هیں که همارا دامن اس دهبے سے بالکل پاک هے ' تاکه قوم کو ایک انقطاعي راے قائم کرنے کا موقعه ملے ؟

اصل یه هے که ندوه کے اندروني حالات ایک عرصے سے اسکے مقتضي تهے که پبلک میں لاے جائیں - لوگوں کو ابهي اصلیت معلوم نهیں هے لیکن اب ضرور هو هي کر رهیگي - لوگوں کو اس امر پر غور کرنا چاهیے که ایک کارروائي ایک جماعت نے کي - پهر اگر وه نفریں کي مستحق هے ' تو سب اسکے مستوجب هیں ' اور تحسین کي مستحق هے تو سب کے حصے میں آني چاهیے - کیا سبب هے که تمام بار ایک هي شخص کے اوپر ڈالا جا رها هے ' اور اور لوگ اس طرح دامن بچا کر الگ هو رهے هیں ' گویا ان مرفوع القلم بچوں ' اور معصوم قدسیوں کو اس سے کوئي سروکار هي نهیں !!

تین جماعتیں
اور ایک خطراً عظیم

حقیقت حال یه هے که اس واقعه نے مخالف ' پهلو ' اور موافق ' جماعتوں کي دلچسپي حاصل کرلي هے -

ایک جماعت تو اُن لوگوں کي هے جنکو اشخاص سے بحث نهیں ' اصل کارروائي کو قابل اعتراض سمجهتے هیں اور جن لوگوں نے کي هے ' خواه وه کوئي هوں ' انکو قابل مواخذه یقین کرتے هیں - یه جماعت باهر کے عام لوگوں دي هوگي ' اور فی الحقیقت وهي راستباز اور اسلامي ازادي کا اپنے داموں میں سچا درد رکهنے والي جماعت هے - ایسے لوگوں کي قدر کرني چاهیے ' اور خدا کا شکر بجالانا چاهیے که در سال کي صداهاے حریت نے ایسے لوگوں کي ایک جماعت مخلصین پیدا کردي اور یه سب سے بڑا احسان الهي هے - آج اسلام کو جتني توقعات هیں ' وه اسي جماعت اور ایسے هي حریت خواهوں سے هیں - فکثر الله سبحانه امثالهم -

دوسري جماعت بندگان اغراض و اهواء کي

دوسري جماعت اُن چند خاص اشرار و مفسدین کي هے ' جن بندگان اغراض نے نه تو آزادي و حریت کا کبهي خواب دیکها هے ' اور نه مسئلهٔ جهاد اور مسائل اسلامیه کي وقعت و شرف کے تحفظ کي انهیں کچهه پروا هے - ساري عمر یا تو فکر جاه و مشغلهٔ غرور و تکبر میں کٹي هے ' یا محض بے حسی و عطالة کے اُس کهونسلے میں ' جهاں نه تو حریت کا کبهي تصور هوتا هے ' اور نه عدم حریت کا - اس دنیا میں انهوں نے قدم هي نهیں رکها -

لیکن ساتهه هي ایک مدت مدید اور عرصهٔ بعید سے مولانا شبلي سے تخالف و تعاند هے ' اور بوجه اپنے کسي خاص معاملے کے ' یا معاملات ندوه کي اندروني سازشوں کے ' یا اپنے عدم فروغ و داغ محرومي شهرت و ناموري کے ' یا عدم تغلب معاملات ندوه و دارالعلوم کے ' یا پهر کسي اور سبب و مقصد سے (اور ارباب اغراض و اهواء کا عالم مقاصد نفسانیه سے کنار هے) همیشه اپني راتوں کي نیند ' اور دن کا کاروبار اس فکر و کاوش میں برباد کرتے آئے هیں که کسي طرح انکو شکست دیں اور قوم کي نظروں میں ذلیل و رسوا کریں ' اور اسکے لیے بارها مجاهدات و مقاتلات تک کر چکے هیں ' لیکن همیشه ناکام و خاسر رهے هیں - اب چونکه خود مولانا شبلي کي غلطي اور تعجب انگیز کمزوري سے اس معاملے میں انکي شرکت و سعي وقوع میں آئي ' اور وقت اور موسم کے لحاظ سے پبلک اوپینین کا سهارا بهي معقول مل گیا ' تو ایک مخفي سازش کرکے اس واقعه کو پبلک میں پیش کردیا گیا ' اور چونکه ساتهه هي اُن پر بهي بعضهٔ رسدي اسکا اثر پوتا تها ' لهذا یه کوشش کي گئي که تمام بار انهي کے سر ڈالکر اور موجوده دور ازادي سے فائده اٹها کر ' انکو قوم کي عدالت میں سزا دلوادو ' اور اسطرح سامنے آ کر که لوگ سمجهیں که جو کچهه هوا ' صرف مولانا شبلي هي کي حکام پرستي سے هوا ' اور یه آباء حریت ' اور فدا کاران راه جهاد و قتال ' محض ازادي کي خاطر اور مسئله جهاد کے شرف کیلیے انکي مخالفت کر رهے هیں ' اور انکو اس بات کا نهایت درجه غم هے که گورنمنٹ کو معاملات ندوه میں مداخلت کا موقعه کیوں دیا گیا ؟

حالانکه اِن لوگوں کا اس بارے میں جو کچهه حال هے ' اسکا اندازه اس سے کیا جا سکتا هے که جب سید رشید رضا لکهنو آے ' تو انکي صدارت سے اختلاف کرتے هوے منجمله اور وجوه کے ایک سبب یه بهي کها گیا تها " که ایک مصري شخص کے صدر بنانے سے گورنمنٹ ناراض هو جائیگي " اور مولوي خلیل الرحمن سهارنپوري

نے بکمال ادعاے سیاسیات ' ایک ماہر فن (اکسپرٹ) کے لہجے میں اسکو " مسئلۂ سیاسی " سے تعبیر کرنے کی عزت حاصل کی تھی -

تیسری جماعت ' اور قوم کے لئے دور حیات کیلیے ایک فتنۂ عظیم

لیکن ان دو جماعتوں کے سوا سب سے زیادہ تماشا طلب ایک تیسری جماعت بھی ہے - یہ وہ جماعت ہے ' جس کو مسئلہ جہاد اور عدم مداخلۂ حکام سے صدمہ ہونا ایک طرف ' حکام کی خوشامد و عبادت ' اور انکی نفرت و اکراہ کی وجہ سے لفظ جہاد سے تبری و انکار ' انکی تمام عمر کا اندوختۂ عمل ' اور انکے تمام اعمال و افعال کا مصدر شریعت ہے - یہ وہی ملحدین مارقین ' اور منافقین مفسدین و اعدّ عدوے کلمۂ اسلام و مسلمین ہیں ' جنھوں نے قوم میں بزدلی اور غلامی کے شجر ملعونہ کا بیج بویا ہے ' اور پھر شیطان لعین نے اسکی پرورش اور پرداخت کا سامان کیا ہے - وہ بیج پھوٹا ' اور اسکی شاخیں شیطان کے مخفی ہاتھوں کے ارتفاع سے بلند ہوئیں - پر جیسا کہ قانون الہی ہے ' عین اُس وقت ' جبکہ اسکی بلند اور محکم شاخوں پر شیطان کی ذریات نے اپنے نشیمن بنائے تھے ' اور اسکے سائے میں فتنۂ و نفاق کا لشکر دجال آکر پناہ لیتا تھا ' یکایک باد رحمت الہی ' صرصر ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوئی ' اور اسکے ایک تند و تیز جھونکے نے اس شجر ملعونۂ خبیثہ کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ' یعنے قوۃ الہیہ نے قراء شیطانیہ کو شکست دی ' شجرۂ ملعونہ کی جگہ اسلام پرستی و ایمان پژوہی ' راستبازی و حریت پسندی کی تخم ریزی ہوئی ' اور باران رحمت الہی نے اسکو اپنی ایک آیۃ اعجاز قرار دیکر ' دو سال کے اندر ہی اندر ایک ایسا درخت تناور بنا دیا کہ :

اشجرۃ طیبۃ '	اسکی مثال ایک مبارک اور ملکوتی درخت کی
اصلها ثابت و فرعها	سی ہے کہ اُسکی جڑ زمین کے اندر مضبوط '
فی السماء توتی	اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی
اکلها کل حین	ہوئیں ! وہ قوت الہیہ کی نشوۂ فرمائی سے
باذن ربها ' و یضرب	ہر وقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے - اور یہ
الله الامثال للناس	درخت کا ذکر در اصل ایک مثال ہے جو اللہ
لعلهم یتذکرون (۱۴:)	بیان کرتا ہے تا کہ لوگ سوچیں اور غور کریں -

پس جب حکمت الہی نے ایسا کیا ' تو شیطان بہت غمگین ہوا - اسکا کار و بار خراب ہوگیا ' اور اُسکی نسل کے گھرانے میں گھر گھر ماتم پڑ گیا -

یہ انقلابی تبدیلی کچھ ایسے الہی ساز و سامان کے ساتھ ہوئی ' اور دربار مقدسۂ حضرۃ ایزدی نے کچھ ایسے اسباب جلیلہ اور محرکات عظیمہ اسکے لیے پیدا کر دیے ' کہ انکے مقابلے میں کوئی سعی و کوشش انکی سود مند نہیں ہو سکتی تھی - وہ جسقدر کوشش نامرادی و ناکامی کے عذاب الیم سے نکلنے کی کرتے تھے ' اتنا ہی اسمیں اور زیادہ گرفتار ہوتے جاتے تھے - گویا اُس دنیا ہی میں اُنکا حال جہنم کے مجرموں کا سا ہوگیا کہ :

کلما ارادوا ان یخرجوا	جب کبھی دم کے گھٹنے سے گھبرا کر
منها من غم '	اُس سے نکلنا چاہیں گے ' تو پھر اُسی
اعیدوا فیها و ذوقوا	میں دھکیل دیے جائیں گے ' کہ یہیں
عذاب الحریق !	پڑے پڑے سوزش و تپش کے عذاب کا
(۲۲ : ۲۲)	مزہ چکھتے رہو !

ان میں سے اکثروں کی زبانوں پر بھی دلوں کی طرح مہریں لگ گئی تھیں ' اور بہت سے اپنی بد بختی اور انقلاب زمانہ کے غم میں سر بزانوے تعجب و ماتم و حسرت تھے ' کہ اتنے میں مولانا شبلی اور ندوہ کے معاملے کو لیکر شیخ نجدی نے ظہور کیا ' اور انکی قسمت نے پھر دوبتے اتنی یاوری کی کہ مولانا کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ڈالدیا ' انسے ایک سخت غلطی اس بارے میں ظاہر ہو گئی - چونکہ مولانا نے بھی مسلم لیگ اور مسلمانوں کی غلامانہ سیاست کے قمع میں حصہ لیا تھا اور " پولیٹکل کورٹ " عنوان سے تین مضمون لکھکر لیڈروں کے چہل سالہ بتکدۂ سیاست کو توڑا تھا اسلیے یہ ایک عجیب و غریب زریں موقعہ ہاتھ آگیا کہ آزاد خیالی کی نئی تحریک کو نقد پہنچانے کیلیے ' اور قوم کو پھر اُسی ظلمت کدۂ استبداد و العاد سیاسی کی دعوت دینے کیلیے اس معاملے میں آزاد خیالوں کے رہنما بن جائیں ' اور نہایت زور و شور سے اس معاملے پر قوم کو بلوائیں - پھر آخر میں کہیں کہ دیکھو ! جو لوگ آزادی کے حامی غلامی کا الزام دینے والے تھے - جو لوگ حریت کے داعی ' اور اسپرستی کے مخالف تھے - جو لوگ کہتے تھے کہ تم کو ہماری تعلیم ہوئی غلامی سے نکالیں ' اور اپنی دکھائی ہوئی راہ آزادی پر چلائیں خود انکا حال ان معاملات میں کیسا ہے ' اور کس طرح وہ خود اس تعلیم پر عامل نہیں ہو سکتے ' جسکی طرف تم کو بلاتے ہیں پس گمراہی سے بچو ' اور انسے پناہ مانگو کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں محض دھوکا اور فریب ہے - اصلی راستہ وہی ہے ' جسپر ہم نے برسوں چلایا ' پس آؤ کہ تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھکر پھر تم کو کے بیل کی طرح غلامی و العاد کے چکر میں ڈالدیں !

من انصاری الی اللہ ؟

— * —

نحن انصار اللہ !!

— * —

الحمد للہ کہ گذشتہ نمبر کی اشاعت میں جو پہلی آواز " من انصاری الی اللہ ؟ " کی بلند کی گئی تھی ' اسکے لیے خدا تعالی نے اپنے بندوں کے دل کھول دیے ' اور اسکے جواب میں " نحن انصار اللہ " کی صداے ہمت افروز و امید نواز ہندوستان کے ہر خطے اور ہر گوشے سے بلند ہونے لگی ہے - آج منگل کی شام تک تقریباً آٹھ سو ناموں کی فہرست کی ابتدا ہو گئی ہے ' فالحمد للہ علی ترفیقہ و کرمہ و لطفہ -

آجکی اشاعت کے ساتھ ایک فارم بھی شائع کیا جاتا ہے ' صرف اسکی خانہ پری کرکے بھیجدیجیے - چند دنوں کے اندر جو رفتار مجاہدین خدمت اسلامی کی اللہ نے دکھلا دی ہے ' اس نے میرے اندر ایک حیات تازہ پیدا کردی ہے ' اور امید ہے کہ دو ہفتے کے اندر اپنی پیش نظر تعداد کو پورا دیکھ لونگا ' اور اس کے بعد دوسری منزل کی طرف بڑھونگا - فالسعی منی ' و الاتمام من اللہ تعالے -

پس ان لوگوں کو نہ تو آزادی کی اتنی پڑی ہے کہ اسکے لیے آسمان کو سر پر اٹھالیں ' نہ مسئلہ جہاد کے شرف کی ' بلکہ جہاد کا لفظ تو انکے لیے ایک عفریت خونخوار ہے ' جسکی ایک جھلک دیکھتے ہی انکو لرزۂ شدید کا بخار چڑھجاتا ہے ' اور اس لفظ کے ترھش کی وجہ سے آج جسقدر مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ' وہ سب کی سب اسی جماعت کی پیدا کی ہوئی ہیں - البتہ چونکہ ازادی اور صداقت کی نئی تحریک سے انپر ایک کوہ غم ٹوٹ پڑا تھا ' اور اسکی ترقی کو روکنے کیلیے راتوں کو بستروں پر عالم اضطراب میں لوٹتے ' اور دن کو فکر تدابیر و تجاویز سے اپنے دماغوں کو تھکا تے تھے ' اسلیے یہ معاملہ انکے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگیا ' اور اسکو انہوں نے قوم کے ارتجاع و تقہقہر کیلیے ایک الہٰ کار بنا لیا -

ایسی حالت میں ' میں قوم کو (جو اپنے نئے دور ازادی میں ابھی بالکل نو آموز اور سادہ لوح ہے) اس خطرۂ عظیم سے باخبر کردینا ضروری سمجھتا ہوں ' جو اسکی راہ میں سنگ گراں بنکر حائل ہو جا سکتا ہے - میں نے (یونیورسٹی ڈیپوٹیشن) کے معاملے میں اواز بلند کی تھی ' مگر لوگوں نے اغماض کیا ' اور پھر بالا خر جب انکھیں کھلیں تو اصلیت منکشف ہوئی - آج میں پھر از سر تا پا صداء یقین و حقیقت بنکر آواز بلند کرتا ہوں کہ یہ ایک سخت فتنۂ فساد ' اور فریب ضلالت ہے ' جو قوم کو دیا جا رہا ہے ' اور اس سے مقصد صرف یہ ہے ' کہ ایک شخص کو قوم کی نظروں سے گرا کر ' اسکے ذریعہ اصل تحریک کو بھی نظروں سے گرا دیا جاے : اولئک حزب الشیطان ' الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون (۵۹ : ۲۰)

قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی صداقت اور راستی اسلیے صداقت نہیں ہے کہ زید اسکا داعی ہے ' یا عمر نے اسکا ساتھہ دیا ہے ' بلکہ سچ صرف اسی لیے سچ ہے ' کہ وہ سچ ہے ' اور اگر تمام دنیا اس سے منہ موڑ لے ' جب بھی اسکی صداقت میں بال برابر فرق نہیں آ سکتا -

پس اگر واقعہ کی وہ صورت بالکل تسلیم کر بھی لی جاے ' اور یہ ثابت و متحقق ہو جاے کہ سخت سے سخت الزامی بیان جو اس بارے میں شائع ہوے ہیں ' وہ بھی حرف حرف صحیح ہیں ' جب بھی اس معاملے کا جو کچھہ اثر پڑسکتا ہے ' صرف مولانا شبلی پر ' نہ کہ اس صداقت پر ' جسکی انہوں نے صدا بلند کی تھی - میں کہتا ہوں کہ ایک انسانی وجود کی کیا ہستی ہے ؟ اگر کروروں انسانوں سے بھی اس راہ میں لغزش ہوجاے ' تو بھی اسکی صداقت کی عزت پر کوئی بٹہ لگ نہیں سکتا - اے بے خبرو ! راستی کبھی بھی اشخاص کی پابند نہیں رہی ہے ' اور نہ اشخاص کی بعثت سے اسکی حقیقت متاثر ہوسکتی ہے ' والنعم ما قیل :

گر من آلودہ دامنم چہ عجب
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

اگر یہ لوگ واقعی اپنے بیان میں سچے تھے ' اور محض اصول کی خاطر میدان میں آئے تھے ' تو انکو چاہیے تھا کہ اپنی بحث کو صرف اصل معاملہ ' اور مولانا شبلی اور دیگر شرکاء کار تک محدود رہتے ' اور ہوس سختی و تشدد سے چاہتے ' اسپر بحث کرتے - ایسی حالت میں وہ مستحق تھے کہ انکی عزت کی جاتی ' اور قوم انکی آزاد خیالی اور اصول پسندی کا اعتراف کرکے شکر گذرا ہوتی - لیکن جب ہر شخص دیکھہ سکتا ہے کہ اس آخری جماعت نے مولانا شبلی کے واقعہ کو ایک آڑ بنالیا ہے ' اور اسکے پیچھے اپنی قدیمی غلامی کی تعلیم کو لیے کھڑی ہے ' تاکہ ذرا بھی اس شور و غوغا سے قوم کی راے اور استقامت میں تزلزل پیدا ہوتے دیکھے تو فوراً اسکا طرق پھر دو سال کے بعد قوم کی گردن میں ڈالدے ' پھر ایسی حالت میں میرے لیے حسن ظن قائم کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ' اور قوم کی آزادی و استقامت ' اور قوت تمیز و ادراک کیلیے ایک سخت آزمایش درپیش -

قوم کو چاہیے کہ خدا کیلیے اس فریب سے اپنے آپکو بچاے - ٹھوکہ جس دلدل سے خدا خدا کرکے اسکے قدم نکلے ہیں ' اس نازک ترین دور مصیبت اسلامی میں (کہ اسلام اپنے ہر فرزند سے استقامت کا طلبگار ہے) پھر اسی دلدل میں گرفتار ہوجاے اور چند اشخاص کی وجہ سے اصل اصول ہی کو ہاتھہ سے دیدے !!

میں نے لکھنؤ کی فاونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں کہا تھا کہ تم نہ جناب راجہ صاحب محمود آباد کو دیکھو ' نہ میجر صاحب کو ' اور نہ کامریڈ اور الہلال کو ' بلکہ صرف اصول اور راستی پر نظر رکھو - اسی پر اعتماد کرو اور اسی کا ساتھہ دو - آج میں پھر اسی آواز کو دھراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اشخاص کی بعثت سے متاثر و مرعوب نہو - میں پوچھتا ہوں کہ اگر خود الہلال ' جو دس ماہ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دے رہا ہے ' اگر استیلاء هواء نفسانی سے ٹھوکر کھا کر راہ ارتداد اختیار کرلے ' اور صداقت و حریت کی جگہ غلامی و باطل پرستی کے طرف بلاے ' تو کیا پھر تم الہلال کے گرنے سے خود بھی گر جاؤ گے ؟ فالحذر ' الحذر ' الحذر ' ایها المسلمون الغافلون ! ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء هم البینات ' اولئک هم الخاسرون !!

مولانا کے اس معاملہ کو جس صورت میں ظاہر کیا گیا ہے ' حالات شہادت دے رہے ہیں کہ وہ اصلیت سے یقیناً مختلف ہے اور اس وقت تک مختلف سمجھا جائیگا ' جب تک کہ دیگر شرکا اپنے مستور چہروں سے برقعہ ہٹا کر باہر نہ آئیں گے ' لیکن (جیسا کہ میں آگے چلکر بحث دفعہ ۵ - میں بالتفصیل لکھونگا) اسمیں کوئی شک نہیں کہ دیگر اشخاص کی شرکت مساوی ثابت ہونے کے بعد بھی میرے عقیدے میں مولانا سے غلطی ہوئی - غلطی ہوئی ' اور افسوس کہ غیر متوقع غلطی ہوئی - لیکن میں تو یہاں تمام بیان کردہ صورت واقعہ کو تسلیم کرکے کہتا ہوں کہ اگر ایسا بھی ہو تو اس سے کیا ہوتا ہے ؟ ایک شخص یا جماعت کی لغزش قوم کو اسکی صراط مستقیم سے کیوں ہٹا دے ؟

* * *

اور اگر پہلی صورت نہیں بلکہ دوسری صورت ہے - تو ہم ایک مرتبہ چاہتے ہیں کہ ان بزرگان ملة کے روے مبارک کی زیارت کرلیں ' جو اپنے چہرے پر غازۂ نفاق کی ایک غلیظ تہہ جماتے ہوے نہیں شرماتے ' اور ایک طرف تو آج غلغلۂ اسلام پرستی کا ساتھہ دے رہے ہیں ' اور دوسری طرف کفر پرستانہ تجاویز و احکام کی تدوین و نفاذ میں بھی شریک کار و رکن مجلس رہچکے ہیں ! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ مولوی عبد الکریم کے جرم کی تشخیص کرنے ' اور انکے لیے فیصلۂ سزا کے لکھنے کی ذل بینچ پر بیٹھے تھے ' وہ ایک طرف تو مجرم کو سزا دیچکے ہیں ' اور دوسری طرف آج مجرم کی حمایت و فریاد رسی کیلیے اپیل بھی کرانا چاہتے ہیں ؟ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ جن ججوں نے سزا کا حکم سنایا ہے ' وہی آج مجرم کے وکیل بھی بن بیٹھے ہیں ؟ ان هذا لشیء عجاب !!

اگر یہ بھی نہیں تو پھر تیسری صورت کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہوسکتی - یہ امر قطعی ہے کہ اس بارے میں وہ برابر کے شریک مجلس و مشورہ تھے' اور جو رائے مولانا شبلی کی تھی ' وہی انکی تھی - اور جو کارروائی انہوں نے پسند کی ' اسی کو مولانا شبلی نے بھی پسند کیا - اور یہ کوئی تقلیدی کارروائی ' یا محض تعمیل حکم ' یا عالم جبر و اکراہ کا تقیہ نہ تھا ' بلکہ انکا اصلی اعتقاد ' اور انکے ایمان و ضمیر کا فیصلہ ' اور وہ بہرحال ایسی حالت میں ایسی ہی کارروائی کرتے ' جیسی کہ انہوں نے کی - اور اسطرح کے پر آزمایش معاملات میں انکی رائے کا سدرۃ المنتہی یہیں تک ہے !

(۳)

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلی ہی نے کی ' اور اور لوگوں کو بجبر اسمیں شریک کیا ' اور حسب بیان مضامین مطبوعہ ' صرف ایک وہی اس تمام کارروائی کے ذمہ دار ہیں ' تو ایسی صورت میں انکی نسبت کیا رائے قائم کی جائے ؟

اسکا جواب دیچکا ہوں ' اور پھر دیتا ہوں کہ اس صورت میں انکو جسقدر الزام دیا جائے صحیح ہے ' اور وہ یقیناً اسکے مستحق ہیں -

لیکن گذشتہ سطور سے ناظرین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ جس قدر مواد اس معاملے میں پبلک کے سامنے لایا گیا ہے ' وہ انکی تنہا ذمہ داری کے لیے کافی نہیں - واقعات صاف شہادت دے رہے ہیں کہ پانچ ممبروں میں سے ہر شخص شریک کار اور مساویانہ رکن مشورہ تھا ' اور اب ندوۃ العلما کے تمام ارکان انتظامیہ باستثنائے بعض اس کارروائی کو پسند کرتے اور اس سے متفق ہیں - اور انشاء اللہ جو اور کوائف آگے چلکر پیش کرنے والا ہوں' اس سے یہ امر زیادہ واضح ہوجائیگا - ایسی حالت میں جس وقت تک نئی شہادتیں اور بہم نہوں ' اسکے خلاف رائے قائم نہیں کی جاسکتی -

(٤)

چوتھا مبحث یہ ہے کہ اگر تمام اور لوگ شریک مساری ثابت ہوجائیں تو پھر وہ کس سلوک کے مستحق ہیں ؟ اسکا جواب ظاہر ہے -

(۵)

اب رہی پانچویں بحث ' یعنی یہ کہ کیا اور لوگوں کی شرکت کا ثابت ہوجانا ' خود مولانا شبلی کو اس بارے میں بالکل بری الذمہ کردیگا ؟ اور کیا کوئی غلطی صواب ہوجاتی ہے ' اگر اسکا کرنے والا ایک شخص نہیں بلکہ بہت سے ہوں ؟

اس وقت تک مسلمانوں کی جو روش ان امور میں رہی ہے ' ندوہ کی نسبت گورنمنٹ کی جو بدگمانیاں عرصے تک قائم رہی ہیں ' اسکی زندگی جس طرح گورنمنٹ کی فیاضی اور اسکے عطیہ پر ہے ' اور جس درجہ گورنمنٹ کی کوئی نئی بدگمانی اسکے لیے مضر ہوسکتی ہے ' نیز ندوے کے مقاصد جس طرح معدود ' اور وہ ایک محض تعلیمی جماعت ہے ' یہ ' اور اس طرح کے تمام امور ' اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس طریق عمل میں مولانا شبلی ' مولانا عبد الباری ' مولانا عبد الحی منشی احمد علی ' اور مسٹر ظہور احمد کی متفقہ کارروائی کیلیے ایک وجہ عذر و معذوری ضرور ہیں - اور اسی طرح خاص مولانا شبلی کیلیے بھی ' جو ندوے کی از سرنو زندگی کے اور اسکے کام کے چلنے کا باعث ہوے ' اور گورنمنٹ کی بدگمانی کو دور کرایا ' لیکن تاہم یہ عذر اور معذوری عام طور پر آجکل کے کام کرنے والوں کیلیے ہو تو ہو ' لیکن میرے عقیدے میں تو کوئی معذوری اور عذر نہیں ہے - اصول کی پابندی ہر شے سے بالا تر ہے ' اور دنیا کی کوئی معذوری اسکے لیے معذوری نہیں ہوسکتی - اگر ایسا نہو تو دنیا میں اصول کی عزت ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجاے - اس مضمون کا شائع ہونا اگر ایک غلطی تھی تو وہ ہوگئی تھی - اب اسپر اسقدر گھبرانا اور پریشان ہونا بالکل فضول تھا - گورنمنٹ اگر ندوہ سے اپنا عطیہ چھین لینا چاہتی ہے تو چھین لے - اسکی عمارت میں ہل پھرا دے ' لیکن ہم اپنے اصول کو کیوں ہاتھ سے دیں ؟ امور کسی کارروائی کی بطور خود حکام کو اطلاع دینا ' انکو مداخلت کی دعوت دینا ہے ' اور یہ سخت کمزوری ' اور اپنے ہاتھوں اپنے عزت عمل کو نقصان پہنچانا ہے -

یہ کمزوری سب سے ہوئی ' لہذا مولانا شبلی کہ اسمیں شریک تھے ' ان سے بھی ہوئی - اور لوگ اگر اسطرح کی کارروائی کیلیے طیار تھے ' تو انکی غلطی اور کمزوری تھی ' لیکن مولانا شبلی کیلیے تو یہ کوئی معذوری نہ ہوئی کہ چونکہ فلاں فلاں آدمی کمزور تھے ' پس انکی کمزوری و غلطی بھی صواب ہوگئی -

وہ فرماتے ہیں کہ نواب اسحاق خاں صاحب اور اکثر ارکان ندوہ اس سے متفق ہیں ' لیکن میں بادب عرض کرونگا کہ ہوں ' انسے توقع ہی کس کو تھی ؟ توقع تو ہم آپسے رکھتے ہیں ' اور آپکو معلوم ہے کہ انسان کیلیے سب سے بڑی دردانگیز بات اسکے توقعات کی ناکامی ہے -

* * *

ان امور کے طے ہوجانے کے بعد اب مندرجۂ ذیل پہلو بحث کے باقی رہگئے :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات ' مثلاً جلسۂ انتظامیہ کے مباحث و تجویز و ترمیم جس انداز سے بیان کیے گئے ہیں ' وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کی سزا کا فیصلۂ ارکان خمسہ منسوخ کردیا گیا تھا ' تو یہ چھ ماہ کی سزا پھر کیوں بخوشی و خرمی بغیر ہیچ کرنے بحث وانکار دیدی گئی ؟ اور کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اس کی اطلاع دی ' یا بعض لوگ اس بارے میں انکے پاس درزے ہولے گئے اور ایک رجہ تقرب پیدا کرکے اس حکم سزا کا تحفہ اپنے ہمراہ لاے ؟ اگر گئے تھے تو وہ کون کون بزرگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی قرار دی ہوئی سزا کو منسوخ کردیا گیا تو پھر اب صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم سے ' اور مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی سزا سے بچا کر ' چھ ماہ کی سزا میں مبتلا کر دینا ' کیا معنی رکھتا ہے ؟ اور یہ کن لوگوں کی کارستانی ہے ؟

ان امور پر آئندہ نمبر میں بحث کرونگا کہ مضمون بہت بڑھگیا - و نسأل اللہ تعالی ان یہدینا سواء السبیل -

ہفتہ جنگ

۲۳ - اپریل کو سٹنجی (دار السلطنت جبل اسود) سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی تھی کہ ۲۱ - ماہ حال کی رات کو سقوطری پر حملہ کیا گیا - جنگ رات بھر ہوتی رہی - سنگینیں استعمال کی گئیں تھیں - ۲۲ - کی صبح کو ترکوں نے مخالفانہ حملہ کیا اور وہ پسپا کردیے گئے - سقوطری کا سقوط قریب ہے - پھر آسی دن دوسرا تار آیا کہ سقوطری ساقط ہوگیا - سقوط سقوطری کی خبر کے بقول ریوٹر حلفاء کے دار السلطنت میں وحشی ترین مظاہرۂ مسرت کو حرکت دی - شہروں کو آراستہ

مقالات

کہتا ہوں کہ جو نفس خبیث و شریر حق و صداقت کے معاملہ میں ایک منٹ ' ایک لمحہ ' ایک عشر لمحہ کیلیے بھی ذاتی تعلقات سے متاثر ہوتا ہے ' یہی نہیں کہ وہ ایک کمزور ' مخدوش ' الو ' اور مسترجب صد نفریں ہستی ہے ' بلکہ یہ ' کہ میرے عقیدے میں وہ مومن و مسلم ہی نہیں - اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو ہمارے خدا نے بتلا دیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا	اے مسلمانوں ! استقامت اور مضبوطی
کونوا قوامین	کے ساتھ عدل و انصاف پر قائم رہو '
بالقسط شہداء للہ	اور اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر گواہی
ولو علی انفسکم	دو ' گو وہ خود تمہارے یا تمہارے
او الوالدین ' ان	ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی
یکن غنیا او فقیرا '	کیوں نہو - اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر
فاللہ اولی بہما '	ہے تو اللہ انکے لیے سب سے بڑھکر ہے '
فلا تتبعوا الہوی	پس تم انکی خاطر ہوائے نفس کی
ان تعدلوا و ان تلوا	پیروی نہ کرو کہ لگو حق سے انحراف
او تعرضوا ' فان	کرنے - اور اگر صاف صاف گواہی نہ
اللہ کان بما تعملون	دوگے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے
خبیرا (۴ : ۱۳۴)	تو یاد رکھو کہ جو کچھہ تم کرتے ہو '
	خدا اس سے با خبر ہے -

پھر جس عالم میں خود اپنے نفس کی محبت اور والدین و اقربین کی قدرتی الفت کی نہیں چلتی ' وہاں یہ " ذاتی تعلقات " کیا چیز ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ مدتوں کی نفس پرستی نے ہم لوگوں کے اعمال ہی کو نہیں بلکہ ہمارے جذبات کو بھی پست کر دیا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی بلند شے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - لیکن میں جناب کو اور جناب کے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دنیا میں میرے لیے صدہا آزمایشیں ہیں ' مگر یہ مزعومہ تعلقات کی منزلیں تو میرے لیے کچھہ کڑی نہیں ہوسکتیں - جو منزلیں کہ آگے والی ہیں ' اور الحمد للہ کہ جنکا وقت اب دور نہیں سمجھتا ' انکے لیے البتہ دعا کیجیے کہ خدا تعالی استقامت روزی فرمائے - باقی رہے باہمی تعلقات و ملاقات اور صحبت و ارتباط ' تو تعجب ہے کہ لوگوں کو اسکا تصور نہیں شرماتا ؟ کیا وہ اس پیمانے کو ہاتھہ میں لیکر ضمناً یہ نہیں بتلادیتے کہ خود انکا ظرف پیمایش بھی اتنا ہی ہے ؟

بھائی ! مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں ' اسکی ابھی اب لوگوں کو خبر نہیں - شاید کچھہ عرصے کے بعد حقیقت حال زیادہ روشنی میں آجائے : فانتظروا ' انی معکم من المنتظرین (۱)

تو رطوبتی ' و ماؤ قاصت درست !
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست !

فیا لیت قومی ' یعلمون بما غفرلی ربی ! ! (۲)

(۱) اگر وہ تحریریں اور انکے الزامات صحیح ہیں ' تو جیساکہ لکھہ چکا ہوں ' اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے ایسی سخت کمزوری دکھلائی ' جسکا مجھے انکی نسبت کبھی خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا - یقیناً قوم کو حق ہے کہ بصورت صحت اسے مواخذہ کرے اور پوچھے کہ ایسا کیوں کیا ؟

(۲) میں نے اسی خیال سے مولانا کی خدمت میں خط لکھا تھا ' معلوم ہوا کہ بیمار ہیں - باقی جو کچھہ عرض کرنا ہے آئے شذرات میں لکھوانگا - (۳) گذشتہ پرچے میں لکھہ چکا ہوں -

(۱) پس آنے والے وقت کا انتظار کرو ! تمہارے ساتھہ میں بھی انتظار کرتا ہوں -
(۲) اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے گناہوں سے درگذر کرکے میرے رب کریم نے مجھپر کیا کچھہ ایسا لطف و کرم مبذول فرمایا ہے ! !

ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان

— * —

از مراسلہ نگار ادیب صاحب امضا

— * —

یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً و ما یذکر الا اولو الالباب (سورۂ بقر - رکوع ۳۶)

(اللہ تعالیٰ) عطا فرماتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے ' اور جسکو حکمت ملی ' اس اسکو خیر کثیر ملی اور صاحبان فہم و فراست ہی غور و فکر کرتے ہیں

—:○⇔○:—

فی الواقعہ حکمت ایک نعمت عظمی ہے جسے پروردگار عالم اپنے خزانۂ کرم سے بندہ کو عطا فرماتا ہے ' لیکن جن وسائل و وسائط سے یہ نعمت ہم تک پہونچتی ہے - وہ ہم سے دور نہیں ' بلکہ ہمارے اندر اور باہر ہی موجود ہیں :

درست نزدیک تر از من بمن است
زین عجب تر کہ من از وی دورم
چہ کنم با کہ توان گفت ' کہ او
در کنار من و من مہجورم

ہر وہ سانس جو باہر سے اندر ' اور اندر سے باہر جاتا ہے ' ایک حکمت پژوہ دماغ کے لیے پیغام بصیرت ہے ' اور اگر ہر خاکریزہ ایک معرفت سنج ہاتھہ کے لیے اپنے اندر حقیقت کی آواز رکھتا ہے تو ہر سبز پتہ بھی ایک حقیقت شناس نظر کے لیے سرتاسر صحیفۂ حقائق و معارف ہے !

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار

اسمیں شک نہیں کہ تحقیق حق کی راہ مغالطات کے کانٹوں سے خالی نہیں ' بارہا تفتیش و تجسس نے گمراہ ہوکر حق کو باطل اور باطل کو حق ' اور سایۂ درخت کو درخت سمجھہ لیا ہے :

ازاں حساب تو ہرگز تفاوتی دارد
کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی

لیکن کیا راہ بھول جانے کے امکان پر راستہ چلنا چھوڑ دیا جائے ؟ اور کیا ان کج احتمالیوں کی بنا پر منزل مقصود ہی سے روگردانی کر لیجائے ؟ ایک تحقیق پیما قدم کا یہ شیوہ نہیں کہ ساکن رہے (چہ جائیکہ پیچھے ہٹے) بلکہ اسکا عین مذہب یہ ہونا چاہیے کہ جادۂ حق طلبی میں ہمیشہ سرگرم رفتار رہے اور اسوقت تک دم لینا کفر سمجھے ' جب تک نہ شاہد منزل سے ہم آغوش نہ ہو جائے - پس چاہیے کہ تحقیق حق اور ابطال باطل کی راہ میں طلب صادق اور قدم راسخ رہے ' اور اپنے گرد و پیش ' انسان ہمیشہ ایسے اسباب جمع رکھے ' جنسے جذبۂ استعلام و استکشاف دائم مشتعل ' اور کبھی سرد نہ ہونے پائے -

موجودہ ہندوستان جو یکسر صفحۂ بصیرت ہے ' اگر ہماری آنکھیں اور پر ہوتے ' تو نہ معلوم ہمکو کہاں کا کہاں پہونچا دیتا ؟ لیکن افسوس کہ اگر سیاہ بختی کے حکم سے پست ہمتی کی نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیر دیگئی ہے ' تو غفلت کے زہر سے حرکت پا بھی یکقلم سلب ہے - اگر سنہ ۱۹۱۳ - میں (لی بان) کا دماغ ہندوستان میں ہوتا تو دیکھتا تھا کہ کیسے کیسے نظریات گوناگوں مستنبط کرتا اور کیا کیا ترمیمات اور اضافات اپنے اس نظریہ میں کرتا ' جسپر

هم هندوستان کي موجوده حالت کے نقطهٔ نظر سے ' ذیل میں ایک اجمالي ریویو کرنا چاهتے هیں :-

(گستولي باں) فرانس کا مشهور و معروف فلسفي هے - علم النفس اسکي تحقیقات کا تا حشر شرمندهٔ احسان رهیگا - لي باں پهلا شخص هے جسنے منظم اور مرتب شکل میں اس امر کو دکهایا که جماعت کے نفوس کے حالات و واردات ' ایک منفرد نفس کي کیفیات و معاملات سے بالکل مباین هیں - اس موضوع پر لي باں نے ایک نهایت مبسوط رساله لکها هے ' جسکا ترجمه عربي میں بهي باسم " روح الاجتماع " هوگیا هے - یوں تو دیگر نفسیین (Prychslogists) کے یهاں بهي نظریه " روح الاجتماع " کا (جس سے هم آگے چلکر تفصیلي بحث کرینگے) مواد پایا جاتا هے لیکن اسکو ایک منظم صورت میں پیش کرنے اور اسکي تدوین و تلفیق اور ترضیح و تشریح کا سهرا لي باں هي کے سر هے -

مصنف موصوف کا دعوی هے (اور اس دعوے کي آجکل پیش آنے والے واقعات نے غیر مشتبه طور پر تصدیق کردي هے) که چند افراد کا کسي خاص مقام پر کسي غرض سے مجتمع هوجانا ' انکي انفرادي شخصیت کو معو کر دیتا هے ' اور منفرد اذهان کي باهمدگر ترکیب و امتزاج سے ایک مستقل ذهن طیار هوتا هے اور ایک قائم بالذات روح ترکیب پاتي هے - اب اس نئے ذهن اور اس جدید نفس مرکبه کے افعال و کیفیات کے اصول ' منفرد نفوس سے بالکل جدا گانه اور مستقل هوتے هیں - اس جماعت میں داخل هونے اور اسطرح اسکا جزو بن جانے کے بعد جو کیفیات ایک فرد کے ذهن پر طاري هوتي هیں ' وه اسکے ذهن کے ذاتي اصول کے مطابق نهیں هوتیں بلکه " روح الاجتماع " کے اصول کے تابع هوتي هیں ' اسکا دماغ اسکے قابو میں نهیں رهتا - اسکي کوئي ذاتي اور شخصي راے نهیں هوتي ' بلکه جو جماعت کي راے هوتي هے وهي اسکي بهي راے هوجاتي هے - وه مثل ایک ذرے کے هے ' جو ایک تودهٔ ریگ میں داخل هوجانیکے بعد هوا کے دست برد سے اپنے تئیں محفوظ اور قائم نهیں رکهه سکتا ' اور جس طرف باد تند تودے کو اڑاکر لیجاتي هے ' اسي طرف چار و ناچار اسکو بهي اڑجانا پڑتا هے - اس نظریه کے مطابق ارسطو اسیوقت تک ارسطو هے ' جب تک که وه تنها اور جماعت سے علحده هے ' لیکن جب وه تودهٔ جماعت میں شریک هوگیا ' تو وه ایک ذرهٔ بے مقدار هے اور اسکا فضل و تفلسف جهالت اور حماقت سے بدلے بغیر نهیں رهسکتا اسلیے که جماعت کے خصائص معلومه میں سے یه ایک نمایاں خصوصیت هے که مادهٔ غور و فکر مفقود هوجاتا هے اور اسکے فقدان سے جو جگه خالي هوجاتي هے اسکو تخئیل اور امیجیشیں پُر کر دیتا هے - یعني جماعت میں عقل کم اور جذبات زیاده ' غور و خوض مفقود ' اور فعل و عمل موجود هوتا هے - جماعت کے مزاج میں ضد اور هٹ بے انتها هوتی هے اور هر خیال ' قوت سے فعل میں منتقل هونے کے لیے سخت مضطرب رهتا هے - اسي بنا پر لي باں نے جماعت کو بچے اور عورت سے تشبیه دي هے - بچے کیطرح ' جماعت میں بهي قوت فاعله زیاده هوتي هے اور اس لحاظ سے (علي گڈه یونیورسٹي) کے هنگامے میں ' اگر پبلک نے لیڈروں کي گاڑیاں کهینچي هیں ' اور اسپ خواهي ظاهر کي هے ' تو همارے لیے مطلق تعجب کي بات نهیں -

هم نے اپني انکهه سے دیکها که اس هنگامه میں مختلف صورتوں سے اظهار گرمجوشي میں هندو بهائي بهي شریک تهے - کوئي اسکو بے تعصبي سمجهے ' لیکن همکو تو یه سب لي باں کے اس مقوله کي تفسیر هي معلوم هوتي هے که :

جماعت کے افراد عام اس سے که وه مختلف المذاهب هوں یا متحد المذهب ' جب ایک جگه (۱) کسي خاص شورش انگیز مقصد کے لیے جمع هو جاتے هیں تو ایک هي رنگ میں ڈوب جاتے هیں اور سب کا مطمع خیال اور محور عمل ایک هي هوتا هے - پاني کي طرح جماعت بهي ایک هي سطح چاهتي هے -

حقیقت یه هے که جماعت کے هر فرد کي حالت مسمریزم کے معمول کي طرح هوتي هے اور اسکے تمام حرکات اور افعال ارادہ سے بالکل معرا هوتے هیں - پس جو کچهه وه اپنے گرد و پیش هوتے دیکهتا هے خود بهي وهي کرنے لگتا هے - اُسکو اس امر کا بالکل احساس نهیں هوتا که وه هندو هے یا مسلمان - عیسائي هے یا یهودي ' اور جو کچهه وه کر رها هے اسکي ملت ' مذهب ' اور قومیت کے موافق هے یا مخالف ؟

جماعت نادان ' ساده لوح ' حماقت شعار اور ضدي هونے کے ساتهه شدت سے مبالغه پسند بهي هوتي هے ' اور اخباروں (۲) نے یونیورسٹي کے کارکنوں کي ادنی ادنی خدمات کي نسبت جو نثرے قصیدے چهاپے هیں ' وه ایکطرف تو اس دعوے کے مصدق هیں که جماعت کے مزاج میں اغراق اور غلو کا خلط نهایت غیر معتدل درجه پر هوتا هے ' اور دوسري طرف انکي قبولیت عامه اس امر کي موثق هے که جماعت مبالغه اور حقیقت میں تمیز نهیں کر سکتي -

چونکه جماعت کا دماغ اک فرد کے دماغ سے علیحده اور مختلف هوتا هے اسلیے ' اسکا طریق استدلال بهي نرالا ' اور اسکي منطق بهي انوکهي هوتي هے - جماعت کا طرز استدلال همیشه مثالي اور اکثر سرسري اور سطحي هوتا هے - جماعت کے نزدیک کوئي وجه نهیں که بلور کا ٹکڑا منهه کے اندر نه گهلے ' در انحالیکه برف کا ٹکڑا جو اسکے مشابه هے منه میں گهل جاتا هے !!

اس بنا پر مجاز بیاني اور استعاره طرازي جماعت کے لیے جسقدر پر اثر هو سکتي هے ' دوسرا طریقهٔ بیان نهیں هو سکتا - یهي سبب هے که جماعت همه تن تخئیل هوتي هے ' اور اسلیے وه همیشه اس شے سے متاثر هوتي هے جو عقل و فکر کي جگه تخئیل سے اپیل کرتي هو - اسکے ساتهه هي اگر تحریر یا تقریر میں مخاطب جماعت کے معتقدات اور جذبات کا بهي لحاظ رکها جائے ' تو اسکا اثر دگنا هو جاتا هے - مثلاً مسلمانوں کے لیے اس سے زیاده موثر طریقهٔ استدلال نهیں هو سکتا که کبری همیشه قران مجید کي کوئي آیت یا حدیث هو ' اور صغری وه شے اور وه بات هو ' جو موضع ترغیب یا معرض ترهیب هے - ان دونوں نکتوں کو ملحوظ رکهکر چند دنوں کے عرصه میں (الهلال) نے جو حسن قبول حاصل کرلیا هے ' وه محتاج ذکر نهیں -

آیات قرآنیه اور حدیثوں کے بعد وه ضرب الامثال ' مقولے ' کهاوتیں ' اور اشعار جو هماري سوسائٹي میں رائج هیں ' هماري لیے حجج راسخه اور دلائل قاطعه کا حکم رکهتے هیں - ممکن نهیں که جماعت مخاطب کے حق میں کسي کهاوت سے استدلال ' اطمینان بخش اور مناسب اور مشهور اشعار کا ایراد تسکین بخش ثابت نهو - حل اس عقده کا یه هے که اول تو فطرتاً هم هر اس شے کے معتقد هوتے هیں ' جس پر همارے آبا و اجداد اعتقاد رکهتے هیں ' اسلیے که علم الحیات کا یه

(۱) ایک مقام پر جمع هونیکي شرط مفضول هے اسلیے که جذبات سے جب شورش پیدا هو جاتي هے ' تو افراد کهیں هوں ' جماعت کے تمام خصوصیات کے مظهر تام هوجاتے هیں ' اور روح الاجتماع انمیں حلول کر جاتي هے - یه جماعت کي آنکهوں سے دیکهتے هیں ' جماعت کے کانوں سے سنتے هیں ' اور جماعت کے حواس سے هر شے کو محسوس کرتے هیں - کیونکه انکے ذاتي حواس بالکل معطل هو جاتے هیں -

(۲) اخبار نویس بهي روح الاجتماع کي خصوصیات کے جراثیم سے محفوظ نهیں رهتے ' اسلیے که وه بهي پبلک کا ایک جزو هوتے هیں - (منه)

ایک مسلمہ ہے کہ عادات ' اطوار ' امراض کیطرح ' عقائد بھی اسلاف سے اخلاف کی طرف وراثتہً منتقل ہوتے ہیں - اس انتقال کو علم الحیات کی اصطلاح میں " ایراث " (Lawy heredity) کہتے ہیں - پس اصول ایراث کی بنا پر ضرور ہے (۱) کہ ہمارے اجداد و اسلاف کا جو عقیدہ تھا ' ہمارا بھی وہی عقیدہ ہو ' اور جسکو وہ قطعی اور بدیہی سمجھتے تھے ' ہم بھی اسکو قطعی اور بدیہی سمجھیں - اور جب یہ معتقدات بطور حجت ہمارے روبرو پیش کیے جائیں ' تو ہم بے چون و چرا اسیطرح تسلیم کرلیں جسطرح ہمارے آبا و اجداد تسلیم کرلیا کرتے تھے - یہ ایک تقاضاے فطرت ہے جس پر انسان مجبور و مجبول ہے -

علاوہ بریں حیات و تجربہ انسانیہ میں ان مفعولوں کا بتواتر اور بہ کثرت استعمال ' جبلی اثر سے قطع نظر ' بجاے خود ایک اثر حجۃ اور فائدۂ دلیل ہے - اور جماعت کے سامنے ایک دعوے کو محض بار بار دہرا دینا ہی ' اپنے اندر سیکڑوں دلائل اور ہزاروں براہین رکھتا ہے - اگر اس ادعاے محض کے تکرار کے ساتھ لہجہ تحکمانہ اور مدعیانہ ہو ' تو جماعت کے متاثر و معمول نہو جانیکی کوئی وجہ نہیں -

نپولین کا قول ہے : " فن خطابت کے صنائع و بدائع میں تکرار مفاہیم اور اعادۂ مطالب یعنی ایک ہی بات کو بار بار پیش کرنے سے زیادہ کوئی دوسری شے پر اثر ' اور کوئی دوسرا آلۂ تاثیر نہیں " یہ صرف ایک شے کے پے در پے دماغ کے روبرو پیش ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ جنکا یہ نہایت راسخ عقیدہ ہے کہ اشتہاری چیزیں ہمیشہ خراب ہوتی ہیں ' اور وہ لوگ جو تمام عمر اسکا وعظ کرتے رہے کہ اخباری اشتہارات ہمیشہ خدع و فریب پر مشتمل ہوتے ہیں ' اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی کثیر الاشاعۃ اشتہار کے تواتر سے غیر محسوس طور پر اس طرح مرعوب و معمول ہوجاتے ہیں ' کہ جب اُنکو اس شےکی ضرورت ہوتی ہے تو بے ساختہ اسی کارخانہ کو آرڈر دیدیتے ہیں ' جسکا اشتہار شب و روز اخباروں اور رسالوں میں اور شہر کی دیواروں اور اسٹیشنوں پر چسپاں دیکھا کرتے ہیں - یہ ایک شے کے متواتر وقوع پذیر ہونے کا ادنی کرشمہ ہے -

جماعتوں کی حالت اکثر یہ دیکھی گئی ہے کہ اولاً چند افراد مقرر کی خطابت سے اثر پذیر ہوتے ہیں ' لیکن اِدھر یہ متاثر ہوئے اور اُدھر یہ اثر مرض متعدی کی طرح تمام جماعت میں پھیل گیا - ایسے موقعوں پر نکتہ رس خطیب ہمیشہ آشتی جوئی کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنے استمالت آمیز فقروں سے تالیف قلوب کرتے ہیں ' اُسکے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں -

لی بان لکھتا ہے کہ جماعت کی طبیعت کی اُفتاد کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ثبات و استقامت کے ہر مثال اور صبر و استقلال کے ہر نمونے کے قدموں پر (خواہ وہ کسی حال میں ہو اور کہیں ہو) اپنا سر نیاز اور جبین عقیدت رکھتی ہے - وہ اپنے معتقدات و خیالات میں اپنے لیڈر کا یکسر آئینہ بن جاتی ہے - جو عقائد و خیالات لیڈر کے ہوتے ہیں ' بعینہ وہی عقائد و خیالات اسکے بھی ہوجاتے ہیں ' اور اسکی قوت نقد و اعتراض ' لیڈر کے رعب و جبروت کے اثر سے قطعاً مفلوج و مسلول ہوجاتی ہے - جو حرف لیڈر کے منہ سے نکلتا ہے اسکو حیرت کی آنکھوں ' یقین کے کانوں ' اور عزت کے دل سے سنتی ہے - وہ ایک آلہ معطل ہے جسکو اسکا لیڈر جسطرح چاہے استعمال کرے - وہ مسمریزم کا ایک معمول ہے جسکو اسکا لیڈر جو خواب چاہے ' دکھادے ' اور وہ ایک بے جان لاش ہے جسکو اسکا لیڈر جس کروٹ چاہے لٹادے ' اور جس رخ چاہے پھیر دے !

لیکن استقامت و استقلال کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی ہیں جو جماعت پر کبھی کبھی مسلط ہوجاتی ہیں ' یہ قوتیں مال و دولت اور جاہ و مرتبت ہیں - گو اسمیں شک نہیں کہ انکا تسلط ہنگامی اور عارضی ہوتا ہے ' مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس لیڈر کو کمان دولت نے بلند پھینک دیا ہے ' جماعت بھی اس لیڈر کو گرنے اور زمین بوس ہونے تک نہایت ارادت آگیں نظروں سے دیکھتی رہتی ہے -

لی بان کہتا ہے کہ لیڈر کے رعب و دبدبۂ و سطوت اور جبروت و شان و اقبال کو صدمہ پہونچانیوالی چیزوں میں ناکامی کا نمبر سب سے اول ہے - اقبالمندی ایک شیشہ ہے ' جو ناکامیابی کی ٹھیس کا متحمل نہیں ہوسکتا - لیڈر کو جہاں کسی پبلک کام میں ناکامی ہوئی ' اور معاً اسکے حباب اقبال نے آنکھیں بند کرلیں - اِدھر ناکامی و نامرادی کی ہوا چلی اور اُدھر اعتراضوں کی بوچھاڑ سے تمام گذشتہ خدمات کے پتے ایک ایک کرکے جھڑ گئے ' اور گویا ساری ساکھ اور بھرم ایک نقش بر آب تھی کہ ایک لمحہ کے اندر مٹ گئی ! !

ناکامی کے علاوہ اعتراض فی نفسہ ایک اقبال شکن ' دبدبہ افگن ' اور جبروت فرسا شے ہے - اسلیے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نہایت پادر ہوا اعتراضات نے لیڈری کے شاہ بلوطوں کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے -

(مسلم یونیورسٹی) ڈیپوٹیشن کی شکست سے جو صدمہ قدیم لیڈری کی عمارت کے ارکان کو پہونچا ' محتاج بیان و تفصیل نہیں ' لیکن کیا بعض اشخاص (۱) بے بنیاد اعتراضوں کے ہدف نہیں ہوئے ؟ در حقیقت یہی لوگ مثال جامد ہیں لی بان کے اس خیال کے ' کہ اعتراض فی نفسہ دبدبہ شکن ہے -

یہ جو کچھ لکھا گیا ' فرانس سے اُٹھی ہوئی صدا کی ہندوستان سے ایک ضعیف الصوت بازگشت تھی ' ورنہ بیچارے ہندوستان میں ابھی یہ تاب و تواں کہاں ' کہ اپنی ذاتی آواز بلند کرسکے ؟ اس غریب کے پاؤں میں اتنی طاقت کہاں کہ بغیر یورپ کی دستگیری کے کوچۂ علم میں ایک قدم بھی چل سکے ؟ اور اس حسرت زدہ کی آنکھوں میں اتنی بصارت کہاں کہ بغیر یورپ کی عینک کے کچھ دیکھ سکے ؟ آج جو کچھ اسکے ہاتھ میں ہے ' یورپ کا عطا کیا ہوا ہے ' اور اسوقت جو کچھ اسکے جیب و دامن میں نظر آرہا ہے ' وہ سب کچھ یورپ کی فیض دستی ' دریا کفی ' ابر فرمائی ' اور بیدریغ بخشی کا صدقہ ہے ' لیکن یہ صدقہ خیراتی کب تک ' اور دوسرے کے نوالوں کو نگلنے کا سلسلہ تا بہ کے ؟

یہ نظریات جو اوپر لکھے گئے ' سچ پوچھیے تو تمام وکمال ' ان واقعات و حوادث کے اندر موجود ہیں جو ہمنے بطور مثال کے پیش کیے - لیکن ہندوستان نے ابھی ایسے دماغ کہاں پیدا کیے ہیں کہ واقعات کے مشاہدہ سے نظریات کا استقرا کرسکیں ؟ ہندوستان نے ابھی ایسے ہاتھ کہاں پیدا کیے ہیں کہ خاک بیزی تفتیش و تجسس کی تکلیف گوارا کرکے گوہر حقیقت حاصل کرسکیں ؟ اور پھر ہندوستان نے ابھی ایسی آنکھیں کہاں پیدا کی ہیں کہ مشاہدات اور محسوسات کے پس پشت کلیات و مجردات کا جلوہ دیکھ سکیں ؟ راقم (مفتش)

(۱) بشرطیکہ ماحول یعنی گرد و پیش کے اسباب مزاحمت نہ کریں -

(۱) شخصی معاملات ہمیشہ رد و تردید اور جواب الجواب کی پیچیدگیوں میں مصروف ہوتے ہیں - ہم اس ضمن میں ایسی مکررہ مناظرہ اور مکابرہ میں پڑنا نہیں چاہتے - اس مضمون کے لکھنے سے جو ہمارا مقصد ہے وہ ظاہر ہے - مجادلہ و مناقشہ نہیں بلکہ مکابرہ و مظاہرہ اور آردو داں پبلک تک چند خیالات کا پہونچا دینا ہے ' اور اسی کو ہم اپنا فرض حیات سمجھتے ہیں - (مدیر)

ادبیات

غ ض ت ا

هوگئیں مدتیں همیں، خستہ و ناتواں بنے * شب کو زمانہ هوگیا، روز پہ حکمراں بنے
خوب تماشا کر چکے، بسمل-ناز کا حضور * غیر بھي اے شہ حرم! مورد امتحاں بنے
جنبش سوزن مژہ، آپ کي هو جو چارہ گر * ابتري، تا اب دل، دفتر لامکاں بنے
میري خموشیاں بنیں درس دہ فغان حشر * رفعت فطرت رسا، حسرت پرفشاں بنے
ریش جبیں مرا بنے ریزش سجدۂ نیاز * میري فتادگي ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چھیڑ دے وهي، سرعت نشتر جنوں * یہ جرس شکستہ پھر، نالہ کا همعناں بنے
پھونک هي ڈالیں قلب کو، حسن کي جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق هي، رونق آشیاں بنے
ناخن غم سے هو بندها، رشتۂ دوق بیدلي * نقش خلش سے صورت حسرت صد نشاں بنے
قلب کي شعاۂ پروري، هوکے رہے حریف برق * سعي جنوں کا حوصلہ، رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد هو، محرم جادۂ خلش * بزم تپش میں وسعت لذت کشتگاں بنے
هر رگ و پے میں ڈوب جائے، شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا مري، نالۂ استخواں بنے
اشک سے آبیاریے، گلشن درد سند هو * چشم بھی خونچکاں رہے، سینہ جو ٹانکہ داں بنے
سینہ میں دل اگر رہے، حجلۂ آرزو رہے
منہ سے اگر نکل پڑے، شوق کي داستاں بنے

(نیاز محمد "نیاز" فتح پوري)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کار حرم چلے گا کیا، دیر کے التفات سے * مجھکو بچائے میرا رب ایسے تعلقات سے!
آپ بہت چھپاتے هیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پھر بھي ٹپک رها هے کفر آپکي بات بات سے!

* * *

یہ کہتا نہیں میں، کہ گردوں نے همکو * مسلمان رهنے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ، کہ اوضاع ملکي نے هم کو * مسلمان رهنے کے لائق نہ رکھا

غ ز ل

امشب این غلغلہ در کوچہ و بازار افتاد * کہ فلان مي زد و بیخود شد و سر شار افتاد
سخن از صومعہ و اهل ورع چند کني * کہ مرا کار بآن چشم قدح خوار افتاد
بسکہ غارت گر حسن تو جہان برهم زد * یوسف از خانہ بدر جست و به بازار افتاد
چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر من * بادہ بیرون فتد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مہر ز خوبان نتوان داشت طمع * کہ مرا کار به این طائفہ بسیار افتاد
معتسب از پی و، جمعی ز حریفان به کمین، * (شبلیا) رندي پنهان تو دشوار افتاد

شمع سحر

اب پھر بد قسمت قرطاجنہ رومیوں کا حلقہ بگوش تھا - ایک مدید اسي حالت میں گذرگیا -

(ہنی بال) کي جانفروشیوں کا افسانہ ابھي پرانا نہیں ہوا تھا ' حفظ وطن کے ولولے بالکل مر نہیں گئے تھے - کچھ عرصے کے بعد ني حلقوں میں پھر سرگوشیاں شروع ہوگئیں ' اور اہستہ اہستہ وں نے اپني فوجي حالت کي درستگي اور فوجي عمارت کي لحات پر توجہ کي -

رومي اب پہلے کي طرح بے خبر نہ تھے - یہ حالت دیکھکر ہ ہشیار ہوگئے - انھوں نے دیکھا کہ اب اگر تھوڑي سي مہلت بھي ں قرطاجنہ کو دیدي گئي ' تو ممکن ہے کہ پھر ازادي کي کوئي ریک گراں پیدا ہو جاے -

ہم اہل قرطاجنہ کے جس قومي دفاع کا آج ذکر کرنا چاہتے یں ' اسکا افسانہ اسي زمانے سے شروع ہوتا ہے :

آخري مدافعة

رومیوں کا ایک جرار لشکر جنگ کے انتہائي احکام ایسر لا ' اور اہل قرطاجنہ شہر میں قلعہ بند ہو گئے - رومیوں انکي موجودہ حالت ' اور ناگہاني حملے کي وجہ سے بے بسي احال معلوم تھا ' انھوں نے پہنچتے ہي حکم دیا کہ بلا کسي پس پیش کے شہر حوالے کر دیں - محصورین اگر اسکي تعمیل نہ کرتے ر اور کیا کرتے ؟ لیکن جب رومي سپہ سالار اپني پوري فوجي معیة کے ساتھہ شہر میں داخل ہوگیا تو اس نے ہتیاروں کا بھي مطالبہ کیا اور تمام شہر میں ایک متنفس بھي ایسا نہیں بچا ' جسکے پاس کسي طرح کا بھي کوئي اسلحہ باقي رہا ہو - بدبخت قرطاجیوں نے کہ اپني قسمت کے فیصلے سے بے خبر تھے ' سمجھا کہ اسکے بعد انھیں نجات مل جائیگي ' لیکن انکے تعجب ' دہشت و خوف ' اورحزن و ملال کي کوئي انتہا نہ تھي ' جب اسکے بعد رومانی سپہ سالار نے اپنا یہ آخري حکم سنایا :

میں اسلیے آیا ہوں کہ تمھاري قسمت کا آخري فیصلہ تم کو سناؤں : رومانی مجلس شیوخ (سینٹ) نے تمھاري نسبت یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنا موجودہ شہر قرطاجنہ چھوڑدو ' اور ایک دوسري جگہ جاکر آباد ہو ' جو بالکل کھلي اور بے پناہ ہو ' جسکے چاروں طرف کوئي سنگي حصار نہو ' جسمیں قلعے اور دفاع کي عمارتیں نہ بنائي جائیں ' اور جو محض تمھاري سکونت کے گھروں کي ایک بستي ہو - کیونکہ قرطاجنہ اور اسکي تمام عمارتیں مسمار کردي جائیں گي -

یہ ایک غم و اندوہ کي پکار تھي ' جو یکایک بدبخت قرطاجیوں پر گري - شدت غم و حسرت نے ہوش وحواس کھودیے ' اور عالم حیرت نے سکتے کي حالت طاري کردي - ہر طرف ماتم بپا ہوگیا اور ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر رونے لگا - لوگ راستوں اور سڑکوں پر دیوانہ وار پھرتے تھے اور نہیں سمجھتے تھے کہ کیا کریں ؟

آخر میں جب انکو قطعي مایوسي ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ ایسا ہي ہوگا اور انکا ہزار سالہ وطن ہمیشہ کیلیے انسے چھوٹ جاے گا ' تو انھوں نے اپنے گالوں پر طمانچے مارے ' گریباں چاک کردیے ' زمین پر لوٹنے لگے ' اور رومیوں پر لعنت بھیجي - پھر اپنے مندروں میں گئے اور اپنے خاموش اور غیر متحرک معبودوں سے قرطاجنہ کے حفظ و سلامتي کے لیے دعائیں مانگیں -

* * *

غموم و ہموم کا نزول جس طرح ہمت سوز اور یاس انگیز ہوتا ہے ' اسي طرح کبھي کبھي عزم و شجاعت کے مردہ ولولوں کو زندہ بھي کردیتا ہے - اور مبارک ہے وہ قوم ' جو نزول مصائب پر مایوسي و عطالة کي جگہ ' ہمت و عزم سے کام لیتي ہے -

اہل قرطاجنہ کیلیے اب انتہا درجہ کي مایوسي تھي - شہر حوالے کرچکے تھے ' اسلحہ دیچکے تھے ' لڑنے کي طاقت نہ تھي اور خونخوار فاتحوں کے پاس محکوموں کي فریادوں کیلیے باب سماعت مسدود تھا - لیکن اسي مایوسي نے انکے اندر عزم و ہمت کي ایک مرتبہ آخري حرارت پیدا کردي ' اور انھوں نے سوچا کہ وطن محبوب کي بربادي سے پہلے کیوں نہ اپني قسمت کي آخري آزمایش کرکے خود بھي برباد ہو جائیں ؟

وہ اپنے سب سے بڑے معبد میں جمع ہوے اور سب نے مقدس قسمیں کھاکر عہد کیا کہ خواہ کچھہ ہي ہو ' لیکن جب تک آخري قطرۂ خون ہمارے جسموں میں باقي ہے ' ہم اپنے ہزار سالہ ملک کو مسمار نہونے دینگے ' اور مرینگے بھي تو اس عالم میں ' کہ ہماري مضطرب لاشیں قرطاجنہ کي دیواروں ہي کے نیچے تڑپ رہي ہونگي !!

دفاع امم کي ایک عظیم ترین مثال

انساني سعي و جوش سے آگے کوئي شے ناممکن نہیں

رومانی سپہ سالار حکم دیکر اپنے لئے انتظامات کیلیے اتھینا چلا گیا تھا ' اسلیے اہل قرطاجنہ کو ایک فرصت اخرین حاصل تھي -

اس امر کي مثال کیلیے کہ ایک قوم اگر اپني ملت و وطن کي حفاظت کیلیے مستعد ہو جاے ' اگر اپني آسودہ غلامی کي حالت کا اسکو سچا احساس ہو ' اگر وہ محکومي کے عیش پر حریت کي پرمحن زندگي کو ترجیح دے ' تو پھر دنیا میں کوئي ایسي مشکل نہیں جو اسکي راہ جہاد میں حائل ہو سکے ' اور کوئي کام نہیں جو اسکے لیے ناممکن ہو ' في الحقیقت اہل قرطاجنہ کي تاریخ ایک سرچشمۂ عبرت و بصیرت ہے - ایک جابر اور فاتح قوم اپنے محکوموں سے ہتیار چھین لے سکتي ہے ' پر یہ طاقت تو کسي میں نہیں ہے کہ وہ قوموں سے اُنکے دلوں کو بھي چھین لے - اور پھر قومي زندگي صرف تیز اور چمکیلے ہتیاروں ہي کے دم سے نہیں ہے ' اصلي شے تو دل کي زندگي ہے -

اہل قرطاجنہ جب آخري دفاع وطن کیلیے مستعد ہوے تو انکي کیا حالت تھي ؟ ہتیار جو جنگ کي پہلي شرط ہے ' انسے چھینے جا چکے تھے ' قلعے مسمار ہو چکے تھے ' اور اسباب جنگ اور قوائے مادیۂ دفاع میں سے کوئي قوت بھي انھیں حاصل نہ تھي - تاہم انکے پاس صرف ایک ہي چیز یعني جوش جہاد کا ناقابل تسخیر اسلحہ ضرور تھا - پس وہ اسي کو لیکر مستعد ہوگئے ' اور اگر ایک قوم مرنے کیلیے مستعد ہو جاے ' تو پھر دنیا کي کونسي قوت ہے جو اُسے روک سکتي ہے ؟

دنیا میں آدم کي اولاد کو سب سے بڑي تاڈیبة ' جو دي جا سکتي ہے ' موت ہے - اسکے بعد انساني جبر و تعدي کا اسلحہ بیکار ہو جاتا ہے - پس اگر ایک قوم خود ہي تلخي حیات کے اس آخرین جرعہ کو پینے کیلیے طیار ہو جاے ' تو پھر دنیا میں کوئي شے اسکے لیے ناممکن نہیں - وہ سب کچھہ کرسکتي ہے ' جو کچھہ کہ دنیا میں حیات انساني سے ممکن ہے -

غم و اندوہ صرف اسلیے ہے تاکہ مصیبت کے حس سے سعي و استعداد کي قوت پیدا ہو ' ورنہ آنسو بہاکر ترکسي سپاہي نے میدان جنگ فتح نہیں کیا - (لہا بقیة)

منطقۂ عنبیہ

قطب جنوبي

— * —

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۳)

سلسلے کیلیے ملاحظہ ہو نمبر (۱۲)

— * —

اسکاٹ ۸ - آدمیوں کي جمعیۃ سے ۱۱ - اپریل کو ہٹ پوائنٹ سے ایرنس کیمپ روانہ ہوا - ۲۵ - مارچ کي برفباري نے راستہ کو اسدرجہ دشوار گذار کر دیا تھا کہ اس مختصر قافلہ کا منزلہ مقصود تک پہنچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا - مگر حالات کي یاس انگیزي اور باب عزم کے عنان گیر نہیں ہوتي - سفر جاري رہا - راستہ میں بحر برف کے قریب ایک طوفان نے آلیا مگر وہ بھي سفر کا رخ واپسي کي طرف نہ پھیر سکا' اور تین دن کے پر تعب سفر کے بعد ۱۳ - کو قافلہ ایوانس کیمپ پہنچ گیا - یاد ہوگا کیا یہاں ایک منزلگاہ تھي اسکاٹ نے اس منزلگاہ کا معاینہ کیا' حالت اطمینان بخش تھي' پس ۱۷ - کو ہٹ پوائنٹ واپس آنے کے لیے روانہ ہوگیا -

۲ - نومبر تک یہیں قیام رہا - اس عرصہ میں کئي ٹولیاں مختلف مقاصد کے لیے روانہ کي گئیں جو کامیاب واپس آئیں - اسي عرصہ میں ہٹ پوائنٹ سے ۱۵ - میل تک ٹیلیفون لگایا گیا -

۲ - نومبر تک اسکاٹ کو روانہ ہوے ۱۱ - ماہ اور دو دن گذر چکے تھے - گو اس مدت کا بیشترحصہ برفوردي اور کارپردازي میں صرف ہوا مگر ان اعمال و اسفار کي غایت قصوي کے نقشۂ استعداد کا نفاذ تھا - چنانچہ اس عرصہ میں مہم کي فرد عمل کا خلاصہ گوداموں اور منزلگاہوں کي تعمیر' اور نشانہاے راہ کي طیاري ہے -

نقشۂ استعداد کے تمام دفعات جب نافذ ہو چکے تو اسکاٹ نے اپنے غایہ قصوي (قطب جنوبي) کي طرف روانگي کا ارادہ کیا - ۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو مہم ہٹ پوائنٹ سے روانہ ہوئي - مہم رات کو چلتي تھي اور دن کو آرام کرتي تھي - ہر چار میل کے فاصلہ پر ایک نشان راہ بناتي جاتي - عرض البلد کے ہر درجہ پر ہفتہ بھر کي رسد رکھدیتي تھي - یہ اسلیے تھا کہ واپسي میں (جسکي مہم کو قوي تھي) راہ کي نا شناسي یا رسد کي کمي حائل نہ ہو -

موسم خراب ' آفتاب روپوش' ہر طرف تاریکي چھائی ہوئي - نہ آسمان نظر آتا تھا اور نہ زمین' ایسي حالت میں رفتار کي استقامت یا سرعت تو ایک طرف' اسکا تسلسل باقي رکھنا بھي مشکل تھا' تاہم یابر مستعدي کے ساتھہ چلتے رہے ' اور با ایں ہمہ عوائق اسکاٹ ۴ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو مانٹ ہوپ (Mount-Hop) سے بارہ میل کے فاصلہ کے اندر (یعني عرض البلد کے - ۸۳ درجے اور ۲۴ - دقیقے تک) پہنچگیا -

اسکے بعد آگے بڑھا - ایک شدید طوفان کی وجہ سے برف کي خوفناک مقدار جمع ہوگئي تھي - یہ برف نہایت نرم تھي - چلنے والوں کے پیر گھٹنوں تک دھسجاتے تھے - پیادہ پا چلنا تو نا ممکن تھا - برفستاني گاڑیاں (Sledges) بھي ناکافي ثابت ہوئیں - البتہ برفستاني کھڑاون (Ski) نے بڑا کام دیا اور واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوتیں تو چلنا نا ممکن تھا -

پانچ دن کے بعد سطح برف میں کسیقدر سختي پیدا ہوئي مگر نہ اسقدر کہ کھڑاون سے بے نیازي ہو جاتي -

۴ - سے ۱۵ - دسمبر سنہ ۱۱ - تک رفتار کي شرح غیر تشفي بخش رہي ' مگر اسکے بعد نہایت عمدہ ہوگئي - ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو اسکاٹ عرض البلد کے - ۸۵ درجے اور ۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

۳ - جنوري سنہ ۱۲ - کو اسکاٹ قطب سے صرف ۱۵ - میل کے فاصلے پر موجود تھا -

وہ اس سفر کا روزنامچہ لکھتا جاتا تھا اور اعضاء مہم کے ہمدست قسط وار بھیجتا جاتا تھا -

آخري قسط یہیں سے بھیجي ہے - اسوقت مہم کے اعضاء حسب ذیل تھے -

(۱) اسکاٹ (۲) ولسن (۳) اراٹیس (۴) باورس (۵) ایرنس

مہم کے ہمراہ ایک مہینہ کا سامان رسد تھا - مستقبل کے متعلق اسکاٹ اس قسط میں لکھتا ہے : " کامیابي کي امید اچھی ہے بشرطیکہ موسم کي حالت ایسی ہي رہے اور غیر مترقبہ عوائق پیدا نہوں " پھر اخیر میں لکھتا ہے : " تمام انتظام تشفي بخش طور پر انجام پاگیا ہے ! اغلب یہ ہے کہ اب اس سال کوئي مزید اطلاع نہ مل سکے گي ' کیونکہ واپسي میں ضرور تاخیر ہوگي " -

۴ - جنوري سنہ ۱۲ - کو یہاں سے مہم آگے روانہ ہوئي - شرح رفتار ۱۲ - میل روزانہ تھي - ۱۷ - کو قطب پہنچي - ۱۷ - کو موسم ابر آلود تھا مگر ۱۸ - کو کھلگیا اور آفتاب پوري طرح نظر آنے لگا - اسکاٹ کو مقیاس الارتفاع والمساحہ (Theodlite) کی پیمایش سے معلوم ہوا کہ مہم اس وقت ۸۹ - درجے ۵۹ - دقیقے پر ہے - قطب ۹۰ درجے پر ہے اسلیے ابھي قطب سے کسیقدر فاصلے پر تھے مگر نہایت خفیف فاصلے پر - اسکاٹ نے پیشقدمي کا حکم دیا - برفستاني خورد رو گاڑیاں (Sledge motor) مہم کو نصف میل آور آگے لے گئیں - جب مہم پورے ۹۰ - درجے پر پہنچگئي جو اصلي نقطۂ قطب ہے تو اسکاٹ نے برطانوي علم (یونین جیک) نصب کردیا -

یہاں درجۂ حرارت (تھرمامیٹر) ۲۰ - درجے زیر صفر تھا - یہاں کي برف سد کي برف سے کسیقدر مختلف تھي - سد کي برف سخت تھي - اسمیں پرتیں سي تھیں ' اور پگھلنے کے بعد پاني کي معقول مقدار نکلتي تھي' مگر یہاں کي برف نرم تھي' اسمیں کوئي پرت نہ تھي' اور پگھلنے کے بعد پاني کي نہایت قلیل مقدار نکلتي تھي -

شاہد مقصود سے ہم آغوش ہوکر مہم واپس ہوئي - واپسي میں درجۃ الحرارۃ ۲۰ - سے ۳۰ - درجے زیر صفر تک رہا -

شرح رفتار کا اوسط ۱۸ - میل روزانہ تھا - جسماني حالت کي بنا پر گو سب کو یقین تھا کہ موثرات خارجیہ کي مقاومت سب سے زیادہ ایوانس کرسکیگا ' مگر سوء اتفاق سے سب سے پہلے وہي مفارقت ہوا - سردي کی شدت خوفناک حد تک پہنچگئي تھي' جسے ایوانس برداشت نہ کرسکا - اسکا دماغ مارف ہوگیا اور بالآخر ۱۷ فروري کو مرگیا - یہ صدمہ ان صدمات کا مقدمۃ الجیش تھا جو اس کامیاب مگر کوتاہ بخت جماعت کو پیش آنے والے تھے - ایوانس کے بعد اراٹیس پر سردي کا حملہ ہوا - ہاتھوں اور پیروں کو سردي لگ گئي - اسي حالت میں کئي ہفتوں تک زندہ رہا - ظاہر ہے کہ اسوقت اسکی کیا حالت ہوگی ؟ مگر باایں ہمہ کئي ہفتوں میں ایک دفعہ بھي حرف شکایت زبان پر نہ لایا

(البقیۃ تلي)

باب الہ وارد ۃ و الف اذا رہ

سیرۃ النبوی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب (بہاولپور)

آپکے خیالات کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکر بجا لانا ہے کہ ایسے لوگ پیدا کردیے ' جو دلوں میں عظمت قرآن بٹھانے اور خیالات شنیعہ مٹانے کے لیے طیار بلکہ بر سر کار ہیں -

مجھے بہت دنوں سے الہلال کا مطالعہ حاصل ہے - چونکہ میں دینی امور میں فاضل اور دنیوی معاملات میں اہل الراے نہیں ہوں اسلیے الہلال سے اپنی ترتیب خیالات اور تربیت اخلاق کو غنیمت سمجھتا رہا اور راے زنی سے پرہیز کرتا رہا - لیکن ان دنوں سیرۃ نبوی کا نمونہ شائع ہونے لگا ہے -

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی مد فیوضہ کی تحقیق اور تنقید مسلمہ ہے - بایں ہمہ آپ نے فراخ دلی سے صلاے عام کی صدا بلند کی کہ تنقید اور ترتیب کے متعلق علماے کرام کو مشورہ کا موقع حاصل ہے -

آپکو معلوم ہو یا نہو ' مولانا کو میں نے ہی نمونہ دکھانے پر آمادہ کیا تھا - ممکن ہے کہ اور صاحبوں نے بھی التفات کی ہو - میرا خیال تھا کہ تالیف ہی میں علماء دیکھ لیں - اگر کہیں ضرورت ہو تو اپنا خیال ظاہر فرمالیں -

جسدن مولانا نے الہلال میں نمونہ بھیجا ' اسی دن مجھکو اطلاع دیدی - آپ جانتے ہیں کہ ایسی سیرۃ نبوی زمانہ کے لیے ضروری ہے - نہ صرف ضروری بلکہ اشد ضروری -

غنیمت ہے کہ لوگ بھی ضرورت محسوس کرکے سیرت کی طرف جھکے ہوے ہیں - کئی یاروں نے جلب فائدہ کے لیے پیغمبر عالم اور سوانح عمری پیغمبر وغیرہ کے نام سے کتابیں طیار کرکے بیچنا شروع کردیا ہے -

لیکن ہر طرف سے سیرۃ نبوی شبلی کی طرف آنکھ لگی ہوئی ہے - اس شوق و شغف کو دیکھکر میں یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ یہ کتاب نہیں ' بلکہ ایک معجون اسلامی ہے کہ جس سے حرارت دینی کا انتعاش ہوجائیگا - لیکن ساتھہ ہی اسکے معافی حاصل کرکے عرض کرتا ہوں کہ صحت اور تنقید میں اسکا خیال رکھا جاے کہ اسکی ترکیب ' آخر میں کوئی مضر جزو بننے نہ پاے - ورنہ بعد از قوام ' مصلح صلاتا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائیگا -

(طبری) کو مولانا نے سنی المذہب ثابت کیا ہے جسکی تائید آپنے بھی کی ہے ' لیکن میرا خیال ہے کہ وہ شیعہ تھے - حاشیہ پر قول فیصل چڑھا یا جاے -

یوم ولادت سراپا سعادت میں معجل کسریٰ کا متزلزل ہونا اور کنگروں کا گرنا احادیث کے علاوہ تواریخ میں بھی موجود ہے -

شاہنامہ فردوسی کو مولانا نے شعر العجم میں تاریخی پایہ کی کتاب ثابت کیا ہے - شاہنامہ میں حالات نوشیرواں میں نوشیرواں کا خواب دیکھنا ' اور پھر معجل کا آواز کرنا ' اور کنگروں کا گرنا ' موجود ہے :

پس سیرت نبوی کو الہلال میں شائع کرتے ہوے آپ بھی حاشیہ چڑھاتے جایا کریں - تاکہ کم سے کم آپکے حواشی اور مباحث ' اسکی خوبیاں اور محاسن یا مشورہ طلب مقامات کو علما کے سامنے ظاہر کردیں اور ناظرین کو فائدہ ہو نہیں معلوم کہ الہلال مدرسۂ عالیہ دیوبند میں جایا کرتا ہے یا نہیں ؟

اگر نہیں جاتا تو جب تک نمونہ شائع ہوتا رہے آپ براہ کرم ایک پرچہ الہلال کا مدرسہ عالیہ دیوبند میں بھیجدیا کریں - آپکا احسان عظیم ہوگا - اور مدرسۂ عالیہ دیوبند کے علما سے بکمال انکسار عرض کرتا ہے کہ مشورہ سے دریغ نکریں - امید کہ میرا یہ ناچیز خط اخبار میں چھاپ دینگے - والسلام

الہلال

جناب کے ذرق علمی اور اظہار حسن ظن کریمانہ کا کمال شکر گذار - دیباچۂ سیرۃ نبوی کی اشاعت سے مقصود یہی تھا کہ ارباب راے مشورہ و مذاکرہ کی راہ پیدا کریں ' مگر جیسا کہ میرا پیشتر سے خیال تھا ' ان امور کی نسبت بد مذاقی اور بے حسی اسدرجہ عام ہے کہ کسی نے اسطرف توجہ نہ کی -

صرف کلکتہ سے ایک صاحب نے ایک ضمنی امر کی نسبت تحریر بھیجی تھی جو اینده نمبر میں شائع کردی جاے گی -

امام طبری کی نسبت مولانا نے کوئی خاص بحث نہیں کی ہے اور نہ وہاں موقعہ تھا ' بلکہ مورخین سیرۃ کے ذکر میں ضمناً ذکر آگیا ہے - رہا الزام تشیع ' تو براہ کرم اسکے وجوہ ارقام فرمالیے -

معجل کسریٰ کے تزلزل کی نسبت شاہنامے سے استدلال تعجب انگیز ہے - اگر مولانا نے شعر العجم میں اسکی تاریخی حیثیت پر زور دیا ہے تو اس سے یہ مقصود ہوگا کہ خود فردوسی نے بطور قصص اور داستانسرای کے واقعات گھڑے نہیں ہیں ' بلکہ قدیم ایران کی تاریخ کا جو مواد عربی میں آچکا تھا ' اسی کو بہ حیثیت ایک دیانت دار مورخ کے نظم کردیا ہے - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ فردوسی کو بطور ایک محدث اور مورخ سیرۃ کے تسلیم کیا جاے !! ان روایات کی نسبت فقیر کی تحریر پچھلے دنوں الہلال میں نکل چکی ہے ' اسکے ملاحظہ فرمانے کے بعد امید ہے کہ جناب مطمئن ہوگئے ہونگے -

خلیفہ مامون الرشید

اور الزام قتل امام رضا (ع)

از جناب مولانا مرتضیٰ الحسینی لکھنوی

آپکے اخبار گوہر بار میں مجھکو ایک عجیب و غریب مناظرہ دربارۂ خلیفۂ مامون رشید عباسی نظر آیا - جناب کے صحیفہ معلکمہ میں بڑی نزاکت اور باریک بینی اور اعتدال سے کام لیا ہے جو ضرور قابل تحسین و آفرین ہے ' مگر افسوس کرتا ہوں کہ مجھے نہ پورا اتفاق جناب کے مقالۂ معلکمہ سے ہے ' نہ اوس فریق سے ' جو جزم کرتا ہے کہ مامون رشید نے امام رضا علیہ اسلام کو زہر سے شہید کرایا -

اپنے تبدیل لباس سے جو قیاس قائم فرمایا ہے ' میں اوسکے اساس کو مضبوط نہیں سمجھتا ' کیونکہ تبدیل طراز و وضع و لون لباس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ نخواہ اوسنے امام علیہ السلام کو زہر بھی دلوایا ہو - مسائل سیاسی ہمارے زمانہ میں بھی سریع التغیر یا بطی التغیر ہوا کرتے ہیں مگر اوس سے انقلابی تغیر کا قیاس قائم کر لینا ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا - مثلاً قانون اخبارات کو ملاحظہ فرمالیے کہ اوسنے کتنے ہی رنگ بدلے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گورنمنٹ کی نسبت یہ قیاس قائم کیا جاوے کہ محبان وطن اور فدایان آزادی کے قتل عام کا حکم دیدیا ہو - گو اونکو جہاز پر سوار کرکے غائب کردینا اور کسی دور و دراز جزیرہ میں قید کر دینا ' جہاں ہوے وطن کا ہزاروں ٹھوکر کھاکر بھی پہونچنا دشوار ہو ' معامل قتل قرار دیا جاوے ' مگر معامل اور معامل لہ میں فرق ظاہر ہے -

مامون رشید اس سطوت اور جبروت کا حکمران تھا کہ اگر وہ علانیہ امام علیہ السلام کے قتل کا حکم دیتا تو کوئی چیز اسکے نفاذ حکم میں حائل نہوسکتی تھی در حالیکہ ہارون رشید کی مطلق العنان حکومت قاہرہ سے اہل بیت رسالت سے انحراف کی ہوا وناے عام کی طرح عالم گیر ہو رہی تھی - اس صورت میں کسی فتنہ و فساد

منکر کا خوف بھي دامنگیر نہ تھا تو پھر کسي طرح قرین عقل نہیں ہے کہ مامون الرشید علے الاعلان اظہار محبت و فضیلت اہل بیت رسالت کے بعد' امام علیہ السلام کو ولي عہد بنا کر' اونکو مخفي طریقہ سے شہید کر دیتا -

میري راے میں یہ تہمت مامون رشید پر اون لوگوں کي تھي' جو اوسکي فرط محبت اہل بیت رسالت سے جلتے تھے اور یہ اونکي نہایت باریک و ڈپلومیٹک چال مامون پر حملہ کي تھي -

بہر حال روس کے مظالم اسلام سوز کے ذکر میں مامون رشید کي زہر خورانی کا ذکر علاوہ غیر ضروري ہونے کے ' مسئلہ مختلف فیہ ہونے کي حیثیت سے بھي اولی بالحذف ہے -

اب رہا اون روایات کا مسئلہ' جس میں مامون کي زہر خورانی کا ذکر آیا ہے' تو میں اون روایات کو بمقابلہ درایۃ اور شہادت عقلي کے قابل وثوق نہیں سمجھتا - افسوس ہے کہ عالم سفر میں میرے پاس فن رجال کي کتب نہیں ہیں ورنہ تنقید رجال سے بھي ممکن تھا کہ مامون کی برأت اس الزام سے ثابت کرتا - مجھے خیال آتا ہے کہ جناب سیّد (ابن طاؤس) اور جناب علامہ (قاضي نور اللہ شوستري) بھي میري راے سے موافق ہیں - ناظرین کو غلط فہمي نہو- میں واقعہ زہر خورانی سے انکار نہیں کرتا بلکہ مامون کي شرکت یا حکم سے اس واقعہ میں منکر ہوں -

اصل یہ ہے کہ علاوہ مامون کے دیگر اکثر خلفاء بني عباس کے مظالم اہل بیت رسالت و سادات پر زیادہ سے زیادہ تھے لہذا عام راے شیعوں کي اور اون کے قلوب ایسي روایات کے لیے سریع القبول و الاذعان تھے' اور تنقید و تدقیق و تحقیق پر متوجہ نہوتے تھے' لہذا مامون بھي ایسے الزامات کا نشانہ اس گروہ کے نزدیک بنگیا حالانکہ مامون میرے نزدیک في نفسہ مصلحوں و مامون تھا والسلام -

الهـــلال

صرف تبدیل لباس سے تو یقیناً یہ لازم نہیں آتا ' لیکن یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ سیاسي ضرورتوں سے مامون الرشید کا طرز عمل سادات و علویین کے ساتھہ بدل گیا تھا -

غالباً جناب نے اس تحریر کو بالا ستیعاب ملاحظہ نہیں فرمایا - یہ تو خود اس عاجز نے بھي لکھا ہے کہ واقعۂ ولي عہدي کو ایک حسیسہ و ذریعۂ قتل قرار دینا بالکل قرائن محیطہ اور واقعات سے انکار کرنا ہے - لیکن اصلي مشتبہ حصہ وہ ہے ' جہاں آکر اس واقعہ کي جدولت مامون مشکلات میں گھر جاتا ہے ' اور خود اسکي خلافت معرض خطر میں آ جاتي ہے' حتی کہ بغداد میں ابراہیم کے ہاتھہ پر لوگ بیعت کرنا بھي شروع کر دیتے ہیں - کیا ایسي حالت میں ممکن نہیں کہ وہ اُسي سیاست کے عمل در آمد پر مجبور ہوگیا ہو جو اُس نے بلا اختلاف ذوي الریاستین کے ساتھہ عمل میں لائي ' اور ذو الیمینین کو بھي اسی کا نشانہ بنانا چاہا تھا ؟

تاہم لکھہ چکا ہوں کہ بحالت موجودہ قطعي فیصلہ دشوار' اور نیز غیر ضروري - کچھہ عجب نہیں کہ عام بني عباس میں سے کسي شخص کي یہ کارروائي ہو' جیسا کہ ابن واضح کا بیان ہے -

قرائن محیطہ کے معنے ہیں کسی واقعہ کے وقوع کا ظن غالب پیدا ہو جانا - لیکن عدم وقوع کا خطرہ تو ہمیشہ باقي رہتا ہے -

فن رجال کي کتابیں اس بارے میں اس سے زیادہ غالباً کچھہ نہیں بتلا سکتیں -

اتفاق سے اس وقت (مجالس المومنین) وغیرہ ملي نہیں - کہیں کتابوں میں ہے - اب جناب نے اس طرف توجہ دلائي ہے تو کتب شیعہ کو بھی بوقت فرصت اس نظر سے دیکھونگا -

شمس العلماء مولانا شبلي نعمـاني

اور مسئلہ الندوہ

— * —

از جناب سید علي نقي صاحب (امروہہ)

مولانا ! السلام علیکم -

الہلال کي جو آزادانہ ' بے باکانہ ' اور غیر طرفدارانہ رفتار اسوقت تک رہي ہے ' اور آپ کي ذات سے اوس کے متعلق قوم کو آیندہ کي نسبت جیسي توقعات ہیں' وہ میري ناچیز شہادت کي محتاج نہیں - لیکن میں اسقدر عرض کرنیکي معافي چاہتا ہوں کہ اگرچہ الہلال کي خریداري کا شرف بہت کم مسلمانوں کو حاصل ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ مسلمانان ہند کا ایک کثیر حصہ خصوصاً آزاد خیال مسلمانوں کا ایک گروہ کثیر الہلال کو بیحد شوق کے ساتھہ دیکھتا ہے - اور یہ دیکھنا معمولي طریقہ کا نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا جماعت اوس حسن عقیدت کیوجہ سے جو اوسکو الہلال اور اوس کے قابل فخر اڈیٹر کے ساتھہ ہے ' یقیناً اوسکو اس نظر سے دیکھتي ہے' جسطرح کسي بہترین مشیر کے قابل اعتماد مشورے دیکھے جاتے ہیں -

میرا عقیدہ ہے کہ آپ اپني اوس ذمہ داري کو کافي سے بھي زیادہ محسوس کرتے ہیں جو الہلال جیسے رسالہ کے اڈیٹر ہونیکي حیثیت سے مذکورہ بالا اعتماد کے لحاظ سے آپ پر عاید ہوتي ہے - ایسي حالت میں یہ امر کسیقدر حیرت انگیز ہے کہ الہلال نے اسوقت تک ندوہ کے موجودہ ناگوار واقعات کیطرف ذرا توجہ نہیں کي - ابتک تو یہ کہکر دل کو سمجھالیا گیا ہے کہ زیادہ وقت نہیں گذرا - ممکن ہے کہ آیندہ آپ کچھہ لکھنے والے ہوں - مگر آپ مجھسے زیادہ جانتے ہیں کہ دنیا میں بدگمانوں کي کمي نہیں ہے اور اب یہ خیال ترقی کرنے والا ہے کہ آپکے اور مولانا شبلي کے باہمي تعلقات نے آپکو اون کے خلاف کچھہ لکھنے کي اجازت نہ دي - کیا آپ براہ کرم اس عریضہ کو معہ مندرجۂ ذیل سوالات کے الہلال میں جلد سے جلد درج فرما کر مجکو مشکور اور پبلک کو اس معاملہ کے متعلق اپنے قابل عمل اور آزادانہ راے سے مطلع فرما کر ممنون فرمائینگے ؟

(۱) مولوي عبد الکریم سلارم ندوہ کے معاملہ میں جو روش مولانا شبلي صاحب نے اختیار کي ہے ' اگر وہ تحریریں صحیح ہیں جو اسوقت تک مسلم گزٹ میں اسکے متعلق شایع ہوئي ہیں ' تو آپ کا خیال مولانا شبلي صاحب کے اس طرز عمل کے متعلق کیا ہے ؟

(۲) آیا آپکو کچھہ ایسے واقعات معلوم ہوے ہیں جو مسلم گزٹ کي تحریرات کے خلاف ہوں اور مولانا شبلي کي طرف سے بطور ڈیفنس کے پیش ہو سکیں -

(۳) آپ کے اس معاملہ کي طرف توجہ نکرنیکي وجہ کیا ہے ؟

الهـــلال

جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا کمال شکریہ ' اور استدعاء دعاے حصول استقامت' و توفیق خدمت' و اعمال صالحہ : و اللہ یہدي من یشاء الي صراط مستقیم -

جس دن جناب نے یہ خط لکھا ہے ' امید ہے کہ اُسي دن گذشتہ اسعت کا الہلال پہنچ گیا ہوگا اور اسمیں ایک نوٹ اس معاملے کي نسبت نظر مبارک سے گذرا ہوگا -

جناب نے " ذاتي تعلقات " کا ذکر کیا ہے - ایک مدت تک ہم اپنے اعمال میں ان چیزوں کے عادي رہے ہیں' اسلیے یہ لفظ بکثرت زبانوں پر چڑھگیا ہے اور ہمیشہ سامنے آجاتا ہے ' مگر میں تو اسے سنتے سنتے اب کچھہ اُکتا سا گیا ہوں - یہ " ذاتي تعلقات " کیا بلا ہے' جو ہمیشہ لوگوں کی زبانوں پر آتا ہے ؟ میں نہیں سمجھا سکتا کہ اسکا مطلب کیا ہے ؟ آپ کہتے ہیں کہ ذاتي تعلقات' میرے

مقالات

کہتا ہوں کہ جو نفس خبیث و شریر حق و صداقت کے معاملہ میں ایک منٹ ' ایک لمحہ ' ایک عشر لمحہ کیلیے بھی ذاتی تعلقات سے متاثر ہوتا ہے ' یہی نہیں کہ وہ ایک کمزور ' معصیت آلود ' اور مستوجب صد تعزیر ہستی ہے ' بلکہ یہ ' کہ میرے عقیدے میں وہ مومن و مسلم ہی نہیں - اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو ہمارے خدا نے بتلا دیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین و الاقربین ' ان یکن غنیا او فقیرا ' فاللہ اولی بہما ' فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا و ان تلوا او تعرضوا ' فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (۴ : ۱۳۴)

اے مسلمانوں ! استقامت اور مضبوطی کے ساتھ عدل و انصاف پر قائم رہو ' اور اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر گواہی دو ' گو وہ خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہو - اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر ہے تو اللہ انکے لیے سب سے بڑھکر ہے ' پس تم انکی خاطر ہوائے نفس کی پیروی نہ کرو کہ لگو حق سے انحراف کرنے - اور اگر صاف صاف گواہی نہ دوگے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے تو یاد رکھو کہ جو کچھہ تم کرتے ہو ' خدا اس سے با خبر ہے -

پھر جس عالم میں خود اپنے نفس کی محبت اور والدین و اقربین کی قدرتی الفت کی نہیں چلتی ' وہاں یہ " ذاتی تعلقات " کیا چیز ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ مدتوں کی نفس پرستی نے ہم لوگوں کے اعمال ہی کو نہیں بلکہ ہمارے جذبات کو بھی پست کر دیا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی بلند شے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - لیکن میں جناب کو اور جناب کے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دنیا میں میرے لیے صدہا آزمایشیں ہیں ' مگر یہ مزعومہ تعلقات کی منزلیں تو میرے لیے کچھہ کڑی نہیں ہوسکتیں - جو منزلیں کہ آگے والی ہیں ' اور الحمد للہ کہ جنکا وقت اب دور نہیں سمجھتا ' انکے لیے البتہ دعا کیجیے کہ خدا تعالی استقامت روزی فرمائے - باقی رہے باہمی تعلقات و ملاقات اور صحبت و ارتباط ' تو تعجب ہے کہ لوگوں کو اسکا تصور نہیں شرماتا ؟ کیا وہ اس پیمانے کو ہاتھہ میں لیکر ضمناً یہ نہیں بتلادیتے کہ خود انکا ظرف پیمایش بھی اتنا ہی ہے ؟

بھائی ! مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں ' اسکی ابھی آپ لوگوں کو خبر نہیں - شاید کچھہ عرصے کے بعد حقیقت حال زیادہ روشنی میں آجاے : فانتظروا ' انی معکم من المنتظرین (۱)

تو رطوبی ' و ماؤ قامت دوست !
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست !

فیا لیت قومی ' یعلمون بما غفرلی ربی ! ! (۲)

(۱) اگر وہ تحریریں اور انکے الزامات صحیح ہیں ' تو جیساکہ لکھہ چکا ہوں ' اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے ایسی سخت کمزوری دکھلائی ' جسکا صحیح انکی نسبت کبھی خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا - یقیناً قوم کو حق ہے کہ بصورت صحت اسے مواخذہ کرے اور پوچھے کہ ایسا کیوں کیا ؟

(۲) میں نے اسی خیال سے مولانا کی خدمت میں خط لکھا تھا ' معلوم ہوا کہ بیمار ہیں - باقی جو کچھہ عرض کرنا ہے اسے شذرات میں لکھونگا - (۳) گذشتہ پرچے میں لکھہ چکا ہوں -

(۱) پس آنے والے وقت کا انتظار کرو ! تمہارے ساتھہ میں بھی انتظار کرتا ہوں -
(۲) اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے گناہوں سے درگذر کرکے میرے رب کریم نے مجھپر کیا کچھہ ایسا لطف و کرم مبذول فرمایا ہے ! !

ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان

— * —

از مراسلہ نگار ادیب صاحب امضا

— * —

یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا و ما یذکر الا اولو الالباب (سورۃ بقر - رکوع ۳۶)

(اللہ تعالی) عطا فرماتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے ' اور جسکو حکمت ملی ' بس اسکو خیر کثیر ملی اور صاحبان فہم و فراست ہی غور و فکر کرتے ہیں

—:○:—

فی الحقیقت ' حکمت ایک نعمت عظمی ہے جسے پروردگار عالم اپنے خزانۂ کرم سے بندہ کو عطا فرماتا ہے ' لیکن جن وسائط و وسائط سے یہ نعمت ہم تک پہونچتی ہے - وہ ہم سے دور نہیں ' بلکہ ہمارے اندر اور باہر ہی موجود ہیں :

درست نزدیک ترازمن بمن است
زین عجب ترکہ من ازوی دورم
چہ کنم با کہ توان گفت ' کہ او
در کنار من و من مہجورم

ہر وہ سانس جو باہر سے اندر ' اور اندر سے باہر جاتا ہے ' ایک حکمت پژوہ دماغ کے لیے پیغام بصیرت ہے ' اور اگر ہر خاکریزہ ایک معرفت سنج ہاتھہ کے لیے اپنے اندر حقیقت شناسی کی آواز رکھتا ہے تو ہر سبز پتہ بھی ایک حقیقت شناس نظر کے لیے سرتاسر صحیفۂ حقائق و معارف ہے !

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار

اسمیں شک نہیں کہ تحقیق حق کی راہ مغالطات کے کانٹوں سے خالی نہیں ' بارہا تفتیش و تجسس نے گمراہ ہوکر حق کو باطل اور باطل کو حق ' اور سایۂ درخت کو درخت سمجھہ لیا ہے :

ازاں حساب تو ہر دم تفاوتی دارد
کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمانی

لیکن کیا راہ بھول جانے کے امکان پر راستہ چلنا چھوڑ دیا جائے ؟ اور کیا ان کج احتمالیوں کی بنا پر منزل مقصود ہی سے روگردانی کر لیجائے ؟ ایک تحقیق پیما قدم کا یہ شیوہ نہیں کہ ساکن رہے (چہ جائیکہ پیچھے ہٹے) بلکہ اسکا عین مذہب یہ ہونا چاہیے کہ جادۂ حق طلبی میں ہمیشہ سرگرم رفتار رہے اور اسوقت تک دم لینا کفر سمجھے ' جب تک کہ شاہد منزل سے ہم آغوش نہ ہو جاے - پس چاہیے کہ تحقیق حق اور ابطال باطل کی راہ میں طلب صادق اور قدم راسخ رہے ' اور اپنے گرد و پیش ' انسان ہمیشہ ایسے اسباب جمع رکھے ' جنسے جذبۂ استعلام و استکشاف دائم مشتعل ' اور کبھی سرد نہ ہونے پائے -

موجودہ ہندوستان جو یکسر صفحۂ بصیرت ہے ' اگر ہماری آنکھیں اور پر ہوتے ' تو نہ معلوم ہمکو کہاں کا کہاں پہونچا دیتا ؟ لیکن افسوس کہ اگر سیاہ بختی کے حکم سے پست ہمتی کی نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیر دیئی ہے ' تو عملت کے زہر سے حرکت پا بھی یکقلم سلب ہے - اگر سنہ ۱۹۱۳ - میں (لی بان) کا دماغ ہندوستان میں ہوتا تو دیکھنا تھا کہ ایسے کیسے نظریات گوناگوں مستنبط کرتا اور کیا کیا ترمیمات اور اضافات اپنے اس نظریہ میں کرتا ' جسپر

هم هندوستان کي موجودہ حالت کے نقطۂ نظر سے ' ذیل میں ایک اجمالي ریویو کرنا چاهتے هیں :-

(گستولي باں) فرانس کا مشهور و معروف فلسفي هے - علم النفس اسکي تحقیقات کا تا حشر شرمندۂ احسان رهیگا - لي باں پهلا شخص هے جسنے منظم اور مرتب شکل میں اس امر کو دکهایا که جماعت کے نفوس کے حالات و واردات ' ایک منفرد نفس کي کیفیات و معاملات سے بالکل مباین هیں - اس موضوع پر لي باں نے ایک نهایت مبسوط رساله لکها هے ' جسکا ترجمه عربي میں بهي باسم " روح الاجتماع " هوگیا هے - یوں تو دیگر نفسیین (Prychologists) کے یهاں بهي نظریه " روح الاجتماع " کا (جس سے هم آگے چلکر تفصیلي بحث کرینگے) مواد پایا جاتا هے لیکن اسکو ایک منظم صورت میں پیش کرنے اور اسکي تدوین و تلفیق اور توضیح و تشریح کا سهرا لي باں هي کے سر هے -

مصنف موصوف کا دعوی هے (اور اس دعوے کي آجکل پیش آنے والے واقعات نے غیر مشتبه طور پر تصدیق کردي هے) که چند افراد کا کسي خاص مقام پر کسي غرض سے مجتمع هوجانا ' انکي انفرادي شخصیت کو معدوم کر دیتا هے ' اور منفرد اذهان کي باهمدگر ترکیب و امتزاج سے ایک مستقل ذهن طیار هوتا هے اور ایک قائم بالذات روح ترکیب پاتي هے - اب اس نئے ذهن اور اس جدید نفس مرکبه کے افعال و کیفیات کے اصول ' منفرد نفوس سے بالکل جدا گانه اور مستقل هوتے هیں - اس جماعت میں داخل هونے اور اسطرح اسکا جزو بن جانے کے بعد جو کیفیات ایک فرد کے ذهن پر طاري هوتي هیں ' وہ اسکے ذهن کے ذاتي اصول کے مطابق نهیں هوتیں بلکه " روح الاجتماع " کے اصول کے تابع هوتي هیں ' اسکا دماغ اسکے قابو میں نهیں رهتا - اسکي کوئي ذاتي اور شخصي راے نهیں هوتي ' بلکه جو جماعت کي راے هوتي هے وهي اسکي بهي راے هوجاتي هے - وہ مثل ایک ذرے کے هے ' جو ایک تودۂ ریگ میں داخل هوجانیکے بعد هوا کے دست برد سے اپنے تئیں محفوظ اور قائم نهیں رکهه سکتا ' اور جس طرف باد تند تودے کو اڑاکر لیجاتي هے ' اسي طرف چار و نا چار اسکو بهي اڑجانا پڑتا هے - اس نظریه کے مطابق ارسطو اسپرٹ تک ارسطو هے ' جب تک که وہ تنها اور جماعت سے علحده هے ' لیکن جب وہ تودۂ جماعت میں شریک هوگیا ' تو وہ ایک ذرۂ بے مقدار هے اور اسکا فضل و تفلسف جهالت اور حماقت سے بدلے بغیر نهیں رهسکتا اسلیے که جماعت کے خصائص معلومه میں سے یه ایک نمایاں خصوصیت هے که مادۂ غور و فکر مفقود هوجاتا هے اور اسکے فقدان سے جو جگه خالي هوجاتي هے اسکو تخئیل اور امیجیشیں پُر کر دیتا هے - یعني جماعت میں عقل کم اور جذبات زیاده ' غور و خوض مفقود ' اور فعل و عمل موجود هوتا هے - جماعت کے مزاج میں ضد اور هٹ بے انتها هوتی هے اور هر خیال ' قوت سے فعل میں منتقل هونے کے لیے سخت مضطرب رهتا هے - اسي بنا پر لي باں نے جماعت کو بچے اور عورت سے تشبیه دي هے - بچے کیطرح ' جماعت میں بهي قوت فاعله زیاده هوتي هے اور اس لحاظ سے (علي گڈه یونیورسٹي) کے هنگامے میں ' اگر پبلک نے لیڈرونکي گاڑیاں کهینچي هیں ' اور اسپ خواصي ظاهر کي هے ' تو همارے لیے مطلق تعجب کي بات نهیں -

هم نے اپني انکهه سے دیکها که اس هنگامه میں مختلف صورتونسے اظهار گرمجوشي میں هندو بهائي بهي شریک تهے - کوئي اسکو بے تعصبي سمجهے ' لیکن همکو تو یه سب لي باں کے اس مقوله کي تفسیر هي معلوم هوتي هے که :

جماعت کے افراد عام اس سے که وہ مختلف المذاهب هوں یا متحد المذهب ' جب ایک جگه (۱) کسي خاص شورش انگیز مقصد کے لیے جمع هو جاتے هیں تو ایک هي رنگ میں ڈوب جاتے هیں اور سب کا مطمع خیال اور محور عمل ایک هي هوتا هے - پاني کي طرح جماعت بهي ایک هي سطح چاهتي هے -

حقیقت یه هے که جماعت کے هر فرد کي حالت مسمریزم کے معمول کي طرح هوتي هے اور اسکے تمام حرکات اور افعال اراده سے بالکل معرا هوتے هیں - پس جو کچهه وہ اپنے گرد و پیش هوتے دیکهتا هے خود بهي وهي کرنے لگتا هے - اُسکو اس امر کا بالکل احساس نهیں هوتا که وہ هندو هے یا مسلمان - عیسائي هے یا یهودي ' اور جو کچهه وہ کر رها هے اسکي ملت ' مذهب ' اور قومیت کے موافق هے یا مخالف ؟

جماعت نادان ' ساده لوح ' حماقت شعار اور ضدي هونے کے ساتهه شدت سے مبالغه پسند بهي هوتي هے ' اور اخبارون (۲) نے یونیورسٹي کے کارکنوں کي ادنی ادنی خدمات کي نسبت جو نثرے قصیدے چهاپے هیں ' وہ ایکطرف تو اس دعوے کے مصدق هیں که جماعت کے مزاج میں اغراق اور غلو کا خلط نهایت غیر معتدل درجه پر هوتا هے ' اور دوسري طرف انکي قبولیت عامه اس امر کي موثق هے که جماعت مبالغه اور حقیقت میں تمیز نهیں کر سکتي -

چونکه جماعت کا دماغ اک فرد کے دماغ سے علیحده اور مختلف هوتا هے اسلیے ' اسکا طریق استدلال بهي نرالا ' اور اسکي منطق بهي انوکهي هوتي هے - جماعت کا طرز استدلال همیشه مثالي اور اکثر سرسري اور سطحي هوتا هے - جماعت کے نزدیک کوئي وجه نهیں که بلور کا ٹکڑا منهه کے اندر نه گهلے ' در انحالیکه برف کا ٹکڑا جو اسکے مشابه هے منه میں گهل جاتا هے !!

اس بنا پر مجاز بیاني اور استعاره طرازي جماعت کے لیے جسقدر پر اثر هو سکتي هے ' دوسرا طریقۂ بیان نهیں هو سکتا - یهي سبب هے که جماعت همه تن تخئیل هوتي هے ' اور اسلیے وہ همیشه اس شے سے متاثر هوتي هے جو عقل و فکر کي جگه تخئیل سے اپیل کرتي هو - اسکے ساتهه هي اگر تحریر یا تقریر میں مخاطب جماعت کے معتقدات اور جذبات کا بهي لحاظ رکها جائے ' تو اسکا اثر دگنا هو جاتا هے - مثلاً مسلمانوں کے لیے اس سے زیاده موثر طریقۂ استدلال نهیں هو سکتا که کبری همیشه قران مجید کي کوئي آیت یا حدیث هو ' اور صغری وہ شے اور وہ بات هو ' جو موضع ترغیب یا معرض ترهیب هے - ان دونوں نکتوں کو ملحوظ رکهکر چند دنوں کے عرصه میں (الهلال) نے جو حسن قبول حاصل کرلیا هے ' وہ محتاج ذکر نهیں -

آیات قرآنیه اور حدیثوں کے بعد وہ ضرب الامثال ' مقولے ' کهاوتیں ' اور اشعار جو هماري سوسائٹي میں رائج هیں ' هماري لیے حجج راسخه اور دلائل قاطعه کا حکم رکهتے هیں - ممکن نهیں که جماعت مخاطب کے حق میں کسي کهاوت سے استدلال ' اطمینان بخش اور مناسب اور مشهور اشعار کا ایراد تسکین بخش ثابت نهو - حل اس عقده کا یه هے که اول تو فطرتاً هم هر اس شے کے معتقد هوتے هیں ' جس پر همارے آبا و اجداد اعتقاد رکهتے هیں ' اسلیے که علم النفسیات کا یه

(۱) ایک مقام پر جمع هونیکي شرط مقبول هے اسلیے که جذبات سے جب شورش پیدا هو جاتي هے ' تو افراد کهیں هوں ' جماعت کے تمام خصوصیات کے مظهر تام هوجاتے هیں ' اور روح الاجتماع انمیں حلول کر جاتي هے - یه جماعت کي آنکهوں سے دیکهتے هیں ' جماعت کے کانوں سے سنتے هیں ' اور جماعت کے حواس سے هر شے کو محسوس کرتے هیں - کیونکه انکے ذاتي حواس بالکل معطل هو جاتے هیں -

(۲) اخبار نویس بهي روح الاجتماع کي خصوصیات کے جراثیم سے معفوظ نهیں رهتے ' اسلیے که وہ بهي پبلک کا ایک جزو هوتے هیں - (منه)

ایک مسلمہ ہے کہ عادات ' اطوار ' امراض کیطرح ' عقائد بھي اسلاف کے اخلاف کي طرف وراثتہً منتقل ہوتے ہیں - اس انتقال کو علم الحیات کي اصطلاح میں" ایراث " (Lawy heredity) کہتے ہیں - پس اصول ایراث کي بنا پر ضرور ہے (۱) کہ ہمارے اجداد و اسلاف کا جو عقیدہ تھا ' ہمارا بھي وھي عقیدہ ہو' اور جسکو وہ قطعي اور بدیھي سمجھتے تھے' ہم بھي اسکو قطعي اور بدیھي سمجھیں - اور جب یہ معتقدات بطور حجت ہمارے روبرو پیش کیے جائیں ' تو ہم بے چون و چرا اسیطرح تسلیم کرلیں جسطرح ہمارے آبا و اجداد تسلیم کرلیا کرتے تھے - یہ ایک تقاضاے فطرت ہے جس پر انسان مجبور و مجبول ہے -

علاوہ بریں حیات و تجربہ انسانیہ میں ان مفعولوں کا بتواتر اور بہ کثرت استعمال ' جبلي اثر سے قطع نظر' بجاے خود ایک اثر حجۃ اور فائدۂ دلیل ہے - اور جماعت کے سامنے ایک دعوے کو محض بار بار دھرا دینا ھي' اپنے اندر سیکڑوں دلائل اور ہزاروں براھین رکھتا ہے - اگر اس ادعاے محض کے تکرار کے ساتھہ لہجہ تحکمانہ اور مدعیانہ ہو' تو جماعت کے متاثر و معمول نہو جانیکي کوئي وجہ نہیں -

نپولین کا قول ہے : " فن خطابت کے صنائع و بدائع میں تکرار مفاہیم اور اعادۂ مطالب یعني ایک ھي بات کو بار بار پیش کرنے سے زیادہ کوئي دوسري شے پر اثر' اور کوئي دوسرا آلۂ تاثیر نہیں" یہ صرف ایک شے کے پے درپے دماغ کے روبرو پیش ہونے ھي کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ جنکا یہ نہایت راسخ عقیدہ ہے کہ اشتہاري چیزیں ہمیشہ خراب ہوتي ہیں' اور وہ لوگ جو تمام عمر اسکا وعظ کرتے رہے کہ اخباري اشتہارات ہمیشہ خدع و فریب پر مشتمل ہوتے ہیں' اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسي کثیر الاشاعۃ اشتہار کے تواتر سے غیر محسوس طور پر اس طرح مرعوب و معمول ہوجاتے ہیں' کہ جب اُنکو اس شےکي ضرورت ہوتي ہے تو بے ساختہ اسي کارخانہ کو آرڈر دیدیتے ہیں ' جسکا اشتہار شب و روز اخباروں اور رسالوں میں اور شہر کي دیواروں اور اسٹیشنوں پر چسپاں دیکھا کرتے ہیں - یہ ایک شے کے متواتر روبہ پذیر ہونے کا ادنی کرشمہ ہے -

جماعتوں کي حالت اکثر یہ دیکھي گئي ہے کہ اولاً چند افراد مقرر کي خطابت سے اثر پذیر ہوتے ہیں ' لیکن اِدھر یہ متاثر ہوئے اور اُدھر یہ اثر مرض متعدي کی طرح تمام جماعت میں پھیل گیا - ایسے موقعوں پر نکتہ رس خطیب ہمیشہ آشتي جوئي کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنے استمالت آمیز فقروں سے تالیف قلوب کرتے ہیں' اُسکے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں -

لي باں لکھتا ہے کہ جماعت کي طبیعت کي اُفتاد کچھہ اس قسم کي واقع ہوئي ہے کہ وہ ثبات و استقامت کے ہر مثال اور صبر و استقلال کے ہر نمونے کے قدموں پر (خواہ وہ کسي حال میں ہو اور کہیں ہو) اپنا سر نیاز اور جبین عقیدت رکھتی ہے - وہ اپنے معتقدات و خیالات میں اپنے لیڈر کا یکسر آئینہ بن جاتي ہے - جو عقائد و خیالات لیڈر کے ہوتے ہیں ' بعینہ وھي عقائد و خیالات اسکے بھي ہوجاتے ہیں ' اور اسکي قوت نقد و اعتراض ' لیڈر کے رعب و جبروت کے اثر سے قطعاً مفلوج و مسلول ہوجاتي ہے - جو حرف لیڈر کے منہ سے نکلتا ہے اسکو حیرت کي آنکھوں ' یقین کے کانوں ' اور عزت کے دل سے سنتي ہے - وہ ایک آلہ معطل ہے جسکو اسکا لیڈر جسطرح چاہے استعمال کرے - وہ مسمریزم کا ایک معمول ہے جسکو اسکا لیڈر جو خواب چاہے' دکھادے' اور وہ ایک بے جان لاش ہے جسکو اسکا لیڈر جس کروٹ چاہے لٹادے' اور جس رخ چاہے پھیر دے !

لیکن استقامت و استقلال کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھي ہیں جو جماعت پر کبھی کبھي مسلط ہوجاتي ہیں ' یہ قوتیں مال و دولت اور جاہ و مرتبت ہیں - گو اسمیں شک نہیں کہ انکا تسلط ہنگامي اور عارضي ہوتا ہے' مگر اس امر سے بھي انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس لیڈر کو کمان دولت نے بلند پھینک دیا ہے ' جماعت بھي اس لیڈر کو گرنے اور زمین بوس ہونے تک نہایت حیرت آگین نظروں سے دیکھتي رہتي ہے -

لي باں کہتا ہے کہ لیڈر کے رعب و دبدبۂ و سطوت اور جبروت و شان و اقبال کو صدمہ پہونچانیوالي چیزوں میں ناکامي کا نمبر سب سے اول ہے - اقبالمندي ایک شیشہ ہے ' جو ناکامیابي کي ٹھیس کا متحمل نہیں ہوسکتا - لیڈر کو جہاں کسي پبلک کام میں ناکامي ہوئي ' اور معاً اسکے جناب اقبال نے آنکھیں بند کرلیں - اِدھر ناکامی و نامرادي کي ہوا چلي اور اُدھر اعتراضوں کي بوچھاڑ سے تمام گذشتہ خدمات کے پتے ایک ایک کرکے جھڑ گئے' اور گویا ساري ساکھہ اور بھرم ایک نقش بر آب تھي کہ ایک لمحہ کے اندر مٹ گئی ! !

ناکامي کے علاوہ اعتراض في نفسہ ایک اقبال شکن' دبدبہ افگن' اور جبروت فرسا شے ہے - اسلیے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نہایت پاور ہوا اعتراضات نے لیڈري کے شاہ بلوطوں کو جڑ سے اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے -

(مسلم یونیورسٹي) ڈیپوٹیشن کي شکست سے جو صدمہ قدیم لیڈري کي عمارت کے ارکان کو پہونچا ' محتاج بیان و تفصیل نہیں ' لیکن کیا بعض اشخاص (۱) کے بنیاد اعتراضوں کے ہدف نہیں ہوئے ؟ درحقیقت یہي لوگ مثال جامد ہیں لي باں کے اس خیال کے ' کہ اعتراض في نفسہ دبدبہ شکن ہے -

یہ جو کچھہ لکھا گیا ' فرانس سے اُٹھي ہوئي صدا کي ہندوستان سے ایک ضعیف الصوت بازگشت تھي ' ورنہ بیچارے ہندوستان میں ابھي یہ تاب و تواں کہاں' کہ اپني ذاتي آواز بلند کرسکے ؟ اس غریب کے پاؤں میں اتني طاقت کہاں کہ بغیر یورپ کي دستگیري کے کوچۂ علم میں ایک قدم بھي چل سکے ؟ اور اس حسرت زدہ کي آنکھوںمیں اتني بصارت کہاں کہ بغیر یورپ کي عینک کے کچھہ دیکھہ سکے ؟ آج جو کچھہ اسکے ہاتھہ میں ہے ' یورپ کا عطا کیا ہوا ہے ' اور اسوقت جو کچھہ اسکے جیب و دامن میں نظر آرہا ہے' وہ سب کچھہ یورپ کی فیض دستی ' دریا کفي ' ابر فرمائي ' اور بیدریغ بخشي کا صدقہ ہے ' لیکن یہ صدقہ خیرات کب تک ' اور دوسرےکے اُگلے ہوے نوالوں کو نگلنے کا سلسلہ تا بکے ؟

یہ نظریات جو اُوپر لکھے گئے' سچ پوچھیے تو تمام وکمال' ان واقعات و حوادث کے اندر موجود ہیں جو ہمنے بطور مثال کے پیش کیے - لیکن ہندوستان نے ابھي ایسے دماغ کہاں پیدا کیے ہیں کہ واقعات کے مشاہدہ سے نظریات کا استقرا کرسکیں ؟ ہندوستان نے ابھي ایسے ہاتھہ کہاں پیدا کیے ہیں کہ خاک بیزي تفتیش و تجسس کي تکلیف گوارا کرکے گوہر حقیقت حاصل کرسکیں ؟ اور پھر ہندوستان نے ابھي ایسي آنکھیں کہاں پیدا کي ہیں کہ مشاہدات اور محسوسات کے پس پشت کلیات و مجردات کا جلوہ دیکھہ سکیں ؟ راقم (مفتش)

(۱) بشرطیکہ ماحول یعني گرد و پیش کے اسباب مزاحمت نہ کریں -

(۱) شخصی معاملات ہمیشہ رد و تردید اور جواب الجواب کي پیچیدگیوں میں مصروف ہوتے ہیں - ہم اس ضمن میں اسي مکروہ مناظرہ اور مکابرہ میں پڑنا نہیں چاہتے - اس مضمون کے لکھنے سے جو ہمارا مقصد ہے وہ ظاہر ہے - [illegible] مناقشہ نہیں بلکہ مطالعہ و مظاہرہ اور کردو داں پہلے تک چند خیالات کا پیش [illegible] ہے ' اور اسي کو ہم اپنا فرض حیات سمجھتے ہیں - (مدیر)

ادبیات

عرض تمنا

ہوگئیں مدتیں ہمیں، خستہ و ناتواں بنے * شب کو زمانہ ہو گیا، روز پہ حکمراں بنے
خوب تماشا کر چکے، بسمل ناز کا حضور * غیر بھی اے شہ حرم! مورد امتحاں بنے
جنبش سوزن مژہ، آپ کی ہو جو چارہ گر * ابتری، تا بہ اب دل، دفتر لامکاں بنے
میری خموشیاں بنیں درس دہ فغان حشر * رفعت فطرت رسا، حسرت پرفشاں بنے
ریش جبیں مرا بنے ریزش سجدۂ نیاز * میری فتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چھیڑ دے وہی، سرعت نشتر جنوں * یہ جرس شکستہ پھر، نالہ کا ہمعناں بنے
پھونک ہی ڈالیں قلب کو، حسن کی جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق ہی، رونق آشیاں بنے
ناخن غم سے ہو بندھا، رشتۂ دوق بیدلی * نقش خلش سے صورت حسرت صد نشاں بنے
قلب کی شعلہ پروری، ہو کے رہے حریف برق * سعی جنوں کا حوصلہ، رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد ہو، محرم جادۂ خلش * بزم تپش میں وسعت لذت کشتگاں بنے
ہر رگ و پے میں ڈوب جائے، شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا مری، نالۂ استغاں بنے
اشک سے آبیاریے، گلشن درد مند ہو * چشم بھی خونچکاں رہے، سینہ جو گلفشاں بنے

سینہ میں دل اگر رہے، حجلۂ آرزو رہے
منہ سے اگر نکل پڑے، شوق کی داستاں بنے

(نیاز محمد "نیاز" فتح پوری)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کار حرم چلے گا کیا، دیر کے التفات سے * مجھکو بچائے میرا رب ایسے تعلقات سے!
آپ بہت چھپاتے ہیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پھر بھی ٹپک رہا ہے کفر آپکی بات بات سے!

* * *

یہ کہتا نہیں میں، کہ گردوں نے ہمکو * مسلمان رہنے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ، کہ اوضاع ملکی نے ہم کو * مسلمان رہنے کے لائق نہ رکھا

غزل

امشب این غلغلہ در کوچہ و بازار افتاد * کہ فلان می زد و بیخود شد و سرشار افتاد
سخن از صومعہ و اہل ورع چند کنی * کہ مرا کار بآن چشم قدح خوار افتاد
بسکہ غارت گر حسن تو جہان برہم زد * یوسف از خانہ بدر جست و بہ بازار افتاد
چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر من * بادہ بیرون فتد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مہر زخوبان نتوان داشت طمع * کہ مرا کار بہ ایں طائفہ بسیار افتاد
معتسب از پی و، جمعی ز حریفان بہ کمین، * (شبلیا) رندی پنہان تو دشوار افتاد

مراسلات

بحضور لامع النور اعلی حضرت همایوني
شهنشاه گیتي پناه فلک بارگاه سلیمان جاه
ظل الله **سراج الملة والدین** والي دولت
خدا داد افغانستان خلد الله ملکه

بعد از حمد فراوان احکم الحاکمین که تصرف هیجده هزار عالم درحیطهٔ قدرت اوست و درود نامحدود برسید کائنات خیر البشر که زبان قلم وقلم زبان قاصر از منقبت او - کمترین کنیزکان ' مادر کور بخت ڈاکٹر عبدالغني و مولوي نجف علي و محمد چراغ که سرمایهٔ حیات این مسکینه و قرة العین این عاجزه بودند و حالا در زندان کابل اسیر هستند ' بصد عجز و ادب و هزاران تضرع و الحاح گریه وزاري خود را بسامع اجلال اعلی حضرت شهنشاهي رسانیده عارض است که از راه مراحم خسروانه فرزندان این مبتلای آلام را از حبس مخلصي عنایت فرمایند - این عاجزه نمي گوید که ایشان بے قصور هستند - خدای علام الغیوب جلة عظمته مي داند که حقیقت حال چیست " ان الله علیم بذات الصدور " آنچه این مسکینه توجه عالیه اعلی حضرت همایوني بدان منعطف کردن مي خواهد این است که حضرت حق سبحانه و تعالی چندین ذنوب صغار و کبار بندگان تقصیر پیشه را عفو مي فرماید و حسابی ازان در نمي گیرد حضرات سلاطین بر صفحهٔ زمین نائبان کردگارند : هوالذي جعلکم خلائف فی الارض - لاجرم ایشان را نیز صفت عفو صفح و رحم وکرم کار باید فرمود " والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین " این عاجزه را از جهت مفارقت فرزندان که لخت جگر این مسکینه اند و از مدت پنج سال درزندان معبرض اند خراب و خور حرام گشته شب و روز نذر گریهٔ و بکا میگردد تا بحدیکه از افراط ناله و اشکباري چشم سفید و بصارت زوال پذیرفته پیش ازین طاقت مهجوري اولاد کبد خویش ندارم - و لهذا بذریعهٔ این عرض داشت اظهار حالت زار خود نموده و اسماء پاک خدای عزوجل و رسول اکرم صلی الله علیه وسلم را وسیله آورده ملتمس مراحم خسروي هستم - توقع واثق از حضرت علیاء شهنشاهي بفحوای " ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء " بر حال خستهٔ این عاجزه ترحم فرموده فرزندانم را از حبس نجات عنایت خواهند فرمود - ارحم ثم ارحم یا امیر المؤمنین ! فانت اهل لذلک تخلقوا باخلاق الله - ان الله بالناس لرؤف رحیم - زیاده بعزادعیهٔ ترقي عظمت و جبروت و تخلید ملک و سلطنت چه عرض نماید -

عرض داشت

عاجزه والدهٔ ڈاکٹر عبد الغني
ساکن جلال پور جٹاں - ضلع گجرات (پنجاب)

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

کھلا پیغام

مسلمان لیڈروں کي خدمت میں

— * —

بزرگان قوم ! السلام علی من اتبع الهدی -

جس شمع سے شبستان اسلام کي تجلي سمجھي جاتي تھي وہ اب ٹمٹمانے لگي هے - اسلام یورپ میں چند دنوں کا مهمان هے اور ایشیا میں بھي اسے دیر تک اطمینان حاصل نہیں رهنے کا - هماري بربادي کے سامان آنکھوں کے سامنے صاف جھلک رهے هیں - اسپین میں زوال قوة اسلام کي داستان پھر تازه هو رهی هے - گرد و پیش کے آثار و قرائن سے مستقبل اسلام پر آپ خود مجھ سے بہتر حکم لگا سکتے هیں ' اور یہ حقیقتیں آپ پر مجھ سے کہیں زیادہ روشن هیں - جو هونا تھا هوچکا ' اور جو کچھ هونے کو هے وہ بھي معلوم هے - اب سوال یہ باقي رهتا هے که مسلمانوں کو کسي غیبي امداد کے انتظار میں چپکے بیٹھے راہ تکنا چاهیے ؟ اپني موجودہ حالت یا جو صورت زمانہ قائم کردے اس پر صابر و قانع هوجانا چاهیے ؟ یا هاتھ پاؤں مارنا چاهیے اگر گنجایش هو ؟

اس وقت کروروں مسلمان ایسے هیں جو سلطنت ترکي کے زوال کو اسلام کا زوال سمجھ کر ایمان برباد کر رهے هیں - اور نادانوں کے دل سے هو رهے هیں - بهتیرے سہل اعتقاد اور سادہ لوح مسلمان امام مهدي کے ظهور کو سر پر سمجھتے هیں - مگر در حقیقت اسلام نہ سلطنت ترکي کا محتاج اور نہ ایران و افغانستان کا - اسلام کا نصب العین کشور کشائي اور حکمراني نہیں هے - اس کا مقصد اصلي اشاعت توحید هے - اس راہ میں اگر مسلمان اور سلطنتیں حائل هوں تو ان کي تسخیر و تغلب کا خیال بھي مسلمانوں کے هم میں دنیا طلبي پیدا هوگئي اور حکمراني کي بدولت جو مقصد اصلي کو بالائے طاق رکھ دیا - اب وہ حال هے کہ زوال سلطنت کو عین زوال اسلام سمجھے هوئے هیں - حالانکہ اسلام ایسے ایسے مفاخر سے بے نیاز هے - جب توحید کي اشاعت کي جاتي هے تو اسلام خود بخود اس کے جلو میں هم رکاب هوتي هے - اور اسلام کو اسکي نہ خبر هوتي هے نہ پروا - اشاعت توحید کي راہ میں کوئي طاقت آج حائل نہیں - آپ کو اب اس مقصد کے لیے کشور کشائي کي ضرورت نہیں - آپ آج تہیئه اور سادے مسلمان بن جائیں - شعائر اسلام اختیار کرلیں - اور اشاعت توحید کے لیے همه تن مستعد هو جائیں تو آج مسلمانوں کي ساري کمزوریاں دفع هوجائیں -

آپ خوب جانتے هیں که کسي قوم کے عروج کے لیے اخوت اور اتحاد باهمي سب سے قوي عنصر هیں - آپ اپني تحریروں اور لکچروں میں اسي کا رونا روتے رهتے هیں مگر آپ کو یہ نہیں معلوم که انهیں مقاصد اور ایسے ایسے سیکڑوں شخصي اور قومي مفاد کیلیے نماز فرض کی گئي هے - مگر کون نماز؟ کبھي کبھي گھر میں چار تکبیریں لگا لینے والي هرگز نہیں - آپ پانچ وقت وضو کرکے مسجد میں تشریف لائیں ' غریب ' مسکین ' مسافر ' بیمار ' مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کھڑے هوکر نماز پڑھیں - اور اقوام عالم کو دکھا دیں که مسلمانوں کے خدائے گھر میں ایک هالي کورٹ کا جج ' اور ایک پنکھا کھینچنے والا قلي - ایک کانسل کا ممبر ' اور مکتب خانه کا میانجي - ایک سید اور ایک بھنگي ' سب ایک هیں - آپ جمعه کے روز جامع مسجد میں آکر نماز پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلیں '

اس طرح آپ عام مسلمانوں کي محبت ' تعظيم ' اور اعتماد ' خريد سکتے هيں - اتحاد و اخوت بے وعظ و پند پيدا کرسکتے هيں اور دنيا کو اسلام کي تعليم مساوات کا تماشا دکھا سکتے هيں - پھر آپ ديکھه ليں که خدا کا وعده جهوٹ نهيں - هم مسلمان تو صرف کهنے کو هيں - ملے توحيد کي لذت سے بيخبر هيں - اگر ايک جرعه همارے حلق سے فرو هوجاے ' تو هم صاف ديکھه ليں که بخت و اقبال هماري خوشامد کرتے هيں - پيچھے پيچھے چلے آتے هيں اور هم پروا نهيں کرتے - کاش همين اس لذت کا کچھه بھي حس هوتا ' جس نے بلال حبشي کو جلتے هوے پتھر پر ننگے بدن لٹايا ' جان دينے پر آماده کيا ' مگر کلمهٔ توحيد سے توبه کيسي ' ايک دم کے ليے چپ رکھنا بھي گوارا نه کيا -

حضرات ! يه همارے اصلي نقص هيں اور يهي مقام ضعف هے ' اسي کي تقويت درکار هے - پھر آپ کو يه منصب حاصل هوگا که مشرکوں ميں توحيد کي اشاعت کريں اور خدا کي مرضي کو پورا کريں - آپ غريبوں اور ان مسلمان بھائيوں کو جنهيں اپني زبان ميں طبقهٔ ادنیٰ کهتے هيں ' اپنے طمطراق ' اپني بد دماغي ' اور کبر سے مرعوب نه بنائيں ' آپ داد خواهوں کے روکنے کے ليے اپني کوٹهيوں پر پياده تعينات نه کريں - آپ وه چال اور وضع اختيار نه کريں جن سے غربا ادب سے ملتے هوے ڈريں اور هچکچائيں - آپ عهد خلافت کي سادگيوں کو ياد رکھيں جب ايک غلام عين خطبه کے وقت حضرت عمر کا دامن پکڑکر کهتا تها " حضرت پهلے آپ اس بات کا جواب دے ليجيے پھر آگے بڑهيے - يه چادريں جو خراج ميں آئي تهيں ' سب کے حصه ميں ايک هي ايک پڑي تهيں - آپ اس قدر بلند قامت هيں - اُس ايک چادر سے عبا ايونکر بنائي ؟ " حضرت عمر نهايت ٹهنڈے دل سے فرماتے هيں : " بڑے بيٹے نے اپنے حصه کي چادر مجھے ديدي هے اور اُسي کو ملاکر يه عبا بنائي هے " تب اُس غلام نے دامن چهوڑکر کها : " ميں مطمئن هوگيا اب آپ اپنا کام کريں - "

ايک دفعه حضرت عمر خطبه کے وقت قوم سے پوچهتے هيں : " اگر ميں راه حق سے الگ جاؤں تو تم ميرا کيا کرسکتے هو " ؟ ايک شخص آگے بڑهکر کهتا هے : " کوڑوں سے سيدها کردونگا " آپ خوش هوکر فرماتے هيں : " ميں اسي جواب کا خواهاں تها - جب تک مسلمانوں ميں ايسے آزاد خيال لوگ موجود هيں ' همیں کوئي ڈر نهيں " اب تو آپ لوگ ايسي باتوں کا نام وحشت رکھينگے مگر يه اُس شخص کے واقعات زندگي هيں ' جس کے عهد ميں اسلام کو سب سے زياده عروج هوا -

هم کو نام بنام پکار پکار کر کهنے ميں کوئي خوف اور تامل نهيں - جب تک هم مسٹر مظهر الحق - مولوي فخر الدين - مولوي عبد المجيد - راجه صاحب محمود آباد - صاحبزده آفتاب احمد خان - مسٹر محمد علي - ميان محمد شفيع - مسٹر غزنوي وغيرهم اور تمام مدعيان ليڈري و دردمندان اسلام کو جو قوم کے وکيل کهلانا چاهتے هيں اور تقرير و تحرير ميں بڑي بڑي باتيں کهتے هيں ' اور اسلام کا نوحه پڑها کرتے هيں ' پانچوں وقت مسجد ميں نه ديکهيں گے ' هم نه انکے کسي قول کي وقعت کرينگے نه انکو اپنا وکيل گردانينگے -

اميد هے که تمام اسلامي پريس هماري يه عرضداشت شائع کرکے تمام ليڈروں کے کان تک پهنچادينگے - ليونده يه کوئي معمولي اپيل نهيں - اسي پر هماري آينده زندگي کا - دار و مدار هے -

آپ کا خادم - محمد مسلم عظيم آبادي

انجمن هلال احمر

قسطنطنيه

جناب من -

کچھه عرصه هوا يهاں کسي ذريعه سے يه افواه مشهور هوئي تهي ' که انجمن هلال احمر قسطنطنيه سے سلطنت عثمانيه کو کوئي تعلق نهيں هے - اور يه انجمن عيسائيوں کے هاتهه ميں هے - چونکه اوسکي وجه سے اس کار خير يعني تحصيل چنده امداد مجروحين ٹرکي کو مضرت کا انديشه تها لهذا بنظر رفع غلط فهمي ميں نے هز ايکسيلنسي جناب جعفر بے عثماني کونسل جنرل بمبئي سے اسبارے ميں استصواب کيا - جسکے جواب مورخه ۱۸ فروري سنه ۱۹۱۳ ع کا ترجمه بغرض اطلاع عام درج ذيل هے اميد هے که اسکو اپنے اخبار ميں شائع فرماکر جناب ممدوح فرمائينگے :—

" ڈيرسر - آپکي چٹهي کے جواب ميں ميں آپ کو اطلاع ديتا هوں - که عثماني انجمن هلال احمر سلطنت عثمانيه کے حکم اور مخصوص ارادهٔ سلطاني کے ذريعه سے قايم هے - اوسکے منتظم ممبروں کو انجمن کے ممبر منتخب کرتے هيں - اور کل منتظم ممبر مسلمان هيں - لهذا جو خبر آپ کو ملي هے وه غلط هے " -

دستخط جعفر بے ...

نياز مند - قمر شاهخان

الهـــلال

يه خيال بالکل بے سروپا هے که انجمن هلال احمر قسطنطنيه کے ممبر عيسائي هيں اور تعجب هے که کن لوگوں نے اس کذب آفريني ميں حصه ليا ؟ البته يه صحيح نهيں که وه کوئي سرکاري انجمن هے - اسکا قيام يقناً سنه ۱۸۸۸ - ميں ارادهٔ سلطاني کے ذريعه سے هوا اور اب بھي سلطان وقت اسکا پيٹرن هوتا هے ' مگر انجمن غير سرکاري ' اور حکومت کا تعلق اعزازي هے -

جلسه سالانه اهل حديث کانفرنس

منعقده امـــرتسر

خدا کے فضل و کرم سے اهلحديث کانفرنس کا دوسرا سالانه جلسه امرتسر ميں بتاريخ ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - مارچ سنه ۱۹۱۳ ع - بعد نماز جمعه شروع هوکر اتوار اور سوموار کي درمياني رات کے ايک بجے تک رها - جلسه کي شان و شوکت غير معمولي تهي - معزز مهمانوں کي خاطر و مدارات ميں حتی الامکان نهايت تن دهي سے کام ليا گيا حاضرين کي تعداد هر اجلاس ميں اندازه سے زياده هوتي تهي - علماء کرام دور دراز مقامات سے تشريف فرما تهے - قابل واعظين کي پند و نصائح ' مقررين کي مؤثر تقريريں ' حاضرين کے دلوں کو مسخر کررهي تهيں - ايک جلسه کے بعد دوسرے جلسه ميں حاضرين کا اشتياق افزوں دکھائي ديتا تها - يهانتک که رات کے باره بجے سے بعد تک بھي وعظ هوتا رهتا تها - اور لوگ ابھي متمني نظر آتے تهے که ا بھي هو - غرض جلسه نهايت کاميابي سے هوا - اور آينده سال کيليے معززين پشاور کي طرف سے کانفرنس کو سالانه جلسه کيليے دعوت دي گئي - کانفرنس کيليے چنده کي مقدار بھي بحمد الله اچھي تعداد تک پهنچ گئي - مفصل حالات اخبار اهلحديث امرتسر يا شائع هونے والي رپورٹ ميں ملينگے -

ابو الوفاء ثناء الله (سکريٹري کانفرنس)

عالم اسلامي

اور

اعانة دولة عليه

— * —

بالفعل ترکي کے مصائب و محن روز افزوں ہو رہے ہیں جو بالعموم تمام مسلمانان عالم کے مصائب و محن کا مقدمہ ہے - فی الواقع یہ زمانہ مسلمانوں کے لیے قیامت صغریٰ ہے - حالات مذکورہ کے تدارک کے لیے مسلمانوں کی کوشش جاري ہے خداوند تعالیٰ اونکے مجاهدات اور مساعي مشکور فرمائے - اگرچہ اسمارہ میں مختلف تدبیرات اور انتظامات عمل میں آرہے ہیں اور اُنکا نتیجہ کم و بیش ظاہر ہو رہا ہے مگر ایک امر، جو بظاہر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ' غالباً اوسکي جانب ہنوز توجہ و اعتنا نہیں کی گئي ہے وہ امر یہ ہے - کہ بہت سے قطعات دنیا میں مسلمان کثرت سے آباد ہیں - علاوہ مصر و ہندوستان کے جہاں بہت سرگرمي کے ساتھہ اعانت ترکي کا سلسلہ جاري ہے بلاد چین و جاوہ و ممالک روس و ترکستان وغیرہ میں کثرت سے مسلمان آباد ہیں اور بعض ان مقامات بلکہ اکثر مقامات میں مسلمانوں کے مالي حالت بھي عمدہ ہے اور اُن میں همت اور حمیت بھي سني جاتي ہے مگر اس آشوب کے زمانہ میں مسلمانان مذکورہ کے جانب سے ترکي کے اعانت کے بارہ میں کوئي صدا سماعت میں نہیں آتي ہے - ظاہراً اسکي یہ وجہ معلوم ہوتي ہے کہ ممالک مذکورہ میں بوجہ فقدان وسایل اخبار و خبر رساني یہ جمود و سکوت پیدا ہو رہا ہے ' وگرنہ غالباً عمدہ نتائج پیدا ہوتے - پس مناسب معلوم ہوتا ہے ' انجمن هلال احمر کے سلسلہ سے وہاں ایسے وفود بھیجے جائیں کہ جو قابل افراد پر مشتمل ہوں اور وہاں کے اهل اسلام سکان کي توجہ اعانت ترکي کي جانب برانگیختہ کریں - خواہ وہ اعانت بصورت چندہ ہو یا بشکل قرضہ ہو ' میرے خیال میں ایسي کوشش بہت ہي مفید اور کارگر ثابت ہوگي خصوصاً قرضہ جات کے بارہ میں بہت زیادہ کامیابي کي امید ہے - اسلیے کہ ممالک مذکورہ میں مسلمان عموماً تجارت پیشہ ہیں لہذا خصوصاً اونکو معاملہ قرضہ میں بہت دلچسپي ہوگي - ایسي استعانت کي کوشش ہماري گورنمنٹ کے منشاء کے خلاف بھي نہوگي بلکہ امید کیجاتي ہے کہ گورنمنٹ انگریزي کي قونسلہاے متعینہ ممالک مذکورہ اس کام میں ہماري مدد بھی کرینگے - (حکیم بشیر الدین احمد وارد جہانگیر اباد)

الهلال

جاوہ ' ترکستان ' اور بعض بلاد روس سے جنگ طرابلس اور بلقان کے زمانے میں سلطنت عثمانیہ کو ۹ برابر امداد پہنچتي رہی ہے ' اور اسکا تذکرہ اخبارات تک بھي پہنچا ہے - جنگ طرابلس کے زمانے میں ایک مخیر روسي مسلمان محمد حسین نامي نے نو لاکھہ روپیہ سے براہ راست غازیان انور بے کی اعانت کي تھي ' اور اسي زمانے میں الهلال نے اسکي تصویر شایع کي تھي -

جاوہ میں نہایت جارحانہ حکومت ہے - مجھے اسمیں شک ہے کہ بازادي وہاں چندہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

البتہ مسلمانان چین کي نسبت کچھہ معلوم نہیں ' بہرحال اب وقت صرف فراهمي چندے میں اپنے تمام قواے عملیہ کو صرف کرنے کا نہیں رہا - ضرورت ہے کہ ایندہ کے تحفظ کیلیے کوئي راہ اختیار کي جاے -

اسلام کے علوم القرآن

معبد میں جامعہ اسلامیہ (یونیورسٹي)

کي

تجویز اور اسکي تائید

—:○ ⁂ ○:—

۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ کے روزانہ زمیندار میں شمس العلماء علامہ شبلي نعماني کیطرف سے ایک آرٹیکل شایع ہوا ہے - جسمیں علامہ موصوف نے مسلمانوں کي موجودہ حالت کا انداز فرماتے ہوے دردمند دل سے یہ مبارک تجویز پیش کي ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیجاے جسمیں تمام مذہبی اور دنیوي (جن میں علوم جدیدہ بھي شامل ہیں) علوم کي اعلیٰ درجہ کي تعلیم ہو - محترم ناظرین ! یہ وہ آواز ہے جسپر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو صداے لبیک بلند کرنا ضروري اور خیر مقدم واجب ہے کیونکہ جب اسلامي پبلک کو اس واجب التکریم اور عظیم الشان معبد سے رهي تعلق اور کشش ہے جو کاہ و گاہ زیارت میں دیکھي جاتي ہے تو اس اعلیٰ مقصد کیلیے مکہ معظمہ سے بہتر کوئي اور مقام موزوں نہیں ہوسکتا -

لیکن ایسي یونیورسٹي قائم ہونے میں جہاں یہ دقت ہے کہ ترکي گورنمنٹ مشکل سے اجازت دیگي - یہ بھي دقت ہے کہ عرب کے دیندار قبائل ایسي یونیورسٹي کیطرف بمشکل متوجہ ہونگے - بلکہ اکثر قبائل اس روشن خیالي کو نفرت کي نگاہ سے دیکھینگے اور دھریت کا پیش خیمہ سمجھکر مانوس نہ ہونگے اور الفت نہ رکھینگے -

میرے خیال میں دونوں دقتیں رفع ہونیکي سہل صورت یہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ کو ترقي دیکر ایک مکمل اسلامي یونیورسٹي اور عظیم الشان دار العلوم بنایا جاے -

صولتیہ وہ مدرسہ ہے ' جو ۳۸ - سال سے مرکز اسلام میں قائم ہے اور جسکا سنگ بنیاد ایک مرد خدا ' نیک سیرت بزرگ ' دور اندیش (فاضل هند مولانا رحمت الله صاحب مرحوم) نے هندوستان کو خیرباد کہکر ' حرم محترم میں بڑي اولوالعزمي اور جوش کے ساتھہ سنہ ۱۲۹۲ هجري میں اس ارادہ سے رکھا کہ اس کے ذریعہ علوم رباني کي اشاعت صحیح اصول اور اعلے پیمانہ پر جاري ہو -

مدرسہ نے اپنے بانی کي نیک نیتي اور خلوص سے بتدریج اتني ترقي کي کہ وہ جامعہ اسلامیہ بننا چاهتا ہے - خود اسکے مہتمم مولانا محمد سعید صاحب سنہ ۱۳۲۹ هجري کي روداد میں تحریر فرماچکے ہیں کہ مدرسہ صولتیہ کے شاندار مستقبل کیلئے مسلمانوںکو اپني متفقہ کوشش سے کام لینا چاهیے اور جسطرح مسلم یونیورسٹی علیگڈہ کیلئے تمام ملک میں ایک عام تحریک اور جوش پیدا کیا گیا تھا اسیطرح ایک مذهبي دار العلوم خاص مرکز اسلام میں قائم کرنیکا ولولہ اور خیال پیدا کیا جاے -

مسلمانوں کو اگر اپنا مذهب عزیز ہے اور وہ اپني حالت سنبھالنا چاهتے ہیں تو وہ اسوقت اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور یاد رکھیں کہ جس اصلاح کي بنیاد مذهب کے اعظم ترین مقدس مقام پر رکھي جاوےگي اسکا اثر تمام اسلامي دنیا پر پڑیگا ' اس اصل پر کاربند ہو جاؤ ' جڑ کو سرسبز رکھنے سے شاخیں ہمیشہ تروتازہ اور بار آور رہ سکتي ہیں -

دعوت الی الهلال

کي اشاعت عمومي

— * —

محترم ملت! بارک الله فی صحتکم و عافیتکم -

السلام علیکم - بهوپال میں اکثر جگه رساله الهلال آتا هے - جسکے دیکهنے کا شرف مجهکو بهي ایک درجه کی وساطت سے حاصل هے - الهلال میں جو خوبیاں هیں اور جس پالیسي کو آپ اختیار کیے هوئے هیں' اوس کي مدح و ثنا تکلف محض هے - صرف یه کهدینا کافي هے که الهلال اردو رسالوں میں بهمه وجوه عدیم النظیر هے -

لیکن ساتهه هي میرے نقطهٔ خیال سے اس رساله کي اشاعت سیاسي - تمدني - اور ملي اعتبار سے عامه خلائق میں هونا ضروري بلکه لازمي هے - جب تک عام لوگ اثر پذیر نه هونگے' اصلاح بعید اور سعي غیر مشکور رهیگي -

قیمت کي زیادتي اس کي اشاعت کا عوام و خواص کے درمیان ایک حجاب حاجز هے -

قلیل البضاعت معاشر اسلام مطالعه سے محروم هیں - اگرچه اون کے ملي جذبات افراد مخصوصه سے کهیں زاید اور بکار آمد هیں - مگر کم مایگي اون کو اس هادي طریق مستقیم تک پهونچنے میں سنگ راه هے - پس اس جانب آپ کو اپني خاص توجه منعطف فرمانے کي خاص ضرورت هے -

مناسب هوگا که زینت طبع کے لحاظ سے دو قسم کے رساله شایع کیے جائیں: اعلی اور ادنی - اعلی پیمانه کے رساله کو (جو آج کل شایع هوتا هے) انهي لوگوں کے لیے خاص کردیا جاے جو معنوي خوبیوں کے ساتهه صوري محاسن کو بهي پسند کرکے خواهش کریں - اور معمولي کاغذ کے غیر مصور رساله کو غربا اور عوام کے لیے مخصوص کردیا جاے -

مهرباني فرماکر اس راے ناقص میں الهلال کے ناظرین سے استصواب فرما لیجئے - اوس کے بعد آپ کي اور ناظرین الهلال کي آراء عالیه کا انکشاف اور اس جدید طرز عمل کي پسندیدگي اور انتظامات حدیثه کے متعلق اس هلال کي روشني سے' جو بدر کامل هوکر چمکنے والا هے' عامه خلائق کو مستفیض فرمائیے -

خیر اندیش محمد مستقیم الدین
آڈیٹر دفتر محاسبي - بهوپال

فهرست

زر اعانهٔ دولت علیهٔ اسلامیه

—:※:—

(۲۰)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

	پائي	آنه	روپیه
بذریعه یوسف حسن خانصاحب جےپور	-	-	۱۲۰
به تفصیل ذیل :—			
مولوي معشوق علي صاحب	-	-	۷
حسن علي خانصاحب	-	-	۱
ب بیگم صاحبه	-	۱	۱۵
والده منشي یعقوب علي صاحب	-	-	۳
مقبول صاحب	-	۵	۱
دکره	-	-	۱۵
دختر معشوق علیصاحب	-	-	۲
مرزا هادي تاریبگ صاحب	-	۲	۱
مرزا اختر تاریبگ صاحب	-	-	۳
والده منشي یوسف علیصاحب	-	-	۱
منشي یوسف علیصاحب انسپکٹر	-	-	۵
شیخ کلو	-	-	۳
امیرا بیوه	-	۱	-
مسماه بدو	۶	-	-
والده سرفراز الدین صاحب	-	۲	۶
منشي محمد عاشق علیصاحب	-	-	۶
قرباني	-	۱۱	۷
... صاحب نوربافی	-	-	۱
بابو نورالدین صاحب	-	-	۱
بابو عبد المجید صاحب	-	۸	-
عبدالعزیز صاحب کمپونڈر	-	۸	-
وحید الدین خانصاحب افسر	-	-	۵
ایک مسافر	-	-	۱
خدا بخش باورچي	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب	-	۳	۲
مرزا عبد العلي صاحب	-	-	۱
سید مراد بخش صاحب	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب افسر	-	۳	۵
شیخ شمس الدین صاحب افسر	-	۳	
صاحبزاده جناب سید محمد ایوب صاحب	-	۱۰	۱۵
نبي دادا خان صاحب	-	۲	
مولا بخش صاحب	-	۸	۱
صفي اردلي	-	۴	۱
تعاوه	۶	-	-
ایم - مراد خانصاحب - امغیر - ناگپور	۶	۸	۷۱
به تفصیل ذیل :—			
عطار مسافر	-	-	۱
مثل دیوان	-	-	۵
محبت شاه	-	۸	-
کریم خان	-	-	۱
سید قاسم	-	-	۱
محمد اسحاق	-	-	۲
نواب تانیخان	-	-	۳
نواب سردار خان	-	-	۱
شیخ رسول	-	۸	-
سید بابا وگریز	-	۴	-
نواب سکندر خان اولی	-	-	۲
نواب سکندر خان ثاني	-	۴	۱
نواب داود خان	-	-	۲
نوابي	-	-	۱
نواب مستي علي خان	-	-	۱
نواب نوار خان	-	-	۴
شیخ زبیر عطار	-	-	۵
گلاب خان بهدایي	-	-	۱
شیخ لطیف قصاب	-	-	۲
یعقوب شاه فقیر	-	-	۱
امیرن بي	-	۲	-

	پائي	آنه	روپيه
شيخ گهوڑو قصاب	-	-	۵
چاند ديوان	-	-	۳
عبد الرحيم عطر فروش	-	۸	-
محمد شاباش	-	-	۲
شيخ بدن عرف ملک جي	-	-	۱
اميرخان	-	-	۱
بنو شاه فقير	-	۴	-
شيخ محمود مجاور	-	-	۴
نواب محمد خان	-	-	۵
رمضان ديوان	-	۹	-
وزيرخان	-	-	۳
سکندر قاضي	-	۴	-
عيدو بي (بيوه) پنجارني	-	-	۱
تاج محمد قصاب	-	-	۲
غفور خان	-	۱	-
محمد اسحاق	-	۱	-
انو شاه فقير	-	۲	-
امير شاه فقير	-	۲	-
لالا ميان	-	-	۲
شيخ وهاب	-	-	۱
عثمان خان	-	-	۱
شيخ چهوٹو	-	-	۱
اميرشاه	-	۸	-
شيخ نعمو قصاب	-	-	۱
محمد مراد خان هيڈ ماسٹر (ايلچپوري)	-	-	۱
قاضي عبد العزيز	۳	۵	-
مي ازدرخرچ	۶	۱۲	-
محمد قاسم صاحب مختار	-	-	۳
معين الدين احمد صاحب قدواي ندوي رکهاپور	-	۱۲	۳
احمد سعيد صاحب - افضل گڈه بجنور	-	-	۵۲
به تفصيل ديل :—			
پنچائت چهاپه گران مانياوالا	۳	۱۱	۲۰
چهوٹے جهرجه	-	-	۱
قيمت کهال قرباني از شيخ نتهے و حسين بخش	-	-	۹
قيمت کهال قرباني از فيض محمد و ملا حسين بخش	-	۴	۶
قيمت کهال شيخ نبي و حسين بخش	-	۸	●
کريم الله جهرجه	-	۲	-
الله ديا	-	۴	-
نبي بخش	-	۴	-
غني	-	۲	-
موکها گهوسي	-	-	۱
بهوري	-	۴	-
محب الله جهرجه	-	۶	-
نياز الله مستري	-	۴	-
علم نبي	-	۴	-
علي بخش دوکاندار	-	۸	-
چهجو دهاوي	-	۸	-
عبد الله دهلوي	-	-	۱
مولى بخش درزي	-	۲	-
منشي فصيح الدين	-	-	۱
چهجن خاں ضلعدار	-	-	۱
منشي عزيز الحق	-	-	۲

	پائي	آنه	روپيه
محمد ظهور	-	-	۱
جاني ميان	-	۶	-
رحمت الله ولد کريم الله	-	-	۱
محمد عياض خانصاحب - دهامپور - بجنور	-	-	۲۵
امام خاں - بهويه - مظفرنگر	۹	۱۰	۳۹
ايک بزرگ از امروهه بذريعه اسٹامپ	۶	۵	-
نواب ان - پي - اچهن خانصاحب - از کاان برهما	-	-	۲۰
مولوي شفيع الله صاحب اره	-	-	۵
محمد امير الدين ابو ظفر صاحب دهاروي بمبئي	-	-	۲۵
حکيم عبد الرزاق صاحب صادقپوري	-	-	۱۳

اشتهـــار

زير دفعـــه ۸۲ ضابطـــه ديواني

بعدالت جناب منصف صاحب درجه دوم مقام ڈيرا اسماعيل خاں

ٹهاکر رام ولد پوکها داس ذات کهانچهر سکنه تحصيل کلانچي -

مدعي بنام پهلوان و شادي والدان سلطان نابالغان مدعا عليه

مقدمه مسمات جنتي والده خرد سکنه ممبر از کنال ديهه نمبر ۳ -

دعوے ضلع حيدرآباد بخانهٔ جهان خاں پنشنر دفعدار -

مقدمه مندرجه صدر سے مسمي پهلوان وشادي والدان سلطان

نابالغان بر برهي -

مدعا عليه مسمات جنتي والده خرد سکنه ممبر از کنال ديهه نمبر ۳

ديده دانسته تعميل سمن سے روپوش پهرتا هے اسلئے بذريعه اجراء

اشتهار هذا مشتهر کيا جاتا هے که اگر مدعا عليه مذکور نے بتاريخ پيشي

۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ حاضر عدالت هذا هوکر جوابدهي مقدمه کي

نکي تو اورسکي نسبت کارواني يکطرفه عمل ميں آويگي -

آج بتاريخ ۱۶ اپريل هماري دستخط اور مهر عدالت سے جاري

کيا گيا "

اشتهـــار

زير دفعه ۸۲ ضابطه ديواني

بعدالت جناب منصف صاحب درجه دوم مقام ڈيره اسماعيل خاں

ٹهاکر رام ولد پوکها داس ذات کهانچهر سکنه تحصيل کلانچي -

مدعي بنام جهان خاں ولد موسى خاں -

مدعا عليه ذات سمرو سکنه ممبر از کنال ديهه نمبر ۳ ضلع حيدرآباد

سنده دفعدار پنشنر دعوے ۶۳ بروے تمسک

مقدمه مندرجه صدر سے مسمي جهان خان ولد موسى خاں

ذات ممرا سکنه جوره کنال ديهه نمبر ۳ ضلع حيدرآباد سنده -

مدعا عليه ديده دانسته تعميل سمن سے روپوش پهرتا هے اسليے

بذريعه اجراے اشتهار هذا مشتهر کيا جاتا هے که اگر مدعا عليه مذکور ے

بتاريخ پيشي ۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ حاضر عدالت هذا هوکر جوابدهي

مقدمه کي نکي - تو اورسکي نسبت کارواني يکطرفه عمل ميں آويگي -

آج بتاريخ ۱۶ - اپريل هماري دستخط اور مهر عدالت سے جاري

کيا گيا " -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING PUBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر خصوصی

مقام اشاعت
۱۰۲ مکلاود اسٹریٹ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

نمبر ۱۸

مکلہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta Wednesday, May 7, 1918.

ساڑھی تین آنہ

لیست فی پرچہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام السید احمد الدہلوی

مقام اشاعت
۷۰۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, May 7, 1918.

فہرس

شذرات
شمس العلماء مولانا شبلي نعماني ۱
هفتهٔ جنگ
یاقومنا اجیبوا داعي الله ۳
مقالهٔ افتتاحیه
حول الدردنيل ۵
مذاکرهٔ علمیه
نطب جنوبي (۴) ۸
مقالات
صفحة من تاریخ العرب (معاصرة قرطاجنه) ۹
انتقاد
رپورٹ انجمن هلال احمر قرطاجنه ۱۳
مطبوعات اردو ۱۵
آسان تعلیم ۱۵
تفهیم القراءت ۱۵
اتحاد المسلمین و فریضهٔ زکوٰة ۱۶
بعض حدیث الاشاعة جرائد و مجلات ۱۷
آزاد
مساوات ۱۸
شئون عثمانیه
حادثهٔ ادرنه ۱۸
مراسلات
نماز جمعه ۱۹
ادبیات
خروش یاس ۱۹
نکاهات
عروس لیک ۱۹
علامهٔ شبلي نعماني پر بیجا الزامات کي حقیقت ۲۰

تصاویر

بانيي ادرنه شاه اقریا تور ۵
جامع سلیم ادرنه ۸
مشهد قرطاجنه ۱۰

شذرات

شمس العلماء مولانا شبلي نعماني
اور
مسئلهٔ "الندوه"

(۳)

گذشته نمبر کا خلاصهٔ تحریر امید هے که قارئین الهلال کے ذهن میں محفوظ هوگا - اس عرصے میں بکثرت خطوط ادارهٔ الهلال میں پهنچے ' اور انکا سلسله برابر جاري هے - ان خطوط کے مطالعه سے معلوم هوتا هے که الحمد لله ملک میں ارباب فهم و ادراک ' اور صاحبان عقل و بصیرت کي ایک جماعت موجود هے ' جو هر آواز کو اسکي اصلي جگهه دینے کي پوري استعداد رکهتي هے ' اور اگر حقیقت کهولکر سامنے رکهدي جاے ' تو اسکے استقبال کیلیے طیار هے - ان خطوط میں اس عاجزکي نسبت جس حسن ظن کریمانه کا اظهار کیا گیا هے ' انکے لیے حق تعالے کا شکرگذار هے ' اور مستدعي هے که اسکے لیے استقامت و معیة حق و صداقت کي توفیق بخشي کي دعا فرمائیں ' که اصل مقصود و مطلوب یهي هے ' و باقي همه هیچ !

ان خطوط میں سخت اصرار کیا گیا هے که انهیں بجنسه شائع کردیا جاے ' لیکن میں بادب خواستگار معافي هوں که اول تو الهلال کي گنجایش محدود ' پهر زیاده اهم مقصد بالفعل پیش نظر ' اسلیے سر دست انکي اشاعت سے مجبور هوں - الا بعض شذه ضروري مکاتیب که انکي اشاعت ناگزیر و مفید ملوم هو -

* * *

بسلسلهٔ گذشته اس واقعه کے چند پهلو اور باقي رهگئے هیں :

(۱) مضامین میں دیگر جزئي حالات جو بیان کیے گئے هیں' وہ بھي صحیح هیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوي عبد الکریم صاحب کي نسبت ایک یا دو هفتے کي معطلي کا فیصلہ جلسۂ انتظامیہ نے منسوخ کر دیا تھا تو یہ چھہ ماہ کي سزا پھر کیوں بخوشي و خرمي ' بغیر کسي انکار و عذر کے دیدي گئي ؟ جن لوگوں سے مولانا شبلي نے بجبر و اکراہ عالم تقیۂ ونفاق میں سزا دلوائي تھي' وہ تو اب آزاد تھے' اور سزا کي منسوخي اسپر شاهد ہے کہ اب مولانا شبلي کا تسلط و استبداد باقي نہیں رها تھا - حتي کہ انہیں معافي مانگنے کیلیے کہا گیا تھا - پھر یہ کیونکر هوا کہ بیچارے مولوي عبد الکریم کو گرگ تسلط کے منہ سے نکالکر تیغ قصاب کے پنجے میں ڈالدیا گیا' اور چند یوم کي سزا کي جگہہ نصف سال کي دفعہ لگا دي ؟

کیا ڈپٹي کمشنر صاحب نے خود اسکي اطلاع دي ' یا بعض لوگ اس بارے میں خود هي انکے پاس دوڑے هوے گئے اور اس سزا و عقوبت تعزیري کا هدیۂ مبارک ' فقیہ دار العلوم کیلیے اپنے ساتھہ لاے ؟ اگر گئے تو وہ کون لوگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کي قرار دي هوئي سزا کو منسوخ کر دیا گیا ' حالانکہ وہ مدرسہ کا اندروني معاملہ تھا ' تو پھر اب محض ڈپٹي کمشنر صاحب کے احکام مستبدہ سے چھہ ماہ کی سزا دینا ' کیا معني رکھتا ہے ؟ کیا یہ کہ مولوي عبد الکریم صاحب کو ایک هفتے کي خود اپني دي هوئي سزا سے بچاکر ' چھے ماہ کي سرکاري سزا دلا دي جاے ؟

مجکو جو اطلاع اس بارے میں مراسلۂ علی گڈہ سے ملي ہے ' اور جسکي تصدیق خواجہ رشید الدین صاحب رئیس لکھنو کي مراسلت سے هوتی ہے (جو اس هفتے درج رسالہ کی گئي ہے ' اور جسکي نسبت میں اپني راے آخر مراسلہ میں ظاهر کرونگا) اور جو اُس وقت تک صحیح اور معتبر سمجھي جاے گي ' جب تک کہ ارکان ندوہ ' اور شرکاء کار اسکي کوئي باقاعدہ تغلیط نہ کریں ' وہ حسب ذیل ہے :

مجلس ارکان خمسۂ اولی کے بعد اس کارروائي کی مولانا عبد الحي نے تمام ارکان کو حسب قاعدہ اطلاع دي ' اور ۹ - مارچ کو مجلس انتظامیہ کا جلسہ منعقد هوا -

اسمیں بعد مباحثہ و تحریک و ترمیم و مخالفت ' بالآخر یہ طے پایا کہ " جو کارروائي پانچ حضرات کي مجلس نے' نیز معتمد دار العلوم نے کي تھي ' وہ کالعدم سمجھي جاے "

اس کارروائي کا یہ نتیجہ هوا کہ اسي جلسہ میں منشي احتشام علي ' مولانا سید عبد الحي ' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب شرواني ندوہ کے عہدے اور ممبري سے مستعفي هوگئے -

اب سوال یہ ہے کہ جو مضامین اس معاملے کي نسبت لکھے گئے' ان میں یہ تذکرہ کیوں حذف کر دیا گیا ؟

منشي اعجاز علي جنھوں نے اس بارے میں مضمون لکھا ہے ' منشي احتشام علي کے بھائي هیں ' یا شاید کوئي اور تعلق ہے مگر قریبي عزیز ضرور هیں - تعجب ہے کہ وہ اپنے گھر کے ایک واقعہ پر روشني ڈالنے سے کیوں قاصر رہے ؟

اگر یہ تمام کارروائي جو مولوي عبد الکریم کے ساتھہ کي گئي' صرف مولانا شبلي هي کے تسلط کا نتیجہ تھی ' اور منشي احتشام علي ' مولوي سید عبد الحي ' اور مولوي عبد الباري صاحب محض بالجبر شریک هوگئے تھے ' تو سوال یہ ہے کہ منسوخي کے بعد منشي احتشام علي اور مولانا عبد الحي کو کیوں اسقدر صدمۂ شدید پہنچا' کہ اعتراض و مخالفت هي نہیں ' بلکہ ندوہ کي ممبري هي سے مستعفی هوگئے ' اور ایک ایسي جماعت سے رسم و راہ رکھنا بھي انھیں گوارا نہوا ' جو مولوي عبد الکریم مصنف مضمون جہاد کي سزا کو منسوخ کردے ؟

یہ امر صاف ظاهر کر رہا ہے کہ اس واقعہ سے ان تمام حضرات کو کس درجہ تعلق تھا ' کیونکہ اگر تعلق نہوتا ' تو پھر خلفشار و منسوخي کے بعد مستعفي کیوں هو جاتے ؟

البتہ مولانا حبیب الرحمن صاحب کا مستعفي هونا بالکل ایک علحدہ اور بے تعلق معاملہ ہے - کیونکہ وہ پہلي کارروائي میں شریک نہ تھے ' جسکي منسوخي کا انپر اثر پڑتا - انکے مستعفي هوجانے کیلیے وجوہ و اسباب هونگے ' جو معلوم نہیں -

اس بحث کا سب سے زیادہ تماشا طلب حصہ یہ ہے کہ اگر یہ مضامین واقعي حریت پسندي' صداقت فرمائي ' اور جہاد دوستي کي وجہ سے لکھے گئے هیں (اور اگر ایسا هو تو تمام ملک جانتا ہے کہ یہ عین نتیجہ و منشاء دعوت یک سالۂ الہلال ہے) تو کیا سبب ہے کہ منشي اعجاز علي کارروائي کرنے والي مجلس کے صرف ایک رکن کي مخالفت میں تو اس درجہ سرگرم جہاد في سبیل اللہ هیں ' اور باقي چار ممبروں کا ' جنمیں ایک خود انکا بھائي ہے ' ذکر تک نہیں کرتے ؟ ازادي راے اور معیۃ صداقت کا ایسا تو یہ ہے کہ انکو سب سے پہلے پوري مجلس کي کارروائي پر اعتراض کرنا تھا - پھر چونکہ مولانا شبلي بھي اسمیں شریک تھے ' اُن پر بھي کرنا تھا - اور ساتھہ هي اپنے گھر کی بھي خبر لینی تھي - علی الخصوص منشي احتشام علی صاحب سے پوچھنا تھا کہ " بابا ! تم جو اس کارروائي میں شریک مساوي تھے ' اور تم کو اس کارروائي کي منسوخي کا اسدرجہ غم تھا ' کہ تم نے اپنا استعفا پیش کردیا تھا ' اور تم جو ڈپٹي کمشنر سے بمعیت مولوي خلیل الرحمن صاحب سہارنپوري جا کر ملاقات کرتے هو ' اور حکم سزاے شش ماهہ لیکر واپس هوتے هو ' بتلاؤ کہ ان واقعات کو مطلوبہ حریۃ و حق طلبي ' اور حکم جہاد و قتال في سبیل اللہ سے اب میں کیونکر تطبیق دوں ؟ "

لیکن میں جانتا هوں کہ ایسا هونا ممکن نہ تھا - غلامي هو یا حریت ' بندگان اغراض و اهوا نے انہیں اپنے مقاصد ردیہ کیلیے ایک آلہ بنا لیا ہے - ایسوں کي نہ غلامي موجب تاسف هوتي ہے اور نہ ادعاء حریت موجب مسرت - یہ مقامات دوسرے هیں -

شاید مجھسے زیادہ منشي اعجاز علي کا کوئي صداح نہوتا اگر وہ اس معاملے میں فرض حق گوئي ادا کرتے - جہاں شخصی تعلقات و عداوت کا قدم آیا ' وهاں ایک لمحہ کے لیے بھي سچائي نہیں ٹھہر سکتي - یا تو چپ رهو کہ انہوں کي خاموشي انکے بولنے سے اچھي ہے ' یا بولو تو اپنے تعلقات اور ذاتي داریوں کي زنجیر کو توڑدو' اور اپنے دل کو شخصی مقاصد فاسدہ سے پاک کردو -

هفتہ جنگ

آسٹریا کي " آزادانہ کارروائي " کے فیصلے نے تمام یورپ میں عالمگیر اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور گو لندن میں اسکی سرکاري طور پر تصدیق نہیں کي گئي تھي ' مگر بازاروں کي حالت خراب هونے لگي ہے -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر کے تار کا مفاد یہ تھا کہ آسٹریا اور جبل اسود دونوں سرحدوں پر فوجیں جمع کر رهي هیں' انتي ریري میں اسوقت ۱۰ - هزار جبلي فوج موجود ہے اور مزید فوج آرهي ہے -

مطالبہ دول کے تحریري جواب میں جبل اسود نے یہ اعلان کیا تھا کہ آخري جواب وہ اسوقت تک نہیں دیگا' جب تک کہ یونانیوں کي عید السٹر ختم نہ هوجائے گي -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر نے اطلاع دي که بين القومي حالت کي ت سفراء دول میں نہایت اہم گفتگو ہورہي ہے - دفتر خارجیہ ں سفیر روسي ' مبعوث جبلي ' اور مستر بارچ باہم ملے اور اعلان کیا گیا دول کے نام جبل اسود کا جواب پیش ہوگیا ہے -

یکم مئي تک اطالیا کي پالیسي ایک راز سربستہ تھي - ا میں کرنٹ وان برچنولڈ نے اطالي سفیر سے ایک طویل ملاقات ۔ والنا کے اخبارات نے یہ مشورہ دیا تھا که آسٹریا ' سقوطري کي ب بڑھے ' اور اطالیا جغرب البانیہ پر قبضہ کرلے -

اطالیا کے نیم سرکاري اخبار ییونا نے ایک مضمون لکھا ' جسمیں خیال ظاہر کیا ہے که اطالیا آسٹریا کو تنہا مسئلہ البانیہ طے کرنے نہ ي ' بلکہ خود بھي اسمیں حصہ لیگي -

غلیۂ سقوطري

روس نے جبل اسود سے نہایت سخت الفاظ میں سقوطري کے فوري تخلیہ کا مطالبہ کیا اے متنبہ کیا که اس سرکشي سے وہ اپني بربادي کا سامان کر رہا - اس مطالبہ کے بعد یکم مئي کي صبح کو جبل اسود نے غیر قبہ طور پر جواب پیش کیا - جواب میں ظاہر کیا گیا ہے که دول لماطرفداري توڑ دي ہے - جبل اسود دول کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا ' ، انصاف چاہتا ہے - جواب میں یہ بھي ظاہر کیا گیا تھا که عارضہ تخلیہ سقوطري منظور ہے - پھر شام کو سفراء دول کي سر ورہ گرے سے ڈیڑھ گھنٹہ تک صحبت رہي - اس صحبت میں ں مراسلہ پر بھي بحث کي گئي - آسٹروي سفیر کو اصرار تھا که لیہ فوري اور غیر مشروط ہو ' لیکن دیگر سفراء کو زیادہ اصرار نہ تھا -

۲ - مئي کو شاہنشاہ آسٹریا نے شاہنشاہي مجلس کا ایک معمولي جلسہ کیا - جلسہ میں آسٹریا اور ہنگري کے وزراء اعظم نائب وزیر بھي مدعو کیے گئے تھے - آسٹروي وزیر جنگ نے جلس مدعو کي ' جسمیں موجودہ حالت کو بالاستیعاب بیان کیا - ں مجلس نے فوجي کارروائي کو پسند کیا -

ٹریبونا نے ایک مضمون میں لکھا ہے که اگر آسٹریا نے البانیہ میں ھی کارروائي شروع کي ' اور اطالیا سے شرکت کي درخواست کي گئي ' وہ ضرور حصہ لیگي - محکمہ جنگ کو حکم دیدیا گیا ہے که روري فوج تیار رکھے - ایک ڈویژن کافي سمجھا گیا ہے - والنا کے بارات لکھہ رہے ہیں که اطالیا اور آسٹریا کي کارروائي کے اصولي امور ے پائگئے ہیں -

ہرزگوینا اور بوسینا میں فوجي قانون نافذ کیا گیا ہے - وجہ یہ ان کي گئي که اہل ہ. زگوینا اور بوسینیا جبل اسود کے ساتھہ عملي ور پر ہمدرد ہو چلے تھے -

۴ - مئي کو ریوٹر کو معلوم ہوا تھا که مجلس جنگ نے ' جسکا ندر خود شاہ نکولاس تھا ' فیصلہ کیا ہے که تخلیہ سقوطري کي بابت دول کے مطالبہ کو منظور کرلیا جاے - ۵ - مئي کو ریوٹر تار دیتا ہے ہ شاہ نے دول کو باقاعدہ طور پر اطلاع دي ہے که اس نے معاملۂ سقوطري دول کے ہاتھہ میں رکھدیا - مجلس تاج کا فیصلہ چونکہ حکومت کي اے سے مختلف ہے ' اسلیے وزارت مستعفي ہو گئي ہے -

اسي تاریخ کے سٹانجي کے تار میں بیان کیا گیا ہے که مسئلۂ تخلیۂ سقوطري پارلیمنٹ کي اس غیر معمولي نشست کے سامنے پیش کیا جائیگا ' جو ۸ - ماہ حال کو مدعو کي گئي ہے - والنا میں یہ تجویز مزید دقت حاصل کرنے اور ترمیم کي ذلت کم کرنے کے لیے بطور ایک نمایشي جنگ کے خیال کي جا رہي ہے -

صلح

حسب تلغرافات عمومیہ فریقین نے مداخلت کو منظور کر لیا ہے - وکلاء صلح کے لیے پھر لندن تجویز ہوا - دولت عثمانیہ کے وکلاء عثمان نظامي پاشا اور بدیزیریا آفندي ' اور مشیر قانوني رشید بے قرار پاے ہیں - حقي پاشا ' توفیق پاشا ' اور حسین حلمي پاشا نے شرکت منظور نہیں کي - وکلاء عثماني مع مشیر قانوني ۹ - کو روانہ ہونگے - اس خیال سے که گفتگو زیادہ طول نہ کھینچے دول گفتگو کے متعلق چند اصولی امور کا مسودہ پیش کردیں گي جب اس مسودہ پر دستخط ہو جائینگے تو پھر متخاصمین میں گفتگو شروع ہوگی -

باب عالي کي کامیابي

ہمارا خیال تھا که مسئلۂ اسعد پاشا مرحومہ عثماني حکومت کي سیاسي شطرنج بازي کا ایک حیرت انگیز اور ستایش طلب کارنامہ ہے ' کیونکہ اگر البانیا کي خود مختار حکومت اسي اصول پر قائم ہو ' جس پر یورپ کي نصراني سلطنتیں قائم کرنا چاہتي ہیں ' تو اسکے یہ معني ہونگے که جسم اسلام کا یہ ٹکڑا اسطرح علحدہ کرلیا جاے که پھر کبھي بھي نہ ملسکے ' اور اتفا ہي نہیں ' بلکہ اسکے آثار باقیہ بھي مٹادیے جائیں !

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس خیال کی طرف مختصراً اشارہ کیا تھا ' لیکن اس ہفتے کي خبروں سے اس خیال کي غیر معمولي طور پر تصدیق ہو رہي ہے - فالحمد لله علے ذلک -

یکم مئي کا تار ہے که " اسعد پاشا کي درخواست رسد و نقد کے جواب میں باب عالي نے تار دیا ہے که وہ بیروت روانہ ہو جاے - اگر بین القومي ناکہ بندي حائل ہو ' تو پھر ریلونا کا رخ کرے - باب عالي ریلونا میں رسد اور نقد بھیجے گا -

۲ - مئي کا تار ہے : " اسعد پاشا نے زیر سیادت سلطان المعظم اپنے مسقط الراس ٹیرانا میں حکومت قائم کرلي ہے اور علم ہلال بلند کر دیا ہے " اس تار کے بعد غالباً اس راے میں شک کي گنجایش نہیں ' جو ہم نے شرکت باب عالي کي بابت گذشتہ اشاعت میں ظاہر کي تھي - ہم نے اسکي نسبت متعدد تار تحقیق حال کیلیے ٹرکي بھي روانہ کیے ہیں -

البانیا

البانیا کے قیام حکومت کي خبر ابھي آپ پڑھچکے ہیں - اسکے علاوہ حسب ذیل خبریں اور وصول ہوئي ہیں :-

۲ - مئي کا تار ہے که اسعد پاشا نے سرویا سے فرمایش ی ہے که ڈوي ریزرو اسکو دیدے - اس کے جواب میں سرویا نے اسوقت تک تعمیل فرمایش سے انکار کردیا ہے ' جب تک که اسعد پاشا سقوطري کو بالکل خالي نہ کردیگا -

۳ - مئي کو قسطنطنیہ کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے که مسلمان مہاجرین البانیا اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں - عثماني مبعوثین البانیا بھی واپس جانے والے ہیں ' کیونکہ انکو امید ہے که وہ قومي مجلس میں [illegible] ہوسکیں گے -

پیرس کے ۴ - مئي کے تار میں بیان کیا گیا ہے که البسو کي سب سے آخري خبروں سے معلوم ہوتا ہے که جمعہ کے دن ڈوریزو کے قریب جاوید پاشا (جو خلیج البانیا میں سرویوں کي مقاومت کو رہے تھے ' اور جنکے متعلق مشہور کر دیا گیا تھا که انہوں نے مع ۱۵ - ہزار فوج کے سرویوں کے آگے ہتیار ڈالدیے) اور اسعد پاشا میں ایک خونریز معرکہ ہوا ' جو کئي گھنٹے تک ہوتا رہا بالآخر جاوید پاشا کو شکست ہوئي اور فوج پریشان ہوکے بھاگ گئي -

[بقیہ کے لیے صفحہ ۳ ملاحظہ ہو]

یا قومنا! اجیبوا داعی اللہ!

اے برادران ملت! اللہ کے طرف پکارنے والے کی پکار کا جواب دو!

انفروا خفافا و ثقالا!

آہ! کاش مجھے وہ صور قیام قیامت ملتا، جس کو میں لیکر پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھجاتا، اسکی ایک صدائے رعد آسائے غفلت شکن سے، سرگشتگان خواب ذلت و رسوائی کو بیدار کرتا، اور چیخ چیخ کر پکارتا کہ "اٹھو کیونکہ بہت سوچکے، اور بیدار ہو! کیونکہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاہتا ہے! پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کو دیکھتے ہو، پر اسکی نہیں سنتے جو تمہیں موت کی جگہ حیات، زوال کی جگہ عروج، اور ذلت کی جگہ عزت بخشنا چاہتا ہے!

یا ایها الذین آمنوا! استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم و اعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبه، و انه الیه تحشرون (۸ : ۲۴)	اے مسلمانو! اللہ اور اسکے رسول کی صدا کا جواب دو، جبکہ وہ تمہیں بلا رہا ہے، تاکہ تمکو موت سے نکالکر زندگی بخشے - یاد رکھو کہ اللہ جب چاہتا ہے، انسان اور اسکے دل کے اندر آڑے آجاتا ہے، اور پھر خواہ تم اس سے کتنا ہی اعراض کرو مگر تم کو ہر پھر کے اسی کے آگے ایک دن جانا ہے!

* * *

آج آنے والی بربادیوں اور ہلاکتوں سے نکلنے کیلیے تم بیقرار ہو، اور اسکے لیے طرح طرح کی تدبیروں کو سوچتے اور ڈھونڈھتے ہو - لیکن یہ کیا بد بختی ہے کہ ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھی تمہارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اسکو تو اپنے سے راضی کر لیں، جسکے دروازے سے بھاگ کر ساری دنیا میں ہم نے ذلتوں اور نامرادیوں کی ٹھوکریں کھائیں، حالانکہ وہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے:

یا ایها الذین آمنوا! ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا، و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم، و اللہ ذو الفضل العظیم (۸:۳۸)	اے مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرو اور اسکے حکموں کے آگے جھک جاؤ، تو پھر تمہیں کسی چیز کیلیے بھی کسی دوسری تدبیر کے کرنے کی احتیاج باقی نہیں رہیگی - وہ دنیا میں تمہارے لیے عزت و اقبال کا ایک شرف و امتیاز پیدا کردیگا، اور تمہاری تمام گمراہیوں کو معاف کردیگا - وہ تو سب سے زیادہ بخشدینے والا اور صاحب رحم الطاف ہے!

* * *

پھر اگر اٹھنا ہے تو اٹھ کھڑے ہو، کیونکہ چلنے کا وقت یہی ہے، اور اسکے بعد موت کے سوا کچھ نہیں - آج تم کو کوئی انجمن، کوئی جمع شدہ دولت اور روپیہ کی مقدار، کوئی پولیٹکل سرگرمی، اور کوئی انسانوں اور ممبروں کے اجتماع محض کا ایک جتھا، آنے والے مصائب سے نہیں بچاسکتا، جب تک کہ خود تمہارے اندر کوئی انقلابی تبدیلی نہو، اور جب تک کہ تم اپنے خدا سے، اسکی راہ، اور اسکی مرضات کی رواہ میں، اپنے تئیں دے ڈالنے کا عملی عہد نہ باندھلو، اور اسی کے بتلائے ہوئے طریقہ، اور اسی کے حکم و ایما کے ماتحت ہوکر، اسکے نہ ہو جاؤ -

پس یہی ہے - جسکی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں، اور یہی دعوت ہے، جسکے پکار کی راہ اس نے مجھے دکھلائی ہے - میں اٹھا ہوں، پس تم بھی اٹھو، تاکہ ہم سب ملکر اسکے دروازے کو کھٹکھٹائیں، اور ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کے ہو جائیں - پھر وہ جسطرف لے جائے، اپنے تئیں چھوڑدیں - کانٹوں پر لوٹائے، تو اپنے تلووں کو زخمی کردیں - اور پھولوں پر چلائے، تو اسکے لطف و راحت سے لذت اندوز ہوں - تلواروں کا زخم کھلائے، تو اسکو غیروں کے مرہم سے زیادہ محبوب سمجھیں، اور زہر کا تلخ و مہلک جام دے، تو اسے شربت قند و گلاب کی طرح مزے لے لیکر پی جائیں: -

پیکان ترا بجاں خریدار
من مرہم دیگراں نخواہم

* * *

الحمد للہ کہ صدائے "من انصاری الی اللہ" کیلیے وہی خدائے حکیم دلوں کو کھول رہا ہے، جس نے اس صدائے دعوت الی اللہ و رسولہ کو بلند کرایا ہے - اسوقت تک روزانہ ایک سو درخواستوں کا اوسط ہے - لیکن شاید ابھی بہت سے لوگ ہیں، جو متامل، اور بہت سے ہیں جو اصلیت و مقصد کی طرف سے پریشان ہیں، مگر وہ یاد رکھیں کہ حکمۃ الٰہیہ نے یہی طریق دعوت اس لیے قرار دیا تاکہ اسطرح سب سے اول ہی دلوں کی آزمایش اور دعوتکا امتحان ہوجائے - جنکے دلوں میں سچا ولولہ ہوگا، وہ بغیر اصلیت کو پرچے اٹھ کھڑے ہونگے، کیونکہ انکے لیے اتنا اشارہ ہی کافی ہوگا کہ اللہ کی راہ کی دعوت، اور اسلام کی ایک مخلص جماعت پیدا کرنا ہے، پھر خواہ اسکی کوئی تدبیر اور کوئی پیرایہ ہو، کہ یہ امور، وسائل و ذرائع ہیں، اور اصل حقیقت ان سے متاثر نہیں - هذه تذکرة، فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا!

[بقیہ مضمون صفحہ تین کا]

سرویوں نے اسعد پاشا کے لیے تبریز کا راستہ کھولدیا، اور اسعد پاشا کی فوج کا ایک حصہ فاتحانہ طور پر داخل ہوگیا -

اسعد پاشا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت وہ مراغہ البانیا کی حالت کا مالک ہے -

سب سے آخری خبر یہ ہے کہ سرویا نے البانیا کو بالکل خالی کردیا ہے - آخری سرویی بارکش جہاز اسعد پاشا کے داخلے سے پہلے ہی صبح کو تبریزا سے روانہ ہوگیا -

شاید جاوید پاشا اسعد پاشا کو دولۃ عثمانیہ سے بالکل بے تعلق سمجھ رہے ہیں، اور یہی غلط فہمی اس معرکہ کی بنیاد ہے -

نیز نہیں کہا جا سکتا کہ ان خبروں کے تمام اجزا کہاں تک مرتبط ہیں؟ بہرحال امید ہے کہ آیندہ ہفتے تک قسطنطنیہ کی کوئی مفصل تلغراف خصوصی اس بارے میں شائع کرسکیں گے -

۳۷۳

الهلال

۲۹ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری

حول ادرنه

افکار و نتائج

جمن اتحاد و ترقي - انقلاب وزارت - صلح و جنگ - دفاع ادرنه - و نظر به مستقبل -

(۱)

مصائب و حوادث کا نزول انساني آراء و معتقدات کیلیے سب بڑي آزمایش ہے - اور انسان کے اعتقاد کا شرف و احترام صرف ں میں مضمر ہے کہ ناگہاني حوادث کے ور کے وقت اسکے استقلال فکر' و قوت قیام ے کا حال کیا تھا ؟

پھر کتنے کمزور دماغ ہیں ' جو مدتوں نشوونما یافتہ اعتقاد کو صرصر حوادث ایک جھونکے پر قربان کردیتے ہیں' اور ني ضعیف القلب ہستیاں ہیں' جو ي رائے کي قیمت ایک صداے رعد' اور اضطراب برق کي ارزش مرعوبیت سے ادہ ثابت نہیں کرسکتیں ؟

لیکن في الحقیقت یہ انسان کي سب بڑي کمزوري ہے - انساني راء و اعتقاد شرف کو اس سے بہت اونچا ہونا لیے کہ اسکا استقلال حوادث و مصائب مقابلے سے عاجز ہو' اور اپنے ہستي قیام تغیرات کي رو پر چھوڑ دے - دنیا میں ث سے چارہ نہیں' پھر اگر تم نے اپني کي زندگي کا سررشتۂ حیات و ممات ہاتھوں میں دیدیا ' تو اسکے یہ معني کہ خود تمہارے پاس کوئي روح فکر ہن نہیں - ہر لمحے میں تمہاري رائیں ا ہونگي' اور ہر دقیقے کے اندر انکے زے اٹھیں گے !

پھر یہ دنیا کی عظیم الشان ہستي' یعنے انسان کي راے نہیں ' بلکہ حیات حیواني کے وہ ابتدائي نمونے ہیں ' جو ہواکي ایک ت سے مرتے ' اور رطوبت کے ایک قطرے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں -

* * *

البتہ استقلال فکر' اور جمود راے میں فرق کرنا چاہیے - تمہاري ے اور اعتقاد کو مستقل اور محکم ہونا چاہیے ' لیکن جامد و غیر نشوؤ پذیر نہیں ہونا چاہیے - دنیا کي ہر مادي و غیر مادي شے پر قانون ارتقا جاري ہے ' پس تمہاري راے اور عقیدے کو بھي ترقي کرنا چاہیے - ترقي سے مقصود یہ ہے کہ غلطیوں اور غلاظتوں سے نکلے' اور حق و حقیقت کي طرف متصاعد ہو - وہ ہر اس تغیر و انقلاب کیلیے بالکل مستعد رہے' جو حق کے ظہور و کشف سے اسپر طاري ہو' اور جب ظہور صداقت کي تلوار اٹھے' تو خود اپنے تئیں زخمي ہونے کیلیے پیش کردے ! !

اعتقادات و آراء میں یہ تغیر' جو قبول حق اور سماع صداقت سے ہوتا ہے ' دراصل استقلال و استحکام فکر کا منافي نہیں ہے ' بلکہ اسکا ارتقا اور نشوؤ و نما ہے -

پس ضرور ہے کہ راایوں میں جمود' اور سماع حق و تلاش صدق سے اعراض نہو' لیکن اسکے ساتھہ ہي استقلال و قیام میں تزلزل بھی نہونا چاہیے - وہ ایک ایسي قوت ہو کہ حق کے مقابلے کے سوا ' دنیا کا کوئي حادثہ ' اور کوئي سخت سے سخت قوت بھي اسکو شکست نہ دیسکے -

* * *

سقوط ادرنہ اور تسلیم سقوطري (۱) کے واقعہ نے جو فوري اور ناگہاني اثر قلوب و افکارپر ڈالا ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ استقلال راے اور استقامت فکر کے نقطۂ بحث کو پیش نظر رکھکر' انپر ایک نظر ڈالني چاہیے -

سب سے پہلا اثر تو وہ مایوسي کي گھٹا تھي ' جس کو میں نے تقریبا ہر طرف محیط پایا ' اور میرا دل بہت غمگیں ہوا ' جب میں نے آنسو رنکي چادر ہٹا کر دیکھا ' کہ جو لوگ دنیا میں صرف امید کیلیے پیدا ہوے ہیں ' وہ بدبختانہ مایوسي سے مغلوب ہو رہے ہیں' حالانکہ : و من یقنط من رحمتہ الا الکافرون ؟

پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس واقعہ کا ایک اثر' وہ راایوں کا تغیر' اور معتقدات کا انقلاب بھي ہے' جو ترکوں کے اسلامي دفاع' انجمن اتحاد و ترقي ' انقلاب وزارت ' صلح سے انکار و اصرار جنگ ' اور ایڈریا نوپل کے دفاع کي ناکامي کي نسبت' دماغوں اور فکروں میں پیدا ہوگیا ہے -

میں بہتوں کو جانتا ہوں جو کل تک اتحاد و ترقي کے مداح تھے' مگر سقوط ادرنہ کي خبر سنتے ہي مخالف ہوگئے - گویا ایڈریا نوپل کے جنگي دفاع کي کامیابي رنا کامي' اتحاد و ترقي کي موافقت و مخالفت کي ایک طے شدہ شرط تھي' اور اب یہ لوگ شرط کے پورا نہونے سے اپنا معاہدۂ موافقت بھي فسخ کررہے ہیں' کہ اذا فات الشرط ' فات المشروط ! !

بانيِ ادرنہ : شہنشاہ اڈریا نو -

اسي رومانی شہنشاہ نے ایڈریا نوپل کو آباد کیا تھا اور پھر اسي کے نام سے مشہور ہو گیا - اصلي نام " اڈریا نو - پولس " تھا - یعنے شہر اڈریا نو - جیسے ایران کے قدیمي دار الحکومت جمشید کو " پرسي پولس " کہتے ہیں پولس یونانی میں شہر کے معني میں بولا جاتا ہے - پھر کثرت استعمال سے " اڈریا نوپل " ہو گیا - یہ تصویر ایک ستوني بت کي ہے ' جو لندن کے برٹش میوزیم میں موجود ہے -

کامل پاشا کي وزارت کي شکست ' اور نئي وزارت کا صلح سے انکار بھي ان لوگوں کے خیال میں ایک ایسا مسئلہ تھا ' جسکے حق و باطل کا معیار صرف ایڈریا نوپل کي دیواروں کے نیچے تھا - پس جب بلغاري و سروي فوج نے اسکو توڑ کر گرا دیا ' تو اسکي

(۱) عربي میں شہر کو حوالہ کردینے کیلیے " تسلیم " کا لفظ بولا جاتا ہے ' جو لغت کے اعتبار سے بھي بالکل صحیح ہے -

مئي کے ساتھہ اس مسئلے کی صداقت بھی گرتئي ! یہ لوگ اب کہتے ھیں کہ جنگ سے تو واقعي صلح ھي بہتر نہي !!

* * *

لیکن افسوس ھے کہ میں اپني رائیوں کو اسقدر جلد پیدا کرنے اور پھر قتل کر ڈالنے پر قادر نہیں - میرا دماغ رائوں کا گھر ھے' پر میں اُسے مدفن بنانا نہیں چاھتا - میں انسان کی راے کو ایک قوت سمجھتا ھوں جو اندر ھی پیدا ھوتي ھے' اور جب مرتي ھے' تو اندر ھی کی کسي قوت سے مرتي ھے - میرے عقیدے میں باھر کے حوادث و واقعات اسپر موثر نہیں ھوسکتے -

مجھکو معلوم ھے کہ نئي وزارت جنگ کے اعلان کے ساتھہ قائم ھوئي - میں ابھي بھولا نہیں ھوں کہ ایڈریا نوپل کے تحفظ کی خاطر اپني انتہائی قوت صرف کردینے ھی کیلیے (انور بے) باب عالی کے اندر داخل ھوا تھا -

مجھکو یاد ھے کہ طلعت بے نے کہا تھا : " ھم مٹ جالیں گے مگر اسلامی دنیا کو شرمندہ نہیں کرینگے "

پھر ساتھہ ھي میں یہ بھی تم سب کی طرح دیکھہ رھا ھوں کہ اس تمام عرصے میں نئي وزارت نے کوئی چھوٹا ھوا ملک دشمن سے واپس نہیں لیا - اسکي خبر بھي کوئی نہیں آئي کہ عزت پاشا نے چٹلجا سے نکلکر صوفیا اور بلغراد پر قبضہ کرلیا ھو - جنگ کیلیے اربعین شے روپیہ ھے - یہ بھي سچ ھے کہ نئي وزارت نے کوئي نیا خزانہ بھي آیا صوفیہ کي دیواروں کے نیچے سے نہیں نکالا ' اور یورپ نے اپنے ادعائي حیاد(۱) کے برخلاف کوئي قرضہ بھي نہیں دیا -

اسکے بعد آخري خبر جو سب کو سننی پڑي ' میں بھی سن چکا ھوں - یعنے ایڈریا نوپل ساقط ھوگیا ' اور بلغاري فوج اسکے اندر خائنانہ داخل ھوگئي -

لیکن باوجود اِن تمام یاد داشتوں ' اور حافظے کي زائدہ معلومات کے ' اور باوجود ان حوادث و نتائج کے سماع اور مشاھدے کے ' میں کہتا ھوں کہ میري جو راے اسے تین ماہ پہلے انقلاب وزارت کے وقت تھي ' اب بھي ھے - میں بہت سوچتا ھوں لیکن ایک لمحہ کیلیے بھي اپني راے کو اسي تغیر کیلیے طیار نہیں پاتا -

ھاں ' یہ سچ ھے کہ ایڈریا نوپل کے تحفظ کی سعي ' نئي وزارت کا اعلان اولین تھا ' اور وہ ساقط ھوگیا - مع اپنے عظیم الشان مقبروں اور مقدس مساجد کے - مگر الحمد للہ کہ میري راے کي تسخیر ابتک مخالف اسباب پیدا نہیں ھوے ھیں - وہ ابتک بدستور قائم و مستقل ھے - مع اس راے کے ' جو ابتدا سے عثماني مسائل کی نسبت رکھتا ھوں ' اور مع اُن خیالات کے ' جو انقلاب وزارت کے وقت ظاھر کرچکا ھوں -

انجمن اتحاد و ترقي

انجمن اتحاد و ترقی کی نسبت میں اس وقت کچھہ نہ کہونگا کہ مختصراً بار بار کہہ چکا ھوں ' اور تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - میري رائیں مدتوں اور لمحوں میں نہیں بدلتیں - میں نے جو خیالات الہلال جلد اول نمبر (۲) میں " تصادم احزاب و تنافس اقلام " کے عنوان سے ظاھر کیے تھے ' اب تک اُن پر قائم ھوں - میري راے کا خلاصہ یہ تھا کہ : لھم حسنات و سئیات :

خلطوا عملا صالحا وآخر سئیا (۹ : ۱۰۳) — انھوں نے ملے جلے عمل کیے ' اچھے بھي اور برے بھی -

انکی غلطیوں پر شاید اوروں سے بہتر نظر رکھتا ھوں ' مگر ساتھہ ھي مجبور ھوں کہ ترکي میں انکے سوا کوئي کارکن اور مخلص ملک جماعت نہیں پاتا - پس وہ اپني غلطیوں کی وجہ سے مستحق تفریں نہیں ھیں بلکہ مستحق دعا ھیں کہ خدا آیندہ انکو ٹھوکروں سے بچاے -

وداع ادرنـــہ !!

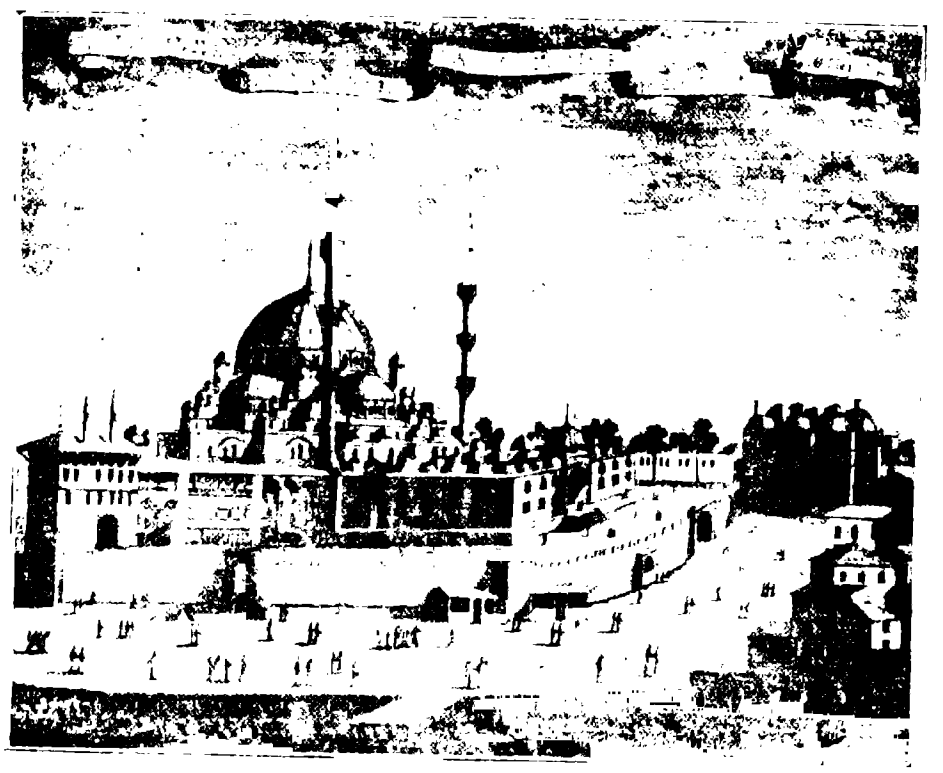

جامع سلیم (ادرنـــہ) کے نظارۂ خارجي

پر ایک وداعي نظر !!

المنـــار اور الہـــلال

اس عاجز کے بعض بزرگ احباب اس راے پر سخت برھم ھیں - علی الخصوص حضرت الفاضل المصلح الجلیل السید رشید رضا صاحب المنار (مصر) من سے اس بارے میں ' نیز تحریک لامرکزیۃ کی نسبت باھم ماہ سے باھم طول طویل مراسلات جاري ھیں ' اور ایک نتیجہ تک پہنچ جانے کے بعد انشا اللہ وہ تمام مراسلات الہلال یا المنار میں شائع ھو جائیں گی - وہ اس عاجز کو اس بارے میں " کمراہ " اور " بے خبر " بتلاتے ھیں ' اور ایک ایسے بزرگ کو ' جو ھم دونوں کے درست ھیں ' اپنے مکتوب مبارک میں لکھتے ھیں کہ " و علیہم صاحبنا ابوالکلام ' و ھو رئیس المجانین " یعنی ایسے ھي مخلص مگر گمراہ لوگوں میں سے ھمارا درست ابوالکلام ھے ' اور وہ پاگلوں کا سردار ھے ! "

وہ مجھے " رئیس المجانین " سے ملقب کرتے ھیں ' مگر میري راے کے استقلال کا دوسرا نمونہ یہ ھے کہ میں انکو " رئیس المصلحین " سمجھتا ھوں اور ھمیشہ سمجھتا رھونگا - اس بزرگ انسان کی عزت میرے دل میں ھے ' کیونکہ میں اسکو جانتا ھوں ' اور اُسکي خدمات دینیہ کا معترف ھوں - پس دعا کرتا ھوں کہ اگر اس بارے میں میري راے غلطي پر ھے ' تو اللہ تعالی جلد میري ھدایت فرماے ' اور مجھپر حقیقت کے منکشف کرنے میں دیر نہ کرے : واللہ یھدي من یشاء الی صراط مستقیم -

انقـــلاب و وزارت

البتہ جو لوگ سقوط ادرنہ اور عدم فتوحات جدیدہ کو نئي وزارت

---

(۱) ناطرفداري اور دونوں فریقوں سے الگ تھلگ رھنے کو انگریزي میں نیوٹریلٹي Neutrality کہتے ھیں لیکن اردو میں اسکے لیے کوئي عمدہ لفظ نہیں ھے - عربي میں اسکو " حیاد " کہتے ھیں اور میں چاھتا ھوں کہ یہ اردو میں بھي رائج ھو -

کے کامں کیلیے ایک عجیب الخلقة منطق کی بنا پر معیار حق و باطل سمجھتے ھیں ' انکو اس وقت سامنے آنا چاھیے -

اس مسئلے پر غور کرنے کیلیے زیادہ سے زیادہ حسب ذیل دفعات قرار دی جاسکتی ھیں :-

(۱) دول یورپ نے اپنی پچھلی یاد داشت میں ایڈریا نوپل کی حوالگی پر زور دیا تھا ' اور کامل پاشا کی وزارت نے سر جھکا دیا تھا ' مگر اتحاد و ترقی نے ایڈریا نوپل کی حوالگی کو اسلامی شرف و وقار اور عثمانی روایات کیلیے خود کشی بتلایا ' اور اسی بنا پر قوم اور فوج میں برھمی پیدا کرائی ' اور وزارت کا تختہ الٹ دیا - لیکن اسکا نتیجہ کیا نکلا ؟ یہی کہ جو چیز عزت سے مانگی جاتی تھی ' بالاخر شکست کی ذلت کے ساتھہ جبراً دینی پڑی ؟

(۲) پھر آخری نتیجہ تو اس سے بھی بدتر نکلا ' کیونکہ اس صورت میں بلغاریا ایڈریا نوپل کی اسلامی آبادی اور مقامات متبرکہ کی حفاظت و احترام کا وعدہ کرتی تھی ' لیکن اب ' جبکہ جبراً لے لیا گیا ' تو وہ بات بھی جاتی رھی -

(۳) نئی وزارت نے جنگ میں کونسی ایسی تبدیلی پیدا کردی ؟ نہ تو انور بے نے صوفیا فتح کیا ' نہ فتحی بے بلغراد اور سنتجی پر قابض ھوا - کوئی نئی فتح یابی ' اور کسی حصۂ زمین کی واپسی نئی وزارت سے بن نہ آئی - بلکہ ایڈریا نوپل ' جنینا ' اور سقوطری بھی ھاتھہ سے گئے -

(۴) پس کیا شوکت پاشا اور کامل پاشا ' دونوں نتیجہ کے لحاظ سے جنگ کیلیے یکساں نہیں ھیں ؟

یہی اعتراضات ھیں جو باشکال مختلفہ سامنے آتے ھیں - میں بہت اختصار و ایجاز اور محض بطور اشارات کے جواب عرض کرونگا ' کیونکہ آجکل الہلال کے صفحات افتتاحیہ برجہ تحریک تشکیل "حزب اللہ" بالکل رکے ھوے ھیں اور مزید گنجایش مفقود ھے - یہ بھی جو لکھہ رھا ھوں ' تو صرف اسلیے کہ موجودہ حالات کی مایوسیوں کا اثر بالواسطہ قواء عمل و استعداد کار پر بھی پڑتا ھے ' اسلیے ضرور ھے کہ پہلے غلط فہمیوں کو صاف کردیا جاے - ورنہ میں تو آجکل اپنے پیش آنے والے کاموں میں اسطرح غرق ھوں کہ ان چیزوں کے لکھنے کا اب کوئی ولولہ ھی اپنے دل میں نہیں پاتا - اور احباب یاد رکھیں کہ میری تمام تحریریں دل کے ولولے ھی پر موقوف ھیں - یہ دوسری بات ھے کہ لکھنا ھر حال میں پڑتا ھے -

فاقول و باللہ التوفیق:

(۱)

سب سے پہلے پہلی بحث پر نظر ڈالیے - پھر میں ان نادانوں سے ' جنھوں نے اپنی رائے کی باگ حقائق امور کے ھاتھہ میں نہیں ' بلکہ وساوس و خطرات امید و بیم ' اور جذبات و امیال حزن و نشاط کے ھاتھہ میں دیدی ھے ' یہ پوچھنے کا حق رکھتا ھوں کہ

کیا انکی امداد کے لیے خود کشی اور موت ' دونوں ایک ھی ھیں ؟

اگر ایک بیمار جاں بلب ھو ' تو کیا ایک قدیم یونانی فلسفہ کی طرح ' اسکو رقت سے پہلے مار ڈالنا چاھیے ' یا آخر وقت تک علاج و سعی اور جد و جہد کے ذریعہ بچانے کی کوشش کرنا چاھیے ؟

جو لوگ ایڈریا نوپل کو نہ بچاسکنے کی وجہ سے اسکا بخوشی دیدینا جائز بلکہ ضروری بتلاتے ھیں ' کیا وہ ایک بیمار شخص کو جو حد درجہ ضعیف ھوگیا ھو ' یہ مشورہ دینے کیلیے طیار ھیں کہ وہ خود کشی کرلے ' کیونکہ کسی نہ کسی دن تو اسکی جان ملک الموت جبراً لے ھی کر چھوڑے گا ؟

ھزاروں انسان ھیں ' جو اپنے بیمار عزیزوں کا جاں کنی کی آخری گھڑی تک علاج کرتے ھیں ' لیکن تدبیر انسانی مشیت الہی سے شکست کھاجاتی ھے ' اور بالاخر انکی جان حوالۂ موت ھونے سے نہیں بچتی - یہ حالت دیکھکر انکے عزیز روتے ھیں ' اور انکی موت پر ماتم کرتے ھیں ' پر یہ تو کوئی نہیں کہتا کہ مرنے والے کو جب مرنا ھی تھا ' تو کیوں نہ ھم نے اپنے ھاتھہ سے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ؟ یہ سچ ھے کہ ایڈریا نوپل کی حفاظت کا تاریخی دفاع بالاخر جاں بر نہوسکا ' لیکن اسپر ھم رو سکتے ھیں ' پر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ جانے والے ایڈریا نوپل کو خود ھی اپنے ھاتھوں سے کیوں نہیں دیڈالا ؟

ایڈریا نوپل ' سلطنت ' کے علاوہ یورپ میں ھمارے آخری متاع عزت تھی - وہ آل عثمان کی عزت و عظمت کا منارہ ' اسلامی فتوحات اخیرہ کا صفحۂ افتخار ' سلاطین عثمانیہ کا مدفن ' قدیمی عثمانی دار الحکومت ' یونانی و رومانی عظمۃ مخذولہ کی یادگار مفتوحہ ' اور اسلام کی ضرب شمشیر کا ایک گہرا مسیحی زخم تھا - پھر قسطنطنیہ کا ایک کھلا دروازہ ' اور شاخ زرین کے قفل عظمت کی طلائی کلید تھی -

ایسی متاع عزیز و محبوب کو ایک عدیم النظیر فراقی ' اور ایک شرمندہ کن انسانیۃ بے حیائی کے ساتھہ ' دور موجودہ کا تخت ابلیس لعین ' اور انسانیۃ مظلومہ کیلیے وجود مجسمۂ لعنت و عذاب الیم ' یعنے دول متحدۂ یورپ (قاتلھم اللہ تعالی) ھم سے طلب کرتا تھا ' تاکہ ھم اس جنس گرامی کو بغیر ایک قطرۂ دفاع کے بھاے ' بخوشی دیدیں ' اور اسطرح اسلام کے دامن عصمت پر اپنی کمزوریوں اور بزدلیوں سے جو صدھا دھبے ھم لگا چکے ھیں ' ان میں ایک سب سے آخری مگر سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور شرم انگیز دھبے کا اضافہ کردیں !!

پھر آنے والی تمام نسلیں ھم پر لعنت بھیجیں ' اور وہ تاریخ میں حسرت و ندامت کے ساتھہ پڑھیں کہ ھماری ذلت و بدبختی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ عزت اسلامی کو اگر بچانے سے عاجز تھے ' تو اسکے لیے خون بہانے سے بھی مجبور ھوگئے تھے !!

(کامل پاشا) کے اندر صلیب کی غلامی کا آسیب حلول کر گیا تھا - انگلستان کے آستانۂ صلیبی پر اسکی نود سالہ پیشانی جبہہ سائی کر رھی تھی - یقیناً وہ ایسا کرسکتا تھا ' جسکی اس نے چالیس لاکھ فرزندان اسلام کی آخرین ذلت و رسوائی کیلیے مخذول و ناکام سعی کی تھی ' لیکن اگر آج سقوط ادرنہ کی خبر سنکر مسلمانان عالم ' اور علی الخصوص مسلمانان ھند کی زبان سے بھی (جو اپنے جوش اسلامی کیلیے آج تمام ترکی میں ضرب المثل ھو رھے ھیں) ایسے کلمات سفیہہ و رذیل نکلتے ھیں ' تو میں نہیں سمجھتا کہ اپنی بدبختی پر کیونکر ماتم کروں ؟ کیونکہ پھر تو واقعی مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ عزت کا خاتمہ ھوگیا ' اور ملۃ قویم الہیہ کی ذلت و رسوائی کی انتہا ھوگئی - ھم لوگ صرف عالم مادیہ کی شوکت و افسری ھی کے مدعی نہ تھے ' بلکہ ھماری اصلی عظمت اقلیم دل اور عالم روح و عواطف معنویہ کی تھی - بلغاریا اور سربیا نے ایڈریانوپل کو جس معیار العمل اور مافوق العادہ دفاع ملی کے بعد لیا ھے ' اور پھر جیسی عدیم النظیر شکست کے بعد اس فتح کے ادعا کا آسے موقعہ ملا ھے ' وہ ھمارے لیے خواہ کتنا ھی غم انگیز ھو ' مگر ذلت انگیز نہ تھا ' لیکن اگر اس مدافعۃ پر ایک لمحہ کیلیے بھی کسی قلب مومن میں تاسف و انفعال پیدا ھوتا ھے ' اور یورپ کے مطالبۂ ادرنہ کے وقت کو حسرت کے ساتھہ یاد کرتا ھے ' تو پھر یقیناً بلغاریا اور سربیا نے نہیں مگر خود ھماری بدبختی نے ھمارے معصوم چہروں پر ایک دائمی ذلت کا داغ لگا یا ' اور یقیناً اب ھم کو خود کشی ھی کرلینی چاھیے !!

مذلة عسكرية

قطب جنوبي

كپتان رابرت اسكات

(٤)

سرگذشت مہم کے آخري صفحات

اوائيس کي حالت اس درجہ یاس انگیز تھي کہ جب شب کو سوتا تھا تو صبح کو زندہ اٹھنے کي امید نہیں ہوتي تھي - اسي حالت میں کئي ہفتے گذر گئے - ۱۶ - مارچ کي صبح کو اٹھا تو برفبار اندھي (Blizzard) چل رہي تھي - اوائيس نے اپنے رفقا سے کہا کہ میں باہر جاتا ہوں - اسکات لکھتا ہے : " ہم جانتے تھے کہ وہ موت کے منہ میں جا رہا ہے - ہم نے اسکو ہر چند اس ارادے سے باز رکھنا چاہا مگر اُس نے نہ مانا اور چلا گیا - اسکے بعد پھر ہم نے اسے نہیں دیکھا " -

اوائيس کے جانے کے بعد اسکات ' ولسن ' اور باورس شمال کي طرف بڑھے - موسم غیر معمولي اور پر خوف تھا - اس حالت میں جسقدر تیز چل سکتے تھے یہ لوگ چلے - ۲۱ - مارچ سنہ ۱۲ - کو عرض البلد کے ۷۹ - درجے اور ۳۰ - دقیقے تک پہنچے - اب یہ لوگ ون ٹن کیمپ سے ۱۱ - میل کے فاصلہ پر تھے - بالکل ممکن تھا کہ ون ٹن کیمپ تک پہنچ جاتے ' مگر سوء اتفاق سے ایک سخت برفبار اندھي چلي - اسکات ۲۵ - مارچ کے آخري پیغام میں لکھتا ہے : " چار دن لوگ خیموں سے باہر نہ نکل سکے ' کمزور اس درجہ ہوگئے ہیں کہ لکھنا بھي مشکل ہے " - دیگر یاد داشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصے میں غذا اور ایندھن بھي ختم ہو گیا تھا -

ان مصائب کے اسباب کیا تھے ؟ اس پر خود اسکات نے اپنے ۲۵ - مارچ کے آخري پیغام میں بحث کي ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ تمام مصائب انتظامي نہیں بلکہ بدقسمتي کا نتیجہ ہیں - ۱۱ - مارچ کو ایک یابو ضائع ہوگیا جس سے ہماري روانگي میں سخت تعویق ہوئي - موسم کي خرابي جو تمام بیرونی سفر میں رہي اور ۸۳ - درجے کي طویل اندھي نے بھي ہمیں روک لیا - گلیشر کے حصہ زیرین کي برف نے ہمارے قدموں کے درمیانی فاصلہ کو کم کردیا - اچھے موسم میں گلیشر قطع کرنا کوئي مشکل نہیں مگر جب ہم یہاں پہنچے تو ہم کو ایک دن بھي اچھا نصیب نہیں ہوا - یہ اُن مصائب کے مقابلہ میں کچھ بھي نہ تھے جو سد میں ہمارا انتظار کر رہے تھے - یہاں ایسے حالات پیش آئے کہ دنیا میں کسي کو بھي انکی امید نہیں ہو سکتي تھي - چوتھي پر عرض البلد کے ۸۵ - سے ۸۶ - درجے تک درجۃ الحرارت ۴۰ - سے ۳۰ - زیر صفر (Minus) رہا - سد میں عرض البلد کے ۸۳ - درجے پر درجۃ الحرارت دن کو ۳۰ - زیر صفر ' اور ۴۷ - زیر صفر رہا - "

سب سے آخري مصیبت ۱۱ - کا طوفان تھا - یہ اسقدر شدید تھا کہ اسکات لکھتا ہے : " شاید ہي دنیا کي کوئي بدقسمتي اس آخري صدمہ سے بڑھ سکیگي " غرض اسي حالت میں مہم کے بقیۃ السیف اعضاء بھي شہید ہوئے - کب ہوئے ؟ یہ ہنوز غیر معلوم ہے اور شاید ہمیشہ غیر معلوم رہیگا -

صفحہ ۔ود الخبري

۲۵ - مارچ کے بعد عرصہ تک مہم کي کوئي خبر نہیں آئي ' اسلیے ایک جماعت تفتیش حال کے لیے ترتیب دي گئي - اس جماعت کے دو حصے تھے ' جنمیں سے ایک مسٹر رائٹ (Mr. Wright) کے زیر سرکردگي تھا - یہي مفتش مہم تھي ' جسے ۱۲ - نومبر کو اسکات کیمپ کے اندر اسکات ' یاورس ' اور ولسن کي لاشیں ملیں -

اس جماعت نے خیمہ کے اندر لاشیں رکھیں - برف کا ایک نشان بنایا جس پر ایک صلیب نصب کي - ایک کتبہ کندہ کیا جسمیں ان شہداء علم کے نام ' آنے کا مقصد ' سنہ ' اور ماہ وغیرہ وغیرہ مندرج تھا -

ماتمگساري

سنڈل نیوز ایجنسي نے اسکات کي موت کي خبر شائع کي تو فوراً شاہ جارج نے لارڈ کرزن صدر انجمن جغرافي شاہي کو تعزیت کا تار دیا - مسز اسکات اسوقت فرانسیسکو نامي جہاز پر تھیں - تمام دن ان کو تعزیت کے تار پہنچتے رہے - اسکات کي موت ایک قومي صدمہ سمجھا گیا اسلیے ٹف (صدر جمہوریۃ امریکہ) ' ڈاکٹر ولسن (سابق صدر جمہوریۃ امریکہ) تمام مستعمرات برطانیہ ' غرض دنیا کے ہر گوشہ سے شاہ جارج کے پاس تعزیت کے تار موصول ہوئے - دنیا کے مشہور مجامع جغرافیۂ و فنون نے مجلس ہاے تعزیۃ منعقد کیں ' اور دنیا کے تمام اخبارات نے اس شہادت علمي پر افتتاحیات لکھے - مصور رسالوں نے اسکات کے رفقاء ' اُسکے جہاز ' اُسکی بیوي ' اور اُس کے بچے کي متعدد تصویریں شائع کیں ' اور یادگار و تذکاري اشاعت خصوصیہ مرتب کیں - مختصراً یہ کہ اسکات کا ماتم اس قدر بلند آہنگي سے کیا گیا کہ بڑے بڑے شاہوں اور فاتحوں کو بھي ایسي تعزیۃ عظمیہ نصیب نہ ہوئي ہوگي - اسکات سے زیادہ اسکي با اقبال قوم کي یہ حالت قابل صد رشک و ہزار داد و تحسین ہے : فطوبیٰ للرجل ' یعیش و یموت في قوم ' یعرف اقدار الرجال ! !

یورپ مردہ پرست نہیں ' پھر یہ جو کچھ ہوا کیوں ہوا ؟ اسلیے کہ یہ ابطال پرستي ہے ' اور بطل پرستي ہي میں مردم خیزي مضمر ہے - جو قومیں زندہ ہیں وہ اپنے ابطال و مشاہیر کي پرستش کرتي ہیں انکي تزئیہ و تشہیر کرتي ہیں - انکي یاد گاریں قائم کرتي ہیں ' کیونکہ وہ جانتي ہیں کہ قوم میں بہت سي بطل نہاد طبیعتیں ہوتي ہیں مگر سوء اتفاق سے تاریک فضاء میں نشوو نما پاتي ہیں - پس انکے سطح عام پر آنے کے لیے شمع راہ کي ضرورت ہے ' اور وہ ابطال اور صرف ابطال ہي کے امثال کو نمایاں کرنے میں ہے -

سرمایۂ امداد

اسکات کا تعلق ایک ایسي قوم سے تھا جو اپنے ابطال اور انکے پس ماندگان کے حق میں اپنے عزیز و اقارب سے بھي زیادہ فیاض ہے - اسلیے اپنے اہل و عیال کے تکفل کي درخواست نہ صرف پیمانۂ بطالۃ (Heroism) سے گري ہوئي بلکہ غیر ضروري بھي تھي ' مگر با ایں ہمہ اسکات نے اپنے اخیري پیغام میں اس طرف اشارہ کیا تھا - اسکے جواب میں انگریزي قوم نے زبان عمل سے لبیک کہا ہے -

انجمن مہم انطاطیقي برطانوي ' اخبار ڈیلي ٹیلیگراف ' اور میانسن ہاؤس میں امدادہ کے صندوق کھولے گئے ہیں - میانسن

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۹ ملاحظہ ہو]

مقالات

صفحة من تاريخ الحرب

— * —

تاريخ حرب کا ایک صفحہ

— * —

مدافعة محصورين

٦ اصرة قرطاجنه

(۲)

تاريخ دفاع امم کا ایک حیرت انگیز افسانه

اهل قرطاجنه نے رونا دهونا موقوف کیا ' اور شهر کے حصار و تحصین کي تدبيرات ميں مصروف هوگئے - انهوں نے اپنے بڑے بڑے هيکلوں اور مندروں کو ' جنکي ديواريں قلعوں کي طرح محکم ' اور جنکے احاطے فوجي ميدانوں کي طرح وسيع تھے ' بجاے قلعه اور حصار کے استعمال کيا - شهر کي تمام عمارتيں اپنے هاتھه سے منهدم کرديں ' تا نه غيروں کے هتياروں کي لعنت سے نا پاک نه هوں ' اور ان ميں جسقدر مختلف اقسام کي معدنيات مثل لوهے اور تانبے وغيره کے استعمال کي گئي تھيں ' وه سب نکالکر گلا ديں ' نيز انکي لکڑياں اور تختے بھي بکثرت جمع هوگئے -

تمام اهل شهر نے اپنے هر قسم کے اشغال حيات معطل کرديے - عورت ' مرد ' بوڑھے ' بچے ' سب لوگ رات دن لگاتار کام کرنے ميں مصروف هوگئے - عمارتوں سے نکالي هوئي معدنيات کو گلا کر انسے هر قسم کے هتيار طيار کرتے ' اور لکڑي سے تلواروں کے قبضے اور نيزوں کے دستے بناتے - تمام عورتوں نے اپنے سر کے وہ حسين بال ' جنکي حسن و رعنائي جنس اناث کا بهترين سرمايۂ جمال هے ' جمال حريت و شرف وطن پر قربان کرديے ' اور انکو کاٹ کاٹ کے ديديا ' تاکه انکي لٹوں کو بٹ کر درزيوں کي جگهه ' منجنيقوں کي رسياں اور کمانوں کے چلے بناے جائيں ' اور انسے اڑ کر نکلنے والے تيروں سے دشمنان ملت و اعداء وطن کے سينے زخمي هوں !

چند دنوں کي شبانه روز کي محنت ميں انهوں نے اپنے تمام انتظامات مکمل کر ليے - هر طرح کے هتياروں سے انکا ذخيرۂ جنگ لبريز هوگيا ' اور ايک باشندۂ قرطاجنه بھي ايسا باقي نه رها ' جو نهتا هو ' اور کوئي مفيد آلۂ جنگ اسکے پاس نهو !

رومیوں کي يلغار

رومي اتهيکا ميں تھے - انهوں نے ان طياريوں کا حال سنا تو هنسے اور يلغار کرتے هوے روانه هوگئے - انکا خيال تھا که پچھلے حملے ميں با وجود سامان جنگ اور اسلحۂ و آلات کي موجودگي کے ' بغير مقابله قرطاجيوں نے شهر حوالے کرديا تھا ' تو اب بے دست و پائي کي حالت ميں کيا مقاومت کرينگے ؟ ليکن انهيں معلوم نه تھا که

دلوں کي اقليم ميں منٹوں اور لمحوں کے اندر انقلاب هو جاتا هے - اور اسي کے انقلاب سے اس دنيا کے انقلابات وابسته هيں !

رومي اپنے زعم با طل کے نشے ميں سرشار چلے آتے تھے ' ليکن جب شهر کے قريب پهنچے تو انکي آنکهيں کهل گئيں ' اور انهوں نے دهشت و تحير کے عالم ميں ديکها که جس قرطاجنه کو چند هفتے پيشتر چهوڑ گئے تھے ' جنّوں کي سي مخفي قوت ' اور جادوگروں کي سي ساحرانه طاقت سے وه بالکل بدل گيا هے - اب قرطاجنه ايک بے پناه اور بے هتيار آبادي نهيں هے ' جيسي که بجبر و ظلم بنا دي گئي تھي ' بلکه ايک محکم و نا قابل تسخير قلعه بند حصار ' جو نو تعمير برجوں ' اوپر جابجا رکھي هوئي منجنيقوں ' اور کمانيں چڑھے هوے مسلح مدافعين کي صفوں سے مستعد پيکار و دفاع هے !!

اهل قرطاجنه کے پاس جادوں اور ساحروں کي کوئي مخفي طاقت تو نه تھي ' پر حريت پرستي اور جوش ملي و وطني کا ايک مقدس فرشته ضرور تھا ' اور اُس کي طاقت کے آگے جنّوں اور ساحروں کي مزعومه قوتيں بھي هيچ هيں !

مجبور هزار رومیوں نے محاصرہ کرليا اور اپني فوج چاروں طرف پھيلا دي - انکے آلات جنگ نهايت خوفناک تھے ' اور فوج کي مقدار بھي بے شمار ' ليکن با ايں همه انکي کوئي کوشش محصورين کي جانفروشيوں کے آگے نهيں چلتي تھي ' اور جب کبھي هجوم کرکے بڑھتے تھے ' معاً بربادي و هلاکت کے ساتھه پسپا کرديے جاتے تھے !!

يهاں تک که محاصرے نے بہت طول کهينچا - کامل دو برس گذر گئے ' ليکن محصورين کا عزم و ثبات ايک کوه عظيم تھا ' جس سے رومي طاقت ٹکراتي تھي اور فنا هوتي تھي -

محاصرہ کا تيسرا سال

اور خاتمه

جمهوريۃ روم کامل دو سال کے محاصرے سے عاجز آگئي - تيسرے سال کا آغاز هوا ' تو قديمي سپه سالار کي جگه طاسطيوس

[بقيه مضمون صفحه ۸ کا]

هاؤس فنڈ ميں شاه جارج اور ملکه ميري نے سو سو پونڈ اور شاه و ملکه ناروے نے ۵۰ - ۵۰ - پونڈ ديے هيں -

ريجسٹر نامي اخبار نے دو فنڈ کھولے هيں : ايک ون شلنگ فنڈ اور دوسرا ون پيني - پهلا جوانوں اور بوڑھوں کے ليے هے ' اور دوسرا صرف بچوں کے ليے - ون پيني فنڈ سے آسٹريليا کے تمسکات خريدے جائينگے اور اُسکا سود مسز اسکاٹ کو مليگا - ۲۳ - فروري سنه ۱۳ - تک کل سرمايه امداد ۳۰ - هزار پونڈ تک هو چکا تھا -

نتائج علميه

اس مضمون کا اصل حصه دو حقيقي نتائج علميه هيں - اس سلسلے ميں جو معلومات فراهم هوي هيں ' انکا تعلق تين مختلف علوم يعني علم طبقات الارض ' علم وظائف الاعضاء ' اور علم جغرافيه سے هے - يه معلومات ان علوم کے علماء خصوصين (Specichisth) کو ديدي گئي هيں اور وه انکے مطالعه ميں مصروف هيں - جب نتائج مطالعه شائع هوسکے ' تو ان شاء الله العزيز هم انکے تراجم کي اشاعت کي کوشش کرينگے -

(Tacitus) نامي ايک شجاع و باسل رومي افسر کو مقرر کيا گيا ' جسکي جنگي قابليت اُس وقت تمام روم ميں مسلم تھي -

طاسطيوس نے آکر ديکھا کہ اهل قرطاجنہ کے جنگي دفاع کے آگے تمام فوجي قوتيں بيکار گئي هيں' اور اگر محض جنگي قوت پر اکتفا کرليا گيا تو برسوں بيکار جائيں گي - اسليے اس نے سب سے پہلے اسکي کوشش شروع کي کہ کسي طرح باهر سے رسد کے پہنچنے کے راستے بند کرديے جائيں ' تاکہ محصورين فاقے کے خوف سے خود بخود شہر کھولديں -

اهل قرطاجنہ کيلیے دونوں راستے کھلے تھے - خشکي کا بھي اور سمندر کا بھي - طاسطيوس نے پہلے راستے کو يوں بند کرديا کہ ايک مرتبہ هي تمام فوجي قوتوں کو مجتمع کرکے شہر پناہ کي طرف بڑھنا شروع کرديا ' اور اسقدر قريب پہنچکر کہ ايک تير کے فاصلے سے زيادہ مسافت باقي نہيں رهي تھي ' فوج کو چاروں طرف پھيلا ديا - خشکي کي راہ سے جسقدر نقل و حرکت اور آمد و رفت هوتي تھي ' اب وہ سب دشمنوں کے حملے کي زد پر آگئي تھي اور انکي نظروں سے پوشيدہ هوکر شہر ميں داخل هونا ممکن نہ تھا -

اهل قرطاجنہ کي ايک سخت غلطي

— * —

بحري راستے کي بندش کيلیے اُسنے ساحل پر ايک سنگي عظيم الشان بندرگاہ تعمير کرانا شروع کرديا ' تاکہ وهاں بحري قوت هر وقت موجود رهے ' اور جن کشتيوں اور جہازوں پر محصورين کو رسد کي امداد بھيجي جاتي هے ' اُنکو راہ هي ميں برباد اور گرفتار کرليا جاسکے -

اهل قرطاجنہ کو اسکي خبر هوئي ' مگر بعد از وقت - اگر ابتدا هي ميں اُنھوں نے اپني کشتياں بھيجکر دريا کي طرف سے حملہ شروع کرديا هوتا تو رومي کسي طرح بندرگاہ کي تعمير ميں کامياب نہو سکتے - انکي بحري قابليت جنگ اهل قرطاجنہ کي هزار سالہ بحري زندگي کا مقابلہ نہيں کرسکتي تھي - ليکن اُنھوں نے بري راہ کے بند هوجانے کے بعد سمندر کي راہ پر اعتماد کرليا ' اور اسکي طرف سے بالکل غافل هوگئے - بعد کو جب تنبہ هوا ' تو وقت هاتھہ سے نکل چکا تھا - اُنھوں نے چند کشتياں حملے کے ليے بھيجيں ليکن وہ کچھہ نقصان نہ پہنچا سکيں ' اور رومیوں نے بندرگاہ تيار کرکے بحري راہ بھي بند کردي !

عبـــرت و بصيـــرت !!

غور کرو ! ايک بے دست و پا اور مظلوم و محصور جماعت ' جس کے قافے مسمار کيے جا چکے تھے ' جس سے هتيار چھين ليے گئے تھے ' جسکو تمام قواء جنگ و دفاع سے ايک بڑے لوچے هوے کبوتر کي طرح محروم کرديا گيا تھا ' اور جسکے موجودہ مادي قوی کي کل کائنات اتني تھي کہ چند عمارتوں کے لوهے سے بناے هوے هتيار تھے ' يا عورتوں کے بالوں سے بٹ کر طيار کيے هوے کمانوں کے چلے ' مگر وہ دنيا کي ايک عظيم الشان متمدن قوم ' اور رومیوں جيسي فاتح و مہيب فوج کو تين سال تک ايک انچ آگے بڑھنے نہيں ديتي ' اور پھر اسکو مغلوب

النـــار و لا للعـــار

اهل قرطاجنہ نے قلعے ميں آگ لگادي هے ' اور اسميں خود کود کر جل رهے هيں

کرنے کيليے ايک سال کا زمانہ صرف کرے ' اور پہاڑوں کي چٹانيں کاٹ کاٹ کے ' عظيم الشان عمارتيں اور بندرگاہ تعمير کيے جاتے هيں!

هے ايک خلق کا خوں اشک خونفشاں پہ مرے
سکھائي طرز اُسے دامن اُٹھانا کے آنے کي !

جب بھي انسانوں کے دل اپني قوم اور اپنے وطن کي عزت کيليے باهم مل جاتے هيں ' اور اپنے اندر سچا جوش اور محکم ولولہ پيدا کرليتے هيں ' تو پھر انکي محير العقول اور ما فوق العادۃ قوتوں کے معجزات و خوارق کا ايسا هي حال هوتا هے : وفي ذالک فليتنافس المتنافسون ' (۱۸:۸۳) ان في ذالک لايات ' وما يعقلها الا العالمون -

* * *

اب اهل قرطاجنہ کو لا علاج مشکلوں سے سامنا هوا ' اور محاصرہ کے مصائب روز بروز زيادہ محسوس هونے لگے - قواء جنگ کي کمي کا رہ اپنے جوش و فدا کاري سے علاج کرسکتے تھے ' ليکن غذا کي فطري ضرورت ' اور حيات جسمانيہ کے داعيۂ طبيعيہ کا انکے پاس کيا علاج تھا ؟ راہ مرور و درامد رسد کے بند هو جانے سے وہ بالکل مجبور هوگئے -

طاسطيوس نے ديکھا کہ اسکي تدبير کار گر هوگئي هے ' پس اُس نے آخري حملے کي طياري شروع کردي ' اور اسميں بھي ايک سخت پر فريب حيلۂ و خدع سے کام ليا - يعني سب سے پہلے اپني طياريوں کو بندرگاہ کي طرف سے شروع کيا اور فوج کا ايک بڑا حصہ الگ کرکے منتظر حکم طيار رها - اهل قرطاجنہ کي خاک وطن پر قرباني کے آخري دن قريب آگئے تھے - وہ اس دھوکے کو نہ سمجھے ' اور يقين کرليا کہ دشمن بندرگاہ کي طرف سے هي حملہ آور هوگا ' پس انھوں نے اپني تباهي کي طرف هي طياري کي ' اپني تمام قوتوں کو اسي رخ پر متوجہ کرديا ' اور اُس جانب کے چوبيں مورچوں ميں آگ لگادي -

ليکن يہ بے فائدہ تھا - رومي اس جانب سے آنا هي نہيں چاهتے تھے ' جب انھوں نے ديکھہ ليا کہ محصورين پوري طرح اس رخ پر آگئے هيں تو فوراً منتظر اور محفوظ لشکر کو حکم ديا کہ شمالي جانب هجوم کرکے بڑھ جائيں - يہ تدبير پوري طرح کامياب هوگئي - رومي بغير کسي نقصان کے بڑھتے گئے ' اور شہر پناہ کے پاس پہنچے تو مقابلے کا بالکل سامان نہ تھا - انھوں نے رزني گرزوں اور سنگين هتوڑوں سے دروازے توڑ ڈالے اور محفوظ و مطمئن شہر ميں داخل هوگئے -

آخـــري ســـاعـــات جنـــگ

اهل شہر کي آنکھيں کھليں تو اُس وقت ' جب خونخوار درندوں کي طرح دشمنوں کے خون آشام غول شہر کے کوچوں اور سنسان بازاروں ميں پھيل گئے تھے ' اور تير کمان سے نکل چکا تھا !

تاهم جو آگ حفظ وطن کي تين سال سے جل رهي تھي ' وہ اس قدر جلد بجھہ نہيں سکتي تھي - با وجوديکہ اب سعي و تدبير کا وقت جاچکا تھا اور آخري ساعات سر پہ تھيں ' تاهم اهل شہر ذلت کے فرار کي جگہ ' عزت کي بعد از مقابلہ موت کيليے طيار هوگئے اور وسط شہر ميں جمع هوکر لڑنا شروع کرديا - عورتيں گھروں کي چھتوں پر چڑھ گئي تھيں اور کمانيں ليکر دشمنوں پر تير برسا رهي تھيں -

دریچوں میں کھڑے تھے ' اور اعداء وطن پر پتھر پھینک رہے تھے -
ایسی سخت خونریزی عرصہ تک جاری رہی ' جس نے تمام
کو خون اور لاشوں کا سمندر بنادیا - عشاق وطن اور فدائیان ملت
ان عزیز جانوں کو ' جنھیں تین سال تک عشق وطن میں نذر
رشدائد رہا تھا ' ہتیلیوں پر لے کر بڑھتے تھے ' اور خونخوار
تلواروں اور تیروں پر اس بے خودی و بے جگری سے
تھے ' گویا یہی انکا مطلوب و معشوق ہے !!

انسان یقیناً انسان ہے ' پر وہ درندہ بن جائے تو درندوں سے بھی
ہے :

خلقنا الانسان	بیشک ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر اور اچھے
احسن تقویم '	سے اچھی ساخت پر پیدا کیا ' پھر اسی کو بدتر
رددنٰہ اسفل	سے بدتر حالت میں لوٹا لائے کہ وہ جس
سافلیـــن ! !	حالت کو اختیار کرنا چاہے و اپنے اندر اُسکا
(۹۵ : ۴)	سامان رکھتا ہے !

یہ ظلم و سفا کی اور بربریت و سبعیت کی ایک لعنت
' جو خونخوار رومیوں کے بے امان ہتیاروں سے نکلکر قرطاجنہ کے
راستوں پر چھا گئی تھی - اہل شہر نے جو کچھ کیا ' یہ محض
جوش و قربانی کی استقامت تھی ' ورنہ در اصل اب نہ وہ
کرسکتے تھے ' اور نہ مقابلے میں مدافعت کی کوئی صورت باقی
تھی - بالآخر وہی ہوا جو ہمیشہ ظالم و مظلوم ' اور غالب
مغلوب کے درمیان ہوا ہے - رومیوں نے اپنی تین سال کی خونیں
تشنگی کو تازہ خون کی سیلاب سے بجھانا شروع کردیا - پھر نہ عورتوں
زندہ تھی ' نہ بوڑھوں کو ' اور نہ معصوم بے زبان بچوں کو - زخمیوں
کی گریہ و زاری ' عورتوں کی فریاد و بکا ' اور ان سب
غالب آجانے والی وہ صدائے وحشت و انتقام ' جو رومی درندوں
کے امان خانوں سے نکلتی تھی - دراصل وہ آخری فیصلہ کی گھڑیاں
تھیں ' جو اہل قرطاجنہ پر گذر رہی تھیں ' اور انہیں معلوم اس دنیا
میں کتنی بدبخت قومیں ہیں ' جن پر یہ گھڑیاں گذر چکی ہیں ! !

رومی سپہ سالار لاشوں پر سے گذرتا ہوا قلعہ تک پہنچا - جسقدر
زندے قتل و غارت سے بچے تھے ' وہ سب اسکے اندر موجود تھے -
اس نے فوج کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے برہنہ تلوار کھینچکر محاصرہ
کرلیں ' اور اس تمام عرصے میں تلواریں کب نیام میں پڑی تھیں
کہ برھنہ کی جاتیں ؟ جب یہ انتظام مکمل ہوگیا تو قلعہ میں
آگ لگا دی گئی -

تھوڑی ہی دیر کے اندر ہر طرف شعلے بلند ہونے لگے - اب اہل
قرطاجنہ کیلیے اندر آگ تھی ' اور باہر نکلیں تو آگ سے بھی زیادہ
بے رحم انسانوں کی تلواریں - چھ دن تک شہر جلتا رہا ' اور نہیں
معلوم کتنی جانیں اسکی شعلوں کی نذر ہوئیں ؟ مگر شہر بہت
وسیع تھا ' اور ابھی بڑا حصہ باقی تھا ' جہاں بڑھتے ہوے شعلوں کے
انتظار میں بد بخت انسان پڑے سسک رہے تھے ! !

ملت فروش و خائن وطن

هسدروبال

کوئی قوم جوش ملت پرستی کے خواہ کیسے ہی دور فدا کاری
میں ہو ' مگر تورات مقدس کی روایتوں میں کہا گیا ہے کہ باغ عدن
میں آدم کے ساتھہ سانپ بھی تھا - پس قوم فروشوں اور خائنین ملت
سے خالی نہیں ہوتی ' اور اسکی آستین صداقت میں کوئی نہ کوئی
سانپ بھی موجود ہوتا ہے :

العنت لعنهم الله	پھر یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان پر لعنت
و یلعنهم اللاعنون	کی ' اور تمام لعنت بھیجنے والے بھی اُن پر
(۲ : ۱۵۹)	لعنت بھیجتے ہیں !

ایک محفوظ اور بلند پہاڑی پر اہل قرطاجنہ کے دیوتا (اسکولپیوس) نامی ایک ہیکل تھا ' جسکی دیواریں رفیع ' اور حصار مستحکم
تھا - اسمیں نو سو کے قریب استقلال پرست قرطاجنی (هسدروبال)
نامی قرطاجنی افسر کی ماتحتی میں پناہگزیں تھے ' اور رومی اسکو
مغلوب کرنے میں بالکل ناکام رہے تھے - لیکن جب رسد کی قلت نے
بھوک کی تکلیف سے مجبور کردیا تو هسدروبال اپنی جماعت کے
اطلاع بغیر ' غداری اور بے وفائی کر کے نکل آیا اور اپنے تئیں رومیوں
کے حوالے کردیا -

رومی سپہ سالار نے اس خیانت کے صلے میں اسے اپنے پیروں
کے پاس جگہ دی - وہ جب بیٹھا تو اوپر ہیکل کی دیواروں سے
محصور قرطاجنیوں نے اُسے دیکھا - وہ اپنے غصے اور غضب کو ضبط نہ
کرسکے اور باوجودیکہ خود بھی فاقے کی مصیبت میں گرفتار تھے '
جس سے بچنے کا طریقہ هسدروبال نے بتلا دیا تھا ' لیکن انکی
حمیت شریفہ نے انکو نفرت و اکراہ سے بھر دیا - انھوں نے چلا چلا کر
کہنا شروع کیا کہ " اے خائن اور کمینہ خصلت هسدروبال ! تجھپر
ہمیشہ لیلیے پھٹکار ہو کہ تیری بزدلی اور نامردی نے قرطاجنہ کے
دامن عزت پر دھبہ لگا دیا ! ! "

عشاق ملت کے مصائب

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

رسد کی درآمد عرصے سے بند ہوگئی تھی - پرانے ذخیرے
سب کے ختم ہوچکے تھے - اب شب و روز کا متصل فاقہ تھا '
جسمیں هسدروبال کے ساتھی مبتلا تھے - چند دن اور اسی عالم
میں انھوں نے بسر کیے - وہ ہیکل کی دیواروں سے باہر کی اُس
دنیا کو دیکھتے تھے ' جہاں دنیا کی تمام نعمتیں اور راحتیں موجود
تھیں - وہ رومی فوج کے سامنے طرح طرح کے لذیذ اور پُر تکلف
کھانوں کے دسترخوان بچھے ہوے دیکھتے تھے ' اور هسدروبال کے
بھائیوں میں بھی انکی نظر غلطی نہیں کرتی تھی ' جو ان لذائذ
و نعائم میں شریک کرلیا جاتا تھا - انسے چند قدموں کے فاصلے پر یہ
سب کچھہ ہو رہا تھا ' لیکن انکے لیے ' اُن بد بختوں کیلیے ' روٹی
کا ایک خشک ٹکڑا ' اور سمندر کے تلخ پانی کا ایک قطرہ بھی اس
دنیا میں باقی نہیں رہا تھا - کیوں ؟ صرف اسلیے کہ وہ جو
محبت ملت کے مجرم ' اور وطن پرستی کے قصور کے گناہگار تھے !
ہاں اے معبد ملت پرستی ' اور اے صنم مقدس حریت
و آزادی ! تیری پرستش اور تیری محبت کے جرم نے تیرے
پرستاروں کو کن کن آزمایشوں میں مبتلا نہیں کیا ' اور کیسے
کیسے جانکاہ آزما عذابوں سے دوچار نہیں ہوے ؟ پر تجھہ میں
وہ کونسی عقل ربا ' اور ہوش افگن دلفریبی ہے ' جس کی
مغناطیسی تعبد کی فرمانبرداری پر نظام کائنات کی کوئی قوت غالب
آنہیں سکتی ؟

ترک جان در رہ آن سرو رواں این همه نیست
عشق اگر نوح نهد ' قیمت جان این همه نیست !

انکے لیے بھی عیش و راحت کا دروازہ کھلا تھا - ایک لمحہ کے
اندر انکی حالت بدل جاسکتی تھی - هسدروبال نے بتلا دیا تھا کہ
جس کسی کو شرف ملی سے زیادہ حفظ نفس عزیز ہو ' اسکو دیا کرنا
چاہیے ؟ رومی طیار ہے کہ اگر وہ اپنے تئیں سپرد کردیں ' اور انکی
غلامی کا طوق پہننے لیلیے طیار ہوجائیں تو انکو امان دیدی جاے -

لیکن انکي غیرت عشق نے اس کو گوارا نہ کیا کہ جس محبوب کے عشق مقدس میں تین سال تک رشتۂ وفاداري هاتهه سے نه دیا هو' اب زندگي کي آخري ساعات میں' جبکه انکا وطن محبوب شعلوں کے اندر سے سرگرم فغاں' اور ملت عزیز سیلاب خون کے اندر سے توصیه فرماے استقامت و وفاداري هے' اپني حیات فاني کي ایک مدت مجهول و قصیر کیلیے اس سے کیا بے وفائي کریں ؟

ا ن ا ر و لا ا ن ا ر !!

بالاخر قبل اسکے که دشمنوں کے هاتهه سے شهر کي طرح هیکل کي دیوارون میں بهی آگ لگائي جاتي' انهوں نے خود هي اسمیں آگ لگادي :

آتشـــم تیـــزست و دامـــاں مي زنـم

جب آگ نے اچهي طرح درو دیوار میں جگهه بنالي اور شعلے تیزي کے ساتهه بهڑکنے لگے' تو تمام قرطاجي' جنمیں عورتیں بهي تهیں اور معصوم بچے بهي' ایک مقام پر آکر جمع هو گئے اور "قرطاجنه" کے نام کي جاں سپارانه صدائیں لگاکر' بهڑکتے هوے شعلوں کے اندر کود پڑے - عیش فنا کے اُس لاله زار سے جو غیرونکي غلامي سے حاصل هوا هو' کیا یه شعله هاے حیات سوز بهتر نه تهے' جسکے اندر اپني ملت محبوب کے هزاروں اجسام' اور اپني سر زمین مقدس کي صدها عمارتوں اور گري هوئي دیوارون کي خاکستر ملي هوئي تهي ؟ وه اس شوق و ذوق اور بے هراسي سے آگ میں کود رهے تهے' گویا مدتوں کے بچهڑے هوے عشاق هیں' جو اپني محبوب کي هم آغوش وصل کي طرف بے تابانه جا رهے هیں : فالموت جسر' یوصل الحبیب الي الحبیب !! (موت مثل ایک درمیاني پُل کے هے' جو دوست کو دوست تک پهنچا دیتا هے !) -

شوهر اپنے سامنے اپني عورتوں کو جلتا هوا دیکهتے تهے' تاکه غیروں کا تسلط انکے ناموس و ناموس کو بٹه نه لگاے -

مائیں اپنے معصوم بچوں کو چهاتي سے لگاے هوے شعلوں میں کودتي تهیں' تاکه انکے بعد انکي نسل غیروں کي غلامي و محکومي کیلیے باقي نه رهے - والدین اپني اولاد کے ساتهه شعلوں سے لپٹ لپٹ کر جان دیتے تهے' تاکه نهو که غیروں کي غلامي سے انکے فرزندوں کے شرف کو بٹه لگے - وه جبکه جل رهے تهے' تو انکے جسم سوخته کا دهواں زبان حال سے صدا لگا رها تها که " النار و لا العار" !! آگ میں جلنا منظور هے' مگر قومي ذلت منظور نهیں !!

تلـک الا مثـال نضربهـا للنـاس
لعلهـم یتفکـرون !

عشق ملت' اور حریت پرستي کي یه ایک مثال تهي' جو مبارک قرطاجیوں نے دنیا کو دکهلا دي - انهوں نے اپني جانیں ضرور دیں' لیکن اپني جانفروشي کي نظیر سے قوموں اور ملکوں کو زندگي بخش دي - اور في الحقیقة جو لوگ اس دنیا میں مرنے هیں' وهي مردوں کو زندگي بخش بهي سکتے هیں - تم اگر صرف اپني خاطر زنده هو' تو اسکے یه معنی هیں که اپني ملت کیلیے ایک مرده لاش هو' پر اگر قوم کیلیے مرجاؤ' تو تم نه صرف زنده هو' بلکه هزاروں اور لاکهوں جسموں اور هستیوں کو زندگي بخشنے والے هو !

اهل قرطاجنه نے آگ کے شعلوں میں کود کر جانیں دیدیں لیکن اسلام' جسکي حیات معنوي کي پهلي شرط نفس و جسم پر موت طاري کرنا هے' اگر هوتا تو آگ کے شعلوں کي جگه دشمنوں کي تلوارون کي طرف اشاره کرتا' اور آخري مایوسي کے عالم میں بهي اسکو کبهي پسند نه کرتا که اسکے فرزندوں کي جانیں بالذل والخذلان جالیں - یه نو سو استقلال پرست قرطاجني سر سے کفني باندهکر اگر نکلتے' تو کم از کم ۹ سو زرهوں کو تو ضرور خاک و خون میں ملادیتے تا هم جس جذبۂ فدا کاري اور جاں سپاري سے انهوں نے اپني جانیں دیں' اسکے شرف و احترام کي تاریخ عالم همیشه حفاظت کریگي - آگ کے شعلوں نے اُنکے جسموں کو چند لمحوں کے اندر فنا کردیا هوگا' لیکن انکي مثال حریت و تفاني کي روح مقدس کبهي فنا نهیں هوسکتي - انهوں نے صفحۂ عالم پر اپني یاد همیشه کیلیے نقش کردي' اور آنے والي قومیں کیلیے ایک مثال عظیم چهوڑ گئے -

عبرت و نتـائج

اُنکي سرگذشت از سر تا پا ایک توصیۂ حریت اور ایک صداے موعظة هے' جو قوموں کو بتلاتي هے که اپني قومي آزادي اور ملي استقلال کي قدر و قیمت پهچانیں اور اسکي محبوبیت و معشوقیت کا اندازه کریں - انکي تاریخ اُن قوموں کیلیے ایک شاهراه عمل کا افتتاح کرتي هے' جنهوں نے اپني غفلت کي لعنت میں گرفتار هو کر غیروں کي غلامي و محکومي کا طوق پهن لیا هے' اور انکي هیبت و سطوت اور قواء جنگ و اسباب تسلط سے مرعوب هوگئي هیں - انهوں نے گویا همیشه کیلیے اس کا فیصله کر دیا هے که قوموں کي زندگي اور استقلال صرف قواء جنگ اور اسلحۂ و آلات کے حصول هي پر موقوف نهیں هے' بلکه دلوں کے محکم جوش' مصیبت کے سچے احساس' مستعدي اور آمادگي کي صداقت' اور سب سے زیاده که باهمي نزاعوں اور بے مهریوں کي جگه' اتحاد و اتفاق کي زنجیروں میں بندهکر ایک دل اور ایک جان هو جانے پڑے - پهر نه فوج کي ضرورت باقي رهتي هے' نه اسباب مادیۂ مقاومة و دفاع کي احتیاج هوتي هے' نه هتیاروں کے چهن جانے سے نقصان پهنچ سکتا هے' اور نه قلعوں کے مسمار هو جانے سے قوت سلب هوسکتي هے -

انکا مقابله ایک نهایت متمدن اور شایسته قوم سے تها' جو اُس زمانے میں یورپ کے موجوده تمدن کي قائم مقام تهي - دشمن شهر پر قابض هو چکے تهے' هتیار چهین لیے تهے' اور انکي تعداد بے شمار تهي' تاهم تم نے دیکها که جب انتها درجے کي مایوسي چها گئي' هر طرف سے امید کا دروازه بند هوگیا' اور قرطاجنه کے هر فرد کو آنے والے وقت کا سچا اور آخري احساس هوگیا' تو پهر انکے دل قوت اور طاقت کي ایک نئي روح سے بهر گئے' اور انکے دلوں سے ایک لمحه کے اندر دشمنوں کي قوت' تسلط' قواے جنگ' اور کثرت تعداد کا رعب دهل گیا - پهر وه اٹهه کهڑے هوے' اور سب کے دل قومي عزت کے حفظ کیلیے ملکر ایک هوگئے - اگر هتیار نه تهے تو عمارتوں سے لوها نکالکر ڈهالنا شروع کر دیا - اگر کمانیں نه تهیں' تو عورتوں نے اپنے بالوں کي لٹیں کاٹ کاٹ کر اسکے چلے بنا لیے - پهر سب کچهه هو گیا' کیونکه جو قوم مرنے کیلیے مستعد هو جائے' خواه وه کیسي هي بے دست و پا اور بے سامان هو' مگر پهر بهي وه ایک ایسي قوت هے' جو سب کچهه کر سکتي هے' جو نا ممکن کو ممکن بنا دیسکتي هے' اور جس پر اس دنیا کي کوئي قومي سے قومي طاقت بهي غالب نهیں آسکتي !!

آخـري نظـاره

یا معشـر قرطاجنه الاولـی انصـار !!

یه سب کچهه هو رها تها' اور خائن مالک ملت (هسدروبال) رومي لشکر میں بیٹها دیکهه رها تها - اسکي نوجوان بیوي جسکي حسن و عفاف کي تمام قرطاجنه میں ضرب المثل تهي' هیکل کے اندر پناه گزینوں کے ساتهه تهي' اور دو چهوٹے چهوٹے بچے بهي اسکي گود میں تهے - هسدروبال کو اپني بیوي سے عشق تها

ر اپنے بچوں پر مغلوں تھا - جب اُس نے قوم سے غداري کرکے
شیدہ نکل جانے کا ارادہ کرلیا تو چاہا کہ اپني بیوي اور بچوں کو
ساتھہ لیجاے - اسنے اپنے ذلیل ارادے سے اُسے اطلاع دي'
ي طرح طرح کي تدبیروں سے سمجھانا چاہا' لیکن اُس وفادار ملة'
ا کار وطن' اور تمثال شرافت و عظمت نے نہایت ذلت و نفرت
اسکي تجویز کو ٹھکرا دیا ' اور اسدرجہ غصے سے مضطرب الحال
لي کہ هسدروبال سہم گیا - اُسے خوف هوا کہ کہیں جوش غضب
ں میرے مخفي ارادے کو قوم پر ظاهر نہ کردے اور میں اپني
ان کو بھي بھاگ نہ لیجا سکوں -

افسوس کہ اس خائن ملت کو اسپر بھي شرم نہ آئي - محبت
س و عشق غذاے حیواني نے اسکو مغلوب کرلیا تھا - وہ رات کے
ت نظروں سے پوشیدہ هوکر تن تنہا نکل آیا اور سمجھا کہ میري مثال
ر غذا کا فقدان ان لوگوں کو بھي اطاعت قبول کرلینے پر مجبور
دیگا' اور میري بیوي بھي کچھہ دنوں کے بعد نکل آئیگي -

لیکن اسکے نفس ذلیل و سفیہہ نے اسکو دھوکا دیا - اس نے
ني بیوي اور اپني جماعت کے قلب شریف کو بھي اپنا هي
سمجھا تھا - صبح کے وقت جب هیکل کي دیواروں سے اُسکي
ي نے رومي سپہ سالار کے پاس اُسے دیکھا ' تو غیظ و غضب میں
لرچلا اُٹھي اور نفرت و حقارت کے ساتھہ اُسپر لعنت بھیجي !

اسکے بعد آخر تک هسدروبال کي بیوي نے اپني قوم کا
اتھہ دیا اور جب خاتمے کے آخري دن هیکل کي دیوار سے آگ
ے شعلے بلند هوے تو اُس نے اپني قوم سے کہا :

" مجھے چند لمحوں کي زندگي ابھي مطلوب هے - اپنے لیے
یں' اپنے ان معصوم بچوں کیلیے نہیں' بلکہ انکے غدار اور سفیہہ
پ کیلیے ' جس کو قبل اسکے کہ مقدس دیوتا آخرت کي لعنت
یں گرفتار کرے ' میں چاهتي هوں کہ اس دنیا میں آج بھي
ک سزا دے دوں - افسوس کہ اُس نے مجھسے نہیں' مگر اپني قوم
ے بے وفائي کي - وہ آجتک میرے عشق میں ثابت قدم
ا' لیکن کاش مجھسے بے وفائي کرتا' پر اپني قوم سے
ے وفا نہوتا !! "

اُس نے یہ کہا اور اُس وقت تک توقف کیا ' جب تک کہ
گ کے شعلے هیکل کے احاطے کي دیواروں تک نہ پہنچ گئے -
مقام رومي فوج کے بالکل سامنے اور قریب تھا - اُس نے جب
یکھا کہ دیواروں میں آگ نے اچھي طرح گھر بنا لیا هے ' تو اپنے
ونوں بچوں کو گود میں لیکر نکلي' اور هسدروبال کے
امنے جا کر کھڑي هوگئي -

هسدروبال کي بیوي کي تقریر

اسکا مستقیم قد استقلال و ثبات کا ایک آهني ستون تھا ' اور
اسکي حسین آنکھوں سے غیظ و غضب کي چنگاریاں نکل رهي
تھیں - وہ پہلے بھي حسین تھي' لیکن اس وقت عزم و استقامت '
اور عظمت و جبروت کے حسن معنوي نے اسکے اندر فرشتوں
کي سي ایک هیبت جمیل پیدا کردي تھي -

اُس نے پہلے رومیوں کے لشکر اور انکے ساز و سامان کي
ایک نظر حقارت آمیز تذلیل کي - پھر رومي سپہ سالار کي
طرف دیکھکر کہا :

" اے ظالم رومیو ! تم خوش هو کہ تم نے هماري
بربادي و هلاکت اپني آنکھوں سے دیکھہ لي - لیکن تم
بھول گئے کہ اس دنیا کي ایسي ظالمانہ خوشیاں همیشہ
سے عارضي هوتي هیں - اُس وقت کو دور نہ سمجھو '
جب تمھاري هلاکت و بربادي کا وقت بھي آلیگا ' اور تم
اُس وقت کو دیکھنے کیلیے هم نہونگے ' مگر همارے اجسام
سوختہ کي خاکستر ' اور قرطاجنہ کي جلي هوئي دیواروں
کي ذرے موجود هونگے ! "

پھر وہ اپنے شوهر کے طرف متوجہ هوئي - اسکے چھوٹے چھوٹے
بچے آنے والے وقت سے بے خبر اسکي چھاتي سے لپٹے هوے تھے '
جبکہ اُس نے کہا :

" اے هسدروبال ! اے خائن ملة ! اے شقي روسیاہ !
اے وہ ' کہ تونے اپني قوم ' اپنے مقدس وطن ' اور اپنے
دیوتاؤں سے بے وفائي کي ! ! یاد رکھہ کہ قرطاجنہ کي جلي
هوئي دیواروں کي خاک کا هر ذرہ تجھپر لعنت بھیج رها هے '
اور قیامت تک کیلیے تیري روح سفیہہ اور هستي نجس
پر انسانوں کي پھٹکار هوگي ! ! تونے اپنوں کو فاقہ و موت
کي حالت میں چھوڑ کر غیروں کي اطاعت کرلي ! تونے
اپني اس جماعت کو چھوڑ کر جو تیرے قدموں پر سر رکھے
هوے تھي ' اس روم کے ملعون ظالم کے قدموں تلے جگہ
ڈھونڈھي ! تونے اپني قوم کو چھوڑ دیا تاکہ وہ فاقہ و تشنگي
سے هلاک هو' اور خود روٹي کے ایک ٹکڑے اور پاني کے ایک
کوے کیلیے غیر قوموں کي ٹھوکریں کھانے کیلیے چلا آیا !
بتلا کہ تونے دیوتاؤں کي مقدس قسم' قوم کي وفاداري ' اور
وطن کي محبت کو بیچ کر کیا پایا ؟ اُس حیات فاني کي چند
گھڑیاں' جو ممکن هے کہ ابھي هي ختم هو جائیں ؟ روٹي
کا ایک ٹکڑہ اور پاني کے چند قطرے' جو تو نو سو قرطاجیوں
کي بھرک اور تڑپ کو بھڑکر اپنے حلق کے نیچے اُتارتا تھا ؟
یا پھر دنیوي عزت اور کامراني کا کوئي وعدہ ' جو اس رومي
سپہ سالار نے تجھسے کیا هے ؟ لیکن اے شقي و سفیہہ !
بتلا کہ جب تیري قوم میں سے ایک فرد بھي اس دنیا
میں باقي نہ رها ' جب تیرا مالک آگ کے شعلوں کا
ایندھن بن گیا ' جب قرطاجنہ کي هزار سالہ نسل نابود و فنا
هوگئي ' تو پھر دنیا میں تیرے لیے ' تن تنہا تیرے لیے
اے لعین و روسیاہ تیرے لیے ' کونسي شے هے ' جو عزت اور
خوشي کا ذریعہ هوسکتي هے ؟ کیا یہ ظالم رومي تیرے
سر پر روما الکبری کے سلطنت کا تاج رکھدینگے ؟ پھر اگر وہ
رکھہ بھي دیں تو تیري تمام قوم کے مٹ جانے کے بعد وہ
تاج تجھکو کیا خوشي دیسکتا هے ؟ هزار تف هو تجھپر اے
هسدروبال ' کہ تیري زندگي تیري قوم کے کام نہ آئي ! اور
قیامت تک کیلیے پھٹکار هو هر اُس زندگي پر ' جو تیرے
نقش قدم پر چلے ' اور حیات دنیویہ کي فاني لذتوں ' اور
نفس و جان کے آرام و راحت کیلیے اپني قوم اور اپنے ملک
سے بے وفائي کرے ! "

شدت غیظ و غضب سے اسکا تمام جسم کانپنے لگا ' اور جب
اپني قوم کي یکسر بربادي و هلاکت یاد آئي تو درد و غم کے
زور سے اسکي آواز بند هوگئي -

چند لمحوں تک اس نے ایک سکوت قہر کے ساتھہ اپنے
بدبخت شوهر کو دیکھا ' پھر ایک نگاہ اشک آلود اپنے اُن بچوں پر
ڈالي ' جو اسکے ارادے سے بے خبر ' اور کئي دنوں کے متصل
فاقے سے زار و نزار هوکر اسکے منہہ کو مظلومانہ تک رهے تھے !

وہ کسی مخفي ارادے کا فیصلہ کرکے ' ایک استقلال آهنیں کے
ساتھہ آگے بڑھي - بچوں کو گود سے اُتارکر اپنے سامنے کھڑا کیا اور

اپنے جنسي ضعف و صورت نسائي کے خلاف ' شہنشاہوں اور فاتحوں کي آواز میں گرج کر بولي :

" تیسري اصلي سزا کا وقت دور نہیں ہے ' جبکہ قرطاجنہ کا مقدس دیوتا اپني عدالت میں تجھے کھڑا کریگا ! لیکن اس وقت بھي تیرے لیے ایک عذاب الیم درپیش ہے - پھر بتلا کہ جب تو مجھے ' اور اپنے ان بچوں کو آگ میں جلتا ہوا ' اور موت کے احتضار سے تڑپتا ہوا دیکھے گا ' تو تیرے پاس کیا عذر ہوگا ؟ کون ہے جو تجھکو اس معاینۂ تعذیب ' اور اس نظارۂ الیم سے بچالیگا ؟ یہ تیرا معبود رومي ' جسکے قدموں کي ٹھوکر کھانے کا تجھے فخر ہے ' تجھکو روٹي دیسکتا ہے ' پر اس عذاب سے تو نہیں بچاسکتا ! "

رومی سپہ سالار ' ہزاروں افسران جنگ ' اور قشون معاصرہ ' اسطرح ساکت و صامت تھے ' گویا انکے ظالم دلوں کي طرح ' آج انکے اجسام حیہ بھي پتھر کے بت بن گئے ہیں ! ہسڈروبال کي آنکھیں کھلي ہوئي تھیں ' مگر کانوں میں سمندروں کي روانی ' جنگلوں کي سنسناہٹ ' اور درندوں کي مہیب بولیوں کي سي مترحش صدائیں آرہي تھیں - وہ اپني بیوي کو ' جسکا پیکر حسن ' اسوقت ایک فرشتۂ عذاب کي صورت میں اسکے سامنے تھا ' دیکھ رہا تھا ' لیکن نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا ہے ؟

شہداء ملت کي یاد میں آخرین قطرۂ اشک

اس کي بیوي نے ایک مرتبہ قرطاجنہ کے جلے ہوے کھنڈر کو جي بھر کے دیکھا ' پھر اپني قوم اور اپنے ملک کي یاد میں ایک آخرین قطرۂ اشک بہایا ' اسکے بعد اپنے دونوں بچوں کا گلا گھونٹ کر آگ میں ڈالدیا ' اور انکے بعد خود بھي آگ میں کود کر ' اسکے بھڑکتے ہوے شعلوں میں روپوش ہوگئي !!

....

..... (البقیة تتلي)

اعلان

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -
ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست در مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پین کي مشین ' جو بہترین اور قدیمي کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - در ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے -
چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ڈیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ' ڈیمائي فولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپني ذاتي ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

انتقاد

رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ

انجمن ہلال احمر عثماني نے ایک بین المللي انجمن کي صورت اختیار کرلي ہے اسلیے عالم اسلامي کے ہر ہر گوشے کو اسکے اعمال و خدمات کے متعلق سوال کا حق ہے اور ایسے ملک کو تو خصوصاً ' جسمیں سات کرور مسلمان رہتے ہوں اور ہر ضرورت کے وقت اعانت کے لیے اُٹھکھڑے ہوتے ہوں - انجمن کي موجودہ شکل کو قائم ہوے کم و بیش تین سال ہوگئے - اس عرصہ میں ہندوستان سے معتدبہ مدد ملي مگر باایں ہمہ اس نے آج تک ہندوستان میں کوئي روداد شائع نہیں کي تھي - یہ ایک ناگوار بے اعتنائي تھي جو انجمن کي طرف سے ہندوستان کے ساتھ کیجارہي تھي - لیکن نہایت خوشي کي بات ہے کہ اس بارے میں جو تحریکیں ادارۂ الہلال اور بعض دیگر حضرات نے کي تھیں ' وہ بیکار نہ گئیں ' اور اب ایک مختصر انگریزي رپورٹ شائع کي گئي ہے -

اسمیں انجمن نے ان خدمات کي مختصر روداد شائع کي ہے جو اس نے جنگ بلقان میں انجام دي ہیں - اس روداد کو مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا ہے - انگریزي اڈیشن غالباً خاص ہندوستان کے لیے ہے ' کیونکہ عالم اسلامي کے جس گوشے میں سب سے زیادہ انگریزي سمجھي جاتي ہے ' وہ صرف ہندوستان ہي ہے -

روداد کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں انجمن کا دائرہ خدمات صرف شفا خانوں تک ہي محدود نہیں رہا بلکہ شفا خانے کے علاوہ متعدد اور طریقوں سے بھي نہایت مفید خدمات انجام دیے -

مثلاً میدان کارزار سے واپس آنے والے مجروحین کے لیے یورپین ٹرکي میں منزلگاہیں قائم کیں ' جنمیں انکے آرام کا تمام ضروري سامان تھا - قسطنطنیہ میں جو طبي وفود آئے تھے ' انکو ہر قسم کي مالي و انتظامي مدد دي - خزانہ کے خالي ہونے کي وجہ سے فوجي اور منیوسپل شفا خانوں کے پاس آلات و ادویہ وغیرہ کي کمي تھي - لیکن انکو جس شے کي ضرورت ہوئي ' انجمن نے اپنے ذخیرے سے مہیا کر دي - عثماني اسیران جنگ اور انکے اعزا میں مراسلت کا انتظام کیا جو في الحقیقت سب سے بڑي وقیع خدمت تھي - وغیرہ وغیرہ -

کارفرمایان انجمن اخیر میں اعتراف کرتے ہیں کہ اپنے کاموں میں انجمن ہلال احمر اپني ہمچشم انجمنہاے صلیب احمر کي برابري نہیں کرسکي ' مگر وہ کہتے ہیں کہ اسکي وجہ اعضاء انجمن کا تساہل نہیں بلکہ انجمن کي نوعمري ' کم مایگي ' اور صرف زمانہ جنگ کي تیاري ہے - چنانچہ اس تجربہ کي بناء پر جو انکو دو جنگوں میں ہوا ' مجلس انتظامیہ نے طے کرلیا ہے کہ آیندہ سے انجمن زمانۂ صلح میں بھي مصروف کار رہے - مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا ہے کہ صرف آلات ' ادویہ ' اور پوشاکوں کے فراہم کرلینے سے انجمن کي تیاري مکمل نہیں ہوسکتي - اسلیے یہ بھي طے کیا گیا کہ مذکورہ بالا اشیاء کي فراہمي کے علاوہ تیماردارں کو تعلیم خصوصی بھي جاے اور اگر ضرورت ہو تو اسکے لیے ایک درسگاہ کھولدیجاے -

تیمارداروں کے علاوہ باربرداري کے لیے ایک جہاز بھي لیا جائے کا تاکہ جہاں ضرورت ہو' انجمن بغیر کسي تاخیر کے اپنا سامان بھیج سکے -

اخر میں تمام معاونین انجمن کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا کیا گیا ہے - افسوس ہے کہ انجمن اپني مالي حالت کے تفصیلي حساب کو اس رپورٹ میں جگہہ نہ دي ' حالانکہ یہ بہت ضروري حصہ تھا ' اور اسکي تفصیل لوگوں کیلیے موجب طمانیۃ و مزید سرگرمي اعانۃ ہوتي - میں نے ارکان انجمن و معاونین کار کو پچھلے دنوں بار بار اسپر توجہ دلائي' اور اس رپورٹ کو دیکھکر پھر ایک تفصیلي مراسلہ بھیجا ہے - نیز ڈاکٹر مصباح الدین اور شیخ جاوش کو بھي لکھا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اشغال اور جدگ کي مصروفیت سے کوئي مبسوط رپورٹ شائع نہ ہو سکي - تاہم ضرورت ' ضرورت ہے ' اور اس سے اغماض نہیں کیا جاسکتا -

عام تقسیم کیلیے زیادہ نسخوں کے بھیجنے کیلیے بھي لکھا ہے تاکہ ہندوستان کي تمام انجمن ہاے ہلال احمر میں تقسیم کر دي جائیں -

مطبوعات اردو

— * —

جہنم سے پہلا اور دوسرا خط

قیمت حصہ اول ۰۲ - آنہ - حصہ دوم - دو آنہ - مترجم سے ریاست رام پور ممالک متحدہ کے پتے سے ملسکتي ہے -

مولوي شرف الدین احمد خانصاحب ہیڈ کلرک جیل رامپور کے متعدد رسالے اردو میں شائع ہو چکے ہیں -

آجکل ایسے لوگوں کي بڑي ضرورت ہے جو اپنے فرصت کے اوقات کو ادبي خدمات کیلیے وقف کر دیں ' اور اپني مقدور بھر جو کچھہ لکھہ پڑھسکتے ہیں ' اس سے دریغ نہ کریں -

مولوي شرف الدین صاحب ایسے ہی بزرگوں میں سے ہیں - یہ رسالہ انگریزي کي ایک مقبول و نظیر الاسامۃ کتاب سے ترجمہ کیے گئے ہیں' جو خود بھي غالباً یورپ کي کسي دوسري زبان کا ترجمہ ہے - اسکے مصنف نے مذہبي احکام جزاء و عقوبت کو پیش نظر رکھکر ' اُن روحاني آلام و عذاب کا نقشہ کھینچنا چاہا ہے ' جو دنیا کے تمام مذاہب میں " جہنم " کے نام سے بیان کیے گئے ہیں ' اور اسمیں قوت تخئیل اور قدرت تعبیر' دونوں چیزوں سے کہ شاعري کے اجزاے اولی ہیں ' پوري طرح کام لیا ہے -

صورت بیان یہ ہے کہ ایک سخت گنہگار آدمي مرجاتا ہے اور جہنم کے عذابوں میں گرفتار ہوکر' وہانسے خطوط لکھتا ہے - اصل کتاب میں ۲۵ - خط ہیں' اور ابھي بطور نمونے کے مولوي صاحب نے دو خطونکا ترجمہ شائع کیا ہے -

اس کتاب کے لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان کي طبیعت پر مذہبي عقائد اور احکام کے اثر کو قوي کیا جاے ' اور گناہوں سے بچنے ' اور تعذیب معاد کے عقیدے سے متاثر ہونے کا ذریعہ ہو - ترجمہ صاف اور سلیس ہے ' اور اسطرح کي ادبي اور شاعرانہ تحریروں کے ترجمہ کي مشکلات پر غالب آنے کي کوشش کي گئي ہے -

قیمت اسقدر ارزاں ہے کہ اگر ہر شخص ایک ایک نسخہ لے لے تو اسے کچھہ بھي محسوس نہوگا ' لیکن اگر مطالعہ ایک لمحہ کیلیے بھي دل پر کام کر گیا تو یہ بہت قیمتي ہے - ہم مولوي صاحب کے اس مقصد رفیع و اہم کو قابل داد و تحسین سمجھتے ہیں' گو آجکل کے بہت سے مدعیان تفویر فکر و علو خیال کو اس مقصد پر ہنسي آے -

سالنامہ مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ

مہتمم مدرسہ - کیرانہ ضلع مظفرنگر کے پتے سے ملسکتي ہے

مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ' اور اخباربیں اشخاص اسکے کاموں سے بے خبرنہیں ہیں - یہ اسکي تازہ ترین رپورٹ ہے جو مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ نے شائع کي ہے ' اور علاوہ حالات مدرسہ کے ' اپنے تمہیدي مضامین کے لحاظ سے بھي نہایت دلچسپ اور مفید اطلاعات پر مشتمل ہے -

اس مدرسے کو قائم ہوے عرصہ ہوگیا - مکہ معظمہ اسلام اور مسلمانوں کیلیے ایک قدرتي مرکز ہے ' اور وہاں کا ہر معمولي اور ادنی کام بھی ' اور مقامات کے عظیم الشان کاموں سے زیادہ مفید و نتیجہ خیز ہوسکتا ہے ' بشرطیکہ وقت کي ضرورتوں ' اور اصول کار و طریق عمل سے اغماض نہ کیا جاے -

اس بنا پر مدرسۂ صولتیہ بھي ایک توجہ طلب کام ہے ' جو قائم ہے' اور اپني ابتدائي منازل سے گذر چکا ہے' اور اگر اسکي طرف توجہ کي جاے تو ایک مفید ترین کام بن سکتا ہے -

میں کسي وقت اسکي نسبت تفصیلاً لکھونگا -

یہ رپورٹ نہایت عمدہ اور پر تکلف چھپي ہے' اور ۱۱۶ - صفحوں پر ختم ہوئي ہے - مدرسہ کي تفصیلي حالت ' جدید دار التدریس کا قیام ' سالانہ اجلاس کي روئداد ' رسائل اعانۃ و مقدار اعانت کي تفصیل ' اور اسي طرح کے ضروري بیانات پورے شرح وبسط سے درج کیے گئے ہیں -

آسان تعلیم

قیمت ۰۲ - آنہ - مصنف سے ملسکتا ہے -

اردو زبان کي ابتدائي تعلیم اور رسم الخط کا مسئلہ بھي ایک اہم اور توجہ طلب مسئلہ ہے -

یہ رسالہ مولوي عبد الرحیم صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ مال کلکٹري گیا نے اس غرض سے لکھا ہے کہ بچوں کي تعلیم کیلیے قاعدۂ بغدادي کے اصول پر اردو کي تعلیم کا بھي ایک قاعدۂ ابتدائي مرتب ہوجاے -

اسمیں ہجے کے اصول پر تمام تراکیب حروف کے اسباق بناے ہیں' اور ہر حرکت کا سبق علیحدہ ہے - ساتھہ ہي مرکب جملے مشق کیلیے دیے ہیں اور پھر اضافت وغیرہ کي مشق کرا کے چھوٹي چھوٹي عبارتیں بنائي ہیں' جنسے یقیناً بچوں کو بہت فائدہ ہوگا -

تفہیم القواعد

قیمت ۳ - آنہ مصنف سے ملسکتا ہے -

— * —

مسئلۂ صرف و نحو اردو

یہ اردو کے صرف و نحو کا ایک نیا رسالہ ہے' جسے مولوي جلال الدین احمد صاحب جعفري زیدي ہڈ مولوي گورنمنٹ ہائي اسکول کانپور نے مرتب کیا ہے -

یہ صرف پہلا ابتدائي حصہ ہے - دوسرا حصہ اعلی جماعتوں کیلیے اسکے بعد شائع کیا جائیگا -

اردو زبان کي ترقي و اشاعت میں یہ بات ہمیشہ عجیب سمجھي جائیگي کہ ایک طرف تو علوم وفنون کي کتابیں اسمیں لکھي جا رہي ہیں' اور دوسري طرف کوئي جامع لغت بلکہ مکمل صرف و نحو تک موجود نہیں ہے' اور بیسیوں صرفي و نحوي مسائل ہیں' جو ابتک غیر فیصل شدہ ہیں !

اس سے بھي عجيب تر يہ ' کہ سودا اور مير تقي سے زيادہ لحسان اسپر ايک عام درست انگرائز ' (سر جان گلگرسٹ) کا ہے ' جس نے سب سے پہلے اسکے قواعد کو منضبط کرايا اور يہ احسان اُن احسانات عظيمہ کے علاوہ ہے ' جو بہ حيثيت اس زبان کے رواج دہندہ ہونے کے ميں (باغ و بہار) جيسي بے نظير نثر کي کتابوں کے مرتب کرانے ' اور اسکي مؤسسانہ سرپرستي کي وجہ سے ہميشہ يادگار رہيں گے -

بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ نے گذشتہ نصف صدي کے اندر صرف و نحو ميں کتابيں لکھنے اور لکھوانے کي متعدد کوششيں کيں ' اور اس سے باہر بھي ملک ميں متعدد کتابيں لکھي گئيں ' مگر سچ يہ ہے کہ ابتک کوئي جامع اور ہر طرح معتبر کتاب ملک کے ہاتھ ميں نہيں ہے -

يہ تو اُردو صرف و نحو کے تدوين فن کا حال ہے - اسکے بعد ابتدائي اور متوسط و اعلي درسي قواعد کا خانہ ہے ' اور معيار نظر بلند کرکے ديکھيے تو وہ بھي خالي ہے - بلکہ ميں تو سمجھتا ہوں کہ شايد انضباط ضروريات قواعد ' و تسہيل بيان ' و ترتيب مندرجات کے لحاظ سے انگريزي ميں نسبتہ اچھي قواعد کي کتابيں لکھي گئي ہيں - گو اغلاط و لغزشيں اُن ميں بکثرت ہوں -

اس سلسلے ميں بہت سي کتابيں ميں نے ديکھيں ' اور (تفہيم القواعد) ايک مختصر رسالہ تازہ ہے - مولوي صاحب لکھتے ہيں کہ ابتک جو قواعد لکھي گئيں ' انميں يا تو انگريزي گرامر کا اتباع بيجا کيا گيا ' يا محض عربي کا - اسليے ميں ايک سادہ و آسان رسالہ مرتب کرتا ہوں جو بچوں کے دماغ پر ابتدا ہي سے بارگراں نہو -

ميں نے اِسکے چند ابتدائي صفحات ديکھے - اسميں شک نہيں کہ طريق بيان بہت سہل و آسان ہے - ترتيب مسائل وہي عام اور معمولي ' مگر ہر سبق کے ساتھہ ہي مشق کي عبارت بھي ديدي ہے - تقريباً تمام ضروري اقسام و ابواب کو جمع کيا ہے ' اور يہ کوشش ہر جگہ نظر آتي ہے کہ طريق تعليم آسان اور سہل ہو -

بہتر تھا کہ طرق سوال و جواب سے بھي کہيں کہيں کام ليا جاتا کہ درس مسائل و قواعد کيليے يہ طريقہ بہت مفيد ہے -

نقشے بنا کر باہمي تعلقات و روابط و انشعاب ابواب کو سمجھانا بھي ايک عمدہ اصول تعليم ہے ' اور بہتر ہو اگر آيندہ اسکا خيال رکھا جاے -

اتحاد المسلمين

— * —

علماء و مصلحين واعظين و ارباب معارف و جرائد کيليے مفت - مولوي عبيد الله صاحب - بنگلہ نواب وقار نواز جنگ - متصل مسجد ميرمومن آباد - حيدرآباد دکن -

— * —

مولوي محمد احسن صاحب اگزامنر انجمن [illegible] رسالہ اس ليے لکھا ہے تاکہ مسلمانوں کو فريضۂ قطعيہ زکوٰۃ کي ضرورت و اہميت ' و دلائل فرضيت سے باخبر کيا جاے ' اور آمادہ کيا جاے کہ اس فرض کي طرف سے غفلت نہ کريں - اور مولوي ابوالبرکات محمد عبيد الله صاحب نے اسي مقصد سے اسے شائع فرمايا ہے : فجزاهما الله تعالى خير الجزا ' و زادنا الله و ايا هما حمية الاسلام !

اس رسالے کي تقريب پر بہتر ہے کہ چند نکات فريضۂ زکوٰۃ کي نسبت عرض کروں :

فريضہ زکوٰۃ

حکم زکوٰۃ ايک اعظم ترين فرائض مسلمين ' و اہم ترين احکام شريعہ حقۂ اسلاميہ ميں سے ہے ' اور اسکي فرضيت مثل فرضيت حج و صلوٰۃ و صيام ' نصوص قطعيۂ شريعت ' اور تعامل غير منقطع اہل اسلام سے ثابت ہے - اور منجملہ ہمارے موجودہ مصائب عظيمہ کے ايک مصيبت کبريٰ يہ ہے کہ اس فرض کي طرف سے غفلت و تساہل بالعموم طاري و ساري ' اور اسکے جمع و صرف کيليے انتظام و اہتمام کے وسائل مفقود -

ہم نے اپنے گھر کي طرف سے آنکھيں بند کرلي ہيں ' اور دنيا کے دور دراز گوشوں ميں مارے مارے پھرتے ہيں - آج يورپ ميں مختلف مدارج و طبقات کے تصادم ' اور فقراؤ عمال (۱) کے افلاس و مصائب ' اور دولت کي عدم تقسيم و مرکزيۃ (۲) کي وجہ سے موجودہ ہئيۃ اجتماعيہ اور معيشۃ مدنيہ کي بنياديں ہل رہي ہيں - اشتراکية (سوشياليزم) کي اسي ليے پيدايش ہوئي - اور فرضيہ (نہلزم) کے مہيب وجود کي توليد اسي کا نتيجہ ہے - کل کي بات ہے کہ انگلستان ميں مسٹر لالد جارج نے اُمراؤ اشراف کے ٹيکس کا مسئلہ اٹھايا تھا ' اور برطانيہ کے مزدوروں کي اصلاح حالت اور تقويۃ مالي کے مقصد نے ايک سخت ہنگامہ مچاديا تھا !

يہ سب کچھہ قوم کے مفلس حصے کي ضروريات کے پورا نہونے ہي کا نتيجہ ہے -

جرمني اور بعض حصص امريکا ميں غرباء و محتاجين کيليے حکومت اور قوم کے مشترک فنڈ قائم کيے گئے ہيں -

کوآپريٹو سوسائٹياں اور زرعي اور ديہاتي بنکيں جو آج قائم کي جا رہي ہيں ' يہ بھي دراصل اسي ضرورت کا علاج ہے کہ قوم کے محتاج اور بے مايہ حصے کي اعانت کي جاے -

ليکن اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھہ ہي ان مفاسد اجتماعيہ و مدنيہ کا علاج کرديا تھا - فريضۂ زکوٰۃ کي بہت بڑي مصلحت يہي تھي کہ اسکے ذريعہ قوم کے مفلس و محتاج حصے کي ضروريات کا انتظام کيا جاے - نيز صدہا ملي احتياجات مالية کيليے ايک دائمي خزانہ (فنڈ) مہيا ہوجاے -

اسلام نے ايک طرف سود کو حرام کيا ' جو غريبوں اور محتاجوں کي زندگي کيليے مہلک و سم قاتل تھا ' اور جسکے ذريعہ دولت مندوں کو اُن پر ايک جابرانہ و ظالمانہ تسلط کا موقعہ مل جاتا تھا - دوسري طرف اسکے بدلے زکوٰۃ کو فرض کرديا ' تاکہ جن احتياجات کي وجہ سے غريب و محتاج طبقہ سود دينے پر مجبور ہوجاتا ہے ' وہ پيش ہي نہ آئيں !

في الحقيقۃ موجودہ زمانے کے رقت کے کاموں ميں سے ايک اہم اور ضروري کام فريضہ زکوٰۃ کي تعميل ' اور اسکے جمع و خرچ کے انتظامات کي باقاعدہ تشکيل بھي ہے ' اور اس عاجز کے بعض پيش نظر کاموں ميں اسکي تحريک بھي داخل ہے : وکل امر مرهون بارقامها -

دراصل يہ تمام مصيبتيں اسليے ہيں کہ " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کے سلسلۂ حقہ کا عملاً سد باب ہوگيا ہے - علما اپنے قدرتي فرائض کو بھلا چکے ہيں ' اور دار الشفا کے طبيب خود ہي بيمار اور محتاج اطباء ہيں - ايسي حالت ميں کس کس بات پر روئيے ' اور کس کس کا ماتم کيجيے !

تن همه داغدار شد ' پنبـــه کجا کجا نهي ؟

---

(۱) آجکل عربي ميں يورپ کي ليبر پارٹي کيليے " حزب العمال " کا لفظ رائج ہے ' اور مزدوروں کيليے عمال ہي کا لفظ زيادہ تر لکھا جاتا ہے -

(۲) دولت کي " مرکزية " يعني دولت کا کسي ايک ہي جماعت اور سوسائٹي کے طبقہ ميں جمع ہوجانا ' اور ديگر حصص و طبقات کا بالکل محروم رہنا - يہ حالت تمدن اور سوسائٹي کيليے مضر اور مہلک ہے - روما الکبريٰ کے افتراض و تباہي کے اسباب اولي ميں سے ايک سبب يہ بھي تھا - اسلام کا قانون توريث اور تقسيم ورثہ اسي مصلحت عظيمہ پر مبني ہے -

مولوي صاحب کي يه سعي مستحق هزار تحسين هے که امر بالمعروف و تبليغ احکام شريعت ميں مصروف هيں - اسطرح کے رسائل و مطبوعات کي جسقدر اشاعت هو، داخل عبادت، بل افضل از هزار نافلهٔ و تهجد هے -

بعض حديث الاشاعه جرائد و مجلات (۱)

— * —

آزاد

کانپور - قيمت سالانه ۳ - روپيه - ايڈيٹر مسٹر نگم بي - اے -

رسالهٔ " زمانه " کانپور اردو کے مشهور رسائل ميں سے هے - اسي کے دفتر سے يه هفته وار اخبار جاري هوا هے -

صوبجات متحده ميں بمقابله پنجاب کے اخبارات کم هيں - اور عمده اخبارات کي جگهه تو هر صوبے ميں ابهي بهت کچهه خالي هے - مسٹر نگم ايک مقبول رسالے کے ايڈيٹر هيں، اسليے پبلک کيليے انکے اخبار کا مطالعه پهلا تجربه نهيں هے - اس وقت تک ميں نے ايک دو نمبر جو اسکے ديکهے، تو خبروں کے جمع کرنے، وقت کے معاملات پر بحث کرنے، اور حتی المقدور هر طرح کي دلچسپي کا سامان مهيا کرنے ميں ساعي پايا - ضخامت بهي پنجاب کے بعض اخبارات کي طرح غير معمولي هے، اور چهپائي لکهائي عام حالت کے لحاظ سے بري نهيں - پوليٹکل امور ميں شايد اُس نے اپني پاليسي " هندوستاني " لکهنو کي مثال ديکر واضح کي هے، اور ميرا هميشه سے يه خيال هے که هندوستاني کي پاليسي بهت مفيد، معتدل، اور اتحاد و تاليف حکام کے ساتهه، مصالح ملکي کے تحفظ کے اصول پر، بهت اچهي هے -

البته اعتدلال کے معني درمياني راه اور توسط کے هيں - يه معني نهيں هيں که انسان دونوں راهوں ميں سے کسي ايک راه سے اسقدر قريب تر هوجاے، که اگر بال برابر بهي اور بڑهے تو درمياني حصے کي جگهه، سرحد کو عبور کرجاے !

اردو پريس کيليے ايک مشوره

" آزاد " کے ذکر ميں نئے اخبارات کا ذکر آگيا هے تو هم اپنے چند خيالات بطور مشورے کے ظاهر کرديا چاهتے هيں -

نئے اخبارات جو نکلے هيں، يا شائع هونے والے هيں، بهتر هے که اُن ميں مندرجهٔ ذيل امور کا لحاظ رکها جاے :

(۱) يورپ ميں روزانه، هفته وار جرنل، ماهوار اور سه ماهه کي جو ترتيب اور مضامين و مقاصد کي تقسيم هے، اسکو ضرور پيش نظر رکهنا چاهيے - ايک وقت تها که ملک ميں اخبار بيني کا مذاق بهت کم تها، اسليے تقسيم عمل اس بارے ميں ممکن نه تها، اور ضرورت اسکي تهي که جيسے کچهه هوں، مگر اخبارات نکالديے جائيں، مگر اب حالت بدل چکي هے، پس ضرور هے که رفته رفته اردو پريس کو صحيح اصول تقسيم کار، اور ترتيب و نظام عمل پر لايا جاے، اور يه طوائف الملوکي اور بے راهه روي نهو که هفته وار اخبار، روزانه اخبارات کا مواد فراهم کر رهے هيں، اور هفته وار ماهوار رسائل کے سے مضامين کي تلاش ميں هيں - نتيجه يه هے که کوئي ايک صاف بهي موجود نهيں - نه روزانه، روزانه هيں، نه هفته وار، هفته وار!

(۲) تصاوير اور کارٹون عمدهٔ اجزاء اخبار و رسائل ميں سے هيں، اور موجب ازدياد اثر، و رونق اخبار، و وسيلهٔ حسن تفهيم و تسهيل مطالب و مسائل، ليکن کسي کام کے کرنے کيليے، اُسے کرديتا هي شرط نهيں هے، بلکه اسطرح کرنا، جس طرح دنيا ميں کيا جاتا هے - ايتهوکي چهپائي ميں تصاوير کا انتظام ممکن نهيں اور اگر ممکن هے تو اسقدر اعلی درجه کا کام، جسکے مصارف کا تحمل ممکن نهيں - پهر اس سے کيا فائده که چند سياهي کے دهبوں سے صفحات سياه کرکے مذاق سليم و حسن نظر کو زخمي کيا جاے ؟

البته کارٹوں ممکن هيں، ليکن ياد رهے که آجکل کا رٹوں کو وضع کرنا، اور پهر انکو بنانا ايک مستقل فن لطيف و دقيق هے، جسکے يورپ ميں خاص خاص ماهرين فن هوتے هيں، اور اُن پر هزارها روپيه صرف کيا جاتا هے - اسکے ليے دقت خيال، نزاکت تخئيل، سرعت فهم، مواد شاعري، اور قوت مصوري کے ايک هي دماغ ميں جمع هونے کي ضرورت هے - پهر ايسے قابل مصوروں کي، جنکے سامنے کارٹوں کے تمام اجزا لفظوں ميں پيش کرديے جائيں، اور وه اسطرح اُنهيں جامهٔ تصوير پهنا ديں، گويا اسکے سوا اور کوئي لباس انکے ليے موزوں هي نه تها ! !

مجهکو خود بارها کارٹوں کا خيال هوا، اور کئي بار بعض لطيف و نازک خاکے ذهن ميں آئے - اسکا سامان بهي اور تمام مقامات سے بهتر موجود تها، مگر ميں نے بهتر نه سمجها که کسي کام کو کياجاے، اور ايک صاحب فن کي حيثيت سے نه کيا جاے -

پس اردو اخبارات يا تو کارٹوں کا صيغه بالکل چهوڑ ديں، يا اسکي ذمه داريوں کو پيش نظر رکهيں - يه محض تمسخر نهيں هے، بلکه موجوده ترقي يافته پريس کا ايک رقيع اور اهم کام هے -

مساوات

اله آباد - قيمت سالانه ۳ - روپيه - ايڈيٹر: مسٹر نذير احمد (مالک)

يه اخبار حال ميں شائع هوا هے - صوبجات متحده ميں ابتک علي گڈه گزٹ اور البشير وغيره کے سوا مسلمانوں کے هاتهه ميں با رقعت اخبارات بالکل نه تهے - پچهلے دنوں لکهنو سے مسلم گزٹ نکلا، اور اب خوشي کي بات هے که اسطرف تعليم يافته اصحاب کو توجه هونے لگي هے - چنانچه " مساوات " اسي سلسلے ميں قابل ذکر هے -

اسکا ايک پرچه ريويو کي غرض سے ميں نے اتهاليا هے - ضخامت ۱۶ - صفحه کي هے جو کافي هے - کاغذ عمده لگايا جاتا هے، اور شايد اس لحاظ سے اپنے صوبے کے تمام اخبارات ميں ممتاز هے - خبروں کے انتخاب، اور اهم واقعات اور کونسل کے ضروري مباحث وغيره کے تراجم و تذکرے کا بالعموم اهتمام کيا جاتا هے -

صوبجات متحده ميں ابهي اردو اخبارات کي بهت کمي هے، اور پبلک ميں روز بروز اخبار بيني کا مذاق بڑهتا جاتا هے - اسليے نئے اخبارات جس قدر شائع هوں بهتر هے - اميد هے که اله آباد کے اس تنها اردو اخبار کو، جو صوبے کے دار الحکومت سے نکلا هے، ترقي و کاميابي کے وسائل بهت جلد حاصل هو جاليں گے -

قيمت اگر صرف ۳ - روپيه کردي جاے تو بهتر هوگا، کيونکه مسلم گزٹ اور ازاد وغيره نے انتهالي قيمت يهي رکهي هے اسطرح اشاعت ميں بهي بهت جلد ترقي هوجاے گي -

(۱) ماهوار رسائل کيليے هم نے مشهور اديب شيخ خليل يازجي کے " مجله " کا لفظ منتخب کيا، اور تمام ملک نے قبول کرليا يه کوئي نئي اصطلاح نهيں هے، بلکه جاهليت عرب کي زبان ميں بهي قريب قريب اسي مفهوم کيليے بولا جاتا تها (منه)

شئون عثمانیہ

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد استانۂ علیہ)

(۱)

ادرنہ کا بطل عظیم غازي شکري پاشا مسلسل پانچ مہینہ تک ایک ایسي فوج گراں کے مقابلہ میں، جو اپنے دونوں بازؤں میں ہزاروں بلغاریوں اور سرویوں اور صدہا زرد کار اور انسان پاش توپوں کو لیے ہوے تھي، جما رہا، اور آل عثمان کے سروں کو بلند، انکي امیدوں کو زندہ، اور انکے صفحۂ تاریخ کو روشن کردیا -

یہ بطل عظیم ابھي عرصہ دراز تک سلسلہ حملۂ و مدافعت جاري رکھسکتا تھا، بلکہ محاصرہ کو اٹھا دیتا، اگر مرحوم نظام پاشا، خائن ملۂ کامل کے فریب میں نہ آگیا ہوتا اور التواء جنگ کے وقت اس عظیم الشان شہر تک رسد رسانی کي اجازت کي قید لگا دي ہوتي، اور چٹلجا میں جنگ جاري رکھي ہوتي - یعني وہ منحوس التواء جنگ منظور ہي نہ کیا ہوتا، جسکي بدولت بلغاریوں کو خطوط محاصرہ و قتال استحکام کا موقع ملا -

محاصرہ کو دو دن کم پانچ مہینے ہوے - اسوقت تک اس بطل ہمام کا عزم بالجزم تھا کہ راہ مدافعت میں اپنا اور اپني فوج کا آخرین قطرۂ خون بہادینگے اور اگر مغلوب ہونگے، اور دشمن کي طاقت نطاق محاصرہ کو چیرتي ہوئي قلب شہر تک پہنچ جائیگي، تو اپنے پاس کا تمام سامان جنگ ضائع کردینگے !!

مگر حکومت سابقہ نے اسکے ساتھہ وہ اعتناء و اہتمام نہیں کیا جسکا وہ مستحق تھا - حکومت نے اسکے اس مقصد شریف سے اتفاق نہیں کیا اور کامل پاشا برابر اس عار انگیز صلح کے درپے رہا، جو دولۃ عثمانیہ کے شرف و حیات، بلکہ اسلام کے شرف و وجود ہي کا خاتمہ کر دینے والي تھي -

بطل ادرنہ کو جب محسوس ہوا کہ حکومت اسکے اس مقصد جلیل سے متفق نہیں، تو اس نے تسلیم شہر کي صورت میں شہر کو اڑا دینے کي باب عالي کو دھمکي دي - بطل موصوف، جیسا کہ احد سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے، صاحب عزم راسخ اور شدید الراے شخص ہے - وہ جب کسي کام کا ارادہ کرتا ہے، تو کسي قسم کے پس و پیش کے بغیر اس کو کر گذرتا ہے، پس اگر شہر حوالے کردیا جاتا، تو بھي ادرنہ کا حشر وہي ہوتا جو اسوقت ہوا - کیونکہ تسلیم کي صورت میں غازي شکري پاشا نے جو کچھہ کہا تھا، اسکو ضرور پورا کرکے چھوڑتے -

اب صرف اس حیثیت سے بحث کرنا باقي ہے کہ تسلیم ادرنہ کي صورت میں کیا نتائج مرتب ہوتے؟ اور اب کیا مرتب ہونگے؟

یہ بات تو معلوم ہے کہ سلانیک بغیر مدافعت و مقاومت کے، صرف اس امید پر حوالے کردیا گیا تھا کہ باشندگان شہر و سرحد کا خون نہ بہایا جائیگا، مال و متاع نہ لوٹا جائیگا، اور عورتوں کے ناموس پر حملہ نہ کیا جائیگا -

مگر کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ یہ تمام جہتي امیدیں بیکار ثابت ہوئیں، اور وہ ہزارہا عثماني، جنھوں نے ہتیار حوالے کردیے تھے، فاقہ، برہنگي، امراض، اور سب سے بڑھکر یہ کہ قتل کي بدرسم صورت و ہلاکت کا لقمہ ہوے؟

کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ دشمن ہمارے ذخائر و اسلحہ پر قابض ہوگیا، جس سے محاصرہ یانیا (جنینا) میں اسکو مزید تنگ گیري کا موقع مل گیا؟

کیا اس تسلیم کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ جان، مال، آبرو، اور جائداد (جس کي حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا) دشمنوں اور مسیحي غارتگروں کیلیے مباح سمجھہ لي گئي اور ہر ممکن تصرف و حشیانہ و بربرانہ، جو انساني ظلم کر سکتا ہے، بے دریغ کیا گیا؟

سلانیک میں دشمن نے کب اپنے شرف و وقار اور عہد و پیمان کا پاس کیا، جو ان پر ادرنہ کے باب میں اعتماد کیا جاتا؟ اور اگر اعتماد کیا جاتا تو یہ دانستہ انخداع اور دولت علیہ اور اسلام کے ساتھہ خیانت نہ ہوتي؟

سلانیک کي محافظ فوج نے تسلیم سلانیک سے دشمن کے قدم جمادیے کیونکہ قلعہ وغیرہ تمام سامان مدافعت و استحکام انکو ملگیا، لیکن اس بطل تاریخ (شکري پاشا) نے وہ جلیل و شریف فرض ادا کیا، جو اس کے عہدے کي حیثیت سے اس پر عائد ہوتا تھا - پس اس نے نہایت دانشمندي کي، کہ آخر وقت تک جنگ جاري رکھي، اور جب دشمن نے اندر داخل ہونے کا قصد کیا تو جو کچھہ برباد کر سکا برباد کر دیا - اب ادرنہ وہ شاندار جنگي شہر نہیں ہے جو پہلے تھا - اب وہ ایک سنسان کھنڈر اور وحشت کدہ ہے !

یہ امر محال ہے کہ بلغاري ایک عرصہ دراز سے پہلے ادرنہ کي سابق جنگي اہمیت کو دوبارہ پیدا کرلیں، کیونکہ صرف قلعہ (مرعش) سالہا سال میں تیار ہوا تھا اور اسکي مزید تحصین و استحکام میں کئي سال اور صرف ہوگئے تھے، جب جا کے وہ اسدرجہ مستحکم ہوا کہ بلغاریوں کو اسکي فتح میں سنگین نقصانات اٹھانا پڑے - ایسے سنگین نقصان، جو آج نہیں جبکہ وہ نشۂ فتح میں سرشار ہیں، بلکہ چند دنوں کے بعد انہیں معلوم ہونگے -

بیشک بطل ادرنہ نے اپني آخر تک مدافعت اور آخر میں ذخائر، اسلحہ، اور عمارتوں کے برباد کر دینے سے عساکر چٹلجا کي ایک خدمت جلیلہ انجام دي -

ایسے انتہائي مدافعت کے بعد سقوط ادرنہ ایک تاریخي واقعہ ہے جو ثناء عظیم و تمجید کثیر کا مستحق ہے - اس دعوے کي سب سے بڑي دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو ایک حادثہ جلیلہ قرار دیا ہے، اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں شمار کیا ہے، جن کي مثل گذشتہ صدیوں میں مشکل سے مل سکتي ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثماني و اجنبي اخبارات کے اقوال آیندہ ہفتہ نقل کرینگے -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتي، اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مراسلات

نماز جمعہ اور تعطیل عام

از جناب مولوي نواب علي صاحب - ايم - اے - پروفيسر بڑودہ کالج

گورنمنٹ کي مروت اور محتاج اعادہ اجازت نماز جمعہ کے عوض عام تعطیل طلب کرنے کي تحریک' اگرچہ عام طور سے مسلمانوں میں پسند کیجائگي ' لیکن واقعات پر بھي ہمکو غور کرنا چاہیے -

ادبیات

روش یاس

پھر ایک ستم تازہ ہے اور کاہش جاں ہے * دل سینۂ ماتم زدہ میں نوحہ کناں ہے
اجڑے ہوے گلشن میں کہاں زمزمۂ عیش؟ * کہنہ نالہ و فریاد ہے کہنہ آہ وفغاں ہے
مستقبل مجہول ہو کیا باعث تسکیں؟ * کچھہ حوصلہ افزا نہیں جو حال عیاں ہے
مذہب کي حرارت کے بھڑکتے نہیں شعلے * ہاں آتش خاموش کا تھوڑا سا دھواں ہے
سنتا نہیں اک سمت سے بھي حرف تسلي * دل حلقۂ ماتم میں بھر سو نگراں ہے
اے شان جلالي ! تري غیرت کو ہوا کیا؟ * ہت جائینگے مسلم ' یہ حریفوں کا گماں ہے !
کیا رحم کے قابل نہیں اسلام کي حالت؟ * اے مات بیضا کے نگہباں تو کہاں ہے؟

وحشت ہے اور آہنگ نوا ہاے جگر دوز
یہ طائر مجروح عبث بال فشاں ہے

رضا علي (وحشت)

فکاہیات

روس لیگ

ز راہ لطف کہا کانگریس نے لیگ سے یہہ : * "کہ ایک راہ میں رہرو ہیں میں اور آپ ' جناب !
سفر میں خوب نہیں ساتھیوں سے بے ربطي * یہہ ہمرہي ہے غنیمت کہ راستہ ہے خراب
نہیں یہہ رسم رفاقت ' حجاب دور کرو * اتار دو رخ زیبا سے "سیوت ایبل" کا نقاب"
کہا یہہ لیگ نے ہنسکر " ابھي میں کمسن ہوں * نہیں حجاب مجھے ' ہے یہہ انتظار شباب "

ایک منتظر شباب

ہفتہ میں ایک دن آرام لینے کي رسم قدیم سے جاري ہے - سامي قوموں میں یہ رسم مذہبی حیثیت رکھتي ہے - یہود سبت (شنبہ) کے دن کوئي کام نہیں کرتے - حضرت عیسیٰ نے اگرچہ اسقدر تشدد نہیں فرمایا مگر سبت کو شعائر دین سے سمجھتے تھے کیونکہ آپ نے صاف فرما دیا تھا کہ "میں توریت کے احکام منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں" لیکن واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں میں یہ عقیدہ خاصکر سینٹ پال کي تعلیم سے پھیل گیا کہ یسوع مسیح تیسرے دن (یکشنبہ) کو مردوں میں سے جي اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اسلیے اتوار کا دن یوم العید ہوگیا -

مسلمانوں کا جمعہ نہ تو یہود کے سبت کي طرح ہے (کیونکہ اوقات نماز کے سوا باقي تمام دن کار و بار کي اجازت ہے) اور نہ عیسائیوں کے اتوار کے طرح کسي نبي یا ولي کے دوبارہ زندہ ہوجانیکي یادگار ہے' بلکہ شہر یا قصبہ کي آبادي کا سات دن میں ایک دن ایک ہي معلم پر مل جل کر وحدہ لاشریک خدا کي عبادت کرنے کا دن ہے - ہم نے جب تک شعائر دین کي سچي تعظیم کي' اُسوقت تک خدا نے ہماري حکومت کے ذریعہ جمعہ کو عام تعطیل دلوائي لیکن جب ہمارے حکام' امرا' اور رؤسانے علانیہ نماز جمعہ ترک کردي' تو ہماري عام تعطیل بھي ہم سے چھن گئي - اسپر بھي ہمارے آنکھیں نہ کھلیں اور اب بھي ہمارے مساجد اعلیٰ عہدہ داروں اور جنٹلمینوں سے خالي ہیں - کچھہ شک نہیں کہ اگر یہ حضرات اخلاقي جرات اور سچي محبت دین سے کام لیکر نماز جمعہ کے وقت بیخوف و خطر آنے' اور فاسعوا الی ذکر اللہ کي تعمیل کرتے' تو آج گورنمنٹ کے سامنے یہ بھیک مانگنے کي نوبت ہي نہ آتي - ہم نے رو دھوکر دو گھنٹہ کي اجازت حاصل کي مگر نماز جمعہ کے وقت سات کرور مسلمانوں کي حاضري اگر لیجائے تو حقیقت حال معلوم ہوجائے -

ہندوستان میں حکومت عیسائیوں کي ہے اسلیے ممکن نہیں کہ اتوار کو عام تعطیل نہو - جمعہ کے دن بھي اگر مسلمانوں کي خاطر سے عام تعطیل دیجائے' تو ہفتہ میں دو دن یا ڈیڑھہ دن تعطیل کے ہوگئے - پھر کوئي وجہ نہیں کہ ہندوستان کے یہود کے خاطر سبت کے دن عام تعطیل نہ دیجائے - لیکن اگر دو گھنٹہ کي اجازت ملجانے پر مسلمان ملازم گورنمنٹ خاصکر حکام اور عہدہ دار خصوصیت کے ساتھہ نماز جمعہ کے پابند ہو جائیں تو عام تعطیل کي تحریک میں خواہ مناسب' ہو یا نا مناسب' ہم بھي شامل ہوجائیں گے -

مسلمانوں ! کب تک نمایشي تحریکوں کے گرویدہ رہو گے ؟ اٹھو اور سچے مسلمان بن جاؤ - جو کچھہ کہنا ہو اُسکو کرکے دکھادو فقط -

علامہ شبلي نعمـــاني پر بیجا الزامات

کي حقیقت

از جناب خواجہ رشید الدین صاحب رئیس لکھنو

— * —

اجکل چند اخباروں میں مولوی عبدالکریم صاحب مدرس دارالعلوم کي معطاي کے متعلق جو سلسلہ مضامین شائع ہو رہا ہے اس میں در حقیقت مولانا شبلي کے ساتھہ ایک عظیم الشان مذہبي انسٹیٹیوشن کو بھي بد نام کرنے کی کوشش کیجارہي ہے اس بنا پر نہایت ضروري ہے کہ ان تمام غلط فہمیوں کو مٹایا جائے جو اِن مضامین کے ذریعہ سے پھیلائي جارہي ہیں - ان مضامین میں امور تنقیح طلب حسب ذیل ہیں :

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق جو کارروائي مولانا شبلي نے کي' وہ شخصي طور سے کي' یا جو کچھہ عمل میں آیا اس میں ان کا حصہ اُسي قدر تھا' جتنا ہر ممبر کا ہو سکتا ہے ؟

(۲) جو حکم دیا گیا وہ في نفسہ مناسب اور صحیح تھا یا نہیں ؟

(۳) اس واقعہ کو گورنمنٹ تک پہونچانے میں مولانا شبلي کي شرکت کس حد تک ہے ؟

(۴) اس حکم کے متعلق لوگوں نے مولانا شبلي کے دباؤ سے رائیں دیں یا نہیں' اور یہ کہ انھوں نے دباؤ ڈالا یا نہیں ؟

اس موقعہ پر سب سے مقدم یہ ہے کہ ندوہ کا نظام ترتیبي سمجھہ لینا چاہیے کیونکہ واقعات کے متعلق پبلک کو بڑی غلط فہمي اسوجہ سے ہوئي ہے کیونکہ وہ ندوہ کے نظام اور تقسیم اختیارات سے واقف نہیں' اسکي تفصیل مضمون کے اخیر میں آئیگي - یہاں صرف اس قدر سمجھہ لینا چاہیے کہ ندوہ ایک وسیع اور عام انجمن ہے اور اس کے تحت میں بہت سی شاخیں ہیں' ان میں ایک مدرسہ بھي ہے جس کا نام دارالعلوم ہے - مولانا شبلي اس مدرسہ کے معتمد یعنے سکریٹري ہیں' اصل ندوہ کے نہ وہ سکریٹري ہیں نہ اسکے سکریٹري ہیں - ندوہ میں کئي برس سے کوئي سکریٹري نہیں ہے' لیکن سکریٹري شپ کے جتنے کام ہیں' مولانا سید عبدالحي صاحب انجام دیتے ہیں - ندوہ کا صیغہ مال الگ ہے اور اس کے سکریٹري منشي احتشام علي صاحب ہیں -

واقعہ بحث طلب

کچھہ عرصہ سے مولوي عبدالکریم صاحب جو دارالعلوم ندوہ میں مدرس بھي ہیں الندوہ کے اڈیٹر ہیں (جو ندوۃ العلما کا پرچہ ہے) انہوں نے جون کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان جہاد لکھا' جس میں ثابت کیا کہ مسلمانوں کو کسي غیر مذہب حکومت کي رعایا بنکر رہنا جائز نہیں - مولانا شبلي نے اسکو مقاصد ندوہ کے مخالف سمجھا - اس کے ساتھہ ان کے نزدیک اصل مسئلہ کي تشریح بھي غلط طور سے کي گئي تھي' اس بنا پر انہوں نے بمشورہ مولوي عبدالحي صاحب' و مولوي ظہور احمد صاحب وکیل انکو عارضي طور پر (جسکي واقعي مدت صرف ایک دن تھي) معطل کردیا - ندوہ کي مجلس انتظامیہ کے لیے ضرور ہے کہ پندرہ روز قبل تمام ارکان کو اطلاع دیجائے اس بنا پر جب کبھي کوئي فوري ضرورت پیش آتي ہے تو ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے کہ معتمد مراسلات مقامي ارکان کو بلاتے ہیں اور کوئي عارضي کارروائي بشرط منظوري جلسہ انتظامیہ کردیجاتي ہے - اس بناپر مولوي عبدالحي صاحب نے دوسرے دن تمام ارکان شہر کو بلایا' جن میں سے پانچ شخص دوسرے دن شب کو جمع ہوے اور ایک جلسہ منعقد ہوا - اشخاص حسب ذیل تھے : منشي احتشام علي صاحب معتمد' مولوي ظہور احمد صاحب وکیل ممبر ندوہ' مولانا عبدالباري صاحب فرنگي محلي' مولانا شبلي صاحب نعماني' مولوي عبدالحي صاحب -

اِس جلسہ میں طے پایا کہ ڈپٹي کمشنر صاحب کو ایک مراسلہ حسب مضمون ذیل بھیجا جائے :-

(۱) چونکہ رسالہ الندوہ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۲- و شائع شدہ ۲۵ - جنوري سنہ ۱۹۱۳- میں ایک قابل اعتراض مضمون مسئلہ جہاد پر شائع ہوگیا ہے' اِس لیے آج مقامي ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا ہے' اور اِس میں مندرجہ ذیل ارکان شریک تھے :-

(۱) منشي احتشام علي صاحب (۲) مولوي عبدالحي صاحب (۳) مولانا شبلي نعماني صاحب (۴) مولوي عبدالباري صاحب (۵) مولوي ظہور حمد صاحب -

حسب ذیل امور باتفاق راے منظور ہوے : -

(۱) اس جلسہ کي راے ہے کہ مضمون زیر بحث میں جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ اغراض و مقاصد ندوہ کے منافي ہیں اور اس کے شائع ہونے کا افسوس ہے '

(۲) اس جلسہ کي راے ہے کہ اشاعت الندوہ تا فیصلہ جلسہ انتظامیہ موقوف رہے -

(۳) اس جلسہ کي راے ہے کہ معتمد دارالعلوم ندوہ نے جو مولوي عبدالکریم صاحب کو بر بناے تحریر مضمون جہاد معطل کر دیا ہے' یہ حکم تا جلسہ انتظامیہ قایم رہے اور مولوي عبدالکریم صاحب سے جواب طلب کیا جاے -

(۴) اس جلسہ کي راے ہے کہ مذکورہ بالا کارروائي کي اطلاع ڈپٹي کمشنر لکھنو کو دیجاے -

(باقي الندہ)

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 M'LEOD STREET, CALCUTTA.

نحن انصار اللہ

—•—

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ' لا شريك له ' بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا ' میرا مرنا ' غرضکه میري هر چیز صرف الله رب العالمین هي کیلیے هے -

اسي قرباني کا مجھکو حکم دیا گیا هے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " هوں !

نام ..... پیشه ..... عمر .....

پته .....

نحن انصار اللہ

—•—

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ' لا شريك له ' بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا ' میرا مرنا ' غرضکه میري هر چیز صرف الله رب العالمین هي کیلیے هے -

اسي قرباني کا مجھکو حکم دیا گیا هے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " هوں !

نام ..... پیشه ..... عمر .....

پته .....

نحن انصار اللہ

—•—

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ' لا شريك له ' بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا ' میرا مرنا ' غرضکه میري هر چیز صرف الله رب العالمین هي کیلیے هے -

اسي قرباني کا مجھکو حکم دیا گیا هے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " هوں !

نام ..... پیشه ..... عمر .....

پته .....

نحن انصار اللہ

—•—

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ' لا شريك له ' بذالک امرت و انا اول المسلمين (۲: ۱۲۶)

میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا ' میرا مرنا ' غرضکه میري هر چیز صرف الله رب العالمین هي کیلیے هے -

اسي قرباني کا مجھکو حکم دیا گیا هے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " هوں !

نام ..... پیشه ..... عمر .....

پته .....

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | جلد ۲

کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta : Wednesday, May 14, 1918.

قیمت فی پرچہ سوا آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, May 14, 1918.

فہرس

شذرات

من انصاري الى الله — ۱
شمس العلماء مولانا شبلي نعماني — ۱
هفتهٔ جدید — ۳

مقالهٔ افتتاحیه

البصائر! — ۵

شئون عثمانیه

داستان خونین — ۹
حادثهٔ ادرنه — ۱۰

باب المراسلة و المناظره

دعوت البلاغ — ۱۱

مقالات

جهد حرية اور ايک نئی لطيف — ۱۲
انتقاد
نقاد — ۱۳
بعض نئي چيزيں — ۱۵
ٹرکي کے کارخانے کي ٹوپياں — ۱۶
ترحيد — ۱۸

مراسلات

اختلال دولت عثمانيه — ۱۵
مراسلهٔ آستانه — ۱۷
دعوة الهلال — ۱۹
منشي احتشام علي صاحب — ۲۰
فهرست زراعانهٔ دولة عليه — ۲۲

تصاویر

جامع سلانيک کا منظر — ۲ ترجمہ
مجلس دفاع ملي — ۹
هيئة طبيهٔ هلال احمر — ۱۷

شذرات

من انصاری الی الله ؟؟

نفائس دل و دین مي دهم به نيم نگاه!
بمن معامله کن، که راست گفتارم!

اکثر حضرات کو درخواست کے فارم کي کمي کي شکايت تهي، اسلیے ابکے پهر چار فارم حاضر هيں - جن حضرات کو اور زياده مطلوب هوں، "عارضي ادارهٔ تنظيمهٔ حزب الله" سے دفتر الهلال کے ذريعه طلب فرمائيں - ۲۵، ۲۵، فارموں کي کتابيں مع مضامين دعوت و تبليغ متعلقه بهي چهپ رهي هيں - العجل! العجل! العجل!! فان الساعة آتية، لا ريب فيها، والعاقبة للمتقين!!

شمس العلماء مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلهٔ "الندوه"

(۲)

اس مسئلے کي نسبت مراسلات و مکاتيب کی کثرت کا يه حال هے که روزانه ڈاک کي هر تقسيم ميں آٹهه دس مراسلات اسي کي نسبت هوتي هيں - انکی کثرت سے الهلال کے صفحات گهبرا جائيں، مگر اس عاجز کا دل مطمئن هے - ان سے ضمناً ثابت هوتا هے که قوم کي حرکت اور دفع جمود کي نسبت جو نئی اميديں دلوں ميں پيدا هوگئي هيں، اور جو ابهي کبهي بعض واقعات و حوادث مخالف کے ظهور سے متزلزل هو جايا کرتي هيں، في الحقيقت صحيح، اور

مستحق نشو و نماء فکر و دماغ هیں - فالحمد لله علی لطفه و کرمه و هو علی کل شی قدیر!

اُن تمام مراسلات میں، جو اب تک اس عاجز کی تحریر کی نسبت ادارہ میں پہنچ چکی هیں ' صرف سات مراسلات اور ایک خط مخالفت میں هے ' اور باقی تمام موافقت ' و اظہار طمانیة ' و حسن ظن بزرگانہ ' و مزید تشکر و امتنان پر - ان مراسلات میں تقریباً تمام بزرگوں نے اسکا اعتراف کیا هے کہ اس وقت تک موافق و مخالف، جس قدر تحریریں اس مسئلے کی نسبت لکھی گئیں ' کسی تحریر میں اس جامعیت ' اور ناطرفدارانہ و آزادانہ طریق پر بحث نہیں کی گئی، اور مسئلے کے تمام قریب و بعید، و گرد و پیش، اور نتائج و عواقب پر نظر نہیں ڈالی گئی ' جیسی کہ اسمیں کی گئی هے - اس رائے کیلیے اُن بزرگوں کا شکرگذار هوں ' اور سمجھتا هوں کہ مضمون لکھتے هوے اسکی سعی میں نے ضرور کی تھی ' اور انسان اپنی طاقت سے زیادہ کچھہ نہیں کر سکتا -

سات مخالف تحریرات میں سے پانچ مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی تائید میں لکھی گئی هیں - ایک مراسلة طول طویل هے اور اسمیں واقعات کو دہرا کر ثابت کرنا چاہا هے کہ ابتدائی مجلس نے جو کچھہ کارروائی کی ' اور مولانا نے بمشورۂ مولانا عبد الحی اور مسٹر ظہور احمد ' مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک دو دن کی معطلی کی جو سزا دی " وہ مضمون کے اثر، ندوہ کی حالت ' اور اسکے مقاصد کے حفظ کے لحاظ سے بالکل حق بجانب تھی " اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو " کل کو دارالعلوم کی حالت کا ذمہ دار کون هوتا ؟ " نیز یہ کہ کسی ضروری اور متعلق گورنمنٹ کارروائی کی حکام کو نقل بھیجدینا " اپنی آزادی اور پابندی اصول کے منافی نہیں " - یہ ایک " ضابطہ کی احتیاط هے " اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں مداخلت کی دعوت دی گئی هو، جیسا کہ " بغیر سوچے سمجھے اور انصاف و عقل سے کام لیے الہلال نے لکھدیا هے "

مگر افسوس هے کہ میں اس سے متفق نہیں هو سکتا - مانا کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے خلاف تھی ' لیکن پھر بھی ایک مضمون تھا ' جو ایک مذهبی مسئلہ کی نسبت شائع هوا ' پس کونسی ایسی ناگزیر ضرورت آپڑی تھی کہ اسکی نسبت اپنی کارروائی کی نقل ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھیجی جاے ؟ اگر آپ کسی کام کو اپنے کسی اصول کی بنا پر کرتے هیں ' تو صرف اصول هی کیلیے کیجیے - یہ کہاں کی احتیاط هے کہ اسکی اطلاع دوسروں کو دیجیے ؟ باقی رهی دارالعلوم کی ذمہ داری ' تو یہ سچ هے، مگر اسکو کیا کروں کہ میرے اعتقاد میں اصول کی عزت اس سے بالاتر هے کہ کوئی عمارت سر سے لیکر پیر تک ڈھا هی کیوں نہ دی جاے ' اور اس سے زیادہ تو گورنمنٹ کچھہ نہیں کر سکتی تھی -

البتہ ان مراسلات میں دو باتیں بالکل نئی معلومات پیش کرتی هیں ' جنمیں سے ایک کو میں اپنے سلسلۂ تحریر میں ظاهر کرنے کیلیے محفوظ رکھتا هوں ' اور ایک کو یہاں لکھکر اپنی بے اطمینانی ظاهر کرتا هوں - کیونکہ صاحب مراسلہ خود اسکی نسبت کوئی معتبر اور باقاعدہ ثبوت نہیں پیش کرتے - یعنی وہ لکھتے هیں کہ :

" ۹ - مارچ کو پانچ ارکان مقامی و معتمدین کا جلسہ هوا ' جسمیں یہ تمام امور طے پاے ' لیکن آپکو معلوم نہیں کہ خود اس جلسے کے انعقاد اور علامۂ شبلی نعمانی کی شرکت سے پہلے هی منشی احتشام علی صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سے مل چکے تھے اور اس مضمون کی اشاعت کی اطلاع بہ نیت اظہار تقرب دے چکے تھے - افسوس هے کہ اس طرح کی ملاقاتیں همیشہ مخفی هوتی هیں ' اور انکی نسبت باقاعدہ ثبوت دینا مشکل هوجاتا هے - تاهم مجکو ایک پرائیویٹ مگر موثق ذریعہ سے یہ حال معلوم هوا هے اور اُسی وقت اسکا ذکر لوگوں سے کر چکا هوں "

لیکن تعجب هے کہ جب صاحب مراسلہ اسکا باقاعدہ ثبوت نہیں رکھتے تو اخبار میں شائع کرنے کیلیے کیوں بھیجتے هیں ؟ هم لوگ تو صرف واقعات اور قرائن صحیحۂ عقلیۂ و غالبہ هی پر بحث کر سکتے هیں ' اور اُنهی کا ساتھہ دیسکتے هیں - چونکہ اسکا ثبوت باقاعدہ نہیں هے، اسلیے اسکو سلسلۂ بحث میں شامل کرنے سے مجبور هوں اور تصدیق نہیں کر سکتا - البتہ جلسے کے بعد انکی حکام سے ملاقاتیں اصل مبحث هے اور وہ آگے آتا هے -

در مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی مخالفت میں هیں ' اور اُن میں ظاهر کیا گیا هے کہ وہ الہلال کی تحریر سے خوش نہیں ' اور نیز یہ کہ اصل معاملہ اور مخالفت کے مضامین پر غور کی نظر نہیں ڈالی گئی ' اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کی گئی -

ایک خط منشی اعجاز علی صاحب کا هے ' جنہوں نے ازراہ عنایت اپنے اُس مطبوعہ خط کی نقل بھی بھیجدی هے ' جو انہوں نے ارکان کی خدمت میں بھیجی تھی -

ان تمام موافق و مخالف حضرات کی خدمت میں ملتمس هوں کہ اس معاملہ میں میری فہم و بصیرت نے جیسی کچھہ اور جہاں تک میری رهنمائی کی ' میں نے اپنے خیالات ظاهر کردیے هیں - اور وہ عالم السرائر ' اور بیننده خفایاے قلوب جانتا هے کہ اس معاملے پر بحث کرتے هوے کسی ایک فریق کی طرفداری یا ادنیٰ جانب داری کا تصور بھی میرے قلب میں نہ تھا ' اور اپنا جو کچھہ عقیدہ اس بارے میں هے ' وہ آزمایش کیلیے جن پیش آنے والے مقامات کو دیکھہ رها هے، وہ ان هیچ و بے اثر معاملات کی سطح سے الحمد لله کہ بہت بلند و ارفع هیں، اور شاید اس قدر ارفع ' جہاں تک میرے نکتہ چینوں کا فہم و ادراک بھی نہیں پہنچ سکتا، چہ جائیکہ عمل و ولولۂ عمل فرمائی -

میں نے بحث کے پانچ ٹکڑے کردیے ' اور اصول درایت و نقد سے هر ٹکڑے پر بحث کی - میں نے وہ غلطی نہیں کی، جو کسی غلطی میں لوگوں کو شریک ثابت کرکے لوگ کیا کرتے هیں، اور کسی کام میں فرد واحد کی جگہ جماعت کے هاتھہ کا هونا ' انکے نزدیک اس کام کی قرین صواب هونے کی دلیل هوتا هے - پس پانچویں بحث میں بصورت تسلیم شرکت جماعت ' پھر بھی مولانا شبلی نعمانی کی ذمہ داری کو ظاهر کیا اور بلحاظ توقعات کے انکے وجود کو زیادہ قابل توجہ قرار دیا - یہی طریق بحث هے ' اور اتنا هی هے جو میں کر سکتا تھا - میرا ضمیر اس بارے میں مطمئن هے، اور اپنے اعتقاد اور آزادی و صداقت کو بہ هیچ وجہ ' و بہ هیچ گونہ فرض صداقت کے آگے شرمندہ نہیں پاتا - با ایں همہ ممکن هے کہ یہ تمام خیالات بھی میرے نفس کا کوئی دھوکہ هوں ' اور میری حسیات مجکو فریب دے رهی هوں - اگر آپ کو اسکا یقین واثق هے تو اسکا علاج صرف یہ هے کہ میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اس حالت سے نجات پاؤں ' کیونکہ میں اپنے ضمیر و فکر، اور حسیات قلبیہ کی طاقت سے زیادہ تو اور کچھہ نہیں کر سکتا ؟ و لا یکلف الله نفسا الا وسعها -

ساتھہ هی دونوں فریق موافق و مخالف سے خواستگار معذرت هوں کہ اس ذخیرۂ تحریرات و مراسلات کے لیے الہلال میں گنجایش نہیں نکال سکتا - اور نہ کوئی نیا باب خاص اس مسئلے کیلیے وضع

کرسکتا ہوں - مذاکرۂ علمیہ کے متعدد اہم مضامین ہفتوں سے پڑے ہیں ' کتابوں پر ریویو لکھنے کی جگہ نہیں ' شئون عثمانیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سخت شاکی ہیں - اسئلۃ و اجوبتہا کی سرخی کے بیسیوں سوالات اہم اور مفید پڑے ہیں ' جنکے جواب کیلیے صفحات نہیں ملتے - پھر آجکل سب سے اہم تر خود الہلال کی تبلیغ دعوت ہے - ایسی حالت میں اب اس معاملے کیلیے ایک نیا معرکہ زار کہاں سے لاؤں ؟ پچھلے ہفتے جناب خواجہ رشید الدین صاحب کی مراسلت کا بقیہ حصۂ اصلی درج ہونے سے رہگیا تھا ' لیکن اب اسکی اشاعت بھی اسی مجبوری سے روک دی ' اور انسے بھی خواستگار معافی ہوں -

البتہ صرف اب ضرورت اس امر کی باقی رہگئی ہے کہ شرکاء جلسۂ ارکان خمسہ کی زبانیں کسی طرح کھلیں ' اور وہ اپنی شان تبرقع و حجاب فرمائی کی جلوہ فروشی کی مدت ختم کرکے قوم کے سامنے تشریف لائیں - یہ چونکہ ضروری اور معاملے کا اصلی نقطۂ انفصال ہے ' اسلیے میں اسکے لیے پوری کوشش کرونگا ' اور اگر ایسا ہوا تو بکمال ممنونیت انکی تحریروں کو شائع کردونگا -

بقیہ [illegible]

اشاعت گذشتہ

کار روائی کے دیگر جزئی امور میں ایک واقعہ رزولیوشن کے الفاظ میں تنسیخ و ترمیم' اور لفظ " قابل نفرت" سے مضمون کی تعبیر ہے -

مولانا کی تحریر مطبوعۂ زمیندار سے معلوم ہوتا ہے کہ رزولیوشن صاف کرکے انہوں نے دفتر میں بھیجدیا تھا ' اور اسکے الفاظ مولانا عبد الحی وغیرہ کے علم کے بعد اور تمام معتمدین کے دستخط سے بھیجے گئے تھے -

اس پر مولانا عبد الحی کی شرکت و سکوت کی بحث چلی - بعض معاصرین کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحی طبیب ہیں' اور فن طب وجوع خلائق و ہجوم مرضی ' و کثرت واردین و حاضرین کا مقتضی ' پس ایسی حالت میں ایک طبیب [illegible] دار پر کسیطرح کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی ' کیونکہ مشغلہ عیادت کی وجہ سے یقیدا بیماروں اور شاگردوں کا ہمیشہ ہجوم رہے گا علی الخصوص صبح کو کہ یہی وقت اداے فرض عہدۂ معتمدی کا ہوتا ہے اور اسی وقت مریضوں کا بھی ہجوم ہوتا ہے - اس کشمکش فرائض کے بحران عظیم میں انسان نبض و قارورہ کو دیکھے یا تجویزوں اور کاغذات کے الفاظ و احکام و عبارت کو ؟

یہ توجیہہ معاملات ندوہ کے بعض جدید وکلا کی ہے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود مولانا عبد الحی اس تمسخر انگیز دفاع سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اُٹھانا پسند نہ فرمائیں گے - کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس عجیب مقدمے میں اکثر وکیلوں سے انکے موکل زیادہ عقلمند اور فہمیدہ ہیں -

بہر حال اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا - میری راے اس بارے میں وہی ہے ' جو یقیناً ہر شخص کی اس بارے میں ہونی چاہیے - یعنے اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - پہلا مسئلہ نفس تغیر و تبدل الفاظ کا ہے ' اور دوسرا لفظ " نفرت انگیز " سے تعبیر کرنے کا -

پہلے کا جواب صاف اور ایک ہی ہے - ایک تجویز جو چند شخصوں نے مشترک طور پر کسی مجلس میں قرار دی ہو' اسمیں ادنے تغیر و تبدل کا بھی کسی کو اختیار نہیں ' اور اگر قصداً کیا جاے تو یقیناً دیانت داری کے سخت خلاف ہے -

رہا لفظ " قابل نفرت " یا " نفرت انگیز " تو یہ کہنا اور اس پر بار بار زور دینا کہ " نفس مسئلۂ اسلامیۂ جہاد " یا ایک " مجموعۂ آیات قرانیہ و احادیث نبویہ " کو مولانا نے قابل نفرت کہا ' ایک ایسی کھلی سفیہانہ و معاندانہ کذب بیانی ہے ' جس کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا - یہ بالکل ظاہر ہے کہ مضمون سے جو اختلاف کیا گیا تھا (قطع نظر از صحت و عدم صحت اختلاف) وہ کچھہ اصل مسئلۂ جہاد یا آیات کلام اللہ کی نسبت نہ تھا ' بلکہ اس خاص استدلال یا نتیجۂ بحث کی نسبت ' جس کو مضامین میں دفعہ (۱۰) وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے ' اور جسکا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ " غیر مسلم حکومت کے ماتحت مسلمانوں کیلیے رہنا کسی حالت میں جائز نہیں " پس بنا بریں " قابل نفرت " کا اطلاق بھی ہر حال میں صرف اسی نتیجۂ بحث اور مخصوص استدلال کے متعلق ہوگا ' نہ کہ اصل مسئلۂ جہاد اور آیات کلام اللہ کے متعلق -

ہر شخص جو اس معاملے میں فریقانہ دماغ نہیں رکھتا ' تسلیم کریگا کہ یہ ایک بالکل کھلی اور صریح بات ہے - جو لوگ اس مسئلہ کی بدولت مفت میں آزادی و حریت کے رکھیل بل ابوالاباء بن بیٹھے ہیں ' انکی ذاتی عداوت و تعاند کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ایک ایسی صاف بات کے سمجھنے سے اپنے تئیں قاصر ظاہر کرتے ہیں ' اور عوام و جہلا کو یہ کہکر بھڑکاتے ہیں کہ دیکھو مولانا نے قران مجید کو " قابل نفرت " کہدیا ! کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ' ان یقولون الا کذبا -

غازی پور میں ایک مرتبہ ایک واعظ اور ایک عالم میں مباحثہ ہوا تھا ' واعظ صاحب (جیسا کہ واعظین کا بالعموم حال ہوتا ہے) علم و قابلیت سے محروم تھے - انہوں نے اپنے حریف سے پوچھا کہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں ؟ " اس بیچارے کو حقیقت معلوم نہ تھی - اس نے صاف کہدیا کہ " نہیں ' الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفید " واعظ صاحب نے اپنے معتقدین اور مریدین کی طرف دیکھکر واعظانہ حل مچایا کہ بحث کا خاتمہ ہے ' کیونکہ ہم مسلمان ہیں ' ہمارا دین و ایمان کلمہ ہے ' اور اسی لیے سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ کلمہ کو کیا کہتے ہو ؟ اسکے جواب میں یہ کہتا ہے کہ کلمہ کچھہ نہیں ' پس یقینا یہ مرتد ہوگیا !

بالآخر لوگوں نے واعظ صاحب کی فتح یابی کا اعتراف کیا - یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے ' جاہلوں کو یہ کہکر مشتعل کر رہے ہیں کہ مولانا شبلی نے اس مضمون کو قابل نفرت کہدیا ' حالانکہ تم اچھی طرح دیکھہ لو کہ ایک نہیں پچاسوں آیتیں اور بڑی بڑی حدیثیں اسمیں موجود ہیں - پھر جو شخص قران کی آیتوں اور حدیثوں کو قابل نفرت کہتا ہے ' اگر ہم صرف حق اور اسلام کی خاطر اسکی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

پس یہ بات تو ظاہر ہے اور مزید بحث کی محتاج نہیں کہ " قابل نفرت " کے لفظ سے مقصود ' محض کوئی خاص نتیجۂ بحث یا استدلال ہوگا ' ورنہ آجکل کے ملاحدہ و متفرنجین بھی ایسی صراحت کے ساتھہ اپنے دلی نفرت کا اظہار نہیں کرسکتے ' چہ جائیکہ مولانا شبلی قرآن و حدیث اور مسئلۂ جہاد کو " قابل نفرت " کہیں گے ؟ تاہم یہ ضرور ہے کہ :

(۱) مولانا کو اصل تجویز کے حذف و اضافہ کا سبب بتلانا چاہیے - قطع نظر اس کے کہ کیا تبدیلی ہوئی ؟ خود اصل تبدیلی قابل اعتراض ہے -

(٢) اگر مضمون کے کسی حصے یا حاصل مبحث کو غلط یا قابل اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا ' تو اسکے اظہار کیلیے اور بیسیوں لفظ موجود تھے - قابل نفرت کا لفظ لکھنا ہرگز مناسب نہ تھا - اسمیں جو شدت انکار و بریت پائی جاتی ہے ' وہ میرے عقیدے میں اپنے اندر ایک سخت کمزوری اور مرعوبیت رکھتی ہے - اگر کوئی چیز سیاسی حیثیت سے غلط بھی ہو ' تو اسکی غلطی کا اعتراف صرف ضروری اور بقدر کفایت لفظوں میں کردینا چاہیے - اعتراف میں تشدد و اغراق ہی سے ہماری تمام کمزوریوں کی بنیاد پڑی ہے ' اور یہ ایسی بات ہے ' جس کو اوروں سے بہتر خود مولانا سمجھتے ہیں - تعجب ہے کہ اس معاملے میں کیوں انسے ایسے صریح غلطیاں ہوگئیں ؟

(٢)

بحث کا یہ پہلو سب سے زیادہ ترجہ طلب ہے ' اور اس وقت تک جس قدر مضامین لکھے گئے ہیں ' ماسجب ہوں کہ کسی نے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالی -

جو مضامین مخالفت میں لکھے گئے ہیں ' انکی نسبت حسن ظن کا سد باب ہوجاتا ہے ' جب سوچا جاے کہ کیوں اس پہلو کو کہ نقطۂ معاملۂ یعنے مولوی عبد الکریم کیلیے اصل مسئلہ تھا ' بالکل پبلک کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا ؟

پھر ساتھ ہی اسکے جب دیکھا جاے کہ جن لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی ہے ' انکا اس بارے میں عجیب حال ہے وہ سب کچھ گوارا کر سکتے ہیں لیکن انہیں یہ گوارا نہیں کہ اصل معاملہ پر زور دیکر ' دیگر شرکاے کار کی طرف بھی نظر اٹھائی جاے ' اور وہ اس بارے میں اپنے کسی اندرونی جذبۂ مخفی سے اس درجہ مجبور اور لاچار ہیں کہ دیگر سرکاء کار کا نام لینا ' انکے لیے ایک نوک نشتر کی چبھن رکھتا ہے - وہ سنتے ہی بے تابانہ چیخ اٹھتے ہیں ' اور اپنے اضطراب و التہاب کو چھپا نہیں سکتے ' تو اس وقت تسلیم کر لینا پڑتا ہے کہ جو چیز اوپر نظر آرہا ہے ' صرف اتنا ہی نہیں ہے ' بلکہ اسکے نیچے بھی کچھ اور چھپا ہوا موجود ہے -

لیکن جنکو ذاتی و شخصی بغض و عناد ہے ' وہ شاید اسکے لیے اچھے وجوہ رکھتے ہوں گے ' لیکن ہر شخص سے تو یہ امید بیجا ہے کہ وہ بھی انہی کا سا دل اپنے پہلو میں پیدا کرلیگا - مجکو بحث صرف اصل معاملے سے ہے ' اور میں مجبور ہوں کہ ہر اُس شخص کو الزام دوں ' جسکا تعلق اس سے ثابت ہو ' اور اس طرف سے بے رحمانہ آنکھیں بند کرلوں کہ کون خاک پر لوٹتا ' اور کون درد و کرب سے کراہرہا ہے ؟

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پہلی مجلس نے جو ایک دو روز یا ایک دو ہفتے کی سزا خود مولوی عبد الکریم کو دی تھی ' جلسہ انتظامیہ نے اسکو منسوخ کردیا - پھر مدعیان حریت و ازادی کی رگ جہاد و قتل فی سبیل اللہ پر یہ کیوں فالج گر گیا کہ ایک دن کی اپنی قرار دادہ سزا منسوخ کرنے ' چھ ماہ کی سرکاری سزا چپ چپاتے دیدی ' اور غریب مولوی کو اسکے بعد معطل بھی کردیا ؟

هفتۂ جنگ

١٠ - کونسٹنجی کا تار تھا کہ حکومت جبل اسود نے اپنے وکلاء متعینۂ میدرا کو اطلاع دیدی ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر بین القومی فوج کے سپہ سالار نائب امیر البحر کو شہر حوالہ کردیں -

١٣ - کا روما کا تار ہے کہ بین القومی فوج میدرا میں اتر گئی - امید کیجاتی ہے کہ اتوار تک سقوطی پہنچ جائیگی -

البانیہ

پرنس بسمارک نے سچ کہا تھا : کہ " بلقان ایک کرہ آتش فشاں ہے " اور گو اسکی کسی چنگاری نے ابھی تک اتحاد دول کے تار عنکبوت میں آگ نہیں لگائی مگر ہر ہر چیہ پر خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہیں دھانۂ آتش فشاں نہو - مسئلۂ سقوطری نے آسٹریا کا مقیاس الحرارت انتہائی درجہ تک پہنچا دیا تھا - اگر روس کی تہدید آمیز نصیحت نے عین وقت پر تدارک نہ کر لیا ہوتا تو عجب نہ تھا کہ وہ وقت آجاتا جسکے تصور سے یورپ لرز اُٹھتا ہے - مسئلۂ سقوطری گو ختم ہوگیا ہے مگر بلقان کی نزاع انگیزیاں ابھی ختم نہیں ہوئیں اور شاید عرصہ تک ختم نہ ہوں -

البانیا سے اطالیا ' آسٹریا ' اور یونان کے مصالح و اغراض وابستہ ہیں جنمیں باہم تعارض و تقارب بھی ہے ' اسلیے اس نے سقوطری کی جگہ لے لی -

یاد ہوگا کہ آسٹریا میں جب قبضۂ سقوطری کے لیے جنگی تیاریاں ہو رہی تھیں تو اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ٹریبونا نے لکھا تھا : " اطالیا آسٹریا کو تنہا کارروائی نہیں کرنے دیگی بلکہ خود بھی شریک ہوگی " ممکن ہے کہ سطحی دماغوں نے اس کو شدت مردت و التلاف پر محمول کیا ہو ' مگر حقیقت نیوشوں کے لیے ایک صدا تھی جو تضارب اغراض و تعارض مصالح کی خبر دے رہی تھی -

٩ - مئی کو ریوٹر اس خیال کی ان پر احتیاط لفظوں میں تائید کرتا ہے " یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اطالیا البانیا کے لیے ایک پرٹیسٹنٹ بادشاہ چاہتی ہے ' اور آسٹریا ایک کیتھولک - یہ تصادم اغراض کیا ایک جنگ و جدل کی صورت اختیار کرلیگا ؟ بہتر ہے کہ اسکے جواب کو واقعات کے لیے چھوڑدیا جائے -

خانہ جنگی

جذبۂ کشورستانی ایک سیلاب ہے جسکی حریف وہ سخت بنیاد عمارتیں بھی نہیں ہو سکتیں ' جنکو مذہب یا اخلاق کے ہاتھ بناتے ہیں ' پس جس عمارت کی بنیاد جوش سیلاب پر ہو ' اسکی پختگی معلوم -

موجودہ اتحاد کی بنیاد " آزادی " پر تھی یا کشورستانی پر ؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکو واقعات نے نا قابل تردید طور پر طے کر دیا ہے - ایسے اتحاد کا جو حشر ہونا چاہیے تھا وہی ہوا -

اتحاد کا مشن ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ خانہ جنگی شروع ہو گئی اور جو تلوار اس کے نیام سے نکلی تھی اُسنے کافروں (ترکوں) سے یورپ کی زمین کو پاک کرکے ' خود پاک نژاد مسیحیوں ہی کو اپنا تختۂ مشق بنالیا !

١١ - مئی کا تار ہے کہ یونانیوں کی ایک کثیر تعداد مقدونیہ میں بلغاری مظالم کی شاکی ہے - اسکے بعد شکایتوں کا ایک دفتر ہے - یہ دفتر گو اس شرمناک خونچکاں مظالم نامہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ' جو نصرانی تیغ نے انہی مقامات پر حال میں کافروں (مسلمانوں) کے خون سے لکھا تھا مگر تاہم وہ یورپ کی انسانیت دوستی کے لیے نہایت قلق انگیز ہے ' اور یہ صرف اسلیے کہ ان مظالم کی مشق یسوع کی امت پر کی گئی ہے -

ان مظالم کے علاوہ حلقاء میں باہم معرکہ آرائیاں بھی ہوتی رہی ہیں - اس سلسلہ میں وہ معرکہ قابل ذکر ہے جو حال میں یونانیوں اور بلغاریوں میں بمقام لیمیزا ہوا ہے - تفصیل ہنوز غیر معلوم اور نہ آیندہ توقع -

یونانی نقصانات کی تعداد ٦٠ - اور بلغاری نقصانات ٣٩ - بیان کی گئی ہے ' اور کون کہہ سکتا ہے کہ اصلیت کیا ہے ؟

الهلال

٧ - جمادى الثانيه ١٣٣١ هجرى

البصائر !!

هذا بصائر للناس ، وهدى و رحمة لقوم يوقنون (٤٥ : ١٩)

یہ تبلیغ دعوت ، لوگوں کیلیے عقل و بصیرت اور موعظة وحکمت کا مجموعہ ہے ، اور جو لوگ اللہ کے احکام پر یقین و ایمان رکھتے ہیں، انکے لیے سرتا پا ھدایت و رحمت ہے !!

وانيبوا الى ربكم واسلموا له من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لا تنصرون - واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم من قبل ان ياتيكم العذاب بغتة وانتم لا تشعرون - ان تقول نفس : " يا حسرتا على ما فرطت في جنب الله ! وان كنت لمن الساخرين !! " او تقول : " لو ان الله هداني لكنت من المتقين " او تقول حين ترى العذاب : " لو ان لي كرة فاكون من المحسنين " بلى ، قد جاءتك آياتي فكذبت بها ، واستكبرت وكنت من الكافرين (٣٩ : ٥٤ - ٦١)

اے وہ لوگو کہ اپنے پروردگار کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوے ہو! اسکی طرف رجوع کرو، اور اُسکے حکم کے آگے اپنی گردن جھکا دو، قبل اسکے کہ تم پر (آخری) عذاب آنازل ہو، اور کسی طرف سے تمہیں مدد نہ مل سکے !!

اللہ کی طرف سے جو بہترین احکام و مواعظ بھیجے گئے ہیں، انکی پیروی کرو، مگر اُس وقت الیم سے پہلے، جبکہ یکایک تم کو آخری ناکامیوں اور نامرادیوں کا عذاب آگھیریگا اور تم بالکل بے خبر ہوگے !!

نہو کہ اُس وقت حسرت و ندامت کے ساتھہ اِس وقت فرصت کو یاد کرو اور تم میں سے کوئی کہے کہ " آہ آہ !! صد حسرت و افسوس میری اس کوتاہی پر، جو میں نے اپنے پروردگار کے احکام کی تقدیس و احترام کرنے میں کی ! ہاے افسوس کہ میرا حکم الہی سنایا جاتا تھا مگر میں اُن پر تمسخر کرتا تھا ! "

یا کہے کہ " اگر خدا میری ہدایت فرماتا تو میں بھی آج پرہیزگاروں میں سے ہوتا ! "

(حالانکہ اسی اتمام حجة کیلیے آج ہدایت کی صداے دعوت بلند کی جا رہی ہے)

یا پھر جب وہ آنے والا عذاب سامنے آموجود ہو، تو اسکو دیکھکر حسرت سے کہے کہ " اے کاش مجھکو کوئی مہلت اور گذرا ہوا وقت پھر دوبارہ ملجاتا، تو میں بھی نیک بنکر نیکوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ! "

لیکن اُسوقت صداے الہی اٹھےگی کہ ہاں، میں نے تو اپنا حکم بھیجا تھا، اور اپنی نشانیاں تجھے دکھلائی تھیں، پر تونے انکو جھٹلایا، اور انکے آگے جھکنے کی جگہ مغرور ہوگیا - میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو بھی تھا آب تیرے لیے حسرت و نامرادی کے سوا اور رکھا نہیں ہوسکتا !!

من لم يكن الوصال اهلا فكل طاعاته ذنوب !!

اے وہ لوگو، کہ اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بے خبری ہو! تمہیں معلوم ہے کہ اس آسمان کے نیچے تمہارے لیے کیسی کیسی بربادیاں اور ہلاکتیں آنے والی ہیں ؟ پھر سپاہی کو اپنے بستر سے اُٹھنا چاہیے، اگر طبل جنگ کی آواز آنے لگے، اور لوگوں کو پانی کی تلاش میں دوڑنا چاہیے، اگر انکے گھروں کی دیواروں میں آگ لگ جاے، تو اے عزیزان غفلت شعار! و اے سرگشتگان نشۂ بےخبری و خمار! خدا را بتلاؤ کہ میں کیوں تمہارے غفلت کے بستروں کو خالی، اور تمہارے پاے عمل میں حرکت نہیں دیکھتا ؟

اگر تم اپنی انتہائی بربادی کے منتظر تھے، تو آہ! آہ! ثم آہ! کہ اُس بربادی کا اخری وقت آگیا - اگر تمہاری خواہش تھی کہ ذلت و نکبت کی انتہا کو اپنی اُن انکھوں سے، جو تیرہ سو برس سے عزت و عظمت ہی کے نظارہ دیکھنے کیلیے پیدا ہوئی تھیں، دیکھہ لو، تو یا حسرتا علی ما فرطت فی جنب الله ! کہ اسکا وقت بھی آگیا - پھر کیا ہے، جس نے تم کو بند ہوا ؤ غفلت میں گرفتار کر دیا ہے ؟ اور وہ کونسا قہر الہی ہے، جسکا انتظار تمہیں اپنے مرکز غفلت سے ملنے نہیں دیتا ؟ **فالوقت ضيق، والخطب شديد -**

و للاهواء رغبات و للوساس رهاط ان - فبای حدیث بعدها یو:ن ون ؟ ؟

فکر و جان مال تا چند ؟ اور جستجوے عیش و راحت تا بکے ؟

واعلموا ! انما اموالکم و اولادکم فتنة ' و ان الله عنده اجر عظیم - وہ زندگي ' جسمیں اپني ملت اور اپنے خداے ملت کا کوئي حصہ نہو ' عیش زندگي نہیں ' بلکہ ایک لعنت کونین ہے :

و ما هذه الحیاة	یہ عیش نفس ' اور محض فکر جان و مال کی
الدنیا ' الا	زندگي (جسکی بوجھل زنجیریں تم نے اپنے
لهو ولعب ' و ان	پاؤں میں ڈالدي ہیں) کیا ہے ؟ سوا اسکے
الاخرة لهي	کہ ایک لہو و لعب نفسانی ہے (جسکا کوئي
الحیوان ' لو کانوا	اثر دنیا میں باقي رہنے والا نہیں) اور
یعلمون !	اخرت کی زندگی ہي اصل زندگي ہے ' اگر
(۲۹ : ۶۵)	تم سمجھو اور غور کرو !

کیا تم بھول گئے کہ جس متاع فاني کي خاطر چڑیوں کے طرح آشیانے بناتے ' اور چارپایوں کی طرح آذرقہ ڈھونڈھتے ہو ' وہ با ایں ہمہ شورش و کشاکش ' ایک نہ ایک دن جانے ہي والي ہے ' اور تم اسکي خاطر سب کچھہ کرسکتے ہو ' پھر اُسے روک نہیں سکتے - پھر اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہوسکتا ہے ' کہ ایک ایسی جانے والي رائگاں شے کو کسي کي خاطر دیکر مفت کا احسان بھي ہاتھہ اُس کے سر رکھدیجیے ؟

جاں بجانساں دہ ' وگرنہ از تو بستانند اجل
خرد تو منصف باش اے دل ' ایں بکن یا آں بکن !

لیکن جان دینے کی بھی بہت سی راہیں ہیں - تم ہتیلیوں پر رکھکر سامنے آؤ تو بتلاؤں کہ اس سب سے حقیر ' مگر سب سے زیادہ کام دینے والي جنس عجیب کے لٹانے کا اصلي طریقہ کیا ہے ؟ پھر صرف یہي راہ نہیں ہے کہ اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سر رکھکر کٹوادو ' بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ اپنے دوست کي تلوار کي نوک سے زخمي ہو - زخم کھانا ہی ہے تو دوست ہي کے خنجر سے کیوں نہ ترپیں ؟ زہر کا جام پینا ہی ہے تو محبوب کے ہاتھہ سے کیوں پییں ؟ اور جان دینی ہي ہے ' تو کسي کے سر رکھکر کیوں نہ دیجیے ؟ آیا نہ شنیدي کہ عارف (ابو الخیر) چہ گفت ؟

غازي زپئے شہادت اندر تگ و پوست
غافل کہ شہید عشق فاضل تر اروست
در روز قیامت ایں ' بآں ' کے ماند ؟
کیں کشتۂ دشمن ست ' وآں کشتۂ دوست !

و من الناس من یشری	اور بعض اللہ کے محبوب بندے ایسے ہیں
نفسه ابتغاء مرضات الله '	جو اپني جان تک دیکر اللہ کي رضاجوئي
و الله رؤف بالعباد	کے راہ میں دیدیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں
(۳۲ : ۱۱)	پر نہایت محبت و رافت رکھتا ہے !

افسوس کہ اس دور جوش و خروش ' اور بیداري و ہشیاري میں بھي دیکھتا ہوں ' تو میرے دل کي غمگیني اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا -

میں دیکھتا ہوں کہ یا تو غفلت کي سرشاریاں ہیں ' یا بیداري کي کروٹیں بھي لي ہیں تو انکھوں سے غفلت درشیں کا خمار ابھي دور نہیں ہوا ہے - خواب غفلت کي سرشاري اور چشم نیم باز کي کروٹیں ' یہ تو دو پہلي حالتیں ہیں ' لیکن ان کے بعد ایک تیسرا گروہ بھي نظر آتا ہے ' جو بستر سے تو اٹھہ چکا ہے ' مگر منزل مقصود کے نشان سے بے خبر ہے - پس چلنا بھي چاہتا ہے ' تو خط سفر سے نابلد ہے - احرام کعبے کا باندھتا ہے مگر قدموں کو حرم و بتکدے کي تمیز نہیں - حالانکہ اگر منزل مقصود کے نشان کو ملنا ہے ' تو صرف کعبے ہي کي راہ میں ملسکتا ہے ' اور راہ نہیں ' بلکہ صرف ایک ہی ہے -

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئي انجمن قائم کرلي تو ان مصائب سے نجات پا جائیں گے - بعض کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک بہت بڑا فنڈ مہیا کرلیا تو ہمارا وجود اسلام کیلیے اکسیر حیات بن جاے گا - میں نے بھي مدتوں ان امور کو سوچا ہے - اسمیں شک نہیں کہ ان تدبیروں میں سے ہر تدبیر اچھی اور ضروري ہے ' پر افسوس کہ مرض کا اصلي علاج نہیں ہے - تم اپنے سے باہر انجمنوں کو ڈھونڈتے ہو مگر بدبختي یہ ہے کہ اپنے اندر کي خلوت سے بے خبر ہوگئے ہو - اسلام کي حفاظت کیلیے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہو ' تاکہ اپنی جیب اسکے حوالے کردو لیکن اس سے بھي مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو اسکے سپرد کرو کہ اسکے بعد تم وہ سب کچھہ دیسکوگے ' جو دینا چاہتے ہو ' پر اسکے بغیر کوئي چیز بھي دے نہیں سکتے !

لیکن میں ایک صداے مضطر ' اور ایک فریاد لرزاں ہوں ! میري آواز کبھي نہیں تھک سکتي ' کیونکہ میرا خدا اسے تھکانا نہیں چاہتا ' اور میرے آنسو کبھي نہیں تھم سکتے ' کیونکہ مدتوں کے جمع کیے ہوے سیلاب اشک کو اب بہنا ہے اور بہانا ہے - **پس جسکے پاس کان ہیں ' وہ سن لے - جسکے پاس آنکھیں ہیں ' وہ دیکھہ لے - اور جسکے پاس دل ہے ' وہ جتنا تڑپ سکتا ہے تڑپ لے ' کہ آج خدا اور اسکے بندوں میں صلح و جنگ کي آخری ساعت ہے - آج روٹھے ہوے اور اسکے چاہنے والوں میں ہجر و وصال کا آخری معاملہ ہے - آج ہي کسي کا دامن اقبال ہمیشہ کیلیے خالي ہونے والا ہے ' اور کسي کي آستین امید ہمیشہ کیلیے مالامال ہونے والی ہے !**

آج ہي وہ شب موعود ' اور وہ لیلۃ القدر ہے ' جبکہ محروم ہونے والے محروم ہوجائیں گے اور منانے والے روٹھے ہوئے کو منالیں گے - وہ قوموں کے حیات و فنا کي فیصلہ کن گھڑیاں ' جبکہ ایک کو دائمي مایوسي ' اور دوسرے کو ہمیشہ کي امید و شاد کامي ملے گي - ایک کو دائمي ہجر کا عذاب الیم ' مگر دوسرے کو ہمیشہ کي بشارت لطف عمیم کي تقسیم ہوگي ' بہت قریب ہے کہ ظاہر ہوجاے - وہ ' جس نے ابے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے ہي وقت میں (سعیر) کے دامن سے اپنا رشتہ کاٹا ' اور (فاران) کي چوٹیوں پر اپنا چہرہ دکھلایا تھا ' اب پھر وقت آگیا ہے کہ اپنا چہرہ دکھلاتا ' اور اپنے مشتاقوں کو ڈھونڈھتا ہے - اگر تم نہیں دیکھہ سکتے تو آنکھوں کو تلاش کرو - پر میں دیکھتا ہوں اور مجھے صاف جھلاؤ - اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو ' پر مجھے کرنے

نہ مورز ، دنیا نے تم سے گردن موڑ لی ہے - آہ ! آہ ! ثم آہ ! علی ما فرطتم في جنب الله ! کہ اسکی صدائے لا یزال و لم یزل ' آج اپنے چاہنے والوں سے کچھہ کہہ رہی ہے : فھل من مدکر :

اے وہ لوگو' کہ تم نے میرے مقدس رشتۂ عشق کے تقدیس کی تحقیر کی اور میرے طرف سے گردن موڑلی ! ! کیا تم بھول گئے کہ تم دنیا میں بے نام و نشان تھے' پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتھہ تمہارے نام کو بلند کیا - تم دنیا میں حقیر و محتاج تھے' پر میں ھی قدوس و ذوالجلال تھا کہ میں نے دنیا کی عظمتوں اور دینوی کبریائیوں کو تمہارے قدموں پر ڈالدیا تھا - تم گمراہ تھے پر میں نے تمہارا ھاتھہ پکڑا - تم فقیر تھے' پر میں نے خشکیوں اور سمندروں کی حکمرانی تمہیں بخشدی - تم جہل و بے خبری کی تاریکی میں تھے' پر میں نے تمکو پچھلوں کے علم و حکمت کا وارث ' اور آنے والوں کیلیے چراغ علم و مدنیۃ بنایا - پھر تم کو کیا ھوگیا کہ تم نے مجھکو چھوڑدیا ' اور میری محبت کے دامن قدس کی تحقیر کی ؟ وہ اور کونسا پیکر حسن و دلربائی تھا' جسکا حسن میرے جمال جہاں آرا پر غالب آگیا' اور میرے حسن کی پرستش چھوڑ کر تم نے اُسکی پایگاہ معشوقیت پر پیشانی رکھی ؟ وہ میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی گاہ حسن و رعنائی ھوسکتا ھے' جو مجھہ سے چھوڑا کر تمہیں اپنا مفتون و شیدا بنا لے سکتا ھے ؟ پھر بتلاؤ کہ مجھسے کٹ کر تم نے کونسا نیا رشتۂ کامرانی جوڑا ' اور مجھکو چھوڑ کر کیا تھا ' جو تمہیں مل گیا ؟ تم نے مجھکو چھوڑا ' لیکن پھر کیا میری دنیا کی ھر قوت نے بھی تمہیں نہیں چھوڑ دیا ؟ تم میرے آگے جھک کر پھر مغرور ھوگئے' لیکن کیا یہ نہیں ھوا کہ تمام دنیا بھی تمہارے آگے مغرور ھوگئی ؟ تم نے مجھسے صلح نہ کی' پھر کیا نہیں دیکھتے کہ آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رھی ھے ؟ جب تم میرے آگے نہیں جھکے' تو بتلاؤ کہ میری دنیا کو اپنے آگے جھکانے کے کیلیے آرزومند ھو ؟ جب تم مجھسے پھر گئے تو بتلاؤ کہ میری دنیا تمسے کیوں نہ پھرجاے ؟ اے نا دانوں ! اب بھی مان جاؤ کہ میرا دروازۂ رحمت و بخشش تو کبھی بھی بند نہیں - اب بھی مجھسے صلح کرلو' کہ مجھسے جنگ جاری رکھکر تم کبھی بھی کامیاب نہیں ھوسکتے - دنیا کا ھر دروازہ تم پر بند ھوسکتا ھے ' مگر میرا ھی ایک دروازہ ھے' جو صرف بھلنے کیلیے ھے' بند ھونے ھونے کیلیے نہیں ھے - تم ھزاروں مرتبہ اُس دروازے سے بھاگو' پھر بھی وہ تمہاری آمد کا منتظر ھے ! !

بـــازآ بازآ ! ھر آنچـــہ ھستی' بازآ !
گر کافـــر و گبر و بت پرستی ' بازآ !
ایں درگہ ما درگـــہ نومیـــدی نیست
صد بـــار اگر توبہ شکستی ' بازآ !

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ' ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ' انہ ھو الغفور الرحیم (۳۹ : ۵۵)

اے میرے بندو' کہ تم نے میری نافرمانیاں کرکے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر کیے ھیں' گو وہ کتنے ھی سخت اور غضب انگیز ھوں ' تاھم اپنے پروردگار کریم کی رحمت و رافت سے مایوس نہو ! ! توبہ کرو اور اسکے آگے جھک جاؤ ! وہ تمہارے تمام قصوروں کو معاف کردیگا - وہ تو بہت ھی بڑا بخشدینے والا' اور مہربان ھے ! !

* * *

اے عزیزان ملت ! میں کیونکر تمہیں اپنے دل کے خونچکاں ٹکڑے دکھلاؤں' جسکے ھر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے ھزاروں نشان ھیں ! اور پھر میں کیونکر اپنا دل تمہارے پہلو میں رکھدوں کہ تم اس صدائے الہی کو نہیں سنتے' پر میں سنتا ھوں اور کانٹوں پر لوٹتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا ھوں - تم میری آواز سن سکتے ھو' پر اُس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نہیں دیکھہ سکتے ' جو میرے اندر سلگ رھا ھے' اور جسکے شعلے اب اسقدر بھڑک اٹھے ھیں' کہ میں انکے دھویں کو نہیں دبا سکتا -

میں راتوں کو بستر پر لیٹتا' اور دن کو کاموں میں سرگرم رھتا ھوں لیکن مجکو میرا گم شدہ دل نہیں ملتا ھے' اور میرے کان میرے قبضے میں نہیں رھتے ! !

* * *

آجکل کی گرمیوں کی راتوں میں' جبکہ ایک عالم رات کی ٹھنڈی ھواؤں کے مزے لوٹتا ' اور خواب نوشیں کی راحت فرماتیوں میں مست و بے خبر ھوتا ھے - جبکہ ابتدائی نصف رات کی چہل پہل ختم ھوجاتی' اور پچھلے پہر کا مقدس اور لاھوتی وقت شروع ھوتا ھے' تو میں اُس وقت اپنے غم کدے کے ایک کنجے باغ کی سنسان اور فکر پرور تنہائی میں' عیش خراب سے مہجور' اور راحت بالش و بستر سے محروم' پڑا ھوتا ھوں - پھر تم یقین کرو کہ میں اسکو دیکھتا ھوں' جسکی روشنی بجلی کی طرح شعلہ آسا' لیکن بجلی کی طرح نظروں کو خیرہ کرنے والی نہیں ھوتی - میرے کانوں میں اُسکی ایک صدائے سامعہ نواز و نغمہ آسا آتی ھے' جو دریاؤں کی آھستہ روانی سے مشابہ ' یا کسی دور کی صدائے ارغنون کے مانند ھوتی ھے -

میں ایک پکارنے والے کی پکار کو سنتا ھوں' جسکی نسبت نہیں کہہ سکتا کہ وہ اوپر ھے ' پر مجھے خیال ھوتا ھے کہ اوپر ھے - جبکہ وہ کہتا ھے کہ :

ھل من تائب ' فتوب علیہ ؟ ھل من مستغفر ' فاغفرلہ ؟ ھل من سائل فاعطیہ ؟ یا طالب الخیر اقبل ! و یا طالب الشر اقصر ! (۱)

آج کوئی توبہ کرنے والا ھے کہ میں اُسکی توبہ کو قبول کروں ؟ کوئی طالب مغفرت ھے' کہ میں اسے بخشدوں ؟ کوئی مجھسے مانگنے والا ھے کہ میں اسے عطا کروں ؟

(۱) یہ وہ مشہور حدیث ھے' جسکو امام بخاری صحیح کے آخری حصے میں بذیل کتاب التوحید لائے ھیں ' لیکن میں نے جو الفاظ لیے ھیں وہ دار قطنی وغیرہ کی روایت کے ھیں - بخاری کے الفاظ یہ ھیں : عن ابی ھریرۃ : ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال : ینزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر ' فیقول : من یدعونی فاستجیب لہ من یسالنی فاعطیہ ' من یستغفرنی فاغفرلہ "

لیکن یہ حدیث مختلف روایات اور الفاظ میں بکثرت روایت کی گئی ھے ' اور اسکے الفاظ علی الخصوص نزول الی السماء الدنیا کی تفسیر و توجیہ پر بڑی بڑی بحثیں کی گئی ھیں - بخاری کی اس روایت میں تو مطلق رات کے ثلث اخیر کا ذکر ھے ' لیکن دیگر روایات میں خصوصیت کے ساتھہ شب جمعہ کی قید بھی آئی ھے - بعض روایت میں شب جمعہ کی قید نہیں ھے مگر ثلث اخیر کی جگہ " حتی یمضی شطر اللیل " ھے -

کتاب قرآن میں اسپر بحثیں کی گئی ھیں کہ اللہ تعالی کے نزول سے کیا مقصود ھے ؟ حنابلہ اور عام محدثین کا (جنکو تشبیہ و تجسیم اور ظاھریت محض سے متہم کیا جاتا ھے و حاشا کہ وہ اس سے بری ھیں) یہ مسلک ھے کہ قرآن و حدیث کے متشابہات کو بلا بحث نزول و توجیہ جیسا کہ وہ بتائے گئے جگہ ' بہتر سمجھتے ھیں کہ علم الہی کے حوالے کردیں ' اور حق یہ ھے کہ احوط و پر امن مسلک یہی ھے - تاھم اکثر شارحین بخاری و ائمہ فن متاخرین مثلاً امام شوکانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالی نے صاف لکھدیا ھے کہ نزول سے مقصود تعاطف خلق ھے

[بقیہ نوٹ کے لیے صفحہ ۸ - ملاحظہ ھو]

ہاں کوئي ہر طرف سے کٹ کر میرے طرف آنے والا ہے کہ میں اُسے آغوش میں لیلوں ؟ کوئي میرے آگے تڑپنے والا ہے کہ میں اُسے تسکین دوں ؟ کوئي میرے آگے خاک اضطراب و اذابت پر لوٹنے والا ہے، کہ میں اُسے اپني گود میں اُٹھالوں ؟ یعنے کوئي ہے کہ میرا بن جانے والا ہو، اور میں بھی اُسکا ہو جاوں ؟ اور کوئي ہے، جو مجھے پیار کرنے والا ہو، تاکہ میں بھي اُسے پیار کروں ؟ پھر وہ کہاں ہیں، جو مجھے ڈھونڈھنے والے ہیں، اور وہ کیوں نہیں دوڑتے جو میرے لیے تشنہ ہیں ؟ میں انکے لیے، جوکہ پیاسے ہیں، پاني ہوں، اور انکے لیے، جو مایوسي سے تھک گئے ہیں، امید ہوں ! اگر تم زخم ہو تو میرے طرف آؤ کہ میں مرہم ہوں، اور اگر تم بیمار ہو تو مجھکر ڈھونڈھو کہ صرف میں ہی شفا ہوں ! تم کیوں غیروں کي ٹھوکریں کھاتے ہو، اور میري آغوش محبت سے بھاگتے ہو ؟ حالانکہ میں تو وہ ہوں، کہ اگر تم ایک بالشت میري طرف بڑھو، تو میں ایک ہاتھہ آگے بڑھکر تم سے ملوں - اگر تم ایک ہاتھہ میرے طرف آؤ، تو میں ایک گز آگے بڑھکر استقبال کروں - اور اگر تم چل کر میري طرف آؤ، تو میں دوڑ کر تمہاري طرف آؤں !! (۱)

اگر تم میرے ملنے کو محبوب رکھوگے تو یاد رکھو کہ میں بھي تم سے

[بقیہ فوٹ صفحہ ۷ کا]

جیسا کہ بعض دیگر احادیث بخاري وغیرہ میں صلوۃ عصر و فجر کي نسبت آیا ہے، اور یہي سر گروہ ارباب تاویل و اسرار، امام غزالي نے احیاء میں لکھا ہے -

اصل یہ ہے کہ شب کا آخري وقت ایک مخصوص اثر و کیفیت کا وقت ہے - اور جیسا کچھہ ہے، اسکو صرف ارباب درد و حال ہي سمجھہ سکتے ہیں - میں تو کہتا ہوں کہ اگر ایک ہستي اعلی و محبوب ہے، تو وہ کب اپنے بندوں سے غافل ہے ؟ لیکن ضرور ہے کہ رات کے پچھلے پہر کي خلوت ہي میں اپنے عشاق سے مجلس راز و نیاز گرم کرے - انکي آہ و زاري سنے اور اپني صداے رد و امید سنائے - غیروں کیلیے دن کي مصروفیتیں ہوتي ہیں، مگر اپنوں کیلیے شب کي مخفي صحبتیں - دن آرزوؤں میں کاٹیے، مگر وصل کیلیے رات ہي کا انتظار کرنا چاہیے - یہی وہ تصفیۂ باطني و ذہاب الی اللہ کا مقام اعلی ہے، جسکي نسبت سورۂ زمر میں فرمایا :

امن ہو قانت اناء اللیل	بھلا وہ شخص جو رات کے اوقات تنہائي و خلوت
ساجداً وقائماً یحذر	میں اپنے خدا کے سامنے سر طرف سے اپنکر جھک
الاخرۃ، و یرجوا رحمۃ	گیا ہے - کبھي جوش اضطراب سے اسکے آگے
ربہ قل ہل یستوي الذین	سجدہ میں گرجاتا ہے، کبھي اسکے آگے ہاتھہ
یعلمون و الذین لا یعلمون ؟	باندھکر غلاموں اور مجرموں کي طرح کھڑا ہو
(۳۹ : ۱۳)	جاتا ہے، کبھي آخرت کي منزلوں کے تصور سے

ڈرنے لگتا ہے، اور پھر کبھي اسکي شان کرامي و رحمت کو یاد کرکے امید وار بخشش ہوجاتا ہے - تو بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص، اور سرشاران غفلت و حجاب، برابر ہیں ؟ اور پھر کیا صاحبان علم و گم گشتگان جہل، دونوں کا ایک ہي درجہ ہے ؟

یہ موقعہ نہیں کہ اس آیت کے متعلق کچھہ عرض کروں، لیکن یاد رہے کہ یہ ایک نہایت اہم اور بصیرت طلب آیۃ کریمہ ہے - ایک ایسے کاشف و منقطع شخص کي مثال دیکر فرمایا کہ " ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ " غور کیجیے کہ اسکو علم و جہل سے کیا تعلق تھا ؟ اصل یہ ہے کہ جو حالت اس شخص کي بیان کي گئي ہے، وہي في الحقیقت علم و حکمۃ حقیقیہ کا انتہائي مرتبہ ہے، اور وہي حالت ہے جسے علم کا اصلي نتیجہ یقین کرنا چاہیے - کاش البیان جلد نکلے اور میرا قلم بندش گنجایش الہلال سے آزاد ہو، کہ یہ چیزیں حاشیوں میں لکھنے کي نہیں ہیں - والامر بیدہ سبحانہ و تعالی -

---

(۱) یہ عین ترجمہ ہے اُس حدیث قدسي کا، جسکو امام بخاري نے کتاب التوحید کے باب: ذکر النبي و روایتہ عن ربہ) میں سب سے پہلے بروایت شعبہ - عن قتادہ، عن انس رضي اللہ عنہم درج کیا ہے کہ : " اذا تقرب العبد الی شبراً، تقربت الیہ ذراعاً - واذا تقرب مني ذراعاً، تقربت منہ باعاً - و اذا اتاني مشیاً، اتیتہ ہرولۃ "

اب دوسري روایت (عن انس بن مالک عن ابي ہریرۃ) میں " باعاً " کي جگہ " ہرولۃ " کا لفظ بھي آیا ہے -

ملنے کو محبوب رکھونگا - اور اگر تم مجھسے پھر جاؤگے تو میں بھي تم سے پھر جاؤنگا - (۱) اے طالب خیر ! تو کہاں ہے کہ میں تجھے پکار رہا ہوں - جلدي کر ! جلدي کر ! کہ یہي مانگنے کا وقت ہے - اور اے شر کے پیچھے اپنے تئیں ناداني سے کھونے والو ! اب بھي باز آجاؤ اور کمي کرو کہ یہي وقت ہے، یہي وقت ہے، اور صرف یہي وقت ہے کہ میں تم کو بچالوں !! "

با گنہ گاراں بگویم تا نیندازند دل
من وفاے دوست را در بے وفائي یافتم !

پس اے اخوان عزیز ! اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میري ترجمانی کو مت جھٹلاؤ کہ میں سو رہا تھا لیکن اُس نے مجھکو نیند سے جگا دیا - نہ کہ غفلت سے چونک کر بھي غفلت ہي میں رہو، اور بستر سے اُٹھو بھي تو بستر کي جگہہ راہ میں سرجاؤ - اُس شخص کي غفلت میں جو بستر پر پڑا ہو، اور اسمیں جو ہشیاروں کي طرح چلکر غلط راستوں میں پھنسکر رہ گیا ہو، کوئي فرق نہیں - یہ تمہارا آجکل کا اضطراب مبارک ہے - یہ تمہاري جستجو، مقصود ایک رحمت الہي ہے - یہ تمہاري آمادگی اور مستعدي آمید کا فرشتہ، اور ہمت کا پیغام ہے - مگر میري سنو اور اللہ کي پکار کي طرف سے غفلت نہ کرو - اگر سنبھلنا چاہتے ہو تو ایک ہي ہاتھہ ہے جو تمہیں سنبھال سکتا ہے - محض انجمنوں کا قائم کرلینا، ممبروں کے نام سے ایک گروہ جمع کرلینا، اور صرف روپیے کي کسي بڑي مقدار کي فراہمی پر بھروسہ کرلینا، غفلت کے بعد دوسري غفلت ہے، جو تمہیں بستر ضلالت پر ڈالدیگي، اور آخري وقت عمل ہاتھہ سے نکل جائیگا - اصلي اور ایک ہي وسیلۂ فوز و فلاح (اے دنیا میں تبدیلی چاہنے والو !) یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلي پیدا کرو، اور احکام الہي کے اعتقاد و عمل کا عہد راسخ کے اُٹھہ کھڑے ہو - توبہ کرو توبہ کرو کہ تمہارے تمام دکھہ کي دوا صرف توبہ ہي ہے - خدا کے آگے جھکو اور اسکو پیار کرو ! اُسکو اپنے سے مناؤ کہ جب تک دوست کو اپنے سے راضی نہ کرلوگے ؛ خواہ کتني ہي محنت و مشقت کرو، لیکن کبھي مقبول نہوگی - و للہ در ما قال :

من لم یکن للوصل اہلاً
فکل طاعتہ ذنوب !

میں چپ تھا، پر اب اُٹھا ہوں کہ جو سن رہا ہوں، تم کو بھي سناؤں - آؤ کہ ہم سب ملکر اسکے دروازے پر جھکیں، اور ایک " مخلص و مجاہد " جماعت الہی بن کر صرف اُسي کے ہوجائیں - اسي کي دعوت ہے، جسکي طرف بلاتا ہوں، اور صرف یہي میري بقیہ زندگي کا مقصد و وظیفہ، اور غایت جہد و عمل ہے، جسکے لیے خدا سے استقامت کا طلبگار ہوں - پس مبارک ہیں وہ، جو میري سنیں، اور خدا کي طرف بڑھیں، اور آخر کي کامیابي اُنہي کیلیے ہے -

اولئک الذین ہداہم اللہ، و اولئک ہم اولو الالباب (۳۹ : ۲۰)

---

(۱) یہ بھي ایک حدیث مشہور کا عین ترجمہ ہے، جسکو امام بخاري نے کتاب التوحید میں بروایت ابو ہریرۃ درج کیا ہے کہ :

" اذا احب عبدي لقائي، احببت لقائہ - و اذا کرہ لقائي، کرہت لقائہ "

اور قرآن کریم بھي یہي کہتا ہے کہ : " فاذکروني اذکرکم، و اشکروا لي و لا تکفرون " یعنے تم میرا ذکر کروگے تو میں بھی تمہیں یاد کرونگا - اللہ اللہ ! کیا شان عشق و عاشقي ہے !! والنعم ما قیل في ہذا الباب :

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبرند
دلبراں بر لمحہ از عاشقاں عاشق ترند

امام غزالي نے احیاء میں ایک حدیث درج کي ہے : " الا طال شوق الابرار الی لقائي، و ایثارہم لذتہ شوقا " اسکے الفاظ تو ثابت نہیں (جیسا کہ صاحب تخریج احیاء نے اعتراف کیا ہے) مگر مطلب وہي ہے -

شئون عثمانیہ

دائرۃ ان خونین

یعنی مظالم وحشت کارانۂ اقوام مسیحیۂ فرنگ ' و روایات مرثقۂ شہداء جنگ و مراسلہ نگاران جرائد

(۱)

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں قسطنطنیہ میں "مجلس دفاع ملي" کے قیام کي اطلاع الہلال کے کالموں میں دي گئي تھي -

اس مجلس نے ایک سب کمیٹي اس غرض سے بھي قائم کي تھي کہ جنگ بلقان میں جو مسیحي مظالم خونین یورپین ترکی کے مسلمانوں اور غیر محارب باشندوں پر کیے گئے ہیں ' اور جو چشم دید بیانات اور روایات مرثقہ ' مراسلہ نگاران جنگ کے ذریعہ مشتہر ہو چکي ہیں ' انکو ایک رسالے کي صورت میں جمع کرکے مختلف السنۂ یورپ میں شائع کرے ' تاکہ یورپ کے ادعاء انسانیت و نوع پروري کا ایک آخري امتحان ہوجاے -

اس سب کمیٹي کي یہ مستعدي قابل تحسین ہے کہ تھوڑے ہي عرصے کے اندر اس نے اپنا کام پورا کردیا - چنانچہ پچھلي ڈاک سے ہمارے پاس شائع کردہ روئداد مظالم کا ایک نسخہ آگیا ہے جو انگریزي میں ہے ' اور بہت ضروري ہے کہ اسکا ترجمہ اردو میں شائع کردیا جاے ' تاکہ جو ہاتھہ آج ماتم لیلیے اٹھے ہوے ہیں ' انکو چاہیے اپني خانماں بربادیوں کا پورا علم ہوجاے -

رسالے کے ابتدا میں سر ادم بلاک (Sir Adam Block) نے ایک مختصر اور سنجیدہ دیباچہ لکھا ہے - آج کي اشاعت میں اسکا ترجمہ شائع کرتے ہیں - اسکے بعد اصل رسالے کا مسلسل ترجمہ شائع ہوتا رہے گا ' اور پھر ایک رسالے کي شکل میں جمع کردیا جائیگا -

بہتر ہو اگر معاصر دہلي (کامریڈ) اسکو بجنسہ نقل کرنا شروع کردے - (الہلال)

— * —

اس رسالے کے دیباچہ لکھنے کي مجھہ سے فرمایش کي گئي ہے - اس امر کا خوف تھا کہ ملي اور جنسي عداوتیں جو گذشتہ ربع صدي میں مقدونیہ کے اندر برانگیختہ ہوئیں اور جنکا ذمہ دار صرف ترکي سوء انتظام ہي نہ تھا ' اس جنگ کے چھڑنے پر بڑھجائیں گي - ایک بالکل نو آموز شخص بھي بلقان کي درخواست کے ناگزیر نتائج کي تلوار سے پیش بیني کرسکتا تھا -

یقیناً گذشتہ چند ماہ میں مقدونیہ کا اس سے زیادہ نقصان ہوا ' جتنا کہ سالہا سال میں ترکوں کي بڑي حکومت کے اندر ہوسکتا تھا -

جنگ کي خوفناکیوں پر ' جنمیں ہزارہا آدمي ہلاک ہوے ' مقدونیہ کے مسلمانوں کي علمي نابودي کا بھي اضافہ کیا گیا !

اس جنگ میں موجودہ متمدن جنگ آرائي کے مسلمہ اصول کا خیال نہیں رکھا گیا - ایسي اصول شکني کي متمدن سلطنتوں کي جدید جنگوں میں نظیر ملنا آسان نہ ہوگا -

فاتح کا قتل و ظلم ' اور دباء کے روکنے کے نا قابل ہونا ' اسکي عزت کے لیے نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا ' اور گو میں "مسلمانوں کي بیخکني کي سونچي سمجھي ہوئي پالیسي" کو انکي طرف منسوب کرنا نہیں چاہتا ' مگر عملي طور پر ایسا ضرور ہوا -

حلفاء بلقان افسوس کرینگے کہ بڑي حد تک انہي کے قصور کي وجہ سے اب مقدونیہ "انڈے کا ایک خالي چھلکا" اور آتش و تیغ کي بربادکي ہوئي ' صرف ایک ایسي زمین رہگئي ہے ' جس سے مسلم آبادي ' اسکي کاشت کرنے والي مصیبت اور تکلیف کے ساتھہ بالکل نکالدي گئي ہے !

" مجلس دفاع ملي " قسطنطنیہ کي سب کمیٹي ' جس نے مظالم بلقان کي روئداد شائع کي -

جنگ اور کشور ستاني ' دونوں جائز قرار دیجا سکتي ہیں ' لیکن صرف اسي حالت میں ' کہ وہ مقبوضہ مقامات کي آبادي کے لیے خوشي اور فوائد لائیں -

یہ ممکن ہے ' مگر کسیطرح یقیني نہیں ' کہ حکام کا تغیر مقدونیہ کي مختلف عیسائي قوموں کے لیے مفید ہو ' مگر یہ امر تو نصف النہار کي طرح روشن ہے کہ جنگ مسلمان باشندوں کے حق میں مفید ہونے کے علاوہ کوئي اور چیز ہي ثابت ہوئي ' اور انکي بربادي ' ملک کي آیندہ سرسبزي پر ہمیشہ ایک مصیبت انگیز اثر رہیگي -

میں ایک منٹ کے لیے بھي یہ دعوی باطل نہیں کرتا کہ گذشتہ زمانے میں ترک جرموں اور زیادتیوں سے معصوم رہے ہیں ' یا گذشتہ چند ماہ میں خون ریزي کے الزام سے وہ بالکل بري تھے -

تاہم دو پیمانے اور دو بٹکھرے نہیں ہوسکتے - یورپ اور متحدہ حکومت کا وہ دباؤ ' جسکو ترکوں پر سخت سے سخت ملامت (انڈیمینشن) کے پاس کرنے میں بھي کبھي باک نہوا ' اس موقع پر یقیناً سخت حیرت انگیز طور پر خاموش رہا ہے -

اہل مشرق اور خصوصاً ترکوں نے ہمیشہ انگریزوں کي عزت ' اور

ان پر اعتماد کیا ہے - کیونکہ وہ ایک منصف قوم مشہور ہیں - مجھے خوف ہے کہ یہ یقین اب رخصت ہو رہا ہے -

صرف ان کمبخت واقعات کی مناسب تحقیقات' اور مجرم کی سزا پر اصرار ہی کے ذریعہ سے یہ ممکن ہے کہ " ناانصافی " کا احساس شدید جو اسوقت ترکوں کے داوں میں کھٹکرہا ہے' جڑ سے اکھیڑا جاسکے -

مجھے اعتماد ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں مگر میری راے ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کو' جیسے کہ اس اشاعت میں شائع کیے گیے ہیں' بغیر اسکے کہ ان پر توجہ اور ملامت کیجائے' گزر جانے کا موقع دیدیا گیا' تو ہمارے' اور ہمارے ہم زندگی مسلمان رعایا کے درمیانی تعلقات' بالاخر ایک سنگین معاملہ ہو جائیگا -

میں نے ان دربانتوں اور تفتیشوں میں حصہ نہیں لیا ہے جو اس روئداد کی اشاعت کا باعث ہوئی ہیں - ہر تفصیل کی صحت کی بابت خواہ کتنا ہی شک کیوں نہ ظاہر کیا جائے' تاہم اس امید کیلیے کافی مقدار رکھتی ہے کہ یورپ' جس نے ترکوں کی بد کاریوں کے روئداد پر نہایت آسانی اور تیزی سے اعتبار کرلیا تھا' ان واقعات کو ایک طرف نہ ڈالدیگا جواب اسکے سامنے رکھے جائینگے -

زخم رسیدہ مسلمان آبادی کے مصائب کسی طرح ختم نہیں ہوے - ارخبیل کے بندرگاہ سے وہی غمگین افسانے ان فاقہ زدہ اور محتاج مہاجرین کے پہنچ رہے ہیں' جنکے لیے سرمایے کی سخت ضرورتمند ترکی حکام کوشش کر رہے ہیں انکی موجودہ کوشش صرف اسلیے ہے کہ اس جگہ کے عوض' جسکو وہ لاعلاج طور پر ضائع کر چکے ہیں' گھروں کی تلاش کرنے کے لیے وہ کسی طرح ایشیاء کو چک پہنچ جائیں -

گذشتہ کی تلافی تو اب قریباً خارج از سوال ہے - مردے تو ہمیشہ کے لیے گئے - لیکن اگر دول یورپ میں ایک یا ایک سے زیادہ سلطنتیں ان لوگوں کی نسبت' جو ان خوفناک ایام کے بعد مہینوں زندہ رہے' کوئی اہم دلچسپی لینے کے لیے تیار ہیں' تو بڑی حد تک ماضی کی تلخی اور گذشتہ کے زخموں کو اچھا کرسکتے ہیں - نیز مشرق و مغرب اور ہلال و صلیب کی مصالحت کا راستہ اس سے ہموار کیا جا سکتا ہے -

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد مختلفۂ استانۂ علیہ)

(۲)

تصریحات جرائد

انتہائی مدافعت کے بعد ادرنہ کا سقوط ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ثناء عظیم و مجد دائم کا مستحق ہے - اس دعوے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو حادثۂ جلیلۂ عالم قرار دیا ہے' اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں سے شمار کیا ہے' جن کی مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے ملتی ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثمانی اور اجنبی اخبارات کے اقوال نقل کرتے ہیں :

(صباح) قسطنطنیہ لکھتا ہے :

یہ خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ادرنہ' جس نے اپنی محافظ فوج سے کئی چند زیادہ فوج کے مقابلے میں اپنے ثبات سے تمام عالم کو حیرت میں ڈالدیا تھا' بلغاریوں کے ہاتھوں ساقط ہو گیا - بیشک اس خبر نے ہمارے داں سے خون' اور آنکھوں سے آنسو بہاے !!

مگر کیا کیجیے - یہ قضاؤ قدر کا حکم تھا جو رد نہیں کیا جا سکتا -

ادرنہ چہار شنبہ کے دن ساقط ہوا -

ادرنہ کے بطل عظیم شکری پاشا نے (جنھوں نے عثمانی تاریخ عسکری میں شرف عظیم کے ایک صفحۂ طلائی کا اضافہ کردیا ہے) حکومت کو ایک تار بھیجا تھا " دشمن آگے کے استحکامات پر آگیا ہے - ہماری فوج قلعہ کی طرف ہٹ آئی ہے - میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ سرکاری اور فوجی عمارتوں کے ڈھانے' توپوں کے خراب کرنے' ذخائر کے جلانے' اور اسی قسم کی تمام ضروری کارروائیوں کے بعد اپنی زندگی کے اخیری نفس حیات تک لڑونگا' تاکہ اگر میں مغلوب ہوں اور دشمن داخل ہو جائیں' تو ان کو با عظمت ادرنہ کی جگہ محض ایک چٹیل میدان ملے' جسمیں نہ ڈھانے کیلیے عمارتیں ہوں' نہ بے حرمتی کیلیے مساجد "

اس تار کے بعد ہمیں جسقدر معلومات ملی ہیں' انکا سرچشمہ صوفیا ہے - ان معلومات سے قائد جلیل شکری پاشا کے اخیری تار کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے - بہرنوع ابھی حقیقت حال پوشیدہ ہے کیونکہ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں - کل یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ شکری پاشا نے خودکشی کرلی - اسکے بعد کے تاروں نے اسکے برعکس بیان کیا - سچ یہ ہے کہ سقوط کی اصلی روداد کے لیے ہم کو ابھی دو تین دن انتظار کرنا چاہیے "

(صباح) ایک دوسرے افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

اِن اخیری حوادث اور ان درد انگیز مصائب کے باوجود جو سقوط ادرنہ کی بدولت ہم پر نازل ہوے ہیں' ہم اپنے آپ کو ایک معزز نام کے ذکر کے سامنے پاتے ہیں' جو تا ابد محفوظ رہیگا - وہ کون ؟ غازی شکری پاشا ! ادرنہ کی مشہور مدافعت اور خوارق شہامت و حمیت' جو ایک عظیم الشان مقاومت' اور ایک حیرت انگیز ثبات کے سلسلے میں ظاہر ہوے ہیں' ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کھڑے ہیں ! ادرنہ نے اپنے اس شاندار کارنامے سے جیش عثمانی کی تاریخ شجاعت میں ایک درخشاں اضافہ کیا ہے' اور یہ اسلام کی معجزات بسالت کا ایک مزید روشن ثبوت ہے - شکری پاشا نے مسلمانوں کے لیے ایسا نام پیدا کیا ہے' جسکو زمانہ کبھی نہیں مٹا سکتا -

ہاں ادرنہ ساقط ہوگیا' لیکن شرف عثمانی بڑھگیا - اس کے دامن عزت اور رداے عظمت کا داغ مٹ گیا -

ادرنہ کی محافظ فوج لڑی' حتی کہ گلی کوچوں تک میں !! اور یہ تمامتر صرف ایک شخص' یعنی بطل عظیم ادرنہ' شکری پاشا کی ہمت کی بدولت !!

پس اے بطل عظیم تو کہاں ہے ؟ اور اے پیکر احترام و عظمت ! تجھے کیا ہوا ؟ آہ ! کس کو حقیقت حال معلوم ہے !

لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری اور مذہبی عمارتوں کے ڈھانے' اور توپوں کے خراب کرنے کے بعد شکری پاشا نے دشمنوں کے دیکھنے پر خودکشی کو ترجیح دی' اور اسطرح مرحوم علمدار کی پیروی کی' کہ جب وہ ینگ چریوں کے نرغے میں گھر گئے تھے' تو انھوں نے بھی اپنے اعدا کے دیکھنے پر موت کو ترجیح دی تھی - اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر بھی شکری پاشا کی کارروائی عجائب و خوارق میں شمار کیجائیگی' اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب انکا نام لیا جائے تو تعظیم کے لیے سر جھکا دیں' اور اس بطل عظیم کے اعمال و خدمات کی اسی طرح قدر کریں' جسطرح کہ مغربی قومیں اپنے ابطال مشاہیر کی کرتی ہیں -

لیکن ہم صمیم قلب سے امید کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ثابت ہوگی' کیونکہ اسوقت وطن عزیز کو شکری پاشا ایسے مخلصوں کی سخت ضرورت ہے' جنکو اپنے وطن مقدس کی ترقی کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں (مگر الحمد للہ کہ خودکشی کی خبر غلط ثابت ہوئی)

تصویر افکار لکھتا ہے :

" بیشک سقوط ادرنہ کا دن تمام عثمانی قوم کے لیے ماتم کا دن

ہے - ہم کو چاہیے کہ اس دن کو یاد رکھیں اور ہمیشہ ماتم کریں -
اس مصیبت کي عظمت کے اظہار کے لیے ہم کو چاہیے کہ علامات حزن و الم وضع کریں ' تا کہ وہ ہم کو یاد دلاتے رہیں کہ ہم کو اپنے دشمنان شرف سے بدلہ لینے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے -
یہ علامات حزن گو ایک عرصہ تک ہمارے زخمہاے دل کو ہرا ' اور درد و سوز کو تازہ رکھینگے ' لیکن اسکي انتہا اس پر ہوگي کہ ہم اپنے وعدوں کو پورا ' اور فرائض کو ادا کرینگے ' اور اپنے شرف کو ان داغہاے عار سے پاک کرسکینگے ' جن سے افسوس کہ وہ اسوقت آلودہ ہو رہا ہے - اور پھر اس معہد و ملک کو واپس لے سکیں گے ' جنکو ہم اسوقت کھو بیٹھے ہیں -
گو دوران سقوط میں ادرنہ کي اصلي سرگذشت کا ہم کو علم نہیں ' لیکن تا ہم ان جستہ جستہ اقوال سے جو یورپ سے ہمارے دار الخلافہ میں آئے ہیں ' معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہادر سپاہي دشمن سے رو در رو سفید اسلحہ سے لڑے ' اور جب دشمن شہر میں داخل ہوا تو سڑکوں ' گلیوں ' بلکہ گھروں تک میں ہر ہر قدم پر لڑے ' اس درجہ کشت و خون کے بعد دشمن کو کیا ملا ؟ مٹے ہوے کھنڈر ' اجڑے ہوے گھر ' جنمیں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے ' اور منتشر پتھر ' جن پر زمانہ کا دست ہلاکت دراز ہوچکا تھا ! !
ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے حقیقي دشمن کون ہیں ؟ کیا صرف بلغاري ' یوناني ' اور سروي ہي ہیں ؟ اس واقعے کي سنگیني نے ہمارے دردوں کو ہمارے ضبط پر غالب کردیا ہے - پس آج ہم ایسي چیزوں کا اعلان کرتے ہیں ' جن کو ہم کل تک چھپاتے تھے - آج ہم پر واجب ہے کہ ہم علی الاعلان کہدیں کہ ان دشمنوں کے علاوہ اور دشمن بھي ہیں ' جنھوں نے سقوط ادرنہ میں مدد دي - فرانس اور روس نے پوشیدہ اور علانیہ ' دونوں طور پر ' اور (انگلستان) نے صرف پوشیدہ طور پر سقوط ادرنہ میں مدد دي - فرانس اور روس نے توپیں اور کمک تک معاصرین تک پہنچائي - اگر یہ اتحاد ثلاثہ مدد نہ دیتا ' تو کیا ممکن تھا کہ بلقان کي یہ چھوٹي چھوٹي ریاستیں ہمارے سامنے ٹہر سکتیں ؟ ان ریاستوں کا ہمارے سامنے ٹہرنا کیا اس امر کي کافي دلیل نہیں ' کہ فرانس اور روس ادبي اور مادي ' دونوں طریقوں سے ' اور انگلستان صرف ادبي صورت میں ان سلطنتوں کو مدد دیتا رہا ؟
کیا ان واقعات کے بعد بھي کوئي کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگ صرف ریاستہاے بلقان اور عثمانیہ میں تھي ؟ نہیں ' یہ جنگ دولت عثمانیہ اور ریاستہاے بلقان میں نہ تھي ' بلکہ عثمانیہ اور اتحاد ثلاثہ میں تھي ' جو مجموعۂ انگلستان ' روس ' فرانس کا نام ہے -
اثناء گفتگوے صلح میں ایک فریق کا خیال تھا کہ مساعي صلح میں اصلي رخنہ انداز فرانس ہے - وہ چاہتا ہے کہ سقوط ادرنہ کے بعد صلح ہو - آج ہم کہتے ہیں کہ یہي فریق حق پر تھا "
(جون ترک) فرانسیسي لکھتا ہے :
سقوط ادرنہ کي بابت دن بدن سے جو منحوس افواہیں مشہور ہو رہي تھیں ' وہ صحیح ثابت ہوئیں - یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچگیا کہ یہ عظیم الشان شہر ضرب المثل مدافعت کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں ساقط ہوگیا -
خبر رساں ایجنسیوں کے پاس آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شکري پاشا نے شہر تسلیم نہیں کیا ' اور جو کہا تھا وہي کر دکھایا - چنانچہ انھوں نے دشمنوں کے ہاتھ شہر حوالہ کرنے پر ' اسے آگ اور لوہے کے ڈھیر میں دفن کردینے کو ترجیح دي ..... وطن مقدس شکري پاشا کي تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کرسکتا - حسن رضا پاشا نے اشقودرہ ' اور اسعد پاشا نے یانیا میں بیشک قابل فخر شجاعت و اخلاص کا ثبوت دیا ہے ' لیکن مرقع ابطال میں شکري پاشا کي تصویر

باب الاسلام و المسلمون اخا رہ

دعوت " الہلال "

ایک بزرگ از رامپور

حضرت مولانا السلام علیکم - آپکے اخبار مورخہ ۱۵- جمادي الاولی میں جو ایک پرجوش مضمون اور ایک عام ندا ہے کہ (کوئي ہے جو میرے ساتھہ چلنے کے لیے طیار ہو ؟) اسکے متعلق مجھے ایک اختلاج ہے - اسکو ظاہر کرتا ہوں - امید کہ اسکو میري نیک نیتي پر حمل کرکے بددعا نہ فرمایئے گا - یہ زمانہ چونکہ نہایت افسوس و عیاري کا زمانہ ہے - اسلیے طرح طرح کے شبہات بعض اوقات پیدا ہو جاتے ہیں - اپنے خداے عالم الصدور کو حاضر و ناظر سمجھکر سچ سچ کہیں کہ یہ جو کچھہ آپنے ارقام کیا ہے خلوص و صداقت سے کیا ہے ' یا اسمیں کوئي راز ہے ' اور کسي کي تعلیم سے کیا ہے تا کہ مسلمانوں کي حالت کا امتحان کیا جاے اور دیکھا جاے کہ اسوقت اسلام سے انکو کہاں تک تعلق اور اسلام کي حمایت کا کہاں تک خیال رکھتے ہیں ؟ اگر امر اول ہے اور خدا کرے یہي ہو ' تو آپ سب سے پہلے اپنے ساتھہ چلنے والونکي فہرست میں میرا نام درج کرلیجیے -

الہلال

یہ قومي بدبختي کي انتہا ہے کہ ہر کام کے متعلق شبہات و وساوس ہمارے دلوں میں پیدا ہوں !
ظہور حضرت مسیح کے وقت یہودیوں کي ایسي ہي حالت ہوگئي تھي - مگر سچ یہ ہے کہ شبہ کرنے والے بے قصور ہیں ' اور بدقسمتي سے ہماري حالت ہي ایسي ہوگئي ہے کہ جسقدر شبہات پیدا ہوں ' کم ہیں -
کہنے کي بات نہیں ' اور پھر کہیے تو کس کي نسبت کہئے ؟ مگر میں اُن لوگوں سے واقف ہوں جو قوم میں مقدس علما و واعظین کي حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں - ہر آن و ہر لمحہ قال اللہ اور قال الرسول انکي زبانوں پر ہے ' یا بڑي بڑي مسجدوں کے پیش امام اور خطیب ہیں ' لیکن ان اشغال الہیہ کے ساتھہ اپنے اندروني اعمال شیطانیہ بھي جاري رکھتے ہیں ' اور جاسوسي و مخبري جیسے ملعون و خبیث مشغلۂ غداري سے انہیں باک نہیں - فلعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرہ ' و اعد لہم عذابا الیما !
ان حالات میں اگر بعض نادانوں کو فقیر کي نسبت یہ خیال پیدا ہوا ' تو انہیں بالکل معذور سمجھتا ہوں - اور اسقدر عرض کردینا کافي سمجھتا ہوں کہ میرے کام عام کاموں سے مختلف ہیں ' اور الحمد للہ وہ اپنے اندر اپنے نشو و نما اور تکمیل کي قوتیں اسطرح کي رکھتے ہیں ' کہ ایک بڑھنے والے درخت کي طرح بڑھیں گے ' ایک زندہ جسم کي طرح نشو و نما پائیں گے ' اور اگر خلوص و صداقت سے محروم نہیں ہیں تو انکي پرورش کرنے والا ' خود ہي انکي پرورش کریگا -

بقیہ پہلے کالم کا

دوسرے دونوں مدافعین کي تصویروں کے سروں پر آویزاں ہوگي - شکري پاشا کا عظمت مآب نام شہرت کے آسمان عظمت پر شرف و احترام کا آفتاب بنکر درخشندہ ہے اور دنیا ایک نئے شخص کو دیکھہ رہي ہے ' جس نے دولت عثمانیہ کے صحیفۂ مجد میں ایک نئي آیۃ کرامت اضافہ کي ہے - اس عمل جلیل نے ہمیشہ کے لیے اس عار و شین کو مٹا دیا ' جس سے دولت عثمانیہ کا دامن شرف تسلیم سلانیک کے بعد آلودہ ہوگیا تھا "

مقالات

حریت اور ایک نکتۂ امام شافعی

از لارڈ میکالے

(مترجمہ مولوی محمد مسلم عظیم آبادی)

گو اکثر انقلابات کی ابتدا نہایت خراب دیکھی جاتی ہے مگر قوم جب تک آزادانہ زندگی بسر نہ کرلے وہ آزادی کے صحیح استعمال سے واقف بھی نہیں ہوسکتی - انگورستانوں کے باشندے عموماً شرابی نہیں ہوتے، اور جہاں شراب نایاب ہوتی ہے، وہیں بادہ خواری کی کثرت بھی ہوتی ہے - نو آزادوں کی حالت اُس لشکر کی سی ہوتی ہے جو رائن اور زیویز میں (جہاں شراب کی کثرت پیداوار ضرب المثل ہے) خیمہ زن ہو - کہا جاتا ہے کہ جب فوجی سپاہیوں کا بے روک ٹوک ایسی نایاب اور گراں بہا وسیلۂ تعیش پر دسترس ہوتا ہے، تو بادہ خواری اُن کے آٹھوں پہر کا مشغلہ بن جاتی ہے - اُنہیں نشہ اور بدمستی کے سوا کچھ سوجھائی نہیں دیتا - آخر رفتہ رفتہ افراط اور کثرت، تمیز اور ہوش کی آنکھوں کو کھول دیتی ہے، اور جب شراب ایک آدھ مہینہ تک روزانہ صبح و شام کی غذا ہو چکتی ہے تو وہ اپنے قیام وطن کے ایام سے بھی زیادہ کم نوش اور روبہ اعتدال ہو جاتے ہیں - پس حریت کے آخری اور مستقل ثمر، تمیز، اعتدال، اور رحم ہوتے ہیں، پر وقتی اثرات بالعموم وحشیانہ اقدام، ناسزا غلطیاں، اظہر من الشمس معاملات میں شک و اشتباہ، نہایت نازک معاملات میں خود رائی، اور بسا اوقات ہت دھرمی ہوا کرتے ہیں -

ایسے ہی نازک وقت میں دشمنان حریت اس کے معائب گنانے لگتے ہیں - یعنی تعمیر ابھی ادھوری ہی ہے اور وہ سچان کھول ڈالنے پر آمادہ ہیں - گرد و غبار کے اوپر سے گرنے، کوڑے کرکٹ سے اٹے ہوئے کمرے، اور تمام مکان کی وحشت انگیز بے ترتیبی کا رونا لے بیٹھتے ہیں اور طنز سے پوچھتے ہیں کہ جس شان و شوکت اور جس امن و [illegible] کا وعدہ تھا، وہ کہاں ہے؟ اگر ایسی ہی افسوسناک اور غلط منطق پھیل جائے تو دنیا میں کبھی کوئی نفیس مکان یا عمدہ حکومت تیار نہ ہو سکے -

اریوسٹو ایک اطالوی شاعر نے ایک پری کی کہانی لکھی ہے جو اپنے سحر کے زور سے خاص خاص زمانوں میں نہایت کریہ منظر اور زہریلی ناگن کی شکل میں نکلتی تھی - جو لوگ اس ہیئت میں اُس کو تکلیفیں پہنچاتے، وہ اُن تمام راحتوں سے محروم کردیے جاتے، جو وہ بعد کو لوگوں کو پہنچایا کرتی تھی - مگر جو لوگ باوجود اُسکی اس مکروہ صورت کے، اُس پر رحم کرتے اور حفاظت کرتے، وہ بعد کو اُن پر اپنے اصلی حسن و جمال اور دلربائی کے ساتھ جلوہ نما ہوتی، اُن کے ساتھ رہتی ہے - اُن کی تمام خواہشیں پوری کرتی، اُن کے گھرونکو دولت سے بھر دیتی، اور پھر عشق میں اُن کو فائز المرام، اور رجنگ میں فتحمند بنا دیتی - حریت بھی ایک ایسی ہی پری ہے - بعض وقت یہ نفرت انگیز کیڑے کی شکل اختیار کرلیتی ہے، رینگتی ہے - پھنکار مارتی ہے، نیش زنی کرتی ہے - حیف ہے اُن کی قسمت پر جو بد حواسی میں اُس کا سر کچل دیں، اور مبارک ہیں وہ، جو اُس کے ذلیل اور ہیبتناک ظہور میں بھی اُس کا جوش و احترام سے خیر مقدم بجا لائیں اور پھر اسکے حسن کے زمانے میں اُس کا اجر عظیم حاصل کریں!!

تازہ حریت کے پیدا کردہ نقصانات کا ایک ہی علاج ہے - اور وہ خود حریت ہی ہے - جب کوئی قیدی پہلے پہل تنگ و تاریک تہہ خانہ سے چھوٹتا ہے، تو وہ روز روشن کی چمک برداشت نہیں کرسکتا - نہ وہ رنگوں میں تمیز کرسکتا ہے، نہ چہرے پہچان سکتا ہے - مگر اس کا علاج اُس کو پھر تہہ خانے میں بند کردینا نہیں ہے، بلکہ اُس کو آفتاب کی شعاعوں سے مانوس بنانا ہے - حق اور حریت کی تابش اُس قوم کو پہلے پہل خیرہ نظر کرکے اندھا کردے سکتی ہے، جو قید غلامی میں رہتے رہتے نیم کور ہوگئی ہو، مگر ذرا ان کی آنکھیں کھلی رہنے دو - وہ بہت جلد اس کو برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں گے - تھوڑے ہی دنوں میں لوگ عقل سے کام لینا سیکھ جائے ہیں - رایوں کی پرجوش تیزی معتدل ہوجاتی ہے - متضاد خیالات مل جل کر ایک دوسرے کو صحیح کردیتے ہیں - سچائی کے منتشر عناصر باہمی لڑائی اور جد و جہد چھوڑ کر، اکھٹا ہوجاتے ہیں - اور آخر کار انہی پریشان اجزاء سے انصاف اور صلح کا نظام شکل پذیر ہوتا ہے -

ہمارے زمانے کے اکثر مدبر اس امر کو ایک مسلم الثبوت مسئلہ کی حیثیت سے پیش کردیا کرتے ہیں کہ کسی قوم کے لیے اُس وقت تک آزاد ہونا مناسب نہیں، جب تک کہ وہ اپنی حریت کے صحیح استعمال کے لائق نہ ہوجائے - یہ مقولہ اس احمق کی زبان سے زیادہ موزوں معلوم ہوگا، جو پرانی روایت کے مطابق، پیرنا سیکھے بغیر پانی میں قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا - پس اگر قوم حریت کے لیے اتنے دنوں تک انتظار کرے کہ پہلے حالت غلامی ہی میں پوری عاقل اور ذی ہوش بن جائے، تو اُس کو تا ابد صرف انتظار ہی کھینچنا پڑیگا - وہ دریا میں اترنے کیلیے شناوری کے سیکھنے کا انتظار کریگی، اور شناوری بغیر دریا میں اترے تا قیامت نہ آئیگی!!

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ کا]

الہلال اغاز اشاعت سے اس وقت تک جو کچھ کہہ رہا ہے، اور جو کچھ کر رہا ہے، ایک صاحب بصیرت شخص کیلیے خود اُسی میں بہت سی نشانیاں ہیں - ایسی الہی نشانیاں، جو سونچیے تو آپکے ہمارے درجۂ فکر و قوت سے بہت اونچی تھیں - پس اگر سوچ سکتے ہو تو سونچو، اور سمجھ سکتے ہو تو سمجھو - اگر سمجھ معطل، اور وساوس و خطرات کا ہیجان ہے، تو میری طرف نہ آؤ، بلکہ خدا کی طرف متوجہ ہو، تا کہ وہ تم پر حقیقت منکشف کردے -

انسان سب کچھ کرسکتا ہے، پر اپنی نیت اور مقصد کے کھوٹ کو چھپا نہیں سکتا - آج نہیں تو کل پیشانیاں دل کی مخبری کردینگی: وتلک الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون في الارض علوا و لا فسادا، والعاقبة للمتقين -

میرے عزیز بھائی! معاف کرنا، اصل یہ ہے کہ تمہاری پیاس ہی سچی نہیں - اگر سچی ہوتی تو میں اگر فریب سے سراب دکھلاتا، تو تم پانی یقین کرکے بے تابانہ دوڑ اُٹھتے - ایک تین دن کے بھوکے پیاسے سے کہو کہ فلاں مقام پر روٹی بٹ رہی ہے، وہ سنتے ہی دوڑیگا - اسکی بھوک اور پیاس اسکی مہلت ہی نہ دیگی کہ اصول روایت و درایت اور قیاس و تحقیق سے اس خبر کو پہلے جانچ لے - (عرفی) نے اس نکتے کو سمجھا تھا:

ز نقص تشنہ لبی داں، بعقل خویش منـاز
دلت فریب گـر از جلـوۂ سـراب نخـورد

بھائی! میں نے پانی کی صدا بلند کی ہے - اور مجبور ہو کر کی ہے، جبکہ کسی طرف سے صدا نہیں اُٹھی - پس جسکو پیاس ہوگی، خود بخود دوڑیگا، اور جسکو نہوگی وہ دانشمندانہ تحقیقات، اور عاقبت بینی کی تفتیشات و تذبذب میں رہیگا - واللہ یعلم سری وعلانیتی، وھو علی ما اقول شہید!

نقاد

آگرہ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر سید نظام الدین شاہ دلگیر -

ایک نیا ماہوار ادبي رسالہ ہے - ضخامت ۵۴ - صفحہ - کاغذ متوسط درجہ کا - چھپائي آگرہ کي مشہور ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ' کیونکہ آجکل کے اخبار و رسائل کے اہل قلم اسمیں ابتدا سے مضامین لکھتے ' اور اسکي ترقي سے دلچسپي رکھتے ہیں - آگرہ جو في الحقیقة عہد اسلامي کے دور عروج کا دار الخلافہ ' اور اُردو کي ترقي اور نشو و نما میں بھي ایک حصۂ وافر رکھنے والا ' نیز میر و غالب کا مولد ہے ' ضرور ہے کہ اردو رسائل کي پیدائش اور نشو و نما کیلیے بھي اچھا وطن ثابت ہو -

جدید رسائل کیلیے چند مشورے

چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے :

(۱) موجودہ وقت صرف اسلیے ہے کہ کام کیا جاے - ہر شعبے میں صرف اسي کي ضرورت ہے - پس مختلف عنوانوں پر چند مضامین کا اکٹھا کردینا ' گو ایک رسالے کي تشکیل ضروري کیلیے کافي ہو ' مگر معناً کافي نہیں - ضرورت اسکي ہے کہ آجکل نئے رسالے جو شائع ہوں ' وہ علاوہ جمع مضامین و تعشیۂ مولفانہ کے کوئي خاص مقصد بھي اپنے سامنے رکھتے ہوں - اردو زبان کي نظم و نثر میں ابھي کام کے تمام گوشے خالي ہیں -

(۲) پبلک کا مذاق ارباب صحائف و رسائل کے رحم کا طالب ہے - اب کچھہ نہ کچھہ اردو پریس کي سطح بلند ہوني چاہیے - پیشتر سے جو رسالے نکل رہے ہیں ' انکي محض تقلید کچھہ بلند نظري کي بات نہیں - ہر شخص کو اپنے کاموں کیلیے کوئي نئي بلندي ڈھونڈھني چاہیے - سطحي اور بد مذاق مضامین کي اشاعت سے خود ارباب قلم کے سامنے پست نمونے پیش ہوتے ہیں ' اور پبلک کا ذوق سلیم زخمي ہوتا ہے - رسالوں کي ضخامت نصف کردي جاے تو حرج نہیں ' لیکن ہر طرح کے رطب و یابس سے کیا فائدہ ؟

(۳) نقاد کا صرف نمبر ۴ - میں نے دیکھا - اسمیں ایک مضمون " ریڈیم " کے عنوان سے درج ہے ' اور اسکے نیچے ایڈیٹر الہلال کا نام ہے ' حالانکہ میں نے نقاد کیلیے کوئي مضمون نہیں لکھا ' بلکہ اسکي اشاعت کي بھي خبر نہ تھي - در اصل وہ مضمون الہلال میں شائع ہوا ہے ' اور اسي سے نقل کر لیا گیا ہے - ایسي صورت میں ایڈیٹر کے نام کي جگہ الہلال کا نام درج کرنا تھا - اسکو محدثین اپني اصطلاح میں تدلیس کہتے ہے ' اور افسوس کہ اسکي مختلف اشکال اجکل عالمگیر ہیں -

بعض لوگ ہمیشہ فریاد کرتے رہتے ہیں کہ انکے اخبارات سے مضامین بغیر حوالہ نقل کر لیے جاتے ہیں - مگر میں تو اس فریاد کو تمسخر انگیز سمجھتا ہوں - آجتک بیسیوں اخبارات نے بغیر حوالہ مضامین الہلال سے نقل کیے ' مگر میں بجاے معترض ہونے کے خوش ہوا - کیونکہ اصل شے خیالات کي اشاعت ہے - پس اگر بغیر حوالۂ محض نقل کرلیا جاے تو چنداں شکایت نہیں - لیکن یہ تو نہ کیجیے کہ مضمون نقل کیا جاے اخبار سے ' اور پبلک کو یقین یہ دلایا جاے کہ اسنے ایڈیٹر کے خاص طور پر رسالے کیلیے لکھا ہے !

(۴) آجکل یہ عادت بھي عام ہے کہ لوگ کوئي کتاب لکھتے یا رسالہ نکالتے ہیں ' اور پھر اسکي نسبت ہر قلم و سیاہي سے کام لینے والا جو کچھہ لکھدیتا ہے ' کمال فخر و مباہات کے ساتھہ نقل کیا جاتا ہے ' اور بعض اخبار و رسائل میں تو اسکے مستقل باب رکھے جاتے ہیں ! !

لیکن میرے خیال میں یہ ایک بہت ہي چھوٹے درجے کي بات ہے ' اور اس سے انسان کي ہمت ' اور منتہاے فکر کا پیمانہ بہت ادنے ثابت ہوتا ہے - اول تو اصولاً اصل شے کام کي خوبي ہے ' اور کوئي تعریف خواہ کیسي ہي بڑے سے بڑے قلم سے نکلي ہو ' اسپر اضافہ نہیں کرسکتي - پھر یہ کونسي خوشي کي بات ہوئي کہ فلاں اخبار والے نے آپکي تعریف کردي ' اور فلاں ایڈیٹر نے کہدیا کہ بہت اچھا اور دلچسپ ہے ؟ شاید جس ملک میں مستند اقلام و افکار ' نقد و تقریظ کا فرض انجام دیتے ہوں ' وہاں انکا نقل کرنا ضروری ہو (اور وہ بھي تجارتي اغراض والوں کیلیے) مگر ابھي اردو پریس کیلیے تو یہ وقت نہیں آیا -

اپني ہمتوں کو بلند کرو - لوگوں کي تعریف و ستایش سے ہمارے سطح فکر کو بلند تر ہونا چاہیے - یہ دماغ کا افلاس ہے کہ وہ دوسرے دماغوں کے دسترخوان پر اپنے لیے غذا ڈھونڈھے - پھر وہ کون لوگ ہیں ' جنکي تعریف و ستایش پر " فخر و مباہات " کے الفاظ کا اسراف بیجا کرتے ہو ؟

المرید ' الجریدہ ' الزہرہ ' اتحاد و ترقي ' البرہان ' المنار ' الہلال قاہرہ ' چہرہ نما ' شہبال ' تصویر افکار ' السلام ' وغیرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے جرائد و رسائل نے الہلال کي نسبت جو کچھہ لکھا ہے ' میں نے تو اسکا بھي کبھي ذکر نہیں کیا -

سیکڑوں ضروري خطوط اخبار میں اسلیے نہیں شائع کرتا کہ انمیں جس طریقہ سے مجھ مخاطب کیا جاتا ہے ' اور شخصي طور پر بحث کي جاتي ہے ' اسکا میں اہل نہیں -

بعض نئي چیزیں

تاج گیسو دراز روغن

قیمت في شیشي ۱۲ - آنہ سے ۱ - روپیہ تک - نوري دروازہ - دہلي -

عورتوں کے سر میں لگانے کیلیے خوشبودار تیل آجکل بہت فروخت ہوتے ہیں - پچھلے زمانے میں جن لوگوں کو خوشبو سے زیادہ بالوں کے حجم و طول کي خواہش تھي ' وہ اندیہ کا مصالحہ کسي کم قیمت تیل میں ڈالکر استعمال کرتي تھیں ' اور تکلف کي انتہا یہ تھي کہ قنوج یا جونپور سے چمیلي کا تیل منگوا لیجیے - شعرا کو بھي زلف مشکیں ' اور گیسوے معنبر کے کھلنے پر خوشبو آتي تھي تو یاسمن ہي کي -

لیکن اب نیا مذاق گھر گھر پھیلتا جاتا ہے - اسمیں اتني ترقي تو ابھي نہیں ہوئي کہ محض آجکل کي عطریات مالیہ پر اکتفا کرلي جاے ' جو شیرۂ حسن پروران فرنگ ہے - البتہ آجکل کے بنگالیوں نے ہندوستاني عطریات کو ملحوظ رکھکر جو بعض تیل نکالے ہیں ' انکا استعمال " عصر ترقي کي مہذب خواتین " کیلیے ایک جزو لاینفک تہذیب و ترقي سمجھا جاتا ہے -

یہ تیل کا کارخانہ بھي اسي مقصد سے کھولا گیا ہے کہ تمام ہندوستاني پھولوں کي خوشبو سے نئے قسم کے تیل بناے جائیں - صاحب کارخانہ نے نمونے کي شیشیوں کا ایک بکس بھیجدیا ہے '

جنمیں متعدد قسم اور خوشبو کے تیل ہیں ' اور اسمیں شک نہیں کہ خوشبو ہر شیشي کي اپنے حال پر شاہد ہے - علاوہ خوشبو کے لیبل پر ظاہر کیا گیا ہے کہ مقوي دماغ ' اور بالوں کي مضبوطي اور افزایش کا ذریعہ ہے - جناب حاذق الملک نے اسکي خوبیوں کا اعتراف کیا ہے اور بعض دیگر حضرات کي سندات بھي موجود ہیں - پس ضرور ہے کہ اسکي تصدیق کي جاے -

رہي خرد اپني راے ' تو صاحب کارخانہ نے تیل تو بھیجدیا لیکن تجربۂ ذاتي کیلیے سر و بال کہاں سے لاؤں ؟

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے
غم آوارگي ہاے صبا کیا ؟

کلکتہ کے کارخانوں کا تیل بکثرت فروخت ہوتا ہے - لیکن بہا ہوگا کہ لوگ اس نئے کارخانے کي ہمت افزائي کریں - شاید اس جامعیت سے تمام پھولوں کے تیل اور کسي کارخانے میں نہیں بنتے اور پھر اسقدر ارزاني بھي نہیں - یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و ترتیب کے ساتھہ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً ہماري ہمت افزائي کا مستحق ہے -

ترکي کے کارخانے کي ٹوپیاں

شیخ سلطان محمد صاحب - ہوشیار پور - جالندھر

ترکي ٹوپیوں کا استعمال اب اس درجہ بڑھگیا ہے کہ کچھہ عرصے کے بعد یہ بھي ہندوستان کي ایک مخصوص و وسیع تجارت سمجھي جائیگي ' مگر یورپ نے صرف ہمارے اجسام و افکار ہي کو غلام نہیں بنایا ہے ' بلکہ ہماري ضروریات اور مایحتاج پر بھي اسي کي حکومت ہے !

یہ کیسي بد بختي ہے کہ جو چیز ترکوں کے لباس کا جزو لاینفک ہو ' وہ اٹلي اور اسٹریا سے لي جاے !

میري معلومات ترکي میں کسي ایسے کارخانے کے وجود سے ہمیشہ بے خبر رہي ' جہاں عمدہ ترکي ٹوپیاں بنتي ہوں - سلطان عبد الحمید نے ایک کارخانہ قائم کیا تھا مگر معمولي ٹوپیوں کا ' جو صرف سپاہیوں کے کام آتي تھیں ' یا خستہ خانۂ ہمایوني کے یتیم بچوں کو دي جاتي تھیں -

پچھلے دنوں جب اطالي مصنوعات سے نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیلے ' تو اکثر لوگوں کو خاص ترکي کے کارخانے کي بني ہوئي ٹوپیوں کي تلاش ہوئي - شیخ صاحب نے اسي زمانے سے خط و کتابت شروع کردي تھي - اب انکو ایک کارخانے سے انتظام کا موقعہ ملگیا ہے ' اور انکا بیان ہے کہ جو ٹوپیاں انکے اسٹاک میں آگئي ہیں ' وہ خاص قسطنطنیہ کے ایک کارخانے کي بني ہوئي ہیں -

اگر یہ بات ہے ' تو واقعي انہوں نے نہ صرف ایک عمدہ تجارت کا دروازہ کھولا ' جسکے فریقین تجارت مسلمان ہیں ' بلکہ ایک وقت کي نہایت ضروري خدمت انجام دي -

ایک ٹوپي انہوں نے بطور نمونے کے بھیجدي ہے -

ترکي ٹوپیوں کا میں صاحب تجربۂ و نقاد نہیں ' کیونکہ کبھي اوڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا ' لیکن بظاہر انکي عمدگي کیلیے یہ امور ضروري نظر آتے ہیں کہ اندر کپڑے کي بنارت نہو ' کاٹیے تو بالکل باتات کي سي اندروني ساخت نکلے ' قماش نرم ہو ' اور دبازت زیادہ نہو ' سطح کي پنبہ دار جلد بالکل مسطح اور مثل ریشم کے ہو -

کرستي کي پانچ روپیہ اور اس سے زیادہ قیمت کي ٹوپیاں ایسي ہي ہوتي ہیں - اور اسٹریا سے بہتر شاید کہیں نہیں بنتي - اس ٹوپي کي قیمت ۲ - روپیہ ہے - اسلیے اسکا درجہ متوسط قیمت سے بھي گرا ہوا ہے - اس قیمت کے لحاظ سے اوصاف بالا جس درجہ ہونا چاہئیں ' اسمیں موجود ہیں -

البتہ اسکي رنگت زیادہ سرخي مائل ہے اور اچھي رنگت کسي قدر سیاہي مائل ہوتي ہے - لیکن انکا بیان ہے کہ ہر رنگ کي انکے ہاں آگئي ہیں -

پس اگر یہ واقعي ترکي کے کسي کارخانے کي بني ہوئي ہے تو اس قیمت میں غیر عثماني ٹوپیوں سے کسي طرح بري نہیں ' اور اگر بري بھي ہوتیں تو بھي لوگوں کو کسي قدر ایثار سے کام لیکر اسي کو ترجیح دینا تھا -

امید ہے کہ شیخ صاحب نے اسکا اطمینان کرلیا ہوگا کہ یہ واقعي ترکي کے کارخانے کي بني ہوئي ہیں -

البتہ ایک امر قابل توجہ ہے - بمبئي اور کلکتہ کي طرح ٹوپیوں کے قالب اور مقامات میں رائج نہیں ' اور عمدہ ترکي ٹوپي بغیر قالب پر چڑھي ہوئي آتي ہے - جو لوگ منگوالیں گے وہ قالب پر چڑھانے کا کیا بندوبست کرینگے ؟ بہتر ہو اگر ایک قالب بھي منگوا لیا جاے ' اور اسپر چڑھاکر اور بکس میں رکھکر خریداروں کے پاس بھیجا جاے - کلکتہ میں قالب پر چڑھانے کي اجرت ایک آنہ ' اور دھلائي کے دو آنہ لیتے ہیں - کچھہ حرج نہیں کہ قیمت میں ایک آنے کا اضافہ کردیا جاے -

تو ح ید

چہارمي میرٹھہ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - اڈیٹر خواجہ حسن نظامي دہلوي

خواجہ صاحب کے مضامین نہایت کثرت سے مختلف اخبارات و رسائل میں نکلتے رہے ہیں ' اسلیے مزید تقریب کي ضرورت نہیں -

یہ اخبار حال میں میرٹھہ سے شایع ہوا ہے ' اور بہترین نام ہے ' جو اختیار کیا گیا ہے - کاغذ نہایت اچھا - ڈیمائي سائز کي پوري نصف تقطیع پر نکلتا ہے ' اور لکھائي چھپائي اتني اچھي ہے جو ہفتہ وار اخبارات میں کم دیکھي گئي ہے - ان حالات کے ساتھہ قیمت یقیناً ارزاں ہے -

میرٹھہ ایک ممتاز شہر ہے - وہاں سے آجکل کوئي اخبار نہیں نکلتا تھا - یہ بہت ضروري ہے کہ کم ازکم ہر شہر سے اک دو اردو کے اخبار جاري ہوں -

امید ہے کہ اس نئے اخبار کو ترقي و ثبات کے وسائل بہت جلد حاصل ہوجائیں گے -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگالہ ' گجراتی ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو بارجزء ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

الهلال

انحطاط دولة عثمانية

اور

مصائب اسلامي

انقلاب وزارت ، موجودہ عثماني حکومت ، مرکز اسلامي ، اور قرض حسنہ کي تحریک

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب پنشنر ڈپٹي کلکٹر- کلکتہ

حضرت مولانا - السلام علیکم - مضمون بعنوان بالا بقلم مسٹر احتشام الحق نظر سے گذرا - اُسے بار بار پڑھا اور سوچتا رہا کہ " الهلال " جیسے با عظمت و موقر رسالے کا صفحہ ایسے مضمون سے کیوں سیاہ کیا گیا ؟ میرے ایک مشفق نے جو اسوقت میرے پاس موجود تھے فرمایا کہ اسکي وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنے اخبار کے ذریعہ ہر شخص کو رائے زني کا موقع دیتے ہیں گو وہ خیالات اخبار کي پالیسي کے خلاف ہي کیوں نہوں ؟ واقعي یہ آپکي فیاضي طبع تھي کہ اُسے شایع کردیا ورنہ اسکا اہل نہ تھا - آپکے گرانقدر مضامین کو اسلامي دنیا نہایت شوق اور غور سے پڑھتي ہے - مناسب تھا کہ بطریق ترضیع اپني رائے سے بھي " الهلال " کے ناظرین کو مطلع فرماتے -

غور سے دیکھا جائے تو اپکے نامہ نگار صاحب ' جنھوں نے اپني غلط نہمي سے لاکھوں مسلمانوں پر اپنے ہم خیال ہونیکی تہمت لگائي ہے ' درحقیقت کسي مسلمان کے ہمخیال نہیں - بالتشریح بحث کي ضرورت نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ الهلال کے بیش بہا اوراق کو ان باتونسے پر کیا جائے - مختصراً چند سطریں آپکے نامہ نگار کے جواب میں لکھتا ہوں - امید ہے کہ الهلال میں جگہہ دیکر ممنون فرمائیں -

وہ لکھتے ہیں کہ " قرق کلیسہ کے فتح کے بعد اسلام کا نام و نشان یورپ سے مٹگیا " مگر یہ کسي مسلمان کا خیال نہیں اور نہ ادرنہ کے سقوط کے بعد بھي ایسا خیال ہے - اسلام کو یورپ میں ابھي بہت کچھہ کرنا ہے - اسکے مشن کي تکمیل باقي ہے - زمانہ نے ایک ھي پلٹا کھایا ہے - دوسرے پلٹے کا انتظار ضروري ہے - گو ہم اسے نہ دیکھیں مگر آیندہ نسلیں دیکھیں گي - ترک یورپ سے نکالدیے جائیں مگر خداے واحد کے پرستاروںکا سرزمین یورپ سے نام و نشان کیوں مٹنے لگا ؟ بوسنیا میں اسلامي آبادي موجود ہے - روس کي سرزمین میں بھي مسلمان آباد ہیں اور بقول حضرت ایڈیٹر المنار " سارے دنیا کے مسلمانوں سے اچھے مسلمان ہیں ' جنکي مذھبي روح ہمارے جوش سے زیادہ قوت رکھتي ہے " -

مغربي افریقہ ' جہاں کوئي اسلامي مشن پہنچا ھي نہ تھا ' کس خوشي سے اسلام قبول کر رہا ہے ؟ اشاعت اس درجہ ترقي پر ہے کہ ایک موقع پر قیصر جرمني گھبرا اٹھا ' اور اُسکے روکنے کے وسائل پر توجہ دلائي ! لیکن :

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست ؟

حکومت کے جانے سے اگر اسلام مٹ جاتا تو ہندوستان میں اسوقت دس کرور مسلمان نہ ہوتے اور آج مسٹر احتشام الحق بھي نہوتے - تاریخ اسلام میں ایسي شکست کوئي بڑي بات نہیں - اللہ اکبر ! کیسي کیسي برباد کن شکستوں کے بعد بھي اسلام کي شان میں کوئي فرق

نہیں آیا ! بغداد کي سرزمین ابتک اس بات کي شاھد ہے — ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ ' وتلک الایام نداولھا بین الناس -

آپکا نامہ نگار ترکوں کي مالي تنگي پر روتے ہوے اچانک ناظم پاشا کے قتل کو ترکونکے نفاق کا نتیجہ قرار دیتا ہے - واقعات اسکے برعکس ہیں - جس عزیز شان سے ناظم پاشا مدفون کیے گئے وہ ثابت کرتا ہے کہ پاشاے موصوف کا قتل ایک اتفاقي حادثہ تھا ' جسکا ترکوں کو بھي افسوس ہے - یہ سخت بہتان ہے کہ ترکي گورنمنٹ کا کوئي محکمہ عام خرابي نظم و نسق سے آزاد نہیں - مسٹر مشیر حسین قدوائي کا وہ خط جو بطریق چشم دید واقعہ کے کچھہ عرصہ ہوا پانیر میں شایع ہوا تھا ' ظاہر کرتا ہے کہ ترکي محکمہ کا انتظام قابل تحسین اور یورپین سپاہیوں کي شکایتیں بالکل غلط ہیں - پروفیسر (راسبري) جو ترکوں کے باب میں ایک زبردست سند مانا گیا ہے ' ترکوں کي ترقي پر بحث کرتے ہوے کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاح سے ترکونکو بہت فائدہ پہونچا - ترک ہر طرح سے اپني ترقي کے لیے کوشاں ہیں لیکن اُنے دن یورپ کي دست اندازي سے اُنکو موقعہ نہیں ملتا کہ ترقي کے زینہ پر پاؤں رکھہ سکیں - تاہم اس تھوڑے عرصہ میں جو کچھہ کر دکھایا ہے ' (بقول مرسیر لوتي کے) یورپ کے لیے ایک سبق ہے ' اور مسٹر بلنٹ (مدیر اجپٹ) کے قول کے مطابق تمدن کا تقاضا ہے کہ یورپ اسمیں ترکونکي مدد کرے - افسوس ! مدد کے بدلے ترکونکو مٹانے کے لیے سارے عیسائي دنیا ملگئي ہے اور شک ہے کہ ترکونکو ایشیا میں بھي چین لینے دیگي - چنانچہ ماہ گذشتہ کے (Nineteenth Century and after) میں سرھاري - جونسٹن ترکونکي آیندہ زندگي پر بحث کرتے ہوے یہ منصوبہ ظاہر کرتا ہے کہ سائپرس ' سینا ' اور مصر انگریزوں کو دیدیا جائے ' شام اور لبنان فرانس کے زیر اثر ہو - شام و میڈیا ایک یہودي سلطنت بنا دي جائے - عرب خود مختار ہو طرابزون اور ارمنیا روس کے ماتحت ہو - روڈوسٹو اٹلی کو دیدیا جائے - اور باقي حصہ (بشرطیکہ کچھہ بچے) سلطان کے لیے چھوڑ دیا جائے - مگر یہاں بھي بیروني معاملات جرمني کے سپرد ہونگے !

ایسي حالت میں اطمینان کب ہو سکتا ہے ؟ تعجب تو یہ ہے کہ قوم فروش مسلمان بجاے ہمدردي کے ' الزامات کا بوچھاڑ ترکوں پر کر رہے ہیں - ترکونکا یہ عزم ' کہ ایک انچ زمین بھي بغیر لڑے نہ چھوڑیں گے ' قابل تحسین ہے - اور وہ جبتک اس بات پر ثابت قدم ہیں ' اسوقت تک ہر دیانت دار مسلمان کے لیے فرض و لازم ہے کہ انکي ہمدردي و تائید کو اپنا وظیفۂ دیني و ملي یقین کرے -

جب آپکا نامہ نگار مقاطعہ پر بحث کرتا ہے اور بعض سربرآوردہ اسلامي اخباروں میں اس امر کي تحریک پر تعجب کرتا ہے تو مجھے اسکے تعجب پر بے اختیار ہنسي آتي ہے - آپ فرماتے ہیں :

" ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا ؟ کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو " مقاطعہ کي ضرورت ہے کہ نہیں ؟ یہ بات اب مان لیگئي ہے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کي ترقي ہونے چاہیے اور اسکي کامیابي کي صورت یہي ہے کہ ہم یورپ کي ساخت کي چیزیں خریدنا چھوڑ دیں - لارڈ منٹو نے تعلیم صنعت و حرفت

پر بہت زور دیا تھا' مگر اس بات کو نظرانداز کردیا - اسکي وجہ ظاہر ہے - حالانکہ مقاطعہ و ملکي صنعت و حرفت کا ترقي پانا ایک دوسرے کے ساتھہ لازم و ملزوم ہے - سر جیمس مسٹن نے گورکھہ پور کي اسپیچ میں فرمایا تھا کہ مقاطعہ کے خلاف میري جتني قوت ہے' میں صرف کرونگا' لیکن ایسي بے معني باتیں تو اکثر سننے میں آتي ہیں - مدعا میرے لکھنے کا یہ ہے کہ باشندگان یورپ پر اسکا کیا اثر پڑرہا ہے اور اسکي کامیابي انکي بربادي کا باعث ہے یا نہیں ؟ مسٹر احتشام الحق اگر کلکتے میں ہوتے تو انکو میں دکھلاتا کہ یہاں کے "در لکھي سیل" بند ہو جانیسے مانچسٹر اور لنکا شایر کے کارخانے دو ہفتہ تک بند رہے - دنیا میں ہر کام ممکن ہے' لیکن کوشش شرط ہے - ایک چیز جو چین کے لیے کامیاب ہو' ترکوں کے لیے کارگر ہو - وہ ہندوستان میں کیوں نہیں مفید ہوگي ؟ شاید یہ خیال گذرتا ہو کہ گورنمنٹ اسے روکیگي ' لیکن یہ اسیوقت ممکن ہے ' جبکہ اسکي عملي تائید میں بے عنواني کیجاے' اور وہ موجب خلل رفاہ عام و نظم و امن ہو - میرے دلکو کوئي نہیں بدلسکتا - اگر میں دیسي چیزوں کو لوں اور یورپین ساخت کي چیزیں نہ لوں ' تو اس سے سرکار بہادر کیوں ناراض ہوگي ؟ بہرکیف میں مسٹر موصوف سے فقط یہي سننا چاہتا ہوں کہ اگر مقاطعہ ممکن ہے تو وہ اسکے حامي ہیں یا نہیں ؟ امرا اس کام کو شروع کریں - عوام الناس ضرور متابعت کرینگے -

اسکے بعد آپکا نامہ نگار (قرض حسنہ) پر بحث کرتے ہوے یوں رقمطراز ہے کہ " میري راے ذاتوا ذرل ہے " ..... اسکي وجہ یہ ہے کہ انتظام سلطنت قابل تحسین نہیں " اور " وہ روپیہ بعض غدار اہلکاران ...اطانبول کے پرائیوٹ خزانے میں پہونچ جائیگا اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے گا " اور شکست کي وجہ یہ ہے کہ " ترک مزے سے میٹھي نیند سو رہے تھے " -

برین عقل و دانش بباید گریست

آپکا نامہ نگار اگر (Capital) " کیپٹل " کا H. E. " " اي - ایچ " نہو تو کم سے کم اسکا ہم خیال معلوم ہوتا ہے - ترکي انتظام سلطنت پر میں اوپر بحث کر چکا ہوں اور زیادہ لکھنے کي ضرورت نہیں ' لیکن دوسرے امر کي نسبت مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ کیا آنکا کانشنس ایسے بہتان عظیم کے لکھنے سے مانع نہوا ؟ وہ ترکي سلطنت ' جو کہ آجکے دن دشمنوں کے شکنجوں میں پھنسي ہوئي ہے - وہ ترکي اطانبول ' جسے چاندي کي زنجیروں میں دشمنوں نے جکڑلیا ہے - وہ ' جسے ایک منٹ کي فرصت بھي نہیں دي جاتي کہ اپني حالت کو درست کرے - وہ ' جو حفظ اسلام کے لیے اپني رعایا کي خون کي ندیاں بہا رہي ہے' اور وہ آخري دولۃ اسلامیہ ' جسکے فرزند تمام دشمنان اسلام کے مقابلے میں تنہا سینہ سپر ہیں اور اپني جان و مال کو قربان کر رہے ہیں ' کیا ہندوستان کے چند لاکھہ روپیہ کو غصب کرلیں گے ؟ حیف صد حیف مسٹر موصوف کي سمجھہ پر - وہ في الحقیقت اپنے دل میں اسلام کا کچھہ درد رکھتے تو انکے قلم سے ایسي بات ہرگز نہ نکلتي - قرض دینا ہمارا فرض ہے - حساب لینا خدا کے ہاتھہ میں - ہمیں اسکي پروا ہي نہیں کہ روپیہ کیسے خرچ ہو ؟ ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے -

" ترک میٹھي نیند سو رہے تھے " - کاش یہي ہوتا کہ ترکوں کو تھوڑے عرصہ تک میٹھي نیند سو لینے دیا جاتا ' تو آج یہ نتیجہ نہ نکلتا - انکو تو صدیوں سے ایک لمحہ کي بھي راحت نصیب نہیں -

آخر نامہ نگار موصوف سلطان المعظم کي خلافت پر شک کرتا ہے اور پوچھتا ہے اور وہ بھي نہایت پر معني سادگي اور بھولے پن سے کہ "کیا یہ صحیح ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ کیونکہ خلافت صرف تیس برس تک قایم رہي " لیکن میں یہ کہنے کیلیے مجبور ہوں کہ نامہ نگار موصوف غلط فہمي میں مبتلا ہے - وہ خلیفۃ الرسول اور امیرالمومنین کو ایک ...ہوتے ہیں - خلیفۃ الرسول کا زمانہ تیس برس تک رہا لیکن امیر المومنین سلاطین اسلامیہ کو علما نے لکھا ہے اور کل کا اسپر اتفاق ہے - تمام اسلامي دنیا سلطان معظم کو امیر المومنین تسلیم کرتي ہے اور علماء اسلام اس میں متفق الراے ہیں - خطبوں میں اس نام کو دعا دي جاتي ہے ' اور کل خاص و عام آمین کہتے ہیں - کیا (ترمذي) کي حدیث نامہ نگار موصوف کي تشفي کے لیے کافي نہیں کہ من اھان سلطان اللہ فی الارض' اھان اللہ ؟ سلطان المعظم کو امام المسلمین کل مسلمان مانتے ہیں - اور ایسا ماننا واجب ہے - حدیث میں وارد ہے : من مات و لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ - امام مسلمانوں کا مسلمان ہي ہونا چاہیے - اس سے کسیکو انکار نہیں ہوسکتا : ما جعل اللہ للکا فرین علي المومنین سبیلا - پھر جب مسلمانوں کا قید امام میں رہنا طے پا چکا' تو آج سواے سلطان المعظم کے کون اسکي قابلیت رکھتا ہے ' اور مستحق ہوسکتا ہے ؟ خادم حرمین شریفین کے سوا کسیکو نہیں پہونچتا کہ وہ امیر المومنین یا امام المسلمین کہلاے -

مذہبي پیرایہ کے علاوہ سیاسي نظر سے دیکھیے - یہ زمانہ نہایت نازک ہے - ہماوگ کسیکو اپنا خلیفہ ضرور مان لیں اور رشتۂ اتحاد قایم رکھیں ورنہ کوئي مرکز سیاسي پیدا نہوگا - انکا یہ بیان کہ " کعبہ مقدس جب خدا کا گھر ہے تو خدا اپنے گھر کي آپ حفاظت کرلیگا " قریب قریب اوس قسم کي گفتگو ہے ' جو بني اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کي تھي کہ : فاذھب انت و ربک فقاتلا ' انا ھاھنا قاعدون !! الحمد للہ کہ یہ مسلک کسي مسلمان کا نہ کبھي تھا اور نہ قیامت تک ہونیوالا ہے - کعبہ تو کعبہ ہے - اگر خدام کعبہ پر غنیم کي زیادتي ہو تو کل مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپني جان و مال نثار کردیں اور اللہ کیلیے اٹھہ کھڑے ہوں -

آخر میں قوم کو ایسے لوگوں سے متنبہ کیے دیتا ہوں ' کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپني خود غرضي سے ایسے موقعہ پر کچھہ مضامین شایع کرکے اپني سرخروئي حاصل کرنا چاہتے ہیں - جسوقت کہ جنگ طرابلس ہوئي تو پنجاب سے بھي ایک ایسي ہي صدا اٹھي تھي -

میرے ایک دوست جو امرتسر میں تھے ' انھوں نے اسکي نسبت لکھا تھا :

" آپنے مسٹر ..... کا خط پانیر میں ملاحظہ کیا ہوگا - اسکي وجہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ مسٹر موصوف سرکاري ملازمت کے خواہاں ہیں اور حال میں آنکي درخواست مع سفارش کے گورنمنٹ کي خدمت میں جا چکي ہے - " !!

اعلان

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فورخت کیلیے موجود ہیں :-

مراسلۂ آستانہ

اولین هئیة ہلال احمر هندیہ

مسٹر سید حسن عابد جعفری آنریری سکریٹری اولین هلال احمر هندوستان قسطنطنیه

یه چند سطور پبلک کی اطلاع کی غرض سے ارسال خدمت هیں - براہ کرم ان کو اپنے اخبار میں جگه عنایت فرمائیگا -

مجھکو افسوس ہے کہ چند هندوستانی اخبارات و نیز چند دیگر حضرات نے " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کو " اول هندوستان هلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا ہے - میں اِس ناجایز پالیسی کی تردید پہلے کرچکا هوں لیکن مجھے خوف ہے کہ هندوستان کے بعض مسلمان ابھی تک پورے حالات سے مطلع نہیں هوے هیں - لہذا میں دربارہ اِطلاع دیتا هوں -

" غریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن " همارے طبی مشن کے بعد قسطنطنیه میں وارد هوا ' اور هم سے کئی هفتوں کے بعد اُس نے کام شروع کیا - همارا مشن جسکا نام " اول هندوستان هلال احمر " ہے ' لندن سے آیا - اِس کے بانی مسٹر سید محمد حسین - بی - اے - (آکسن) هیں - اور ڈاکٹر مسٹر سید آل عمران جینیز کالج (اکسفورڈ) هیں - همارے مشن نے حیدر پاشا خستہ خانه میں کامیابی کے ساتھه خدمات انجام دیں - اور هم کو عثمانی هلال احمر نے " برنجی هندوستان هلال احمر هیئتی " کا نام دیا ہے اور تمام خط وکتابت میں اسی نام کا همیشه لحاظ رکھا ہے - علاوہ ازیں ترکی اخبارات ' و نیز سرکاری و نیم سرکاری کاغذات ' و رجسٹر وغیرہ وغیرہ میں بھی انهی اصول پر کارروائیاں عمل میں آئی هیں - ایسی صورت میں اگر کوئی طبی مشن اِس بات کا دعوی کرے کہ وہ " برنجی (۱) هندوستان هلال احمر هیئتی " ہے ' تو بالکل غلط هوگا - اور هم کو مجبوراً ایسے مشن کے خلاف قانونی کارروائی کرنی پڑیگی -

یه بات یاد رکھنے کی ہے کہ همارے مشن نے نام و نمود کی خواهش کبھی نه کی - هم هندوستانی طالب علم انگلستان کی درسگاہ آکسفورڈ میں مقیم تھے - لیکن ترکی کے مصایب کی کیفیت

مسلمان متعلمین انگلستان کی " هئیة طبیة هلال احمر "

نواب سید محمد حسین - بی - اے - آکسن (حیدر آباد دکن) - ڈاکٹر عبد الخالق سلیم (قاہرہ) - سید حسن عابد جعفری (آکسن) - مسٹر عبد الحق (حیدر آباد) - مسٹر آل عمران (کیمبرج) -

سے بیتاب هوکر ' اور اپنی تعلیم و جملہ دنیاوی خواهشات پر لعنت بھیجکر خدمت اسلام کی خاطر قسطنطنیه میں آئے ' اور مجھے اس امر سے مسرت ہے کہ هماری مشن کا نمبر اول رہا - هم نے زمانۂ قیام استنبول میں کسی سے اپنی اِمداد نه چاهی ' اور نه اپنی مقاصد کے انجام دینے کے لیے دست سوال دراز کیا - جو کچھه بھی هم مسلمان طالب علموں سے ممکن تھا ' وہ هم نے اپنے ذاتی روپیه سے کیا ' اور ترک مجروحین کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کی - اگر میں اپنے مشن کے پورے حالات سے اطلاع دوں تو مضمون نہایت طولانی هوجائیگا - میں عنقریب اپنے مشن کی رپورٹ شایع کرونگا ' اُس کے ذریعه مفصل حالات پبلک تک پہونچ جائیں گے -

مقام شرم و حیرت ہے کہ بعض مسلمان اخبار اور بعض هم وطن مسلمان هماری خدمات کا اعتراف کرنا بھی عار سمجھتے هیں اور بجاے اظہار مسرت کے زهر آلود نا پاک نگاهوں سے هماری کوششوں کو دیکھتے هیں - مجھکو ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نه تھی ' لیکن سخت نا انصافی هوگی اگر میں اپنے مشن اور اپنی شیر دل نوجوان مسلمان ممبروں کے حقوق کو نظر انداز کردوں - جن حضرات کو طبی مشن کے بنانے اور بھیجنے کا تجربه ہے ' وہ خوب جانتے هیں کہ اِس سے زیادہ دشوار اور همت آزما کام کم هوے هیں اور ایسی خدمات عموما پبلک چندوں کے ذریعه سے انجام دی جاتی هیں - لیکن یه فخر صرف " برنجی هندوستان هلال احمر " هی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلا هندوستانی مشن ہے اور محض چند نوجوانوں کے سرمایه سے بنا ہے اور پھر ان نوجوانوں نے صرف روپیه هی سے اِمداد نه کی ' بلکه خود استنبول آئے اور مجروحین کے علاج و تیمارداری میں همه تن مصروف رہے !!

اگرچه همارے دل مصائب اسلامیه و نیز تکالیف مجروحین کے باعث غم سے چور هیں اور هم سر بکف خدمت اسلام کے لیے تیار هیں اور انشاء الله تا دم آخر رهیں گے ' لیکن یه تو همیں کسی طرح منظور نہیں کہ همارے هی هم مذهب اور همارے هی هم وطن همارے کوششوں پر خاک ڈالیں اور شرمناک طریقه پر همارے اول هونیکے فخر جائز کو هم سے چھیننے کی کوشش کریں ! هم کسی صلے یا انعام کے خواهش مند نہیں هیں - هم کسی عزت مزید یا اقتدار کے حاجت مند نہیں هیں - هم مسلمان هیں ' همارے محنتوں اور کاوشوں کا نعم البدل صرف رضاء الهی ہے (بس اسی کو پیش نظر رکھیے - الهلال)

---

(۱) " برنجی " ترکی زبان میں فارسی کے " نخستین " کے معنی میں آتا ہے - یعنی " پہلا " (الهلال)

لہذا میں اطلاع دیتا ہوں کہ " برنجي هندوستان هلال احمر هیئتي " " غریب مسلمانان بمبئي کے طبي مشن " کا نام نہیں ہے اور نہ وہ مشن اس نام کا کسیطرح حقدار ہے' جیسا کہ عثمانیہ هلال احمر فیصلہ کرچکي ہے - علاوہ اُن زبردست شہادتوں کے جنکا بیان اُوپر ہو چکا ہے' غالباً یہ بے موقع اظہار نہ ہوگا کہ پرسوں شب کو بسیم عمر پاشا افسر اعلی عثمانیہ هلال احمر نے هماري دعوت کي تھي' اور اس میں علاوہ ڈاکٹر انصاري ڈالرکٹر آل انڈیا میڈیکل مشن - و مولوي ظفر علیخاں اڈیٹر زمیندار کے' طلعت بے - اسد پاشا - کمال عمر بے - و دیگر حکام ترکي بھي شامل تھے - اس موقع پر بھي هم کو " برنجي هندوستان هلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور طلعت بے و چند دیگر بزرگوں نے هماري حقیر کوششوں کا اعتراف فرمایا تھا -

مجھے یقین ہے کہ میرے هم ملک بھائیوں تک میري یہ تحریر پہنچیگي اور وہ آیندہ غلطي نہ کریں گے - هم نے ڈاکٹر محمد حسین مدراسي ڈالرکٹر (غریب مسلمانان بمبئي مشن) کو تحریري نوٹس دےدیا ہے کہ جو نیا نام اُنھوں نے بمبئي مشن کو دینے کي کوشش کي ہے' وہ ناجایز ہے اور اس سے اُن کو احتراز کرنا چاہیے ورنہ ممکن ہے کہ معاملہ طول کھینچے - ڈاکٹر موصوف نے همارے نام کے فارم و نیز مہریں وغیرہ بھي تیار کرالي هیں - اُن کو یا کسي دوسرے کو اس فعل کا کوئي حق نہیں ہے - بلکہ جہانتک مجھے معلوم ہے ڈاکٹر موصوف نے یہ حرکت بلا اجازت ٹرسٹیان بمبئي مشن کي ہے' اور بعض بیروني اشخاص انکو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے اس طرح کي اشاعات کي ترغیب دیتے هیں اور خود اس مشن کے سکریٹري اور دیگر ممبر بھي انکے اس فعل کے مخالف هیں - یہ تحریر محض بغرض اطلاع اخوان ملة شایع کي جاتي ہے - هندوستان کے اسلامي اخبارات نقل فرمالیں تو موجب شکریہ ' ورنہ شکایت بھي نہیں -

الهـــلال

ارساليات طبية هند

اور هماري ایک نئي قومي رسوائي

آپنے تحریر بھیجي' نیز اپنے مشن کا مرقع ' دونوں شائع کردي جاتي هیں ' لیکن مجھے معذور رکھیے اگر اپنے خیالات کے اظہار سے اس مرقع پر باز نہ رهسکوں کہ کوئي اواز آج میرے کانوں میں ایسي نہیں آتي' جو میرے دل مجروح کیلیے ایک نشتر زخم نہو !

(۱) آپکي تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکے با همت پُرجوش ساتھي " مسئلۂ عجیبۂ ارلیت و آخریت " کي بعض اشاعات و مساعي کي وجہ سے یہ سمجھنے لگے هیں کہ هندوستان میں آپ لوگوں کے اسلام پرستانہ اقدام و اعمال کي بے وقعتي کي جارهي ہے ' اور اس خیال سے بہت ملول هیں ' لیکن میں آپکو یقین دلاتا هوں کہ واقعیت اسکے خلاف ہے - هم لوگ آپکي سعي و مجاهدة کے مداح ' اور اس پرجوش خدمة مجاهدین اسلام کے قہہ دل سے معترف هیں - جبکہ هندوستاني متعلمین فرنگ کي نسبت برسوں سے هماري معلومات پر غم ' اور اطلاعات و نتائج یاس انگیز تھے ' هم نے مسرت و انبساط کے عالم میں سنا کہ آپ لوگ اپنے تمام اشغال کو ترک کرکے ' نقصان مال و ترک راحت جسم گوارا کرکے ' بغیر اعانة خارجي' محض اپنے جوش و ولولہ سے ترکیہ پہنچے ' اور خدمت گذاري اخوان مجاهدین میں مصروف هو گئے ! فجزاکم الله تعالی عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء ! وکثر الله امثالکم ' و ثبت الله اقدامکم -

(۲) لیکن معاف فرمالیگا ' میں اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر هوں کہ جو لوگ اپنے " بچے " اور " دوسرے " هونے کي بعثت میں پڑے هیں ' اور اس کے پیچھے اپني بہترین قراء عمل کو بے دریغ خرچ کررهے هیں ' انکي اس سعي میں ' اور اس جوش و مستعدي میں ' جس نے انکو قسطنطنیہ کے شفاخانوں میں پہنچایا ' کیا فرق ہے ؟ هم دیکھتے هیں کہ جس شوق و مستعدي سے آپ ' ممبران بمبئي مشن ' اور ممبران ڈاکٹر انصاري مشن خدمت اسلامي میں حصہ لینے کیلیے دوڑے تھے' تقریباً اتنے هي جوش سے بدبختانہ بعثت ارلیت و عدم ارلیت ' و ترجیح و افضلیت ' و منافست و مسابقت ' و با هم دگر تعانده و تباغض' و تحقیر و تفضیح و شناعت کیلیے بے تابانہ و بے اختیارانہ دوڑ رہے هیں ! پھر فرمالیے کہ هم بدبخت' اور اپني بد بختي کے ان مناظر شنیعۂ و محزنہ دیکھنے والے بد بخت مسلمانان هند' کس جوش کو اپنے سامنے لائیں ' اور کس کو نظر انداز کریں ؟ کس کو یاد رکھیں ' اور کس کو بھلادیں ؟ کس کي داد دیں ' اور کس پر تبرا بھیجیں ؟ فاین تذهبون ؟

عزیزان من ! یہ کیا بد بختي ہے ' جو هم کو کسي عالم میں بھي نہیں چھوڑتي ؟ اگر دشمن هم کو زندہ رهنے کا اب مستحق نہیں سمجھتا تو کیوں اس فیصلہ پر تم برهم هو ؟ تم کیوں دنیا میں زندہ رهو' جبکہ خود تمہارے اعمال کا یہ حال ہے ؟ ایک طرف تو لاکھوں فرزندان اسلام کي گردن سے خون کے فوارے بلند هو رهے هیں ' اور دوسري طرف تم لوگوں کے حلق سے خود پرستي اور خود نمائي غرور و ادعا ' اور نمایش و مباهات کا ایک سیلاب غلیظ ہے ' جو کسي طرح بند هي نہیں هوتا ! ایک مشن جاتا ہے مگر تین تین آدمي اسکي ملکیت کے مدعي بن بیٹھتے هیں ' اور اس زور و شور سے اپنے اپنے دعاوي پیش کرتے هیں' گویا پوري ایک صدي کي موروثي جائداد تھي جو ان فداییان اسلام سے چھن گئي ! اسکے بعد عثمانیہ پہنچکر' ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے هیں ' جوتیوں میں دال بٹتي ہے ' اور ایک دوسرے کو الزام دیتے هیں - پھر عین اس وقت جبکہ ایڈریا نوپل کے سقوط اور مسجد سلیم کي محرابوں کے نیچے ملاحنۂ بلغاري کے پہنچنے کي هم خبر سنتے هیں' یہ بشارت اسلامي بھي سننے میں آتي ہے کہ خیموں کے اندر لڑنے جھگڑنے کے بعد اب ترکي کي عدالتوں میں بھي معاملہ پہنچنے والا ہے اور ڈاکٹر انصاري کو نوٹس دیدیا گیا ہے - گویا اب تک تو شاید خیموں کے اندر باهم لڑتے جھگڑتے تھے اور پھر بھي کسي ترک افسر کے آنے کي خبر سنکر لوگ آدمي بنکر بیٹھ جاتے تھے ' لیکن ' اب ترکي عدالت میں علانیہ مسلمانان هند کي عظمة اسلامي ' اور جوش دیني ' و غیرت ملي کے نمونے پیش کردیے جائیں !!

اس پر بھي بس نہیں کیا جاتا - ایک کہتا ہے کہ زیادہ نہ بولو ورنہ میں تمہارا پردہ فاش کردونگا ' دوسرا کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جاؤ - عدالت کي بینچ کے سامنے هو رهیگا ' جو کچھ هونے والا ہے - ایک کہتا ہے کہ میرے خیمے کے آگے ایک سرخ جھنڈا لہراتا ہے ' اور یہ ایک شرف جلیل اور فوز عظیم ہے ' جو بلا شرکت غیرے مجھکو حاصل هوا - ترکوں کے غول غول آتے هیں ' اور اسکے نیچے برکت حاصل کرنے کیلیے رکوع و سجود کرتے هیں - دوسرا کہتا ہے کہ مان لیجیے کہ یہ سچ ہے ' مگر اس سے هوتا هي کیا ہے کہ " عمر کولي " کي جگہ " هندوستان کولي " کے نام کے قرار دینے کي فتح مبین تو همارے هي دست حق پرست پر ظہور میں آئي - پہلا اسپر بگڑتا ہے کہ یہ دوسري مداخلة بیجا اور غصب نا جائز ہے - اس واقعہ کي صداقت سے انکار نہیں' مگر یہ بھي تو همارے هي صحیفۂ فتوحات آستانہ کي ایک سطر جلي ہے !!

ایک کہتا ہے کہ تم لڑتے جھگڑتے تھے ' مگر شکر الہي بجا لاؤ کہ ہم نے اپني جماعت سے ایک سالار لشکر تمہیں مرحمت فرمایا - دوسرا کہتا ہے کہ یہي تو تمہارا دسیسۂ مخفي ہے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ جبکہ آسمان کے نیچے آوارہ گرد دشت غربت و مصائب تھے ' اور لنڈن کے بھیجے ہوے وہ خیمے ' جنکے انتظامات اور مصارف عظیمہ پر تمہیں فخر و غرور تھا ' تمہارے لیے بالکل بیکار ہوگئے تھے ' تو پھر اُس وقت کون تھا ' جس نے تمہارا ہاتھہ پکڑا ' اور اپنے خیمے دیکر ایک تاریخي کارنامۂ عظیم انجام دیا ؟

ہماري بدبختي کے جو خال و خط اس شریفانہ ارضاع و خصائل کے مرقع سے نمایاں ہوتے ہیں ' انسے قطع نظر ' صرف اسي بات کو دیکھیے کہ جو بد بخت و زبوں طالع قوم لاکھوں روپیہ ہمیں اِن کاموں کیلیے بے غل و غش دیدیتي ہے ' اسکے لیے یہ حالات کیسے درد انگیز ہونگے ؟

جب ہندوستان سے مشن جا رہے تھے ' تو میرے ایک عزیز دوست نے پیشین گوئي کے لہجے میں کہا تھا : " یہ بہت اچھي بات ہے ' لیکن چشم تصور سے کام لیتا ہوں تو اپنے تئیں قسطنطنیہ کي سڑکوں پر پاتا ہوں ' اور دیکھہ رہا ہوں کہ ہندوستاني مشنوں کے ممبر باہم دگر ایک دوسرے سے گتھے ہوے ہیں - منہہ سے فحش و دشنام و سخط ' ہاتھہ حریف کي گردن پر جما ہوا ' اور سر سے پیر تک خاک و گل میں آلودہ ! "

میں ہنسا اور کہا کہ خدا نخواستہ اسکي نوبت کیوں آنے لگي ؟ وقت کے جذبات اور مصائب کي حسیّات نے اب ہمیں بدل دیا ہے - اسمیں شک نہیں کہ خدا نخواستہ کسي ایسي صورت کي خبر تو اب تک نہیں آئي ہے اور خدا نکرے کہ آے ' لیکن باہم تخالف و تعاند اور چارہ جوئیے عدالت تک کے حالات تو سامنے آگئے ہیں -

(۳) خیر ' یہ حالات تو اُن وفود کے ہیں جو ہندوستان اور انگلستان سے باعانۃ ہندوستان گئے - پھر یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ بھي ان بحثوں میں اپنا وقت ضائع کرنے لگے اور عدالت کي چارہ جوئي کا ذکر کرکے ' ہماري بد بختیوں کو اور زیادہ درد انگیز کردیا ؟

خدا کیلیے اب آپ ان واقعات میں اور ایک کا تو اضافہ نہ کیجیے - پیشتر ہي سے ان مشنوں کي بدولت ہماري رسوائي کا کافي سامان ہوچکا ہے -

(۴) میں اسکو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعي سب سے پہلے ترکي پہنچے ' اور ابھي یہانکا کوئي مشن نہیں پہنچا تھا کہ اپکا خط جمعے ترکي سے ملا ' لیکن اگر کوئي نادان آدمي اسکو ایک بہت بڑا قمغۂ افتخار سمجھکر آپکے سینے سے اتارنا چاہتا ہے تو خود ہي اتار کر پھینک دیجیے - یہ کونسي دولت عظمی اور سعادت کبری ہے کہ اپکو مفلس ' اور اسکو قارون بنادیگي ؟ جانے دیجیے - آپکو بغیر بحث ' و تعقیب ' صرف اپنے کاموں کي ایک سنجیدہ رپورٹ شائع کر دیني چاہیے اور بس ' ہر شخص دیکھہ لیگا - لوگوں کے پاس عقل اور سمجھہ ابھي کچھہ نہ کچھہ باقي ہے -

(۵) آہ ! آپ لوگوں کے اول اور دوم ہونے کو کیا سونچیں کہ اپني نسبت معلوم نہیں ' اب جو کچھہ گذر رہا ہے ' یہ آخري ہے ' یا اپني بربادي کي پہلي قسط ہے ؟

ایک ایسے نازک موقعہ پر ہندوستانیوں کي ایک جماعت وہاں موجود ہے - اگر کام کرنا مقصود ہوتا تو کیسے کیسے عظیم الشان امور انجام پاسکتے ؟ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے مضطرب ہیں اور بارہ بارہ صفحوں کے خط ہر ڈاک میں بھیجتے ہیں - ان لوگوں کیلیے کام ہوتا تو اِن بحثوں کے سونچنے کي مہلت ہي نہ نکلتي -

آہ اگر ٹرکي میں ہندوستان کا ایک کارکن فرد موجود ہو ' تو کیا کہوں کہ وہ کیا کچھہ کر سکتا ہے -

(۶) اِس وقت کي ڈاک میں " شہبال " پہنچا - اسمیں بھي آپ لوگوں کا وہ گروپ چھپ گیا ہے ' جسکي ایک کاپي آپنے مجھے بھیجي ہے - اسکے نیچے جس طریق پر آپکے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ توصیف و تعریف میں ڈوبے ہوے ہیں - پس کام کیجیے اور صرف کام کیجیے - اِن بحثوں سے کچھہ حاصل نہیں - مطمئن رہیے کہ ہم لوگ آپکي خدمات کے معترف ' اور آپ لوگوں کي اس [illegible] جلیل کے تہہ دلسے شکرگذار و مداح ہیں -

دعوت اہ الہلال

کي اشاعۃ عمومي

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یوناني خاص پور (بہاول پور)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

الہلال کي وقعت و عظمت جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھي ہوئي ہے ' وہ اظہر من الشمس ہے - کمال کي قدر زمانہ خود بخود کرتا ہے ' اور صداقت کو رحمت الہي سے بلا واسطہ نشو و نما ہوتا ہے - جہاں تک دیکھا جاتا ہے ' الہلال نیک نیتي اور خلوص کے ساتھہ عظیم الشان کام کررہا ہے ' آپ في نفسہ اپنے لیے لوگوں کي ستایش کو پسند نہیں کرتے ' اور میں بھي جانتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب في وجوہ المداحین - یعنے مدح کنندگان کے منہ میں مٹّي ڈالي جائیگي ' لیکن ساتھہ ہي اسکے مجھکو علم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے : من لم یحمد الناس ' لم یحمد اللہ یعنے جو شخص آدمي کي ستایش نہیں کرتا ' خدا کي ستایش بھي نہیں کریگا -

میرے عقیدے میں الہلال کا شکریہ ادا کرنا خدا ہي کا شکر بجالانا ہے کہ اس سے عقاید صاف ہونے لگے ' کفر کي آلودگي اور بدعت کا زنگ جاتا رہا ' غلامي کے جال سے نکلنے کا احساس ہوا ' جمود دفع ہوگیا ' اسلامي حرارت جوش میں آئي ' اور خمود جاتا رہا - فالحمد للہ علی ذالک -

الہلال کي توسیع اشاعت وغیرہ کے متعلق ارباب بصیرت کي راے اکثر نظر سے گذرا کرتي ہے - جن دنوں جناب کا ارادہ روزانہ الہلال اور ماہوار البیان جاري کرنے کا ظاہر ہوا تھا ' تو ایک صاحب نے راے دي کہ روزانہ کے ارادہ کو ملتوي کیا جائے اور البیان نکالا جائے ' تاکہ آپ زیادہ مشکلات میں نہ پھنسیں اور ممکن ہے کہ کثرت اشغال سے الہلال ہفتہ وار پھیکا پڑ جاے - میں نے اس راے سے اتفاق کیا تھا -

ان دنوں ایک صاحب نے الہلال کے عام کر دینے کي تحریک کي ہے ' اور یہ تجویز پیش کي ہے کہ تصویر سے معرا ' معمولي کاغذ پر عام لوگوں کے لیے بھي چھپا کرے اور قیمت کم کر دي جاے ' تاکہ کم استطاعت لوگ بھي فایدہ اوٹھا سکیں - گویا دو قسموں میں تقسیم ہوا کرے : ایک خاص ' دوسرا عام -

افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا - وجہ یہ کہ میرے ذہن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ الہلال کي وقعت کا سبب ' معنوي خوبیوں کے ساتھہ صوري حسن کا جزو لاینفک بھي ہے - مانا کہ:

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را

لیکن ابھي ملک میں علمي مذاق نے یہاں تک ترقي نہیں کي کہ حقیقت شناسي کا مادہ صورت پذیر ہوچکا ہو - ہنوز دلي دور ہے -

میں جہاں تک خیال کرتا ہوں الہلال کي وقعت کے اسباب صوري اور معنوي محاسن کے ساتھہ ساتھہ، گراني قیمت بھي ہے اور وہ ناگزیر ہے - ہر چیز جو مشکل سے ہاتھہ آتي ہے، عزیز بھي ہوتي ہے -

اگر عام کردیا جائے تو بجاے اسکے کہ شوق سے پڑھا جائے اور جلد بندھوا کر رکھا جاے، عام اخباروں کي طرح بازار میں عطاروں کے یہاں کاغذات ردي کے نرخ پر فروخت ہونے لگے گا -

چونکہ مذاق علمي نے ابھی دلوں میں جڑ نہیں پکڑي ہے، سب لوگ ارزاں قیمت کیطرف جھک پڑینگے، اور یہ لطف نہیں رہیگا - با اینہمہ قیمت موجودہ کچھہ بھي گراں نہیں ہے - بلکہ میرے نزدیک تو:

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

میري راے یہ ہے کہ الہلال کو اسي آب و تاب میں رکھا جاے اور کسي قسم کي تبدیلي نہ کي جائے - البتہ البیان کے جاري کرنے میں جلدي کیجائے - الہلال میں خبروں اور مباحث و آراء سیاسیہ کے عنوان بڑھاے جائیں - اور البیان کو تطبیق معقول و منقول اور اسلامي تاریخ اور علوم کے زندہ کرنے کیلیے وقف کردیا جائے - تقطیع چھوٹي اور موزوں کتابي ہیئت میں رکھي جاے - نیز روزانہ الہلال کے ارادہ کو سردست ملتوي کردیا جاے -

آرزو ہے کہ جس مہینہ سے البیان جاري ہو، اوس مہینہ کے نام سے مجھکو اطلاع بخشیں - خریداري کي بابت میں نے پیشتر عرض کردیا ہے کہ بلا پرسش زي - پي روانہ ہو - مگر مہینہ کے نام سے آگاہ کرنے کي ضرورت یہ ہے کہ ایک افتتاحي مضمون لکھونگا - جسکا عنوان مادہ تاریخ سے رکھونگا - پھر درج ہونا نہ ہونا پسندیدگي پر ہے -

امید کہ اس نا چیز عریضے کو الہلال میں کہیں جگہ ضرور عنایت فرمائینگے، تاکہ ارباب راے کو اس تحریک میں راے دینے کا موقع ملے و السلام - (اینده هفتے جواب عرض کرونگا - ایڈیٹر)

منشي احتشام علي صاحب سکریٹری مال ندوة العلما

(جناب ضیاء الحسن صاحب علوی - مقیم - رسیدگورٹ - علي گڈھ کالج)

تسلیم - آپنے اپنی گذشتہ اشاعت میں دارالعلوم ندوة العلماء کے تازہ واقعہ پر بحث کرتے ہوئے ایک موقعہ پر جناب منشي احتشام علي صاحب قبلہ کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ عشرۂ محرم میں بمجبوري انہیں لکھنؤ چھوڑنا پڑا ہے - غالباً جن ذرائع سے یہ علم آپکو ہوا ہے، انکو واقعات کے متعلق غلط فہمي ہوئي، ورنہ یہ ایک بالکل بے بنیاد بات ہے - مجھے امید ہے کہ آپ اس جملہ کي تردید کرینگے اور بمصداق " صاحب البیت ادري بما فیها " میرے بیان کي توثیق فرما لیں گے -

الہلال

میں نے تو اس امر کو بطور تعریض نہیں بلکہ بطور تعجب لکھا تھا کہ ان حالات کے ساتھہ ایسي کمزوري کا اظہار موجب حیرت ہے رہا اس واقعہ کا غلط ہونا، تو اگر غلط ہے تو مجھے اسکي غلطي کے تسلیم کر لینے میں کوئي عذر نہیں - میں نے بعض موثق اشخاص سے سنا تھا - اب آپ نے اسکي تغلیط کردي تو غلط یقین کرتا ہوں یقیناً آپ کا بیان اس بارے میں زیادہ مستحق توثیق ہے - کیا اچھا ہو اگر منشی صاحب اصل بحث کی طرف متوجہ ہوں -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۱)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم، بان لهم الجنه

فہرست چندہ موضع پاکان ضلع فیروزپور

	بالی	آنہ	روپیہ
جناب حسین خاں حاجي الدین صاحب	۰	۰	۲۵
جناب کیمان صاحب	۰	۰	۱
جناب بہانا ماچھي صاحب	۰	۰	۱
جناب حاجي عبد الله صاحب	۰	۴	۰
جناب سکھیرا صاحب	۰	۰	۱
جناب سرجا صاحب	۰	۰	۱
جناب عبد الغني صاحب	۰	۰	۱
جناب سمیان صاحب	۰	۸	۰
جناب کیماند صاحب	۰	۸	۰
جناب مہر الدین صاحب	۰	۰	۱
جناب قمر الدین صاحب	۰	۰	۱
جناب امیر صاحب	۰	۰	۱
جناب نامان صاحب	۰	۰	۱
جناب رحمان صاحب	۰	۰	۱
جناب حاجي متہد صاحب	۰	۰	۱
جناب محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب ڈوگر صاحب	۰	۰	۱
اله دتا صاحب	۰	۰	۱
بندا صاحب	۰	۰	۱
جناب محمد صاحب	۰	۳	۰
لقمان صاحب	۰	۸	۰
پیرا صاحب	۰	۰	۱
قطب الدین صاحب	۰	۰	۵
ماني ماچھي صاحب	۰	۱۰	۰
محمود صاحب	۰	۴	۰
محمد صاحب	۰	۴	۰
اسماعیل کالیا صاحب	۰	۰	۱
سچا خوجہ صاحب	۰	۸	۰
جامون خوجہ صاحب	۰	۸	۰
میاں فضل الدین صاحب	۰	۰	۱
هامان صاحب	۰	۸	۰
کریم کالیا صاحب	۰	۰	۱
نظام صاحب	۰	۸	۰
ممان صاحب	۰	۰	۱
جہانا صاحب	۰	۰	۱
میزان	۰	۱	۵۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الہلال

Maulvi Abdul Wahab Khan Kasuri

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ : ۱ مکلاوہ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 21, 1913.

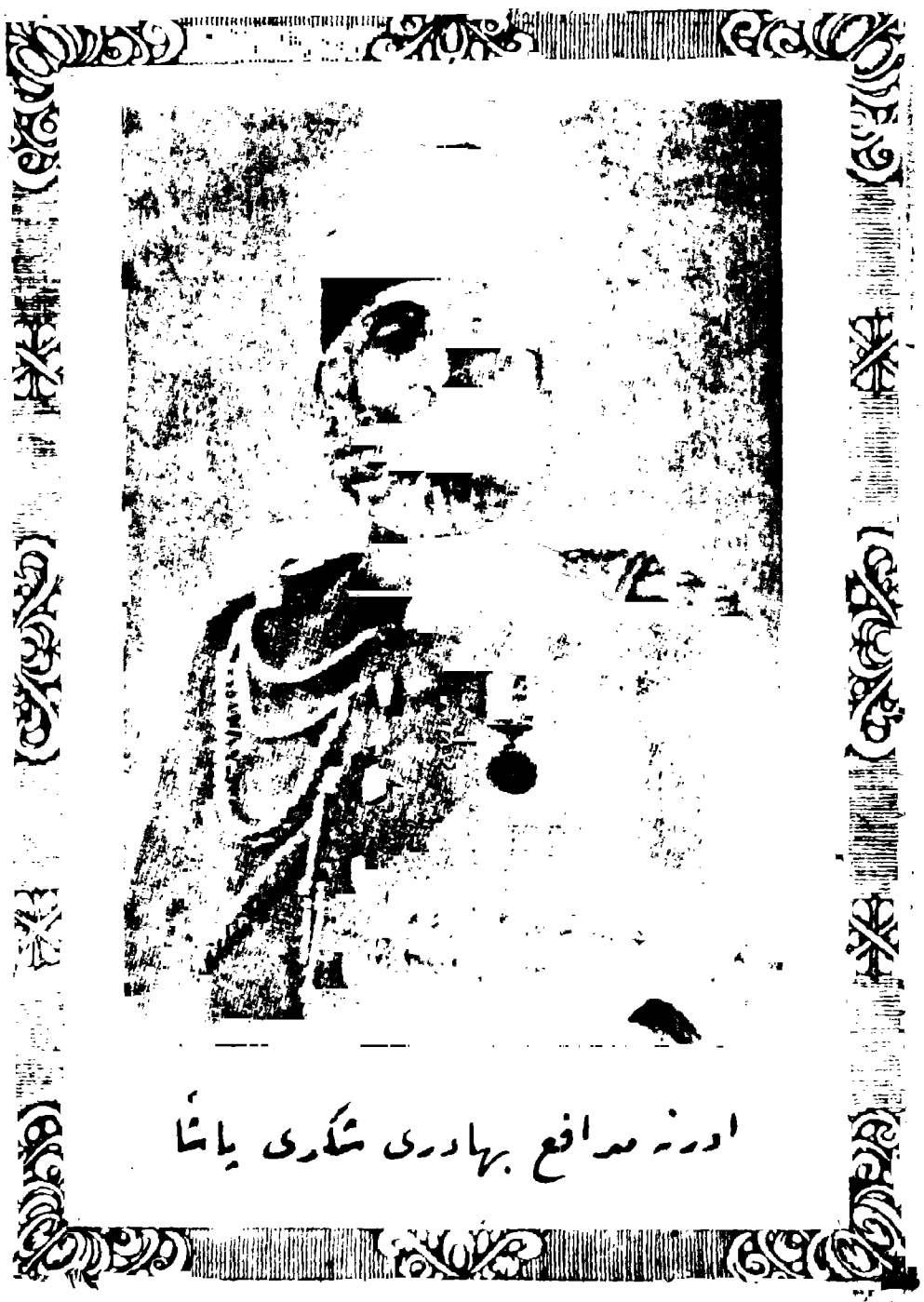

اردو مدافع بہادری شکری پاشا

قیمت فی پرچہ سازمی تین آنہ

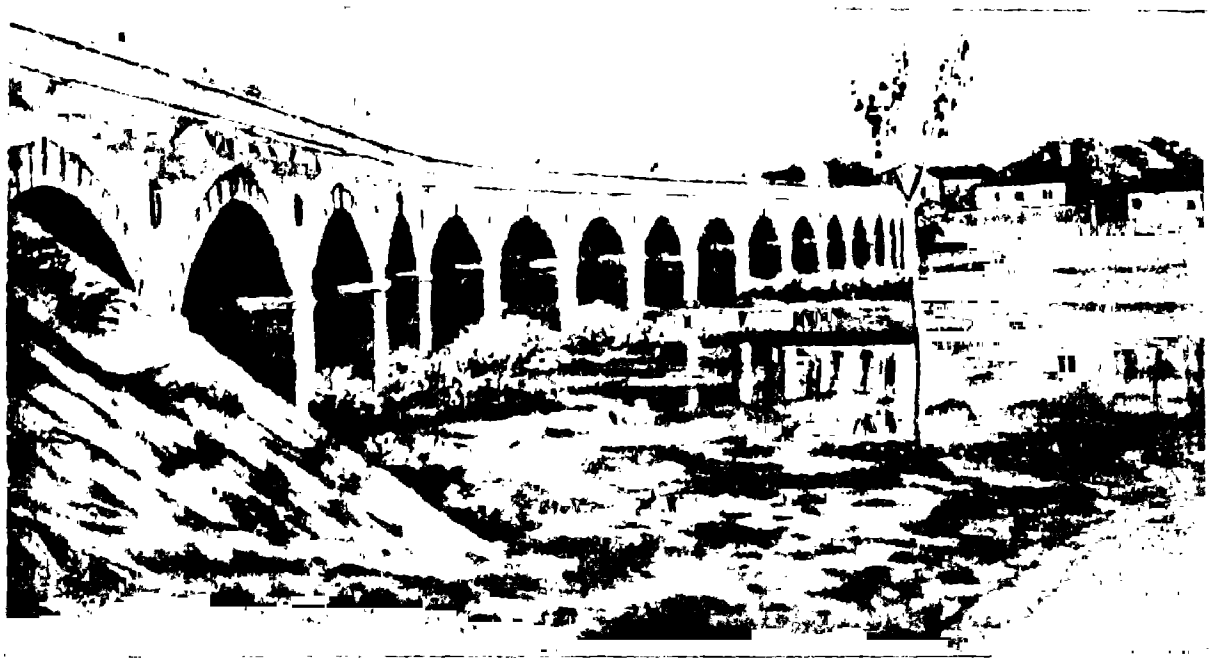

مشہور مقام جنگ : جسکو مصطفیٰ پاشا (مصطفے پاشا کا پل)

ایڈریانوپل کا صدر میونسپل آفس

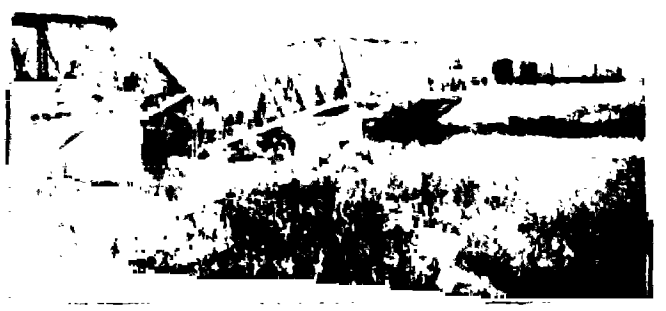

ایڈریانوپل کا ریلوے پل

جسکو عثمانی شاہی پاشا نے توڑ ڈالا

تر عبـــار آلـــودہ کشتـــي ، بـــاک نیســـت
از هـــزاراں دیـــــدہ در راہ تـــو خـــــاک ،

اورنہ مدافع بہادری شکری پاشا

ندت ست بر جریـــدہ عالـــم دوام مـا !

ایڈریانوپل کے گرد تاروںکا حصار ، جسمیں پھنسکر ایک گھوڑا مرگیا ہے ۔

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
« الهلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 21, 1913.

اشاعة خصوصي بحادثة سقوط ادرنه:
غازی شکری پاشا !!

حادثۂ سقوط ادرنه کي نسبت الہلال میں بہت کم لکھا گیا تھا" اور عام جرائد و صحائف ازمیر میں بھي صحیح تفصیلي حالات به ترتیب و اجتماع مناسب بہت کم آے تھے اسلیے اس ہفتے کا نمبر مخصوص طور پر اس واقعه کي یاد گار میں شائع کیا جاتا ہے - قلت گنجایش سے بعض ضروري چیزیں پھر بھی رهگئي هیں - مثلاً غازي شکري پاشا کي سوانح عمري" جو امید ہے که اینده پرچے میں شائع هو -

فہرست

اعانۂ مہاجرین عثمانیه	۲
فہرست	۳
مقالۂ یتیمه ۱-یه	
بطلان ادرنه	۶
مقالات	
حیات بعد الممات	۹
مراسلات	
انجمن خدام کعبه	۱۰
جمعیة خدام کعبه	۱۱
شئون عثمانیه	
الاتحاد الاسلامي	۱۳
افسانۂ دفاع و سقوط ادرنه	
وداع ادرنه	۱۴
حول سقوط ادرنه	۱۵
بعد سقوط	۱۶
سقوط کے آخري دن	۱۶
صوفیا میں بطلان ادرنه	۱۷
تصریحات شکري پاشا	۱۷
همارے خزینۂ اقبال کے آخري جوهر عظیم الشان ادرنه	
باب المراسلة و المذاکره	
سیرة نبوي اور نقد روایات و آثار	۲۰

تصاویر

بے خانماں مہاجرین قسطنطنیه کي سڑکوں پر مرقع افسانۂ دفاع و سقوط ادرنه جسمیں متعدد تصاویر هیں - | (۲) (ضمیمه)

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول آٹھ روپیہ ! ! !

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار ' اور ڈائرکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ "خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی نا گہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھربار چھوڑنا پڑا ' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے ' انکو دفن کر دیں ' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بدنصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذریں کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہوچکا ہے ' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے ' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیہ کے سامنے

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے ' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے ' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دو اعانت فرمائیں گے فاجر وہ علی اللہ ،

ورنہ وہ دوسروں پر بار تالنے کی جگہہ ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو ' وہ خود نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) بقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال دو ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے** ' انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا - اس طرح دو ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہہ ' اس ظرخیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کر دیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جو روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب " شئون عثمانیہ " ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - " نامور غزوۂ طرابلس و بلقان " اسکی ایک با تصویر سرخی ہے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و رقائق ' المراسلۃ و المناظرہ ' اسئلۃ و اجوبتہا ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار بھی نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے ' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

الا ، ان حزب اللہ هم الغالبون !

جب وہ قدیر و حکیم اپنے بندونکے دلوں کو کسي کي صدا کے استقبال کیلیے کھولدے ، تو پھر کون روک سکتا ہے ؟ الحمد للہ کہ اسکي توفیق کار ساز شامل حال ، اور اسکا لطف و کرم دعا نواز و اجابت فرما ہے - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی سے سیراب ہو چکا ہوں ، بلکہ پیاسوں کا متلاشي ہوں کہ ہم سب ملکر دریا کے کنارے پہنچیں ، اور جو نشان کہ مل چکا ہے ، اسکو دلیل راہ بنا کر چل کھڑے ہوں - یہ نہیں کہتا کہ میں پاني ہوں تاکہ تم سیراب ہو جاؤ ، بلکہ کہتا ہوں کہ پاني کے متلاشي میري سنیں کہ اسکا نشان پاچکا ہوں ، اور اسکے سوا تشنگي کي سیرابي کي کوئي راہ نہیں - پس جس کو پیاس ہے وہ اٹھے ، اور جسکا حلق سوکھہ رہا ہے ، وہ پاني کي پکار پر لبیک کہے ! و تلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون !

رسالۂ دعوت و تبلیغ مع فارموں کے علحدہ چھپ رہا ہے - ایسے حامیان دعوت الہي کي ضرورت ہے ، جو بہت جلد اسکے متعدد نسخے منگوا کر ان لوگوں تک پہنچادیں ، جنکو خود اس راہ کي تلاش و جستجو ہو - اسکے لیے صرف اطلاع کافي ہے - نقد وغیرہ بھیجنے کي ضرورت نہیں - و باللہ التوفیق و ہو حسبي بالدارین و خیر رفیق -

اعانۂ مہاجرین مقیمہ انیہ

موجودہ خریداران الہلال سے علی الخصوص ، اور عام ناظرین کرام سے بالعموم التماس ہے کہ وہ موجودہ مصائب کے متعلق صدہا چندوں میں شریک ہو چکے ہیں ، مگر بے خانماں مہاجرین کي امداد ، ہلال احمر اور تمسکات ، درنوں سے زیادہ اہم اور مقدم ہے - خدا را ایک نظر ان ہزارہا بچوں اور مظلوم عورتوں کے غموں پر ڈالیں ، جو گھر کے عیش و راحت سے نا کہاں محروم ہوکر موت و حیات کي کشمکش میں مبتلا ہیں - بحالت موجودہ جو کچھہ اور جتني کچھہ اعانت قلیل و کثیر انکے امکان میں ہو ، اس سے دریغ نہ فرمائیں - یہ خیال افسوس ناک ہے کہ ہم کہاں تک مدد کریں ؟ عزیزان ملت ! اگر ہم مسلمان ہیں ، اور رشتۂ اخوۃ اسلامي میں منسلک ، تو اس سے چھٹکارا ڈھونڈھنا عبث ہے - اگر ہم آخر تک اور یکے بعد دیگرے مدد کرتے نہ رہیں گے تو کیا ہوگا اور کہاں جائینگے ؟ اسلام کا دروازہ تو اسي وقت تک ہم پر کھلا ہے ، جب تک اسکے فرزندوں کا ہمارے دل میں درد ہے - اگر سو مرتبہ تمہارے آگے تمہارے بھائي ہاتھہ پھیلا چکے ہوں ، جب بھي تمہارے مال و متاع میں انکا حق باقي ہے - تم جو خدا کے آگے ہزار مرتبہ بھي سوال کرکے نہیں شرماتے ، اسکے بندوں کے بار بار سوال سے کیوں گھبراتے ہو ؟ تم مسلمان ہو تو تم کو اپنے بھائیوں کي مدد سے کبھي چھٹکارا نہیں - اور انسان ہو تو انسانوں کي مصیبتوں پر ہمیشہ روتا ہي پڑیگا : ارحموا علي الارض ، یرحمکم من في السماء ! !

اگر برادران ملت اعانت مہاجرین کیلیے ایک مرتبہ اور اٹھہ کھڑے ہوں اور تھوڑي تھوڑي رقم بھي اور فراہم کردیں ، تو یہ مشکل آسان ہو جا سکتي ہے - ساتھہ ہي " الہلال " کے خریدار بہم پہنچا کر بھي کم از کم في خریدار ساڑھے سات روپیہ جمع ہو جا سکتا ہے - اور اشاعت دعوت حق ، و تبلیغ اسلامي کا اجر اسکے علاوہ : ذالکم خیر لکم ، ان کنتم تعلمون !

اردو پریس علي گڈھ کي ضمانت

بالآخر ہز آنر سر جیمس مسٹن نے اپنے عمل سے قول کي تصدیق کردي !

تعزیر جرم عشق ہے بے سرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

مبارک ہے وہ حکومت ، جو اپنے نفساني ہیجان استبداد و جبر کے ضبط پر قادر ہو ، اور خسران عاجل ہے اس حکومت کیلیے ، جو جبر و تسلط کي آب پاشي سے ، ملکي امیدوں کے بیج کو وقت سے پہلے سرسبز کردے :

تو ہم شب را بسر کے مي بري اے شمع کم فرصت !
گرفتم سوختي پروانۂ آتش بجانی را !

ملکوں اور قوموں کي آزادي کي پوري تاریخ سے قطع نظر ، سب سے قریب تر مثال کو دیکھو جو اس قانون طبیعي اور ناموس انقلاب عالم کي تصدیق کرتي ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ موجودہ ملکي زندگي اور وطني قوت کا اصلي باعث صرف لارڈ کرزن کا پنج سالہ عہد حکومت تھا ، اور پھر اسکے جانشیں کي وہ ابتدائي پالیسي ، جسني سخت گیري نے پھانسیوں کے تختے ، جیل خانوں کے کمرے ، اور عدالت کے کٹہرونسے کام لینا شروع کیا تھا - اگر ایسا نہوتا ، تو یقیناً بنگالیوں کي زلزلہ انداز تحت وزارت ہند تحریک ، اور ملک کي دہ سالہ وطني زندگي کم از کم ایک چوتھائي صدي کیلیے ملتوي ہو جاتي -

لیکن لارڈ منٹو اور لارڈ مارلے اور لارڈ منٹو کي وہ یادگار دانشمندي قابل داد ہے ، جس نے تالیف قلوب کي پالیسي عین وقت پر شروع کردي اور پھر اسي پر ثابت قدم رہکر ملکي تحریک ایک زمانۂ ممتد کیلیے پیچھے رہٹي -

پھر کیا اب ہز آنر سر جیمس مسٹن کا دربار نادري ، وطني شورش کي جگہ اسلامي تحریک کے مقابلے میں ، ایک نئے تجربے کا خواہشمند ہے ؟

اسکا جواب واقعات نہیں بلکہ واقعات کے نتائج دینگے -

* ** *

گورکھپور میں ہز آنر نے فرمایا تھا کہ میں بانيکات کي تحریک کو حاکمانہ روکونگا - جو شخص اپنے قول اور عمل کو یکساں ثابت کردے ، اس کي اس شریفانہ انساني خصلت کي ضرور تعریف کرني چاہیے - اگرچہ پہلا اقدام ظلم ، اور دوسرا اسکا وقوع ہو -

اسکا اعتراف کرنا چاہیے کہ ہز آنر ایک شریف آدمي کي اس نہایت ضروري خصلت کو اپنے اندر ثابت کرنے میں یقیناً کامیاب ہوے ہیں -

(اردوے معلی) علي گڈھ کي تازہ اشاعت سے ہز آنر کي اس اخلاقي فتح مندي کي سرگذشت معلوم ہوتي ہے - سید فضل الحسن حسرت موہاني کچھہ عرصے سے مسلمانوں میں موجودہ

مصائب اسلامي کي تحريکوں ميں خاص طور پر حصه لے رهے تهے - علی الخصوص علي گڈه اور بعض ديگر مقامات ميں انکي سعي مشکور سے ملکي صنعت و حرفت اور مصنوعات کي تحريک مسلمانوں ميں جگه پکڑ رهي تهي - چونکه يه واقعه هزانر کي اس شاهنشاهانه اور مطلق العنانه تهديد کے خلاف تها ' اسليے اسکو " رکنے " کيليے ضرور تها که حربهٔ حکومت حرکت کرتا -

چنانچه رسالهٔ اردوے معلی کے پريس سے يکايک تين هزار روپيه کي ضمانت طلب کي گئي هے ' اور چونکه هر شخص جانتا هے که اسکا فقير و بوريه نشيں مالک تيس هزار کي جگه دس روپيے کے تين نوٹ بهي ايک وقت ميں نهيں دے سکتا ' اسليے اسکا لازمي نتيجه يهي هونا تها که پريس بند هوگيا -

* * *

هم کو اس واقعه پر ذرا بهي تعجب نهيں اور نه افسوس هے - هم نے خبر سنتے هي پهلا کام يه کيا که ايڈيٹر اردوے معلی کو تبريک و تهنيت کا ايک تار بهيجا ' کيونکه همارا عقيده هے که صداقت و حريت کيليے پوري ايک صدي کي زباني اور قلمي جد و جهد بهي وه کام نهيں کرسکتي ' جو ايک لمحے کے جابرانه احکام ايسے موقعوں پر کر جاتے هيں ' اور ايسا هونا دنيا کي گذشته تاريخ حريت کے لازمي اور قدرتي واقعات ' اور هندوستان کے سفر حريت کے ناگزير منازل هيں - کوئي حکومت اس فاتح و مسلط حکومت سے بڑهکر اپنے ايسے مهلک ' اور ملک کيليے حيات پرور نهيں هے ' جو اس طرح کے احکام و اعمال مستبده کي عادي هو ' اور در حقيقت جبر و قهر هي کا پاني وه آب حيات هے ' جو آزادي کے بيج کو جاودگروں کے تماشے کي طرح منٹوں اور لمحوں ميں بارآور کرديتا هے - پس يه جس قدر زياده هو بهتر هے ' اور اسميں جسقدر زياده سختي هو ' رحمت هے - يهي چيز هے جس نے همارے هم وطنوں کو خواب غفلت سے چونکايا ' اور يهي نعمت هے ' جسکے ليے هم کو ترسنا چاهيے که هماري پيش آنے والي زندگي کيليے ' اگر وه زندگي هوگي ' تو اس جنس گرامي و محبوب کي سب سے زياده مانگ هے !

هم کو اسپر بهي کچهه تعجب نهيں هوا که بغير کسي قانوني گرفت کے اور بغير کسي صريح استدلال پريس ايکٹ کے ايسا کيوں کيا گيا ؟ کيونکه هم کو معلوم هے که پريس ايکٹ اسليے عالم وجود ميں نهيں آيا که وه ايک زنجير هو جو مجرموں کے پانوں ميں ڈالي جاے ' بلکه صرف اسليے ' تا که وه ايک تيز آله هو ' جو ناگهاني استيلا و هلاکت کيليے تلوار کا قايمقام ثابت هو - قانون رعايا کے هاتهه ميں بيشک وسيلهٔ طلب انصاف هے ' مگر جابر حکومتوں کيليے تو ايک بهانهٔ ظلم سے زياده نهيں - اس کے نفاذ کيليے جرم قانوني کي نهيں ' بلکه جرم حق پرستي و صداقت کي ضرورت هے که :

وجودک ذنب ' لا يقاس به ذنب

جو لوگ اس طرح کے واقعات پر داد و فرياد کي صدائيں بلند کرتے هيں ' اور حق و انصاف کي بے سود دهائي ديتے هيں ' مجکو هميشه اُن پر هنسي آئي هے - ايک اخبار کيليے درحقيقت اس جرم سے بڑهکر اور کون سا سنگين جرم هو سکتا هے که وه ظلم کي چوکهٹ کا پرستار نهيں هے ' اور حق اور صداقت کا ساتهه ديتا هے ؟ کيا يه جرم طبيعي بڑي سے بڑي سزا کيليے کافي نهيں که يه نادان لوگ دوسرے جرموں کو تلاش کرتے اور پوچهتے هيں ؟ البته يه دوسري بات هے که ارباب درق و درد کهيں :

خدا گواه که گر جرم ما همين عشق ست
گناه گبر و مسلمان به جرم ما بخشاد !

پس ان امور ميں تو همين بالکل تعجب نه هوا ' اور نه هونا چاهيے ' البته هم کو تعجب هوا ' اور حد هزار تعجب هوا مسلمانوں کے نئے ادعاے زندگي ' اور جديد دور حسيات ملي و اسلامي پر ' اگر اس موقعه پر هم انکے اندر کوئي قوت زندگي کا نه پائيں گے - انکي زبانيں خاموش ' انکي آنکهيں مرت کے سکتے سے پتهراي هوئيں ' اور انکے جسم ايک ٹهنڈي لاش کي طرح اگر بے حس و حرکت هونگے ! فعلنا المسلمين ' ان يکونوا من القوم المنافقين !!

يه واقعه حسرت موهاني کا نهيں هے ' بلکه يه صريح مسلمانوں کے جذبات کي پامالي ' اور جديد اسلامي تحريک کو مذبوح کرنا هے - حالانکه سر جيمس مسٹن حسرت موهاني کے پريس کو بند کرسکتے هيں ' ليکن الحمد لله که انميں يا انکے کسي هم طريقت ميں يه قوت کبهي بهي آنے والي نهيں هے که وه سات کرور مسلمانوں کے دهڑکتے هوے دلوں کي حرکت کو ' جنهيں انکا خداے مضارب نهيں ' بلکه ماهر و مقتدر اور لايزال ولم يزل خداے توانا ' حرکت ميں لا رها هے ' اپني اس سعي باطل سے بند کرسکيں -

هزانر کو ياد رکهنا چاهيے که وه اپني جگه سے هلنا نهيں چاهتے مگر الحمد لله که هم هل چکے هيں اور اب همارے قدموں کو وه پهيے نهيں هٹا سکتے - انکي خوش قسمتي کا وه زمانه گيا ' جبکه غريب حسرت موهاني کو ' اس قتيل حريت اور فدا کار ازادي کو ' اس مجاهد حق و صداقت اور جانفروش راه ملت پرستي کو ' اُس امتحان گاه حريت پرستي کے کوه ثبات ' اور اُس رزمگاه صداقت کے سربکف جاں نثار کو ' پکڑ کے قيد کرديا کيا تها ' اور علی گڈه کالج کے سرپرستي نے اسکے خلاف شهادت دي تهي - پهر اسکا کهر بار لٹ ليا ' اسکي عزيز کتابوں کو مٹي کي ڈهيريوں کي طرح نيلام کيا گيا ' اسکي مسکين و صداقت پرست بيوي اور شيرخوار بچے کو طرح طرح کے جاں فرسا مصائب جهيلنے پڑے ' وه دو سال تک روزانه ايک من گيهوں پيستا رها ' پر اسکي قوم اسکو بهولي رهي اور اسکي ذرا بهي خبر نه لي - اور اس طرح اس نے بدبختانه اپني تاريخ ميں هميشه کيليے ايک يادگار ذلت و نفرت کو اپنے هاتهوں سے ثبت کر ديا !

هاں ' هزانر کو معلوم نهيں تو يه انکي ايک درد انگيز غلطي هے ' مگر هم ايک خيرخواه مشير کي طرح انکو يقين دلاتے هيں که وه زمانه گيا ' اور شايد هميشه کيليے گيا - اب مسلمان ابسے دس سال پيشتر کے وه مسلمان نهيں هيں ' جنکو حکومت کے بعض سرکار ايجنٹوں نے افريقه کے مرض الموت ميں گرفتار کرديا تها ' جنکا دين و ايمان قبلهٔ حکومت کے طرف استقبال و جزء ' جنکا قران فجر صحيفهٔ استعباد و غلامي کي تلاوت ' اور جنکا ذکر و شغل فنا و استهلاک توحيد تعبد حکومت و ارباب حکومت تها ' اور علی گڈه کالج نے ارمان طيار رهتے تهے که جب کبهي کوئي ضرورت مقامي کلکٹر کو پيش آجاے ' تو فوراً گواهي ديکر ' معبد پرستش صاحبان " اولو الامر " کا دوگانهٔ عبادت ادا کرديں :

واتخذوا من دون	اور ان لوگوں نے اپنے معبود واحد کو
الله آلهة ليکونوا	چهوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا رکها هے '
لهم عزا - کلا '	تا که انکے ليے عزت هو ! ليکن ياد رهے
سيکفرون بعبادتهم	که يه تو کبهي هونے کا نهيں - وقت آيگا
و يکونون عليهم ضدا !	جبکه انکے يه معبودان باطل انکي
(۱۹ : ۸۴)	عبادت گذاريوں اور غلامانه بندگيوں

سے انکار کرديںگے اور زعزت دينے کي جگه الٹے انکے دشمن هو جائيں گے !

* * *

اب مسلمانوں کي آنکھيں کھل گئي ھيں - خود زمانے نے اور زمانے کي صدا ؤ جنبش نے اُس عمل السحر کا رد عمل کر دیا ھے ' اور اب وہ اپني آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے ھیں- اب انکو معلوم ھوگیا ھے کہ حسرت موھاني کون ھے اور کیا ھے ' اور اُسکے گذشتہ معاملے کو محض ھندوستاني سیاست کا ایک مسئلہ سمجھنا انکي کیسي درد انگیز غلطی تھي - اب وہ اچھي طرح جانتے ھیں کہ حسرت موھاني اس وسیع مملکت ھند میں ' جسمیں سات کرور مسلمان بستے ھیں' اپني حریت دوستي اور صادقانہ جانفروشي کے لحاظ سے تمام مسلمانوں میں ایک فرد فرید ' اور ایک وجود گرانمایۂ وحید ھے - وہ' جس نے دنیوي آسائش و لذایذ پرجاں بازانہ حق کی معیت کے مصائب و مہالک کو ترجیح دي ! وہ' جو آج تمام مسلمانان ھند میں ایک ھي خوش قسمت ھے ' جسکو راہ حریت میں امتحان عزم و ثبات دینے کي لائق صد رشک و حسرت فرصت کي توفیق ملي ! اور وہ ' جسکے مبارک پاؤں میں ' مقدس جوم حریت خواھي کے پاداش میں' زندان عقوبت کي زنجیریں ڈالی گئیں ' اور پھر آہ ! وہ زنجیر محبوب ' اور صد رشک وھزار حسرت اُس زندان مقدس و مطاوب پر' جو سبیل حریۃ و عشق ملۃ میں رھروان امتحانگاہ حق و صداقت کو نصیب ھوا !!

ترک جاں درد آں سرو رواں این ھمہ نیست
عشق اگر نوخ نہد قیمت جاں این ھمہ نیست

٠٠٠٠٠

یہ بالکل ایک کھلي ھوئي بات ھے کہ اس ضمانت کا سبب براہ راست اس سعي و جہد کے سوا کچھہ نہیں ھے' جو غریب حسرت نے حال میں اسلامي مصائب جانکاہ سے متاثر ھوکر غیر ملکي مصنوعات کے مقابلے میں کي تھي ' اور بائي کاٹ کیلیے اپني عملي کوشش سے بعض کامیاب نتائج پیدا کردیے تھے - علي الخصوص علي گڈھ میں کئي دکانیں کھل گئیں ' اور بارجود مرکز وحید استیداد و غلامي ھونے کے ' ھلال احمر فنڈ اور جذبات صحیحۂ اسلامیہ کے ابراز مظاھر میں وہ دیگر شہروں کے دوش بدوش رھا - یہ باتیں مہینوں سے کھٹک رھي تھیں' اور کسي فرصت مناسب کا انتظار کیا جارھا تھا - فرصت قانوني تو نہیں ملي ' مگر اشتداد و ھیجان غیظ و غضب اس درجہ مستولي ھوا کہ وہ قوت ضبط و تحمل' جسکا دلفریب ظہور تقریروں اور سرکاري مواعظ میں ھوا کرتا ھے ' دلي جذبات کے آگے قائم نہ رھسکا' اور ضمانت کا فرمان نادري صادر ھوگیا - پس افسوس اس شکست فاحش پر' جو دماغ حکمراني کو جذبات قلب انساني کے مقابلے میں ملي ' اور ھزار اسف اُس غلطی پر' جو انشاء اللہ فقدان ھلاکت پہنچانے کي جگہ ' ایک سرچشمۂ آب حیات ثابت ھوگی - وما ذالک علي اللہ بعزیز !

تین ھزار روپیے کي ضمانت پریس ایکٹ کي مقدار مقررہ انتہائي کے اندر ضرور ھے ' لیکن عملا پانچ سو یا ھزار روپیے سے زیادہ طلب نہیں کي جاتي ' اور صرف ایک دو مثالیں دو ھزار کي سني گئي ھیں - پھر ھز آنر سر جیمس مستن بالقابہ کا دربار سطوت و جلال نہیں معلوم اتني بڑي سنگین رقم ضمانت کیلیے کیا وجہ بیان کرسکتا ھے ؟

گورنمنٹ اس سے بے خبر نہیں کہ اردو پریس اور اسکے مالک کي کیا حالت کیا ھے ؟ حسرت موھاني جب قید سے رھا ھوکر آیا تو کوئي چیز اس دنیا میں ایسي باقي نہ تھي ' جو اسکے لیے ذریعہ تقویت مال ھوتي - ڈیڑھ دو روپیہ ماھوار کرایے کا ایک چھوٹا سا ھے ' جسکے اندر ایک چھوٹي سي صحنچي اور ایک کوٹھري ھے ' اور باھر بھي اتني ھي مکانیت ھے - اندر وہ فقیرحریت مع اپني کوہ عزم و ثبات بیوي کے خرد رھتا ھے ' اور باھر ایک کاٹھہ کا دستی پریس اور دو چار پتھر ھیں - بسا اوقات ایسا ھوا ھے کہ خود اُسي نے اپنے ھاتھوں سے اردوے معلے کي کاپیاں لکھي ھیں' خود ھي پتھر پر جمائي ھیں ' اور خود ھي پریس چلا کر چھاپا ھے !

یہ کل کائنات اردو پریس اور اسکے مالک کي ھے - کوئي دوسرا ذریعۂ آمدني نہیں ' اور نہ اُسکی طبع غیور کسي کي شرمندۂ احسان ھونا پسند کرتي ھے - اردوے معلی کے دو چار سو خریدار ھیں - اُسکي قیمت سے شاید چند روپیے مہینے میں بچ رھتے ھیں' اور اسي سے دو وقت کي روٹي کھاکر نشۂ آزادي کي بیخودي' اور دولت لازوال حق و صداقت کے غناء غیرفاني سے مست رھتا ھے !

مبیں حقیر گدایان عشق را' کیں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

اصلي دولت دل کی دولت ھے' اور غناء فقر کے آگے دنیا کے تمام ساز و سامان ھیچ ھیں - جو فقر و فلاکت کي زندگی حق و حریت کي معیت میں گرد و خاک پر بسر ھو' وہ چاندي سونے کے بنے ھوے اُن ایوان تعیش سے ھزار درجہ بہتر ھے' جنکے اندر حق کے چراغ کی روشني نہو - خدا کے دروازے کا فقیر ھونا' دولت و بندگان دولت کے فقیر ھونے سے کیا بہتر نہیں ؟ یہي تو اس راہ کے منازل امتحان ھیں -

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکئون وزخرفا' وان کل ذالک لما متاع الحیاۃ الدنیا' والاخرۃ عند ربک للمتقین ۱۱ (۴۳ : ۳۳)

اور اگر یہ بات نہ ھوتی کہ سب لوگ ایک ھي طریقہ کے ھوجائیں گے تو ساز و سامان دیدیتا تو ھمارے یہاں اس درجہ حقیر و ذلیل ھے کہ جو لوگ منکران حق اور پرستاران دنیا ھیں' انکے گھروں کي چھتیں ھم چاندي کي بنادیتے اور چاندي ھي کي سیڑھیاں ھوتیں ' جن پر چڑھکر وہ چھت پر پہنچتے - اور چاندي ھے کے دروازے ھوتے اور چاندي ھي کے تخت ' جنپر وہ تکیے لگاکر بیٹھتے' اور یہ تو مثال کیلیے چاندي کي قید لگائي گئي' سمجھلو کہ چاندي نہیں بلکہ یہ سب کچھہ خالص سونے ھي کا بنا دیا جاتا ' لیکن پھر بھي یہ تمام ساز و سامان اس دنیا کي زندگي کے چند روزہ فائدے ھیں اور آخرکي کامیابیاں تو اللہ کے پاس صاحبان اتقاء و حق ھي کیلیے ھیں !!

ان حالات کے ساتھہ ایک ایسے فقیر زندگی شخص سے تین ھزار روپیے کي ضمانت طلب کرنا ' یقیناً ایک ایسا واقعہ ھے ' جو برٹش انڈیا کي تاریخ میں گورنمنٹ کے اظہار سطوت و اجلال کو ھمیشہ یاد دلاتا رھیگا !

* * *

با ایں ھمہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو معلوم ھونا چاھیے کہ یہ تین ھزار کي ضمانت ایک سچے خادم ملک و ملت کے جد و جہد کو فنا کردینے کیلیے کوئي کارگر آلہ نہیں ھے - یہ ابھي چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ھمارے اختیار میں ھے کہ اس تین ھزر کے لاکھوں پیسے اور دھیلے بنا کر' ایک ایک مسلمان سے وصول کریں ' اور اسکا ڈھیر ھز آنر سر جیمس مستن بہادر کے پر ھیبت و جلال قصر حکومت کي ڈیوڑھی پر لگا دیں - تاکہ انکو بھي معلوم ھوجاے کہ انکے تخت فرمانروائی پر قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ھي دنیا بدل چکي ھے ' اور اب جو کچھہ حسرت موھانی سے مانگا جا رھا ھے ' وہ حسرت موھاني سے نہیں' بلکہ تمام مسلمانوں سے مانگا جا رھا ھے' اور جو

کچھہ اس فقیر مدت کے ساتھہ کیا جا رہا ہے' وہ اسکی نہیں ' بلکہ اسلامی جذبات کی پامالی ہے' اور اسکی چوٹ ہر مسلمان کے دل پر براہ راست لگتی ہے - وہ وقت گیا' جب قومی معاملات کو اشخاص کا معاملہ بنا کر مسلمانوں کو غافل کر دیا جاتا تھا' اور حق و ازادی کو صرف ہندؤں کے سر باسم بغارت تھوپ کر' خود ہماری قوم ہی کے مفسدین و منافقین کو ہمارے سامنے کھڑا کر دیا جاتا تھا -

ہم نے ان دو دنوں کے اندر ہی اس کی تحریک شروع کر دی ہوتی ' لیکن صرف یہ خیال مانع آیا کہ خود اکثر اردو ے معلے کے انتظامی مصالح کو پہلے معلوم کر لینا چاہیے کہ وہ آیندہ مستقل پریس کو مفید سمجھتے ہیں' یا کوئی انتظام دوسری طرح کا کرنا چاہتے ہیں' تا کہ یہ دو چار ہزار روپیہ کیوں حکومت کے خزانے کے سپرد کیا جاے ' اور کیوں نہ اردوے معلے کی کوئی عمدہ تقویت و اصلاح اور انکے کاموں کی ترقی کیلیے صرف ہو - ہم نے انکو اطلاع دیدی ہے کہ سردست پچاس روپیے کی رقم حقیر الہلال کے طرف سے اینده انتظامات کیلیے قبول کریں ' اور ایک امدادی فنڈ کی بنیاد پڑ جاے - جواب کے انتظار کی مہلت نہیں ہے کہ یہ آخری فارم کمپوز ہو رہا ہے - پس اینده ہفتے تک اس مسئلۂ اہم کا فیصلہ ہو جاے گا -

ہم کو امید ہے کہ صوبجات متحدہ کی کونسل کی اولین فرصت میں اسکی نسبت سوال کیا جائیگا - حصول انصاف کیلیے نہیں' بلکہ صرف اعلان امر کیلیے - ہم اپنے سرگرم درست جناب انریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب کو توجہ دلاتے ہیں' کہ وہ اس معاملے کی نسبت سب سے پہلے سوال کریں - ایسا نہو کہ گذشتہ زمانے کی طرح کونسل ہال میں کسی مسلمان ممبر کو اپنے ایک برادر ملت کے مصائب کی نسبت کچھہ کہنے کی جرأت نہو' اور ایام زندان کے مصائب کی نسبت سوال کرے بھی تو ایک قابل ہندو ممبر' یعنے انریبل گنگا پرشاد ورما !

سید نذیر ہاشمی اور علی گڈھ کالج

مجھہ کو ایک تار کے ذریعہ اس واقعہ کی اطلاع ملی' اور اب اردوے معلے کی تازہ اشاعت میں اسکی تفصیل چھپی ہے - مسٹر ہاشمی ایک ذہین و قابل اور پر جوش طالب علم ہیں' جو کچھہ عرصے پہلے تکمیل تعلیم کا خیال چھوڑ کر دفتر ہمدرد میں آگئے تھے ' اور اسکے بعد کسی سبب سے چلے آئے اور بی - اے کی تکمیل میں مشغول ہو گئے - انہوں نے کالج کے اندر مختلف موقعوں میں جنگ طرابلس و بلقان کی نسبت اظہار حسیات و جذبات اسلامیہ میں حصہ لیا تھا ' بعض پر جوش نظمیں لکھی تھیں ' اور ان امور کا حسن و درد اپنے اندر رکھتے تھے -

بظاہر حالات میری معلومات صرف یہی ہیں -

تازہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کالج کے بورڈنگ سے بجبر نکالدیے گئے ' اور اس عالم مظلومی میں' کہ رات کا وقت تھا ' آندھی زور سے چل رہی تھی ' پانی لگاتار برس رہا تھا ' اور پھر جس طالب علم نے رات کو انہیں کھانا کھلایا ' اسکو بھی بجرم اعانت مجرم نکالدیا گیا -

یہ ' اور اس سے زیادہ افسوس ناک واقعات سے مملو مراسلات میرے پاس پہنچی ہیں ' - ان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب موجودہ قائم مقام پرنسپل نے محض انکے اسلامی مسائل پر اظہار جوش کی بنا پر یہ سب کچھہ کیا - میں نے تحقیق حال کیلیے ڈاکٹر صاحب کیخدمت میں تار بھیجا ' جسکے جواب میں وہ واقعات مندرجۂ اردوے معلے کی تغلیط کرتے ہیں - ایسی حالت میں ضرور ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ذاتی بیان کا پہلے انتظار کر لیا جاے - امید ہے کہ انہوں نے تار کے بعد کوئی والا نامہ اس بارے میں ضرور ارقام فرمایا ہوگا ' اسکے بعد میں پھر بتفصیل و تشریح لکھونگا ' جو کچھہ اس بارے میں لکھنا ہے -

بطل ادرنہ غازی شکری پاشا

رجل العالم و رافع منار الاسلام ! !

ثبت ست برجریدۂ عالم دوام ما !

ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں - آگ کی ایک چنگاری بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو شعلوں سے بھر دیتی ہے ' ایک بیج صدہا شاخیں ' اور ہزاروں پھل پیدا کر دیتا ہے - باران رحمت الہی کا ایک شاداب دن ' پوری فصل کو سرسبز کر دینے کیلیے کافی ہوتا ہے - موتی کا ایک بڑا دانہ ' پورے ہار کی عزت بڑھا دیتا ہے - ہیرے کا ایک درخشندہ ٹکڑا پورے تاج کے حسن و جمال کیلیے بس کرتا ہے - کیوڑے کا ایک درخت پورے باغ کے معطر ہونے کیلیے ' گلاب کا ایک قیمتی پھول پورے ایوان و منزل کی رونق کیلیے ' اور یہ تمثیل سادہ تر ' ایک چراغ پورے کمرے کی روشنی کیلیے کافی ہوتا ہے !

یہی حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - قوموں میں جب زندگی آتی ہے تو ہزاروں افراد کے ذریعہ نہیں ' بلکہ ہمیشہ سرچشمۂ حیات ایک ' یا ایک سے زیادہ چند نفوس قلیلۂ وعدیدہ ہی میں ہوتا ہے - اس عالم کی زندگی قوموں سے ہے ' مگر قوموں کی زندگی صرف اشخاص کے دم سے وابستہ ہے - سر زمین انسانیۃ میں جب ایک عمدہ بیج بار آور ہو کر سر اٹھاتا ہے' تو اس سے صدہا شاخیں پھوٹتی ہیں' اور ان میں ہزارہا تر و تازہ پھل لٹکنے لگتے ہیں -

پس باغ کی زمین کی طرح' اس سر زمین کی شادابی کیلیے بھی بہت سی خار دار اور بے ثمر جھاڑیوں اور درختوں کی ضرورت نہیں ہے ' بلکہ صرف ایک ہی درخت کی -

ایک ہی انسان چاہیے ' جو انسان ہو ' اور ایک پوری قوم اور ایک پورے ملک کو زندہ کر دے - اس عالم کی رونق اقوام کے دم سے ہے ' مگر اقوام کی زندگی صرف اشخاص ہی کے دم سے وابستہ ہے - قومیں مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں - لیکن انکی موت و حیات کے یہی معنی ہیں کہ پہلی صورت میں اُن نفوس عالیہ سے خالی ہو جاتی ہیں ' جنکے دم سے انکی زندگی وابستہ تھی ' اور دوسری حالت میں انکے اندر ایسے وجود قدسیہ موجود ہوتے ہیں' جو اپنی زندگی کے سر چشمے سے پوری قوم کے کشت اقبال کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں -

کیا نہیں دیکھتے کہ کتنے آدمی ہیں' جنکا مرنا قوموں کا مرنا ہوتا ہے' اور کتنے ہیں' جو اپنے ظہور کے اندر ایک پوری قوم اور ملک کی زندگی کو پوشیدہ رکھتے ہیں ؟

قیس سا پھر کوئی اٹھا نہ بنی عامر میں
نخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص !

* * *

یہ قاعدہ طبیعی ہے کہ کوئی زمین خواہ کیسی ہی بنجر نظر آئے ' اور خواہ کتنی ہی اسباب و وسائل کشت کاری اور تربیت و پرورش زرعی سے محروم ہو' لیکن اگر اسکی قوت نشوونما بالکل معدوم نہیں ہوگئی ہے' تو اُسکا کوئی نہ کوئی گوشہ سرسبز' اور کبھی نہ کبھی کونے میں کوئی بیج سربر آور نظر آئیگا ' اور ایسا ہونا اس امر کی دلیل سمجھا جاے گا' کہ گو اس زمین کو اپنے خزانہ ہاے نباتاتی کے ظہور کے وسائل حاصل نہیں' اور اسباب و ذرائع سے محروم ہوکر بنجر اور غیر شاداب سی ہوگئی ہے' تاہم اسکی قوت

نشو و نما اب تک آمادۂ ظہور و ارتقا ہے - اور اگر دہقان کا ہاتھہ اور باران رحمت کي نظر مہر میسر آجاے' تو فوراً اسکي حالت میں انقلاب عظیم ہو جا سکتا ہے -

بعینہ یہي حال سرزمین حیات ملة کا بھي ہے - گو اسکي تمام سطح سرسبزي و شگفتگي کي جگہ' خشکي و وحشت کا منظر ہو' تاہم اگر کسي ایک گوشے میں بھي چند سبز شاخیں اور پتے نظر آرہے ہوں' تو نا امید نہ ہونا چاہیے' اور سمجھنا چاہیے کہ اسکي قوت نشو و نما ابتک معدوم نہیں ہوئي' اور دہقان کي محنت' اور ابر کي بخشش اگر ساتھہ دیں' تو کچھہ بعید نہیں کہ یہي وحشت کدۂ ارضي' ایک جنت سماري بن جاے !

* * *

آج صدیوں سے سرزمین اسلام پر جو تنزل و انحطاط قلب و دماغ طاري ہے' اس کا منظر یقیناً درد انگیز ہے' لیکن اس مایوسي میں جو چیز امید دلانے والي ہے' وہ صرف یہ ہے کہ با ایں ہمہ' خشک سالي اور قحط کے آثار گو ہر طرف ہیں' مگر زمین ابتک بنجر اور شور ثابت نہیں ہوئي ہے - یہ ضرور ہے کہ وہ زمانۂ شاداب اور وہ موسم نمو خیز اب چلا گیا' جب ہماري سرزمین کے ایک ایک ذرے سے نامورانِ عالم اور ابطال ملت اٹھتے تھے' اور دنیا کي تاریخ کے بڑے بڑے صفحوں پر قابض ہو جاتے تھے - تاہم اب بھي جب کبھي اسباب و وسائل ظہور جمع ہو جاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں سے صداے ابطال و امجاد کانوں میں آجاتي ہے' اور عالم اسلامي کا کوئي نہ کوئي گوشہ اوصاف و خصائل گراں مایہ کا نمونہ پیش کر دیتا ہے - اور اسطرح یقین ہو جاتا ہے کہ زمین کي قوت نشو و نما ابتک معدوم نہیں ہوئي' اور یاس و قنوط کے وقت میں ابھي دیر ہے - اب بھي اگر اس زمین کي درستگي کي جاے' اور وسائل زراعت مہیا ہو جائیں' تو اسکا چپہ چپہ گلہاے عطر بیز اور درخت ہاے شاداب سے لہلہا سکتا ہے :

ذالك بان الله هو الحق '	اسلیے کہ اللہ اور اسکی پر اسرار قوتیں
و انه یحي الموتی '	برحق ہیں' اور اسلیے کہ وہ مردوں کو
و انه علی کل شيء قدیر !	زندہ کر دیتا ہے' اور نیز اسلیے کہ وہ
(۲۲ : ۷)	ہر مشکل سے مشکل بات پر قادر ہے !

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں هم بکنند انچه مسیحا مي کرد

موجودہ دور اسلام کا ایک ایسا ہي فرزند جلیل' و وجود نبیل' سرنامۂ صحیفۂ عظمة و اجلال' و رافع منار الملة و الاسلام - الرجل العالم :

بطل ادرنه غازی شکری پاشا

(منع الله المسلمین بطول حیاته' و حفظ وجوده' من شر اعدائه) ہے-

جبکہ جنگ بلقان کي پوري تاریخ ہمارے لیے درد انگیز و جانکاہ تھی - جب کہ ملکوں پر ملکوں کے نکلنے' اور شکستوں کے کھانے کي خبریں مسلسل و غیر منقطع تھیں - جبکہ مایوسي کي ایک گھٹا تھی' جس نے ہر طرف سے ہمیں گھیر لیا تھا - جبکہ حسرت کے ساتھہ تاریخ کے گذشتہ صفحات کو ہم پڑھتے' اور اپني موجودہ نامردگیوں کے ساتھہ انکا مقابلہ کرتے تھے - جب کہ تاریخ عثماني کي فتح مند داستانیں ہمیں یاد آتي تھیں' اور ہم متعجب ہو ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے' کہ اگر آج محمد فاتح' سلیم ثالث' اور بایزید یلدرم دنیا سے نابود ہو گئے ہیں' تو کیا کوئي عمر پاشا' احمد طوسون' اور عثمان پاشا بھي ترکوں میں باقي نہیں رہا ؟ یعنے جبکہ غیروں کي فتح مندیوں نے ہمارے دلوں کو دو نیم' اور اپني نامرادیوں نے ہماري عزت ہزار سالہ کو سرنگوں کر دیا تھا' تو پھر جنگ کے آخري ایام میں ایک اسي پیکر شجاعت و بسالت' ستون آہنین عزم و ثبات مدافعة' قہرمان دفاع ملي' بلند ساز لواے عزت اسلامي' اسلام پرست ارجمند و غیور' و جانفروش ملک و وطن محبوب کا وجود عظیم و جلیل تھا' جو ظلمت ناکامي میں نیر درخشندۂ حرب دفاع و استقلال' اور ضیاء تابان عظمت و جبروت و اجلال بنکر سماء مجد خالد پر نظر افروز نظارہ گیان عالم ہوا' اور اپنے حیرت انگیز خوارق دفاع' اور معیر العقول عزم و ثبات سے اس دور ناکامي و نامرادي میں عزت اسلامي و مجد عثماني کو نابود و فنا ہونے سے بچا لیا !!

فالسلام علیک یا قدوة الابطال ! والسلام علیک یا زبدة الامجاد !!

† † †

قوموں کی زندگي اپنے ناموران ابطال کي عزت و یاد سے وابستہ ہے - معاصرۂ ادرنہ نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ باتفاق موافق و مخالف' تمام تاریخ حرب عالم میں درجۂ اعزاز سے نمایاں ہے - تاریخ قریب کے مشہور معاصرے مثل پیریس' سباسٹو پول' پلیرنا' لیڈي اسمتھ' اور پورٹ ارتھر ہمارے سامنے ہیں' اور جب تمام حالات و واقعات کا مقابلہ کرتے ہیں' تو یہ آخري معاصرہ' معاصرے کے ہر پہلو' بلکہ عام جزئیات تک میں اپنا نظیر و مماثل نہیں رکھتا -

اس واقعہ کي عظمت نے یورپ کے ارباب بینش و انصاف کي گردنیں جھکا دي ہیں - فرانس اور جرمني کے فوجي حلقوں اور مشہور اخبارات نے تحریکیں شروع کردي ہیں کہ اس دفاع عظیم کے اعتراف کے ثبوت میں انکے ملک و قوم کے طرف سے غازي شکري پاشا کو تحائف دیے جائیں - مصر میں بھي اسکي تجویز ہو چکي ہے' اور ترکوں نے تو اسکا سامان بھي کر دیا ہے -

تذکار شکري پاشا

بطل ادرنہ کا مسلمانان ہند کي طرف سے اعزاز و احترام !

ایسي حالت میں ضرور ہے کہ مسلمانان ہند بھي اس موقعہ پر اس اعزاز ملي میں حصہ لیں' اور بطل ادرنہ کي خدمات اسلامیہ کے اعتراف کي کوئي پر اثر یادگار قائم کریں - یہ یادگار صرف " شکري پاشا " کي یادگار نہ ہوگي' بلکہ اسلامي دفاع و جانفروشي کا اس دور آخري میں ایک تذکرۂ عظمت و احترام ہوگا - وہ ایک طرف موجودہ نسل اسلام کے اس فرزند جلیل کي عزت کا اعلان کریگا' دوسري طرف سقوط ادرنہ کے اس داغ کو موجودہ مصائب کے داغہاے گوناگوں اور زخم ہاے بے شمار کے ساتھہ' ہمیشہ ہمارے دلوں کي جنبش اور ہماري غیرتوں کي بیداري کیلیے تازہ رکھے گا' جو ہماري غفلت و سر شاري کي بدولت' ہماري عزت کي پیشاني پر' غیروں کے ہاتھوں لگ چکا ہے -

لیکن یہ یادگار کیونکر ہو ؟ اسکا بہترین اور مفید طریق کیا ہو ؟ کوئي تحفہ ہو جیساکہ فرانس و جرمني اور مصر کي جانب سے پیش ہوگا ؟ یا کوئي ایسي تجویز ہو' جو خود ہندوستان میں قائم ہو' اور جو کسي اہم ضرورت وقت کو پورا کرنے کے ساتھہ بحالت موجودہ سہل و آسان بھي ہو ؟ میں چاہتا ہوں کہ اسکی نسبت ارباب فکر و راے غور فرمائیں' اور اپني اپني راٰیں صفحات الہلال یا دیگر اخبارات میں شائع کریں - خود میري راے اسکي نسبت قائم ہو چکي ہے' مگر آخري نہیں ہے' اور انشاء اللہ اسکو تمام راٰیوں کے وصول ہو جانے کے بعد ظاہر کرونگا -

الاسلام

ادبیات

... ال فاروقی کا ای ... واقعہ

ایک دن حضرت فاروق نے منبر پہ کہا : * " میں تمہیں حکم جو کچھہ دوں تو کروگے منظور ؟ "
ایک نے اُٹھہ کے کہا یہ کہ " نہ مانینگے کبھی * کہ تیرے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مال غنیمت میں جو آب کے آئیں * صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئی * تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس * یہ اُسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا ' اور ترا قد ہے دراز * ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تو نے ' تو اب * تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور "

گرچہ وہ حد مناسب سے بڑھا جاتا تھا * سب کے سب مہر بہ لب تھے چہ اداث و چہ دکور
روکدے کوئی کسیکو ' یہ نہ رکھتا تھا مجال * نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا : * " تم کو ہے حالت اصلی کی حقیقت پہ عبور
تمہیں دیسکتے ہو اِسکا مری جانب سے جواب * کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا رب غفور "

بولے یہ ابن عمر سب سے مخاطب ہو کر : * " اس میں کچھہ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا اُن کا لباس * کر سکی اِسکو گوارا نہ مری طبع غیور
اپنے حصے کی بھی میں نے اُنہیں چادر دیدی * واقعہ کی یہ حقیقت ہے ' کہ جو تھی مستور "

نکتہ چین نے یہ کہا اُٹھہ کے کہ ہاں اے فاروق * حکم دے ہم کو ' کہ اب ہم اُسے مانینگے ضرور

(شبلی نعمانی)

غزل

چند ے گرہ کشائے خم زلف بودہ ام * تا رفتہ رفتہ کار بہ بند قبا رسید
در کار عشق دیدہ وری شرط بودہ است * ہر کس نظر کشود و تماشا بما رسید
زلفش دکان مشک فروشی کشادہ است * ایں مژدہ ام بگوش ز باد صبا رسید
پیچارہ دل میان دو قاتل فتادہ است * ناوک کشاد غمزۂ و ناز از قضا رسید
شوخے کہ از غرور بہ خود ہم نمی رسد * عذرش بنہ اگر نتواند بما رسید
قاصد ہزار گونہ سخن ساخت در پیام * بے چارہ گشت چوں بہ سر مدعا رسید

(شبلی نعمانی)

مقالات

حیات بعد الممات

از جناب مولوي نواب علي صاحب ايم - اے - پروفيسر بزرده كالج

میرے ایک دوست' جنہیں سائنس کے ساتھہ خاص شغف ہے' ایک دن مجھسے کہنے لگے کہ دنیا میں جسقدر حقائق دریافت ہوے ہیں وہ سائنس ہي کے ذریعہ سے' ورنہ مذہب تو "واللہ اعلم" کے بیجا تحکم سے کسي مشکل مسئلہ کو حل ہونے ہي نہ دیتا' اور انسان کو ہمیشہ جاہل رکھتا - میں نے کہا : مذہب نے جن امور کو دریافت کیا ہے' انپر انصاف کي نظر ڈالنے سے پہلے ذرا معلومات سائنس کي نوعیت پر تو غور کرو! سائنس کي تمام تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ چند قوانین ہیں جنکے باقاعدہ نفاذ سے کائنات کا کارخانہ چل رہا ہے - نسل انساني کي طفولیت میں ان قوانین کا جزئي علم حاصل ہوا تھا - اب کلیات کي شکل میں مرتب ہوکر سائنس کے نام سے مشہور ہوا ہے - مثلاً انسان نے پہلے یہ دیکھا کہ آفتاب کبھي تو دیر میں نکلکر جلد غروب ہو جاتا ہے اور کبھي جلد نکل کر دیر تک رہتا ہے - چاند کبھي گھٹ جاتا ہے کبھي بڑھہ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان روزانہ مشاہدات پر غور کرنے اور اجرام سماویہ کے متعلق اپني معلومات میں وسعت دینے' اور پھر اُن معلومات کو کلیات کي شکل میں ترتیب دینے سے علم ہیئت مدون ہوا -

یا مثلاً انسان نے پہلے یہ معلوم ہوا کہ لکڑي آگ سے جل اٹھتي ہے' لوہا پاني میں زنگ کھا جاتا ہے - میوہ عرصہ تک رکھہ چھوڑنے سے سڑ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان مشاہدات میں جسقدر ترقي ہوتي گئي' اُسیقدر اشیاء کے خواص' ترکیب' اور تحصیل کا علم بھي وسیع ہوتا گیا' اور آخر ان معلومات کے باقاعدہ ترتیب سے کیمسٹري (علم کیمیا) کي تدوین ہوئي -

یہي حال سائنس کے بقیہ شعبوں کا سمجھو - لیکن باایں ہمہ وسعت معلومات' سائنس اب تک اتنا بھي تو نہ سمجھا سکا اور نہ سمجھا سکتا ہے کہ ان قوانین کي اصلیت کیا ہے؟ اور کیوں نافذ ہیں؟ اس دعوے کے ثبوت میں ہم اسپنسر کي مشہور کتاب "اصول اولیہ" سے ایک مثال پیش کرتے ہیں :

"یہ مسلم ہے کہ کشش ثقل کا مسئلہ تحقیقات سائنس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور علمي دنیا نیوٹن کي مرہون منت ہے' جسنے یہ معرکۃ الآرا مسئلہ دریافت کیا - لیکن تھوڑي دیر کیلیے اس مسئلہ کي تاریخ پر غور کرو - قدیم آریہ قوموں کا یہ عقیدہ تھا کہ آفتاب ایک رتھہ ہے' جسپر اُنکا آسماني دیوتا بیٹھہ کر سیر کرتا ہے - ابھي اس بحث کو چھوڑدو کہ یہ عقیدہ في نفسہ کیسا تھا' بلکہ صرف یہ دیکھو کہ آفتاب کي ظاہري حرکت کي علت سمجھنے کے واسطے اُس زمانے کے فہم کے مطابق قدماء نے کیونکر ایک محرک دیوتا کا وجود تسلیم کیا؟ مدت دراز کے بعد جب کپلر نے یہ دریافت کیا کہ سیارے آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں' تو اُسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ انکي گردش کي کچھہ علت ہوني چاہیے - اسلیے اُسنے یہ راے قایم کي کہ ہر ایک جرم سماوي میں ایک پوشیدہ روح ہے' جسکي قوت سے گردش کا ظہور ہوتا ہے - اس طرح ایک مادي مجسم دیوتا کا خیال تو باطل ہو گیا' لیکن اسکے عوض نفوس فلکیہ کا عقیدہ قایم ہوگیا - آخر میں جب نیوٹن نے اجرام سماویہ کي حرکت کو ایک ہي ہمہ گیر قانون کے دائرہ میں داخل کردیا' تو نفوس فلکیہ معطل ہوگئے اور انکي جگہ قانون کشش ثقل نے لے لي - اس طرح قدماء کے محسوس مادي دیوتا' پہلے نا محسوس نفوس کي شکل میں تبدیل ہوے' اور آخر کار ایک مسیر الخیال اور ہمہ گیر قانون کے پیرایہ میں ظاہر ہوے - کچھہ شک نہیں کہ اس قانون کے دریافت ہو جانیسے اجرام سماویہ ایک باقاعدہ نظام کے تحت میں داخل ہوگئے' جسکو عقل سلیم تسلیم کرتي ہے' لیکن یہ مشکل حل نہوي کہ اس قانون میں نافذ ہونے کي قوت کہاں سے آئي؟ اسي لیے نیوٹن نے اپنے نفوس فلکیہ کے عوض' ایتھر کو قایم کیا' جسکي وساطت سے یہ قانون نافذ ہے -

لیکن پھر بھي یہ مشکل کہ خود ایتھر اس قانون کو کیونکر نافذ کرتا ہے؟ حل نہیں ہوتي!" (اصول اولیہ صفحہ ۱۰۳)

اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب نے جس راز کو پہلے ہي دن توتے پھوٹے الفاظ میں افشاء کیا تھا' سائنس نے آسیکو ایک عمر کي کاوش و کاہش کے بعد سمجھایا بھي تو اسطرح کہ :

معلـــوم شد کہ ہیـــچ معلوم نشد!

لیکن مذہب کا اعجاز دیکھو کہ دور آخر میں انکي حقیۃ ۔۔ ایک امي (روحي فداہ) کي زبان پاک سے کسطرح بیان کي گئي' جبکہ فرمایا کہ :

الشمس والقمـــر بحسبان — سورج اور چاند حساب سے ہیں اور تارے
والنجـــم والشجر یسجدان — اور درخت سجدہ کرتے ہیں

شمس و قمر' نجم و شجر' کي کچھہ تخصیص نہیں' تمام کائنات کا یہي حال ہے :

وان من شيء الا یسبح بحمده ولکـــن لا تفـــقهـــون تسبیحهم — اور کوئي شے ایسے نہیں جو اسکي تسبیح و تحمید نکرتي ہو' لیکن تم انکي تسبیح کو سمجھتے نہیں -

یہ تسبیح و تحمید کیا ہے؟ انقیاد' یعني ایک زبردست مقنن کے ہمہ گیر قانون کي پابندي میں سرجھکا دینا - اس انقیاد کا جلوہ ان تمام پوشیدہ قوتوں میں جنکے واسطے سائنس نے اپني اصطلاحیں مثلاً: میل مرکزي' کشش اتصال' اتحاد کیمیاوي وغیرہ وغیرہ ایجاد کي ہیں' نظر آتا ہے - انقیاد کا رنگ ان تمام قوانین کائنات میں' جنکا علم انسان کو سائنس کے ذریعہ سے ہوتا جاتا ہے' صاف جھلک رہا ہے' مگر تعجب ہے کہ سائنس کے "گروہ معتدین" کو نظر نہیں آتا؟ صدق اللہ العلي العظیم حیث قال :

لاتعمي الابصار ولکن تعمي القلوب التي في الصدور — آنکھیں اندھي نہیں ہوتیں لیکن دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہوجاتے ہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کي روز افزوں معلومات صرف اسیقدر سمجھاتي ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے - اسکے سمجھنے کیواسطے آج ایک تھیوري (راے و قیاس) قایم ہوتي ہے' کل دوسري' پرسوں

مراسلات

تیسري - اسیطرح انسان کي معلومات ترقي کرتي جاتي هيں' ليکن يه تمام انکشافات ان معلومات کے سامنے' جنکو خاص مذهب نے سمجهايا' محض سطحي معلوم هوتے هيں - وه معلومات کيا هيں ؟ وه يه هيں که يه کارخانه عبث نهيں هے اور اسليے هم بهي جو اس کارخانے کے ايک جزء هيں' نه عبث پيدا هوے نه عبث مرتے هيں :

ما خلقنا السموات	همنے آسمان اور زمين اور جو کچهه
و الارض و ما بينهما	ان دونوں کے بيچ ميں هے' نهيں
الا بالحق	پيدا کيے' مگر حق کے ساتهه' اور ايک
و اجل مسمي	ٹهہري هوئي مدت تک -
افحسبتم انما	کيا تمنے يه سمجها هے که همنے تمکو
خلقنا کم عبثا	عبث پيدا کيا اور يه که تم همارے
وانکم الينا لاترجعون	طرف لوٹ کر نه آؤ گے ؟

کچهه شک نهيں که حيات بعد الممات کا مسئله انسان کے واسطے ايک مهتمم بالشان امر هے - کيونکه اس تحقيق کے درپے هونا که کائنات کا کارخانه کسطرح چل رها هے' صرف موجوده زندگي تک هي مفيد هو سکتا هے - ليکن يه معلوم کرنا که يه کارخانه کيوں چل رها هے اور همکو کيا کرنا هے' حقيقتاً ايسا هے جسپر هماري زندگي اور موت کا انحصار هے اور يهي مذهب کا اصلي کارنامه هے -

اس تقرير کا يه منشاء نهيں هے که سائنس کي معلومات جو درحقيقت دافع اوهام هيں اور سچے مذهب کي موئد' حقير اور عبث هيں' بلکه مقصود يه هے که جن مدعيوں نے اپنے محدود علم کے زعم و غرور باطل ميں يه سمجهه رکها هے که :

زعم الناس کفروا' ان	کافروں کا گمان هے که مرنے کے بعد پهر
لن يبعثوا' قل بلى	زنده نهونگے ! کهدے کيوں نهيں ؟ قسم هے
و ربي لتبعثن ثم	ميرے رب کي که تم ضرور زنده کيے جاؤ گے
لتنبئن بما عملتم	پهر تمکو تمهارے اعمال جتلا ديے جائيں گے
وذالك على الله يسير	اور ايسا کرنا الله پر آسان هے -

وه اپني غلطي پر متنبه هو جائيں' کيونکه ارتقاء گذشته پر ايمان لانا' مگر ارتقاء آينده' يعني معاد سے منکر هو جانا' تعليمات سائنس کي تکذيب کرنا هے (۱) جسکي وجه اُسکے سوا اور کوئي نهيں جسکو شيخ عطار نے شتر مرغ کي لطيف تمثيل ميں بيان کيا هے - نفس کي حيله جوئي کے متعلق شيخ موصوف فرماتے هيں :

چوں شتر مرغے بداں ايں نفس را
ے اشد بار و نه پرد بر هوا
گر به پر گوليش' گويد اشترم
ور نهي بارش' بگويد طائرم

يهي حال سائنس کے گروه معتدين کا هے - طبائع جب يه رنگ اختيار کر ليتي هيں' تو قبول حق سے بهر حال دور هو جاتي هيں : نعوذ بالله من شرور انفسنا ' و من سيأت اعمالنا !

(۱) يه بحث آينده آئيگي - (منه)

انجمن خدام کعبه

(از جناب مراسلهٔ نگار بهوپال)

حضرت مولانا - السلام عليکم - آپکے اخبار الهلال مورخه ۲۳ - اپريل سنه ۱۹۱۳ ميں مسٹر مشير حسين قدوائي بيرسٹرات لا کي تجويز مجلس خدام کعبه کو ميں نے بغور و بخوشي پڑها - اس قسم کي ايک مجلس قائم کرنيکا خيال مجهکو اور نيز ميرے ديگر هم خيال احباب کو کئي ماه سے تها - اور اوسکے قواعد و مقاصد پر غور کيا جا رها تها - الحمد لله که يه خيال همين پر محدود نه تها بلکه يه خيال دوسرے مسلمانوں کو بهي پيدا هوا - اور يه ايک نيک فال هے اور بلاشک اِسکو ايک تائيد غيبي سمجهنا چاهيے - اس کام ميں خداوند تعالى همکو ضرور کاميابي عطا فرمائيگا - جب خداوند تعالى کو يه منظور هوتا هے که کسي قوم کے زمانهٔ ذلت کا خاتمه هو' اور وه بيدار هوکر دنيا ميں عروج حاصل کرے' تو اوس کے افراد ميں بهبودي کے خيالات خود بخود پيدا کر ديتا هے ' اور شاندار مستقبل ' اور قابل حصول مدعا کي مجسم صورت اوس قوم کے سامنے کهڑي هوجاتي هے - نيز اوس سے ياس اور نا اميدي کے جراثيم مهلکه کو دور کرکے' ارادہ اور استقلال اور سعي کي زندگي اوس ميں پيدا کر ديتا هے - تاريخ و تجربه و مشاهده صاف طور پر همیں يه بتاتا هے که جس قوم ميں پست همتي و ياس اور نا اميدي کي گمراهياں پيدا هو جاتي هيں' وه قوم خواه کتني هي ترقي يافته هو' معزول هو اور نيست و نابود هو جاتي هے ' يا ذلت و گمنامي ميں زندگي بسر کرتي هے - مگر جس قوم ميں اولعزمي اور حصول مدعا ميں مشکلات کا مقابله کرنے اور سر کرنيکي خوبياں پيدا هو جاتي هيں' وه ضرور ترقي اور عروج کے آسمان پر مثل آفتاب کے چمک کر رهتي هيں - تاريخ ترقي اقوام اس امر کي بهي شاهد هے که اونهوں کي ترقي ميں اون کے مذهبي پهلو نے هميشه بڑا حصه ليا هے - جس قوم ميں مذهبي پابندي کے ساتهه ارادہ ' اولعزمي' اور استقلال شامل رها هے' وه ضرور ترقي و عروج پا کر رهي هے - لهذا هر قوم کي ترقي و عروج کے راز ميں اوس کا مذهب هميشه ايک جزو اعظم هوتا هے - مذهب هي ايک ايسي شے هے جو کسي قوم کے مختلف الخيال و مختلف المزاج افراد کو هم خيال بنا سکتا هے' اور جبتک که کوئي قوم هم خيال نه هو جائے ' اوسوقت تک اوسکي ترقي محال هے -

مسٹر مشير حسين کي تجويز مجلس خدام کعبه بيشک ايک قابل قدر و قابل ستائش تجويز هے ' مگر اس تجويز ميں مذهبي پهلو ايک گونه شامل نهيں هے - اس کے جواب ميں يه کها جا سکتا هے که حفاظت کعبه و مدينه خود ايک مذهبي مدعا هے اور انجمن کے ممبروں کو همخيال بنانيکے واسطے يهي مدعا کافي هے - ليکن اگر اس مسئله پر خود رائي و هٹ دهرمي کو علحده کرکے ٹهنڈے دماغ کے ساتهه غور و فکر ليا جاے' تو معلوم هو جائيگا که محض حفاظت کعبه و مدينه کا خيال و مدعا همکو ذلت سے نکالکر عروج پر پهنچا-

میں ناکامیاب ثابت ہوگا - یہ ممکن ہے کہ جو قومیں اپنے آپکو عملی صورت میں اسلام کی دشمن ثابت کر رہی ہیں اور جنکا دلی مدعا یہ ہے کہ اسلامی سلطنتوں اور حکومتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اسلام کو اسقدر ضعیف اور کمزور کردیا جاے ' کہ پھر اوس میں ابھرنے کی قابلیت نہ رہے ' جب ان قوموں کو اس بات کا علم ہوگا کہ کعبہ و مدینہ کی حفاظت کیواسطے ایک ایسی زبردست انجمن ہے جسکے ممبر حرمین شریفین کی حفاظت میں اپنی جان و مال فدا کرنے پر تیار ہیں اور یہ علم ان قوموں کو ضرور ہوگا ' تو اول تو وہ قومیں اس انجمن کے درہم برہم کرنے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ذریعے عمل میں لائینگی - اگر انکو اس مقصد میں کامیابی ہوگئی تو انکے مدعا کے حاصل کرنیکا راستہ صاف ہو جائیگا - اور اگر انکو نا کامیابی ہوئی تو ممکن ہے کہ بخیال مصلحت ' کعبہ و مدینہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں ' اور تمام دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرکے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر دیں ' اور انکو اپنی غلامی میں داخل کرکے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور انکو تمام حقوق مذہبی و ملکی سے محروم کردیں ' اور صرف کعبہ و مدینہ کو مسلمانوں کے ہاتھ میں رہنے دیں -

لہذا محض کعبہ و مدینہ کی حفاظت کا مذہبی پہلو ہمکو ذلت و پستی سے نکالکر عزت و بلندی پر نہیں پہنچا سکتا - میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ کا مدعا ترک کرکے کوئی دوسرا مدعا پیش نظر رکھا جاے - ہرگز نہیں - ہرگز نہیں - یہ مدعا ضرور پیش نظر رہے - نہ صرف حفاظت کعبہ و مدینہ ہی ' بلکہ حفاظت کعبہ و مدینہ و بیت المقدس و کربلاے معلی و دیگر مقدس مقامات اسلامی بھی ہماری انجمن کا مدعا ہونا چاہیے - کیونکہ معاملۂ بیت المقدس عنقریب چھڑنے والا ہے ' جسکی حفاظت کیواسطے صلیبی لڑائیوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوچکے ہیں ' اور بیحد و حساب مال و متاع تصدق کرچکے ہیں اور جس مقدس مقام کے حاصل کرنے کیواسطے یورپ ہر طرح کوشش کر رہا ہے - علاوہ ازیں مجلس خدام کعبہ کے مقاصد میں یہ امر بھی داخل کیا جاے کہ اوسکے ہر ممبر پر پابندی احکام دین اسلام لازمی ہوگی - یعنی کلمہ کا قائل اور صوم و صلواۃ کا پابند ہوگا ' اور بصورت توفیق ذکوۃ دیگا اور حج کریگا - مجلس کے ممبروں اور کل مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے اور پھیلانیکی ہمیشہ کوشش کریگا - بغض و حسد و کینہ - غیبت و عناد و دروغ گوئی - منافقت وغیرہ کی برائیوں کو ترک کرکے کسی مسلمان کو کسی قسم کے نقصان پہنچانیکی صراحتاً یا کنایۃً ہرگز کوشش نہ کریگا ' اور مظلوم مسلمان کی اور اسلام کی جان و مال سے حمایت اور امداد کریگا - پھر یہ عبارت بھی اگر مناسب تصور کیا جاے تو حلف میں داخل کر دیجائے - ہماری غرض اسوقت یہ نہ ہونی چاہیے کہ ممبران مجلس کی تعداد فوراً ایک لاکھ تعداد ہوجاے ' بلکہ ہمکو اس قسم کا معیار قائم کرنا چاہیے کہ جو مسلمان اوسپر عہد کرکے ممبر ہو ' اوس کی زندگی قرون اولی کے مسلمانوں کی زندگی کی طرح ہوجاے ' اور اسلام کا عمدہ سے عمدہ نمونہ بن جاے - اور اس قسم کا ممبر بدرجہا بہتر ہے اون ہزار ممبروں سے ' جو احکام دین اسلام کے پابند نہیں ہیں ' اور وہ اکیلا اسلام کے ایک سو دشمنوں پر بھاری ہوسکیگا - اور نیز ہر مسلمان سے انجمن کے ممبر ہونیکی درخواست کیجاے - اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہمکو اس کا علم ہوجائیگا کہ دنیا میں اسلام پر فی الحقیقت اپنی جان و مال فدا کرنے والے کسقدر مسلمان ہیں اور کسقدر براے نام مسلمان ہیں میرے خیال میں انجمن کے مقاصد اسقدر عمدہ ہیں کہ کوئی مسلمان بھی اوس کے ممبر ہونے اور حلف لینے سے انکار نہیں کریگا اور اگر کوئی بد قسمت مسلمان اس قسم کے عہد سے انکار کرے یا تامل کرے تو سمجھہ لینا چاہیے کہ فی الحقیقۃ ... اوس کے مذہبی اعتقاد میں ضعف و کمزوری ہے - اور ایسی حالت میں ہمکو چاہیے کہ اوس سے ہر قسم کا رابطہ و اتحاد قائم نہ رکھیں - اسکی کسی قسم کی رسم و تقریب میں شریک نہوں - اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسکو اسلام کا ' انجمن کا ' اور اپنا دشمن تصور کریں ' اور اسقدر ہوشیار رہیں جسقدر کہ ایک دشمن سے رہنا چاہیے -

الهلال

جزاکم اللہ تعالی کہہ نہیں سکتا کہ جناب کی تحریر پڑھکر کس قدر طبیعت مسرور ہوئی - جناب نے آغاز تحریر میں لکھا ہے کہ ایک ایسی انجمن کے قیام کا خیال آپکو بھی تھا ' اور اب دوسری طرف سے بھی اسکی صدا سنکر نہایت مسرت ہوئی کہ اس خیال نے آور دلوں میں بھی اپنا گھر کرلیا ہے - آپکی تحریر پڑھکر بعینہ یہی حال اس فقیر کا بھی ہوا - یہی خیالات ہیں جنکو کسی قدر زیادہ اضافہ و توسیع کے ساتھہ پیش نظر رکھتا ہوں ' اور اسی لیے محض کسی انجمن کے قیام اور ایک بہت بڑے فنڈ کے مہیا ہو جانے کو اصل کار نہیں سمجھتا ' گو اجزاء ضروریۂ کار ' و منازل آیندہ - وسائل تقویت و اعانۃ ضرور ہیں - ہم مسلمان ہیں ' اور دنیا میں صرف کعبے ہی کی حفاظت کیلیے نہیں ہیں ' بلکہ کعبے کے ساتھہ ہوکر تمام دنیا کی حفاظت کرنے والے ہیں - یہ بد بختی ہے کہ ایسا نہیں ہے - تاہم ہم کو اپنا نصب العین ہمیشہ بلند اور وہی رکھنا چاہیے ' جو ہمارے خدا نے ہم کو بتلا دیا ہے -

جس وقت تک مسلمان اس آیۃ کریمہ کے مطابق اپنا حال و قال نہ بنائیں گے ' اس وقت تک کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بڑی سے بڑی روپے کی تعداد انکو خاک مذلت سے نہیں اٹھا سکتی : الذین ان مکناهم فی الارض ' اقاموا الصلوة و اٰتوا الزکوة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر -

ذرا توقف کیجیے - ہمیشہ کام ترتیب طبیعی سے انجام پذیر ہوتا ہے - الهلال اسی پر عامل ہے - میں بہت جلد یکے بعد دیگرے ان تمام امور کو بالتفصیل و تشریح عرض کرنے والا ہوں - معدے کی طرح دماغ بھی ایک وقت میں غذا کی ایک ہی مقدار ہضم کر سکتا ہے -

جمعیۃ خدام کعبہ کا قیام

(از جناب مشیر حسین صاحب قدوائی - بیرسٹر ایٹ لا)

جمعیۃ خدام کعبہ کی اسکیم کا خاکہ جو الهلال میں شایع ہوا ' اوسپر اکثر حضرات نے مجھے تعریفی روانہ کیں اور انمیں کی سب نہایت ترغیب افزا ہیں - بہت سی جواب طلب ہیں - میں بذریعہ اس اخبار کے سب حضرات کو اطلاع دیتا ہوں کہ بھی دستور العمل زیر غور ہے - جب دستور العمل کا خاکہ حسب صلاح جناب شرکت علی صاحب اور دیگر حضرات طے ہو جائیگا تو پبلک کے پیشکش ہوگا - اور اوسپر رائیں لیکر یہ عالمگیر جمعیت قایم ہوگی -

کام اهم هے - الله توفیق دے اور حمایت کرے - کامیابي یقیني هے لیکن اصول اور ضوابط کو مکمل کرلینا ضروري هے که بنیاد مضبوط هو - اور وسعت کي اعتبار سے لنگر کي برداشت کي قوت هو -

جناب مولانا ابو الکلام کے مرکوز خاطر کوئي اهم تحریک هے - جسکي تمهید بلکه ابتدائي کام بهي بذریعه الهلال پبلک کے سامنے پیش هے - اوس اسکیم سے بهي فایده اوٹهایا جاویگا - جو رائیں آرهي هیں اور امید هے که بعد کو آئیں' اونسے بهي هم سب لوگ مستفید هونگے - اور انشا الله یه زبردست ..... قائم هو جاویگي -

هر هر گاؤں اور هر هر قصبه میں ایک شاخ هونا چاهیے - سب سے بڑي غرض ..... کے قائم کرنے سے یه هے که هر مسلمان کو اسلامي خدمت میں حصه لینے کا ولوله هو اور موقع ملے - ایک روپیه سال خدام کعبه کا چنده هوگا - لیکن کوئي صورت ایسي بهی رکهي جایگي جس سے وه علم بردارن توحید اور جاں نثاران بیت الله جو عسرت و فلاکت دنیاوي کے بوریه پر جلوه افروز هیں' محروم نه رهسکیں ' اور ثواب حاصل کرنے کا موقع اونکو بهي حاصل رهے - اکثر حضرات نے دریافت کیا هے که کیا پین اسلامک انجمن کوئي اور هوگي - یه اور؟

میري حقیر راے یه هے که خدام کعبه کے مقاصد کو محدود رکهنا چاهیے - اور اسي سے ابتدا کرکے پهر انتها پین اسلامک انجمن تک پهونچا دینا چاهیے - جس سے تمام مسلمان اور اونکي انجمنیں ایک دوسرے سے هم رشته اور آپس کے احوال سے با خبر هوجاویں ' اور اعدا کے مقابلے کے لیے به یک وقت سینه سپر رهیں - یه ابتدائي کام جمعیت خدام کعبه کا درپیش هے - یه جمعیت ولوله افگن هوگي - لوگوں کو نظم و نسق کا عادي کریگي - هر هر گهر میں اسلامي ..... کا چرچه پیدا کریگي - اور انشاء الله العزیز دشمنوں کے دلوں میں رعشه اور اونکے خیالات میں زلزله پیدا کردیگي -

وه جزء جسکي مسلمانوں میں کمي هوتي جاتي هے' یعني اسلامي روح ' پهر عود کرآیگي -

اسطرف اسلامي اخبارات نے بڑا کام کیا هے - توقع هے که اب عملي کام کے کرنے میں بهي وه حصه لینگے - هر اخبار سے توقع هے که وه بار بار اس ..... پر اظهار آراء کرینگے - اور ..... خدام کعبه کا پیغام هر هر قریه میں پهنچا دینگے -

اگر دنیاے اسلام اب بهي ایک رشته میں منسلک هو جاے - اگر اب بهي مسلمانان عالم اپنے حال سے باخبر اور اعدا کے ارادوں سے واقف هو جاویں ' تو کیا تعجب هے که مسلمانوں کي ترقي و عروج کا دریا پهر اوسي طرح تموج پر آجاے جسطرح آجکل عیسائیوں کا هے -

دیگراں هم بکنند آنچه مسیحا میکرد

اگر هم غافل رهے تو نه صرف هم مسلمانوں کا بلکه ایشیاء کا خاتمه هے - اور سب ایشیائي اقوام اور مذاهب مغلوب هوکر رهینگے -

چین میں مصالح ملکي نے جو عیسائیت کا ولوله پیدا کیا تها وه بهت هي اندیشه ناک آثاروں میں سے هے -

مسلمان اگر اپني حالت درست نه کرینگے تو سب سے اهم الزام اونپر یه هوگا که دنیا کو ضلالت کي طرف پهنچنے میں اونهوں نے حصه لیا - تعلیم وحدانیت سے لوگوں کو متنفر کیا -

مسلمان هرگز اپني حالت نهیں درست کرسکتے جبتک وه کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله پر سب کے سب مجتمع نه هو جاویں - جب تک اونکا رخ ایک خدا کي طرف اور ایک قبله کي طرف نه پهر جاے -

..... خدام کعبه کا مقصد یهي هے - اور یهی اولین مقصد هے - اسي مقصد پر کام شروع هونا چاهیے - ..... کي تکمیل میں ابهي پانچ چهه ماه کا عرصه لگیگا مگر هیرلي تیار هو رها هے - ترتیب میں هر شخص کي راے سے فایده اوٹهایا جاویگا -

میرا خیال یه لکهدینا مناسب هوگا که مجهے ایک اولوالعزم شخص کا انتظار هے جو بسم الله کهکر ' علائق سے علحده هوکر ' کمر همت چست باندهکر آگے هو - میں اوسکے پیچهے چلنے کے لیے دامن سنبهالے بیٹها هوں - کوئي عالم با عمل یا رند بلاکش آگے هو پهر اسکا میں ذمه دار هوں که اوسکا ایک مقتدي تو ایسا ضرور هونگا جو دنیا و ما فیهه سے بیخبر هوکر دامے' درمے' سخنے' قدمے بلکه دل و جان سے خدمت کے لیے مستعد هونگا - اس کام کے متعلق ابهي میري حالت حافظ (رح) کے اس شعر کے مصداق نهیں هوئي هے :-

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند

بیشک میں ایک فینٹیک (Fanatic) (دیوانه) مسلمان هوں - مگر ابهي قرعه فال میرے نام پر نهیں گرا - نه ابهي کسي آسمان شکوه پر اس کا تجربه هوا که وه اوٹها سکیگا یا نهیں - خود میري شناخت میں دو چار گواں پایه حضرات ایسے هیں جو ظاهرا اسے اوٹهانے کي طاقت رکهتے هیں - الله اونکو حوصله دے - استقلال دے - قوت دے - اور اوسي کے ساتهه تهوڑي سي چاشني جنون یا یورپ کي زبان میں فینا ٹیسزم (Fanaticism) کی بهي عطا کرے - اسلیے که :-

ناز پرورده تنعم نه برد راه به دوست
عاشقي شیوهٔ رندان بلاکش باشند

هاں اس کام میں پیش راه هونے کے لیے کسي امیر کو نهیں چاهتے - کسي والي ملک کو نهیں چاهتے - کسي قارون کو نهیں چاهتے -

هماري حالت خراب هے - هم پر بلاؤں کا نزول هے - همارا جهاز گرداب میں پڑا هے - الغرض :

اندهیرا هے - تلاطم هے - هواے تند هے - لیکن -
میں ڈرا ے محمد کیا - همارے نا خدا تم هو -

ارض حجاز کا قریشي چوپان اب بهي هماري گله باني کو کافي هے - محمد (صلعم) عربي کے نقش قدم واضح هیں' اور هم کو نزول مقصود تک پهونچانے کے لیے دلیل راه بنسکتے هیں - همارے لیے قران کریم کي هدایت کافي اور بالکل کافي هے - همارے جهاز کا اگر ناخدا کوئي بهی نه هو' تب بهي هم کو یه دعوی هوگا :

ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

هم کوئي سرغنا نهیں چاهتے - رهنما نهیں چاهتے - هم صرف ایک خادم الخدام چاهتے هیں -

کوئي خدا کا بنده مل هي کر رهیگا - یه خدا کا کام هے - اور خدا کا کام بند نهیں رهتا - وه اپنا کام جوان اور بڈهے سب هي سے لے سکتا هے -

اگر کسي صاحب کے ذهن میں کچهه خاص نام ایسے هوں جو ان کاموں کے لیے مناسب معلوم هوں اونسے بهي مطلع کریں - کتنے گراں بها موتي هیں جو صدف کے اندر هي رهجاتے هیں - میں چاهتا هوں که یوں نه هو تو اس ریز (Xrays) سے کام لیکر هر هر صدف میں در بے بها کي تلاش هو - کوئي نه کوئي گوهر ایسا مل هي جایگا جسپر خاقان هفت اقلیم کو بهي ناز هو -

شئون عثمانیه

الاتحاد الاسلامي

اثر خامه حضرت کاتب تدبر: جلال نوري بک

اتحاد اسلامي ' خلافت ' اور مسئله مصريه کي بابت ميرے خيالات ' ميرے ان اقوال سے معلوم هوچکے هيں جو اخبار الواء نقل يا اقتباس کيا کرتا تها ' مگر آج پهر يه مضمون اسليے لکهرها هوں که مجملا ان خيالات ديرينه کو اپنے مصري اور ترکي بهائيوں کے سامنے پيش کروں ' کيونکه ا خيالات کو شاهي رعايا کے رشتهٔ الفت کے استحکام اور بقيه قراء سياسيه اسلاميه کے ثبات کے ليے سودمند سمجهتا هوں -

يورپ صرف انهي لوگوں کو پسند کرتا هے ' جنکا نشو و نما مغربي اصول يعني وطنيت و جنسيت کي تقديس پر هوا هو - لا يدين عربوں ' ترکوں ' مصريوں ' هندوستانيوں ' افريقيوں ' غرض اسلامي قوموں ميں سے کهيں بهي اختلاف جنسيت کا اثر نهيں - کيونکه اسلامي تعليم ميں نه جنسيت کي بنياد هے اور نه اسکا اثر - اسلام نے تو يه کها هے که تمام مسلمان ايک قوم هيں - اگر بعض اجنبي سلطنتوں کے مسلمان خليفة المسلمين کي تقديس اور اقرار بيعت کے باوجود اپنے آپ کو ايک جداگانه قوم سمجهنا چاهتے هيں ' تو يه انکي سخت غلطي هے جسکي وجه اسکے سوا اور کچهه نهيں که وه تعليم اسلامي کي روح سے نا واقف هيں -

اسلام (جيسا که رنيان کهتا هے) " ايک ولوله انگيز و محير العقول طاقت هے ' جو لغت ' جنسيت ' وطنيت ' طبيعت ' اور مزاج کے اختلاف کے با وجود ' اپنے حلقه بگوشوں کو ايک کر ديتي هے - " بناپريں ميں کهتا هوں که يورپ کا مذهب استعمار جهاں تک هوسکے دنيا ميں پهيلے اور عام هو ' اور دل يورپ ايشيا ' افريقه ' اور اوقيانوس کے ممالک ميں سے جسقدر چاهيں فتح کرليں - پر يه تمام فاتح و استعمار مسلمانوں کے رشتهٔ اخوت و الفت کو منقطع نهيں کرسکتا - بلکه اسکے بر عکس ان سلطانوں کا ظلم و ستم جسقدر زياده ' اور تعدي و توهين جسقدر گراں هوگي ' اسيقدر عالم اسلامي کي بيداري اور احساس ' دونوں زياده هونگے - پولينڈ نے ' جسکو جماعتوں کے باهمي اختلافات و منازعات نے اسدرجه پاره پاره اور پامال کرديا تها که وه اپنا اتحاد قومي اور جذبهٔ وطني تک بهولگيا تها ' اسيوقت اپنا گم کرده احساس دوباره پيدا کيا ' اور رشتهٔ ملي و وطني کي حقيقت اور قدر و قيمت سمجهي ' جب روس ' آسٹريا ' اور پروشيا نے اسکو باهم تقسيم کرليا - اسوقت تمام پولينڈ مدافعت کے ليے اٹهکهڑا هوا اور هوا ' جو کچهه که هونا تها -

پس انگريزوں کا مصر ميں احتلال ' فرانس کا تونس اور الجزائر پر قبضه اور مراکش کو نگلجانا (گو حلق ميں پهنسگيا هے) اطاليا کا دولت عثمانيه کے مقابلے ميں اعلان جنگ ' طرابلس اور بنغازي کو بزور اسلحه زير کرنے کے ليے ' وغيره وغيره ' وه مصائب هيں ' جنهوں نے عالم اسلامي کو بيدار کرديا هے - حتي که مراکش کے قبائل ' جو هميشه تاخت و تاراج ميں مصروف رهتے تهے ' جنکے دلوں ميں اپنے همسايوں کو زک دينے يا نقصان کي فکر هميشه پوشيده رهتي تهي ' جو ان امور کے علاوه کسي اور امر پر غور کرنا جانتے هي نه تهے ' اب ترقي کے شائق هيں اور ملي و قومي رابطه اتحاد کو مستحکم کرنے کي کوشش کر رهے هيں -

بيشک نصارا ميں روسي ' قبطي ' فرانسيسي ' ارمني ' انگريز وغيره وغيره ' مختلف جداگانه قومين هم کو ملينگي ' مگر اسلام ميں اس جنسي تقسيم کا اثر نهيں - ايک روسي ايک فرانسيسي کو اجنبي سمجهتا هے تو سمجهے ' مگر ايک هندوستاني مسلمان ايک افريقي مسلمان کو اپنا بهائي سمجهتا هے - ياد رکهنا چاهيے که پيرس يا مارسيلز کا باشنده جس نظر سے ليون يا نانس کے باشنده کو ديکهتا هے ' اسي نظر سے ايک ترکي مسلم ايک قوقازي يا جاوي مسلم کو ديکهتا هے ' بلکه اس سے زياده محبت آميز و اخوت آگين نظر سے -

اسلام تمام اعتبارات سے برتر هے - اسلام اقوام عالم ميں ايک عالمگير برادري يا اخوت هے - بلاد اسلاميه ميں نصراني سلطنتوں کے مکائد و دسائس خواه کتنے هي پهيليں ' اور انکے اموال و مصنوعات کتنے هي رائج هوں ' مگر يقيناً يه چيزيں اس رشتے کو نه توڑ سکينگي -

جلالتمآب سلطان المعظم کا مرتبه بحيثيت خليفة المسلمين کے انکے اس مرتبه سے صدها درجه زياده ارفع و اعلى هے ' جو ان کو بحيثيت شاهنشاه دولت عثمانيه هونے کے حاصل هے - مقدم الذکر صورت ميں وه تمام عالم اسلامي کے بادشاه هيں - يه ايک ايسي طاقت هے - جسکا هر شخص اعتراف و احترام کرتا هے - اس طاقت کا فرض هے که آجکل ظاهر هو اور ايسے عملي نظام و تنسيق کے ساتهه ' جو اسکے مناسب هو ' تا که اگر يورپ اپنے مادي مصالح کا پاس کرنا چاهے تو اس کا فرض هو که دولت عثمانيه کي مخالفت سے اجتناب کرے - ميں پوري جرأت سے کهتا هوں که آينده خلافت اسلاميه کي حفاظت کا کوئي طريقه اس سے بهتر نهيں مليسکتا -

يورپ کا خيال هے که مشرق ميں عموماً اور عالم اسلامي ميں خصوصاً ' ايسا عام کوئي اثر نهيں ' مگر يه اسکي غلطي هے - بيشک يه صحيح هے که سياسي جماعتوں کے اختلافات يهاں اسقدر عظيم الشان نهيں هوتے ' جتنے که اور جگه هوتے هيں - مگر جب که مذهبي اختلاف هو اور بحث و نزاع ميں مذهب کي عزت کا سوال پيدا هو جاے تو افريقه کا حبشي بهي (جو تمدن ميں کمترين درجه سمجها جاتا هے) اپنے مذهب عزيز کي مدافعت ميں آواز بلند کرنے لگتا هے -

دولت عثمانيه اتحاد اسلامي کا محکم ترين ستون هے اور اسکا فرض هے که اس سے جائز طور پر مستفيد هو - وه عالم اسلامي سے خود دولت عثمانيه کو شوکت و قوت حاصل هوتي هے -

مصر جو اپنے آپ کو آزاد کرنے ' اپني سرسبزي سے متمتع هونے ' اور اپني گذشته عظمت کو دوباره حاصل کرنے کے ليے کوشش کر رها هے ' دولت عثمانيه کا ايک جزو غير منفصل هے - اسکو هم دولت عثمانيه کے ليے منجمله اسباب ترقي و رفعت شان کے سمجهتے هيں -

افسوس هے که بعض نوجوان ' جنهوں نے واقعي اپني عزت کو محسوس کيا هے ' ان خيالات سے ناواقف هيں ' جو انکے متعلق يورپ کے حلقوں ميں دائر و سائر هيں - يورپ چاهتا هے که اپنے تمدن کي بر قلموني سے انکو اپنے آپ ميں جذب کرلے اور حقيقت سے اندها

کر دے - همارا کمال و تقدم هر مشرقي سے نفرت ' اور هر مغربي کي تقليد کے ساتهه رابسته نهيں ' بلکه هماري خوش بختي اور کامیابي ایسي اشیاء میں مضمر هے جو مشرق اور اهل مشرق کي ترقي کا باعث هوں -

اگر هم اپنے قومي عادات و خصائل کو چهوڑ دینگے تو هم صفحه هستي سے مٹجائینگے - لیکن اگر هم اپنے قومي عادات کو مضبوط پکڑے رهینگے ' سختي کے ساتهه اپنے اخلاق کے پا بند هونگے اور اپنے مذهبي تمدن کي تعلیمات کي طرف رجوع کرینگے تو همیں هماري گذشته عظمت پهر حاصل هو جائیگي ' اور ترقي یافته قوموں کي صف میں داخل هو جائینگے -

ولایات متحده امریکه اور جاپان ' جنکا رشته اتحاد وطنیت هے ' مغربي نفوذ کي حلقه بگوشي اور مذبوحي کے تذلل و انکسار کي وجه سے دول عظمي میں شمار نهیں کي گئیں ' بلکه اسکے برعکس ان دونوں سلطنتوں کو یه مرتبه صرف مغربي کورانه تقلید اور اسکے نفوذ کي حلقه بگوشي سے نفرت کي بدولت حاصل هوا -

عالم اسلامي آج اس قابل نهیں که دول یورپ کو نقصان پهنچاسکے - اسلیے اسکا اهم ترین فرض یه هے که اپنا دیني و علمي پایه بلند کرے اور یورپ کي ممانعت و معاکست کے علی الرغم ' تمدن میں اسکا مقابله کرے - اگر ۴۰ - یا ۵۰ - سال تک عالم اسلامي پوري طرح کوشش کرتا رها تو اسمیں ارباب فکر اور اهل کمال پیدا هونے لگینگے اور اسوقت یورپ جو اسوقت همارے ساتهه هر ممکن خشونت و درشتي کے ساتهه برتاؤ کر رها هے ' اس طاقت کے آگے گهٹنوں کے بل جهک جائیگا -

جو قوم اپنے شرف و وقار کو پهچانتي هے ' اپنے فرزندوں کي ذکاوت و جودت پر قناعت اور اپنے عمده اخلاق پر اعتماد کرتي هے ' محال هے که کسي وقت بهي ' کسي قوت کے سامنے بهي ' اسکي عزت مٹ سکے - مصائب کتنے هي مسلسل و متواتر هوں ' مظالم کتنے هي شدید هوں ' مگر ضرور هے که ایک دن آئے ' جسمیں اسکي ظفر مندي کا اعلان کیا جاے -

اسلحه کا اثر مادیات پر هے ' مجردات پر نهیں - توپیں اور بندوقیں سنگ و خشت کے قلعوں ' کو فتح کرسکتي هیں ' اور اسکي فوج کو قتل کرڈالتي هیں ' مگر نه دل کے قلعوں کو فتح کرسکتي هیں اور نه اسکي فوج یعني احساسات کو قتل کرسکتي هیں - اصلي قلعه یهي هے جسکو همیں مستحکم کرنا چاهیے ' اور اصلي فوج یه هے ' جسکي تعلیم و تربیت همیں کرني چاهیے - اسي لیے جب سے دولت عثمانیه میں حریت کا آفتاب طلوع هوا هے میں اس خیال کي خدمت کر رها هوں اور اسکو عالم اسلامي میں پهیلانا چاهتا هوں - ممکن هے که میري مساعي کامیابي کا تاج زیب فرق کرسکیں -

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

افسانۂ دفاع و سقوط ادرنه

گاه گاهے باز خواں ایں دفتر پارینه را
تازه خواهي داشتن گرداغهاے سینه را

لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب !

وداع ادرنه !!!

مقتبس از طائن (قسطنطنیه)

کیا ؟ .....کیا وه داخل هو گئے ؟ کیا ادرنه ساقط هوگیا ؟ کیونکر ؟ اور کس طرح ..... ؟

وقت آگیا که هم میں سے هر شخص ایک دوسرے سے ' پرنم آنکهوں ' کانپتي هوئي آواز ' اور لرزهتي هوئي زبان سے یه سوالات کرے - اخوان وطن ! ادرنه - آل عثمان کا قدیم دار السلطنت ' ابطال عثمانیه کي آرامگاه ' عثماني مدافعت کا مطاوب ' امة اسلامیه کا محبوب ' یعني ادرنه ساقط هوگیا ! هاں ساقط هوگیا ! هماري نظروں کے سامنے ساقط هوگیا اور هم ' هم بدبخت زنده هیں ! ! فیا للادرنه ! و یا للادرنه ! !

یه سانحه ' دادوز سانحه ' جو هر عثماني کے مخیله پر مرتسم رهیگا ' مهینوں اور سالوں تک نهیں ' بلکه اسوقت تک ' جب تک که اسکي رگوں میں عثماني خون گردش کرتا هے ! !

سه شنبه کو فیصله کن حمله شروع هوا ' حال نے مستقبل کي بابت پیشین گوئي کي ' اور ایسے روشن دلائل کے ساتهه ' جسمیں تشکیک کي گنجایش نه تهي -

اب ادرنه کے افق سے امید کي روشني مفقود هو چکي تهي ' نومیدي کي گهري تاریکي چهائي هوئي تهي - یه حالت تهي جسمیں بطل ادرنه نے لاسلکي (وائرلیس) کے ذریعه باب عالي کو اطلاع دي : " دشمن نے سخت حمله کیا ' شدید جنگ هو رهي هے "

یه آخري اطلاع تهي جو بطل موصوف نے بهیجي -

... ... ایک مدت کے بعد سنائي دي توپوں کي گرج ... هتیاروں کي کهڑکهڑاهٹ ... ... داخل هونے والوں کا خروش ... جوش فتح سے بد مستوں کے نعرے ... ... امید کا چراغ گل ! یاس کا استیلا ! عسکر پاشا پر هجوم غم ' وفور حیرت - نهیں جانتے که مرجائیں اور ذلت گرفتاري سے نجات پائیں ' یا زنده رهیں ' اور وطن عزیز اور ملت بیضاء کے لیے اپنا لهو پاني کریں - خیالات میں تلاطم ' جذبات میں هیجان ' مرگ و زیست کے لیے خود داري ' اور وطن عزیز کے لیے کشاکش .....

دشمن کے نعرے ... ... موسیقي کے نغمے ... ... فوجوں کي حرکات ..... دروازه کهلتا هے - ایک شخص ژنده و سفید ریش ' بلند پیشاني والا داخل هوتا هے ' اور کهتا هے :

" اے قائد جلیل و اے فخر تاریخ حرب ! دشمن هوں مگر قدر شناس - تیري بسالت اور پامردي کا معترف اور مداح - پس قدر کر اپني ' که دشمن تک تیري قدر کرتے هیں - میں تجهه سے تلوار لینا نهیں چاهتا کیونکه تجهه ایسے قائد شجاع سے تلوار لینا ' تلوار کو عزت

سے محروم کرنا ہے - پس اب ہم کو سفر کے لیے تیار ہو جانا چاہیے کہ وقت قریب ہے " -

شکري پاشا اسکي طرف مڑتے ہیں - اسکے اعتناء و التفات کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

دده اغاج ... ایک ہل چل ... تزین روانگي کے لیے تیار - فوجوں سلامي کے لیے مستعد ' شکري پاشا مع رفقا کے تزین کي طرف روانہ ہوتے ہیں - فوج سلامي دیتي ہے - شکري پاشا تزین میں بیٹھے ہیں - کھڑکي سے گردن نکالتے ہیں ' شہر پر پر حسرت نگاہیں پڑتي ہیں جو کہتي ہیں :

" ادرنہ ! آہ اے عزیز ادرنہ ! تو مجھے ماں کي طرح محبوب و محترم اور بیوي کي طرح عزیز و پر ناموس تھا - میں نے قسم کھائي تھي کہ جب تک دم میں دم ہے ' تیرے لیے مدافعت کرونگا - شب و روز مسلسل جاگا ' استحکامات و خطوط کي نگراني کي ' خائنوں نے تسلیم کرنا چاہا تھا مگر میں نے کہدیا کہ اگر تو دشمنوں کے حوالے کیا گیا تو میں انکے پامال کرنے سے پہلے اپنے ہاتھہ سے تجھے تودۂ خاکستر بنادونگا - اخر وقت تک لڑا ' پر افسوس کہ تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں - تو بالاخر ان ہاتھوں میں چلا گیا ' جن سے بچانے کے لیے ہزاروں مسلمانوں نے اپني جانیں قربان کي تھیں ؟

میں نے اپني قسم کي تمام باتیں پوري کردیں - البتہ میں خود زندہ ہوں - مگر اپنے لیے نہیں ' ورنہ میري تلوار میرا فیصلہ کر چکي ہوتي ' بلکہ اپنے وطن عزیز اور امۃ محبوب کے لیے ' کیونکہ وہ دشمنوں سے گھري ہوئي ہے - اسکي مصیبتوں کا ابھي خاتمہ نہیں ہوا ہے - اسے ابھي جنگ کي آگ میں سلگنا ہے - ممکن ہے کہ میں اسوقت کام آ سکوں - یہ سچ ہے کہ تو ساقط ہوگیا ' اور میں زندہ ہوں - لذائذ حیات کے لیے نہیں ' بلکہ اس جسم کے لیے ' جسکا تو ایک ٹکڑا ہے - اس تاج کے لیے ' جسکا تو ایک گوہر ہے ' اور اس قوم کے لیے ' جسکے ابطال کي تو آرام گاہ ہے !

فالوداع الوداع ! یا ادرنہ ! الوداع الوداع یا محبوبتي و مطلوبتي !! السلام علیک و علی من فیک من الابطال الامجاد !!!

.....

.....

حول سقـــوط ادرنـــہ

مقتبس از لندن ٹائمس و منچسٹر گارجین

نامہ نگار جنگ ادرنہ سے لکھتا ہے :

قلعہ سے نہایت سخت تکلیف کے ساتھہ میں ادرنہ پہنچا - سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ شہر کے حالات دریافت کرنے کے لیے اپنے چند دوستوں کے پاس گیا جو شہر میں موجود تھے - اہل ادرنہ آغاز جنگ میں تو گھبرائے ' مگر بعد کو عادي ہو چلے تھے - غذا کي ذرا بھي تکلیف نہیں ہوئي - سرکاري گودام کے دروازے انکے لیے الترواء جنگ کے آخر تک کھلے رہے تھے -

چونکہ غذا کي طرف سے اطمینان ہوگیا تھا ' اسلیے لوگوں کي ٹولیاں جمع ہونے اور جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگیں - آغاز جنگ میں بلغاري توپوں نے شہر کو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا کہ قیبق اور سلطان سلیم نامی دو محلوں کي چند عمارتیں منہدم ' نیز ۵۰ - آدمي قتل کیے - بہتر تو یہ تھا کہ منحوس الترواء جنگ نہ ہوا ہوتا ' لیکن اگر ہوا تھا تو ادرنہ میں رسد رسانی کي شرط ضرور لگادي گئي ہوتي - افسوس کہ سابق وزارت نے اسکي طرف توجہ نہ کي ' جسکا خمیازہ اخیر کو بھگتنا پڑا - جب دوبارہ جنگ شروع ہوئي تو سامان غذا کا بڑا حصہ صرف ہو چکا تھا پھر بعض بعض چیزیں بالکل ختم ہونے لگیں - جنمیں نمبر اول نمک کا تھا -

شہر میں گراني سرعت کے ساتھہ بڑھنے لگي - امراء شہر نے ایک حد تک گراني کا تدارک فقراء کو مالي امداد دیکر کیا ' لیکن مشکل یہ تھي کہ گراني کے ساتھہ فقراء کي تعداد بھي بڑھتي جاتي تھي - شکري پاشا کو اطلاع ہوئي تو انھوں نے اسکا نہایت عمدہ انتظام کیا اور پھر حکومت کي طرف سے روزانہ ایک رقعہ ہر فقیر کو روٹي ملنے لگي -

گرد و نواح کے باشندے مع اپنے مویشي و دیگر ضروریات کے شہر چلے آئے تھے - باشندے توپوں کي آواز سنتے سنتے عادي ہوگئے تھے ' اور اب ان آوازوں سے انمیں کوئي بیچینی پیدا نہیں ہوتي تھي - باشندوں کے آرام و راحت کے لیے شکري پاشا ہر طرح کي کوشش کرتے تھے - پولیس رات دن شہر میں پھرتي رہتي تھي ' تا کہ کوئي شخص کسي کي راحت میں خلل انداز نہ ہو سکے - اوقات تقسیم غذا کے علاوہ ' کسی دوسرے وقت کسي طرح کا بھي شور و غل نہیں ہوتا تھا -

باشندوں کي حالت دیکھنے کے لیے شکري پاشا موٹر پر شہر میں گشت لگاتے تھے ' اور شہر ہي سے استحکامات جاتے اور ضروري احکام دیتے تھے - جیسا کہ لوگوں کا بیان ہے ' غذا کي مقدار وافر موجود تھي -

گولے شہر پر گر رہے تھے ' جس سے آتش زدگي کے کئي واقعات ہوے ' مگر آگ بجھانے کے آلات موجود تھے ' اسلیے جہاں آگ لگي ' فوراً بجھادي گئي اور زیادہ نقصان نہیں ہونے پایا - ایک گولہ ارمني گرجے پر گرا ' جس سے گرجے کا صرف اسقدر نقصان ہوا کہ دو یا تین دن میں اسکي مرمت ہوگئي - ایک طرف تو شہر میں سامان غذا کم ہو رہا تھا ' جسکی وجہ سے گراني بڑھتي تھي ' دوسري طرف عام لوگوں کے پاس روپیہ ختم ہوگیا تھا - اسلیے آخر میں غربا کو سخت تکلیف اٹھاني پڑي -

حملۂ عام شروع ہوا تو تمام لوگوں پر سخت ہیبت چھاگئي - لوگ خانہ نشیں ہوگئے - راستے اور گلیوں میں سپاہیوں کے سوا اور کوئي نظر نہیں آتا تھا - گولے راستوں میں گرتے اور پھٹتے تھے - اہل شہر سمجھگئے تھے کہ اب محاصرہ بر سر اختتام ہے ' اسلیے اکثر تو شہر کے باہر چلے گئے ' اور بعض جو نہ جا سکے ' وہ گھروں میں بند ہو کے بیٹھہ رہے - شکري پاشا نے جب دیکھا کہ مقابلہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا تو باب عالي کے حسب الحکم قلعوں ' گوداموں ' اور تاریخي عمارتوں کے مسمار کرنے کا حکم دیدیا - توپوں کے دہانے ادھر پھر گئے اور گولے برسنے لگے - تین دن تک شب و روز گولہ باري ہوتي رہي - اسکے بعد معلوم ہوا کہ بلغاري مشرق کي طرف سے شہر میں داخل ہوگئے ہیں ' مگر دیگر اطراف کي فوج ابھي کامیابي کے ساتھہ مقابلہ کر رہي ہے - اسکے بعد توپیں خاموش ہوگئیں ' اور شکري پاشا نے آخري مایوسي کے بعد ہتیار ڈال دیے - ایک دن کے بعد فرڈیننڈ شاہ بلغاریا آیا ' اور پھر شکري پاشا صوفیہ روانہ ہوگئے - اسکے بعد اہل شہر میں سے جو لوگ گھروں میں چھپے ہوے تھے ' دوسرے دن نکلے - بلغاري فوج نے عثماني امیروں کي تفتیش شروع کردي -

اس خیال سے کہ بلغاري جامع سلیم کي توہین نہ کریں علما و مشائخ مسجد کے دروازہ پر آ کر جمع ہوگئے تھے ' مگر انکي ایک نہ چلي ' اور بلغاریوں نے وہ سب کچھہ کیا جو کرنا چاہتے تھے - تفتیش کا سلسلہ تین دن تک جاري رہا ' جسقدر اسلحہ برامد ہوے گرفتار کرا لے گئے -

بعد ازنہ وطہ

ادرنہ کي درد انگيز مظلومي !

مقتبس از ڈيلي ٹيلي گراف لندن

نيڈر (صوفيا) کانامہ نگار ادرنہ سے لکھتا ہے :

ادرنہ کي اسوقت يہ حالت ہے کہ ہر ديکھنے والے کو رونا آتا ہے ' اور دل پاش پاش ہوجاتا ہے - ميں نے اکتوبر ميں مصطفی پاشا کو ديکھا تھا - اسوقت اسکي حالت نہايت درد انگيز تھي ' مگر جو شخص اسوقت ادرنہ کو ديکھيگا ' وہ مصطفي پاشا کو بھول جائيگا - ايک طرف عثماني مقتولين کا ايک پہاڑ لگا ہوا ہے ' دوسري طرف عثماني مجروحين ہزاروں کي تعداد ميں پڑے دم توڑ رہے ہيں ' تيسري طرف مريضوں کي ايک جماعت کثير کراہرہي ہے ' راستے ميں چلو تو بندوقوں کي آوازوں کے سوا ' جو غالباً باشندوں پر سر کيجاتي ہيں اور " رحم کرو " کي صداؤں ' مظلوموں اور ستمزدوں کے نالوں کے علاوہ ' جو دلوں کو ہلاديتي ہيں ' اور کوئي آواز سنائي نہيں ديتي ! !

سقوط کے بعد قريباً دو ہفتے تک يہي حالت رہي - ادرنہ کو بيک نظر ديکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بلغاريوں کي سنگدلي اور توحش کے متعلق دنيا غلطي ميں نہيں ہے -

اسوقت بلغاري فوج اس درجہ فتح سے بدمست ہے ' کہ ايک نامہ نگار نے جب ايک بلغاري افسر کي توجہ ان کے انسانيت سوز مظالم کي طرف منعطف کرنا چاہي ' تو اس نے جواب ديا : " جب ہم کو لوگ وحشي اور ظالم سمجھتے ہيں ' تو پھر ہم کيوں اپنے جذبات کي تشفي نہ کريں ؟ "

سقوط ادرنہ کے بعد اخبار ماتان نے موسيو ہوگ اور کو ادرنہ اس غرض بھيجا کہ وہاں کے چشمديد حالات سے اطلاع ديں - چنانچہ ۱۵ - اپريل کے پرچے ميں انکي رپورٹ شائع ہوگئي ہے - موسيو مذکور لکھتا ہے :

" ادرنہ جسوقت ساقط ہوا ہے ' اسوقت شہر ميں ۸۰ - ہزار باشندے اور ۶۰ - ہزار فوج تھي - يہ انسانوں کي تعداد عظيم بلغاريوں کے ظالم ہاتھوں ميں آگئي - انکے علاوہ ۴۵ - ہزار وہ لوگ تھے ' جو گرد و نواح سے آکے شہر ميں پناہ گزيں ہوے تھے - خود بلغاري فوج جسوقت داخل ہوئي ہے ' ۴۰ - ہزار تھي - غرض سقوط کے بعد ادرنہ ميں انسانوں کي مجموعي تعداد سوا دو لاکھ تھي "

بلغاري حکومت خواہ کتنے ہي پر زور لہجہ ميں دعوی کرے ' مگر دنيا يقين نہيں کرسکتي کہ اس تعداد عظيم کے کھانے کا انتظام وہ کرسکي ہوگي - اسکا قدرتي نتيجہ يہ تھا کہ اس جم غفير کا ايک بڑا حصہ بھوکا رہتا ' اور يہ ظاہر ہے کہ عثماني قيديوں کے علاوہ اس حالت کے ليے اور کس کا قدرتي انتخاب ہوسکتا تھا ؟ - چنانچہ يہ واقعہ ہے کہ ہزاروں عثماني قيدي عين اُس وقت ' جبکہ بلغاري پيٹ بھرے عمدہ غذائيں کھا رہے تھے ' بھوکے مرگئے ! !

نہر طونہ پر ايک جزيرہ ہے ' عرصہ ہوا ميں وہاں گيا تھا - اسوقت وہ ايک جنت تھا ' جسميں مسلمان عورتيں ' جو ہميشہ پردہ ميں رہتي ہيں ' آتي تھيں ' آزادي سے پھرتي تھيں ' اور پھولوں کے گلدستے گھر ليجاتي تھيں - مگر آہ ! اب ميں نے جاکے ديکھا تو وہ ايک وحشت انگيز قبرستان ہے ' جسميں عثماني قيديوں کي لاشيں بے گور و کفن پھينکدي گئي ہيں ! !

اسوقت جزيرے کا منظر اس قدر عبرت انگيز اور درد ناک ہے ' کہ ديکھنے والے کو بيساختہ رونا آجاتا ہے -

بعد وطہ کے آخري دن

بطل ادرنہ کي تصريحات

(از نيوز ايسٹ لندن)

شکري پاشا ۱۵ - اپريل کو اپني فروگاہ (اسپلينڈ پيلس ہوٹل کے کمرہ) ميں متعدد اخبارات کے نامہ نگاروں سے ملے ' اور انکے سوالات کے جواب ديے - شکري پاشا نے بيان کيا کہ مشرقي حصے کي گرفتاري کے ۴ - گھنٹے کے بعد ' سرويوں نے قلعہ حيدر لق پر قبضہ کيا - اگر وہ يہ کہتے ہيں کہ انھوں نے مجھے گرفتار کيا تو ميں زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ واقعہ صرف رہي ہے جو ميں نے بلغاري مرکز عام ميں بيان کرديا ہے - اُس بيان کے ضميمہ کے طور ميں يہ کہسکتا ہوں کہ کرنل مارشولف بلغاري محافظ شاہي چلے حيدر لق آئے ' اور انکے اس اعلان کے بعد کہ ميں قيدي ہوں ' ہم لوگ بارک گئے ' جہاں ہم جنرل دازف سے ملے - واپسي ميں انھوں نے مجھے پوليس کي چوکي پر چھوڑ دينا چاہا ' مگر ميري فرمايش پر مجھے ميري قيامگاہ لے گئے - جب ہم وہاں پہنچے تو دو يا تين گھنٹے کے بعد بلغاريوں نے مجھے گرفتار کيا - ميں نے وہاں ايک سروي ميجر اور ايک سروي کرنل کو موجود پايا جو مجھ سے باتيں کرنے لگے -

اس سوال پر کہ " آيا انھوں نے سروي افسروں کو اطلاع دي تھي کہ اب وہ بلغاري اسير ہيں ؟ " پاشا موصوف نے فرمايا : " نہيں اسکا مجھے خيال بھي نہيں آيا - کسي نے مجھے قيد کيا ہو ' ميرے ليے سب برابر تھے - مجھے رحم بھي نہ تھا کہ ايک دن اس سوال پر مناقشہ ہوگا " ايک اور سوال کے جواب ميں شکري پاشا نے کہا : " ميں نہيں کہہ سکتا کہ آيا صرف سروي حملہ قلعے کو خطرہ ميں ڈال سکتا تھا - مگر جسوقت ميں گرفتار کيا گيا ہوں اسوقت تک مغربي حصہ گرفتار نہيں کيا جا سکا تھا "

ادرنہ کے ايام آخري

شکري پاشا نے بيان کيا کہ جسوقت قلعہ ساقط ہوا ہے ' اسوقت ترکوں کے پاس اور چار يا پانچ روز کي رسد باقي تھي - آخر ميں سپاہيوں کے پاس بد ترين قسم کے آٹے کي ۲۰۰ - گرام روٹي بھي موجود تھي - انکو يقين نہيں کہ رسد کي معقول مقدار شہر ميں کہيں چھپي ہوئي تھي ' کيونکہ اچھي طرح تفتيش کرلي گئي تھي - انھوں نے اس امر کا خيال رکھا کہ اہل شہر کو فوج سے بہتر غذا ملے ' کيونکہ معصورين کي اصلي حالت کے متعلق اجانب کي شہادت کي تصديق دينا جلد کرديگي - شہر ميں گھوڑوں اور بھيڑوں کي ايک کثير تعداد موجود تھي ' مگر نمک کي عدم موجودگي کي وجہ سے يہ ممکن نہ تھا کہ سپاہيوں کو ' جو پيچش ميں مبتلا تھے ' کھانے ميں گوشت بھي ديا جاتا - ايک مادہ سيال جو نمکين پنير سے نکالا جاتا تھا ' نمک کے بدلے روٹي ميں ڈالديا جاتا تھا - رہا سامان جنگ ' تو اسکي اتني مقدار وافر موجود تھي کہ سال بھر تک چلتا اور پھر بھي بچ رہتا -

شکري پاشا نے بيان کيا کہ جنگ کي آخري منزلوں ميں انکے پاس صحيح طور پر صرف ۳۰ - ہزار آدمي تھے -

اس سوال پر کہ " آيا در مہينے کے التواء جنگ نے فوج کي اخلاقي حالت کو نقصان تو نہيں پہنچايا " شکري پاشا نے کہا : " نہيں ' مگر

میرے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ بلغاریوں کے ایسے نارنگیوں سے لدی ہوئی ٹرینیں جا رہی ہیں اور وہ ضروریات زندگی تک سے محروم ہیں تو وہ یقیناً شکستہ دل ہوگئے " ان سے دریافت کیا گیا کہ" کیا یہ صحیح ہے کہ اپنی فوج کو بھاگتے ہوے دیکھکے آپ نے کہا تھا کہ ایسی فوج کے ساتھہ لڑنا ناممکن ہے ؟ " اسکے جواب میں انھوں نے بہت زور سے کہا : " نہیں ' ہرگز نہیں ' ممکن ہے کہ مجھہ سے کہیں غلطی ہوئی ہو ' مگر میری فوج نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا "

پھر ان سے دریافت کیا گیا : " کیا آپ کو اولی برغاس کی فیصلہ کن جنگ کا علم تھا ؟ اپنے اختیار میں ۸۰ - ہزار فوج رکھتے ہوے آپ نے کیوں نہیں خروج کیا ؟ " پاشا موصوف نے جواب دیا کہ " بالکل شروع میں ہم نے متعدد بار خروج کیے مگر میں نہیں کہسکتا کہ وہ تمام خروج کیوں نا کام رہے ؟ یہ کہ اولی برغاس میں جنگ ہو رہی تھی ' مجھے اسکا علم نہ تھا " پاشا موصوف نے کہا کہ" انہوں نے ریل کا پل اڑا دیا کیونکہ یہ اُنکا فرض تھا ' مگر تسلیم کے بعد انہوں نے کوئی عمارت نہیں اڑائی - یہ غیر شریفانہ حرکت ہوئی - انہوں نے گھوڑوں کو بھی ضائع کردیا ' کیونکہ ہر ایسی شیٔ کو ضائع کردینا جو دشمن کے استعمال میں آسکے ' انکا فرض عام تھا - مگر انہوں نے عام عمارتیں انسانیت کے خیال سے نہیں اڑائیں ' کیونکہ قرآن (حکیم) کہتا ہے کہ سب کا ایک ہی خدا ہے ! "

آخر میں انھوں نے فرمایش کی کہ ایک جرمن جرنل کی اس رپورٹ کی تردید کر دیجاے کہ انکے افسروں میں اور خصوصاً انمیں اور محافظ شہر اسماعیل پاشا اور انکے اسٹاف کے چیف میجر فواد بے میں شکر رنجی تھی - اور یہ کہ یہ شکر رنجی غیر قانونی اسباب سے بڑھگئی تھی -

صوفیا میں ہ ل ادرنہ کا ورود

۲۸ - مارچ کو موسم نہایت خوشگوار تھا - صوفیا کا اسٹیشن مختلف قسم کی جھنڈیوں سے اراستہ کیا گیا تھا - اسٹیشن پر بلغاری اعیان میں سے کرنل کانشف ' قائمقام یوزف ' لفٹنٹ ستوالف ' ستوایانف ایڈی کانگ وزیر جنگ ' اور معززین و رؤساء شہر کی ایک نہایت عظیم موجود تھی - ساڑھے چار بجے تھے کہ اسپیشل ٹرین جسمیں شکری پاشا اور انکے رفقا کے بارہ عثمانی افسر تھے ' اسٹیشن پر پہنچی - ان عثمانی اسیروں میں سے شکری پاشا کے علاوہ کسی کے کمر میں تلوار نہ تھی - عثمانی جنرل گو جوان تھے مگر اُنکے بشرے ان مصائب کے آثار کو چھپا نہیں سکتے تھے ' جو انھوں نے اثناء محاصرہ میں برداشت کیے تھے - رنگ زرد تھا ' چہرے مرجھائے ہوے تھے ' اور آنکھیں بیٹھی ہوئی تھیں - شکری پاشا گو معمر ہیں ' چنانچہ انکی عمر اسوقت ۵۹ - سال کی ہے ' مگر انکے چہرے سے علم و وقار کا نور چمک رہا تھا ' اور انکھوں سے تجربۂ و فراست کی نہایت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں -

سب سے پہلے وہ یوز باشی جو شکری پاشا کی خدمتگذاری کے لیے متعین کیا گیا تھا ' اترا - اسکے بعد شکری پاشا اترے اور اپنے رفقاء کو اشارہ کیا کہ اترو - چنانچہ وہ بھی اتر گئے - بلغاری افسروں نے فوجی سلام کیا - ملکی (سویلین) افسروں نے ٹوپیاں اٹھالیں - کرنل کانشف شکری پاشا کی طرف بڑھا اور فرانسیسی میں تاثر سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا : خوش آمدید ! تمام عالم ' ادرنہ کے غالب و مغلوب ' دونوں کی شجاعت سے حیرت میں ہے - بلغاری ادرنہ کے بطل عظیم کی خدمت میں اپنا احترام و اجلال پیش کرتے ہیں - اے بطل عظیم ! آپ یقین کریں کہ اس مایوسی کے عالم میں آپ نے جس بسالت و شجاعت کا اظہار کیا ' اس پر بلغاریوں کو استعجاب ہے ' اور آپکی ذات عالیہ کا وہ مخلصانہ طور پر احترام کرتے ہیں "

شکری پاشا کرنیل مارشولف کی طرف متوجہ ہوے ' اور پست اور رکتی ہوئی آواز میں ان جذبات کا شکریہ ادا کیا ' جو بلغاریوں نے انکے استقبال میں ظاہر کیے تھے - اسکے بعد کرنل کانشف نے قائمقام یوزف کا شکری پاشا سے تعارف کرایا - اور اُس نے شکری پاشا کو اپنی حفاظت میں لے لیا -

موٹر اور دو گاڑیاں ان اسیران عثمانی کے انتظار میں کھڑی تھیں - موٹر میں شکری پاشا اور یوزف پہلو بہ پہلو بیٹھے ' اور گاڑیوں میں باقی جنرل - اور اسپلینڈڈ پیلس ہوٹل کی طرف ' جو انکے لیے فرود گاہ تجویز کیا گیا تھا ' روانہ ہو گئے -

تصریحات شکری پاشا

تفصیل و تشریح بعض امور مہمہ ' و تغلیط مکذوبات

غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں نے صوفیا میں شکری پاشا بطل ادرنہ سے اثنا ے ملاقات میں جو سوالات کیے ' اور پاشاے موصوف نے انکے جو جوابات دیے ' اخبار نیوفری پریس کا نامہ نگار صوفیا جسکے ذیل بیان اسکے متعلق شائع کرتا ہے :

ہم مختلف ممالک کے ۱۳ - نامہ نگار شکری پاشا کے کمرہ میں گئے - کپڑوں کی الماری میں پاشاے موصوف کی معمولی تلوار آویزاں تھی ' کمرے کے ایک گوشے میں ایک چھوٹی سی لائبریری تھی ' جسمیں کتابیں اور بعض اخبارات تھے - ہم لوگ جب کمرے میں داخل ہوے ' تو پاشاے موصوف نے ہم سے مصافحہ کیا - اس تمہید ملاقات کے بعد ہم نے متعدد سوالات پیش کیے - سلسلۂ جواب شروع کرتے ہوے پاشاے موصوف نے فرمایا :

" حالت قید میں نامہ نگاران ممالک اجنبیہ سے ملاقات میرے لیے ایک نہایت افسوس ناک واقعہ ہے ' لیکن بہر حال آپ جو چاہیں پوچھہ سکتے ہیں - جواب دینے طیار ہوں -

(س) شریف بہادر : کیا آپ بتا سکتے ہیں ' کہ آپ نے اپنے کو بلغاریوں کے حوالے کیا تھا یا سرداروں کے ؟

(ج) میں آخری ایام میں حضراق کے مورچے میں تھا - بلغاریوں کا دعوی میری گرفتاری کی نسبت صحیح ہے ' کیونکہ میں نے اپنے کو بلغاری کرنل مارکوف کے سپرد کیا تھا جو دو جنگی افسروں کے ساتھہ میری ملاقات کیلیے آیا تھا - اس بنا پر تسلیم ادرنہ کے متعلق بلغاری مرکز حربی عمومی نے جو اعلان شائع کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا - وزیر خارجیۂ سوریا سے اس بیان کو سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا ' کہ میں نے اپنے اپکو سرداروں کے حوالہ کیا تھا -

واقعہ یہ ہے کہ پہلے بلغاری کرنل مارکولف میرے پاس آیا جس سے ۱۵ - منٹ تک میں نے گفتگو کی اور اسکے بعد اسکے ساتھہ ایک گاڑی پر سوار ہو کر ایک مقام تک آیا ' جہاں میں نے کمانڈر دانکوف کو پایا ' اور وہاں سے ہم سب ایک موٹر پر سوار ہو کر کمانڈر کانوف کے پاس آئے ' جہاں پہونچکر میں نے خواہش ظاہر کی ' کہ میں بالفعل اونہیں مورچوں میں قیام کرنا چاہتا ہوں - افسروں نے

رضامندي ظاهر کي' اور میں اپنے مستقر پر واپس آگیا- اس واقعه کے دو گھنٹے بعد دوسري افسر آئے ' جنکو میرے اور بلغاریوں کے گذشته واقعات کي کچھه اطلاع نه تھي - یه افسر میري نسبت بعض تعریفي فقرے کہکر واپس چلے گئے - انھوں نے تسلیم ادرنه کے متعلق ایک حرف بھي مجھسے نہیں کہا -

(س) کیا جناب نے سرویوں کو اس سے مطلع کیا که بلغاري یہاں پہلے آ چکے هیں ؟

(ج) (مسکرا کر) نہیں ' کیونکه اسکي ضرورت نه تھي - میں صرف یه جانتا تھا که میرے سامنے جو فوج هے ' وہ متفقه ریاستوں کي هے - مجھکو سرویوں اور بلغاریوں کی باهمي منافست کا بالکل علم نه تھا ' اس بنا پر خواه میں اپنے کو سرویوں کے حواله کرتا یا بلغاروں کے ' دونوں ایک هي بات تھي - اسوقت میں نے آپ لوگوں سے حقیقت حال بیان کردي که میں نے اپنے کو بلغاري کرنل کے حوالے کیا تھا -

(س) یہاں یه متواتر افواهیں پهیلیں که جناب نے مارکوف سے جب ملاقات کي اور اسسے درخواست کی که آپ اپني تلوار حوالے کر دیں' تو جناب نے جواب میں فرمایا که میں اپنے پاس تلوار نہیں رکھتا -

(ج) میں یقین کرتا هوں که پستول جسکو برابر میں اپنے ساتھه رکھتا هوں' تلوار سے زیاده کار آمد هے' اسي لیے اوسوقت بھي تلوار کي جگه پستول هي میرے پاس تھا -

(س) کیا سرویوں نے مورچوں میں سب سے زیاده نقصانات پهونچاے ؟

(ج) سرویوں نے جو حمله کیا ' اوسکا نتیجه صرف یه هوا که وہ بعض اگلے مورچوں پر قابض هو گئے - اونکا توپخانه گو نهایت سخت بارش کر رها تھا ' لیکن میں یه سمجھه گیا تھا که حمله آوروں کا حقیقي هدف صرف مشرقي جانب هے' اور سرویوں کے یه حملے فوج محصور کو محض دهوکها دینے کیلیے نمائشی هیں' لیکن میں یه اعتراف کرتا هوں که اونھوں نے هر حملے میں بهادري ظاهر کي -

(س) کیا قلعه میں سکون اور خاموشي تھی ؟

(ج) پاشا نے یه کہکر اپني جیب سے فرانسیسي اخبار (طان) کے ۱۰ - اپریل کا نمبر نکالا جسمیں لکھا تھا : " کامل پاشا کے سقوط وزارت کے وقت ادرنه میں اتحادي جنگی افسروں کي ایک جمعیت مشکل هوئي - اس جمعیت کے مقابلے میں شکري پاشا عاجز رهے اور آخر ان سے یه کہدیا گیا که تمھارا جو دل چاهے وہ کرو " پاشا نے اسکے بعد فرمایا : یه واقعه شائبۂ صحت سے بالکل خالي هے - تمام فوج آخر تک صادق' وفادار' اور اطاعت گذار رهي ' اور کوئي باهمي تفرق یا جمعیت مختلفه وهاں نه تھي -

اسکے بعد نامه نگاروں نے جنگ کے متعلق سوالات کا اراده کیا ' لیکن پاشا نے اونکے جواب دینے سے انکار کردیا ' اسلیے گفتگو کا دوسرا سلسله شروع هوا :

(س) کیا تمام ایام محاصره میں ' روزانه جناب آستانه سے گفتگو کرتے رهتے تھے ' اور یه آستانه نے جناب کو قرق کلیسا ' یا اسلحي لوازم برعاس ' اور بنادر حصار کی هزیمتوں کي اطلاع دي تھي ؟

(ج) بیشک' مگر یه ضرور تھا که بے تار کي تار برقي کے آلات ابھي اچھے نہیں هیں' اسلیے چند روز تک همیں کوئي اطلاع نہیں هوئی - اسکے بعد پاشا نے ایک ٹھنڈي سانس لي اور فرمایا :

ایسے شهر کي مدافعت میں' جو ان تمام سامانوں سے خالي هو' میں آپلوگوں کو کیا بتاؤں که کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ؟ اگر میں بالتصریح تمام واقعات بیان کروں ' تو آپ حیران هو جائینگے - حقیقت یه هے که واقعۂ مدافعت ادرنه دنیا کي تاریخ کا ایک عدیم النظیر واقعه هے -

اس سے پہلے جسوقت صلح منعقد هوئي تھی ' بجز اسکے اور کوئي اثر هم پر نه پڑا که ان طویل ۷ ماہ صلح میں همارا ذخیرۂ خوراک نهایت کم هو گیا - اوسوقت جب چٹانجه کی فوج کو روزانه خوراک تقسیم هوتي تھی ' میري فوج روزانه ۳۵۰ گرام کے نان بے نمک پر قناعت کرتي تھی - کچھه دنوں کے بعد ۳۵۰ گرام سے گھٹکر صرف ۲۵۰ گرام کی مقدار رہ گئی ' اوراے کاش اگر پوري خوراک ملتي ...

(س) - کتنے عرصه تک قلعه اور مقاومت کرسکتا تھا ؟

(ج) - تین دن تک ' کیونکه خوراک میرے پاس اس سے زیاده دن کی نه تھي - عام باشندگان شهر کے پاس بھی کھانے کي کوئي چیز نه تھي - هم نے اکثر گھروں کا ملاحظه کیا ' اور ضروري چیزیں فوج کیلیے حاصل کیں' لیکن با ایں همه غیر ملکی اشخاص اور عیسائیوں کے پاس کچھه نه کچھه کھانیکی چیز ضرور تھي ' لیکن بیچارے مسلمانوں کي حالت نهایت خراب تھي - یه ان حیوانات کا گوشت کھاتے تھے جو جنگ میں بیکار هو جاتے تھے - قلعه میں بے نمک کي روٹی اور حیوانات کے گوشت کے کھانے سے تیز اندیا کي بیماري عموماً پھیل گئي تھي - آخري دنوں میں تو فوج کو جو روٹی تقسیم هوتي تھي - اوسمیں بھي نصف حصه مٹي کا هوتا تھا !!

(س) جناب قلعه میں کب داخل هوے ؟

(ج) - میں بعض امور کي تحقیقات کی غرض سے قوجانه میں مقیم تھا ' اور وهاں دو مہینے تک اقامت کی ضرورت هوئي - میں اس اثنا میں نهایت سخت بیمار تھا که مجھکو ادرنه کے تقرري کي اطلاع دي گئي - ڈاکٹر نے مجھکو مشوره دیا که میں قوجانه چھوڑکر بغرض علاج آستانه چلا جاؤں ' لیکن میں اس مشورۂ طبي کو اسلیے قبول نه کرسکا که میرے نزدیک ادائے فرض هرشے پر مقدم هے - انھیں حالات کے ساتھه ' میں شهر میں اعلان جنگ سے صرف پانچ روز پہلے داخل هوا ' لیکن با ایں همه همارے پاس اتنا سامان ضرور تھا ' جو ایک سال تک کفایت کرتا -

(س) کیا یه صحیح هے که جناب آخري ایام میں اپني فوج سے ناراض تھے ؟

(ج) اس خبر کي کوئي بنیاد نہیں - میں اوس فوج سے کیونکر ناراض هوسکتا تھا ' جو جو روزانه ضروري خوراک کا بھي صرف تہائي حصه پاتي تھي ؟

همارې شکست کا تنہا سبب بھوکه کا سخت و شدید حمله تھا ' جسکي مدافعت کا همارے پاس کوئي سامان نه تھا ' علاوه بریں تیس هزار قلیل التعداد فوج اوس فوج گراں کا مقابله کیونکر کرسکتي تھی' جو ایک لاکھه بتیس هزار بلغاریوں ' اور چالیس هزار سرویوں سے مرکب تھي ؟ اس تیس هزار میں سے بھي نصف مجروح اور مریض تھے ! !

(س) جناب نے ادرنه کے پل کے انہدام اور حیوانات کے قتل کا حکم کیوں دیا ؟

(ج) - اسلیے که آستانه سے مکرر بھي حکم پہونچا تھا ' اور اس لحاظ سے بھی که میں ایک مسلمان سپاهي هوں نه افسران بالا کا امثال امر میرے لیے فرض هے - علاوه بریں جنگي مصلحتیں بھي اسي کي مقتضي تھیں - اسي بنا پر خوراک کی وہ قلیل مقدار' جو میرے پاس بچ رهي تھي' اوسکو بھي میں نے جلا دیا ' اور یه حکم مجھکو آستانه سے سقوط ادرنه سے پہلے هي پہنچ چکا تھا ' جسکي میں نے پورې تعمیل کر دي :

ہمارے خزینۂ اقبال کے اخری جواہر

یورپین ٹرکي کا خاتمہ

(۱)

مضامین الشان ادرنہ

مختصر حالات

نام اور حدود اربعہ

رومیلي (یورپین ٹرکي) میں ایک صوبہ ہے ' جسکي حد بندي شمال کي طرف سے امینہ طاغ اور بلقان ' مشرق کي طرف سے بحر اسود ' جنوب کي طرف سے آستانۂ علیہ ' بحیرہ مرمرہ ' درۂ دانیال ' جزائر ارچنیل ' اور مغرب کي طرف سے دستیر طاغ کرتا ہے - رقبہ ۸۸ ' ۷ ' ۶۲ - کیلو متر ہے - ۳۶ - ضلع اور ۵ - قسمتیں ہیں - قسمتوں کے نام یہ ہیں :

(۱) ادرنہ (۲) فلبہ (۳) اسلمہ (۴) تکفورطاغ (۵) گلي پولي

کل آبادي ۵۹ ' ۷۰ ' ۵۳ ' ۲- ہے - صوبے کا دار الحکومت ادرنہ ہے - پہلے اس صوبے کا نام ثرافت (تھراقت) تھا ' مگر اب یہ اپنے دار الحکومت کے نام سے موسوم ہے -

مناظر طبیعي

یورپ میں یورپین ٹرکي ' اور یورپین ٹرکي میں ادرنہ ' ان مقامات میں سے ہے ' جن کے لیے قدرت نے کشادہ دستي کو زیادہ کام فرمایا ہے - دامن ہاے کوہ (جنکي اس صوبے میں کمي نہیں) لذیذ میووں ' عطر بیز پھولوں ' اور خوش منظر درختوں کے کنج ' اور نظر کش و باصرہ افزا مرغزاروں سے معمور ہیں - پہاڑوں سے گرنے وا لے لطف انگیز و نغمہ طراز آبشاروں کے علاوہ ' شیریں ' خوشگوار ' اور شفاف پاني کی نہروں کا ایک روپہلي جال ہے ' جو تمام صوبے میں بچھا ہوا ہے ' اور ہر ہر گوشے کو سیراب و شاداب کرتا رہتا ہے - ہوا بھی معتدل مگر لطیف و خوشگوار ہے - مختصراً یہ کہ یہاں کے مناظر طبیعي بے حد صحت پرور ' فرحت انگیز ' اور لطف آگیں ہیں -

پیداوار

خاک ادرنہ جسطرح فرحت پرور اور نظر نواز ہے ' اسی طرح مایہ دار اور زر ریز بھی ہے - نباتات میں روئي ' افیون ' بادام ' فندق ' کاپی ' سیب ' ناشپاتي ' خربزہ ' اور جمادات میں پشمینہ ' لوہا اور سنگ مرمر پیدا ہوتا ہے - ان خدا داد سرچشمہ ہاے دولت کے علاوہ یہاں تمول کا وہ ذریعہ بھی ہے ' جو گنج عالم کی کلید اور قدرت کي فیاضیوں سے محروم ممالک کا مدار زندگي ہے - میري مراد اس سے صنعت ہے - اصناف صنعت میں سے یہاں پشمینہ و پنبہ بافي اور اسلحہ سازي زیادہ رائج ہیں - تینوں قسم کے کارخانوں کی ایک تعداد موجود ہے جو کامیابي کے ساتھہ چل رہی ہے - یہاں کی مصنوعات میں سے جانمازیں ' پردے ' اور عبائیں اپنی گلکاري ' خوش رنگي ' اور پائداري کي وجہ سے مشہور ہیں - غرض کہ ادرنہ ایک شاداب ' سیر حاصل ' اور مایہ دار صوبہ ہے ' اور اسی لیے یورپین ٹرکی میں قسطنطنیہ کے بعد اسي کا نمبر ہے - شاید اب کہنا چاہیے کہ " تھا " !

ادرنہ بلحاظ دار الحکومت ہونے ' نیز طبیعی اور صناعی ' دونوں حیثیتوں سے اس صوبے کا واسطۃ العقد ہے - یہ قسطنطنیہ سے شمال و مغرب ۱۳۰ - میل دور اس سنگم پر واقع ہے جہاں مریج ' طنجہ ' اور واردا ' تین نہریں ہم اغوش ہو کر ' ایک نظر ربا عریض سطح آب پیدا کرتي ہیں - شہر کے گرد ایک پراني شہر پناہ ہے - جس سے سنگم کي موجیں ٹکراتي ہیں - تمام شہر دلکش باغوں ' اسلامي اور غیر اسلامي تاریخي عمارتوں سے معمور ہے ' جو زبان خاموشي سے اسلاف کی جنگ آرائي ' نفاست درستي ' رفعت پسندي ' اور شکوہ نمائي کي داستان سناتي ہیں - یہیں وہ قصر بلند ہے ' جسکو (اسکي سراے) کہتے ہیں - اسي قصر میں پہلے عثمانی سلاطین سنہ ۷۶۸ - ہجري میں " باب ... " پر ' جسے سب سے پہلے ایک صحابي نے اپني شمشیر جہاد سے کھٹکھٹایا تھا ' جانبازانہ و مسلسل حملے کرتے رہے - یہاں تک کہ سنہ ۸۰۸ - ہجري میں وہ کھلگیا ' اور اسلام کي دیرینہ آرزو پوري ہوگئي -

شہر ادرنہ میں ۴۰ سے زاید مساجد ہیں ' جنمیں ۹ - خاص سلاطین عثمانیہ کي بنوائي ہوئي ہیں -

جامع سلیم

ان مساجد میں سب سے زیادہ قابل ذکر جامع سلیم ہے - جیسا کہ اسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ' جامع سلیم کا باني سلطان سلیم ثاني تھا - جو خاندان عثمانیہ کا گیارھواں تاجدار تھا اور ۷۴- سے ۹۸۲- ہجري تک حکمراں رہا - اس مسجد کي رفعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ جامع ایا صوفیا سے ۲۰ - قدم بلند تر ہے - اسمیں ایک عظیم الشان گنبد ہے ' جو سنگ سماق کے درکھنبوں پر ٹھکا ہوا ہے - چار منارے ہیں - ہر منارے میں ایک زینہ ہے ' جس سے مؤذن سر مأذنہ تک جاتا ہے - صحن کے تین گوشوں میں قبے ہیں ' جو مسجد کي عظمت و جلال کو افزوں تر کرتے ہیں - اپني عظمت ' استحکام ' اور خوشنمائي کے لحاظ سے ' جامع سلیم کا شمار عثماني فن تعمیر و تمدن کے بہترین نمونوں میں ہے -

ان مساجد کے علاوہ در بہت بڑے بازار ہیں ' جنمیں سے خوشنما تر وہ بازار ہے ' جسکو علي پاشا کہتے ہیں - یہ اسقدر طویل ہے کہ ایک متوسط رفتار آدمي ۱۵ - منٹ سے کم میں پورے بازار کا چکر نہیں لگا سکتا -

دیگر عمارات

ادرنہ میں بڑے فندق (ہوٹل) ۵۲ - ہیں - نہر طنجہ پر ایک پل بھي ہے - ان عمارتوں کے علاوہ متعدد حمام ' مدارس ' قہوہ خانے اور شفا خانے ہیں - ایک مطبع بھي ہے - سرکاري پارچہ بافي کے کئي کارخانے ہیں ' جنمیں ریشمي اور اوني کپڑے بنے جاتے ہیں -

گلشن آباد عالم !

زمین نہایت درجہ سرسبز و زرخیز ہے - باغوں کي یہ کثرت ہے کہ ادرنہ گلشن آباد ہو رہا ہے - صرف نہر مریج کے ساحل پر ۵۰۰ باغ ہیں ! ان میں سے اکثر صرف گلاب کے لیے وقف ہیں - گلاب کي اسدرجہ کثرت کي وجہ غالباً یہ ہے کہ یہاں عرق کشي کے کئي کارخانے ہیں ' جنمیں صرف عرق گلاب کشید کیا جاتا ہے ' اور اسکے لیے ادرنہ مشہور ہے - یہاں کا عطر روح گلاب تمام دنیا میں اول درجے کا تسلیم کیا جاتا ہے -

آبادي

آبادي ۱۵۰۰۰ - ہے - جنمیں ایک ثلث بلغاري و یوناني ' اور بقیہ دو ثلث میں یہود ' ترک ' ارمني ' اور عام فرنگي ہیں -

قدیم تاریخي معرکے

فن تاریخ کا یہ ایک زار آشکارا ہے کہ جن ممالک پر قسمت کا ابر کرم زیادہ برستا ہے ' ان میں خون کي بارش بھي زیادہ ہوتي ہے -

باب المراجعة و المناظرة

سیرت نبوي اور نقد روایات و اثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس صدرسه عالیه کلکته

الهلال کي اشاعات گذشته میں سیرة نبوي کے دیباچے کے جو بعض اجزا شائع هوے هیں، ان میں بعض اصول نقد روایات سیرة کو بیان کیا گیا هے - اسکي نسبت چند گذارشات هیں :

روایت کے ساتهه درایت کي پله پله نگاهداشت ' ایک ایسا ضروري امر هے ' جس سے غالباً کسیکو اختلاف نهوگا - اسلیے که درایت ' نقد روایت کے لیے ایک کسوٹي هے ' جس سے جید کو ردي سے امتیاز کیا جاتا هے - علماے ربانیں نے اس سے جهوٹوں کا ناطقه بند کردیا - لیکن اسکا اسطرح استعمال ' جس سے قلب موضوع هو جاے ' اور جس غرض کے لیے اسکا ایجاد هوا ' اوسي کو قلع و قمع کردے ' انصاف کا خون کرنا هے -

" زاري میں قید عمر هونا چاهیے یا نهیں " فاضل ناقد نے اسمیں گفتگو کرتے هوے ' سیرت نبوي کا اکثر رواة غیر بالغین سے روایت هونا دکها کر ' فرمایا هے که " وقائع عالم ملکوت چونکه اس عالم سے بالا تر هیں اور وه واقعات اسدرجه کے امور هیں که انکي ادا پر هر ایک قادر نهیں - رواة غیربالغین نے نهیں معلوم اسطرح سے سنا ' کیسا ادا کیا ' اور بتدریج کتنا کچهه تغیر آگیا ؟ اسکا کون اندازه کرسکتا هے - معموري وقائع کے لیے نفس ثقاهت اور ضبط و امتیاز کافي هو سکتا هے ' لیکن واقعه غیرمعموري کے لیے معمول سے زاید اتقان و ضبط و ثقاهت ضروري هے ورنه تغیر و تبدل سے امن معرض خطر میں هے "

هم نهیں سمجهتے که وقائع عالم ملکوت کے لیے معمول سے زاید ثقه و ضابط اور عادل هونیکي کیا حد هے - اصول حدیث میں فقهاء صحابه کو اگرچه انمیں بهي تفاوت مراتب هے اور بعض کی خاص شان هے) طبقه علیا میں مانا گیا هے اور بجا مانا گیا هے - بدایت وحي کي حدیث صحیحین میں بطریق مختلفه مروي هے - اسکي نسبت غایت استبعاد ظاهر کیا هے که " سید المرسلین کو حضرت جبرئیل نظر آیں - انکو دیکهکر آپ کانپتے هیں - اپنے آپکو پهاڑ سے گرا دینا چاهتے هیں - حواس کي نسبت شبهه هوتا هے - پهر ایک عیسائي تسکین دیتا هے - تب کهیں جا کرتسکین هوتي هے " اسکے راوي حضرت ام المومنین عایشه صدیقه رضی الله عنها هیں - انکا حفظ اور ضبط مستغني عن البیان هے - في الاصابه صفحه (۶۹۲) جلد ۴ - قال عطاء بن ابي رباح : کانت عایشه افقه الناس و اعلم الناس و احسن الناس رایا في العامه .

چهه صحابي جو اکثر روایت شمار کیے جاتے هیں ' انمیں سے ایک حضرت عائشه بهي هیں - یه مسلم هے که بدء وحي کے وقت یه پیدا نهیں هوئي تهیں - في الاصابه صفحه (۷۰۰) عایشه بنت ابي بکر الصدیق ولدت بعد المبعث باربع سنین او خمس الخ - لیکن انکي روایات اکثر آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے هیں اور بعض دیگر چند صحابه سے - في الاصابه صفحه (۷۰۱) : روت عایشه عن النبي صلي الله علیه وسلم الکثیر الطیب و روت ایضا عن ابیها و عن عمر و فاطمه و سعد بن ابي وقاص و اسید بن حضیر و جدامة بنت وهب و حمزة بنت عمر - باقي رها نابالغی کا شبهه جو ناقد علامه کو پیش آیا هے ' تو وه نهیں معلوم که آیا وقت تحمل هے یا وقت ادا - وقت ادا تو هو نهیں سکتا که عروه جو انکا بهانجا اور تابعي هے ' اون سے روایت کرتا هے - یه زمانه بعد زمانهٔ وفات نبوي صلي الله علیه وسلم هے ' اور حضرت کے وفات کے وقت عایشه صدیقه ۱۸ - برس کي تهیں اور عروه سے اس حدیث کا بیان کرنا یقیناً اس کے بعد هوگا - رها وقت تحمل ' خواه حضرت صلی الله علیه وسلم سے سنا هو جیسا که ظاهر هے ' یا کسي اور صحابي سے ' بهر حال اوسوقت انکے نابالغه هونیکا کیا ثبوت هے ؟ جبتک تحمل کے وقت نا بالغه هونا ثابت نه کیا جاوے ' صرف بعض احتمالات کي بنا پر یه کهدینا که " سیرت نبوي کے نهایت اهم واقعات جو اجتک معرکة الاراء هیں اور جن پر ارباب اراء کے مختلف گروه قائم هوگئے هیں اکثر اون راویوں سے منقول هیں جو سن بلوغ کو نهیں پهونچے " کافي هے - فاضل ناقد کو اول یهه ثابت کرنا چاهیے که بوقت سننے کے حضرت عایشه کم عمر تهیں - ورنه خرط القتاد - فاضل ناقد کو جو ان واقعات کے متعلق استبعاد هوا هے اور اسکو درایت کے خلاف سمجها هے ' اوسپر غور کرنے سے واضح هوتا هے که یهه امور کچهه بهي درایت کے خلاف نهیں هیں - انبیاء علیهم السلام آخر بشر تهے : ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده - اور نه لوازم بشریه انسے منفک هوسکتي هیں اور نه طبیعت بشري بدل سکتی هے - انسان کي فطري عادت هے که جب وه کسي غیر مالوف وغیر مانوس چیز کو ' جس سے کبهي سابقه نه پڑا هو ' دفعةً دیکهتا هے تو مرعوب اور خوف زده هوجاتا هے - اور پهر کسي انیس اور معتمد کے تسلي آمیز کلمات سے تشفي پانا بهی ایک امر طبعي هے -

باقي آینده

[بقیه صفحه ۱۹ کا]

صربه ادرنه پر قدرت کي اسدرجه کرم گستري کا یه لازمي نتیجه تها که وه آماجگاه جنگ هوتا - رومیوں کے زمانے سے ایکسے اسوقت تک صدها هولناک جنگیں هوئیں ' اور بارها خون کے سیلاب ' بکهرے هوے اعضاء ' اور خون آلود انساني پیکروں سے ادرنه کے دلکش مرغزاروں کو ایک ایسا لاله گوں نقش زار بنادیا ' جسے دیکهکے دل فگار اور آنکهیں خونبار هوتي تهیں - سنه ۳۲۳ - میں قسطنطین اور لیکنیوس میں ایک خونریز معرکه هوا ' جسمیں هزارها انسان کام آئے - سنه ۳۷۸ - میں پهر میدان کار زار گرم هوا - فریقین جنگ گاتهه اور شاهنشاه فالنس تهے - میدان گاتهه کے هاتهه رها - سنه ۵۵۱ - میں پهر آتش جنگ روشن هوئي - سلافي اور بیز نطیني سپاه معرکه آرا بهي هوئي - لیکن بیز نطیني فوج کو شکست هوئي - سنه ۵۲۲ - میں بلغاریوں نے فوج کشي کي ' اور تزز شمشیر شهر میں داخل هوگئے - سنه ۱۱۸۹ - میں انگریز داخل هوے مگر چلے گئے - سنه ۱۲۰۵ - میں بور قدین نے حمله کیا - اسوقت شهر ادرنه بلغاریوں کے قبضے میں تها - میدان کار زار آراسته هوا ' مگر حمله آور فوج نے مدافع فوج کو شکست دي ' اور بادشاه کو قید کر لیا - سنه ۱۳۶۱ میں خاندان عثمانیه کے تیسرے تاجدار سلطان مراد اول نے اسے فتح کیا اور وه مشهور محل شاهي بنایا ' جسکا ذکر عمارات کے سلسله میں آچکا هے - سنه ۱۲۴۵ - میں روسي فوج داخل هوئي مگر بعد کو معاهده ادرنه کے بموجب روسیوں نے شهر خالي کر دیا تها -

اب اسکا حسرت انگیز حال سامنے ' اور مستقبل مجهول هے !

[قلت گنجایش کي وجه سے فهرست چنده ندیهاسکي انشاء الله تعالی آینده هفته میں دیجائیگي]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

مقام اشاعت
۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ
مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد رضا حنفی البریلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ جلد ۲ کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta : Wednesday, May 28, 1918.

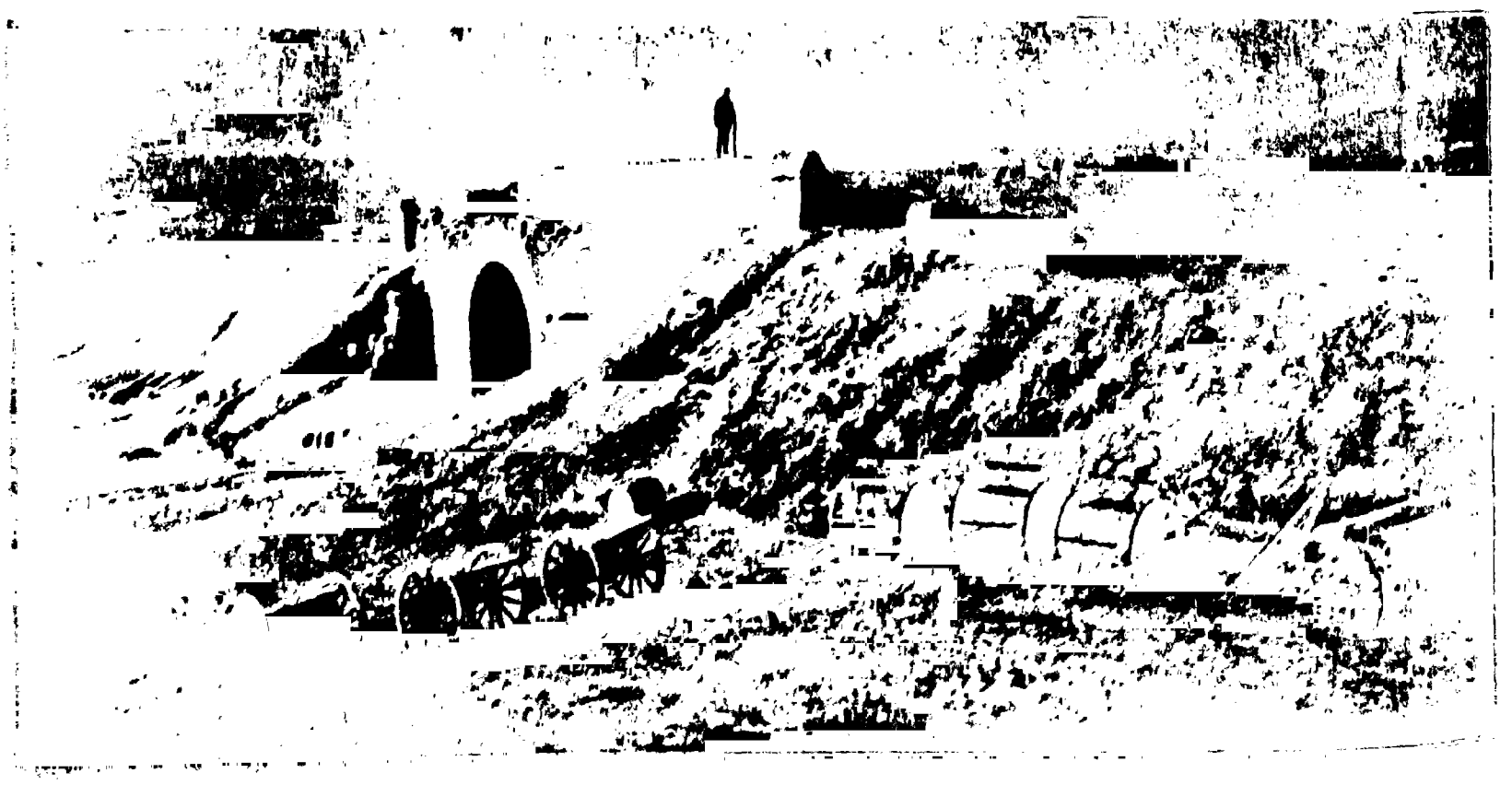

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

قلعـــه و حصـــار حيـــدرلي

سرويـا کي دو کمپنيـــاں، جنکـر سقوط ادرنه کے بعـد ترکي توپوں نے هلاک کر ديا ۔
انکـــي لاشـــوں کـــي صفـــوف کا ايـــک گوشـــه ۔
پـــادري دعـــا مانـگ رهـــا هے ۔

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الدهلوی

مقام اشاعت
۷ : ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

تار کا پتہ
«الهلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.

فہرست

شذرات

اردو پریس کی ضمانت ۳

هفتهٔ جنگ ۴

مقالهٔ افتتاحیه

فتنه می باره ازیں طاق مقرنس برخیز ۵

مقالات

دولت بنی امیه اور الهلال ۸

مراسلات

نماز با جماعت ۱۳

الهلال کی اشاعت عمومی ۱۴

باب المراسلة والمناظرة

سیرة النبوی اور نقد روایات و آثار (۲) ۱۴

جماعة حزب الله اور مسلمان خواتین ۱۵

شئون عثمانیه

الاتحاد الاسلامی (۲) ۱۶

داستان خونین ۱۷

مسئله ارمینیا ۱۸

تصریحات شاه یونان ۱۸

نامزدان غزوهٔ بلقان

شهادة بطل العربة ۱۹

فهرست چنده زر اعانهٔ هلال احمر ۲۰

تبصرہ

مرقع «افسانهٔ دفاع ادرنه» نمبر ۲ - صفحه خاص

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین نیازی بے ۲

۱۹

اتقوا الله ایها المسلمون !

ولا تکونوا کالذین نسوا الله فانساهم انفسهم اولائک هم الفاسقون (۵۹ : ۲۰) ۔

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
این نشه بمن گر نبود با دگرے هست

(۱) حکمة الهیه اپنے کاموں میں ابتدا سے کچھه اس طرح کی واقع هوئی هے که اسکا کوئی کام آزمایشوں اور امتحانوں سے خالی نہیں هوتا : احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون ؟ (۲۸ : ۲۰)

(۲) دعوة "من انصاری الی الله" میں بھی اولین آزمایش یه تھی که بغیر اظہار و تعیین کار کے لوگوں کو اپنی شرکت کے طرف بلایا گیا، اور پھر جنکے دلوں میں سچی طلب تھی، وہ بغیر فکر این و آں، امادهٔ رفاقت، اور مستعد اعانت هوگئے : وهم الذین لا خوف علیهم ولا هم یحزنون -

(۳) جماعة "حزب الله" کے مقاصد و اغراض کا مضمون بھی آج نل میں چھپنے کیلئے دیدیا جالیگا اور پھر بصورت رسالے کے طبع هوگا -

(۴) چونکه رساله مضامین تبلیغ و دعوت کے ساتھه هی یه رساله بھی قریب الاختتام هے، اسلیے اب علحدہ اشاعت کی جگه دونوں کو یکجا شائع کرنا هی مناسب معلوم هوا -

(۵) پھر جنکو پیاس هے، انهیں کیا هوگیا که "العطش" کی صدا نہیں لگاتے ؟ اور جو روشنی کے متلاشی تھے، یه کیا هے که وہ روشنی کو روشنی سمجھنے میں متامل هیں ؟ پس جلدی کرو، جلدی کرو که عجب نہیں اس جلدی هی میں تمہارے لیے اصلی آزمایش پوشیده هو - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت، والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم -

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

ترکستان کی گلیوں میں !!!

الهلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سا مان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو نا گوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب دو اعانت فرمائیں گے فاجرہم اللہ ،

ورنہ وہ دوسروں پر بار دالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کر دیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریدار ونکا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامزوان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلۃ و المناظرہ اسئلۃ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں' آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

شذرات

اردو پریس علي گڈھ کي ضمانت

گذشتہ دو سال کے اندر اسلامي مصائب کے ظہور نے مسلمانان هند میں جوش و حرکت کا ایک نیا دور پیدا کردیا - جدید اخبار رسالل کي تاسیس' مضامین مہیجہ و معرکہ کي اشاعت' مجالس کا قیام' اور حس ربیداري کے مظاهر نہ صرف بڑے بڑے شہروں' بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں پوري سرگرمی سے ظاهر هوے اور اسکا سلسلہ اب تک جاري ہے -

یہ زمانہ مسلمانوں کے مصائب کے شدید ترین دور کا آغاز تھا' اور اسلام کي خانہ ویراني جیسي اب هوئي' صدیوں سے نہیں هوئي تھي - غفلت کے بعد ناگہاني هشیاري' اور خواب کے بعد اچانک بیداري' همیشہ خطروں سے پر هوتی ہے' اور دل سے اٹھے هوے جذبات دماغ کي دانشمندیوں کے تابع نہیں هوتے' ایسي حالت میں کچھہ بعید نہ تھا کہ جوش و خروش میں هر طرح کي بے اعتدالیاں هوتیں' اور امن وسکون میں قسم قسم کي خلل اندازیاں پیدا هوجاتیں - تاهم برٹش انڈیا کي تاریخ میں یہ واقعہ همیشہ یادگار رهیگا کہ با ایں همہ حالات عقل برانداز' و حوادث هوش افگن و شکیب ربا' راس کماري سے لیکر کشمیر تک' تمام مسلمانان هند نے کوئي حرکت امن و قانون کے خلاف نہیں کي' اور اگر ایجي ٹیشن کا کچھہ ظہور بھي هوا' تو وهي مجلس ارائیوں اور رزولیوشنوں کے پاس کرنے میں' یا چند لمحوں کي گرم تقریروں' اور مجامع و مجالس کي گاہ گاہ اٹھنے والي سرد آهوں میں -

هم سب کچھہ سنتے تھے' اور سب کچھہ جانتے تھے - هم یورپ کے وزارت خانوں سے بے خبر نہ تھے' اور انگلستان کي موجودہ وزارت خارجیہ کے نظارے سے بھي انکھیں بند نہ تھیں - جنگ کي خوں ریزیاں' اور صلح کی امن جوبانہ دھمکیاں' دونوں همارے سامنے تھیں - هم نے اُن خونچکاں لاشوں کو بھی دیکھا' جنکا خون جنرل کذیرا کي شمشیر برهنہ سے ٹپک رها تھا' اور پھر هم نے اُن جلے هوے گھروں' اُن تودہ خاکستر آبادیوں' اور اُن تڑپتي هوي لاشوں پر بھي نظر ڈالي' جس سے جنگ بلقان کے حدود ارضي کے مختلف گوشے نظارہ گیاں عالم کیلیے جگر پاش اور زهرہ گداز تھے' تاهم هم کو جواب دیا جاے کہ هم نے کیا کیا؟ اور هم کو بتلایا جاے کہ هم نے کیا چاها؟ وہ وسیع مجمع انساني' جسکي تعداد سات کرور سے متجاوز بتلائي جاتي ہے' کیا ممکن نہ تھا کہ اس موقعہ پر اپنے تئیں انسان قرار دیکر' جذبات طبعي سے مجبور انسانوں کي طرح' کچھہ نہ کچھہ بے عنوانیاں کر گذرتا؟ مگر سواے اُس درد حسرت و ماتم کے' جو کبھي کبھي اس مجمع سے اٹھا' اور سوا اُن صداهاے فغاں سنج و الغیاث کے' جو لا حاصل و ناکام اس آبادي کي وسعت سے بلند هوئیں' کوئي صداے قانون شکن' کوئي حرکت بغاوت آمیز' کوئي سعي مخالفت حکومت' ایسي هوئي' جو سامنے لائي جا سکتی ہے؟

میں بلا خوف تغلیط کہتا هوں کہ انساني مجامع کے غم و اندوہ اور اضطراب و اضطرار کي اگر کوئي تاریخ مرتب کي گئي هو' تو مسلمانان هند کے گذشتہ دو سالہ سکون و امن اور خاموشي و قانون پرستي کي اسمیں شاید کوئي نظیر نہیں ملے گي -

قوم اور ارکان حکومت' دونوں اس سے بے خبر نہیں هیں کہ الهلال اپنے اصلي دلي خیالات کے بے کم و کاست اظہار میں نہایت مسرف ہے' اور اسمیں اور عام مسلمانوں میں یہي فرق ہے کہ انکے دل میں وہ ہے' جو اسکے زبان پر ہے' پر انکي زبان پر وہ نہیں ہے' جو اسکے قلم پر ہے - اسلیے مجھے یہ کہدینے میں کوئي باک نہیں کہ اس تمام عرصے میں مسلمان هند کي خاموشي و امن پرستي حد تفریط تک پہنچ گئي ہے - اور وہ قانون کے احترام اور امن کے ساتھہ رهکر جو کچھہ کرسکتے تھے' افسوس کہ انہوں نے نہیں کیا -

پھر یہ حکومت اور رعایا' دونوں کیلیے ایک نہایت ضروري سوال ہے کہ اس عجیب و غریب حالت کے اسباب کیا تھے اور کیا هیں؟ کل کي بات ہے کہ لارڈ کرزن کے زمانے میں دبي هوئي وطني شورش نے ظہور کیا' اور چند سالوں کے اندر هي اندر خطرناک جوش و خروش اور خوں ریزانہ اقدامات تک معاملہ پہنچ گیا' اور اب تک قائم ہے - حالانکہ اسکے لیے بظاهر جوش و خروش پیدا کرنے کے ایسے اسباب قوي نہ تھے' جو پچھلے دو سالوں کے اندر مسلمانان هند کو پیش آے' اور جسکے نتائج محزنہ ابھی انکے سامنے سے هٹے نہیں هیں -

یہ کیوں ہے کہ اس تمام عرصے میں ایک مسلمان هاتھہ بھي کسي خلاف قانون حکومت عمل کا مجرم نہیں هوا؟

یہ ایک سوال ہے' جسکے جواب پر غور فرمانے کي هزانر سر جیمس مسٹن بالقابہ کي گورنمنٹ کو سب سے زیادہ ضرورت ہے -

میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا هوں کہ اسکا سبب صرف ایک هي ہے' اور سبب اصلي و قوي همیشہ ایک هي هوا کرتا ہے - دنیا میں اسطرح کے واقعات همیشہ گذرے هیں' اور انکے حالات و نتائج نے همارے لیے بحث و راے کا راستہ صاف کردیا ہے - اُن پر نظر ڈالیے' اور ان سے بھي قریب تر خود هندوستان کي گذشتہ دہ سالہ تاریخ کو دیکھیے - صاف صاف نظر آئیگا کہ اس کا سبب اصلي اسکے سوا اور کچھہ نہیں هوسکتا کہ لارڈ هارڈنگ کي دانشمند و مدبر' اور کاردان و حوادث اندیش گورنمنٹ نے اس تمام زمانے میں روک ٹوک اور جا و بیجا سختي و پرسش کي پالیسي پر عملدر امد نہیں کیا' اور مسلمانوں کو انکی اصلي حالت پر چھوڑ دیا - انکے کاموں میں کسي طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالي' انکے مجامع و مجالس میں کوئي علانیہ مداخلت نہیں کی گئي' اور هر موقعہ پر گورنمنٹ نے اپنے تئیں ان تمام امور پر بے توجہ ظاهر کیا' اور اگر جوش و خروش کے ظہور میں بعض سخت گیر کارفرماؤں' اور حلقہهاے احتساب کو کوئي بات قابل گرفت نظر آئي بھي' تو اسکي بنا پر کوئي کارروائي نہیں کي گئي -

یہ ایک قدرتي بات ہے کہ انساني قلوب کا جوش' دبانے سے اچھلتا' اور پٹکنے سے کودتا ہے - اسکی مثال ایک ابلتے هوے چشمے' یا اچھلتے هوے فوارے کي سي ہے' کہ جسقدر اسکي راہ میں رکاوٹ ڈالي جاتي ہے اتنا هي وہ زیادہ قوت اپنے اندر حاصل کرلیتا ہے - پس اس دانشمندانہ اور مستحق تحسین پالیسي کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوش و خروش اور حسیات و جذبات کو زیادہ ابھرنے اور زیادہ قوت و طاقت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا' اور وہ مثل ایک ایسے درخت کے هوگیا' جسکو تخم اور زمین تو میسر آگئي تھي' لیکن آفتاب کي تپش اور پاني کي رطوبت میسر نہیں آئي - کیونکہ دلوں کے جوش و خروش کیلیے سختي اور سخت گیري مثل حیات بخش پاني کے' اور مثل نامیہ افزا تپش و حرارت کے ہے - اسکو اگر دبانا مقصود ہے تو پاني نہیں دینا چاهیے - پر اگر پاني دیا گیا تو وہ پھلے پھولیگا' اور اسکي جڑیں زمین

کے اندر ' اور شاخیں اسکے اوپر دور دور تک پھیل جائیں گی !

گورنمنٹ کی یہ ایک اصلی دانشمندی اور ٹھیک ٹھیک قابلیت حکومت فرمائی کا استعمال تھا ' اور ہمارے عقیدے میں اگر ایک طرف لارڈ ہارڈنگ کے کارناموں کی تاریخ میں انکا مشہور مراسلۂ تاریخی ' تقسیم بنگال کی تنسیخ ' اور پھر حادثہ دہلی کے بعد تحمل و ضبط کا قابل تعریف ظہور ' یادگار رہیگا ' تو اسی کے ساتھہ یہ دانشمندانہ طرز عمل بھی تعریف و توصیف کے ساتھہ یاد کیا جائے گا ' جو انہوں نے جنگ طرابلس کے بعد سے اس وقت تک اسلامی جوش و خروش کے متعلق اختیار کیا -

یہ اسکا در حقیقت وہ قدرتی اور طبیعی سبب اصلی ہے ' جس کی قوموں اور ملکوں کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حوادث سے تصدیق ہوتی ہے ' لیکن اسکے بعد اسکے ذیل میں بعض اور اسباب بھی قرار دیے جاسکتے ہیں ' اور المیہ اولین وجہ مسلمانوں کی یہ نمایاں قومی خصلت بھی ہے کہ وہ صبر و تحمل کے عادی اور فتنہ و شر سے گریزاں رہتے ہیں ' اور اپنی اسی خصلت کی بے اعتدالانہ تفریط کے نتائج ہیں ' جو مقدونیا میں حاصل کرچکے ہیں -

یقیناً اس گذشتہ دو سال کے اندر انہوں نے یہ بھی ثابت کردیا کہ خواہ اضطراب و جوش کا کیسا ہی ہجوم ہو ' مگر حزم و احتیاط اور امن و سکون کا سررشتہ انکے ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتا -

☆ ☆ ☆

یہ حالت تھی ' مگر نہایت افسوس کے ساتھہ اب مسلمان دیکھیں گے کہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ اس پالیسی کو ہاتھہ سے دے رہی ہے ' اور اسکا بہت بڑا عملی نمونہ اُردو پریس علی گڈھ کی ضبطی ہے -

اُردوے معلی کے مضمون پر گرفت نہیں کی گئی ' اسمیں پولیٹکل مباحث کا حصہ عرصے سے نادر اور کالمفقود ہے -

اسکے ایڈیٹر کا صرف یہی جرم نظر آتا ہے کہ اس نے اسلامی حسیات و جذبات کے اظہار میں حصہ لیا ' اور اخیر دنوں میں ملکی مصنوعات کے طرف توجہ ' اور غیر ملکی مصنوعات سے احتراز دلانے کیلیے کوشش کی - اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمان ' جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت ' اپنے مستقبل ' اور اصلاح حال میں مصروف تھے ' اور حکومت کے طرف سے بالکل مطمئن تھے کہ وہ انکی پر امن مساعی و حرکات سے کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتی ' یکایک محسوس کریں کہ شاید واقعۂ نفس الامر ایسا نہیں ہے ' اور یہ انکے جوش کیلیے ایک قوت افزا روک کا کام دے - پھر انکا جوش بڑھے ' اور جذبات میں ایک نئی حرکت پیدا ہو - حکومت کو غور کرنا چاہیے کہ اس نئے جوش کی ذمہ داری کیا پالیسی کے اس تغیر ' اور سخت گیری پر ہوگی ؟

کیا اسکی ضرورت نہیں ہے کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ اس مسئلہ پر توجہ کرے ؟

ہفتہ جنگ

میادی صلح پر ابھی تک دستخط نہیں ہوے ہیں - حلقہ ہاے سیاسیہ میں یہ التواء " پر اسرار " سمجھا جارہا باعث التواء کون ہے ؟

کل کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ابھی عالم اسرار میں ہے ' مگر ابتدائی تاربرقیوں میں سب سے پہلے اس باب میں جسکا نام لیا گیا تھا ' وہ سرویا تھی -

۲۱ - کو ریوٹر نے اطلاع دی تھی کہ سرویا کی راے ہے کہ اسکے متعلق بیحد اہم معاملات میں دول کا فیصلہ کافی طور پر لازمی نہیں - وہ دستخط سے قبل ضمانت چاہتی ہے - اسی تاریخ کے دوسرے تار میں جو یہاں ۲۲ - کو موصول ہوا ' یہ بیان کیا گیا تھا کہ حلفاء بلقان کی طرف سے سرویا نے سر ایڈورڈ گرے سے ان ترمیمات کے متعلق مراسلت کی ' جو صلحنامہ میں وکلاء بلقان نے ایک جلسے میں تجویز کیے ہیں - اس جلسے میں ڈاکٹر ڈنیف وکیل بلغاری بھی شریک تھا - مگر اس نے ایک تجویز بھی ان ترمیمات کی بابت پیش نہیں کی - ان ترمیمات کا جو حصہ ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پیرس کے مالی کمیشن میں بلقانی وکلا کی وہی حیثیت ہو جو دیگر وکلاء دول کی ہوگی - نیز یہ کہ جنگ سے پہلے کے عہد نامے اسوقت نافذ رہیں ' جب تک کہ ایک دوسرا وسیع عہد نامہ تیار نہ ہوجائے -

ریوٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ ترکی اور بلغاری وکلاء نے سر ایڈورڈ گرے سے کہا ہے کہ یہ دول کا فرض ہے کہ وہ بقیہ حلفاء بلقان کے دستخط حاصل کرنے کے لیے کوئی تدبیر اختیار کریں - اور یہ کہ دول نے انکو فہمایش کی ہے ' اور یہ کہا ہے کہ اگر انہوں نے اصرار کیا تو عجب نہیں کہ وہ ان فوایدکو ضائع کردیں جو انکو عدم اصرار کی صورت میں حاصل ہوسکتے تھے -

خانہ جنگی

حلفاء بلقان کے تعلقات کی حالت دیکھیے کب تک درست رہتی ہے ؟ بلغاریا کے خلاف ' سرویا اور یونان میں ایک معاہدہ کے وجود میں اب کوئی شک نہیں رہا - ۲۶ - کو سالونیکا کا تار ہے کہ کیوالا سے کسی قدر فاصلے پر بلغاری اسکوڈرن نے یونانیوں پر آتشباری کی - اسکے علاوہ پیگھین میں بھی جنگ ہوئی - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں یونانی نقصانات کی تعداد ۳۹ - مقتول اور ۱۳۷ - مجروح ہیں -

طرابلس الغرب

بنغازی سے ۱۹ - کا تار ہے کہ سیدی غربی اور اسیلانی کے مرکزوں پر کل اطالوی فوج کا سیلاب نہایت زور کے ساتھہ امنڈا ' جسکو عربوں نے پیچھے ہٹا دیا - اسکے بعد عربوں نے اطالویوں پر ایک غیر مترقبہ حملہ کیا ' مگر کمک پہنچنے کے بعد عربی حملہ بھی پسپا کردیا گیا - اطالوی نقصانات کی مقدار ۷ - افسر ۷۲ - سپاہی مقتول ' اور ۲۹ - افسر اور ۲۵۰ - سپاہی مجروح ہے -

۲۴ - مئی کے روما کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں صیغہ جنگ کے اندر سکریٹری نے یہ تسلیم کیا کہ ۴ - توپیں ضائع ہوئیں لیکن اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ تسلیم سے قبل وہ بیکار کردی گئی تھیں - اس نے بتایا کہ موجودہ زمانے میں عہد قدیم کے تعصبات کے برخلاف ' توپوں کے مقابلہ میں انسان زیادہ قابل ترجیح سمجھے جاتے ہیں !!

اسی تاریخ کو سینٹ میں وزیر مال نے اعلان کیا کہ اس سال فاضلات میں ۹۵ - ملیں لیر (ایک اطالی سکہ) ہیں جن میں سے ۴۲ - ملیں ان مصارف کی ادائگی کے لیے رکھے گئے ہیں جو جنگ طرابلس کی وجہ سے ہوئے - اور ۱۹ - ملیں بیڑے کی ترقی میں -

سقوطرہ میں بین القومی قبضہ ہوگیا - فوج بارکوں میں مقیم کی گئی ہے -

باشندوں کی حالت اچھی ہے - لا سلکی (وائرلیس) اور دیگر امور دفعہ (پبلک ورکس) کے لیے کوشش کیجارہی ہے -

الهلال

۲۱ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری

فتنه مي بارد ازیں طاق مقرنس برخیز !

أامنتم من فی السماء	خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اُس کے
ان یخسف بکم الارض	جلال سے نڈر ہوگئے ہو کہ زمین میں تم
فاذا هي تمور ؟ - ام	کو دھنسا دے اور وہ پڑے جھکولے مارا
امنتم من في السماء	کرے ؟ یا جو آسمان میں ہے تمہیں اُس کے
ان یرسل علیکم حاصبا	غضب کا خوف نہیں رہا کہ تم پر پتھراؤ
فستعلمون کیف نذیر ؟	کرے ؟ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا
(۶۷ : ۱۳)	کہ ہمارا ڈرانا کیسا تھا ؟

سنه ۱۰۶۴ - ع - کا واقعه هے که جزیرۂ صقلیه (سسلي) پر توحید کي حکومت تهي - بحر ابیض متوسط کے تمام سواحل میں الله اکبر کے نعرے گونج رهے تهے - سنه ۸۳۶ ع میں یه علاقے علم اسلام کے زیر سایه آئے تهے - اس واقعه کو ۲۲۸ - برس گزر چکے تهے ' اور اس مدت مدید میں اسلامي تمدن نے سسلی میں اچهي طرح جڑ پکڑ لي تهي - سسلي کا طبي کالج تمام یورپ کا مرجع و مآب بن رها تها' پلرمو کي عظیم الشان درسگاه سے مغربي دنیا تهذیب و شایستگي کا سبق لیتي تهي - تعلیم عام بهی تهي اور مفت بهي - تربیت کا ایسا اچها انتظام تها که همارے بورڈنگ سسٹم (نظام اقامت) سے اب تک ایسے نتایج پیدا نهو سکے - همارے کالج و یونیورسٹي تو آزاد بهي نهیں هیں اور دائرۂ اثر بهي محدود هے ' مگر سسلي کي عربي درسگاهیں اس خصوصیت میں اس حد تک ترقي کرگئي تهیں که یورپ کي متعجبانه نگاهوں میں یه باتیں ایک طرح کا جادو نظر آتي تهیں - یه سب کچهه تها اور ترقي کے بیشتر ذرایع فراهم تهے ' لیکن جیسا که مرسیر سید یو نے خلاصه تاریخ العرب (صفحه ۱۷۷ و ۱۸۱) میں تشریح کی هے ' مسلمانوں میں بڑي کمی یه تهي که نه اُن کو اپني حالت کا احساس تها ' اور نه اُن میں کوئي مرکزي وابستگي تهي - هر ملک کے مسلمان اپنے اپنے حال میں مگن تهے - کسي کو کسي سے اتنا بهي تعلق نه تها جتنا چین کے ایک بهت هي معمولي یورپین کے رنج و راحت سے سر ایڈورڈ گرے کي نظارۂ خارجیه کو هوسکتا هے - بے حسي کا یه عالم تها که جزائر بلیارہ کے مسلمان ذبح کر ڈالے گئے' جزیرۂ قندیه چهن گیا ' جنوبي اطالیه کے بیشتر علاقے صلیب کے زیر حکومت چلے گئے ' مگر کسي دردمند دل میں ٹیس بهي نه اُٹهي - نتیجه یه هوا که سنه ۱۰۶۸ ع سے سنه ۱۰۷۱ ع تک میں توحید کے تمام مقبوضات تثلیث نے غصب کرلیے - سنه ۱۰۹۸ ع میں جزائر مالطه کي شامت آئي - سنه ۱۱۲۵ ع میں سواحل افریقیه کي نوبت پهونچي - سنه ۱۱۴۸ ع میں صفاقس و سوس و مهدیه و قیروان و تونس جاتے رهے ' اور بحر ابیض متوسط میں اسلامي حکومت کا بالکل هي خاتمه هوگیا - موحدین نے بعد میں کچهه علاقے واپس تو لیے ' اور تعمیر حکومت کي داغ بیل بهي پڑگئي - مگر یه تعمیر بهي عام بے حسي و عدم مرکزیة کي برکت سے میرزا غالب کي اُس تعمیر سے کم نه تهي - جسکي نسبت خود اُن کو شکایت تهي :

هیولی برق خرمن کا هے خون گرم دهقاں کا !

گیارهویں صدي کے انهیں واقعات کا اعاده آج بیسویں صدي میں هو رها هے - جنگ بلقان نے یورپ سے اسلامي حکومت کا خاتمه کر هي دیا - ایشائي ممالک باقي رهے تهے' جن میں عرب و مضافات عرب کو مخصوص اهمیت حاصل تهي - لیکن ۱۳ - مئي سنه ۱۹۱۳ع کو' جس کي تفصیل لندن ٹائمز نے ۱۷ - مئي کي اشاعت میں درج کي هے - اس میں بهي گهن لگ گیا -

(۱) عرب کے مشهور ساحل جزیرہ " کویت " پر برطانیه عظمی کا باقاعده شاهي اثر تسلیم کرلیا گیا - باب عالي کي صرف نام کي سیادت رہ جائیگي - جزیرے کے استقلال ' شئون حکومة ' معاملات داخلیه ' اوضاع سیاست - ولایت عهد ' غرضکه هر ایک بات سے ترکي سلطنت بے تعلق هوگي' اور برطانیه و کویت کے مابین جو معاهده هوا هے ' اس کو نافذ الاثر سمجهیگي -

(۲) جزائر بحرین و مسقط و القطر سے باب عالي کے شاهي حقوق معدوم هوگئے اور نشر نفوذ کا حق انگلستان کو حاصل هوگیا - خلیج فارس میں روشني کرنے - منقذات (جان بچانے والي کشتیوں) اور خضراء (پرایس محافظ) کا نظم و نسق بهي اُسي سے متعلق هوگا -

(۳) شط العرب میں انگریزي اثر غالب هوگا - دریاے دجله و فرات میں جهاز راني کے لیے برطانیه عظمی کو خاص حقوق و مراعات حاصل هونگے -

(۴) ایک عثماني کمیشن کے ذریعه سے جس کي وضع و ترکیب میں برطانیه کو طاقتور حصه ملیگا ' شط العرب میں جهاز راني ' اور بندرگاهوں میں حکومت کے مسائل طے کیے جائینگے - عام انگریزي راے اس باب میں یه هے که کمیشن کے معاون و مهندس ' دونوں شاخوں کے اعلی افسر انگریز هونے چاهیئیں - ورنه انگریزي فرائد کے حصول میں خاطر خواه کامیابي نهوگي -

(۵) بصره و بغداد کے مابین تاسیس ریلوے کا آخري حق برطانیه کو حاصل هوگا - بغداد ریلوے کي نظارت (ڈائرکٹروں کي مجلس) میں کم ازکم دو انگریز افسر هونگے ' جن کے ذریعه سے خرید و فروخت پر نگراني اور مالیه کے انتظام میں امتیازي سلوک روا نه رکهنے کے فرائض انجام پایا کرینگے - اس معاهده کو گویا مکمل سمجهنا چاهیے - ۱۷ - مئي کو معاهده کے اُس حصه پر جو مسئله کویت و حدود بصره سے متعلق هے دستخط هوچکے هیں - بقیه هنوز غیر موثق هے - اُن پر بهی کچهه مدت کي گفت و شنفت کے بعد دستخط هو هي جائینگے ' اور رسول الله صلے علیه وسلم کے دیار سے اسلامي حکومت کے خاتمه کي تحریک کے لیے ایک غیر متوقع سبیل نکل آئیگي - اس معاهده کي تکمیل سے انگریزوں کو جو نفع هوگا ریوٹر ایجنسي نے ۱۷ - مئي کے تلغرافات میں اُس کي یوں ترجماني کي هے که " مشرق اوسط میں تجارتي فوائد برطانیه کي ترقي و تقویت کے لیے یه معاهده ایک نهایت اهم واقعه هوگا " اور ترکوں کو جو ضرر پهونچیگا اُس کا اندازه ۱۵ - مئي سنه ۱۹۱۳ ع پایونیر کے اُس فقره سے هوسکتا هے جو اُس نے مشهور یورپین اخبار " جرنل " سے نقل کیا هے که " ان معاهدوں کو ایشیائي روم کي تقسیم کا آغاز خیال کرنا چاهیے "

فرانس نے ارض شام پر قبض و دخل کي پیشرفت کے لیے مطالبات کیے هیں (۱) مدارس (۲) ریلوے (۳) بنادر (۴) اور اُن

تمام معاملات میں جن کو فرانس سے کسی قسم کا بھی تعلق ہو سکتا ہے' مخصوص رعایتیں مانگی ہیں - اور مطالبۂ مراعات کو زور دار بنانے کے لیے ۱۸ - مئی کو جنگی طیاروں کی تکمیل کے نام سے ۴۲ - کرور فرنک کا زائد خرچ بھی فوج کے لیے منظور کیا ہے تاکہ ترک ان طیاروں کی دھمکی میں آکر' مطالبات منظور کرلیں -

اس نازک وقت میں صرف ایک جرمنی ہے جو عثمانیوں کی معیۃ کا دم بھر رہی ہے - مگر امریکن رسالہ " لٹریری ڈائجسٹ " کا بیان اگر صحیح ہے تو اناطول میں وہ بھی دوستانہ طریق پر جرمن اثر بڑھانے کے درپے ہے -

یہ تو اغیار و اجانب کی پیدا کی ہوئی مشکلیں ہیں - لیکن مسلمان بھی اس مشکل آفرینی میں ہیچھے نہیں - عثمانی ممالک میں لامرکزی کے اصول پر ہر ایک صوبہ کو خود مختار کر دینے کے لیے مصر میں بے وقت ایک مرکزی انجمن قائم کرائی گئی ہے - یکم مئی سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کا جلسہ تھا' جسمیں فرانس کو توجہ دلائی گئی کہ ترکی میں مداخلت کرکے لامرکزی کی بنیادیں محکم کرادے (!!!) ولایت بصرہ کی اصلاح کے لیے باب عالی نے نئے نظم و نسق کا اعلان کیا تھا - کامل پاشا کی تحریک لامرکزی جرش پھیلانے میں کامیاب ہوچکی ہے - المرید پہلے ہی سے شیوخ بصرہ کی تائید میں تار شائع کر چکا ہے - باب عالی کا اعلان اصلاح اظہار فساد کا ایک بہانہ بن گیا - اہل بصرہ بگڑ کھڑے ہوے - انگریزی جنگی جہاز " سلوپ ایابت " مداخلت کی تاک میں منتظر تھا - حفاظت عامہ کے نام سے ساحل پر لنگر ڈال دیے - ۴ - مئی سے اب تک وہیں گرد آوری کر رہا ہے -

ارض مصر میں بھی ترکوں کی وہی سعی حالت خرخشہ سے خالی نہیں - یہاں ترکی سلطنت کی جانب سے ایک عالی کمشنر رہتا ہے - آجکل یہ عہدہ رؤف پاشا سے متعلق ہے - لارڈ کچنر کو اصرار ہے کہ آیندہ کے لیے یہ عہدہ باقی نہ رہنے پائے - باب عالی نے رؤف پاشا کا ایک دوسرا قائم مقام تجویز کیا تھا' مگر بقول المرید رغیرہ لارڈ ممدوح کے اشارہ سے مصری گورنمنٹ رضامند نہوئی' اور یہ مسئلہ یوں ہی رہگیا - حال میں خدیو مصر نے ایک عام دعوت کی تھی' جس میں تمام سفرا و قناصل طلب کیے گئے تھے - لیکن عثمانی کمشنر کی خبر تک نہ لی گئی (!؟) دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مسلمانوں پر یہی مصیبتیں ہیں - پچھلے مہینے میں فرانس نے طنجہ کے ایک مسلمان اخبار نویس کو محض اس جرم میں حبس دوام کی سزا دیدی ہے کہ مسلمانان مراکش کو بیدار کرنے والے مضامین اس نے کیوں شائع کیے؟ تونس کا ملک اس وقت فرانس کے ماتحت ہے - اس میں اور اس کے ہمسایہ الجزائر میں عموماً عربوں کی آبادی ہے - پچھلے سال تونس میں پندرہ لاکھ ۱۹ - ہزار ۷۸۵ - ایکڑ زمیں عربوں کے زیر کاشت تھی - پیدا وار میں عشر کا طریقہ رائج ہے' جس سے گورنمنٹ کو ۱۷ - ملین فرنک کی آمدنی ہوئی - فرانسیسیوں اور فرانسیسی یہودیوں کے قبضہ میں نو لاکھ ۹۴ - ہزار ۱۴۰ - ایکڑ اراضی ہے' مگر وہ ہر طرح کے محصول سے معاف ہیں - فرانس کو اُن سے ایک پائی بھی وصول نہوی - عربوں نے اور اُن کے قائم مقام اخباروں نے جب اس پر قانونی اعتراض کیا' تو اُن سے ضمانتیں طلب ہوئیں اور ہر ہفتہ کے لیے ایک اخبار کی اشاعت روک دی گئی - پیریس کے نیم سرکاری اخبار " طان " نے نمبر ۱۸۵۶۱ (۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع) کی اشاعت میں اصول استعمار پر بحث کرتے ہوے جمہوریۂ فرانس کو مشورہ دیا تھا: " حکام کا فرض ہے کہ فرانسیسی مستعمرات کے باشندوں میں جس قدر ممکن ہو رہزو عداوت و ذرایع مخالفت پیدا کرتے رہیں' کیونکہ غیریت اُسی وقت تک ہے کہ مسلمان باہم دست و گریبان رہیں " الجزائر میں اس مشورہ کی خصوصیت کے ساتھ قدر کی گئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے منازعے پیدا کیے گئے' مگر جنگ بلقان و طرابلس نے عام اسلامی مصائب کا احساس اس قدر وسیع کر دیا تھا کہ تمام نزاعیں فراموش ہوگئیں' اور فرانسیسیوں کا یہ جادو بھی کارگر نہو سکا - نائن ٹینتھ سنچوری کی تازہ اشاعت میں موسیو فیلپ میانیت لکھتے ہیں: "الجزائر بھی اب بیدار ہو رہا ہے - انگلستان کو مصر میں جو زحمتیں پیش آئی ہیں' وہی دقتیں فرانس کو یہاں پیش آنے والی ہیں - الجزائر کے عرب بھی استبداد و اضطہاد کے نتایج محسوس کرنے لگے ہیں' اور اُن میں بھی حقوق انسانیت کے مطالبے کے جذبات پھیل رہے ہیں - الجزائر کی حکومت نام کو آئینی ہے مگر اس کا پرداز عمل بالکل ہی استبدادی ہے - باشندوں کو ہر قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں' مگر فرانسیسیوں کو یہ سب معاف ہے - کسی عرب پر کیسا ہی ظلم ہو' فرانسیسی کے مقابلے میں اُس کی کوئی آواز نہیں سنی جائیگی' بلکہ اور اُسے قانونی شکنجہ کی کشاکشی برداشت کرنی پڑیگی - یہ ناقص نظام حکومت اب دیر تک قائم نہیں رہسکتا - فرانسیسی پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے لیے بھی مساوات و انصاف کے حقوق دینے ہونگے - اُن کے فوائد بھی ملحوظ رکھنے پڑینگے' اور حکمرانی میں اُن کو بھی شریک کرنا ہوگا "

ایران و ایشیاے کوچک پر نظر ڈالو تو اُن کو سب سے زیادہ سر مشق ستم بنانے کی کوشش ہو رہی ہے - ریویو آف ریویوز کے اپریل کے نمبر میں " ایشیاے کوچک کی مشکلات " پر موسیو ارنڈ ران گرسٹرز کا ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے' جو اصل میں آسٹریا کے مشہور اخبار " آسٹریسز زائنڈ شو " سے ماخوذ ہے - اس مضمون کا ما حصل یہ ہے کہ " روس اپنی سلطنت کو وسط ایشیا و سائبریا میں وسیع کرنے کے لیے صدیوں سے کوشش کر رہا ہے' جس کی خاص غرض یہ تھی کہ روسی گورنمنٹ کے لیے سمندر میں ایک نہ ایک مرکزی بندرگاہ مخصوص ہو جاے - لیکن ابھی تک نہ یہ کوشش بار آور ہوی نہ کوئی ثمرہ نکلا - سوال یہ ہے کہ فارس و ایشیاے کوچک میں روس کے فوائد کیوں پامال رہیں؟ شہنشاہ پطرس اعظم نے دربند و باد کوبہ (باکو) کے علاقے جس طرح ایران سے لیے تھے - سنہ ۱۸۲۸ ع میں ایرانی صوبۂ اروان جن شاطرانہ چالوں سے روس کے قبضہ میں آیا - ترکوں نے شمالی ارمینیا کے علاقے جن وجوہ سے روس کی نذر کیے - سنہ ۱۸۳۸ ع میں اضلاع قارص و باطوم جس حکمت عملی سے پطرسبرگ کی حکومت میں شامل ہوے - اسی دور کا تسلسل اب بھی کیوں نہ رہے - اور رفتار سیاست منحرف کیوں ہو جاے؟ روس نے اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے جو دقیق روش اختیار کر رکھی ہے' اس پر غور کرتے ہوے انسان محو حیرت بن جاتا ہے - سنہ ۱۹۰۷ ع کے معاہدۂ روس و انگلستان نے شمالی ایران کی قسمت روس سے وابستہ کر رکھی ہے - ایک روسی سرمایہ دار کو گورنمنٹ ایران کی جانب سے اجازت مل چکی ہے کہ تجارتی کشتیوں کے لیے ارومیہ میں ایک اسٹیشن قائم کرلے - اس اجازت کا مدعا اُس وقت صاف ہو جاتا ہے جب اُن امتیازات پر نظر پڑتی ہے جو روس نے اصفہان سے تبریز' تبریز سے قزوین - اور اصفہان سے ارومیہ تک ریلوے لائینیں جاری کرنے کے لیے حاصل کیے ہیں - اور جن سے شمالی مغربی طہران کے ڈیڑھ سو کیلو میٹر مربع کے علاقے اُس کے زیر اثر آگئے ہیں - با ایں ہمہ ہنوز کسی مرکزی بندرگاہ کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی - نہ

خلیج فارس هي میں کار برآري هوئي اور نه بحر ابیض متوسط هي میں کام نکلا - ایران کي آٹهه سو کیلو میٹر مربع زمین پر اس وقت روس قابض هے - لیکن جس سلطنت کے مقبوضات یورپ کے ڈانڈے ایشیاے کوچک سے ملے هوں - جس کي دس هزار کیلو میٹر کي لانبي ریلوے لائن نے مشرق و مغرب کي حدیں ایک کردي هوں - ایسي بے سود و بے نتیجه نمایشیں اُس کے لیے کیا مفید هو سکتي هیں ؟ "

اس ترغیب و ترهیب کا مفاد ظاهر هے - ایران کي آزادي سلب هوگئي - جنوب و شمال کي طوفاني هواؤں نے بنیادیں هلا دیں ' زندوں کي جانیں قربانگاه استبداد پر بهینٹ چڑهائي گئیں ' اور مُردوں کي هڈیوں سے چیل کوؤں کو دعوت دي گئي - یه سب کچهه هوا اور هورها هے - مگر مضمون نگار کي راے میں ابهي یه کافي نهیں - وه چاهتا هے که کل کو آنے والي قیامت ابهي اور آج هي کیوں نه آجاے ؟ طهران میں حکومت کے مٹے هوے خط و خال کیوں باقي رهیں ؟ اور کیوں نه خلیج فارس میں ایک مرکزي بندرگاه کے بهانے احمد کي سلطنت نکولس کے لیے ایک خوشنما و خوش سواد مستعمره (کالونی) کي شکل میں تبدیل نه هوجاے ؟

دوسري صورت یه بتائي گئي هے که " اسکندرونه " پر قبضه کرلینے سے روس کي وه غرض پوري هو جائیگي جس کا خواب دیکهتے هوے مدتیں گزر گئیں - یه مقام جو اس وقت ترکوں کے زیر حکومت هے ' بحر ابیض متوسط کا ایک نقطهٔ مرکزي ' بغداد ریلوے کا ایک اسٹیشن ' اور جزیرهٔ قبرص (سائپرس) کے بالمقابل واقع هے - اسکندر اعظم کي نظروں میں اس بندرگاه کي بهت بڑي اهمیت تهي ' اور اُسي کے نام پر یه مشهور بهي هے - لیکن مشکل یه هے که اس پر سکه بٹهانے کے لیے هولناک خونریزیاں کرني پڑینگي ' اور باشندگان " و شزل " اور " اردیل " کے مابین بڑے معرکه کا رن پڑیگا - آجکل تو یه شهر صرف جرمني کے دائرهٔ اثر میں واقع هے ' لیکن اس کا مستقبل صاف بتا رها هے که آگے چل کر ایک مشهور جرمن بندرگاه اور بحر ابیض متوسط کا دوسرا همبرگ هو جائیگا " یعني روس اگر اسکندرونه پر قبضه کرنے میں نا کام بهي رها ' جب بهي یه علاقه ترکي حکومت سے جدا هوجائیگا ' اور جرمني اس کو مشرق ادنی کے لیے اپنا ایک حربي مستقر بنالیگي - یهي نهیں بلکه یورپ کي رفتار سیاست کا صحیح اندازه کرنے کے بعد " آسٹریسز رانڈ رشر " اس نتیجه پر پهنچا هے که " ایشیاے کوچک کا عنقریب تجزیه هوجائیگا - ترکي حکومت یورپ کي پیچیدگي سلجهانے میں منهمک هے - اُس کو علم بهي نهونے پائیگا که اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی ' اور اُس کے مقبوضات منقسم هوجائینگے - سواحل بحر مرمر و ایشیاے کوچک میں بے شمار یوناني موجود هیں - تحریک انقسام کي راهیں صاف کرنے میں اُنسے طبعاً مدد ملیگي - شام پر فرانس کا ٹکٹ پہلے هي سے لگ چکا هے - یه ملک جمهوریهٔ فرانس کا ایک مشرقي جزو هو کر رهیگا - لیکن اسکندرونه و خلیج اذالیه کے مابین ایک علاقه هنوز بے تعلق هے - روس همیشه موقع کا منتظر رها هے - مناسب و موزوں وقت پیش آنے پر ادهر رخ کرنے میں اُسے کیا امر مانع هو سکتا هے ؟ اس میں تو انگریزوں سے مصادمت یا جرمني سے مقابله کا بهي خطره نهیں - ارمني قوم کي آزادي کے لیے اسے نهایت سنجیدگي و متانت سے کام کرنا هوگا - گو یه سچ هے که ترکي ارمینیا میں اس قوم کو خواه ذبح کرڈالیں ' یا روسي ارمینیا میں تاتاري اس کو سر مشق ستم بنالے رهیں ' روس کي نظروں میں دونوں برابر هیں - تاهم اسکي همدردانه کارروائیوں نے اگر شمالي سواحل بحر اسود کے ارمنیوں کو ترکي حکومت سے آزاد کرالیا تو باسفورس و دردانیال کي پر لطف آرزوئیں بر آنے میں کیا بات باقي رہ جائیگي ؟ دول یورپ کا کچهه یوں هي سا کهٹکا هے - وه بهي اسي حد تک ' که یورپ میں موجوده حالت بر قرار رکهنے کي کوشش هوگي ' اور میدان جنگ ایشیا کو منتقل کردیا جائیگا " ان تصریحوں کو معمولي نه سمجهو ' یه صرف باتیں هي باتیں نهیں هیں ' ان پر عمل درآمد کي طیاریاں بهي شروع هو چکي هیں - ۱۳- مئي سنه ۱۹۱۳ کو ارمني وفد نے باب عالي میں جو معني خیز یاد داشت پیش کي هے - ارمینیا کي اصلاح پر زور دیا هے - مسلمان مهاجرین کو اضلاع ارمینیا میں آباد کرنے پر اعتراض کیا هے - عیسائیوں کي مصیبتیں کم کرنے ' قتل و غارتگري کو روکنے ' اور غیر مسلم اقوام کو جبراً مسلمان بنانے کے انسداد کي جانب توجه دلائي هے - صدر اعظم عثماني (شوکت پاشا) نے اس کا جواب جس طرح کے همدردانه الفاظ میں دیا هے ' اور اجراے اصلاحات کي نسبت جو محکم وعدے کیے هیں ' ان کي صداقت و استواري کا پارلیمنٹ انگلستان تک کو یقین هے که " ترکي ارمینیا میں گذشته خوفناک مظالم کے مکرر وقوع کا مطلق اندیشه نهیں - اس امر کي شهادت مل چکي هے که مطالبات اصلاح پر عمل درآمد هو رها هے " مگر کیا مقدونیه و طرابلس کے باب میں انهیں مبادی کا اعاده نهیں هوچکا هے ؟ ملک گیري کا سر آغاز عمل یهي هے که اسلامي حکومتوں سے نهایت ملائم لهجه میں اصلاح کا مطالبه کیا جاے - کچهه روز کے بعد نفاذ اصلاح میں خود دخیل بن بیٹهیں - اور جب اس مداخلت کي بنا پر اصلاحي کارروائیوں میں کهنڈت پڑجاے تو مظلوموں کي حمایت کے نام سے سلسلهٔ جنگ شروع کردیں -

پهر روس کا اراده ظاهر هے ' صرف تکمیل کے طریقے تلاش کرنے باقي هیں - اُن کي نسبت دیوان عام (هاؤس آف کامنس) میں مسٹر آکلینڈ ۸ - مئي کو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجهٔ برطانیه کي نیابت میں اعلان کرچکے هیں که " معاهدهٔ صلح پر دستخط هوجانے کے بعد حتی الامکان اس امر کا خیال رکها جائیگا که ارمینیه میں باقاعده نظم و نسق قائم کرنے کے مسئله پر کامل غور کیا جاے " اس غور و خوض کے کیا نتایج نکلینگے ؟ اس کے جواب کے لیے یورپ کي تاریخ استعمار کا مطالعه کافي هے - ممدوح کي یه پر مغز تشریح بهي یاد رکهنے کے قابل هے که " تمام دول یورپ کي یه دلي آرزو هے که دولت عثمانیه کو عمده موقع دیاجائے که وه اپنے بقیه مقبوضات کو ترقی کے پیمانه پر لاسکے (ترکوں کي مخالفت میں) جب کوئي مسئله پیدا هو تو برطانیه اس امر کا خیال رکهیگي ' اور دول یورپ کو بهي خیال رکهنا چاهیے که وه مسئله تمام سلطنتوں کي طرف سے اجماعي تحریک کے ساتهه پیش هو ' اور کسي قسم کي انفرادي کارروائي نه کي جاے " اس موقعه پر برطانیه عظمي کي اُس سیاسي مسابقت پر بحث کرنے کي ضرورت نهیں هے جسکي ذیل میں زبان سے تو بقیهٔ مقبوضات عثمانیه کے لیے ترقی کے بهترین مواقع بهم پهنچانے کے وعدے کیے جاتے هیں ' مگر یه وعدے وفا اس طرح هوتے هیں که سواحل عرب و خلیج فارس کے ترکي علاقوں پر انگریزي نفوذ باقاعده سرایت کر جاتا هے ' اور ترک اپني عافیت اسي میں سمجهتے هیں که براے نام سیادت کے علاوه هر قسم کے اختیارات فرمان روائي سے دست بردار هوجائیں ! بحث طلب امر یه هے که تجزیهٔ ترکي یا آزادي ارمینیه کي تحریک پیش کرنے کا انحصار جب دول یورپ هي کے اجماع پر ٹهرا تو یه کیا بڑي بات هے ؟ ان سلطنتوں کے فوائد و مصالح میں هزار تناقض سهي ' لیکن تناقض میں بهي تو آٹهه وحدتیں هوا کرتي هیں ' پهر تجزیه عثمانیه کي تحریک میں هر ایک کا متحد هوجانا کیوں مستبعد هونے لگا ؟

مقالات

دولة بني امية اور اہل

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امور يه -
خلفاء راشدين ' اور ملك عضوض - و ما يناسب ذلك -

از جناب مولانا عبيد الله صاحب (امرتسر)

جناب كي نئے انداز كي انشا پردازيوں ' خصوصاً عالمانه ارشادات اور قراني استشهادات نے هم لوگوں كے دلوں ميں اپني جو عظمت پيدا كردي هے ' اور اپني ذات سے هم بد قسمت مسلمانوں كي جو اميديں وابسته هوگئي هيں ' وہ بيان سے باهر هيں ' اور حق يه هے كه اپنا وجود اور اپني تحرير ' اس دعوى كيليے برهان قاطع هے كه اس قحط الرجال ميں بهي بعض نفوس قدسيه پاے جاتے هيں جنهيں بلا مبالغه " لا يخافون لومة لائم " كها جاسكے - آپ امر بالمعروف ونهي عن المنكر كا وعظ فرما رهے هيں ' يا اپني معجز بيانيوں سے احياء اموات كر رهے هيں ؟ يه كيا سحر اور كيا اعجاز هے ؟ آنكهيں خيره ' كان سن هيں - نه ايسي تحريريں كبهي ديكهيں نه ايسي تقريريں سني هيں -

ليكن افسوس كه ان باتوں كے احساس كرنے والے قلوب بهي يه ديكهكر محو حيرت بلكه غرق ندامت هوجاتے هيں كه جناب اپني دراز دستيوں سے (بي ادبي معاف) اس چودهويں صدي كے ادعائي ليدروں كو شهيد اداء حق پرستي فرماتے هوے ' جوش اعجاز نمائي ميں حقيقي ليدروں يعني صحابۂ كرام تك كو مجروح ناحق شناسي فرما جاتے هيں -

[بقيه صفحه ۸ كا]

ان تمام واقعات كو پڑهو اور غور سے پڑهو اور پهر سوچو كه دنيا همارے فنا و زوال كے ليے كيا كيا تدبيريں كر رهي هے ' اور هم كس بے خبري و بے حسي كے عالم ميں هيں ؟ قزاقوں كا هجوم دروازے پر پهنچ گيا هے ' اور گهر كے سونے والے كس طرح خواب غفلت ميں سرشار هيں ؟

اے مقيمان ته سقف سپهر غدار
تا به كے حسرت فرزند و زن و شهر و ديار ؟
آية فاعتبروا يا اولى الابصار پڑهو
هر خرابے په اگر قصر ادرنه كے گذار
كبهي قرآن كا ظاهر تها يهاں جاه و جلال
كبهي اسلام كا لگتا تها يهاں پر دربار
آج تثليث نے اس كا يه بنايا عالم
كه نه توحيد هے باقي نه كهيں اسكا مزار

ذلك بما قدمت ايديكم ' و ان الله ليس بظلام للعبيد (۸ : ۵۷)

يه تمام بربادياں تم نے خود اپنے هاتهوں مول ليں ' ورنه الله تو اپنے بندوں كيليے كبهي ظالم نهيں -

پهر كيا وقت نهيں آگيا هے كه " من انصاري الى الله " كي صدا عالم ميں بلند هو ' اور دين الهي كے آخري انصار " لبيك لبيك ! اللهم لبيك " كهتے هوے اٹهه كهڑے هوں ؟ فاين تذهبون ؟ ؟

جناب نے " بني اميه كا استبداد اور امر بالمعروف كے سد باب كا پهلا دن " (الهلال نمبر ۱ - ج - ۲) كي بني اميه كے سفك بيجا اور خون ناحق سے شرابور سرخي ' (گستاخي معاف) بے وقت قائم كركے بني اميه كي قوم كو ' خواه وہ حضرت عثمان رسول عليه السلام كے داماد ' يا حضرت معاويه محمد عليه السلام كے صهر هوں ' يا سليمان بن عبد الملك ' يا حضرت عمر بن عبد العزيز هوں ' عليه السلام ' بلا استثنا ظالم ' فساق ' اور فجار كے الفاظ سے مخاطب فرما رهے هيں - جناب كي ان تلخ كلاميوں نے قوم رفاض (كذا في الاصل - الهلال) كي ياد تازه كردي - اسلام ميں يهي ايك فرقه هے جسنے صحابه رضي الله عنهم كو سب و شتم كرنا اپنا پيشه بنالیا هے ' اور اكابر اسلام كو گاليان دينا جزو مذهب سمجهه ركها هے - مكرما ! بني اميه بقول جناب كے هزار برے سهي ' پهر بهي اپنے بعد والوں سے بحكم صادق مصدوق " لاياتي عليكم زمان الا الذي بعده اشر منه حتى تلقو ربكم " (بخاري) لاكهه درجه اچهے تهے ' اسليے انكے بعد والونكو خصوصاً اس صدي كے مسلمانوں كو انهيں برا كهنے كا كوئي حق نهيں - چلے يه اپنے گريبان ميں منهه ڈالكر اپني سيه كاريوں كو ديكهيں اور بتائيں كه اگلوں كو گالي دينے كے سوا اور انكے پاس كيا ركها هے ! ! امر بالمعروف كے واعظ كو شارع عليه الصلوة كي يه پر مغز و انفع وصيت اپنا نصب العين بنانا چاهيے كه " ليجزك عن الناس ما تعلم من نفسك " (مشكوة) بني اميه كي فتوحات اسلاميه كو تهنڈے دل سے ديكهيے تو وہ خود علي رضي الله عنه تك كے زمانه ميں مفقود نظر آئينگي - بقيه بني هاشم كا كيا ذكر هے ! ميں بني اميه كے چند افراد كي افسوسناك سيئات سے بے خبر نهيں ' ليكن ساتهه هي ديگر افراد كے حسنات سے چشم پوشي بهي نهيں كيجا سكتي - انكے بعض افراد نے مسلمانوں پر صاف و صريح خون ڈالنے والے ظلم كيے هيں ' تو دوسرے افراد نے اسلام كے حدود كو قابل تعريف طريقه سے وسعت بهي دي هے ' اسليے همیں انكے ساتهه ان الحسنات يذهبن السيئات كا انصافانه سلوك كرنا چاهيے - آپ قيامت كے دن فساق و فجار كي صف بنديان كركے اور بني اميه كو صف اول ميں جگه ديكر اپني تئيں حق بجانب سمجهه رهے هيں تو كوئي وجه نهيں اگر نسل بني اميه كا كوئي فرد ان صفوف كے سائق و قائد هونے كا فخر نبي هاشم كو بخش دے تو آپ چيں بجبيں هوں ' كيونكه خارجين علي الامام اور بغاة و فساق كي اس قوم ميں بهي كمي نهيں اور جو چيز جتني اجلي هوگي ' اوسيقدر اوسكے دهبے نمايان بهي هونگے -

جناب نبي اميه كو ملزم قرار ديتے هيں كه " اسلام كي جمهوريت كو غارت كركے شخصي حكومت كي بنياد ڈالي " نبي اميه كا پهلا فرد جو رسول الله عليه الصلوة كا بجا طور سے جا نشين بنا ' وہ حضرت ذي النورين رضي الله عنه تهے - انكي خلافت بهي بمشورة و اتفاق مهاجرين و انصار منعقد هوئي - يه پهلا دن تها كه خود جمهوريت اسلام نے نبي اميه كو بر سر اقتدار و تسلط بنايا ' اور انكے بر سر اقتدار آتے هي فتوحات اسلاميه كا ايك دريا تها جو اُمنڈ آيا - جسكي لهريں عرب و افريقه كے آتش فشاں صحرا كو طے كرتي هوئي هند تك

آپہنچیں ! پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن تھا ؟ (میں عرض کرتا ہوں - الہلال)

افسوس اسلام کی بدقسمتی اب اس سے زیادہ کیسا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و فضیلت خود سرور کائنات علیہ التحیات نے بیان فرما دی ہو (صحیحین و سنن) آپ ایسے اسلام کے فدائی اور برگزیدہ ارباب علم انہیں قرون میں بدعات و محدثات و معاصی کا بازار گرم کر رہے ہیں ' اور صحابہ رضی اللہ عنہم ' جنکے لیے آقائے اسلام " فانہم خیارکم " کی شہادت فرماتے ہوے " اکرموا اصحابی " (نسائی) کا حکم فرما رہے ہوں ' اور جن بزرگوں کے لیے ایسے صریح الفاظ میں تہدید فرما دی ہو کہ " اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی ! لا تتخذوھم غرضا من بعدی " اور " من اذاھم فقد اذانی " (ترمذی) آپ انہی بزرگوں کے ایک محترم فرد بلکہ امیر المومنین (بخاری احمدی) حضرت معاویہ علیہ السلام کا لا ابا لانہ انداز سے ذکر فرماتے ہیں اور پھر ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسی ضرب المثل حلم اور سانھہ برس کی بزرگیا کے ہفوات سے درگذر فرما جانے کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں -

و اخر العدرة لا یمر بصالح
الا و یا ، زہ بکذاب اشر

الہلال

اللہ تعالی جب اپنے کسی عاجز و ناتوان بندے پر اپنا لطف و کرم مبذول فرماتا ہے ' تو اسکی نسبت اپنے بندوں کے دلوں میں حسن ظن و میلان و الفت پیدا کر دیتا ہے - اور پھر خواہ وہ ' اور اسکے کام کتنے ہی حقیر و ذلیل ہوں ' لیکن اسکے بندوں کی نظروں میں عزیز و محبوب ہو جاتے ہیں : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو فضل العظیم -

جناب ' اور جناب ایسے بزرگان حسن ظن فرما کی نسبت ہمیشہ اس عاجز وھیچ میرز کا یقین ایسا ہی رہا ہے - یہ اُسی کا فضل ہے کہ وہ آپ ایسے بزرگوں کے دلوں کو میری جانب مائل کر رہا ہے - پس اللہ کا احسان ' اور جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا تشکر ' و استدعاء دعاء حصول استقامت و ثبات کار ' و الی اللہ ترجع الامور -

جناب نے اس بارے میں جو کچھہ ارقام فرما یا ہے حیران ہوں کہ اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوں ؟ اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو ایک دفتر طویل مطلوب ' پھر نتیجہ کچھہ نہیں - اور اگر اجمال پیش نظر رہتا ہے ' تو اول تو بعث صاف نہیں ہوتی ' اور دوسرے طبیعت بھی نہیں مانتی - بہر حال مجبوراً آخری ہی صورت اختیار کرتا ہوں ' اور بر سبیل اشارہ چند معروضات ضروریہ کے اظہار ہی پر قناعت کر لیتا ہوں :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل
اللہ اللہ فی اصحابی !

(۱) میرا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اس سماء دنیا کے نیچے وہ ایک ہی جماعۃ قدسیہ ہے ' جو انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کے بعد تکمیل انسانیۃ ' اور اخلاق و اعمال الہیہ کا اکمل و اجمل ترین نمونہ و اُسوہ تھی ' اور نہ صرف تاریخ اسلام میں ' بلکہ تاریخ جمیع ازمنۂ ماضیۂ عالم میں انبیاء کرام کے مستثنے کر دینے کے بعد انسانوں کا کوئی گروہ ' اور انسانیۃ کبری کا کوئی اعلی سے اعلی ظہور بھی انکے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا - بلکہ انہی میں وہ نفوس ذکیۂ و عظیمہ تھے ' جو اپنے مظاہر اعمال کے اندر بعض اولوالعزم انبیاء بنی اسرائیل سے بھی زیادہ ظہور صفات الہیہ کے تشبہ و تخلق کا رکھتے تھے ' اور جنکی زبان حال " جئنا بعجاً ' وقف الانبیاء علی ساحلہ " کی صداے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم ملکوت تھی - کیونکہ " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " انکا دستور العمل و محور جمیع اعمال و افعال تھا ' اور اسلیے وہ سر چشمۂ " مقام محمدی " کے فیضان سے بہرہ یاب تھے ' پس اس مقام اور مقامات انبیاء گذشتۂ عالم میں جو فرق تھا ' وہ انکے اندر بھی نمایاں تھا کہ المرء مع من احب :

عن المرء لا تسئل و سل عن قرینہ
و لنعم ما قیل :
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہی وہ لوگ تھے کہ " یحبھم و یحبونہ " انکا مرتبۂ اختصاص تھا ' اور " رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ " کے مقام محبت و محبوبی و عشق و عاشقی سے فائز المرام تھے ! اللہ اللہ ! انکے مقامات عالیہ ' جنکے وصف و تمجید پر کلام الہی نے شہادت دی : اشداء علی الکفار رحماء بینھم ' تراھم رکعا سجداً یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ' سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود : (۴۹ : ۲۹)

یہ وہ لوگ تھے ' جنھوں نے شمع نبوت سے براہ راست اپنے دلوں کو روشن کیا ' جو خلوت و جلوت میں صحبت اندوز حضرۃ رسالت ہوے - یہ وہ خوش نصیب تھے ' کہ جس آب حیات کا ایک قطرہ ہزاروں قبور و امموات کو زندہ کر دینے کیلیے کافی ہے ' اسکی بارش انکے سروں پر ہوئی ' اور جس آب زلال کے ایک جرعے کیلیے تشنگان عالم مضطر و متحسر ہیں ' اسکے دریاے بیکراں کے کنارے انہوں نے مدتوں زندگیاں بسر کیں - وہ اس وجود الہی کے جلیس تھے ' جو خلوت " ابیت عند ربی ھو یطعمنی و یسقینی " کا شب گذار ' اور درس گاہ " ادبنی ربی فاحسن تادیبی " کا درس آموز لیل و نہار تھا - فھم جلساء اللہ ' لا یشقی جلیسھم - و للہ در ما قال:

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بو تراب میں !

سبحان اللہ ! یہ کون لوگ تھے کہ دن کے غزا و جہاد فی سبیل اللہ و دعوت حق و اعلان معروف ہی میں شریک کار اور معین راہ نہ تھے ' بلکہ اُس مخاطب نداء محبت " یا ایھا المزمل " کی راتوں کی خود فروشانہ عبادت گذاریوں ' اور عاشقانہ و والہانہ اعمال مخصوصہ میں بھی شریک خلوت تھے ' اور اسکی شہادت خود خدا نے دی کہ :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ ' و طائفۃ من الذین معک ' واللہ یقدر الیل والنہار ' علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم ' فاقرؤا ما تیسر من القران ' علم ان سیکون منکم مرضی و اخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ ' و اخرون یقاتلون فی سبیل اللہ (۷۳ :)	اے پیغمبر ! تمہارا پروردگار واقف ہے کہ تم راتوں کو اللہ کی یاد اور ذکر کیلیے جاگتے ہو - کبھی دو تہائی رات کے قریب ' کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی - اور ایک جماعت تمہارے ساتھیوں کی اس شب بیدارنہ عبادت میں تمہارے ساتھہ شریک رہتی ہے - رات اور دن کے (تمام اشغال و اعمال) کا اللہ ہی اندازہ کرسکتا ہے - اُس کو معلوم ہے کہ تم (بوجہ انہماک عبادت اور کمال محویت و خود فروشی) وقت کو محفوظ نہیں کر سکتے - اسلیے اسنے تمہارے حال پر از راہ لطف رحم کیا اور وقت کی قید اٹھادی - پس اب جس قدر بآسانی قران پڑھسکتے ہو پڑھلیا کرو ! اُس کو یہ بھی

معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمي بیمار پڑیں گے ' بعض تلاش معاش و تجارت میں سیر و سیاحت کررہے ہونگے ' اور بعض خدا کي راہ میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہونگے ۔بہر حال ایسي صورت میں اب صرف یہي حکم ہے کہ شب کو جسقدر قران (تہجد کي نماز) میں بآساني پڑھا جا سکتا ہے پڑھو ' اور اپنے نفس و جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو ۔

انصاف فرمائیے کہ جس شخص کا اعتقاد صحابۂ کرام کي نسبت یہ ہو ' یہ کیسي عجیب بات ہے کہ جناب اسکو صحابہ کے فضائل سنانے کیلیے مخاطب بناتے ہیں ' اور انکے سب و شتم سے روکتے ہیں ' اور پھر تلاش احادیث ' و جمع مرویات کي زحمت لا حاصل گوارا فرماتے ہیں ؟

ان هذا من اعاجیب الزمن !

(۲) جناب کا یہ ارشاد نہایت تعجب انگیز ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضي اللہ تعالی عنہ کو بھي بہ زمرۂ ظالمین شمار کیا ! میں نے ملوک و امراء بني امیہ کي نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا ' نہ کہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کي نسبت ۔ حضرت عثمان گو خاندان بني امیہ سے تھے ' مگر انکا شمار خلفاء اربعہ میں ہے ' نہ کہ خلافت مرواني کے بانیوں اور اس سلسلے کے پادشاہوں میں ۔ پھر بني امیہ کے ذکر سے یقیناً انکے مخصوص اعمال مراد ہیں اور ہر وہ شخص اس سے مستثنی ہے ' جسکے اعمال انکے سے نہ تھے ۔ یہ امر اسدرجہ ظاہر و بین ہے کہ جناب کا اس سے تغافل موجب کمال تعجب و تحیر ہے ۔

یخرج الحي من المیت

(۳) پھر کیوں نہ وہ لوگ مستثنی ہوں کہ ایسے ہي مستثنی لوگوں میں سے وہ بزرگ حق ' مجدد شریعۃ الہیہ ' محي السنۃ السنیہ ' قامع بدعات مروانیۂ و بني امیہ ' یعنے حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ تھے ' جنکو حکمۃ الہیہ نے اُسی خاندان میں پیدا کیا ' تا کہ انکے دست حق پرست پر شریعۃ اسلامیہ کا احیاء ہو ' اور " ملک عضوض " کے اباطیل و محدثات کا اضمحلال فرمالیں ۔ پس اس وجود گرامي نے امر بالمعروف و نہي عن المنکر کي تجدید کي ' اور ایک ایک کرکے بني امیۂ و آل مروان کي پیدا کي ہوئي اُن محدثات و بدعات و منکرات شنیعہ کا انسداد کیا ' جنھوں نے خیر القرون کي شریعت خالص کو آلودہ و مکدر فسق و معاصی شتی کردیا تھا ۔ اور اس طرح سنت شیخین جلیلین کي (کہ سنت رسول اکرم تھي) حیات بعد الممات ہوئي ! نور اللہ مضجعہ ' و شکر اللہ مساعیہ ۔

تاریخ اسلام میں تبرے کي بنیاد
بني امیہ کے قاتلي اور شیعہ انکے متبع ہیں

(۴) ازانجملہ بني امیہ و آل مروان کي ایک سب سے بڑي ہادم شریعت اور پر معصیت و فسق و عدوان بدعت شنیعہ وہ تھي ' جسکا انتقامانہ اتباع برادران شیعہ نے شروع کیا ' اور افسوس ہے کہ بدبختانہ شاد آجتک کرتے ہیں ۔ یعنے سب سے پہلے سرزمین اسلام میں ' جو رحم و محبت اور صلح و اخوۃ ہي کي تخم ریزي کیلیے بني تھي ' سب و شتم اور لعن و تبرے کا تخم انھوں نے بویا ' مقدس مساجد اسلام میں ' جو صرف عبادت و طاعت الہی ' و اذکار و اشغال مقدسہ کیلیے بنائی گئي تھیں ' اپنے اغراض نفسانیۂ منکرۂ سیاسیہ سے اہل بیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی ' اور جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو (کہ نہیں جانتا اسکو کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟) داخل کردیا ۔ چنانچہ تکبیر و تسبیح کي صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے ' اور تحمید و تقدیس و صلوۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علي علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے ' اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کي زبانوں کو اس طرح لرزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسي کو اس صریح فسق عظیم ' و معصیۃ کبری و ھتک شریعۃ الہیہ کے خلاف لب کشائی کي جرأت نہیں ہوتی تھي ۔ الا ماشاء اللہ ' و ھم الذین لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ۔

لیکن تاریخ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز کي ہمیشہ رہین منت رہے گي کہ انھوں نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہي اس بدعۃ کا انسداد کیا ' اور مساجد اسلام کو انکي چھني ہوئي عزت و حرمۃ واپس دلا دي ۔ چنانچہ لعن و تبرے کي جگہ خطبہ ثانیہ میں " ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان ' و ایتاء ذی القربی ' وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی ' یعظکم لعلکم تذکرون " داخل کیا ۔ یہ آیہ کریمہ آجتک خطبہ جمعہ کا جزو آخري ہے ' اور ہر ہفتے سئیات بني امیہ ' اور حسنات عمر ابن العزیز پر گواہي دیتي ہے ۔ و قال فیہ کثیر عزہ :

ولیت و لم تسبب علیاً و لم تخف
مریبا ' و لم تقبل مقالۃ مجرم
و صدقت القول الفعال مع الذي
اتیت ' فامسی راضیاً کل مسلم
فما بین شرق الارض و الغرب کلھا
منادٍ بذادي من فصیح و اعجم
یقول امیر المومنین ظلمتني
باء خذک دیناري و اخذک درھمي
فاربح بھا من صفقۃ لمبایع
و اکرم بھا من بیعۃ ثم اکرم

اس بزرگ جلیل امري کا یہ ایک ایسا عمل عظیم تھا کہ سادات عظام اور دودمان حضرۃ خیر الانام نے بھي اسکا اعتراف کیا ۔ چنانچہ علامہ شیخ شریف الرضي الموسوي رحمۃ اللہ علیہ انکے مرثیے میں لکھتے ہیں :

یا ابن عبد العزیز لو بکت العـ
ـین فتی امیۃ لبکیتک
انت انقذتنا من السب والشـ
ـتم فاز امکن الجزاء جزیتک
غیر انی اقول انک قد طبـ
ـت و ان لم یطب ولم یزک بیتک
دیر سمعان لا عدتک الغوادي (۱)
خیر میت من آل مروان میتک

(۵) ازانجملہ بني امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انھوں نے اسلام پر کیا ' یہ تھا کہ خلافۃ راشدۂ اسلامیہ کو ' جسکي بنا اجماع و مشورۂ مسلمین پر تھي ' حکومت شخصي و مستبدہ ' و سلطنۃ ملکیہ و سیاسیہ میں تبدیل کردیا ' اور حکومت کي بنیاد شریعت پر نہیں رکھي ' بلکہ محض قوت اور سیاسۃ پر ۔ اور تاریخ اسلام کے تمام صغار و کبار ' و اعالي و ادانی اسپر متفق ہیں ' اور تمام اہل سنۃ و جماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ ایک سخت بدعۃ تھي ' اور مطابق ارشاد صادق و مصدوق علیہ الصلوۃ و السلام " ملک عضوض " کا آغاز تھا ۔ یہي ہے کہ امر بالمعروف و نہي عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ہے ' اور یہي دن ہے کہ تاریخ اسلام ہمیشہ اسپر ماتم و فریاد کریگي ۔ و القصۃ بطولھا ' فعلیکم النظر علی التاریخ و الاسفار ۔

لیکن محسنات جلیلۂ عمر ابن عبد العزیز میں ایک واقعہ یہ

(۱) حضرت عمر ابن العزیز کے سنہ ۱۰۱ ۔ میں بمقام دیر سمعان انتقال کیا ۔ اسي کے طرف اشارہ ہے ۔ [منہ]

بھی ہے کہ انھوں نے سنت خلفاء اربعہ کو زندہ کیا ' اور اپنے اولین خطبۂ خلافت میں فرمایا :

ایہا الناس ! انی ابتلیت بھذ الامر من غیر رئی منی فیہ ' ولا طلبۃ ' ولا مشورۃ من المسلمین - وانی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی ' فاختاروا لانفسکم غیری (یعنے لوگو ! میں اس حکمرانی میں مبتلا ہوگیا بذریعہ جانشینی اور بیعۃ فوری کے ' اور اسمیں نہ حسب حکم شریعۃ و سنت خلفاء راشدین ' مشورہ ہوا ' اور نہ مسلمانوں کی رائیں لی گئیں - اور یہ نہ میری خواہش تھی ' اور نہ اسکا آرزومند تھا - پس میری گذشتہ بیعۃ کا جو بار تمھاری گردنوں پر ہے ' اس سے میں تمھیں رہا کیے دیتا ہوں ' اور اس مقام سے اپنے تئیں الگ کردیتا ہوں ' پس اس وقت تم جمع ہو - اپنے لیے باھمی مشورہ و اجماع سے کسی خلیفہ کو منتخب کرلو !)

لیکن یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے با اتفاق پکارا : قد اخترناک یا امیر المومنین ورضیناک امیرنا بالیمن والبرکۃ - ہم نے بس آپ ہی کو انتخاب کیا اے امیر المومنین ! اور ہم سب آپسے راضی اور خوشنود ہیں ! (طبری ' اور پورے خطبے کیلیے دیکھو ابن اثیر ' ابو حنیفہ ' ابن قتیبہ و دمیری وغیرہ)

(۶) جناب ارقام فرماتے ہیں کہ : " آپ بلا استثنے بنی امیہ کو ظالمین کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں اور انتہاے غصہ میں رسول علیہ السلام کی قرابت داریوں کو بھی بھول جاتے ہیں "

استثنے بر بناء اعمال صالحہ ہر حال میں قدرتی طور پر موجود ہے ' اور حکم اکثر پر ہوتا ہے - حضرت عثمان خود بخود مستثنے ہوگئے ' جب کہ خلفاء راشدین سے الگ بنی امیہ کا ذکر کیا گیا - اور حضرت عمر ابن العزیز اپنے اعمال غیر امویہ ' واتبع سنت شیخین جلیلین کی بنا پر - یہ امر ایسا نہ تھا کہ موجب اعتراض ہوتا -

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قرابت داری کی نسبت جو فرمایا ' تو اگر آپ کے حکم سے اسکا ہر حال میں لحاظ رکھوں اور اسی کو محور منقبت و منقصت قرار دوں ' تو اُن مشکلات کا کون ذمہ دار ہوگا جو دو چار قدم کے بعد ہی پیش آنا شروع ہو جائیں گی ؟ شاید اسکا جناب کو خیال نہ رہا -

حسن بصرہ ' بلال از حبش ' سہیل از روم
ز خاک مکہ ابو جہل ' ایں چہ بوالعجبیست !

(۷) " لایاتی علیکم زمان " الخ کا اگر مطلب یہی ہے تو آپ عمر ابن عبد العزیز پر بلحاظ تقدم زمانی ' مروان بن الحکم ' اور شمر و زیاد کو ترجیح دیں - فہم سابقون فی الاسلام والعہد والزمان !! میں تو اس حدیث کا مطلب حفظ تقدم فضیلت اعمال ' و اتباع شریعۃ ' و عمل بالقران والسنۃ فی تطبیق کے بعد قرار دیتا ہوں ' اور در اصل قرار دیا جا چکا ہے - کما لا یخفی علی ارباب النظر و العلم - وان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

فضائع و فضائل

(۸) بحث کے مختلف مواقع ' و حکم ہر موقعہ بلحاظ اطراف بحث - ائمہ اہل سنت و جماعت نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے - بنی امیہ کے حسنات سیاسیہ و ملکیہ سے کسی کو انکار نہیں - مثلا فتوحات ممالک ' و اشاعت تمدن و علوم ' و تاسیس برید ' و تدوین دفاتر و دیوان وغیرہ وکان لہم من الوزراء و ابطال الجند والاعوان ' من تغلبوا بہم علی الزمان وافتتحوا بسیوفہم البلدان ' وحفظوا لہم الملک من الاعداء بعد الحسام - فصفوۃ القول فیہم ان ہا اولاء الملوک مع ما کانوا فیہم من التوف والانصراف الی الملذات والشہوات ' و عدم اتباع الشریعۃ و الانحراف عن جادۃ السنۃ السنیۃ ' و اعمال الدینیہ ' کانوا علی جانب عظیم من الذکاء والدہاء والدرایۃ والحزم و حسن العزیمۃ و فضل السیاسۃ - وکذلک لم یحل اشتغالہم بنفوسہم عن النظر فی شئون الحکومۃ و ترقیتہا ' والعمل علی زیادۃ نموہا و عمرانہا ' والتوسع فی اعمالہا و ردعارات الاعداء عنہا - پس ہم انکی سنیات دینیہ کی برائی کرنے میں باک نہیں رکھتے ' اور اسی طرح انکے حسنات ملکیہ و سیاسیہ کے اعتراف میں بھی بخیل نہیں - لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ زید کے ذہین و طباع ہونے کے صلے میں ' اسکے شرب خمر و ظلم و فسق کی بھی تعریف کریں ' یا چونکہ ایک شخص خوش تقریر ہے لہذا کوئی مضائقہ نہیں ' اگر تارک صلوۃ بھی ہو ! ! مقصد اصلی یہ ہے کہ بنی امیہ نے خلافۃ دینی کو ' جسکا عمود کار اتباع شریعۃ تھا ' محض حکومت و سیاسۃ کی صورت میں مبدل کردیا ' اور جو بنیاد خلفاء راشدین نے رکھی تھی ' اسکو اپنے اغراض نفسانیہ و ہواء شخصیہ پر قربان کرکے منہدم کردیا - ظلم و منکرات کا بازار گرم ہوگیا - مشورہ کا سد باب ہوگیا ' ازادی راے کو بزور شمشیر بند کرنا چاہا - اور علی الخصوص سب سے پہلے تاریخ اسلام میں احکام شریعۃ پر اپنے اغراض نفسانیہ و سیاسیہ کو مقدم کرنے ' اور حسب ضرورت اسمیں تحریف توجیہہ نما کرنے کی بنیاد رکھی - یہی بنیاد تھی ' جسپر بعد کو آنے والوں نے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کیں ' اور ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام اپنے ابتدائی سی سالہ عہد اصلی کو ماتم و حسرت کے ساتھہ یاد کرتی رہی !

میں نے اغراض تحریر میں لکھدیا ہے کہ معروضات محض اجمالی بر سبیل اشارہ ہوگی ' اسلیے افسوس کہ ہر قدم پر ہجوم دلائل و واقعات کو جبراً بڑھنے سے روکتا ہوں - ورنہ یہ ایک دفتر طویل و افسانۂ طولانی ہے -

اسفار اثار ' تاریخ کو اٹھائیے اور ایک ایک واقعہ پر آنسو بہائیے ..

دور اوائل اور ظہور منکرات

(۹) آپ متعجب ہیں کہ میں نے اُس ابتدائی عہد کو دور محدثات و بدعات کہا - لیکن شدت تعجب و وفور حیرانی سے میں اسکے جواب پر قادر نہیں - فیا للعجب ! یہ جملہ لکھکر جناب نے تاریخ اسلام کے نہیں معلوم کتنے ضخیم ابواب و فصول کو دنیا سے نابود کردینا چاہا - یہ آپ کہاں ہیں اور کیا فرما رہے ہیں ؟

عہد بنی امیہ سے بھی بلند تر دیکھیے - کیا شہادت حضرت عثمان کا فتنہ ایک اشد ترین بدعت نہ تھی ؟ پھر کیا زیاد بن سمیہ کا استحاق اور اسکے لیے مجلس شہادت مقرر کرنی ایک اولین بدعۃ اسلام میں نہ تھی ؟ حالانکہ یہی زیاد تھا کہ جب اسنے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بشارت فتح پر خطبۂ فصیح دیا ' تو ابو سفیان اور حضرت امیر علیہ السلام ممبر کے قریب بیٹھے تھے - ابو سفیان نے کہا کہ " انہ ابن عمک " یعنے یہ تو میرا بیٹا ہے - " انا قد فتہ فی رحم امہ سمیہ " اسپر حضرت علی نے کہا کہ پھر اسکو طاہر کیوں نہیں کرتے ؟ ابو سفیان نے حضرت فاروق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ " انا احاف ہذا المجلس علی المنبر " یہ شخص جو منبر پر بیٹھا ہے ' ڈرتا ہوں کہ اس دعاء خلاف شریعۃ پر برہم ہوگا !! (عقد الفرید جلد ۳ - صفحہ ۲۱۱) (۱)

۰ یہ ایک مشہور اور تفصیل طلب واقعہ ہے - عام ناظرین کی واقفیت کیلیے اسقدر لکھدیتا ہوں کہ (سمیہ) جاہلیۃ کی ایک زانیۃ و فاحشہ عورت تھی - ابو سفیان اسکے پاس رہا تھا ' اور اُسی سے (زیاد) پیدا ہوا تھا -

لیکن اغراض سیاسیہ سے اسکا پھر استحاق کیا گیا ' اور اسکو اپنا بھائی قرار دیا - اسکے لیے ایک خاص مجلس شہادت بھی منعقد ہوئی تھی ' جس میں گواہوں کے اظہارات لیے گئے تھے - ازانجملہ ایک گواہ ابو مریم الخمار تھا ' جس نے ابوسفیان کیلیے " سمیہ " کو مہیا کیا تھا : فقال اشہد ان ابا سفیان حضر عندی وطلب منی

(۱) لیکن اس مکالمہ کے بعض مورخین نے عمر ابن عاص اور ابو سفیان کے درمیان لکھا ہے ' اور حضرت امیر نے کہا ہے کہ " اسکے یا ابا سفیان ! فانک لاعلم ان لوسمع ہذا القول منک ' لکان البک سریعاً (الفخری صفحہ ۱۰۰ -) منہ

جثياً ، فقلت له ليس عندي الا سميه ، فقال هاتها على قذرها وضرها ، فاتيت بها - فخلا معها ، فخرج ... من عنده وانها لتقطر ..... ايسي شہادتوں سے بالاخر غریب زیاد بھي شرما گیا ، اور چیخ اٹھا : مہلاً یا ابا مریم ! فانما دعیت شاهدا ، ولم تدع شاتما ! !

یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مسطور ہے : وكان هذا اول ما ردت به احكام الشريعة ، فان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قضى بالولد للفراش ، وللعاهر الحجر -

اسي واقعہ کي نسبت عبد الرحمن بن حسان نے کہا تھا :

ورضى ان يقال ابوك زان ! اتغضب ان يقال ابوك عف

پھر کیا آپ اس سے انکار کرینگے کہ یہ بدعت نہ تھي ؟ خیر یہ تو ایک خاص واقعہ تھا اور اُس زمانے میں لوگوں نے اسکي تاویلیں بھي کیں - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا خلافة على منهاج النبوة کو حکومت اور ملک عضوض میں بدادینا بھي بدعة نہ تھي ؟ کیا مشورے کا سد باب ایک اشد شدید بدعة في الدين نہ تھي ، حالانکہ حضرت فاروق کا یہ جملہ ہم کو معلوم ہے کہ لا خلافة الا من شورة ؟ کیا مسلمانوں پر جنگ میں پانی کا روکدینا بھي بدعت نہ تھا ؟ جبکہ دوسرا فریق غالب ہوکر بھي نہیں روکتا ؟ کیا سخت سے سخت مکر و خدع سے کام لینے میں بھي باک نہونا ، خفیہ دسائس سے مسئلہ حکمین کا فیصلہ کرنا ، اپنے اغراض سیاسیہ کو ہر موقعہ میں شریعت پر ترجیح دینا اور اسکے لیے لوگوں کو خفیہ و علانیہ بیت المال سے روپیہ دینا (جیسا کہ خود کہا کہ " كنت احب الى قريش منه [اى من علي] لانى كنت اعطيهم وكان يمنعهم ، فكم سبب من قاطع و نافر عنه - استیعاب) شخصي طور پر بزور و جبر اپنے لڑکے کو ولي عہد بنانا ، عجمي شان و شکوہ اور علو و رفعت سے دربار آرائي کي اساس اولین قائم کرنا ، مسجدہ میں اپنے لیے عام مسلمانوں سے الگ مقصورہ بنا کر نماز پڑھنا ، اور شمشیر برہنہ نگہبانوں کے حصار کے اندر سجدہ کرنا ، اور اسي طرح کي بیسیوں محدثات کو بھي بدعت تسلیم نہیں کیا جاے گا ؟

فهو اول من جعل ابنه ولي العهد خليفة بعده ، و اول من اتخذ ديوان الخاتم و امر بهدايا النيروز والمهرجان ، و اتخذ المقاصير فى الجوامع ، و اول من قتل مسلما صبرا و حجراً و اصحابه ، و اول من اقام على راسه حرسا ، و اول من قيدت بين يديه الجنائب ، و اول من اتخذ الخصيان فى السلام ، و كان يقول انا اول الملوك (ملخص از استیعاب حافظ ابن عبد البر جادہ اول صفحہ ٢٦٣ وغیرہا)

اور پھر یہ تو خود امیر معاویہ کے زمانے کے حالات ہیں - آگے چلکر جو کچھ ہوا اسپر نظر ڈالیے - میں نے بدعات و منکر امت کا لفظ عام طور پر حکومت امویہ کي نسبت لکھا تھا نہ کہ کسي خاص شخص کي نسبت -

خلافة مرتضوي

(١٠) آپ فرماتے ہیں : " بني امیہ کي فتوحات کو دیکھیے تو خود حضرت علي کے زمانے میں مفقود نظر آئیں گي "

فتوحات ممالک و بلدان ، و توسیع حکومت اسلام یقیناً ایک ایسي شے ہے ، کہ اس تیرہ سو برس میں جن جن ہاتھوں پر اسکا ظہور ہوا ، انکي خدمات کا اعتراف ہمارا فرض ہے ، لیکن میں تو اپنے مضمون میں " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کے سلسلے کي تاریخ لکھ رہا تھا ، نہ کہ تاریخ فتوحات اسلامیہ - پھر وہاں مجھے اُس سے کیا غرض کہ کن کے ہاتھوں زیادہ فتوحات ہوے ہیں ، اور کون اس سے قاصر رہے ہیں ؟ بحث کے مواقع اور مختلف پہلو ہوتے ہیں - رہا حضرت امیر کے زمانے میں فتوحات خارجہ کا نہونا ، تو میں نہایت رنج و غم سے اس غلط فہمي کو دیکھ رہا ہوں ، جو آجکل کے نئے مذاق سیاسي نے پیدا کردي ہے ، اور اسکا ظہور جناب کے اس ارشاد میں بھي ہوا ہے - عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر کا زمانہ ایک نہایت نا کام زمانہ تھا - حکومت و سیاست کیلیے وہ بالکل موزوں نہ تھے ، انکے زمانے میں اسلام کیلیے کوئي نئي فتح ، اور کوئي نہ نئي ملکي و ارضي توسیع نہیں ہوئي ، اور پھر اسکو اصول و معیار بحث قرار دیکر نہایت شدید غلطیاں اس بارے میں کي جاتي ہیں ، مگر یقین فرمائیے کہ یہ خیال بالکل غلط ، اور اصلاً حقیقت نہیں رکھتا ، اور نہایت افسوس ناک سطح بیني اور تاریخ کي بے خبري پر دلالت کرتا ہے - وقت اور موقع تشریح کا نہیں ہے - نہایت ضروري ہے کہ ایک مبسوط و جامع سوانح حضرت امیر علیہ السلام کي لکھي جاے ، اور اس غلط فہمي سے لوگوں کو نجات ملے - اگر اللہ نے توفیق دي تو انشاء اللہ یہ ایک اہم خدمت تاریخ اسلام ہے جسکو انجام دینا ہے - یہاں اس بارے میں اختصار ممکن نہیں اور تفصیل متعذر -

(١١) آپ لکھتے ہیں :

" اگر نسل بني امیہ کا کوئي فرد ان صفوف فساق و فجار کے قائد ہونے کا فخر بني ہاشم کو بخشدے تو آپ چیں بجبیں ہونگے "

گذارش ہے کہ جناب نے یہ مفت کا شرف مجھکو عطا فرمایا ، حالانکہ اسکي ضرورت نہیں دیکھتا - اگر کوئي فخر دو دمان مروان و ولید آج بني ہاشم کو صف اولین فساق و فجار میں قرار دے ، تو میں کیوں چیں بجبیں ہونے لگا ؟ اگر چیں بجبیں ہونگے تو اشرف ترین خاندان بني ہاشم یعنے (محمد) بن عبد اللہ علیہ الصلوة و السلام ہونگے - اور پھر جس کو ایسا کرنا ہے کرلے - معاملہ مجھ میں اور اسمیں نہیں ہے - غالباً جناب یہ جملہ جلدي میں لکھ گئے ، اور خیال نہ فرمایا کہ بات کہاں تک پہنچتي ہے ؟

طبري نے حضرت فاروق اور حضرت ابن عباس (رضي اللہ عنہما) کا مسئلہ خلافت کے بارے میں ایک مکالمہ نقل کیا ہے - اسمیں ایک موقعہ پر حضرت فاروق نے ضمن کلام میں افسوس کیا تھا کہ بني ہاشم کے دلوں سے پرانے رنج نہیں گئے ، اور یہ جس لحاظ سے کہا تھا بالکل صحیح تھا ، مگر حضرت ابن عباس بول اٹھے کہ " رسول اللہ (صلعم) بھي تو ہاشمي ہي تھے ؟ "

حضرت فاروق نے فرمایا کہ اب اس بحث کو جانے دو (طبري صفحہ - ٢٧٧١ -)

حضرت ابن عباس نے تو بني ہاشم کي نسبت اتني سي معمولي بات پر اسطرف توجہ دلائي تھي ، اور حضرت فاروق نے اس سے متاثر ہوکر ترک سخن کو ترجیح دي تھي - لیکن اگر آج بني ہاشم کو بانتقام بني امیہ صفوف فجار و ظالمین میں جگہ دي جاتي ہے ، تو دینے والے شوق سے دیں ، اسمیں میرے چیں بجبین ہونے کا لحاظ نہ فرمائیے -

(١٢) پھر تمام ارشادات سابقہ سے عجیب تر بلکہ اعجب العجاب قول جناب کا یہ ہے :

" اسلام کي بد قسمتي اس سے زیادہ کیا ہوگي کہ جن قرون اولي کي خیریت و افضلیت سرور کائنات نے بیان فرما دي ، آپ ایسے اسلام کے فدائي انہي قرون میں بدعات کا بازار گرم کررہے ہیں "

اور پھر ساتھ ہي صحیحین و سنن کا حوالہ بھي جناب نے دیدیا ہے ، کاش اگر وہ حدیث آپ نقل فرما دیتے تو اعتراض کے ساتھ میري جانب سے جواب کا فرض بھي ادا ہو جاتا !

براہ کرم مجھکو اُن احادیث سے اطلاع دیجیے ، جنمیں دور بني امیہ و قرون مروانیہ کي " خیریت و افضیلت " کي شہادت دي گئي ہے - افسوس ہے کہ میري محدود معلومات حدیث اس بارے میں مجھے کچھ مدد نہیں دیسکتیں ، بلکہ افسوس ہے کہ اس در کي " خیریت و افضیلت " کي جگہ محدثات و منکرات ، جبر تسلط ، اور فساد و فتن کي خبر دینے والي احادیث کو اپنے سامنے پاتا ہوں - و شتان بین هما !

الهلال

نماز با جماعت

نماز پنجگانه جماعت کے ساتھه پڑھنا نہایت ضروری ہے - اسکی نسبت متعدد احادیث منقول ہیں - بڑی تاکید اس امر کی ہے کہ جماعت ترک نہ کیجاے - اہمیت اور ضرورت اسکی اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - بسبب تاکید کے علماء دین نے اِس خیال سے کہ مسلمان ثواب سے محروم نہ رہیں جماعت کے مسائل میں آسانی اور سہولت پیدا کردی' یعنی دس بیس مسلمان موجود ہیں اور وہ کام میں مصروف ہیں' صرف تین آدمی کے جمع ہوے سے جماعت ہوگئی' اور پھر دو شخص بھی شامل ہوکر نماز پڑھ لیں تو جماعت کا ثواب ملگیا - حضرت شارع علیہ السلام نے جسقدر اہمیت اور ضرورت اسکی پیش نظر رکھی تھی' وہ ان مبارک تاکیدات سے ظاہر ہے جو احادیث میں موجود ہیں - اگر مجھے راے دینے کا موقع ہوتا تو میں ضرور یہ کہتا کہ جس مقام پر پندرہ بیس مسلمان ہوں اور وہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں' اذان کے ساتھه ہی نہ آئیں اور اپنے کاروبار میں لگے رہیں' تو ایسے موقع پر تین شخصوں سے جماعت نہیں ہوتی' دس پندرہ آدمی جمع ہوکر نماز ادا کرنی چاہیے - جو لوگ پہلے سے تیار ہوں اِس مبارک اور مفید سنت کے ادا کرنے کی غرض سے دوسروں کے آنے کا قدرے انتظار کریں - اس زمانہ میں فی صد پانچ آدمی بھی نماز ادا نہیں کرتے ہیں - جماعت کجا - الہلال میں میں نے مضامین دیکھے' جن میں زور دیا گیا ہے کہ جب تک ہمارے لیڈر پانچوں وقت با جماعت نماز ادا نہ کرینگے تو ہم انکو اپنا لیڈر نہ سمجھیں گے - سبحان اللہ کسقدر عمدہ بات ہے - ہر مسلمان کیلیے یہ لازمی گردانا جاے کہ جسقدر آدمی اوسکے مکانمیں ہوں' انکے ساتھه نماز با جماعت ادا کرے - اسکی اسقدر سختی سے پابندی ہونی چاہیے' کہ بلا عذر شرعی کوئی نہ چھوٹے - جسطرح ہر شخص کو اپنے مکان کی حد تک جماعت کی پابندی لازم ہوگی - اگر شہر ہے تو اہل محلہ کیلیے بھی پانچوں وقت محلہ کی مسجد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنیکی پابندی ہونی چاہیے - اگر کاروبار دنیوی کا لحاظ کیا جاے تو محلے کی مسجد کے متعلق چند نمازوں کی رعایت دی جاے - مگر جہاں کام کرتے ہوں' نوکر ہوں' جسقدر لوگ ہوں' وہیں سب کو جماعت کی پابندی کرنی چاہیے - ان امور کی پابندی اور نگرانی کیلیے ہر شہر ہر تو دو شخص ہر محلہ مقرر ہوں - اگر کوئی کارخانہ یا مل ہے' تو دو یا چار شخص لیڈر مقرر ہوں اور وہ نماز جماعت کی پابندی کرائیں - اسیطرح اب اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ بجاے اسکے کہ ہر محلے کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کیجاے' اور محلہ کے مسلمان جمع ہوں' اگر قصبہ ہے' آبادی کم ہے' تو ایک ہی مسجد جامع میں جمعہ کی نماز ادا کریں - شہر ہے' آبادی زیادہ ہے تو چار یا تین مساجد جمعہ کی نماز کیلیے منتخب کی جائیں انتخاب کیلیے ہر محلہ کے ہر محلہ اور شہر یا قصبہ کے قاضی و خطیب کی کمیٹی بنائی جاے' اور انکی راے سے بلحاظ آبادی وضرورت و فاصلہ' مساجد منتخب کی جائیں اور اسکی پابندی میں سرمو فرق نہو - سلف کے مسلمانوں میں انہیں جماعتوں کے اندر جملہ امور سنگین طے ہوا کرتے تھے - ہر مسلمان کو راے دینے کا موقع ملتا تھا - مسلمانوں میں جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ بلاے جائیں' اونپر سختی نکیجائے بلکہ نہایت نرمی سے بتلایا جاے' کہ نماز پڑھیں اور جماعت کے ساتھه پڑھیں - یقین ہے کہ جسقدر مسلمان ہونگے' سب شریک ہو جائیں گے - اِس پابندی کی فضیلت اور اہمیت صاحبان تفکر سے پوشیدہ نہیں - میں نے اِسکی بنا ڈالدی ہے' ہر مسلم کا فرض ہے کہ اِسمیں جسقدر کامیابی ہو اوسکی فہرست مرتب کر رکھے - فہرست میں ہر مسلم کے دستخط لے رکھیں - میر محلہ اپنا فرض ادا کریں اور صدر کمیٹی کے لوگ اپنا فرض ادا کریں - اس طریقہ سے ہر مقام کیلیے ایک معقول جماعت مرتب ہوجائیگی - ضرورت کے وقت بھی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں گے' اور جو کام کرینگے نہایت عمدگی سے انجام دینگے - اور نماز نہایت شاندار طریقہ سے ادا ہوا کریگی - امامیہ طریق کے لوگوں کو بھی غالباً جماعت کی پابندی میں کوئی عذر نہوگا - وہ خود بھی پیش نماز کے عقب با جماعت نماز پڑھتے ہیں' اور مسایل کے لحاظ سے شاید یہ ممکن ہے کہ اہل تشیع بنیت فرادہ جس کے عقب میں ہوں نماز پڑھسکتے ہیں فقط -

م ع

الہلال

جزاکم اللہ - زادنا اللہ و ایاکم حمیۃ الاسلام - مسئلہ پابندی نماز' و پابندی جماعت' و شرائط اوقات خمسۂ مساجد' ایک اہم ترین اور مقدم ترین مسائل وقت میں سے ہے' اور اسکا عملی طریق پر انتظام اقدم و الزم - اسکے متعلق اس عاجز نے بعض امور پر غور کیا ہے - انشاء اللہ بہ ضمن " جماعت حزب اللہ " یہ تمام امور آجائیں گے - عنقریب اپنے خیالات کو پیشکش ناظرین کرونگا -

فرضیۃ صلوۃ خمسہ کے ساتھه التزام جماعت بھی فی الحقیقۃ فرض' و از جملۂ اسرار و مصالح فرضیۃ صلوۃ ہے - یہ ہماری سب سے بڑی بد بختی ہے کہ باہمی اتحاد و تعاون و اتحاد کلمہ کیلیے بنی انجمنیں بناتے ہیں' مگر اپنی قدرتی انجمنوں کو بھول گئے ہیں - آج مسلمانوں کیلیے کسی کام میں تاسیس و ایجاد کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ صرف تجدید و احیاء امور و احکام کی - ہمارے لیے کچھه ضرورت نہیں ہے کہ نئے گھروں کی تعمیر کیلیے مضطرب الحال ہوں' بلکہ ضرورت صرف اسکی ہے کہ اپنے اجڑے ہوے گھروں کو آباد کریں - یہی اصولی اختلاف ہے جو اس عاجز کے اصول عمل اور ابناے عصر کے طریق کار میں ہے' اور غور کیجیے تو یہ ایک بہت بڑا نکتہ تھا' جسکو میں نے سرسری طور پر عرض کر دیا -

دعوت " انصار اللہ " کا اصل یہی اصول ہے - اور انشاء اللہ تشریح کا وقت دور نہیں -

الهلال کي اشاعة عمومي
اور
کم استطاعة اشخاص

(از جناب مولوي محسن صاحب)

ميں اُن کم لياقت اشخاص ميں سے هوں جنکو کسي رهنما کي ضرورت هوتي هے - خوبي قسمت سے جس دن که الهلال ميري نظر سے گذرا ' اُسي روز سے دل ميں يه خيال جاگزيں هوگيا که بس اسي کو اپنا مقتدا سمجهنا چاهيے - مگر قسمت نے کچهه ايسے مصائب ميں مبتلا کر رکها هے که في الحال بوجه زيادتي چنده اسکي خريداري کي جرأت نه کرسکا - ميرا خدا نخواسته اس سے يه مطلب نهيں که الهلال کا چنده اُسکي حيثيت سے زياده هے ' بلکه بعدا ميرا خيال پخته هے که اسکا چنده دس گنا بهي کرديا جاے تو بهي حق بين نگاهوں کے آگے کچهه گراں نهيں ٹهير سکتا - گذشته اشاعت ميں کسي صاحب نے (افسوس که فاصل کے نه هونے کي وجه سے ميں اُنکا نام نامي نهيں تحرير کرسکا) بهوپال سے اسکي قيمت ميں کمي کر دينے کے چند وجوه تحرير کيے تهے ' جس سے ايک اميد هوگئي تهي که اب ميري آنکهيں بهي بلا امداد غيرے اسکي زيارت سے مشرف هوا کرينگي - مگر افسوس صد افسوس ' که اس هفتے کي اشاعت ميں جناب حکيم غلام غوث صاحب کا مضمون ديکهکر اُس تازه اُميد پر ايک اُرس سي پڑگئي -

حکيم صاحب موصوف نے چند مطالب اُن لوگوں کے تو ضرور دکهلا ديے جنکے دلوں ميں علم کي کوئي وقعت نهيں ' مگر افسوس که اُن لوگوں کا مطلق خيال نه کيا جو که علم درست اور کم استطاعت هيں - کاشکے جناب حکيم صاحب کے دل ميں بجاے اس خيال کے يه خيال پيدا هوتا ' که دفتر الهلال ميں ايک فنڈ کهولا جاے ' جسکي اعانت ذي مرتبه اشخاص کے ذمه هو ' اور اُسکي غرض يه هو که کم استطاعت لوگوں کو يه پرچه نصف قيمت پر ديا جاے ' اور خود اُسميں ايک بهت بڑا حصه اپنے ذمه ليکر ايک کثير جماعت کو اپنا ممنون و مشکور بناتے - حيف صد حيف که اس زمانے ميں بهي ذي مرتبه اشخاص غربا کو کسي بات کے اهل هونيکے قابل هي نهيں خيال کرتے ' اور فرماتے هيں که (هنوز دهلي دور است) مسلمانو ! يه زمانه خودداري و خود پسندي کا نهيں هے ' بلکه تمکو چاهيے که هر کهه و مه کو اسلامي مشاري کا ايک باکار پرزه خيال کرو ' اور چهوٹے پرزوں کا زياده خيال رکهو ' اسلئے که ' کثرت استعمال سے اُسکا جلد خراب هوجانا ممکن هے -

اعلان
ضروري اطلاع

عالیجناب شمس العلماء مولوي نواب امداد امام صاحب بهادر اثر بالقابه کا ديوان مطبع سرکاري رياست رامپور ميں زير طبع هے - جمله شاعران باکمال کيخدمت ميں گذارش هے که براه مهرباني قطعات تاريخ سنين حال بهت جلد راقم کے نام ارسال فرماکر ممنون فرمايا جاے ' تاکه ديوان موصوف کے همراه طبع هوسکيں - تمام قطعات تاريخي ۱۵ - جولائي سنه حال تک آجانا چاهئيں -

راقم محمد مصطفے عليخاں
هوم سکرٹري رياست رامپور - يو - پي

باب الاخبار والمناظرة

خبر وفات نبوي اور نقد روايات آثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسه عاليه کلکته

(۲)

حضرت موسی علی نبينا و عليه الصلوة و السلام جو نبي مرسل اور اولعزم پيغمبر هيں ' بدء وحي کے وقت وادي مقدس ميں شرف هم کلامي سے مشرف هيں ' اور " وما تلك بيمينك يا موسی " وغيره لطف آميز خطابات سے مخاطب ' اس عين حضوري کيوقت جب عصا ڈالنے کا حکم هوا اور عصاسانپ بنکر هلنے لگا تو موسی عليه السلام حسب مقتضاء بشري مونهه پهير کر بهاگے - جب خدا تعالی نے تسلي دي ' تب جاکر سکون هوا - قال الله تعالی : فلما رآها تهتز کانها جان ' ولي مدبرا و لم يعقب ' يموسی لا تخف اني لايخاف لدي المرسلون - واقعهٔ کليم الله عليه السلام اور واقعه وحي نبوي عليه السلام نوعيت کے اعتبار سے بالکل يکساں هيں - البته وه قرآن سے ثابت هے ' اور يه حديث صحيح سے - پس اگر روايت بدء وحي تعجب انگيز هے تو واقعه موسی عليه السلام اعجب هے - اس بنا پر حضرت نبوي صلی الله عليه و سلم کا اول اول جبريل عليه السلام کو اونکی اصلي صورت ميں جو ۶۰۰ پروں کے ساتهه ظاهر هوے تهے ' ديکهکر گهبرا جانا اور بوجه شدت ثقل وحي کے (جسکا ثقل قرآن سے ثابت هے : انا سنلقي عليك قولا ثقيلا اور مشاهده صحابه سے ثابت هے - حديث صحيح ميں وارد هے که اگر اتفاقا آپ ناقه قصواء پر سوار رهتے اور اوسوقت وحي آنيکا اتفاق هوتا ' تو غايت ثقل سے ناقه قصواء گهٹنے کے بل بيٹهه جاتي - اور زمانهٔ سرما ميں بوجه شدت وحي آپ بسينه پسينه هوجاتے - مرعوب هو جانا اور بدن ناسوتي پر لرزه پڑ جانا ' کسيطرح منصب نبوت اور شان پيغمبري کے خلاف نهيں ' اور نه موجب قدح روايت هے - اور پهاڑ سے گرنيکا قصد معاذ الله بوجه فتور حواس نهيں بلکه جب وحي چند روز کے ليے موقوف هوگئي ' اوسوقت بسبب غايت شوق و ذوق اسکا خيال هوتا ' جيسا غايت اشتياق کے وقت جان ديدينا هر آدمي کي فطرت ميں داخل هے - في البخاري برواية معمر عن الزهري : ثم لم ينشب ورقة ان توفي وفتر الوحي فترة حتی حزن النبی صلی الله عليه وسلم فيما بلغنا حزنا عدا منه مرارا کی يتردي من رؤس شواهق الجبال - فکلما اوفي بذروة جبل لکی يلقي نفسه تبدي له جبريل فقال يا محمد انك رسول الله حقا فيسکن لذلك جاشه و تقر نفسه - فرجع فاذا طالت عليه فترة الوحي عد المثل ذلك فاذا اوفی بذروة جبل تبدی له جبريل ' فقال له مثل ذلك الخ - علی هذا ورقه سے آپکو اطمينان هوا تو يه بهي امر طبعي هے - جب کوئي شخص کسي فن کا ماهر هو ' اور اوسکے گرد و پيش کے حالات اور معاملات اطمينان بخش هوں تو اوسکي بات بهي طبعا موجب تشفي هوتي هے - کثرت ادله سے مزيد اطمينان کا هونا منافي نبوت نهيں هے - ابراهيم عليه السلام کے واقعه سے (ولکن ليطمئن قلبي) يه ثابت هوتا هے - در حقيقت آپکو اطمينان تو اول هي هوچکا تها ' اس سے اور ايد اطمينان هو گيا -

الغرض شواهد عقليه اور قواعد نقليهٔ قطعيه اسپر دال هيں که بدء وحي کي روايت بوجوه مذکوره مظنه اشتباه نهيں - اصول درايت سے کسيطرح ان روايات پر تنقيد نهيں هوسکتي - هذا ان اصبت فمن الله و الا فمني و من الشيطان و الله اعلم و علمه اتم و احکم -

جماعة حزب الله

اور

مسلمان خواتین

از صالحہ خاتون صاحبہ بنت سید محمد صالح مرحوم (آرہ)

آپکي دعوت " من انصاري الي الله " کي پُر اثر آواز پردہ ميں بھي پہنچي ' اور ہمارا اور مثل ہمارے اکثر ہماري بہنوں کا دل بيقرار ہو گيا ' کہ اس انجمن ميں ہم بھي کسيطرح سے شريک ہوں - چونکہ حضور نے فرقۂ نسوان کي شرکت کي نسبت صراحت سے کچھہ نہيں لکھا ' پس نہيں معلوم کہ ہماري جنس کو ' جس کا اس زمانے ميں کوئي پُرسان حال اور سچا ہمدرد نظر نہيں آتا ' شرکت کا شرف حاصل ہوگا يا نہيں ؟ يہ لکھنا عبث ہے کہ ہماري شرکت اس مبارک انجمن کے حق ميں کسقدر مفيد ثابت ہوگي ؟ دنيا ميں کوئي کام بغير مرد اور عورت ' دونوں کي شرکت کے اچھي طرح انجام نہيں پاتا - لڑائي تک ميں ' جو خاص مردونکا کام ہے ' عورتيں بيماروں اور زخميوں کي خبرگيري اور تيمار داري کا اہم کام کس خوبي سے انجام ديتي ہيں - اسي طرح عبادت ميں بھي وہ اپنے برادران دين کے ساتھہ جسطرح زمانہ قديم ميں شريک ہوتي تھيں ' اب بھي شريک ہو سکتي ہيں - غرضکہ کوئي کام ايسا سمجھہ ميں نہيں آتا کہ جو مردوں ہي کے فايدے اور ارتقي کي ترقي کے واسطے مخصوص ہو ' اور عورتوں کو اس سے کوئي سروکار نہو - چونکہ حضور نے کوئي تخصيص کسي کام کي نہيں کي ہے ' ہم نہيں کہہ سکتے کہ وہ کام ہمارے حسب حال اور کرنے کے قابل ہوگا يا نہيں -

اگر پردہ کا خيال کيا جاے تو اسکے دو جواب ہيں : ايک يہ کہ زمانہ قديم ميں عورتيں کيا کرتي تھيں ' اور ايسے مبارک کاموں ميں شرکت کرتي تھيں يا نہيں ؟ اگر کرتي تھيں تو ہمارے واسطے بھي مثل انکے شرکت ميں کوئي مضايقہ نہيں - دوسرے يہ کہ رسمي پردہ في زماننا خود کم ہوگيا ہے ' اور روز بروز اٹھتا جاتا ہے - بہت سي عورتيں تعليم يافتہ اور نيم تعليم يافتہ ايک ضروري اور شرعي پردہ کے ساتھہ سب کچھہ کر سکتيں ہيں ' اگر کرنا چاہيں ' اور انکے " قوامون علي النساء " بھي انکو اجازت ديں - پھر نہج يہ معاملہ بہت ضروري ہے ' اور اميد ہے کہ حضور بھي اسکي نسبت اپني زبان فيض ترجمان سے کچھہ ارشاد فرمائينگے - ہم اتنا ضرور عرض کرينگے کہ اس زمانے ميں ہر شخص ہمارا مخالف ہي مخالف ہے ' کوئي اپنا اور ہمدرد نہيں - بعض صلاح کار حضور کے سامنے پردہ کي شق پيش کرينگے ' بعض اسکو غير مناسب اور خلاف مصلحت بتلائيں گے ' مگر حضور ان ريا کاروں کے کہنے سننے ميں نہ آويں ' اور جيسا مناسب سمجھيں خود تصفيہ کريں ' مگر ہمارے حقوق پامال نہوں -

آمال

آپ اور مثل آپکے ديگر اسلام پرست و با غيرت و حميت بہنوں کا يہ جوش ديني ' انکي قديمي روايات مليہ کو تازہ کرنے والا ' انکے جنس اشرف کے جذبات و عواطف کے احترام کو زندہ کرنے والا ' اور مستحق ہزار تحسين و صد ہزار حوصلہ افزائي ' و نيز موجب شکر حضرت عز اسمہ ہے - اللہ تعالے توفيق رفيق اور استقامت و ثبات ہم سب کے شامل حال فرماے -

دعوت " انصار اللہ " کا مقصد حقيقي اسکے سوا کچھہ نہيں ہے کہ مسلمانوں کو حقيقي مسلمان بننے کي دعوت دي جاے ' اور ايک جماعت پيدا کي جاے جو اپنے تمام اعمال و افعال ميں تعليم اسلام کے خود فروشانہ و مجاہدانہ اتباع کا نمونہ ہو ' اور اپني زندگي کو ہر طرف سے ہٹاکر ' صرف اللہ کے ماتحت کردے - پس ظاہر ہے کہ اگر اسلام و قران کي دعوت ميں مرد و عورت کي تفريق نہيں تو اس ميں بھي کيوں ہونے لگي ؟ اگر مسلمانوں کو مسلمان بنانا چاہيے تو مرد و عورت ' دونوں کو لينا ہے - اور اسلام جو تمام عالم ميں عورتوں کو انکي اصلي عزت و حقوق دلانے والي ايک ہي قوة الہية وحيدہ ہے ' وہ کب کسي چيز ميں امتياز و تفريق کو پسند کرتي ہے ؟

پس اگر ايک عورت مسلمہ ' اللہ اسکے احکام کي [illegible] ہے ' اگر مومنين و مسلمين کے ساتھہ مومنات و مسلمات بھي صداے الہي کے مخاطب ہيں ' اگر شريعة الہيہ اور احکام اسلاميہ اعمال حسنہ کي تمام انسانوں کو دعوت ديتے ہيں ' اور اگر اللہ کے بندے صرف مرد ہي نہيں بلکہ بالکل انہي کي طرح عورتيں بھي ہيں ' اور اگر اسکا دروازہ ہر اچھے چاہنے والے کا منتظر ہے ' تو پھر کيا امر مانع ہے اسکے ليے کہ دعوت انصار اللہ کي صدا پر وہ اپنے محترم دلوں کے اندر ولولۂ مقدس پائيں اور لبيک نہ کہيں ؟

پھر يہ ايک امر ظاہر و مسلم ہے کہ دنيا کے بڑے بڑے انقلابات بعيدہ و قريبہ کا اگر تفحص کيا جاے تو اسميں اس جنس اشرف و متکرم کے مساعي کا ايک بہت بڑا سلسلہ نظر آے گا - يہي ہيں جنکو اللہ تعالي نے اپني مخلوقات کي مجازي ربوبيت کا منصب عطا فرمايا ہے ' اور انساني قلب و دماغ پر حکومت بخشي ہے - يہي ہيں جو اگر چاہيں تو گھر کے اندر رہکر وہ عظيم الشان انساني تبديلياں پيدا کرديں ' جو باہر کے مجمعوں اور مجلسوں ميں بڑے بڑے مصلحين و واعظين نہيں کر سکتے - يہ ماں کي صورت ميں انسان کي طبيعت پر حاکم ہيں ' اور اسکي فطرة ثانيہ انکے ہاتھوں ميں ہے - اور پھر بيوي کي صورت ميں معيشة منزلي کي ملکۂ فرماں رواں ہيں ' اور جس رنگ ميں چاہيں ' انسانوں کو رنگ دے سکتي ہيں -

زيادہ تفصيل کي گنجايش نہيں - مقصد يہ ہے کہ آج ہم ميں تبديلي پيدا کرنے کيليے ايک بہت بڑي اصولي اور بنيادي شے يہ ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر تبديلي پيدا ہو ' اور ہماري عورتيں اس صدا کو گھروں کے اندر ياد دلائيں ' جنکو گھر سے باہر ہم سنتے ہيں ' اور پھر بدبختانہ بھلا ديتے ہيں -

اگر وہ دن آجاے کہ ہماري عورتيں آمادہ عمل ہو جائيں ' تو اللہ اللہ ! اس دن کي عظمت و بزرگي ' اور اسکے نتائج مدھشة و جليلہ کا کيا پوچھنا ؟

يقين کيجيے کہ پھر ہم سب بدل جائيں ' اور ہم بدل جائيں تو دنيا کو بھي بدل جانا پڑے -

اميد ہے کہ اب آپ کي تشفي ہوگئي ہوگي ' اور ميں اطلاعاً ظاہر کر دينا چاہتا ہوں کہ علاوہ اپني جماعت مخصوص مقاميکي ' باہر سے بھي اس وقت تک بہت سي خواتين غيور و اسلام پرست شريک دعوت و معين راہ ہو چکي ہيں - رہا پردے کا سوال ' تو اسکو اس مسئلے سے کوئي تعلق ہي نہيں ہے - خدا کا ہر بندہ اپني جگہ پر رہکر اپنے خدا سے ملسکتا ہے - اسکے ليے باہر نکلنے کي ضرورت نہيں - و نسال اللہ تعالي ان يرزقنا کمال الحسني ' و سعادة العقبي ' و خير الاخرة و الاولي -

شئون عثمانیہ

الاتحاد الاسلامي

اثر حضرت کاتب قدیر: جلال نوري بک

(۲)

عالم اسلامي پر تفوق یورپ کا رازدر باتوں میں مضمر ھے :

(۱) علوم و معارف میں عالم اسلامي کا تنزل -

(۲) مستعمرات اسلامیہ میں اشاعت مدنیة حدیثہ اور منع انتشار علوم و معارف کے لیے یورپ کي سعي -

پس اگر عالم اسلامي چاھتا ھے کہ یورپ کے غالب پنجے سے ان حقوق کو واپس لیلے ' جن پر یورپ نے اپني شجاعت و بسالت یا آتشیں و سفید اسلحہ سے نہیں ' بلکہ اختراعات واکتشافات ' صنائع و تجارات دھاء و حزم' اور خدع و دروغ بافي سے قبضہ کرلیا ھے' تو اسکا اولین فرض یہ ھے کہ وہ اپنے تمام جوش و خروش ' ولولہ و حوصلہ ' سعي و کوشش' اور ھمت و وقت کو اس ایک مرکز پر جمع کردیں- جب تک یورپ اپنے حوصلہ و علم سے ھماري زمینوں اور اپنے مصنوعات واختراعات سے ھماري جیبوں کوخالي کر رھا ھے' اسوقت تک ھمارے لیے نہ انقلابات سیاسیہ و اضطرابات داخلیہ مفید ھونگے ' اور نہ مؤتمرات اصلاحیہ و موازنات دولیہ - کیونکہ ھماري موجودہ گونہ گوں غلامیاں علم کي شاخ سحر کا عمل ھیں ' جسکے رد کے لیے بھي اسي شاخ سحر کي ضرورت ھے - پس عالم اسلامي کو یہ نکتہ اچھي طرح سمجھہ لینا چاھیے کہ اگر وہ اس کارزار ھستي میں آزادي کے ساتھہ زندہ رھنا چاھتا ھے' تو اسکو لازم ھے کہ اس تیغ و سپر سے فوراً مسلح ھو جاے ' جو حریت و حیات کے بقاء کے لیے ناگزیر ھیں - یہ تیغ و سپر کیا ھیں ؟ علوم و معارف -

خطر اصفر (Yellow Peril) یورپ کے لیے خواب خوف آگیں (نائٹ میر) ھے ' جسے دیکھہ کے چیخنے والے کي آواز پر نہ صرف ایوان سیاست کے زرد ترس سونے والے' بلکہ بندرگاہوں کے مہاجن اور بازاروں کے خوانچے والے تک چیخنے لگتے ھیں - اسلیے ارباب دانش وسیاست عرصے سے اس کوشش میں ھیں کہ جسقدر جلد ممکن ھواسکے جراثیم کو قتل کر ڈالا جاے -یورپ کا خیال ھے کہ ان جراثیم کے توالد و تناسل' و تضاعف و تزاید کا سبب رحید' اتحاد اسلامي کا تخیل ھے' اور اس اتحاد اسلامي کا عروة الوثقی وحدت لغت یعنی زبان کا ایک ھونا ھے - پس جہاں مسلمانوں نے خود اپني لغة ملیہ کو چھوڑ دیا ھے ' اور بغیر قھر و اکراہ کے' نہ صرف بنظر ضرورت ' بلکہ بخیال تفرنج' و برسبیل مباھات ' فرنگي زبانیں اختیار کرتے جاتے ھیں' وھاں تو ضرورت ھي نہیں' مگر جن مقامات کے مسلمان ابھي اس رشتہ اتحاد اسلامي کو اپني انگلیوں میں مضبوط پکڑے ھوے ھیں' اور اسوقت تک چھوڑنا نہیں چاھتے' جب تک کہ گردنیں اپني جگہ سے نہ سرک جائیں' وھاں ھر ایسي شرمناک فرنگیانہ تدابیر سے اسکے چھڑانے کي کوشش کیجارھي ھے' کہ انسانیت کي زبان ارباب تدابیر کي تحقیر کے بغیر نہیں رھسکتی- مشرق کا ایک معمولي طالب علم بھي جانتا ھے کہ قریباً ھر ملک میں دو زبانیں ھوتي ھیں : ایک لغة فصحہ کہ ایک ھي ھوتی ھے' اور خطابت و کتابت اور خواندہ طبقہ میں عام طور پر استعمال کیجاتي ھے - دوسري دارجہ کہ متعدد ھوتي ھیں' اور زیادہ تر ناخواندہ و باشندگان قصبہ و دہ میں مستعمل ھوتي ھے - دارجہ کا تعدد و تشتت لغة فصحہ کي وحدت پر موثر نہیں ھوتا - اھل دارجہ خواہ صحبت و معاشرة ' خواہ تعلیم و تربیت سے جب اس قابل ھوجاتے ھیں کہ زبان فصحہ استعمال کرنے لگیں' تو دارجہ کو چھوڑ کے فصحہ اختیار کرلیتے ھیں - کردي کي زارا ' عثماني کي اذري' اور بربري کي عربي سے وھي نسبت ھے' جو فالقي ' باسقي ' اور برو فانسالي کي فرانسیسي سے ھے -

اس ترطیہ و جیزہ کے بعد میں اپنے مقصود کي طرف متوجہ ھوتا ھوں - افریقہ کي دارجے بربري ھے - رومیوں کے عہد میں تمام قبائل شمالي افریقہ اي یہي زبان تھي' مگر جب اسلام آیا تو اپنے ساتھہ مدنیت اسلامیہ کے دیگر اجزاء کي طرح لغت اسلامیہ یعني عربي بھي لایا - جسطرح کہ عالم اجسام میں ناموس (تنازع للبقاء) (و بقاء الاصلح) جاري ھے' اسي طرح عالم السنہ میں بھي جاري ھے- بربري اور عربي میں تنازع و تصادم ھوا - بربري تاب مقابلہ نہ لاسکي - اعلی طبقہ کو چھوڑ کے جہلا اور عامہ میں پناہ گزیں ھوگئي نہ وہ ھمجیت و توحش کي یادگاروں کے لیے ایسي پناہ گاھیں ھیں' جہاں تک مدنیت و ارتقاء کا ھاتھہ نہیں پہنچتا ' اور اگر پہنچتا بھي ھے تو بہت عرصہ کے بعد - غرضکہ صرف سر انگشت کتابت و خطابت ' اور اعلی و خواندہ طبقہ پر عربي نے قبضہ کیا ' اور یہ حالت ھوگئي کہ تمدن و شایستگي کا ذریعہ (کہ زبان اسلوب ' بلکہ مخارج تک ھیں) عرب کے مخارج کي نقل و محاکات سمجھي جانے لگي ' بعینہ اسیطرح' جسطرح کہ ایک اطرابي دھقاني جب قسطنطنیہ میں چند دن رھتا ھے تو اپنا کرخت اور درشت لہجہ چھوڑ کے قسطنطنیہ کا شیریں و نرم لہجہ اختیار کرنے کي کوشش کرتا ھے - یا ایک باشندۂ نوآبادي پیرس میں چند دن رھتا ھے تو اپنے وحشیانہ لہجہ کو چھوڑ کے پیرس کے شستہ ' شائستہ ' اور طرب انگیز' لہجہ کو اختیار کرلیتا ھے - پس گو افریقہ کي اصلی زبان بربري تھي' مگر جب عربي آئي تو اس نے کچھہ تو دامن ملت و خلافت سے وابستگي کي وجہ سے' اور زیادہ تر اپني خوش آھنگي' مایہ داري' اور قدرت تعبیر سے بربرو کے قلم و ادب کو (جو خطابت و کتابت ' تصنیف و تالیف' مراسلہ و مکالمہ پر مشتمل تھا) اپني وسیع شاھنشاھي میں شامل کرلیا- پس اگر فرانس لغت ' جنس ' اور وطن میں افریقہ سے مختلف ھونے کے باوجود افریقہ کے استعمار کو جائز سمجھتا ھے' تو کوئي وجہ نہیں کہ عربی کے اس استعمار کو " غصب " یا تداخل نا جائز قرار دیا جائے اور افریقہ سے اسکے نکالنے کي کوشش کیجائے - حالانکہ اھل افریقہ سے عربي بہ نسبت فرانس کے زیادہ قریب ھے کہ وہ انکي زبان ملی اور صدیوں سے زبان ادبي ھے - مگر یورپ' یہ پیکر مصالح پرستي' یہ مجسمہ خود کامي' یہ مرقع اجماع حریصہ

راستبداد ' اس اثر اسلامی ' اس مذکر ماضی اور اس رشتہ اتحاد اسلامی کو فنا کردینے کی هر ممکن کوشش کر رها هے - اور اسکی جگہ اس زبان کو زندہ کرنا چاهتا هے ' جسکا نام بربری یورپ کی تمام زبانوں میں اپنے مفہوم وحشت کے لحاظ سے بدترین دشنام هے -

اس کارروائی میں فرانس سب سے پیش پیش هے - اس عدل سوز مقصد کے لیے فرانس نے کیا کیا تدابیر اختیار کی هیں ؟ افسوس هے کہ داستان طویل اور نطاق مقالہ تنگ ' مختصراً یہ کہ بربری زبان کے زندہ اور عربی کے مردہ کرنے کے لیے تیغ و زر دونوں سے کام لیا جا رها هے ' اور بعض حصوں میں یہ مساعی شنیعہ اس حد تک کامیاب هوگئی هیں کہ کل تک جنکی زبان کے لیے عربی ' جو سلسبیل تھی ' آج انکے کانوں کے لیے وہ پگھلا هوا سیسہ هے ' جو دوزخ میں مجرموں کے کانوں میں ڈالا جائیگا -

عربی کا ذکر عرضاً آیا تھا ' مگر موضوع تفصیل طلب تھا ' اور گو میں نے ایجاز کی کوشش کی مگر ایجاز بھی اتنا بڑھا کہ بجائے خود اطناب هوگیا - مجھے کہنا یہ هے کہ علم ' زبان ' صنعت ' تجارت ' سپاہی ' غرض ان تمام اسلحہ هجوم و دفاع سے عالم اسلامی تہیدست هے ' جو اس رزمگاہ هستی میں کسی قوم کو پامالی سے بچا سکتے هیں - لیکن با این همہ تہیدستی و بے سامانی ' ایک هتیار هے جو تیغ بھی هے اور سپر بھی - وہ دشمن کے وار روک بھی سکتا هے ' اور خود انکے چرکے بھی لگا سکتا هے - یہ سلاح مقدس حبل اللہ فی الارض " الاتحاد الاسلامی " هے -

پس اب مسلمانوں کو صرف دو کام هی کرنے هیں :

(۱) اس رشتۂ اتحاد کو مضبوط پکڑنا ' اور اسکے استحکام کی کوشش کرنا - اسکے لیے ضرورت هے کہ ایک بین الملی زبان هو جسکے لیے بحمد اللہ عربی موجود هے - پس چاهیے کہ اسکی توسیع و ترقی ' نشر و اشاعت ' اور اسمیں نبوغ و کمال پیدا کرنے کی کوشش کیجائے ' اور هر ایسے خطے میں جہاں مسلمان هوں ' ایک ایسی جماعت هو ' جو عربی میں اپنے افکار و آراء ظاهر کرسکے اور اسطرح هر اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے باخبر هو - اور انکے رنج و راحت میں شریک اور ایکدوسرے کی مشورہ و رائے سے مدد کرے -

علوم و معارف اور خصوصاً عملیہ پر خاص طور پر توجہ کیجائے - اور ملکی مصنوعات و تجارت کو فروغ دیا جائے - کیونکہ یورپ کی طاقت کا مدار دولت پر هے ' اور دولت کا مدار ایشیاء کی جیبوں پر - پس اگر ایشیا کی جیبوں کے منہ یورپ کے لیے بند هوگئے تو پھر یورپ یورپ نہ رهیگا -

داستان خونین

(۲)

سلسلے کیلیے نمبر (۱۹) ملاحظہ هو

باوجود ریاستہاے بلقان کی کوششوں ' یورپین پریس کی زرخرید خاموشی ' اور یورپین وزارتوں کی سازشوں کے ' کچھ حصہ ان مظالم کا ' جو ریاستہاے متحدہ نے مسیحیت کے نام سے اس لڑائی میں کیے هیں ' آخر اشکارا هو هی گیا :

جو چپ رهیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

هزاروں قیدیوں کے هاتھ پاؤں کاٹے گئے یا بیرحمی سے تہ تیغ هوے ' غیر جنگجو لوگوں کی پوری آبادیاں ' جنمیں بڈھے ' عورتیں ' بچے ' سب شریک تھے ' زندہ جلا دی گئیں - هزاروں عورتوں اور کم عمر لڑکیاں سنگدلی سے بے عصمت کیگئیں - اس طوفان خونخواری اور بہیمیت میں جو مظلوم مقدونیا پر نازل هوا ' سب سے بڑا قہر یہ هوا کہ زخمی مرد اور بے بس عصمت دریدہ عورتیں اکثر زندہ دفن کردی گئیں !!

یہ افسانہ مظالم جو نہایت معتبر ذرایع سے هم تک پہنچا هے ' من و عن شایع نہیں کیا جا سکتا ' کیونکہ اول تو اسکے تفصیلی حالات اسقدر درد انگیز هیں کہ انسانی طبیعت اسکی سماعت کی متحمل نہیں هو سکتی - دوسرے اسکا خوف هے کہ اسکے راوی بعض واقعات کی صفائی اور بلاکم و کاست هونیکی وجہ سے پہچان لیے جائینگے ' اور وہ خونخوار درندے ' جو مقدونیا پر اب قابض هیں ' ان سے ضرور انتقام لینگے -

واقعات کے انتخاب میں همنے پوری کوشش کی هے کہ بہت مختصر کرکے لکھے جائیں -

هماری محنت ٹھکانے لگ جاے ' اگر وہ واقعات جو همنے اس رسالے میں بیان کیے هیں ' اور جو اس پورے مواد کا عشر عشیر بھی نہیں هیں ' جو همارے پاس موجود هے ' انکو پڑھکر تمہارا دل پسیجے اور تم لوگ اپنی گورنمنٹوں کو سمجھاؤ کہ اب اس سکوت و جمود سے (جو سازش سے کسیطرح کم نہیں) باز آئیں ' جو انکا لڑائی کے پیشتر سے وتیرہ رها هے - اور ان مظالم کو روکیں ' کیونکہ یہ اب تک جاری هیں - اور اگر یہ نہ روکے گئے تو اوسوقت تک جاری رهینگے ' جب تک کہ رومیلیا کی پوری اسلامی آبادی صفحۂ هستی سے نہ مٹ جائیگی - هم سے هر روز وعدے کیے جاتے هیں اور اسکا ثبوت ملتا رهتا هے کہ دول یورپ مسئلہ بلقان کی نسبت تقریباً متفق هیں ' اور انکے افعال سے ظاهر هوتا هے کہ یورپ کے فریب کار سیاست کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور سچ بولے -

مگر یقیناً انسانیت کے سادہ مسایل پالیٹکس کے پیچیدہ مسایل سے نہیں آسان تھے ' مگر ابتک اس معاملے میں کسی کوشش کا نہ کیا جانا ' کیا اسکا کافی ثبوت نہیں هے کہ دول یورپ قتل و خونریزی کے واقعات سے بالکل پنبہ بگوش هیں ؟ مگر اوسی حد تک جب تک کہ ان واقعات کا تعلق مسلمانوں سے هے -

اس رسالے کو سیاسی مسئلہ بلقان سے کوئی تعلق نہیں ' مگر پھر بھی اسکے درد انگیز مطالب پوری طرح سمجھنے کیلیے ضرور هے کہ ناظرین مسئلہ مذکور سے مختصراً آگاہ کردیے جائیں -

قطع نظر البانیا کے ' جہاں مسلمانوں کی تعداد همیشہ سے غالب رهی هے ' مقدونیا کی آبادی بھی ابتدا سے ایک مخلوط آبادی هے ' جسمیں مختلف نسلوں اور متعدد مذاهب کے مخلوط هو جانے سے کوئی صحیح تقسیم و تفریق ممکن نہیں - مثلاً اکثر مسلمان ' سربی یا بلغاری ' هیں اور بہت سے وہ لوگ ' جو یونانی کہے جاتے هیں ' دراصل البانی ' یا ولاخ ' (رومانی) هیں - اور وہ جو بلغاریا کے نقشجات مردم شماری کے مطابق بلغاری کہے جاتے هیں ' دراصل یونانی هیں ' جنہوں نے ڈر کے مارے تبدیل مذهب کردیا - اسیطرح اکثر بلغاریوں نے بھی خوف سے کلیسا ے یونان قبول کرلیا هے - چنانچہ مقدونیا کی آبادی مجملاً یہ بتلائی جاتی هے :

مسلمان	۴۰ - فیصدی
عیسائی	۶۰ - فیصدی

مگر یہ تعداد بلغاریوں کے حساب کے مطابق هے - ترک اپنے حساب سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بتلاتے هیں - یعنے کم از کم دس لاکھ - مگر خواہ کسی حساب سے هو ' مسلمانوں کی تعداد دیگر

قوموں سے کہیں زیادہ (اس واقعہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جسکو افسوس ہے کہ یورپ اکثر بھلا دیا کرتا ہے) اور پورے مقدونیا میں پھیلی ہوئی ہے - قوالہ اور اوسکے اس پاس کے تین اضلاع بالکل اسلامی شہر ہیں - انکے علاوہ یہود (سفردیم) بھی کثرت سے آباد ہیں - صرف ایک شہر سالونیکا میں انکی تعداد اسی ہزار سے کم نہیں جو دیگر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے - یہ لوگ اون لوگوں کی نسل میں ہیں' جو سنہ ۱۴۹۳ع میں کلیسا اور سلطنت' دونوں کے ہاتھ سے گھایل' اور مقدس انکویزیشن کے مظالم وتشدد سے بھاگ کر ترکوں کے پاس پناہ گزیں ہوے تھے - ترکوں نے اونکے ساتھ ہمیشہ ایک بے تعصبانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا - المختصر " یونانی " گوشہ جنوب مغرب اور مقامات ساحل میں' اور " بلغاری " مشرق میں ' اور " سربی " شمال میں آباد ہیں -

ہم سلطنت عثمانی کو اوس الزام سے بالکل بری الزمہ نہیں کرنا چاہتے' جو مقدونیا کی بدنظمی کے معاملے میں اوس پر عاید ہوتا ہے - ترکوں نے اس معاملہ میں بیشک غفلت اور سہل انگاری سے کام لیا' اور ریفارم (اصلاح معاملات) میں ضرور اونہوں نے سستی کی - مگر اونکے ہمسایوں کا طرز عمل اس سے بالکل جدا تھا - اونکے واسطے بدنظمی بہت ضروری تھی' کیونکہ اونکے شیطانی منصوبوں کی پرورش صرف اس بدنظمی کے گہوارہ ہی میں ہوسکتی تھی - اگر ترک اصلاح میں صرف سستی کے گنہگار تھے' تو یہ لوگ اوسی اصلاح کے جانی دشمن اور سخت مخالف تھے - اسکے علاوہ اس مخالفت کی تجویز میں رہاستہاے بلقان کے علاوہ اور لوگ بھی شریک رہے ہیں ' جنکا دانت ہمیشہ سے البانیا اور سالونیکا پر لگا تھا -

صدہا طریقوں سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی' مگر اونمیں سے صرف چند ہمارے اس رسالے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نفرت صرف ترکوں ہی تک محدود نہ تھی - " یونانی " اور " بلغاری " بسبب اختلاف قوم و مذہب آپس میں اسدرجہ عناد رکھتے تھے کہ اوسکے آگے ترکوں کی مخالفت ماند ہوگئی تھی -

اصلاح کے سوا اور کسی چیز سے ان متضاد عناصر میں ایک غیر طبعی اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا ممکن نہ تھا ' مگر اصلاح کے معنے تھے ایک متحدہ اور مطمئن مقدونیا' مگر مقدونیا کے اتحاد سے یونانیوں اور اسلافیوں کی تمام حوصلہ مندیاں خاک میں ملجاتیں -

مسئلہ ارمینیا

روسی اخبار باکو نے ارمینیا کے متعلق سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مدبر کا مضمون شائع کیا ہے - مضمون نگار لکھتا ہے :

اس امر کا تصور بھی ممکن نہیں کہ دول کی مخاصمت کا نشانہ بنے بغیر روس اراضی کوہ قاف سے زیادہ وسیع زمین حاصل کرسکے - کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہوگا کہ ان تمام مقامات میں ' جن پر وہ قابض ہوا ' اتنی بڑی فوجی طاقت رکھے' جتنی کہ وہ کوہ قاف میں بھی جمع نہ کرسکا ہے' اور اگر خونیں رستخیز کے بعد چھ ہمسایہ اناطولی صوبوں کو روس نے مشغول کرلیا ' تو دول عظمی کے سامنے وہ اس جوابدہی کا ذمہ دار ہوجائیگا ' جسکی اسمیں طاقت نہیں -

صوبہ ہاے مذکور میں انتظامی خود مختاری کی بنیاد انہی ارمینوں کے لیے اس سے زیادہ مضر ہے ' جتنی کہ مفید ہے - وہاں اکثریت اسلام کو حاصل ہے - پس انتخاب میں اقلیت (منازعی) انہی کی طرف ہوگی -

ارمنیوں کے لیے مفید ترین شے اصلاحات کا نفاذ ہے - مسئلہ شرقیہ سے بحث کرنے والے تمام ارباب سیاست اس امر میں میرے ہم آہنگ ہیں کہ ارمنیہ کی خوشحالی صرف ان اصلاحات سے ممکن ہے' جو (یورپ کی کفالت پر) دولت عثمانیہ نافذ کرنا چاہتی ہے -

ان خوابوں کو پورا کرنا غیر ممکن ہے' جو بعض ارمنی ارباب ہوس دیکھ رہے ہیں - اگر ہم غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ دولت عثمانیہ کی مشکوک حالت ہی نے ارمنیوں کو اس خیال سیاسی اور ان پر افراط مطالبات کے غاروں میں گرادیا ہے - اور بعض نے تو وہ بےسود حرکتیں کی ہیں' جنکو مستقبل کی اصلاحات سے کوئی تعلق نہ تھا -

موجودہ جنگ بلقان کو ارمینیہ کے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں' یہ ناممکن ہے کہ ریاستہاے بلقان کی فتوحات کا اثر مشرقی اناطول پر پڑے - دول عظمی نے (اپنے مصالح کی بنا پر) بالاتفاق طے کرلیا ہے کہ ابھی اناطول ترکی ہی کے ہاتھ میں رہے - ترکی پر موجودہ جنگ کے نتائج کا اثر خواہ کچھ ہی پڑے' مگر اسکو مسئلہ ارمینیہ سے ذرا بھی مس نہیں - اگر وہاں دول عظمی میں سے کسی کے فوائد پامال نہ کیے گئے' تو روس یا کوئی طاقت بھی شدالله جنگ کی طرف ایک قدم نہ اٹھائیگی - پس اگر ارمنی ترکی کے ساتھ اپنے تعلقات خوشگوار رکھینگے تو یہ انہی کے لیے بہتر ہوگا - انکو چاہیے کہ یورپ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بدلے اپنی ہی حکومت کی طرف رجوع کریں کہ انکی امیدوں کے حصول کے لیے یہ کفیل تر و قریب تر صورت ہے -

تصریحات شاہ یونان

جارج متوفی شاہ یونان اور دا اثر حوادث سے جو سالونیکا میں زخمیوں کے معالج ہیں' موجودہ جنگ کی بابت بارہا گفتگو ہوئی - چونکہ جنگ برسر اختتام تھی ' اسلیے شاہ متوفی نے بعض ان امور کے اظہار میں تردد نہیں کیا' جو اب تک اس نے ظاہر نہیں کیے تھے -

جارج نے کہا کہ یونانیوں کے شدید ترین دشمن بلغاری ہیں ' یونانیوں اور بلغاریوں میں ایک شدید جنگ کا ہونا ناگزیر ہے -

۱۴ - برس سے ہم اس جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے' جس سے آج فائدہ اٹھا رہے ہیں - اس تمام مدت میں ہم کو وثوق تھا کہ کسی نہ کسی دن ضرور منزل مقصود تک پہنچینگے - اسلیے ہم نے بہت سے رنجدہ امور کو برداشت کیا - ہم نے بتحقیق یہ معلوم کرلیا تھا کہ ہم میں نہ تو قوت کی کمی ہے' اور نہ صبر و فرصت شناسی کی' لیکن ہم ترکی تخت کو نہ الٹ سکے اسلیے ہم نے اسوقت کا انتظار کیا جبکہ روسی اور بیرونی جنگوں میں مشغول ہو - موجودہ وقت ایسا ہی تھا ' اسلیے ہم نے اسکے ساتھ وہ جنگ شروع کی ' جسکا انجام ہماری فتحمندی پر ہوا - اب یونان کو استراحت کی ضرورت ہے' مگر نہ اسطرح کہ یہ بھولجاے کہ اسکو ایک اور جنگ کے لیے تیار رہنا ہے اور تین چار سال کے بعد جس سے بچنا ناممکن ہوجائیگا - بلکہ میری راے میں عجب نہیں کہ عنقریب ہو -

ممکن ہے کہ دشمن (نام کی تصریح نہیں) جب اپنی طاقت جمع کرلے تو ہماری قوت سے تعداد میں بڑھجاے - مگر ایک سپاہی اور دوسرے سپاہی میں جو فرق ہے' وہ اس عدم توازن کی تلافی کردیگا - ہماری بہادر فوج پر جوش ہے' اور بخلاف بلغاری فوج کیونکہ اسکی قوتیں گہری ہوئی ہیں - مجھے اپنی فوج پر اعتماد ہے ' اگرچہ اسکی تعداد اسوقت صرف ایک لاکھ ۸۰ ہزار ہے مگر ہم ضرورت کے وقت اسمیں اہم اضافہ کرسکتے ہیں - میں ایک بات اور کہتا ہوں - جسطرح کہ ہم کو اس جنگ میں مددگار ملے ہیں اسیطرح آیندہ جنگ میں بھی ہم کو معین ملجائیں گے -

نامورانِ غزوۂ بنغازی

ادۃ بطل الا ریہ

۲ اللہ علیک یا نیازی بک !!

شہید راہ ملۃ و وطن ' و فقید الامۃ

ادئۂ ملی

ناظرین نسل عثمانی کے موجودہ مجمع ابطال کے مشہور برگذیدہ رکن ' اور دستور عثمانی کے اولین مجاہد ' یوز باشی (نیازی بک) کو ابھی بھولے نہونگے ' جس کا ذکر صفحات الہلال ہی پر نہیں ' بلکہ حوادث و واقعات عظیمۂ عالم کے قراطیس شہرت پر بارہا جالب انظار معرب و مشوق ہوچکا ہے -

غزوۂ طرابلس کے زمانے میں غازی انور بے کے ورود طرابلس کے بعد انکا بہ تبدیل لباس مصر پہنچنا اور پھر افشاء راز کے بعد واپس جانا ' اور پھر انقلاب عثمانیہ آخری میں جانفروشانہ عزائم کے ساتھہ شریک ہونا ' وہ تازہ واقعات ہیں ' جو کل تک تمام زبانوں پر تھے -

ممالک اسلامیہ کی تازہ ترین خاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عین اپنی بد نصیب ملۃ کے دور کہولۃ ' مگر خود اپنے عنفوان جوانی کے عالم میں ' یہ فداء ملۃ ' خود البانی اعداء ملک و وطن کے ہاتھوں حدود البانیا کے اندر شہید ہوگیا ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

شہید راہ ملۃ و وطن :
رسائہ لی نیازی بک

درحقیقت یہ حادثۂ فاجعہ صرف مملکت عثمانیہ کا ہی خسران نہیں ہے ' بلکہ ایک مصیبۃ ملی ہے ' جسکے غم میں تمام عالم اسلامی کا حصہ ہے - نامور ان و ابطال کا فقدان زندہ قوموں کیلیے بھی ایک ماتم کبری ہوتا ہے ' پھر اُس قوم کیلیے کیوں نہو ' جو اپنے دور انحطاط و تنزل کے دن گن رہی ہو ' جسکے تمام خزانے لٹ چکے ہوں ' جسکے تمام قواء نشو و نما مضمحل ہوگئے ہوں ' اور جسکا ہر آنے والا دن ' بظاہر گذرے ہوئے دن سے بد تر ہو ؟

ایک دولت مند کی اشرفیوں کا صندوق بھی کھو جائے تو اسکے لیے چنداں غم و حسرت کی بات نہیں ہوتی ' کیونکہ اگر ایک صندوق ضائع جاتا ہے تو متعدد صندوق خزانے میں موجود ہوتے ہیں ' اور نئی دولت و ثروت کی افزایش و ترقی کا سلسلہ جاری ہوتا ہے ' لیکن اگر ایک فقیر در بدر کی جسکی تمام متاع اسکی پھٹی ہوئی جیب کے چند کھوٹے سکے ہوں ' ایک تانبے کا حقیر و ادنی سکہ بھی کھو دیتا ہے ' تو شدت غم و مایوسی سے اسکا دماغ چکرا جاتا ہے ' اور اپنی بیکسی و محتاجی پر زار قطار رونا شروع کر دیتا ہے - کیونکہ دولت مند کیلیے اشرفیاں بھی کچھہ نہ نہیں ' پر اس بدبخت کیلیے تو ایک کھوٹا سکہ بھی کم از تخت قیصر و تاج سکندر نہیں !!

یہی حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - زندہ قومیں کا خزانۂ خصائل و کمالات انسانیۃ ' طرح طرح کے طلائی سکوں اور قیمتی و نادر لعل و جواہر سے لبریز ہوتا ہے - اور روز بروز انکی دولت میں افزایش ' اور انکے خزانے کے حدود ارضی میں وسعت ہوتی رہتی ہے - ان میں ہر صنف و فضیلۃ انسانی کے ارباب کمال موجود ہوتے ہیں ' اور ایک جاتا ہے ' تو دس اسکی جگہ آ موجود ہوتے ہیں - پس کاملین و ابطال کا فقدان گو فی نفسہ درد انگیز ہو ' لیکن انکے لیے چنداں موجب خسران و نقصان نہیں ہوتا ' لیکن جو قومیں کہ اپنا دور اقبال کھو دیتی ہیں ' اور عروج و ارتقاء کی جگہ ادبار و تسفل کے زمانے میں مبتلا ہوتی ہیں ' انکی مثل اُسی کنگال فقیر کی سی ہوتی ہے - پس انکو تو اپنا ایک کھوٹا سکہ بھی ہزار درجہ زائد از لعل و گہر محبوب ہونا چاہیے - چہ جائیکہ وہ لعل درخشاں ' جو فقیر کی گدڑی ہی میں نہیں ' بلکہ بادشاہ کے تاج و تخت کیلیے بھی زیور ہو !!

ہم لٹ گئے ہیں - ہمارا خزانہ تاراج ادبار ہوگیا - اور ہمارے اُجڑے باغ کے پھولوں سے آج غیروں کے کاشانہ و ایوان معطر ہو رہے ہیں -

ایسی حالت میں ہم کو اپنی بچی کھچی پونجی کے ایک ایک ذرہ کا عشق ہونا چاہیے ' اور اگر آور انکو اپنے پھولوں کے لٹنے کا خوف ہے ' تو ہم کو اپنے گھر کے خس و خاشاک کے ضائع ہوجانے کا غم ہونا چاہیے !!

* * *

جب یہ حال ہو تو پھر آج ہم (نیازی بک) کے فقدان پر جسقدر ماتم کریں کم ہے -

ہم اسکے آئندہ میں انکی سوانح عمری شائع کرینگے ' جو انکی خود نوشتہ سوانح (خواطر نیازی) سے ماخوذ ہوگی -

جنگ بلقان کے چھڑتے ہی یہ ملت پرست غیور مصروف خدمات اسلامیہ ہوگیا تھا - اس نے فوج سے الگ ہو کر مجاہدین کی ایک خاص جماعت قائم کی تھی ' اور اپنے دوست و ہمراز ' یوسف صبری بک کے ساتھہ مصروف دفاع وطن ' اور جہاد فی

سبیل الله تها - آخري زمانے میں اس نے البانیا کے طرف رخ کیا که وهاں کے حالات زیادہ نازک اور اعانة طلب تھے - وهاںکے کئي معرکه هاے شدیده میں شریک کار و رزم رها ' اور اس شجاعت و بسالت سے اپني مختصر جماعت کو لڑایا که یونانیوں کو کئي سخت شکستیں دیں - بالآخر مقام (الونیا) کو فتح کرکے فاتحانه اسمیں داخل هوگیا ' اور یونان کي قوت عاجز آکر مجبور به فرار هوئي -

لیکن خائن ملت اور وطن فروش البانی ' جنکے افعال اثیمه و ملعونه در حقیقت اس جنگ کے اسباب میں سے شمار کیے جائیں گے ' دشمنوں سے ملے هوے تھے - انھوں نے تمام جنگ کے زمانے میں عثماني افواج کے ساتھه خیانت هي کي - نیازي بک نے یونانیوں کو شکست دي تھي ' لیکن ان گھر کے دشمنوں کو کیا کرتا ؟ یکا یک آستانے میں خبر آئي که البانیوں نے ایک موقعه پر دھوکا دیکر نیازي بک کو قتل کر ڈالا هے ' اور اسکي جماعت گرفتار مصیبت و مهالک هے : فسیعلم الذین ظلموا ' ای منقلب ینقلبون !

فرحم فقیدنا الجلیل العظیم' رحمة واسعة - وانا لله و انا الیه راجعون -

فهرست

زر اعانة دولت علیة اسلامیه

(۲۲)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

فهرست چنده موضع نباواله تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور

بقیه فهرست ۱۲۵ - روپیے کي جو سید حسین شاه صاحب کے ذریعه وصول هوئي ' اور جس میں سے ۵۱ - روپیه کي تفصیل ۱۹ نمبر میں شائع هوچکي هے :

	پائي	آنه	روپیه
میاں سلیمان درویش	-	-	۴
میاں احسان	-	-	۱
نظام الدین	-	-	۲
گهرنا	-	-	۱
کهیون صاحب	-	-	۱
محمد صاحب	-	-	۱
گهیا صاحب	-	-	۱
سلطان صاحب	-	-	۱
جوریا صاحب	-	-	۱
عنایت صاحب	-	-	۱
بهلو صاحب	-	-	۲
رحمت صاحب	-	-	۱
سمائیل صاحب	-	-	۱
میاں حمید صاحب	-	-	۱
جگا صاحب	-	-	۱
بدهو صاحب	-	-	۱
میاں بهادر صاحب	-	-	۵
جمال الدین صاحب	-	-	۱۵
رمضان صاحب	-	-	۱
فرید صاحب	-	-	۱
دلو صاحب	-	-	۱
سبحان و رمضان صاحبان	-	-	۱
حسین صاحب	-	-	۱
غلام رسول صاحب	-	-	۱
نور محمد صاحب	-	-	۱
بنده صاحب	-	-	۱
حافظ صاحب	-	۱	-
حافظ سجاده صاحب	-	۱	-
رحم علي	-	۸	-
بهاں	-	۸	-
نواب جاکراني	-	۴	-
نور خان	-	۴	-
لونگ	-	-	۱
میرخاں کهري	-	-	۱
سبزي کهري	-	-	۱
هارب	-	-	۱
محمد	-	-	۱
رمضان	-	-	۱
میرا	-	-	۱
ملا حسین	-	-	۱
چادر	-	-	۱
امیر خلیفه	-	-	۱۰
فیس منی آرڈر	-	۴	-
کل میزان	-	-	۱۹

[بذریعه جناب ضامن علي صاحب گرداور و به سعي صبران مسلم کلب اودے پور میواڑ ۳ - ۰ - ۴۳ - روپے به ایک آنه ۳ - پائي وصول هوچکا هے - فجزاهم الله - تفصیل آینده درج هوگي -]

	پائي	آنه	روپیه
[illegible]	-	-	۱
نور الدین صاحب	-	۸	-
ملا صاحب	-	-	۱
[illegible] صاحب	-	۸	-
والده عیسیٰ صاحب	-	۱	-
سبحان صاحب	-	۱	-
سید حسین شاه	-	۴	۲۰
اهلیه عبد الله صاحب دفتري مرحوم رقم مهر	-	۴	۳
خدا بخش صاحب	۳	۱	-
صحبت علیصاحب	۹	۴	-
مسماة امیرن بي بي بانکي پور	-	-	۴
صبر واحد علي صاحب وٹرنري انسپکٹر پرتابگڈه	-	-	۵

بذریعه محمد عبدالله خانصاحب بزرگان بکراسي ضلع بلند شهر - - ۱۰۵

[illegible] حسن صاحب بانکي پور - - ۳

جان محمد صاحب کلو - ترهما - - ۱۶

محمد رفاق صاحب سنج پور - - ۵

جان محمد صاحب ٹوبجي - ترهما - - ۳

غلام مرتضیٰ صاحب - شجاع آباد - ملتان - - ۵

عبدالعالی صاحب زیروي - ڈاڑه بکاني - - ۵

مولانا محمد یحیی صاحب مفتي بهوپال - - ۲۵

حبیب الرحمن صاحب اسپتال مظفرپور - - ۱

معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي - - ۱۵

چودهري نجم الحسنین صاحب سلهٹ - ۱ ۱۴

احمد الله خانصاحب - ۴ ۶۵

اس - ایم - پیارے صاحب - معدوم پور - گیا - - ۱۵

بذریعه جناب خان صاحب مولوي مبعوب عالم صاحب گوجرانوالا (به تفصیل ذیل)

ڈاکٹر عبد الغني صاحب سب اورسیر	۳	-	۵۳
متفرق	۹	۱۵	۱۵۶
بذریعه محمد یوسف صاحب پنجابي	-	-	۵
بذریعه سید فضل شاه صاحب جهٹ پٹ	-	۱۲	۱۸

(بتفصیل ذیل)

سردار میر مٹها خان بکٹي	-	-	۲
سردار نور محمد خان بکٹي	-	-	۲
غلام محمد محرر	-	-	۱
معلوم بکٹي	-	-	۱
دیر خان بکٹي	-	-	۱
توجه	-	-	۱
رحم علي	-	۸	-
بهاں	-	۸	-
نواب جاکراني	-	۴	-
نور خان	-	۴	-
لونگ	-	-	۱
میرخاں کهري	-	-	۱
سبزي کهري	-	-	۱
هارب	-	-	۱
محمد	-	-	۱
رمضان	-	-	۱
میرا	-	-	۱
ملا حسین	-	-	۱
چادر	-	-	۱
امیر خلیفه	-	-	۱۰
فیس منی آرڈر	-	۴	-
کل میزان	-	-	۱۹

[بذریعه جناب ضامن علي صاحب گرداور و به سعي صبران مسلم کلب اودے پور میواڑ ۳ - ۰ - ۴۳ - روپے به ایک آنه ۳ - پائي وصول هوچکا هے - فجزاهم الله - تفصیل ایندہ درج هوگي -]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. [illegible] BLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد رضا البریلوی الحنفی

نام اشاعت
۱۰۲ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ کلکتہ: چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1918.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

إِنْ لَا تَهُولُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

تلغراف کا پتہ

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1918.

فہرست

شـــذرات

من انصار الی اللہ ۱

اعانۂ مہاجرین ۲

مسئلۂ حج کے مبادی ۳

هفتۂ جنگ ۴

مقـــالۂ افتتاحیہ ۶

مسلمانان هند اور گورنمنٹ کی تعلیمی حکمت عملی ۸

مقـــالات

دولت بنی امیہ اور الہلال (۲) ۸

نامورانِ غزوۂ بلقان ۱۳

شہادت بطل حریۃ (۲) ۱۵

اعانۂ مہاجرین ۱۵

مراسلات

تصحیح ضروری ۱۶

صدر مہ بجائے مکتب ۱۶

قانون ازدواج مدرسۂ کی تصویب ۱۷

کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ۱۷

فہرست چندہ زر اعانۂ هلال احمر ۱۹

تصاویر

کیلی پولی کا شفاخانۂ هلال احمر لوح

نیـــازی بے ۱۳

اسعد پاشا ۴

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

در رہ منزل جاناں کہ خطرهاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

(۱) جو حضرات بغیر کسی تحریک کے محض اپنے ذاتی جوش اور قلبی داعیے سے اس دعوت کی تبلیغ میں سعی مشکور فرما رہے ہیں ' اور مددگاروں کو طلب کرتے ' رسائل کی اشاعت کیلیے اپنے تئیں پیش کرتے ' اور والہانہ و بیقرارانہ اس بارے میں خط و کتابت فرما رہے ہیں ' نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں میں انکا تذکرہ کروں ؟ اگر میرا ذاتی کام ہوتا تو انکا شکر گذار ہوتا ' لیکن اس معاملے میں کسی کی سعی کے شکریہ ادا کرنے کا اگر کسی کو حق ہے ' تو صرف اسلام کو ' یا اُس خدائے اسلام کو ' جس نے آج مدعیوں کی آزمایش کیلیے اپنے دین محبوب کو اسکی غربت اولی میں چھوڑدیا ہے ' اور زبان آوران خدمت و جاں سپاری کیلیے ایک میدان امتحان کھولدیا ہے کہ کون بڑھتا ہے ' اور کون ہے ' جو خدمت ملت کی اس درجۂ عظمی سے فائز المرام ہوتا ہے ؟

(۲) اسطرح کے بزرگوں کے جوش ایمانی اور ولولۂ ملی کو تائید الہی کے اس سلسلے کا پہلا ظہور یقین کرتا ہوں ' جو الحمد للہ کہ میرے سامنے ہے ' اور جسکی نسبت ایقان کامل اور طمانیۃ واثق کی صدا روز ازل ہی سن چکا ہوں - وہ ' جسکا دست مخفی ہر ظہور صداقت ' اور ہر دعوت حق و ہدایت کے تخم کی آب پاشی کرتا ' اور ہر اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کا ساتھہ دیتا ' اور اسکے اندر سے اپنی

صداء الهي سنتا اور بلند کرتا هے ' آج بهي اپني نصرت غيبي کے معجزات دکهلانے پر ويسا هي قادر هے ' جيسا که هميشه سے رها هے ' اور هميشه رهيگا - پس ضرور هے که اسکي قدرت و حکمت کے مخفي خوارق و عجائب ظاهر هوں ' اور يقيني هے که اسکا ساتهه دينے والے اسکي معيت کي فتح يابياں اور کامرانياں بهت جلد اپنے سامنے ديکهليں : الله ولي الذين امنوا ' يخرجهم من الظلمات الى النور ' والذين کفروا ' اولياء هم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات ' اولئك اصحاب النار ' هم فيها خالدون (۲ : ۲۵۷)

(۳) جن صاحبان ايقان ' اور جان نثاران اسلام نے محض ايک مبهم و مجمل صداء دعوت سنکر ' اپنا نام بلا تامل يهيجديا ' اور اُن تمام خطرات و وساوس سے مرعوب نه هوے ' جو ايسے مرقعه پر قدرتي طور پر نفس انساني ميں پيدا هوتے هيں ' انهوں نے في الحقيقت راه جاں سپاري و فدويت کا پهلا امتحان ديديا ' اور اس طريق دعوت ميں في الحقيقت: ايک بهت بڑي حکمت يهي پوشيده تهي - اس سے يهي مقصود تها که سچي پياس رکهنے والے ' اور جهوٹے مدعيان تشنگي ميں تميز هوجاے - جنکو سچي پياس هوگي ' وه پاني کا نام سنتے هي دوڑيں گے ' اور پياس کي شدت انهيں اسکا موقع هي نه ديگي که عاقبت بينيوں اور مصلحت انديشيوں ميں مبتلا هوں -

پس جن بزرگوں نے بلا تامل قدم بڑهايا ' وه الحمد لله که پهلي منزل امتحان سے کامياب گذرگئے ' اور بعد کي آنے والي منازل سے گذرنے کا اپنے تئيں مستحق ثابت کر ديا - انکے جوش کي مثل مقدس ' اور انکي سبقت و پيش قدمي کي عظمت قابل احترام هے - ليکن جو متامل هوے اور جنکے زاويه قلبي نے خطرات نفساني سے شکست کهائي ' انهوں نے سبقت و آزمايش کي بهترين فرصت کهودي - تائيد الهي عنقريب اس دعوت کو ايک عظيم الشان جماعة کي صورت ميں ظاهر کرنے والي هے ' ليکن جبکه اغراض و مقاصد کي اشاعت هو جائيگي ' تو پهر ياد رهے که اسکي طرف سبقي بڑهيں گے ' ليکن انکا اجر اُن لوگوں کا سا تو نهيں هوسکتا ' جنهوں نے خطرات و خدشات کے هجوم ميں اُسکا ساتهه ديا هے - اور يه ايک بهت بڑي معني توفيق الهي هے ' جس کو ملنے والي هے ' اب بهي مل رهيگي ' اور جس کو محروم رهنا هے ' محروم رهيگا : و ذالك فضل الله يوتيه من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم -

(۴) رساله اغراض و مقاصد زيرطبع هے - انشاء الله ۱۵ - جون سے اسکي روانگي شروع هوجائيگي - مضمون بهت بڑهگيا هے ' اسليے چهپنے ميں زياده وقت صرف هو رها هے - و ما توفيقي الا بالله ' عليه توکلت و اليه انيب -

اعانهٔ مهاجرين عثمانيه

کسيکه محرم باد صباست مي داند
که باوجود خزاں بوے يا سمن باقيست

الحمد لله که اعانت مهاجرين عثمانيه کيليے الهلال کي صداے الغياث بيکار نه گئي ' اور الله تعالى کے فضل و کرم ميں سے سب سے بڑا احسان کسي بنده پر يه هے که وه اسکي آواز ميں اثر ' اور اسکي آه ميں درد بخشدے -

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائده ؟
در اشک بهي بهت هيں اگر کچهه اثر کريں !

اگرچه عاجز نے اعانت کيليے صرف ضمناً اشاره کيا تها ' اور جو کچهه اپني بساط ميں اس مرقعه کيليے تها ' صرف اسي کے پيش کرديني پر قناعت کرلي تهي ' ليکن عام طور پر معاونين کرام اور احباب و مخلصين نے جس طرح اسپر توجه کرامي مبذول فرمائي ' اور جس جوش و خروش سے اعانت هوگئي ' سچ يه هے که وه ميري توقع سے بهت زياده هے - ميں ديکهه رها تها که دو سال سے اعانت مجروحين طرابلس و بلقان کيليے چندوں کا سلسله برابر جاري رها اور ابتک جاري هے - پس مجهکو خوف تها که شايد لوگ اب کسي نئي تحريک کے سنے کيليے طيار نهوں ' اور چندوں کي صداؤں سے اُکتا گئے هوں - اسليے بهتر نظر آيا که بجاے عام تحريک و صداء اعانت طلب کے ' خود اپنے اختيار ميں جو کچهه هے ' اسي کيليے کوشش کروں ' اور ناظرين کو اس بارے ميں کوئي زحمت تازه نه دوں - گو اُس زحمت کو اپنے عقيدے ميں حيات دنيوي کي هزار نعمتوں سے بهتر سمجهتا هوں -

پهر يه خيال بهي هوا که جس دعوت کا سب سے پهلے خود اپنے نفس کو مخاطب نهيں بنا سکتے ' همیں کيا حق هے که اسکے تخاطب کا دوسروں پر بار ڈاليں ؟ اسکے ليے کونسي دليل بتلائي جا سکتي هے که کسي کام کيليے مسلمانوں کو مال و دولت لٹانے کي تعليم دي جاے ' اور خود باوجود ادعاء اسلام ' اپنے تئيں مستثنى کرليا جاے ؟ يا ايها الذين آمنو ! لم تقولون ما لا تفعلـــون ؟ کبر مقتـــاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون -

يه ضرور هے که پريس کي موجوده مالي حالت ' اور نقصان جاري و قائم کے لحاظ سے چار هزار پرچوں کا ايک سال تک مفت جاري کرنا ايک ايسا امر هے ' جو اگر کوئي بڑي جرأت نه سمجهي جاے ' تو کم از کم ايک ايسا اراده تو ضرور هے ' جسکي تعميل مشکلات سے خالي نهيں - تاهم اپني نظر ميں يه کوئي ايسي بڑي بات نهيں هے ' جس پر لوگوں کو توجه دلائي جاے - اداء فرض اسلامي کي ايک حقير و ادنى ترين کوشش هے ' اور جس قدير و مقتدر نے اسکا اراده دل ميں ڈالديا هے ' وهي اسکي تکميل کا سامان ' اور اسکے تحمل کي طاقت بهي بخشديگا ' : و من يتوکل على الله فهو حسبه -

اس بارے ميں بعض ارباب همت کو الله تعالى نے جيسي کچهه توفيق بخشي هے ' ميں چاهتا هوں که اسکا اعلان هوتا رهے - اور اسي ليے آجکي اشاعت ميں (اعانهٔ مهـــاجرين) کے عنوان سے بعض خطوط کا اقتباس شائع کيا جاتا هے ' اور آئنده بهي شائع هوتا رهے گا - ان ميں بعض خطوط ايسے هيں ' جن ميں ظاهر کيا گيا هے که وه الهـــلال کي اپيل کو پڑهکر اشکبار هوگئے ' ليکن ميں اپني وه آنکهيں انهيں کيونکر دکهلاؤں ' جو انکے خطوط کے پڑهتے وقت انسے کم اشکبار نه تهيں ؟ الله الله ! اس دور تنزل و غفلت ' اس هجوم نا اميدي و مايوسي ' اس حصار نامرادي و ناکامي ميں ايسے نفوس قدسيه ابهي موجود هيں ' جو اپنے برادران ديني کے مصائب کا افسانه سنکر اپني خواتين کا اسباب ارايش ' اور اپني زندگي کي آخري پونجي تک ديدينے پر طيار هيں ! اور اب بهي ممکن هے که تاريخ اسلام کي گذشته روايتيں دلوں اور دماغوں کي صورت ميں مجسم هوکر اسلام کے ابتدائي انصار و خدام کے کارنامه هاے مقدس و عظيم کو زنده کرديں !! اگر ايسا هي هے ' تو ابهي نا اميدي و قنوط کا آخري وقت نهيں آيا ' اور گو چولها شعلوں کي بهڑک سے محروم هے ' مگر چنگاريوں کي حرارت مفقود نهيں :

کسيکـه محرم راز صبـا ســت ' مـي دانـد
که با وجود خـزاں بوے يا سمن بـاقيست

البته افسوس هے که الهلال کے خریدارون کي رفتار ایسے موقع پر جیسي هوني چاهیے تهي ' نهیں هے - اور مجھے معاف رکها جاے ' اگر عرض کروں تو یه امر واقعي میرے لیے نهایت درد انگیز هے - زمانه جانتا هے که الهلال نے کبهی اپني اشاعت کي توسیع کیلیے ناظرین پر بار نهیں ڈالا - صرف ایک مرتبه خاتمه جلد اول کے مضمون میں سرسري طور پر اسکي نسبت توجه دلائي تهي ' اور پهر اسکے بعد اسکا دهرانا تک پسند نهیں کیا ' کیونکه الحمد لله وہ اصول و فن تجارت سے جهل و ناواقفیت کا الزام قبول کرنے کیلیے طیار هے ' مگر اپني ذات کیلیے گدا گري اور دست سوال بڑها نے کا عادي نهیں - اگر یه روش منظور هوتي تو نهیں معلوم آج الهلال کي اشاعت کهاں سے کهاں تک پهنچ جاتي - یه نقص هو یا نادانی ' لیکن اپني طبیعت کے بدلنے پر قادر نهیں هوں -

مگر یه معاملہ الهلال کے ذاتي نفع و فائده کا نهیں هے ' اور جو کچهه اور جیسا کچهه هے ' وہ محتاج تشریح نهیں - پهر اگر اسکي جانب بهي اخوان ملت متوجه نهوں اور اسکے لیے سعی نه فرمائیں ' تو انصاف کا طالب هوں که میرا دل کیوں نه زخمي هو ' اور میري زبان سے کیوں نه آه نکلے ؟

تاهم شکوه کسی حال میں نهیں - ابتدا سے الهلال کا اصول عمل یه هے که صرف اپنا فرض ادا کرنا - نتائج پر نه کبهی نظر رهی هے اور نه رهیگی - میري تسکین کیلیے یه یقین بس کرتا هے که جس ذات سے هم سب کا اصل معامله هے ' وہ دلوں کی نگرانی سے غافل نهیں ' اور جو کچهه کر رها هوں ' اسکے پیش نظر هے - و الله یعلم سري و علانیتی ' و علیه توکلت و الیه انیب -

ایک غلط فهمي

آخر میں یه ظاهر کر دینا ضروري هے که جو قیمت اس مد میں الهلال کیلیے آئیگی ' اس سے صرف ۸ آنه - وضع کیا جائیگا ' باقی ساڑهے سات روپیے اعانۂ مهاجرین میں چار یا اس سے زیاده قسطوں میں روانه کر دیے جائیں گے - اسے ترکي تمسکات سے کوئی تعلق نهیں ' اور یه ایک ایسا امر هے جو سب کے سامنے آجائیگا -

مسئلۂ حج کے مبادي

یورپ کو حج کعبه میں بڑے بڑے خطرات نظر آتے هیں ' پهلے اس مقدس فریضه کي حکمت و غرض و غایت پر ایک مدت تک اعتراضات هوتے رهے که مسلمان اس سے باز آئیں اور طبیعتیں اس سے پهر جائیں ' یه وار کارگر نکلا اور مدنیت فرنگ کے اکثر شیدائي حج کو ایک فضول کام سمجهنے لگے ' لیکن سواد اعظم هنوز اس کي فرضیت هي کا قائل رها - اس گروہ کے لیے موسیو هانوتو وزیر فرانس نے پندرہ برس هوے یه تجویز پیش کي تهي که پیرس کے عجائب خانه "لوفر" کو خالي کر کے کعبه کي شکل میں تبدیل کر دیا جائے ' اور مکۂ مبارک سے حجر اسود کو یهاں منتقل کر کے اسي کو مرکز حج بنادیا جائے - مصر کے مفتي اعظم شیخ محمد عبده نے فرانسیسي اخباروں میں بڑے جوش و قوت سے اس تجویز کي مخالفت کي - آخر یه بات تو دب گئی ' مگر فرانسیسي مقبوضات الجزائر و ٹونس کے مسلمان سفر حج سے روک دیے گئے - هر سال موسم حج میں ایک سرکاري فرمان شائع هوتا هے که حجاز میں وبا و طاعون پهیل گیا هے لهذا حجاج ارادۂ حج کو ملتوي رکهیں - اس سال مراکش میں بهي اسي حکم کی توسیع مد نظر هے - مسلمانان روس بهي قیام ڈیوما (روسی پارلیمنٹ) سے قبل سفر حج سے ممنوع تهے ' اب آزادي تو مل گئی هے ' مگر حکام ایسی شرطیں عائد کرنے کی فکر میں هیں که حجاج عمومیت کے ساتهه ادائے فریضۂ حج کے لیے سفر نه کرسکیں - خوف یه هے که ایام حج میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کا مکۂ مبارکه میں اجتماع هوتا هے ' کهیں ایسا نهو که آپس کے مبادلۂ افکار سے اُن میں زندگي کي کوئي مفید روح سرایت کر جاے ' اور پهر یه قوم موت قطعي سے ' که یورپ اسي کے تهیه میں هے ' بچ نکلے - حال میں حجاج هند کیلیے بعض نئے انتظامات گورنمنٹ هند کے پیش نظر هیں ' اس نے عام مسلمانوں کے اندر بدگماني پیدا کردي هے که یه بهي مسئله حج کیلیے ایک بندش هے -

جدید بندش

موجوده واقعات یه هیں که انگریزوں کي ایک جهاز راں کمپني (مسرس ٹرنر مارپسن - اینڈ کو) نے ایرانیوں کي بمبئي پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپني کے جهاز ' جو گویا حجاج کے لیے مخصوص هیں ' خرید لیے هیں - اس خریداري نے دامان هوس پهیلادیے اور کمپني نے گورنمنٹ بمبئي سے درخواست کي که مسافران حجاز کا اُس کو ٹهیکه ملجاے ' اور جو ایک دو مسلمانوں کے جهاز حاجیوں کو عرب لے جاتے اور وهاں سے واپس لے آتے هیں وہ بهي اس نفع سے محروم هو جائیں - اس تحریک خواستگاري میں کرایه واپسي کی شرح سب سے زیاده عجیب تهي - جولائي میں رجب و شعبان کے دن هوتے هیں ' ان دنوں میں خاص حج کي غرض سے کوئي کیوں سفر کرنے لگا ؟ حج کا سفر تو عید کے بعد یعني وسط ستمبر سے شروع هوتا هے ' اور کچهه لوگ ایسے بهي هوتے هیں جن کي طیاریاں اوائل ذي قعده یعني آغاز اکتوبر میں پوري هوتي هیں - کمپني کي فیلسوفي تماشا طلب هے که ' جولائي میں جانے والوں کا کرایه جهاز بمبئي سے جده تک کے لیے سو روپے ' ۲۶ - اگست تک کے لیے ۱۲۰ ' ۲۷ - اگست سے ۲۵ - ستمبر تک کے لیے - ۱۴۰ ' ۲۶ - ستمبر سے ۱۰ - اکتوبر تک کے لیے ۱۶۰ - روپے کي شرح مقرر

[بقیه مضمون صفحه ۸]

نتایج هیں جو " زپاین " و " مارکونی " و " بیکر " و " ڈکسن " کي صورتوں میں نمایاں هوکر زمانه کو مجبور کردیتے هیں که هر ایک قسم کي علمي و عملي ترقي میں یورپ کے قدموں پر سر جهکادے - لیکن کیا هندوستان میں بهي کوئي ایسا انتظام هے ' یا گورنمنٹ کي مهرباني سے هوسکتا هے که هندوستانیوں کے قواے عقلیه آراسته و مهذب بن جائیں ؟ طومار درس میں اعمال ادراکیه کے ایسے بهي کوئي گنجایش نکلے ؟ قومي زبان ' قومي لٹریچر ' اور قوم کي تاریخ سے بناے قومیت استوار هوسکے ؟

(۵)

اسلام نے مسلمانوں کو همیشه ظاهر فریبیوں سے بچنے کی هدایت کي هے ' جس قوم پر هر جانب سے افلاس محیط هو ' جسے تعلیم کے نا کام نتایج دیکهتے دیکهتے ایک زمانه گذر گیا هو ' جس کے لیے عموما اُن مقدمات و مبادي کو معهود بتایا گیا هو جن سے اُس کي بے خبري میں اضافه ' اور تنزل میں ترقي هوتي هو ' ایسي قوم کا علاج سطحي و سرسري دواؤں سے ممکن نهیں - گورنمنٹ کے حسن التفات کا بے شبهه قوم کو شکر گذار هونا چاهیے ' لیکن اگر یه تعلیمي منشور انهیں حالتوں میں نافذ العمل هو گیا اور اصلي و اساسي دقتیں بدستور برقرار رهیں تو مسلمانوں کو صاف کهدینا چاهیے که یه نام نهاد اجزاے اصلاح اُن کے درد کي دوا نهیں هیں - ان سے کسي دوسري جماعت کو خوش کرنے میں مدد لینی چاهیے -

ما بجاے که ز جم ماند ' قناعت کردیم
یه سکندر بدهید انچه ز دارا مانده

کي- گورنمنت بمبئي نے یہ درخواست گورنمنت هند کے پاس بهیج دی' جس نے تمام مقامي گورنمنٹوں سے اس باب میں راے طلب کي' بعد میں گورنمنت بمبئي کا سفارشنامه بهي موصول هوا که یه درخواست هر طرح سے منظوري کے قابل هے- ۱۶- مئي سنه ۱۹۱۳ع کو گورنمنت هند نے هر ایک صوبه کي حکومت کو اس سفارش کي بهي اطلاع دي' اُن سے راے پوچهي اور اس باب میں عام اسلامي راے سے واقف هونے کي ضرورت ظاهر کي - اسٹیٹسمین نے یه واقعات ۲۴ - مئي کي اشاعت میں درج کیے تهے' لیکن دوسرے هي دن ۲۵- مئي کے پرچه میں صاف تصریح کردي که گورنمنت بمبئي کي سفارش گورنمنت هند نے منظور کرلي هے -

ما که باشیم که اندیشهٔ
ما نیز کنند ؟

اسٹیٹسمین کی صاف بیانی سے یه حقیقت واضح هوگئی که گورنمنت کی جانب سے اس تجویز کی منظوري کا با قاعده اعلان هنوز نهوا' نسهی' مگر گوشهٔ چشم اسی جانب هے' اور اهل حل و عقد کے میل خاطر کي حمایت اس کو حاصل هو چکی هے- یه سچ هے که منظوري کی صورت میں مسلمانوں پر سخت ظلم هوگا' بے شمار تکلیفیں برداشت کرنی هونگی' بهت زیاده کرایهٔ جهاز دینا پڑیگا' یه بهی درست هے که مشرقی طبیعتیں اس نشر معدلت کی حقیقت سمجهنے سے بالکل هی قاصر هیں که ایک دن استشاره کے لیے ایک اسکیم شائع کی جاتی هے' اور پهر دوسرے هی دن بغیر اس کے که کسی ایک صوبه کی عام راے بهی دریافت هونے پائے' اسکیم کا تصفیه بهی هوجاتا هے - گورنمنٹ اپنے سرکاري کاموں کو اجاره پر دینے کے لیے تو قدر طالب هوتي هے که جو شخص یا کمپنی کم نرخ پر کام لینے کیلیے آماده هو' اسی کو یه کام تفویض کیا جاے' مگر کرایهٔ حج کے مسئله میں قدر کا نام بهی نهیں لیا جاتا' اور خود بخود صرف ایک درخواست پر فیصله دیدیا جاتا هے - هندؤں اور عیسائیوں کے مذهبی تهواروں کے موقع پر ریلوے ٹکٹ لینے والوں کو ایک طرف کے کرایه میں دونوں طرف کا ٹکٹ مل جاتا هے' اور واپسی کے لیے ایک خاص مدت معین هوتی هے' لیکن بے زبان و غریب حجی اس عام رعایت سے بهی محروم رکهے جاتے هیں !!

ان حالات کے هوتے هوے کون کهسکتا هے که جب تک هندوستان میں هندوستانیوں کو حکومت میں شریک هونے کا موقع نه ملیگا

اسعد پاشا :
جس نے البانیا کي فرمانروائی کا اعلان کیا اور جسکا وجود ابتک ایک طلسم ابهام هے

از سانف گورنمنٹ اپنی اصلی صورت میں حاصل نهوگی' اس وقت تک کبهی بهی هندوستان کی ضرورتوں پر لحاظ ممکن هے ؟ اور کیا صرف قانون کی نمایشی مجلسوں سے ملک اپنے فوائد و مصالح کی حفاظت میں کبهی کامیاب هوسکتا هے ؟

هفتهٔ جنگ

۲۷ مئي کي صبح کو سر ایڈورڈ گرے وکلاء بلقان سے علحده علحده ملے' اور یه اطلاع دي که صلح نامه میں مباحثه کي مزید گنجایش نهیں' جیسا اسوقت هے' اسي پر دستخط هونا چاهیے اسکے جواب میں بلغاري وکیل نے دستخط کے ایسے مستعدي ظاهر کي -

سروي اور یونانی وکلاء نے جواب دیا که چونکه دول کا لهجه بالکل غیر مترقبه هے اسلیے هم کو اپني اپني حکومتوں سے مزید تعلیمات ضروري حاصل کرنا چاهییں -

لهجه کي استقامت وکلاء و نیز جمهور (پبلک) دولوں کے لیے حیرت انگیز هے -

۲۸ - کے تار میں بیان کیا گیا هے که سوریا اور یونان کو یقین دلایا گیا هے که یورپین مجلس میں جب تفصیلات زیر امتحان آئینگي تو انکو اپنے مصالح کي مدافعت کے لیے شریک کیا جائیگا -

۲۹ - مئي کي دوپهر کو سر ایڈورڈ گرے نے تمام وکلاء کو اطلاع دیدي که کل عهد نامه پر ضرور دستخط هو جانے چاهییں - شام کو ایک باقاعده دعوت نامه تمام وکلا کے پاس بهیجا گیا - جسمیں یه فرمایش کي گئی تهی که کل سینٹ جیمس میں ۱۲ - بجے عهد نامه پر دستخط کے لیے سب جمع هوں -

حسب دعوت سب لوگ سینٹ جیمس میں جمع هوے - سر ایڈورڈ گرے نے ایک تقریر کي جسمیں صلح پر شاه جارج کي تهنیت و خشنودي کا اظهار کیا' اور کها که " اس احساس میں تمام دول شریک هیں' جو کو اب تک ناطرفدار رهیں (!) مگر انکي یه خواهش تهي که بغرض اطمینان یورپ میں پهر امن واپس آ جائے "

اصل صلحنامه کے دستخط میں تو صرف چند منٹ لگے' مگر چند اور ضمیموں اور مسودوں پر بحث میں آدهه گهنٹه صرف هوگیا -

اطالی ایران نیابت میں اس دفعه پر تهنیت آمیز تقریریں کي گئیں' اور یه تجویز کیا گیا که سر ایڈورڈ گرے کي خدمت انکي ان تهک محنت پر مبارکباد کا تار بهیجا جاے -

الهلال

۲۸ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری

خم گو سر خود گیر کہ خم خانہ خراب است

مسلمانان هند اور گورنمنٹ کي تعليمي حکومت سوا

وما انخفضوا کم یرفعوکم' و انما
رأوا خفضکم طول الحیاۃ لہم رفعا

والدین نفروا اعلاکم — جو لوگ مدہر ہیں' اُن کے کام ایسے
لسراب بقیعۃ یحسبہ — ہیں جیسے بیابان میدان میں ریت'
الظمان ماء' حتی — کہ پیاسا اس کو دور سے پانی سمجھکر
إذا جاءہ' لم یجدہ — دوڑتا ہے' مگر جب اس کے
شیئا' و وجد اللہ — پاس آیا تو دیکھ بھی نہ پایا' پایا
عندہ فوفاہ حسابہ' — تو اللہ کو اپنے قریب پایا جس نے
و اللہ سریع الحساب — اس کا حساب چکا دیا' اور اللہ
(۲۴ : ۳۹) — جلدی حساب کر دینے والا ہے -

"تعلیم صحیح ایک ایسے درخت کے مشابہ ہے جو کسی نہر کے کنارے اپنی تمام جڑوں سے ہری بھری رہ رہا ہو - یہ درخت جس بیج سے پیدا ہوا ہے وہ ایک ننھے اور حقیر سے بیج کے اس کو درخت بنایا ہے' جو درخت کے تمام افعال و حواس پر حاوی ہے' اور جو اس وقت خاک میں چھپا ہوا ہے - انسان بھی اسی درخت کے مشابہ ہے - بچوں میں دیکھو' وہی تمام قوائیں مخفی و مستور ہیں' جو اس کی زندگی میں نمایاں ہوتی ہیں - انسان کی تہذیب صرف ادبی و اخلاقی حالت کا نتیجہ ہے - اور کچھ نہیں"
(هنري بستالوسي)

هندوستان کي تعليمي رفتار کے دعاوي قوي پر جو ناگوار اثر ڈالے ہیں' طبیعتیں جس طرح کند ہوگئي ہیں' ابھرنے والي فطري طاقتوں پر جو گراں بار بوجھ پڑا ہے' مواقع ذہنیہ کي پامالي میں جیسي دست درازیاں اس نے کي ہیں' اُس کي خارجي نظیر اگر کوئي ہو سکتي ہے' تو "رابرٹ جسگرڈ" اور اُس کے بھائي "راجر" کي وہ حکمت عملي' جس کے زور سے ایک طرف توسنہ ۱۰۷۱ ع میں جنوبي اطالیہ کي عربي سلطنت پامال کرکے اسلامي دنیا سے عربوں کے تعلقات ہمیشہ کے لیے منقطع کردیے گئے' اور دوسري طرف اس خیال سے کہ ملک کي تمدني و صناعي و علمي اہمیت کے اجزاے عظمیٰ اُن دنوں صرف عرب تھے' اُن کو یہ امتیازي رعایتیں بھي دي گئیں کہ مسیحي گورنمنٹ کي نگراني میں اُن کي تعلیمگاہیں برقرار رہیں' جن میں ان کي اولاد کو ایسي تعلیم' جو منشائے حکومت کے مطابق ہو' سرکاري خرچ پر دي جاے - اُس وقت تو ان مراعات کي قدر و قیمت کا عام اعتراف ہوا تھا لیکن حکومت نے جو سیاسي بندشیں ان کے ساتھ وابستہ کر رکھي تھیں' قومي ترقي کے لیے وہ اس قدر مہلک ثابت ہوئیں' کہ قومیت میں روز بروز اضمحلال آتا گیا اور آخر یہ حالت ہوگئي کہ تھوڑے ہي زمانے میں عرب یا تو بالکل ہي فنا ہوگئے یا کچھ رہے بھي تو نصرانیت کي تہذیب نے اُن کو اپنے اندر مدغم کر لیا!

ہمارے ملک میں اصلاح تعلیم کا خیال تو گورنمنٹ کو اب ہوا ہے اور خاصۃً مسلمانوں کے متعلق ابھی ۲- مئي سنہ ۱۹۱۳ع کو تعلیمي سرکلر شائع کیا گیا ہے' لیکن یورپ میں اس کي ابتدا اُنیسویں صدي کے سرا غاز سے درش بدرش ہے - هنري بستالوزسي متوفي سنہ ۱۸۲۶ ع (جس کے الفاظ اس مضمون کے طغراے عنوان ہیں) تہذیب نظام درس کے عوامل محرکہ میں پہلا شخص تھا - وہ ایک مقام پر لکھتا ہے :

" آجکل تعلیم کے جو طریقے رائج ہیں اُن کے اتباع نے یورپ کو بڑي سخت غلطي میں مبتلا کر رکھا ہے - غلطي ہي نہیں وہ آپ اپنے سامان ہلاکت میں ہے - ایک طرف تو وہ اعلیٰ درجہ کے علوم و فنون و صنایع میں ترقي کے فلک العرش پر پہونچ گیا ہے' اور دوسري جانب تعلیم طبیعي کي وہ بنیاد ہي کھو بیٹھا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ سب کو ایک تعلیم دیني چاہیے' اور سب کي تعلیم اُن کے ذوق طبعي کے موافق ہوني چاہیے - مجھے معلوم نہیں کہ یورپ کي طرح دنیا کا اولي اور حصہ ترفع کے اس درجہ تک بلند' اور پھر ہبوط کے ایسے قعر میں گر گیا ہو - ہمارے دراعظم کي یہ حالت اُس مجسمہ کے مشابہ ہے جس کي تصویر پیغمبروں نے کھینچي تھي کہ اُس کا سر تو سونے کا ہے مگر پاؤں (جس پر یہ سر قائم ہے) ٹھیکري کے بنے ہیں! یورپ نے اپنے ان تعلیمات کے ذریعہ سے قوم کو محبت و الفت و دانائي و حکمت و مخترعات و جذبات کے لباس سے برہنہ کرکے اُس کے دماغ میں اُنس پسندي سے وحشت' ایمان سے تنفر' اور توہمات و خرافات سے دلچسپي پیدا کر رہي ہے - اس خلل کا سد باب میري راے میں یہ ہے کہ سطحي تعلیم کو ترک کرکے عقلي و ذہني تعلیم کو ترقي دي جاے' اور حقیقي معرفت کے مصدر و منبع کي جانب رجوع ہو"-

یہ وہ الفاظ ہیں' جو یورپ کي تعلیمي حالت کے متعلق کہے گئے تھے' جس کي علمي ترقي اُس زمانہ میں بھي مسلم تھي' مگر صد حیف ہے ہندوستان پر' جو اس طویل و عریض انگریزي عہد حکومت میں علم کے صحیح مفہوم تک سے آشنا ہونے نہ پایا!!

حال میں تعلیم کي نسبت جو سرکاري سرکلر شائع ہوا ہے' اس نے مسئلہ تعلیم و اصلاح کو از سر نو چھیڑ دیا ہے -

مسلمانوں کي قومیت کے آجکل جو مخصوص ترکیبي عناصر ہیں' اُن سب میں شکر گزاري و ممنونیت کا عنصر ہر ایک پر غالب ہے' اور یہي وجہ ہے کہ سرکلر میں گورنمنٹ کي جانب سے جس سلسلۂ احسان کا اعلان ہوا ہے' اُس کي منت پذیري کے جذبات سے تمام قوم کے سینے لبریز ہو رہے ہیں - یہ احساس واقع میں قابل تعریف ہے اور بہبود عامہ کي ذیل میں حکومت کا جو قدم آگے بڑھے' رعایا کا فرض ہے کہ اسکا خیر مقدم بجا لاے' اور اُس کي قدر واقعي عزت کرے' لیکن جب اس کي اشاعت سے خود گورنمنٹ کا مدعا یہ ہے کہ نفاذ احکام سے پیشتر استشارہ و استصواب کرکے مسئلہ کو منقح کرلیا جاے' تو کوئي وجہ نہیں کہ اس باب میں آزادي سے بحث نہو' اور عام راے کو اصلي معنوں میں آشکارا نہ کیا جاے ؟

عہد قدیم کے ایک گنوار عجمی نے ایک نامور عرب (حنظلہ بن صفوان) سے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ " حسن اور حسین (یعنے حضرت امام حسن و امام حسین رضي الله عنهما) کس پیغمبر کی لڑکیاں تھیں ؟ " اُس نے جواب دیا کہ " خدا کے لیے اس ایک جملہ میں کوئي ایک بات تو درست کہي ہوتي " یہ بحث ضروري نہیں کہ اس واقعہ میں اور موجودہ سرکار میں کس حد تک مماثلت موجود ہے ؟ البتہ اس حقیقت کو بے نقاب کر دینا ضروري ہے کہ سرکلر کي خامیاں پختہ مغزان نقد و نظر کے لیے نہایت مایوسي کا باعث ہوئي ہیں -

(۱) اسلام اور تعلیم میں قدرتي لزوم ہے ' اس لیے ہر ایک مسلمان کي یہ خصوصیت ہوني چاہیے کہ وہ سب سے پہلے تعلیم یافتہ ہو - عہد رسالت میں صرف اظہار ایمان ہي پر قناعت نہ تھي ' بلکہ یہ بھي تقید تھا کہ ہر ایک مسلمان بقدر میسور قرآن کریم کي تعلیم بھي ' کہ اُس زمانہ میں وہي ایک تعلیم تھي ' حاصل کرے - اس کے لیے اتنے ترغیبي احکام تھے کہ ضروریات زندگي کے اہم اوصاف ' حتی کہ بیع و شری اور مہر نکاح تک میں اداے معارضہ کي ایک صورت یہ بھي تھي کہ قرآن کي تعلیم دینے سے یہ حق ادا ہوجاتا ہے - اس خصوصیت پر غور کیجیے اور پھر یہ دیکھیے کہ اعلی تعلیم تو معدوم ہے ہي ' ابتدائي تعلیم میں بھي مسلمان کتنے پیچھے ہیں ؟ با این ہمہ سرکلر میں بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائي تعلیم میں مسلمانوں کي جماعت ہر طرح فوقیت رکھتي ہے -

(۲) ہندوستان کے عام طبقات و عناصر میں اگر زبان اُردو کي عمومیت کو بحث میں نہ بھي لایا جاے ' جب بھي اس قدر ماننا پڑیگا کہ تمام اقطاع کے مسلمانوں میں اُردو سمجھي جاتي ہے ' علمي پہلو سے ہر جگہ اسي زبان کو حکومت ہے ' اور جہاں دوسري بولیاں رائج ہیں وہ بھي اصل میں زبان نہیں ہیں ' بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ زبان کے لہجے ہیں ' اور اُن میں بھي اُردو دخیل ہے - پھر بھي گورنمنٹ کي راے ہے ' کہ " بہت سے اقطاع ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اُردو کا استعمال بالکل ترک کردیا ہے "

(۳) یہ درست ہے کہ اُردو کے علاوہ دوسري زبانوں کے ذریعہ سے انگریزي تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرني پڑتي ہیں ' اور یہ بھي سچ ہے کہ غالب تعداد کے مدارس ثانویہ (سیکنڈري اسکولوں) کا انتظام بہت کم مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے ' لیکن اس کا علاج صرف یہ بتایا گیا ہے کہ " مسلمانوں کے لیے خاص خاص کالج و اسکول قائم کرنے سے یہ دقتیں جاتي رہینگي " سوال یہ ہے کہ ان مخصوص درسگاہوں کا سلسلہ اتنا وسیع تو ہوگا نہیں کہ تمام اسلامي آبادي کے لیے کافي ہوسکے ' لامحالہ عام درسگاہوں کے ذریعہ سے یہ کمي پوري کرني پڑیگي - پھر ان درسگاہوں میں یہ مشکلیں کیوں کر آسان ہونگي ؟

(۴) مدرسۂ عالیہ کلکتہ ' اسلامي کالج لاہور ' اور اسلامي اسکولوں کي اصلاح کي تجویز پیش کي گئي ہے ' جو نہایت عمدہ بات ہے - اگر اس تجویز پر قابل و تجربہ کار مصلحوں کي اعانت سے عمل درآمد ہوا ' اور تعلیمي و انتظامي معاملات میں مسلمانوں کي آزادي سلب نہوئي ' تو بے شبہہ یہ ایک بہت ہي کامیاب و معقول صورت ہوگي ' مگر خوزندہ پبلک کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ ہوگلي کالج ' حسین آباد اسکول ' اور میرزا محسن مرحوم کے وقف اسٹیٹ کے لیے بھي ابتدا میں تحریک اصلاح ہي پیش ہوئي تھي ' مگر اصلاحي مداخلت نے تھوڑے ہي دنوں میں ان سب کے نظم و نسق سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا - نیشنل اسکول اعظم گڑھ اور کاظمین اسکول لکھنؤ اسي بہانہ سے تُرکے ہیں ' اور اسي مادہ کي اصولي صورت گري ہے جس نے مدرسۃ العلوم کي حکومت میں غیروں کو مسلمانوں کي جگہ صاحب نفوذ و حکومت بنا رکھا ہے -

(۵) پراویریت انتظام کے ذریعہ سے اسلامي ہوسٹلوں کي تجویز نہایت مبارک ہے ' لیکن کیا حقیقت میں یہ ہوسٹل غیر سرکاري مسلمانوں کے ہاتھ میں ہونگے ؟ کیا واقع میں اسلامي خصوصیات کے مطابق یہاں تہذیب نفس کا انتظام ہوگا ؟ اور کیا بغیر ان باتوں کے ہوسٹلوں سے کسي مفید و سودمند نتیجہ کي امید حق بجانب ہو سکتي ہے ؟

(۲)

اب ان اصلاحات کا مقابلہ یورپ کي تعلیم و طرز تعلیم سے کیجیے جس کو ہندوستان کي تعلیمي زندگي کے لیے مثال و نمونہ کے طور پر ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے ' اور یونیورسٹي کے ہر ایک کانوکیشن میں ہندوستانیوں سے اُسي کے اتباع کي خواہش کي جاتي ہے - اس تعلیم کے خاص خاص اصول یہ ہیں :

(۱) تعلیم اُس خارجي ترقي کا نام نہیں ہے جو انشا و لغت و ادبیات کي سطحي معلومات پر قائم ہو ' اصل میں تعلیم اُن مخفي قوتوں کے اظہار کا نام ہے جو فطرت نے انساني طبیعت میں ودیعت کي ہیں - علم النفس (سائیکالوجي) کے اصول پر آج یورپ میں جس تعلیم کا رواج ہے اُس کا مدعا یہي ہے کہ ان خیالات کو علمي صورتوں میں لاکر درسگاہ عمل کا ایک جز بنا دے -

(۲) تعلیم کا پہلے یہ انداز تھا کہ علم کو محنت و کوشش سے حاصل کیا جاے اور انسان کو محنت و کوشش کا خوگر بنایا جاے - اب یہ اسلوب ہے کہ تعلیم کا نقطۂ مرکزي صرف نفع رساني و نفع رساني ہے -

(۳) تعلیم کي بنیاد یہ ہے کہ نقد و اختبار و توسیع معلومات کے ذریعہ سے انساني قوتوں کو ترقي دیجائے -

(۴) درسگاہوں میں طرز تعلیم کي اصلاح کي جائے اور درس دینے والوں کو نمونۂ تہذیب بنایا جاے ' تاکہ وہ اپنے فرایض کو نہایت کامیابي سے ادا کر سکیں -

(۵) تلامذہ کے ساتھہ مہرباني کا برتاؤ ہو ' اُن کي ذہني و عقلي و دماغي حالتیں ملحوظ رہیں ' اور درس میں ہر ایک متعلم کي منفعت و مذاق طبیعت کو زیر نظر رکھا جاے -

(۶) ابتدائي تعلیم کا پورا پورا اہتمام ہو -

(۸) تعلیم کا مقصد افراد کو ترقي یافتہ بنانا ہو -

(۸) تعلیم کے لیے فرض ہے کہ ایسے طرز و طریق پر دي جاے کہ دنیا کا ہر ایک فرد اپني عقلي مقدرت و طبعي استعداد کے مطابق خاطر خواہ ترقي کر سکے -

کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھي ان باتوں کا نام و نشان ہے ؟ وہ تعلیم جسکي بنیاد محض گورنمنٹ کي مخصوص ضرورتوں کے لیے پڑي ہو ' جس کے نصاب حقیقت میں ' وضع و افتاد میں ' اسلوب و پرداز میں ' استعداد کا جوہر ہر ایک چیز پر غالب ہو ' جسکا منشاے عمل ہي یہ ہو کہ تعلیمي ڈگریاں ' غلامي کي ذلیل زندگي بسر کرنے کا آل تمغا ثابت ہوں ' جو افراد کے دماغي تنزل کو ترقي دینا چاہتي ہو ' جو عقلي مقدرت و طبعي استعداد کے دبائے رکھنے کي حامي ہو ' جس کے حکام فیصلہ

کر چکے ہوں ۔ ہندوستان کے لیے پرائمری ایجوکیشن کا لزوم سر مند نہیں ہے، جس کے ذریعہ سے انشا و لغت و ادبیات کی معلومات میں کامیابی نہوتی ہو، جس کا خاص نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ فطرت انسانی کی مخفی طاقتیں کسی حالت میں بھی ظہور پذیر نہو سکیں، جس کے انداز درس میں نقد و اختبار و توسیع معارف کی گنجایش ہی نہ رکھی گئی ہو، جہاں درس دینے والے اپنے فیشن کے لحاظ سے بہترین نمونۂ تہذیب، اور اپنے کیرکٹر کی بنا پر بدترین تمثال بربریت و وحشیت نظر آئیں، جو اساتذہ کو تلامذہ کے ساتھہ ذلت آفریں خشونت کا برتاؤ سکھاتی ہو، جو ایک عجیب و غریب معنی میں اصول مساوات کی اس شدت سے پابند ہو کہ طلبہ کی ذہنی و عقلی و دماغی حالتیں خواہ کیسی ہی مختلف ہوں، اور ہر ایک کے ذوق طبیعت میں چاہے کتنا ہی تباین محسوس ہوتا ہو، مگر سارے گلے کو ایک ہی لٹھہ سے ہنکایا جائے، اور تمام طبقات مختلفہ کو ایک ہی قسم کی بے نمک تعلیم دی جائے، ایسی تعلیم اور اس تعلیم کا اصلاحی منشور (سرکلر) اگر کسی قوم کی کامیاب زندگی میں معاون ہو سکتا ہے، تو ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ قدرت نے نتایج میں غلطی کی، ورنہ معکوم مسلمانان سسلی کے لیے وہاں کی مسیحی گورنمنٹ کا فرمان مراعات کو اصل میں آیۂ رحمت ثابت ہونا چاہیے تھا !!

(۳)

یورپ میں طرز تعلیم کے کیا اصول ہیں ؟ اس کا معیار حقیقت یوں قائم کیا گیا ہے :

(۱) طرز تعلیم میں اصلی چیز نقد و نظر ہے ۔

(۲) ہر ایک شاخ میں درس کی ابتدا سادہ و سرسری اصول سے کرکے دقیق مسائل تک اس کو بہ تدریج پہونچانا چاہیے ۔

(۳) مسئلہ جب تک منقح ہوکر متعلم کے ذہن نشین نہو جائے معلم کو آگے نہ بڑھنا چاہیے ۔

(۴) طرز تعلیم کو صرف عقل کے ترقی دینے والے مسائل کے دائرہ میں محدود رہنا چاہیے ۔ مباحث علمیہ کے دوران میں دماغوں پر غیر علمی تسلط بٹھانا، یا علمی اصول میں مذہبی تحقیق کو خلط و ملط کردینا، دماغ کے لیے ایک تشویش آفریں چیز ہے ۔

(۵) تلامذہ کی شخصیت قابل احترام ہے ۔

(۶) تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ انسان میں جو قوتیں مخفی ہیں، وہ آشکارا ہوجائیں ۔ یہ نتیجہ نہونا چاہیے کہ دل میں نئی قوتیں ڈال دی جائیں ۔

(۷) قوت کو معلومات، اور دماغ کو تعلیم سے آمیزش دینی چاہیے ۔

(۸) معلمین و متعلمین کے مابین جو بزرگانہ تعلقات ہوں اُن کی عمارت اُس داغ بیل پر تعمیر ہونی چاہیے، جس کی بنیاد دراصل تعلیم رسالت نے ڈالی تھی کہ " لیکبر کبیرکم و لیرحم صغیرکم " (تم میں جو بڑے ہوں اُن کی بزرگ داشت کی جائے، اور جو چھوٹے ہوں اُن کے ساتھہ مرحمت و مہربانی کا برتاؤ ہو)

(۹) طرز تعلیم کی خاص غرض تہذیب نفس سمجھنا چاہیے ۔

سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی نظارۃ معارف (سررشتۂ تعلیم) میں کیا اسی طرز پر تعلیم دی جاتی ہے ؟ اور کیا موجودہ اصلاحی منشور اس دل آویز و خوشگوار توقع کی ضمانت ہوسکتا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں اب انہیں اصول پر تعلیم دیجا یا کریگی ؟ سرکلر میں جب ان توقعات کی تکمیل کا نام و نشان ہی نہیں ہے، جب طرز تعلیم میں نقد و نظر سے علاقہ ہی نہیں رکھا گیا، جہاں مسائل کے افہام و تفہیم کے لیے کوئی اسلوب تدریج ہی نہو، مباحث درسی کو طلبہ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر درسگاہ کی حاضری پوری ہوجائے، مدرسین کا صرف یہ فرض ہو کہ مقدار مقررہ تک کے لیے اپنے روزانہ لکچروں کا وظیفہ پورا کردیا کریں، عقلی ترقی کے معرکات سے علاقہ نہو، تلامذہ کی شخصیت کا احترام غیر ضروری سمجھا جائے، کوشش کی جاتی ہو کہ اس طرز تعلیم سے متعلمین کی بہترین مخفی قوتیں مخفی تر ہوجائیں، اُن کے دلوں میں نئے نئے قسم کے قوائی استعداد پیدا ہوں، تہذیب نفس کی غرض تدنیس قلب سے آلودہ رہے، متعلمین و معلمین کے مابین اکثر اوقات میں خاص قسم کے تعلقات رہا کریں، تو پھر ان حالات میں یہ اصلاحی نمایشیں کیا مفید ہوسکتی ہیں ؟ اور ان پر شکریہ کے رزولیوشن پاس کرنے کے کیا معنے ہیں ؟

یورپ کی بیشتر مسیحی طاقتوں نے دنیاے اسلام کو جن ہولناک و ہلاکت افزا مصائب کا آماجگاہ بنا رکھا ہے، اُس کے زخم ایسے ارچھے نہیں ہیں کہ معمولی مرہموں سے مندمل ہوجائیں ۔ وہ قوم جس کو فنا کرنے کی علانیہ تدبیریں ہو رہی ہوں، اگر ترقی اصلاح کی سرسری تجویزیں ہی اس کو پامال ہونے سے بچاسکتی ہیں، تو کوئی شک نہیں کہ شیخ شیرازی کی

" خانہ از پاے بست ویران است "

والی حکایت میں :

" خواجہ در بند نقش ایوان است "

کی مینا کاری، مکان کو انہدام سے محفوظ رکھنے کی سب سے اچھی ترکیب رہی ہوگی ۔

(۴)

یہ وہ اصول ہیں جن پر ممالک یورپ کی ہر ایک درسگاہ میں عمل درآمد فرض ہے، اور جن کے طریق عمل میں بہت کم اختلافات پیدا ہوے ہیں، لیکن اب کچھہ دنوں سے فرعیات میں بعض اور اصلاحیں شروع ہوگئی ہیں، جن کے اہم پہلو یہ ہیں :

(۱) تعلیم و طرز تعلیم سے خاص غرض یہ تھی کہ تلامذہ کے قواے عقلیہ آراستہ ہوجائیں، لیکن اس کی کوئی سہل الوصول ترکیب متعین نہ تھی ۔ اب اس کی یوں تحدید کی گئی ہے کہ صرف اعمال ادراکیہ سے اس میں کامیابی ممکن ہے ۔

(۲) مصلحین نے اب تک طبیعیات کی تعلیم مقدم رکھی تھی، یہ تقدم تو اب بھی یک گونہ مسلم ہے، اور عملی دنیا میں سب سے زیادہ فزیکل سائنس ہی کو فروغ دینے پر زور دیا جاتا ہے، مگر اہل نظر کی راے میں قومیں عموماً زبان کی ترقی یا تنزل سے بنتی بگڑتی ہیں، اس لیے ادبیات کی تعلیم کو طبیعیات پر ترجیح حاصل ہے ۔

(۳) پہلے جغرافیہ و حساب و سائنس کے درس پر زیادہ اصرار تھا، لیکن اب اس کی جگہ زبان و ادب و تاریخ کو ملی ہے ۔

(۴) اب تک تعلیم نفسی کی حمایت کی جاتی تھی، قدیم فلسفۂ عقلیہ کی تعلیم سے انکار تھا، لیکن اس کی قائم مقام کوئی اور چیز نہیں رکھی گئی تھی ۔ اب یہ جگہ فزیکل سائنس سے معمور کی گئی ہے، جسکے لیے پہلے صف اولین میں ممتاز گنجایش نکالی گئی تھی ۔

یہ اصلاحیں اصولی و عمومی حیثیت سے یورپ میں تسلیم کرلی گئی ہیں، اور اب ایک مدت سے یورپ کے تمام اسکولوں، کالجوں، اور یونی ورسٹیوں میں یہی اصول زیر عمل ہیں، اور انہیں کے

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲ ملاحظہ ہو]

مقالات

دولة بني امية اور ال

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امور - خلفاء راشدين ' ملك عضوض - و ما يناسب ذلك -

(۲)

حديث " خير القرون "

آپنے چونکہ قرون اولی کا لفظ لکھا ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً وہی مشہور حدیث مراد ہے ' جس کو امام مسلم اور ترمذی نے عمران بن حصین سے باختلاف بعض الفاظ روایت کیا ہے کہ : " خير الناس قرني ' ثم الذين يلونهم ' ثم الذين يلونهم " ترمذی کی روایات میں " خير الناس قرني " اور " خير القرن الذي بعثت فيهم " بھی ہے ' اور بعض میں " خير القرون قرني "

حاصل سب کا یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا " بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے ' پھر اسکے بعد کا ' اور پھر اسکے بعد کا "

قرن کے مفہوم کے تعین میں محدثین نے غور و خوض کیا ہے- لیکن چونکہ دوسری حدیث " الخلافة بعدي ثلاثون سنة " (خلافت میرے بعد صرف تیس برس تک ہے) موجود ہے ' اسلیے یقیناً اس حدیث میں قرن سے مراد دس برس کا زمانہ مراد ہے ' اور مقصود یہ ہے کہ بہترین دہ سالہ دور آنحضرت کا تھا ' اسکے بعد دوسرا عشرہ ' اور اسکے بعد تیسرا ' جسکے بقیہ چھ مہینے حضرت حسن بن علي عليهما السلام کی خلافت سے پورے ہوگئے اور پھر زمانہ شر و فتن کا شروع ہوگیا -

پس گذارش ہے کہ جس زمانے کی نسبت میں نے محدثات و بدعات کی ابتدا لکھی ہے ' اس سے خیرون القرون کی شہادت کو کیا تعلق ؟ آپ مجھ اس طرح کے خاط بیان سے کیوں تعجب و تحیر میں مبتلا کرتے ہیں ؟ کہاں خیر القرون کا زمانہ خیریت و افضلیت ' اور کہاں دور امویہ و عباسیہ کے قرون جبر و تسلط و مہلک عضوض ؟ خیر القرون کا عہد میمون تو بنی امیہ کی حکومت سے پیشتر ہی ختم ہوگیا تھا ' اور فی الحقیقت وہی دور اسلام کی تعلیم کا اصلی نمونہ ' اور اسکی عمر کا حاصل و مآل زندگی تھا -

میں یقیناً اس زمانے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ' اور محدثات و بدعات کی قوم بازاری کا آغاز عہد قرار دیتا ہوں ' جسکی نسبت اسی حدیث کے بقیہ ٹکڑے میں سرور کائنات نے پیش آنے والے امور کی خبر دی تھی ' اور جس کو جناب نے غالباً بخیال ایجاز و اختصار چھوڑ دیا ' مگر میں (کہ باوجود ارادۂ و سعی اختصار ' مبتلائے اطناب ہو چکا ہوں) اسے چھوڑ نہیں سکتا ' چنانچہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ' فرمایا تھا کہ بہترین زمانہ میرا اور اسکے بعد کا ہے - مگر اسکے بعد :

ثم يفشو من بعد هم قوم ' يحبون السمن ' ويحبون السمانة ' يشهدون ولا يستشهدون ' ويخونون ولا يؤتمنون ' وينذرون ولا يوفون ' ويظهر فيهم السمن " (ترمذي جلد ۲ - ابواب الفتن)

ایک قوم آئیگی جو محض کثرت مال و جاہ ' اکل و شرب ' اور عیش نفس ' اور ادعا و نمایش میں مبتلا ہو جائیگی -

اس حدیث کا راوی ابو عمران بن حصین ہے ' اور آگے چلکر مختلف رواۃ نے مختلف الفاظ میں روایت کی ہے - چنانچہ ایک دوسری روایت میں بعض الفاظ زاید ہیں -

مثلاً : " يشهدون ولا يستشهدون ' ويخونون ولا يؤتمنون ' ويفشوا فيهم السمن " - ترمذي نے اپنی اصطلاح میں اسکو " حسن صحیح " لکھا ہے -

اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد " وينذرون ولا يوفون ويظهر فيهم السمن " بھی ہے ' اور اس سے علاوہ نفس پرستی ' عیش پسندی ' اور دولت و جاہ و نمایش کے تبدر و انہماک کے ' عدل و امانت اور ایفاء عہد و اخلاق حسنہ کا بھی اس جماعت میں نہونا ثابت ہوتا ہے -

بس یہی جماعت ہے ' جو خیر القرون کے سی سالہ عہد کے بعد نمودار ہوئی ' اور یہی دور بنو امیہ ہے ' جو " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا ' اور یہی وہ دور محدثات و بدعات ' و فتن و قلاقل ' و شر فساد امور کا ہے ' جسکی حضرت صادق و مصدوق (روحی فداہ) نے اسی حدیث میں ' جو جناب کے استشہاد و استدلال کا عمدہ الوثقی ہے ' صاف صاف الفاظ میں اطلاع دیدی تھی ' اور پھر غالبا یہی ہے ' جسکی اطلاع الہام الہی نے بھی " واعلموا فتنة ' لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة " فرما کر دیدی ہے : صدق الله العلي العظيم ' و صدق رسوله النبي الكريم ' و نحن على ذلك من الشاهدين !!

اخبار ظہور فتن و مقدرات

اصل یہ ہے کہ اخبار ظہور فتن ' و تعدید ازمنۂ خیر و فضیلۃ کی نسبت اگر شرح و بسط کے ساتھ لکھا جائے ' تو اتنا وافر ذخیرہ ہے ' اور اسکے متعلق بعض ایسے اہم مباحث ہیں کہ ایک پورا رسالہ چاہیے - اسلیے یہاں اور پھر ضرورت بھی نہیں - اپنے ذکر کردیا ' تو کیا اور ؟ یا وجود ارادہ اختصار و اجمال ' خود بخود بحث بڑھتی جاتی ہے -

اس بارے میں جو احادیث صحاح اور دیگر اسفار حدیث میں مروی ہیں ' اور آثار صحابہ و تابعین میں اسکی جو تصدیق و تائید کی گئی ہے ' ان سب پر نظر ڈالکر علماء سلف نے اس مسئلہ کو تقریبا حل کردیا ہے - انکا بیان ہے کہ سب سے زیادہ صحیح اور صاف پیشین گوئی اس بارے میں " خیر القرون " والی حدیث ہے ' جسکو اس مبحث کا اساس و بنیاد قرار دیتے ہیں - اسلیے آنحضرت نے اپنے عہد رسالت ' اور اسکے بعد دو زمانوں کو پہلے بعد دیگرے بہترین زمانہ قرار دیا ' اور یہی زمانہ " خلافة على منهاج النبوة " اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عہد طلائی تھا - یہ زمانہ امیر معاویہ کی خلافت سے پہلے ختم ہوگیا ' اور اسکی تصدیق ان احادیث سے ہوتی ہے ' جنمیں بتصریح اسکی اطلاع دی گئی ہے -

چنانچہ " خیر القرون " والی حدیث کے مطالعہ کے بعد اس حدیث کو دیکھیے جسکو صاحب مشکوۃ نے باب " الانذار و التحذير " کی تیسری فصل میں درج کیا ہے :

عن ابن بشير عن حذيفه قال : قال (صلعم) تكون النبوة فيكم ماشاء الله ' ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ' ثم يرفعها الله ' ثم تكون ملكا عاضاً فيكم ما شاء الله ان يكون ' ثم يرفعها الله ' ثم تكون ملكا جبريه فيكون ماشاء الله ان يكون ' ثم تكون خلافة على منهاج النبوة - قال حبيب : فلما قام عمر ابن عبد العزيز كتبت اليه بهذ الحديث اذكره اياه و قلت ارجوان تكون امير المومنين بعد الملك العاض و الجبريه

آنحضرت (صلعم) نے فرمایا : جب تک الله کو منظور ہے ' تم میں وجود نبوت باقي رہے گا ' اسکے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگي ' اور جب تک الله چاہیگا قائم رہیگي اور پھر اٹھالي جائیگي - اسکے بعد جور و ظلم کي پادشاهت شروع ہوگي اور جب تک منظور الهي ہے ' رہیگي - اسکے بعد محض جبر و تسلط کي حکومت ہوگي ' اور وہ بھي مشیة الهي کے مطابق رہیگي - لیکن اسکے بعد پھر ایک دور خلافت نبوت کے دور کا آئیگا -

حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر ابن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے ' تو میں نے یہ حدیث انکو لکھکر بھیجي ' اور لکھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس حدیث کي خبر کے مطابق " ملک عضوض و جبر " کے بعد محض پادشاہ هي نہیں بلکہ امیر المومنین ہونگے !

اسمیں زمانے کي قید نہیں ہے ' مگر ترمذي کي حدیث میں جسکو امام موصوف نے دوسري جلد کے باب الفتن میں درج کیا ہے ' زیادہ تصریح ہے :

عن سعید بن جمهان - قال ثنی سفینه : قال قال (صلعم) الخلافة في امتي ثلاثون سنة ' ثم ملك بعد ذالك ثم قال لي سفینة: امسک خلافة ابی بکر ' ثم قال : و خلافة عمر ' و خلافة عثمان - ثم قال : امسک خلافة علي ' فوجدناها ثلاثین سنة ' قال سعید : فقلت له ان بني امیه یزعمون ان الخلافة فیهم ' قال کذبوا بنو الزرقاء ' بل هم الملوک من شر الملوک (تامل)

سعید سے روایت ہے کہ سفینہ نے انحضرت کے اس قول کو روایت کیا کہ " خلافت میري امت میں صرف تیس سال رہیگي ' پھر اسکے بعد محض حکومت اور پادشاهت ہے - اسکے بعد سعید کہتے ہیں کہ مجھسے سفینہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر کا زمانۂ خلافت شمار کرو ' میں نے کیا - پھر کہا کہ حضرت عمر و عثمان و علي کا عہد خلافت شمار کرو ' میں نے سب کو جمع کیا تو کل تیس سال ہوے - پھر میں نے کہا کہ یہ تو سچ ہے لیکن بني امیه جو سمجھتے ہیں کہ ہم بھي خلیفه ہیں ' یہ کیسي بات ہے ' حالانکہ بموجب اس حدیث اور تمھاري بیان کردہ تطبیق کے خلافت قبل از بني امیه ختم ہوگئي ؟ اسپر سفینہ نے کہا کہ زرقا کي اولاد نے (یعني بني امیه نے) کذب بیاني اختیار کي - وہ خلیفه کہاں ہیں ؟ وہ تو شریر ترین بادشاهوں میں سے بادساہ ہیں "

ان تمام احادیث کي تطبیق سے یہ نتیجه نکالا گیا ہے کہ بہترین قرن انحضرت کا تھا - اسکے بعد شیخین کي خلافت کا - اسکے بعد حضرت عثمان سے لیکر عام الجماعه تک کا ' جبکه حضرت امام حسن علیه السلام نے خلافت سے کنارہ کشي فرمائي - اور پھر اسکے بعد محض " ملک عضوض " اور " ملک جبریه " کا عہد فتن و فساد شروع ہوگیا ' اور وہي دور بني امیه ' اور " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا -

یہ امر یہاں ظاہر کردینا ضروري ہے کہ ان احادیث اور نیز انکے ہم مطالب احادیث کي نسبت اس عاجز نے اپنے خاص پیش نظر مباحث سے اس موقع پر کچھه کام نہیں لیا ہے - چونکہ جناب نے " خیر القرون " کي حدیث کے طرف اشارہ کیا ' اور ان احادیث سے جا بجا استشہاد فرمایا ' اسلیے ضرور ہوا کہ جناب کو احادیث هي کي طرف توجه دلائي جاے -

پھر یہ کیسي عجیب بات ہے کہ ان احادیث پر جناب نے نظر نہیں ڈالي ' اور اس عاجز کے اتنا لکھدینے پر ' کہ " بني امیه کے عہد میں بدعات و محدثات کا بازار گرم ہوا " سقدر متالم و متاذي ہوے ؟ کیا جس عہد کي نسبت یہ تصریحات موجود ہیں ' اسکي نسبت ضمناً کسي موقعه پر کچھه اشارہ کردینے کا بھي آج کسي قلم کو حق نہیں ؟ اور کیا ان احادیث سے بالکل غض بصر کر لینے کي علة دریافت کرنے کي اس عاجز کو اجازت ملیگي ؟

یہ وہ مشہور ترین احادیث تھیں ' جنکو مشکوة وغیرہ میں ہر شخص دیکھه سکتا ہے - لیکن کیا وہ حدیث بھي جناب نے دیکھي ہے ' جسکو ترمذي ابواب الفتن کے " باب ما جاء في الشام " میں لائے ہیں ؟ اور جس کو ابن قرہ نے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ " اذا فسد اهل الشام ' فلا خیر فیکم " ؟ اور نیز یہ کہ ان احادیث کے معاصل ' تابعین و تبع تابعین و محدثین نے کیا قرار دیے ہیں ' جن میں ظہور فتن و فساد کي بکثرت خبر دي گئي ہے ' اور جنسے اسفار حدیث کے ابواب فتن بھرے ہوے ہیں ؟ - مثلاً " سیکون فتن ' القاعد فیها خیر من القائم ' و القائم فیها خیر من الماشي ' و الماشي خیر من الساعي " (متفق علیه)

براہ کرم اس بارے میں کنز العمال کے ابواب فتن ' یا مکتب دلائل و خصائص ' مثل خصائص سیوطي وغیرہ کے ابواب اخبار پر ایک نظر ڈال لیجیے ' اور خدارا اسپر تعجب نہ کیجیے کہ بدعات و محدثات کي کم بازاري دور بني امیه میں کیونکر تسلیم کي جاسکتي ہے ؟

اگر طبراني و حاکم اور بیهقي اور ابو نعیم اصفهاني وغیرہ کي مرویات پر بھي نظر ڈالي جاے ' تو دور بني امیه ' حتی کہ بعد از شہادت حضرت فاروق فتنه و فساد و منکرات و بدعات کے متعلق ایک ذخیرۂ دفاتر و مواد مجلدات کثیرہ موجود ہے (۱)

اگے چلکر کس قدر پر غیظ لہجے میں ارشاد ہوتا ہے :

"بني امیه لاکھه برے سہي پھر بھي اپنے بعد والوں سے لاکھه درجه اچھے تھے ..... آجکل کے مسلمانوں کو انہیں برا کہنے کا کوئي حق نہیں "

(۱) احمد و بیهقي اور طبراني نے عروه بن قیس سے روایت کي ہے : قال الغالد بن وابد ' ان الفتن قد ظهرت ' قال لها و من الخطاب حي ' فلا انما تکون بعده -

حافظ سیوطی نے خصائص کبری اور جمع الجوامع میں ایک خاص باب اس عنوان سے باندھا ہے کہ " اخباره (صلعم) بالفتنه و اس مجدها قتل عمر " یعني آنحضرت کي خبر دهي فتنه کي نسبت ' اور یہ کہ اسکا مبدء حضرت عمر کا شہید ہونا ہے - اس باب کي احادیث کو بخاري و مسلم کي حذیفه والي حدیث ہے جو مشہور ہے ' لیکن اسکے علاوہ دیگر سنن و مسانید و معاجم کي حدیثیں بھي بکثرت جمع کي ہیں ' جنسے کویا استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر کي وفات کے بعد هي فتنه شروع ہوگا ' اور انکا وجود ایک دیوار درمیان اصن و فتن کے ہے - اور کیونکر نہ ہو تو شہادت حضرت عثمان اور پھر جنگ صفین وغیرہ کے وہ مقاتلات ' جنمیں دس کم سو لڑائیوں میں روایت مشہور ستر هزار صحابه و مسلمین قتل ہوے ' اور جنمیں ۲۰ سے زیادہ صحابۂ شرکاء بدر بھي تھے ' در حقیقت اسلام کے ابتدائي عروج کیلیے ایسا شدید فتنه تھا ' جس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے ؟ پھر یہ امور حیران ہیں کہ باوجود ایسے مقاتلات عظیمه کے ہوتا رہا عہد ابتدائي میں اسلام کي فتوحات ' قوت ' قائم رہي ' لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف تائید الهي و نصرت غیبي کا اعجاز تھا - (منه)

مخدوما ! ان دو سطروں میں کئي غلطیاں ہیں - اول تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعدہ اشر منہ " کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر مقدم موخر سے افضل ہو - مقصود من حیث القوم اور من حیث الاکثر ہے ' اور اسمیں کوئي شک نہیں کہ بني امیہ کے زمانے میں جمیعۃ اسلام اور ممالک اسلامیہ اپنے بعد کے زمانے سے ہزار درجہ بہتر تھے - عرب کي اصلي سادگي اور ازادي ہر شے کے اندر نمایاں تھي - صحابہ ؤ تابعین و تبع تابعین کا گروہ عرصے تک موجود رہا - علم خاندان اہلبیت مطہرہ اور ائمۂ اہل بیت علیہم السلام یکے بعد دیگرے موجود رہے - مسلمانوں کے اندر ولولہ اسلام اور جوش فتوحات بالکل تازہ اور عروج پر تھا ' وغیرہ وغیرہ - لیکن چونکہ فتنہ و فساد کے جراثیم پیدا ہوچکے تھے ' اسلیے وہ بتدریج بڑھتے گئے ' اور ہر آنے والا زمانہ گذشتہ زمانے سے بدتر ہوتا گیا یہاں تک کہ جو ہونے تھا ہوا ' اور آج جو حالت ہے وہ ظاہر ہے -

پھر " برا کہنے " کے حق کي نسبت بھی حدود مقرر کرنے چاہئیں ' ورنہ سیاہ و سفید کي تمیز اتھہ جایگي - " الحب فی اللہ و البغض فی اللہ " تمام اعمال و افعال میں مسلمانوں کا محور اعمال ہے ' اور اچھے اعمال کو اچھا سمجھنا ' اور برائي کو خواہ وہ کسي عہد میں ہوئي ہو ' برا یقین کرنا ' ایک ایسي شے ہے ' جسکا خود ہمارے اعمال و خصائل پر اثر پڑتا ہے - اشخاص کي بحث خود بخود پیدا ہوجاتي ہے ' جبکہ اعمال پر نظر ڈالي جاتی ہے - یزید کے مظالم پر بعد کو آنے والے کیوں فریاد ي ہیں ' حالانکہ آپکے اصول کے مطابق تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعدہ اشر منہ " ؟ ؟

اطلاق لفظ فسق و ظلم نسبت بني امیہ

(۹) بہت زیادہ تاسف جناب کو اُس مضمون کي " خون سے شرابور سرخي " پر ہے ' اور اسپر ' کہ بني امیہ کي طرف ظلم و فسق کو کیوں نسبت دي گئي ؟ خیر ' اور تمام باتوں کو جانے دیجیے - آپ ترمذي کي اُس حدیث کي نسبت کیا کہتے ہیں ' جو اوپر گذر چکي ہے ' اور جسمیں سفینہ کا بني امیہ کي نسبت یہ قول نقل کیا ہے کہ " بل ہم ملوک من شر الملوک " ؟ ؟

قاتلیـــن عمـــار بن یاســـر

پھر اُن احادیث ' شہرہ (اور بقول سیوطي متواترہ) کي نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے ' جنمیں حضرت عمار بن یاسر کي شہادت کي خبر دي گئي تھي ' جو جنگ صفین میں اہل شام کے ہاتھوں شہید ہوے ' اور جنمیں انکے قاتلوں کي نسبت " فئۃ الباغیۃ " کا وصف فرمایا گیا تھا ؟

عن ام سلمہ و ابي قتادہ	ام سلمہ اور ابو قتادہ سے روایت ہے
ان رسول اللہ (صلعم)	کہ انحضرت (صلعم) نے فرمایا : اے
قال لعمار : تقتلك الفئۃ	عمار ! میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ایک
الباغیہ (بخاري و مسلم)	باغي گروہ قتل کریگا -

حافظ سیوطي اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہیں :

" ہذ الحدیث متواتر ' رواہ من الصحابہ بضعۃ عشر ' کما بینت ذلك فی الاحادیث المتواترہ " (خصائص کبری - جلد ۲ - صفحہ ۱۴۰)

یہ تو صحیحین کي حدیث ہے ' لیکن امام احمد و حاکم اور طبراني نے عمر ابن العاص سے روایت کي ہے کہ " سمعت رسول اللہ (صلعم) یقول : اللہم ارلعت قریش بعمار قاتل عمار و سالہ في النار "

یہ احادیث صفین کے اہل شام کي نسبت قرار دي ہوئي ' پھر انصاف فرمائیے کہ میں نے اگر علم حکومت بني امیہ کي نسبت ظلم کي نسبت دي ' تو میرے اس جرم کے دیگر شرکاء کو کیوں فراموش کر دیا جاتا ہے ؟

جناب نے فقہ حنفي کي مشہور کتاب ہدایہ تو قطعاً پڑھي ہوگي - قضا کے ابواب میں کوئي اس قسم کي عبارت بھي جناب کو یاد ہے ' جسکے الفاظ یہ ہیں ؟

یجوز تقلد القضاء من السلطان	ظالم پادشاہ کے طرف
الجایر ' کما یجوز من العادل '	سے قضا کا عہدہ قبول کرنا
لان الصحابۃ تقلدوا من معاویہ	جائز ہے ' چنانچہ صحابہ
والتابعین تقلدوا من الحجاج	نے معاویہ کي جانب سے
(ہدایہ مطبوعہ لکھنو جلد ۳ -	قبول کیا تھا - نیز حجاج
صفحہ ۱۱۷ -)	سے تابعین نے -

صاحب ہدایہ کے اس " لا ابا لا نہ " طریق ذکر کي نسبت جناب کا کیا خیال ہے ؟

(۱۰) جناب نے یہ بھي ارقام فرمایا ہے کہ :

" آپکي ان تلخ کلامیوں نے " رفاض " کي یاد تازہ کر دي جنھوں نے صحابہ کو سب و شتم کرنا اپنا پیشہ بنا لیا ہے "

لیکن اگر اعمال مروانیہ کو ظلم و جور کے لفظ سے تعبیر کرنا رفض ہے ' تو میں بکمال مسرت و ابتہاج وہي کہونگا ' جو امام شافعي کي طرف منسوب ہے کہ :

فلیشہد الثقلان انی " رافضي " ! !

اور خوش ہونگا کہ یہ ایک ایسا " رفض محبوب و مطلوب " ہے ' جسمیں الحمد للہ ' میرے ساتھہ وہ وہ لوگ شریک ہیں ' جنکا نام آج دنیاء اسلام بغیر دعا و تحیۃ کے نہیں لیتي :

نازم بکفر خود کہ بایمان برابر ست !

رہا تبرہ اور سب و شتم ' تو افسوس ہے کہ اس بدعۃ شنیعہ کي بنیاد اولین بھي بنو امیہ ھي نے رکھي ' جو علانیہ بر سر منبر ذکر خدا و رسول کے ساتھہ حضرت امیر پر لعنت بھیجتے تھے ' اور اسي کا اتباع ہے ' جو شیعي دنیا بدبختانہ کر رہي ہے -

و قد بکارۃ الہلالیہ علي معاویہ

(۱۱) جناب نے آخر میں الہلال کے مضمون زیر نقد کے ایک جملے کي طرف اشارہ فرمایا ہے اور لکھا ہے :

" ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسي ضرب المثل حلم ' اور ساتھہ برس کي بڑھیا عورت کے ہفوات سے درگذر فرما جانے کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرماتے ہیں ؟ "

جناب کا یہ اشارہ الہلال کے مضمون زیر نقد کي اس عبارت کي طرف ہے :

" اگرچہ طرح طرح کي بدعات و محدثات کا بازار (خلفاء راشدین کے بعد) گرم ہوگیا تھا ' تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحاني اور تعلیم قراني کا اثر ابھي بالکل تازہ تھا ' اسلیے پھر بھي " امر بالمعروف " کي اواز کي گونج کوفہ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتي تھي - ساتھہ برس کي ایک بڑھیا عورت بر سر دربار بلائي جاتي تھي ' اور امیر معاویہ کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتي تھي ' جن میں نہ صرف حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے ' بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بني امیہ کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تھے - الخ " (الہلال جلد ۲ - نمبر - ۱ - صفحہ ۶ -) -

اب اس وقت یاد نہیں آتا کہ اس مضمون میں کس عورت کي جرات و دلیري و حق گوئي کي طرف اشارہ کیا گیا تھا ' جو جناب کے لفظوں میں " ہفوات " سے ملقب ہونے کي مستحق قرار پائي ہے ؟ امیر معاویہ کے سامنے اس طرح کي معب

اهل بیت اور صداقت پرست و جرأت فرما عورتوں کے آئے' سوال و جواب میں خطبات بلیغۂ و موثرہ دینے ' اور اپنے اشعار مدحیۂ حضرت امیر سنانے کے متعدد واقعات تاریخ و مختارات ادبیہ میں منقول ھیں ' اور فی الحقیقت عرب کی ازادي ' اسلام کي تعلیم حریۃ ' اور قرون اولی کے امر بالمعروف کي تاریخ میں' ان میں سے ہر عورت ' شرف و احترام اور عظمت و کمال کا ایک درجۂ مخصوص و ممتاز رکھتي ھے -

صاحب عقد الفرید وغیرہ اور امام ابوالفضل ابن طاھر نے " بلاغات النساء " (۱) میں سودہ بنت عمارہ ' زرقاء بنت عدي' بکارۃ الھلالیہ ' عکرشہ بنت الاطش ' اور ام البراء بنت صفوان کا ذکر کیا ھے' جنھوں نے جنگ صفین میں شرکت کي تھي' اور حضرت امیر کی نصرت و حمایت میں جانبازانہ حصہ لیا تھا - پھر امیر معاویہ کے تسلط کے بعد یہ لوگ مختلف تقریبات میں اسکے سامنے پیش ہوے ھیں' اور انکو امیر معاویہ نے وہ زمانہ یاد دلایا ھے - اسپر نہایت بے باکانہ و حق گویانہ حضرت امیر کے فضائل بیان کیے ھیں' اور تمام اھل دربار کو اپني عظمت حق گوئي سے متحیر و متعجب بنا دیا ھے !!

از انجملہ (بکارۃ الھلالیہ) کے وفد کا واقعہ نہایت موثر ھے' اور غالباً اس مضمون میں' میں نے اُسي کي طرف اشارہ کیا تھا -

صاحب بلاغات النسا نے لکھا ھے کہ بکارۃ الھلالیہ بالکل بڑھاپے اور ضعف و ناتواني کے عالم میں ایک مرتبہ امیر معاویہ کے دربار میں گئي - وہ اسقدر ضعیف تھي کہ دو عورتیں دو طرف سے اُسے تھامکر لائي تھیں - وھاں مروان بن حکم اور عمرو ابن عاص بھي بھي موجود تھے - انھوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ " آپنے اِسے پہنچانا ؟ یہ وہ عورت ھے جس نے جنگ صفین میں ھم لوگوں سے مقابلہ کیا تھا اور یہ اشعار پڑھ پڑھکر لوگوں کو سناتي تھي :

اتری ابن ھند للخلافۃ مالکا
ھیھات ذاک ' وما اراد بعید
منتك نفسك فی الخلاء ضلالۃ
اغراك عمرو للشقاء وسعید
فارجع با نکد طائر بنحوسھا
لاقت علیا اسعد وسعود !

سعید بھي موجود تھا - اسنے کہا کہ اتنا ھي نہیں ' بلکہ یہ اشعار بھي اسي کے ھیں :

قد کنت آمل ان اموت ' ولا اری
فوق المنابر من امیۃ خاطبا
فا الله اخر مدتي ' فتطاولت
حتی رایت من الزمان عجائبا
في کل یوم لا یزال خطیبھم
وسط الجمیع لال احمد عائبا

یعنے میري ارزو تھي کہ صحیح موت آجاے ' مگر اُس وقت کو اپني آنکھوں سے نہ دیکھوں ' جبکہ بني امیہ کا کوئي فرد ممبر پر خطیب نظر آے ! مگر افسوس کہ یہ ارزو پوري نہ ھوئي' اور الله نے میري موت کے وقت کو بڑھا دیا - یہاں تک کہ آج میں زمانے کے انقلابات کے عجیب عجیب رنگ دیکھ رھي ھوں ' مسجدوں کے ممبروں پر بني امیہ کے خطیب چڑھتے ھیں' اور آل محمد پر علانیہ لعن و طعن کرتے ھیں !! "

(۱) بلاغات النسا امام ابوالفضل احمد بن ابي طاھر بغدادي متوفي سنہ ۲۸۰ - کي ایک نہایت دلچسپ کتاب ھے' جس میں جاھلیۃ و صدر اسلام کي مشہور عورتوں کے اقوال و خطبات اور بلاغات و نوادر کو بطرز احسن و بہ تقسیم مواد و ترتیب ابواب جمع کیا ھے ' اور اس بارے میں اسکا مطالعہ عقد الفرید و اغاني وغیرہ سے زیادہ مفید اور دلچسپ ھے - مصر میں چھپ گئي ھے - (منہ)

بکارہ نے ان بیانات کو سنکر امیر معاویہ سے کہا :

" تیرے یہ کتے مجھپر حملہ کررھے ھیں ' اور میرا عصاء دفاع ضعیف ھے کہ انکو ھنکا نہیں سکتي - بیشک ان اشعار کي میں ھي مصنف ھوں - میں پسند نہیں کرتي کہ اس سے انکار کروں - اب میں واپس جاتي ھوں - سچ یہ ھے کہ امیر المومنین علي کے بعد زندگي میں کوئي خوشي نہیں " (بلاغات النساء صفہ - ۴ -)

اسي طرح سودہ بنت عمارہ رحمہا الله کا واقعہ بھي مسلمانوں کیلیے حق گوئي اور صدق لہجہ کي ایک مثال عظیم اور اسوۂ حسنہ ھے - یہ جب امیر معاویہ کي تخت نشیني کے بعد اسکے سامنے آئي تو امیر نے پوچھا :

"کیا تو وھي عورت نہیں ھیں ' جس نے ایام جنگ صفین میں یہ اشعار کہے تے ؟

شمر کفعل ابیک یا بن عمارۃ
یوم الطعان و ملتقی الاقران
وانصر علیا والحسین ورھطہ
واقصد لھند وابنھا بھران
ان الامام اخو النبی ...
علم الھدی و منارۃ الایمان
فقہ الحتوف وسر امہام لوائہ
قد ما بابیض صارم وسنان

سودہ نے کہا :

" اے والله ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ھوں ' جو حق سے وقت پر پھر جاتے ھیں' اور کذب گوئي کیلیے حیلہ طرازیاں کرتے ھیں - بیشک میں وھي ھوں جس نے یوم صفین میں یہ اشعار کہے تے "

امیر نے کہا : " کیا شے تھي ' جس نے ان اشعار کے کہنے پر تجکو امادہ کیا " ؟

سودہ نے بے باکانہ و مسلمانہ کہا :

" حب علي علیہ السلام ' و اتباع الحق - حضرت علي کي محبت' اور حق کي پیروي " !! (ایضاً صفحہ - ۳۶)

(الھلال) میں (احرار اسلام) کا باب تاریخ اسلام کے ایسے ھي امثال جلیلہ کے احیاء ذکر کیلیے تھا' مگر افسوس کہ ھجوم اشغال نے مہلت نہ دي کہ ایک ادمي کیا کیا کرے ؟

بہر حال اس مضمون میں یا سودہ کے طرف اشارہ تھا ' یا بکارۃ الھلالیہ رحمہما الله تعالی کي طرف - آپ اسکو " ایک بڑھیا کے ھفوات " سے تعبیر کرکے شاید کوئي خوشي حاصل فرمائے ھونگے ' مگر یقین کیجیے کہ آپکے الفاظ پڑھکر میري آنکھوں سے تو انسو نکل پڑے - فسبحان من لا یتغیر !! ایک زمانہ تھا کہ ھم میں سے بڑھیا عورتوں کے اندر اسلام کا ایسا سچا اتباع ' حق اور حریت کے ایسا گرانمایہ امثال ' امر بالمعروف کا ایسا سچا ولولۂ ' اور ازادي و صداقت کي ایسي غیر متزلزل محبت تھي - اور ایک زمانہ آج کا ھے ' جب کہ مردان اسلام ' اور رجال علم و فضل' ایسي مثالوں کا پیش کرنا ایک طرف رھا' انکو " ھفوات " کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں !!

الله الله ! اُس مقدس مسلمہ و مومنہ کا مقام عالي اور مرتبہ ارفع ! جسکے دل کو خدا نے خاندان نبوت کي محبت و عشق کا کاشانہ بنایا' جسکو حق کي معیت کي توفیق عظیم ملي ' جس نے اھل بیت محمد صلی الله علیہ وسلم کي حمایت و نصرت میں اپنے سیف لسان کے جوھر دکھاے ' اور جسکي حریت و ازادي ' اور حق پرستي و صداقت نژوھي کو تخت دمشق کي

شوکت قیصري اور ابہت عجمي مرعوب نہ کرسکي ! آپ اسکے کارنامۂ حق پرستي کو ھفوات و ترھات کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں - کیجیے ' لیکن مجھ کو تو اگر اپني تمام زندگي میں ان " ھفوات " کي ایک مرتبہ پیروي کرنے کي بھي سچي توفیق ملجاے ' تو اپني قسمت پر ناز کروں ' اور یقین کروں کہ میري بخشش کا سامان ھوگیا !!

تو طوبي و ما و قامت دوست
فکر ھرکس بقدر ھمت اوست

مخدوم من ! معاف فرمائیگا ' عقائد نسفي ھي کے اندر سب کچھ نہیں ھے ' اس سے باھر بھي ذرا اپني نظر وسیع فرمالیجے - حق کي بعثت فریقانہ تعصبات سے ارفع و اعلی ھے ' اور اھل حق کا مسلک عدل و اعتدال ' اور افراط و تفریط سے اجتناب ھونا چاھیے - آپ کو میري اس تحریر میں " رفاض " کے سب و شتم کا طریقہ نظر آیا کہ بذر امیہ کي بدعات کا ضمني تذکرہ بھي آپکے خیال میں مشرب " رفاض " ھے - نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں کیا عرض کروں ؟ تاھم اتنا عرض کیے بغیر نہیں رھسکتا کہ الحمد للہ ' اھل بیت نبوت کي محبت سے فائض المرام و ایمان افروز ھوں ' اور اس عالم میں ھوں کہ جب خدا کے حضور میں عبادت کیلیے جاتا ھوں ' تو میري نماز بھي اس وقت تک پوري نہیں ھوتي ' جب تک کہ آل محمد پر درود و سلام و تحیۃ کا ھدیہ ' پیش کش بارگاہ حضرت تبارک و تعالی نہ کرلوں کہ " اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد و علی آل محمد ' کما صلیت وسلمت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید :

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القران انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ !

میں تشھد میں درود کو اصطلاحي واجب نہیں بلکہ حقیقي واجب یعنی فرض سمجھتا ھوں ' فنسال اللہ تعالی ان یجعلنا علی اتباع الکتاب و قرنائہ اھل بیت النبي الکریم ' علیہ و علی آلہ و اصحابہ الصلوۃ و التسلیم -

(۱۲) آخر میں یہ عرض کردینا ضروري سمجھتا ھوں کہ اس قسم کے مباحث و مذاکرہ کي نسبت ارباب عصر کي مختلف رائیں ھیں - بعض حضرات انکو اس درجہ اھم اور اقدم سمجھتے ھیں ' کہ دین و دنیا کا کوئی خیال اور اسلام و مسلمین کي کوئی مصلحت انکی نظروں میں اسے اھم تر نظر نہیں آتی ' اور انکے عقیدے میں اب مسلمانوں کیلیے اسکے سوا دنیا میں کوئی کام باقی نہیں رھا ھے کہ گذشتہ منازعات و مناقشات کی نسبت تصنیف و تالیف و جرح و تعدیل کا بازار گرم کیا جاے ' اور قوم و ملت اپنی زندگی کو اسکے مطالعہ کیلیے وقف کردے !!

ان بزرگوں کے ساتھہ ایک دوسرا روشن خیال ' اتحاد دوست اور " مصلحت " فرما طبقہ ھے ' جسکا خیال ھے کہ اس طرح کے تمام مباحث چونکہ اسکی مصطلحہ " مصلحت وقت " کے خلاف ھیں ' اسلیے بہتر ھے کہ ھمیشہ کیلیے انکو مدفون مقبرۂ ذھول و نسیان کردیا جاے ' اور کبھي انکي طرف اشارہ بھي نہو -

گویا اس خیال کے بزرگوں کے نزدیک سیاہ و سفید ' حق و باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمت ' اور معروف و منکر کي بنیاد ' حقیقت پر نہیں ' بلکہ " مصلحۃ " ھے ' اور تمام تاریخي اسفار ' اور مجلدات آثار دنیا سے نابود کردینا چاھئیں ' کیونکہ وہ " مصلحت وقت " کے خلاف ھیں !!

لیکن اس عاجز کا مسلک ان دونوں مذاھب سے مختلف ھے - میں دونوں جماعتوں کو افراط و تفریط میں دیکھتا ھوں - اپني تمام قوت علم و دین کو محض تاراج مجادلہ و مکابرہ کرنا ' اور امور متنازعہ کو خواہ نخواہ زندہ کرکے امن و اتحاد و جمعیۃ کلمہ میں خلل انداز ھونا ' عقل و شرع ' دونوں کے لحاظ سے مضر ھے ' لیکن ساتھہ ھي میں اس " مصلحت اندیشي " کا بھي قائل نہیں ' جسکے معنے یہ ھیں کہ تاریخي مباحث و تحقیقات کا سد باب کردیا جاے ' تصحیح خیال ' و تعدیل اعتقاد ' و تمجید اعمال حسنہ ' و ذم افعال سئیہ کو روک دیا جاے ' اور دفاتر اخبار ' و اسفار آثار کے دروازوں پر یک قلم قفل چڑھا دیا جاے -

تاھم بحالت موجودہ میں اسکي بالکل ضرورت نہیں دیکھتا کہ ان مباحث میں اپنا اور ناظرین کا وقت صرف کروں - وہ وقت ' کہ ھماري فرصتیں قلیل ' اور ضرورتیں لا تعد ولا تحصے ھیں ' اور پھر یہ بحثیں تو ھماري زندگي سے وابستہ ھیں ' لیکن پیش آنے والے حالات تو وہ ھیں ' کہ ھماري زندگي ھی کو مشکوک ' اور ھماري ھستی ھی کو مفقود کردینے والے ھیں -

الھلال کی گذشتہ جلد کے اختتام ' اور نئي جلد کے فاتحہ میں "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی (کہ اصل مقصود دعوت الھلال ھے) تاریخ کی طرف مختصر سا اشارہ کیا گیا تھا ' اور اس فضل مخصوص امۃ مرحومہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ھر زمانے میں حکمۃ الھیہ نے احیاء شریعۃ و امر بالمعروف کیلیے برگزیدگان امت کو منتخب کیا ' اور انکے ذریعہ حق کا اعلان ' اور باطل کا استیصال ظہور میں آیا - اسی ضمن میں یہ ذکر بھی آگیا تھا کہ اسلام کا اصلی دور زندگی ابتدائی عہد راشد تھا ' اور پھر اسکے بعد ھی بدعات و محدثات کا سلسلہ شروع ھوگیا تھا - وھاں نہ بنی ھاشم اور بنی امیہ کے منازعات کا ذکر تھا ' اور نہ جمل و صفین کا - نہ تعین تھی ' اور نہ تشخص - لیکن جذاب نے اس طرف توجہ مبذول فرمائی ' اور اسکو رسم سب و شتم ' و اتباع " رفاض " و سب صحابۂ کرام [رضوان اللہ علیہم] سے تعبیر کیا - ایسی حالت میں ضرور تھا کہ بر سبیل اجمال اپنے خیالات ظاھر کردوں - یہ جانکر ممکن ھے کہ واقعات سے بالکل چشم پوشی کرلی جاے ' اور یہ کیا استبداد و قہر ' اور حکم بندش قلم و لسان ھے کہ ضمناً بھی کہیں صاحبان اعمال خیر کی مذمت ' اور مؤسسین بدعات و محدثات کی طرف اشارۂ منقصت نہو ؟

(۱۳) پس یہ اسباب تھے ' جنکی وجہ سے الھلال کے چند صفحات اس ذکر کی نذر ھوگئے - نیز اس لیے بھی کہ اس بارے میں جناب کا اصرار شدید تھا ' ورنہ ناظرین کرام پر واضح رھے کہ اس عاجز کے قلم و دماغ کے لیے امویۂ و عباسیہ کا مبحث نہیں ' بلکہ اب تو اسلام کا سوال درپیش ھے ' اور تاریخ اسلام کا حفظ نہیں ' بلکہ نفس اسلام کے حفظ کی مہم سامنے ھے - اب اسوقت " صفین " اور " جمل " کے واقعات پر غور کرنے کی مہلت کہاں سے لائیں ' کہ یوم " بدر " اور " احزاب " کے واقعات تازہ ھو رھے ھیں !!

مرحوم غالب نے اس بحث کا فیصلہ کردیا ھے :

بحث و جدل بجاے مئی ' میکدہ جوے ' کاندراں
کس نفس از جمل نزد کس سخن از فدک نخواست

ناموران غزوهٔ بلقان

شهـــادة بطـل الحـــرية ! !

رحمة الله عليک يا نيازي بک !

حادثـــهٔ ملي

(۲)

يورپين ترکي کے بهترين بلاد جميله اور متمدنيا کي حسين ترين آبادیوں ميں تيسرا نمبر (مناستر) کا هے - وه مغربي سرزمين ميں مشرقي اوضاع و اطوار کے اختلاط کا (جو يورپين ترکي کي خصوصيت هے) ايک نهايت دلکش نمونه هے - موسم کي خوبي، قدرتي مناظر کي دلفريبي، پهاڑوں کی قطاریں چشموں کي روانياں وه مرايا روح پرور هيں، جنکي نعمت سے زهاں کا هر باشنده، دنيا ميں آتے هي متمتع هونے لگتا هے -

اسکے اطراف و جوانب ميں دور تک چهوٹے چهوٹے قصبے اور ديهات هيں، جنميں سے اکثر دامن کوه ميں واقع هيں، اور زهاں کے باشندے اب تک بدويت اور حضريت کی درميانی زندگی کے آثار اپنے اندر رکهتے هيں - مقدونيا کے وه پهاڑي عصابات (جرگے) جنکے قتل و غارت اور باهمی جنگ و جدال نے اس صوبے کو هميشه حکومة عثمانيه کيليے مصائب انگيز رکها، انهيں ديهاتوں اور انکے قرب و جوار کي وسيع پهاڑيوں ميں بستے هيں -

نيازي بے اعلان دستور کے زمانے ميں

انهيں قصبوں ميں ايک بڑا قصبه، اور اضلاع کی فوجي چوکيوں کا صدر مرکز، رسنه نامي مقام هے -

يهي (رسنه) نيازي بک کا مولد و منشاء هے - يهيں وه پيدا هوا، يهيں اپنی فوجی زندگی کا ايک بڑا حصه صرف کيا، يهيں سے اُس نے اپنی ملکی جاں نثاري کی حرکت شروع کی، ليکن افسوس که يهاں کی آخري خاک اُسے نصيب نهيں هوئی - حالانکه اُسے رسنه بهت محبوب تها - وه رسنه، جسکے ايک جهونپڑے ميں اُس نے اپنی ملة و وطن کی راه ميں قربانی کا آخري عهد و ميثاق باندها تها، اور جسکی ايک رات اس عالم مين بسر کی تهی، که صبح کو اپنی جماعت کے ساتهه عالم حريت کا اعلان کرنے والے تها، جسکا نتيجه مجهول تها، اور اسکی نو جوان بيوي، جسکے ساتهه شادي کے بعد صرف دو نا تمام موسم بسر هو سکا تها، شير خوار بچے کو گود ميں ليے هوے اسکے وداعی الفاظ سن رهی تهی ! !

ليکن آه اے نيازي بک ! اے پرستار ملت و وطن ! ! تيرا وطن محبوب بهي همارے هاتهه سے گيا، اور اسکے بعد تو نے بهي هم سے کناره کشي کي ! کيا اس ليے که اپني ملة کی ذلت و نکبت تجهسے ديکهی نه گئي ؟ اور کيا اسليے که تيري غيرت عشق نے گوارا نه کيا که وطن کے جانے کے بعد، وطن کے نام ليوا دنيا ميں باقي رهيں ؟

آه ! تو، اور تجهه ايسے شهداے ملة، خوش نصيب هيں که آنے والے وقت سے پهلے هي دنيا سے چلے گئے، اور اپني ملت عزيز اور وطن محبوب کي هونے والي ذلتيں ديکهنے کيليے باقي نه رهے، ليکن بتلا که هم بد بخت کهاں جائيں ؟ هم که زنده هيں، اور اسليے زنده هيں که اپني بربادیوں اور غيروں کي کامرانيوں کو ابهي کچهه دنوں اور ديکهه ليں !! .....

.....

* * *

انقـلاب دستور کے بعد دنيا

اُن لوگوں کو جاننے کيليے نهايت مضطرب تهي، جنهوں نے بظاهر چند ماه کے اندر ملـک ميں رهکر ملـک کو بدلدالا تها - اُسي زمانے ميں نيازي بک نے اپنا روز نامچهٔ انقلاب دستور " خواطر نيازي " کے نام سے ترکي ميں شائع کيا، جسکا انگريزي خلاصه مسٹر اي - اِف - نائٹ نے لکها، اور پهر ولی الدين بک نے عربي ميں شائع کيا - اسميں مرحوم نے اپنے ابتدائی حالات مختصر طور پر لکهے تهے -

نيازي بک کی ابتدائی حيثيت محض ايک عام سپاهي کي تهي، سب سے پهلا امتيازي وصف جو اس سے ظاهر هوا، وه جنگ يونان کا موقعه تها، اور اس نے ايک طرف تو فوجي حلقوں کو اسکي طرف متوجه کيا، اور دوسري طرف ارباب حکومت کي اصلاح

طلب بے عنوانیوں کا پہلا نقش اسکے دل پر کھینچ دیا - جنگ کے ایک پر خطر موقعہ میں اس نے تنہا ۱۸ - یونانیوں کو قید کر لیا تھا ' اور ان میں بعض نہایت ممتاز یونانی فوج کے افسر تھے - وہ اپنے اسیروں کو لیکر خوشی خوشی قسطنطنیہ روانہ ہوا کہ سلطان کے حضور میں پیش ہوکر اپنی خدمت کو پیش کرے - راہ میں امرائے یلدیز میں سے ایک امیر کا لڑکا ملا ' اور اسکو معلوم ہوگیا کہ نیازی بک کے ساتھہ یونانی اسیر ہیں - قبل اسکے کہ نیازی قسطنطنیہ پہنچے ' مابین ہمایونی سے ایک فرمان شائع ہوگیا ' جسمیں ۱۸ - یونانیوں کو تنہا قید کر لینے کے کارنامے کو اُس امیر زادے کے طرف منسوب کیا گیا تھا ' اور پھر اسکے صلے میں ترقی مراتب و مدارج کا اعلان تھا !

نیازی بک کہتا ہے کہ " یہ پہلا واقعہ ہے ' جس نے میری آنکھیں کھولیں ' اور مجکو اپنے ملک کے حکام ' اور مرکز کی بد نظمی کی نسبت علم ہوا "

سنہ ۱۹۰۳ - کے اواخر میں یورپین ترکی کے اندر بلغاری جرگوں کی بغاوت اور شورش کا ہمسایوں نے انتظام کیا ' اور تمام مقدونیا میں آتش فساد بھڑک اٹھی - یہ کوہستانی اطراف اور دیہات و قصبات کے قبائل تھے ' جنھوں نے مختلف جرائم پیشہ سرغناؤں کی سر کردگی میں اپنی اپنی جماعتیں بنالی تھیں ' اور پھر باہم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے ' اور دیہاتوں اور قصبوں کو لوٹتے تھے - یہ بغاوت سنہ ۱۹۰۸ء - تک قائم رہی ' جبکہ دستور عثمانی کا پہلا اعلان ہوا -

* * *

حکومت نے جن لوگوں کو بلغاریوں کے مقابلے ' اور سرکوبی کے لیے متعین کیا تھا ' ان میں نیازی بک بھی تھا - وہ پانچ سال تک اپنی رجمنٹ کے ساتھہ مقدونیا کے جرگوں کا مقابلہ کرتا رہا ' اور اس عرصے میں اس نے اپنی شجاعت و بسالت ' ایثار نفس و جوش خدمت ملک و ملت ' اور نوع پرستی و انسانی ہمدردی کی نہایت نمایاں مثالیں پیش کیں - اسکا وجود تمام اطراف رسنہ و مناستر کیلیے ایک رحمت الہی تھا - اُس نے بلغاری اشرار کے حملوں اور لوٹ مار سے تمام اپنے قرب وجوار کی آبادی کو بالکل محفوظ کردیا تھا ' اور بڑے بڑے مشہور بلغاری ڈاکو اور سرغنے اسکے نام سے ڈرتے اور اسکی شجاعت و کاردانی کا اعتراف کرتے تھے - اسکی ہمدردیوں نے بلا اختلاف مذہب و ملت تمام اطراف و جوانب کے لوگوں میں اسکے وجود کو محبوب القلوب بنادیا تھا - اسکی موجودگی کا یقین راتوں کو تاریکی میں امن و امان کی روشنی تھا ' جو گھروں کے اندر عورتوں اور بچوں کو اطمینان کی نیند بخشتا تھا ' اور بزدلوں اور معذوروں کو بلغاری وحوش و برابرہ کے حملوں سے بے پروا کردیتا تھا -

ایک ذکی الحس اور حقیقت جو طبیعت کیلیے دنیا کے تمام حوادث و واقعات عبرت و بصیرت کا درس ہوتے ہیں - صدہا عام سپاہی اور فوجی افسر نیازی کی طرح اس کام میں مصروف تھے ' لیکن نیازی بک جو کچھہ کرتا ' اور جو کچھہ دیکھتا تھا ' وہ کسی کو میسر نہ تھا - وہ گو اب تک انقلاب و اصلاح کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوا تھا ' اور اسکے خیالات میں کوئی انقلاب انگیز جنبش فکر پیدا نہیں ہوئی تھی ' باہر کے اخبارات کی ملک میں اشاعت مسدود تھی اور علی الخصوص ترکی فوجی زندگی تمام دنیا سے بے خبری اور بے فکری میں کٹتی تھی - تاہم چونکہ اسکا دل محب ملک ' اور اسکا دماغ پیرو ضمیر تھا ' اسلیے وہ جو کچھہ کرتا تھا ' محض فوجی فرض ' اور حق تنخواہ کے جذبے سے نہیں ' بلکہ اپنے ملک کی محبت ' اسکو فتنہ و فساد سے محفوظ کرنے کی آرزو ' اور خلق اللہ کے امن و رفاہ کیلیے -

لیکن اس فوجی خدمت کے اثنا میں اسپر نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوا ' اور اُس نے حیرت اور غم کے ساتھہ دیکھا کہ اسکے ملک اور ملکی حکومت کی حالت ویسی نہیں ہے ' جیسی کہ وہ بچپن سے سمجھتا آیا ہے -

* * *

وہ لکھتا ہے :

" سب سے بڑھکر جس واقعہ نے اس زمانے میں مجھپر اثر ڈالا ' وہ یہ تھا کہ میں اپنے وفادار ساتھیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالکر ' راتوں کی نیند اور دن کی راحت سے اپنے تئیں یک قلم محروم کرکے ' طرح طرح کی مصیبتوں اور طرح طرح کی مشکلات کے بعد ' کسی مشہور بلغاری سرغنے ' یا کسی مشہور کوہی ڈاکو کو گرفتار کرتا ' اور اسکے خونی جرائم اور حملوں سے مظلوم انسانی آبادیوں کو نجات دلاتا ' لیکن جب اسکو مناستر بھیجدیتا ' اور وہاں سے اسکا معاملہ (یلدیز) کے ہاتھوں میں پہنچتا ' تو چند دنوں کے بعد حیرت و تعجب سے سنتا کہ " فلاں یورپین حکومت کے سفیر نے انکے معاملے میں مداخلت کی ' اور وہ فوراً باعزاز و اکرام رہا کردیے گئے " !!

یا درمیانی حکام کو رشوتیں ملگئیں ' اور تیسرے چوتھے دن ہی وہ پھر اپنے قبائل سے آملے !!

اسکے ساتھہ ہی میں دیگر فوجی افسروں کو دیکھتا ' جو میری ہی طرح بلغاری باغیوں کے مقابلے کیلیے متعین تھے ' اور دیگر اطراف مقدونیا سے تعلق رکھتے تھے - نہ انکو غریب دیہاتیوں کے لٹنے کا کچھہ غم تھا ' اور نہ باغیوں کی تادیب و تنبیہ کی کچھہ فکر تھی - نہ انھوں نے اُن خطرناک جرگوں سے مقابلہ کرکے انھیں اپنا دشمن بنایا ' اور نہ کبھی انکو گرفتار کرنے کی کوشش کی - اپنے اپنے مقاموں پر پڑے رہتے ' اور جب کبھی کسی جگہ کے لٹنے اور تاراج قتل و غارت ہونے کی خبر آتی ' تو دوسرے تیسرے دن معائینے کیلیے چلے جاتے ' اور اپنے روزنامچے میں لکھدیتے کہ " غارتگروں کا کچھہ سراغ نہ لگ سکا " !

تاہم وہ مجھسے زیادہ محبوب و عزیز تھے - !!

میں نے سوچا کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا بچپن سے اعتقاد و فکر کی جس جنت میں مقیم ہوں ' وہ محض ایک دھوکا اور فریب ہے ؟ کیا ابتک میں نے جو کچھہ سنا ' اور جو کچھہ سمجھا ' وہ واقعیت اور صداقت سے خالی تھا ؟..... ؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دنیا کی حکمران قوموں کی طرح ہم ایک عظیم الشان حکمران قوم ہیں ' اور ہمارا سلطان دنیا کے پادشاہوں میں ایک بڑا پادشاہ ہے ؟ اگر یہ سچ ہے تو یہ کیوں ہے کہ جن مجرموں نے ہمارے ملک کی عافیت کو تاراج کردیا ہے ' ہم انکو پکڑتے ہیں ' لیکن ہماری حکومت کو اتنا حق بھی حاصل نہیں کہ اپنی مرضی سے انھیں سزا دے ' اور وہ محض ایک یورپین سفیر کے اشارے پر بلا تامل چھوڑ دیے جاتے ہیں ! چھوڑ دیے جاتے ہیں تاکہ وہ پھر آکر ہماری سرزمین کو قتل و غارت اور نہب و سلب سے بھر دیں ! تاکہ مظلوم انسانوں کی عورتیں بیوہ ' اور تاکہ انکے شیر خوار بچے یتیم ہوں !! ..... یا للعجب ! و یا للاسف .....

اگر ہماری حکومت کا یہی حال ہے ' تو پھر ہماری جانوں کو انکے مقابلے کیلیے کیوں معرض ہلاکت میں ڈالتی ہے ؟ .....

کیا یہ سب کچھہ اس لیے ہے کہ ہم ذلیل و حقیر ہوگئے ہیں ' اور اپنے آپکو سنبھالنے پر قادر نہیں ؟ کیا ہماری حکومت کا انتظام

اور اسکے ارکان و اعضا ویسے نہیں ہیں ' جیسے کہ پہلے تھے - اُس وقت ' جس کی روایتیں بچپنے سے میں سنتا آیا ہوں ..... پھر اگر ایسا ہی ہے تو خدایا یہ کیا بدبختی ہے' اور تیرے ہاتھہ کو کیا ہوا کہ ہمیں نہیں پکڑتا ؟ ..... "

مقدونیا میں ایک اور نیا سامان تنبہ اور اعتبار کا پیدا ہوگیا تھا ' اور نیازی اور اسکے بعض ساتھیوں کی دیدۂ عبرت کیلیے اسکے نظارے نے بھی سرمۂ بصیرت کا کام دیا ۔۔

مسئلۂ مقدونیا کی قبل از دستور آخری پیچیدگی اس طرح سلجھائی گئی تھی کہ دول ستہ نے اپنے ہائی کمشنروں کا ایک کمیشن متعین کر دیا تھا ' اور انکے ماتحت ترکی فوج کا ایک حصہ دیدیا گیا تھا ' جنکا مقصد بظاہر بتلایا جاتا تھا کہ سعی اجراے اصلاحات اور قیام امن ہے -

یہ ترکی فوج جو باہر کے افسروں کے ماتحت رہتی تھی' انتظام و راحت کے لحاظ سے تمام عثمانی فوج کیلیے رشک انگیز تھی - چونکہ اسکا انتظام یوروپین طاقتوں کے کمشنروں کے ماتحت تھا ' اسلیے وہ اسکو باقاعدہ تنخواہیں دلاتے تھے' عمدہ وردیاں پہناتے تھے' انکے جوتے ٹوٹے ہوے ' اور انکے کوٹ پھٹے ہوے نہیں ہوتے تھے' اور ترکی زندگی کی محبوبات ' یعنے قہوہ اور تمباکو کیلیے ترستے نہ تھے -

اِن سپاہیوں کا وجود مقدونیا کی عام عثمانی فوج کیلیے ایک تازیانہ عبرت ہوگیا - وہ انکو دیکھتے اور اپنی حالت سے مقابلہ کرتے - اور پھر سوچتے کہ یہ کیا بدبختی ہے' کہ انہی کے بھائی انہی کے سے سپاہی ' انہی کی سرزمین کے فرزند ' چند غیروں کے ماتحت رہکر عزت و خوشحالی کی ایسی رشک انگیز زندگی بسر کرتے ہیں ' اور خود وہ اپنے ملکی افسروں کے ماتحت رہکر اور اپنے ملک کی پرستش کا عہد باندھکر' ذلت و نکبت ' افلاس و ناداری ' عسرت و تنگی' اور پریشانی و پریشان حالی میں مبتلا رہتے ہیں ؟

غیروں کو کیوں یہ عزت و عظمت حاصل ہے ' اور انکے ملک کیلیے کیوں ذلت و نکبت کے سوا کچھہ نہیں ؟

نیازی بک لکھتا ہے کہ " میں جب کبھی مقدونیا کے کمشنروں کے ماتحت سپاہیوں کو دیکھتا تو اپنے ہمراز دوست یوسف صبری سے گھنٹوں اس اختلاف حالت کے اسباب و نتائج پر بحث کرتا - "

* * *

اسی زمانے سے نیازی بک کے خیالات میں تغیر شروع ہوگیا - اسکے احساسات بدل گئے ' اسکے مشاہدات نے ایک نئی چادر اوڑھلی ' اور اسکے کانوں قلب میں " خدمت ملک و وطن " کی وہ مخفی آگ روشن ہوگئی ' جو اگر ایک بار روشن ہوجاے ' تو پھر اسکا بجھنا دشوار ہوتا ہے -

اس نے بغیر کسی مرشد و رہنما کے حیات ملکی و ملی کے سر مخفی کو معلوم کرلیا ' اور اسکو یقین ہوگیا کہ ہمارے جسموں کے اندر روح نہیں ہے - کشتی پانی سے بھرتی جاتی ہے ' اور بستر مرض روز بروز مایوسی سے قریب تر ہوتا جاتا ہے -

اسکے کانوں میں ایک فرشتہ غیبی کی ہروقت صدا آنے لگی کہ " کوئی انسان اس خاکدان ارضی' اس سماء دنیا کے نیچے زندہ نہیں رہسکتا ' جب تک کہ روح حریۃ اسکی رگوں کے اندر نہ دوڑ رہی ہو' اور مملکۃ عثمانیہ کا مرض اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ ایک صدی کے اندر اسکے چاروں طرف کی دنیا پلٹ گئی ہے' لیکن وہ ابتک اپنی جگہ پر پڑی ہے "

اب نیازی بک وہ نیازی بک نہ تھا ' جو چند مہینے پہلے اپنی بارک کے فوجی قہوہ خانے میں بیٹھکر اپنے اطراف و جوانب

اعانۂ مہاجرین مئہ انیہ

قبلہ مد ظلہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - الہلال ابھی ابھی مجھے ملا ہے - آپکا چھوٹا سا اپیل دربارہ امداد مہاجرین پڑھنے میں آیا - آپکی ہمت پرجوش اور رشک کے آنسو نکل پڑے - اللہ تعالی آپکو اس سے بھی بڑھکر توفیق عنایت فرمادے اور مجھے بھی - لیکن میں اپنے پاس ایسی جیب کہاں سے لاؤں جسکی وسعت اسیقدر ہو' جتنی ان بے خانماں بھائیوں' بہنوں ' اور ماؤں کی امداد کی ضرورت ہے ' یا جسمیں الہلال کی سی قابلیت ہو کہ وہ ایک عظیم الشان ایثار کے ساتھہ اتنی بڑی رقم اپنے اندر سے اگال دے - ادھر تنگی حوصلہ ملاحظہ ہو کہ جی نہیں چاہتا کہ آپ پر بار بنوں ' یا جو قلیل رقم آٹھہ روپیہ کی ہوں وہ بھی میرا ایثار نہو' بلکہ جناب کا - اور اگر محض ایک خریدار ہی پیدا کروں تو پھر میں نے تو کچھہ بھی ندیا - اللہ میری مٹھی کو تنگ نکرے ' اور نہ میرے حوصلہ کو پست - لہذا میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنی بیوی کی طرف سے (اور کسقدر مقام شرم و غیرت ہے کہ آج میری بیوی جسے میرا نصف ہونا چاہیے تھا' مجھسے بڑھگئی ہے) ایک چوڑی طلائی بندوں کی پیش کرتا ہوں - میں نے یہ چوڑی اپنے دوست ..... کو دیدی ہے - وہ فروخت کرکے قیمت آپکو ارسال کردینگے - ..... میں چونکہ زیور کی قیمت اچھی پڑتی ہے اسلیے اسے وہیں فروخت کرنا مناسب سمجھا - اس ادنی سی رقم کو آپ اس چندہ میں راقم الحروف یا اسکی بیوی کی طرف سے شمار کرلیں' لیکن ساتھہ ہی عرض ہے کہ ہرگز میرا نام آپکی فائل میں ظاہر نکیا جاوے -

پس جسوقت رقم پہنچ جاوے فقط اتنا لکھدیجئیگا کہ ایک بدنصیب مسلم جسے بہت کچھہ دینے کی تمنا تھی ' لیکن جو بیاعت کچھہ نہ رکھنے کے اپنے دل کے ارمان نکال نہیں سکتا "

[الہلال - ذلك' فليتنا فس المتنافسون]

[از جناب شیخ محمود صاحب جفت فروش - اکوٹ ضلع اکولہ صلک برار]

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ - اعانہ مہاجرین کے متعلق آپ نے جس ایثار اور مالی قربانی سے کام لیا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں عملی دنیا میں یہ پہلی نظیر ہے - کاش طبقہ امرا بیدار ہوتا اور مالی اعانت میں کوشاں ہوتا تو یہ آفات کی گھٹا جو مسلمانان عالم پر چھائی ہوئی ہے پرزے پرزے ہوکر رہجاتی - وہ مقلب القلوب انکے دلوں کو اسلام کے درد اور مسلمانوں کی ہمدردی سے بھر دے -

میرے دل نے اسبات کو گوارا نہ کیا کہ اتنی بڑی رقم کا بار آپ کی ایک واحد ذات پر ڈالا جاے - اس بنا پر نیازمند نے آٹھہ روپیہ کی حقیر رقم اعانہ مہاجرین کی مدد میں بذریعہ منی اقر خدمت اقدس میں ارسال کی ہے - اس رقم کو آپ اخبار کی قیمت تصور نہ فرمالیں - کیونکہ اخبار کا چندہ ختم ہونے پر اخبار کی مقررہ قیمت برابر ادا ہوتی رہیگی - .

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

کے دشمنوں کی گرفتاری کی تدبیریں سوچتا تھا - اب اسکے سامنے اُن عظیم الشان دشمنوں کی صفیں تھیں ' جنکے حملے روز بروز اسکی قوم اور اسکے ملک کو برف کی طرح پگھلا رہے ' اور خشک سالی کے چشموں کی طرح سکھا رہے ہیں -

وہ اب شب و روز ایک عشق غیر معلوم' اور ایک تلاش و تجسس مجہول کی فکر میں مستغرق رہنے لگا .....

مراسلات

از جناب مولوي يعقوب صاحب هيڈ مولوي اسكول جموي ضلع مونگير

مخدومنا الاعظم جناب المكرم مولانا ابوالكلام آزاد - ادام الله شموس افاضتكم ساطعة على راس المومنيـن وجعلنا الله سبحانه و اياكم من انصار المسلمين - السلام عليكم و رحمة الله و بركاته - اعانت مهاجرين بے خانمان ترک کے ليے مبلغ آٹھه روپے ارسال خدمت هيں - ربنا تقبل منا انـك انت السميع العليم -

حيثيت کے بدل جانے سے حکم بهي بدل جاتا هے' اب جناب والا کے الهلال نے بحکم : الذين ينفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله صد هزار بدر کامل کوے نور و صد هزار متاع کونين کو هيچ کرديا - ان هذا كان لكم جزاء و كان سعيكم مشكورا - ميرا خيال هے که تيس هزار کي رقم خطير کے ايثار سے دليل راه بننے کي مثل آپ سے پہلے کوئي اخبار هندوستان کا شايد نہيں هوا هے - اسکي مقبوليت کي کافي دليل آية مذکور هے - کيونکه ابتغاء مرضات الله سے افضل ترين دوسري کوئي چيز نہيں هوسکتي - يه امتياز جناب والا کا لوجه الله هے کسي مداح کے مدحت سے اچها اورکسي حاسد کے چشم پر فتن کے ديکهنے سے برا نہيں هوسکتا انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا -

جناب والا نے غازي شکري پاشا متع الله المسلمين بطول حياته کے خدمات اسلاميه کي يادگار قائم کرنے کا خيال جو ظاهر فرمايا هے گو کسي حيثيت سے محمود متصور هو' مگر بنفسه به چند وجوه يه يادگار قابل اعتراض هے -

(۱) کيا يه خيال صحيح هے که قوم ترک کے افراد ميں بطل ادرنه غازي شکري پاشا سے زائد اسلام پرستي و ملک و وطن کے ليے جانفروشي کرنے والا دوسرا کوئي فرد اس جدگ بلقان ميں ثابت الاقدام نظر نه آيا ؟ اگر يه خيال صحيح هے تو اونکي يادگار کے ليے يه کافي هے که اشداء علے الکفار کي صفت سے عامه مسلمين ياد کيا جاوے - تاريخ ميں ان کے ليے يه صفت باعث صد افتخار و مکرمت هے - بشق ثاني اگر ايک کے ليے کوئي يادگار قائم هو اور دوسرے کے ليے نہيں' تو ترجيح بلا مرجح هے - يقين جانيے که اس دور ناکامي و نامرادي ميں بهي هر مسلمان سپاهي جوش همت و عزم و ثبات ميں خالد وقت هے' پهر ايک کے ليے يادگار قايم کيجاے اور دوسروں کے ليے نہيں ' کيا يه راے صائب هوسکتي هے ؟

صوفي بالكل مفت

از جناب محمد الدين صاحب اڈيٹر صوفي پتني بهاؤ الدين ضلع گجرات

تصوف کا بے نظير رساله جو پتني بهاؤ الدين ضلع گجرات سے ماهوار شائع هوتا هے - ان صاحبان کي خدمت ميں سال بهر تک بالکل مفت روانه کيا جائيگا - جو اسکي سالانه قيمت ايک روپيه ۵ - آنه خزينه اعانهٔ مهاجرين عثمانيه ميں بنام اڈيٹر صاحب الهلال کلکته بذريعه منيي آرڈر بهيجديں - اور رسيد منيي آرڈر جو ڈاکخانه سے ملے وه معه اپنے پته کے دفتر صوفي ميں ارسال فرماويں - رساله سال بهر تک اپنے نام جاري رهے گا - [الهلال - جزاكم الله تعالے خير الجزاء]

تصحيح ضروري

از جناب شرف الدين احمد صاحب رياست رام پور

آپ نے اپنے معزز پرچه " الهلال " مورخه ۷ مئي سنه ۱۹۱۳ ع ميں ميرے ناچيز ترجمے يعني "جهنم سے پہلے اور دوسرے خط" پر جو ريويو فرمايا هے اس ميں دو غلطياں هيں اگر براه کرم آپ ان کي صحت فرماديںگے تو ميں شکرگذار هونگا -

(۱) تقريباً دو سال سے ميں هيڈ کلرک جيل نہيں هوں بلکه اب هوم ڈپارٹمنٹ ميں عالي جناب صاحبزاده محمد مصطفے علي خانصاحب بهادر هوم سکريٹري کي عنايت آميز ماتحتي ميں اپنا فرض منصبي انجام ديتا هوں -

(۲) اصل کتاب ميں تيس خط هيں - آپ نے ۲۰ - خطوط لکهے هيں ۳۰ - ميں سے صرف دو خطوں کا ترجمه ابهي شائع هوا هے تيسرا زير طبع هے -

مدرسه بجاے مكتب

از جناب نصير خاں صاحب جلال آبادي

احتشام الملک سلطان الدوله جناب احمد عليخانصاحب بهادر مرحوم شوهر بيگم صاحبه بهوپال جلال آباد ضلع مظفر نگر کے رهنے والے تهے - زماني عهد بهادر رياست بهوپال اور اُن کے بهائي کرنل محمد عبد الله خان بهادر جلال آباد کے رئيس اعظم محمد ولايت عليخانصاحب کے يہاں منسوب هيں -

ان تعلقات نے بهوپال اور جلال آباد ميں رابطگي پيدا کر رکهي هے - جلال آباديوں کا اراده تها که هر هائنس بيگم صاحبه بهوپال سے ايک هائي اسکول کے ليے درخواست کيجاے - يه اراده عملي صورت ميں ظهور پذير هوے بهي نه پايا تها - که ايک دو اصحاب نے درخواست پيش کي - که سرکار عاليه ديجانب سے جلال آباد کے مسلمان بچوں کي تعليم کيليے ايک حافظ قرآن کا تقرر منظور فرما يا جاے - رهاں کيا تها - دس روپيه ماهوار پر ايک حافظ صاحب مقرر هوگئے - جلال آباد کي آبادي چار هزار هے - اسميں بڑي کوشش سے ۱۵۰ طلبه تعليم پاتے هيں - ايک سرکاري مڈل اسکول هے جس ميں متعلمين کا شمار اب سے دو ماه پيشتر ڈيڑه سو تها - اب اس مکتب کے طفيل ميں روز بروز تعداد کم هوے لگي - سررشته تعليم سے جواب طلب هوا - اسوقت تو کچهه يوں هي سا جواب ديديا گيا هے ' ليکن تاکے - يهي حالت رهي تو کمي تعداد طلبه کي وجه سے اسکول دوسري جگه منتقل هوجائيگا - پهر آپ سمجهه سکتے هيں که اهل شهر اور مضافات کے باشندوں کو کسقدر نقصان هوگا - هر هائنس بيگم صاحبه کي توجه سے بمنظوري صاحب کلکٹر ضلع مظفر نگر اندر بجاے عاحده مکتب قرآني کے مڈل اسکول هي ميں مذهبي

تعلیم کے لیے - ایک مولوي کي اجازت ملجاے تو بہت مناسب ہے - یہ نیک نظیر ناموري کا باعث ہوگي کہ سرکاري اسکول میں ایک فرماں رواے اسلام کي طرف سے مذہبي تعلیم کا انتظام ہوا - اسکول کو بھي مقابلۃ زیادہ رونق ہوگي - مسلمان طلبہ مذہبي تعلیم سے مستفید ہونگے - ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول - ہر وقت نگراں رہیگا -

قانون ازدواج بیوگان کي تحریک

از جناب نثار احمد خاں صاحب کانپوري

بیواؤں کے عقد ثاني کا مسئلہ اس قدر ضروري و اہم ہے کہ کوئي دور اندیش و معاملہ فہم دل و دماغ اس کي اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا - میري راے میں اسکے لیے امپیریل ایجسلیٹو کونسل میں ایک خاص قانون وضع کرنے کي پرزور تحریک ہوني چاہیے - جس کا ابتدائي مسودہ یوں ہوسکتا ہے -

دفعہ (۱) صاحب کلکٹر یا سیشن جج یا اونکے ہمرتبہ عہدہ داران ریاست کو بذریعہ درخواست با ضابطہ بیوہ کے حالات و متعلقات کي اطلاع ہونا چاہیے -

دفعہ (۲) ہر ایسي درخواست میں بیوہ کي تخمیني عمر - اسباب عدم نکاح ثاني مع اون وجوہ کے جو راویوں مربیوں یا سرپرستوں کي طرف سے کہ مانع نکاح ثاني ہوں درج کرنے چاہئیں -

دفعہ (۳) ہر ایسي درخواست کے گذرنے پر عہدہ دار خود یا اپنے کسي ماتحت افسر کو خواہ وہ آنریري ہوں یا ملازم سرکاري بغرض تصدیق بیانات عرضي گذار کے مامور کرکے مندرجۂ درخواست کي تصدیق کرالیگا -

دفعہ (۴) درخواست تصدیق شدہ چند معزز مقامي باشندوں کے پاس مزید تصدیق و تحقیق کي غرض سے بھیجدي جاے' اور اُن کي سفارشي رپورٹ پر مناسب لحاظ کیا جاے -

دفعہ (۵) اگر شادي ہونیکے لیے سفارش ہو تو بیوہ جس شخص کي سرپرستي یا نگراني میں ہو اُس کو مناسب رقمہ و مہات دیکر بیوہ کے عقد ثاني کي ہدایت کرني چاہیے -

دفعہ (۶) مناسب مہلتوں کے بعد بھي اگر تکمیل نہو تو ایسي حالت میں مقامي معززین کو ولي و سرپرست مقرر کرکے تکمیل عقد کرنیکے لیے ہدایت کي جاے -

دفعہ (۷) بحالت بالغ ہوے بیوہ کے حسب سفارش مقامي معززباشندوں کے تکمیل عقد کے لیے مناسب ہدایات کي جائیں' جن کے عمل در آمد نہونے پر برادري کے ہر قسم کے رسوم میں شرکت کرنیسے اُسے روک دیا جاے - خود اسکے یہاں کي تقریب غمي و شادي میں اہل برادري وغیرہ کي شرکت ممنوع قرار دي جاے - عدول حکمي کي سزا اخلاقي و میعادي ہونا چاہیے -

دفعہ (۸) خاص عمر کي اور مریض اور ایسي بیوائیں جو صاحب اولاد ہوں اور جنکے عقد کرنیسے اونکي اولاد کي بربادي کا اندیشہ ہو مستثنیٰ قرار دي جائیں -

دفعہ (۹) بیوہ ترکۂ شوہر اول سے محروم نکي جاے - نفاذ قانون کا اثر عقد اول سے عقد ثاني تک رہے - مکرر بیوہ ہونے پر اُسے نکاح کے لیے مجبور نہ کیا جاے -

ہندو بیواؤں کے لیے بھي بہ نظر ہم وطني و ہمدردي انساني کوئي ایسا ہي قانون جاري ہونا چاہیئے -

کیا عرب سے اسلام کي حکومت مٹ جائیگي ؟

میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے اردو اخباروں میں آپ ہي کا ایک اخبار ایسا ہے ' جو اسلامي معاملات پر آزادي سے بحث کرتے ہوے اپني آواز کو قسطنطنیہ کے باب عالي اور دہلي کے ایوان حکومت تک پہنچا سکتا ہے - اور گو میري ناچیز تحریر اسکے زریں کالموں کے لیے عیب ہے - مگر میں ان خیالات کو اظہار کیے ہوے بغیر نہیں رہسکتا ' جو مجھکو عرصے سے پریشان کررہے ہیں - اگرچہ مجھے یقین ہے کہ وہ اخبار کے کالموں میں شائع ہونے کا شرف نہیں پاسکتے - لیکن اس امید پر کہ ممکن ہے آپ میري راے سے اتفاق کرتے ہوے اپنے قلم فصاحت کو جنبش دیں وھو المقصود -

موجودہ رفتار سیاست کو دیکھتے ہوے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیندہ عرب و حجاز کا حاکم اعلےٰ کون ہوگا - یہ سوال گو بظاہر ایک سرسري بات ہے - مگر موجودہ و گذشتہ واقعات ایک آنیوالے خطرے سے مجھکو ڈرا رہے ہیں' اور میں چاہتا ہوں کہ جسطرح ممکن ہو ان خطروں کا ذکر مفصل کروں - میں جس خطرناک شہنشاہ عرب کا وحشتناک خواب دیکھ رہا ہوں - اسکي تعبیر ریوٹر ایجنسي نے ترکي و انگریزي معاہدہ خلیج فارس کو ظاہر کرتے ہوے - کردي ہے -

عرب کے موجودہ پالیٹکس کو سمجھنے کے لیے بہتر ہوگا کہ تاریخ عرب میں ترکي اور انگریزي اقتدار کے ماجراے سیاست پر بحث کرتے ہوے معاہدۂ خلیج فارس و مسئلہ و مصر پر راے زني کی جاے :—

" عرب میں ترکي حکومت شریف جعفر " اول سے شروع ہوئي سلیمان صاحبقران (۱۵۲۰ - ۱۵۶۶) کے عہد میں عثماني سلطنت منتہاے عروج پر تھي - اسوقت تمام عرب ترکي ایشیا میں شامل تھا - مگر اوائل سولہویں صدي کے شروع میں مدت تک ترکي حکومت عرب میں متزلزل رہي - سنہ ۱۸۲۰ع میں ترکي حکومت کا دوبارہ اعلان ہوا - اور عبد المطلب مکہ کے شریف اعظم مقرر ہوے - لیکن شریف اور پاشا میں منافسۃ کے باعث عبد المطلب کو معزول کرکے محمد ابن عون کو حاکم مشہور کیا گیا - ۱۵ - جون سنہ ۱۸۵۸ع کو جدہ میں انگریزي قونصل کے قتل ہو جانے کي وجہ سے انگریزوں اور حجاز کے فرمانرواؤں میں لڑائي ہوئي - جدہ پر گولہ باري کي گئي' اور اس شرط پر جھگڑا رفع ہوا کہ انگریزوں کو تاوان دیا جاے اور قاتلوں کو سزا دیجاے - نہر سویس کے اجرا سے ترکي کا تعلق مکہ سے قوي ہوگیا - جدہ بحر قلزم کے سلسلہ تار سے ملادیا گیا - بالعالي سے مکہ کو تار پہونچنے لگے - طائف میں تار پہونچایا گیا - شرفاے حجاز کے لیے مخالفانہ کارروائي کا موقع نہ رہا - جنگ روس و روم میں مکہ سے سپاہیوں کے ایک رجمنٹ بھرتي کرنے کي کوشش کي گئي -

سنہ ۱۸۶۹ میں مدینہ ' جدہ ' مکہ اور طایف میں عثماني دفاتر اور محکمے قائم ہوے - مکہ میں عبد اللہ ایک ہر دلعزیز شریف تھا - اسکے بعد اسکا بھائي مقرر ہوا جو سنہ ۱۸۸۰ع میں قتل کردیا گیا - اوسي سال عبد المطلب دوسرے مرتبہ شریف ہوا - گو کہ اُسنے انتظامات تو اچھے کیے مگر طبیعتیں چلے ہي سے اُس کي جانب سے متنفر ہوچکي تھیں - عزل کي درخواست کي گئي -

عثمان پاشا نے آکر اس محسن و معمر شریف کو معزول کردیا ' اور شہر کي حکومت خود سنبھال لي - ۱۸۸۲ میں حسین کا بھائي عون الرفیق شریف مقرر ہو' اس درعملي سے بدویوں نے بغاوت کر دي - رفیق مدینہ بھاگ گیا - اور عثمان پاشا

کي معزولي تک واپس نه آيا' عثمان پاشا سے اهل مکه ناراض تهے - کيونکه اُسنے شريف کے بچوں اور غلاموں کو قتل کرکے شهر ميں اُن کے سروں کي تشهير کرائي تهي - صفوة پاشا اُسکے جانشيں نے بغاوت فرو کي - حجاز اور يمن کے درميان عسير کا علاقه هے' يهاں کے لوگ قديم سے بهادر اور آزادي پسند هيں' زيدي مذهب کے پيرو هيں - سنه ۱۸۲۲ سے ۱۸۱۷ تک ترکي افواج نے ان کوهستانيوں سے ۹ لڑائياں کيں - مگر هر مرتبه شکست هوئي - سنه ۱۸۳۳ و ۱۸۳۴ ميں پهرلڑائي جاري هوئي - اگست ۱۸۳۴ ع ميں بڑے معرکے کي لڑائي هوئي - جسميں ترکوں کي فتح هوئي - مگر عرب ترکي قلعوں پر چهاپے مارتے رهے - اور ستمبر ميں ترک پهر شکست کهاکر واپس گئے - سنه ۱۸۳۶ ميں پهر حمله کيا گيا - مگر پهلے سے زياده نقصان اٹهانا پڑا -

سنه ۱۸۳۰ ميں عربوں نے ترکوں سے يمن کو جبراً خالي کرالیا - مگر ۱۸۷۲ - ميں ترک پهر صنعاء يمن ميں داخل هوگئے - کيونکه امام يمن قبائل کي غارتگري کا انسداد نهيں کرسکتا تها - اسليے مخه کے سوداگروں نے ترکوں کو حکومت کے ليے دعوت دي - مارچ سنه ۱۸۷۲ ميں احمد مختار پاشا کے زير کمان بيس هزار جرار ترکي فوج براه جده بهيجي گئي - جو ۵ - اپريل کو صنعاء ميں داخل هوئي - اهل شهر نے بغيرلڑائي دروازے کهول دیے- فوجيں صنعاء کے شمالي و جنوبي علاقوں ميں هر سمت پهيل گئيں - جب يه فوج سلطان لحج کے علاقه کي طرف بڑهي - جسنے انگلستان سے عهد نامه کيا تها' تو عدن کے انگريزي رزيڈنٹ نے جنگي توپ خانه اور رساله بهيجا - اور گورنمنٹ انگريزي نے بابعالي ميں اعتراضات پيش کيے - حتی که دسمبر سنه ۱۸۷۲ ميں ترکي فوج واپس آگئي - سنه ۱۸۷۵ ميں يمن کي جنوبي سرحد پر يورش هوئي - جو فرو کردي گئي - فوج نے صنعاء پر قابض هوکر امام يمن کو معزول کرديا تها - مگر مذهبي اثر کي وجه سے اسکو شهر ميں رهنے کي اجازت تهي - اور عثماني سلطنت کے وفاداري کي شرط پر اُس کو پنشن بهي عطا هوئي - اُسکي وفات پر يحيی حميد الدين زيديوں کا امام اور باب عالي کا وظيفه خوار قرار پايا' سنه ۱۸۹۲ ميں چار سو ترکي فوج بني مروان سے جده کے شمالي ساحل پر ٹيکس وصول کرنے گئي - عربوں نے حمله کرکے اُس کو نيم جان کر ڈالا - اور حميد الدين کو زبردستي سپه سالار بناکر تمام قبيلے جهاد کے ليے آماده هوگئے - يمن ميں صرف ۱۵ - هزار ترکي فوج تهي - صنعاء سے امام بهاگ گيا - اور باغيوں نے شهر پر قبضه کرليا - مناخه' طائر' پيرم پر بهي تسلط هوگيا - صنعاء - حديده اور شمال کے دو چهوٹے شهروں کے سوائے تمام يمن باغيوں کے هات آگيا - اور فيضي پاشا گورنر سابق کي سر عسکري ميں حديده کو کمک بهيجي گئي' جو مناخه کو فتح کرتے هوے آگے بڑهي - تيس ميل پر اسکي مزاحمت کي گئي - باغي باره روز تک سيدي النهرالي کے زير کمان ايک ناک درے ميں مزاحم رهے - آخر پسپا هوکر پهاڑوں ميں بهاگ گئے اور ترکي فوج بڑهکر صنعاء پر قابض هوگئي - جنوري سنه ۱۸۹۳ کو تمام شهر مسخر هوگيا - سڑکيں کهل گئيں - بغداد پر ترکوں نے سنه ۱۶۳۸ ميں قبضه کيا - جو آجتک صوبه کا پايۂ تخت هے - سنه ۱۸۸۴ ميں بصره بغداد سے عاهده کيا گيا - القطيف اور الحسا پر ترکوں کا قبضه سنه ۱۸۷۱ ميں هوا - الحسا آجکل ولايت بصره کا ايک حصه سمجها جاتا هے - اور هف هف ميں نجد کا متصرف پاشا رهتا هے - جزيره نماي القطر ميں ترکي فوج کا قلعه هے' بحرين اور کويت کے شيخ ترکي کے باجگذار هيں -

انگريزي اثر

فرمان روائے عمان کو انگريزوں سے وظيفه ملتا هے - عدن برٹش مقبوضات ميں ايک اهم جزيره هے - يه يمن - بحيرۂ قلزم اور تمام مغربي عرب کا راسته هے' پهلے پهل سنه ۱۶۰۹ ميں کپتان شاور کے ايسٹ انڈيا کمپني کا جهاز ليکر عدن گيا تها وهاں اُسے قيد کرکے فديه لے کر رها کيا گيا - اس جهاز کے دو انگريزوں نے روپيه دينے سے انکار کيا - اُنکو صنعاء ميں پاشا کے پاس بهيجديا گيا - سنه ۱۶۱۰ ع ميں ايک اور انگريزي جهاز سے دغا کي گئي - سنه ۱۸۲۰ ع ميں بحريۂ هند (انڈين نيوي) کے کپتان هنس عدن گئے - سنه ۱۸۲۹ ع ميں کورٹ اف ڈائرکٹرز نے عدن کو کوئله کا اسٹيشن بنانا چاها - مگر پهر اس خيال سے باز رهے - ليکن ساحل عدن ميں جب ايک جهاز کے ٹوٹ جانے پر بدوؤں نے مسافروں اور ملاحوں پر دست درازي کي تو گورنمنٹ بمبئي نے عدن پر سنه ۱۸۳۸ ميں ايک مهم بهيجي - اور لکها که عدن همارے حوالے کر ديا جاے - سنه ۱۸۳۹ ميں تين سو يورپين اور چار سو هندوستاني فوجوں نے جهاز والگا سے گوله باري کي اور اسکو مسخر کرليا - عربوں نے براه خشکي چار مرتبه عدن لينےکي کوشش کي ' مگر هر مرتبه نقصان کے ساتهه ناکامياب رهے - اسکي بائريان ' دمدمے سڑکيں - قلعے بهت مستحکم هيں - هر سال حفاظت کے ليے نئي تعميرات کي جاتي هيں - اور پراني کو مضبوط کيا جاتا هے - يه مقام جو تجارت کا ايک بڑا مرکز اور دنيا ميں اول درجے کا کوئے کا اسٹيشن هے احاطۂ بمبئي کے زير حفاظت هے - ايک ريزيڈنٹ اور دو اسسٹنٹوں کے هات ميں عدن انتظام هے' نهر سويس کے اجرا سے تجارت بڑهتي جاتي هے - عدن اپنے نواح کي چهوٹي چهوٹي عربي رياستوں کے استحکام کا بهي ذمه دار هے - جزائر سقوطره اور جزائر کوريا موريا بهي عدن سے ملحق کر دیے گئے - اور افريقه کا ساحل سومال بهي - سقوطره کا رقبه ۱۳۸۲ ميل مربع سے زائد هے - اور آبادي دس هزار کے قريب - سنه ۱۸۸۶ ميں سلطان سقوطره سے اسکي حفاظت کا عهد نامه هوا - کوريا موريا کے پانچ جزيرے سلطان مسقط نے بحيرۂ قلزم کا سلسلۂ تار قائم رکهنے کے ليے انگريزوں کو دیے تهے جو بهت زرخيز هيں - حديده کے شمال بحيرۂ قلزم ميں طولاً ۱۵ - ميل اور عرضاً ۵ - ميل جزيرۂ قمران (کامران) واقع هے - يه بهي مقبوضات انگريزي ميں خيال کيا جاتا هے - يهاں حجاج کو قرنطينه ميں رهنا پڑتا هے - جزائر بحرين پر بهي انگريزوں کا اثر هے - موجوده سردار شيخ عيسی کو سنه ۱۸۶ ميں انگريزوں هي نے تخت نشيں کيا - اور اپني حفاظت ميں ليا - سنه - ۱۸۷ ميں اسکو با قاعده حکمراں بناکر دوسرے مدعيوں کو هندوستان ميں جلاے وطن کرديا - بر شهر کا انگريزي ريزيڈنٹ ان جزائر کي نگراني کرتا هے - تاهم يه سلطان کے مقبوضات سمجهے جاتے هيں -

بحيرۂ قلزم کے سرے پر جزيره پيرم سنه ۱۷۹۹ ع ميں ايسٹ انڈيا کمپني کے قبضه ميں آيا - اور بمبئي سے وهاں فوج بهيجي گئي - مگر چند هي روز ميں واپس بلالي گئي - سنه ۱۸۵۷ ميں پورا پورا انگريزي دخل هوگيا - سنه ۱۸۶۱ ميں لائٹ هارس کي تکميل هوئي' اور قلعه ميں مستقل فوج متعين کي گئي - مصر کے عربي مقبوضات پر بهي انگريزي حفاظت رهتي هے - جزيرۂ نماے سينا - اور بحيرۂ قلزم کا ساحلي علاقه نهر سويس کے گورنر جنرل کے زير حفاظت هے - خليج فارس اور بحيرۂ روم کو ملانے کے ليے فرات سے بصره تک اور پورٹ سعيد سے مشرق هوکر بصره تک ريلوے بنانے کي تجويزيں هيں - مجوز انگريزي و مصري حکومت هے - انگلستان سنه ۱۸۷۲ سے بري راستے سے ريل بنانا چاهتا هے مگر ابهي عملي صورت ميں نهيں لاسکا -

بسفورس کے ایشیائي ساحل سے انقرہ (انگورہ) کو جو ریل آئي ہے وہ جرمن کے ایک سنڈیکیٹ کے زیر اهتمام ہے - اس لائن کے بغداد تک وسیع ہو جانے کي تجویز ہے - عرب میں انگلستان کے دو حاکم رہتے ہیں - ایک بوشہر کا برٹش رزیڈنٹ جو قونصل جنرل کے نام سے مشہور ہے - دوسرا عدن میں اسی نام سے رہتا ہے - بوشہر کے رزیڈنٹ کي نسبت لارڈ کرزن نے لکھا ہے کہ " اسکو اگر خلیج فارس کا بادشاہ بے تاج کہا جاے تو درست ہے - اس کے ماتحت ایک دو مسلح جہاز رہتے ہیں - ایرانی اور عرب اپنے جھگڑوں میں اسکو سرپنچ بناتے ہیں - ایک جہاز خاص اسکي ضرورت کے لیے رہتا ہے " اس شاہي اثر کا قائم کرنیوالا کرنیل راس اور اسکا پیشرو سر لولس پیلي تھا - بحرین کے سرداروں سے بحري امن کے قیام اور دول غیر کي مزاحمت اور انسداد غلامي کے لیے عہد نامے ہو چکے ہیں - القطر کے جنگجو عربوں سے بھی عہد نامے کیے گئے - سنہ ۱۸۵۳ میں دیگر قبائل - اس شرط پر دائمي عہد نامہ ہوا تھا کہ بحري لوائي نہ کیجاے - ہم جھگڑے برٹش رزیڈنٹ سے فیصل کرائے جاتے ہیں - اسکے علاوہ ایک خاص عہد نامے کے رو سے شیخ بحرین نے اس مجمع الجزایر کو انگریزي حفاظت میں دیدیا ہے - سواحل العسا و القطر کے عرب قبائل ترکي حکومت کے مطیع ہیں - مگر انگریز اُن کے منازعات میں بھي دخل دیتے ہیں - القطیف سے بصرہ تک ترکي علاقہ پایا جاتا ہے ملک گیري کي ہوس عرب کو اپنے ماتحت بنانے کي بیحد خواہشمند ہے - اور جبکہ ترکي سلطنت میں ضعف کے آثار پائے جاتے ہیں تو یہ تخیّل بالکل بجا ہے کہ مصر کي طرح بصرہ و بغداد میں بھی ہماري قوت زور پکڑے گي - اور مقدس سرزمین کے ہم وارث ہونگے - ان مدبروں نے کاغذي لڑائي شروع کر دي ہے - بري و بحري عساکر سے امداد کا وعدہ لیا ہے - امیر البحر نے خلیج فارس میں بحري قوت مستحکم کي ہے - پولیٹکل افسروں کے استئناف و سلسلۂ تلگراف کي توسیع ہونے کو ہے - کویت کا جزیرہ ترکي سلطنت کے ماتحت ریاست ہے مگر مجراے سیاست جو چاہے انقلاب پیدا کر دے - ترکوں کا فرض ہے کہ اس سیاسي کشمکش کو جہانتک انکو فرصت اجازت دے دور کرنے پر جلد متوجہ ہوں - اور اپنے حقوق ہي کي نہیں بلکہ دراصل اسلام کي حفاظت کریں - مغصوبہ ممالک کو اگر واپس لینے کي طاقت نہیں رکھتے تو کم سے کم اپنے بچي ہوئي املاک کو تو بچائیں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو منتظر رہیں کہ :

" قومے از غیب بروں آید و کارے بکند "

اما الاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پین کي مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے -

چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ' ڈیمائي فولیو سائز کي - اِس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۳)

ان اللہ اشتري من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنہ

از بذریعہ جناب ضامن علي صاحب گرداور و بہ سعي مبلغان مسلم کلب

اودے پور مبلغ ۳ - ۰ - ۲۳ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائي

(بتفصیل ذیل)

	پائي	آنہ	روپیہ
نبي بخش صاحب	۰	۱۳	۰
شیر خاں صاحب	۰	۱۰	۱
جماعت کفش دوزاں	۰	۴	۱۶
کریم بخش صاحب	۰	۱۰	۱
قاسم صاحب	۲	۶	۰
رحیم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
مسماۃ رحیم بخش صاحب	۰	۰	۵
اسحاق صاحب	۰	۱۳	۰
قادر بخش صاحب	۰	۱۳	۰
اللہ رکھا جي اوستا	۰	۱۳	۰
نتھي خاں عرف ناھتو	۰	۱۳	۰
فتو جي	۰	۱۰	۰
احمد بخش صاحب	۰	۱۳	۰
عبدالستار صاحب	۹	۰	۴
جماعت کھارلوئي	۹	۹	۶
قلم محمد و ابراہیم - فخرالدین صاحبان	۶	۱۳	۱۲

علاوہ ازیں ایک اسٹري طلائي بھي عنایت کي ہے - جو فروخت ہوکر رقم مذکورہ قیمت دوسرے مدّ آرڈر کے ہمراہ روانہ کیجاریگي

امام خاں صاحب	۹	۱۳	۰
صفدر خاں	۱۰	۱۰	۹
پیش خاب خاں	۰	۱۰	۱
خواجو صاحب	۹	۱۰	۱
رمضان خاں صاحب	۰	۱۰	۱
محراب صاحب	۰	۱۰	۱
خاں لنڈ پوش صاحب	۰	۰	۱
مدرسي محب اللہ خانصاحب	۰	۰	۱
حاجي دندھي سلطان محمد صاحب	۰	۳	۱۶
مدرسي امیر محمد صاحب	۰	۱۳	۰
دوعدار نظام محمد صاحب	۰	۷	۲
شمس الدین صاحب	۰	۶	۲
رتن لال صاحب	۰	۱۳	۰
پیر بخش صاحب	۰	۶	۰
صوبہ دار بلوچ خاں صاحب	۰	۱۳	۰
امین اسماعیل صاحب	۰	۱۳	۰
رحیم بخش صاحب	۰	۱۱	۲
ایک خاتون	۰	۱۳	۰
صفدر امیر خانصاحب	۰	۰	۸
بانٹ فاطمہ سید صاحب	۰	۰	۴
بانٹ فاطمہ مدرسہ	۰	۷	۹
آزمان بردار و دوعدار حوالدار	۰	۳	۳
اللہ دیا صاحب	۰	۳	۱۶
میاں لعل شاہ صاحب	۰	۰	۵
سلیمان صاحب	۰	۰	۵
داؤد جي سنگ تراش	۰	۰	۵
حسن بخش جي سنگ تراش	۰	۰	۴
عظیم جي سنگ تراش	۰	۰	۱
رحمن بخش جي رانچي	۰	۰	۱
اللہ رکھا جي چوڑیگر	۰	۰	۳
فضل الدین جي سنگ تراش	۰	۰	۳
فخرالدین جي سنگ تراش	۰	۰	۲
تفاجي فقیر	۰	۰	۱
امیر خاں جي	۰	۰	۱
امام بخش جي	۰	۰	۱
عوض خاں جي	۰	۰	۱
زمان خانجي حوالدار	۰	۰	۱

	پائي	آنه	روپيه
ر زبر علي جي سنگ تراش	•	•	١
سليمان جي سنگ تراش	•	•	٢
بچو جي سنگ تراش	•	•	١
پيور جي سنگ تراش	•	•	١
سندي گهاسي جي	•	٨	•
ميران بخش جي سنگ تراش	•	١٤	١
پيرو جي صاحب	•	١٣	•
علي جي صاحب	•	٣	•
تانگے والي شهزادے پور	•	١٥	٦
محمد حسين خان صاحب	•	•	٥
دفعدار فضل الهي جي	•	•	١
سوار گهاسي خانجي	•	٨	•
سوار حكيم علي جي	•	٨	•
سوار شير محمد جي	•	٨	•
نشان بردار سردار خانجي	•	•	١
گل محمد جي	•	٨	•
عنايت خان سپاهي	•	٨	•
غلام حسين جي سپاهي	•	٨	•
خدا بخش جي سپاهي	•	•	١
زردار خانجي سپاهي	•	٨	•
خواجو خان جي سپاهي	•	٨	•
الياز خان جي سپاهي	•	٨	•
كالو جي سپاهي	•	٢	٢
سليمان جي سپاهي	•	•	١
نور خان جي سپاهي	•	٨	•
دلو جي سقه	•	٨	•
منير خان جي سپاهي	•	٨	•
چهتر خان جي سيواي	•	٤	•
كچرو جي چرڑي ساز	•	٨	٢
دهن جي چرڑي ساز	•	٤	•
تاهتو جي چرڑي ساز	•	•	١
حافظ محمد اسماعيل صاحب	•	•	١
فقير روشن شاه جي	•	•	•
فقير چمن شاه	•	٢	•
پير محمد جي	•	٨	•
كيسر چرڑي ساز			
گلاب صاحب	•	٤	•
بهشتي منا جي	•	٨	•
محمد صديق صاحب	•	٨	•
لال محمد صاحب	•	٣	•
حوالدار غلام رسول صاحب	•	•	١
جمعدار اكبر محمد صاحب	•	١٢	•
مباري صاحب	•	٦	•
اوستا خراج بخش صاحب	•	٢	١٧
ابراهيم صاحب	•	•	٤
عبدالرحمن صاحب	•	•	٨
الله بيلي صاحب	•	١٣	•
منشي الهي بخش صاحب	٩	١٠	١
جمعدار شاه نور خانصاحب	•	١٣	•
امير صاحب	•	١٣	•
قمرالدين صاحب	•	١٣	•
ولي محمد صاحب	•	•	١
وزير خانصاحب	•	•	١
محراب خانصاحب	•	١٣	•
منشي كرم الدين صاحب	•	•	•
ميان علي محمد صاحب	•	•	•
سيد مراد علي صاحب	•	١٣	•
ضامن علي صاحب	•	١٠	١
كريم بخش صاحب	•	١٣	•
حسن بخش صاحب	•	١٣	•
حكيم اكبر محمد صاحب	•	•	•
حكيم مشتاق احمد صاحب	•	١٣	•
ملا رحمن بخش صاحب	•	١٣	•
وزير خان صاحب	•	١٣	•
الله بخش صاحب	•	•	•

	پائي	آنه	روپيه
كريم بخش صاحب	•	١٣	•
ما لو شاه صاحب	•	١٥	١
پير بخش صاحب	•	١٣	١
نور بخش صاحب	•	•	٢
مسماة سكينه بائي	•	٣	•
بائي سكينه بائي	•	•	٦
زوجه بيا جي صاحب	•	١٣	•
مولوي عبداللطيف صاحب	•	١٣	•
كريم بخش صاحب	•	١٣	٦
كهيرو صاحب	٩	٦	•
فتح محمد صاحب	•	١٣	•
شفيع محمد صاحب	•	٦	٦
قطب الدين صاحب	•	١٣	•
فتح محمد صاحب	•	•	٣
اميرالدين صاحب	•	٦	٦
مسماة كالي مائي	•	١٣	•
حوالدار شيخ ميدو صاحب	•	١٣	•
منشي ابراهيم خانصاحب	•	١٣	•
نور محمد صاحب	•	١٣	•
ابراهيم صاحب	•	•	٢
بهاوج گهيرو جي سردار	•	٦	•
پاندو صاحب			
كالو صاحب	٣	٣	•
چاند محمد جي اوستا	•	١٠	١
مسماة سالو بائي	•	٦	•
علاءالدين صاحب	•	١٣	•
اسماعيل صاحب	•	•	١
نتها جي بهسني	•	•	١
الهي بخش صاحب	٦	٦	•
نرام بخش جي اوستا	٣	٢	•
كمال صاحب	•	•	١
ميجر سيد شاه خانصاحب	٣	٣	•
خانسامه صاحب	•	•	٢
محمد يوسف صاحب	•	٨	•
اوستا جلال بخش صاحب	٣	٣	•
اوستا چاند محمد صاحب	•	٨	•
اوستا علي محمد صاحب	٦	٩	•
اوستا چاند محمد صاحب	٦	١	•
والده سبحان بخش صاحب	٦	١	•
والده نتي جي اوستا	•	١	•
زوجه قاسم جي اوستا	•	٦	•
زوجه اله بخش اوستا	•	٩	•
همشيره غوث محمد صاحب اوستا	•	١	•
زوجه نور محمد صاحب			
گل محمد جي	٦	١	•
شيخ نبي بخش جي	٣	٣	•
قادر بخش جي	•	١٣	•
كالو جي	٣	٣	•
گهاسي جي	٣	٣	•
كريم خانصاحب	•	٨	•
الله رکها جي	•	•	٩
رحيم بخش جي نوكر	•	٦	•
سبحان بخش جي نوكر	•	٦	•
قاسم جي اوستا	٩	٦	•
حوا - رحمن ميره فروش	•	١٣	•
مولانا صاحب خانصاحب	•	•	١
وزير خان صاحب كلده عيوار	•	•	٢٠

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PUBG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
۱۷ کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | تاریخ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۲۳
Calcutta : Wednesday, June 11, 1918.

ساڑھے گیارہ آنہ

قیمت فی پرچہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
سید ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

تلغراف ایڈریس
"الہلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

A L - H I L A L'

Proprietor & Chief Editor :

Abul-Kalam Azad.

7-1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۳ | جلد ۲ | جمعہ چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, June 11, 1913.

فہرست

شذرات
مسجد مچھلی بازار کانپور ۱
فہرست زر اعانۂ ہلال احمر ۴
فلسفۂ نظریہ ۴
فرانس میں استعمال افیون ۴
مقالۂ افتتاحیہ
مسئلۂ سود ۵
مدارۂ علمیہ
اخلاق و آداب میں مرور زمانہ کا اثر ۱۰
وثائق و حقائق
نتائج و عبر ۱۳
کارزار طرابلس
مدنیۃ اطالیا ۱۴
ادبیات
مذہب یا سیاست ۱۶
مغرب اقصیٰ
معرکۂ سینغل ۱۷
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین ۲
فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر ۱۹

تصاویر

شائیلاک اور اسکے مقروض کا وکیل ۶
طرابلس میں ایک جرمن پادری کو اطالیوں نے گرفتار کر لیا ۵
طرابلس کے مظلوم و فقیر الحال لوگ جنکو حراست میں رکھا ہے
فاس مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار ۱۸

شذرات

مسجد "مچھلی بازار" کانپور

کانپور کی مسجد کے انہدام کا مسئلہ اخبارات تک پہنچ چکا ہے - واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے :

کان پور میں ایک نئی سڑک نکل رہی ہے ' جس کا نام اے - بی روڈ ہے - یہ سڑک کلس بازار اور مچھلی بازار سے ہوتی ہوئی مرل گنج جائیگی - کلس بازار میں ایک مندر سڑک کے وسط میں پڑتا تھا - میونسپالٹی نے اسکے متولی سے مندر کے ایسے کی بابت گفتگو کی ' چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ منہدم کردیا گیا -

مچھلی بازار میں بھی ایک مندر بعینہ اسیطرح حائل تعمیر شاہراہ تھا ' اسپر بھی میونسپالٹی نے قبضہ کرنا چاہا مگر اسکے متولی نے صاف انکار کردیا ' اور شہر میں یہ خبر گرم ہوگئی کہ اگر مندر مسمار کیا گیا تو میونسپالٹی کے معماروں کا تیشہ پہلے سروں پر پڑیگا ' اسکے بعد مندر کی دیواروں کی نوبت آئیگی ! پس ایسی حالت میں ضرور تھا کہ اس مندر کی قسمت کا فیصلہ اسکے پیشروں کی طرح نہوتا -

زمانۂ قدیم کے برخلاف موجودہ زمانے کی سیاست کے فیصلے خریدے جاسکتے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی قیمت نہایت گراں ہوتی ہے -

جن ہاتھوں میں اسقدر قیمت دینے کی ہمت ہوتی ہے ' وہ اسکے فیصلے خرید لیتے ہیں ' پر جو تہی دست ہیں ' انکو محرومی کی شکایت زیبا نہیں -

غالباً پہلے مندر کی طرح اس مندر کیلیے بھی بالا ترین مقامات حکومت سے فیصلہ ہو چکا تھا ' مگر ان حالات کے بعد منسوخ ہوگیا -

یہ واقعہ ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کے عہد حکومت کا ایک امید افزا اور سبق آموز واقعہ تھا - ہم نے سنا ہے کہ مژدہ تنسیخ سے ہندؤں کو جسقدر مسرت ہوئی' اتنی ہی مسلمانوں کو بھی ہوئی - اولاً تو اسلیے کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ' کانپور کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں' ثانیاً اسلیے بھی کہ دنیا کے قانون حیات اجسام اور حکومتوں کے اصول کار کا ایک تازہ ترین تجربہ ہوگیا تھا ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ اگر مسلمان بھی اپنے شعائر دینیہ اور ناموس ملت کی حفاظت کے لیے استقامت و پامردی کے ساتھہ کوشش کرینگے ' اور اسکی مطلوبہ قیمت دینے کے لیے تیار رہینگے تو ضرور انکی خواہشوں کا بھی لحاظ رکھا جائیگا -

اس واقعہ کے چند دنوں بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اس مندر کے مغرب و جنوب میں چند گز کے فاصلے پر جو ایک مشہور و آباد مسجد واقع ہے' اسکا بھی ایک حصہ صرف اسلیے لے لیا جائیگا کہ مجوزہ سڑک کی کجی نکل جائے -

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں صوبہ کے ہر دلعزیز لفٹنٹ گورنر دورہ فرماتے ہوئے کان پور تشریف لائے -

بورڈ کے بعض مسلمان ممبروں نے ہز انر سے مسئلۂ مسجد کے متعلق گفتگو کی - جہاں تک ہم کو علم ہے' ہم یہ لکھنے کیلیے وجوہ پاتے ہیں کہ ہز انر نے حسب عادت اسپر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کی مذہبی عمارات کا احترام ہر حال میں ملحوظ رہیگا -

اس سے زیادہ کسی وعدے کیلیے صاف اور صریح الفاظ نہیں ہو سکتے ' جو کہے گئے تھے کہ " ہندو مسلمانوں کے معابد میں کسی طرح بھی دست اندازی نہیں کیجائیگی "

صوبے کے سب سے بڑے حاکم کے اطمینان دلانے کے بعد پبلک کو ضرور مطمئن ہونا ہی چاہیے - پھر ایک وعدہ کی حیثیت سے دیکھیے تو اسکا اخلاقی احترام نا گزیر ہے - پس مسلمانان کانپور بالکل مطمئن اور فارغ البال ہوکر بیٹھہ گئے - جو قوم آج تمام مساجد عالم کی طرف سے بے پروا اور فارغ البال ہو' جسکو ان تمام مساجد سے اعظم و اقدس ' اس عبادت گاہ الہی اور اولین مسجد اسلام کی طرف سے بھی کوئی بے اطمینانی اور تشویش فکر نہو' جسکا وجود اسکی ہستی ملی و دینی کا حقیقی سرچشمۂ حیات ہے ' وہ اگر ایک ملک کے ایک شہر ' اور ایک شہر کی بھی ایک مسجد کی فکر سے فارغ و آسودہ خاطر ہو بیٹھے ' تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے ؟

مسلمانوں کی غفلت تو ضرور قابل تعریف ہے کہ دنیا کی کوئی فکر بھی اسمیں خلل انداز نہیں ہو سکتی ' لیکن قدرت کی اس ضد کی بھی داد دینی چاہیے کہ اسنے بھی انکے ہر اطمینان کو اضطراب سے بدلدینے کا پورا تہیہ کر لیا ہے - ہمارے ہر اطمینان کی طرح اس اطمینان کی عمر بھی زیادہ نہ نکلی - تھوڑی ہی مدت کے بعد امپرومینٹ ٹرسٹ کمیٹی نے اس صاف و صریح وعدے کے باوجود ' یہ رزلیوشن پاس کر دیا :

" مسجد کا مشرقی حصہ لے لیا جاے اور اسکے عوض میں مسلمانوں کو مسجد کے مغربی حصے میں زمین کا ایک ٹکڑا دیدیا جاے "

کمیٹی کا یہ رزولیوشن جب بورڈ کے جلسے میں تصدیق (کنفرمیشن) کے لیے پیش کیا گیا ' تو مسلمان ممبروں نے اسکی مخالفت کی' اور بالآخر اس جلسے میں اس رزولیوشن کی تصدیق ملتوی کر دینی پڑی -

قاعدہ ہے کہ اہم اراضی متنازعہ فیہ کے معائنہ کے لیے مجسٹریٹ ضلع خود آتا ہے - چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کانپور مسجد کے معائنے کیلیے بہ نفس نفیس تشریف لاے اور " بوٹ پہنے ہوے " مسجد کے اندر تشریف لے گئے - معززین شہر اور مقربان بارگاہ میں سے اکثر اصحاب انکے پیچھے پیچھے دست بستہ موجود ہونگے ' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ کوئی " مسلمان " بھی انکے ساتھہ تھا یا نہیں ؟

اس معائنہ کے بعد شہر کے سر بر آوردہ مسلمانوں کا وفد کلکٹر ضلع کے در دولت پر حاضر ہوا ' اور " اپنی چہل سالہ مسلمہ قومی پالیسی " کے اصول پر بصد عجز و نیاز و الحاح و زاری التجا کی کہ اپنے فرمان واجب الاذعان پر نظر ثانی فرمائی جاے ' لیکن ارشاد ہوا کہ قضاء مبرم کے فیصلے میں ترمیم ممکن نہیں !

بورڈ کا جب دوسرا جلسہ ہوا تو اسمیں ایک مسلمان ممبر نے اسکی نسبت تجویز پیش کی ' مگر نا منظور کر دی گئی -

اس معاملے کی سرگذشت میں سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں مسلمانوں کی اعانت کیلیے بورڈ کے انصاف پسند ہندو ممبر بھی مستعد تھے ' اور اس سے کانپور کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت تعجب انگیز مسرت ہوتی ہے -

بورڈ کے تیسرے جلسے میں ہندو اور مسلمان ممبروں نے متفقہ طور پر ایک آور رزولیشن پیش کیا ' جس کا مقصد یہ تھا کہ " مسجد کا کوئی جزو کسی حالت میں بھی نہ لیا جائے' اور اگر بالفرض بورڈ کے کسی ایکٹ کی رو سے ایسا کرنا جائز بھی ہو' تو وہ ایکٹ منسوخ کر دیا جائے " لیکن بورڈ کے تمام انگریز ممبروں نے قاطبۃً اس تجویز سے اختلاف کیا ' اور خود چیرمین صاحب نے انکا پوری قوت سے ساتھہ دیا -

تعداد میں ہندو مسلمانوں کی متحدہ تعداد زیادہ تھی - قاعدہ سے اس کو پاس ہو جانا چاہیے تھا ' مگر پاس ہونا یا نہونا صرف تعداد کی اقلیت و اکثریت ہی پر موقوف نہیں ہے ' اور صرف تعداد کے دیوتا کی پوجا جو آج ہندو مسلمان اپنے تعلقات کے مسائل میں کر رہے ہیں ' انہیں کون سمجھاے کہ یہی انکی سب سے بڑی گمراہی ہے - اصل شے قوت ہے ' اور ایک قوی وجود بھی ہو' تو وہ ہزارہا انسانوں پر غالب ہوتا ہے - جب یہاں ایک اور ہزاروں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو پھر اس مقابلے کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ' جس میں ہندو مسلمان ممبروں کے مقابلے میں ایک سے بہت زیادہ افراد حکومت کی صدائیں کار فرما تھیں' اور اگر یہ بھی نہ ہوتا ' جب بھی صرف چیرمین صاحب بہادر کی ایک نگاہ گرم ہی کیا کم تھی ؟

بہر حال رزولیوشن منظور نہوا ' البتہ ہندو مسلمان ممبروں کے اتحاد اور یک راے ہو جانے کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ اس رزولیوشن کی جگہ ایک دوسرا رزولیوشن اس مضمون کا قرار دیا گیا کہ بورڈ ہز انر سے سفارش کرے کہ مسجد کا وہ حصہ منہدم نہ کیا جاے

اسکے بعد بعض حضرات کے مشورے سے یہ طے پایا کہ ہز آنر کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا جاے - چنانچہ ایک میموریل تیار کیا گیا ' جس پر عمائد ' رؤسا ' علماء اور اعیان شہر میں سے ۱۲ - ہزار آدمیوں کے دستخط تھے - علماء شہر کا ایک فتوی بھی اسکے ساتھہ منسلک کیا گیا تھا -

" چہل سالہ مسلمہ قومی طرز تحریر " کے مطابق یہ میموریل کمال عجز و تذلل کے " اظہارات اسلامیہ " سے لبریز تھا ' اسکا آغاز

اور اتمام ' درنوں دعا پر تھا ' اور اسکا لفظ لفظ الحاح و منت ' خشوع و خضوع ' ارادات و عقیدت ' و تضرع و ابتہال تعبدانہ میں ڈوبا تھا !!

تا ہم جو واقعات اخبارات میں شائع ہوے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہز آنر بالقابہ نے مقامی حکام سے مشورہ کے بعد میموریل مسترد کردیا :

برہمن صی شد م گر اینقدر زنار می بستم !!

کانپور کی خصوصیت نہیں - ہر جگہ اس طرح کے کاموں کو عوام انجام دے نہیں سکتے ' اور بد قسمتی سے خواص نے ' جو آج اسلام کے جزو کل کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے خواہشمند ہیں ' صرف دعاؤں کے اٹھے ہوے ہاتھوں ' اور زمین پر رو بسجود سروں کے رکھنے ہی کی مشق کی ہے - حالانکہ اسطرح عالم کی ادنے ترین موجودات یعنے جمادات تک کا مقابلہ ممکن نہیں ' چہ جائیکہ ذی روح اور دارائے قوت انسان کا ' جو صرف قوت ہی کا قائل ' اور صرف زر رہی کا بندہ ہے !

یہ سچ ہے کہ حریفانہ طلب حق کی جگہ عجز و تذلل کے ساتھہ التماس معروضات ' زیادہ آسان اور آرام دہ طریقہ ہے ' اور بہتر تھا کہ ہمیں اسی کا عادی رکھا جاتا ' لیکن کیا کیجیے کہ حالات و تجارت اور صد مشاہدات و نتائج اسکے برعکس ہیں ' اور اگر اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت پر قانع نہ رہیں ' تو اسمیں ہمارا قصور نہیں -

اسی کانپور میں ' اسی معاملے سے متصل ' اور اسی مسئلہ کے مماثل ' دو مندروں کا واقعہ موجود ہے - پہلا منہدم ' مگر دوسرا اپنے وجود حی و قائم کے اندر ایک صداے تنبہ ' اور ایک اعلان بصیرت ہے - پھر کیا وہ اس قانون حیات کی شہادت نہیں دے رہا کہ " ہر شے کی زندگی صرف اسکی قوت کے اظہار میں ہے ' نہ کہ تذلل اور عجز انکسار میں " ؟

یہ تو تازہ واقعات ہیں ' گذشتہ واقعات کو بھی اگر سامنے لایا جاے تو اسی کانپور میں نظائر کی کمی نہیں ' مولگنج کے چوراہے پر بھی ایک مسجد واقع ہے - جب ہالسی روڈ نکل رہی تھی تو بعینہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا ' یعنی مسجد کا ایک حصہ لیے بغیر سڑک صاف نہیں ہوسکتی تھی - اسوقت کالکٹر ضلع ہالسی صاحب تھے - مسلمانوں کا ایک وفد انکے پاس گیا اور اسوقت کے مسلمان شاید اسوقت کے سے مسلمان نہ تھے - اس مسئلے کی بابت گفتگو کی - صاحب موصوف نے شعائر اسلامیہ پر دست درازی مناسب نہ سمجھی ' مسجد کی ایک انچ زمین بھی نہ لی ' اور سڑک کو ویسا ہی رہنے دیا - چنانچہ آج تک یہ مسجد ۴ - فیٹ سڑک پر نکلی ہوئی ہے ' اور میں خود اسے دیکھہ چکا ہوں -

وہی حاکم ہے اور وہی قانون - پھر یہ کیا ہے کہ جس عمارت پر آج سے پہلے دست درازی جائز نہیں رکھی گئی تھی ' اس پر آج با ایں ہمہ گریہ و زاری ' تضرع و فغاں سنجی ' اظہار وفا کیشی و دعا گوئی ' بے نیازانہ دست درازی کیجا رہی ہے ؟ یہ زمانہ قوت پرستی کا ہے - اسمیں فغان سنجی بے سود ' اور اشکباری بیکار سمجھی جاتی ہے - جس قوم کا مبلغ جد و جہد یہیں تک ہو ' اسکو کوئی زندہ تسلیم نہیں کرتا - مردوں کو تو ٹھکراتے ہیں ' مگر زندہ انسان کی تعظیم کیلے استقبال کیا جاتا ہے !

بہرحال یہ تو اس مسئلے کی پچھلے سر گذشت تھی - میموریل بھیجنے والوں اور رزولیوشن پاس کرنے والوں کو جو کچھہ کرنا تھا کرلیا ' اور جو کچھہ اسکے نتائج تھے ' سامنے ہیں ' لیکن اب سوال یہ نہیں ہے کہ کل تک کیا ہوا ؟ بلکہ غور اسپر کرنا ہے کہ کل کیا ہوگا ؟

عہد و مواعید ' امید و توقع ' سعی و سفارش ' آہ و زاری ' عرض تمنا ' اور امروز و فردا ' تابکے ؟ اور غفلت و اہمال تا کجا ؟ کچھہ عجب نہیں کہ عمائدین کانپور کو اپنی دعا ہاے اقبال دولت ' اور گدایانہ التماسات و معروضات سے فرصت نہ ملے ' اور اسلام کی ناموس و عزت کا جو کچھہ فیصلہ ہونے والا ہے ہوجاے - ہمارا تخاطب اسوقت عمائدین کانپور سے نہیں بلکہ وہاں کی عام پبلک سے ہے - ہم کو تازہ ترین حالات معلوم نہیں ' لیکن آخری اطلاعات تک حالات بدستور تھے - اگر انہیں اپنی مسجد کا بھی وہی حال دیکھنا منظور نہیں ' جو حال میں انکے سامنے ایک مندر کا ہوچکا ہے ' تو خدا را آنے والے وقت کو محسوس کریں ' اور اپنی اور اپنی مسجد مقدس کی عزت کی حفاظت کو ارباب دولت و جاہ و رسوخ کے ہاتھوں میں بالکل چھوڑ دینے کی جگہ ' خود اپنے ہاتھوں میں لیں - کچھہ ضرور نہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کی جاے - پورے امن ' اور پورے سکون کے ساتھہ ہم اپنے ہر حق کیلیے اپنے جذبات اور انکی قوت کا اظہار کرسکتے ہیں - عام باشندگان شہر کو فوراً عید گاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا چاہیے - شہر کے علماء اور بزرگان دینی کا فرض اصلی ہے کہ اس معاملے کو غیر متزلزل قوت اور محکم ثبات کے ساتھہ اپنے ہاتھہ میں لیں ' اور تمام مسلمانان شہر کو اس جلسے میں حکماً جمع کریں - اس دن شہر کی دکانیں بند ہونی چاہییں ' اور ہر کاروباری مسلمان کو اپنے خداے قدوس و ذوالجلال کی عبادت گاہ کی عزت کیلیے ایک دن وقف راہ الہی کردینا چاہیے - جلسہ پورے سکون اور وقار کے ساتھہ ہو ' مگر اسکی در و دیوار تک سے جوش ملی و جذبۂ اسلام پرستی کی گرمی کے شرارے نکلیں - اسمیں یہ صاف صاف ظاہر کردیا جاے کہ مسجد کی سوا ہمیں کچھہ معلوم نہیں کہ ہم مسلمان ہیں ' اور ہمارے جسموں سے زندہ گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ' کٹی ہوئی رگوں اور ٹپکتے ہوے خون کے ساتھہ کاٹ لیے جاسکتے ہیں ' مگر یہ محال قطعی ہے کہ مسجد کی زمین ' اسکی عمارت ' بلکہ اسکی چار دیواری کے اندر کے کسی جزو سے ' ایک انچ ' ایک انگل ' ایک جو برابر بھی کوئی ٹکڑہ الگ کیا جاسکے !!

تم اپنے اندر قوت پیدا کروگے تو قوت بھی تمہارا ساتھہ دیگی - خدا تعالی نے اپنے مخلص بندوں کی صرف اتنی ہی تعریف نہیں کی کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں (ان الذین قالوا ربنا اللہ) بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ " ثم استقاموا " پھر اسپر مظبوطی کے ساتھہ جم بھی گئے ہیں - پس استقامت اصل کار ' اور تمام کامیابیوں اور نصرت یابیوں کا سبب اصلی ہے -

مسجدوں کی جب کبھی بحث چھڑتی ہے تو یہ صرف چند عمارتوں کا سوال نہیں ہوتا ' بلکہ قومی عزت و ذلت ' اور دینی تذلیل و تعظیم کا - ایک نظیر اگر آج قائم ہوتی ہے ' تو کل کیلیے اسکے دامن میں ہزاروں واقعات پنہاں ہوتے ہیں - اس وقت مسجد کے وضو خانے کا سوال ہے - کس کو معلوم ہے کہ کل محراب و ممبر کا نہوگا ؟ اگر مسجدیں ڈھاکر سڑکیں نکالی جا سکتی ہیں ' تو پھر اقلیم ہند کے کسی شہر کی کسی مسجد کی زندگی بھی خطرے سے خالی نہیں -

اگر مسلمانان کانپور نے خود استقامت دکھلائی ' تو وہ مطمئن رہیں کہ تمام مسلمانان ہند انکے ساتھہ ہیں ' اور پھر ضرور ہے کہ ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی دانشمند گورنمنٹ بھی انکی نصاف طلبی کی صدا سے اغماض نہ کریگی - و للہ عاقبۃ الامور -

فرست زراعانۂ هلال احمر

زر اعانۂ دولۃ علیہ کي فہرست گذشتہ نمبر میں جہاں تک شائع ہوچکي ہے ' اسکا میزان مجموعي حسب ذیل ہے - ابھي بقیہ فہرست کي اشاعت باقي ہے ' اور سلسلہ برابر جاري رہیگا -

کل رقم مجموعي از ابتداء فہرست ۲۲٬۲٬۱۸ -

روانہ شدہ باسم هلال احمر ۹۳٬۱۱ -

فہرست نمبر(۱) کي مجموعي رقم ۳٬۸٬۱۱- تھي ' جو هلال احمر کے عام چندے میں حاصل کردي گئي - اسکے بعد ۳ - سو پاونڈ فہرست نمبر ۲ و۳ و۴ و۵ - سے روانہ کیے گئے - بس دونوں کي مجموعي رقم کا یہ میزان ہے -

باسم وزیر اعظم دولۃ علیہ بلا تخصیص هلال احمر ۵۰۰٬۱۱ -

بقیہ ..... ۲٬۴۰٬۷

جو فہرست اس نمبر سے شائع ہوگي ' اُسکی رقوم اسکے علاوہ ہیں -

ان رقوم کي فراہمي میں جن حضرات نے سعي فرمائي اور نیز جو حضرات آج بھي مصروف سعي ہیں ' بیجا ہوگا اگر الہلال انکا شکر گذار ہو ' کیونکہ انھوں نے جو کچھہ کیا ہے ' اسکي شکر گذاري کا حق کسي انسان کو نہیں - انکا اجر صرف اللہ کے یہاں ہے ' اور وہي بس کرتا ہے -

---

فلسفۂ فطریہ فلسفہ سے حکمت عملی اور حقائق اشیا سے آگاہی مراد ہے - فیلسوف یا فلاسفر کي اصطلاح ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوا کرتي ہے ' جو ہر ایک چیز کو نقد و اختبار کي نظر سے دیکھتے ہوں اور کسي شے کی نسبت سرسري حیثیت سے کوئي حکم نہ دیتے ہوں - یہ بات تو پراني تھي ' لیکن یورپ کي قوت اختراع نے اب ایک اور فلسفہ ایجاد کیا ہے ' جس کا مدعا یہ ہے کہ کسي چیز کی نسبت فیصلہ کرنے کے لیے حقیقت شناس نظر کی حاجت نہیں - اس فلسفہ کا نام فلسفہ فطریہ ہے ' اور اس کے علم بردا لندن کے فیلسوف پادري (ڈاکٹر هارٹن) ہیں - انھوں نے " کنٹمپریري یو " کی تازہ اشاعت میں ہندوستان کے آداب و اخلاق پر بحث کی ہے ' اور اس ذیل میں ہندوستان کے لیے استقلال اداري (سیلف گورنمنٹ) کے حقوق اس لیے تسلیم نہیں کیے ہیں کہ " محکمہ پولیس و ریلوے اور بیشتر سرکاري دفاتر کے ہندوستانی اہلکار ' جھوٹے ' رشوت خوار ' غماز ' بے اعتبار ہوا کرتے ہیں - یہ ملک ایسی سوسائٹی پیدا کرنے سے قاصر ہے ' جس کے ایوان وطنیت کے ستون صداقت و عزت نفس اور انصاف و رحم قرار دیے جاسکیں " اس الزام کو ایک حد تک مان لینا چاہیے اور ہر ایک سچے ہندوستانی کو اس کے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے ' لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ در برس ہوے ' مسٹر کیر هارڈي نے دیوان عام (هاؤس آف کامنس) میں فرقۂ عمال (لیبر پارٹی) کی اخلاقی کمزوریوں کا ذمہ دار گورنمنٹ کے طور عمل کو قرار دیا تھا ' اور مسٹر بونر لا کی تقریر بھی اس کی تائید میں تھی ' تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے تنزل آداب و زوال اخلاق کا کون ذمہ دار ہے ؟ اور یہ ذمہ داري کیونکر پوري ہو سکتي ہے ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' تو ہم مي دانی !

احسن المسالک کامل کا اردو ترجمہ کنز الدقائق - فقہ کي کتاب مستند - قیمت ایک روپیہ - پتہ : منیجر طبع فاروقي دہلي

فرانس میں استعمال افیون دماغی قوی میں غیر طبعی ولولہ و ہیجان پیدا کرنے کے لیے یورپ نے مختلف قسم کے پر تکلف مکیفات پسند کر رکھے ہیں ' لیکن یہ چیزیں سرور کے لیے کافی نہ تھیں - تکمیل سرخوشی کے لیے پیرس میں اب افیون کا استعمال بھی شروع ہو گیا ہے ' اور وہ بھی عیش پرست فرقہ ہی میں نہیں ' بلکہ جنگی بیڑہ کے افسروں اور ملاحوں میں - فرانسیسی اخبارات اس موضوع پر طویل الذیل مضامین شائع کر رہے ہیں کہ شراب کے استعمال نے سروں سے دستار تو پہلے ہی اچھال دي تھی ' اب افیون کی آمیزش سے دیکھیے سر بھی باقی رہتا ہے یا نہیں ؟ حال میں وزیر بحریہ نے فرنچ اخبار " ماتن " کو اطلاع دي ہے کہ اس کے استیصال کے لیے حکومت مناسب تدبیریں اختیار کرنے کی تحریک ملحوظ کر چکی ہے -

اس واقعہ کو ہندوستان کي حالت سے ملائیے کہ یہاں افیونیوں کا شمار کس قدر وسیع ہے ؟ مگر بجاے اس کے کہ سد باب کے لیے گورنمنٹ کوئي حکم نافذ کرتي ' پندرہ بیس برس پہلے لکھنؤ میں ایک آنریبل ممبر سے استعمال افیون کي تائید و تصویب میں تقریر کرائی گئي تھی ' اور اس سے بھی چالیس پچاس برس پہلے جب چین میں استیصال افیون کی پہلے پہل تحریک ہوئي تھي تو مولف تاریخ چین (جیمس کارکرن) کي تشریح کے مطابق برطانیۂ عظمی کو اُس سے جنگ کرني پڑي تھي کہ ترک افیون کي وجہ سے جب چین میں افیون کي کھپت نہ رہیگی تو ہندوستان کے مالیہ کو نقصان پہونچیگا ! !

پچھلے چند سالوں میں چین کي آہ و زاري سے مجبور ہو کر افیون کے مسئلے پر توجہ بھی کی گئی تو ایسے قیود و شرائط کے ساتھہ ' جنکی وجہ سے برطانیہ کا دست کرم ابھي ایک عرصے تک ہندوستان اور چین میں اس جام مسموم کي بخشش جاري رکھیگا ! !

نزدیکان دور و دوراں نزدیک ! ! پولنید کا ملک ' جسے عربي میں برلونیا کہتے ہیں ' ایک مدت سے جرمني ' آسٹریا اور روس کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے - جرمني سے جو حصہ متعلق ہے ' اُس کي مجلس حرب (جنگي کونسل) کے نائب الرئیس (وائس پریسیڈنٹ) موسیو سیداہ نے ریچستاگ (جرمن پارلیمنٹ) کي گذشتہ نشست (سشن) میں ترکي و پولینڈ کے تعلقات پر بحث کرتے ہوے تقریر میں اس پہلو پر زور دیا تھا :

" دولۃ عثمانیہ دوستانہ سلوک اور مہرباني کے برتاؤ کي مستحق ہے - براعظم یورپ میں یہي ایک ...طانہ ہے ' جس نے اُس زمانے میں پولینڈ کي حمایت کي ' جبکہ تمام یورپ اُس کا دشمن ہو رہا تھا ' اور خود مسیحي دنیا اُس کو پامال کرنے کي فکر میں تھی - پولینڈ تقسیم بھی ہوگیا اور یورپ نے اس انقسام کو تسلیم بھی کر لیا ' مگر ترکی نے اب تک اس کی تصدیق نہیں کی - ایسی شریف سلطنت کے دہدہ درد میں شریک نہونا احسان فراموشی ہے "

اس تقریر کا جرمن قوم پر تو کچھہ اثر نہوا ' مگر پول (اہل پولینڈ) نہایت متاثر ہیں اور ترکوں کے لیے بڑي فراخدلی سے ' چندہ فراہم کر رہے ہیں -

پولینڈ کی نصرانیت کو تو اسلام سے یہ ہمدردي ہے ' مگر ہندوستان میں اسلام بعض ایسی صورتوں کے اندر بھی موجود بتلایا جاتا ہے ' جو ترکوں کی اعانت کے جذبات کو مسلمانان ہند کی قوتوں کی بربادي بتلاتے ہیں ! !

الهلال

۱۰ رجب ۱۳۳۱ هجری

ر ر ئ ا غ ب ن ود

به تذکرهٔ تحریک انویل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۱)

یا ایها الذین آمنوا ! لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفه ، واتقوا الله ، لعلکم تفلحون (۳ : ۱۲۵)

مسلمانوں ! سود کے لینے سے پرهیز کرو که وہ (سود در سود کی صورت میں) دگنا چوگنا هوتا چلا جاے ، الله سے ڈرو (که ظلم و زیادتی سے اسکا غضب ظهور میں آتا هے -) عجب نہیں که اس طرح تم دنیا میں فلاح پاؤ -

انویبل خواجه غلام الثقلین صاحب نے پچھلے دنوں مسئله سود کے متعلق صوبجات متحده کی کونسل میں جو مبسوط تقریر کی تهی ، وہ تمام اخبارات اردو و انگریزی میں چهپ چکی هے - میں وقت فرصت کا منتظر تها که اسکو پڑهسکوں -

اس تقریر کا اخبارات نے عام طور پر تذکره کیا هے ، لیکن میں اسکو دوسری نظر سے دیکهتا هوں -

سب سے پہلے جناب خواجه صاحب کو ایک ایسے ضروری اور اهم مسئلے پر ایک مبسوط ، مدلل ، اور پر مغز تقریر کرنے کیلیے تمام قوم کی طرف سے مبارک باد کا مستحق سمجهتا هوں - انهوں نے فی الحقیقت ممبری کے انتخاب کیلیے بہت جلد اپنے تئیں مستحق ثابت کردیا ، اور انکی قابلیت اور قومی خدمات کے قدیمی ولولے اور جوش کو پیش نظر رکهتے هوے ، اس بارے میں جو توقعات کی جاسکتی تهیں ، سچ یه هے که ان میں ذرا بهی نا کامی نہیں هوئی -

هماری حالت اپنے هم وطن بهائیوں سے بالکل مختلف هے ، اور حالت مختلف هے تو هماری تحسین وہ تقبیح اور جرح و تعدیل کو بهی مختلف هونا چاهیے - ان میں قابلیت اور اداء فرض کا قحط نہیں هے - وہ مجالس عامه اور کونسل کے هال ، دونوں میں اپنی قابلیت کے بہتر سے بہتر مظاهر رکهتے هیں ، اور موجوده هندوستان کے چهل ساله عهد میں انهوں نے اپنے کاموں کی ایک اچهی تاریخ مرتب کرلی هے - لیکن هماری حالت انسے بالکل متضاد هے - قابلیت اور اداء فرض ، دونوں میں همارا خانهٔ عمل صفر سے زیاده نہیں - پس ایسی حالت میں اگر هماری قوم کے اندر کوئی چهوٹا سے چهوٹا کام بهی قابلیت اور صداقت کے ساتهه انجام پاے ، تو اسکو آوروں کے بہتر سے بہتر کام کے برابر سمجهنا چاهیے - جوهریوں کے بازار میں ہیرے کے مرصع هار کو بهی کوئی نہیں پوچهتا ، لیکن کسی کوئلے کی کان میں موتی کا ایک دانه بهی لیکر نکل جائیے ، تو هر شخص کی نظر پڑیگی که یه کیا چیز هے ؟

کونسل کی تاریخ میں مسلمان ممبروں کا تذکره

هندوستان میں مجلس وضع قوانین کی ابتدا کو ایک قرن سے زیاده زمانه گذر گیا ، اور رفارم پر بهی کونسل کا ایک پورا عهد انتخاب گذر چکا هے - لیکن اس تمام عرصے کی پوری تاریخ پڑهه ڈالیے - یه کیسی شرم کی بات هے که وہ تمام تر صرف هندؤں کی قابلیت ، ازاد بیانی ، حق پرستی ، اور اداء فرض کے صدها کارنامه هاے جلیله و عظیمه کی سرگذشت هے ، اور سواے ایک واقعه کے ، مسلمانوں کیلیے کوئی تذکرهٔ نمایاں اپنے اندر نہیں رکهتی !

ایک واقعه سے میرا مقصود سید صاحب مرحوم هیں ، جو کونسل کے ابتدائی عهد میں دو بار شامل کیے گئے ، اور جنهوں نے مشهور " البرٹ بل " کے مباحثه میں یادگار حصه لیا تها -

اور رفارم کے بعد صرف مسٹر مظهر الحق کو جانتا هوں ، جنکو مسلمان ممبروں کی عام حالت سے یقیناً مستثنی کردینا چاهیے -

کونسل کے اندر اظهار قابلیت کے متعدد مواقع هیں - سب سے پہلی چیز تو مناسب اور ممکن النفاذ قوانین کا مسوده پیش کرنا هے - پهر عام مباحث و مذاکرات میں علم و قابلیت اور اجتهاد فکر و راے کے ساتهه حصه لینا ، هر معامله اور قانون کے متعلق ملکی مصالح اور اغراض کی حمایت کرنا ، سرکاری تجاویز و خیالات کے بے اعتدلانه اثر کی اعتدال و قابلیت کے ساتهه مخالفت کرنا ، بجٹ وغیره کے اهم مواقع پر عمده اور مفید مباحث و انتقادات پیش کرنا ، ملک کی عام حالت پر نظر رکهنا ، اور اسکے درس و مطالعه سے کونسل کے کاموں میں مدد لینا ، شمار و اعداد کو هر معاملے کی نسبت خاص طور پر محفوظ رکهنا ، اور هر بحث میں ان سے کام لینا ، مفید اور نتیجه خیز سوالات کرنا ، اور انکے جوابات سے ملک کی عام معلومات اور راے میں اضافه ، اور حکومت کی غلطیوں کا انکشاف کرنا - یه ، اور اسی طرح کے صدها مواقع هیں ، که ایک قابل شخص کی قابلیت کیلیے کونسل هال میں آزمایش هو سکتے هیں -

پهر حق گوئی اور راست بیانی ایک جوهر اصلی هے ، جسکی هر موقعه پر ضرورت هے - اور جو ایک روشنی هے ، جس سے کونسل کا هال هی نہیں بلکه هر جگه روشن هو سکتی هے -

لیکن افسوس که اس تمام عهد گذشتهٔ و روان میں مسلمان ممبروں نے ، ان تمام امور میں سے کسی ادنی ترین کام کا بهی اپنے تئیں اهل ثابت نہیں کیا -

البته ایک چیز هے ، جسکی قابلیت کا انهوں نے هر موقعه پر ثبوت دیا - اور ایسا قاطع و مانع ، که هندوستان کی کوئی قوم اسکے مقابلے میں اپنے عجز صریح کو نہیں چهپا سکتی - یعنی ملک اور ملکی امیدوں کی تذلیل ، جهل و نادانی کے ساتهه هر سرکاری خواهش کا استقبال ، اور هر صداے حکومت کے آگے بلا تامل رکوع و سجود - اور یه وہ صفت ملکوتیه هے ، جو ملاء اعلی و کروبیان عالم بالا کیلیے بهی بہترین وصف هے ، چه جائیکه کونسل هال میں انسانوں کیلیے که : لا یسبقونه بالقول ، وهم بامره یعملون !! (۱)

اس سے بهی زیاده درد انگیز بات یه هے که برائی کے ظهور کی اصلاً دو شکلیں هوتی هیں : ایک نیکی کا عدم ، اور دوسرا بدی پر اصرار - پهلی صورت بہتر هے ، اگر دوسری صورت پیش نه آے - ایک شخص کچهه نہیں کرتا - یه بری بات هے - لیکن اُس شخص سے تو وہ هزار درجه بہتر هے ، جو نه صرف یه که نیک کام نہیں کرتا ، بلکه

(۱) سوره انبیا میں یه ایة فرشتوں کی تعریف میں هے یعنی وہ الله کے احکام پر ایسے عامل هیں که اسکے کسی حکم کے خلاف نہیں کرتے - (مدیر)

اس سے بھی زیادہ یہ کہ برائیوں پر مصر ہے :

مرا بخیر تو امید نیست ' شر مرسان

مسلمان ممبروں نے اتنا ہی نہیں کیا کہ اپنے وجود سے کچھہ کام نہیں لیا ' بلکہ اس سے زیادہ یہ ' کہ جب کبھی کچھہ کام لیا بھی تو یہی لیا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ' اور ہمیشہ اسکی بہترین امیدوں کیلیے ایک سنگ گراں بنکر حائل راہ رہے - یہ ہماری پیشانی پر ایک ایسا داغ سیاہ ہے ' جو افسوس کہ مٹ نہیں سکتا -

بہرحال یہ تو خود ایک مبحث ہے - ضمناً ذکر آجاتا ہے تو خیالات کو روک نہیں سکتا - خواجہ صاحب کی تقریر پڑھکر مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ہوئی کہ کونسل ہال میں ایک مسلمان ممبر نے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی نسبت لب کشائی کی ' اور اسپر قابلیت اور صرف وقت کے ساتھہ غور کیا - یہ بات فی نفسہ گو بہت اہم نہو ' مگر ہمارے بازار میں جس جنس عام کی نایابی ہے ' اسکے ملنے پر خصوصیت کے ساتھہ کیوں نہ خوش ہوں ' گو اوروں کے ہاں وہ عام ہو -

مسئلہ سود اور قران کریم

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں (سود در سود) کے اُن نتائج پر قانون کو توجہ دلائی ہے ' جس نے تاریخ کے قدیم ترین زمانے کی طرح اس دور میں بھی انسانوں کی آبادیوں کو ویران کیا ہے ' انکی کوشش اور محنت کے نتائج کو بغیر کسی حق طبیعی کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیا ہے ' اور نہیں معلوم کتنے عالیشان محل ہیں ' جو اسکی بدولت خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں ' اور کتنے وسیع قبرستان ہیں ' جنکے اندر اس کی تباہی و ہلاکت کے مجروح پڑے سو رہے ہیں !!

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قران کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ہیں ' لیکن سود کے متعلق ایک لفظ ایسا کہدیا ہے ' جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت بھی نہیں آئی - اسکا سبب کیا ہے ؟

یا ایها الذین امنوا اتقوا	مسلمانو ! اگر تم صاحب ایمان ہو تو
الله و ذروا ما بقی	الله سے ڈرو اور تمہارے پچھلے اپنے دین
من الربوا ' ان کنتم	میں جو کچھہ سود باقی رہگیا ہے ' اُسے
مومنین - فان لم تفعلوا	چھوڑ دو ! (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا
فاذنوا بحرب من الله	تو الله اور رسول کے ساتھہ لڑنے
و رسوله (۲ : ۲۷۸)	کیلیے خبردار ہو جاؤ کہ یہ

فی الحقیقت الله اور اسکے رسول سے اعلان جنگ ہے - (۱)

قران کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو " حرب من الله و رسوله " سے تعبیر کیا ہے کہ اسکے لینے والے الله اور اسکے رسول سے لڑنے کیلیے مستعد رہیں !

بظاہر یہ تشدد تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے - انسان کی وحشیت اور همجیت نے دنیا میں کیسی کیسی مہیب معصیتیں کی ہیں ' اور وہ جب سبعیت و درندگی پر آجاتا ہے تو اسکے اعمال کس درجہ خوفناک ہو جاتے ہیں ؟ لیکن یہ کیوں ہے کہ قران کریم نے کسی انسانی معصیت کو بھی " حرب من الله و رسوله " سے تعبیر نہیں کیا ' اور اس وعید کیلیے صرف سود ہی کو (کہ محض ایک لین دین اور معاملات کی چیز ہے ' اور زیادہ سے زیادہ انسانی خود غرضی کا ایک ظہور) تمام رذایل انسانیہ میں سے منتخب کیا ؟

حرب من الله

انسانی خود غرضی

یہاں اسکی تفسیر مقصود نہیں ہے ' مگر اشارہ ضروری ہے -

سود کے کاروبار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کی بہتر سے بہتر تفسیر خود بخود ہو جاتی -

جلب نفع اور خود غرضی سے اس دنیا کے عجیب ترین جانور کا (جسکو انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کوئی فعل خالی نہیں - اور اگر خالی ہے ' تو صرف وہ فعل ' جو اُس سے بہ حیثیت مخلوق حیوانی کے صادر نہیں ہوتا ' بلکہ اسکے اندر کی وہ روح انسانیۃ کبریٰ اور معنی خلافۃ الٰہیہ کام کرنے لگتی ہے ' جو مقام ملکوتیۃ سے بھی ارفع ' اور دیر یاب مقام قدوسیت اعلیٰ ہے - مذہب ' قانون ' اخلاق ' سوسائٹی ' اور اسی طرح کی تمام بندشیں صرف اس خود غرضی ہی کے مظاہر شدیدہ کو روکنے کیلیے ہیں - اور اگر اس خوفناک جانور کے پاؤں میں اتنی بوجھل بیڑیاں نہ ہوتیں ' تو اغراض و استجلاب نفع کا تصادم دنیا کو شیطان کا تخت ' اور

" تو صرف ایک رطل گوشت لے سکتا ہے ' اور عدالت کا فیصلہ واجب التعمیل ہے "

یعنی شائیلاک یہودی اور اسکے مقروض کا وکیل

شیکسپیر نے اپنے مشہور ڈراما (مرچنٹ آف وینس) میں ایک سود خوار یہودی کی قساوت اور اسکے مقروض کی مظلومی کا جو نقشہ کھینچا ہے ' وہ اس درجہ مشہور ہے کہ محتاج تشریح نہیں -

حال میں انڈن کے قزاقی ایٹ لاء نے دار التمثیل (تھیٹر ہال) میں اسکی تمثیل (ایکٹ) بڑے ساز و سامان سے دکھلائی تھی - مسٹر فارمس نے شائیلاک کا ' اور مس کرٹ الیٹ نے مقروض کی بیوی کا پارٹ لیا تھا - یہ تصویر اس تمثیل کے اس مرقعہ کی ہے ' جبکہ مقروض کی بیوی وکیل کے بھیس میں آئی ہے ' اور اس نے خونخوار شائیلاک سے کہا ہے کہ " بہتر ' اپنے قرض کے بدلے ایک رطل گوشت مقروض کے جسم سے کاٹ لے ' مگر شرط یہ ہے کہ صرف ایک ہی رطل ہو "

(۱) " فاذنوا بحرب من الله " مفسرین نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں کہ اس سے مقصود کیا ہے ؟ اذنوا کو بعض نے بکسر ذال و ضد همزہ بروزن " آمنوا " پڑھا ہے ' اور بعضوں نے بفتح ذال ' ایمان مقصود دونوں سے یہی ہے کہ معلوم کرلو یا خبردار ہو جاؤ - حرب من الله سے بعض مفسرین نے حقیقی معنی لیے ہیں ' یعنی جو سود لیں گے ' انسے الله اور اسکا رسول قتال کریگا ' اور وہ اس سے خبردار ہو جائیں ' لیکن فی الحقیقت یہاں حرب سے مراد واقعی جنگ نہیں ہے ' بلکہ زجر و عقاب اور تہدید و ترہیب میں مبالغہ مقصود ہے ' یعنی اس فعل کو باوجود نہی ترک نہ کرنا ' ایک ایسا جرم قرار دیا ہے ' جو گویا الله اور اسکے رسول کے مقابلہ میں حرب جنگ بننے کے مماثل ہے - اسی لیے ترجمہ میں میں نے اسکو واضح کردیا ہے - (منہ)

درزخ کا نمونہ بنا دیتا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثم رددناہ اسفل سافلین ' الا الذین آمنوا و عملو الصالحات فلھم اجر غیر ممنون (۹۶ : ۶)

انساني خود غرضي کا مہیب ترین ظہور

اس خود غرضی کا ایک بد ترین ظہور' جمع و حصول مال کی بھوکھ ہے ' جسکو پیاس کہنا چاہیے ' اگر استسقا کی تشبیہ اسپر راس آجاے - لیکن اگر غور سے دیکھا جاے تو اعمال انسانیہ میں اس مرض کا کوئی ظہور اس درجہ انسان کے ملکوتی خصائل کے لیے مہلک ' اسکی بہیمیت و سبعیت کیلیے مقوی ' ہیئۃ اجتماعیہ اور مجامع انسانیہ کی صحت مدنی کیلیے سم قاتل' اور عالم مخلوقات کے اس جمیل ترین مخلوق یعنی انسان کو خوفناک درندہ بنا دینے کیلیے ایک عمل السحر نہیں ہے ' جیسا کہ سود' اور سود خواري کی زندگی کی مختلف شکلیں -

اخلاق و خصائل انسانیۃ کا آبگینہ تو اسدرجہ نازک ہے' کہ تجارت اور کاروباري معیشت کی زندگی کی تہیس کا بھی متحمل نہیں ہوتا ' اور ہمدردي و مروت کا چشمہ کچھہ نہ کچھہ مکدر ہو ہی جاتا ہے - پھر ظاہر ہے کہ اسکے لیے سود (جس سے بغیر حق محنت حصول نفع کا اصول غیر طبعی قائم ہو جاتا ہے) کس درجہ مضر ہوگا ؟

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یہی معصیت " حرب من اللہ و رسولہ " ہے ' کیونکہ اور کسی معصیۃ میں انسان خدا کے بندوں کیلیے اس درجہ بے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا ' جس درجہ سود کو اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد از سر تا پا مجسمۂ شقاوت و قساوت' و غلظت و صلابت ہو جاتا ہے - اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور ہونا ' فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور ہو کر آمادۂ جنگ و پیکار ہونا ہے -

* * *

انسان کے اُن تمام بڑے بڑے جرائم پر' جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اسکے اندر سے انجام دیتا ہے' اپنے سامنے لاؤ' اور ایک ایک کرکے دیکھو ! بڑے بڑے عادي مجرموں کو تم دیکھوگے کہ بارہا انسانی مظلومی اور بیکسی نے انکی انکھوں کو اشکبار' اور انکے دلوں کو دو نیم کر دیا ہے - سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی فطرت بھی نم سن سکتے ہو کہ اُس نے عین اپنی بے رحمي و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت' ایک بڑھیا عورت کی فریاد ' ایک بیکس عورت کی گریۂ و زاری ' اور ایک یتیم بچے کے مضطربانہ فغان الغیاث پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینکدي' اور چند لمحوں کیلیے اسکي بھولی ہوئی معنی انسانیۃ اُسے یاد آ گئی - تاریخ اور ملکی روایات نے اُن ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کیے ہیں ' جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے ' اور مال و دولت سے بھرے ہوے قافلوں کو تاخت و تاراج کرتے تھے ' دوسري طرف صدہا بیوہ عورتیں اور بیکس و مسکین خاندان تھے ' جنکو ایک فیاض طبع دست کریم' اور ایک دریاے بخشش بادشاہ کی طرح ' امداد و اعانت سے مالا مال کردیتے تھے - انگلستان کے قرون متوسطہ اور ہندوستان کے گذشتہ زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کي نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ انھوں نے قصبات و دیہات کي بیکس عورتوں کیلیے با قاعدہ وظائف و مشاہرے مقرر کردیے تھے ' اور روم کے ایک مشہور ڈاکو نے ٹیٹس سے کہا تھا : " میرا مجرم ہاتھہ بادشاہ کے مقدس ہاتھہ سے زیادہ غریبوں اور بیکسوں کي مدد کرتا ہے' اگرچہ وہ بادشاہ اور میں ڈاکو ہوں "

یہي حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا ہے' اور فضیلۃ انسانیۃ ہر بڑي سے بڑي زندگي کي تاریکي میں بھي' کبھي نہ کبھي اپني روشني کو بے نقاب کردیتي ہے -

لیکن اسکے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لو - وہ چور نہیں ہے ' وہ ایک ڈاکو کے نام سے ذلیل و حقیر نہیں کیا جاتا ' لوگ اُس سے پناہ نہیں مانگتے' بلکہ اسکو ڈھونڈھتے ہیں - وہ پہاڑوں کي غاروں ' اور جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کي طرح نہیں چھپتا - وہ سوسائٹي سے مردود و مطرود نہیں ہے - اس نے بادشاہ کے قانون کے توڑنے اور انسانوں کے اداب و مراسم کي حقارت کا کبھي جرم نہیں کیا - وہ ایک شہري ہے ' جو مثل ایک شریف باشندۂ شہر کے انسانوں میں رہتا ' اور جسم اجتماعي میں عضو صحیح کي طرح شامل ہے - با ایں ہمہ' اسکے اعمال کا کیا حال ہے ؟ وہ ڈاکو سے بڑھکر آبادي کو غارت کرتا ' وہ قاتل سے زیادہ انساني حیات کو موت سے تبدیل کرتا ' وہ عادي مجرم سے زیادہ سوسائٹي کو تباہ کرتا ' وہ ایک درندہ سے بھي خوفناک تر خوں آشام' اور بھیڑیے اور جنگلي سور سے بھي بڑھکر حیات انسانی کا دشمن ہے - پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کي آنکھوں سے بھي کبھی نہ کبھي رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے ' پر یہ معمال قطعي ہے کہ اسکي قساوت و شقاوت کبھی بھي کسي تڑپتے ہوے جسم اور کسي پکارتي ہوئي زبان پر ایک لمحے ' ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھي ترس کھاے !!

(شکسپیر) کے ایک (شائیلاک) کا ذکر ہے سود ہے - دنیا میں اس وقت تک کتنے ہزار شائیلاک گذر چکے ہیں ' اور کتنے ہمارے سامنے موجود ہیں !!

ایک اہم نکتہ

اگر ایک شخص چور ہے ' ڈاکو ہے ' قاتل ہے ' تو قانون اسکو قتل کریگا ' اور انساني آبادي اس سے پناہ مانگے گي' لیکن ایک سود خوار' جو کہتا ہے کہ " انما البیع مثل الربوا " اسکا علاج کیا ہے ؟ اس نے تجارت کي ایک دکان کھولدي ہے ' اور ضرورت و احتیاج انسان کے ہوش و حواس کو معطل کردیتي ہے - ڈاکو سے انسان بھاگتا ہے' لیکن " شائیلاک " کے پاس تو اسکا مظلوم قرضدار خود ہي دوڑ کر گیا تھا - پس فی الحقیقت قتل و غارت کسي قانون اور مذہب کیلیے اسدرجہ سختي کي مستحق نہیں ہو سکتے ' جسقدر کہ سود ' اور سود خواري کي مہیب زندگي -

پھر کیا " حرب من اللہ و رسولہ " سے اسکي تعبیر صحیح نہیں ؟ اور کیا تمام مذاہب عالم میں اسلام کي یہ سب سے بڑي خصوصیت نہیں کہ اس نے با وجود جاہلیت عرب کے اس میں غرق ہونے کے ' سود خواري کو سب سے بڑا جرم اور معصیۃ کبیرہ قرار دیا ؟

تجارت اور لین دین کي بے رحمیوں ' اور عام بے رحمیوں میں بہت بڑا فرق ہے - انسان کے تمام مظالم اور بے رحمیاں ایسي ہیں کہ انسانوں کیلیے کوئي دلم اور کشش اپنے اندر نہیں رکھتیں - وہ از سر تا پا نفرت اور مبغوضیت ہیں - لوگ انسے پناہ مانگتے ہیں - لیکن روپیہ کا لین دین ایک ایسي شے ہے' کہ خواہ کیسے ہي سخت سے سخت عنوان ظلم سے ہو' لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتي اور فوري طور پر دور کرنے والي ہے ' اسلیے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا ' بلکہ پناہ مانگنے کي جگہ خود ہي اسکي طرف دوڑتا ہے - وہ جانتا ہے کہ سود خوار ایک بے رحم ڈاکو اور خونخوار درندہ ہے' لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا ' اور اس شہري ڈاکو کے آگے عاجزي سے ہاتھہ جوڑتا ہے' تا کہ وہ اسے اپنے دام ظلم میں پھنسانے

کیلیے چن لے ' اور اسکو مجروح تیغ قسارت و بے رحمي کرنے سے انکار نہ کرے !!

اسکا نتیجہ یہ ھے کہ اور تمام ھزارھا انساني بے رحمیاں کسي آبادي کو اسطرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں ' جس درجہ پورے شہر میں ایک " سود خوار " کا وجود پہنچا سکتا ھے -

یہی ھے کہ قران کریم اسکو سب سے بڑي وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ھے -

اسکي علت اصلي

اصل یہ ھے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بے رحمی کے کام میں اسدرجہ استمرار اور مداومت نہیں ھے ' جیسی کسی کاروباري بے رحمی میں - قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالے گا ' ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لیگا ' لیکن سود خوار کا عمل ظلم دائمی ' اور انسانی عمروں ' خاندانوں ' اور نسلوں تک جاري رھتا ھے - وہ جس شکار کو پکڑتا ھے ' اسکی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رھتا ھے ' اور جب تک ھمیشہ کے لیے اسکے تڑپنے ' لوٹنے ' اور کراھنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اوپر پیدا نہ کرلے ' وہ سود خوار نہیں بن سکتا - اسی کا نتیجہ ھے کہ اسکی قسارت و بے رحمی سب سے زیادہ سخت ' اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و محکم ھوتی ھے - وہ چونکہ ھمیشہ اپني بے رحمي کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رھتا ' اور انکی بیقراریوں کے معائنے کا اپنے دماغ کو عادي بناتا رھتا ھے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکے تمام قواے ملکوتیہ پر ایک عالم ممات طاري ھوجاتا ھے ' اور رحم و ھمدردي کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ھوجاتے ھیں کہ کوئی قوي سے قوي محرک بھی انکو زندہ نہیں کرسکتا -

یہ کیا بات ھے کہ ڈاکو رحم کرتا ' مگر سود خوار کی آنکھیں ھمیشہ خشک رھتی ھیں ؟ اسکا سبب یہی ھے کہ ظلم کا استمرار اور بے رحمی کی مداومت ڈاکو کو ویسی نصیب نہیں ' جیسی اور جس درجہ کی بے رحمي میں ایک سود خوار کی تمام زندگی بسر ھو جاتی -

قران کریم کي ایک تشبیہ

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کی طرف قران کریم نے اشارہ کیا ھے ' جبکہ اُس نے سود خواري کی زندگی کا انفاق فی سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا ' جو اسکا ضد حقیقی ھے :

الذین یاکلون الربوا '	جو لوگ کہ سود کھاتے ھیں ' وہ کھڑے
لا یقومون الا کما یقوم	نہو سکیں گے مگر اُس پاگل کي طرح '
الذي یتخبطه الشیطان	جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط
من المس ' ذلک بانهم	الحواس بنا دیا ھو ' اور یہ اسلیے
قالوا انما البیع مثل	ھے کہ وہ کہتے ھیں کہ ضرور بیع و شراء
الربوا (۲ : ۲۷۶)	بھي مثل سود ھی کے ھے -

افسوس ھے کہ عام (متداول) مفسرین نے اس آیت کي تفسیر میں اس امر پر بالکل توجہ نہیں کي کہ سود خوار کي زندگی کو

حالت کا سبب " ذلک " کہکر انکے اس قول کو کیوں قرار دیا کہ " بیع بھي مثل سود کے ھے " ؟

اس سے بھي زیادہ تعجب انگیز امر یہ ھے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر نے اس بیان حالت کو بعض آثار مرویہ کي بنا پر صرف قیامت کے دن ھي کیلیے مخصوص کر دیا ھے ' اور اسکي تفسیر یوں کي ھے کہ " لا یقومون - ای یوم القیامة من قبورھم " یعنے یہ حالت صرف قیامت کے دن ھي کي نسبت بیان کي گئي ھے -

اور سود خوار قیامت کے دن قبروں سے اسطرح اُٹھائے جائیں گے ' جیسے کوئي مصروع اور آسیب زدہ پاگل ھوا کرتا ھے - اور پھر اسکي مختلف توجیہات قرار دي ھیں -

في الحقیقت قران کریم کے حقائق و معارف کے متعلق آج ایک اھم مبحث ارباب نظر کیلیے یہ بھي ھے کہ اسکے اکثر ارشادات و تمثیلات و بیانات ' جن میں اسي دنیا کي زندگي اور انکے اعمال و نتائج کي طرف اشارہ کیا گیا ھے ' صرف قیامت اور بعد الممات کي زندگي کیلیے مخصوص سمجھ لیے گئے ھیں ' اور سخت ضرورت ھے کہ اس مبحث پر نظر ڈالي جاے -

میں انشاء اللہ ماھوار رسالے میں " سود " کے مسئلہ پر ایک مبسوط مضمون لکھونگا کہ اسکے متعلق بعض خاص مباحث پیش نظر ھیں ' اور اس موقعہ کي تفصیل بھي بہتر ھے کہ اُسي وقت کیلیے ملتوي کردي جاے ' لیکن یہاں اتنا عرض کر دیتا ھوں کہ در حقیقت اس آیة کریمہ کي تفسیر وھي امور ھیں ' جنکو اوپر بغیر کسي ترتیب کے لکھ چکا ھوں -

مفسرین صحابہ کي جو روایات اس بارے میں موجود ھیں ' وہ یقینا مستحق قبولیت ھیں - یہ میرا عقیدہ ھے کہ قران کریم کي تفسیر میں لغة عرب اور صحابہ کي تفسیر ' یہي دو چیزیں اصل ھیں ' اور اگر صرف انھیں دو اصولوں کو پیش نظر رکھا جاے تو آج تمام مشکلات و غرائب قران کا خاتمہ ھے - لیکن تاھم اخرت کي زندگي اس دنیا کي زندگي ھي کا نتیجہ ھے ' اور جو کچھ کل ھونے والا ھے ' اسکي مثال آج چشم ھاے بصیرت اور دیدہ ھاے اعتبار کیلیے ھمارے سامنے کردي گئي ھے - پھر کیا ضرور ھے کہ ھر نتیجۂ عمل کو صرف قیامت ھي کے دن پر اٹھا رکھا جاے ' اور خود دنیا میں جس شے کا سراغ لگ سکتا ھے ' اسکے لیے صرف دنیا سے باھر ھي نظارہ کریں ؟

ایک تفسیري اشارہ

اصل یہ ھے کہ اس آیة کریمہ میں ایک سود خوار زندگي ' اسکے عادات و خصائل ' اسکے اعمال و افعال ' اور انکے نتائج کي جیسي جامع و مانع تشبیہ دي گئي ھے ' وہ گویا اس مسئلہ کی ایک پوري کتاب ھے - اھل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کے ضرب سے انسان مجنون و لا یعقل ھوجاتا ھے ' اور صرع (مرگي) کي بیماري در اصل ایک طرح کا آسیب ھوتي ھے - (مس) جنون کے معنی میں بولا جاتا ھے ' اور (ممسوس) پاگل کو کہتے ھیں -

خدا تعالی نے اس آیت میں سود خوار زندگي کو ایک آسیب زدہ پاگل ' اور ایک مصروع کے حالات و خصائص سے تشبیہ دي ھے ' اور مقصود اسکے وھی حالات ھیں ' جو آسے دنیا کي زندگی میں پیش آتے ھیں -

ایک شخص ' جو پاگل ھوگیا ھو - ایک مجنون ' جسکي عقل و دانش بالکل معطل ھو - ایک مخبوط الحواس ' جسکے ھوش و حواس کا خرخشہ بگڑ گیا ھو - ایک مصروع ' جو مرگي کے اشتداد سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ھو - غور کرکے دیکھیے کہ اسکي حالت کیا ھوتي ھے ؟ وہ عام انسانوں کے طرح ایک کامل و سالم انسان ھوتا ھے - اسکے تمام اعضا و جوارح صحیح ھوتے ھیں ' اسکے تمام امیال و جذبات بالکل ایک تندرست آدمی کي طرح درست ھوتے ھیں - وہ بظاھر بیمار نہیں ھوتا - چلتا ھے ' پھرتا ھے ' بھوک کا اظہار کرتا ھے ' اور پیاس سے ویسا ھي بیقرار ھوتا ھے ' جیسا کہ دنیا کا ھر حیواني مخلوق -

تاهم وہ انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ انسانوں میں ایک سب سے بڑی قیمتی چیز ہے جو اسمیں نہیں ہوتی -

یہی حال ایک سودخوار زندگی کا ہے - بظاہر اسمیں کوئی برائی نہیں ہوتی - وہ سوسایٹی کا ایک جزو ' اور شہر کا ایک جائز باشندہ ہوتا ہے - عام تاجروں کی طرح اسکی بھی ایک تجارت ہوتی ہے - وہ مبادلۂ اشیا کی تجارت نہیں کرتا - تو کیا ہوا ؟ ایک ہی جنس کو دیتا اور ایک ہی جنس کو لیتا ہے ' تو کیا نقصان لازم آگیا ؟ پھر بھی یہ ایک کاروبار اور بیع و شراء ہی ہے - وہ ڈاکو کی طرح لوٹتا نہیں ہے ' اور چور کی طرح چھپ کر چرانے نہیں آتا - جائز لین دین میں پہلی شرط فریقین معاملہ کا راضی ہونا اور جبر و اکراہ کا نہونا ہے ' اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جب کبھی معاملہ کرتا ہے تو انھی سے کرتا ہے جو اسکی شرائط کو بخوشی منظور کرتے ' اور اسکے معاملے پر اپنی پوری رضا ظاہر کرتے ہیں - وہ تلوار لیکر لوگوں کو نہیں دھمکاتا کہ اس سے روپیہ لیں ' اور اسکی شرائط کے آگے سر جھکا دیں -

پس ایک شریف انسان ' ایک با امن شہری ' ایک جائز کاروباری آدمی میں جو کچھہ ہونا چاہیے ' اسمیں ہوتا ہے ' اور کوئی بات بظاہر اسکے خلاف نظر نہیں آتی -

لیکن ان تمام مظاہر انسانیت و مدنیۃ کے ساتھہ ' دوسری طرف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھہ ہے ' مگر ایک شریف انسان اور ایک کاروباری شہری میں سب سے زیادہ ضروری جوہر جو ہونا چاہیے ' اسمیں نہیں ہے - وہ باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے ' وہ باوجود شریف زندگی ہونے کے رذالت و سفاہت اور ہمجیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ہے - وہ باوجود ایک جائز باشندۂ شہر ہونے کے درندوں کے بھٹ اور وحشیوں کے جنگل کا ایک جانور ہے - اس نے گو تجارت کی دکان کھولدی ہے مگر وہ ایک ڈاکو ہے ' جو خود تاجروں کو لوٹتا ' اور بے رحم چوروں کی طرح انکے صندوقوں کو خالی کر دیتا ہے ! !

ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکا نظام حواس و ادراک درہم و برہم ہو جاتا ہے ' اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے - بالکل اسی طرح ایک سود خوار باوجود ایک جائز باشندۂ شہر اور شریف زندگی ہونے کے ' شریف نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے تمام جذبات و عواطف ملکوتیہ اور فضائل خصائل و اخلاق معطل ہو جاتے ہیں ' اور یہی وہ چیزیں ہیں جو معطل ہو جائیں تو :

فلم یبق الا صورۃ اللحم و الدم !

اور زیادہ اس تشبیہ پر نظر ڈالیے ! ایک مصروع آدمی کھاتا ہے پیتا ہے ' عقل و حواس کی باتیں کرتا ہے ' بالکل ایک بھلے چنگے آدمی کی طرح اپکے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھا ہوتا ہے ' دفعتاً اسکی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو جاتا ہے - اسکے ہاتھہ پاؤں کھینچنے لگتے ہیں ' اعصاب میں تشنج ہونے لگتا ہے ' خون کا دوران جاری و ساری یکایک بند ہو جاتا ہے - بالکل اس مشین کی طرح جسکا انجن یکایک پھٹ گیا ہو ' اسکے ہوش و حواس کے کیل پرزے بند ہو جاتے ہیں ' وہ چکراکر زمین پر گر جاتا ہے ' احتضار موت کی سختیوں کی طرح ایڑیاں رگڑتا ہے ' منھہ سے کف جاری ہو جاتا ہے ' اور دیکھنے والے متحیر و متعجب ہو کر رہجاتے ہیں کہ چند لمحوں کے اندر ایک صحیح و سالم ' مضبوط و توانا ' ذی حس و دارے ہوش و حواس انسان کی حالت میں ' یہ کیا انقلاب عظیم ہو گیا ؟

بعینہ یہی حالت سود خوار کی بھی ہوتی ہے - عالم جذبات و عواطف کی دنیا بھی اجسام و جوارح انسانی کا ایک پرتو ہے - ٹھیک ٹھیک مثل ایک مصروع کے دنیا کے سامنے وہ نمودار ہوتا ہے - اسمیں از فرق تا بقدم کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی ' جو ایک شریف اور شہری زندگی کی مخالف ہو - وہ ڈاکوؤں کی طرح جنگل کے پوشیدہ گوشوں اور پہاڑوں کے تاریک غاروں کو تلاش نہیں کرتا ' بلکہ ہر مدنی وجود کی طرح شہر اور انسانوں کی آبادی کا خواستگار ہوتا ہے - وہ عین آبادی کے وسط میں مکان بنا کر رہتا ہے - وہ کسی شریف شہری کی طرح بازاروں میں خرید و فروخت ' اور گھر کے اندر ملاقات و صحبت میں مصروف نظر آتا ہے - تم اسکو ہر طرح ایک شریف آدمی کی طرح پاتے ہو - وہ تمہارے ساتھہ نرمی و محبت سے باتیں کرتا ' تمہارے استقبال کیلیے خوش آمدید کہتا ' تم کو لطف و وداد کے ساتھہ اپنے پاس بٹھاتا ' تمہارے ساتھہ کھاتا پیتا ' اور چلتا پھرتا ہے - لیکن با ایں ہمہ ' جب کہ تم ان مظاہر انسانیۃ سے متاثر ' ان علائم امیال و عواطف سے مطمئن ' اور ان ابرازات تمدن و حضریۃ سے خوش وقت ہوتے ہو ' تو یکایک اسکے نظام جذبات و خصائل میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے لگتا ہے - صرع کے جن کی طرح سود خواری کا شیطان اسمیں حلول کر جاتا ہے ' اسکی طبیعۃ ثانیہ کے ہیجان کا ابال اسکے دل کے اندر جوش کھا کھا کر ابلنے لگتا ہے - اسکی صورت متغیر ہو جاتی ہے - رحم و انسانیۃ کی لینۃ و نرمی کی جگہ ' وحشیت و سبعیت کے اثار و علائم سے اسکی پیشانی مکروہ بن جاتی ہے - اسکا چہرہ جو چند لمحے پیشتر ایک انسان کی طرح حسین تھا ' دفعۃً ایک خونخوار درندے کی طرح مہیب ہو جاتا ہے - اسکی آنکھوں میں قساوت و بے رحمی کی سرخی پھر جاتی ہے - اسکی ناک کے نتھنے ہیجان غیظ و غضب سے خون آشام درندوں کی طرح پھڑکنے لگتے ہیں ' اسکا دماغ معطل ہو جاتا ہے ' اور تمام جذبات و عواطف انسانیۃ و ملکوتیۃ اسکے صفحۂ ذہن سے یک لخت محو ہو جاتے ہیں - پھر ایک مصروع اور آسیب زدہ مریض کی طرح وہ اپنے قابو میں نہیں ہوتا اور نہ اسکے ہوش و حواس اسکے اختیار میں ہوتے ہیں - اسکے سامنے صرف " سود " کا شیطان ہوتا ہے ' جو اسکو مسمریزم کے معمول کی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - اسکی آنکھہ اور کان ' دونوں انسانیۃ کی حکمرانی سے باغی ہو کر صرف شیطان کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں - پھر نہ وہ " سود " کے سوا کچھہ دیکھتا ہے اور نہ سود کے سوا کچھہ سنتا ہے - جس طرح ایک آسیب زدہ کسی مجہول و غیر مرئی وجود کو دیکھکر اسکو پکارتا اور اسکی طرف اشارہ کرتا ہے - اسی طرح وہ صرف " سود " ہی کی طرف اشارہ کرتا ' اور صرف "سود" ہی کی آواز کو سننا چاہتا ہے - اسکا صید قہر و ظلم ' اسکے سامنے خاک پر لوٹتے ' زخمیوں کی طرح چیختے ' یا جاں کنی میں تڑپنے والوں کی طرح تڑپے ' پر اسکو کچھہ نظر نہیں آتا - وہ مدہوش اور پاگل کی طرح ان سب باتوں سے بے پروا و بے علم ' صرف " سود ' سود ' سود " کہکر پکارتا ' اور اسکے لینے کیلیے اپنا ہاتھہ بڑھاتا ہے ! ! ان الذین یاکلون الربوا ' لا یقومون الا کما یتخبطہ الشیطان من المس ! !

* * *

اس تذکرے کو کہاں تک طول دوں ؟ الہلال کے صفحات ان مباحث کیلیے محل موزوں نہیں - جس قدر زیادہ غور کرتے جائیے گا اور دونوں حالتوں کو اپنے سامنے لائیے گا ' اتنا ہی اس تشبیہ کی جامعیت اور احاطہ کا انکشاف ہوتا جائے گا - یہ صرف سرسری اشارات ہیں ' جنسے ایک فکر سلیم اندازہ کر سکتی ہے کہ امثال

منہ عیسیٰ

و تشبیہات قرآنیہ اپني هر مختصر سي مختصر تشبیہ کے اندر بھی مطالب عالیہ ' غوامض حکمیہ' اور سرائر فطریہ کا ایک بحر بے کنار' بل اوقیانوس حکم و معارف بیکراں ہے - فہم انساني اسکے سراغ میں نکل سکتي ہے' پر اسکا احاطہ نہیں کر سکتي کہ :

تقاصر عنہ افہام الرجال

اور پھر یہ اسکا فضل ہے کہ جس خوش نصیب کو چاہے' اپنے کلام حکیم کے چند قطرات معارف سے سیراب کرنے کیلیے چن لے - اسکے لیے محض علم و فضل اور مطالعۂ علوم کا دعوا بیکار ہے : کہ بل ھو ایات بینات في صدور الذین اوتوا العلم ' و ما یجحد بآیاتنا الا الظالمون (۲۹ : ۴۸) :

ولو ان ما في الارض من	یہ زمین پر لاکھوں اور کروروں درخت
شجرۃ اقلام ' والبحر	جو تم دیکھہ رہے ہو' اگر ان سب کی
یمدہ من بعدہ سبعۃ	شاخوں کو قلم بنادیا جاے' اور تمام بے کنار
ابحر' ما نفدت	و بیکراں سمندروں سے سیاھی کا کام لیا
کلمات اللہ ' ان اللہ	جاے' اور وہ بھی اس طرح کہ جب سمندر
عزیز حکیم !	ختم ہوکر خشک ہو جائیں' تو ویسے ھی
(۳۱ : ۲۶)	سات نئے عظیم الشان سمندر انکی جگہ

آ موجود ہوں' اور اس طریقے پر اللہ تعالے کی کلمات و آیات کو لکھا جاے ' پھر بھی یقین کرو کہ وہ کبھي تمام نہونگي ' کیونکہ وہ حکیم و عزیز ہے " !!

(البقیۃ تتلی)

تاج روغن گیسو دراز

تین نمبر تا ۱۰ اقسام - مختلف خوشبو اور مختلف قیمتوں کے مقبول روغن ہیں جن کو ہندوستان بھر کے مشہور ترین حکیم - ڈاکٹر اور وید مفید بتاتے ہیں

تاج روغن بادام و بنفشہ فی شیشی ۱۲ر

تاج روغن نیتوں و یاسمن فی شیشی ۸

تاج روغن آنولہ و نبولہ فی شیشی ۱۲ر

علاوہ محصول ڈاک

ساختہ - دی انگلش ٹریڈنگ کمپنی

موری دروازہ دہلی

باب المراسلۃ والمناظرۃ

اخلاق و آداب میں موروثي اثر

یعني اولاد میں انکے ماں باپ اور خاندان کے اخلاق و خصائل کا اثر بطور وراثت طبیعي کے ہوتا ہے یا نہیں ؟

از جناب مراسلہ نگار فاضل صاحب امضا

(ایک مخصوص نظر علمي)

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ الہلال نمبر [۱۳] - جلد [۲] میں ایک مضمون [اخلاق] کے عنوان سے درج ہوا تھا - اسمیں اخلاق کے سرچشموں پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا تھا کہ اسکا ایک ذریعہ وراثت بھي ہے -

جناب مولوي محمود صاحب عباسي نے اس سے اختلاف کیا ' اور ایک تحریر بھیجي جو بصیغۂ " مراسلہ و مناظرہ " نمبر [۱۵] میں شائع ہوئي تھي اور اسمیں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس مسئلے پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

پھر میں اپنے حالات میں غرق ہو گیا اور لکھنے کي مہلت نہ ملي - لیکن نہایت خوشي کي بات ہے کہ بعض قابل و وسیع النظر اہل قلم نے اس موضوع پر توجہ کي ہے ' اور ایک مفید مضمون بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے - الہلال ابتداے اشاعت سے تعلیم یافتہ جماعت کي بد مذاقي کا فریادي ہے ' مگر اس قسم کے مضامین کا لکھنا اور الہلال تک پہنچنا اس امر کا ثبوت ہے کہ اب علم دوست طبیعتیں اشغال علمیہ کي طرف متوجہ ہونے لگي ہیں - فالحمد للہ علی ذلک -

آج کي اشاعت میں یہ مضمون شائع کیا جاتا ہے ' لیکن میں نے جس مضمون کا وعدہ کیا تھا ' اسکي ضرورت ابتک باقي ہے اور اسکے متعلق مواد بکثرت سامنے ہے - انشا اللہ پہلي فرصت میں اسکو ملمبد کرونگا - (ایڈیٹر)

۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ - کے الہلال میں قابل نامہ نگار مسٹر محمود عباسی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوے کہ " اخلاق میں اثر وراثت کو بالکل دخل نہیں " چند قابل انتقاد جملے تحریر کیے ہیں - مسٹر موصوف نے جو باتیں پروفیسر (کارل پیرسن) کے طرف منسوب کي ہیں' وہ یا تو غلط فہمی پر مبني ہیں ' یا انسے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت عباسی نے پروفیسر موصوف کي کوئی تصنیف نہیں دیکھی -

عباسی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" بقول کارل پیرسن ' وراثت کا اثر بالکل غلط ہے ' اور جسقدر بھي اخلاقي خصوصیات والدین کی اولاد میں پائي جاتي ہیں ' وہ اس تربیت کا نتیجہ ہیں' جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھوں پہنچتي ہے ..... "

اب ذرا پروفیسر کارل پیرسن کی بھی تحریر ملاحظہ ہو - وہ (نیشنل لائف فروم دی سٹینڈ پائنٹ آف سائنس National life from the stand point of science) میں اخلاقی وراثت کے اصول پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

" والدین کے چال چلن اور اخلاق و اطوار' انکی خوبیاں ' انکی برائیاں' انکی عادات ' انکی بیماریاں - سب کی سب ایک مقررہ نسبت کے ساتھہ انکے بچوں کو ورثے میں ملتی ہیں - آدمی کے سر کی شکل ' اس کی دماغی قابلیت و حالت ' گھوڑوں کی کھال کا رنگ ' افیون کے پھول کی پنکھڑیاں ' پھر اور بہت سی باتیں بغیر کسی استثنا کے موروثی ہیں - قصہ مختصر انسان کے ادنی سے ادنی اخلاق سے لیکر اعلی سے اعلی اخلاق تک ' تمام وکمال موروثی ہیں - "

پھر ہکسلے لیکچرز (Huxley Lectures) (۱) میں پروفیسر کارل پیرسن فرماتے ہیں :

" ایک اخلاقاً ناتندرست سٹاک سے اخلاقاً تندرست سٹاک کا پیدا ہونا از قبیل محالات ہے - اور یہ خیال کرنا کہ یہ محال نہیں ہے ' ایسا ہی لغو ہے ' جیسا یہ خیال کہ چیتے بغیر رنگدار دھبوں کے پیدا ہوسکتے ہیں - ایک بیمار اخلاق کی نسل کو ایک تندرست نسل کے ساتھہ ملانیکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ تندرست نسل کمزور ہو جائیگی - مثال کے طور پر یہ کہدینا کافی ہے کہ تندھک کے تیزاب میں جسقدر پانی ملائے جاؤگے ' اتنا ہی وہ کمزور ہوتا جائے گا - اخلاقی و جسمانی امراض میں مبتلا نسل سے نرم اور نجات دینے کا صرف یہی علاج ہے کہ اسے آہستہ آہستہ مفقود ہو جانے دیا جاوے - تعلیم اور اصول حفظ صحت ' اور دیگر اثرات ' انسان کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز تبدیل نہیں کرسکتے "

یہ مقولے مشتے نمونہ از خروارے ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں' تاکہ وہ ملاحظہ فرمائیں کہ مسٹر عباسی کا یہ بیان کہ کارل پیرسن انکے ہم رائے ہے ' بے بنیاد اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے -

اخلاق پر ایک بہت ہی عالمانہ بحث (مجھے معاف فرمایا جائے اگر تصحیح بحث کیلیے ایسا کہوں) کرکے عباسی صاحب کہتے ہیں :

" یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی ... "

میں حیران ہوں کہ صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں کہاں یہ ثابت کیا ہے کہ وراثت کو اخلاق میں کوئی دخل نہیں ؟ کیونکہ بحث تو وہ کررہے ہیں انفصال و ارادہ کی ' جسمیں وراثت کا ذکر تک نہیں - شاید وہ اس غلط سند کو بھی اپنے خیال میں کافی و وافی ثبوت اپنے دعوی کا خیال کرتے ہونگے - اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ سند صحیح تھی (حالانکہ نہیں ہے) تو بھی اس ایک فقرہ سے یہ بات کہاں پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ اخلاق موروثی نہیں ہیں ؟ بہتر ہے کہ اب ہم اس موضوع پر اپنی طرفسے کچھہ نہ کہیں ' اور صرف مشاہدات و تجارب میں اس مسئلے کے فیصلے کو تلاش کریں کہ کہاں تک اخلاق میں وراثت کو دخل ہے ' اور کس درجہ ہمارے دوست کا دعوا قابل تسلیم ہے ؟

(ولیم پیٹسن) سائنٹفک جرنل میں لکھتے ہیں :

" ہمیں آج تک اس امر میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی کہ وراثت کے اثرات کو تبدیل کرسکیں - عورت کے با ثمر ہونیکے وقت سے لیکر بچے کے رحم سے باہر آنے تک ' ایک ذرہ بھر ہم بدی کو باہر نکال نہیں سکتے ' اور نہ ایک ذرہ بھر خوبی رحم کے اندر بھیج سکتے ہیں - بچے کے پیدا ہونیکے بعد کسی قسم کی تعلیم یا دواؤں کے ذریعہ اس بچے کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز نہیں بدل سکتے - سویٹ پیز (ایک قسم کا پھول ہے) کا پودہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو جاتا ہے ' حالانکہ اس کا ہم نوع سمال پیز زمین سے ایک فٹ بھی اونچا ہونے نہیں پاتا - چھڑی جو سویٹ پیز کو بلند ہونے میں مدد دیتی ہے ' اور بغیر اس کے وہ اس بلندی تک کبھی بھی پہنچ نہیں سکتا ' سمال پیز کو کسی طرح بھی اونچا نہیں کرسکتی - انسان کے لیے تعلیم و حفظ صحت ایسی ہی ہے ' جیسے پیز کے لیے چھڑی - جس بچے میں صلاحیت کا مادہ موجود ہے ' اسے یہ اپنے ظہور تدریجی یا ارتقاء تدریجی (development) میں مدد دیتے ہیں ' اور بغیر ان کے وہ صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے - مگر اس بچے کو ' جسمیں وہ صلاحیت موجود ہی نہیں ' ہرگز ہرگز انسے کوئی مدد نہیں مل سکتی " -

اس بہت بڑے اور مستند شخص کے قول سے دو اصول قابل بحث پیدا ہوتے ہیں جن پر ہم ایک سرسری نظر ڈالیں گے :

اول - انسان کے اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - موروثی اثرات کا دور کرنا موجودہ علم کے مطابق محالات سے ہے - ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ محالات عقلی میں سے ہے ' بلکہ ابھی تک انسان کا علم اس درجہ وسیع نہیں ہوا کہ وہ ان اثرات کے دور کرنے میں کامیاب ہو -

اصول اول کی تحقیق کرتے ہوئے (سر فرانسس گالٹن Sir Francis Galton) علم یوجینکس کے بانی مبانی حسب ذیل مشاہدات پر پہنچے :

(الف) وراثت کے اثرات میں نصف دونوں والدین کا ' چوتھائی والدین کے چاروں والدین کا ' آٹھواں حصہ تیسری پشت کے آٹھوں اجداد کا ..... و قس علی ہذا ..... ہوتا ہے - (ملاحظہ ہو بحث بر قانون وراثت سر فرانسس گالٹن A debate on Sir Francis (G's Law of Ancestral Inheritance)

ہم اس بات کے ماننے کیلیے تیار ہیں کہ اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے ' اور جوں جوں علمی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا ' یہ قانون بھی خود بخود ایک عملی صورت اختیار کرتا جائیگا - مگر اس بات کے ماننے کے لیے کہ یہ قانون سرے سے ہی غلط ہے ' ہم ہرگز ہرگز تیار نہیں ہیں ' جب تک کہ ہمارے پاس کوئی کافی معتبر ثبوت موجود نہو -

(ب) اگر جسمانی و اخلاقی تندرستی کے مدارج مقرر کیے جائیں ' اور انمیں سب سے اعلی درجہ خاندان (الف) کا ہو دوم (ب) کا ' سوم (ج) کا ' چہارم (د) کا ' پنجم (ر) کا ' اور ششم (س) کا ' و علی ہذا ' تو تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر قسم (ج) کے ۳۵ - آدمی اپنے سے ایک درجہ ادنی قسم میں شادی کرلیں تو وہ صرف ۶ - بچے قسم (ج) کے پیدا کرسکیں گے ' اور اگر وہ قسم (س) میں شادی کریں تو صرف ایک بچہ قسم (ج) کا پیدا کریں گے - حالانکہ ۲۵۰۰ - جوڑے قسم (س) کے صرف ایک بچہ قسم (ج) کا پیدا کرلیں گے ' اور (س) سے گھٹیا قسم کے جوڑے ایک بھی (ج) کی قسم کا بچہ پیدا نہیں کرسکتے !! اس کا ماحصل یہ ہے کہ جسمانی و اخلاقی کمزوری کے اسباب

(۱) پروفیسر ہکسلے کی یادگار میں بڑے بڑے سائنس داں کسی نہ کسی زیر بحث مضمون پر سال بھر کے اندر ایکدفعہ لیکچر دیا کرتے ہیں - چونکہ پروفیسر کارل پیرسن یوجینکس میں فاضل بے مثل تسلیم کیے جاتے ہیں' اس لیے انھوں نے اس مضمون پر کئی دفعہ لیکچر دئیے ہیں - ان لیکچروں کے مجموعہ کا نام ہے (فاسلے لیکچرز بائی کارل پیرسن)

همارے آبا و اجداد کي طرف منسوب هونے چاهئیں اور وهي انکے ذمه دار هیں -

رائل کمیشن نے (جو سنه ۱۹۰۴ع میں ان معاملات پر غور کرنیکے لیے مقرر هوئي تهي) اپني تحقیقات کا سلسله چار سال تک جاري رکها - اُس نے سنه ۱۹۰۸ع میں تحقیقات کي ایک رپورٹ مرتب کي جو اب بلیو بک (Blue Book) کي شکل میں چهپ گئي هے - اس رپورٹ میں صدها مثالیں دیکر یهه ثابت کیا گیا هے که دماغي کمزوري اور جنون عموماً موروثي هوتے هیں - هم اس میں سے ناظرین کي دلچسپي کے لیے چند واقعات کا اقتباس کرتے هیں :

اول - ایک ایسے شخص کا حال جو چند مرتبه چوري کے جرم میں سزا یاب هو چکا تها - اس کے کئي بیٹے تهے - بڑا لڑکا ۱۸ - سال کی عمر سے لیکر ۳۲ - سال کي عمر تک، ۳۴ - دفعه سزا یاب هوا - دوسرا لڑکا پندره سال کي عمر سے لیکر ۲۹ - برس کي عمر تک ۱۷ - دفعه اسی چوري کے الزام میں قید هوا !

دوم - ایک چوده سال لڑکے کا حال، جس نے اس عمر تک پهنچنے سے پہلے تین مرتبه بورن تینول (Pontenville) کے جیلخانه میں سزاے قید کي عقوبتیں جهیلیں - اس کا باپ اسی جیل خانے میں کئی دفعه جا چکا هے، اور اس کی ماں شارع عام میں شراب پي کر مدهوش هوجانیکے جرم میں سزا پا چکي تهي -

سوم - ایک صحیح و سالم آدمي کا واقعه، جسنے ایک ایسي عورت سے شادي کي، جو که سرقهٔ صغیره کے جرم میں کئي دفعه سزاے قید بهگت چکي تهی - اُسکی نسبت انسپکٹر جنرل جیلخانه جات کي رپورٹ کا ترجمه حسب ذیل هے :

" اس جوڑے کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا هوئیں - بڑي لڑکی مقامي پاگل خانے میں عمر کا زیاده حصه بسر کر چکي هے - چهوٹي لڑکي ابهی کنواري هے لهذا والد کے زیر حفاظت هے - پولیس ابهی اُسکی نسبت کچهه رپورٹ نهیں کر سکتي -

بقیه دو لڑکوں سے دو کنبے چلے : (م) و (ن) -

پہلے کنبه کا باپ مقامی پاگل خانے میں رہ چکا هے، اور ابهي تک بڑي غضبناک طبیعت رکهتا هے - اس کی پهلي بیوي سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا هوئیں - لڑکی کی پیدایش کے چهه هفتے بعد وہ مرگئی -

اس کے بڑے لڑکے کا اعمالنامه حسب ذیل هے، اگرچه اس کی عمر ابهی صرف پچیس برس هی کی هے :

گیاره سال کي عمر میں اسے چوري کرنیکے جرم میں تربیع کي گئی - اٹهاره سال کي عمر میں ایندوور Androver میں ایک گهڑي چرانیکي پاداش میں اسے ایک ماه کی قید هوئی - اسي سال ونچسٹر کالج میں فریب دهی کي غرض سے اپنا نام داخل رجسٹر کرانیکے جرم میں اسے ایک ماه کیلیے جیلخانه کی هوا کهانی پڑي - پهر منچسٹر میں چند گهڑیاں چرانیکی جرم میں وہ ایک ماه کیلیے قید خانے میں بهیج دیا گیا - پهر السٹر میں چوري کے جرم میں دو ماه کیلیے قید رها - ۱۹ - سال کی عمر میں ڈاکه مارنے کی سعی کے الزام میں بمقام مین فیلڈ Man field ایک ماه کیلیے بادشاه کا مهمان رها - اسی سال السٹر میں ایک گهڑي چرانیکے جرم میں اسے ایک ماه کی اور قید هوئی - اسی سال پهر سات دن کیلیے بهیک مانگنے کی خاطر بند کر دیا گیا - بیس سال کی عمر میں بمقام نارچ کیس بکس چرانیکی غرض سے ایک ماه کیلیے مقفل کردیا گیا - اسی سال سٹیمفورڈ میں بهیک مانگنے کے جرم میں چوده دن کے لیے پهر قید کیا گیا - پهر ایک ماه السٹر میں چوري کے لیے، اور تین ماه ڈاکے کے الزام میں شاهی چهار دیواري میں مقید نظر آیا ..... چوبیس سال کی عمر میں اسے شارع عام میں بازاري زبان استعمال کرنیکی پاداش میں ۱۰ - شلنگ جرمانه هوا، اور اسی سال چوري کے الزام میں ۱۵ - ماه کیلیے جیلخانه بهیج دیا گیا !!

دوسرا لڑکا گیاره سال کی عمر میں چوري کے جرم میں گرفتار هوا، اور اسے چار ماه کیلیے ایک ریفورمیٹري (Reformatory) (یعنے تربیت خانهٔ جرائم و اوارگی - الهلال) میں بهیج دیا گیا - اور اسکے بعد ۵ - دفعه مجسٹریٹ کے سامنے چوري کے الزام میں حاضر کیا گیا -

باقی تینوں بچے ابهی بہت خورد سال هیں " -

یه تو ایک کنبه تها - اب دوسرے کنبے یعني (م) کا حال بهي سن لیجیے :

" دوسرے بهائی کے نو بچے تهے (بخوف طوالت هم اس طول طویل داستان کا لب لباب درج کریں گے) پہلا لڑکا گیاره دفعه چوري کے الزام میں قید هوا - ایک لڑکی پاگل خانه میں هے - دوسري لڑکی ایک شادي شده نوجوان کے ساتهه تعلق ناجائز پیدا کرکے اور اپنے والدین کو چهوڑکر بهاگ گئی، اور بہت عرصه تک اسی کے پاس رهي " نتیجه جو هوا وہ ناظرین خیال کرسکتے هیں - باقی بچوں کا حال بهی اسی پر قیاس کرلیجیے-

" چهارم - ایک فاحشه عورت نے گیاره حرامي بچے جنے - انمیں سے پانچ لڑکیاں اس فعل بد کی کئي دفع مرتکب هوچکی هیں -

پنجم - ایک کمزور دماغ عورت کو چند شهدوں نے گمراه کرکے بے عصمتی پر آماده کیا، جسکا نتیجه دو ولد الزنا لڑکیوں کي صورت میں نمودار هوا - بڑي لڑکي کي عمر اس وقت (یعني بر وقت تحقیقات کمیشن) ۱۸ - سال کي هے، اور وہ دو ولد الحرام بچوں کي ماں هے، اور چهوٹي لڑکي ناجائز حمل سے هے "

یه واقعات ایسے نهیں که انکو محض مستثنیات کهه کر نظر انداز کر دیا جاے، بلکه یه ایسے واقعات هیں جو هر روز مشاهدے میں آتے رهتے هیں - کمیشن کي رپورٹ میں ایسے صدها واقعات ملیں گے، جنکو همنے بخوف طوالت نظر انداز کر دیا - جن حضرات کو زیاده شوق هے وہ اس رپورٹ کو ملاحظه فرما سکتے هیں -

ان تلخیصات علم و تجارب سے وہ دونوں اصول، جو همنے بیان کیے تهے، ثابت هوتے هیں، یعني :

اول - اخلاق کا زیاده حصه موروثی هوتا هے -

دوم - کسي قسم کي خارجي تعلیم یا تربیت ان موروثي اثرات کو بدل نهیں سکتي -

ریفورمیٹري یا پاگل خانے عارضي طور پر انکے فوري اثر کے ظهور کو روک سکتے هیں، مگر جب بیمار انکی حفاظت سے نکلا، پهر اپنی فطرت کو لوٹتا - واقعه سوم خاص طور پر قابل غور هے - تقریباً سب کے سب لڑکے گیاره سال کی عمر میں چوري کے جرم میں ماخوذ هوے - اور پهر باقی تمام عمر اسی میں مشغول رهے - ریفورمیٹري میں چار سال تک اور هر طرح کی تعلیم وغیرہ کے زیر اثر رهنے کے بعد بهی ایک لڑکے کی چوري کی عادت نه گئی !!

یه خیال کرنا که هماري تحریر کا ماحصل یه ثابت کرنا تها که " تمام اخلاق موروثی هی هوتے هیں " غلط هوگا - همارا ماحصل صرف

وثیق و حقایق

نتائج و ثمرات

استبداد کے نتایج انسان کو دنیا هي مین نظر آجاتے هیں یورپ میں روس کي وسعت حکومت سب پر فائق هے' اور یه ظاهر هے که مغربي مدنیت کے تماشاگاه میں اس وسیع رقبهٔ حکومت کے فرمانروا کو ایک خاص حیثیت سے تهذیب کا ممثل تسلیم کرنا چاهیے - مغرب کي تهذیب و مدنیت پرگو زیاده بحث کرنے کي ضرورت نهیں هے' اسلیے که ادرنه و سلانیک و مناستر و قرصوه و طرابلس و مقام رضا (علیه السلام) میں اس کے اصول عمل اچهي طرح عالم آشکار هوچکے هیں ' تاهم عجیب بات یه هے که خود اهل مغرب ان اصول کو مشرق کے مقابله میں جائز رکهنے پر بهي ان کے ممثلوں سے نفرت کرتے هیں' اور سخت اظهار نفرت کے متمني هوتے هیں - نقولا (قیصر نکولس زار روس) کي حکومت نے مسلمانوں کے مدارس بند کردیے' مظلومان بلقان کي اعانت کرنے والوں پر سختیاں کیں' اظهار بے طرفي (نیوٹریلٹي) پر بهي ارسال فوج و اسلحه و سامان رسد سے جبل اسود (مانٹي نگرو یا قره طاغ) کي طرفداري میں حصه لیتي رهي ' اور دول یورپ کے اس اجماع کا باعث هوي که یورپ کي مهذب سرزمین میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا کوئي حق نهیں هے - یه سب کچهه هوا' اور اس کے نتایج سے تمام اهل مغرب مستفید هورهے هیں' مگر نقولا کي جان عذاب میں هے - آسایش کي زندگي اس کو نصیب نهیں ' آزادي کے فوائد اسے حاصل نهیں ' پولیس کي حراست میں اس کي عمر کٹتي هے ' اٹهتے ' بیٹهتے ' سوتے ' جاگتے ' کسي عالم میں بهي سپاهیوں کا پهره اس سے جدا نهیں هوتا - ولیم قیصر جرمني کي شاهزادي لویزي کے بزم عقد میں شرکت کے لیے برلین آتا هے ' یهاں فوج کے حصار سے جان تو بچ جاتي هے ' مگر اسٹیشن سے ایوان سلطنت تک کی مختصر مسافت میں تماشائیوں اور راه گیروں کے نعره هاے تحقیر توپ و تفنگ بن کے اس پر برستے هیں ! ! اگر اس کي اخلاقي حس پہلے هي مردہ نهوچکي هوتي ' تو یه آتش بازي اسکے سوزش جسم و روح کیلیے کافي تهي -

[بقیه مضمون صفحه ۱۲]

یه ثابت کرنا تها که " وراثت کو اخلاق میں دخل ضرور هے "

جن حضرات کو اس مضمون پر ایک مبسوط نظر ڈالنے کا شوق هے اور انگریزي بهي جانتے هیں' وہ ان هر دو کتابوں کے علاوہ ' جنکا حواله همنے اپنے مضمون میں دیا هے ' مندرجهٔ ذیل کتب کا بهي ضرور مطالعه فرمائیں :

اول - Heredity مصنفه جے - اے - ٹامسن J. A. Thomson

دوم - هاؤس آف کامنز ڈیبیٹ رپورٹ - مورخه ۱۷ - مئی سنه ۱۹۱۲ - جلد ۳۸ - نمبر ۶۴ -

سوم - رپورٹ رائل کمیشن سنه ۱۹۰۴ - سنه ۱۹۰۸ -

چهارم - کرائم اینڈ ان سینٹی - ڈاکٹر مرسیر .Crime and Insanity -

(حقی)

نقولا پر کیا منحصر هے ؟ یورپ کے کسي مستبد (فرمانروا) کو بهي رعایا کي همدردي حاصل نهیں - کہتے هیں که اسلامي دنیا کا قدیم دستور احتساب انسان کي آزاد شخصیت کے حق میں ایک نهایت بدنما قرنطینه تها ' لیکن سوال یه هے که ان مستبدین کے رهنے سهنے ' کهانے پینے ' سونے جاگنے ' چلنے پهرنے ' بولنے اور چپ رهنے کا جس کاوش سے احتساب کیا جاتا هے ' یه کیا هے ؟ وہ انسان کو غلام بناتے هیں ' دنیا میں غلامی پهیلاتے هیں ' قدرت کے بهترین عطیهٔ حریت کے استعمال کو ' جس سے چڑیاں بهي اپنے گهونسلوں میں اور مچهلیاں بهي اپنے آبخور میں محروم نهیں هیں ' انسان کے لیے حرام بتاتے هیں ' مگر خود اُن کي حالت کیا هے ؟ وہ خود اپني دار السلطنت میں اپنے هي محکوم شیخ البلد (لارڈ میر) اور تشریفاتي (چمبرلین) کے غلام هوتے هیں - بارہ گهنٹے پہلے جب تک انهیں اطلاع نه دیں اور اُن سے اجازت نه لے لیں ' شهر کے کسي حصے میں نه آسکتے هیں نه جاسکتے هیں - آزادي کے ساتهه سیر و تفریح تو نهیں کرسکتے ' تماشا گاهوں میں وہ نهیں جاسکتے ' کسي عمومي شخص (پبلک مین) سے ملنا چاهیں ' کسي کو کچهه لکهنا چاهیں ' کوئي بات کرنا چاهیں ' سب میں یهي قید هوگي که مجلس مستشار جب اور جس سے ملنے کي اجازت دے ' اُس کي پابندي کریں ' جو مسودہ مرتب هو ' وهي لکهیں ' جن امور کي تلقین کي جائے ' وهي اُن کي زبان سے ادا هوں - ظاهر هے که ان قیود کے ساتهه ضمیر کي آزادي کیونکر قائم رہ سکتي هے ؟ ان حالتوں میں اگر انهیں رعایا کے مصائب کا احساس نهو ' استبداد کي جفاکاریاں نظر نه آئیں ' مظلوموں کي فریاد سنائي نه دے ' تو اس میں حیرت کي کیا بات هے ؟ جس کا نور ایمان (کانشنس) مردہ هوچکا هو ' جس کے ضمیر کي زندگي موت سے بدل چکي هو ' اُس کو زنده سمجهنا هي غلط هے - مراحل زندگی کے طے کرنے میں حامیان استبداد کي جانب سے جو باتیں سنگ راه هوں ' انهی سے انکی شکایت کرنا بے فائده هے ؟ ایک اسٹیچو هے ' ایک کالبد هے ' ایک مجسمه هے ' جو کسي خاص طاقت سے مردم آزاري کے وظائف ادا کررها هے - اُس سے گله و شکوه کیوں کرو ؟ اُس کے آزار سے محفوظ رهنے کے لیے کوئي معقول و جائز و با اصول ترکیب کیوں نهیں نکالتے ؟ خسرو شعرا مدت هوئي ' اس حقیقت کي ترجماني کرچکا هے ' جسے اُس کي روح حکمة شعریه ' به تبدیل الفاظ ' آج بهي سنا رهي هے :

رسید نالهٔ من از جفاے استبداد
بر آسمان و شنیدند تیر و کیوانش
اگر بگوش حکومت نمي رسد ' زان است
که سالها است که از جسم ' یاره شد جانش

عرب میں ایک مثل مشهور هے : " الحر لا یحتمل الضیم " شریف آدمي سب کچهه برداشت کرلیگا ' لیکن کوئي ایسي کارروائي ' جس سے اُس کي آزادي و عزت نفس کو صدمه پهونچتا هو ' کبهي بهي برداشت نهیں کرسکتا -

(۱) و لا یقیم علی ضیم یراد بـه
إلا الا ذ لان عیـر الحی و الوتـد
(۲) هذا اعلی الخسف منکوس بر متـه
و ذا یشـج فـلا یـرثي لـه احـد

(۱) کوئي مخلوق جس پر جور و ستم ملحوظ هو وہ اس حالت کو کبهي گوارا نه کریگي - بجز دو ذلیل چیزوں کے [۱] قبیله کا اونٹ [۲] اور اس کے باندهنے کي میخ -
(۲) یه [اونٹ] تو بے آب و گیاه ' رسیوں سے بندها هوا ' سر جهکائے رهتا هے - اور اس [میخ] پر چوٹ پڑتي هے تو کوئي اس پر رحم بهي نهیں کرتا -

نہ زار طرابلس

لیکن ہم ہیں کہ یہ سب کچھہ دیکھتے ہیں' اور یہ سب سنتے ہیں' پھر بھي اپنے خامرش و استبداد پسند و بے حس طرز عمل سے مواوي روم کے اس تخیل کا مجسم نمونہ بنے ہوے ہیں کہ :

چشم باز و گوش باز و این ذکا خیرہ ام بر چشم بندي خدا

کئی مہینے ہوے مظالمۂ بلقان کے متعلق یورپ سے داد رسی کے توقع پر ترکوں نے ایک انجمن قائم کي تھي' جس کے میر مجلس غازي احمد مختار پاشا تھے - انجمن نے بلقانیوں کے مظالم کي ایک مفصل و مبسوط رپورٹ (تقریر) مرتب کرکے دول یورپ کے پاس بھیجي تھي' جس پر کہیں کہیں سے جواب تو ملا' مگر انسدادي کارروائي کسي نے بھی نہ کي اور اسکي توقع بھي نہیں - تین ہفتے ہوے' ترکي اخبار " صباح " نے اس رپورٹ کے متعلق ایک صاحبِ فرانسیسي مدبر کا ایک مضمون نقل کیا تھا' جس کا مفاد یہ تھا کہ " نادان و نافہم بچوں کو راحت پہونچانے اور زحمتوں سے بچانے کا تو دستور ہے' اور یہ دستور کچھہ ایسا ناموزوں بھي نہیں' مگر جو قوم قدرت کي دي ہوئي طاقتوں کے استعمال سے بے خبر ہو' اور مصائب سے بچنے میں اپني طاقت کا سہارا پکڑنے کي جگہ غیروں کے بھروسے پڑي رہے' وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اُسے کسي قسم کي امداد بھی دي جاے " یہ ضابطہ قابل تسلیم ہو یا نہو' مگر ترقي پذیر دنیا کا آج اسي پر عمل ہے' اور یہي وہ بنا تھي جس پر کلي سال ہوے' کوریا کے شاہي ایلچي کو جاپاني حکومت کي شکایت کرنے پر ہیگ کانفرنس میں پھانسي دے دي گئي تھي - ان مراتب کو پیش نظر رکھکر سوچو اور سمجھو کہ جس زوال حریت کا تم مرثیہ پڑھتے ہو' جس فناے جلالت کا تمھیں رونا ہے' جس بناے قومیت کے انہدام کا زخم و صدمہ ہے' کیا کبھي تم نے مناسب و معقول ذرایع سے اُس کے واپس لانے کي بھي کوشش کي ؟ اور اس بات میں جائز طریقوں پر اپني طاقت کا بھي استعمال کیا ؟ نفس میں صحیح طرز پر کام کرنے کا ولولہ ہي نہیں تو لبوں کي شکوہ سنجي سے کیا حاصل ؟

نہو جب دل ہي پہلو میں تو پھر مونہہ میں زباں کیوں ہو ؟

الفانسو فرمانرواے اندلس پر ایک مشہور فرضوي (انارکست) نے' جس کا نام سانشز ہے' کچھہ زمانہ ہوا گولي چلائي تھي - یہ شخص اصل میں فرقۂ اشتراکیہ (سوشیا لوجست پارٹی) کا ممبر تھا اور الفانسو کي حکومت کا استبداد دیکھہ دیکھہ کے اُس کا دشمن ہوگیا تھا - ارتکاب جرم کے بعد پولیس نے اُسے گرفتار کرلیا - قاعدہ تو یہ ہے کہ ایسے مجرموں کے مقدمات محکمۂ عرفیہ (کورٹ مارشل) میں پیش ہوتے ہیں' اور جرم کي تحقیقات خفیہ اور بالعمل ہي خفیہ کي جاتي ہے' مگر ملک کي صحافت (پریس یا اخباري اجتماع) نے ایسے تند و ترش لہجہ میں صداے احتجاج بلند کي کہ' حکومت کو معمولي و آئیني عدالت میں ارجاع مقدمہ کي اجازت دیني پڑي' جس کے علانیہ اجلاس ہوتے رہے' اور اب تک ہو رہے ہیں - مجرم کا جواب دعوی یہ ہے کہ " الفانسو کي حکومت نے اصول

مدنیۃ اطالیہ !

اطالیا اسوقت جس سب سے بڑي اُمید کي جستجو' جس سب سے بڑي منزل کے لیے تگا پو' اور جس سب سے زیادہ صحیح راستے کو اختیار کر رہي ہے' وہ یہ ہے کہ لیبیہ اور برقہ کے اطراف و جوانب میں اپني ہزارہا بکھري اور پھیلي ہوئي رعایا کو نوآباد' اور ان اطراف کے مذہب کو ایک کردے' - اور طرابلس میں بربادي اندلس' یعنی اس مصیبت دلدوز' اس آفت اسلام سوز کے احیاء کے ذریعہ' تاریخ کو بازگشت کا موقع دے !

اس نے ان ملمع کار الفاظ میں سادہ لوحوں کو شہ' جاہلوں کو فریب' اور کند ذہنوں سے سخن سازي شروع کي ہے کہ انکو صرف متمدن بنانے' ان کي حالت کو ترقي دینے' انکے شہروں کو آباد کرنے' اور ان کي ثروت کے چشموں کو پھیلانے کے لیے آئي ہے' اور یہ ایسے وقت میں' کہ اہل طرابلس کو اطالي بربادکن جہاز نیست و نابود کررہے تھے' اطالي تلواریں انکے گلے کاٹ رہي تھیں' اطالي توپیں انکے گھر بار اور چھوٹے بچوں پر آتش افشاني کر رہي تھیں' اور اطالي فوج عزتوں کو چاک' اہل و عیال کو قید' اور مال و دولت کو دست برد کر رہي تھي !

حالانکہ ان شہروں میں اس حکومت نے صرف اسلیے احتلال (قبضہ) کیا ہے تاکہ اپنے بکھرے ہوے پھروں کو اسمیں جمع کرے' انکے ناکردہ گناہ اصلي باشندوں کو اپنے آہني پنجہ ظلم میں دبائے'

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اشتراک کو سخت صدمے پہونچائے ہیں' کارفرماؤں کے مقابلے میں کارکنوں کي کچھہ پیش نہیں جاتي - معدلت کے جو اصول ہیں اُن میں خود استبداد غالب ہے - تمام ظالمانہ احکام الفانسو ہي کے نام سے نافذ ہوتے ہیں' لہذا اُس کے قتل کي کوشش کرلي بے اصول و غیر آئیني کوشش نہیں کہي جاسکتي - جسم کے کسي عضو میں کوئي مہلک خرابي آجاتي ہے تو اُسے کاٹ دیتے ہیں کہ دوسرے اعضا بھي اس سے ماؤف نہو جائیں' انسان کي ہیئۃ اجتماعیہ میں بھي یہي کیفیت ہے' اور اُس کي ضرر رساني کا استیصال بھي اسي ضابطہ کے تحت میں ہونا چاہیے "

خود یورپ کي فضا تو ان صداؤں سے گونج رہي ہے' مگر وہ مشرق سے چاہتا ہے کہ اسکے سکوت تعبد میں انصاف جوئي اور حق طلبي کي آواز سے بھي خلل نہ پڑے !!

قران کریم کی اصطلاح میں یہي چیز اخلاقي " تطفف " ہے :

ویل للمطففین ' الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ' و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون (٨٣ : ١)

بربادي و تباہي ہو ترل میں کم دینے والوں کیلیے ' کہ جب لوگوں سے خود کوئي شے ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں ' لیکن جب انکو دیں تو کم کرکے دیں !!

طرابلس میں اطالي افسروں نے ایک جرمن پادري کو گرفتار کیا ہے - اس جرم میں کہ اس نے رحم و انسانیت پر وعظ کہا تھا !!

اور انکے لیے گذشتہ صدیوں کي وحشیت و درندگي پھر عود کر آے !

هر شخص جانتا هے که اطالیا سواحل بنغازي سے (جہاں تک که اسکے بیڑے کي توپوں کے گولے جاتے هیں) آگے اب تک نہیں بڑھسکي هے - بیس دن هوے ده اس کے نفس بد نے اسے سجھایا که کم از کم (سانیه فقیه محمد بن شتوان) پر که سواحل بنغازي سے صرف آدھه گھنٹه کي مسافت پر واقع هے ' یلغار کرے - اسکي بزدل فوج استحکامات بناتي ' اور سرحدیں مستحکم کرتي هوئي نکلي ' اور برابر پیش قدمی کرتي هوئی بڑھتی گئی - یہاں تک که شدہ شدہ بیس گھنٹے کي مسافت طے کرگئي - جب ان شیران حریف لگن کے نیستانوں کے قریب پہنچي تو وہ ایک بار هي پھرے اور اس زور سے حمله کیا که چند لمحوں کے اندر هي صدها لاشیں تڑپ گئیں ' اور جو بچے ' وہ اس عالم میں بھاگے ' که ساحل بحر سے ادھر ایک لمحه ایسے بھي کہیں دم نه لیا !!

مگر مزے کي بات یه هے که ایک طرف تو بنغازي میں اطالیا کي حالت یه هے ' دوسري طرف سرکاري خبریں کہتي هیں که اب تک اطالیا نے سادہ لوحان طرابلس سے نرم کلامي کا سررشته هاته سے نہیں دیا هے - وزیر مستعمرات (نوابادي) ان سے وعدے کرتا هے ' انہیں امیدیں دلاتا هے ' انہیں پھسلاتا هے ' انہیں بہلاتا هے ' کیونکه اسکو یقین هے که ملک داري ' ستمراني ' خانماں بربادي ' عصمت دري ' اور مردم کشي سے نہیں هوتي بلکه نرمي ' فریب ' روباہ بازي ' اور سیم و زر کے عرض میں دنی الطبع و سفله مزاج دلوں کي خریداري سے هوتي هے !! با این همه اسکي فوج میں ایک جماعت هے جو قتل و سفاکي وغیرہ وغیرہ سے دلوں کي آگ بھي روشن کرتي رهتي هے - پس اگر اطالیا اپني اس فرنگیانه ستمرانیوں کو نرمي اور حسن سلوک خیال کرتي هے تو الله اکبر ! اس وقت کیا هوگا جب که سختي ' کینه کشي '

تنگ گیري اسکے اُن خیالات کو پورا کریگي ' جنکو اسکا کینه پرور سینه چھپاے هوے هے ؟؟

کل کي بات هے که بنغازي میں ایک غریب الوطن جرمنی کے پادري کو اسلیے قید کر دیا گیا تھا ' که وہ اپنے معمولي مواعظ میں انسانی رحم و همدردي کے الفاظ بکثرت کیوں بولتا هے ؟

بعض دیگر ارباب مستعمرات حکومتوں کي پیروي میں ' حکومت اطالیا نے بھي بنغازي کي فوج کے لیے بازار والوں کو (که متوسط طبقه سے تعلق رکھتے هیں) بجبر بھرتي کرنا ' اور عوام کے لیے رزق کے دروازے بند کرنا شروع کردیا هے - بالکل مبالغه نه هوگا ' اگر کہا جاے که اسوقت طرابلس کے اطالوي مقبوضات میں احتیاج ' فاقه ' اور ضرورت کي جو گرم بازاري هے ' اسکي نظیر کہیں نہیں ملسکتی -

عرب طرابلس کے ساتھه حکومت اطالیا جو کچھه کرنا چاهتي هے ' اسکا اندازہ اسکے اعمال و احکام سے هو سکتا هے -

غیر اطالوي مال پر ۵ - فیصد چنگي لگائي گئي هے - اطالوي ممالک میں آلو اور اسي قسم کي دو ایک چیزوں کے سوا پیدا هي کیا هوتا هے ' جو اطالوي تاجر لاکے یہاں فروخت کرینگے ؟ اسکے علاوہ شهري عربوں کا مدار زندگي تو اطالوي بوٹوں کے صاف کرنے پر هے - پس اگر اطالوي اسباب راحت و آرام لائے بھي تو یه تهیدست انکو خریدینگے کہاں سے ؟ غرض گراني بڑھیگي اور غریب طبقه ' که آبادي کا بیشتر حصه هے ' فاقۂ موت کا شکار هوگا -

تمام دیسي تاجر اس خیال سے ایک تنگ بازار میں نظر بند کیے گئے هیں که کہیں ایسا نه هو که یہاں سے اسکندریه تجارت کے بہانے چلے جائیں اور مجاهدین سے ملجائیں !

چند مدارس بھي کھولے گئے هیں اور یه یورپ کا سب سے بڑا شیطاني دسیسه هے - ان میں قرآن حکیم کے علاوہ (جسکي نسبت بیان کیا گیا هے که پڑھایا جالیگا) باقي تمام تعلیم صرف اطالوی زبان میں هوگي جو کچھه شروع بھي هوگئي هے -

ایک معمولي اطالوي کي رپورٹ پر عربوں کو انکي زمینوں سے بیدخل کر دیا جاتا هے ' اور وہ زمینیں نہایت ارزاں قیمت پر اطالویوں کے هاتھه فروخت کر دي جاتي هیں - ان مصالح پر مستزاد یه هے که جب سے اطالوي آئے هیں ' قحط و گراني برابر رهتی هے اور بھوک کا خراج دینے کے لیے وہ بدبخت اپني زمینیں اور گھر اطالویوں کے هاتھه نہایت کم قیمت پر خود هي فروخت کر ڈالتے هیں -

دولت عثمانیه نے جو استقلال اداري دیا هے ' اسکي حالت یه هے که نائب السلطان اپنے گھر تک پر عثمانی علم نصب نہیں کر سکتا ! -

بنغازي میں بازار کے فقیر الحال لوگ - کو جنمیں بچے اور عورتیں بھي شامل هیں اسلیے قتل کر ڈالا هے که وہ اپنا نام سامان فوج کے حوالے نہیں کر دینگے

ادبیات

مذهب یا سیاست

قوم کسي قوم کي تاریخ اٹھا کر دیکھو * دو ھي باتیں ھیں کہ جن پر ھے ترقي کا مدار
یا کوئي جذبۂ دیني تھا ' کہ جس نے دم میں * کردیا ذرۂ افسردہ کو ھم رنگ شرار
ھے یہ وہ قوت پُر زور کہ جسکي ٹکر * سنگ خارا کو بنا دیتي ھے اک مشت غبار
اسکي زد کھا کے اڑ جاتي ھے بنیاد زمیں * اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ھیں اوراق دیار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے * کھیلنے جاتے تھے ایوانگہ کسرا میں شکار
وہ اُلٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں * جبکے ھاتوں میں رھا کرتي تھي اونٹوں کي مہار
اسکي برکت تھي کہ صحراے حجازي کي سموم * بنگئي دھر میں جاکر چمن آراے بہار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے رھزن * فاش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

یا کوئي جاذبۂ ملک و وطن تھا ' جسنے * کردیے دم میں قواي عماي سب بیدار
ھے اسي مے سے یہ سرمستي احرار وطن * ھے اسي نشے سے یہ گرمي ھنگامۂ کار

آپ دونوں سے کیے دیتے ھیں ھم کو محروم * نہ سیاست ھے نہ نامرس شریعت کا وقار
مدتوں بعثت سیاست کي اجارت ھي نہ تھي * کہ وفاداري مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب اجازت ھے مگر دایرۂ بعثت یہ ھے * کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ھوں عرضہ گذار
" ھم کو پامال کیے دیتے ھیں ابناے وطن * در ھے ' پس جاے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھي اک گونہ شکایت ھے غلاموں کو ضرور * کہ مذاھب میں ھے کم حافظہ بگوشوں کا شمار "

اب رھا جذبۂ دیني ' تو وہ اسطرح مٹا * کہ ھمیں آپ ھي آتا ھے اب اس نام سے عار
وضع میں ' طرز میں ' اخلاق میں ' سیرت میں ' کہیں * نظر آتے نہیں کچھہ حرمت دیں کے آثار
آپ نے ھم کو سکھاے ھیں جو یورپ کے علوم * اس ضرورت سے نہیں قوم کو ھرگز انکار
بعثت یہ ھے کہ وہ اس طرز سے بھي ممکن تھا * کہ نہ گھٹتا کبھي نامرس شریعت کا وقار
ھم نے چلے بھي تو اغیار کے سیکھے تھے علوم * ھم نے چکھے بھي تو اس نشہ کا دیکھا ھے خمار
نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے ' ھر چند * تھے فلاطون الٰہي کے بھي گو شکر گذار
جانتے تھے مگر اسبات کو بھي اھل نظر * کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنے یہ بادۂ عرفاں کے نہیں درق شناس * بزم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار

آج ھر بات میں ھے شان تفرنج پیدا * آج ھر رنگ میں یورپ کا نمایاں ھے شعار
ھیں شریعت کے مسایل بھي وھیں تک مقبول * کہ جہاں تک اُنھیں معقول بتائیں اغیار

نہ شریعت ' نہ سیاست ' تو پھر آپ کسکے ایے * یہ ننگ و در ھے ' یہ شورش ھے ' یہ غل ھے ' یہ پکار ؟

(شبلي نعماني)

نمرہ قصرا

معرکہ سینغل

الجزائر میں منطقہ استنبولیہ کے قریب ایک مقام ہے' جو الخندق کے نام سے معروف ہے - اس میں ایک بازار ہے جسکو (سوق سنیغال) کہتے ہیں - ۱۰ - اپریل کو اس بازار میں اس آتش وطن و حریت پرستی کے پھر شعلے بھڑکے ' جو آج ایک صدی سے باشندگان مغرب اقصیٰ کے سینوں میں سلگ رہی ہے' اور جسکے بجھانے کے لیے بارہا اعداء حریت و انسانیۃ یعنی فرانسیسی ملاعنہ کی تلواریں جوئباری خون کی نہریں بہا چکی ہیں -

اس معرکۂ مقدسہ یا کرشمہ طرازی حریت و وطن پرستی کی داستان تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

بوبجی اور متالسہ کے حریت پرست قبیلوں کے مجاہدین کا ایک

(بقیہ صفحہ ۱۵)

سرکاری دفتروں کی حالت عجیب و غریب ہے - مسلمان ملازموں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اطالوی زبان اچھی طرح جانتا ہو' مگر باایں ہمہ وہ فریب دہی کیلیے رکھے گئے ہیں اور انکا کام یہ ہے کہ گھروں میں بیٹھے رہیں - قطع نظر اسکے کہ اس سے بیکاری کی عادت پیدا ہوتی ہے' ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ پنشن ہمیشہ نہیں ملیگی اور جلد یا بدیر موقوف ہو جایگی' پھر وہ نان شبینہ تک کو محتاج ہو جائیں گے -

ڈاک کے محکمے میں ایسے لوگ رکھے گئے ہیں جو عربی حروف تک نہیں پہچانتے ! عدالتوں میں اہل کریت و یونان رکھے گئے ہیں' جنھوں نے اطالوی تبعیت کو قبول کرلیا ہے - مختصراً یہ کہ جن محکموں سے عربوں کو شب و روز کام پڑتا ہے ' انمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو عربی پوری طرح جانتا ہو -

اس مختصر مضمون میں ان تمام مظالم و مصائب کا استقصاء ناممکن ہے جو اس وقت طرابلس میں نازل ہو رہے ہیں اور جنمیں سے ہر ایک' برق خوں و خوں ریزی ہے ' اور جو اسلیے گرائی جا رہی ہے کہ شہری و ساحلی عربوں کی بیخکنی کردی جاے -

چونکہ شیخ سنوسی (متع اللہ المسلمین بطول بقاہ) نے اطالیا کے موجودہ مقاصد اور آیندہ کے پوشیدہ ارادوں کو محسوس کرلیا ہے' اسلیے اعلان کر دیا ہے کہ انکا جہاد برابر جاری رکھا جائیگا - یہاں تک کہ اللہ اسلام اور اسکے دشمنوں میں فیصلہ کردے -

یہ تمام حال ساحلی مقامات اور شہر کا ہے - البتہ اندرون طرابلس اب تک شر لعنۃ مسیحیہ سے محفوظ ہے' اور یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسکے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر کردے -

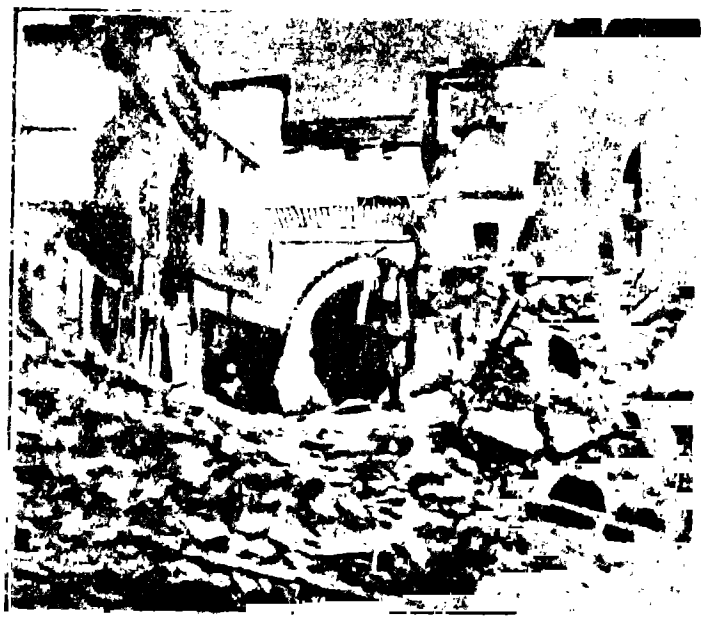

فاس دار الحکومت مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار
حملہ فرانس کے بعد

جم غفیر سوق سینی غال میں جمع ہوا - ان جانباز ان راہ حریت و وطن کی تعداد صرف ۱۸ - سر تھی ' جنمیں ۶ - سر اسپ سوار ' اور ۱۲ - سر پیادے تھے -

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ مرکز نخیلہ میں فرانسیسی غارتگران حریت پر حملہ کیا جاے - (مرلویہ) کے بعض مراکزوں نے اسکی اطلاع جنرل آلیکس کو دیدی -

مغرب اقصیٰ کے مشرقی حصے کے فرانسیسی قائد نے یہ طے کیا کہ ان مجاہدین کرام کے آغاز عمل سے پہلے اُن پر حملہ کرکے ' انکا شیراز برہم کردیا جاے - اس قرار داد کی بنا پر اس نے ایک ریجیمنٹ ترتیب دی' جسکی قیادت خود اپنے ہاتھ میں لی' اور ۹ - بجنے شب کو مرادہ سے نکل کے روانہ ہوگیا - صبح ہوتے ہوتے نخیلہ کے قریب پہنچا ' اور اسکی محاذات میں مقیم ہوگیا -

اس تازہ فوج کی آمد فرانسیسی محافظ فوج کے لیے ایک مژدہ جاں بخش تھی' جو ان مجاہدین راہ حریت کی تیغ خوں آشام سے اُنھیں نجات دینے کے لیے آئی تھی - اس نے نہایت گرمجوشی اور مسرت آمیز ازخود رفتگی کے ساتھہ استقبال کیا' اور اپنی جماعت میں سے بھی چند پلٹنیں بطور مزید کمک کے ساتھہ لے لیں -

یہ مجموعی فوج دو حصوں میں منقسم ہو کے آگے بڑھی - اور کوہ زاغ سے اُتر کے مجاہدین کرام کی منزلگاہ کی طرف روانہ ہوگئی - منزلگاہ سے جب اسقدر قریب پہنچگئی کہ خیموں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں تو فرانسیسی ترپخانہ مرکز مناسب کی جستجو کی غرض سے پیچھے رہگیا' اور دونوں رجیمنٹ آگے بڑھیں - صبح کا وقت تھا - قریباً ۵ - بجے تھے - دفعتاً ایک آواز سنائی دی - یہ آواز ایک مغربی مجاہد کی بندوق کی تھی' جو اس نے فرانسیسی ملاعنہ کے سواروں پر سر کی تھی - آواز بمشکل خاموش ہوئی تھی کہ نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوئی ' اور نعروں کے ساتھہ ہی مختلف اطراف و اکناف سے سواروں کی ٹولیاں آتی ہوئی نظر آئیں - گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی تھیں' اور سرعت رفتار کی یہ حالت تھی کہ تاپیں بمشکل زمین پر پڑتی تھیں - بندوقیں سواروں کے سینوں سے لگی ہوئی تھیں' اور دہانوں سے گولیوں کی بارش ہو رہی تھی - مجاہدین کرام اور جنود ملاعنۂ فرانسیسیہ میں چونکہ مسافت زائد تھی' اسلیے گولیوں کی زد سے محفوظ تھے - سوار پیادوں کے انتظار میں رک گئے - پیادے جب آگئے تو سب ملکے آگ برساتے ہوے آگے بڑھے - مجاہدین نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا ' وہ یہ تھا کہ سواروں کی ٹولیاں مختلف اطراف و اکناف سے نکلیں' اور دشمن کے طرف اس انداز سے بڑھیں' کہ جب اسکے قریب پہنچ جائیں تو انکا ایک حصار آہنیں

بن جائے - اسمیں دشمن هر چہار طرف سے گھرا هو' اور اسقدر شدید آتشباري کي جاے که تھوڑي هي دیر میں گھوڑوں کي زینیں سواروں سے خالي نظر آنے لگیں !!

مجاهدین اسلام کا پڑاؤ معرکه گاه سے ۴ - سو میٹر کي مسافت پر تھا' فرانسیسي انسان پاش توپوں نے اس پر گراں وزن گولے اتارنا شروع کردیے - پڑاؤ قلعه نه تھا که اسکي سنگین دیواریں اپنے پناه گزینوں کے لیے سینه سپر هوتیں - فدا کاران حریت نے دیکھا که اب تبدیل مقام ناگزیر هے - فوراً اسکے انتظام میں مصروف هوگئے - فرانسیسیوں نے اس مشغولیت کو مغتنم خیال کیا - جنرل الیکس جو اب تک کوزاغ کي چوٹي پر کھڑا' رفتار جنگ دیکھه رها تھا' اترا' اور فوج کو لیکے دفعة مگر انتظام کے ساتھه ٹوٹ پڑا - حمله خطرناک موقع شناسي کے ساتھه کیا گیا تھا' جسکا نتیجه عموماً فوج حریف کي پراگندگي' برهمي' اور دیوانه وار گریز کي صورت میں نکلتا هے' مگر یه علم بردارانِ حریت جرش سرفروشي کے ساتھه کمال جنگ آرائي بھي رکھتے تھے - پیادوں میں فوراً ایک انتظام قائم کیا گیا' اور اپنے سامنے کے نشیب و فراز سے پورا فائده اٹھانے کا موقع حاصل کرلیا -

حمله آوروں نے آگ برسانا شروع کردیا - دشمن کے کوه هاے آتشیں شہاب ثاقب تھے که فضا سے زمین پر بکثرت آرهے تھے' مگر سوارون کي بے جگري کا یه عالم تھا که نهایت بے پروائي سے هر طرف گھوڑے اڑاے پھرتے تھے' اور برق کي طرح کبھي یہاں تھے اور کبھي وهاں !!

۵ - بجے صبح سے زوال آفتاب کے ایک گھنٹه بعد تک آتشباري هوتي رهي' اور گو فرانسیسي فوج ایک طرف تربیت یافته اور دوسري طرف فرانس کے جهنمي اسلحه سے آراسته تھي' مگر با ایں همه ان جانباز پرستاران اسلام و وطن کي "بنیان مرصوص" کو اپني جگه سے نه هٹاسکے' اور عاجز هو کے خود هي نخیله واپس چلے گئے - مجاهدین کرام میں بعض نے موخرة الجیش (بالکل آخر کي فوج) پر تھوڑي دیر تک آتشباري کي' لیکن بیشتر حصه کوه و جبل کي طرف چلا گیا -

اس معرکهٔ خونریز کے اسطرح انجام پذیر هونے کے بعد مجاهدین غیور' کارزار سے شهداء اور مجروحین کو لائے - تجهیز و تکفین اور معالجه سے فراغت کے بعد اپني جماعت کي رخنه بندي کے طرف متوجه هوے -

مجاهدین سرفروش اور ضروریات جنگ کي فراهمي کے بعد ایک دوسرے فرانسیسي مرکز کي طرف انھوں نے اپنے حملے کا رخ کیا - قائد فالي کي ماتحتي میں تھوڑي سي فوج تھي - ان مجاهدین میں کچھه لوگ ایسے بھي تھے' جو فرط شوق جهاد سے با قاعده جنگ کا انتظار نهیں کرسکتے تھے - دن کو تو نهیں جاتے تھے که مصلحت عامه کے خلاف هوتا - البته رات کو پیٹ کے بل رینگتے هوے قلعه تک پهنچ جاتے تھے - رفتار کا یه انداز اسلیے اختیار کیا گیا تھا که دشمن کو انکي آمد کا علم نه هو - قلعه کے قریب پهنچکر بندوقیں سر کرتے تھے جن سے کم از کم اتنا تو هو رهتا که دشمن کے سپاهي اور جانور مرے' زخمي هوے' اور کچھه نهیں تو کم از کم انکي تمام شب اضطراب و قلق اور خوف و بیم هي میں گزرتي -

جنرل الیکپس نے یه طے کرلیا تھا که جو قبیله یا جماعت راه حریت پرستی میں علم جهاد بلند کرے' اسکي تعذیب و تذلیل کے لیے وه مع اپنے انسان صورت بھیڑیوں اور آلات جهنمیه کے فوراً پهنچ جاے' اور اسوقت تک سفاکي و خونریزي جاري رکھے'

تاریخ حسیات اسلامیهٔ مسلمانان هند
کا ایک ورق

اعانهٔ مهاجرین

تسلیم - مجھے یقین هے که آپ مجھکو اور میرے لڑکے ..... کو نه بھولے هونگے - سال گذشته میں نے ارزاں ملنے کے لالچ میں برخوردار... کے نام سے پرچه جاري کرا دیا تھا' اور بعد میں آپکو یاد هوگا که میں نے هی یه واقعه لکھکر آپ سے استدعا کي تھی که پوري قیمت اٹھه روپیه روانه کردوں' مگر آپنے یه گوارا نهیں فرمایا که میرے لڑکے سے پوري قیمت لیجاے - اس مرتبه آٹھه روپیه اخبار کي واجبي قیمت سے بھی کم قیمت بھیج چکا هوں - اب آپنے ۸ - آنه قیمت کا اعلان کیا هے اور ۷ - روپیه ۸ آنه مظلوم ترکوں کے واسطے وقف کردیا هے - میرے پاس والله الفاظ نهیں هیں' جنکے ذریعه آپکي اس فیاضي کا اعتراف کروں' اور آپکو بتادوں که میري ذات پر آپکے اس ایثار نے کیا اثر کیا هے ؟ مگر هاں میں اس نتیجه پر پهونچا هوں که هنوز دنیا میں ابتداے اسلام کا نمونه باقي هے !!

موقع تو یه ایسا تھا که عالم گیر کے آستاد ملا جیون صاحب کے اس قصه کو دهرا لیا جاتا' که جب وه سراے میں منزل مقصود پر طویل سفر کرکے پهونچے' تو سستي سواري ملجانے پر پھر مکانکو واپس روانه هوگئے ! پس اسوقت مکرر الهلال خرید لیا جاتا - مگر میں آپسے سچ کهتا هوں - آپکي حالت هر اعتبار سے قابل اعانت هے' اور میرا دل هرگز نهیں گوارا کرتا که آپ جن نقصانات کو برداشت کر رهے هیں' ان سے زیاده آپسے توقع رکھي جاے - بعدا اگر آساني سے ممکن هوتا تو میں

[بقیه مضمون پهلا کالم]

جب تک یه علم مبارک سرنگوں نه هو جائے - قبائل الجزائر کي حالت معلوم هے - وه بے برگ و نوا' بے اعوان و انصار' بے علوم و معارف انسانوں کا ایک گروه هے' جن سے انکي عزیز ترین متاع یعني حریت و استقلال سلب کرلي گئي هے' اور گو اس پر ایک مدت مدید گزر گئي' مگر وه اپني چھني هوئي حریت و حکومت کو نهیں بھولتے - هر وقت ایک آگ سي لگي رهتي هے' اور جب فرانس کے مظالم کا دامن اسکو هوا دیتا هے تو اس سے شعلے بلند هونے لگتے هیں - انکو خون کي بارش' دبا سکتي هے' مگر بجھا نهیں سکتي -

معرکه سینغال کے بعد مراکز نخیله کي طرف سکون هوگیا - مگر دوسرے مراکز کے قریب شعلے بھڑک رهے تھے - جنرل مذکور نے اپني مستعدي اور قدرت کے اظهار کے لیے اُس کي طرف بھی فرانسیسي بھیڑیوں کا ایک غول بھیجا' مگر تمام نقل و حرکت اور خونریزي و سفاکي کا ماحصل یه هے که اسوقت دونوں مراکز خطرے میں هیں' اور فرانسیسي محافظ فوج هر وقت خونزده رهتي هے -

صوائش

آخر ترین رپورٹ سے معلوم هوتا هے که تونایت' ایت یراز' انشیدن' اور ایت عزیزده میں ایک حرکت عام پھیلي هوئي هے - یه بھي بیان کیا گیا هے که الهبا کي جماعت فرانسیسي مقبوضات مراکش پر تاخت و تاراج کر رهي هے : ولعل الله یحدث بعد ذلک امرا -

اس تیس هزار کي رقم میں ایک معقول حصه اپنے ذمه لے لیتا ' مگر میں مجبور هوں - لهذا آج ۸ - روپیه بهیجتا هوں ' اور آپکو اسلام کے خلوص کي قسم دیتا هوں که انکو بلا اجراے پرچه ارس فنڈ میں ڈالدیں ' اور الهلال کے بالعوض صرف ان حقیر روپیوں کے جواب میں ایک خط خاص اپنے قلم کا باطلاع خیریت مزاج مجھے بهیجدیں - کیونکه ایک سال سے مجھے اسکا اشتیاق هے ' اور سال گذشته سے باوجود میري خط وکتابت کے آپکا دستي خط نهیں ملا هے - اگر آپنے روپیه لینے میں تامل کیا تو میں خدا کو گواه کرتا هوں که پهر تابحیات میرے آپکے تعلقات غالبانه بهی نرهینگے' اور آپ ایک مخلص کو کهوکر افسوس کرینگے -

هاں جب تک آپ اپنے قلم خاص سے خیریت لکهکر نه بهیجینگے ' یه روپیه میري ملکیت رهیگا - میري یه تحریر هرگز آپ اخبار میں نه درج فرمائیں ' اور اگر ضرورت هو تو میرا نام نهو -

ایم الهلال

آپ اُن لوگوں میں هیں که اپکی ایک نظر شرق ' الهلال کی بهتر سے بهتر قیمت هے - کیا کیجیے که کوئی کام بغیر بقدر ضرورت روپیے کے قائم نهیں رهسکتا ' ورنه الهلال کی صدا تو فیضي کے الفاظ میں یه هے :

نفائس دل و دین می دهم به نیم نگاه
بمن معاملهٔ کن که راست گفتارم

باقی آپنے اس عاجز کے اس ارادهٔ محقرهٔ ترسیل اعانه کي نسبت جو الفاظ لکهے هیں ' تو میرے حق میں دعا کیجیے که ان حقیر و نا قابل ذکر امور کي جگه ' کسی واقعی قابل ذکر و یاد خدمت ملی انجام دینے کی توفیق پاوں - یه جناب نے کیا ارقام فرمایا که " دل گوارا نهیں کرتا که اس سے زیاده آپ سے توقع رکهی جاے " ؟ یه بات هی کونسی تهی که قابل توقع هوتی ؟ توقعات کا پورا میدان تو ابهی خالی پڑا هے ' اور وه پیش آنے والا هے - اگر اُن توقعات کا تهوڑا بهت بهي اهل ثابت هوا ' تو سمجهونگا که زندگی اور زندگی کے ولولے بیکار نه گئے - ورنه جس معبد کی تقدیس کیلیے جان و ناموس کی قربانیوں کی ضرورت هے ' وهاں ان حقیر مالي نقصانات کی نذر کو کون پوچهتا هے ؟

در مدرسه کس را نه رسد دعوي توحید
منزل گه مردان موحـــد سر دار ست

صداے اعانت مشتهره الهلال مورخه ۱۴ - جمادي الثانیه ۱۳۳۱ هجري کے جواب میں اٹهه روپیه میں بهي پیش کرتا هوں - بذریعه قیمت طلب پارسل وصول فرما کر منزل مقصود تک بهجوا دیجیے - باقي رها جناب کا ایک سال کے لیے الهلال بهجوانا ' وه جناب کا اختیار هے - بهجوائیں یا نه بهجوائیں - الهلال اور اٹهه آنه !

نرخ بالا کن که ارزاني هنوز

خیر' جزاکم الله خیر الجزاء -

مکرر آنکه - مشفقي منشي صوبه خانصاحب برانچ پوسٹماسٹر جهت پٹ بتقریب تولد فرزند سعید خود بجاے اٹهه روپیه کے مبلغ ۱۰ - روپیه اسطرح پر پیش کرتے هیں که دس روپیه کا وي - پي - پرچه الهلال کا ان کے نام بهیجا جاوے - جسمیں سے اٹهه آنه قیمت الهلال براے ایک سال وضع کرکے بقیه ساڑهے نو روپیه داخل فنڈ زر اعانه مجروحین عساکر عثمانیه جمع کیا جاے -

ثالثا - مطبي سید فضل شاه صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جهت پٹ جو پہلے سے الهلال کے خریدار هیں ' مبلغ سوله روپیه بتقریب تولد فرزند سعید خود اسطرح پیش کرتے هیں که بمجرد رسیدن عریضه هذا ' مبلغ سوله روپیه کا وي - پي - انکے نام بهجوایا جاوے - اسمیں سے پندره روپیه تو داخل فنڈ اعانه مجروحین کیا جاوے ' اور اٹهه آنے میں الهلال ایک سال کے واسطے بخدمت با برکت سیدي و مولائي حضرت شاه ابو الخیر صاحب لقشبندي مجددي بمقام کوئٹه (بلوچستان) جاري فرما دیویں' اور باقي اٹهه آنے میں سید فضل شاه صاحب یعنی خود معطي کے واسطے الهلال از ابتداے یکم جولائي سنه ۱۹۱۳- لغایت - ۳۰ - جون سنه ۱۹۱۴ع تک جاري فرما دیویں - کیونکه ان کا موجوده چنده ۳۰ جون سنه ۱۹۱۳ کو ختم هو جایگا -

(جناب عبد العني صاحب سب اور سیر محکمه نهر دلگي سرحد شمال مغرب)

اعانة مهاجرین میں کمترین کے طرف سے ایک نهایت هي ناچیز هدیه ۵۰ - روپیه کا (نوٹ نمبر ۱) منظور فرماویں' نیز چاهتا هوں که الهلال کے دفتر پر کسي طرح کا بوجهه نهو - میں الهلال کي اشاعت کو بهي اعانة مهاجرین سے کم نهیں سمجهتا - کیونکه وه اگر جسماني مهاجرین کي اعانت هے' تو یه اُن روحاني مهاجرین کي اعانت هے ' جنکے دل سے حب اسلام اور ایمان قریبا هجرت کر چکي هے - اور اس قوت اور روح اسلامي کو مسلمانوں کے دلوں میں آباد کرنے کے واسطے الهلال کي دعوت ایک غیبي تائید هے .....

یهاں خدا کے فضل سے هر شخص آپکے مشن بلکه آپکے طریق تبلیغ کو دل سے لبیک کهتا هے - خدا اپنے فضل اور قدرت کامله سے سرسبز کرے ' حوادث زمانه سے بچائے اور آپکي ذات اور " الهلال " کو باعث تقویت دین و ایمان مسلمانان عالم کرے -

کیا هي اچها هو که آپ تمام اردو پریس کے ذریعه یا هینڈ بل کي شکل میں اپنا اشتهار " اعانت مهاجرین " عام پبلک کے هاتهوں میں پونچانیکي کوشش فرمائیں -

" اعانة مهاجرین " کا اشتهار موجوده صورت میں صرف الهلال هي کے ناظرین دیکهه سکتے هیں' مگر اصل مدعا اور اصل غرض تو یه هے که اس " ایک پنتهه دو کاج " میں عام پبلک شریک هو ' اور آپکا هاتهه بٹائے -

الهـــلال

یه درست هے - اسي غرض سے اسکا اعلان تمام معاصرین کیخدمت میں بهیجدیا گیا تها - بعض حضرات نے بصیغهٔ مراسلات' بعض نے بمعارضه اشتهارات معاصرانه' اور بعض نے پورے ایک صفحه کي اجرت لیکر چهاپا' اور بعض نے شائع هي نهیں کیا - سب کا شکرگذار اور دعا گو هوں - اب علیحده اوراق پر چهپوا لیتا هوں که متفرق طور پر تقسیم هو سکے -

جناب محمد مصطفی صاحب (حیدر آباد)

براه کرم بموجب تجویز مذکور ایک پرچه الهلال میرے نام جاري کیجیے' اور پهلا پرچه ۱۵ - روپیه ۸ - آنه کا وي - پي - کرکے بهیجدیجیے - منجمله اس رقم کے ۸ - روپیه الهلال کي قیمت بهجوا کرکے حسب تجویز متذکره بالا کارروائي فرمائیے ' اور بقیه ۷ - روپیه ۸ - آنه بلا معاوضه الهلال ' میري جانب سے اعانت مهاجرین کے فنڈ میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

جناب محمد نقي صاحب - كونده

گونده ایک بہت چھوٹا مقام ہے ' اور با وجودیکه نئي مرتبه غریب مسلمانان گونده چنده هلال احمد دیچکے هیں ' لیکن تھوڑي سي امداد ترک مهاجرین کیلیے بھي مرسل ہے - آپکے مضمون سے لوگونپر کچھه عجیب اثر هوا ہے - یه امر خاص طور پر قابل گذارش ہے که اس چنده میں کسي امیر آدمي کا ایک پیسه بھي شامل نہیں ' کل روپیه غریب اور متوسط الحال مسلمانوں کا ہے -

جناب محمد سراج الدین صاحب ضلع فیروز پور

حسب الارشاد والا اعانت بے خانمان مهاجرین کي صدا پر لبیک کہتا هوا ' ایک خریدار پیش کرتا هوں ' جو آپکے درد میں شریک هوکر پوري قیمت اخبار ادا کرتے هیں ' اور اسیقدر رقم زر اعانت میں بھي دینا چاهتے هیں -

آج الهلال میں ایک مضمون بابت اعانة مهاجرین عثمانیه دیکھکر ایک قسم کی حرارت روحاني پیدا هوئی اور دل دھڑکنے لگا - الله تعالی آپکو جزاء خیر دے که جو هم جیسے خوابیده نفوس و رو خمار زده اشخاص کو نوم الغفلة سے بیدار فرماتے هیں - بالفعل پانچ روپیه هم دردوں بھائي اپني طرف سے ' اور دس روپیه اپنے ملازم حیدر الدین کیطرف سے ارسال خدمت عالی کرتے هیں - انشاء الله تعالی اور بھي کوشش کرتے رهینگے والسلام -
حکیم فتح محمد " عمدة الحکما " و حکیم عبد القیوم حیدر آباد سنده

جناب من ' السلام علیکم ' حسب وعده سات روپیه آٹھه آنه برائے اعانة مهاجرین ارسال خدمت عالی کرتا هوں ' کل ایک بیمه زیورات کا جسکا تخمینه پچاس روپیه کا هوگا ' ارسال کیا ہے ' امید ہے که وہ بھي پہونچگیا هو - فهرست میں اگر ذکر کیجیگا تو اسکي تصریح ضرور کردیجیے که غریب عورتوں نے بہڑوي ضلع بارہ بنکي سے اس غرض کیلیے بھیجا ہے -

(معین الدین احمد قدوائي ندوي)

جناب من - مبلغ آٹھه روپیه ارسال خدمت والا کرتا هوں ' مہرباني فرماکے اعانة مهاجرین کے فنڈ میں جمع کر لیجیے - اخبار بھیجنے کي ضرورت نہیں -

(مهدي حسین)

برائے " اعانة مهاجرین " حقیر ۸ - روپیے کي رقم پیش لیگئي ہے ' مگر الهلال کي سالانه مقرره قیمت برابر ادا هوتي رهیگی - یه رقم اوسکے علاوه ہے -

(شیخ محمود سوداگر جفت)

مبلغ آٹھه روپیه روانه خدمت هیں - اخبار بھیجنے کي تکلیف نه فرمایں ' خداوند کریم آپ کی کوششوں کو با برکت فرماوے -

(رکن الدین - مري)

مبلغ ۲۵ - روپیه بتقریب شادي برادرم منشي لطیف الدین احمد صاحب برائے امداد مهاجرین ترکي ارسال خدمت هیں -

(ضیاے عباسی هاشمي)

فهرست

زر اعانة دولت علیة اسلامیة

(۲۴)

بسعي جناب حافظ محمد علي اکبر خاں صاحب سرواني ایف - اے - حسنپور و سید محمد ریاض الحسن کھیري و حافظ محمد مسلم خاں صاحب سرواني حسن پور ۳ - سو ۶۱ - روپیه ۱ - آنه -
(بتفصیل ذیل) :

	پائي	آنه	روپیه
والده عبد الجمیل خانصاحب	-	۴	۲۳
(نقد ۲ روپیه قیمت زیور ۲۱ روپیه ۴ آنه)			
والده حافظ محمد شعیب خانصاحب	-	۷	۱۵
والده حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	-	-	۱۵
محمد اسحاق خانصاحب	-	-	۱۰
حافظ محمد زکریا خانصاحب	-	-	۱۰
والده محمد حامد علي خانصاحب	۳	۶	۷
(نقد ایک روپیه ایک پیسه قیمت زیور ۵ روپیه ۶ آنه)			
محمد اسماعیل خانصاحب	-	-	۷
عبد الواسع خانصاحب	-	-	۷
والده محمد عبد الواسع خانصاحب	-	۶	۶
(نقد ایک روپیه قیمت زیور ۵ روپیه ۶ آنه)			
همشیره عبد الجمیل خانصاحب	-	-	۵
همشیره حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	-	-	۴
محمد [illegible] علي خانصاحب	-	-	۴
عبد الجلیل خانصاحب	-	-	۲
حافظ محمد مسلم خانصاحب	-	-	۲
[illegible]	-	-	۲
حاجي عبد الوهاب خانصاحب	-	۱	۱
مداري صاحب	-	۳	۱
عبد الغفار خانصاحب	-	-	۱
والده مدار خانصاحب	-	-	۱
زکي محمد خانصاحب	-	-	۱
چودهري صاحب	-	-	۱
نور علي صاحب	-	-	۱
محمد ادریس خانصاحب	-	-	۱
محمد سلیمان خانصاحب	-	-	۱
محمد نصیر الله خانصاحب	-	-	۲۵
پسر محمد ادریس خانصاحب	۳	-	۱
مدني اشرف خانصاحب	-	-	۱
مداري صاحب	-	-	۱
متفرق	۳	۶	۲
متفرق	۹	۱۰	۳
اهلیه حاجي وداني خانصاحب مرحوم	-	۱۰	۱
(نقد ۲ آنه قیمت زیور ایک روپیه ۸ آنه)			
متفرق	۱	۱	۳
ڈکاجي	-	۲	-
ڈکاجي	۹	-	-
متفرق	-	۹	-
متفرق	-	۴	-

باقي آینده

آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس

ضرورت هے

۱۳ - رجب سنه ۱۳۳۰ کو آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس کا افتتاح هوگا ' جو شیعه طلبا اس بورڈنگ میں داخل هونا چاهتے هیں وہ فوراً اپني درخواستیں بنام انریري سکریٹري آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس بمقام خاقان منزل وزیرگنج لکھنؤ ارسال کریں فقط -

سید امجد حسین

انریري سکریٹري

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴ : چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری : جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.

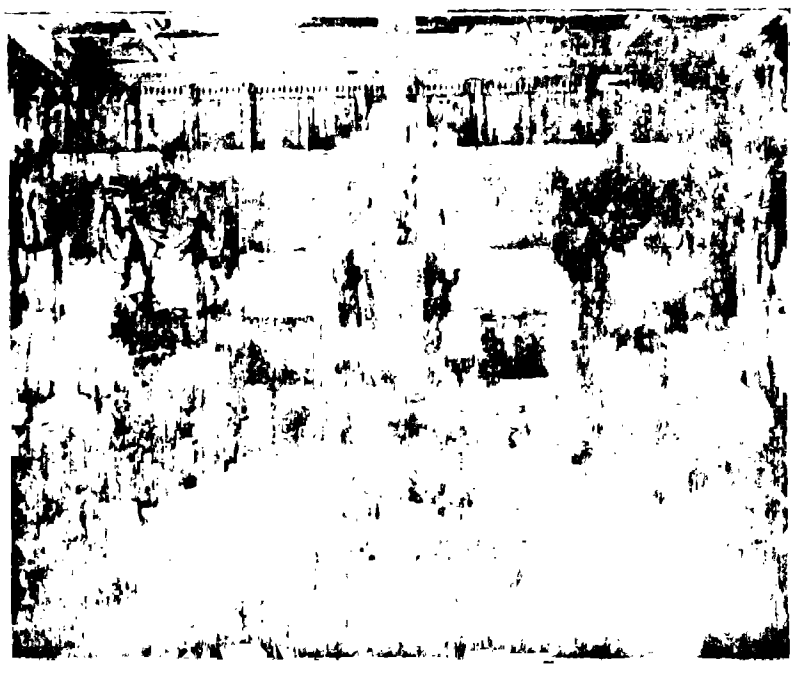

قیمت فی پرچہ

سالانہ تین آ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (القرآن الحکیم)

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام السید غلام الدین الحسینی

مقام اشاعت

۷۰۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلگراف

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

عشماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.

فہرست

شذرات

دوسری جلد کی آخری اشاعت ۱

انباء الادیم

مسئلہ شام و مصر ۳

ترکی یا سرفدائی

هفتہ جنگ

مقالۂ افتتاحیہ

مسئلۂ سود (۲) ۵

مذاکرۂ علمیہ

خط و ضرب (۱) ۸

مقالات

نتائج و عبر ۱۱

نامورانِ غزوۂ بلقان

شہادت بطل حریۃ (۳) ۱۳

شئون عثمانیہ

مسلمان جزائر فلیپائن ۱۶

مراسلات

واقعۂ سید ہاشمی ۱۷

داستان خونیں ۱۸

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین ۱۸

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

تصاویر

محمود شوکت پاشا مرحوم ۲

سرائے یلدز کا دائننگ ہال ۱۴

رسنہ کا ایک نظارہ ۱۵

شذرات

دوسری جلد کی آخری اشاعت

تذکار شہداء اسلام

(۱) نامورانِ غزوۂ طرابلس کے سلسلے میں شہداء اسلام کے حالات ایک مخصوص طرز میں لکھے جاتے تھے - ایک مدت سے طبیعت افسردہ ہے - عرصہ گذر گیا کہ شہیدان ملت کی یاد میں کوئی صحبت ماتم منعقد نہیں ہوئی - جس قوم کیلیے اب دنیا میں صرف "ماتم و حسرت" ہی کا ایک شغل باقی رہگیا ہو، اُسے اپنے دنوں تک اپنے اس ایک ہی شغل محبوب سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے :

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر
نہ نالۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

(۲) شہدائے بلقان اور جان نثاران اسلام کے حالات و تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ عرصے سے مہیا ہے، مگر لکھنے کی مہلت نہ تھی - ارادہ تھا کہ الہلال کی ایک "خونین اشاعت" خاص شہدائے اسلام کی یادگار اور مخصوص تذکار میں شائع کی جائے -

(۳) حسب ارادہ تو تمام مضامین کی مہلت نہیں، تاہم ارادہ ہے کہ آئندہ کی دو اشاعتیں خاص طور پر "تذکار شہداء اسلام" میں شائع کی جائیں - عام ابواب مضامین کے علاوہ اسمیں بعض مخصوص موقعات اور معلومات ہونگے -

(۴) نیز "حزب اللہ" کے مقاصد کی تشریح و توضیح کے متعلق جن مضامین کا انتظار ہے، وہ بھی مقالۂ افتتاحیہ کی جگہ ان میں شائع کیے جائیں گے - رسالے کے مضمون میں زیادہ تفصیل پیدا ہوتی جاتی ہے - اسکو مکمل کرکے شائع کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پھر بعض دیگر ابتدائی معلومات کیلیے بھی اعضاء حزب اللہ کو اسی کا بھیجدینا کافی ہو - و ما توفیقی الا باللہ -

انبـــاء الاليـــم ! !

والفـــزع الاكبـــر

ابھي کل کي بات ھے کہ مرحوم (نیازي بک) کي شہادت کے حادثے پر لکھتے ھوئے ھم نے ایک ماتمي تمہید لکھي تھي' اور اپني خانماں بربادیوں کو ایک تھي دست فقیر سے تشبیہ دي تھي' جسکو اپني بچي کھچي پونجي کا ایک ایک پیسہ' اشرفیوں اور زر و جواھر سے بھي زیادہ محبوب ھوتا ھے -

لیکن ابھي وہ قصۂ غم ختم نہوا تھا کہ ھز ایکسائنسي معمود شوکت پاشا کے ناگھاني قتل ھوجانے کي خبر الیم نے ایک تازہ زخم کا سامان دلوں کے لیے کر دیا' حالانکہ اگر دلوں کے زخم ھي مطلوب ھیں تو اُنکي پیشتر ھي سے کیا کمي تھي ؟

لیکن آہ' اب زخموں کے دن گئے' جسم پر اگر دس بیس زخم ھوں تو انہیں زخـم کہنا چاھیے' لیکن جو جسم از فرق تا بقدم زخموں کے سوا کچھہ نہو' وہ نئے زخموں کے لیے کہاں سے جگہ لائے ؟ اب اسکے لیے زخموں کے استقبال کا انتظار نہیں ھے' بلکہ زخم سے بھي بڑھکر کسي چیز کا' یعنی موت کي تڑپ اور فنا کے نظارے کا ! !

ھو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مـرگ ناگھـاني اور ھے !

حیران ھوں کہ اس حادثہ ھائلہ اور اس فزع اکبر کي تمہید ماتم و تعزیت میں کیا لکھوں ؟

نئي مصیبتوں کي سختي پچھلي مصیبتوں کو بھلا دیتي ھے' اور بیماري کے آخري ایک دن کے شدائد' مہینے بھر کي مصیبتوں کو فراموش کرا دیتے ھیں - ھمارے گھر کي آتشزدگي کو صدیاں گزرگئیں' لیکن پچھلے دو سالوں سے تو ھر لمحہ کسي نہ کسي نئي بربادي کے استقبال ھي میں کٹ رھا ھے - مصیبتوں کي جب یہ کثرت ھو تو ماتم گساروں کي زبانیں فغان سنجي سے' اور ھاتھہ سینہ کوبي سے بھي کیوں نہ تھک جائیں ؟ حوادث و مصائب کي کثرت کي حد ھوگئي کہ اب ماتم گساروں کو نئے ماتموں کیلیے اظہار غم و اندوہ کے الفاظ بھي نہیں ملتے - کثرت غم سے انکھوں کے آنسو خشک ھو جاتے ھیں' زبانیں بھي اگر بند ھو جائیں تو عجب نہیں ؟

غم و اندوہ کے فسانوں میں ایسے گھرانوں اور خاندانوں کي مصیبتیں بیاں کي گئي ھیں' جن پر ایک ھي وقت میں ھزاروں غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے' مثلاً کوئي جنگ' جس نے ایک ھي معرکے میں انکے تمام افراد کو تہ تیغ کردیا - کوئي بیماري' جس کي ھوا چلي' اور چند گھنٹوں کے اندر سب کے جنازے اٹھہ گئے' کوئي ملکي جرم و عقوبت کا حادثہ' جسکي پاداش میں سب کے سب سولي پر چڑھا دیے گئے - یہ محض افسانے ھي نہیں ھیں' بلکہ

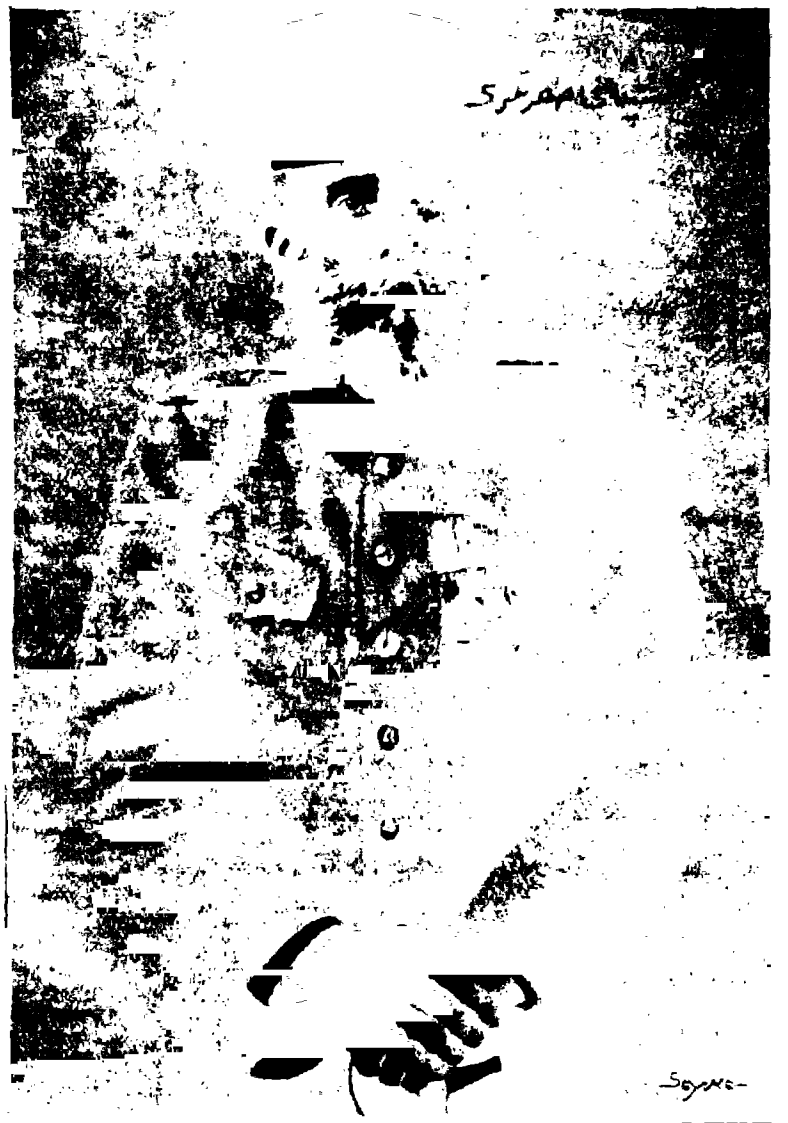

مرحـــوم محمـــود شـــوکت پاشـــا

اس ماتم سراے عالم میں نہیں معلوم روز ایسے کتنے حوادث و واقعات ھیں' جو گذرتے ھیں' اور ایک ایک زندگي کے اندر ایک ایک مجسم افسانہ پنہاں ھے -

غور کیجیے تو یہ چند افراد کے مصائب ھیں مگر ھماري قومي و ملي بربادیوں کا بھي یہي عالم ھے - صاف معلوم ھوتا ھے کہ ھمارے کسي فرد ھي پر نہیں' بلکہ فرزندان ملت کے پورے گھرانے پر ایک ھي وقت کے اندر ساري مصیبتیں گھر آئي ھیں - ماتم و حسرت کا ایک جنازہ طیار کرتے ھیں' زبانیں فغاں سنجي میں' اور ھاتھہ سینہ کوبي میں مصروف ھوتے ھیں' لیکن ابھي اس پر جي بھر کے رونے بھي نہ پاے تھے کہ ایک دوسرے جنازہ کي طیاریاں شروع ھوجاتي ھیں ! پھر کس کس کا ماتم کیجیے' اور کس کس پر روایے ؟

کلیم از دست بیداد کے نالیم ؟
بہ کشت ما گذار لشکر اُفتاد ؟

بربادیوں کي یہ انتہا ھے کہ اگر ھماري بچي کھچي دولت غیروں کے ھاتھوں جنگ کے میدان میں نہ لٹي' تو شہر کي گلیوں میں خود اپنے ھي ھاتھوں تاخت و تاراج کي جا رھي ھے !

میرا ھر آھیانہ' اور آدھا جلا ھوا ؟
بچھہ بھي لٹي تھي آگ تو بجلي کو دیا ھوا ؟

اب مرگ بیمار اپنا ایک ایک دن گنا کرتا ھے' اور جب سختیوں اور بے چینیوں کا ایک آفتاب غروب ھوتا ھے تو کہتا ھے کہ ایک دن اور گذر گیا - یہي حال ھماري ملت بیمار' اور امت مریضہ کا ھے - وہ لوگ جو آج جنگ کے میدانوں یا امن کي سازشوں میں تڑپ رھے ھیں' دراصل ھمارے بقیہ ایام حسرت کے چند ایام معدودہ تھے' جو ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے ھم سے رخصت ھو گئے - مرحوم شوکت پاشا بھي ھماري بقیہ زندگي کا ایک آخري شاندار دن تھا' اور افسوس کہ آج وہ بھي غروب ھوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

تفصیـل حادثـہ

حادثے کے متعلق خبریں بالکل مبہم ھیں' اور خاص تفصیل بھي ھمارے پاس نہیں پہنچي - تمام خبروں کا خلاصہ یہ ھے کہ گذشتہ بدھہ کو مرحوم ایک موٹر کار میں سوار جا رھے تھے - انکے ساتھہ ایڈیکانگ موجود تھے - یکایک ایک مقام پر دو آدمیوں نے ریوالور سے حملہ کیا اور گولي نشانے پر لگي - وہ خود اور ایک ساتھي' دونوں شہید ھوگئے -

پولیس نے اس موقعہ پر حیرت انگیز مستعدي اور انتظامي قابلیت دکھلائي - کسي طرح کي بد امني نہ ھونے دي - فوراً قاتلوں کي تفتیش شروع ھوگئي اب تک کئي گرفتاریاں عمل میں آچکي ھیں - ایک شخص توپال قدري نامي زیادہ مشتبہ ھے' جو مالٹا کے ایک انگریز کے مکان میں پوشیدہ تھا - تاھم قطعي سراغ لگا لینے کا کوئي اعلان نہیں ھوا ھے -

سلطان المعظم نے فوراً عہدہ صدارت عظمی پر پرنس حلیم پاشا کو مقرر کر دیا ' اور نہایت اعزاز اور احتشام سے رسوم تدفین عمل میں آئے -

جو حالات ۃ طنطینہ کے پیش نظر ہیں ' انکے لحاظ سے اس واقعہ کی علت تاریکی میں نہیں رہسکتی - یہ قطعی ہے کہ یہ حادثہ انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفین کی سازش سے وقوع میں آیا ' جو آخری انقلاب کے بعد سے مصروف کار تھے - لیکن خواہ کچھ ہو ' ٹرکی کے برباد شدہ خزانے کا ایک سب سے زیادہ قیمتی ہیرا تھا ' اور وہ بھی اسکے ہاتھ سے نکل گیا !!

آیندہ اشاعت میں مرحوم کے حالات شائع کرینگے ' اور اب ماتم گساران ملت کیلیے اسکے سوا کیا کام باقی رہگیا ہے کہ بربادیوں پر ماتم ' اور تباہیوں پر مرثیہ خوانی کرتے رہیں !

مسئلہ شام و مصر

ایشیا میں ترکی سلطنت کے خوشگوار مستقبل کی نسبت چند ہی روز ہوے ' دول یورپ نے کیا کچھ امیدیں دلائی تھیں ؟ لیکن یہ امیدیں جس انداز سے پوری ہو رہی ہیں ' اُس کی تشریح معاہدۂ لوزیت و بعرین کی زبان حال نے اپنے خاموش لہجے میں اچھی طرح کر دی ہے -

فرانس نے قبضۂ شام کے لیے مناسب موقع و محل پیدا کرنے کے لیے چند مخصوص رعایتوں کی خواستگاری کی ہے ' اُس کے واقعات بھی آشکارا ہو چکے ہیں - ایکو دی پیرس نے اب یہ نئی خبر سنائی ہے کہ ایشیاے لوچک میں بھی فرانسیسی مصالح و فوائد کی نگرانی و حفاظت لازمی ہے - سوال یہ ہے کہ کہاں لازم نہیں ؟ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ' صرف یورپ ہی کیلیے ہے ' اور جو نہیں ہوتا ' اسکے مطالبے کا بھی صرف یورپ ہی کو حق حاصل ہے - آدمی جب مرجاتا ہے تو زمین کے اوپر رہنے کا آپ کوئی حق نہیں رہتا ' کیونکہ اب اسکے لیے صرف یہی باقی رہگیا ہے کہ چند مشت زمین ' زمین کے نیچے لیکر قانع ہو جاے ' مگر زندہ انسانوں کیلیے زمین کی پوری وسعت وقف ملکیت ہے -

یہی حال قومی حیات و ممات کا بھی ہے - جو قومیں زندہ ہیں ' انکو پورا حق حاصل ہے کہ مردوں سے زمین خالی کرائیں - اسمیں شام اور ایشیاے کوچک ہی کے چند بچے بچاے گوشوں کی کیا خصوصیت ہے ؟

وزیر خارجیہ نے اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت دی ہے ' اور وزیر بحریہ بھی اس کی تائید میں ہے - امید کی جاتی ہے کہ جنگی بیڑہ کا ایک حصہ سواحل مشرق ادانی کی نگرانی کے لیے مخصوص کر دیا جائیگا ' تاکہ یہاں بھی فرانس کا سیاسی رسوخ مستحکم ہو جائے -

دوسری جانب مدبرین برطانیہ مصر میں انگریزی افواج کی تعداد بڑھانے پر زور دے رہے ہیں ' اور عذر یہ قرار دیا ہے کہ اگر کسی دشمن نے مصر پر حملہ کر دیا ' تو کیوں کر مقابلہ ہو سکیگا ؟

فتنۂ عرابی پاشا کے بعد انگریزی تجارت کی حفاظت کے نام سے مصر و اسکندریہ میں ڈھائی ہزار انگریزی فوج کا قیام عمل میں لایا گیا تھا ' اور سلطان روم و خدیو مصر سے اسکی اجازت بھی لے لی گئی تھی - مرحوم مصطفے کامل پاشا کی تحریک جدوجہد و طلبت میں جب توسع ہوی ' اور انگریزی قبضۂ مصر کے خلاف اواز بلند کی گئی ' تو یہ تعداد پانچ ہزار ' اور پھر چھ ہزار کر دی گئی -

اب اس میں بھی زیادہ بڑھانے کا سوال در پیش ہے ' اور مالٹا کی جگہ اسکندریہ کو فوجی مرکز بنانے کا مسئلہ پیش نظر -

بیشک یہ عذر معقول اور تعلیل درست ہے - مصر کے حملہ آوروں کی مدافعت ' ضرور ہے نہ انسانیۃ پرست برطانیہ ہی انجام دے - البتہ وادی نیل کے بدبختوں کو یہ سوچنے کی مہلت ضرور ملنی چاہیے کہ خود برطانیہ کے حملۂ حال و مستقبل سے مصر کی مدافعت کون کریگا ؟

بے طرفی یا طرفداری

عزیزۂ طرابلس کے سر آغاز ہی میں برطانیۂ عظمی کی جانب سے بے طرفی (حیادۃ یا نیوترلتی) کا اعلان ہوا تھا ' اور اس اعلان کی تجدید محاربات بلقان میں کی گئی تھی ' مگر عملی حالت یہ تھی کہ اطالیوں کو بار برداری کے لیے اونٹوں اور خچروں کی ضرورت پڑی تو جزیرۂ عدن سے یہ ضرورت پوری ہو گئی ' لیکن ترکوں کی امداد کے لیے جب مرحوم نیازی طرابلس الغرب کے قصد سے بھیس بدلے ہوے مصر پہنچا ' تو ادعائی بے طرفی نے اُن کو حراست میں لیکر قسطنطنیہ واپس کر دیا - ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) نے چند مرتبہ بندر گاہ سعید و اسکندریہ کے چکر لگائے تھے ' جہاں اُس کے لیے کوئلے کا ذخیرہ بہم پہونچایا گیا تھا ' "بے طرفی" نے اس کی مخالفت کی اور وہ سلسلہ بند ہو گیا ' مگر یونانی بیڑے نے ۱۸ - اپریل ۱۹۱۳ - کو جب سویس کا چکر لگایا ہے تو پورٹ سعید میں اُس کے لیے کوئلے کی فراہمی میں پولیس کی اعانت و امداد ' طرفداری نہیں سمجھی گئی !!

انگلستان و ہندوستان میں جنگ بلقان کی عکسی تصویریں یورپین اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے عام ہو چکی ہیں ' مگر جب دہلی کی ایک مسلمان انجمنی قاہرہ سے یہی تصویریں منگاتی ہے تو اسسٹنٹ کلکٹر کسٹم ہاؤس بمبئی پارسل کو روک لیتا ہے کہ ہندوستان میں تصویروں کا داخلہ قانونی اجازت کے خلاف ہے ! قانون سے غالباً قانون بے طرفی مراد ہوگا اور جس طرز پر یہ پارسل روکا گیا ہے ' اُس سے واقعات سابقہ کی تجدید منظور ہوگی - اس طرز عمل میں جو غرابت ہے ' عام راے بے شبہہ اس کو متعجبانہ تبسم و ابرو سے دیکھ رہی ہے ' لیکن غور سے دیکھیے تو اس میں حیرت و غرابت کی کیا بات ہے ؟ جس ملک کی رعایا کو حکمرانی میں شرکت کا حق ہی حاصل نہو ' وہاں ایسے شتر گربہ اگر ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات البتہ تعجب کی ہوگی -

همنۂ جنگ

سنہ ۱۹۰۸ع سے پہلے البانیہ کی بہادر قوم کو ترکی سلطنت میں مخصوص امتیازات حاصل تھے - مجلس شوریٰ نے حقوق کے لحاظ سے جب اقوام و افراد کے امتیازی مدارج اُٹھا دیے تو گورنمنٹ کے جانب سے البانیوں کی ناز برداری میں قدرۃً کمی ہونی تھی ' اور طبعاً یہ دور بعد النور گراں گزرتا تھا یورپ نے آزادی کی امید دلائی ' اسماعیل کمال بک کو ' جو سلطان عبد الحمید خاں کا مقرب السلطنۃ اور انقلاب ثانی کے دنوں میں چند روز کے لیے وزیر اعظم و صدر مجلس مبعوثان (پریسیڈنٹ ترکی پارلیمنٹ) بھی رہ چکا تھا ' سلطنت البانیہ کی توقع ہوئی - وزیر اعظم فرید پاشا ' جنھیں خاندان سلطانی میں دامادی کا شرف حاصل تھا ' اس آگ پر تیل ٹپکاتے رہے - البانیوں نے اول مطالبۂ اصلاح کی صدا بلند کی ' اور پھر بغاوت کر دی - باب عالی نے اس کو بزور شمشیر فرو کرنا چاہا ' ہنوز

یہ قضیہ ختم نہوا تھا کہ طراباس میں جنگ چھڑ گئی - ترک ادھر متوجہ تھے ' ادھر میدان خالی تھا ' البانیہ میں جمہوریت کا اعلان ہوا - اسماعیل کمال بک رئیس الجمہور قرار پائے - جنگ بلقان کے سر آغاز ہی میں وعدے ہوے تھے کہ البانیہ کی آزاد جمہوریت کو تمام یورپ مصدق مان لیگا - البانیوں نے بلقانیوں کا ساتھہ دیا ' ترکوں سے ہر معرکہ میں جنگ ہوتی رہی ' اور آخر اسعد پاشا نے اشقودرہ (سقوطری) کو اسی امید پر جبل اسود کے لیے خالی کر دیا -

تخلیہ کے دوسرے ہی دن اُسے یورپ کے وعدے مشتبہ محسوس ہونے لگے ' اور نظر آگیا کہ وہی سلطنتیں جو کامل و مکمل طور پر استقلال البانیہ کے وعدے کرچکی تھیں ' اب بھری پارلیمنٹ میں سرایڈورڈ گرے اُن کے خیالات کی یوں ترجمانی کر رہے ہیں ' کہ البانیہ کی حکومت ترکی سلطنت سے تو آزاد ہوگی مگر یورپ کی نگرانی سے آزاد نہوگی ! !

لیکن اسعد پاشا خود البانیہ کا پادشاہ بن بیٹھا ' اور ایران شاہی پر ترکی جھنڈا نصب کرکے عثمانی سیادت کا اعلان کر دیا - اٹلی و آسٹریا نے حمایت کی - انگلستان اس پر رضامند نہ تھا ' اُس نے اپنے دست پروردہ مصری شاہ زادہ (احمد فواد پاشا) کو نامزد کرنا چاہا - یہ امید ایسی تھی کہ مصر میں شاہ زادے کو جس قدر اعزازی عہدے حاصل تھے ' سب سے دست بردار ہو جانا پڑا - مگر جب سلطنت کی آرزو بر آنے کا وقت آیا تو قدیم آسمانی تعلیم کی حقیقت سمجھہ میں آگئی ' کہ آدم (عم) جرأت کرکے شجر ممنوعہ کی جانب بڑھے تو تھے ' لیکن ہاتھہ کچھہ نہ آیا - اُلٹے اپنی برہنگی کی ندامت اُٹھانی پڑی !

اشقودرہ اس وقت یورپ کی حفاظت میں ہے ' مگر اس حفاظت سے غالباً مسلمانان اشقودرہ کی عزت اور بھی غیر محفوظ ہوگئی تھی - شاید وہ آمادہ ہو چلے تھے کہ قانون کو اپنے ہاتھہ میں لے لیں - انگلستان کو یہ ولولہ دبانا تھا ' جس کے لیے فوجی طاقت سے زیادہ اور کیا چیز موزوں ہو سکتی تھی ؟ ٧ - جون کی شب میں ریست یزک شائر کے ایک دستۂ فوج کو روانگی کا حکم ملا - ریوٹر نے یہ خبر مشہور ہی کی تھی کہ مظلومان اشقودرہ کی سرگرمیاں تھدی پڑگئیں - البانیہ میں جہاں جہاں اسلامی آبادی کم ہے وہاں آج کل مسلمانوں کی حالت بالکل ہی غیر محفوظ ہو رہی ہے ' لیکن پارلیمنٹ انگلستان میں جب اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھی گورنمنٹ کی جانب سے یہی جواب ملتا ہے کہ " اس باب میں کسی موثر کاروائی کا اعلان ممکن نہیں "

ہدیوں پر میری لڑتے ہیں سنگان کوی دوست

بلغاریہ و سرویہ میں مفتوحہ ترکی علاقوں کے قبض و دخل کے متعلق اس قدر کشاکش بڑھی کہ روس و جرمنی اور فرانس کو بڑی سختی سے تہدید کرنی پڑی - دونوں سلطنتوں نے روس کی ثالثی تسلیم کرلی ہے - بلغاریہ کی مجلس وزرا اس مداخلت کو بے اصول سمجھہ کر مستعفی ہوگئی ہے - ڈاکٹر ڈینیف نئے وزیر اعظم مقرر ہوے ہیں ' اور وہ جدید وزارت بھی مرتب کرچکے ہیں - اس جنگ سے تباہی کا جو خطرہ تھا وہ تو رک گیا ہے ' مگر سرویس کی بلغاری فوج ہیضے سے تباہ ہوتی جاتی ہے -

انگلستان کی راے میں " اب اس حالت میں اس نئی جنگ کا چھڑ جانا انسانیت کے بالکل ہی خلاف ہے " یعنی اس سے قبل کی خونریزی اور مسلمانوں کا قتل عام تو شاید خلاف انسانیت نہو ' مگر اب دو فرنگی حکومتوں کی معرکہ آرائی سے مسیحیوں کی جان و مال خطرہ میں پڑ جائیگی ' لہذا یہ جنگ ضرور خلاف انسانیت ہوگی - باایں ہمہ رومانیہ کو یہ فلسفہ تسلیم نہیں ہے - اُس نے اعلان کردیا ہے کہ مشرقی یورپ کے سیاسی میزان اقتدار میں خلل پڑنے کو وہ ابھی گوارا نہیں کرسکتی - ضرورت پڑی تو نہایت خوشی و دل فشانی کے ساتھہ اُس کو تلوار کے زور سے اس معاملہ میں دخل دینا پڑیگا - وہ اپنی فوجیں فراہم کرنے کی ضرورت بھی ظاہر کرچکی ہے -

عثمانیوں اور بلقانیوں میں صلح کرانے کے لیے لندن میں جو کانفرنس اجلاس کررہی تھی ' اُس کی نشستیں پوری ہو چکی ہیں - اصولاً تو معاہدۂ صلح پر پہلے ہی دستخط ہو چکے ہیں ' تقریع مراتب باقی ہے ' جسکی نسبت وکلاے مصالحت کی خواہش ہے کہ ہر ایک حکومت کے مابین جدا جدا عہدنامے ہو جائے تو زیادہ آسانی کے ساتھہ قطعی نتائج نکل سکتے تھے -

مرحوم شوکت پاشا

کامل پاشا کی جماعت نے - جو مصر کو قطعی طور پر ' مسٹر ایلفرڈ بلنٹ اڈیٹر اخبار ایجپٹ لندن کے بیان کے مطابق انگلستان کے ہاتھوں فروخت کردینے ' شام میں فرانس کا قابضانہ رسوخ تسلیم کرنے ' اور عرب میں انگریزی سلطنت کے زیر اثر ایک جداگانہ حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی - اپنے اغراض کو پورا ہوتے نہ دیکھکر غالبا (قدری توپال) کے ہاتھوں غازی محمود سرات پاشا کو شہید کرادیا - قاتل کے تعلقات ایک فرنگی سلطنت کے سفارتخانے سے بھی بیان کیے جاتے ہیں ' تاہم اسکی تفصیل شاید بعد کو آئے کہ اس حادثے میں یورپ کے دست سیاست نے کیا کام کیا ہے ؟ خونریز جماعت کو اُمید تھی کہ اس انقلاب کے بعد حکومت اُن کے ہاتھہ آجائیگی ' مگر یہ آرزو پوری نہوئی - فوجی نظم و نسق کے رو سے شہزادہ سعید حلیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے ' جنہیں اس سے قبل تک صرف وزارت خارجہ کی ریاست حاصل تھی - خاندان خدیویہ مصر کے وہ ایک مشہور ممبر اور اتحاد و ترقی کے سرگرم کارکن ہیں -

شام و عراق میں کامل پاشا کو شورش پھیلانے میں خاطر خواہ کامیابی ہوچکی ہے - شام کی حالت سنبھالنے کے لیے سابق وزیر اعظم (حسین حلمی پاشا) انسپکٹر جنرل مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں - عراق کا بندوبست بھی عن قریب ہوا چاہتا ہے ' لیکن یہ پیشینگوئی کون نہسکتا ہے کہ سلطنت کا اب کیا حال ہوگا ؟

زر اعانۂ " اردوے ہلال "

الہلال میں اگرچہ کوئی باقاعدہ تحریک اس بارے میں نہیں کی گئی تھی ' کیونکہ سید صاحب کا ارادہ معلوم نہ تھا ' مگر بعض ارباب درد نے بطور خود چند رقوم بھیجدیں - اب چاہتا ہوں کہ اسکی فہرست کھول دی جاے - الہلال میں جو کچھہ لکھا جاتا ہے ' ارباب درد و غیرت کیلیے کافی ہے ' اور اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ دلوں کو اس کیلیے کھول دے -

ایڈیٹر الہلال ٥٠ - روپیہ - ایک صاحب درد ١٠ - روپیہ - ایک با غیرت و حمیت خاتون ٥ ٤ روپیہ - جناب سید مرتضی صاحب (پٹنہ) ٥ - روپیہ - جناب سید فضل الرحمن صاحب ٢ - روپیہ -

الهلال

۱۲ - رجب ۱۳۳۱ هجری

وہ ۱ ۱۹۱۳ ع

به تذکرهٔ تحریک انزیبل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۲)

الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء ' واللہ یعدکم مغفرة منه و فضلاً و اللہ واسع علیم - یوتی الحکمة من یشاء و من یوت الحکمة ' فقد اوتی خیرا کثیرا ' وما یذکر الا اولو الالباب (۲ : ۲۷۲)

شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے ' اور برائیوں پر آمادہ کرتا ہے - لیکن خدا اپنی طرف سے مغفرت و برکت کا وعدہ کرتا ہے - اسکا خزانۂ فضل وسیع ' اور وہ سب کے حال سے واقف ہے - وہ جس کو چاہتا ہے ' دانائی اور حکمت عطا فرما دیتا ہے ' اور جس کو حکمت ملے تو بیشک اُس نے بڑی دولت پالی ' اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں ' جو ارباب عقل و بصیرت ہیں -

بقیه مبحث اشاعت گذشته

اصل یہ ہے کہ اس تشبیه میں علة تشبیه وہ اضطراری حالت ہے ' جو نسی مضبوط الحواس یا مصروع کی اپنے دماغ اور دماغی قوی کے مقابلے میں ہوتی ہے - یہی مجبوری ' بے اختیاری ' اور اضطرار ' ایک سود خوار کو اپنے عوامل ادبیه اور جذبات و عواطف کے مقابلے میں پیش آتا ہے - وہ بغیر حق و محنت اور صرف وقت کے روپیه حاصل کرنے کا عادی ہوکر ' اسکو ایک حق قدرتی و قانونی سمجھنے لگتا ہے - دولت کی افزایش کا یه غیر معمولی وسیله اسکی طمع و ہوس کو عام انسانی مطامع کے درجے سے المضاعف کردیتا ہے - وہ چونکه شب و روز ایک ظالمانه حصول نفع اور بے رحمانه جلب زر کی زندگی میں رہتا ہے ' اسلیے رفته رفته اسکی طبیعت کے تمام امیال و جذبات پر یہی جذبه حاوی ہوجاتا ہے ' اور اسکا دماغ روپیه کی تعداد کی کمی و زیادتی کے مسئلے کے سوا کسی اور چیز کو سمجھنے یا محسوس کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے - اسکا نتیجه یه ہوتا ہے که وہ با وجود انسان ہونے کے ' اپنے قوائے سبعیه کی مقاومت کرکے انسان نہیں رہسکتا ' اور ایک پاگل اور مصروع شخص کی طرح سرتا سر وجود مضطر ' و از فرق تا بقدم پیکر اضطرار و مجبوری ہوجاتا ہے !

* * *

یہی سبب ہے که قرآن کریم نے سود خواری پر اصرار کرنے والے کیلیے سب سے بڑی وعید نازل کی ' اور اسکو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا -

یہاں تک بحث عام انسانی اخلاق و خصائل کے نتائج کے لحاظ سے تھی ' لیکن اسکے بعد اقتصاد و تمدن کے لحاظ سے " حرب من اللہ و رسولہ " کہنے کے اسباب و علل پر نظر ڈالنا باقی ہے ' اور اسکے ذیل میں نہایت اہم مباحث اُن اصول مدنیهٔ سعیدهٔ اسلامیه سے متعلق ہیں ' جنکی بنا پر وہ دولت کی مرکزیة ' و عدم تقسیم ' و تحصل اشخاص ' و تمول افراد ' و ضعف کسب و عمل ' کا سخت مخالف ' اور ہر اُس ذریعهٔ معاش و طریق زندگی کا دشمن ہے ' جس سے اسطرح کی حالتیں پیدا ہوجائیں -

مگر بحث کے اس ٹکڑے کو اب نہیں چھیڑتا ' کیونکه مضمون بہت بڑھگیا ہے - انشاء اللہ مجلهٔ شہریه (ماہوار رسالے) میں اسکو کسی وقت لکھونگا -

عود الی المقصود

لیکن سود کے شجرهٔ خبیثه کا بدترین پھل ' اور اصول سود خواری کی مہیب ترین صورت ' وہ جرثومهٔ (۱) حیات مدنیة ' وہ اعد عدوے انسانیة ' اور وہ مہلک عمران بلاد ' عفریت خون آشام ہے ' جسکو (سود در سود) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ' اور جسکی تیغ هلاکت نے نہیں معلوم اس وقت تک دنیا کی کتنی آبادیوں کو ویران ' کتنے محل و ایوان کو کھنڈر ' کتنے بیوت اشراف و اعیان کو فنا ' کتنے پر رونق بازاروں کو سنسان ' اور کتنی عزتوں اور شرافتوں کو ذلتوں اور رسوائیوں ' بربادیوں اور تباہیوں ' نکبت و مسکنت ' فلاکت و ادبار ' سے بدل دیا ہے ! !

اگر عجائب و غرائب عالم کو کوئی یک جا کرنا چاہے ' تو اسکے لیے سب سے بڑی عجیب و غریب شے اس مسئلے کی بوالعجبی بھی ہوگی - یه کیسی عجیب بات ہے که قانون چور کو مجرم قرار دیتا ہے ' قاتل کو پھانسی پر لٹکاتا ہے ' ڈاکوؤں کے سراغ میں جنگلوں اور غاروں میں بھٹکتا ہے ' اور جرم کی تلاش میں شب و روز حیران و سرگرداں رہتا ہے ' مگر ہزار چوروں اور ڈاکوؤں سے بڑھکر تنہا مجرم تو خود اسکی آستین میں پل رہا ہے - جسکو اُس نے ایک خونخوار بھیڑیے کی طرح مظاوم انسانوں کے گلے پر چھوڑ دیا ہے ' جسکے جرائم کو وہ رواج دیتا ' اور جسکی درندگی کو وہ دردہ پلاتا ہے - اسکی طرف سے وہ بالکل غافل ہے ' اور غافل ہی نہیں ' بلکه صریح طور پر اسکی حمایت کر رہا ہے !

آج ملک کے افلاس و فلاکت پر گورنمنٹ کے سرکاری اور تعلیم یافته ملکی حلقوں میں بحثیں کی جاتی ہیں ' اور اُن لوگوں کی تعداد کثیر پر لوگوں کو اکثر رحم آجاتا ہے ' جو اسقدر غریب ہیں ' که دو وقت کی غذا بھی انھیں میسر نہیں آتی - یقیناً ایسے لوگ مستحق رحم ہیں ' اور انکی تعداد بھی نوروزجی کے گذشته قابل قدر شمار و اعداد میں ایک کرور سے متجاوز بتلائی گئی ہے ' لیکن هندوستان کی آبادی صرف ایک کرور ہی نہیں ہے ' بلکه اس تعداد سے تیس چالیس گنا زیادہ ہے - جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں آتی ' وہ ملک کی خوشحالی کا راز نہیں ہیں - اصلی جماعت وہ ہے جسکو دو وقت کی روٹی سے زیادہ ملنا چاہیے ' مگر افسوس که اتنا ہی بمشکل ملتا ہے - یه ایک کرور کی تعداد ملک کے پاؤں کی ایک انگلی ہے ' جو کٹ بھی جاے تو غم نہیں ' لیکن اسکے جسم کی زندہ کی ہڈی وہ کرورہا انسان ہیں ' جو شہر سے باہر ' عام زراعت پیشه آبادی کی صورت میں اور شہر کے اندر متوسط الحال اور اوس سے کسی قدر ادنے طبقات کی صورت میں موجود ہیں ' اور جنکی خوشحالی سے ملک کی خوشحالی ' اور جنکی تباہی سے اس پورے براعظم کی تباہی ہے -

وہ جرائم پیشه جو ملک کے اس اکثر حصهٔ آبادی کو گھن کی طرح کھوکھلا کر رہے ہیں ' ایک نہیں بلکه متعدد ہیں ' اور جس بنا سے آتے ہیں ' وہ بھی ایک نہیں بلکه مختلف ہیں - ان کے

(۱) جرثومه جراثیم کا مفرد ہے ' جو اجسام حیوانی میں بیماریاں پیدا کرنے کیلیے کہا جاتا ہے - بعض وہ مہلک کیڑے ' جنکے اثر و تعرض سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - [صه]

اولین اور فوري اسباب کي تلاش ميں حکومت اور طرز حکومت کا سوال پيدا هوتا هے ' اور اسکے بعد خود ملکي اور داخلي مفاسد کا - انهي ميں سے ايک سبب اعظم اور ايک جرثومۂ قاتل' سود کا بهي مسئله هے ' اور اسکے ليے کسي عذر و دليل کا تصور بهي نهيں کيا جاسکتا ' که براه راست اسکي جواب دهي اور تمام تر ذمه داري قانون کے سر کيوں نهو؟

گورنمنٹ اگر اس سے غفلت کررهي هے اور اپني غفلت پر قانع هے ' تو اسکا کوئي شکوه نهيں - ايک امي پر کيا موقوف هے - آج ملک کا تو يه حال هے که :

ماجرا هاست بان چشم فسوں ساز مرا

ليکن پهر ستم يه هے که با اين همه حالات بينه و قاطعه ' وه ملک کي خوشحالي کي مدعي ' اور اسکے اسباب افلاس کي سراغ رساني کي بڑي خواهشمند بهي هے '

از حسن اين چه سوال ست که معشوق ترکيست ؟
اين سخن را چه جوابست ' تو هم ميداني !

خواجه صاحب نے اپني تقرير ميں شرح و بسط کے ساتهه سود در سود کے حالات و نتائج پر نظر ڈالي هے ' اور آخر ميں گورنمنٹ سے خواهش کرتے هيں که قانون خواب غفلت سے کروٹ لے ' اور اپني هوشيداري کے اصلي موقعه پر آنکهيں بند نه کرلے - اس حالت کا علاج صرف يهي ايک هے که قانوناً سود در سود کے سلسلۂ لامتناهي اور اضعافاً مضاعفه کي غير محدود افزايش کو محدود کر ديا جاے ' اور بالعموم سود کي ايک ايسي شرح خاص مقرر کردي جاے ' جس سے زياده کے لين دين کرنے کا کسي کو اختيار نهو ' اور عدالت ڈگري دينے سے انکار کردے -

خواجه صاحب کي اس خواهش ميں يقيناً تمام ملک بالاتفاق انکا ساتهه ديگا -

انهوں نے هندوستان ميں سود کے ابتدائي قانون کا ذکر کرکے انگلستان کے قوانين کا ذکر کيا هے ' اور پهر اُن حالات پر نظر ڈالي هے ' جنکي وجه سے شرح سود کا غير محدود هونا ملک کو ايک دائمي طاعون سے زياده نقصان پهنچا رها هے - قانون ميں آج اسکے ليے کوئي روک نهيں که ايک روپيه سود در سود کے اصول پر ' ايک عرصے کے بعد سو يا هزار روپيه کيوں نه هو جاے ؟ اور اگر روزانه نظائر و واقعات پر نظر ڈالي جاے تو قتيلان خنجر " اضعافاً مضاعفه " کا هر شخص اپنے سامنے ايک وسيع قبرستان آباد پاےگا - خواجه صاحب نے چند مقدمات کي طرف اشاره کيا هے ' جنميں چند روپيوں کے قرض کيليے دس هزار روپيه کے سود در سود کي ڈگري دي گئي هے ' اور اگر تهوڑا سا وقت خاص اس مسئلے کے نظائر اليمه جمع کرنے پر صرف کيا جاے ' تو صدها مثاليں بعدالۂ فيصله هاے عدالت ' گذشته چند سالوں کے اندر هي دکهلا سکتا هوں -

" شائيلاک " کا ايک نيا گهرانا

عام مهاجنوں اور يهود خصلت بنيوں کي هندوستان ميں کيا کمي تهي که ايک نئي مصيبت سياح هنديوں اور ولايتي پٹهانوں کي پيدا هوگئي هے - يه کابليوں کا ايک بهت بڑا گروه هے ' جو هندوستان ميں سود کي باقاعده تجارت کرنے اميد آتا هے ' اور بڑے بڑے شهروں کے علاوه تمام ديهات و قصبات ميں پهيل جاتا هے - روپيے کي ايک تهيلي انکے کمر ميں هوتي هے ' اور ايک خطرناک اور مقروض انگن لاٹهي هاتهه ميں - کم تنخواه کے ملازمت پيشه اشخاص ' بے سرمايه دکاندار ' غريب اهل حرفۂ و صناع ' عام مزدور اور بيوه عورتيں ' اور وه تمام جمعيۂ انسانيه کا مظلوم ترين طبقه ' جس کو اس سماء دنيا کے نيچے عيش و مراد حيات ميں سے کچهه نصيب نهيں ' ان ظالم صيادوں کے فتراک سود کا نخچير هے ' اور اسکے مناظر ايسے دردناک ' اضطراب انگيز ' اور چشم انسانيت کيليے گريه آور هيں ' که انکو ديکهکر ممکن نهيں ' کوئي انسان قانون کي مجرمانه اور معصيت پرورانه غفلت راغماض پر اپنے حق بجانب غيظ و غضب کو روک سکے -

ان لوگوں کي کوئي خاص شرح مقرر نهيں ' بلکه مقروض کي احتياج پر موقوف هے ' اور جيسي سخت مجبور کن اسکي ضرورت هوتي هے ' اتني هي رقم بهي سود کي مقرر کر دي جاتي هے - راکفيلر وغيره امريکن کروڑپتيوں کي نسبت کها جاتا هے که انکي آمدني اسقدر وسيع هے که گهنٹوں کے حساب سے اسکي تقسيم هو سکتي هے - يهي حال ان کابلي مهاجنوں کي شرح سود کا بهي هے - اسکا حساب بهي مهينے کي قيد سے نهيں بلکه ايک ايک روز کے حساب سے کيا جاتا هے - اکثر حالتوں ميں ايک روپيه کا سود ايک دن کيليے دو آنه ' اور بعض حالتوں ميں ايک آنه هوتا هے !!

غريب آبادي اپني ضرورتوں سے مجبور هوکر انکے دام ميں پهنستي هے - سينٹ (پال) نے کفارۂ مسيح کي تعليم اباحت ديتے هوے کها تها : " شريعت گناهگار کو سزا ديسکتي هے ' پر بچا نهيں سکتي " يه ايک سخت فريب تها ' ليکن ميں صحيح طور پر کهتا هوں که قانون صرف ڈگري ديسکتا هے ' پر مظلوم کو بچا نهيں سکتا -

ان کابليوں کا کاروبار ايک طلسم عذاب هے ' جسميں ايک مرتبه اگر کوئي شخص پهنس گيا تو پهر " سود در سود " کے پهير سے نکلنا محال هے - ساري عمر سود کے دينے هي ميں گذر جاتي هے ' اور پهر بهي وه پورا نهيں هوتا ' اصل رقم کا کيا سوال هے ؟

ابهي کل کي بات هے که کلکته کي عدالت خفيفه ميں ايک پوربشين عورت نے ايک کابلي پر مداخلت بيجا کي فاش کي تهي ' جو روپيه مانگتے هوے اسکے مکان ميں گهس آيا تها - مقدمے کے چلنے سے معلوم هوا که مدعيه کي نانې نے ۲۴- روپيه اس سے قرض ليا تها ' جسکا سود ادا کرتے هوے دو نسليں گذر گئيں - اصل رقم اب تک باقي هے ' اور ابهي سود کا سود بهي پورا ادا نهيں هوا !

سب سے زياده عجيب بات روپيے کے دينے ميں انکي دليري اور کسي فياض آدمي کي طرح بے عذري هے - لين دين کا عدم اعتماد اور قانوني تحفظ معامله کي شرائط کا پورا نهونا بهي معاملات قرض کي راه ميں ايک بڑي رکاوٹ هے ' اور اسکي بدولت بهت سے لوگ قرض ليني سے بچ جاتے هيں - مگر کابليوں کيليے يه تمام چيزيں بے اثر هيں - انسے معامله کرنے کيليے صرف ايک هي شرط کافي هوتي هے ' يعني انسے معامله کرنا اور روپيه کي طلب - پهر خواه کيسا هي بے اعتبار اور مفلوک الحال شخص طالب قرض هو ' انکي انهيں ذرا پرواه نهيں - انکا ايمان هے که انهوں اپنے پوري قوت پر به وسيله ' اور سب سے زياده اپني لاٹهي کي بے امان قهريت اور همه وقت مستعد فوري پر پورا اعتماد هے - انکا قانون ' انکي عدالت ' انکا جج ' سب کچهه وهي ايک سحرکار لاٹهي هے - وه بے خطر روپيه دينے هيں ' کيونکه جانتے هيں که انکا مقروض قرض ليتے وقت صرف انکے دونوں هاتهه سے روپيه هي نهيں لے رها تها ' بلکه بائيں هاتهه کي جبر و قهار لاٹهي کو بهي ديکهه رها تها !!

ميں جهاں رهتا هوں ' اسکے قريب هي چند غريب دهوبيوں کے گهر هيں ' اور هفته اس سے خالي نهيں جاتا که اس بے امان گروه کي قساوت ' اور سود کے نتائج محزنه کا کوئي الم ناک نظاره نه ديکهتا هوں - ميں نے بارها ديکها که عين دن کے وقت ' کلکته جيسے عظيم الشان شهر کے يورپين کوارٹر ميں ' ايک قسي القلب

هابي اپنے مقروض کو اسکے گھر کے اندر سے گھسیٹتا هوا سڑک پر لایا هے - وہ رو رها هے' منتیں کر رها هے' اسکے پانوں پر لوٹ رها هے ' لیکن کوئي طاقت نہیں هے ' جو اسکی قہار الٰہي سے اُسے امان دیسکے ' اور کوئی هاتھہ نہیں هے ' جو اس ظلم کیلیے منتقم هو - پبلک کوٹ هائي کورٹ کے کتب خانے کي الماري میں ' اور جج ایک عالیشان ایوان انصاف کے تخت عدالت پر بے خبر متمکن هے !!

قانون کي درد انگیز ناکامي

حقیقت میں یہ عجیب بات هے کہ قانون انصاف کے نام سے اپني پوجا کراتا هے ' لیکن جنکو انصاف کي ضرورت هے' وهی سب سے زیادہ انصاف سے محروم هیں - دنیا میں قانون کي مجلدات سے صدها کتب خانے بھرے هوے هیں ' عدالتوں کي عمارتیں سر بفلک کھڑي هیں ' پولیس کا دیوتا سڑکوں کے هر ناکے پر اپنا علم انصاف لیے هوے اثبات وجود کر رها هے ' اور یہ تمام سامان اسدرجہ وسیع اور عظیم الشان هے ' جسکو دیکھکر خیال هوتا هے کہ دنیا عدل و داد سے معمور ' اور ظلم و بے انصافي سے پاک هوگئي هے ' اور انصاف کا فرشتہ دنیا کے کونے کونے میں مظلوموں کي فریاد الغیاث کو ڈھونڈھتا پھرتا هے ' تاکہ انکو اپنے پروں کے اندر پناہ دے !!

لیکن اگر عدالت کدونکے سر بفلک مناروں سے نظریں هٹا کر' زمین کي آبادیوں کے اندر جائیے' اور کسي ایک شہر کا ایک محلہ' ایک محلہ کا ایک مکان ' اور ایک مکان کا ایک گوشہ بھي دیکھیے' تو اس وقت صاف نظر آجائے کہ ظالم کا خونخوار دیو اب تک بدستور آزاد و حکمراں هے - اسکے پانوں میں کوئی بیڑي نہیں - اسکا خنجر پرانے سے پرانے غیر متمدن عہد کي طرح بے نیام هے - اسکي بے آمان کاٹ برابر اپنا کام کر رهي هے' مگر قانون کو اپنے قیمتي عدالت خانوں سے جھانکنے کی مہلت نہیں :

عسس بخانۂ و شہ در حرمسرا خفتہ ...

ممکن هے کہ امرا کے جگمگاتے هوے محل ' قانون کي روشني سے منور هوتے هوں ' مگر روشني کي ضرورت برق تاب ایوانوں میں نہیں هوتي ' بلکہ تاریک حجروں اور تہہ خانوں میں ' اور افسوس هے کہ انکي تاریکي کیلیے روشني کا کوئي وسیلہ نہیں -

فی الحقیقت دنیا میں حکومتوں کا قانون کبھي بھي انسداد مفاسد و مظالم میں کامیاب نہیں هوا' اور یہي ناکامي هماري رهنمائي کرتي هے اور بتلاتي هے کہ نظام اصلاح و عدل کے قیام کے لیے دنیا ان قوانین سے بالاتر ایک الٰہی قانون یعنے مذهب کي محتاج هے' جسکي حکومت جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر هو !!

اضعافاً مضاعفہ

پس یہي سبب هے کہ قرآن کریم نے " اضعافاً مضاعفہ " کہکر سود در سود پر خاص طور پر زور دیا -

یہ " اضعافاً مضاعفہ " اسی سود در سود کے نتائج کی طرف اشارہ هے' اور جو حال کابلیوں کے سود اور ظالم مہاجنوں کی زرپرستي کا آج نظر آرها هے ' یہی هے جو جاهلیت عرب میں رائج تھا - اور اسکی تفصیل اُن روایات و آثار سے معلوم هوتی هے' جنکو (امام طبري) نے اپنی عظیم الشان تفسیر میں بہ ذیل آیات ربا جمع کیا هے - علی الخصوص حضرت (عبد الله بن عباس) کی مشہور حدیث مطالعہ طلب هے -

اسلام دنیا میں آیا' تاکہ هر طرح کے ظلم و جور سے عالم انسانیت کو نجات دلاے ' اور دنیا کیونکر اس سے انکار کر سکتی هے کہ سود کے بارے میں اسکا ساتویں صدي عیسوي کا تاریک فضاء عالم میں اسقدر صاف اور صریح صدا بلند کرنا ' ایک احسان عظیم اور ایک فضیلت کبری نہ تھا ؟

وکنتم علی شفا حفرة من ' النار فانقذکم منها ' کذلك یبین الله لکم ایاته ' لعلکم تهتدون - (۳ : ۱۰۰)	اور ظہور اسلام سے پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ گویا تم آگ کے گڑھے کے کنارے آلگے تھے ' لیکن اسلام کا هاتھہ دستگیري کیلیے ظاهر هوا' اور خدا نے تم کو بچالیا - اسي طرح الله اپني نشانیاں ظاهر و بیان کرتا هے تاکہ تم هدایت پاؤ -

دنیا آج سود کے نتائج الیمہ کو محسوس کرے تو غنیمت هے ' اور قانون اسکے انسداد کي ضرورت کو پالے تو بہت بہتر هے ' لیکن الله کے قانون کو جو کچھہ کرنا تھا ' وہ کر چکا' اور جو حکم دینا تھا ' دے چکا - یہ هماري گمراهي هے کہ انسانوں کے بناے هوے قانون کي عزت کرتے هیں' لیکن الهي قانون کو بھول گئے هیں حالانکہ :

و من احسن من الله حکماً لقوم یوقنون ؟ (۵ : ۵۶)	جو لوگ یقین کرنے والے هیں ' انکے لیے الله سے بہتر حکم دینے والا اور قانون نافذ کرنے والا اور کون هو سکتا هے ؟ ؟

یہ مسلمانوں کا اصلي مشن هے

پس میں " سود " کے مسئلے کو عام نظروں سے بالکل مختلف دیکھتا هوں' کیونکہ بہتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي سعادت ' اور بہتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي ضلالت یہی هے کہ هر مسئلے پر نظر ڈالتے هوے میرے لیے دلیل راہ صرف " اسلام " هی کا هاتھہ هوتا هے :

ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ' ید الله فوق ایدیهم ' (۴۸ : ۱۰)	جو لوگ داعی اسلام کے هاتھہ میں اتباع و بیعت کے عہد کا هاتھہ دیتے هیں' تو انکے هاتھہ پر اُسکا هاتھہ نہیں هوتا ' بلکہ در اصل خود خدا کا هاتھہ هوتا هے !!

فالحمد لله' الذي هدانا لهذا' و هو یهدي من یشاء إلی صراط مستقیم -

پس میں " مسئلۂ سود " کی تحریک کو محض ملک کا ایک اقتصادي مسئلہ نہیں سمجھتا ' بلکہ یہ ایک خالص اسلامی تحریک ' اور اسلام کے مشن کا احیاء هے ' اور تمام مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اسکے مصائب و شدائد کے انسداد کی سعی کرنا چاهیے ' اور یقین کرنا چاهیے کہ بہ حیثیت اسلام کے فرزند هونے کے انکا اصلی مشن یہی هے کہ خدا کے بندوں کو ظلم و بربادي کے مصائب سے نجات دلائیں - سود کیلیے جب اور جہاں ظلم هوگا وہ اسلام هي کا ظلم هے -

اس تحریک کی سلسلہ جنبانی کرتے هوے ' آنریبل خواجہ غلام الثقلین نے فی الحقیقت ایک اسلامي فرض ادا کیا هے ' اور مسلمان کو اسکا اعتراف کرنا چاهیے -

هندوستان میں اسلام کو اپنا فرض ادا کرنا هے - وہ هر طرح کے ظلم و عدوان کي بیڑیاں کاٹنے کیلیے آیا هے ' اور تمام عالم سے قطع نظر' خود هندوستان کے پانوں ابھی بہت بوجھل هیں - ظلم و زیادتی کی یہ بھی ایک زنجیر هے' اور مسلمانوں کو اپنا فرض دیني سمجھکر اس سے ملک کو نجات دلانے کیلیے سعي کرنا چاهیے -

خواجہ صاحب کا ارادہ هے کہ وہ اسکے لیے ایک انجمن قائم کرینگے ' اور باقاعدہ طور پر اسکی کوشش جاري رکھی جائیگی - کام کرنے کیلیے اس صیغے میں بہت بڑا وسیع میدان موجود هے ' اور انجمن کا خیال نہایت صحیح اور ایک بالکل وقت کي ضرورت هے - امید هے کہ ارباب راے و اثر اس بارے میں ضرور خواجہ صاحب کی اعانت فرمائینگے - و نسأل الله تعالے ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبه و یرضاه -

منبعۂ عصبیہ

ردات و ذ ات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب (١)

اثر : مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکھنؤ)

(١)

تمہید

قانون ارتقاء کي سب سے زیادہ اہم دفعہ ' انتخاب طبیعي و تزاحم في الحیات کا مسئلہ ہے - مد و جزر ' خیر و شر ' نور و ظلمت ' جذب و دفع ' ایجاب و سلب ' کون و فساد ' التیام و خرق ' اجتماع و انتشار ' ان سب کي متضاد قوتیں ہر لحظہ و ہر آن اپنا عمل کرتي رہتي ہیں - بلکہ سچ یہ ہے کہ کاینات نام ہي اسي تزاحم و کشاکش کا ہے ' اور دنیا کي حقیقت اس سے زاید کچھ نہیں کہ وہ ایک اسٹیج ہے ' جس پر بقا و فنا کے متناقض الخواص پتلے ہر وقت ایکٹ کر رہے ہیں ! !

جسوقت تک کسی شے میں اجتماع ' ایجاب ' کون ' اور التیام کے عناصر کا پلہ زبردست ہے ' ہم کہتے ہیں کہ وہ شے زندہ ہے یا اسکی ہستی قایم ہے - اور جہاں اس میں انتشار ' خرق ' سلب ' اور فساد کے عنصر نے غلبہ حاصل کیا ' وہ شے ہماري اصطلاح میں فنا یا مردہ ہو جاتی ہے - پس کسی مخلوق کے زندہ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے ماحول کے مقابلے میں اسکے اندر ایسي استعداد موجود ہے ' جسکے باعث اسکے موثرات حیات افزا کا پلہ ' بہ نسبت عوامل مہلکہ کے بھاري ہے - جس مخلوق میں یہ استعداد جتني زیادہ ہوگي ' اسي نسبت سے وہ بہتر ' اور زیادہ مدت تک زندگي بسر کر سکیگی -

یہ قانون ' عالم موجودات کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے ' جسکي پابندي سے انسان مستثنی نہیں - اگر اسے زندہ رہنا ہے ' تو ضرور ہے کہ اس میں اُن تاثرات کا حصہ ' جو حیات کو قایم رکھنے والے ' اسکي قوتوں کو بڑھانے والے ' اور جسم و نفس کو بالیدگي پہنچانے والے ہیں ' بہ نسبت ان تاثرات کے زیادہ ہو ' جو اسکي قوت کو گھٹانے والے ' اُسے کمزور و ناتواں بنانے والے ' اور اُسے موت کے طرف لیجانے والے ہوتے ہیں - اور یہ کہ جہاں تک اسکي سعي و انتخاب کو دخل ہے ' وہ ہمیشہ اول الذکر نوعیت کے مقابلہ میں آخر الذکر نوعیت کے تاثرات کو اختیار کرے -

احساس حظ و کرب

لیکن سوال یہ ہے کہ انسان کے پاس ان عوامل متضادہ میں امتیاز کرنے کا ذریعہ کیا ہے ؟ کیا شے ہے ' جسکي بنا پر وہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ فلاں افعال اسکے بقاے حیات کے حق میں مفید ہونگے ' اور فلاں مضر ؟ اگر کہیے کہ تجربہ و آزمایش ' تو اس جواب کا نا کافي ہونا ظاہر ہے - اسلیے کہ قبل اسکے کہ انسان عوامل مہلکہ کے تجارب سے فایدہ اُٹھا کر آیندہ اُن سے محترز رہنے کے قابل ہو ' دوران تجربہ ہي میں اُسکا کام تمام ہو جایگا - اسلیے فطرت نے خود نفس انساني میں ایک ایسي قوت ودیعت کر رکھي ہے ' جسکے باعث وہ في الفور مضر کو مفید سے ' اور زہر ہلاہل کو آب حیات سے تمیز کر سکتا ہے ' اور یہ وہ شے ہے جسے ہم حیات نفسي میں (احساس حظ و کرب) سے تعبیر کرتے ہیں -

مزید توضیح

یعنے جو اشیاء ہمیں خوش ذایقہ معلوم ہوتي ہیں ' جتنی چیزیں خوشبودار ہوتي ہیں ' جن آوازوں کا سننا خوشگوار معلوم ہوتا ہے ' جن نظاروں کا دیکھنا مرغوب ہوتا ہے ' جن چیزوں کے مس کرنے میں لذت محسوس ہوتي ہے ' غرض کہ جو چیزیں کسي حیثیت سے بھي ہم میں لذت ' مسرت ' انبساط ' حظ کا احساس پیدا کرتي ہیں ' وہ علی العموم وہی ہوتي ہیں ' جو ہمارے قیام حیات کے حق میں مفید ہوتي ہیں - اسي طرح جو ماکولات و مشروبات ہمیں بد ذایقہ معلوم ہوتے ہیں ' جو آوازیں کرخت ہوتی ہیں ' جن چیزوں میں بو آتی ہے ' جن نظاروں سے آنکھ میں خستگي یا خیرگي محسوس ہوتي ہے ' جن اجسام کو مس کرنا ناگوار گذرتا ہے ' غرض جن چیزوں سے ہم میں کسي حیثیت سے بھي ' درد ' کرب ' اذیت اور انقباض کا احساس پیدا ہوتا ہے ' وہ وہي چیزیں ہوتي ہیں ' جو صحت انسانی کو نقصان پہنچانے والی اور انسان کے لیے موذي الی الفنا ہوتی ہیں - اور چونکہ یہ بھی انسان کی جبلت میں داخل ہے کہ وہ ہمیشہ انہیں افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اُسے حظ حاصل ہوتا ہے ' یا حصول حظ کی توقع رہتی ہے ' اسلیے فطرت نے ہم میں (احساس حظ و کرب) ودیعت کرکے ہمیں ایک ایسے قابل اعتماد و دایل راہ کی سپردگی میں دیدیا ہے ' جو قدم قدم پر ہمیں مضرت کی راہ سے خبردار ' اور منفعت کی راہ کی طرف مستعد کرتا رہتا ہے ' اور جسکی رہبري میں ہم بے خوف و خطر ' نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ منازل حیات طے کر سکتے ہیں -

قانون توارث

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مختلف چیزوں کے احساسات ہمارے نفس میں ہمیشہ سے ازخود ایک معین وضع پر قایم ہیں ' بلکہ ان احساسات کا مبدء اصلي دراصل تجربہ ہے ' کروہ تجربہ ' تجربۂ افراد نہیں ' بلکہ تجربۂ متوارث ہے ' اور اس مسئلہ کا حل قانون توارث میں ملتا ہے -

قانون توارث کا منشا یہ ہے کہ خصایص جسماني کي طرح ' اسلاف کے خصایص ذہني بھي اخلاف میں وراثۃً منتقل ہوتے ہیں ' اور جن خصایص کو چند پشتیں ' علی الاتصال ' اختیار یا ترک کرتي رہتي ہیں ' وہ آخر کار نئی نسل کے افراد میں یا تو مستقل طور پر جزپکر جاتی ہیں ' یا اُن سے بالکل فنا ہو جاتی ہیں -

(١) یہ دراصل ایک مستقل کتاب کا ایک ٹکڑہ ہے ' جو جناب مراسلہ نگار غیبر مجہل لکھ رہے ہیں (الہلال)

اس قانون کی روشنی میں مسئلۂ احساس کی تشریح یوں ہو سکتی ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے آج سے ہزاروں لاکھوں سال پیشتر اپنے لیے نقصان رساں پایا ' اُن سے اجتناب کرنے لگے ' اور انکی طرف سے انکے دل میں ایک نا خوشگوار کیفیت پیدا ہوگئی ' جس پر بعد کی نسلیں بھی عملدرآمد کرتی رہیں - یہانتک کہ آج اُن اشیاء کا محض نظارہ یا تصور ہی ہمارے لیے موجب الم ہوتا ہے -

اسی طرح جن چیزوں کو انکے نفع کی بنا پر ہمارے اسلاف پشتہا پشت سے اختیار کرتے رہے ہیں ' انکی پسندیدگی ہمارے نظام عصبی میں ایسے گہرے طور پر منقش ہوگئی ہے ' کہ ہمیں انکے نظارہ یا تصور ہی میں ایک لطف و انبساط محسوس ہوتا ہے -

نظریۂ بالا کی تائید ' ہماری روزانہ زندگی میں اکثر حسیات سے ہوتی رہتی ہے - اتنی بات ہر شخص اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہے کہ زیادہ بد ذایقہ و بودار چیزوں سے استفراغ ہوجاتا ہے ' لیکن برخلاف اسکے جو غذا جتنی زیادہ رغبت سے کھائی جاتی ہے ' اتنی ہی زیادہ جزو بدن ہوتی ہے - خوشگوار و تازگی بخش مناظر بصارت کو قوت دیتے ہیں ' بخلاف اسکے تیز و ناگوار روشنی بینائی کو صدمہ پہنچاتی ہے - اسی طرح تازہ ہوا میں سانس لینا ' بھوک کے وقت کھانا کھانا ' نیند بھر سونا ' ایک حد مناسب تک ورزش کرنا ' جہاں ایک طرف انسان کے لیے بیحد مفید ' بلکہ اسکے قیام حیات کے لیے ناگزیر ہیں ' وہاں دوسری طرف کس درجہ خوشگوار و باعث تفریح بھی ہیں ؟ غرض کرب و مضرت ' اور حظ و منفعت کا تلازم ' اکثر چیزوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے -

تاہم بعض مثالیں ایسی بھی ہر شخص کے پیش نظر ہیں جو بظاہر اس کلیہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں - کونین کے فوائد محتاج بیان نہیں ' لیکن کیا اس سے زیادہ تلخ اور بد ذائقہ کوئی دوسری دوا ہے ؟ عمل زوجیت بقاے نسل کے لیے لازمی ہے ' لیکن کیا اسکے بعد ضعف و کسل لاحق نہیں ہوتا ؟ کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالدینا بداہۃً حفظ نفس کے منافی ہے ' مگر ایک شہید تخیل (آئیڈیل) کو ' ایک ہیرو کو ' اسی جانسپاری میں لطف آتا ہے -

نفع و ضرر

یہ ' اور اسی قسم کی دوسری مثالیں بے شبہ نہایت صحیح ہیں ' لیکن نظریۂ بالا کے معارض نہیں - اصل یہ ہے کہ ہر انسان پر تین مختلف نقطۂ ہاے خیال سے نظر کی جا سکتی ہے :

ایک اس حیثیت سے ' کہ وہ مستقلا ایک علحدہ وجود ذاتی رکھتا ہے -

دوسرے اس اعتبار سے ' کہ وہ مجموعۂ انسانیت کا ایک جزو ' اور بحر انسانیت کا ایک قطرہ ہے -

تیسرے اس لحاظ سے ' کہ اس میں توالد و تناسل کے ذریعے اپنے ہی ہم جنس دوسری مخلوقات کو پردۂ عدم سے میدان شہود میں لانے کی قابلیت موجود ہے -

اس بنا پر ان حسیات ثلاثہ کی مطابقت میں انسانی نفع و ضرر پر بھی تین مختلف حسیات سے نگاہ ڈالی جا سکتی ہے :

(۱) نفع و ضرر ' افراد کے لیے -

(۲) " ہیئۃ اجتماعیہ کے لیے -

(۳) " نسل کے لیے -

ان منافع و مضرات سہ گانہ کے درمیان تخالف و تناقض پایا جانا ' نہ صرف ممکن ہے ' بلکہ کثیر الوقوع ہے - یعنی ایسا اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک فعل اپنے فاعل کے لیے سخت مضرت رساں ہے ' مگر بقاے نسل کے لیے اسکا ارتکاب لازمی ہے - یا ایک فعل ' افراد کے لیے بجاے خود ' مضر ہے ' لیکن ہیئۃ اجتماعیہ کے قیام کے لیے ناگزیر ہے -

انفرادی و اجتماعی نفع و ضرر

ساتھ ہی ' فطرت انسانی کا یہ قانون بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ثبات عقل اور صحت نفس کی حالت میں ' علی العموم انفرادی منافع و مضار ' ہمیشہ اجتماعی اور نسلی منافع و مضار کے تابع و مغلوب رہتے ہیں - اس قسم کے متناقض الاثر افعال کے ارتکاب کے وقت انسان انبساط و انقباض ' دونوں کی کیفیات تقریباً ساتھ ہی ساتھ محسوس کرتا ہے - اسکی ایک بہتر مثال فعل وظیفۂ زوجیت ہے -

چونکہ ایک طرف نسلی حیثیت سے یہ نہایت مفید ' بلکہ لازمی ہے ' اسلیے اُسکے عمل میں انسان ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے ' مگر چونکہ دوسری طرف یہ انفرادی طور پر انسان کے لیے مضر و مضعف بھی ہے ' یعنی اس میں سے ایسک کافی ذخیرۂ قوت کو خارج کر دیتا ہے ' اسلیے معاً انسان کو کسل اور تکان کا ناخوشگوار احساس بھی ہوتا ہے ' مگر جیسا ہم ابھی کہہ چکے ہیں ' چونکہ انفرادی منافع ' نسلی منافع کے سامنے مغلوب رہتے ہیں ' اسلیے ضعف و کسل کے اندیشہ سے انسان اس فعل کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا -

یا مثلاً جب والدین ' اپنا پیٹ کاٹ کر اور خود فاقہ کر کے اپنی اولاد کو غذا پہنچاتے ہیں ' تو اس حالت میں وہ تکلیف و راحت سے تقریباً ساتھ ساتھ متحسس ہوتے ہیں - تکلیف اس لیے کہ فاقہ کشی کرکے ' وہ اپنی ذات کو ہلاکت کی طرف لے جانے میں معین ہوتے ہیں ' اور راحت اس بنا پر ' کہ اس فعل سے بقاے نوع کا سامان کرتے ہیں -

یہی تماشا حیوانات میں بھی نظر آتا ہے : بعض نہایت بزدل جانوروں (مثلاً مرغیوں) کو دیکھا ہوگا کہ دشمن کی مدافعت کے وقت اپنے بچوں کو الگ ہٹا کر خود اس سے مقابلہ کرنے پر تل جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فعل کسقدر منجر بہ ہلاکت ہوتا ہے ؟ اور اسلیے اُنہیں اس سے نہایت سخت اذیت ہوتی ہے ' تاہم اپنی نسل کی حفاظت میں انہیں بجاے خود ایک لذت و راحت محسوس ہوتی ہے ' جو انکے ذاتی خطرۂ و اذیت کے حق میں نعم البدل کا کام دیتی ہے -

انفرادی اور اجتماعی منافع کا تصادم

ایسی ہی کیفیت سے انسان کو اُن مواقع پر بھی دوچار ہونا پڑتا ہے ' جہاں منافع انفرادی و منافع اجتماعی کے درمیان آکر تضاد پڑجاتا ہے - حب قوم ' حب ملت ' اور حب وطن میں افراد سخت سے سخت صعوبت برداشت کرتے ' بلکہ اپنی جان تک دیدیتے ہیں - یہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کو تکلیف محسوس ہی نہ ہوتی ہو ' بلکہ یہ کہ جو کچھ ہوتا ہے ' اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفع اجتماعی کا احساس لذت (جسے وہ " ادائے فرض " " احقاق حق " وغیرہ دلفریب القاب سے تعبیر کرتا ہے) انسان کی نفع ذاتی کے حس لذت پر غالب آجاتا ہے -

ایک ہی فعل میں اجتماع نفع و ضرر

علاوہ بریں ' محض انفرادی حیثیت سے بھی بعض افعال اپنے اندر مضرت و منفعت ' دونوں کے کافی مدارج موجود رکھتے ہیں '

اور اسی بنا پر ' اُن افعال سے ایک فوری اذیت ' لیکن اسکے بعد ایک دیرپا لذت محسوس ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ کسی شخص کا ایک دانت ہلنے لگا ہے ' اور ڈاکٹر کو اسے مجبوراً اکھاڑنا پڑا ہے - غور کرو کہ ایسی حالت میں اس شخص کی مضرت و منفعت ' دونوں کے سامان ایک ہی فعل کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں - فرق یہ ہے کہ مضرت ہنگامی ہے ' اور منفعت مستقل : یعنے ایک طرف تو اسکا ایک عزیز عضو ' ایک جزو جسم ' اس سے علحدہ کیا جا رہا ہے - اور دوسری طرف اسکی ایک اذیت ' ایک تکلیف کا بھی ازالہ کیا جا رہا ہے ' پس ضرور ہے کہ اسے اول الذکر نقطۂ خیال سے تکلیف ' اور آخر الذکر حیثیت سے راحت محسوس ہو - چنانچہ دانت اُکھاڑتے (اور اسی نوعیت کے تمام اعمال جراحی کے) وقت ' ایک ہنگامی تکلیف ' مگر اسکے بعد ایک مستقل راحت سے لذت یاب ہونا ' اسی تناقض عملی اور تناقض اثری کا نتیجہ ہے -

الام و لذات محض اضافی ہیں

ہمارے آلام و لذات ' جیسا کہ ہر شخص کو نظر آتا ہے ' دنیا کی تمام اشیاء کی طرح اضافی و اعتباری ہوتے ہیں - ایک شے ایک شخص کے لیے موجب راحت ہے ' مگر دوسرے کے لیے باعث کلفت - یا خود اسی شخص کے لیے ایک ہی شے مختلف حالات و واقعات کے درمیان ' مختلف احساسات رکھتی ہے -

اس تغیر احساسات کی وجہ صاف ظاہر ہے ' یعنی وہی افراد کی جلب مضرت و منفعت کی قابلیت - اور چونکہ اس استعداد ' اس قابلیت میں ہر وقت تغیر ہوا کرتا ہے ' اسلیے (حظ و کرب) کے احساسات میں تغیر ہوتے رہنا بھی لازمی ہے - وہی غذا جو بھوک کے وقت نہایت خوشگوار معلوم ہوتی تھی ' شکم سیری کی حالت میں ہمارے لیے کوئی رغبت نہیں رکھتی - اِس کا سبب صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں وہ ممد حیات تھی ' اور اب برخلاف اسکے مضرت بخش ہوگئی ہے -

ایک اعتراض

رہی یہ بات کہ بعض دوائیں ہیں ' (مثلاً کونین) جو مفید ہونے کے ساتھ ہی سخت بد ذایقہ بھی ہوتی ہیں ' تو اسکا جواب یہ ہے ' کہ اُنکا بد ذایقہ ہونا ' نظریۂ بالا کے عین مطابق ہے ' اسلیے کہ وہ فی نفسہ نہایت مضر صحت ہوتی ہیں ' اور ہمیں اُن سے شفا جو حاصل ہوتی ہے ' تو صرف اس لیے کہ وہ اپنے سمی اجزا سے ' امراض کے پیدا کردہ زہر کا توڑ کر دیتی ہیں ' اور اس طرح گو آخر کار انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے ' لیکن اس سے اُن ادویہ کی فطرۃً سم آلودہ بدل نہیں سکتی -

خلاصۂ بحث

صفحات بالا میں نظریۂ احساس کی جو تشریح کی گئی ' اسکا خلاصہ یہ نکلا کہ افادہ و انبساط ' اور مضرت و انقباض مترادف الفاظ ہیں - لیکن " افادہ " و " مضرت " میں پھر بھی ابہام ہے - علم وظائف الاعضا کی مدد سے یہ پردہ بھی اُٹھ جاتا ہے ' اور صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ افراد کا افادہ و نقصان دراصل تمام ہے علی الترتیب انکے اعصاب جسم کے معتدل و واجب ' اور غیر معتدل و ناواجب عمل کا -

پس اب نظریۂ بالا کو ان الفاظ میں کہہ سکتے ہیں :

" اعصاب جسوقت تک ایک حد معین اور طرز مناسب کے ساتھ عمل کرتے ہیں ' حیات انسانی کو تقویت ' اور اسلیے نفس کو انبساط حاصل ہوتا ہے - اور جہاں انکی فعلیت میں خواہ کیفی خواہ کمی حیثیت سے اختلال ہوا ' حیات انسانی میں بھی انحطاط ' اور اسلیے نفس میں بھی انقباض پیدا ہو جاتا ہے "

چنانچہ بعض اکابر علماء نفس نے اسی کلیہ کو اختیار کیا ہے - ورزش بالکل نہ کرنا ' یا غیر معتدل طور پر کرنا ' دونوں صورتوں میں ایک ناخوشگوار اور انقباضی کیفیت کا احساس ہوتا ہے ' بر خلاف اسکے معتدل ورزش کرنے سے طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے - ایک موسیقی داں کی خوش الحانی تھوڑی دیر تک لطف دیتی ہے ' لیکن اگر دیر تک رہے تو گراں گزرنے لگتی ہے - احباب کا لطف صحبت تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے ' لیکن اسکے بعد طبیعت اُکتا جاتی ہے - ریل اگر اپنی معمولی رفتار سے چل رہی ہو ' تو ہم خوشی کے ساتھ دریچوں سے باہر جھانکتے ہیں ' لیکن اگر وہی فاصلہ ایک نہایت سست رفتار بیل گاڑی ' یا نہایت سریع السیر برقی محیّن کے ذریعے طے کرنا پڑے ' تو دونوں صورتیں ہمیں ناگوار ہونگی - اسلیے کہ پہلی صورت میں اعصاب بصری کے سامنے ایک ہی منظر ' حد سے زیادہ دیر تک رہیگا ' جس سے انسان اُکتا جائیگا ' اور دوسری صورت میں تمام اشیا ' اس سرعت کے ساتھ آنکھ کے سامنے یکے بعد دیگرے آتی جائینگی ' کہ کسی شے پر نظر نہ جم سکیگی ' اور انسان پریشان ہو جائیگا -

ہوا جبتک سبک و لطیف ہے ' خوشگوار معلوم ہوتی ہے ' مگر وہی ہوا تند ہوکر ' آندھی کی شکل میں کسقدر تکلیف دہ ہو جاتی ہے ؟ روشنی ' جسوقت تک ہلکی ہے ' لطف دیتی ہے ' لیکن تیز ہوکر وہی روشنی تڑپ کہلاتی ہے ' اور آنکھوں میں خیرگی پیدا کردیتی ہے - آواز میں دلکشی و ترنم اُسی وقت تک ہے ' جبتک وہ ایک حد خاص سے بلند نہیں ہونے پاتی ' لیکن تیز ہوتے ہی ایک تکلیف دہ شور و غوغا کی صورت اختیار کرے ' کان کو کسقدر ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے ؟

یہ تمام تمثیلات شواہد ہیں اس دعوے کے ' کہ ایک ہی شے ' جبتک کہ اعصاب کو ایک حد معین و طرز خاص تک متاثر کرتی رہتی ہے ' خوشگوار و انبساط بخش رہتی ہے ' اور جب اپنے حدود سے متجاوز ہوکر اعصاب کو متاثر کرنے لگتی ہے تو ناگوار اور باعث انقباض ہو جاتی ہے -

ایک ضروری نکتہ

احساس کی بحث میں یہ نکتہ غالباً سب سے زیادہ اہم ہے کہ قوت ارادی اپنی فعلیت میں سرتاسر احساسات کے تابع اور محکوم ہوتی ہے - یعنی انسان ' اپنے قصد و ارادہ سے اُنہی افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اُسے براہ راست انبساط حاصل ہوتا ہے ' یا حصول انبساط کی توقع رہتی ہے (۱) اور جن افعال سے اجتناب کرتا ہے ' وہ وہی ہیں ' جو اسکے لیے موجب انقباض ہوتے ہیں - یہ فطرت انسانی کا ایک عالمگیر قانون ہے - اس سے انسان کا کوئی فعل ارادی مستثنیٰ نہیں - رند و اوباش ' عالم و فاضل ' زاہد و صوفی ' سب اس حیثیت سے مساوی ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ کسی کو جام و مینا میں حظ و لطف آتا ہے ' کسی کو مطالعۂ کتب و انہماک علمی میں ' اور پھر کسی کو حور و قصور کے تصور میں - بڑا سے بڑا مرتاض زاہد ' جس نے جسم کو ہر طرح کی اذیت و تکلیف کا خوگر بنا رکھا ہے ' اور بڑا سے بڑا مشقت پسند عالم ' جو اعتکاف کتب بینی و استغراق غور و فکر سے بالکل نحیف و زار ہوگیا ہے ' دلوں کو اگر ٹٹولو ' تو معلوم ہوگا کہ ان سب لوگوں کو انہی مشاغل و ریاضات میں حظ حاصل ہوتا ہے ' اور ویسا ہی حظ ' جیساکہ عام افراد کو پرتکلف لباس اور لذیذ ماکولات و مشروبات میں

(لہا بقیۃ)

مقالات

وثائق وحقائق

فتائج وعبر

قال موسى لقومه: استعينوا بالله و اصبروا ، ان الارض لله ، يورثها من يشاء من عباده ، و العاقبة للمتقين - قالوا : أوذينا من قبل ان تاتينا و من بعد ما جئتنا ، قال : عسى ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض فينظر كيف تعملون (٧ : ١١٤)

موسیٰ نے اپني قوم سے کہا : " الله سے مدد مانگو اور صبر کیے رهو، ملک تو سب الله هي کا هے ، اپنے بندوں میں سے جس کو چاهتا هے اُس کا وارث بنا دیتا هے ، اور حسن انجام پرهیزگاروں هی کے لیے هے" وہ لگے کہنے کہ " تمهارے آنے سے پہلے اور تمهارے آنے کے بعد بهی هم تو اذیت هی اٹهاتے رهے" موسیٰ نے کہا " اب وہ وقت قریب آ رها هے کہ تمهارا پروردگار تمهارے دشمن کو هلاک کردے ، اور تم کو اُنکا قائم مقام بنا ئے ، پهر دیکهے کہ تم کیسے کام کرتے هو" -

دنیا میں همیشہ ناکامیوں نے کامیابي کي بنیادیں محکم کي هیں - جسقدر بندشیں بڑهتي گئیں ، جتنا استبداد زیادہ هوا ، جیسے جیسے مظالم ترقي کرتے گئے ، اُسي تناسب سے حوصلہ بهی بڑهتا گیا ، اور همت نے بهي پر پرواز نکالے - شیر کو چوٹ لگتي هے ، زخم کهاتا هے ، مجروح هو جاتا هے ، مگر درماندہ هو کر همت نہیں هار دیتا - جوش انتقام میں دوڑتا پهرتا هے ، اور جب تک اپني ابتدائي ناکامي کو انتهائي کامیابي کي صورت میں تبدیل نہیں کر لیتا ، خاموش نہیں هوتا -

غاز (گیس) کو شیشے میں بند کردیتے هیں ، دباتے هیں ، مگر وہ دباؤ کو نہیں مانتي اور پهوٹ بهتي هے - درخت کی شاخیں قلم کرتے هیں ، کاٹتے هیں ، بے برگ و بار کردیتے هیں ، لیکن بهار آتے هي اُس میں اور نمو هوتا هے ، پهلتا هے ، پهولتا هے ، هرا بهرا هو جاتا هے !!

سمندر کو مطیع بنانے کي کیا کیا کوششیں کیجاتي هیں ؟ اُس کي پُشت پر جهاز چلاتے هیں ، چڑهتے هیں ، سینہ چیر ڈالتے هیں ، بحري تار کا جال بچها کر اُسکے قلب میں شگاف کردیتے هیں ، لیکن وہ خبر بهي نہیں هوتا - آخر جب شدائد بہت بڑهتے هیں ، نا قابل برداشت هو جاتے هیں ، تو وہ دفعۃ کروٹ لیتا هے ، هیجان میں آتا هے ، اور " نعوذ بالله من غضب الحلیم " کا ایک معمولی طوفان ، ساري بندشوں کي دهجیاں بکهیر دیتا هے !!

یهی حال قوموں کے هبوط وصعود ، ترقی و تنزل ، حرکت و سکون ، اور موت و حیات کا بهی هے - قومیں گرتي هیں ، اس لیے کہ اُبهریں - سوتی هیں ، اس لیے کہ پهر جاگیں - پیچهے هٹتی هیں ، اس لیے کہ آگے بڑهیں -

مصائب کے تنوع نے بے شبہہ هماري موجودہ حالت خراب کر رکهی هے ، خستہ کر رکهي هے ، مگر جراحت کر نا قابل اندمال کیوں فرض کیے لیتے هو؟ دنیا تو اسی کا نام هے کہ مصائب و مشکلات پیش آئیں ، زندگي تلخ هوجائے ، اذیتوں کا طوفان اُمنڈ پڑے ، اس تلاطم میں انسان هر ایک زحمت کے مقابلہ کو اڑتہہ کهڑا هو ، اُس کی کوششیں بار بار نا کام ثابت هوں ، قدم قدم پر ٹهوکریں لگیں ، چلے اور گر گر پڑے ، لیکن پهر سنبهلے اور سب کچهہ سنبهال لے -

یعقوب بن لیث ایک ٹهٹهیرا تها - اُس نے جب دکان بڑهائی هے ، اور دوستوں سے حصول عظمت و عزت کے تذکرے کیے هیں ، تو لوگ اُس کے باتوں پر هنستے تهے :

نہ بوریا بهي میسر هوا بچهانے کو
همیشہ خواب هي دیکها کیے چهپر کهٹ کا

وہ اس طعن و تشنیع کا چند مختصر لفظوں میں جواب دے دیا کرتا تها :

" میرے پاس مال نہیں هے ، دولت نہیں هے ، اعوان و انصار نہیں هیں ، ملک گیري و ملک رانی میں سابقۂ معرفت حاصل نہیں ، مگر کیا میرے پاس وہ دل بهی نہیں هے جس نے ایک خراسانی کافر کو (ابو مسلم) بنا دیا تها ؟ "

دمشق کا جب تخت اُلٹا ، اور بنی امیہ کے جاہ و جلال نے آل عباس کیلیے جگہ خالی کی ، تو اس انقلاب کا علم بردار (ابومسلم) نامی ایک نو مسلم خراساني تها - یعقوب بن لیث کا اشارہ اسی طرف تها کہ اگر ایک نو مسلم ایک عظیم الشان حکومت کو خاک میں ملاسکتا هے ، اور ایک نئی حکومت کي بنیاد رکهہ سکتا هے ، تو پهر هر انسان کیلیے جو همت و عزم رکهتا هو ، یہ کیوں نا ممکن هے ؟

یہ عزم راسخ ، یہ همت بلند ، یہ جلالت آفریں حوصلے ، ایک ایسے شخص کے تهے ، جس کے حصے میں دنیا اور اُس کی نعمتوں سے کوئی نمایش و نمودارى کی بات نہیں آئی تهی ، مگر یہ حساس دل تها ، یہ الله اکبر کی صدائیں تهیں ، یہ " لیستخلفنهم فی الارض (قابلیت و صلاحیت رکهنے والے ایمانداروں کو زمین پر خدا اپنا جانشیں بنائیگا) کے وعدے پر یقین رکهنے والے جذبات تهے ، یہ اُن کي برکت سے بالآخر ایک مجہول و بے حیثیت ٹهٹهیرا ایران کا بادشاہ هو گیا ، اور خلیفۂ روے زمین کی عظمت اور سپاہ و سلطنت بهي اُس کا کچهہ بگاڑ نہ سکی - تاریخ ایران یعقوب بن لیث کي داستان عظمت و جلال آجتک سنا رهي هے !!

ذلك بان الله مولى الذين امنوا ، وان الكافرين لا مولى لهم (٤٧ : ١٠)

یہ اس لیے هوا کہ حقیقت میں ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا هے ، اور جو خدا کي قدرت کے منکر هیں ، اُن کا کوئی بهي مالک اور کارساز نہیں -

آجکل کا سنۂ ١٩١٣ ع ، سنہ ٢٣ ٢١ ع ، کے اندلس سے کیا گزرا نہیں هے ، جہاں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ هوچلا تها ، مسجدوں میں

خراب پرتگالي کے دور چلتے تھے ' تماشا گاھوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کي تمثیل (ایکٹ) ھوتي تھي - الفانسو ھفتم نے ملک ھی سے نہیں ' آزادي و عزت سے بھي مسلمانوں کو بے دخل کر رکھا تھا - اس محشر آفات میں پرانے مذاق اور پرانے خیال کا ایک فقیر منش مولوي اُٹھتا ھے ' جس کے پاس بجز ایمان اور عمل صالح کے اور کوئي ساز و سامان نہیں ھوتا - یہ شخص (محمد بن عبد اللہ) مشرق سے روشنی لیکر مغرب میں اکیلا آتا ھے ' اور اکیلے ایک خدا کي جانب بندوں کو بلاتا ھے ' اور اتباع قرآن و احیاء سنت رسول کي دعوت دیتا ھے - اس دعوت میں صرف اُس کا ایک شاگرد (عبد المومن) ساتھ ھے ' لیکن صداقت کو بہت سے ساتھیوں کي ضرورت نہیں پڑا کرتي - اُس کي تنھا کوششیں حکومت میں انقلاب پیدا کردیتي ھیں ' اور سنہ ١١٤٧ - سے سنہ ١١٩٧ - تک کي قلیل مدت میں ' اندلس کي تثلیث پر دو بارہ توحید غالب آکر زمین کو آسمان کے اس مقدس پیغام کا مفہوم سمجھا دیتي ھے :

فانتقمنا من الذین اجرموا	جن لوگوں نے جرم کیے تھے ھم نے
وکان حقا علینا نصر	اُن سے انتقام لیا ' اور ھم پر حق تھا
المومنین (٣٠ : ٤٠)	کہ ایمان داروں کي مدد کریں -

یہ انتقام و نصرت کچھ اُسي زمانہ سے مخصوص نہیں ' اور نہ قدرت کاملہ کے وعد و وعید میں کسي عہد کي تخصیص ھوا کرتي ھے - ایمان کي خصوصیت اگر اب بھي ھمارے افعال سے نمایاں ھو ' اور قانون الھي کي اس دفعہ پر اگر اسوقت بھي ھمیں سچا ایمان حاصل ھو جاے کہ " ان العزۃ للہ ' و لرسولہ ' و للمومنین جمیعاً " (عزت صرف اللہ کے لیے ' اُس کے رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ھے) اور ھم اپني اس کھوئي ھوي عزت اسلامي کو واپس لانے کے لیے با اصول کوششیں کرنے لگیں ' تو اس حالت میں خدا پر بھي حق ھے کہ ھماري مدد کرے ' اور جو لوگ فناے حق و عدل کے مجرم ھیں اُن سے انتقام لے ' اور پھر یہي صداقت الھي ھے ' جو (من انصاري الی اللہ) کي صداے دعوت میں اپنے ڈھونڈھنے والوں کو ڈھونڈ ھرھي ھے ' لیکن افسوس کہ " قلیلاً ما تذکرون " ایسے بہت کم ھیں ' جنکے پاس عبرت آشنا دل ھوں !

فتنۂ تاتار (جس نے ساتویں صدي میں تمام عالم اسلامي کو زیر و زبر کر دیا) اسکا پہلا سر مشق جلال الدین خوارزم شاہ تھا - اُس کا یہ عالم تھا کہ ھلاکو خاں کي حملہ آور فوج پیچھے پیچھے اور غفلت و مے گساري و مخموریت آگے آگے رھتي تھي - آج کسي شہر میں مقابلہ ھوا ' تاتاریوں نے خوارزم شاھیوں کو پسپا کردیا ' پادشاہ ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا ' رات کو بڑي مشکلوں سے کسي مامن میں پناہ لي ' لیکن پھر شراب و شاھد اور رود و سرود کا مشغلہ شروع ھوگیا - دوسرے دن تاتاري یہاں بھی آپہونچے ' اور خوارزم شاہ بھاگ کر کسي دوسري جگھ پناہ گزیں ھوا - پھر وھی دور چل نکلا ' اور رات بھر جام و میںا کي صحبت عیش میں بسر ھوئي - یہي تباہ کاریاں تھیں ' جن سے متاثر ھوکر پادشاہ کے خاص شاعر فلک کا دل بھر آیا تھا اور اس نے لکھا تھا کہ :

شاھا ز مئی گران چہ بر خواھد خاست	
وز مستي ھر زمان چہ بر خواھد خاست	
شہ مست ' جھاں خراب ' دشمن پس و پیش '	
پیداست کزین میان چہ برخواھد خاست	

پادشاہ اس پر بھی متاثر نہوا ' اور آخر اپنی [illegible] ھي نہیں ' بلکہ دنیاے اسلام کی ساري عظمت و عزت بھی کھو بیٹھا -

یہ واقعات آج سے سات سو برس قبل کے ھیں ' لیکن آج اپنی حالت کو دیکھیے ' کیا ھماري غفلت و بے حسي اُس عہد کی سرمستی سے بڑھی چڑھی نہیں ھے ؟

ھندوستان میں ھیں تو ھندوستان سے باھر نہ جائیے - یہیں کا ماضي و حال سلف و خلف کے موازنے کیلیے کافي ھے - ایک عہد تو وہ تھا کہ (خان دوران) کو عین معرکۂ جنگ میں نماز پڑھتے ھوے گولي لگتی ھے ' وہ شہید ھو جاتا ھے ' سپاھي بد دل ھو جاتے ھیں ' لشکر میں تفرقہ پڑ جاتا ھے ' اسی عالم میں معین الملک (میر منو) اُٹھتا ھے ' مرحوم سپہ سالار کی لاش کو آگے رکھہ لیتا ھے ' اور اس شدت سے حملہ کرتا ھے کہ احمد شاہ ابدالی جیسے نبرد آزما کو " دست ستیز " پر " پاے گریز " کو ترجیح دینی پڑتی ھے - دشمنوں سے میدان خالی ھوجاتا ھے ' اور رھی فوج جو ایک گھنٹہ قبل سراسیمہ ھوکر بھاگنے پر تُلی بیٹھي تھی ' اپنے احساس کے بیدار ھوتے ھی حریفوں کو بھگا کر دم لیتی ھے -

اب اُسی قوم کی یہ حالت ھے کہ مدنیۃ فرنگ اُس پر یکسر مسلط ھو چکي ھے ' دین و دولت لے چکي ھے ' علم و فضل لے چکی ھے ' تہذیب و تمدن لے چکی ھے ' اُس کے تمام موارد حیات کو فنا کرچکی ھے ' اور اب اُس کے بقیہ انفاس حیات کو نیست و نابود کردینے پر آمادہ ھے - مذھب کي لاش آگے پڑي ھوئي ھے ' اور وہ اُسے چھوڑ کر پیچھے بھاگے جا رھے ھیں -

واضیعۃ الناس و الدین الحنیف وما	
تلقاہ من حادثات الدھر اجواد	
ھتک و قتل و احداث یشیب بھا	
راس الولید و تعذیب و اصفاد	

ھاے ' یہ لوگوں کي تباہ کاري ' یہ مذھب مقدس کا ضائع ھونا ' یہ حوادث زمانہ سے شرفا کا ابتلا میں گرفتار ھو جانا !!

عصمت کي پردہ دري ھو رھي ھے ' جذبات کا قتل عام ھے ' حوادث ایسے پیش آ رھے ھیں کہ بچوں کے بال سفید ھو جائیں ' طرح طرح کے عذاب ھیں اور گرفتاریاں وقوع میں آ رھي ھیں !!

وقت آ گیا ھے کہ ان حالات پر ھم غور کریں ' ان معاملات کو پیش نظر رکھیں ' ان مقدمات و نتائج سے اثر پذیر ھوں ' اور اُس دیرینہ روش کو ' جو فرسودہ ھو چکی ھے ' جو ھمیشہ بے سود ثابت ھوا کی ھے ' جس نے قوم کو ولولۂ حیات سے محروم کر رکھا ھے ' ترک کرکے اس نئی وادي میں قدم رکھیں ' جس کا خدا نے ھم سے وعدہ کیا ھے ' اور پھر اُس پیغام آسمانی کو یاد رکھیں جو خدا نے مقدس کوہ سینا پر موسی (علیہ السلام) کی زبانی بنی اسرائیل کو دیا تھا :

" دیکھو ! میں آج کے دن تمہارے آگے برکت ' و لعنت دونوں کو رکھے دیتا ھوں - برکت ' جب کہ تم اپنے خدا کے احکام کو ' جن کا میں آج تم کو حکم دیتا ھوں ' مانو - اور لعنت ' جب کہ تم اپنے خدا کی فرماں برداري نہ کرو ' اور اُس راہ سے پھرکے ' جس کی بابت میں آج تم کو حکم دیتا ھوں ' پرائے معبودوں کی ' جنھیں تم نے نہیں جانا ' پیروي کرو "

" جب تیرا خدا تجھہ کو اُس سر زمین میں جہاں تو جاتا ھے کہ اُس کا وارث بنے ' داخل کریگا تو اُس برکت کو تو جسم کی پھلي پر سے ' اور اُس لعنت کو جبل ایبال پر سے سنائیگا ..... تم اردن پار جاتے ھو کہ اُس سر زمین کے ' جو تمہارا خدا تمھیں دیتا ھے ' وارث ھو - تم اُس کے وارث ھوگے اور اُس میں بسوگے ' لہذا تم اُن تمام حقوق و احکام کی محافظت کرو ' جنھیں میں آج تمہارے سامنے رکھتا ھوں ' اور اُن پر عمل کرو (استثنا - ١١ : ٢٦ - ٣٢)

پچھلي مئي ميں واشنگٹن کے ایک مدرسہ ثانویہ (سکینڈري اسکول) میں طلبہ کا امتحان تھا - جوابات کیلیے ایک یہ شرط بھی لگادي گئي تھي کہ جواب کي کاپیوں پر خاتمۂ مسائل کے بعد جہاں نام لکھے جاتے ہیں' وہاں ہر ایک متعلم یہ بھي لکھے کہ تکمیل تعلیم کے بعد وہ کیا کرنا چاہتا ہے ؟ طلبہ کا شمار ذہالي سر تھا - ان میں بجز دس لڑکوں کے ' جنھوں نے تعلیم کے ذریعہ قوم کو فائدہ پہونچانے کے لیے سررشتۂ تعلیم کي ملازمت پسند کي تھي' اور سب نے آزاد کاروباري زندگي کي جانب رغبت ظاہر کي - اور سرکاري ملازمت کو پسند کرنے والا کوئي نہ نکلا - طلبا میں ایک غریب گھرانے کي نوخیز لڑکي بھي تھي - اُس نے اپنے نام کے ساتھہ لکھا تھا : " میں امریکہ کي پریسیڈنٹ (رئیس الجمہور) بننا چاہتي ہوں " غریب لڑکي کو معلوم تھا کہ اُس کي حالت خستہ ہے ' خراب ہے ' بے بس ہے ' بے کس ہے' عورتوں کو رئیس الجمہور بننے کا حق بھي حاصل نہیں ' لیکن حقیقي معیار تعلیم نے اُس کے خیالات بلند کر دیے تھے' اور اُس کو یقین تھا کہ مدعاے تعلیم یہي ہے کہ گرے ہوے دل و دماغ ہمیشہ گرے ہي نہ رہیں بلکہ اُن کو اُبھرنے اور عزت کي سب سے اونچي سطح تک پہونچنے کا موقع مل سکے -

تعلیمي روشني کا نقطۂ شعاعي (فوکس) ایک طرف تو یہ ہے' اور دوسري جانب یہ ہے کہ پڑھو' پڑھ کر گریجویٹ بنو' لیکن صرف اسلیے کہ تمہارے لیے چاکري کي کوئي سبیل نکل سکے - تم اپني ساري زندگي اسي غلامي میں بسر کردو' اور اسي کو حاصل ایام سمجھو :

ما همه بندۂ و ایں قوم خداوندانند !!

فاعتبروا یا اولي الابصار !!

کچھہ اوپر سو برس ہوے ' ہندوستان میں انگریزي حکومت آئي ' اور جدید علم و فن کو اپنے ساتھہ لائي - اسکول بنائے ' کالج قائم کیے' تربیت گاہ (ہوسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ہاؤس) کي بنیاد ڈالي ' وظیفے دیے ' ملازمتوں کا دروازہ کھولا ' سررشتۂ تعلیم کي رسي دراز کي - یہ سب کچھہ ہوا ' لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ تعلیم کا نظام اور اُس کا طرز و طریق ہي ایسا ناقص تھا کہ تعلیم یافتہ گروہ نہ ذہنیات ہي میں ترقي کرسکا' نہ دماغ ہي آراستہ ہوے ' نہ عملي طریق پر ملک کي ثروت بڑھانے کي ضرورت محسوس ہوئي ' اور نہ ایجاد و اختراع ہي کي جانب توجہ پیدا ہوئي - اس تمام تعلیمي تگ و دو اور غوغاے علم کا نتیجہ صرف اسي قدر نکلا کہ سرکاري دفتروں میں محرري و نظامت کے لیے کم معاوضہ پر فرنگي کارکن نہیں مل سکتے تھے ' ہندوستانیوں کو انگریزي میں بہرہ نہ تھا ' انگریزي افسر ہندوستاني محرروں کے حاجتمند بھي تھے' اور اُن کے ہاتھوں زحمت بھي اُٹھاتے تھے - پس سرکاري یونیورسٹیوں نے یہ زحمت رفع کردي - کلرکي کے لیے اس تعلیمي ترقي کے دور میں ہر قسم کے ہندوستاني گریجویٹ ملنے لگے ' جن کي زندگي کا ماحصل یہي ہوتا ہے کہ کمائیں ' کھائیں ' اور گورنمنٹ کي غلامي میں عمریں گذاردیں !!

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد

یہ حالت تو ہندوستان کي ہے' جہاں ایک نہیں پانچ سرکاري یونیورسٹیاں پہلے سے موجود ہیں ' اب ایک اور نئي یونیورسٹي ڈھاکے میں قایم ہونے والي ہے ' اور پچھلے دنوں سر جارج کلارک گورنر بمبئي نے احمد آباد گجرات میں بھي ایک سرکاري یونیورسٹي قائم کرنے کي راے دي تھي - اسکے مقابلے میں ارض شام کي حالت دیکھیے' جہاں ایک یونیورسٹي بھي نہیں - گورنمنٹ کي طرف سے کوئي کالج بھي قائم نہیں ہے - صرف گورنمنٹ اسکول ہیں یا بیروت میں مبشرین امریکہ کا ایک بہت ہي مختصر کالج ہے جو اپنا آپ ہي امتحان لیتا ہے ' اور سند دیتا ہے -

تاہم تعلیم کا نظام اتنا سودمند ہے ' نشو و ارتقاے دماغ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے ' اظہار مواہب فطریہ کے معرکات اس درجہ بڑھے ہوے ہیں' کہ وہي معمولي تعلیم اُن میں مصنفین و مخترعین پیدا کرسکتي ہے ' مگر ہماري غیر معمولي تعلیم ایجاد و اختراع کے ... نے اور علوم و فنون کا صحیح مطالعہ کرنے میں بھي مدد نہیں دے سکتي !

عبد الله افندي البستاني ارض شام کے ایک مشہور بزرگ ہیں' جن کو تعلیمي حیثیت سے یونیورسٹي کي کوئي ڈگري حاصل نہیں - حال میں اُنھوں نے ایک نئي چیز دریافت کي ہے جس کا غلغلہ دمشق و بیروت سے نکل کر یورپ تک پہونچ گیا ہے -

تنباکو کے نقصانات اس قدر عام اور وسیع ہیں کہ ان مضرتوں کا تذکرہ اب ایک طرح کا اعلام معلوم ہوگیا ہے - علماے حفظ صحت اس کے ضرر پر رسالے لکھہ چکے ہیں ' بڑي بڑي انجمنیں اسکي عادت چھڑانے کے لیے قائم ہیں ' اور حکومتوں نے اسکے لیے قوانین نافذ کیے ہیں ' تاہم جو شے ایک صدي سے جزو زندگي ہوگئي ہے ' اسکا ترک بہت مشکل ہے -

عبد الله بستاني کو فلسفۂ اجتماع کي اس حقیقت کا علم تھا کہ جس طرف پبلک کا عام رجحان ہو اور یہ رجحان پختہ ہو چکا ہو' اُس کي فروي بندش کي کوششیں ہمیشہ ناکام رہتي ہیں - اصلاح البتہ ممکن ہے اور وہ بھي تدریجي رفتار سے مقبول ہو سکتي ہے - تنباکو میں مضرت کي جو خاص چیز ہے وہ ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے جو استعمال کرنے والوں کے اعضاء رئیسہ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے - اس مادہ کا علمي نام " نیکوٹین " ہے' اور وہي ان مضرتوں کا باعث ہے - بستاني کي اختراعي قابلیت نے ایک ایسي چیز نکالي ہے کہ تنباکو کے مزے اور ذائقہ و بو میں فرق بھي نہیں آنے پاتا ' اور یہ مادہ بھي اُس سے نکل جاتا ہے - مصر کے سنیٹري کمشنر (افسر محکمۂ حفظان صحت) ڈاکٹر بیٹسر نے اس اکتشاف کي نہایت کامیاب تصدیق کي ہے -

ایجاد کي عملي تصدیق یوں ہوي کہ ایک سو خرگوشوں کے خون میں مادہ (نیکوٹن) پچکاري کے ذریعہ پہونچایا گیا - ہنوز پورے بیس منٹ بھي نہیں گزرے تھے کہ سب کے سب مرگئے - پھر اس مادے سے الگ کیے ہوے تنباکو کے جوہر سے دوسرے خرگوشوں پر یہي عمل کیا گیا' مگر وہ بالکل زندہ رہے ' اور اُن کي طبعي حالت میں کوئي تغیر پیدا نہیں ہوا -

فاضل مکتشف نے پچھلے مہینے میں اس اکتشاف کے متعلق مصر میں ایک لکچر بھي دیا تھا ' اور اس کیفیت کا تجربہ دکھلا دیا تھا ' چنانچہ علمي دنیا کے مختلف حصوں سے انہیں ہر جوش مبارکباد دي گئي ہے -

کیا ہندوستان میں بھي وہ دن آئیگا کہ تعلیم کا صحیح معیار اور درست انتظام قائم ہو' اور تعلیمي نتایج بہترین علمي اکتشاف و اختراع کي صورت میں ظاہر ہوا کریں ؟

ناموران غزوهٔ بقان

۴۰ ادة ابطال الحرية

رحمة الله عليك يا نيازي !!

حياة نيازي

(۲)

انجمن میں شرکت

(نیازي بک) کے خیالات کا تغیر روز افزوں تھا - اسکے تفکرات سیاسیہ روز بروز عمیق تر ہوتے جاتے تے - عشق ملة اور ہواے حریة کے ایک محبوب غیر مرئي کي یاد نے اسکي تمام حسیات و جذبات ذهنیه پر قبضه کرلیا تھا -

لیکن تاہم اب تک اسکا سفر بے مقصود' اور اسکي تفحصات فکریه مجہول تھیں -

اٹلي کے مشہور داعي حریت (جوزف میزیني) نے جب اپنے ہم وطنوں کو غیر ملکي سپاہیوں کی قید میں سڑک پر سے گذرتے ہوے دیکھا تھا' تو عشق حریة کي آگ اسکے سینے میں بھڑک اٹھي تھي - وہ اپني مخفی بیقراري سے مضطر' اور اپنے التہاب قلبی سے مضطرب تھا' لیکن تھوڑے ہي دنوں کے اندر بغیر کسي تلاش و جستجو کے ' خود بخود اُسے ایک مخفي ملکي جماعت کا پتہ ملگیا' اور اسکي شرکت کے ساتھه ہي اسکی تاریخی زندگي شروع ہوگئي -

بعینه اسی طرح نیازي بک کو بھي زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا - اس انقلاب طبیعت پر بیقراري کا ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ اُسے " انجمن اتحاد و ترقي " کا ایک مخفي داعي ملگیا' جس نے انجمن کے مقاصد و اغراض سے مطلع کیا' اور بتلایا کہ " جن افکار میں تم مبتلا ے اضطراب ہو' یہي اضطراب ہے' جس نے ملک کے ہزاروں فرزندوں کو تم سے بہت پہلے رشتۂ اتحاد و اشتراک عمل میں منسلک کر دیا ہے "

(نیازي بک) لکھتا ہے : " اس راہ میں (انورے) کے ارشاد طریقت اور دلیل راہ بننے کا میں ہمیشه شکرگذار رہونگا "

ف ف ف

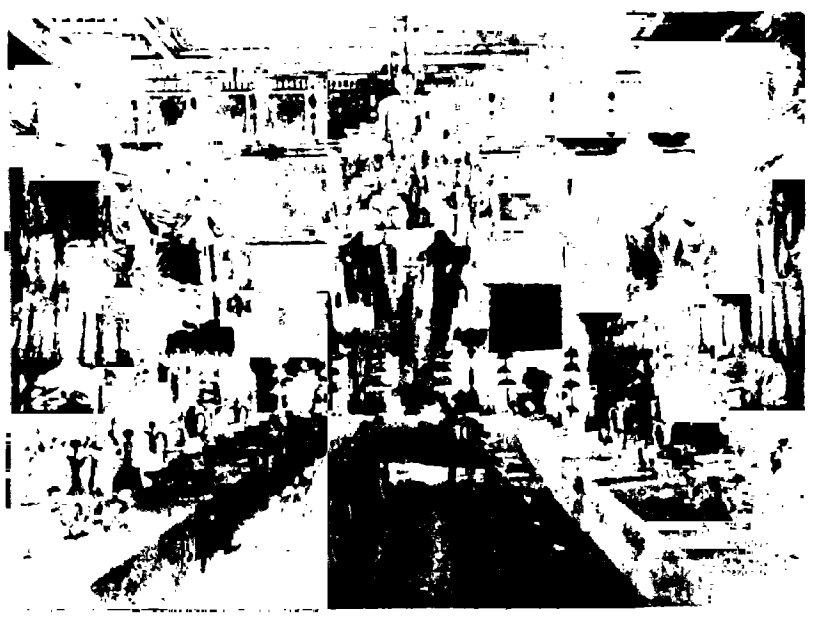

مشہور " ــــرانے یاــــدز"
کا ڈائننگ ہال

انجمن کے قبل از دستور کاموں کے ذکر کا یہ موقعه نہیں - تیس برس کے اندر مختلف مقامات میں رہنے اور حوادث و موانع کے ظہور سے ٹوٹنے اور منتشر ہونے کے بعد ' بالا خر انجمن کي مرکزي جمعیة پیرس میں آکر مقیم ہوگئي تھي' مگر اپنے کاموں کي طرف سے بالکل نا امید تھي' اور سراے یلدیز کي مخالفانه و حریفانه کوششوں کا مقابله کرتے کرتے عاجز آگئي تے - یہاں تک کہ سنه ۱۸۹۶ - سے مقدونیا کے مسئلے نے یورپین ٹرکي کے مسئلے کي صورت اختیار کرلی' اور دول ستہ نے صاف صاف اسمیں مداخلت کا اعلان کر دیا - انجمن نے سونچا کہ یہ وقت خاموشي اور صرف نظر کا نہیں ہے ' اور ٹرکي کے لیے جو کچھه ہونا ہے ' ضرور ہے کہ دول یورپ کے مطامع کے ظہور سے پہلے ہي ہو جاے - اس نے دیکھا کہ برلن کا نگریس کے معاهدے میں سے الحاق بوسینیا و ہرزي گونیا وغیرہ کا بڑا سبب دولة عثمانیه کا غیر آئیني حکومت ہونا ظاہر کیا گیا تھا' اور اسکي تصریح کردي گئي تھي کہ اگر سنه ۱۸۸۷ - کي عثماني پارلیمنٹ قائم رہي اور اصلاح و ترقي کرتي رہي' تو یورپین ٹرکي کي علحدگي یا خود مختاري کا سوال بالکل چھوڑ دیا جاے گا -

پس اگر اس وقت کوئي داخلي انقلاب نہ ہوا' تو مقدونیا اور بقیه یورپین ٹرکي کا دولت عثمانیه سے فصل قطعي اور یقیني ہے -

چنانچه انجمن اتحاد و ترقي نے اپني مرکزي جماعت' پیرس کي جگه مصر میں قرار دي - پھر اسکے بعد سنه ۱۸۹۷ - میں خود مقدونیه کے مرکزي اور فوجي مقامات (سلانیک) اور (مناستر) میں منتقل کردي گئي' اور اسکے داعي و نقیب طرح طرح کے بھیسوں اور لباسوں میں تمام فوجي آبادیوں کے اندر پھیل گئے -

انجمن کے پر اسرار اعمال

انجمن خطروں اور ہلاکتوں میں گھري ہوئي تھي' اسلیے اس نے قدیمي انقلابي اور مخفي جماعتوں کے اصول پر اپنے تمام کاموں کے طریقے قرار دیے تے - اسکے نقیب سر سائٹي میں شامل ہوکر لوگوں کے خیالات کو ٹٹولتے ' اور انکي طبیعت کا اندازہ لگاتے رہتے - جب انکو کسي شخص کے خیالات میں تغیر و اصلاح اور مصائب ملک و ملت کے حس کا پتہ لگتا' تو پھر اسکو طرح طرح کي آزمایشوں میں ڈالتے' اور کچھه عرصے تک اسکے خیالات کي استقامت کی تفتیش کرتے - جب وہ مستقل اور قابل وثوق ثابت ہو جاتا تو پھر اسکو اطلاع دیتے' کہ جن چیزوں کے تم متلاشي ہو' انهي کیلیے

مخلصین امت وجاں نثاران ملت کي ایک مخفي جماعت موجود ھے -

لیکن وہ کہاں ھیں ؟ کون لوگ ھیں ؟ کیا نام ھے ؟ کون کون ان میں شریک ھو چکا ھے ؟ ان امور کي ابھي اسکو کوئي اطلاع نہیں دي جاتي تھي ' تا کہ اگر وہ دھوکا دینا چاھے ' تو اسکے شر سے انجمن محفوظ رھے -

جب وہ اس مخفي جماعت میں شریک ھونے کیلیے طیار ھوجاتا ' تو اسکے آگے نہایت سخت پر امتحان و محن کاموں کو پیش کیا جاتا ' اور شدید سے شدید شرطیں سنائي جاتیں - اس منزل سے بھي گذر جاتا ' تو پھر وہ نقیب اسکو اپنے ساتھہ لیتا ' اور رات کے پچھلے پھر کي تاریکي میں آنکھوں پر پٹي باندھکر کسي غیر معروف اور شہر سے دور مقام پر لیجاتا ' وھاں ایک نہایت پر خوف اور ھیبت انگیز مختصر سي صحبت ھوتي - چار پانچ سیاہ پوش اجسام ھوتے ' جنکے چہرے نقاب سے چھپے ھوے ' اور جنکی آوازیں ھیبت اور جبروت میں ڈوبي ھوئي ھوتیں - دو شخص برھنہ تلواروں کو اجنبي کے سر پر بلند کرتے ' اور ایک شخص قران مجید اسکے ھاتھہ میں دیتا - پھر قبلہ رو ھوکر " حلف و میثاق مقدس " کے مندرجۂ ذیل الفاظ اسکی زبانی دھراے جاتے :

" میں آج خدا کی عبودیت ' اسکي عدالۃ کے احترام ' اسکے رحم کی پیروي ' اسکے قوانین حریۃ ' مساوات ' اخوت ' اور بني نوع انسان کے طبیعي حقوق کي نگہداشت کے عہد کي تجدید کرتا ھوں - آج سے میري جان ' میري عزت ' میري آبرو ' میرا مال ' اور میري تمام قوتیں میري نہیں رھیں ' بلکہ اس جماعت کی ' جو انکو ملک کي سعادت و حریت اور اسکو ظلم و استبداد اور طمع و غصب اجانب سے نجات دلانے کي راہ میں خرچ کریگي - مجھپر اور میري نسل پر تا قیامت اللہ کي لعنت اور پھٹکار ھو ' اگر میں آج کے مقدس حلف و میثاق کی خلاف ورزي کا کبھي تصور بھي اپنے دل میں لاؤں - ....."

انجمن کے پر اسرار اعمال کے عجائب کا یہ حال تھا کہ عام آبادي ایک طرف رھي ' خود سراے یادیز کے ڈالیگ ھال کے اندر در آدمیوں سے اسکے بھیس بدلے ھوے نقیب نے مقدس حلف لیا تھا !!

فوجي مسئلہ

نیازي بک بھی ان تمام منازل سے گذرا ' اور رسمہ سے پوشیدہ مناستر میں لایا گیا ' جہاں ایک مخفی اور مجہول الحال مقام پر اس نے عشق ملت اور رھواے وطن کي مقدس قسم کھائی ' اور پھر واپس اکر انجمن کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردیا ' اور تھوڑے ھی دنوں کے اندر اسکی پلٹن کے اکثر افسر اور ساتھی بھی انجمن میں شامل ھوگئے -

انجمن اپنے کاموں میں نہایت تیزي سے مصروف تھی ' اور وقت مناسب کا انتظار کر رھی تھی - ترکی کی فوج نظام سات رجمنٹوں میں منقسم ھے ' جسکو (فیلق) کہتے ھیں ' اور یہی فیالق نظامیہ اسکی فوج کی اصلی طاقت ھیں - ان میں سے دوسري اور تیسري رجمنٹیں یورپین ترکی کے صدر مقامات سلانیک ' مناستر ' اسکوب ' ادرنہ ' اور ازمیر میں تھیں ' اور چوتھي روملی میں -

باقي چار ' یعنے پہلي ' پانچویں ' چھٹی ' اور ساتویں میں سے ایک دار الخلافہ میں ' اور تین بلاد بعیدہ یعنے دمشق ' بغداد ' اور یمن میں متعین تھیں -

انجمن نے ان میں سے تین رجمنٹوں کو جو یورپین ترکي میں مقیم تھیں ' اور جنکے چھتیس ھزار سپاھي عثماني فوج کا اعلی ترین حصے تھے ' اپنے ساتھہ کرلیا تھا ' اور اسکے تمام چھوٹے بڑے افسروں نے انجمن کي اطاعت کي قسم کھالي تھي -

(غازي انور بے) اور مرحوم نیازي بے اسي تیسري رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے -

پہلي رجمنٹ جو دار الخلافہ میں تھي ' اسکے تمام بڑے افسر حتی کہ سراے یلدیز کے محافظین انجمن کے ممبر تھے -

بقیہ چار رجمنٹیں اسقدر دور تھیں ' کہ انکي وجہ سے وقت پر کوئي مدد مناستر پہنچ نہیں سکتی تھی -

انجمن کي اصلي حکمراں جماعت

پس انجمن نے دیکھا کہ اب کام حد تکمیل کے قریب ھے ' اور فوجي صعوبت کا مسئلہ تقریباً طے ھوگیا - اب وہ صرف اسکي منتظر تھی کہ پہلي رجمنٹ کے چھوٹے افسروں اور علم سپاھیوں میں جو خفیہ نقیب پھیلے ھوے تھے ' وہ بھي اپنے کاموں کو مکمل کرلیں ' لیکن حالات نے انتظار کي مہلت نہ دي - سنہ ۱۸۹۸ میں شہنشاہ الکزندر اور زار روس کي مشہور ملاقات بمقام (ریوال) نے مقدونیا کی ازادي کا مسئلہ تقریباً طے کر دیا ' اور انگلستان اور روس نے متفق ھوکر لارڈ ایک اینگلو رشین اسکیم مرتب کرکے ' باب عالي کو بھیجدي -

مرحوم نیازي کا مرحوم وطن !!

رسمہ کا ایک نظارہ !

اب وہ وقت آگیا تھا کہ انگلستان اور روس یورپین ترکي کے فصل کا فیصلہ کر چکے تھے ' اور اک دو ھفتے کے اندر مقدونیا کي قسمت کا آخري فیصلہ ھو جانے والا تھا !

پس انجمن کي جماعۃ عاملہ نے ۲۰ - جون سنہ ۱۸۹۸ع - کی رات کو آخري فیصلہ کردیا کہ اب کام بلا تاخیر شروع کر دیا جاے -

یہ جماعت عاملہ انجمن کی اصلی حکمران جماعت تھی - اسکی تعداد پانچ ممبروں سے زیادہ نہ تھی - دنیا کی تاریخ میں ھمیشہ یہ لوگ عجیب و غریب تسلیم کیے جائیں گے ' کیونکہ اپنے کاموں کی طرح ' یہ خود بھی نہایت عجیب تھے - خود انجمن کے تمام ممبر اور شرکاء بھی واقف نہ تھے کہ ھماري حکمران جماعت کہاں ھے ' اور وہ کون لوگ ھیں ؟ صرف انکے احکام تھے ' جو نقیبوں کے ذریعہ ممبروں تک پہنچ جاتے تھے - ممبروں میں کاموں کی تقسیم ھوگئی تھی - ان میں سب سے بڑي جماعت فدائیوں کی تھی - انکا کام صرف یہ تھا کہ جو حکم پہنچے ' اسی وقت اسکی تعمیل کریں ' گو اسمیں کیسا ھی خطرہ کیوں نہو - ان فدائیوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ھم پر حکومت کرنے والے اور احکام بھیجنے والے کون لوگ ھیں ؟ وہ صرف حکموں کو سنتے تھے ' اور اسکی تعمیل کیلیے سر فروشانہ طیار رھتے تھے -

شئون عثمانیه

عالم اسلامی

مسلمانان جزائر فلپائن

جزائر فلیپائن ربا ۱۲ - متحده امریکه کے ماتحت هیں - ان جزائر میں اسوقت ۵ - لاکھ مسلمان آباد هیں -

جزائر (مورو) جزائر فلیپائن کی حکومت کے ماتحت هیں - جزائر (مورو) پر ۱۱ - سال تک میجر رنلی حکمراں رها - میجر مذکور نے اپنے عهد میں فرائض حکمرانی نهایت خوبی سے ادا کیے اور باشندوں میں هر دلعزیز و معتمد علیه هو گیا -

سوں (نیویارک امریکه) کو اپنے نامه نگار طنطانیه کے خط سے معلوم هوا هے که میجر رنلی فلیپائن کی اسلامی آبادی کے وکیل مطلق کی حیثیت سے آجکل آستانهٔ علیه آئے هوے هیں -

میجر مذکور آستانه پهنچتے هی شیخ الاسلام کے پاس گئے ' اور وه تمام سرکاری کاغذات پیش کیے ' جن کی بنا پر یه خدمت وکالت انکے متعلق کی گئی هے -

میجر مذکور نے مسلمانان جزائر مورو اور اپنے مقصد کے متعلق گفتگو کرتے هوے بیان کیا :

" مسلمانان فلیپائن نے انکو اسلیے اپنا وکیل بنا کے بهیجا هے ' تاکه وه (یعنے میجر مذکور) سلطان المعظم سے مسلمانان فلیپائن کے رئیس دینی یا خلیفے کی حیثیت سے ملیں اور نیابةً عرض کریں که جلالتماب ریاستهاے متحده امریکه کی پالیسی یعنی تفریق حکومت و مذهب کی بابت اطمینان فرمائیں - اور میجر موصوف بدلائل قاطعه جلالتماب کو یقین دلائیں که ریاستهاے متحدهٔ امریکه اپنے دل میں اپنی مسلمان رعایا کے ساتهه بد سلوکی کا خیال پوشیده نهیں رکهتی ' کیونکه وه اسلام پر چلنے کی کوشش کرتے هیں ' اور چاهتے هیں که ایک هی وقت میں وه مومن کامل بهی هوں اور امن دوست شهری بهی "

میجر رنلی نے کها :

" ممکن هے که ان اسباب کا دریافت کرنا مشکل هو ' جنکی بنا پر ایک قدیمی و فطری زندگی بسر کرنے والی جماعت نے میرے غیر مسلم هونے کے باوجود یه خدمت میرے متعلق کی ' لیکن میں کهتا هوں که میں اپنے عهد حکومت میں انکے اعتماد و اعتبار کے حاصل کرنے میں همیشه کامیاب هوا ' کیونکه میں نے ان پر محبت و مودت کا اظهار کیا ' اور انکو یقین دلایا که وه موجوده حالت میں نیک کردار مسلمانوں کے راستے پر نهیں چل رهے هیں اور اصلاح کے محتاج هیں "

یه حالات تهے ' جنکی بنا پر انهوں نے میجر رنلی کو اس مقصد عالی کے لیے اپنا وکیل بنا کے بهیجا هے - خط سے معلوم هوتا هے که آج سے پهلے کبهی انهیں اس مقصد کے لیے کسی شخص کو بهیجنے کا اتفاق نهیں هوا -

چنانچه وه اپنے اسی خط میں سلطان المعظم کو لکهتے هیں :

" اب هماری تمام امیدیں آپ هی کے هاتهه وابسته هیں - هم کسی ایسے شخص کو نهیں جانتے ' جس سے همارے تعلقات آپکے تعلقات سے زیاده قریب هوں - کیونکه آپ جانشین رسول الله اور هم تمام مسلمانوں کے خلیفه هیں - اسکے علاوه کوئی اور شخص ایسا نظر بهی نهیں آتا جس سے یه امید هو که وه اتباع اسلام کے باب میں هماری خواهشوں کے پورا کرنے میں همیں مدد دیگا "

میجر رنلی اپنی اور مسلمانان مورو کے تعلقات کی سرگذشت بیان کرتے هوئے کهتے هیں :

" میرے اور مسلمانان مورو کے تعلقات ان مساعی کی بدولت هوے هیں ' جو میں نے آستانے میں انجام دی تهیں - جسوقت یه جزائر ریاستهاے متحده امریکه کو ملے هیں اسوقت اسکا معتمد مسٹر اوسکار ٹروس آستانے میں مقیم تها - اسکو جب معلوم هوا که هماری نئی مستعمرات (نو آبادیوں) میں بهت سے مسلمان بهی هیں ' تو وه سلطان عبد الحمید خاں سے ملا ' اور معاهده ریاستهاے متحده و صربه طرابلس الغرب پیش کیا ' جسکی دفعه ۱۱ - میں لکها تها :

"چونکه ریاستهاے متحده کی حکومت کی بنیاد کسی حیثیت سے بهی ۰۰۰۰۰۰۰۰ پر نهیں هے ' اور چونکه یه حکومت مسلمانوں کے اسباب راحت ' انکے عقائد ' انکے مذهب کے ساتهه ' کسی طرح بد سلوکی کا اراده نهیں رکهتی ' اور نیز کیونکه وه آج تک کسی مسلمان قوم سے معرکه آرا نهیں هوی هے ' اسلیے فریقین اس امر پر متفق هیں که دونوں ملکوں کے تعلقات باهمی کے انقطاع کے لیے مذهبی امر سبب نه قرار دیے جائیں "

چونکه سلطان عبد الحمید خاں کو ان جزائر کا حال معلوم نه تها اسلیے پهلے انهوں نے یه دریافت کرنا چاها که آیا در حقیقت ان جزائر میں مسلمان رهتے هیں ؟ اور کیا انمیں سے کوئی جماعت ادائے فریضهٔ حج کے لیے حجاز بهی آئی هے ؟ پهر اسی غرض سے انهوں نے ایک تار بهی مکه معظمه بهیجا - حسن اتفاق سے ان جزائر کے دو شخص وهاں موجود تهے - سلطان عبد الحمید نے ان دونوں آدمیوں کے هاتهه مسلمانان جزائر کے پاس خطوط بهیجے اسمیں انهوں نے نصیحت کی تهی که حکام کے ساتهه دوستی و محبت کے تعلقات رکهیں - یه انهیں خطوط کا اثر تها که جب یهاں اگنیلڈو کے قاصد آئے ' اور باشندوں کو بغاوت میں شرکت کی دعوت دی ' تو مسلمانوں نے شرکت سے صاف انکار کردیا -

میجر رنلی کو مسلمانان فلیپائن (ٹرن ماس) کهتے هیں ٹرن ماس کے لفظی معنی بادشاه ' باپ ' یا سردار کے هیں -

مسلمانوں نے ایک بهت بڑی مرصع انگشتری بهی بطور یادگار انکو دی هے ' اور وه هر وقت اسے فخریه زیب انگشت رکهتے هیں

مراسلات

مسلمانوں میں میجر رنلي کي هر دلعزيزي اور معبوبيت کا يه عالم هے که جب سے وه روانه هوے هيں ' هر نماز جمعه کے بعد جو لوگ قران حکيم پڑهسکتے هيں ' وه سورة ياسين ' اور جو لوگ اس نعمت سے محروم هيں ' وه دو رکعتيں پڑهکے دعا مانگتے هيں که ٹرن ماس میجر رنلي باحترام و اکرام آستانے پهنچيں ' سفراء و جلالتماب سلطان المعظم سے ملاقات هو ' اور مقصد سفر میں کامياب هوں ' اور پهر بخير و خوبي و راحت و آرام جزائر واپس آئيں ! !

جلالتماب سلطان معظم کيخدمت میں جو عريضه بهيجا گيا هے وه نهايت فصيح و بليغ عربي میں لکها گيا هے - يه عريضه ايک سفيد مچهلي کے کاغذ کے غلاف میں هے -

يه غلاف سرخ ' زرد ' اور سبز ' تين رنگوں کے فيتے سے آراسته هے - يه رنگ غالباً اسواسطے انتخاب کيے گئے هيں که يهي رياستهاے متحده امريکه کا شعار هے -

اس واقعه سے متعدد نتائج نکلتے هيں :

(۱) سلطان المعظم کا به حيثيت خليفه دور دراز کے جزائر تک پر نسي اقتدار هونا -

(۲) مسلمانوں کي امن پسندي ' جو هر جگه نمايان هے -

(۳) ٹرکي نے هندوستان کے مسلمانوں کے نام غدر سنه ۵۷ کے بعد ايک فرمان بهيجا تها ' جس میں شورش و بد امني سے بچنے کي ترغيب دي تهي - ٹرکي کا يه ايک احسان عظيم هے جسکو شايد گورنمنٹ اف انڈيا بهلا چکي هو ' مگر اس واقعه سے معلوم هوتا هے که صرف هندوستان هي کي خصوصيت نهيں ' بلکه جزائر فلپائن کے مسلمانوں کو بهي ٹرکي نے امن و وفاداري کي تعليم دي تهي ' اور اس طرح اسنے اپنے اثر کو يورپ کي نو ابادیوں میں کبهي يورپ کے زعم کے مطابق وسيلهٔ شورش و بغاوت نهيں بنايا - شورش تو يقيناً اچهي بات نهيں ' ليکن بهتر تها که ٹرکي اپنے اثر سے طلب حقوق و حصول حريت کي سعي میں کام ليتي -

(۴) مسلمانوں کي احسانمندي اور احسان پرستي ' که ايک مسيحي کا سلوک انسے اچها هوا ' تو اسکے ليے دعائيں مانگيں ' اور اسکو باپ کهکر پکارتے هيں - افسوس که اس احسان پرستي کا انهيں يورپ سے جو جواب ملا ' اسکا اشاره اب تغير خصلت کي طرف هے ' اور مبارک هيں وه ' جو اس اشارے کو سمجهيں اور اسپر عمل کريں !

الهلال کي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت منفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں ' تو اپنے شهر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

واقعه "سيد هاشمي"

قائم مقام پرنسپل کي تصريح

کچهه عرصه سے سيد هاشمي کے کالج سے اخراج کے متعلق اخبارات میں غلط اور بے بنياد خبريں شايع هو رهي هيں - اس قسم کي افواهيں خواه غلط هوں يا صحيح ' کسي حالت میں نه طالب علم کے ليے مفيد هيں نه کالج کے ايسے - میں مناسب سمجهتا هوں که اسکے متعلق اصل واقعات شائع کردیے جائيں - يه مشهور کيا گيا هے که سيد هاشمي نے ٹينس ڈنر کي مخالفت اس بنا پر کي که همارے بهائيوں پر مصيبت آ رهي هے ' اور اس مخالفت کي سزا میں انهيں نکال ديا گيا - اسکے اصل واقعات يه هيں :

ڈنر کي تاريخ سے دو هفته پيشتر ٹينس کميٹي کا ايک جلسه هوا جسميں سيد هاشمي شامل تهے ' اور اُس جلسه میں يه قرار پايا که پراني عهده داروں کي عليحدگي اور نئے عهده داروں کے چارج لينے کي تقريب میں ايک ڈنر ديا جاوے - اس کميٹي میں سيد هاشمي نے کسي قسم کي مخالفت نهيں کي - ڈنر کي تاريخ مقرر هوئي - مهمانوں کے پاس انويٹيشن جا چکے ' جسکو انهوں نے قبول کرليا ' تمام جنس خريدي جا چکي - آخر وقت میں هاشمي نے کالج کے کچهه اور طلباء کو جنکا ڈيپوٹيشن سے کچهه تعلق نهيں تها بهڑکاکر يه رزولیوشن پاس کرايا که ٹينس ڈنر نهيں هونا چاهيے - اسپر ٹينس کميٹي کا جلسه هوا ' اور يه بيان کيا گيا که انکو ڈنر کي مخالفت کميٹي میں کرنا چاهيے تهي - اگر اُسکا مقصد همدردانه هوتا تو وه ٹينس کي کميٹي میں مخالفت کرتے ' اور پندره روز خاموش رهکر ايسے وقت میں ' جبکه ڈنر کا ملتوي هونا ناممکن تها ' ايسے ناجائز طريقه سے اعتراض نکرتے - کميٹي نے يه خيال کيا که اسکا يه فعل که کميٹي میں بيٹهکر خاموشي سے ايک بات کي موافقت کرنيکے بعد باهر جاکر اسکے خلاف اور رنکو ورغلانا ايک شريف علي گڈه بواے کے ليے ٹهيک نهيں هے - چنانچه ٹينس کميٹي کي ممبري سے انکا نام خارج کرديا گيا ' اور يه معامله يهيں ختم هوگيا - انکے اخراج کے اسباب يه هيں :-

(۱) پچهلے تين سالوں میں ٹيرٹر کے پاس انکے متعلق خراب رپورٹيں آئيں ' اور انکو متعدد مرتبه انکے ٹيرٹر نے متنبه بهي کيا - اور ايک مرتبه کچهه ناگوار گفتگو بهي هوئي -

(۲) انهوں نے اپنے اسسٹنٹ کي سچائي کے خلاف جهوٹي روايتيں مشهور کيں -

(۳) انهوں نے سفير اسٹاف کے ايک پروفيسر کو جهوٹ بولکر دهوکا ديا ' جسپر پرنسپل صاحب نے بهت تنبيه کي ' اور کها که تهوڑي سي بات پر وه نکاليے جائينگے -

(۴) تهرڈ ايير کے سالانه امتحان میں وه باتيں کرتے هوے پکڑے گئے -

(۵) فضل الحسن مرحانی کو دو سو روپے معلی کو جو سٹیشن میں سزا یاب ہوچکے ہیں پرنسپل نے بہ اتفاق آنریری سکرٹری کالج میں آنیکی اور طالبعلموں کو اسے مالے کی ممانعت کی ہے - سید ہاشمی کا ارنسے ربط و ضبط رہا اور ارنکے بائیکاٹ کے نوٹس نمایش میں تقسیم کرنے میں نمایاں حصہ لیا -

یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ ارنکو آندھی اور مینہہ میں رات کے وقت نکالا - جس طالبعلم نے ارنکو اپنے یہاں ٹھہرایا ارنکو نکالا - اور جسنے روٹی کھلائی ارسکو بھی نکالدیا - اسکے متعلق واقعات یہ ہیں کہ ارنکو صبح آٹھہ بجے کالج سے چلے جانے کے لیے کہا گیا' اور انکی متعدد قسم کی فیس معاف کرکے ارنکو سفر خرچ کے لیے روپیہ بھی دیا گیا - اور کہا کہ ارسی روز پانچ بجے کی گاڑی سے چلے جاویں' اور اسسٹنٹ ٹیوٹر صاحب ارنکو اسٹیشن پر روانہ کرنے گئے - وہ ارس روز نہیں گئے' اور تین دن تک ایک طالبعلم کے یہاں چھپے رہے' جسکی کسیکو کوئی اطلاع نہیں کی گئی - ان طالبعلم کے خلاف چونکہ پہلے کوئی بات نہیں تھی اسلیے ارنکو متنبہ کرکے ارسکا کمرہ تبدیل کر دیا گیا' اور کوئی سزا نہیں دیگئی - ہاشمی کے اخراج کے بعد پرنسپل اور ٹیوٹر نے نوٹس دیدیا تھا کہ کوئی طالبعلم سید ہاشمی کو ریسیو نکرے - ایک طالبعلم نے اس حکم کے خلاف سید ہاشمی کو ایک شاندار ڈنر دیا' جسمیں بہت سے طلبا کو مدعو کیا - سید ہاشمی کو ہار پہنایا - اسپر اس طالبعلم کو صرف ایک ماہ کے لیے اسٹیکیٹ کیا - اس طالبعلم کی پہلے سے بھی کچھہ شکایتیں تھیں - سید ہاشمی کی روانگی دہلی کو شام کے پانچ بجے ہوئی ' اور ارس روز اتفاق سے خاص طور پر موسم اچھا تھا - ارنکے روانہ ہونے کے بعد ٹیوٹر اور اسسٹنٹ ٹیوٹر میرے مکان پر آئے - ان تمام واقعات کے لکھنے کے بعد میں اخبارات کے ایسے اڈیٹروں سے جو کالج کے دوست ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ کالج کے متعلق خبریں شایع کرنیسے قبل آنریری سکریٹری یا پرنسپل سے واقعہ کی تصحیح کرلیا کریں - مجھے خوشی ہے کہ چند اڈیٹر صاحبان نے تصحیح کے لیے پرنسپل یا آنریری سکریٹری کو لکھا -

ضیاء الدین احمد

قائم مقام پرنسپل ایم - اے - او - کالج - علیگڈہ

داستان خونیں

مظالم بلقان اور اسکی اشاعت

حضرت مولانا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - آپکے اخبار مورخہ ۱۴ - مئی سنہ ۱۳۱۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس دفع ملی نے جو روئداد مظالم بلقان کی شایع کی ہے اور اسکے تراجم مختلف السنہ یورپ میں کیے گئے ہیں - ارسکی ایک کاپی انگریزی آپکے پاس پہنچ گئی ہے' اور آپ ارسکا ترجمہ اپنے اخبار میں وقتاً فوقتاً چھاپتے رہینگے - آپنے یہہ خیال بھی ظاہر فرمایا ہے کہ اگر ہمدرد اسکو چھاپ دے تو بہت بہتر ہو' میری راے ناقص میں نہ صرف ہمدرد بلکہ کل روزانہ اور ہفتہ وار اسلامی اخباروں میں اسکی اشاعت از بس ضروری ہے - اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ان اخبارات سے پرائیورٹ خط و کتابت کرکے آپ اسکا انتظام فرمائینگے - اخباروں کی اشاعت کے بعد جیسا کہ آپکا خیال ہے اس روئداد کو ایک رسالہ کی صورت میں شایع کیا جاے -

تاریخ حسینات اسلامیۂ مسلمانان ہند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

اعلان جان فروشی

جناب عبد الحی خاں صاحب از دیوبند

حضرت مولانا مد ظلہ العالی - سلام مسنون - اسوقت یورپین ترکی کے مظلوم و بے خانماں مہاجرین کے مصائب اور احتیاج کے تار کا مضمون اور اُنکے حال زار کا مرقع جانگزا مندرجۂ الہلال پیش نظر ہے -

کیا عرض کروں کہ دل بیتاب کیا کہہ رہا ہے ' اور آنکھوں سے کیا بہہ رہا ہے؟ جس ایثار سے آپنے بذریعہ قیمت اخبار ۳۰ ہزار کی فراہمی کا انتظام و اعلان فرمایا ہے وہ نہایت مستحسن اور سہل الحصول طریقہ ہے - بفضلہ تعالی قوم میں ہزاروں عالی ہمت اور صاحب دل ایسے

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اسکے متعلق اسقدر عرض کرنا ضروری تصور کرتا ہوں کہ اس روئداد کا ترجمہ آپ خود فرمائیں - اور اگر کوئی اور شخص انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرے تو بھی آپ اوسپر خاص نظر و اصلاح فرما دیں - یہ رسالہ اردو ٹائپ میں نہ چھپے' بلکہ لیتھوگراف میں' کیونکہ عوام الناس تو آپ کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے ' اور کم از کم اوسکے پڑھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں - اس رسالہ کے ترجمہ میں مغلق الفاظ سے حتی الوسع احتراز کیا جاے ' کیونکہ بد قسمتی سے ہندوستان میں عربی تقریبا معدوم و مفقود ہوگئی ہے - یہہ رسالہ خوشخط ہو' مگر کاغذ کی پروا نہیں ' خواہ کیسا ہی کم قیمت ہو - اسکی ایک لاکھہ کاپیاں تمام ہندوستان میں کم سے کم شائع کی جائیں - اور اصلی قیمت (Cost Price) پر فروخت کیجائیں - میں نہیں جانتا کہ اس روئداد کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا ہے - لیکن اگر نہیں ہوا تو ضرور ہونا چاہیے - اور مصر اور شام اور بلاد عرب سرابلس وغیرہ مقامات میں اسکی ہزاروں کاپیاں مشتہر کرنی چاہئیں - حج بیت اللہ کے موقع پر اسکی اشاعت خصوصیت سے کیجاے' تا کہ مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں' اور وہ خواب غفلت سے کروٹ لیں - اجکی ڈاک میں بطور چندہ دس روپیہ کا منی آرڈر اس رسالہ کی اشاعت کی غرض سے آپکی مبارک خدمت میں بھیجتا ہوں - اُمید ہے کہ اسکی اشاعت کی لیے بہت زیادہ چندہ کی ضرورت نہوگی اور تھوڑی سی سعی سے کافی چندہ ہوجائیگا - کل شہروں میں ائمہ مساجد جامع کے پاس یہ روئداد مفت بلا قیمت جانی چاہیے - اس روئداد کے عربی ترجمہ کے لیے آپ قسطنطنیہ میں خط و کتابت فرما کر انتظام باسانی فرماسکتے ہیں - میری راے میں اس اشاعت سے ایک اور بھی مدعا حاصل ہوگا' اور وہ یہہ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے رحم اور دیگر یورپین حکومتوں کی بے رحمی اور قساوت کا اندازہ عامۂ خلائق کو بخوبی تعرف الاشیاء باضدادھا ہوجائیگا والسلام -

راقم ایک مسلمان

موجود هیں که انمیں سے صرف ایک متنفس هي اتني قابل رقم کو بلا تکلف دیکر' مظلوم مهاجرین کي اعانت فرما سکتا هے - اور همت کر کام فرمایا جاے تو ارباب همم کیلیے یه امر کچهه بهي دشوار نهیں :

همت نخورد نیشتر لا و نعم را

عجب نهیں جو ابتک کسي غیور همدرد نے رقم مطلوبه آپ کي معرفت قسطنطنیه بهیجوا دي هو - یا آپکو بذریعه قیمت اخبار حسب اعلان ایک معتد به رقم وصول هوچکی هو - وکفی بالله وکیلا -

آه ! آه ! ! مولانا - خدا کي قسم میرے پاس اسوقت بجز نقد جان کوئي سرمایه نهیں' جس سے اپنے مظلوم بهائیونکي اعانت کرسکوں ' البته کوئي خرید فرما لے تو میں بکنے کیلیے تیار هوں' - مگر حیران هوں که مجهه بدترین خلایق کو کون خریدیگا ؟ مجهه میں نه ایاز کا سا حال و قال ' نه یوسف کا سا حسن و جمال ' پهر کهتا هوں که گو کچهه نه سهي مگر انسان هوں - مسلمان هوں -

جبکه ادنے ادنے اشیاء چنده کے جلسونمیں روپیوں اشرفیوں سے بذریعه نیلام نهایت احترام کے ساتهه بک گئي هوں' اور جبکه پهٹے کپڑے ٹوٹے جوتے تک بک جاتے هیں ' تو کیا دس کرور اهل اسلام میں ایک خریدار سراپا ایثار بهي مجهکو میسر نه آئیگا ؟

پهر هاں اے جان عزیز ! بتا که اب تیرا کیا عزم هے ؟ گو تو سب سے عزیز سهی اور نقد دو عالم تیرے مقابله میں هیچ ' مگر تیري محبت کي قسم که تو جان آفریں کي خوشنودي سے تو زیاده هرگز عزیز نهیں - اگر تو اسوقت بهي کام نه آئي تو پهر کس کام کي - خدا را تامل نکر اور اپنے ستم رسیده بهائیوں کي اعانت میں قربان هوجا !

یا خدا میري اس صداے جانفرشي کو در اجابت تک پهونچا اور شرف قبول عطا فرما - و افوض امري الی الله -

حضرت مولانا - حاشا آپ میري اس تحریر کو شاعرانه تعلي یا دیوانے کي بڑ خیال نه فرمائیں - میں آپکو بعزم و استقلال ' به ثبات عقل و هوش' و برضا و رغبت' بلا اکراه و جبر مطلع کرتا هوں' بلکه اختیار دیتا هوں که جو صاحب ' جن داموں چاهیں ' مجهکو خریدنه فرمالیں یا آپ جسکے هاتهه جس قیمت پر چاهیں فروخت فرماکر زر قیمت فوراً قسطنطنیه روانه فرمادیں - پهر عذر نکرونگا ' اور تا زیست اپنے مولی کي غلامي سے انحراف نکرونگا ' معامله طے هوجانے پر باضابطه خط غلامی بهی لکهدونگا - و بالله التوفیق -

یه خادمه ایک غریب شوهر کي زوجه هے - جو کثیر العیال بهی هیں - میرے غریب شوهر مسمی منشي محمد عبد الکریم صاحب سنده فست پان بازار سکندر آباد نے ابهي ابهی مجهسے فرمایا که همارے ترک بهائي ' بهنیں' اور مائیں' جو مهاجرین هیں' بڑي سخت مصیبت میں هیں - اون کي امداد کے لیے حضرت مولانا ابوالکلام مدظله نے اپنا اخبار مفت بهیجنے کا وعده فرماکر اعلان شائع کر دیا هے - یه خادمه آپکي دن دوني رات چوگني دولت بڑهنے کے لیے اور درازي عمر کے لیے دعا کرتي هے -

جبسے که جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع هوئي - اور همارے پیارے ترک بهالیوں ' بهنوں' اور ماؤں ' اور ننهے ننهے بچوں پر ظالم بلقانیوں و اطالیوں نے مظالم کیے هیں - انکا حال سن سنکر میرا اور میرے شوهر کا کلیجه پاش پاش هو چکا هے - هم دونوں جب کبهي اپنے بهنوں کو محبت کي نظر سے دیکهتے هیں تو همارے پیارے و عزیز ترک شهداء ' پیاري مائیں ' پیاري بهنیں - پیارے و عزیز بچے یاد آجاتے هیں' اور بے اختیار آنکهه سے جهڑي شروع هوجاتي هے - .....

آه اے رب العالمین ! تیري شان قهاري کو کیا هوگیا ؟ تیرے حبیب کي امت پر یه کیسي مصیبت هے ؟ تو اور تیرا عرش سکوت میں کیوں هے ؟ تیري وحدانیت اور تیرے حبیب کي رسالت کي گواهي دینیکا بدله یه هم سے لیا جا رها هے -

مجهے بچپن سے اردو اخبارات دیکهنے کا شوق هے' لیکن اب اخبارات دیکهتي هوں تو اسلام پر هر طرف ایک اندهیاري سي چهائي هوئي معلوم هوتي هے - اب تو یهي بهتر معلوم هوتا هے که دنیا کے کل مسلمان ایک دل هوکر اسلام کي حفاظت کا عهد کرلیں - اسکا نتیجه جو کچهه خداے پاک کو منظور هوگا - هوگا - همارا بهروسه تو اس خداے وحده لا شریک پر هے - میں تو اس دن کو اپنے لیے عید سے بڑهکر جشن کا دن سمجهوں جس دن اپنے شوهر اور اپنے نو ساله فرزند کو شهید هوتے دیکهوں - اور میں خود بهي " فاطمه بنت عبد الله " کے قدم بقدم چلکر شهید هوں ' جو جنگ طرابلس میں شهید هوکر حوران بهشتي کے آغوش میں کهیل رهي هے' اور جسکا حال حضور نے اخبار میں لکها تها -

کل میرے غریب شوهر نے آٹهه روپیه کلدار بذریعه مني آدر (اعانهٔ مهاجرین عثمانیه) کے لیے بهیجا هے ' اسي سلسله میں آج یه خادمه بهي آٹهه روپیه بذریعه مني آدر ارسال کرتي هے - همکو کسي معاوضه کي ضرورت نهیں -

(از جناب محمد حسین صاحب سکریٹري انجمن هلال احمر بلگام)

روزانه زمیندار میں اعانه مهاجرین کے عنوان سے الهلال کا شایع شده مضمون نظر سے گذرا - آپکے عالي همتي اور ایثار سے الهلال کي چار هزار کاپیاں وقف امداد مهاجرین کي هیں - جزاکم الله احسن الاجزا - آپکي اس عالي همتي کي صرف زباني داد دینا تو نهایت آسان امر هے ' لیکن اصل بات یه هے که کچهه عملي کارروائي بهي کر دکهلائي جاے - اسي خیال سے میں نے آج نماز جمعه کے بعد جامع مسجد میں ایک مختصر تقریر بیان کي ' اور مسلمانوں سے اس امر کي تحریک کي که کم از کم هر ایک مسجد کے لیے ایک الهلال ضرور خریدا جاے جسکي خریداري هم خرمه و هم ثواب سے بهي بڑهکر هے - اسي وقت آٹهه روپیه جمع هوگئے جو آپکي خدمت میں بذریعه مني آرڈر روانه کئے گئے هیں - وصول فرما کر الهلال امام صاحب مسجد بلگام کے نام جاري فرمائیں -

ارادہ هے که هر ایک مسجد میں جاکر اوگونکو اسکي خریداري پر آماده کروں تا که ایک معقول تعداد الهلال کے خریدارون کي پیدا هوجاے - اور اس طرح مهاجرین کي بهي اعانت هو -

الهـــلال

(کثر الله امثالکم - کهه نهیں سکتا که جناب کے اس خلوص و درد اسلامي نے میرے دل میں کیسي جگه پیدا کر لي هے ؟)

حضرت مولانا - الله تعالی آپکے علم و فضل میں برکت و اضافه کرے - مجهه ضعیف و نحیف کا عزیز از جان فرزند عبد الرحیم کاتب بعمر ۲۲ - سال آپ کے اخبار الهلال کا عاشق شیدا تها - جب تک الهلال کو دیکهه نه لے' اسے چین نه پڑتي تهي افسوس که اس

ضعيفي ميں مجھے داغ جدائي دیگیا ' یعنے چند ماہ بیمار رہکر انتقال کر گیا - میري بقیه عمر ضائع هوئي - کیا کروں کدھر جاؤں ؟ مہاجرین بلقان کا درد ناک احوال جو آپ نے الہلال میں تحریر کیا ہے اس سے دلپر سخت صدمه پہنچا - مرحوم کے طرف سے ایک روپیه چنده ارسال کرتا هوں ' ارسکو قبول فرمادیں ' اور میرے بیٹے کے حق میں دعا فرمائیں که خدا ارسکي مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگه دے آمین -

الهـــلال

(عظم الله اجـورکم بمصائبکم - اللهم اغفـره وارحمـه ' وانت خیر الراحمین !)

(فضل کریم حکیم ڈویزنل کورٹ هوشیار پور)

عزیزہ اهلیۂ برادرم ڈاکٹر اشفاق محمد صاحب حکیم مقیم هاتهي دروازہ امرت سر دو تین ماہ سے بعارضه بخار بیمار هیں - تبدیل آب وهوا کي غرض سے یہاں آئي تهیں - بیماري کي شدت سے چونکه وہ بہت دلگیر اور مایوس تهیں ' اسلیے انهیں خیال هوا که اپنے زیورات راہ خدا میں دیدیں - چنانچه دو بالیاں جو امرت سر میں غالباً ٥٨ روپیه کو خریدي گئي تهیں ' مجھے دیدیں که انهیں کسي عمده مصرف میں لگا دیا جاوے - کل رات الهـــلال کو پڑھتے هوے دل میں خیال آیا که اعانت مہاجرین سے اچھا مصرف اور کوئي نہیں هو سکتا -

آج هر دو بالیاں ڈبیا میں بند کرکے ارسال خدمت والا هیں - یه خالصاً آپکي نذر هیں ' آپ پسند کریں تو انهیں اعانۂ مہاجرین میں بهیجدیں - اور مریضه کے حق میں دعاے صحت فرمائیں -

الهـــلال

(الله تعالی اُس مومنۂ مخلصه کو صحت عطا فرماے - جمیع قارئین الهلال سے التجا ہے که انکي حق میں دعاے صحت و سلامتي فرمائیں)

(از جناب نظیر احمد خان صاحب سہسرامي)

همارے والد ماجد مولوي سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت دیواني برابر الهلال دیکها کرتے هیں - اس هفته کے الهلال کو دیکهکر نہایت غمگین هوے ' اور مہاجرین کي حالت دیکهکر دل بهر آیا - چنانچه ٣٠ - سو روپیه اپنے مشاهرہ سے پس انداز اس ارادہ سے کیا تها که حج کو تشریف لیجاویں - مگر حالت مہاجرین قابل رحم ہے - فوراً حکم دیا که کل روپیه " بمد اعانـة مہـاجرین " دفتر الهـلال کو بهیجدو که منزل مقصود تـک پہونچ جاے - اور ان بیکسوں کي دستگیري هو - لهذا حسب الحکم جناب موصوف الصدر مبلغ ٣٠ - سو روپیه بذریعه کرنسي نوٹ بیمه ارسال ہے - امید که رسـید سے بہت جلد مطلع کرینگے - اور " اعانت مہاجرین " کے مد میں جمع کرینگے -

فهـرست زر اعانـۂ مہاجرین عثمـانیـه

(١)

	پائي	آنه	روپیه
جناب انوار الحق صاحب سرداگر - پوریاں - شاهجہانپور	٠	٠	١٦
مسلمانان قصبه رسولي بذریعه جناب برهان حسین صاحب	٠	٧	١٦
جناب عبدالرضا خانصاحب - آر - ے - آر - کهیري - لکهیم پور	٠	٠	٢٢
جناب حاجي محمد محي الدین صاحب بنگلور	٠	٠	٥
جناب عبد المجید خانصاحب انسپکٹر - شورکوٹ جهنگ	٠	٠	١٠
زمینداران کهوتّه بذریعه غلام محمد صاحب	١٥	٢	
جناب مولانا سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت بهاگل پور	٠	٠	٣٠٠
جناب احمد حسین صاحب ٹهیکه دار نهر درگئي پشاور	٠	٠	٣٠
جناب معزالدین احمد صاحب سبزیمنڈي - اله آباد	٠	١	١٥
غیور مسلمانان بازید پور - مونگیر	٠	٥	١٦
جناب ایم - ترابعلیخا نصاحب - تحصیلدار حیدر آباد دکن	٠	٠	٥٠
مسلمانان جهلم	٠	٠	١٠٠
جناب عبد الغفور صاحب - بسین برهما	٠	٠	١
جناب امراؤ علي صاحب دهلي	٠	٠	٢
جناب مولوي حبیب الدین صاحب دهلی	٠	٨	٠
جناب ایم امین الدین صاحب بیرسٹر لائل پور	٠	٠	٣
جناب محمد اشفاق النبي خانصاحب سب انسپکٹر رامپور	٠	٠	٨
جناب میران بخش صاحب پٹواري هوشیارپور	٠	٠	٥٠
جناب منشي مهدي حسن صاحب محرر چنگي پرتاب گڈه اردہ	٠	٠	٨
جناب سید فضل احمد صاحب - خوشبو ساز بریلي	٠	٠	١٥
جناب ایم - حصول احمد صاحب انریري مجسٹریٹ خیر آباد	٠	٠	١٠٠
مسلمانان کهونٹي بذریعه عزیز الحق صاحب معتار - کهونٹي - رانچي	٠	٠	٢٠
جناب محمد نصیر صاحب موضع هرگاواں بریلی	٩	١٠٣	
جناب زر بیگ صاحب ریل جونپور	٠	٠	٥
جناب ڈاکٹر عبد الله خانصاحب بکاني - کوئٹه	٠	٠	٣
جناب شیخ فضل احمد صاحب - گجرات	٠	٨	٧
جناب سید محمد تقي صاحب - از گونڈہ	٠	٠	٦٥
جناب سید فضل شاہ صاحب جهت پٹ	٦	٨	٠
میاں نذیر حسین صاحب از لوهیا نواله ضلع گوجرا نواله	٠	٠	٣
جناب جمال خار کشمیري گکهر - گوجرا نواله	٠	٠	١
ایک صاحب درد از قصور لاهور	٠	٠	٥٠
معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي	٠	٠	٧

بذریعه معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي زیورات
(به تفصیل ذیل)

جوشن نقري مرسّع ١٩ عدد - جوشن نقري ساده ٢٣ عدد - گوٹه نقري - بهلي طلائي ایک جفت - کیل طلائي ایک عدد - چوڑي نقري ٤ عدد - چهڑي نقري ٤ عدد - آرسي نقري ایک عدد

جناب سید علي حامد شاہ صاحب سجاده نشین سندي هردولی ٠ ٣ ٣

شیخ محمد بخش صاحب سکریٹري ٹرکش ریلیف فنڈ - امرتسر ٠ ٠ ٣

باقي آینده

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسسہ الکتبۃ الہلال سنہ ۱۹۱۱ ملادیہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱۰۶ مکلاوہ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ | تاریخ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.

قیمت فی پرچہ سات پائی

موجودہ دور اسلامی کا بزرگ ترین فرزند :-

مرحوم محمد فرید شوکت پاشا

القریشی الفاروقی

اپنے اصلی عربی لباس میں، جسکی شہادت موجودہ عصر مصائب نے عظیم ترین صانعات ملیہ میں سے ہے -

نور اللہ مضجعہ

مرحوم عبد وکت پاشا

گذشتہ انقلاب کے دوسرے دن

[۱] اسکیاں افندي وزیر محکمہ پست و تلغراف
[۲] شیخ الاسلام
[۳] شاهزاده سعید حلیم - پریسیڈنٹ سابق و وزیر خارجیه و صدراعظم
[۴] جلال بک وزیر معدنیات و زراعت
[۵] مارشل محمود شوکت پاشا مرحوم وزیر اعظم و وزیر جنگ
[۶] ابراهیم پاشا وزیر عدالت
[۷] حاجي عادل بک وزیر داخلي
[۸] رفعت بک وزیر مال
[۹] برباد افندي وزیر پبلک ورکس

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

H-yearly „ „ 4 - 12

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

طبع اشاعت
۱۰۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
"الہلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۵ — جلد ۲

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.

فہرست

شذرات
خاتمہ السنۃ الاولی ۲
مسئلہ ارمنیہ ۲
ترکوں پر نظر عنایت ۲
ہفتہ جنگ ۳
مقالۂ افتتاحیہ
الداء والدواء ۳
بقیہ شذرات ۸
مذاکرۂ علمیہ
حظ و کرب (۲) ۹
بقیہ شذرات ۱۱
زر اعانۂ اردو معلی ۱۱
احرار اسلام
الحریۃ فی الاسلام ۱۲
مقالات
المکاتیب العربیہ ۱۴
وثایق و حقایق
اقتدار عباسیہ ۱۷
کارزار طرابلس
ایک فتح عظیم ۱۸
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین ۱۹
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

تصاویر

مرحوم محمود شوکت پاشا اپنے وطنی لباس میں صفحہ خاص
وزارت عثمانیہ کا مرقع „ „
سفریجت کے بعض مناظر ۱۷

اطلاع

خریداران الہلال کی خدمت میں

الہلال کی دوسری ششماہی جلد کا یہ اخری پرچہ ہے - جن حضرات نے گذشتہ جولائی میں سالانہ قیمت دی تھی، یا جنھوں نے جنوری میں ششماہی مرحمت فرمائی تھی، انکا حساب اس اشاعت سے ختم ہو گیا - اگر ائندہ کیلیے الہلال کی اعانت مقصود ہو، تو براہ کرم اس نمبر کو دیکھتے ہی ائندہ کیلیے قیمت روانہ فرمائیں، یا ایک کارڈ لکھکر دی - پی - کی اجازت دیں - ورنہ مجبوراً انکی خدمت میں انندہ پرچہ روانہ نہو گا -

تذکار شہداء اسلام

الہلال کی "اشاعۃ خونیں"

افسوس ہے کہ جس مخصوص اشاعت کا گذشتہ پرچے میں ذکر کیا گیا تھا، اسکی ترتیب کی بالکل مہلت نہ ملی - ناظرین سے معافی خواہ ہوں - انشاء اللہ نئے سال کی ابتدائی اشاعات میں انکا حسب دلخواہ انتظام ہو جائیگا - تصاویر بکثرت ہیں اور چھپ رہی ہیں - صرف مضامین کی ترتیب باقی ہے -

ایڈیٹر

شذرات

خاتمة السنة الاولى

فيضي كماں مبر كه غم دل نگفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت ' گفته ايم

الحمد لله كه الهلال كي اشاعت كے پہلے سال كا يه اخري پرچه هے - اس پرچے پر دوسري ششماهي جلد ختم هوگئي ' اور اشاعة اثنيه سے تيسري جلد شروع هوگي : فالحمد لله في البداية و الانتها ' و الشكر له في السراء و الضراء - و نسال الله ان يرزقنا ' كمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الاخرة و الاولى :

ز عاشقان جهاں غير ما نماند كسے
بيار باده كه ما هم غنيمتيم بسے

اس مرقعه پر بهت سے خيالات تهے ' جو معرض تحرير ميں آجاتے تو بهتر تها - جس زندگي كيليے هر ساعت اور هر لمحے ميں اپنے نفس و اعمال كا احتساب ضروري هے ' كم ازكم چهه مهينے كے بعد تو اسپر ايك نظر ڈال لي جاے - سب سے بهتر " كراماً كاتبين " انسان كيليے خود اسكا ضمير هے ' اور جو لوگ اس فرشتۂ غيبي كي صدا كي سماعت حاصل كر ليتے هيں ' انكو احتساب اعمال كيليے قيامت كے دن كي ضرورت نهيں رهتي - وه جب كبهي اپني جستجو ميں نكلتے هيں تو خود انكے اندر سے آواز آتي هے :

اقرا كتابك ' كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا ! (١٧ : ١٥)

اپنے اعمال كي كتاب پڑهلے ' آج تے دن كسي دوسرے كاتب و شاهد كي ضرورت نهيں ' خود تيرے ضمير هي كا احتساب تيرے ليے كافي هے !

ليكن افسوس هے كه بعض ضروري اور مقدم افكار نے خاتمۂ جلد كے لكهنے كي مهلت نه دي ' اسليے الله تعالى كے شكر ' معاونين كرام كے تجديد ذكر ' اور آئنده كيليے طلب توفيق رفيق ' و استقامت و ثبات كي دعا پر ' اس جلد كو ختم كرتا هوں ' اور آينده اشاعات كے فاتحۂ جلد ثالث كے مضمون پر بعض ضروري گذارشات وقت ملتوي -

جو كچهه كيا جا رها هے ' سب كے سامنے هے - اور جو كچهه كرنے كا اراده هے ' اسكے ليے ادعا نهيں - صلے كي نه كبهي خواهش هوئي ' اور نه نكته چيني كي سماعت سے انكار هے - اگر كوئي ايك لمحه بهي خدمت ملة اور اعلاء حق كا نصيب هوا ' تو يه اسكا فضل هے - اور اگر نيتوں ميں كهوٹ اور كاموں ميں قصور رها ' تو يه ميرے نفس كي كمزوريان هيں : ما اصابك من حسنة فمن الله ' و ما اصابك من نفسة فمن نفسك -

پهلي صورت ميں تحسين كي خواهش نهيں مگر انصاف كي التجا ضرور هے - اور دوسري حالت ميں اعتراف سے گريز نهيں ' مگر دعا كي التماس البته ركهتا هوں - فنعوذ با لله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا و من يهدي الله فما له من مضل ؟

مسئلۂ ارمنيه ايشيائي تركي ميں زياده تر پانچ قومين آباد هيں : ترك ' ارمني ' عرب ' كرد ' يوناني - انميں بڑي تعداد ارمنيوں كي هے جن كي آبادي ٣٩ فيصدي هے - مسٹر تهو ميسن كي راے ميں يهي قوم سب سے زياده سر مشق ستم هے ' وه كهتے هيں :

" قتل و غارت ' لوٹ مار ' عفت دري ' اور زبردستي مسلمان بنا ليني ' زمين و املاك كو جبراً ضبط كر لينے كي كارروائياں كچهه اوپر نصف صدي سے على الاتصال جاري هيں - حكام كے دستبرد سے اسكا انتظام اول هي هوچكا تها كه ارمنيوں سے اسلحه لے ليے گئے تهے - اسليے غريب نصراني ارمني اپني حفاظت خود نهيں كرسكتے - حكام كي ريشه دوانيوں سے اكثر قتل عام هوتے رهے هيں ' اور جو لوگ قتل هونيسے بچ رهے ' جلاے وطن كرديے گئے - عجيب ترين امر يه هے كه ارمني يه تمام مصيبتيں جهيلتے هيں ' پهر بهي انكي دلي آرزو يهي هے كه دولت عثمانيه كا ايك جزو بنكر رهيں - اس معامله ميں وه اسقدر ازخود رفته هيں كه اگر آج يورپ انكو آزاد بهي كرا دے تو وه اسكو منظور نهيں كرسكتے "

يه تخيلات اس قدر غرابت آفريں تهے كه مقامي اينگلو انڈين معاصر كي عصبيت بهي ١٨ - جون سنه ١٩١٣ ع كي اشاعت ميں ان كو مجموعۂ تضاد ماننے پر مجبور هے ' كيونكه " ارمنيونكو روسي رعايا بننے كي اجازت دي جاتي هے ' جب بهي وه تركي رعايا بنكر هي رهنا پسند كرتے هيں "

مسٹر تهوميسن انگلستان كو الزام ديتے هيں كه " تركي كو تمام بد عنوانيوں سے روك سكتا تها - اب بهي موقع هے كه ايشيائي تركي ميں سلسلۂ اصلاح جاري هو تو فرنگي سلطنتيں اس پر نگراني ركهيں - نيز فرنگي حكام نگراں مقرر كيے جائيں "

انگلشمين اس راے كي تحسين كرتے هوے اس كے عملي نفاذ ميں مشكلات كے پيش آمد سے خوف زده هے ' تاهم اس نے قطعي فيصله كر ديا هے كه " فرنگي سلطنتوں كي امداد سے انگلستان كو حق حاصل هے كه دولت عثمانيه سے نصرانيوں كے حقوق كي نگراني كے ليے با قاعده مطالبه كرسكے ' كيونكه دنيا بهر ميں اس وقت بوطانيه هي سب سے بڑي " اسلامي سلطنت " هے " يعني " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " كا يه حق نهيں هے كه مسلمانوں كو مظلوميت سے بچانے كا مطالبه كرے - البته اس كو يه حق ضرور حاصل هے كه سب سے بڑي اسلامي سلطنت هوے كي عجيب و غريب خصوصيت كو اسطرح عمل ميں لاے كه بقية السيف مسلمان سلطنتوں كے داخلي نظم و نسق ميں ' مداخلت و دراندازي كرے ' انكي رهي سهي زندگي كا بهي خاتمه كردے !!

تركوں پر نظر عنايت وان قزگولز كو آزاد كان ترك كي ناكامي پر افسوس هے ' ان كي راے ميں جس كي ترجماني مينچسٹر گارجين نے كي هے " اب يهي بهتر هے كه تركي مقبوضات يورپ كو فرنگيوں كے رحم پر چهوڑ كر ايشياے كوچك چلي جاے " تركوں كو انهوں نے دوستانه صلاح دي هے كه " وه اپني فوج كو از سر نو مرتب كرے اس قدر طاقتور اور زبردست بنا ليں كه اگر كوئي سلطنت ان پر حمله كرنے كا قصد بهي كرے تو خود اس كي هستي معرض خطر ميں آجاے " ان كو صاف اعتراف هے كه " آجكل كي دنياے سياست اسي كے حق ميں انصاف كرتي هے جو زبردست هو ' حامي اسي كي هوتي هے جو طاقت ركهتا هو ' جن كي طرف سے ذرا بهي انديشه هوا كه على حاله چهوڑ دينے سے قوت پكڑ جاينگے ' پهر ان كي خير نهيں " ان اصول موضوعه كي ترتيب و تمهيد سے فارغ هونے كے بعد لكهتے هيں :

" سلطنت عثمانيه كو زياده افواج كي ضرورت نهيں كيونكه اسكو صرف دو سرحدوں كي حفاظت كرني هوگي ' ميڈيا سے ايجس تك كي ' اور دامان كوه قاف كے حدود كي " فوج ميں غير مسلمان عنصر كا داخله بهي ان كے خيال ميں ضروري هے -

سياسي اصلاحات كے ضمن ميں اجرا و توسيع ريلوے كي ضرورت پر زياده زور ديتے هيں كه " اناضول (اناطوليه) سے عرب كے ڈانڈے مل جائيں ' سلطان روم قسطنطنيه سے دست بردار هوجائيں ' خلافت كا نشيمن دمشق يا حلب ميں قائم هو ' عربوں سے قربت قريبه حاصل رهے " اسكے بعد راے دي هے كه :

یہ اصلاحات قدرتی و سیاسی اصول کی بنا پر ہیں ' کیونکہ قسطنطنیہ کے دارالخلافہ رہنے سے یورپ کی توجہ ادھر زاید رہیگی ' علاوہ اسکے قسطنطنیہ کے تمام قدرتی مناظر میں روز بروز کمی بھی آتی جاتی ہے ' موجودہ مجلس مبعوثان عثمانی کو اس بہشت ارضی (قسطنطنیہ) کا چھوڑنا طبعاً گوارا ہوگا ' تاہم جو مدبر جب بھی اس اہم کام کو انجام دیگا ' وہ ضرور تحسین و آفرین کا مستحق ہوگا " !!

ہفتۂ جنگ

اب یہ بات صاف ہوگئی کہ محمود شوکت پاشا مرحوم کے قاتل انگریزی رعایا کے افراد تھے ' اور سازش دل میں خارجی سیاست کو تعلق تھا - کامل پاشا اس کے علم بردار تھے ' اور پچھلے دنوں ان کی آمد قسطنطنیہ اسی بحث وپز کے متعلق تھی - ارکان سازش نے موجودہ ترکی حکومت کو خاک میں ملا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا - طلعت بے ' نائل بے ' عاصم بے ' ان سب کے قتل کا تہیہ ہوچکا تھا ' مگر صرف وزیر اعظم کے سرگئی ' اور سب بچ رہے - کامل پاشا کے فرزند اس انقلابی تحریک کے سرغنہ تھے ' جو اپنے بہت سے رفیقوں کے ساتھہ گرفتار ہوے ہیں - ان لوگوں کو امید تھی کہ انقلاب میں وہ برسر حکومت آجائینگے ' اور ممالک عثمانیہ کا خاطر خواہ تجزیہ کرکے دول فرنگ کی ہمدردی حاصل کرلینگے ' مگر منصوبہ ناکام رہا ' اور انشا ہوگیا ' اور اب باب عالی اس انقلابی پیکر کے قطعی استیصال میں منہمک ہے - ۲۰ سرغنوں کے لیے سزاے موت کا حکم ہوا ہے جن میں ۱۲ - کو میدان بایزید میں پھانسی دے دی گئی - کامل پاشا کے حفید (پوتے) ایک اطالی جہاز میں سوار ہو کر بھاگ گئے - اجانب نے اُن کو پناہ دی ہے کہ اب نہ سہی پھر کبھی ان آتش پاروں سے اشتعال شورش میں مدد ملیگی - دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت برطانیہ نے جس معاہدہ کی رو سے بلقانیوں اور عثمانیوں میں صلح کردی ہے ' لندن ٹائمس نے اُس کی تفصیل شائع کردی - معاہدہ کے اہم دفعات یہ ہیں :

(۱) مسیحی مقبوضات عثمانیہ کے وہ تمام علاقے جو " اینوس " سے " میڈیا " کے خط وسطی کے قرب میں واقع ہیں ' بلقانیوں کو تفویض کردیے جائینگے - حد بندی کا تصفیہ ایک بین الدولی کمیشن کے ذریعہ سے ہوگا -

(۲) البانیہ کی حد بندی اور حکومت البانیہ کے تمام متعلقات کا فیصلہ یورپین سلطنتیں کرینگی ' ترکی جزائر بحر سفید (بہ استثناے جزیرۂ ایریت و جزیرہ نماے کوہ آتھوس) کا مسئلہ بھی دول فرنگ ہی پر واگزار ہوگا -

(۳) جزیرۂ کریت بلقانیوں کو دے دیا جائیگا - دولت عثمانیہ اور جو سیاسی و سلطانی وغیرہ حقوق حاصل ہیں ' وہ ان سب سے دست بردار ہو جائیگی ' اور یہ تمام حقوق بلقانیوں کو مل جائینگے -

(۴) اس جنگ سے جو مالی نقصانات ہوے ہیں ' اُن کی تعویض کا سوال وہ بین الدولی کانفرنس حل کریگی ' جو اسی غرض کے لیے عن قریب پیرس میں منعقد ہونے والی ہے - مفتوحات (یا مغصوبات) کی تقسیم بھی اسی کانفرنس کے ذریعہ ہوگی -

(۵) اسیران جنگ ' سیاسی حدود اختیارات ' قومیت اور تجارت کے مسائل بلقانیوں اور عثمانیوں کے باہمی معاہدہ سے طے ہونگے -

اس معاہدہ نے یورپ کے تمام علاقے ' جن میں صرف تھریس کا ایک بہت ذرا سا جزو اور قسطنطنیہ کے مضافات شامل نہیں ہیں ' اسلام سے لے کر نصرانیت کو دلا دیے ' اور اب خلافت اسلامیہ کے لیے وہاں مذہبی حقوق بھی باقی نہیں رہے - ادھر سے تو صفائی ہوگئی ' لیکن اب خود بلقانیوں کی باہمی کدورت سیاسی مطلع کو روز بروز مکدر کرتی جاتی ہے - سرویا و بلغاریا کی کشاکش آویزش کی حد تک پہونچ گئی - سرحدیں فوجوں سے لبریز ہیں - روس کی سعی مصالحت سے کوئی خوش نہیں - اتحاد بلقان کے ہر رکن کو اس سے اختلاف ہے - اسٹریا تک اس کے تحکم سے ناراض ہو رہا ہے - بلغاری متطوعین (والنٹیرز) کے ایک دستے نے سرویا کی باقاعدہ فوج پر حملہ شروع کردیا - ۱۲ - جون کے حملے میں کچھہ سرویی مقتول و مجروح بھی ہوے - روس نے ایک کانفرنس کے ذریعہ مصالحت کرانی چاہی تھی - سرویا نے اس میں شرکت سے انکار کردیا ' اور تصفیہ مناقشات میں صرف آگ اور تلوار کو حکم بنانے کی خواہش ظاہر کی - ۲۴ جون کو روس کے الحاح و اصرار پر اُس کی نالش تو منظور کرلی ہے مگر کسے معلوم کہ کل کیا ہوگا ؟ مقدونیہ کے مقام کوہرللو (کوپرللو) میں جو بلغاریہ کی سرحد پر واقع ہے اوس نے ایک لاکھہ چالیس ہزار سپاہ فراہم کرلی ہے ' صوفیا دارالحکومۃ بلغاریا یہاں سے صرف ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ' اس سے بلغاریوں کو خوف ہے کہ سرویی فوجیں صوفیا پر حملہ کردینگی - یونان و بلغار میں بھی کشمکش کی ابتدا ہوگئی ہے - مقدونیہ اس وقت یونانیوں کے قبضہ میں ہے - بلغار کو یونان سے شکایت ہے کہ مقدونیہ میں بلغاری رعایا پر سخت مظالم ہو رہے ہیں - اس نے اپنی فوجیں سرحد مقدونیہ پر جمع کر رکھی ہیں کہ تلوار کے زور سے اس شکایت کا انسداد کر سکے - دوسری جانب یونان کا مطالبہ ہے کہ مقدونیہ کے وہ علاقے جو تاریخی روایات و قومیت کے لحاظ سے یونانی ہیں ' بلغاریوں کے قبضہ سے یونانیوں کو واپس ملنے چاہئیں - خاتمۂ جنگ کے بعد سے بلغاریہ کی روش باب عالی کے ساتھہ ایک گونہ تواضع و تذلل کا پہلو لیے ہے - یونان کو اس کی بھی شکایت ہے کہ یونانی حکومت کی مخالفت کے لیے یہ روش اختیار کی گئی کہ اگر جنگ تک نوبت آئے تو عثمانیوں کی امداد سے یونانیوں کو منہزم کیا جاے - جزائر بحر سفید کے قبضے کا تصفیہ پیرس کانفرنس کے متعلق ہے ' مگر یونان نے ابھی سے ان جزائر کے لیے تگ و دو شروع کردی ہے ' جس سے ریوٹر ایجنسی کی راے میں جنگ کے خطرات قریب آتے جاتے ہیں - اور اب یہ احتمال اس قدر قریب ہو رہا ہے کہ مملکۂ یونان نے سیاحت جرمنی کا ارادہ ملتوی کردیا - کیونکہ بلقان میں صورت معاملات کی تبدیلیاں ایسی نہیں ہیں کہ اس حالت میں سیر و سیاحت کے لیے ملک سے باہر جانے کا موقع مل سکے -

پیرس کی بین الدولی کانفرنس کے ابتدائی مراتب طے ہوگئے کانفرنس کے لیے پچاس ممبر منتخب ہوے ہیں ' جن میں عثمانیوں اور بلقانیوں کے علاوہ دول ستہ (برطانیہ ' فرانس ' روس ' جرمنی آسٹریا ' اٹلی) کے ممبر بھی شریک ہیں - کانفرنس میں حسب ذیل مسائل پیش ہونگے :

(۱) ترکی سلطنت کے ذمے قرضہ فرنگستان کا جو بار ہے ' وہ ہر ایک ترکی علاقہ پر منقسم ہے ' اور ہر جگہ کی آمدنی سے ایک خاص مقدار اس قرضے میں دی جاتی ہے - بلقانیوں نے جو علاقے فتح کیے ہیں ' اُن سے جس قدر قرضہ کی رقم ادا ہوتی تھی ' اب وہ کس حد تک باقی رہیگی ؟ بلقانی اُس کو یکمشت ادا کردینگے یا سود کی سالانہ قسطوں کی صورت میں دیتے رہینگے ؟ دونوں صورتوں میں ترکی تمسک لینے والوں کے لیے کیا ضمانت ہوگی ؟

(۲) بلقانیوں کو کس قدر تاوان جنگ دلا یا جائے -

ترکی تمسکات میں زیادہ حصہ فرانس کا ہے ' جو طبعاً اس باب میں زور دیگا ' لیکن اس وقت تک مجراے سیاست بلقان سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ ترکی قرضے کی جو مقدار بلقانیوں کے ذمے عائد ہوگی ' وہ کم از کم ایک کرور بیس لاکھہ پونڈ ' اور زاید از زاید دو کرور پونڈ ہوگی -

الهلال

١٩ - رجب ١٣٣١ هجری

الا داء والا دواء

" ☆☆ " .

يعني

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(١)

يا ايها الناس ! قد جاءتكم موعظة من ربكم و شفاء لما فی الصدور ، وهدی و رحمة للمومنين - قل بفضل الله و برحمته ، فبذالك ، فليفرحوا ، وهو خير مما يجمعون (١٠ : ٥٧)

زخمه بر تار رگ جاں مي زنم * کس چه داند تا چه دستاں مي زنم
زخمه بر تارم پريشاں مي رود * کيں نوا هاے پريشاں مي زنم
خامه همراز دم گرم منست * آتش از نے در نيستاں مي زنم

☆☆☆

باز شوقم درخروش اورده ست * باز هوے همچو مستاں مي زنم
مي به يغما داده ام رخت و متاع * امشب آور در شبستاں مي زنم
جوے شيراز سنگ راندن ابلهي ست * بهر گوهر تيشه بر کاں مي زنم
گريه را در دل نشاطے ديگرست * خنده بر لب هاے خنداں مي زنم
بند هر خواهش ز دل مي بگسلم * نقش هر صورت بعنواں مي زنم
دعوئے هستي ، همال بت بند گيست * کافرم گر لاف ايماں مي زنم

☆☆☆

در خراباتم ندیدستي خراب * باده پنداري که پنهاں مي زنم
تو درينجا بيني و من خود هنوز * جام مے در بزم اعياں مي زنم

☆☆☆

مي سرايم با قضا از ديگر باز * خويش را بر تيغ عرياں مي زنم
لعب با شمشير و خنجر مي کنم * بوسه بر سا طور و پيکاں مي زنم
در جنوں بيکار نتواں زيستن
آتشم تيزست و دامال مي زنم

(١) ترجمہ

یہ بار بار کہا گیا ہے کہ عالم اسلامي کے گذشتہ اخري مصالب نے مسلمانوں میں تنبہ و اعتبار کے جیسے غیر معمولي علائم و آثار پیدا کردیے ہیں ، انکا دو سال اردھر وجود نہ تھا -

اس قسم کے آراؤ قیاسات ہمیشہ مظنون ، اور مستقبل کے فتائج کے محتاج ہوتے ہیں ، اور انکي صحت و عدم صحت کے دلائل منسوں اور لمحوں کے واقعات و حوادث سے متغیر ہو جاتے ہیں - وہ قدیر و حکیم ، جو ایک چھوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی ہستي تک پہنچاتا ، اور پھر خود اس سے ہزاروں بیج پیدا کرتا ہے ، صرف اسکے ہاتھ میں ہے کہ بیداریوں کو استوار ، عبرتوں کو نتیجہ خیز ، اور متحرک نعشوں کو حي و قائم اجسام کی صورت میں بدل دے :

ان الله فالق الحب و النوی ، يخرج الحي — "بیشک خدا ہي ہے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکہ وہ محض امید

من الميت و يخرج الميت من الحي - ذالكم الله ، فانى يؤفكون ؟ (۶ : ۹۵)

(بيم كي حالت ميں هوتا هے) پھاڑكر (اميد و كاميابي كا) ايك قوي و تناور درخت پيدا كر ديتا هے - وهي زندگي كو موت سے ، اور موت كو زندگي سے نكالتا هے - يهي قدرت كي نيرنگياں دكھلانے والى ذات قدوس ، تمهارا خدا هے ، پھر تم كدهر بهكے جا رهے هو ، اور كيوں اسكى طرف نهيں جهكتے ؟ "

علائم و آثار

ليكن اسميں شك نهيں كه سمندروں كا پاني اڑتا اور پھر ابركي صورت ميں پھيل جاتا هے - يه يقيني هے كه پاني كے برسنے سے پہلے موسم بدلتا ، اور اپنے آنے سے پہلے ، اپنى علامتوں كو بهيجتا هے - طوفان كے آنے سے پہلے طوفاني هوائيں چلتى هيں ، اور برسات سے پہلے ابر غليظ كى چادريں آسمان پر پھيلا دي جاتى هيں :

الله الذي يرسل الرياح فتثير سحابا ، فيبسطه في السماء كيف يشاء و يجعله كسفا ، فترى الودق يخرج من خلاله ، فاذا اصاب به من يشاء من عباده اذا هم يستبشرون (۳۰ : ۷۴)

" الله هى هے جو هواؤں كو بهيجتا هے اور وه بادلوں كو اپنى جگه سے ابهارتى هيں ، پھر خدا جس طرح چاهتا هے اُنسے كام ليتا هے - كبهى بادلوں كو آسمان پر پھيلا ديتا هے ، كبهى انكے ٹكڑے ٹكڑے كر ديتا هے ، اور تم كو ايسا نظر آتا هے ، گويا انكے درميان سے مينه نكلا چلا آتا هے ! پھر جب اپنے بندوں ميں سے جن پر برسانا چاهتا هے ، برسا ديتا هے ، تو وه (زندگي پاكر) خوشياں منانے لگتے هيں ! ! "

يه علائم فطريه اور آثار طبيعيه جو تم كو دنيا ميں اپنے سے باهر نظر آتے هيں ، بعينه تمهارے اندر بهي موجود هيں - تم جو اس عالم صورت و جسم كے ذرے ذرے كي پرستش كرتے هو ، بهول گئے هو كه ايك اقليم قلب و معنى بهى هے ، اور اس " عالم صغير " ميں جو كچهه هے ، اُسي " عالم كبير " كا عكس و ظلال هے :

الم تر الى ربك كيف مد الظل ؟ (۲۵ : ۴۷)

كيا تم نے اپنے پروردگار كي اس حكمت و قدرت كو نهيں ديكها كه اُس نے كيونكر " ظل " يعنى سائے كو پھيلا ديا هے ؟

سر روحانيان داري ولے خود را ندیدستي
بخواب خود درا تا قبلهٔ روحانيـــان بيني

آفتاب طلوع هوتا هے ، اور اپنے سايے كو اپنے ساتهه متحرك كرتے هوے غروب هوجاتا هے (۱) چاند نكلتا هے ، اور عروج و محاق كى منزليں طے كرتا هوا نظر آتا هے (۲) موسم بدلتے هيں اور نئى نئى هوائيں چلتي هيں - سمندروں ميں طوفان اُٹهتے هيں ، اور آسمان پر بجليان چمكتي هيں - جبكه موسم خشك اور گرم هوتا هے تو بارش كي علامتيں ظاهر هوتي هيں ، اور جب علامتوں كا سلسله ختم هوجاتا هے تو بارش كا نزول هوتا هے - غرضكه جو دنيا تمهارے سامنے موجود هے ، وه طلوع و غروب ، عروج و محاق ، تساط و تنزع ، تضارب و تصادم ، تخاذل و تسابق ، تسفل و ترقي ، تبدل و تبعدد ، اور ايابٍ و ذهاب كا ايك يكسر مرقع هے ، جسكے مناظر متلوّن ، اور جسكے مناظر و امثال متحرك هيں -

بعينه يهى حال اُس دنيا كا بهى هے جو تمهارے سامنے نهيں ، مگر تم ميں موجود هے - وهاں بهى طلوع و غروب هوتا هے ، اور جبكه تاريكى چها جاتى هے تو آفتاب دريچهٔ ظلمت سے اپنا سر نكالتا هے - وهاں بهى موسم بدلتے هيں ، اور هوائيں متغير هوتي هيں - بهار عيش حيات كا پيغام لاتى هے ، اور خزاں افسردگي و هلاكت كے ساتهه ظهور كرتي هے - وهاں بهي سمندروں ميں طوفان اُٹهتے هيں ، اور زمينوں پر موسم كى تند و تيز هوائيں چلتي هيں - جب موسم بدلتا هے ، تو يهاں كے آسمان كے طرح ، وهاں كا آسمان بهي بدلجاتا هے - اور جب پاني برسنے كيليے آتا هے ، تو پہلے ابر كے معيط ٹكڑوں اور سرد هواؤں كے مرطوب جهونكوں كو بهيجديتا هے - قحط اور خشك سالي اس سرزمين كي سب سے بڑي مصيبت سمجهي جاتي هے ، ليكن وهاں بهي اس سے بڑهكر اور كوئي مصيبت نهيں - جب آسمان اپني دريا نوالى كا اور زمين اپني بخشش كا دروازه بند كر ديتي هے ، تو دريا اُتر جاتے هيں ، اور سير حاصل زمين خشك هوكر چٹيل ميدان بن جاتي هے - پھر موت اور بربادي دنيا پر چها جاتي هے ، اور انسان اپني غذا سے محروم هوجاتا هے -

يهى حال وهاں كا بهي هے - البته فرق صرف اتنا هے كه يهاں كي خشك سالى جسم كو غذا سے محروم كرديتى هے ، اور وهاں كا قحط قالب و روح كيليے پيغام هلاكت هوتا هے - پس يهاں جسم كيليے موت هے ، جسكے بعد بهى زندگى باقي رهتي هے ، اور وهاں دل كيليے هلاكت هے ، جسكى هلاكت كے بعد زندگي كا كوئي سامان نهيں !

و القلب تعمل ما لا يعمل البدن !

جسم و جان ، رنگ و بو ، لفظ و معني ، صورت و حقيقت ، يهي دو مختلف دنيائيں اور موجود و مشهود كي دو اقليمیں ، هيں جنكو لسان الهي " عالم آفاق و انفس " سے تعبير كرتا هے :

سنريهم ايانتا في الآفاق و في انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق (۴۱ : ۵۲)

هم اپني نشانياں عالم كائنات كے مختلف اطراف و جوانب ميں بهي دكهلائيں گے اور انكے نفس كے اندر بهي ، يهاں تك كه اُن پر ظاهر هوجاے گا كه بيشك وهي حق هے -

اور يهي وه عالم مغنوي هے ، جسكے آثار و علائم ، اور آيات و اسرار پر قرآن كريم توجه دلاتا هے ، اور جس سے اولاد آدم كي غفلت و اعراض پر وه هر جگه متاسف هے كه :

وفي انفسكم افلا تبصرون ؟ (۵۱ : ۲۱)

اور كيا جو كچهه تمهارے نفس كے اندر موجود هے ، اسے تم نهيں ديكهتے ؟

ما بعد آثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم هميشه مظنون ، اور مستقبل كا چهره هميشه تاريكي ميں مكشوف هوتا هے ، تاهم علامتوں كے ظهور ميں شك

---

(۱) " غروب هو جاتا هے " اس اعتبار سے كه ايسا نظر آتا هے - يه تمام باتيں هماري ادبيات ميں داخل هوگئي هيں - آسمان كو ساكن هو اور زمين گردش ميں ، ليكن هم شكايت آسمان هي كي گردش كي كرينگے كه كرنے آئے هيں - [منه]

[نوٹ صفحه ۵ كا]

(۱) فطرة انساني عجائب پسند واقع هوئي هے - خالق الانسان من عجل - اسليے ممكن هے كه بعض حضرات كو ، جو اغراض و مقاصد كي تشريح كيليے ايك مبارك اضطراب اپنے اندر ركهتے هيں ، يه تمهيد ناگوار گذرے ، وه سني سنائي باتوں كے اعادے سے كيا فائده ؟ ليكن جهاں انهوں نے اتنے عرصے تك صبر كيا هے ، وهاں چند دنوں كا اور انتظار گوارا فرمالیں تو بهتر هے - هر كام ترتيب طبعي سے انجام پاتا هے - اغراض و مقاصد سے پہلے اُن تمام امور پر نظر ڈالنا ايسا ضروري هے ، جسكے بے يك وقت پيش نظر هوے بغير ، مقصود اصلي سمجهه ميں آ نهيں سكتا - اوركوں كے هماري خطوط و استفسارات اس تمهيدي امور كي تصديق آچكے هيں ، اور اصل سوا چاره نهيں كه تمهيد هي ميں اپنے خيالات صاف صاف عرض كردوں آگے چلكر يه تمهيد هي تشريح مقاصد كا كام ديگي ، اور اسميں صرف چند صفحوں كي دير هے -

(۲) ايام محاق سے مراد اصطلاح نجوم ميں مهينے كى وه آخري راتيں هيں جب چاند گهٹنے لگتا هے ، يعنى نصف آخري (منه)

نہیں - یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے ' اور انکھیں ابر کي پھیلي ہوي چادروں کو' اور جسم ٹھنڈي ہواؤں کو محسوس کر رہے ہیں - پس پاني کا برسنا ضروري ہے ' اور گرمي جس قدر تیزي کے ساتھہ ظاہر ہوتي ہے ' اتنا ہي بارش کے نزول کو متیقن بھي کر دیتي ہے -

دلوں کي اقلیم میں ایک شورش بپا ہے - اسکے سمندر تہہ و بالا ہو رہے ہیں - موجوں اور طوفانوں کا زور ہے - آسمان کي رنگت پہلے سرخ تھي' مگر اب سیاہ اور تاریک ہوگئي ہے - اور بجلي پہلے چمکتي تھي ' پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتي ہے - فضاء آسمان ایک معرکۂ دار و گیر' اور ایک محشر رستخیز بنگئي ہے - اور کائنات کي ہر شے ابھرنے اور اچھلنے کیلیے بیقرار ہے - اگر کوئي فوج نہیں آ رہي ' تو یہ گرد و غبار کیوں ہے ؟ اگر آگ نہیں جل رہي ' تو یہ دھواں کہانسے اٹھہ رہا ہے ؟ اور اگر کچھہ ہونے والا نہیں ہے ' تو یہ ہونے کي علامتیں کیوں ظاہر ہو رہي ہیں ؟

ان في ذلك لذكرى ' لمن كان له قلب ' او القى السمع وهو شهيد -

دہقان آسمان کو دیکھکر سمجھہ لیتا ہے کہ اُسے کیا کرنا چاہیے اور کشتي بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتي کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے - پس ضرور ہے کہ دلوں کي شورش و اضطراب بے معني نہو' اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات گویا سمجھے جائیں -

عالم اسلامي آج ایک آخري انقلاب کے کنارے پر ہے ' اور تبدیلیوں اور انقلابوں کي وہ تمام علامتیں اسکے چپے چپے میں موجود ہیں ' جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کي تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کي ہیں - وہ انقلابات عظیمہ ' جنھوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا - وہ تغیرات مدھشہ ' جنھوں نے قوموں اور ملکوں کي تاریخ یک قلم اولٹ دي - وہ ' جنھوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکي خشکي اور تري کے حدود میں تبدیلیاں کردیں - وہ ' جنھوں نے انساني نسلوں کے عمران و تمدن اور انکے عوائد و خصائل کي عمارتوں کو ڈھاکر پھر ازسر نو تعمیر کردیا ' اور وہ ' جو اسلیے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات و ممات امم کے قانون الٰہي کے مطابق ' زمین اور زمین کے بسنے والوں کو ازسرتا پا بدل دیں - ٹھیک ٹھیک ایسے ہي مظاہر و اثار کو اپنے اگے اور یمین و یسار رکھتے تھے ' جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں - یہ دنیا میں ہمیشہ ہوچکا ہے ' اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمي قانون کے ماتحت ہے : وما تسبق من امة اجلها وما يستاخرون (۱۵ :) (۱)

تہیۂ سفر

منجملہ علائم و اثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھي ہے کہ رفتہ پر ماتم اور اینده کي حسرت کي جگہ اب بہت سے دماغ ہیں ' جو کام بھي کرنا چاہتے ہیں ' اور محض ماتم و فریاد پر قانع نہیں -

یہ احساس عام ہے اور عالم اسلامي کے دیگر اکناف و اطراف سے قطع نظر ' خود ہندوستان میں بھي با وجود استیلاء یاس و قنوط موجود ہے - اور اگر صحیح وسائل اختیار کرلے ' تو في الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیے -

کل کي فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے - فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہي کا حصہ نہیں رہا ' بلکہ اخبارات کے دفاتر کي طرح کسي دیہات کي ایک چکي پیسنے والي عورت بھي سمجھنے لگي ہے - کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا ' اسلیے صرف ذہن و دماغ ہي انکو محسوس کرسکتے تھے ' مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہوچکے ہیں اور بقیہ طہور سامنے ہے ' تو انکے سمجھنے کیلیے دماغ کي نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کي ضرورت ہے - اور دماغ کم ہوں مگر آنکھوں کي کمي نہیں -

کچھہ تو مایوس ہیں اور کچھہ مطلبي ' مگر انتظار دونوں کر رہے - پہلوں کو اگر راہ دکھلادي جاے تو چلنے سے انکار نہیں ' گو ابھي انکے قدم ساکن ہیں - اور دوسرے فکر و جستجو میں حیران ہیں کہ کس طرف کا رخ کریں ' اور منزل کو معلوم ہے مگر راہ باز نہیں !

بیداري کے بعد غفلت

حریفاں رہ دیر کردہ اند کم خویش لہم لم و یل لہم !

مگر جیسا کے میں مختصراً اشارہ کر چکا ہوں ' آج کسي قدر تفصیل کے ساتھہ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معني صرف بستر ہی پر سونے کے نہیں ہیں بلکہ سونے کے ہیں ' اور جو مسافر بستر غفلت سے اُٹھکر راہ میں سوجائے ' وہ گو بستر سے اُٹھہ چکا ہے ' لیکن نیند سے بیدار نہیں ہوا -

سفر کا تہیہ ہي مطلوب نہیں ہے ' بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا ' دونوں باتیں شرط کار ہیں - کیا فائدہ اس سے کہ آپنے بستر کے آرام اور خواب نوشیں کي راحتوں کو خیرباد کہا ' جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگي ' بستر کی جگہ ' راہ کي گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہو رہي ہے !

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر ' اور فکر و جستجو کا آخرین سدرۃ المنتہی جو لوگوں کے سامنے ہے ' وہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حفظ اسلام و مقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان فنڈ جمع کیا جاے ' اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اسمیں حصہ لے - نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کي حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا -

اسمیں کوئي شک نہیں کہ زمین کي وراثت اور تاج و تخت حکومت میں سے جو کچھہ ہمارے پاس باقي رہا تھا ' وہ ہماري غفلتوں اور نادانیوں کي نذر ہوگیا - جو باقي ہے ہر آن و ہر لمحہ خطرے میں ہے ' اور اگر کوئی مدافع آخري رہگئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولی اور دعوت الٰہی کا اولین سرچشمہ ہے - جہاں " فاران " کی چوٹیاں ہیں ' جسپر " سعیر " کے بعد خداوند خدائے سینا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھہ ظہور کیا - جہاں وہ محترم و مقدس " غار " ہے ' جسکي تاریکي میں " داعي الی اللہ و سراج منیر " کي روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئي ' اور جو دعوت اسلامی اور ملۃ حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے ' جس نے اپنے نفس و جاں کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلاکر ' حقیقت اسلامیہ کي پہلي بنیاد رکھي تھی :

ان اول بیت وضع للناس الذي ببكة مباركا وهدى للعالمين - فيه ايات بينات مقام ابراهيم ' ومن دخله كان امنا - (۳ : ۹۱)

" وہ عبادت الٰہي کا پہلا گھر ' جو انسانوں کي عبادت گذاري کیلیے بنایا گیا ' یہي تھا ' جو شہر مکہ کي سرزمین میں فیضان و برکات الٰہي کا مرکز اور عالم و عالمیاں کیلیے سرچشمۂ ہدایت ہے - اسمیں حکمت الٰہیہ کي بہت سي کھلي کھلي نشانیاں ہیں - اور انہي نشانیوں میں سے ایک بہت بڑي نشاني اسلام کے اولین داعي حضرت ابراہیم کا " مقام " مقدس ہے - جو شخص اس بیت الٰہي

(۱) اور کوئي امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھسکتي ہے اور نہ پیچھے رہسکتي ہے - (منہ)

کي برکتوں ميں داخل هوگيا ' اسکے ليے پهر هميشه کيليے امن و امان هے "

پس ضرور هے که هر مسلم هستي اسکي خدمت گذاري کي راه ميں اپنے تئيں قربان کر دينے کا حلف اُٹهائے ' اور يه بهي ضروري هے که اسکے ليے پوري سعي و مجاهدت کے ساتهه ايک عظيم الشان اسلامي خزينه فراهم کيا جاے ' جو هر موقعه پر همارے ليے وسيلهٔ کار اور ذريعهٔ رفع احتياجات هو ' اور اسکے ليے بهتر سے بهتر اشخاص اپنا وقت بے دريغ صرف کريں -

يه سب کچهه سچ هے - اس سے کسي طرح انکار نهيں ' ليکن سوال يه هے که جو ضرورت همارے سامنے هے ' جس منزل کي تلاش و جستجو هے ' جس مقصود کے کهوج ميں قدم اُٹهے هيں ' اور جس ليلي کے فراق ميں مجنون صفتان عشق کي يه کچهه بيقراريان هيں ' کيا اسکے ليے صرف اتنا هي کافي هے ؟ کيا صرف ايک عهد کا لے لينا ' اور ايک بهت بڑے فنڈ کا قائم کر لينا هي هماري کوششوں کا اصل مقصود ' اور همارے امراض کا علاج وحيد هے ؟

جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تها ' مشکل يه هے که اختيار کرنے کے بعد بهي وهي سوال سامنے آجاتا هے :

گشت راز دگر آن راز که افشا می کرد

مدتوں مجکو صرف مشغول آه و بکا رهنے کا الزام ديا گيا - کئي ماه سے لوگ معترض هيں که صدا اُٹهه رهي هے مگر مدعا کا پته نهيں - اسکے اسباب سے تفصيلي بحث کبهي نه کبهي هوهيگي ' اور عنقريب مضمون کے آخر ميں کروں ' مگر يهاں صرف اسقدر کهنا چاهتا هوں که يه خاموشي بے وجه نه تهي - ياران راه کے منزل مقصود کي جستجو کو جتنا آسان سمجهه رکها هے ' شايد اسقدر آسان نهيں هے :

بيا که مسئلهٔ عشق ازاں دقيق تر است
که حل شود شرف از فلاطن باطل همه کس

لوگ سفر کا اعلان کر دينے ميں بهت جلد باز هيں مگر بهتر هو اگر يه جلدي قدموں کي جگه دماغوں کو سوچنے ميں تعجيب هو -

روپيه کا جمع کرنا ايک نهايت اهم کام هے ' اور خدمت کعبه تو هر مسلمان کا شعار ملي هے - پانچ وقت جس تجلي گاه معبود حقيقي کي طرف روز همارا منه هوتا هے ' دن ميں ايک مرتبه بهي کيا اسکي طرف همارا دل نهوگا ؟ اس زلزلے کي آگ جسقدر ممکن هو بهڑکائيے ' اور اگر کچهه بهڑکي هے تو دامن سے هوا ديجيے - ليکن کهنا صرف يه هے که اسکے بعد مشکل حل نهيں هو جاتي ' اور عقدهٔ کارکي گره بدستور باقي رهتي هے - پهر کهتا هوں که يه سب شاخيں ضرور هيں ' سوال يه هے که جڑ کهاں هے ؟ باغ بسانے کي تدبير يه نهيں هے که درختوں کي شاخوں پر پچکاري سے پاني ديجيے - پهلي بات يه هے که جڑ کو تروتازه کيجيے - آپکو يه معلوم نهيں تو ممکن هے که دوسرونکو معلوم هو -

تو گل از باغ مي خواهی من از گل باغ می جويم
من از آتش دخان بينم تو آتش از دخان بينی

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۱۶ : ۳۵) پهر اگر تمهيں معلوم نهيں تو صاحبان فکر و ذکر سے دريافت کرو ؟

صرف روپيے پر زور دينا

ايک خطرناک غلطي هے

يقيناً حالات نے همیں بتلا ديا هے که " ضروريات ملی " کی غرض سے ايک وسيع " خزينهٔ ملی " (نيشنل فنڈ) کا هميشه مهيا رکهنا کس درجه ضروري هے ؟ پس ضرور هے که اسکا سامان کيا جاے - ليکن صرف کسي ايسي انجمن کا قائم کر ليناً ' اُن آنے والے مصائب کو ليونکر دور کرسکے گا ' جو چاروں طرف سے هم پر اُمنڈنے والے هيں ؟ کيا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ايک ايسا معامله هے ' جسکو ايک دو کروڑ روپيه بطور رشوت ديکر هم اپنے حسب مرضی طے کرالیں گے ؟ کيا کرايے کی فوجيں ' اور کرائے کا جوش لندن اور برلن ميں ملتا هے که جب کبهی کوئي فوج بلاد اسلاميه پر حمله آور هوگی تو هم تار کے ذريعه اُجرت طے کرکے فوراً اُنهيں ميدان کی طرف روانه کرديں گے ؟ کيا هماري تمام بربادياں اور نامرادياں صرف اسليے تهيں که هم نے هميشه اپنے پاس روپيه جمع نه رکها ' اور يورپ نے صرف افلاس کا الزام رکهکر هم سے سلانيک اور ايدريانوپل لے ليا ؟

فرض کيجيے که کل کو فرانس نے شام پر علانيه قبضه کرليا چاها ' اور اسکي خبر رويٹر نے همیں پهنچادي - اس وقت همارے پاس ايک نهايت طاقتور انجمن هوئي جسکے خزانے ميں دو سال کا چنده چوده کروڑ روپيه موجود هوا - پهر با ايں همه دولت فراواں ' هم کيا کرينگے ؟ ايم - پوائنکرے کو تار ديں گے که هم سے ۱۴ - کروڑ روپيه ليکر شام کے قبضے کا ارادہ ترک کردو ؟ يا سرايڈورڈ گرے سے درخواست کرينگے که هم سے ۱۴ - کروڑ روپيه ليکر اپنے اتحاد ثلاثه کے مقاصد اور فيصلهٔ مسئله مشرقي کو واپس کرليجيے ' اور کرايے کي ايک عظيم الشان اور قاهر و باسل فوج از راه رعايا پروري ساحل بيروت پر اُتار ديجيے ؟ ممالک کيف تحکمون ؟

ممکن هے که بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ايسا خيال هو :

و للناس فيما يعتقدون ' مذاهب

ليکن :

فاش مي گويم و از گفتهٔ خود دل شادم
بندهٔ عشقم و از هر دو جهاں آزادم

اگر مثال کيليے فرض هي کرنا هے تو زياده بهتر مثال کيوں نه فرض کي جاے ؟ فرض کيجيے که کل کو انگلستان نے مسئلهٔ عراق کا قطعي فيصله ضروري سمجها ' اور اسپر قبضے کا اعلان کرديا تو پهر اس وقت همارا يه عظيم الشان فنڈ کيا خدمت انجام ديگا ؟ عزيزان من ! ملکوں اور زمين کے ٹکروں کا نيلام نهيں هے که آپ بهي زياده سے زياده بولي دينے کيليے اپنی جيب کو مستعد رکهيں - يه تو قوتوں کا مقابله اور طاقتوں کي نبرد آزمائي هے - صرف آپکي جيب بهاري هوگئي تو اس سے کيا هوتا هے ' جبکه دل هی خالي هے !

معمورهٔ دلے اگر ست هست باز گوئے
کين جا سخن به ملک فريدوں نمی رود

اس وقت کے مستعد جوش و خروش اور طاقتور حسيات اسلاميه کو محض روپيے کے جمع کر ديني هی ميں خرچ کر ڈالنا ' اپنے هاتهوں اپنی آخري فرصت کو کهونا هے - روپيه کي ضرورت اور قوت سے انکار نهيں ' ليکن خدا را اتني پرستش تو نه کيجيے که قوم کي ساري قوتيں صرف اسي ميں ضائع هوجائيں ؟

همارے سامنے آج همارا زوال هے ' هم بربادیوں کے کنارے پر کهڑے هيں ' اور اپني تجهيز و تکفين کا سامان اپني آنکهوں سے ديکهه رهے هيں - همارے پاس اب اتني مهلت نهيں هے که بار بار نسخے آزمائيں ' اور بهت سے طبيبوں سے رجوع کريں - هم کو اس وقت صرف ايک هی نسخے کی ضرورت هے ' اور صرف ايک هي طبيب کي - همارے امراض يقيناً بے شمار هيں ' اور فرصت هوتي تو ايک ايک کا علاج کرتے ' مگر اب تو ايسے نسخے کی تلاش هي پر انحصار زندگي اور اميد صحت هے ' جو ايک هو ' مگر اپنے اندر همارے تمام بے شمار امراض کا علاج رکهتا هو -

پھر اگر ہم نے محض خدمت حرمین کا عہد کرلیا اور ایک رقم ماہوار یا سالانہ اسکے لیے نکالدی ' تو گو یہ بہت اچھا کیا ' اور کئی حیثیتوں سے مفید ہوگا ' لیکن کیا اس سے ہمارے تمام اُن امراض کا علاج ہوجائے گا ' جنھوں نے صدیوں سے ہمارے جسم کو گھلا رکھا ہے ' اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ :

کین خستہ اگر دیر زید ' شام بمیرد !

کہا جاتا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا خاتمہ ' اور ترکی کا بدرجۂ قصری انحطاط ایک ایسا واقعہ ہے ' جس نے حرمین شریفین کی حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ہے ' پس اب صرف اسلیے اُٹھہ کھڑے ہونا چاہیے - اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جاے کہ ہمارے لیے صرف یہی ایک کلم علاج اصلی ہے ' تو سوال یہ ہے کہ اس مقصد کو بھی کیونکر حاصل کرینگے ؟ ہمارے پاس دو ہی چیزیں ہونگی - یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیہ ' عہد و قرار توپ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا ' اور روپیہ لیکر جماعت آور واپس نہیں ہو سکتے - پھر :

چیست باران طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

فرض کیجیے کہ اگر تمام مسلمانان ہند نے حرمین شریفین کی جگہ آج ایڈریا نوپل کی (مسجد سلیم) کی حفاظت و خدمت کا عہد کرلیا ہوتا ' اور اس نام سے ایک فنڈ بھی انکے پاس مہیا ہوتا ' تو کیا ایڈریا نوپل کو وہ بچالیتے ؟

ایام جنگ میں ہم نے جو کچھہ مالی مدد دی ' وہ نتائج کی محتاج نہ تھی - کیونکہ وہ جنگ ' اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تھا ' اور بغیر فکر نتائج و عواقب ' ہمارا فرض دینی و جہادی یہ تھا کہ جو کچھہ بن پڑے ' اس سے دریغ نہ کریں - آج بھی جبکہ مہاجرین کے مصائب کے حالات ہمارے سامنے ہیں ' ہمارا فرض دینی ہے کہ انکی اعانت کریں - اور یہ اعانت کچھہ اس بنا پر نہیں ہے کہ اس سے مصائب اسلامی کا خاتمہ ہو جاے گا -

لیکن جبکہ ہم آئندہ کیلیے انتظام کرنا چاہتے ہیں ' جبکہ مسلمانان عالم کا مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ' اور جبکہ آیندہ کی حفاظت کے نام سے ہم قوم کو دعوت دیتے ہیں ' تو ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہر قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکھا جاے ' اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کی جستجو کریں ' جسکے حاصل ہو جانے کے بعد آیندہ کیلیے اِن مصائب کے نزول و ہجوم کا قطعی سد باب ہو جاے -

کعبہ کی خصوصیت

حاجی برو کعبہ رواں کیں راہ دین ست
خوش می رود ' اما رہ مقصود نہ اینست

پھر صرف " خدمت کعبہ " کی خصوصیت سے بھی میں متفق نہیں ہو سکتا - یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے ' اور مسلمان کعبے ہی کی حفاظت کیلیے اسلامی ممالک کی بقا کے بھی خواہشمند ہو سکتے ہیں ' مگر ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جاے - نہو کہ ہمتیں پست ہوجائیں ' اور تمام موجودہ قوتیں اسی دائرے میں سمت آئیں کہ " صرف حدود کعبہ و مدینہ کی حفاظت ہی ہمارا فرض ہے اور بس " -

جو کچھہ کہہ رہا ہوں ' بہتر تھا کہ آپ اُسے سمجھتے - میں بغیر کسی اندیشہ و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کردینا چاہتا ہوں ' اور حیات ملت کا یہ ایک اساس قویم ہے ' جس سے اگر آج غلطی کی گئی تو عجب نہیں کہ اس دور مصائب و نا امیدی میں بے ہمت داروں کیلیے کوئی سہارا باقی نہ رہے -

بقیہ شذرات

أفلا تتقون ؟ مصر کی مجلس ہلال احمر نے محمد بک کو مسلمانان ادرنہ (ایڈریا نوپل) کی موجودہ حالت کا اندازہ کرنے کے لیے بھیجا تھا - اُن کا بیان ہے کہ ادرنہ میں چالیس ہزار مسلمان اس وقت ایسے درد انگیز حالوں میں ہیں کہ تن ڈھانکنے کو کپڑا ' اور سد رمق کو دن رات میں ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں - چار ہزار مسلمان زخمی پڑے ہیں ' اور ۲۶ - ہزار قیدی ہیں - مناستر میں ۱۵ - ہزار ' سلانیک میں اس سے بھی زیادہ - اور تمام مقدونیہ کے ستم رسیدہ و بے خان و ماں اسلامی آبادی کا شمار تو ایک لاکھہ سے بھی زاید ہے - یہ وہ بے سر و سامان لوگ ہیں ' جن میں اتنی بھی سکت نہیں رہی کہ ظالموں کے دست ستم سے چھوٹ کر قسطنطنیہ تک اپنے آپ کو پہونچا سکیں اور وہاں اُن کے لیے کوئی انتظام ہو -

اس حالت میں اگر کوئی درد رسیدہ و دردمند دل ان بلا کشان صلیب کی اعانت کے لیے کوئی تدبیر سوچتا ہے اور اُس کے مطابق کام کا آغاز کردیتا ہے ' تو اُس پر تعریضیں ہوتی ہیں اور ترک خود اپنے بھائیوں کی امداد سے مقصر ہیں تو ہم کیوں یہ بلا اپنے سر لیں ؟ :

و اذا قیل لھم : انفقوا مما رزقکم اللہ ' قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ ؟ ان انتم الا فی ضلال مبین (۳۶ : ۳۸)

جب اُن سے کہا گیا کہ " خدا کی دی ہوئی روزی سے خرچ کرو " تو منکروں نے ایمانداروں کو جواب دیا : " کیا ہم ایسے کو کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو آپ کھلا دیتا ؟ تم لوگ تو صریح گمراہی میں پھنسے ہو جو ایسا کہتے ہو "

وائے بر ریشے کہ آن را از نمک مرہم کنند

فرنگی سلطنتیں خوش ہیں کہ باب عالی نے ایشیائے کوچک کے متعلق نظم و نسق میں اصلاحیں منظور کرلی ہیں ' جن کا اہم پہلو یہ ہے کہ یہ پورا ملک چھہ صوبوں پر تقسیم کیا جائیگا - ہر صوبہ کا انتظام چھہ ممبر اور ایک گورنر کے متعلق ہوگا جو سب کے سب گورنمنٹ کے ملازم سمجھے جائینگے ' اور جن میں ایک ثلث فرنگی ہونگے - اس کمیشن کے ذمے چار مختلف شعبوں کی نگرانی ہوگی -(۱) عدالت - (۲) تعلیم - (۳) پولیس - (۴) رفاہ عام - جندارمہ (جنگی پولیس) ہر صوبہ کے لیے علحدہ علحدہ ہوگی ' جس کے سرکاری (کمیشنڈ) و غیر سرکاری (نان کمیشنڈ) افسر فرنگی ہوا کرینگے - فرانسیسوں نے پچھلے تین سالوں میں معاملات اتنا طول کو ایک طرح اپنے ہات میں لے لیا ہے - گورنمنٹ کا کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جس میں ایک نہ ایک فرانسیسی کارفرما یا کارکن نہو - اس مداخلت کے سرخیل جنرل برمن ہیں ' جن کی حسن خدمت کے ترک بھی معترف ہیں - وہ ترکی گورنمنٹ کے فرائض ملازمت بھی ادا کرتے ہیں ' اور در پردہ فرانس کا نفوذ و رسوخ بھی بڑھاتے رہتے ہیں - اس تمہید مداخلت کی بنا پر انگلستان نے تسلیم کرلیا ہے کہ فرانسیسی افسروں کے علاوہ اور جتنے افسر ہونگے ' سب انگریز ہونگے ' یعنی اتحاد برطانیہ و فرانس ' جو مصر و مراکش کے متعلق چلے سے قایم ہے ' اب مشرق صغیر بھی اُسی سلسلہ میں منسلک ہو جائیگا ! !

مرہم از لبہاش می جویند ہر جان فگار
وائے بر ریشے کہ آن را از نمک مرہم کنند !

مذاہب عالم

مذہب جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب

اثر : مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکھنؤ)

(٢)

چند اہم تفریعات

گذشتہ نمبر میں احساس کي بابت اصولي نظریہ کا بیان تھا - صفحات ذیل میں اس مسئلہ کي چند اہم تفریعات درج کي جاتي ہیں :

(١) دنیا کی کوئي لذت ' درد و اذیت کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتي ' بلکہ ہر انبساط کے اندر انقباض کا شایبہ لازمي طور پر شامل رہتا ہے -

یہ ہم ابھي اوپر کہہ چکے ہیں کہ حظ نام ہے اعصاب کے ایک محدود و متعین عمل کا ' اور چونکہ ہر عمل سے اعصاب میں کسي نہ کسي قدر تکان پیدا ہونا ضروري ہے ' اسلیے کوئي حظ ایسا نہیں ہوسکتا ' جسکے متعاقب کرب نہ واقع ہو - جس طرح ہرکون کے لیے فساد اور ہر محنت کے لیے خستگي لازمی ہے ' اسي طرح ضروري ہے کہ ہر حرکت عصبي کے بعد ایک کسل و تکان پیدا ہو' اور اسی کا نام انقباض ' کرب ' اذیت ہے -

---

گذشتہ نمبر کي آخري سطور میں قوت ارادي اور احساسات کے تعلق پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان کے تمام افعال ارادیہ حس لذت و الم کے تابع ہوتے ہیں - اسکے متعلق ایک ضروري نکتہ شائع ہوے سے رہگیا تھا جو درج ذیل ہے :

بعض موجودہ علماء نفس کو اس کلیہ کي ہمہ گیري سے انکار ہے ' اور تعجب ہے کہ پروفیسر جیمس جیسا دقیق النظر عالم نفس بھي انکا ہم زبان ہے - یہ تسلیم کرلے کے بعد کہ افعال انساني کا ایک بڑا حصہ اسي بنیاد کي مانحتي میں انجام پاتا ہے ' جیمس ایک خطیبانہ انداز میں کہتا ہے :

" کون شخص ہنسنے کي لذت کے لیے ہنستا ' اور غضب ناک ہونے کے لذت سے غضبناک ہوتا ہے؟ کون شخص نکچھنے کي تکلیف رفع کرنے کي غرض سے چیختا ہے ؟ کون شخص غم و غصہ اور خوف کی حالت میں حصول لذت کے لیے ان ملازم حرکات کا مرتکب ہوتا ہے ؟ " (پرنسپلز آف سائکولوجي جلد ٢ - ٥٥٠)

لیکن عرض یہ ہے کہ یہ حرکات ' اور نیز افعال عادیہ ہمارے ارادے کي معلوم ہي کب ہوتے ہیں ؟ یہ تو افعال اضطراري ہیں ' جو بلا قصد ہم سے از خود سرزد ہوجاتے ہیں - حالانکہ احساس حظ و کرب کا دایرۂ عمل بہ حیثیت محرکات افعال ارادي تک محدود ہے - یہ بھي قابل لحاظ ہے کہ محرکات افعال صرف موجودہ احساسات ہي نہیں ہوتے ' بلکہ احساسات کے تصورات بھي ہوتے ہیں - (٥٥٠)

(٢) کوئي حیات انساني ' آلام و تکالیف سے قطعاً پاک نہیں رہ سکتی -

چونکہ حیات عبارت ہے مجموعۂ حرکات سے ' اور حرکات نام ہے انقشار سلامت کا ' جو مرادف ہے انقباض و کرب کا ' اسلیے ہر ذي حیات کے لیے کرب و اذیت ناگزیر ہے - پھر چونکہ ہر حیات انساني لازمی طور پر حیات اجتماعی ہونی چاہیے ' اور حیات اجتماعي ممکن نہیں ' جبتک کہ افراد کی آزادي اعمال محدود نہ کردي جاے ' اور اسی تحدید حریت کا نام احساس کرب ہے ' پس اسلیے بھی درد و الم حیات انسانی میں ناگزیر ہے -

(٣) قوت احساس ' مدارج تمدن کے متناسب ہوتي ہے - احساس ' چونکہ نفس کے ایک خاص شعبے کا نام ہے ' اسلیے تکامل و ارتقا عام نفسي نشوونما کے تابع ہوتا ہے - یعني جن اقوام کے افراد نفس نمو یافتہ ہوتے ہیں ' انکي قابلیت احساس بھي بڑھی ہوئي ہوتي ہے - اور چونکہ متمدن اقوام ہمیشہ غیر متمدن باشندوں کے مقابلے میں ذہني حیثیت سے بلند پایہ ہوتي ہیں ' اسلیے انکے افراد بھي نسبتاً نہایت دقیق الحس ہوتے ہیں ' اور ایسے ادنی سے ادنی واقعات سے متلذذ یا متالم ہوتے ہیں ' جنکے وقوع پر غیر متمدن اقوام کو خبر تک نہیں ہوتي -

کسي مہذب یورپین کے نرم و گداز بستر پر خفیف شکن بھي اگر رہجاتي ہے ' تو وہ چیں بہ جبیں ہوجاتا ہے ' لیکن ہندوستاني دہقان بلا تکلف فرش خاک پر لیٹ رہتا ہے ' اور اسکي پیشاني پر ہلکي سی ہلکی شکن کا نشان بھي نہیں ہوتا -

متمدن ممالک میں ہلکے سے ہلکے عمل بالید کے لیے ہوشیار سے ہوشیار ڈاکٹر ' اور بہتر سے بہتر انتظامات درکار ہوتے ہیں ' اسکے مقابلے میں وحشي قبایل کے افراد بلا کسي ساز و سامان کے بلا تکلف اپنے ہاتھ ' پیر ' اور دیگر اعضاء جسم کاٹ ڈالتے ہیں -

عوام اس طرح کے واقعات کو طبقۂ اعلی کے تصنع پر محمول کرتے ہیں - حالانکہ یہ صحیح نہیں - تمدن کي بلندي کے ساتھہ ' احساسات کا نازک و دقیق ہوجانا بھی لازمی ہے -

ایک اور وجہ متمدن افراد کے زیادہ متاثر عن الاحساسات ہونے کی یہ ہے کہ چونکہ اُن میں عقل ' دور اندیشی ' اور پیش بیني زیادہ ہوتی ہے ' اسلیے بہ نسبت وحشیوں کے وہ نتایج افعال کا اندازہ اتنے وقوع سے بہت پیشتر کرلیتے ہیں ' اور اسی لیے وقوع واقعات سے بہت پیشتر ہی وہ حظ یا کرب سے متاثر ہونے لگتے ہیں - فرض کرو کہ ایک بکري ذبح کرنے کے لیے ہم نے جونہی چھری ' مگر چونکہ وہ اپنی قسمت سے ناواقف ہوتی ہے ' عین ذبح ہونے کے وقت تک اُسے کوئی غم نہیں ہوتا - برخلاف اسکے جس انسان کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے ' وہ اسی وقت سے گھلنے لگتا ہے - اسی طرح جوں جوں انسان تمدن اور عقل و علم میں ترقی کرتا جاتا ہے ' اسي کے ساتھہ ساتھہ وہ اپنے آلام و لذات ' دردوں کے اسباب بھی بڑھاتا جاتا

ہے ' اور اکثر حالات میں اصل واقعات مسرت و غم سے زیادہ ' ان چیزوں کا تصور خوش آیند یا روح فرسا ہوتا ہے (۱) -

پھر محض انسان کی عقل و پیش بینی ہی نہیں ' بلکہ اسکی تمام تمدن زائیدہ صناعیاں و دستکاریاں ' ریل ' تار ' جہاز ' ہوائی جہاز ' و آلات جنگ ' جہاں ایک طرف اسکے اسباب راحت و مسرت میں اضافہ کرتے ہیں ' وہاں دوسری طرف اسکی تکلیف و بربادی کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں -

(۳) مختلف احساسات ' معاشرت کی وقعت و قیمت کے لحاظ سے مختلف درجات میں رکھے جاسکتے ہیں -

ہمارے احساسات ' اگرچہ میں حیث الاحساس ' سب کے سب مساوی درجہ کے ہوتے ہیں ' تاہم بازار معاشرت میں انکی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احساسات پست و ادنی خیال کیے جاتے ہیں - بعض بلند و اعلی ' اور بعض بلند تر و اعلی تر - یہ فرق مراتب ' محض انکل کی بنا پر نہیں ' بلکہ ایک خاص اصول کے ماتحت ہے - یعنی

> جو احساسات ' بقاے افراد و حفظ نوع سے براہ راست متعلق ہیں ' وہ ادنی درجہ کے ' اور جو اس سے صرف بعید و بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں ' وہ اعلی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں - بہ الفاظ دیگر ' احساسات کی پستی و بلندی کا انحصار لوازم حیات سے علی الترتیب انکے قریب و بعید تعلقات رکھنے پر ہے

اس کلیہ کی توضیح چند مثالوں سے ہوگی - غور کرو نوع یا نسل کی بقا کا دار و مدار کس فعل پر ہے ؟ ظاہر ہے ' کہ عمل زوجیت پر ' لیکن یہ بعینہ وہ فعل ہے ' جس سے تعلق رکھنے والے احساسات کا ذکر تک ہر مہذب سوسایٹی میں سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے ' اور تمام الفاظ ' جو اس فعل کی جانب بعید اشارہ بھی کرتے ہیں ' " فحش " خیال کیے جاتے ہیں - اسکے بعد اُن افعال کا نمبر ہے ' جو اس عمل کے مقدمات کا کام دیتے ہیں - مثلاً یورپ میں کورٹ شپ - اس قسم کے افعال اتنے شرمناک نہیں خیال کیے جاتے - چنانچہ ہم علانیہ انکے متعلق گفتگو کرسکتے ہیں - تاہم انکی حالت عمل پر شرم و حجاب کا پردہ پڑا رہتا ہے ' یعنی سوسایٹی اسکو جائز نہیں رکھتی کہ ان افعال کا وقوع علانیہ ہو - اس سے بھی اُتر کر وہ افعال ہیں ' جنکا تعلق فعل بقاے نسل سے نہایت بعید ہوتا ہے - مثلاً عورت کا خارجی ذرایع ' یعنی لباس ' زیور وغیرہ سے اپنے تئیں دلفریب بنانا - ظاہر ہے کہ اس تزئین و آرایش کا مقصد محض نمایش ہوتا ہے ' تاہم اگر شوہر یا اُس خاص شخص کے علاوہ ' جسکے لیے یہ سامان کیا گیا ہے ' کسی اور شخص کی نظر اُس پر پڑ جاتی ہے تو سخت معیوب ہوتی ہے - غرض کہ جو احساسات بقاے نسل سے تعلق رکھنے والے افعال سے جتنا زیادہ وابستہ ہوتے ہیں ' اُتنے ہی وہ پست و ادنی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں -

یہی حال اُن افعال کا بھی ہے ' جن پر افراد کی حیات کا انحصار ہے - خیال کرو کہ جسم کی تمام خارج کردہ نجاستوں ' یہانتک کہ ناک صاف کرنے اور تھوکنے کا ذکر بھی مہذب حلقوں میں کسقدر مکروہ و ناشایستہ سمجھا جاتا ہے ؟ رفتہ رفتہ جوں جوں شایستگی و نفاست مزاجی ترقی کرتی جاتی ہے (اور جسکا نمونہ ہمیں آج کل کے اونچے طبقے کی یورپین خواتین میں ملتا ہے) معدہ ' انتڑیاں ' شکم ' لبلبہ ' وغیرہ آلات ہضم کا نام لینا تک سخت بد تہذیبی خیال کیا جانے لگتا ہے - کھانا کھانے کا فعل ' بہ ظاہر اس اصول کے منافی معلوم ہوتا ہے ' اور بلا شبہ ایک حد خاص تک وہ اس کلیہ کے مستثنیات میں داخل ہے ' لیکن صرف ایک حد تک ' اس سے زاید نہیں - کھانا کھانے کی حالت میں دفعۃ کسی غیر شخص کا آجانا ' کھانے والے اور آنے والے ' دونوں کو معجوب کر دیتا ہے - ہم خود جب کسی کھانا کھاتے ہوے شخص سے ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اسکے کھانے پر ہماری نگاہ نہ پڑے - اسکے علاوہ ضیافتوں کے موقع پر اسکا خاص اہتمام رہتا ہے کہ کھانے والوں کی توجہ ' گفتگو وغیرہ دیگر مشاغل کی جانب مصروف رہے ' اور اعلی طبقوں میں غذا کے ذایقہ وغیرہ کا ذکر تک کرنا سخت بد مذاقی خیال کیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہوگا کہ کھانا کھانے کی مثال بھی کلیہ بالا کے معارض نہیں ' بلکہ ایک حد تک موید ہے -

اسکے مقابلے میں اُن مشاغل کو دیکھنا چاہیے ' جنکا قیام حیات سے نہایت بعید تعلق ہے ' اور جنہیں ہم صرف تفنن طبع کے لیے اختیار کرتے ہیں - مثلاً کسی قدرتی سینری (منظر) میں دریا پہاڑ ' سمندر ' سبزہ زار وغیرہ ' یا کسی اعلی انسانی صناعی کو دیکھکر ' یا وہ احساسات جو سماع موسیقی سے پیدا ہوتے ہیں ' نہایت اعلی خیال کیے جاتے ہیں ' اور جن لوگوں نے یہ احساسات قوی ہوتے ہیں ' اُنہیں " صاحب ذوق " و " خوش مذاق " وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے -

استحالۂ احساس

(۵) بعض حالات میں ممکن ہے کہ انبساط ' انقباض ' اور انقباض ' انبساط کی شکل میں تبدیل ہو جاے -

احساس حظ و احساس کرب ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آے ہیں ' چونکہ نام ہے کسی ذات اور اسکے ماحول کے درمیان علی الترتیب موافقت و غیر موافقت کا ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شے پہلے ہمارے مزاج کے موافق تھی ' اب ناموافق ہوگئی ہو - یا جو پہلے ناموافق تھی ' اب موافق ہوگئی ہو - اس لیے انبساط کا انقباض میں ' اور انقباض کا انبساط میں تبدیل ہو جانا بھی بالکل ممکن ہے - جو لوگ بچپن میں کھیل کود ' آپک پھاند پر جان دیتے تھے ' بڈھے ہوکر اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں - بعض غذائیں اب ہم رغبت سے کھانے لگے ہیں ' حالانکہ چند سال پیشتر انکی صورت سے بھی کراہیت آتی تھی - سردی کے موسم میں برف کو چھونا تک گوارا نہ تھا ' لیکن گرمیوں میں اُسے ذوق و شوق سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں - یہ تمام واقعات اسی کلیہ بالا کے تحت میں حل ہوتے ہیں - اس " استحالۂ احساسات " کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) ماحول میں تغیر - مثلاً موسم ' اور آب و ہوا وغیرہ کی تبدیلی -

(ب) ذات میں تغیر ' مثلاً عمر میں نشوونما ' دفعۃ کسی مرض میں مبتلا ہوجانا ' یا اُس سے شفا پانا -

یہ دونوں صورتیں غیر ارادی ہوتی ہیں ' اور علی العموم دفعۃً ' لیکن جو صورت انسان کے تصرف و اختیار کے اندر ہے ' اسکا نام ہے :

(ج) مشق و تمرین ' یعنی ناموافق چیزوں کی تدریجی مزاولت کرکے انکو موافق بنا لینا اور انکا خوگر ہوجانا - [رہیں اکتساب

---

(۱) اسکا تجربہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ہوا ہوگا کہ اکثر آیندہ مصایب کا تصور ' خود ان مصایب سے بڑھکر تکلیف دہ ہوتا ہے - غالب نے خوب کہا ہے :-

بے تلک در بلا بودن بہ از بیم بلاست
قعر دریا سلسبیل و روے دریا آتش ست

عوائد کي عملي تدابير' تو اولا تو اس بحث کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں' دوسرے ہم اسکي کسي قدر تفصیل اپنے ایک علحدہ مضمون میں کرچکے ہیں]

حس لذت و الم کا ایک اہم فرق

(۶) آلام کي طرح لذات کبھي تیز و شدید نہیں ہوسکتیں - دیکھو مریض کو شدید درد کي حالت میں ساري رات کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور کسي پہلو کل نہیں پڑتی - فرط غم کي حالت میں پچھاڑیں کھاتے ہیں اور سینہ کوبي کرتے کرتے اپنے تئیں ہلکان کر ڈالتے ہیں' لیکن فرط مسرت میں کبھي یہ بے تابي و بیقراري طاري ہوتے نہ دیکھي ہوگي - اسکي وجہ ظاہر ہے - انبساط نام ہے اعصاب کی معتدل ورزش کا' اور اس پر انبساط کا اطلاق اسي وقت تک ہوسکتا ہے' جبتک کہ اس میں اعتدال ہے' اور جہاں انبساطي کیفیت حدود اعتدال سے متجاوز ہوئي' وہ انبساط نہیں رہتی' بلکہ بجائے خود الک کرب و الم ہو جاتي ہے - اطمینان' سکون' چین' کل' راحت' یہ حدود مقرر ہیں' لیکن اضطراب' بیقراري' بیچیني' بے کلي' کرب کي کوئي انتہا نہیں ہو سکتي -

وجـــدان

احساس کا نظریہ مع اسکی اہم تفریعات کے بیان ہو چکا - اب دو لفظوں میں صرف یہ تمہیدا باقي ہے کہ احساس' جسکے دو رخ ہیں: ایک حظ اور انبساط کا' دوسرا کرب و انقباض کا' وجدان کي منزل اولین کا نام ہے - وجدان جسوقت تک کہ یہ بسیط اور مفرد حالت میں ہے' احساس کہلاتا ہے اور جب پیچیدہ' مرکب اور مخلوط شکل اختیار کر لیتا ہے' تو جذبے کے نام سے موسوم ہوتا ہے - گویا احساسات' جذبات کے عناصر و مفردات ہیں - یعنی جذبات کي جب تحلیل کي جاتي ہے' تو آخرکار وہ احساسي کیفیات ہي پر آکر تمیر جاتے ہیں - جذبات کي ماہیت' اور مہمات جذبات کي مفصل تشریح' آیندہ ابواب کا موضوع ہے -

الهـــلال

یہ مضمون کتاب کا ایک ٹکڑہ ہے' اور امید ہے کہ اسکے اور ابواب بھی شائع ہوں - مسٹر عبد الماجد اُن معدودے چند تعلیم یافتہ ارباب علم میں سے ہیں' جنکو تصنیف و تالیف اور تراجم علمیہ سے شوق ہے - ان ابواب کي اشاعت سے انکا مقصود یہ ہے کہ طرز تحریر اور اسلوب بیان کے متعلق اگر ارباب علم مشورہ دیسکیں' تو قبل از اشاعت کتاب اس سے فائدہ اٹھائیں' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ لوگ اس طرح کے مضامین کو غور سے پڑھنے اور راے دینے کي زحمت گوارا کرینگے -

بالفعل صرف ایک امر کے طرف اشارہ کردینا ضروري ہے - مضمون میں جا بجا " حس لذت و الم " کو " حظ و کرب " سے تعبیر کیا ہے' اور اسی کو بصورت اصطلاح عنوان میں بھی جگہ دي ہے - لیکن اسکے لیے " لذت و الم " ہی کے الفاظ زیادہ موزوں اور صحیح تھے -

اول تو " حظ " کے معني لذت کے نہیں بلکہ حصے کے ہیں (الحظ : النصیب' جمعہ حظوظ) البتہ اردو اور شاید فارسي میں لذت کیاہے بولتے ہیں' لیکن باعتبار لغت غلط ہے' اور عربی میں تو اس معنی کا کہیں پتہ نہیں -

پھر جب " لذت " کا ایک لفظ پیشتر سے اسکے لیے موجود ہے' اور عربی میں ٹھیک ٹھیک اُسی مفہوم کو ادا کرتا ہے' جو مباحث علم النفس میں آپکا مقصود ہے' تو دوسرا لفظ کیوں تلاش کیا جاے؟

اردو میں لذت کا لفظ اپنے اصلی معنی سے ہٹ گیا ہے' اور مختلف موقعوں پر بولا جاتا ہے' لیکن عربی میں یہ ہمیشہ " الم " کے مقابلے میں لایا جاتا ہے' اور لغت میں اسکی تعریف " نقیض الالم " ہے -

" کرب " اور " الم " میں بھی فرق ہے - کرب صرف " حزن " کے معنوں میں آتا ہے' لیکن " الم " میں اس سے زیادہ وسعت اور تعمیم ہے -

بقیہ خبرات

هنا و هنـــاك

محمد شریعي پاشا مصر کے ایک نامور دولتمند رئیس ہیں - ارض شام میں اُنھوں نے تین شاخ در شاخ ریلوے لائین جاري کرنے کي درخواست کي ہے -

(۱) ایک لائین غزہ سے بیرسبع تک -
(۲) غزہ سے یافا و بیت المقدس تک -
(۳) غزہ سے مصر تک -

دو درخواستیں خود اہل شام نے بھي دي ہیں' جن میں ایک اجراء ریلوے اور ایک جہاز راني کے متعلق ہے - تیسرے کے لیے بھي ایک درخواست پیش ہوئي ہے' جو امید ہے کہ منظور ہو جائیگي -

مسلمانان شام کي اس پر آشوب حالت کا اندازہ کیجیے کہ مظالم یورپ نے اُن کے دل پاش پاش کردیے ہیں' مگر بقاے حیاۃ کي فکروں سے وہ اس حالت میں بھي غافل نہیں! نہ اس لیے کہ مظلومان بلقان کا اُن کو درد نہیں ہے' بلکہ محض اس لیے کہ وقت فرصت سے فائدہ اُٹھانے میں اگر پیش قدمی نہوي تو یہي اجارے فرنگي سرمایہ داروں کو ملجائینگے - لیجئے ہندوستان کي حالت کسقدر افسوس ناک ہے کہ تمام موارد ثروت پر غیر ہندوستاني قومیں قابض ہوتي جاتي ہیں' تاہم کسي ہندوستاني سرمایہ دار کو اس کا احساس بھي نہیں ہوتا' اور وجود و ورود مصائب کے' پھر بھي آنکھیں بند ہیں!

زر اعانـــۂ " اردوے معلے "

جناب محمد ناظم صاحب صدیقي رقمطراز ہیں :

آپکے اخبار الہلال میں " اردو پریس علیگڈہ کي ضمانت " کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے' اُسکو پڑھکر بہت صدمہ' ہوا اور آسوقت اور بھي اضطراب پیدا ہوا' جب میرے ایک دوست مسٹر غلام جیلاني نے جو حال ہي میں علیگڈہ سے تشریف لائے ہیں اُن تمام امور کي تصدیق کي جو کچھہ جناب حسرت موہاني کي غربت کا حال اپنے اخبار میں درج فرمایا ہے - واقعي ایک ایسے پریس سے تین ہزار کي ضمانت طلب کرنا سراسر ناانصافي ہے - ہمکو اپني حیثیت کے مطابق موجودہ احباب سے ایک ایک روپیہ جمع کرکے آپکي خدمت میں بھیجتے ہیں - آپ جو طرز چاہیں اس روپیہ سے حضرت موہاني کی امداد فرمادیں - ہمکو استدعا کرتے ہیں کہ آپ بہت جلد اسکے متعلق ایک با قاعدہ فنڈ قائم فرمادیں - ہمکو کوشش کرکے جسقدر بھی روپیہ یہاں سے جمع ہوسکیگا' آپکي خدمت میں بھیجینگے -

جن صاحبوں نے ایک ایک روپیہ دیا ہے اُنکے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :

مسٹر غلام جیلاني - مولوي امام علیصاحب - مسٹر رشید محمد - مولوي شہباز خانصاحب - محمد ناظم صدیقي -

الحریۃ فی الاسلام

(١)

منجملہ ان مقاصد مہمہ کے ' جنکے لیے الہلال شائع کیا گیا ' ایک مقصد اہم احرار اسلام کا باب تھا -

ارادہ تھا کہ منجملہ مستقل ابواب مضامین کے ' یہ باب بھی بالالتزام ہمیشہ چند صفحات کا سر عنوان رہیگا ' اور اسکے نیچے تاریخ اسلام کے ماضی و حال کے وہ واقعات اور سوانح حالات درج ہوا کرینگے ' جنسے غفلت پیشگان ملت کو اپنا حق پرستی و حریت روشی کا بھولا ہوا خواب یاد آجائے گا -

لیکن اسکے لیے سب سے پہلے بطور دیباچہ و توطیۂ مضامین کے ' ایک مبسوط تمہید کی ضرورت تھی ' تاکہ اسلام اور حریۃ صحیحہ کے رشتے کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا جائے -

الہلال جلد اول کے دوسرے نمبر ہی سے اسکا سلسلہ شروع کرنا چاہا ' اور اسکی پہلی تمہیدی قسط " الحریۃ فی الاسلام " کی سرخی سے شائع بھی کی ' لیکن اسکے بعد سے آجتک کہ دوسری جلد کا اختتام درپیش ہے ' اسے متعلق ایک حرف لکھنے کی مہلت نہ ملی - احباب کرام نے بارہا یاد دلایا ' اور بھولا تو میں بھی نہ تھا ' لیکن کیا کرتا کہ اپنی بساط میں زندگی اور زندگی کے ادوات کی ایک ہی اینٹ تھی - کن کن عمارتوں کی دیواروں میں اس سے چنتا ' اور ایک ہی پتھر کو کہاں کہاں لگاتا ؟

فرصت دیدن گل آہ کہ بسیار کم است
و ارزرے دل مرغان چمن بسیار ست !

اب چاہتا ہوں کہ الہلال میں یہ سلسلہ بالالتزام شروع ہو جائے - سب سے پہلے " اسلام و حریت " کے تعلق پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاہیے ' اور اسکے لیے سب سے پہلے قرآن کریم ' پھر احادیث صحیحہ ' اور بعد اثر صحابۂ و تابعین ' اور تاریخ اسلام کے عام حالات و سوانحات سے مدد لینی چاہیے -

سلسلۂ بیان کیلیے ضروری تھا کہ الہلال جلد (١) نمبر (٢) کا تمہیدی مضمون سامنے آجائے ' اسلیے آج کی اشاعت میں وہ مکرر شائع کیا جاتا ہے - اسکے بعد اصلی سلسلہ جو طیار و مستعد ہے ' شائع ہونا شروع ہو جائے گا -

و ما توفیقی الا باللہ -

یا صاحبی السجن !	اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور
ارباب متفرقون خیر	آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے
ام اللہ الواحد القہار ؟	قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ اور جمہور
ما تعبدون من دونہ	کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رہے ہو
الا اسماء سمیتموہا	تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں '
انتم و اباؤکم ما	جو تم نے اور تمہارے پیشروؤں نے گھڑ
انزل اللہ بہا من	لیے ہیں ؟ حالانکہ خدا نے تو اسکے لیے
سلطان " ان الحکم	کوئی سند بھیجی نہیں - اسے گمراہو !
الا للہ " امر الا	یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت
تعبدوا الا ایاہ '	صرف اُس ایک خدا ہی کیلیے ہے -
ذلک الدین	اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے
القیم ' و لکن اکثر	آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا
الناس لا یعلمون	رستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ
(١٢ : ٤٠)	ہیں کہ اس سمجھتے ! !

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے - اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد اور انکسار و ابتہال کے ساتھ جھکاتا ہے ' اُتنا ہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام مخلوقات کے آگے سر بلند و مغرور کر دیتا ہے - دنیا کی کوئی طاقت ' اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کر سکتی - وہ ایک بیوقعت پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرمانبرداریوں سے آزاد ہو جاتا ہے ' اور ایک خدا کو اپنا بنا لیتا ہے -

(اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھ حکومت ' خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمیز قوم و مرز بوم کی وہ تمام بیڑیاں کاٹ کر گرا دیں ' جنکے بوجھ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہو رہے تھے ' لیکن یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اُسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے - اسے تمام اعمال یدسر نفس و اوہام اور انسان و اجسام کی غلامی و تعبد کا نمونہ ہیں ' اور وہ جن بیڑیوں کو توڑنے آئے تھے ' انسے زیادہ بوجھل بیڑیاں آج خود اُنکے پاؤں میں دیکھ رہے ہیں ! !

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست !

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کر سکتی ہے ؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے ' اُسکے وسط و آخر کے مقابلے میں غلط اور پُر فریب تو نہیں ہیں ؟ اور اگر نہیں ہیں ' تو کیا اسلام کی دعوت کی گہری ' چند ابتدائی سالوں ہی تک کیلیے کر دی گئی تھی ؟

یہ سوالات ہیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی کی نئی بیداری آزادی و حریت کے ولولوں سے معمور ہے - علی الخصوص پچھلے چھ سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا ہوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم ہوئیں '

اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے' اور یہ جو کچھ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخباروں ' وقائع نگاروں ' اور علم اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' مجکو یاد ہے کہ ان میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ سے ساتھہ بھی اِس بیان کے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو - مسٹر (ای - ایف - نائٹ) جو عرصے تک یورپین ٹرکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے ' اور بقول خود سیکڑوں مسلمانوں کا درست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبد العزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے :

" یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ (سلطان عبد العزیز) کو اسکی نا اہلی اور نا قابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قران کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے ' اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہیں کی جاسکتی - البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہیں کرتا ' اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے - چنانچہ اب کچھہ مدت سے قران کی چند آیتیں بتلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا ' اور جب لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے" (Awakening of Terkey p. 8.)

مسٹر (نائٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی معلومات کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح میں اتنا ظرف ہے ' اسلیے انکا بیان چنداں قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (ریمبرے) جس نے ٹرکی کے قلب میں رہکر نشوؤ نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے ' جو قران کی سورتوں کی عربی لب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوے ' جو شیخ الاسلام نے سلطان عبد العزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے :

" چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کھینچ تانکے تاویلیں کی جاسکتی ہیں ' اسلیے قران کی آیتیں کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید میں بآسانی ملگئیں ' لیکن یہ تمام بدعتیں در اصل یورپ سے حاصل کی گئی تھیں ' گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا ' اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاورھم فی الامر (اپنے معاملات کیلیے باہم مشورہ کرلیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی"

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے نا قابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے :

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے - (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا : " جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' ..... جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاہیے ' لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے ..... جو مسلمان آجکل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں ' وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کرکے مسلمان پادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں - اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اسلام کے دور اول میں فرماں رواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی"

(Western Light and Eastern Lands Vol. 3. p. 32.)

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس مزعومہ عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل و لیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے ' لیکن مثل میں بابر ' حسین مرزا ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا ' تاریخ اسلام کے اس عظیم الشان ماہر کو ' اور کوئی نام نہیں ملتا ! و ذلک مبلغہم من العلم -

یہ یورپ کے ایک مشہور مستشرق کا خیال ہے ' اور گو " وشاورھم فی الامر " ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکی اتنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جاے گا ' تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے - ایک ضعیف و لب گور بیمار ' اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں - مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں - انکے قوی مضمحل ہوچکے ' اور انکے چہرے پر رونق و شگفتگی کی جگہ ' افسردگی اور مردنی چھا گئی ہے ' پھر انکے " دور جوانی در عہد پیری " کو آج کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کریگا ؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ اینٹوں کا ڈھیر ممکن ہے کہ کبھی ایک قصر چہل ستون ہو ' مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں !!

فتادم دام بر کنجشک و شادم ' یاد آن ہمت
کہ گر سیمرغ می آمد بدام ' آزاد می کردم

٭ ٭ ٭

تاہم جستجو کرنی چاہیے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھہ کہا جاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں ' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدایش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ' اور کیا یہ واقعی مسٹر نائٹ اور ریمبرے کے الفاظ میں " چند برسوں " کے نو زائیدہ خیالات ہیں ' یا تیرہ سو برس سے اسلامی دعوت و تعلیم کے صحائف و اسفار میں مدفون چلے آتے ہیں ؟

ایک دوسرا گروہ

علاوہ بریں اس جستجو و تفحص کیلیے متذکرۂ صدر خیالات سے بھی بڑھکر ایک اور خیال محرک ہے -

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی ضلالت اندیشی عام ہے - اس نے ابتک جو کچھہ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے ' وہ تمام تر مجموعۂ افترا و اکاذیب ہے - وہ اس جسم کے کسی خال و خط کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا ' بلکہ اُسکی نظر میں از سر تا پا اسکی ہیئت و صورت مکروہ ہے - پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے خیالات رکھتا ہو ' تو یہ چنداں عجیب و مستبعد نہیں -

لیکن بدبختی یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں -

گذشتہ دس سال کے اندر ایران اور ٹرکی کے اندر جمہوریت کی تحریکیں بار آور ہوئیں ' اور نظام حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری و آئینی طرز حکومت پر قرار پایا - اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن و سکون حاصل کرنے کیلیے ایک زمانۂ ممتد کے محتاج ہوتے ہیں - بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ مل جاے ' مگر اسکے استعمال کے نتائج کیلیے انتظار ناگزیر ہے -

مقالات

بد قسمتی سے ان دونو حکومتوں کو ناگہانی انقلاب کے قدرتی نتائج' اختلال و اعتشاش ' اور اجانب کے فشار و هجوم سے مہلت نه ملی' اور اسکے بعد هی بربادیوں اور تباهیوں کا ایک سلسله غیر منقطع شروع هوگیا - علی الخصوص دولت عثمانیه ' جو موجوده جنگ کی بربادیوں سے بالکل نیم جاں هوگئی هے -

عام نگاهیں جو انقلاب حکومت سے نتائج عاجله کی منتظر تهیں' انهوں نے دیکها که نتائج مطلوبه ایک طرف ' انقلاب کے بعد تو پچهلی حالت بهی قائم نه رهسکی ' اور بربادیوں کا ایک سیلاب عظیم هر طرف سے امنڈ آیا - بظاهر هر مقدم واقعه ' موخر کی علت هوتا هے ' اسلیے بهتوں نے یقین کرلیا که یه تمام بربادیاں صرف دستوری حکومت کے نتائج هیں ' اور پهر اس الزام سے اسلام کو بچانے کیلیے یه سمجهه لیاگیا که اسلام صرف شخصی حکومت هی کا مجوز هے ' اور " مشوره " اور " شوری " سے حکومت دستوری مقصود نهیں - یا هے بهی تو وه کوئی آور شے هوگی جسکی همیں خبر نهیں - کم ازکم دستوری نظام حکومت کو تو اس سے کوئی تعلق نهیں !!

اسطرح وهی اسلام' جو کل تک شخصیت کا دشمن اور حکومت مستبده کا قامع یقین کیا جاتا تها ' اور اسکے لیے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا جاتا تها ' ترکی اور ایران کے حوادث کے بعد آئین و دستور کا اعدی مخالف هوگیا !! وما لهم به من علم' ان یتبعون الا الظن ' وان الظن لا یغنی من الحق شئیا (٥٣ :)

آج هندوستان کے مسلمانوں میں شاید نصف سے زیاده اخبار بیں طبقه اسی غلطی میں مبتلا هے -

لکن فی الحقیقت یه ایک نهایت خطرناک گمراهی هے - مسلم اگر حریت و جمهوریت کا حامی هے ' تو اسکے لیے وه ترکی ایران کے تجربے کا محتاج نهیں ' اور اگر مخالف هے ' تو مدحت پاشا و جمال الدین کی تحریک اسکو حامی نهیں بنا سکتی - پهر اسلام کے متعلق ایک محکم فیصله کرلینا چاهیے - وه ایک معین شے هے - کوئی پیچیده راز نهیں هے - اسکی تعلیم کی جو حقیقت آج سے سات سو برس پهلے تهی وهی هوگی ' وه همیشه قائم رهیگی ' خواه تمام دنیا کی جمهوری حکومتیں غارت هوجائیں ' خواه دنیا سے شخصیت و استبداد کا نام و نشان همیشه کیلیے مٹ جاے -

پس تعلیم تجربے کی ناکامیوں کی ذمه دار نهیں هوسکتی - واقعات و حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ماحول سے وابسته هوتا هے' اس دنیا میں کبهی کامیابیاں هوتی هیں' کبهی ناکامیاں - لیکن قانون اور تعلیم کی حقیقت همیشه غیر متزلزل هوتی هے -

کچهه هرج نه تها اگر لوگ ایران اور ترکی کے انقلاب پر معترض هوتے - کچهه مضائقه نه تها اگر وه وهاں کے حامیان دستور پر لعنت بهیجتے ' اور وهاں کے رجال انقلاب کی سخت سے سخت مذمت کرتے - اسلام کے احکام اسکے پیروؤں کی غلطیوں سے ملوث نهیں هو سکتے' اور اسلام کی کس تعلیم کا آج هم نے اپنے تئیں نمونه

الکاتب الاریب

یعنی وقائع نگاران جنگ

موجوده تاریخ حرب کا ایک صفحه

اثر: مسٹر والم - نامه نگار ڈیلی میل (لندن)

دنیا کی تمام مشهور جنگیں اپنے اندر چند ایسی خصوصیتیں ضرور رکهتی هیں' جو انکے لیے علت شهرت و باعث تذکره هوتی هیں - مگر بیسویں صدی کی صلیبی جنگ گونه گونه خصائص و مزایا کا ایک طول طویل سلسله هے ' اور ان خصائص میں ایشیاء کے لیے عموماً اور عالم اسلامی کے خصوصاً سب سے زیاده سبق آموز پهلو' یورپ کے خصائل و عقائد کی بے نقابی هے ' جس نے مسیحی عصبیت کے تمام خال و خط نظاره گیان عالم کیلیے نمایاں کردیے -

غالباً لفتنت ریگنرالڈین وقائع نگار جنگ کے لیے مزید تعارف کی ضرورت نهیں' کیونکه انکی روپوشی کو ابهی زیاده عرصه نهیں گذرا - قارئین کرام کو یاد هوگا که آغاز جنگ میں لفتنت مذکور کی سحر کار پنسل نے فتوحات بلغاریه کا ایک طلسم باندها تها ' مگر اس عصر کهرباء و بخار

[بقیه مضمون پچهلے کالم کا]

بنایا هے که اس امر خاص میں همارا عمل اسکی تعلیم کا آئینه هوتا ؟ لیکن مصیبت یه هے که سرے سے جمهوریت اور نظام شوری هی کو اسلام کا ضد اور مخالف بتلایا جاتا هے ' اور اس طرح اسلام کی دعوت و تعلیم کے متعلق (که پیشتر هی سے غلط فهمیوں اور غلط اندیشیوں میں ملفوف هے) ایک نئی اور نهایت سخت تاریکی پهیلائی جا رهی هے -

حالانکه اسلام کو شخصی حکومت کا حامی بتلانا ایک ایسی اشد شدید ضلالت هے ' جسکا تصور بهی اسکے دامن حریت پرور کیلیے معصیة کبری سے کم نهیں -

پس ضرور هے که اس غلط فهمی کا ' اسکے ترقی و اشاعت سے پهلے انسداد کیا جاے - نهر که حوادث و آلام کا فوری اثر نادانوں کو اسلام کے متعلق ایک سخت ضلالت اندیشانه عقیدے پر استوار کردے - اسلیے ترکیهه غم نهیں که ترکی اور ایران کے رجال انقلاب کے متعلق دنیا کیا سمجهتی هے ؟ البته اسلام کے دامن عصمت کو پر جهل و تاریکی اور ظلم و استبداد کی حمایت کا دهبه گوارا نهیں کیا جاسکتا :

من و دل گر فدا شدیم ' چه باک ؟
غرض اندر میاں سلامت اوست

میں ایسے طلسموں کی عمر زیادہ نہیں ہو سکتی - دوسرے وقائع نگاروں نے بہت جلد واقعات سے پردہ اٹھا دیا ' اور ایک طرح کی قلمی جنگ واقعات بلقان کے متعلق چھڑ گئی - جبکہ یورپ ادنی کے میدانوں میں ہلال و صلیب معرکہ آرا ہو رہے تھے ' تو یورپ اقصی کے کاغذی میدانوں میں صدق و کذب اور حق و باطل بھی دست و گریباں ہونے لگے -

سب سے پہلے مسٹر نیت نے (ٹائمس ٹیلیفون سنچوری) میں ایک مضمون شائع کیا ' جسمیں ان تمام وقائع نگاروں پر نہایت سخت حملے کیے ' جو عسکر عثمانی کے ہمراہ تھے - اس مضمون کا جواب مسٹر جارج پلچر نے اسی رسالے میں میں شائع کیا - پھر اسی سلسلے میں مسٹر ولیم مکسول نے ایک پر مغز مضمون رسالہ مذکور میں شائع کیا - اس کے آغاز میں ان سوانح و وقائع پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی تھی ' جو نامہ نگاروں کو جنگ سوڈان ' جنگ بوئر ' جنگ جاپان ' وغیرہ وغیرہ میں پیش آئے تھے - یہ مضمون کسیقدر طویل ہے - اسلیے اصل مضمون کے بدلے صرف اسکی تلخیص شائع کیجاتی ہے کہ بعض دلچسپ اور سبق امروز کوائف سامنے آجائیں گے

سنہ ۱۸۵۴ع کے بعد سے جنگ بلقان سب سے بڑی جنگ ہے ' جسمیں نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت نہیں دیگئی - مگر اس باب میں ترکی اور ریاستہاے بلقان ' دونوں حق بجانب ہیں - اسلیے کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاروں کی مراسلات کے پہنچنے اور شائع ہونے میں اتنا وقت صرف ہو جاتا تھا کہ اسکے بعد ان اطلاعات سے فریقین جنگ کسی حالت میں مستفید نہیں ہوسکتے تھے ' اور اسیطرح ان مراسلات کا فائدہ ایک تاریخی حد تک محدود رہتا تھا ' مگر اب حالات بالکل بدلگئے ہیں - نامہ نگار کی مراسلات اسی دن پہنچ جاتی ہے ' اور وصول اشاعت کے بعد سب سے پہلی اشاعت میں نکل جاتی ہے ' اور اسکو تمام دنیا کی طرح فریقین جنگ بھی پڑھسکتے ہیں -

پس اگر نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت دیجاتی تو ان مراسلات کا اثر وقائع نگاری کی حد سے گذر کے جاسوسی کی حد تک پہنچ جاتا ' اور فریقین میں سے کوئی بھی اپنے ان مخصوص حالات کو پوشیدہ نہ رکھ سکتا ' جنکا اخفا اسکے مصالح کے نقطۂ نظر سے ناگزیر تھا -

یہ ایک ایسی بات ہے ' جسکو کوئی قائد بھی گوارا نہیں کرسکتا ' کیونکہ اس کا مقصد اپنے حریف کی شکست ہوتی ہے نہ کہ قارئین کی دلچسپی اور جرائد و صحائف کی گرم بازاری -

ماضی و حال میں ایک فرق یہ بھی تھا کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاران جنگ کی جماعت مختصر ' منتخب ' اور کارداں افراد کا مجموعہ ہوتی تھی ' مگر اس زمانے میں برخلاف اسکے نامہ نگاروں کا ایک جم غفیر تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر لیاقت کے لوگ تھے - ان نامہ نگاروں کی فوج گراں میں سے بعض نے تو اپنی خدمات بعض اخبارات کے لیے بلا معاوضہ محض اس شوق کی بناء پر پیش کردی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان افسانہ ہاے غم کو ایکٹ (ممثل) ہوتے دیکھینگے ' جنکو نہایت عمیق شوق و ذوق کے ساتھ ہمیشہ اخبار و رسائل ' تاریخ ' یا ناولوں کے صفحات پر پڑھا کرتے ہیں -

بساط صحافت (نامہ نگاری) کے ان تازہ واردان جنگ میں بعض افراد تو اس درجہ اپنے فرائض سے ناواقف ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اپنی مراسلات میں کیا لکھیں اور کیونکر لکھیں ؟ -

اس موقع پر مجھے وہ گفتگو یاد آتی ہے جو ایک اخبار کے مالک اور بہت بڑے صحافی میں ہوئی تھی - مالک اخبار پہلے قالین باف تھا - اسکے یہاں فرش بنے جاتے تھے ' مگر آدمی بلند حوصلہ تھا - اس نے ایک اخبار جاری کیا ' اور اسکی تحریر (اڈیٹری) کے لیے اس صحافی کی خدمات حاصل کرلیں - کچھ دنوں کے بعد مالک اخبار کو خود مضمون نویسی کا ولولہ اٹھا ' اور کاغذ کے چند صفحے سیاہ کرکے مالکانہ تحکم کے ساتھ ایڈیٹر کے حوالہ کیے - مضمون اس درجہ مہمل اور بے معنی تھا کہ ایڈیٹر اپنی راے کے ضبط کرنے پر قادر نہ ہوسکا اور ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا - یہ دیکھکر مالک نے کہا :

" میں نے بہت سے مضامین دیکھے تھے اسلیے مجھے یہ خیال ہوا کہ اب میں بھی لکھسکتا ہوں "

نامہ نگار نے کہا :

" ہاں مگر میں نے بہت سے فرش پامال کیے لیکن مجھے تو کبھی یہ خیال نہ ہوا کہ اب میں خود بھی فرش بن سکتا ہوں " ! !

نامہ نگاروں کا یہ ازدحام دفعۃً نہیں ہوا ' بلکہ اس تدریجی اضافے کا نتیجہ ہے ' جو جنگوں کے توالی و تتابع کی وجہ سے عرصے سے ہورہا ہے -

ام درمان (سوڈان) کی جنگ میں ہم لوگوں کی تعداد ۱۶ - تھی مگر اس پر بھی لارڈ کچنر نے کہا تھا کہ اب یہ تعداد اتنی ہوگئی کہ ایک پورا ریجمنٹ ترتیب دیا جا سکتا ہے - مگر ان میں صرف ۶ - شخص پختہ کار نامہ نگار تھے - انہی چھ میں فریڈرک اوڈنس بھی تھے جو بالاخر زخمی ہوئے ' اور ہربرٹ ہارورڈ بھی تھے ' جنھوں نے اس راہ میں اپنی جان تک قربان کردی -

جنگ بوئر میں ہماری تعداد اور بڑھ گئی ' اور جنگ جاپان و روس میں تو اسقدر بڑھگئی تھی کہ پورا ایک لشکر جرار تھا - ہم میں سے بعض نے اپنی خدمات بغیر کسی معاوضۂ مالی کے پیش کی تھیں - جاپان سے جب کوریا جانے کے لیے روانہ ہوے تو ہم میں سے ۵۶ - آدمیوں نے فوج کے ہمراہ جانے کی درخواست کی - ان ۵۶ - میں ۳۳ - انگریزی اخبارات کے نامہ نگار تھے ' ۱۷ - امریکن ' ۲ - فرانسیسی - اتنے ہی جرمنی ' اور اطالی اخبارات کے تھے -

ہم انگریزی نامہ نگاروں کے قافلے میں ارباب صحف و قلم کے علاوہ عام مضمون نگار ' معلم ' تاجر ' بساطی وغیرہ بھی تھے -

دخانی جہاز اس لشکر مکانبین کے لیے ہر روز نئی نئی کمکیں لاتے رہتے ' جنمیں سے کسی میں امریکہ اور کسی میں سوئٹزرلینڈ کی خاتونیں بھی ہوتی تھیں -

بلغاری فوج کے ہمراہ کتنے نامہ نگار تھے ؟ مجھے اسکا صحیح علم نہیں - کیونکہ ان لوگوں کے صوفیا پہنچنے سے پہلے ہی میں نے صوفیا چھوڑ دیا - لیکن تخمیناً سو سے تو کسی طرح کم نہ ہونگے - انمیں سے بعض فوجی افسر بھی تھے - ان فوجی افسروں نے عجیب تماشہ کیا - ایک طرف تو الحاقی سپاہیوں کے مقابلے میں اس بنا پر امتیاز کا دعوی کیا کہ وہ نامہ نگار ہیں ' اور دوسری طرف نامہ نگاروں کے مقابلے میں بعینہ یہی دعوی اتنی تبدیلی کے ساتھ دہرا دیا کہ وہ فوجی افسر ہیں ! !

ان میں سے اکثر برگ و ساز اور تجربہ و اختبار ' دونوں حیثیتوں سے اس خدمت کے لیے تیار نہ تھے -

پھر کس اعتماد پر آے تھے ؟

صرف اس امید پر ' کہ وہ بلغاري قوم کي خدمت کے لیے جا رہے ہیں ' اسلیے حکومت اور قوم ' دونوں انکا خیال کرینگی ! !

اقوام کے اختلاف کے ساتھہ نامہ نگاران جنگ کے ساتھہ برتاو بھی بدلتا رہا ہے -

جنگ ام درمان (سوڈان) میں پہلے تو لارڈ کچنر نے نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ' حالانکہ وہ خود (اسٹینڈرڈ) کے نامہ نگار تھے ' مگر جب لارڈ روز بري نے سفارش کی تو پھر اِجازت دي گئي - مگر احتساب مراسلات میں کسی طرح کی تنگ گیري نہیں کی - کیونکہ فوج ایک ھی تھی -

اسوقت صحة ... مراسلات سر فرانسس رنگنٹ تھے -

کہا جاتا ہے کہ نامہ نگاروں کو روکنے کے لیے جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں نے بعض وسائل اختیار کیے تھے ' مگر یہ بالکل غلط ہے - میرے علم میں کوئی ایسي قوم نہیں جس نے جاپانیوں سے زیادہ نامہ نگاروں مدارات کي ہو ' یا جنکے قوانین متعلقہ نامہ نگاران جنگ ' جاپانیوں کے قوانین سے زیادہ معقول ہوں - مؤخر الذکر قوانین میں اگر کوئي عیب تھا (بشرطیکہ یہ عیب ہو) تو صرف یہ کہ وہ قابل نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دیتا تھا ' اور نا قابل نامہ نگاروں کو محروم رکھتا تھا - لائق نامہ نگاروں کے واسطے ہر ممکن الرویۃ معرکے کے دیکھنے کے لیے جاپانیوں نے ہر قسم کي آسانیاں بہم پہنچائیں - نگرانی میں غیر مناسب سختی نہ تھی - مراسلات کا وہ حصہ ہرگز حذف نہیں کیا جاتا تھا ' جسکي اشاعت اصولا جائز تھي ' گو بعض مصالح خصوصیہ کے خلاف ہو -

نامہ نگاروں کے انتخاب کا طریقہ بھي معقول تھا - ہر امید وار کے لیے ضروري تھا کہ وہ اپني حکومت کے سفیر کي ایک تحریر پیش کرے ' جسمیں اس بات کي شہادت دي گئي ہو کہ یہ شخص کم ازکم ایک سال تک کسي اخبار کے دفتر میں کام کرچکا ہے ' یا معروف صحافی ہے -

اگر امید وار اور سفیر میں اختلاف ہوتا تھا تو اسکا فیصلہ اس حکومت کے متعلق کر دیا جاتا تھا جسکي طرف نامہ نگار اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا -

ان اصول پر انتخاب میں ۵۶ - امید وار کامیاب ہوے - ان میں سے پہلي فوج کے ساتھہ ۱۶ - گئے ' جنمیں ۸ - انگریز ' ۶ - امریکي ' ایک فرانسیسي ' اور ایک جرمن تھا - دوسري فوج کے ساتھہ ۲۰ - گئے - ان میں ۱۱ - انگریز ' ۶ - امریکي ' ایک فرانسیسي ' ایک جرمن ' اور ایک اطالي تھا - تیسري فوج کے ساتھہ بھي ۲۰ - نامہ نگار گئے ' جنمیں ۱۴ - انگریز ' اور ۱۶ - امریکي تھے -

کون کس فوج کے ساتھہ جائے ؟ اسکا فیصلہ قرعے کے ذریعہ کیا گیا تھا - حکم یہ تھا کہ جس کا نام جس فوج کے ساتھہ نکلے ' وہي اس کے ساتھہ رہے -

ایک امریکي نامہ نگار اس تقسیم پر راضي نہ ہوا ' اور اس کے خلاف احتجاج (پروٹیست) کرنے کیلیے ایک مشہور امریکي مصنف اور ایک دوسرے مشہور انگریزي مصور کو اس نے راضی کرلیا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک فوجي افسر آیا اور اس نے نامہ نگار کو اطلاع دیدي کہ ایک گھنٹے کے بعد ٹوکیو کے لیے یہاں سے ٹرین روانہ ہوگي ' ضرور ہے کہ تم اسی ٹرین میں روانہ ہو جاؤ ! !

بلغاریا اور نامہ نگاران جنگ

مگر جنگ بلقان کي حالت اس سے بالکل مختلف تھی -

جا پانیوں نے تعداد کو قلیل رکھي تھي اور اہل لیاقت و کفایت کے انتخاب کا اصول کسي قدر سخت ضرور تھا ' تاہم اتنا ہي دانشمندانہ بھي تھا - لیکن بلغاریوں نے دو افسروں کے اعتراض کرنے کے با وجود ' صرف اس خوف سے آئین انتخاب کو نظر انداز کردیا ' کہ اگر یہ لوگ (جو جنگ کے متعلق دنیا کی معلومات کا سرچشمہ ہیں) ناراض ہوگئے ' تو ہمارے اسرار و خفایا کو بے نقاب کردینگے ' اور یورپ کی شعوب و امم کي اس ہمدردي کو نفرت سے بدل دینگے ' جو غیر معمولي فرزانگي و ہوشیاري کے ذریعے حاصل کي گئي ہے -

بلغاریا نے اپنے مصالحۂ مخصوصہ کي بنا پر چاہا کہ نامہ نگاروں کی دو جماعتیں کردي جائیں - ایک جماعت پہلے جاے اور دوسري اسکے بعد - جو جماعت کہ بعد کو بھیجي جانے والي تھي ' اس نے اس تجویز پر نہایت سختی سے اعتراض کیا - چونکہ بلغاریا کا قبلۂ عمل پہلے ھي سے نامہ نگاروں کي رضا جوئي تھا ' اسلیے اعتراض کی وجہ سے پہلي تجویز مسترد کردیگئی ' اور تمام نامہ نگاروں کو صوفیا سے لشکر گاہ تک اک ساتھہ جانے کی اجازت ملگئی -

اسوقت نامہ نگاروں کی تعداد سو کے قریب تھی -

اس کاروان مکاتبین میں سے ۱۰ - اشخاص کو تیسري فوج کے ساتھہ جانے کی اجازت دیگئی - ان میں کرنل رنکینگ نامہ نگار ٹائمس مسٹر فرانک فنس نامہ نگار مورننگ پوسٹ ' اور نامہ نگار ڈیلی میل کے علاوہ تین روسی نامہ نگار بھی تھے ' جنمیں دو فوجی افسر تھے اور ہمیشہ اپنے رسمی لباس میں رہتے تھے -

فرانسیسي نامہ نگار بھي شامل ہوگئے تھے اور ان میں بھي دو فوجي افسر تھے -

لیکن فرق کلیسا ' لولوبرغاس ' اور چٹلجا کے معرکوں میں خود بلقانی ریاستوں کے نامہ نگاروں میں سے صرف ایک ھی شخص تھا ! !

لفٹننٹ (ریڈر) کا دعوی ہے کہ وہ تیسري فوج کے ساتھہ گئے تھے ' اور محققانہ تاریخ نگاري کے پرداز پر انھوں نے اپنے مشاہدات قلمبند کیے ہیں ' مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ تیسري فوج کے ساتھہ ایک بھي آسٹریري نہ تھا - آسٹریا اور جرمني کے نامہ نگار تیسري فوج کی ہمراہي سے اسلیے عمداً روکدیے گئے تھے کہ وہ بلغاریوں کا طریقۂ جنگ نہ دیکھہ سکیں -

خوش قسمتي سے میں بھي ان لوگوں میں سے تھا ' جنسے اجازت تھي کہ جس فوج کے ساتھہ وہ چاہیں ' جا سکتے ہیں -

جب میں (مصطفی پاشا) پہنچا تو افسر فوج نے اپنی فوج کے ہمراہ جانے کي مجھے اجازت نہ دي - یہ افسر خوش صحبت تھا - اس نے ایک بار میري دعوت بھی کي تھي - میرے پاس روسیاہ ارکان جنگ کا صریح اجازت نامہ بھی موجود تھا - با ایں ہمہ مجھکو اجازت نہ ملسکی ' اور کہا گیا کہ یہاں ٹھیرے رہنا ناگزیر ہے -

بسا اوقات اسطرح کے غیر اختیاري معاملات میں کشودکار کسی ایسی صورت سے ہوجاتی ہے جسکا ہمیں خیال بھی نہیں ہوتا - اسی اثنا میں بلغاري فوج میں دو پروفیسر پہنچ گئے ' جنمیں سے ایک مدرسۂ حربیہ کا معلم تھا ' اور دوسرا صوفیا کي یونیورسٹی کا - یہ دونوں احتساب مراسلات جنگ پر مامور کیے گئے ' اور انھیں حکم ملا کہ چٹلجا روانہ ہو جائیں -

راستہ دشوار گزار تھا اور سواري کوئی نہ تھی - صرف میرے اور کرنل رنکینگ کے پاس موٹر کار تھی - یہ حالات دیکھکر ہم نے فرصت کو معلوم کرلیا ' اور ان پروفیسروں سے کہا کہ اگر وہ ہمیں فوج کے ہمراہ جانے کی اجازت دیدیں تو ہم اگر اپنی موٹر پر چٹلجا پہنچا دینگے -

وثیق و حقایق

اقتراعیات

یعنی سفر یجٹس

میونسپل کمشنری کے لیے مسوری میں ایک لیڈی کے انتخاب نے ہندوستان میں بھی اقتراعیات انگلستان (حقوق طلب عورتوں) کی یاد تازہ کردی ہے -

روزانہ تار برقیوں میں ایک دو تار ان عورتوں کے متعلق ضرور ہوتے ہیں - انکے سرفروشانہ عزائم اور جاں نثارانہ اقدامات کے حالات فی الحقیقت نہایت عجیب و غریب ہیں -

جس قوم کے افراد رجال " حقوق طلبی " کے معنی سے نا آشنا ہوں ' انکے لیے ان عورتوں کی حقوق طلبانہ جاں فروشیوں کی خبریں نظر انداز نہیں کی جاسکتیں -

یہ بحث بالکل الگ ہے کہ جو طریقہ ان عورتوں نے اختیار کیا ہے اور جو ہمیشہ ایسی جماعتیں اختیار کرتی ہیں ' وہ کس درجہ قابل تحسین و تقلید' اور کہاں تک موجب اختلاف ہے ؟ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ راہ حق طلبی میں جو زاویہ و استقلال اور استحکام و ثبات یہ عورتیں ظاہر کررہی ہیں ' کیا ایشیا کے مردوں کیلیے ان میں کوئی عبرت اور بصیرت نہیں ہے ؟

اگر یورپ کے جاں فروش مردوں کے حالات ہمیں بیدار نہیں کرتے تو حیف ہے اگر وہاں کی عورتوں کی قربانیاں بھی ہمارے لیے تازیانہ عبرت نہوں !

حقوق طلب عورتوں کی تحریک اگرچہ عرصہ سے ہے ' مگر فدائی عورتوں کے اعمال کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۵ سے شروع ہوتا ہے ' جبکہ سر هنري کیمبل بنیر میر وزیر اعظم ہوے تھے - اس فدائیت کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ' ملک کے قانون' امن ' نظام ' اور سکون میں خلل ڈالا جاے ' اور اپنی جانوں کی قربانیاں کرکے قوم کو مجبور کیا جاے کہ وہ حقوق طلب عورتوں کی خواہشوں کے آگے سر تسلیم خم کردے -

اس راہ میں کسی سخت سی سخت قربانی سے بھی جو کوئی زندہ رجوع کرسکتا ہے ' انھیں انکار نہیں - وہ وزیر اعظم (مسٹر ایسکوتھ) پر حملہ کرتی ہیں' مظاہرے (ڈیما سٹریشن) نکالتی ہیں' پولیس سے لڑتی ہیں ' ایوان حکومت کو گھیر لیتی ہیں' بم چلاتی ہیں ' قید ہوتی ہیں ' قید خانے میں فاقے کرتی ہیں' پارلیمنٹ کی چھت میں اپنے تئیں لٹکا دیتی ہیں ' اجلاس شروع ہوتا ہے تو مسئلۂ اقتراع کی ضرورت پر انقلاب آفریں تقریریں کرتی ہیں -

شہنشاہ (جارج خامس) کی سواری جا رہی ہے ' ایک اقتراعیہ بڑھکر گاڑی روک لیتی ہے' گھوڑوں کے آگے فرش راہ بن جاتی ہے ' اور بالآخر بادشاہ اتر کر اس کی مزاج پرسی کرتے ہیں -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ ۴ - جون کو بھی نازک و ناز آفریں جماعت بریڈ فورڈ (لندن) کے قریب ایک عالی شان عمارت میں آگ لگا دیتی ہے ' جس سے دو لاکھ دس ہزار روپے کا نقصان ہوتا ہے -

خوش طبیعے ست ' بیا تا همه بیمار شویم !

شکسپیر کا ایک مشہور قراما ہے Tamin gof the Shrew - حال میں لندن کے ایک تھیٹر نے سفرجیت عورتوں کی دست درازیوں کو اسکے بعض مناظر میں نہایت خوبی سے دکھلایا ہے - اس تصویر میں مس دی سلوا درصدر کی عیار و شوخ چشم عورت بنی ہے ' اور اپنے آخری اقتدار کی جوے سے مزاج پرسی کر رہی ہے '

پبلک کا یہ حال ہے کہ آب رسانی کے دو منبع (واٹر ورکس) خراب کردیے ہیں' پانی کا رنگ بدل گیا ہے اور اسمیں سمیت آگئی ہے' مجبور ہوکر سلسلۂ آبرسانی کو بند کردینا پڑتا ہے -

کوئنس ہال کے جلسے میں مسٹر چرچل تقریر کرنا چاہتے ہیں مگر اقتراعیات کے شور و غوغا سے ناچار ہوکر رک جاتے ہیں -

شہنشاہ کی تصویر جو مسٹر فیلی کی معجزانہ بداعت نگاری کا بہترین نمونہ ہے' رائل اکاڈیمی کے وسط ایوان میں آویزاں تھی' اشکی صورت بگاڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے' اس لیے ملکہ الیگزنڈرا بے بس ہوکر ۶ - جون کو اکاڈیمی سے تصویر واپس منگالیتی ہیں -

اس قسم کے بے شمار واقعات ہر روز پیش آتے رہتے ہیں ' حکومت ناکام ہے ' امن عامہ میں خلل آگیا ہے' قانون کی بے عزتی ہوتی ہے ' تعزیرات بے اثر ہیں' یہ سب کچھ ہے مگر سواے اعظم کا ایک بڑا حصہ اس جد و جہد میں عورتوں سے ہمدردی رکھتا ہے ' خود سر ایڈورڈ گرے بہادر (وزیر خارجیۂ برطانیہ) جنکا طرز عمل مشرق کی آزادی کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوتا آیا ہے ' پارلیمنٹ کے

نامزد طرابلس

پچھلے انتخاب کے موقع پر اقتراعیات کی حمایت میں تقریر کرتے ہیں - تیس برس سے مسٹر ایسکوتھه کے ساتھه اُن کے دوستانه تعلقات ہیں ' مگر اُنھیں کسی بات کی پروا نہیں ہوتی ' علانیه مخالفت کرتے ہیں ' اور عورتوں کو حق اقتراع دینے کے خلاف مسٹر ایسکوتھه نے جو روش اختیار کر رکھی ہے ' اُس کو بڑی وضاحت سے قابل ترمیم بتلاتے ہیں !!

وہ مردانه وار قید خانے میں جاتی ہیں ' اور خوشی خوشی اسکے مصائب جھیلتی ہیں - قید خانے میں عہد کر لیتی ہیں کہ بالکل بھوکی پیاسی رہینگی ' اور اس طرح اپنی جان دیدینگی ' لیکن جرم کا اعتراف نه کرینگی - مشہور اقتراعیه : مس کرالسٹیول پانکھرسٹ بارہا قید خانے جا چکی ہے - جیل کے ڈاکٹر کو رشوت کی نالیاں حلق میں اتار کر غذا پہنچانی پڑی ' مگر اس نے اپنے میثاق جاں فروشی کا روزہ کبھی نہیں توڑا - مجبور ہو کر پولیس نے بارہا رہا کر دیا - اب پھر قید خانے میں ہے -

پولیس کی کیا ہستی ہے ؟ فوج تک انکے ہاتھوں عاجز آگئی ہے - وہ مرد نہیں عورتیں ہیں - اسلحه و آلات جنگ انکے پاس نہیں - ہلاکت اور بربادی کی قوتوں پر دسترس نہیں - دولت و شوکت اور فوج و جمعیت ' کوئی بھی کارفرما قوت اپنے ساتھه نہیں رکھتیں - چند جوان اور بوڑھی عورتیں ! جنس نازک و ضعیف کی ایک جمعیۃ محقرہ ! چند نا تمام مشورے ' اور کمزور ہستیوں کی ایک باہمی سازش !! لیکن با ایں ہمه ایک طرف انکی صف ہے ' اور دوسری طرف حکومت اور ملک مع اپنی فوج و آلات جنگ کے ' اور مع اپنے قوائے عظمت و جبروت کے صف آرا ہے - برسوں گذر گئے ' لیکن ابتک شکست و فرار ' عجز و اعتراف ' اور تذلیل و تحقیر کے سوا انھیں کچھه نصیب نہیں !!

غور کیجیے کہ حقوق طلبی کے فرشتے کے بل و پر کیسے قوی ہیں ؟ یه چند کمزور عورتوں کے دل گردے نہیں ہو سکتے کہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں بادشاہ کے گھوڑے کو روکنے کی کوشش کریں ' اور پھر اسکے نیچے آکر جان دیدیں - یه کوئی دوسری ہی روح ہے جو انکے اندر کام کر رہی ہے :

هم از غالب حریفی های حسن است
که یک عالم حریف کـردے نیسـت

چند نازنینان عشوہ طراز نے ایک پورے ملک کے امن کو خطرے میں ڈالدیا ہے !!

خوش طبیبے ست ' بیا تا همه بیمار شویم

اس حالت پر کئی حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے - یورپ نے مردوں اور عورتوں کے حقوق عامه میں جس غیر طبیعی مساوات کا دعوا کیا ہے ' اگر آج اسپر عمل کا وقت آیا ہے تو اسے پیٹھه نہیں دکھلانی چاہیے - حالات کا لازمی نتیجه یہی تھا جو ہوا ' اور جبکه ان حقوق طلبیوں میں کامیابی ہوگی (اور ایسا ہونا ضروری ہے) تو اسکے بعد یورپ کے نظام عائله و معیشۃ منزلی کے امراض اجتماعی و ادبی کے ظہور کا آخری دن ہوگا :

ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمایش ہے !

ایک فتح عظیم

ناکامی ہائے اطالیه

جنرل رانی کا استعفا

اطالی غارتگران طرابلس خود حمله آور ہیں ' مگر آغاز جنگ سے انھوں نے اپنا انداز یه رکھا ہے که گویا خود محصور ہیں ' اور انکا فرض مدافعت سے زیادہ نہیں - و قذف في قلوبهم الرعب ' فريقاً تقتلون و تاسرون فريقا (۳۳ : ۲۴)

بیشک انکے اعمالنامے میں حملوں کا بھی ایک عنوان ہے ' مگر یه حملے ان خروج سے مختلف نہیں ' جو محصورین شدائد محاصره سے اکثر کیا کرتے ہیں -

۱۶ - مئی کو اطالیوں نے ایک حمله کیا تھا - اس حملے کی تفصیل تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

درنه سے ایک نامه نگار لکھتا ہے :

" مجاهدین کرام کی ایک جماعت درنه کو گھیرے پڑی ہے - صبح کا وقت تھا - رات کی خاموشی کے بعد ابھی هنگامۂ عمل بپا نہیں ہوا تھا که مجاهدین نے اپنے آپ کو جنرل ممبورتی کے زیر قیادت ۱۲ - هزار فوج میں گھرا ہوا پایا - صبح کا وقت ' پہلے سے علم نہیں ' دشمن سر پر ' مگر با ایں همه سپه سالار عام (عزیز بک) کے ثبات قلب سے اس خبر کو سنا ' اور سنتے ہی فوراً تیاری کے لیے مجاهدین کی مختلف جماعتوں کے نام اوامر و احکام صادر کر دیے - تفتیش حال کا کام اهم اور دشوار تھا ' اسلیے اسکو خود اپنے لیے رکھا -

آفتاب طلوع ہو رہا تھا که عزیز بک تفتیش کے لیے روانه ہوئے - نقطه (عین المنصوره) تک اطالیوں کے آنے کی خبر نه تھی ' اسلیے انھوں نے اپنے همراه زیادہ فوج نہیں لی - مگر جب آگے بڑھے تو ۱۲ - هزار انسانوں کا ایک سیلاب رواں نظر آیا -

دونوں فوجیں رو در رو کھڑی ہوئیں - ایک طرف منتہی بھر انسان تھے ' دوسری طرف ایک لشکر جرار ' مگر فتح و شکست کا مدار قلت و کثرت ہی پر نہیں بلکه اس شجاعت و بسالت ' صبر و ثبات ' جوش فدویت و شوق شہادت پر ہے ' جو وجود مومن کی صفات اصلیه ہیں ' اور جنکی وجه سے تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد میں ایک مسلم اور دس حمله آور یکساں سمجھے جاتے تھے -

عزیز بک اس شر ذمۂ قلیله کو لیکر اس انسانی سیلاب کے راستے میں کھڑے ہو گئے ' اور اپنے کمال عسکری کے معیر العقول کرشمے دکھانے لگے -

اطالیوں کی آتشباری نے کارزار کو آتشکده بنا دیا ' مگر عزیز بک مع اپنے مجاهدین کے اس آتشکدے میں کھڑے جواب دے رہے تھے - آتشباری کی شدت نہایت شدید تھی - ممکن تھا که انسانی کمزوری صبر و ثبات پر غالب آجاتی ' مگر غالباً جسقدر ابتلاء و امتحان ہو چکا تھا وہ ناکافی نه تھا - فیصله کن گھڑی قریب آرہی تھی که نصرت

الهي تازه کمک کي صورت ميں نمودار هوئي - فوج نظامي کا پہلا ريجيمنٹ آگيا' اور عزيز بک نے اسکو اطاليوں کے ميمنه پر پلٹ پڑنے کا حکم ديا يه حرکت نهايت کامياب ثابت هوئي -

معاً دشمن کے پير اکھڑنے لگے - عين اسوقت جبکه دشمن کے قدم پيچھے رہے تھے' ايک توپخانه بھي آگيا ' جسميں چار زود کار اور بہت بھاري توپيں بھي تھيں -

اسوقت تک مجاهدين کي مثال ايک ايسے چھوٹے سے قافلے کي تھي ' جسکو بھيڑيوں کے ' ايک بہت بڑے گلے نے گھير ليا هو' اور وہ انہيں اپنے پاس آنے سے روک رها هو - مگر توپخانے کے پہنچتے هي فوج ميں ترتيب عسکري پيدا کي گئي ' اور اسکے بعد جنگ کي بجھتي هوئي آگ کو اس زور سے هوا دي که يه شعلے اٹھنے لگے -

کامل ۱۱ - گھنٹے تک يه هنگامه بپا رها - [illegible] باشندگان عيش آباد (روميه) کے صبر و ثبات کي بڑي سے بڑي عمر هے' اور سچ يه هے که وہ اسميں معذور بھي هيں - کيونکه اس وقت جو کچھ هو رها هے' وہ انکي "جرم الارض" کا ايک معجزه هے ورنه آگ ميں نہانا پہکران حسن کا کام نہيں -

اب هر اطالي اس طرح مبہوت و سنده‌ش تھا ' گويا موت مجسم سامنے کھڑي هے' اور اسکي عزيز ترين متاع يعني "حيات" کے ليے هاتھ بڑھا رهي هے - پيمانه لبريز هو چکا تھا - چھلکنے کے ليے صرف معمولي ٹھيس کي ضرورت تھي - ايک پر از خروش صداے الله اکبر نے يه خدمت انجام دي - اطاليوں نے بد حواسي کے عالم ميں بھاگنا شروع کيا - مجاهدين نے انکے پيچھے گھوڑے ڈالديے - دباتے هوئے دور تک چلے گئے - اطالي جب اپنے استحکامات ميں گھسگئے تو مجبوراً واپس آجانا پڑا - مجاهدين کرام ميں ۷۰- مجروح اور ۳۰ - شهيد هوئے : رحمة الله عليهم اجمعين -

اطاليوں کے نقصانات کي تفصيل يه هے که مجاهدين کو غنيمت ميں ۴- پہاڑي توپيں' ايک متراليوز قسم کي توپ' - ۵ - سر بندوقيں اور بمقدار کثير ذخيره جنگ ملا - ۵۰ - آدمي گرفتار هوے - جنميں گيارهويں ريجيمنٹ کا لفٹننٹ (ميير جيلو) بھي هے - گو اطالي مقتولين کي صحيح تعداد معلوم نہيں ' مگر لفٹننٹ (ميير جيلو) کے اس بيان سے اندازه هو سکتا هے که " اسکي صفوں کے آگے جو ريجيمنٹ لڑ رها تھا ' اس کا بيشتر حصه تباه هوگيا - " !

يورپ کہتا هے که مسيحيت رحم کي تعليم ديتي هے' اور اسلام قساوت و سنگ دلي کي - مسيحي رحم کا نمونه تو تم اطالي کيمپ اور نخلستان ميں ديکھچکے هو - اب اسلام کي سنگدلي کي داستان بھي سن ليں -

يه پچاس انسان پا بزنجير کون هيں ؟ غارتگران وطن' اعداء حريت ' دشمنان اسلام' اور قاتلين شيوخ و شبان و نساء و اطفال' مگر باايں همه بطل غيور عزيز بک حکم ديتا هے که تمام زخمي فريقوں کا علاج کيا جاے' مردے دفن کيے جائيں ' اور اسير لفٹننٹ خاص اسکے ساتھه کھانا کھائے !! ع : بين تفاوت ره از کجا است تا به کجا ؟

اطاليوں کا عام قاعده هے که اپني شکستوں کو چھپاتے هيں' مگر يه شکست اسقدر شديد تھي که گورنمنٹ کي طرف سے اسکي پوري اهميت کا اعتراف نہيں کيا گيا' تاهم اتنا مان ليا گيا هے که لفٹننٹ ماڈل مارتين زخمي' اور لفٹننٹ ميير ويلو گرفتار هوگيا هے - چار توپيں بھي عربوں کے ليے لي هيں -

اس شکست کي اهميت کا اندازه اس سے هو سکتا هے که جنرل رانيي سے استعفا لے ليا گيا هے ' اور اسکي جگه جنرل گزيرا مامور هوا هے -

تاريخ حسيات اسلاميۂ مسلمانان هند

کا ايک ورق

اعانۂ مهاجرين

آپ کي اپيل درباره اعانة مهاجرين ترکي الهلال مورخه ۲۱ - مئي کو ديکھه کر قلب کي جو حالت هوئي' اسکو نه تو خود اپني زبان سے بيان کر سکتا هوں' اور نه زبان قلم هي کو اتني قوت هے که اسکو ظاهر کر سکے - اپيل کو پڑھکر دلي خواهش يهي هوئي که اگر خدا استطاعت ديتا تو اپکا پورا بار اپني گردن پر لے ليتا' مگر اپني شومي قسمت کو کيا کروں که صرف تنگدست هي نہيں بلکه تهيدستوں کي جماعت ميں زندگي بسر کرنے کے ليے پيدا هوا هوں' اور اسي جماعت ميں انشاء الله خاتمه بھي هوگا بهرکيف [illegible] مبلغ چار روپيه اعانة مهاجرين ترکي کے ليے بذريعه منيي آرڈر روانه کرتا هوں' اور بقيه چار روپيه انشاء الله اس مہينه کا مشاهره پاکر روانه کرونگا ' ليکن حضور ايسا هرگز خيال نه فرماويں که ميں اسکے صلے ميں ايک برس مفت الهلال ليدا چاهتا هوں' اور مجھه پر کيا منحصر هے شايد کوئي مسلمان جسکے دل ميں کچھه بھي جوش اسلام هوگا اسکو قبول نہيں کر سکتا - ميرے خيال کے بموجب هر مسلمان کا فرض هے که ايسے وقت ميں اپنا هاتھه بٹانے نہيں بلکه اپنے مصيبت زده و آفت رسيده بھائي بہنوں کي مدد کرے -

ميري يه خواهش نہيں هے که حضور ميرے اس خط کو اپنے قيمتي پرچه ميں جگه ديں ' ليکن اگر حضور کي خواهش هو تو مجھے کوئي عذر بھي نہيں' ليکن نام ميرا نه ظاهر کريں -

مجھے اميد هے که آپ ميري اس حقير تحرير کو کسي گوشه اخبار ميں جگه ديکر ممنون فرماوينگے - آج اخبار مشرق ميں آپکا مضمون درباره اعانه مهاجرين قسطنطنيه نظر سے گذرا - دل بھر آيا که کيونکر ان لاکھوں بے خانمان مهاجرين کي امداد کيجاے ؟ چنانچه يه تحريک جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئيس موضع بيمهيان ڈاکخانه پچپترا ضلع گونڈه کي خدمت ميں پيش کيگئي - ممدوح [illegible] دل رکھتے هيں ' اور هونہار پرجوش اور همدرد نوجوان هيں اس خبر موحش کا انکے دلپر کمال اثر هوا - اور فوراً مبلغ دو سو بياليس روپيه سات آنه براے اعانت مرحمت فرمايا - اور وعده کيا که انشاء الله تعالے وقتاً فوقتاً اور جو مدد ميرے امکان ميں هوگي ديتا رهونگا - زر مذکور آج کي ڈاک سے آپکے نام روانه کيا جاتا هے - جس پرچه اخبار ميں يه مضمون شائع هو - اور کي ايک کاپي جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئيس موضع بيمهيان ڈاکخانه پچپترا ضلع گونڈه کي خدمت ميں روانه کيجاے - والسلام

شيخ عبد الوحيد قدرائي هيڈ مدرس اسکول پچپترا ضلع گونڈه

مخدومنا دام برکاتهم

پس از تسليم ملتمس هوں که جناب نے جو الهلال ميں مظلومين و مهاجرين ترکي کي اعانت کيليے تيس هزار روپيه کا اعلان کيا هے شايد اس گرانبہا ايثار کي مثال اس وقت دشواري سے مل سکيگي' کيونکه هماري قوم کي [illegible] سے اسلامي اخبارات کي جيسي کچھه

حالت ہے وہ تو ظاہر ہي ہے' اگر ہماري قوم کے اعلي طبقہ کے حضرات اس طرف متوجہ ہو جاتے تو کچھہ زیادہ دشواري نہ تھی - میں بہت ہي کم درجہ والوں میں ہوں ' افسوس عدم استطاعت اس کار خیر میں جناب کا کچھہ زیادہ ہاتھہ بٹانے کي اجازت نہیں دیتي ' سردست ایک ہنڈري ایکسو - تیس روپیہ کے اس مقصد کے لیے خدمت والا میں پیش کرتا ہوں' اسکے عوض میں آپ الہلال کا ایک پرچہ ذیل کے پتہ پر ایک سال کیلے روانہ فرمالیں - باقي روپیہ امداد مہاجرین ٹرکي میں روانہ فرمادیں - میرا نام اوراس کا اعلان نفرمایاجاے اخبار میں بھی درج نفرمایا جاے

(از رامپور)

قبل اسکے میري اہلیہ مبلغ تیس روپیہ اعانہ مہاجرین میں داخل کر چکي ہیں ' وہ مجھہ سے پوچھتی ہیں کہ ۴ - جون والے پرچہ میں اس کي اشاعت نہیں کي گئي ' نہیں معلوم اصلي مقام پر روپیہ پہونچا ہے یا نہیں -

مبلغ یکصد اور چودہ روپیہ ۱۲ - آنہ بذریعہ منني آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں - دوسري قسط انشاء اللہ العزیز پرسوں تک خدمت والا میں روانہ کي جاویگي -

جناب اقدس ! الہلال کو دیکھکر اعانہ مہاجرین سے چشم پوشی کیجاے کیا معني ' چنانچہ اپني استطاعت کے مطابق حاضر ر پیشکش خدمت عالي کیا گیا - یہ بھي ضرور عرض کرونگا کہ یہ رقم حقیر خدا جانے کس صورت سے ارسال کي گئی - اشارۃ یوں خیال فرما لیجیے کہ ایک طالبعلم جو کہ دوسرونکا دست نگر ہے ارسکا تحفہ محقر ہے -

مبلغ ۲۳ - روپیہ براے مہاجرین ترک ارسال ہے ۸ - آنہ میں اخبار الہلال بھیجنے کي ضرورت نہیں ہے میں قبل سے الہلال کي پوري قیمت دیکر خریدار ہوں -

خواجہ محمد خلیل عفي عنہ

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۲)

	پائي	آنہ	روپیہ
جناب محمد علي صاحب طالبعلم اسلامیہ اسکول			
گوجرانوالہ	•	•	۱
جناب محمد عبد الحق صاحب مختار - ارہ	•	•	۲
جناب غلام نظام الدین حیدر صاحب	•	•	۲
جناب زید - اے - ہاشمي صاحب دیوري			
لشکر آگرہ بتقریب شادي	•	•	۲۵
جناب محمد یوسف صاحب ارکوگھا	•	•	۲
جناب عبد اللہ خانصاحب سب انسپکٹر تھانہ			
بھول مظفر نگر	•	•	۱۰
جناب منشی مصطفی خانصاحب	•	•	۵
جناب منشي عبد الباطن صاحب علوي	•	•	۵
مستورات اہل کانپور بذریعہ محمد یسین صاحب	•	•	۷۰
اہلیہ منشي عبد الرحمن صاحب سب اورسیر			
ملیگري ورکس کوہ مري	•	•	۲۰
جناب مہر الدین احمد صاحب اورسیر درکٹي	•	•	۲۴
جناب شیخ محمود صاحب سوداگر جفت	•	•	۸
جناب شیخ عبدالستار صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل پاگن برھما	•	•	۲۰
جناب نظیر الدین صاحب نعمانی - رودلي	•	•	۱۰
جناب حکیم فتح محمد وحکیم عبد القیوم صاحب حیدر آباد سندہ	•	•	۷
جناب رکن الدین صاحب ایس اینڈ - ٹي - ور - مري "	•	•	۸
ایک بزرگ	•	•	۳۰۰
جناب سید مہدي حسن صاحب - بہار	•	•	۱
جناب سید محمد یعقوب صاحب سب ڈپٹي کلکٹر - حمولي ضلع - رنگیر	•		
جناب غلام رکن العابدین صاحب (میرٹھہ)	•		۲۰
جناب سید یوسف رضا صاحب ورنگل	•		
جناب میرزا محمود بیگ صاحب وکیل - گونڈہ	•		
جناب موادي عبد الرحیم صاحب - مدیر کوتلہ	•	•	۹
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - گونڈا	•	•	۱۵
جناب غلام حسین صاحب ابو - رنگون	•	•	۲۵
جناب عبد الغني اسحاق صاحب رنگون	•	•	۱۰۰
جناب ڈاکٹر فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بہپیان - گونڈہ	•	۷	۲۴۲
جناب عبد الکریم صاحب وھیما - اسلام	•	•	۴۰۰
ایک بزرگ غیور از ریاست رامپور	•	•	۱۲۲
جناب محمد اسماعیل صاحب خیرپور ٹانھن شاہ	•	•	۸
جناب رضي احمد صاحب - پون پون	•	۶	۵
جناب نذیر الدین صاحب نعماني - ردولي	•	•	۹
جناب م - ن - ا - بغرض ثواب اہلیہ خورد - (غفرہا اللہ تعالی)	•	•	۱
جناب عابد علي صاحب بغرض ثواب اہلیہ خورد	•	•	۱
جناب پیر بخش صاحب از کرانچي	•	•	۱۵۰

(بہ تفصیل ذیل)

جناب پیر بخش صاحب	•	•	۲۵
جناب محمد ابراہیم ولد پیر بخش صاحب	•	•	۵
جناب حاجي رحمد حاجي قاسم بیضہ فروش	•	•	۲۵
جناب فضل الدین صاحب انسپکٹر	•	•	۲۰
ملازمان پیر بخش	•	•	۱۵
وہ عام لوگ جنسے دوکان کي بابت مال وغیرہ لیا جاتا ہے	•	•	۱۵
احباب دوستونکي طرف سے	•	•	۴۵
جناب منشي محمد عبد الکریم صاحب	•	•	۸
بي بي فاطمہ صاحبہ زوجہ منشي محمد - عبد الکریم صاحب سکندر آباد	•	•	۸
جناب عبد المجید صاحب نارائن ڈانگا - کلکتہ سکندر آباد	•	•	۲۰
میزان	•	۱۳	۱۸۴۳
میزان سابق	۶	•	۱۰۴۳
میزان کل	۶	•	۲۸۸۷

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

مکمّل فائل کی جدید عکسی اشاعت

ہفت روزہ الہلال مُصوّر

رئیس

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد سوم

۱۹۱۳ء

الہلال ٹرسٹ

۳۲-اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نوٹ

"الہلال" کی نقل مطابق اصل آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہم نے اس میں سوائے اشتہارات نکالنے کے اور کوئی کمی بیشی نہیں کی، حتیٰ کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں تو ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ ان کا حوالہ انہی صفحات کے ساتھ ہو — بعض جگہ پوری ایک کاپی یعنی چار صفحے جیسا کہ جلد سوم میں ۶۵ سے ۶۸ تک اور بعض جگہ دو صفحے غائب ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی اور پبلک لائبریری لاہور نیز ہماری اپنی فائل میں ایسا ہی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے عین وقت پر کسی کاپی کو یا ورق کو نکال دیا۔ صفحات کی غلطی پروف ریڈر کی غلطی ہے، ہم نے ہر جلد کے اپنی ترتیب سے بھی صفحات دے دیے ہیں

الهلال

فهرس المجلد الثالث

من

از

۲ - جولائي سنه ۱۹۱۴ ع

تا

۲۴ - دسمبر سنه ۱۹۱۴ ع

التوضيح الرمز

صفحه		صفحه
	الف	
۳۲۱	آئر لینڈ هوم رول بل	۴۱
۳۴۱	" "	۱۸۵
۳۸۵	" "	۵۷
۲۵۹	" "	۴۶۹
۲۳۰	ابتداے عشق (الهلال پریس کي ضمانت)	۳۳۵
۴۲۹	اتفاق کي ضرورت (باب المراسلة والمناظرة)	۵۰
۱۹۵	اتقوا الله ایها المسلمون	۲۴۵
۳۹۲	اجتماع عظیم (۱۲ - اکتوبر کي منظور شده تجاویز)	۲۹۳
۴۷۴	"	۳۲۷
۵۲	الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط	
۲۰	احیاء امة المانیه کي صد ساله یادگار (وثائق وحقائق)	
۲۱۸	اختلال توازن دول	ب
۴۰۳	اقتراعیات حربیه اور مصائب اسلامیه	۳۲۵
۴۵۴	اخري هفته	۳۱۱
۴۶۳	ادارهٔ سیرة نبوي (مراسلات)	۴۴۳
۲۱۱	ارشاد الملوک (افکار و حوادث)	۹۲
۲۵۶	اصبروا و رابطوا	
۴۶۲	اصطلاحات علمیه	ت
۴۶۶	اعانت مهاجرین عثمانیه	۳۹۹
۳۷	افان مات فانتم الخالدون ؟ (مسلمانوں کے بحراني کارنامے)	۸۹
۲۹۶	افکار و حوادث	۱۵۹
۳۱۲	"	۱۸۸
۳۳۶	"	۶۲
۳۸۴	"	۳۷۷
۱۰۰	اقتراعیات	۴۲۱
۳۴۰	"	۴۱۰
۲۹	امر بالمعروف و نهي عن المنکر	
۴۳۷	انڈین نیشنل کانگرس	ج
۲۲۳	انسانیت کا ماتم	۹۳
		۴۰۴
		۳۶
		۴۳۷
		۰۲
		۱۸۸

	صفحہ
جنگ بلقان کي سبک انجامي	۴۰۵
جنوبي افريقه	۴۱۴
"	۴۳۴
"	۴۵۴
"	۴۴۳
" صفحه ۴ نمبر ۲۰	

چ

چند نئے الفاظ " اکاذیب " و " شرمناک " (بسلسله حظ و کرب)	۳۲۹
چه دیدم ؟	۴۸۱

ح

حادثه فاجعه کانپورکي مسئولیت (مراسلات)	۷۸
حادثه کانپور (تصحیح و تصدیق)	۲۵۱
حادثه فاجعه کان پور	۳۰۲
الحریة فی الاسلام	۹
" "	۳۱
" "	۵۳
" "	۲۲۶
" "	۲۵۷
" "	۲۸۱
حظ و کرب (باب المراسله و المناظره)	۵۹
"	۱۴۹
"	۲۲۱
"	۲۲۶
حزب الله (مراسلات)	۲۴۴

خ

خلیج فارس اور کویت	۱۹۲
خوان یغما	۱۸۹

د

الداء و الدواء	۴
"	۲۴
"	۸۰
دشمن دوست نما (شذرات)	۲۳۳
"	۳
دعوت الی الحق کي اسکیم	۱۴
دعوت الی الحق و الامر بالمعروف و النهي عن المنکر	۴۴
دعوت الهیه الهلال	۳۵۱
دعوت و تبلیغ اسلام	۲۲۶
" " "	۲۷۹
دول یورپ کي کارروائي (شذرات)	۷۸
دولت اسلامیه کا مستقبل	۳۷۰
"	۳۸۰
"	۴۷۷
دولت عثمانیه کے ایک عضو مقطوع کا انجام	۴۸۹
دهي کانپور ماسک (انتقاد)	۳۷۳

رشادیه	۳۲۶
رفتار سیاست	۶۹
"	۲۳۱
"	۲۵۱
"	۳۱۶
رفتار سیاست	۳۶
"	صفحه ۴ نمبر ۲۰
"	۲۹۰
"	۳۳۶
رعملیس ثاني فرعون مصر	۱۸۷
رومانیا بلغاریا سے کیوں هم نبرد هے ؟	۳۹۴

ز

زهره (انتقاد)	۴۰۱

س

سجیة ولا کسجیة	۱۳۸
سپاه نپولین	۳۲۸

ش

شروط صلح دولت علیه و بلغاریه	۳۶۹
شهادت زار کان پور	۱۶۲
شهداء کانپور	۱۹۰
" (لکهنو کا جلسه)	۲۰۳
شورش و اضطراب هند	۳۸۴ (الف)

ص

صدا بصحراء	۴۱۴
صلحنامه دولت علیه و یونان	۴۵۷

ط

طبقات الارض	۴۸۵
طریق تسمیه و تذکرهٔ خواتین	۴۸۷
طنجه میں انگریزي فوج	۹۹

ع

عربي زبان اور علمي اصطلاحات	۱۶۷
" "	۱۸۳
عراق	۳۶۸
علم هیئة کا ایک صفحه	۱۴۸

غ

غزوه طرابلس	۲۳۱

ف

فاتحه السنة الثالثه	۲
" "	۲۸
فتح قسطنطنیه	۲۱۳
فتنه اجودهیا	صفحه ۴ نمبر ۲۰
فتنه شام	۱۷۱
فتنه عمان	۳۰۷
فریب لطیف	۳۵۶ (ب)
فلسفه تشکیکیه	۷۶
فلسفه حیات و ممات	۸۶
فن مکالمه	۳۲۳

ق

قتل نفس	۳۷۹
قران کریم اور اصطلاح کفار	۲۰۵
قصص القران (در قصص بني اسرائیل)	۲۳

ک

کانفرنس	۴۳۸
کشاکش حریت و استبداد	۲۶۰

گ

گم شدہ امن کي واپسي ۳۱۴
" " ۳۳۳
" " ۳۵۳

ل

لا تلقوا بايديكم الى التهلكه ۷۲
لاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم ۱۹۲

م

ما لابد منه ۱۳۷
مدنية يورپ كا ايک منظر ۸۹
مجالس ذكر (انتقاد) ۳۷۴
مجلس دفاع مسجد مقدس كانپور ۲۱۰
" " " ۲۳۰
" " " ۳۱۴
مجلس دفاع مطابع و جرائد هند ۲۷۱
" " " ۳۴۶
مساجد اسلاميه اور خطبات سياسيه ۲۷۵
" " " ۲۹۷
" " " ۳۱۷
" " " ۳۳۷
" " " ۳۵۷
مسئلۂ ازدواج بيوگان ۵۸
مسئله خطبات جمعه و عيدين ۳۶۶
مسئله شام ۴۸۳
مسئله مشرقيه (بلقان ليگ) ۱۷
" " ۳۸
" " ۵۶
" " ۹۰
" " ۱۶۳
" " ۴۴۱
مسئله عمان ۳۶۵
" ۳۸۴
مسئلۂ عرب ۲۲۶
مسئلۂ مصر ۲۷۳
مسلم ليگ ۴۳۹
مسلمانان آسام ۳۶
مسلمانان روس ۱۵۸
مشهد اكبر ۱۹۸
" ۱۷۷
مشهد كانپور ۱۵۲
مصالحۂ مسجد كانپور كے متعلق چند شكوک ۳۴۷
مصالحۂ مسئلۂ اسلاميه كانپور ۲۸۸
" " ۴۰۹
" " ۴۳۱
مطالبۂ حق پر اصرار ۱۷۲
مظالم بلقان ۱۷۰
مغرب اقصى ۳۷
مكتوب آستانۂ عليه ۲۵۹
مكتوب مدينه ۴۹۲
مكاتيب حربيه ۱۲
موتمر مالي ۸۵

ن

النداء الاليم ۴۹
" ۱۰۱
نفثات مصدور ۱۴۵
نساء قوامات على الرجال صفحه ۳ نمبر ۲

و

وقت است كه وقت بر سر آيد ۳۹۵
" " " ۱۱۳
" " " ۱۳۹

ه

هذي فعالهم فاين المنصف ؟ ۱۴۱
الهلال پريس كي ضمانت ۱۶۳
الهلال اور پريس ايكٹ ۱۵۸
" " ۲۵۲
" " ۲۷۳
هفته جنگ ۳۶۶ (ج)
" ۴۲
" ۱۴۰
" ۱۷۷
" ۲۰۲
همارا طرز حكومت ۳۵۶ (ب)
همدرد دهلي ۴۲
همدردي كي نمايش ۱۰۵
هموا بما لم يذالوا ۲۲۵
" " ۲۶۹
" " ۲۷۲

ی

يورپ كيوں خاموش هے ؟ ۱۳۸
يوم الحج (شذرات) صفحه ۴ نمبر ۲۰
" (افتتاحيه) صفحه ۵ نمبر ۲۰
يا ليتنى مت قبل هذا وكنت نسياً منسياً (شذرات) ۲۲

القسم الاردو

الف

آپ ظالم نهيں زنهار په هم هيں مظلوم ۲۰۷
احرار قوم ۲۸۵
اسلام كا نظام حكومت ۵۴
اسوۂ حسنه ۳۴۹

ب

بمبئي كي وفادار انجمن ۲۰۷

خ

خطابۂ الم ۱۰۹
خلق عظيم ۴۴۵

ش

شير برطانيه اور گربۂ حريت ۲۴۳

غ

غزل مولوي رضاعلي وحشت ۱۰۹

ک

صفحہ

کانپور کي مینوسپیلٹي سے خطاب (ب) ۲۶۰
کفران نعمت ۳۴۳

گ

گناہ نفع بخش ۳۰۹

ل

لیگ سے خطاب ۲۴۹

الرسوم و الصور

الف

اسماعیل کمال بے مشہور البانی فتنہ پرداز ۱۸
آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا دار الیتامی ۴۶۷
صلکہ الیزبیتھ ج ۲۸۴
السٹر کي قومي حکومت کا علم ۴۵۹
انجمن اتحاد و ترقي کا اجلاس صفحہ خاص نمبر ۱۹
غازي انور بے ۶۲
انگلستان کا ایک مشہور کارخانہ جسکو اقتراعیان
نے جلا دیا ھے صفحہ خاص نمبر ۱۸
ایڈنبرا کا ریس کورس جسکو ایک اقتراعیہ نے آگ
لگاکر جلا دیا ھے صفحہ خاص نمبر ۱۸
ایشیاء میں دولت عثمانیہ کے مناظر صفحہ خاص نمبر ۳
ایک ترکي کے سر پر بلغاري جبراً صلیب کا نقش بنا رھے ھیں ۷۱
ایوان شینر سر ۵۰

ب

بقیہ یورپین ترکي اور موجودہ جنگ کے خسائر ۱۷
بقیہ ممالک اسلامیہ کا ایک تقریبي نقشہ ۲۰۷

پ

موسیو پوانکارے رئیس جمہوریت فرانس ۹۲
پیر لوتي مشہور فسانہ نویس فرانس ضمیمۂ نمبر ۱۹

ت

" تاج " آگرہ کا ایک ستون ۴۷۹
تاریخ ترقیات بحریہ صفحہ خاص نمبر ۲۲
سید محمد توفیق بے مراسلہ نگار سبیل الرشاد ۴۸۱
سلطان تیمور بن فیصل والي عمان ۳۸۴

ج

" جامع سلیم " کفر کے نرغے میں صفحہ خاص نمبر ۷

ح

حرم نبوي کا ایک منظر عمومي صفحہ ۹ نمبر ۲۰
حادثہ فاجعۂ ملیہ صفحہ خاص نمبر ۹
حادثۂ کانپور کي ایک معصوم زخمي لڑکي لوح نمبر ۱۶

د

دار الفنون قسطنطنیہ میں ادرنہ کي
واپسي پر جلسہ صفحہ خاص نمبر ۲۴
دوسرا عثماني ہوائي جہاز ۳۸

ر

مسٹر ربندرر ناتھ ٹیگور شاعر ھند ۴۱۶

صفحہ

ڈاکٹر رسل ویلس ۴۴۶
عثماني ڈریدنات " رشادیہ " ۲۲

س

پرنس سعید حلیم پاشا ۷۹
سقوطري میں انگریزي فوج ۱۸
سینۂ ملت کے چند تازہ داغ صفحہ خاص نمبر ۱
سنہ ۱۹۱۲ کي ایک مفید ترین ایجاد ۴۲۰
سلطان محمد فاتح کي زرنگار کشتي ۴۲۳

ش

شط " دجلہ " بغداد ۴۷۸

ع

شہزادہ عمر فاروق آفندي (ب) ۳۸۴

ف

فتح قسطنطنیہ صفحہ خاص نمبر ۱۲
فدا کاران السٹر ۲۱۹
فراعنہ مصر کي یادگاریں صفحہ خاص نمبر ۱۰
امیر فیصل سابق والي عمان ۳۶۵

ق

قافلہ حجاج عرفہ جاتے ھوے صفحہ ۵ نمبر ۲۰

ک

" کوئین وکٹوریا " ڈریڈنات ۴۲۴
خواجہ کمال الدین بي - اے ۴۷۴

گ

رئیس الاحرار مسٹر گاندھي ۴۱۴
گیارہ لڑکے جو ۱۳ دسمبر کو کانپور میں چھوڑ دیے گئے ۲۲۲
گروپ : شمس العلماء مولانا شبلي' سید توفیق بے' بصري بے ۴۸۲

ل

لشکر فدا کاران السٹر لوح نمبر ۲۵

م

مجلس دفاع ملی قسطنطنیہ کا اجلاس لوح نمبر ۱۹
مدینہ منورہ کا دروازہ " باب العنبریہ " صفحہ ۸ نمبر ۲۰
مرقع حادثہ کانپور صفحہ خاص نمبر ۱۴
" صفحہ خاص نمبر ۱۵
مرقع حماۃ کان پور صفحہ خاص نمبر ۱۷
مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ات لا صفحہ خاص نمبر ۸
مرحوم محمود شوکت پاشا کا جنازہ لوح نمبر ۵
مرحوم شوکت پاشا کے جنازے کا آخري نظارہ لوح نمبر ۱۰
مسجد مقدس کانپور کا بیروني منظر ۲۲۲
مشہور اقتراعیہ جس نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں ملک معظم
کے گھوڑے کو روک لیا تھا - ۳۴۰

و

مشہور جہاز والٹرنو ۴۲۴
ہز ایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ صفحہ خاص نمبر ۱۸
لارڈ ہیڈلے بالقابہ ۴۵۳
شاہ ہنري چہارم ۳۸۴

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد الدہلوی

عنوان تلغراف
« الہلال »

مقام اشاعت
۱۰۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Yearly Subscription, Rs. 8.

If-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۳ — سنہ ۴ : چہار شنبہ ۲۶ رجب ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۱

Calcutta : Wednesday July 2, 1918.

فہرست

شذرات

فاهجر السنة الثانية ۲
دشمن دوست نما ۳
هفتة جنگ ۳

مقالۂ افتتاحیہ

الداء والدواء (۲) ۴
مصر کے لیے بھی ریفارم اسکیم ۸

احرار اسلام

نظام حکومۃ اسلامیہ ۹

مقالات

المکاتیب العربیہ (۲) ۱۲
حقایق و رقایق
دعوۃ الی الحق کی اسلام ۱۳
شئون عثمانیہ
مسئلہ هرقیہ (۱) ۱۷
تاریخ حسینات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین ۱۹
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ (۳) ۲۰

تصاویر

رؤف بک (امیر البحر عثمانی) لوح
بقیہ یورپین ترکی اور موجودہ جنگ کے خسائر ۱۷
مشہور فقہ پرداز البانی سرغنہ ۱۸
سقوطری میں انگریزی فوج ۱۸
سینۂ ملت کے تازہ ترین داغ ضمیمہ

ولیہ کے قلم ہائے انبہ

اگر آپکو ضرورت ہے تو ذیل کے پتہ سے مفت فہرست طلب فرمائیے : حاجی نذیر احمد خاں زمیندار خاص قصبہ ملیح آباد کارخانہ قلمہائے انبہ معلمہ دیبی پرشاد ضلع لکھنؤ -

اطلاع

زر اعانۂ مہاجرین

اور

الہلال

(۱) اعلان کیا گیا تھا کہ ۳۰ - جون تک جو درخواستیں آئیں گی انکی قیمت زر اعانۂ مہاجرین میں داخل کردی جائیگی - ۳۰ - جون گذر گیا، مگر اب تک جو رفتار خریداروں کی رہی ہے، وہ میری امید کیلیے بہت ناکافی ہے - اب ایک یہی چارۂ کار باقی رہگیا ہے کہ مدت اور بڑھا دی جاے - چنانچہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۰ - جولائی تک اس مدت کو توسیع دیا جاے - اس عرصے کے نئے خریداروں کی قیمت بھی بعد رفع ۸ - آنہ کے داخل خزینۂ اعانت کردی جائیگی -

(۲) گذشتہ پرچے میں اعلان کیا گیا تھا کہ جن حضرات کی قیمت ختم ہوچکی ہے، انکے نام یہ پرچہ نہیں جائیگا، تا آنکہ وہ آیندہ کیلیے قیمت بھیجدیں یا زی - پی کی اجازت دیں - لیکن احتیاطاً یہ نمبر بھی تمام موجودہ خریداروں کے نام بھیجا جاتا ہے -

لیکن اگر اس ہفتے بھی انکی جانب سے کوئی اطلاع نہیں ملی تو پرچہ مجبوراً بند کردیا جائیگا -

(۳) گذشتہ جلد کی مفصل فہرست مضامین نظم و نثر و تصاویر اور علیحدہ لوح چھپ رہی ہے - ناظرین جلد بندھوانے میں جلدی نہ کریں - غالباً آیندہ نمبر کے ساتھ شائع ہو جاے -

(۴) بعض حضرات اب بھی زعایت کے لیے خط لکھتے ہیں اور اسطرح دفتر کا وقت بے فائدہ ضائع ہوتا ہے - بکمال ادب گذارش ہے کہ دفتر کے مالی مقصدات اب اس درجہ پہنچ گئے ہیں کہ زعایت کسی طرح ممکن نہیں - بارہا اسکی نسبت اعلان ہوچکا ہے -

شذرات

فاتحة السنة الثاني

المجلد الثالث

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي سهل لعباده المومنين الى مرضاته سبيلا ، و اوضح لهم طرق الهداية و جعل اتباع الرسول عليها دليلا و انزل كتابا " يهدي للتي هي اقوم و يبشر المومنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجراً كبيرا (١٧ : ٩) " و كتب في قلوبهم الا يمان و ايدهم بروح منه لما رضوا بالله ربا ، و بالاسلام دينا ، و بمحمد رسولا ، و اتخذهم عبيداً له ، فا قروا له بالعبودية و لم يتخذوا من دونه وليا ولا نصيرا - و قال في حقهم " ان عبادى ليس لك عليهم سلطان ، و كفى بربك وكيلا (١٧ : ٦٨) " و الحمد لله الذى اقام في ازمنة الظلمات من يكون باشراق انوار الشريعة كفيلا - و اخبر: هذه الامة بانه " لا تزال فيها طائفة على الحق ، لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم ، حتى ياتى امره " و لو اجتمع الثقلان على حربهم قبيلا - يدعون من ضل الى الهدى ، و يصبرون منهم على الجحود و الاذى ، و يبصرون بنور الله اهل العمى ، و يحيون بكتابه الموتى ، فهم احسن الناس هديا و اقومهم قيلا - يجاهدون في الله حق جهاده ، و لا يخافون لومة لائم ، " و للاخرة اكبر درجات و اكبر تفضيلا (١٧ : ٢٣) " - فحاربوا في الله من خرج عن دينه القويم ، و صراطه المستقيم ، الذين عقدوا الوية الضلالة و البدعه ، و اطلعوا اعنة الفتنه ، و اعرضوا عن الكتاب و نبذوا السنه ، و ارتضوا غيرهما بديلا " و قل جاء الحق و زهق الباطل ، ان الباطل كان زهوقا ، و ينزل من القران ما هو شفاء و رحمة للمومنين ، ولا يزيد الظالمين الا خسارا (١٧ : ٨٢) "

و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ، ارسله " با لهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله (٦١ : ٩) " و كفى با لله شهيدا - ارسله " كافة للناس بشيرا و نذيرا (٣٧ : ٢٨) " و " داعياً الى الله باذنه ، و سراجاً منيرا (٢٣ : ٣٩) " فهدى به من الضلاله ، و علم به من الجهاله ، و بصر به من العمى ، و ارشد به من الغي ، و فتح به اعيناً عميا ، و اذانا صما و قلوبا غلفا - الي ان اشرقت برسالته الارض بعد ظلماتها - و تالفت القلوب بعد شتاتها - فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين ، و اصحابه المهتدين ، صلوة دائمة بدوام السمارات و الارضين ، مقيمة عليهم ابداً ، لا تروم انتقالا عنهم ولا تحويلا -

و اسئلك اللهم هداية هذه الامة الي اقوم سبيل ، و الهامها عرفان الجميل ، و تميز العدو من الخليل ، و بلغها اللهم تلك الدرجة السامية التى تقترحز بها عن مذلة التقليد ، و تتجافى جنوبها عن مضاجع الاسر و التقييد - فلا تنقاد لمن يوردها حتفها ، و يملك عليها امرها ، حتي اصبحت بحالة لا تعرف قوتها من ضعفها - و هب لمرشديها رجدانا صادقا ، و علماً نافعاً ، و قلبا صافيا ، و لسانا بالحق ناطقا ، و لا تدع منهم مفتنا و لا منافقا - يلبس ثوبا على ظاهره مسحة من الصلاح ، و باطنه انت به عليم : " و منهم من يومن به و منهم من لا يومن به ، و ربك اعلم با لمفسدين (١٠ :) "

(و بعد) فقد مضى على (الهلال) عام و هو دائب على صادق الخدمه ، التي يعتقد بها فلاح المله ، و نجاح الامه ، غير مبال بما يصمه به الجاحدون الجاهلون ، و يتهمه به المتفرنجون الدجالون اطفاء لنور الحقيقة ، و طمسا لمعالم الصدق " و يابى الله الا ان يتم نوره و لو كره الكافرون "

فهو - بعون الله القدير - كان و لم يزل متبعا سنن الحق بعلمه و ايقانه بان الحق احق ان يتبع ، و ان ينصت له و يستمع ، و الباطل اجدر بالدثور ، و اقتلاع الجذور " و الله ولى الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور (٢ : ٢٥٧) "

اللهم ثبتني با لقول الثابت ، و العمل النافع ، و العزم الراسخ ، و " ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق و اجعل لى من لدنك سلطانا نصيرا (١٧ : ٨٣) " و لا تجعل للاهواء على سبيلا -

و اعذني من كل شيطان رجيم ، و افاك اثيم ، و اهدني صراطك المستقيم ، " صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين (١ : ٦) " و اجعلني من " الذين لا خوف عليهم و لا هم يحزنون (٤٦ - ١٢) "

اللهم انى ابرأ اليك يا ذا الحول و الطول ، من الطول و الحول ، و اشهدك باني غير معصوم عن الزلل و الخطل ، فهب لى من ينتقد اقوالى ، و يمحص اعمالى ، و رحم الله امرأ هدانى الى عيوبي و يرشدني بالاحتساب ، و السلام على " الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه ، اولئك الذين هدا هم الله ، و اولئك هم اولو الالباب (٣٩ : ١٩) "

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابوالکلام احمد الحسینی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
عشاری ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۶ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 2, 1918.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں

الہلال کلکتہ کا سالانہ قیمت مع محصول صرف اٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے بھیجے ہیں کہ " خدا کے کیلیے یورپین ٹرکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کردیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بد تر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے-

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاونڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ٹرکی میں بھیجی گئی ہے -

اِس بارے میں جو صاحب درد اعانت فرمائیں گے فاجرہ ہوں گے

ورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقینا میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تاکہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۱ جولائی تک جو صاحب اٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے** ' انکے روپیہ میں سے صرف اٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اچھے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف اٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کارخیر کیلیے وقف کردیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کردیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کارخیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھاکر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم -

یورپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ٹرکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ٹرکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ٹرکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامور ان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب مرثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلة و المناظرہ' اسئلة و اجوبتہا اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

دشمن دوست نما ! !

غیر اقوام پر حکمراني کے باب میں روسي قوم دیگر اقوام یورپ سے بہت پیچھے ہے -

دیگر اقوام نے لفظی ہمدردیوں ' خوش ایند قراردادوں ' اور دلکش وعدوں سے محکوم اقوام کے دل اپنے دست فریب و خدع میں لے لیے ہیں ' اور پھر اسکے بعد جو کچھ کرنا مقصود ہوتا ہے ' پس پردہ پوري خوش اسلوبي سے انجام دیا جاتا ہے ' لیکن روس کي حالت اسکے بالکل برعکس ہے - وہ ہمیشہ اپني رعایا کو خشونت و درشتي اور تیغ و تفنگ سے اپنے ہاتھہ میں رکھنا چاہتا ہے ' اور حق یہ ہے کہ تلوار بکف دشمن ' در آستین خنجر سے ہزار درجہ بہتر ہے -

تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ ادنان کے مدرسۂ عثمانیہ کے تمام معلمین و متعلمین نے متفقہ طور پر ایک عرضداشت (میموریل) حکومت کے نام بھیجي تھي ' جسمیں اصلاح تعلیم کي درخواست کي گئي تھی ' مگر حکومت روس نے اپني دیرینہ خشونت کے ساتھہ یاد داشت کو نامنظور کر دیا -

اسي ڈاک میں ایک زیادہ شرمناک و عبرت انگیز واقعہ کا ذکر ہے -

مسلمانان بیشقورسق ایک جامع مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے - حسب قانون مینو سپلٹي انہوں نے اجازت کي درخواست دي - جو جگہ تجویز کي گئي تھی ' اس کے پاس ایک گرجا تھا - مینو سپلٹی کے چیرمین نے پادري کو بلایا ' اور اس سے درخواست کي بابت مشورہ کیا - پادري نے جواب دیا کہ گرجا کے قریب مسجد بنانا مذہباً جائز نہیں ' اسلیے درخواست واپس کردي گئي -

الشر قد ینتج الخیر

سطحي نظریں ان حرکات شنیعہ کي بناء پر روس پر نفریں بھیجیں گي ' اور اسکو محکوم اقوام کے لیے قہر الہی خیال کرینگي ' مگر دقیقہ رس نظریں جانتي ہیں کہ یہ قہر الہي نہیں بلکہ تازیانۂ بیداري ہے - حاکم کا علانیہ ظلم و ستم اور خشونت و درشتي محکوموں کے جذبات کو بیدار کرتا ہے ' انہیں حریت و استقلال کي تعلیم اور جانبازي و سر فروشي کا درس دیتا ہے - دنیا میں قوموں نے علم استقلال اسي وقت بلند کیا ہے ' جب یا تو حکمراں قوم کي علانیہ ظلمرانی حد سے گذر گئی ' یا محکوم قوم کا احساس اس قدر تیز ہو گیا کہ مخفي مظالم کا بھي احساس ہونے لگا - پس ترکستان و کوہ قاف میں روسی مظالم ' عذاب الہی نہیں بلکہ معلم حریت ہیں ' جو غلامي اور محکومي کا جوا پھینکدینے کے لیے انہیں تیار کررہي ہے -

لیکن اسکے مقابلے میں جو حکومتیں بظاہر نرمي و رافت ' اور حسن سلوک و مسامحت کي پالیسي پر کاربند ہوتي ہیں ' اور اپنے ہر سخت سے سخت استبدادي اور ظلم آمیز عمل کو بھي ازادي کا نقاب پہنا کر ظاہر کرتي ہیں ' انکا وجود مخلوقات الہي کیلیے سب سے بڑا قہر ہے - کیونکہ طبیعتیں انکی ظاہر فریبیوں کا شکار ہو جاتي ہیں ' اور انکي نرمي و رافت ' جس و بیداري کو کروٹ لینے کي مہلت نہیں دیتي -

یاد رکھنا چاہیے کہ بے نقاب دشمن ' دوستي کے نقاب پوش دشمن سے بدرجہا بہتر ہے : وان في ذلک لایات لقوم یتفکرون -

---

هفته وزه ، موجودہ حکومت نے چاہا تھا کہ سلطنتیہ کي فضا کو سازش کے جراثیم سے پاک کردے ' مگر یہ کیونکر ممکن ہے ' جب پیرا میں اسکي پرورش کے لیے تربیت خانے قائم ہوں ' اور لندن کے ماہرین فن نقشہ ہاے تربیت بلا انقطاع بھیج رہے ہوں ؟

مرحوم محمود شوکت پاشا کے قاتل کے ساتھہ اسکے اعوان و انصار کے حق میں بھی موت کا فتوی صادر کیا گیا تھا کہ اس فتنۂ اسلام سوز کا خاتمہ ہو جائے - مگر کار فرما ہاتھہ کی چابک دستی دیکھو ! اس تعذیب و تنکیل سے کیسی طلائي فرصت کا کام لیا ہے ؟ اگر رپوٹر کا بیان صحیح ہے تو اس قتل عام کے متعلق غلط فہمی سے پورا فائدہ اٹھایا جارہا ہے ' اور انتقام کے پردے میں دولت عثمانیہ کے اصلی فرزندوں کے قتل کے لیے بھي سازشہاے تازہ کے ساتھہ وسیع تیاریاں ہو رہی ہیں ! !

جس قوم کی یہ حالت ہو کہ دشمن کے لگاے ہوے زخموں سے جسم چور چور ہو ' مگر با ایں ہمہ غیروں پر چلانے کي جگہ ' آپس ہی میں تلوار چلا رہی ہو ' اسکا خدا ہي حافظ ہے -

مگر اس تلوار کے قبضے کن ہاتھوں سے متحرک ہیں ؟ پس پردہ کن ہاتھوں میں دوز ہے ' جو پتلیوں کو نچا رہي ہے ؟

ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ سازشوں کي بدولت حکومت کي بنیاد کشتي طوفانی ہورہي ہے ' دوسري طرف (بقول رپوٹر) خزانہ کي یہ حالت کہ سرکاري ملازمین کی تنخواہیں وسط مارچ سے واجب الاداء ہیں ' اور اب جنگي کے عہدہ داروں کی تنخواہیں بھي نہیں ملتیں - روپیہ کے اسعرچہ قحط اور بعض اشد ضرورتوں سے عاجز آکر حکومت کو چند زمینوں کے فروخت کا فیصلہ کرنا پڑا -

روس کا توسط اب تک سرویا نے منظور نہیں کیا - ۲۴ - جون کے تار میں جو خبر دي گئی تھي ' اسکي تغلیط ۲۷ - کے تار میں کردي گئي ہے - بلغاریا نزاع انگیز مقامات سے اپني فوج ہٹانے پر راضي نہیں - اسکا قدرتي نتیجہ یہ ہے کہ یونان اور سرویا کو بھي اپنی اپني فوجوں کے ہٹانے سے انکار ہے - سالونیکا سے آئي ہوئي خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زیٹرو میں جنگ روبہ ترقي ہے - فریقین کا سخت نقصان ہو رہا ہے - اور اسوقت تک سرویا کے اعوان و انصار کي تعداد برابر بڑھتي جاتي ہے -

وائنا میں بیان کیا گیا ہے کہ رومانیا بلغاریا کو دھمکي دے رہي ہے کہ اگر بلغاریا نے سرویا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو وہ بھي اسکے خلاف اعلان جنگ کر دیگي - اسکوپ میں بارہ ہزار مانٹي نیگري پہنچگئے ہیں - سروي فوج نے پرجوش نعروں اور دستکوں سے انکا استقبال کیا - ایک نامہ نگار بلغراد سے لکھتا ہے کہ ۲۰ - ہزار الباني سرویا کے طرف سے لڑنے کے لیے تیار ہیں ' جسمیں سے ۶ - سو اسکوپ پہنچگئے -

جسم زخموں سے چور ' گھر میں سازشوں کي آگ مشتعل ' خزانہ خالي ' مگر با ایں ہمہ دولت عثمانیہ پھر میدان جنگ میں اترنے کے لیے تیار ہے ! اخبار مذکور کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ایک جلسے میں تمام وزراء نے بالاتفاق طے کیا کہ اگر سیرس ' کیویلا ' ڈراما سے بلغاریا نے اپني فوجیں نہ ہٹالیں ' اور جنگ چھڑ گئي ' تو یونان کي طرف دولت عثمانیہ اپنا دست اعانت دراز کریگي - نامہ نگار کا بیان ہے کہ مجھسے ایک ذمہ دار جماعت نے بیان کیا کہ " اگر ان حلفاء میں باہم جنگ ہوئي ' اور وہ جنگ بلغاریا کے حق میں مضر ثابت ہوئي ' تو ممکن ہے کہ موخر الذکر بالکل پیچھے ہٹا دیا جائے ' اور اپنی فتوحات کے نہایت ذرا سے حصے پر قانع ہو جائے - یہ ناممکن ہے کہ ہم جنگ کے وقت بالکل علحدہ رہیں - فوجوں کا متفرق ہونا ابھي ملتوي رہیگا " -

مگر سوال یہ ہے کہ کیا عثمانیوں نے ابھی تک یورپ کو نہیں پہچانا ؟ کیا ہلال کے پاس سے جو صلیب کے پاس جا چکا ہے ' اسکو یورپ پھر ہلال کے پاس واپس آنے دیگا ؟ کیا انکو نہیں معلوم کہ گلاڈسٹون کي روح کا بھوت اسوقت تمام یورپ میں حلول کر چکا ہے ؟ فما لها و لاء القوم ' لا یکادون تفقهون حدیثا ! !

الهلال

٢٦ - رجب ١٣٣١ هجری

ا ... واء ... واء

... ☆☆ ...

یعنی

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(٢)

ان الذین کذبوا بایاتنا و استکبروا عنها ' لا تفتح لهم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة ' حتی یلج الجمل فی سم الخیاط ' وکذالک نجزی المجرمین - (٧ : ٣٩)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ' اور ہمارے آگے جھکنے کی جگہ غرور سے اکڑ بیٹھے ' تو یاد رکھو کہ انکے لیے نہ تو کبھی آسمانی برکتوں کا دروازہ کھلے گا ' اور نہ کامیابیوں اور کامرانیوں کی بہشت حیات میں داخل ہوسکیں گے - ہاں اگر ایسا ہوسکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گذر جائے ' تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھی بغیر اسکے فلاح پا جائیں -

بیا کہ رہے بمعرابگاہ نور نہیم * بنائے کعبۂ دیگر زنیم و طور نہیم !
حطیم کعبہ شکست و اساس قبلہ بریخت * بتازہ طرح یکے قصر بے قصور نہیم !
علی رطاق حرم تا بچند مصلحت ست * کہ داغ عشق بہ پیشانی غرور نہیم !
تو نطع دیر فروچین کہ ما قرابۂ مے * بشہپر ملک و ماورائے ان حور نہیم !
زجوش جرعہ کشاں صد قیامت انگیزم * جہاں جہاں ز صراحی بادہ صور نہیم !
بجرعۂ کہ بسوزد دماغ خلوتیاں * خفائے صومعہ در عرصۂ ظہور نہیم !
نفس بگرمی ایں بزم تا یکے (فیضی) ؟
دگر بمجلس روحانیاں بخور نہیم !

و الشمس وضحاها ' و القمر اذا تلاها ' و النهار اذا جلاها ' و اللیل اذا یغشاها ' و السماء و ما بناها ' و الارض و ما طحاها : کہ زمین کا ذرہ ذرہ مستعد ' افتاب کی شعاعیں درخشندہ ' آسمان کے بخار صنعمد امادۂ نزول ' قوتوں کا نمو ' بالیدگیوں کا ظہور ' اور معرکات کا اجتماع ہر طرف موجود ہے ' اور عالم نشو و نما کے ملائکۂ مدبرو وقت کے منتظر ' اور تخم ریزی کے استقبال کیلیے چشم براہ ہیں - دہقان کی قسمت ارج پر ' اور زمین کا طالع کامرانی کے افق پر چمک رہا ہے - وقت ہے کہ کل کو کاٹنے والے آج بولیں ' اور کل جو اپنی زمینیں بھرنے والے ہیں ' آج اپنے دامن کو چند بیجوں سے خالی کردیں - پر ضرور ہے کہ ہاتھ تجربہ کار ' دانہ صحیح و سالم ' اور دہقان محافظ و نگراں ہو - تا زمین کی مستعدی بیکار نہ جاے ' اور اس سے جیسی بہتر غذا کل کیلیے طلب کی جاتی ہے ' ویسی ہی بہتر غذا آج اسے دی بھی دی جاے :

و سخر لکم اللیل و النهار ' و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره ' ان فی ذلك لایات لقوم یعقلون - وما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانه ' ان فی ذلك لایات لقوم یذکرون (١٦ : ١٢) '

" اور اللہ نے رات کی رطوبت ' اور دن کی حرارت کو ' اور اسکے سرچشموں یعنی سورج اور چاند کو ' نیز تمام ستاروں کے خواص و تاثرات کو اپنے حکم سے تمہارا تابع کردیا ہے ' اور صاحبان عقل کیلیے ان میں حکمت الہیہ کی بہت سی نشانیاں ہیں ! اور پھر وہ زمین کی پیداوار اور زراعت کے نتائج ' جو تمہارے لیے پیدا کر رکھے ہیں - جنکی طرح طرح کی رنگتیں اور صورتیں ہیں - سو غور و فکر کرنے والوں کیلیے ان میں بھی صدہا بصیرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں !! "

حکمت امثال

میں نے اس مضمون کو موسموں کے تغیرات ' بارش کے نزول ' اسکے علائم و آثار ' اور زمین کی خشک سالی اور نشاط و شگفتگی کی تمثیل سے شروع کیا ' جو بظاہر نفس موضوع سے کوئی ربط نمایاں نہیں رکھتی ' اور ایک غیر مربوط گریز کے ذریعہ تمہید مقصد

ریذۂ ملت کے تازہ ترین داغ

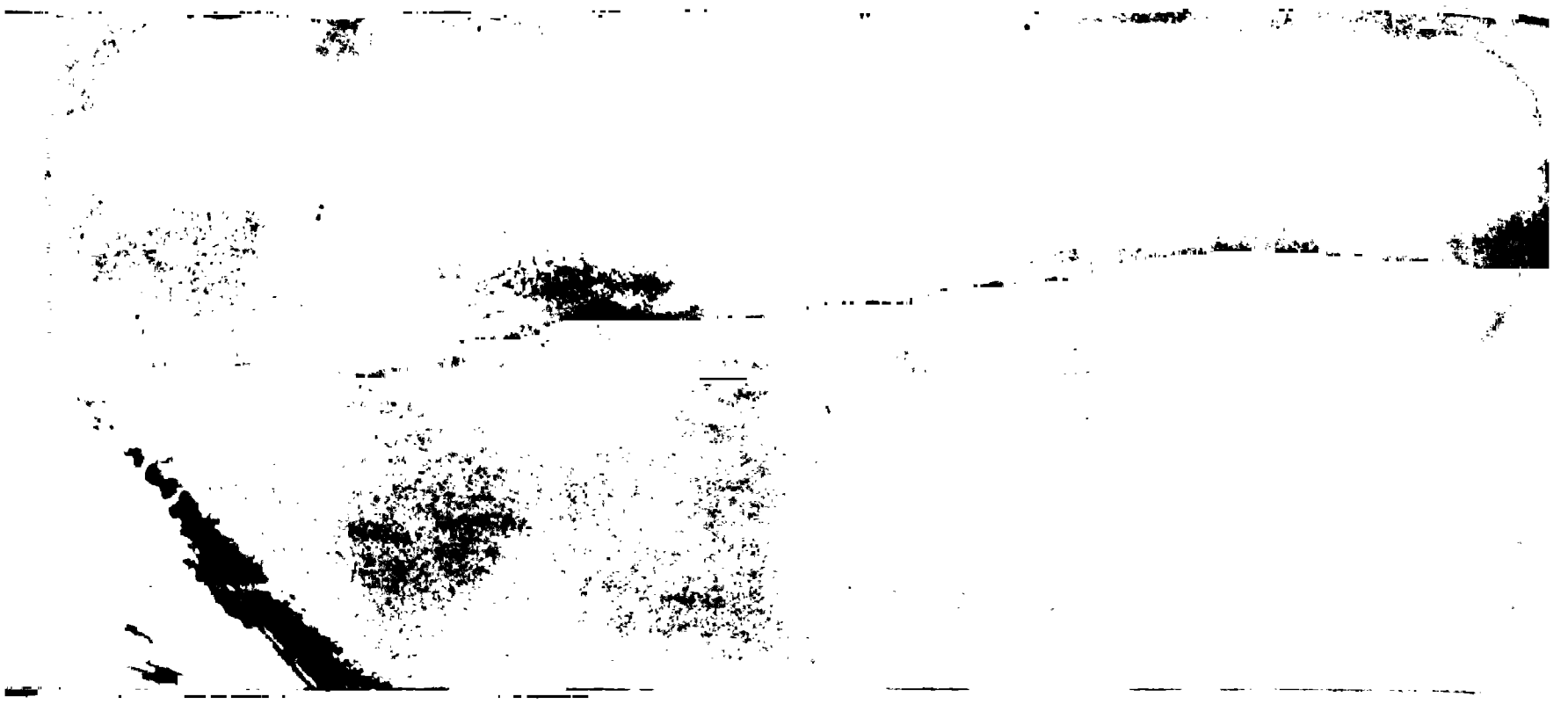

سلانیک کا ایک لب سمندر منظر

البانیہ کے مناظر جمیلہ

سے ملا دیتی گئی ہے - پھر لوگوں کو تو انتظار معجوزہ جماعت کے اغراض و مقاصد کا ہے' - صبعی تغیرات' اور انکے آثار و ما بعد نتائج کے معمّوں کو اس سے کیا تعلق ؟

معلوم نہیں پچھلے نمبر کو پڑھتے ہوے یہ خیال آپکے ذھن میں پیدا ہوا یا نہیں ؟

لیکن خدا تعالی نے قران کریم کے ذریعہ اس بارے میں ہمیں ایک بصیرت بخشی ہے : و لہ المثل الاعلی في السماوات والارض و ھوالعزیز الحکیم (۳۰ : ۲۶) اور اس کا درس ہمیں بتلاتا ہے کہ مطالب عالیہ و مقاصد الہیہ کے اظہار کیلیے بہترین وسیلۂ اظہار' تمثیل ہے - یہی سبب ہے کہ تم ہر جگہ اس کتاب عزیز میں امثال و نظائر کا ایک ذخیرۂ وافر پاتے ہو' اور کہیں ہوا رنگی تصریف' کہیں بادلوں کے انبساط' کہیں زمین کے نشو و نما' کہیں لیل و نہار کے اختلاف' کہیں موجودات و مخلوقات کے مختلف اشکال و الوان' کہیں کواکب و سیارات کے طلوع و غروب' کہیں انقلابات طبیعیہ کے مناظر جمیلہ' اور کہیں رعد و برق کے مرایاء مدھشہ و مخوفہ کے اندر' وہ اسرار حکمیہ اور معارف الہیہ بیان کردیے گئے ہیں' جو فہم انساني کا منتہاے ادراک ہیں : و لقد ضربنا في ھذ القران من کل مثل لعلھم یتذکرون (۲۹ : ۳۹)

منجملہ امثال قرانیہ کے' ظہور اثار و علائم بارش کي ایک لطیف و بدیع' اور جامع و مانع تمثیل ہے' جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے' اور جسکے اندر انسان کي قلبي و روحي حیات و ممات' اقوام و ملل کے انقلابات' ملکوں اور حکومتوں کے تسلط و تنزع' اور ھدایت الہي اور شقاوت انساني کے مختلف مدارج و مراتب کی نسبت صدھا اشارات و بیانات پوشیدہ ہیں : و ما یعقلھا الا العالمون -

پس غور کیجیے تو آج بھي پیش نظر مطالب کے اظہار کے لیے اس تمثیل سے بڑھکر اور کوئي جامع اور بین ذریعہ نہ تھا - بظاہر یہ تمہید آپکو اصل مقصود سے غیر متعلق نظر آتی ہے - لیکن آگے چلکر سیر مطالب میں ہر قدم پر آپ دیکھیں گے' کہ جو کچھہ مقصود اصلي تھا' وہ در اصل اسي کے اندر عرض کردیا گیا' اور عرض مقصد کے ہر موقع پر یہي تمثیل ہے' جو اپنے اشارات کی شرح و تفسیر کر رہي ہے : و کذلک یضرب اللہ الامثال' لعلھم یتذکرون !!

عصر انقلاب و ظہور استعداد

فصل کاٹنا اسان اور دلخوش کن ہے' پر بیج کا بونا مشکل اور محنت کا محتاج ہے - جس طرح زمین پر سال میں ایک یا دو مرتبہ ہي وہ موسم آتا ہے' جب اسکا ذرہ ذرہ قوت نشو سے لبریز' اور اسکا چپہ چپہ استعداد نمو سے امادۂ تخم ریزي ہوتا ہے' بعینہ اسي طرح قوموں اور ملکوں کی حیات و ممات اور عروج و زوال کے بھي مخصوص و معدود اوقات ہیں' جو اپنے اپنے وقتوں پر ظہور کرتے ہیں - وہ زندگي اور ارتقا کي استعداد و صلاحیت کا ایک دور ہوتا ہے' جو صرف اسلیے آتا ہے تاکہ اس فرصت سے فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھالیں' اور جنکے پاس کاشت کاري کیلیے بیج موجود ہیں' وہ وقت کو مساعد دیکھکر تخم پاشي کرلیں -

اسوقت قوموں کے اندر تغیر و انقلاب کي موجیں لہرانے لگتی ہیں' تنبہ و اعتبار کی ہواؤں کا زور ہوتا ہے' مصائب کے اشتداد اور غموم و ھموم کے استیلاء سے سوئی ہوئی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں - پرانے زخم ہرے ہو جاتے ہیں' مندمل زخموں کے ٹانکے کھل جاتے ہیں' اور نئے زخموں کے اندر سے خون کے چشمے اُبل اُبل کر بہنے لگتے ہیں - پس یہ ایک عصر انقلاب اور ایک دور استعداد حیات ہوتا ہے جو ہر طرف چھا جاتا ہے' اور سرزمین روح و قلب کے ذرے ذرے کے اندر حیات ملی کے ضرور ہا کی استعداد تم پیدا ہو جاتی ہے -

پھر اس وقت زمین کی جستجو نہیں ہوتی' جو سیر حاصل ہو - پانی کی تلاش نہیں ہوتی' جو آسمان سے برسے - آفتاب کی ضرورت نہیں ہوتی' جو اپنی حرارت سے زندگی بخشے - بلکہ صرف ایک ہاتھہ کی ضرورت ہوتی ہے' جو موسم کو دیکھے فرصت کو سمجھے' اور ایک صحیح و سالم بیج اس زمین مستعد کے سپرد کردے' تا وہ گلے اور پھلے' اور پھر زندگیوں اور کامیابیوں کا درخت تناور اور شجرۂ طیبہ بنکر' قدرت الہی اور حکمت سرمدي کا ایک معجزۂ محیر العقول ہو :

ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب و منه شجر فیه تسیمون - ینبت لکم به الزرع و الزیتون و النخیل و الاعناب و من الثمرات ' ان فی ذلک لا یات لقوم یتفکرون (۱۶ : ۱۰)	" وھي تو قادر مطلق ہے' جس نے اسمان سے پاني برسایا - اور وہ ایک طرف تو دریاؤں' آبشاروں' اور تالابوں کی صورت میں جمع ہوکر تمہارے پینے اور سیراب ہونے میں کام آتا ہے' اور دوسري طرف زمین کی روئیدگي کے ظہور کا وسیلہ بنتا ہے - اُس سے درخت پرورش پاتے ہیں اور تم اپنے مویشیوں کو ان میں چراتے ہو - اُسي پاني سے خدا تمہارے لیے زمین کي زراعت و کاشت کو سر سبز کرتا ہے' اور طرح طرح کے پھل اُن میں پیدا ہوتے ہیں ! غور کرو تو ارباب فکر و بصیرت کیلیے اسمیں حکمت الہیہ کي ایک بہت بڑي نشانی ہے !! "

اس فصل کیلیے تخم

" اصلاح " اور " عمل " کی دعوتیں ہی وہ بیج ہیں' جنکی اس موسم نمو اور دور استعداد میں سرزمین ارواح و قلوب کو ضرورت ہوتی ہے - ایک بیج کے بار آور ہونے کیلیے جن جن شرائط کی ضرورت ہے' وہ سب کی سب قدرتی طور پر اُس وقت مہیا ہو جاتی ہیں - زمین کی درستگی کی ضرورت نہیں ہوتی' کیونکہ حس و بیداري کی وجہ سے دلوں میں اضطراب و جوش موجود ہوتا ہے - آفتاب کی تمازت و حرارت بھی مطلوب نہیں ہوتی' کہ مظالم کا اشتداد' خونریزیوں کی کثرت' اور ذلت و رسوائی کی انتہا' سوزش و تپش کی آگ سلگا دیتی ہے - باران رحمت الہی جو اقلیم نباتاتی کا سلطان و حکمراں ہے' وہ بھی امادۂ کار ہوتا ہے کہ پاني کي جگہہ قتیلان ظلم و استیلا کا سیلاب خونین زمین کو سینچے اور بیج کو گلانے کیلیے ہر طرف موج زن ہوتا ہے - پس اس وقت صرف ایک صحیح صداے دعوت' ایک صداقت آگین تحریک عمل' اور ایک موصل الی المقصود سفر کے بیج ہی کي ضرورت ہوتي ہے' جو طیاریوں اور آمادگیوں کے اس نامیہ زار حیات میں سپرد خاک کردیا جاے پھر زمین اپني استعداد کو' حرارت اپنی آمادگي کو' اور پاني اپني طیاري کو فوراً صرف کارکردے' اور تھوڑے ہي دنوں کے اندر قدرت الہي اس ذرۂ تخم کو اشجار و اثمار' اور برگ و بار کی ہیئت عظیمہ اور منظر فخیمہ کي صورت میں' اپني غیبي نشؤ و نما' اور الہي ربوبیت کي توفیق فیضان سے بلند و استوار فرمادے :

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة' اصلھا ثابت و فرعھا	" الله تعالی نے نیک دعوت اور پاک تحریکوں کي کیسی اچھي مثال دي ہے ؟ یعنی دعوت الہی مثل ایک مبارک اور

فی السماء، تؤتی اکلها کل حین باذن ربها، ویضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون، (١٤ : ٢٩)

ملکوتی درخت کے ہے، نہ اسکی جڑ زمین کے اندر مضبوط، اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی ہوئیں ! ! وہ قوۃ الہیہ کی مشیۃ فرمائی سے ہرروقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے - اور یہ درخت کا ذکر دراصل ایک تمثیل ہے جو اللہ بیان کرتا ہے، تاکہ لوگ سوچیں اور غور کریں "

عالم اسلامی اور عصر استعداد

آج دنیا اسی عصر انقلاب، اور عالم اسلامی اسی دور استعداد سے گذر رہا ہے - ارتقا بعد از انحطاط، عروج بعد از محاق، اور حیات بعد الممات کا موسم ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے، جیساکہ آج ہے - طوفانوں کے بعد جب امن ہوا ہے، زلزلوں کے بعد جب سکون ہوا ہے، صرصر و مخالف کے بعد جب نسیم مراد چلی ہے، تاریکی کے بعد جب روشنی چمکی ہے، ظلمت کے بعد جب نور نمایاں ہوا ہے، رات کے بعد جب دن نکلا ہے، ظلم کے بعد جب انصاف کا علم لہرایا ہے، خون کے بعد جب سرچشمۂ حیات بہا ہے، اور طغیان و فساد کے بعد جب صداقت و عدل کی فوجیں نمودار ہوئی ہیں، یعنی ڈوبنے کے بعد جب کبھی ڈوبنے والے ابھرے ہیں، گرنے کے بعد جب کبھی گرنے والے اٹھے ہیں، اور مرنے کے بعد جب کبھی مرنے والے زندہ ہوئے ہیں، تو بعینہٖ دنیا کے چہرۂ کہانت پر ایسی ہی علامتیں پڑھی گئی ہیں، جیسی کہ آج ہر چشم حقائق آگاہ پڑھسکتی ہے - اسکی صدائیں ایسے ہی پراسرار رہی ہیں، اور اسکی نگاہ گویا نے ہمیشہ ایسی ہی اشارے کیے ہیں - اس نے جب کبھی کروٹ لی ہے، تو اس سے پہلے سمندروں میں ایسی ہی لہریں اٹھی ہیں، اور اس نے جب کبھی اپنی جگہ بدلی ہے تو آسمان پر اضطراب و شورش کی ایسی ہی بدلیاں چھائی ہیں - آج عالم اسلامی بھی اور کسی شے کی طلبگار نہیں - وہ اٹھنے اور ابھرنے کیلیے نہ تو آفتاب کی منتظر ہے، اور نہ پیغام بارش لانے والی ہواؤں کی - اسکی زمین خود بخود درست ہوگئی ہے - لاشوں نے کھاد کا کام دیا ہے، اور خون کے سیلاب نے پانی سے مستغنی کردیا ہے، یعنی ہوائیں جتنی چل رہی ہیں موافق ہیں، موسم اپنے عین عروج اور کمال تاثیر پر ہے، اور بارش کی خبریں ہر طرف سے آرہی ہیں - پس اگنے اور شاداب ہونے کا کوئی سامان ایسا نہیں، جسے رحمت الٰہی نے آج امۃ مرحومہ کی کشت امید کو سرسبز و شاداب کرنے کے لیے مہیا نہ کردیا ہو - اور یہ جو کہہ رہا ہوں تو:

والشمس وضحاها، والقمر اذا تلاها، والنهار اذا جلاها، والیل اذا یغشاها، والسماء وما بناها، والارض وما طحاها، (٩١ : ٦)

آفتاب کی اور اسکی شعاعوں کی قسم، جنکی حرارت زمینوں کو معتدل بناتی ہے اور چاند کی، جب وہ اسکے بعد نکلتا ہے اور زمین کی قوت نمو کو متاثر کرتا ہے، اور دن کی، جب وہ آفتاب کو نمایاں کرتا اور رات کی، جب وہ آفتاب کو چھپالیتی ہے، اور اسطرح زمین کے نشو و نما کو اپنے اپنے وقت پر آسمان سے مدد ملتی ہے - پس اسکی بھی قسم، اور دراصل اسکی، جس نے اسکی تمام موجودات کو بنایا، اور نیز زمین کی، اور اس حکیم و قدیر کی، جس نے زمین کو طرح طرح کے اشجار و اثمار کا ایک دسترخوان نعالم بناکر بچھا دیا ہے " ! !

بیج کا اخری وقت اور انتظار

جس طرح بارود کی سرنگ طیار ہو جاتی ہے، اور اسکے پھٹنے اور پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہوجانے کیلیے صرف ایک چنگاری کی کمی باقی رہجاتی ہے - اور جس طرح سوکھی لکڑیوں اور خشک برگ و گیاہ کے ڈھیر کے مشتعل ہونے کیلیے صرف دیا سلائی کی ایک تیلی اور اس کی رگڑ کی ضرورت ہوتی ہے، جو آگ کا ایک ذرہ اشتعال پیدا کرکے شعلوں کا ایک تنور گرم کردے - بالکل اسی طرح کارساز قدرت نے زراعت و کاشتکاری کا تمام سامان مہیا کردیا ہے اور صرف ایک بیج ہی کی ضرورت ہے، جو ہوشیار ہاتھوں سے زمین پر گرے، اور اس تمام ساز و سامان نمو و ظہور کو ضائع جانے سے بچالے -

اس دہقان کی قسمت پر کسے رونا نہ آئیگا، جسے برسوں کے بعد اچھا موسم اور عمدہ بارش نصیب ہوئی ہو - جسکے لیے زمین طیار اور وقت مساعد ہو - ہل پھر چکا ہو، اور صرف تخم ریزی کے دانوں کا زمین انتظار کررہی ہو - لیکن یہ تمام ساز و سامان ضائع جارہا ہو، اور جس نے اسی وقت کے انتظار میں بے چین راتیں اور مضطرب دن کاٹے تھے، وہ یا تو بالکل بے خبر ہو، یا اتفاق بھی ترییج ڈالنے کی جگہ پر کسی کے ڈول بھربھرکے پھینکنے لگے، یا فصل کاٹ کر جمع کرنے کیلیے ایک گھر بنانا شروع کردے، حالانکہ جس بیج سے فصل طیار ہوگی، ابتک اسکا ایک دانہ بھی زمین کو نصیب نہیں ہوا ہے !

پھر کہتا ہوں کہ آج عالم اسلامی کی زمین اپنی طلب میں بیقرار ہے، اسکی خاک کے ذرے ذرے سے فغان طلب اور عشق مقصود کی صدائیں اٹھ رہی ہیں - اسکا چپہ چپہ اپنے مطارب کو پکار رہا ہے، مگر پانی کیلیے نہیں، روشنی کیلیے نہیں، آفتاب کیلیے نہیں، اور گو ان میں سے ہر شے زمین کی روئیدگی اور بیج کی بالیدگی کیلیے ضروری ہو، مگر ان میں سے کسی کے لیے بھی نہیں - صرف بیج کیلیے، ایک عمدہ اور سالم بیج کیلیے، اور صرف بیج کیلیے - کیونکہ بیج کی بالیدگی کیلیے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے، پر اگنے لیے بیج کی ضرورت نہیں - کیونکہ بیج کے بعد یہ سب مفید ہیں، پر بیج کے بغیر ان میں سے کوئی چیز بھی کار آمد نہیں ہوسکتی ! !

ان هذا صراطی مستقیما

فاتبعوه ولا تتبعوا السبل، فتفرق عن سبیله، ذلکم وصاکم به، لعلکم تتقون (٦ : ١٥٥)

میں نے کہا کہ صرف بیج کی ضرورت ہے، اور کسی شے کی نہیں اور ہمیشہ یہی کہتا رہونگا - مگر سوال یہ ہے کہ وہ بیج کیا ہے ؟

کیا ایک انجمن، جسکی بہت سی شاخیں ہوں ؟ ایک فنڈ، جسمیں بے شمار روپیہ ہو ؟ ایک دفتر، جسمیں کسی خاص قرار پر بہت سے دستخط ہوں ؟ کوئی شاندار اسکیم، جسکی بے شمار دفعات ہوں ؟ کوئی عہدہ داروں اور ممبروں کا مجمع، جنکے لیے بہت سے القاب و خطابات ہوں ؟ کوئی بڑے بڑے شاندار کاموں اور دنیا بھرکی ضرورتوں کو اپنے میں جمع کردینے والا ادعا، جسمیں از سرتاپا صدہ وعدے ہوں ؟

نہیں، کیونکہ یہ تمام چیزیں تو اس سے منٹوں اور لمحوں میں مہیا ہوجا سکتی ہیں، پر وہ اسے پیدا نہیں ہوسکتی -

تلاش تو بیج کی ہے، جو ہر قوت نمو بخشنے والی چیز سے کام لے، اور پھر اک درخت بنکر شاخیں، پتے، ٹہنیاں ؟ اور پھل پھول، سبھی کچھ پیدا کردے - آج بیج کو بار آور کرنے والے اسباب موجود ہیں پر وہی نہیں ہے، جسکے بغیر ان میں سے کوئی بھی کام نہیں دیسکتا -

تنور گرم ہوجاتا ہے تو بہت سی انگیٹھیاں اس سے گرم کرلی جا سکتی ہیں، پر انگیٹھی تنور کا تو کام نہیں دیسکتی !

پھر وہ کونسي شے ہے ؟ ؟

پس میں کہتا ہوں ' اور از فرق تا بقدم ایک صدائے ربانی بن کر کہتا ہوں ۔ جبکہ یقین کي وہ لا زوال طاقت میرے ساتھہ ہے ' جسکے لیے کبھي فنا نہیں - جبکہ وہ بصیرۃ الہي میرے دل کے اندر موجود ہے ' جسمیں کبھي تذلل و تذبذب نہیں - اور جبکہ وہ شہادت ایقانی میرے سامنے ہے ' جسکی رویت میں کبھي دھوکا اور فریب نہیں - کہ زندگیوں اور کامیابیوں کا وہ تخم مقدس ' کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بے شمار خزانہ ' کوئی عہد حفاظت ' کوئی اقرار خدمت ' غرضکہ دنیا کی کوئی آواز اور انسانوں کی کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی ' مگر

صرف وہ ایک ہي تہ ریک حق و صداقت ' جو مسلمانوں کو انکي حیات انفرادی و ملي کي ہر شاخ میں "مسلمان" بننے کي دعوت دے ' اور اپنی اس آواز کو انکے تمام صغار و کبار ' رجال و اناث ' اعالی و ادانی ' شہري و دیہاتی ' عوام و خواص ' غرضکہ ہر فرد ملت کے دل و جگر میں اُتار دے کہ :

یا ایها الذین آمنوا ! ادخلوا فی السلم کافۃ و لا تتبعوا خطوات الشیطان ' انه لکم عدو مبین !! (۲ : ۱۳۶)	اے وہ لوگو کہ ایمان اور اسلام کے مدعي ہو ! صرف دعوا کافي نہیں ' اگر زندگي چاہتے ہو تو اسلام میں پورے پورے آجاؤ ' اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو ! وہ انساني ہدایت اور ارتقاؤ عروج کا ایک بالکل کھلا دشمن ہے !

اور اس طرح اقرار دے کہ خدا کے بندے پھر صرف اُسی کے ہو جائیں - اسکے رشتے سے ٹوٹے ہوے پھر اسی کے ساتھہ جڑ جائیں ' اسکے دروازے سے بھاگے ہوے پھر اسی کی غلامی کی زنجیریں پہن لیں - اسکے چاہنے والے پھر ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کو پیار کرنے لگیں - اسکے پکارنے والے پھر اُسی کی جستجو میں نکل جائیں ' اس سے غفلت کرنے والے پھر اُس روٹھے ہوئے کو منا لیں - اور اس ایک کی غلامی کا حلقہ پہن کر تمام دنیا کو اپنا غلام بنانے والے ' پھر اسی کي چوکھٹ پر جھک جائیں - تا کہ اسکے آگے جھک کر سب کے آگے سربلند ہوں ' اور اسکے آگے جبین نیاز جھکا کے سب کو اپنے آگے مسجود دیکھیں - یعنی ہجر کے بعد پھر وصال کی بزم آرائی ہو - محرومی کے بعد پھر کامرانی کے ناز و نیاز ہوں ' اور نامرادي کے بعد پھر دولت مقصود و مطلوب سے دامن و آستین امید مالا مال ہو جائے !!

و ہو الذي یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفوا عن السیئات و یعلم ما تفعلون ' و یستجیب الذین آمنوا و عملوا الصالحات و یزیدہم من فضلہ (۴۲ : ۲۴)	" اور وہي غفور اور رحیم تو تمہارا معبود کارساز ہے ' کہ اسکے بندوں نے خواہ کتنی ہی اُسکی نافرمانیاں کی ہوں ' اور خواہ کتنی ہے سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوگئے ہوں ' لیکن جب وہ اسکے آگے توبہ کا سر جھکاتے ہیں ' اور ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کے ہو جانا چاہتے ہیں ' تو وہ انکی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور اُنکی خطاؤں سے درگذر کر دیتا ہے - اور تم لوگ جو کچھہ کر رہے ہو اُسے رتی رتی معلوم ہے - اور پھر جو لوگ اُسکے احکام پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کرلیے ' تو وہ اُن پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے ' انکی دعاؤں کو سنتا ہے ' اور انکی آرزوؤں کو پورا کرتا ہے ' اور اپنے فضل بندہ نواز سے انکو انکے حق سے بڑھکر اسکا بدلہ دیتا ہے !! "

اور پھر صدا سے میرا مقصود کیا ہے ؟ صداؤں کی تو کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے - زبانوں نے ہمیشہ قدموں سے زیادہ طے کیا ہے ' اور دنیا میں ہمیشہ خاموش رہنے والوں سے چیخنے والوں کی تعداد زیادہ رہی ہے - پس صدا سے مقصود وہ آواز نہیں ہے ' جو کھوکھلے سینوں ' تاریک دلوں ' اور بے سوز حلقوں سے اُٹھکر دوسروں کے اندر وہ چیز پیدا کرنا چاہتی ہے ' جو خود اسکے اندر نہیں ہے : اتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم (۲ : ۴۱) اور وہ انسانی آوازیں بھی مقصود نہیں ہیں ' جو کرکتنے ہی اچھے ارادوں اور دلفریب خواہشوں کے اندر ملفوف ہیں ' مگر خود انکے اندر ایک صدائے محض اور آواز تہي سے زیادہ اور کچھہ نہیں ہے -

بلکہ میں اُس صدائے رعد آسائے قلب شکن ' اور ندائے ضلالت ربائے ہوش افگن کی طرف اشارہ کر رہا ہوں ' جو گو انسانوں کے حلقوں سے نکلتی ہو ' مگر در اصل ہدایت ربانی اور توفیق حقانی کی ایک صداء مقلب القلوب ہو ' جس نے لسان عباد میں اپنا ظاہر بنا لیا ہو - اور حق و صداقت کا ایک حسن مخفی ہو ' جو انسانی خال و خط کے اندر سے اپنے جمال حقیقی کی شعاعیں دنیا پر ڈال رہا ہو - یعني وہ صدا ' جسکا مبدء زبان کی حرکت کی جگہ دل کا اضطراب ہے - جسکے اعلان کے لیے حلق سے اُٹھنے والی آوازیں نہیں بلکہ دل کے پھڑکنے اور تڑپنے کي آواز مطلوب ہے جسکے سننے کے لیے دنیا کي تمام آوازوں کي طرح کان کي ضرورت نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے - جو گویائي کي زبان سے نہیں ' بلکہ خاموشي کے لبوں سے بولتی ' اور انسان کے پردہ ہاے سماعت سے نہیں ' بلکہ ایوان قلب و روح کی دیواروں اور محرابوں سے ٹکراتی ہے !!

لساني اعبی فی الهوی ' و هر ناطق
و دمعی فصیح فی الهوی و هر اعجم

کیونکہ گو بظاہر وہ آواز انسانی جماعتوں اور فردوں سے اُٹھتی ہے ' مگر در اصل اس راز حقیقت کا نغمہ کچھہ اور ہی ہوتا ہے اور اس متحمل صورت کے اندر ایک دوسري ہي لیلی ہے ' جسکے حسن حقیقت کا جمال خلوت گزیں مخفي ہوتا ہے -

بالفاظ سادہ تر

بہتر ہے کہ میں اپنے مطلب کو زیادہ واضح کردوں - میرا مقصود اُس صدائے دعوت سے ہے ' جو محض آجکل کي مصطلحہ تحریک اور ایک رسمي آواز ہي نہو ' بلکہ اسکي داعي ایک ایسي جماعت ہو ' جو اپني زبانوں کي طرح اپنے اعمال کے اندر بھي ایک صداے دعوت رکھے - جو سر سے لیکر پیر تک اُس دعوت کا ایک پیکر مجسم ہو ' جو دنیا کو اللہ کي طرف بلانے سے پہلے خود اللہ کے لیے ہوچکي ہو - اور بیمارں کو نسخہ دینے سے پہلے خود بھي اپنے لیے نسخہ لکھہ چکی ہو - اسکے اندر حقیقت اسلامیہ کي عملي روح ہو - اسکا دل جمال الہي کا مسکن ' اور اسکا چہرہ حسن حقیقت کا حجاب ہو - وہ دنیا کی تمام طاقتوں اور ماسوا اللہ قوتوں سے باغي ہوکر صرف خداء اسلام کي وفادار اور تابع احکام ہو ' اور ایک کے استغرق و استہلاک میں اسطرح فنا ہوگئي ہو ' کہ پھر دنیا کي صدہا قوتیں شیطانیہ کیا ہے اسکے پاس کوئي متاع باقي نہ رہي ہو ' اور ہر آن و ہر لمحہ اُسکے اعمال کي زبان حال " من رآني فقد راء الحق " کي صداے توحید سے غلغلہ انداز اقلیم روح و معني ہو - و للہ در ما قال :

انا من اهوی ' و من اهوی انا
نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتني ' ابصرته
و اذا ابصرته ' ابصرتنا

جبکہ میرا اشارہ ایک ایسی جماعت کی طرف ہے ' تو پھر کیوں متعجب ہوتے ہو اگر میں نے اسکی صدا کو صدائے حق ' اور اسکے جمال کو جمال الہی کہا ؟ حالانکہ جو نفوس قدسیہ نفس و شیطان کے تسلط کی زنجیریں توڑ کر " حقیقت اسلامیہ " کی معرفت و خود فروشی کے مقام کو اپنے اوپر طاری کرلیتے ہیں ' بعلی اپنی تمام قوتوں اور خواہشوں کے ساتھ اللہ کے ہاتھ بک جاتے ہیں ' اور ہر طرف سے گردن موڑ کر صرف اُسی قبلۂ ارواح (کعبۂ قلوب) کے آگے منہ کرلیتے ہیں ' پھر وہ " مسلم " ہوتے ہیں ' اور " اسلام " کے معنے گردن کے رکھدینے ' حوالہ کردینے ' اور جھکا دینے کے ہیں - پس جمال الہی انکی تمام قوتوں کا احاطہ کرلیتا ہے ' اور انکی ہر چیز کو اپنے حسن کی تجلیات کا آئینہ بنا دیتا ہے - وہ بولتے ہیں تو اللہ کی آواز نکلتی ہے ' چلتے ہیں تو اللہ کے پانوں سے چلتے ہیں ' اور دیکھتے ہیں تو اللہ کی بصیرت سے دیکھتے ہیں :

گفتن او گفتن اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

صحیح بخاری کی مشہور " حدیث ولی " تم کو یاد ہوگی :

فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ ' و بصرہ الذی یبصر بہ ' و یدہ التی یبطش بہا ' و لسانہ الذی یتکلم بہ ' و لئن سألنی لاعطینہ ' و لئن استعاذنی لاعیذنہ (بخاری - کتاب التواضع)

جب میں اپنے کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اسکا کان ہوجاتا ہوں ' وہ میرے کان سے سنتا ہے - میں اسکی آنکھ ہوجاتا ہوں ' میری آنکھ سے دیکھتا ہے - میں اسکا پانوں ہوجاتا ہوں ' میرے پانوں سے چلتا ہے - میں اسکی زبان بن جاتا ہوں ' میری زبان سے بولتا ہے ' پھر وہ جو کچھ مانگتا ہے اُسے عطا کرتا ہوں ' اور جب میری طرف آتا ہے ' اُسے پناہ دیتا ہوں " !

وراء ذاک فلا اقول ' لانی
سر لسان النطق عنہ اخرس

مصر کیلئے بھی دفارم اسکیم

آجکل مصر کے تمام اخبارات اس جدید قانون پر بحث کررہے ہیں ' جو سنہ ۱۸۸۳ ع کے قانون نظامی کے قائم مقام ہوگا ' اور " مجلس شوری القوانین " اور " جمیعۃ عمومیہ " کے بدلے " جمیعۃ تشریعیہ " کو (یہی اسکا نام تجویز کیا گیا ہے) قائم کریگا -

اسکے اعضاء کی تعداد اتنی ہی ہوگی ' جتنی کہ جمیعۃ عمومیہ کے اعضاء کی ہوتی تھی - ان اعضاء کا انتخاب اس اصول پر ہوگا کہ فی دو لاکھ آدمی ایک عضو لیا جائیگا -

اس اصول کی بنا پر قاہرہ سے ۴ - اعضاء لیے جائینگے - اسکندریہ سے ۳ - غربیہ سے ۷ ' بحریہ سے ۶ ' دقہلیہ سے ۶ - کل منتخبہ اعضاء کی تعداد ۶۶ - ہوگی -

ان منتخبہ اعضاء کے علاوہ ۱۵ - اعضاء کو خود حکومت نامزد کریگی - اس نامزدگی میں مختلف فرقوں اور پیشوں کی نسبت باہمی کا لحاظ رکھا جائیگا - یہ وہی مسئلہ ہے جس پر ہندوستان میں ہندو مسلمان باہم جوتی پیزار کرچکے ہیں اور کررہے ہیں -

قبطی ۸ لاکھ ہیں - اب فرض کرو کہ انکے دو ہی ممبر منتخب ہوے ' تو اس ۱۵ - میں دو قبطی مقرر کیے جائینگے ' تاکہ فی دو لاکھ نفوس میں ایک عضو کا قاعدہ محفوظ رہے - فرقوں کے علاوہ پیشہ ور جماعتوں ' اطبا ' وکلاء ' علماء مذہب وغیرہ - کی طرف سے بھی مندوب (ڈیلیگیٹ) لیے جائینگے - لیکن ان تمام نامزدگیوں میں یہ امر ملحوظ رہیگا کہ کسی حالت میں بھی اس قسم کے اعضاء کی تعداد ۱۵ - سے زیادہ نہ ہونے پائے -

لارڈ کرومر کے عہد میں مصر میں دو مجلسیں تھیں: ایک مجلس شوری القوانین ' اور دوسری جمعیۃ عمومیہ - اول الذکر کا کام وضع قوانین تھا ' اور دوسرے کا انفاذ قوانین - گویا یہ ایکزیکیٹو اور لیجسلیٹو کونسلوں کی قایم مقام تھیں - گو جمیعۃ عمومیہ کے اوامر و احکام کی پابندی حکومت کے لیے لازمی نہ تھی -

رعایا کے سینوں کو ہمیشہ گونہ گوں خوشگوار امیدوں کا تفرجگاہ رکھنا ' انگریزی قوم کی ما بہ الامتیاز خصوصیت ہے - لارڈ کرومر نے اپنی اخیر رپورٹ میں مصریوں کو امید دلائی تھی کہ اگر وہ وطنی جد و جہد سے باز آجائیں تو عنقریب انکو نہایتی اصول پر ایک مجلس دی جائیگی - لارڈ کرومر کے عہد تک مصر کی دونوں مجلسوں کی کارروائی ایسے حریم اسرار میں ہوا کرتی تھی ' کہ جمہور کو یہاں کی تمام کارروائیوں میں سے صرف اپنی قسمت کا فیصلہ ہی معلوم ہوتا تھا -

لارڈ کرومر کے بعد سر ایلیڈن گورسٹ معتمد برطانیہ مقرر ہوے - مجلس موعود کا وقت ابھی شاید نہیں آیا تھا ' اسلیے اسکے متعلق تو امیدیں ہی امیدیں رہیں - البتہ اتنی نوازش کا اظہار کیا گیا کہ ایوان مجلس کے دروازے وقائع نگاروں کے لیے کھولدیے گئے -

غالباً ہندوستان کے تجربے کے بعد قارئین کرام کو یہ سنکے بالکل تعجب نہ ہوگا کہ ان دونوں مجلسوں کی تمام زندگی میں صرف ایک واقعہ ہی قابل ذکر ہے -

مصر پر انگریزی پنجے کی گرفت کسیقدر مضبوط ہو چلی تھی ' اسلیے امید تھی کہ اب اسکی فرمایشیں کبھی مسترد نہ ہونگی - یورپ کے نقطۂ نظر سے نہر سویز کی اہمیت معلوم ہے کہ اسکو کلید عالم سے تشبیہ دے تو بجا ہے - لیکن دراصل یہ مصری ملکیت ہے ' اور اسماعیل پاشا کی بدبختانہ غفلت سے انگریزوں کے ہاتھ چلی گئی ہے - اب اسکے معاہدے میں بہت زیادہ مدت باقی نہ رہی تھی - اسلیے آیندہ کیلیے اسکی توسیع مدت کی تجویز پیش کی گئی -

تعلیم یافتہ جماعتوں نے اس تجویز کے خلاف نہایت سختی سے صدائے احتجاج (پروٹسٹ) بلند کی - اور اس طرح اسکے خلاف ایجی ٹیشن پیدا کیا گیا کہ اسکی آواز بازگشت ہر در و دیوار سے آنے لگی -

خدیو کی برائے نام حکومت مجلس شوری اور جمیعۃ عمومیہ سے مشورہ کرنے کے لیے مجبور تھی -

لیکن انگلستان کے زرخرید غلام مرقس بک سمیکہ قبطی ممبر کے علاوہ ' دونوں مجلسوں کے تمام ممبروں نے بالاتفاق اس تجویز سے اختلاف کیا ' اور پوری جرأت سے تجویز مسترد کردی - اسی اختلاف کا نتیجہ تھا کہ انگلستان اس مرتبہ اپنی کوشش میں ناکام رہا ' اور آیندہ پھر اُسے ایک دوسری کوشش کرنی پڑے گی -

دونوں مجلسوں کی اس جرأت نے اپنے آپ کو انگلستان کی نگاہوں میں سخت مبغوض کردیا - اور غالباً اسی وقت سے طے کرلیا گیا کہ کسی نہ کسی طرح دونوں کو توڑ دیا جاے -

اس مجوزہ مجلس کی تقریب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کا مقصد مصر میں بتدریج پارلیمنٹری حکومت کو رو شناس کرانا ہے - مگر ارباب نظر جانتے ہیں کہ یہ ایک کھلونا ہے ' جو ہندوستانیوں کی طرح مصریوں کو بھی اسلیے دیا گیا ہے ' تاکہ وہ اسی میں بہل جائیں ' اور اسطرح اولعجم رہیں کہ تخلیۂ وطن کے مطالبے سے غافل ہو جائیں ' اور (حسب تجویز تائمس) افریقہ میں سب سے پہلی اور سب سے آخری اسلامی سلطنت کو بھی " شاہنشاہی انگلستان کی آغوش شفقت و پناہ میں بے غل و غش جگہ مل جاے " ! فیا لیتہم یعلمون ای منقلب ینقلبون !

الاسلام

الحریة في الاسلام

نظام الامة الاسلامیة

و امرهم شوري بينهم (۴۲ : ۳۶)

(۱)

تمام دنیا میں جمہوریت کے خیالات پھیل رہے ہیں ' شخصي استبداد و مطلق العنانی سے ہر جگہ نفرت کی جا رہی ہے ' اور اس حقیقت کا اعتراف پیہم ہے کہ قانونی و سیاسی آزادي میں تمام انسان مساوي الرتبہ ہیں - قوم کو اپنے ثمرات ملک سے تمتع کا حق حاصل ہے - وہ اس حق میں دوسروں پر مقدم ہے -

دنیا کی تمام قومیں اس حقیقت پر ایمان لا چکي ہیں' اور ہر ممکن ذریعہ و کوشش سے اسکے حصول کیلیے کوشاں ہیں - بعض کوششیں ہدف مقصود تک پہونچ چکی ہیں ' اور بعض پہونچنے کے قریب ہیں -

لیکن مسلمان جو دنیا کي آبادي کا پانچواں حصہ ہیں' اب تک اس حقیقت سے بیخبر ہیں ' اور جو باخبر ہیں وہ اُس کے تصور میں اسکی صورت مہیب ہے - حالانکہ اس حق طلب اور داد خواہ جماعت میں سب کے آگے مسلمانوں کو ہونا چاہیے تھا ' کیونکہ انکا پیغمبر دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تا کہ انسانوں کو انسانوں کي غلامی سے نجات دلا ئے -

یورپ کي قومیں دور سے کھڑي مسلمانوں کے اعمال و حرکات جہل عن الحقیقۃ کا تماشا دیکھہ رہي ہیں - ہمکو از راہ لطف و کرم اس راستے کے شدائد و خطرات سے مطلع کیا جا تا ہے ' اور وعید و تہدید کي کڑک میں یہ تنبیہ کرنے والي آواز سنائي دیتي ہے کہ " دیکھنا ! اس زنجیرکو جس سختي سے کاٹنا چاہوگے' اسي سختي سے یہ پاؤں میں اور زیادہ لپٹ جائیگي " اکثر واعظین سیاست از راہ شفقت و نصیحت دیني ہمکو یہ بھي تلقین کرتے ہیں کہ حریت حکومت کیلیے اس قسم کي کوششیں اور جد و جہد ' تعلیمات قرانیہ کے خلاف اور تاریخ اسلام کے منافي ہیں -

لیکن واقعہ یہ ہے کہ واقعات تازہ نے مسلمانوں کي حسیات زندہ کر دیے ہیں ' اونکو اپنا از یاد رفتہ خواب پھر یاد آگیا ہے - اتباع احکام ربانی کیلیے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا ہے ' اور اسلام کي حریت و آزادي کے اسباق پر پھر انہوں نے نظر ڈالني شروع کردي ہے ' اسلیے اونکے ناصحین و مشفقین سیاست کو اونکي ہدایت سے مایوس ہوجانا چاہیے کہ اونکا اب گمراہ ہي ہونا اونکے حق میں ہدایت سے بہتر ہے - و اللہ یہدي من یشاء الی صراط مستقیم -

نوبت زهد فروشان ریا کار گذشت
وقت شادي و طرب کردن رندان برخاست !

اسلام خود اپنے بیان کے مطابق " ربنا اتنا في الدنیا حسنۃ و في الاخرۃ حسنۃ " دین و دنیا کی اصلاح کیلیے آیا تھا ' اور اسي لیے دونوں جہان کي برکات اسکے ساتھہ تھیں - پھر اگر یہ فرض کرلیا جاے کہ اسلام کے خزانۂ ہدیت میں حسنات سیاست دنیاوي کا وجود نہیں ' تو اسکے یہ معني ہونگے کہ نصف خدمت انساني کي انجام دہي سے وہ مقصر رہا ' جسکا تخیل بھي کوئي مسلمان نہیں کرسکتا ' اسلیے ضروري ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے کارنامہ ہاے سیاسیہ اور طرق اصلاح حکومت دنیویہ سے آج واقفیت حاصل کرے -

ظہر الفساد فی البر و البحر

آج سے ۱۳۳۱ - برس پہلے کا واقعہ ہے کہ دنیا استبداد و استعباد کے عذاب الیم میں مبتلا تھي - غلامي کي زنجیروں نے اوسکا بند بند جکڑ رکھا تھا ' فرمانروایان ملک ' امراے شہر ' رؤساے قبائل' اپنے اپنے حلقۂ فرمانروائي میں " اربابا من دون اللہ " تھے ' اور انکے ہاتھہ میں اونکے اطاعت گذار اور پیرو بالکل مثل معدوم الارادۃ آلات عمل کے تھے ' جنکي زندگي کا موضوع واحد صرف اپنے قادر قابض کي تکمیل ہواے نفس' و اتباع مرضات تھا - صداقتوں کي حقیقت اور امور و واقعات کي صداقت کا فیصلہ سلاطین و امرا کے چشم و ابرو کا ایک اشارہ ' اور ملوک و رؤساء کے کلم و دہن کي ایک جنبش کرتي تھي - مسیح سے ۱۷۰۰- برس پہلے ' ذات شاهي هر تقدیس سے متصف ' هر احترام فوق العـــاده سے متقدس ' اور هر نقص و عیب سے مبرا تھي ' کیونکہ وہ خدا تھي ' خدا کا سایہ تھي ' یا کم از کم مرتبۂ انسانیت سے ایک بالاتر شے ضرور تھي !

فراعنۂ مصر دیوتا تھے - اسي لیے مصر کے ایک فرعون نے مسیح سے ۱۷۰۰- برس پہلے اپنے درباریوں کو کہا تھا " انا ربکم الاعلی یعنی موسی کا خدا کون ہے ؟ تمہارا بڑا خدا تو میں ہوں " کلدانیوں کے ملک میں نمرود بابل کي پرستش کیلیے هیکل بنتے تھے ' هندوستان کے راجہ دیوتاؤں کے اوتار بندر زمین پر اترتے تھے ' روما کا پوپ خدا کے فرزند کا جا نشین تھا ' اور اسکا آستانۂ قدس سجدہ گاہ ملوک و سلاطین -

روم کے قیصر اور فارس کے کسری' گو دیوتا نہ تھے ' لیکن فطرۃ بشریہ سے منزہ ' اور مرتبۂ انسانیہ سے بلند تر ہستي تھے ' جنکے سامنے بیدھڑک ممنوع ' جنکے سامنے ابتداے کلام کذلک ' جدا تکلم ایسا سوء ادب ' اور جنکی شان میں ادنی سا اعتراض بھي موجب قتل تھا - بیت المال ملکي سامان مصرف ' رعایاے ملک غلامان درگہ شاهنشاهي تھے -

دنیا اسي تعبد و غلامي اور ذلت و تحقیر میں تھي کہ بحر احمر کے سواحل پر ریگستاني سرزمین میں ایک " عربي پادشاہ " کا ظہور ہوا ' جسنے اپنے معجزانہ زور و توانائي سے قیصر و کسری کے تخت اُلٹ دیے ' باباے رومۃ الکبری کے ایوان قدس کي بنیادیں ہلا دیں' تعبد و غلامي کی زنجیریں اوسکي شمشیر غیر آهني کي ایک ضرب سے کٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں ' اور استقلال ذات و فکر' حریت ' خیال و راے' و شرف و احترام نفس ' مساوات حقوق ' اور ابطال شاهنشهي کي روشني دنیاے

قدیم (۱) کے قلب سے نکلکر تمام دنیا میں پھیل گئي - شاہان عالم مرتبۂ قدوسیت و معصومیت سے گرکر عام سطح انسانی پر آئے ' اور عام انسان ' سطح غلامي و حیوانیت سے بلند ہوکر عصر و بابل کے دیوتاؤں اور روم و ایران کے قیصر و کسریٰ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوگئے ' اور بقول گبن (مشہور مورخ) " قواے عمل و زندہ دلی جو صومعوں اور خانقاہوں میں پڑي سوتي تھي ' عسکر حجاز کي آواز دہل سے چونک پڑي ' اور اسلام کي اس نئي سوسائٹي کا ہر ممبر حسب استعداد فطرت و حوصلہ اپنے اپنے مرتبے پر پہونچ گیا " (۲)

یہ معجزانہ قوت و توانائی کیا تھی ؟ جلال روحاني سے بھري ہوئي ایک آواز تھي ' جو بوقبیس کي پہاڑي سے بلند ہوئي ' اور جس سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا ' کہ اے اہل عالم !

تعالوا الی کلمة سواء	آؤ ' ایک بات جو اصولاً و عقلاً ہم میں
بیننا و بینکم ان لانعبد	تم میں متفق علیہ ہے ' اوسکو عملاً بھي
الا الله ولا نشرک به	تسلیم کرلیں ' یعني خدا کے سوا کسیکي
شیئاً ولا یتخذ بعضنا	پرستش نکریں ' نہ اوسکي خدائي میں
بعضاً اربابا من دون	کسیکو شریک ٹھہرائیں ' اور نہ ہم خدا کے
الله (۳ : ۵۷)	سوا ایک دوسرے کو اپنا خدا اور آقا بنائیں -

اس ایک آواز سے انساني جباري و الوہیت کے بت سرنگوں ہوکر گر پڑے - شہنشاہیوں کا پر اسرار اور عجیب الخواص طلسم ٹوٹ گیا ' بادشاہ ' خادم رعایا - بیت المال ' خزینۂ عمومي - اور تمام انسان مساوي الرتبہ قرار پاگئے - عرب کے بادشاہ نے نہ اپنے لیے قصر و ایوان طیار کرایا ' نہ قاقم و دیبا کے فرش بچھاے ' نہ سونے چاندی کي کرسیوں سے دربار سجایا ' اور نہ اوسنے اپني ہستي کو انسانیت سے مافوق بتایا ' بلکہ علي الاعلان کہدیا :

انما انا بشر مثلکم	میں بھی تمہاري ہي طرح ایک آدمي ہوں !

یہ تو عرب سے باہر کا حال تھا - خود عرب کا حال کیا تھا ؟ اطراف عرب یمن ' یمامہ ' غسان ' حیرہ ' بحرین ' عمان میں روم و فارس کے ماتحت جو ریاستیں تھیں ' وہ تو سرتا پا روم و ایران کے رنگ میں رنگي ہوئي تھیں - لیکن وسط عرب کي بھي حالت یہ تھي کہ اسلام سے پہلے وہ بالکل مبتلاے فوضویت تھا - جسطرح قبیلے قبیلے کا خدا الگ تھا ' اسی طرح ہر ہر قبیلے کا شیخ بھي الگ تھا ' آپس کي جنگ و جدال اور حرب و قتال نے تمام ملک کو کارزار بنا رکھا تھا ' بے اطمینانی و بے امنی عرب کے گوشے گوشے میں موجود تھي ' قبائل کا ایک دوسرے کے مملوکات پر غارتگري ' بہترین کسب معاش تھي - اس پر شعراے قبائل ' فخریہ قصائد لکھتے تھے ' اور ہر شخص دوسرے کي عزت و مال کو اپنے لیے بہترین مصرف قرار دیتا تھا -

غرضکہ دنیا کے اس خشک و بے آب ملک کا چپہ چپہ انسانوں کے خون سے سیراب کیا جا رہا تھا کہ دفعۃً سلطنت الہی کا ظہور ہوا ' اور وادي مکہ میں عرب کے سب سے بڑے مجمع کے اندر اسکے اس فرمان کا اعلان کیا گیا ' کہ : اے اولاد آدم !

الا ان دماء کم و اموالکم	ہوشیار ہو جاؤ کہ آج جان اور مال کي
حرمت علیکم کحرمة	حرمت قائم کي جاتي ہے ' جسطرح
یومکم هذا ' في شهرکم	کہ آج کے روز کي اس شہر مکہ میں -
هذا ' في بلدکم هذا ' الا	اور اس ماہ حج میں حرمت ہے -
کل شئي من امر	ہوشیار ہو کہ جاہلیت کي تمام باتیں
الجاهلیة تحت قدمي	آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں - ایام
موضوع و دماء الجاهلیة	جاہلیت کي خونریزي اور اوسکے انتظام
موضوعة و ان اول دم	کے تمام واقعات آج سے فراموش ہوں -

(۱) ملک عرب دنیاے قدیم کے قلب میں واقع ہے ' جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے اور جغرافیہ جدیدہ سے بھي ثابت ہے -

اضعه من دمائنا	سب سے پہلے میں خود اپنے عم زاد
دم ابن ربیعة الحارث !	بھائي ابن ربیعہ بن حارث کا خون
(الحدیث : صحاح)	فراموش کرتا ہوں -

یہ ایک آواز تھی ' جس سے عرب کے پر شور و شر فضا میں سکوت طاري ہوگیا ' امن عام کا ابر چھا گیا ' حکومت الہی کے اس داعی کے نصراني شہزادۂ طے سے فرمایا تھا کہ " عرب کی بے اطمینانی سے نہ گھبراؤ - وہ وقت آئیگا کہ ایک بڑھیا سونا اچھالتي ہوئی عرب کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل جائیگي ' اور کوئی اوس سے تعرض نکریگا " پس وہ وقت آ گیا کہ بڑھیا سونا اچھالتي ہوئی ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل گئی اور کسي نے اوس سے تعرض نکیا -

تاسیس اصلاحات حکومت

اس سلسلہ میں یہ عجیب بات ہے کہ اسلام نے حکومت اسلامي کا جو نظام قرار دیا ' وہ ایک ایسي چیز تھي ' جو اوسکے گرد و پیش کے نظامات حکومت میں کہیں بھی موجود نہ تھی - اوسنے ایک با قاعدہ قانونی و جمہوري حکومت کی بنیاد ڈالی ؛ حقوق عامہ کی تشریح و تعیین کی ' تعزیرات و حدود و جرائم کے مناصب قائم کیے - مالی ' ملکی ' اور انتظامی قوانین وضع کیے ' عدل و انصاف کی تعلیم دي ' قانونی تسامح و استثناء شخصی کی ممانعت کی ' شخصی حکومت و ذاتي امتیاز کو یک قلم مٹا دیا -

یہ مجمل بیانات ہیں جنکی تفصیل و اثبات کیلیے موجودہ اصول جمہوریت و عمومیت کی بنا پر ' متعدد مباحث طے کرنے چاہئیں -

نظام جمہوریة

ایک بہتر سے بہتر حکومت کے تخیل کے لوازم کیا ہیں ؟ اسکے جواب میں ہمارا موجودہ سیاسی لٹریچر اُن دفعات سے بہتر کوئي شے نہیں پیش کرسکتا ' جو (انقلاب فرانس) کے شدائد و مصائب کے بعد اٹھارھویں صدي میں مرتب ہوے ' اور جن پر آج جمہوري حکومتوں کا عمل ہے - یعني :

(۱) حکومت جمہور کی ملک ہے ' وہ ذاتی یا خاندانی ملک نہیں -

(۲) تمام اہل ملک ہر قسم کے حقوق و قانون میں مساوي ہیں -

(۳) رئیس ملک (پریسیڈنٹ) جسکو اسلام کی اصطلاح میں امام یا خلیفہ کہتے ہیں ' اوسکا تقرر ملک کے انتخاب و اختیار عام سے ہو ' اور اوسکو دیگر باشندگان ملک پر کوئی ترجیح نہو -

(۴) تمام معاملات ملکی اور امور انتظامی و قانونی ملک کے اہل الراے اشخاص کے مشورہ سے انجام پائیں -

(۵) بیت المال یا خزانۂ ملکی عام ملک کی ملکیت ہو - رئیس کو بغیر مشورۂ ملک و اہل حل و عقد کے اوس پر تصرف کا کوئی حق نہو -

حکومت جمہور کي ملک ہے - وہ ذاتي یا خاندانی ملک نہیں

یہ بحث درحقیقت زبدۂ مباحث اور خلاصۂ جمہوریت ہے ' اور آیندہ کی تمام بحثیں درحقیقت اسي اصل کی فروع اور متعلقات ہیں - اس دعوی کے اثبات کیلیے کہ " اسلام میں حکومت جمہور کی ملک ہے ' اور کسی خاص شخص کي ذاتی یا خاندانی ملک نہیں " بہترین دلیل خود اوسی کی زبان ہے - قرآن مجید کا یہ حکم ہر شخص کو معلوم ہے :

ر شاورهم فی الامر (۳ - ۱۵۳) — امور (۱) حکومت میں اے نبی ! مسلمانوں سے مشورہ لیے لیاکرو -

دوسري جگہ حکومت اسلامیہ کي مدح میں ارشاد فرمایا :

وامرهم شوري بينهم (۴۲ : ۳۶) — اونکي حکومت باهمي مشورہ سے ہے -

ان دونوں آیتوں میں سے پہلي آیت میں حکومت کیلیے شورۂ عام کا حکم دیا گیا ہے' اور دوسري آیت میں اس حکم کي تعمیل کي تصدیق کي گئي - ان دونوں آیتوں سے چند باتیں ظاہر ہوتي ہیں :

(۱) حکومت اسلامیہ میں مشورۂ عام شرط ہے -

(۲) حکومت کي اضافت عام مسلمانوں کیطرف کي گئی ہے ' جس سے یقیني طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کسي کي ذاتی ملک نہیں بلکہ جمہور اسلام کي ملک ہے -

(۳) تیسري بات ان سے یہ ثابت ہوتي ہے کہ مسلمانوں کا صدر اول میں اسي پر عمل تھا ' کیونکہ بغیر تاریخ سے مدد لیے ہوے ' خود قرآن ہم کو بتلاتا ہے کہ " انکي حکومت باهمي مشورے سے ہے "

قرآن مجید کي ان آیات میں ہمکو اپنے دعوے کے اثبات کیلیے کسي دوسري دلیل کي احتیاج نہیں ' لیکن واقعات کے سلسلۂ ترتیب اور اعداے اسلام کي تبکیت کیلیے ہمکو چند دیگر واقعات کا بھي اضافہ کرنا ہے جس سے اسکا عملي رخ اور زیادہ واضح ہوجاے :

(۱) آنحضرت صلعم نے اور خلفاے راشدین نے اپنا جانشیں کسي عزیز یا اپنے بیٹے کو نہیں بنایا -

(۲) تمام معاملات ضروري میں آنحضرت اور خلفاے راشدین مہاجرین و انصار سے خصوصاً اور عام مسلمانوں سے عموماً مشورہ لیتے تھے -

(۳) خلفا کا تقرر عموماً مشورۂ عام سے ہوتا تھا -

(۴) بیت المال عام مسلمانوں کا حق تھا - کبھي ذاتي طور پر اوسکو صرف میں نہیں لایا گیا ' اور اسي لیے اوسکا نام " بیت مال المسلمین " تھا -

حالانکہ اگر اسلام شخصی حکومت کی بنیاد رکھتا تو ضرور تھا کہ امور مذکورہ ' بالکلیہ حکومت اسلامیہ میں مفقود ہوتے -

الغرض آیات مذکورہ کے علاوہ خلفا کا عام مجمع میں انتخاب' آزادي و حریت کے ساتھ اونکے احکام و اعمال کا انتقاد ' امور مہمہ میں خلفا کا اہل الراے اور ارباب حل و عقد سے استشارہ '

(۱) " امر " کے معنی علم مفسرین نے امور جنگ کے لیے ہیں ' لیکن وہ شخص جو صدر اول کے لٹریچر سے واقف ہے یقین کریگا کہ " امر " سے عموماً باقتضاے موقع " حکومت و خلافت " مراد لیاگیا ہے - احادیث میں سینکڑوں مواقع پر لفظ امر اسی معنی میں آیا ہے' مثلاً " من یصلح لهذ الامر " " لا یصلح عند الامر " " ان هذ الامر یتم " اور بے شمار احادیث صحیحہ میں یہ استعمال و محاورہ موجود ہے - اس بنا پر کوئی وجہ نہیں کہ صرف امور جنگ کی تحدید کردي جاے ' اور حسب محاورۂ صدر اول علم امور حکومت و خلافت نہ مراد لیے جائیں' جیسا کہ بعض علما نے مراد لیا ہے - مزید تفصیل کیلیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے ' تاہم میں اون تمام احادیث کا حوالہ دیتا ہوں جنمیں خلافت و حکومت اسلامی کا ذکر ہے - ان کو دیکھیے گا تو اکثر جگہ لفظ " امر " انہیں معنوں میں نظر آیگا - کما لا یخفی علی العلماء بالحادیث النبی صلعم -

بیت المال کی شخصی حرمت اور ارسکا " خزینہ عمومیہ " ہونا ' اس امر کا محکم ترین ثبوت ہے کہ اسلام میں حکومت ' جمہور ملک کی طاقت کا نام ہے - وہ اونکی شخصی استبداد نہیں -

تمام اہل ملک مراتب حقوق ' قانون '

اور قواعد مملکت میں مساوي ہیں -

در حقیقت یہ اسلام کي واضح ترین خصوصیت ہے کہ اوسکي نظر میں آقا اور غلام ' معزز اور حقیر' چھوٹا اور بڑا ' امیر اور فقیر' سب برابر ہیں - صہیب و بلال جو آزاد شدہ غلام تھے' سردارانِ قریش کے پہلو بہ پہلو اونکا نام ہے - اسلام کے سامنے صرف ایک ہي چیز ہے جس سے انسانوں کے باہمي رتبے میں تفریق ہوسکتي ہے ' یعنی تقوی اور حسن عمل -

ان اکرمکم عند الله اتقاکم (۴۹ : ۱۴) — تم میں زیادہ معزز وہي ہے جو زیادہ متقي ہے -

رسول الله (صلعم) نے صرف ایک فقرے میں مراتب کي تفریق کردي :

الکرم : التقوی (ترمذي باب مفاخرت) — بزرگي اور بڑائي ' صرف تقوی و حسن عمل ہے -

لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقوی - (مشکوۃ باب مفاخرت) — ایک کو دوسرے پر فضلیت دینی اور تقوی کے سوا اور کوئي حق ترجیح و فضیلت نہیں ہے -

الناس کلهم بنو آدم ' و آدم من تراب - (مشکوۃ باب مفاخرت) — تمام انسان آدم کي اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا تھا ' پس سب آپسمیں برابر ہیں -

مساوات قانونی کی اصلی تصویر صرف اسلام کے مرقع ہي میں مل سکتي ہے - قانون اسلام کی نگاہ میں حاکم و محکوم اور امام و عامۂ ناس یکساں ہیں - کیا اسلام سے پہلے یہہ ممکن تھا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے مقابلہ میں ایک معمولی آدمی کی طرح عدالت میں حاضر ہو؟ حضرت عمر اور ابی ابن کعب میں ایک معاملہ کی نسبت نزاع ہوئی - زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ پیش ہوا - حضرت عمر جب اونکے پاس گئے تو اونہوں نے تعظیم کیلیے جگہ خالی کردي - حضرت عمر نے فرمایا : " ابن ثابت ! یہہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے اس مقدمے میں کي " یہہ کہکر اپنے فریق کے برابر بیٹھہ گئے - (کتاب الخراج)

اسي طرح حضرت امیر جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ بنکر آئے تو اونکو مدعی کے برابر کھڑا ہونا پڑا - (عقد الفرید)

عہد عباسیہ میں حکومت اسلامی کی خصوصیات بہت کم باقی نہیں' لیکن پھر بھی جب مدینہ کے قاضیوں نے خلیفہ منصور پر دارالقضا میں دعوی کیا ' تو خلیفہ کو تنہا اون قاضیوں کے دوش بدوش قاضی کے سامنے آنا پڑا - مامون کے دربار میں اوسکے بیٹے عباس پر ایک بڑھیا نے نالش کی ' اور شہزادہ عباس کو بر سر دربار بڑھیا کے سامنے کھڑے ہوکر اپنے مقدمہ کی سماعت کرنی پڑي !

قانون اسلامی میں قریب و بعید کا بھی کوئي امتیاز نہیں' آنحضرت نے صاف فرما دیا :

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول الله صلعم : اقیموا حدود الله علی القریب و البعید ' ولا تاخذکم فی الله لومۃ لائم (ابن ماجہ کتاب الحدود) — خدا کے حدود یعنی خدا کے مقرر کردہ قوانین و آئین قریب و قریب' رشتہ دار و غیر رشتہ دار سب پر یکساں جاري کرو' اور خدا کے معاملہ میں تم ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نکرو -

مقالات

المكاتيب الحربية

يعني مراسلات جنگ

موجودہ تاریخ حرب کا ایک صفحہ

(۲)

چنانچہ یہ نشانہ کارگر ہوا ' اور تھوڑي دیر کے بعد ہم سب چتلجا روانہ ہوگئے !

راستہ سخت تکلیف کی حالت میں طے ہوا - جب ہم لوگ قرق کلیسا پہنچگئے ' تو دونوں پروفیسر ہم سے علحدہ ہوگئے -

بد قسمتی سے موٹر کار پانی کی دلدل میں پھنسگئی - مجبوراً اسے وہیں چھوڑ دینا پڑا -

قرق کلیسا سے روانہ ہونے سے پہلے میں اسکے قلعوں میں گیا اور حالات دریافت کیے - معلوم ہوا کہ جسوقت ان قلعوں پر قبضہ کیا گیا ' اسوقت ایک نامہ نگار بھی موجود نہ تھا - نامہ نگاروں نے اس معرکے کے جسقدر حالات لکھے ہیں ' وہ در حقیقت بلغاري خرافات و اباطیل کا مد لسانہ اعادہ ہے -

دیگر نامہ نگاروں نے بھي یہاں قدم تک نہیں رکھا - محض بلغاریا کي روایات کي بنا پر لکھدیا کہ قلعہ نہایت مضبوط و محکم ' اور اپنی تسخیر کیلیے جنوں کي سي طاقت کا طلبگار تھا ! !

مجکو جب وہ مضامین یاد آتے ہیں ' جو اس زمانے میں نامہ نگاروں نے لکھے تھے ' تو اپنی بے اختیارانہ ہنسي ضبط نہیں کرسکتا ! کئي نامہ نگاروں نے (جنکے برث کے تلے بھي یہاں کے ذرہ ہاے خاک سے آلودہ نہیں ہوے تھے) اپنے اپنے اخبارات کو لکھا تھا :

" قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے - اسکے متعلق شاہنشاہ جرمني کے ماہر فن حرب کي راے تھي کہ تین مہینے سے کم میں کسي طرح مفتوح نہیں ہوسکتا ' مگر با ایں ہمہ کوہ ہمت بلغاریوں نے چند گھنٹوں میں لے لیا - انھوں نے ۴۰ - ہزار فوج ' کئي سو توپیں ' اور نا قابل اندازہ سامان رسد پر بھي قبضہ کرلیا ہے ! ! "

لیکن میں نے معرکہ قرق کلیسا کے متعلق لکھا تھا کہ قرق کلیسا کوئي مستحکم مقام نہ تھا - اسمیں صرف دو پرانی باتریاں تھیں - بڑي توپ ایک بھي نہ تھي - چند چھوٹي چھوٹي قابل نقل و حرکت توپیں تھیں - صحتمند تلغرافات نے جب میري تحریر دیکھي ' تو مجھ سے پوچھا کہ میں بھي اپنے دیگر اخوان صحافت کي طرح کیوں نہیں لکھتا ؟

میں نے کہا کہ آپ ان مزخرفات کو اخبارات کے پاس بھیجنے کی اجازت کیوں دیتے ہیں ؟ محتسب مدرسہ حربیہ کا پروفیسر تھا - وہ مسکرایا اور کہا : " ہمارا کام یہ ہے کہ مضر چیزوں کو شائع نہ ہونے دیں - رہیں وہ خبریں جو ہمارے لیے مضر نہ ہوں ' تو اگرچہ وہ کذب محض ہي کیوں نہ ہوں ' مگر ہمیں انکے روکنے کي ضرورت ہي کیا ہے ؟ "

جو نامہ نگار فوج کے ہمراہ جاتے ہیں ' انکو اپنی تمام مراسلات پہلے محتسب کو دکھانی پڑتی ہیں -

محتسب اس قلمرو کا ایک خود مختار بادشاہ ہوتا ہے - وہ جو چاہتا ہے حذف کردیتا ہے ' اور جو چاہتا ہے رہنے دیتا ہے - مگر اس سے کسي قسم کي پرسش نہیں کیجا سکتي - بعض محتسب اپنے اس اختیار کا استعمال بقدر ضرورت و بہ اندازہ اعتدال بھي کرتے ہیں ' جیسے جنرل ڈیف ' جو لیڈي اسمتھ میں محتسب تھے - یا سر فرانسس ویگنٹ ' جو رام درمان میں محتسب تھے - مگر بلغاریوں کا عالم ہي دوسرا تھا -

سوڈان کی آخري لڑائیوں میں بھی مجھے ایک ایسي ہي بلغاري خصلت انگریز محتسب سے سابقہ پڑا تھا - وہ میري مراسلات کو اسقدر کاٹ دیتا تھا کہ اخر کو اسمیں کچھ بھي باقي نہیں رہتا تھا - جب میں اسدرجہ تشدد سے زچ ہوگیا ' تو آخر ایک دن یہ کیا کہ نہایت محنت سے ایک مراسلت لکھی ' اور کوشش کی کہ عبارت کا در و بست ایسا ہو ' جسمیں سے ایک لفظ بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جاسکے - اس مراسلت کے وسط میں ان محتسب صاحب کے متعلق بھی چند مدحیہ فقرے لکھدیے تھے - جب میں لیکر گیا تو حسب عادت اسکا ظالم قلم اسکے ہاتھ میں تھا - قطع و برید کے مسعود چشم و ابرو سے پڑھنا شروع کیا - اسوقت کی حالت مجھے کبھي نہ بھولیگي - آپ ایک ایک لفظ پر قلم رکھتے جاتے ' اور پھر پڑھنے لگتے - یہاں تک کہ ان مدحیہ کلمات پر پہنچے - یہاں پہنچکے کسی قدر رکے اور کہنے لگے :

" اسکے بھیجنے میں تو کوئی حرج نہیں مگر چند لفظ ضرور حذف کردینا چاہئیں '

میں نے کہا :

" یہ مراسلت لارڈ کچنر ضرور دیکھینگے - اگر بھیجیے تو پوری بھیجیے ورنہ بالکل حذف کردیجیے "

لارڈ کچنر کي اطلاع کے خیال سے انھوں نے کوئي لفظ حذف نہیں کیا ' اور اسکے بعد میرے ساتھ اپني عادت ہي بدل دي '

اختیارات کا قاعدہ ہے کہ جب انکے استعمال میں تعسف و تشدد کو کام فرمایا جاتا ہے تو فریق ثانی اس سے بچنے کے لیے فریب و مکر ' حیلۂ و کذب ' پیمان گسلي اور قانون شکنی ' غرض کہ وہ تمام تدابیر اختیار کرتا ہے ' جنکو انسانی ضمیر کبھي بھي جائز نہیں رکھہ سکتا - مگر اسکا ذمہ دار اصل میں وہی شخص ہے جو اپنے افعال و اعمال سے اس نافرمانیے ضمیر کی تحریک کرتا ہے -

جیسا کہ میں نے ابھي بیان کیا ' بعض محتسب حد سے زاید سخت ہوتے ہیں - انکے مقابلے میں بعض نامہ نگار بھی حد سے زاید شاطر و عیار ہوتے ہیں ' اور وہ کسی نہ کسی طرح اپنے اخبارات کو بعض اہم امور کی اطلاع دے ہی دیتے ہیں - یہي وہ مراسلات ہیں جنکے متعلق ارباب جرائد " غیر محتسبہ " لکھدیا کرتے ہیں -

اسمیں شک نہیں کہ جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں کے طرف سے نگرانی سخت تھی ' مگر نا مناسب اور بیجا نہ تھي -

محتسب ایک فوجی شخص تھا - اسکے ساتھہ مدرسۂ حربیہ کے دو پروفیسر بھی تھے - یہ لوگ اسقدرخوش مزاج تھے کہ بہت جلد مجھہ میں اور انمیں دوستی ہوگئی -

بلغاریوں نے احتساب کے لیے جاپانیوں کی طرح مدرسۂ حربیہ کے پروفیسر تو ضرور مقرر کیے ' مگر دونوں میں بہت فرق تھا - جاپاني پروفیسروں کا علم و تجربہ ' دونوں وسیع تھا ' مگر بلغاري پروفیسروں کي حالت انسے بالکل مختلف تھي - ان میں نہ راے تھی اور نہ جرأت - اگر مراسلات میں کہیں توپ یا بندوق کا لفظ آجاتا تو تھرانے لگتے تھے - بسا اوقات تو یہ کرتے تھے کہ تمام نامہ نگاروں کو یکجا کرکے کہتے کہ ایک دوسریکو اپنی اپني مراسلت سنادو ' اور پھر اسکے بعد بھیجنے کی اجازت دیتے !

لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے ' ان نا قابلوں میں بعض لائق بھي تھے - چنانچہ تمام افسران جنگ میں سے جس کرنل گوستّف کا میں نام لونگا -

جب ہم چتلجا پہنچے تو ہمیں فوجي مواقع (پوزیشینز) دیکھنے کا پورا موقع اسی کی بدولت ملا -

۱۷ - نومبر کو جب جنگ شروع ہوئی تو جنرل دیمتریف اور کرنل گوستوف کے ہمراہ جانے کے لیے ہم بھي بلا لے گئے - شام کو جب واپس آے ' تو میں نے تار دینا چاہا - محتسب نے اجازت نہ دي - میں نے شام کا کھانا فرانسیسی افسر کے ساتھہ کھایا ' اور فرانسیسي زبان میں تار لکھکے کرنل گوستّف کے سامنے اجازت کے لیے پیش کردیا - کرنل نے بلا تکلف اجازت دیدي ' اور اس طرح ایک غیر معمولي فرصت مجکو اطلاع حالات کي ملگئي ' اگرچہ راہ کے موانع کی وجہ سے میرا تار ۱۰ - دن کے بعد منزل مقصود پہنچا -

نامہ نگار جنگ کو سب سے زیادہ تار کے بھیجنے میں دقت ہوتي ہے ' کیونکہ صیغۂ جنگ کے تلغراف خانے پرائیوٹ تار نہیں لیتے ' اور عام تلغراف خانے لشکر گاہ سے کئی کئی میل دور ہوتے ہیں -

جاپانیوں نے پہلے تو جنگي تلغراف خانوں میں نامہ نگاروں کے تار لینے سے بالکل انکار ہی کردیا تھا ' مگر اسکے بعد تمام نامہ نگاروں کے لیے ۱۲۰ - لفظ روزانہ منظور کرلیے - انہیں اختیار تھا کہ خواہ ہر نامہ نگار روزانہ بہ حصہ رسد بھیجے - خواہ باري باري سے ہر شخص بھیجے - جنگ ٹرانسوال میں بھي یہی حالت تھی -

معاصرہ لیڈي اسمتھہ کے وقت میں اپنے تار (ہرٹنڈرٹ) کے تار والوں کے ہاتھہ بھیجا کرتا تھا ' اور ایک ایک تار کے صرف لیجانیکي اجرت ۲۰ - سے ۵۰ - گني تک دیتا تھا - اکثر ایسا ہوا کہ میں نے اپنے تار متعدد آدمیوں کے ہاتھہ بھیجے ' تاکہ اگر ایک شخص پکڑ لیا جاے ' تو دوسرا پہنچا دے ' اور اگر دوسرا پکڑ لیا جاے تو تیسرا پہنچا دے -

جنگ بلقان تمام دیگر جنگوں میں اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ نامہ نگاران جنگ پر جتني سخت گیري اسمیں کی گئی ' اتنی کسی جنگ میں نہیں ہوئی - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نامہ نگار جسقدر جانتے تھے ' وہ بھي نہیں لکھہ سکتے تھے - لفٹننٹ ویگنر نے دیکھا کہ اخبار بیں طبقہ اس خاموشي کو زیادہ عرصے تک برداشت نہ کرسکیگا ' اور جلد گونہ گوں شکوک پیدا ہونے لگینگے ' اسلیے انہوں نے پنسل اپنے ہاتھہ میں لي ' اپنا ہاتھہ تخیل کے ہاتھہ میں دیدیا ' اور خون کی نہروں ' لاشوں کے پشتوں ' انتشاري کے نظاروں کو بے دریغ قلمبند کرنا شروع کردیا - اسي حالت میں وہ دشوار گزار دلدلیں طے کرتے ہوے چتلجا پہنچگئے - جبکہ وہاں ایک گولي بھی نہیں چلي تھي ' تو لفٹننٹ ویگنر عظیم الشان معرکوں کي خبریں لیجانے میں مصروف تھے - لندن ' پیرس ' اور برلن کے اخبارات اپنے نامہ نگاروں کي خاموشي پر حیران تھے ' لیکن ہم لوگ کیا کرتے ' جبکہ ہمیں لفظ و لفظ کا تخیل و ضمیر نصیب نہیں !! -

ایک اخبار نے لکھا کہ ۴ - دن کے معرکے کے بعد ۱۵ - نومبر کو بلغاري فوج چتلجا کي عثماني فوج کا قلب چیرتي ہوئي نکل گئی - لطف یہ ہے کہ جسوقت لندن میں یہ خبر شائع ہوئی اسکے دو دن کے بعد چتلجا میں پہلی گولی سر کی گئی ہے !!

قائمس کے نامہ نگار نے خوب لکھا تھا :

" افسوس ویگنر نے جتنے معرکوں کے حالات لکھے ہیں ' وہ اس دنیا میں نہیں بلکہ انکی تخیل کی دنیا میں ہوئے ہونگے "

البتہ جنگ سے پہلے بلغاریوں اور ترکوں میں صرف تین معرکے ہوے :

(۱) معرکہ قرق کلیسا جو ۲۲ - سے ۲۳ - اکتوبر تک ہوا -

(۲) معرکہ لولہ برغاس و بنار حصار ' جو ۲۸ سے ۳۱ - اکتوبر تک ہوا -

(۳) معرکہ چتلجا ۱۷ - سے ۱۸ - نومبر تک -

رہا ادرنہ ' تو اسکے متعلق ابتدا ہی سے صرف محاصرہ کا ارادہ تھا -

نامہ نگاروں کے ساتھہ بلغاریوں کے برتاو کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اکثر نامہ نگاروں سے تار کے فارموں کی اجرت تک لیلی - ہمیشہ ایسا ہوا کہ اجرت تو اپنی جیب میں رکھلی ' اور فارم چاک کرکے پھینکدیے !!

یہ مختصر داستان ان نامہ نگاروں کی ہے ' جو بلغاري فوج کے ہمراہ تھے - اسکے پڑھنے کے بعد اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ مراسلات کہاں تک قابل اعتماد ہیں جو نامہ نگاروں نے بلغاریوں کی ہمراہی کے زمانے میں بھیجے ہیں ؟ سچ یہ ہے کہ اس بیسویں صدي میں دنیا کو اصلی حالات سے جسقدر بے خبر رکھنے کی ناجائز کوششیں اس جنگ میں کی گئی ہیں ' اسکی نظیر شاید ازمنۂ مظلمہ میں بھی نہ ملیگی - اور افسوس کہ یہ ان لوگوں کے ہاتھوں ہوا ' جو اتحاد ثلاثہ (انگلستان ' روس ' فرانس) کے دامن سے وابستہ ہیں ' انکے محبوب ہیں ' انکے ممدوح اور ہیرو ہیں ' اور انکے مشورے کی روشنی میں چلنے والے ہیں !!

اعلان

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہانڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پیڈل کي مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام دیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو فارس پارر کے مونٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے -

چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پانوں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ڈیمائي مولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپني ذاتي ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

وثيقه وحقائق

دعوة الى الحق کی اسکیم

قران نے کیا راہ نمائي کي ہے ؟

اسوۂ ابراهيمي

این رہ منزل قدس است میندیش و بیا
میل ازین راہ خطا باشد ہین تا نکني

بابل کے آثار قدیمہ نے جو ابھي حال ہی میں برآمد ہوے ہیں علماے اثریات (Archaeologist) کي توجہ کو موجودہ صدي سے هٹا کر آج سے تیس صدي پیشتر کي جانب پھیر دیا ہے - جب کہ عرفہ کي ایک کمزور مخلوق نے سیاروں کے طلوع و غروب سے خدا شناسی کا سبق لیا تھا ' اور ایک سیارہ پرست قوم کو ظامات کفر سے روشني میں لانے کي کوشش کي تھي -

دنیا نے اپنے ابتدائي عہد میں ایک زمانہ وہ بھي دیکھا ہے ' جب انساني تمدن کي بدیع المثال ترقي نے قدرت اور بندوں میں کوئي حد فاصل باقي نہیں رکھي تھي - قدرت کے صدہا راز آشکارا ہو چلے تھے ' اور جس قدر حیرت انگیز قدرتي طاقتیں مخفي تھیں ' انسان نے تقریباً سب سے کام لینا سیکھہ لیا تھا -

آگ ' پاني ' ہوا ' مٹي ' کوئي چیز ایسي نہ تھي ' جس پر انسان نے حکومت نہ کي ہو - سیارۂ زمین کي عنان اختیار گویا ہاتھ میں تھي - اتنا ہي نہیں بلکہ فضاء محیط کے کروں اور سیاروں کو بھي ایک طرح سے اپنا بنا لیا تھا ' اور اپني ضروریات میں انکي مہیب طاقتوں سے بھي نہایت آساني و سہولت کے ساتھہ فائدہ اٹھا سکتے تھے -

نقولا تسلا (نکولس ٹازلے) کو هنوز مریخ کي آبادي سے تعلقات پیدا کرنے میں کامیابي نہیں ہوئي ہے ' لیکن تاریخ کو اس ابتدائي زمانے کي علمي و عملي ترقي پر حیرت ہے کہ زمین والے آسمان تک پہونچ گئے تھے ' اور آسماني آبادي سے جو چاہتے تھے کام لیتے تھے ! بستیاں بساتے ' شہر کے برج بناتے ' تو اُس کا قبہ آسمان تک پہونچا دیتے - سیرگاہیں اس شان کي ہوتیں کہ مکانات ہیں ' عمارتیں ہیں ' محلسرائیں ہیں ' آبادي ہے ' اور اوپر نظر اٹھاؤ تو ایک وسیع اور بہت ہي وسیع باغ آویزاں ہے - شہر میں آیند و روند کي چہل پہل ہے ' سڑکیں ہیں ' گاڑیاں ہیں ' دکانیں ہیں ' اور اوپر دیکھیے تو ایک عظیم الشان دریا لہریں مار رہا ہے !!

یہ عجیب و غریب مدنیت کلدانیوں کی تھي ' جو ارض عراق کے فرماں روا تھے - جن کي جلالت کا یہ عالم تھا کہ تورات کے پیغمبر بھي انہیں عشر (محصول دہ یک) دیتے تھے ' اور اُن کے قانون سے تالیف تورات میں مدد لیتے تھے -

رسائل تمدن کي فراہمی و فراوانی ایک عالم کو سرکش بنا چکي ہے : ان الانسان لیطغي ان راہ استغني -

ایک ذرا سي ملکي و مالي عظمت ' جو انسان کو انسانیت سے گزار دیتي ہے - جو اس قدر مغرور بنا دیتي ہے کہ لندن ٹائمس کے صفحات پر زبان سیاست کو اس اعلان سے بھي باک نہیں ہوتا کہ " ایک معمولي انگریز سپاہي کے خون کے مقابلے میں تمام ایراني آبادي کي کچھہ وقعت نہیں " ! - جو ایک با اختیار ملکہ کي حیثیت میں ایک غاصب و ظالم و خونریز سلطنت کو انساني قتل عام پر مبارکباد دیتي ہے - جو ایک فرماں روا سے یہ عصبیت ظاہر کراتي ہے کہ ایک ملک کو چند قومیں پامال کر چکي ہیں ' اور اب اُسے مجبور کرتي ہیں کہ اس پامالي پر قانع ہو جائے ' جس نے ٢٥ - برس پہلے ایک وزیر اعظم کي زبان سے ایک ایسے ملک کا خون چوس لینے کي تلقین کرائي تھي ' جو خود اُسي کا محکوم تھا ' جس پر اُس کي ثروت کي بنیادیں قائم تھیں ' جو اُس کے تاج سلطنت کا درخشندہ گوہر مانا جاتا تھا ' اور جس کے باشندوں نے اپنا ملک و مال خود اُس کے تصرف میں دے کر ' اسے مطلق العنان کر دیا تھا کہ :

محاسبا کیا ہے ؟ میں ضامن ' ادھر دیکھہ !
شہیداں تیغہ کا خوں بہا کیا ؟

غرضکہ وہي عظمت جب اپنے انتہائي مظاہر میں نمایاں ہوتي انسان میں کہاں تک سرکشي نہ آئیگي ؟ مادہ کي الوہیت کلدانیوں پر چھا گئي تھي ' خدا کو بھول گئے تھے اور بندگان خدا کے ساتھہ اُسي ظلم اور زیر دست آزاري کے ساتھہ پیش آتے تھے ' جو آج موجودہ تمدن کے مخصوصات نمایاں میں سے ہے -

کلکتہ ' بمبئي ' پیرس ' اور لندن میں جس طرح عظماء رجال کے مجسمے نصب ہیں ' اسي طرح کلدانیوں نے بے شمار مجسمے قائم کر رکھے تھے ' اور اُن کي بے انتہا عزت کرتے تھے ' چونکہ قدرت کو روے زمین سے تاریکي مٹاني تھي ' اسلیے اسي قوم اور اسي ملک سے ایک ایسے نامور اور عظیم الشان خدا شناس کو اُٹھایا ' جس نے اس طلسم کي حقیقت واضح کردي ' اور کواکب پرست کلدانیوں پر ملکوت السمارات و الارض کے اسرار فاش کردیے !

یہ خدا شناس ہستي ابراہیم علیہ السلام ابن آزر (تارخ) کي تھي ' جن کو توحید و صداقت کي دعوت و اشاعت میں سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرني پڑیں - ملک کا ملک دشمن تھا ' قوم کي قوم تشنۂ خون تھي ' حکومت اپني پوري طاقت سے مقاومت کو آمادہ تھي ' ایک زمانے نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اس خدا پرست مخلوق کو آگ کے حوالے کرکے رہینگے ' با ایں ہمہ اُن کے عزم و استقلال کا یہ عالم تھا کہ بقول مسیحي مورخ (مارگري گوري ابو الفرج ملطي) کے " انہوں نے تن تنہا کلدانیوں کے بت خانے میں آگ لگا دي (مختصر الدول - ص - ٢١) اور اتني بڑي مہم انجام دینے پر بھي کوئي زبردست طاقت اُن کا کچھہ نہ بگاڑ سکي - وہ بقول تورات " عراق سے ترک وطن کر کے صحیح و سلامت اُس ملک میں چلے گئے ' جہاں خدا نے اُن کو برکت دینے اور انہیں ایک بڑي قوم بنانے کا وعدہ کیا تھا " (تکوین : ١٢ - ١-٥)

یہودیوں کي مقدس کتاب (تلمود) میں یہ واقعات شرح و بسط سے مذکور ہیں ' جن کو قرآن کریم نے اور زیادہ پھیلا کر بیان کیا ہے - سورۂ انبیا میں ہے :

و لقد اتینا ابراهیم رشدہ من قبل ' و کنا بہ عالمین - اذ قال لابیہ و قومہ : ما ہذہ التماثیل التي انتم لہا عاکفون ؟ قالوا : وجدنا اباونا لہا عابدین ' قال : لقد کنتم انتم و اباؤکم في ضلال مبین ' قالوا : أجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین ؟ قال : بل ربکم رب السموات و الارض الذي فطرہن و انا علی ذلکم من الشاہدین '

حضرت ابراہیم کو ہم نے ابتداء عمر ہی سے فہم سلیم اور درجۂ رشد و حکمت عطا فرمایا تھا ' اور ہم اس سے اچھی طرح واقف تھے -

دعوت الہی کے اُس مقدس وقت کو یاد کرو ' جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ پتھر کی مورتیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو ' کیا ہیں ؟ انہوں نے کہا : " اسکے سوا ہم کچھہ نہیں جانتے کہ اپنے بڑوں کو انکی پرستش کرتے دیکھتے آئے ہیں " حضرت ابراہیم نے کہا : " پس یقیناً تم اور تمہارے بڑے '

و تا لله لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین ' فجعلهم جذاذا الا کبیرا لهم لعلهم الیه یرجعون ' قالوا : من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظالمین - قالوا : سمعنا فتی یذکرهم یقال له ابراهیم ' قالوا : فاتوا به علی اعین الناس لعلهم یشهدون ' قالوا : أ انت فعلت بالهتنا یا ابراهیم ؟ قال : بل فعله کبیرهم هذا فاسئلو هم ان کانوا ینطقون - فرجعوا الی انفسهم ' فقالوا : انکم انتم الظالمون - ثم نکسوا علی رؤسهم : لقد علمت ما هؤلاء ینطقون ' قال أ فتعبدون من دون الله مالا ینفعکم شیئا ولا یضرکم ؟ أف لکم ولما تعبدون من دون الله ' أفلا تعقلون ؟ قالوا : حرقوه وانصروا الهتکم ان کنتم فاعلین ' قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم (۱) و ارادوا به کیدا فجعلناهم الاخسرین ' ونجیناه ولوطا الی الارض التی بارکنا فیها للعالمین (۲۱ : ۴۷ - ۶۳)

دونوں صریح گمراہی میں پڑے رہے "

اسپر انہوں نے کہا " یہ جو تم کہہ رہے ہو' کیا واقعی یہ تمہارا کوئی حقیقی خیال ہے' یا محض دل لگی کررہے ہو ؟ " انہوں نے جواب دیا کہ " دل لگی کی اسمیں کیا بات ہے ؟ یہ تو اصل حقیقت ہے کہ وہ' جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا' وہی تمہارا بھی پروردگار ہے ' اور میں اپنی بصیرت اور یقین سے اسپر شہادت دیتا ہوں "

ساتھہ ہی انہوں نے یہ بھی کہدیا کہ میں بخدا ضرور بالضرور تمہارے ان بتوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک چال چلونگا -

چنانچہ حضرت ابراهیم لوگوں کے جانے کے بعد بت خانے میں گئے' اور بتوں کو توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا - صرف سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا کہ شاید وہ اسکی طرف رجوع کریں -

جب لوگ آئے اور یہ حال دیکھا تو لگے آپسمیں کہنے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھہ کسنے یہ گستاخی کی ؟ جس شخص نے ایسا کیا یقیناً وہ بڑا ظالم تھا -

اسپر بعضوں نے کہا کہ وہ نوجوان جسے ابراهیم کے نام سے پکارتے ہیں ' ان بتوں کا ذکر کررہا تھا - ہو نہ ہو یہ اسی کی کارروائی ہے - لوگوں نے شور مچایا کہ اسکو یہاں سب کے سامنے پکڑ کے حاضر کرو تاکہ جو کچھہ سوال و جواب ہو اسکے لوگ گواہ رہیں -

چنانچہ لوگ حضرت ابراهیم کو لیکر آئے' اور انسے پوچھا کہ " اے ابراهیم ! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھہ یہ حرکت تو نے ہی ؟ "

انہوں نے الزاماً کہا :

" نہیں ' بلکہ یہ بت جو سب میں بڑا ہے ' اسی نے کی ہوگی - انہیں سے پوچھہ لو اگر وہ جواب دیسکتے ہیں " !!

اس دندان شکن جواب کو سنکر سب کے سب ششدر رہگئے ' اور اپنے دل میں اپنی گمراہی کے قائل ہوکر آپسمیں کہنے لگے کہ سچ ہے' تم ہی برسر ناحق ہو !

(۱) حضرت ابراهیم کے حق میں آگ کیوں کر برد و سلام (ٹھنڈک اور سلامتی) بن گئی تھی ؟ مفسرین نے اس باب میں بہت سی توجیہیں دی ہیں - ابو مسلم محمد بن بحر اصبہانی کا قول ہے " قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً ' المعنی انه سبحانه جعل النار برداً و سلاماً ' لا ان هناك کلاماً ' کقوله ان یقول له کن فیکون - ای یکونه (تفسیر کبیر - ج ۳ - ص - ۵۱۷) یعنی قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ : ہم نے کہا اے آگ ابراهیم کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی بن جا - اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے آتش افروز اور فتنہ گر دلدادیوں کی آگ سے حضرت ابراهیم کا کچھہ نقصان نہونے دیا - یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا نے یہ الفاظ بھی کہے تھے - اس کی نظیر کن فیکون والی آیت ہے' جس کے معنے یہ بتائے جاتے ہیں کہ خدا نے پیدا ہونے والے عالم کو مخاطب کرکے حکم دیا کہ ہوجا - وہ ہوگیا ' یہاں بھی کچھہ لفظوں میں یہ حکم نہیں ہوا تھا اور نہ خدا نے واقعی گفتگو کی تھی ' بلکہ صرف مطلب یہ ہے کہ ارادۂ الہی ظہور عالم سے متعلق ہوا ' اور اسی مشیت کے مطابق موزوں و مناسب طریقوں پر اس کی تکوین ہونے لگی -

مگر بایں ہمہ سرکشی اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے ' وہ پھر اپنے سروں کے بل اوندھے گمراہی کے گڑھوں میں دھکیل دیے گئے ' اور حضرت ابراهیم سے کہنے لگے کہ یہ تم نے کیا کہا ؟ تم کو تو معلوم ہے کہ بت بولا نہیں کرتے -

انہوں نے کہا : پھر یہ کیا بدبختی ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو' جو خود ہی مجبور محض ہیں ؟ نہ کسی کو کچھہ نفع پہنچائیں اور نہ نقصان ؟ تف ہے تم پر اور تمہاری ان چیزوں پر' جنکو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو ! یہ کیا ہے کہ ایسی ظاہر اور کھلی بات بھی تمہاری سمجھہ میں نہیں آتی ؟ ؟

جب وہ لوگ حضرت ابراهیم سے عاجز آگئے تو اور تو کچھہ نہ کرسکے - غیض و غضب سے پاگل ہوکر آپسمیں شور مچانے لگے کہ بس اگر کچھہ کرنا ہے تو اسکا یہی جواب ہے کہ اس بے باک شخص کو آگ میں ڈالکر جلادو اور اس طرح اپنے معبودوں کی حمایت کرو !

جب کہ وہ یہ تدبیریں کررہے تھے ' تو ہم بھی اپنی تدبیروں سے غافل نہ تھے - ہمنے اپنی قدرت کا اعجاز دکھلایا ' اور کہا کہ اے آگ ٹھنڈی ہوجا ' اور ابراهیم کیلیے سلامتی -

انسانوں نے ہمارے داعی الی الحق کو نقصان پہچانا چاہا تھا ' پر ہم نے ان کو ناکام و خاسر کیا !!

بظاہر تو یہ ایک قصہ ہے ' اور بد قسمتی سے ابتک اسی حیثیت سے اسپر نظر ڈالی گئی ہے ' مگر غور کیجیے تو قرآن کریم نے اپنے انداز خاص میں ایک دفتر معارف کھولدیا ہے ' جسکے ایک ایک لفظ کے اندر صدہا رموز اخلاق و سیاست اور حقائق و نواميس اصلاح و دعوت پوشیدہ ہیں - مہلت ملے تو اس واقعہ کے ایک ایک ٹکڑے پر ایک ایک مقالہ مستقل طور پر لکھنا چاہیے - سر دست صرف چند مناسب وقت اشارات آپکے سامنے ہیں -

فکر و تدبر سے کام لیجیے تو اس واقعہ سے چند خاص نتائج حاصل ہوتے ہیں :

(۱) جس ملک میں ظالم عام ہوگیا ہو' خدا اور بندوں کے حقوق سر مشق تعدی و تطاول ہو رہے ہوں ' شرک جیسے ظلم عظیم کے ارتکاب میں باک نہو' اللہ کو چھوڑ کر دوسری طاقتوں اور انسانی قوتوں کے آگے لوگ سربسجود ہوں ' وہاں ہر اس شخص کا ' جس میں ایک ذرہ بھی ایمان و اسلام ہو' یہ ایک مقدس فرض ہے کہ مظالم و مفاسد کے استیصال کے لیے آمادہ ہوجائے ' اور بغیر کسی مداہنت و نفاق کے ' کامل آزادی اور نڈر اور بے باک لب و لہجے میں خدا کے بندوں کو خدا کی جانب بلائے ' اسلام کی علانیہ دعوت کرے ' اور کفر و ضلالت کے مٹانے میں ذرا بھی متامل نہو -

(۲) خدا کو استبداد پسند نہیں ' جو لوگ ارباب اقتدار ہوں ' دولت و حکومت رکھتے ہوں ' انسانوں پر اس کا تصرف ہو' دنیا کی ہر ایک چیز پر اُنہیں فرماں روائی کی طاقت دی گئی ہو' پھر اتنی سب نعمتیں ملنے پر بھی خدا کو بھول جائیں - مستبد بن بیٹھیں ' قانون الہی کو توڑ دے لگیں' نظام اسلام کی توہین کریں ' استبداد میں اتنا غلو رکھتے ہوں کہ انسان ہوکر خدا بن بیٹھیں ' اور اپنے آئین استعباد کے خلاف کسی کی کچھہ بھی سماعت نہ کرتے ہوں ' تو ایسی قوم کو اس کی غلط کاریوں سے علانیہ آگاہ کردینا چاہیے ' علم حق رمعروف لیکر مفاسد و منکرات کے خلاف امادۂ جہاد ہوجانا چاہیے - اور نہایت آزادی و استقلال کے ساتھہ اس طرح اس خطرناک و سنگلاخ وادی

میں قدم رکھنا چاہیے کہ یہ طلسم فریب ٹوٹ جائے ' اور دنیا میں پھر خدا کی پادشاہی قائم ہو جائے -

(٣) مسلم کی حدیث مشہور ہے : من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ ' فان لم یستطع فبلسانہ ' فان لم یستطع فبقلبہ ' و ذالک اضعف الایمان -

اس حدیث کو تم نے بارہا سنا ہوگا ' مگر کبھی اسکی تعلیم کے اصول و حقیقت پر نظر نہ ڈالی ہوگی - حضرت ابراہیم کے اسوۂ حسنہ سے اسکے سمجھنے میں مدد لو - یہ حدیث بتلاتی ہے کہ قانون الہی کے منشا اور احکام کے خلاف جہاں کوئی ایک برائی بھی نظر آئے ' معاً ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے زور بازو سے اُس کے مٹانے کی کوشش کرے - یہ خصوصیت حقیقی ایمان داروں کی ہوگی - لیکن جس میں اتنی قوت نہو ' وہ زبان سے برا کہے ' اور برائی کے خلاف بہ آواز بلند احتجاج (پروٹسٹ) کرتا رہے - اس مذاق کے لوگ ایک طرح ناقص الایمان سمجھے جائینگے - جس سے یہ بھی نہوسکے ' وہ کم ازکم اپنے دل ہی میں اس آگ کو سلگتا رہے - یہ ایمان کا بالکل ہی آخری اور بہت ہی ضعیف و کمزور درجہ ہے - لیکن جو طبیعتیں اتنا احساس بھی نہ رکھتی ہوں اُن میں فرائض کی خواہ کتنی ہی پابندی موجود ہو ' مگر یقین کرلینا چاہیے کہ ایمان سے اُن کو مطلق سروکار نہیں -

مگر یاد رہے کہ ازالۂ منکرات و مفاسد کے لیے دل میں کڑھنے اور زبان سے نالۂ و فریاد کرنے کی صورتیں اُسی وقت تک کے لیے ہیں ' جب تک کہ ان سے کشود کار ممکن ہو - جہاں یہ باتیں بے سود ہوں ' وہاں ایمان کا صرف ایک ہی مظہر ہے - اور وہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو استعمال طاقت کے قابل بنائیں ' اور پھر اُس طاقت سے منکرات اور مفاسد و مظالم کو مٹائیں :

براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین و ان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ ' و بشر الذین کفروا بعذاب الیم - الا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ و الیوم الاخر ان یجاھدوا باموالھم و انفسھم ' و اللہ علیم بالمتقین - انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ و الیوم الاخر و ارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون (٩ : ٤٠)	جن مشرکین کے ساتھ تم نے عہد باندھا تھا ' اب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے انہیں صاف جواب ہے - اگر اب بھی تم پھرے رہے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کرسکوگے ' اور کافروں کو عذاب دردناک کی بشارت سنا دو - جو لوگ خدا کا اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں ' وہ تو تم سے اس بات کی رخصت مانگتے نہیں کہ اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہوں ' تم سے خواہاں اجازت تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کا اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتے ' اور اُن کے دل میں شک پڑے ہیں ' پس وہ اپنے شک کی حالت میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں ؟

حضرت ابراہیم کے واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ ایسی حالت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ؟ دنیا میں اُس وقت بھی ایک مسلمان تھے ' مگر نہ یہ تنہائی انہیں دعوت الی الحق سے مانع ہوسکی اور نہ انہوں نے رد مظالم اور تغییر منکر کے لیے صرف وظیفۂ قلب و زبان تک ہی کفایت کی ' بلکہ جب یہ کوشش سودمند ہوتے نہ دیکھی تو دست و بازو سے بھی طاقت آزمائی کیلیے آمادہ ہو بیٹھے - پس ایمانداروں ضرور ہے کہ اسکی پیروی کریں -

(٤) دعوۃ الی الحق کی ابتدا اپنے گھر سے چاہیے ' یہی صورت حضرت ابراہیم نے اختیار کی ' اور اسی کی تعلیم اظہار دعوت کا حکم دیتے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی کہ و انذر عشیرتک الاقربین (اپنے قریب ترین اعزہ کو ڈراؤ) ان صبادی میں کامیابی ہو یا ناکامی ' تاہم تجربہ و اختبار اور بصیرت کو اس سے مدد ملیگی ' اور پھر دعوت عام کے لیے اسکیم مرتب کرنے میں صرف دماغ کی قوت متخیلہ ہی پر زور دینا نہ پڑیگا ' بلکہ تجربۂ و عمل کے نتائج سامنے ہونگے -

(٥) دعوۃ الی الحق کو مداہنت ' پاس مراتب ' لحاظ عظمت سے کچھہ سروکار نہیں - کسی بزرگ کی بزرگی یا کسی عزیز کی محبت کا اس پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیے - اولاد پر والدین سے زیادہ کس کے احسانات ہونگے ؟ لیکن دیکھتے نہیں کہ حضرت ابراہیم کو جو کچھہ کہنا تھا ' سب پہلے اپنے باپ ہی سے کہا ' اور جو کچھہ کرنا تھا اُس کے سرانجام دینے میں باپ کے حقوق ابوت ذرا بھی مانع نہوسکے -

(٦) احیاء صداقت اور اقامت حق اور عدل کے لیے مخفی تدابیر بھی کرنی پڑتی ہیں - پوشیدہ طور پر کید و تدبیر سے بھی کام لینے کی حاجت پڑتی ہے ' اور اس مدعا کے لیے یہ تمام باتیں جائز و درست بلکہ ضروری و لازم العمل ہیں - حضرات ابراہیم نے بت خانے میں کیا کیا تھا ؟

(٧) کفر و شرک و استعباد نے دلوں میں خواہ کیسی ہی تاریکی پھیلا دی ہو ' انسان اپنی انسانیت سے کتنا ہی گزر گیا ہو ' امتیاز حق و باطل کی طاقتیں مردہ ہی کیوں نہو جائیں ' تاہم حقیقت ایک ایسی چیز ہے کہ اخلاص کے ساتھہ موثر انداز میں جب اُس کو پیش کیا جائیگا ' تو سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اُس کے آگے جھک جائینگے - مستبدین کے غرور و جبروت سے مرعوب ہوکر دعوۃ الی الحق کی تحریک روکی نہیں جاتی ' اور اگر رکتی بھی ہے تو اس طرح کہ :

رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

(٨) دعوۃ الی الحق کے لیے شجاعت قلب درکار ہے ' جرأت لسان کی حاجت ہے ' زور آور دست و بازو کی ضرورت ہے کہ خواہ کچھہ ہی پیش آئے اور خواہ کیسی ہی زحمتیں سنگ راہ ہوں مگر اپنے مشن کو سنبھالے رہے ' کام کیے جائے ' اور کبھی مرعوب نہو -

(٩) بڑے کام کے لیے بڑی قربانی کی ضرورت ہے ' صرف دفع وقت سے دفع استبداد ممکن نہیں - اس قربانگاہ پر سب سے پہلے اپنی جان کی بھینٹ چڑھانے کے لیے آمادہ ہو جانا چاہیے ' اس راہ میں سنگلاخ منزلیں طے کرنی پڑینگی ' مشکل سے مشکل امتحان دینے ہونگے ' شدائد و نوازل سے طرف مقابل ہونا پڑیگا ' اور ہر قدم پر اس دستور العمل کی پابندی کرنی پڑیگی کہ :

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

حضرت ابراہیم نے کیسی خطرناک جرأت کی تھی ؟

(١٠) حق و صدق کی مقاومت ہمیشہ ناکام رہی ہے ' دست ستم اس میں خلل ڈال سکتا ہے ' ضرر پہونچا سکتا ہے ' پر اسکو فنا نہیں کرسکتا - عزم و ثبات سے تمام بندشیں ٹوٹ جاتی ہیں ' مخالفین ذلیل ہوتے ہیں ' استبداد سے نجات ملتی ہے ' اور انجام کار برکت حاصل ہوتی ہے کہ و العاقبۃ للمتقین !

دعوۃ الی الحق کی یہ نتیجہ خیز اسکیم خود حضرت الہی کی ترتیب دی ہوئی ہے - اب صرف اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے - نئی اسکیم بنانے کی ضرورت نہیں - جو لوگ شب و روز نئی اسکیموں کا خواب دیکھتے ہیں ' انکو یہ پیام پہنچا دو - یہ پاک موضوع اس سے زیادہ تشریح کا طالب تھا ' صد افسوس :

کہ بادۂ حوصلہ سوز است و جملہ بد مستند

شئون عثمانیه

مسئلهٔ شرقیه.

بلقاني اقوام كي تحريك

سو برس كي تجاويز

(۱)

(مقتبس از مانچسٹر گارجین : ۳۱ - مئي)

صلح كے ابتدائي مراتب طے هوگئے هيں، اور اب يورپين تركي كے پاس قسطنطنيه اور ايك چهوٹا سا ٹكڑا زمين كا جسميں درهٔ دانيال

يورپ سے تركوں كي جلا وطني !

بقيه يورپين تركي، اور موجوده جنگ كے خسائر

درميان كا بڑا حصه جو زيادہ غبار آلود اور سياه هے، وہ جنگ سے پيشتر كي يورپين تركي تهي، جو سب كي سب نكل گئي - اب صرف وہ چهوٹا سا ٹكڑہ باقي رهگيا هے، جو آپكے دهني جانب هے، اور جسميں سياهي كي جگه صرف لكيريں كهينچ دي هيں - يعني قسطنطنيه اور نصف تهريس ! كذالك نفصل الايات لقوم يعقلون !

شامل هے باقي رہ گيا هے - باقي حصه اسكے قديم مالكوں كے پاس پهر واپس هوگيا - ايسے موقع پر يه زيادہ مناسب معلوم هوتا هے كه گذشته چند سالونكے اس فقرے كو پهر دهرايا جائے جو بلقاني اقوام نے اپنے پيش نظر ركها تها، يعني " بلقان بلقانيونكے واسطے هے "

اب يه فقره محض خيالي هي نهيں رها، بلكه اس خواب كي تعبير بهي حاصل هوگئي - يه بلقاني قومين تمام فرنگي طاقتوں كي زير نگراني كام كر رهي تهيں، اور تركي بهي اس بلقاني جزيره نما كي صرف أنهي طاقتوں اور ان رياستونكے علي الرغم محافظ تهي -

ابتدائي تدابير

اگر پچهلي تجاويز دسائس كو، جو فرنگي دول نے تركي كے حصے بخرے كرنے ميں اختيار كيے، ياد كرليں، تو معلوم هوگا كه تاريخ

مع تهريس بلغاريه ديدے - صالونيكه اور ريليشيا روس اے لے، اور بوسنيه، سرويا، البانيه، مقدونيه، تهيسلي، اور سالونيكا اسٹريا ليلے -

يه تجويز هر دو حكومتوں كے واسطے نهايت هي مبارك اور عمده تهي، اور كتهرائن اس معاملے ميں بہت عجلت اور پيشقدمي چاهتي تهي، مگر جوزف كو اس ميں تامل تها -

سنه ۱۷۸۱ ع ميں تجويز كچهه بدل گئي - اب تمام يورپ سلطنت تركي كے حصوں ميں شريك كيا گيا - به غير اسٹرين صدر كو نزكي راے سے هوا، كيونكه اسكو دول فرنگ سے مناقشه كا اندیشه تها -

يه ترميم يافته تقسيم يوں كي گئي تهي :

روس كو صرف بحيره اسود كے سواحل روم ايلي تك ملين - اسٹريا، سرويا، بوسينه، سقوطري تك ملے اور باقي

نے مد برين فرنگستان كو كسقدر دهوكے ميں ڈال ركها تها ؟

سنه ۱۷۷۲ ع ميں سب سے پهلے سلطاني مقبوضات كي تقسيم كرنے كي عملي تجويز ظهور پذير هوئي - يه وهي سال تها جسميں پولينڈ كي پهلي تقسيم هوئي تهي - اس تقسيم كي كاميابي سے يورپين حكومتوں كي اور بهي حوصله افزائي هوگئي كه وہ بلقاني جزيره نما كا تصفيه بهي اسيوقت كرديں - اسكي پهلي تحريك ميں كتهرائن ملكه روس نے چند خطوط جوزف ثاني شاه اسٹريا كو لكهے كه سلطنت عثماني كا كيوں تصفيه نهيں كرديتے ؟ اسنے اسطرح حصے لگائے تهے كه قسطنطنيه اور آبنائے باسفورس و مرمره

مشہور فتنہ پرداز الدنیا سرعسکر :
اسماعیل کمال بے
جسکو انگلستان نے فتنۂ البانیا کیلئے الہ عمل بنایا تھا -

حصہ مالا دیونہ اور روالیشیا کو ایک ریاست میں بنا کر ختم کر دیا جائے ' جسکا نام رومانیہ ہو ' اور اسکے بعد قدیم بزنطینی سلطنت کو پھر قسطنطنیہ میں قائم کر دیا جائے - اس تقسیم کا نام " یونانی " رکھا گیا تھا -

اس تقسیم میں اٹلی کو بھی حصہ ملنا چاہیے تھا ' کیونکہ جب وہ آسٹریا کے حقوق اور اثر و بحر ادریاٹک اور حوالہ موریا ' ٹرینٹ ' اور قبرص میں ہوتے ہوئے دیکھیگی ' تو ضرور مزاحمت کریگی - فرانس اور انہی ان ممالک میں سے پسند اور انکا حق دیا گیا تھا - ہنگاریہ کا جزائر بحر سفید اور منتخب کرائے ' یا مصر اسے لے -

مگر اس تجویز پر اسوجہ سے اچھا عمل نہ ہو سکا کہ ترکوں نے سختی سے مخالفت کی - فرانس ان مسائل پر راضی نہیں ہوا ' اور جرمنی اور ان معاملات میں بدگمانی پیدا ہو گئی -

اسی عرصے میں فرانس کا مشہور انقلاب شروع ہو گیا ' جسکی وجہ سے یورپ کی تدابیر اور عمل میں نہ آسکا - مگر نپولین نے جب کہ تدابیر اولی شروع کر دیں - نپولین خود مشرق ادنی پر حملے کرنے تھا ' اور کہ جانتا تھا کہ ہندوستان کا صرف یہی ایک راستہ ہے - اس نے رفتہ رفتہ جزائر ایونین ' دلماتیہ ' مصر اور اسیریہ پر قبضہ کر لیا - تمام بلقان میں ایک ہلچل سی مچ گئی ' خود قسطنطنیہ کے محل میں بغاوت ہو گئی ' اور سلطان سلیم ثالث اور معزول کر دیا گیا - اسی زمانے میں نپولین نے تلسٹ کے مقام پر زار روس سکندر اول سے مشہور ملاقات کی -

اس تجویز کی خبر نپولین کو اسوقت ہوئی ' جب وہ اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تھا - اس نے زار سے یہ کہا کہ یہ تقدیری امر ہے کہ قدرت ہمارے ہاتھ میں خود یہ چیزیں دے رہی ہے جنکی ہمیں آرزو تھی ' اور جو قسطنطنیہ کی شورش سے حاصل ہو سکتی ہے -

چنانچہ فوراً اس معاملہ میں گفتگو شروع ہو گئی ' اور ایک خفیہ قرارداد پائی ' جسکی رو سے روس کو مالدویہ ' بلغاریہ ' اور بسارابیہ ' اور فرانس کے حصے میں بوسینہ البانیہ اور یونان قرار پائے - آسٹریا کو سوریا ' مقدونیہ ' سالونیکا دیکر خوش کر دیا جاتا -

جملہ امور طے ہو گئے تھے - صرف قسطنطنیہ کا فیصلہ باقی تھا جسکو نپولین کلیتہً دینا یا کم سے کم الیتہ ہندوستان کہتا تھا - یہی مسئلہ تھا جس نے تمام نقشے کو بگاڑ دیا ' اور فریقین راضی نہیں ہوئے ' چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی - مگر یہ مسئلہ کہ " بلقان دول فرنگ کے واسطے ہے " ابھی ہمیشہ کے واسطے مدفون نہیں ہوا تھا -

سنہ ۱۸۲۹ ع میں پھر اس مسئلے کی تجدید اسطرح ہوئی کہ شہزادہ پولیگ نے جو چارلس دہم کا وزیر اعظم تھا ' ایک نقشہ مرتب کیا جو صرف بلقان ہی کا نہ تھا بلکہ کل یورپ کا - اسمیں دکھایا گیا تھا کہ ترکوں کو بالکل یورپ سے نکالدیا جائے - روس ' بلغاریہ ' مقدونیہ ' اور تھریس کا تھوڑا سا حصہ لے ' آسٹریا بوسنہ اور سوریہ پر قناعت کرے ' اور قسطنطنیہ کے ساتھ دیگر ملحقہ ممالک کو ملا کر ایک نئی بزنطینی حکومت کی داغ بیل ڈالی جائے - اسی طرح نیوزی لینڈ کا پرشیا سے الحاق کر دیا جائے ' اور بلجیم فرانس میں مدغم ہو جائے - اب رہا انگلستان ' تو اسکو تیج نوآبادیاں دیدی جائیں -

اسکے بعد عثمانی سلطنت کی تقسیم کی جو عملی تجاویز ہوئیں انکو بالتفصیل بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں -

۹ - جنوری سنہ ۱۸۵۳ ع کو زار نکولس اول نے اپنے مشہور سرمائی محل میں سر ہملٹن سیموز سے ملاقات کی ' اسی کا نتیجہ کریمیا کی لڑائی تھی -

سیمور تحریر کرتا ہے کہ زار چاہتا تھا کہ عثمانی سلطنت کو انگلستان اور روس تقسیم کر لے ' اور منجملہ دیگر ممالک کے مصر بھی انگلستان ہی لے لے - لیکن یہ تجویز انگریزوں نے اپنے مصالح کی بنا پر منظور نہیں کی - نکولس نے خود ٹرکی پر حملہ کر دیا ' اور ٹرکی کو فرانس اور انگلستان نے مدد دی - جنگ کریمیا کی ابتدا یہیں سے ہوئی تھی - مگر اسمیں شاہ روس کے حملے کے تجاویز پامال ہو گئیں -

۸ - جولائی سنہ ۱۸۷۶ ع کو زار الگزنڈر ثانی اور فرانسس جوزف شاہ آسٹریا - ریشٹاٹ کے مقام پر ملے - مگر یہ تمام باقیں اب برلن کانگریس میں پیش ہو گئیں - اس ملاقات میں طے پا یا تھا کہ روس ٹرکی پر حملہ کرے ' اور بلغاریہ اور رومانیا پر اپنی سیادت قائم کر دے - یعنے بلقان کا مشرقی حصہ روس لے لے - اور مغربی حصے پر آسٹریا قبضہ کرے ہرزیگوینہ ' بوسینہ ' اور سوریہ کو اپنی زیر سیادت لے آئے - لیکن یہ ایک دور تھا جو ختم ہو گیا ' اور برلن کانگریس نے نقشہ ہی اولٹ دیا - اسکے بعد سے بلقان بلقانیوں کے لیے ہے " کا نعرہ اس سرے سے اُس سرے تک سنا جانے لگا - اور یہ شک کہ شاید کوئی یورپین حکومت اسکی مخالفت کرے ' فرق قلیسہ کی لڑائی کے بعد بالکل ہی جاتا رہا - بلقانی اقوام نے صرف اپنے فاتحوں ہی پر فتح نہیں پائی ہے بلکہ یورپ کی طامعانہ تدبیروں پر بھی فتح حاصل کرکے اپنی ہستی کا عظیم الشان مستقبل خود اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے -

سقوطری میں انگریزی فوج
مالٹی تیاری فوج کے ساتھ

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند

کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین

اور

الهلال ۳۰ جون کے بعد

(از جناب محمد اشرف صاحب وکیل درجہ اول کوہاٹ)

امداد مہاجرین کے فنڈ کے لیے جو ایثار آپنے کیا ہے ' اسکا اجر عظیم خداوند کریم آپ کو دے - بہت سے خریدار اس شبہ میں ہیں کہ اگر آپکی مقررہ تعداد کی درخواستیں تاریخ مقررہ تک آپکے پاس نہ پہونچیں تو کیا آپ درخواست ہائے موصولہ کی رقوم حسب شرائط مشتہرہ فنڈ مذکور میں داخل فرمائینگے یا نہیں ؟ گو معناً یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ جیسا فدائے قوم ضرور ایسا کریگا - مگر لوگ اسکی تصریح چاہتے ہیں - براہ عنایت میعاد مقررہ کو کم از کم اگست سنہ ۱۹۱۳ ع تک بڑھاکر اس امر کی تصریح ضرور کردیں کہ جسقدر درخواستیں اس فنڈ کی امداد کے متعلق اشتہار کی بنا پر آئینگی ' انکی رقم میں سے سات روپیہ آٹھ آنہ فنڈ مذکور کو دیے جائینگے -

الهلال

۳۰ - جون تک کی مدت اس غرض سے کم نہ تھی ' لیکن اصل مقصود تو رقم کی فراہمی ہے ' نہ کہ کوئی اعلان رعایت ' پس ایک ماہ کی مدت اور بڑھادی جاتی ہے - یعنے ۳۱ - جولائی تک یہ سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ پوری رقم کی وصولی پر خریداروں کی رقم داخل خزانہ کی جائیگی ' انکے ظن و گمان پر متبسم ہوں - میری سعی تو یہی ہے کہ ۳۰ - ہزار فراہم ہو ' لیکن اس سے یہ معنی کہاں نکلتے ہیں کہ ۳۰ - ہزار کے بغیر روپیہ بھیجا نہ جائیگا ؟ جب میں نے اتنے عرصے کی امدنی کو وقف کردیا تو اب اسکا کل اور جزو ' دونوں مجھپر حرام قطعی ہے -

(انیس حامد بیگم صاحبہ - اہلیہ مسٹر حامد حسن کوتوال)

آج کل ہمارے ترک بھائی اور بہنوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے ' وہ محتاج بیاں نہیں - ہر شخص انکی مصیبت سے واقف ہے - انکی بے کسی اور بے بسی گھر کی بیٹھنے والی عورتوں اور بچوں کو بھی آٹھ آٹھ آنسو رولا تی ہے ' لیکن کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا - ننھے ننھے بچوں اور آفت کی ماری بہنوں پر جو مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں ' انکو دیکھکر کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان مظالم کی کوئی انتہا بھی ہوگی یا نہیں ؟ آخر پروردگار عالم کا غیظ و غضب ان معصوموں کی مصیبت پر کیوں جوش میں نہیں آتا ؟ مجھکو ان واقعات نے اس درجہ حواس باختہ کردیا ہے ' کہ باوجود رات اور دن غور کرنے کے میرے سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا میں میرا وجود ان مصیبت کی ماری اور بے کس بہنوں کے لیے کس طرح مفید ثابت ہو ؟ اور میں کس طرح انکی امداد کرسکوں ؟ جناب مجھکو مشورہ دیں کہ میں اس معاملہ میں کیا کروں ؟ بالفعل میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے روزانہ اخراجات میں سے ایک نمایاں حد تک کمی کرکے جو کچھ پس انداز ہوگا ' اسکو ہر مہینے آپکی خدمت میں بھیجتی رہونگی -

آپنے جو تجویز اخبار الہلال میں مفت اخبار دینے اور اسکی قیمت مہاجرین کی امداد میں بھیجنے کی شائع کی ہے ' اسکو یکلخت دل بانٹ بیٹھ گیا لہذا مرخواست ہے کہ مہربانی فرماکر میرے اخبار الہلال کا پرچہ آٹھ روپیہ - پی - پی کرکے میرے شوہر کے نام روانہ کردیجیے - میں نے انکو بھی براہ راست اطلاع دیدی ہے -

---

کیا بہتر ہو کہ ہر ایک شخص ایسی ہی ہمدردی اپنے مصیبت زدہ ترک بھائیونکے ساتھہ دکھلانے کی کوشش کرے - خدائے تعالے آپکو اجر عظیم عطا فرمائے - حتے الوسع سر دست بعد ترغیب و تحریص چند احباب کو میں نے فراہم کرلیا ہے ' اور آیندہ بھی کوشش جاری رہیگی - افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں جوش ہمدردی روز بروز ٹھنڈا پڑتا جا تا ہے ' اور جیسا کہ ابتداے جنگ میں تھا ' اب باقی نہیں رہا - تعلیم یافتہ اصحاب تو ہر حالت میں امداد کی تحریک کے موید اور انجمن اتحاد و ترقی کے طرفدار ہیں ' مگر عام لوگ مخالف ہیں - یہ ساری خرابی اختلاف راے کی ہے - اسلیے اب سخت ضرورت اسبات کی ہے کہ ترکونکے مفصل حالات ابتداے انقلاب حکومت سے آجتک کے ایک بہترین پیرایہ میں از سر نو درج اخبار کرکے انپر مدلل بحث کیجاے ' اور سابقہ حکومت اور جدید حکومت سے جو جو برے نتائج ظہور پذیر ہوئے ہیں انکو اچھی طرح عوام کے ذہن نشین کرا دیا جاے ' ورنہ ترکی کی طرح ہند میں بھی دو پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالف بنی رہینگی جسکا نتیجہ قوم کے حق میں مضر ثابت ہوگا - امید کہ جناب میری اس نا چیز راے کو شرف قبولیت عطا فرما کر ضرور اس مسئلہ کو چھیڑ دینگے -

الهلال

اب اس بحث میں پڑنا بھی وقت کو ضائع ہی کرنا ہے یہ تحریک اعانت مہاجرین کی ہے نہ کہ اعانت حکومت کی - اسکو ترکی کی پارٹیوں سے کیا واسطہ ؟ اب تو تمام وقت اس بحث میں خرچ کرنا چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا ہے ؟ اور کس طرف چلنا ہے ؟ اور بس -

(از حسن جان صاحبہ دختر برکت اللہ خاں پروفیسر - ہزارہ)

آداب عرض ہے - میں نے الہلال میں چندہ کی فہرست میں عورتوں کا بھی نام دیکھا ہے - میں ایک دس برس کی لڑکی ہوں اور سوا اُن پیسوں کے جو خرچ کیلیے مجھے ملتے ہیں اور کچھہ میرے پاس نہیں ہے - اسوقت آٹھہ آنے ہے جو میں نے اسی نیت سے جمع کیا ' براے مہربانی اس کو بھی فہرست میں ملا دیں اور میرے حق میں دعا کریں -

(از جناب قاضی محمد لطیف حسین صاحب بڑا دیہ)

میں یکے از خریداران الہلال ہوں - دس روپیہ بنظر اعانت مہاجرین ترک بے خانماں بذریعہ منی آرڈر ترسیل خدمت ہے - اسکو قیمت اخبار سے کچھہ تعلق نہیں الہلال کی قیمت اپنے وقت پر جا یا کریگی -

(از جناب محمد گوہر علی صاحب سکریٹری انجمن مفید المسلمین معرو فگنج - گیا)

۲۱ - ملی کے الہلال میں تحت عنوان (لاکھوں بے خانماں مہاجرین) اِک درد ناک مضمون دیکھکر دل بے چین ہوگیا -

آنکھ نمیں آنسو بھر آئے مگر سوائے اشک ریزی کے بس میں کیا تھا؟ اپنی بے سروسامانی پر صدمۂ عظیم ہوا - لیکن درد آخرت نے چین لینے نہ دیا - خیال ہوا کہ اگر ستم رسیدگان ملت کی مدد نہیں کر سکتا' تو الدال علی الخیر کفاعلہ ہی کا مصداق بنوں - چنانچہ فوراً اپنی انجمن مفید المسلمین واقع محلہ معروف گنج میں گیا (یہ محلہ غریبوں کا ہے) اور ایک خاص جلسہ بغرض اعانت مہاجرین ۱۹ - جون کو منعقد کر کے چندہ کی تحریک کی - چنانچہ مبلغ بیس روپیہ وصول ہوا - آجکی ڈاک سے ارسال خدمت ہے -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۳)

	آنہ	پائی	روپیہ
چندہ بزرگان جمعیۃ بذریعہ مسٹر محمد عمر صاحب			۶۰
جناب رینواز خانصاحب ہڈ ماسٹر اسلامیہ - اسکول قصور			۸۰۰
ایک مجاہد غیور از قصور ایک حبہ نبدہ طلائی قیمتی	۵		۲۵۱
رجال ہمت خواتین کانپور بذریعہ جناب محمد یسین صاحب			۶۵
جناب مصطفیٰ احمد صاحب حیدر آباد دکن	۸		۷
جناب رعایت اللہ خانصاحب مثل خوان - گورداسپور	۸		۵
جناب عبد الرحمن صاحب - سب اور سیر - کوہ مری	۱۲		۱۱۴
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب - بکانی - کوئٹہ			۱۰
جناب محمد عبد الصمد صاحب - بہار - پٹنہ			۱۰
جناب محمد غوری صاحب - سوداگر باگام	۵		۱
جناب امتیاز علی صاحب ہیڈ ماسٹر - خانپل اسکول - ملیح آباد			۱
جناب غلام علیشاہ صاحب نائب تحصیلدار - پاک پٹن			۷
جناب محمد خلیل صاحب از گیا			۲۲
جناب سید علی صاحب سشن جج - ورنگل - دکن			۲۳
جناب سید ضمیر الدین حیدر صاحب عرف پیارے صاحب مخدوم پور - گیا	۷		۲
جناب غلام حیدر صاحب گجراتی - لائل پور	۴		۹
جناب عبد الحفیظ صاحب - بریلی - مونگیر	۴		۶
جناب احمد محی الدین صاحب - مدد کار ناظم جنگلات - نظام آباد - دکن			۸
جناب ماسٹر دین محمد صاحب (ندوۃ العلما) لکھنؤ			۵
جناب منشی سعادت علی صاحب - مدرسہ عالیہ - ریاست رامپور			۱
جناب عطا محمد صاحب - از شملہ			۵
جناب سید بذل الحسین صاحب			۱
جناب مشرف حسین صاحب			۱
جناب سید یاور چانگ صاحب دیار پور -			۱۰
جناب غلام محمد صاحب - کھولہ شریف - ملتان	۵		۱

	آنہ	پائی	روپیہ
جناب ضیغم الدین - غیاث الدین صاحب احمد آباد	۸		۲
جناب محمد کاظم صاحب جھانسی			۵
جناب محبوب علی صاحب ہوشیار پور			۸
جناب قاضی محمد لطیف حسین صاحب پلادری - اکرام گڈہ			۱۰
جناب قطب الدین احمد صاحب انصاری - فتح پور			۶
والدہ سید محمد طاہر صاحب - لکھنؤ			۵
جناب احمد حسین صاحب اڈیٹر کلکٹری گورکھپور			۸
جناب غنی حیدر صاحب محمد منزل - بہار	۸		۱
جناب عبد الجلیل خانصاحب حسن پور علیگڈہ	۳		۲۵
بذریعہ جناب مشتاق حسین صاحب - کانپور جناب کاظم حسین صاحب فارسٹ منیجر - دندرور			۴۴
بذریعہ جناب نذیر احمد صاحب بانکی پور	۷		۵۷
جناب مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے - بھرپال			۷
جناب عبد الحکیم صاحب پلیڈر - بانکی پور			۵۰
جناب عبد الجلیل صاحب - اگرہ			۵
جناب منشی چراغ دین صاحب پٹہ دار لاشاری			۸
بذریعہ جناب یسین احمد صاحب - گیا			۲
جناب محمد اسمعیل خانصاحب کرتوال - ہیر پور			۸
جناب ڈاکٹر ابو الحسن صاحب موضع نبی نگر مونگیر			۱۰
جناب حبیب رضا صاحب مختار - دنیا پور پٹنہ			۱۵
جناب عبد الرحیم صاحب مرحوم			۱
جناب عبد الرحمن خانصاحب - باندہ			۱۸
خواتین کانپور بذریعہ محمد قاسم صاحب کانپور			۶۰
ایل - بی - اچھن خانصاحب - کالن - برھما			۷
بی بی حرمت بذریعہ امین الدین صاحب رنگون برھما			۴
از وقف شیخ ولایت علی صاحب مرحوم کانپور معرفت جناب شیخ باقر علی صاحب متولی وقف مذکور			۱۰۰
جناب امام صاحب - دربی مارکٹ - بلگام	۵		۱
جناب فتح محمد خانصاحب - گونڈہ	۷		۲۴۲
جناب حبیب احمد خانصاحب - منگولی ریاست رامپور			۸
جناب منصور خانصاحب جمعدار			۴
جناب محمد علاؤ الدین صاحب فرخ - جلال آباد			۲
جناب حاجی طاہر حاجی طیب صاحب - اٹاوہ	۱۳		۱۲
جناب سید نثار حسین صاحب - ہزاری باغ			۴
مسلمانان اکبر پور بذریعہ حافظ عبد الغفور صاحب - نوادہ - گیا			۱۳
جناب احمد رضا صاحب - پٹنہ			۸
میزان	۱۳		۲۲۱۵
میزان سابق	۶		۲۸۸۷
میزان کل ۶ - ۱۳ - ۰۲			۵۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد رضا عفی عنہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ٤ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 9, 1918.

قیمت فی پرچہ سلوا ہی پیسہ آنہ

کپستان رؤف بک

حمیدیه مرمت کے بعد

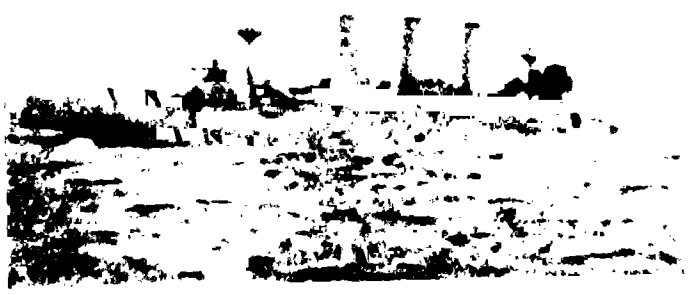

حمیدیه جهاز شکستگی کے بعد
جسمیں گیارہ گز مربع سوراخ ہوگیاہے

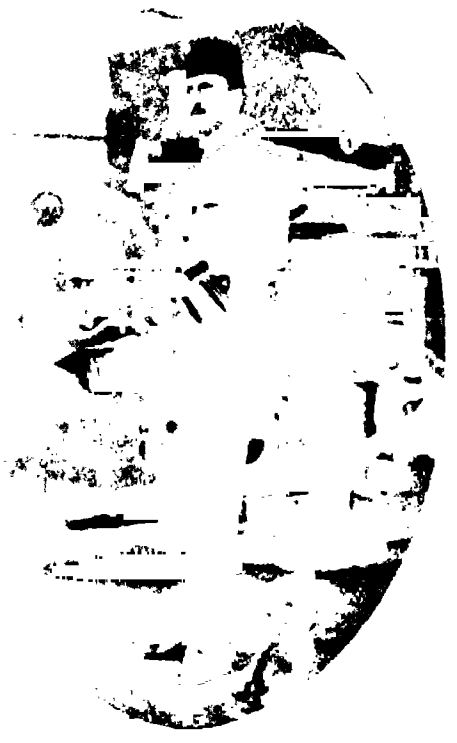

رؤف بک حمیدیه میں

حمیدیه بحالت شکستگي قسطنطنیه
جارهاہے ! حصهٔ بیشتر زیر آب ہے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

f-yearly „ „ 4 - 12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷۰ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

تلگراف ایڈریس
« الہلال »

سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۴ شعبان ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۲

Calcutta : Wednesday, July 9, 1918.

فہرست

شذرات
یالیتنی مت قبل هذا ، و کنت نسیا منسیا ۱
هفتۂ جنگ ۲
مقالۂ افتتاحیه
الداء والدواء (۳) ۳
مقالات
فاتحة السنة الثانية ۸
احرار اسلام ۱۱
نظام حکومت اسلامیه (۲) ۱۲
نامور ان غزۂ بلقان
افاما مات فاتحم الخالدون ؟ ۱۵
حقایق و رقایق
جرائم استبداد ۱۶
مسلمانان آسام ۱۶
مغرب اقصی ۱۷
شئون عثمانیه
مسئله هرتیه (۱) ۱۸
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق
اعانۂ مهاجرین ۱۹
فہرست زر اعانۂ مهاجرین عثمانیه (۳) ۲۰

تصاویر

دوسرا عثمانی هوائی جہاز ۱۸
جہاز حمیدیه اور کپتان رؤف بک کے مختلف مناظر (صفحه خاص)

اعلان

(۱)

ایڈیٹر الہلال کی نسبت

خود اپنی ، اور گھر کی علالت سے مجبور ہوکر کچھ دنوں کیلیے مولانا دفتر سے غیر حاضر رہیں گے - اسلیے خط و کتابت میں مندرجۂ ذیل امور کا تا اطلاع ثانی لحاظ رکھا جاے :

(۱) تمام ڈاک بدستور دفتر کے پتے سے آئے ، لیکن جن حضرات کو خاص طور پر مولانا سے خط و کتابت کرنی ہو ، یا کسی امر کے متعلق انکو ذاتی طور پر اطلاع دینی ہو ، انکو چاہیے کہ اس پتے سے خط و کتابت کریں :

اسمی لاج - لنڈہور - مسوری -

Esme Ladge : Landhour

Mussoorie

(۲) براہ عنایت اُن خطوں میں دفتر کے متعلق اطلاعات نہوں - انکو براہ راست دفتر بھیجیے - اگر ہوں تو اسطرح الگ کاغذ پر ہوں کہ انکو بجنسہ دفتر میں بھیجا جاسکے -

(۳) " حزب اللہ " کے متعلق تمام خط و کتابت براہ راست مولانا سے ہونی چاہیے -

(۲)

(۱) اس ہفتے گذشتہ جلد کی فہرست کا دوسرا فارم چھپ نہ سکا - انشاء اللہ آیندہ ہفتے مع لوح شائع ہوگا -

(۲) جن حضرات کو دوسری جلد کی ضرورت ہو وہ اطلاع دیں - مثل جلد اول کے یہ مجلد ہے - الہلال کا بلاک طلائی منقش - قیمت ۸ - روپیہ مکمل جلدیں شاید دس پانچ ہی نکلیں گی -

(منیجر)

شذرات

یا لیتني متّ قبل هذا، و کنت نسیاً منسیا !

اما علی الدین انصار و اعوان ؟

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوهکن بازی اگرچه پا نه سکا، سر تو کهو سکا !
کس منه سے اپنے اپ کو کهتا هے عشق باز؟ اے روسیاه ! تجهسے تو یه بهی نهو سکا !

پچهلا پرچه چهپنے کیلیے جا چکا تها که کانپور کي مسجد کے متنازع فیه حصے کے بالجبر انهدام کا ٹیلي گرام کلکته پهنچا :

هذا الذي کنتم به تکذبون (۳۰:۲۲) یه هے وه نتیجه تمهارے اعمال اور غفلت کا، جس کو تم نادانی سے جهٹلایا کرتے تهے !

انا لله وانا الیه راجعون - نهیں سمجهتا که اس واقعه کي نسبت کیا لکهوں ؟ سوا اسکے که دعا مانگوں که الله تعالے مسلمانان کانپور پر رحم فرمائے، اور جس بے غیرتي اور بے حمیتي کي مثل ملعون انهوں نے قائم کي هے، اسکو اور زیاده متعدی نه کرے -

لیکن کیا اب هم ایسي هي خبروں کے سننے کیلیے زنده رهگئے هیں ؟ اور کیا یه سچ هے که اب هندوستان همارے لیے دار الامن نه رها، اور شعائر اسلامیه اور عمارات دینیه کا انهدام علانیه شروع هوگیا ؟

کیا اب کرچیں چڑهائی جالیں گي، تاکه مسجدوں کا محاصره کیا جائے ؟ کیا فوجیں پهیلیں گی، تاکه پرستاران الهي کو اپني مساجد کے احترام سے روکیں ؟ کیا شهروں کي ناکه بندي کي جائیگي، تاکه مسجدوں کے حصے گرائے جائیں، اور اُن دیواروں کو جنکے اندر پانچ مرتبه خداے واحد کے نام کی منادي هوتي تهي، جبر و قهر اور آلات و اسلحه کے زور سے غبار بنا کر اوڑا دیا جائے ؟ پهر کیا اسلام کي مسجدیں بے یار و مددگار هوگئیں، اور کیا آج خدا کی زمین پر کوئي نهیں که اسکي پرستش گاهوں کي عظمت کو برقرار رکهے ؟

الا نفوس ابیات لهـا همم
اما علی الدین انصار و اعوان ؟

(ایڈریانوپل) کي مسجد سلیم کا نوحه سنکر جو آنکهیں رو رهي تهیں، کاش انکو کوئي یه پیام پهنچا دے که اب سمندروں کے پار جاکر ماتم کرنے کي ضرورت نه رهی - ایڈریانوپل کي مسجد نے اپنے نداکاروں کو چار مهینے تک اپني حفاظت میں سرگرم جانفروشي دیکهنے کے بعد اپنے صحن میں کفار و ملاعنهٔ بلغار کے جوتوں کي گرد دیکهي، پر ایک مسجد مقدس "کانپور" نامي آبادی میں بهي هے، جس نے اپني راه میں بغیر ایک قطرهٔ خون کے بهے، یه دیکها که اسکے بازؤں پر تیشه هاے بے اماں کي ضربیں پڑ رهي تهیں، اور ایک آواز بهي! نه تهی، جو اسکے لیے نالهٔ و فغاں کرتی هوا !

فاه ! اه ! ثم اه ! علی ما فرطتم في جنب الله ! و یا لیتني مت قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً !!

نه داغ تازه مي کارد، نه زخم کهنه مي خارد،
بده یا رب دلے کیں صورت بیجاں نمي خواهم !

پهر اے کانپور کے وه اسلام فروش، اور کفر پرست لیڈرو ! اور اے وه ناپاک و نجس انسان صورت حیوانو که تمهاري موت تمهاري زندگي سے بهتر هے، اور تمهاري بربادي و هلاکت مسلمانوں کیلیے رحمت و برکت الهي هے، بتلاؤ که یه سب کچهه هو جانے کے بعد تم کس فکر میں هو ؟ اس فکر میں که الله کے گهر کي دیوارونکا ایک حصه تو گرا دیا گیا، لیکن محراب و منبر اب تک محفوظ هیں ؟ اگر اسی کا افسوس هے تو میں تمکو تمکر که میں نهیں سمجهتا که کن لفظوں سے مخاطب کروں، تم کو - اطمینان دلاتا هوں که غمگین مت هو که وه وقت بهی کچهه دور نهیں - جس قوم میں تمهارے ایسے اجسام خبیثه و اجساد ملعونه موجود هوں، انکی مسجدوں کی محرابوں اور منبروں کو بهی اگر کهود دیا جاے تو کچهه بعید نهیں -

* * *

افسوس که هماري اصلي بدبختي یه نهیں هے که همارے ارپر کون هے، بلکه بدبختی یه هے که همارے اندر کون هے ؟ هماری بدقسمتیوں میں همیشه غیروں سے زیاده خود اپنوں کا دست کفر و نفاق مخفی هوتا هے - گورنمنٹ اور حکام کو کیا کهیے که توقع هي کسے تهي ؟ شکایت تو جب هوني چاهیے که توقع هو - پس دین الهي کي اس اشد شدید بے حرمتي کي ساري ذمه داری اُن بندگان خدا پر هے، جنکے هاتهه میں مسلمانان کانپور کے معاملات کی باگ هے - یهی دین فروش هیں جنهوں نے ابتدا سے معامله کو غارت کیا - جنهوں نے عام مسلمانوں کو عرصه تک بے خبر رکها، جنهوں نے انکے جوش و اضطراب کو اپنے دسائس و شرارت سے هر مرتبه دبا دیا، جن میں سے بعض ایک طرف تو فریب مسلمانوں کا بهی ساتهه دیتے تهے، اور دوسری طرف حکام کے آگے بهی سربسجود رهتے تهے - یهی وه ذریات ابلیس، اور پرستاران شیطان هیں، جنهوں نے همیشه لوگوں کو کام کرنے سے روکا، اور کسی نه کسی فریب سے انکو باز رکها - اول تو جانے هی نهیں کیسے، پهر بعض لوگوں کے پاس روتے پیٹتے آتے جاتے رهے - پهر جلسه بهی کیا تو مارے خوف و دهشت کے انکی زبانوں سے آواز نه نکالی، اور مسلمانوں کو محض رزولیوشنوں، میموریلوں، اور عرضداشتوں میں الجهاے رکها - غرضکه :

الذین یستحبون الحیاة الدنیا علی الاخرة، و یصدون عن سبیل الله و یبغونها عوجا، اولئك فی ضلال مبین (۱۴ : ۳)

" وه لوگ، جنهوں نے حیات آخروي پر حیات دنیوي کو ترجیح دي هے، جو بندگان الهي کو الله کي راه سے باز رکهتے هیں، اور جو اسکي راه میں کجي پیدا کرنا چاهتے هیں، تو یهي لوگ هیں، جو انتها درجه کي گمراهي میں مبتلا هیں، اور هدایت سے کوسوں دور هے ! "

لیکن یاد رهے که گو انکو اپنے اعمال شیطانیه کي اس دنیا کے سوا کسي دوسري زندگي کا تصور کرنے کی توفیق نه ملي هو، تاهم ایک دوسري دنیا ضرور هے - ایک وقت آنے والا هے، جبکه جلال خداوندي کا آخري تخت بچهیگا، جبکه وه عدالت قائم هوگي، جسکا فیصله کرنے والا خود عالم الغیوب هوگا، اور پهر اُس وقت انسے پوچها جالیگا که " اے وه لوگو ! که هواے نفس تمهارا معبود تها، دراهم و دنانیر تمهارا قبله تها، حکام کي پرستش تمهاري شریعت تهی، اور

« اصابع الرحمان " کی جگہ " اصابع الشیطان " میں تم نے اپنے دلوں کو دیدیا تھا ' بتلاؤ کہ آج وہ تمہارے معبودان باطل کہاں ہیں ' جو تم کو میری پکڑ سے بچا سکتے ہیں ؟ این شرکاؤ کم ' الذین کنتم تزعمون ؟ (٦ : ١٥) کیا تم ہی وہ نہیں ہو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے میرے دین مبین کی علانیہ بے حرمتی ہوئی ' اور میری عبادت گاہ کی دیوار مسمار کی گئی ' پر تم کچھہ نہ بو لے بلکہ اپنی بزدلی اور فساد انگیزی سے اسکا سامان کرتے رہے ؟ ؟

تم نے میری راہ سے میرے بندوں کو روکا ' اور انکو میرے گھر کی عزت کیلیے اٹھنے ندیا ؟ پھر کیوں نہ آج میری لعنت تم پر چھا جائے ' اور کیوں نہ ان لوگوں کے جسموں کے ساتھہ وہ سب کچھہ عمل میں لایا جاے ' جسکو انھوں نے میرے مقدس گھر کے ساتھہ گوارا کیا - فذ وقوا العذاب بما کنتم تکفرون ! ! "

* * *

ایک ضروری سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھہ کیونکر ہوا ؟

کیا اسلیے کہ کانپور کے مسلمانوں کو اسکا بالکل حس نہ تھا ؟

مجھے معلوم نہیں کہ پاپونیر کے آفس کی رصد گاہ میں کوئی ایسی ٹلسکوپ ایجاد کی گئی ہو ' جسمیں قریب کی بڑی چیزیں چھوٹی ہوکر دکھائی دیتی ہوں - البتہ مجھے معلوم ہے کہ گلیلیو (Galileo) نے ایک آلہ ایسا دریافت کیا تھا ' جس سے دور کی چیزیں بڑی ہوکر نظر آسکتی ہیں - لیکن اسکے استعمال کرنے کی ضرورت مریخ کے دیکھنے میں ہوتی ہے ' نہ کانپور کی مسجد کو دیکھنے کیلیے -

اس جوش و اضطراب اور غیظ و غضب سے کوئی آنکھہ غفلت نہیں کرسکتی ' جو ابتداء معاملہ سے خبروں کے پھیلنے کے بعد عام مسلمانوں میں پیدا ہوگیا تھا ' اور جو بساطی بازار کے بے غیرت و بے حیا دکانداروں ' اور مسجد کے ایمان فروش متولی کے سوا (جس کا نام شاید کریم الدین ہے :

برعکس نہند نام زنگی کافور !

آگ کے شعلے بھڑکا رہا تھا - ملوں کے مزدور ہزاروں کی تعداد میں دیوانہ وار پھر رہے تھے ' اور مجھے معلوم ہے کہ ابتک جوش و اضطراب سے مجلسوں ہو رہے ہیں - شہر کے عام باشندے بھی دھکتے ہوے کوئلوں پر لوٹتے رہے ' اور کچھہ شک نہیں کہ ابتک لوٹ رہے ہیں ' مگر ہزار حیف اُن چند منافقین پر ' اور صد ہزار لعنت اُن مفسدین مارقین پر ' جو قوم کی طاقت کو چھپانا اور مٹانا چاہتے ہیں ' اور جنھوں نے ہمیشہ خدع و فریب اخفاء حال ' اور طرح طرح کے اکاذیب و اباطیل سے لوگوں کو دھوکے میں رکھا ' اور کسی پر قوت کارروائی کے کرنے کی مہلت نہ دی : کذالک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون (٨ : ١٧)

میں نے الہلال میں اس مسئلہ پر نظر ڈالتے ہوے لکھا تھا کہ آنکھیں کھولو ' اور اپنے تئیں ان مفسدوں کے دام ضلالت سے بچاؤ! عاجزی کے آنسوؤں ' اور فریادوں کی صداؤں سے ابھی بھی کسی فوج نے میدان سر نہیں کیا ہے - اصلی چیز اجماعی قوت ہے ' اور ہزاروں دلوں اور زبانوں کا کسی کام کیلیے ایک ہوکر ظاہر ہونا ہی کلید فتح و مراد ہے -

اگر تم حکام کے خوف سے لرزتے ہو ' تو تم سے اُس وقت کس نے کہا تھا کہ قانون کو توڑو اور فتنہ و فساد کی راہ اختیار کرو؟ اگر کام کرنا چاہتے تو راہیں کشادہ تھیں - بغیر قانون کو توڑے ' بغیر نظم و امن کو مختل کیے ' بغیر حکام کے مقابلے علم بغاوت بلند کیے ' بہت آسانی کے ساتھہ ممکن تھا کہ تم اپنی طاقت کا اظہار کرتے ' اور اپنی اجماعی قوت کا ایسا مظاہرہ دکھلاتے کہ قوانین کو اسکے آگے سر بسجود ہو جانا پڑتا -

پرستاران صلیب کی اذیتوں کا ترک تو انتقام نہ لے سکے ' لیکن ترکوں کا خدا کیونکر خاموش رہتا -

حلفاء بلقان کے جس باہمی جنگ و جدل کا وقت کسی نہ کسی دن آنے والا تھا ' اور جسکے تصور سے ہمیشہ سرایذرزہ کرے خوف زدہ رہتے تھے بالاخر وہ آگیا - بلغاریا اور یونان و سرویا میں جنگ شروع ہوگئی ہے ' یونان و سرویا ' دونوں ایک ہوکر افواج بلغار کو متواتر ہزیمتیں دے چکے ہیں ' جبل اسود اور رومانیا کی جنگی طیاریاں ان کی شریک ہونے اور ساتھہ دینے پر مائل ہیں ' سلانیک سے بلغاریوں کا قبضہ اُٹھہ گیا ' فوج نے ہتیار ڈال دیے ' حریفوں کی اطاعت مان لی ' اور صرف دو گھنٹے کی گولہ باری میں پامال ہوگئے - بے سر و پا ہوکر بھاگے ' اور دس توپیں اور ایک ہزار تین سو سپاہی گرفتار کرتے گئے ' سلانیک سے باہر نکل کر یہ گریز پائی تھم گئی - دشت کلکیش میں نئے سرے سے مورچے باندھے گئے ' اور پھر مقابلے کو بڑھے ' مگر ہزیمت ہی اٹھانی پڑی ' اور ٦٠ توپیں ہاتھہ سے جاتی رہیں ' اور پولی کی بلند سطح پر جرار و جنگ آزما سپاہ بلغار نے سرویوں پر حملے کیے ' سروی پہلے تو پسپا ہوگئے ' لیکن پھر سنبھلے اور بازی کے پانسے سنبھال لیے - چار ہزار بلغاری اسیر ہوے ' اور کتنی جانیں آگ کی بھینٹ چڑھیں - دوسری جنگ میں چوبیس بلغاری پلٹنیں نہایت ابتری کی حالت میں دریاے زبنو وا کے پار بھگا دی گئیں - آٹھہ سو بلغاری ہلاک اور اٹھارہ سو مجروح ہوے - شوکیل و نگریتہ کی لڑائیوں میں بلغاری اس بد حواسی و سراسیمگی سے بھاگے کہ دریاے وار دار میں اُن کے کئی سپاہی غرق ہوگئے ' اور بھاگتے بھاگتے پوری پندرہ ہزار فوج قید ہوگئی -

سلانیک سے کچھہ فاصلے پر بلغاریوں نے ایک مستحکم مورچہ باندھہ رکھا تھا ' قسطنطین شاہ یونان نے فوج کی کمان اپنے ہاتھہ میں لے کر آٹھہ ڈویژنوں کو چڑھائی کا حکم دیا ' اور تین ہزار گز کے فصل سے حملہ کرکے اس مورچہ کو فتح کرلیا ' سروی فوج بلغار کی سرحد کو عبور کرکے اندرون ملک پہونچ گئی ہے ' اور اسوقت مقام دوبرک کی بلندیوں پر قابض ہے جہاں سے صوفیا دارالحکومۃ بلغار صرف پچاس میل کے فاصلے پر رہ جاتا ہے - لاچانا کو بھی یونانیوں نے بلغار سے چھین لیا ' رگستر کے قرب و جوار میں بلغاریوں نے حدود سرویا میں داخل ہونے کی بڑی کوششیں کیں مگر ہر مرتبہ منہزم ہوے اور بڑی ذلت سے منہزم ہوے - کرمولک کو بلغاریوں نے واپس لے لیا تھا مگر سرویوں نے حملہ کرکے دوبارہ قبضہ کرلیا ' اور بلغاری بری بری طرح پسپا ہوگئے - یونانیوں نے ڈریزن پر سپاہ بلغار کو نہایت فاش شکست دی - اور علاقے پر قابض ہوگئے - ٥ جولائی کی جنگ کوشانا میں جبل اسود کی آٹھہ ہزار فوج نے سرویا کا ساتھہ دیا ' اور اُس کی اعانت سے کوشانا پر سرویا کا قبضہ ہوگیا ' اس جانگ میں بلغاریوں کا ایک حصۂ لشکر جو زبردست جنگ بلغار کے مانند تھا بالکل تباہ ہوگیا ' یہ سب کچھہ ہوا ' مگر ستم پیشہ بلغاریوں نے مظالم میں نہ کمی آنے دی تھی نہ آئی - سلانیک میں مقابلہ کرنے والوں سے تھا لیکن صحاصرہ ایک مسجد کا کیا گیا ' نگریتہ اور دوبرک کے تمام باشندے جن میں نا کردہ گناہ مسلمان بھی تھے قتل کردیے گئے ' اور ساری آبادی غارت کردی -

دوسرے جانب لفشدت ویگنر نے ' جن کی صداقت کا خاطر خواہ امتحان ہوچکا ہے ' جو تار دیے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ سرویوں اور یونانیوں کو سپاہ بلغار نے اتنی متواتر و مسلسل شکستیں دی ہیں کہ اب اُن میں دم بھی نہیں رہا - یہ بیان مبالغہ آمیز تو ضرور ہے لیکن کچھہ نہ کچھہ اس میں واقعیت بھی ہوگی ' اور ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ یونان و سرویا جو مسلمانوں کے قتل عام میں پیچھے نہ تھے اس جنگ نے اُن کو بھی خستہ کررکھا ہے ؟

الهلال

٤ - شعبان ١٣٣٠ هجری

الاء و الدواء

یعنی جماعة " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(٣)

ولو ان اهل القری آمنوا و اتقوا ' لفتحنا علیهم برکات السماء و الارض ' ولکن کذبوا ' فاخذناهم بما کانوا یکسبون - افامن اهل القری ان یاتیهم باسنا بیاتا و هم نائمون ؟ او امن اهل القری ان یاتیهم باسنا ضحی وهم یلعبون ؟ افامنوا مکر الله ؟ فلا یامن مکر الله الا القوم الخاسرون ! (٧ : ٩٨)

اگر ان بستیوں کے لوگ اللہ اور اسکے احکام پر ایمان لاتے ' اور راہ اتقا وخشیت اختیار کرتے ' تو ہم آسمان اور زمین ' دونوں کی برکتوں اور نعمتوں کا دروازہ اُن پر کھول دیتے ' لیکن افسوس کہ انھوں نے سرکشی اور تمرد سے ہمارے احکام کی پروا نہ کی ' اور انکو جھٹلایا ' پس اعمال بد کی پاداش میں ہم نے انہیں مبتلاے عذاب کر دیا ! !

پھر کیا یہ لوگ اس سے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آ نازل ہو اور وہ خواب غفلت میں سرشار ہوں ؟ یا وہ اس سے بالکل مطمئن ہوگئے ہیں کہ ہمارا عذاب دن دھاڑے آ نازل ہو اور وہ لہو و لعب میں مشغول ہوں ؟ کیا وہ اللہ کی پکڑ سے بالکل مطمئن ہوگئے ہیں ؟ اگر ایسا ہی ہے تو جان لیں کہ اللہ کی گرفت سے تو صرف وہی لوگ بے خوف ہوسکتے ہیں ' جو آخرکار برباد ہونے والے ہیں !

قصهٔ عشق که ماند این همه ناگفته بسے * با تو گوئیم بشرطیکه نگوئی به کسے
کس بمنزلگه مقصود نرفت ابله پا * بو الفضولی دو سه دیدم بره و بو الهوسے
همت ست این که دهد کام دل ' اما چه کنی * که باین طاق بلندت نبود دست رسے
حیرتم سوخت که همراز بگوشم آمد * صوت زنجیر در کعبه ببانگ جرسے
اگر اینست گل تازه که من دارم ' نیست * بلبلان را ز پر و بال گران تر قفسے
آستان حرم عشق مقام ادب ست * دست بکشاے درین پرده بهر ملتمسے

(فیضی) از زندگی مرده دلان می خواهی
بایدت گرم تر از صبح قیامت نفسے

و الذاریات ذروا ' فالحاملات وقرا ' فالجاریات یسرا ' فالمقاسمات امرا (٥١ : ٤) قسم ہے اُن ہواؤں کی ' جو بادلوں کو اوٹھاے لیے پھرتی ہیں - پھر مینہ کا بوجھ اُٹھاتی ' پھر آہستہ آہستہ چلتی ' اور پھر باران رحمت الہی کو زمین پر تقسیم کرتی ہیں ' کہ زمین کا استعداد ' موسم کی موافقت ' ہواؤں کا ظہور ' اور بادلوں کا پیام ' آج دیکھنے والوں سے اشارہ کرتا ' اور سننے والوں سے کچھ کہرہا ہے -

اسکا اشارہ صاف ' اور اسکی آواز غیر مشتبہ ہے - اسکی صورت امید پرور ' اور اسکے چشم و ابرو کی گردش ہمت افزا ہے - وہ درختوں کے جھنڈ ' کھیتوں کی لہلہاہٹ ' پھولوں کی شادابی باغوں کی شگفتگی ' پتوںسے چھپی ہوئی ٹہنیاں ' اور میوونسے جھکی ہوئی شاخیں ' غرضکہ ہر چیز جسکی دنیا میں تلاش کی جاتی ہے ' تم کو دیسکتا ہے ' لیکن اسکے معارضے میں ایک چیز آج تم سے بھی مانگتا ہے - وہ یہ نہیں کہتا کہ پانی کو تلاش کرو ' تا زمین سیراب کی جاے ' اور فصل کاٹ کر جمع کرنے کیلیے گھر بناؤ ' تا وقت پر حیرانی نہو - کیونکہ پانی کی ضرورت تخم ریزی سے پہلے نہیں بلکہ اسکے بعد ہوتی ہے اور کل کے دن فصل وہی کاٹیں گے ' جنھوں نے آج کے دن بو دیا ہے - اُن دونوں میں سے وہ کسی کیلیے غمگین نہیں ہے - اسکی پکار صرف بیج کیلیے ہے ' اور اسکا اشارہ صرف اُس کی طرف ہے ' جسکے ہاتھ میں قبول کی رسی نہیں ' بلکہ جسکی جھولی میں بیج کے دانے ہوں - پس آغاز کی برکت ' اور انجام کی کامیابی ہو انکے لیے ' جو اُس کے اشارے کو سمجھیں ' اور اسکی آواز پر کان دھریں : وکذالک انزلناه ایات بینات ' و ان الله یهدی من یرید -

انجمن خدام کعبه

یہ کیا وبا ہے ' کونسی آجکل کی مصطلحہ انجمن ' کونسی نئی چیزی اسکیم ' کونسی اقرار ناموں کا رجسٹر ' اور کونسی بہت بڑا رسیع پلن ہے ؟

کہہ چکا ہوں کہ نہیں ' کیونکہ میں پھولوں کی شاداب رنگت پر عاشق نہیں ہوں ' بلکہ اُس خشک بیج کا متلاشی ' جس کا ایک دانہ ' ایک پورے باغ کیلیے کافی ہے -

تاہم میرے لیے یہ باقی رہگیا ہے کہ اپنے اغراض کا نظام پیش کرنے سے پہلے ' احباب کرام کو انتظار کی ایک آزمایش میں آور ڈالوں ' اور " انجمن خدام کعبہ " کے متعلق تفصیل سے ایک نمبر میں اپنی معروضات پیش کردوں ' کیونکہ آج اُس زبان سے پھر کر آور کرئی ہستی خائن اور گنہگار نہیں ہوسکتی ' جو جانتی ہو ' ایمان نہ بولتی ہو -

اس مضمون کے پہلے نمبر میں جو کچھہ عرض کرچکا ہوں ' ضرور ہے کہ وہ آپکے پیش نظر رہے -

کعبے کی خصوصیت

حاجی برد کعبہ رواں کیں رہ دان ست
خرش میرود ' اما رہ مقصود نہ اینست

انجمن کا مقصد تاسیس صرف دو چیزیں ہیں :

(۱) خانۂ کعبہ کی حفاظت اور خدمت کیلیے تمام مسلمانوں سے ایک غیر شرعی اقرار لیا جاے -

(۲) ہر شخص بقدر استطاعت اس کام کیلیے روپیہ دے تاکہ ایک عظیم الشان خزینہ اس غرض سے فراہم ہوسکے - مثلاً ایک روپیہ سال -

روپیہ کی نسبت مضمون کے پہلے نمبر میں عرض کرچکا ہوں کہ گو یہ وقت کی ضروریات میں سے ایک نہایت اہم اور اقدم ضرورت ہے ' لیکن اصل مرض کا علاج نہیں - ہمارے مصائب صرف اسکا نتیجہ نہیں ہیں کہ ہمارے اعمال ملی کی جیب خالی ہے ' بلکہ یہ سب کچھہ اسلیے ہے کہ ہمارے دل اندر سے کھوکھلے اور خالی ہو رہے ہیں - وہ اگر بھر جائیں تو پھر خزانوں کا بھرنا کچھہ بھی دشوار نہیں !

درازی شب و بیداری من این همه نیست
زبخت من خبر آرید تاکجا خفتست ؟

اس سے قطع نظر ایک اصولی اور بنیادی امر اہم یہ ہے کہ محض " خدمت و حفاظت کعبہ " کی تخصیص سے بھی میں ابداً متفق نہیں ہوسکتا - بلکہ نہایت مضطرب اور غمگین ہونگا ' اگر دیکھوں گا کہ لوگ اسپر قانع اور اس سے متفق ہیں - یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے ' اور بظاہر مسلمان کعبے کی حفاظت ہی کیلیے اسلامی ممالک کے بقا کے بھی خواہشمند ہیں - مگر نہایت ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جاے کہ حفاظت کعبہ سے مقصود کیا ہے ؟ اس وقت بنیاد رکھی جا رہی ہے ' اور لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو آپ طیار کر رہے ہیں - پھر ایسا تو نہ کیجیے کہ لوگوں کی تمام قوتیں اور طیاریاں صرف اسی دائرے میں محدود ہوجائیں ' اور حدود حرمین کی خدمت گذاری کے نام پر ایک رقم ادا کرکے سبکدوش ہوجائیں -

اگر آپ ایسا کر رہے ہیں ' تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپکو ایک بارش دی گئی تھی تاکہ اس سے دریا چڑھہ آئیں ' نہریں بہنے لگیں ' تالاب بھر جائیں ' اور کھیتیاں لہلا اٹھیں ' لیکن آپ نے اُس سے صرف اتنا ہی کام لیا کہ اپنے صحن خانہ میں چند مٹکے اور طشت رکھدے - یا کپڑے اتار کر غسل کی طیاری کرنے لگے !!

میں جو کچھہ عرض کر رہا ہوں ' اسکو سرسری نظر کے حوالے نہ کیجیے - ممکن ہے کہ ان تمثیلوں ہی میں کوئی حقیقت بھی ہو:

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست
کہ اہل شرق عوام اند رگفتگو عربیست !

بہت سے معانی مخفیہ ہیں ' جنکے جمال حقیقۃ کیلیے پردۂ الفاظ و امثال ناگزیر ہے :

هر چند هو مشاهدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

پھر یہ امر اُن چیزوں میں سے بھی نہیں ہے ' جنکے لیے آپ کہیں کہ اعلان و غلغلے کی ضرورت نہیں ' کیونکہ اس سے اسلام کی دعوت و مقصد ' اور امۃ مرحومہ کے اُس نصب العین کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے ' جو روز اول سے صرف اعلان ہی کیلیے قرار دیا گیا ہے ' اور اسکا اثر اُس اصل اصول اسلامی اور اساس حیات ملی پر پڑتا ہے ' جسکی زندگی سے مسلمانوں کی زندگی اور جسکی موت سے انکی موت وابستہ ہے - پس ضرور ہے کہ اسکا اعلان ہو ' اور اس زور سے ہو کہ دشت و جبل اور بحر و بر اسکی صدا سے گونج اٹھیں ' اور عالم اسلامی کے بچے بچے کی زبان پر اُسکا ترانہ جاری ہوجاے ' ولو کرہ الکافرون الظالمون !

مسلمانوں کا قومی نصب العین :

خدمت کعبہ نہیں بلکہ خدمت عالم ہے !!

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ ؟

یہ سچ ہے کہ ہم نے جب کبھی دولۂ علیہ عثمانیہ سے اپنے تعلقات گنائے ہیں ' تو اس امر کو بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ خادم حرمین الشریفین ہے ' اور چونکہ وہ محافظ امکنۂ مقدسہ ہے ' اسلیے اسکا وجود اور زیادہ ہماری نظروں میں محبوب ہے -

میں نے کہا کہ منجملہ اسباب تعلقات مسلمانان ہند اور دولۂ علیہ کے ایک امر یہ بھی تھا ' اور اسکی تخصیص اسلیے کی کہ میں اس تعلق کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا کہ وہ بھی اصلی سبب کے بعد ایک سبب ہے ' اور بس - کیونکہ میرے عقیدے میں دولت عثمانیہ کی اعانت کا سبب اصلی صرف یہ تھا کہ آج وہ مسلمانوں کی دنیا میں اخری وسیع حکومت ہے ' اور مسلمان جو دنیا میں حکومت کیلیے آئے ہیں ' انکا فرض دینی ہے کہ وہ حکومت اسلامی کی مدد کریں ' اور ہمیشہ اپنا ایک سیاسی مرکز قائم رکھیں - رہا تعلق خدمت حرمین ' تو بیشک یہ بھی اسکے بعد ایک سبب ضروری تھا ' کیونکہ حرمین شریفین اور جمیع مقامات مقدسۂ اسلامیہ کی حفاظت باسباب ظاہری جبھی ہوسکتی ہے ' جبکہ ایک قوی حکومت اسلامی باقی ہو -

لیکن بہت سے لوگ ہم میں ایسے بھی موجود تھے ' جنکو ایک طرف تو ان معاملات میں بھی بمجبوری و بمصالح حصہ لینا تھا ' دوسری طرف اپنے معبودان باطل اور طواغیت سیاست کے آگے بھی سر بسجود ہونا تھا - پس انھوں نے اپنا بچاؤ صرف اسی طریقے میں دیکھا کہ مسلمانان ہند بل جمیع مسلمانان عالم کے تعلق عثمانیہ کا سبب اصلی ' حتی الامکان چھپائیں ' اور صرف یہ ظاہر کریں کہ محض خادم حرمین الشریفین اور اسکے محافظ ہونے کی وجہ سے ہم ترکوں کی مدد کر دیا کرتے ہیں ' ورنہ

خدا نخواستہ اسلامي حکومت کے تحفظ کی کوئي خواہش یا اسي سیاسي مرکز کي محبت اب ہم مسلمانوں میں باقي نہیں رهي ہے - کبرت کلمة تخرج من افواههم ' ان یقولون الا کذبا -

لیکن اس امر پر زور دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ذہن میں اسلامي حکومت کا تصور محض حفاظت حرمین الشریفین کي مقصد میں محدود ہوگیا ' اور ترکوں کے زوال پر چونکہ بار بار کہا گیا کہ اسلامي حکومتوں کي بربادي کے بعد مقامات مقدسہ کی حفاظت حسب اسباب ظاهري خطرے میں ہے ' اس سے اور زیادہ اس خیال کو تقویت ہوئی - حتی کہ اب لوگ سمجھنے لگے کہ ہمارا اعلی سے اعلی کام صرف یہ ہے کہ کعبے کے نام سے عہد خدمت لینا شروع کردیں ' اور پھر اسکا وسیلہ صرف یہ قرار دیا گیا کہ روپیہ جمع ہوجاے !!

لیکن میں اس پکار کے بلند کرنے پر مجبور ہوں کہ :

خوش میروي ' اما رہ مقصود نہ اینست

ہم مسلمان ہیں ' اور ہم دنیا میں اسلیے نہیں آئے ہیں کہ کعبۂ معظمہ کی خدمت کریں ' بلکہ ہم اسلیے پیدا کیے گیے ہیں تاکہ تجلي گاہ کعبہ کے ساتھہ ہوکر تمام عالم کي خدمت کریں - ہم کعبے کے محافظ نہیں ہیں ' بلکہ ہم میں ایک چیز ہے ' کہ اگر اسکو پالیں تو خود ہمارا وجود تمام عالم کیلیے کعبہ بنے - دنیا ہمارا طواف کرے ' اور مخلوقات الہی احرام نیاز باندھکر ہماري طرف دوڑیں -

ہماري کوششوں کا نصب العین کبھی بھي حفاظت بیضہ نہیں ہوسکتا ' کیونکہ ہم خواہ کتنا ہي اپنے تئیں بھول گئے ہوں ' مگر ہمارا خداے ذوالجلال ہمیں یہ یاد دلانے کیلیے موجود ہے کہ ہمارا نصب العین زندگي تمام عالم کي محافظت ہے - ہم سے کسي نئے اقرار لینے کی ضرورت نہیں ' بلکہ ہم کو ہمارا بھولا ہوا اقرار یاد دلا دینا کافي ہے - جبکہ خداوند خداے قدوس نے داؤد کے ہیکل سے اپنا رشتہ توڑا ' اور جبل برقبیس کی غاروں کو اپنی محبت کا نشیمن بنایا تو ہم سے کہا کہ :

ثم جعلناکم خلائف	اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے
فی الارض ' لننظر من بعد	تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ
هم کیف تعملون ؟	دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے
(۱۰ : ۵)	ہیں ؟

پس ہم صرف کعبہ کے وارث نہیں ہیں کہ اسکی خدمت کریں ' بلکہ ہم تمام عالم کے وارث ہیں ' اور ہمیں اسی کی خدمت کیلیے بلانا چاہیے - ہمارا نصب العین ہمارے خدا نے مقرر کردیا ہے ' اور اب کسی نئے نصب العین کی ضرورت نہیں - ہماری کوششوں اور ہمتوں کا مرکز ہم کو قران نے بتلا دیا ہے ' اور اب ہمارے لیے اسکے سوا کسی خود ساختہ راہ سعی پر لگانے کی دعوت بیکار ہے - ہمارا مقصد زندگی بلند اور اعلی ہے - اور اسکا طول و عرض تمام کرۂ زمین پر پھیلا ہوا ہے - پھر یہ کیا ہے کہ تم اسے تنگ کر رہے ہو ؟ زمین جبکہ ہم پر تنگ ہو رہی ہے ' تو نہ ہو کہ ہماری ہمت کی وسعت بھی ان آوازوں سے تنگ ہوجاے

مقصد وحید امة مرحومہ

یہ جو میں کہہ رہا ہوں تو تفکر کا محتاج ' اور ہمہ تن دل ہوجانے کا طالب ہے - آج جو کچھہ ہم پکار رہے ہیں ' کل کو یہي ہمارے دل و دماغ پر نقش ہوگا - پس مقصدوں اور ارادوں کي عمارت بنانے ہوے پہلي اینٹ کي غلطي خطرناک اور ناقابل تلافي ہوگي ہے - ہم کو صرف قران حکیم کی طرف رجوع ہونا چاہیے اور اسی میں اپنے مقاصد حیات و مساعي کیلیے ایک نصب العین تلاش کرنا چاہیے -

قران حکیم نے اس بارے میں جو کچھہ کہنا تھا روز اول ہي کہدیا :

کنتم خیر امة اخرجت	تم دنیا کي تمام امتوں میں سے بہترین
للناس ' تامرون بالمعروف	امت ہو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو
و تنہون عن المنکر و	برائیوں سے روکتے ہو ' اور اللہ
تومنون باللہ (۳:۱۹۶)	پر ایمان رکھتے ہو !

دوسري جگہ فرمایا :

و کذلک جعلناکم امة	اور اسی طرح ہم نے تم کو عدل
وسطا لتکونوا شهداء علی	و اعلی امت بنایا تاکہ انسانوں
الناس و یکون الرسول	کیلیے تم گواہ ہو ' اور تمہارا
علیکم شهیدا (۲ : ۱۲۷)	رسول تم پر گواہ ہو !

تیسري جگہ کہا :

و لتکن منکم امة یدعون	تم میں سے وہ جماعت ہونی چاہیے '
الی الخیر ' و یامرون	جو دنیا کو نیکی کے طرف
بالمعروف و ینہون عن	بلاے ' بھلائی کا حکم دے ' اور
المنکر ' اولائک هم	برائیوں سے روکے - ایسے ہی لوگ
المفلحون (۳ : ۲۰۱)	دنیا میں فلاح یافتہ ہیں -

چوتھي جگہ زیادہ تصریح کي :

و جاهدوا فی اللہ حق	اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو
جهاده هو اجتباکم	حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو
و ما جعل علیکم فی	تمام دنیا کی قوموں میں سے
الدین من حرج ' ملة	برگزیدگی کیلیے چن لیا - پھر جو دین
ابیکم ابراهیم '	تم کو دیا گیا ہے ' اسمیں تمہارے لیے
هو سماکم المسلمین	کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت
من قبل و فی هذا '	تمہارے مورث اعلی ابرہیم کی ہے '
لیکون الرسول شهیدا	اور اس نے تمہارا نام "مسلم" رکھا ہے
علیکم ' و تکونوا شهداء	گذشتہ زمانے میں بھی اور اب بھی
علی الناس ' فاقیموا	تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام
الصلوة و اتوا الزکوة	عالم کی نجات اور ہدایت کیلیے
واعتصموا باللہ ' هو مولاکم	شاہد ہو - پس اللہ کے رشتے کو
فنعم المولی و نعم النصیر !	مضبوط پکڑو ' جان اور مال دونوں
(۲۲ : ۷۸)	کو اسکے لیے لڑاؤ ' وہی تمہارا ایک

آقا ہے ' اور پھر جس کا خدا آقا ہو ' اسکا کیا ہی اچھا مالک ہے ' اور کیسا قوی مددگار !!

پانچویں آیة میں صاف صاف تصریح کردي :

الذین ان مکنا هم فی	مسلمانوں کی قوم وہ قوم ہے کہ اگر ہم
الارض ' اقاموا الصلوة و آتوا	انکو حکومت و بزرگی دیکر دنیا میں
الزکوة و امروا بالمعروف	قائم کردیں ' تو وہ اللہ کی عبادت اور
و نہوا عن المنکر '	اسکے نام کی تقدیس کو قائم کرینگے '
وللہ عاقبة الامور	مال و دولت سے انسانوں کو فائدہ
(۲۲ : ۴۳)	پہنچائیں گے ' اور دنیا سے برائیوں کو

مٹائینگے - اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھہ ہے -

اور بھی آیات کریمہ ہیں جو اس بارے میں روشنی بخشتی ہیں ' لیکن سردست انہی پر اکتفا کرتا ہوں -

ان آیات میں سے ایک ایک پر غور کرو ' اور دیکھو کہ تمہارا خداے قدوس تم کو مقصد حیات و سعي کے لحاظ سے بلندي

عظمت کي کيسي قدوسيت بخشتا هے ' اور تم کن نئے مقصدوں کي تلاش ميں سرگرداں هو؟

ان آيات سے حسب ذيل امور واضح هوتے هيں :

(۱) مسلمانوں کو الله تعالی نے " امة وسطاً " فرمايا - نيز يہ کہ وہ تمام امم عالم ميں بہترين امت هيں - " وسطا " سے مراد انکا اعدل هونا هے - يعني وہ دنيا ميں قيام " عدل " کا موجب هونگے -

(۲) پهلي آيت ميں " کنتم خير امة ' اخرجت للناس " کے بعد " تامرون بالمعروف " فرمايا - اور يہ وصف بيان کرکے ' پهر اسکي علت کو بيان کرتا هے - جيسا کہ کہتے هيں : " زيد کريم ' يطعم الناس ويکسوهم" يعني زيد کريم الطبع هے ' اسليے کہ وہ لوگوں کو کهانا کهلاتا اور کپڑا ديتا هے - پس اس سے ثابت هوا کہ مسلمانوں کا بہترين امت هونا ' اور خير امة کے لقب الهي سے ملقب هونا صرف اس علت پر موقوف هے کہ الله کي زمين پر حق کے قيام و اعلان ' اور برائيوں کے استيصال کے وہ ذمہ دار هيں - اور تمام عالم ميں صداقت کو پهيلانے ' اور هر طرح کي برائيوں کي کثافت سے انسانوں کو پاک کرتے هيں -

(۳) پهر انکے اسي وصف حقيقي ' اور علة شرف و اجتبا کي دوسري جگہ يوں تعبير کي کہ " لتکونوا شهداء علی الناس " يعني تم بہترين امت اسليے هو ' تاکہ تم تمام عالم کي اصلاح و بہتري کي کوشش کرو ' اور اسطرح دنيا کي صلاح و فلاح کيليے گواہ بنو - شہادت سے يہاں مراد اسی دنيا ميں شہادت هے نہ کہ قيامت کے دن ' جيسا کہ بعض مفسرين کرام نے سمجها هے - حضرت عيسے کا قول قرآن نے نقل کيا هے - وہ قيامت کے دن الله سے کہيں گے :

وکنت عليهم شهيدا	اور خدايا ! ميں تو اپنی امت پر اسی
مادمت فيهم ' فلما	وقت تک شاهد تها ' جب تک کہ دنيا
توفيتنی کنت انت	ميں انکے اندر موجود تها ' پهر جب
الرقيب عليهم وانت علی	تونے مجهے وفات دي ' تو تو هی انکا
کل شی شهيد (۵:۱۱۶)	نگراں حال تها !

يہاں شہادت سے خود دنيا کے قيام و حيات هی کي شہادت مراد هے نہ کہ آخرت کی ' کيونکہ حضرت عيسے دنيا ميں اپني قوم کے اندر تهے نہ کہ کسي اور جگہ ' پس يہاں بهي شہادت کا يهي مطلب هے -

(۴) پهر ايک آيت ميں اس کو مسلمانوں کا فرض بتلايا : " ولتکن منکم امة يدعون الی الخير " کہ تم ميں سے وہ جماعت هونی چاهيے جو دنيا کو صلاح و فلاح کے طرف بلائے اور برائيوں سے روکے - يعنی امت مرحومہ کا مقصد زندگي دنيا ميں دعوت الی الحق و الخير قرار ديا -

بعض مفسرين اور فقهاء کرام رحمهم الله نے اس ايت سے استدلال کيا هے کہ امر بالمعروف فرض کفايہ هے نہ کہ فرض حقيقی و عام - يعنی ضرور نہيں کہ امر بالمعروف کا فرض هر فرد قوم انجام دے - کيونکہ " منکم امة " فرمايا هے - اور اسکے معني يہ هيں کہ تم ميں صرف ايک گروہ اس غرض سے هونا چاهيے -

ليکن يہ صحيح نہيں اور ايسا قرار دينا هي در حقيقت عالم اسلامی کے تمام مفاسد کا سرچشمہ هے - يہاں " من " تبعيض کيليے نہيں هے جس سے استدلال کيا جاتا هے ' بلکہ تبيين کيليے هے - وہ کسی خاص جماعت کی خصوصيت اسکے ليے نہيں کرتا ' بلکہ مسلمانوں کا ايک ايسی جماعت هونا بتلاتا هے جو امر بالمعروف کيليے اپنے تئيں هر حال ميں وقف سمجهتی هو -

" امر بالمعروف " کے مضمون ميں اسے بالتشريح لکهه چکا هوں : فمن شاء التفصيل فليرجع اليه -

(۵) چوتهی آية کريمہ مقصود بعث کيليے عجيب و غريب هے - اسپر ايک اور مرتبہ نظر ڈال ليجيے - اسميں بالترتيب حسب ذيل امور پر زور ديا هے :

(۱) الله کی راہ ميں قيام عدل و انصاف اور استيصال ظلم و عدوان کيليے جہاد کرو -

(۲) اس نے تم کو تمام دنيا ميں بزرگی اور برتری کيليے چن ليا هے -

(۳) تمهاری شريعت ايسی صاف اور سادہ هے ' جسميں مثل ديگر شرائع کے ترقيات دنيويہ و سياسيہ ' اور مدنيہ و عمرانيہ ميں کسی طرح کی رکاوٹ اور حرج نہيں -

(۴) يہ ملة حضرت ابراهيم کي قائم کی هوئی هے ' جنهوں نے راہ اسلام ميں اپنے نفس کی قربانی کی ' اور اپنے بيٹے کی گردن پر چهري رکهدي - چونکہ يہی جان فروشی اصل حقيقت اسلام هے ' اسليے اس نے تمهارا نام " مسلم " رکها ' اور اب بهی اسی نام سے متصف رهوگے -

(۵) يہ اسليے هوا تاکہ جو هدايت تم کو رسول سے ملی هے ' وہ تمام دنيا تک پهنچاو -

(۶) پس تمهارا کام دنيا ميں يہ هے کہ صلوة الهی کو دنيا ميں قائم کرو ! اپنے مال کو الله کی راہ ميں لٹاؤ ! اسکے هو جاؤ ! وهی تمهارا ايک آقا اور شهنشاہ هے ' اور جسکا وہ آقا هو ' اس غلام کی قسمت کو کيا کہيے !

طوبی لعبد تکون مولاہ !!

(۷) چهٹی آيت کو تمام مطالب بالا کا خاتمہ ..... کہ صاف صاف لفظوں ميں مسلمانوں کا مقصد بتلا ديا هے - يعنے فرمايا کہ مسلمانوں کی قوم ايسی هوگی کہ اگر اسے زمين پر قائم کر ديا جاے ' تو وہ الله کے نام کی پکار بلند کريگی ' اسکی بندگی و عبادت کی طرف داعی هوگی ' عدل و صداقت اور معروف و حقانيت کا حکم ديگی ' برائيوں سے روکيگی ' اور اس طرح دنيا اور دنيا کے رهنے والوں کی اصلاح ميں اپنی زندگی و قيام ' اور حکمرانی و تسلط سے کام ليگی -

الهلال کي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ گجراتي ' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں ميں الهلال پہلا رسالہ هے ' جو باوجود هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو اپنے شهر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

مقالات

فاتحة المجلد الثاني

المجلد الثالث

مباش غمزده عرفي كه زلف قامت دوست
جزاے همت عالي ر دست كوته ماست

(۲)

تمثيل حيات انساني

الهلال كي دو ششماهي جلديں ختم هوگئيں ' اور اب تيسري كا آغاز هے - يعنى اسكي اشاعت پر كامل ايک سال گذر گيا ' اور اس جلد سے اپني عمر كے دوسرے سال ميں قدم ركهتا هے -

انسان كى حيات شخصي ' اس ارتقا آباد عالم كي هر شے كيليے ايک بهترين تمثيل هے - وه پيدا هوتا هے ' طفوليت كے عهد ابتدائي كے بعد سن شعور ميں قدم ركهتا هے ' پهر زندگي كے بهترين دور قوى ' يعنے جواني سے گذرتا هے - آخر ميں جب اسكي ترقى عهد كمال تک پهنچ جاتى هے ' تو پهر پردهٔ عدم ميں مستور هوجاتا هے كه وهيں سے اسكا ظهور بهي هوا تها :

الله الذي خلقكم من ضعف ' ثم جعل من بعد ضعف قوة ' ثم جعل من بعد قوة ضعفا و شيبه ' يخلق ما يشاء و هو العليم القدير (۳۰ : ۴۳)	" الله هي وه حكيم و قدير هے ' جسنے تم كو كمزور حالت ميں پيدا كيا ' پهر طفوليت كي كمزوري كے بعد جوانى كي طاقت و توانائي عطا فرمائي - پهر طاقت كے بعد دوباره ضعف و نقاهت اور بڑهاپے كي كمزوري ميں ڈالديا - وه جس حالت كو چاهتا هے ' پيدا كرديتا هے - اور وه تمهارے تمام حالتوں سے واقف اور هر حالت كا ايک اندازه كرديني والا هے "

يهي حالت دنيا ميں هر شے كي هے - آغاز و اتمام ' اور ارتقا و انحطاط كے قانون طبيعي كے اثر سے كوئي حيات جسماني و غير جسماني خالي نهيں -

ليكن با ايں همه ' هر آغاز اپنے اندر وسط و انتها كيليے آثار ركهتا هے ' اور هر بيج جو سطح خاک سے سر نكالتا هے ' بتلا سكتا هے كه اسكا مستقبل كيسا هوگا ؟ انسان كي حيات شخصي كا ابتدائي عهد ايک متشكل و متحرک مضغهٔ گوشت سے زيادہ نهيں هوتا - اسكي تمام جسماني و دماغي قوتيں پردهٔ خفا ميں مستور هوتي هيں ' اور اسكے قواء حيات اس درجه ضعيف هوتے هيں كه انكي هستي ' وجود و عدم كے درميان معلق نظر آتي هے - تاهم ' انهي ميں ايسے آثار و علائم بهي هوتے هيں ' جو اپنے مستقبل كي نسبت پيشين گوئي كرديتے هيں ' اور صاحبان فراست و توسم (۱) كيليے اُن ميں بهت سي بصيرتيں پوشيده هوتي هيں :

ران في ذالك لايات للمتوسمين (۱۵ : ۷۵)	بيشک ' اسميں بهت سي نشانياں هوتي هيں ' صاحبان فراست كيليے -

دعوت و اصلاح

يهى حال هر اصلاح و عمل كي دعوت ' اور هر ارشاد و هدايت كي تحريک كا هوتا هے - گمراهيوں كے بعد جب كبهي هدايت كا ظهور هوا هے ' تاريكيوں كے بعد جب كبهي روشني چمكي هے ' شيطاني قوتوں كے تسلط كے بعد جب كبهي سلطان الهى كا تخت بچها هے ' تو اسكي ابتدا هميشه ايسى هي هوئى هے - وه مثل ايک طفل ضعيف كے پيدا هوتى هے - اسپر بهي ابتدائى عهد ضعف و نقاهت كا گذرتا هے ' جبكه اسكا وجود حيات ابتدائي كا ايک ضعيف ترين نمونه هوتا هے - اسكا ظاهري جسم بهي ايک طفل شيرخوار كي طرح صغير و حقير هوتا هے ' اور اسكى تمام باطنى قوتيں اور طاقتيں ايک مضغهٔ گوشت كے اندر پوشيده هوتى هيں - ليكن اسكے بعد پهر وه بڑهتى هے اور پهيلتى هے ' اسكي پوشيده قوتيں اُبهرتى هيں ' اسكى مخفى طاقتيں ظاهر هوتى هيں ' اور اسكے جسم و قوى ميں حيرت انگيز اور سريع السير نشو و نما هونے لگتا هے - يهاں تک كه ايک زمانه آتا هے ' جب وه دعوت صداقت كا طفل شيرخوار ' جو اپني زندگى كيليے دوسروں كا محتاج تها ' جسميں صورت اور حركت كے سوا اور كوئى انسانى قوت نمايان نه تهى ' جسكا قد حقير ' اور جسكا جسم كمزور و صغير تها ' ايک طويل القامة ' عريض الكتفين ' قوي البنيه ' شديد الباس ' اور دارائے قواء گوناگوں و بوقلموں ' و خصائص و خصائل عجيبه و غريبه بنكر ' ايک عظيم الشان آية قدرت و حكمت الهيه هوجاتا هے :

و لقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ' ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ' ثم خلقنا النطفة علقة ' فخلقنا العلقة مضغة ' فخلقنا المضغة عظاما ' فكسونا العظام لحما ' ثم انشاناه خلقاً اخر ' فتبارک الله احسن الخالقين - (۲۳ : ۱۵)	" اور هم نے انسان كو جوهر گل سے بنايا ' پهر هم نے اسكو مادهٔ حيات كي صورت ميں ٹهرنے كي جگه دي ' پهر اس مادہ كو ايک لوتهڑا سا بنا ديا ' پهر اس لوتهڑے كو ايک مضغه كي شكل ميں بدلديا ' پهر اسميں هڈياں پيدا هوگئيں ' اور هڈيوں پر گوشت چڑهگيا - ان تمام مراتب تخليق كے بعد ' اخر كار اسے بالكل ايک دوسري هى مخلوق بنا كر كهڑا كر ديا - پس سبحان الله ! كيسى عجيب خدا كي قدرت و حكمت هے ' جسكي تخليق بهترسے بهتر اور احسن سے احسن تخليق هے ! ! "

اختلاف نشو و ارتقا

پهر جسطرح مختلف طفوليتوں كا انجام مختلف قسم كا هوتا هے ' اور نشو و نما اور رفتار عروج و ارتقاء كي حالت بهي يكساں نهيں هوتي - اسي طرح تحريک و دعوت كے نشو و ارتقا كي حالتوں ميں بهي اختلاف هوتا هے - تم نے بعض بچوں كو ديكها هوگا كه ابتدا هى سے ضعيف و نزار هوتے هيں ' يا ذهن و قوى كى تيزي و حدّت كا كوئي ظهور انكي بد و طفوليت ميں نهيں هوتا -

---

(۱) توسم كے معنى فراست كے هيں - احاديث ميں بهي آيا هے : ان لله تعالى عبداً ' يعرفون الناس بالتوسم (صفه)

بر خلاف اسکے بعض بچے روز اول ہی سے اپنی ظاہری و باطنی قوتوں کی خبر دیدیتے ہیں - انکے جسم کی شگفتگی ' اسکے اعضاء کی قوت ' انکے قد وقامت کا غیر معمولی نمان ' اور انکے ذہن و دماغ کے ما فوق العادۃ ظہور ایسے ہوتے ہیں ' جو انکے اقران و امثال سے انکو ممتاز و نمایاں کردیتے ہیں - جبکہ بہت سے بچے جہولے میں پڑے نقل و حرکت سے معجبور ہوتے ہیں ' تو ایک غیر معمولی استعداد ترقی رکھنے والا بچہ ہوتا ہے ' جو گھٹنوں کے بل صحن خانہ میں دوڑتا پھرتا ہے ' اور اگر ذرا سا بھی سہارا مل جاے ' تو اپنی قوۃ نمو کے جوش سے بے صبر ہوکر کھڑے ہونے اور پاؤں پاؤں چلنے کے لیے طیار ہو جاتا ہے !

دعوت الهـــلال

(الہلال) صرف خبروں کے ایک ہفتہ وار اخبار اور دلچسپ مقالات و رسائل کے کسی مجموعے کا نام نہیں ہے ' بلکہ وہ ایک دعوت ہے ' جو قوم کو بلاتی ہے - اور ایک تحریک ہے ' جو جماعتوں میں انقلاب و تغیر دیکھنا چاہتی ہے - پس آج کہ اسکی عمر کا پہلا سال ختم ہوچکا ہے ' اور دوسرے سال میں قدم رکھہ رہا ہے ' ضرور ہے کہ حیات انسانی کی اس تمثیل کو پیش نظر رکھکر ' اسپر ایک نظر ڈالی جاے کہ اسکی گذشتہ حالت کیسی رہی ' اور اسکا ماضی اپنے مستقبل کے لیے کن علائم و آثار کو نمایاں کرتا ہے ؟

خطـــة المجـــلہ

(الہلال) کو شائع ہوے کامل ایک سال کا زمانہ گذر گیا ' مگر آجتک اسکے " اغراض و مقاصد " کے عنوان سے کوئی مسلسل مضمون نہیں لکھا گیا - نہ اسلیے کہ اس ضروری موضوع سے پہلوتہی کی گئی ' بلکہ اسلیے کہ آغاز اشاعت سے لیکر اس وقت تک ' اسکی ہر تحریر اور ہر چھوٹا سے چھوٹا نوٹ بھی اسطرح اسکے اغراض و مقاصد کا لسان حال اور ترجمان ضمیر تھا ' کہ کسی مستقل مضمون کی اسکے لیے ضرورت ہی نہ ہوئی - اس عرصے میں تقریباً ہر موضوع اور ہر رنگ کے مضامین اسمیں نکلے - اسکے مخصوص طرز کے مضامین کے علاوہ عام سیاسی حالات پر بحث کی گئی - واقعات و حوادث پر نظر ڈالی گئی - سوالات کے جواب دیے گئے ' خالص دینی اور خالص ادبی مقالات بھی شائع ہوے - شذرات کے کالم میں اسکا دائرۂ بحث عام تھا - مقالات افتتاحیہ میں عموماً کوئی سیاسی یا دینی مضمون ہوتا تھا ' یا قران حکیم اور تعلیمات اسلامیہ کے متعلق کوئی بحث ہوتی تھی - مقالات کے تحت میں تراجم اور اقتباسات ہوتے تھے ' یا کوئی مستقل عنوان بحث - کارزار طرابلس و بلقان میں پہنچکر معرکہ قتال و جدال گرم ہوتا تھا ' اور جنگ کے کسی خاص منظر کے دکھلانے کی کوشش کی جاتی تھی - نامہ وران غزوۂ طرابلس و بلقان میں کسی خاص شخص کے حالات ہوتے تھے ' اور ان جذبات جانفروشی کی تعبیر و تبئین کی کوشش کی جاتی تھی ' جو صدیوں سے عالم اسلامی فراموش کرتا جاتا ہے - مذاہب علمیہ کا باب بہت کم رہا ' تاہم دو چار مضمون شائع ہوسکے - اسئلۃ و اجوبتہا اور مراسلۂ و مناظرہ میں عام استفسارات کے جوابات ہوتے تھے ' اور یہ مختلف امور و مباحث سے تعلق رکھتے تھے - غور کیجیے تو ان میں سے ہر باب دوسرے باب سے اپنے موضوع و اطراف بحث میں مختلف ہوتا تھا ' اور مختلف قسم کی نظروں کی اسکے لیے ضرورت ہوتی تھی - تاہم احباب کرام اس سے متفق ہونگے کہ ان تمام مختلف خطہ ہاے بحث و نظر میں (الہلال) کا مقصد خاص ہر جگہ موجود تھا ' اور اسکی دعوت حقیقی اپنی اصلی صورت کے ساتھہ ہر صحبت میں بے نقاب ہوتی تھی -

خواہ کوئی میدان ہو ' لیکن اسنے اپنا ہاتھہ جس دلیل راہ کے ہاتھوں میں دیدیا تھا ' اس سے وہ کبھی علحدہ نہیں ہوتا تھا - و ذلک فضل اللہ یرتیہ من یشاء ' و اللہ ذو الفضل العظیم -

یک چرا غیست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

اسکا مقصد وحید ہر جگہ نمایاں تھا ' اسکی آواز ہر گوشے سے اٹھہ رہی تھی ' اسکی صورت کسی حجاب سے بھی مستور و محجوب نہیں ہوسکتی تھی - وہ کوئی انسانی جمال عام و تعقل نہ تھا ' جسپر کوئی انسانی ہاتھہ پردہ ڈال سکتا - وہ تعالیم الہی کے نور مبین کا تجلی گاہ تھا ' اسلیے اسکی شعاعیں آہنی دیواروں سے بھی مستور نہیں ہوسکتی تھیں : افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ ' فویل للقاسیۃ قلوبہم عن ذکر اللہ -

صراط مستقیم

اس نے روز اول ہی سے اپنے لیے صرف ایک راہ اختیار کرلی ہے - پس اسکو اپنے اغراض و مقاصد کیلیے کسی لنبی چوڑی فہرست کی ضرورت نہ تھی ' جیسی کہ بہت سے لوگوں کو ہوا کرتی ہے - وہ " علمی ' تمدنی ' اخلاقی ' سیاسی ' ادبی ' اصلاحی ' وکذا وکذا " کو اپنے لوح پر لکھوانے کی ضرورت نہیں سمجھتا تھا - اس نے الہلال کی لوح کی جگہ صرف اپنے لوح دل پر ایک ہی مقصد لکھہ لیا تھا ' یعنے " دعوۃ الی القران " یا " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " اور یہ ایک ایسا چراغ ہدایت اسے میسر آگیا تھا ' جس سے اصلاح و دعوت کی ہر شاخ کو وہ روشن کرسکتا تھا - پس اسکے لیے " تمدن ' معاشرت ' علم ' اخلاق ' اور سیاست " کے الفاظ بالکل بیکار تھے - کیونکہ اسکے پاس وہ تھا ' جس سے وہ اپنے عقیدے میں سب کچھہ حاصل کرسکتا ہے - پر جسکے پاس وہ نہیں ہے ' انہیں گھر گھر کی ٹھوکریں کھانی اور دروازے دریوزہ گری کرنی پڑتی ہے ! : و من لم یجعل اللہ لہ نوراً ' فما لہ من نور؟

امـــر بالمعـــروف و نہی عن المنکـــر

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

آپ تکرار بیان سے مکدر نہوں کہ اعلان صداقت میں کبھی بھی نفرت نہیں ہوتی ' بلکہ صرف تکرار و اعادہ ہی ہوتا ہے - جو چیز نئی ہے ' اسکی جدت سے لطف اٹھائیے ' لیکن صداقت جو ایک ہی ہے ' اور ہمیشہ سے ہے ' اسکے اعلان و دعوت میں جدت و ندرت کہاں سے آئیگی ؟ سوا اسکے کہ بار بار دہرائی جائے ' اور ایک ہی بیج کی مختلف موسموں میں بار بار تخم ریزی ہو - شاید کسی وقت زمین اسے قبول کرلے اور برگ و بار و شجر و اثمار سے مالا مال ہوجاے :

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہاے درست
صد بار خوندۂ و دگر از سر گرفتہ ایم

قران کریم میں ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے - اسکی علت پر تدبر کیجیے کہ کیا تھی ؟ فرمایا کہ :

انظر کیف نصرف الایـــات لعلہـــم یفقہـــون (۱۶ :)

" دیکھو ' ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح پھیر پھیر کر مختلف صورتوں اور مختلف اطراف و نتائج کے ساتھہ بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں اور عقل و بصیرت حاصل کریں - "

فضل الہی نے روز اول ہی سے اس عاجز کی زبان پر " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کا لفظ جاری کردیا ہے ' و لوکرہ

المنافقون المفسدون ' و الملحدون المارقون - و يابى الله الا ان يتم نوره و لو كره الكافرون -

یہ کاروبار الہیہ کا وہ مقصد وحید ہے کہ دنیا میں شریعتوں کا ظہور اسی لیے ہوا ' اُنکے متبعین اور ایمۂ و خلفا کی زندگیاں اسی غرض سے مقدس کي گئیں ' صداقتوں کے علم اسی کے اعلان کیلیے لہرائے ' تاریکیوں میں روشنی کے منارے اسی کے واسطے ظلمت زدے عالم ہوے ' اور حق و ہدایت کے معبد جب کبھی تعمیر ہوے تو اسی کے نام پر پکارے گئے -

یہ ایک تلوار ہے ' جسکو اللہ کا ہاتھ چمکاتا ہے ' تاکہ شیطان اور اسکی فوجوں کو خاک و خون میں لوٹاے - یہ ایک علم حقانیت ہے ' جو اللہ کے مخفی ہاتھوںسے بلند ہوتا ہے ' تاکہ شیطان آباد ضلالت میں اللہ کي حکومت کا اعلان کردے - یہ نصرت و فتح مندي کي ایک جنود مخفی ہے ' جسکو خدا اپنے بندوں کے تابع کردیتا ہے ' تاکہ وہ ضلالت و مفاسد کے شیاطین سے حرب و قتال کریں ' اور انکی پھیلائی ہوئی خباثت سے اسکی زمین کو پاک کردیں - یہ شہنشاہوں کی سی عظمتوں اور ملکوں اور قوموں کی سی طاقتوں کا ظہور ہوتا ہے ' تاکہ جو پرستاران ابلیس اللہ کی جلال صداقت کی تحقیر کرتے ہیں ' انکو اللہ کي عزت کي خاطر ذلیل و رسوا کرے ' انکے مغرور سروں کو اپني جبروت حق و صداقت کے پاؤں سے ٹھوکر مارے اور ظالمانہ روندے ' انکے غلیظ و تاریک سینوں کو اعلان و ارشاد کے نیزہ ہاے بے اماں سے چھلني کردے ' انکے دعوا ہاے باطلہ و اعلانات کاذبہ کي بڑي بڑي عمارتوں کو ' جنکي بنیادیں شیطان کے ہاتھوںسے محکم ' اور جنکي محرابیں ارواح خبیثہ کي پرواز سے بلند کي گئي ہیں ' یکسر مسمار و منہدم کردے -

انساني استبداد و استعباد کے وہ مہیب بت ' جنھوں نے اپني غلامي کي زنجیروںسے خدا کے بندوں کو جکڑ دیا ہے ' اور جنکي قوۃ شیطانیہ کے مظاہر کبھی حکومتوں کے جبر و تسلط کی صورت میں ' کبھي دولت و مال اور عز و جاہ کے غرور میں ' کبھي جماعتوں کي حکمراني اور رہنمائي کے ادعا میں ' اور کبھي علم و فضل اور زہد و تقوی کے گھمنڈ میں ' غرضکہ مختلف شکلوں اور مختلف ناموں سے اللہ کے بندوں کو اللہ سے چھیننا چاہتے ہیں ' در حقیقت ارض الٰہي پر طغیان و فساد کا اصلی منبع ' اور شر و فتن کا حقیقي سرچشمہ ہیں - پس خدا ' جو صداقت کي پرورش کرنے والا ' اور باطل کو اسکي مرادوں میں ناکامي بخشنے والا ہے ' کبھي بھي اپنے قدرت کي نیرنگیاں دکھلانے سے غافل نہیں ہوتا - وہ اعلان حق اور قیام امر کیلیے ہمیشہ ایک یکساں اور غیر متغیر قانون کے ماتحت صداقتوں کو ظاہر کرتا ' اور اسکے ذکر کو اپنی عظمت و جبروت سے علو و رفعت بخشتا ہے - تا حق و باطل میں معرکۂ قتال گرم ہو - جنود الہي اور جنود شیطاني باہم صف آرا ہوں - تلواریں چلیں ' اور نیزوں کے سرے دل و جگر میں اُتریں - بالاخر جب حوصلے نکل جائیں ' ہمتیں ختم ہوجائیں ' غرور اور گھمنڈ کی حسرتیں ایک ایک کرکے پوري ہو رہیں ' اور انسان اپني ساري طاقت کو آزمالے ' تو پھر بالاخر جس طرح کہ ہمیشہ ہوا ہے قدرت الہي کو فتح ہو ' امر بالمعروف کي چھني ہوئي حکومت پھر واپس آجاے ' اور یہ نصرت عظیم اور فتح مبین حق و صداقت کیلیے ایک کھلي ہوئي نشاني ہو:

و لقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين - انهم لهم المنصورون و ان جندنا لهم الغالبون (۳۷ : ۱۷۱)

" اور ہم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و ہدایت کیلیے لوگوں کي طرف بھیجا ' انکي نسبت پہلے ہي دن سے ہمنے کہدیا ہے کہ ہماري تائید و نصرت سے یقیناً وہي فتح یاب و مظفر ہونے والے ہیں ' اور بیشک ہماري ہي فوج سب پر غالب آکر رہیگي "

ظہور و ورود !!

شریعت الہی ایک ہے ' اور صداقت کے بہت سے نام ہوں ' مگر اسکا وجود ایک سے زائد نہیں - و للہ در ما قال :

عباراتنا شتى و حسنك واحد
و كل الى ذاك الجمال يشير !

پس صداقتوں کا ظہور ہمیشہ یکساں ہوا ہے ' اور خواہ وہ کسی نام سے ظاہر ہوي ہوں ' مگر اسی امر بالمعروف کي حقیقت میں داخل ہیں - حضرت ابراہیم نے کلدانیوں کا بت خانہ توڑا ' مگر حضرت موسی نے فرعون کي شخصي حکمراني کے ظلم و استبداد کا بت اور بني اسرائیل کي غلامي کي زنجیریں توڑیں -

پس چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھي ایک حقیقت ہے ' جو حقائق نبوت سے ماخوذ اور اسي کے فیضان جاری کا اقتباس ہے ' اسلیے اسکے متبعین کي سنت بھي ہمیشہ ایسي ہي رہي ہے ' اور ہمیشہ ایسي ہي رہیگي - وہ ہر باطل پرستی کا استیصال کرنا چاہتي ہے ' جو مرضات الہیہ کے خلاف ہو ' خواہ اسکا نام دنیا نے سیاست رکھا ہو ' خواہ مذہب ' اور خواہ تم اسکو اخلاقی اباطیل سے موسوم کرو خواہ تمدني سے ' مگر جب کسی تاریکی کے مقابلے میں روشنی چمکے ' جب گمراہیوں کی رات کے بعد صداء ہدایت کا آفتاب طلوع ہو ' اور جب شیطان کی خوشیوں کی جگہ خداے رحمان کی خوشیوں کی پکار ہو ' تو تم یقین کرو کہ وہ صداقت ' جو ہمیشہ آیا کرتی تھی ' آگئی - وہ جمال ہدایت و سعادت ' جس نے سخت سی سخت تاریکیوں میں اپنے چہرۂ منور کو بے نقاب کیا تھا ' اب پھر نظارہ گیاں حقیقت کیلیے بے نقاب ہوگیا ' اور خداے قدوس و قیوم نے " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کی سنت مرسلین و صدیقین کو پھر از سر نو زندہ کردیا : و من یطع اللہ و الرسول ' فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین ' و حسن اولائک رفیقا (۴ : ۷۱)

اعلان

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکیند ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

دردست بعض مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پین کي مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو فارس فارم کے مرتّر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے - چونکہ ہم اسکي جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ڈیمائي مولیو سائز کي - اِس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپني ذاتي ضمانت پر انہیں مشین دیدینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

اسرار الاسلام

الدين يسر في الاسلام

ذلك بأنهم لا يستكبرون و يقولون أئنا لتاركوا آلهتنا لشاعر مجنون

و امرهم شورى بينهم (۴۲ : ۳۶)

(۲)

جبلة بن ايهم الغساني

جبلة بن ايهم غساني ايک عيسائي شاهزادے نے عهد فاروقي ميں اسلام قبول کيا تها - طواف کعبه کے موقع پر اوسکي چادر کا ايک گوشه ايک شخص کے پانوں کے نيچے آگيا - جبلة نے اوسکے منهه پر ايک تهپڑ کهينچ مارا - اسنے بهي برابر کا جواب ديا - جبلة غصه سے بيتاب هوگيا اور حضرت عمر کے پاس آکر شکايت کي - آپنے سنکر کها که تو نے جيسا کيا تها ' ويسی هی اوسکي سزا بهي پائی - اُسنے کها :

" همارے ساتهه کوئي گستاخي کرے تو اوسکي سزا قتل هے "

مگر حضرت عمر نے فرمايا :

" هاں ' جاهليت ميں ايسا هي تها ' ليکن اسلام نے شريف و ذليل اور پست و بلند کو ايک کرديا "

جبلة اس ضد ميں پهر عيسائی هوگيا اور روم بهاگ گيا ' ليکن خليفهٔ اسلام نے مساوات اسلامي کي قانون شکني گوارا نکي -

خود آنحضرت کا اسوهٔ حسنه

مساوات قانونی کو چهوڑ کر اسلام کي عام طرز مساوات پر غور کرنا چاهيے - انحضرت تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تهے ' تا هم آپ نے عام مسلمانوں سے اپنے ليے - کبهی کوئي زيادہ امتياز نهيں چاها -

ايک سفر ميں کهانا پکانے کيليے صحابه نے کام تقسيم کر ليے ' تو جنگل سے لکڑياں لانيکي خدمت سرور کائنات نے خود اپنے ذمه لی !

حضرت انس دس برس خدمت نبوي ميں رهے - ليکن اونکا بيان هے که اس مدت طويل ميں ميں نے جتني خدمت آپکي کي ' اوس سے زيادہ آپ نے ميري کي - مساوات کا يه عالم تها که " ما قال لي في شي لما فعلت ؟ " يعني تحکمانه کام لينا يا جهڑکي دينا تو بڑي بات هے ' کبهي آپنے اتنا بهي نه کها که فلاں کام يوں سے يوں کيوں کيا ؟

غلام اور آقا

ايک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپ نے فرمايا :

" يه تمهارے بهالی هيں ' جنکو خدا نے تمهارے هاتهه ميں ديا هے - جو خود کهاؤ - وہ انکو کهلاؤ ' جو خود پهنو ' وہ انکو پهناؤ "

اسلام نے نهايت شدت کے ساتهه اس سے روکا که کوئي انسان کسی دوسرے انسان کو ' خواہ وہ کيسا هي ادني درجه کا کيوں نه سمجها جاتا هو ' " غلام " اور " باندي " کهے ' کيونکه سب خدا هی کے غلام هيں - اسی طرح غلاموں کو فرمايا که اپنے مربيوں کو آقا نه کهيں که مساوات اسلامی ميں اُس سے فرق آتا هے -

ايک بار ايک صحابی نے آنحضرت کو ان الفاظ سے خطاب کيا که " اے آقائے من " آپ نے فرمايا : " مجهکو آقا نه کهو - آقا تو ايک هی هے ' يعنی خدا "

صحابه کا طرز عمل

خلفائے راشدين جو تعليم اسلامی کے زنده پيکر تهے ' اونکا بهی هميشه يهی طرز عمل رها - حضرت عمر اور انکا غلام سفر بيت المقدس ميں باري باري سے سوار هوتے تهے - بيت المقدس کے جب قريب پهونچے تو غلام کی باري تهی - غلام نے عرض کيا که آپ سوار هوں که شهر نزديک آگيا - آپ نے نمانا ' اور آخر خليفهٔ اسلام بيت المقدس ميں اسطرح داخل هوا که اوسکے هاتهه ميں اونٹ کي مهار تهی ' اور اونٹ پر اُسکا غلام سوار تها ! ! حالانکه يه وہ وقت تها ' جب که تمام شهر خليفهٔ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا ديکهنے کيليے امنڈ آيا تها - يه واقعه مشهور هے - تفصيل کی ضرورت نهيں -

واقعهٔ اجنادين ميں رومي سپه سالار نے ايک جاسوس مسلمانوں کے دريافت حال کيليے معسکر اسلام ميں بهيجا - جاسوس اسلام کے ان سچے نمونوں کو ديکهکر جب واپس آيا ' تو رومی سپه سالار سے ايک تحير کے عالم ميں بول اٹها :

هم بالليل رهبان و بالنهار فرسان - لو سرق ابن ملکهم و قطعوه ' و اذا زنـي رجموه

يه لوگ راتوں کو استغراق عبادت ميں راهب هوتے هيں مگر دن کو شهسوار - اگر انکا شاهزاده بهي چوري کرے تو هاتهه کاٹ ڈاليں ' اور اگر زنا کرے تو اُسے بهی رجم کريں

خصائص مسلم کی يه اصلی تصوير تهی !

مساوات قانوني کي ايک مثال وحيد

قبيلهٔ مخزوم کي ايک عورت چوري ميں ماخوذ هوئي - قريش نے رسول الله صلی الله عليه وسلم سے سفارش کرنے کيليے حضرت اُسامه کو آماده کيا ' جنکو آپ بهت عزيز رکهتے تهے - ليکن جب اس واقعه کے متعلق اُسامه نے آپ سے سفارش کي تو آپنے لوگوں کو جمع کرکے فرمايا :

انما اهلک الذين قبلکم ' انهم کانوا اذا سرق فيهم الشريف ' ترکوه ' و اذا سرق فيهم الوضيع ' اقاموا عليه الحد ' و ايم الله ' لو ان

اے لوگو ! تم سے پهلے قومیں اسليے هلاک کي گئيں که جب اُن ميں سے کوئي بڑا آدمي چوري کرتا تها (چوري کا ذکر صرف خصوصيت واقعه کي بنا پر هے ورنه اس سے مراد عام جرائم هيں) تو لوگ اوسکو چهوڑ ديتے تهے ' پر جب

فاطمة بنت محمد سرقت ' لقطعت يدها (بخاري الشفاعة في الحدود)

کوئي عام آدمي چوري کرتا تو اوسکو سزا دیتے - لیکن خدا کی قسم' اگر محمد کي بیٹي فاطمه بهي چوري کرتي تو اوسکے هاتهه بهی ضرور کاٹے جاتے -

یه هے اسلام کي فرماں روائي کي اصلي تصویر' اور یه هے وہ مساوات کي حقیقي تعلیم ' جسکے ساتهه اعمال نبوت کا اسوۂ حسنه بهي پیش کردیا گیا تها - یه سچ هے که انقلاب فرانس نے یورپ کو استبداد و تسلط اور امتیاز افراد سے نجات دلائي ' اور اس نے معلوم کیا که هر انسان بلحاظ انسان هونے کے انسان هے ' اگرچه وہ سر پر تاج ' اور هاتهه میں عصاء حکومت رکهتا هو - لیکن با ایں همه آج بهي ' جبکه تمام یورپ سے شخصي فرماں روائي کا جنازه اٹهه چکا هے ' جبکه قانون کي عزت سب سے بالا تر سمجهي جاتي هے ' جبکه مساوات و آزادي کے غلغلوں سے اسکا گوشه گوشه گونج رها هے ایک نظیر بهي ایسی پیش کي جا سکتی هے ' جسمیں فرماں روائے وقت نے ایسے صاف اور سچے لفظوں میں مساوات انساني کا اعلان کیا هو' اور خود اپنے اوپر اسکا نمونه پیش کرنے کیلیے آماده هو ؟

انگلستان میں پاد شاه قانون کا تابع بیان کیا جاتا هے' اور امریکه و فرانس میں پریسیڈنٹ ایک عارضی مشورہ فرمائے حکومت سے زیادہ نہیں ' لیکن اگر واقعات و نظائر کے جمع کرنے پر متوجه هوں تو صدها واقعات پیش کیے جا سکتے هیں' جنسے ثابت هوتا هے که قانون نے اس دور مدنیة و آزادي میں بهي اعلے و ادنی اور باد شاه و رعایا کا ویسا هی فرق قائم رکها هے ' جیسا که هندوستان میں (منو) کے زمانے میں تها ' یا دور مظلمه کي اُن انساني پرستش گاهوں کے عهد میں ' جس کو آج تاریخ لعنت و نفریں کے ساتهه یاد کرتي هے !

هم کو یورپ کی اُن عدالتوں کا نشان دو ' جهاں پاد شاه وقت ایک معمولی فرد رعایا کے دعوے کی جواب دهی کیلیے آکر کهڑا هو ' کیونکه هم نه صرف مدینے کی اُس ساده عدالت کدۂ مسجد هی میں ' بلکه دمشق اور بغداد کے پُر شوکت عدالت خانوں میں بهی ایسا هی دیکهه رهے هیں - همکو وہ قانون بتلاؤ جس نے چوري کی سزا سپاهی کے لڑکے کی طرح' پاد شاه کی لڑکی کو بهی دینی چاهی هو' کیونکه عرب کے اُس قدوس پاد شاه کا اعلان هم پڑهه رهے هیں' جو پادشاهتوں کو مٹانے کیلیے آیا تها -

کیا آج بهی قانون عملاً ادنیٰ و اعلیٰ میں تمیز نہیں کرتا ؟ کیا کل کی بات نہیں هے که انگلستان میں ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنٹ نے اعلان کردیا تها که پاد شاه عدالت میں حاضر نہیں هوسکتا ؟ اور نه کوئی اعلی سے اعلی عدالت اسکے نام سمن جاري کرسکتی هے ؟ یه اعلان هی نہیں هے بلکه قانون هے ' کیونکه قانون نے با ایں همه ادعاء مساوات ' پاد شاه کو عدالت کی حاضري سے بري اور مستثنی کردیا هے !!

صدیوں کی جد و جهد کے بعد دنیا کا آج حاصل حریت اس سے زیاده نہیں ' پهر وہ دعوت کیسی مقدس و معظم ' اور وہ موید من الله هاتهه کیسا عظیم و جلیل تها ' جس نے چهٹی صدي کی تاریکی میں حقیقی حریت و مساوات انسانی کا چراغ روشن کیا ' اور اعلان کردیا که :

" لو ان فاطمة بنت محمد سرقت ' لقطعت يدها " !

صلے الله علیه و علی آله و صحبه وسلم !

خلیفۂ اول کا اعلان

اور مساوات کا تخیل عملی

حضرت ابو بکر نے خلافت کی جو پهلی تقریر کی تهی اوسکے حسب ذیل فقرے پڑهو:

وان اقوئکم عندي الضعيف حتی اخذ له بحقه ' وان اضعفکم عندي القوي ' حتی آخذ منه الحق (ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۹)

تم میں جو قوی هے وہ میرے نزدیک ضعیف هے' یهاں تک که میں اوسسے حق وصول کروں - اور جو ضعیف هے وہ قوي هے ' تا آنکه میں اوسسے اوسکا حق نه دلوا دوں -

اس مساوات کی تعلیم نے پیروان اسلام کے قلب و دماغ کو حریت و مساوات کے تخیل سے لبریز کردیا تها - فارس کی لڑائی میں جب مغیرہ بن شعبه ایرانی سپه سالار کے پاس سفیر بنکر گئے اور تخت پر اُس کے برابر بیٹهه گئے ' تو درباریوں نے یه سوء ادب دیکهکر تخت سے اتار دیا تها - اسپر اونکے منه سے کس بیساختگی کے ساتهه یه الفاظ نکلے هیں :

انا نحن معشر العرب لا یاتمر بعضنا بعضاً (طبري ص: ۱۰۸)

هم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام سمجهنے کا دستور نہیں هے' یه تمهارا کیا حال هے ؟

امتداد زمانه نے خصوصیات اسلام بهت کچهه مٹادیے تاهم اس واقعه سے کون انکار کرسکتا هے که آج بهی مهذب ترین ممالک میں سیاه و سپید قومیں اپنی عبادت گاهوں میں ایک دوسرے کے ساتهه صف میں نہیں بیٹهه سکتیں' لیکن مساجد اسلامیه میں ایک ادنی ترین مسلمان ایک امیر الامرا بلکه شاه افغانستان کے پهلو به پهلو کهڑا هوتا هے ' اور کوئی اوسکو اپنی جگه سے هٹا نہیں سکتا - کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بهی کها جا سکتا هے که اسلام میں مساوات نہیں ؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ سے درس حریت لینے کا محتاج هے ؟

نظام جمهوری کا تیسرا رکن:

امام یا خلیفه کا تقرر انتخاب عام سے هو' اور دوسروں پر حقوق میں اوسکو کوئي ترجیح نهو -

اس مبحث کو هم دو حصوں میں بیان کرینگے :

(۱) تاریخ شاهد هے که خلفاے راشدین میں سے کسی کا تقرر بعق وراثت یا باستبداد راے نہیں هوا بلکه مجمع عام میں مهاجرین و انصار کی کثرت راے سے (جو بمنزلۂ ارکان خاص تهے) اور عام مسلمانوں کے قبول سے هوا (جو بمنزلۂ ارکان عام تهے) - حضرت ابو بکر کا انتخاب نشستگاه بنو ساعده میں حضرت عمر کی تحریک ' مهاجرین و انصار کی تائید' اور عامۂ مسلمین کی پسندیدگي سے هوا - حضرت عمر کا انتخاب حضرت ابو بکر کی تحریک ' مهاجرین و انصار و عامۂ مسلمین کی تائید و قبول سے هوا - حضرت عثمان کو عبد الرحمن بن عوف وغیرہ کی ایک مجلس نیابی کے انتخاب اور عام اهل مدینه کے مشورہ سے خلیفه بنایا گیا - اسی طرح حضرت امیر اهل مصر و اهل مدینه کی تجویز و قبول سے خلیفه منتخب هوئے -

حضرت عمر نے توصیف فرما دیا " لا خلافة الا عن مشورة " (کنز العمال ج - ۳ ص ۱۲۹) یعنی خلافت صرف عام مشورہ سے طے هو سکتي هے ' شریعت میں اسکے تعین کا اور کوئی ذریعه نہیں -

واقعۂ تحکیم میں حضرت امیر علیه السلام اور امیر معاویه کي معزولي میں بهي قوم هی کي راے سے مدد لینی پڑي ' گو

سمیں امیر معاویہ کے نائب نے مکر و خدع سے کام لیا تھا' اور قوم
ر دھوکا دینا چاھا تھا -

حضـــرت امیر کي تصـــریح

امیر معاویہ نے حضرت علیہ امیر السلام کو لکھا تھا کہ تمکو خلیفہ
س نے بنایا ؟ حضرت جواب میں فرماتے ھیں :

نہ یا یعنی القوم الذین	جس قوم نے ابوبکر و عمر و عثمان کی
ایعوا ابا بکر و عمر و	بیعت کي تھی ' اور جن شرائط پر
ثمان ' و علي ما بایعوھم	بیعت کی تھي ' اوسی نے ' اونھی شرائط
لیہ ' فلم یکن للشاھد	پر میري بھی بیعت کي - جو مجلس
ن یختار ' و لا للغائب ان	انتخاب میں موجود ھو اوسکو حق نہیں
رد - و انما الشـــوری	کہ اپنی راے پر اڑا رھے ' اور جو غیر
لمھاجرین و الانصـــار	حاضر ھو اوسکـو حق نہیں کہ اپنی
ن اجتمعوا علی رجل	غیر حاضري کی بنا پر انتخاب عام کو
سموہ اماماً ' کان ذلك	رد کردے - حق مشورہ مہاجرین و
ی ' فان خرج من	انصار کو ھے ' اگر وہ کسی ایک شخص
ر ھم خارج بطعـــن	پر متفق الراے ھوجائیں اور اسکو امام
بدعة ردوہ الی ما	مقرر کردیں تو یہ اونکی رضاے عام پر
رج منہ ' فان ابی قاتلوہ	دال ھے ' پس اگر کوئی اونکی متفق
سی اتبـاعـہ غیـــر	علیہ راے سے کسي طعن یا بدعت
بیـــل المـــومنین -	کے سبب سے علحدہ ھو تو اونپر واجب
نھـــج البـــلاغـــہ	ھوگا کہ جس سے وہ علحدہ ھوا اوسکے
- ۲ - ص - ۷ - مصر)	قبول پر مجبور کیا جاے - اگر وہ اب

ی نمانے تو اجماع راے مسلمین کي مخالفت کي بنا پر اوس
جنگ کریں "

حقیقت یہ ھے کہ جناب امیر نے ان چند فقروں میں انتخاب
افت و جمہوریت کے تمام ارکان کی بہترین تفصیل کردی ھے '
رایسی تفصیل ' جس سے بہتر تفصیل آج بھی نہیں ھو سکتی -

یزید کي خلافت سے انکار

امیر معاویہ کے عامل نے جب یزید کي نسبت مدینے میں
طبہ پڑھا اور کہا کہ خلافت کیلیے امیر المومنین یزید حسب
نت اسلام خلیفہ ھوتے ھیں ' تو فوراً ایک مسلمان نے کھڑے ھوکر
الیہ کہدیا کہ تم جھوٹے ھو - اسلام سے اس استبداد اور وراثت
کیا تعلق ؟ یوں کہو کہ وہ شاھان روم و فارس کیطرح پادشاہ
تا ھے ! یہ واقعہ تمام تاریخوں میں موجود اور مشہور ھے -

اس واقعہ سے معلوم ھوتا ھے کہ کسي رئیس کا تقرر اگر بشکل
نخاب نہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ھو سکتا تھا '
لہ قیصر و کسراے اسلام سمجھا جاتا تھا - آنحضرت نے اپني مشہور
لیث میں اسي قسم کي حکومت کو " ملـک عضوض " فرمایا
- اسي لیے حضرت عمر نے انتقال کے وقت اعلان فرما دیا
میرے بیٹے عبد اللہ کا خلافت میں کوئي حصہ نہیں -

بنـــو امیـــہ

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کا دور فتن و بدعات شروع ھوتا ھے '
ھوں نے نظام حکومت اسلامي کی بنیادیں - متزلزل کر دیں - تاھم
ب اونھی میں قامع بدعت ' محي السنۃ ' حضرت عمر بن عبد العزیز
ا ھوے ' تو گو حسب سنت " ملک عضوض " سلیمان بن عبد الملک
النھیں اپنا جانشیں مقرر کردیا تھا ' تاھم چونکہ از روے شریعت اسلام
ي امام کے نصب کے لیے اسقدر کافی نہ تھا ' اسلیے انھوں نے
عد عام میں فرما دیا : مسلمانو ! چونکہ از روے اسلام تمھارے

انتخاب عام سے میرا تعین نہیں ھوا ' اسلیے میں خلیفہ نہیں
ھوں - تمھیں حق ھے کہ میرے سوا کسی اور کا انتخاب کرلو -
انکے اصل الفاظ یہ تھے :

ایھا الناس انی ابتلیت	لوگو ! میں اپنی راے اور خواھش اور
بھذا الامر مـــن غیر	مسلمانوں کے عام مشورہ کے بغیر امارت کے
رای منی و لا طلبۃ و لا	عذاب میں مبتلا ھوگیا ھوں ' اسلیے
مشورۃ من المسلمین ' و	میں تمکـو اپنی بیعت کے بار سے
انی قد خلعت ما فی	سبکدوش کردیتا ھوں - اب تم اپني
اعناقکم من بیعـتی '	راے میں بالکل مختار ھو - میرے
فاختاروا لانفسکم غیری -	سوا جسکو چاھو اپنا امام بنالو -

طریق بیعت بقیۂ شوری ھے

جسطرح ارتقاے انساني کے بعد بھي گذشتہ اعضاے اثریہ کا
وجود باقي رہ گیا ھے ' بعینہ اسیطرح گو بعد کي اسلامی حکومتوں
سے خصوصیات حکومت اسلامیہ ایک ایک کرکے رخصت ھوگئیں '
تاھم گذشتہ طرز حکومت کے بعض اعضاے اثریہ کا وجود اب تک
باقي ھے - میري مراد اوس سے " بیعت " ھے - بیعت کے یہ معنے
ھیں کہ تمام افراد ملک اپنے اپنے حکام شہر کے دربار میں جمع
ھوکر بادشاہ کي حکومت تسلیم کرلینے کا اقرار کریں ' اور دار
الحکومت میں بھي عہدہ داران کبار مثلاً وزرا ' سرداران فوج '
قضاۃ ' اُمرا ؤ حکام ' اور اعیان بلد ' بادشاہ کے حضور میں آکر
اعتراف حکومت و وعدۂ اطاعت کریں - دولت امویہ ' دولت
عباسیہ ' اور تمام اسلامي سلطنتوں میں ھمیشہ اسپر عمل رھا -
ھندوستان کي دولۃ مغلیہ کي تاریخ اسپر شاھد ھے - اور ترکی میں
ھر نئے سلطان کی تخت نشینی کے بعد اولین دربار بیعت کا ھوتا ھے -

فقہا و متکلمین

فقہا و متکلمین اسلام نے " امامت و حکومت " کي جو شرطیں
قرار دي ھیں ' اُن سے بھي مسئلہ " انتخاب امام " پر روشني
پڑتي ھے - گو اُنھوں نے جو کچھہ لکھا ھے وہ صرف حضرت ابوبکر و
عمر کے طریق انتخاب کو اصول قرار دیکر لکھا ھے ' تاھم انتخاب اور
شوری کو اصول اسلامی تسلیم کرتے ھیں -

قاضي " ماوردي " المتوفي سنہ ۴۰۵ لکھتے ھیں :

الامامۃ تنعقد بوجھین :	خلافت چند طریقوں سے منعقد
احدھما باختیار اھل الحل	ھوتی ھے : ایک تو ملک کے
و العقد ' و الثانی بعھد	اھل الراے اشخاص کے انتخاب سے '
الامام من قبل - (الاحکام	دوسرے اس سے کہ امام سابق
السلطانیہ ص - ۵ - مصر)	خود کسی کا نام متعین کردے -

علامہ " تفتازانی " شرح مقاصد میں لکھتے ھیں :

وتنعقد الامامۃ بطرق : احد	خلافت چند طریقوں سے منعقد
ھما بیعۃ اھل الحل و العقد	ھوتی ھے : ایک یہ کہ معززین قوم '
من العلماء و الرؤساء و وجوہ	رؤسا ' اور علما وغیرہ اھل الراے
الناس - (بحث امامت)	اشخاص بیعت کریں -

سید سند اور قاضی عضد الدین مواقف و شرح مواقف میں
جو عقائد اھل سنت کی مرتق ترین تصنیف ھے ' لکھتے ھیں :

و انھا (الامامۃ) تثبت بالنص	خلافت ' رسول اور امام سابق کی
من الرسول و من الامام السابق	تعیین سے اجماعاً ' اور اھل حل
بالاجماع و تثبت ایضاً ببیعۃ اھل	و عقد ملک کی بیعت سے منعقد
الحل و العقد عند اھل السنۃ	ھوتی ھے ' اھل سنت و جماعت '
و الجماعۃ و المعتزلۃ و الصالحیۃ	معتزلہ ' اور صالحیۂ زیدیہ
من الزیدیۃ (ص ۶۰۶)	کے نزدیک ایسا ھی ھے

دوسري جگه اسي کتاب میں مذکور ہے :

"قوم کو حق حاصل ہے کہ کسي سبب سے خلیفہ کو معزول کرا دے - مثلاً اس سبب سے کہ مسلمانوں کے حالات اور امور دین کے انتظامات و تدابیر اوسکے باعث خلل پذیر ہو جائیں ' جسطرح کہ اوسکو خلیفے کے تقرر و انتخاب کا حق امور اسلامیہ کے انتظام و ترقي کیلیے تھا ' اسی طرح معزولی کا بھی ہے - اور اوسکی معزولي سے فتنہ برپا ہو تو پھر معزولي اور خلل احوال مسلمین ' ان دونوں میں سے جسکا ضرر کم ہو ' اوسکو برداشت کرلیا جائیگا "

الامة خلع الامام و عزله بسبب یوجبه مثل ان یوجد منه ما یوجب اختلال احوال المسلمین وانتکاس امور الدین کما کان لهم نصبه و اقامة لا نتظامها و اعلائها وان ادی خلعه الی الفتنة احتمل ادنی المضرتین (ص-٢٠٧)

عام کتب عقائد موجودہ

اور نظام حکومة اسلامیه

یہ موقعہ نہیں کہ ان تصریحات متکامین و اصحاب عقائد کی نسبت زیادہ بحث کي جاے ' تاہم چند اشارات ضروري ہیں :

(١) کتب کلام و عقائد میں اصل اصول شوری ' و اجماع امت ' و انتخاب امام ' و عدم تشخص و تعین شخصی کو صاف طور پر لکھا ہے ' اور گو اس سے انکا مقصد نظام حکومة اسلامیه کی تعبیر نہ تھا بلکہ زیادہ تر فریقانه بحث و جدل ' اور خلافة راشدہ کا اثبات ' تاہم اصول مشورہ و جمہوریت کے اکثر مباحث اسکے ضمن میں آگئے -

لیکن اسمیں شک نہیں کہ جس اہمیت و وسعت کے ساتھه اس مسئلے کو کتب عقائد و کلام ل جمیع مدونات اسلامیه میں ہونا چاہیے تھا ' اور ایک ایسے اصولی اور بنیادي مسئله کیلیے جس توجه و اعتنا کی ضرورت تھي ' اگر اسکو پیش نظر رکھیے ' تو نہایت درد و افسوس کے ساتھه کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھه لکھا گیا وہ کافي نہیں ' اور جس نظر اہمیت کا وہ مستحق تھا ' اس نظر سے علم طور پر ائمۂ اسفار و اساطین قوم نے اُسے نہ دیکھا -

لیکن اس اغماض سے نفس مسئله کي اہمیت کي تضعیف صحیح نہوگي ' بلکه در اصل یه حالت بھي مثل اور بہت سي حالتوں کے ' نتیجه ہے بني امیه کے اُس تسلط اور احاطۂ مستبدہ کا ' جس کے اثر سے ہمارے ہر فن کا لٹریچر متاثر ہوا اور بد قسمتي سے عقائد و کلام کے تو بہت سے گوشے ہیں ' جنسے اسکي صداے بازگشت آجتک آرہي ہے - بني امیه کي سب سے پہلی بدعت ' اور اسلام و مسلمین پر انکا اولین ظلم یه تھا ' کہ نظام حکومت اسلامیه کا تخته یکسر اولٹ دیا ' اور خلافة راشدہ جمہوریة صحیحه کي جگه ' مستبدہ و ملک عضوض کي بنیاد ڈالي - یه انقلاب بہت شدید تھا ' اور بہت مشکل تھا کہ ملک کو اسپر راضي کیا جاے - صحابۂ کرام ابھي موجود تھے ' اور خلافة راشدہ کے واقعات بچے بچے کي زبان پر تھے ' اسلیے اس احساس اسلامي کو مٹانے کیلیے تلوار سے کام لیا گیا ' اور جس نے قوة حق و معروف سے زبان کھولي ' اسکو زور شمشیر و خنجر سے چپ کرایا گیا - رفته رفته احساس منقلب ' اور خیالات پلٹنے لگے ' اور حقیقت روز بروز مستور و معجوب ہوتي گئي -

انکے بعد بني عباس آئے - اس میدان میں یه بھي انکے درش بدرش تھے - تصنیف و تالیف اور تدوین علوم اسلامیه کا عروج ہوا تو وہ اثر مخفي موجود تھا ' اور کام کر رہا تھا - یه جو امام اور خلیفه کے حق خلافت کیلیے فسق و معصیت کو بھي مضر نہیں سمجھتے '

تو یه کتاب و سنت کا اثر تو نہیں ہو سکتا ' جو " و اجعلنا من المتقین اماما " کي دعا تلقین کرتا ہے ؟ پھر اگر یزید اور ولید کي خلافت کی صحت منوانا اس سے مقصود نه تھا تو اور کیا تھا ؟

(١) ان تصریحات میں تم دیکھتے ہو کہ انتخاب خلیفه کیلیے انتخاب عام و مشورۂ اهل حل و عقد کے ساتھه خلیفۂ سابق کی تعیین کو بھی ایک شکل صحیح قرار دیا ہے - در اصل اسمیں حضرت عمر رضی الله تعالے عنه کے انتخاب کی مثال پیش نظر ہے - لیکن غور کیجیے تو حضرت عمر کیلیے گو حضرت ابوبکر نے تحریک کی لیکن اسپر تمام ارباب حل و عقد ' اور پھر عامۂ مسلمین نے پسندیدگی کا اظہار کیا ' اسلیے وہ بھی تعیین شخصي نہیں ' بلکه بمنزلے انتخاب عام کے تھا -

اس بنا پر نتیجه یہی نکلتا ہے کہ اسلام نے سوا انتخاب عام کے اور کوئی صورت تعیین خلفا یا ولي عهدي وغیرہ کي قرار نہیں دي ہے اور اسلیے کتب عقائد کي تقسیم و تعدد طرق نصب امام بالکل غیر ضروری ہے -

حضرات امامیه گو امامت و خلافت کیلیے اجماع امت نہیں تسلیم کرتے ' تاہم انکا ایک فرقه (جاردیه زیدیه) حق امامت کو آل حسن و حسین صلوة الله علیهما میں محدود قرار دینے باوجود بھی آل طاهرین میں سے ایک کا انتخاب حوالۂ شوری کرتا ہے -

ان تشریحات کے بعد کون کہه سکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا جزء اعظم یعني مسئله انتخاب مفقود ہے ؟

اشتہار

ہمارا لیڈر کون ہے

آخري فیصله کي گھڑي

دنیا بھول میں ہے - روپں کي تھیلي میں لیڈر کو تلاش کرتي ہے - ہمارے رہنما حجازي رسول (صلعم) ہیں - تیرہ سو برس کي پائدار رہبري کو چھوڑ کر ہم خود غرض ' بے اعتبار - اور مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے - آخري فیصله کی ساعت اب آگئي - وہ هفته وار اخبار توحید ہے - هر هفته بڑي تقطیع کے آٹھه صفحوں پر میرٹھه سے شائع ہوتا ہے - خط اور چھپائي نہایت صاف - لڑائی کی تصویریں - مفید و دلچسپ اسلامی کارٹون - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروري خلاصه - انقلاب انگیز طوفاني چال ' بیدیني کے لیے بھونچال - امن و امان کے لیے نیک فال - هر خاص و عام کے سمجھنے کے قابل باتیں - وہ طریقے جن سے ملک میں لیڈر شناسي کا ملکه پیدا ہو - خواجه حسن نظامي دهلوي کي ایڈیٹري اور سرپرستی میں میرٹھه سے جاري ہوگیا - قیمت سالانه صرف ٣ - روپیه - نمونه ایک آنه کے ٹکٹ آنے پر ملیگا - مفت نہیں - الهلال کا حواله ضرور دیجیے -

مدیر اخبار توحید - لال کورتی - میرٹھه

ترجمۂ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ٢ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

نمودار غزوۂ بیقان

افان مات فانتم الخـــالـــدون ؟

مسلمانوں کے بحري کارنامے

به تذکرۂ " حمیـــدیه "

دنیا میں کیا کیا انقلاب هوے ' کیا کچھه تبدیلیاں پیش آئیں ' مگر زمانه کي بے اعتنا پیشاني پر نه کبھي شکن آئی ' نه آنے کي امید هے - سلطنتیں مٹ مٹ گئیں - بنیں اور پھر بگڑیں - قومیں گریں اور پھر ابھریں - نئے نئے تمدن قائم هوئے اور فنا هوگئے - سب کچھه هوا ' مگر زمانه کے اطمینـان و استقلال میں ایک ذره برابر بھی فرق نه آیا :

هزاروں اٹھه گئے ' باقی وهی رونق هے محفل کی !

آج وہ یورپ کے جنـگی بیڑه کو دیکھه رها هے ' اسکي بحري طیاریوں کا غلغله هے ' جهازوں اور جهاز رانوں کی استعداد حربی کا نظاره سامنے هے . لیکن کل اُسی کی نظر نے یه کیفیت بھی گذر چکي هے که خلافت راشده کا دور هے - حضـرت عثمان کا عهد خلافت هے گورنر بحرین (علاء بن حضرمی) نے اسلام میں سب سے پہلے ایک بیڑه مرتب کیا هے ' اور مسلمان بحري معرکے سر کررهے هیں - امیر معاویه کے جنگي بیڑه میں (بقول موسیو گستاولي بان) باره سو جهازوں کے هولناک سلسلے نے ایک دنیا کو مبهوت و مرعوب کررکھا هے - عبد الملـک اور ولید بن عبد الملـک کے تونس میں جهاز سا ي کے کارخانے (دار الصناعه) قائم کیے هیں - بنی الاغلب کا بیڑه - جس میں تین سو جنگي جهاز هیں - جنوبي اطالیا کو زیر و زبر کررها هے - مصري بیڑے کي تمام سواحل افریقه بلکه یورپ تـک دهاک بند هي هے ' اور وہ عظیم الشان کارخانۂ جهاز سازي قائم هے ' جسکي تفصیل (مقریزي) نے کئي جزوں میں بیان کی هے - عبد المومن نے مراکش میں جهاز راني اور بحري جنـگ کي تعلیم کے لیے ایک مدرسه قائم کررکھا هے ' جس میں اس فن کا با قاعده درس هوتا هے ' اور مشق کرائي جاتي هے - سلطان سلیمان عثماني کي بحري طاقت سے دنیا لرز رهي هے - طورغود و بارباروس نے تهلکه ڈال دیا هے ؛ عملي مشق کے لیے علمي کتابیں اس فن میں تالیف هو رهي هیں ' جن کا تذکره کشف الظنون میں موجود هے -

زمانے نے مسلمانوں کے بحري کارناموں کے تمام دور دیکھے ' عظمت و جبروت کے یه تمام نظارے ایک ایک کرکے اُسکے سامنے سے گذرے - خشکي اور تری ' دونوں پر انکو حکمراں و فرماں فرما پایا - لیکن عروج کے بعد زوال ' اور بهار کے بعد خزاں ناگزیر هے - جو آنکھیں بهار کے عیش کدۂ گلزار کي شادابیوں کو دیکھه رهي تھیں ' پھر انھیں آنکھوں نے خزاں کي بربادیوں کو خشک پتوں ' اور بے برگ و بار ٹہنیوں کے المناک منظر میں بھي دیکھا : ر تلک الایام نداولها بین الناس !

* * *

چراغ جب بجھنے لگتا هے ' تو ایک مرتبه اسکو چمکنے اور ابھرنے کي آخري مهلت دیدي جاتي هے - شاید چشم زمانه کیلیے مسلمانوں کي بحري زندگي کا یه تیسرا منظر بھي شمع سحر کا آخري سنبھالا تھا ' جو موجوده جنـگ کے واقعات میں عثمانی امیر البحر (رؤف بک) نے جهاز (حمیدیه) کے یاد گار کارنامے سے دکھا دیا هے !

جبکه موجوده جنـگ کے الم ناک خسائر بربادیوں اور ناکامیوں کي ایک ظلمت محیط تھے ' تو یکا یک تاریکي کا پرده چاک هوا ' اور بطل عظیم (رؤف بک) کے روے منور نے کامیابي کي ایک شمع روشن کر دي !

شاید هماري زندگي کے یه آخري مناظر هیں - زمانے کی آنکھوں نے یه منظر بھي دیکھه لیا - اگر یه بیمار مرگ کا سنبھالا تھا ' تو خوش هیں که اسکي بیمار حرکت زندگي بھي ایسی تھي ' جو صحت و توانائی کو شرمنده کرتي تھی !

حمیدیه کی زلزله اندازي ' ناگهاني نموداري ' اچانـک ظهور ' حریفوں کو تہ و بالا کر ڈالنا ' نظروں سے غائب هوجانا ' پھر پھونچنا ' اور پاني میں آگ لگا دینا ' پھر دم کے دم میں ازمیر جا رهنا ' یکایک بیروت میں نظر آ جانا ' دن میں بندرگاه سریس سے کوئلا بار کرنا ' اور شب کو سواحل بلقان پر چھاپا مارنا ' ابھي ابھي یونان کے جهازوں کو غرق کرنا ' دوسرے هي لحظه میں بے نشان هو رهنا ' اور پھر دمشق و طرابلس کے سواحل پر دکھائی دینا ' یه سارے طلسم زمانے کي نظروں میں پھرتے رهے - فانوس خیال میں طرح طرح کی شکلیں آئیں ' اور جاتي رهیں : کانه لم یکن شیأ مذکورا -

نمود اپنی دکھا وہ گھڑي میں ڈوب گیا
کہے تو میر بھی ایک بلبله تھا پانی کا

رؤف بے - جن کا ابھی ابھی تذکره هوا هے - محمد مظفر پاشا رکن مجلس بحریۂ عثمانی کے فرزند هیں - سنه ۱۸۷۱ ع میں پیدا هوے ' زاد بوم خاص استنبول هے - اُنکو ابتدا هی سے بحریات کا مذاق تھا ' اور یہی تعلیم بھی انھیں دي گئی - تکمیل کے بعد جهاز (مجیدیه) میں متعین هوے ' اور پھر کروزر (شوکت طورغود) میں ترقی پائی - سنه ۱۹۱۱ ع میں جزیرۂ ساموس کی بغاوت فرو کرنے پر (حمیدیه) کی افسري ملی ' یمن میں عزت پاشا کی مدد کے لیے گئے اور نیکنامی کے ساتھه واپس آئے - جنـگ طرابلس کے موقع پر اطالیوں نے سمندر کے نا کے بند کر رکھے تھے ' مگر رؤف بک کی حیرت انگیز قابلیت نے اِس بندش کی ذرا بھی پروا نه کی اور سامان حرب کی کافی مقدار طرابلس پهنچا دي - جنـگ بلقان میں گو هلال کو خم کھانا پڑا ' مگر تاریخ میں اُن کے سربلند کارنامے همیشه علو و رفعت کا سبق دیتے رهینگے - ترکی کے علاوه جو اُنکی

وثیقہ و حقائق

جراثیم استبداد

استبداد' غلامی' حکومت مطلقہ' اور فنائے حریت کے بھی جراثیم ہوتے ہیں - جس قوم یا ملک میں ان چیزوں کا دخل ہوا وہاں معاً یہ جراثیم پھیلے' اور مجمع انسانی میں اسطرح سرایت کر گئے کہ ملک کا ملک ولولۂ آزادی' حب استقلال' اور بغض محکومیت کے جذبات سے محروم ہوگیا - اس دور میکروبی کا جب کسی کو احساس ہوتا ہے' اور وہ چارہ گری کیلیے اٹھتا ہے' تو ایک دنیا اس کی مخالف ہو جاتی ہے' اور ایک زمانہ اس کی تذلیل کیلیے اٹھہ کھڑا ہوتا ہے - انبیا (علیہم السلام) داں اور دماغوں کو انہیں میکروبوں سے نجات دلانے کیلیے عمر بھر کوشش کرتے رہے' جس پر ان کو ساحر' مجنوں' سخن ساز' اور دروغ باف کے القاب ملے - قران کریم کی اصطلاح میں ان جراثیم کا نام بھی (شیطان) ہے' اور ان کے تسلط کے لیے اس ناپاک زندگی کی تخصیص کر دی گئی ہے' جو یاد الہی سے بے پروا اور غافل و بے خبر ہو - کیونکہ یہی ایک چیز ہے جس سے دلوں میں جھوٹی ہستیوں کے نمود استبداد سے نفرت اور حریۃ صادقہ سے الفت پیدا ہوتی ہے :-

و من یعش عن ذکر	خدا کی یاد سے جو غافل ہوتا ہے' ہم
الرحمٰن نقیض لہ شیطاناً	اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں -
فھو لہ قرین (٤٣ : ٣٦)	پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے -

فنائے حریت کے جراثیم ہی کا یہ اثر تھا کہ غلاموں کی آزادی کیلیے جب پچھلی صدی میں جد و جہد شروع ہوئی' تو اس تحریک کا پر جوش مقابلہ سب سے زیادہ انہیں ذلیل ہستیوں نے کیا' جن کو ترقی دینے کے لیے سلسلہ جنبانی کی گئی

[بقیہ مضمون صفحہ ١٥ کا]

مادری زبان ہے' عربی' اطالی' اور فرانسیسی زبانوں میں بھی ماہر ہیں' اور بحریات میں تو انکی بدیع المثال مہارت کم از کم بلاد مشرق کے لیے سرمایۂ ناز مان لی گئی ہے - مگر:

و ما تنفع الاداب و العلم و العجی
و صاحبھا عند الکمال یموت

علم و فن کا کمال اُس بیمار غم کے لیے کیا مفید ہوسکتا ہے' جو بستر مرگ پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہو؟

جب بظاہر اظہار قابلیت کی سبیل ہی مسدود ہوگئی ہو' جب قومی ترفع کو موت نے پست کر ڈالا ہو' جب ادبانہ میں قومیت کا جنازہ اُٹھے اور قرق کلیسا اور سقوطری کی زمین کئی گز نیچے تک ہمارے خون سے سینچی جا رہی ہو' تو پھر ان قابلیتوں کے لیے کلم کرنے کی گنجایش ہی کیا رہگئی ؟ اور جو رہی بھی تو حریفانہ کوششیں اُس سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ہی کب دینے لگیں ؟

یہ جتنی نمودایاں اور بربادیاں پیش آتی رہیں' زمانہ ان سب کو دیکھتا رہا' اور اب اُس آنے والے وقت کی راہ دیکھہ رہا ہے جب آجکل کی آگ اور پانی کا طوفان بھی خشک ہو جائیگا - بیڑے کے لیے تھل بیڑے کی جگہہ نہ رہیگی' اور اس وقت کی ساری بحری طیاریاں ایک لمحے کے اندر غبار کی طرح اوڑ جائیں گی :

نظر ہو جس کی دقیق دیکھ' سمجھہ ہو جس کی بلیغ سمجھے
ابھی وہاں خاک بھی اُڑیگی' جہاں یہ قلزم اُبل رہا ہے !

تھی - زنگبار میں غلاموں کو آزاد کرایا جاتا ہے تو وہ اس آزادی سے بیزار ہوتے ہیں' اور غلامی ہی کی زندگی بسر کرنے کے لیے روتے ہیں - ہندوستان کو استبداد سے بچانے کے لیے تحریک ہوتی ہے مگر خود ہندوستانی اس کے مخالف ہیں اور اسی استبداد پر جان دیتے ہیں - آئرلینڈ کو اندرونی آزادی عطا کرنے کی تجویز دیوان عام برطانیہ (ہاؤس آف کامنس) کی مکرر منظوری حاصل کر لیتی ہے ' لیکن خود آئرلینڈ ہی کا علاقہ (السٹر) اس آزادی کا دشمن ہے' اور اس کے خلاف نہایت سختی سے جد و جہد کر رہا ہے - میانچسٹر گارڈین کی روایت بلفاست کو بھی السٹر ہی کا ہم خیال بتلاتی ہے - بلفاست کے ایک پر جوش ممبر کو اس مخالفت میں اتنا غلو ہے کہ حال میں اسے نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوے بیان کیا :

" آئرلینڈ کے لیے لائحۂ استقلال اداری اگر مصدق مان لیا گیا تو آئندہ سے قومی ترانہ سے "خدا پادشاہ کو زندہ رکھے" کے الفاظ حذف کر دیے جائینگے " !!

یہ جرثومۂ ہلاکت آزادی پسند فرنگیوں کو نہایت پریشان کر رہا ہے ' اور وہاں اس کے با قاعدہ علاج کا سوال درپیش ہے - ہم بھی اس وقت بیمار ہیں ' جاں بلب ہیں' قریب الموت ہیں - ساری قوم میں یہی بیماری متعدی ہوتی جاتی ہے' اور سارا ملک اسی کے اثر سے تباہی کے کنارے آلگا ہے - مگر نہ علاج کی فکر ہے ' نہ تیمارداری کا خیال -

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتۂ و افسوں نکردہ کس !

فتلک بیوتھم	اس بے موقع و بے محل وضع کا نتیجہ
خاویۃ بما ظلموا'	دیکھو' کہ یہ ان کے گھر کیسے اجاڑ ہوگئے
ان فی ذلک	ہیں ؟ حقیقت میں جنھیں علم ہے' ان کے
لاٰیۃ لقوم یعلمون	لیے اس ماجرے میں عبرت کی ایک
(٢٧ : ٣٦)	بڑی نشانی ہے -

مسلمانان اسلام
اور گورنمنٹ کا عطیہ

کہتے ہیں کہ ایک حاجتمند نے ایک با اختیار رئیس سے مالی امداد طلب کی تھی - حکم ہوا کہ عرضی دفتر میں پیش ہو - دفتر میں وہ دو تین دن تک حاضری دیتا رہا ' وہاں سے تحقیقات کا حکم ملا کہ سائل کی مالی حالت واقع میں مستحق امداد ہے یا نہیں ؟ بیس بالیس دن میں یہ مراتب تحقیق پورے ہوے - اعانت کے لیے رپورٹ پیش ہوئی - ایک ہفتہ کے غور و خوض کے بعد سر دفتر نے تصدیق کی جو دوسرے دن خود بدولت کے حضور میں پیش ہوئی' اور وہاں سے یہ توقیع نافذ ہوئی کہ خزانہ سے بقدر ضرورت سائل کی مدد کی جاے -

یہاں دس دن تک اس امر کی تنقیح ہوتی رہی کہ میزانیہ (بجٹ) میں اس اعانت کے لیے کس قدر گنجایش نکل سکتی ہے ؟ کافی غور و خوض کے بعد پچاس روپے کی تجویز ہوی جو آخری منظوری کے لیے بھیج دی گئی - دو دن میں یہ منظوری بھی مل گئی - غرضکہ تقریباً ڈیڑھ مہینے کے بعد - جس کے دوران میں مصارف قیام و طعام کے علاوہ متعلقین دفتر کو خوش کرنے اور اپنے حق میں رپورٹ کرانے کی دیل میں عرضی گزار کے اسی نرے روپے خرچ ہو چکے تھے - غریب کو پچاس روپے ملے ' جن میں

بیس روپے خدام دولت کی بخشش وانعام کے نکل گئے' اور بقیہ میں بھی یہ مراقبت رہی کہ ہفتہ میں ایک بار سائل اس عطیہ کے مصارف پیش کرتا رہے' جس سے اندازہ یہ ہو سکے کہ روپیہ مصرف صحیح میں خرچ ہوتا ہے یا نہیں ؟

حال میں مسلمانان آسام کے لیے' حکومت نے جو تعلیمی وظایف منظور کیے ہیں' معلوم نہیں اس واقعہ سے اُس کی حیثیت کہاں تک ملتی جلتی ہے ؟

مسلمانوں کی تعلیمی حالت یوں تو ہر جگہ محتاج سعی ہے مگر آسام کے مسلمان تو اس بارے میں بالکل ہی پسماندہ اور گئے گزرے ہیں - اسکولوں میں خال خال کچھ مسلمان بھی نظر آجائینگے' لیکن شاید اس نظریہ میں ملا بار کے عربی الاصل موپلے اور حدود قطب کے اسکیمو اُن سے زیادہ بدتر حالت میں' نہیں ہیں !

سالہا سال سے مسلمانان آسام اس کوشش میں تھے کہ سرکار سے تعلیمی وظایف ملیں تو یہ مشکل آسان ہو - عرضیاں دیتے ' عرض حال کرتے ' اور محضر بھیجتے ایک مدت گزر گئی تھی ' چیف کمشنر نے جب جب دورے کیے ' یہی درخواست پیش ہوتی رہی -

مثلاً ۱۰ اوقات میں انجمن اسلامیہ نے سلچار میں ' عام مسلمانوں نے چور ہاٹ میں ' اور باشندگان ضلع گوالپاڑہ نے دھوبری میں جو ایڈریس دیے تھے ' سب میں اس پہلو پر زور دیا تھا ' اور سب نے آنریبل سر - آرچ ڈیل ارل سے مخصوص اسلامی ضروریات تعلیم کے لیے گذارش کی تھی - مجلس وضع قوانین (لیجسلیٹیو کونسل) میں بھی اس مسئلہ کی تحریک ہوئی تھی ' اور اس کے ساتھ بعض اچھوت ذاتوں کے لیے بھی سلسلہ جنبانی کی گئی تھی-

آخر گورنمنٹ کے فیض رحمت میں طغیانی آئی اور ایک زمانہ کے بعد پچھلے ہفتہ غیرمستطیع مسلمانوں کے لیے پچیس ' اور اچھوت ذاتوں کے لیے اکیس وظایف کا اعلان ہوا - ان وظایف کے لیے شرط یہ ہے کہ مستحق وظایف کا پہلے ناظر معارف (ڈائرکٹر سر رشتۂ تعلیم) کی نظر انتخاب امتحان لیگی' جس میں حسب معمول بہت سے طلبہ ناکام ثابت ہونگے - امتحان و اختبار کی مشکلیں انگیز کر کے جو خوش قسمت اپنی کامیاب اہلیت و استحقاق کا ثبوت بھی دینا چاہینگے ' اُن کیلیے یہ قید ہوگی کہ امتحان میٹریکولیشن کے پہلے یا کم از کم دوسرے درجہ میں پاس ہوے ہوں- ظاہر ہے کہ ایک پسماندہ اور بہت ہی پسماندہ صوبہ میں جہاں مسلمانوں کو تعلیم سے دلچسپی ہی نہیں ہے' اور جن کو ہے بھی ' اُن کے لیے تعلیمی رسائل مفقود ' اول و دوم درجہ کے کتنے کامیاب طلبہ مل سکینگے ؟ لیکن اگر کسی سخت جاں نے (جو قدرۃ کسی مفاس اور بے استطاعت گھرانے کا ممبر ہوگا) تمام مراحل طے بھی کرلیے تو اُس کو کیا ملیگا ؟ یہی کہ کالج کے پچیس تیس روپیہ ماہوار مصارف کی ذیل میں گورنمنٹ سے اُس کو دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ ملیگا ! اور یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جب پندرہ بیس روپیہ ماہوار خرچ تعلیم کا اُس سے تحمل ہی نہو سکیگا ' تو پھر دس روپیہ کا عطیہ کیونکر ملیگا ؟ لیکن اگر کوئی اس میں بھی پورا اُترا تو وظیفہ میں معمول کے مطابق اسکی بھی قید ہوگی کہ ضمیر اجازت دیتا ہو یا نہیں ' مگر ہر حال میں اپنے افسروں کو خوش رکھنے کے لیے اُن کی دربار داری کرتا رہے !!

یہ سنگلاخ راہیں اگر اُس نے طے کرلیں: تو دو برس تک وظیفہ ملتا رہیگا -

مقاصد

فرانس کو اپنی جمہوری حکومت پر ناز ہے ' اور واقع میں جمہوریت کا مبدء' تفاخر کی چیز ہے بھی - وہ حکومت ' جس میں پادشاہی کو دخل نہو' جس نے کسی مخصوص خاندان میں حکمرانی کی تعہد نکر دی ہو' جہاں ہر فرد رعیت کو فرماں روائی کی حد تک ترقی کر سکنے کے حقوق حاصل ہوں ' جو اعلیٰ و ادنیٰ ' سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہو؛ اور سب پر ایک ہی قانون کا نفاذ فرض سمجھتی ہو' ایسی حکومت کو آیۂ رحمت نہ سمجھنا' حقیقت میں انسانکے لیے سب سے بڑی معصیت ہے -

لیکن سوال یہ ہے کہ آجکل کی دنیا میں کیا کسی ایسی حکومت کا وجود بھی ہے ؟ یورپ کی مثال خود یورپ میں اور خاص اہل یورپ کے لیے بے شبہہ مؤثر ہو سکتی ہے ' مگر اکس ریز (Xrays) میں جو روشنی ہوتی ہے ' کیا کبھی اُس نے رت کی تاریکی بھی مٹائی ہے ؟

سنہ ۱۷۹۰ ع کے ابتدائی مہینوں میں جمہوریۃ فرانس نے ایک اعلان شائع کیا تھا کہ فرانسیسی قوم ملکی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کی غرض سے اب کبھی جنگ نہ کریگی ' اور نہ کسی قوم کی آزادی چھیننے میں اپنی طاقت کو صرف ہونے دیگی - دوسرے سال (سنہ ۱۷۹۱ ع میں) جمہوریت کا جب قانون اساسی مرتب ہوا ' تو اس اعلان کو بھی اُس کے ساتھہ شائع کیا گیا - بعد میں بہت سے تغیرات ہوے ' بہت سی تبدیلیاں پیش آئیں ' مگر اس دوران میں کوئی ترمیم نہوئی ' اور قانون میں اس کا مفاد بدستور برقرار رہا -

یہ تو زبان قول کی ایک بات تھی - زبان فعل کی یہ ادا ہے کہ سنہ ۱۸۵۲ ع سے الجزئر پر ' اور سنہ ۱۸۸ سے تونس پر فرانس کا قبضہ ہے - الجزائر اور اُس کے ملحقات کا رقبہ تین لاکھہ مربع کیلومیٹر ہے - صحراے سودان کے علاقے بھی اسی ذیل میں شامل ہیں - تونس کی مساحت ڈیڑھ لاکھہ کیلومیٹر مربع ہے - اس پانچ لاکھہ پچاس ہزار مربع کیلومٹر سرزمین کو ازل سے آخر تک دیکھہ جاؤ ' مسجد کلیسا کی صورت میں نظر آئیگی' فاتحان اسلام کے مزاروں پر عمارتیں بن رہی ہونگی ' مداخل ارتداد سے نشر مسیحیت کو امداد ملتی ہوگی ' عرب جو ان علاقوں کے اصلی باشندے ہیں ' ذلیل و خوار دکھائی دینگے ' اور باوجود ان اعمال استبدادیہ کے ' فرانس کی جمہوریت پر کسی کو اعتراض کا حق نہوگا !!

توسیع استعمار (کالونیز) کا سودا ایسا نہ تھا کہ اسی حد تک نہایت کی جاتی - پچھلے سال مراکش کی آزادی بھی سلب ہوچکی ہے اور اس سال ارض شام کو زیر اثر لانے کی طیاریاں ہو رہی ہیں !

تا ازانم چہ بہ پیش آید ' ازینم چہ شود ؟

تہذیب کی تو یہ ادائیں تھیں - اُس توحش کے مناظر بھی دیکھیے ' جس کی نسبت مسٹر گلیڈ اسٹون نے کہا تھا : " دنیا میں جب تک قران نامی کتاب موجود ہے ' استیصال وحشت کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی "

مسلمانوں نے ایک زمانہ میں قبرص (سائپرس) کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا تھا کہ اُن کی قومی و ملکی اور مذہبی آزادی میں خلل انداز نہونگے - کوئی سو برس اس معاہدہ پر گزرے ہونگے

شئون عثمانیہ

مسئلۂ شرقیہ

بلقان لیگ

(مقتبس از لندن ٹائمز : ۱۳ جون سنہ حال)

سنہ ۱۹۱۰ ع کے اختتام پر بلقانی ریاستوں کا نازک وقت تھا - جو خونریزیاں مقدونیہ میں بہار اور خزاں کے موسموں میں ہوئی تھیں' انسے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان دونوں ریاستوں (یونان و بلغاریہ) میں کسی طرح معاہدہ ہو جاے - اس بات کے لیے ضرورت تھی کہ دونوں قوموں میں سے انکے قدیمی نزاعات اور قومی عداوتوں کو دور کیا جاے' تاکہ انکے اتحاد سے عیسائیت کی دیرینہ آرزو پوری ہو - اس اتحاد سے جو فوری خطرات پیش آنے والے تھے' وہ مقدونیا کی دو اہم مسیحی جماعتوں کا اتفاق تھا' جنسے سلطان عبد الحمید ہمیشہ ڈرتے تھے' اور ہمیشہ اتفاق نہ ہونے کی تدابیر کیا کرتے تھے -

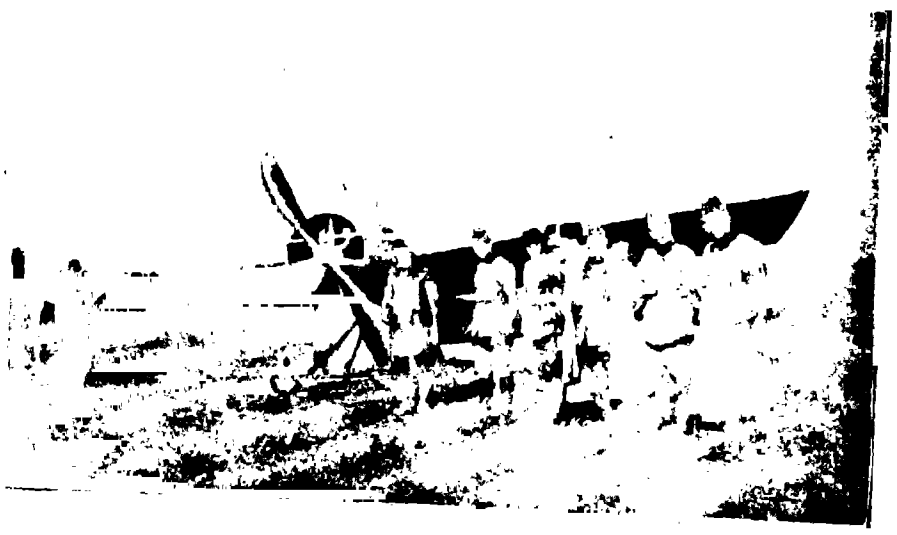

دوسرا عثمانی ہوائی جہاز

جس نے شملجہ کے قلعوں سے اڑکر سات مرتبہ بلغاریوں پر گولا باری کی' اور ہر مرتبہ کامیاب واپس آیا -

سنہ ۱۹۱۱ ع کے موسم بہار میں راقم مضمون کو جو پہلے صوفیہ میں تھا' اکثر موقع ایسے پیش آتے رہے کہ وہ ایتھز میں ایم - وینزلو سے بلقان کے معاملات میں گفتگو کرے - اس زمانہ میں دولۃ عثمانیہ یمن اور البانیا کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھی' اور البانی ملیسوری قوم نے سخت شورش مچا رکھی تھی' مگر بلقانی اتحاد کا خاص سبب مقدونیہ میں بے رحمانہ سلوک تھے' جنکو اگر

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ کا]

کہ نصرانیت نے عہد شکنی کی - دربار بغداد نے انتقام کے لیے علما سے اسلام سے فتوی طلب کیا - سفیان ثوری و ابن عیینہ جیسے اکابر نے جواب دیا کہ قبرس پر لشکرکشی جائز نہیں - علامہ بلاذری نے یہ تمام فتوے (فتوح البلدان) میں نقل کیے ہیں ' اور انہیں پر عمل درآمد بھی ہوا !!

با ایں ہمہ اسلام پر وحشیانہ عصبیت و بربریت کا الزام بدستور قائم ہے ' اور مدنیت فرنگ حسب معمول' معیار تہذیب ہی سمجھی جاتی ہے - مرحوم داغ نے شاید اسی دن کے لیے کہا تھا :

اک جفا تیری کہ کچھ بھی نہیں پر سب کچھ ہے
اک وفا میری کہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں

درل نے اطمینان سے نہیں دیکھا تھا تو چشم پوشی تو ضرور کرلی تھی.
(اس دعوے کی تکذیب خود یورپ کر رہا ہے - الہلال)

اگر عیسائی اقوام کو بالکل فنا کر دینے کا اندیشہ نہ بھی تھا تو بھی انکی قومیت میں تفریق اور اختلاف کا اندیشہ ضرور ہوگیا تھا - اس وجہ سے ایم - وزلو نے خود بلغاری حکومت سے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا - اپریل سنہ ۱۹۱۱ ع کو شخصی مراسلات کے ذریعہ ایک تحریر صوفیہ گئی - اسکے خاص ابواب یہ تھے :

(۱) ایک اتحاد ہر جسمیں ٹرکی کی عیسائی رعایا اور اسکے حقوق کا تحفظ -

(۲) اگر ٹرکی کسی اتحادی پر حملہ کرے تو تمام ریاستوں کا مدافعانہ اتحاد -

اسی زمانے میں بڑے بڑے خطوط شاہ فرڈیننڈ اور ایم - گوشاف کو لکھے گئے' جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ اتحاد بلقانی ریاستوں کی ترقی کا ایک زینہ ہے -

اسکی کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس معاملہ میں سب سے اول شاہ جارج کی منظوری حاصل کرلیگئی تھی - شاہ جارج اور ایم - وزلو کے سوا اور کسی یونانی کو اس معاملے کی خبر نہ تھی -

کچھ عرصے کے بعد ایم - کریپارس' جو پہلے یونان کا وزیر خارجیہ تھا اور اب سفیر قسطنطنیہ' اس راز میں شریک کیا گیا - یہ تحریر ایک معتبر آدمی کے ذریعہ براہ کارفو' ریانا میں ایک مشہور انگریز کے پاس بھیجی گئی' جسنے بلغاری سفیر مقیم ریانا کو دیا' اور وہاں سے یہ تحریر اسی طرح سربمہر ایم - گوشاف (Gucspoff) کو بلغاریہ بھیجدی گئی -

یونان سے معاہدہ

یونان بلغاریہ سے جلد جواب نہیں چاہتا تھا' مگر آخر ستمبر میں ایک نیا واقعہ ظہور میں آگیا جس سے تمام بلقانی ریاستوں کو اپنے اپنے ہتیار سنبھال لینے پڑے -

طرابلس کی اٹالی کے شروع ہوتے ہی تمام بلقانی ریاستوں نے محسوس کیا کہ اب ایک معاہدۂ اتحاد کا اصلی وقت ہے - مگر ابھی کوئی با قاعدہ بات طے نہیں پائی تھی - یونان کا بلغاریہ سے تجاویز پیش کرانا اس بحث میں پڑا تھا کہ شاہ فرڈیننڈ اور ایم - گوشاف کے خیال میں سرویا کے ساتھ معاہدہ کرنا ان معاملات میں سخت ضروری تھا' اور اسوجہ سے اس بات کی ضرورت تھی کہ اسے بھی شریک کیا جاے - مگر ابتداے سنہ ۱۹۱۲ ع

میں جب ایم - سپلیوکج (M. Spalaï Kovitchy) سفیر سرویا صوفیہ
مقرر ہوکر آیا ' تو اس معاملے میں بہت جلد گفتگو ہوگئی ' اور
سروی بلغاری معاہدہ مکمل ہوگیا - صوفیہ میں شہزادہ بورس
کے جشن سالگرہ شباب میں ولیعہد یونان اور دیگر ولیعہد جب
لئے ' تو اس معاہدہ کے تمام امور طے کر لینے کا عمدہ موقعہ مل گیا -

جب بہانسکی رسوم ادا ہوگئیں تو مضمون نگار فوراً صوفیہ سے
روانہ ہوگیا ' اور اسکے بعد ہی ایم گوشاف (Gucspoff) کی زبانی یہ
پیغام بھیجا گیا :

" یونان سے ہمارے تعلقات نہایت عمدہ ہیں مگر ہم انکو اور
زیادہ مضبوط اور گہرے بنانا چاہتے ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ جو تجاویز
ان کے ذریعہ ہم تک پہونچی ہیں ' بہتر ہے کہ حکومت یونان
اپنے سفیر ایم - پاناس (M. Panas) کے ذریعہ طے کر لے "

یہ مرحلہ بذریعہ ایم - پاناس طے ہونے لگا - اسکی ابتدا فروری
میں ہوئی تھی ' اور اپریل تک نہایت خاموشی اور خوش اسلوبی
سے مکمل ہوگئی - آخری معاہدہ صوفیہ میں ایم - گوشاف اور ایم -
پاناس کے درمیان طے ہوا ' اور ۲۹ مئی کو دستخط کر دیے گئے -

" بلقان لیگ " کی تاسیس

سنہ ۱۹۱۲ ع نے تاریخ میں ہمیشہ کیلیے ایک ممتاز و یادگار
حیثیت حاصل کر لی ہے ' کیونکہ اسکی نظروں نے اُن واقعات کو دیکھا
ہے جن کی بنا پر ایشیا کی سیادت یورپ سے ہمیشہ کے لیے معدوم
ہوگئی - اس زمانہ میں واقعات کچھہ اس تیزی سے بدلتے رہے ہیں
کہ کسی اہم موقعہ کے آنے کی بھی مطلق خبر نہیں ہوئی - پرابلیکل
مسائل جسکی وجہ سے یورپ کے بڑے بڑے اہل الرائے پریشان
تھے ' اس سال بڑی آسانی سے طے ہوگئے ' اور یہ عقدۂ لاینحل جو
کسی سے حل نہیں ہوتا تھا ' آخر ہر ایک مسیحی بادشاہوں نے اپنے
اتحاد سے ہمیشہ کیلیے حل کر دیا -

حلفاء بلقان کا اپنے مخفی مقاصد کیلیے ایک لیگ کا قائم کر لینا
درحقیقت کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے - جو کچھہ تعجب ہے -
وہ اُس حیرت انگیز عاملانہ قوت اور سرعت رفتار عمل پر ہے ' جو
اس زمانہ میں ظہور پذیر ہوئی -

سنہ ۱۸۷۷ ع میں روسی عثمانی رفتار عمل پر سے لڑائی کے بعد
نقاب اخفا یکایک اٹھہ گیا ' اور بلقانیوں کو برلن کے معاہدے کے بعد
سے ایک گونہ بے چینی پیدا ہوگئی -

ان ریاستوں نے اسکے سوا چارہ کار نہیں دیکھا کہ اصول قومیت
کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے ' اور دول یورپ کی زیر نگرانی ایک
متحدہ انجمن بنا کر اپنے مقاصد کے حصول میں بلا توقف مشغول
ہوجائیں - اس تحریک کو سب سے پہلے ایم - اسیتش سروین مدبر
نے پیش کر کے اتحاد بلقانی کی تائید کی - اسکا یہ بھی خیال تھا
کہ اگر ٹرکی میں کسی قسم کی آئینی اصلاح ہوگئی ' اور پارلیمنٹ
قائم کردی گئی تو وہ بھی اس لیگ میں شامل ہو سکتی ہے -

شاہ چارلس رومانیا اور شاہ بلغاریہ بھی اسکے موید تھے -

مگر سنہ ۱۸۹۸ ع میں مشرقی رومیلیا میں بغاوت ہو گئی
تو سرویا اور یونان میں سخت جوش ترکی کے خلاف پھیل گیا -

چنانچہ اس خیال کی تجدید سنہ ۱۸۹۱ع میں یونان میں
پھر ہوی -

ایم - ٹریکوپس نے اس سال کے موسم گرما میں صوفیا اور بلغراد
کا سفر کیا ' اور وہاں کی حکومتوں کو آمادہ کیا کہ اس لیگ میں
شریک ہو جائیں - مگر یہ تجویز کچھہ قبل از وقت تھی '
کیونکہ اسوقت تک ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے مدبر اپنے اپنے
مقاصد کی مراعات کا اندازہ نہیں لگا سکتے تھے -

ایم - ٹریکوپس کی تجویز بیس سال تک پھر معرض التوا میں
پڑگئی ' اور اس عرصے میں کسی قسم کی تحریک نہیں ہوئی -

اگر اس بات کو دیکھا جائے کہ ان کے اندر آپس میں قومی
مخالفت کسقدر بڑھی ہوئی تھی ' اور عداوت کس درجہ شدید
تھی ' اور پھر با ایں ہمہ موانع ' یہ کل حلیف اپنے ایک دشمن
قدیم (دولت عثمانیہ) کی مخالفت میں کس قوت اتحادی کے
ساتھہ متحد ہوگئے ؟ تو حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی -

اس کل تجویز کی تعمیل نوجوان ترکوں کی قوت پکڑنے کے
بعد ہوئی - انقلاب دستوری میں اس بات کا وعدہ کیا گیا تھا کہ
تمام اقوام کو برابر کے حقوق و مراعات دیے جائینگے - بلقانیوں نے اس
تجویز کا بظاہر جوش و خروش سے استقبال کیا اگر - چہ یہ خیال تھا کہ
ترکی موجودہ حالت کو قائم رکھیگی اور اسمیں کسی طرح کی
اصلاحات نہیں کر سکیگی ' تاہم اُسکی طرف سے اسقدر نا امیدی
بھی نہیں تھی - جب انقلاب ہوا ہے تو محمود شوکت پاشا مرحوم
کے ہمراہ عیسائی والنّیر دارالحکومت تک گئے -

مگر اس انقلاب کی اصلی حالت بہت جلد ظاہر ہونیوالی تھی -
کیونکہ مسلم آبادی با وجود اقلیت کی کثیر التعداد غیر مسلم رعایا کے
مقابلے میں بڑھنے کی زبردستی ' اور پھر دول یورپ کی عجیب و
غریب سیاست عمل سے یہ کام سر انجام پاتے نظر نہیں آتا تھا -

یہ بات کہ عثمانی حدود کے باہر سے ان عیسائیوں کے ہم مذہب
اور ہم قوم ' ان کے حقوق کی نگرانی کرینگے ' اور انکا اسطرح سے
اتحاد کرنا بلقانی ریاستوں کیلیے مخالفانہ اعمال کا ایک سبب قوی
ہوجائیگا ' نوجوان ترکوں کی نظر سے بالکل پوشیدہ رہی -

سنہ ۱۹۱۰ ع کے اندر مقدونیہ میں واقعات و حوادث برابر پیش آتے
رہے - جسکی وجہ سے بلقانی حلفاء نے کارروائی شروع کرنے میں جلدی
کی - اسی سال کے موسم بہار میں ترکوں نے ایک البانی بغاوت کو
سختی سے فرو کر کے اپنی توجہ مقدونیہ کی طرف مبذول کی - وہاں
کوئی بغاوت نہیں تھی مگر جو تجویز لبانیہ میں کی گئی تھی ' یعنے
ہتھیار لے لینے کی ' وہ البانیا میں بھی عمل میں لائی گئی -

دول یورپ نے اپنے عہدہ داروں کو اس ملک سے بغیر اس بات کا
اطمینان لیے ہوے بلا لیا تھا کہ یہاں حکومت کا عمدہ انتظام رہیگا '
حکومت کے طرف سے کسی قسم کی رپورٹ شایع نہیں کی گئی '
اور تمام یورپین پریس نے خاموشی اختیار کر لی -

اصلاحات کی جب امید نہیں رہی تو مقدونیہ میں نصاریٰ کی
ایک جماعت نے قومونکو اپنے اپنے جھگڑے بالکل فراموش کر دینے
کی صلاح دی ' اور اسطرح جس بلقانی اتحاد کی تحریک با وجود
پوری سعی کے ملتوی رہگئی تھی ' یکایک پھر شروع ہوگئی -

پادری اور تمام اعلے طبقے کے لوگ اس تحریک اتحاد میں شریک
ہوئے - یونانی اور بلغاری پادریوں میں یکایک صلح ہوگئی ' اور بالآخر
پادریوں نے اپنی مقدس متحدہ درخواست بابعالے میں پیش کرنا
شروع کردی -

یونانی ہمیشہ بلغاری پادریوں سے سخت دشمنی رکھتے تھے ' مگر
اب یہ حالت ہوگئی تھی کہ ایک پادری کو مقدونیہ کے کاشتکاروں
نے ترکی حکام سے چھپا کر اپنے یہاں پناہ دی تھی !

موسم سرما کے ابتدا میں شاہ نکولس (جبل اسود) کی جوبلی
کے موقع پر فرڈیننڈ شاہ بلغاریہ اور ولیعہد یونان و سرویہ کے
تعایف بھیجنے سے اور زیادہ رشتۂ ارتباط قایم ہوگیا -

چند مہینوں کے بعد اس ' ال نے ' دہ رومانیا ترکوں کو اسوقت
ضرور مدد دیگا ' بلقانیوں کے دل میں اور بھی فکر پیدا کی -
اگر اسوقت بلغاریہ اس ترکی رومانیا معاہدہ کے انعقاد پر خاموش
رہجاتی ' تو دیگر بلقانی ریاستوں کا کیا حال ہوتا ؟

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق

زر اعانۂ مهاجرین

(از جناب سید محمد عبد الرزاق صاحب - بریلي)

آج کي ڈاک میں مبلغ ایک سو بارہ روپیه کا منی آرڈر ارسال خدمت کیا گیا هے - یه رقم بمد اعانۂ مہاجرین باقان هے جو انجمن هقل احمر بریلي کیطرف سے روانه کیجاتي هے - نمبر ۱۹ - نامون کي ایک فہرست منسلک هے - ان احباب کے نام اخبار الهلال ایک سال کیواسطے جاري کرنے کو ممنون فرمائیے اور اس رقم کي رسید با ضابطه مرحمت فرمائیے یا الهلال میں اعلان کردیجیے - جزاکم الله تعالی - الهلال)

(از جناب محمد تاج الدین صاحب مکنیا بازار کانپور)

بعد آداب و تسلیمات کے عرض هے که بساطي بازار و مچهلي بازار و مکنیا بازار والے لڑکوں نے جنکي عمر ۷ - برس سے ۲۰ برس تک تهي ' امداد مہاجرین کے لیے جو روپیه جمع کیا هے ' وہ ارسال خدمت هے -

(از جناب محمد ترابعلي خان صاحب - تعصیلدار)

(۱) میري پھوپھي امیر بیگم صاحبه نے مبلغ پچاس روپیه کا منی آرڈر آپ کے نام سے آج روانه کیا هے -

(۲) یه رقم اون کے مال کي زکواة هے جسکا بہترین مصرف انهوں نے یه خیال کیا که جو چنده آپ مہاجرین بلقان کے لیے جمع فرماتے هیں اوس میں یه رقم بهي شریک کردیجاے -

(از جناب کاظم حسین صاحب فارست منیجر)

۵ - رجب کا الهلال دیکها ' اور دیگر برادران دین کو بهي دکهایا - اول تو اس کافرستان میں مسلمان بہت هي کم هیں ' اور جو هیں بهي تو انهوں نے کورٹ نے لي ' جسکا مجهے افسوس هے - خیر ' جو کچهه مجهسے هوسکا اور جسطرح هوسکا آج بذریعه منی آرڈر ارسال خدمت کرتا هوں - نه نام ظاهر کرنیکی ضرورت اور نه رسایي اخبار هي جاري کرنیکی - غرض صرف اسقدر هے که الهلال کے نام سے رقم مذکوره مظاهر تک بهیجدي جاے - اگر خدا کو منظور هے تو اور بهي هاتهه پیر ' قلم و زبان هلا دیکهونگا ' اور جو کچهه مل جاریگا بهیجدونگا -

(از جناب قطب الدین احمد صاحب انصاري طالب علم)

آٹهه روپیه کي ناچیز رقم اسلیے بهیجتا هوں که ترک مہاجرین کي امداد میں دیدیجاے - اس سے " الهلال " کي خریداري مقصود نهیں هے - خدا کرے آپ کو اپنے مقاصد میں (که وہ سچے پیروان اسلام کے مقاصد هیں) کامیابي هو - آمین

(از جناب سید فضل شاه صاحب سب اڈیٹر سرحد)

پیشتر ازیں بارہ مومنین نے اس کار خیر میں اس استیشن سے حصه لیا هے - جن کے اسماے گرامي آپ کي خدمت میں مع پته کے یکے بعد دیگرے ارسال کرچکا هوں - چنانچه اس اعلان کے نام الهلال کا رسي پهنچ چکا هے

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیه

(۴)

	پالي	آنه	روپیه
بذریعه جناب برکت الله صاحب کارمنڈل			
جناب محمد شریف خانصاحب بي - اے	۶	۹	۲۶
جناب عبد الرحمن خانصاحب بانده	"	۱۲	۱۱
جناب غلام رسول دین محمد صاحب امرتسر	"	"	۵۰
بزرگان چک نمبر ۷۰ شاخ جنوبي - تحصیل سرگودها			
ضلع شاه پور بذریعه دفعدار پناه خانصاحب	"	"	۳۶
بي بي زبیده صاحبه از بها گلپور	"	"	۲
جناب عبد الکریم خانصاحب قانونگو اعظم گڈه	"	"	۵
جناب مراوي میر عالم صاحب کلرک - گورنمنٹ پریس - پشاور	"	"	۲
جناب نظام الدین احمد صاحب دریا پتهه مدراس	"	۸	"
جناب سید محمد حسین صاحب - حیدرآباد دکن	"	"	۴۶
جناب سید احمد علي صاحب - مظفرنگر	"	۲	۱
جناب فضل الهی صاحب - جالندهر	"	۴	۸۴
جناب محمد حسن صاحب کوایاره (پالامئو)	"	"	۴۳
جناب محکم الدین - دهدانا (فیروز پور)	"	"	۱۳
جناب قاضي سراج الدین صاحب فیروز پور جلال آباد	"	"	۸
جناب عبد العلي خانصاحب سب ڈویژنل افیسر جرانگڈه	"	"	۲
جناب سبحان خان صاحب - جهانسي	"	۵	۱
بذریعه احمد خلیل صاحب اصفهاني - باڈنگ رنگاسي	"	"	۷
جناب عبد الغفار خانصاحب اورمان زائي - پشاور	"	"	۸
اهلیه جناب یسین احمد صاحب - گیا	"	"	۴
جناب عبد المجید صاحب صدیقي لازکانه - سنده	"	"	۳
جناب صغیر حسین صاحب - علیگڈه	"	"	۲
جناب عباس صاحب - دهام پور	"	"	۸
مسلمانان بازید پور	"	۷	۲
جناب سلیمان خانصاحب اورنگ آباد	"	"	۵
جناب نصیر الدین احمد صاحب انصاري - ٹیٹینه	"	"	۱۰۰
جناب میر حبیب الله صاحب سب اورسیر مالا کند	"	"	۵
جناب مصطفی خانصاحب اکبر پور - کانپور	"	"	۲۵
جناب محمد اکبر صاحب زرد ساز - امرتسر	"	"	۹۲
جناب امیر الدین صاحب ممبر کمیٹي قصور - لاهور	"	"	۱۶
جناب محمد اسحاق خانصاحب ماتل رئیس بوله علیگڈه	"	"	۱۹
جناب محمد اسرار الحق صاحب انصاري	"	"	۸
میزان	۶	۷	۸۱۷
سابق	۶	۱۳	۵۱۰۲
کل	"	۵	۵۹۰۲

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | سال آلہ: چہار شنبہ ۱۱ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday July 16, 1913

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

f-yearly „ „ 4 - 12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

بذریعہ ڈاک خصوصی

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۱ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 16, 1918.

فہرست

شـــذرات

ڈاکٹر انصـــاری ۱

هدرد دهلي ۲

هفتهٔ جنگ ۲

مقـــالهٔ افتتـــاحیه ۳

دعوة الی الحق و امر بالمعروف ۴

مـــذاکرهٔ علمیـــه

موضوع علم الانسان ۹

مقـــالات

حقایق و وثایق

ایوان شینز سو ۱۰

مدنیین فرنگ ۱۱

التلقرا بایدیام الی الممالک ۱۱

عالـــم اســـلامي

الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط ۱۲

احـــرار اسلام

العربة في الاسلام (۳) ۱۳

ادبیـــات

اسلام کا نظام حکومت ۱۴

شئـــون عثمـــانیه

مسئله هرقیه (۳) ۱۶

انگلستان ترکي اور هندوستان ۱۷

مراسلات

مسئلهٔ ازدواج بیوگان ۱۸

مرکز اسلام سے آواز ۱۹

المراسلة و المناظره

" حظ و کرب " " یا لذت و الم " ؟ ۱۹

تاریخ حسیات اسلامیهٔ مسلمانان هند کا ایک ورق

اعانهٔ مهاجرین ۲۰

فهرست زر اعانهٔ مهاجرین عثمانیه (۵) ۲۰

تصاویر

ایشیا میں دولت عثمانیه کے مناظر صفحه خاص

ایوان شینز سو ۱۰

شذرات

ڈاکٹر انصاری

ڈاکٹر انصاري ۴ - جولائي کو بمبئي پہنچ گئے -

اپنے خطوط میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ هندوستان پہنچکر کوشش کرینگے کہ ملک کا دورہ کریں' اور اپني معلومات سے مسلمانوں کو ترکوں کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کا موقعہ دیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا' اور ضروري اور صحیح حالات لوگوں کو معلوم ہوسکے' تو یہ اس مشن کا سب سے زیادہ قیمتي نتیجہ ہوگا -

آج سب سے بڑا اہم مسئلہ عالم اسلامي کي وحدت اور باہم دگر رشتهٔ اخوت کي تجدید کا ہے - مسلمانان عالم کي تعداد سب جانتے ہیں کہ بہت ہے' اور تیس کروڑ سے بھي متجاوز' لیکن غور کیجیے تو چند کروڑ کي تعداد بھی ایسي نہیں جسے تعداد کہا جا سکے - تعداد کی ساري قوت اس پر موقوف ہے کہ اسکا ہر فرد دوسرے سے جڑا ہوا' اور زنجیر کي کڑیوں کي طرح گو ہر کڑي کا ایک علحدہ وجود نظر آتا ہو' لیکن دراصل زنجیر کے وجود مرکب ہي کا ایک جزو ہو -

جنگ کے موقعوں پر ہمیں ترک یاد آجاتے ہیں' اور ہم پکارتے ہیں تو وہ بھي سلام کہلا دیتے ہیں - فرانس' مراکش میں قتل عام کرے' یا مشہد روسیوں کے ظلم و ستم سے فریادي ہو تو ہم کو بھي محسوس ہو جاتا ہے کہ اسلام صرف هندوستان ہي میں نہیں ہے - لیکن اس کے بعد باہمي تعلق کوئي نہیں - تعلقات کا بڑا وسیلہ سیر و سفر اور باہم آمد و رفت ہے - اسکا یہ حال ہے کہ قرنوں میں اگر کوئی شخص ترکي چلا جاتا ہے تو واپسی پر اسکو سفر نامہ لکھنا پڑتا ہے' اور پڑھنے والے شوق سے پڑھتے ہیں' کہ کیسے دور دراز ملک اور غیر معلوم و مجہول دنیا کے حالات ہیں ؟

بقیہ دولت عثمانیہ ایشیا میں

مسئلۂ عراق

بغداد ' دجلہ ' بازار ' بیرون شہر ' ایک پل ' اور عرب مسافر عراق

موجودہ جنگ ختم ہو جاے مگر ہماری بدنصیبیاں تو ختم نہیں ہوئیں ؟ غور کیجیے تو انکا آخری دور ختم ہونے کی جگہ اب سے شروع ہوا ہے - پس ہمکو چاہیے کہ اسکے اصل نتائج سے بہرہ اندوز ہوں -

ایک بڑی چیز یہ ہے کہ ہم میں اور تمام عالم اسلامی میں ایک دائمی رشتہ قائم ہو جاے ' اور یہ اس درجہ ترقی کرے کہ ترکی عرب ' افغانستان ' افریقہ ' چین ' مسلمانان ہند کیلیے ایک شہر کے محلے بن جائیں ' اور وہاں کے حالات سے بچہ بچہ واقف ہو -

اسلام کسی خاص ملک اور وطن کا مذہب نہیں ہے- وہ تمام دنیا کی برادری ہے - جس طرح ایک وسیع خاندان بہت سے معاروں میں آباد ہوتا ہے ' اسی طرح تمام دنیا کو سمجھیے کہ خاندان اسلام کے مختلف محلے ہیں - کسی کا نام چین ہے ' کسی کا سرماٹرا ' کوئی افریقہ ہے اور کوئی قسطنطنیہ - گھر کے عزیزوں کو گھر سے نکلنا چاہیے ' اور ایک دوسرے محلے میں اپنا ہی گھر اور اپنا ہی محلہ سمجھکر آمد ورفت کرنی چاہیے - گو باہم فاصلہ بھی ہو -

جماعت " حزب اللہ " کا ایک بہت بڑا کام یہ بھی ہوگا -

بہرحال امید ہے کہ ڈاکٹر انصاری کا لوگ پرجوش استقبال کرینگے اور انکا یہ سفر ترکوں کے متعلق اشاعت معلومات وحالات کا وسیلہ ثابت ہوگا -

ہمدرد دہلی

بالآخر روزانہ " ہمدرد " اپنی پوری ضخامت اور ترتیب مضامین کے ساتھہ شائع ہوگیا :

اے آتش فرقت دلہا کباب کردہ !

اس وقت تک ۳۴ - نمبر نکل چکے ہیں ۸ - صفحہ کی ضخامت ہے ' اور ڈمائی سائز کی چوتھائی ایک متوسط تقطیع ہے ' جو پیشتر سے روزانہ اردو اخبارات کی قرار پا چکی ہے - ٹائپ بیرون کا ہے ' جس کو اس نگار خانے کا اصلی حسن سمجھنا چاہیے - کاغذ بھی اب بدل دیا گیا ہے ' اور دبیز اور چکنا لگایا جاتا ہے - ایسا کاغذ روزانہ اخبارات کیلیے ضروری نہیں ' اور اسلیے یہ ایک مزید اور غیر معمولی اہتمام ہے -

جو چیز جتنے زیادہ انتظار کے بعد ملے ' اتنی ہی زیادہ محبوب بھی ہوتی ہے - تلاش مطلوب میں آپ جسقدر زیادہ سرگرداں رہینگے ' اتنا ہی زیادہ اسکا حصول مسرت بخش بھی ہوگا -

ہمدرد کی اشاعت میں تاخیر کے عجیب عجیب اسباب پیدا ہوتے رہے ٹائپ کے مسئلے نے امیدوں اور مایوسیوں سے بدل دیا :

کہ عشق آساں نمود اول ' ولے افتاد مشکلہا !

پبلک کو انتظار کی تکلیف تھی ' اور کام کرنے والوں کو تلاش مقصود میں سرگردانی - اسکا انتظار بھی شدید تھا ' اور اسکی تلاش کی سختیاں بھی کم نہ تھیں - پس ان مشکلات کے بعد جو چیز میسر آے ' کیوں نہ اسکا میسر آنا مطبوع و مسرت بخش ہو ؟

اردو پریس پر نصف صدی گذر گئی ' لیکن اب تک وہ اپنے دور طفولیت سے آگے نہیں بڑھا - یہ میدان اب تک بالکل خالی ہے - بہت سے عظیم الشان کام ہیں جو کام کرنے والوں کو یہاں انجام دینے ہیں - یورپ کے فن صحافت سے قطع نظر کیجیے - ترکی اور مصر کے روزانہ اخبارات ہی کو سامنے لائیے تو خود اپنی نظروں میں آپ حقیر معلوم ہونگے - مگر پریس کی اصلی قوت روزانہ اخبارات ہیں ' اور وہی اردو میں کالمعدوم !

ہمیں ورق کہ سیہ گشتہ ' مدعا اینجاست

پس یہ ایک نہایت مبارک آغاز ہے جو " ہمدرد " کی صورت میں ہوا ہے - اس طرح کے وسیع انتظامات سے اب پبلک آشنا ہوتی جاتی ہے ' اور اخبار بیں طبقہ موجودہ حالت پر قانع نہیں - سب سے بڑا لاینحل مسئلہ ٹائپ کا مسئلہ تھا - لوگ اسکا نام لیتے ہوے ڈرتے تھے کہ نہیں معلوم کیسی گذریگی ؟ لیکن اب عوام و خواص میں ہزاروں اشخاص ہیں جو ٹائپ کے مطبوعہ صفحات پڑھتے ہیں اور شوق و ذوق سے پڑھتے ہیں - حتے کہ تعلیم آشنا مستورات اور خواتین بھی ' جو درسی کتب میں صرف نستعلیق ہی کی عادی ہیں ' بلا تکلف ٹائپ کے اخبار منگاتی ہیں - ایک سال کے اندر اردو پریس کا یہ تغیر عظیم الشان اور غیر متوقع ہے -

" ہمدرد " کے پہلے پرچے کا سرآغاز ڈاکٹر اقبال کی ایک موثر نظم تھی ' جسمیں انہوں نے ایک عرب مجاہد لڑکی کی شہادت کا واقعہ نظم کیا ہے - قارئین الہلال کو یاد ہوگا کہ گذشتہ نومبر میں بسلسلۂ " نامور زنان غزۂ طرابلس " ایک مضمون " الا حیاء ' الذین لا یموتون " کے عنوان سے الہلال میں نکلا تھا ' اور اسمیں " فاطمہ بنت عبداہ " نامی ایک یازدہ سالہ مجاہدۂ غیور عربیہ کے حالات شہادت مع اسکے مرقع خونیں کے شائع کیے گئے تھے - اسی واقعہ کو ڈاکٹر اقبال نے اس نظم میں درج کیا ہے - یہ ' اور اسی طرح کے بعض زہرہ گداز و عظیم الاثر حالات جو الہلال میں لکھے گئے ہیں ' انکے متعلق احباب کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ انکے ذرائع علم اس درجہ نادر اور غیر معمولی ہیں کہ مصر و شام کے عربی اخبارات کا بھی اُن پر دسترس نہیں - چنانچہ " فاطمہ بنت عبد اللہ " رضی اللہ عنہا کا واقعۂ شہادت مصر کے تمام مشہور و غیر مشہور جرائد میں سے کسی اخبار کو بھی نصیب نہوا - ترکی میں بھی صرف ایک ماہوار رسالے کو یہ حالات معلوم ہوے تھے -

اسی طرح اب انشاء اللہ " نامورزان غزۂ بلقان " کا سلسلہ بھی الہلال میں جاری رہیگا -

بہرحال " ہمدرد " کی اشاعت پر ہم دفتر کا مزید کامیابی کو مبارکباد دیتے ہیں - اور دعا کرتے ہیں کہ انکو مہلت ملے ' تا کہ وہ اس ابتدائی نمونے کو حد تکمیل تک پہنچاسکیں -

اس اہتمام اور صرف کثیر کے ساتھہ اسکی سالانہ قیمت صرف ۱۵ - روپیہ ہے - اور ششماہی ۷ - روپیہ آٹھہ آنہ - امید ہے کہ لوگ اسکی قدر دانی کرے ' کام کرنے والوں کی قدر افزائی کی ایک عمدہ مثال قائم کرینگے -

ہفتۂ جنگ

ریوٹر ایجنسی نے بلقانیوں کی باہمی آویزش کی جو خبریں اس ہفتہ میں بھیجی ہیں وہ اس حقیقت کی تفسیر ہیں کہ ولا تزر الظالمین الا تبارا کے مفہوم ذہنی کو عالم شہود میں لانے کے لیے قدرت کاملہ کیا روش اختیار کرتی ہے ؟

بلغاریا کی جانب سے اولی چھیڑنے کا الزام سرویا کو دیا جاتا ہے ' لیکن اس حقیقت کا کیا جواب ہے کہ پچھلے ہفتے مال غنیمت میں بلغار کی ایک پرانی جنگی دستاویز دستیاب ہوئی تھی جس میں سرویا پر فوراً حملہ کردینے کے لیے بہت سی ہدایتیں درج تھیں -

یورپ کی کسی سلطنت کا یہ خیال نہیں کہ ترک بھی اس جنگ میں حصہ لیں ' یعنی ترکوں کو اس سے فائدہ نہ پہونچنے

پالے ' ترکوں نے خود تو اس جنگ میں بے طرف (نیوٹرل) رہنے کا اعلان کردیا تھا لیکن اگر تازہ ترین خبروں کی بنا پر اس میں تبدیلی پیش آئی تو یورپ پھر خاتمۂ جنگ کی سلسلہ جنبانی شروع کردیگا -

اس وقت تو یہ حالت ہے کہ یورپ کی وہی سلطنتیں جو بلقان کی مسیحی ... کو باہمی خون ریزی سے محفوظ رکھنے کے لیے تلواروں کی آب اور توپوں کی آگ سے امن عام قائم رکھنے پر آمادہ تھیں ' اس وقت بالکل خاموش ہیں -

سلانیک میں یونانی فوج کے آٹھ ہزار زخمی تڑپ رہے ہیں لیکن تیمار کے لیے یورپ کے کسی ملک سے کوئی مشن نہیں روانہ ہوتا - سرویا کے پندرہ ہزار سپاہی جنگ کے قابل نہیں رہے ' بلغاریا کے بیس سے پچیس ہزار تک مجروح و مقتول ہو چکے ہیں ' یونان کو دس ہزار یونانی فوج کا نقصان اٹھانا پڑا ہے ' جبل اسود بھی نقصان سے محفوظ نہیں ' اور بلغاریوں کے نقصانات تو ان سب سے کہیں زیادہ بیان کیے جاتے ہیں ' با ایں ہمہ نہ کوئی ان حوادث کا ماتمدار ہے اور نہ کہیں ان شہدائے نصرانیت کا مرثیہ سننے میں آتا ہے جن کو مسلمانوں کے قتل عام کرنے پر کلیسا میں برکت دی گئی تھی ' اور سوسائٹی میں اُن کی تقدیس کی جاتی تھی -

پانچ روز کی مسلسل جنگ کے بعد یونانیوں نے ڈوبرن میں فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیے ' بلغاریوں کو اس لڑائی میں ایسی ناکامی ہوئی کہ دستور کے خلاف وہ اپنی کامل شکست آپ تسلیم کرنے لگے ہیں ' مگر اعلان یہ ہوتا ہے کہ بلغاریا کے لیے یونانی فتوحات ناقابل اعتنا ہیں ' یعنی قابل اعتنا اُس وقت ہونگی جب صوفیا کا صفایا ہو جائیگا - بلغاریوں نے بڑی کوشش کی کہ کستندل سے پیروست اور درنجہ کو بڑھ جائیں اور بلغراد سے سپاہ سرویا کا سلسلہ قطع کردیں ' مگر یہ کوشش اب تک ناکام ہی رہی -

دشت کلکیش کی جنگ کی جو مزید تفصیل ریوٹر ایجنسی نے شایع کی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو شکست بھی ہوتی ہے تو نہایت شرمناک طریق پر ہوتی ہے - فوجیں موجود ہیں ' اسلحہ موجود ہیں ' برابر کا مقابلہ ہے ' مگر حوصلے ہیں کہ ذرا سے حملے میں چھوٹ جاتے ہیں ' اور سپاہی ہیں کہ خفیف سے مقابلے میں سامان حرب تک کو چھوڑ بھاگتے ہیں -

سرویا نے بلغاریا سے تمام تعلقات منقطع کرلیے ' ستینا (ستنجی دارالحکومۃ جبل اسود) سے سفراے بلغار بھی واپس طلب کرلیے گئے ہیں ' اور سرویا و یونان سے تو انقطاع سفارت پہلے ہی سے ہے - سرویا نے قطع تعلق کی نسبت دول یورپ کو جو یادداشت بھیجی تھی اُس میں بلغاریا پر دغابازی سے اتحاد بلقان کو توڑنے کا الزام لگایا تھا - بلغاریوں نے اس کے جواب میں الزامات سے انکار کیا ہے اور اپنے معاملات روس کے حوالے کردیے ہیں کہ جس طرح بنے اس عذاب سے اُس کو نجات دلائے ' لیکن اگر قدرت کو اُس کی پامالی ہی منظور ہے تو ان یخذلکم فمن ذا الذي ینصرکم من بعدہ (خدا ہی جب تم کو مخذول کرنا چاہے تو کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کو ٹھہرا ہو سکتا ہے) کی وعید پوری ہونے سے کب رک سکتی ہے ؟

سروی صوفیا سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر یعنی کستندل تک پہنچگئے ہیں ' یونانیوں نے بھی اس ہفتہ میں اسٹرمنتزا پاتر ج اور کلکیش وغیرہ متعدد مقامات میں بلغاریا کو شکست دی ہے -

صوفیا سے اس ہفتہ میں فتح کے متعلق صرف دو تار آئے ہیں - ایک میں ظاہر کیا گیا ہے کہ تمام بلغاری خط سے سروی فوج کو ہٹا دیا گیا ' دوسرے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شمال ڈوارین میں سخت نقصان کے ساتھ یونانیوں کو شکست ہوئی - لیکن ان دونوں فتوحات کی قدر و قیمت معلوم !

درندہ خصلت بلغاریوں کے مظالم نے اتھینس میں غیر معمولی جوش پیدا کردیا ہے ' قسطنطین شاہ یونان نے اپنے وزیر خارجہ کو کہا دیا ہے کہ اسکے نام سے ان " انسان صورت درندوں " کے خلاف دول یورپ کے وکلاء کے سامنے اعتراض کرے - اُس کا بیان ہے کہ " میں نہایت مجبوری کے عالم میں بلغاریوں سے انتقام لے رہا ہوں ' یہ انسان نہیں ہیں درندے ہیں ' ان میں ہیبت و خوف پیدا کرنے کی ضرورت ہے ' پچھلے زمانے کے تمام وحشیانہ مظالم کو ان ستم پیشہ درندوں کی جفا کاریوں نے ماند کردیا ہے - وہ اپنی حرکتوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی مہذب قوم سے اُن کو ہرگز تعلق نہیں ہے ' اور نہ اب اُن کو مہذب اقوام میں اپنے تئیں شمار کرنے کا کوئی حق حاصل ہے " یہ پروٹسٹ اگر صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ یہی مظالم جب مسلمانوں پر ہو رہے تھے اُس وقت یہ اعتراض کیوں نہ ہوا ؟ سچ ہے :

" اس دھر میں سب کچھ ہے پر انصاف نہیں ہے "

اتھینس میں نیم سرکاری طور پر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وکلاء دول یورپ کی ملاقاتوں کے جواب میں یونان نے یہ کہا کہ اب صلح میدان جنگ میں ہوگی -

رومانیا کو جمع افواج میں امید سے زائد کامیابی ہوئی ہے - یعنی ۴ - لاکھ کے بدلے ۶ - لاکھ فوج جمع ہوگئی ' جسمیں ۳۰ - ہزار یہودی بھی ہیں - سپہ سالار خود ولی عہد ہے - رومانیا نے اعلان جنگ کردیا ' اور سلسیٹریا کو اسطرح فتح بھی کرلیا کہ تین سو بلغاریوں نے بغیر کسی قسم کے مقابلے کے ہتیار ڈالدیے - بخارست کے تار میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رومانی فوج ۱۵ - کیلو میٹر بلغاری مقبوضات میں بڑھتی ہوئی چلی گئی - اس مداخلت سے رومانیا کا منشا ریاستہاے بلقان میں موازنۂ قوت کا محفوظ رکھنا ہے -

موجودہ ترکی وزارت نے نہایت دانشمندی کی تھی کہ ریاستہاے بلقان میں خانہ جنگی کے آثار دیکھکے فوج کا متفرق کرنا ملتوی کردیا تھا - ۸ جولائی کو باب عالی نے ڈاکٹر ڈنیف سے فرمایش کی کہ خط اینوس و میڈیا کے مابین جسقدر زمین ہے فوراً خالی کردیجاے - دوسرے ہی دن فوج کو تیاری کا حکم ملا اور اُس نے پیشقدمی بھی شروع کردی -

اس فرمایش کے جواب میں ایک بلغاری وکیل صلح گفتگو کرنے کے لیے قسطنطنیہ آیا ' مگر اپنے مشن میں ناکام رہا - ۱۱ - جولائی کو عثمانی فوج نے حرکت شروع کی - ۱۴ جولائی کا تار ہے کہ عثمانی فوج چتلجا اور بلیر سے بڑھتی ہوئی بغیر کسی مقابلے کے چاراو تک پہنچگئی ہے - قسطنطنیہ میں بڑی مستعدی سے جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں ' فوج ' توپخانے ' اور سامان رسد وغیرہ ذیشیاء کوچک سے مسلسل آرہا ہے -

دولت عثمانیہ اور سرویا میں ایک معاہدہ ہے ' عثمانی بیان کے موجب اس معاہدہ کے رو سے عثمانیوں کو تھریس کا ایک بڑا حصہ پھر واپس ملسکیگا -

بلغاریا نے روس سے مداخلت کی جو درخواست کی تھی اُس کے متعلق روس کوشش کررہا ہے کہ ریاستہاے بلقان میں ہنگامی صلح ہو جاے ' اور نزاع انگیز امور کا فیصلہ ایک کانفرنس کے ذریعہ کیا جاے - جو سینٹ پیٹرسبرگ میں منعقد ہو - ممکن ہے یہ تجویز ناکام نہ رہے ' لیکن جب تک اس پر عمل کی نوبت آلیگی اُس وقت تک نہ معلوم بلغاریوں کی کیا حالت ہو جالیگی ؟

١١ - شعبان ١٣٣١ هجری

دعوة الی الحق و امر بالمعروف

أسوۂ نوحي (ع)

هشدار که سیلاب فنا در پیش است

هاں مشو مغرور برحلم خدا ' قدرت کی آنکھیں سب کچھه دیکھ رهی هیں ' جور و ستم ' تشدد و تباہ کاری ' استبداد و مردم آزاری ' ان سب پر خدا کی نظر هے ' جس طرح مسجدیں گرائی جاتی هیں ' خانقاهیں بند کرائی جاتی هیں ' کمزور جماعتیں ستائی جاتی هیں ' خدا ان تمام باتوں کو دیکھتا هے ' سنتا هے ' اور خاموش رهتا هے که لعلهم یرشدون (شاید یه خود هی راه راست پر آجائیں) زبردست هستیوں کو جب اس پر بھی تنبه نہیں هوتا ' زیر دست آزاری میں مطلق کمی نہیں آتی ' طغیان و سرکشی حد سے بڑھ جاتی هے ' تو ان بطش ربك لشدید (پروردگار عالم کی گرفت بڑی سخت هے) کی وعید هیجان میں آتی هے ' " دیرگیرد سخت گیرد مرد را " کا طوفان جوش کھاتا هے اور تر و خشک سب کو بہا لے جاتا هے -

اس ذیل میں سب سے پہلا طوفان وہ تھا جس نے عصر حجری و عصر نباتی کے بعد عصر حیوانی کے آغاز عہد میں تقریباً تمام دنیا کی حالت بدل دی تھی - علمی زبان میں اس طوفان کو " طوفان عام جیولوجی " کہتے هیں ' سطح زمین کی غلظت نے اندر کی مشتعل حرارت کے تمام منافذ و مخارج بند کررکھے تھے ' بخارات کا التہاب بڑھتا رہا اور زمین کی ابتدائی حالت آتش افشانی کی گنجایش بھی نکال نہ سکی ' استبداد کی تنگ گیریاں بہت دیر تک قائم نہیں رہ سکتیں ' سمندر کے وسط میں دفعۃً پہاڑیوں کا سلسلہ کھل گیا ' ملتہب مادے جوش و خروش سے پھوٹ بہے ' هولناک سیلاب نے تمام کرۂ زمین کو چھالیا ' اور تقریباً جتنی جاندار هستیاں تھیں سبکو بہا لے گیا - یه طوفان جس کی عمومیت ناقابل انکار هے ' موجودہ نسل انسانی سے قبل کا هے ' اس کے بعد جتنے طوفان آئے وہ خاص خاص ممالک و مقامات تک محدود تھے -

نوع انسانی کی تکوین کے بعد جو طوفان آئے هیں ان میں سے سب سے بڑا اور سب سے پہلا طوفان غالباً هندوستان کا تھا جس کی نسبت " ویشنو " نے اپنے ایک معتقد پوجاری کو اطلاع دی تھی که " سات دن میں ایک طوفان آئیگا جو ان تمام مخلوقات

کو که میری توهین کرتے هیں هلاک کردالے گا ' تم ایک کشتی میں سات رشیوں اور اپنی عورتوں کے ساتھه بیٹھه جانا ' اور هر طرح کے حیوانات کو بھی بٹھا لینا " اساطیر هند (آرین میتھولوجی) کے مطابق یه پیشینگوئی حرف به حرف پوری هوئی - ویشنو نے خاتمۂ طوفان کے بعد شیطان کو قتل کردالا - وید مقدس کے جتنے نسخے تھے سب چھپا ڈالے ' اور اپنے مخلص پوجاری کو الٰہیات کی تعلیم دیکر ساتویں " منو " کا خطاب عنایت کیا -

دوسرا هولناک طوفان جس کے واقعات قدیم کلدانی روایتوں میں ملتے هیں ' بابل میں آیا تھا ' یه واقعه پادشاه " ذی زرترس " کے عہد کا هے جس کو " خرونس " دیوتا (زحل) نے اس کی اطلاع دی تھی ' اور خواب میں کہدیا تھا که انسان کے فتنه و فساد نے مجھے غضبناک کررکھا هے ' میں ان کو تعزیر دونگا اور سب کو طوفان سے هلاک کردالونگا ' تم اور تمھارے خاندان والے البته بچ رهینگے ' مبدء و منتها و ارساط اشیا کے متعلق جو تحریریں هیں ان سب کو لیکر " سیباریس " (مدینة الشمس) میں دفن کردو ' اور ایک کشتی بناؤ جو طول میں پانچ استاد اور عرض میں دو استاد کی هو (ایک استاد ایک سو پچیس فیٹ کے برابر تھا) اهل و عیال کو لیکر کشتی میں سوار هوجاؤ ' اور اپنے آپکو پانی کے سپرد کردو ذی زرترس نے امتثال امر میں بڑی سرگرمی دکھائی ' طوفان کم هوا تو کشتی سے ایک دو چڑے (کنجشک) اڑا دیے ' خشکی کا نام و نشان نه تھا - پہلی مرتبه چڑا واپس آیا ' دوسری مرتبه کی آمد میں پنجوں میں کیچڑ بھری تھی اور چونچ میں کوئی سبزگھانس تھی - معلوم هوا که خشکی نمودار هو چلی هے - تیسری مرتبه گیا تو پھر واپس نه آیا - خشکی کا اب ٹھیک اندازه هوگیا تھا - کشتی آگے بڑھائی گئی - سامنے ایک پہاڑ نظر آیا - وهیں ٹھہرگئی - اهل کشتی اتر پڑے ' دیوتاؤں کے آگے سرکے بھل گرے ' قربانگاہ بنائی ' بھینٹ چڑھائی ' مدینة الشمس سے دفینه نکالا ' بابل کو پھر آباد کیا اور بستیاں بسائیں -

علماے طبیعت و آثار کی راے میں تورات کے واقعۂ طوفان نوح کی تفصیل اسی روایت سے ماخوذ هے -

تیسرا واقعه " طوفان هیرابولیس " کا هے جسکی تشریح " لوسیانوس " نے کی هے ' واقعات سب ملتے جلتے هیں ' حسب معمول اس طوفان کی نسبت بھی یہی ادعا هے که صرف " دیکالیون " اور اس کے گھرانے والے بچ رهے تھے ' اور ساری آبادی غرق هوگئی تھی - دیکالیون کی کشتی " هیر ابولیس " کو پہونچ کر ٹھہری تھی ' وهیں اس نے ایک هیکل بنایا جس کو پسینه آتا تھا ' اس پر وحی اترتی تھی ' اور وہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتا تھا -

چوتھا طوفان جزیرۂ سامو تراس کا تھا جس سے - مورخ دیودورس کی راے میں - بحیرۂ مرمر (مارمورا) نکلا -

پانچویں غربی قدیم یونان کے علاقه " بریسی " کے طوفان سے هرئی جو پادشاه " ارجیج " کے عہد میں حضرت مسیح سے نو سو برس پیشتر بحیرۂ " کوبایس " میں سیلاب آنے سے آیا تھا " آگستینس " نے جو مندر " هیبرن " کا بڑا پوجاری تھا ' اس کے جزئیات پر نہایت شرح و بسط سے گفت و گو کی هے اور " وینس " (زهره) دیوتا کے دفعۃً رنگ و صورت و حجم و رفتار بدل جانے کا اسے نتیجه ٹھہرایا هے ' ادبیات مشرق میں یونان کی غربی یہیں سے نکلی هے -

چھٹا طوفان پادشاه " دیکالیون " فرماں روائے تھسلی کے عہد میں میلاد مسیح سے ایک هزار چھه سو برس قبل آیا تھا ' اور تھسلی کو بہا لے گیا تھا - هیرودوتس کی روایت هے که تھسلی ایک بڑا دریا

تها ' سمندر کے دیوتا " نبتون " نے اُس کا پانی بہادیا اور ملک میں طوفان آگیا -

ان واقعات پر خرافات کا اثر تو ضرور غالب ہے ' مگر اصلیت سے خالی نہیں - علم الطبیعہ کے مشہور ترین فرانسیسی مولف (موسیو قرے) نے تاریخ الانسان الطبیعی (ص ۲۴ - ۲۸ و ۳۵ - ۴۲) میں ان پر نہایت حکیمانہ نظر سے ریویو کیا ہے -

ساتواں طوفان حضرت نوح کے عہد میں آیا تها ' یہ حادثہ میلاد مسیح سے تین ہزار ۳۳۸ برس قبل کا ہے ' اور اس وقت پانچ ہزار دو سو ۵ - برس اس کو ہوچکے ہیں - قرآن کریم نے اِسکی پوری تشریح کی ہے ' سورۂ ہود میں ہے :

ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه انی لکم نذیرمبین ' ان لا تعبدوا الا الله ' انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم ' فقال الملاء الذین کفروا من قومه : ما نراک الا بشراً مثلنا و ما نراک اتبعک الا الذین هم اراذلنا بادی الرای ' وما نری لکم علینا من فضل ' بل نظنکم کاذبین ' قال : یا قوم : أرأیتم ان کنت علی بینة من ربی و اتانی رحمة من عنده فعمیت علیکم ' أنلزمکموها و انتم لها کارهون ؟ و یا قوم لا أسألکم علیه مالاً ' ان اجری الا علی الله ' وما انا بطارد الذین امنوا ' انهم ملاقوا ربهم ' ولکنی اراکم قوماً تجهلون ' و یا قوم من ینصرنی من الله ان طردتهم ؟ أفلا تذکرون ؟ و لا اقول لکم عندی خزائن الله ' و لا اعلم الغیب ' و لا اقول انی ملک ' و لا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیهم الله خیراً ' الله اعلم بما فی انفسهم ' انی اذا لمن الظالمین ' قالوا : یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین ؟ قال : انما یأتیکم به الله ان شاء و ما انتم بمعجزین ' و لا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان الله یرید ان یغویکم ' هو ربکم و الیه ترجعون	ہم نے نوح کو اُن کی قوم کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ " لوگو ! میں تم کو صاف صاف خطرہ سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کیا کرو ' مجھکو تمہاری نسبت ایک روز دردناک کے عذاب کا خوف ہے " سردار ان قوم کفار نے اس پیغام کو سن کر کہا کہ " ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ہی جیسے بشر تم بھی ہو ' بظاہر ہم میں جو ادنی درجہ کے لوگ ہیں اُنہیں نے تمہاری پیروی بھی کی ہے ' اپنی نسبت تم لوگوں میں ہم کو تو کوئی برتری بھی نظر نہیں آتی ' بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں " نوح نے جواب دیا کہ " تم لوگوں کی کیا راے ہے ؟ میں اگر اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر ہوں ' اُس نے مجھکو اپنے جناب سے نعمت و رحمت بھی عطا کی ہے ' تم کو وہ رستہ دکھائی بھی نہیں دیتا ' تو اس حالت میں کہ تم اُسکو مکروہ جانتے ہو کیا ہم اُسپر تمہیں مجبور کر رہے ہیں ؟ لوگو ! میں ان کو اگر نکال بھی دوں تو خدا کے مقابلے میں کون میری مدد کریگا ؟ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ؟ میں یہ نہیں کہتا کہ (۱) میرے پاس خدا کے خزانے ہیں (۲) نہ میں غیب جانتا ہوں (۳) نہ اپنے آپ کو فرشتہ کہتا ہوں (۴) اور جو لوگ تمہاری نظروں میں حقیر ہیں میں اُن کی نسبت یہ بھی نہیں کہتا کہ خدا ان پر فضل ہی نہ کریگا ' ان کے دل کی بات تو خدا ہی جانتا ہے - میں ایسا کہوں تو ایک ظالم میں بھی ہونگا " کفار نے کہا : " نوح ! تم ہم سے بہت جھگڑ چکے ' سچے ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے لاؤ ؟ " نوح نے جواب دیا کہ " خدا کو منظور ہوگا تو وہی عذاب بھی تم پر نازل کریگا ' تم خدا کو عاجز نہ کر سکوگے ' خدا ہی کو اگر تمہیں گمراہ کرنا منظور ہے تو میں کتنی ہی نصیحت کرنی چاہوں میری نصیحت تمہارے کام نہ آئیگی ' وہی تمہارا پروردگار ہے ' اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے "
ام یقولون افتراه ' قل : ان افتریته فعلی اجرامی و انا بری مما تجرمون !	کیا وہ کہتے ہیں کہ " یہ باتیں بنا رکھی ہیں " ؟ تم کہہ دو کہ " میں نے اگر یہ باتیں بنالی ہیں تو اس کا گناہ مجھہ پر ہے ' اور تم جو گناہ کرتے ہو میں اُس سے بری الذمہ ہوں "
و اوحی الی نوح انه : لن یؤمن من قومک الا من قد امن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون ' و اصنع الفلک باعیننا و وحینا و لا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون '	نوح کو وحی ہوئی کہ " تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لاچکے ہیں اُن کے علاوہ اب ہرگز کوئی ایمان نہ لائیگا ' یہ لوگ جو کچھہ کرتے رہے ہیں تم اُس کا پچھہ غم نہ کرو ' تم ایک کشتی ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق بناؤ ' اور ان ظالموں کے متعلق مجھے مخاطب نہ کرو ' یہ ضرور غرق ہونگے "
و یصنع الفلک ' و کلما مر علیه ملاء من قومه سخروا منه ' قال : ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ' فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه و یحل علیه عذاب مقیم -	نوح کشتی بنانے لگے ' قوم کے وجیہ اور وردار لوگوں کا جب اُن پر گزر ہوتا تو وہ اُن سے تمسخر کرتے ' نوح جواب دیتے کہ " تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جیسے آج تم ہم پر ہنس رہے ہو اسی طرح کل کو ہم بھی تم پر ہنسیں گے ' عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ رسوائی بخش عذاب کس پر آتا ہے - اور دائمی تکلیف کس کی راہ میں حائل ہوتی ہے ؟ "
حتی اذا جاء امرنا و فار التنور قلنا : احمل فیها من کل زوجین اثنین و اهلک الا من سبق علیه القول و من امن ' وما امن معه الا قلیل '	یہ کیفیت اسی طرح رہی ' یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور نے جوش کھایا تو ہم نے نوح کو کہا کہ " ان سب کو کشتی میں بٹھا لو : ہر جوڑے کے دو دو جفت کو - اپنے گھر والوں کو - اُن کے علاوہ جن کی نسبت پہلے قول ہوچکا ہے - اور اُن کو جو ایمان لاچکے ہیں " اور اُن کے ساتھہ تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے -
و قال : ارکبوا فیها ' بسم الله مجریها و مرساها ' ان ربی لغفور رحیم ' وهی تجری بهم فی موج کالجبال ' و نادی نوح ابنه - و کان فی معزل : یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین ' قال : سآوی الی جبل یعصمنی من الماء ' قال : لا عاصم الیوم من امر الله	نوح نے ان سب سے کہا " آؤ کشتی میں بیٹھہ جاؤ ' بسم الله مجریها و مرساها ' حقیقت میں میرا پروردگار غفور رحیم ہے " کشتی ان سب کو پہاڑ جیسی موجوں میں لیے چلی جارہی تھی ' اس حالت میں نوح نے اپنے بیٹے کو - جو الگ تھا - پکارا کہ " بیٹا ! آؤ ہمارے ساتھہ سوار ہو جاؤ ' کافروں کے ساتھہ نہ رہو " اُس نے کہا " میں ابھی کسی پہاڑ کے سہارے جا لگتا ہوں '

الا من رحم ' و حال بينهما المـوج فـكان مـن المغـرقين -

وہ مجھے پانی سے بچا لیگا " نوح نے کہا " آج کے دن خدا کے غضب سے کوئی بچـانے والا نہیں ' بچے تو وہی بچے جس پر خدا رحم کرے " اسی حالت میں باپ بیٹے کے مابین ایک موج حائل ہوگئی ' ڈوبنے والوں کے ساتھہ نوح کا بیٹا بھی ڈبو دیا گیا -

وقیل : یا ارض ابلعی ماءک ' و یا سماء اقلعی ' و غیض الماء ' و قضی الامر ' و استوت علی الجودی ' و قیل بعداً للقوم الـظالمین '

' کام تمام ہو چکا تو حکم دیا گیا کہ " اے زمین اپنا پانی جذب کرلے ' اور اے آسمان تھم جا " پانی اُتر گیا ' حکم کی تکمیل ہوئی ' کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری ' اور کہدیا گیا کہ " ظالموں کی جماعت دور ہو "

ونادی نوح ربه فقال : رب ان ابنی من اهلی وان وعـدك الحق و انت احكم الحاكمين ' قال : یا نوح انه لیس من اهلك ' انه عمل غیر صالح ' فلا تسـاٴلن ما لیس لك به علم ' انی اعظك ان تكون من الجاهلین ' قال رب انی اعـوذ بـك ان اسـٴلك ما لیس لی به علم ' و الا تغفرلی و ترحـمنی اكن مـن الخاسرین ' قیل : یا نوح اهبط بسلام منا و برکات علیك و علی امم ممن معك ' و اُمم سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیم (١١ : ١٩ — ٤٠)

نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور عرض کیـا " اے میرے پروردگار ' میرا بیٹا بھی میرے ہی گھر والوں میں ہے ' تیرا وعدہ سچا ہے ' اور تو سب حاکمـوں سے بڑا حاکم ہے " جواب ملا کہ " اے نوح وہ تمہارے گھر والـوں میں شـامل نہیں ' وہ بدکار ہے ' جو بات نہ جانتے ہو ہم سے اُس کی درخواست نہ کرو ' ہم تمہیں سمجھائے دیتے ہیں کہ نادانوں کی سی باتیں نہ کرو " نوح نے عرض کیا کہ " اے مـیرے پروردگار میں ایـسی جرأت سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ جس چیزکی حقیقت معلوم نہو تجھہ سے اُسکی درخواست کروں - میری گستاخی تو اگر نہ بخشیگا اور مجھہ پر رحم نہ کریگا تو میں تباہ ہوجاؤنـگا " سب کچھہ جب ہوچکا تو حکم دیا گیا کہ " اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھہ کشتی پر سے نیچے اُترو - یہ برکتیں تمہارے اور اُن اقوام کے شامل حال رہینگی ' جو تمہارے ساتھہ ہیں - بعد کی قومیں بھی ہم سے نفع اُٹھائینگی ' لیکن آخر کار ہماری جانب سے اُن کو درد ناک عذاب پہونچیگا "

یہ واقعات کسی قدر اضافہ و اختصار کے ساتھہ تورات میں بھی مذکور ہیں ' تورات نے ان میں کچھہ باتیں بڑھادیں ' کچھہ حذف کردیں ' کچھہ خبط کرڈالیں ' مثلاً :

(١) تورات کا بیان ہے کہ طوفان عام تھا ' روے زمین کے جتنے براعظم اور جزیرے تھے سب غرق ہوگئے تھے " پانی زمین پر بے انتہا چڑھ گیا ' تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں سب چھپ گئے ' سارے جاندار جو زمین پر چلتے تھے : پرند ' چرند ' جنگلی جانور ' اور کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے تھے ' اور جتنے انسان تھے ' سب مرگئے - ہر ایک متنفس مخلوق جو خشکی پر تھی مرگئی - روے زمین کے تمام موجودات جن میں جان تھی سب کے سب مٹ گئے - انسان سے لے کر حیوان تـک ' کیڑے مکوڑوں اور آسمانی پرندوں تـک سب مٹ گئے - فقط نوح اور جو اُس کے ساتھہ کشتی کے اندر تھے بچ رہے (تکوین - ٧ : ١٩ - ٢٣)

یہ عمومیت عقل کے بھی خلاف تھی ' تاریخ بھی خاص اس واقعہ کی تعمیم میں اس امر کی موید نہ تھی ' علم الاثار بھی تکذیب کر رہا تھا ' طبقات الارض کی شہادت بھی اس کے حق میں نہ تھی ' اور یہ بات ترکسی طرح قیاس میں آسکتی ہی نہ تھی کہ صرف ایک گناہ گار قوم کو سزا دینے کے لیے خدا نے سارے جہان کو جس میں بہت سی بے گناہ جماعتیں بھی رہی ہونگی ' بہت سے بے قصور اشخاص بھی ہونگے ' بہت سی ناکردہ گناہ آبادیاں بھی ہونگی - غرق کر ڈالے ' اور روے زمین پر کسی متنفس کو زندہ ہی نہ چھوڑے -

یہ ایرادیں آج اس زمانے میں وارد کی جارہی ہیں ' لیکن قرآن کریم نے اُس عہد میں جبکہ طوفان نوح کی عمومیت سے کسی کو انکار نہ تھا صاف لفظوں میں اعلان کردیا کہ الذین ظلموا انهم مغرقون (جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہی غرق کیے جا لینگے) قوم نوح اس ظلم و ستم کی خوگر تھی ' وہی غرق ہوئی ' اُنہیں بستیوں میں طوفان آیا ' اور سیلاب فنا اُنہیں ظالموں کو بہا لے گیا -

(٢) فرزند نوح کے تذکرے سے جو کافروں کا شریک حال تھا اور طوفان میں ڈوب کر مرگیا - تورات خاموش تھی ' قرآن نے یہ فروگذاشت ظاہر کردی ' اور دکھا دیا کہ مولفین تورات کی جمع و تالیف کس پایہ کی ہے -

(٣) واقعہ طوفان کے بعد حضرت نوح کی توجہ کار و بار زراعت کی جانب مصروف ہوئی - انگور کا ایک باغ لگایا ' شراب نکالی ' اور پی کر مست ہوگئے ' گھر میں پہونچے تو نشے کا عالم تھا ' کپڑے اُتار دیے اور سو رہے - حام نے اُن کو برہنہ دیکھکر اپنے بھائیوں کو خبر دی - سام و یافث گئے اور برہنگی چھپا دی - بیدار ہونے پر جب حضرت نوح کو واقعہ معلوم ہوا تو کنعان کو بد دعا دی - تورات نے اس بد دعا کے الفاظ بھی نقل کردیے ہیں کہ " کنعان ملعون ہو ' وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا ' خداوند سام کا خدا مبارک ' کنعان اُس کا غلام ہوگا ' خدا یافث کو پھیلائے ' وہ سام کے ڈیروں میں رہے ' اور کنعان اُس کا غلام ہو " (تکوین - ٩ : ٢٥ - ٢٧) حام حضرت نوح کا بیٹا تھا (تـکوین-٦ : ١٠ و ١٨ و ١٠ : ١) اور کنعان حام کا لڑکا تھا (تـکوین - ١٠ : ٦ و ٩ : ٢٢) گستاخی کنعان سے نہیں بلکہ اُس کے باپ حام سے سرزد ہوئی تھی (تـکوین ٩ : ٢٣ و ٢٥) لیکن تورات صاف کہہ رہی ہے کہ حضرت نوح اُس سے ذرا بھی نہ بولے ' نہ ناراض ہوے - اظہار جلال ہوا بھی تو کنعان پر جو بالکل بے قصور تھا ' اور جسے اس واقعہ سے براہ راست کچھہ بھی تعلق نہ تھا ' قران نے اس کہانی کا تذکرہ تـک نہ کیا ' اور خاموشی کی زبان میں بتا دیا کہ سرے سے یہ مذکور ہی غلط ہے ' بل کذبوا بما لم یحیطوا به علما -

قران موعظہ و عبرت ہے ' اخلاق و آداب ہے ' بشیر ترقی و نذیر تنزل ہے ' لیکن تاریخ و تمثیل نہیں ہے ' با این ہمہ جو غلط واقعے مشہور ہوجاتے ہیں کبھی کبھی اُن کی تصحیح کردیا کرتا ہے - حضرت نوح کا واقعہ بیان کرکے وہ بڑی دعوے سے اعلان کررہا ہے :

تلك من انباء الغیب نوحیها الیك ' ما كنت تعلمها انت و لا قومك من قبل هذا ' فاصبر ' ان العـاقبة للمتقیـن (١١ : ٤١)

یہ غیب کی چند خبریں ہیں ' ہم ان کو بہ طریق وحی تم کو سناتے ہیں ' اس سے پیشتر تم اور تمہاری قوم کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا - اب صبر و ثبات کو شیوہ بناؤ - جو لوگ متقی ہیں اُنہیں کا انجام بخیر ہے -

طوفان کیونکر آیا ؟ مفسرین کی غالب اور عام راے یہ ہے کہ کھانا پکانے کا ایک تنور تھا ' اُسی سے طوفان کا چشمہ پھوٹا ' لیکن اس خیال میں کوئی انداز مجاز یا تمثیل مضمر تھی جو نہیں سمجھی گئی -

تورات کا بیان ہے کہ " جب نوح کی عمر چھہ سو برس کی ہوئی ' دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو اُسی روز بحر محیط کے تمام سوتے پھوٹ نکلے ' آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں ' اور چالیس شبانہ روز تک زمین پر مینھہ کی جھڑی لگی رہی " (تکوین ۷ : ۱۱)

قران کریم نے بھی اسی حقیقت کی تائید کی ہے ' سورۂ قمر میں ہے :

ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر ' و فجرنا الارض عیوناً فالتقی الماء علی امر قد قدر (۵۴ : ۱۱ و ۱۲)

ہم نے موسلا دھار مینھہ سے آسمان کے دروازے کھول دیے ' زمین کے سوتے جاری کردیے ' آخر جو اندازہ مقرر ہوا تھا اُسی کے مطابق آسمان و زمین کے پانی مل گئے -

بے شبہ فار التنور (تنور جوش میں آیا) کے الفاظ بھی قرآن کریم میں موجود ہیں ' لیکن واقعہ یہ ہے کہ قدیم محاورۂ عرب میں " تنور " " روے زمین " کو کہتے تھے ' حدیث میں ہے :

عن ابن عباس انه قال فی قوله " و فار التنور " قال التنور وجه الارض ' قال قیل له اذا رایت الماء علی وجه الارض فارکب انت و من معك ' قال : و العرب تسمی وجه الارض تنور الارض (۱)

" تنور نے جوش کھایا " کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ " تنور کے معنے روے زمین کے ہیں ' یعنی حضرت نوح کو حکم ہوا کہ جب دیکھو کہ روے زمین پر پانی چڑھ گیا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ ' اہل عرب نے " روي زمین " کا نام " تنور زمین " و زمین رکھہ چھوڑا ہے " (۱)

تورات کے موجودہ تراجم نے کشتی نوح کا مستقر کوہ ارارات کو قرار دیا ہے (تکوین ۸ : ۴) لیکن علامہ یاقوت حموي نے اصل زبان سے توراۃ کا جو لفظی ترجمہ پیش کیا ہے اُس میں بجاے ارارات " جودي " مذکور ہے (۲) (معجم البلدان طبع مصر - ج ۳ ص ۱۶۳) یہ پہاڑي (جودي) موصل کے علاقہ میں دریاے دجلہ کے مشرقی جانب واقع ہے ' اور یہی وہ علاقہ ہے جس کے مضافات

(۱) رواہ ابو جعفر قال حدثنی یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا هشیم قال اخبرنا العوام بن حوشب عن الضحاك عن ابن عباس انه قال الخ ' و بطریق آخر عن المثنی قال ثنا عمرو بن عوف قال اخبرنا هشیم عن العوام عن الضحاك بنحوه - و بروایة اخري عن ابی کریب و ابی السائب قالا ثنا ابن ادریس قال اخبرنا الشیبانی عن عکرمة في قوله وفار التنبور قال وجه الارض ' و بروایة اخري قال حدثنا زکریا بن یحیی بن ابی زائدة و سفیان بن وکیع قالا ثنا ابن ادریس عن الشیبانی عن عکرمة وفار التنور قال وجه الارض -

(۲) سرياني و کلداني زبان میں توراۃ کے جو نسخے ہیں اُن میں بھی سفینۂ نوح کا مستقر کوہ جودي مذکور ہے - دائرۃ المعارف العربیہ کے مسیحي مولفین لکھتے ہیں کہ روایات اب تک اسی قول کی تائید میں ہیں کہ اس حادثہ کا مرکز یہی پہاڑي (جودي) تھي ' بروسس جو اسکندر اعظم کا معاصر تھا ' اُس کی بھی یہی راے ہے - کوہ جودي کی چوٹي پر کشتي کے آثار بھی اُس کو ملے تھے (دائرۃ المعارف حرف جیم)

میں قوم نوح آباد تھی ' اصل میں " جودي " ایک گانوں کا نام تھا (معجم البلدان - ج ۷ ص - ۵۱) اور پہاڑي کا وہ سلسلہ جو اُس گانوں سے متصل تھا کوہ جودي کے نام سے مشہور تھا - اسی نواح میں " قردا " و " بازبدا " کی مشہور آبادیاں بھی تھیں - وہاں یہ پہاڑي انہیں بستیوں کے نام سے موسوم تھي ' ابوحنیفہ دینوري نے اسی مناسبت سے کشتي نوح کا مستقر جبل قردا و بازبدا کو ٹھہرایا ہے (اخبار الطوال ص - ۳۰) اور ابن قتیبہ نے بھی یہي روایت نقل کي ہے (معارف - ص - ۸) مشہور مسیحي مورخ گریگوري ابو الفرج ملطي نے ان سب کي تطبیق کردي ہے کہ جبل قردا اور کوہ جودي دونوں ایک ہي ہیں (مختصر الدول - ص - ۲۱) کوہ ارارات کا وسیع سلسلہ جابجا مختلف ناموں سے مشہور تھا ' تورات کے موجودہ ترجمہ میں صرف پہاڑ کا اصلي نام بتا دینا کافي سمجھا گیا ' لیکن قرآن نے اُس پہاڑي چوٹي کي جگہ بھي بتادي جہاں کشتي ٹھہري تھي -

واقعۂ نوح کي ذیل میں تعلیم الہی کے خاص خاص پہلو یہ ہیں :

(۱) مادہ کي گوناگوں صورتگري جب کسي قوم کو خدا سے بالکل ہي غافل بنا دے ' قانون الہي کے حدود ٹوٹنے لگیں ' طغیان و سرکشي عام ہو جاے ' علم کي فراوانی حجاب اکبر کا کام دینے لگے ' تمدن ضلالت کي جانب رہنمائي کرتا ہو ' خداے واحد کي پرستش سے اتنا بھي سروکار نہو کہ اُس کي پرستش کا ادب کیا جاے ' تو ان حالتوں میں دعوۃ الی الحق فرض ہے - اس فرض کے ادا کرنے میں خواہ کیسي ہي بندشیں عائد ہوں ' زبان تقریر کو روکنے کے لیے مجرمانہ سازشوں کے نام سے قانون بنائے جائیں ' لسان تحریر کو بند رکھنے کي غرض سے تعزیري ایکٹ پاس ہو ' با ایں ہمہ ان بندشوں سے جو نتائج پیش آنے والے ہوں اُن کے اظہار سے خاموش نہ رہنا چاہیے ' اور علانیہ کہہ دینا چاہیے کہ اس گمراہي کا کیا حشر ہونے والا ہے -

(۲) دعوۃ الی الحق کے لیے جو لوگ کمر بستہ ہونگے اُنہیں اس فرض ادا کرنے میں اپني شاندار امتیازي حیثیت قائم کرنے کي فکر نہوني چاہیے کہ ارباب اقتدار کي نظروں میں درخور حاصل کرکے پہلے اپني ممتاز پوزیشن قائم کرلیں پھر کام شروع کریں - یہ بے راہہ روي کا طریقہ ہے ' اور ایسي خصوصیت کی تمنا خام خیالي ہے - داعی الی الحق کو بظاہر اُس کي کمزور پوزیشن پر طعنے دیے جائینگے ' تعریض ہوگي ' بے وقعتي کي جائیگي ' اُن کو جھوٹا کہا جائیگا ' ہنسي اُڑائي جائیگي ' وہ ان سب کو انگیز کرلینگے ' اور اپنے فرض کو پورا کرکے رہینگے -

(۳) داعي الی الحق کي جماعت کچھہ ایسي وسیع نہوگي ' معمولي افراد اُس کے شریک عمل ہونگے ' جو علم نظروں میں ذلیل و رذیل دکھائي دینگے - اُن میں یہ بھي خصوصیت نہوگی کہ جن مقتدر جباروں کي دعوۃ کرنی ہو اُن پر کچھہ احسان کیے ہوں یا آئندہ منت پذیر بنانے کے لیے چندے دیے ہوں ' رزولیوشن پاس کرائے ہوں ' وہ اس طلسم فریب سے اپنے کام کو تقویت نہ دینگے ' بلکہ نہایت صفائی اور سادگی کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہونگے ' اور جو کرنا ہوگا کر گزرینگے -

(۴) دعوۃ الی الحق کے لیے صاف بیاني ' تلخ گوئی ' اور درشت گفتاري ' ناگزیر ہے ' البتہ صداقت کو تسلیم کرانے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا -

(۵) دعوۃ الی الحق حصول جاہ و کسب مناصب کا ذریعہ نہیں ہے کہ اُس کے نام سے اچھے اچھے عہدے حاصل کیے جائیں ' پبلک سروس میں نمایاں جگہیں ملیں' مال و دولت بڑھے ' اس مقدس فرض کا معاوضہ دینے والا صرف خدا ہے ' اجر یا اُجرت جو پیش نظر ہو اُسی سے طلب کرنی چاہیے -

(۶) جو لوگ داعی الی الحق کے شریک عمل ہوں اُن سے بے تعلقی و علحدگی کے لیے خواہ کیسا ہی دباؤ ڈالا جائے مگر سختی سے انکار کردینا چاہیے -

(۷) داعی الی الحق کے پاس نہ خدائی کے خزانے ہونگے ' نہ اُس میں فرشتوں کی صفت ہوگی ' نہ غیب داں ہوگا ' انسان کی معمولی حیثیت رکھتا ہوگا ' اور اسی حالت میں بڑے بڑے جباروں کی حیثیت بگاڑ دینے کا الٹیمیٹم دیگا -

(۸) دعوۃ الی الحق کے لیے موقع و محل کی تلاش بے سود ہے کہ مستبدین کی طبیعت جب حاضر دیکھ لیں اُس وقت تبایغ کا کلم شروع کریں ' یہ موقع شناسی ضروری نہیں - ہر حالت میں کام کرتے رہنا چاہیے' اور اس شدت سے کرنا چاہیے کہ دیکھنے والے گھبرا اُٹھیں ' سننے والے تنگ آجائیں ' اور برملا کہنے لگیں کہ مقابلے کے لیے ہم طیار ہیں ' جو کچھ کرنا ہو تم بھی کر دیکھو -

(۹) نتیجہ ناکامیاب ہی کیوں نہ رہے ' استبداد میں خواہ کچھ بھی فرق نہ آئے ' مگر دعوۃ الی الحق کی سرگرمی میں فرق نہ آنا چاہیے ' جو لوگ دھمکی دے رہے ہوں کہ ہم نے تلوار سے فتوحات حاصل کیے ہیں ' تلوار ہی کے زور سے اس کو قائم بھی رکھینگے ' اُن کو جواب دے دینا چاہیے کہ خدا کو اختیار ہے ' چاہے تم کو تباہ کردالے یا زندہ رہنے دے ' دعوۃ الی الحق کو ان امور سے تعلق نہیں ہے -

(۱۰) دعوۃ الی الحق مشکوک و مشتبہ نظروں سے دیکھی جائیگی ' اُس کے داعیوں کو سخن ساز و مفتری کہا جائیگا ' لیکن سلسلۂ سعی و تدبیر میں ان باتوں سے سستی نہ آنی چاہیے ' البتہ اپنی پوزیشن کو واضح کر دینا چاہیے -

(۱۱) طغیان و جبروت کا انہماک دلوں اور دماغوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی ہی نہیں رہنے دیتا - ایسی طبیعتیں کبھی راہ راست پر نہیں آسکتیں ' اُن سے کنارہ کش ہوجانا چاہیے' قطع نظر کرلینی چاہیے ' اور اُنہیں بالکل ہی بائیکاٹ کردینا چاہیے - وہ ظالم ہیں ' ستم پیشہ ہیں ' سیلاب فنا میں غرق ہوجائینگے ' اُن کے متعلق کسی قسم کی گفت وگو نہ کرو ' اپنے بچاؤ کی آپ تدبیر نکالو ' طوفان حوادث سے محفوظ رہنے کے لیے سفینۂ نجات بناؤ ' اُس کے بنانے میں سرگرمی کے ساتھ لگے رہو ' اور خدا نے جو تعلیم دی ہے اُسی کے مطابق کام کرو -

(۱۲) اس کام میں انہماک و سرگرمی کو دیکھ کر لوگ ہنسینگے ' ہنسنے دو ' تمہیں اپنے کام سے کام ہے -

(۱۳) حفاظت کا جو ذریعہ اختیار کیا جائے وہ صرف اپنے لیے مخصوص نہ ہونا چاہیے ' بقدر گنجائش - ارباب استبداد کے علاوہ جو عذاب الہی کے مستحق ہیں - ایک حد تک دوسرے بندگان خدا کے لیے بھی سامان حفاظت بہم پہونچانا چاہیے' مگر اس کی نوعیتیں مختلف نہ ہوں ' اور جامعۂ وحدت میں خلل نہ پڑے -

(۱۴) جباروں سے بے تعلقی و بائیکاٹ میں قرابت و رشتہ داری کا پاس و لحاظ ممنوع ہے ' کوئی خاص عزیز ہی کیوں نہ ہو ' نہایت اہم خصوصیت کیوں نہ رکھتا ہو ' مگر دائرۂ حق و صدق سے جہاں باہر قدم نکالے کہ تباہی آئی ' ایسے لوگ وہی ہیں جو عمل صالح اور حقیقی کیرکٹر سے بیگانہ ہوتے ہیں - کفار کی طرح اُن کو بھی بالکل بائیکاٹ کر دینا چاہیے - اُن پر رحم کرنا یا اُن کے حق میں سفارش کرنی جرم ہے ' اور سخت جرم ہے - اس سے توبہ کرنی چاہیے -

(۱۵) ظالموں اور جباروں کو ہدایت نہیں ہوا کرتی - ذرھم فی طغیانھم یعمھون ' اُن کی سرکشانہ ضلالت کچھ زمانے تک قائم رہیگی - کچھ مدت تک بندوں پر خدائی کرتے رہینگے ' آخر خدا کی حجت پوری ہوگی ' اپنی روش تبدیل کرنے کے لیے اُنہیں متعدد موقع دیے جائینگے ' مگر اُن کے استبداد میں کیوں فرق آنے لگا ' انجام کار سب کے سب نیست و نابود ہوجائینگے - حکومت جاتی رہیگی ' سطوت و عزت فنا ہوجائیگی ' نام و نشان تک مٹ جائیگا ' دنیا میں خدا کی پادشاہی قائم ہوگی ' اور پھر اُنہیں مظلوموں کو برکات الٰہی نصیب ہونگے جن کی آزار رسانی میں ایک دنیا کو مزہ آرہا ہے -

(۱۶) فنائے استبداد کے بعد مسلمان کامیاب ہونگے ' اُن پر خدا کی رحمت نازل ہوگی ' زمانے بھر کی نعمتوں سے مستفید ہونگے ' لیکن بعد کی نسلیں جب خدا کو بھول جائینگی ' جب اضطہاد و استعباد رنگ لائیگا ' جب پھر عزم و ثبات و استقلال میں ضعف آنے لگیگا تو اُن پر بھی تباہی آئیگی ' کامیابی کے لیے صبر و ثبات و تقوی ایک لازمی چیز ہے ' جو قوم اس کی خوگر نہوگی ' جس نے قدرت کو اپنے استقلال و اتقا (اعلی کیرکٹر) کا ثبوت نہ دیا ہوگا اُسے کامیابی کی توقع ہی نہ رکھنی چاہیے -

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم و یعلم الصابرین ؟ (۳ م - ۱۴)	کیا تم اس خیال میں ہو کہ بہشت میں داخل ہوجاؤگے حال آں کہ ابھی تک اللہ نے نہ تو اُن لوگوں کو جانچا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور نہ اُن کا امتحان کیا جو ثابت قدم رہنے ہیں ؟

یہ واقعات پیش آنے والے ہیں اور ضرور پیش آنے والے ہیں' فارتقب حتی یاتی اللہ بامرہ -

اس میں کامیابی مطلوب ہو تو سلسلۂ عمل کی توسیع' صبر و ثبات کا اعتصام ' اور تقوی و طہارت نفس کا تعود پیدا کرو: لنستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم و لیبدلنکم من بعد خوفکم امنا -

---

اعلان

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام دینے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے - چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کر دینا چاہتے ہیں -

(۲) ڈیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ڈیمائی فولیو سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

مذاکرۂ علمیہ

موضوع علم الانسان

ایک فرد اور ایک جماعت کے خصائص نفسانیہ میں کسقدر شدید مماثلت ہے ؟ ہر فرد انسانی فطرۃً اپنی ذات سے پہلے دوسروں کی ذات کی طرف توجہ کرتا ہے ' اونکے محاسن و معائب کی تنقید کرتا ہے ' اونکے احوال شخصیہ کا غور و فکر سے مطالعہ کرتا ہے ' یہی حال مجموعۂ افراد اور جماعات انسانی کا ہے - تمام علوم کا موضوع کائنات اور اوسکے خصائص و صفات کی واقفیت ہے - عہد تاریخ کی ابتدا سے ہمکو معلوم ہے کہ انسان ان علوم کی تحقیقات و اکتشافات میں مصروف ہے' لیکن خود انسان نے اپنی ذات کی طرف کب توجہ کی ؟

علم الانسان جسکو انتھراپولوجی کہتے ہیں ' اور جسمیں انسان خود اپنی ذات کے خصائص و اوصاف سے بحث کرتا ہے ' اٹھارھویں صدی کے حاصلات علمیہ میں سے ہے - فرانسیسی عالم بروون متوفی سنہ ۱۷۸۸ ع اسکا مکتشف اول اور جرمن محقق پلولم بوش متوفی سنہ ۱۸۴۰ ع اسکا مدون اول ہے -

علم انسان کا کیا موضوع ہے ؟ اور اسکے مباحث کیا ہیں ؟ جماعات و اقوام انسانی ' کی ترتیب ' اونکے اوصاف و خصائص متحدہ و متباینہ کی تشریح ' باہمی علاقات نسبی و تعلقات نسلی کی تحقیق ' علم تشریح ' مشابہت ترکیب اعضاے جسمانی ' اتحاد و مشارکت السنہ ' اور مماثلت اخلاق و جذبات ' کے رو سے اونکی نوعی و قومی تقسیم' نیز سلسلۂ کائنات میں مرتبۂ انسانی کی تعیین ' قواعد و نوامیس طبیعت و فطرت سے اوسکا تعلق ' ان قواعد طبعی و نوامیس فطری کا انسان کے صفات ' خصائص اخلاق اور جذبات کی زیادت و نقص ' یا فنا و بقا پر اثر ' موثرات و تغیرات خارجی ' خصائص موروثی ' تعلقات عصبی ' اور تاثیرات اعتقادی سے اوسکی اثرپذیری و تغیر و تاثر' زمانۂ وجود نوع انسانی کی تحقیق ' اوسکے قدیم متروکات و آثار کی تفتیش ' انسان قدیم کے کارنامہاے عہد غیر تاریخی کی تلاش و جستجو' نوع انسانی کے درمیانی منازل ارتقاے جسمانی و عقلی' اوسکے علل تکون و آفرینش اور اوسکے استقلال (۱) تکون یا ارتقاے تکون کی ' تحقیق و تفتیش -

ان مباحث کی تحقیق کے بعد حسب ذیل سوالات کی تحلیل و تفصیل بھی ایک محقق فن انسانیات کا فرض ہے :

(۱) نوع انسانی کیا کسی ایک اصل واحد سے متفرع ہوئی ہے یا مختلف ' متعدد اصول سے ؟

(۲) عالم انسانی کسی در متعین ماں باپ سے پیدا ہوا ہے یا اوسکی مختلف ' شاخیں متعدد آبا و امہات سے مخلوق ہوئی ہیں ؟

(۳) از روے طبقات الارض نوع انسانی کی کیا عمر ہے ؟

(۴) انسان و حیوان کے درمیان وسائط امتیاز و فصل بتدریج پیدا ہوگئے ہیں' یا بالطبع ہیں' اور انسان مستقل و براہ اپنے اول یوم خلقت سے نوع کی حیثیت رکھتا ہے یا بتدریج و بارتقاے درجات وہ یہاں تک پہونچا ہے ؟

(۵) انسان اور دوسرے حیوانات میں جو تشابہ جسمانی موجود ہے کیا اوس سے باہمی تعلقات نسبی کا بھی اثبات ہوتا ہے ؟

(۶) اگر یہ فرض کرلیا جاے' کہ اس تشابہ جسمانی سے تعلقات نوعی و نسبی کا اثبات ہوتا ہے تو انسان میں قوت نطق و فہم ' مدارک اخلاق و نفس کیونکر پیدا ہوگئے ؟

اس فہرست سوالات سے ظاہر ہوگا کہ انکی تحلیل و عقدہ کشائی کے لیے دوسرے متعدد علوم کی بھی احتیاج ہوگی' مثلاً :

جغرافیہ : کہ انواع و جماعات انسانی کے مقامات سکونت اور خصائص اقطاع عالم معلوم ہوں -

طبقات الارض : جس سے خصائص طبقات زمین اور اوسکے مختلف طبقات کا زمانہ اور آثار انسانی کا اونمیں وجود ظاہر ہوتا ہے -

علم الآثار : اس فن کے ذریعہ سے نوع انسانی کے حالات و آثار قدیمہ جو غیر تاریخی زمانہ کی یادگار ہیں' اونکی تحقیق ہوتی ہے -

علم النبات و علم الحیوان : ان سے یہ معلوم ہوگا کہ خصائص نباتات و حیوانات و انسان میں کیا تشابہ اور کیا تباین ہے اور ان سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں ؟

علم الحیاۃ : نوع انسانی کی حیات' وجود و عامل حیات' خصائص حیات انسانی ' اور امتیازات حیات' سے موضوع علم الانسان کو شدید تعلق ہے -

علم النفس : اس سے انواع و اجناس انسانی کے اخلاق و جذبات کا باہمی تشابہ و تباین ظاہر ہوتا ہے -

علم التشریح : اس فن کے ذریعہ سے مختلف انواع و اجناس حیوانی و انسانی میں تشابہ و تباین جسمانی اور اونکے باہمی تعلقات ترقی و انحطاط اعضاء کا اظہار ہوتا ہے -

علم اللغات : السنۂ مختلفہ کے تشابہ و اتحاد و مشارکت اصول و الفاظ سے باہمی اجناس و اقوام انسانی کا اتحاد و اختلاف نسل ظاہر ہوتا ہے -

یہ تمام علوم اپنے اندر نہایت دل آویز مباحث رکھتے ہیں ' جن پر کسی دوسری فرصت میں نقد و نظر کی جائیگی -

---

(۱) تکون نوع انسانی کے متعلق علماے علم الانسان کے دو گروہ ہیں ' اول : انسان مستقل اور بلا ارتقاے تدریجی موجودہ حالت پر مخلوق ہوا ' اسی کو ہم نے استقلال تکون کہا ہے' وہ : انسان موجودہ مرتبۂ انسانیت تک بتدریج' جمادی' نباتی' اور حیوانی ارتقاآت کے بعد پہونچا ہے ' اس دوسری راے کو ہم ارتقاے تکون کہتے ہیں -

مقالات

وثیق و حقائق

ایـــوان شینـــوسو

انسان نے اپني راحت کے لیے کیا کیا سامان کیے ' دشت سذار میں ایک برج کی تعمیر شروع کي جس کا منارہ آسمان سے باتیں کررہا تھا - صحراے سعید میں ایک سر بہ فلک ایوان کی بنیاد ڈالي جس کی رفعت و بلندي کے ذریعہ سے لعلی ابلغ الاسباب ' اسباب السموات کي تحقیق کا حوصلہ پیدا ہوا تھا ' لیکن قدرت کے زبردست ہات کي ایک معمولي جنبش نے یہ سارے حوصلے خاک میں ملادیے - ساري عمارتیں نقش برآب کردیں ' اور ایسا نام و نشان مٹایا کہ اس آرزو کے لیے بھي کوئي سبیل نہیں رہ گئي کہ :

خف بالدیار وھي اربعا درسا
و بادھا نعساھا ان تجیب عسی

(عمارتوں کے سامنے کھڑے ہو ' ڈھئے ہوئے کھنڈروں کو سلام کرو ' اور انہیں پکارو ' شاید وہ جواب دیں)

" الزھراء " کیا ہوا ؟ " الخلد " کہاں گیا ؟ " الحمراء " کس کے ماتم میں سوگوار ہے ؟ " قطب مینار " کن کا مرثیہ پڑھ رہا ہے ؟ " تلعۂ معلی " اور " تاج محل " کس مٹي ہوئي عظمت کو رو رہے ہیں ؟ ایسے ایسے ہولناک و مہیب انقلاب کے بعد کس کو رُتبہ ہے کہ موجودہ دنیا کي سب سے بڑي عمارت اور سب سے اچھي نزھت گاہ (ایوان شینوسو Chenouceux) کب تک قائم رہیگي ' اور زمانے کے ہاتھوں اس کا کیا حشر ہوگا ؟

سنہ ۱۵۱۵ ع میں طامس بوہر (Thomas Boher) نے اس محل کي تعمیر شروع کی تھی ' عمارت ہنوز پوري بھي نہ ہوئي تھي کہ زندگي کے دن پورے ہوگئے ' ارمان نکلنے بھي نہ پائے تھے کہ نومبر سنہ ۱۵۲۳ ع میں جان نکل گئي - مرنے سے قبل محل کے ایک منارے پر اس نے یہ کتابہ لگادیا کہ " یہ عمارت اگر بن گئي تو میري یادگار ہوگی " انسان کي آرزوئیں بھي کیسي غرابت آمیز ہیں ؟ عمارت بن بھي گئي ' یادگار قائم بھی ہوگئي ' مگر جسکي یادگار تھي آج اُسکا کوئي نام بھي نہیں لیتا - محل

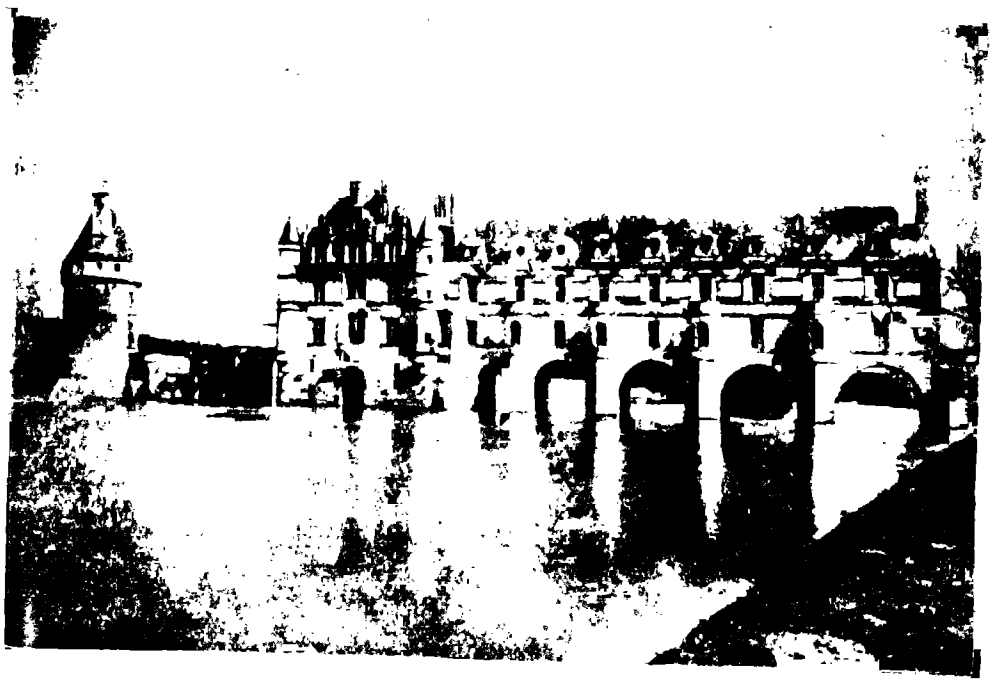

أتبنون بکل ریع آیة تعبثون ؟ و تتخذون مصانع لعلکم تخلدون (۲۶ : ۷۲)

کا ایک وسیع حصہ دریا میں ستونوں پر بنایا گیا ہے ' جو منظر و موقع ہر حیثیت سے بدیع المثال ہے - ہر ایک دل و دماغ میں تفرج کے ولولے پیدا ہوتے ہیں ' لیکن جب آرزو برآني ہے تو قدرت یہ پیغام سناتي ہے کہ :

در بزم عیش یک دو قدح درکش و برو
یعنے طمع مدار وصال دوام را

تعمیر کے بے شمار مصارف نے طامس بوہر کو نہایت مقروض کردیا تھا ' اُس کے بیٹے نے ادائے قرض کے لیے بادشاہ کو یہ محل دے دیا ' اور خود اُس میں ایک دن بھي نہ رہنے پایا - بادشاہ فرانسس اول (Francis I) اس کو شکارگاہ کے طور پر استعمال کرتا تھا ' مگر تھوڑے ھي زمانے میں دست قضا نے اُس سے بھي یہ عمارت چھین لي - اُس کے بعد یہ محل بہت سے مشاھیر کے پاس رہا - بڑے بڑے دولتمندوں نے اسکو خریدا اور بیچ ڈالا ' بہت سے عظمت پسند ہات اس پر قابض ہوے ' اور پھر دست بردار ہوگئے - چار سو ۹۷ - برس ہوچکے ہیں ' لیکن اس طویل مدت میں کسی ایک شخص کو بھی کامیاب زندگی کا لطف یہاں حاصل نہوسکا - حال میں چارلیٹ کے ایک سوداگر ھنري میئر (Henri Menier) نے ۷۰ ہزار - ۸۰۰ پونڈ (۱۰ - لاکھ ۶۲ - ہزار روپیہ) میں اسکو خریدا ہے ' دیکھیے اُس کے پاس کب تک رہتا ہے ؟ پیغام آسماني کے بہت سے حصے تو پورے ہوچکے ہیں ' دیکھنا ہے کہ اب آخري حصہ کس شکل میں پورا ہوتا ہے ؟ صدیوں سے اس پیغام عبرت کو ہم سنتے آئے ہیں ' مگر ایوان شینوسو کے حالات پڑھنے کے بعد بھي ایک لمحے کے لیے اس پر غور نہیں کرتے کہ :

اولم نمکن لھم حرماً امنا یجبی الیہ ثمرات کل شی رزقاً من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون ' وکم اھلکنا من قریة بطرت معیشتھا ' فتلک مساکنھم لم تسکن من بعد ھم الا قلیلا ' وکنا نحن الوارثین (۲۸ : ۵۰ و ۵۱)

کیا ہم نے اُن کو حرم سراے امن میں جگہ نہیں دي جہاں ہر چیز کا ثمرہ کھنچا چلا آتا ہے ؟ ہمارے ہاں سے انکو رزق پہونچتا ہے ؟ لیکن اکثروں کو یہ بھي علم نہیں ' ہم نے کتني آبادیاں تباہ کر ڈالیں جو وسائل عیش کے افراط سے زا رفتہ ہوگئي تھیں ' یہ اُن کے مکانات ہیں جو اُن کے بعد شاذ و نادر موقعوں کے سوا کبھی آباد نہیں ہوے ' آخرہم ھی وارث ٹھہرے -

مدنیت فرنگ

انسانوں کو تیل میں زندہ جلانا

پوتومئو (Putumayo) کی رپورٹ

(مقتبس از انگلشمین - ۲ - جولائی ۱۹۱۳ ع)

مظالم پوتومئو کی تحقیق کے لیے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی، امید کے مطابق اُس کی رپورٹ بہت سخت الفاظ میں شائع ہوئی ہے -

کمیٹی کو ڈائرکٹروں کے خلاف کوئی ایسی شہادت تو نہیں ملی جسمیں وہ علانیہ غلاموں کی تجارت کی ذیل میں خلاف قانون کام کرتے ہوے معلوم ہوے ہوں، تاہم اُن پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے بے انتہا غفلت کی - ایک جگہ کمیٹی نے لکھا ہے کہ "خواہ کتنا ہی ان وحشیانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کے ہونے سے انکار کیا جاے مگر انڈینز (اصلی باشندگان جنوبی امریکہ) کو تیل میں جلانیکے واقعات کی کامل طور پر تصدیق ہوگئی ہے " -

کمیٹی نے مسٹر - ہارڈنبرگ اور کپتان ویفن (Mr Hardenberg) (Capt. Whiffen) کے الزامات کو تسلیم نہیں کیا - مرخرالذکر پر ڈائرکٹروں نے یہ الزام لگایا تھا کہ اُسنے دھمکی دے کر زبردستی روپیہ لیا ہے - کمیٹی نے لکھا ہے کہ " ڈائرکٹر بہت جلد اُن باتونکو قبول کر لیتے ہیں جو ان لوگونکی شہادت کے خلاف ہوں - انھوں نے مسٹر ہارڈ نبرگ اور کپتان ویفن کی برات کے متعلق دریافت تک نہیں کیا " کمیٹی نے مظالم کے وجود اور اُس کے ثبوت کو قبول کرتے ہوے ڈاکٹر پاریڈز (Dr. Pardes) کے بیان کی - جو پیرو کی گورنمنٹ کے کمشنر ہیں - تصدیق کی کہ بے شک انھوں نے بہت سے ایسے واقعات کو ظاہر کیا ہے، جو پہلے ظاہر نہیں ہوے تھے -

کمیٹی نے انگریزی ڈاکٹر سر راجو کیسمنٹ (Sir Rodger Casement) کے بیان سے جو اہم انکشافات ظاہر ہوے تھے اُن پر کوئی سوال نہیں کیا سینر اریانا (Senor Arena) نے یہ مان لیا کہ مظالم کے واقعات ضرور صحیح ہیں اگرچہ کچھ اس میں مبالغہ کی آمیزش ہے - بعض جگہ ممبران کمیٹی نے " عجیب و غریب قصہ " ان روایات کا نام رکھا ہے -

ایک کارٹون میں وہاں کی رعایا کے مصائب دکھاے گئے ہیں جسمیں اُن کو بید لگا لگے جا رہے ہیں - جلایا جا رہا ہے اور انکو گولیاں ماری جاتی ہیں - مسٹر ریڈ (Mr. Read) اس واقعے کو ایک ڈائرکٹر کی قابل نفرت رپورٹ کہتے ہیں، مگر کمیٹی نے اسے بھی صحیح تسلیم کرلیا ہے، اور لکھا ہے کہ " جو بات کارٹون میں ظاہر کی گئی ہے اُس سے کہیں زیادہ مظالم وہاں ہوتے ہیں "

اس رپورٹ میں یہ بھی شائع ہوا ہے کہ " باوجود اس کے کہ وزارت خارجہ سے اُنکی خبرگیری کی ہدایت ہوچکی تھی پھربھی اسکا کچھ خیال نہیں کیا گیا، وہانکے کام پر ملازم رکھنے والے نہایت درجہ کے بدمعاش ہیں، قاتلونکا ایک غول ہے جو اپنی تفریح طبع کے واسطے وہانکے لوگونکو گولیوں سے مارتا ہے، یا انکو زندہ جلا دیتا ہے " مسٹر ریڈ نے باوجود کوشش اخفا کے یہ ظاہر کیا کہ " لیما میں انھوں نے انڈینز کو گولی سے نشانہ بنتے ہوے خود دیکھا ہے " کمیٹی نے اکثر الزامات ڈائرکٹروں پر عائد کیے ہیں، اور اس بات کو رثوق کے ساتھہ تسلیم کر لیا ہے کہ " تمام گرم ممالک میں یہ لوگ غلامونکی تجارت کرتے ہیں، قانون انسداد غلامی کو زیادہ سختی سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر کوئی انگریز اس جرم کا مرتکب ہو تو اُسکو انگریزی حکومت سے سزا ملنی چاہیے "

لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ

علطیہاے مضامین مت پوچھہ، کہتے ہیں: انسان کو اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا منع ہے، اصول کی صحت میں کلام نہیں، لیکن جو فروع نکالے جاتے ہیں خود اُن کی تفریع ہلاکت آفریں ہے - طبیعت میں استقلال ہے تو ہوا کرے، عزم و ثبات پر تیقن ہے تو ہونے دو، تم کوئی بڑا کام نہ کرو، مہمات امور میں کبھی اقدام نہ کرو -

ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے اگر انگلستان میں انگریزوں کو سول سروس کی تعلیم دلانے کی غرض سے ہر سال چھہ کم ۱۶ - ہزار پونڈ (دو لاکھہ چالیس ہزار روپے) خزانۂ ہند کو ادا کرنے پڑتے ہیں، اور پھر ان سویلینوں سے ہندوستانیوں کی قسمت وابستہ ہوتی ہے، تو اُن کو رعایا کی عبادتگاہیں ڈھانے، خانقاہیں گرانے کے احکام نافذ کرانے میں بھی باک نہیں ہوتا، جب بھی کچھہ نہ کہو -

اگر پنجاب کی نہری آبادیوں میں رعایا کی ضروریات زندگی میں گورنمنٹ کی جانب سے کوئی مدد نہیں ملتی، اور مزارعین سے نہایت گراں شرح پر مال گذاری وصول کی جاتی ہے، تو اس شکایت کی تلافی کے لیے دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں نائب وزیر ہند (مسٹر مانٹیگو) کا صرف یہ جواب کافی سمجھہ لینا چاہیے کہ " ایک سیاح نے ایک ہفتہ وار رسالے میں یہ واقعات شائع کیے ہیں، مگر دوسرے اشخاص نے جو حالات لکھے ہیں اُن سے یہ بیانات مختلف ہیں - اس لیے قابل تیقن نہیں کہے جاسکتے "

اگر ایک انگریز (جیمس ہنڈرسن) وکٹوریا جوبلی مل کے ایک ہندوستانی مزدور پر حملہ کرکے اُسے ضرب شدید پہونچاتا ہے، وہ اسی صدمہ سے بیس دن کے اندر مرجاتا ہے، مقدمہ دائر ہوتا ہے عدالت اس تعدی کو خطرناک قرار دیتی ہے، مگر مجرم پر صرف ایک سو روپیہ جرمانہ کافی سمجھتی ہے - پارلیمنٹ میں سوال ہوتا ہے، مسٹر ارگریدی سفارش کرتے ہیں کہ "جیمس ہنڈرسن" کو ہندوستان سے ملک بدر کردینا چاہیے، اور عدالتوں کو تنبیہ کرنی چاہیے کہ اس قسم کے مقدمات میں ہندوستانیوں اور یورپین لوگوں کے مابین فرق نہ کیا کریں، تو گورنمنٹ کی اس تشریح پر قانع ہوجاؤ کہ " ہنڈرسن نے قلی کو شراب کے نشے میں مارا تھا اور وہ ہیضہ سے مرا تھا - وزیر ہند اس معاملہ میں کسی کارروائی کرنے پر آمادہ نہیں ہیں "

اگر جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کے مظالم ہندوستانی مزدوروں پر بدستور قائم ہیں، اگر حکومت ہند کی یہ قرارداد بھی نافذ العمل نہو سکی کہ آیندہ سے جنوبی افریقہ کے لیے ہندوستان سے قلی نہ بھیجے جائیں، تو دیوان عام میں مسٹر ہارکورٹ کے اظہار تاسف سے اشک شوئی کر لو کہ گورنمنٹ کوئی چارہ کار نہیں نکالتی نہ سہی اُس کو افسوس تو ہے -

اگر مدراس و سدرن مرہٹہ ریلوے کے ورکشاپ مدراس میں ریلوے کے ایک انگریز اہلکار نے تین ہندوستانیوں کو اس ہفتہ میں محض اس لیے گولی ماردی کہ اس کے خیال میں " وحشی ہندوستانی اُس کی مہذب میم کو گالیاں دے رہے تھے " تو اس حادثے کو ادبیات اردو کے اس شاعرانہ تخیل کا ذریعۂ تکمیل سمجھو کہ:

کس نے یوں پیار کیا ؟ کس نے وفا کی ایسی ؟
کیوں کریں قتل کسی کو وہ ہمارے ہوتے ؟

اس قسم کے غیر معمولی حوادث طغیان و استبداد کو معمولی تعمل سے انگیز کرلیا کرو، ان پر آزردگی بے جا و بے محل ہے -

(لہا بقیۃ صالحۃ)

عالم اسلامی

الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط

محکومیت کے نتایج ۔

"یہاں کي حالت کیا پوچھتے ہو؟ یہاں رہنا انگاروں پر لوٹنا ہے ۔ جب تک ہجرت کي اجازت تھي زندگي دوبھر نہ تھي کہ اس عذاب سے نجات کي کچھہ امید تو تھي ، مگر جب سے یہ آخرین دروازۂ نجات بھی بند ہوگیا ہے ہر مخلص جزائري زیست سے بیزار ہے ۔ کاش موت جلد آتي !

قوم پر تنگ گیري سخت سے سخت تر ، شہروں کي حالت بد سے بد تر ، کہاں سے الفاظ لاؤں کہ یہاں کي حالت تمہارے سامنے ممثل و مجسم ہوجائے ۔

تم نے جس حالت میں دیکھا تھا اُس سے اب یہاں کي حالت بالکل ۔ ۔ ۔ ہے ۔ اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ دولاب سیاست کي رفتار غیر معمولي ہو؟ موجودہ سیاست کا محور یہ ہے کہ " جزائري یافرانسیسي بن جائیں یا مٹا دیے جائیں " ۔

فرانسیسي بنے تو وہ خیل ، دخیل کي قدر معلوم ، اسکے علاوہ پھر اسلام کہاں ؟ اگر فرانسیسي نہ بنے تو زد و کوب ، قید و بند ، تیغ و تفنگ ، دار و رسن !

دونوں صورتیں مہلک ، ہر مخلص جزائري کا دل فگار ، انکھیں خونبار ، اور زبان موت کي خواستگار ۔

شیاطین الانس یعني فرانسیسي جاسوس ہباء منثور کي طرح پھیلے ہوے ہیں ، اجتماع عام یا خاص ، کسی کام کے لیے ہو یا صرف لطف صحبت کے لیے ، وقت سرشام ہو یا اخر سحر ، غرض صحبت کسي قسم کي ہو ، کہیں ہو ، کسي وقت ہو ، وہ موجود ، اور اب تو صحبت و اجتماع کي بھي ضرورت نہیں ، خلوت میں بھی نازل !

حالت سخت ناگفتہ بہ ، اعتماد مفقود ، نہ بیٹے کو باپ پر بھروسا نہ باپ کو بیٹے پر ، بھائي بھائي کا تو کیا ذکر ، بہترین افراد قوم کے پاس ان ضمیر فروشوں کی آمد و رفت بکثرت ، اس آمد و رفت کا نتیجہ باغیانہ مساعي کي اطلاع سے لبریز رپورٹیں ، اور یہ رپورٹیں گو محض دفتر کذب و افتراء مگر فرانس کے لیے وحي آسماني ، رپورٹ کا اثر ؟ احکام قید ، اوامر جلاء وطن سزاے موت ، مرافعہ ؟ نہیں ، نظر ثاني ؟ اگر ہو بھي تو فائدہ ؟ قاضي (جج) تو فرانسیسي ہونگے ۔

مغرب اقصی پر فتن و حوادث کا ابر کثیف چھایا ہوا ہے ، آگ اور خون کي بارش ہورہي ہے ، وطن و ملت کے پرستاران غیور سربکف آرہے ہیں ، وادیاں اور میدان آباد ہورہے ہیں ، گھر ویران ، گھرانے برباد ، ! عالم اسلامي سنتا ہوگا اور روتا ہوگا ، مگر ہم بدبخت اہل جزائر پر تو بجلیاں گر رہي ہیں ۔

یہ اسلیے نہیں کہ مغرب اقصی میں اسلام کي زندہ یادگاریں مٹائي جارہي ہیں ، یہ مٹانا نہیں ہے بلکہ دوبارہ زندہ کرنا ہے ، توپ کی آگ اور تلوار کا پاني تو وہ بخار پیدا کرتا ہے جس سے تاج و تخت باختہ اقوام کي ہستي کي کل دوبارہ چلنے لگتي ہے ۔

بلکہ اسلیے کہ فرانس یہ علم بردار مدنیت ، یہ مطلع حریت ، یہ مدعي قطع سلاسل استعباد و استبداد ، سمجھتا ہے کہ ہم غلام ہیں اور وہ ہمارا آقا ، ہم مملوک ہیں اور وہ ہمارا مالک ، ہمارے جسم و جان انکي قربانی کے لیے مخارق ، اور ہمارا مال و دولت اسکے دست تصرف کے وقف !

یونان ، اطالیا ، مالطہ ، رعیہ کے دریوزہ گر یہاں آتے ہیں ، فرانس کي جنسیت میں ، داخل ہوتے ہیں ، ان پر الطاف و عنایات کی بارش ہوتي ہے ، سیر حاصل زمین اور اعلی مناصب ان کو دیے جاتیں ، تہیدستي کے بعد دولتمندي ، بوریا نشیني مذلت کے بعد کرسي نشیني عزت ، غرور و نخوت لازمي ، گویا افریقي فرعون ! مسلمانوں کو زجر و توبیخ ، گیردار ، سرزنش و یاداش ، قتل و سفک ..... کیا کیا لکھوں ، کیا بات اٹھہ رہتي ہے ؟

مغاربہ اور فرانس سے الدار البیضاء میں جنگ ہوئي ، مغاربہ ہمارے کون ہیں ؟ ہمسایہ ، ہم وطن ، ہم مذہب ، پھر ان تمام امور سے قطع نظر ، وطن پرستان غیور ، علم برداران استقلال ، سرفروشان راہ حریت ، انکي خاک پا چشم انسانیت کے لیے کحل الجواہر ، انکا ہر قطرۂ خون لعل و گوہر سے زیادہ قیمتي ، انکا وجود افریقہ کے لیے باعث شرف و افتخار ۔

یہ پیکران شرف و انسانیت اور تیغ و توپ کا نشانہ ! وہ بھی مسلمان ہاتھوں سے ! ؟

فرانس نے حکم دیا کہ الجزائر کا ہر قبیلہ اپنے اپنے سپاہیوں کی مقررہ تعداد اپنے ہي قائد (سرلشکر) کے زیرکمان میدان جنگ بھیجے ۔

آمدني کے تمام سرچشموں پر اغیار کا قبضہ ، گراني شدید ، اہل ملک تہیدست ، فاقہ عالمگیر ، ہر جزائري ضعیف و نزار ، ان سب پر فرانسیسي عمال اور فرانسیسي جنسیت اختیار کرنے والوں کي جبادیاں اور قہاریاں مستزاد ، مرگ زیست سے پسندیدہ تر ، ان حالات میں میدان جنگ جانے کا حکم ، امتثال حکم کے لیے تشویق و ترغیب ، تہدید و ترہیب ، اور بالاخر تنکیل و تعذیب ، فرانسیسي احکام پر عمل کیوں نہوتا ؟

ہر قبیلہ سے کئي جماعتیں کارزار کوگئیں ۔ خود مرے ، اپنے بھائیوں کو مارا اور اسلام کو دنیا کے سامنے شرمسار کیا !

مغرب اقصی میں وطن و حریت پرستي کي آگ پھر شعلے مار رہي ہے ، فرانس کي حقیقت معلوم ، یہ آگ اسکے دبائے دب چکي ، یہي ہوگا کہ الدار البیضاء کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جائیگا ۔ اہل الجزائر سے پھر کہا جائیگا کہ چلو اپنے بھائیوں کے سینوں پر گولیاں برساؤ جو عشق وطن کے حریم اور دولت توحید کے گنجینے ہیں ، چلو تاکہ فرانس تمہیں اپنے مصالح کي قربانگاہ پر چڑھائے اور اس جاں نثاري کے عوض میں اللہ ، اسکے رسول ، اسکے ملائکہ اور تمام عالم اسلامي کي لعنت دلوائے ۔

یہ ہے جسکي وجہ سے ہر عاقبت اندیش جزائري پر بجلیاں گر رہي ہیں ۔

خط طویل ہو گیا اس لیے ختم کرتا ہوں ۔ مزید حالات سے پھر اطلاع دونگا ۔

میں معمولاً ہر نماز کے بعد دعا کرتا ہوں کہ خداے تعالی تمام عالم اسلامي کو مقہوریت کے علاوہ دنیا کي ہر قسم کي غلامیوں سے آزاد کرے ۔ اور انکو آزاد مستقل اور خود مختار قوم بنادے ۔ کاش تم بھي اور نہ صرف تم بلکہ تمام مسلمان میري طرح دعا کرتے ہوں "

اسلام

(۳)

دوسري بحث

مساوات حقوق و مال

یہاں تک اس بحث کے پہلا ٹکڑا تھا ' اب ہم دوسرے ٹکڑے پر نظر ڈالتے ہیں -

اسلام میں خلفا کو عزت و احترام دیني کے علاوہ حقوق انتظامي و مالي میں کوئي تفرق ترجیح نہ تھي - تاریخ اسلام کا یہ ایک مشہور و مسلم واقعہ ہے ' اور اس کے ثبوت کیلیے تواتر عمل کافی ہے - تاہم سلسلہ بیان کیلیے چند اشارات کیے جائیں گے -

انکسار و خلق عظیم !؟

گذشتہ صفحات میں ظاہر کیا جاچکا ہے کہ آنحضرت صلعم کا عام مسلمانوں کے ساتھہ طرز عمل کیسا تھا ؟ اور کس مساویانہ حیثیت سے وہ تمام مسلمانوں سے ملتے تھے ؟ سیرت نبوي کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ' جو اس مساوات سے مستثنی ہو - وہ ہمیشہ لوگوں میں اسقدر مل جل کر بیٹھتے تھے جیسے ارس مجلس کا ایک عام ممبر ' اور ہمیشہ فرماتے : " خدایا میں غریب ہوں - مجھکو غریبوں میں زندہ رکھہ ' اور غریبوں ہي کے زمرہ میں اٹھا " کھانیکے وقت آپ اسطرح بیٹھتے ' جسطرح ایک معمولي غلام ' اور پھر فرط انکسار سے فرماتے : " میں خدا کا غلام ہوں - اوسیطرح کھاتا ہوں جسطرح ایک غلام کھاتا ہے "

اللہ اکبر !

اُدھر اللہ سے واصل ' ادھر مخلوق میں شامل !
مقام اُس برزخ کبری میں تھا حرف مشدد کا !

خلیفۂ اسلام کے اختیارات

حضرت ابوبکر نے اول خلافت میں جو سب سے پہلي تقریر کي اوسکے بعض فقرے یہ ہیں :

ایها الناس ! قد ولیت	لوگو ! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں
امرکم ولست بخیرکم -	گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں -
ایها الناس انا متبع	لوگو ! میں پیروی کرنے والا ہوں '
ولست بمبتدع ' فان	کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں -
احسنت فاعینونی ' وان	اگر میں ٹھیک کام کروں تو مجھہ مدد
زغت فقوّمونی -	دو ' اور اگر میں کج ہوجاؤں تو مجھے
(ابن سعد - ج ۳ ص ۱۲۹)	سیدھا کردو !

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوری میں ایک مسئلہ کی نسبت جب اختلاف آرا ہوا ' تو حضرت عمر فاروق نے ایک طویل خطبہ دیا - اسکے چند الفاظ یہ ہیں :

فانی واحد ... کاحدکم ولست	کیونکہ میں بھی تم میں سے
ارید ان تتبعوا هذا الذی	ایک کے برابر ہوں - میرا منشا
اهوی - (کتاب الخراج قاضی	یہہ نہیں کہ میں جو چاہتا ہوں
ابو یوسف ص ۱۵)	اوسکو تم بھی مان لو !

" کاحدکم " کے لفظ پر غور کرو ! آجکل اکثر موقعوں پر پریسیڈنٹ کی راے دو ووٹوں کے برابر ہوتی ہے ' یا اسکو حق ویٹو حاصل ہوتا ہے ' لیکن حضرت فاروق نے صاف کہدیا کہ گو میں خلیفۂ وقت ہوں ' تاہم میری راے تمام اعضاء شوری کی طرح صرف ایک ووٹ ہی کا حکم رکھتی ہے - اس سے زائد نہیں -

اس سے پہلے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ " انا متبع ولست بمبتدع " یعنے اسلامی فرماں روا اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتا کہ وہ احکام کتاب و سنت کو ظاہر کرے اور اُنکے عمل درآمد کیلیے بمنزلہ ایک محتسب کے ہو - خود اسکو کوئی راے دینے کا حق نہیں -

کیا آج یورپ کی بہترسے بہتر جمہوریت میں کوئی اسکی نظیر ملسکتی ہے ؟ فتدبروا و تفکروا یا اولی الالباب !

خلیفۂ وقت کے مصارف

شخصي حکمراني کا سب سے زیادہ ظالمانہ اور مکروہ منظر یہ ہے کہ قوم اور ملک کی دولت صرف ایک فرد واحد کے آرام و تعیش کا ذریعہ ہوتي ہے ' اور جبکہ اللہ کے ہزاروں بندوں کو زندہ رہنے کیلیے بدتر سے بدتر غذا بھي میسر نہیں آتي ' تو وہ سونے کے تخت پر لعل و جواہر کے دانوں سے کھیلتا ہے !

پس جمہوریۃ صحیحہ کا ایک نہایت اہم رکن یہ ہونا چاہیے کہ حصول عزو جاہ اور خرچ مال و دولت کے لحاظ سے عام رعایا اور اور والي ملک کا درجہ ایک کردیا جاے ' اور کوئي ممتاز اور فرق اعادۃ حق اُسے حصول مال و تساط خزینہ کا نہ دیا جاے -

اگر یہ سچ ہے تو دنیا کو رونا چاہیے کہ اب تک اُسکي بدبختی ختم نہیں ہوئی - وہ حریت و مساوات کے نعرے جو نئے تمدن کي فضا کو ہمیشہ طوفاني رکھتے ہیں ' افسوس کہ ابھي اصلیت و حقیقت کے حصول کے محتاج ہیں - انسانی آزادي کا وہ فرشتہ جسکي نسبت کہا جاتا ہے کہ " انقلاب فرانس " کے پروں سے زمین پر اُترا ' گو بہت حسین ہے ' مگر پورا کامیاب نہیں - آج بھی یورپ کو حریت کا سبق لینے کي ضرورت ہے - آج بھي وہ درس مساوات کا محتاج ہے - آج بھي اُسے مضطرب ہونا چاہیے تاکہ نوع انساني کے احترام کے معمے کو حل کرے ' اور خدا کے یکساں اور ہم درجہ بندوں کو تفریق و امتیاز دنیوي کي لعنت سے چھڑانے کي معرفت حاصل کرے -

یہ سب کچھ آسے اسلام ھي سکھا سکتا ھے - وہ کل کي تاریکي کي مارے آج کي روشني میں بھي آسکا محتاج ھے - کیونکہ "انساني مسئلہ" کے حل کي روشني صرف آسي کے پاس ھے ؟

یورپ کہتا ھے کہ مساوات اور حریت کا وہ معلم ھے - ھم اسکو سچ مان لیتے ھیں ' لیکن پھر یہ کیا ھے ' جو ابتک بادشاھوں کے سروں پر نظر آتا ھے ؟ یہ کس کي دولت ھے ' جو تاج شاھي کے ھیروں میں دفن کي جاتي ھے ؟

وہ سر بفلک عمارتیں ' وہ عظیم الشان محل و ایوان ' وہ انساني ترقي کے بہتر سے بہتر وسائل تعیش ' اور ذرائع آرام و راحت جو آج بھی آسکے بادشاھوں اور پریسیڈنٹوں کیلیے لازمي سمجھے جاتے ھیں ' کہاں سے آتے ھیں ' اور کن کا خون ھے ' جنکے نظروں سے عظمت و کبریائي کي یہ چادر رنگی جاتي ھے ؟

آج یورپ کے بادشاھوں کی آن تنخواھوں پر ملک کا خزانہ بے دریغ آن پر لٹا رھا ھے -

شاہ انگلستان کي تنخواہ

جیب خرچ	
ملازموں کی تنخواہ	
گھر کا خرچ	
محلات شاھی کی آرایش کیلیے	
انعامات و خیرات کیلیے	۱۳۲۰۰ " "
متفرق اخراجات	۸۰۰ " "
میزان کل	۴۷۰۰۰۰ " "
بحساب روپیہ	۷۰۵۰۰۰۰ روپیہ "

اسمیں شاھزادہ ویلز کے ۳ - لاکھ ' اور دیگر شاھزادوں کی رقوم شامل نہیں ھیں - ۷۰ - لاکھ - ۵۰ - ھزار روپیہ صرف بادشاہ کي ذات خاص کیلیے ھے !!

شہنشاہ جرمني

مجموعی رقم ماھوار بحساب روپیہ ۹۰۰۰۰۰۰

بطور نمونے کے ھم نے دو بڑے بادشاھوں کي تنخواہیں درج کردیں -

اب ذرا دیکھو کہ اسلام نے مسلمانوں کے بادشاہ کیلیے کیا تنخواہ رکھي ھے ؟ اور خود انکا مطالبہ اپنی تنخواہ کي نسبت کیا تھا ؟

خلیفۂ اسلام کے مصارف

حضرت عمر نے ایک موقع پر خود ھي اپنے مصارف بتلادیے :

أخبركم بما يستحل لي منه حلتان : حلة	میں خود بتاتا ھوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ھے ؟ دو جوڑے

[۱۴]

اگر یورپ نے مساوات انساني کا راز پا لیا ھے ' تو پھر اب تک بادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات میں یہ فرق کیوں ھے ؟

یورپ کی مساوات یہ ھے کہ بادشاہ کے ھاتھ سے مطلق العناني کي باگ چھین لے ' مگر اسلام صرف اتنے ھي کو کافی نہیں سمجھتا - بلکہ وہ آنکے سروں پر سے تاج ' اور آنکے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر اولت دینا چاھتا ھے - کیونکہ وہ کسی انسان کو محض خلیفۂ وقت ھونے کي بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر تر پیاں ھوں ' مگر اس ایک کا سر ھیروں اور موتیوں سے لیپا جاے !

مدینے کا وہ قدوس بادشاہ چٹائی پر سوتا تھا ' اور آسکے جسم مبارک پر داغ پڑجاتے تیے - آسکے جانشیں عین آس وقت ' جبکہ روم و عجم کے تخت اولتنے کیلیے حکم دینے والے تیے ' پھٹے کپڑوں کو جسم پر رکھتے تیے ' اور پتوں کی جھونپڑي کے نیچے سوتے تیے !!

أدبيات

اسلام کا نظام حکومت

جب ولي عہد ھوا تخت حکومت کا (یزید) * عامل یثرب و بطحا کو یہ پہنچے احکام :
"کہ ولي عہد کا بھي اب سے پڑھے نام ضرور * خطبہ پڑھتا ھے حریم نبوي میں جو امام"

* * *

وقت آیا تو چڑھا پایۂ ممبر پہ خطیب * اور کہا یہ کہ "یزید اب ھے ' امیر الاسلام
یہ نئي بات نہیں ھے ' کہ ابوبکر و عمر * جانشیں کرگئے ' جب موت کا پہنچا پیغام"

* * *

اُنھے کے فرزند ابوبکر نے فوراً یہ کہا : * "سر بسر کذب ھے یہ ' اے خلف نسل لئام !
جھوٹ ھے یہ ' کہ ھے یہ سنت بوبکر و عمر * ھاں سنت قیصر و کسریٰ کي ھے یہ سنت عام
اپنے بیٹے کو بنایا تھا خلیفہ کس نے ؟ * ایسي بدعت کا نہیں مذھب اسلام میں نام
یہ طریقہ متوارث ھے تو کفار میں ھے * ورنہ اسلام ھے اک مجلس شوریٰ کا نظام
شان اسلام ھے شخصیت ذاتي سے بعید * شروع میں سلطنت خاص ھے ممنوع و حرام
اس سے بھي قطع نظر ' نسل عرب ھیں ھم لوگ * وہ کوئي اور ھیں ' ھوتے ھیں جو شاھوں کے غلام" !!

(شبلي نعماني)

اگر یورپ نے مساوات انساني کا راز پا لیا ھے ' تو پھر اب تک بادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات میں یہ فرق کیوں ھے ؟

یورپ کی مساوات یہ ھے کہ بادشاہ کے ھاتھ سے مطلق العناني کي باگ چھین لے ' مگر اسلام صرف اتنے ھي کو کافی نہیں سمجھتا - بلکہ وہ آنکے سروں پر سے تاج ' اور آنکے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر اولت دینا چاھتا ھے - کیونکہ وہ کسی انسان کو محض خلیفۂ وقت ھونے کي بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر تر پیاں ھوں ' مگر اس ایک کا سر ھیروں اور موتیوں سے لیپا جاے !

مدینے کا وہ قدوس بادشاہ چٹائی پر سوتا تھا ' اور آسکے جسم مبارک پر داغ پڑجاتے تیے - آسکے جانشیں عین آس وقت ' جبکہ روم و عجم کے تخت اولتنے کیلیے حکم دینے والے تیے ' پھٹے کپڑوں کو جسم پر رکھتے تیے ' اور پتوں کی جھونپڑي کے نیچے سوتے تیے !!

و حملة
د' وما احج عليه
حرمن الظهر- وقوتى
وقوت اهلى كقوت رجل
من قريش ليس باغناهم
ولا بافقرهم- ثم انا بعد
رجل من ا ـسلمين
يصيبنى ما اصابهم - (ابن
سعد ج ۳ ص ۱۹۸)

کپڑے ایک جاڑے کیلیے اور ایک گرمی
کا - ایک سواری جسپر حج اور
عمرہ ادا کروں ' اور قریش کے
ایک متوسط الحال آدمی کے
اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے
اہل و عیال کیلیے اخراجات طعام -
اسکے بعد میں ایک ادنی مسلمان
ہوں ' جو اُنکا حال ہے وہی میرا
حال ہے -

حضرت معاذ کي تصريح اور خلافت اسلامي کي اصلي تصوير

معاذ بن جبل ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں - روم کے دربار میں سفیر بن کرگئے تھے - رومی سردار نے قیصر کے جاہ و جلال اور اعزاز و اختیارات سے اُنکو مرعوب کرنا چاہا - یہاں مسلمانوں پر دوسرا ہی رنگ چھایا ہوا تھا - جنکے دلوں میں جلال خداوندي کا نشیمن ہو ' انکي نظروں میں اس طلسم زخارف دنیوي کي کیا وقعت ہوسکتی ہے ؟ حضرت معاذ نے امیر عرب کے اختیارات کي جن الفاظ میں تصویر کھینچی ' وہ حسب ذیل ہے :

وامیرنا رجل منا ' ان عمل
فینا بکتاب دیننا وسنة نبینا
قررناه علینـــا وان عمـــل
بغیر ذلک عزلناه عنا وان هو
سرق قطعنا یده ' وان زنا
جلدناه ' وان شتم رجلا منا
شتمناه بما شتمه ' وان جرحه
اقدناه من نفسه ' ولا یعتجب
منا ' ولا یتکبر علینا ' ولایستاثر
علینا في فیئنا الذي افاء
الله علینا ' وهو کرجل منا -
(فتوح الشام ازدی - ص -
۱۰۵ کلکته)

ہمارا خلیفہ ہم میں کا ایک فرد
ہے ' اگر ہمارے مذہب کي کتاب
اور ہمارے پیغمبر کے طریقہ کي
پیروي کرے تو ہم اوسکو اپنا خلیفہ
باقي رکھیں ' ورنہ اوسکو معزول کردیں
اگر وہ سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کاٹ
ڈالیں ' اگر زنا کرے تو اوسکو سنگسار
کردیں ' اگر وہ ہم میں سے کسیکو
گالي دے تو وہ بھي برابر کي گالي
دے - اگر وہ کسیکو زخمي کرے تو اُسکا
بدلہ دینا پڑے ' وہ ہم سے چھپکر قصر
و ایوان میں نہیں بیٹھتا ' وہ ہم سے
غرور و تکبر نہیں کرتا ' وہ تقسیم
غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دیتا ' وہ ہم میں ایک
معمولي آدمي کا رتبہ رکھتا ہے ' اور بس "

ان الفاظ کو غور سے پڑھو - کیا اس سے واضح تر ' اس سے روشن تر ' اس سے صحیح تر ' اس سے موثر تر الفاظ میں جمہوریت کي حقیقت ظاہر کي جاسکتي ہے ؟ کیا حکومت عام کی اس سے بہتر تعریف ہوسکتي ہے ؟ کیا مساوات نوعي اور عدم تفوق و ترجیح افراد کي اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کرسکتی ہے ؟ اللہ بني امیہ سے انصاف کرے ' جنھوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنے کثافت اغراض و نفس سے ملوث کردیا اور اسکی بوقلمی ہوئي قوتیں عین دور عروج میں پامال مفاسد و استبداد ہوکر رہگئیں ! ضلوا فاضلوا ' فویل لهم ولا تبا عهم !

اللہ اللہ ! آج دنیا کي ایک وہ قومیں ہیں ' جنکے پاس کچھ نہ تھا پر آج انھوں نے حاصل کیا ' اور ایک ہم ہیں کہ خزانے کے خزانے لیکر آئے تھے ' مگر آج سواے ذکر عیش کے خود عیش کا کہیں وجود نہیں !!

آینده و گذشته تمناؤ حسرت ست
یک کاشکے بود که بصد جا نوشته ایم

شرک فی الصفات

کلمات تعظیم و تبجیل کے عجیب و غریب القاب ہیں ' جو ملوک و سلاطین عالم کے ناموں کے پہلے نظر آتے ہیں ' اور جنکے بغیر ذات شاہانہ کیطرف اشارہ کرنا بھی سوء ادب کی اخیر حد ہے ' مگر مرتع خلافت اسلامیہ میں اونکی مثال ڈھونڈھنا بیکار ہوگا - ایک ادنی مسلمان آتا ہے ' اور یا "ابا بکر" اور یا "عمر" کہکر پکارتا ہے اور وہ خوشی سے جواب دیتے ہیں - زیادہ سے زیادہ جو الفاظ تعظیمي استعمال سکتے ہیں ' وہ "خلیفہ رسول اللہ" اور "امیر المومنین" ہیں ' اور جو مدح نہیں بلکہ واقعہ ہے - امرا و حکام ملک بھی انہیں الفاظ سے خلفا کو خطاب کرتے تھے -

خود آنحضرت (صلعم) کی بھي یہی حالت تھي - آپ اپني نسبت لفظ آقا (سید) تک سننا پسند نہیں فرماتے تھے - ایک معمولی بدوي آتا تھا اور "یا محمد" کہکر خطاب کرتا تھا - ایک بار ایک بدوي حاضر ہوا ' اور ڈرتا ہوا خدمت نبوي میں آگے بڑھا - آپ نے فرمایا :

"تم مجھسے ڈرتے ہو ؟ میں اوس ماں کا بیٹا ہوں جو قدید (ایک معمولی عربی کھانا) کھاتی تھی (یعنی ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں)"

سبحان اللہ !

چه عظمت داده یا رب بخلق آن عظیم الشان
که "انی عبده" گوید بجاے قول "سبحاني"

ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو خدمت نبوي میں بھیجنا چاہا - اوسنے باپ سے پوچھا کہ اگر حضور اندر تشریف فرما ہوں تو میں کیونکر آواز دونگا ؟ باپ نے کہا :

"جان پدر ! کاشانۂ نبوت دربار قیصر و کسری نہیں ہے - حضور کی ذات تجبر و تکبر سے بلند ہے آپ اپنے جاں نثاروں سے ترفع نہیں کرتے"!

اللھم صل علی افضل الرسل واکملهم محمد ' وعلی افضل المسلمین ' واکملهم آله الابرار ' واصحابه الاخیار -

ماضی و حال

یہ حالت تو تاریخ اسلام کي افضل ترین ہستي سے لیکر اسکے خلفا و جانشیں تک کی تھی ' لیکن اسکے مقابلے میں آج بادشاہتوں اور ریاستوں کو چھوڑکر ' صرف اپني قوم کے اُن لوگوں کو دیکھو ' جنکے پاس جائداد کا کوئي حصہ یا چاندي سونے کے کچھ سکے جمع ہوگئے ہیں - ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں ' اور اسلیے لیڈري اور پیشوائي کے بھی مدعی ہیں - ان میں بہت سے فراعنہ اور نمارذہ تم کو ایسے ملیں گے ' جنکا نام اگر ان خطابوں سے الگ کرکے زبان سے نکالا جاے ' جو انکے شیطاني خبث غرور نے گھڑ لیے ہیں ' یا حکومت کي خوشامد و غلامي کا اصطباغ لیکر حاصل کیے ہیں ' تو انکے چہرے مارے غیظ و غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہوجاتے ہیں ' اور چارپایوں کی طرح ہیجان غصہ و غلظت کو روک نہیں سکتے -

رسول خدا اور انکے جانشیں اپنے تئیں محض ایک متبع کتاب و سنت سمجھتے تھے ' اور ایک معمولی باشندۂ مدینہ کے برابر قرار دیتے تھے - وہ پکار پکار کہتے تھے کہ میں اسی وقت تک تمہارا امیر ہوں ' جب تک حق و شریعت کے مطابق چلوں ' اور اگر میں کجروي اختیار کروں تو تم مجھکو سیدھا کردو - پھر آجکل کے ان بدترین نسل فراعنہ سے کوئي نہیں پوچھتا کہ یہ کیا تمرد اور کیا

شئون عثمانیہ

نمرودیت ہے ؟ اگر انکو خود اپنے لیے اسلام عزیز نہیں تو کیا اپنی قوم کے اسلام کو بھی کفر سے بدلدینا چاہتے ہیں ؟

کیا وہ بھول گئے کہ انکے مخاطب وہ لوگ ہیں ' جنھوں نے خلفاء رسول کو اُنکے ناموں سے پکارا ' اُنکو بات بات پر ٹوکا ' اُن پر سخت سے سخت اعتراض کیے ' اُنکو خطبہ دیتے ہوے روکدیا - اور جس رسول کی امت ہیں ' جس نے ایک موقعہ پر اپنے جاں نثاروں کو اپنی تعظیم کیلیے بھی کھڑے ہونے سے روکدیا تھا ' اور فرمایا تھا « کہ لا تقوموا کا لاعاجم ؟ » یعنے عجم کے تاج پرستوں کی طرح میری تعظیم نہ کرو کہ اسلام کی توحید اس سے مبرا ہے ؟ پھر کیا ہے ' جس نے انکے نفس کو مغرور کردیا ہے ' اور وہ کونسا ورثۂ عظمت و جلال ہے ' جو تکبر و غرور کی طرح ' انکو اپنے مورث اعلیٰ فرعون و نمرود سے ملا ہے ؟ اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ انکے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے - اگر اپنے ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انھیں غرور ہے ' جو غلامی اور دولت پرستی کی غلاظت کے کیڑے ہیں ' تو میں یہ باور کرنے کیلیے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ وہ دنیا کی معزور و مستبد پادشاھتوں سے بھی بڑھکر اپنے غلاموں اور پرستاروں کا حلقہ اپنے ارد گرد رکھتے ہیں - بہرحال خواہ کچھ ہو ' مگر میری آواز کا ہر سامع کو اُنھیں انکی قوت اور ناکامی کا پیام پہنچادے - اب انکی تباہی و بربادی کا آخری وقت آگیا - وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اُسکے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا ' اور جو اس طرح کے ان گنت تماشے ہزاروں دیکھ چکی ہے ' وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کے اندر ' بحر حریت و صداقت میں جسکی موجیں نہ صرف نام ہی میں بلکہ حقیقت میں احمر ہونگی ' ان مغرور اور متمرد لیڈروں کے غرق ہونے کا بھی تماشہ دیکھ لے :

اذا جاء موسی و القی العصا
فقد بطل السحر و الساحر !

و استکبر هو و جنوده فی الارض بغیر الحق ' و ظنوا انهم الینا لا یرجعون - فاخذناه و جنوده ' فنبذناهم فی الیم ' فانظر کیف کان عاقبة الظالمین ؟ و جعلناهم ایمة یدعون الی النار ' و یوم القیامة لا ینصرون (۲۸ : ۴۲)

« اور فرعون اور اُسکے لشکر نے زمین پر ظلم و استبداد کے ساتھ بہت گھمنڈ کیا ' اور وہ نادان سمجھے کہ مرنے کے بعد گویا انھیں ہمارے طرف لوٹنا ہی نہیں ہے ! پس ہم نے فرعون اور اسکے لشکر کو بالآخر اپنے دست قدرت سے پکڑ لیا ' اور سمندر کی موجوں میں پھینکدیا ' پھر دیکھو کہ حق سے منحرف ہونے والوں کا کیسا برا انجام ہوتا ہے ؟

ہم نے فرعونیوں کو انسانوں کی پیشوائی اور لیڈری تو دی تھی ' مگر وہ ایسے لیڈر تھے ' جو ھدایت اور رھنمائی کی جگہ ' قوم کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے - قیامت کے دن انکی پیشوائی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی ' جبکہ کوئی انکا مددگار اور حامی نہوگا ! ! «

دولۂ علیۂ شرقیہ

(۳)

بلقان لیگ

(مقتبس از لندن ٹائمز : ۲۰ - جون - ۱۹۱۳ ع)

بلغاریا اور یونان کے نتائج اتحاد کے لکھنے میں سلسلہ واقعات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے -

اگرچہ سرویا کے ساتھ معاھدہ ہونے سے بہت پیشتر یونان نے ابتدائی معاھدہ میں بلغاریا سے یہ امر طے کرلیا تھا کہ ترکوں پر ایک ساتھ ملکر حملہ کیا جائیگا مگر باقی معاھدہ اول سرویا اور بلغاریا کا ہوا اور بلغار و یونان کا بعد میں ہوا ہے ' شاہ فرڈیننڈ اور ایم گوشف بلغاری وزیر نے (جو اس معاھدہ کا بانی تھا) اس بات کو خوب سمجھ لیا تھا کہ سرویا سے معاھدہ کرنے سے قبل کسی دوسری ریاست کو بھی شریک کرنا پڑیگا - سرویا کے مقاصد انسے کچھ جداگانہ تھے ' مگر بلغاری مدبروں نے اس بات کی کوشش کی کہ سب کے مقاصد کو ایک کردیں اور اسطرح یوروپ کو ترکوں کی سلطنت سے پاک کردینے میں کامیاب ہوں -

بیشتر سرویوں کی راے میں آسٹریا کی (جس کے ماتحت سربی رعایا کی سب سے زیادہ تعداد ہے) طبعی دشمنی ہمیشہ قائم رہیگی - ترکوں کی حکومت میں سربی عنصر اور بھی کم تھا - اور اگرچہ قومی مدافعت و غیظ و غضب کا جوش اور غصہ البانیوں کے جانب سے سقوطری اور قدیم سرویا میں باقاعدہ کارروائیوں کے ذریعہ سے بڑھایا گیا تھا مگر ترکی سے دشمنی کا ایک دوسرا پہلو اختیار کیا گیا - بعض وقت ترکوں سے آسٹریا کے خلاف امداد طلب کی گئی ' اور اسکی تجویزیں سنہ ۱۹۰۸ ع میں قسطنطنیہ میں طیار کی گئیں -

بلغاریہ اور روس کے مابین ابتدائی زمانۂ رفع نزاع یعنے سنہ ۱۸۹۵ ع سے اس بات کی برابر کوشش ہوتی تھی کہ سرویہ اور بلغاری حکومتوں میں ایک معاھدہ ہو ' یہ تجویز روس کی سجھائی ہوئی تھی - سرویا اور روس کے مقاصد ملتے ہوے تھے - انکو یہ امید تھی کہ قوم سلاو (صقالبہ یا سلاف) جو بلقان میں رہتی ہے اُس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرکے آسٹریا کی پالیسی کو بلقان میں روکے - اُسکو سالونیکا میں بڑھنے نہ دے ' اور آخر میں سربی قوم کے تمام منتشر فرقے ایک ہو جائیں -

بلغاریا کا پروگرام کچھ اور ہی تھا - اگرچہ اُسکو بھی آسٹریا کے سالونیکا میں بڑھنے کا اندیشہ تھا مگر اُسکے اصلی دشمن ترک تھے - اس قوم کے ہمدردی مقدونیہ کے باشندوں سے وابستہ تھی ' جسکا مقصد یہ تھا کہ مقدونیہ کو کسیطرح آزاد کرائے - معاھدۂ سان اسطفان (San Stepshano) کے رو سے جو حد بندی بلحاظ اقوام کی گئی تھی اُسمیں مقدونیہ کے الحاق سے بلغاریا نے بالکل انکار کردیا تھا ' بلغاریا

کا یہ منشا تھا کہ مقدونیہ کو خود مختار حکومت دلادے - اس ارادہ میں سرویا اور یونان بھی شریک ہوگئے -

بے شبہ خود مختار حکومت کی تجویز اس بنا پر تھی کہ مقدونیہ کسی نہ کسی روز اپنے آپ کو بلغاریا کے ساتھہ ملحق کرلیگی - سرویا اور یونان بھی اس تخیل سے واقف ہوگئے تھے ' انہوں نے اپنے اپنے مد نظر علاقوں کی تقسیم اور حد بندی کے مسئلہ کو صاف کر لینا چاہا - معاملات نے سرویا اور بلغاریا مقاصد کو پورا کردیا - اور بلغاریا کو اب مغربی مقدونیہ کے کھونے کا اندیشہ ہوگیا -

ایم - ہارٹوگ (M. Hartwig) روسی سفیر متعینہ بلغراد اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ ع میں پہونچا - اُسنے آتے ہی یہ کوشش کی کہ تینوں سلافی ریاستوں میں اتحاد ہوجاے ' اس معاملہ کا ہنوز کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا کہ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ ع میں اطالیہ سے ترکوں کی جنگ شروع ہوگئی -

ایم - ملوانووچ (M. Milvonovitch) نے سرویا اور بلغاریا اتحاد کی کوشش کی چنانچہ ۱۳ - مارچ سنہ ۱۹۱۲ ع کو یہ اتحاد قائم ہوگیا -

جو امور یونان سے طے ہو چکے تھے یہ معاہدہ اُسی کے مطابق تھا ' اس اتحاد میں یہ شرط بھی تھی کہ صرف مدافعانہ جنگ میں شریک ہونگے ' اور ترکوں پر خود حملہ کبھی نہیں کرینگے - مگر اُن اقوام کے جائز حقوق (جنکے وہ مستحق ہیں) کی سے طلب کرنے میں ایک دوسرے کو مدد دینگے -

عہد نامہ میں ایک عجیب بات یہ بھی تھی کہ اگر ترکوں سے کوئی لڑائی ہو اور اُسمیں معاہدین کامیاب ہوں تو اُسوقت ملک کی تقسیم کس طرح ہوگی ؟ اسکی پوری تفصیل مذکور تھی - یہ شرائط معلوم ہوتا ہے کہ ایم پاشیچ (M. Pashich) نے بوھائے تھے ' کیونکہ وہ بلغاریا کی فوجی طاقت کو جانتا تھا ' اور ایسی صورت میں وہ سرویا کے حقوق اور اُسکے حصہ ملک کو اول ہی سے طے کر لینا چاہتا تھا -

اس امر کی بھی کوشش کی گئی کہ سرویا کی تجویز مقاسمہ اور بلغاریا کی تجویز آزاد مقدونیا کو منطبق کرلیں ' بات یوں طے ہوئی کہ :

(۱) سلسلہ شار کے عقب کا کل ملک یعنے قدیم سرویا ' اور نوی بازار سرویا کے لیے مخصوص ہوگا

(۲) رھوڈوپ اور دریاے استروما کا جنوبی و مشرقی حصہ ملک بلغاریا کو ملیگا -

(۳) اسکے بیچ کا ملک مقدونیہ کی خود مختار حکومت میں شامل ہوگا -

(۴) اگر مقدونیہ خود مختار ہوسکے تو کوستندل سے ذرا شمال مغرب کے پرے جہاں سروی ' بلغاری اور ترکی سرحدیں ملتی ہیں وہاں سے ایک خط جبل اچرڈا (Ochrida) کے آخری شمالی حصہ تک کھینچا جائے - اسمیں کراتوو ' ویلیس ' مناستر ' اور اوچرڈا بلغاریا کو مل جائے ' اور اس خط کے شمال اور سلسلہ شار کے جنوب میں جو اضلاع کازاس ' کمانوو ' اسکوب ' کرشیرو (قرشی) اور ڈبرا واقع ہیں اُن کا تصفیہ زار روس کے فیصلہ پر چھوڑ دیا جائے -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

انگلستان ترکی اور ھندوستان

(امریکہ کے ایک مشہور اخبار کا اقتباس)

جنگ بلقان کے اہم نتائج ' وزارت خارجیۂ برطانیہ کے طرز عمل ' اور سر ایڈورڈ گرے کی دو طرفہ کارروائیوں سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلا ہے کہ توقع کے خلاف ترکوں اور ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی پالیسی تبدیل کردی - اس تبدیلی کی ابتدا مسلمانان ہند کی طرف سے اُس وقت دیکھی گئی جب گذشتہ سال شمالی ایران میں روس کے مظالم کی داستان خونیں کا عام ہوا ' اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ بربادیاں باد شمال کے ساتھہ باد جنوب کی شرکت سے ہوئی ہیں ' اس الزام سے برأت کسیطرح ممکن نہیں تھی ' کیونکہ یہ معاملات کچھہ تعصب پر مبنی نہ تھے - نہ انمیں مبالغہ کی آمیزش کی گئی تھی ' ہر شخص نے فوٹو کے ذریعہ سے یہ خونیں داستانیں اچھی طرح دیکھہ لیں -

ایران کے شہدای ملک و ملت کو جنھوں نے انگریزی روسی معاہدہ کے خلاف اپنے ملک کی حفاظت کرنی چاہی تھی پھانسی دی گئی ' فوٹو میں صاف نظر آرہا ہے کہ شہیدان وطن کو ایک ہی درخت میں لٹکایا گیا ہے ' اُس کے چار طرف روسی افسر اور ملت فروش محمد علی مرزا کے ساتھی کھڑے ہیں - جن لاکھوں قوم و ملت کے سر نیچے کی طرف لٹک رہے ہیں - بعض کی کھال بھیڑ بکریوں کی طرح اُدھیڑ دی گئی ہے ' اور بعض کو ناقابل بیان طریقوں سے تکلیف دے دیکر واصل بحق کیا گیا ہے - یہ تصاویر لاکھوں کی تعداد میں تمام ایشیا اور افریقہ میں تقسیم ہوئی ہیں - اور گورنمنٹ برطانیہ کی رعایا نے دونوں براعظموں میں ان مناظر خونیں کو دیکھا ہے -

جنگ بلقان شروع ہوئی ' انگریزی اور روسی حکومتوں کی شرکت ترکوں کے خلاف صاف طور پر معلوم ہوگئی اور لوگ جان گئے کہ ترکوں کے ساتھہ بھی وہی ہونیوالا ہے جو ایران کے ساتھہ ہوچکا ' تو مسلمانان ہند کے جذبات میں تحریک ہوئی ' اور انھوں نے اپنے روحانی مذہبی پیشوا سلطان روم اور اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھہ ہمدردی ظاہر کی - یہ ہمدردی چندہ کی صورت میں تھی ' جس میں بہت سے ہندؤں نے بھی حصہ لیا ' اور ایک طبی وفد ترکوں کی امداد اور مجروحین جنگ کے علاج کے واسطے بھیجا - ہندوستانی اخبارات وہ خطوط شائع کررہے ہیں جو ممبران وفد نے ہندوستان میں اپنے دوستوں کے ہیں - ان میں اکثر نہایت دلچسپ حالات ہیں ' مثلاً گلیپولی ' شتلجا کے افواج کی نقل وحرکت ' در دانیال پر ترکوں اور یونانیوں کی لڑائی - ان لوگوں کا مارچ اور فروری کے موسموں میں شدائد برداشت کرنے ' خصوصاً اور بے رؤف بے کمانڈر حمیدیہ وغیرہ افسران و سپاہیان شتلجا کے حالات ' وغیر ذلک ' یہ حالات نہایت دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں -

جب یہ واقعات قسطنطنیہ کے گرد وپیش میں ہو رہے تھے ' اُنہیں دنوں افریقہ کے مسلمانوں میں بھی ایک بے چینی پیدا ہورہی تھی - کیونکہ روس اور انگلستان کے دو سلوک ترکوں اور ایرانیوں کے ساتھہ ہو رہے تھے اُس سے وسط شمال افریقہ کے (جسے شمالی نائجیریا کہتے ہیں) لاکھوں مسلمان محاذ میں ایک عام اضطراب پیدا ہو رہا تھا - یہ سخت بے چینی اسقدر شدید ہوگئی کہ حکومت برطانیہ کو ہانگ کانگ سے سر فریڈرک لگارڈ (Sir Fredrick Lugard) سابق گورنر نائجیریا کو مجبوراً بلانا پڑا - اُسے یہانکی عام رعایا زیادہ مانوس تھی ' اُنکے ذریعہ سے اس بات کی کوشش کی گئی کہ یہانکے باشندوں کو

مراسلات الهلال

ٹرکی کے متعلق گورنمنٹ انگلستان کي پالیسي کا اطمینان دلادیں اس قسم کي ملاقاتوں کے حال' جو سر فریڈرک نے رھانکے اکثر امیروں اور سردار اور نسے کي ھیں لنڈن کے اخبار افریقن ورلڈ (African World) میں شائع ھوے ھیں' جسمیں وہ لکھتے ھیں کہ " میں نے وزیر سقوطري' بورنو کے (Sheho) اور کانو' غاندر (گواندر) کا تسینا - زاریہ' بندہ اور بورا کے امیرونسے گفتگو کي - سقوطو اور غاندر کے وزرا و امرا سے میں نے جنگ بلقان اور طرابلس کي لڑائي کے متعلق باتیں کیں اور اُن سے کہا کہ انگریزوں کا اسمیں سواے صلح کرانے والے کے اور زیادہ حصہ نہیں ھے -

اُن سے یہ بھي کہا کہ وہ اُن لوگوں سے ھوشیار رھیں جو جھوٹي خبریں پھیلانے کي غرض سے یہاں بھیجے گئے ھیں "

سر فریڈرک اس تقریر کا تذکرہ کرکے بیان کرتے ھیں کہ " میں نے در حقیقت وہ بات بیان کي جسکو میں دل میں خوب جانتا تھا کہ یہ بالکل جھوٹ ھے - نسبتہً یہ بات بالکل بے حقیقت تھي' کیونکہ ایسا نہ کہنے سے اُس گروہ کے مطالب فوت ھورھے تھے جو لنڈن میں اسوقت حل و عقد کا مالک ھے " -

بقول ایک افریقي اخبار کے انھوں نے اپنے ضمیر کے خلاف جو بالکل کام (جھوٹ) کیا تھا وہ اس روش سے معلوم ھوتا ھے کہ جب وہ لاغوس (Lagos) سے چلنے لگے تو اُنھوں نے اس بات کي کوشش کي کہ بغیر باضابطہ رخصت ھوے روانہ ھوجائیں' معلوم ھوتا ھے کہ انکو یہ امر معلوم ھوگیا تھا کہ یہانکے سردار اور امیر انگلستان کي اصلي کارروائیوں کو جو بلقان کي لڑائي میں کي گئي ھیں خوب جانتے ھیں - اس کا پہلے انکو خیال بھي نہ تھا - یہاں کے بیشتر امیر اور سردار شیخ سنوسي کے اکثر سر برآوردہ پیروؤں سے ملتے رھتے تھے' اور بلاواسطہ ملاقات کا سلسلہ جاري تھا - زیادہ با خبر ھونیکي وجہ یہ تھي کہ شیخ نے سودان سے ایک مشن شروع سال میں قسطنطنیہ بھیجا تھا' اسطرح سے تمام اُنکے ھم مذھب لوگوں کي عام کارروائیاں انکو معلوم ھوتي رھتي تھیں -

واقعات کي یہي رفتار تھي جس نے اسطرح برطانیہ کي محکوم رعایا ۷ - کرور مسلمانان ھند اور ۲ - کرور مسلمانان افریقہ کے خیالات اور جذبات متحد کر دیے - مشرق قریب کي انگریزي پالیسی اور یہ تعداد ایک حد تک متاثر کر سکتي ھے' اور اس امر میں کسي چیز سے اتني مدد نہیں مل سکتي جتني مجراے سیاست کے علم سے ملیگي کہ جنگ بلقان میں برطانیہ نے کیا کارروائي کي ؟

الهلال کي ایجنسي

ھندوستان کے تمام اردو' بنگالہ' گجراتي' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

مسئلہ ازدواج بیوگان

از جناب سید حسن مثنے صاحب رضوي - امروھہ

جس قوم پر ادبار و تنزل کي گھنگور گھٹائیں چھائي ھوتي ھیں' اور جو قعر مذلت کے اسفل سافلین اور انحطاط کے ورطہ عمیق میں پہنچ چکتي ھے' اوس میں خال خال ایسے افراد بھي پائے جاتے ھیں' جنکو اپني حالت پر ترس آتا ھے' اور اون مصائب و حوادث کے گرداب سے نکلنا چاھتے ھیں - لیکن با ایں ھمہ وہ گمراھي سے نکلنے کي سعي کے بعد بھي گمراھي ھي میں رھتے ھیں - انکو جو سرجھکتي ھے وہ الٰہي' انکے پاؤں میں اسر و تعبد کي بیڑیاں' ھاتھوں میں استبداد و ذلت کي ھتھکڑیاں' گلے میں غلامي کا طوق پڑا ھوتا ھے - وہ انکو توڑنا چاھتے ھیں' مگر اس طریقہ سے بجاے ٹوٹنے کے اور مضبوطي سے انکے ھاتھ پاؤں اور گلے کو جکڑ لیتي ھیں -

یہي حالت ھماري قوم کي ھے - الھلال مطبوع ۳ - جون میں ایک مضمون متعلق " تروےج عقد بیوگان " شائع ھوا ھے - جسکو دیکھکر ایک گونہ مسرت مگر صد ھزار افسوس ھوا - خوشي تو اس امر کي ھوئي کہ خدا خدا کرکے اب ھماري آنکھیں کھلتي جاتي ھیں' اور ھم پھر اپني پراني اور سچي اسلامي شاھراہ کو ڈھونڈنے لگے ھیں - ھم میں بدعات کے استیصال اور محدثات کے انسداد کا خیال پیدا ھوچلا ھے' مگر افسوس اس پر ھوا کہ جو راہ تجویز کي گئي ھے اگر اس پر عمل ھو تو وہ مسلمانوں کیلیے اس رسم سے بھي بڑھکر افسوس ناک ھے -

تروےج عقد بیوگان کي تحریک نہایت مفید و مبارک ھے' جو ھمارے احکام اسلامي کا جزو مؤکد ھے' اور جسکے لیے اسقدر ترغیب دیگئي ھے - مگر حیف کہ اب ھماري یہ حالت ھوگئي کہ ھم اپنے مذھبی احکام و اوامر کي اشاعت کے لیے (جسکي تروےج ھر مسلم ھستي پر خداے قادر و مقتدر نے فرض کر دي ھے) گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیں' اور انکے آگے ھاتھ پھیلائیں' اسکي وجہ کیا ھے ؟ یہ نتیجہ ھے ضعف ایمان کا -

کیا جس قانون کي پابندي تمپر ازل ھی میں فرض کي گئي تھي' اور جسکي نسبت تمنے عہد کیا تھا کہ اسکے خلاف نکرینگے وہ تمکو ان احکام و اوامر کي پابندي و تروےج پر مجبور نہیں کرتا' اور وہ تمہارے لیے کافي نہیں ھے ؟ اگر کافي نہیں تو میں تحریک کرتا ھوں کہ قبل اسکے کہ اجلاس کونسل میں ایسے سوال پیش ھونے کي خواھش کریں مناسب ھوگا کہ ھم ایک میموریل گورنمنٹ ھند کي خدمت میں بھیجیں جسپر ھر صوبہ کے ھزارھا مسلمانوں کے دستخط ھوں' اور اسمیں یہ درخواست ھو کہ تعزیرات ھند میں چند دفعات ایسي بڑھا دیجائیں جنسے نماز پنجگانہ کا ادا نکرنا جرم قرار دیا جاسکے' یا زکوٰۃ کا نہ ادا کرنا قابل دست اندازي پولیس ھو'

اور ادا نکرنے کي صورت میں مجسٹریٹ کو اختیار ہو کہ باجراے وارنٹ قرقي مقدار زکوۃ باقیدار سے وصول کر سکے -

اگر بفرض محال ہمنے ایسي تحریک کي اور پاس ہوگئی تو بلا تار اوسپر عملدر آمد کرنا احکام خداوندي کي پابندي کہي جالیگي یا قانون نافذ الوقت کي ؟ میں اس تحریک کا مخالف نہیں اور کون ہے جو اسکا مخالف ہو سکتا ہے ' لیکن بات اتني ہے کہ مسلمان بنو' اور مسلمان رہکر خدا کے اوامر کي ترویج و اشاعت میں کوشش کرو - اپني پاؤں پر کھڑے ہو تب کام کرو - گورنمنٹ کي دست نگري کس کس بات میں کروگے ؟

مرکز اور الم سے آواز

(از جناب محمد سعید صاحب مہتمم مدرسۂ صولتیہ مکۂ مکرمہ)

جس روشني نے فاران کي چوٹیوں سے بلند ہو کر تمام عالم کو منور کردیا تھا وہ روشني اب تمام اسلامي دنیا میں گل ہونے کے قریب ہے - خدا کي وسیع زمین با وجود اسقدر وسعت و عظمت کے مسلمانوں پر تنگ ہورہي ہے - ہماري ذلت و نکبت اور فلاکت و بربادي کے اسباب ہمارے دوست جو چاہیں وہ بیان کریں' مگر سچ اور حقیقۃ الامر یہ ہے کہ ہم نے خدا کو اور اسکے احکام کو بھلا دیا' اور اسنے ہم کو چھوڑ دیا - اسکا ارشاد کبھي اور کسی حالت میں قیامت تک بدلنے والا نہیں فاذکروني اذکرکم اگر ہمیں یاد رہتا تو آج ہماري یہ حالت نہوتي - اب وقت سوچنے اور غور کرنیکا نہیں - مسلمانوں کو عزت کے ساتھہ اگر زندہ رہنا منظور ہے تو اب اسکي صرف ایک اور یہي ایک صورت ممکن ہے کہ وہ پھر اپنے خدا اور حقیقي مالک کے دروازہ پر اپنے متکبر اور پر غرور سروں کو سچائی اور عاجزي کے ساتھہ رکھدیں - اسلامي دنیا کي عام کانفرنس کے انعقاد میں جسکو مذہبی اصطلاح میں حج کہا جاتا ہے ابھی تقریباً چار مہینے باقی ہیں - گو وقت کم ہے مگر کام کرنے والوں کو کسی اور قوت اور امداد پر بھروسا کرنا چاہیے - انسانی طاقت اپنے اختیار سے کچھہ بھی نہیں کرسکتی - اس آواز اور تحریک کو الہلال اور وہ اسلامی جرائد جنکو مسلمانوں کي بقا اور ہستی عزیز ہو اسلامی دنیا میں بلند کریں' اور سال حال کے حج پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک جلسہ خاص اس غرض سے منعقد کرنیکی دعوت دیں کہ وہ اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ اب مسلمان دنیا میں کسطرح زندہ رہ سکتے ہیں - مسلمانوں کی غفلت اور نااتفاقی نے ملک اور سلطنت تو کھو دي' اور جو کچھہ رہا سہا باقی ہے اسکی طرف سے بھی وہ بے فکر نہیں - دشمن تاک میں لگے ہوے ہیں' ریشہ دوانیاں ہو رہي ہیں - اب سلطنتوں اور ممالک سے گذرکر مسلمانوں کا مذہب مسیحیت کي زد پر ہے - مسیحي دنیا یا یورپ کو ہر سال مسلمانوں کا موجودہ اجتماع جو محض ایک مذہب کا عظیم الشان رکن ادا کرنیکي غرض سے سوا تیرہ سو برس سے ہوا کرتا ہے اب کچھہ دنوں سے منظور نہیں' اور آئے دن نئے نئے قاعدے اور مشکلات اس راستے میں پیدا کرتے جاتے ہیں - چیچک کا ٹیکہ اور قرنطینے اور اسي قسم کي اور بہت سي رکاوٹیں محض اس وجہ سے سد راہ ہوتي جاتي ہیں کہ مسلمان ہمت ہاردیں - مرکز اسلام کي اسلامي کانفرنس کا انعقاد نویں ذي الحجہ کو میدان عرفات میں جبل رحمت کے قریب اُس پُر انوار اور تاریخي میدان میں ہو جسکے ذرہ ذرہ کو اسلام سے وہ تعلق ہے جو جسم کو روح کے ساتھہ ہے - جلسے کي

مراسلہ و مناظرہ

"حظ و کرب" یا "لذت و الم" ؟

(مسٹر عبد الماجد بي - اے - از لکھنؤ)

الہلال مورخہ ۲۵ - جون کے صفحہ ۴۴۳ - پر میرے مضمون کے آخر میں آپ نے جو نوٹ دیا ہے ' اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بجاے " حظ و کرب " کے " لذت و الم " کے الفاظ بہتر ہیں -

اس تنبیہ کا شکریہ - لیکن غالباً جناب نے اس پر خیال نہیں فرمایا کہ میرے مجوزہ الفاظ کن انگریزي اصطلاحات کے بجاے استعمال کیے گئے تھے ؟ انگریزي میں " حظ " کے لیے لفظ "Pleasure" ہے ' جسکے اصلي و ابتدائي معني انگریزي کتب لغت میں "Gratification of the senses" ہیں یعني حواس ظاہري کو آرام پہنچنا - اسي طرح " کرب " جس لفظ کا قائم مقام ہے' وہ یہ ہے : "Pain" جسکے اصلي و ابتدائي معني ہیں : "Uneasy sensation or acte in animal bodies" یعني اجسام حیواني میں ناگوار کیفیت یا درد - اس تصریح سے معلوم ہوا ہوگا کہ " Pain " اور " Pleasure " اپنے اصلي و ابتدائی معني میں صرف مادي و جسمي کیفیات کا مفہوم ادا کرنے کے لیے وضع کیے گئے تھے ' گو رفتہ رفتہ مجازاً انکا اطلاق خالص نفسي کیفیات (ناگواري و خوشگواري) پر بھي ہونے لگا - اس بنا پر اُنکا اردو ترجمہ کرتے ہوے اس امر کا خصوصیت کے ساتھہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ اردو الفاظ کي دلالت جسمي کیفیات پر ابتداءً و براہ راست ہو ' اور نفسي کیفیات پر ضمناً و بالواسطہ -

پس اس اہم نقطۂ خیال سے ' یعني "Pleasure" اور "Pain" کا صحیح مفہوم ادا کرنے کے لحاظ سے ' میرے نزدیک " حظ و کرب " بہ مقابلہ " لذت و الم " کے (جن میں بہ نسبت جسمي کے ' نفسي انبساط و انقباض کا مفہوم زیادہ پایا جاتا ہے) بہتر اور لائق ترجیح ہیں -

پھر جب اردو محاورہ میں " کرب " بہ معني بے آرامي ' درد ' اندوہ ' و الم ' اور " حظ " بہ معني خوشي ' انبساط '

[بقیہ پہلے کالم کا]

صدارت کیلیے خلیفۃ المسلمین سلطان محمد رشاد خان خامس کي بارگاہ میں التجا پیش کیجاے - ظاہري حالات اور قرائن سے امیر المومنین بذات خود شریک نہیں ہوسکتے اُن کے استمزاج اور اجازت سے یہ خدمت موجودہ شریف مکہ دراتلو سیادتلو الشریف حسین پاشا کے ذمہ رہے' جو اپنے ذاتي کمالات اور محاسن اور ہمدردي اسلام کي وجہ سے ہر طرح اس عزت کے مستحق ہیں - اس کار آمد اور نہایت مفید تحریک کے پیش ہونے پر مسیحي دنیا تو اندرونی تدابیر سے اسکي مخالفت کریگي ' مگر خود مسلمانوں میں بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں جنکے قلوب کو حب جاہ اور دنیا طلبي نے بیمار کر رکھا ہے' وہ خود مسلمانوں کو اُنکي بہتري اور بہبودي کے فرضي اور خیالي سبز باغ دکھا کر فریب دینا چاہینگے' اور اس تحریک کی ظاہري مخالفت کرینگے - جس چیز نے مسلمانوں کو آجتک خراب و برباد کیا وہ اُن منافقین کی ابلہ فریبی ہے' جن کمبخت رہنماؤں نے محض اپني ذاتی اغراض کی خاطر قوم کو قعر مذلت میں ڈھکیل دیا -

تاریخ حیات اسلا

کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین

(از اهلیه منشي عبد الغفور صاحب - جوڑي پاڑه - کلکته)

حضور پر روشن ہے کہ میں ایک غریب شخص کی بیوي ہوں - کل وہ الہلال پڑھتے پڑھتے یکایک چیخ اٹھے ' اور ڈاڑھیں مار کر رونے لگے - میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے حضور کا مضمون سنایا ' اور پھر کہا کہ ایک تو وہ عورتیں ہیں ' جو اپنے زیور اتار اتار کر اپنی مظلوم بہنوں کیلیے دے رہی ہیں ' اور ایک ہم ہیں کہ ہم سے کچھ بھی بن نہیں آتا !

میں ایک غریب عورت ہوں - میرے پاس سونے کے قیمتی زیور نہیں ہیں ' جو حضور کی خدمت میں پیش کروں - میرے شوہر کے سر پر زري کی ٹوپی نہیں ہے ' جسے بیچکر اپنے بیکس بھائی بہنوں کی مدد کروں - البتہ بڑے بڑے دولت مندوں کی طرح جنھوں نے لاکھہ دو لاکھہ چندہ دیا ہوگا ' میرے پاس دل ہے ' اور اسکی ایک ادنی سي نذر کو حضور قبول فرمائیں - اٹھہ روپیہ کوشش کرکے خدمت مبارک میں بھیجتی ہوں -

الہلال

خدا تمہارے اس خلوص دینی اور محبت ایمانی کو ہمارے غافل دلوں کیلیے تازیانہ عبرت بنالے - دولت مندوں کو تو لاکھہ دو لاکھہ روپیہ دینے کی ایسے کاموں میں توفیق نہیں ملی ' اور نہ انکی قسمت میں یہ سعادت ہے - البتہ تم ہی ایسے سچے فرزندان اسلام نے لاکھوں روپیے فراہم کردیے -

(از جناب محمد عمر صاحب نائب کورٹ انسپکٹر عدالت افسر مال از حصار)

دل کڑھتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاري ہوتے ہیں مگر کسي کام کرنیکي جرأت نہیں ہوتي ' کیونکہ اس چھوٹے سے قصبہ سے جو نہایت نادار اور مزدور پیشہ لوگونکا ہے ' کچھہ کم مبلغ پانچ ہزار روپیہ دفتر کامریڈ کے ذریعہ بھیجا جا چکا ہے ..... چندہ کے متعلق بدگماني پیدا ہونے سے جوش سرد پڑگیا ہے ' اسیوجہ سے کام کرنیکا حوصلہ نہیں ہوتا ' مگر آپکے مضمون نے از سرنو دلوں میں آگ لگادي ' اور بجھا ہوا چولھا پھر روشن ہوگیا - اسوقت قلب کي حالت احاطہ تحریر سے خارج ہے - اگر میرے پاس کچھہ ہوتا - تو عجب نہیں کہ پوري تیس ہزار کي رقم جمع کرکے حاضر ہوتا ؟

دوم و دام اپنے پاس کہاں،
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں

[بقیه مضمون صفحه ١٩ کا]

لطف ' حلاوت ' کے عام طور پر مستعمل ہوتا ہے ' (اور جسکي سند علاوہ اردو کتب لغت ' مثلاً فرہنگ آصفیه کے ' اشعار سے بھی ملي ہے) تو کم از کم میري رائے ناقص میں یہ سوال اسي قدر غیر متعلق ہے کہ عربي لغات میں حظ کے معني صرف " حصه " کے ہیں -

امید ہے سطور بالا الہلال میں درج کرکے مجھے ممنون فرمائینگا -

ایک فہرست سات خریداروں کي بھیجتا ہوں قدرے قلیل رقم بقیه چندہ کي بھی جو میرے پاس امانت تھی ارسال خدمت ہے ' عنقریب بقایا چندہ بھی جو قریب ڈھائی تین سو روپیہ کے ہوگا بھیجدیا جاویگا "

جناب ذکاء الدین خانصاحب ایم - اے - اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر افسر مال ضلع حصار

جناب محمد سلیمان خانصاحب سب انسپکٹر کوتوالی حصار

جناب بابو نور محمد صاحب سب اورسیر محکمه بارک ماسٹري حصار

جناب مولوي اکرام الدین صاحب محکمه لوکل بورڈ حصار

جناب یقین الدین خانصاحب رایس سریسه

جناب محمد عمر خانصاحب نایب کورٹ انسپکٹر حصار

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب پیش نماز مسجد بوریان حصار

فہرست زر اعانۂ مہاجرین مرتبه انیسه

(٥)

	پائي	آنه	روپیه
جناب منشي عبد العزیز خانصاحب بھاگلپور	-	-	٢
جناب عبد الکریم صاحب ڈرائیور جمال پور	-	-	١
جناب اسمعیل صاحب ڈرائیور جمال پور	-	-	١
جناب کبیر احمد خانصاحب بھاگلپور	-	-	١
جناب نصیر الحسن خانصاحب عیسی گڈه	-	-	٥
جناب محمد عمر خانصاحب نائب کورٹ انسپکٹر حصار	-	-	١٠٨
جناب محمد فضل الله صاحب - حیدر آباد	-	-	٥
همشیره صاحبه جناب آل علي صاحب	-	-	١٥
جناب سید محمد حبیب الحق صاحب بھاگلپور	-	-	٢
جناب غلام محي الدین خانصاحب پٹیالہ	-	-	١١
جناب محمد حسین صاحب سکریٹري انجمن هلال احمر بلگام	-	-	٨
بذریعه جناب غلام هادي صاحب بہار	-	١	٨
جناب محمد کاظم حسین صاحب فارسٹ منیجر - دندوري -	-	-	١٠
جناب کمال احمد صاحب رائپور	-	-	٢
جناب غلام زین العابدین صاحب شمله	-	-	٥٠
جناب حاجي طالع محمد صاحب هوشیار پور	-	-	٣٦
جناب عبد القیوم صاحب پشاور	-	-	٣
بذریعه جناب سید احمد صاحب بریلي	-	-	١٥
جناب شیر دل خانصاحب ڈیره اسمعیل خاں	-	-	٢٥
جناب قاضي عبد الحق صاحب هوشیار پور	-	-	٤
جناب عبدالمجید صاحب صدیقي لارکانه سنده	-	-	٣
شیخ کرم الهي و نور الهي صاحبان جنت فروش - بازار بلي ماران دهلی -	-	-	١٣
جناب قاضي احمد علي صاحب نگینوي حال مقیم سائر	-	-	٣٠٠
میزان	-	١	٧٢٨
سابق	-	٥	٥٩٠٢
کل	-	٦	٦٦٣٠

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MOLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

اسد الله الغالب عبد الحميد الدهلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ٤ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۸ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta Wednesday, July [illegible] 1913.

سلوٹھی نمبر آٹھ

قیمت فی پرچہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

ہر مسئول و مراسلہ خصوصی

بنام اشاعت

۷/۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

بنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ — نمبر ۴ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۸ شعبان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, July 23, 1918.

فہرست

شذرات

تصغیر الدولہ ۲

فتنۂ جنگ ۳

مقالات

رفتار سیاست ۹

دقائق و حقایق

انتقلوا بایدیکم الی التھلکہ ۱۲

مذاکرۂ علمیہ

فلسفۂ تشکیک ۱۰

مراسلات

حادثۂ مسجد کانپور کی مسئولیت ۱۰

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین ۲۰

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ [۶] ۲۰

تصاویر

غازی انور بے ۲

ایک ترک کے سر پر باغازی جبراً صلیب کا نقشہ بنا رہے ہیں ۱۱

اصلاح

(۱) واقعۂ تسخیر ایڈریا نوپل کے متعلق ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو اجماعی لہجے میں یہ آواز بلند کرکے گورنمنٹ ہند سے درخواست کرنی چاہیے کہ مسلمانوں کا یہ عمومی پیغام ہم گورنمنٹ کو پہونچادے کہ اس موقع پر تمام اسلامی دنیا برطانیہ عظمی سے دولۂ عثمانیہ کی امداد کی متوقع ہے ' لیکن اگر کسی وجہ سے ' اعانت میں قدم نہیں بڑھا سکتی تو کم از کم یہ تو ہو کہ ترکوں پر دوڑ ڈالنے میں شریک نہ ہو - یہ آخری وقت ہے ' انگلستان نے اب بھی خیال نہ کیا تو نہ معلوم اسلامی جذبات پر کیا اثر پڑیگا ؟

(۲) حادثۂ کانپور کے متعلق ہندوستان کے مختلف مقامات میں متعدد جلسے ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں - سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مسلم لیگ نے بھی پرزولیوشن پاس کیا ہے - وہ مسلمان جو گورنمنٹ کے کسی حکم پر نکتہ چینی کو شرک باللہ و شرک فی الرسالۃ تو نہیں ' مگر ایک تیسری قسم کی شرک (شرک فی الحکومۃ) ضرور سمجھتے ہیں ' اُن کو سوچنا چاہیے کہ لیگ جیسی مجلس جس کی آفرینش ہی اسی لیے ہوئی تھی کہ قوم میں گورنمنٹ کی طاعت و عبادت کے جذبات کو پھیلائے ' جب اس حکم پر اعتراض کر رہی ہے تو ایسی حالت میں اُن کی خاموشی کہاں تک موزوں مانی جائیگی ؟

(۳) اس نمبر میں صفحات کے ہندسے غلط ہوگئے ہیں صفحۂ ۹ ' ۶۹ کو صفحہ ۵ ' ۶۵ سمجھنا چاہیے ' یہی ترتیب آخر تک ہے -

شذرات

تسخیر ادرنه

صبح امید که بد معتکف پردۂ غیب
گو برون آے که کار شب تار آخر شد

ادرنه (ایڈریانوپل) مسخر هوگیا ' فاتحان عثمانی شهر میں داخل هوگئے ' دنیا نا امید هوچکي تهی ' یورپ سمجهه چکا تها که ترک جاں بلب هیں ' اب وہ اقدام کے قابل هي نہیں رهے ' لیکن قدرۃ کاملہ کے دست اعجاز نے آسي بیمار سے تندرستوں کو شکست دلائي - ترکوں کا اجتماع هوتے هي بلغاري مرعوب هوکر بهاگ نکلے ' اپنے استحکامات جو بڑي کوششوں سے استوار کیے تهے اور آن کو ناقابل تسخیر سمجهے هوے تهے ' آپ ڈهادیے ' اور خدا کا وعدہ پورا هوگیا که قانون الهي کے حدود توڑنے والے اور تعلیم رسالت کي بے حرمتي کرنے والے انجام کار تباہ و برباد و خستہ و خراب هوکر رهینگے - هو الذي ایدہ خدا هي هے جس اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب من دیارهم لاول الحشر ' ما ظننتم ان یخرجوا ' وظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله ' فاتاهم الله من حیث لم یحتسبوا ' وقذف في قلوبهم الرعب یخربون بیوتهم بایدیهم و ایدي المومنین ' فاعتبروا یا اولی الابصار ' ولولا ان کتب الله علیهم الجلاء لعذبهم في الدنیا ' ولهم في الاخرۃ عذاب النار ' ذالك بانهم شاقوا الله و رسوله ' و من یشاق الله فان الله شدید العقاب (٥٩ : ٢ - ٤)

کفار کي اس طرح غضب الهي نازل هوا که آن کے وهم و گمان میں بهي نه تها - آن کے دلوں پر رعب و هیبت چها گئي ' اپنے گهروں کو اپنے هاتهوں هي ویران کرنے لگے - مسلمانوں نے بهي اس ویراني میں انهیں مدد دي - جن لوگوں کے آنکهیں هوں انهیں اس واقعے سے عبرت حاصل کرني چاهیے - خدا اگر آن کي قسمت میں اخراج نه لکهه دیے هوتا تو دنیا هي میں آن کو عذاب دیتا ' اور آخرت میں تو آن کے لیے آگ کا عذاب هے - سبب یه هے که خدا اور رسول کي تعلیم سے آنهوں نے منهه موڑلیے ' اور جو ایسا کرتا هو اس کو یقین کرلینا چاهیے که خدا کا عذاب نهایت سخت هے -

ایڈریانوپل کو جب بلغاریوں نے فتح کیا تو اپریل کے فورت نائیٹلي ریویو میں ایک مشهور انگریز (مسٹر هربرٹ ویرین) نے لکها تها که " ایک لاساني پیغام اناطول کے صحرا و جبل میں اس حدر کو مشتهر کرتا هوا گذرا هے که پرانے مهیب فرماں روا (ترک) کي حاکمانه زندگي کا آفتاب ڈهل گیا ' عجیب و غریب طلسماتي قلعه ٹوٹ گیا ' جهاد ' اسلامي اتحاد ' اور بے شمار مسلمان جنگجوؤں کے غیظ و غضب کے دهوے کهل گئے " لیکن اب آن کو یقین کرنا چاهیے که اسلام کي طاقت کو فریب سمجهنے میں وہ خود دهوے میں تهے - اسلام اپني قهاري کے نتائج دکها نے میں کبهي ناتوان و ضعیف نه نکلیگا - آس نے ایک مدت سے پیغام دے رکها هے ' اور یه پیغام پورا هو کر رهیگا که :

سیهزم الجمع و یولون الدبر ' بل الساعة موعدهم ' والساعة ادهي وامر ' ان المجرمین في ضلال و سعر ' یوم یسحبون في النار علی وجوههم : ذوقوا مس سقر ' انا کل شي خلقناہ بقدر ' وما امرنا الا واحدة کلمح بالبصر ' ولقد اهلکنا اشیاعکم فهل من مدکر ؟ (٥٤ : ٣١ - ٣٧)

کفار کي جمعیت منهزم هو جائیگي ' اور وہ پیٹهه دکها کر بها گینگے ' بلکه ابهي آن کا وعده هے ' اور وہ گهڑي بڑي مصیبت کي تلخ ترین گهڑي هے - یه گنهگار هیں ' یه گمراهي اور آگ میں هیں ' وہ دن آنے والا هے جب که یه منهه کے بهل یه آگ میں گهسیٹے جائینگے ' اور ان سے کہا جائیگا اب عذاب دوزخ کا مزہ چکهو - هم نے هر چیز کو اندازے سے پیدا کیا هے - همارے حکم کو ایک ذرا آنکهه جهپکنے کي طرح پهونچا هوا سمجهو - دیکهتے نهیں که هم نے تمهارے حامیوں کو هلاک کر ڈالا - کیا اب بهي تم میں کوئي غور و فکر سے کام لینے والا نهیں هے ؟

تسخیر ایڈریانوپل کي ناموري میں موجودہ صدر اعظم دولۃ عثمانیه (شاهزادہ سعید حلیم پاشا) اور غازي انور بے کي قابلیت و موقع شناسي کو خاص دخل هے - ارل الذکر خاندان خدیوي (مصر) کے ایک مشهور رکن رکین هیں ' اور ابتدا هي سے مجلس اتحاد و ترقي کے کاموں میں غازي انور بے کے دست و بازو رهے هیں - جب پہلے پہل آن کو وزارت خارجیه تفویض هوئي تهي ' تو آن کي ناتجربه کاري کي بنا پر عام اختلاف کیا گیا تها ' اور جب وزارت عظمی پر فائز هوئے تو یه اختلاف شورش انگیز مخالفت کي حد سے بهي گزر گیا - مادي دنیا ' کمزور اسباب پرست طبیعتیں کب واقف نهیں که خدا کو جب کوئي کام لینا هوتا هے تو وہ ایک ادنی سے ادنی مخلوق سے بهي اعلی سے اعلی کام لے سکتا هے ' اگر آس کي مشیت مقتضي هوئي تو اس کام کو حد تکمیل تک پهونچا دیگا ' ورنه ریڈیم کي شعاعیں رات کي تاریکي

بھي مٹا سکيں تو يہي بہت ہے کہ ايک بار روشن تو
گئيں -

انور ہے ايڈريا نوپل ميں داخل تو ہوگئے مگر يورپ کے
اف و صداقت سے مطلق اميد نہيں ہے کہ تسخير ايڈريا نوپل
و ترکوں کو فائدہ پہونچنے ديگا - اُس نے ابھي سے فيصلہ
يا ہے کہ ترک اپني پيشقدمي سے باز نہ آئے تو يورپ کي
م نصراني حکومتيں مل کر اُن پر زور ڈاليںگي ' اور اُن کے خلاف
مي کارروائي کرينگي - " دنيا کي سب سے بڑي اسلامي سلطنت "
نگلستان) کے جنگي جہاز روانہ بھي ہوگئے ہيں ' اور فرانس
ي بھي تہديد کررہا ہے - روس کا التيماتم (انذار) بھي آنے ہي
ہے ' اور اطاليہ نے تو اپني راے ظاہر ہي کردي - جرمني و آسٹريا
جانب سے بھي کوئي اميد نہيں ' ليکن خدا کي درگاہ سے ہنوز
يد باقي ہے - باب عالي ابھي تک تو نہايت پر زور لہجے
ں " جواب ترکي " دے رہا ہے -

تا به بينيم سر انجام چه خواهد بودن ؟

مسٹر ڈبليو - آر - پائن نے جزيرہ سامروس سے منچسٹر گارجين
ايک خط لکھا ہے جس ميں دکھايا ہے کہ يونان و اطاليا کا اپني
ي رعايا کے ساتھہ کيا طرز عمل ہے - يہ ترکي جزيرہ جنگ طرابلس
بعد سے اطاليوں کے قبضے ميں آگيا ہے ' خال خال مسلمانوں کے
و زيادہ تر آبادي عيسائيوں کي ہے - خط کے آخر ميں مسٹر
ن لکھتے ہيں کہ " اس جزيرہ کے باشندوں نے اطاليہ کے طرز حکومت
خلاف ايک اپيل انگريزي وزارت خارجيہ ميں بھيجي تھي ' جسکو
ر اخبارات ميں شائع نہيں کيا گيا - اٹلي کے گورنر جنرل (اميلو)
ظلم و ستم سے تمام جزيرے کے باشندے نالاں ہيں - اُنکا بيان
کہ اطاليہ کے جور و جفا کے سامنے ترکي کے مظالم کچھہ بھي حقيقت
ں رکھتے - وہ دول يورپ سے اپيل کرتے ہيں کہ جب اسکا
ري تصفيہ ہو تو ہرگز يہ جزائر اٹلي کے قبضہ ميں نہ رہيں '
لکہ يہ ثابت ہوگيا کہ يہ قوم دوسري قوم پر حکومت کرنے کے
ز قابل نہيں ہے "

نيرايسٹ کے نامہ نگار نے صوفيا سے اُس کو اطلاع دي ہے کہ
مقدونيہ کي بلغاري رعايا جدي املاک سرويوں اور يونانيوں نے
دستي چھين لي ہيں ' روزانہ آرہي ہيں - يہ عجيب و غريب
، سروي اور يوناني مظالم کے بيان کرتے ہيں ' اور کہتے ہيں
ترکوںکے ہاتھوں اسکے مقابلہ ميں کچھہ بھي ہم نے تکليف نہيں
لي تھي ' جسقدر اسوقت ظلم ہو رہے ہيں ' ايک رپورٹ مظہر ہے کہ
زيکا ' فلورينا ' کاستوريکا کے جيل خانے بلغاريوں سے بھرے
ے ہيں "

يہ مظالم ہيں جو مہذب نصراني قومیں خود اپنے ہم مذہبوں
ليے جائز رکھتي ہيں ' اور اس پر بھي تہذيب و تمدن ميں فرق
ں آتا ' پھر مسلمانوں کے قتل و غارت ميں کيا باک ہے ؟

فتۂ جنگ

دنيا کي آنکھہ نے فتح کے بعد شکست ' عزت
کے بعد ذلت ' اور عروج کے بعد زوال کے صدہا
ے ديکھے ہيں ' مگر ان ميں شايد ہي کوئي تماشا بلغاريا
اس داستان ادبار بعد اقبال سے زيادہ سريع الوقوع ' درد انگيز '
عبرت آموز ہوگا -

ابھي چند ماہ ہوے کہ بلغاريا کي فوجيں چٹلجا اور ادرنہ کو
ے پڑي تھيں ' بلغاري توپوں کي گرج قسطنطنيہ ميں سنائي
ي تھي ' اور فرڈيننڈ نے کہا تھا کہ " اب قسطنطنيہ ميں جا کے
صلحنامہ پر دستخط ہونگے " ليکن يا سبحان اللہ ! چند ماہ ميں
دولاب حوادث کا رخ کسقدر بدلگيا ! اب قسطنطنيہ کے بدلے صوفيا کے
کوچہ و بازار کو شکن توپوں سے گونج رہے ہيں - اور فرڈيننڈ اُس کے
دست و بازو ' اعوان و انصار ' بلکہ اسکے حلفاء و ہمساز کہتے ہيں کہ
" اب صوفيا ميں صلحنامہ پر دستخط ہونگے " - و تعز من تشاء و تذل
من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير -

رومانيہ فوج ميزڈرا تک پہنچگئي ہے - ميزڈرا اور صوفيا ميں
۳۱ - ميل کا فاصلہ ہے - مدافعت کے ليے نہ اب روسي متطوعين
(والنٹيرس) ہيں کہ وطن واپس جا چکے ہيں - اور نہ بلغاري
سپاہي کہ ترکوں کي خون آشام تلوار اور انسان پاش توپوں کے
نذر ہوچکے ہيں - اگر رومانيہ فوج بڑھے تو صوفيا کي تسخير
چند گھنٹوں کا کام ہے - اسليے شاہ فرڈيننڈ اور اسکي ملکہ دونوں
بھاگ گئے ہيں - (رپوٹر نے اس خبر کي تعبير اضطراب انگيز
مگر غير متيقن افواہ سے کي ہے)

ان ياس انگيز حالات کو ديکھکے فرڈيننڈ نے چارلس شاہ
رومانيا کے سامنے پناہ اور اصطلاح سياست ميں صلح کے ليے دست
سوال دراز کيا ہے - شاہ رومانيا کي طرف سے جواب يہ ملا ہے کہ سابقہ
دوستي کي باز آمد کے ہم خود خواہشمند ہيں ' مگر مشورہ يہ ہے
کہ پہلے ان تمام دول کے ذريعہ مبادي صلح طے ہو جائيں جنکا تعلق
اس مسئلہ سے ہے -

ملکہ بلغاريا نے بھي پيشقدمي کے موقوف کرنے کے ليے
اس اميد پر تار ديا تھا کہ اسکي جذبہ اسکي درخواست کي
شفيع ہوگي ' مگر يہ عالم سياست ہے اسميں عواطف و جذبات
رقيقہ کا کيا ذکر - کہ لا قلب للسياسة -

دل کے زخم ستم ظريفي سے گہ گدائے گئے ' جواب آيا کہ
پيشقدمي زيادہ سے زيادہ غور و فکر کے ساتھہ عمل ميں لائي جائيگي -

رومانيا کو يونان اور سرويا سے توڑ لينے کے ليے بلغاريا نے
گوناگوں تدبيريں کيں ' مگر دبستان يورپ ميں سبق آموزي کا فخر
صرف بلغاريا ہي کو حاصل نہيں ' رومانيا بھي اس فخر ميں برابر
کي سہيم ہے ' پھر جب يورپ کي يہ تلقين ہو کہ تم اس شخص کا
ساتھہ دو جسکے ساتھہ قوت ہو ' تو رومانيا ' يونان اور سرويا کو چھوڑ
کے بلغاريا کے ساتھہ کيوں ہوتي - رومانيہ کي طرف سے اعلان کرديا
گيا کہ وہ تنہا صلح کرنا نہيں چاہتي -

۱۹ - کا تار ہے کہ رومانيہ فوج نے بلغاري فوج کو فرڈيننڈو ميں
(جو لوم پلنيکا اور صوفيا کے مابين واقع ہے) نہايت شرم انگيز
شکست دي - بلغاري جنرل نے مع ۱۲ - توپوں کے ہتيار ڈالديے -
دول نے اعلان کرديا کہ بلغاريا کو پامال ہونے نہ ديا جائيگا - صوفيا پر
قبضہ کرنے کي اجازت نہ دي جائيگي - اب رومانيہ فوج کا سيلاب
مشرق کي طرف بڑھرہا ہے ' اور روميلي خطہ ميں ہے -

ان بلغاري بھيڑيوں کے شکار جب تک " ناپاک کفار "
مسلمان تھے اسوقت تک داستان مظالم مبالغہ تھي ' مگر جب سے
ان ستم پيشہ مہذب انسان اور حريت بخشان نصرانيت - کے پنجہ
و دندان صليب پرستوں کے جسموں پر چل رہے ہيں يہي مہذب
انسان درندے کہے جاتے ہيں -

بلغاريوں کي سبعيت و درندگي نے يونان ميں غير معمولي جوش
پيدا کرديا ہے - يونان کو اصرار ہے کہ اب صلح صوفيا ميں جاے ہوگي -
فوجيں بلغار ميں بڑھتي چلي جارہي ہيں ' جہاں کہيں مقابلہ ہوتا ہے
بلغاري فوج ہتيار ڈالديتي ہے - روسي سفير نے اتھينس ميں صلح

کي سلسله جنبانی کي' تو جواب ملا که منظور' مگر اس شرط پر که بلغاريا حلفاء کے تمام مفتوحه مقامات سے دستبردار هو' اور تاوان جنگ دے - شهروں اور دهات کي بربادي سے جسقدر نقصان هوا هے اسکا معارضه دے - تهريس ميں يونانيوں کي جان' مال اور مذهبي آزادي کي ضمانت کرے' اور ايک مقرره مدت کے اندر فوج منتشر کرے -

سروي فوج سينٹ نکولس کے قريب پهنچگئی هے - بلغاري افسروں نے باشندوں کو شهر چهوڑ دينے کا حکم ديديا هے -

٢١ - کا تار هے که روسي سفير نے پهر يونان سرويا اور جبل اسود سے صلح کے ليے گفتگو کي - تينوں رياستوں نے بالاتفاق جواب ديا که وہ صلح کے ليے بلغاريا سے براه راست گفتگو کرنے کے ليے تيار هے' مگر مبادي صلح پر دستخط سے قبل وہ التواے جنگ کے ليے تيار نهيں -

٢٧ - مارچ کو جهاں هلال سرنگوں هوا تها وهاں اس خداے بدرو احزاب کي کارسازيوں نے تمام عالم اسلامي کے قنوط و ياس کے باوجود کل ٢١ - جولائي کو پهر اسے سربلند کر ديا - لندن ٹائمز کا نامه نگار صوفيا سے تار ديتا هے که ترک محافظ فوج کی خفيف مقاومت کے بعد ادرنه ميں داخل هوگئے -

انگلستان کے مايۂ افتخار مسٹر گليڈ سٹون يورپ کو تلقين کر گئے هيں که هلال سے جو صليب کے پاس آئے اسکو پهر هلال کے پاس واپس نه جانا چاهيے - اسليے ادرنه پهر ترکوں کے پاس آنا يورپ کيونکر گوارا کرسکتا تها؟

ترکي فوج ابهي بغير حصار هي تک پهنچي تهی که اتحاد ثلاثه (انگلستان فرانس اور روس) کا اضطراب بڑها' اور اسدرجه بڑها که سررشته صبر هاتهه سے جاتا رها - تحريز هوئی اس خطره روح فرسا کے متعلق غور کرنے کے ليے سفراء مجتمع هوں - قاعده سے اس جلسه کے مقام اجتماع اور صدارت کا شرف خاک انگلستان کو حاصل هونا چاهيے تها' کيونکه اس اجتماع کا اصول اساسي انگلستان هي کے ايک نامور فرزند کي دبرينه عداوت اسلام کا نتيجه هے - پهر اس دور سال کے پر آشوب زمانے ميں بهي امن يورپ اور مصالح صليب کے حفظ و نگهداشت ميں وہ هميشه پيش پيش رها' چنانچه يه انگلستان هی تها جسکے سفير نے دولت عثمانيه کو جنگي تياري سے مرقوف کرنے پر مجبور کيا تها - يه خاک انگلستان هی تهي جهاں ياد داشت پارکي گئي تهي' اور هاں يه انگلستان هی کا بيڑا تها جسکے جهازوں نے ياد داشت کو پر اثر بنانے کے ليے سب سے پهلے نقل و حرکت شروع کي تهي -

ليکن شايد اس شرف کي حد سے زياده بهتات ميں سرگرمے کي دوربيں آنکهوں کو خطرات نظر آئے' اور اسليے سياحت پر انگارے (رئيس جمهوريت فرانس) ميں يه طے هوا که اس خطرناک شرف تقدم ميں فرانس بهي سهيم هو - بهر نوع سبب کچهه هو صدارت اور مقام اجتماع کا شرف ابکي فرانس کو حاصل هوا - پيرس ميں موسيو پچن وزير خارجه فرانس کي صدارت ميں سفراء جمع هوے' اور اس کے بعد سفير فرانس متعينه قسطنطنيه کو تار ديا گيا که وہ باب عالی کو معاهده لندن کے احترام پر مجبور کرے - ١٧ - جولائي کو ريوٹر نے يه خبر دي که " اگر ترکوں نے ادرنه لے بهی ليا' تو دول ان کے پاس رهنے نه دينگی " مگر يه کامل پاشا کي وزارت نه تهي که ڈاؤننگ اسٹريٹ کے بازي گروں کے اشاروں پر رقص کرتی - دول کے مکرر اعلان کے باوجود بهي جب باب عالي کے طرز عمل ميں کوئي فرق نه آيا تو اسي " دماغ " نے جس نے اور صدها اسلام سوز تدابيريں سوچي تهيں يه تجويز کی که ترکي بلغاري حدود کے متعلق بين الاقوامی کميشن کي کارروائی ميں عجلت کو کام فرمايا جائے - اسی کے ساتهه رومانيه نيم سرکاري طور پر يه اعلان کرايا گيا که اگر باب عالی نے اپنی فوج کو ادرنه ميں داخل هونے کی اجازت دي تو " دول متحده براه راست مداخلت کا استعمال کرينگي " - اسی اثناء ميں روسي سفير بار بار وزير اعظم سے ملتا' اور باب عالي کے موجوده طرز عمل پر اظهار نفرت کرتا رها مگر جس کا شعار " ادرنه يا موت " هو اس پر تهديد و تخويف کيا اثر کرسکتي هے؟ اسوقت تک دول کي طرف سے جو کچهه هوا تها وہ محض زباني تها اور ضرورت تهي که قول کی تائيد ميں عمل بهي کرے -

اگر ابکي انگلستان زباني کارروائيوں ميں پيچهے رها تها کوئي وجه نهيں تهي که اسکي تلافي عملی: کارروائيوں ميں پيشقدمی سے نه کر ديجاتي - سب سے پهلے انگلستان کے جهاز جنبش ميں آئے - ٢٠ - کا تار هے که يارموتهه' انفليسکيل' اور پورسر پالر پائرس پهنچگئے' اور دو برطاني تباه کن کشتياں عنقريب آنے والي هيں -

مگر موجوده ترکي وزارت جسکي بنياد بزدلی و اجانب پرستی کے بدلے همت اور وطن پرستي پر هے ان تمام کارروائيوں ميں ايک سے بهي متاثر نه هوئي - ايک طرف دول کو ياد داشت ايسے لهجه ميں بهيجي جس سے اعلان جنگ مترشح هوتا تها' اور دوسری طرف فوج کو ادرنه ميں داخله کا حکم ديديا -

ياد داشت ميں باب عالي نے لکها که خط اينوس ميڈيا متعلق سوال کے ڈپلو مينک ذرائع سے حل کو باب عالی نے ترجيح ديتا' مگر بلغاريوں کے مظالم نے اسکو نا ممکن کرديا هے باب عالي اميد کرتا هے که موجوده حالات ميں يورپ اسکو کسی ايسی سرحد کے حاصل کرنے کے ليے مجبور متصور کريگا جو دارالسلطنه کي حفاظت کي ضامن هو' نيز بلغاريا کو بهی اسی کے مطابق مشوره ديگا -

يورپ ابهي تک موجوده وزارت کو کامل کی وزارت سمجهه رها تها جو ايک طرف اخبارات اور قوم کے وکلا کے سامنے تسليم ادرنه تبري و تعاشي کرتي تهي' اور دوسري طرف اسکے ليے انگلستان کی وساطت سے ساز باز کر رهي تهي - چنانچه ريوٹر ٢١ - کو تار ديتا که دول کو پختگي کے ساتهه يقين دلايا گيا تها که ادرنه کي طرف پيشقدمی هرگز مقصود نهيں' بلکه قسطنطنيه کے غير معمولی جوش اشخاص کے خاموش کرنے کے ليے هے - مگر ٢١ - جولائی اسے معلوم هوا که اس کا مثال غلط تها اور اب ايشيا نے اسکے زرين اصول سياست کا استعمال سيکهه ليا هے -

اس انکشاف حقيقت نے " يورپ کے دار السلطنتوں ميں ايک قسم کا خوف آميز تعجب پيدا کرديا هے - اسي تار ميں آگے چل کر ريوٹر کهتا هے که " صاحبنامه لندن کے بابت دول اس درجه قريبي طور همخيال هيں که ترکوں کی طرف سے اسکے علانيه تمسخر کو منظور کرينگي - خواه ترک بلغاريوں کے مقابله ميں با قاعده اعلان جنگ نه کرنا کيوں نه چاهيں " بهر حال قانوني اور غير قانوني کسي طرح بهی صليبي يورپ ترکوں کو ادرنه اپنے هاتهه ميں رکهنے نديگا - اور اس سے اس اصول گليڈسٹونی کا نقص لازم آئيگا جو آج بلا استثنا تمام يورپ کا دستور العمل هے - اسي تار ميں آخر ميں يه بهي کها گيا هے که " بے شبه ترکوں پر سخت دباؤ ڈالنے کے ذرائع موجود هيں مگر ان پر سب کا اتفاق امر مشکل هوگا " اور غالبا اشکال کا باعث ائتلاف ثلاثه بلکه جرمني هوگا - ورنه فرانس و انگلستان دونوں اس تجويز سے اتفاق کرنے کے ليے تيار هونگے جو " دير يورپ " کے تخت سے پيش کيجائے -

مقالات

رفتہ او ... است

مصر ' ایران ' ترکی

فارسل فرعون فی المدائن حاشرین : ان هؤلاء شر ذمة قلیلون ' و انهم لنا لغائظون ' و انا لجمیع حاذرون ' فاخرجنا هم من جنات و عیون ' و کنوز و مقام کریم ' کذلك ' و اورثناها بنی اسرائیل ' فاتبعوهم مشرقین (۲٦ : ۳۹-۴۲)

در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند ؟
ره به پرسیم مگر ره به مهمات بریم

اقالیم تثلیث جن ممالک کو توحید سے غصب کرچکے هیں اُن کے حوادث انتزاع و اغتصاب پر سب کي نظر هے ' لیکن جو قدر قلیل هنوز دست برد سے باقي هے ' اُس پر اُچٹتي هوئی نگاهیں بھي نہیں پڑتیں - برطانیه عظمیٰ کي زبان حال (لندن ٹائمس) تازہ اشاعت میں گویا هوئي تھي که " مصر کو انگریزي مقبوضات میں ملحق کرنے کا خیال نه کبھي پہلے هوا تھا اور نه اب هے " لیکن وزیر خارجیۂ انگلستان (سر ایڈورڈ گرے) دیوان عام (هاؤس آف کامنس) میں صاف کہه رهے هیں ' که :

گورنمنٹ برطانیه کو اس مسئله (العاق مصر) کي جانب نہایت توجه هے - کئي سال سے یه واقعه پیش آرها هے که مصر کے عمید برطانیه (برٹش ایجنٹ) کي کوئي سالانه تقریر (انتظامي رپورٹ) ایسي نه نکلي که مسئله العاق پر نکته چیني سے محفوظ رهي هو - یه تعجب کي بات نہیں هے که اسوقت اس بات کي کوشش کي جالیگي که ملک کو اس رهمي دیو کی تکلیف سے آزاد کردیا جاے - تعجب کي بات یه هوتی اگر موجودہ برٹش ایجنٹ (لارڈ کچنر) لارڈ کرومر کے بعد اس مسئله کو ایک سال تک کے لیے غیر منفصل رهنے دیتے ' اور انگلستان کي حکومت کو اس امر پر متوجه نه کرتے -

پچھلے سال مسئله العاق کے متعلق دول یورپ سے انگریزي سلطنت کی گفتگو هوئي تھی ' هنوز یه سلسله جاري هی تھا که جنگ بلقان چھڑ گئی - مطلع سیاست مکدر هوگیا ' اور یورپ میں تشویش پھیل گئی - معاملات مشرق ادنی کے تقدم و اهمیت کو ملحوظ رکھتے هوے اس معاملے کو چند روز کے لیے چھوڑ دیا گیا ' اب کسی دوسرے موقع پر اس کی سلسله جنبانی هوگي -

دول ستہ کے علاوہ تقریباً اور بھي پندرہ گورنمنٹیں جو اس مسئله سے تعلق رکھتي هیں اس میں شریک هونگي - انکي رضامندي حاصل کرني ضرور هے - یوروپ میں ایسے نامہ و پیام میں بڑي دقت هوتي هے ' کیونکه نسخ العاق معاهدہ مصر پر بہت سے اعتراضات کیے جاتے هیں - یه اعتراض ملحوظات سیاسیه کی بنا پر هوتے هیں - انتظام یا عدالتي امور کي متعلق نہیں هوتے ' اسوجه سے یه سوال مناسب وقت کا منتظر هے -

مشرق ادنی میں صلح کرانیسے کي وجه سے دوسري قوموں کي نظر میں برطانیه کا وقار و اثر اچھا هوگیا - مصر کے موجودہ نظام عدالت میں برطانیه کو کسی ترمیم کے پیش کرنے میں کچھه ایسي دقت نه هوگي ' اگر کبھي ترمیم پیش هوئی تو وهانکی ملکي حالت میں اس سے کوئی تغیر نه هوگا ' اور نه وادي نیل میں اس سے برطانیه کي ذمه داریوں میں کچھه فرق آلیگا - العاق مصر کا مسئله بہت هي عجیب معنوں میں اسوقت سمجھا جارها هے - نظم و نسق کے موجودہ حالات کچھه اس نوعیت کے واقع هوے هیں که اس وقت جیسي پولیس ملک میں موجود هے اُس سے بہتر [illegible] قائم کرنے میں کئی کچھه موانع پیش آرهے هیں - اس سے انصاف کا خون هوتا هے ' اور عام ملکي ترقي میں خلل پڑتا هے -

سلطنت برطانیه کي یه خصوصیت هے که وہ غیر اقوام کے نازک معاملات میں بہت نرم هے ' اسوجه سے وہ العاق کو بہت هي غیر موزوں معنوں میں بھي سن لینا جائز سمجھتي هے - اسکا نتیجه یه هوتا هے که قناصل و سفراے دول ' فرائض پولیس کے ادا کرنے میں خلل ڈالتے هیں ' اور بغیر مصري حکومت کي منظوري یا استمزاج کے پولس سے اپنی وارنٹوں کے اُجرا کرنے کے امتثال کے آرزومند رهتے هیں -

روسی الجنس اڈامووچ (Adamovitch) سے مصر کے باهر ایک جرم سرزد هوا تھا - روسی قونصل نے اوس کو مصر میں گرفتار کرلیا ' اور روس بھیجدیا - حکومت برطانیه نے اس معامله میں چشم پوشي تو کی ' مگر یه امر چشم پوشی کے قابل نہیں هے که مختلف معاملات میں اسطرح کے متواتر اقدام روسي قونصل نے کیے هیں ' جس سے ایک ایسے ملک میں جهاں برطانیه کو بہت هي قریبي تعلق حاصل هے اصول میں فرق آتا هے -

خاص شرائط میں ایک حق امتیاز یه بھي هے که مصر کي مقامي عدالتوں سے اجانب (آفاقي یا غیر ملکی رعایا) کو تعلق نه هوگا - اسکا نتیجه یه هوا که ملزموں کی گرفتار کرنے میں دقت پیدا هوگئی - بعض موقعوں میں گرفتاري نا ممکن هو جاتي تھي ' اور کافي شہادتیں میسر نہیں آسکتي تھیں ' جب کسي غیر ملک کا کوئي باشندہ گرفتار هوتا تھا تو اُسي ملک کے قونصل کی عدالت میں روبھیجدیا جاتا تھا - اس سے مصر کی انصاف کرنے والي حکومت کو صدمه پہونچتا تھا - مجرموں کو ارتکاب جرائم کے لیے مصر اُس زمانے میں ایک عمدہ جگھه مل گئی تھي - اسوقت جیسا که سالانه رپورٹ سے ظاهر هوتا هے ' سفید رنگ اقوام (اهل فرنگ) کي بردہ فروشي کو روکنے میں بڑي دقت هوتي هے - با قاعدہ العاق نهونے سے رفاہ عامه کے دوسرے کاموں میں بھي اسی طرح کی بہت سی زحمتیں پیش آرهي هیں -

مصر کو مقبوضات برطانیه میں ملحق کرانیسے کي تحریک اگر خود مصر کے حق میں کوئی منصفانه تحریک هے تو یقین کرنا چاهیے که دوسری قوموں کے لیے بھی یه کوئی تکلیف کی بات نهوگي - غیر ممالک کو بہت سے فائدے پہونچینگے ' اجنبی حکومتوں کي تجارت میں ترقی هوگی - برٹش ایجنٹ نے سنه ۱۹۱۲ ع کی سالانه

رپورٹ میں توجہ دلائی ہے کہ محاکم مختلطہ میں اصلاح کے لیے وہ بڑی بے صبری سے انتظار کررہے ہیں - وہ لکھتے ہیں کہ "ان اصلاحات کے نفاذ سے اصولی امور میں کوئی فرق نہیں آئیگا" یعنے اگر ممالک غیر کے جج علحدہ کردیے جائیں تو ان ممالک کو مالی منافع بھی ہے -

الحاق کی اصل بنا یہی مخلوط عدالتیں ہیں - ان کے زوال سے قناصل یورپ کے کچھ اختیارات زائل ہوجائینگے' جو اکثر اوقات معمولی جرائم کے ارتکاب پر اپنی رعایا کے ساتھہ رعایت کرنا چاہتے ہیں -

موجودہ عدالتیں مصر کی ضرورتوں کے لیے بالکل ہی ناکافی ہیں - لارڈ کچنر کے قول کے مطابق ان میں غیر اقوام کے حقوق کی نگرانی کرنے اور ایک با قاعدہ نظام قائم رکھنے کی قابلیت ہی نہیں ہے - پرانا طریق عمل اب تک متروک نہیں ہوا' لہذا اجانب کے لیے محاکم مختلطہ کا نظام توڑ دیا جائیگا' دول یورپ نے اس معاملے میں ابھی تک کوئی مدد نہیں دی - اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہنوز معرض التوا میں پڑا ہے' اب مناسب موقع پر جب برٹش گورنمنٹ اس مسئلے کو چھیڑیگی تو اسکا فیصلہ جلد ہوجائیگا "

مطلب یہ ہوا مصر کے نظم و نسق میں مشکلیں پیش آرہی ہیں' عدالتیں اچھی نہیں' پولیس اچھی نہیں' دول یورپ کے مخصوص امتیازات انصاف کے باب میں سنگ راہ ہیں' قونصلوں کی مداخلت بے اصولی پیدا کررہی ہے' اس لیے نفاذ اصلاح و سد خلل کا اقتضا یہ نہیں ہے کہ مصر کو آزاد ہونے اور اپنے لیے بہتر حکومت قائم کرنے میں مدد دی جاے' بلکہ اقتضاے انصاف یہی ہے کہ مقبوضات برطانیہ میں اس کو' خواہ بالکل ہی غیر موزوں و ملائم طریق ہی پر کیوں نہ ہو' اور با قاعدہ الحاق کی صورت نہ بھی نکلتی ہو' مگر ملحق کرلیں کہ جو رہی سہی نیم خود مختاری حاصل ہے وہ بھی نہ رہے -

برٹش ایجنٹ کو مصر میں یورپ کے امتیازات و مراعات سے تکلیف ہورہی ہے' یہی رعایتیں ٹرکی میں بھی دول یورپ کو حاصل ہیں' اور دولت عثمانیہ کی اکثر بد نظمیوں کی مسئولیت (ذمہ داری) انہیں مراعات کے سر ہے' لیکن وہاں غیروں کا معاملہ ہے اس لیے ان کے قائم رکھنے پر زور دیا جاتا ہے' اور یہاں اپنا تعلق ہے لہذا ابطال کی کوشش ہورہی ہے - مصر بھی ٹرکی ہی کا ایک جزو ہے' ابطال مراعات کی ضرورت سے جب اُس کے الحاق کی احتیاج محسوس ہورہی ہے تو کیا عجب ہے کہ ایک ایسا وقت آئے کہ ٹرکی کو بھی اسی ضرورت سے کوئی سلطنت اپنے مقبوضات میں ملحق کرلینے کی دعویدار ہوجاے !

ایران کے جنوبی و شمالی حصے تو انگلستان و روس کے زیر اثر آچکے ہیں - وسط کا علاقہ جو ہنوز باقی ہے وہاں اس قدر دسائس اور دراندازیاں پھیل رہی ہیں کہ اب اُس کی آزادی کی بھی خیر نہیں - میانچسٹر گارڈین نے پروفیسر براؤن کے ایک خطبہ کا اقتباس شائع کیا ہے جس میں ایران کی اخباری حالت پر اُنھوں نے بحث کی ہے - ہر ایک ملک و قوم کی صحیح حالت کا اندازہ اُس کے اخبارات سے ہوسکتا ہے' اس معیار کے مطابق خطیب کی راے میں "ایران کے اخبارات نے اس قلیل و قصیر آئینی حکومت کے عہد میں جو حیرت انگیز ترقی کی تھی اُس سے ایرانیوں کی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے - اب یہ اخبارات نہایت سختی سے بند کیے جارہے ہیں - جہاں قومیت کے مٹانے کی ضرورت پیش آئی وہاں اخبارات کا صفحہ ہستی سے مٹانا بھی ضروری تھا - آئینی حکومت میں تین چار سو اخبارات نکلا کرتے تھے' مگر اب استبداد کے چند مداح و باد خواں اخباروں کے علاوہ مشکل سے کوئی آزاد اخبار نکلتا ہوگا -

سنہ ۱۹۰۷ ع میں صرف طہران سے ڈیڑھ سو اخبارات شائع ہوتے تھے' جو اپنی صداقت' اخلاقی جرأت اور علمی و ادبی اعتبارات سے نہایت ممتاز تھے - اس ترقی میں تعجب و تحیر کا اور بھی اضافہ ہوتا ہے جب اس حقیقت پر نظر پڑتی ہے کہ ایام استبداد میں اخباری مذاق سے ایران اس قدر نا آشنا تھا کہ سب سے پہلا ایرانی اخبار لیتھو پریس میں چھپوا کر شاہ اپنے عہدہ داروں میں تقسیم کرادیا کرتے تھے' اور انکی تنخواہوں سے اُسکی قیمت وضع کرلی جاتی تھی -

آجکل تبریز سے ایک اخبار نکلتا ہے جو ہمیشہ روس کی مدحت سرائی میں مصروف رہتا ہے" - پروفیسر براؤن کے پاس بہت سے اخبارات کا ایک مجموعہ بھی تھا جسے دوران تقریر میں حاضرین کو دکھایا گیا - اس میں ایک ظریف اخبار کے پرچے بھی تھے جس کا نام "حشرات الارض" تھا' اس اخبار میں تمام دنیا کے انقلاب پسندوں کی تاریخ درج تھی' مگر اب ایسا انقلاب آیا کہ نہ اخبار ہی رہا اور نہ اخباریت ہی باقی رہ گئی -

انگلستان نے روس کو ایران میں موقع تو دیدیا' لیکن اس مسامحت سے خود اُسے بھی کوئی فائدہ پہونچا ؟ نظارت خارجہ تو اثبات میں جواب دیگی' مگر پارلیمنٹ کے مقتدر ممبر (مسٹر سالکس) کو اس سے انکار ہے - دیوان عام میں وہ بیان کرتے ہیں کہ "انگریزی روسی معاہدۂ ایران کے رو سے ایران میں روس نے ہر طرح کے تجارتی و ملکی و سیاسی حقوق حاصل کرلیے' مگر برطانیہ کے بیشتر تجارتی حقوق جاتے رہے - یہ طرز عمل خود ہمارے لیے بھی مضرت کی چیز ہے' اور اس سے ہماری رعایا کی ایک بڑی تعداد بھی' جو مسلمان ہے' سخت ناراض ہے - ان باتوں سے ہم کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ آیندہ گورنمنٹ کی پالیسی جلد جلد تبدیل کرنے میں خرابیاں ہیں" با این ہمہ سر ایڈورڈ گرے کو ان امور کی ذرا بھی پروا نہیں' اُن کے خیال میں "یہ نہایت نا مناسب راے ہے" معاہدہ نہ ہوتا تو ایران کی حالت اور بھی خراب ہوگئی ہوتی - اس معاہدے پر جو اعتراضات انگلستان میں ہورہے ہیں ایسے ہی اعتراض روس کی ایک جماعت بھی کررہی ہے' اور وہ بھی اس سے ناخوش ہے"

اسی اس معاہدے سے روس کو یہ حوصلہ تو ہوا کہ مشہد رضوی پر گولہ باری کی' آگ برسائی' بنیاد ڈھائی' علما کو پھانسی دی' مثلہ کیا' کھال کھنچوائی' مگر یہ حالت پھر بھی اچھی تھی' معاہدہ نہوتا تو ایران کا تختہ ہی اُلٹ جاتا اور معاہدہ جس سے انگلستان کے علاوہ روس میں بھی ایک جماعت ناراض ہو اُس کے محاسن و منافع و موزونیت میں کیا کلام ہوسکتا ہے ؟

۲ - جرمنی سنہ ۱۹۱۳ ع کے ٹائمز آف انڈیا میں کرنیل ییٹ (Col. Yate) لکھتے ہیں کہ "جنگ بلقان ختم ہونیکے بعد ہم ایران اور ایشیائی ٹرکی کے مستقبل کو بہت ہی تاریک دیکھہ رہے ہیں - مشرق قریب کی ترقی کے متعلق ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اسکا انتظام بالکل فرنگی اقوام کے ہاتھہ میں دیدیا جائے یا اُن لوگوں کے ہاتھہ میں ہو جنکو یہ عیسائی سلطنتیں نامزد کریں - دوسری طرف یہ بات سننے میں آئی ہے کہ روس نے دول یورپ کو اس امر کے اعلان کی جانب توجہ دلائی ہے کہ ایشیائی ٹرکی میں

تمام دول کو پورا حق دیا جاے ' صرف ایک هي سلطنت انتظامي امور میں دخیل هونیکي حقدار نہیں هے - اس اختلاف سے ایک بات صاف ظاهر هوتي هے که مشرق قریب کے آخري فیصله هونے سے پہلے روس' انگلستان' فرانس' اور جرمنی' بحر روم - بحر اسود - بحر خزر اور خلیج فارس کے گرد و پیش کے ممالک پر اپنے اپنے مطالب کو حاصل کرکے اپنا اقتدار راسخ کرلینے کو هیں - تین برس هوے جب ایران میں ریلوے کا مسئلہ پیش هوا تها اُسوقت یه رقیب قوتیں ایراني ریلوے پر اپنا اپنا اقتدار قائم کرنا چاهتی تهیں - اُسوقت کي رقابت کا نتیجه اب همارے پیش نظر هے - یورپ کي چار گورنمنٹیں اسوقت ٹرکي اور ایران سے اُنکا راجبي بلکه راجبي سے زیاده حق لینے کے فکر میں هیں -

خلیج فارس کا مسئله اب اُن مدبرونکي راایوں کو تقویت دیتا جنهوں نے پچیس برس قبل دنیا پر ظاهر کردیا تها که جس حکومت نے کسي غیر طاقت کو اس خلیج کے کسي ساحل پر قبضه کرنے کی اجازت دي تو ایسی حکومت کی سزا لعنت و ملامت هوگی..... خلیج فارس اب قبضه میں آهی گئی هے ' سواحل عرب مل هی گئے هیں ' ریلوے نے اضافۂ اقتدار کی راهیں کهول هی دي هیں - اب صرف اس امر کا لحاظ باقی هے که جو علاقه انگریزي اقتدار کے تحت میں آچکا هے اُس کے هر جزو کل پر انگریزي اقتدار و تسلط کافي طور پر قائم رهے - اس امر کا لحاظ بهي نهایت ضروري هے که روس اپنے علاقه سے آگے نه بڑهنے پاے - امیر افغانستان کو اپنے ملک میں خود مختار رهنے دیا جاے - غالباً وه اس حالت کو بدلنا بهی نہیں چاهینگے ' ملک گیري کی گو انکو هوس بهی هو ' مگر اس کے لیے اقدام نه کرسکینگے ' ترکوں کی سلطنت اور ایرانی حکومت کے بالکل ختم هونے کے بعد جب تک تیس لاکهه مسلمان یه نه کهیں که امیر افغانستان همارے خلیفه اور پیشوا هیں اُسوقت تک اُن کی حکومت کو قائم رهنے دینا چاهیے - اس مدت میں روس کے اختیار و اقتدار کے محدود کرنے کے لیے بهی بہت کچهه کوششیں هوسکتی هیں "

خلافت اور مذهبی پیشوائی میں کوئی خاص بات نه تهی ' صرف اتنا کهٹکا تها که مختلف ممالک کے مسلمان آپس میں مل جائینگے - افغانستان کے لیے بهي اگر یهي شبهه پیدا هوا تو اُس کي بهي خیر نہیں ' اور ٹرکي و ایران کي تباهی کے لیے تو عزم مصمم هو هي چکا هے -

ٹرکي جن مظالم کا شکار هوئي هے ' یورپ کی جس حکمت عملی نے اُس کو پامال کیا هے ' جس پیش بیں تدبر نے اُس کے علاقے

دنیا میں عیسائیت کیونکر پهیلي ؟
سلانیک میں ایک ترک کو یوناني سپاهي پکڑے هیں اور بلغاري اُس کے سر پر جبراً صلیب کا نقش بنا رهے هیں

چهینے هیں ' جو پس اندیش سیاست اب ایشیا میں بهي اُس کو تباه کرنے پر مصر هے ' اُس نے اب اس وسیع سلطنت کے اصناف امور پر اس قدر احاطه کرلیا هے ' ایسے تغلب کي فکر میں هے که خود یورپ کے بعض حلقے بهي اُس کي بے بسي پر رحم کرنے لگے هیں - مسٹر سائکس نے بهري پارلیمنٹ میں سر ایڈورڈ گرے سے التجا کي هے که " عثماني سلطنت کو اب تو تباهي سے بچاؤ ' اس کے تباه کرنے میں خود یورپ کے لیے سخت خطره هے - یورپ کا اس وقت فرض هونا چاهیے که ٹرکي کو زیاده استوار و محکم بنانے میں کوشش کرے.....تیس سال کا طویل زمانه گزر چکا هے ' اس مدت میں یورپ نے ترکوں کے ساتهه کوئي ایسا برتاؤ نہیں کیا جس کے لیے کوئي معقول عذر پیش هوسکے " مسٹر نرمل بکسٹن نے عثمانیوں کي خصومت اور بلقانیوں کي رفاقت پر وزارت خارجۂ برطانیه کي احسانمندي ظاهر کي ' لیکن ٹرکي پر اُن کو بهي رحم آگیا که " اب تو معاهده بهي هوچکا ' قرارداد بهی هوچکي ' ترکوں کي مخالفت میں اب تو معاندانه جذبات کا اظهار نه هو " وزارت کو اصرار تها که خاتمۂ جنگ کے بعد سے ترکوں کو سنبهلنے کا پورا موقع دیا گیا هے ' نرمل بکسٹن نے اس مصانعت کي حقیقت بهي ظاهر کردي که " اتنے ساري مصائب برداشت کرنے کے بعد ترکوں سے یه توقع رکهني که وه پهر سنبهل جائینگے صریح فریب اور محض دهوکا هے " مسٹر برنرلا نے بغداد ریلوے کي بحث میں تمام زحمتوں کا بانی سر ایڈورڈ گرے کو ٹهہرایا هے ' اور اُن کي کارروائیوں پر بڑي سختي سے بے اطمینانی ظاهر کي هے - مسٹر نرمل بکسٹن نے اس بے اطمینانی کی تائید کرتے هوے بے اعتمادي کي تشریح بهي کردي - اُنکي راے میں وزیر خارجه تنها کام کرنے کے قابل نہیں هیں - " دیوان عام کے خاص خاص ممبروں کي ایک کمیٹي مرتب هونی چاهیے ' جس میں چالیس سے ساٹهه ممبر تک شریک هوں ' اور وه سب مل کر اُن کو خارجي معاملات میں مدد دیں "

البانیه جهاں کے مسلمانوں کو ترکي حکومت سے علحده هونے کے لیے بڑي بڑي ترغیبیں دي گئي تهیں ' اور جسکو ایک آزاد سلطنت بنانے کي تجویز در پیش هے ' وهاں کے مسلمانوں کا اب یه حشر هو رها هے که بقول مسٹر ملفورڈ ارکنسن " ان لوگوں کو شمال میں سرویوں اور جنوب میں یونانیوں نے اس قدر مجبور و بے بس بنا رکها هے که اُن کے لیے کوئي چاره کار نہیں رہ گیا ' سخت سے سخت زور دیا جا رها هے که جتنے مسلمان هیں عیسائي هو جائیں ' ورنه رورے زمین کو خالي کرکے زیر زمین کو جا بسائیں '

جس نے عیسائیوں سے انکار کیا اُس کی تمام جائداد یا تو تباہ کردی یا ضبط کرلی - مردوں کو قتل کر ڈالا ' عورتوں اور بچوں کو بے یار و مدد گار چھوڑ دیا - صرف ایک ایک کپڑا تو اُن کے پاس رہنے دیا ' باقی سارا مال و متاع چھین لیا - اب وہ خان و مال بربادش پھر رہے ہیں "

یہ واقعات دلوں کو خون رلائینگے ' لیکن یورپ سے ان کی شکایت ہی کیا ' پارلیمنٹ کے پچھلے سشن میں مسٹر سالسکس نے علی الاعلان اس فلسفہ کی وضاحت کردی کہ " مسلمانوں کے ساتھہ انصاف کرنے کے لیے یورپ میں دو مختلف قسم کے قانون رائج ہیں ' ایک وہ قانون دفاعی جو مسلمان مدعی کے خلاف عیسائی مدعا علیہ کے حق میں منفصل ہوتا ہے ' دوسرا وہ قانون جو عیسائی مدعی کے حق میں مسلمان مدعا علیہ کے خلاف عمل میں آیا کرتا ہے " یہ قوانین جس طرح نافذ العمل ہوتے ہیں اُن کے نتائج عالم آشکار ہیں - ترک قوان امور سے مستنبہ ہوچکے ہیں ' اور اخبار (ترک یورڈی) کی زبان میں کہہ رہے ہیں کہ :

اے ترک تجھے رونا چاہیے اور بہت رونا چاہیے ' ہماری عزیز آنکھیں جاتی رہیں ' اب بھی نہ روئینگے تو کب روئینگے ؟ لیکن تجھکو نا امید اور مایوس نہ ہونا چاہیے ' تیرے ہاتھہ سے ایک شہر جاتا رہا تو پورے ایک ملک کو واپس لینے کے لیے اُٹھہ کھڑا ہو ' اور اگر ایک ملک کھوگیا تو ایک جہاں کی تسخیر کی آمادگی کر -

افسوس ! نپولین بونا پارٹ نے سو برس ہوے مصر میں تیری حکومت پر حملہ کیا تھا ' اور اُس میں اُس کو ناکامی ہوئی تھی تو چلا اُٹھا تھا کہ "ترک مرجائینگے مگر مغلوب و منہزم نہ ہونگے " اس واقعے کو پوری ایک صدی ہوچکی ہے ' اب تو مغلوب بھی ہوگیا - اور منہزم بھی ' سارے زمانے نے جان لیا کہ "تجھے ہزیمت و مغلوبیت تو نصیب ہوتی ہے لیکن موت نہیں آتی "

لیکن ایک ہم ہیں کہ دنیا ہم کو مٹانے کی فکر میں ہے ' اور ہم کو تنبہ تک نہیں ہوتا ' آسمانی منادی تیرہ سو برس ہوے اعلان کرچکا ہے ' کہ مسلمان اگر خود نہ سنبھلے تو قدرت اُن کو مٹا کر رہیگی ' بجاے اُن کے کسی دوسری قوم کو مسلمان بنا کر رکھیگی ' مگر ہم یہ سب کچھہ سنتے ہیں اور کچھہ بھی متاثر نہیں ہوتے :

فلا اقسم برب المشارق والمغارب انا لقادرون ' على ان نبدل خيراً منهم وما نحن بمسبوقين ' فذرهم يخوضوا ويلعبوا حتى يلاقوا يومهم الذي يوعدون (۷۰ : ۱۴ و ۱۵)	پروردگار عالم شاهد ہے کہ : ہم اس بات کی قدرت رکھتے ہیں کہ جیسے لوگ اب ہیں ہم اُن کو بدل کر اُن سے اچھی قوم لائیں ' اور اس کام میں کسی نے بھی ہم پر سبقت نہ حاصل کی ہوگی ' ان کو چھوڑ دو کہ غور و خوض و لہو و لعب میں پڑے رہیں ' یہاں تک کہ عذاب کا دن آئے اور پھر اُس روز غفلت کا نتیجہ معلوم ہوجائے -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

دقائق و حقائق

لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة

(بقیۂ ۱۶ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع)

پچھلی اشاعت میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کی تفسیر میں آجکل عوام نے سمجھہ رکھا ہے کہ غیر معمولی حوادث طغیان و استبداد کو معمولی تحمل سے انگیز کرلینا چاہیے اور وفاداری کے نتایج میں ہمیشہ :

" بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش "

کا فلسفہ مضمر رہنا چاہیے ' اور خواہ کتنی ہی اذیتیں پہونچیں ' مگر ہر حال میں صبر و شکر سے برداشت کرنا چاہیے :

که آنچه ساقی ما ریخت عین الطاف است

ان پر نکتہ چینی کرنا شان عقیدت و اخلاص کے خلاف ہے ' انگریز ہمارے حاکم ہیں ' ہمارے حق میں جو چاہیں کریں لایسأل عما یفعل و هم یسألون :

گر براند ور بخواند روے سر بر آستانم
بندہ را فرمان نباشد انچه فرماید برانم

اعضاے حکومت کی شکایت ہی کیا ؟ گلے شکوے کرکے اپنے آپ کو تہلکے میں کیوں ڈالو ؟ مقابلے کی طاقت نہیں ' مقاومت کا زور نہیں ' پھر شکایت کرنا صریح اپنے آپ کو ہلاکت میں پھنسانا ہے -

یہ خیالات ہیں جو آجکل عموماً دلوں میں آتے اور زبانوں سے ادا ہوتے ہیں ' انقلاب کی خواہش تو بے معنی ہے ' جائز نکتہ چینی بھی ناجائز سمجھہ لی گئی ہے ' مذہب کی تائید سے بھی اس باب میں مدد لی جاتی ہے ' اور لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة - (اپنے تئیں اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو) کی دلیل دی جاتی ہے - معلوم ہوتا ہے سب سے پہلے امام رازی نے اس نکتہ آفرینی کی جانب توجہ مبذول کی ہے ' فرماتے ہیں :

المراد من قوله : ولاتلقوا بايديكم الى التهلكة اے لانقتحموا في الحرب بحيث لا ترجون النفع ولا يكون لكم فيه الا قتل انفسكم فان ذلك لا يحل ' وانما يجب ان يقتحم اذا طمع في الكاية وان خاف القتل فاما اذا كان آيساً من الكاية وكان الاغلب انه مقتول فليس له ان يقدم عليه (تفسير كبير - ج - ۱ - ص - ۶۸۴)	" اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو " اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی لڑائی میں جہاں فائدے کی امید نہ ہو بلکہ جان جانے کا خوف ہو ' کبھی نہ جات ڈالو ' یہ بات شرعاً حلال و مباح نہیں ہے ' اس میں دست اندازی اُس وقت لازم ہے جب دشمنوں کو تعزیر دینے کی طمع ہو ' خواہ اس میں قتل ہو جانے ہی کا خوف کیوں نہ ہو ' لیکن اگر تعزیر دینے سے نا امیدی ہو ' اور غالب یقین یہی ہو کہ خود ہی قتل ہو نگے تو اس حالت میں ایسی پیشقدمی نہ کرنی چاہیے -

اس مطلب پر امام رازی نے چند اعتراضات بھی کیے ہیں ' لیکن آخر میں جواب بھی خود ہی بتا دیے ہیں کہ مطلب بھی مصدق ہوجائے ' شبہات بھی نہ رہیں ' اور بات کی دل آویزی میں بھی فرق نہ آنے پائے -

امام رازي کا زمانه وہ تھا جب اسلامي تمدن میں انحطاط شروع ہوچکا تھا ' همتیں پست ہو رہي تھیں ' فتوحات کا سلسله بند تھا ' شراتي و صوالف کي جگهه خانه جنگیوں نے لے لي تھي - سنهٔ ۶۰۶ - هجري میں امام رازي کي وفات هوئي ' اور سنه ۵۶۷ هجري میں - یعني امام رازي کي وفات سے ۳۹ - برس قبل تاتاریوں کا سیلاب دریاے جیحوں کو عبور کرکے خوارزم کا رخ کرچکا تھا - مصر و شام و روم و ترنس میں صلیبیوں کے حملے هو رهے تھے ' بلاد اسلام میں قتل عام برپا تھا ' کفار ایک ایک شهر کو فتح کرتے تھے ' مفتوحین کو تہ تیغ کرکے سارے شهر کو آگ لگا دیتے تھے ' مرعوبیت اس قدر چها گئی تھي که حمله آوروں کي مقاومت و مدافعت کا تهم یسا قرن الي الموت کے مرادف سمجهه لي گئي تھي -

ایسی حالت میں اگر جان بچانے کا خوف غالب هو ' اگر ترقي کا تیقن کامیابي کے لیے کوششیں کرنے سے روکتا هو ' اگر پیشقدمي کے معنے هلاکت کے لیے جاتے هوں ' اگر جنگ دفاعي میں موت کي تصویر نظر آتي هو ' تو یه ایک قدرتي امر هے - اس میں تعجب کي کیا بات هے ؟ فیلسوف طبیعتیں کیوں نه قرآن کریم سے ایسے معنے نکالیں ' اور هلاکت کے تخیل سے همتوں میں تهلکه ڈالیں ؟ زمانے کي رفتار ' گرد و پیش کے حالات ' اور مجراے سیاست کي تبدیلیوں کا هر ایک چیز پر اثر پڑتا هے - تنزل پذیر جماعتیں ترقي کي آیتوں کو اپنے شان انحطاط کے مناسب بغالیتی هیں - محکوم قوموں کو مغلوبیت کي ناپاک غلامی کے لیے بهي کتاب و سنت سے ثبوت مل جاتا هے -

لیکن یه باتیں واقع میں اگر بجاے خود ثابت هیں ' اور انسان کو ' اپنے ظاهري ساز و سامان کي بنا پر ' جب تک کامیابي کا قطعي یقین نه هو ' اُس وقت تک مهمات امور میں هات ڈالنے کے معنے اگر هلاکت مول لینے کے هیں ' تو صحابهٔ اول کي وہ پاک و برگزیده هستیاں جو نهایت بے سروسامانی کے عالم میں کسریٰ و قیصر کے تخت و تاج پر قبضه کرنے چلي تھیں ' ایک بہت هي مختصر جمعیت سے بدر و حنین کي مهم سر کرنے اُٹهي تھیں - ردهٔ عرب کے موقع پر سارے ملک سے جنگ کرنے کو آماده تھیں ' اور اس نازک حالت میں جب که هر شخص کو اندیشه تھا که مدینهٔ رسول الله (صلي الله علیه وسلم) پر مرتد قبائل کا حمله هوا چاهتا هے ' ارض موته میں رومن امپائر سے آزمایش کے لیے فوج روانه کر رهي تھیں ' وہ اُسوقت یقیناً خدا کے صاف حکم (لا تلقوا بایدیکم الي التهلکة) کي صریح مخالفت رهي هونگي ' وحاشا هم عن ذلك -

بے شبهه اُن بزرگوں کے حوصلے اپني بے سازو برگ جماعت کي قلت اور دشمنوں کي کثرت سے پست نه هوتے هونگے ' اُن کو خدا کے وعدے پر وثوق هوگا که ایمان کی زبردست طاقت سے وہ ساري دنیا کو زیر کرسکتے هیں ' ظاهري وسائل اقدام و دفاع سے وہ بهي محروم تھے ' اور هم بهي هیں - لیکن ایماني اُن میں بهي تھي اور هم بهي اس کے مدعي هیں - یهی خصوصیت اُنهیں ایک زمانے پر غالب رکهتي تھي ' اور اسي کے طفیل میں هم بهي مغلوبیت سے بچ سکتے هیں ' لیکن اگر اس خصوصیت (ایمان) سے هم بے بهره هیں تو پهر مسلمان هی نهیں ' اور جب اسلام هي نه رها تو ترقي کي توقع کیا اور تنزل کا گله کیوں ؟

الذین اتخذوا دینهم لهوا ولعبا وغرتهم الحیاة الدنیا فالیوم ننساهم کما نسوا لقاء

جن لوگوں نے اپنے دین کو لهو ولعب بنا رکها تها ' اور دنیا کي زندگي اُن کو دهوکے میں ڈالے هوئے تھي تو جس طرح اپنے اس دن کے پیش آنے کو وہ بهول گئے تھے اُسي طرح هم بهي آج اُن کو بهلا دینگے ' کیونکه وہ هماري آیتوں کے منکر تھے - (۷ - ع - ۶)

وہ آیت جس سے مسلمانوں کے هلاکت میں نه پڑنے کا استدلال کیا جاتا هے سورهٔ بقره میں هے ' اور وہ یه هے :

وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ' واحسنوا ان الله یحب المحسنین (۲ - ع - ۲۴)

الله کي راه میں خرچ کرو ' اپنے هاتهوں اپنے تئیں هلاکت میں نه ڈالو ' اور احسان کیا کرو ' بے شک احسان کرنے والوں کو الله دوست رکهتا هے -

اس آیت کي تفسیر تین طرح پر کي گئي هے :

(۱) الله کي راه میں خرچ کرو ' اور جهاد کو کسي حالت میں ترک نه هونے دو ' کیونکه اس کا ترک کرنا اپنے آپکو تهلکے میں ڈالنا هے - اس باب میں ترمذي نے (۱) ایک صحیح حدیث روایت کي هے جس کے خاص الفاظ یه هیں :

عن اسلم بن ابی عمران قال : کنا بمدینة الروم فاخرجوا الینا صفاً عظیماً من الروم فخرج الیهم رجل من المسلمین حتی دخل فیهم ' فصاح الناس و قالوا : سبحان الله یلقي بیدیه الی التهلکة ' فقام ابو ایوب الانصاری فقال : یا ایها الناس انکم لتاولون هذه الایة هذا التاویل وانما نزلت هذه الایة فینا معشر الانصار لما اعز الله الاسلام و کثر ناصروہ فقال بعضنا لبعض سراً دون رسول الله صلی الله علیه و سلم ان اموالنا قد ضاعت و ان الله قد اعز الاسلام و کثر ناصروہ فلو اقمنا فی اموالنا فاصلحنا ما ضاع منها ' فانزل الله تبارک و تعالی علی نبیه صلی الله علیه و سلم یرد علینا ما قلنا " وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة " فکانت التهلکة الاقامة علی الاموال واصلاحها و ترکنا الغزو ' فما زال ابو ایوب شاخصا فی سبیل الله حتی دفن - ارض الروم (۲)

اسلم بن ابي عمران سے روایت هے که هم لوگ روم کے شهر (قسطنطنیه) میں کفار سے جهاد کر رهے تھے ' رومیوں نے ایک بڑي جماعت هماري مقابله کو بهیجي ' مسلمانوں کے لشکر سے ایک شخص مقابلے کو نکلا ' اور حمله کرتا هوا رومیوں کي صف میں چلا گیا - یه دیکهه کر لوگ چلا اُٹهے که "سبحان الله ! اپنے هاتهوں اپنے تئیں تهلکے میں ڈالتا هے" ابو ایوب انصاری نے اُٹهه کر کها که "لوگو ! تم اس آیت کي یه تاویل کرتے هو حال آں که یه آیت هم انصاریوں کے باب میں اُس وقت اُتري تھي جب اسلام کو خدا غالب کرچکا تها ' اور بہت سے لوگ اُسکے مدد گار هوچکے تھے - هم میں سے بعض اشخاص نے رسول الله صلی الله علیه و سلم سے چهپاکر آپس میں پوشیده طور سے یه صلاح کي که " اسلام کي اعانت میں خرچ کرتے کرتے همارا مال و زر تلف هوگیا ' اب خدا نے اسلام کو غالب کیا هے ' اور اُس نے بہت سے مددگار پیدا هوچکے هیں ' اب اگر هم اپنے مال و زر کا انتظام کریں ' اور جو تلف هوچکا هے اُسکي تلافي کے لیے کوئي اصلاحي طریقه نکالیں تو بہتر هے " الله تعالی نے هم کو جواب دینے کے لیے اپنے پیغمبر (صلی الله علیه و سلم) پر یه آیت نازل کی که: " الله کي راه میں خرچ کرو اور اپنے کو هلاکت میں نه ڈالو" هلاکت کا مطلب مال و دولت کا انتظام و اصلاح و ترک جهاد تها" اس روایت کے بعد ابو ایوب برابر جهاد کرتے رهے ' حتی که سر زمین روم هي میں دفن بهي هوے (۲)

(۱) ابواب تفسیر القرآن من الجامع الصحیح لابي عیسی محمد بن عیسی بن سورة الترمذي المتوفي سنه ۲۸۹ للهجرة -

(۲) الترمذي قال حدثنا عبد بن حمید الضحاك بن مخلد ابو عاصم النبیل عن حیوة بن شریح عن بزید بن حبیب عن اسلم بن عمران قال الخ ثم اتبعه بقوله وهذا حدیث حسن غریب صحیح -

(٢) تہلکے کے معنے نا امیدی کے ہیں اس باب میں ١٢ - حدیثیں مروی ہیں ' جن میں ایک خاص روایت یہ ہے :

عن البراء بن عازب في قوله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة قال هو الرجل يصيب الذنوب فيلقي بيده الى التهلكة يقول لا توبة لي (١)

" اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" کی تفسیر میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا وہ شخص ہے جس نے گناہ کیے ہوں اور سمجھ لیا ہو' کہ میں ہلاک ہوگیا ' نہ میرے لیے مغفرت ہے نہ میری توبہ قبول ہوگی (١)

(٣) آیت میں تہلکہ سے مراد یہ ہے کہ خرچ نہ کرنا جہاد کا اقدام کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے ' اس باب میں ابو زید کا صرف ایک قول منقول ہے ' مگر باقی تمام روایتیں اس کے مخالف ہیں ' اور سخت مخالف ہیں -

(٤) انفاق في سبيل الله سے باز رہنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے - اس کی تائید میں ٢٥ - حدیثیں مروی ہیں ' جن میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک یہ روایت نہایت قابل اعتماد ہے :

ليس التهلكة ان يقتل الرجل في سبيل الله ' ولكن الامساك في سبيل الله (٢)

ہلاکت یہ نہیں ہے کہ انسان اللہ کی راہ میں قتل ہوجائے ' ہلاکت یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے باز رہے (٢)

ابن جریر نے اس آخری توجیہ کو مرجح مانا ہے ' وہ لکھتے ہیں :

الصواب من القول في ذلك عندي ان يقال ان الله جل ثناؤه امر بالانفاق في سبيله..... و معنى ذلك وانفقوا في اعزاز ديني الذي شرعته لكم بجهاد عدوكم الناصبين لكم على الكفر بي ' ونهاهم ان يلقوا بايديهم الى التهلكة - فقال: ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة - وذلك مثل ' والعرب تقول للمستسلم للامر " اعطى فلان بيديه " وكذلك يقال للممكن من نفسه مما اريد به " اعطى بيديه " فمعنى قوله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة : لا تستسلموا للهلكة فتعطوها ازمتها فتهلكوا ' والتارك للنفقة في سبيل الله عند وجوب ذلك عليه مستسلم للهلكة بترك ادائه الفرض في ماله (١)

ان تمام اقوال میں میرے نزدیک بہتر قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ... اس کے معنے یہ ہیں کہ غلبۂ اسلام کے لیے اپنے دشمنوں سے - جو تمہیں خدا کے ساتھ کفر کرنے پر مائل کرتے ہوں - جہاد کرو ' اپنے آپ کو تہلکے میں ڈالنے کی ممانعت کی ہے ' یہ ایک مثل ہے ' جس شخص نے عاجزی کے ساتھ اپنے معاملات غیروں کو تفویض کردیے ہوں محاورۂ عرب میں ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں کہ " اس نے فلاں کو اپنے ہات دے دیے " اسی طرح اس شخص کی نسبت جو غیروں کو موقع دے کہ جو وہ چاہیں اوسکے ساتھہ اوس معاملے میں کہینگے کہ " اس نے خود اپنا ہات دے دیا " اس بنا پر " اپنے ہات سے ہلاکت میں نہ پہنچو " کے معنے یہ ہوے کہ " ہلاکت کے آگے سر تسلیم خم نہ کرو اور اپنی عنان اختیار اس کے ہات میں نہ دو ' ورنہ ہلاک ہوجاؤگے " جن لوگوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا فرض ہو اور وہ اس کو ترک کررہے ہوں حقیقت میں وہ اس فرض کو ترک کرکے ہلاکت کے آگے سر تسلیم خم کررہے ہیں (١)

یہ واضح روایتیں اور تشریحیں کسی وسیع نظر کی محتاج نہیں ہیں ' محل نظر صرف یہ امر ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے جو معنے آج بیان کیے جاتے ہیں صدر اول میں کوئی اُن کو جانتا بھی نہ تھا - رہی یہ بات کہ آشوبناک ابتلا کے نازکترین وقتوں میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ اس کا جواب دینے والا خود قرآن ہے ' سورۂ بقرہ میں ہے :

ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة ' فاتقوا الله لعلكم تشكرون ' اذ تقول للمومنين : الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة الاف من الملائكة منزلين ' بلى ان تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة آلاف من الملائكة مسومين ' وما جعله الله الا بشرى لكم ولتطمئن قلوبكم به ' وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم ' ليقطع طرفا من الذين كفروا ' او يكبتهم فينقلبوا خائبين (٣ - ع - ١٣)

خدا نے بدر میں تمہاری مدد کی ' تم اُس وقت ذلیل و بے حیثیت تھے ' لہذا خدا سے ڈرو ' شاید تم شکرگزار بن جاؤ ' مسلمانوں سے اے نبی ! تم کہہ رہے تھے کہ " تمہیں اتنا کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے ؟ " ضرور کافی ہے ' بلکہ تم اگر ثابت قدم رہو ' تقوی کرو ' اور دشمن بھی فوراً تم پر چڑھ آئیں - تو پروردگار پانچ ہزار شان و شکوہ والے فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا - یہ امداد تو خدا کی صرف بشارت تھی جو اسنے تمکو دی کہ تمہارے دل اس سے تسلی پائیں - اصلی مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے ' جو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے - غرض یہ ہے کہ کسی قدر کافروں کی جڑ کاٹ دے یا ایسا ذلیل کرے کہ ناکام پلٹ جائیں -

ایک مقام پر مسلمانوں کے اوصاف و خصائص کے تذکرے میں ہدایت کی ہے :

الذين قال لهم الناس : ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم ' فزادهم ايمانا ' وقالوا : حسبنا الله ونعم الوكيل ' فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله ' والله ذو فضل عظيم - انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه ' فلا تخافوهم ' وخافون ان كنتم مومنين (٣ - ع - ١٨)

ایماندار ایسے لوگ ہیں کہ جب لوگوں نے اُن کو خبر دی کہ "مخالفین نے تم سے مقابلے کے لیے ایک انبوہ اور بھیڑ جمع کررکھی ہے ' اُن سے ڈرتے رہنا" تو اس خبر سے اُن کا ایمان اور ترقی کرگیا ' اور بول اُٹھے کہ "ہم کو اللہ بس ہے ' اور وہ بہترین کارساز ہے" یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھہ پلٹ آئے ' انہیں کسی طرح کا گزند نہ پہونچا - خدا کی مرضی پر کاربند ہوے ' خدا کا فضل بڑا ہے ' یہ شیطان ہے جو اپنے رفیقوں کو - جن کے مزاج میں شیطنت ہوتی ہے - ڈراتا رہتا ہے - تم اُن سے نہ ڈرنا ' ایمان رکھتے ہو تو ہمارا ہی ڈر رکھنا -

(١) ابن جرير قال حدثني محمد بن عبد الاعلى قال ثنا ابو الحجاب عن ابي اسحاق عن البراء بن عازب في قوله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة قال الخ -

(٢) ابن حميد قال حدثنا حكام عن عمرو بن ابي قيس و عطاء عن سعيد بن جبير عن ابن عباس و لا تلقوا بايديكم الى التهلكة قال الخ -

(١) تفسیر ابن جریر - ج - ٢ - ص - ١١٥ -

مسلمانوں کو کیا کیا ابتلا پیش آنے کو ہے ؟ اس پیشینگوئی کی ذیل میں ارشاد ہوتا ہے :

لتبلون فی اموالکم وانفسکم ، ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا ، وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور - (۳-ع-۱۹)

مسلمانو! جان و مال میں تمہاری آزمایش کی جائیگی ، جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (یعنے یہود و نصاری) سے نیز مشرکین سے تم کو بہت سی ایذائیں سننی پڑینگی ، تم اگر ثابت قدم رہو اور متقی بن جاؤ تو بے شک یہ ہمت کے کام ہیں -

جو مسلمان ابتلا سے بچنے کے لیے کفار سے دوستانہ تعلقات بڑھانے کے درپے ہوں اُن کی بے راہہ روی کی خبر دی ہے کہ :

فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم ، یقولون : نخشی ان تصیبنا دائرة ، فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده ، فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسهم نادمین (۵-ع-۸)

تم دیکھو گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے یہود و نصاری سے ملنے میں وہ تیزی کرینگے اور کہینگے کہ " ایسا نہ کریں تو ہم کو خوف ہے کہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں " کوئی دن جاتا ہے کہ خدا مسلمانوں کے لیے کشایش لاتا ہے یا اپنی طرف سے کوئی امر پیش دکھاتا ہے ، اُس وقت یہ لوگ اُن امور پر (جنہیں اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے تھے) پشیماں ہونگے -

ضعف و عجز و بے نوائی کے عالم میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ اس باب میں قرآن کریم کا حکم یہ ہے :

وکاین من نبی قاتل معه ربیون کثیر ، فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا ، والله یحب الصابرین ، وما کان قولهم الا ان قالوا : ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین - فاتاهم الله ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرة ، والله یحب المحسنین (۳-ع-۱۵)

کتنے پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کی معیت میں بہت سے اللہ والے شریک جنگ ہوے ، اللہ کی راہ میں ان کو جو مصیبت پہونچی اس کی وجہ سے نہ انہوں نے ہمت ہاری نہ ضعف و سستی دکھائی ، اور نہ عاجزی ظاہر کی - خدا اُنہیں کو دوست رکھتا ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں - اس بات کے علاوہ اُنہوں نے اور کچھہ نہ کہا کہ " پروردگار ! ہمارے گناہ معاف کر ، ہمارے کاموں میں جو زیادتیاں ہم سے ہوئی ہیں اُن سے درگزر فرما ، ہمیں ثابت قدم بنائے رکھہ ، اور گروہ کفار پر ہم کو فتح دے " خدا نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ دیا ، اور آخرت کے نیک بدلے کا کیا پوچھنا ہے ، اور احسان کرنے والے ہی پسندیدہ - جناب الہی ہیں -

کفار کی غلامانہ و کورانہ اطاعت میں مسلمانوں کی فلاح ہے یا نہیں ؟ تعلیمات الہیہ میں اس کی یوں شرح کی گئی ہے :

یا ایها الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین ، بل الله مولاکم وهو خیر الناصرین (۳-ع-۱۶)

مسلمانو! تم اگر کافروں کی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں بجاے آگے بڑھنے کے پیچھے لوٹا کر لے جائینگے ، پھر اس رجعت قہقری و رفتار معکوس میں تم ہی خسارہ اُٹھاؤ گے ، وہ تمہارے خیر خواہ نہیں ، بلکہ تمہارا خیر خواہ تو خدا ہے ، اور تمام مددگاروں سے بہتر مددگار وہی ہے -

اُن آیتوں کا ماحصل یہ ہے :

(۱) ذات دلیل نا کامی نہیں ہے - مسلمان کیسے ہی بے برگ و نوا ہوں لیکن اسلام کی بوا اُن میں باقی ہے ، تو خدا خود اُن کی مدد کریگا - یہ امداد فرشتوں کی صورت میں بھی نازل ہوسکتی ہے ، خواہ یہ فرشتے عام مفسرین کی راے کے مطابق سچ مچ کے فرشتے ہوں یا مشہور مفسر (ابو بکر اصم) کے انکار کو تسلیم کرتے ہوے ان کو روحانی تسلی و اطمینان قلب کا مرادف سمجھا جائے (تفسیر کبیر - ج-۲-ص-۲۵۵)

معمولی امداد کے علاوہ :

(الف) مسلمان اگر ثابت قدم رہیں -

(ب) اسلامی کیرکٹر (تقوی) اُن میں موجود ہو -

(ج) جو حالت اس وقت ہے کہ ہر طرف سے کفار نے مسلمانوں کو نرغے میں لے لیا ہے اسی کیفیت سے کافروں کا انبوہ چڑھہ دوڑے ، تو ان حالتوں میں تقویت اسلام کے لیے شاندار آسمانی امداد کے منتظر رہو ، لیکن یہ خصوصیتیں مفقود ہوں تو ذات و مسکنت سے رہائی کی آرزو ہی بے محل ہے - خدا خود چاہتا ہے کہ ایک حد تک کفار کا استیصال ہو ، اور اُن کی ترقی رک جائے - اس مشیئت کی تکمیل کے لیے وہ تو آمادہ ہے مگر ہم بھی تو اپنی آمادگی کا ثبوت دیں -

(۲) مسلمانوں کا یہ مشن نہیں ہے کہ کفار کے انبوہ سے خوفزدہ ہو جائیں ، غلبۂ کفر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اُن کے ضعف و استکانت سے فائدہ اُٹھا کر اُنہیں مرعوب کردے ، نرغۂ کفار کی حالت میں اُن کی قوت ایمانی میں اور بھی ترقی ہونی چاہیے ، خدا پر بھروسا کرکے اگر مقاومت کو اُٹھہ کھڑے ہوے تو کامیابی میں کیا کلام ہے ؟ مضرت پہونچ سکتی نہیں ، ضرر رسانی کی قدرت معدوم ، حسن انجام متحتم ، البتہ مرضات الہی کا اتباع مشروط ہے ، شیطان خوف دلاتا ہے ، بندگان خدا اُس سے کیوں ڈریں ؟ کافروں کی جمعیت تو خوف کی چیز نہیں ہے ، اُن سے بیم و ہراس ہی کیا ؟ دل میں ایمان ہے تو صرف خدا سے ڈرنا چاہیے ، ایمان دار دل اور کفار کا خوف ! نقیضین بھی کہیں جمع ہوئی ہیں ؟

(۳) ابتلا سے مفر نہیں ، جان و مال کا نقصان اُٹھانا ہوگا - اہل کتاب سے ، جن میں دوسری صدی ہجری سے آج تک نصرانیوں کو خاص امتیاز حاصل ہے ، اور مشرکین سے ، کہ نصرانیت میں اُس کی بھی کمی نہیں ، بہت سی اذیتیں برداشت کرنی پڑینگی ، ان حالتوں میں اگر مسلمان ثابت قدم رہے ، استقلال کی خصوصیت کھو نہ بیٹھے ، اور تقوی و طہارت نفس کے اسلحہ اُن کے ہات میں ہوے ، تو پھر حوصلے کیوں پست ہونے لگے ، اور من بعد غلبهم سیغلبون (مغلوبیت کے بعد وہ بہت جلد غالب ہونگے) کا وعدہ زیادہ دیر تک وفا کا زحمت کش انتظار کب رہنے لگا ؟

یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الاخرة ، ویضل الله الظالمین ویفعل الله ما یشاء (۱۴ : ۲۰)

جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کو قول ثابت یعنی توحید کی برکت سے دنیا کی زندگی میں بھی خدا ثابت قدم رکھیگا ، اور آخرت میں بھی ، اور جو لوگ ظالم ہیں خدا اُن کی راہ گم کردیگا ، خدا جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے -

(۴) کفار سے مسلمانوں کو ساز و باز نہ رکھنا چاہیے ، اُن سے بے تعلقی لازم ہے جو ساز و باز رکھتے ہوں ، جنہیں اُن سے بے تعلق رہنے میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے مشکلات و مصائب کا اندیشہ ہو ، وہ غلطی پر ہیں ، اُن کو پشیماں ہونا پڑیگا ، اسلام کو فتح نصیب ہوگی ، یا مسلمانوں کی بہبود و بہروی کا قدرت کاملہ کوئی اور

مذہبیہ

انتظام کردیگي ' اُس وقت معلوم هوگا که الان قد ندمت ولا ینفع الندم (تم اب نادم هوے جبکه ندامت مفید هي نه رهي) کے کیا معنے هیں -

(۵) مسلمان کیسي هي افسوسناک کمزوریوں کے ابتلا میں گرفتار هوں ' کیسا هی تنزل و انحطاط ضعف و تذلل اُن پر محیط هو ' مگر جب مقابلے کو اُٹھینگے یه ظاهري کمزوریاں اُن کو مغلوب نہیں بناسکتیں ' وہ عزم و ثبات سے کام لینگے ' خدا پر بهروسا کرینگے ' استقلال و نصرت کے خواستگار هونگے ' اور ایمان و عمل صالح کی طاقت سے نفس مطمئنه کي همت بڑهاتے هو ئے فناے استبداد کے لیے بڑهینگے ' اُن کي دنیا بهي سنور جائیگي ' اور انجام بهي اچها هي هوگا -

(۶) کفار کي متابعت خود انحطاط و تنزل کا ذریعه هے - ماحیان کفر و استبداد کي مطیع رهکر مسلمان قومیں ترقي کرسکتي هي نہیں - مسلمانوں پر صرف خدا کي اطاعت فرض هے ' اُسي سے نصرت کی توقع رکهني چاهیے ' اور اکیلے ایک اُسي کو مددگار سمجهنا چاهیے ' دنیا کي جهوٹي هستیاں کسي اور کو نفع پهونچالیں تو پهونچالیں مگر مسلمان تو ان سے کبهي منتفع نہیں هو سکتے -

یه تعلیمات الٰهیه کسي خاص وقت اور زمانے کے لیے مخصوص نہیں ' ان کي عمومیت هر عهد اور هر قوم پر حاوي هے ' پهر کون کهه سکتا هے که لاتلقوا بایدیکم الی التهلکة کے وهي معنے هیں جو آج لیے جاتے هیں ' اور جن سے همتیں اور بهي پست هوتي جاتي هیں -

اشتهار

همارا لیڈر کون هے

آخري فیصله کي گهڑي

دنیا بهول میں هے - روپوں کي تهیلي میں لیڈر کو تلاش کرتي هے - همارے رهنما حجازي رسول (صلعم) هیں - تیره سو برس کي پائدار رهبري کو چهوڑ کر هم خود غرض ' بے اعتبار - اور مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاهتے - آخري فیصله کی ساعت اب آگئي - وہ هفته وار اخبار توحید هے - هر هفته بڑي تقطیع کے آٹهه صفحوں پر میرٹهه سے شائع هوتا هے - خط اور چهپائي نهایت صاف - لڑائي کي تصویریں - مفید و دلچسپ اسلامي کارٹون - تازه اخبارات و رسائل کا ضروري خلاصه - انقلاب انگیز طوفاني چال ' بیدیني کے لیے بهونچال - امن و امان کے لیے نیک فال - هر خاص و عام کے سمجهنے کے قابل باتیں - وہ طریقے جن سے ملک میں لیڈر شناسي کا ملکه پیدا هو - خواجه حسن نظامي دهلوي کي ایڈیٹري اور سرپرستي میں میرٹهه سے جاري هوگیا - قیمت سالانه صرف ۳ - روپیه - نمونه ایک آنه کے ٹکٹ آنے پر ملیگا - مفت نہیں - الهلال کا حواله ضرور دیجیے -

منیجر اخبار توحید - لال کورتی - میرٹهه

فلاسفہ کی تنزل کی وجوہ

هستي کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال هے

عالم میں هزاروں چیزیں مرئي اور غیر مرئي ' محسوس اور غیر محسوس همارے سامنے هیں - لیکن اونکي حقیقت و ماهیت هم سے مخفي هے - هم تجربه ' اختبار ' استقراء اور دلائل سے اصلیت و واقعیت کے چهره سے پرده اُٹهانا چاهتے هیں ' اور آخر چند نتائج تک پهونچ کر رہ جاتے هیں -

هم میں بعض محتاط اس بنا پر که اس سے پہلے بهي هم سیکڑوں نتائج تک پهونچے ' لیکن وہ واقعي نه تهے - نیز همارے قواے فکر و عمل اس قدر کمزور هیں که تحقیق واقعیت اور اثبات حقیقت کا بارگراں نہیں اُٹها سکتے ' اور حقائق و ماهیات اشیاے عالم اس درجه خفي و تاریک هیں ' که موجوده آلات فکر و نظر اوس کو روشن نہیں کرسکتے - همارے هر نتیجه کو حقیقت سے عاري اور واقعیت سے معطل قرار دیتے هیں ' بلکه کبهي کبهي وہ خود اس کے انکار کي جرأت کرتے هیں که عالم میں کوئي حقیقت هے ' اونکي نظر میں هر شے تخیل اور دماغ کا اختراع هے -

(۲) دوسرا گروه اسکے بالمقابل هے جو مدعیانه کہتا هے که عالم حقائق سے معمور ' همارے تجارب و اختبارات و دلائل صحیح اور همارے نتائج و استنباطات قطعي هیں - اشیا حقائق واقعیه هیں ' اور برهان و تجربه نے جن نتائج تک پهونچایا هے ' وہ اوس وقت تک یقیني هیں جب تک اونکے خلاف کوئي دلیل صحیح نهو -

(۳) ایک معتدل گروه آگے بڑهتا هے ' اور فریق اول کو مخاطب کرتا هے : دوستو ! جب تم آلات فکر کو ناکافي ' دلائل کو غیر موصل الی المطلوب اور عالم کو حقائق سے عاري یقین کرتے هو ' تو تم کیونکر کہتے هو که هم کسي شے میں کوئي حقیقت نہیں پاتے ؟ کیا ابهي تم نے جن خیالات کو ظاهر کیا ' که " همارے آلات عمل و فکر نا کافي هیں ' دلائل غیر موصل الی المطلوب هیں ' اور عالم حقائق سے عاري هے " کیا تم خود انکي صحت کا یقین کر کے ان اصول کي حقیقت کے قائل نہیں هوگئے ؟ اور اگر انکو بهي تم حقیقت نہیں کہتے ' تو یه نه کهو که همارے دلائل ناکافي هیں ' آلات عمل ناقص هیں اور عالم سراسر نقش تخیل -

پهر یه گروه دوسرے فریق کی طرف مخاطب هوتا هے : دوستو ! یاد هوگا که تم نے اپني گفتگو میں کہا هے " همکو دلائل و تجارب نے جن نتائج و استنباطات تک پهونچایا هے وہ اسوقت تک یقیني هیں جب تک اونکے خلاف کوئي دلیل صحیح قائم نهو " ان فقروں سے ظاهر هے که تم اپنے موجوده دلائل و نتائج کو متیقن اور غیر ممکن الخطا نہیں سمجهتے هو ' پهر کیا یه ممکن نہیں که جن معلومات و متخیلات کي صحت کي بنا پر ان دلائل و نتائج کو یقیني سمجهتے هوں وہ صحیح نہوں ' اور تم قلت معلومات ' یا نقص آلات فکر یا خطاے طرق فکر کي بنا پر غلطي سے صحیح یقین کر رهے هو ' اور مسائل متعدده میں تم کو اپني یه غلطي روزانه

نظر آتي ہے ' پھر کوئي سبب معقول نہیں ہے کہ تم اپنے موجودہ حقائق و نتائج کو اگر غلط نہ یقین کرو تو صحیح بھي یقین نہ کرو -

یہ تین فرقے فلسفہ کے تین اسکول یا تین اصول ہیں :

اول - ترھمیہ یا سوفسطائیہ : جو عالم میں حقیقت کا قائل نہیں یعني نفي حقیقت کرتا ہے -

دوم - ایقانیہ: جو عالم میں حقائق کا قائل ' اور اونکے علم و معرفت کا مدعی ہے ' یعنی اثبات حقیقت کرتا ہے -

سوم - تشکیکیہ یا لا ادریہ : جو ان دونوں کے وسط میں ہے - نہ وہ ترھمیہ کی طرح نفي حقیقت کرتا ہے ' اور نہ ایقانیہ کی طرح اثبات حقیقت ' بلکہ وہ نفي و اثبات دونوں میں متردد ہے - واقعات ' دلائل اور نتائج سب اوس کے سامنے ہیں ' لیکن ان میں سے نہ وہ کسي کی صحت کا مدعي ہے اور نہ کسی کی خطا کا - وہ کہتا ہے کہ : ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو اور ممکن ہے کہ صحیح نہ بھي ہو -

فرقہ تشکیکیہ جسکو عربي میں عموما " لا ادریہ " کہتے ہیں ' اور جو لفظي ترجمہ ہے (Agnostic) کا مسیح سے تقریباً ۴۰۰ - برس قبل اسکي بنیاد یونان میں پڑي تھي - اس مذھب کا موسس اول یوناني فلاسفر " پیررن " ہے ' جو سنہ ۳۸۴ ق - م - میں پیدا ہوا تھا - اسکندر کے حملۂ مشرق میں یہ شریک تھا ' اس لیے اکثر مورخین کا یہ بیان ہے کہ پیررن نے ایران و ھندوستان کے فلسفہ کو بھي ان ممالک کے علماسے حاصل کیا تھا -

پیررن کے فلسفہ کا سنگ بنیاد جس کي طرف اوپر کی سطروں میں بھي اشارہ ہوچکا یہ ہے :

انسان جب عدم سے وجود میں آتا ہے اوس کے چاروں طرف سیکڑوں چیزوں کا وجود ہوتا ہے - اب اوسکے لیے دو راھیں ہیں - ایک تو یہ ہے کہ جو وہ سمجھتا ہے اوسکو وہ حقیقت غیر قابل نقض سمجھ لے ' یا ہر چیز کا انکار کردے کہ وہ حقیقت سے معری ہیں ' اور یہ دونوں افراط و تفریط سے خالي نہیں ' اس لیے اب انسان کے سامنے صرف تیسري راہ ہے کہ کسي شے پر کوئي حکم نہ کیا جاے -

حقیقي لا ادري اس سنگ بنیاد کو حقیقت نہیں سمجھتا ' کیونکہ یہ بھي حکم علی الشی ہے ' اور وہ نہیں جانتا کہ یہ صحیح ہے یا نہیں - اکثر اشخاص بظاہر حال اس نظریہ کو سن کر ھنس دینگے ' لیکن حقیقت میں یہ کوئي ھنسنے کي شے نہیں ہے ' بلکہ ایک دقیق امر ہے - بعض لوگ نافہمي سے اعتراض کرتے ہیں ' کہ دنیا میں سیکڑوں چیزیں ہیں ' جن کا علم ہم کو نہایت آساني سے حاصل ہوسکتا ہے - مثلاً حرارت نار ' برودت آب ' صلابت سنگ ' نرمی حریر ' ھاتھ سے چھوکر ' آنکھ سے دیکھکر ' زبان سے چکھکر اور کان سے سنکر تم بد یہي شے پر فطرۃً اور بداھۃً مختلف حکم کرتے ہو ' اور کبھی تم کو شک نہیں ہوتا ' پھر کیونکر کہتے ہو کہ ہم کسي شے پر حکم نہیں کرتے -

لیکن اس قسم کے اعتراضات ' حواس و آلات نکرے طرق علم و معرفت سے ناواقفیت کي بنا پر پیدا ہوتے ہیں - اولاً یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے تمام دلائل و براھین کا مبنی کیا ہے ؟ صرف دو چیزیں : استعمال حواس اور استقراء ' لیکن ان میں سے کون سي چیز ہے جو خطا سے معصوم ہے ؟

حواس علی الاقل پانچ ہیں : باصرہ ' سامعہ ' ذائقہ ' لامسہ ' شامہ ' باصرہ ' سے ہم صرف نور اور لون کا احساس کرتے ہیں - سامعہ آواز کو دریافت کرتي ہے - ذائقہ لذت کو - لامسہ سختي و نرمی کو ' اور شامہ بو کو - اب جو تم کسی چیز کو دیکھتے ہو تو کہتے ہو کہ یہ پتھر ہے ' لیکن تم نے کیونکر جانا کہ پتھر ہے ؟ آنکھ تمکو صرف اوسکا سیاہ یا سپید رنگ بتاتی ہے ' اور قوت لامسہ صرف یکر تمہاري محسوس کرتی ہے ' لیکن کیا پتھر ہونے کے ثبوت کے لیے یکھر مقدمات کافی ہیں کہ یہ شے سیاہ اور سخت ہے ' اور سیاہ اور سخت ہو وہ پتھر ہے ' اس لیے یہ پتھر ہے ؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک لوہے کے ٹھوس جسم پر یا ایک منجمد مادہ پر سیاہ رنگ چڑھا دیا جاے ؟ تم کو خود اس قسم کي غلطیاں ہمیشہ پیش آتي ہیں -

ثانیاً : تم کو حواس کي غلطي سے بھي انکار نہوگا ' جب تم کسي سریع الحرکۃ شے پر سوار ہوتے ہو تو تمہاري سریع الحرکۃ سواري ساکن اور ساکن زمین متحرک نظر آتی ہے ' کبھي کبھي تم کو چاند متحرک نظر آتا ہے ' حالانکہ اوس کے نیچے ابر حرکت کررہا ہے ' اور اس قسم کی بیسیوں مثالیں تم خود پیش کرسکتے ہو ' پھر کوئي وجہ نہیں کہ اور دوسرے امور میں جن مشاھدات و تجارب پر تم اپنے اصول و نتائج کی بنیاد قائم کرتے ہو ' وہ حواس کی غلطي سے محفوظ ہوں -

ثالثاً : حواس سے تم ایک شے کا مشاھدہ کرتے ہو ' اوس پر ایک حکم قائم کرتے ہو ' اور اس کو تم مبني علی المشاھدہ اور مبني علی البداھۃ سمجھتے ہو ' حالانکہ تمہیں خبر نہیں کہ جلدي میں غیر مشاھد راستوں کو بھي طے کرگئے ہو - جب تم نے ایک سیاہ شے کو دیکھکر کہا کہ پتھر ہے ' تو تم نے فرض کرلیا ہے کہ ہماري نظر ہمکو دھوکا نہیں دے رہي ہے - معلومات سابقہ کي بنا پر بغیر چھوئے تم نے سختی بھی محسوس کي ' اوس کے بعد تم نے یہ فرض کیا ہے کہ یہ صفات جس میں ہوں وہ پتھر ہے ' لیکن ان میں سے ہر ایک محتاج دلیل ہے -

فرقہ تشکیکیہ ' ایقانیہ کے مقابلہ میں حسب ذیل دس اصول قائم کرتا ہے :

(۱) مقدار عمر ' ترکیب جسم ' قوت حواس اور درجۂ احساس میں تمام انسان مختلف ہیں ' اور اس لیے ایک ہي شے میں مختلف اشخاص کو جو مقدار عمر ' ترکیب جسم ' قوت احساس اور درجۂ احساس میں مختلف ہیں ' مختلف حیثیات اور خصائص نظر آتے ہیں -

(۲) اخلاقي اور تشریعی حیثیت سے افراد انسان مختلف ہیں ' اس لیے مختلف امور کے متعلق اونکے احساسات [illegible] ہونگے -

(۳) ایک ہي انسان میں متعدد اعضاے حساسہ ہیں ' اسکا یہ نتیجہ ہے کہ ہر عضو ایک خاص کمیت و مقدار وغیرہ کو محسوس کرتا ہے ' اسلیے یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ جو خصوصیت و خاصیت تم کو نظر آرہی ہے وہ خود اوس شے میں موجود ہے یا تمہارے اعضاے حساسہ میں ہے ؟

(۴) ایک ہي انسان ایک ہي شے کو خواب ' بیماري ' حزن اور غم ' پیري اور ضعف کی مختلف حالتوں میں [illegible] طور سے محسوس کرتا ہے ' پھر کس طرح یقین کیا جاے کہ تم جو ایک خاص حالت میں ایک شے محسوس کرتے ہو ' اور پھر دوسري حالت میں اوس کو ایک اور شے محسوس کرتے ہو ' کیونکر کہا جاسکے کہ ان مختلف حالات کے احساس میں کون سا احساس صحیح ہے ؟

(۵) کسي شے پر کوئي حکم عموما اوسکے صفات و خصائص ظاہري پر موقوف ہوتا ہے ' اور صفات و خصائص کا یہ حال ہے کہ قلت و کثرت اور زیادت و نقص کي حالت میں بالکل بدل جاتے ہیں - اب جب تم ایک مقدار مخصوص کو مشاھدہ کرکے اوس پر کوئي خاص حکم قائم کرتے ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ اوس کي کم و بیش مقدار میں وہ صفات و خصائص بدل جائیں ؟

مراسلات

(۶) کسي شے کے متعلق جب کوئي انسان کرتا ہے تو یہ حکم صرف مشاہدہ پر مبني نہیں ہوتا ' بلکہ اسمیں اوسکي تربیت خاص ' عقائد خاص ' پابندي بعض قوانین خاص اور سوسائٹي کے مخفي اثرات کا بہت کچھہ حصہ شامل ہوتا ہے - یہي وجہ ہیں کہ مختلف التربیۃ ' مختلف العقائد ' مختلف الاقالیم اشخاص ' مسائل کثیرہ میں ہمیشہ مختلف الاراء رہتے ہیں -

(۷) اشیاے عالم باہم اسقدر مختلط ہیں کہ ایک دوسرے سے علاحدہ نہیں ہوسکتے ' اسلیے یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس شے پر تم کوئی حکم کرتے ہو وہ مستقلاً بھي اوس شے کے لیے صحیح ہے ؟ تم اشیا کے خصائص بتاتے ہو' لیکن کیا اوس میں مواد مختلطہ کے خصائص شامل نہیں ؟ جب تم آنکھہ سے ایک رنگ دیکھتے ہو تو کیا اوس میں اخلاط چشم کے خصائص داخل نہیں ؟

(۸) ایک ہی شے مختلف قرب و بعد ' مختلف جوانب و سمت رویت ' مختلف اسباب رویت کي بنا پر مختلف نتائج پیدا کرتي ہے ' پھر ایک خاص مقدار قرب و بعد ' ایک خاص سمت رویت ' بعض خاص اسباب رویت میں جو چیز نظر آتی ہے با لکل ممکن ہے کہ دوسري حالتوں میں وہی شے اور کیفیات میں نظر آئے - پھر ان میں سے کون حقیقي ہے ؟

(۹) قلت و کثرت التفات و توجہ ' مختلف نتائج ظاہر کرتی ہے - پھر جس مقدار توجہ و فکر سے تم ایک حالت کا اندازہ کر رہے ہو ' اوس سے کم یا زیادہ توجہ و فکر کي حالت میں دوسري حالتیں پیدا ہوتی ہیں ' کون صحیح ہیں ؟

(۱۰) ہم جب کسی چیز پر کسي قسم کا حکم کرتے ہیں تو عموماً ہمارے حواس نا معلوم قیود اور بندشوں میں گرفتار ہوتے ہیں ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ جب ہم ان سے آزاد ہوتے تو ہم کیا حکم کرتے ؟

ان اصول عشرہ کے علاوہ فرقۂ تشکیکیہ کے اور بعض اہم اصول بھي ہیں ' جنکی تفصیل دقت طلب ہے -

فلسفۂ تشکیکیہ کا سنگ بنیاد جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے مسیح سے ۴۰۰ برس قبل رکھا گیا تھا ' اسکے بعد ہمیشہ اسکے اعوان و اتباع ہر عصر میں موجود رہے ہیں - فلاسفۂ یورپ میں بھي اس خیال کي کمی نہیں - مشہور فیلسوف ہکسلے و اسپنسر اسی فلسفہ کے مرید تھے ' حقیقت یہ ہے کہ ایک فلسفی اسرار عالم کو جس حد تک کھولتا ہے اوسکے سامنے پھر گرہیں نظر آتي ہیں ' اونکو کھولتا ہے تو کچھہ اور عقدے جا بجا پیدا ہوجاتے ہیں -

فلسفي سر حقیقت نتوانست کشود
گشت رازدگر آں راز کہ افشا می کرد

وما اوتیتم من العلم الاّ قلیلا ' جب انسان کي بے بسي کا یہ عالم ہے کہ محسوسات میں بھي اُس کو مشکل سے تیقن و عدم تیقن کے فیصلہ کرنے میں کامیابي ہوتي ہے ' تو جو امور ماوراے احساس و ما فوق الطبیعۃ ہیں اُن کي نسبت کیوں کر فیصلہ ہوگیا کہ باطل محض اور حدیث خرافہ ہیں ' أفي الله شك ؟ فاطرالارض والسماء !

حادثۂ مسجد کانپور کي مرثیہ

(از جناب محمود احمد صاحب عباسي - ملیک)

گذشتہ ہفتے کے الہلال میں مسجد کانپور کے متعلق آپنے جو کچھہ ارشاد فرمایا ہے اوسکي واقعیت میں کچھہ بھی کلام نہیں ہے ' جو کچھہ میرے معلومات اور تحقیقات میں ہے اسلامي پبلک کو اطلاع دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں - الہلال نے کانپور کی مسجد کے انہدام کا ذمہ دار وہاں کے عام مسلمانوں کو قرار دیا ہے ' لیکن دراصل عام مسلمانان شہر اسکے باعث نہیں ہیں - حقیقت یہ ہے کہ کل ساختہ و پرداختہ مسجد کے متولي کریم احمد کا ہے - سنہ ۱۹۰۹ع میں جبکہ اے - بي - روڈ (A. B. Road) کے متعلق پیمایش جاري تھي ' اور عام لوگوں کو معارضہ دیا جا رہا تھا اُس وقت افسر معارضہ منشي اودھ بہاري لال صاحب ڈپٹي مجسٹریٹ مسجد میں تشریف لائے تھے ' اور اونہوں نے متولیوں سے جزو منہدم کے علاوہ کچھہ صحن مسجد بھي لینے کي خواہش ظاہر کي تھي - کریم احمد صاحب متولي نے ان الفاظ میں وعدہ کیا تھا کہ " ہم مطلوبہ حصہ دیدینگے ' ہمارا اس میں کچھہ حرج نہیں ہے " عام مسلمانوں کو اس عجیب و غریب فیاضي کا کیا علم تھا کہ خدا کا گھر ارباب اقتدار کي قدمبوسي کے صلہ میں دے دیا جائیگا ' چنانچہ مسجد کي ابتدائي مثل میں افسر معارضہ کے یہ بیانات مذکور ہیں کہ " متولي مسجد جزو مطلوب کے دینے پر آمادہ ہے ' اور ہم سے پختہ وعدہ کرلیا ہے " اوسکے بعد اواخر سنہ ۱۹۱۲ ع میں جب مسجد کے متعلق دوبارہ تحریک شروع ہوئي ' اور صاحب مجسٹریٹ کانپور نے بغرض معائنہ تشریف لانے کي اطلاع متولي صاحب کو دي ' تو انہوں نے کسي کو اس کي خبر نہ کی ' اور خود ہی استقبال کو پہونچ گئے - ہمکو خوب تحقیق ہوا ہے کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوے - وہیں سے معائنہ کر رہے تھے ' مگر متولی صاحب نے نہایت ادب اور انکساري سے عرض کیا کہ " حضور بوٹ پہنے ہوے اندر تشریف لے آئیں " چنانچہ متولي صاحب بہادر اور مجسٹریٹ صاحب بہادر مسجد کے دالان میں ٹہلتے رہے - جو کچھہ گفتگو اسوقت دونوں صاحبوں میں ہوئي اوسکے متعلق اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوا کہ :

میان طالب و مطلوب رمزے است

اس خفیہ بحث و ریز سے شہر میں مسلمانوں میں تشویش پھیل گئي ' اور یہ ظاہر ہوگیا کہ مسجد کا شرقي حصہ طلب کیا جارہا ہے ' اور متولي صاحب بھي راضي معلوم ہوتے ہیں - اہل شہر نے متولی صاحب کي خدمت میں بیشمار مرتبہ جا کر صداے احتجاج بلند کي ' لیکن جب متولي صاحب نے با لکل پروا نہ کي تو دردمند مسلمانوں نے حتی الوسع خود ہي کوشش شروع کردي ' مگر ایسي حالت میں جبکہ طبیب نے مریض کو فرشتۂ موت کے حوالہ کردیا ہو اوس مریض کي ساري دوا و درش بیکار ہي ثابت ہوگي - بہر حال مسلمانوں کے شور اور غوغا

رنشریش و اضطراب کا یہ نتیجہ ہوا کہ گورنمنٹ کی خدمت میں میموریل بھیج دیا گیا ' لیکن اس درمیان میں جو کچھہ مقامی حکام اور متولی کے مابین پخت و پز جاری رہی اس کا علم کسی مسلمان کو نہیں ہوا - جب کبھی کسی نے آکر دریافت کیا تو اُن سے کہدیا کہ " تم اطمینان رکھو مسجد کا کوئی جز نہ دیا جائیگا " جب ایسا صریح وعدہ مسلمانوں سے کیا جا چکا تھا تو وہ بیچارے کیوں نہ مطمئن ہوتے ؟ اُنکو کیا خبر تھی کہ متولی کی فیاضی خانہ خدا کو گرانے کے لیے گورنمنٹ کے حوالہ کرنے سے دریغ نہ کریگی -

۳۰ جون سنہ ۱۹۱۳ع کو صاحب مجسٹریٹ کے حکم سے باضابطہ متولی مذکور کو بلاکر زر معارضہ کا فیصلہ سنا دیا گیا - اور یہ وعدہ لے لیا گیا کہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ع یعنے تاریخ انہدام مسجد کے بعد زر معارضہ کی عام مسلمانوں کو اطـــلاع دی جائے - متولی صاحب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ " حضور جز و متنازع کو بے خوف و اندیشہ منہدم کرادیں میں ذمہ داری کے ساتھہ یقین دلاتا ہوں کہ کچھہ مزاحمت نہ ہوگی " چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کو علی الصباح خانہ خدا کی دیواریں گرنے لگیں - لحظہ بھر میں یہ خبر تمام شہر میں پھونچگئی ' ہزارہا مسلمان مضطربانہ متولی صاحب کے در دولت پر جاتے تھے ' اور لوٹ آتے تھے - متولی صاحب بہادر اوس روز صبح ہی سے روپوش ہوگئے تھے - مجمع نے زیادہ آہ و بکا کی تو مکان سے باہر تشریف لائے - ستم رسیدوں نے بہت کچھہ اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنا چاہا ' لیکن دربار مشیخت سے سب کے واسطے ایـک ہی حکم جاری تھا کہ " ہم کسی سے بات کرنا نہیں چاہتے اور نہ کسی کا آنا ہم کو پسند ہے " آخر ایک معززگروہ نے جاکر یہ عرض کیا کہ " آپ چونکہ متولی ہیں اس وجہ سے آپکا سامنہ ہونا ضروری ہے - چلیے ہم صاحب مجسٹریت سے عرض کرینگے کہ ہمارے میموریل کے جواب تـک اس کارروائی کو ملتوی رکھا جاے یا کم از کم ہمکو چھہ گھنٹہ کی مہلت دیجائے ' تاکہ ہم بذریعـہ تار وایسراے کی خدمت میں استصواب کریں " - جواب ملا کہ " ہم آج سے مسجد کے کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتے اور آپکو بھی باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں

ہم کو یہ سن کر کس قدر قلق ہوا ہے جبکہ مولانا عبد القادر صاحب آزاد سبحانی پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور مع چند اپنے معزز احباب کے بغرض تفتیش حالات اور مشورہ کے تشریف لے گئے ہیں ' تو لائق متولی نے اُن سے بایں الفاظ کہدیا کہ " تم سے ہم باتیں کرنا نہیں چاہتے ' تم یہاں سے چلے جاؤ " وہ بیچارے نہایت افسردہ دل اور غمگین ہوکر چلے آئے - اہل معاملہ نے جب ایسی سرد مہری دیکھی ' اور انکو بھی بارہا التجا کرنے پر نہایت سخت و بیجا جوابات ملے تو فرط رنج و الم میں ان لوگوں نے اپنا کاروبار بند کرنا شروع کردیا - بسطخانہ کا نصف بازار بند ہوگیا تھا ' اور قریب تھا کہ سارے شہر میں یہی بندش عام ہو جاے ' مگر متولی صاحب بہادر نے کسی مخفی قوت کے بھروسے پر نہایت تحکمانہ لہجہ میں کہلا بھیجا کہ "اگر تم لوگ دکانیں بند کروگے تو ابھی بند ہوا کر جیلخانے میں بھیجدیے جاؤگے "

نا تجربہ کار سیدھے سادے مسلمانوں کے وحشت زدہ دماغوں پر اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ وہ جلدی جلدی پھر اپنی دکانیں کھولکر بیٹھہ گئے - ۱۲ - اور ایک بجے کے درمیان ہزارہا مزدور مسلمان مٹوں سے روتے بھاگتے گئے ' اور مجنونانہ متولی صاحب کی خدمت میں اپنے جذبات کا علانیہ اظہار کیا - جب متولی صاحب نے دیکھا کہ اوس ذمہ داری میں جو حکام کی رضا جوئی کے لیے کی گئی تھی اب فرق آیا جاتا ہے ' اور مسجد شکنی کے معارضے میں رضامندی کا جو تمغاے زرین ملنے والا ہے وہ بھی ہاتھہ سے جاتا ہے - تو انھوں نے بالا علان ہزارہا مسلمان مزدوروں کے درمیان میں کھڑے ہوکر کہا کہ " تم بالکل نہ گھبراؤ ہم صاحب کلکٹر سے کہہ کر تمہاری مسجد کل ہی بنوا دینگے - ہم پر تم پورا پورا اطمینان رکھو " غرضکہ ایسے ہی اور چند تسلی آمیز کلمات کہہ کر اونکے جوش کو سرد کرکے واپس کیا گیا - تقریباً ۴ - بجے عیدگاہ میں چند دیگر با اثر مسلمانوں کی راے سے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا - ہزارہا مسلمان شریک تھے ' لیکن متولی صاحب بہادر اور اونکے رفقا میں سے کوئی بھی شریک جلسہ نہ ہوا - اِن تمام واقعات کو گذرے ہوئے آج بیس روز ہو چکے ہیں ' تمام مسلمانان شہر اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اگر وقت پر کوئی جائز مدافعت نہ ہوسکی تو اب قانونی کارروائی کے لیے بہت کچھہ گنجایش ہے ' ہر قسم کی مالی اور جسمانی امداد کو طیار ہیں ' لیکن متولی صاحب نے برابر امروز و فردا کا حیلہ حوالہ کرکے اس وقت تک کوئی جلسہ ' کوئی کارروائی ' کوئی عذر داری ' کسی قسم کی حرکت تحفظ مسجد کے لیے نہیں کی - ہمکو تحقیق سے معلوم ہوچکا ہے کہ وہ کسی قسم کی کوشش یکم جولائی کے واقعہ کے خلاف نہیں کرنا چاہتے ہیں ' بلکہ وہ اپنے اس فرض کو پورا کررہے ہیں کہ مسلمانوں کا جوش قطعی سرد ہوجاے ' اور آسانی سے اپنی اوس وعدہ کو جو اظہار اخلاص و عقیدتمندی کے لیے بارگاہ حکومت میں کیا ہے پورا کرکے خدا کے ساتھہ جو وعدہ ہے اُس کو بھول جائیں -

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ کیا خاموشی سے مسجد کے صحن محراب اور ممبر (خاکم بدھن) گرائے جانے کا انتظار کریں ؟ یا متولی کے ہات میں اپنی موت و حیات کا فیصلہ دیدیں ' جبکہ یہ مرا عید بالکل خاک میں مل چکے ہیں (کہ متولی اوسکی حفاظت کرینگے) تو ہم نہیں سمجھتے کہ کون سی وجہ ایسی مانع ہے کہ مسلمان اس معاملہ کو متولی مذکور سے اپنے ہات میں نہیں لیتے ' اور متولی کو منصب تولیت سے کیوں نہیں علحدہ کردیتے ؟ خدا کا گھر ہے ' ہر مسلمان پر اوس کی حفاظت اور نگہبانی فرض ہے - ہماری راے ہے کہ مسلمان متفقہ طور پر ایک جلسہ عام میں اون کو تولیت سے علحدہ کرکے کوئی لائق اور متدین متولی منتخب کرلیں ' اور جدید متولی کے ذریعہ سے اپنی تمام کوششوں کو کلم میں لائیں - آج تـک مسجد کی آمد و خرچ کا حساب کسی مسلمان کو نہیں سمجھایا گیا - مجبور کیا جائے کہ اوسکو متولی جرابھی تـک اسی عہدہ پر قائم ہیں چھپرا کر عام مسلمانوں میں تقسیم کردیں - مسجد کی جایداد جس پر تملم تر متولی کے رفقا ایک براے نام کرایہ پر آباد ہیں خالی کرا کے دوسرے کرایہ دار آباد کیے جائیں - نئے متولی کا فرض ہوگا کہ مسجد کی ترقی کے لیے اوس کے کسی مفید پہلو کو نظرانداز نہ کرے - اگر مسلمانان کانپور میں ذرا سی بھی حس و حرکت اور جرأت نہیں ہے ؟ وہ خدا کے معاملہ میں بھی انصاف جوئی سے ڈرتے ہیں ؟ تو اُنکو سمجھہ لینا چاہیے کہ دنیا میں جو کچھہ اُن کو رو سیاہی نصیب ہوئی ہے ' اور تا قیامت جس طرح وہ یاد کیے جائینگے اوس سے آنیوالی نسلیں بھی ہمیشہ بجاے فاتحہ کے ملامت بھیجا کرینگی - اُس دن جب تمام تاجداروں ' جباروں اور بڑے بڑے متکبروں کے سر جھک جائینگے ' احکم الحاکمین عدل و انصاف کے پر جلال تخت پر متمکن ہوگا ' لمن الملک الیوم ؟ کی بارعب صدا کے بعد للہ الواحد القہار کا حکم سنایا جائیگا ' اُس وقت وہ لوگ جو دنیا کی ذراسی جھوٹی عزت اور بے حقیقت قوت کے بتوں کے آگے سر بسجود ہوکر خدا کی قدرت کی پروا نہیں کرتے ہیں کیا جواب دینگے ' اور اپنے خدا کو کیا منہ دکھائینگے ؟

مسلمانو ! خدا سے ڈرو ' اوسکی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور اوس کے گرتے ہوے گھر کو بچالو - تم اوس کے ایک گھر کو بچالو ' خدا تمہارے کروروں گھروں کو بچا لیگا -

تاریخ حیات اُستاد

کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین

(از جناب حکیم سید شاہ محمد الیاس صاحب
پرسیڈنٹ انجمن ہلال احمر - نوادہ)

مبلغ ایک سو چالیس روپیہ بیمہ اعانۂ مہاجرین کیلیے ارسال خدمت ہے - یہ رقم مقام اکبر پور رجہت وغیرہ سے وصول ہوئي ہے -

ایک منی آرڈر مبلغ نو روپے اور کچھہ آنوں کا میں آپ کے پاس بھیجتا ہوں - آپ نے اعلان کیا ہے کہ اب الہلال کي قیمت ایک سال کي صرف آٹھہ آنہ ہے - اگر ابھي یہ قاعدہ جاري ہو تو مبلغ آٹھہ روپیہ ایک سال تک کے الہلال کي قیمت لے لیجیے' اور میرا نام خریداران الہلال میں درج کر لیجیے - اور اگر کچھہ توقف ہو تو عموماً آٹھہ روپے جو آپ کے اخبار کي قیمت ہے وصول کر لیجیے - اس صورت میں آپ کے اعلان سے میں غالباً مستفید نہو سکونگا - بقیہ ایک روپیہ اور کچھہ آنے اعانۂ مہاجرین میں شامل کرکے شایع فرما دیجیے -

(از جناب مہدي حسن صاحب قصبہ کرتپور ضلع بجنور)

مبلغ سو روپیہ بذریعہ ایک قطعہ نوٹ کے بیمہ و رجسٹري کراکر روانہ خدمت عالي ہے - اعانہ مجروحین ترک میں جملہ صاحبان ساکنان قصبہ کرتپور ضلع بجنور کي طرفسے في الفور روانہ قسطنطنیہ فرما دیجیے - یہ روپیہ مجروحین کے خورد و نوش میں صرف کیا جائے -

(از جناب ابراہیم صاحب - بھیرندي ضلع تھانہ رائس میل)

اٹھارہ روپے ارسال ہیں - اخبار الہلال کي سالانہ قیمت آٹھہ روپیہ اور دس روپیہ امداد مہاجرین ترک کے چندہ میں داخل فرمائیں -

(از جناب شیر دل خان صاحب اپیل نویس صدر
عدالت ڈیرہ اسمعیل خاں)

مبلغ پندرہ روپیہ برائے امداد مجاہدین و مہاجرین سلطنت عثمانیہ آپ کي خدمت میں آج بھیجے جاتے ہیں - امید ہے کہ اور امدادي روپیہ کے شامل آپ منزل مقصود تک پہونچا دینگے - عند اللہ اجر عظیم ہوگا - برگ سبز درویشونکا تحفہ ہے اور اللہ تعالی نعم المولی و نعم النصیر ہے -

کشمیر کانفرنس کے متعلق اطلاع

مسلمانان کشمیر کي جو تعلیمي کانفرنس " سري نگر " میں منعقد ہونے والي ہے ' بذریعہ اس اعلان کے اطلاع دي جاتي ہے کہ اس کانفرنس کے اجلاس سري نگر میں زیر صدارت آنریبل جسٹس مولوي شاہ دین صاحب - جج چیف کورٹ پنجاب ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ستمبر کو قرار پاے ہیں ' جو اصحاب کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے ان کي قیام وغیرہ کا انتظام انجمن نصرۃ الاسلام سري نگر نے اپنے ذمہ لیا ہے - مزید حالات دریافت کرنے کے لیے مولوي تصدیق اللہ صاحب جنرل سکرٹري انجمن نصرۃ الاسلام سے خط و کتابت کرني چاہیے -

خاکسار افتاب احمد
آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ
(٦)

	پائي	آنہ	روپیہ
جناب محمد حسین صاحب	۰	۰	۸
بذریعہ جناب شاہ عبد الغني صاحب وکیل -			
سید پور - غازي پور	۰	۱۳	۲۱
جناب حکیم محمد افضل عاسم صاحب -			
سکندر آباد - بلند شہر	۰	۰	۲۵
جناب فیروز الدین صاحب انرنیري اسسٹنٹ			
ڈیرہ اسمعیل خان	۰	۰	۵
جناب عبد الرحمن خانصاحب - امرتسر	۰	۰	۱۳
جناب غلام نظام الدین صاحب موضع جانا - پٹنہ -	۰	۰	۷
جناب فیض بخش صاحب انرر مي	۰	۰	۲۰
بذریعہ جناب احمد رضا صاحب	۰	۰	۵
جناب تحسین حسین خانصاحب	۰	۰	۸
ایک بزرگ	۰	۱۵	۱
جناب متاع الدین احمد صاحب	۰	۵	۱
جناب حافظ عبد الغفور صاحب و قمر الدین			
صاحب - نوادہ	۰	۱۲	۵
ایک بزرگ جنکا نام ظاہر کرنے کي اجازت نہیں -	۰	۰	۵
جناب محمد عبد القادر صاحب - کلہ	۰	۰	۴
جناب محمد حسین صاحب کنجو - مظفر پور -	۰	۰	۸
جناب عزیز محمد خانصاحب پربھني دکن	۰	۰	۸
جناب سردار علي صاحب کورٹ انسپکٹر حصار -	۰	۰	۴
جناب شمت علي خانصاحب ہیڈ کانسٹبل			
پولیس	۰	۰	۲
جناب عبد الرحمن صاحب کانسٹبل پولیس	۰	۰	۱
جناب اسحاق حیدر صاحب	۰	۸	۰
جناب احمد حسین کانسٹبل	۰	۴	۰
ایک بزرگ	۰	۴	۰
جناب ممتاز علي صاحب	۰	۴	۰
جناب جگدل لعل صاحب	۰	۴	۰
بذریعہ جناب فخرالرحمان خانصاحب چیلخانہ			
چراہاري	۰	۰	۱۵
جناب ڈاکٹر محمد محمود عالم صاحب	۰	۰	۳۰
جناب طفیل محمد صاحب مدرس	۰	۰	۸
جناب خواجہ محمد خلیل صاحب - گیا	۰	۱۱	۳۱
جناب محمد اسمعیل صاحب سوداگر پارچہ			
بنارس	۰	۲	۸
جناب شیخ ولي محمد عباسي صاحب میراز -	۰	۰	۷۹
جناب محمد یوسف صاحب تاجر - گورکھا -			
بھاگلپور " "	۰	۰	۲
ایک بزرگ جنکا نام پڑھا نہیں گیا	۰	۳	۳۴
بزرگان کرتپور ضلع بجنور بذریعہ جناب مہدي			
حسن صاحب	۰	۰	۰۰
جناب سید حسام الدین صاحب حیدر اباد	۰	۰	۸
بذریعہ جناب حکیم سید شاہ محمد الیاس			
صاحب - نوادہ ضلع گیا	۰	۰۰	۴۰
جناب نجم الحسین چودھري - سلہٹ	۰	۰	۲۳
میزان	۰	۵	۱۷
سابق	۰	٦	۶۳۰
کل	۰	۱۱	۳۴۷

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PETG PRLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ
مدیر مسئول و محرر خصوصی
سید محمد حسن کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta Wednesday, July 30, 1913.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4 - 12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلگراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 30, 1918.

فہرست

شذرات
دول یورپ کی کار روائی ۱
البصائر ۲
حملۂ جدید ۲
مقالۂ افتتاحیہ
الداء و الدواء ۳
مذاکرۂ علمیہ
فلسفۂ حیات و ممات [۱] ۱۰
شئون عثمانیہ
مرتسمانی ۱۳
ترک و عرب ۱۳
مسئلۂ هرتیه ۱۴
برید فرنگ
بلقانیوں کی باهمی آویزش ۱۶
جامعۂ مصریہ ۱۷
مراسلات
انجمن العرس ۱۸
فہرست رد اعانۂ مہاجرین عثمانیہ [۷] ۲۰

تصاویر

پرنس سعید حلیم پاشا ۳
موسیو پوانکارے ۱۶

شذرات

دول یورپ کی کار روائی

عثمانیوں پر کیوں مظالم ہوئی ؟ یورپ اس سوال کا جواب آج خود دے رہا ہے کہ " ان حرکات کے ذمہ دار دول یوروپ اور خصوصاً روس اور انگلستان ہیں - کیونکہ ان سلطنتوں نے اُس کی کسی بجا یا بے جا خواہش کی پذیرائی میں تامل نہیں کیا اور نہ اُس کو کسی امر میں روکا ہے - یہاں تک کہ جب بلغاریہ نے روس کی مخالفت کی ' جس پر اُس کے وجود کا انحصار ہے ' تب بھی بلغاریہ کو کسی قسم کی تنبیہ نہیں کی گئی - دول یورپ کو لازم ہے کہ وہ اس وقت بلغاریہ کے بڑھے ہوئے حوصلہ کو روکیں ' جس کی وجہ سے یوروپ کے امن میں خلل پڑ رہا ہے - جو لوگ معاملات سے باخبر ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ شاہ فرڈیننڈ کرائی کے خطرات سے واقف ہے یہ الفاظ ہیں جو انگلستان کے پریس نے آج سے ایک ماہ قبل شائع کیے تھے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کے قتل عام ہی نہیں بلقان کی باہمی آویزش بھی یورپ کے شوشے سے ہوئی -

ٹیریبیون نے اپنی ۲۷ جون کی اشاعت میں ایتھنز سے ایک خاص نامہ نگار کا خط چھاپا ہے - اس میں بلغاریوں کی زیادتی کا ذکر ہے - خط میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ " بیس یونانی قیدیوں کو بلغاریوں نے لوزونسے پیدا تھا ' حالانکہ دو سو بلغاریوں کو یونانیوں نے گرفتار کر کے فوراً چھوڑ دیا - اس واقعہ سے ایتھنز میں بہت ناراضی پھیلی ہوئی ہے - ایم - رالس (M. Rallis) جو پچھلی کونسل کا پریسیڈنٹ تھا ' اور جو اپنی بے قابو طبیعت کی بنا پر اول ہی سے مشہور ہے ایک اخبار میں لکھتا ہے کہ " فوجی ہیڈ کوارٹروں کو چاہیے کہ ایم - وینزلو (M. Venzelos) (وزیر اعظم یونان) اور اُس کے ساتھ دیگر وزرا کو بلغاریوں کے حوالہ کردیں تاکہ اُن کو لے جا کر صوفیہ کے بازاروں میں خوب پیٹیں ' جسکے وہ مستحق ہیں " حیرت ہے کہ جس قوم کی ستم پیشگی کا یہ عالم ہو یورپ کی مدنیت اُس کی حمایت جائز رکھتی ہے !

هذا بصائر للناس . و هدی و رحمة لقوم یوقنون

البصائر

ایک ماهوار دیني و علمي مجله

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے دیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الهلال سے : ۳ - روپیه

اسکا اصلی موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیره فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کی وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه ' احیاء ' تاریخ نبوة و صحابه و تابعین کي ترویج ' آثار سلف کي تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدهٔ جدیده کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھي هوگا - تا هم یه امور ضمني هونگے ' اور اصل سعي یه هوگي که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیره فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر هوگي ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کي جائیگي - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کي تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کي تنزیل و ترتیب و اشاعت کي تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھي وه موضوع رحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعه واحدة قران کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے که عظمت کلام الهی کا وه اندازه کر سکیں - و ما توفیقي الا باللہ - علیه توکلت والیه انیب -

القسم العربی

یعنے " البصائر " کا عربي ایڈیشن

جو

بالفعل مہینه میں دو بار شائع هوگا -

اور

جس کا مقصد رحید جامعهٔ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه '

اور ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات

و خیالات کي ترجمانی هے -

الهلال کي تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

عثمانیه جهاز ۲۲ جولائي کو صوفیا کے ایک تار میں استعاده اطلاع دی گئی هے مگر اس خبر کی سند مختلف و قابل اعتماد ذرائع سے موصول هے که اب اسکی صحت میں شک کي گنجایش نهیں - سب سے اخیر مگر سب سے زیاده قابل اعتماد وه تار هے جو ۲۲ - کو بمبئي میں باب عالي سے بصري کے قائم مقام قونصل عام کے نام آیا هے - وزیر اعظم کهتے هیں که " ادرنه اور قرق کلیسا پر آج قبضه هوگیا - ابراهیم بے کي کمان اور انور بے کي همراهي میں فوج نے جس تیزي سے کوچ کیا هے اسکا شکریه - بهت سے نقصانات جو بلغاریوں نے شروع کردیے تھے روک دیے گیے - پیادوں کي ریجمنٹ بے ' جو مذکوره بالا بریگیڈ کے لیے کمک کے طور بھیجی گئی تھی ' صرف ایک دن میں ۸۰ - میل میٹر طے کیے - پیدلوں اور سواروں کے کالموں نے جو قرق کلیسا بھیجے گئے تھے اپني همت کا ثبوت دیا ' اور کوچ نهایت سرعت کے ساتھه کیا - بلغاري پیاده فوج نے مقابله کیا مگر ناکام رهی - همارا ذرا بھی کسي قسم کا نقصان نهیں هوا " -

ادرنه اسلامي یادگاروں کا شهرستان ابطال ' ناموران اسلام کي آرمگاه اور سب سے آخر میں مگر سب سے اهم قسطنطنیه کي کنجي - انگلستان پر یا براسطه یا بلا واسطه اسکا کوئي اثر نهیں - پھر اسکا جوا ۱۰ - کرور مسلمانوں کے کاندھے پر ' ان حالات میں کیا یه مقتضاے دانشمندي نه تھا که کم از کم دس دار زبانیں خاموش رهتیں ؟ مگر جب سیکڑوں میں ایک کھول رهی هو تو اسکے بخارات سے زبانیں کیونکر جنبش میں نه آئیں -

مسٹر ایسکوبتھه وزیر اعظم انگلستان جنهوں نے سالونیکا کی فتح پر عالم نصرانی کو فتح باب مسیحیت کا مژده جان پرور سنایا تھا ' پھر پلیٹ فارم پر آئے - مگر اسطرح که ایکي انکي زبان پر رمزمه بشیر و تهنیت کے بدلے همهمهٔ تهدید و ترهیب تھا - مسٹر ایسکوبتھه نے کہا که " معاهده لندن کے مقابله کرنے کي بابت اگر ترکي کو کافی طور پر غلط مشوره دیا گیا هے تو اسکو ایسے سوالات کے لیے تیار هوجانا چاهیے جنکا مباحثه میں آنا کسي طرح اسکے لیے مفید نهیں "

ضغط و اضطهاد کے متعلق سب سے پہلے فرانس اور اطالیا نے اپنے اپنے ارادے ظاهر کیے - انگلستان نے اگے قدم رکھا یعنی زبان قول کے ساتھه زبان عمل سے بھی اپنے ارادے کا اعلان کیا - ۳ جهاز پالرس پهنچے ' اور پھر وهاں سے کسي غیر معلوم مقام کی طرف روانه هوگئے - خیال تھا که روس ' جرمني اور آسٹریا کی طرف سے بھی قولی یا عملی انذار آتا هوگا ' مگر اسوقت تک تو خاموشي طاري هے -

هاؤس آف کامنس میں پوچھا گیا تھا که دباؤ کی نوعیت کیا هوگی ؟ مسٹر ایمونڈ نے کہا : میں کچھه نهیں کهه سکتا که دول کس کارروائی پر اتفاق کرینگے ؟

آسٹریا کا نیم سرکاري اخبار " لوکل انزیجر " لکھتا هے که اسکو " یقین نهیں که باب عالی پر سیاسی دباؤ ڈالنے کے علاوه کچھه اور بھی کیا جا سکے " اگر یه صحیح هے تو جهازوں کے بھیجنے میں انگلستان کی اس درجه عجلت فرمالی کا اس سے زیاده اور کوئی نتیجه نه هوگا که اس کو عالم صلیبی اور دنیاے اسلام دونوں سے حفظ مصالح صلیب میں عملاً پیشروی کا خطاب ملے -

ایک زمانه مخالف هے ' ایک عالم تهدید کر رها هے ' ایک بر اعظم کا بر اعظم دشمن هے ' مگر پرنس سعید حلیم

پاشا کے عزم و ثبات کو ابھی تک یہ بات معلوم جنبش نہ دے سکی ' سلطان روم سے بلغاریا نے جو اپیل کی تھی انہوں نے اُس کا جواب دیا ہے کہ : ترکوں کا اقدام و ھجوم یہ نہیں ہے ' یہ دفاع و حفظ ' ما بقی کا مسالہ ہے -

این سخن را چوں تو مبدء بردہ
گر بیفزاید تراش افزودہ

ترکوں کے پیش نظر صرف ادرنہ ھی نہیں بلکہ وہ تمام مقامات ھیں جن پر بلغاریا قابض ھوگئی تھی - چنانچہ عثمانی فوج ایک طرف تو ادرنہ کی طرف بڑھی اور دوسری طرف کلولی برغاص ' لولی برغاص ' ارجیلی ' بابا اسکی فتح کرتی ھوئی - قرق کلیسا پہنچی - قسطنطنیہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بلغاریوں نے شہر چھوڑنے سے پہلے بارود خانے اور اصلی عمارتیں ڈھا دیں - اس طوفان مصائب کے باوجود جب ترک داخل ھوے تو باشندوں نے ناقابل بیان مسرت کا اظہار کیا - عورتیں آنکھوں سے آنسو اور ھاتھوں سے فوج پر پھول برسا رھی تھیں - اخذ قرق کلیسا کے بعد عثمانی فوج بلغاری حدود میں داخل ھوئی تو صوفیا میں غیر معمولی اضطراب پھیل گیا - بلغاری وزیر خارجیہ نے فوراً اس تاراج پر اعتراض کا تار باب عالی کو بھیجا - جسکا جواب باب عالی نے یہ دیا کہ " چند پیٹرول تفتیش کرتے ھوے سرحد کے پار چلے گئے تھے ' مگر سپہ سالار کے حکم سے واپس بلا لیے گئے " -

اتحاد یورپ اگر اپنے اختلاف داخلی کی وجہ سے ترکوں پر دباؤ نہ ڈال سکا تو اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ ترکوں کو اپنے مفتوحہ مقامات کے واپس لینے کا موقع دیگا - ترکوں کو یہ موقع بخانہ جنگی کی بدولت ملا تھا - لوٹنے والوں میں سب سے زیادہ تازہ دم رومانیا ہے - پھر رومانیا کا مقصد جیسا کہ اس نے اعلان جنگ کے وقت ظاہر کیا تھا ریاستہاے بلقان میں حفظ توازن ہے - ترکوں کی طرف سے عداوت کی آگ جو خانہ جنگی کی وجہ سے دبگئی تھی پھر بھڑکائی گئی ' اور ظاہر کرایا گیا کہ حلفاء ترکوں کی پیشقدمی کے وجہ سے پریشان ھیں - اسکے بعد رومانیا کو توڑ لیا گیا - رومانیا نے روس اور آسٹریا کے ساتھہ اعلان کیا کہ بلغاریا کو پامال نہ ھونے دیا جائیگا - اور سرویا اور یونان سے جنگ کو روک دینے اور اپنی فوج کو رک جانے کی فرمایش کی ہے جو صوفیا سے ۱۵ - کیلو میٹر پر ہے ' دول کے سامنے یونان نے بلغاریا کو کچل ڈالنے کے ارادے سے تبری کی ہے ' مگر ھنوز جنگی کارروائی موقوف نہیں ہے ' چنانچہ یونانی فوج نے ۲۶ - کو دیدہ آغاچ لے لیا ہے - سروی فوج ھنوز مصروف پیکار ہے - ودین کا محاصرہ شروع کردیا ہے ' امید ہے کہ عنقریب شہر پر قبضہ ھوجائیگا ' کیونکہ جنرل کنٹچیف کی زبردست فوج نے ھتیار ڈالنا شروع کردیے ھیں -

فوج میں ھیضہ نہایت شدت سے پھوٹ پڑا ہے -

بغارست کی غیر سرکاری رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ بلغاری فوج کی اخلاقی حالت اس درجہ ابتر ھوگئی ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ سے انکار کرتی ہے -

مختصراً یہ کہ بلغاریا اپنے نخوت و تکبر ' ظلم و جور ' اور درندگی وسبعیت کی پاداش میں انتہائی ذلت اور نقصان اٹھا چکی ہے ' اور شاید اب اس کے ان مصائب کا عنقریب خاتمہ ھونے والا ہے - مختلف ریاستوں کے وکیل بغارست دارالسلام روانگی کے لیے تیار ھو رہے ھیں - بلغاری وزیر موسیو ٹرنچیف اور یونانی وکیل موسیو پانس تو روانہ ھوگئے ھیں - یونانی وزیر اعظم موسیو وینزیلوس سالونیکا گیا ہے کہ بادشاہ سے مل کر بغارست جائیگا -

الهلال

٢٥ شعبان ١٣٣١ هجری

الداء والدواء

يعني

جماعة " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(٤)

افمن كان مومنا كمن كان فاسقاً ؟ لا يستوون - اما الذين آمنوا و عملوا الصالحات فلهم جنات المأوى ، نزلا بما كانوا يعملون - و اما الذين فسقوا فمأواهم النار ، كلما ارادوا ان يخرجوا منها ، أعيدوا فيها ، و قيل لهم ذوقوا عذاب النار الذي كنتم به تكذبون ! ولنذيقنهم من العذاب الادنى دون العذاب الاكبر لعلهم يرجعون - (٣٢ : ١٩)

کیا ایک مومن بندے کے اعمال و نتائج ویسے ہي ہوسکتے ہیں ، جیسے کہ ایک نافرمان اور فاسق کے ؟ کیا دونوں برابر ہیں ؟ ہرگز نہیں ! !

جو لوگ اللہ کے احکام پر ایمان لائے ، اور اعمال صالحہ اختیار کیے ، انکے لیے کامیابیوں اور فتح مندیوں کے شاداب باغ و چمن ہونگے ، جن میں وہ شاد و خرم رہیں گے ، اور یہ باغہائے فتح و مراد انکے نیک کاموں کا بدلہ ہے ، جو وہ انجام دیتے رہے !

مگر جن لوگوں نے احکام الہي کے مقابلے میں سرکشي کي ، تو ان کا ٹھکانا تو بس نامرادیوں ، ناکامیوں ، اور آسر و غلامي کي آگ ہي ہوگی ، اور وہ اپنے کاموں اور تلاش نجات میں ایسے گمراہ ہوجائیں گے کہ جب کبھی اس آگ سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسي میں لوٹا دیے جائیں گے ، اور انسے کہا جائیگا کہ پاداش عمل کے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے ، اب اسکے مزے چکھو !

اور یہ بھي جان لو کہ آنے والے بڑے عذاب سے پہلے ، ہم ان منکرین کو ایک چھوٹے عذاب کا مزہ بھي چکھائیں گے ، تاکہ شاید غفلت و سرکشي سے باز آجائیں ، اور ہماري جانب رجوع ہوں !

بیا تا گل بر افشانیم و مي در ساغر اندازیم ! * فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم !
اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقاں ریزد ، * من و ساقي بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم !
چو در دست ست رودے خوش ، بزن مطرب سرودے خوش ! * کہ دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر اندازیم !
یکے از عقل مي لافد ، دگر طامات مي بافد ، * بیا کیں داوریہا را بہ پیش داور اندازیم !
بہ ہر عذر اگر خواہي بیا با ما بہ میخانہ * کہ از پاے خمت یکسر بعوض کوثر اندازیم !

بقیہ مبحث گذشتہ :

مقصد وحید امة مرحومہ

یہ آیات بینۂ خمسہ ، اور تصریحات قاطعۂ ساطعہ تھیں ، اور یہ ان کے متعلق سرسري اشارات ، جن سے ہم اپنے مقصد حیات اور مرکز جہد و جہاد کو معلوم کرسکتے ہیں - اِن آیتوں میں کہیں بھی ہم کو یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ تم فلاں مقام کی حفاظت کرو اور فلاں سرزمین کي خدمت کو اپنا مقصد سعی بناؤ ، بلکہ ہم کو بتایا گیا ہے کہ تمام دنیا تمہارا گلہ ہے ، اور تم اُسکے چرواہے ہو ! یہ تمام انسانی آبادیاں تمکو دي گئی ہیں ، تاکہ اللہ کے طرف سے تم اُنکی حفاظت کرو ، اور گرگ ابلیس کے خونخوار حملوں سے انکو بچاؤ - تم کو بہترین امت اور افضل ترین امم بنایا گیا ، تاکہ تم ارض الہی کے خدمت گذار بنو ، اور تم کو دنیا میں اُس نے اپنی جماعت ، اپنی فوج ، اور قائم مقام قرار دیا ، تا اس کی ہدایت کا علم صرف تمہارے ہی ہاتھہ میں ہو ، اور اس کے تمام بندے اس کے سایے کے نیچے آکر پناہ لیں ! تمہارا سب سے بڑا شرف یہ نہیں ہے کہ تم ابراہیم خلیل (ع) کے معبد کے خادم ہو ، بلکہ تمہارے خدا نے تم کو اس سے بہت ارفع و بلند مقصد دیا ہے ، یعنی تم رب جلیل کے اُس معبد کے خادم ہو ، جسکی چھت آسمان کی فضاے محیط ، اور جسکی سطح زمین کا تمام پھیلا ہوا طول و عرض ہے !

پھر غور کرو کہ کس طرح تمام دنیا کي اصلاح و سعادت کا ہمیں ذمہ دار بتایا ہے ' اور کہا ہے کہ تم ہي ہو ' جو اس کے لیے شاہد ہو سکتے ہو - کیونکہ زمین پر تمہارے سوا اور کوئي نہیں جس کے لیے ہمارا رسول شاہد ہو -

ہم نو پکارا گیا کہ تمام امتوں میں اوسط و اعدل صرف تم ہي ہو - اسلیے نہیں کہ ہم بیت خلیل کے محافظ ہیں ' بلکہ اس لیے کہ ارض خداے جلیل کے محافظ ہیں - اس لیے کہ اسکے تمام بندوں کو بھلائي کی دعوت دیتے اور برائي سے روکتے ہیں - اس لیے کہ اس کي سرزمین کو ظلم و استبداد ' طغیان و عدوان ' اور شر و فساد سے پاک کرنے والے ہیں - اس لیے کہ ہم اُس کي زمین پر اُس کے خلیفہ ہیں - اس لیے کہ ہم تمام دنیا کو اُس کي آنکھ سے دیکھیں ' اور تمام عالم کي باگ اُسکا ہاتھ بنکر اپنے ہاتھوں میں لیں ! پھر خدا را سوچو کہ تمہاري حد نظر کہاں تک ہے ' اور میں کیا دیکھ رہا ہوں ؟

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ ؟

تم ابھي صداے الٰہي سن رہے تھے ' اور اُس کتاب عزیز و حکیم کے بیانات تمہارے سامنے تھے ' جس کو بھول کر ساري دنیا کی تدبیروں کو یاد کیا کرتے ہو - اس نے کہیں بھي اس پر زور نہیں دیا کہ تم مکۂ معظمہ کي حفاظت و خدمت کا اقرار یا عہد کرو - البتہ حکم دیا کہ جاھدوا فی اللہ حق جہادہ اُسکي راہ میں اپني تمام قوتوں سے جہاد کرو - اُس نے تم کو فضیلت دي ہے پس اسکے بندوں کو ضلالت و فساد سے نکال کر فضیلت و عظمت بخشو !!

اسـوۂ ابـراهیمـي

جس ابراہیم خلیل (علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام) کي مقدس قربانگاہ کي حفاظت کا نام لیتے ہو ' کیا بہتر نہوگا کہ اس کے بنائے ہوے معبد کو دیکھنے سے پہلے خود اُس پر بھي ایک نظر ڈال لو - اُس نے خانۂ کعبہ کي بنیاد ضرور رکھي ' لیکن ساتھہ ہي اپنے نفس اور اپنے فرزند کے گلے پر چھري بھي رکھدي !

فلما اسلما و تلہ للجبین	" اور جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل '
و نادیناہ ان یا ابراھیم	دونوں پر حقیقۃ اسلامیہ طاري ہوئي
قد صدقت الرؤیا انا	اور دونوں نے اپني گردنیں جھکادیں '
کذلک نجزی	اور حضرت ابراہیم نے اسماعیل کو
المحسنین -	ماتھے کے بل زمین پر پٹک مارا ' تو
(۳۷ : ۱۰۶)	ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم ! بس کرو !

تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا - ہم حقیقۃ اسلامیہ کے ایسے ہي مدارج صاحبان " احسان " و ایمان کو عطا فرماتے ہیں "

استقبال وجـوہ و قلـوب !

دیکھو ! خدا نے تمہارے آگے دو چیزیں پیش کي ہیں - اُس نے کہا کہ میري عبادت کے لیے کھڑے ہو تو اپنا منہ خلیل اللہ کے بنائے ہوے معبد کي طرف کر دو !

ومن حیث خرجت	اور اے پیغمبر ! تم خواہ کہیں سے بھي
فول وجھک شطر المسجد	نکلو لیکن اپنا منہ مسجد حرام کي
الحـرام ' و حیث	طرف کر لیا کرو ! اور اسي طرح اے
ما کنتم فولوا وجـوھکم	مسلمانو ! تم بھي جہاں کہیں ہو نماز
شطـرہ ' (۲ : ۱۴۵)	میں اسي کي طرف اپنا منہ کرو -

مگر قبل اس کے کہ تم اُس گھر کي طرف اپنے چہروں کو متوجہ کرو ' وہ یہ بھي کہتا ہے کہ اُس گھر کے بنانے والے کي طرف اپنے دلوں کا رخ پھیر دو ' یعنی اس کي الٰہی قرباني کي پیروي کرو !

وقد کانت لکم اسوۃ حسنۃ	حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے
في ابراھیم و الذین معہ '	اعمال کے اندر تمہارے لیے ایک
(۶۰ : ۴)	نہایت بہتر اور اعلے نمونۂ حیات موجود

ہے تاکہ تم اس کي پیروي کرو -

نماز اسلام کي ایک عبادت ہے ' اور اس کے لیے ضرور ہے کہ تمہارا منہ کعبے کي طرف ہو ' مگر " اُسوۂ ابراھیمي " اسلام کي حقیقت ہے ' اور اس کے لیے صرف کعبے کے طرف منہ کر دینا ہي کافي نہیں ہے بلکہ بانی کعبہ کے طرف دل کو پھیر دینا شرط ہے - وہ نماز کا ایک رکن ہے کہ عبادت ہے - اور یہ اسلام کي شرط ہے کہ اصل حقیقت ہے -

گذشتہ صحبت کي پانچویں آیت پر غور کرو کہ جہاد في سبیل اللہ ' امر بالمعروف ' نہي عن المنکر ' اور قیام صلوۃ اور ایتاء زکوۃ سے پہلے فرمایا :

ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سماکم	یہ دین اسلام تمہارے مورث اعلی
المسلمین من قبل	ابراہیم خلیل کا ہے - اُس نے تمہارا
و في ھذا ' لیکون	نام " مسلم " رکھا - پہلے بھي اور
الرسول شھیداً علیکم	اب بھي - اور یہ سب کچھہ اس لیے ہے
و تکونوا شھداء علی	تاکہ ہمارا رسول تمہارے لیے ' اور تم
الناس فاقیموا الصلوۃ -	تمام انسانوں کے لیے شاہد ہو - پس
الخ -	جب کہ تمہارا درجہ ایسا قرار دیا گیا ہے

تو تمہارا فرض ہے کہ صلوۃ الٰہی کو دنیا میں قائم کرو - (الخ)

حضرت ابراہیم کي نسبت کو یہاں اس لیے یاد دلایا گیا کہ ان کی زندگی اسلام کي حقیقت کا نمونہ تھی - انھوں نے اپني قربانی کا اُسوہ دکھا کر اسلام کی حقیقت کو ظاہر کردیا تھا ' اور یہی وہ انساني قربانی ہے ' جس کو خدا اپنی صداقت کے حیات کے لیے ہم سے چاہتا ہے -

بار بار کہہ چکا ہوں کہ جہاد فی سبیل اللہ ' امر بالمعروف ' نہی عن المنکر ' اور قیام صلوۃ ' و اعلان حق ' اسی قربانی سے عبارت ہیں - اور جب تک ایک قوم اس قربانی کے لیے طیار نہو ' وہ سعادت عالم و عالمیاں کا ذریعہ نہیں بن سکتی -

پہلے کہا : راہ الٰہی میں جہاد کرو ! پھر کہا کہ اپنی نسبت ابراہیمی کو نہ بھولو کہ اس کا اُسوۂ حسنہ اسلام کی اصل حقیقت اور تمہارے لیے قبلۂ رجوع ہے - اسکے بعد تصریح کی کہ تم مسلم ہو ' اور پھر اسکی علت بیان کی ' تاکہ تم تمام عالم کے لیے شاہد عدل و سعادت ہو - جب یہ مراتب بیان ہو چکے تو پھر ہمارے فرائض کی تشریح کردي کہ اللہ کی صلوۃ کو دنیا میں قائم کرنا ' حق کی دعوت اور منکر کا انسداد ' وللہ عاقبۃ الامور -

عـود الی الاقصـد

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مشہور (آیۃ استخلاف) جس کا ایک وعدۂ الٰہی کی صورت میں اعلان ہوا ' اور پھر نصف صدی کے اندر ہی اندر نصرۃ الٰہیہ نے اس کی تکمیل بھی کردي ' اس مبحث کے لیے ایک آخري فیصلہ کن بصیرت بخشتی ہے ؟ فرمایا کہ :

وعد اللـہ الذین آمنوا	اللہ تعالی اُن لوگوں سے وعدہ فرماتا ہے
منکم و عملوا الصالحات '	جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال
لیستخلفنھم فی الارض '	صالحہ اختیار کیے ' کہ انکو زمین پر
کما استخلف الذین من	خلافت عطا فرمایگا ' اسی طرح ' جیسے
قبلھم ' ولیمکنن لھم	اُن سے پہلے بنی اسرائیل وغیرہ گذشتہ
دینھم الذي ارتضی	اُمتوں کو عطا فرمائي تھي ' اور جو
لھم ' ولیبدلنھم من بعد	دین انکے لیے اُس نے پسند کیا ہے -

خوفهم امنا - یعبد ونني ولا یشرکون بی شیأ ' ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون - (۲۴ : ۵۵)

یعنی اسلام ' اسکو دنیا میں قائم کرکے رهیگا ' نیز خوف اور خطرے کی اس زندگی کے بعد آنپر طمانینة اور راحت کا ایک ایسا دور طاري کردیگا که وہ باطمینان الله کی پرستش کرینگے ' کسی کو اُس کا شریک نه گردانیں گے - پھر جو شخص ان تمام احسانات الہی کے بعد بھی الله کے آگے نه جھکے تو بس ایسے ھی لوگ نافرمان ھیں -

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین

اس آیت نے مسلمانوں کے مقصد حیات کو انتہاء وضاحت کے ساتھه ظاهر کردیا ھے - یہی ارض الہی کی خلافت ھے جس کی نسبت حضرت داؤد کی زبانی کہا گیا تھا که :

ولقد کتبنا فی "الزبور" من بعد الذکر: ان الارض یرثها عبادی الصالحون - ان فی هذ البلاغ لقوم عابدین ' وما ارسلناك الا رحمة للعالمین - (۲۱ : ۱۰۷)

اور هم کتاب زبور میں اپنے ذکر کے بعد اپنے اس قانون کو لکھه چکے هیں که همارے وهی بندے زمین کی سلطنت وفرماں روائي کے وارث هونگے ' جو اپنے اعمال میں نیک هونگے - بیشك اس قانون کے تذکرے میں عابدین الہي کیلیے ایک پیغام بشارت ھے ' اور پھر یہي ھے که هم نے اے پیغمبر! تمهارے ظهور کو تمام عالم کیلیے رحمت قرار دیا ھے !

غور کیجیے تو کونسي آیت غور کي محتاج نہیں ھے ؟ اس آیت میں زبور کا قول نقل کرکے فرمایا که " اس میں ان لوگوں کے لیے ایک پیغام بصیرت ھے جو عبادت الہي سے فائز المرام هیں " اور پھر اس کے بعد وجود مقدس حضرة ختم المرسلین یا ان کی بعثت کی نسبت فرمایا که " رحمة للعالمین " ھے - یعني یه ظهور الہی تمام عالموں کے لیے بلا تفریق اسود وابیض و مشرق و مغرب ' رحمة الہي ھے -

اس سے مقصود در اصل امة مرحومه کي تنبیه تهي - " قوم عابدین " سے اسي امت کي طرف اشاره ھے - یعني کتاب زبور کا یه فرمان امة مرحومه کے لیے ایک پیغام عبرت و بصیرت ھے - اگر وہ اعمال حسنه و صالحه اختیار کریں گے ' اور الله کي بخشي هوئي قوتوں کا صحیح استعمال کرینگے (که یہي معني هیں عبادت الہي کے) تو بموجب اس قانون متذکرۂ زبور کے ضرور ھے که زمین کي وراثت کے مستحق ٹهریں گے - اور چونکه ایسا هونا ضرور تها ' اس لیے ظهور اسلام کو رحمة الہي سے تعبیر کرکے ظاهر کردیا که یه تمام قوموں کو مفاسد و مظالم سے نجات دلانے والا ' اور انسانوں کے پاؤں کي زنجیرهاے اُسر و استبعاد کو کاٹنے والا ھے - یه ایک ایسي قوم کے نشو ونما کو اپنے ساتهه رکهتا ھے ' جو امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کریگي ' جو اپني تمام قوتوں کو وقف جهاد في سبیل الله کر دیگي ' اور جو دنیا کي چهني هوئی صداقت و عدل پھر اُسے واپس دلا دیگي - پس جس طرح تمهارا رب کریم " رب العالمین " ھے ' جس کي ربوبیت میں کسي نسل ' کسی قوم ' اور کسي زبان ' اور کسي زمین کي قید نہیں ' اُسي طرح یه پیغام ظهور هدایت ' اور یه وجود بشیر ونذیر بھی " رحمة للعالمین " ھے ' که اس کی رحمت فرمائي میں بھي خدا کي ربوبیت کي طرح زمین کے کسی خاص ٹکڑے ' اور انسانوں کی کسی خاص جماعت کی قید نہوگی ' بلکه اپنی هدایت کی حامل و داعی ایک ایسی قوم پیدا کردیگا ' جس کے بال همت کے لیے تمام کرۂ ارضی فضاے پرواز ' اور جس کے معرکۂ حق و باطل کے لیے تمام دنیا کارزار جنگ هوگی :

باں بکشا ز صفیر از شجر طوبی زن !
حیف باشد چو تو مرغے که اسیر قفسي !

خدمت کعبه یا خدمت عالم ؟

پس جس قوم کے شرف و اجتبا ' اور جس قوم کے مقاصد کے علو و ارتفاع کا یه حال هو ' میں ایک لمحه کے لیے بھی راضی نہیں هوسکتا که اس کے سامنے اس کے سوا کوئی اور مقصد حیات پیش کیا جاے ' کیونکه جس خدا نے اس کی زندگی کا ایک هی مقصد قرار دے دیا ھے ' یقین کرو که وہ بھي کبھی اس سے راضی نہیں هو سکتا -

خواہ کیسے هی دلفریب اور کیسے هي مصلحت آشنا الفاظ آپ کي زبان پر هوں ' مگر میں کہونگا که آپ سب کچھه کیجیے ' لیکن خدا را اُس اصل اصول اور اُس حقیقة الحقائق سے نه هٹیے ' جو دعوة اسلامي کي بنیاد و اساس ' اور مسلمانوں کي زندگي کے استقامت حیات کي ایک هي چٹان ھے - آپ کسي مکان کی کهڑکیاں بدل ڈالیے که اب موسم کے بدلنے سے هوا کا رخ بھي بدل گیا - آپکو اختیار ھے که آپ اُس کا دروازہ بھي جنوب سے شمالی جانب منتقل کردیں که مصلحت یہي کہتي ھے - یه سب کچھه گوارا هو سکتا ھے لیکن میں اس پر تو کبھي راضي نہیں هوسکتا که آپ بنیاد کي اینٹوں کا مسئله چھیڑ دیں - اور تمام قوتوں کو بجاے استحکام بنیاد قدیم کے ' ایک تاسیس جدید میں صرف کریں ؟ مسلمانوں کي زندگي کي بنیاد خدمت کعبه نہیں بلکه خدمت عالم ھے ' اور وہ دنیا کي جب هي خدمت کرسکتے هیں ' جبکه پہلے خود اپنے نفس و قلب کي خدمت کرلیں ' **اور یه ممکن نہیں جب تک که موجودہ حس مصائب کي بنا پر انهیں اسوۂ ابراهیمي و محمدی (علیهما الصلوة والسلام) کي پیروی میں فنا هوجانے ' اور مٹ جانے کي دعوت نه دی جاے -**

مصلحت

ایک عالم مجعلمه عوالم عملیات جدیده کے " عالم مصلحت " کا بھي ھے -

میں اس کا منکر نہیں - اس کے لیے بھي قران کریم نے همارے آگے بہت سے اُسوہ هاے جلیلۂ نبویه پیش کیے هیں ' اور ان کے رد کا یه موقع نہیں ' لیکن افسوس که میں " مصلحت " کے عفریت مہیب کي اُن لاتعد ولاتحصی قوتوں کا قائل نہیں هوں ' جن سے حقیقة الہیه شکست کها جائے - میں تسلیم کرتا هوں که ایک بہت بڑي چیز ' جس کي هم میں کمي ھے ' تنظیمات عمل (ارگنائزیشن) ھے ' اور اسکے لیے صرف اتنا هی کافی ھے که ایک مقصد مشترک سامنے هو ' اور سب میں اس کے نام سے ایک رشتۂ باهمی قائم هوجائے - میں یه بھي جانتا هوں که مقصد کی جگه دماغ ھے نه که صفحات مقاصد انجمن - تاهم مشکل یه ھے که جو راہ اختیار کی گئی ھے ' وہ یا تو اصل مطلوب و مقصود تک پہنچنے والی هی نہیں ھے ' اور یا پہنچنے والی ھے تو اس قدر پیچ وخم کے بعد ' که اتنا وقت همارے پاس نہیں ھے -

پھر آپ مقراض مصلحت کو شاخوں کي کانٹ چھانٹ میں استعمال فرمائیے ' جڑ پر هاتهه کیوں ڈالتے هیں ؟

منجملہ اُن اختلافات طریق عمل کے جو مجھ میں اور ارباب عصر میں ہے ' ایک بہت بڑا اختلاف یہ بھی ہے کہ میں اپنے عقیدے میں مصالح کو ہر شے پر موثر پاتا ہوں ' الا اصول و مقاصد حقیقیہ پر ' کہ وہ ایک ایسی شے ہے ' جسکا بہر حال اظہار و اعلان لازمی ہے - جو چیز ہمارا مقصد حیات ہے ' جس خون کے دوران سے ہمارے جسم ملت کی زندگی ہے ' جس تغذیۂ اصلیہ پر ہمارا نشو و نما موقوف ہے ' اس کو کیونکر خنجر مصالح کے سپرد کردیں ؟

اگر کرینگے تو ایک زمانہ آئیگا کہ اس مصالح فرمایانہ اعلانات و اشتہارات کے بعد ہمارا مقصد حیات مشتبہ ہو جائیگا ' اور خود ہم اپنے تئیں بھول جائینگے -

چنانچہ آج جو حالت ہماری نظر آرہی ہے ' یہ بہت زیادہ حد تک اسی مصالح فرمائی کا نتیجہ ہے - مصالح بینیوں نے گو محض مصالح وقت سے مقاصد پر پردے ڈالے ' لیکن آج وہ پردے ایسے حائل ہوگئے ہیں کہ خود ہم بھی اپنے تئیں نہیں دیکھ سکتے !!

یہ مصالح کے بت کی یاد نہیں ہے ' بلکہ خدائے حی و قیوم سے غفلت و نسیان ہے - یہی وہ مرتبہ منجملہ مراتب ضلالت کے ہے ' جسکی طرف قرآن کریم نے جا بجا اشارہ کیا کہ "ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسا ھم انفسھم" اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے ماسوی اللہ کی مرعوبیت میں غرق ہو کر خدا کی قوتوں کو بھلا دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے تئیں بھی بھول گئے -

پھر سورۂ توبہ میں ایک جماعت کا ذکر کیا کہ ان کا وصف یہ ہوگا :

یامرون بالمنکر	"وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
وینھون عن المعروف	کی جگہ امر بالمنکر اور نہی عن
ویقبضون ایدیھم	المعروف کرینگے' نیز خدا کے سچے
نسوا اللہ فنسیھم	کاموں میں صرف جان و مال کرنے سے
(۹ : ۶۸)	انکی مٹھیاں بند رہینگی - یہی وہ

لوگ ہیں کہ انھوں نے اللہ کو بھلا دیا ' نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا "

ہماری گذشتہ اور موجودہ رہنمائی کی یہ کیسی کامل و اکمل تاریخ ہے ؟ پھر میں کیونکر پسند کروں کہ ارکان خدام کعبہ ' جنکے اندر قیمتی ولولۂ عمل اور نتیجہ خیز قوت کار بحمد اللہ موجود ہے ' مصلحت فرمائی کے اس درجہ تابع ہوں کہ ہمارے رہنمایان گذشتہ و حال کی طرح " نسوا اللہ فانساھم انفسھم " کے عالم میں گرفتار ہو جائیں ؟ اھدنا اللہ سبحانہ و ایانا ھم و یھدینا الی صراط مستقیم -

دفع شبہ

ممکن ہے ' آپ کہیں کہ مقصود تو یہی ہے ' مگر کعبہ کا نام اس لیے رکھا گیا تاکہ ہر شخص سمجھ سکے - یہ سچ ہے - آپ نے ایک عالی شخص کو تو یہ کہکر سمجھا دیا ' لیکن کیا ایک تعلیم یافتہ شخص ' اور ایک گرفتار غفلت مگر آمادۂ اصلاح ہستی کی آمادگی ضائع بھی نہیں کردی ' اور موجودہ اضطراب و استعداد انقلاب کے بعد (جس سے نہیں معلوم آپ کیسی کچھ انقلابی تبدیلی اُس کے اندر پیدا کر دیتے ؟) اُسکا منتہاء فکر صرف یہی نہیں قرار دیا کہ صرف ایک اقرار غیر محکم و غیر شرعی ' اور ایک روپیہ دے کر فارغ البال ہو جائے ؟ فتدبروا و تفکروا یا اولی الالباب ! ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون !!

تشخیص کے بعد علاج

آپ موجودہ مصائب کے علاج کے لیے کھڑے ہوے ہیں - پس سب سے پہلی نظر آپ کو اس پر ڈالنی چاہیے کہ اِن تمام امراض کی علت اصلی کیا ہے ؟ اور اپنی تمام قوتوں کو اسی کے اِزالہ کے لیے وقف کردینا چاہیے - مسلمانوں کی عزت ذلت سے بدل ہوگئی - جہل و نادانی ان کی علامت ممتاز بن گئی - حکومتیں چھن گئیں ' اور شکستوں ' ناکامیوں ' اور غلامیوں نے ان کا احاطہ کر لیا - یہی امراض ہیں جو آپ کو نظر آرہے ہیں - پھر خدارا انصاف کیجیے کہ یہ سب کچھ اس کا نتیجہ ہے کہ انکے پاس مخلص حرمین کیلیے کوئی فنڈ نہ تھا ' یا انھوں نے کوئی اقرار نہیں کیا تھا ' یا حاجیوں کے سفر کا عمدہ انتظام نہ تھا ' یا مکۂ معظمہ میں پر تکلف قیام کے لیے کوئی ہوٹل نہ تھا ؟ میرے مقصد کے سمجھنے میں غلطی نہ کیجیے - میں تسلیم کرتا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں کہ روپیہ کی فراہمی ' تعلق عرب کی تقویت ' خدمت کعبہ کا ولولہ ' مرکز اسلامی کی محبت ' اور اسی طرح کی تمام چیزیں نہایت ضروری ہیں ' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اِن ہی چیزوں کا فقدان ہمارے امراض مذکورۂ صدر کی علت حقیقی ہے ؟

اس سطح ارضی پر کوئی نہیں ' جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکے - علت اصلی بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ **عمل بالاسلام کی روح ہم میں سے مفقود ہو گئی** ' امر بالمعروف کا سبق بھلادیا ' جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو فراموش کردیا ' اور ہمارے جیب نہیں بلکہ دل خالی ہوگئے - پھر جب آپ ایک انجمن قائم کرتے ہیں جس کے مقاصد و اعمال کی فہرست بیسیوں دفعات پر مشتمل ہے ' لیکن نہ تو کہیں اس میں احیاء دعوت اسلامی کی دفعہ ہے ' نہ کہیں اسلام کے احکام و اوامر پر عمل کرنے کی قید ہے ' نہ کوئی صورت عمل اور طریق کار ایسا پیش نظر ہے ' جس کا مقصد مسلمانوں کو مسلمان بنانا ہو ' اور ان کی مجاہدانہ روح عمل کو واپس لانا ہو ' تو پھر فرمائیے ! آپکا مقصد کیا ہے ' تو ضروری ' اور آپ کے کام یقیناً اچھے اور مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین ' لیکن ہمارے اصلی مرض کے لیے آپنے کیا کیا ' اور اس کے لیے کہاں جائیں ؟

یاد رکھو کہ آج تمہاری قوم کو ایک اعلی ترین فرصت ملی گئی ہے - ایسی فرصت جس کی نظیر تاریخ اقوام و ملل میں زیادہ نہیں مل سکتی - تم اللہ کے طرف سے اس کے ذمہ دار ہو کہ اُسے ضائع نہ کرو ' اور اُس سے کام لو - تم جو کہتے ہو کہ حفاظت کعبہ کے لیے روپیہ دو ! تو میرے عزیز دوستو ! کیا بہتر نہ تھا کہ تم کہتے کہ حفاظت عالم کے لیے اپنے دلوں کو اسلام کے حوالے کردو ؟ خدمت کعبہ ' حفظ اسلام ' جمع مال ' اور اور تمام چیزیں صرف ایک دل کے مل جانے سے مل جاسکتی ہیں ' پس مانگنے والوں کو صرف دل ہی مانگنا چاہیے -

تمہارے پاس آج ایک ایسی مشتعل چنگاری موجود ہے کہ قرینے سے ہوا دو تو اس سے ہزاروں آتشکدے روشن کرسکتے ہو - تم آج مسلمانوں کے اعمال میں تبدیلی کرسکتے ہو ' ان کے برگشتہ سروں کو خدا کے آگے جھکا سکتے ہو ' ان کا گم گشتہ اخلاق ' ان کا کھویا ہوا علم ' اور ان کی مفقود روح حیات اسلامی کو پھر واپس لاسکتے ہو - پس میں یہ نہیں کہتا کہ جو کرنا چاہتے ہو نہ کرو ' مگر کہتا ہوں کہ

اسي میں تمام قوتیں صرف نہ کردالو' اور اصلي راہ فور و فلاح کو بھي تلاش کرو -

میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں' ممکن ہے کہ ابھی لوگ نہ سمجھیں' اور بہت ممکن ہے کہ بہت سي جلد باز و بے خبر طبیعتیں غلط فہمیوں اور شبہات و وساوس کی شکار ہوں - لیکن الحمد للہ کہ وہ وقت دور نہیں' جب لوگ سمجھیں گے' اور جو آواز آج میرے منہ سے نکل رہي ہے' اطراف عالم اسلامي سے اس کي صدائیں آئیں گي - بشرطیکہ ہمارے لیے گرکر ابھرنا ابھي باقي ہے' اور بشرطیکہ اٹھانے والے کا ہاتھہ بڑھچکا ہے ! واللہ یھدي من یشاء الی صراط مستقیم -

تاسیس یا تجدید ؟

جس شے کو میں مسلمانوں کا فراموش کردہ مقصد حیات سمجھتا ہوں' اور جس بھولي ہوئي بات کو از سر نو یاد دلادینے کے لیے بے قرار ہوں' مجھے الزام نہ دیجیے اگر میں اسے بار بار دھراؤں - لیکن میں ایک حد تک دھرا چکا اور زندگي رہي تو ہزاروں مرتبہ دھراؤنگا - لیکن اب ختم مقالہ سے پہلے چاہتا ہوں کہ ایک دقیق مگر اصل اصول کي طرف اشارہ کردوں - اس وقت سرسري اشارے پر قناعت کرونگا' مگر آیندہ بصورت مستقل اسکي تفصیل ضروري -

منجملہ اُن عظیم ترین اختلافات کے' جو مجھہ میں اور کارفرمایان عمل میں ہے' ایک اصولي اختلاف یہ ہے کہ وہ آج جب کبھي کسي کام کے لیے اُٹھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ راہ " تاسیس " اختیار کریں' اور میں اللہ کي بخشي ہوئي بصیرت کي بنا پر مسلمانوں کے لیے اُن کے اعمال ملي میں سے کسي شاخ کے لیے بھي " تاسیس " کي ضرورت نہیں سمجھتا' بلکہ صرف " تجدید " کي - اور اس بارے میں الحمد للہ' اس درجہ متیقن و مطمئن ہوں کہ ایک لمحہ کے لیے بھي اپني راے میں متزلزل نہیں ہوسکتا -

" تاسیس " کے معنی ہیں کسي کام کي از سر نو بنیاد رکھني' اور " تجدید " کہتے ہیں کسي پیشتر سے موجود شے کو دوبارہ زندہ کرنے' اور اس کي گم گشتہ رونق و حیات کے واپس لانے کو -

کسي زمین پر ایک نئي عمارت کي بنیاد رکھیے تو یہ " تاسیس " ہے' لیکن اگر ایک عمدہ عمارت پیشتر سے موجود ہے' اور امتداد زمانہ و غفلت نگرانی کی وجہ سے ویران ہوگئی ہے - آپ اسکي شکست و ریخت کردیں' اور جو اینٹ جس جگہ سے نکل گئي ہے' پھر وہیں جمادیں' تو یہ " تجدید " ہوگي -

میرا عقیدہ ہے کہ آج حیات ملت و حصول عظمت ملي کے لیے مسلمانوں کو اپنے اعمال کي کسي شاخ میں بھي " تاسیس " کي ضرورت نہیں' بلکہ صرف " تجدید " کي ضرورت ہے کہ جن اصولوں کو ہم نے بھلا دیا ہے' ان کو دوبارہ زندہ کریں' اور جس متاع کو حاصل کرکے گم کردیا ہے' اس کے سراغ میں پھر نکلیں - ہمارا جیب و دامن آج کي طرح ہمیشہ خالي نہ تھا - اگر آج اوروں کے پاس لعل و جواہر ہیں' تو ہمارے پاس بھي اس کي کانیں تھیں - آج اگر ہم مفلس ہیں تو دوسروں کے لعل و جواہر کو نظر حسرت و طمع سے دیکھنے کي ضرورت نہیں' ہم کو اپني گم کردہ کانوں کے سراغ میں نکلنا چاہیے' جن کي دولت لازوال تھي اور ہمیشہ لازوال رہیگي -

روشني کے تم بھي متلاشي ہو اور میں بھي - اس لحاظ سے ہم دونوں کا مطلوب و مقصود ایک ہي ہے - لیکن پھر مجھہ میں اور تم میں اختلاف حال کا ایک سمندر حائل ہے - تم دوڑتے ہو' تاثیروں کے تمثماتے ہوے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرو - یا لکڑي چنتے ہو' تاکہ انھیں جلاکر ایک نئي انگیٹھي مشتعل کرو' لیکن میں روتا ہوں کہ بادشاہ کے لڑکے کے لیے کسي سوداگر کي الماري پر للچائی ہوئي نظر ڈالنا مناسب نہیں - میں پوچھتا ہوں کہ وہ تمہاري شمع کیا ہوئي' جسکی روشني سے تمہارے گھر کا کونہ کونہ منور تھا ؟ دوسروں کے ہاں کیوں جاتے ہو ؟ لکڑیاں چن کر نئي آگ کیوں سلگانا چاہتے ہو ؟ اُسي شمع کو کیوں روشن نہیں کرتے ؟ یہ کیسي بد بختي ہے کہ جن کے پاس کافوري شمعیں موجود ہوں' وہ کسی کے جھونپڑے کے دیا کو نظر حسرت سے دیکھیں ؟

" اللہ نور السمارات والارض' مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح' المصباح فی زجاجہ' الزجاجۃ کانھا کوکب دري یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیہ' یکاد زیتھا یضيء ولو لم تمسسہ نار' نور علی نور' یھدی اللہ لنورہ من یشاء' ویضرب اللہ الامثال للناس' واللہ بکل شيء علیم - (۲۴ : ۳۶)

" اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - اسکے نور کی مثال ایسی سمجھو' جیسے ایک طاق ہے' طاق میں ایک چراغ' اور چراغ ایک بلور کي قندیل میں وہ قندیل اسقدر شفاف ہے' گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک درخشندہ ستارہ - پھر اُس چراغ کی روشني ایک ایسے شجرۂ مبارکۂ زیتونی کے تیل سے ہے' جو نہ مغربی ہے اور نہ مشرقی - اُسکے تیل میں یہ ایک عجیب خاصیت ہے کہ اپنے مشتعل ہونے میں وہ آگ کا محتاج نہیں - آگ اُسے نہ بھی چھوئے تاہم وہ آپ سے آپ جل اُٹھے گا - اس کے نور کا حال کیا کہا جائے کہ وہ تو نور علی نور ہے - اور اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنے اِس نور کی طرف ہدایت بخشدے - یہ چراغ کا بیان در اصل ایک مثال تھی' اور اللہ لوگوں کے سمجھانے کیلیے مثالیں بیان کرتا ہے' اور وہ ہر شے کی حالت سے واقف ہے "

اسلام ایک آخري دین الہی تھا' جس نے نہ صرف احکام شریعت ہی میں' بلکہ حیات قومی کی ہر شاخ میں ہم کو سب سے آخر اور سب سے بہتر اصول دیدیے' اور دنیا خواہ کتنی ہی بدل جائے' لیکن اُزما لیا جا سکتا ہے کہ اُن اصولوں کی صداقت کو بدلنے کی ضرورت نہیں - اُسکا اعلان عام تھا :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا - (۵ : ۵)

آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین الہی کو کامل کردیا' اپنی نعمتیں تم پر تمام کردیں' اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا کہ وہ انسان کے فلاح کونین کے لیے کامل ترین شریعۃ الہیہ ہے -

" تکمیل دین " اور " اتمام نعمت " کي اگر تشریح کروں تو دفتر کے دفتر مطلوب' اور لوگ اتنی ہی تمہید سے نالاں اور حرف مقصد کیلیے بیقرار : و خلق الانسان من عجل - تکمیل دین کے لیے ضروري تھا کہ ہمیشہ کے لیے اسکے پیرو اپنی تمام اصولي ضروریات میں " تغافي " اور بے پروا ہوجائیں' اور انکو کسی نئی تلاش اور نئے اصولوں کی جستجو کی ضرورت باقی نہ رہے - پھر " اتمام نعمت " کا لفظ کہکر بتا دیا کہ جو اصول اُنھیں دیے گئے ہیں' وہ چونکہ آخري ہیں' اس لیے اعلی ترین بھی ہیں' اور اب اُنکے پاس زر و جواہر کی کانیں مہیا ہوگئی ہیں' پس انکو اوروں کے خزف ریزوں پر للچانے کی ضرورت نہ رہی -

یہی سبب ہے کہ حضرۃ داعی اسلام علیہ الصلوۃ و السلام کو " خاتم النبیین " فرمایا ' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمۃ مرحومہ کی ہدایت کیلیے اَئمۂ کرام اور مجددین عظام مامور ہوے ' مگر دروازۂ نبوت کا سد باب ہوگیا - اُن تمام احادیث صحیحہ کا تفحص کرو ' جن میں مجددین اسلام کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے ' اور اُس حدیث مشہور کو پڑھو ' جس میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو " محدث " کے لقب سے یاد فرمایا ہے - اُن سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اُمۃ مرحومہ کی اصلاح کیلیے " تاسیس " کا اب سد باب ہے ' اور صرف " تجدید و احیاء " کا سلسلہ باز رکھا گیا ہے - (ان اللہ تعالی یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مئۃ سنۃ ' من یجدد لھا دینھا)

پس آج بھی ہم کو اپنے ہر عمل میں صرف تجدید احکام شریعت ' اور احیاء سنت سلف صالح کی ضرورت ہے - ہم کو اپنے تمام کاموں میں چاہیے کہ گذشتہ اصولوں کو زندہ کریں ' اور اپنے اعمال حسنہ کے مٹتے ہوے نشانوں کو اُبھاریں - ہم کو نئے مقصدوں کی ضرورت نہیں ' ہم کو نئی صداؤں کی احتیاج نہیں ' ہم کو آگے نہیں بڑھنا ہے ' بلکہ پیچھے ہٹنا ہے - ہمارے سامنے صاحب خلق عظیم کا اُسوۂ حسنہ موجود ہے - ہم اہل بیت نبوۃ مطہرہ اور صحابۂ کرام کے اعمال کو دیکھ سکتے ہیں ' ہمارے پاس سلف صالح کے اعمال کی سراغ رسانی کے وسائل موجود ہیں - ہمارے پاس قرآن حکیم اپنی ہیئۃ و حقیقۃ اولی میں موجود ہے ' جبکہ اس کی آیتیں بطحا و یثرب کے ریگستانوں میں اسرار الہی سے پردے اٹھا رہی تھیں ' اور دنیا کو انسانیۃ اعلی کے اصولوں کا سبق دے رہی تھیں - پھر کیا ہے کہ ہم نئے مقصدوں کے متلاشی ہوں ؟ اور کیوں نئے اصولوں کی دعوت کی طرف ہمیں بلایا جاے ؟ نئے ولولوں اور نئے تماشوں کا بھی ہم نے تجربہ کرلیا - اب ہم اُکتا گئے ہیں ' اور اور زیادہ تجربے کی ہم میں سکت نہیں - ہمیں چھوڑ دو ' تاکہ اپنی قدیمی وحشت کی ایک ادنے ادا ' تمہاری نئی دلفریبیوں کو قربان کرڈالیں :

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاھد !
تو ؤ قطع منازلہا ' من و ریگ لغزش پاے

تشریح مزید

مثلاً آج کتنے ہیں جو یورپ کے جماعتی اصول کار کی تقلید میں صرف انجمنوں کے قائم کرنے ' کانفرنسوں کی تحریک کرنے ' اور انکے لمبے لمبے اصول و قواعد کے نظام لکھنے میں بڑی بڑی دواتوں کو سیاہی سے خالی کر دیتے ہیں ' لیکن کسی ایک شخص کو بھی یاد آتا ہے کہ خود ہمارے پاس جو قدرتی اجتماع کا سامان موجود ہے ' سب سے پہلے ' اُسی کو زندہ کریں ؟ ہم اگر مسلمان ہوں تو ہمارے لیے دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہونا ضروری ہے - مسجد ہی ہمارے لیے سب کچھ تھی - اس کا صحن ہمارا پارلیمنٹ ہاوس تھا ' اسی کے محرابوں کے نیچے ہماری کانفرنسیں منعقد ہوتی تھیں - یورپ کی کانفرنسیں سال میں ایک مرتبہ یا دو بار ہوتی ہیں ' مگر ہماری کانفرنس کا اجلاس ہر آٹھویں دن جمعہ کا یوم عید تھا - اوروں کو انجمنیں قائم کرنی چاہئیں - اور انکے عہدہ داروں کی تلاش میں اپنے رہنماؤں کی منت کرنی چاہیے ' مگر ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ ہماری ہر مسجد انجمن ہے ' اور اسکا امام انجمن کا سکریٹری - پھر کیوں نہ ہم نئے اجتماعات کی تاسیس سے پہلے اسی اجتماع کی تجدید کریں ؟

اسی طرح ہمارا سالانہ اجتماع جو وادی منا و عرفات اور جبل فاران کی گھاٹیوں میں منعقد ہوتا ہے ' جو اُس ظہور کو یاد دلاتا ہے ' جبکہ خداوند سعیر اسکی چوٹیوں پر سے ایک ہاتھ میں اعلان ہدایت کی کتاب ' اور ایک ہاتھ میں قیام عدل کی تلوار لیکر چمکا تھا ' کیا ہمارے لیے ایک تمام عالم کا بین الملی اجتماع اعظم نہیں ہے ؟ پھر ہمیں تجدید کی ضرورت ہے یا تاسیس کی ؟

یہ تو ایک مثال تھی - اسی طرح اپنے اعمال کی ہر شاخ کو دیکھو -

باقاعدہ انجمنیں

آج ہمیں انجمنوں اور باقاعدہ جماعتوں سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا - ہمارے قدیمی دعوۃ و تبلیغ کے سلسلے کو زندہ ہونا چاہیے ' جبکہ ہر مسلمان کا وجود ایک انجمن تھا ' اور ہر آواز اپنے اندر ایک مشن رکھتی تھی - جبکہ اسلام وادی حجاز میں ظاہر ہوا ' اور چین و ہند اور جاوا و سماٹرا میں اسکے پرستار پیدا ہوے تو کونسی انجمن تھی ' اور کون اسکا پریسیڈنٹ اور سکریٹری تھا ؟ یہ کیا تھا کہ ایک عرب تاجر تجارت کا مال لیکر سماٹرا میں جاتا ہے ' اور ایک پورے مشن کا کام انجام دیتا ہے ؟

ہم کو بدستور اپنے کاموں میں سرگرم رہنا چاہیے ہم اگر تاجر ہیں تو تجارت کرینگے ' اگر معلم ہیں تو درس دینگے - لیکن جب پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہونگے تو ہماری انجمن منعقد ہوگی ' اور سرگرم تقریروں کی جگہ ہمارے اندر سے آتش الہی کی چنگاریاں نکلکر ایک دوسرے کے دلوں سے ٹکرائیں گی -

ہم کو ہمیشہ اپنے کاموں کیلیے روپیہ کی تلاش ہوتی ہے ' اور اسکے لیے فنڈ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں ' یہ بھی وہی راہ " تاسیس " ہے - حالانکہ فریضۂ زکواۃ کا ایک قدیمی حکم ہمارے پاس موجود ہے ' اگر تاسیس کو چھوڑ کر تجدید کریں ' تو ہمارے پاس کروروں روپے کا ایک بیت المال ہر وقت موجود رہے -

بڑی بد نصیبی یہ ہے کہ ہم جب کبھی کسی کام کے لیے اُٹھتے ہیں تو ہمارا منتہاء فکر اُس سطح سے بلند نہیں ہوتا جو برسوں سے ہمارے سامنے ہے - وہی عام انجمنوں کے قواعد ' وہی ان کے نظام ' وہی ان کے عہدہ داروں کی کشمکش کی رسم عام جو ہر شخص کے سامنے موجود ہے ' سامنے آجاتی ہے ' اور کبھی کوشش نہیں کرتے کہ رسم عام سے الگ ہوکر اپنی کوئی راہ پیدا کریں ' مرحوم (نظیری) کو اپنے زمانے کی شکایت تھی :

خلاف رسم دریں عہد فرق عادت داں
کہ کارہاے چنیں از شمار بوالعجبی ست !

اصل راز اسمیں یہ مضمر ہے کہ اس طریق کو اختیار کرے تو کون کرے ؟ آجکل بالعموم جو لوگ ارباب عمل و موسسین دعوۃ ہیں ' اگر وہ احیاء و تجدید اعمال اسلامیہ کیلیے اُٹھیں تو پہلی مصیبت اُنہیں یہ پیش آئے کہ خود اپنے آپ کو اُس دعوت کا مخاطب بنانا پڑے ' اور بھلا اس دور تمدن و تہذیب میں اس وحشت و همجیت کے لیے کون طیار ہوسکتا ہے ؟

خلاصۂ مباحث گذشتہ

اب بہتر ہوگا کہ " حزب اللہ " کے مقاصد اور طریق عمل کو پیش کرنے سے پہلے دفعہ وار اپنے خیالات کو بطور خلاصۂ بحث کے پیش کردوں ' تاکہ بیک نظر سامنے آجائیں ' اور ارباب فکر کو غلط فہمیوں سے دوچار نہ ہونا پڑے :

(۱) مسلمانوں کے مساعی و مجاھدات کا نصب العین حفظ کعبہ نہیں بلکہ حفظ عالم ہے ' اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ وہ اپنے اعمال و افعال میں ایک آخری تبدیلی کرے ' احکام الہی پر عمل پیرا ہوے ' اپنے قلوب و نفوس کا تزکیہ کرے ' اپنے وجود کو اللہ اور اس کے دین مبین کے حوالے کرے ' اپنے تئیں اسوۂ حسنۂ ابراھیمی و محمدی (علیھما السلام) کا پیرو بنالیں ' امر بالمعروف ' نہی عن المنکر ' دعوۃ الی الحق ' قیام صلوۃ ' ایتاء زکواۃ ' اور جمیع

منشأ عمیمہ

مقاصد حقیقیۂ اسلامیہ کی تجدید کریں ' اور اس طرح پھر اپنے تئیں اس فرمان الہی کا مستحق بنادیں کہ " الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ ' و اتوا الزکوۃ ' و امروا بالمعروف ' و نہوا عن المنکر - اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر زمین کی وراثت اور دین الہی کی فتح قطعی ہے ' کیونکہ انکی گذشتہ عظمت و فتح یابی انہیں اعمال پر مشروط تھی : وکان وعداً مفعولا -

(۲) پس محض روپیہ کا جمع کرنا ' اور خدمت کعبہ کے نام سے کسی انجمن کا قائم ہونا گو مفید ہے ' لیکن چونکہ محض اس سے مسلمانوں کے اندر کوئی انقلاب و تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی ' اور خدمت کعبہ کوئی اصل نصب العین نہیں ' اسلیے وہ کافی نہیں -

(۳) انجمن خدام کعبہ اگر مقاصد بالا کو اپنے اندر شامل بھی کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی - اسکے دو سبب ہیں :

(الف) انجمن کا مقصد اصلی کسی اسلامی خدمت کے لیے روپیہ جمع کرنا ہے ' اور روپیہ جب ہی جمع ہوسکتا ہے ' جبکہ ایک بہت بڑی اور وسیع جماعت اسمیں شامل ہو - پس اگر انجمن کے شرائط ممبری میں کوئی قید سخت پابندی احکام اسلامی یا انقلاب زندگی کی ہوئی ' تو ظاہر ہے کہ بہت تھوڑے لوگ اس میں پورے اتر سکیں گے ' اور ایسا ہونا لازمی و ناگزیر - اور پھر ایسی حالت میں اس کا مقصد عظیمہ فوت ہوجائیگا -

(ب) مسلمانوں کے اندر تبدیلی پیدا کرنے اور ان کے اندر مجاہدانہ و جانفروشانہ ولولۂ اسلامی کی تجدید کے لیے محض کسی انجمن کا قیام اور صداؤں کا بلند کرنا بیکار ہے ' جب تک ایک جماعت اپنا عملی نمونہ پیش نہ کرے ' اور ایک اجتماعی اضطراب عمل ' اور شعلہ افروزانہ جوش کار ' دنیا نہ دیکھے ' اور بوجوہ و اسباب معلومہ انجمن خدام کعبہ میں یہ ممکن نہیں - اور اسکی تشریح غیر ضروری -

(۴) پس انجمن خدام کعبہ کو قائم ہونا چاہیے ' اور پورے زور اور قوت کے ساتھ کہ اس طرح ایک قوت روپیہ فراہم کرنے والی اور خدمت حرمین الشریفین کا ولولہ تازہ کرنے والی بہم ہوجائیگی ' لیکن خدمت کعبہ کو اصلی مقصود و نصب العین کہکر قوم کی ہمتوں کو پست نہیں کرنا چاہیے ' اور اسلام کے مقررہ اور اعلان کردہ نصب العین حقیقی کو صدمہ پہنچانا نہیں چاہیے - اور یہ بصراحت کہنا چاہیے کہ اصل شے اعمال میں تبدیلی اور اپنی قوتوں کو وقف جہاد فی سبیل اللہ کرنا ہے -

(۵) جب یہ مراتب سامنے آگئے ' تو ان سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اصل کار ابھی باقی ' اور منزل مقصود کا نشان بدستور ناپید ہے -

(۶) اس کے لیے ضرورت ہے ایک ایسی جماعت کی ' جو مقاصد مذکورۂ بالا کو اپنا مقصد عمل بنالے - اور ہم سب کو انتہاء سعی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالے ہمیں اس کی توفیق دے - جماعت " حزب اللہ " سے مقصود صرف یہی ہے - اور انشاء اللہ العزیز کسی آیندہ نمبر میں اسکے تمام اغراض کی تشریح آپ ملاحظہ فرما لیں گے -

فلسفۂ حیات و ممات

اثر : مسٹر مسعود احمد عباسی

(۱)

تمہید

مادہ

آپ کے سامنے ہزارہا چیزیں ہیں - شکلیں بھی ان کی مختلف ہیں اور رنگ بھی ان کے مختلف - کوئی زہر ہے تو کوئی تریاق - غور کیجیے ' ان میں کونسی بات مشترک ہے ؟

غور کرنے والے کہینگے کہ وزن میں اگرچہ کوئی شے ہلکی اور بھاری ہے لیکن وزن سے خالی کوئی نہیں -

مگر ہم کو روزانہ روشنی اور تاریکی ' گرمی اور سردی سے واسطہ پڑتا ہے - کیا ان میں بھی وزن ہے ؟ کیا روشنی میں کسی شے کا وزن اور ہوتا ہے اور تاریکی میں اور ؟ کیا حرارت پاکر کسی چیز کا وزن سردی کی حالت سے بڑھ یا گھٹ جاتا ہے ؟

ان سب سوالوں کا جواب ہمکو نفی میں ملتا ہے ' اور ہم وزن دار اشیاء کو مادی اور بے وزن اشیاء کو غیر مادی کہتے ہیں - لہذا ہر وہ چیز جس میں وزن ہے ' مادہ ہے -

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزن خود کیا شے ہے ؟ حقیقۃً یہ کوئی چیز نہیں ' بلکہ جس طرح اسکولوں کی رسن کشی میں ایک جماعت دوسری جماعت کے مقابلہ میں زور کرتی ہے اور اوسوقت ہر فرد کو قوۃ کشش کا احساس ہوتا ہے ' ٹھیک اسی طرح ہمکو کسی شے کے اوٹھاتے ہوے ایسی ہی کسی قوۃ کا احساس ہوتا ہے - یہاں ایک جماعت کی بجاے زمین ہے اور دوسری جماعت کی جگہ ہم خود - رسے کی جگہ وہ شے ہے جسکو ہم اوٹھاتے ہیں اور وزن ایک کشش ہے ' جو زمین کی کشش کے خلاف عمل کرنے سے ' ہمکو محسوس ہوتی ہے -

مادہ کے اقسام

تجارب اور مشاہدات بتاتے ہیں کہ موجودات عالم کے دو درجے یعنی نباتات اور حیوانات ' تغذیہ اور تنمیہ کے لیے ایک اندرونی نظام رکھتے ہیں ' اور جب تک یہ نظام قائم رہتا ہے ' انکی سرسبزی اور شادابی بھی قائم رہتی ہے - کسی درخت کی چھال کے نیچے کا حصہ ' جسکے ذریعہ پیے ہوے عروق واپس ہوتے ہیں ' کاٹ ڈالیے اور پھر دیکھیے کہ ساری شادابی کسقدر جلد غالب ہو جاتی ہے ؟

لیا پتھر کو دور کردینے کے بعد بھی آپ چمک دمک میں کوئی تبدیلی دکھا سکتے ہیں ؟ نہیں کبھی نہیں - یہیں ہمکو دو قسم کے مادوں کا پتہ چلتا ہے - ایک ذی حیات ' دوسرا غیر ذی حیات -

ذی حیات مادہ وہ ہے ' جو پرورش کے لیے کوئی اندرونی نظام رکھتا ہے ' اور غیر ذی حیات وہ ہے ' جو ایسا کوئی نظام نہیں

رہتا بلکہ بمرور زمانہ اور بہ اسباب متوارث قد و قامت میں برابر ہی زیادات سے بڑھتا رہتا ہے -

اسقدر تمہید کے بعد ہم اصل مضمون پر نظر ڈالتے ہیں :

حیات کی تعریف

یہ زندہ ہے یا مردہ ؟

یہ وہ سوال ہے جو ہم کسی چیز کو زمین پر پڑا دیکھکر اپنے ساتھی سے کرتے ہیں - اس سوال کے ساتھہ جو فعل ہم سے سرزد ہوتا ہے ' وہ اوس چیز کا ہلانا ہوتا ہے ' اور جب ہم اوسکے اعضاء میں کوئی حرکت نہیں پاتے تو فوراً اُسے مردہ کہہ اوٹھتے ہیں -

یہ خیال عوام پر اسقدر حاوی ہے کہ وہ حیات اور حرکت کو لازم و ملزوم تصور کرتے ہیں -

لیکن غائر نظر کے بعد ہمکو اسکی غلطی صاف معلوم ہو جاتی ہے - اگر حرکت ہی حیات کی پہچان ہے ' تو پھر دریا میں بھی حباب ہے ' کیونکہ اوس میں بھی حرکت نمایاں ہے - ہوا میں بھی حیات ہے کیونکہ اوسکی حرکت کا احساس ہمکو ہر گھڑی اور ہر لمحہ ہوتا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ حرکت کوئی معیار حیات نہیں ہوسکتی - ہم کو تو ایسی تعریف چاہیے ' جو حوادث عالم کے ہر طبقۂ اجسام ذی حیات پر جامع و حاوی ہو -

انسان چونکہ درجے میں سب سے بلند ہے ' اسلیے ہم حیات کی تعریف اون حالات کو دیکھتے ہوے تلاش کرتے ہیں جو اوسی سے متعلق ہیں - یہ تعریف تمام دوسرے درجات پر بھی جامع ہوگی - انسان میں عقل اور جسم ' دو متغائر چیزیں پائی جاتی ہیں ' اور ہم انہی سے حیات کی تعریف بناتے ہیں - عقل کی جان استدلال ہے ' اور جسم کی نشوونما ' اور یہی وہ چیزیں ہیں ' جن میں ہم حیات کی تعریف تلاش کرتے ہوے روانہ ہوتے ہیں -

اس سفر میں پہلی بات جو ہم ان دونوں پر صادق پاتے ہیں ' وہ یہ ہے کہ دونوں تغیرات کے طریقے ہیں - بغیر تغیر کے غذا خون نہیں بن سکتی ' اور نہ خون ریشہ اسی طرح بغیر تغیر کے کسی خیال سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا - غذا سے خون بننا اور خون سے ریشہ کی تولید ' یہ تو ایک صاف بات ہے ' لیکن کسی نتیجہ کے لیے خیالات میں تغیرات کا ہونا اولاً کسیقدر عجیب سا معلوم ہوتا ہے ' مگر ہم مثال میں اسکو واضح کردیتے ہیں -

آپکے سامنے ایک شے پڑی ہے - آپکو اوسکی ماہیت اور خواص معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے ' آپ اوسکو وزن کرتے ہیں ' اسکی سختی نرمی معلوم کرتے ہیں - رنگت دیکھتے ہیں ' مزہ چکھتے ہیں ' اور اسی طرح اُسکے دوسرے خواص بھی یکے بعد دیگرے معلوم کرتے جاتے ہیں - اسطرح آپ کے پاس معلومات کا ایک ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے اور آپ اُن سے نتائج مستنبط کرتے ہیں -

ظاہر ہے کہ اگر خیالات میں تغیر واقع نہوتا رہتا تو اسقدر معلومات بھی حاصل نہوتیں - کہا جائیگا کہ ایسے تغیرات ہم غیر ذی حیات مادہ میں بھی پاتے ہیں ' جو ہمیشہ حرارت میں ' رنگ میں ' اور قد و قامت میں گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں لیکن ذرا سے غور کے بعد معلوم ہوجائیگا کہ جن تغیرات کو ہم ذی حیات مادہ سے متعلق کررہے ہیں وہ ان تغیرات سے بالکل مختلف ہیں - ہمارے ذی حیات مادہ کے تغیرات مسلسل ہیں - غذا سے لیکر اُسکے ریشہ بننے تک جس قدر تغیرات پیش آتے ہیں ' وہ سب مسلسل ہیں - چبانا ' نگلنا ' معدہ کی رطوبت میں حل ہونا ' جگر کے عمل سے صاف ہونا ' اور پھر خون بنکر ریشہ بننا ' یہ سب ایک سلسلہ میں بندھے ہیں - یہی حال استدلال کا ہے اور ہماری اوپر کی لکھی ہوئی مثال یہاں بھی صادق آتی ہے -

مگر ذی حیات مادہ کے تغیرات صرف مسلسل ہی نہیں ہیں بلکہ سلسلہ در سلسلہ ہیں - مثلاً معدہ دوران ہضم میں نکلی ہوئی غذا کے ساتھہ مصروف کار ہے ' یعنی رطوبت پیدا ہو رہی ہے ' اور غذا وہیں حل ہوتی جاتی ہے - یہاں معدہ تو اپنے کام میں مصروف ہے ' اور وہاں امعا اپنے کام میں - یہاں غذا ہضم ہو رہی ہے ' وہاں پہلی ہضم شدہ غذا خون بنکر ریشوں میں تبدیل ہورہی ہے - غرضکہ صرف ایک ہی سلسلہ نہیں چل رہا ' بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں -

یہی حال استدلال حالت کا ہے - صرف ایک ہی سلسلۂ خیالات نہیں ہے بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں - اسکی ادنیٰ مثال کتاب بینی میں ملتی ہے - کتاب پڑھ رہے ہیں ' اور مطلب سمجھ جارہے ہیں - بحث کی برائی بھلائی بھی خیال میں آرہی ہے ' اور اسکے متعلق دوسرے مصنفین کی رایوں کا بھی لحاظ ہو رہا ہے - گویا کئی سلسلے ایک ساتھہ جاری ہیں - پڑھنا ' مطلب کا سمجھنا ' تنقید کرنا ' دوسرے مصنفین کی رایوں کا موقع بموقع لحاظ رکھنا وغیرہ وغیرہ -

انہی دونوں پیش نظر امور پر زیادہ غور کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تغیرات نہ تو مکرر ہوتے ہیں ' اور نہ یکساں ' بلکہ نہایت مختلف ' اور بلا لحاظ تقدم اور تاخر - اپنے ہی نفس کی حالت دوران غور و خوض و استدلال میں دیکھیے ' کیا ہوتی ہے ؟ بار بار ایک ہی سی حالت محسوس نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت نئی - مجھکو یاد نہیں کہ ایک مرتبہ بھی کیفیت حس نفس ' ایک ہی بات پر ' مختلف اوقات میں غور کرتے ہوے مکرر یا یکساں رہی ہو - لیکن غیر ذی حیات اشیاء میں جسقدر بھی افعال واقع ہوتے ہیں ' وہ یکساں اور مکرر ہوتے ہیں - طبعی ' کیمیاوی ' کہربائی ' مقناطیسی ' دخانی وغیرہ بے شمار افعال اوسی ایک ہی حالت اور کیفیت کے ہمیشہ صادر ہوتے ہیں ' جو انکو آپسمیں متمیز کرتی ہے -

یہیں ہم کو ذی حیات اور غیر ذی حیات اشیاء میں ایک نمایاں فرق ملتا ہے - یہ فرق اوسوقت اور بھی نمایاں ہوجاتا ہے جب ہم مختلف تغیرات کو باہم متصل دیکھتے ہیں ' یہ تغیرات گو کیسے ہی مختلف ہوں ' مگر ایک دوسرے کے ساتھہ کچھہ اسطرح بندھے ہوے ہیں کہ ایک کے روکدینے سے دوسرے بہت سے رک جاتے ہیں - مثلاً سانس لینا روکدیا جاے تو دوران خون مع اپنے بہت سے ہمرکاب افعال کے بند ہوجاتا ہے - رنج و غم اور جوش و اشتیاق کا غلبہ ' بھوک پیاس کسطرح دور کردیتا ہے ؟ دماغ دل ' گردہ ' سب پر انکا اثر پڑتا ہے - حافظہ پر زور ڈالیے معاً آپ کو بہت سے واقعات یاد آجائینگے -

اسطرح حیات سلسلہ در سلسلہ لیکن مختلف ، تغیرات کے ایک مجموعہ کا نام ہے -

توضیح مزید

لیکن یہ تعریف بھی جامع نہوگی جب تک ہم ان تغیرات کی کوئی حد نہ مقرر کر دیں - ہمکو بہت نہیں تو کچھہ ایسے سلسلہ ہاے تغیرات ملینگے جو مختلف بھی ہیں اور سلسلہ در سلسلہ بھی - مثلاً برف کا پہاڑ جو ایسے تمام تغیرات کا اظہار

کرتا ہے - یعني تغیر آب و ہوا سے ہمیشہ بڑھتا گھٹتا بھي رہتا ہے - نقل وحرکت بھي کرتا ہے - پاني کي دھار بھي جاري کرتا ہے - حرارت کي کمي بیشي کا اظہار بھي کرتا ہے - گویا ذي حیات اشیاء کي طرح بڑھنا ' گھٹنا ' تغیرات مزاج ' تغیرات رفتار ' تغیرات اخراج ' وغیرہ وغیرہ سلسلہ ہاے مختلفہ کا اظہار کرتا رہتا ہے - با ایں ہمہ یہ بالکل ممکن ہے کہ سالہا سال کے لیے یہ تمام سلسلے بے تغیر آب و ہوا بند کر دیے جائیں ' لیکن پھر بھی سلسلوں کے پھر کبھی ظاہر ہوجانے کی قابلیت میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہو - یا اسکے برخلاف یہ سلسلے اپنی حالت اور کیفیت میں بجنسہ جاري رہیں ' اور بڑھنا بالکل بند ہوکر پہاڑ کو معدوم کردے -

یہاں جو فرق ہم ذي حیات اور غیر ذي حیات میں پاتے ہیں ' وہ یہ ہے کہ غیر ذي حیات اشیاء میں یہ تغیرات غیر محدود اور بے پایاں ہیں ' مگر ذي حیات میں محدود - یہ ایک عظیم الاثر فرق ہے جو ذي حیات اور غیر ذي حیات اشیاء میں پایا جاتا ہے ' اور اب ہم حیات کي تعریف اسطرح کرتے ہیں کہ یہ " سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کے ایک محدود مجموعہ کا نام ہے" -

لفظ " ایک " یہاں غیر موزوں ہے ' کیونکہ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ کوئي مجموعہ ایسا اور بھي ہوسکتا ہے ' جو ذي حیات مجموعے کے علاوہ ہے ' لہذا ہم اسکو بھي ترک کر دیتے ہیں ' اور اب حیات کي تعریف یوں کرتے ہیں کہ " یہ سلسلہ در سلسلہ " لیکن مختلف تغیرات کے مخصوص اور محدود مجموعہ کا نام ہے" -

ایک اور مرحلہ ابھي باقي ہے

ہم نے حیات کي تعریف ڈھونڈنے میں صرف اندروني تغیرات کا لحاظ رکھا ہے ' اور اسلیے یہ ابھي ناقص ہے ' کیونکہ جبتک بیروني تغیرات کا انطباق اندروني تغیرات پر نہ کیا جاے ' حیات قائم نہیں رہ سکتي -

اسکي ہزاروں مثالیں ہمارے روزمرہ کے تجارب میں ملتي ہیں -

مچھلي کو پاني سے علحدہ کردیجیے ' اور پھر دیکھیے کہ صرف بیروني تغیرات کے بدل دینے کي وجہ سے اسکا اندروني نظام کسقدر جلد بگڑ جاتا ہے ؟

ہوا میں سمیت پیدا کردیجیے ' پھر دیکھیے کہ ہر شخص پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ ہمارے بدقسمت ملک میں جہاں ابھي تک آب و ہوا کي صفائي کا کچھہ لحاظ نہیں رکھا جاتا ' لاکھوں جانیں بدنصیب باشندوں کي ہر سال موت کے گھاٹ اتر جاتي ہیں - صرف پاني کي خرابي سے دس لاکھہ انسان سالانہ نشانۂ اجل بنتے ہیں ! اسي سے ہوا کي خرابي کے نتائج کا قیاس ہو سکتا ہے -

یہ ضروري نہیں کہ آب و ہوا کا اثر فوراً ہي محسوس ہو - اکثر ایک پوري نسل کا زمانہ بھي اسکے لیے کم ہوتا ہے - موجودہ نسل کے قواے ذہني ' دماغي ' اور جسمي صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایسے ہي بیروني مضر تغیرات کا شکار ہیں - بیروني تغیرات میں آب و ہوا ہي شامل نہیں ہے ' بلکہ قلت و کثرت غذا ' اور کمي و بیشي باشندگان بھي موثر ہیں -

لہذا اس مرحلۂ نظر کے طے کرنے کے بعد ہماري حیات کي تعریف یہ ہوتي ہے کہ " وہ سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کا مخصوص اور محدود مجموعہ ' بشرط انطباق تغیرات بیروني ہے " زیادہ وضاحت اور اختصار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ " اندروني نظام کے بیروني نظام پر پیہم انطباق کا نام حیات ہے " یہاں نظام سے مراد وہ مجموعۂ تغیرات ہے ' جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں -

ممـــات

ممـــات کیا ہے ؟

یہي ' اندروني نظام کا بگڑ جانا - عمارت شروع کرنے سے پیشتر اینٹ اور گارا ' تختے اور کڑیاں ' جمع کیجاتي ہیں ' اور کام شروع کیا جاتا ہے -

یہ کام کیا ہے ؟ انہي مختلف چیزونکا مناسب اور موزوں طریقہ پر لگا دینا -

مکان طیار ہو جاتا ہے - جو دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے - ہر چیز خوشنما ہے کسي قسم کا عیب نہیں ' اور اسکا ترکیبکو گمان بھی نہیں ہوتا کہ زمانے کا ہاتھہ یا اوسکے حوادث اسکو کیسا بد شکل اور بالاخر مسمار کردینگے -

کون جانتا تھا اور کسکے شان گمان میں تھا کہ اسپین کا الحمراء ' وہ الحمراء ' جسمیں فرماں رواے غرناطہ جیسا با جبروت و شان و شوکت بادشاہ تخت نشیں تھا - وہ الحمراء ' جسکي مینا کاریاں اور گل بوٹے عجائبات روزگار میں سے شمار ہوتے ہیں ' زمانے کے ہاتھوں اسقدر بدہیئت اور یہاں تک خراب و خستہ ہوجائیگا !

ہمارا نو تعمیر مکان بھی بالاخر یہي دن دیکھتا ہے - آج ایک کڑي گري اور کل دوسري - آج وہ کونہ گر گیا اور کل دالان بیٹھہ گیا - مٹي الگ اور اینٹیں الگ ' دروازہ اور کڑیاں دیمک کي نذر - ملبہ کا ایک ڈھیر پڑا ہے - راہ گیر دیکھتے چلے جاتے ہیں - کسي کو گمان بھي نہیں ہوتا کہ کبھي یہاں ایک سربفلک محل موجود تھا !!

اب صفائي شروع ہوتي ہے ' اور ملبہ کو نیلام پر اوٹھا دیا جاتا ہے - دوسرے لوگ لیجاتے ہیں اور اپني ضرورتوں میں لگا دیتے ہیں - لیکن زمانہ اپني چکي میں ان مکانات کو بھي پیس ڈالتا ہے اور یہ سلسلہ ایسا ہي جاري رہتا ہے -

یہي حال حیات و ممات کا بھي ہے - مکان کا بننا ' اور حوادث کے مقابلہ میں اپنے وجود کو قائم رکھنا ' " حیات " ہے ' اور اسکا گر جانا ' " ممات " - لہذا ہمکو ممات کي تعریف تلاش کرنیکي ضرورۃ نہیں ' حیات کي تعریف ہي میں وہ بھي مضمر ہے -

اب ہم ذي حیات اجسام پر ایک نظر اسلیے ڈالتے ہیں تاکہ وہ راز معلوم کریں ' جو اونکے نظام کي ترتیب اور انتشار کا باعث ہے -

افشـــاء راز !

ذي حیات اجسام پر غور کیجیے - دیکھیے ' یہ نمودار ہونے کے بعد کسطرح پھلتے پھولتے ہیں ؟ نباتات میں سے ایک درخت لے لیجیے اور حیوانات میں سے ایک جانور ' اور پھر کہیے کہ کیا ان میں سے ہر ایک کو غذا کي ضرورت نہیں ؟ - کیا غذا کا زیادہ جز انکے جسم کو نہیں لگجاتا ؟ اور کیا انکو بہت سے حوادث کا مقابلہ نہیں کرنا پڑتا ؟

یہي تین باتیں ہیں جو ہم تمام نباتات اور حیوانات پر صادق پاتے ہیں ' اور انکو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں :

(۱) حصول قوۃ - (۲) تنظیم قوہ - (۳) صرف قوۃ -

(۱) : حصول قوۃ

یہ بہت کھلي ہوئي بات ہے - کچھہ دنوں کھانا کم کھالیے - پھر دیکھیے کیا حالت ہوتي ہے ؟ نہ بات کرنے کو جي چاہیگا ' اور نہ بولنے کي جرأت ہوگي - جسم میں طاقت بھي نہ رہیگي اور ایک قدم بھی نہ چلا جائیگا - یہ صرف آپ ہي پر صادق نہیں آتا بلکہ تمام حیوانات اور نباتات کا یہي حال ہے -

شئون عثمانیه

موتمر مالي

تاوان جنگ

قارئین کرام کو یاد هوگا موتمر السلم (پیس کانفرنس) میں طے هوا تها که تاوان جنگ کے مسئله پر اس موتمر مالي میں غور کیا جائیگا ' جو دیون عثمانیه کے لیے پیرس میں منعقد هوگي - حلفاء بلقان کو اس موتمر میں شرکت اور نه صرف شرکت بلکه بولنے کا حق بهی دیا گیا تها -

اس مسئله میں نفس استحقاق کے علاوه ایک اهم نقطه بحث یه بهی هے که کهاں سے دیا جائے ؟ حلفاء اسکے متعلق دو تجویزیں پیش کرتے هیں - ایک یه که یه رقم چنگی کے اس تین فیصدي اضافے سے ادا کیجائے جو دول نے اصلاح مقدونیه کے لیے منظور کیا تها - دوسرے یه که اس ضرورت سے سلطنت عثمانیه ۱۶ - ملین پونڈ قرض کرلے ' اور اس قرض کی ضمانت میں یه اضافه مکفول کردیا جاے - مجوزه موتمر مالی کے جلسے پیرس میں هورهے هیں - ۲۵ - جون کے جلسے میں جبل اسود کے وکیل نے تاوان جنگ پر ایک تحریر پڑهي ' اس تحریر میں ان ضروریات پر بهت زور دیا گیا تها جنکی وجه سے (عدم استحقاق کی صورت میں بهی !) حلفاء کے لیے تاوان جنگ کا ملنا از بس ضروري هے -

تحریر کي تلاوت جب ختم هوچکی تو عثمانی وکلا نے نهایت سختی کے ساتهه اعتراضات کیے -

جبل اسود کے وکیل نے یه بهي بیان کیا تها که موتمر السفراء میں تاوان جنگ سے اصولاً اتفاق کیا جا چکا هے -

یه غلط بیانی غالباً اعضاء موتمر کو مرعوب کرنے کے لیے کی گئی تهی ' اور اگر نامه نگار نري پریس کا قیاس غلط نهیں تو دوسري تجویزوں کي طرح اتحاد مثلث کی وزارتهاے خارجیه کی سازش کا نتیجه تهي - بهر حال هوا یه که اس روایت پر اتحاد مثلث کے تمام وکلا مهر بلب رهے ' لیکن ائتلاف مثلث کے سرخیل یعني جرمني کے وکیل نے نهایت شد و مد سے تکذیب کي - اس نے کها که میں بوثوق کهه سکتا هوں که کم ازکم جرمني حکومت نیز کسي جرمن وکیل نے کبهي بهي تاوان جنگ کي تجویز سے اتفاق نهیں کیا -

حلفاء بلقان کو اگر تاوان جنگ دلایا گیا تو اس سے دولت عثمانیه کي حالت بد سے بدتر هوجائیگي ' اور پهر اس صورت میں ان ضمانتوں کے دینے کے قابل نه رهیگي جو بغداد ریلوے کے واسطے اس سے طلب کي جا رهي هیں - اس سے قطع نظر دولت عثمانیه میں حلفاء بلقان اور نتیجه روس کي مداخلت بڑه جائیگي -

یه اسباب هیں جنکي بناء پر جرمني اور نه صرف جرمني بلکه آسٹریا اور اٹلي کو بهي تاوان جنگ سے اختلاف هے -

روس کو قدرةً حامی هونا چاهیے ' فرانس که فنانی مرضات الروس هے ضرور روس کے هم آهنگ هوگا -

معاهده کویت سے قبل انگلستان کی پالیسي پر ایک حجاب کثیف پڑا هوا تها ' مگر حلقات سیاسیه کے آراء و قیاسات سخت متضارب و متعارض تهے -

بعض اهل الراے کو امید تهي که کم ازکم اس موقع پر انگلستان عثمانیوں کی ضرور رهي پاسداري کریگا - نه صرف اسلیے که اس سے اسکي وفاداري کے دعاے کے و مبلغین کو ایک موقع تازه حاصل هوگا ' بلکه اسلیے بهي که ابهي کویت پر انگلستان کے حقوق کو دولت عثمانیه نے تسلیم نهیں کیا هے ' اور چونکه دولت عثمانیه کے تسلیم کیے بغیر یه حقوق یورپ کے نزدیک " قانونی " نهیں هو سکتے اسلیے یک گونه ترکوں کي ملا طفت و دلداري ضروري هے ' مگر دوسرے اهل نظر کي یه راے تهي که انگلستان یورپ کے دیو کی مخالفت کبهی گوارا نه کریگا ' اور تسلیم حقوق کے لیے کوئی فرنگیانه تدبیر اختیار کریگا -

معاهده کویت هوچکا هے ' اور ڈاکٹر ڈیلن نامه نگار ڈیلی ٹیلیگراف کی راے دفتر خارجیه کے اسرار و خفایا کے علم پر مبنی هے تو اب انگلستان کے هاتهه ترکوں کے بدلے فرانس اور روس کے هاتهه میں هیں ! - اخفا کا پرده پڑا هوا هے جو غالباً عین وقت پر اٹهیگا -

تاوان جنگ کا مسئله هنوز غیر منفصل هے ' اس عدم انفصال کے لیے شکریه کا مستحق (اگر هو تو) جرمنی هے ' ورنه اگر صرف انگلستان کے اتفاق پر موقوف هوتا تو غالباً - ایم - سازنوف کی ایک جنبش ابرو کب کا حسب دلخواه فیصله کرچکی هوتی -

ترک و عرب

المسئلة التركية العربية

ترکوں اور عربوں کي باهمی بے لطفی کے متعلق خود ترکوں نے جو خیالات ظاهر کیے هیں اُن کا ماحصل یه هے :

دولت عباسیه اور دولت عباسیه کے ساتهه خلافت عربیه کا چراغ اس آندهي نے گل کیا تها ' جو سنه ۶۵۶ - میں صحراے تاتار سے اٹهي تاریخ اپنے آپ کو دهرا رهي هے - عمل کے جواب میں رد عمل کي تیاریاں هیں ' اور اب عرب سے ایک طوفان باد بپا هورها هے - تاکه اس خاندان تاتار کي یاد گار اور آخرین خلافت اسلامیه یعني دولت عثمانیه کے شیرازه کو برهم کردے - لاقدر الله -

یه صحیح هے که لامرکزیت پس مانده اقوام کے لیے آب حیات هے ' مگر یه یاد رکهنا چاهیے که سم قاتل بهي هے - اسلیے پهلا سوال یه هے که اسکي طلب میں جو لوگ سرگرداں هیں انهوں نے پهلے اسکي مقدار خوراک ' طریقهٔ استعمال ' اثناء استعمال میں ممنوعات و محظورات اور مدد و معاون اشیاء کے متعلق بهي واقفیت بهم پهنچالي هے ؟ یه یاد رکهنا چاهیے که تلوار کا هاتهه میں لینا جسقدر آسان هے اتنا هي اسکا چلانا دشوار هے - عرب نے دبستان سیاست کي ابهي ابجد بهي ختم نهیں کي هے -

اعلان دستور کے بعد سے جمہور عرب کے کان رموز سیاست سے خوب آشنا ہوگئے ہیں ' مگر یقیناً آج بھی اسکے مفہوم و معنی ' اسکے طرق و وسائل ' اسکے مکاید و دسایس ' اسکے نتائج و عواقب سے اسیقدر بیگانہ ہیں جتنے کہ عہد حمیدی میں تھے -

رعما و روسا نسبۃً زیادہ باخبر ہیں مگر انکی واقفیت کا مصدر و منبع بلاد یورپ کی سیاحت ' بعض مولفات یورپ کا مطالعہ ' اور سب سے زیادہ وہ تعلیم و تلقین ہے جو وقتاً فوقتاً برطانی اور فرانسیسی سفارتخانوں میں دیجاتی رہی ہے -

ان تمام امور سے قطع نظر نجد اور حجاز عملاً خود مختار ریاستیں ہیں - پھر کیا انہوں نے اپنی اس خود مختاری سے فائدہ اٹھایا ؟ کیا انہوں نے اپنی اصلاح داخلی کی کوئی کوشش کی ؟ موجودہ روساء حرکت عربیہ اگر در حقیقت مخلص صادق ہیں تو انکا اولین فرض یہ تھا کہ وہ ان عملاً خود مختار صوبوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ' اور اپنی اس کوشش میں کامیابی کے بعد شام و عراق کے لیے بھی استقلال داخلی کا مطالبہ کرتے - اس صورت میں موجودہ شور و غوغا ' اور حریت آفریں و تہدید آمیز خطبات کی ضرورت نہ رہتی - نجد و حجاز کی تمثیل کافی ہوتی - انکا دامن سرعظن کے کانٹوں میں نہ الجھتا -

اجانب و اغیار سے - کہ صیاد ملک و ملت ہیں اور مدت سے انکی گھات میں بیٹھے ہیں ' استغاثہ و استعانت کی حاجت نہ پڑتی ' کیونکہ خود تمام عالم اسلامی انکے ساتھ ہوتا -

تحریک عربی کے متعلق یہ خود ترکوں کے خیالات ہیں - آیندہ بشرط فرصت انشاء اللہ العزیز ہم تفصیل کے ساتھ لامرکزیت کے متعلق اپنے اراء و افکار بھی لکھینگے - اسوقت ہم المؤتمر العربی کے تیسرے جلسہ کی کاروائی پر اکتفاء کرتے ہیں ' جو تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے - شام کے عربوں نے اس تحریک کو بار آور بنانے کے لیے ایک کانگرس (مؤتمر) قائم کی ہے جس کا نام " المؤتمر السوری العربی " ہے ' کانگرس کے تمام جلسے پیرس کی انجمن جغرافیہ کے ہال میں ہوے - آخری جلسہ ۲۳ - جون کو تھا - جلسہ کا اختتام شیخ احمد طبارہ نے اپنے طویل خطبے سے کیا ' جسمیں شیخ طبارہ نے اس مسئلہ پر خاص طور سے بحث کی کہ شامی اپنا وطن چھوڑ کے غیر ممالک کو کیوں جاتے ہیں بحالیکہ غیر شامی اپنے ممالک سے شام کو ہجرت کرکے آرہے ہیں -

شیخ طبارہ نے بے خانمان مسلمانان یورپین ترکی کے قیام شام کی تجویز کو شامیوں کے لیے خطرناک بتایا ' اور کہا کہ اس تجویز کا مقصد اصلی عربی نفوذ و اثر کو صدمہ پہنچانا ہے -

شیخ طبارہ کے بعد صبلی آفندی کھڑے ہوے - صبلی آفندی نے پہلے اپنے وطن پرستانہ جذبات کا اظہار کیا ' اسکے بعد یہ تجویز پیش کی کہ - لبنان کو (جہاں قریباً تمام تر ممتاز آبادی عیسائیوں کی ہے) سویٹزرلینڈ کے نمونہ پر خود مختاری دیجائے -

صبلی آفندی کے بعد اسکندر بک کھڑے ہوے ' اور بلاد عربیہ میں اصول لامرکزیت پر اصلاحات کے روشناس کیے جانے کی ضرورت پر زور دیا -

اسکے بعد اجنبی مشیر خدمت عسکریہ وغیرہ تجاویز پر بحث و مناقشہ شروع ہوا - گفتگو فرانسیسی میں ہوتی تھی - طویل اخذ ردّ و مناقشہ و مناظرہ کے بعد یہ قرار دادیں طے پائیں -

(۱) سلطنت عثمانیہ کے بقاء و حیات کے لیے فوری کامل اصلاحات کا نافذ الاثر ہونا ضروری ہے -

(۲) یہ امر ضروری ہے کہ عثمانی عربوں کے حصول حقوق سیاسی کی ضمانت اس طرح کیجائے کہ انکو عاصمۃ سلطنت کے مرکزی انتظام میں شریک کیا جائے -

(۳) شام میں تقسیم اختیارات کا وہ نظام فوراً نافذ کردیا جائے جو اسکے ضروریات اور اہلیت کے موافق ہو -

(۴) صوبۂ بیروت اپنا مطالبہ ایک خاص قرارداد (یعنی مجلس عمومی کے اختیارات کی توسیع اور اجنبی مفتشین [یورپین انسپیکٹروں] کی تعیین) کی صورت میں ظاہر کرچکا ہے - جسکو جمعیۃ عمومیہ نے ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع کو پاس بھی کردیا ہے - اسلیے یہ مؤتمر اسکے نفاذ کی درخواست کرتی ہے -

(۵) مجلس مبعوثان میں بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے عربی زبان سرکاری زبان تسلیم کیجائے -

(۶) خدمت عسکریہ بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے مقامی ہو - غیر معمولی شدید حاجت کی صورت اس میں استثنا ہوگا -

(۷) لبنان کی کمشنری کی مالی حالت کی اصلاح کی حکومت ضامن ہو -

(۸) عثمانی ارمن جو اصلاح چاہتے ہیں اس سے یہ مؤتمر ہمدردی ظاہر کرتی ہے -

(۹) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کو دیجائے -

(۱۰) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کے دوستوں (فرانسیسیوں اور انگریزوں) کو دیجائے -

(۱۱) مؤتمر عربی جمہوریت فرانس کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتی ہے -

(۱۲) اسوقت سے لیکے اور ان تجاویز کے نفاذ تک کوئی عربی یا شامی اس مؤتمر یا اسکی مانحت مجالس کے اذن خاص کے بغیر حکومت عثمانیہ کا کوئی منصب یا عہدہ قبول نہ کرے -

(۱۳) مذکورۂ بالا تجاویز ہی شامیوں اور عربوں کی سیاسی فرد عمل ہیں - کسی امید وار مبعوثیت کی اسوقت تک مدد نہ کیجائے جب تک اس فرد عمل کی حمایت کا وعدہ نہ کرلے -

مسئلۂ شرقی

بلقان لیگ

(مقتبس از لندن ٹائمز - ۲۷ - جون - سنہ ۱۹۱۳ ع)

اتحاد بلقان مانٹینگرو (جبل اسود) کے شریک ہونے سے مکمل ہوگیا - فرماں روائے جبل اسود (شاہ نکولس) ہمیشہ ترکوں کے خلاف عیسائی سلطنتوں اور ریاستوں سے معاہدہ کرنا چاہتا تھا - سنہ ۱۸۸۸ ع میں اُس نے ایک یادداشت اسی مضمون کی روس کو بھیجی تھی - جولائی سنہ ۱۹۱۱ ع میں جب طرابلس الغرب میں ہنوز لڑائی شروع بھی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنے سفیر قسطنطنیہ کو لکھا کہ روسی سفارت سے گفتگو کرے ' جب ستمبر میں لڑائی کا اعلان ہوگیا تو سرویا ' بلغاریا ' یونان کو فوجی اتحاد اور جنگی کارروائی کے لیے آمادہ کرلیا - اس وقت تک سرویا ترکوں کی طرفدار پالیسی پر عمل کررہی تھی - مگر فوراً ہی یہ پالیسی بدل دی گئی ' جب شہزادہ ڈینلو سنہ ۱۹۱۲ ع میں صوفیہ گیا تو مانٹینگرو اور دوسری بلقانی حکومتوں میں مفاہمہ ہوچکا تھا -

اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع سے بلغاریہ میں ان معاملات کے متعلق زیادہ عملی صورت پیدا ہوگئی - کچھہ روز کے بعد ان ریاستوں میں ترکی سے مقاومت کرنے کے لیے ایک عام اتحاد ہوگیا جس کا نام " اتحاد مالل نصرانیہ " قرار پایا - یہ کل انتظام اور اتحاد اول اول محض مدافعت کی غرض سے قائم ہوے تھے' مگر جب گرمیوں کے موسم میں کوچانہ اور برانہ میں قتل عام ہوا ' تو آخر اس اتحاد کی نوعیت تبدیل ہوگئی' اور اب اس میں حملہ و ہجوم و پیشقدمی کی شان آگئی -

اس معاملہ میں کوئی تحریری معاہدہ نہیں ہوا تھا - البتہ سرویا کے ساتھہ ایک عہد نامہ ماہ ستمبر میں ضرور ہوا تھا' جو سریسرا (سرئیٹزرلینڈ) میں تکمیل کو پہونچا تھا -

جبل اسود نے سب سے پہلے ترکوں کے خلاف جنگ بلقان میں ہتیار اتھالیے تھے' اور سب کے آخر میں لڑنا بند کیا ہے - جبل اسود اس قدر کیوں پیش پیش رہا ؟ یوروپین مدبر اس مسئلے کو اب تک اچھی طرح حل نہیں کرسکے - بعض کا خیال ہے کہ اتحادیوں نے پہلے پہل جبل اسود کو اسلیے بھڑا دیا تھا کہ اول یہ پیشقدمی کرلے بعد کو وہ بھی میدان جنگ میں اتر آئینگے -

جبل اسود کے دو وزیروں نے اس جنگ کی ضرورت پر سخت زور دیا تھا ' مارتنوویچ و پلامیناز یہ (Martinoch and Plamenatz.) تھے کیونکہ ان دونوں وزیروں کی راے تھی کہ جبل اسود کے حدود کی توسیع اقتصادی حیثیت سے نہایت ضروری ہے' اور صرف یہی موقع ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر ملک کو وسیع کیا جاسکتا ہے' ورنہ آیندہ ایسا موقع ہرگز نہیں ملیگا -

اس چھوٹی سی ریاست کی اقتصادی حالت واقع میں بہت خراب تھی - کیونکہ روس کے بخل ہی پر اس کو قناعت کرنا پڑتا تھا بیرونی دنیا سے تعلقات قدرۃ سمندر کی طرف سے ہوتے ہیں' اور وہ آسٹریا کے قبضہ میں تھا - اب موقعہ تھا کہ اپنا راستہ سلطنت ترکی سے جو اس کی قدیم دشمن تھی غصب کرکے نکالے -

مفتوحہ ملک کی تقسیم کا سوال اتنا اہم تھا کہ اس پر اول ہی سے غور کرکے تجویز کو قرار داد کی شکل میں لایا گیا - مناسب معلوم ہوا کہ بلحاظ قومیت رعایا ملک تقسیم ہوگا - اور یہی سب سے بہتر قاعدہ ہو سکتا تھا -

عہد نامہ برلن کے بعد سے ۳۵ - برس متواتر خونریزیوں کے جو واقعات ہوتے رہیں ہیں انکو فراموش نہ کرنا چاہیے - اس وقت جو بہت سی بجا اور بیجا شرطیں پیش کی گئیں تھیں ہم انکو یہاں قلم انداز کرتے ہیں - اس میں مربع کلومیٹر رقبہ تک درج تھا کہ فلاں ریاست کو یہ ملیگا - چونکہ معاملہ جمادات اور حیوانات کا نہیں تھا' بلکہ انسانوں کا تھا - جن کے سینوں میں دل اور دل میں جذبات تھے ' اس وجہ سے ریاستوں نے فوجی لحاظ سے تقسیم کی قرار داد مصدق مانی' مگر یہ بات بالکل ایسی ہی تھی کہ اپنی دیرینہ فتوحات اور قومیت کا حوصلہ دے کر ہر قوم اس وقت کسی دوسرے قوم کے ماتحتی سے نکلنا چاہے - یا کیلے (فرانس کا ایک صوبہ جو پہلے انگلستان کے قبضہ میں تھا) کے باشندے انگریزی حکومت سے الحاق کی درخواست کریں - اور جغرافی حیثیت سے بلقان میں موازنۂ اقتدار کو قائم رکھا جائے - یہ ایسی بات تھی کہ بلقان میں امن و آشتی کی سبیل نہ نکلتی - کیونکہ بلغاریا کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا ہے -

علاوہ اس کے نمایاں فوجی کارروائیوں کی بہت سی روایتیں مشہور کی گئیں - یونانی بیڑہ کی کارروائیاں نہایت شد و مد سے نمایاں کی گئیں - غرضکہ اس زمانہ کے قارئین اخبار کو یہ معاملات پڑہ کر پہلی نظر میں وہی واقعہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جب نہ میلاد مسیح سے قبل یونان سے ایران کی لڑائی ہوئی تھی ' اور یونانی افسروں سے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے کام کے مطابق انعام تقسیم کردیں ' تو انھوں نے سارے انعامات اپنے ہی نام کی ذیل میں مخصوص کرلیے تھے -

ریاستوں کی فوجیں نہایت بہادری اور جوش سے لڑیں' مگر بلغاریا کا نقصان سب سے زیادہ ہوا ہے - اِس عہدنامہ کی رو سے گو بلغاریا کا زائد نقصان تو ہوا ' مگر معاہدہ کے مطابق اُس کو ایک چپہ زمین بھی زیادہ نہیں مل سکتی -

فوجی اعتبار سے بھی تقسیم ملک کا لحاظ نہیں رکھا گیا خوش قسمتی سے اس قسم کی بعض تجویزیں ایسے وقت پر بدل گئی تھیں - کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو لڑی برغاس کی جنگ ہی وقوع پذیر نہ ہوئی ہوتی - جب اسطرح عملی کارروائی کے لیے میدان صاف ہوگیا - تو آخری انتظام کے واسطے قومی اصول کو قائم رکھا گیا - یہ صاف ظاہر تھا کہ اس اصول کے مطابق بلغاریا کو سب سے زیادہ ملک ملیگا -

یورپ سے ترکوں کے نکلنے سے ایک بڑا حصہ ملک کا آزاد ہوگیا - جسکو تمام مورخ اور سیاح بلا رعایت بلغاری نسل سے آباد بتاتے ہیں ' یہاں تک کہ بلغاری پادری کے تعین سے پہلے بھی مقدونیہ کو بلغاری ہی کہا جاتا تھا - بد قسمتی سے سرویا ' مانٹینگرو اور یونان کے واسطے ایسا معاملہ نہیں ہے - ابھی انکے جائز ملک سے ان کو اس وقت تک محروم رکھا جائیگا کہ مشرق ادنی کے متعلق اچھی طرح سے فیصلہ نہوجاے - جب آزادی کے دن آئینگے تب سرویا اور یونان بلغاریہ سے بڑی قومیں ہوجائینگی - اور اگر یہ قومیں اتحاد پر قائم رہیں تو انکو بلغاریہ کا دست نگر ہوکر رہنا پڑیگا -

درود تاج

پیارے سنی بھائیو - حضرت رسول مقبول کے شیدائیو - تاجدار مدینہ کے غلامو - سبز گنبد والے بادشاہ کے جمال اقدس پر قربان ہونے والو - تمکو مژدہ اور تمکو مبارک باد کہ ہمارے عنایت فرما عالیجناب محمد یوسف حسین خانصاحب رئیس بریلی محلہ قلعہ نے اپنی محض محبت اور خوشنودی اللہ عزوجل و رضاے حبیب کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے درود تاج نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر معہ اسناد و ترجمہ کے ہزارونکی تعداد میں چھپوا لے ہیں خانصاحب موصوف نے بلا کسی اُجرت اور معاوضہ کے تقسیم کرنیکا اعلان فرمایا ہے جن صاحبونکو درود تاج مطلوب ہوں وہ بذریعہ تحریر کے مفت طلب کریں -

درشہ علی قادری بریلوی - محلہ چاہ چڑیماراں

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

بریڈفرنگ

بلقانیوں کی باہم آویزش

یورپ کی گریہ وزاری

بلقانیوں کی آویزش جب تک عثمانیوں سے تھی، یورپ خوش تھا اور اُن کو مخلصانہ تبریک کے تحفے بھیج رہا تھا، لیکن جب سے بلقانی آپس میں گرم ستیز ہوے ہیں وہ ان سے نہایت کبیدہ و برافروختہ خاطر ہے کہ ایسا نہو ہلال کو اُس کی کھوئی ہوئی عظمت واپس مل جائے - لندن ٹائمز ۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کی اشاعت میں خونابہ افشانی کرتا ہے :

مقدونیہ میں حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بھیس میں داخل ہوے، مگر وہ آج تمام ملک کو ان نزاعوں سے بدتر اور بے رحم تر نزاعوں میں ڈالنے پر مائل معلوم ہوتے ہیں جو عثمانی شاہنشاہی میں بھی معلوم نہیں ہوئی تھیں -

انکی ابتدائی ظفرمندی - جس نے یورپ کی مخلصانہ مگر غالباً قبل از وقت آفریں و تحسیں کا غلغلہ برپا کیا تھا - اس سے زیادہ تاسف انگیز بلکہ نفرت انگیز انجام نہیں رکھسکتی -

وہ اپنے اقربا کے پاس آزادی کا تحفہ لے جانے کے لیے بڑھے تھے، مگر وہ ایک ایسی سرزمین میں بربادی پھیلا رہے ہیں جو برداشت سے آزمائی جا چکی ہے -

یورپ کی نسبت زیادہ بڑی قوموں کی عام اجماعی راے اس موقعہ پر لڑنے والوں کی ذمہ داری کی بہت زیادہ پروا نہیں کریگی -

وہ اغلباً حق اور باطل کی خوشنما تر ہلکی تصویروں پر غور کرنے کو نامنظور کردیگی، اور انکی مزید جنگ کی شرمناک غلطی پر دونوں جماعتیں یکساں سختی کے ساتھ ملامت کرنے کی طرف مائل ہونگی -

عام خیال جو اس قسم کے معلومات سے حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے کہ اسوقت بہم پہنچتے ہیں، یہ ہے کہ نئی جنگ کے شروع کرنے میں پہلے بلغاریوں نے سنجیدگی کے ساتھ کارروائی کی -

جبکہ ایک طرف ہم اس قطعی کارروائی کی بابت کمزور سے کمزور پسندیدگی ظاہر نہیں کرسکتے اسی وقت میں دوسری طرف ہم بلغاریا کو اس بناء پر کسقدیم بھی کرسکتے کہ وہ نمایاں بانی فساد ہے - جہاں سب مجرم ہوں وہاں "طرف" کی بحث نہیں ہوسکتی -

ہم بہادری کے ساتھ حاصل کیے فتوحات پر تحسین و آفرین کے لیے تیار تھے، مگر اب ہم کو لوٹ پر لڑنے والوں کی صورت میں قتل کے لیے، جسمیں سب برابر کے شریک ہیں، ملامت کے

موسیو پوانکارے

ترکوں کو ثمرات فتح سے محروم رکھنے کے لیے غور کر رہے ہیں

علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملتی.....

.....

ہم سے کہا جاتا ہے کہ دول کو جنگ روکنا چاہیے، مگر کوئی ہم سے ٹھیک طور پر کہنے کے لیے تیار نہیں کہ کیونکر انکو روکنا چاہیے -

اگر زار کی نصیحت اپنے پیش اندیشیدہ اثر میں ناکامیاب ہوچکی ہے تو پھر کارفرما مداخلت سے کم کوئی شے فوراً ممکن نہ ہوگی - کارفرما مداخلت، خواہ کسی طرح ترتیب دی جائے، اپنے جلو میں بہت سے خطرات لائیگی جن سے بچنے کا خواہشمند سب کو ہونا چاہیے -

اتحاد یورپ ابھی ناکام نہیں ہوا ہے کیونکہ ابھی تک موجود ہے اور اس کا مستحکم بلقان قیام میں مقامی جنگ کے روکنے کے لیے اپنی عدم قابلیت سے بہت زیادہ اہم شے کا لحاظ کرتا ہے -

اگر جیسا کہ آخرین خبروں سے مترشح ہوتا ہے یہ برادر کش جنگ ایسے حدود تک پہنچگئی ہے جنکے بعد باقاعدہ اعلان جنگ محض ایک امر رسمی و اصطلاحی رہ جاتا ہے، تو دول کے لیے محفوظ ترین راستہ اس نئی جنگ کو مقامی رکھنا ہے جیسا کہ انھوں نے حلفاء اور ترکی کی جنگ میں کیا تھا

مسیحیت اور مدنیت دونوں ان مناظر سے ذلیل ہوئی ہیں جو اب تک منکشف ہو رہے ہیں -

ریاستہاے بلقان ایک ایسی بربریت میں گرفتار ہیں جو اس بربریت سے کہیں زیادہ گہری اور شرمناک ہے جو ترکوں کی طرف سے عمل میں آتی تھی -

وہ ان بلند امیدوں کو ڈھا رہے ہیں جو انکے مستقبل کے متعلق قائم کی گئی تھیں، اور اپنے آپ کو خوفناک طور پر گرنے سے قریب کر رہے ہیں -

زائد سے زائد متحدہ یورپ جو کچھ کرسکتا ہے وہ یہ دیکھتے رہنا ہے کہ انکے زور مشتعل میلانات کو پھیلنے نہیں دیا گیا ہے -

جمہوریۂ استبداد کی حمایت میں

کہتے ہیں جمہوریۂ فرانس کی شعاع حریت تمام اقوام عالم کے لیے یکساں فیض بخش ہے، لیکن لفظ "اقوام" غالباً صرف "پرستاران صلیب" کے لیے مخصوص ہوگا، ورنہ فرزندان توحید کی حریت چھیننے میں فرانس کو جو انہماک ہے اُس کے واقعات للیسیاے تا فلیلت کے اُس بلند منارے پر خط عبرت میں اب بھی منقوش نظر آرہے ہیں، جو پہلے مادنہ (اذان کا گنبد) تھا اور جہاں اب بجاے بانگ نماز کے ناقوس کا شور سنائی دیتا ہے - جنگ بلقان کی ابتدا میں یورپ نے اُس وقت کی موجودہ حالت کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا تھا - موسیو پوانکارے اُن دنوں فرانس کے وزیر اعظم تھے - بلقانیوں کو جب فتح ہوئی تو سب سے پہلے انھوں نے زور دیا کہ مفصوبہ علاقے اب ترکوں کو واپس نہ ملینگے - اجکل کی جنگ میں ترکوں کو جب فتح ہوئی تو ضرور تھا کہ اس فتح کو شکست کی صورت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی - سرایڈورڈ گرے

اس کام کو تنہا انجام نہیں دے سکتے تھے ' اس لیے موسیو پوانکارے سے استمداد کی گئی - جو کچھہ دنوں سے فرانس کے رئیس الجمہور ہوگئے ہیں - صاحب موصوف اسی غرض سے پچھلے ہفتے میں انگلستان تشریف لائے تھے - لندن ٹائمز اُن کی آمد کے متعلق لکھتا ہے:

گذشتہ ہفتہ کے چہار شنبہ کی صبح کو دفتر وزارت خارجیہ میں موسیو بچن (وزیر خارجیہ فرانس) موسیو کمبن (سکریٹری وزیر خارجیہ فرانس) اور سر ایڈورڈ گرے و سر ارتھر نکلسن (سکریٹری وزیر خارجیہ انگلستان) کے مابین ایک طویل صحبت رہی -

دوپہر کو ایوان سینٹ جیمس میں وزیر خارجیہ انگلستان ' انکے سکریٹری اور موسیو پوانکارے میں ایک گھنٹہ سے زائد صحبت رہی - اس میں فرانسیسی سفیر اور موسیو بچن بھی موجود تھے -

ریوٹر ایجنسی کو یہ ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے کہ میدان مباحثہ صرف بلقانی پیچیدگیوں اور قیام امن ہی پر نہیں بلکہ تمام سوالات متعلقہ ترکی پر وسیع تھا ' جس میں ترکی میں دونوں سلطنتوں کے مصالح بھی شامل ہیں -

عملاً فرانس اور انگلستان کے مشترکہ مصالح کے حوالے دیے گئے - کسی با قاعدہ دستاویز پر دستخط نہیں ہوے ' لیکن اس صحبت نے یہ واقعہ منکشف کر دیا کہ دونوں حکومتوں کی رایوں میں کامل اتفاق ہے - دونوں حکومتوں کی موجودہ پالیسی کے نقطہاے اتحاد مستحکم کیے گئے -

اسی ہفتہ کے پنجشنبہ کو موسیو بچن نے ریوٹر کے نامہ نگار خاص کو سینٹ جیمس پیلس میں باردیا - موسیو پوانکارے کی سیاحت انگلستان کے متعلق اثناء گفتگو میں فرانسیسی وزیر خارجیہ نے کہا:

اپنی سیاحت انگلستان کے متعلق رئیس کا خیال ہر نقطہ نظر سے اچھا ہے - وہ بہت گہرے طور پر اپنے استقبال سے متاثر ہوے ہیں جو قوم ' حکومت ' اور پادشاہ کی طرف سے کیا گیا تھا - وہ صرف ایک دفعہ اور بیان کر سکتے ہیں کہ انکی سیاحت سے انگلستان و فرانس میں سلسلہ مفاہمت کسقدر مستحکم ہوگیا ہے -

اس خدمت کا ثبوت جو اس مفاہمت نے دنیا کے بڑے حصے کے لیے انجام دی ہے - ان اعمال میں ملتا ہے جو اس نے تمام یورپ کے فوائد کے لیے بین المللی امن کی خدمتگذاری میں کیے ہیں -

اس گفتگو نے جو میں نے سر ایڈورڈ گرے سے کی نہ صرف گذشتہ کی تصدیق کردی بلکہ یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی سوالات میں عموماً ' اور قیام امن کے متعلق تمام امور میں خصوصاً دونوں وزارتوں (چانسلیریز) کی راے میں بالکل بہمہ وجوہ اتفاق ہے - اس طرح رئیس کی سیاحت نے دنیا کی قوموں میں مصالحت کا ایک اور عنصر پیدا کر دیا ہے -

ترجمہ اردو تفسیر رکبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

جامعۂ مصریہ

مسلمان کسی ایک امر میں آزاد کیوں ہیں؟

حتی علی الموت لا اخلو من الحسد

مصر میں ایک آزاد قومی یونیورسٹی قائم کرنے کی تحریک جن دنوں زیر بحث تھی ' ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک نامہ نگار نے اُسی زمانے میں تعریض کی تھی کہ " مصریوں کی قومیت مردہ ہو رہی ہے ' خود تو مبتلاے سکرات ہیں مگر اس ابتلا میں بھی یونیورسٹی کا شوق ہے " یہ موت واقع میں کوئی خیالی موت نہ تھی ' اس لیے کہ جس قوم کی مقہوریت اُس کے تمام اصناف زندگی پر محیط ہو اُس کو زندہ نہ سمجھنا چاہیے -

موت آتی تھی آتی رہی ' یونیورسٹی بنتی تھی بن گئی ' لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ مرنے والوں کے ہات میں سواے ایک یونیورسٹی کے اور کوئی چیز نہیں جسے وہ اپنی کہہ سکیں - سلطنت و حکومت کی ہر ایک چیز میں وہ احتلال کے دست نگر ہیں ' مگر اس پر بھی یورپ کا یہ رشک کم نہیں ہوتا کہ ایک مرنے والی قوم ایک زندہ یونیورسٹی پر کیوں قابض ہے ؟ یونیورسٹی کا نصاب و نظام مرتب ہے ' شائع ہو چکا ہے ' اور ہر سال اُس کی با قاعدہ رپورٹ چھپتی ہے - عربی اخباروں میں ہر تین مہینے کے بعد اُس کے تعلیمی و انتظامی و امتحانی امور پر نہایت مفصل تبصرہ درج ہوا کرتا ہے ' اُس نے محض اپنی ہی درسگاہ میں طلبہ کی تعلیم پر کفایت نہیں کی ' بلکہ جاپان کی نظیر سے فائدہ اُٹھا کر یورپ کے اکثر ممالک میں اعلی تعلیم کی تکمیل کے لیے لائق متعلمین کی ایک بڑی جماعت ہر سال بھیجا کرتی ہے ' تعلیم کے عمدہ نتایج کی مدح بھی ہوتی ہے اور ساتھہ ہی تعلیم گاہ (یونیورسٹی) کی مرمت بھی کی جاتی ہے ' صرف اس ایک جرم نے کہ یونیورسٹی گورنمنٹ کی محکوم کیوں نہیں ہے یورپ کی نظر میں اُس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہی ہے - ہندوستان میں آزاد مسلم یونیورسٹی کے نام سے جو اعراض کیا جاتا ہے جامعۂ مصریہ کا واقعہ بتا دیگا کہ اُس کا فلسفہ کیا ہے ؟

نیر ایسٹ کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے :

مصری یونیورسٹی سنہ ۱۹۰۷ع میں قائم ہوئی ' جبکہ وہاں کی قومی جماعت (الحزب الوطنی) کے سروں میں پہلے پہل انگریزوں کی مخالفت کا سودا سمایا تھا - انہوں نے صاف الفاظ میں یہ اعلان کردیا تھا کہ کوئی انگریز ' گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ' اور کوئی شخص جس کا تعلق یورپ کی کسی سفارت سے ہو اس میں شریک نہیں ہوسکتا - بیشتر افراد ایسے بھی تھے جو اس انتہا پسندی سے ہمدردی نہیں رکھتے تھے - کیونکہ اس میں کچھہ شبہ نہیں کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے حدود اختیار سے بالکل باہر ہو اعلی پایہ کی یونیورسٹی نہیں ہوسکتی - جو شخص مصری حکومت سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کی مدد اُس میں شامل نہو تو پھر اُس کے نتائج کا دیر ہی سے کھڑے ہوکر انتظار دیکھنا چاہیے -

اس یونیورسٹی کی بنیاد بھی اسی طرح پڑی تھی کہ بڑے جوش و خروش و شان شوکت سے افتتاح ہوا ' مگر کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ موجودہ طرز تعلیم کن اصول پر چلائے جائینگے - کونسل (یونیورسٹی کی مجلس انتظامی) نے ہنوز اس بات

مراسلات

کو بھي طے نہیں کیا تھا کہ کیا کیا مضامین رکھے جائینگے کہ آیندہ پروفیسر بنانے کے واسطے ممالک غیر میں طالب علموں کو بھیجنا شروع کردیا -

طبابت (مڈیکل سائنس) کی تجویز ہوئي مگر اُس کے واسطے ماہرین فن اور کثیر مصارف کي ضرورت تھي - قانون کے لیے فرانسیسي کالج اول سے موجود تھا - سائنس اور انجینیرنگ (هندسه) کے واسطے بھي وهي مشکلیں پیش آئیں' جو ڈاکٹري کے متعلق پیش آئي تھیں - دینیات اس بحث سے بالکل خارج هي تھي - اب سوائے علوم ادبیه اور زراعت کے کچھه نہیں رہا تھا - اس کے واسطے بھی یہي دو اعتراض پیش ہوے ' کیونکه علوم ادبیه کي ضرورت اعلی تعلیم کے واسطے تھي - گورنمنٹ نے ابتدائي و ثانوي (سکینڈري) اور اعلی تعلیم کے نہایت اچھے اصول قائم کیے تھے' مگر اس بات کي شکایت همیشه هوتي رهي که تعلیم ناقص ہے - تعلیم ایسي هوني چاهیے جس سے یورپ کي اعلی تعلیم کے لیے طلبه طیار هوا کریں - اس یونیورسٹي سے امید تھي مگر اُس کے کارکنوں کے دل میں جو بات تھي وہ یه تھي که گورنمنٹ کے کام سے کچھه اعلی کام هونا چاهیے -

فلسفه وغیرہ علوم عالیه پڑھانا مصریوں کو مفید نہیں هوتا ' کیونکه اُن کا منشا تعلیم سے علم حاصل کرنے کا نہیں ہے بلکه ملازمت ہے - اور یه کام گورنمنٹ اسکول پورا کردیتے هیں - پہلے موسم سرما میں قومي جماعت نے گورنمنٹ اسکولوں کے بہت سے طالب علموں کو اس یونیورسٹي میں داخل کرلیا ' مگر وہ بدستور قانون کے خدیوي اسکول میں تعلیم پاتے رہے ' کیونکه ان کے پیشه کي شہرت اسي پر منحصر تھي - یه بات زیادہ دنوں تک جاري نہیں رهي - تاهم یونیورسٹي کا نه کچھه نصاب تھا' نه امتحانات' نه کوئی ڈگري -

دوسرے سال تک یہي صورت رهي کونسل کے چند ممبروں نے کچھه تجویزیں پیش کیں ' مگر کچھه اثر نہیں هوا - کوئي ایسا کام نہیں هوسکتا تھا جس میں گورنمنٹ کو مداخلت دي جاتي - سنه ۱۹۱۰ ع میں امریکه کے سابق رئیس الجمہور مسٹر روزولٹ (Mr. Rossevelt) کي تقریروں کي وجه سے یه سلسله تبدیل هوا - قومي جماعت کے بالکل ٹوٹنے سے امید ہے که اب اسکي حالت اچھي هوجائیگي ' اور یه اُسی صورت میں ممکن ہے که یونیورسٹي بالکل گورنمنٹ کے هاتھه میں دیدي جائے' مگر افسوس ہے که یونیورسٹي کے پریسیڈنٹ اس قسم کي تجویز کو نہیں مانتے - جو لوگ اندرونی حالات کو جانتے هیں وہ صاحب پریسیڈنٹ کے کام سے اچھي طرح واقف هیں ' اور اس قلیل مدت میں جو کامیابی انہوں نے حاصل کي ہے وہ بھي قابل ستائش ہے - اسمیں کوئي تعجب کی بات نہیں ہے اگر یه دیکھا جاے که وہ اپنے دشمنوں کو یونیورسٹي دے دینے پر راضي نہیں هوئے - مگر زمانه اُن کو جلد بتا دیگا که یه خیال غلط تھا - جو طالب علم یورپ اس غرض سے بھیجے گئے تھے که پروفیسر بنیں وہ جب واپس آئینگے تو یه دیکھینگے که کوئي طالب علم وهاں نہیں ہے' جسے وہ تعلیم دیں -

انجمن الفرض

(از نواب حاجي محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹري مدرسة العلوم ملي گڑھ)

قوم آگاه هوگي که چند سالهاے ماسبق میں انجمن الفرض کے سرمایه سے صدها غریب مسلمان بھائیوں کو امداد دیگئي ہے' جسکي وجه سے وہ محمدن کالج میں رهکر اپني تعلیم پوري کرسکے' اور آج وہ ماشاء الله قوم کے لیے مایۂ نازهیں - چونکه بفضله تعالی اب کالج کے طلباء کي تعداد روز بروز بڑھ رهی ہے' اور قرض حسنه پانیوالوں کي تعداد میں بھي بے انتہا اضافه هوتا چلا جا رها ہے ' اس لیے ضرورت محسوس هوئي که اس سرمایه کو مستقل کیا جاے ' تاکه غریب طالبا کي زیادتی اور سرمایه کي کمی کي وجه سے اس امداد میں کمي نہونے پائے' تجویز هوئي ہے که جن صاحبوں نے اپنے دوران تعلیم میں کالج سے قرض حسنه

بقیه پہلے کالم کا

اکثر اشخاص کو افسوس هوا که آزاد یونیورسیٹي کي تجویز ٹوٹ گئي' مگر دو طرز تعلیم میں دو اصول رکھنے سے یه بہتر ہے که گورنمنٹ کے اصول پر عمل کیا جاے - جو علحده هونے سے بالکل بے اثر هو جاتا ہے -

رومانیه بلغاریوں سے کیوں هم نبرد ہے ؟

ترکي کے متعلق اپریل سنه ۱۹۱۳ ع کے فورت نائٹلی ریویو میں فیصله هوا تھا که اب اس سلطنت کو اپنے تئیں انگلستان کے حوالے کردینا چاهیے - جون سنه ۱۹۱۳ ع کے رساله نائنٹینته سنچري (XIX Century) میں مسٹر الس بارکر (Mr. Ellis Barkar) لکھتے هیں که " ترکي کي شکست سے اتحاد ثلاثه (جرمني ' آسٹریا ' اٹلی) کو سخت نقصان پہونچا ہے - جرمني کو ترکي سے جس امداد کي امید تھي وہ جاتي رهی ' کیونکه ترکي ایک بڑي فوج کے ساتھه روس پر جنوب کی طرف سے اور انگریزوں پر مصر کے طرف سے حمله کرسکتي تھی - علاوہ اسکے بلقاني ریاستوں کي قوت بڑھ گئي - پہلے ترکي ان کو همیشه روکے رکھتي تھي - چند سال میں یه ریاستیں روس کو دس لاکھه آدمیوں سے امداد دے سکینگي - جنگ بلقان میں ترکي کي شکست سے خصوصاً جرمني اور عموماً ایتلاف مثلث (آسٹریا و اٹلی و جرمنی) کے ترکی کی امداد هی نہیں کھوئي ہے ' بلکه رومانیا کی حالت کو بھی تذبذب میں ڈالدیا ہے - رومانیا روس کے خلاف آسٹریا وغیرہ کی طرفدار تھی - نه اسوجه سے که اُسے روس سے کوئي عداوت تھي ' بلکه اس وجه سے که روس اور آسٹریا کے مابین وہ رہ نہیں سکتی تھی - اس وجه سے اُسے ضرورت هوئي که وہ کسي بڑي طاقت سے صلح کرکے رهے - آسٹریا کو پسند کرنے میں اُسنے زیادہ امن کي صورت دیکھي ' کیونکه وہ اس ایتلاف مثلث کو زیادہ زبردست سمجھتی تھی " بلغاریا پر اگر وہ حمله نه کرتی تو خود اُسی کے لیے نہیں بلکه ارکان ایتلاف مثلث کے لیے بھی خطرہ تھا -

یا وظیفه پایا هے' اوراب وہ بفضله تعالی بر سر کار هیں اُنسے درخواست کي جاے که کل روپیه یکمشت یا باقساط ادا فرمائیں - اسي غرض سے ایک رجسٹر مرتب کیا گیا هے جسمیں تمام قرض حسنه پانیوالے اصحاب کے نام' پته وغیره درج کیے جا رهے هیں اور اداے قرض حسنه کي بابت اونسے خط وکتابت بهي شروع کیجا رهي هے - چونکه اکثر اصحاب کے پتے معلوم نهیں هیں' لهذا امید کیجاتي هے که موجوده اور آیندہ طلباء کو امداد دینے کی اشد ضرورت محسوس فرماکر فارغ التحصیل حضرات جو تعلیمي وظائف حاصل کرچکے هیں اپنے مفصل پته وغیره ضروري تفصیل سے پروفیسر عبد المجید صاحب قریشي نائب امین انجمن القرض کو مطلع فرمائینگے ' جو کچهه زر امداد بطور قرض حسنه اُن کے ذمه هے اوسکو ادا فرماکر ایک اخلاقي فرض سے سبکدوش هونگے ' اور ایثار نفس اور احسانمندي کي ایک قابل تقلید مثال قائم فرمائینگے -

آخر میں یه امر ظاهر کردینا ضروري هے که في الحال انجمن القرض کا سرمایه بوجه چنده نه ملنے کے بے انتها کم هوگیا هے' حالات موجوده میں امید نهیں هے که اس مد کے لیے معقول رقم جمع هوسکے - اور یهي حالت رهي تو سخت خطره هے که وظیفوں کی تعداد بهت کم کرنا پڑیگی -

القـــرض کے وفـــود

چونکه تعلیم کے مصارف بهت کثیر هوگئے هیں - اور کم استطاعت شریف مسلمان جن کی تعداد بدقسمتي سے زیاده هے اپنے بچوں کو اعلی تعلیم نهیں دلا سکتے اسلیے ضروري هے که بزرگان قوم انجمن القرض کی جانب توجه فرمائیں جو ۲۳ سال سے غریب طلباء کو وظیفه دیکر اعلی تعلیم دلا رهي هے - وظیفه کا نام اب قرض حسنه هے جس کا اصل مقصود شریف طلباء کي غیرت اور حمیت کو قائم رکهنے کا هے -

گرمیوں کي تعطیل میں کالج کے هر طالبعلم کا فرض هوتا هے که جب گهر جائے تو اپنے عزیزوں' دوستوں اور بزرگان قوم سے کچهه نه کچهه مانگ کر جمع کرے' اور کالج کهلنے پر انجمن کے سپرد کردے' مگر چونکه اس طریقه سے کافی چنده جمع نهیں هوتا اسلیے تجویز هوئي که علاوه منفرده کوشش کے لایق طلباء میں سے کچهه طلباے کالج منتخب صوبوں' کمشنریوں اور اضلاع میں دوره کرکے چنده جمع کریں - چند طلباء جو اسوقت سال رواں کی محنت سے فارغ هوئے هیں بجاے اپنے گهر جانے اور آرام کرنے کے قومی گدائي کے کام پر مستعد هوکر همدردان قوم کی خدمت میں حاضر هوتے هیں -

امسال طلباء کالج کے حسب ذیل سات وفد مختلف حصص هند میں روانه کیے جا رهے هیں :

پنجاب میں دو ڈیپوٹیشن روانه کیے گئے هیں - ایک کے ناظم عبد الرحیم صاحب بی - اے - اور دوسرے وفد کے خلیل احمد صاحب بي - اس - سی هیں - ممالک متحده آگره و اودھ میں بهی دو وفد بهیجے گئے - ایک کي نظامت نظیر الدین صاحب بي - اے - کے متعلق هے' اور دوسرے کي سید ظفر حسین صاحب متعلم فورتهه ایر کلاس کے متعلق هے -

مشرقي بنگال میں ایک ڈیپوٹیشن زیر نظامت محمد الیاس صاحب برني - بی - اے - روانه هوا هے -

بهار میں بهي ایک وفد بهیجا گیا هے جسکے ناظم آغا مرزا صاحب متعلم فورتهه ایر کلاس هیں - حیدرآباد میں جو ڈیپوٹیشن گیا هے اوسکے ناظم سید واجد حسین صاحب متعلم فورتهه ایر کلاس هیں -

سنه ۱۱ و ۱۲ع میں انجمن القرض کے پاس چندے کي آمدني ۳۲۶۳-۱۴-۶ روپے موجود تهے - جو قرض حسنه سنه ۱۲ و ۱۳ع میں اس آمدني سے دیے گئے ان کي مقدار ۲۶۷۷۱-۵-۰ تهي - خرچ دفاتر وغیره ملا کر کل خرچ سنه ۱۲ و ۱۳ع میں ۲۹۳۸۶-۱۲-۰ هوا - یه واضح رهے که قریب چهبیس هزار کے جو زائد خرچ هوا وه گذشته سالوں کي بچت سے دیا گیا - سنه ۱۲ و ۱۳ع میں مجموعي آمدني اس انجمن کي ۱۲۶۵۵-۱۱-۱ تهي' لیکن جو وظائف سال رواں کے لیے منظور هوچکے هیں انکي مقدار چوبیس هزار تک پهنچ گئي هے ' علاوه اس کے دفتر وغیره لوازم کے خرچ بهي هونگے اور هونگے - اسوقت بهت سے مستحق غریب طلبا کي درخواستیں نهایت حسرت سے نامنظور کیجا رهي هیں ' اس صدمه سے بچنے کے لیے جو هم کو ایسي درخواستوں کے نامنظور کرنے میں هوتا هے هم اعلان کرتے هیں که جبتک موجوده وفود اور منفرده چنده کے ذریعه سے آمدني نهو لے اور درخواستیں نه بهیجي جائیں - هم یه رقم غیر مستطیع شرقین مسلمان طلباء کو هرگز دینے کے قابل نهونگے ' اگر گذشته سالوں کي رقم همارے هاتهوں میں نهوگي - لیکن نهایت حسرت سے یه گذارش کرنیکي معافي چاهتا هوں - که اب همارے پاس جمع کچهه نهیں رها - اب جو کچهه غریب هونهار طلباء کے لیے تحصیل علم کا موقع ملیگا وه صرف آپ حضرات کے دست کرم کا نتیجه هوگا - خدا نخواسته اگر قوم نے ایک سهل حصه آمدني سے غریب طلباء کي معاونت نه کی تو نه معلوم اسکا کیسا دردناک نظاره هوگا - کسي قوم میں اس سے بڑي کوئي مصیبت نهیں که اوسکے افراد قوم کي غفلت سے جهالت رہے علمي کے شکار هوجائیں - مجهے امید هے که همارے سات وفود نهایت کامیاب واپس آئینگے -

انجمن القرض کے فنڈ سے صرف اونهیں غریب بچونکو وظیفه نهیں دیا جاتا جو مدرسة العلوم علیگڈه - تعلیم پاتے هیں بلکه اونکي بهي مدد کیجاتي هے جو هونهار هیں' اور دوسرے کالجوں میں وه تعلیم حاصل کرني چاهتے هیں جسکا انتظام دست مدرسة العلوم میں نهیں هے - مثلاً تعمیرات کي اعلی تعلیم انجینیرنگ کالج رڑکي میں ' یا ڈاکٹري کي تعلیم میڈیکل کالج میں - علاوه اسکے انجمن نے تعمیر مسجد و دیگر عمارات کالج کو جو ابهی ناتمام هیں اپنے مقاصد میں شامل کیا هے ' اور همدردان قوم کي مدد کي امید هي پر تعلیم دینیات کے ضروري مصارف کي کفالت کا بهي ایک حد تک بیڑا اوٹهایا هے ' جو اصحاب براه الطاف چنده عنایت کریں اپنے چنده کے متعلق صراحت فرمائیں که وه کس مد کیواسطے هے ' اور رسید میں اوسکا کیوں کر اندراج هو ؟ انجمن القرض نام هے طلباء مدرسة العلوم اور دیگر نو عمر لوگونکي جماعت کا جو بذات خود کچهه نهیں کرسکتے - سواے اسکے که بزرگان قوم کي خدمت میں اپني عرضداشت پیش کریں اور متفرق قطروں کو جمع کرکے دریا بنائیں تاکه یه سرچشمه قوم کي پیاس کو بجهائے - اسی غرض سے ان میں سے چند لڑکے قوم کي خدمت میں حاضر هونا چاهتے هیں - میں امید کرتا هوں جیسي خوش نیتي سے یه نیک کام انهوں نے اپنے ذمه لیکر تکلیف گوارا کي هے ویسي هي قوم کي طرف سے انکي قدر افزائي هوگي - اور بمصداق (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) جس طرح اونهوں نے قوم کے سامنے گداگري کرکے اپنے غریب بهائیوں کي تعلیم کے لیے روپیه جمع کرنے کا بیڑا اوٹهایا هے ' قوم کي همت و سخاوت سے امید قوي هے که وه بهي ان نونهالوں کي پوري قدر و منزلت فرماکر اونکي همت افزائي کریگي -

انجمن القرض یا چندوں کے متعلق جو ضروري اُمور دریافت طلب هوں ان کے متعلق بزرگان قوم جسوقت چاهیں پروفیسر عبد المجید قریشي نائب امین انجمن القرض سے خط وکتابت کرسکتے هیں -

فهرست زر اعانۂ مهاجرین مدینه
(٧)

	پالي	آنه	روپيه
بذريعه جناب سيد محمد كاظم صاحب - بي -			
آئي - پي ريلوے اسٹورس جهانسي	٩	٣	٥
(به تفصيل ذيل)			
جناب سيد منظور علي صاحب	٠	٤	٠
جناب حكمت الله خاں صاحب	٠	٨	٠
جناب رحمت عليصاحب	٣	٥	٠
جناب سيد روح الامين صاحب	٦	٢	٠
جناب سيد تصور عليصاحب	٠	٣	٠
جناب محمد كاظم صاحب	٠	٠	١
جناب مولوي طفيل احمد صاحب	٠	٠	١
جناب محمد جان صاحب	٦	٧	٠
جناب امير الله صاحب	٠	٢	٠
جناب اسير الدين صاحب	٦	٣	٠
جناب ولي محمد صاحب	٠	٠	١
جناب غلام محمد صاحب ملتان	٠	١٣	٣
جناب حافظ علي احمد صاحب انصاري پليڈر نكودر - جالندهر	٠	٠	٨
جناب محمد واحد صاحب ٹونك	٠	٠	٥
جناب غلام نبي صاحب گورکهپور	٠	٩	١٤
جناب سيد فضل احمد صاحب باره بنكي	٠	٠	١٠
جناب غلام غوث صاحب لائل پور	٠	٠	٥
جناب محمد بخش صاحب	٠	٠	١
متفرق	٠	٠	٣
جناب سيد شا حكيم محمد الياس صاحب نواده	٠	٦	١
جناب سيد علي محمد ذاكر صاحب مدراس -	٠	٠	٣
جناب ظهور الحسن خانصاحب وارثي پرتاب گڈه	٠	٠	١٠
جناب امداد علي صاحب - رامپور	٠	٢	٢٢
بذريعه جناب حكيم عبد النور صاحب - پٹنه	٩	٧	٢٠
(به تفصيل ذيل)			
جناب عبد النور صاحب	٩	٠	٧
جناب مولوي عبد الكريم صاحب	٠	٠	٥
جناب منشي عزيز الحكم صاحب	٠	٨	٠
جناب عبد الرحمن صاحب	٠	٠	٥
جناب شاه عين الحق صاحب	٠	٠	١
جناب حكيم عبد الطيف صاحب	٠	٨	١
جناب محمد ظهور الحق صاحب	٠	٨	٠
جناب منشي امير احمدي صاحب	٠	٣	٠
جناب مرزا بهادر بيگ صاحب - حيدر آباد دكن	٠	١٠	٦
جناب مولوي مويد الدين حسن خانصاحب بتقريب سالگره فرزند جناب احمد محي الدين حسين صاحب نظام آباد دكن	٠	٠	٢١

	پالي	آنه	روپيه
جناب محبوبعلي صاحب - باؤ بازار	٠	٠	٨
جناب ولي محمد خانصاحب - باؤ بازار	٠	٠	٢
جناب ابراهيم صاحب بهيونڈي	٠	٠	١٠
بذريعه نياز علي خانصاحب - سب ڈويزنل افسر پشاور	٠	٩	٦١
(به تفصيل ذيل)			
مزدوران ماتحت مولوي رحمت علي صاحب سب اور سير منگلاهيڈ -	٠	٠	٣١
جناب محمد علي خان ٹهيكيدار	٠	٠	١٥
مزدوران ايضاً	٠	٠	٥
متفرق	٠	١	٠
بذريعه جناب عبد العزيز صاحب - لولم - برهما (در خريدار)	٠	٠	٢
ايك بزرگ از كانپور	٠	٠	١٠
ايك بزرگ جو اپنا نام ظاهر كرنا نهيں چاهتے -	٠	٠	٨
جناب سيد مير حسن صاحب - ملتان	٠	٠	٨
جناب حكيم خواجه عبد الشكور صاحب كانپور -	٠	٠	٢
بذريعه جناب سراج الدين صاحب سكاردر كشمير	٠	٠	٢٥
جناب سكريٹري صاحب علمي كلب بلگرام	٠	٥	٢
جناب احمد رضا صاحب - بين پٹنه	٠	٠	٢٠
جناب احمد الله خانصاحب - كاكوري	٠	٠	١
جناب سيد علي صاحب - سشن جج در منگل دكن	٠	٠	٩٣
جناب حكيم احمد حسين صاحب گورما - كانگوه	٠	٠	٢٥
جناب عبد الحفيظ صاحب هركانوان - بربيگهه	٠	٨	٦
جناب محمد محسن صاحب ضلعدار باره بنكي	٠	٠	٣
جناب محمد گوهر علي صاحب معرزف كنج - گيا	٠	٠	٢٠
جناب مولوي محمد ابراهيم خانصاحب رامپور	٠	٠	٥٠
بذريعه جناب عنايت الله خانصاحب انسپكٹر گوجرانواله	٠	٠	١٥
(به تفصيل ذيل)			
جناب خواجه محمد مردوه صاحب	٠	٠	١
جناب منشي رحيم بخش صاحب سب انسپكٹر پوليس	٠	٠	١
جناب عنايت الله خانصاحب انسپكٹر	٠	١	٧
جناب محمد نصر الله صاحب	٠	٢	١
جناب مولوي محمد ابراهيم صاحب	٠	٠	٢
جناب منشي احمد حسن صاحب	٠	٠	٣
ميزان	٦	٩	٥٢٨
سابق	٠	١١	٧٣٤٧
كل	٦	٤	٧٨٧٦

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PETG PRLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابو الکلام احمد الحسینی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ٦ | تاریخ: چہار شنبہ ۳ رمضان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, August 6, 1918.

قیمت فی پرچہ

سالانہ تین آنہ

هذا بصائر للناس ، و هدى و رحمة لقوم يوقنون :
(۴۵ : ۱۹)

بصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ
جس کا
اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تھا -
وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصول -
خریداران الہلال سے : - - ر روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ نبوۃ و صحابۂ و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثہ کے تراجم ، اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا - تاہم یہ امور ضمنی ہونگے ، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی ، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل میں قران کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہ موضوع رحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۂ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب .

القلم م الہ زبیری

یعنے " البصائر " کا عربی ایڈیشن
جو
وسط شوال سے شائع ہوجائیگا
اور
جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیہ ، احیاء لغۃ اسلامیہ ، اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ہے -

الہلال کی تقطیع اور ضخامت
قیمت سالانہ مع محصول ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ
ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :
نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

شذرات

مشهد اکبر

اورنه کا دردناک نظارہ کانپور میں

ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها؟ اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین' لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم (۲ - ع - ۱۴)

اورنه (ایڈریا نوپل) کو جب بلقانیوں نے تسخیر کیا ہے تو سب سے پہلی جو حرکت کی وہ یہ تھی کہ سلطان سلیم کی جامع مسجد پر قبضہ کرکے اس پر سؤاہیوں کے پہرے بٹھا دیے اس حادثے پر' جس کی تصویر غم علحدہ پیشکش ہے' اسلامی دنیا کے ہر ایک حصے میں ماتم ہوا اور شاید اس کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی' لیکن معلوم نہیں مسجد کانپور کی ذیل میں ۳ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو جو حوادث پیش آئے ہیں دردمند دلوں پر ان کا کیا اثر پڑیگا؟

نیم سرکاری انگریزی اخبارات نے ان حوادث کے متعلق حسب ذیل بیان شائع کیا ہے:

"۳ - اگست کو ۱۰ - بجکے ۳۰ منٹ پر مچھلی بازار کانپور کے متعلق ایک خوفناک باری ہوا - مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مجمع صبح کو عید گاہ میں ہوا تھا' جسکے لیے مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار بند کر دیے تھے اور بطور علامت حزن ننگے سر عیدگاہ کو گئے تھے -

جلسہ کے بعد چار پانچ سو مسلمانوں کی جمعیت نے ایک سیاہ علم کے پیچھے مسجد مچھلی بازار کا رخ کیا - اور حصۂ منہدمہ کی تجدید تعمیر کرنی چاہی - سب انسپکٹر نے بھیڑ کو منتشر کرنا چاہا' لیکن چند پتھروں اور ڈھیلوں سے چوٹ کھانیکے بعد سیٹی انسپکٹر اور اسکے ساتھ کے آدمی واپس پھرے' کچھ بلوائیوں نے چوکی تک پیچھا کیا اور چوکی کے بعض چیزوں کو خفیف نقصان پہونچانے کے بعد مسجد واپس آئے -

مسجد کے قریب ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع تھے جن میں بہت سے تماشائی بھی تھے - مسٹر ٹائلر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کچھ پولیس کے مسلح پیادے اور سواروں کے ساتھ موقع پر پہونچ گئے' اور تنہا سوار ہوکر مجمع کو منتشر کرنے کے لیے بڑھے' مجمع نے پتھر اور ڈھیلے جو پاس پڑے تھے پھینکنا شروع کیا - مسٹر ٹائلر نے اپنے فوجی مددگار کو آواز دی - خالی کارتوسوں کے فائر نے کوئی اثر نہیں پیدا کیا - اس بنا پر انھوں نے گولیوں سے فائر کا حکم دیا - فائر سے جو ۱۰ - منٹ تک رہا' بھیڑ بالکل منتشر ہوگئی -

متعدد آدمی مارے گئے' اور ایک تعداد زخمی ہوئی' جس میں کچھ پولیس مین بھی شامل ہیں' جو بھیڑ میں مجروح ہوے' کچھ بلوائی پولیس مین کے ہاتھ بندوق سے مارے گئے - ایک پولیس مین مرگیا - جہاں تک معلوم ہوسکا ۱۲ - آدمی مرے اور ۳۳ زخمی ہوے جو اسپتال پہونچائے گئے' کچھ تماشائی جن میں ہندو بھی شامل تھے' سخت زخمی ہوے' سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی چوٹ آئی' کچھ تعداد گرفتار کی گئی" -

کل اور آج کی پرائیوٹ تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری بیان سے بہت زیادہ یہ مسئلہ ہولناک ہوگیا' آتشباری میں بہت سے مسلمان کام آئے اور گرفتاری میں ہر طبقہ کے افراد کے علاوہ مسلمان لڑکے بھی پابزنجیر ہیں' یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے' مفصل و مشروح واقعات پر آیندہ نقد نظر ہوگی' ولا تقولوا لمن یقتل -

حظ و کرب

مسٹر عبد الماجد بی - اے کا خط کمپوز ہو چکا تھا' اور چند سطریں اس کے متعلق پروف پر لکھ دینے کا خیال تھا کہ میں منسوری چلا آیا' اور وہ بغیر جواب نکل گیا -

اصطلاحات علمیہ کے وضع و تراجم کا مسئلہ نہایت اہم ہے - میں عنقریب اس پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

مسٹر موصوف صحیح قالم مقام الفاظ کی تلاش میں حق بجانب ہیں' لیکن غالباً اس کے لیے صحت کی ضرورت نہیں سمجھتے - میرا خیال دنیا کے عام خیال کے مطابق یہ ہے کہ کسی لفظ کا اسکے صحیح معنوں ہی میں استعمال ہونا چاہیے -

میں سمجھتا ہوں کہ صحت الفاظ کا لحاظ رکھنے کی غلطی میری طرح ہمیشہ سے ہر زبان کے جاننے والے کرتے آئے ہیں -

انھوں نے لکھا ہے کہ اصل انگریزی اصطلاحات کے لیے "لذت و الم" کافی نہیں' اور اسکے وجوہ لکھے ہیں - لیکن میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ عربی زبان و علوم میں "لذت و الم" بعینہ اسی پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے' جس کے وہ متلاشی ہیں اگر وہ عربی میں فلسفۂ و کلام کے معمولی مباحث پر نظر ڈالیں تو اس پر واضح ہوجائیگا -

رہا "حظ" کا لفظ' تو قطع نظر اس کے کہ وہ لذت سے زیادہ ادائے مفہوم کے لیے مفید ہے بھی یا نہیں؟ سب سے پہلی بحث یہ ہے کہ جس معنی کے لیے جو لفظ سرے سے غلط ہی ہو' اس کے متعلق چھنیں و چناں کا موقع ہی کب باقی رہتا ہے؟ میں نے اپنے نوٹ میں اختلاف کی قوت کو احتیاطاً و بخیال حفظ اداب تحریر' کسی قدر ضعیف کر دیا تھا' اور عمداً لکھدیا تھا کہ:

"اردو اور شاید فارسی میں غلطی سے حظ بمعنی لذت بولا جاتا ہے"-

لیکن اب میں مسٹر موصوف کو یقین دلاتا ہوں کہ فارسی میں بھی کوئی پڑھا لکھا آدمی "حظ" کو "لذت" کے معنی میں بولنے کی افسوس ناک غلطی نہیں کرسکتا - حظ فارسی میں بھی ہمیشہ حصہ اور نصیب کے معنی میں بولا جاتا ہے - غالب:

دگر ز ایمنی راہ و قرب کعبہ چہ "حظ"
مرا ہ ناقہ زرفتار ماندہ و پا خفتست

رہا اردو میں بولنا' تو مسٹر موصوف مثنوی زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھ رہے ہیں' بلکہ علم النفس کی ایک کتاب کا ترجمہ کر رہے ہیں - اگر عوام و جہلا حظ کو لذت کے معنی میں بولتے ہیں اور ان کے تتبع میں کاہ کاہ پڑھے لکھے آدمیوں کی زبان سے بھی "محظوظ" نکل جاتا ہے' تو کسی علمی تحریر کے لیے اسکی سند نہیں ہوسکتی -

فرہنگ اصفیہ کا حوالہ دینے پر افسوس کرتا ہوں - اور کیا عرض کروں - لوگوں نے غلط العام اور غلط عوام کی تفریق کی ہے - اس کے لحاظ سے بھی دیکھیے تو حظ اس معنی میں محض عوام کی غلطی ہے -

یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ اردو اور فارسی اپنے علمی لٹریچر میں محض لغۃ عربی کے تابع ہیں - کوئی مستقل زبان نہیں رکھتے - پس علم بول چال اور محاورہ کی سند اشعار میں معتبر ہے' نہ کہ اردو کی ادبیات علمیہ میں -

وضع اصطلاحات کا معاملہ بہت اہم ہے' لیکن اس قدر مشکل نہیں' جس درجہ آج کل کے اہل قلم سمجھتے ہیں' اور علی الخصوص فلسفہ میں' بہتر سے بہتر صحیح عربی الفاظ مل سکتے ہیں' بشرطیکہ تلاش کیے جائیں -

آخر میں پھر اپنے عزیز دوست کو مطمئن کر دیتا ہوں کہ ان کے مقصود کے لیے "لذت و الم" پیشتر سے موجود اور بہمہ وجوہ کافی و اکمل ہے - حظ و کرب وغیرہ میں پریشان نہیں - جسمی و نفسی کیفیات کے وضع و ضمن کا پورا مفہوم اسی سے ادا ہوسکتا ہے -

مغرب اقصیٰ میں انگریزی فوج

حریت پرستان مراکش کي سرکوبي کے لیے

ملک صرف اهل ملک کے لیے هے - خود مختاري و آزادي هر قوم کا طبیعي حق هے - حقوق کے لیے ' جانفرشانه مساعی ناگزیر هیں - یه اصول یورپ کے نزدیک اسیطرح مسلم و قطعي هیں جسطرح ایک اور ایک دو - صرف یهي نهیں که یه اصول قطعي و بدیهي هیں بلکه اقوام و امم کي حیات و ممات ' بقاء و فناء ' توحش و تمدن ' استحقاق همدردي و دستگیري یا سزاواري نظر اندازي و پامالي کے معیار عام هیں -

یونان کے پاؤں میں عثماني غلامي کي زنجیریں پڑي هوئي تهیں - یونان نے ان زنجیروں سے اپنے پاؤں کو آزاد کرنا چاها - انگلستان نے دست مساعدت بڑهایا ' کیونکه وه ایک طبیعی حق کا طالب تها ' اور یه زنجیریں کهولدیں - بلغاریا کي گردن میں عثماني محکومي کا طوق پڑا تها ' اس نے محکومي کے طوق کو اتارنا چاها - روس نے دونوں هاتهوں سے اس طوق کو توڑ ڈالا اور اسکو آزاد کردیا - ریا ستهاے بلقان نے باري باري اپنے آپ کو آزاد کرنے کے بعد اپنے اُن هم قوموں کو بهي آزاد کرانا چاها ' جو دولت عثمانیه کے زیر حکومت تهے - یورپ نے اس شریف ترین خدمت انساني کے ارادے کا گرمجوشي سے استقبال کیا - البانیوں نے کها که البانیه صرف البانیوں کے لیے هے ' اسلیے هم اپنے پر آپ حکمراں هونگے - گو اسوقت تک البانیوں کي حالت یه هے که علوم و معارف سے بیگانه ' تمدن و شایستگي سے بیخبر ' انتظام و اداره سے ناواقف هیں ' صید و شکار اور تاخت و تاراج معاش ' سفر و انتقال و جنگ و جدال مشغله با ایں همه یورپ نے انکي اس استقلال طلبي کي داد دي ' اور انکي خود مختاري کو سب سے پہلے انگلستان نے اسکے بعد دیگر دول یورپ نے تسلیم کیا -

لیکن اگر یهي آوازیں امة اسلامیه کي زبان سے نکلتي هیں تو سراسر جرم و عصیان و بغاوت و طغیان هو جاتي هیں -

مغرب اقصیٰ پر جن فرنگیانه دسائس سے قبضه کیا گیا هے انکي داستان درد انگیز اور عبرت آموز ' مگر یه تفصیل کا موقع نهیں که ایک طرف طویل اور دوسري طرف عنوان سے تعلق خفیف - مراکش کے تخت پر جب تک مولاے مغرب تها فرانس اس کی وساطت سے حکمراني کرتا ' مگر جو خدا و رسول اور اپنے وطن و ملت سے خیانت کرتا هو وه دوسرے سے ایفاء عهد کي کیوں امید رکهتا هے ؟ آخر فرانس نے اس ملک فروش و تمثال لعنت و خباثت فرماں روا کے بوجهه سے تخت کو هلکا کر دیا ' اور اب براه راست خود حکومت کرتا هے -

اُس وقت تک ان مجاهدین راه آزادي کے حملے مولاے مراکش پر هوتے تهے لیکن جب سے اسکی جگه فرانس نے لي اب انکے دهاوے فرانسیسي حکومت پر هوتے هیں -

اهل مغرب کے یه تمام هجوم و اقدام کس لیے هیں ؟ حریت ' و آزادي ' استقلال و خود مختاري کے لیے ' کیونکه یورپ کے مسلم الثبوت اصول کي بناء پر مغرب صرف اهل مغرب کے لیے هے ' مگر نهیں یه ان کي تمام وطن پرستي کے نعرے ' یه حریت و آزادي کے جانبازانه مساعي اور یه استقلال و خود مختاري کي راه غزوه و جهاد بغاوت هے ' سرکشي هے ' نافرماني هے ' تمرد هے -

فرانس اس آگ کو خون کے چهینٹوں سے بجهانا چاهتا هے - مگر کاش اسکو معلوم هوتا که خون اس آگ کے لیے روغن هے آزادي کا آتشگیر ماده هر پهڑکتے هوے دل میں هے ' مگر اپنے اشتعال کے لیے بیروني رگڑ کا محتاج هے - کبهي یه ماده اپنے قرب و جوار کي هر کے جهونکوں سے بڑهتا هے لیکن اکثر ظالم کی ٹهوکریں ' شعائر مذهبي کي توهین ' حکمران قوم کي فرعونیت ' عمال و حکام کي دست درازي ' ایسے قوانین جن سے ملک میں افلاس اور قوم میں فاقه مستي بڑهتي هو ' وغیره وغیره ' اسمیں آگ لگادیتي هیں -

اسوقت خوش قسمتی سے مغرب اقصیٰ میں دونوں صورتیں جمع هیں - تمام یورپ نے متفقه طور پر اسلام کے خلاف صلیبي جهاد کا علم بلند کیا هے " عمل " عمل کے مشابه هوتا هے ' تعصب کا نتیجه دوسرا تعصب هے - یورپ کي اس علانیه عداوت اسلام کے بے نقاب هونے کے بعد سے هر مخلص مسلم ' یورپ اور اهل یورپ سے اتني نفرت کرتا هے جتني که ایک یهودي ایک عیسائي سے -

فرانسیسي سیاست کا محور یه هے که مغرب اقصیٰ سے اسلام مٹادیا جائے ' اور پهر کوشش یه که جسقدر جلد سے جلد ممکن هو -

تمام ملک میں اس کوشش سے اس گوشے تک آگ لگي هوئي هے ' مائیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بیویاں اپنے سرمایه حیات و عیش شوهروں کو ' بهنیں اپنے محبوب و عزیز بهائیوں کو ' اور بیٹیاں شفیق و سرپرست باپوں کو بهیج رهي هیں ' فرانسیسي حکومت پر هر تهوڑے وقفے کے بعد زور و شور سے حملے هورهے هیں - فرانسیسي فوج کے پاس اسلحه بهتر سے بهتر ' سامان جنگ وافر ' غذا کي بهتات ' اور تازه دم کمکوں کا سلسله ' مگر یه آگ اسکي بجهائے نهیں بجهتي -

انگلستان کو دعوی هے که خود حریت پرست اور حریت پرستوں کا دوستدار ' اس لیے اس سے ان عاشقان وطن کي معاونت کي توقع (اگر هوتي تو) بیجا نه تهي لیکن الامر ههنا علي العکس ایکودي پارس (صداے پیرس) کو نهایت موثق ذریعه سے معلوم هوا هے که انگلستان اپني جبل الطارق کي فوج طنجه بهیجنا چاهتا هے - دول کے ساتهه انگلستان کے جتنے معاهدے هیں انکي رو سے انگلستان مجبور نهیں که حمله یا مدافعت کے وقت انکي مدد فوج سے کرے پهر یه ارسال فوج کیوں ؟ معلوم ' کیا انگریزي جهاز نے اپنے سامنے عربیت سے علم اسلام نهیں اتروایا ؟ گلیڈ اسٹون کي تعلیم ..... اشقیاء (مسلمان) نصرانیت کي راه میں سنگ راه ..... قران سوزي ..... غرض انگلستان اسلام نواز انگلستان (؟) حریت پرور انگلستان (؟) کے هاتهه حریت اور آزادي کے خون سے رنگین هونگے - فاه ! ثم آه للمسلمین لا یفقهون ! رلیت شعری ما ذا بعد ذلک ینظرون کاش خبر غلط هو اور انگلستان اپنے ارادے سے باز آئے -

اطلاع

سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی ال انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس نے مسلمانان اگره کي دعوت کو کانفرنس کي آینده سالانه اجلاس کي اگره میں منعقد هونے کے متعلق قبول کر لی هے ' اسلیے کانفرنس کا سالانه اجلاس بابت سنه ۱۹۱۳ع بماه دسمبر تعطیلات کرسمس میں بمقام اگره منعقد هوگا -

خاکسار آفتاب احمد

انزیري جائنٹ سکریٹري کانفرنس

اقتباسات

گذشتہ مہینے میں اقتراعیات (سفریجیت یا حق انتخاب کا مطالبہ کرنے والیوں) نے انگلستان میں عجیب عجیب حرکتیں کیں:

سنٹ انڈرو یونیورسٹی میں ہفتہ کی صبح کو آگ لگادی - بہت سا سائنس کا سامان تھا جل گیا' جسکا اندازہ پانسو پاؤنڈ لگایا جاتا ہے -

سنٹ جانس کے گرجے میں باجے کے کمرہ میں بہت سی دیاسلائیاں ' تیس گرلی کے کارتوس ' تیل میں ترکیبے ہوے چیتھڑے ' کاغذ وغیرہ جمع تھے' اور ایک فلیتہ دور تک چلا گیا تھا' اسکا ایک سرا روشن تھا - برمنگہم کی پولیس کو اطلاع ملی کہ برمنگہم کا پشنہ اڑایا جانے والا ہے - پانی کی طرف سے ایک سوراخ کھدا ہوا ملا ' اگر یہ سوراخ پورا کھود لیا جاتا ' تو گیارہ میل تک پانی پھیل جاتا -

سولی ہل میں ایک تباہ کن آگ گذشتہ جمعہ کو لگی - زمین پر دو پوسٹ کارڈ پڑے تھے جو جج فلیمور کے نام کے تھے - اس میں لکھا تھا کہ " یہ نہ سمجھو کہ تمہارا انصاف نہیں ہوگا " دوسرے طرف تھا " ہمارے ساتھیوں کو چھوڑ دو - ورنہ تو کے لیے روٹ "

کشی میرین اور کلارا چیرلن کو اس جرم میں ماخوذ کیا گیا ہے کہ انہوں نے ہرسٹ پارک کے تماشا گاہ مسابقت میں ۲۷ - جون کو آگ لگادی تھی' جس سے سات ہزار پونڈ کا نقصان ہوا - برمنگہم کے قریبی اسٹیشن (ہنسرل) میں آگ لگادی - عورتوں میں تو یہ مردانگی ہے' معلوم نہیں ہندوستانکے مردوں کی انوثیت کو کیا کہا جا ئیگا ؟

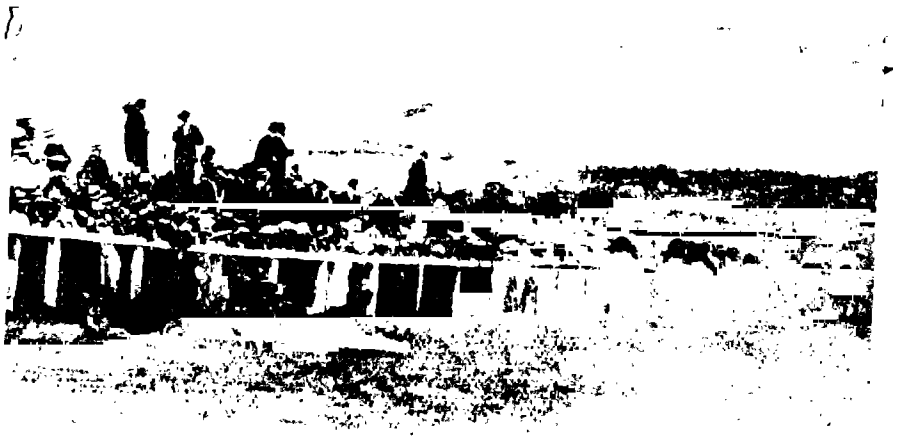

نازنینان لندن کی مردانگی
ایک اقتراعیہ نے بادشاہ کا گھوڑا روک لیا

ہفتۂ جنگ

ترکوں کے فاتحانہ حملے تمام یورپ کو مشوش کر رہے ہیں ' ہر ایک گورنمنٹ محو تشویش ہے' اور ہر ملک وقف اضطراب ہوگیا ہے کہ سالہا سال کی تدبیریں بے کار گئیں ' تثلیث کی پاک سرزمین سے توحید کے اخراج کلی کا منصوبہ ناکام ہی رہا' اور ہلال نے صلیب سے پھر اپنے مقبوضات واپس لے لیے - یونان ' سرویا ' رومانیا ' جبل اسود ' ان سب کو بلغاریا سے کارش ہے ' اور ابھی تک اس کارش کا اظہار توپ و تفنگ کی شرارہ باریوں سے ہو رہا ہے ' باایں ہمہ ترکوں کے ساتھ مخالفت میں سب متفق ہیں ' اور کسی کی یہ خواہش نہیں کہ ایڈریا نوپل کو دربارہ ترکی جھنڈے کی حکومت نصیب ہو -

بخارست میں امید ظاہر کی جاتی تھی کہ ایڈریا نوپل سے ترکوں کے اخراج کے لیے یورپ کی طاقتیں رومانیا سے درخواست کرینگی ' یورپ کی منعقدہ دار السلطنتوں میں اس ہفتے نہایت سنجیدگی کے ساتھ بحث ہوتی رہی کہ ایا یہ ممکن ہے کہ ترکوں کے خلاف رومانی فوج کوچ کرے ' اور اس رحیل و ارتحال میں اسے کامیابی نصیب ہو؟ خود فرماں روائے رومانیا (شاہ چارلس) بھی کچھ کم مضطرب نہیں - اُس نے سلطان روم کو ترکی پیشکش کی غیر مروزنیت پر توجہ دلائی ' اور پھر ان تمام حکومتوں نے آپس کے اجماع سے فیصلہ کرلیا کہ ترکوں نے صوبۂ تھریس کو بلغاریوں سے واپس تو لے لیا ہے مگر اصل میں یہ متعدد ریاستوں کا مال ہے ' ترکی سلطنت کو اس سے کچھ تعلق نہیں -

قیصر صغیر (فرڈیننڈ والی بلغاریا) نے سفراے یورپ سے بڑی سخت زار نالی کی کہ سپاہ عثمانی تھراکس و جمبولی کی سمت سے بلغاریا پر حملہ کرنے کو ہے - باشندے ہلاک ہو رہے ہیں ' گاؤں کے گاؤں جلا نے جا چکے ہیں ' معاہدہ لندن پامال ہو رہا ہے ' پرانے ظالموں (ترکوں ') کی معاونت سے مظلوم پیروان مسیح بھاگے چلے جاتے ہیں ' یورپ اگر اور کچھ نہیں کرسکتا-تو بلغاریا کے خاص علاقے کو تو اس تاخت و تاراج سے بچا ئے ' اور ترکوں کو مزید پیشقدمی سے روکدے -

آسٹریا بھی اپنے نیم سرکاری اخبار (ریش پوسٹ) کی زبان میں ان حملوں پر برہم ہے ' جرمنی تہدید کررہی ہے ' روس تو علانیہ آمادۂ جنگ ہے ' اور باوجود اس کے کہ ۲۸ و ۲۹ - جولائی کی تار برقیاں صاف کہہ رہی ہیں کہ اندرون ملک کی بد نظمیاں روس کو مجبور کر رہی ہیں کہ ترکوں کے ساتھہ ستیز و آویز پر اپنی انتظامی اصلاح کو ترجیح دے - وہ جانتا ہے کہ ترکی پر دبار ڈالنے کی انتہائی تدبیریں بھی اگر اختیار کی جائیں جب بھی سودمند نہونگی - تمام یورپ کے جنگی بیڑے اگر ملکر بھی دردانیال کے سامنے بحری مظاہرہ کریں تب بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلیگا - یوروپین کنسرٹ میں اتحاد بھی نہیں ہے ' ترکوں سے معرکہ آرائی کے لیے صرف دو ہی راہیں تھیں - ارمینیہ و ارزن الروم ' مگر اس کی حالت ابتی مخدوش ہے کہ خود وہ نہ ارمینیہ پر حملہ کرسکتا ہے ' نہ ارزن الروم (ارض روم) پر فوجیں بڑھا سکتا ہے ' پھر بھی یہ کیوں کر ممکن تھا کہ ہلال کو سربلند ہوتے دیکھکر صلیب کو پھانسی پر چڑھانے سے محفوظ رکھنے کے لیے حرکت مذبوحی بھی نہ کرے -

۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کو روس کا جنگی بیڑا بوغاز بوسفور (مدخل باسفورس) کے قریب پہونچ گیا اور جہاں تک ہو سکا ترکوں کو مرعوب کرنے کے لیے بحری نمایش کی تماشا گری میں چابکدستی کے جوہر دکھا تا رہا' ہنوز یہ مظاہرہ قائم ہے ' اور ایک ہفتے سے دنیا دیکھہ رہی ہے کہ :

آں ہمہ شعبدہ ہائے کہ کند روس ایں جا
سامری پیش عصا و ید بیضا می کرد

انگلستان کو اگرچہ اپنی مسلمان رعایا کی ناراضی کا خیال پس و پیش میں ڈالے ہوے ہے' اور مقتدر انگریز مدبر (سر رابرٹ ایلمبرج) نے ۲۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کے لندن ٹائمز میں انگریزی مسلمانوں کو متنبہ بھی کردیا ہے کہ " ایڈریا نوپل کے متعلق ترکی مطالبہ کی تائید و تصدیق میں کلام نہیں ' کم سے کم چھہ کرور مسلمانان ہندوستان ایسی علامتوں کے نمایاں ہونے کی توقع کر رہے جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ انگلستان ' دوسرے اسلامی ممالک سے نہ سہی مگر کم از کم اپنے پرانے دوست ترکی سے تو بے پروا نہیں ہے " یہ سب کچھہ ہے اور اس سے بھی زائد یہ ہے کہ " سفراے دول یورپ نے ۲۹ - جولائی کو خاص جلسے میں بحث و نظر و اخذ ورد کے بعد متحدہ و متفقہ انداز میں باب عالی کو ریپریزینٹیشن کرنے کی اصلی تجویز کردی ' اور نوٹ کے الفاظ پر باہم اتفاق نہ ہو سکا " لیکن اسلام نواز و مسلمان پرور انگلستان کے حوصلے اس سے بھی پست نہ ہوے - سفرا نے جداگانہ طور پر خط ایلوس و میڈیا سے ترکی فوجیں واپس طلب کرنے کے لیے باب عالی سے فرداً فرداً تحریک کرنے کے لیے جو تجویز کی ہے اُس میں انگلستان بھی شامل ہے' اور وہ بھی نہایت پرزور لہجے میں احتجاج و انذار کا حق ادا کر رہا ہے - لیکن ترکو نپر کچھہ بھی اثر نہیں پڑا اور نہ انکے فاتحانہ عزم میں تزلزل کا خوف ہے -

الهلال

۲ رمضان ۱۳۳۱ هجری

موعظة و ذکری

(۱)

تذکار نزول قرآن

اسوة النبي صلى الله عليه و سلم

شهر رمضان الذي انزل فيه القران

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون - (بقره)
شهر رمضان الذي انزل فيه القران هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان، فمن شهد منكم الشهر فليصمه، و من كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام أخر، يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر و لتكملوا العدة و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون (بقره)

مسلمانو ! تم پر روزے اوسيطرح لكھے گئے جسطرح تم سے پہلي امتوں اور قوموں پر اس سے پہلے لكھے گئے تھے، تاكه تقوى تم ميں پيدا هو -
ماہ رمضان وہ ہے جس ميں قران أترا، جو لوگوں كے ليے سرتا پا هدايت ہے، جو هدايت و تميز حق و باطل كي نشاني ہے، پس جو اس مہينه ميں زنده موجود رہے وہ روزے ركھے، اور جو مريض يا مسافر هو وہ ان كے بدلے دوسرے دنوں ميں پھر روزے ركھه لے - خدا آساني چاهتا ہے، سختي نہيں چاهتا، تاكه تم روزوں كي تعداد پوري كرسكو - اور روزے اسليے فرض هوے كه تم اس عطاے هدايت پر خدا كي بڑائي كرو، اور شكر بجا لاؤ -

مكه سے تين ميل كي مسافت پر كوہ حراء واقع ہے، آج سے ۱۳۴۴ برس پہلے ايام رمضان ميں جب سخت گرمي [۱] كے دن تھے، اور شدت حرارت سے ريگستان بطحاء كا ذره ذره تنور بن رها تھا، اسي كوہ حراء كے ايک تيره و تاريک غار ميں ماديات عالم سے ايک كناره كش انسان سر بزانو تھا -

وہ بھوكھا تھا، ليكن بھوكھا نه تھا كه اوسكے پاس كھانے كي وہ چيز تھي، جس كو كھا كر پھر انسان كبھي بھوكھا نہيں هوتا - وہ پياسا تھا ليكن پياسا نه تھا كه اوسكے پاس پينے كي وہ چيز تھي جس كو پيكر پھر انسان كبھي پياسا نہيں هوتا - وہ تين تين چار چار دن كھانا پينا چھوڑ ديتا [۲] تھا - اوسكے جان نثار بھي اوسكي محبت ميں كھانا پينا چھوڑ ديتے تھے، ليكن وہ اون كو منع كرتا تھا كه :

ايكم مثلي، ابيت عند ربي يطعمني ربي و يسقيني
(رواه البخاري و مسلم في صحيحيهما)

تم ميں كون ميري طرح ہے، ميں بھوكھا هوتا هوں تو ميرا آقا مجھكو كھلاتا ہے، ميں پياسا هوتا هوں تو ميرا آقا مجھكو پلاتا ہے (حديث صحيح)

كوہ حرا كا مقدس عزلت نشيں اسي طرح بھوكھا پياسا سر بزانو تھا، كه ايک نور [۱] بے كيف نے تيره و تار غار كو روشن كر ديا، وہ نور بے كيف كيا تھا ؟ هدايت و فرقان كا ايک آفتاب تھا جو مطلع حظيرة القدس سے طلوع هوكر اوسكے سينه ميں غروب [۲] هوگيا - فانه نزله على قلبك (بقره) اور پھر اوسكے سينه سے نكلكر تمام عالم كو اسكي شعاعوں نے روشن كر ديا - و ما ارسلنك الا رحمة للعالمين (بقره)

صيام رمضان

وہ آفتاب جسكا مطلع حظيرة القدس تھا، وہ آفتاب جسكا مغرب سينه نبوي تھا، وہ آفتاب جس نے عالم كو منور كيا، قران مجيد تھا، جو ماہ مقدس كي شب مبارک ميں آسمان سے زمين پر نازل هونا شروع هوا - وہ كون سا ماہ مقدس تھا جس ميں خدا كا كلام بندوں كو پہونچنا شروع هوا ؟ وہ ماہ رمضان تھا :

شهر رمضان الذي انزل فيه القران، هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان، (بقره)

رمضان كا مہينه وہ ہے جس ميں قران أترا، جو لوگوں كے ليے سرتا پا هدايت ہے جو هدايت و تميز حق و باطل كي نشاني ہے،

پس ان ايام ميں هماري بھوكھ، هماري پياس، همارا ماديات عالم سے اجتناب، اس يادگار ميں ہے كه هم تک جو خدا كا پيغام لايا وہ ان دنوں بھوكھا اور پياسا تھا، اور وہ تمام لذائذ مادي سے مجتنب تھا -

فمن شهد منكم الشهر فليصمه (بقره)

پس جو اس مہينه ميں زنده موجود هو وہ روزے ركھے -

يہ اوسكا حال تھا جو كوہ فاران [۳] (كوہ حرا) كي چوٹي سے جلوہ گر هوا تھا (محمد صلعم) ليكن وہ جو سينا سے آيا (موسى عم) وہ بھي تورات لينے كيليے جب پہاڑ پر چڑھا تھا وهاں چاليس روز بدلي كے درميان خداوند كے حضور رها تھا (خروج ۴۰ - ۱۸) اسي طرح وہ بھي جو كوہ سعير (كوہ زيتون) سے طلوع هوا تھا (مسيح عم) اس سے پہلے كه وہ خدا كي منادي شروع كرے جنگل ميں چاليس روز دن رات بھوكا اور پياسا رها تھا (متي ۴ - ۲) پس ضرور تھا كه وہ جو كوہ فاران سے جلوہ گر هونے والا تھا، وہ بھي اس سے پہلے كه دس هزار قدوسيوں كے ساتھه وہ آئے، اور اوس كے داهنے هاتھه ميں آتشيں شريعت هو، وہ خداوند كے حضور بھوكا اور پياسا رہے، تاكه جو لكھا گيا ہے وہ پورا هو:

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم (بقره)

مسلمانو ! تم پر روزه اوسي طرح لكھا گيا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر لكھا گيا تھا -

پس رمضان كي حقيقت كيا ہے ؟ وہ ماہ مقدس جس ميں داعي اسلام حسب اتباع نواميس نبوت، تحمل نزول قرآن كے ليے ضروريات ماديۂ عالم سے مستغني رها، اور اس ليے ضروري هوا، كه پيروان ملت اسلاميه اور متبعين طريقت محمديه ان ايام ميں ضروريات ماديۂ عالم سے مستغني رهيں، كه اوس توفيق و هدايت كا شكريه و ممنونيت اور اظهار اطاعت و عبوديت هو جو اون كو اس ماہ مقدس ميں عطا هوئي -

---

[۱] رمضان كے معني هدت حرارت كے هيں، اس كے اور ديگر اسماے مشهور كے قرينه سے مستنبط هوتا ہے كه عرب ميں قبل اسلام ناقص طور سے شمسي مہينے جاري تھے اس ليے رمضان گرمي كا مہينه هوگا -
[۲] صوم وصال -

[۱] وهي قران -
[۲] نزول قران كي ابتدا رمضان ميں هوئي، كما سياتي -
[۳] اشاره ہے تورات كي اس بشارت كيطرف : " خدا وند سينا سے آيا اور سعير سے طلوع هوا اور فاران كے پہاڑ سے جلوہ گر هوا - دس هزار قدوسيوں كے ساتھه آيا - اور اوس كے داهنے هاتھه ميں ايک آتشيں شريعت تھي [تورات، سفر التثنيه ۳۳ - ۲]

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ' ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان ' فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ' ومن کان مریضاً اوعلی سفر فعدۃ من ایام أخر - یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ' ولتکملوا العدۃ ' ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم ' ولعلکم تشکرون (بقرہ)

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُترا ' جو لوگوں کے لیے ھدایت ہے ' جو ھدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے ' پس جو اس مہینہ میں زندہ موجود ہو وہ روزے رکھے ' جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھ لے ' خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا ' تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو ' اور روزے کیوں فرض ہوے ؟ اس لیے کہ تم خدا کی ھدایت پر اوس کی بڑائی کرو ' اور شکر ادا کرو -

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام رمضان صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عطاے ناموس فرقان رھدی (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں ' اور اوس کے نام کی تقدیس کریں ' پس کون مسلم ہے جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمت عظیمہ کے شکر کے لیے طیار نہیں ؟ اور اوس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں ؟ اوس کی تقدیس و تمجید میں خود کو فراموش کرو ' اوس کے کلام کی عظمت کو یاد کرو ' جسنے تم جیسی زار و نزار و کمزور قوم کو اپنی تسلی سے قوی کیا ' جو پھر کبھی کمزور نہوگی ' جس نے ۱۳۴۳ - برس ہو لے کہ توحید کی آگ تمہارے سینوں میں روشن کی جو پھر کبھی نہیں بجھیگی ' جس نے تمہارے سر پر تاج خیر الاممی رکھا ' جو کبھی نہیں اتر سکتا -

لیلۃ القدر

وہ کون سی شب مبارک تھی جس میں خدا کا کلام روح پرور ' ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا ؟ وہ لیلۃ القدر ' یعنی عزت و حرمت کی رات تھی ' بے شک وہ عزت و حرمت کی رات تھی ' وہ رات تھی جو ھزار مہینہ سے بہتر تھی ' کہ اس میں خداوند گویا ہوا ' وہ فرشتوں کی آمد کی رات تھی کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنائیں ' وہ امن و سلامتی کی رات تھی کہ اوس میں دنیا کے لیے امن و سلامتی کا پیغام اُترا :

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ' وما ادرٰک ما لیلۃ القدر ؟ لیلۃ القدر خیر من الف شھر ' تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر ' سلٰم ھی حتی مطلع الفجر ' (القدر)

ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا ' اور ہاں تمہیں کسنے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے ؟ وہ رات جو ھزار مہینہ سے بہتر ہے ' جس میں ارواح مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لیکر نازل ہوتے ہیں اس رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے -

وہ شب کیا عجیب شب تھی ' دنیا عصیان و حق شناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی ' دیو باطل کا تمام عالم پر استیلا تھا ' توحید کا چہرۂ نورانی ' کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا ' نیایاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں ' دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں ' قوت الہی سے بغاوت کا اعلان کرچکی تھیں ' ایک نحیف رضعیف قوم بحر احمر کے کنارے کے ریگستانوں پر ' غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی تھی ' لیکن اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف ایک گوشہ تھا جو روشن تھا ' وہ گوشہ غار حراء کا گوشہ تھا ' اس بغاوت و طغیان عالم میں ایک شے تھی جو قوت الہی کے آگے اطاعت و تسلیم کے ساتھ سر بسجود تھی ' وہ عزلت نشیں حراء کی جبین مبارک تھی ' اور ایک ہی قلب تھا ' جو بیدار تھا اور وہ محمد رسول اللہ (صلعم) کا قلب اقدس تھا -

یہ کیا عجیب و غریب شب تھی جب قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہورہا تھا ' جب جبابرۂ عالم کی تنبیہ و تادیب کے لیے ایک نحیف و ضعیف قوم کا انتخاب ہورہا تھا ' جب لیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلہ کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا ' اور اوس کی سرعسکری کے لیے وہ وجود اقدس منتخب ہورہا تھا جو حراء کے غیر مصنوع حجرہ میں بیدار اور سربسجود تھا ' اور رحمت کے محافظ فرشتے اس کے رد گرد صف بستہ تھے -

انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ' فیھا یفرق کل امر حکیم ' امراً من عندنا انا کنا مرسلین ' رحمۃ من ربک انہ ھو السمیع العلیم (الدخان)

ہم نے اس کتاب مبین کو ایک مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا تھا ' وہ مبارک شب جس میں پر از حکمت امور کا ہمارے حکم سے فیصلہ کیا جاتا ہے ' انسانوں کے پاس اپنی رحمت سے ایک رہنما بھیجنا تھا ' کیوں کہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں -

پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہو ' یہ وہ شب ہے ' جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی ' یہ وہ شب ہے جب اوس سینہ میں جو خزینۂ نبوت تھا کلام الہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوے ' اور رحمتہاے آسمانی نے زمین میں نزول کیا ' پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اسی لیلۂ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو ' اور اوس رحمان و رحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے ' جبین پر معاصی کو زمین پر عجز و خاکساری سے رکھے ' اور بصد خضوع و خشوع دست تضرع دراز کرے ' کہ خدایا :

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون ' کل آمن باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ ' لا نفرق بین احد من رسلہ ' و قالوا : سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر ' لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ' لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت ' ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ' ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ ' و اعف عنا ' و اغفرلنا ' وارحمنا ' انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین (بقرہ)

رسول جو کچھہ اوس پر نازل ہوا اوس پر ایمان لایا اور اہل ایمان بھی ' ایمان لائے ' سب خدا پر ' اوس کے فرشتوں پر ' اوس کے کتابوں پر ' اوس کے رسولوں پر ایمان لائے اور پکار اُٹھے : پروردگارا ! تیری باتیں سنیں ' تیری اطاعت کا عہد کیا ' اب تیری مغفرت کے طالب ہیں ' اور تو ہی ہمارا مرجع ہے ' کسی کو تو اوس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیتا ' اور خیر و شر سب انسان کی کمائی ہے ' پس اے پروردگارا ! اگر ہم سے بھول ہو یا کوئی خطا ہو تو مواخذہ نہکر ' پروردگارا ! ہم سے پہلوں کی طرح ہمکو گراں بار نہ بنا پروردگارا ! ہماری طاقت سے زیادہ ہمکو بوجھہ نہ دے ' ہمیں معاف کر ' ہمارے گناہ بخش ' ہم پر اے ہمارے آقا ' رحم فرما ' اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب کر -

اعتکاف

مسلمان ان ایام میں مساجد کے گوشوں میں عزلت نشیں (معتکف) ہوتے ہیں ' کہ غار حراء کا گوشہ نشیں بھی ان دنوں

عزلت نشیں تھا - مسلمان ایام اعتکاف میں اوس متکلم ازلی کے سوا جو ان راتوں میں معتکف حراء سے گویا ہوا تھا ' کسی سے نہیں بولتے کہ ایسا ہی اوسنے بھی کیا تھا جسکے منہ میں اوس متکلم ازلی نے اپنی بولی ڈالی جب وہ حراء کے ایک گوشہ میں سربزانو معتکف تھا -

پس ہر مسلم آبادی میں چند نفوس مسلم کے لیے ضروری ہے کہ اواخر عشرۂ رمضان میں مسجد کے ایک گوشہ میں شب و روز محویت اتباع نبوی ' تلاوت کتاب عزیز ' تفکر خلق سماوات و ارض ' ذکر نعم الہی ' تذکر اسماے حسنی ' اور تحیت و تسلیم و اداے صلوات میں اسطرح بسر کریں کہ ان اوقات معدودہ کا کوئی لمحہ تذکر و تفکر سے خالی نہو تا کہ اون اشخاص مقدسہ کا جلوہ اوس کی آنکھوں میں پھر جاے -

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم ' (آل عمران)	جو ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں '
الذین اذا ذکروا بھا خروا سجداً و سبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ' تتجافی جنوبھم عن المضاجع ' یدعون ربھم خوفاً و طمعاً ' (سجدہ)	وہ جو ' قران کی آیتیں جب انکو یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گرپڑتے ہیں ' اور خضوع و خشوع کے ساتھ اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں ' اونکے پہلو راتوں کو بستر سے الگ رہتے ہیں ' اور وہ امید و بیم کے ساتھ خدا سے دعائیں کرتے ہیں -
رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ	جنکو خرید و فروخت وغیرہ دنیاوی اشغال ذکر خدا سے غافل نہیں کرتے -

اسماعیل و ابراھیم (علیھما السلام) کی سب سے پہلی مسجد جن اغراض کے لیے تعمیر ہوئی ' اون میں ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ عزلت گزینان عبادت گذار کا مسکن ہو -

و عھدنا الی ابراھیم و اسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود ' (بقرہ)	ہم نے ابراھیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو طواف ' اعتکاف ' رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیں -

پس اے فرزندان اسماعیل و ابراھیم ' اپنے باپ کے عہد کو یاد کرو اور جس گھر کو رکوع و سجود کے لیے پاک رکھتے ہو ' اُسے اعتکاف کے لیے بھی پاک رکھو کہ تمھارے باپ اسماعیل و ابراھیم کا عہد خدا وند کے حضور جھوٹا نہ ہو -

قیام رمضان

کیا عجیب وہ جوش محویت ہے جب مسلمان دن بھر کی بھوکھ اور پیاس کے بعد رات کو خدا کی یاد کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں ' اللہ ! اللہ !! وہ تکلیف جو راحت قلبی کا باعث ہو ' معتکف حراء بھی اسی طرح خدا کی یاد کے لیے رات بھر کھڑا رہتا تھا ' یہاں تک کہ اوسکے پاؤں میں ورم آجاتا تھا کہ خدا کی ھدایت کا شکریہ بجا لالے -

پس شب کو جب عالم سنسان ہے ' اور دنیا کا ذرہ ذرہ خامرش اور محو خواب شیریں ہے ' آؤ شیفتگان سنت محمدیہ ! کہ ماہ مقدس آیا ' ہم اپنے بستروں کو خالی کریں ' خدا کی تقدیس میں مشغول ہوں ' اور اوسکی حمد و ثنا کریں جسنے اس ظلمت کدہ عالم میں صرف ہم کو ایک ایسا چراغ بخشا ' جس سے ہمارے قلوب منور ہوگئے -

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ و الھیبۃ و القدرۃ و الکبریاء و الجبروت ' سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت ابداً ابداً ' سبوح ' قدوس ' ربنا ورب الملئکۃ والروح	تقدیس ہو حکومت و شہنشاہی والے کی ' تقدیس ہو عزت ' عظمت ہیبت ' قدرت ' کبریائی اور جبروت والے کی ' تقدیس ہو اوس زندہ بادشاہ کی جو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ کبھی مرتا ' پاک ' قدوس ' ہمارا آقا اور تمام فرشتوں اور روحوں کا آقا -

(۲)

حقیقت صوم

ہم نے مقالۂ سابقہ میں بتایا ہے کہ ماہ صیام کی اصل حقیقت نزول قرآن کی یادگار و تذکار اور حاصل قرآن علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ اور سنت مستحسنہ کی اتباع و تقلید ہے ' کہ ان ایام میں آپ اسی طرح غار حراء میں قیام فرما تے اور اسی اثناے ایام میں وہ نامۂ خیر و برکت اور دستور ھدایت و قرآن ہمیں عنایت ہوا ' جس سے ہم نے جسم کی زندگی اور روح کی تسلی پائی - پس یہ یوم اکبر یعنے یوم نزول قرآن ' جو لیلۃ القدر ہے ' اسلام کی عید اکبر ہے ' اور حق ہے کہ تمام بندگان اسلام اور شیفتگان اسوۂ محمدیہ ان ایام مقدسہ میں وہ زندگی بسر کریں جو قرآن کا مطلوب اور حامل قرآن کا نمونہ ہو -

قرآن مجید نے حکم صیام کے موقع پر جیسا کہ آیات سرعنوان میں مذکور ہے ' ہمکو صوم کے تین نتائج کی اطلاع دی ہے -

لعلکم تتقون '	تاکہ تم متقی ہو '
لتکبروا اللہ علی ما ھداکم '	تاکہ تم اس عطاے ھدایت پر خدا کی تکبیر و تقدیس کرو '
و لعلکم تشکرون '	تاکہ تم اس نزول خیر و برکت اور اس عطاے فرقان پر خدا کا شکر بجا لاؤ '

اس سے ثابت ہوا کہ صوم کی حقیقت تین اجزء سے مرکب ہے ' اتقا ' تکبیر و تقدیس ' اور حمد و شکر ' پس جسطرح حقیقت مرکبہ کا وجود عین اجزاء کا وجود ہے کہ بغیر وجود اجزاء حقیقت معدوم ' اسیطرح ' صوم بغیر وجود اجزاے ثلاثہ مذکورہ معدوم و مفقود ہے -

اعمال انسانیہ کا وجود حقیقی اون کے نتائج و آثار کا وجود ہے ' اگر نتائج و آثار وجود پذیر نہوئے ' تو یہ نہ کہو کہ اون اعمال کا وجود تھا ' اگر ہم دوڑتے ہیں ' کہ مسافت قطع اور منزل قریب ہو ' لیکن ہم بھٹک کر دوسرے راستے پر جا پڑتے ہیں ' جس سے ہماری مسافت دور تر اور منزل بعید تر ہوتی جاتی ہے تو ہماری سعی لاحاصل اور ہماری تگاپو عبث ہے ' اگر ایک طبیب اپنے مریض کے لیے ایک دوا تجویز کرتا ہے ' لیکن جس فائدہ کے مترتب ہونے کی امید کرتا ہے وہ مترتب نہیں ہوتا ' تو یہ نہ سمجھو کہ طبیب نے دوا تجویز کی اور نہ کہو کہ مریض نے دوا کھائی -

پس صیام جو ہمارا علاج روحانی ہے اگر اوس سے شفاے روحانی نہ حاصل ہو ' تو حقیقت میں وہ صیام نہیں فاقہ ہے اور ایسے صائم اور روزہ دار ' جن کے صوم میں اتقا ' تقدیس اور شکر کے عناصر ثلاثہ نہیں ' وہ فاقہ کش ہیں ' جن کی تشنگی اور گرسنگی ایک پھول ہے جس میں رنگ و بو نہیں ' ایک گوہر ہے جس میں آب نہیں ' ایک آئینہ ہے جسمیں جوہر نہیں ' اور ایک جسم ہے جسمیں روح نہیں ' اور کون نہیں جانتا کہ ایک گل بے رنگ بو ' ایک گوہر بے آب ' ایک آئینہ بے جوہر ' ایک جسم بے روح ' بے حقیقت ہستیاں ہیں جنکی کوئی قدر و قیمت

نہیں - آنحضرت نے اسي نکتہ کي طرف اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے :

رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع ' ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر (رواہ ابن ماجہ)

کتنے روزہ دار ہیں ' جن کو روزہ سے بجز گرسنگي کچھہ حاصل نہیں ' اور کتنے تہجد گذار ہیں جنکي نماز تہجد سے بیداري کے سوا کچھہ فائدہ نہیں -

یہ کون لوگ ہیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکے جسم نے روزہ رکھا ' لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا ' اونکي زبان پیاسي تھي لیکن دل پیاسا نہ تھا ' پس رحمت کا کوثر انکے لیے نہیں کہ پیاسے نہ تھے -

هماري تقسیمات اوقات زندگي کي سب سے بڑي اور طویل تقسیم خود هماري عمر اور سب سے مختصر لحظہ ہے - ہمارے لیے ہر لحظہ ایمان باللہ بما جاء الرسول ' ہر روز پانچ بار سجدۂ نیاز ' ہر ہفتہ نماز جمعہ ' ہر سال صیام رمضان و زکوۃ اور عمر میں ایک بار زیارت مسجد خلیل و اداے نماز ابراهیمي فرض ہے -

ہمارا سالانہ فرض دو ہے ' ایک جسماني اور ایک مالي ' فریضۂ مالي (زکوۃ) محدود اوقات مخصوصہ نہیں ہے ' لیکن ہمارا فریضۂ جسماني محدود اوقات ہے کہ پہلے سے خدا کي مسکین مخلوق ہر ساعت اور ہر حالت متمتع ہوتي رہے ' اور دوسرے سے وہ عام یکرنگي اور اظہار اجتماع و وحدت قلوب و اجسام متصور ہے ' جو ہر روز مساجد میں ' اور ہر سال ہر شہر کے کوچۂ و بازار اور گھروں میں اور عمر میں ایک بار کوہ فاران کے دامن میں نظر آتي ہے -

پس ہمارے سال کا ایک مہینہ هماري زندگي کا ایک ایسا حصہ ہونا چاہیے ' جو تنزہ جسم اور طہارت قلب کا کامل نمونہ ہو ' تاکہ ہمارا کامل سال منزہ اور طاہر ہو ' اور اسطرح هماري کامل زندگي منزہ اور طاہر ہو ' اسي لیے آنحضرت نے فرمایا ہے :

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (رواہ البخاري)

جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب (نیکی) کے ساتھہ رکھے ' اوسکے اگلے گناہ معاف ہوے -

گناہوں کی معافی اور مغفرت کا حصول ' تمام اعمال انسانیہ کا مقصود وحید اور تمام نیکیوں اور برکتوں کا اساس کار ہے ' لیکن کیا جس نے حصول مغفرت اور گناہوں کی معافی کی امید دلائي اس نے یہ نہیں بتایا ہے ' کہ وہ مشروط بایمان و احتساب ہے ؟

ایمان و احتساب کیا شے ہے ؟ حقیقۃ صوم کے وهي عناصر ثلاثہ ہیں جن کي طرف کتاب عزیز نے اشارہ کیا ہے - یعني اتقاء ' تقدیس و تکبیر اور حمد و شکر -

اتقا کے لغوي معنی " کسي چیز سے بچنے " کے ہیں ' لیکن اسلام کي اصطلاح میں " اتقا " کے کیا معنی ہیں ؟ " تمام دنیاري آلایشوں سے ' تمام انساني کمزوریوں سے ' تمام جسماني خواهشوں سے اور تمام نفساني نجاستوں سے جسم و روح کا محفوظ رکھنا " یہي حقیقت و ماهیت صوم ہے ' جس کے ساتھہ ساتھہ دل سے تقدیس و تکبیر کي صداے غیر محسوس اور زبان سے حمد و شکر کي آواز جہر بلند ہوني چاہیے ' تاکہ معتکف حراء کے اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہو -

تم سمجھتے ہو کہ آلودگي گناہ ' آلائش ہوی ' اور ارتکاب عصیان و نجاسات نفساني ' ناقض صوم نہیں ' ممکن ہے کہ جسم کا روزہ نہ ٹوٹتا ہو ' لیکن دل کا روزہ تو ضرور ٹوٹ جاتا ہے ' اور جب دل ٹوٹتا تو جسم میں کیا رکھا ہے ؟ :

الصائم في عبادۃ من حین یصبح الی ان یمسي ما لم یغتب ' فاذا اغتاب خرق صومہ (رواہ الدیلمي)

روزہ دار صبح سے شام تک عبادت خدا میں ہے جب تک کسي کي برائي نکرے ' اور جب وہ برائي کرتا ہے ' تو اپنے روزہ کو پھاڑ ڈالتا ہے -

تم سمجھتے ہو کہ بغارت نفس ' اطاعت هوی اور عمل شر ' منافي صوم نہیں ' لیکن میں تمہیں سچا سمجھوں یا اوس کو (یعني آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) جو کہتا ہے :

لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو و الرفث (رواہ الحاکم في المستدرک و البیهقي في السنن)

روزہ کھانے پینے سے پرهیز کا نام نہیں ہے بلکہ لغو وعمل شر سے پرهیز کا نام ہے -

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ قول زور ' عمل بد ' اور طغیان قلب مضر صحت صوم نہیں ؟ لیکن میں کیا کروں کہ مخبر صادق کی وہ آواز سنتا ہوں ' جس کی میں تکذیب نہیں کرسکتا :

من لم یدع قول الزور والجهل والعمل بہ فلا حاجۃ للہ ان یدع طعامہ و شرابہ (رواہ البخاري والترمذي و النسائي و ابن ماجۃ و اللفظ لہ)

جو حالت صوم میں کذب وزور اور جہالت کے کام کو نہیں چھوڑتا تو خدا کو کوئي ضرورت نہیں کہ روزہ دار اوسکے لیے بیکار اپنا کھانا پینا چھوڑے '

پس اچھي طرح سمجھہ لو کہ صوم کی حقیقت کیا ہے ' وہ ایک حالت ملکوتی کے ظہور کا نام ہے - صائم کا جسم انسان ہوتا ہے لیکن اوسکي روح فرشتوں کي زندگي بسر کرتي ہے ' جو نہ کھاتے اور نہ پیتے ہیں وہ تمام مادیات عالم سے پاک اور ضروریات دنیاري سے منزہ ہیں - ان کي زندگي کا فقط ایک مقصد ہوتا ہے ' اطاعت اوامر الهي ' اسلیے صائم نہ کھاتا ہے - نہ پیتا ہے - وہ مادیات سے پاک اور ضروریات دنیاري سے منزہ رہنے کی ' جہانتک اوس کی خلقت و فطرت اجازت دیتي ہے ' کوشش کرتا ہے -

صائم مجسم نیکي ہے ' وہ کسي کي غیبت نہیں کرتا ' وہ کسي کو برا نہیں کہتا ' وہ کسي سے جہالت نہیں کرتا ' وہ بدي کا بدلہ نیکي سے دیتا ہے وہ اوس کا امتثال امر کرتا ہے جو کہتا ہے ' (یعنی آنحضرت صلعم) :

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولایصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (رواہ البخاري)

تم میں سے جب کسي کے روزے کا دن ہو تو نہ بدگوئي کرے نہ شور و غل کرے اگر کوئی اوسے برا کہے یا اوس سے آمادۂ شمشیرزنی ہو تو کہدے میں روزے سے ہوں

اللہ اکبر ! وہ ہستیاں کہاں ہیں ؟ جو تلوار کا وار روزہ کی سپر پر روکتی ہیں ' روزہ - پر ہے ' بے شبہ سپر ہے ' وہ آخرت میں حملۂ جہنم سے بچاتا ہے ' اور دنیا میں بغارت نفس سے بچاتا ہے ' طغیان ہوے سے بچاتا ہے ' اور خبث عمل سے بچاتا ہے ' کیونکہ روزہ کی جزا خود خدا ہے ' اور وہ خیر محض اور نیکی خالص ہے -

قال رسول اللہ صلعم : قال اللہ تعالی کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی و انا اجزي بہ و الصیام جنۃ - (رواہ البخاري)

حدیث قدسی ہے کہ خدا نے فرمایا انسان کا تمام عمل اس کے لیے ہے ' لیکن روزہ میرے لیے ہے میں اوسکی جزاهوں اور روزہ سپر ہے '

پس مبارک ہے وہ جو اس سپر کو لیکر کارزار اعمال میں آتا ہے ' کہ وہ حملۂ نفس سے زخمی نہوگا ' مبارک ہے وہ جو ان ایام میں بھوکا رہتا ہے کہ وہ آسودہ ہوگا ' مبارک ہے وہ جوان ایام میں پیاسا رہتا ہے کہ وہ سیراب ہوگا - سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ و الروح -

افغانستان

کي آزادي کي خواهش

مظالم بلقان کي ياد فراموش کرنے والي پاليسي

۲۸ - جولائي سنه ۱۹۱۳ ع کو مجلس شورای برطانیه کے دیوان خاص میں ایران اور تبت پر کاغذات کي تحریک کرتے هوے جنوب ایران میں قوضویت (انارکي) کا مقابله شمال ایران کے انتظام سے کیا گیا جسکي وجه ۱۷۵۰۰- روسي فوج کي موجودگي هے -

لارڈ کرزن نے سوال کیا که کیا موخرالذکر کي تعداد قانون اور انتظام کي ضرورت سے زیاده نهیں کیا؟ اس نے انگریزي روسي عهد نامه کي روح کو نهیں توڑا؟ کیا یه ایران کي مسلسل خود مختاري کے دعوے کے خلاف نهیں جسکا هم اعلان کیا کرتے هیں؟

انهوں نے اس امر کو مشکوک سمجها که ایران میں فوج کي روانگي تجارتي سڑکوں کي حفاظت کي اس طول پالیسي کا بقایا تهي جس سے گورنمنٹ جهجکتي تهي - انهوں نے آزادي کے ساتهه فوج کي واپسي پر گورنمنٹ کو مبارک باد دي - انهوں نے پوري آزادي کے ساتهه کیپٹن ایکفرڈ کے انتقام کے لیے مهم کي روانگي کي مخالفت کي، جو غالباً فوجي قبضه کي طرف رهنمائي کریگي، اور اگر قاتل بغیر سزایاب هوے نکلیگا تو برطاني اثر (پترستج) کو ایک خوفناک ضرب لگیگي -

جنوب ایران میں اگر هم کو قانون اور انتظام کو خود اپنے هاتهه میں لینا نهیں هے تو ایک ایسي پالیسي کا اختیار کرنا ناگزیر هوگا جو اسباب کو دفع کرکے اس قسم کے افسانهاے غم کے دوباره وقوع کو روکے -

لارڈ کرزن نے سویڈن کے افسران جندرمه کي تعریف کي لیکن کها که اس قسم کے جندرمه جو کچهه کر سکتے هیں وه یه هے که صرف چند تجارتي سڑکوں کو محفوظ رکهیں - جنوب ایران میں جس چیز کي ضرورت هے وه یه هے که مالگذاري کي تحصیل، ملک کي نگراني، اور فسادي قبائل کي سرزنش کے لیے ایراني گورنر جنرل کے هاتهه میں ایک فوج هو -

مالیات کی طرف متوجه هوتے هوے لارڈ کرزن نے کها که سر ایڈورڈ گرے نے گورنمنٹ کي پالیسي کو ایک غیر محدود صبر کي پالیسي کي حیثیت سے بیان کیا هے -

یه پالیسي غیر محدود ادائگیوں کي ایک پالیسي بهي هے -

هم ایک چهلني میں روپیه ڈال رهے هیں، یه ایک سا ان پالیسي هے، اور هم کو چاهیے که علاج کے بهٹکنے سے پہلے گهرے طور پر اسباب کو دیکهیں -

لارڈ کرزن نے کها که معلوم هوتا هے گورنمنٹ بے طرف حصے کي سیاسي اور تجارتي اهمیت کو بهولگئي، یه سلسله جاري رهنا نا ممکن هے که جب موافق هو تو برطاني حقوق ثابت کیے جائیں، اور جب موافق نه هو تو برطاني ذمه داریوں سے انکار کیا جائے - گورنمنٹ کو یه ماننا چاهیے که حالت بدلگئي هے اور جب تک که بے طرف حلقه ناطرفدار هے اسوقت تک ان کو یه حق نهیں که وه برطاني روپیه برساتے رهیں، جیسا که وه کر رهے هیں - هم کو چاهیے که ایراني حکومت کے با اختیار اشخاص کي مدد کریں - نه صرف ایک حصه میں بلکه تمام ملک میں، اور دوباره انتظام قائم کرنے کے لیے فوج جمع کرنے میں مدد دیں -

بے طرف حلقے میں زیادے کے متعلق هم کو مضبوطي کے ساتهه ایک پالیسي کي پیروي کرنا چاهیے - لارڈ کرزن نے اعلان کیا که هم کو طے کر لینا چاهیے که انگریزي روسي عهد نامه ایک غلطي تهي، اگرچه انهوں نے یه تجویز نهیں کي که گورنمنٹ کو روس کے پیچهے پیچهے چلنا چاهیے، بلکه یه تجویز کي که روس کے ساتهه ملکر کام کرنا چاهیے، اور پالیسي کو واقعات پر ترتیب دینا چاهیے -

لارڈ مارلے نے اس امر سے انکار کیا که مادي طور پر ایران کي حالت اب اس سے بدتر هے جیسي که انگریزي روسي معاهده سے پہلے تهي -

گورنمنٹ کي پالیسي کا خاکه جو که اسي طرح مخالف جماعت کي بهي پالیسي هے جسطرح که وه گورنمنٹ کي هے اور جس کے متعلق ان کو یقین نهیں که کوئي دوسري گورنمنٹ اسکو چهوڑیگي، انهوں نے سات دفعات میں کهینچنا چاها -

(۱) انگریزي روسي معاهدے کي محافظت، روح اور الفاظ دونوں میں -

(۲) ایران کي خود مختاري کي محافظت اور اسکي تقسیم یا اقتصادي، انتظامی یا سیاسي طور پر تقسیم کے قریب آنے سے بچنا -

(۳) ایران کي بهبود کا خیال -

(۴) کسي قسم کي آئیني حکومت کي مدد کرنا -

(۵) مشوره، توجه، یا هر ایسي مدد سے جسکو گورنمنٹ دینا مناسب سمجهے ایران کي مضطرب حالت کو هموار کرنے کے موقع کو ضائع نه کرنا -

(۶) روپیه یا دیگر ذرائع سے ایران کو جنوبي سڑکوں پر دوباره انتظام قائم کرنے کے قابل بنانا -

(۷) اور جنوبي ایران میں مهم بهیجنے کي پالیسي میں اپنے آپ کو الجهنے سے بچانا -

لارڈ مورلے نے کها که وه ایک اتهویں کے اضافه کرنے کي طرف مائل تهے - یعنے انکو ایسے پوزیشن میں مدفوع هونے سے باخبر رهنا چاهیے جو مسلمانان هندوستان کي راے اور انکے خیالات کو ناراض کریگا - اسوقت تمام دنیا کے مسلمانوں میں اسلامي آبادي پر نازل هونے والي بدقسمتي کي وجه سے ایک ایسا احساس غم هے جو خطرناک هو سکتا هے - اگر مسلمانان هندوستان کا یه احساس ایران کي دوباره ساخت میں اسي غیر دوستانه یا بظاهر غیر دوستانه کارروائي کي وجه سے مستحکم هوگیا تو گو کهلي هوئي بغاوت نهو مگر تاهم یه امور وفاداري اور نیک نیتي کے سرمایه کو جو هندوستان کے مسلمانوں میں موجود هے آهسته آهسته خاموشي کے ساتهه کم کرنے والے هونگے -

تجارت ایک معقول مقدار میں ایران کے ساتهه هو رهی هے - مارچ کي رپورٹ بتاتي هے که شیراز کے شمال کي طرف عموماً سڑکوں کي حالت اطمینان بخش رهی - سه ماهي کي جنوبي چنگي کي رسیدیں سنه ۱۹۱۲ ع کي اسي سه ماهي کي رسیدوں کي نسبت ۱۰ - هزار پاؤنڈ زیاده هیں -

لارڈ کرزن نے روسي سڑکوں کي تصویر بهت هي طرفدارانه کهینچي هے، کیونکه تمام شمالي علاقه میں انتظام کسي طرح بهي محفوظ نه تها - روس باطوم اور طهران کے مابین ریل کے مسئله پر بالکل دوستانه طور پر گفت وگو کر رها تها - اسوقت طهران سے آگے کسي لائن کي خواهش نهیں -

بے طرف حصے کو توڑ دینے اور اسمیں ایران کو خود مختار کر دینے کے مشوره کي بابت لارڈ مورلے کو جو کچهه کهنا تها وه یه تها که برطانیه اور روس دونوں کامل اتفاق کے ساتهه کام کر رهے هیں، اور اس حصے کي حالت میں کسي قسم کے تقرر پر بحث کي جانے والي نهیں هے -

مقالات

... راور قبہ رص

از ایس - ایم - اے - رفیقی

اس کے پہلے جو خدشہ مجھکو معاہدۂ خلیج فارس سے انگریزوں کے عرب پر اقتدار پانے کا ہوا تھا وہ اگرچہ ایک حد تک بجا ہے - مگر شاید قبل از وقت تھا ' اب سنا جاتا ہے کہ کویت پر انگریزوں نے ترکی سیادت کو تسلیم کرلیا ہے ' اگرچہ عمال بحرین و جزیرہ نماے القطر کو ترکوں کے اثر سے نکالنے میں کامیاب ہوگئے ' مگر میرے خیال میں خواہ انگریزوں کا اثر ایک حد تک بحر عمان پر قائم ہوجائے ' لیکن بفضلہ نواح عرب اور اس کے شمول کے صوبے ابھی تک ترکوں کے قبضہ اقتدار میں ہیں ' اور انگریزوں سے یہ امید نہیں کہ وہ اٹلی کی طرح بے محابا ان صوبوں کو ترکوں سے چھین لینے کی کوشش کرکے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے برخلاف کرلیں گے - گو اس میں شک نہیں کہ انگریز عموماً عرب پر اور خصوصاً حجاز پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں ' اور ایک خاص حکمت عملی سے اس کام کو حد انجام تک پہونچانے کی فکر میں ہیں - مسٹر اسکارن بلنٹ کی کتاب فیوچر آف اسلام سے اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے - وہ چاہتے ہیں کہ ترکوں سے عام مسلمانوں کا دل پھیر کر انگلستان کی امن پسندی اور انصاف پرستی کا روشن پہلو دکھائیں ' اور پھر ناصح مشفق بن کر مسلمانوں کو صلاح دی ہے کہ ظالم اور لامذہب ترک (جو حاجیوں کے لیے بڑی تکلیفوں کا باعث ہیں) اُن کے بجاے شاہ انگلستان کو خادم الحرمین اور خلیفۃ المسلمین سمجھا جائے ' جو حجاز کی حکومت نیک نیتی سے شرفاے مکہ کے اقتدار میں قائم رکھیں گے - اس سے بھی خطرناک وہ تجویز ہے جس کے رو سے خدیو مصر کو شام و حجاز کا ملک دلانے کی کوشش ہورہی ہے اور خدیو کی حالت وہی رکھی جائیگی جو اب ہے - با ایں ہمہ میں مسلمان ہوکر کبھی اس خیال کو دل میں نہیں لاسکتا کہ خدا کا یہ فرمان "ہم نے تورات میں لکھنے کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے" غلط ہوگا - یا مسلمان کے ہوتے خدا دوسری قوم کو اس معزز لقب سے مشرف کریگا - البتہ اگر ترک نیک مسلمان نہ رہیں جس طرح بنی امیہ و بنی عباس کے آخری حکمراں نہ تھے تو خدا کی خدائی میں کمی نہیں - وہ اُن سے کسی بہتر قوم کو مسلمان کرکے لائیگا - لیکن انگریز یا کسی عیسائی قوم کا ان مقدس مقامات کا وارث ہونا گو تھوڑے رقبے کے لیے ممکن ہے ' تاہم اس امکان کو بھی واقع سمجھنا خداے اسلام کسی دوسرے صلاح الدین کے بھیجنے پر بھی قادر ہے -

البتہ جب ہم ارض مقدس کے وارث قرار دیے گئے تو ہم پر ضروری ہے کہ اس کی حفاظت میں ہم کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں ' اور اس کو اندرونی و بیرونی خدشے سے پاک رکھیں ' لیکن کیا حالت موجودہ ہم کو اس کا اطمینان دلاسکتی ہے - حالت موجودہ سے میرا مطلب ترکوں کی شکست نہیں ' کیونکہ عارضی شکست سے قوم کو ایک اچھا سبق ملتا ہے - اور نقصان کی تلافی ممکن ہے ' مگر وہ خطرہ جو مسئلہ مصر کی شکل میں نمودار ہے اگر طے نہ ہوا تو یہ حالت نا قابل اطمینان کہی جا سکتی ہے ' جو مقدس ملک کی وراثت ہم سے ضرور لیکر رہیگا ' اور خدا کا وہ کلام پورا ہوگا کہ

"إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم"

ملک مصر افریقہ کے شمال و مغرب کونے میں وادي حلفا (طول البلد ۲۲ - درجہ) تک پھیلا ہوا ہے - مشرق میں بحر احمر اس کو عرب سے جدا کرتا ہے ' مگر خاکناے سویس اس کو شام و فلسطین سے ملائے ہوے ہے - مغرب کی جانب لیبان کا مسلسل ریگستان طرابلس الغرب تک پھیلا ہوا ہے - اگر نخلستان کفرہ (جو شیخ سنوسي کا دارالاقامۃ ہے) شامل کرلیا جائے تو اس کا رقبہ چار لاکھ مربع میل کا ہوتا ہے - گویا ہندوستان کے رقبے کی ایک چوتھائي - آبادي ۱۲ - ملین ہے - چکر اس کي عام جغرافیہ لکھنے کي ضرورت نہیں ' یہ سب جانتے ہیں کہ وادي نیل جس کا رقبہ ۱۲۰۰۰۰ - مربع میل ہے ' دنیا میں یہ گویہ سب سے زیادہ زرخیز خطہ ہے - علاوہ اس کے یہاں کي آب و ہوا تمام ملکوں سے بہتر صحت بخش ہے - اسي آب و ہوا کے اثر پذیر مدہ وہ دست و دماغ تھے جنھوں نے دنیا کي سب سے زیادہ عجیب و غریب و قدیم عمارت (اہرام) مصري بنائی ہے - لیکن جو بات ان سب سے اہم تھي وہ مصر کا محل وقوع ہے - مصر ہندوستان کي دہلیز کہا جاتا ہے ' مگر حق تو یہ ہے کہ اس کو حجاز مقدس کا مضبوط دروازہ کہنا چاہیے ' جیسا کہ دوسرا جنوبي دروازہ آبناے باب المندب ہے ' جہاں جزیرہ پیرم اسکا سد باب ہے - یہ بھي مصلحت ایزدي تھي کہ اس نے اپنے گھر کي حفاظت کا اس قدر سامان کیا ' اور ان دروازوں کا پاسبان مسلمانوں ھي کو بنایا - چنانچہ اگر کوئي قوم شمال یا جنوب سے حجاز کے سر پر کے کا سودا لیکر آئے تو وہ صحراء شام یا صحراء (الربع الخالي) یا حبش و سودان کے دشوار گذار منازل میں سر مارا کرے ' اور اس کے طے کرنے ھي میں اپني ہمت ہاردے - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اب کلید کعبہ کسکے ہاتھ میں ہے - نہر سویس کا کھلنا قیامت ہوگیا کہ خود مصر آپا دھاپے کا دنگل بنگیا ' اور انگریزوں کے بحر احمر اور زمین فراعنہ کے اقتدار کے حجاز کي پوزیشن اور ایک خطرناک حالت میں کردیا - اب اسکي حفاظت کا کیا سامان ہے صرف ترکوں کي اپني ذاتي دلیري - لیکن یہ کب تک ؟ ! - اسلامی تاریخ میں شاید اس سے برا زمانہ کبھي نہ آیا ہوگا جبکہ اقوام فرنگ کي دیرینہ خواہش فتح مصر میں خود محمد علي پاشا نے مدد کي - نپولین نے ایک وقت میں مصر فتح کیا - لیکن خدا نے جلد اس کے نکالنے کا سامان پیدا کردیا ' مگر جب مسلمان خود اپنے پاؤں کو تیشہ و تبر کے حوالے کردیں تو اس کا کیا علاج ؟

مصر کا ترکي سے جدا ہونا گویا اسلامي شجر سے ایک سرسبز شاخ کا کٹ جانا تھا ' اور ظاہر ہے کہ کٹی ہوئي شاخ کب تک سرسبز رہ سکتي ہے - نصف صدي تک ترکسي نہ کسي طرح کام چلا کیا ' مگر اسمعیل پاشا کے وقت میں تو مصر کي پوري مرمت ہوگئي - وہ یورپ کے مہاجنوں کے ہاتھ بیچ ڈالا گیا ہے - گو کچھ

زمانے تک یورپ کی کسی قوم نے مصر پر اقتدار قائم کرنے کا ادعا نہیں کیا - لیکن نہر سویس کے کھلتے ہی انگریزوں نے ہندوستان کی حفاظت کا بہانہ ڈھونڈھا - اور مصر میں قدم جمادیے -

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمد عرابی کے ماتحت مصر میں ان کی ملک گیری کے خلاف آگ بھڑک رہی تھی - بد قسمت مصر پر یہ دوسرا تاریانہ تھا - عرابی نے بات تو معقول کی ' لیکن یہ نہ سمجھا کہ مصر کے کھیت کاٹنے والے (فلاح) انگریزی فوج کے کاٹنے کی طاقت نہیں رکھتے - نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے فوج بھیجی' ایک ہی مقابلہ میں سب تتر بتر ہوگئے ' اور انگریزی قبضہ کی بنیاد پڑگئی - کچھ زمانے بعد ایک اور آفت آئی - مصر خاص کے علاوہ خدیو کے ماتحت نوبہ دارفور اور دونوں تا منتہائے منبع نیل تھا - محمد احمد مہدی سودانی کے کارنامے تو بہت مشہور ہیں' مگر مصر کو ان کا سب سے زیادہ ممنون ہونا چاہیے کہ انہوں نے ایک بڑے ملک کے قبضہ میں رکھنے کے توجہہ سے جس کا مصر متحمل نہ تھا اس کو سبکدوش کردیا - مگر انگریزوں نے غریب مصر کے کندھے پر پھر وہی جوا ڈال دیا - اس کو مجبور یا کہ سودان پھ فتح کیا جائے - غرض تو اپنی تھی' سرچاکہ ہماری تھوڑی سی مدد کا احسان بھی مصر پر رہے گا ' اور اس کا روپیہ سے مصر کا خزانہ بھی خالی ہوکر ہمارا دست نگر ہوجائیگا - غرض جس خونریزی سے سودان در اصل فتح ہوا اس کو نظر انداز کرکے دیکھنا چاہیے کہ مصر کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟ سودان پر در عملی حکومت قائم کی گئی - اور وہ اینگلو ایجپشن سودان کے نام سے مشہور کیا گیا - وہ در عملی کیا تھی ؟ یعنے ملک کی آمدنی انگریزی خزانہ میں اور خرچ مصری خزانہ سے - بعینہ اس کی مثال سراج الدولہ کے بعد بنگال کی در عملی کی سی تھی - سودان بجائے برکت کے مصر کے گلے میں لعنت کا طوق ہوگیا ' اور یہ بد قسمت مصر پر تیسرا تازیانہ تھا -

لیکن مصر کا ایک تعلق اور ہے ' جس کو میں نے ابھی بیان نہیں کیا - مصر بالکل آزاد و خود سر نہیں ' بلکہ زیر سیادت سلطانی ہے - سلطان کے حقوق مصر میں یہ ہیں :

(۱) خراج جس کی مقدار سات لاکھ پونڈ سالانہ ہے -

(۲) وصولی ٹیکس بنام سلطان -

(۳) سکوں اور سرکاری کاغذات پر طغرای سلطانی کا ہونا - اور علم وغیرہ پر ترکی نشان -

(۴) فوج کی تعداد بڑھانے اور غیر ملک سے قرض لینے میں اجازت سلطانی -

(۵) کسی غیر ملک کے باشندے کو مصر میں آباد نہ دینا ' بغیر اجازت باب عالی -

(۶) مذہبی افسروں کا تقرر سلطان سے -

(۷) خدیو کی معزولی کا اختیار -

(۸) مصری کنٹجنٹ سے ترکی کی مدد کرنا ' بروقت جنگ

(۹) کسی آہن پوش جہاز کا نہ رکھنا -

لکھنے میں تو یہ حقوق بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں - ترکی اثر جو کچھ اب باقی ہے اس سے تو میں یہ ڈرتا ہوں کہ تو ترک اس برائے نام سیادت کو بوسینہ و ہرسک کی طرح انگریز کے ہاتھہ بیچ نہ ڈالیں -

ملک	رقبہ		آبادی
(۱) مصر	۴۰۰,۰۰۰	مربع میل	۱۲ ملیون -
(۲) قبرس -	۳,۵۸۴	" "	۲۳۷,۵۰۰
(۳) حجاز ' یمن ' عسیر -	۱۷۳,۷۰۰	" "	۸ ملیون -
(۴) شام ' عراق -	۳۰۹,۲۷۰	" "	۶ ملیون -
(۵) ارمینیا -	۹۲,۱۲۰	" "	۵ ملیون -
(۶) ایشیائے کوچک -	۲۰۹,۳۸۰	" "	۱۱ ملیون -
(۷) یورپ (جنوب خط ابروس و میدیا)	۲,۴۳۲	" "	۳ ملیون -
	۱,۱۹۰,۴۸۶		۳ لاکھہ ۲۴ ملیون -
پہلا رقبہ -	۱,۵۷۴۴۰۰	مربع میل	
پہلی آبادی	۴۰	ملین	

" سلطنت عثمانیہ کا شاندار مستقبل ہو سکتا ہے - اور اسکے پورے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے - اگر مصر و قبرس شامل ہو جائے - "

اسی شمول میں میں سائپرس یا قبرس کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں - جزیرہ قبرس جنگ روم روم سے پہلے ترکی کے ماتحت تھا - یہ جزیرہ بحر روم کے جزیروں میں بلحاظ رقبہ تیسرے نمبر پر ہے - لیکن زرخیزی میں وہ غالباً سب سے اول ہے - یہ قسم کے کانوں اور نفیس جنگلوں کے لیے مشہور ہے - لیوانٹ میں ادرنہ کے مقابل واقع ہے - آبادی تین لاکھہ ہے - جس میں پانچواں حصہ مسلمان ہیں - وہی جزیرہ ہے جو سب سے عرب کے ہاتھہ آیا تھا - اور امیر معاویہ نے جہاں عرب کے چند خاندانوں کو آباد ہونے کے لیے بھیجا تھا - جنگ روس و روم کے خاتمہ پر انگریزوں نے مسلمانوں کو روس کے خلاف مدد دینے کے معاوضے میں اس کو مانگ لیا لیکن وعدہ کیا تھا کہ روس سے آیندہ حملوں کے خطرے نکل جانے پر واپس کردیا جائیگا - اس جگہ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مصر میں فوج بھیجنے کے وقت مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ امن ہونے پر فوج بہت جلد مصر سے واپس بلالی جائیگی - قبرس سے اب بھی برائے نام ایک خراج سلطان کو جاتا ہے اور وہاں سلطان کا ایک ہائی کمشنر بھی رہتا ہے - قبرس انگریزوں کے نزدیک بہت اہم نہیں' اور جبکہ مالٹا کے ایسا با موقع جزیرہ بحر روم میں پاس ہے تو یہ اس کو بہت ضروری نہیں سمجھتے - چنانچہ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک وقت میں رائے دی تھی کہ یہ جزیرہ یونان کے حوالے کردیا جائے - خدا معلوم یہ کہاں تک صحیح ہے کہ معاہدہ خلیج فارس میں بحرین کی طرح ترک قبرس سے بھی دست بردار ہوگئے - اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو ترکوں کی نادانی پر جتنا افسوس کیا جائے بجا ہے - قبرس سے بڑھکر ترکی بیڑے کے لیے اور کوئی اچھا موقع نہیں' جہاں سے وہ مصر ' ساحل شام ' ایشیای کوچک ' اور ایک حد تک ایجین بلکہ در دانیال و عرب کی بھی حفاظت کرسکتا ہے - علاوہ اس کے جو نفع ایک زرخیز زمین سے

حاصل هوتا هے وہ علحدہ - بحالت دیگر اس کا دوسري قوم کے قبضے میں رهنے سے وهی اثر شام و مصر پر پڑیگا ' جو جزائر ایجین کے نکل جانے سے سواحل ایشیاے کوچک پر پڑسکتا هے -

خدا نخواستہ اگر باب عالی کو تازہ مفتوحات (ادرنہ وغیرها) سے محروم رکھا گیا اور یورپ کی تہدید آمیز حکمت عملی اس موقع پر بھی کامیاب نکلی ' تو اس حالت میں ترکی سلطنت موجودہ مقبوضات ایشیا اور یورپ کے اس ٹکڑے پر جو اینوس اور میڈیا کے جنوب میں واقع هے ' جزائر ایجین پر محدود رہ جائیگی - ترکوں کو اس میں اضافہ کرنے کے لیے قبرس و مصر کی ضرورت هے - اس وقت یہ پوري سلطنت بن کر اپنے پچھلے نقصان کی تلافي کردیگي - اسکا رقبہ هندوستان کے برابر اور زرخیزي میں تمام دنیا سے بڑھکر هوگا - یہ تمام قدیم قوموں کے مسکن پر شامل هوگي - بابل ' مصر ' کنعان ' کالدیا وغیرہ کی قدیمترین تاریخی اقوام کے وطن پر اسی سلطنت کا سکہ رواں هوگا ' اور اسی طرح اسلامي تہذیب کے جتنے مرکز و مستقر تھے سب اسي سلطنت میں شامل رهیں گے - عراق ' یمن ' مصر ' شام ' روم - خلفاء کے پایہ تخت بھی اسي سلطنت میں واقع هونگے - یعني مدینہ ' کوفہ ' دمشق ' بغداد ' قاهرہ ' اسطنبول -

آبادي میں مسلمانوں کا عنصر بھي غالب هو جائیگا (مصر میں تقریباً ۹۸ - فی صدي سے زائد مسلمان آباد هیں) اور عیسائیوں کی تعداد پھر ایسي اهم نہ رهیگي - مصر شامل هوکر جیسا میں پہلے لکھہ چکا هوں حجاز کی بڑي تقویت کا باعث هوگا - موجودہ مصر کي سرحد تو بندرگاہ ینبوع تک پھیلي هوئي هے اور " طورسینین " کا مقدس خطہ بھي اس میں شامل هے - نیز مقبوضات افریقہ میں مصر کے شمول سے مسلمانان افریقہ کو تقویت ملیگي - اور ان کي حالت جاننے کے لیے یہ ایک دیدبان رهیگا - یہیں سے سلطان روم افریقہ کے مسلمانوں پر اپنا اثر پھیلا سکتے هیں - حجاز و مصر کا اتصال (بذریعۂ ریلوے) تمام افریقی حاجیوں کي بڑي مشکلات کو کم کردیگا ' لہذا ترکوں کو چاهیے کہ اپنا مستقبل شاندار بنانے کے لیے سب سے پہلے اس مرحلے کو طے کریں ' اور ان اصلاحات و ترقیات کی تجاویز کو اپني بڑي سلطنت پر نافذ کرنے کی جانب پوري طاقت سے متوجہ هو جائیں - اب سوال یہ هے کہ اس مقصد براري کي کیا صورت هو - کیا ترکوں کو انگریزوں سے سمجھوتا کرنا چاهیے ؟ واقع میں جان بل کیا ایسے حد تک مسلمانوں کا دوست هے ' اور اس کے راضي کرنے میں بڑي دقت کا سامنا نہ کرنا پڑیگا ؟ یہ حدس و ظن اگر صحیح هے ' اور اس کا جواب اگر اثبات میں مل سکتا هے - میری راے هے کہ معاهدۂ خلیج فارس کي طرح اور ایک نیا معاهدہ ترکي اور انگلستان میں مصر کي بابت قرار پائے - جس میں ذیل کے اصول قائم کیے جائیں :

(۱) ترکی اور انگلستان میں یہ ایک دوستانہ معاهدہ هو کہ دونوں سلطنتیں بہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریںگی - پہلی طاقت کسی غیر قوم کو مصر یا ترکی سے هندوستان پر حملہ کرنے کی مزاحم هوگی - نیز هندوستان کے مسلمانوں کو انگلستان کا خیر خواہ بنانے میں کوشاں رهیگی - دوسري طاقت حسب حاجت ترکوں کی مدد کریگی - علاوہ اس کے اس کو ترقی اور اصلاحات کے شروع کرنے میں مددگار رهیگی - اور ان کے لیے کوئی دقت و زحمت پیدا نہ هونے دیگی - (یہ بالکل معاهدۂ جاپان و انگلستان کی طرح هو گا -)

(۲) انگلستان کو وہ تمام منسک حوالہ کیا جائے جو رادي خلفہ سے جنوب مصر و انگلستان کے مشترک مقبوضات هیں - اور مصر اپنے حقوق سے رهاں دست بردار هو جائے - اسکے عوض جزایر قبرس مصر کو تفویض هو - اور انگریزي فوج مصر سے واپس بلا لی جاے -

(۳) سلطان اپنے عہدۂ خلافت کو کام میں لاکر امیر افغانستان کو آمادہ کریں کہ وہ انگریزوں سے اپنے کاموں میں اس حد تک مدد لیا کریں کہ استقلال افغانستان میں خلل نہ پڑے -

(۴) خدیو کے حقوق وهی رهینگے جو اسکے قبل تھے - البتہ اس میں یہ اضافہ هوگا کہ وہ عثمانی کیبینٹ کے ایک وزیر بھی سمجھے جائینگے ' اور سر عسکر یا شیخ الاسلام یا کسی دوسرے وزیر کے مانند پارلیمنٹ اور سلطان روم کے روبرو اپنے کاموں کے جواب دہ هونگے -

(۵) قبرس خدیو مصر کے قبضے میں رهیگا ' لیکن تمام خارجي معاملات کا تعلق ترکي وزیر خارجیہ سے هوگا -

(٦) پارلیمنٹ ترکي میں مصر سے بھي مبعوث (ممبر) لیے جائینگے -

(۷) مصر کي فوج محدود هوگی اور ترکي فوج سمجھي جائیگي - نیز سلطاني فوج تمام مصر میں متعین رهیگي -

اس عہد نامے کے دو حصے هیں ' پہلا ترکي و انگلستان کے متعلق ' اور دوسرا مصر و ترکي کے متعلق هے - عہد نامے کی تکمیل سے جو فائدہ انگلستان کا هے وہ مسلمانان هند کا دل اپنے هاتھہ میں لے لینا هے - مسلمانان هند ترکی کو اپني قوم کي مانند سمجھتے هیں ' یہی نہیں کہ وہ دین میں ایک هیں بلکہ زیادہ تر وہ اسي قوم سے تعلق رکھتے هیں جس سے نسل عثماني - انگریزوں کو مسلمانوں کي وہ ناراضي یاد هوگي جبکہ عقبہ کے معاملے میں انگلستان نے غلطی سے ترکوں کو دھمکایا تھا - وہ خود دیکھتے هیں کہ موجودہ لڑائي میں ترکوں سے مسلمانوں کي کیا همدردي هے ' اور وہ انکی تکلیف سے کسقدر بے چین هیں ؟ کاش جان بل اور اس کے خود غرض مشیر نہ بھکاتے ' اور وہ موجودہ لڑائی میں کچھہ بھی ترکوں سے همدردي کرتا تو مسلمانان هند اس کو هندوستان کی موجودہ بے چینی سے اطمینان کرادیتے - لیکن ابھی وقت هے اور اس سے بہتر موقع نہ ملی نہیں کہ ترکی و انگلستان میں ایک دوستانہ تعلق اس شکل میں قائم هوجائے جیسا میں بیان کر آیا هوں - انگریزوں کو یقین کرنا چاهیے کہ وہ صرف مسلمانوں هی کے ساتھہ دینے پر هند میں سلطنت کرنے کے قابل هیں - جس دن مسلمانوں کو یہ یقین هوگیا کہ انگریز انکے بھائیوں سے علانیہ بر خلاف هوگئے هیں ' وہ دن حکومت کے لیے اس قدر تشویش آفریں هوگا کہ اس کے نتایج کے اظہار کی ضرورت نہیں -

اب ایک بات اور رہ گئی یعنی مسئلہ نہر سویس - نہر سویس هی ان تمام دقتوں کی جڑ هے - اس میں شک نہیں کہ جسقدر فائدے اس سے یورپ نے اٹھائے هیں ' اتنا هی نقصان ایشیائی قوموں کو اس سے هوا هے - کاش یہ نہر نہ کھدي هوتی - اور خدیو مصر حضرت فاروق اعظم کی دوراندیشي کو کام میں لائے هوتے اگر سویس اب بھی بند کردي جائے تو اس سے موجودہ حالت پر کیا اثر پڑیگا ؟ سویس سے صرف یہ فائدہ هے کہ یوروپ اور ایشیا کے سفر میں آسانی هوگئی ' مگر یوروپ ایشیا سے جتناهی کم ملے اتنا هی بہتر ' علاوہ اس کے خشکي کے راستے ' جبکہ فارس ' مصر و ترکی کي مجوزہ ریلیں تکمیل کو پہنچ جائینگي ' یوروپ کے لیے اس سے آساني هو جائیگي - پس مناسب یہ هے کہ اس فساد کي جڑ کو مستاصل هي کر دیا جائے ' مجھکو معلوم هے کہ جب فرانسیسیوں نے نہر کے کھودنے کی کوشش کی تھی ' اور مصري اور ترکی حکومت نے اجازت بھی دیدي تھی تو انگریز هی تھے جنھوں نے اس راے سے اتفاق نہیں کیا تھا - گو اسکے کھودنے میں بے حد روپیہ صرف هوا هے ' لیکن وہ سب وصول هوگیا ' اور کام کے بگاڑنے میں کچھہ خرچ و دیر نہیں - وہ جلد پٹ

أدبيات

خطابة الـم

معضر حسن ترا مهر بعنـوان شده است * ختـم خوبي بتـواے خاتم خوبان شده است
مستفيض از لب تـو عيسـى مريـم آمد * مستنير از رخ تـو موسى عمـران شده است
هر كه داغے بجبين داشتـه از بنـدگيـت * مه تابان شـده او يا مـه كنعـان شده است
تاجهـان كـرد ورودت اثـر بـاد بهـار * هر بيـابان زقدوم تو خيـابان شده است
تا چـه افعـال نكـوهيـده ز امت سرزد * كه گرفتـار به بنـد غم و حرمان شده است
روس منـه رس نيفگنـده اگر سايه چو بوم * از چه ويران همـه معمـورۂ ايران شده است
دولت مشهد اگر رفت به يغمـا بدلش * خاك آن خطـه همه گنـج شهيدان شده است
حملـه ورگشتـه باعـراب سنـان وار اتلى * روسهي چهـره به شيران نيستـان شده است
بوم گوئى نه همـه بوم و بر و رزم گوهت * بام شـام از اثـر شـومي تركان شده است
آنكه از هيبت او لـرزه فتـادے بـر لـوه * چون پر كاه بخود حيـف كه لرزان شده است
حيـف شيـرازۂ مجمـوعـه اسلام گسست * كه چو اوراق خزان ديده پريشان شده است
گشته هر يكدگر افتـاده چو مسلمـان بر خاك * عجب ميخانه فضـاے سر ميدان شده است
باغبـان خرم و شادند نه كوه و صحـرا * لالـه زار از اثـر خـون مسلمـان شده است
تيره و تـار جهـان گشتـه بچشـم مـردم * كه زغم صبـح وطن شـام غريبان شده است
مومنـان پنبه بگوشند و بجـاے تكبيـر * جاے حيف است كه ناقوس خروشان شده است
موسـي كـو كه بـرآرد بعصـا بـانگ مـار * پر همـه كوه و درا زاژدر و ثعبان شده است
عيسي كـو كه فرود آيد ازيں بـام رفيـع * جـار سو فتنـه دجـال نمـايان شده است
خواب خوش تا بكجا صبح قيـامت بدميـد * شورش حشـر بپا در همه كيهان شده است
صبح شد صبح تو هم اذن اذان ده به بلال * كرم تسبيح سحر مرغ سحر خوان شده است
صبح سـر بر زده بردار سر از بـالش خواب * فتنه بيدار شد و خلـق هراسان شده است
فـاحدائے ! زره لطـف خـدا را بفـروست * مبتـلا كشتي اسلام بطـوفـان شده است

گوش كن نالـه و فريـاد و بـده داد عزيز
كه بداد تو و امـداد تو نـالان شـده است

[خواجه عز الدين - عزيز - لاهوري]

غزل

چنـان دل شاد مي آئي بمقتـل بوده گويا * زخـون بے گنـاهے دست خـود آلوده گويا !
بانداز تبسـم مى تپـد نبض لب زخم * نمـک از ريـزش شـور تبسـم سوده گويـا
بقدر اضطـراب مـاست شوخيهـاے ناز تو * بمـوج خـاسـوت مينـا بپيـم آسوده گويـا
سرت گردم ، بطرز خاص ورزيدي جفـا با من * بمشـق شـوه عـاشـق نوازي بوده گويا !
سخن از لـذت وصل و شـراب عيش مي گويـد
بقتـل وحشت شـوريده سـر فرموده گويا !

[صفدي رضا علي - وحشت]

منہ سے عمیہ

فلسفۂ حیات و ممات

اثر: مسٹر مسعود احمد عباسی

(۲)

پچھلی اشاعت میں اجسام ذیحیات کے نظام کی ترتیب و انتشار کا باعث بیان کرتے ہوے اُن تین امور کی جانب اشارہ ہوا تھا جو تمام نباتات و حیوانات پر صادق نظر آتے ہیں، ان میں پہلی بات (حصول قوۃ) تھی جس کا تذکرہ ہوچکا ہے، بقیہ دو امور حسب ذیل ہیں :

(۲) تنظیم قوۃ

"کیا بات ہے کہ آپ اسقدر دبلے ہوتے جاتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کو کھانا لگتا ہی نہیں" - یہ فقرہ ہمارے روز مرہ میں بولا جاتا ہے - تنظیم قوۃ سے مراد یہی کھانے کا لگنا ہے - یعنی حاصل شدہ قوۃ جسم کے ہر حصے پر مناسب مقدار میں اور بہ آراستگی طبعی غذا پہنچ جاتی ہے - حیوانات میں یہ گوشت و پوست میں مضمر ہے تو نباتات کے اندر لکڑی اور چھال میں - کسی درخت میں ایک کیل مار دیجیے، اور کچھ دنوں کے بعد دیکھیے، کیل اب درخت میں نہ رہی بلکہ زمین پر پڑی ہوگی - چھوٹا زخم ہو یا بڑا، گہرا ہو یا ہلکا، تمام زخم کس قدر جلد بھر آتے ہیں؟ یہ نظام قوۃ کا اظہار کرتے ہیں -

(۳) صرف قوۃ

نقل و حرکت کو نظر انداز کرکے ہم صرف حوادث کو لیتے ہیں - ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی، جب ہم دیکھتے ہیں کہ کس قدر سخت مقابلہ تمام نباتات و حیوانات کو کرنا پڑتا ہے، اور کتنی بڑی مقدار قوۃ کی ہر وقت مقابلہ میں صرف کردینا پڑتی ہے؟

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ کا]

تو برابر ہو سکتی ہے، اور اس طرح ہمارا کعبہ بھی غیروں کے دست برد سے محفوظ رہ سکتا ہے، ورنہ قرآن شریف میں " راذ البحار فجرت " جو قیامت کی نشانی بتائی گئی ہے وہ گویا یہی نہر سویس ہے، جس کا کعبہ پر اثر پڑتا ہے اور کعبہ کا مسلمانوں کے دھیان سے جانا اور قیامت کا آنا لازم ملزوم ہے -

قوم کے سنجیدہ دل و دماغ اگر میری راے سے اتفاق کریں تو میں یہ آواز بلند کہونگا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مصر کا سوال پوری طاقت سے اٹھایا جائے، اور اس میں تمام اسلامی اقوام دلچسپی لیں - بالخصوص مجلس اتحاد و ترقی اور حزب مصر اسکی طرف توجہ کرے - ترکی اور انگلستان میں ایک دوستانہ معاہدہ ہونے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہیے، اور دونوں سلطنتوں کے مدبرین کو اسکی طرف توجہ کرنا چاہیے - ہم لوگوں کو انگریزوں کی قومی شرافت کا اعتراف ہے، اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس میں کوئی دقت نہ پیدا کریں گے، اور اس کا موقعہ کبھی نہ دینگے کہ ہمارا ہاتھہ انکے خلاف اور ان کا ہاتھہ ہمارے خلاف ہو -

انسان ہی کو لیجیے - ہوا معمولی حالت پر ہمکو ۱۵ - پونڈ فی مربع انچہ سے مار رہی ہے - اب ایک شخص جو ۶ - فٹ لانبا اور ½ ۱ - فٹ چوڑا ہے (۱۲ × ½ ۳ - انچہ × ۱ × ۶ - انچہ × ۱۵ - پونڈ) ۱۹۴۴۰ - پونڈ یعنی تقریباً ۲۴۰ - من قوۃ کا ہر وقت مقابلہ کرتا رہتا ہے - اگر وہ کم از کم اسی قدر قوۃ سے اس کو نہ روکتا، تو وہ زمین پر ٹھہر ہی نہیں سکتا تھا -

نباتات اور حیوانات سب اس حالت میں برابر ہیں - یعنی ہوا کی قوۃ کے مقابلہ میں اُن کو ایسی ہی بڑی مقدار قوۃ کی صرف کرنا پڑتی ہے -

لیکن حیوانات بمقابلہ نباتات کے ایک اور بڑا " صرف " رکھتے ہیں، جس کو ہمنے پہلے نظر انداز کردیا تھا یعنی نقل و حرکت، اور یہی وجہ ہے کہ وہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک، سبھی درختوں کے مقابلہ میں بہت کم عمر حاصل کرسکتے ہیں - اور ان میں بھی جو جانور زیادہ کود پھاند کرتے، اور بھاگتے دوڑتے ہیں، اون کی عمریں بوجہ زیادتی صرف قوۃ کے دوسروں سے مقابلۃً کم ہوتی ہیں -

غرضکہ یہی وہ تین امور ہیں جو حیوانات اور نباتات، سب میں جاری ہیں، اور جن میں انکی حیات اور ممات کا راز پوشیدہ ہے - جب تک آمدنی اور صرف برابر ہیں، شباب کی زندگی آپ کو میسر ہے، جہاں پلہ جھکا، معاً انحطاط شروع ہوگیا -

بعض اصحاب کہہ اٹھینگے کہ اس سے تو یہ لازم آگیا کہ اگر آمدنی اور صرف ہمیشہ برابر رکھے جائیں تو گویا ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو جائے! ہاں، میرا بھی ایسا ہی خیال ہے، مگر یہ ناممکن ہے، اور اس کی وجہ میں پیش کرتا ہوں -

کسی ایسی شے میں، جو ایک فٹ لمبی، ایک فٹ چوڑی، اور ایک فٹ گہری ہے، ہم اسی قدر اضافہ لمبائی، چوڑائی، اور گہرائی میں بھی کردیں، تو اسکا حجم ۸ - مکعب فیٹ ہوگا - اور ایک ایک فٹ بڑھادیں تو ۲۷ - مکعب فیٹ ہو جائیگا - یہانتک کہ اگر ہر ضلع کی پیمایش ۱۶ - فیٹ کریں تو حجم ۴۰۹۶ - مکعب فیٹ ہو جائیگا - مگر رقبہ پہلی حالت میں ۴ - فیٹ مربع، دوسری حالت میں ۹ - فیٹ مربع، اور تیسری میں ۲۵۶ - فیٹ مربع ہوگا -

ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں جب رقبہ اور حجم میں ایک اور دو کی نسبت تھی، تو دوسری صورت میں ایک اور ۳ - کی، اور تیسری میں ایک اور ۱۶ - کی ہوگی - گویا جس قدر حجم میں زیادتی ہوتی جاتی ہے، رقبہ میں کمی آتی جاتی ہے - انسان جو ایک فٹ سے بڑھکر ۶ - فیٹ تک پہنچتا ہے، وہ، وہ حجم حاصل کرلیتا ہے، جس کی پرورش اس تھوڑے سے رقبہ پر (جو معدہ تک محدود ہے) رفتہ رفتہ ناممکن ہو جاتی ہے، اور اس لیے سارے نظام کو بگڑ جانا پڑتا ہے - ایک فٹ کے چھوٹے بچے اور ۶ - فیٹ کے انسان کے معدوں میں بہ لحاظ وسعت، زیادہ فرق نہیں ہوتا - اس لیے آمدنی کی مقدار بھی زیادہ فرق نہیں رکھتی، اور جب دوسرے ذرایع بند ہو جاتے ہیں، اور سارا بار اسی آمدنی پر پڑ جاتا ہے،

تو خرچ کي زيادتي بالاخر وہ دن دکھا ديتي ہے جو اس کي زندگي کا آخري دن خيال کيا جاتا ہے -

يہي حال نباتات اور تمام دوسرے حيوانات کا بھي ہے - اس موقعہ پر ہم ايسي مثال پيش کرتے ہيں جو ہمارے مطلب کو اچھي طرح واضح کرديگي -

ايک تاجر کچھہ سرمايہ لے کر تجارت شروع کرتا ہے' آمدني خوب ہو رہي ہے' اور دکان کا خرچ بھي ابھي کم ہے - روز بروز سرمايہ ميں زيادتي ہوتي جاتي ہے' اور دکان کي طاقت بھي بڑھتي جاتي ہے - نوکر چاکر بھي زيادہ ہوگئے - محرروں کا ايک دفتر علحدہ کھول ديا گيا تاکہ حساب و کتاب ميں سہولت ہو - اس کے بعد وقت آيا کہ ايک دکان ناکافي معلوم ہونے لگي - اور کئي دکانيں کھول دي گئيں - ليکن پھر يکايک بازار مندا پڑجاتا ہے - خرچ تو وہي ہے مگر آمدني ميں کمي شروع ہوجاتي ہے - اس کمي کو سرمايۂ محفوظہ سے پورا کرنا پڑتا ہے - ليکن بازار کي وہي حالت رہتي ہے' اور خرچ روز بروز المضاعف ہوتا رہتا ہے - عملہ کي تخفيف بھي اب شروع کردي جاتي ہے' ليکن پھر بھي نقصان جاري و مترقي' پورا نہيں پڑتا - آخر چند دکانيں بالکل بند کردي جاتي ہيں - مگر غريب تاجر کے مشکلات کا خاتمہ پھر بھي نہيں ہوتا - ان بند کردہ دکانوں سے جو سرمايہ نکالا تھا وہ بھي ختم ہوجاتا ہے' اور آخر کار تاجر ديوالیہ بنائے جانے کي درخواست دے ديتا ہے -

بعينہ يہي حال حيوانات اور نباتات کا بھي ہے - انسان کو ليجيے - وہ ماں کے پيٹ سے سرمايہ لے کر آتا ہے' اور دو چار سال تک آرام سے سرمايہ جمع کرتا رہتا ہے - کچھہ اور بڑا ہوتا ہے تو نقل و حرکت بھي نسبةً کم ہوجاتي ہے اور حوادث کا سلسلہ بھي کم پڑجاتا ہے - اس ليے آمدني خرچ سے بہت زيادہ ہوتي ہے' اور يہ سب سرمايہ کو بڑھانے ميں کام آتي ہے - ليکن جوں جوں بڑھتا جاتا ہے' اُس کي آمدني' گو اگرچہ خرچ سے اب بھي زيادہ ہوتي ہے مگر نسبةً پہلي آمدني سے بہ وجہ زيادتي حوادث اور نقل و حرکت کے' کم ہونا شروع ہوجاتي ہے' اور جب تک يہ آمدني خرچ سے زيادہ رہتي ہے' جسم بھي بڑھتا رہتا ہے - يہاں تک کہ ايک وقت آتا ہے' جب آمدني مذکورۂ بالا وجوہ سے کم ہوتے ہوتے خرچ کے برابر آجاتي ہے' اور يہي وہ زمانہ ہے جس کو شباب سے پکارا جاتا ہے - امنگيں جوش پر ہوتي ہيں اور دلوں کا طوفان زوروں پر - ليکن يہ وقت زيادہ دنوں تک نہيں رہتا اور پھر انحطاط شروع ہوجاتا ہے - آمنگيں سرد پڑتي جاتي ہيں' جوشوں ميں کمي آتي جاتي ہے' اور اب سمجھہ اور تجربہ زيادہ کام آتا ہے - آگے چل کر جب خرچ اور آمدني ميں بہت زيادہ فرق ہوجاتا ہے تو يہ باتيں بھي جاتي رہتي ہيں' اور خيالات ديرپا ہوجاتے ہيں - يہاں تک کہ وہ وقت آتا ہے جب نہ اٹھا جاتا ہے اور نہ بيٹھا جاتا ہے' کوئي بات ياد نہيں رہتي' پہچان کي قوت بھي کم ہوجاتي ہے' ہاتھہ پاؤں ميں لرزہ پڑجاتا ہے' اور تمام قوتيں ايک ايک کرکے رخصت ہونے لگتي ہيں - اب موت سامنے ہے' اور ليجيے' وہ وقت بھي آ ہي گيا' سارا بنا بنايا کھيل بگڑ گيا -

غور کيجيے تو اس قانون حيات و ممات کو حيوانات اور نباتات کے ہر فرد پر صادق پائيے گا - يہ ايک سلسلہ ہے جو ہر وقت جاري ہے - آج جو پھول کھل رہے ہيں' کل وہ ضرور خاک ميں مليں گے' اور پھر کسي دوسري شکل ميں بھي ذرات بہت' يا تھوڑے' يا سب' نمودار ہوجاليں گے - ايک فلسفي شاعر نے اسي طرف کيا خوب اشارہ کيا ہے :

سب کہاں ؟ کچھہ لالہ و گل ميں نماياں ہوگئيں
خاک ميں کيا صورتيں ہوں گي جو پنہاں ہوگئيں

الہلال

انا نحن نحي الموتے و نکتب ما قدموا و اثارهم و کل شي احصيناه في امام مبين - يہ جسم کي حيات و ممات ہے - ليکن ايک عالم قلب و روح بھي ہے - اس کي موت و حيات پر بھي نظر ڈالني چاہيے !

مجھے يہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجالے
کہ زندگاني عبارت ہے تيرے جيلے سے

پھر يہ بھي ياد رہے کہ بعض زندگياں ايسي بھي ہوتي ہيں کہ اُن کا مرنا ہي اُن کي حيات کا راز ہے - ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله امواتا ' بل احياء ولکن لايشعرون -

اقتلوني ! اقتلوني ! يا ثقات !
ان في قتلي حياة لا ممات

وطوبى لمن تشرف بهذه السعادة القصوى ' وهم الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون -

اشتہار

ہمارا ليڈر کون ہے

آخري فيصلہ کي گھڑي

دنيا بھول ميں ہے - روپوں کي تھيلي ميں ليڈر کو تلاش کرتي ہے - ہمارے رہنما حجازي رسول (صلعم) ہيں - تيرہ سو برس کي پائدار رہبري کو چھوڑ کر ہم خود غرض ' بے اعتبار - اور مقلدين فرنگ ليڈر نہيں چاہتے - آخري فيصلہ کي ساعت اب آگئي - وہ ہفتہ وار اخبار ترجمان ہے - ہر ہفتہ بڑي تقطيع کے آٹھہ صفحوں پر ميرٹھہ سے شائع ہوتا ہے - خط اور چھپائي نہايت صاف - لڑائي کي تصويريں - مفيد و دلچسپ اسلامي کارٹون - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروري خلاصہ - انقلاب انگيز طوفاني چال' بيديني کے ليے بھونچال - امن و امان کے ليے نيک فال - ہر خاص و عام کے سمجھنے کے قابل باتيں - وہ طريقے جن سے ملک ميں ليڈر شناسي کا ملکہ پيدا ہو - خواجہ حسن نظامي دہلوي کي ايڈيٹري اور سرپرستي ميں ميرٹھہ سے جاري ہوگيا - قيمت سالانہ صرف ٣ - روپيہ - نمونہ ايک آنہ کے ٹکٹ آنے پر مليگا - مفت نہيں - الہلال کا حوالہ ضرور ديجيے -

منيجر اخبار ترجمان - لال کورتي - ميرٹھہ

الہلال کي ايجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں ميں الہلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي ہيں تو اپنے شہر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

شئون عثمانیه

خلیج فارس اور کویت

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپکو دہراتی ہے - صحیح حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کو حکم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی زیست کی تجدید امم و اقوام کی حیات بعد الممات سے کرتی رہے ' اپنی موجودہ شکلیں بھرکے پچھلی شکلیں اختیار کرتی رہے ' اور موجودہ راستوں کو ختم کرکے ان راستوں پر پھر چلے جن پر وہ پہلے چل چکی ہے -

پرانی قومیں جو عالم کے تماشا گاہ سے پردہ انقراض کے پیچھے جا چکی تھیں پھر واپس آرہی ہیں -

انسانوں کے وہ گروہ جن کے حق میں لوگوں نے موت کا فتوی دیدیا اب اُن کے ٹھنڈے اور ساکن نعش میں حرارت و حرکت نظر آرہی ہے -

وہ شاہنشاہیاں جو عالمگیر دائروں سے سمٹ کر ناقابل التفات نقطوں میں آگئی تھیں اب پھر جوش زن چشمے کی طرح اس نقطہ سے چاروں طرف پھیل رہی ہیں -

یونان کہ ترکوں کی علامی میں داخل ہو چکا تھا انگریزوں کی بدولت آزاد ہو کے پھر اپنے قدیم حدود حاصل کر رہا ہے -

رومانی سلطنت کہ افریقیہ سے نکل چکی تھی پھر وہاں داخل ہو رہی ہے - وہ راستے جن پر انسان گذشتہ زمانے میں چلا تھا ' بلوں اور کھنڈروں سے کہ انکو بدنما بنا رہے تھے ' اور انکو بند کردیا تھا ' ان نکل آئے ہیں ' اور ریل سے ایک نئی زندگی حاصل کر رہے ہیں -

وہ دروازے پھر کل کھلینگے ' جرمنی کی دھاڑ فرزانگی کوشش کر رہی ہے کہ ان راستوں کو پھر نکالے جو چلے مشرق کو بحر ابیض متوسط سے ملایا کرتے تھے کہ خلیج فارس کی یہ حالت در پرانی سلطنتوں یعنی یونانی اور رومانی اور ان کے بعد عربی سلطنت کے زمانے میں یہی تھی -

بخور ' مرجان ' ہاتھی دانت ' موتی ' حریر ' سونا ' مرچ اور کافور وغیرہ وغیرہ یہاں کی پیداوار میں سے عرب نکال کے خلیج فارس بھیجتے تھے - یہاں سے اناطول کے شہروں میں دجلہ و فرات کی راہ سے جاتے تھے - نہرین کی درمیانی مختصر مسافت میں قافلوں کے لدے ہوتے تھے - شام میں اُترتے تھے وہاں ان کو جنیوا ' وینس ' بیزنطائن ' اور فلورنس کے تاجر ملتے تھے -

خلیج فارس کی اہمیت کی طرف اہل یورپ میں سب سے پہلے جن کو توجہ ہوئی وہ پرتگیز ہیں - وہ جزیرہ ہرمز میں اترے تھے - مال تجارت چھوٹے چھوٹے قافلے بنا کر لے جاتے تھے جو خلیج عمان سے کویت جایا کرتے تھے -

سنہ ۱۵۹۹ ع میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کو ملکہ الزبیتھ کے دربار سے مشرق میں توسیع تجارت کی اجازت ملی تو اس نے اس خلیج سے پرتگیزی ملازمین چنگی کو نکال کے خود قابض ہونے کی بابت غور کیا ' لیکن چونکہ کمپنی کی قوت اس مقصد تک پہنچنے کے لیے ناکافی تھی ' اس کے ملاحوں نے پہلے ایرانیوں اور پھر عربوں سے معاہدہ کیا ' اور پھر جزیرہ ہرمز پر حملہ آور ہوے - سنہ ۱۶۲۲ میں اس پر قابض ہوگئے - قبضہ کے بعد خوب لوٹا اور تمام جزیرے کو ویران کردیا - سنہ ۱۶۴۸ میں مسقط بھی انکے ہاتھ میں آگیا -

جب پرتگیزی بحر ابیض متوسط کی نگرانی سے علحدہ ہوگئے تو انگریزوں نے اس گراں بہا میراث سے ایک غیر قصیر مدت تک فائدہ اُٹھایا ' جسکی وراثت انہیں ہر النیذ والوں کو ' کہ ان سے طاقت میں سخت اور اسلحہ میں تیز تر تھے ' مجبوراً دیدینا پڑی - اس امید نے اس وقت ایک نیا راستہ پیدا کردیا تھا ' جسکے مصارف کم اور محفوظ زائد تھا - جہازوں نے ساحل عرب سے بچنا شروع کیا - عراق میں قافلوں کی آمد و رفت کم ہوگئی - اور دار السلام (بغداد) پر بھی رہی سہی [illegible] نازل ہوئی جو بابل پر اس سے پہلے نازل ہوئی تھی -

خلیج فارس کی طرف لوٹنے کے لیے انگریزوں نے راہ میں راس الکلب کے آفتاب کے غروب ہونے کا انتظار نہیں کیا -

اُنہوں نے یاد کیا کہ نیپولین جب جنرل تھا تو اس نے یہ سوچا تھا کہ سلطان ٹیپو کی ' جو انگریزوں کے مقابلہ میں علم بردار استقلال ہے ' مدد کرے ' اور خود آبنائے باب المندب میں اتر آئے ' اس نے اس جزیرہ میں اپنے جاسوس بھی اس غرض سے پھیلادیے تھے کہ وہ اسکے لیے خشکی کا وہ راستہ دریافت کریں جو کسی زمانے میں ایک ہی وقت میں شمالی خلیج فارس کو جنوبی شام اور یورپ کو ایشیا اور افریقہ سے ملاتا تھا ' اور خود اس راستے کا مطالعہ شروع کیا تھا ' جو سکندر نے فتح ہندوستان کے لیے جاتے وقت اختیار کیا تھا -

اسکے علاوہ انگریز اس فوجی خطرے سے باخبر تھے جو مشرق میں اُن کی شاہنشاہی کو دھمکا رہے تھے - ان کو نظر آیا کہ خلیج فارس ہی اس فوجی راستے پر مسلط ہے ' جو قبضہ ہندوستان کے لیے مناسب ہے -

اٹھارویں صدی کے اوائل میں عرب ان دونو فارسی سلطنتوں پر قابض ہوگئے - اور اپنی انتظامی خود مختاری کا اعلان کردیا -

ان دونوں سلطنتوں میں ایک سلطنت کویت تھی ' اس میں پرجوش اور قوی مردان دریا نورد تھے ' دہانہ شط العرب پر عمیق بندر واقع تھے ' دوسری سلطنت عمان کی تھی جن کے سواروں کے ہاتھ میں خلیج فارس کی حفاظت تھی -

سنہ ۱۸۰۰ ع میں ایک انگریزی ملازم آیا ' اور سنہ ۱۸۱۳ ع - انکو امیر عمان اور امیر کویت سے اس بات کی اجازت مل گئی کہ ان کا ایک ملازم بصرہ (کہ نہر فرات پر واقع ہے) جائے - یہ ملازم وہی وکیل تھا جسکو انگریزوں نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ نپولین کے جاسوس کی تفتیش کرے -

سنه ۱۸۲۰ ع میں حکومت هند کا ایک ملازم اونٹ میں تھا' اس اثناء میں انگریزوں کے ملاح اور فوج ان بحری ڈاکوؤں سے سلطان سعید کی حفاظت کیا کرتے تھے' جو ساحل پر حملے کیا کرتے تھے -

اس قیام کے زمانے میں ان لوگوں کو چھوٹے چھوٹے جزیروں خصوصاً هرمز میں اترنے کا موقع ملا' مگر مجبوراً واپس آئے' کیونکہ تجار وغیرہ میں وہاں انکے آدمی بہت مرتے تھے - اس کے بعد دور نپولین کی یاد کلیتہً یا تقریباً مٹ گئی' اور لوگ پورٹ سعید اور کویت کے راستے کو بھول گئے -

ایک اور زمانہ گذر چکا ہے جب کہ انگلستان نے یہ تجویز کی تھی کہ مصر اور هندوستان میں ریلوے کی تمدید و اجرا سے شام اور شمالی بلاد عرب میں اپنا اثر پیدا کرے - اب اس تجویز کو اپنی پہلی اهمیت پھر حاصل هوگئی -

انیسویں صدی میں توسیع استعمار (ملک گیری) کے اعوان و انصار حقیقی آزاد خیالوں کے سامنے پسپا هوئے - ۲۰ - مارچ کو سنہ ۱۸۶۲ ع میں لارڈ کرنل اور موسیو هرفنل نے ایک عہد نامے پر دستخط کیے' جس میں فرانس اور انگلستان نے سلطان مسقط کی خود مختاری کی حفاظت کا عہد کیا تھا - سنہ ۱۸۴۶ع میں فرانس نے سلطان مسقط کے ساتھہ تجارتی معاهدہ کیا جس سے اور بھی وابستگی بڑھگئی -

بیسویں صدی کے اوائل میں خلیج فارس نے نئی اهمیت حاصل کولی' اور مسقط اور کویت دونوں میں سے هر ایک مشرق میں یورپ کے اور بحر ابیض متوسط میں ایشیا کے نتائج کے لیے ایک تجارتی دروازہ هوگیا - اس لیے لوگوں نے قافلوں کے اس پرانے راستے کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق جس پر سے تجار یورپ اپنا مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لیجاتے تھے' بحث کرنی شروع کی' اور یہ اس طرح کہ یہ لائن وادی دجلہ و فرات کو اسکندرونہ سے ملائے' اور بلاد فارس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ کر بحر هند کے ساحل سے مل جائے' ایک دوسری لائن بچھائی جائے' یا فاسے سے شروع هو اور پورٹ سعید میں ختم هوے ایشیا اور افریقہ کو ملادے - یہ تمام لائنیں خلیج فارس کے پاس آکے مل جائیں - ان وجوہ سے خلیج فارس کے جزیرے اور اس کے جنگی قلعے جن کا هندوستان پر بہت بڑا اثر ہے انگلستان کے لیے ضروری هوگئے -

اس لیے انگریزوں نے جن کے تعلقات عمان اور کویت سے سنہ ۱۶۲۲ ع اور سنہ ۱۸۰۹ ع میں تھے ان اطراف میں اپنے قبضہ کے استحکام کی کوشش کرنے لگے - اگرچہ بحرین کے جزائر سنہ ۱۸۷۰ ع سے برابر انہی کے هاتھہ میں هیں -

مشہور ہے کہ اسمیں انگریزوں کا هاتھہ تھا - قیام امن کے لیے انگریزی بحری فوج خشکی میں اتر آئی' اور انگریزی جھنڈا نصب کر دیا -

اس وقت لارڈ کرزن هندوستان کے گورنر جنرل تھے' انھوں نے مسقط پر اپنے قبضے کے مستحکم کرنے کے بعد فوراً شیخ مبارک بن صباح امیر کویت سے گفتگو شروع کی' اور یہ طے کیا کہ ایک انگریزی قونصل کویت میں رہے' بلکہ ایک معاهدہ کیا' جسکا مآل و مفاد کویت پر انگریزی حمایت پھیلانا تھا - سنہ ۱۹۰۳ ع میں لارڈ کرزن اور مسٹر بالفور نے تمام یورپ کے سامنے کویت پر انگریزی حمایت کا اعلان کیا -

دولت عثمانیہ اور امیر کویت میں همیشہ نزاع رهتی تھی' یہاں تک کہ دولت عثمانیہ نے ایک تادیبی مہم بھیجی' مگر انگریزوں نے امیر کی تالیف قلب' اپنے نفوذ و اقتدار کی تقویت اور عثمانی حقوق کی تضعیف کے لیے فوج کو امیر سے کسی قسم کا تعرض

بریدِ فرنگ

۱۹۱۳ع شروع

ترکوں سے نجات حاصل کرو' هر چیز ٹھیک هو جائیگی

صحافت یورپ کا ایک ورق

گریفک لکھتا ہے :

دنیا میں بعض ایسے مسائل هیں جن کا غیر منحل هی رهنا بہتر ہے - اور آخر کار مجھے اس یقین کی ترغیب دی گئی ہے کہ "مسئلہ شرقیہ" بھی انہی میں سے ایک ہے -

یہ یقینی امر ہے کہ جسقدر هم اس مسئلہ کے حل کے لیے جس کے هم متمنی هیں اور جس کو هم سب بہت هی معقول سمجھتے هیں' اُس کی طرف بڑھے هیں اسیقدر یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ اور زیادہ خطرناک هوگیا ہے -

"ترکوں سے نجات حاصل کرو هر چیز ٹھیک هو جائیگی" یہ فقرہ دو صدیوں سے زائد عرصہ سے یورپین فن حکمرانی کا اصول موضوعہ رها ہے -

اچھا اب ترکوں سے تو نجات ملگئی ہے' یعنی تمام فوجی عملی تجاوز کے لیے - لیکن اس نجات کا نتیجہ صرف پہلے سے زیادہ خونریز و پریشان کن بے ترتیبی ہے -

بلغاریوں' سرویوں' اور یونانیوں کی برادرکش رقابتیں مسلمانوں' یہودیوں' جیوسٹ فرقہ کی مہلک نفرتیں' اور شرکینہ خونخواروں کا جوش انتقام' اور ان سب پر مستزاد هیبسبرگ اور رومانوف کے رقیبانہ حوصلوں کی بلندشیں اسقدر ڈھیلی کر دی گئیں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں هوئی تھیں -

آیا یہ پھوٹ مقامی رکھی جائیگی یا اس میں پیوند لگا جائیگا ؟ "یورپ کی رفتار سیاست سے اس کا جواب پوچھہ لو-

بقیہ پہلے کالم کا

نہ کرنے دیا' اور ڈرایا کہ اگر انھوں نے کارروائی کی تو انگریزی بیڑے کی فوج فوراً شہر میں اتر آئیگی -

عملاً تو انگریز ان تمام معدنی مقامات پر حاکم هیں جہاں سے بغداد ما وراے فارس اور ماوراء افریقہ کی ٹرینیں گذرتی هیں' لیکن اب وہ یہ چاهتے هیں کہ یورپ کو بتائیں کہ حالت قانونی اور قطعی ہے - ۳۱ - اگست سنہ ۱۹۰۷ع کو روس نے سب سے پہلے نہایت وضاحت کے ساتھہ تصریح کی' کہ خلیج فارس میں انگریزوں کے مصالح مخصوصہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا روسیوں کی یہ تصریح نہایت قیمتی سند ہے' جو انگریزوں کو آزادی ایران کی قربانی کے معاوضہ میں ملی ہے - ممکن ہے دوسری سلطنتوں کے مصالح کی قربانگاہوں پر جسم اسلام کے اور ٹکڑے چڑھائے جاتے' اور اسطرح ان سے بھی یہ حقوق تسلیم کرالیے جاتے' مگر خوش قسمتی سے دولت عثمانیہ موجودہ مصائب میں مبتلا هوگئی - انگلستان اس زریں فرصت سے مصر اور عراق کے متعلق اور صدها فائدوں کے ضمن میں ایک نہایت کھلا هوا فائدہ یہ اٹھا سکتا کہ دولت عثمانیہ پر ڈپلومیٹک دباؤ ڈال کر' اور بعض ارباب نفوذ کے نزدیک معاونت و مساعدت کی توقع دلا کے کویت پر اپنے حقوق تسلیم کرا لیے' لیکن اسکے بعد جس قدر مدد کی وہ قارئین جرائد سے مخفی نہیں - وفی ذلک عبرۃ لمن کان لہ قلب او القی السمع و هو شہید -

مراسلات

یہ ابھي مشکوک ہے ' لیکن اس نرم کن طریقہ پر جو کچھہ کیا گیا وہ دیر پا نہیں ہو سکتا -

پروفیسر اسپنسر ولکنسن نے ایک دفعہ کہا تھا کہ " تمام بین المللی سوالات حل ہو سکتے ہیں مگر ٹارپ ڈارگ (چوٹي کا کٹا) کا سوال غیر منحل ہے ' مسئلہ مشرقیہ ایک چوٹي کے کتے کا نہیں بلکہ چوٹي کے کتوں کا ایک سوال ہے اور یہي وجہ ہے کہ ڈپلومیسي اس کے آگے مسکین صورت بناتي ہے "

جنوبي مشرقي یورپ کا تصفیہ سلافي اور یوناني اخوت کے مسیحي تحمل کي روح میں ایک خواب ہے - یہ ایسے جذبات ہیں جو گرجوں کے نصائح سے زیادہ مضبوط ہیں' اور بلقان ہمیشہ ان سے لبریز رہا ہے - اپني تمام تاریخ میں اس آتش فشاں ملک کا امن ٹارپ ڈارگ کا امن رہا ہے - یہاں بلغاري سروي ' یوناني ' اور آخر میں عثمانی شاہنشاہي رہ چکي ہوگي ' اور جب تک زوال کا وقت نہیں آیا ہر ایک نے امن کو اچھي طرح بلکہ کار آمد طور پر قائم رکھا ' مگر ایک ایسا امن جس کي بنیاد مختلف اور آزاد قومیتوں پر ہو جن میں سے ہر ایک اپنے ہي حدود کے اندر لڑتي بھڑتي رہتي ہوں ' کبھي نہیں قائم رہ سکتا ہے -

ہر ایک شاہنشاہي کے سقوط کے پیچھے یہ ترتیبی آتي ہے ' اور دامن صرف نئے ٹاپ ڈارگ کے ظہور پر آیا ہے - یہ ہے بلقانی تاریخ کا سبق اور اسی سبق کی روشني میں موجودہ پیچیدگیوں کا انتظام کرنا چاہیے -

تم خود مختار قومیتوں کي بنیاد پر ایک باقاعدہ حالت محفوظ نہیں رکھسکتے - اس کے دو سبب ہیں - اولاً قومیتیں خود اتفاق نہیں کرینگي - ثانیاً ان کو متفق کرنے کے لیے کوئي بیروني کوشش روس اور آسٹریا اور ان کے ذریعے سے شاید تمام یورپ کو میدان میں لا کے کار زار جنگ کے رقبے کو وسیع کر دیگي -

میرے نزدیک ان پیچیدگیوں کے انتظام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو سختي کے ساتھہ چھوڑ دیا جاے ' اور دوسرے ٹارپ ڈارگ کا انتظار کیا جاے - وہ انجام کار آئیگا خواہ ہم کچھہ ہي کریں ' اور ہم اپنے آپ کو مصیبت کي ایک بڑي مقدار سے محفوظ رکھسکینگے اگر ہم اس کو آنے دینگے -

مقدونیہ کي سرگذشت

ڈیر ایسٹ ۱۱ - جولائي سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا ہے :

۴ - جولائي کو " ترکي اور مقدونیہ کے چند ضروري مسائل " کے زیر عنوان چارلیس رورشر نے انسٹیٹیوٹ آف جرنلسٹ کے ہال میں لالٹینوں کے ذریعہ سے ایک لیکچر دیا - مسٹر رورشر نے حاضرین کي توجہ مقدونیہ کي موجودہ حالت کي طرف متوجہ کي اور ترکي حکومت اٹھنے کي تعبیر " بد سے بدتر حالت میں تغیر " سے کی - انہوں نے کہا کہ یورپ کے سامنے نہایت ضروري مسئلہ ان ۲ - لاکھہ ترکوں کي فکر کا جو ایشیاے کوچک بھاگ آئے ہیں - انکی حالت

ذا فراق بیني و بینک

(از مولوي عبد السلام صاحب ندوي)

اگر کسي نے یہ دعوی کیا کہ روح کے بغیر جسم کا وجود قائم رہسکتا ہے ' جوہر کے بغیر بقاے عرض ممکن ہے ' تو یہ ایک ایسا دعوی ہوگا جس کے اثبات کے لیے تمام قوانین قدرت کو بدل دینا پڑیگا ' ولن تجد لسنة الله تبدیلا ' ندوة العلماء کے ساتھہ مولانا شبلي کا تعلق بعینہ روح و جسم اور عرض و جوہر کا تعلق تھا -

مولانا شبلي نے جب اول اول ندوہ میں قدم رکھا ' تو یہ وہ وقت تھا جب لارڈ مکڈانل کی گورنمنٹ ندوہ کو پامال کرچکي تھی - بانیان ندوہ نے حیدر آباد و مکہ معظمہ کو اپنا مامن بنایا تھا - ملک یا خود ممبران ندوہ خواب غفلت میں سرشار تھے - اس لیے مدت سے جلسہ ہاے سالانہ کي گرم بازاري سرد ہو چکي تھي - مستقل آمدني معدود تھي ' حیدر آباد کا ماہوار سو روپیہ کا وظیفہ ' بہاولپور کي تین سو سالانہ کي رقم ' ندوة العلماء کي وجہ کفاف تھی - باقی چندوں کي رقم تھي جو ادھر اودھر سے جھولي میں پڑ جاتي تھي - موجودہ حالت کي نسبت میں نہیں کہہ سکتا ' لیکن اوسوقت جب اس حالت کو دیکھہ کر گورنمنٹ کي چشم عتاب کي سریع السیر گردش پر نظر ڈالي جاتي تھی ' تو نظر آتا تھا کہ اسباب و علل کا ایک غیر مربوط سلسلہ ہے ' جو علی گڈھ سے شروع ہوکر تمام ہندوستان میں پھیل گیا ہے - ندوة العلماء بھی اسی سلسلہ کے پیچ و خم میں اولجھہ کر رہگیا ہے ' اسلیے اس صید گرفتار کی رہائی کے لیے مولانا شبلی نے انہی گرہوں کو کھولا - منزل پر پہونچنا اسان ہے ' دشواري جو کچھہ ہے ' قطع مسافت

[بقیہ پہلے کالم کا]

خرشتر ہوئی اگر وہ بھی اپنے ہزاروں بھائیوں کی اسی سرزمین میں ہلاک ہوگئے ہوتے ' جسکے چھوڑنے پر وہ مجبور کیے گئے ہیں - مسٹر رورشر کو اسی طرح مظالم کی صحت کا یقین ہے جیسا کہ ٹرافلگر اسکوائر میں ایک لات کے ہونے کا یقین ہے - ان مظالم کی ذمہ داري ان کو متجسس پر عائد ہوتی ہے ' جنکے ساتھہ ہمیشہ ایک پادري رہتا تھا ' اور ان مظالم کے ارتکاب سے پہلے اور اسکے بعد انکو کیتھولک مذہب کی رو سے مغفرت عطا کیا کرتا تھا -

قلت وقت کی وجہ سے مسٹر رورشر مذہب کے اس جنگ سے تعلق کے نقطے کو ہاتھہ بھي نہ لگا سکے ' مگر ان کو امید ہے کہ وہ اپنے نتائج عنقریب مضمون کی صورت میں شائع کرینگے -

خطبہ کے اختتام پر مسٹر رورشر نے تین قرار دادوں کي تحریک کی ' جسکي تائید مسٹر شاف صدر جلسہ نے کي تائید کرتے ہوے مسٹر شاپ نے کہا : معاہدہ لندن پر دستخط کرنے میں عجلت کي اصلي محرک سر ایڈورڈ گرے کی یہ دھمکی تھی کہ اگر انہوں نے دستخط نہ کیے تو وہ مظالم کي وہ رپورٹ شائع کردینگے جو برطاني قونصل نے بھیجي ہے - خفیف مباحثہ کے بعد قرار دادیں طے ہوگئیں " اور جلسہ برخاست ہوا -

میں ہے ' اسلیے اون کا اصلی کارنامہ یہ ہے ' کہ اونھوں نے گورنمنٹ کی پیشانی کے بل کن کن تدبیروں سے نکالے ' لیکن اسکی تفصیل اس مختصر مضمون میں مشکل اور غیر ضروری ہے - نتیجہ کی عظمت خود اپنے مقدمات کی عظمت کا بدیہی ثبوت ہے - بالآخر ان کوششوں کا نتیجہ جلسہ سنگ بنیاد میں پبلک کو نظر آیا ' اور ٦٠ ہزار سالانہ ایڈ کی صورت میں بالاستقلال نظر آتا ہے - اولکے زمانے میں جلسہ ہاے سالانہ کا ہنگامہ دوبارہ گرم ہوگیا - بنارس ' دہلی ' لکھنؤ میں جو جلسے ہوے ' ان میں جو اہم رزولیوشن پاس ہوے ' بنارس میں علمی نمائش جس وسیع پیمانے پر ہوئی ' ہز ہائنس سرآغا خاں جس تزک واحتشام کے ساتھہ ندوہ کی عمارت کے ملاحظہ کے لیے تشریف لاے ' سید رشید رضا نے جلسہ ندوہ کی جو صدارت قبول کی ' وہ تمام تر مولانا ے موصوف کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا ' جو ندوہ کی شہرت کا طغراے زریں بن گیا -

مالی حیثیت سے ندوہ نے اسقدر ترقی کی کہ دارالعلوم ندوہ جو مولانا ے موصوف کی زیر معتمدی تھا ' عام چندوں کا محتاج نہ رہا - گورنمنٹ ایڈ سے الگ ' بیگم صاحبہ بھوپال نے ڈھائی سو روپیہ ماہوار کی رقم مقرر فرمائی - نواب صاحب رامپور نے پانچسو سالانہ منظور فرمائے ' راجہ صاحب جہانگیر آباد نے ٦ - سو سالانہ کی رقم عنایت کی - ان کے علاوہ متفرق وظیفے تھے ' جو اون کے دوست احباب عطا فرماتے تھے - ان تمام مستقل آمدنیوں میں ' بجز مولاناے موصوف کے کسی معتمد یا ممبر ندوہ کی سعی و اثر کو مطلق دخل نہیں - وہ حیدر آباد سے بھی مالی مدد حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھے ' اگر مولوی عزیز مرزا صاحب کا ناگوار معاملہ پیش نہ آگیا ہوتا ' تو یہ کوشش بھی اب تک بارور ہوجاتی - بھاولپور کی ٥٠ - ہزار کی رقم اگرچہ مولانا غلام محمد شملوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے ' لیکن اس کے علاوہ بورڈنگ کے لیے تقریباً ٢٠ - ہزار کی جو رقم جمع ہوئی ' وہ مولاناے موصوف کی احاطہ اثر سے علحدہ نہیں ہوسکتی - متفرق چندے اگرچہ وکلاء کے ذریعہ سے جمع ہوتے رہے ' لیکن اونھوں نے اپنے زمانے میں نہایت مرتب کیے ' جو اون کی سرپرستی میں ٢٠ - ٢٥ جگہ بھیجے گئے - پشاور ' شملہ ' کوہاٹ ' راولپنڈی ' امرت سر وغیرہ کے وفود اس سلسلہ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں ' ان وفود کو مولاناے موصوف نے اپنی بلند ہمتی سے روپیہ جمع کرنے کے بجاے ' مقاصد ندوہ کی اشاعت کا بہترین ذریعہ قرار دیا تھا ' لیکن مجھے یہ نہ بھولنا چاہیے کہ میں ندوہ اور مولانا شبلی کے کارناموں پر بحث کر رہا ہوں -

بے شبہ ندوہ کو بھی فنڈ کی ضرورت ہے ' وہ ایک وسیع عمارت کا بھی محتاج ہے ' اوسکو ایک خوشنما بورڈنگ بھی درکار ہے ' لیکن یہ چیزیں اوسکے تاج کا طرہ نہیں ہوسکتیں - اوسکے مناقب و فضائل ' علم و مذہب کی اشاعت تک محدود ہیں ' اسلیے ہم کو بتانا چاہیے کہ مولانا شبلی نے اس سلسلہ میں کیا کیا -

اشاعت علم کا مستقل اور وسیع ذریعہ کتب خانہ ہے ' ندوہ کو مال غنیمت کی طور پر ایک معقول کتبخانہ شاہ جہاں پور میں مل گیا تھا - ارکان ندوہ اسی فخر کے نشے میں سرشار تھے ' کسیکو اوسکی ترقی اور کتب نادرہ کے جمع کرنے کا خیال نہ تھا - مولاناے موصوف نے اسکی طرف خاص توجہ کی ' خود اپنا بیش قیمت کتب خانہ جو کتب نادرہ کا مجموعہ تھا وقف کردیا - نواب علی حسن خان نے بھی ارنمی کی تحریک سے اپنا کتب خانہ عنایت فرمایا ' نیز سکندر نواز جنگ (پٹنہ) اور عماد جنگ (حیدر آباد) نے اپنے اپنے کتبخانے مولانا ھی کے اثر سے ندوہ کو ھبہ کیے - انگریزی کی کتابیں نہ تھیں ' نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی نے بہت سی انگریزی کتابیں قدیم اور نایاب اور ایک معتدبہ ذخیرہ عربی کتابوں کا عنایت فرمایا - امیٹھی (لکھنؤ) سے ایک مختصر کتبخانہ ندوہ میں آکر شامل ہوا - انجمن دائرۃ المعارف حیدر آباد نے بھی اپنی تمام مطبوعہ کتابیں دیں ' اسکے علاوہ اور بھی لوگوں نے چھوٹے چھوٹے کتب خانے وقف کیے - قیمت سے الگ کتابیں خریدی گئیں - غرض اونکے زمانے میں ندوہ کا کتب خانہ ' ایک وسیع ' نادر ' بیش قیمت خزانۂ کتب بن گیا ' اشاعت علم کا ذریعہ طلباء ہیں - مولاناے موصوف سے پہلے ایک طالب العلم بھی ایسا نہ تھا جو شائق تحقیقات علمیہ کا راغب ہو ' علمی ذوق رکھتا ہو ' کتب بیں ہو ' ضروریات و مقتضیات زمانہ سے آشنا ہو ' مقرر ہو ' انشا پرداز ہو ' عربی زبان میں کامل مہارت رکھتا ہو - مولاناے موصوف کے زمانے میں متعدد لڑکے ایسے پیدا ہوگئے جو ان خوبیوں کا مجموعہ ہیں ' اور اونکا مخفی اثر دار العلوم سے نکلکر ہندوستان میں پھیل رہا ہے - مذہبی کاموں کے سلسلہ میں اونھوں نے اشاعت اسلام کا صیغہ متعدد بار اپنے ہاتھہ میں لینا چاہا ' لیکن شاہ سلیمان صاحب نے اپنے آپ کو مجسم اشاعت اسلام ثابت کرکے یہ صیغہ اونکے ہاتھہ سے لے لیا ' تاہم اونھوں نے اس سلسلہ میں ایک ایسی خدمت انجام دی ' جو ابدالاباد تک مسلمانوں کو اپنا زیربار احسان رکھیگی - تمام مسلمان معترف ہیں کہ وقف علی الاولاد کا قانون ایک ایسا قانون ہے ' جسکے بغیر مسلمانوں کی جائداد کا تحفظ نہیں ہوسکتا ' یہ ایک خاص مذہبی مسئلہ تھا ' جسکو حکام پریوی کونسل نے باطل کردیا تھا - مولاناے موصوف نے ندوہ کے جلسہ سالانہ میں اسکا رزولیوشن منظور کرایا ' اسکے بعد نہایت سرگرمی سے اسکے متعلق کارروائی کی ' جسکا نتیجہ آج قوم کے سامنے ہے -

یہ مولانا شبلی کے کارناموں کا اثباتی پہلو ہے ' وجود اگرچہ عدم پر فضیلت رکھتا ہے ' لیکن اونکے فضائل کا سلبی پہلو اس سے بھی زیادہ روشن و نمایاں ہے - نواب محسن الملک نے اصرار کیا کہ اگر تین سو روپیہ ماہوار لو ' مکان و فرنیچر کالج سے دیا جائیگا ' مولوی عزیز مرزا نے سات سو روپیہ پر ڈائرکٹر علوم مشرقیہ مقرر کرنا چاہا ' بیگم صاحبہ بھوپال نے بھوپال میں قیام کی خواہش کی ' لیکن لالچ اور کلا کے مختصر الفاظ نے ان تمام مطامع کا سدباب کردیا ' کیوں اسلیے کہ اونکو دولت کی نہیں ' جاہ کی نہیں ' شہرت کی نہیں ' صرف ندوہ کی ضرورت تھی ' لیکن افسوس کہ اب ندوہ کو اونکی ضرورت نہیں -

دعوۃ الہلال

(از هوبدار الهلال نمبر ١١٣٥)

ایکا اخبار الہلال مورخہ ٢١ - جمادی الاخری مطالعہ سے گزرا مولوی عبد اللہ صاحب امجدی کے اعتراضانہ مضامین نظر سے گذرے - جواب دہی کی زحمت جناب نے مفت گوارا فرمائی - میرے خیال میں اس سوال و جواب میں ایکے وقت عزیز کے ضائع ہونے کا گمان ہے - جو مسیحائی ایک قریب الی الموت قوم کے حق میں آپکو رہے ہیں صرف اسی میں مصروف رہیے - اس قسم کی بحثیں بد قسمت قوم کے لیے مضل و مانع بہبود ہیں - اندنوں اسلامی حادثات جیسے کچھہ گذرے پیش نظر ہیں ' غالباً اس سے ایک مسلمان بھی بے خبر نہیں - اسکی چارہ جوئی میں جناب نے خواب و خور و آرام و راحت بالاے طاق رکھہ دیا ہے ' اللہ تعالی اس سعی میں برکت دے ' اور نتیجہ خیر ظہور پذیر ہو - میں کسی طرح اس لائق نہیں کہ صغیرانہ کسی مضمون کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں - فقط مقصود اظہار خیال تھا ' جسکو پیش خدمت جناب کیا گیا ' آپ کے لطف عمیم سے امید ہے کہ درج اخبار فرماکر ممنون فرمائیں گے -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ
(۸)

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب فخر الرحمن خاں صاحب محرر			
جیل خانہ ریاست چرکھاری	۰	۱	۱۵
بقایا چندہ صدر	۳	۰	۰
(به تفصیل ذیل)			
بقایا چندہ عیسے نگر سے	۶	۰	۰
جناب شیخ غازی صاحب	۰	۴	۰
جناب حسین بخش صاحب	۳	۱	۰
جناب خدا بخش صاحب	۰	۰	۱
جناب عبد الغفور صاحب سوداگر چرم	۰	۸	۰
زوجہ جناب بدلو صاحب	۰	۲	۰
جناب جان صاحب	۳	۱	۰
جناب منشی امیر اللہ خاں صاحب	۰	۱۴	۱
جناب مدار بیگ صاحب - نلنگہ	۰	۰	۱
جناب شیخ اسمعیل صاحب	۰	۰	۱
جناب شیخ غازی صاحب	۰	۰	۱
جناب شیخ نتھو صاحب	۳	۰	۰
جناب شیخ رمضان صاحب - نلنگہ	۶	۵	۰
جناب دوست محمد خانصاحب - نلنگہ	۰	۴	۰
جناب سردار بیگ صاحب	۰	۲	۰
جناب شیخ جمن صاحب	۰	۰	۱
جناب شیخ عبد العزیز صاحب وکیل	۰	۰	۲
جناب شیخ احمد صاحب افسر دوم	۰	۴	۰
جناب سید جعفر علیصاحب	۰	۰	۲
جناب شفیع احمد خانصاحب - طالبعلم	۰	۰	۲
جناب شیخ اللہ بخش صاحب	۰	۲	۰
از جانب مسلمانان موضع بسي ضلع چتوڑگڑھ میواڑ علاقہ اُدیپور			
جناب ملا نور محمد وعبد الرحمن صاحبان	۰	۰	۱۳
جناب میران بخش صاحب	۰	۰	۳
جناب حاجي خواج بخش صاحب	۰	۰	۲
جناب علی محمد صاحب	۰	۰	۲
جناب سلیمان صاحب	۰	۱۳	۱
جناب کمال الدین صاحب	۰	۰	۲
جناب لال محمد صاحب	۰	۱۳	۱
جناب نبي بخش صاحب - آسام	۰	۰	۲
جناب نبی بخش صاحب - صاقان	۰	۰	۱
جناب اللہ بکھي صاحب	۰	۱۳	۰
جناب بہور صاحب	۰	۰	۱
جناب نتو صاحب	۰	۰	۱
جناب ملوہ صاحب	۰	۰	۱
جناب خواج بخش صاحب - پٹیل	۰	۰	۴۰
جناب نبي بخش صاحب - تاک	۰	۰	۴
جناب جمال الدین صاحب - سامریہ	۰	۰	۶
جناب کریم بخش صاحب - تاک	۰	۰	۲
جناب محمد بخش صاحب - کتاریہ	۰	۰	۳
جناب عبد الشکور صاحب	۰	۱۴	۲
جناب عبد العزیز صاحب	۰	۰	۲
جناب جمال الدین صاحب - سرلنکي	۰	۰	۲
جناب قدرت اللہ صاحب - سامریہ	۰	۰	۱۰
جناب یعقوب صاحب - کتاریہ	۰	۰	۱
جناب عبد الرحیم صاحب - کھیلاڑی	۰	۱۴	۱

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب امام بخش صاحب - کھینچي	۰	۰	۱
جناب حافظ عبد الوارث صاحب	۰	۰	۱
جناب مسلم صاحب - پہڑي	۰	۰	۱
جناب الیاس صاحب - کھینچي	۰	۸	۰
جناب ابراهیم صاحب	۰	۸	۰
جناب الیاس صاحب - سولنکي	۰	۰	۱
جناب حسن خانصاحب	۰	۰	۲
جناب عبد الرحمن خانصاحب	۰	۱۳	۰
جناب بہادر شاہ خانصاحب حولدار	۰	۲	۱
جناب رنگ باز خانصاحب	۰	۰	۱
جناب قاضي غلام احمد صاحب - دائي بسي	۰	۰	۲
جناب مصري خان - ا -	۰	۰	۲
جناب اله بخش صاحب - استا	۰	۳	۱
جناب سراج الدین صاحب - استا	۰	۰	۱
جناب خدا بخش صاحب	۰	۰	۳
جناب داؤد صاحب	۰	۸	۱
جناب اله بخش صاحب	۰	۰	۱
جناب خاجو صاحب	۰	۰	۱
جناب سلطان صاحب	۰	۰	۱
جناب طیب صاحب	۰	۰	۱
جناب اسمعیل صاحب	۰	۸	۰
جناب حسن شاہ صاحب	۰	۱۴	۰
جناب فاضل شاہ صاحب	۰	۰	۱
جناب قاسم شاہ صاحب	۰	۶	۰
جناب حاجی شاہ صاحب	۰	۱۳	۰
جناب نور محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب لال محمد صاحب	۰	۸	۰
جناب مسلم صاحب	۰	۰	۱
جناب عالم صاحب - باگڑي	۰	۰	۱
جناب فتح محمد صاحب میرٹ والا	۰	۱۳	۱
جناب خواج بخش صاحب باگڑي	۰	۱۳	۰
جناب عیسی صاحب - میرٹ والا	۰	۱۳	۰
جناب کریم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
جناب خدا بخش صاحب	۰	۶	۰
جناب حاجی ابراهیم صاحب	۰	۴	۱
جناب الیاس صاحب - میرٹ والا	۰	۰	۱
جناب اله بخش صاحب	۰	۱۳	۰
جناب حاجي بدر صاحب	۰	۰	۱
متفرق طور پر جھولی میں آنہ دو آنے	۰	۷	۴

چندہ مسلمانان موضع پارسولي ضلع چترڑ
(به تفصیل ذیل)

جناب فتح محمد خانصاحب - دائي پارسولی	۰	۰	۲
جناب چاند محمد صاحب استا	۰	۰	۲
جناب اللہ بخش صاحب استا	۰	۰	۳
جناب بہور صاحب	۰	۰	۱
جناب مہتاب خانصاحب	۰	۱۴	۰
جناب اشرف محمد صاحب - سلرٹ	۰	۰	۱
جناب حسن صاحب	۰	۸	۰
جناب بھیکن صاحب	۰	۶	۰
جناب نور محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب غفور صاحب	۰	۶	۰
جناب نواب خان صاحب	۰	۸	۰
جناب چاند محمد صاحب	۰	۸	۰
میزان	۰	۳	۱۸۱
سابق	۶	۴	۷۸۷۴
کل	۶	۷	۸۰۵۵

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRESS PUBLIC HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

الا ء الا ء ايم المسا ، زن !!

هـــل بعـــد هـــذا الـــذل آسكے زن ؟؟

جامع سليم ادرنه ميں بلغاري اور سروي فوج کے وحوش و برابره اپنے غليظ اور ڈل آلود جوتوں سميت داخل هوگئے هيں '
اور محراب و ممبر کے قريب کھڑے هوکر چھت کے نقش و نگار کو متعيرانه ديکھه رهے هيں !

تبکـــي الحنيفة ة الدين ء من اسف * كمـــا بكـــى لفـــراق الالف هجـــان
حتى المعـــاريب تبكي وهي جامـــدة * حتى المنـــابـــر تـــرثي وهي عيـــدان
لمثـــل هـــذا يـــذوب القلـــب مـــن كمـــد
ان كان في القلـــب اســـلام و ايـــمان

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاود اسٹریٹ
نمبر ۱۲ کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ جلد ۳

نمبر کلکتہ: چہار شنبہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, August 13, 1918.

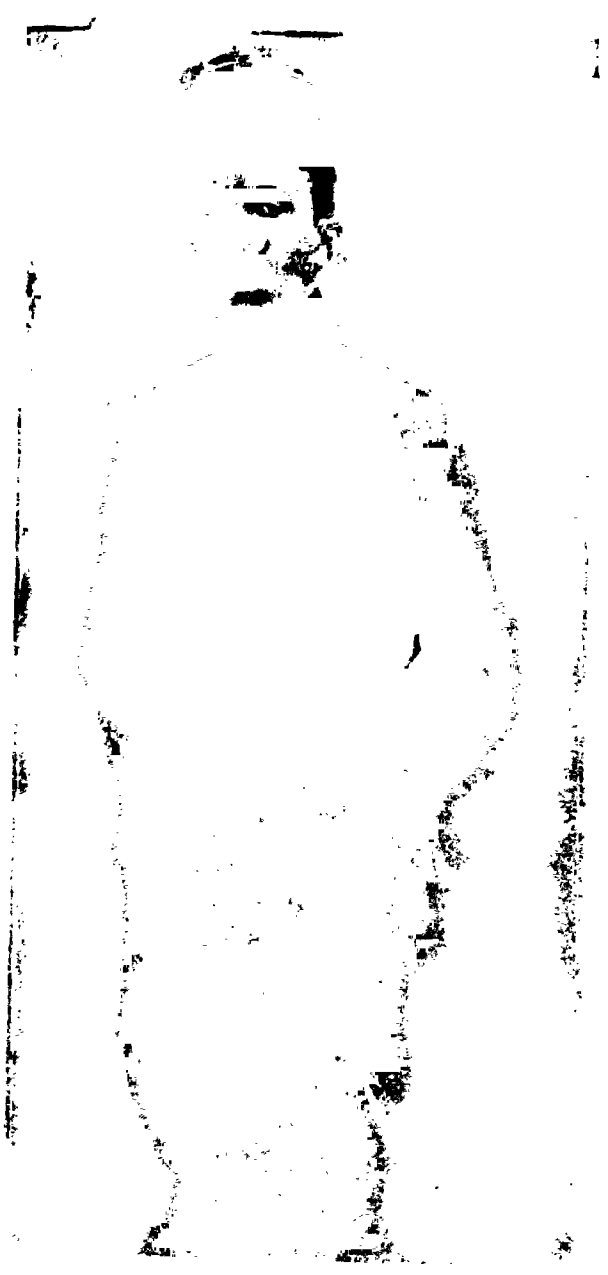

نرا چنانکه ترئي ، هر کسے کجا داند ؟
بقدر طاقت خود مے نهد استدراک

— * —

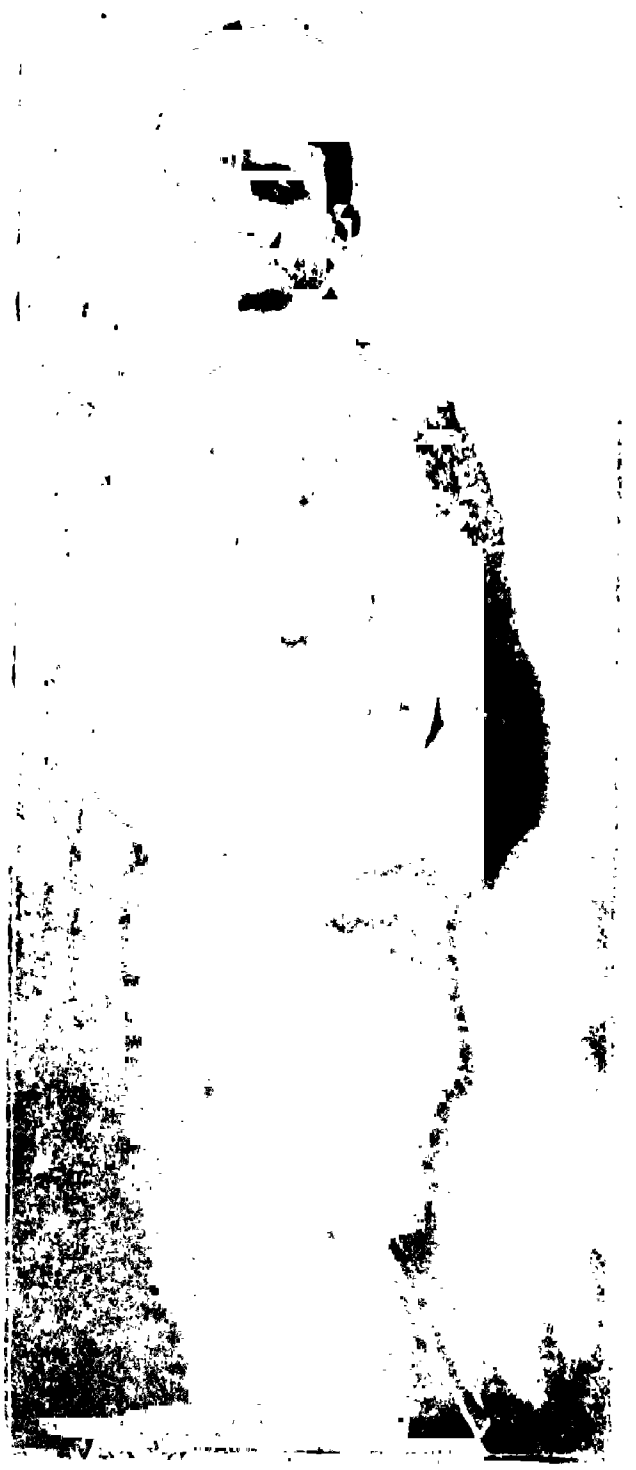

شاهي اسپ
سنه ۱۹۱۰ عيسوي

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half yearly .. .. 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
للکتاب الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

جلد ۳ — سال ۷ — صفحہ: چہار شنبہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, August 13, 1918.

فہرست

شذرات
لنصبرن على ما اذيتمونا ۲
مقالۂ افتتاحیہ
هفتۂ جنگ ۳
مشہد اکبر ۳
مقالات
الترک و العرب ۸
رقائق و حقائق
تیسیرات سرم ۱۲
شئون عثمانیہ
جزائر ایجین ۱۳
واقعات عمان ۱۶
مراسلات
دعوت الهلال ۱۶
الهلال کی اشاعت عمومی ۱۷
تاریخ حسیات اسلامیہ کا ایک ورق
زراعانۂ مہاجرین ۱۸
اعلان ۱۹
فہرست انعامات ۲۰
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ [۹] ۲۰
تصویر : انور بے صفحہ خاص

کامریڈ و ہمدرد کی ضمانت

حکام اپنے ضعف کی بندش زبان شکایت کی بندش سے کر رہے ہیں، ظلم ہو، جور ہو، ستم ہو، کچھ بھی ہو مگر اُن کی یہی خواہش رہتی ہے کہ عام نظریں ان واقعات کو دیکھیں، عام سماعتیں ان حوادث کو سنیں، عام دماغ ان کے نتایج سے اثر پزیر ہوں، لیکن نہ زبان پر کوئی لفظ آئے، نہ قلم سے کوئی حرف نکلے - امتثال میں اگر تخلف ہوا تو تعزیر و تعذیب کی پہلی قسط ضمانت سے شروع ہوگی جو اس ہفتے میں کامریڈ و ہمدرد (دہلی) سے دو ہزار روپے کی مقدار میں لی گئی ہے - قارئین الہلال و زمیندار و مسلم گزٹ کا فرض ہونا چاہیے کہ اس مقدار کو اپنے مخصوص چندوں سے فراہم کریں - میں اس فنڈ میں ایک سو روپے نذر کرتا ہوں -

مالابدمنہ

اعانۂ مظلومان کانپور

کانپور کے مقدس فرزندان اسلام جو شہید ہوے اُن کی پاک روحیں خدا کے حضور میں پہونچ چکی ہیں، جہاں نہ مسٹر ڈلر کو قتل عام کی دسترس ہے، نہ مسٹر سم کو شعائر اللہ کی بے حرمتی کا موقع حاصل ہے، نہ پولیس کو بے گناہوں کے گھروں میں گھس کر انہیں پابہ زنجیر کرنے کا حق ہے :

یبشرهم ربهم برحمة منه	اُن کا پروردگار اُن کو اپنی مہربانی و
ورضوان و جنات لهم فیها	رضامندی سے ایسی بہشت میں رہنے
نعیم مقیم، خالدین فیها	کی خوش خبری دے رہا ہے جہاں
ابـــداً، ان الله عنـــده اجـــر عظیـــم	دائمی آسایش مایگی، یہ لوگ ہمیشہ بہشت کی راحت میں مقیم رہینگے، بے شبہ اللہ کے ہاں اجرو ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے -

(۹ : ۱۹)

لیکن شہیدوں کے اہل و عیال، جن کے گھرانے تو خدا کی رحمت سے مطہر ہوچکے ہیں مگر اس وقت نظرابتلا میں ہونے کی وجہ سے عوام میں مطرود و مخذول ہو رہے ہیں - اُن کی حالت عام نصرت و تعاون کی محتاج ہے - جو لوگ اپنے گھروں سے گرفتار کر کے قید کیے گئے ہیں وہ اور بھی قابل رحم ہیں - ۱۰ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو میں خود مجسٹریٹ کانپور سے ملنے گیا کہ مجھے زندان کانپور کے اُن گرفتاران بلا سے ملنے کی اجازت دی جاے جو شہادت مسجد کے سلسلے میں پا بزنجیر ہوے ہیں - مجسٹریٹ نے اس کو منظور کرنے سے انکار کردیا - ۱۱ - اگست کو میں نے لفٹنٹ گورنر صوبۂ متحدہ کو تار دیکر خواستگاری کی کہ یا تو میری درخواست قبول ہو یا وجوہ انکار سے اطلاع دی جاے - مجسٹریٹ نے کانپور میں میرا قیام بھی جائز نہ رکھا، اس سے ظاہر ہے کہ مظلوموں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے -

مسلمانوں میں اگر غیرت باقی ہے تو عام چندے سے اس مسئلے کو حد تک پہونچالیں - ۱۰ اس فنڈ میں سو روپے کی ناچیز رقم پیش کرتا ہوں -

شذرات

لنصبرن علي ما اذيتمونا (۱۴ : ۹) و ان عدتم عدنا (۱۷ : ۸)

و الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه ، و يقطعون ما امر الله به ان يوصل ، و يفسدون في الارض ، اولئك لهم اللعنة و لهم سوء الدار (۱۳ : ۲۰)

ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ، انما يؤخرهم ليوم تشخص فيه الابصار ، مهطعين مقنعي رؤسهم ، لا يرتد اليهم طرفهم ، و افئدتهم هواء (۱۴ : ۳۱)

و ان كادوا ليستفزونك من الارض ليخرجوك منها ، و اذا لا يلبثون خلافك الا قليلا (۱۷ : ۷۶)

جو لوگ خدا کے ساتھہ پختہ عہد و پیمان کرکے پھر عہد شکنی کرتے ہیں ، جن تعلقات کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو توڑتے ہیں ، ملک میں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں ، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور جن کا برا انجام ہونے والا ہے -

یہ نہ سمجھو کہ خدا ان ظالموں کے اعمال سے غافل ہے ، وہ انہیں اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے جب کہ خوف کے مارے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائینگی ، سر اٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہونگے ، ان کی بدحواسی کا یہ عالم ہوگا کہ نگاہ بھی پھر ان کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئیگی ، اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہونگے -

یہ لوگ ملک سے تم کو دل برداشتہ کر چکے ہیں کہ یہاں سے تمہیں نکال باہر کریں ، ایسا ہوا تو یہ بھی تمہارے بعد چند روز سے زیادہ نہ رہنے پائینگے -

ایک زمانہ وہ تھا جب ہندوستان میں شرع اسلام کی حکومت تھی ، احتساب جاری تھا ، قانون شریعت کی پابندی فرض تھی ، [illegible] کا مذہب اسلام تھا ، اور اسلام ہی کے مطابق معاملات و مقدمات کے فیصلے ہوتے تھے ، شرع اسلام کا حکم تھا کہ کوئی فیصلہ جو مسلمان قاضی کی عدالت سے صادر نہ ہوا ہو نافذ الاثر نہیں ہو سکتا - مسلمان نہ اس پر عمل کرنے کے پابند ہیں اور نہ اس کو فیصلۂ قطعی مان سکتے ہیں ، مدت ہوئی استبداد کا خود فراموش تحکم مسلمانوں کے دلوں سے تو اس حکم کو فراموش کرا چکا ہے ، لیکن ہنوز "مسلمانی در کتاب" باقی ہے ، اور عام کتب فقہیہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے -

شاہ عالم پادشاہ دہلی نے بنگال و بہار و اڑیسہ کی [illegible] جب انگریزوں کو تفویض کی تھی تو عطاے دیوانی و نظامت کے لیے جو معاہدہ تحریر ہوا تھا اس کی ایک خاص دفعہ یہ بھی تھی کہ انگریزان صوبوں میں شرع شریف کے مطابق حکومت کرینگے ، اور اس باب میں کسی قسم کا تخالف یا تجاوز روا نہ رکھینگے - میر جعفر جب مشرقی ہندوستان سے دست بردار ہوا ، محمد علی خاں نے جب ارکاٹ و کرناٹک کی ریاست نذر کی ، آصف الدولہ نے جب صوبۂ الہ آباد و روہیل کھنڈ کا پیشکش گزرانا ، سعادت علی خاں نے جب نصف سلطنت ہبہ کر دی ، مرتضی الملک اسحاق خاں شوستری نے جب صوبہ آگرہ کے لیے معاہدہ کیا ، تو عام رواج ہے کہ ان تمام معاہدات میں اس شرط کو خاص اہمیت دی گئی ، اور انگریزوں نے بطریق دوام و استمرار اوامر شرعیہ کے امتثال و انقیاد کے لیے دستخط کیے - لارڈ کارن والس نے انڈیا ایکٹ میں ہندوستان عدالت کی اصلاح اور کلکتہ کے گورنمنٹ ہاؤس میں ان کی مصدقہ نقلیں موجود ہونگی - سنہ ۱۸۵۷ ع کے بعد اور پل ایکٹ انڈیا جدید کی حکومت جاتی رہی - عدالت سلطنت براہ راست شاہنشاہ ہند و انگلستان کے ہاتھ آگئی ، اس تبدیل و تغیر سے نظام تو ایک حد تک بدل گیا مگر اساس تنظیم یا ما بہ النظام کا بدلنا ممکن نہ تھا - شاہنشاہی نے کمپنی کے تمام معاہدات جائز و نافذ قرار دیے اور ان کی مسئولیت اپنے سر لی - مسئولیت تو بہر حال باقی رہی ، لیکن معاہدے کو نافذ العمل بنانے والی جو شرط تھی وہ گویا جزا کے لیے مشروط ہی نہیں ہوئی تھی

ابھی چند سالوں کی بات ہے ، لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے ریاست دکن (مہاراجہ کشن پرشاد) کی وساطت اور رزیڈنٹ کی مجبوراں حکمت سے فائدہ اٹھاکر نظام حیدرآباد (ہز هائنس نواب میر محبوب علی خاں مرحوم) کی گورنمنٹ سے ۹۹ - سال کے لیے صوبۂ برار کا اجارہ لیا ہے - اجارہ نامہ کی نقل بہ آسانی مل سکتی ہے ، اور اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ برار میں (۱) امتثال احکام مذہبیہ ، (۲) سکہ دولت آصفیہ (۳) خطبۂ نظام کے شرائط ہیں یا نہیں ؟ اور اگر ہیں تو کیا اس وقت بھی دفعہ اولی کا نفاذ باقی ہے ؟

اسے بھی جانے دیجیے ، صوبۂ مدراس کی ذیل میں ایک بہت ہی مختصر اور چھوٹی سی عربی ریاست (جیہور) واقع ہے ، یہ ریاست خود مختار تھی - ایک عرب خاندان اس کا فرمان روا ہے ، رئیس کا سرکاری لقب (سلطان) ہے جو حکومت ہند میں بھی مسلم ہے ، عربی حکومتیں عموماً شرعی قانون رکھتی ہیں ، یہی دستور العمل جیہور کا بھی تھا ، کچھہ زمانہ گزرا انگریزی سلطنت کی شفقت و مرحمت کو سلطان جیہور کی بدنظمی ناگوار گزری ، ریاست کی زمام انتظام اپنے ہاتھ میں لے لی ، شاید معاہدہ یہ ہوا کہ سلطان جیہور تادیب و تجربہ کے لیے ریاست کے نظم و نسق سے ہوتے ہیں ، ان کی نیابت میں یہ فرض گورنمنٹ ہند ادا کریگی ، سبکدوش مگر اس موقت تبدیلی سے اصول حکومت میں فرق نہ آئیگا اساس انتظام وہی رہے گا جو اب تک رہتا چلا آیا ہے - خانوادۂ ریاست کو انتزاع امر کی زحمت بھی نہ اٹھانی پڑے گی ، بلکہ ایام تادیب کے گزرنے پر سلطان جیہور کو یہ ریاست واپس مل جائے گی - تھائی تین مہینے ہوے جیہور میں صاحب کمشنر وارد ہوا تھا ، رعایا کو امید تھی کہ تادیب کے بہت دن ہو چکے ، اس موقع پر وعدہ وفا ہوگا ، اور ریاست واپس مل جائے گی ، مگر "وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا ؟" جیہور میں بجاے قانون اسلام کے اس وقت تعزیرات ہند کی حکومت ہے - سلطان جیہور ادھر ادھر پھر رہے ہیں ، اور عدل و انصاف کی آنکھیں دیکھہ رہی ہیں کہ "مواعید عرقوب" کا کیونکر اعادہ ہو رہا ہے -

حکومت نے پہلے پہل آئین نظامت کو توڑا ، رعایا خاموش رہی کہ انتظام کمشنری سے شاید اشک شوئی ہو جاے - قضات کے مناصب توڑے ، ملک چپ رہا کہ قاضی کی ایک خاص ضرورت ملازموں کی جماعت پوری کر دیا کریگی - شرعی عدالتیں توڑیں ، قوم صبر کر بیٹھی کہ "شرع محمدی" سے کلم نکل جائیگا - مقدمات دینیہ میں غیر مسلم ججوں کے فیصلے نافذ ہونے لگے - مسلمان اس پر بھی بے حوصلہ نہ ہوے کہ قانون تو ہدایہ و عالم گیری ہی سے ماخوذ ہے - تعلیم قانون کا نصاب منتخبات فقہیہ پر جاری تھا اور اخیر میں ہدایہ کے ابواب میں وکالت کا امتحان لیا جاتا تھا ، یہ ضابطہ بھی ٹوٹا - ہندوستان اس پر بھی اپنی ناراضی کو دبائے رہا کہ مدنیۃ فرنگ کے آداب و آئین میں شاید فحشاء و منکر سے باز رکھنے کے موثر دفعات و قواعد ہونگے - مذہب سے گورنمنٹ کی بے تعلقی کا اعلان ہوا ، پیروان مذہب نے اپنی تشویش مخفی رکھی کہ ہنوز مذہبی آزادی تو قائم ہے - مذہبی آزادی پر جب حرف آنے لگا ، لاہور (ضلع سیتاپور - اودھ) کی خانقاہ [illegible] کے سد باب کے لیے صاحب

مجادلہ پر تشدد شروع ہوا ' احاطۂ عدالت ججی غازی پور کی مسجد کے درختوں اور آس پاس کی کھپریلوں پر دست درازی ہوئی ' صاحب جج (پنڈت سری رام) نے خدا کے گھر میں داخل ہو کر مسجد کے لوٹنے اور بدھنیاں اپنے سامنے تڑوائیں ' مسلمانوں کے ضبط میں اب بھی فرق نہ آیا کہ ابھی مسجد کی حقیقت تو محفوظ ہے - کانپور میں جب مسجد مچھلی بازار کا ایک حصہ شہید کیا گیا ' تو اس کے لیے بھی تاویل کرلی گئی کہ یہ حصہ مسجد میں داخل ہی نہ تھا ' اور اگر رہا بھی تو جب تک مذہب کی راہ میں کشت و خون نہ ہو اور اہل مذہب کی جانوں پر نہ آ بنے ' اس وقت تک مذہبی آزادی میں کیا کلام ہے - ۳ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو جب اس آزادی کا خون ہوا ' اللہ کے گھر پر جانیں فدا کرنے والے شہید کیے گئے ' تو عوام اس پر بھی خاموش ہیں کہ ہنوز شاہ جہاں کی مسجد اور شاہنشاہ کونین کے بہت سے پرستار زندہ تر ہیں - دیکھنا ہے کہ اس مجروح و مخدوش زندگی پر بھی حملہ ہوا تب کیا ہوگا ؟

اولایرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ؟ ثم لایتوبون ولاهم یذکرون (۹ - ع - ۱۵)	دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو مبتلائے مصیبت ہوتے رہتے ہیں ؟ اس پر بھی نہ تو توبہ ہی کرتے ہیں اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں !

جنگ بلقان

سہ شنبہ کو ایم - میجر اسکیو کی اس دھمکی نے کہ اگر بلغاریا نے تخفیف شدہ حدود منظور نہ کیے تو رومانیہ شنبہ کو صوفیا پر قبضہ کر لیگی - ۷ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو صلح کرادی - عہد نامہ پر دستخط کے لیے ۱۰ - اگست کی تاریخ تجویز ہوئی تھی وہ بھی ہوگئی -

رومانیہ کے ساتھ یورپ بھی مصر تھا کہ قوالہ ' کوچینا ' اور زندہ درشت بلغاریا ہی کے پاس رہیں ' لیکن حالات کی پیچیدگی نے اور صدہا مواقع کی طرح اس موقع پر بھی یورپ کے اس خیال کو کامیاب ہونے نہ دیا ' اور بالآخر قوالہ یونان کو ملا اور کوچینا اور زندہ درشت سرویا کو - تاوان جنگ کا سوال ہنوز غیر منفصل ہے - البتہ سرویا اور یونان کو ہیگ کی عدالت تحکیم میں اپیل مطالبہ کا حق دیا گیا ہے -

شاہ رومانیا اور قیصر جرمنی میں تبریک و تہنیت اور تشکر و امتنان کا مبادلہ ہوا - قیصر نے رومانیا کی مدبرانہ و دانشمند پالیسی کی شاندار کامیابی پر گرمجوشی کے ساتھ مبارکباد دی - شاہ رومانیا نے قیصر کی مخلصانہ دوستی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس صلح کا انتہائی و آخری ہونا آپ ہی کے ہاتھ میں ہے - قیصر نے دوبارہ نہایت گرمجوشی کے ساتھ مبارکباد دی - اس کے جواب میں شاہ رومانیہ نے پھر اس موثر حصہ کا شکریہ ادا کیا ' جو جرمنی نے رومانیا کے لیے اس قدر اہم و نازک واقعات میں لیا ہے - اس تہنیت و تحسین کے علاوہ قیصر نے ایم - میجر اسکو رئیس مؤتمر صلح بخارست کو عقاب سرخ کا تمغا بھی عطا کیا -

قیصر کی عزت افزائیوں سے صرف رومانیا ہی بہرہ یاب نہیں ' بلکہ یونان بھی اسکے ساتھ شریک ہے - قیصر نے قسطنطین شاہ یونان کو جرمن فوج کا فیلڈ مارشل بنایا ہے - شاہ مذکور نے حکم دیا ہے کہ درہ دانیال سے لیکر سالونیکا اور جنینا سے لیکر ایڈریا تک تمام قلعوں میں ایک سو ایک توپیں بطور سلامی سر کیجائیں

اس عہد نامے کے بعد کیا جنگ کے کتے باندھ دیے جائینگے ؟ کیا صلح کا فرشتہ انسانیت کو اپنے پروں کے سایہ میں لیلیگا ؟

ادرنہ پر ترک پوری مضبوطی کے ساتھ قابض ہیں ' قسطنطنیہ سے زائرین کا ایک جم غفیر آیا ہوا ہے - ۳ - اگست کو جامع سلیم میں عظیم الشان جلسہ ہوا ' حاضرین کی تعداد ۳۰ - ہزار تھی سب نے بیک زبان کہا کہ " ادرنہ کے تخلیہ پر ہم مرجانے کو ترجیح دینگے " عنان حکومت اس جماعت کے ہاتھ میں ہے جس نے بالسفورس کے قریب زرسی بیرے کی نمایش پر کہا تھا کہ تخلیہ ادرنہ کے لیے نمایش سے سنگین تر کارروائی کی ضرورت ہے - اتحاد یورپ کے جسم میں اختلاف کے جراثیم کا فی تعداد میں موجود ہیں ' اور گو تخلیہ ادرنہ سے اصولاً سب متفق تھے مگر الفاظ پر اتفاق نہ ہوسکا ' مجبوراً علحدہ علحدہ ملاقاتوں نے اتحاد یورپ کی کمزوری کا نمایاں ثبوت دیا - یہ صحیح ہے کہ لندن میں قسطنطنیہ سے آئے ہوئے معلومات سے یہ سمجھا گیا ہے کہ قبضہ ادرنہ کا مقصد صرف شرف عثمانی کا اعادہ اور بعض مالی مراعات کا حاصل کرنا ہے ' ورنہ دول کے مقابلہ میں یہ قبضہ جاری نہ رکھا جائیگا ' مگر جن لوگوں کو پیشقدمی کی داستان ' جس نے تمام یورپ کو خوف آمیز تعجب میں ڈال دیا تھا یاد ہے وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ نتائج جو قسطنطنیہ سے آئے ہوئے معلومات سے مستنبط و مستخرج ہیں بازار اعتماد میں کیا قیمت رکھتے ہیں -

جرائد و صحائف یورپ کی عام رائے ہے کہ " یہ صلح ایک دوسری جنگ کی تمہید ہے - ترکوں کے قبضہ ادرنہ نے اس مسئلہ کو اور بھی خار دار بنا دیا ہے " -

اگر جنگ ہوئی تو ایک فریق ترک ہونگے ' مگر دوسرا کون ہوگا ؟ بلغاریا اسدرجہ پامال ہو چکی ہے کہ اسکی زیست کا سہارا صرف یہ امید ہے کہ یورپ اسکو پامال نہ ہونے دیگا - سرویا کے متعلق یاد ہوگا کہ وہ بلغاریا کے خلاف ترکوں سے معاہدہ کرچکی ہے -

سرویا کی طرح یونان اور ٹرکی میں بھی بلغاریا کے خلاف معاہدہ ہو چکا ہے ' جسمیں یہ طے ہوا ہے کہ بحیرہ مارمورہ کی بندرگاہوں پر جو اس وقت بلغاریوں کے قبضہ میں ہیں گرہ باری کے لیے ٹرکی یونانی بیڑے کو درہ دانیال سے گزرنے دیگی ' اور اسکے معاوضہ میں یونان عثمانی بیڑے کو طرابلس اور سالونیکا جانے کے لیے بحیرہ ایجین سے گزرنے دیگا -

رومانیا ان سب میں تازہ دم ہے اسکے ' علاوہ ایک بار بخارست میں ظاہر بھی کیا گیا تھا کہ دول ادرنہ سے ترکوں کے اخراج کے لیے رومانیا سے درخواست کرسکینگی ' مگر سوال یہ ہے کہ کیا بلغاریا کے لیے رومانیا میدان میں اتریگی ؟

دول ستہ (انگلستان ' فرانس ' روس ' استریا ' جرمنی ' اطالیہ) کے سفرا نے علحدہ علحدہ یاد داشتیں مرتب کی تھیں مگر سب کا مفاد ایک ہی تھا اور وہ یہی تھا کہ ایڈریا نوپل سے ترکوں کو دست بردار ہوجانا چاہیے - باب عالی میں یہ یاد داشت پیش ہو چکی ہے ' اور گو اس کا لہجہ چنداں درشت نہیں تاہم مفہوم یہی ہے کہ ٹرکی کو اگر اس نصیحت کے ماننے سے انکار ہے تو دول ستہ کو مناسب کارروائی پر مجبور ہونا پڑیگا - وہ مناسب کارروائی کیا ہوگی ؟ یہی کہ تمام سلطنتیں ترکوں کو جنگ کا التیمیٹم دیں اور گو خود آمادہ جنگ نہ بھی ہوں تاہم اس دھمکی سے کم از کم ترکوں کو کچھ نقصان تو پہونچا دیں - " دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت " انگلستان بھی اس انذار و تہدید میں شریک غالب ہے ' اور نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس لیے کہ وہ خوب جانتی ہے اور بات بھی یہی ہے کہ کچھ ہو مگر اسلامی مسلمان رعایا کے جذبات اخلاص و عقیدت و وفاداری میں کوئی فرق نہ آئیگا ' ان صبر آزما کوششوں کے مقابلے میں دوسری طرف دیکھو کہ ترک ابھی پچھلی ہزیمت سے اچھی طرح سنبھلنے بھی نہیں پائے ہیں ' انقلاب وزارت و اغتشاش داخلی نے پریشان کر رکھا ہے ' خزانہ اسقدر خالی ہے کہ مزید فتوحات کا سلسلہ تو قائم رکھنا غیر ممکن ہوچکا ہے ' موجودہ مقبوضات کا سنبھالنا بھی دشوار ہے ' مگر ایک مدت ہے کہ یہ تمام مشکلیں ہی سے انگیز کررہی ہے -

الهلال

۱۰ رمضان ۱۳۳۱ هجری

۱۰ ششم ۱۰ اکبر

ادرنه کا دردناک نظارہ کانپور میں

اے محمد گر قیامت سربروں آری زخاک
سربرآور زین قیامت درمیان خلق بین
خون خلقے بے گنا ہے برحریم مسجدت
ز استان بگذشت و مارا خون دل از آستین
پیروان دین حق را خوں بہ خاک اغشتہ شد
از پے خاکے کہ ہر مسلم برو ساید جبین

ولا تحسبن الذین قتلوا في سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون، فرحین بما آتاهم اللہ من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم، لا خوف علیهم ولا هم یحزنون - (آل عمران)

زمین پیاسی ہے، اوسکو خون چاہیے، لیکن کسکا؟ مسلمانوں کا، طرابلس کی زمین کسکے خون سے سیراب ہے؟ مسلمانوں کے، مغرب اقصیٰ کسکے خون سے رنگین ہے؟ مسلمانوں کے، خاک ایران پر کسکی لاشیں تڑپتی ہیں؟ مسلمانوں کی، سرزمین بلقان میں کسکا خون بہتا ہے؟ مسلمانوں کا، ہندوستان کی زمین بھی پیاسی ہے، خون چاہتی ہے، کسکا؟ مسلمانوں کا، آخر کار سرزمین کانپور پر خون برسا، اور ہندوستان کی خاک سیراب ہوئی -

ہندوستان کی دیوی جوش و خروش میں ہے، اپنی قربانگاہ کیلیے نذر مانگتی ہے، کون ہے ہمت کا جوان جو اوسکی خواہش پوری کرے؟ صوبۂ متحدہ کا بادشاہ (سر جیمس مسٹن) - بالآخر بادشاہ آگے بڑھا اور اوسنے اپنی وفادار رعایا (مسلمان) کا خون پیش کیا، جو اپنی جان کے بعد اوسکو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب تھی!

مسلم ہستی تو اب کہاں بسیگی؟ کہ تیرے لیے ہندوستان بھی امن کا گھر نہیں رہا، وہ جسکو تو سب سے بڑی اسلامی حکومت کہتی تھی، وہ بھی تیرا خون مانگتی ہے، لیکن دشمنی سے نہیں، محبت سے، وہ تیری محبت و وفاداری کا امتحان لیتی ہے -

سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی،

ہمالیہ! تو دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ ہے، تو تند و تیز ہوا کو روکدیتا ہے، تو پر غیظ و غضب بادل کو ٹھکرا کر پیچھے ہٹا دیتا ہے، کیا تو ہمارے شدائد و مصائب کا طوفان نہیں روک سکتا، کیا تو ہمارے حزن و غم کے بادل کو ٹھکرا کر پیچھے نہیں ہٹا سکتا؟

برٹش حکومت کہتی ہے کہ رعایا کے مذہب کا احترام ہوگا، لیکن کیا وہ احترام اوس سے بھی کم ہوگا جتنا ایک سڑک کے سیدھے ہونے کا، برٹش حکومت کہتی ہے کہ رعایا کے خون کا احترام ہوگا، لیکن کیا اوس سے بھی کم، جتنا ایک راستے کی زینت و آرایش کا؟

۳ - اگست کی صبح، انقلاب حکومت برطانیہ کی تاریخ ہے، بہادر سپاہی جسوقت ایک ضعیف و ناتوان و غیر مسلح مجمع پر گولی برسا رہے تھے، اونھیں کیا خبر تھی کہ یہ گولیاں ان ناتوان انسانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کر برطانی عدل و انصاف کو زخمی کر رہی ہیں؟ اونھیں کیا معلوم تھا کہ اس گولی کا نشانہ اوس ستون کو کمزور کر رہا ہے جس پر حکومت برطانیہ کی عمارت قائم ہے؟ وہ مسرور ہیں کہ ہم وفاداری کی خدمت ادا کرتے ہیں، نادانو! تم تو اوس سے عداوت کر رہے ہو جسکی محبت کا اظہار چاہتے ہو -

غیر آئینی خونریزی

وہ کیا عجیب منظر تھا جب کربلاے کانپور میں، کئی ہزار بے دست و پا برطانی رعایا برہنہ سر، برہنہ پا با چشم نم و با دل پرغم ایک سیاہ علم کے نیچے جو اسلام کی مظلومی و بیکسی کا نشان تھا، کئی سو معصوم بچوں کے ساتھ، چند اینٹوں اور پتھروں کا ڈھیر لگا رہی تھی، اور اوس کی زبان پر وہ دعا جاری تھی جو وقت تعمیر کعبہ ابراہیم و اسماعیل کی زبان پر جاری تھی -

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (بقرہ)	پروردگار اپنے گھر کے لیے ہماری ان چند اینٹوں کو قبول کر، تو سن رہا ہے اور جان رہا ہے،

یہ پر اثر مقدس نظارہ ختم نہیں ہوا تھا کہ مسٹر ٹالر (مجسٹریٹ کانپور) کی سپہ سالاری میں ایک مختصر سوار اور پیدل فوج تمام اسلحہ سے مسلح نمودار ہوتی ہے، اور دس منٹ تک اپنی بندوقوں سے آڑا آڑا کر گولیوں کی ایک چادر ہوا میں پھیلا دیتی ہے - پردہ جب چاک ہوتا ہے، میدان میں خاک و خون میں تڑپتی ہوئی لاشیں نظر آتی ہیں، جن میں بعض معصوم جانیں بھی ہیں، جو افسوس دم توڑ چکیں -

گورنمنٹ پریس کا فرشتۂ غیب ہم کو اطلاع دیتا ہے کہ میدان میں ۱۴- لاشیں تھیں، پھر بتاتا ہے ۱۸- تھیں، عقیدت مند دل اس کو تسلیم کرتا ہے، لیکن عقل حجت طلب کو کیونکر سمجھائیں کہ ایک تنگ میدان میں ۱۰، ۱۵ ہزار آدمیوں کا مجمع ہے، پولیس بے محابا ۱۰- منٹ تک بے پروائی سے اون پر گولیاں برساتی ہے، ہر گولی ایک دور کے فاصلہ تک پھیلتی ہے، اور صرف ۱۸- لاشیں اون کے صدمہ سے گرپڑتی ہیں - مسلمان اپنی روئیں تنی کا دعوی کرتے ہیں، اون کو مسرور ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ پریس بھی اون کے اس اعجاز کو تسلیم کرتا ہے -

حکومت قانون کے ماتحت ہے، لیکن افسوس ہم زبان کے ماتحت ہیں، ہم پر گورنمنٹ کا قانون حکومت نہیں کرتا، ہم پر حکام کی زبان حکومت کرتی ہے - ایک ضعیف و کمزور مجمع جس کے ہاتھ میں کوئی آلۂ ضرر نہیں، جو کسی انسان کا محترم خون نہیں گراتا، جو کسی کی جائداد و عزت پر حملہ نہیں کرتا، صرف ایک جنبش لب سے آغشتہ بخاک و خون ہو جاتا ہے -

بے شبہ وہ قانون کی مخالفت کرتا تھا، لیکن اوس کی تادیب کیلیے عدالت کے کمرے، اور قید خانوں کی کوٹھریاں تھیں، سنگین کی نوکیں، اور بندوقوں کی گولیاں نہ تھیں - برٹش مورخ ہمکو بتاسکتا ہے کہ برسٹل اور منچسٹر کے کتنے ہنگاموں میں ان آتشبار ہتھیاروں سے کام لیا گیا ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمکو حوالہ دیگا کہ برسٹل اور کانپور میں کتنی مسافت ہے؟ لیکن اے معصوم مورخ! برائے خدا

ہمیں بتانا کہ برسٹل اور کانپور کی فی روح حقیقتوں میں کتنا فصل ہے ؟

نصرانی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ عورتوں میں روح نہیں ' لیکن اے مقدس نصرانی ! پیغمبر ؐ کے لیے بتانا کیا تیرا یہ اعتقاد ہے کہ مسلمانوں میں روح نہیں - ہاں روح ہے لیکن تونے اونکو بے روح کردیا ہے ' اون میں جان ہے لیکن تونے اونکو بے جان کر دیا ' کیا تجکو شریعت کا یہ حکم یاد نہ رہا کہ " تو خون مت کر " -

اسباب شورش

سر جیمس مسٹن کی سرکاری اطلاع کہتی ہے کہ " معاملۂ انہدام مسجد کیلیے مسلمانان کانپور میں کوئی جوش نہیں صرف بیرونی مسلمانوں کو جوش ہے " واقعۂ قتل عام سے پہلے بھی یہ غلط تھا ' کہ اگر یہ سچ تھا ' تو مسلح سپاہی وقت انہدام مسجد کو کیوں گھیرے تھے؟ سنگینوں اور بندوقوں کی ہیبتناک نظاروں سے کن کو ڈرایا جا رہا تھا؟ اور اب تو حکومت صوبہ متحدہ کو خود نظر آرہا ہوگا کہ لوازم تدبر و سیاست سے اوسکا خزینۂ حکومت کسقدر تہی تھا -

سر جیمس مسٹن کی سرکاری اطلاع کی شہادت ہے کہ مسلمانان کانپور کا جوش جرائد اسلامیہ کی برافروختگی اور طعن و تشنیع و ملامت کا نتیجہ ہے ' لیکن وہ کون تھا جس نے مسلمانوں پر غیرت کا جوش مصنوع کا الزام دیا تھا ؟ خود سر جیمس مسٹن ' وہ کون تھا ' جس نے مسلمانوں کو طعنہ دیا تھا کہ مسلمانوں کے جوش و غیرت کی حقیقت صرف چند الفاظ ہیں ؟ صوبہ کا نیم سرکاری اخبار پایونیر' اور پھر وہ کون تھا جس نے مسلمانوں کو کہا تھا کہ انکی غیرت و حمیت کا جولانگاہ صرف قلم کا میدان ہے ؟ شہنشاہی انگلستان کی نیم سرکاری زبان ٹائمز -

سر جیمس مسٹن نے قصداً مسلمانوں کو چھیڑا ' اور اون کے اس جوش دینی اور ولولۂ اسلامی کو جھوٹا کہا جو ۱۳۰۰ برس سے جھوٹا نہوا تھا - اونھوں نے اون زیر خاک انگاروں کو راکھہ کا ڈھیر سمجھا جو تیرہ سو برس سے اسی طرح روشن رہے - سر جیمس مسٹن کے یقین کے لیے دلیل چاہیے تھی - فرزندان اسلام بڑھے اور اونھوں نے مقتل عام میں جاکر جسمانی پردہ جو فرمانروائے صوبہ کے سامنے حائل تھا ' اُلٹ دیا ' اور دنیا کو نظر آگیا کہ در حقیقت اس پردہ کے پیچھے سرخ انگارے تھے جو خود دوسروں کو نہ پھونک سکے پر خود کو پھونک دیا -

سر جیمس مسٹن اب کیا چاہتے ہیں ؟ کیا دعوائے سابق کے یقین کے لیے کسی اور دلیل کے طالب ہیں ' اگر حقیقت میں اونکی طلب صادق ہے ' اور اونکی کوشش کامل ہے ' تو ہم بتاتے ہیں کہ ان آہنی زنجیروں میں بھی آگ ہے جو اسیران ملی کے ہاتھوں اور گردنوں میں ہیں - اونھیں خبردار رہنا چاہیے کہ زنجیروں کی آہنی جسمانیت دوسری آہنی جسمانیت سے ٹکرا کر شعلہ نہ پیدا کرے -

صوبہ متحدہ کا طرز حکومت اوسیوقت ایک خونین منظر کا اشارہ کر رہا تھا جب اوسکا فرمانروا ایک طرف اسٹریچی ہال (علی گڈھ) میں اور دوسرے طرف مقامی دربار (گورکھپور) میں ایک اسپیکر کی حیثیت سے نمودار ہوا تھا - اوسنے دھمکی دی تھی کہ " بزور اس جوش کو فرو کرونگا " آخر ۳ - اگست کو اوس وقت جب کہ وہ بریلی میں تھا ' اور ایک مسلمان ریاست (رامپور) اوسکا خیر مقدم کر رہی تھی ' اوسنے بزور اس جوش کو فرو کردیا -

ہمیں اسکا خوف نہیں کہ مسلمان ایک مسجد کے اعادۂ حرمت کی کوشش میں مقتول و مجروح ہوے ' کہ یہ اونکی خصوصیت ملی ہے " ایک ہزار تنیں سر برس ہوے کہ مسجد خلیل کی بقاے حرمت کے لیے سر بکف ہیں " لیکن اسکا خوف ہے کہ وہ متحدہ جس غیر قانونی گولیوں سے اپنی وفادار رعایا کو مجروح کر رہی تھی اوس سے وہ خود تو مجروح نہیں ہو گئی ؟

روز حزن و ملال ملی

شہداے کانپور کی یاد ہمارے دل میں ہر وقت تازہ رہیگی " ہم اونکی برسی منائینگے " ہم اونکا مرثیہ پڑھینگے ' ہم اونکی مظلومی و بیکسی کو ہر وقت یاد رکھینگے " ہم اونکے جوش حمایت دینی " و وفات ملی کو رولینگے ' ہم آیندہ سے ۳ - اگست کی صبح کو ' ۱۰ محرم کی دوپہر سمجھینگے ' کہ یہ ہماری مظلومیت کی پہلی قسط تھی ' اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ' اللھم اجعلہم لنا ذخراً و اجعلہم لنا فرطا واجعلہم لنا شافعین و مشفعین -

۴ - اگست کی صبح کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبۂ متحدہ اسپیشل ٹرین سے کانپور پہونچکر پہلے قتل گاہ تشریف لائے جہاں اونھوں نے دیکھا ہوگا کہ صرف ایک انسانی ضد اور غلط کاری نے جو گورنمنٹ کے منشاے قانونی کے بالکل غیر مطابق تھی ' اوس دیوار کے نیچے جہاں چند روز پہلے تیشوں نے ایک معبد اسلام کی بے حرمتی کی تھی ' پرستاران دین حنیف دیوار کی ایک ایک اینٹ کو اپنے خون کا سرخ کفن پہنا رہے تھے کہ اوسکی ہر اینٹ دین توحید کی ایک ایک سرد لاش تھی - انھوں نے اپنے گرم خون کے چھینٹے دیے کہ ان بیجان لاشوں میں حرکت پیدا ہو ' حرکت پیدا ہوئی اور اوس نے تمام ہندوستان کو لرزا دیا -

ہندوستان لرزتا ہے ' کون ہے جو اسکو تھامے ؟ ہندوستان مضطرب ہے ' کون ہے جو اسکو تسکین دے ؟ ہندوستان وقف فریاد ہے ' کون ہے جو اوسکی فریاد رسی کو آمادہ ہو ؟

مقتولین کانپور ! تم پر نماز نہیں پڑھی گئی کہ تم مغفور تھے ' ہم گنہگار تمہاری مغفرت کی کیا دعا مانگتے ؟ لیکن سنا ہے کہ تمکو کفن نہ ملا ' گولیوں اور بندوقوں کے قطع و برید کے بعد تمہارے جسم اسپتال کی قینچیوں اور چھریوں کے کام آئینگے ' غزوۂ بدر کی لعیان میں شہداے اسلام کی لاشیں فرشتوں نے اُٹھالی تھیں ' ہم آج بھی یقین رکھتے ہیں کہ اخفاے راز کیلیے اگر پولیس نے تمہاری لاشیں دریا میں نہیں پھینکیں ' اور زمین میں نہیں دفن کیں تو یقیناً تمہاری لاشوں کو فرشتوں نے اوٹھا لیا ' کہ رضوان الہی اونکا منتظر تھا -

مجروحین کانپور ! تم نے گولیاں کھائی ہیں ! نیزوں سے تمہارے سینوں میں سوراخ کیا گیا ہے ؟ تمہاری آنکھوں میں سنگینیں بھونکی گئی ہیں ؟ تمہارے ایک ایک عضو کو زخموں سے چور کیا گیا ہے ؟ تمہیں یاد ہوگا کہ فرات کے کنارے بھی اسلام کا ایک قافلہ اسی طرح لٹا تھا ' جسکے بعد بنوامیہ کی تاریخ کا ورق الٹ گیا ' و ان تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً -

معصوم بچو ! اور ریاض اسلام کے نودمیدہ غنچو ! تمہیں کس نے مرجھا دیا ؟ سر جیمس مسٹن کے الفاظ طعن نے تمہارے بے گناہ و نا آشناے جرم دلوں کو مضطرب کردیا ' تم بڑھے کہ اپنے دہن زخم سے اس الزام کی تکذیب کرو ' اے طائران قدس ! آؤ جاؤ کہ عرش کی سبز قندیلیں تمہاری منتظر ہیں -

اخبارات کے سیاہ حرفوں میں ہمارے لیے تنبیہ و عبرت نہ تھی ' قدرت نے خون کی سرخ تحریروں میں ہمیں نامۂ عبرت

و دستور تنبیه بهیجا - هندوستان کے مسلمانوں نے ارسکو پڑھا ' اور ارس سے تنبه و عبرت حاصل کي -

کانپور کا واقعه کانپور کا واقعه نہیں رها بلکه وہ دنیاے اسلام کا واقعه هے - مسلمانان عالم نے هر هر گوشه سے همارے پاس اپنے مصائب و آلام کي آغشته خون اطلاعات کا هدیه بهیجا تها ' هم شرمنده تهے که همارے پاس ارنکے تحفه کے لیے جو سامان تها ' ارسمیں خون کے قطرے نه تهے ' اب هم شرمنده نہیں ' اے مسلمانان عالم ! همارے بہے هوے خون ' کٹي هوئي رگوں اور تڑپتي هوئي لاشوں کا هدیه قبول کرو -

سرکاري بیانات

ایک منظر کي ایک هي تصویر هوسکتي هے ' لیکن حادثه هائله کانپور کي سرکاري بیانات نے جو مختلف تصویریں کهینچي هیں ارنکا نتیجه معلوم رهي هے جو قانون شهادت کے رو سے ایسے مختلف و متضاد بیانات کا هو سکتا هے ' هم نہیں سمجهه سکتے که مسٹر ٹائلر (مجسٹریت کانپور) بحیثیت فریق دوم و مدعی علیه اسوقت جو شهادت دے رهے هیں بحیثیت مجسٹریت ارنهوں نے کبهی ایسي شهادت اپني مجلس حکومت میں قبول کي هوگی ؟

سر جیمس مسٹن کے ورود کانپور کے قبل و بعد جو اطلاعیں شائع هوئي هیں ' ارن میں بیک نظر ایک عجیب عمومي اختلاف نظر آتا هے -

(۱) هزآنر کے ورود کانپور سے قبل جو اطلاع شائع هوئي هے ' ارسمیں پولیس کي قوت و استیلا ' مسٹر ٹائلر کي عجیب و غریب بهادري ' قوت اقدام ' مسلح سپاهیوں کي صغیر العقول قادر اندازي مجمع کي پریشاني ' بے سروساماني ' اضطراب فرار کو بتفصیل دکهایا گیا هے - هزآنر کے ورود کانپور کے بعد ایک تیز مشق اور چابک دست مصور نے اس منظر کا جو مرقع طیار کیا ' ارسمیں هم پولیس کو ساکن و غیر متحرک ' مسٹر ٹائلر کو ایک سپه سالار کے بجاے ایک ناصح مشفق کي حیثیت سے مجمع کے سامنے پاتے هیں - مجمع شدت جوش و غضب سے ڈهیلوں اور اینٹوں سے مسلح آگے بڑها ' اور ارسنے نهایت بیدردي سے پولیس پر حمله کیا ' اور اسقدر قریب پهونچ گیا ' که پولیس بمشکل حمله آور هوسکي - ۱۰ - منٹ کے بعد غنیم کي فوج میگزین چهوڑکر جسمیں ڈهیلوں اور اینٹوں کی مقدار کثیر پائي گئی ' میدان سے بهاگ کهڑي هوئي ' اور اسطرح بمشکل ' میدان فتح هوسکا -

(۲) غنیم نے مقتولین و مجروحین کي جو تعداد میدان جنگ میں چهوڑي ' بیان اول میں ارسکي مقدار ۱۳ - مقتول اور ۲۸ - مجروح بیان کی هے - لیکن بعد کے بیانات سے یه مقدار بہت بڑهجاتی هے ' اور خصوصاً جب هم وہ مقدار بهی شامل کرلیں جنهوں نے اسپتال میں دم توڑا ' اور اکثر مجروحین کے متعلق طبی مشیروں کی مایوسی جب سنتے هیں تو هم نہیں سمجهه سکتے که اس مقدار کو کہاں تک بڑهائیں -

(۳) بیان اول میں سبب انعقاد مجلس کو نامعلوم بتایا گیا هے ' اور بقرائن یه ظاهر کیا گیا هے که فتح اللہ اور مسجد کانپور کے متعلق کچهه تقریریں هوئیں ' لیکن دوسرے بیان میں نہایت وضاحت و تفصیل سے مقررین و خطباے مجلس کی پرجوش و پر غضب تقریروں کا حواله دیا گیا هے ' جن کے سحر سے تمام مجمع مسحور هوگیا تها -

(۴) بیان اول سے ظاهر هوتا هے ' که حکام شهر کو اس اجتماع کثیر اور ابتداے شورش کی اطلاع نه تهی ' اور بے خبري میں ان واقعات کی ابتدا هوئی ' لیکن دوسرے بیان میں هم ایک فقره پڑهتے هیں که " مسلح پولیس جو پہلے سے طیار تهي " کیا اس سے یه واضح نہیں هوتا که کارفرمایان شهر اس جلسه کی اهمیت سے پہلے سے واقف تهے ' اور نہیں هم سمجهه سکتے که کن مصالح دینیه و مناظر خونین کی توقع میں حسب موقع مداخلت کے وہ منتظر تهے -

(۵) بیان اول میں غنیم کے هاتهوں میں صرف دو قدیم اور وحشیانه طرز کے هتیاروں کا ذکر هے یعنی اینٹ اور پتهر ' بیان مابعد میں هم ایک اور خطرناک سلاح (لاٹهی) کا بهی باغیوں کے هاتهه میں هونا پڑهتے هیں -

(۶) پهلي رپورٹ میں مسٹر ٹائلر کي نسبت اتنا مذکور هے که " وہ مسلح پولیس کي سوار و پیاده فوج کي جمعیت میں موقع پر پهونچے اس فوج کو پیچهے چهوڑکر پہلے وہ تنها مسجد کے قریب آئے ' انپر بهي حمله هوا اور وہ ٹهرگئے " اس بیان سے ظاهر هوتا هے که مسٹر ٹائلر بهی حمله سے محفوظ نه رهے ' لیکن بیان ثانی میں اس کے متعلق ایک حرف مذکور نہیں " مسٹر ٹائلر مجسٹریت شهر موقع پر پهونچے ' مجمع نے انکي ایک نه سنی اور پولیس پر حمله کر دیا " ایک ضلع کے حاکم و والی پر حمله هونا ' اس تاریخ کا سب سے بڑا واقعه هوسکتا هے ' لیکن هم کو اس " ترک واقعه " کے حقیقی اسباب معلوم نہیں جن کي بنا پر اس واقعه هائله کے ذکر سے اطلاعات سرکاري کی تاریخ کا دوسرا ایڈیشن خالی رها -

(۷) پهلی اطلاع میں ارن عجیب و غریب و غیر آئینی اسباب کا استعجال و سرعت واقعه نگاري میں ذکر ضروري نه تها جن کي بنا پر ' پولیس کو حمله کي ضرورت محسوس هوئي ' لیکن دوسري اطلاع میں ' نهایت بلیغ طرز ادا میں مذکور هے که " مسٹر ٹائلر نے نهایت صبر سے کام لیا ' اور اوس وقت تک فائر کا حکم نہیں دیا ' جب تک پولیس اور پهره داروں کي حفاظت جان کے لیے فائر کرنا ضروري نهوگیا " اور انہیں الفاظ مصنوعه کي تکرار هزآنر اگره میں فرماتے هیں -

هزآنر کا قدوم کانپور

امید تهی که جب هزآنر سر جمس مسٹن کانپور کے مناظر خونیں کا ملاحظه فرمالینگے تو ارنکا دل رحم و لطف سے بهر جالیگا ' اور حکام کي نا عاقبت اندیشی ' استحلال سفک ' انتهاک حرمت قانون ' اور سعی نقض امن سے ارنکو کامل واقفیت کا موقع ملیگا -

ارنهوں نے مسجد منهدم کو ملاحظه کیا ' در و دیوار شکسته سے اسلام کی بیکسي و بے نوائی کي مجسم تصویر نظر آئي هوگی ' وہ میدان قتل میں تشریف لائے ' مظلوم اور ناکرده گناه لاشوں کا وهاں ڈهیر هوگا - بوڑهے اور ضعیف العمر ' انسانوں کو جو حمله کے لائق نه تهے ' ایک طرف مسجد کے نیچے پڑے دیکها هوگا جو خون میں تڑپ تڑپ کر رهگئے هونگے ' دوسري طرف ننهے ننهے معصوم سینے سنگینوں اور برچهیوں سے سوراخ سوراخ نظر آئے هونگے ' غریب و فاقه کش نیچے درجه کے مسلمان جنکو میں اب نیچے درجه کا نہیں کہه سکتا ' اوس سینه پر گولی کهاکر گرے هونگے ' جسپر غربت و افلاس نے پیرهن کا ایک تار باقی نه رکها تها ' هاں اب خون کی سرخ چادر پرده پوش بیکسی هوگی ' ارنهوں نے نوجوان و نو عمر مسلمانوں کی ایک جماعت خون میں شرابور دیکهی هوگی جو اپنے کنبه کی تنها امید اور اپنے والدین کی تنها قوت تهے ' کیا هزآنر کی آنکهوں میں آنسو نہیں ڈبڈبائے ؟

یہاں سے هزآنر نے شفا خانے کا رخ کیا ' شفا خانه کا صحن خون کي چهینٹوں سے رنگین دیکها هوگا ' ایک ایک پلنگ پر دو زخمي نظر

ے ہونگے ' کسیکي آنکھہ میں نیزہ کي اني چبھہ گئی ہے ' کسي کا سینہ زخموں سے چور ہے ' کوئی خون تھرک رہا ہے ' کسی کا سر پھٹ گیا ہے ' کسی کا دھڑ سنگین سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے ایک نسمہ جاں ہے کسي کے ہاتھہ میں برچھوں کی نوکیں گھس گھس گئی ہیں ' کوئی تڑپتا ہوگا ' کوئی تڑپ بھی نہ سکتا ہوگا ' کوئی کراھتا ہوگا ' کوئی کراہ بھي نہ سکتا ہوگا ' کیا اس عبرتناک منظر کو دیکھکر ' ہز آنر کے سینہ سے ایک آہ نہیں نکلي ؟

قید خانہ آئیے ' وہاں فرزندان اسلام کا ایک مجمع ہوگا جن میں اکثر وہ تھے جو میدان میں موجود نہ تھے اور گھروں سے بلا کر انکو قید کیا گیا ' ان نا کردہ گناھوں کے ہاتھوں میں زنجیریں ہونگي ' جو ایک مجرم کي نشاني ہے ' انکي صورت سے بے بسي چہروں سے حزن و ملال اور آنکھوں سے مظلومیت ظاھر ہوگی ' اور انکے دل جو دو برس کے حوادث اسلامیہ سے فارک ہوگئے ہیں دھڑک رہے ہونگے ' ان سے مل کر ہز آنر کي زبان سے ایک کلمہ افسوس نہیں نکلا ؟

ہز آنر جب کانپور کي گلیوں میں پھر رہے تھے (حسب بیان خود) انھوں نے بیوؤں کي درد ناک گریہ و زاري ' یتیموں کی پر حزن و ملال فریاد و بکا ' اور مجروحین کے کراھنے اور دم توڑنے کی آوازیں سنیں ' لیکن کیا ہز آنر کا قلب رقیق اس سے متاثر ہوا ؟

تقریر آگرہ

ہز آنر جب آگرہ تشریف لے گئے ' اور وہاں تقریر فرمائي تو ' نتائج کو عدالت کے سپرد کیا ' اور فرمایا کہ " حکام نے اوسوقت تک حملہ کا حکم نہیں دیا ' جب تک حفظ امن کے لیے وہ مجبور نہوگئے " ازراہ الطاف خسروانہ ہز آنر مستر ظاھر فرما سکتے ہیں ' کہ مسلمان کن ہتیاروں سے مسلح تھے ؟ انھوں نے پولیس کو چھیڑا ' یا پولیس نے انکو چھیڑا ؟ انھوں نے کس کي جان لینے کا ارادہ کیا تھا ؟ انھوں نے کس کا گھر لوٹنا چاھا تھا ؟ کس نے انکو اشتعال دیا ؟ تاکہ بیجا شور و غل کي انکو سزا ملے جنھوں نے اپني رزولیوشنوں ' میموریلوں ' یاد داشتوں اور برقي پیغاموں سے حکام کو سخت تکلیف پہونچائی تھی ' اور جنمیں بقول ہز آنر و پاؤنیر جوش صحیح و غیرت صادقہ موجود نہ تھي ' -

کیا ہز آنر ہم سے جوش صحیح کے اسي مفہوم کے طالب تھے ' جسکو انھوں نے ۴ - اگست کو کانپور کي مچھلی بازار میں دیکھا ؟ کیا پاؤنیر ' غیرت صادقہ کي اسي حقیقت کا متقاضی تھا ' جو ۳ - اگست کو ایک مسجد کے سامنے منکشف ہوئي ؟ اگر یہ سچ ہے تو ہمارے جوش صحیح اور غیرت صادقہ کا امتحان ہونا تھا وہ ہوچکا - ہز آنر کو نہ اب ہماري جہالت پر افسوس کرنا چاھیے اور نہ پاؤنیر کو ہماري سرکشي سے خفا ہونا چاھیے -

ہز آنر آگرہ کي تقریر میں فرماتے ہیں " انتشار مجمع اور تکمیل امن کے بعد حکام نے مقتولین و مجروحین کے ساتھہ نہایت ہمدردي کي ' اور انتقام کا مطلق خیال انکے دل میں نہ تھا " ہاں ہم نے اوس ہمدردي کو دیکھا جو تیشوں سے ہماري مسجد کے ساتھہ اور گولیوں سنگینوں اور نیزوں سے ہماري سینوں کے ساتھہ کي گئي ' سر جیمس مستر کس ہمدردي کیطرف اشارہ کر رہے ہیں ؟ کیا اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ قیدیوں کو ایک چھٹانک کھانا ملتا ہے ؟

ہز آنر فرماتے ہیں " حکام کے دل میں اب انتقام کا مطلق خیال نہ تھا " کیا انتقام کے بعد بھي انتقام لیا جا سکتا ہے ؟ مجمع کے منتشر مجروحین کے نیم مردہ اور مقتولین کے دم توڑنے کے بعد انتقام کے لائق کون تھا ؟

مگر کہ زندہ کني خلق را و باز کشي

ہز آنر آگرہ کي تقریر میں ایک جگہہ فرماتے ہیں ' کہ " حکام نے اوسوقت تک حملہ نہیں کیا جب تک حفظ امن کی بنا پر وہ اس کے لیے مجبور نہوگئے " ہز آنر کے اس چھوٹے سے فقرہ کی جوامع الکلمی دیکھو کہ اس میں عدالت کانپور اور ھائیکورٹ الہ آباد کی وہ دراز و طویل داستان جو کئی جلدوں میں اور کئی مہینوں میں تمام ہوتی ' کلام کے ایک فقرہ میں اور وقت کے ایک لمحہ میں ختم ہوگئی ' جس میں انھوں نے بطور " ایمان غیب " جو ہر نیک و ایماندار کا درجۂ اقصی ہے ' جس سے میں ہز آنر کو مستثنی نہیں کر سکتا ' صدق دل سے اسکو تسلیم کرلیا ہے کہ نقض امن کے ذمہ دار مسلمان تھے ' اور یہی الزام کے مستوجب ہیں لیکن کیوں حضور ! جناب کا یہ فقرہ صحیح ہے یا یہ کہ " ہم ابھی کسی کو الزام نہیں دے سکتے کیونکہ یہ عدالتوں کے طے کرنے کی چیز ہے ؟ "

اب کیا کرنا چاھیے ؟

ہوا جو ہونا تھا ' اب اس سوال کا موقع ہے کہ گورنمنٹ کو کیا کرنا چاھیے ' اور ہم کو کیا کرنا چاھیے ؟

گورنمنٹ کو کیا کرنا چاھیے ؟

بیانات سابقہ ' واقعات مذکورہ ' اور انتقادات متصدرہ نے اس حقیقت کو بالکل منکشف کردیا ہے ' کہ اس حادثہ عظیمہ کے ذمہ دار ہز آنر سر جیمس مستن ' مستر ٹائلر سیٹي مجسٹریٹ اور مستر سیم چیرمین میونسیپلٹي کے نا عاقبت اندیش ' نا انجام بیں ' غیر آیینی اور خلاف منشاے اعلان حکومت (حریت مذاھب) ' پالیسی ' اور پولیس کی بے ضابطہ مداخلت اور غیر قانوني اشتعال انگیزي ہے ' پس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ حکام سے نہایت سخت قانوني مواخذہ اور پولیس پر اشتعال طبع کا جرم قائم کرے ' سزا دلائے ' اور پس ماندگان شہداے کانپور کے لیے کچھہ ماھوار مقرر کردے -

یہ ایک ایسي جائز خواہش ہے جس کے انکار کي ہم کوئي وجہ نہیں پاتے ' اس سلسلہ میں گورنمنٹ کو ان مغرور و ناعاقبت اندیش مشیروں سے بچنا چاھیے جو ہر موقع پر گورنمنٹ کو سخت و درشت پالیسي کا مشورہ دیتے ہیں - یہ سچ ہے کہ توپ کے گولے ' پھانسي کي ڈوري ' اور قید خانہ کي زنجیر ' ان میں سے ہر شے ہر جسم کو مطیع و فرمانبر بنا سکتي ہے ' لیکن قلوب کي اطاعت و فرمانبري کے لیے صرف ایک نگاہ لطف اور ایک جنبش دست کرم کافي ہے - پس سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ ہمارے اجسام پر حکومت کرنا چاھتي ہے جسکے تابع قلوب نہیں ہیں ' یا قلوب پر حکومت کرنا چاھتي ہے جسکے ساتھہ اجسام کی حکومت بھی ہے -

ہمکو کیا کرنا چاھیے ؟

کانپور کا واقعہ اب فقط کانپور ہی کا واقعہ نہیں رہا ' تمام ہندوستان کا واقعہ ہوگیا ' پس تمام مسلمانان ہندوستان کو چاھیے کہ :

اپني اپني جگہ پر ' پر زور جلسے کرکے گورنمنٹ کو مطالبہ حکومت متحدہ کیطرف متوجہ کریں ' کلکتہ ' بمبي ' لکھنو ' لاہور ' پٹنہ ' وغیرہ تمام بڑے شہروں سے ایک ایک قانوني مشیر مقدمۂ کانپور کے لیے پہنچنا چاھیے - چنانچہ ہمپں معلوم ہوا ہے کہ مسلمانان کلکتہ کیطرف سے عنقریب ایک بیرسٹر کانپور بھیجا جائیگا - اور کل پرسوں کے تاروں سے جو بمبي وغیرہ سے آئے ہیں یہ معلوم کرکے خوشي ہوئي کہ کئی بیرسٹر کانپور روانہ ہونے والے ہیں -

مجروحین اور پس ماندگان شہداے کانپور کی اعانت کے لیے ' معتبر اشخاص کي معرفت کانپور چندہ بھیجنا چاھیے ' اس کے لیے ضروري ہے کہ خاص کانپور یا اوسکے متصل کسي شہر مثلا لکھنو میں اسکي صدر مجلس قائم کي جاے ' جس میں صرف مخلص اور ہمدرد مسلمان شریک ہوں ' جو نہایت اخلاص و دیانت کے ساتھہ جمع و تقسیم زر اعانت کي خدمت انجام دیں ' الہلال نے یہ فنڈ کھول دیا ہے اور بالفعل ایک سو روپے کا نذرانہ پیش ہے ' و اللہ المستعان و علیہ التکلان -

مقالات

التـرک و العـرب

نشرنا في الهلال الخامس الصادر في ۲۵ - شعبان سنة ۱۳۳۱ ھ (۳۰ - يوليه سنة ۱۹۱۳ - م) ما يقوله الاتراک في مطالبة العرب السوريين باصلاح بلادهم على وجه اللامركزية الادارية ، وها نحن ننشر ما يبديه العرب انفسهم بشان ذلك على ماكتب الينا فضيلة العلامة السيد محمد رشيد ضا صاحب مجلة المنار المصرية الغراء ، و نحن نرجي ملاحظاتنا على هذه المسألة الى ان نستوفي البحث عنها في فرصة اخرى ، ان شاء الله تعالى ، قال حفظه الله :

صديقي الصفي الوفي الفاضل الغيور ابوالكلام احمد الدهلوي صاحب الهلال المنير -

السلام عليكم ورحمة الله و برکاته ، و بعد فقد تشرفت بكتاب مذكم بعد كتاب - اما ماكتبتم بشان.....

واما ماكتبتم بشان الاصلاح فمن حق غيرتكم واخلاصكم ان اذكرلكم فيه شيئا من رايي :

(۱) صورتم رايي في مسألة نهوض العرب و مسألة المؤتمر الاسلامي بغير صورتها الحقيقية و لولا ذاک لما كان لكم وجه للاستشكال والاستدراک ، و هكذا شان الناس كافة في تصوير اراء الناس اذا اخذوها من بعض ما يكتبون فيها بغير تدقيق ولا احاطة -

بل كان الاستاذ الامام يقول ان جمهور الناس لا يفهمون من قراءة اقوال الكاتب اكثر من عشرين في المئة من مراده وا ما اذا سمعوا كلامه من لسانه فانهم يفهمون منه ثمانين في المئة -

ولهذا امكنني ان افهم مولوي محبوب عالم صاحب بيسه اخبار هذا معظم رايي في مسألة الدولة بالكلام اللساني معه اربع مرات ماكان يتيسر لي ذلك بالمكاتبة اربعين مرة -

فهذه مقدمة للكلام يجب ان تراعي ومن فروعها قولكم : اننا لا نعرف حقيقة حال الهند ، و قولنا : انكم لاتعرفون حقيقة حال الدولة ان لم تعترفوا بهذا -

مسئلۂ " ترک و عرب " کے متعلق خود ترکوں کي جو راے ہے ، اور شامي عربوں کے مطالبۂ لامرکزیت کي نسبت قسطنطنیہ میں جو خیالات ظاہر کیے جاتے ہیں ، ۳۰ - جولائي سنہ ۱۹۱۳ع کے الہلال میں اُن کي ترجماني ہوچکي ہے - آج کي اشاعت میں اہل عرب کے مطالبات خود اُن کي زبان میں درج ہیں ، جو ہمارے پاس علامۂ سید رشید رضا اڈیٹر المنار مصر نے بھیجے ہیں - بالفعل ہم اس باب میں اپني راے محفوظ رکھتے ہیں ، آیندہ اسپر تفصیل سے بحث کرینگے ، ممدوح لکھتے ہیں :

قاہرہ - ۱۱ - شعبان سنہ ۱۳۳۱ ھ

میرے برگزیدہ و مخلص درست اور پرجوش فاضل مولانا " ابوالکلام احمد الدہلوي " پروپرائٹر " الہلال "

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ، متواتر عنایت نامے شرف افزاے ورود ہوے ، آپ نے ..... کے متعلق جو امور تحریر فرماے ہیں ..... اصلاح کي نسبت جو ارشاد ہے اُس کے متعلق آپکے جوش اخلاص کو حق حاصل ہے کہ میں بھي اس باب میں کچھہ اپني راے عرض خدمت کروں :

(۱) عربوں کي ترقی ، اور اسلامي کانفرنس کے مسئلے میں آپ نے میري راے کي غلط واقع تصویر کھینچي ہے ، ورنہ اشکال کا نہ کوئي سبب تھا اور نہ دریافت کرنے کي حاجت پڑتی - عام دستور ہے کہ جب لوگ کسی راے کو ایسے لوگوں کے تحریروں سے اخذ کرتے ہیں جو بغیر تدقیق وجامعیت کے مضامین لکھتے ہیں تو اصل راے کي صورت بدل جاتي ہے -

استاذ امام (شیخ محمد عبدہ) کہا کرتے تھے کہ مضمون نگاروں کے اقوال پڑھکر عام لوگوں میں بیس فی صدي سے زائد اُس کے مفہوم کو نہیں سمجھتے ، لیکن وہي بات اگر اس کي زبان سے سنیں تو ۸۰ في صدی سمجھہ لیں -

یہی وجہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق میں نے یہاں اپني بیشتر رائیں مولوي محبوب عالم پروپرائٹر پیسہ اخبار لاہور کو صرف چار مرتبہ کي ملاقاتوں میں سمجھا دیں ، میرا خیال ہے کہ خط و کتابت کا اتفاق ہوتا تو چالیس مرتبہ میں بھي یہ کام آسان نہ تھا -

یہ اصول قابل لحاظ ہے ، اور آپ کا یہ ارشاد کہ " ہم لوگ (اہل مصر) ہندوستان کي اصل حالت سے ناواقف ہیں " اور میرا یہ قول کہ " آپ لوگ (اہل ہند) مانیں یا نہ مانیں مگر دولۂ عثمانیہ کے حقیقي حالات سے بے خبر ہیں " اسي اصول پر متفرع ہے -

(۲) مسئلہ " بیداري عرب " کي اصل ضرورت سے تو آپ کو اتفاق ہے ، مگر آپ فرماتے ہیں کہ اس باب میں عجلت اچھي نہیں ، تامل درکار ہے - اس کا سبب آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ یورپ کے بھوت سے خوف لازم ہے -

بے شبہ اس باب میں پیش بیني و پس اندیشي فرض ہے ، یہي نہیں بلکہ جتنے مسائل ہیں ، اور خاص کر اُن میں جو اہم مسئلے ہوں ، سب کے لیے غور و فکر و تامل کي ضرورت ہے - عرب کي

بیداري و حرامت و ترقی کے جو لوگ خواهشمند هیں وہ بھي اس قاعدہ کلیہ سے اگ نہیں هیں :

(الف) اُنھوں نے مصر میں حزب اللا مرکزیہ (مجلس استقلال ولایات جس کا مدعا یہ ھے کہ هر ایک ولایت اپنے انتظام و ادارہ معاملات میں خود مختار هو' اور کوئي مرکز سلطنت سے وابستہ نہ رهے) قائم کي ' اس کو تمام عثمانیوں کي مجلس عمومي (جنرل کمیٹي) قرار دیا ' قسطنطنیہ کي گورنمنٹ (باب عالي) سے درخواست کي کہ مجلس کے قواعد و ضوابط کو مصدق مانے ' مگر نہ اس تصدیق کے لیے مصر هوئے اور نہ کسي دوسرے مطالبے کے منوانے پر اصرار کیا -

(ب) پیرس (دار الحکومۃ فرانس) میں ایک کانگرس قائم کي کہ تہذیب و تمدن کي دنیا اُن کے مقاصد سے آگاہ هوجائے ' اور زمانہ جان لے کہ مطالبۂ اصلاح کي بنیاد

(١) دولت عثمانیہ کے ساتھہ کمال وابستگي -

(٢) اور هر ایک غیر سلطنت کے قبضے یا مداخلت کا مقابلہ کرنا ھے -

(ج) گورنمنٹ نے بیروت کا اصلاحي کلب بند کردیا ' طالبان اصلاح نے اس پر اعتراض کیا ' اور اس اعتراض کو عام راے کا اُلٹنہ حیل دکھانے کے لیے تین روز تک شہر بھر میں کاروبار بند رکھا -

(د) عرب افسران فوج نے قسطنطنیہ و شکالجہ کے لشکر گاهوں میں انکار کردیا کہ جب تک انجام کار معلوم نہ هوجائے اور مسئلے میں غور و فکر نہ هولے کہ قوم اور گورنمنٹ کے شایان شان کیا امور هیں ' اس وقت تک وہ سیاسي جماعتوں میں ' خواہ وہ حکومت کے موافق هوں یا مخالف ' شریک نہ هونگے - موجودہ گورنمنٹ نے اُن کي اس روش کي قدر کي ' اُسے معلوم تھا کہ ان لوگوں کو اس قدر طاقت و استطاعت حاصل ھے کہ سلطنت میں جیسي مشکلیں چاهینگے پیدا کردینگے - گورنمنٹ نے خود هي اُن کے ساتھہ موافقت کي خواهش کي ' اور اُن کے مطالبات جو لامرکزي استقلال کي بنیاد پر مبني تھے ' ابتدائي صورتوں میں جہاں تک هوسکتا ھے پورے کرنے شروع کردیے - اس خبر کو هماري مجلس آج کے اخبارات میں شائع کردیگي ' اور غالباً اُس کي ایک کاپي آپ کے پاس بھي ارسال هوگي -

اس سے بھي مہتم بالشان امر کي هم آپ کو اطلاع دیتے هیں کہ همارے دوست سید عبد الحمید زهراوي جنھیں هم نے پیرس کي عربي کانگرس کا صدر نشیں بنایا تھا ' موجودہ حکومت نے اُن کو منصب شیخ الاسلامي کے لیے انتخاب کیا ھے - یہ خبر بھي آج کي عام تار برقیوں میں شائع هوجائیگي -

هندوستان کے جن لوگوں کو اس معاملہ میں غلو ھے ' جو همارے طرز عمل کو برا کہتے هیں ' جن کے جوش احساس کا اقتضا یہ هوتا ھے کہ بغیر اس کے کہ واقعات سے آگاہ هوں ان تمام امور کے انکار پر آمادہ هو جاتے هیں جو گورنمنٹ قسطنطنیہ کي راے و عمل کے مخالف هوں ' جو مشہور ترین مخلصوں کي نسبت بھي ' جن کي دیانت و اخلاص کي تاریخ شاهد ھے ' بہت جلد بدگمان هو جایا کرتے هیں ' کیا اس واقعي و عملي دلیل سے اُن کي تشفي نہ هوگي ؟

(٣) رهي یہ بات کہ یورپ کے خوف سے اهل عرب کو اپنے مطالبات میں جلدي نہ کرني چاهیے ' تو اس کي حقیقت یہ ھے کہ اگر هم کہیں کہ یورپ کے خوف سے اهل عرب کو مطالبۂ اصلاح میں جلدي کرني چاهیے ' تو یہ زیادہ موزوں هوگا -

(٢) فالتم یجب الذاتي و العامل فی مسألة نهضة العرب التي یراهنون علی وجودها في انفسهم ' و علائم هذا الوجوب بالخوف من یورپا اوربة -

نعم یجب الذاتي في ذلک کما یجب في سائر الامور و لاسیما المهم منها ' و لکن الغرض من العرب لم یشذوا عن هذه القاعدة :

(الف) فقد انشوا بمصر حزب اللامرکزیة ' وجعلوه حزبا عثمانیا عاما ' و طلبوا التصدیق علي برنامجه من حکومة الاستانه و لم یلحوا علیها في ذلک و لا في غیره -

(ب) و انشوا المؤتمر في باریس لیعرفوا عالم المدنیة بمقاصدهم من استمساک بالعثمانیة ' و مقاومه کل احتلال او تداخل اجنبي -

(ج) و اجتمعوا علی اقفال الحکومة لمدة الاصلاح في بیروت و اقفال المدینة کلها ثلاثة ایام لتعلم انه الرای العام -

(د) و ابي ضباطهم في الاستانه و شطلجه ان یشذوا عن الحزب السیاسیة مع حزب الحکومة ارعایه لیبقوا عاقبة الامر و احکام الامة و الدولة - و قد قدرت الحکومة الحاضرة مسالکهم هذه قدرها علی علمها بقوتهم و استطاعتهم ان یحدثوا في المملکة مناشاؤا من المشاکل و تطلبت الاتفاق معهم و البدء باعطائهم کل ما یمکن البدء به من مطالبهم المبنیة علی اساس اللامرکزیة الاداریة ' و سیعلن حزبا داخلا في جرائد هذا الیوم و ربما ترسل الیکم صورة منه -

و نزیدکم امورا منها ان صدیقنا السید عبد الحمید الزهراوي الذي جعلناه رئیسا للموتمر العربي في باریس قد اختارته الحکومة الحاضرة للمشیخة الاسلامیة و ربما یذکر ذلک في البرقیات العمومیة الیوم -

فهل یقنع هذا البرهان الفعلي غلاة المنکرین علینا في الهند الذین یدفعهم احساس الغیرة بدون معرفة الحقائق الی انکار کل ما یخالف راي حکومة الاستانه و عملها و یستعجلون بسوء الظن حتی في اشهر المخلصین الذین لهم تاریخ معروف یشهد لهم بالدین و الاخلاص ؟

(٣) بقي لي کلمة في تعلیلکم و جوب تاني العرب بالخوف من اوربة و هي اننا اذا قلنا یجب استعجال العرب خوفا من اوربة یکون اقرب الی الصواب -

من الامور القطعیة التي لم تعد تخفي علی احد ان الدولة العثمانیة غیر قادرة علی حمایة البلاد العربیة و لا غیرها من اوربة ' و انه

لا يمنع أوربة من اخذ ما تأخذ من الدولة ولا يحملها على ابقاء ما تبقي لها الا تنازع دولها الكبرى فيما بينهن و خوفهن من الشقاق و الفتن على انفسهن -

و قد علمنا من مصادر مختلفة انكليزية و فرنسية و المانية ان أوربة ترى من مصلحتها ابقاء آسية العثمانية على حالها الان - قيل انهن يمهلن الدولة في اصلاحها خمس سنين و قيل اكثر من ذلك - و قد بينت في المنار الاسباب التي تمنع أوربة من اخذ شيء من بلاد الدولة او اقتسام بلادها الاسيوية بالقوة و الاحتلال العسكري فيها -

فاذا كان هذا هو الواقع الذي نجزم به ' و كان زوال هذه الاسباب ممكن بعد زمن قريب او بعيد ' فلما ذا لا يجب ان نعجل باصلاح انفسنا قبل اتفاق الدول علينا اغتنما للفرصة قبل فواتها ؟ اعلنا نقدر على رقاية انفسنا -

اما تفصيل هذا الاصلاح و كيف يرجي ان يكون واقيا لنا فشرحه طويل ولا محل لذكره هنا ان كان يفيد ذكره او لا يضر -

و اذا ظهر لنا اخلاص حكومتنا للعرب في هذا الاتفاق الجديد فاننا نعمل معها ونكون يدا واحدة ' و نسال الله تمام التوفيق و دوامه '

(٣) انني لم اقترح في هذه الايام انشاء مؤتمر اسلامي عام ' لا لعدم وجود بلد اسلامي يمكن عقده فيه وكون اولي الاقطار به الهند او مصر وكلاهما تحت سيطرة الانكليز اعدى اعداء الاسلام كما قلتم ' بل لان المسلمين انفسهم غير مستعدين له استعدادا يرجي نفعه و يؤمن ضره '

و انا ارى ان المسلمين هم اعداء انفسهم و انهم أرعقلوا و هدوا الى رشدهم لكان يمكنهم العمل في كل مكان ولكانت الهند و مصر تحت سيطرة الانكليز اولى البلاد الاسلامية الان بمؤتمرهم '

و الدليل على ذلك انهم يقولون في هذين القطرين و يفعلون مالا يستطيع اخوانهم ان يقولوا و يفعلوا في غيرهما من الاقطار فان مسلمي روسية الذين هم من ابنه مسلمي هذا العصر لم يستطيعوا ان يرسلوا اعانة للهلال الاحمر العثماني اذ منعتهم حكومتهم من ذلك منعا '

و قد تألفت هنا لجنة لعقد مؤتمر اسلامي منذ سنين قليلة و نشرت قانونها و دعوتها في اشهر الاقطار الاسلامية جهرا فلم يتعرض لها الا نكليز ولا بالسوال ولكن لم يجب دعوتها احد من المسلمين -

یہ ایک قطعی بات ہے ' اور اب یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے ' کہ دولت عثمانیہ بلاد عرب کو بلکہ اپنے دوسرے مقبوضات کو بھی یورپ کی دست برد سے محفوظ رکھنے پر قادر نہیں ہے - یورپ کو دولت عثمانیہ کے علاقوں پر قبضہ کرنے ' اور موجودہ حالت کو منقلب کردینے سے صرف یہ خوف مانع ہے کہ اس صورت میں بڑی بڑی یورپین سلطنتیں آپس میں دست و گریباں ہو جائینگی ' یہ سلطنتیں محض باہمی منازعت و فتنہ و فساد سے ڈرتی ہیں -

انگریزی و فرانسیسی و جرمن مختلف ذرایع سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ یورپ اپنی مصلحت کے لحاظ سے مناسب سمجھتا ہے کہ دولت عثمانیہ کے ایشیائی مقبوضات کی حالت بدستور قائم رہے - کہا جاتا ہے کہ ان مقبوضات کی اصلاح کے لیے دولت عثمانیہ کو پانچ برس یا اس سے زیادہ کی مہلت دی جائیگی - المنار میں ہم ان اسباب کو بیان کرچکے ہیں جو یورپ کو دولت عثمانیہ کے علاقے غصب کرنے یا اس کے ایشیائی مقبوضات کو جنگی طاقت و فوجی قبضہ کے ذریعہ سے تقسیم کرنے سے روک رہے ہیں -

اگر یہ واقعہ قطعاً پیش آنے والا ہے ' اور اگر جلدی یا دیر میں ان وجوہ و اسباب کا زوال ممکن ہے ' تو کیوں نہ ہم وقت صالح ہونے سے پہلے فرصت کو غنیمت سمجھیں ؟ اور قبل اس کے کہ دول یورپ اتفاق کرکے ہم پر حملہ کریں ہم اپنی حالت آپ درست کرلیں ؟ شاید اس طرح ہم اپنے آپ کو بچا سکیں -

اصلاح کی تفصیل کیا ہوگی ' اور کیا امید ہے ' کہ ہم کو بچا سکیگی ؟ اس کی شرح طویل ہے ' اور خواہ اس کا تذکرہ سودمند ہو یا نہ ہو مگر یہ اس کا موقع نہیں ہے -

اگر یہ ظاہر ہوگیا کہ اس جدید اتفاق کی جو روش ہماری عثمانی حکومت نے قرار دی ہے ' وہ مخلصانہ روش ہے اور عربوں کے ساتھہ اس کو اخلاص ہے ' تو ہم اس کے ساتھہ مل کر کام کرینگے اور ہم دونوں کے ہات ایک ہو جائینگے ' خدا کرے کمال توفیق و دوام رحمت شامل حال رہے -

(۴) میں نے آجکل کے زمانے میں عالمگیر اسلامی کانفرنس قائم کرنے کی خواستگاری نہیں کی ' یہ اس سے قبل کا واقعہ ہے ' میری خاموشی اس بنا پر نہیں ہے کہ کوئی اسلامی مملکت انعقاد کانفرنس کے لیے موزوں نہیں ہے ' یا بقول آپ کے " اس مدعا کے لیے بہترین ممالک ہندوستان و مصر ہیں " مگر یہ دونوں انگریزوں کے زیر تسلط ہیں جو اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں - یہ خاموشی اس بنا پر ہے کہ خود مسلمان ایسی کانفرنس کے لیے آمادہ نہیں ہیں ' اور نہ ان میں ایسی استعداد ہے کہ نفع کی امید اور نقصان کا خطرہ نہ ہو -

میری راے ہے کہ مسلمان اپنے دشمن آپ ہیں ' اگر ان کو عقل ہوتی اور سمجھہ سے کام لیتے تو ہر جگہ کام کرسکتے تھے ' اور گو ہندوستان و مصر انگریزوں کے ماتحت ہیں مگر ان کی کانفرنس کے لیے سب سے بہتر مقام یہی دونوں ملک ہوتے ' اس کی دلیل یہ ہے کہ ہندوستان و مصر میں مسلمان جو بات کہتے ہیں اور جو کام کرسکتے ہیں اس پر کسی دوسرے ملک کے مسلمان قادر نہیں ہیں - اسلامی دنیا میں اس وقت روس کے مسلمان سب سے زیادہ بیدار ہیں ' با این ہمہ مجلس ہلال احمر عثمانی کے لیے وہ چندہ نہ بھیج سکے -

چند سال ہوے اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کے لیے یہاں (مصر میں) ایک تمہیدی مجلس قائم ہوئی تھی اور اس نے تمام

نعم انا اقترح في هذه الايام عقد مؤتمر اسلامي عام كما عرضت في سنة المنار الاولى تقريبا ، وانما اقترحت على اهل الغيرة من مسلمي الهند وامثالهم ان يجمعوا ما يمكن جمعه من المال ويدخروه لمصلحة الاسلام نفسه واصلاح الحرمين وولايتهما ، ثم يعدوا من كل قطر تجمع فيه الاموال افرادا من الذين يثق بذمتهم اصحاب الاموال ليبحثوا في طرق انفاقها ، وذكرت الامير عمر باشا طوسون والنواب وقار الملك على سبيل المثال لشهرتهما ، وانما غرضي الحال هو جمع المال -

(٥) سالتموني عن الخدمة التي يمكن لمسلمي الهند ان يؤدوها وان افصلها لكم ، فاقول : ان الاجمال يغني هنا عن التفصيل ، وهو ان الذي يمكنهم ان يخدموا الاسلام به هو المال ، فاجمع المال اولا وانا زعيم باقناعك واقناع كل عاقل مخلص يوكل اليه صرفه بالطريق الذي يجب ان يصرف فيه -

واوصرف المال الذي جمع في هذه السنة من الهند او من مصر على الاعمال التي ارى فيها وقاية الدولة والاسلام من الخطر لكانت كافية في وضع الاساس الذي يبني عليه الاصلاح الذي يرجي به حياة الاسلام وبقاء الدولة -

(٦) ان عزمكم على انشاء صحيفة عربية تدعو الى الاتحاد الاسلامي عزم شريف ، واذا انقذتموه وكلفتموني المساعدة عليه بما هو في استطاعتي فارجو ان لا آلو جهداً في مساعدتكم ،

ولكنني اظن ان الجريدة لا تروج كثيرا بل لا ياتي من اشتراكاتها ما يكفي لنفقاتها الا اذا كان لكم في الهند مساعدة خاصة فوق العادة -

وما قلت هذا الا لاني خلقت ناصحاً فاحببت ان اقول كلمة ذكرى من الفوائد التي علمديها الاختبار -

واسأل الله تعالى ان يخيب ظني في جريدتكم من حيث نجاحها المالي بالاشتراك ، ويحقق رجائي فيها من حيث نفعها وحسن خدمتها للاسلام وامته التي خذلها اهلها وعقها اولادها في هذا الزمان ، والله المستعان -

(محمد رشيد رضا)

مشہور اسلامي ممالک میں اپنے قواعد و ضوابط اور دعوت نامه علانیه شائع کیا تھا - انگریز کچھه متعرض نہوے - حتی که پوچھا تک نہیں ، مگر خود کسي مسلمان نے اُس کي دعوت قبول نه کي -

المنار کا جب پہلا سال تھا تو میں نے تقریباً اُسي زمانے میں عام اسلامي کانفرنس منعقد کرنے کے لیے توجه دلائی تھي ، مگر آجکل تو میں خاموش ہوں ، البته هندوستان جیسے ممالک کے پرجوش مسلمانوں سے میري یه درخواست ہے که خود اسلام کے فوائد و مصالح اور حرمین کي صیانت و حفاظت کے لیے جہاں تک هوسکے سرمایه فراهم کریں ، اور جن جن ممالک میں ان اغراض کے لیے سرمایه فراهم هو رها هو وهاں سے ایسے لوگ منتخب کریں جن کي ذمه داري و مسئولیت و تدین پر اهل سرمایه وثوق و اطمینان هو - یه لوگ غور کریں که کن کاموں میں یه سرمایه لگانا چاهیے - مثال کے طور پر میں نے اس باب میں شاهزاده عمر توسون پاشا اور نواب وقار الملک کا نام لیا ہے ، جن کو وسیع شہرت حاصل ہے - فرعیات سے مجھے بحث نہیں ، میري اصل غرض یه ہے که سرمایه جمع هو -

(۵) آپ نے مجھه سے دریافت کیا ہے که مسلمانان هندوستان اسلام کی کیا خدمت کرسکتے هیں ؟ کس طرح کرسکتے هیں ؟ اور اس کي تفصیل کیا ہے ؟ میں عرض کرتا هوں که اجمال کافي ہے ، ابھي تفصیل کي ضرورت نہیں ، مسلمان اس وقت اسلام کي جو خدمت کرسکتے هیں وہ یه ہے که سرمایه جمع کریں - پہلے آپ سرمایه جمع کیجیے ، میں اس بات کي ضمانت اپنے ذمے لیتا هوں که آپ کو اور هر مخلص مسلمان کو ، جس کے هات میں خرچ هوگا ، اطمینان دلا دونگا که سرمایه لگانے کا بہترین طریقه کیا ہے اور کون سے کام میں صرف کرنا لازم ہے -

ترکوں کي اعانت میں اس سال هندوستان و مصر سے جس قدر روپیه فراهم هوا ہے ، اگر وہ ان کاموں میں صرف هوا هوتا جو میري راے میں اسلام اور دولة عثمانیه کو خطرے سے بچا سکتے تھے ، تو داغ بیل ڈالنے کے لیے ، بس پر اصلاح کي بنیاد قائم هوتي اور اسلام کي زندگي اور سلطنت کے بقا کي اس سے امید تھي ، یه روپیه کافي تھا -

(۶) مسلمانان عالم کو عالم اسلامي اتحاد کي دعوت دینے کے لیے آپ ایک عربي اخبار شائع کرنا چاهتے هیں ، یه نہایت شریفانه مقصد ہے ، اگر آپ نے یه کام کیا اور حتی المقدور مجھه سے اعانت چاهی تو امید ہے که میں آپ کی امداد میں کسي قسم کي کوشش سے باز نه رهونگا ، لیکن میرا گمان ہے که اخبار کي اشاعت زیادہ نه هوگی ، حتی که سالانه قیمت اُس کے مصارف کے لیے بھي پوري نه اُتریگی ، البته اگر هندوستان میں کوئي خاص اور غیر معمولي اعانت آپ کو حاصل هو تو یه دوسري بات ہے -

میں نے یه بات محض اس لیے کہي که نصیحت و خیرخواهي میري سرشت میں ہے ، اور میں فطرةً ناصح پیدا هوا هوں ، تجربه و امتحان سے جو فوائد مجھے حاصل هوئے هیں آپ سے بھي میں نے اُن کا تذکرہ کردیا -

خدا سے میري دعا ہے که آپ کے اخبار کے باب میں میرا گمان غلط نکلے ، مالی حیثیت سے کامیاب هو ، قیمت خریداري سے خاطرخواہ فائده هوا کرے - سودمند و نافع و مفید هونے اور اسلام جیسے مسلمانوں نے اس زمانے میں چھوڑ رکھا ہے اور خود فرزندان اسلام اُس کے حق میں ناخلف بن گئے هیں ، اُس کي بہترین خدمت کرنے کي حیثیت سے مجھے اس اخبار سے جو توقع ہے خدا کرے اُس میں کامیابي هو ، والله المستعان - [محمد رشید رضا]

دقیق و حقایق

قید یات صوم

یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (بقرہ)

آیت عنوان اوس موقع کي آیت ہے جہاں خداے پاک نے صیام کا حکم دیا ہے -

یرید الله بکم الیسر ولا یرید	خدا تمہارے ساتھہ آساني چاہتا ہے
بکم العسر (بقرہ)	سختی نہیں -

لوگ پوچھینگے کہ صیام جیسے سخت اور مشکل العمل حکم میں خدا نے کیا آسانیاں ملحوظ رکھی ہیں ؟ جواب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ دوسرے مذاہب میں روزے کے کیا احکام ہیں ؟

انسان جسم اور روح سے مرکب ہے ' اس بنا پر اوسکی عبادت بھی جسم و روح سے مرکب ہونی چاہیے ' لیکن چونکہ اصل مقصود طہارت روح ہے نہ تکلیف جسم ' اسلیے تکالیف جسم کو اسقدر شدید اور نا قابل عمل نہیں بنا دینا چاہیے کہ وہ اصل مقصود قرار پاجاے -

اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ بھي ہے ' کہ دوسرے مذاہب نے تکلیف و تعذیب جسماني کو بھي ایک قسم کي عبادت بتایا ہے ' اس تبدیل کا اثر یہ ہے کہ ہندو جوگیوں نے ریاضات شاقہ کي اور عجیب و غریب ورزش جسمانی کي بنیاد ڈالي ' جس میں سالہا سال تک کھڑے رہنا ' شدید دھوپ میں قیام کرنا ' گرمی کے دنوں میں آگ کے شعلوں کے دائرہ میں بیٹھنا ' جاڑوں میں برہنہ تن رہنا ' دس دس برس تک ایک ہاتھہ کو ہوا میں بلند رکھنا ' سالہا سال تک ایک نشست پر قائم رہنا ' ایک ایک چلہ تک ترک اکل و شرب کرنا ' تقرب الی الله کے حقیقي راستے تھے -

یہیں جینیوں کا فرقہ پیدا ہوا ہے ' جو ناک ' کان ' اور منہہ کو بھي بند رکھتا ہے کہ کسي کیڑے کو اذیت نہو ' یہیں بودھہ کا فرقہ پیدا ہوا ' جسکے بھکشو جنگل اور پہاڑوں میں رہتے تھے ' اور گھاس اور پتوں پر اور بھیک کے ٹکڑوں پر گذر کرتے تھے - ہندو جوگي ' چلے کھینچتے تھے جن میں کھانا پینا بالکل چھوڑ دیتے تھے کبھي کبھي ایک دو لقمہ کھا لیتے تھے -

نصراني راہبوں نے رہبانیت کي بنیاد ڈالي ' جسکے روسے شرعي بیاہ اون پر حرام ہوا ' ترک آسایش ولذائذ جسماني اون کي مرغوب عبادت تھي - قربانگاہ ' صلیب اور کنواري کے بت کے سامنے گھٹنوں کے بل ' گھنٹوں تک جھکے رہنا ' ہاتھہ جوڑے کھڑے رہنا ' ایک پاؤں پر کھڑا ہونا ' خاص خاص قسم کي تکلیف دہ ریاضتوں میں مشغول رہنا ' کئي کئي روز کھانا پینا چھوڑ دینا زہد و تقوی کي انتہا تھي -

یہودیوں کے ہاں قرباني اسقدر طویل و کثیر رسوم پر مشتمل تھي جسکے صرف شرائط و ضروریات کا بیان تورات کے چار پانچ صفحوں میں مذکور ہے - افطار کے بعد ایک وقت صرف روزے میں کھاسکتے تھے ' اسکے بعد سے دوسرے روز کے وقت افطار تک کچھہ نہیں کھاتے تھے - بغیر کھاے ہوے اگر بد قسمتي سے نیند آگئی ' تو پھر کھانا مطلق حرام تھا ' ایام صیام میں بیویوں سے نہیں مل سکتے تھے -

لیکن اسلام اس تعذیب جسمانی اور ان ریاضتہاے شاقہ کو خلاف منشاے دین سمجھتا ہے ' اسکے نزدیک یہ چیزیں انسانیت کي ضعیف گردن کے لیے بار گراں ہیں جنکو وہ نہیں اٹھا سکتیں خدا نے بندوں کو یہ دعا تعلیم دي ہے -

ربنا ولا تحمل علینا اصراً	پروردگارا ! ہم کو وہ بوجھہ نہ دے جو
کما حملته علی الذین	ہم سے پہلے لوگوں کو دیا ' پروردگارا !
من قبلنا ' ربنا ولا تحملنا	جس کے اٹھانے کي طاقت نہیں '
مالا طاقة لنا به (بقرہ)	وہ بارگراں ہماري گردن پر نہ رکھہ '

چنانچہ خدا نے یہ دعا قبول کي اور ایک پیغمبر بھیجا جس کي شان یہ تھي کہ :

یامرهم بالمعروف وینهاهم	وہ نیکیوں کا یہود و نصاری کو حکم کرتا
عن المنکر و یحل لهم	ہے ' برائیوں سے اون کو روکتا ہے '
الطیبات و یحرم علیهم	پاک چیزیں اون کے لیے حلال کرتا ہے '
الخبائث و یضع عنهم	اشیاے خبیثہ کو اون پر حرام کرتا ہے -
اصرهم ' والاغلال التي	اور اون کي گردن سے اوس طوق و
کانت علیهم (اعراف)	زنجیر کو جو شدید احکام کي اونکے گلے

میں پڑي ہوي تھي علحدہ کرتا ہے -

اور اوسنے وعدہ کیا :

لا یکلف الله نفساً	خدا کسي کو اوس کي طاقت سے زیادہ
الا وسعها (بقرہ)	کسي امر کا مکلف نہیں کرتا -

اور پھر فرمایا :

یرید الله بکم الیسر ولا	خدا تمہارے ساتھہ آساني چاہتا ہے
یرید بکم العسر (بقرہ)	سختي نہیں -

اسلام نے سب سے پہلے اوقات صوم کي تحدید کي ' بعض لوگ شدت اتقا سے عمر بھر روزے رکھتے تھے ' اسلام نے اسکو بالکل روکدیا ' آنحضرت نے فرمایا ہے :

لا صام من صام الابد	جسنے ہمیشہ روزہ رکھا اوسنے کبھي روزہ
(ابن ماجه)	نہیں رکھا -

اسلام کے سوا اور ادیان میں شب و روز کا روزہ ہوتا تھا ' اسلام نے روزے کي مدت صرف صبح سے شام تک قرار دي -

حتی یتبین لکم الخیط الابیض من	اس وقت سے جب رات کا
الخیط الاسود من الفجر (بقرہ)	تاریک خط ' صبح کے سپید
ثم اتموا الصیام الی اللیل	خط سے ممتاز ہو جائے ابتداء
(بقرہ)	شب تک روزے کو پورا کرو '

آنحضرت نے صاف فرمایا ہے :

انما یفعل ذلك النصاري یعنی	شب و روز کو ملا کر نصاری روزہ
الوصال و لکن صوموا کما امرکم	رکھتے ہیں ' تم اوسطرح روزہ رکھو
الله " ثم اتموا الصیام الی	جسطرح خدا نے فرمایا ہے کہ
اللیل فان کان اللیل فافطروا	روزہ رات کے ہونے تک پورا
(الطبراني)	کرو ' اور جب رات شروع
	ہو جاے تو افطار کرلو -

رات کو سو جانے کے بعد پھر کھانا حرام تھا ' اسلام نے اسکو منسوخ کیا :

روی البخاري کان اصحاب	بخاري کي روایت ہے کہ صحابہ
محمد صلی الله علیه و سلم	ابتداے اسلام میں جب روزہ رکھتے
اذا کان الرجل منهم صائما	اور افطار کا وقت آجاتا اور وہ افطار
فحضر الافطار فنام قبل ان	کرنے سے پہلے سوجاتے تو پھر رات بھر
یفطر لم یاکل لیلته ولا یومه	اور دن بھر دوسرے دن کي شام
حتي یمسي و ان قیس	تک کچھہ نہ کھاتے اسي اثنا میں

بن صرمة الانصاري كان صائما فلما حضر الافطار اتى امرأته فقال لها اعندك طعام قالت لا ولكن انطلق فاطلب لك وكان يرمه يعمل فغلبته عينه فجاءته امرءته فلما رأته قالت خيبة لك فلما انتصف النهار غشي عليه فذكر ذالك للنبي صلعم ... فنزلت وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر (البقرة)

قیس بن صرمہ انصاري نام ایک صحابي روزوں سے تھے' افطار کا وقت آیا تو وہ اپني بیوي کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھہ کھانے کو ہے' انہوں نے کہا ہے تو نہیں لیکن میں چلکر ڈھونڈھتي ہوں - قیس دن بھر کام کرکے تھکے تھے سوگئے ' بیوي آئیں تو افسوس کرکے رہ گئیں ' جب دوپہر ہوئي تو قیس کو غش آگیا- یہ واقعہ آنحضرت سے بیان کیا گیا اوس وقت یہ آیت نازل ہوئي " اوس وقت تک کھاؤ پیو جب تک رات کا تاریک خط صبح کے سپید خط سے ممتاز نہو جاے '

ایام جاهلیت میں دستور تھا کہ ایام صیام کی پوري مدت میں مقاربت سے محترز رہتے تھے ' لیکن چونکہ یہ ممانعت خلاف حکم فطري تھی اس لیے اکثر لوگ اس میں خیانت کے مرتکب ہوتے تھے - اسلام نے اس حکم کو صرف وقت صوم تک محدود رکھا ' جو صبح سے شام تک کا زمانہ ہے -

احل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم ' هن لباس لكم و انتم لباس لهن ' علم الله انكم كنتم تختانون انفسكم ' فتاب عليكم وعفا عنكم ' فالان باشروهن ' و ابتغوا ما كتب الله لكم ' (بقرة)

تمہارے لیے روزہ کي شب میں اپني بیویوں سے مقاربت حلال کی گئي ' تمہارا اونکا ہمیشہ کا ساتھہ ہے ' خدا جانتا ہے کہ تم اسمیں خیانت کرتے تھے پس اوسنے تمکو معاف کیا اب اون سے ملو جاو اور خدانے تمہاري قسمت میں جو لکھا ہے اوس کو ڈھونڈھو '

بخاري نے اس آیت کي تفسیر میں لکھا ہے :

عن البراء بن عازب لما نزل صوم رمضان كانوا لا يقربون النساء رمضان كله ' وكان رجال يخونون انفسهم فانزل الله : علم الله انكم كنتم تختانون انفسكم فتاب عليكم وعفا عنكم

براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب صوم رمضان کا حکم نازل ہوا تو لوگ رمضان بھر بیویوں کے پاس نہیں جاتے تھے ' بعض لوگ اس میں خیانت کرتے تھے ' تو خدا نے فرمایا : خدا جانتا ہے کہ تم خیانت کرتے تھے پس تمکو اوسنے معاف کیا -

روزہ داروں میں بوڑھے ' کمزور ' معذور ' بیمار ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے ' اسلام سے پہلے اور مذہب میں ہم اس قسم کے معذور اصحاب کے لیے کوئي استثنا نہیں پاتے ' اسلام نے ان تمام اشخاص کو مختلف طریق سے مستثنی کردیا -

فمن كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر ' و على الذين يطيقونه فدية طعام مسكين (البقرة)

جو بیمار ہو یا مسافر ہو وہ ان کے علاوہ اور دنوں میں قضا روزے رکھہ لے ' اور جو بمشکل روزے رکھہ سکتے ہیں وہ ہر روزہ کے بدلے ایک دن کا کھانا ایک مسکین کو دیدیں -

لیکن اس ممانعت میں اوسنے اسقدر غلو نہیں کیا کہ اگر با ایں ہمہ حالات ضعف و عذر طالبان رضوان الہي روزے کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو نہ کرسکیں ' بلکہ اسکو اونکي مرضي پر موقوف رکھا -

فمن تطوع خيرا فهو خير له ' وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون (بقرة)

جو اپنے دل سے کوئي نیک بات کرے تو بہتر ہے اور روزہ رکھنا بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو-

حالت سفر میں آنحضرت نے روزے بھي رکھے ہیں اور افطار بھي کیا ہے ' حسب اختلاف حالات ' لیکن اگر کوئي شخص باوجود ضعف و عدم تحمل شدائد صوم ' سفر میں روزے رکھے ' تو اسلام میں یہ ثواب کا کام نہیں شمار ہوگا -

عن جابر بن عبد الله قال كان رسول الله صلعم ' في سفر فرى زحاماً و رجلاً قد ظلل عليه فقال ما هذا فقالوا صائم فقال ليس من البر الصوم في السفر (بخاري)

جابر بن عبد اللہ سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک سفر میں تھے تو ایک بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک آدمي کو سایہ کیے لوگ کھڑے ہیں' پوچھا کیا ہے ؟ لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے' آپ نے فرمایا سفر میں اسطرح روزہ رکھنا کوئي نیکي نہیں ہے-

عورتوں کے لیے مخصوص فطري عذرات کا لحاظ ضروري تھا' اسلیے ایام عادیہ ' ایام حمل ' اور ایام رضاعت میں اون کے روزے معاف ہیں کہ وہ ضعف و ناتوانی کے ایام ہیں ' انکے بجاے انکي قضا وہ اور دنوں میں کرسکتي ہیں -

قال النبى صلعم اليس اذا حاضت لم تصل ولم تصم (البخاري)

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کیا عورت ان ایام میں نماز اور روزہ نہیں چھوڑدیتي ؟

عن ابن عباس و على الذين يطيقونه فدية طعام مسكين قال كانت رخصة للشيخ الكبير و المرأة الكبرة و هما يطيقان الصوم ان يفطرا ويطعما مكان كل يوم مسكينا و الحبلي والمرضع اذا خافتا (ابوداؤد)

ابن عباس سے مروي ہے ... کہ حاملہ اور دودہ پلانے والي اگر اپنے نفس ، کے ارسکو خوف ہو یا بچہ کا خوف ہو تو روزے نرکھے اور فدیہ دے حضرت انس سے مروي ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حاملہ اور مرضع (دودہ پلانے والي) کے روزے معاف کیے گئے ہیں -

عن انس' قال النبى صلعم ان الله وضع عن الحامل والمرضع الصوم (ترمذي)

بھول چوک اور خطا و نسیان اسلام میں مغفور ہیں ' کہ خدا نے ہمیں بتایا ہے کہ کہو:

ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا (البقرة)

پروردگارا ! ہمارے نسیان و خطا پر ہم سے مواخذہ نکر'

اس لیے اگر حالت صوم میں کوئي بھول کر کچھہ کھالے یا پیے لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا -

عن ابي هريرة قال جاء رجل الى النبى صلعم فقال : يا رسول الله انى اكلت و شربت ناسياً و انا صائم فقال اطعمك الله وسقاك ' (ابو داؤد)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے بھول کر روزے کي حالت میں کھا لیا- آپ نے فرمایا کچھہ حرج نہیں تمہیں خدا نے کھلایا اور پلا یا '

شئون عثمانیہ

عن ابی هریرة قال النبی صلعم : من اکل او شرب خاسیاً فلا یفطر فانما هو رزق الله (ترمذي)

ابو هریرہ سے مروي هے کہ آنحضرت نے فرمایا هے : جو بھول کر کھا لے یا پی لے تو اوسکا روزہ نہیں توٹیگا ' وہ خدا کي روزي هے '

اسي طرح وہ افعال جو گو منافي صوم هیں لیکن انسان سے قصداً سرزد نہیں هوئے بلکہ وہ اسمیں مجبور هے - مثلاً محتلم هو جانا ' بلا قصد قے هو جاني ' ان چیزوں سے بھي نقض صوم نہیں هوتا -

عن ابی سعید ثلاث لا یفطرن الصائم : الحجامة و القيء و الاحتلام (ترمزي)

حضرت ابو سعید سے مروي هے کہ تین چیزوں سے روزہ نہیں توٹتا پچھنا یا سیڈگي کھنچوانے سے ' قے هونے سے اور محتلمیت سے -

من ذرعه القيء في شهر رمضان فلا یفطر و من تقیا عامدا فقد افطر (ابو داؤد)

جسکو خود بخود روزہ میں قے هو جائے تو روزہ نہیں توٹیگا ' البتہ جو قصداً قے کریگا اوسکا روزہ توٹ جائیگا -

عن رجل من اصحاب النبی صلعم ' قال قال رسول الله صلعم ' لا یفطر من قاء ولا من احتلم ولا من احتجم (ابو داؤد)

ایک صحابي سے روایت هے انحضرت نے فرمایا ' قے ' محتلمیت اور پچھنے سے روزہ نہیں جاتا -

من ذرعه القيء وهو صائم فلیس علیه قضاء و من استقاء فلیقض (رواہ ابو داؤد والترمذی و ابن ماجة و الحاکم)

جسکو خود بخود روزہ میں قے هو اوسپر اوسکي قضا نہیں هے (یعنی روزہ صحیح هوگا) اور جو قصداً قے کرے اوس پر قضا هے -

بعض لوگ اس حدیث کي بنا پر کہ " ایک بار آپ کو استفراغ هوا تو آپ نے روزہ توڑ دیا " یہ نتیجہ نکالتے هیں هے کہ استفراغ و قے ناقض صوم هے ' حالانکہ واقعہ یہ هے کہ آپ نے نفل روزہ رکھا تھا ' اتفاقي استفراغ سے بنظر ضعف آپ نے روزہ توڑ دیا ' امام ترمذي لکھتے هیں :

وروی عن ابي الدرداء و ثوبان و فضالة ان النبي صلعم قاء فافطر فما معني هذا الحدیث ان النبي صلعم کان صائما متطوعاً فضعف فافطر لذ لک ' هکذا روی في بعض الحدیث مفسراً (جامع ترمذي)

ابو درداء ' ثوبان اور فضالہ سے روایت هے کہ " آپ نے قے کي پھر افطار کیا " اس حدیث کا مطلب یہ هے کہ آپ نفل روزہ سے تھے اس میں آپ کو قے هوئي اور آپ کو ضعف محسوس هوا تو روزہ توڑ دیا ' اسي تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ بعض روایتوں میں مذکور هے -

جزائر بحر ایجین

گذشتہ زمانے میں بحیرہ ایجین کے جزائر یورپ کي تاریخ اور دنیا کے خیالات کے ڈھالنے میں ایک ایسے دور کی تمثیل کرچکے هیں جو اس سے بہت زیادہ تھا جسکي امید انکي وسعت آبادي سے کیجا سکتي هے -

یہ جزائر پھر ایک بار آج مغربی ڈپلومیسي کي توجہ کو مشغول اور چند یورپین وزارتوں میں غیر قلیل دلسوزي پیدا کر رهے هیں -

مسئلہ شرقیہ کے حل میں جن سب سے زیادہ دلچسپ مسائل کا مقابلہ کرنا پڑتا هے انمیں سے ایک وہ مسئلہ هے جسکا اثر ان جزائر کي آیندہ حالت اور ملکیت پر پڑتا هے اسلیے غالباً انکي جغرافي ' تاریخي ' تجارتي ' اور سیاسی حالت پر چند نوٹ قارئین کے لیے معقول دلچسپي کا باعث هونگے -

بحیثیت مجموعی جزائر کی تقسیم اور تقسیم در تقسیم کئی مختلف (گروپ) میں کي جاسکتي هے - موجودہ مقاصد کے لیے هم اپني راے سے ان جزائر کو خارج کیے دیتے هیں جو یونان سے بہت هي قریب واقع هیں اور اپني تمام توجہ ان دوسرے جزائر پر جمع کرتے هیں جن پر سنہ ۱۹۱۲ع کے آغاز میں یوناني جھنڈے کے علاوہ کوئي اور جھنڈا لہرا رها تھا -

قد کے اعتبار سے سرسري طور پر یہ تین درجوں میں تقسیم کیے جا سکتے هیں - پہلے در جزیرے یعنے کریت اور قبرص (سائپرس) آتے هیں انمیں سے مرخر الذکر اگرچہ ٹھیک ایجین میں نہیں مگر تاهم مناسب طور پر اس حیثیت سے اس پر بحث کیجا سکتي هے - اسکے بعد متوسط القد اور ساحل ایشیاء کوچک سے دور کے جزائر - رودس ' سامرس ' سکیر ' متلین ' رتھیسا ' آتے هیں - آخر میں وہ بہت سے چھوٹے جزیرے رکھتے هیں جو رودس اور کریت کے تقریباً بیچ میں نقطوںکي طرح واقع هیں - یہ جزیرے یہاں سے شمال کي طرف مڑتے هیں انکے پتھریلے ساحل بڑے جزیروں میں بلد هیں - پھر ٹھیک مقدونیہ کے جنوبي ساحل کي طرف مڑتے هیں اور ساحل ایشیاء کوچک کے پیچھے پیچھے کم و بیش دور تک چلے جاتے هیں - بے ترتیبي کے ساتھہ ان جزیروں میں ایتھیوایا ' سمي ' کرس ' پیٹس ' نیکیرا ' اسکے بعد شمال کي طرف پیسرا ٹینڈرش ' ایمبروس ' سیمو تھریس کا حوالہ دیا جاسکتا هے -

کارفو کا منظر اپنے جنگلوں سے بھرے اور لب آب تک پھیلے هوے سرسبز ڈھالو حصوں سے ایک سیاح کو جسقدر لطف دیسکتا هے شاید هي سرسبز (ایونین) جزائر میں سے کوئي دوسرا جزیرہ اس سے زیادہ لطف دیسکتا هو - یہ جزائر جو گرمیوں میں لیوانٹ کے صاف و شفاف فضا میں آفتاب کي ضیا رازي کے وقت دریاے نیلم میں چمکتے هوے جواهرات معلوم هوتے هیں - یہ اپنے بیشتر حصے کے طبیعي کریکٹر میں کوئي گہرا راز نہیں رکھتے ' جبکہ تمام جزیرے پتھریلے اور ناهموار

نظر آتے ہیں - الہی میں ابھی کبھی سبزہ زار وادیوں کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے -

یہ ہے جزائر کا اصلی کریکٹر مع چند مستثنیات یعنی ساحل جو زرخیز میں گھرے ہوے ہیں اور چٹانیں انکی حد بندی کرتی ہیں مع حصہ داخلی جو اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ مشکل سے کم چیٹل اور خشک مگر جا بجا بکثرت حیرت انگیز سرسبز اور دلفریب وادیاں جنمیں قیمتی سے قیمتی میوے - نارنگی ' انار ' انگور ' انجیر ' لیموں ' مصر فائقہ مرتبات کے ساتھہ پیدا ہوتے ہیں جب کہ ایک طرف بعض جزائر کی یہ حالت ہے دوسری طرف زیتون کے کنج ہموار اور ڈھالو دونوں طرح کی زمین کے بیشتر حصے کو چھپائے ہوے ہیں -

قبرص جو کہ ان تمام جزائر میں سب سے بڑا ہے اس تنگ راس (Promontry) کے علاوہ جو شمال و مشرق کی طرف نکلتا ہوا چلا گیا ہے عرض میں ۵۰ - میل اور طول میں ۱۰۰ میل ہے - گذشتہ زمانہ میں اسمیں گھنے جنگل تھے - اسکے صنوبر کی لکڑی لبنان کے مشہور صنوبر کی لکڑی سے بھی بڑھی ہوئی تھی -

اسکی درامت کے اصلی سر چشمے اسکے کانوں میں ہیں - زرس سائپریم (Aes Cyprium) کہ عہد قبل تاریخ سے لیکے رومیوں کے زمانہ تک معلوم تھا دنیا کا بہترین تانبا تھا جسکا علم اکلوں کو تھا - درحقیقت کپرم مذکورہ بالا لفظ کی معرف شکل ہی سے ہمارا انگریزی لفظ کوپر نکلا ہے -

اس جزیرے کا موجودہ نام سائپرس (قبرص) اس چھوٹے درخت (Sypress) کے نام سے مستعار جس سے تمام جزیرہ پٹا پڑا تھا - یونانیوں نے رکھا - یہ پودہ لیوانٹ کی حنا ہے جسکو مسلمان عورتیں اپنے ناخن اور بالوں کو شوخ نارنجی رنگنے کے لیے استعمال کرتی ہیں -

قبرص میں پانی کے راستے بہت نا کافی ہیں ' اور جب تک جنگل ساری کی اسکیم مستعدی کے ساتھہ شروع نہیں کیجائے اسوقت تک اسکی خشک چدانوں کے وسیع پھیلاو " جنگل زار جزیرہ " کی شہرت سے کبھی کبھی در بارہ لذت یابی کے منصوبے کی مخالفت کرتے ہیں -

زمین ضرب المثل کے طور پر زرخیز ہے - اور اناج ' شراب ' شیشم ' السی بکثرت پیدا ہوتی ہے - یہاں عمدہ موسمی قیامگاہیں بھی ہیں کیونکہ گرمیوں میں جنوبی ساحل کی گرمی عموماً ناقابل برداشت ہوتی ہے سردیوں میں پہاڑوں سے شمال کی ٹھنڈی ہوائیں ' اطالیا کی بہترین حالت کے مشابہ ہوتی ہیں -

جغرافی طور پر کریت یورپ کا ایک حصہ ہے - کیونکہ اسمیں سے گزرنے والا سلسلہ کوہ پیلو پونیسس (Peloponnesus) کی ایک تطویل ہے - اور علم الارض کی رو سے بھی یہ یونان کا ایک ٹکڑا ہے - کوہ اڈا ایک بلند چوٹی ہے جو ۷ - ہزار قدم تک پہنچتی ہے ' اور خوبصورت اسپراد اونا یا کوہ سفید مغرب کریت کی ایک شکل ہے - عہد قدیم میں کریت اپنی سرسبزی اور صحت بخشی کے لیے مشہور تھا ' اور گو ابھی یہ یونان کے تاج میں سب سے زیادہ خوشنما جواہر خیال کیا جاتا ہے مگر یہ قیاس غالب ہے کہ کریت میں بھی جنگلوں کے مٹانے سے کچھہ نقصان ہوا -

کریت کے دریا اگرچہ بہت ہیں مگر بیشتر حصہ صرف پہاڑ کی تیز دھاریں ہیں ' اور اسلیے گرمیوں میں خشک ہو جاتی ہیں -

تاہم وہاں زیتوں کے نہ ختم ہونے والے کنج ہیں ' بعالیکہ نارنگی ' لیموں ' حنا ' انار ' اور بادام بکثرت پائے جاتے ہیں -

ٹھیک جسطرح کہ خشکی شکاروں سے پٹی پڑی ہے اسیطرح کریت کو جو سمندر محیط ہے اُس میں عمدہ مچھلیوں کا انبار لگا ہوا ہے -

جنوبی طویل ساحل اپنے تمام طول میں مشکل سے کوئی محفوظ لنگر گاہ رکھتا ہے - شمالی ساحل چند عمدہ بندر گاہیں رکھتے ہیں ' خصوصاً دارالسلطنت کنیا کے قریب کی مشہور خلیج سودا - قبرص اور کریت دونوں میں اتنی آبادی ہے کہ سب کی تعداد ۳ - لاکھہ ہوتی ہے - کریت کی آبادی کسی قدر زیادہ ہے -

ایجئن کے متوسط القامت جزیروں میں سب کے جنوب میں جو سب سے زیادہ مشہور جزیرہ ہے وہ جزیرۂ روڈس ہے - اس کے حسن مناظر و آب ہوا کی قدر لیوانٹ میں بہت زیادہ کیجاتی ہے - روڈس مشرقی میڈیٹرینین کی صحت گاہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے - اگرچہ سچ یہ ہے کہ اور جزیرے بھی ایسے ہیں جو اس امتیاز کا دعوی کرسکتے ہیں -

روڈس کی وسعت قریباً ۸ - سو میل ہے اور اپنی مثلث شکل کے ساتھہ بلند کوہ ارٹیمیرا میں مرکز کی طرف مائل ہوتا ہے - یہاں جنگلوں کے کاٹنے کا سوال پیدا ہوتا ہے - گذشتہ زمانے میں ارٹیمیرا کے ڈھالو حصے صنوبر کے گھنے جنگلوں میں ملبوس تھے -

آج یہ جنگل خاص طور پر ندارد ہیں - پنڈر نے یہاں کی زرخیزی کے ترانے گائے ہیں مگر ہجرت اور گذشتہ دست درازیوں نے یہاں کی زراعت کو افسردہ کردیا ہے ' اور اب غلہ تک باہر سے لایا جاتا ہے - وجل نے اپنے ترانوں میں یہاں کی شراب کو دیوتاؤں کی دعوت کے شایاں کہا ہے ' مگر اب ایسا نہیں کیونکہ اب مرتے اور بھدے قسم کی ہوتی ہے - ہاروس نے کلیرم روڈن کے ترانے گائے ہیں - یہ تاہم نا قابل تاثیر رہا ہے ' یہ اب بھی ہمیشہ کی طرح خوشنما ہے ' کیونکہ اب تک کارامینین کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے رات کی گرمی کو معتدل بناتے ہیں - یہ جزیرہ سمرنا اور قسطنطنیہ کا نباتی باغ (vegetable garden) ہے اور زیتون کے وسیع کنجوں کے علاوہ اسمیں انجیر بھی پیدا ہوتی ہے ' جزیرہاے سیمی وکالمنس سمندر کا مرکز ہیں جہاں اسفنج کثرت سے پائے جاتے ہیں - گذشتہ زمانہ میں ساموس جسکو ابناے کمیل ایشیاے کوچک سے علحدہ کرتا ہے ' غیر معمولی زرخیزی کے لیے مشہور تھا - یہ اب تک زرخیز جزیرہ ہے ' اور ویتھی میں ایک عمدہ بندر گاہ رکھتا ہے - گو آبادی ۵ - ہزار سے زائد ہے مگر اب اپنے لیے آپ غلہ پیدا نہیں کرتا ' اور کاشت زیادہ تر انگوروں کو سنبھالے ہوے ہے - جس سے ساموس کی مشہور شراب بنتی ہے ' اسکے علاوہ ایک روز افزوں مقدار میں تمباکو بھی بوئی جاتی ہے - جزیرہ کی ساخت کوہ سنگ مرمر کی ساخت کے مشابہ اور کثیر الماء وادیوں سے متقاطع ہے -

شیاس جزیرہ بیرون خلیج سمرنا ایک دوسرے جزیرہ باغ ہے اس کی سطح ہومر کے " پتھریلی پہاڑی " کے لقب کی تصدیق کرتی ہے ' لیکن جزیرہ میں بعض زرخیز اور خوشنما مقامات ہیں - بہار میں خوشبو دار نارنگیوں کے کنج ہوا کو معطر کرتے ہیں - لیموں کے درخت بکثرت پیدا ہوتے ہیں - شیاس جزیرہ کا خاص شہر بھی بندر گاہ ہے -

ایجئن میں آخری بڑا جزیرہ متیلین ہے ' جو دنیا کے بہترین بندرگاہوں میں سے دو بندرگاہوں سے دندانہ دار بنا ہوا ہے - یہ دونوں بندرگاہ سمندر کے دو بازو ہیں جن کے دہانے تنگ ہیں ' اور آگے بڑھکے تھالی

مراسلات

کي شکل ميں اسطرح چڑے هوتے هيں که بڑے سے بڑے بيڑے کو سنبهال سکتے هيں اگرچه يه جزيره اپنے بعض حصوں ميں جنگل اور ڈهموار هے - ليکن تاهم هموار اور سرسبز زمين کا ايک بڑا حصه رکهتا هے - زيتون کے کنج پهاڑ کے ڈهالو حصوں پر بڑي حد تک چهائے هوے هيں اور اس کا تيل ايک ايسي پيدا وار هے جس کي بهت قدر کيجاتي هے - قديم صنوبر کے جنگل استقلال کے ساتهه غايب هو رهيں هے -

بقيه جزائر کي حالت تفصيل کے ساتهه بيان نهيں کيجا سکتي - يه کهنا کافي هے که اسميں سے اکثر پهاڑي هيں ' اور سرسبز وادیوں والے اور ايک ايسي آبادي کے متکفل هيں جس کا طبعي ميلان ماهي گيري ' تجارت ' بحري سفر کي طرف هے اور قريباً تمام صورتوں ميں اپنے چاروں طرف مچهلی کی عمده شکارگاهيں رکهتے هيں -

واقعات عمان

مقتبس از نيرايسٹ ' ۱۱ - جولائي سنه ۱۹۱۳ ع

معلوم هوتا هے که ترکي حکومت سے عدم تشفي جو عرب اور لمني ' کرد ' اور شاهنشاهي عثماني کے ديگر عناصر نے ظاهر کي هے ايک مرض متعدي هے کيونکه عمان کے عربوں نے بهي اپنے بادشاه اور امام سيد فيصل بن ترکي کے خلاف علم بغاوت بلند کيا هے -

عمان کے عرب زياده تر خارجيت کی اُس شاخ کے پيرو هيں جو " اباضيه " کے نام سے مشهور مسلمانوں کا ايک فرقه هے ' اور جس کي بنياد دوسري صدي هجري ميں عبد الله بن اباضه نے ڈالي تهي - اس فرقه کا ايک يه بهي عقيده هے که جو امام شريعيت اسلاميه کے مطابق حکومت نهيں کرتا وه کافر هے - يه فرقه دو جماعتوں ميں منقسم هے ' ايک منوانيه دوسرا غفيريه اور يه دونو هميشه برسر پيکار رهتے هيں -

سنه ۱۸۸۸ ع سے سيد فيصل تخت نشين هے ' عرب اس سے ناراض هيں - تقريباً ۱۶ - برس هوے شيخ صالح کي زير سرکردگي ضاع شکره کي منوانی جماعت کی طرف سے اس کي جان و تخت دونوں پر حمله کي کوشش کي گئي تهي ' اسوقت سلطان ايک کشتي ميں بهاگ کے قلعه جليله چلا گيا ' جهاں وه کئي سال تک رها - ليکن اسکا دارالسلطنت اور محل حمله آوروں نے لوٹ ليے - اسوقت سے حکومت برطانيه حکومت هندوستان کي وساطت سے سلطان کے اقتدار کو سنبهالے هوے هے ' اور سلطان کو حکومت هندوستان سے ايک ماهوار وظيفه ملتا هے -

ايک خط سے جو مجهے ميرے دوست محمد بن سعيد بن سابق وزير سلطان نے بهيجا هے اس بغاوت کي کسيقدر تفصيل معلوم هوتي هے -

يه معلوم هوتا هے که ۱۹ - مئي کو منوانيه اور غفيريه ميں مفاهمت هوئي - دونوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کا اعلان کيا که آپس سے نه وه انکا سلطان اور نه امام ' خروصي قبيلے کے ايک

دعوت الهلال

(از جناب مظهر الحق صاحب نعماني - ضلع بارہ بنکي)

آپ کے مساعي جميله کا شکريه صرف کسي فرد بشر کي ذلي ادا هونا غير ممکن هے - حق يه هے که اس تيره رفتار زمانه ميں آپ وه کام انجام دے رهے هيں جو کسي زمانه ميں مخلصين اُمت نے انجام دیے تهے - آزاد بياني اور حق گوئي ميں سب سے اول اور اپني آپ نظير ' اگر کوئي رساله هندوستان ميں نظر آيا تو آپکي ترجمان کا سرچشمه اور الهـــلال کا مبارک وجود هے :

الفـاظ اُو مهـذب و روشن تر از قمـر
معني از چـو زهـرهٔ تابـان گهـه سحر
هر لفظ و هر معاني کاندر فصول اوست
نيکو تر از جواني و شيـرين تر از شکر
صافي ز هزل و بدعت و پاکيزه از هوا
شايسته همچو دانش و بايسته چون مطر
از خواندنش نه گيرد خواننده را ملال
گردد بصيـر هر که گمـاره برو بصـر
هر قصـه را ز آيت قـراں يکے دليـل
هـر فصـل را ز قـول پيمبـر يکے خبـر

[بقيه پچهلے کالم کا]

عرب سليم بن رشيد نامي کو ' که شروع ميں دونو جماعتوں کے مقاري کي طرف سے مسند نشين کيے گئے تهے ' امام منتخب کيا موخر الذکر رسم منزوا ميں ادا هوئي ' جو ايک داخلي شهر هے اور جو مع اسکے قلعوں کے باغيوں نے ايک جنگ کے بعد گرفتار کيا هے جسميں سلطان کے ساتهه وفادار رهنے والے باشندے بکثرت قتل کيے گئے - جسوقت يه خط لکها جارها تها اسوقت نيا امام اور اسکے پيرو جو بکثرت هيں ساحلي حصه کے علاوه تمام ملک کو مطيع کرنے کے ليے تياريان کر رهے تهے -

ميرے اطلاع فرما لکهتے هيں که ان واقعات نے سلطان کو بهت متاثر کيا ' اس نے فوراً اپنے لڑکے سعيد يا سيد (انگريزي اسپيل کي وجه سے مشکوک رہ گيا هے) نادر کي زير قيادت اپنے سپاهي يعني پي باردي ' مارٹيني رائفلوں سے مسلح عربوں کو اس بغاوت کے دبانے کے ليے منزوا بهيجا هے - محمد بن سعيد کي راے هے يه ناممکن هے که مٹهي بهر سپاهي کاميابي کے ساتهه انقلابيوں مقابله کرسکيں جو ائمے امام کے دارالا [illegible] کے قريب کے تمام گاؤں ميں تعداد اور طاقت دونوں ميں بڑهے هيں ' اور جنکا اثر تمام عمان پر نهايت سرعت کے ساتهه پهيل رها هے -

خط يه بيان کرتے هوے ختم هوتا هے که معلوم هوتا هے که خود سلطان بے مدد اور بغاوت کے دبانے سے عاجز هے اور بغاوت دبانے اور اسکے اقتدار کو برقرار رکهنے کے خيال سے مداخلت کے ليے حکومت برطانيه سے درخواست کي طرف مائل معلوم هوتا هے -

میري غرض یہ نہیں کہ آپکي اور الهلال کي تعریف وتوصیف کروں - اول تو یہ حق ادا نہیں هو سکتا ' دوسرے یہ جانتا هوں کہ آپ جیسے منکسر المزاج اس مداحي کو نظر تحسین سے نہیں دیکھتے ' اور حقیقۃً کسي کے منہ پر اسکي تعریف کرني ایک حد تک اسکے خلاف نتیجہ پیدا کرتي ہے :

کہ رصافي خیر چنداں هنر * نباشد بہ میزان بالغ نظر

مدعا صرف اسقدر ہے کہ الهلال اور آپ کي ذات کے ساتھہ میرے تعلقات کا اندازہ ' اور یہ امر معلوم هوسکے کہ آپکي راے صائب ہوے اور الهلال کے ساتھہ (جو قریب قریب هر ذي شعور کو اپنا گرویدہ بنا چکا ہے) تعلق رکھنے والوں کے واسطے کس قدر قابلِ قبول لایق عمل ہے - اس میں شک نہونا چاهیے کہ آپکا جوش سچا جوش اور آپکي آواز ایک پر درد آواز اور شائبہ رحمي ہے ' جو خود بخود اپني طرف دلوں کو متوجہہ کیے ہے - جن لوگوں کو آپ کے مضامین سے فرق اور آن سے مستفیض هونیکا موقع نصیب هوچکا ہے وہ اپنے پہلو میں ایک امید افزا جوش وولولہ رکھتے هیں ' اور منتظر هیں کہ آپکي ذات کسي عظیم الشان قومی مطرح نظر کي مبدا' و معاد ' اور مملکت قلوب میں موجب انقلاب عظیم و تغیر (جو تبدیل موسم کے ساتھہ تعبیر کیا جا سکتا ہے) بن کر رهیگي - لوگ حیرت واستعجاب سے دیکھہ رهے تھے کہ الهلال بدل و جان همارے احیا کي تدابیر میں مصروف اور مریض قوم کے واسطے نسخہ فرید و علاج وحید کے تجویز کرنے میں مشغول ہے ' لیکن اطباے قوم کي مختلف تدابیر میں مشغول هونے پر کوئي راے زني نہیں کرتا ' یعنے خود ایک جمعیت کے خیال میں محو ہے - مگر جمعیت خدام کعبہ پر تنقیدي نظر نہیں ڈالتا - یہ ایک ایسا خدشہ تھا جو نہ صرف میرے دل میں بلکہ اکثر داوں میں پیدا هوچکا تھا - الحمد للہ کہ اس هفتہ کے الهلال دیکھنے سے یہ خدشہ جاتا رها ' اور یہ کہنے کي جرات هوئي کہ مصلحان قوم اور بہي خواهان ملت کے لیے یہ امر ضروریات سے تھا کہ بہبود قوم کے لیے جس کام کي بنیاد ڈالیں اس کے مشورہ میں ایسے نفوس کو بہي شریک کرلیا کریں جنهوں نے اپني ذات کو قوم پر نثار اور حیات کو ملت پر قربان کر رکھا ہے - خصوصاً جب کہ یہ امر متحقق هوچکا کہ همارے قوم کي فلاکت و تنزل کي اصلي علت همارے نا اتفاقیاں ' اور مرض مہلک همارا باهمي نفاق ' اور جوش مذهبی کا سکون ہے - اسپر بہي تن تنہا کوئي علاج اور صرف اپنے اور اپنے هم خیالوں کے مجتمع هوجانے سے کوئي تدبیر کرسکنے کي امید سخت غلطي اور تھرہ بختي نہیں تو اور کیا ہے - اس مرض مہلک کا علاج جس میں کہ آج هم مبتلا هیں اگر دوئي دنیا میں ہے تو صرف یہ ہے کہ پھر وهي ملت اور اخوت کي روح همارے قالب بے جان میں پھونکر مذهبي حیات اور دیني جوش پیدا کردے (جو آج سے کچھہ صدیوں پہلے همکو زندہ کیے تھا) قوم کو اگر حرمین شریفین کي عظمت کا برقرار رکھنا اور اپني حیات و بقا کا شوق ہے تو حصن توحید کا استحکام اور مذهب اسلام پر جاں نثاري ' اتفاق و اتحاد کي تلوار سے اعدا پر حملہ ' اسکے موقوف علیہ هیں - آج هم کو اتني مہلت و فرصت نہیں کہ باهمي مناقشات اور موضوعات مختلفہ پر تجربہ کرسکیں - ضرورت یہ ہے کہ وقت اور موقع کو غنیمت سمجھہ کر مصلحان قوم اور بزرگان ملت اپني جانکاہ کوششوں سے مسلمانوں کو ایک سلسلہ میں منسلک اور ان میں سے کام کے آدمیوں کو منتخب کرکے ایک آخري تدبیر میں مصروف هوجائیں - چونکہ آپ اپني ذات وبرکات کو خدمت اسلام پر وقف کر چکے هیں اس لیے ایک ادنی مسلمان کو آپ سے یہ التماس کرنیکي جرات هوئي کہ جیسي آپ نے جذب قلبی کی مثل و حرکت سے دنیاے قلوب میں ایک هلچل مچادي ہے ' اسی طرح بہ نفس نفیس ایک حرکت جسمانی سے بہی کام لیں ' اور ازاین انجمن خدام کعبہ کے دلی مقاصد اور اپنے اغراض کو مواجہت میں منطبق کرلیں - میرے خیال میں یہ امر نہایت اشد ضروري ہے ' کیونکہ قوم میں اس وقت ایک عارضي جوش و مادہ قبولیت پیدا هوگیا ہے ' جو اپنے سچے وفادارں کي رهبري سے منتج هوسکتا ہے - عجب نہیں کہ اسکے معدوم هونے پر کف افسوس ملنا پڑے - رهبران قوم سے بصد عجز التجا ہے کہ خدا پر بهروسہ کرکے کھڑے هوجائیں ' اور معبود حقیقي سے دعا ہے کہ توفیق و مدد عطا فرمائے - وما ذلک علی اللہ بعزیز

الهلال کی اشاعت عمومي

(از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یوناني خان پور ریاست بهاولپور)

کسي صاحب نے (نام یاد نہیں) بهوپال سے الهلال کي نسبت تجویز پیش کي کہ دو قسم کا رکھا جائے ' ایک اعلی جیسا کہ شائع هوتا رهتا ہے ' دوسرا ادنی معری از تصویر و عمدگي کاغذ ' تاکہ کم استطاعت لوگ بہي محروم نہ رهیں -

میں نے اس تجویز کی مخالفت کي اور تفصیل کے ساتھہ دلائل لکھے - افسوس یہ ہے کہ جناب مولوي محسن صاحب نے میري تحریر کو کمال افسوس سے پڑھا ' اور یہاں تک اون کا افسوس بڑھا کہ لب و لہجہ اور طرز بیان سے بڑے ناراضي آنے لگي ' اگر میرا مضمون ایسا هي تلخ اور دل آزار تھا تو کاش میرے دست و قلم سے نہ نکلتا -

پشیمانم و خاک اندر دهن -

واقعہ یہ ہے کہ روزانہ الهلال اور ماهوار البیان کو عالم وجود میں لانے کي کوشش تھي - اسي اثنا میں الهلال کي اشاعت عمومي کا سوال پیدا هوا - جسپر میں نے لکھا کہ روزانہ الهلال کے ارادے کو ملتوي کیا جائے کیونکہ کثرت اشغال میں یہاں تک پھانس جائینگے کہ البیان اور هفتہ وار الهلال کے آب و تاب میں فرق آجائیگا - خدا نکرے ان کے پھیکے پڑجانے میں قومي ادبار کا صدمہ پیش نظر ہے - الهلال کو موجودہ حالت پر رکھکر البیان جلدي نکالا جائے -

یاران طریقت نے البیان کي تجویز اور بحث تو چھوڑدي الهلال موجودہ کي اشاعت عمومي کا جھگڑا چھیڑ دیا -

میں بلا خوف تکذیب و تغلیط اپني ابتدائي راے پر قائم هوں اور یہی چاهتا هوں کہ دنیوي کاموں میں بحث آراے سیاسیہ کے لیے الهلال هفتہ وار ' اور دیني کاموں میں علمي - تاریخي ذکر کے واسطے البیان ماهوار رکھا جائے ' اور سر دست الهلال میں ظاهراً و باطناً کوئي تبدیلي نہ کیجائے - دلائل اور وجوہ میں نے پہلے لکھدیے هیں - مستزاد براں یہ ہے کہ مسارات کا لطف جاتا رهیگا -

جناب مولوي محسن صاحب کا خامہ عنبر بیز میري طرف مخاطب هوکر یہ بہي رقمطراز ہے کہ یہ تجویز پیش کي هوتي کہ ایک فنڈ کھولا جائے اور کم استطاعت لوگوں کو نصف قیمت پر الهلال دیا جائے ' اور خود بہي ایک اچھا خاصہ حصہ لیا هوتا -

میں خیال کرتا هوں کہ تجویز نیک نیتي سے ظاهر کي گئي ' اور ایک حد تک مستحسن بہي ہے ' مگر افسوس ہے کہ اس سے

بھي ميں اتفاق نہيں ہوسکتا - ايسي انجمن' ايسے فنڈ' ايسے چندے ميرے نزديک مدرسۃ الدائي ہيں' تعليم دربارہ گوي کے علاوہ اور کوئي کام نہيں کرسکتے - اسي کے بدولت قوم ميں کسالت بڑھتي جاتي ہے - کہيں مصائب زمانہ آئے کمر ہمت کھول کر بيٹھہ گئے اور محتاج و دست نگر ہوليے - اگر پانچ منٹ کے ليے مان ليا جاے کہ يہ تجويز برمحل ہے تو اس سے بڑھکر يہ کہ مزدوري پيشہ لوگوں کو مزدوري ديکر نماز پڑھائي جائے - بھلا جب تک کوئي خود ميدان ميں نہ آئے کون زبردستي کھينچکر لاسکتا ہے يا ديکر اپنے يہاں رکھہ سکتا ہے ؟ اگر يہي طريق عمل رہا تو بہت مشکل ہے کہ قوم اُبھرے اور ترقي کرے -

برقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شب ديجور

ميں پوچھتاہوں کہ شادي ' ماتم ' تولید اور مقدمے وغيرہ امور دنيوي و رسمي ميں تو حسب مقدور خرچ ہوسکتا ہے مگر ديني اور علمي کاموں ميں نہيں ہوسکتا - ترغيب و تحريص سے مذاق پيدا کرايا جائے ' مذاق کے پيدا ہونے پر خرچ کي سبيل خود نکل آتي ہے -

کاش جو طاقت انجمنوں کے قائم کرنے پر صرف کيجاتي ہے وہ ادارے احکام اسلام اور قلع و قمع بدعات ميں لگائي جاتي -

ہم لوگوں کو نماز با جماعت اور افطار روزہ بمسجد ' جلسہ اور کلب سے زيادہ نافع ہوسکتے ہيں اور ايک زکوۃ کا التزام ہزار فنڈ سے بہتر ہے - بدعات و اسراف کي جڑ اکھيڑ کر پھينک ڈالنا اور کلوا و اشربوا و لا تسرفوا کو پيش نظر رکھنا اور خريد الہلال کي طاقت پيدا کرلينا تجويز " الہلال کي اشاعت عمومي " سے بدرجہا بہتر ہے -

بہرحال الہلال ميں تبديلي (جس قسم سے ہو) ميرے نزديک ناموزون اور مضر ہے - البيان کا جلدي نکلنا مفيد و نافع -

فکرِ ہرکس بقدرِ ہمت اوست

الہلال

البيان کا اعلان پہلے ہوا تھا ' اب وہي رسالہ " البصائر " کے نام سے شائع ہوگا - ان شاء اللہ تعالٰی -

الہلال کي ايجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگالہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں ميں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو بارہ مرتبہ ہفتہ وار ہونے ہے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي ہيں تو اپنے شہر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

ترجمہ و اردو تفسير کبير

جسکي نصف قيمت اعانۂ مہاجرين عثمانيہ ميں شامل کي جائيگي - قيمت حصۂ اول ۲ - روپيہ - ادارۂ الہلال سے طلب کيجيے -

تاريخ حيات اُستاد

کا ايک ورق

زر اعانۂ مہاجرين

(جناب قاضي ممتاز علي صاحب خريدار الہلال)

ميرے ايک کرم فرمانے اتنہ روپے مجھکو اس شرط پر ديے ہيں کہ اگر جناب والا زر زکوۃ کو مناسب سمجھيں تو مہاجرين کو ديديں وہ اس امر کو جناب کي مرضي پر منحصر کرتے ہيں - فہرست زر اعانہ ميں چندہ الہلال مدہا کرکے بغير نام کے شائع کرديں

الہلال

بے خانمان مہاجرين شرعا زکوۃ کے مستحق ہيں' اگر آپ چاہيں تو زکوۃ کي رقم بھي بھيج سکتے ہيں -

(از جناب قمر الدين صاحب - گيا)

اعانۂ مظلومان کي ضمن ميں مبلغ ايک ہزار ۱۰۰۰ - روپيہ ترکش فنڈ گيا ميں روانہ کرديا ' باقي مبلغ ۵ - روپيہ اس فنڈ کا امداد مہاجرين کے ليے ارسال خدمت ہے ' اور ميں کوشش کرکے انشاء اللہ بہت جلد جہانتک ممکن ہوگا روانہ کرونگا مہرباني فرماکر يہ چند سطريں شائع کرکے احسانمندي موقع ديجئے -

(از جناب حبيب اللہ صاحب خريدار الہلال)

ميں ' مشرق ' مسلم گزٹ ' الہلال کا خريدار ہوں ' مگر سب سے پہلے فتح ايڈريانوپل کي خبر مسرت اثر الہلال کے ذريعہ سے معلوم ہوئي - ۲۳ - جولائي کا الہلال جس روز مژدہ مسرت لايکر پہونچا اسي دن ميں نے محفل ميلاد شريف منعقد کي - بعد ختم ذکر رسول مقبول صلي اللہ عليہ وسلم چندہ کيا گيا اصحاب ذيل نے شرکت جلسہ فرمائي بذريعہ منيي آڈر ارسال خدمت ہے :

جناب شيخ مولا بخش صاحب ايک روپيہ - جناب ديں محمد صاحب ۲ - روپيہ - ظہير الحق صاحب ايک روپيہ حبيب اللہ صاحب ايک روپيہ -

(از جناب شيخ ولي محمد عباسي صاحب مہوڑ - خريدار الہلال)

جب سے مہاجرين عثمانيہ کے مصائب و احتياج کے تار کا مضمون اور آپ کي اپيل دربارہ اعانت الہلال ميں ديکھي ہے آنسو تھمتے ميرے دل کي عجيب کيفيت ہورہي ہے -

گو ميں اس استطاعت ہوں تاہم ميں نے اسي وقت نصف تنخواہ بھيجنے کا مصمم ارادہ کرليا تھا - مگر ساتھہ ہي اسکے شب روز يہ فکر بھي دامن گير تھي کہ اس ثواب عظيم ميں اپنے دوسرے بھائيوں کو بھي شريک کرنے کي کوشش کروں - ليکن چونکہ آنوقت سے اب تک ميرا زيادہ قيام کسي ايسي جگہہ نہيں ہوا جہاں کثير آبادي مسلمانوں کي ہو' اس سبب سے کرائي بڑي رقم جمع ہو نہ سکي - صرف اس وقت سے ايسے ديہات ميں دورہ کر رہا ہوں

جہاں پر خال خال غریب مسلمان آباد ہیں ' اور جو ارکان اسلام و روایات سے بالکل ناواقف ' اور صرف نام کے مسلمان ہیں ' بلکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ آج کل دنیائے اسلام پر کیا گزر رہا ہے - غم خامرش نہ رہا گیا ' جس جگہ پہونچا وہاں کے برادران اسلام کو جمع کیا ' اور انکو حالات سے آگاہ کر کے چندے کی درخواست کی گئی ' تو خداوند کریم کا شکر ہے کہ انہوں نے الہلال کے مضامین سے متاثر ہو کر حسب حیثیت فراخ دلی سے چندہ دیکر اپنے دور افتادہ بھائیوں کی مدد میں خوشی سے شریک ہوے ' اور کیوں نہ ہوتے آخر یہ بھی تو اسی سرور کونین کے نام لینے والے ہیں جنکے دین کی حفاظت کے لیے ترک جان دیتے ہیں ' چنانچہ اسوقت تک موضع بسی اور پارسولی کے بھائیوں سے ۱۶۶ - روپیہ علاوہ خاکسار کے پندرہ روپیہ کی رقم کے وصول ہو چکے ہیں ' جو بذریعہ منی آڈر مع مفصل فہرست ارسال خدمت ہے'

(از جناب محمد راحد علی صاحب مکانوی حال مقیم ٹونک راجپوتانہ)

آپ نے جس جد و جہد اسلامی کو اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے - میرے خیال میں اہل اسلام کیا خود اسلام آپ کا ممنون ہوگا ' خدا چوں کہ منصف ہے اس لیے اسکے انصاف پر بھروسہ اور پورا یقین ہے کہ خدا اپکا دین اور دنیا میں بھلا کریگا - جب سے الہلال جاری ہوا مجھے میں تو اتنی استطاعت نہیں کہ اوسکو منگا سکوں ' مگر جس طرح ممکن ہوتا ہے ' جہاں جس کے پاس آتا ہے ' مانگ کر دیکھ لیتا ہوں - الہلال کے مضامین ہی نے مجھے مشتاق بنادیا تھا کہ آپ کی زیارت کروں ' مگر جب سے کہ اعانت مہاجرین میں تیس ہزار روپیہ کا اپنے جیب خاص سے مدد دینے کا اعلان اپنے فرمایا ہے اضطراب زیارت بڑھتا جاتا ہے - میں عرصہ سے فکر میں تھا کہ میں بھی اسمیں کچھ حصہ لوں ' مگر بے مایگی مجبور کیے ہوئے ہے - اب میں اپنے اور اپنے اہل وعیال پر تکلیف گوارہ کر کے بجاے آٹھہ روپیہ کے پانچ روپیہ بھیجتا ہوں - آپ اسکو اعانت مظلومین و مہاجرین ٹرکی کے لیے قبول فرمائیں - انشاء اللہ میں کوشش میں ہوں کہ بقیہ ۳ - روپیہ بھی کسیطرح بھیجوں - مجھے الہلال کے منگانے اور آپ جیسے بزرگ باہمت کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ' میں اسی طرح الہلال کو دیکھتا رہونگا جس طرح ابتک دیکھتا رہا -

(از جناب قاضی محمد عارف صاحب ہوشیار پور)

امداد مظلومین اترہ کے لیے جناب کی خدمت میں چھبالیس روپیہ ارسال کر چکا ہوں - انکی تفصیل یہ ہے :

پندرہ روپیہ میرے ایک عزیز نے ترک بھائیوں کی امداد کے لیے بھیجے تھے - تیرہ روپیہ بارہ آنے ایک انگریزی طلائی چوڑی کی قیمت ہے جو حاجی طالع محمد صاحب رئیس کمالیہ ضلع ہوشیار پور نے اسکول میں چندہ کے موقع پر دی تھی - باقی سترہ روپیہ چار آنہ عملہ اسلامیہ ہائی اسکول ہوشیار پور سے مختلف موقعوں میں خصوصاً وصولی تنخواہ پر جمع کیا گیا تھا -

از راہ نوازش تفصیل بالا کے ساتھہ اس رقم کی رسید سے بذریعہ الہلال اطلاع دیں - یا اس خط ہی کو شایع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں -

آپکی تحریک نسبت زراعانۂ مہاجرین پڑھکر دل بیخود ہوگیا ' مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ جیسا متاثر ہونا تھا وہ متاثر نہوئے - مفلس کے تاثر کا کیا اثر ہو سکتا ہے ' لیکن بدیں خیال کہ قطرۂ قطرہ سیلے گردد میں نے کمر ہمت باندھی ' اور پہلے اپنے گھر ہی سے ابتدا کی اسکے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوا - میری زبان میں وہ طاقت کہاں تھی کہ ایسے پرجوش مضامین بیان کرتا ' اور اگر کچھہ بیان بھی ہوتا تو آپکا سا پر درد دل کہاں سے لاتا جسکے پر مغز اور جوشیلے الفاظ دل میں گھر کر جاتے ہیں ' لہذا الہلال کا وہ مضمون جان گداز جو زراعانہ کے متعلق تھا خوب خوب پڑھکر سناتا پھرا ' لیکن کامیابی کی نمایاں صورت نہ بندھی - مجبور ہوکر محض ایک قلیل رقم جو صرف چند اشخاص کے ہمت کا نتیجہ ہے .....

..... آپکی خدمت بابرکت میں ارسال ہے ' اسکو قبول فرما کر صندوق اعانۂ مہاجرین میں داخل فرمائیے -

(از جناب سید میر حسن صاحب - ملتان چھاؤنی)

مبلغ آٹھہ روپیہ زراعانۂ مہاجرین ٹرکی بذریعہ منی آڈر ارسال خدمت ہیں - اسکے عوض میں اخبار الہلال جاری فرمائیں -

(از جناب کاظم حسین صاحب - خریدار الہلال)

حسب وعدہ دوسری قسط اعانۂ مہاجرین آج بذریعہ منی آڈر ارسال خدمت کی گئی ہے - یہ ایک صاحب کی طرف سے ہے جو اپنا نام کسی خوف کے سبب ظاہر کرنا نہیں چاہتے - افسوس ہے کہ یہاں پر اور بھی دو چار شخص ایسے تھے جو کچھہ دیسکتے تھے ' مگر خوف کے سبب مجبور ہوگئے ' حالانکہ خوف کی کوئی وجہ معقول نہیں تھی ' اور اگر خدا نخواستہ ہوتی بھی تو اب کب تک دم نہ کشیدم ہوا کریگی اب پانی سر سے اونچا گیا استخارہ باقی نہ رہی - اس رقم کے ساتھہ دس روپیہ کی قسط اول سرمایہ جماعت حزب اللہ کے واسطے بھی بھیجتی ہے - اسمیں بھی زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ' بلکہ یہ تو بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا - اللہ رحم کرے

(از جناب عبد الحکیم صاحب وکیل)

آپکا اشتہار متعلق اعانت مہاجرین بہت دلسوز ہے - مبلغ ۵۰ روپیہ بذریعہ منی آڈر کے اعانۂ مہاجرین جنگ بلقان کے لیے ارسال خدمت ہے - چونکہ میرے کلب میں الہلال آتا ہے اور میں برابر پڑھتا ہوں اور میں اپکو کسی قسم کا جبر بھی دینا نہیں چاہتا ہوں اس لیے الہلال بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے - علاوہ اسکے میرے یہاں ایک صد وقف موضع کلکٹر بکا ہے اوس سے یہ روپیے بھیج رہا ہوں - صرف آپ سے استدعا ہے کہ اِس چٹھی کو بضمیمہ الہلال میں درج فرمائیں - یہ انفراج باضابطہ وسید کا کام کریگا -

مبلغ ۱۴ - روپیہ ۱۲ - آنہ کا منی آرڈر ارسال ہے مبلغ ۴ - روپیہ ۱۲ - آنہ قیمت الہلال ششماہی میں جمع کرلیجیگا اور مبلغ ۱۰ - دس روپیہ اعانۂ مہاجرین میں درج فرمالیگا مگر فہرست اعانۂ مہاجرین میں میرا نام ہرگز نہ چھاپئیگا -

اعلان

نمایش دستکاری خواتین ہند

حسب ہدایت ہز ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ سی - آئی - جی - سی - ایس - آئی - جی - سی - آئی - اے - اعلان کیا جاتا ہے کہ نمایش دستکاری خواتین ہند بسرپرستی علیا حضرت ممدوحہ شروع ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۴ع بمقام بھوپال منعقد کیجاے گی ' لہذا امید ہے کہ تمام خواتین ہند اس نمایش میں گہری دلچسپی ظاہر کرکے ضرور اپنے اپنے ہاتھہ کی بنائی ہوئی نمایشی اشیاء وسط دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع تک آبرر بیگم صاحبہ

سکریٹري لیڈیز کلب بھوپال سنٹرل انڈیا بھیجکر مشکور فرمالینگی -
سکریٹري صاحبہ موصوفہ ہر خاتون کي درخواست پر قراءد نمایش وغیرہ بھیجدینگي -
اس نمایش کے ساتھہ ساتھہ پھول اور ترکاري وغیرہ کي بھي نمایش ہوگي فقط

دستخط - اوده نراین بسویا
چیف سکریٹري دربار - بھوپال

فہرست انعامات

متعلق

نمایش دستکاري خواتین

بمقام بھوپال

شرح خاص انعامات

تمغہ طلائي — کسي طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو کسي زنانہ اسکول کي طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ نقرہ — اسکے بعد کسي طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے وسط ہند کے کسي زنانہ اسکول کي طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ طلائي — کسي طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو بھوپال میں رہنے والي کسي ہندوستاني بي بي کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ نقرہ — اسکے بعد کسي طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو وسط ہند میں رہنے والي کسي ہندوستاني بي بي نے بنایا ہو -

شرح کام	و انعامات
۱ - لیس کا کام	ایک تمغہ طلائي - دو تمغے نقرہ - تین تمغے برونز یعنے کانسہ -
۲ - دران تہریدہ یعنے کپڑے کے دھاگے نکالکر - کام بنانا	دو تمغے نقرہ - تین تمغے برونز -
۳ - کلابتون کا کام سنہري و روپہلي	ایک تمغہ طلائي - تین تمغے برونز -
۴ - سوزن کاري (کین ورس - سائین - ریشم - مخمل - جالي - یا لینن پر)	ایضاً
۵ - کروشي کا کام (سوتي)	ایک تمغہ نقرہ - دو تمغہ برونز -
۶ - ایضاً (اوني)	۳ - تمغہ برونز -
۷ - بنائي (نٹنگ) کا کام (سوتي یا اوني)	ایضاً
۸ - ریبن یعنے فیتہ کا کام	ایک تمغہ نقرہ - دو تمغے برونز -
۹ - نقاشي (کسي چیز پر ہو)	دو تمغے نقرہ - دو تمغے برونز -
۱۰ - اون - کپڑے - روئي یا مئي کے نمونہ پھول - پھل اور پرندوں کے	دو تمغے برونز -
۱۱ - کشیدہ کا کام	ایک تمغہ طلائي - ایک تمغہ نقرہ - دو تمغے برونز -
۱۲ - پرت کا کام (بیدورک) ...	ایضاً
۱۳ - تصویروں کو کپڑے پہنانا...	ایک تمغہ نقرہ - دو تمغے برونز -
۱۴ - واٹر کلر اور آئل پینٹنگ (تصاویر آبي و روغني) ...	دو تمغے طلائي - ایک تمغہ نقرہ -
۱۵ - کریول ورک	ایک تمغہ طلائي - ایک تمغہ نقرہ - دو تمغے برونز -
۱۶ - ریکر ورک	ایضاً
۱۷ - پھول	دو تمغے نقرہ
۱۸ - ترکاري	دو تمغے نقرہ

(۵ - ۲ - ط) آبر و بھگم
سکریٹري پرنس اف ویلز لیڈیز کلب - بھوپال

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۹)

	پائي	آنہ	روپیہ
جناب شیخ فتح دین صاحب رٹرنیري انسپکٹر محکمۂ آرمي ریمونٹ - لائل پور	-	-	۷
اهلیہ جناب محمد عبد الغني صاحب پارچہ فروش ٹانڈرنجي - برهما	-	-	۲۵
جناب محمد فضل الرحمن صاحب - فارسٹ اینجینیر - اٹک	-	-	۱۶۰
چندہ مسجد اهل حدیث - بنیا پوکھر روڈ - کلکتہ ۶	-	۵	۱۰
جناب محمد سعید خانصاحب	-	-	۱۵
جناب شیخ مولا بخش صاحب - بیرنگیان مظفرنگر	-	-	۱
جناب دین محمد صاحب	-	-	۲
جناب ظہیر الحق صاحب	-	-	۱
جناب محمد عیسی صاحب	-	-	۱
جناب حبیب الله صاحب	-	-	۱
ایک بزرگ از قصور	-	-	۶۰
جناب ایس - عزیز - ایس - زاهد - ایس - سلیم صاحبان سوداگران آره	-	-	۲۰
جناب محمد اعظم صاحب جهت پٹ	-	۷	۲
جناب مقصودي صاحب	-	-	۵۴
جناب نصیر حیدر صاحب سکریٹري دي اسکالرسي کلب علیگڈه	-	-	۶
جناب مولوي ظهور الحق صاحب - اٹاوه	-	۱۱	۷
جناب احمد الله خانصاحب - سب انسپکٹر پولیس - کاکوري - لکهنؤ	-	-	۱
جناب غلام علي الدین محمد صاحب باره - پٹنه	-	-	۸
جناب مولوي افضال الحق صاحب رامپور	-	۸	۲
جناب محمد عبد العظیم صاحب - دسنه - پٹنه	-	۱۰	۲
جناب مولوي شیر احمد خان صاحب برنیگر	-	-	۸
رحمت بي بي صاحبه جهان آباد	-	-	۲
جناب حکیم خواجه عبد الشکور صاحب کانپور	-	-	۳
جناب محمد قمر الدین صاحب مرچنٹ نواده - گیا	-	-	۵
جناب نواب زاده قمرالدین حیدر صاحب قیصر اسٹریٹ - کلکته	-	۸	۲
جناب چودهري حکیم قیام الدین صاحب تحصیلدار محمد آباد	-	-	۵۷
جناب شیخ ولي اشرف صاحب علوي راے بریلي	-	-	۸
جناب عبد الرحمن صاحب	-	-	۸
جناب مدار و صاحب خیاط موضع مجادي دیواره مدید ڈائنخانه مهرا گنج - اعظم گڈه -	-	-	۵
جناب مولوي مشتاق حسین صاحب پیشکار رامپور ریاست	-	-	۸
جناب غلام صمداني خانصاحب کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور	-	-	۸
میزان	۶	۱	۵۰۲
سابق	۶	۷	۸۰۵۵
کل	-	۹	۸۵۵۷

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۸ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری — حصہ ۳

Calcutta: Wednesday, August 20, 1913.

قیمت فی پرچہ سارھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول محرر خصوصی
سید شمس الحق الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - ۲ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Maclcod street.

CALCUTTA.

, Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸ | تاریخ: چہلم شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta Wednesday, August 20, 1918.

فہرست

مالا بد منہ	۱
شذرات	
یورپ کیوں خاموش ہے	۲
سجیۃ ولا تسجیۃ	۳
نساء قوامات علی الرجال	۳
هفتهٔ جنگ	۴
مقالهٔ افتتاحیه	
وقت است که وقت بر سر آید	۵
مقالات	
میں کون ہوں	۹
مذاکرہ علمیہ	
علم هئیت کا ایک صفحہ	۱۲
باب المراسلة المذاکرہ	
حظ و کرب یا لذت و الم	۱۳
شئون داخلیه	
مشہد کانپور (رویت و روایت)	۱۶
تاریخ حسینیات اسلامیه	
زر اعانهٔ مہاجرین عثمانیه	۲۰
فہرست زر اعانهٔ مہاجرین عثمانیه [۱۰]	۲۰

تصاویر

خواتین قسطنطنیه	۳
آنریبل مسٹر مظہر الحق	صفحہ خاص

مالا بد منہ

(۱) سرمایہ مسجد کان پور کے متعلق مسلمانان لکھنؤ کا ایک عظیم الشان جلسہ ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو دوپہر کے بعد رفاہ عام کی عمارت میں منعقد ہونے والا تھا - جلسہ کی اطلاع ایک ہفتہ قبل کثیر التعداد اشتہارات کے ذریعہ سے دی جاچکی تھی' حکام ضلع نے وسیع پیمانے پر تمسخر انگیز احتیاطیں کی تھیں' مسلح پولیس پہ برقاب رکھی گئی تھی' کارتوسوں کی کافی سے زائد مقدار تقسیم کر دی گئی تھی' رفاہ عام کی تمام سڑکوں پر فوج کی حیرت انگیز جمعیت نگرانی کر رہی تھی' قصبات و دیہات سے صدہا مسلمان جوق در جوق آرہے تھے' در بج چکے تھے' جلسہ برسر آغاز تھا کہ سٹی مجسٹریت اور سپرنٹنڈنٹ پولیس' سپاہیوں کی ایک فوج لیے ہوئے' جس میں مسلح سپاہی بھی شامل تھے' موقع پر نمودار ہوئے' اور لفٹننٹ گورنر کے خاص اختیار کی بناء پر جلسہ کو روکدیا - ہزارہا مسلمان سخت مایوسی کے عالم میں اپنے اپنے گھر واپس گئے - اس تشدد سے شہر میں سخت اضطراب پیدا ہوا ہے -

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ میں دہلی سے لکھنؤ آیا کہ جلسے میں تقریر کروں اور ایک فریضۂ ملی ادا کروں' مگر شہر میں یہ عام خیال ہے کہ میرا آنا حکام کو خاص طور سے ناگوار ہوا -

(۲) اعانۂ مظلومان کانپور کی رفتار بالکل ہی رکی ہوئی ہے' ضرورت تو یہ تھی کہ غیرتمند مسلمان فرق العادہ جوش و خروش سے اس مقدس سرمایہ میں حصہ لیتے اور اس کی فراہمی میں قرون اولی کی اُس نظیر کو تازہ کرتے جب استمداد کی ایک آواز بلند ہونے پر ہر ایک مخلص مسلمان اپنے تمام سرمایہ کو اسلام پر سے نثار کر دیتا تھا' لیکن افسوس ہے کہ بے حسی کچھ ایسی چھا گئی ہے کہ ادھر توجہ تک نہیں' کیا میں باور کرلوں کہ اسلام اپنے فرزندوں کی حمایت کے لیے استغاثہ کر رہا ہو اور مسلمان اُس کی آواز سنیں' اُس کی حالت دیکھیں' اور اُس کے نتایج سے متاثر ہونے پر بھی لہم قلوب لایفقہون بہا' ولہم اعین لایبصرون بہا' ولہم آذان لایسمعون بہا' اولئک کالانعام بل ہم اضل' کی تصویر بنے رہیں گے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

شذرات

یورپ کیوں خاموش ہے ؟

ادرنہ فتح ہوگیا ' وزراے انگلستان کی آرزوئیں خون ہوگئیں ' ملک و قوم کو سخت سے سخت داغ اُٹھانے پڑے ' یہ سب کچھ ہوا مگر یورپ خاموش ہی رہا ' اس کا راز اب تک ظاہر نہیں ہوا تھا ' لیکن تازہ ولایتی ڈاک کے اخباروں نے یہ حقیقت منکشف کردی -

لندن ٹائمز ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کی اشاعت میں لکھتا ہے :

ترکی نے وہ حرکت کی جس کے متعلق اسکے تمام بہترین احباب کو ' نہایت سرگرمی کے ساتھہ امید تھی کہ وہ نہ کریگی ' یعنی وہ خط اینوس مہدیا کو عبور کر گئی ہے ' وزیر مستعمرات (سکریٹری آف اسٹیٹس) کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے بلغاری نائب سفیر (Charge d' Affaires) چہار شنبہ کو دفتر خارجیہ میں آیا - اسکے بیان کی تائید صوفیا سے بھی ہوگئی ' اب اس بات میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے کوئی بڑا خاص پورا دوبارہ قبضہ کرلیا ہے اور فوق کلیسا و نیز ادرنہ ہی طرف بڑھ رہے ہیں

ایم صکوف نے سر ایڈورڈ گرے کے سامنے ان کی کارروائی کے خلاف اس بناپر اعتراض کیا ہے کہ یہ کارروائی اس عہد نامہ کا نقض ہے جو ترکوں اور حلفاء بلقان میں ہوا ہے اور جسکو یورپ کی منظوری حاصل ہوچکی ہے -

بے شبہ اس کارروائی سے اس عہد نامہ کو صدمہ پہنچتا ہے مگر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا شعلہاے جنگ کو خود ہی دوبارہ مشتعل کرنے کے بعد دول عظمی کے شرائط کو صحیح و سالم خیال کرنے کا کوئی قانونی یا اخلاقی حق بلغاریا کو ہے ؟

اس کو محسوس کرنا چاہیے کہ اُس نے اپنی ستم آرائی اور سنگدلی کے ہاتھوں (جسکی وجہ سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس نے جنگ کی رہنمائی کی) اس ہمدردی اور تحسین و آفریں کو ایک بڑی مقدار میں ضائع کر دیا جو اسکو یورپ میں اپنی آزادی کے زمانہ سے لیکے ترکوں سے جنگ کے وقت تک حاصل تھی -

اُس نے دیدہ و دانستہ دول کے مشورے سننے سے انکار کیا ! اس لیے اب وہ یورپ سے امید نہیں رکھسکتی کہ وہ اسکی غلط کاریوں اور حماقتوں کے خمیازوں سے اسکو بچا لیگا -

حلفاء بلقان میں خانہ جنگی واقع ہونے سے ترکوں میں ایک شدید ترغیب پیدا ہوگئی ' اور ایسا ہونا یقینی امر تھا - اسکے روکنے کے لیے عقل اور طاقت کی ضرورت تھی ' مگر قسطنطنیہ کی موجودہ حکومت نہ قوی ہے اور نہ اُس نے دانشمندی کے تمام آثار و علائم کھو لیے ہیں -

ترکوں نے جو کارروائی کی ہے اس پر ہم متعجب نہیں ہو سکتے - کیونکہ ان کو عوام کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت تھی ' گذشتہ چند ماہ کی ذلتوں اور نقصانوں کے بعد فوجی فتح و سربلندی کے برابر کوئی شی ہر دل عزیز نہیں ہو سکتی ' لیکن ان کی یہ حرکت گو غیر متوقع تو نہیں مگر عاجلانہ اور خطرناک ضرور ہے - ادرنہ پر دوبارہ قبضہ کرلینے سے انہوں نے اس قانونی حیثیت کو ذبح کر دیا ہے جو انکو عہد نامہ کی رو سے حاصل تھی - وہ یورپ میں اپنی بقیہ ہمدردی کو ایسے وقت میں بیشمار خطروں میں ڈال رہے ہیں جب کہ انکا اقتدار بہت سے اطراف و اکناف میں سخت متزلزل ہو رہا ہے - ایک فوری امن مشرق قریب کی تمام سلطنتوں کے لیے درکار ہے مگر ترکی سے زیادہ کسی کے لیے ناگزیر نہیں -

فتح اس لیے بہت تھوڑے فوائد لا سکتی ہے مگر " پیچیدگیوں " جن کے لیے اس نے اپنے راستے کی رکاوٹ کا اب دروازہ کھول دیا ہے نہایت آسانی سے انکے روبرو برباد یوں کا سیلاب لا سکتی ہیں -

اسوقت جو کچھہ ہورہا ہے اس سے سر ایڈورڈ گرے کی دانشمندانہ روش کی تائید ہوتی ہے ' موجودہ حالات میں نقطۂ مداخلت دائرۂ بحث سے خارج ہے -

جغرافی اسباب " اتحاد " کی مہیب مجموعی مداخلت کو ناممکن قرار دیتے ہیں ' سیاسی خیالات بھی یورپ کے حکم کی حیثیت سے دول میں سے کسی کی مداخلت کو نا قابل عمل قرار دیتے ہوے معلوم ہوتے ہیں -

یورپ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ مل کے کام کرنے کا سلسلہ جاری رہے - یہ جنگ افسوسناک ضرور ہے لیکن گو افسوسناک سہی مگر اتنی خوفناک نہیں جتنی کہ دول عظمی کی باہمی جنگ ہوگی - " اتحاد " کا پہلا کام اپنی حفاظت ہے - ممکن ہے اس مقولہ میں کسی کو خود کامی کا شائبہ محسوس ہو مگر اس قسم کے احساس کا تموج صرف اُن لوگوں کے کانوں سے متصادم ہوگا جو ابتدائی واقعات کو سامنے دیکھنے سے انکار کرتے ہیں " گویا ٹائمز اُس وقت تراکوں کو دانشمند کہتا جب وہ سلطنت سے دست بردار ہوجاتے ' اور عین عقلیت تو یہ تھی کہ یورپ کی رعایا ہوکر رہتے -

سجیدگی و لاابالی

ترک پہلے کسی زمانے میں منصور تھے ' حامی تھے ' مگر اب تو فقط سفاح رہ گئے ہیں ' اور یہ سفا کی اُنھیں اسلام سے وراثت میں ملی ہے ' یہ وہ الفاظ تھے جن کا اعادہ معرکۂ بلقان کے دنوں میں بار بار ہوتا تھا ' لیکن حقیقت دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتی ' وہی زبانیں جو بلقانیوں کی ستایش اور عثمانیوں کی نکوہش کے لیے دل تک رقت تھیں آج اُن کا لہجہ بالکل ہی بدل گیا ہے - ان لوگوں کے تھرون لکھتا ہے :

حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بھیس میں مقدونیہ میں داخل ہوے مگر وہ آج تمام ملک کو اس جنگ سے زیادہ سنگ دل جنگ میں ڈالنے کی طرف مائل ہیں جو عثمانی فتح کے وقت سے کبھی کبھی معلوم ہوتی رہی ہے -

اسپیکٹیٹر کے الفاظ ہیں :

دول عظمی نے البانیا کو علحدہ کرکے نا اتفاقی کا سبب پیدا کیا ہے اور اس بحث کے تصفیے کی ذمہ داری دول پر عائد ہوتی ہے ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ اس نتیجہ سے بچنا کیونکر ممکن ہے؟ البانیا کے حدود کھینچکر دول اپنا فرض ختم نہیں کر سکتے - ان کو تمام ریاستہاے بلقان کی حد بندی کرنا چاہئے -

مینچسٹر اوریر کی راے ہے :

وقت کی گردش کے پاس انکشاف کے لیے عجیب و غریب واقعات رہتے ہیں -

موجودہ زمانے کے لیے یہ بہت دور کی آواز ہوگی جب کہ کابینہ کے تورس نے لیے ہوے " بلغاری مظالم " کے خلاف اپنی فصاحت کی معرکہ آرائیوں سے سیاسی سرمایہ کا انبار جمع کر رہا تھا آج بھی " بلغاری مظالم " ہیں مگر انگریزی ارباب صحافت (جرنلسٹس) یونانی فوج کے ساتھہ مل کے بلغاریوں کے اعمال سفا کی

زر عمارتگري کو بربريت مين ان سفاکيون اور عمارتگريون کے برابر بيان کررہے هين جو ترکون سے منسوب کيجاتي هين -

ايک شکست خوردہ پيچھے هٹنے والي فوج کا مزاج خطرناک هوتا هے ' وہ قابو سے باهر هو جاتي هے ' ليکن يہ ياد رکھنا چاهيے کہ نگرتا جو بلغاري مظالم کي حيثيت سے خاص طور پر علحدہ کر ديا گيا هے ' زيادہ تر ان عورتوں اور مردوں سے آباد هے جنهوں نے آخر مين بلغاري مقاصد مين حصہ ليا تها اور جو مذهبي حيثيت سے زيادہ تر عيسائي هين - اس سے زيادہ اچانک کوئي جنگ نہين هوئي اور اگر وہ بيانات صحيح هين جو قطروں کي طرح اس سرزمين سے ٹپک رهے هين تو يہ سب سے زيادہ خوفناک واقعات هونگے جو کبهي نہيں لکھے گئے -

ميڈچسٹر گارجين کا بيان هے :

ترکوں نے چتلجہ سے اپني پيشقدمي کي جو تشريح بهيجي هے اسکا موازنہ اب رياست هاے بلقان کي حرکتوں سے کيا جاتا هے ' اس سے ترکوں کي بہت بڑي عزت ظاهر هوتي هے ' وہ يہ تجويز نہيں کرتے کہ اس معاهدہ لندن کو پارہ پارہ کر ديا جاے ' جس پر ابهي ابهي انهوں نے دستخط کيے هيں ' بلکہ وہ صرف يونان و ميديا پر قبضہ اور چاهتے هيں جو معاهدہ ان کو دلاتا هے -

يہ تشريح غالبا صحيح معلوم نہيں هوتي هے ' ليونکہ صحت اور ميديا کي حد بندي ابهي نہيں هوئي هے ... ... تاهم وہ اپنے طرز عمل کے جوهر سے علحدہ نہيں هوے ' کيا اچها هوتا اگر عيسائي سلطنتيں بهي ايسا هي برتاؤ ايسے موقعوں

هندي المكارم لاغنج و ادلال '

قسطنطنيہ کي چارهزار مسلمان عورتين ترکي يونيورسٹي مين ايک علمي لکچر سن رهي هين

پر کرتے " سوال يہ هے کہ اگر اب بهي يورپ کے تمدن کو ترکوں کے توحش کي شکايت هے تو کيا اس عالم آشوب مدنيت کو (لسان الغيب) کے اس بيان حال سے مناسبت هو سکتي هے جسکا ماحصل يہ تها کہ :

من ارچہ عاشقم و رندو مست و نامہ سياہ
هزار شکر کہ ياران شهر بے گنهند

تصحيح

۱۰ - رمضان (۱۳ - اگست) سنہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ع کي اشاعت مين مقالۂ افتتاحيہ (ليڈنگ آرٹيکل - صفحہ ۴ - کالم ۲ سطر ۳۰) مين دس پندرہ هزار کے الفاظ غلط چهپ گئے هين ' دس پندرہ سو پڑهنا چاهيے '

فهرست قوامات علی الرجال

دنيا مين کيا کيا کچهہ هورها هے ' مرد کس انهماک مين هين ' عورتين کيا کررهي هين ' قاهرہ کي فتاة النيل مردون مين کيسے جذبات حريت بڑها رهي هے ' صعيد کي سارۂ بدريہ نے ادبيات عرب مين کيا انقلاب پيدا کرديا هے ' قسطنطنيہ کي خاتونين کس انهماک کے ساتهہ مردون کي حالت درست کرنے مين منهمک هين ' مگر ايک همارا ملک هے کہ يہاں عورتين تو عورتين مرد بهي اپنے فرائض سے بے خبر هين ' خواتين ترک کي ايک بہت بڑي شاندار مجلس قائم هوئي هے جو مرکزي انجمن کي حيثيت رکهتي هے اور اس کي شاخين ملک کے مختلف مقامات مين قائم هين ' مجلس اپنے خزانے سے ' جس کا مدار صرف عورتوں کے اعانات پر هے ' لڑکيوں کو تعليمي وظائف ديتي هے ' ان کو تعليم دلاتي هے ' تربيت کا انتظام کرتي هے ' خانہ داري (تدبير منزل) سکهاتي هے ' مذهب اور قوميت کا جوش بڑهاتي هے ' موزوں و مناسب حال صنعتوں کي مشق کراتي هے ' يتيم ' بيمار ' ضعيف ' نادار ' بے استطاعت بے کار عورتوں کے معاش و کفاف کا سامان بهم پهونچاتي هے ' اور ان تمام فرايض کو خاص نگراني کے ساتهہ حتي الوسع آداب اسلام کے مطابق انجام دلاتي هے ' چار هزار سے زائد مسلمان لڑکيوں اسکول کا نصاب ختم کرکے اس وقت ترکي يونيورسٹي (دار الفنون) کي تعليم حاصل کررهي هيں اور طرز تعليم سے اس حقيقت کو ساري دنيا سے منوانے پر آمادہ هيں کہ :

ولو کان النساء کمن ذکرنا — لفضلت النساء علی الرجال
(هر جگہ اگر ايسي هي — تو مردوں پر يقيناً عورتوں
عورتيں هونے لگيں — کي فضيلت مسلم
هو جائيگي)

هندوستان کي پردگيان عصمت کو اگر ان واقعات سے عبرت پذير هونے کا عملي موقع خاطر خواہ حاصل نہيں هے تو کاش مردوں هي کو غيرت آتي اور ان حوادث سے کچهہ سبق ليتے ' ليکن ايسي قوم سے کيا اميد هوسکتي هے جسے تازيانۂ حوادث کي زبانيں سورۃ القارعہ سنا رهي هوں مگر وہاں

" کچهہ ايسے سوئے هيں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم هے "

کا عالم پيش نظر هو ' جب يہي بے حسي هے تو آرزوے ترقي کيوں ؟ اور ملال تنزل کس ليے ؟

دع المكارم لاترحل لبغيتها واقعد فانك انت الطاعم الكاسي
(بزرگي و شرف حاصل کرنے کا جاؤ بیٹھو، تم صرف کھانے پہننے
خیال چھوڑ دو، تم اس کے قابل کے مرد میدان ہو)
نہیں ہو

هفتهٔ جنگ

ستنجي، بلغراد اور بخارست کي طرح صوفیا میں بھي صلح پر اظہار مسرت کیا گیا اور کیوں نہ ہوتا کہ ملک مفتوح ہوتے ہوتے بچا، فرڈیننڈ شاہ بلغاریا صلوۃ الشکر پڑھنے کلیسا گیا، مشہور ترانہ سپاس ٹي ڈي ام (Te Deum) نہایت خشوع و خضوع و امتنان کے ساتھہ گایا گیا کہ خداوند نے اپنے فرزند کي بھیڑوں کو فنا کے بھیڑیے سے بچا لیا - مگر اس بات پر اتني خوشي منائي گئي ہے اسکا انجام کیا بخیر ہوگا؟ اسکا فیصلہ مستقبل کے ہاتھہ ہے - لیکن بلغاري وکیل ایم - ٹرن چپل کو تورما نیا اور بلغاریا میں ایک نئي جنگ کے سامان نظر آرہے ہیں -

شاید شجاعت ادبي کے یہ معنے ہیں کہ گو واقعات بہ بانگ دہل شکست کا اعلان کریں، مگر اپنی زبان، اعتراف سے الودہ ہونے کے بدلے ہمیشہ عذر آمیز اور فریب کار تعبیریں تراشتي رہے - بلغاریا کے افسروں نے دشمن کے آگے ہتھیار ڈال دیے، سپاہیوں نے لڑنے سے انکار کیا، شاہ نے صلح کي التجا کي، ملکہ نے "کارمین سلوا" سے رحم کی درخواست کي، باایں ہمہ شاہ فرڈیننڈ کے نزدیک یہ شکست نہیں بلکہ انتہائی ماندگي ہے، قومي صلح نامے میں ارشاد ہوتا ہے -

"ہم تھک کے چور ہوگئے ہیں، مفتوح نہیں ہوے!" معلوم نہیں شکست کسے کہتے ہیں؟

اسي حکمنامے میں بلقان کي دوسري ریاستوں پر تو عملانیہ "غداری" کا الزام لگایا جا رہا ہے لیکن رومانیا کے متعلق زبان حکم خاموش ہے - شاہ رومانیا نے بلغاریا کي صلح جویانہ روش پر شاہ فرڈیننڈ کو تحسین و آفرین کا جو تار بھیجا تھا، اسکے جواب میں تو فرڈیننڈ نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس خونریز جنگ یا بلغاریا کی کشمکش حیات و ممات کا خاتمہ رومانیا ہي کي قابل قدر مساعی کا نتیجہ ہے - مگر فوج جسکو بلا واسطہ ان تمام مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے رومانیا سے سخت خار کھا رہي ہے، وہ کہتی ہے کہ "اس عجز و ماندگی تک اُسے رومانیا ہی نے پہنچایا -"

فوجیں اپنے اپنے مقامات پر واپس جا رہي ہیں، صوفیا کي فوج ۱۶ کو صوفیا پہنچگئي، شاہ فرڈیننڈ بنفس نفیس سب کے آگے آگے چلے مگر اس شان سے کہ جواہر نگار تاج کے بدلے پتوں کا ہار زیب سر تھا - کہ وحشت و ہمجنسیت اور درندگي کي طرح یہ بھي ایک دیرینہ آبائي رسم ہے، پس جب وہ رسمیں نہیں ترک کی گئیں تو یہ کیوں ترک کي جاے؟

بیان کیا جاتا ہے کہ زندہ قوموں کي طرح مصائب نے بلغاریوں کے جذبات کو پامال نہیں کیا، وہ نہایت سختی کے ساتھہ ان مصائب کے خلاف برانگیختہ ہو رہے ہیں - آنے کو تو فوج شرمناک شکست و ہزیمت کی وجہ سے خاک بر سر آئي ہے مگر باایں ہمہ اہل وطن نے پوري وطن پرستانہ گرمجوشی کے ساتھہ پھولوں کي بارش اور تالیوں کے خروش سے اُس کا استقبال کیا -

بلغاریوں کي سبعیت و درندگي نے غیر بلغاري بلقانیوں کے دلوں میں اسدرجہ نفرت و عداوت اور ہیبت و دہشت پیدا کردي ہے کہ اب انکے نزدیک بلغاریوں کي محکومی سے سخت تر کوئی عذاب ہي نہیں، صلح نامہ بخارست کي رو سے جو جو مقامات بلغاری حکومت کے تحت تصرف آنے والے ہیں وہاں کے تمام غیر بلغاري اپنے ہاتھہ سے اپنے مکانات تو ایک طرف رہے، اپنے معابد و مساجد تک میں آگ لگا لگا کے بھاگ رہے ہیں، بے اس مسلمانوں کا تو ذکر ہي کیا؟ البتہ یونانیوں کي مدد کے لیے انکي حکومت کمربستہ ہے - مگر مہاجرین کي کثرت کا یہ عالم ہے کہ مخصوص انتظام کے باوجود بھي حکومت کافي مدد پہنچانے سے عاجز ہے -

اس سلسلہ میں یہ خبر بھي قابل ذکر ہے کہ ادرنہ کے مسلمانوں یہودیوں، ارمنیوں اور یونانیوں نے مل کر ایک وفد انگلستان اس غرض سے بھیجا ہے کہ ان کو ہلال کے سایے سے نکال کے ان بلغاري بھوکے بھیڑیوں کے رحم پر نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ ہلال ہي کے زیر سایہ رہنے دیا جائے - وفد کا بیان ہے کہ وہ وزارت خارجیہ کے سامنے کاغذات اور عکسي تصاویر کے ذریعہ سے ان انسانیت سوز مظالم کا نقشہ کھینچیگا جو بلغاریوں نے کیے ہیں -

مگر سوال یہ ہے کہ کیا انگلستان کو انکا علم نہیں؟ کیا اس نے یورپین نامہ نگاروں کی چٹھیاں نہیں پڑھیں؟ کیا اس نے وہ پمفلٹ نہیں پڑھے جو عثماني کمیٹي نے شائع کیے ہیں؟ پھر کیا وہ رپورٹ بھي نہیں پڑھي جو برطانی قونصل نے بھیجي تھي اور جسکي اشاعت کي دھمکي دے کر بلغاریوں سے صلحنامہ پر دستخط کرائے گئے تھے؟ پس اگر ان جگر سوز اور دلگداز تحریروں سے اسکا دل نہ پسیجا تو کیا اب چند عکسی تصاویر اور کاغذات سے یہ پتھر موم ہوجائیگا؟ کیا گلیڈسٹون کے "اصول زریں" کا نقض انگلستان کو گوارا ہوگا؟ کیا انگلستان یہ دیکھیگا کہ ان رنہ پر علم صلیب کے بلند ہونے کے بعد ہلال کا پرچم لہرائے -؟ ..... امید خواہ کتنے ہي خوش کن خواب دیکھے مگر گذشتہ تجربہ کي راے نہایت تلخ ہے -

مسألهٔ البانیه

البانیہ اور جزائر ایجین کي قسمت کا کیا فیصلہ ہوا؟ اس پر سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں ایک حد تک روشني ڈالي، انہوں نے بتاکید کہا کہ "سفراے مرتمر البانیہ اور جزائر ایجین کے متعلق جو اُسکے اجتماع کا مقصد اصلی تھی ایک اتفاق تک پہنچگئي ہے، ایک بین الاقوامي مجلس ترتیب دیجائیگي، جو البانیہ کے لیے ایک ایسي خود مختاري عالم کریگي جو دول کے انتخاب کردہ شہزادے کے ماتحت ہوگي" انہوں نے بتایا کہ "بحري نقطہ نظر سے برطانیہ کو جزائر ایجین سے خاص طور پر دلچسپي تھي - ہماري پوزیشن یہ ہے کہ انمیں سے کوئي جزیرہ بھي کسي بڑي سلطنت کے پاس نہ جائے، اسمیں ذرا شک نہیں کہ ترکی جب عہد نامہ کا اپنا حصہ پورا کردیگي تو اطالیا فوراً جزائر مقبوضہ خالي کردیگي"

اس سلسلہ میں انہوں نے آئندہ سخن تھریس کے دربارہ قبضہ ترکی کی طرف بھي پھیرا، انہوں یہ تسلیم کیا کہ "بلقان کي تمام ریاستوں نے صلحناموں اور عہد ناموں کے ساتھہ بے پروا اي کي، اور اس لیے اگر مجرم ہیں تو ترکي اور ریاستہاے بلقان دونوں، بلکہ موخر الذکر زیادہ، کہ ابتداء انہیں نے کي، والبادي اظلم، مگر تاہم اقدار و تہدید کے لیے آپ نے صرف ترکي کو انتخاب کیا، اور فرمایا کہ "اگر ترکي نے دول کے نصائح کو منظور نہ کیا تو مالی مشکلات یا دول میں سے کسي کي طرف سے مسلح مداخلت، غرض کسي نہ کسي طرح مصائب و آفات کا سامنا کرنا پڑیگا" -

تمثال دفاع ملي و محاماة شرف

حریت و راست بازی کا ایک سچا فرزند :

مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ - لا

(سابق وزیر)

جو مشہد کانپور کے مقدمات میں اسلام کی طرف سے مسلمان
گرفتاران بلا کی وکالت کر رہے ہیں

الہلال

۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

وقت است کہ وقت بر سر اید

(۱)

کشف سیاق سے قرآن کا مدعا کیا ہے ؟

جس وقت کا کہتا تھا وہ وقت آگیا آخر ' قدرت کاملہ نے اسلام پر کفر کے غالب ہونے کے جو علامات بتائے تھے ' ایک ایک کرکے سب پورے ہورہے ہیں ' ارباب اقتدار ہم سے مداہنت کے خواہشمند ہیں اور ہم اُن کی غرض پوری کرتے ہیں ' وہ قسمیں کھاتے ہیں ' حلف اُٹھاتے ہیں ' قانون بناتے ہیں ' مذہبی احترام کا پیغام سناتے ہیں کہ عبادت گاہیں قائم رہینگی ' عبادتیں قائم رہینگی ' شعائر اللہ قائم رہینگے ' مگر کوئی ایک چیز بھی قائم نہیں رہنے پاتی ' قول و قرار کرتے ہیں ' ہر بار اُس کا اعادہ کرتے ہیں ' اور ہر موقع پر اُس کو یاد دلاتے ہیں ' ہم جانتے ہیں کہ یہ وعدے وفا ہونے والے نہیں ' یہ عہد توڑنے کے لیے باندھے گئے ہیں ' یہ قانون فسخ و ترمیم کے لیے بنا ہے ' یہ اعلان اخفاے حقیقت کے لیے ہوا ہے ' اس اقرار سے ضرورت کے وقت انکار کی ادائیں بھی نکل سکتی ہیں ' سب کچھ ہے ' مگر اس پر بھی ہم اُن پر اعتماد کرتے ہیں ' اُن کی بات مانتے ہیں ' اُن کا حکم مانتے ہیں ' اُن کی اطاعت کرتے ہیں ' اور اُن کی خاطر سے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کردیتے ہیں کہ واقعات و حوادث کی جو لوگ صریح تکذیب کرتے ہیں ' منع خیر پر آمادہ ہوں ' تعدی و تطاول میں حد سے بڑھ گئے ہوں ' احکام اسلام کو پرانے ڈھکوسلے سمجھ رہے ہوں ' چاہتے ہوں کہ تمام دنیا پر اُنہیں کا تسلط بیٹھ جائے ' سارا زمانہ اُنہیں کا حلقہ بگوش رہے ' اور تسلط و اقتدار کے دائرے سے کوئی غریب مسکین آدمی بھی مستثنے نہ رہنے پائے ' ایسے لوگوں کی اطاعت ممنوع ہے ' اور اگر ہم خود اس حکم کی اطاعت کرینگے تو ہمارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو ان سرکشوں کا ہوگا -

خطرات فراہم ہو رہے ہیں ' دل بندھ رہا ہے ' گھٹائیں چھارہی ہیں ' مطلع مکدر ہے ' کڑک اور کوندے کی پیشگوئی سننے والے کان بہرے ہوگئے ہیں ' طوفان احساس کو روکنے کے لیے آگ اور تلوار سے بند باندھے جارہے ہیں ' جذبات کا اظہار معصیت ہے ' جرم ہے ' گناہ ہے ' اکبر الکبائر ہے ' وہ پاک ہستیاں محل نقد میں کیوں کر آسکتی ہیں جن کے رنگ و روغن خون میں نہا نہا کے نکھرے ہیں ' وہ جو کہیں حق ہے ' جو کریں عدل ہے ' من حیث خرجت قول وجہک شطرہم ولا تکن اول کافربہم -

آنے والی خطرناک گھڑی کی ساعتیں کھل چکی ہیں ' بصارتیں چمک گئی ہیں ' اب چہروں پر دلت کا چھا رہنا باقی ہے ' " سن لیجیو کہ وہ بھی مسلمات ہوگئی " یہ کوئی فرض وحدس یا ظن و تخمین کی باتیں نہیں ہیں ' ان کی پیش خبری خود کلام الٰہی میں موجود ہے ' سورۂ قلم میں ہے :

فستبصر ویبصرون ' بایکم	عن قریب تم بھی دیکھ لوگے اور وہ
المفتون ؟ ان ربک	کفار بھی دیکھ لینگے کہ تم دونوں
اعلم بمن ضل عن سبیلہ	فریقوں میں کون سا فریق مخبوط ہے ؟
وھو اعلم بالمھتدین -	بے شک تمہارا پروردگار ہی اُن لوگوں

کو خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے بھٹکے ہوے ہیں ' اور وہی اُن لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں -

فلا تطع المکذبین ' ودوا	تم جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرنا '
لوتدھن فیدھنون '	نہ اُن کے کہے میں آجانا ' وہ تو یہی
ولا تطع کل حلاف مھین '	چاہتے ہیں کہ تم مداہنت کرو اور
ھماز مشاء بنمیم ' مناع	ڈھیل دو تو وہ بھی ملائم پڑجائیں '
للخیر معتد اثیم ' عتل	خبردار ! تم کسی ایسے کی اطاعت
بعد ذلک زنیم '	نہ کرنا ' اور نہ اُس کی بات ماننا ' جو
ان کان ذا مال و بنین '	بہت ساری قسمیں کھاتا ہے ' اور
اذا تتلی علیہ اٰیاتنا	باختہ ہے ' لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے '
قال : اساطیر الاولین '	چغلیاں لگاتا پھرتا ہے ' اچھے کاموں سے
سنسمہ علی الخرطوم	لوگوں کو روکتا ہے ' حد سے بڑھ گیا ہے '

بدکار ہے ' اکھڑ ہے ' اور ان عیوب کے علاوہ بد اصل بھی ہے - اس بنا پر کہ وہ مال و اولاد والا ہے ' جب ہماری آیتیں اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ " یہ تو اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں " اچھا ! دیکھو تو ! ہم عن قریب اُس کے ناکڑے پر داغ لگائینگے -

انا بلوناھم کما بلونا	جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کو
اصحاب الجنۃ اذ اقسموا	آزمایا تھا اُسی طرح ہم نے ان کافروں
لیصرمنھا مصبحین ' ولا	کو بھی آزمایش کی ہے ' اُن باغ
یستثنون ' فطاف علیھا	والوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ " صبح
طائف من ربک وھم	ہوتے ہی ہم اُس کے میوے ضرور
نائمون ' فاصبحت	توڑینگے ' اور اس میں کوئی استثنا
کالصریم '	بھی نہ ہونے پائیگا " وہ سوتے کے

سوتے ہی رہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے باغ پر ایک ایسی بلا چھا گئی کہ صبح ہوتے ہوتے وہ بالکل ہی خالی رہ گیا ' جیسے کوئی سارے میوے توڑ لے گیا ہو '

فتنادوا مصبحین ' ان	سویرے جب وہ لوگ اُٹھے تو ایک
اغدوا علی حرثکم ان کنتم	دوسرے کو آواز دی کہ " تم کو میوے
صارمین ' فانطلقوا وھم	توڑنے ہیں تو اُٹھو ! تڑکے سے باغ
یتخافتون ' ان : لایدخلنھا	میں جا پہونچو " لوگ اُٹھے اور چل
الیوم علیکم مسکین '	کھڑے ہوئے ' آپس میں چپکے چپکے

کہتے جاتے تھے کہ " دیکھنا ! آج کوئی غریب آدمی باغ کے اندر تمہارے پاس نہ آنے پائے "

وغدوا علی حرد قادرین '	غرض یہ سمجھ کر کہ بس اب جانے
فلما رأوھا قالوا : انا	ہی سارے میوے توڑ لینگے ساز و سامان
لضالون ' بل نحن	سے چلے اور سویرے پہونچ گئے ' باغ کو
محرومون ' قال	جب دیکھا کہ اُجڑا پڑا ہے تو کہنے لگے
اوسطھم : الم اقل	کہ " معلوم ہوتا ہے ہم راستہ بھول گئے '
لکم لولا تسبحون ؟	نہیں راستہ تو یہی ہے ' ہماری قسمت
قالوا سبحان ربنا انا کنا	ہی پھوٹ گئی " آخر اُن میں جو
ظالمین -	شخص سب سے اچھا تھا اُس نے

کہا کہ " میں تم سے کہتا نہ تھا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے ؟ " ناچار سب کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ " ہمارا پروردگار پاک ہے ' ہمیں ظالم تھے "

فاقبل بعضھم علی	یہ سب ہوچکا تو اُن میں ہر ایک

بعض يتلازمون ' قالوا : يا ويلنا انا كنا طاغين ' عسى ربنا ان يبدلنا خيرا منها ' انا الى ربنا راغبون ' كي طرف رجوع هوتے هيں "

شخص دوسرے کے مونهه پر ملامت کرنے لگا ده " افسوس ! همیں حد سے بڑھ گئے تھے ' شاید همارا پروردگار اس کے بدلے کوئي اس سے اچها باغ هم کو عنایت کرے ' اب هم اپنے پروردگار هی

كذلك العذاب ' ولعذاب الاخرة اكبر ' لو كانوا يعلمون

ظالموں پر ایسا هي عذاب اترتا هے ' اور انجام کار جو عذاب نازل هونے والا هے ' اگر اس کي حقیقت جان لیں تو معلوم هوگا که وه اس سے بهي بڑا اور بهت بڑا عذاب هے -

ان للمتقين عند ربهم جنات نعيم

جن لوگوں میں تقوے (اسلامي کیرکٹر) هے ان لوگوں کے لیے بے شک ان کے پروردگار کے پاس نعمت اور برکت والے باغ هیں -

افنجعل المسلمين كالمجرمين ؟ مالكم كيف تحكمون ؟ ام لكم كتاب فيه تدرسون ان لكم فيه لما تخيرون ؟ ام لكم ايمان علينا بالغة الى يوم القيامة ان لكم لما تحكمون ؟ سلهم : ايهم بذلك زعيم ؟ ام لهم شركاء ؟ فليأتوا بشركائهم ان كانوا صادقين ؟

کیا هم مسلمانوں کو گناه گاروں کے برابر کردینگے ؟ تم لوگوں کو کیا هوگیا هے ؟ کیسے حکم لگایا کرتے هو ؟ کیا تمهارے پاس کوئي کتاب هے جس میں پڑهتے هو که جو تم پسند کروگے وهي تمهیں ملیگا ؟ یا تم نے هم سے قسمیں لے رکهي هیں جو روز قیامت تک چلي جائینگي که تم جس چیز کي فرمایش کروگے وهي تمهارے لیے مرحمت کردي جائیگي ' ان لوگوں سے پوچهو که ان میں کون اس کا ذمه دار هے ؟ کیا ان لوگوں کے اور بهي شرکاے خدا هیں ؟ اگر هیں اور یه اپنے دعوے میں سچے هیں تو ان کو حاضر کریں ؟

يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود فلا يستطيعون ' خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ' وقد كانوا يدعون الى السجود وهم سالمون

وه دن آنے والا هے جب که ساق کهلیگي اور ان لوگوں کو سرفگندگي کي دعوت دي جائیگي ' مگر اس وقت ان میں اتني قدرت و استطاعت کهاں ؟ ان کي آنکهیں جهکي هونگي ' صورتوں پر ذلت چهائي هوگي ' یه وهي لوگ هیں که پہلے جب انهیں سرجهکانے کو کها جاتا تها تو اس وقت یه اچهے خاصے صحیح و سالم تهے -

فذرني ومن يكذب بهذا الحديث ' سنستدرجهم من حيث لا يعلمون و املي لهم ان كيدي متين '

هم کو اور ان لوگوں کو جو اس کلام کو جهٹلاتے هیں ' اپنے اپنے حال پر رهنے دو ' هم اسطرح پر که انهیں خبر بهي نهو آهسته آهسته ان کو کهینچتے اور ڈهیل دیتے چلے جارهے هیں ' بے شک هماري تدبیر نهایت پخته و محکم هے -

ام تسألهم اجرا فهم من مغرم مثقلون ؟ ام عندهم الغيب فهم يكتبون ؟ فاصبر لحكم ربك ' ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادى وهو مكظوم '

یه بات کیا هے ؟ یه اس قدر سرگراں کیوں هیں ؟ کیا تم ان سے کسي بات کي اجرت مانگتے هو که اس کے تاوان سے یه دبے جارهے هیں ؟ یا ان کے پاس غیب کي خبروں آئي هیں اور یه اندیشه لیا کرتے هیں ؟ بهر حال تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں ثابت قدم بنے رهو اور اس مچهلي والے کي

ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادى وهو مكظوم ' لولا ان تداركه نعمة من ربه لنبذ بالعراء وهو مذموم فاجتباه ربه فجعله من الصالحين (٦٨ : ٢ — ٢٧)

طرح نه هوجاؤ جس نے مغموم هوکر خدا کو آواز دي تهي ' پروردگار عالم کا فضل و کرم اگر اس کي دستگیري نه کیے هوتا تو بڑے برے حالوں فضاے زمین پر پهینکا هوا پڑا رهتا ' لیکن پروردگار کو بنده نوازي منظور تهي ' اس نے نوازش کي اور پهر اپنے صالح بندوں میں (جو نیک و بهترزندگي بسر کرنے کي صلاحیت رکهتے هیں) اس کو شامل کرلیا -

(١) [illegible]

کشف ساق (پنڈلي کهولنے) کي تشریحي کیفیت کیا هے ؟ روایتوں میں کیا هے ؟

(١) قیامت کے دن مخلوقات کے روبرو خدا ممثل هوگا ' مسلمان سامنے سے گزریںگے ' سوال هوگا : تم کس کي عبادت کرتے هو ؟ کهینگے : خدا کي ' خطاب هوگا : تم خدا کو پهچانتے هو ؟ کهینگے : پهچانیںگے تو کیوں نه پهچانینگے ' یه سن کر خدا اپني ساق کهول دیگا ' جتنے مسلمان هونگے دیکهتے هي سجدے میں سر جهکا دینگے ' منافقین کا گروه سر جهکانا چاهیگا تو پیٹهه سخت هوجائیگي ' یه فرق امتیازي مسلمانوں کو منافقوں سے متمائز کردیگا (١)

(٢) قیامت کے دن کفار و مشرکین کے روبرو ان کے بت لائے جائینگے که دیکهو تم انهیں پوجتے تهے ' اب انهیں کے ساتهه جاؤ دوزخ میں جلو ' پهر مسلمانوں کي نوبت آئیگي ' خدا اپني ساق ان کے لیے کهول دیگا ' سب کے سر جهک جائینگے ' منافقین سجده نه کرسکینگے اس لیے جهنم میں گهر بسائینگے (٢)

(٣) اهل قیامت خدا کے روبرو چالیس برس تک ٹکٹکي باندهے کهڑے رهینگے ' برهنه سر ' برهنه پا ' برهنه جسم ' غرق عرق ' چالیس برس تک اسي عالم میں رهینگے مگر کوئي بات تک نه کریگا آخر میں خدا اپني ساق کهول دیگا اور پیشانیاں رقف سجود هوجائینگي (٣)

(٤) قیامت میں منادي هو گی که هر گروه اپنے اپنے سرگروه کے ساتهه هولے ' بت پرست بتوں کے ساتهه ' باطل پرست اپنے اپنے بے حقیقت پیشواؤں اور دیوتاؤں کے ساتهه هولینگے ' اور سب آگ میں جهونکے جائینگے ' خاصان بارگاه جب باقي رهینگے تو خدا اپني صورت بدل دیگا ' ساق کهل جائیگي ' اور هنافقین کے علاوه تمام اهل اسلام سربسجود هو جائینگے (٤)

انهیں روایتوں میں اس عجیب و غریب پل (صراط) کا تذکره بهي هے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ پتلا هوگا ' جهنم کے اوپر سے سر افشاني کررهے هونگے ' آگ کا دریا نیچے بہ رها هوگا یه پل اسي کے وسط میں هوگا جس کو عبور کرکے پر باغ بهشت کي فضا ملیگي ' تاریکي قیامت کي محیط هوگي ' اس عالم میں

(١) محمد بن بشار قال ثنا سفيان عن سلمة بن كهيل قال ثنا ابو الزهراء عن عبد الله قال يتمثل الله للعلق يوم القيامة الخ .

(٢) يعني بن سلمة الهروي قال ثنا هريم عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن عبد الله بن مسعود قال الخ .

(٣) ابو كريب قال ثنا الاسود عن المنهال بن قيس بن سكن قال حدث عبد الله و هو عند عمر يوم يقوم الناس لرب العالمين قال الخ .

(٤) موسي بن عبد الرحمن المسروقي قال ثنا جعفر بن عون قال ثنا هشام بن سعد قال ثنا زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة الخ .

وهذه الروايات بعضها زهيه و بعضها من ضعاف الاخبار ' لايثبت منها حقيقة ولا يغني من جوع ' وانما اكتفينا علي سرد مصاديقها حاذفا للفضول و الله يقول الحق وهو يهدي السبيل .

پل پر سے گزرنا پڑیگا ' جو ایماندار ہونگے وہ تو انوار الہیہ کی روشنی میں اس مسافت کو طے کرینگے ' مگر اہل کفر کے لیے روشنی کہاں؟ من لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور' بے چارے پل پر سے کٹ کٹ کے گرینگے اور دوزخ میں پڑینگے -

اسلام کے علمی زمانے میں ان روایتوں کے اخذ رد میں کافی بحث ہوچکی ہے ' لیکن جب روایتیں ہی سرے سے مقطوع الاسانید ہوں ' متحتم الوضع ہوں' بدیہی البطلان ہوں ' صدوق وثقہ رواۃ نہ رکھتی ہوں ' تو اُن کو روایت سمجھنا اور ان سے استدلال کرنا ہی غلط ہے' خوش فہموں کو اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے اگر انہیں روایتوں کا سہارا ہے ' تو اہل نظر کو جواب دینا کیا ضرور ہے ؟

گر تو خوش باش کہ ماگوش بہ احمق نہ کنیم

(۲)

کشف ساق کے الفاظ ادبیات عرب میں کس معنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے پہلے دو خاص مقدمے ذہن نشین کر لینے چاہئیں :

(ا) ہر زمانے ' ہر ملک ' ہر قوم ' اور ہر زبان کے خاص خاص محاورے ہوتے ہیں ' روحانیت کے ساتھہ کمال اتصال کو تورات کے محاورے میں خدا سے لڑنے اور کشتی کرنے سے تعبیر کرتے ہیں' قرآن ترحم و اشفاق کو آسمان کا رونا کہتا ہے' اردو میں انکار کے لیے کانوں پر ہات رکھنا مستعمل ہے' حریفوں کو پامال کرنے کے لیے ایران کے قدیم محاورے میں " دشمن گزائی " کا استعمال تھا ' اعتلاء و اقدام کے لیے " بازو برافراختن " کہتے تھے ' و نحو ذلک' ان سب میں محاورے کے اطلاق کو دیکھتے تھے ' الفاظ کے اصلی معنی سے بحث نہ تھی -

(۲) اسلوب تعبیر کی دو حیثیتیں ہیں (الف) حقیقت (ب) مجاز' محل حقیقت و مجاز میں مختلف مناسبتیں ہوا کرتی ہیں' جن سے ایک ہی لفظ جو پہلے کسی اور معنے کے لیے مستعمل تھا اب ایک جداگانہ معنے میں استعمال ہوسکتا ہے' قرآن کریم ایک خاص مقام پر کہہ رہا ہے :

ما یکون من نجوی	جہاں کہیں تین شخص گرم راز و نیاز
ثلاثۃ الا ھو رابعھم	ہوں وہاں اُن کا چوتھا خدا ہے ' پانچ
ولا خمسۃ الا ھو سادسھم	ہوں تو اُن کا چھٹا شریک خدا ہے '
ولا ادنی من ذلک	اس سے کم یا زیادہ جس تعداد میں
ولا اکثر الا ھو معھم	بھی ہوں خدا اُن کے ساتھہ ہے -

یہ حقیقت اس مجاز سے وابستہ تھی کہ تین ہم صحبتوں کا چوتھا شریک اور پانچ شرکای مجلس کا چھٹا جلیس اُن کے مکالمے سے آگاہ ہوتا ہے' اُن کی رازداریاں اُس پر منکشف ہوسکتی ہیں' اور وہ اُن کے خفایای امور کو سن اور سمجھہ سکتا ہے ' آیت کا بھی یہی مدعا تھا ' اور اس کے لیے اس سے بہتر اسلوب ممکن نہ تھا -

ایک دوسری آیت میں ہے :

واعلموا ان اللہ یحول	خوب جان رکھو کہ انسان اور اُس کے
بین المرء و قلبہ	دل کے مابین خدا حائل ہوجایا کرتا ہے -

دل اور جسم کے مابین حائل ہونے والے سے بڑھکر اور کون ہے جسے مخفی نیتوں کا حال معلوم ہوسکے ؟ یہاں بھی جناب الہی کی یہی غرض تھی ' لہذا حقیقت اس مجاز کے لباس میں نمودار ہوئی -

ایک اور موقع پر ہے :

واللہ لا یستحیی من الحق — خدا کو اظہار حق میں کوئی شرم نہیں -

شرم (حیا) کی حقیقت یہ ہے کہ طبیعت میں ایک ایسا انکسار و انفعال پیدا ہو کہ ارتکاب قبایح سے نفس کو روک دے' ظاہر ہے کہ شان الوہیت اس حقیقت سے نہایت ارفع ہے' لیکن تجوز کے لیے یہاں ایک مجازی مناسبت موجود تھی' یعنی شرمیلی طبیعتیں جس چیز سے حیا کرتی ہیں اُس کو ترک کردیا کرتی ہیں' اس طریق تعبیر کو لے کر قرآن نے بتایا کہ شرم کرنے والے تو شرم کی بات کو ترک کردیتے ہیں' مگر خدا کی بارگاہ اس سے بہت پرے ہے ' وہاں حقیقت حیا کی سمائی نہیں کہ حیا کرنے والوں کی طرح وہ بھی اظہار حق کو چھوڑ بیٹھے -

ایک مشہور آیت ہے :

الرحمن علی العرش استوی — خدا تخت پر کھڑا ہوا -

کھڑے ہونے (استواء) کی حقیقت میں استیلاء کا مجاز مضمر تھا ' اب بھی محاورے میں کہتے ہیں : بلغاریا کا تخت متزازل ہوگیا' یعنی اُس کے استیلاء میں ضعف آگیا' پہلی صدی کا ایک عرب شاعر کہتا ہے :

قد استوی بشر علی العراق	من غیر سیف ودم مہراق
عہد اسوی لا رکن سلطنت	بغیر اس کے کہ تلوار چلائے یا
(امیر بشر) عراق کے تخت پر	خون بہائے
کھڑا ہوگیا	

قرآن اور بھی یہ حقیقت اسی مجاز کے اسلوب میں نمایاں کرتی تھی -

سورۂ رحمن کی ہیبت ناک وعید ہے :

سنفرغ لکم ایھا الثقلان	اے دونوں جماعتو! ہم عن قریب
	تمہارے لیے خالی ہوکر فراغت کو
	چاہتے ہیں -

فارغ ہونے اور خالی ہو بیٹھنے کی حقیقت اس مجاز سے منفہم کر دی کہ جن لوگوں کے مشاغل کثیر ہوتے ہیں وہ کوئی خاص مہتم بالشان کام کرنا چاہیں تو اس مشغولیت نے عالم میں خاطر خواہ کرسکینگے' اس کے لیے انہیں ایک مخصوص وقت نکالنا ہوگا' مفہوم دل نشین بنانے کے لیے قرآن کریم نے بھی اس تجوز کو لے لیا ' لوگو! خبردار رہو' تمہارا حساب کرنے کے لیے ہم عن قریب ایک خالی وقت نکالنے کو ہیں کہ اچھی طرح محاسبہ ہو اور کافی امتحان و اختبار ہو جائے -

(۳)

کشف ساق سے مراد کیا ہے ؟ علامہ ابن جریر اس کا جواب دیتے ہیں :

قال جماعۃ من الصحابۃ	مفسرین صحابہ و تابعین کی ایک
و التابعین من اھل	جماعت کا قول ہے کہ آیت "
التاویل : یبدو من امر	دن جب ساق کھلیگی " کے معنے
شدید ..... و کان ابن	یہ ہیں کہ امر شدید ظاہر ہوگا ....
عباس یقول : کان اھل	عبد اللہ بن عباس اس کی مثال
الجاھلیۃ یقولون شمرت	میں کہا کرتے تھے " عہد جاہلیت
الحرب عن ساق (۱)	محاورہ تھا کہ جنگ نے اپنا
و عن عکرمۃ فی قولہ	ساق سے ازار کو اٹھالیا " یعنی پوری
یکشف عن ساق ' قال :	طرح لڑائی چھڑ گئی (۱) ..... عکرمہ
ھو یوم کرب ' و ذکر عن	سے بھی اس آیت کی تفسیر میں

(۱) تفسیر ابن جریر - ج ۲۹ ص ۲۱

ن عباس انه كان يقرء
لك: يوم ؛ كشف ، عن
اق ' بمعني يوم تكشف
لقيامة عن شدة شديدة '
العرب تقول كشف ...
ذا الامر عن ساق اذا
ار الى شدة (۱)

یہی روایت ہے کہ وہ دن کرب و
سختي کا دن ہوگا ' ابن عباس اس
آیت کو یوں بھي پڑھتے تھے کہ
" وہ دن جب ہم ساق کھول دینگے "
یعني بڑي سختي برپا کرینگے '
جب کوئي بات نہایت سخت
ہوجاتي ہے تو اہل عرب کہتے ہیں
" اس بات کي ساق کھل گئي " (۱)

عز بن عبد السلام لکھتے ہیں :

ر مجاز عن مبالغته في
حساب اعدائه و ايقاع م
وخزيهم و مقوبته ،
فان العرب يقولون لكل
من جد في امر و بالغ
فيه : كشف عن
ساقه ' و اصله ان من
جدني عمل من الاعمال '
حرب اوغيرها ' فانه يشمر
ازاره عن ساقه كيلا يعوقه
عن جده و سرعة حركته
فيما جد فيه (۲)

آیت کے معنے مجازي ہیں ' مراد
یہ ہے کہ دشمنان خدا کے محاسبہ
و تذلیل و رسوائي و تعذیب میں
مبالغہ ہوگا ' جب کوئي شخص
کسي کام میں نہایت مبالغے کے ساتھہ
کوشش کرتا ہے تو اہل عرب کہتے
ہیں " اُس نے اپني ساق کھول دي "
اس کي اصلیت یوں ہے کہ جب
کوئي شخص کسي بڑے کام میں
سرگرم ہوتا ہے ' خواہ جنگ ہو یا
کوئي اور کام ہو ' تو ازار کو اوپر چڑھا
لیتا ہے کہ تیزي و سرگرمي کے ساتھہ
جو کام کرنا چاہتا ہے اُس میں حرج واقع نہ ہو (۳)

اس تشریح نے یہ حقیقت بھي واضح کردي کہ حدیث میں
دامن جہاز تے ہوئے چلنے کي نسبت جو وعید وارد ہے کہ : من
جر ازاره بالخيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة (جو شخص غرور
و تکبر سے تہ بند کے دامن جہاز تے ہوے چلیگا قیامت میں خدا
اُس کے جانب ملتفت نہ ہوگا) کا مفہوم اس ممانعت ہي پر
حاوي نہیں ہے کہ تہ بند یا عبائیں یا پاجامے اس قدر نیچے نہ
پہننے چاہئیں کہ موریاں قدم تک کو چھپا لیں اور زمین پر لوٹتي
چلیں ' بلکہ اس کے ساتھہ یہ مدعا بھي مضمر ہے کہ مسلمان کو مغرور
نہ ہونا چاہیے اور نہ فرط غرور سے اُس کے لیے غافل رہنا زیبا ہے '
خدا کتني ہي دولت دے ' کیسي ہي ثروت ملے ' کتني کچھہ منزلت
بلند ہو ' مگر اُس کو ہر حال میں ہوشیار رہنا لازم ہے کہ جب کبھي
اور جہاں کہیں مشکلیں پیش آنے والي ہوں وہ اُن کے حل کرنے
کے لیے پہلے سے آمادہ و مستعد رہے - عہد جاہلیت کے مشہور
سخن سنج (دريد بن الصمه) کے کلام میں یہي مفہوم مخفي ہے :

كميش الازار خارج نصف ساقه -

ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اہل عرب جن کو ارتداد گوارا تھا '
ترک ملک و مال گوارا تھا ' دورہ عمریہ کا مقابلہ گوارا تھا ' مگر تہ بند
کا ٹخنے کے اوپر رکھنا گوارا نہ تھا ' وہ نصف ساق کے تہ بند پہنتے
رہے ہونگے ؟

(٤)

مزید تشریح کے لیے مسئلے کو یوں سمجھنا چاہیے :

(الف) بے شبہہ خدا کے ساق نہیں ہے ' لیکن جنگ کے بھي تو
ساق نہیں ہے ' با این همه اہل عرب کہتے ہیں !

كشفت لهم عن ساقها و بدا من الشر الصراح

(۱) ابن جریر - ص ۲۴
(۲) الاشارة الي الايجاز في بعض انواع المجاز - طبع قسطنطنیه سنه ۱۳۱۳ - ص ۱۹۰

(جنگ نے اُن لوگوں کے روبرو اپني ساق کھول دي اور صاف
و صریح خطرہ نمایاں ہوگیا) -

(ب) خطرے کے دانت بھي نہیں ہوتے ' مگر ادبیات عرب
کا مشہور و معروف شعر ہے :

قوم اذا الشر ابدي نا جذيه لهم
طاروا اليه زرافات و وحدانا

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جہاں خطرے نے اُنہیں اپنے دانت دکھائے
کہ اُس کي جانب دو دو ایک ایک کرکے اُڑ چلے)

(ج) موت کے ناخن بھي تو نہیں ہوتے ' مگر ابو ذویب ہذلي
کہتا ہے :

و اذا المنية انشبت اظفارها
الفيت كل تميمة لا تنفع

موت نے جہاں اپنے ناخن مارے
کہ پھر تم کسي ٹونے ٹوٹکے کو
سود مند نہ پاؤگے -

(د) نرمي و نرم دلي (ذلت) کے بھي تو پر نہیں ہوتے
جسے نیچے لاسکیں یا اوپر اُٹھا سکیں ' مگر اس آیت میں ہے :

و اخفض لهما جناح الذل
من الرحمة

باپ ماں کے لیے مہرباني کے ساتھہ
نرمي و ملایمت کے پر نیچے کر یعني
بچھادو -

(ه) قرآن کے ہات بھي تو نہیں ہیں ' مگر قرآن خود کہہ
رہا ہے :

مصدقاً لما بين يديه

قرآن کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں جو
چیز ہے ' یعني تورات و انجیل جو اُس کے روبرو ہے ' وہ اُس کي
تصدیق کررہا ہے -

(و) کفر بھي تو ہات نہیں رکھتا ' مگر اُس کے تذکرے میں ہے :

ذلك بما قدمت يداك

یہ کیفیت تیرے دونوں ہاتھوں کي
لائي ہوئي ہے -

(ز) عذاب بھي تو کوئي مجسم ہیکل نہیں ہے کہ اُس کے
ہات پاؤں ہوں ' مگر قرآن کا بیان ہے :

انى نذير لكم بين يدى
عذاب شديد

سخت عذاب کے دونوں ہاتھوں کے
بیچ میں پڑنے سے میں تم کو ڈراتا ہوں

(ح) ملکیت رکھنے والوں میں ایسے لوگ بھي ہوسکتے ہیں
جن کے داہنے ہات کٹے ہوں یا سرے سے بنے ہي نہ ہوں ' خدا
یہ سب کچھہ جانتا ہے اور پھر بھي کہتا ہے :

او ما ملكت ايمانكم

یا وہ جن کے مالک تمہارے داہنے ہات
ہوے ہیں -

واقعہ یہ ہے کہ اُردو زبان کے ایک شاعر کے لیے جب یہ ادني
معذرت قابل پذیرائي ہے کہ :

ہرچند ہو مشاہدۂ حق کي گفت و گو
بنتي نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر
مقصد ہے ناز و غمزہ و لے گفت و گو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنۂ و خنجر کہے بغیر

تو اہل نظر کي اس تحقیق پر کیوں نہ لحاظ کیا جائے کہ :

الغرض من هذا انه
قد يعبر بالجوارح
عن معان لا يصح
ان يكون خارجة (۱)

غرض یہ ہے کہ تعبیر کلام میں اعضاي جوارح
کا تذکرہ کرتے ہیں اور اُس سے وہ معاني
مراد لیتے ہیں جن کا اصل مفہوم سے
الگ ہونا درست نہیں (۱)

(لها بقية صالحة)

[۱] کتاب الاشارہ - ص ۱۲۲

مقالات

میں کون ہوں ؟ ؟

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ؟ فتعالی اللہ الملک الحق - لا الہ الا ھو، رب العرش العظیم

(از جناب عبد الغفار صاحب اختر - بی - اے - علیگ)

میں کون ہوں ؟ اور کیوں اس دنیا میں آیا ہوں ؟ کس قدر مشکل سوالات ہیں - مگر جب کبھی مجھے اس جسم خاکی کی غور پرداخت اور اس دو روزہ زندگی کے لیے سامان معیشت کے بہم پہونچانے کی مصروفیتوں سے چند لمحے بھی مہلت کے مل جاتے ہیں تو انہیں سوالات کے حل کرنے کی اُدھیڑ بن میں مصروف ہوجاتا ہوں - اگرچہ ابتداے آفرینش سے لے کر آج تک ان سوالات کا حل مجھسے ممکن نہیں ہوا ' جب تک میں نے اوس رحمان و رحیم اور حکیم و علیم ہستی کے پیغاموں پر ' جس نے مجھے ' اور جو کچھ میرے گرد و پیش ہے ' سب کو پیدا کیا ہے ' اور اس کی حکمت اور اسرار سے خود ہی واقف ہے ' کان نہیں دھرا ' اوس وقت تک میری ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہمیشہ حیرت اور سرگردانی ہی رہا -

لیکن ان پیغاموں کے منزل الی الناس ہونے کا حق ہی مجکو محض اس وجہ سے حاصل ہوا ہے کہ اس حقیقت کے دریافت کرنے کی فطرتی خواہش مجھمیں موجود ہے ' اور میں تا بمقدور ان سوالات کے حل کرنے کی کوشش بھی کرتا رہتا ہوں - میری نظر محدود ہے ' ہو - میں تمام موجودات عالم کے مشاہدہ پر محیط نہیں ہوسکتا ' نہ سہی - یہ شرف میرے لیے کیا کم ہے کہ تمام جمادات و نباتات اور کم درجہ کے حیوانات کے مقابل میں صرف میں ہی ایسی قوت کا مالک ہوں کہ اپنے نفس اور اپنے گرد و پیش کی اشیاء کے تعلقات پر غور کرسکوں ' اور سلسلۂ علل کی موجودگی کے احساس سے ایک علۃ العلل تک سراغ لے جاؤں - یہ اسی قوت کا کرشمہ ہے کہ میں اس لائق سمجھا گیا ہوں کہ میری ہستی کے بعض رموز کا مجھپر انکشاف کیا جائے -

مشہور ہے کہ کسی بستی کے بسنے والوں نے ان سوالات کو بلا امداد انکشافات الہامی کے ' حل کرنے کی مستقل کوشش کی تھی ' اور معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی حد تک کامیابی کی طرف بڑھے بھی تھے ' مگر افواہاً یہ سنا گیا ہے کہ وہ خطہ ہی غرقاب کردیا گیا - یہ قصہ خواہ غلط ہو یا صحیح ' مجھے اس سے چنداں بحث نہیں ' کیونکہ بعض روایات کی ترویج کا منشا ہی یہ ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے تمثیلی طور پر حقیقی امور پیش کیے جائیں - غرض اس سے کہ وہ روایات واقعے کے صحیح بیانات پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں ' کوئی خاص خطہ غرقاب ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ' اس روایت سے اتنا نتیجہ تو ضرور نکلتا ہے کہ یہ معما وہاں والوں سے ابھی حل نہیں ہوسکا تھا کہ وہ لوگ فنا ہوگئے ' جنھوں نے اس کی تحقیقات کی طرف اقدام کیا تھا - یہ سعادت ایک ریگستانی جزیرہ نما کے باشندوں کی قسمت میں لکھی تھی کہ جن رموز کو انسانی تحقیقات حل کرنے سے عاجز رہی ان کا انکشاف الہامی طور پر وہاں کے باشندوں پر اونہیں کی زمین میں کیا جائے ' اور وہاں سے دنیا بھر میں پھیل جائے -

جو قومیں اپنی ذہنی قوتوں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرتی ہیں ' جو تخلیق کی حقیقی اور علت غائی کے دریافت کرنے کے لیے صرف اپنے ہی ذہنی مکاشفات پر بھروسہ کرلیتی ہیں اور اضطراری طور پر خالق کائنات کے فیضان رحمانیت کی محتاج نہیں ہوتیں ' وہ الہامی انکشافات کے مورد اور منزل علیہ ہونے کی حقدار نہیں ہیں -

نیچر جب خالق نیچر سے جدا کرلی جاتی ہے تو وہ تنگ نظر اور حاسد ہوجاتی ہے ' اپنے رموز کے کنز مخفی کو کھلی دنیا میں نکالنے والوں سے دست و گریباں ہوجاتی ہے ' اور ہر قدم پر یہ کہتی ہے کہ : ان رموز کا جو حصہ تمہارے فہم و ادراک کے اندر آ بھی سکتا ہے اوسے بھی الہامات ربانی کی مدد سے دریافت کرو ' اپنی قوت پر صرف وہیں تک بھروسہ کرو جہاں تک کہ تمہارا حق ہے ' کیونکہ تمہارا کتم عدم سے عرصہ وجود میں آنا اور پھر فنا ہوجانا یہ اسے رازوں پر مشتمل نہیں ہے جنھیں تمہارا محدود ذہن دریافت کرسکے -

دنیا میں کس قدر بیشمار قومیں گزریں جن کی ترقی کے اسباب وہی تھے جن سے بعد کو اون کے تنزل کے سامان پیدا ہوگئے ' اُنکا یہ دعوے دھرا ہی رہ گیا کہ ہم اون رموز سے واقف ہوگئے ہیں جو اس عالم کون و فساد میں ترقی اور تنزل کے اسباب عادیہ قرار دیے جاسکتے ہیں - جب میں ان نمایشوں کو چشم عبرت سے دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار خاقانی ہند کے یہ پر معنی الفاظ یاد آتے ہیں :

موت نے کردیا ناچار وگرنہ انساں
ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

اللہ اکبر ! انسان کے غرور نفس کو شکست دینے کے لیے کیا کیا سامان مہیا کیے گئے ہیں ؟ اور انسانی کمزوریوں کی کس قدر نمایاں نشانیاں موجود ہیں ؟ چشم عبرت وا کرنے کی دیر ہے - بازیگر قدرت انسان کو فاعل مختار کا نام نہاد تمغا دے کر ' اوسے جد و جہد پر مکلف کرکے ' اوس کی محدود قوتوں کا تماشا دنیا کو دکھاتا ہے ' لیکن آخر میں اپنے ہی زبردست اور معجزنما ہاتھوں سے ہر کام کو انجام دے کر تعز من تشاء و تذل من تشاء ' بیدک الخیر ' انک علی کل شیء قدیر کی حقیقت کا اعتراف کرنے پر انسان کو مجبور کردیتا ہے - انسان خود بینی سے اپنی ذات پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے ' اور بزعم خود یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اوسے نیچر کے رموز سے پردہ اوٹھانے کی قوت عطا کی گئی ہے - لیکن جس قدر وہ اس کوشش میں سرگرم ہوتا ہے اوسی قدر زیادہ حیرت ' استعجاب ' گم شدگی ' اور وارفتگی کے دریاے ناپیدا کنار میں غوطے لگاتا ہے -

چه شبم نشستہ دراں سیر گم
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

تحقیق اور تدقیق میں عمریں گذر جاتی ہیں اور اس حقیقت کا ایک شمہ بھی دریافت نہیں ہوتا ' جس کا شوق اور تپاک فطرت انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے - لیکن اس عجز اور درماندگی سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہوں ' اور اپنی تخلیق کی علت غائی کو فوت ہوجانے دوں - مجھے اس عجز اور درماندگی میں بھی ایک نتیجہ خیز رمز کا پتہ چلتا ہے - میں اپنے خیال کی ' باز جرد اس قدر آزادی اور وسعت کے ' کائنات پر محیط ہونے سے عاجز پاتا ہوں - کیا یہ کائنات کی زبردست وسعت کا ثبوت نہیں ہے ؟ کیا یہ زبردست وسعت اس امر کی شہادت نہیں دیتی کہ میری تخلیق کی علت غائی مسلسل ترقی پر ہے ؟ کیا اس سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس وسیع اور پر از اسرار کائنات کا باکمال صانع کس قدر لامتناہی قوت و حکمت کا مالک ہے ؟

خود اس امر کا احساس میرے خیال کو ' جو تحقیق اور تدقیق ' استدلال اور استقراء کی پر پیچ وادیوں میں ' پڑا بھٹک رہا تھا ' صراط مستقیم کی طرف کھینچتا ہے ' اور میرے دیدۂ دل کے سامنے سے شبہات اور اوہام کی غلیظ و کثیف ظلمت کو دور کرکے اوس پر ایمان اور اعتقاد کے نور کو طالع کرتا ہے ' جس پر نگاہ ڈالتے ہی میرے دل کو سرور اور اطمینان حاصل ہوجاتا ہے ' کیونکہ ایک لامتناہی قوت ' اور کیسی لامتناہی قوت ' جو صرف لا انتہا قوت ہی نہیں بلکہ لا انتہا حکمت و علم ' عدل و محبت کا منبع اور مخزن ہے ' میرا مبدء اور مرجع معلوم ہوتی ہے - ایسے زبردست تعلق کا ادراک میرے لیے اپنی ذاتی کمزوری اور بے بسی کے احساس سے مل کر بے حد طمانینت بخش اور تسلی دہ معلوم ہوتا ہے ' اس خیال کے پیدا ہوتے ہی میں اپنے آپ کو کہیں سے کہیں پہونچتا ہوا دیکھتا ہوں ' اور خود بخود تسلی پا جاتا ہوں -

میں کون ہوں ؟ میں وہ ہوں جس کے لیے کائنات کا ہر ذرہ اپنا اپنا مقرر کردہ کام انجام دے رہا ہے ' اور اس طور پر وہ خدمتیں بجالاتا ہے جن کے لیے وہ مامور ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے آفتاب ہر صبح کو ' اپنا جہاں آرا جلوہ دکھا کر ' نور کے بقعے چھوڑتا ہوا ' دنیا کو گرم کرتا ' غلے اور پھلوں اور میووں کے درختوں کو اوگاتا ' اون کے اثمار کو پکاتا ' میری آنکھوں کو کھولتا ' میرے ہاتھ پاؤں میں چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے ' اور مجھے وقت کی شناخت سے بہرہ مند کرکے اوس کی قدر کرنا سکھاتا اور کام میں لگاتا ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے باد صبا کے خوش گوار جھونکے اٹکھیلیوں سے چلتے ' ہرے بھرے چمن کو شاداب کرکے میرے قلب کو مسرت اور میرے دماغ کو فرحت بخشتے ہیں -

میں وہ ہوں جس کے لیے شام کا سازگار اور رات کا مائل سیاہی آسمان کبھی ستاروں کی جھلملاہٹ اور کبھی شفاف اور تھرکتی چاندنی کے ذریعہ سے خاموش لوریاں سنا کر اور نامعلوم تھپکیاں دیکر آرام دینے والی نیند کو بلاتا اور میرے قوی کو جو دن بھر کی محنت سے مضمحل ہوگئے ہیں از سر نو تازگی بخشتا ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے مادہ حیات سے لدا ہوا ابر آسمان پر لڑھکتا ہے ' اور جاں بخش قطرات کی صورت میں زمین پر نازل ہوکر چپے چپے کو سیراب اور شاداب کرتا ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے خیال کی وسیع تفرج گاہیں کھلی ہوئی ہیں - میں وہ ہوں جسکا دل و دماغ انعکاس انوار علوم و جذبات کا آئینہ ہے - میں وہ ہوں جس نے آغوش مادر میں تربیت پائی ہے - میں وہ ہوں جس کے ذرا سے اضطراب پر بہت سے دل بے چین ہوجاتے ہیں - میں وہ ہوں جس کے رنج و راحت میں شریک ہونے کے لیے میرا ایک دلفریب ہم جنس اپنی بیش بہا زندگی وقف کردیتا ہے ' اور اپنے شیریں کلام اور متبسم چہرے سے میری تمام کلفتیں دور کردیتا ' اور میری تمام مصیبتوں کو راحت سے بدل دیتا ہے -

لیکن آہ ! وہ بھی تو میں ہی ہوں جس کی حالت کو ایک لحظہ قیام نہیں ' اور جس کی صورت نوعیہ جلد فنا ہوجانے والی ہے - جو ڈھلی اور تن آسانی کے گڑھے میں گر کر تمام روشنیوں سے محروم ہوجاتا ہے ' جو غفلت کے خواب گراں میں پڑکر موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے ' جس کے غنچہ مراد کو جب یاس کی باد سموم پژمردہ کردیتی ہے تو پھر تمام عالم کی بہاریں اور کائنات کی فضائیں اوسے شگفتہ نہیں کرسکتیں ' جس کے درد اور مصیبت کی راتیں کاٹے نہیں کٹتیں ' کروٹیں لیتے لیتے دونوں پہلو دکھنے لگتے ہیں ' جو قحط اور خشک سالی کی مصیبتیں جھیلتا اور اک ایک دانے اور برس برس کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دیتا ہے ' جس کو حسد ' بغض ' تعصب کا تنگ و تاریک قید خانہ ' اپنی محدود جار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیتا ' جو جہل کی تاریکی میں کھٹ رہا ہے ' جس کے لیے لحد کا تنگ غار انتظار کررہا ہے ' جس کی اذیتوں سے لوگ مسرت پاتے ہیں ' جس کے ستانے کو لوگ تلے ہوئے ہیں ' جس کی حسرتوں کا فریب اور دغا کے خنجر سے خون کیا جاتا ہے -

آہ ! باری تعالی کی بیشمار مخلوق گرد و پیش ہے ' مگر میں اپنی قسمت کو سب سے زیادہ سخت دیکھتا ہوں - میرا ہی امتحان کیوں اس قدر سخت مشکل ہے ؟ مجھ ہی پر کیوں یہ ساری بلائیں نازل ہیں ؟ میں ہی کیوں تیر حوادث کا نشانہ ہوں ؟ میرے گرد و پیش ہماری بھرکم جمادات بھی ہیں ' اور سحاب صفت متحرک ہوا بھی ' دل لبھانے والی پھول پتیاں بھی ہیں ' اچکنے والی ڈالیاں بھی ' اور ڈالیوں پر نغمہ سرائی کرنے والے پرند بھی ہیں ' سبزے سے لہلہاتے ہوئے میدان بھی ہیں ' ہرے بھرے جنگل بھی اور اون میں اٹکھیلیاں کرنے والے چرند بھی ہیں ' اون بن سے بہنے والے دریا بھی ہیں اور لڑکھاتے ہوئے نالے بھی - غرض کہ صنف صنف کی مخلوقات موجود ہے ' لیکن میری برابر کوئی مورد آلام نہیں -

میں سمجھ گیا - وہی قوت جو مجھے اپنی حقیقت دریافت کرنے کی طرف مائل کرتی ہے ' میری ان تمام مصیبتوں کی جڑ ہے - یہ سارے کرشمے اسی کے ہیں ' اور یہ سب زحمتیں اسی کے بدولت ہیں - آہ ! اے عقل ! اے کمبخت عقل انسانی ! تجھکو موت نہیں - انسان نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو اوس کے پیچھے پڑگئی ہے ؟ اور اوسکو ظلم و معدلت اور رنج و راحت کا امتیاز سکھاکر مورد آلام مصائب بنا رہی ہے ؟

" خاموش ! اے گستاخ بندے ' تیری اس یاوہ گوئی سے ملاء اعلی کے بیوروں پر بل پڑنے لگا - تجھپر فرشتے لعنت کررہے ہیں ' سن وہ کیا کہتے ہیں - کان لگاکر سن - وہ کہتے ہیں کہ " اس ناشکر کو رب الارباب کی درگاہ سے وہ نعمت عطا ہوئی جس سے یہ اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ فی الارض کہلانے کا مستحق ہوا ' اور ہم پر اسے ترجیح دیگئی ' ہم کو انی اعلم ما لا تعلمون

کي توبیخ سہني پڑي ' اور یہ کم بخت اوسي نعمت کو مصیبت اور اوسي رحمت کو زحمت سے تعبیر کرتا ہے -

ہاں ! اگر تو اپنے - الک کي عطا کي ہوئي نعمت کو عدم استعمال اور کاہلي سے کھو بیٹھے گا ' اگر تو اپني قوتوں کو صحیح اعتدال اور امتزاج کے ساتھہ کام میں نہ لائیگا ' اگر تیري ہمت بلند نہ ہوگي ' اگر تو بزدلي کے ساتھہ دنیا میں اپنے فرائض کے انجام دینے سے جي چرائیگا ' اگر تو تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو محض اپنے پروردگار کے لیے ' جس نے تجھے دنیا میں چند روز رہکر کام کرنے اور اپنے هي طرف انجام کار واپس بلا لینے کے لیے بھیجا ہے ' جھیلنے سے دم چرالے گا - اگر تو فاني آلام اور چند روزہ مصائب کے مقابلہ کے لیے اپنے قلب کو آہنیں بنا کر نہ تھکنے والے عزم اور استقلال کے ساتھہ ترقي اور نجات کے لیے جو تیري آفرینش کا مدعا اور مقصود ہے ' محنت اور سعي کرنا اور نتیجہ کو رب العلمین کي ضمانت میں دیدینا اپنا شعار نہ بنا لیگا - ہاں ! اگر تو خلافت الہي کي پوري شان اپني ہستي میں نہ پیدا کریگا ' تو کوئي وجہ نہیں کہ تجھے ہم پر جو ارس احکم الحاکمین کي بے چوں و چرا فرماں برداري کرنے والي ہستیاں ہیں ' فوقیت اور برتري کا حق دیا جاے -

کوئي دم گزرتا ہے کہ نیچر کي ارنہیں مہیب طاقتوں کے ذریعہ سے جن پر تو حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے ' امر الہي تجھکو ہلاک اور فنا کر دے - اس بات پر غرہ نہ کر کہ تجھے دنیا میں مہلت دیگئي ہے ' اس لیے کہ یہاں تو کامل انصاف ہوتا ہے ' اگر تو دنیاوي طاقتوں پر حکمراني کرنے کي قابلیت رکھتا ہے تو وہ ضرور تیرے لیے مطیع و منقاد بنادي جائینگي - لیکن تیري ہستي ابدي سعادت کے لیے موزوں اور مناسب بنائي گئي ہے ' اور تو دنیا و آخرت دونوں میں فائز المرام ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے - پس اگر تو اپني سعادت کو نہیں حاصل کر سکتا تو تیري ہستي کي بقا نا ممکن ہے "

اِس آواز کے کانوں میں پڑتے هي میري نگاہیں بے اختیار اوٹھکر نیچر کي مہیب اور خوفناک قوتوں پر پڑتي ہیں - اون کي غضب آلود نگاہوں سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک اشارے کي منتظر ہیں کہ مجھپر ٹوٹ پڑیں اور میرے ٹکڑے اڑا دیں - میرا کلیجہ خوف سے کانپنے لگتا ہے اور میں خداوند قدیر سے پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں -

سروش غیبي میرے کانوں میں پھر یہي سوالات ڈالتا ہے کہ میں کون ہوں اور کیوں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں ؟ میں غور کرتا ہوں مگر اس کے حل سے اپنے آپ کو معذور پاتا ہوں - میں پھر غور کرتا ہوں اور میرا مضطر اور بیقرار دل خداوند قدیر کي طرف بے اختیار مجھے رجوع کر دیتا ہے - اب میرے کان میں نہایت شاندار اور فصیح لہجے میں یہ آوازیں گونجتي ہیں :

" اے نا چیز اور بے حقیقت بندے ! تیري نجات اپنے هي نفس کي معرفت پر منحصر ہے ' کیونکہ اسي سے تو اپنے پروردگار کو پہچان سکتا ہے - تو محض ایک بے حقیقت شے سے بتدریج ترقي کرکے دل و دماغ ' خیال و زبان ' ہاتھہ پاؤں ' آنکھہ ' ناک ' کان والا ہوا اور اس درجہ تک پہونچا کہ اب کائنات پر حکومت کرتا ہے ' لیکن یہ حکومت تیري اوسي وقت تک ہے جب تک تو اپني نوعي حالت کي تکمیل میں کوشاں رہے ' اون ما بہ الامتیاز قوتوں کو جو تیرے اقتدار کا باعث ہیں تلف نہ ہونے دے ' سب سے زیادہ یہ کہ تو اپني تخلیق کے منشاء کو سمجھے ' اور یہ خیال کرے کہ اس منتظم اور مربوط کائنات میں جہاں هر شے کي ایک علت غائي پائي جاتي ہے - جب ساري کائنات تیرے لیے وجود پذیر ہوئي ہے ' اور تجھہ میں یہ شعور موجود ہے کہ اپني حقیقت پر غور کرسکے ' تو اس ادراک کا کوئي سبب تو ضرور ہوگا اور تیري ہستي مع اس ادراک کے آخر کسي کے لیے ہوگي -

جبکہ تو دیکھتا ہے کہ اسي ادراک کے باعث دنیا و ما فیہا تیري کامل تسلي اور راحت کے لیے کافي نہیں ہیں تو اس سے ماورا کوئي شے ضرور تیرے لیے محل تسکین ہوگي -

یاد رکھہ ! کہ تو خاص خدا کے لیے ہے - تیرا مرنا ' تیرا جینا تیرا سونا ' تیرا جاگنا ' تیرا چلنا ' تیرا پھرنا ' تیرا اُٹھنا ' تیرا بیٹھنا غرض کہ تیرے سارے کام اوسي قادر ذوالجلال کے لیے هونے چاہیئں جو تیري تمام طاقتوں کا سہارا ' تیرے سارے علوم و جذبات کا مبدء ' منبع اور مرجع الیہ ہے - جسپر تو کامل بھروسہ کر سکتا ہے اور جس کے اندر تیري روح تسلي پاسکتي ہے "

یہ پر معني آواز سنتے هي مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئي بھولي ہوئي باتیں یاد دلاتا ہے اور میرے دل سے ہیبت اور خوف کا اثر زائل ہو جاتا ہے - میں سوچتا ہوں کہ کیا یہي وہ خداوندي پیغام ہے جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے پہونچایا جاتا ہے میرا دل گواہي دیتا ہے کہ بیشک یہ وہي پیغام ہے -

اس یقین کے پیدا ہوتے هي لازوال امید اور ابدي راحت مسکراتي ہوئي سامنے آجاتي ہیں ' اور غیر فاني کامیابي ایک پري تمثال نازنیں کي صورت میں نمودار ہوکر گوشۂ چشم سے مجھے اپني طرف بلاتي ہے - محبت بھري نظروں سے میري طرف دیکھتي اور تبسم کرتي ہے ' اور جس قدر میں آگے بڑھتا ہوں اوسي قدر وہ بھي میري طرف کو بڑھتي ہے - یہاں تک کہ اپنا اعجاز بھرا ہاتھہ میرے سینے پر رکھتي ہے ' اور طلسمي آواز سے کہتي ہے کہ " تیرے ایمان اور استقلال نے مجھے تیري کنیزي کي عزت بخش دي ہے "

آہ ! اس دلفریب آواز کا کان میں پڑنا اور ان نازک ہاتھوں کا دھڑکتے هوے دل پر رکھا جانا غضب ہے - مجھپر فرط حیرت سے عالم بیخودي طاري ہو جاتا ہے ' اور میں مبہوت ہوکر آنکھیں بند کر لیتا ہوں - چشم زدن میں در محبت بھرے ہاتھہ میرے دونوں شانوں کو ہلاتے هوے معلوم ہوتے ہیں - میري آنکھیں کھل جاتي ہیں - کیا دیکھتا ہوں کہ وہي نیچر کي طاقتیں جو ابھي غضب آلود نگاہوں سے مجھے دیکھہ رہي تھیں میرے سامنے سر بسجود ہیں - امید و راحت میرے بازوؤں کو سہارا دیے کھڑي ہیں - غیر فاني کامیابي کا ہاتھہ میرے سینے پر ہے ' اور وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے میرے سامنے کھڑي ہے :

کیمیائیست عجب معرفت در گہ یار
خاک ار گشتم و چندیں در جا تم دادند

الہلال کی ایجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

منتخبات علميه

علم هيئت کا ايک صفحه

کائنات الجو

(از: مرزا محمد عسکري - بي - اے - لکهنوي)

جو ارض اور جو شمسي کا مقابله اور انکے متعلق جديد تحقيقات

يه سن کے اکثر لوگوں کو تعجب هوگا، مگر محققين کا قول هے، که هم کو به نسبت خود اپنے جو کے آفتاب کے جو کا حال زياده معلوم هے، اگر اس کا تصفيه آساني سے هو سکے که قرص آفتاب کي قلمرو کهاں تک هے، اور اس کا حلقه کهاں سے شروع هوتا هے؟ جو شمسي ميں متعدد غازوں کا جو ايک عظيم الشان تلاطم اور تموج برپا رهتا هے، اس کا صرف مشاهده هي ممکن نهيں، بلکه اس کا رقبه اور اس کي سرعت رفتار بهي هم آساني سے بتا سکتے هيں، اور کچهه عرصه سے ان غازوں کے افعال و خواص، اور ان کا اپس ميں تناسب بهي هم پر منکشف هوگيا هے -

تحليل شمسي اور آله " اسپکٹر اسکوپ "

شعاع شمسي کي تحليل " اسپکٹر اسکوپ " کے ذريعه سے هوتي هے، جو علم الهيئت (فزکس) کا ايک بهت مشهور اور متداول آله هے - اس کے تجارب سے ثابت هوجاتا هے که اگر آفتاب محض ايک قرص نوري هوتا اور اس کے چاروں طرف غازوں کا کوئي حلقه نهوتا، جيسا که هماري زمين کے چاروں طرف هے، تو هم کو اس کي شعاع آلهٔ مذکور کے اندر سے اس طرح نظر آتي، جيسے قوس قزح کے مختلف رنگوں کي ايک ناهموار پٹي هوتي هے،

مگر در اصل ايسا نهيں هے - مختلف الوان قوسي کے علاوه کچهه سياه اور دهاري دار خطوط بهي جا بجا اس روشني ميں ملے جلے نظر آتے هيں، اس سے صاف نتيجه نکلتا هے که کچهه خارجي اشيا بطور ايک حجاب کے همارے اور آفتاب کے درميان حائل هيں -

اب اگر هم بعض ديگر اشيا کي روشني بهي اسي طرح اس آله کے ذريعه سے ديکهيں، تو اس ميں بهي بعينه ويسے هي خطوط هم کو نظر آئينگے - اس سے معلوم هوا که وه غاز جو آفتاب کو گهيرے هوے هيں، اور يه چيزيں، دونوں ايک هي تهيں -

اس آله کے ذريعه سے هم ان غازوں کا درجهٔ حرارت اور وزن بهي بخوبي دريافت کر سکتے هيں -

مذکورهٔ بالا تجربه کے علاوه جديد طرق عکاسي کے ذريعه آفتاب کي مختلف تصويروں بهي مختلف قسم کي مخصوص روشنيوں ميں لي گئي هيں، جن سے عجيب عجيب انکشاف هوے هيں - آفتاب کي شعاعوں ميں ايک خاص قسم کي روشني شامل هے جسکو سالينس کي اصطلاح ميں " کاشيم " کي روشني کهتے هيں - فرض کرو که ايک عکسي پليٹ پر سواے " کاشيم " کے اور کسي قسم کي روشني نه ڈالي جاے اور اسي شيشه سے آفتاب کا فوٹو ليا جاے تو يه فوٹو خاص " کاشيم " کي شعاعوں کا کها جائيگا -

اس اصول پر پروفيسر (هيلي) نے (جو رصدگاه شمسي واقع مانٹ ولسن [امريکا] کے ايک مشهور استاد علم هيئت هيں) ايک آله ايجاد کيا هے جسکا نام " اسپکٹرو هليوگراف " رکها هے - اسکے ذريعه آفتاب کي مختلف تصويريں، جديد طريق عکاسي کے بموجب صرف ايک هي روشني ميں مثلاً " کاشيم " " هايدروجن " يا " کاربن " وغيره کي روشني ميں لي گئي هيں، جن ميں قرص کے چاروں طرف خاص رنگوں کے حلقے نظر آتے هيں -

جو ارضي

يه عجيب بات هے که خود اپنے گهر کا حال به نسبت پرائے گهر کے هم بهت کم جانتے هيں، يعني زمين کے جو کے متعلق همارا علم اوتنا وسيع اور زير مشاهده و استقرا نهيں، جتنا که جو شمسي کے متعلق هے - گو هوا کے دو مشهور جزو " اکسيجن " اور " نائٹروجن " ايک عرصه دراز سے همکو معلوم هيں، ليکن تيسرا جزو " آرگن " جسکے کاشف سائنس کے فاضل اجل لارڈ (ريلے) اور سر (وليم ريمسے) هيں، اور جسکي مقدار هوا ميں آبخرهٔ مائيه سے کسي طرح کم نهيں، ابهي پورے بيس برس بهي نهيں هوے که دريافت هوا هے -

يهي حال غاز " هليوم " کا بهي هے جو " آرگن " کے بهت بعد دريافت هوا - مگر اس کا وجود آفتاب ميں بهت پيشتر سے معلوم تها -

" هليوم " کے بعد البته بهت سے نئے غازوں کا پته لگا، مثلاً

(۱) " نيون " منکشفه پروفيسر رامسے جسکا ثقل مابين " هليوم " اور " آرگن " کے هے - يعني " هليوم " سے زياده بهاري اور " آرگن " سے زياده هلکي - (۲) " کرپٹن " (۳) " زينن "

اگر " آرگن " بوجه قابل مقدار (سو حصوں ميں ايک حصه) ابتک ناپيد رهي، تو نمبر (۲) و (۳) به سبب اپني انتهائي لطافت و رقت کے پردهٔ راز ميں مخفي تهيں - نمبر (۲) هوا کے دس لاکهه حصوں ميں سے ايک حصه، اور نمبر (۳) اس سے بهي بيس گني زياده لطيف و رقيق هے - يعني ۲ - کروڑ حصوں ميں صرف ايک حصه هے !!

هوا کي بلندي سمندر کي سطح سے ايک سو اسي ميل تسليم کي گئي هے - يعني اتني فاصلے تک ايسے طبيعي مناظر نظر آتے هيں جن کے واسطے هوا کي موجودگي کي ضرورت هے -

مثلاً قطب شمالي کا وه عجيب منظر جو " اوروراريوريلس " (شفق شمالي) کے نام سے مشهور هے، اور ممالک قطبيه شمالي ميں اکثر رات کے وقت نظر آتا هے حکما اس کا سبب تموجات برقيه بتاتے هيں - اس منظر کي کيفيت يه هے که ممالک مذکوره ميں بعض اوقات افق شمال سے روشني کي دهاريان آسمان ميں سمت الراس تک کهينچي هوئي نظر آتي هيں - معلوم هوتا هے که لاکهوں شهاب ثاقب ٹوٹ رهے هيں - کبهي يه دلکش طلسمي نظاره بصورت قوسي مشرق سے مغرب تک، اور کبهي متموج شعاعوں ميں بهي جلوه گر هوتا هے اس کا رنگ هلکے نارنجي سے ليکر گهرے سرخ تک هوتا هے - جب يهي مناظر قطب جنوبي ميں نظر آتے هيں تو شفق ان کو جنوبي (اوروراآسٹراليس) کهتے هيں -

شہاب ثاقب جنکا سبب اصلی بعض اجزاے مادي کا ہوا کے ستھہ تصادم ہے ۱۲۵- میل سے زیادہ ارتفاع پر نظر نہیں آتے ' مگر یہ ارتفاع خواہ ۱۸۰ - میل ہو یا ۱۲۵ - میل ' یہ امر کسي طرح متحقق نہیں ہوسکتا کہ اوپر کے طبقوں میں ہوا کي ترکیب و امتزاج کس قسم کا ہے ؟ ابر کي انتہائي بلندي صرف ۱۰ - میل ہے اور کوہ عبارے اس سے کہیں زیادہ بلند یعنے ۱۹ - میل تک جاسکتے ہیں' مگر انکي اوسط پرواز ۷ - میل سے زیادہ نہیں کہي جاسکتي - پس اس سے زیادہ بلندي پر مشاہدہ اور تجربہ کا کچھہ دسترس نہیں چل سکتا ' اور ہماري معلومات ان طبقات بالاے کي نسبت اگر کچھہ نہیں تو زیادہ سے زیادہ وقیع قیاسات کہي جاسکتي ہیں -

البتہ - میل کے ارتفاع پر جو امر تجربہ میں آگئے ہیں وہ یہ ہیں کہ بخارات مائیہ وہاں کا لعدم ہیں اور درجۂ حرارت جو زمین سے تدریجا کم ہوتا جاتا ہے وہاں پہنچکر قائم ہوجاتا ہے - یا ایک معتدبہ فاصلہ تک برابر قائم رہتا ہے - درجۂ حرارت مقامات مذکورہ میں ۵۵ - (مقیاس سنٹگریڈ) نقطۂ انجماد کے نیچے ہے - مقامات مذکورہ تک ہوا میں بسبب حرارت آفتاب اور نیز بسبب زمین کي حرکت دوري کے ' برابر تموج اور تلاطم ملتا ہے' جس کي وجہ سے مختلف غازوں کي ترکیب و امتزاج میں کوئي فرق نہیں پڑنے پاتا - وہ آپس میں خوب ملي جلي رہتي ہیں ' مگر اس سے بلندي پر کمي حرارت یا شدت برودت کي وجہ سے اون بالائي اور زیریں تموجات کا پتہ کہیں نہیں چلتا ' جو نیچے کي ہوا میں امتزاج کے باعث ہوتے ہیں - لہذا حکما کا قیاس ہے کہ زیادہ بلندي پر یہ امتزاج ایسا نہیں ہے جیسا کہ سطح زمین کے قریب ہے ' بلکہ وہاں مختلف غاز محض اپنے ثقل متناسبہ کے اعتبار سے تہ بر تہ قائم ہیں - جیسا کہ ہم ایک ظرف میں تیل ' پاني اور پارہ ملاکر اور خوب ہلاکر چھوڑدیں ' تو تھوڑي ہي دیر میں یہ تینوں چیزیں اپني اپني جگہ پر تلے اوپر قائم ہوجائینگي -

پس اسي طرح قیاس کیا جاتا ہے کہ اعلی طبقوں میں ایک خالص تہ " ہایڈروجن " کي محیط ہے' جسکے اوپر " ہلیوم " ہے - گذشتہ سال پروفیسر (ریچنر) نے طبقہ " ہایڈروجن " کي موجودگي کي نسبت بحث کرتے ہوے بہت معقول ثبوت پیش کیے تھے' اور فاصلہ تقریبا ۷۰ - میل بتایا تھا - یہ بھي کہا تھا کہ زبردست قراین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے زائد بلندي پر ایک اور غاز کا پتہ چلتا ہے جسکا نام " جیوکارونیم " ہے اور جو " ہایڈروجن " سے کہیں زیادہ ہلکي ہے -

یہ غاز آفتاب میں ایک عرصے سے دریافت ہوچکي ہے' مگر زمین پر ابھي اسکا کہیں پتہ نہیں - پروفیسر ناسینی البتہ خوش ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے اس کي جھلک اتلي کے کسي آتش فشاں پہاڑ میں دیکھہ لي تھي ' مگر عام نظروں سے یہ نارک اندام پري ابتک غائب ' اور عام سطح سے ابتک دور ہي دور رہتي ہے -

مگر ایک بڑا نقص ہمارے معلومات متعلقہ جوّ شمسي میں یہ ہے کہ ہمکو اوس کي وسعت کا حال مطلق معلوم نہیں ' اور نہ کسي موجودہ آلہ کي مدد سے معلوم ہونے کي کوئي امید ہے - ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرص کہانتک ہے ' اور جو اس قدر ہے ؟ بلکہ اگر حکیم (آغست اشمٹ) کا قول تسلیم کیا جاے تو ماننا پڑتا ہے کہ قرص کوئي شے ہي نہیں ' محض ایک مرئي دھوکا ہے - اگر یہ تھیوري صحیح ہے تو اسکي دریافت کا سہرا مرحوم (غالب) کے سر ہے جو پہلے ہي کہہ گیا ہے :

ہیں ستارے کچھہ ' نظر آتے ہیں کچھہ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا !

مسئلہ وحظ

" حظ و کرب " یا " لذت و الم " ؟

(۱)

(مسٹر عبد الماجد بي - اے - از لکھنؤ)

۶ - اگست کے پرچہ میں جناب نے پھر حظ وکرب کے مسئلہ کو چھیڑا ہے ' اور اس سلسلہ میں وضع اصطلاحات علمیہ کے متعلق کچھہ علم مواعظ بھي ارشاد فرمائے ہیں جو باعث صد مشکوري ہیں - یہ شاید عام دستور ہے کہ مدعي کو آخري جواب کا حق حاصل ہوتا ہے ' پس اگر میں اس عام قاعدہ سے فایدہ اٹھاکر جناب کے ارشادات کے متعلق دوبارہ کچھہ گذارش کروں تو غالبا اپنے حدود سے تجاوز کرنے کا مجرم نہ قرار پاؤں گا -

میں جواب و جواب الجواب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کرکے اس مسئلہ کي مناظرانہ حیثیت نہیں پیدا کرني چاہتا ' تاہم چونکہ میرے نزدیک ایک علمي سوال کے حل کرنے میں جناب کو بعض غلط فہمیاں ہورہي ہیں ' میں ان کا اظہار اپنے اوپر فرض جانتا ہوں ' علی الخصوص اس حالت میں کہ اس کا تعلق براہ راست مجھہ سے بھي ہے -

جناب کا یہ ارشاد نہایت ہي صحیح ' اور ایک نا قابل انکار حقیقت پر مبني ہے کہ میں مثنوي زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھہ رہا ہوں - لیکن غالبا بیجا نہ ہو' اگر میں بھي ایک مساري درجہ کا مبني علی الحقیقت دعوی جناب کے گوش گذار کردوں ' اور وہ یہ ہے کہ میں عربي میں نہیں بلکہ اردو میں کتاب لکھہ رہا ہوں ' اور اسلیے مجھے یہ بار بار یاد دلانا کہ " عربي زبان و علوم میں لذت و الم بعینہ اُسي پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے' جسکا میں متلاشي ہوں " مجھے ایک قطعي غیر متعلق بحث چھیڑدینے کي ترغیب دینا ہے -

سوال یہ ' اور صرف یہ ہے ' کہ (Pleasure) اور (Pain) کا صحیح ترمفہوم اردو میں کون سے الفاظ ادا کرتے ہیں ؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم - اور میرا خیال ہے کہ حظ وکرب ' آپ اپنے دعوی پر عربي لغت سے حجت لاتے ہیں ' اور میں اپنے تائید میں اردو محاورہ و لغت کو پیش کرتا ہوں - آپ اردو لغات سے استشہاد کرنے پر اظہار افسوس کرتے ہیں ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ افسوس ناک یہ امر ہے کہ خود اردو بولنے والے اردو الفاظ کي تحقیق کے لیے عربی لغات کي جانب رجوع کریں - آپ حیرت سے فرمائینگے ' کہ حظ وکرب اور خاص عربی الفاظ ہیں ' انہیں اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ لیکن عرض یہ ہے کہ جس وقت یہ اردو عبارت میں استعمال کیے جارہے ہیں ' وہ یقینا اردو ہیں ورنہ اگر آپ کے اس اصول کو وسعت دي جاے ' کہ ہر اردو لفظ کي تحقیق ' اُس زبان کے لغت سے کرني چاہیے ' جس سے وہ آیا ہے ' تو اردو کے پاس باقي ہي کیا رہ جاتا ہے ؟

اصل مسئلہ ختم ہوگیا ' رہا یہ سوال کہ اہل فارس ' لذت و حظ کو مرادف سمجھتے ہیں یا نہیں ؟ تو مجھے اس بحث سے اس موقع پر کوئي واسطہ نہیں ' اسلیے کہ میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ میري کتاب جس طرح عربي میں نہیں ' اسي طرح فارسي

میں بھي نہیں - لیکن چونکہ جناب اسي پہلو پر خصوصیت کے ساتھہ زور دے رہے ہیں ' یہانتک کہ جناب کو محض اسي کے واسطے اپنے پہلے دعوی میں ' جو (بہ قول جناب هي کے) احتیاطا اور حفظ آداب تحریر پر مبني تھا ' ترمیم کرنا پڑي ہے ' اسلیے مجھے بھي مجبوراً کچھہ عرض کرنا پڑتا ہے - جناب ایک ایسے لہجہ میں جو بہ ظاہر تنقید و تنقیح سے ارفع معلوم ہوتا ہے ' ارشاد فرماتے ہیں :

" اب میں مستر مرصوف کو یقین دلاتا ہوں ' کہ فارسي میں کبھي کوئي پڑھا لکھا آدمي حظ کو لذت ' کے معني میں بولنے کي افسوس ناک غلطي نہیں کر سکتا - حظ فارسي میں بھي ہمیشہ حصہ اور نصیب کے معنے میں بولا جاتا ہے "

اور اس کے ثبوت میں غالب کا ایک شعر پیش کرنا کافي سمجھتے ہیں جس میں حظ کو حصہ کے معنے میں استعمال کیا گیا ہے - اس سے قطع نظر کرکے ' کہ منطقي حیثیت سے یہ دلیل آپکے دعوے کے لیے کہاں تک مفید ہے ' مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ واقعات اس قطعي اور غیر مفید فیصلہ کي تائید نہیں کرتے - افسوس ہے کہ بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں ' ورنہ غالباً یہ قید صفحہ و سطر میں یہ بتا سکتا کہ فارسي کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنے میں استعمال کرنے کي " افسوسناک غلطي " کي ہے - خوش قسمتي سے غیاث البتہ میز پر موجود ہے - اس کي عبارت یہ ہے : " حظ بہرہ و نصیب و در بہار عجم نوشتہ کہ فارسیاں بہ معنے خوشی و خرمي استعمال کنند " (صفحہ ۱۷۴ مطبوعۂ کانپور)

اس سے بڑھہ کر یہ کہ مستشرقین یورپ کے فارسي لغات جس قدر میري نظر سے گزرے ہیں ' اُن سب میں حظ کے معنے یا تو صرف " مسرت " کے دیے ہیں ' اور یا اُسکے یہ معني ' منجملہ دیگر معاني کے تحریر کیے ہیں ' لیکن ایسا کوئي لغت نہیں گزرا ' جس میں حظ اور لذت کو مرادف قرار دینے کي افسوسناک غلطی نہ کي گئي ہو - آپ کي تشفي کي غرض سے میں چند لغات کي اصل عبارتیں درج ذیل کرتا ہوں ' اور اگر ضرورت ہوئي ' تو اس سے زائد شواہد حاضر کرنے کو تیار ہوں - پروفیسر پامر ' جو کیمبرج یونیورسٹي میں عربي کے پروفیسر ہیں ' اپنے مختصر فارسي ' انگریزي لغت میں لکھتے ہیں :

" حظ (hazz). Pleasure ; Delight. حظ کردن To Enjoy " (Concise Persian Dictionary) P. 199 - 200

یعنی ' حظ ' بہ معنی ' لذت و مسرت اور ' حظ کردن ' بہ معني لطف اُٹھانا -

ڈاکٹر ویلکنس ' جنکا فارسي ' عربي لغت ' رچرڈسن کے مشہور و مستند لغت سے ماخوذ ہے ' لکھتے ہیں :

" حظ (hazz). Happiness " (Wilkin's Persian Arabic and English locubvary".) p. 226.

اس میں میں نے اقتباس نہیں کیا ' بلکہ اس نے حظ کے معني ' صرف " مسرت " کے دیے ہیں -

مشہور محقق ' ڈاکٹر اسٹین گاس ' اپنے مبسوط لغت میں فرماتے ہیں :

" حظ (hazz). Being blessed with prosperity, ... good fortunes ; happiness ; pleasure ; delight ; flavour ; taste ; a part, portion .... حظ فاني , The fading pleasure ; حظ کردن To enjoy ; حظ نفساني Sensnal pleasure " (Stringass's Persian and English Dictionary). p. 423.

" یعني حظ ' کے معنی ہیں جایداد و دولت سے خوش بخت ہونا ' ... مسرت ' لذت ' انبساط ' ذایقہ ' مزہ ' حصہ ' ٹکڑا ' وغیرہ حظ فاني ' یعني فنا ہونے والے لذات - حظ کردن ' یعني لطف اُٹھانا - حظ نفساني ' یعني لذات حسي "

غور فرمائیے کہ یہ اہل لغت ' نہ صرف " حظ " کو لذت کے معنے ' میں استعمال کرتے ہیں ' بلکہ اس سے جتنے تراکیب پیدا کرتے ہیں ' (حظ فاني ' حظ نفساني ' حظ کردن ' وغیرہ) اُن سب میں میں بھي حظ کے معني لذت اور صرف لذت کے لیتے ہیں -

آخر میں یہ کہنا باقي رہ گیا ہے ' کہ میں ایک مدت کي سعي و تلاش کے بعد ' جو اگرچہ یقیناً محدود تھي ' مگر شاید نا قابل لحاظ نہ تھي ' اس نتیجہ پر پہنچا تھا ' کہ مسلمانوں نے اصناف فلسفہ میں سے صرف دو چیزوں کو ہاتھہ لگایا تھا ' الہیات اور منطق قیاس ' اور اس لیے فلسفہ کي جدید شاخوں مثلاً منطق استقراء نفسیات (Psychology) ' علمیات (Epistemology) ' جمالیات (Esthetics) اور اخلاقیات اپنے جدید معني میں (Ethics) وغیرہ ' کے متعلق عربي زبان میں مواد موجود نہیں ' لیکن آج مجھہ سے یہ باور کرنے کے لیے ' کہا جاتا ہے کہ :

" فلسفہ میں بہتر سے بہتر صحیح عربي الفاظ مل سکتے ہیں ' بہ شرطیکہ تلاش کیے جائیں " -

یہ دعوی میرے لیے جس قدر حیرت انگیز ہے اس سے زیادہ مسرت انگیز ہے ' بہ شرطیکہ ' اس کي تائید واقعات کي زبان سے ہو ' اور اگر الہلال کي کوششوں سے اس سخت غلط فہمي کا پردہ میرے اور مجھہ جیسے صدہا ناواقفوں کے سامنے سے اُٹھہ جاے تو بلاشبہ یہ اسکي ایک قابل لحاظ علمي خدمت ہوگي -

(۲)

—:*****:—

جناب خان بہادر سید اکبر حسین صاحب

جناب والا ! حظ و کرب اور لذت و الم کے مقدمہ میں اگر میري گواہي کچھہ وقعت رکھتي ہو تو آپ اپنا گواہ مجھکو قرار دے سکتے ہیں ' اگرچہ مجھکو شبہ ہے ' راحت و الم کہوں یا لذت و الم ؟ مسٹر عبد الماجد صاحب سے چند روز ہوے الہ آباد میں مجھے ملنے کا شرف حاصل ہوا تھا ' اور میں نے اُن سے درخواست کي تھي کہ تحریر مضامین فلسفہ کے لیے ایک فرہنگ کي ضرورت ہے - اُنھوں نے کچھہ مشکلات بیان کي تھیں ' اور اُنکا فرمانا بجا تھا - در حقیقت بڑا کام ہوگا اگر مسٹر ممدوح ایک مجموعہ الفاظ یکجا کرلیں ' اور مغربي خیالات کو اُردو میں لکھنے میں مدد ملے -

معلوم ہونا چاہیے کہ الفاظ حظ و کرب یا لذت و الم کن انگریزي لفظوں کے مقابلے میں تجویز کیے جاتے ہیں - غالباً پین اینڈ پلیژر - مسٹر ماجد علي صاحب کا ایڈرس ارشاد ہو تو ارادہ ہے کہ اُن سے مراسلت کروں -

نبذ و التناظر

سوانح عمري شیخ عبد القادر جیلاني (رض) عربي زبان میں تالیف ابن حجر عسقلاني - خدا بخش خاں کے کتبخانہ کے ایک نایاب قلمي نسخہ سے چھاپي گئي - کاغذ ولایتي صفحہ ۵۶ قیمت صرف ۸ - آنہ علاوہ محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رہگئي ہیں - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ - بیکر ہوسٹل ڈاکخانہ دھرمتلہ - کلکتہ -

(۳)

(خدا بنده - از جونپور)

الهلال مورخه ۶ - اگست سنه ۱۹۱۳ ع ' اور شاید اس سے قبل کے دو مختلف و متفاوت الارقات نمبروں میں "حظ و کرب" کی ایک دل آویز ادبی بحث شائع هوچکی هے ' اس دائرے میں میرا نقطه نظریه هے :

(۱) عربی و فارسی میں فی الواقع "حظ" کا صحیح استعمال "لذت" و "راحت" کے لیے نہیں هوا ' اور نه هوسکتا هے ' اردو میں بے شبه یه استعمال آجکل مروج هے ' لیکن اساتذهٔ لغت کا هنوز اس پر اجماع نہیں ' پھر کیا ضرور هے که علمی اصطلاح کی ترجمانی کے لیے زبان میں جب ایک صحیح لفظ موجود هے تو اُس پر غیر صحیح کو ترجیح دی جائے ؟

(۲) افسوس هے که فارسی زبان کا کوئی معتمد و قابل استناد لغت نه مرتب هوا اور نه موجود هے ' ایک "شرفنامه" تھا ' مگر اب تک شائع هی نہیں هوا ' رشیدی ' جہانگیری ' برهان ' مؤید الفضلا ' اس فن کی متداول کتابیں هیں ' ان کی یه حالت هے که مشاهیر شعرا کے کلام سے لغت کا استقرا کرنے میں کنایات و استعارات و تشبیهات کو بھی لغت سمجھ لیتے هیں ' بلکه بعض اوقات نسق کلام کے خصوصیات کا ایک جداگانه لغت فرض کرلیتے هیں ' اهل زبان آجکل کے "ترلیے" کے مفهوم کو "آبچین" سے ادا کرتے تھے ' اس معنے میں عمومیت تھی ' اس میں کوئی تخصیص نه تھی ' لغت آفریدوں کو شاه نامهٔ فردوسی میں یه مصرع مل گیا که :

ندارم به مرگ آبچین و کفن

موقع و محل کے سیاق نے اُن کو مجبور کیا که اظہار تنوع کے لیے ایک مستقل لغت قائم کردیں ' آبچین کے معنے اب اُس خاص ترلیے کے لیے گئے جس سے میت کو غسل دینے کے بعد لاش کو پونچھتے هیں ' غرض که ایسے ایسے بکثرت شتر گربه ' موجود هیں جن پر نظر پڑنے کے بعد اس قسم کی کتابوں سے اعتماد اُٹھه جاتا هے -

(۳) اس گروه کے بعد ایک اصطلاح آفریں گروه پیدا هوا جس کے سرخیل ایک هندو کایستھه (لاله تیک چند مولف بهار عجم) اور ایک مسلمان افغان (خان آرزو مولف سراج اللغه) تھے ' ان بزرگوں کی وسعت نظر اور تتبع غریب کی یه کیفیت هے که "بنگالا" کا ایک لغت قائم کرتے هیں اور پھر "بنگاله" سے تطبیق دینے کے لیے اخذ ورد کرتے هیں ' ایک ایرانی شاعر نے ایک سقم ظریفی کے موقعه پر کہا تھا : یه از رانیان هندوستاں ' اس کا دوسرا مصرع نہایت سخیف تھا ' اس میں هندی زبان کے ایک فحش لفظ کو کسی قدر غلطی کے ساتھه نظم کیا تھا ' لغویین نے یه تو اعتراض کردیا که ایرانی هوکر هندوستان کی صحیح زبان سے واقف نہیں ' مگر یه کسی نے نه کہا که مسلمان هوکر شاعری کی لطافت و طہارت کو فحشاء و منکر سے آلوده و ملوث کررها هے ' صائب کا شعر هے :

نشاط عمر ملاقات دوستداران است
چه حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا ؟

میرے پاس دیوان صائب خود مصنف کے عہد کا موجود هے اور اس میں یه شعر یوں هی مذکور هے ' از روی فن بھی اس کی تائید هوتی هے ' لیکن اتفاق سے ان بزرگوں کو جو نسخه ملا اُس میں شعر یوں تھا :

نشاط عمر ملاقات دوستداراں است
چه حظ کند خضر از عمر جاوداں تنہا ؟

مفہوم تبدیل هونے کے لیے اتنی تبدیلی کافی تھی ' حظ کے معنے لذت و راحت کے بن گئے -

(۴) سب سے آخری جماعت فرهنگ انندراج کے هم صفیروں کی هے جن کی تخلیق کا ماده زیاده تر نولکشور پریس نے بہم پہونچایا تھا ' اس جماعت کے امام ملا غیاث الدین رامپوری (مولف غیاث اللغات) تھے ' جن کے تبحر کا یه عالم هے که "سفسطه" کو "سقسط" فصل القاف میں لکھتے هیں "فراره" کو "پھرارا" کا معرب بتاتے هیں "نگ" کو فارسی سمجھه کر "نگین" کا مخفف کہتے هیں ' و نحو ذلک ' عہد جدید کی ایرانی تالیف "فرهنگ انجمن ارای ناصری" گو تحقیق سے لکھی گئی ' مگر اُس کا ماخذ بھی زیاده تر رشیدی وغیره هیں ' ظاهر هے که فن لغت میں ایسی کتابوں کی کیا وقعت هوسکتی هے ؟

(۵) ایک نیا لغت نویس فرقه مستشرقین فرنگ کا پیدا هوگیا هے جن میں دو عجیب اضداد مجتمع هیں :

(الف) یه فرقه اتباع و تقلید سے ایک قدم آگے نہیں بڑھتا ' حتی که اغلاط میں بھی اس کا طرز عمل تقلید کو فرض سمجھتا هے -

(ب) یه فرقه اتباع و تقلید کو نہایت مذموم سمجھتا هے ' خود اجتہاد کرتا هے ' مگر اس اجتہاد سے جو بات پیدا هوتی هے وہ بسا اوقات معربی هو تو هو مگر مشرقی تو کسی طرح نہیں هوسکتی

اس فرقے کے شغف علمی و سعی تحقیق و نشر علوم و آثار میں جس قدر احسانمند هوں اُسی قدر اس کی بے معنے بلند پروازیاں اذیت دیتی هیں ' جن کی مفصل تشریح بشرط فرصت ایک جداگانه مضمون میں کرونگا -

(۶) آپ کا یه بیان شاید زیاده مبالغه آمیز نہوگا که تلاش کرنے سے جدید ترمیں علوم و فنون کی اُن اصطلاحوں کے لیے بھی جن کا مفہوم بالکل هی نیا هے ' عربی زبان میں بہت سے الفاظ مل سکتے هیں ' میں اس دیل میں فرانسیسی زبان کے بعض علمی مصطلحات کو بطور نمونه پیش کرنا چاهتا هوں جو اپنی تکوین کے ساتھه هی عربی لباس میں آئے هیں ' مثلاً :

(۱) ثروت	Patrimoine: ... ...
(۲) اشیای مثالی و قیمتی	Choses fonegibles & Ch. Non fonig-es: ... ...
(۳) حق مسیل	Servitude d'aqueduc & Serv. ecoulement des eaux : ... ...
(۴) ید	Possession } Occupation }
(۵) استیلاء	Occupation Appropriation }
(۶) التصاق	Accession : ... ...
(۷) موجبه و سالبه	{ Presc. extinctive, Prescription { Acquisitive : ... ...
(۸) حکمی	Interruption Civile—Civile : ...
(۹) استرجاع	Action Paulienne : ... ...
(۱۰) استصناع	Louage d'industrie : ... ...
(۱۱) ودیع	Depositaire : ... ...
(۱۲) ودیعهٔ ناقصه	Depot irregulier : ... ...
(۱۳) ودیعهٔ جاریه	Depot d'hotellerie : ... ...
(۱۴) حیازت	Gage : ... ...

شئون داخلیہ

۱۰ کانپور

رویت و روایت

کلکٹر کانپور نے بلوے کے شہیدوں کی تعداد صرف بائیس دکھائی ہے - یہاں کے عام مسلمانوں کے خیال میں اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے' اس خبر کو عام شہرت حاصل ہے کہ اکثر زخمی بھی شہید کردیے گئے' اور انکو ٹھیلوں پر لادکر لیجاکے دریا میں بہا دیا - یہاں پر اکثر مقاموں سے جو بیرسٹر آئے ہیں' وہ ان خاص خاص لوگوں سے کچھ معمولی طور پر حالات دریافت کرتے ہیں' جو نہ موقعہ واردات پر موجود تھے اور نہ بعد میں پہونچے - آپکو معلوم ہے کہ جو دلی خیرخواہ لیڈر قوم کے تھے سب حوالات میں بھردیے گئے' اور جو باقی ہیں وہ بیچارے قانونی شکنجے میں ایسے کھینچے ہوے ہیں کہ ذرا ہاتھ پانوں ہلالیں اور حوالات کے سپرد کردیے جائیں کہ یہ اشتعال میں شریک تھے' گو وہ یہ کرسکتے ہیں کہ جو بیرسٹر صاحبان تشریف لاتے ہیں انکی توجہ اسطرف مبذول کرادیں - اکثر شہید مسجد متنازع کے قرب و جوار کے ہیں' اگر دس آدمی چاہیں تو تین گھنٹے میں اسکا پتہ لگاسکتے ہیں' اور اس بنا پر مقدمے کو تقویت ہوجائیگی - سو بیرسٹروں کے یہاں آنے کی خبر ہے - پانچ چھ بیرسٹر واقعہ کے دوسرے دن سے یہاں پر موجود ہیں' مگر اسکی کسی کو فکر نہیں - ایک آیا دوسرا گیا - برابر یہ کیفیت ہے تار نہیں ٹوٹتا'

سرکاری بیان پر ہم جرح نہیں کرنا چاہتے' لیکن دوسرے جانب کیا خود مظلوموں کا یہ بیان نہیں ہے کہ اصل میں یہ بلوا پولیس کے تشدد سے ہوا - مسلمان صرف جھنڈے کو مسجد کے منہدم حصہ پر نصب کرنے گئے تھے - پولیس کو خیال پیدا ہوا کہ یہ مجمع شروع ہوگیا مسجد بنانے کی غرض سے آیا ہے' اسنے تشدد شروع کیا' یہاں بھی جوش میں کب خیال تھا - ترکی بہ ترکی جواب - اہل پولیس بھاگ کھڑے ہوئے - کوتوال شہر آئے اور طرفین سے اینٹوں کا مینہہ برسایا گیا - کوتوال بھی وہاں سے غائب ہوئے - پھر کلکٹر صاحب مع سواروں اور پیادوں کے آئے' اور انہوں نے دور ہی سے فیر کا حکم دیا - دو یا تین فیر اوپر کیطرف کرکے پھر بلوا کرنے والوں کیطرف فیر کیے جانے لگے' اینٹوں سے ترکی بہ ترکی جواب دیاگیا - پھر کہاں بندوق اور بوچھے اور کہاں اینٹ کی بوچھار - پندرہ منٹ کے اندر لاش پر لاش گرگئی - مگر قدم پیچھے نہیں ہٹایا - سب اسی جگہ شہید اور زخمی ہوکر گرپڑے' تماشائی کئی ہزار کی تعداد میں جمع تھے' یہ کیفیت دیکھکر بھاگے -

کیا یہ واقعہ نہیں کہ سوار آگے بڑھے جو لوگ مسجد بنا رہے تھے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا' اور گلیوں اور گھروں میں گھس کر جو تماشائی بھاگے جاتے تھے انپر بھی حملہ کیا - اکثر بھاگ گئے' اکثر زخمی ہوئے اور مرے - جن میں کئی ہندو تھے -

کیا یہ اتہام کہ کلکٹر نے کوئی زیادتی نہیں کی' اور مسلمانوں کا بلوے سے بلوے کا ارادہ تھا' اور ایک مواوی نے مسلمانوں کا جوش بہت بڑھا دیا' بالکل جھوٹ نہیں ہے ؟

کیا کلکٹر نے گرفتاران بلا کو سخت اذیت نہیں دی ؟ - یعنی بندوق کے کندوں سے اکثر کو نہیں پٹوایا' اور سخت و سست نہیں کہا ؟

ممکن ہے یہ واقعات غلط ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ صحیح نکلیں' لیکن گورنمنٹ کو غور کرنا چاہیے کہ ایسی حالت میں کہ عامۃ الناس' حکام کانپور کو ایک فریق سمجھ رہے ہیں' کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک خاص غیر سرکاری کمیشن کے ذریعہ سے جسکو عام اعتماد حاصل ہو' ان معاملات کی تحقیق و تمحیص کرالی جاے ؟

اگر مسلمانوں کا بلے سے ارادہ ہوتا تو تیس ۳۰ - پینتیس ۳۵ - ہزار آدمی شہر میں موجود تھا انکو لانے میں کونسا امر مانع تھا ؟ اور کچھ نہیں تو ایک ایک ڈنڈا ہی لیتے آتے ' یا جو جس کے پاس ہوتا - مولوی صاحب نے کون سی بات خلاف قانون کہی تھی ؟ انہوں نے کیا یہی نہیں کہا تھا کہ " یہ ایک چانس ہم اور سرکار کو دیتے ہیں ' اگر ابکی بھی ہماری آرزوئیں برٹ کی ٹھوکروں سے پایمال کردی گئیں تو ہم خود مسجد بنانے کی کوشش کرینگے " -

(نظر)

(۲)

کانپور کے شفاخانے میں ایک زخمی بچہ تڑپ رہا ہے - ۳ - اگست کے مقتل میں یہ مجروح ہوا ہے ' اور اب اس وقت بڑی بے تابی سے اپنی ماں کو یاد کرکے کہہ رہا ہے :

اے میری پیاری اماں ! تو اسوقت کہاں تھی جسوقت زہر کی بجھی ہوئی چھری میرے اس ننھے سے جسم میں تیرائی گئی تھی' اور میں اپنے خون میں لوٹ رہا تھا - ہاے تو اسوقت ہوتی تو کیا کرتی ؟ مجھے گود میں لے لیتی ' اور میرا خون ناحق جو تونے ۱۱ - برس سے اپنا خون پلا پلا کے پالا تھا اپنے دوپٹہ سے پوچھتی جاتی ' مگر اچھا ہوا کہ تو نہ ہوئی - اب میرے زخموں کا درد جو میرے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ جانے سے اور بھی بڑھ گیا ہے مجھے ایک لمحہ بھی چین نہیں لینے دیتا - ایک سنگین کا زخم کاری جو میرے پہلو میں ہے ' یہی کمبخت مجھے کچھ ساعت کا مہمان بنالے ہوئے ہے - اے میری ماں ! آ اور میرا آخری دیدار کرلے ' مگر ہاے ! تو یہاں کیسے آسکتی ہے ؟ سنگینوں کے پہرے میں میں دم توڑ رہا ہوں - میں جانتا ہوں کہ تیرے کلیجے میں آگ لگی ہوگی' مگر گھبرا نہیں' میرا خون ناحق وہ خون نہیں ہے جو مسٹر ٹالر کے دامن سے بغیر میرا خونبہا لیے ہوے دھل سکے -

اے ہندوستان کے مسلمانو ! تم اگر دیکھ سکتے ہو تو میرے پاس آؤ' تمہاری قوم کا ایک ۱۱ - برس کا بچہ دم توڑ رہا ہے - میں اسوقت اپنے رسول کی گود میں ہوں ' تمہاری قومی ہمدردی کا آنحضرت سے تذکرہ کرونگا - میں نامراد اسوقت دنیا سے جا رہا ہوں - میرے ننھے ننھے ہاتھوں سے میرا سلام لو' میری بس یہی خواہش ہے کہ تم اپنی اُس مچھلی بازار کانپور کی مسجد کو جس پر میرے خون کی چھینٹیں ابتک نمایاں ہیں' ہاٹ سے نہ جانے دو - تم ڈرو نہیں' میرا پیغام لیڈی ہارڈنگ کو پہونچا دو جنھوں نے ۴ - جون کو اعلان کیا تھا کہ جسقدر ننھے ننھے یتیم بچے اور بیکس لڑکے ہیں میں انکی ماں ہوں - کیا میری ماں یہ سنکے چپ ہو جائیگی کہ اسکا ایک بچہ مسٹر ٹالر کے ظالمانہ حکم کی بدولت چور چور کردیا جاے' اور وہ کچھ نہ کرے جبکہ سب کچھ کرسکتی ہے - اے قوم اگر تونے جائز طریق پر کچھ نہ کیا اور چپ ہورہی تو میرے خون کی جوابدہ روز قیامت ہوگی - انا للہ و انا الیہ راجعون -

(نیاز - فتحپوری)

(۳)

کانپور سے میں ابھی واپس آیا ہوں ' مجھے افسوس ہے کہ بلوائے کانپور کے متعلق اکثر نہایت ضروری واقعات اخبارات میں نہیں آئے ہیں ' درحقیقت اب تک جو کچھہ شائع ہوا ہے انکے پڑھنے سے اُن ہیبت ناک واقعات کا صحیح اندازہ ہونا ممکن ہی نہیں جو ۳ - اگست کو کانپور میں پیش آئے ہیں -

مسجد میں داخل ہوتے ہی جو چیز پہلے نظر آتی ہے وہ محراب والی یعنی مسجد کی پشت والی دیوار پر گولیوں کے نشانات ہیں- یہ نشانات اکثر چھت کی سطح زیریں پر بھی نظر آتے ہیں ' لیکن جو بات سب سے زیادہ توجہ کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ مسجد کے اندر بھی محراب مسجد سے ۶ - ۷ فٹ کے فاصلے پر دونوں جانب گولیوں کے بے شمار نشان ہیں ' بظاہر یہ کسیطرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نشانات بیرون مسجد سے چلائی ہوئی گولیوں کے ہوں' یہ نشانات اسی صورت میں پڑ سکتے ہیں کہ پولیس نے اندر آکر فیر کیے ہوں -

خون کے نشانات اور بڑے بڑے چکتے بہت سے دیکھے گئے ' مسجد میں داخل ہوتے ہوے ممکن نہیں کہ اس خون آلودہ نشان پر نظر نہ پڑے جو چوکھٹ کے اوپر کے حصہ پر پڑا ہوا ہے ' یہ خون آلودہ نشان اس امر کی مزید شہادت ہے کہ خدا کے گھر میں تعدی و خون ریزی کیگئی - موقع پر مسلح پولیس کی خونریزی اس منظر کی ہیبت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے ' مگر ساتھہ ہی دیکھنے والے کو اس مشہور مثل کی صداقت بھی جتاتی ہے کہ " گھر زی کی چوری ہو جانے کے بعد اصطبل کے دروازہ میں قفل ڈالنا بے سود ہے " -

اگر مسٹر ٹائلر پہلے ہی احتیاط سے کام لیے ہوتے اور مسجد کی طرف مسلح پولیس متعین کردیے ہوتے تو غالباً بلوہ ہی نہ ہوتا ' آخری چیز جو مسجد میں مجھے دکھائی گئی وہ چند دریان تھیں جو ان مقتولین و مجروحین کے خون میں تر بتر ہوئی تھیں جن پر مجسٹریٹ کے حکم سے فیر کیے گیے -

مسٹر ٹائلر کی عنایت سے میں جیل اور ہسپتال میں بھی جاسکا' میں نے مولانا آزاد سبحانی اور ان کے دوستوں کو جیل کی تکلیف دہ زندگی میں روزہ دار اور مطمئن و بشاش پایا' بہت دیر تک ان صاحبوں سے باتیں ہوتی رہیں ' میری روانگی سے کچھہ پہلے مولانا آزاد نے اپنے ہندوستانی ہم مذہبوں تک پہونچانیکے لیے مجھے ایک پیغام دیا ' انھوں نے فرمایا کہ " مہربانی کرکے مسلمان بھائیوں سے کہدیجیے کہ وہ ہماری رہائی کی فکر میں اپنے آپکو پریشان نہ کریں بلکہ مسجد کی حفاظت کے لیے کوشش کریں " - کل ایک سو پانچ مسلمان اس جیل میں زیر حراست ہیں جن پر مقدمہ چلایا جانے والا ہے -

جیل سے میں ہسپتال گیا جہاں عمارت کے ایک گوشہ میں ۳ - اگست کے زخمی پڑے ہوے ہیں' ۱۰ - تاریخ کو جب میں ان لوگوں کو دیکھنے گیا ہوں انکی تعداد ۲۵ - تھی ' انمیں سے دو (اشفاق الہی - نور الہی) محض بچے ہیں' ایک ۱۱ سال کا ہے اور دوسرا ۱۳ - برس کا ہے ' اشفاق الہی کے دماغ میں گولی لگی ہے ' جسکے صدمہ سے وہ لب گور تھا' ڈاکٹر نے مجھہ سے کہا کہ نور الہی بھی چند گھنٹوں کا مہمان ہے - وہ بڑا دردناک منظر تھا جب میں نے ان دونوں بچوں کو برابر برابر دو چارپائیوں پر پڑے ہوئے دیکھا ' اشفاق الہی بالکل بے ہوش تھا - لیکن نور الہی کی بھی ہوئی باتیں سننے والے کو یہ بات یاد دلاتی تھیں کہ حکومت برطانیہ کی تاریخ میں کبھی کسی مجمع پر' خواہ یہ ہی صورت واقعہ ہو جو کانپور میں پیش آئی یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو' اس طرح گولیاں نہیں چلائی گئی ہونگی -

سنہ ۱۹۰۰ ع میں جو باری کلکتہ میں ہوا تھا وہ ہم میں سے اکثروں کو اچھی طرح یاد ہوگا' بقرعید کے موقع پر کلکتہ و تنازلی کے بارے تو اوسی زمانہ میں ہونگے جب سر جیمس مسٹن گورنمنٹ کے سکریٹری مامور تھے ' لیکن کیا اس طرح کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور تنازلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلوائیوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا جس طرح ہز مجسٹی کی رعایا مجسٹریٹ کانپور کے حکم سے ذبح کی گئی ؟

اس بے رحمی سے تو میرے خیال میں کبھی بندر بھی نہ مارے گئے ہونگے -

میں اپنے مرضوع سے دور ہوگیا' میں نے زخمیوں کے زخم دیکھے' ان میں سے جو کوئی گفتگو کرسکتا تھا اوس سے میں نے دریافت کیا کہ اُس نے کیونکر اور کس صورت میں زخم کھایا ہے ؟ مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے کہ عدالت کے فرائض اپنے ذمہ لے کر یہ بیان کروں کہ یہ لوگ کس طرح اور کیوں اوس وقت مسجد کے نزدیک موجود تھے ؟ لیکن کیا یہ امر قابل غور نہیں ہے کہ بہت سے لوگ جنکے چہرے لگے تھے چھریاں کھا کر بھاگے ' پولس نے ان پر سختی سے حملہ کیا اور کرچوں ' بھالوں ' اور سنا تو ہے کہ تلواروں تک کا استعمال نہایت آزادی کے ساتھہ کیا گیا ' اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ محض بندوق ہی سے کام لیا گیا ' مگر کوئی امر اس سے زیادہ حقیقت واقعہ سے بعید نہیں ہوسکتا -

اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گولیاں چلانے کے بعد بھی پولس نے بھالوں اور کرچوں وغیرہ سے مجمع پر نہایت وحشیانہ حملہ کیا ' اگر زخمیوں کے بیان کو صحیح مانا جاے تو پولس کا یہ حملہ نہایت سخت اور وحشیانہ تھا -

اگر مجروحین کے بیان سے قطع نظر بھی کرلی جاے تب بھی زخمیوں کی جو کیفیت تھی اوس کے دیکھنے سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زخم ایسے لوگوں کے لگاے ہوے ہیں جو جوش انتقام کی آگ سے شرر بار ہورہے تھے ' بھالوں اور بندوقوں کے کندوں کے زخم اکثر پشت اور سر کے پچھلے حصوں پر تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں پر اسوقت وار کیا گیا جبکہ وہ بھاگ رہے تھے -

باوجود اسکے ہز آنر ہمارے افسروں کی انسانیت سے بہت متاثر نظر آتے ہیں ' اسی طرح پولیس کے اس طرز عمل سے کہ " بلوے کے فرو ہوتے ہی اونھوں نے نہایت فراخ دلی سے مجروحین کی مدد کی اور اوس حالت میں جو کچھہ آرام اونکو پہونچانا ممکن تھا وہ پہونچایا " اور پھر اس طرز عمل سے کہ " مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی سرکردگی میں پولیس نے تمام اس قسم کے مضرل افعال سے اجتناب کیا جن سے انتقام کی بو آتی ہے " ہز آنر متاثر ہوے بغیر نہیں رہے -

کیا کرچوں' بھالوں' لکڑیوں' ڈنڈوں کا استعمال بھاگے ہوے لوگوں اور ان زخمیوں پر جو زخم کھاکر گرچکے تھے ایک ایسا فعل نہیں ہے جس سے انتقام کی بو آتی ہے ؟ چوتھی اور پانچویں اگست کو اپنے دوران قیام کانپور میں سنا ہے کہ ہز آنر تین مرتبہ ہسپتال تشریف لیگئے ' ہز آنر نے ذیل کے اشخاص کے زخم بچشم خود دیکھے ہیں :

عبدالواحد - عبد الشکور - اعظم خان - محمد خان - عطا حسین - عبد اللہ - امیر الدین - علاؤ الدین - بخت علی - اور سلیمان - کیا زخمیوں کی حالت اور زخموں کا محل و موقع ہز آنر کے افسروں کی انسانیت کو ثابت کرتا ہے ؟ اور کیا زخموں کے دیکھنے کے بعد یہ

ہیں کیا جاسکتا کہ پولیس نے اپنے جذبات انتقام کی بنا پر یہ بیان دیدیا ہو؟ اگر ہم ایک شخص کو دیکھیں جسکے ارچین بھوکی ہوں، بدقسمتی کے کتوں اور بلیوں نے اوسکو زخمی کیا ہو، اور حالے کہ وہ ابھی ہی کتوں کے جبڑوں سے گرچکا ہو، تو اس سے پولیس کی انسانیت کا ثبوت تو کہیں نہیں ملتا -

باوجود اس کے کہ مزآنر کا قول بھی ہے اور خیال بھی کہ " امن عام میں سخت اور غیر معمولی خلل واقع ہوا اور حکام اس امر پر مجبور ہوے کہ اوسکو روکنے کے لیے جسقدر پولیس اونکے پاس تھی اوسکو کام میں لائیں " ابھی تو یہی ثابت کرنا ہے کہ آیا امن عام میں خلل واقع ہوا بھی تھا یا نہیں ؟ جو زخمی مجھے گھدگو کرنے کے دلیل تھے اونکا تو یہ عام شکایت تھی کہ اونپر محض اسلیے مار پڑی اور محض اسلیے اونکو زخمی کیا گیا کہ اوس دن وہ اتفاقاً مسجد کے نزدیک موجود تھے ' خیر یہ معاملہ تو عدالت میں طے ہوگا -

یہ سب گو کہ اوس برتاؤ سے خوش تھے جو مسٹر ٹائلر کے ساتھہ کیا جارہا ہے لیکن پولیس کی " انسانیت " کی لمبی چوڑی داستانیں سناتے تھے ' ہم نہایت زور و شور سے سن رہے ہیں کہ گرفتاریوں میں نہایت احتیاط برتی گئی ہے ' لیکن جرنیلگنج میں ہے کانپور میں سنا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے کئی دن بعد تک نہایت ہیبت ناک حالت رہی ' اس امر کا ثبوت خود مسٹر ٹائلر کا وہ اعلان امن ہے جو پانچویں چھٹی اگست کو انہوں نے شائع کیا ہے ' اگر اہل شہر انتہائی خوف اور بد حواسی کی حالت میں نہ تھے تو اس قسم کے اعلان شائع کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟ بعض اخباروں کے کارسپانڈنس کے بارے کے متعلق متعدد مسلمانوں سے ملاقات کی تاکہ حکام کے طرز عمل کی نسبت لوگونکے خیالات معلوم کریں ' لیکن کب امید کر سکتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ انتہائی ہیبت چھائی ہوئی ہو لوگونکے صحیح خیالات انکو معلوم ہوسکیں گے ؟ دراں حالیکہ اس قسم کے خیالات میں مسٹر ٹائلر کی جلد بازی اور بے پروائی ہر حرف زنی ہوتی ہو ؟

یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ باوجود اس کے کہ بہت سے کابلی عید گاہ کے جلسہ میں اور مسجد کے نزدیک موجود تھے ' اور باوجود اس کے کہ وہ اشتعال انگیز گفتگو کر رہے تھے ' اون میں سے کسی ایک شخص کے بھی ذرا سی چوٹ نہیں آئی اور نہ اون میں سے کوئی پکڑا گیا کانپور میں خیال یہ ہے کہ کالی خاص طور پر اس کام کے لیے متعین کیے گئے تھے کہ ہندوؤں کو بھڑکائیں اور مارہ کرائیں ' بہر صورت یہ ایک واقعہ ہے ' جو اون لوگوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے ' جو بلوائے کانپور کے اسباب کی تحقیقات کریں -

اس سلسلے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مسٹر ٹائلر کے ذریعہ سے جو خود یقیناً ایک فریق ہیں ' اس واقعہ کی تحقیقات پبلک کو ہرگز مطمئن نہیں کرسکتی -

جو لوگ بلوائی کہے جاتے ہیں صرف اونہیں کا طرز عمل اس قابل نہیں ہے کہ اوس کی تحقیقات کیجائے ؟ بلکہ مسٹر ٹائلر نے خود بھی کچھہ کم حصہ نہیں لیا ہے ' اگر یہ خواہش ہے کہ تفتیش کرنے والوں پر پبلک بھروسہ کرے اور وہ الزامات دو سیر طرفداری کے ساتھہ تقسیم کردیں ' تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ' جبتک کہ گورنمنٹ سرکاری اور غیر سرکاری اونکا ایک ایسا کمیشن قائم نہ کرے جسمیں یورپین اور مسلمان دونوں ہوں ' کمیشن کو پورے پورے اختیارات حاصل ہوں کہ وہ اوس بلوے کے اسباب کی اچھی طرح تفتیش کرے ' اور دیکھے کہ مسٹر ٹائلر کا یہ عمل کہانتک حق بہ جانب تھا کہ اونہوں نے فیر کرنے کا حکم دیا ' اور پندرہ منٹ تک گولیوں کی بارش اور جاری رہا ' جس میں خود مسٹر ٹائلر کو اعتراف ہے کہ ۵۰۰ کارتوس استعمال ہوئے ' انصاف اور اصول حکومت اسی کا متقاضی ہے کہ مسٹر ٹائلر ایک منٹ بھی کانپور نہ رہنے دیے جائیں ' اس مبادلہ سے گورنمنٹ کی عظمت کو نقصان پہونچنے کا کوئی سوال پیش نہیں آسکتا - کسی کی خواہش نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اونکا درجہ توڑا جائے یا اون پر تہدید کیجائے ' جب تک کہ اچھی طرح تفتیش کرنیکے بعد اونکا قصور ثابت نہ ہوجائے اونکا درجہ اسی طرح قائم رہے -

میں مزآنر کی انصاف پسندی سے اپیل کرتا ہوں ' وہ غور فرمائیں کہ آیا ایسی حالت میں کہ مسٹر ٹائلر ضلع کے حاکم اعلیٰ رہیں کیونکر اُن ۱۳۰ - آدمیوں کے حق میں ' جو اسوقت زیر حراست ہیں ' منصفانہ عدالتی کارروائی کی امید کیجا سکتی ہے ؟ اور باتوں سے قطع نظر کرکے بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ کیا اونکی موجودگی مقامی پولیس کو جائز اور نا جائز طریقوں سے ملزموں کے خلاف ثبوت بہم پہچانے کی معرک نہ ہوگی ؟ اب بھی شکایتیں کی جارہی ہیں کہ ایک ضرورت سے زیادہ کارگزار افسر پولیس نے گواہوں سے اپنی مرضی کے مطابق شہادت دلانے کے لیے جبر و تشدد سے کام لیا ہے -

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ اینده ہمکو کیا کرنا ہے - کیا ہم ہاتھہ پر ہاتھہ پر رکھے رہینگے ؟ اور اون لوگوں کی لیے کوشش نکرینگے ؟ ہماری خودداری سے یہ امر بعید ہے کہ مقتولین کے پسماندہ فاچار و بے یار و مددگار رہیں ' سب سے زیادہ اہم تو یہ سوال ہے کہ کیا ہم مسجد کے منہدم شدہ حصہ کی واپسی کیلیے تمام قانونی اور باقاعدہ کوششوں سے قطع نظر کرلیں ؟

ہم نے اس فیصلہ کے خلاف مزآنر سے اپیل کی تھی ' لکھنؤ میں ۱۵ اگست کو مزآنر نے اس اپیل کی سماعت بھی فرمائی ' جس کا نتیجہ ظاہر ہے ' بدقسمتی سے اپیل کی سماعت سے پہلے تگری جاری ہو چکی تھی ' فرض کرلیجیے کہ سر جیمس مسٹن مسٹر ٹائلر کے ہم آواز ہیں ' تو کیا حضور وایسراے کو یہ اختیار سے نہیں ہے کہ کانپور میں ہمارے ساتھہ جو ناانصافی ہوئی ہے اوسکا مداوا کریں ؟ - کیا ہم وزیر ہند کی خدمت میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) نہیں بھیج سکتے جو ہمارے معاملہ کو انڈیا ہاؤس (دفتر وزارت ہند) کے سامنے پیش کرے ؟ کیا اوس دارالعدل میں بھی جسکا نام پارلیمنٹ برطانیہ ہے اور جس نے ہمیشہ سے ' ہندوستان اور ہندوستانیوں کے ساتھہ انصاف کیا ہے ' ہمارے ساتھہ انصاف نہ کیا جائیگا ؟ -

ہم کو عظیم الشان برطانی قوم کی عدل پروری اور انصاف پسندی پر بھروسہ ہونا چاہیے ' ہمیں شورش جاری رکھنی چاہیے اور تمام قانونی اور باقاعدہ طریقوں سے اپنے مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے - اگر ہماری شکایات محض خیالی نہیں ہیں ؟ اگر منہدم شدہ حصہ اصل مسجد کا حصہ ہے ؟ اگر قانون اسلام کی رو سے کوئی وقف کسی دوسرے کام کے لیے منتقل نہیں کیا جاسکتا ؟ غرضکہ اگر ہمارے مولوی اور ماہرین قانون اسلام کو مسٹر ٹائلر اور مسٹر سم سے بہتر جانتے ہیں ؟ تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہم ضرور کامیاب ہونگے - ہماری قوم نے اپنے اون ہم مذہبوں کی تکالیف رفع کرانیکے لیے جو تُرکی میں رہتے ہیں ' نہایت فراخ دلی سے چندے دیے ہیں ' کیا وہ اپنے کانپوری عزیز و اقربا کو افلاس میں مبتلا دیکھہ سکتے ہیں ؟ کیا وہ ان زخمیوں کو بے کسی کی حالت میں مر جانے دینگے ؟ کیا وہ اس سخت بے حرمتی کے دھبے کو مٹانے کی تمام قانونی کوششیں نکرینگے جس نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سخت احساس پیدا کردیا ہے ؟

اس سے پیدا ہوتا ہے کہ ہز آنر ایک مولوی صاحب سے مشورہ کرتے ہیں جن کی ایک درخواست اوس جایداد کی واگذاشت کے لئے لوکل گورنمنٹ کے سامنے پیش ہے جو سنہ ۱۸۰۷ع میں ضبط ہوگئی تھی ؟ - یا ہز آنر محض خانہ پوری سے استفسار رائے کرتے ہیں ؟ استفسار بھی قانون اسلام کے متعلق ! اور وہ بھی ایسے حضرات سے جن کے معلومات ہز آنر سے بھی کم ہیں ' سب باتوں سے قطع نظر بھی کرلیجیے تب بھی جو شخص موقع کو جا کر دیکھیگا وہ سوائے اس کے اور کچھہ نہیں کہہ سکتا کہ منہدم شدہ عمارت مسجد کا ایساہی ایک حصہ تھی جیسے کہ اور ہیں ' ہمیں مندرجہ بالا کاموں کیلیے ڈیڑھہ لاکھہ روپے کی ضرورت ہے ' کیا اوس قوم کے لیے یہ رقم کچھہ بہت ہے جس نے دور افتادہ ترکوں کیلیے (۷۰) ستر لاکھہ کے قریب بھیجے ہیں اور تیس لاکھہ علیگڈہ مسلم یونیورسٹی کیلیے جمع کردیے ؟ - ہرگز نہیں -

اسوقت نہ ترکوں کو یاد کرو اور نہ یونیورسٹی کے خراب دیکھو ' جب تک کہ یہ بے حرمتی کا دھبہ اور یہ ناانصافی ' جو ابھی اس سلسلے میں ہماری قوم کے ساتھہ کی گئی ہے ' قائم ہے ؟ رعایاے برطانیہ ہونے کی حیثیت سے اپنے فرایض سے نہ بھاگو اور اپنے حقوق کے استعمال کرنے سے دریغ نکرو -

مانا کہ مسٹر ٹائیلر شاید بہت ہی طاقتور شخص ہوں ' مگر کیا برطانی قوم اون سے زیادہ طاقتور نہیں ہے ؟ اور کیا سر بیمفا الدولہ طاقتور نہ تھے ؟ روہیلکھنڈ کے مسلمانوں کے ایک ادنی نیازمند کی حیثیت سے ' میں اس تحریک کے لیے ' جو میں نے بیان کی ہے ' ذاتی سو روپے بھیج رہا ہوں ' مجھے امید ہے کہ روہیلکھنڈ کے مشہور قوم پرست ' اپنے کانپوری ہم مذہبوں کی مالی امداد کرنے میں دریغ نہ کرینگے - اسلام اس ملک میں ہر مسلمان سے مسلمانان کانپور کی خاطر اپنے تمام فرایض کو سرانجام دینے کا متوقع ہے ' اور خداے اسلام خود اس غرض کے لیے اپنے بندوں سے قرض مانگ رہا ہے - فمن ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً یضاعفہ لہ ؟

آنریبل ' سید رضا علی - بی - اے - ایل - ایل - بی
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

(٤)

مچھلی بازار کانپور کے حادثے میں بہت سے بیگناہ مسلمان شہید ہوے ہیں اور ایک تعداد کثیر مسلمانوں کی زیر حراست ہے اُنکی امداد کے لیے لکھنو میں ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے ' جس کا منشاء شہداء کے پس ماندوں کی مالی امداد اور ملزموں کے مقدمات کی پیروی کرنا ہے - اعزازی خازن سید ظہور احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ لکھنو مقرر ہوے ہیں ' زر چندہ خازن صاحب موصوف کو بھیجنا چاہئے یا الہ آباد بنیک میں جس سے کہ اس کمیٹی نے حساب کھولا ہے ' داخل کر دیا جاے اور اسکی اطلاع خازن صاحب موصوف کو دیجاے -

(محمد وسیم - بیرسٹر ایٹ لا - لکھنؤ - آنریری سکریٹری)

(٥)

۱۴ اگست سنہ ۹۱۳ ع کو انجمن معین الاسلام (کلکتہ) کے مانحت ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کے اغراض و مقاصد صرف اسی حد تک محدود ہیں کہ اہل و عیال شہداے کانپور کی امداد زخمی ' قیدیوں کی رہائی مدد دے اور مقدمات کے لیے کافی سرمایہ بہم پہونچا کر کمیٹی کے مختلف فرایض سے چند حاصل کرنے کی تدبیریں شروع کردی ہیں (معمر)

(٦)

حکام کانپور کی بے عنوانیوں کو ملحوظ رکھتے ہوے قدرۃ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلم ٹائلز ' مسٹر سلیم ' صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ' اور پولیس وغیرہ کے دوسرے افراد و اشخاص پر ' جو مسلمانوں کے قتل و لوٹ و عنوان و غارت میں ' بشرطیکہ تحقیق کے بعد اتہامات عامہ صحیح نکلیں ' اور اتہامات شرمناک حصہ لے چکے ہیں ' کیوں نہ دعاوی قاعدہ مقدمات دائر کیے جائیں ؟ میری راے میں ایسا ضرور ہونا چاہئے (حکیم نیم - رکن الدین ' دانا)

(٧)

شہداے کانپور ! تم حق و صدق کے لیے شہید ہوئے یا نفسانیت کے لیے ؟ نفسانیت پیش نظر تھی تو ویل لکم ثم ویل لکم ' اور اگر اسلام کی راہ میں شہادت ہوئی تو بیا تمہاری خدمت اب ہم پر صرف اتنی ہی فرض ہے کہ زمین کے ایک گوشہ میں تمہیں ہم سونپ دیں ؟ اور کیا تمہارا حق زمین پر اب صرف اسیقدر رہ گیا ہے کہ زمین کا کچھہ حصہ لیکر تم ہمیشہ کیلیے اوس میں راحت کی نیند سو رہو ؟ نہیں تم تو ساری نعمتوں کے حقدار ہو - اور تمہارے خدا نے تمہیں اسی لیے بلایا ہے کہ وہ سب کچھہ تمہیں دیدے جسکے تم مستحق ہو -

اے وہ لوگو کہ ایک مرتبہ موت و حیات کی کشمکش سے چھوٹکر ہمیشہ کے لیے فنا و زوال سے محفوظ رہوگے - کیا تم اُن زخمیوں کو اپنے ہمراہ لینا پسند نہ کروگے جو قید میں جاں بلب ہیں ؟ کیا تم ایک مرتبہ مر کر لازوال حیات کو حاصل کرلوگے ' اور یہ بد نصیب اسی طرح اپنی موت کی ایڑیاں رگڑتے رہیں گے -

اے زمین ! تو جسقدر عزت کرسکے کرلے - کیونکہ یہ بہت جلد تجھسے جدا ہوکر اپنے خدا کے پاس ہمیشہ کیلئے جانیوالے ہیں تجھے بہت سی لاشیں میسر ہونگی بہت سے مخلصین ' بہت سے ہمدرد - بہت سے جوانمرد و بہادر ' بہت سے محبان وطن ' اور جاں نثاران ملت کی لاشیں تجھپر تڑپیں گی - لیکن یہ پرستاران دین حق ' یہ شہداے اللہ اکبر کی لاشیں ہیں ' یہ تجھ پر کبھی نہ ہانپہ آئیں گی - جتنا پیار اور محبت کرنا ہو کرلے - کہ وقت تھوڑا ہے - اور یہ بہت جلد تجھسے رخصت ہونیوالی ہیں -

اور اے آسمان ! تو بھی ان مظلوم لاشوں پر جتنا تاسف کرسکتا ہے کرلے - انکو ' کہ ان کی نگاہیں اب خود دنیا اور اوس کے تمام سامان و اسباب سے پھر گئیں - خوب اچھی طرح دیکھہ لے - کہ اس وقت کے بعد پھر ہمیشہ ان کے دید کے لیے تیری آنکھیں ترسینگی - مگر تجھے دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور اس دن کے لیے گواہ رہ جس دن کہ خداوند قہار و جبار کا تخت انصاف بچھایا جائے گا ' ظالم و مظلوم ' قاتل و مقتول ' دونو حاضر کیے جائینگے یہ مقتول لاشیں اگر واقع میں مظلوم و بے قصور تھیں تو انکے قاتلوں کا دامن تھامکر " بای ذنب قتلت " کے معنے پوچھینگی اور اپنا سرخ خونیں کپڑا ہاتھہ میں لیے ہوئے باری تعالے کے سامنے حاضر ہوکر انصاف کی طالب ہونگی -

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بحشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

(ابو الحسنات)

تاریخ حیات امت اسلامیہ

کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

از جناب محمد صدر خاں صاحب هریدار الهلال

میرے گھر میں عید تو نہ ہوئی لیکن خوشی میں میرے مخلص و مہربان میاں عنایت اللہ خاں صاحب انسپکٹر کوآپریٹو کریڈیٹ سوسائٹیز گوجرانوالہ نے مبلغ ۲۵ روپیہ نقد واسطے خیرات کرنیکے بطور صدقہ نور صوارد کے مجھے عید کے دن میں اسی وقت بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت میں بھیجنا ہوں کہ مہربانی فرما کر اس رقم کو چندہ مہاجرین عثمانیین ترکی کے فنڈ میں قبول فرمائیں - دیرنکہ اوس سے زیادہ مستحق اسوقت کوئی اور نظر نہیں آتا ہے

از جناب محمد بابر خاں صاحب از ٹانگدرنجی

میری اهلیہ نے حال میں انتقال کیا ہے - انکے ثواب رسانی کے لیے یہاں قرآن شریف پڑھا دیا ہے - ایسے موقع پر یہاں کھانا وغیرہ بھی کھلایا جاتا ہے - اس کار فضول کے عوض میں مبلغ دس روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرتا ہوں، آپ اس کو اعانۂ مہاجرین میں داخل کر دیں - اگر مناسب سمجھیں تو اس خط کو بھی شایع فرمالیں -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۱۰)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبد الرحیم صاحب	۰	۱۲	۷
جناب امتیاز علی صاحب - هیڈ ماسٹر -			
فائنل اسکول - ملیح آباد - لکھنو	۰	۰	۲
جناب سجادی بیگم صاحبہ - اترولی -			
علیگڈھ -	۰	۸	۱
جناب مولوی عبد الرزاق صاحب			
نوادہ - گیاری	۰	۱۲	۳
جناب محمد بابر خانصاحب ٹانگدر نجی	-	۰	۱۰
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - بونگ گڈہ			
عیسی گڈہ	۰	-	۵
جناب والدہ احمد علی صاحب بذت -			
مظفر نگر	۰	۰	۱۰
جناب محمد صدیقی صاحب اگرہ	-	۰	۵
جناب سید محمد اکبر صاحب - نائب			
تحصیلدار - گورتھا جھانسی	۰	۰	۲۵
جناب محمد افضل خانصاحب ریڈی میڈر			
زیارت - بلوچستان	۰	-	۵
جناب قادر بخش صاحب شاهجہانپور	-	۱۴	۹
میزان	۰	۱۴	۸۴
سابق	۰	۹	۸۵۷
کل	۰	۷	۸۶۴۲

هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون

البصائر

ایک ماهوار دینی و علمی مجله

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصول -

خریداران الهلال کے لیے : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ هوگا کہ قرآن حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرآنیہ سے نا آشنا هوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ نبوۃ و صحابۂ و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثہ کے تراجم ، اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی هوگا - تا هم یہ امور ضمنی هونگے ، اور اصل سعی یہ هوگی کہ رسالے کے هر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر هوگی ، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے نیچے علوم قرآنیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وقت موضوع رحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۃ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

القرآن الزبی

یعنی " البصائر " کا عربی ایڈیشن

جو

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

اور

جس کا مقصد رحید جامعۂ اسلامیہ ، احیاء لغۃ اسلامیہ ، اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ہے -

الهلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصول هندوستان کے لیے : ۳ روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نام اشاعت
۱ مکلارو اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۲٤ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, August 27, 1913.

صفحہ ۱۵ پر دیکھیں

ت فی پرچہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

رسول محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

نام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۹ — سنہ ۳ ہفتہ: چہار شنبہ ۲۴ رمضان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, August 27, 1913.

فہرست

تذکرات	
ھلی فعالھم ، فاین المنصف	۲
ترک و عرب	۳
ھفتۂ جنگ	۴
مقالۂ افتتاحیہ	
شہادت زار کانپور	۶
مقالات	
رقائق و حقائق	
وقت است کہ وقت بر سر آید (۲)	۷
مذاکرہ علمیہ	
عربی زبان اور علمی اصطلاحات	۱۱
برید فرنگ	
مظالم بلقان	۱۳
مراسلات	
نتۂ شام	۱۵
مطالبہ حق پر اصرار	۱۶
نفثات مصدور	۱۷
تاریخ حسیات اسلامیہ	
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ [۱۱]	۱۸
البصائر	۱۹
اشتہارات	۲۰

تصاویر

مرحوم محمود شوکت پاشا کا جنازہ	لوح
حادثۂ فاجعۂ ملیہ	۵

اطلاع

ایڈیٹر الہلال

ایڈیٹر الہلال مسوری سے کلکتہ آگئے ہیں - اب انکی تمام خط و کتابت بدستور دفتر کے پتے سے ہو- (منیجر)

مالک "مسلم گزٹ" جواب دیں

بعض صحیح ذرائع سے مجھے کلکتہ آتے ہوے راہ میں معلوم ہوا کہ ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے کسی پرائیوٹ حکم کی بنا پر مالک مسلم گزٹ نے مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کو ایڈیٹری سے الگ کردیا، اور وہ حکماً مجبور کیے گیے کہ شام سے پہلے لکھنؤ چھوڑ دیں !!

واقعہ کی صورت یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے میر جان صاحب مالک مسلم گزٹ کو بلایا اور کہا کہ وہ فوراً مولوی سلیم صاحب کو الگ کردیں ورنہ وہ آپکے مقدمہ قائم کرینگے -

اسی کی تعمیل تھی جو انہوں نے معاً کردی

میں بذریعہ اخبار کے عاماً حالات دریافت کرنے پر مجبور ہوں - میر جان صاحب براہ کرم فوراً اصلی حالات شائع کردیں - اگر آیندہ ہفتے تک انہوں نے حالات شائع نہ کیے تو پھر مجھے جو کچھ لکھنا ہے، لکھونگا - (ایڈیٹر)

شذرات

هذی فعالهم ، فاین انصفهم ؟

یسومونکم سوء العذاب ، کفار تمکو بڑي بڑي تکليفيں پہونچا رہے
یذبحون ابناءکم ، ہيں ، تمہاري اولاد کو ذبح کرتے ہيں ،
ویستحیون نساءکم ، تمہاري عورتوں کو ذلت کے ليے جيتے
و في ذلکم بلاء من ديتے ہيں ، اس بات ميں خدا کي
ربکم عظيم (۲ - ع ۶) جانب سے تمہارا بڑا امتحان ہو رہا ہے

" مقدونيہ ميں آؤ اور ہماري مدد کرو " کے عنوان سے مظالم بلقان کے خلاف ترکوں نے انگريزي عدل و انصاف سے جو اپيل کي تھي ، اس کا کم ازکم اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ ہندوستان ميں گورنمنٹ ہند نے اس کي اشاعت جرم عظيم قرار دي - ۲۶ اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کو ہائي کورٹ کلکتہ ميں سرکاري ايڈوکيٹ (قانوني مستشار) نے اس کي وجہ يہي بيان کي کہ پمفليٹ ميں جنگ بلقان کو حرب صليبيہ سے تشبيہ دي گئي ہے ، اسے مذہبي جنگ قرار ديا ہے ، اور اس کے واقعات بھي مبالغہ آميز ہيں - ممکن ہے ، منع نشر و اشاعت کے ليے يہ چيزيں بھي ضروري ہوں ، اور يہ بھي ممکن ہے کہ اشاعت روک دينے سے واقعات مظالم زيادہ نمايان طور پر ملک ميں برملا نہ ہونے پائيں ، ليکن اس حقيقت کا اخفا کيونکر ممکن ہے کہ يورپ کے عام اخباروں ميں بھي وہي داستانيں ابتک شائع ہو رہي ہيں جن کي اشاعت نے اس پمفلٹ کا داخلہ ممنوع قرار ديا ہے -

دده آغاج کے فرانسيسي قونصل نے فرانسيسي سفارت کو ايک تار بھيجا ہے جسميں ان فظائع و مظالم کو بيان کيا ہے جو بلغاريوں نے مسلمانوں اور يونانيوں پر کيے ہيں ، يہ بھي لکھا ہے کہ جنگي جہاز بھيجے جائيں تا کہ بلغاريوں کے مظالم سے بھاگنے والے اسميں پناہ لے سکيں -

اخبار " ارينوں " کو خبر ملي ہے کہ روڈسٹو کو چھوڑنے سے پہلے اسميں آگ لگادي گئي ، اور ان تمام شہروں کے مسلمانوں اور يونانيوں پر جو ساحل بحيرہ مارمورہ پر آباد تھے سخت شرمناک مظالم کيے گئے -

ايتھينس کي کمپني کو يہ معلوم ہوا ہے کہ مفتي دريران نے ان ۵ - ہزار يتيم بچوں کي حمايت کے ليے اپيل کي ہے ، جنکے ماں باپ کو بلغاريوں نے نہايت بيرحمي کے ساتھہ ذبح کيا ہے -

صوبۂ ادرنہ ميں ايک مقام " زرنده " واقع ہے ، جس کے محاذ " عانڈقوز " ميں عثمان آفندي نامي ايک مسلمان کا گھر تھا - ادرنہ (ايڈريا نوپل) جب بلغاروں کے قبضے ميں آيا تو تمام مسلمانان شہر کے ساتھہ يہ غريب بھي گرفتار ہوا اور سب کي طرح اسے بھي عيسائي بنايا گيا - دار الحکومۃ بلغاريا (صوفيا) ميں ہنوز يہ بيچارہ قيد ہے ، اور عيسائي ہوجانے پر بھي اس کو رستگاري نہيں ملي ہے - اس کا اور اس کے خاندان کے ہر فرد کا نام بدل گيا ہے - وہ پہلے عثمان تھا ، اب ہارلان ہوگيا ہے ، اور يہي حالت اس کے تمام ساتھيوں کي ہے - قيد خانے سے اپنے بيٹے (جودت) کو جو تسخير ادرنہ کے دنوں ميں ايک جنگي ضرورت سے قسطنطنيہ بھيجا گيا تھا ، اس نے ايک خط لکھا ہے ، جو حسن وصفي آفندي کے ذريعہ سے اخبارات ميں آيا ہے - خط کا نمايان پہلو يہ ہے جس سے اطلاع کاتب نے مکتوب اليہ کو دي ہے ، وہ لکھتا ہے :

" ہم سب کے سب نصراني ہوگئے - تمہاري ماں کا نام راشيلنا ، تمہارے بھائي کا نام شوکا ، تمہاري بہن کا نام ماريہ ، تمہاري لڑکي کيتھرائن اور دوسري چھوٹي لڑکي کا نام ہلين رکھا گيا ہے - اگر يہاں آنے کا ارادہ ہو تو ديکھو خبردار ، نصراني ہوئے بغير نہ آنا ، ورنہ خير نہيں - ميرا نام پوچھو تو ہارلان ہے ، اگر اپني بيوي کي خبر پوچھا چاہتے ہو تو وہ اپنے ديور کے يہاں دو مہينے سے ہے - تمہارے خسر محمد آفندي قلعہ ميں قيد تھے ، شريف بھي قلعہ ميں قيد تھے ، مگر وہ نصراني ہوگئے تو " رئولي " نام رکھا گيا - يہاں آئے تھے ، ميں نے انہيں ديکھا بھي نہيں اور وہ اسکشہ چلے گئے - سليمان تو بلغاري فوج کے ادرنہ ميں آتے ہي ريل پر سوار ہوکے کوملجنہ چلے گئے - جو خط ميں نے اسکشہ بھيجا تھا وہ پہنچگيا - کرکور بولجي ارغلي (جسکا پہلے ابراہيم شاويش نام تھا) کے ذريعہ تم کو ايک خاص بات کي اطلاع دي تھي مگر وہ کہتا ہے کہ جب تک تم نہ آؤ گے وہ خبر نہ ديگا -

اگر تمہارے دماغ ميں ذرہ بھر عقل ہو تو ہمارے دستخطوں کو غور سے ديکھو ، اپنے ضمير کي طرف رجوع کرو اور ہمارے حالات سے نصيحت حاصل کرو - اگر اپنے دل ميں استيناس پاؤ تو فوراً چلے آؤ ، ليکن شرط يہ ہے کہ پہلے (يورکي) ہولو پھر آؤ - شوف برق دلي ، ايوان ، اور تمہارے دوست يانی ، يورکی ہوگئے ہيں ، يونی يورکي تمہيں سلام کہتے ہيں -

جتنے قيدي کہ بلغاريا ميں تھے واپس آکے اپنے اپنے کاموں ميں مشغول ہوگئے ہيں ، اسکشہ ميں رہتے ہيں اور اب ٹھہرنا بے معني ہے ، نصراني ہو جاؤ ، اور فوراً چلے آؤ ، اسکے علاوہ اور کوئي بات نہيں جو تمہيں لکھوں ، تمہارے شہر والے بالآخر نصرانيت ميں داخل ہوئے پر راضي ہوئے ، مگر بہ ہزار دقت و دشواري "

ان واقعات کو پڑھو اور جمہوريۂ پيرس کے نيم سرکاري اخبار طان کي اس خبر کے فلسفے پر غور کرو کہ " سر ايڈورڈ گرے نے قبضہ تراقيہ و ادرنہ اور خميازوں کے متعلق ايک طويل نوٹ بھيجا ہے ، اس نوٹ ميں اہم اور قابل ذکر وہ حصہ ہے جسميں سر گرے کہتے ہيں کہ " ادرنہ ميں عثماني فوج کا احتلال برطانيہ عظمی کو مجبور کريگا کہ وہ ايشيا ميں اصلاحات کے ليے اخلاقي اور مادي مدد دينے سے باز رہے ، اور باب عالی کو اُن تلخ نتائج و آفات سے دوچار ہونے ہے جو اسکے اس تہور و جرأت کي گستاخ پاليسي کا نتيجہ ہونگے جس پر وہ اسوقت چل رہا ہے "

اس قدر دشمن ارباب وفا ہو جانا !

مسلمانان روس

روس کي دار السلطنت سنيت پيٹرسبرگ ميں اسوقت ۱۰ - ہزار مسلمان موجود ہيں ، انہوں نے ايک انجمن قائم کر رکھي ہے ، مفلوک الحال اور يتيم بچوں کے ليے اس انجمن کے متعلق ايک مدرسہ ہے جسميں روسي اور ترکي زبان پڑھائي جاتي ہے - گذشتہ سال اس مدرسے کے فارغ التحصيل لڑکوں کي تعداد ۲۳ - اور لڑکيوں کي تعداد ۷ - تھي - اس چھوٹے سے مدرسے کي اس کاميابي نے مبشرين (مشنريز) کے خيالات ميں ايک اضطراب و خوف پيدا کر ديا ،

انہوں نے فوراً ایک جلسہ کیا جسمیں روس کے ایشیائی ممالک کے باشندوں میں اسلام کی اشاعت روکنے کے ذرایع پر غور و خوض کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ اس اسلامی سیلاب کی بندش کے لیے ایک کمیٹی قائم کیجاے جو روس کی مجلس ملی (انسن سینٹ) کے پاس ایک یاد داشت بھیجے اور یہ تجویز پیش کرے کہ ان مقامات پر مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے مبشرین نصرانیت (مشنریز) بھیجے جائیں - بایں ہمہ عصبیت کہا جاتا ہے کہ یورپ کا تمدن کسی مذہب کی آزادی میں دراندازی نہیں ہوتا -

ترک و عرب

المؤتمر العربی السوری اور انجمن اتحاد و ترقی میں اتفاق ہوگیا - عربوں نے اپنے طرف سے دو مندوب (ڈیلیگیٹ) مقرر کیے تھے - انجمن اتحاد و ترقی کے مندوب ایوب صبری تھے - مندوبین میں تمام گفتگو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ہوئی - اس اتفاق کے اصول اساسی یہ ہیں :

(۱) عرب آل عثمان کی خلافت کو مانتے ہیں -

(۲) دولت عثمانیہ میں عربوں اور ترکوں کے حقوق برابر برابر ہونگے -

(۳) عرب وعدہ کرتے ہیں کہ دولت عثمانیہ، جو انتظامی محکموں اور عدالتوں میں انہیں عربی زبان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے، اسکی وہ مساعدت و معاونت کرینگے -

(۴) حکومت کی طرف سے عملی طور پر اصلاحات کے آغاز کے عرب منتظر ہیں، اور وعدہ کرتے ہیں کہ وہ حتی الامکان اس باب میں دولت علیہ کے لیے آسانیاں پیدا کرینگے -

(۵) عربوں کی یہ راے ہے کہ ولایات عثمانیہ اصلاحات کے سخت محتاج ہیں، وہ موجودہ حالت کو دیکھ رہے ہیں اور دولت علیہ کے ساتھہ اسکے مطمح نظر میں شریک ہیں -

(۶) انجمن جوانان عرب اعلان کرتی ہے کہ ارباب غرض نے جو یہ مشہور کیا تھا کہ وہ اجانب و اغیار کی مداخلت چاہتے ہیں، یہ کذب محض ہے -

وہ اتفاق نامہ (اگریمنٹ) جس پر فریقین نے دستخط کیے ہیں، لجنة المؤتمر العربی کے رئیس الرؤسا رفیق بک مولف اشہر مشاہیر الاسلام نے اُسے شائع کردیا ہے، اُسکے خاص خاص دفعات یہ ہیں :

(۱) تمام عربی شہروں میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم عربی میں، اور اعلی تعلیم اکثریت (مجاریٹی) رکھنے والی جماعت کی زبان میں ہوگی -

(۲) گورنروں کے علاوہ تمام اعلی عہدہ داروں کے لیے عربی دانی شرط ہوگی - ان عہدہ داروں کے علاوہ تمام ملازم اسی صوبہ میں رکھے جائینگے - دار السلطنت سے صرف قضاۃ اور روساء عدلیہ (چیف جسٹس) کی تقرری ہوگی جو ارادہ سنیہ کے ذریعہ سے ہوا کرتی ہے -

(۳) اوقاف کا انتظام انتظامی مجلسوں کے ہاتھہ میں دیدیا جائیگا جو مقامی اشخاص سے مرکب ہونگی -

(۴) رفاہ عام کے کل ادارۂ محلیہ (مقامی دفاتر) کے ہاتھہ میں دیدیا جائیگا -

(۵) فوج صرف قریب کے شہروں کی خدمات انجام دیگی - یمن، حجاز، عسیر، وغیرہ، وغیرہ، میں جب فوج بھیجنا ہوگی، تو عربوں اور دولت عثمانیہ کے تمام باشندوں میں سے ایک ہی نسبت سے سپاہی لیے جائینگے -

(۶) مجالس عمومیہ کی قراردادیں بہرحال نافذ ہونگی -

(۷) اصولی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مجلس وزارت اور تمام کیبنٹ کے مددگاروں اور مشیروں کے محکموں میں، نیز دولت علیہ کے تمام مجالس شوری میں کم ازکم تین عرب ہونگے -

شیخ الاسلام کے دائرہ (دفتر مشیخت اسلامیہ) اور تمام دوسرے صیغوں میں بھی دو دو یا تین تین عرب ہونگے - ہر وزارت کے مختلف مرکزوں میں بھی کم ازکم ۵ - یا ۴ عرب لیے جائینگے -

(۸) عربوں میں سے کم ازکم ۱۰ - کمشنر اور ۵ - گورنر مقرر کیے جائینگے -

(۹) مجلس اعیان میں عربوں کی ایک تعداد مقرر کی جائیگی جسکی نسبت ۲ - فیصدی ہوگی -

(۱۰) ہر ولایت میں جن صیغوں کے لیے ضرورت ہوگی وہاں اجنبی مفتش خصوصی (اسپیشیاست کمشنر) مقرر کیے جائینگے -

(۱۱) جن صیغوں کا انتظام مقامی گورنمنٹ کے ہاتھہ میں دیا جا رہا ہے، ان کو روپیہ کی ایک مقدار دیجائیگی جو اس صوبے کے بجٹ میں اضافہ کردیجائیگی - اور جایداد کے ٹیکس کا حصہ تعلیم پر صرف کیا جائیگا -

(۱۲) اصولی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ سرکاری معاملات عربی زبان میں ہونگے، مگر اسکا نفاذ بتدریج ہوگا -

(۱۳) مجالس عمومیہ (جنرل اسمبلیز) کے اختیارات وسیع کردیے جائینگے - ان مجالس میں نصف مسلمان ہونگے اور نصف غیر مسلمان -

امید ہے کہ یہ اتفاق مبارک ثابت ہوگا، اور اگر عربوں کے مطالبات واقع میں اخلاص پر مبنی ہیں تو آیندہ بجاے مشکلات پیدا کرنے کے وہ دولت عثمانیہ کے دست و بازو بن کر کام کرینگے - گو اس تحریک میں یورپ کا ہات تھا اور اُسی کے اشارے سے ترکوں کے خلاف عربوں میں شورش پیدا ہوئی تھی، لیکن موجودہ ترکی وزارت کی دانشمند پالیسی مبارکباد کی مستحق ہے کہ بغیر کسی سخت گیری کے اُس نے بڑی آسانی سے اس مسئلے کو حل کردیا، اور یورپ کی انقلابی کوششیں بیکار کئیں - رعایا کے مطالبات اگر اصولاً صحیح و جائز و قابل نفاذ ہوں، تو عموماً اس باب میں وہی حکومتیں کامیاب ہونگی جو نرمی و نرم دلی کی روش سے یہ راہ طے کرینگی، وحشی ترکوں کی حکمت نے تو اس مرحلے کو طے کرلیا، لیکن مہذب انگریز بھی کیا اسی راہ پر چلینگے ؟

مقدمۂ رسالہ مظالم بلقان

۲۶ - اگست کو ہائی کورٹ کلکتہ کے ایک مخصوص اجلاس کے سامنے رسالہ مظالم بلقان کا مقدمہ پیش ہوا - استغاثہ کی طرف سے مسٹر نارٹن نے ایک نہایت مبسوط اور مدلل تقریر کی، اور ثابت کیا کہ اس رسالے کی اشاعت کی ممانعت حکومت ہند کے قوانین نافذہ کے کسی دفعہ سے تعلق نہیں رکھتی - نہوں

نے عدالت پر ظاہر کیا کہ یہ رسالہ عیسائیوں کے برخلاف کسي مذہبي جوش کو پیدا نہیں کرتا بلکہ چونکہ مظالم و وحشت داري کے خلاف اس میں مسیحیت کے نام پر اپیل کي گئي ہے اس لیے فی الحقیقت یہ عیسائیت کے عزت و شرف کا ایک اعلان ہے -

ایڈوکیٹ جنرل نے وجوہ ممانعت میں خاص طور پر اس پہلو کو نمایاں کیا کہ ان مظالم کو صلیبي جنگ سے تعبیر کیا گیا ہے' اور یہ ایک عام مذہبي منافرت کي دعوت ہے - دوران بحث میں کامریڈ کي حیثیت کو اصرار کے ساتھہ صاف کیا گیا اور اسکي جریدت کا کھلے لفظوں میں اعتراف ہوا - یہ ایک ایسي بات ہے جسکي گو ہمیں زیادہ خواہش نہ تھي تاہم خوشي کا موجب ضرور ہے -

فیصلہ ابھي محفوظ ہے - اور ہم آیندہ نہایت تفصیل سے حالات مقدمہ پر نظر ڈالیں گے - علی الخصوص ان وجوہ ممانعت پر جو حکومت کے طرف سے پیش کیے گئے ہیں -

مسٹر محمد علي نے اس مقدمے کے ذریعہ ایک نہایت عمدہ راہ قانوني احتجاج و دفاع جرائد کي کھولدي ہے -

هفتهٔ جنگ

بالآخر ترکوں اور بلغاریوں میں وہ تصادم ہوگیا جس کي پیشین گوئي ۱۹ - کو ریوٹر ایجنسي نے کي تھي -

ادرنہ سے ۲۵ -میل پر ادر تیکرئی نامي ایک مقام ہے- یہاں ترکوں پر بلغاریوں نے حملہ کیا - سخت جنگ ہوئي' حملہ آور پسپا ہوے' اور ایک کرنل اور ۱۲۳ - سپاہي گرفتار- ممکن ہے کہ یہ دوبارہ جنگ کي تمہید ہو لیکن اگر سابق کي طرح ابھي سے بلغاریوں کے لباس میں روسي سپاہي نہیں ہیں تو اس طرح کے حملوں کو ترکش کے آخري تیر یا جاں بلب قوت کي حرکت مذبوحي سمجھنا چاہیے - بالفرض یہ حملے اگر جنگ کي صورت بھي اختیار کرلیں تو وہ جنگ ترکوں کے نقطۂ نظر سے زیادہ خطرناک نہ ہوگي' اس لیے کہ ترکي فوج میں نہ تربیت یافتہ سپاہیوں کي کمي ہے ' اور نہ تجربہ کار و کہنہ مشق افسروں کي' اور سب سے بڑي بات تو یہ ہي کہ برسر انتظام وہ جماعت نہیں ' جو ان جاں نثاران وطن کو خالي کارتوس دیتي تھي -

ترکي کے خلاف روس کي کارروائي کے متعلق اخبارات اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں - اس سلسلہ میں روسي جنگي جہازکي باسفورس سے سیرا سٹرپل میں واپسي کو ٹائمز ایک معني خیز اشارے کي حیثیت سے نقل کرتا ہے' اور کہتا ہے :

باوجود اس حالت کے کہ تمام فوج تھریس میں ہے ' اور قسطنطنیہ اور ایشیاے کوچک غیر محفوظ حالت میں ہیں ' روسي بیڑا بالکل پر امن طریقہ پر واپس آسکتا ہے -

تھریس میں ترکي پیشقدمي کي بابت مزید ملاقاتوں کے لیے دول باہم مصروف مشورہ ہیں' لیکن صوفیا میں یقین کیا جاتا ہے کہ دول ترکي پر دباؤ ڈالنے کي تدابیر پر غور کر رہي ہیں - لندن میں کسي ایسي بات کا علم ابتک نہیں ہے جس سے اسکي تصدیق ہوتي ہو -

یونانیوں اور بلغاریوں کے تعلقات کي عجیب حالت ہوگئي ہے - سرخر الذکر کو شکایت ہے کہ یوناني تخلیہ کي تاریخ سے ترکوں کو مطلع کر دیتے ہیں تاکہ وہ آساني سے قبضہ کرسکیں - بلغاروں کے خلاف یونان ہمیشہ ترکوں کے ساتھہ ملکر کام کرتے رہے ہیں -

کارینجي انٹرنیشنل پیس فونڈیشن نے ایک مشن مقرر کیا تاکہ وہ بلقان کے قتلہاے عام اور جنگ کے اقتصادي نتائج کي بے طرفي کے ساتھہ تحقیقات کرے -

لیکن با ایں ہمہ شاید "رموز مملکت" اسي کے مقتضي ہیں کہ تصفیہ تلوار کے بدلے قلم کي زبان سے ہو' ریوٹر کا بیان ہے کہ باب عالي نے بلغاري وکیل قسطنطنیہ سے براہ راست گفتگو شروع کي ہے' ریوٹر اس کي وجہ یہ بتاتا ہے کہ "ادرنہ کے متعلق میلان دول کے استحکام کي وجہ سے باب عالي نے یہ محسوس کرلیا ہے کہ موجودہ مشکلات سے نکلنے کا بہترین ذریعہ بلغاریا سے براہ راست مفاہمت ہے"

ادرنہ کے متعلق باب عالي بدستور اپني ارادے پر سختي سے قائم ہے' وہ اسکے لیے تیار ہے کہ ادرنہ کا معاوضہ کسي دوسري صورت میں دیدے' مگر اس کے چھوڑنے پر راضي نہیں ' اور سچ یہ ہے کہ راضي ہو بھي نہیں سکتي ' کیونکہ فوج کي بھي ایک عظیم الشان تعداد بطل طرابلس غازي انور بے کے زیر کمان بہرحال ترک ادرنہ کے خلاف ہے - اور جیسا کہ انھوں نے ماتان (پیرس) کے نامہ نگار سے ترجماني جذبات کرتے ہوے بیان کیا' وہ کہتي ہے کہ "ہم یہاں ہیں اور یہیں رہینگے' یا شہر کو اپنے ہاتھہ میں رکھیں گے' یا اس کي مدافعت کي راہ میں سب کے سب فنا ہو جائینگے"

ترکوں کي پیش قدمیوں نے دیرینہ خوشگوار آرزوئیں پامال کیں تو یورپ بپھرا ' انذار و تہدید کے ہمہمے بلند ہوے' بیڑے کي نمایش ہوئي ' ملاقاتیں ہوئیں ' مگر یہ تمام ذرائع تخویف و ترہیب بے سود رہے اثر نکلے - وزارت اپنے ارادے پر بدستور قائم رہي' اب عملي کارروائي کا وقت آیا ' مگر یہي وہ منزل ہے جہاں پہنچکے یورپ کي ترکتازیاں ختم ہو جاتي ہیں - فوائد و مصالح کا تعارض سنگ راہ ہوا ' مداخلت.ناممکن نظر آئي - تجویز ہوي کہ ترکي سے مقاطعہ مالیہ کیا جاے یعني اسکو یورپ کا کوئي سرمایہ دار ایک حبہ نہ دے اس شکیب آزما تازیانے کا استعمال ابھي زیر تجویز ہي تھا کہ اسکي ناکامي کے علائم و آثار ظاہر ہونے لگے " فرانسیسي سرمایہ دار جنکو زیادہ تر نقصان برداشت کرنا پڑیگا ' اور جو اسوقت تک روس کي پالیسي کے لیے گراں قدر قربانیاں کرچکے ہیں مزید ایثار پر راضي نہیں" ! غالباً یورپ کے اس شقاق باہمي اور عملی کارروائی سے عجز و درماندگي ہي کي بناء پر والنا کے نیم سرکاري اخبار کا یہ خیال ہے کہ "مسئلہ ادرنہ اپني بین القومي حیثیت کھوچکا ہے اور آیندہ ترکوں اور بلغاریوں کا باہمي معاملہ رہجائیگا"

یورپ کو گمان تھا کہ ضعیف و بیمار ترک کے لیے یہي بہت ہے کہ ایڈریانوپل کو غنیمت سمجھے ' ترک اس کو غنیمت تو سمجھے مگر اس پر خاموش نہ رہے ' انھوں نے ضلع گمرجنیا میں کچک کیکوک پر بھي بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچا کے قبضہ کرلیا ہے -

صوفیا کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ بلغاریا نے ترکوں کے قبضہ گو ملجینا کے خلاف دول یورپ کے سامنے اعتراض کیا ہے - ملجینا چیل سے پچاس میل اور میرتزا سے ستہہ میل جانب مغرب واقع ہے - یہ خبر اگر صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے پورا قصد کرلیا ہے کہ بلغاریا کو تباہ کرکے چھوڑینگے -

[صيغة الهلال]

حادثة فاجعة مايه

مرحوم شوكت پاشا !

[١] طوپال ترفيق [٢] نظمي [٣] كورضيا [٤] حسن شرقي [٥] كاظم [٦] حقي [٧] محمد علي [٨] جودت [٩] داماد صالح

پاشا ، جو اس سوء قصد و سازش کا ترتیب دینے والے اور بانیان مخصوص میں سے ہے -

الهلال

۲۴ رمضان ۱۳۳۱ هجری.

شهادت زار کانپور
یا
امتحان گاہ کفر و ایمان

جزاک اللہ عن الاسلام و المسلمین

یا مظہر الحق !!

انساني خصائل و فضائل کے ظہور و آزمایش لیلیے ابتلا و مصائب ضروري هیں :

و لنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم و الصابرین ، و نبلو اخبارکم -	اور هم تم کو آزمایش میں ڈالیں گے تاکه معلوم کریں که کون لوگ تم میں مجاهد و صابر هیں ؟ اور نیز تمهاري اصلي حالت کو جانچ لیں -

شاید اب موسم بدلنے والا هے که تدیاني کے آثار و علائم پیهم اور غیر منقطع هیں - جو کچهه هندوستان سے باهر هوا ' وه مسلمانان هند کي غفلت شکني اور تنبه کیلیے کافي نه تها ' اسلیے حکمة الهیه نے سلانیک اور البانیا کي جگه ' شهادت آباد کانپور کے حوادث محزنه و سوانح الیمه کو همارے سامنے کردیا هے : اولا یرون انهم یفتنون في کل عام مرة او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون !

پس هزار رحمت هو تجهپر اے سرزمین مقدس کانپور ! اور تیري یاد گرامي همارے دلوں سے کبهي محو نهو ' که تیرے انهار خونیں نے همارے لیے حیات ملي کا چشمهٔ حیات بها دیا هے !!

اگر لکهنے کي مهلت ملے تو اُن نتائج عظیمه کي تفصیل کیلیے دفتر کے دفتر چاهئیں ' جو اس حادثهٔ خونین سے هم حاصل کرسکتے هیں ' اور جسکے بهے هوے خون کے ایک ایک قطره سے حیات ملي کي هر شاخ کو زندگي اور نشو و نما کا پاني ملسکتا هے ' مگر میں اس وقت صرف ایک خاص نتیجهٔ حسنه کي طرف اشاره کرونگا اور وه ایک الهي آزمایش هے جو آج هر مسلم قلب کا امتحان لیگي ' اور منٹوں اور لمحوں کے اندر فیصله کردیگي که کون هیں جنکے دلوں کي باگ انکے خداے حي و قیوم کے هاتهه میں هے ' اور کون هیں ' جنکے سر اصنام حکومت اور طواغیت هواء نفس کے آگے سربسجود هیں ؟

فمنهم من یومن به ' و منهم من لا یومن به ' و ربك اعلم بالمفسدین -
اصحاب المیمنه ' ما اصحاب المیمنه ؟

دو صفیں تمهارے سامنے هیں :

دهني طرف الله کي عبادت گاه اور اسکا حرم محترم هے - ان زخمیوں کي صفیں هیں ' جنکے زخموں سے بے گناهي کا خون بهه رها هے ' اور جنهوں نے مسجد الهي کي تحریم و تقدیس میں اینٹوں کے ٹکڑے رکهکر ' اسکے بدلے دشمنان حق واله کي گولیاں کهالي هیں - پهر کچهه معصوم بچے هیں ' جنهوں نے ابتدا اپنے خدا کو یاد کرنا سیکها تها ' مگر اُنسے ' جنکي عمریں اسي معصیت کے صدمے میں بسر هوچکي هیں ' بازي لے گئے ' اور جنمیں سے

بعض اپنے خدا کے پاس پهنچ چکے هیں ' اور بعضوں کیلیے رحمت الهي کا آغوش منتظر هے -

پهر اس منظر اقدس و اعلی سے بالاتر ' وه خداے قدوس ابراهیم و محمد (علیهما السلام) اور اسکے دین قویم اور ملة مرحومه کي عز و عظمت هے ' جس کو همیشه ظالموں نے پهلایا هے ' پر مظلوم نے اسي کے دامن میں تسکین پائي هے - اور جس کو گو اُن لوگوں نے فراموش کردیا هو ' جنکو اپنے خوں ریز اسلحه و آلات کا غرور اور تاج و تخت حکومت کے نشهٔ باطل سے سرگراني هو ' لیکن لوگ تو نهیں بهلا سکتے ' جنهوں نے تیره سو برس سے اسکي الهي نصرتوں کے معجزے دیکهے هیں ' اور اب بهي وه اس وقت کے منتظر هیں ' جبکه ظالم با وجود قوت کے هلاک هوگا ' اور مظلومي باوجود بے سروسامانی کے فتح یاب هوگي : و ان الظالمین بعضهم اولیاء بعض و الله ولی المتقین -

غرضکه ایک جانب تو الله ' اسکے رسول ' اور اسکے مومنوں کي عزت و عظمت دنیوي عجز و تذلل اور بے سروسامانی و بیکسی کے اندر موجود هے : و ان العزة لله ' و لرسوله ' و للمومنین -

اور دوسري جانب دنیوي حکومت کا قهر و جبر ' دنیوي طاقتوں کا مجمع ' قانون وقت کا غلط مگر قاهرانه استعمال ' حالات وقت کي نگاه گرم ' اُس کي ذریات کے مهیب و مخوف مناظر کفر کي ظاهر فریبي ' اور نفاق کي ولوله اندازي هے - دنیوي نام و نمود کي خواهش جو انسان کے پاؤں میں ڈالنے کے لیے شیطان کے پاس سب سے زیاده بوجهل زنجیر هے ' طیار هو رهي هے ' اور هر مکر و طمع کے ابلیس اپنے ساز و سامان جهنمي کے ساتهه مصروف کار هیں

یه در راهیں هیں ' جو آج هر مسلمان کے سامنے کهول دي گئي هیں ' اور هدایت و ضلالت ' نور و ظلمت ' اور کفر و اسلام کي مقابل راهیں اسي طرح همیشه سے باز رهي هیں -

پس سب سے بڑي آزمایش هے ' جو آج در پیش هے ' اور سب سے بڑا فیصله کن امتحان هے ' جو کفر پرست و اسلام دوست صفوں کو الگ الگ کردینے کے لیے آج مستعد هے :

یوم تبیض وجوه و تسود وجوه ' فاما الذین اسودت وجوههم اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون -	وه دن ' جبکه بعض لوگوں کے چهرے نور ایمان و فلاح سے چمک اٹهیں گے ' اور بعض کے سیاه پڑ جائیں گے - روسیاهوں سے کها جائیگا که تم نے الله پر ایمان لا کر پهر کفر کا ساتهه دیا تها - اب اسکي سزا میں اس عذاب کا مزه
واما الذین ابیضت وجوههم ' ففي رحمة الله ' هم فیها خالدون - (۳ : ۲۱۲)	چکهو ! مگر جو لوگ سفید رو هونگے ' وه الله کي رحمت میں هونگے - اور یه رحمت دایمي اور همیشگي کي هوگي

بهت سے لوگ هونگے جو آج اسلام اور اسکے پرستاروں کا باوجود ظاهري بے چارگي و بیکسي کے ساتهه دینگے ' اور اپنے دهني جانب کي صفوف ایمان و مومنین کي راه اختیار کرینگے - پر بهت سے ایسے بهي هونگے ' جنکے دلوں کي باگ خداے قدوس کي جگه شیطان لعین کے هاتهوں میں هوگي - وه انکو کهینچے گا ' یهاں تک که وه منهه کے بل اوندهے گرینگے ' اور دوسري جماعت کے آگے سربسجود هونگے :

فاصحاب المیمنه ' ما اصحاب المیمنه ' واصحاب المشئمه ' ما اصحاب المشئمه ' والسابقون السابقون ' اولئك المقربون ' في جنات النعیم ' للمن	پس ایک گروه تو دهنے هاتهه والوں کا هے ' اور دهنے هاتهه والوں کا کیا کهنا ! اور ایک بائیں جانب والوں کا هے اور بائیں هاتهه والوں کا کیا هي برا گروه هے ! پهر ان دونوں کے علاوه تیسرے گروه کے لوگ ' جو سب سے آگے هیں ' اور وه آگے هي رهنے کے مستحق بهي

مقالات

الاولين و قليـــل مـــن الاخرين (۵۶ : ۱۳)

هیں ' کیونکہ یہ بارگاہ الہی کے مقرب هیں' اور انکی جگہ جنت کی خوشیاں اور وهاں کی نعمتیں هیں - پھر ان میں بھی بہت سے تو اگلوں میں هونگے ' اور کچھ پچھلوں میں سے -

السابقـــون السابقـــون ! !

آیۂ کریمۂ مندرجۂ صدر میں اللہ تعالی نے مختلف جماعتوں کو مختلف اسماء و صفات سے موسوم کیا هے - پہلے " اصحاب المیمنه " اور " اصحاب المشئمه " کا ذکر کیا هے ' پھر " سابقون السابقـــون " کی تعریف کی هے ' اور اسکے بعد " ثلة من الاولين " اور " قليل من الاخرين " هیں -

میں دیکھه رها هوں که حادثۂ خونین کانپور نے ان تمام جماعتوں کو دنیا کے سامنے کردیا هے - میں " اصحاب المیمنه " کو بھی دیکھه رها هوں ' جنھوں نے اللہ کی حزب و جماعت کا ساتھه دیا هے :

الا ان حـــزب اللـــه هـــم الغالبـــون اور میرے سامنے " اصحاب المشئمه " کی صفوف لئام بھی موجود هیں ' جنھوں نے اپنے قلوب و ایمان کو حزب الشیطان " کے حوالہ کردیا هے :

اولئك حزب الشيطان ' الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون (۵۸ : ۲۱)

پھر اس جماعۃ مقدسۂ مومنین ' و عباد اللہ المخلصین ' و حزب اللہ الجلیل المتین ' یعنے " اصحاب المیمنه " میں سے بھی اعلی و اقدس ' " السابقون السابقون " کی جماعت هے جنھوں نے ایثار فی سبیل اللہ میں اور اوروں سے مسابقت کی اور جبکہ کچھه لوگ اللہ کی طرف بڑھے ' تو انکے قدم سب سے آگے تھے - انھوں نے سب سے پہلے مظلومین کانپور کی اعانت و امداد کیلیے اپنے وقت و مال کا انفاق کیا - اسلیے ضرور هے که سب سے پہلے وهی بخشش گاہ الہی سے اپنا اجر بھی حاصل کریں -

کچھه عجب نہیں که اللہ تعالی اپنے فضل نصرت فرما سے گروہ گروہ جماعت هاے انصار و معاونین کو کانپور بھیجدے ' اور اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی عبادت گاہ کی راہ میں مجروح و شہید هونے والوں کی مدد کیلیے کھولدے ' لیکن تاهم جو فضیلت و سعادت " السابقون السابقون " کو ملنے والی تھی ' وہ مل چکی ' اور جو بخشش دروازے پر پہلے پہنچنے والوں کیلیے هوتی هے ' وہ لینے والوں نے لیلی - اب اسمیں اور کسی کا حصه نہیں هو سکتا که :

اولئك المقربون - في جنات النعيم - ثلة من الاولين وقليل من الاخرين!

جزاك الله عن الاسلام و المسلمين

یا مظهـــر الحق !

یقیناً مسٹر مظہر الحق بیرسٹرات لا (بانکی پور) کی خدمات جلیلۂ و عظیمه " السابقون السابقون " میں داخل هیں ' جنکے لیے اللہ تعالی نے اس عظیم و جلیل سبقت اور انفاق و ایثار فی سبیل اللہ کا شرف روز اول سے مخصوص کردیا تھا ' جو واقعۂ شہادت کانپور کے بعد بلا تامل کانپور پہنچ گئے ' اور جذبۂ خالصۂ لوجه اللہ کے ساتھه مظلومان ملت اور بیکسان امت کا مقدمه اپنے هاتھه میں لے لیا - فی الحقیقت یه تاریخ اسلام کے ان واقعات ایثار و فدویت کا احیاء هے ' جنکے نظائر کی گو ایک زمانے میں همارے هاں قلت نه تھی ' لیکن افسوس که آج انکا هر طرف قحط هے !

وقت است که وقت بر سرایی

(۲)

کشف ساق کا مفهوم اور اُس کے نتائج

پچھلی اشاعت میں قارئین کرام نے ملاحظه فرمایا هوگا که سورۂ نون والقلم کی مشہور آیت یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون (وہ دن آنے والا هے جب که ساق کھلیگی اور لوگوں کو سر افگندگی کی دعوت دی جائے گی ' مگر اُس وقت اُن میں اتنی قدرت و استطاعت کہاں ؟) کی تفسیر میں راویان اخبار و آثار نے کیا کچھه اختلافات کیے هیں - چار مختلف فصول میں ان مباحث کا استقصا هوچکا هے که :

(۱) کشف ساق کے یه معنے که قیامت میں فی الواقع خدا کی ساقیں کھل جائیں گی ' صحیح نہیں ' جن روایتوں سے اس مفهوم کو تقویت دی جاتی هے علم اصول اُن کو خود قابل استناد نہیں سمجھتا -

(۲) ادبیات عرب میں عام قاعدہ هے که الفاظ کچھه اور هوتے هیں مگر محاورے میں اُن کے کچھه اور هی معنے لیے جاتے هیں ' طریق تعبیر کی بیشتر حقیقتیں مجاز سے وابستہ هیں جن کو لفظوں کے ساتھه کچھه ایسا زیادہ تعلق نہیں هوتا -

(۳) ادبیات عرب میں کشف ساق کے معنے نہایت سخت خطرہ (امر شدید) کے نمودار هونے کے هیں -

(۴) کشف ساق سے اگر خدا هی کی ساق کا نمودار هونا مراد هو جب بھی اس کے معنے تجسم نہ هونگے ' کیوں که قرآن کریم ' نیز کلام جاهلیت جس میں قرآن اترا هے اور جو اُس کے انداز بیان کی نظیر هے ' اس مدعا کی تائید سے خاموش هیں ' یا یوں کہیے که اسلوب عربیت اِس قسم کے الفاظ کو اپنے اصلی معانی پر محمول نہیں کرتا - یه چاروں موضوع استیعاب ذکر و استیفاے نظر کی حد میں آ چکے هیں ' لیکن مسألے کی اهمیت کا هنوز یہی اقتضا هے که " کچھه اور چاهیے وسعت میرے بیان کے لیے " تکمیل بیان کے لیے بقیۂ مباحث قابل ملاحظه هیں :

(۵)

قرآن کریم میں لفظ ساق تین مقام پر وارد هے :

(الف) سورۂ نون والقلم میں جس پر بحث هوچکی اور هنوز هوگی -

وجوه يومئذ ناضرة ' الى ربها ناظرة ' ووجوه يومئذ باسرة تظن ان يفعل بها فاقرة ' كلا ' اذا بلغت التراقي ' وقيل من راق ؟ وظن انه الفراق ' والتفت الساق بالساق ' الى ربك يومئذ المساق ' (٧٥ : ١١ و ١٢)

اُس دن بہتوں کے مونہہ تروتازہ ہونگے ' جو اپنے پروردگار کو دیکھہ رہے ہونگے ' اور بہتیرے مونہہ اُس روز بُرے بن رہے ہونگے ' اُن کو گمان ہوگا کہ ایسی سختی اُن کے ساتھہ ہونے والی ہے کہ اُن کی کمر توڑ دیگی ' خوب سمجھہ لو کہ جب ہنسلی تک جان آ پہونچیگی ' اور لوگ چلا اُٹھینگے کہ کوئی جھاڑ نے والا ہے ؟ یقین ہو جائیگا کہ یہ مفارقت کا وقت ہے ' اُس وقت پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائیگی ' تو یاد رکھہ کہ اُسی دن تجھے اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہوگا -

اس آیت میں التفت الساق بالساق (پنڈلی سے پنڈلی مل جائیگی) کی تفسیر کئی طریقوں پر کی گئی ہے ' بیس حدیثیں اس مفہوم کی مروی ہیں کہ التفاف ساق سے شدت امر مراد ہے - ان میں دو خاص حدیثیں یہ ہیں :

قوله : والتفت الساق بالساق ' يقول : آخر يوم من الدنيا و اول يوم من الاخرة ' فتلتقى الشدة ' بالشدة ' الا من رحم الله (١)

آیت کے یہ لفظ کہ " پنڈلی سے پنڈلی مل جائیگی " اس میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ دن دنیا کا سب سے پچھلا اور آخرت کا پہلا روز ہوگا ' اُس روز سختی سے سختی بھڑ جائیگی ' ہاں جس پر خدا رحم کرے وہ البتہ اس سے محفوظ ہوگا (١)

يقول : التفت الدنيا بالاخرة ' وذلك شان الدنيا والاخرة ' الم تسمع انه يقول : الى ربك يومئذ المساق ؟ (٢)

اُس روز دنیا و آخرت میں تصادم ہوگا ' اور دنیا و آخرت کا یہی حال ہے ' اس مطلب کی تائید میں کیا تم نے آیت کا یہ جزو نہیں سنا کہ " وہی روز ہوگا کہ تمہیں اپنے پروردگار کے حضور میں چلنا ہوگا " ؟ (٢)

التفاف ساق کی دوسری تاویلیں بھی کی گئی ہیں ' مگر ابن جریر کی نقاد نظر میں یہ سب مجروح ہیں ' لکھتے ہیں :

اولى الاقوال في ذلك بالصحة عندي قول من قال : معني ذلك والتفت ساق الدنيا بساق الاخرة ' وذلك شدة كرب الموت بشدة هول المطلع ' والذي يدل على ان ذلك تاويله ' قوله : الى ربك يومئذ المساق ' والعرب تقول لكل امر اشتد : قد شمر عن ساقه ' وكشف عن ساقه ... عني بقوله التفت الساق بالساق : التصقت احدى الشدتين بالاخرى كما يقال للمرأة اذا

میرے نزدیک اس باب میں بہتر و صحیح قول اُن مفسرین کا ہے جو آیت کے معنے یہ بتاتے ہیں کہ دنیا کی ساق آخرت کی ساق سے مل جائیگی ' مطلب یہ ہے کہ موت کی شدت و کرب ہول مطلع کی شدت سے دوچار ہوگی - اس مفہوم کی دلیل خود اسی آیت کا پچھلا جزو ہے کہ " اُس دن تجھے اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہوگا " خطرہ جب بڑھ جاتا ہے ' اور بات سخت ہوجاتی ہے ' تو اہل عرب کہتے ہیں " فلاں امر کی ساق سے دامن اُٹھہ گیا " یا " اُس کی ساق کھل گئی "... آیت میں ایک ساق کے دوسری ساق سے مل جانے کے معنے یہ ہونگے کہ ایک سختی دوسری طرح کی شدت سے پیوست ہوگئی '

[١] علي قال ثنا ابو صالح قال ثني معاوية عن علي عن ابن عباس قوله الخ
[٢] محمد بن سعد قال ثنى ابى قال ثني ابى عن ابيه عن ابن عباس الخ

التفت احدى فخذيها بالاخرى اثناء (١)

جس طرح کسی عورت کی ایک ران دوسری ران سے پیوستہ ہوگئی ہو تو اسے اثناء (باہم پیوستہ ہو جانے والی) کہتے ہیں (١)

(ج) سورۂ نمل میں جہاں ملکۂ سبا کو خطاب کیا گیا ہے :

قيل لها : ادخلي الصرح ' فلما رأته حسبته لجة وكشفت عن ساقيها ' قال انه صرح ممرد من قوارير (٢٧ : ٣٦)

ملکۂ سبا سے کہا گیا کہ محل کے اندر آؤ ' اُس نے محل کو دیکھا تو پانی سمجھی ' اسی خیال سے اپنی دونوں پنڈلیاں اُس نے کھول دیں ' سلیمان نے یہ دیکھکر کہا کہ یہ تو شیش محل ہے -

اس آیت میں کشف ساق کے معنے عام مفسرین نے پنڈلی کھولنے کے لیے ہیں ' مگر امام رازی نے تبعاً دو تین باتیں اور بھی بیان کی ہیں ' فرماتے ہیں :

(١) انما فعل ذلك ليزيدها استعظاماً لامره ...

(١) حضرت سلیمان نے شیش محل اس لیے بنوایا تھا کہ ملکہ سبا کی نظر میں اُن کی عظمت بڑھ جائے ...

(٢) كان المقصود من الصرح تهويل المجلس و تعظيمه .....

(٢) تعمیر محل سے مجلس کو خوفناک و با عظمت دکھانا مقصود تھا .....

(٣) حسبت ان سليمان عليه السلام يغرقها في اللجة (٢)

(٣) ملکۂ سبا سمجھی کہ حضرت سلیمان اُس کو پانی میں غرق کیا چاہتے ہیں (٢)

یہ تاویلیں اگر صحیح ہیں تو ان کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت سلیمان (علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام) نے ملکہ سبا کو مرعوب کرنے اور اُس کے دل پر اپنی ہیبت و عظمت کا سکہ بٹھانے کے لیے شیش محل تعمیر کرایا ہوگا ' ملکۂ سبا اُسے دیکھہ کر پانی سمجھی اور خیال کیا کہ سلیمان نے بد عہدی کی ' یہاں بلا کر تو مجھے غرق کیا چاہتے ہیں ' اس خیال کے آتے ہی ساق کھول دی ' یعنی غیظ میں آگئی ' گھبرا اُٹھی ' ناراضی و ناخوشی بڑھ گئی ' سخت ہوگئی ' خطرہ پیدا ہوگیا ' حضرت سلیمان نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا : یہ پانی کا تموج نہیں ہے ' شیش محل کا سراب ہے ' ملکہ یہ سن کر پچھتائی ' اپنی بدگمانی سے پشیمان ہوئی اور کہا :

رب اني ظلمت نفسي ' واسلمت مع سليمان لله رب العالمين (٢٧ : ٣٤)

میرے پروردگار ! میں نے (یہ بدگمانی کرکے) اپنی جان پر ظلم کیا ' اب میں سلیمان کے ساتھہ ہوکر رب العالمین کے لیے مسلمان ہوئی -

یہ مطلب اگر صحیح ہے تو حضرت سلیمان پر یہ اعتراض بھی وارد نہیں ہو سکتا کہ اُنھوں نے کیوں ایسی ترکیب کی کہ ایک پرائی عورت اپنی پنڈلیاں کھول دے اور وہ اُسے دیکھیں ؟ جب ایرادھی رفع ہوگیا تو جواب دینے کے لیے ایسی تاویل کی کیا حاجت ؟

(٦)

گذشتہ مباحث سے معلوم ہوتا ہے کہ :

(الف) قرآن کریم نے پنڈلی کے معنے میں ساق کا لفظ کہیں بھی استعمال نہیں کیا ہے -

(ب) قرآن کریم میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے قطعی ثبوت مل سکے کہ یوم یکشف عن ساق (وہ دن جب ساق کھلیگی) سے

(١) ابن جریر - ج ٢٩ ص ١٠٧ -
(٢) تفسیر کبیر - ج ٥ - ص ٨٩

خدا کي ساق کا کهلنا مراد هے -

وهي بخاري کي مشهور حديث :

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : يكشف ربنا عن ساقه فيسجد له كل مؤمن ومؤمنة ، ويبقى من كان يسجد في الدنيا رياء وسمعة فيذهب ليسجد فيعود ظهره طبقا واحدا (۱)

ابو سعيد خدري کهتے هيں که ميں نے رسول الله صلى الله عليه وسلم کو ارشاد فرماتے هوے سنا که : همارا پروردگار اپني ساق کهول ديگا ، جتنے مسلمان مرد عورتيں هونگي سب کي سب سجدے ميں گرپڑينگي ، صرف وه لوگ رهجائينگے جو دنيا ميں دکهاے اور سنانے کے ليے سجدے کيا کرتے تهے ، وه اُس وقت سجده کرنے چلينگے تو اُن کي پيٹهه ايک تخته هوجائيگي (۱)

ترقطع نظر ديگر مباحث کے جو ترجيحه و تفسير قرآن کريم کي ايات کي کي جاتي هے ، ضرور هے که وهي اس حديث کي بهي لي جاے - نظام نيشاپوري کي اُس لطيف ترجيحه کو بهي پيش نظر رکهيے جس ميں وه لکهتے هيں :

معده يوم يشتد الامر و يتفاقم ، ولا كشف ثمة والساق ، كما تقول للاقطع الشحيح : يده مغلولة ، ولايد ثمة ولاغل ، و انما هو مثل في البخل... ..... و قال ابو سعيد الضرير: ساق الشيء اصله الذي به قوامه ، كساق الشجر وساق الانسان ، فمعنى الاية: يوم تظهر حقائق الاشياء و اصولها (۲)

آيت کے معنے يه هيں که اُس دن صورت معامله نهايت سخت و شديد و دشوار هوجائيگي ، ورنه اصل ميں نه تو وهاں ساق کهلنے کا مسئله هے اور نه ساق هي هے که کهلي يا ڈهنکي رهي جائے ، مثلا ايک بخيل کے هات کٹے هوے هيں ، تم اُسے کهوگے که " اس کے هات بند هے هوے هيں " حال اُنکه نه وهاں هات هيں اور نه بندش هے ، بلکه دراصل يه ايک مثل هے جس سے اظهار بخل منظور هوتا هے .... ابو سعيد ضرير کهتے هيں : ساق شے وه هے جس سے کسي چيز کا قوام وابسته هو ، جيسے ساق درخت ، ساق انسان ، اس بنا پر آيت کے معنى يه هونگے که اُس دن اشيا کي حقيقتيں اور اصليتيں ظاهر هونگي (۲)

(۷)

يه جو کچهه پيش آنا هے دنيا هي ميں پيش آئيگا ، قيامت سے ان واقعات کو تعلق نهيں هے ، قيامت تو وه دن هے نه کسي کو کسي بات کي تکليف نه دي جائيگي -

نه رکوع هے ، نه سجود هے ، نه قعود هے ، نه قيام هے ،

ليکن يهاں ارشاد هوتا هے :

يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود فلا يستطيعون

وه دن جب خطره بڑه جائيگا ، رگ سجده و اطاعت و سر افگندگي کے ليے بلائے جائينگے مگر نه کرسکينگے -

پهر کيوں کر ممکن هے که قيامت کے دن ، جو احتساب اعمال کا روز هے ، عبادت کا حکم ديا جائے ، ابو مسلم اصبهاني لکهتے هيں :

لاريب ان يوم القيامة ليس فيه تعبد و تكليف

بے شبهه قيامت کا دن عبادت کرنے کا دن نه هوگا ، اُس دن کسي بات کے

فهو زمان العجز ولآخر ايام دنياه فانه في وقت النزع تدري الناس يدعون الى الصلاة بالجماعة وهؤلاء لا يستطيعون الصلاة ، لانه الوقت الذي لا ينفع نفسا ايمانها

مانني يا کسي کام کے کرنے پر کوئي مکلف نه هوگا ، وه عاجزي و ضعف کا وقت يا دنيا کا سب سے پچهلا اور نچلا حصه ايام هوگا ، ديکهو نزع روح کے وقت بهي نمازيوں کو نماز کے ليے پکارتے هيں ، جماعت کے ليے اذان ديتے هيں ، حي علي الصلاة کي منادي سے اُن کو مسجد ميں بلاتے هيں ، مگر وه نماز نهيں ادا کرسکتے ، وه ايسا وقت هوتا هے که ايسے وقت ميں کسي شخص کے ليے خدا پر ايمان لانا بهي نفع نهيں دے سکتا -

(۸)

به پايان آمد اين دفتر حكايت همچنان باقي ، کهنا يه تها که کشف ساق کي ذيل ميں قرآن کريم نے کن امور کي تعليم دي هے ؟ اور اُن کے خاص خاص نتايج کيا هيں ؟ اصل ميں تو يه " سودا " خواجه شيراز کے مخاطب کے اُس " خط سبز " سے بهي زياده طرارت افزاي نگاه هے جس کي نسبت نقطهٔ نظر نے " پاے ازيں دائره بيرون نه نهد تا باشد " کا فتوى ديا تها ، تاهم سلسله حقايق دراز سهي ، اس حلقے کي کڑياں کيوں کر ڈهيلي هوسکتي هيں که تقييدات الهيه کي بندش ميں ڈهيل دي جاسکے ، حقيقت کو " لقد وجدت مجال القول ذاسعة " کا جب خود اعتراف هے تو " فان وجدت لسانا قائلا فقل " کي معذرت کوش تعليق کيا معنے ؟ زبان گويا کا کلم شرح صدر سے لے سکتے هيں ، الهامي تعليمات کے بعض بعض خصائص هي کے تذکرے سے رفع ذکر ممکن هے ، ملاحظه هوں :

کشف ساق کے ما فوق و ما بعد آيتوں ميں جن مهمات امور کي تعليم دي گئي هے ، اُن کے خاص خاص پهلو يه هيں :

(۱) مسلمانوں کے مذهبي جوش کو کفار کبهي اچهي نظر سے نهيں ديکهه سکتے ، وه اُن کو خبطي کهينگے ، مفتون کهينگے ، گمراه کهينگے ، سوريده سر کهينگے ، مگر کهنے دو ، اس پاک ترين جاذبهٔ غيرت سے هٹنا نه چاهيے ، اس حالت پر قائم رهنا چاهيے ، تم بهي ديکهه لوگے اور وه بهي ديکهه ليںگے که خبط کس کو هے ؟ وه زمانه عن قريب آنے والا هے جب که اپنے خبط و سورېدگي کا اُنهيں خود اعتراف کرنا پڑيگا ، مسلمان اُن کے الزامات کے خوف سے مرعوب کيوں هوں ؟ اس کا علم تو خدا هي کو هے که راه راست پر کون هے ، اور گمراهي نے کسے گهير رکها هے ؟

(۲) کفار جو واقعات کو جهٹلاتے هيں ، حقيقت حال کو جهٹلاتے هيں ، اصليت کو چهپاتے هيں ، ماجراے وقوع کو غلط بتاتے هيں ، نقض امن کرتے هيں اور پهر اُس کو حفظ امن کا لباس پهناتے هيں ، قتل کرتے هيں اور اُسے جان بخشي دکهاتے هيں ، بات کچهه هوتي هے مگر اپني بات کي پچ ميں جمهور (پبلک) کو کچهه اور جتاتے هيں ، ايسے لوگوں کي اطاعت منع هے ، اُن کي فرمان برداري جرم هے ، گناه هے ، موجب عذاب هے ، اس فلاکت کو تو روز ديکها جاهئے ، اس اطاعت سے تبري فرض هے ، اس فرمان برداري پر نافرماني کو ترجيح هے ، اُن کي تو خواهش هے که مسلمان مداهنت کريں ، خوش آمد کريں ، رياکاري کريں ، منافقت کريں ، تو اُنهيں بهي اظهار نفاق کا موقع ملے ، مگر ظاهر هے که مسلمانوں کے ليے يه صورت کس قدر خطرناک هے ؟

(۳) کفار کے عهد و پيمان کا تمهيں بارها تجربه هوچکا هے ، وه آبرو باخته هيں ، عزت نفس و شرف ذات کا انهيں لحاظ تک نهيں ،

(۱) اخرجه البخاري من ابي سعيد قال سمعت الخ وهذا الحديث عند هم من صرق في الصحيحين ولفظ الفاظ في بعضها طول ، وهو حديث مشهور معروف ، وعلي كل حال فهو لا يجزم بتجسم ذاته تعالي شانه عما يقولون ، والله في خلقه شؤون ، والله يعلم وانتم لا تعلمون -

[۲] نيسا بوري - ج ۲۹ - ص ۲۳

قسمیں کھاتے ھیں ' حلف اُٹھاتے ھیں ' کہ یہ وعدہ استوار ھے ' اس میں دوام و استمرار ھے ' یہ عہد محکم ھے ' یہ قول و قرار قانونی حیثیت رکھتا ھے ' زبان سے سب کچھہ کہتے ھیں ' اور ہاتھہ سے کام لینے کے وقت ' کچھہ بھی یاد نہیں رہتے ' ایسے لوگوں کے مطیع رہنا ذلت کی بات ھے ' اسلام اپنے فرزندوں کو ان کی اطاعت سے باز رھنے کی ھدایت کررھا ھے ' روکتا ھے ' منع کرتا ھے کہ خبردار ! یہ قسمیں کھانے والے ذلیل النفس ھیں ' ان کے حلف پر نہ جانا ' یہ ادھر کی بات اُدھر لگاتے ھیں ' قوم میں تفرقے پیدا کراتے ھیں ' منع خیر کے لیے نہایت مبالغے کے ساتھہ آمادہ رھتے ھیں ' حد سے بڑھجاتے ھیں ' تعدی ان کا شیوہ ھے ' تطاول ان کی عادت ھے ' سرکشی ان کی خو ھے ' پاس عزت نہ رکھنے ' ناموس کی نگاہ داشت ضروری نہ سمجھنے ' اور خاص خاص حالتوں میں رضامندی کے ساتھہ حرامکاری تک کو قانونا جائز قرار دینے کی وجہ سے ان کی تو اصل تک محفوظ نہیں ' یہ تو صریح بد اصل ھیں ' پھر ایسے لوگوں کی اطاعت کیوں کر پسندیدہ ھوسکتی ھے ؟ اُن کو تو اپنے مال و اولاد کی فراوانی و کثرت ' یعنی فرط دولت و تکثیر آبادی کی وجہ سے اتنا گھمنڈ ھوگیا ھے کہ آیات قرآنی کو پُرانے ڈھکوسلے کہنے لگے ھیں ' مصر کی ایک برگشتہ خرد و برافروختہ مزاج مسلمان لیڈی (پرنسس صالحہ) یورپ میں جاکر ایک روسی افسر سے شادی کرلیتی ھے ' اور اُسے مختار عام قرار دے کر اپنی جایداد کے لیے دعوی دائر کراتی ھے ' مصر کی شرعی عدالت پچھلے مہینے میں اس دعوی کو خارج کردیتی ھے کہ مسلمان عورت نے احکام اسلام کی قید سے آزاد ھوکر جب ایک نا مسلمان سے شادی کر لی تو پھر مسلمان کہاں رھی ' اور اب اُس کو جایداد کے مطالبے کا کیا حق رہ گیا ھے ؟ صحافت فرنگ اس فیصلے پر سخت سے تکتہ چینی کرتی ھے اور عام جرائد و مجلات یورپ کی نوشتہ اشاعتوں میں فریاد ھوئی ھے کہ " اس آئین و اصول کے عہد میں اسلام کے احکام پر کیوں عمل ھوتا ھے ؟ یہ احکام تو صریحاً پرانے ڈھکوسلے (اساطیر الاولین) ھیں " جب اس بے باک جماعت کو جناب الہی میں بھی گستاخی سے باک نہیں ' تو حیف ھے نہ بندگان الہی ایسے سرکشوں کے مطیع رھیں ' ان کی اطاعت سے فوراً کنارہ کش ھوجانا چاھیے ' یہ حرف بالکل بے محل ھے کہ مبادا نافرمانی کی صورت میں کیسی پڑے ؟ کیوں کہ خدا ان سرکشوں پر عن قریب عذاب نازل کرنے والا ھے سذسمہ علی الخرطوم کی وعید آچکی ھے ' اور اب اس کے پورے ھونے میں بہت کم دیر رہ گئی ھے -

(۴) ارادہ تو کفار کا یہی ھے کہ بلاد عالم (ممالک روے زمین) اُنھیں کے لیے مخصوص ھوجاے اور اُس کے ثمرات سے اُن کے علاوہ کوئی دوسری غریب قوم مستفید نہ ھونے پاے ' مگر ھنوز وہ خراب غفلت ھی میں رھینگے کہ ذرایع شان و شوکت میں تباھی آجائیگی ' عظمت و رفعت کا سارا ساز و سامان خاک میں مل جائیگا ' چلے تو ھیں کہ دنیا کو فتح کریں اور اقوام دنیا کو غلام بنا لیں ' مگر بجز محرومی قسمت کے اور کچھہ حاصل نہ ھوگا ' اس وقت تو خدا کو بھولے ھوے ھیں ' لیکن انجام کار جب تباھی نازل ھوگی تو وھی خدا یاد آئیگا جس کی اور جس کے گھر کی تذلیل و تخریب میں وہ اس وقت سرگرم ھیں ' وہ ایسا نازک وقت ھوگا کہ ان ظالموں کو بھی اپنے جور و ستم کا اعتراف کرنا پڑیگا ' اپنی سرکشی پر پچھتالینگے ' ایک دوسرے کو الزام دینگے وہ ظلم نہ کیے ھوتے تو ملک و دولت سے کیوں محروم ھوتے ' اس محرومی کے عالم میں یہ امید ڈھارس بندھائے گی کہ ایک ملک گیا تو کیا ' شاید اس سے بہتر کوئی دوسرا ملک قبضے میں آجائے ' لیکن یہ وہ عذاب نہیں کہ اس سے نجات ممکن ھو ' اور کچھہ اسی پر موقوف نہیں ' اس کے بعد جو آخری عذاب آئیگا وہ اس سے بھی خوفناک ھوگا -

(۵) مسلمان کفار کے مقابلے میں ضرور کامیاب ھونگے ' مگر کامیابی کے لیے شرط یہ ھے کہ تقوی (شریفانہ کیرکٹر) سے موصوف ھوں ' چاھنے کو تو کفار اب بھی چاھتے ھیں کہ مسلمان مجرم ثابت ھوں اور اُن کے ساتھہ مجرمانہ برتاؤ کیا جائے ' اس غرض کی تکمیل کے لیے انتہائی کوشش کرینگے اور سب کچھہ کر دیکھینگے ' مگر خدا ایسی ناپاک و نجس تدبیروں کو کامیاب نہ ھونے دیگا !

(۶) خطرہ ھر سمت سے بڑھ چلا ھے اور اب اس کے منتہاے شدت کا وقت آیا ھی چاھتا ھے ' ظالموں کو اسلام کے روبرو اظہار ذلت و اطاعت کی دعوت دی جائیگی ' مگر وہ کچھہ ایسے بد حواس ھونگے کہ یہ بھی نہ کرسکینگے ' جی بھر کے آج اسلام کی توھین کرلیں مگر کل ھی سے ان کا تدریجی زوال اس طرح شروع ھوگا کہ بالفعل تو اُن پر ڈھیل دی جارھی ھے ' لیکن آخر انھیں خبر بھی نہ ھوگی اور ان کی ھستی فنا ھوجائے گی ' خدا کی تدبیر بڑی پختہ و محکم ھے ' وہ یہ داؤ کھیل کر رھیگا -

(۷) کفار سے مسلمانوں کو کسی انعام کا طلبگار نہ ھونا چاھیے ' نہ اُن احسان کا آرزومند نہ رھنا چاھیے ' مسلمانوں کی کوئی چیز اُن کے قبضہ میں جاتی رھے تو اُس کا معاوضہ ملنے کی امید نہ رکھنی چاھیے ' جہاں کوئی امید نہیں ' توقع نہیں ' مطالبہ نہیں ' وہاں تو کفار سرگرداں ھی رھتے ھیں ' جہاں ان چیزوں کا قدم آگیا وہاں کیا ھوتا ھے !؟ مسلمان اگر کامیابی کے آرزومند ھیں تو حصول کامیابی کے وقت تک نہایت مستقل مزاج و ثابت قدم رھنا چاھیے ' حضرت یونس پیغمبر تھے ' با ایں ھمہ استقلال میں کچھہ فرق آنا تھا کہ مصیبت میں پھنس گئے ' خدا کی رحمت شامل حال نہوتی تو نجات ھی ممکن نہ تھی ' اسی طرح مسلمان اگر مستقل مزاج نہ رھے تو ابتلا سے مفر نہیں ' اور اگر صبر و ثبات و استقلال پر متمسک رھے ' تو یاد رکھو ' ثبت قدم ھر ایک بلا سے محفوظ رھیگا ' اور انجام کار فاجتباہ و ھو من الصالحین کا وھی مصداق ٹھریگا ' واللہ ولی التوفیق -

الھلال کی ایجنسی

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرھٹی ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے ' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

منشآت عثمانية

عربي زبان اور علمي اصطلاحات

(مولانا السيد سليمان الزيدي)

تيس چاليس برس سے هندوستان ميں جديد اصطلاحات علميه کے وضع و تاليف کا مسئله در پيش هے - انگريزي اصطلاحات جو زيادة تر لاطيني ' يوناني ' اور جرمن سے ماخوذ هيں ' اُن کي شکل و صورت اور وضع وهيأت هندوستاني زبانوں سے اسي قدر متباين هے ' جس قدر ايک انگريز ايک هندوستاني سے -

هندوستان ميں هندو ' اور مسلمان دو قومیں هيں ' دونوں کے پاس علوم و فنون و اصطلاحات کا قديم ذخيره موجود هے - ليکن بيسويں صدي کے ليے وه ناکافي هيں - جن سکون کي ضرورت هے ' وه اونکے پاس نهيں ' احباب کهتے هيں - چونکه انکے کپڑوں ميں جيب نهيں سکتے اسليے اپنے قديم طرز کے دار الضرب ميں يه سکے نهيں ڈهل سکتے ' هندو دوستوں نے تو اسکي تکذيب اسطرح کردي که جديد اصطلاحات کي ايک ڈکشنري ترتيب دیکر يه بتاديا که سنسکرت کے قديم آلات ضرب بيکار نهيں ' ليکن کيا مسلمان بهي اسکي تکذيب کر سکتے هيں ؟ ايک جماعت کهتي هے که نهيں -

کيا عجيب واقعه هے که عربي زبان جو اسلام سے ٧٠ - ٨٠ برس بعد تک ايک بالکل جاهل اور مفلس زبان تهي ' جسميں سامان تمدن کيليے الفاظ نه تهے ' جسکے پاس کوئي علم و فن نه تها ' جسکے پاس اصطلاحات کا وجود تک نه تها ' جسميں فلسفة و رياضي کے دقيق مسائل کي برداشت کي قوت نه تهي ' چند مترجمين عرب و غير عرب کي کوششوں نے وه وسعت پيدا کردي که سينکڑوں علوم و فنون اوسکے ايک گوشه ميں سما گئے ' منطق ' فلسفه ' رياضي اور طب کي هزارون اصطلاحات جنکا عربي ميں تخيل بهي نه تها ' دفعة اوسي عربي زبان ميں اسطرح پيدا هوگئے که حقيقة گويا وه اسيکے لئے بنے تهے - اس بنا پر سوال يه هے که وه زبان جسکے پاس کچهه نه تها ' اور سب کچهه هوگيا ' اب جب اسکے پاس بهت کچهه هے کچهه اور کيوں نهيں هوسکتا ؟

اسوقت عربي زبان کے ذخيرهٔ اصطلاحات کي فراواني کا اندازه اس سے هوگا ' که در ضخيم جلدوں ميں ' جنکے صفحات کي تعداد تقريباً چار پانچ هزار هوگي ' احمد تهانوي نے کشاف اصطلاحات الفنون کے نام سے عربي زبان کي اصطلاحات علميه کو جمع کيا هے ' اسکے علاوه خوارزمي اور جرجاني وغيره کے مختصر رسائل اسي موضوع پر هيں -

ايک دوسري حيثيت سے عربي زبان کي وسعت اصطلاحات پر نظر ڈالو - قراءت ' تفسير ' حديث ' اصول فقه ' فقه ' تصوف ' کلام ' صرف ' نحو ' معاني و بيان ' بديع ' عروض و قافيه ' منطق ' طبيعيات ' الهيات ' هيأت ' اقليدس ' فنون رياضيات مختصره ' مثلاً علم الاکر ' علم المرايا علم مثلثات ' اسطرلاب وغيره ' حساب ' هندسه ' کيميا ' جغرافيه ' طب مع فروع کثيره ' ان کے علاوه اور بهت سے علوم و فنون عربي زبان ميں موجود هيں ' هر علم و فن اپنے ساتهه سيکڑوں هزاروں اصطلاحات رکهتا هے اور يه تمام اصطلاحات اوس زبان کے خزانه کي مملوکات هيں جو آج غريب کهي جاتي هے !!

ايک اور بات بهي پيش نظر رکهني چاهيے - عربي زبان ميں علوم عقليه کا کثير حصه غير زبانوں سے منقول هوکر آيا ' جنميں زبانه تر يوناني ' سرياني ' قبطي ' فارسي ' سنسکرت ' زبانيں هيں ' چاهيے تها که ان زبانوں کے الفاظ مصطلحه عربي زبان ميں بهر جاتيں ' ليکن طب کے سوا هم کهيں الکانام و نشان بهي نهيں پاتے ' علم هيات عربي زبان ميں سنسکرت سے آيا ' ليکن هزاروں اصطلاحات فلکيه ميں سے سنسکرت کي صرف دو اصطلاحيں عربي زبان ميں آئي هيں : " ج " اور " جيب " - پهلے کي اصل " آرچ " اور دوسرے کي " جيوا " فلسفه بفروعها يوناني سے آيا ' ليکن علوم و فنون فلسفيه کي تقريبا هے پانچ چهه هزار اصطلاحات علميه ميں غير عربي اصطلاحات حر يوناني هيں حسب ذيل هيں :

	اصطلاح	اصل يوناني	تشريح
(١)	اثير	ايتهر	ايتهر
(٢)	اسطرلاب	استرولابون	اصطرلاب
(٣)	اسطقس	استائي کي اس عنصر	
(٤)	اقليدس	ارکليدرس	اقليدس
(٥)	اقليم	کليما	اقليم (جغرافيه)
(٦)	اکسير	کسيرون	اکسير (کيميا)
(٨)	انبيق	انبيکس	قرع وانبيق (آلهکيميا)
(٨)	جغرافيا	جيوگريفيا	علم جغرافيه
(٩)	شعري	سوريس	ستاره شعري (فلک)
(١٠)	سفسطه	سافسٹيز	فلسفهٔ مغالطه
(١١)	سفين	سفن	فانه (جر ثقيل)
(١٢)	فلسفه	فيلاسفيا	فلسفه
(١٣)	فيلسوف	فيلاسفس	فلاسفر
(١٤)	قنطاسيا	قنٹسيا	حس مشترک
(١٥)	جنس	جينس	جنس
(١٦)	کيميا	کميا	کيمسري
(١٧)	کوره	کورا	پرگنه (جغرافيه)
(١٨)	مجسطي	ميگستی	نام کتاب (هيئت)
(١٩)	مغل	مزالوس	آلهٔ جر ثقيل
(٢٠)	منجنيق	ميگنيکن	علم آلات
(٢١)	هيولی	هولا	ماده

طب ' جسميں اصطلاحات سے زياده اسماے امراض و ادويه کي حاجت تهي ' تمام علوم عربيه ميں سب سے زياده غير عربي الفاظ کي محتاج تهي ' اسي ليے هم طب کے اندر گو اصطلاحات ميں کم ليکن امراض و ادويه کے ناموں ميں کسي قدر زياده غيرعربي الفاظ پاتے هيں ' ليکن پهر بهي اگر ديکهے قياس ايسي زبان ميں جسميں طب کا وجود تک نه تها ' اتنے الفاظ آئے بهي تو بهت کم آئے ' ان الفاظ

کي تفصيل چونکه يہاں موجب تطويل ہے اسليے ہم صرف بيان اعداد پر اکتفا کرتے ہيں :

نام زبان	اسماے امراض	اسماے ادويہ	اصطلاحات طبيہ
سنسکرت	۰	۱۲	۰
سرياني	۵	۳	۴
يوناني	۱۰	۶۶	۸
فارسي	۲	۴۳	۰

کيا يہ قابل حيرت امر نہيں ؟ کہ سيکڑوں بيماريوں کے ناموں ميں عربي زبان کو صرف سترہ اٹھارہ ' اور ہزاروں دواؤں کے ناموں ميں صرف ۱۲۴ غير عربي الفاظ کي احتياج ہوئي ؟ کيا اس سے عربي زبان کي وضع اصطلاحات علميہ ميں غير معمولي وسعت ظاہر ہوتي ؟

خود عربي زبان سے جب يورپ کي زبانوں ميں علوم و فنون کے ترجمے ہوئے ' تو سينکڑوں عربي اصطلاحات اور نام يورپ کي زبانوں ميں پھيل گئے ' عہدے ' تجارت' اور جہاز راني کے متعلق جو الفاظ ہيں اون سے قطع نظر کرکے حسب ذيل الفاظ علميہ جو اس وقت مستحضر ہيں پيش کي جاتي ہيں :

۱ — ہيأت

آخرالنہر	Accarnar	برج حمل کا ايک ستارہ
اصطرلاب	Astrolabe	ايک آلہ ہيأت
الدبران	Aldebaran	برج ثور کا ايک ستارہ
راس الغول	Algol	ايک ستارہ
الرجل	Rigel	ايک ستارہ
السمت	Azimuth	ايک نقطۂ فلکي
العضادہ	Alidade	ايک جزء آلہ اصطرلاب
العنکبوت	Alankabuth	" "
المناخ	Almanac	تقويم ' جنتري
الفسر الدائر	Althair	ايک ستارہ
الفسر الواقع	Wega	ايک ستارہ

۲ — کيميا

الاکسير	Elixir	اکسير
الانبيق	Alambec	ايک آلہ معروف بہ قرع انبيق
بورق	Borax	ايک نمک کيمياوي
القلي	Alcali	"
الکحول	Alcohol	الکہل
الکيميا	Alchemy	کيميائي

۳ — حساب

الجبر والمقابلہ	Algebre	جبر و مقابلہ
الخوارزمي	Algorism	حساب کي ايک قسم منسوب بہ خوارزمي
الصفر	Chiffre	صفر

۴ — طب

جلاب	Juleps	جلاب
شراب	Serup	شربت
شربہ	Serbet	شربت
عرق	Arrack	عرق

ان مثالوں سے يہ ظاہر ہوگا کہ عربي زبان جسطرح اور زبانوں سے اصطلاحات قرض لے سکتي ہے ' اسي طرح اوروں کو قرض دے بھي سکتي ہے -

اسلام کي گذشتہ تراجم ہميشہ مستقبل کيليے چراغ راہ رہي ہے ہميں اس امر پر غور کرنا چاہيے کہ گذشتہ دور ميں وضع اصطلاحات ميں کيونکر يہ مشکل طے ہوسکي ؟ اور کيونکر عربي زبان اس قدر حد ضرورت مختصر اور مناسب اصطلاحات پيدا کرسکي ؟

(۱) مترجمين ' خواہ وہ عرب ہوں يا غير عرب ' ايسے متعين کيے جاتے تھے ' جو زبان مترجم عنہ کے علاوہ خود عربي زبان سے کامل واقفيت رکھتے تھے - مثلاً يعقوب کندي خود عرب تھا ' ابن مقفع گو فارسي تھا مگر اتنا بڑا بلند پايہ اديب تھا کہ اسکي عربي تصنيفات آج تک عربي علم ادب کا گراں بہا سرمايہ شمار کي جاتي ہيں - سالم جو بنوامميہ کے دربار کا ايک مترجم تھا ' نہايت بليغ و فصيح اللسان تھا - بلاذري جو تيسري صدي کے اواخر ميں فارسي کا مترجم تھا ' اسکي عربي تصنيفات ادب کا بہترين نمونہ ہيں - حنين جو مترجمين بغداد کا سرخيل تھا ايک طرف تو اسکندريہ ميں ہومر کے کلام پر سر دھنتا تھا اور دوسري طرف بصرہ آکر خليل بصري سے سيبويہ کے پہلو بہ پہلو عربيت کے نکتے حل کرتا تھا ' قسطابن لوقا ايک دوسرا مترجم ايک طرف تو يوناني النسل تھا ' دوسري طرف بچپن سے شام کا پروردہ يافتہ تھا ' جسکي وجہ سے عربي زبان اسکي زبان ثاني ہوگئي تھي

(۲) يوحنا بن بطريق ' ابن ناعمہ حمصي ' اور اسحاق وغيرہ جو عربي زبان سے کامل واقفيت نہيں رکھتے تھے ' ان کے مترجموں کندي ' ثابت بن قرۃ ' حنين ' اور فارابي وغيرہ تصحيح کرتے تھے اسطرح کاٹ چھانٹ کر ' حک و اصلاح کے بعد ' ايک مناسب ترجمہ رواج پاتا تھا - چنانچہ مجسطي کا ' جو علم ہيأت کي مشہور کتاب ہے ' عربي زبان ميں تين چار بار ترجمہ ہوا اور ترجمہ کي اصلاح ہوئي

(۳) بعض مترجم ايسے ہوتے تھے جو صرف لفظي ترجمہ کرديتے تھے ' اور دوسرے اہل زبان اسکي عبارات و مصطلحات کي تہذيب و انتخاب کرتے تھے -

(۴) غير زبان کي اصطلاحات کے مقابلہ ميں اگر عربي ميں عمدہ لفظ ہاتھ نہ آيا ' تو خواہ مخواہ اسکي تلاش و جستجو ميں وقت ضائع نہيں کيا گيا ' بلکہ اسوقت بعينہ وہي لفظ عربي ميں رکھديا گيا ' بعد کو اگر وہي لفظ صيقل پاکر خوبصورت و مناسب ہوگيا تو باقي رہگيا ورنہ متروک ہوگيا اور دوسرا لفظ اسکي جگہ پر پيدا ہوگيا - "جنس" کے ليے عربي ميں کوئي لفظ نہ تھا - يہي لفظ عربي ميں رکھديا گيا ' اور پھر يہ اسطرح عربي ميں کھپ گيا کہ چوتھي صدي ميں يہہ يوناني لفظ ايک خاص عربي لفظ بن گيا تھا - تجانس و مجانسہ اور اسکے مشتقات جاري ہوگئے ' اور خود متنبي کو کہنا پڑا :

من اين جانس هذا الشاعر العربا ؟

آج کتنے اشخاص ہيں جو يہہ بھي نہ جانتے ہونگے کہ " جنس " عربي کا لفظ نہيں - " ميتر " کيليے جسکو فارسي ميں " مايہ " کہتے ہيں ' عربي ميں کوئي لفظ نہ تھا ' اسکے ليے يوناني لفظ ہيولي رکھديا گيا ' جو آج تک مستعمل ہے ' "ايساغوجي" " قاطيغوريا س " اور " انالوطيقا " وغيرہ بعض الفاظ اسي طرح رکھديے گئے تھے ' ليکن انکي جگہہ "کليات خمس" "مقولات عشر" اور "برہان" نے ليکر انکو بالکل بھلا ديا -

بعض علوم و فنون کے نام جنکے مقابل عربي نام اس وقت نہ مل سکے ' بعينہ عربي ميں منتقل کرليے گئے ' ليکن تھوڑے ہي دنوں ميں انکے ليے پھر عربي نام پيدا ہوگئے اور اب پہلے يوناني ناموں کو کوئي جانتا بھي نہيں ' مثلاً :

الٰہیات	Theology	الٰہیات
ارثماطیقا	Arithmetic	حساب
ریطوریقا	Rhtorics	خطابت
بوطیقا	Poetic	شعر
اسطرانومیا	Astronomy	ہیأت

لیکن حسب ذیل نام :

سوفسطیقا	Sophism	مغالطہ
موسیقا	Music	علم الاصوات والنغم
کیمیا	Chemistry	علم التحلیل والتعقید
جغرافیا	Geography	علم تقویم البلدان

بصورت سفسطہ، موسیقي، کیمیا، اور جغرافیہ، جو عربي ناموں سے مختصر اور چھوٹے ہیں، اب تک مستعمل ہیں۔

امور سابقۃ الذکر سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

(۱) مترجم ایسے ہونے چاہیئیں جو علوم قدیمہ و حدیثہ دونوں سے باخبر ہوں، اور انگریزي داني کے ساتھہ عربي زبان سے بھي واقف ہوں۔

(۲) اگر ایسے مترجم سر دست قوم میں موجود نہوں تو دو ایسے اشخاص کو مل کر کام کرنا چاہیے جن میں سے ایک علوم جدیدہ اور دوسرا السنہ و علوم قدیمہ کا ماہر ہو۔

(۳) اگر یہ بھی ممکن نہو تو ترجمہ کے بعد اصطلاحات کي موزوني، طریقۂ ادا کي تسہیل، اور دوسري ضرورتوں کے لیے ایک مجلس یا چند اشخاص معتبر کي نظر سے ترجمہ کو گذرنا چاہیے۔

افسوس ہوا جب میں نے دیکھا کہ میر کالج اجمیر کے ایک مسلمان پروفیسر نے پولیٹکل اکانومي پر ایک رسالہ لکھا، زبان اس قدر ناقص، اصطلاحات اس قدر ناموزوں، اور طریقۂ ادا اس قدر زولیدہ تھا، کہ رسالہ عالم علمي میں بالکل روشناس نہوسکا۔ قابل غور ہے کہ اس وقت جب ہندوستان میں انگریزي زبان عام نہ تھي، اور علوم جدیدہ سے لوگوں کو توحش تھا، یعنے ابتداے عہد انگریزي میں علامہ تفضل حسین خاں لکھنوي مصنف رسائل ریاضیات جدیدہ، غلام حسین خان جونپوري صاحب جامع بہادر خاني، مولوي کرامت علي جونپوري (للکتہ) مولوي محمد حسین لکھنوي لندني، شمس الامراء بہادر حیدر آباد صاحب سنۂ شمسیہ وغیرہ نے علوم جدیدہ پر جو کتابیں لکھي تھیں اور جو اصطلاحات قرار دیے، گو علوم و مسائل اب بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں، پھر بھي وہ اب تک ہمارے جدید مترجمیں کے لیے نمونہ ہیں۔

(۴) اگر بعض عربي و فارسي اصطلاحیں بہم نہ پہونچ سکیں تو خود اصل اصطلاحوں کو اردو میں لکھدینا چاہیے۔ آیندہ عربي کي طرح یا تو اون اصطلاحات کا قائم مقام پیدا ہو جائیگا، یا ترش کر وہي لفظ ایک خوشنما اور مناسب شکل اختیار کر لیگا، آخر اردو میں اکسیجن، نیٹروجن، ہائیڈروجن، کیمسٹري، ایولیوشن، اکانمي وغیرہ بہت سي علمي اصطلاحیں رائج ہوگئي ہیں اور لوگ اون کو اب بے تکلف سمجھتے ہیں، نطرون (یعني نیٹروجن) کا لفظ ہم نے آٹھویں صدي ہجري کے لٹریچر (آثار البلاد قزویني میں) دیکھا ہے، کوئي ضرورت نہیں کہ کوشش کي جاے کہ نیٹروجن کی بجاے، جواب پھیل چکا ہے، نطرون استعمال کیا جاے، جو عربي میں مستعمل ہے۔

مسئلۂ وضع اصطلاحات میں سب سے پہلے علوم کا نمبر آتا ہے، ہمارے دوست مسٹر عبد الماجد چاہتے ہیں جیسا کہ عند المکالمہ ظاہر ہوا، کہ علوم کیلئے ایسے نام وضع کیے جائیں جن سے صفات اور فاعل بآسانی زیر اختصار بن سکیں، جس طرح یورپین زبانوں میں بنتے ہیں، لیز شکل فاعلي و وصفی میں امتیاز ممکن ہو، مثلاً کیمسٹري ایک علم کا نام ہے، ماہر فن کیمسٹري کو کیمسٹ (Chemist) کہینگے، اور کیمسٹري کي کسي چیز کو کیمیکل (Chemical)، یہ نہایت آسان طریقہ ادا ہے، اردو میں بصورت صیغۂ واحد کیمیائي کہہ سکتے ہیں، لیکن صورت فاعلی و وصفي میں کوئي امتیاز نہیں، اکثر علوم کے نام میں اس سے زیادہ یہ مشکل پیش آني ہے، مثلا علم الجمال، علم النفس، علم الاخلاق، کہ یہاں کیمیائي کي ترکیب بھي جائز نہیں۔

لیکن اولاً ہم کہتے ہیں کہ یہ خصوصیات زبان ہیں، جنکي اصلاح نہیں ہو سکتي، ثانیاً اگر ہم اختصار خواہ اور سہولیت طلب ہیں تو ہمکو جمالي و نفسي اور اخلاقي کہنا چاہیے، وصف اور فاعل کا فرق طریقۂ استعمال اور سیاق وسباق عبارت سے ظاہر ہوگا، مثلا "ایک اخلاقی کي یہ راے تھي" یہاں صیغہ فاعلي سمجھا جاتا ہے۔ "یہ ایک اخلاقي مسئلہ ہے" یہاں وصف ہونا ظاہر ہے، خوشنمائي اور نا خوشنمائي کا سوال نہ کیا جاے کہ کثرت استعمال وتکرر سماع، خود غازۂ روے نازیبا ہے۔

علوم کے نام میں اسماے مرکبہ سے گھبرانا نہ چاہیے، خود یرنانی اور جرمن علوم کے نام عموماً مرکب ہیں اور کثرت استعمال سے واحد معلوم ہوتے ہیں، مثلاً فزیا۔ لوجي، جیو۔ گریفي، تھیا۔ لوجي وغیرہ۔

ہم یقین دلانا چاہتے ہیں کہ منطق، طبیعیات، الٰہیات اور ریاضیات میں، اور خصوصاً ریاضیات میں بہت کم الفاظ کي تلاش کي ضرورت ہوگي، غالباً جن لوگوں نے جامع بہادر خاني تالیف غلام حسین اور علم الفلک عملي تالیف کرنل فاندیک امریکي وغیرہ دیکھي ہے وہ اسکي تصدیق کرینگے، منطق کے فصول جدیدہ کیلیے بھي الفاظ موجود ہیں، طبعیات اور الٰہیات کا بھي یہي حال ہے، اصل دقت اون علوم میں ہے جو بالکل نئے ہیں، پس کیوں نہ ابتدا انہیں علوم اول الذکر سے کي جاے؟

بہر حال اب کام شروع ہونا چاہیے۔ آیندہ نمبر میں ہم علوم کے نام سے ابتدا کرتے ہیں، ہم سے زیادہ جو احباب اس منصب کے مستحق ہیں انکو دعوت ہے کہ اس بنیاد پر عمارت بلند کریں۔

ذکر ان نفعت الذکری ؟

حادثۂ کانپور کے متعلق قاہرہ (مصر) میں بھي ایک جلسہ ہوا، جس کے متعدد مصادقات میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) یورپ کی جانب سے کعبۂ شریفہ کي نسبت جو خطرہ ہے شہادت مسجد کانپور نے اُس کو تازہ کردیا ہے۔

(۲) حاجیوں کي روانگی کا اجارہ ایک انگریزي جہاز راں کمپني کو دینا ایک سیاسي حکمت ہے، اور اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کارروائي یورپ کي آرزوي دیرینہ، منع حج و انعقاد بین المسلمین کا پیش خیمہ تو نہیں ہے؟

(۳) انگریزوں نے ہندوستان کو مسلمانوں سے لیا ہے، اب اس موقع پر اسلامي معابد کي تخریب و انہدام ہندوستان کي ہزار سالہ اسلامي عزت کا انہدام ہے۔

(۴) ہندوستان کے جو لیڈر اس موقع پر خاموش ہیں، اور اب بھی حکومت کي درباردارې و مجاملت میں سرگرم رہتے ہیں، اُنہیں بالیکات کردینا چاہیے اور کسي مسلمان کو آیندہ اُن سے کوئي تعلق نہ رکھنا چاہیے۔

بریدِ فرنگ

مظالم بلقان

جنگ تقریباً ختم ہوگئي ' مگر سلسلۂ مظالم کا ہنوز خاتمہ نہیں ہوا - ایم - رایدتھہ ڈرہم نے سقوطري سے نیر ایسٹ کو ایک مراسلہ بھیجا ہے ' جو یکم اگست سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں چھپا ہے ' اس میں لکھتے ہیں :

" مجھے یہ معلوم کرکے سخت تکلیف ہوئي کہ میرے متعلق یہ خبر اڑائي گئي ہے کہ میں یہاں صرف مالیسوري کیتھولک عیسائیوں کو مدد دے رہا ہوں - میں یہ کہنے کے لیے خوش ہوں کہ مسٹر کرچین نے اسکي تکذیب کي ہے - میں آپ سے اس امر کے بیان کرنے کي اجازت چاہتا ہوں کہ سربوں اور جبلیوں (مانٹي نیگرین) دونوں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ " جب زمین ایک بار ہماري ہوجالیگي تو پھر مسلمانوں کا سوال باقي نہیں رہیگا " (جیسا کہ میں نے جبلیوں کو خاص طور سے بار بار اس فیصلہ کا اعلان کرتے سنا ہے) اس فیصلہ پر عمل درآمد کے لیے نہایت وحشیانہ طور پر ایسی کارروائي شروع کردي ہے ' جس کي وجہ سے مسلمان آبادي کا یہاں رہنا غیر ممکن ہو جائے -

وہ صرف یہي نہیں کرتے کہ تمام گاؤں کو جلادیتے ہیں بلکہ گھروں کي دیواروں کو ڈھاکے پتھروں کا ایک ڈھیر لگا دیتے ہیں - وہ لباس میں سے ایک کپڑا بھي نہیں چھوڑتے ' لوٹ کے مال کے بوجھ سے خمیدہ کمر جبلي عورتیں جوق در جوق پارٹگورٹزا آرہي ہیں -

ایک بوسینیي فدا کار (والنٹیر) نے ' جس نے ولایت قوصوہ کو لٹتے اپني آنکھوں سے دیکھا تھا ' نہایت تلخي سے بیان کیا کہ " ایک جبلي عورت ایک قمیص چرانے کے لیے سو کیلومیٹر زمین طے کرکے آئیگي ! " -

یہ لوگ بالکل بے رحم ہیں - جب میں نے ایک عورت سے ' جو چند بچوں کے کپڑے لوٹ کے لائي تھي ' کہا : " بچے سردي کے مارے مرجائینگے " تو اس نے جواب دیا : " خدا نے چاہا تو ایسا ہي ہوگا ' یہ مسلمان ہیں - ان کا مرنا ہي اچھا "

جبل اسود نے یورپ سے بآواز بلند فریاد کي کہ اسکو پھیلانے کے لیے سقوطري کے قرب و جوار میں زرخیز میدان درکار ہیں - جب یہ اعتراض کیا گیا کہ " یہ زمینیں بڑي حد تک مسلمان دھقانوں کي پراپرٹي ملکیت ہیں " تو ہمیشہ یہ جواب ملا کہ " ان کو چھوڑنا پڑیگا ' ان کو ایشیا جانے دو "

ان بد قسمتوں کے کھنڈروں کے معاصرے کے لیے ان کے زیتون اور میوے کے درخت کاٹ ڈالے گئے ' گرادیے گئے - بہت سے مواقع پر جڑوں میں آگ لگادي گئي کہ پھر دوبارہ نہ اگنے پائیں - غرض گھاس ' غلہ ' تنباکو ' سب لوٹا گیا - مویشي ایلیے گئے ' باغ اجاڑ دیے گئے اور جو کچھ بچا اسمیں آگ لگا دي گئي -

جب سے کہ میں یہاں یکم اپریل کو آیا ہوں ' جس قدر سرمایہ مجھے انجمن اعانۂ مقدونیہ نے دیا تھا یا میں خود جمع کرسکا تھا ' اس کو تقسیم کرتا ہوا ' گھوڑے پر ایک ویران ایسے ہوئے مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر جاتا رہا ہوں ' اس سرمایہ کے علاوہ وہ کپڑے کي گٹھریاں بھي تھیں جو میرے بعض انگریز دوستوں نے یا برطانی صلیب احمر کے بعض ارکان نے دي تھیں ' مگر میں برابر مزید تاراج شدہ آبادیوں کو دیکھتا اور اُن کے حالات سنتا رہا میرا

سرمایہ تقریباً ختم ہوگیا ہے - اس ضلع میں برطانی صلیب احمر کي طرف سے ابھي کوئي امداد نہیں بھیجي گئي ہے - پہاڑي نہایت قابل رحم حالت میں نیم برہنہ اور نیم فاقہ زدہ ' سروي فوج کے آگے آگے پیدل چلے آرہے ہیں ان میں نصف بالکل کیتھولک ہیں - سرد نے یکساں تکلیف اٹھائي ہے - وہ اپنے فاقہ کش اور عریاں و ماں برباد خاندانوں کے لیے مدد مانگتے ہیں ' میں مجبوراً ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے ہمسایوں سے کہدیں کہ اب نہ آئیں ' کیونکہ سرمایہ ختم ہوگیا ہے ! -

ان کے علاوہ مجھے جبلي (مانٹي نیگرین) سرحد کے اندر ۲ - سو گھروں کے لیے ' جو بالکل جلا دیے گیے ہیں ' ضروري اپیل کرنا ہے یہ تمام مسلمان ہیں - سقوطري کے مشرق میں کیتھولک گھروں کي ایک تعداد ہے جس کو جبلیوں نے بالکل تاراج کرڈالا ہے - لیکن جو گھر صرف لوٹے گئے اور جلائے نہیں گئے ' ان کو میں مجبوراً مدد دینے سے انکار کردیتا ہوں ' گو ان کي حالت بھي سخت قابل رحم ہوتي ہے - جن مظلوموں کي میں نے مدد کي ہے انمیں سے تین ربع مسلمان تھے -.....

ان واقعات پر مجھے اس اضافہ کرنے کا اور بھي افسوس ہے کہ جبل اسود میں پارٹ گورٹزا کے گورنر نے سرحد کے ان مسلمانوں کو جن کے گھر جبلیوں نے جلا لیے تھے ' خدا وغیرہ پہنچانے سے روکا ..... گرمیچي کے تمام مہاجرین بیان کرتے ہیں کہ وہاں مسلمانوں کو بجبر ارتھوڈکس بنانے کا سلسلہ جاري ہے - ترغیب کے ذرایع ' تازیانے اور بالآخر موت کي دھمکي ہے - مسلمان بچوں کو ان کے والدین کی مرضی یا اجازت کے بغیر گرجوں میں اصطباغ دیا گیا ہے ..... "

بلغاریا کے خونخوار جرگے

جب تک مسلمانوں پر مظالم ہوتے رہے یورپ کے کسی اخبار نویس کو اُن پر رحم نہ آیا ' لیکن ستم پیشہ عیسائیوں نے جب خود اپنے ہم مذہب نصرانیوں پر مشق جفا شروع کي تو دنیاي صحافت (یورپین پریس) میں واویلا مچ گیا - نیر ایسٹ بلغاریوں کي نسبت لکھتا ہے :

" اس امر کي شہادت نہایت قوي ہے کہ بلغاري بڑي بےرحمي سے عورتوں ' مردوں ' اور بچوں کو ذبح کر رہے ہیں ' اپني واپسي میں جس شہر یا گاؤں سے گذرتے ہیں اس کو خاک سیاہ کر دیتے ہیں - جو کچھ ہم یہاں سنتے ہیں اگر اس کا ایک عشر بھي صحیح ہے تو وہ دوسري قوموں پر حکومت کرنے کے لیے موزوں نہیں ' وہ اپنے حدود کے اندر جس قدر جلد ہٹا دیے جائیں اسي قدر بہتر ہے - اب تک اُنہوں نے نہایت ناراضي کے ساتھہ ان تمام حرکات سے انکار کیا ہے ' اور ان کا الزام سرکاري طور پر ان خانہ بدوش جرگوں پر ڈالا گیا ہے جو (اسي طرح کے یونانی جرگوں کے ساتھہ مل کے) مقدونیا کے حق میں زمانۂ دراز سے ایک عذاب بن رہے ہیں - مگر یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ حکام نے ان جرگوں کو غیر بلغاریوں کے قلع و قمع کے لیے استعمال کیا ' گو سرکاري طور پر اس سے انکار کیا گیا ہے -

اگوشاہ فرڈیننڈ اپنے مقدونیہ و تھریس کے دورے میں ' جس کو تین یا چار مہینے ہوئے ' ان خونخوار جرگوں سے مختلف مواقع پر علانیہ معانقہ اور بوسوں کے بعد ملے ' ان میں سے چند مشہور بدمعاشوں کو پھانسي دیدیتے (جیسا کہ حال میں ترکوں نے دوبارہ قبضہ تھریس کے بعد چند باغي بزرقوں کے ساتھہ کیا) تو یہ اظہار ایک حد تک مساعد کیا جا سکتا تھا - .....

ہیڈ بواور سے ایک نئے اس مضمون کا شائع ہوا ہے کہ ۱۵ کسٹنو نامي ایک مقام کي ۳۰ ہزار آبادي میں سے ۲۵ ہزار نہایت وحشیانہ طریق سے ہلاک کردیے گیے ہیں - شاہ قسطنطین نے قونصلوں کو عین موقع پر بلایا ہے تاکہ وہ خود آکے اس کي تصدیق کریں "

مرآة البلاد

ایشیائي ترکي میں کیا حصه ملیگا ؟

لندن ٹائمز کا خاص نامه نگار یکم اگست سنه ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا هے :

" اسٹمپا آف تورن کہتا هے که اجتماع کیل (Kiel) کے نتیجه کے متعلق ابهي تک کوئی سرکاري مراسلت نہیں شائع هوئي هے ' لیکن هر شخص جانتا هے که کس موضوع نے دو بادشاهوں اور اُن کے وزیروں کو مشغول کر رکها هے ؟

جو مسئله زیر بحث هو سکتا هے وه صرف ایک ' اور همارے آجکل کے ڈپلومیٹک مسائل میں سب سے اهم هے ' یعني کیا اطالیا کو تحالف ثلاثي میں اپني ایشیائي پالیسي کے لیے کوئي بنیاد ملیگي ' یا اس مدعا کے لیے اس کو کہیں اور دیکهنا چاهئے ؟

ملوک و وزراء کے علاوه اور کوئي نہیں کہه سکتا که کیانقشهٔ عمل طے هوا هے اور تکمیل کے کیا احتمالات هیں ؟ اس اجتماع کے متعلق ناعاقبت اندیش اشخاص هم کو اس امید کی اجازت دیتے هیں که اتحاد جرمني و اطالیا بحر اڈریاٹک میں هماري جگه متعین کرنے کے بعد هم کو میڈیٹرینین یا ایوانٹ کي طرف بڑهالیگا اور اگر مجمع الجزائر پر نہیں تو کسي مضبوط زمین پر تو ضرور همارے قدم جما دیگا - نیز اطالیا جرمني کے ساتهه ملکر ترکي کے تصفیه کو ایک بعید ترین مستقبل کے لیے ملتوي کر دیگي - یه اخبار مستند هے اور عموماً اس کے خیالات قابل لحاظ هوتے هیں -

اسلام کي خدمت

ادرنه پر ترک قابض نه رهنے پائیں

یکم اگست کي اشاعت میں نیر ایسٹ لکھتا هے :

قسطنطنیه میں دول کي طرف سے ملاقاتوں کي ضرورت هوسکتي هے - (یه ملاقاتیں هو چکیں اور ناکام رهیں) لیکن ان ملاقاتوں کي تعبیر دباؤ ڈالنے سے نہیں کي جاسکتي ' بلکه یه ایک ایسي مداخلت هوگي جسکا مقصد عثماني شاهنشاهي کو انجمن اتحاد و ترقي کي خود کشي کي سیاست سے بچانا هوگا - حلفاء بلقان آپس میں صلح کرنے سے پہلے اس سرحد کي ضمانت کي ضرورت کو محسوس کر رهے هیں جو ان کو معاهده لندن کي رو سے ملي هے - اگر موجوده عثماني وزارت نہیں سمجهه سکتي که اس ضمانت کے کیا معني هیں ' تو پهر دخل ضروري هو جائیگا ' دول یورپ کو جنهوں نے عثماني شاهنشاهي کے استحکام کي تائید کا اقرار کیا هے لازم هے که حکمرانوں کو غلطي سے محفوظ رکهنے کے لیے سنجیده عملي تدابیر اختیار کریں ... ...

اگر ادرنه پر دوباره قبضه اپنے دشمنوں پر ترکي فوج کي برتري سے انجام پذیر هوا هوتا تو تخلیه کا سوال نه تها ' لیکن اس میں اگر کوئي برتري هے تو وه انور بے کي ارزان فتح سے زیاده نہیں ' اسي (ادرنه) پر ترکوں کے قابض هو جانے سے سواد قسطنطنیه ریاستهاے بلقان کے قبضه کے خطره میں پڑسکتا هے ' لہذا اس وقت برطانیه اسلام کي رو سے اچها کر رهي هے اگر وه باب عالي سے ایک ایسا سوال کرتي هے جو مسلمانان هندوستان نہیں کر سکتے " وه سوال کیا هوگا ؟ یهي که باب عالي ادرنه کو خالي کر دے ' کیونکه ظاهر هے که یه ایک عظیم الشان اسلامي خدمت هے !!

فوائد عظام

(جناب محمد فضل امین صاحب)

عهد قدیم کے استبداد نے بے خبري و غفلت کے زیر اثر مسلمانان عثمانیه کو هر حیثیت سے مجموعهٔ ضعف و کمزوري بنادیا ' فرنگي مشنوں کو مدت دراز سے ملک شام و فلسطین میں اپني ریشه دوانیوں کا موقعه مل گیا هے - جب سر جون هیوٹ نے ۱۸۶۱ء میں ملکی کے لحاظ سے قوم دروز کو سکول ڈیز کو جو الہ آباد کے میٹریکولیشن کے نصاب تعلیم میں شامل تهی ' درس سے خارج کرنا چاها تو انهوں نے کہا تها که " جب ایک اسکاٹ ماهر فن تعلیم نے الہ آباد کالج کي لائبریري میں اس کتاب کا نسخه دیکها تو اُسنے نهایت تحقیر سے کہا که : ایسي کتاب اور دارالفنون هندوستان کي لائبریري میں !! " مگر تمام انگلستان اور بیروت میں جتنے امریکي و فرنگي مدارس هیں انکے کتب خانے دنیا بهر کے بغاوت افریں لٹریچر کا مخزن بنے هوے هیں - ان مشن کالجوں کے تعلیم یافته عرب جو مذهباً عیسائي هیں همیشه سے اسلامی سیادت کي مخالفت کرتے چلے آئے هیں اور ان میں سے اکثر لوگ امریکه میں جا آباد هوے هیں -

سنه ۱۳ - هجری میں ' جب مسلمانوں کي لڑائي اهل فارس سے هورهي تهي ' تو عیسائي قبائل عرب بهي مسلمانوں کے ساتهه هو کر عربي عصبیت کیلیے اهل فارس سے لڑے تهے ' مگر آج فرانس و امریکه کے مکاتب و مدارس نے ان عربوں کو بهي بے حمیت بنا دیا هے -

گذشته واقعات نے بتادیا هے که اقوام اسلام کي فلاح و بقاء ' خواه وه عرب هوں یا عجم ' دولت عثمانیه کے ساتهه وابسته هے ' اسلیے مسلمان عربوں کا فرض هے که حفظ دین و اعتصام بحبل الله المتین کو واجب سمجهه کر فتنه کو دبائیں ' والفتنة اشد من القتل

فان النار بالعودین تذکی
وان الحرب اولها کلام

جب مسلمان یه دیکهتے هیں که عربونکا تعلیم یافته گروه دولت عثمانیه کا بدخواه هے ' تو ان کو نهایت صدمه هوتا هے ' اور وه اپنے بے گناه عرب بهائیوں سے مایوسي بلکه نفرت کا اظهار کرتے هیں ' مگر حقیقت یه هے که اس طعن و تشنیع کے مستحق عرب نہیں بلکه عیسائي هیں -

خدا کے فضل سے اب اهل عرب کي انکهیں کهلتي جاتي هیں ' انهوں نے اطالیه اور فرانس کے انسانیت سوز مظالم کا منظر ساحل افریقه پر خوب دیکها هے - وه انشاء الله ان سبز باغوں کو دیکهکر کبهی نہیں للچا سکتے ' جو دشمنان ملت اکثر انکو دکهایا کرتے هیں -

ترکي میں عربوں کي ترقی کے لیے هر طرف راهیں کشاده هیں ' هم دولت عثمانیه کي تعریف نہیں کرتے که حکومت اور سیاست کے

دروازے آسنے سب کے لیے کھول رکھے ھیں' کیوں کہ اگر وہ ایسا نہ کرتي تو وہ اسلام کي خلاف ورزي کي مرتکب ھوتي' ھمارے مذھب نے ترک' عرب اور عجم' سب کے جنسي و قومي و نسلي تفرقے مٹا دیے ھیں -

ھم نہایت حیرت سے سنتے ھیں کہ عیسائي عرب سے جو ھمیشہ سے شورہ پشت چلے آئے ھیں' آج ھمارے عثماني بھائیوں سے سنہ ۶۵۶ھ کے خروج تاتار اور تباھي بغداد کا بدلہ لینے اٹھے ھیں لیکن در اصل :

تم سے بیجا ھے مجھے اپنے تباھي کا گلہ
اسمیں کچھہ شائبۂ خوبي تقدیر بھي تھا -

ترک اپني رعایاے شام سے پوچھہ سکتے ھیں کہ آج تک اسلام کی پشت پناہ کونسي قوم بني ؟ صلیبي خطرات سے اسلام کیلیے کون سات سو برس سے اپنے فرزندوں کي قرباني کرتا رھا ؟ صلیبي جنگوں کا سماں ابھي ھمیں بھولا نہیں' اور اب بھي دیکھہ لو' طرابلس میں اگر جانباز انور ہے' عزیز ہے' اور نشأت ثانیہ نہوے' تو درندہ خو نصرانیوں کے ھاتھوں اسلام کا افریقہ میں خاتمہ تھا ؟ بلقان کے ستم پیشہ عیسائیوں نے صلیبي دشمني و عداوت کا علم بلند کیا تو انھوں نے کیا کچھہ بے حرمتي ھمارے متبرک مقامات کی نہ کي ؟ اور روسیوں نے کس کس طرح ھمارے بے گناہ علما اور اشراف و سادات کو تہ تیغ نہ کیا ؟ مشہد مقدس کي دیواریں اب تک انکي ستم گري پر نالاں ھیں -

اِسي بلقاني سیلاب کو اگر عثماني نہ روکتے' تو کیا ضمانت تھي کہ وہ دل دھلا دینے والے ارادوں کا پیش خیمہ نہوتا -

ھمارا یہ عقیدہ نہیں ھے کہ خلافت موروثي شي ھے' پھر بھی اگر آپ تم چاھو کہ جو محبت دنیاے اسلام کو ھفت صد سالہ روایات' عثماني قربانیوں' اور مجاھدات في سبیل اللہ کي بنا پر عثمانیوں سے ھے' وہ محو ھوجاے' تو یہ خیال محال ھے - ھاں ھم یہ مانتے ھیں کہ کمزوریوں سے عثماني بري نہیں' مگر اصلاح کا فرض ھم پر بھي اسي قدر واجب ھے جسقدر کہ اعیان و اکابر ترک پر ھے -

کہتے ھیں ترقي کي رھنما اسلام کے اصولوں پر نہیں بلکہ والیٹر (Voltaire) کانٹ (Cont) اور دکارٹ (Dersats) کي انقلاب آفریں تحریروں پر ھوي ھے' مگر کاش اے ملت فروشو ! تمھیں بسمارک (Bismarck) کي وہ نصیحت یاد ھوتي جو اسنے جرمن ریچستاگ (ایوان شوریٰ) میں کي تھي کہ :

" تم انگریزوں کي کورانہ تقلید کو کہیں مفید نہ پاؤگے' پروشیا کے نظم و نسق ... کي بنیاد انگریزوں سے بالکل مختلف ھے "

قومي و مذھبي روایات سے اگر تم بیگانہ تھے' اور یورپ کي تقلید ھي میں تمھیں معراج نصیب ھوتي تھي' تو کاش اس یوروپین مدبر اعظم کي نصیحت ھي سے تمھیں غیرت آتي اور تم بھي یہ کہسکتے کہ :

" مسلمانو ! انگریزوں کي کورانہ تقلید کو تم کہیں بھي مفید نہ پاؤ گے' اسلام کي بناے سیاست انگلستان کے ایوان پالیٹکس سے مختلف اور بالکل مختلف ھے "

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الھلال سے طلب کیجیے -

مطالبۂ حق پر اصرار

(جناب رحیم قدوائي)

" دنیا کي قومیں اپنے ھي بل پر ترقي کرتي ھیں - اگر اُن کی آزادي چھین لیجاے تو وہ صرف اپنی ھي کوششوں اور سرگرمیوں سے اس نعمت کو واپس لے سکتي ھیں - کوئي قوم دنیا میں محفوظ نہیں رہ سکتي' جبتک کہ وہ اپني ذات سے طاقتور نہ ھو - جو قومیں اپني ترقي کي حفاظت میں غیروں کي محتاج ھیں' اُنکی زندگی نہایت خطرناک ھے' اور وہ کبھی ترقی اور کامیابي کي بلندي پر نہیں پہونچ سکتیں " -

یہ وہ عظیم الشان فقرہ ھے جو (مصر) کے نامور محب وطن اور رہنما مرحوم (مصطفے کامل پاشا مرحوم) کي زبان سے نکلا تھا' اور جس نے مصر کي سوتي ھوئي مخلوق کو چونکا دیا تھا - یہ وہ زبردست الفاظ ھیں جن کي تصدیق خود کلام پاک کرتا ھے -

اس مسئلہ پر غور کرنے کي ضرورت ھے کہ آیا ھمکو بذات خود متحرک ھونا چاھیے یا اپنے تمام اقتصادي' سیاسی' اور مذھبي معاملات کا بوجھہ گورنمنٹ کے سر صرف اس امید و توقع پر ڈال دینا چاھیے کہ وہ ھماري وفاداري کے صلے میں ھم سے خود ھي اچھا برتاؤ کرے گي ؟

وہ کوتاہ بین اور سطحي نظر رکھنے والے حضرات جن کا یہ خیال ھے کہ گورنمنٹ ھماري بیجا خوشامد اور غلط چاپلوسي سے ھم پر اپنے الطاف و عنایات کی بارش کرے گي اور جو صرف اسي پالیسی کو اپنا منتہاے خیال بنائے ھوئے ھیں' شاید انھوں نے ایک بہت بڑے مدبر کے اس قول کو نہیں سنا کہ " جو لوگ یہ خیال کرتے ھیں کہ انگریز بے ایمانوں' نمک حراموں کو پسند کرتے ھیں' اور اُن کو عزت و محبت کي نظر سے دیکھتے ھیں' وہ سخت دھوکے میں ھیں - یہ سچ ھے کہ اُن لوگوں سے جو اپني قوم سے نمک حرامي کرتے اور اپني ملت کي خدمت سے منہ چراتے ھیں' اپنا کام نکال لیتے ھیں' مگر وہ اُن کو نہایت نفرت کي نظر سے دیکھتے ھیں " - ایسے قوم فروشوں کے مضبوط پنجے سے اب وہ وقت آگیا ھے کہ قوم کو رھائي مل جائے - جو اپنے تمام دین و دنیا کي امیدوں کو ایک فرضي خوشامد کي صورت میں تبدیل کیے ھوے ھیں - اُن سے ھمکو صاف الفاظ میں کہدینا چاھیے کہ: بس ! ھم آپ کے پر فریب تہپکیوں سے بہت زمانے تک سوتے رھے' اب آپ خود ھوشیار ھوجائیں کہ ھم جاگنے والے ھیں' اب ھم صرف خوشامد ھي پر قناعت نہ کرینگے' بلکہ اپني عزت قائم رکھنے کیلیے کچھہ عملی کارروائي بھي کرنا چاھتے ھیں - زمانہ اب صرف باتیں بنانے ھي سے موافق نہیں ھوسکتا بلکہ کام کرنے سے - آپکي خوشامد اور چاپلوسي کا نتیجہ آپ کي آنکھوں کے سامنے ھے' آپ بہ بانگ دھل چلا چلا کر یہ فرماتے ھي رھے کہ " دیکھیے دیکھیے ھم وفادار ھیں - ھمارے فلاں فلاں بھائیوں پر ظلم ھورھا ھے' اسکو اپني ڈپلومیسی کی مشینري سے روکیے' ورنہ ھمارا دل دکھیگا - ھمنے کبھی اپني ھمسایہ قوموں سے میل نہیں بڑھایا' ھر بات میں انکے مخالف رھے' آپ کي ھاں میں ھاں صرف اسلیے ملاتے رھے کہ ھم سے آپ خوش رھیں' اب ھم پر فلاں ظلم ھورھا ھے اُس کا جلد انتظام کیجیے " مگر افسوس کہ

اپنی مثال بجنسہ اُس مسافر کی طرح ہے جو ریل کے سامنے سے نکل جانے پر ایک عجیب بے بسی کے انداز سے منہ بنا کر رہجاتا ہے' اور جو صرف اپنی ذراسی غفلت کی وجہ سے اس حالت کو پہنچا -

خدا کرے کانپور کا قابل نفرت حادثہ اب بھی مسلمانوں کے لیے تازیانہ عبرت ہو - وہ اب بھی خبردار ہو جائیں ' اور اپنے حقوق کی حفاظت بجائے غیروں کے سپرد کرنیکے خود اپنے ہاتھہ میں لے لیں - یہ وہ وقت ہے کہ جب تک ہندوستان کے تمام مسلمان ہم آواز ہوکر گورنمنٹ سے زور اور اصرار کے ساتھہ کوئی بات نہ کہینگے اُنکی عرضداشت اور درخواست پر کان نہ دھرا جائیگا - بابو سرندر ناتھہ بنرجی نے ایک مرتبہ کہا تھا -

"ہم کو ہم آہنگ ہوکر صاف صاف بلا غلط فہمی پیدا کیے ہوے بولنا چاہیے - اُس وقت ہماری آواز سے کوئی چشم پوشی نہیں کرسکتا - وہی وقت ہوگا کہ ہم انگلینڈ سے اصرار کرسکیں ' اور انگریزوں کے سامنے اپنے حقوق پیش کرسکیں ' بلکہ اگر ضرورت ہو تو خود ملک معظم کی خدمت میں عرض کرسکینگے "

مصطفے کامل پاشا مرحوم کا مقولہ تھا : " حاکم کا برتاؤ محکوم کے ساتھہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ محکوم کا حال ہو - جب حکمراں لوگ اپنے محکوم جماعت کو دیکھتے ہیں کہ وہ برائے نام زندہ ہے' مگر حقیقت میں مردہ ہے' اور زبانوںسے جو کچھہ کہتے ہیں اُس کا یقین اُن کے دل میں نہیں ہوتا ' اپنے حقوق کا مطالبہ وہ حق دارونکی طرح نہیں بلکہ دریوزہ گروں اور گداؤں کی طرح کرتے ہیں تو حکمران مغرور ہو جاتے ہیں اور اپنے محکوم لوگوں کو جانور سمجھکر اُن سے جانوروں ہی کی طرح برتاؤ کرتے ہیں "

پس اگر ہم آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو صرف اسی طرح سے ہماری زندگی ممکن ہے کہ ہم اپنے حقوق کی حفاظت خود اپنے ہاتھہ میں لے لیں - خائن اور قوم فروشوں کی بات نہ سنیں ' اپنے حقوق کا مطالبہ بہت استقلال اور مردانگی سے کریں - اور کبھی حق گوئی سے منہ نہ موڑیں - یہہ خوب اچھی طرح سے سمجھہ لیجیے کہ اگر آپ استقلال اور اصرار کے ساتھہ اپنے حق کو مانگئے' اور اُس پر قائم رہے ' تو گورنمنٹ کبھی آپکی اس زبردست قومی آواز سے چشم پوشی نہیں کرسکتی - لیکن اگر آپ شروع ہی میں فرضی خطرات کے خیال سے گھبرا اُٹھے تو بے بسی کی موت یا بے غیرتی کی ذلیل زندگی کو آنکھوں کے سامنے ہر وقت رکھیے - قوم یا ملک کی خدمت میں سب سے پہلے ایثار نفس کی ضرورت ہے -

درد منزل لیلی کہ خطرهاست بجان
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

غبطہ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحہ ۵۶ قیمت صرف ۸ - آنہ علاوہ محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رہگئی ہیں - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ - بیکر ہوسٹل ڈاکخانہ دھرمتلہ - کلکتہ -

نقشات ہند و دور

(جناب غلام حیدر خاں صاحب)

(۱) مسلمانوں کے ادائے فریضہ حج کی راہ میں مسیحی دنیا کی اندرونی تدبیروں سے' جو نئے نئے قاعدے ' چیچک کا ٹیکہ ' قرنطینے' واپسی کا ٹکٹ ' اور اسی قسم کی اور بہت سی رکاوٹیں سد راہ ہوتی جاتی ہیں کہ مسلمان اس عظیم الشان رکن کے ادا کرنے سے ہمت ہاردیں - کیا یہ سب کچھہ عثمانی سلطنت کے منشا سے ہورہا ہے ؟ اگر ایسا ہی ہے تو ان مشکلات کو عثمانی سلطنت سے دور کرانا آپ کا فرض ہے - اور اگر ایسا نہیں تو دول کا کیا حق ہے کہ حیلہ و مکر سے ہم کو ایک اہم مذہبی فرض کے لیے ایک اسلامی ملک میں جانے سے روک دے ؟

ہمارا تو ایمان ہے کہ حج کے ارادہ سے راہ میں جان دے دینے سے بھی ہمارا فرض ادا ہو جاتا ہے ' پھر اس حالت میں جو کچھہ ہو رہا ہے کمبخت منافق رہنماؤں کے ذاتی اغراض و رسوخ کی خاطر ہو رہا ہے جو قوم کو قعر مذلت میں گرانا چاہتے ہیں - مسلمانوں کی دینی حالت نہ معلوم کیسی پست ہوگئی ہے کہ اغیار کے عیب بھی خوب نظر آتے ہیں -

چند روز ہوے ایک مسلمان حضرت نے فرمایا کہ " مجھے ایام حج میں خوب تجربہ ہوچکا ہے کہ عرب کے بدوی حاجیوں کو بہت سی تکلیفیں پہنچاتے ہیں مگر جہاں فرنگیوں کا انتظام ہے وہاں ہر طرح کی آسایش ہے (حاجی صاحب کو کیا معلوم کہ قرنطینوں میں ایک ایک پیسے کے عوض لئی لئی روپے خرچ ہوتے ہیں) عرب جیسے تمام اسلامی ممالک پر اگر فرنگیوں ہی کا عمل دخل ہو جائے تو تمام تکلیفات رفع ہو جائیں ' اور بدوؤں سے بھی نجات مل جاے "

مجھے حاجی صاحب کے اس خیال سے سخت ملال ہوا کہ یا الہی ہم مسلمانوں کی کیا حالت ہے - رات کو اس رنج کی حالت میں القا ہوا کہ گویا موہبت الہی مجھسے خطاب کرکے کہہ رہی ہے کہ : کیسے مسلمان ہیں ؟ ڈھائی سو روپیہ حج کے لیے پلے باندھے اور چلے خدا پر احسان کرنے ! خدا تمہارے روپیوں کا بھوکا نہیں اگر وہ چاہتا تو اپنے گھر کو دنیا میں ایسے اعلی مقام میں جگہہ دیتا جہاں بجز باغوں اور بہشتوں کے کچھہ نہ ہوتا ' وہاں بجاے بدوؤں کے ملائکہ ہی نظر آتے -

مگر وہ تو صرف تمہارے دلوں اور تمہاری محبتوں کا امتحان کرتا ہے کہ اوس کی راہ میں تم کہانتک اپنی عزیز جانیں خطرے میں ڈالکر اوسکے گھر کی زیارت کے عزم میں ثابت قدم رہتے ہو - جو اوسکے بندے ہیں اونکو تو تووں کے دھانوں میں بھی بہشت ہی نظر آتی ہے' وہ اگر چاہے تو اپنے بندوں کو ایک طرفۃ العین میں اپنے حرم کی سیر کرادے " میں بیدار ہوا تو میرے بدن پر ایک لرزے کی سی حالت طاری تھی -

(۲) میں نے یہ خبر پڑھی تھی کہ سرحدی اقوام ہوتی مردان وکوہاٹ کے علاقہ کے پانچ پانچ سو آدمیوں کے جرگوں نے اپنے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنروں کی خدمت میں اس مضمون کی درخواست کی تھی کہ " ہم میں اور گورنمنٹ انگریزی میں عہد و پیمان ہے کہ جو ہمارے دوست وہ اُس کے دوست اور جو اوس کے دشمن وہ ہمارے دشمن ' اب چونکہ ظالم بلقانیوں نے ہمارے مسلمان بھائیوں پر طرح طرح کے مظالم کیے ہیں' زن و بچہ' بیمار و ضعیف' ناتوان و ناچار سب کو تہ تیغ کر رہے ہیں اور

تاریخ حیات اسلامیہ

کا ایک ورق

زراعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(از جناب ملک حسین بخش صاحب موضع اردپ تحصیل ضلع گوجرانوالہ)

جناب مکرم - میرا بیٹا صلاح الدین بعمر ۳ - سال' دو ماہ سے سخت بیمار ہے' ۳ - روپیہ صدقہ ارسال کیا جاتا ہے' اسکو چندہ ترکش ریلیف فنڈ میں شامل فرمالیں -

(از جناب اهلیه شیخ فیض بخش صاحب قصبه انرولي - ضلع علیگڈه)

مکرمي - تسلیم - میرے طرفسے مبلغ ایک روپیه مهاجرین ترکی کے خدمت میں بهیج کر مشکور فرمائیں' اور عزازي برخورداري سجادي بیگم کے طرف سے ۸ - آنے جو اوسنے جمع کیے تهے اور بهیجتي هے روانه فرمادیجیے - جو پاکٹ خرچ برخورداري کو ملتا هے' اوسمیں سے اوسنے واقعی اصلي نیت سے جمع کیے هیں - والسلام -

[بقیۂ مضمون صفحه ۱۷ کا]

خلافت اسلامیه که محافظ حرمین شریفین هے' سخت خطرے میں هے' اس لیے سرکار کو لازم هے که همارے خلیفه کي امداد کرے اور اگر سرکار کسي وجه سے معذور هے تو هم کو راسته کي اجازت هو جائے کیونکه ایسي حالت میں هم لوگوں پر گهر میں بیٹهے هي بیٹهے جهاد فرض هو گیا هے" جواب میں اونکو اطلاع دي گئي که "اب صلح کي کوششیں هو رهي هیں اور بصورت عدم صلح مناسب صلاح دیجائے گي"

لیکن چونکه هنوز جنگ کا قطعي خاتمه نهیں هوا هے اور بقول لندن ٹائمز اندیشه هے که شاید پهلی جنگ سے بهی زیاده هولناک معرکه چهڑ جائے - لهذا جو اصحاب اس دیني فرض کے لیے اپنی عزیز جانوں کو راه خدا میں قربان کرنے کو طیار هوں' میں اگرچه غریب آدمي هوں لیکن مبلغ ایک سو روپیه ایسے ایسے پانچ فدائیان اسلام کے لیے بطور زادراه جناب کے پاس جمع کرادونگا جو اپني درخواستیں معتبر خوانین کي تصدیق سے جناب کي خدمت میں ارسال کرینگے - اگر ایسي تحریک جاري هو جائے اور هر ایک فدائي کے لیے قسطنطنیه تک پهونچنے کا کافي زادراه بهم پهونچ جائے تو یه ایک بهت بڑا کام هوگا -

(۳) حکام کا اپنے حکم پر اصرار اور همارے لیڈروں کي ایماني کمزوریوں سے جو کچهه مسجد کانپور کا حشر هوا وه ظاهر هے' اور جو آینده معابد کا حال هونے والا هے وه بهي ظاهر هے - آخر والي دولت خدا داد افغانستان بهي تو مسلمانوں کے دوسرے درجه کے خلیفة المسلمین هیں اور هماري گورنمنٹ کے همسایه اور دوست بهي هیں' کیا مناسب نهیں که اس مسأله میں اُن سے رجوع کیا جائے ؟

فهرست زر اعانۂ مهاجرین عثمانیه

(۱۱)

از جانب انجمن اسلام (راؤترا پور ضلع کانپور)
(به تفصیل ذیل)

		روپیه	آنه	پائي
جناب شیخ منصور صاحب سکریٹري انجمن مذکور		۰	۲	۱
جناب شیخ غلام غوث صاحب (راؤترا پور)		۰	۰	۱
جناب مرزا محمد یوسف	„	۰	۰	۱
جناب مرزا معصوم بیگ	„	۰	۰	۱
جناب شیخ گمانی محمد صاحب	„	۰	۰	۱
جناب منشي تراب خاں صاحب	„	۰	۰	۱
جناب منشي یقین محمد صاحب	„	۰	۰	۱
دیگر باشندگان (راؤ ترا پور)		۰	۳	۴
جناب منشي عنایت علیخاں صاحب (دیئر پوري)		۰	۰	۱
دیگر باشندگان (دیئر پور)		۰	۷	۴
جناب شیخ بهیکن صاحب باشنده کورانگ		۰	۰	۱
جناب ناظر محمد صاحب	„ „	۰	۰	۱
جناب نجیب خاں صاحب	„ لکهیپور	۰	۱۲	۰
جناب فقیر محمد بانتا		۰	۸	۱
جناب شیخ رحمو ناگپالي صاحب		۰	۰	۱
جناب سید امیر صاحب فقیر پڑا		۰	۰	۱

(میزان ۲۳ روپیه)

جناب شهاب الدین احمد صاحب - کوسي گیا	۰	۰	۱
جناب منیجر صاحب میگزین - قادیان	۰	۱۵	۱
جناب سید وزیر صاحب - بویں	۰	۰	۲
جناب سید فخر الله صاحب هنگي	۰	۰	۱۰
جناب محمد هاشم صاحب	۰	۰	۵
جناب محمد عبد الغفار خاں صاحب چهپڑا - راجپوتانه	۰	۰	۲۵
بزرگان بانکا ضلع بهاگل پور بذریعه جناب عبد الحمید خاں صاحب	۰	۰	۲۷
جناب ملک حسین بخش خاں صاحب مرضع اروپ - گوجران واله	۰	۰	۳
جناب سید یوسف صاحب - بهوپال	۰	۰	۱۰
جناب نبي بخش صاحب - هوشیار پور	۰	۸	۲

معرفت جناب غلام محمد صاحب
(به تفصیل ذیل)

جناب محمد بخش صاحب	۰	۸	۰
جناب حبیب الله صاحب	۰	۴	۰
جناب کهیڑا زمیدار صاحب	۰	۱۲	۰
جناب مولوي الله صاحب	۰	۸	۰
جناب کریم صاحب	۰	۴	۰
جناب سید تجمل حسین صاحب	۰	۴	۰
جناب حاجي صاحب هسکي	۰	۸	۰

	پائي	آنه	روپيه
جناب خدا بخش ولد رکن الدين صاحب	-	۸	-
جناب غلام محمد صاحب	-	-	۱
جناب نواب سبزي فروش صاحب	-	-	۱
متفرق بروز جمعه	-	-	۴
قيمت زيور بند اهليه فرزندم محمد اسمعيل	-	۱۲	۲۲
قيمت چرم قرباني از جک بيگ	-	-	۴
متفرق بروز جمعه	-	-	۸
از با با بلوچ	-	۸	
جناب حافظ الله بخش صاحب	-	-	۱
جناب مرزا غلام نبي صاحب	-	-	۱
جناب لوزيں کشميري	-	-	۱
جناب نظام الدين زميدار صاحب	-	-	۲
جناب منشي نواب الدين صاحب	-	-	۱
متفرق جمعه	-	۹	-
جناب مياں کريم بخش کشميري صاحب	-	-	۱
متفرق	-	۲	۲
(از قصبه جانکي ضلع سيالکوٹ)			
معرفت جناب لال دين از داماد			
سبزي فروش	-	۴	-
جناب محمد نصير پسر منشي نواب دين			
کتب فروش	-	-	۲
مسمات رحيم بي بي معلمه زنانه	-	-	۱
جناب محمد اقبال ولد منشي نواب صاحب			
کتب فروش	-	-	۱
جناب غلام رسول صاحب طالبعلم	-	-	۱
جناب جيون کشميري صاحب ولد پيربخش	-	-	۱
جناب مياں حسن محمد سکه دار صاحب	-	-	۲
جناب شيخ نظام دين صاحب	-	۴	-
جناب الله بخش صاحب	-	-	۲
جناب مفتي محمد سعيد صاحب			
بتقريب ختنه فرزند خورد	-	-	۵
جناب حافظ الله بخش صاحب مدرس	-	-	۳
معرفت جناب محمد اسمعيل صاحب			
مدرس گورنمنٹ اسکول گجرات	-	-	۲۵
ميزان	-	۶	۲۱۰
سابق	-	۷	۸۶۴۲
کل	-	۱۳	۸۸۵۲

(از جناب مير حبيب الله صاحب ارسيرسالا کنڈ)

۹ جولائي سنه ۱۹۱۳ع کے الهلال ميں فهرست اعانهٔ مهاجرين کي ميزان غلط هے -

چنده وصول شده	۶	۷	۸۱۷
ميزان سابقه	۶	۱۳	۵۱۰۲
ميزان	-	۵	۵۹۲۰

کل ميزان مبلغ ۵۹۲۰ روپيه - ۵ آنه هوتي هے مگر اخبار ميں ۲۰۸۵ روپيه - ۵ آنه درج هے مبلغ ۱۸۰ روپيه کي غلطي هے -

هذا بصائر للناس ، و هدى و رحمة لقوم يوقنون !

(۴۵ : ۱۹)

البصائر

ايک ماهوار ديني و علمي مجله

جس کا

اعلان پہلے " البيان " کے نام سے کيا گيا تها -

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائيگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قيمت سالانه چار روپيه مع محصول -

خريداران الهلال سے : - - روپيه

اسکا اصلی موضوع يه هوگا که قران حکيم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقيقات کا ايک نيا ذخيره فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کي وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعليمات قرانيه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذيل ميں علوم اسلاميه کا احياء ' تاريخ نبوة و صحابهٔ و تابعين کي ترويج ' آثار سلف کي تدوين ' اور اردو زبان ميں علوم مفيدهٔ حديثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات يورپ و مصر پر نقد و اقتباس بهي هوگا - تا هم يه امور ضمني هونگے ' اور اصل سعي يه هوگي که رسالے کے هر باب ميں قران حکيم کے علوم و معارف کا ذخيره فراهم کرے - مثلاً تفسير کے باب ميں تفسير هوگي ' حديث کے باب ميں احاديث متعلق تفسير پر بحث کي جائيگي - آثار صحابه کے تحت ميں تفسير صحابه کي تحقيق ' تاريخ کے ذيل ميں قران کريم کي تنزيل و ترتيب و اشاعت کي تاريخ ' علوم کے نيچے علوم قرانيه کے مباحث اور اسی طرح ديگر ابواب ميں بهي وهي موضوع رحيد پيش نظر رهيگا -

اس سے مقصود يه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعة واحد قرآن کريم کو مختلف اشکال و مباحث ميں اس طرح پيش کيا جائے که عظمت کلام الهی کا کوه اندازه کر سکيں - و ما توفيقي الا بالله - عليه توکلت واليه انيب -

القرآن

البصائر العربي

يعنے " البصائر " کا عربي ايڈيشن

جو

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائيگا

اور

جس کا مقصد رحيد جامعهٔ اسلاميه ' احياء لغة اسلاميه ' اور ممالک اسلاميه کے ليے مسلمانان هند کے جذبات و خيالات کي ترجماني هے -

الهلال کي تقطيع اور ضخامت

قيمت سالانه مع محصول هندوستان کے ليے : ۲ - روپيه ۸ - آنه

ممالک غير : ۵ - شلنگ -

درخواستيں اس پته سے آئيں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹريٹ - کلکته

[۳۵]

اعلان

نمایش دستکاري خواتین هند

حسب هدایت هر هائینس نواب سلطان جهاں بیگم صاحبه سي - آئي - جي - سي - اِس - آئي - جي - سي - آئي - اے اعلان کیا جاتا ہے کہ نمایش دستکاري خواتین هند بسر پرستي علیا حضرت ممدوحه شروع ماہ جنوري سنه ۱۹۱۴ع بمقام بهوپال منعقد کیجاے گي ' لهذا امید ہے کہ تمام خواتین هند اس نمایش میں گہري دلچسپي ظاهر کرکے ضرور اپنے اپنے هاتهه کي بنائي هوئي نمایشي اشیاء وسط دسمبر سنه ۱۹۱۳ع تک آبرر بیگم صاحبه سکریٹري لیڈیز کلب بهوپال سنٹرل انڈیا بهیجکر مشکور فرمائینگي - سکریٹري صاحبه موصوفه هر خاتون کی درخواست پر قواعد نمایش رغیره بهیجدینگي -

اس نمایش کے ساتهه ساتهه پهول اور ترکاري رغیره کي بهي نمایش هوگی فقط -

دستخط - اردہ نراین بسریا
چیف سکریٹري دربار - بهوپال

فهرست انعامات

متعلق

نمایش دستکاري خواتین

بمقام بهوپال

شرح خاص انعامات

تمغه طلائی — کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے جو کسی زنانه اسکول کی طالبات کا بنایا هوا هو -

تمغه نقره — اسکے بعد کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے وسط هند کے کسي زنانه اسکول کی طالبات کا بنایا هوا هو -

تمغه طلائی — کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے جو بهوپال میں رهنے والی کسی هندوستانی بی بی کا بنایا هوا هو -

تمغه نقره — اسکے بعد کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے جو وسط هند میں رهنے والی کسی هندوستانی بی بی نے بنایا هو -

شرح کام و انعامات

۱ - لیس کا کام	ایک تمغه طلائی - دو تمغے نقره - تین تمغے برونز یعنی کانسه -
۲ - ڈارن تهریڈ یعنی کپڑے کے دهاگے نکالکر - کام بنانا	دو تمغے نقره - تین تمغے برونز -
۳ - کلابتوں کا کام سنهري و روپهلی	ایک تمغه طلائی - تین تمغے برونز -
۴ - سوزن کاري (کین وس - ساٹین - ریشم - مخمل - جالي - یالینن پر)	ایضاً
۵ - کروشي کا کام (سوتي)	ایک تمغه نقره - دو تمغه برونز -
۶ - ایضاً (اونی)	۳ - تمغه برونز -
۷ - بنائي (نٹنگ) کا کام (سوتي یا اونی)	ایضا
۸ - ریبن یعنے فیته کا کام	ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز -
۹ - نقاشی (کسي چیز پر هو)	دو تمغے نقره - دو تمغے برونز -
۱۰ - اون - کپڑے - روئي یا مٹي کے نمونه پهول - پهل اور پرندوں کے	دو تمغے برونز -
۱۱ - کشیده کا کام	ایک تمغه طلائي - ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز -
۱۲ - پوٹ کا کام (بیتروک) ...	ایضا
۱۳ - تصویروں کو کپڑے پهنانا ...	ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز
۱۴ - واٹرکلر اور آئل پینٹنگ (تصاویر) آبي و روغني) ...	دو تمغے طلائي - ایک تمغه نقره -
۱۵ - کریول ورک.....	ایک تمغه طلائي - ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز -
۱۶ - ڈیکر ورک	ایضا
۱۷ - پهول	دو تمغے نقره
۱۸ - ترکاري	دو تمغے نقره

(دستخط) آبرر بیگم
سکریٹري پرنس آف ویلز ایجوکیشنل کلب - بهوپال

جارج پنجم بفضله فرمان روائے

سلطنت متحده برطانیه عظمی و ائرلینڈ و برٹش
مملکت هاے ماوراء البحر ملک حامي
ملت و قیصر هند

هائي کورٹ اف جوڈیکیچر ممالک مغربی و شمالی بمقام الله آباد

(آرڈر ۴۱ قاعده ۱۴ ایکٹ نمبر ۵ بابت سنه ۱۹۰۸ ع
و قاعده ۲۴۰ و ۲۴۱)

صیغه اپیل دیواني

اپیل درثم نمبر ۸۷۳ بابت سنه ۱۹۱۲ ع - مرجوعه یکم ماہ جولائي سنه ۱۹۱۲ ع

حکیم سید عنایت حسین مدعا علیه اپیلانٹ مسٹر بنرد بهاري زایل بنام

مسماۃ بلقیس فاطمه رغیره مدعیان — رسپانڈنٹ

اپیل بخلاف ذکري عدالت اڈیشنل جج ماتحت ارل مقام اگره مورخه ۳۰ ماہ مارچ سنه ۱۹۱۲ ع
بمقدمه اپیل نمبر ۴۹۹ سنه ۱۹۱۱ ع

بنام

عبد اللطیف ٹهیکه دار سریپور مسجد باري (بڑي) لین کلکته - مدعی رسپانڈنٹ

مطلع هو که اپیل بخلاف ذکري اڈیشنل جج ماتحت ارل اگره اِس مقدمه میں حکیم سید عنایت حسین مدعا علیه اپیلانٹ نے پیش کیا اور اِس عدالت میں درج رجسٹر هوا اور اِس عدالت نے تاریخ ۲۱ ماہ اکتوبر سنه ۱۹۱۳ ع واسطے سماعت اِس اپیل کے مقرر کی هے اور مقدمه تاریخ مذکور کو یا بعد اُس تاریخ کے جس قدر جلد مقدمه کي سماعت هوسکے عدالت کے روبرو پیش کیا جائیگا اگر خود تم یا تمهارا وکیل یا کوئي اور شخص جو تمهاري طرف سے اپیل هذا میں جواب و سوال کرنے کا مجاز هو حاضر نه آئیگا تو اُس کي سماعت اور تجویز تمهاري غیر حاضری میں یکطرفه کي جائیگي *

آج بتاریخ ۲ ماہ اگست سنه ۱۹۱۳ ع به ثبت مهر عدالت حواله کیا گیا *

نوٹ — طلبانه قابل اخذ یعنی ۳ - روپیه حسب باب ۱۷ مداخل قواعد هائي کورٹ مورخه ۱۸ جنوري سنه ۱۸۹۸ ع وصول هوگیا هے *

سرپرنٹنڈنٹ ڈپٹي رجسٹرار

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۔ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ — نمبر ۱۰ Nos. 10 & 11 — جہار شنبہ ۱ شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, September 3, 1913, 3rd and 10th Septr. 1913.

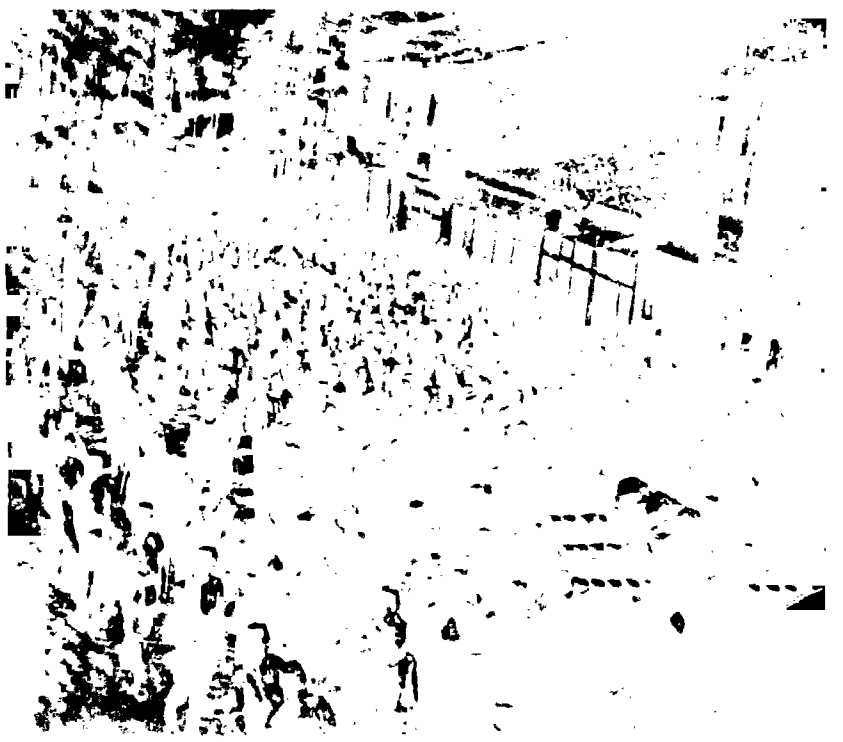

قیمت فی پرچہ سلڑھی تین آنہ

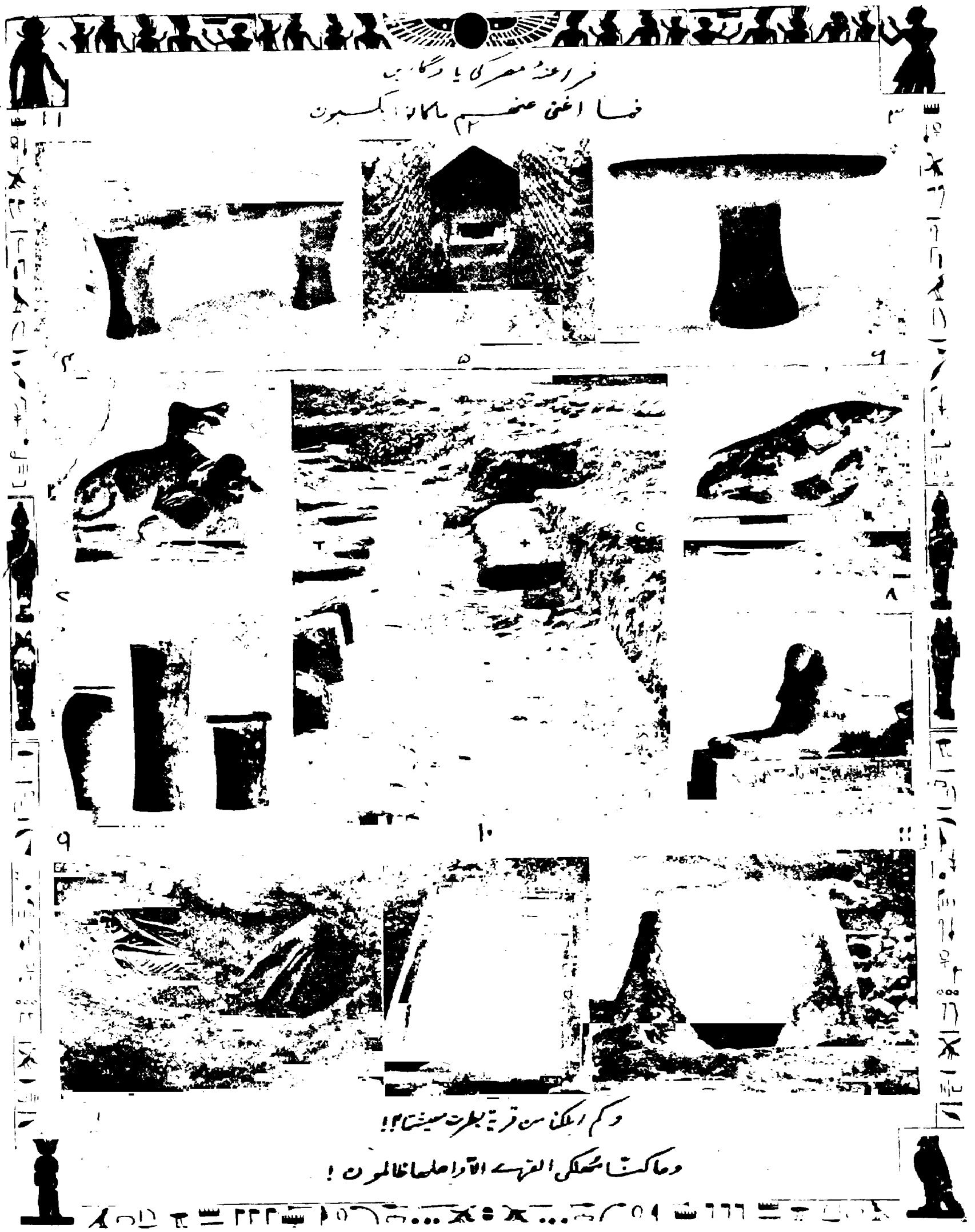
فراعنۂ مصر کی یادگاریں
فما اغنی عنهم ما كانوا يكسبون
وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها!!
وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون!

(۱) ترخان میں ارل خانوادۂ [illegible] جزوہ دي مرمریں میز
(۲) ایک عظیم الشان مقبرہ مع تابوت سنگین
(۳) بارھویں خاندان سلطنت کي ایک سنگین میز
(۴) ممفس کی حیواني شکلیں
(۵) ایک خچر کے بقایاے آثار
(۶) ترخان کے ظروف مرمر
(۷) ترخان کے تین خچروں کے مقبرے
(۸) عہد رعمسیس ثاني کا ایک سفنیکس (جس کي شکل عورت کی اور جسم شیر کا ہے)
(۹) ترخان کے تین مقبرے
(۱۰) ایک مختصر مدفن
(۱۱) ایک پیارا ھنس
(۱۲) خانوادۂ سلطنت اولی کا ایک کھلا ہوا مقبرہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷۰۱، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. .. 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۰ و ۱۱ — تاریخ: چہار شنبہ ۱ - و ۸ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 3, 191[illegible]4, and 10th Septr. 1913.

فہرس

نمبر ۱۰ - ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع

شـــذرات
هفتهٔ جنگ
مقـــالهٔ افتتـــاحیه
مشهد اکبـــر [۲]
مذاکرهٔ علمیه
عربي زبان اور علمي اصطلاحات ۷
مقـــالات
انڈلسستان اور اسلام ۹
مسجد کانپور (مسلمانان لندن کا جلسه) ۱۰
آثار عتیقه
رعمس ثاني فرعون مصر ۱۱
شئون عثمانیه
برید فرنگ
جنگ بلقان کے اسرار ۱۲
ترک و ادرنه ۱۲
خون یغمـــا ۱۳
مدنیت یورپ کا ایک منظر ۱۳
مراسلات
مشهد کانپور (لکهنؤ کا مجوزه جلسه) ۱۴
لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم - ۱۶
اتقوا الله ایها المسلمون ۱۹
تاریخ حسیات اسلامیه
شهداے کانپور اعلی الله مقامهم ۱۹
فهرست زر اعانهٔ دفاع مسجد مقدس کانپور ۲۰
البصائر ۲۰

فہـــرس

نمبر ۱۱ - ۱۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع

مقالهٔ افتتاحیه
تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحه ۲۱
چگونه رسه لشکرے را گردن؟ ۲۳
مقالات
وثایق و حقایق
خیز و در کاسهٔ زر آب طربناک انداز! ۲۵
هندوستان کا انتظار غیر مختتم ۲۶
مراسلات
شهداے کانپور اور لکهنؤ کا مجوزه جلسه ۲۷
اسئلة و اجوبتها
قرآن کریم اور اصطلاح لفظ کفار ۲۹
فکاهات
۱ - آپ ظالم نہیں یه هم هیں مظلوم
۲ - وضو خانه -
۳ - بمبئي کي وفا دار انجمن -
تاریخ حسیات اسلامیه
شهداے کانپور اعلی الله مقامهم -
فهرست زر اعانهٔ دفاع مسجد مقدس کانپور ۳۲
بقیه فهرست زر اعانهٔ مهاجرین عثمانیه - ۳۲

تصویر اویسر

آثار مصر

مرحوم شرکت پاشا کے جنازے کا ایک آخري نظاره

صفحه خاص

(لوح)

شذرات

اہم الامر

(۱) جب سے الہلال نکلا ہے آجتک عید وغیرہ کے موقعہ پر کبھی تعطیل نہیں کی گئی - صرف آخر سال کی ایک تعطیل رہی گئی ہے - اس مرتبہ عید عین بدھ کے دن واقع ہوئی - منگل تک تین فارم طیار ہو کر چھپ گئے اور باقی جمعرات پر اٹھا رکھے کہ ایک دن بعد اخبار ڈاک میں پڑ جائے گا - لیکن با وجود وعدے کے عین وقت پر عملہ نے کام سے انکار کیا ' اور عید کے دوسرے دن چند آدمیوں کے سوا اور لوگ نہیں آئے - جس قوم کو اپنے اعلی طبقوں کی اخلاقی حالت پر ماتم سے فرصت نہو ' اسے دفتر کے ملازموں اور کمپوزیٹروں کی وعدہ خلافیوں پر شاید افسوس کا زیادہ حق نہیں - مجبوراً اس ہفتے دو نمبر ایک ساتھ شائع کیے جاتے ہیں -

(۲) چونکہ ضخامت بہت بڑھگئی تھی اسلیے جلد دوم کی فہرست اسکے ساتھ شائع نہو سکی - طیار ہے اور آیندہ نمبر کے ساتھ حاضر ہوگی -

(۳) آجکل بحث و مذاکرہ کیلیے معاملات کی کثرت کا یہ حال ہے کہ قلم انتخاب پریشان ہو ہو کر رہجاتا ہے - اس ہفتہ شذرات میں "ہفتۂ جنگ" کے سوا (کہ نہایت ضروری و اقدم ہے) اور کوئی نوٹ نہ دیا جاسکا - آیندہ نمبر سے شذرات کے حصے کے صفحات بڑھا دیے جائیں گے اور "افکار و حوادث" اور "شئون داخلیہ" کے عنوانات کا اضافہ ہوگا -

(۴) "اعانۂ مہاجرین عثمانیہ" کی بقیہ فہرست آجکی اشاعت میں درج کر دیگئی ہے - آیندہ ہفتے اسکی تفصیل شائع کردی جائیگی -

ہفتۂ جنگ

رفتار سیاست

اس میں شک نہیں کہ شئون و حالات سیاسیہ کی ناہمواری سلطنت بلغاریا اور وزارت عثمانیہ ' دونوں کیلیے تشویش بڑھا رہی ہے اور غالباً دونوں دل سے متمنی ہونگے کہ اگر اس خون زار خاک بلقان پر انسانی سفاکی کا افسانہ پھر تمثیل نہ کیا جاے تو بہتر ہے -

لیکن اگر پوچھا جاے کہ یہ ناہمواری کس کے لیے زیادہ موجب قلق و اضطراب ہے ؟ تو قرائن و آثار کی زبان سے نکلیگا کہ "بلغاریا" -

کہا جاتا ہے کہ بلغاریا اور دولۃ عثمانیہ میں مفاہمت کی سلسلہ جنبانی باب عالی کی طرف سے ہوئی - ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو - موجودہ وزارت نے اپنی طبیعی فرصت شناسی کی ' رہنمائی سے موسم کو بدلتے دیکھکے براہ راست گفتگو کی کوشش کی ' تاکہ یورپ کی وساطت کی ضرورت نہ پڑے اور اس طرح اس گراں قیمت نیس سے نجات ملجاے جو یورپ کے "دلال صلح" کو قطعات ارضیہ ' حقوق تجاریہ ' مصالح اقتصادیہ ' نفوذ و اقتدار سیاسی ' غرض کہ کسی نہ کسی صورت میں کچھہ نہ کچھہ دینا پڑتا ہے -

مگر اس پیشقدمی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دولت عثمانیہ کی موجودہ حیثیت بلغاریا کی برباد شدہ حالت سے زیادہ نازک ہے ' قطعاً غلط ہوگا -

بلغاریا کی جنگی قوت ختم ہو چکی ہے اور اصل یہ ہے کہ وہ اسی دن ختم ہو چکی تھی جسدن استراحت کے لیے تین دن کی مہلت مانگی گئی تھی - اس کے بعد جو کچھہ ہوا وہ سرویا کی مساعدت عسکری اور کامل پاشا کی خیانت ملی کا سد جلا نتیجہ تھا - اگر حامیہ ادرنہ کی آتشباری میں "خس و خاشاک کی طرح" جلنے کے لیے سرویا اپنے سپاہی نہ دیدیتی ' اور اگر کامل پاشا نے معاہدہ الغاء جنگ کے وقت رسد رسانی کی شرط لگا دی ہوتی ' تو اس نعی الیم یا خبر سقوط ادرنہ کی نوبت ہی نہ آتی ' جس نے تمام عالم اسلامی کو ماتمگسار بنا دیا تھا -

اس بربادی کے باوجود قبضۂ ادرنہ پر بلغاریا کا اس درجہ الحاح و اصرار غالباً اس امید پر تھا کہ اگر عثمانی تیغ پھر نیام سے نکلی ' جسکی انہیں ذرا بھی امید نہ تھی ' تو دول کا یہ دست تحسین و آفرین جو ابتدا سے اس کی پشت پر ہے ' بڑھکے سینہ سپر ہوجائیگا اور زار کو روکیگا - مگر یہ امید امید کاذب تھی جو بالاخر اصلی حالت میں سامنے آگئی اور جب عثمانی شمشیر دوبارہ علم ہوئی تو پھر کوئی ہاتھہ نہ تھا جو اسے روکتا: لیجعل اللہ ذالک حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحیی و یمیت ' واللہ بما تعملون بصیر (۳ : ۱۵۱)

ہاں ' چند زبانوں نے بیشک حرکت کی جنمیں اولیت کا فخر برطانی زبان کو حاصل ہے ' مگر موجودہ سیاسی حالت کی اندرونی روش اس سے زیادہ مہلت دینے کیلیے طیار نہ تھی - تلوار کی گردش کے آگے زبان کی مفسدانہ جنبش ہوا میں ایک تموج پیدا کر کے رہگئی ' اور کاغذ کے صفحوں پر گو اسکی تصویر یادگار نامرادی ہے مگر معرکۂ جنگ کی زمین پر کوئی نقش نہ بیٹھہ سکا! (ھوا بما لم ینالوا)

برطانیہ کے بعد اطالیا دوسری سلطنت تھی ' جس نے دولۃ عثمانی پیشقدمی اور استعادۂ ادرنہ کے اثناء میں اعلان کیا تھا کہ "ترکوں کو ادرنہ ضرور خالی کرنا پڑیگا" مگر اب اسکی وزارت خارجیہ بھی ادرنہ کے وفد کے جواب میں اعلان کرنے پر مجبور ہوگئی ہے کہ عالیا "اب ادرنہ ترکوں ہی کے پاس رہیگا" فسبحان اللہ بیدہ الملک و ھو علی کل شی قدیر!

ایک طرف تو یہ حالت ہے - دوسری طرف وحشیانہ مظالم نے بلغاریوں کو اسقدر ممقوت و مبغوض عالم بنا دیا کہ بلقان کی دوسری قومیں انہیں انسان صورت درندہ سمجھتی ' اور انکی محکومی کو پیغام مرگ جانتی ہیں -

جن مقامات کے باشندوں کے پاس اسلحہ ہیں ' وہ آئے معرکہ آرا ہو رہے ہیں - جیسے کردجیلی اور اگردری - اور جن مقامات میں لوگوں کے پاس ہتھیار نہیں ہیں ' وہ اپنی عمارات و مکانات اور مساجد و معابد میں آگ لگا کے بھاگ رہے ہیں!

کیا ان حالات کے بعد بھی اسمیں شک کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ حالت ' عثمانیوں سے زیادہ بلغاریوں کے لیے اضطراب انگیز و بربادی بخش ہے ؟

بہرنوع بلغاریا اور دولت عثمانیہ میں مفاہمت کی جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ اس ہفتے کابینہ کی پہلی منزل تک پہنچ گئی - یعنی بلغاری مندوبین (ڈیلیگیٹس) جنمیں جنرل سار فیکس قائد خصوصی (کمانڈر انچیف) اور مرسیر ژوچیف (سابق وزیر بلغراد) بھی شامل ہیں ' دو فوجی مشیروں کی ہمراہی میں قسطنطنیہ روانہ ہوگئے - گفتگو کا دائرہ ادرنہ تک محدود نہ ہوگا ' بلکہ ان تمام مسائل پر مشتمل ہوگا جو بلغاریا اور دولۃ عثمانیہ مین نزاع انگیز ہیں - عثمانی روش سیاست کے متعلق جس قدر اعلان کیا گیا ہے ' اسکا مفاد یہ ہے کہ "ادرنہ اور قرق کلیسہ کے بقاء قبضہ پر پورے زور کے ساتھہ اصرار کیا جائیگا - البتہ ان دونوں مقامات کے معاوضے میں ایسی مراعات کا منظور کرنا ممکن ہے جو بلغاریا کے لیے لائق قبول ہونگی" -

بلغاری پالیسی کے متعلق ابھی تک کوئی اعلان نہیں ہوا ہے

الهلال

۹ شوال ۱۳۳۰ هجری

مؤلفہ محمد اکبر

(۲)

وفي ذالكم بلاء من ربكم عظيم

الخوف، والجوع، ونقص من الاموال، والانفس، والثمرات

يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر و الصلوة، ان الله مع الصابرين - و لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله امواتٌ، بل احياءٌ، ولكن لا تشعرون - ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس و الثمرات، و بشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون - اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة و اولئك هم المهتدون - (۲ : ۱۵۲)

مسلمانو! مصائب و ابتلا کے ورود پر صبر و صلوٰۃ سے مدد لو، اور یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے -
جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے، انکو مردہ نہ سمجھو - وہ تو زندہ ہیں - البتہ تم انکی حیات کی حقیقت سے بے خبر ہو!
اللہ تعالی تم کو آزمایشوں میں ڈالیگا کہ یہ اسکا ایک قانون ہے - وہ خوف، بھوکھ، نقصان مال و جان، اور ہلاکت اولاد و اقارب کے مصائب میں تمھیں مبتلا کرکے، تمہارے صبر و استقامت کی آزمایش کریگا - اور پھر اللہ کے طرف سے فلاح دارین کی بشارت ہے اُن صبر و استقامت سے کام لینے والوں کیلیے، جنکے ایمان و ایقان کے ثبات کا یہ حال ہے کہ جب کسی مصیبت سے دو چار ہوتے ہیں، تو مایوسی و نا امیدی کی جگھہ "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہکر صبر و استقامت پر استوار ہوجاتے ہیں - یہی لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت ان کے لیے ہے، اور یہی ہیں جو دنیا میں ہر طرح کی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں!

کانپور کے آخری حوادث جب شروع ہوئے تو میں سفر میں تھا - اور سفر بھی میرے لیے مانع کار نہیں ہوسکتا لیکن مشکل یہ تھی کہ ایک مقام پر قیام نہونے کی وجہ سے سکون و جمعیۃ خاطر نہ جمع خیالات کے لیے ضروری ہیں، بالکلیہ میسر نہ تھے - جس زمانے میں کہ بندگان الہی کو جان اور زندگی بھی (جو ہر ذی روح کا قدرتی حق ہے) حاصل نہو، تو مجمع سکون و جمعیۃ کے حاصل نہونے کی شکایت کا کیا حق ہے؟ اس لیے شاکی تو نہیں ہوں، البتہ معذرت خواہ ضرور ہوں کہ اس واقعہ پر پوری تفصیل سے بحث نہ ہوسکی، اور ایک مقالۂ افتتاحیہ کے سوا، جو صرف اصل حادثہ کے متعلق تھا، اور کوئی تحریر اس اثنا میں نہ نکل سکی - حالانکہ بہت سی عبرت بخش بصیرتیں ان واقعات میں پوشیدہ ہیں اور ہلاکتوں اور خوں ریزیوں کے یہی حوادث ہیں، جن سے قومیں اور جماعتیں اپنے لیے زندگی حاصل کرسکتی ہیں -
گو وقت گذر چکا ہے مگر اصل یہ ہے کہ عیش و نشاط کی صحبتوں کیلیے وقت کی قید ہوتی ہے، ماتم و فغاں کا کوئی وقت خاص معین نہیں - جب قدرت کی بخشش حیات میں سے اپنے لیے یہی ایک چیز باقی رھگئی ہے، تو خاص وقتوں کی کیا قید ہے؟ جب مہلت ملے، بہتر ہے کہ اس میں مشغول ہوجائیں - بلکہ جلانے والوں کی غفلت سے اگر آگ بجھنے لگے، تو خرد دامن سے ہوا دے دیکر اور روشن کر دیں:

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر
نہ نالۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے!

وذکر، فان الذکری تنفع المومنین (۵۱ : ۵۵)

(پس) ذکر کر کہ ذکر نصیحت صاحبان ایمان کیلیے ضرور نفع بخش ہے -

سفک دماء و قتل نفوس!

۳ - اگست کی صبح کو جب آفتاب افق کانپور پر طلوع ہوا تو اسکے لیے کوئی نیا نظارہ نہ تھا - اُسنے اس خون کو دیکھا جو ہمیشہ بہا ہے، اُس نے لاشوں کی تڑپ پر نظر ڈالی جو ہمیشہ تڑپی ہیں، اس نے قہقہۂ وحشت کا شور اور آہ مظلومی کی سسک سنی جو اس عصیان آباد ارضی پر ہمیشہ سنی گئی ہے - اس نے موت و حیات کو باہم کشمکش میں دیکھا، اس نے روح و جسم کی

مفارقت کے آخري اضطراب کا نظارہ کیا ' اُسنے خون کے فوارں کا جوش و خروش ' زخموں کي تلملاهت ' ایڑیوں کي پٹک ' زندگي کے لمحات اخریں کا اضطرار ' غرضکہ انساني مذبوحیت کے تمام خونریز تماشے دیکھے -

لیکن ان میں سے کونسي چیز ایسي تھي ' جسکا نظارہ اسکے لیے نیا ہوسکتا تھا ؟ وہ ایک نامعلوم ابتدا سے اس عجائب آباد ہستي کا تماشائي ہے ' اس نے زندگي اور موت کے نہیں معلوم کتنے لا تعد و لا تحصی تماشے دیکھے ہیں ؟ یہ تماشہ خود انساني تاریخ کي نظروں کیلیے عجیب و نادر نہ تھا ' پھر اس نظارہ فرماے آسماني کیلیے اسمیں کونسي ندرت ہو سکتي تھي ؟

انسان نے اپنے حاکمانہ قوت کے گھمنڈ میں ہمیشہ خدا کے قانون امن و محبت کو توڑا ہے ' اور زور آوروں نے زیر دستوں کے ساتھہ ہمیشہ وہي کیا ہے جو آج کیا جا رہا ہے - تاریخ عالم میں انساني رحم و محبت کے واقعات کم ہیں ' مگر خوں ریزي وجنگ کي سرگذشتوں سے اسکے تمام صفحات رنگیں ہیں - دنیا کے اس عجیب و غریب درندے نے جس کا نام انسان رکھا گیا ہے ' جب کبھي موقعہ پایا ہے ' اپنے ہمجنسوں کو چیرا اور پھاڑا ہے اور شہر کي آبادیوں اور انساني بود و باش کي عمارتوں کے اندر وہ سب کچھہ ہوا ہے جو جنگلوں کے بہت اور پہاڑوں کي غاروں میں ہوا کرتا ہے - اُسکي وحشت بہیمیت نے دنیا میں ہمیشہ حکمراني کي ہے ' اور شاید وہ وقت اخلاق کي اُمیدوں اور خانقاہوں کے حجروں سے باہر کبھي بھي آنے والا نہیں جبکہ فضلیت انساني رذائل حیوانیت سے اپني شکست کا بدلہ لیگي -

کانپور کے مذابح تو ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں - ادعائي قانون و حکومت کي تاویلات و ترجیہات کے ذریعہ اسکي خونیں صورت پر چند پردے ڈالدیے گئے ہیں - اس سے قطع نظر کرکے دنیا کے اُور تمام خونچکاں قطعات ارضیہ پر نظر ڈالیے ' اور انساني خون کے اُس سمندر کا کوي کنارہ ڈھونڈھیے ' جو مثل ہمیشہ کے آج بھي دو سال سے بہہ رہا ہے - پھر کیا انسان کي مذہبیت نئي ' اور دنیا کا اخلاقي دکھہ پہلي مرتبہ ظاہر ہوا ہے ؟ کیا خون کے جو سیلاب آج اُسکي سطح پر بہہ رہے ہیں ' ویسے ہي صدہا سیلاب اسکے نیچے خشک نہیں ہوچکے ہیں ؟ اگر کسي طرح زمین کي تمام مٹي ایک جگہ جمع کي جا سکتي اور خدا کوئي فرشتہ بھیج دیتا جو اسکے ذروں کو دبا کر نچوڑ سکتا ' تو نہیں معلوم ' ایک ایک ذرہ سے خون کے کتنے قطرے ٹپکتے ' اور پھر پاني کے تمام سمندروں کو خون کا ایک نیا سمندر اپنے ساتھہ ملا کر کس طرح سرخ کردیتا ؟

پس جو کچھہ کہ آج دنیا میں ہورہا ہے ' وہ ایک بہت ہي ادنے نمونہ ہے دنیا کي اُس سیرۃ الیمہ کا ' جسکے ظہور پر تاریخ انسانیۃ ابتدا سے ماتم کرتی آئی ہے اور کرتی رہیگی - فراعنۂ مصر کے شخصی استبداد اور ظلم ستانیوں کي حکایتیں عہد عتیق میں بیان کي گئي ہیں ' اور قران کریم نے بنی اسرائیل پر اپني نعمتوں کا اظہار کرتے ہوے انکا تذکرہ کیا ہے ' کیوں کہ اسکا سب سے بڑا فضل اپنے بندوں پر یہ ہے کہ انہیں ظالم حاکموں کے پنجۂ قہر سے رہائی دلاے :

واذ نجیناکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب ' یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم ' وفی ذالکم بلاء من ربکم عظیم - (۲ : ۲۷)	"اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم کو خاندان فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائي ' جو تم کو سخت سے سخت عذابوں میں مبتلا کرتے تھے - تمھاري اولاد کو تو ذبح کر دیتے مگر تمھاري عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تاکہ انکو ذلیل و رسوا کریں - یقیناً تمھارے

پروردگار کے طرف سے تمھارے لیے اسمیں صبر و استقامت کي بہت بڑي آزمایش تھي "

لیکن کتنے فرعون ہیں جو اس دنیا کے ہر دور و زماں میں انساني خون کے سیلاب پر اپنا تخت حکمراني بچھا چکے ہیں ؟ اور بني اسرائیل کي غلامي و مظلومي سے بڑھکر کتني ہي مظلوم و محکوم قومیں گذر چکي ہیں اور موجود ہیں ' جنکي لاشوں کے ڈھیر پر حاکمانہ " رعب و عظمت " کے محل تعمیر کیے گئے ہیں ؟

باغ عدن کا سانپ

دنیا میں انساني حکمراني کا گھمنڈ ہمیشہ انساني معصیت کا سب سے بڑا مبدء اور ماوی رہا ہے ' اور اگر دنیا کي کوئي صورت ہے تو اس کے چہرے سے اس داغ کي سیاہي کبھي نہیں دھل سکتي - دنیا کي تمام درد انگیز مصیبتیں اسي کے سائے تلے سے نکلي ہیں ' اور انسان کي بربادي کا وہ خونخوار سانپ ' جسکو آدم کے ساتھہ باغ عدن سے نکالا گیا تھا ' جب وہاں سے نکلا ' تو اس نے اسي کے نیچے اپنا گھر بنا یا -

نیا قطرہ خونین

یہ ہمیشہ ہوا ہے اور شاید ہمیشہ ہوگا - دنیا کي بہت سي خوشیاں نئي ہیں ' مگر اسکا ماتم ایک بھي نیا نہیں - اُس تمام خون کو جو اسکي انکھوں کے سامنے بہہ چکا ہے ' اگر جمع کیا جاے ' تو ایک طوفاں خیز سمندر ہوگا ' جسمیں لکڑي کي کشتیوں کي جگہ انساني لاشوں کے ڈھیر ہر طرف تیرتے نظر آئیں گے -

پھر آج جن واقعات پر ہم ماتم کر رہے ہیں ' انکي حیثیت اس سمندر خونین کے سامنے اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتي ہے کہ چند نئے سرخ قطرے تھے جو اسکي موجوں میں ڈالدیے گئے ؟

۳ - اگست کو کانپور میں جو کچھہ ہوا ' وہ بھي ایک قطرۂ خونین تھا ' جو اس سمندر میں ڈالدیا گیا ہے -

اسلامي خون کسي قیمت

یہ مسلمانوں کا خون تھا - لیکن اس خون کي بھي اب زمین کي سطح پر کیا کمي رہي ہے کہ اسکو نادر و عجیب سمجھا جاے ؟

ممکن ہے کہ چھٹي صدي عیسوي میں اس خون کي دنیا میں کمي رہي ہو ' جب (بدر) کے کنارے تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان ' پچاس کم ایک ہزار مغرور و قوي دشمنوں کے مقابلے میں بھي اپنا خون محفوظ رکھتے تھے ' اور چودہ مسلمانوں کا اگر خون بہتا بھي تھا تو اس حالت میں ' کہ ۷۰ - دشمنوں کي لاشیں میدان جنگ میں تڑپ چکي تھیں اور اتني ہي تعداد مشکیں کسي ہوي سامنے تھي ! !

ممکن ہے کہ مسلمانوں کا خون اُس وقت کم یاب ہو ' جب کہ (اُحد) کے دامن میں تین ہزار دشمنوں کے نرغے میں ' جنمیں ۲ - سو شتر سوار اور ۷ - سو آہن پوش خون آشام تھے ' صرف ۷ - سو مسلمان پھنس گئے تھے ' اور جبکہ حضرۃ (انس) نے ستر زخم کھاکر اپني گردن کا خون زمین کے حوالے کیا تھا !

جنگ (قادسیہ) کا وہ معرکۂ اغواث (۱) ' جسمیں دشمن کے

(۱) مشہور جنگ قادسیہ (جو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ایران کیلیے ایک فیصلہ کن جنگ ثابت ہوي) ہجرۃ نبوي کے چودھویں سال محرم الحرام میں پیش آئي تھي اور من جملہ دنیا کے اُن عظیم الشان معرکوں کے تھي ' جنھوں نے چند دنوں کے اندر نقشۂ عالم کو یکسر پلٹ دیا !

اسکا دوسرا معرکۂ عظیم " یوم اغواث " کے نام سے مشہور ہے ' جسمیں دو ہزار مسلمان شہید ' اور دس ہزار ایراني مقتول ہوے

پورے ایک دستہ کے مقابلے میں تنہا ایک مسلمان کی تلوار کام کرتی تھی ' اور ہر صدائے تکبیر بلند کرنے والی زبان اُس وقت تک خاموش نہ ہوتی تھی ' جب تک کم از کم اپنے خون کے چند قطروں کے معاوضے میں دشمنان حق والہ کے خون کا ایک سیلاب عظیم اپنے سامنے نہ دیکھ لیتی تھی ' تو یقیناً وہ ایک وقت تھا ' جو مسلمانوں کے خون کی قیمت بتلا سکتا تھا -

وہ (لیلۃ الہریر) (۱) کا معرکۂ عظیم ' جسمیں مسلمانوں کا صرف آلات آہنیں ہی سے مقابلہ نہ تھا ' بلکہ حریفان کاردان کا ہر سپاہی بھی غرق فولاد و پیکر آہن تھا ' تاریخ کے صفحوں پر آج بھی فرزندان اسلام کے خون کی قیمت بتلا سکتا ہے - جبکہ ایک تنہا (تعقاع) نے مست و خونخوار ہاتھیوں کے غول کے ساتھ پیل تن دشمنوں کے غول کو بھی خاک و خون میں تڑپا دیا تھا ' اور پھر بھی اس کے خون کی پوری قیمت نہیں ملی تھی -

جبکہ سنہ ۶۳۵ ء عیسوی میں رومیوں کے عظیم الشان مشرقی

[نوٹ صفحہ ۴ کا]

تھے - ابو محجن ثقفی کا مشہور واقعہ اسی معرکہ میں پیش آیا تھا - یہ شراب نوشی کے جرم میں قید کردیے گئے تھے ' مگر جب معرکۂ کارزار گرم ہوا تو جوش جہاد اور ولولۂ شجاعت سے مضطرب ہوگئے - سپہ سالار جنگ کی بیوی سے پوشیدہ اجازت لی اور میدان جنگ میں پہنچکر اور کشتوں کے پشتے لگا کر ' خود اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں پہن لیں اور قید خانے میں بیٹھ گئے -

عرب کے تمام مشہور قبایل اور اکثر اجلۂ صحابہ اس معرکہ میں شریک تھے اور اپنے عربی نیزوں سے ہزارہا سالہ تخت کیانی کے ٹکڑے ٹکڑے کررہے تھے -

" خنساء " عرب کی مشہور شاعرہ اپنے چاروں بیٹوں کے ساتھ شریک جنگ تھی اور اپنے خطبات حربیہ و رجزیہ سے دلوں کی آتش شجاعت کو ہوا دے رہی تھی - اس معرکے میں ایک ایک مسلمان نے پچاس پچاس کفار کو خاک و خون میں ملا کردم لیا تھا :

آگ تھے ابتداء عشق میں ہم
ہوگئے خاک ' انتہا ہے یہ !

---

(۱) جنگ قادسیہ کا تیسرا معرکہ " یوم العماس " تھا اور چوتھا " لیلۃ الہریر " -

" ہریر " کتے کی آواز کو کہتے ہیں ' اور آواز شدید کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے - چونکہ یہ معرکہ رات تک جاری رہا اور اس ہنگامۂ رستخیز کے ساتھ ' کہ اسلحہ کی جھنکار ' ہاتھیوں کی چیخ ' اور نعروں کی گرج سے زمین دہل دہل پڑتی تھی ' اسلیے " لیلۃ الہریر " کے نام سے مشہور ہوگیا -

ایرانی اپنے ساتھ مست ہاتھیوں کا ایک بہت بڑا غول لائے تھے اور اہل عرب نے اس مہیب جانور کو بہت کم دیکھا تھا ' اسلیے ابتدا میں اسکی وجہ سے لشکر اسلام کو بہت دقتوں کا سامنا ہوا - مجبور ہوکر حضرت سعد نے نو مسلم ایرانیوں سے مشورہ لیا انسے معلوم ہوا کہ انکا اصلی اسلحہ سونڈ ہے اور اندھے ہوکر یہ کچھہ نہیں کرسکتے - انھوں نے قعقاع ' عاصم ' حمال ' ربیل ' چار شخصوں کو اس کام پر متعین کیا - قعقاع برچھا ہاتھ میں لیکر بڑھے اور سب سے بڑے سفید ہاتھی کی آنکھوں پر اس زور سے مارا کہ پہلے ہی وار میں نشانہ کام کرگیا - دوسرے ہاتھ میں سونڈ مستک سے الگ ہوکر گرپڑی اور بے تحاشا اپنی ہی فوج کی طرف بھاگا - یہ حالت دیکھکر اور ہاتھی بھی اسکے پیچھے چلے اور چند لمحوں کے اندر ان خونخواروں سے تمام میدان خالی تھا !

مرار یعنی حمص کی طرف تنہا اور جریدہ ایک مسلمان تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھے بڑھا تھا (۱) ' اور دروازۂ شہر کی ایک پوری فوجی جمعیت پر بے باکانہ حملہ آور ہوا تھا ' تو اسلامی خون کی حرمت و عظمت پر یقیناً زمین کی مٹی کا ایک ایک ذرہ شہادت دیسکتا تھا - وہ پہنچا ' اور تن تنہا اس بے جگری سے دشمنوں پر ٹوٹا کہ شہر سے بھاگ کر تمام عیسائیوں نے (در مسجل) میں پناہ لی ' حالانکہ اس کی فاتح تلوار کسی دوسری تلوار کی شرمندۂ اعانت و شرکت نہ ہوئی تھی !!

جبکہ ایک پورا شہر ' ایک پوری فوج ' ایک بہت بڑی فوج کی چھاؤنی اپنا پورا خون دیکر بھی ایک مسلم و مومن کے خون کو بمشکل خرید سکتی تھی ' تو ضرور اُس وقت یہ خون قیمتی ' اور اسکی روانی بہت نادر تھی -

(یرموک) کے میدان میں مسلمانوں کا خون ضرور قیمتی تھا ' جبکہ جانفروشان توحید کے سامنے خطباء جنگ کی یہ صدائیں بلند ہورہی تھیں ' کہ :

اللہ اللہ ! انکم زادۃ العرب و انصار الاسلام و انھم زادۃ الروم و انصار الشرک ! اللھم ان ھذا یوم من ایام ملک اللھم انزل نصرک علی عبادک المومنین	" اللہ اللہ ! تم لوگ فرزند عرب ہو اور اسلام کے انصار و حامی ' اور تمہارے دشمن رومی ہیں اور شرک کے مددگار ! پھر یہ کیوں ہو کہ تم انسے خالف ہو ؟ خدایا آج کا دن تیری عزت و عظمت کے دنوں میں سے ہے - اپنی نصرت کی غیبی مدد اپنے مومن بندوں کیلیے بھیج دے ! "

اس وقت مسلمانوں کا خون کیوں نہ قیمتی ہوتا ' جب اسی یرموک کے میدان میں عکرمہ بن ابوجہل اپنے ساتھہ صرف چار سو مجاھدین جاں فروش کو لیکر ' چار ہزار رومیوں کی لاشوں کا ڈھیر

(۲) حمص کی فتح نہ صرف اسلامی فتوحات کی تاریخ میں ' بلکہ تمام تاریخ جنگ و فتوحات میں انسانی عزم و شجاعت کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے - یہ اُس زمانے میں رومی سلطنت کا بہت بڑا مشرقی مراز تھا - حضرت خالد نے بعلبک کی فتح کے بعد ابن مسرزق کو فوج دیکر روانہ کیا - شرجیل حمیری بھی فوج کے ساتھہ تھے - شہر سے کچھہ فاصلے پر رومیوں سے مٹ بھیڑ ہوگئی - شرجیل نے تنہا سات افسروں کو قتل کیا اور یکہ و جریدہ بے باکانہ شہر کی طرف روانہ ہوگئے - دشمنوں نے دیکھا کہ تنہا ایک شخص بے فکر و خوف بڑھا چلا آتا ہے ! اس منظر نے سب کو خوف زدہ اور مرعوب کردیا - شہر کے قریب رومیوں نے نکلکر حملہ کیا مگر انکی تلوار بے پناہ اور انکا عزم بے روک تھا - تنہا پورے دستے کے مقابلے میں پہاڑ کی چٹان بنکر جم گئے اور پہلے ہی مقابلے میں دس بارہ سواروں کی لاشوں کا ڈھیر کردیا - بالآخر تمام فوج ہیبت و رعب سے سراسیمہ ہوکر بھاگ گئی اور ایک قلعہ نما گرجے میں جا کر پناہ لی - یہ شجاعت و جانفروشی کے جوش میں بیخود تھے - تعاقب میں بڑھتے گئے اور خود بھی گرجے کے اندر چلے گئے - وہاں بہت بڑی تعداد رومیوں کی موجود تھی - چاروں طرف سے گھیر لیا - پھر بھی قریب آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی - دور سے پتھر پھینکتے تھے - بالآخر پتھروں سے زخمی ہوکر گرے اور شہید ہوگئے -

یہ شرجیل حمیری کی ہیبت نہ تھی - اسکا جسم لوہے کا نہیں بلکہ تمام انسانوں کی طرح گوشت اور خون کا تھا - یہ اُس خدائے شرجیل کی ہیبت تھی ' جو ہمیشہ اپنے جاں نثاروں کے اندر سے اپنے جلال و قدرت کا نظارہ دکھلاتا ہے !

ہیبت حق ست ' ایں از خلق نیست !
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست !

لگا دیتا اور پھر جان دیتا کہ اسلام کا خون رایگاں نہ گیا ؟ اس معرکے میں ایک تنہا (شرحبیل) کا یہ حال تھا کہ چاروں طرف سے ہزاروں دشمنوں کی تلواریں پڑ رہی تھیں' مگر پھر بھی زمین کو اسکے خون کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوتا تھا' کیونکہ اسکے خون کے لیے اس سے بھی زیادہ قیمت کی ضرورت تھی !

ہاں ' جبکہ رومی و اسلامی سرحد کے انتہائی حصے میں ایک بڑھیا مسلمان کی صدا بغداد کے تخت پر (معتصم) کو مضطرب کر دیتی تھی' اور اُسکی فریاد کا جواب دینے کیلیے ساٹھہ ہزار تشنگان خون کو ساتھہ لیکر' جوش و اضطراب کے پروں سے اڑتا ہوا رومیوں کے سر پر گرتا تھا' تو اس وقت اس خون کی قیمت یقیناً بہت گراں تھی' اور ایک مسلمان بڑھیا کی فریاد کے معاوضے میں روم کی ہزارہا سالہ عظمت و ابہت طلب کی جاتی تھی !!

* * *

دنیا طغیان وفساد میں مبتلا تھی' نوع انسانی باہمی کشت وخون ریزی میں ہلاک ہورہی تھی' پس مسلمان بھیجے گئے تھے تاکہ انکا' جو انسان کے خون کی عزت سے انکار کرتے ہیں' خون بہائیں' اور بندگان الہی کا خون محفوظ ہو - پس وہ اسلیے آئے تھے کہ خون بہائیں - اسلیے نہ تھے کہ انکا خون بہایا جاے - اسلام نے انکو زندگی اور قوت دی تھی - موت اور زخم اوروں کے حصے میں آئے تھا - انکے خون کا ایک ایک قطرہ ملکوں اور قوموں کا خون طلب کرتا تھا - اگر انکے جسم پر ایک زخم لگتا تھا تو انسانی جبروت و جلال کے بڑے بڑے تخت ارائت دیے جاتے تھے -

ان کے ہاتھہ میں تلوار تھی' جسکی خون آشامی سے انسانی وحشت و خونریزی کی خون آشامی پناہ مانگتی تھی' لیکن ان کو کسی تلوار کی چمک سے ڈر نہ تھا - وہ خدا سے ڈرنے والے تھے' اس لیے خدا کی زمین بھی انسے لرزتی تھی -

" لا تخافوهم' وخافون ان كنتم مومنين - (۳ : ۱۷۰) " کے وہ مخاطب تھے' اور " لا تحزنوا ولا تحزنوا !! " کی الہی تسکین نے ان کے دلوں سے خوف و خطر ہمیشہ کیلیے دور کردیا تھا - ان کا خون صرف اللہ کی راہ میں بہتا تھا' اور خدا کبھی پسند نہیں کرسکتا کہ جو خون اسکے نام کی عزت سے مقدس کیا جاے' وہ اسکی زمین پر ارزاں قیمتوں پر فروخت ہو جاے !

وہ کیونکر اسکو پسند کرتا ؟ کیونکہ یہ تو وہ متاع عزیز تھی' جس کو خود اس نے بھی خریدنا چاہا' تو نعائم جنت کی سرمدی خوشیوں اور راحتوں سے کم میں اسکی قیمت نہ چکی !

ان اللہ اشتری من	اللہ نے مسلمانوں سے انکی جانوں اور
المومنین انفسہم	مالوں کو خرید لیا تاکہ اسکے معاوضے
و اموالهم بان لهم الجنة -	میں انہیں حیات بہشتی کی دائمی
یقاتلون فی سبیل	زندگی عطا فرماے - کیونکہ وہ اللہ کی راہ
اللہ' فیقتلون	میں قتال کرتے ہیں اور پھر کبھی اسکے
و یقتلون ! ( )	دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور کبھی
	خود اسکی راہ میں مقتول ہو جاتے ہیں "

ان بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم
اصلا دراں حدیث اقالہ نمی رود !

یہاں جنت کا ذکر کیا گیا مگر فی الحقیقت اگر پوچھیے تو اس خون کی قدر و قیمت تو اس سے بھی ارفع و اعلی تھی - جن مجاہدین حق و جاں نثاران راہ الہی کے دلوں میں اللہ کے عشق و محبت کا گھر ہو' انکی قیمت جنت نہیں ہو سکتی - کیونکہ وہ تو جنت کے نہیں بلکہ رب الجنة کے طلبگار ہیں - یہی وجہ ہے کہ اس آیۃ میں " انفسہم " فرمایا - " قلوبہم " نہ کہا کہ یہ معاوضہ نفس و جان کا ہے - دل کا نہیں ہے - دل کا معاوضہ اگر ہو سکتا ہے تو جنت کا تقاضا نہیں بلکہ خود پروردگار جنت کا قرب و وصال ہے - اور تلاش کیجیے تو اصلی قیمت اس خون کے بیچنے والوں کو ملی بھی یہی تھی :

ولا تحسبن الذین قتلوا	" جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوے
فی سبیل اللہ امواتا '	انکو مردوں میں شمار نہ کرو - وہ زندہ
بل احیاء عند ربهم	ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس شربت
یرزقون - فرحین بما اتا	وصال سے سیراب اور غذاے قرب
هم اللہ من فضله	و اتصال سے رزق اندوز ہیں - اللہ نے
و یستبشرون بالذین لم	اپنے فضل سے انکو جو مقامات و مدارج
یلحقوا بهم من خلفهم '	عالیہ عطا کیے' انسے شاد کام رہتے ہیں
الا خوف علیهم ولا هم	اور اپنی اس حالت سے ان لوگوں کو
یحزنون ! (۳ : ۱۶۵)	جو انسے پیچھے رہگئے ہیں اور انسے
	ملے نہیں' بشارت دے رہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں بڑھنے کیلیے
	جلدی کرو - انکے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ کسی طرح کا حزن
	و ملال ہے !! "

حضرة امام (جعفر صادق) علیه و علی اجداده و آباله الصلوة والسلام نے اسی مقام کی طرف اشارہ کیا تھا' جبکہ فرمایا :

یا ابن ادم ! اعرف قدر	لوگو ! اپنے نفس کی قدر و قیمت
نفسک' فان اللہ تعالے	پہچانو ! یہ تو وہ متاع گرانمایہ ہے کہ
عرفک قدرک ولم یرض	اللہ نے اسکی قدر شناسی کی اور اسکے
ان یکون لک ثمن	معاوضے میں جنت سے کم قیمت کے
غیر الجنة ! -	ملنے پر راضی نہ ہوا !

و فی المثنوی المعنوی:

کالہٗ کہ ہیچ خلقش ننگرد
از خلافت آن کریم ان را خورد
ہیچ قالبے پیش او مردود نیست
ز انکہ قصدش از خریدن سود نیست
خویشتن را آدمی ارزاں فروخت
بود اطلس خویش را بر دلق دوخت !

فاستبشروا ببیعکم	پس مسلمانو ! اپنے جان و مال کے
الذی بایعتم بہ '	اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے'
و ذالک ہو	خوش ہو' وہ فی الحقیقت یہ بڑی بھی
الفوز العظیم !	کامیابی تھی جو تمہیں پیشگاہ الہی سے
(۹ : ۱۶۵)	حاصل ہوئی !

و لکن شتان ما بین الیوم و الامس !

غرضکہ ایک زمانہ تھا' جب دنیا میں انکے خون سے بڑھکر اور کوئی شے کمیاب و گراں نہ تھی' مگر اب تو دریا کا پانی قیمتی ہے' مگر مسلمانوں کے زخموں کا خون بہت ارزاں ہو گیا ہے - خاک کے سنگ ریزے ٹھکرا نے کیلیے نہیں ملینگے مگر پرستاران توحید کی لاشیں ٹھوکریں کھانے کیلیے ہر جگہ موجود ہیں - جنگل میں درختوں کے پتے جھومتے ہوے نظر آتے ہیں مگر اس سے زیادہ مسلمانوں کی لاشیں تڑپتی ہوئی دکھائی دینگی -

دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا' جہاں ہمارا خون اپنی قیمت طلب نہ کرتا ہو' مگر آج بازار جہاں میں اس جنس کس مخرکی کثرت کا یہ عالم ہے کہ چشم انسانیت کو در آنسوؤں کی قیمت دنیا بھی گوارا نہیں ! اللہ اللہ ! یہ وہی خون ہے جسکے معارضے میں کبھی روم و ایران کے تخت خریدے جاتے تھے' مگر:

ذالک بما قدمت	یہ تغیر حالت انہوں نے خود اپنے ہاتھوں
ایدیهم ' و ان اللہ لیس	مول لیا' ورنہ اللہ تو اپنے بندوں کیلیے
بظلام للعبید ! (۸ : ۵۷)	کبھی ظالم نہیں ہو سکتا -

خدا کے ہاں قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں - بڑھا کر گھٹانا اسکی شان کریمی سے بعید ہے - وہ خون' جس کے معارضے میں اپنے

مذبحة عظمية

رب و وصال کي قيمت ديکر' اسے متاع کونين سے افضل و اعلیٰ
چکا تها' ممکن نه تها که اسي کي دنيا ميں اسقدر بے قدر
جاے که مٹي کي ٹوکرياں قيمت ديکر مليں مگر مسلمانوں کے
ون کي کوئي قيمت هي نهو؟ ليکن اسکو کيا کيجيے که خود هم
ی نے اپنے تئيں قدر و قيمت کا مستحق ثابت کيا تها' اور هم هی
يں که آج اسکی قدر و قيمت کو اپنے هاتهوں کهو بيٹهے هيں:

لك بان الله لم يک اسليے که جو نعمت خدانے کسي قوم کو
غيرا نعمة انعمها دي هو پهر وه کبهي واپس نهيں لي جاتي'
لى قوم حتى يغيروا تا آنکه خود وه قوم اپني صلاحيت اور قابليت
ا بانفسهم و ان الله کو بدل نه ڈالے اور بيشک الله تم سب کي
سميع عليم (۸ : ۵۵) باتوں کو سنتا اور تمهارے اعمال کو ديکهتا هے-

پس جس خون کے آج دنيا کے تمام حصوں ميں دريا رواں
ميں' اگر ۳ - اگست کو کانپور ميں اسکے چند فوارے کچهه دير کے
ے باند هوگئے تو کونسي اچهنبے کي بات هے؟ دريا کي موجوں
ميں قطروں کو کون پوچهتا هے؟ اور هم جو مسلمانان عالم سے خون
ي قربانيوں کا نظاره حاصل کر رهے تهے' خود بهي اس نظارے کے
پيش کرنے سے کيوں عاجز رهتے؟ يه سچ هے که طرابلس کي خونين
موجوں کے مقابلے ميں همارے پاس چند قطروں سے زيادہ
نهيں' يه بهي ضرور هے که ايران کي سوليوں کا جواب اگر هم سے
مانگا جاے تو هم ابهي کچهه نهيں بتلا سکتے - اسمیں بهي شک
نهيں که مقدونيا کي آتش زده آبادیوں' خون کے سيلابوں' اور
انساني لاشوں کے بسے هوے شهروں کے مقابلے ميں همارا جيب
مالي ابهي بالکل خالي هے - تاهم هماري شرمندگي مٹ گئي که
همارے پاس خون کے بهرے هوے حوض نهيں تو چند چلو ضرور هيں'
جنسے اپنے چهروں کي بے دردي اور بے حسي کي سفيدي چهپا
سکتے هيں' اور خون سے منهه دهوکر اس قابل هوسکتے هيں که عالم
اسلامي کي مجلس خونين ميں شريک هوسکيں!

آج تين سال سے تمام عالم اسلامي سرگ ميں هے - مسلمانان
هند کے پاس دل و جگر کے ٹکرے تهے مگر زخموں سے بها هوا خون نه
تها - اس ماتم کدۂ مقدس ميں' جهاں شهداء کي پاک روحيں
خدا کي اغوش سے نکلکر اپنے ماتم گذاروں کا آه و فغاں سننے کيليے
الي هوئي تهيں' بغير خون سے وضو کيے هوے کيونکر شريک هوسکتے
تهے؟ (رابعهٔ بصريه) نے ايک موقعه پر کها تها:

ركعتان في العشق' نماز عشق کي دو رکعتيں' جو ادا نهيں
لا يصح وضوء هما هو سکتيں جب تک که خون سے وضو
الا بالدم! نه کيا جاے!

پس اگست کي تيسري تاريخ پيغام شهادت ليکر آئي تا
مسلمانان هند کي اس شرمندگي کو مٹادے' اور هم ممنون هيں
سر جميس مسٹن بالقابه کے' جنکي بدولت دو چار کروڑے خون کے
هم نے بهي بهرليے!

دعا کنيد بوقت شهادتم او را
که اين دميست که در هاے آسمان بازست

عربي زبان اور علمي اصطلاحات

اسماے علوم

ايک مدت سے هم ارادہ کر رهے تهے که اصطلاحات علميه کے مباحث
کا ايک مستقل سلسله شروع کيا جاے اور بعض سخت غلط فهميان
جو اسکي نسبت آجکل عموماً تعليم يافته اصحاب ميں پهيلي
هوئي هيں' انکو بحث مذاکره سے صاف کيا جاے -

اس سلسلے ميں سب سے پهلے " اسماء علوم " کا سوال سامنے آتا هے -

آج هم تمام علوم و فنون حديثه کي ايک فهرست مع عربي
اصطلاحات کے شائع کرتے هيں' اور اسکے بعد ديگر مباحث مهمه کي
طرف متوجه هونگے - هم کو اعتراف هے که يه فهرست جامع اور
مکمل نهيں اور تلاش و تفحص اور مشوره کي ابهي اسميں بهت
گنجايش هے - محض سرسري طور پر هم نے انگريزي ميں ايک
فهرست مرتب کي اور اسکے سامنے عربي اسماء علوم کو لکهتے گئے -
ضرورت اسکي هے که احباب اس سلسلۂ مضمون کے هر حصے کو غور و
فکر کے ساتهه ملاحظه فرمالیں اور جو جو باتيں ذهن ميں آئيں هميں
مطلع فرماتے رهيں -

اينده نمبر ميں اس فهرست کے متعلق بعض ضروري ملاحظات
هيں جنهيں پيش کرينگے -

(A)

Astrology	علم التنجيم' علم النجوم
Anthography	علم الرياحين
Anthology	مختارات'
Algebra	الجبر و المقابله
Anthropography	علم نوع الانسان
Anthropogeny	علم تكون الانسان
Anthropology	علم الانسان
Anatomy	علم التشريح
Anthropotomy	علم تشريح الانسان
Archaealogy	علم الاثار
Antiquities	علم الدهور السابقه
Architceture	علم الهندسه' فن تعمير
Arthmetics	علم الحساب
Art	صنعت' فن
Astronomy	علم الهيئة' علم الفلک
Aesthetics	علم الجمال

(B)

Bibliography	علم الوراقه
Biology	علم الحياة
Book - keeping	علم تدوين الحساب' علم مسک الدفاتر'

		علم النباتات
		علم الادبه
		علم الجراثيم
	(C)	
		علم النقد ، علم الانتقاد
		علم الكيمياء
		علم الخلق
		علم تكون العالم ، عام بدء الخلق
		علم هيئة العالم ، جغرافيه رياضيه
	(D)	
		تمثيل
		علم الحركة
	(E)	
		علم العلم
		علم الاقوام
		علم الاسباب و العلل
		علم قوي الانسان
		علم الاخلاق
		فلسفه الاخلاق و العادات
		علم حشرات الارض
		علم الاقتصاد
		اقليدس
	(F)	
		كسور (حساب)
	(G)	
		فلاحة الحدائق ، باغباني
		تقويم البلدان ، جغرافيه
		طبقات الارض
		تحرير اقليدس ، علم المساحه
		جغرافيه طبعيه
		علم تكون الارض
		علم اقطاع الارض
	(H)	
		علم المياه
		علم نواسيس المياه
		علم مياه البحر
		علم المائعات
		حفظ الصحة
		تاريخ
	(L)	
		علم العقرق
		منطق
	(M)	
		علم البحر
		علم بعد الطبيعه
		علم الجاذبيه ، علم المغناطيسيه
		رياضيات
		علم جر ثقيل ، علم الا الات
		علم طب
		علم المساحة

Botony		علم المعدنيات
Bithology		علم المعادن ، علم التعدين
Bichtrology		فن مجاز و استعاره
		علم العرافه
Criticism		فن مجاز
Chemistry		فن موسيقي
Cosmology	(N)	
Cosmogony		تاريخ طبعى
Cosmography		فلسفة طبعيه
		فن تمريض ، فن تيمار داري
Drama	(O)	
Dynamics		
		علم المناظر و المرايا
Epistemology		فلسفة امور عامه
Ethnography		علم رجوه تسميه
Etiology		علم بيض الطير و
Ethnology	(P)	
Ethics		علم الهواء
Ethology		فن عروض
Entomology		فن تشخيص (الامراض)
Economy		علم الالسنة
Euclids		فلسفه حكمت
		علم الاصوات
Fraction		علم النور
		علم فراسة الراس
Gordaning		علم النباتات
Georgraphy		علم النفس
Geology		طبيعيات
Geometry		علم القراسة
Geonomy		جغرافيه طبيعيه
Geogony		علم وظائف الاعضاء
Geodesy Geodetics		علم الاقتصاد السياسي
		علم التعليم و التربية
Hydrography	(S)	
Hydrology		علم الاستحضار
Hydrometeorology		علم الاجتماع
Hydrostatics		علم الاقتصاد المنزلي
Hytology		علم الجراحة (جراحي)
Hygaion	(T)	
Hystory		علم الغايات
		علم الصنائع اليد (دستكاري)
Law		علم تبعية الجيوش ، علم الحرب (فن جنك)
Logic		الهيات
		علم تخطيط البلدان يا علم تحديد البلدان
Meteorology		علم تشريح الحيوانات
Metaphysics		علم المثلثات
Magnatism	(Z)	
Mathe matics		علم الحيوانات
Mechonics		علم تشريح الحيوانات
Medicine		
Mensurotion		

Metallogy		
Minerologe		
Metefor		
Metoposcopy		
Metonymy		
Music		
	(N)	
Natural History		
Natural Philosphy		
Nursing		
	(O)	
Optics		
Ontology		
Onsmalology		
Oology		
	(P)	
Pneumatics		
Prosady		
Pothology		
Philology		
Philosphy		
Phonology		
Photology		
Phrenology		
Phytology		
Psycholgy		
Physics		
Physiognomy		
Physiography		
Physislogy		
Political-Economy		
Pedagoge		
	(S)	
Spritesm		
Sociology		
Social-Economy		
Surgery		
	(T)	
Teleogy		
Technology		
Tactics		
Thiology		
Topograply		
Theriotomy		
Trigonometry		
	(Z)	
Zoology		
Zoonatomy Zootomy		

مقالات

انگلستان اور اسلام

علانیہ دشمني وکم بیني !

اثر: مسٹر هارمیهس -

(ملخص با دنی تغیر)

موجودہ تاریخ کے طالب علم کے لیے اس عجیب انقلاب پر، جو شئون و حالات سیاسیه میں جنگ کریمیا سے جنگ بلقان تک ظہور میں آیا ہے ، عمیق افسوس کیے بغیر، یاد گار کریمیا Crimean Memorial سے گزرنا ناممکن ہے - کیونکہ اس زمانہ میں انگلستان کی عزت (جو مشرق کي آزادي و مظلومي کا حامي وحید سمجھا جاتا تھا) اسقدر زیادہ ، اور اسکي سیاست مسلمانوں کے ساتھہ اسقدر همدردانه تھي که قسطنطنیه میں اس کا وکیل سر هنري لیرڈ ایک عرصه تک (Maire du Palais) کا دور تمثیل کرتا رها - یہاں تک که گلیدسٹون نے اسکا وہ پرائیوٹ خط شائع کردیا جسمیں اس نے سلطان عبد الحمید کو، جسکے کامل اعتماد کي وجه سے اس پر اس درجه مہربانیاں تھیں، ذلیل ترین ممکن واقعات اور شرمناک مظالم کا ملزم قرار دیا تھا -

اس زمانے میں ملکه وکٹوریا سے لیکے نیچے تک هر انگریز یه خیال کرتا تھا که ترک مشرقي لباس میں انگریز هیں - انمیں تمام نیکیاں وراثتاً هیں اور وہ روس کي بربریت و فرومایگي (انارکي) کے برعکس، انسانیت و تمدن کے وکیل هیں - اس زمانے میں ترکي اور برطاني سپاهي گرمجوشي کے ساتھہ معانقه کرتے اور " هاتھہ میں هاتھہ خشکي اور تري دونوں میں " کے نعرے لگاتے هوے نظر آتے تھے -

مگر آجکل ترکي (کم از کم برطاني ارباب سیاست کے اکثر حصے کي نظروں میں) زندہ رهنے کا کوئي حق نہیں رکھتي، اور اسکے بدلے بلقاني حلیف تمدن و ترقي کے حقیقي علم بردار هیں !!

بلقان کے صلیبي (کروسیڈر) عیسائیوں کي طرف سے (جو زبان سے مسیح (ع) کا دم بھرتے هیں اور اعمال میں اسکي مخالفت کرتے هیں) جنگ کا اعلان برطاني پریس کا ناگزیر جواب تھا، جس نے غیر مشکوک طور پر انکي تائید کي اور انکو برطاني پبلک کے سامنے مخلص انسانیت اور مسیحي نجات کے مدافع کي حیثیت سے پیش کیا -

درحقیقت اس زمانے میں انگلستان کا میلان طبع عالم اسلامي کے لیے سخت یاس انگیز ہے، جو دیکھتے هیں که حزب الاحرار (لبرل پارٹي) اپنے انصاف و حریت کي طویل الذیل تاریخي روایات کے باوجود، روسي سیاست کي هدایت پر چل رهي ہے - یه صحیح ہے که عالم اسلامي کے بال و پر شکسته هونے کي وجه سے کسي اسلامي شهر میں ابھي سنگین مصیبت کے پیدا هونے کا خطرہ نہیں ہے، اور یہي خیال ہے جس نے انگلستان کو اسلامي معاملات میں اسقدر جري کردیا ہے، مگر تاهم یاد رکھنا چاهیے که ۶۰ - ملین مسلمان اپنے پہلوں میں دل رکھتے هیں، اور یه قدرتي امر ہے که اس "علانیه دشمني اور کم بیني" نے (جسکو اب لفظي همدردي کي نقاب مسلمانوں کي نظروں سے نہیں چھپا سکتي کیونکه انمیں بیداري اور بیداري کي وجه سے بصیرت و تمیز پیدا هوگئي ہے) ان زخمي دلوں میں ایک ایسي آگ پیدا کردي هو، جو گو اسوقت خامرش نظر آئے، مگر درحقیقت اندر هي اندر روشن هورهي هو، اور برطاني شاهنشاهي کے لیے مصیبت کے وقت کي منتظر هو - (مگر یه صحیح نہیں)

اسلیے جب تک سیاسي حیثیت سے ترکي اور انگلستان ایک دوسرے کے دشمن هیں، برطاني شاهنشاهي محفوظ ہے، اور اسکي مسلمان رعایا قابل اطمینان حد تک کمزور ہے، اسوقت تک مظالم بلقان کے خاتمه کے لیے انگلستان کوئي غیر نمایاں اور عملي کوشش نہیں کریگا -

اس نقطه پر پہنچکر ایک شخص پوچھه سکتا ہے که ان دو سب سے بڑي اسلامي سلطنتوں میں (کیونکه انگریز فخر و مباهات کے موقع پر اپنے آپ کو دنیا کي سب سے بڑي سلطنت کہتے هیں) اس پھوٹ کا ذمه دار کون ہے ؟

جیساکه هم سابق میں بیان کرچکے هیں، سنه ۱۸۷۸ ع کي مہلک مؤتمر برلن تک سر هنري لیرڈ قسطنطنیه میں مختار کل سفیر تھے - اس مؤتمر کے انعقاد سے کسي قدر پہلے عہد نامه قبرص مختتم هوچکا تھا اور پوشیده طور پر اس پر دستخط بھي هوچکے تھے -

اس عہد نامه کي رو سے یه جزیره ترکي کي طرف سے انگلستان کو ان خدمات کے معاوضه میں بطور "بخشش" کے دیا گیا تھا، جو اس نے محض روس کي مخالفت کي بناء پر جنگ ترکي و روس میں انجام دیے تھے -

دوسرے وکلاء صلح کي طرح مسٹر گسریلي اور لارڈ سالسبري نے بھي یه باهمي معاهدہ کیا تھا که وہ کسي پوشیده منصوبے یا ترکي کے ساتھہ خفیه انتظام کے بغیر اس معاملے میں داخل هوے هیں - مگر اخبار "گلوب" نے عہد نامه قبرص کا خلاصه یکایک شائع کردیا، جس سے برطاني وکلاء کي سخت بے عزتي هوئي اور فرانسیسي اور روسي وکیلوں نے یه دهمکي دي که وہ فوراً برلن چھوڑ دینگے اور اس طرح اس مؤتمر کے حقیقي طور پر نشست کرنے سے پہلے اس کو ختم کردیا جائگا - جب معاملہ اس حد تک پہنچا تو داهیۂ فرنگ یعني پرنس بسمارک ایک "ایمان دار دلال" کي حیثیت سے بیچ میں آپڑا، اور ایک راضي نامه هوگیا جس میں برطاني وکلاء امور ذیل پر متفق هوگئے :

(۱) انگلستان کے اخذ قبرص کے معاوضے کي حیثیت سے فرانس کو اجازت دیجائیگي که سب سے پہلے مناسب موقع پر (انگلستان کي طرف سے کسي مخالفت کے بغیر) وہ تیونس پر بلا تامل قبضه کرلے -

(۲) مصر' مالي انتظام ميں فرانس کے ساتھہ قدم بقدم چليگا -

(۳) شام کے لاطيني عيسائيوں کي حفاظت کي بابت فرانس کے قديمي دعوے کو انگلستان منظور کرے -

جيسا کہ مسٹر بلنٹ ' (جو لارڈ لٹن اور کرنٹ کورٹني اطالي وکيل موتمر برلن کي سند پر ان انتظامات کو روشني ميں لا چکے ہيں) کہتے ہيں' مشرق اور شمال افريقہ کي آزادي کے خلاف يورپين جرائم کا نصف حصہ "خاص" سازش قبرص" کا براسطہ يا بلا واسطہ نتيجہ ہے - يہ مشورہ ديتي ہے کہ بوسينا فوراً آسٹريا کو ديديا جائے - اس نے مقدونيہ ميں معاملات کے ايک مستحکم تصفيہ کو درہم برہم کرنے ميں مدد دي - اسي نے تيونس کو فرانس کي دازيوں کے نيچے ڈالديا' اور دول يورپ ميں افريقہ کي عظيم الشان تقسيم کا آغاز کيا ..... ان تمام امور کے علاوہ اسي نے ايک نہايت نازک وقت ميں انگلستان کے اس تمام اثر و نفوذ کو جو اسے قسطنطنيہ ميں حاصل تھا ' برباد کرديا اور انگلستان کي طرف سے تمام مسلمانان عالم کے دل يک قلم تلخ اور متنفر ہوگئے -

اسکے بعد ہي فوراً مسٹر گليڈ سٹون نے "بلغاري مظالم" (يعني وہ مظالم جو بلغاريوں پر کيے گئے تھے) اور مرد گناہ يعني عبد الحميد کے خلاف اپني معرکہ آرائي شروع کي - اسکا نتيجہ يہ ہوا کہ انگلستان پر سلطان عبد الحميد کا اعتماد اور اسکے ساتھہ لطف و عنايت ہميشہ کے ليے رخصت ہوگئي اور اسکي جگہ گذشتہ تين سال سے باسفورس پر جرمني کا اثر غالب ہوتا رہا -

جب نوجوان ترک برسر اقتدار ہوے اور سنہ ۱۹۰۸ع ميں "دستور" کا اعلان ہوا تو انہوں نے ايک مدافع حريت ملک سمجھکر انگلستان سے اعتقاد کامل رکھنے ميں بالکل تامل نہيں کيا -

قسطنطنيہ ميں جب کبھي سرجي - لوتھر سفير برطانيہ کو سادہ دل ترکي پبلک ديکھتي تھي' تو پرجوش چيئرز ديتي تھي - معاملات يہاں تک بڑھے کہ ترکي برطاني اتحاد کي پيدايش کي علامتيں ظاہر ہونے لگيں - شخصي حسد يا سياسي رقابت ' کسي وجہ سے ہو' ليکن آسٹريا کو استحقاق ہرزي گوينا و بوسينيا' اور بلغاريا کو عثماني سيادت سے دعوي آزادي کي تلقين کرے' متوفي بيرن مارشل وان بي برسٹين (سفير جرمني) نے ترکوں کے آگے انگريزوں سے ميل جول کي قيمت پيش کردي' اور بالخصوص انگلستان کے حق ميں نوجوان ترکوں کا جوش ٹھنڈا پڑگيا' جب انہوں نے ديکھا کہ وہ روس کے خلاف جو بلغاريا کے دعوی آزادي کي ريڑھہ کي ہڈي تھا' ترکوں کي مدد کرنا نہيں چاہتا -

بد قسمتي سے نوجوان ترکوں کے ليڈروں اور کامل پاشا ميں (جو اسوقت وزير اعظم تھا اور عالمگير طور پر طرفدار انگلستان مانا جاتا تھا) سخت تلخي پيدا ہوگئي - جب کامل کو مجبوراً الگ ہوجانا پڑا تو انگريزي پريس نے ترکوں کے خلاف معرکہ آرائي شروع کرديي' اور يہ اسليے کہ نوجوان ترکوں کے ليڈروں کو ضروري معلوم ہوا تھا کہ خانگي اختلافات کيوجہ سے کامل پاشا کو علحدہ کرديں اور جرمن اتفاق (German Coalition) کے ساتھہ اس مضرنا اتفاقي سے حتي الامکان بچيں' جس کي دعوت دينے ميں کامل پاشا نے کبھي پس و پيش نہيں کيا -

ميں ان مختلف قابل اعتماد ترکوں کي گفتگو سے ' جنکے ساتھہ ميں نے انگلستان اور ترکي کے تعلقات پر بحث کي ' يہ نتيجہ نکالتا ہوں کہ وہ انگلستان کے ساتھہ ايک مکمل اور دائمي حفاظت چاہتے ہيں - اسکا اظہار وہ ابھي ابھي مسئلہ خليج فارس کے تصريہ سے کرچکے ہيں' جسميں انہوں نے اپنے مسابقيل کي ايک حد تک قرباني کي ہے اور آيندہ بھي انگلستان کي تائيد کے معارض ميں مزيد معقول قربانيوں کے ليے تيار ہيں ' ليکن افسوس ہے کہ کوئي انگريزي سياسي جماعت اس اہم نتيجہ کے ليے ابتدائي کارروائي شروع نہيں کرتي - اور اس سے بھي زيادہ افسوسناک تريہ ہے کہ اسوقت انگلستان ميں ترک اور غير ترک ارباب سياست موجود ہيں مگر مقتدر اخباروں کے قلم تحرير ميں انہيں داخل ہونے کي اجازت دينے سے انکار کيا جاتا ہے اور انکي دفاعي تحريروں کے ليے رديي کي ٹوکري کے علاوہ کوئي دوسري جگہ نہيں نکالي جاتي - اگر برطاني شاہنشاہي کے دارالسلطنت ميں ترکوں کے ساتھہ يہ سلوک کيا جا رہا ہے' اور انگريزي پريس (جو ترکوں کے ليے مفيد تحريروں کے حق ميں گروہ کتني ہي سنجيدہ اور مدلل کيوں نہ ہوں' سخت سنگدل ہے) انکے ليے ہر مضر چيز کي اشاعت ميں اسدرجہ تيزدست ہے' تو کيا تعجب ہے اگر ترکوں اور انکے ساتھہ تمام عالم اسلامي کي اميدوں کي نظريں انگلستان کي طرف سے مايوسي کے ساتھہ پھرگئيں اور اب انہيں انگلستان سے اسلام کے ساتھہ ہمدردي کي اميد اس سے زيادہ نہيں ' جتني کہ روس سے ہے -

برطاني شاہنشاہي کي بہبودي کے ليے کيا بہتر ہے ؟ اسکا فيصلہ کرنے والے انگريزي ارباب سياست ہيں ' ليکن کيا وہ ايران پر روس کے حملے اور ميڈيٹيرينيں کي طرف اسکي پيشقدمي کو جسکا نتيجہ عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کي ناراضي و ناگواري ہوگا' ترکي کے مقابلہ پر ترجيح ديديگا؟ وہ ترک' جنھوں نے سنہ ۱۸۵۷ ع کے غدر ميں اپنے خليفہ کا اثر انگريزوں کو مستعار ديا تھا اور سلطان عبد المجيد خان نے ايک ارادہ شاہاني شائع کيا تھا جسميں غدر کرنے والوں کو سخت برا کہا تھا اور مسلمانان ہندوستان کو انگريزي سلطنت پر حملہ آوروں کے ساتھہ عدم شرکت کي دعوت دي تھي ؟

جيسا کہ اس راقم نے ايک سربرآوردہ انگريز مدبر سے کہا تھا' قسطنطنيہ کا خليفہ خواہ قوي ہو يا ضعيف' مگر امير المومنين کي حيثيت سے وہ ۶۰ - ملين مسلمانوں کا رزن اپنے ساتھہ رکھتا ہے -

مسلمانان لندن کا جلسہ

۵ - اگست سنہ ۱۳۱۹ ع يوم چہار شنبہ ۲۷ کوريسٹوريشن اسکوائر لندن ميں ہندوستاني مسلمانوں کا ايک غير معمولي جلسہ منعقد ہوا ' جسميں حسب ذيل رزوليوشن پاس ہوے :

(۱) ہم ہندوستاني مسلمان مقيم لندن انہدام مسجد کانپور ميں حکام کي ناجائز کارروائي کے خلاف سختي کے ساتھہ اعتراض کرتے ہيں اور جلد دوبارہ اسکي تعمير کا مطالبہ کرتے ہيں -

حکام کي اس سخت کارروائي کے خلاف ' جس کا نتيجہ ۲۰ - مسلمانوں کي موت کي صورت ميں نکلا ' ہم اپنے غيظ و غضب کے اظہار ميں بالکل مجبور ہيں اور ان خاندانوں کي ' جن سے انکے اعزا چھين ليے گئے دلي تعزيت کرتے -

جلسہ کي کارروائي ہندوستان بذريعہ تار جائے اور يہاں کے پريس ميں انکي نقل -

اثر عتیق

رعمسیس ثاني فرعون ۰۰۰ر

علماے آثار نے آجکل (رعمسیس) ثانی کي متعدد یادگاریں دریافت کي هیں ' جو فراعنۂ مصر کے انیسویں خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا - تورات کے سنین و اعمار کا حساب اگر کسي طرح غیر مشکوک ثابت هوجاے تو رعمسیس کا زمانہ میلاد مسیح سے تقریباً ۱۷۰۰ - برس پہلے ' اور واقعہ هجرت سے ۲۲۰۰ - برس پہلے هوگا ' یعني یہ دریافت شدہ یادگاریں آج سے تین هزار ۱۴۱ - برس پہلے کي هیں - مگر علماے فرنگ کي تحقیق ان کو بہت قدیم ثابت کرتي هیں ' کیوں کہ رعمسیس کا زمانہ اُن کي راے میں تورات کے ظن و تخمین سے متزایہ هے - اسي خاندان میں اسی بادشاہ (رعمسیس ثاني) کے عہد وہ (فرعون) تخت نشین هوا تھا ' جسکا واقعہ حضرت (موسیٰ) کے ساتھہ تورات اور قران مجید میں بتصریح مذکور هے

رعمسیس ثاني جسکے عہد کی یادگاروں کا مرقع آج شائع کیا جاتا هے ' اس خاندان کي کا سب سے بڑا بادشاہ تھا - اُس نے اپنے طویل عہد حکومت کے اندر مصر میں نہایت کثرت سے عمارتیں تعمیر کرائیں ' ملک فتح کیے ' شہر آباد کیے ' دشمنوں کي مدافعت کی ' اور مصر کی ترقي تمدن میں عمر بھر لگا رہا - اسکی تمام عمارات و آثار پر ' جو وادي نیل میں نہایت کثرت سے اب تک محفوظ هیں ' اسکا نام منقوش نکلتا هے -

رعمسیس اپنے باپ کے زمانے میں جب ولي عہد تھا ' تو همیشہ جنگ اور فتوحات میں مشغول رهتا تھا - تخت نشیني سے پہلے هی اس کے کارنامے نہایت شہرت حاصل کرچکے تھے - تخت نشینی کے بعد اس نے اور بہت سے عجائب و غرائب امور انجام دیے ' جسنے تاریخ مصر میں اُس کي جگہ نہایت ممتاز کردي هے -

هیکل شمس کے کاهن نے رعمسیس کي ولادت سے پہلے بادشاہ سے پیشگوئي کي تھي ' کہ یہ بچہ بہت بڑا بادشاہ هوگا اور تمام دنیا پر حکومت کریگا - تخت نشیني کے بعد اس پیشگوئي کي خوشي میں رعمسیس نے اس هیکل کي عمارت وسیع کردي اور اس کي تعمیر میں بہت سے خوبصورت اضافے کراے -

رعمسیس نے اُس پاس کي تمام قوموں کو زیر کرلیا تھا - بیس مختلف قومیں اس کو خراج دیتي تھیں ' سب سے پہلي بار عہد شہزادگي میں اسنے عربوں پر حملہ کیا ' اور کہا جاتا هے کہ انکو اپنا مطیع بھي بنالیا - اس سے پہلے عرب کسی کے مطیع نہ تھے - گو یہ اطاعت بھي اوس کي واپسي کے بعد قائم نہ رهي - عرب کے سوا دوسري طرف اسنے افریقہ میں برقہ وغیرہ کو فتح کرکے حکومت مصر میں داخل کیا - سودان بھي اسکے زمانہ میں مصر سے متعلق تھا ' اور هر سال بطور خراج هاتھي دانت ' آبنوس کي لکڑي ' اور سونے کي ایک مقدار کثیر مصر کو ادا کرتا تھا -

بري معرکہ آرائیوں کے علاوہ بحري معرکوں سے بھي اسکے کارنامے خالي نہیں - اسنے بحر احمر میں ایک بیڑا طیار کیا جسمیں ۳۰۰ - سے زائد جنگي جہاز تھے - اُنکي مدد سے اسنے بحر احمر کے تمام سواحل پر جزائر بحر هند تک قبضہ کرلیا - اور عین اُس وقت ' جب کہ اوسکے افسر اِن سواحل و جزائر پر قبضہ کررهے تھے ' خود رعمسیس ایک خونخوار فوج لیے هوے ایشیا کي سلطنتوں کو تہ و بالا کررها تھا - ایک ایک ملک کو فتح کرتا هوا بالاخر هندوستان تک پہونچا ' اور گنگا کو عبور کرکے بحر هند سے نکل آیا !!

دوسري طرف ترکستان سے گذر کر وہ نہر طرنہ (دریاے ذینوب) کو عبور کرگیا - واپسي میں یورپ کے بعض شہروں سے گذرتا هوا روم ایلي میں داخل هوا ' اور جزائر بحر روم کو اپني حکومت میں داخل کرلیا - یہ سفر رعمسیس کا آخري جنگي سفر تھا -

عظماے فاتحین میں رعمسیس هي وہ شخص هے جسنے شکست خوردہ اور منہزم قوموں سے نہایت لطف و مہرباني کا برتاؤ کیا - سیاسي مجرموں کي خطائیں بخشیں ' مفتوح و مغلوب قوموں کے ساتھہ عدل و انصاف سے کام لیا ' اور اون سے بہت تھوڑا سا خراج وصول کیا - وہ رعایا کے اعتقادات و مذاهب کا بڑي فراخ دلي سے لحاظ کرتا تھا -

تعمیر کا کام قیدیوں سے لیتا تھا ' لڑائیوں میں جو قیدي هاتھہ آتے تھے ' وہ مصر لاکر تعمیر کے کام میں لگائے جاتے تھے - اسکو فن تعمیر سے بہت شوق تھا - در شہروں کي تزئین و آرایش میں خصوصیت کے ساتھہ دل چسپي تھي - ایک تو منلف سے ' جو اوس زمانہ میں مصر کا پایہ تخت ' اور دوسرے طیوہ سے ' جو مصر کا مذهبي مقدس شہر تھا - انھیں قیدیوں کے ذریعہ اسنے مصر میں بہت سے پل بھي تعمیر کراے ' نیز تجارت و زراعت کي ترقي کے لیے بھي اسنے بہت سي نہریں کھودوائیں کہ دریاے شور (سمندر) تک راستہ ایک هو جاے -

خاندانی حسد و نفاق قدیم حکومتوں کی خاصتریں امتیازي خصوصیت رهی هے - رعمسیس جب اپنے عظیم الشان فتوحات کے بعد مصر واپس آرها تھا ' اوسکا بھائي اوسکے استقبال کو مصر کے شہر قنیس تک آیا اور نہایت تپاک سے اوس سے ملا - رات کو جب رعمسیس مع اپنے اهل و عیال کے سو رها تھا ' اوسکے بھائی نے مکان میں آگ لگادي ' رعمسیس مع اهل و عیال بڑي مشکل سے اس مصیبت سے نجات پا سکا - اوسکے بھائي کو جب اپني ناکامیابي کا حال معلوم هوا تو بھاگ کر یونان چلا گیا ' اور وهاں مصري قوم کي ایک نو آبادي قائم کردي - آثار یونان میں اسکا نام ۰۰۰سوس مصري بیان کیا جاتا هے -

رعمسیس کو ان عظیم الشان کامیابیوں نے نہایت مغرور و متکبر بنا دیا تھا - جو سلاطین اسیر هوکر اوسکے ساتھہ آتے تھے اون سے نہایت سخت تحقیر سے پیش آنے لگا ' اور روز و شب سواے فخر و غرور و تعدي طغیان و تذکرۂ فتوحات ' اوسکا کوئي کلم نہ رها - آخر بشریت سے منزہ هوکر وہ ایک اور عالم کا مخلوق اپنے کو سمجھنے لگا ' پس خدا کا قانون ' جسمیں کبھي تغیر نہیں هوتا ' جاري هوا اور نہایت اهانت و تحقیر کے ساتھہ خود اپنے هاتھہ سے خود کشي کرکے دنیا سے رخصت هوگیا -

افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من قبلهم ؟ کانوا هم اشد قوۃ و آثارا في الارض ' فاخذ هم الله بذنوبهم وماکان لهم من الله واق (مومن)

کیا زمین میں پھر کر انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا انجام کیا هوا ؟ وہ جو ان سے قوت میں بھی ' اور یادگاروں میں بھي کہیں زیادہ تھے - خدا نے انکے گناهوں کے بدلے انکو پکڑلیا ' اور خدا سے کوئي بچانیوالا نہیں -

شئون عثمانیہ

بریدفرنگ

جنگ بلقان کے اثرات

لندن ٹائمز ۱۸ - جولائي سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا ہے :

" سالہا سال سے آسٹرین پالیسي کے مستحکم مقاصد میں ایک مقصد یہ بھي رہا ہے کہ اڈریاٹک کي طرف سرویا کے پھیلنے کو روکا جائے - اطالیا نے بھي ساحل اڈریاٹک کی طرف بڑھاني مقبوضات کي ہر معقول توسیع پر اسي قسم کے اعتراضات کیے ہیں - جب یہ واضح ہو گیا کہ ان دونوں طاقتوں نے یونان اور سرویا کے ان اطراف میں اپنی فتوحات کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے نا منظور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اگر ضرورت پڑي تو وہ خود مختارانہ کارروائي سے اپني مرضي کو بزور نافذ کریںگي تو اب " اتحاد " نے اپنے آپ کو اس خطرے کے رو در رو پایا جسکي طرف ۱ - جولائي کي سنہ ۱۹۱۳ - کي شب کو سر ایڈورڈ گرے نے اشارہ کیا تھا -

مینشن ہاؤس میں مسٹر اسکویتھ کي تقریر کے بعد ' جسمیں وزیر اعظم برطانیہ نے یہ امید ظاہر کي تھي کہ ریاستہاے بلقان اپنے " ثمرات فتوح " سے محروم نہ کیے جائنگے ' یہ امر مشکل سے فرض کیا جا سکتا ہے کہ چند شکوک پیدا کیے بغیر سر گرے نے اصول عدم مداخلت سے اس سنگین علیحدگي کے ساتھہ اتفاق کیا ہو - لیکن یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیا - اور بعض لوگ اس ملک میں ہیں جو اسکو بجا خیال کرتے ہیں - مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دول عظمی کي اس کارروائي نے اس حالت کو بھی ضرور برہم کر دیا جو قبل از جنگ باہمی گفتگو میں ان ریاستوں کے پیش نظر تھي -

بر ہمزن اسباب کے ساتھہ فتوحات کي وہ کثرت بھي مستزاد ہونا چاہیے جو حلفاء کو اس جنگ میں حاصل ہوئی اور جس نے بلغاریا سے " حصہ شیر " کا وعدہ کیا - ان حالات میں یہ امر یقیناً ناگزیر تھا کہ " اتحاد " کي کارروائي سے اپني حصہ کی کمي پر یونان اور سرویا کا غصہ اپنے اس ہمساز کے ساتھہ تیز و تند حد کی شکل اختیار کرلے ' جو خوش قسمتي سے کچھہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ اس سے امن یورپ کے لیے اپنے حوصلوں میں سے کسي حوصلے سے دست بردار ہونے کي فرمایش نہیں کي گئي !

بلغاریا نے ایک سخت غلطي کي اور اب اسکے لیے سوا اسکے اور کچھہ نہیں رہا ہے کہ اپنی غلطی کے نتایج قبول کرلے جس کے لیے وہ در -قیقہ-ں راضي معلوم ہوتي ہے -

بے شبہہ بہت سے لوگوں کے لیے یہ امر پر درد اور تعجب انگیز ہے کہ ان تمام متحد حلیفوں میں اختلاف ' جنگ تک رہنما ہوا ' اور جنگ نہایت سنگدلی کے ساتھہ کي گئي - مگر اس تعجب میں ان لوگوں کي طرف سے بمشکل حصہ لیا جاسکیگا ' جنہوں نے جزیرہ نماء بلقان میں گذشتہ بیس پچیس برس کے اندر (یعني جب سے کہ یورپ میں وراثت بلغاریہ کے مسئلہ کا دروازہ کھولدیا گیا ہے) پیش آنے والے واقعات کا معائنہ غور و فکر سے کیا ہے -

اسوقت سے لیکر اس جزیرہ نما کي محکوم قومیں میں ایک ایسي نہ ختم ہونے والي جنگ قائم رہي ہے ' جو گذشتہ تین ہفتہ کي علانیہ جنگ سے اپني نوعیت کي جگہ زیادہ تر اپني صفت (یعني شدت وخفت) میں مختلف تھي - یہ امر تعجب انگیز نہیں ہے کہ اس دیرینہ کاشت نفرت نے وہ خونیں پھل پیدا کیے جو ہم دیکھہ رہے ہیں ' بلکہ در حقیقت تعجب انگیز حالت یہ ہے کہ یہ جذبات ایک مدت کے لیے (اگر چہ وہ مختصر ہي سہی) اس درجہ رہے ' کہ ترکی کے خلاف ایک عام کارروائي کرنے دي - اس جزیرہ نماکي ابتدائي آبادي کا فیصلہ اس معیار سے کرنا مناسب نہوگا ' جو ہم نے اپنے لیے مقرر کر رکھا ہے ' اور جسکي تصدیق کي امید ابھي انمیں سے نہایت ہي قلیل جماعت سے بمشکل کیجا سکتي ہے "

ترک و ادرنہ

۸ - اگست - سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لندن ٹائمز نے رائے دي ہے :

" ادرنہ سے ترکوں کا اخراج یورپ کے لیے سب سے زیادہ عجلت طلب مسئلہ ہے ' مگر یہ اس سلسلہ کا پہلا حلقہ ہوگا جو اپنے پر صعوبت اور طویل ہونے کا خود اقرار کرتا ہے - مسئلہ شرق قریب کے عام حل سے ہم ابھي بہت دور ہیں - رومانیا نے جس استواري کے ساتھہ اس مسئلہ کے ایک حصہ کا ہنگامی حل ' اور نیز جس اعتدال کے ساتھہ اپنے مطالبات کا فیصلہ کیا ہے ' اس کے لیے وہ یورپ کے شکریہ کي مستحق ہے - مگر یہ حل محض ہنگامی ہي ہنگامي ہے ' اور یہ یقیني ہے کہ مجموعي حیثیت سے اس میں ایسے مواد موجود ہیں جو اس وقت اچھا خاصا مجادلہ برپا کر دینگے ' جب دول یورپ اس پر نظر ثاني شروع کرینگي -

پیچیدگیوں کے آغاز کے بعد سے جس اعتدال اور ضبط نفس نے انکے اعمال پر نشان امتیاز لگایا ' اس سے ہمیں اس امید کے لیے کہ وہ ان مسائل کو اسی روح اور ویسي ہي کامیابي کے ساتھہ حل کرینگي ' ایک مستحکم بنیاد ملتي ہے -

بلقانیوں میں یورپ کے سامنے اپني ذمہ داري کے احساس کے پھیلنے سے زیادہ مسرت انگیز اور موثر واقعہ شاید ہي کوئي موجودہ تاریخ میں ہو - یہی احساس ہے جس پر ہمکو نہ صرف ان اختلافات کے تصفیہ کے لیے اعتماد کرنا چاہیے ' جو موجودہ حالات نے برپا کردیے ہیں ' بلکہ ان سازشوں سے اجتناب کے لیے بھي ' جنکي کاشت کے لیے دربارہ ساختہ بلقان ایک پر ثمر میدان دینے کا وعدہ کرتا ہے -

بلقان کا ایک مستحکم اتحاد بیرونی سلطنتوں کو مداخلت کے لیے مشکل سے کوئي ترغیب دیگا -

ایسي نصف درجن بلقاني سلطنتوں کا سلسلہ جو ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نقل و حرکت کرتي رہتي ہوں ' اور ایک طرف تو تنہا اور دوسري طرف گونہ گوں بندشوں میں ہوں ' یقیناً ان سلطنتوں کي طاقت کو اسی طرح کسي نہ کسي شدید ابتلاء میں ڈالدیگا ' جیسا کہ اطالیا کا حال پندرھویں صدي میں ہوا تھا -

وان یغما

مغصوبات کي تقسیم

جنگ بلقان کے محاصل

ٹائمز نے ۸ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کو اسکي تشریح کي ہے :

" چہارشنبہ کو نجارست میں سروي ' یونان ' اور روماني وکلا نے صلحنامہ ترتیب دیا تھا - بلغاري وکیلوں نے ان شرائط میں تخفیف کے لیے سخت کوشش کي جو انکے حلیف اور ہمسایہ بھائیوں نے لگائے تھے - لیکن رومانیا کي طرف سے الٹواء جنگ کے طول سے انکار تھا - اپني بے بسي دیکھکے انہوں نے وہ تمام شرائط منظور کر لیے جو انکے ناصحوں نے ٹھہرانے کے لیے انتخاب کیے تھے -

عہد نامۂ اندرنہ کي رو سے (جس پر ۳۰ مئي کو دستخط ہوے تھے) ترکوں نے تھریس اور مقدونیہ بلقاني حلیفوں کے حوالہ کردیا - تقسیم غنیمت پر فاتحین کي باہمي نزاع جو پہلے ہي سے سخت تھي ' ایک ماہ کے اندر علانیہ جنگ کي طرف رہنما ہوگئي -

آغاز جولائي میں رومانیا نے مداخلت کي تاکہ وہ ان لڑنے والوں میں صلح کرا دے ' اور ان سرحدي رعایتوں میں جو سینٹ پیٹرسبرگ میں پہلے ہي سے منظور کیجا چکي تھیں ' بلغاریہ سے توسیع کرالے -

یہ صلحنامہ نئي سروي ' بلغاري ' اور یوناني سرحدوں کا نقطۂ اجتماع سلسلہ کوہ بلیشا تزا کي شاخ پر مقرر کرتا ہے - بلغاري - سروي سرحد دریاے دارڈ اور اسٹروما کے درمیاني حصے کے پیچھے پیچھے جاتے ہوے اسطرح مغرب کي طرف کسیقدر بلند ہوتي ہے کہ اسٹروسٹزا بلغاریوں کے لیے چھوڑ جاتا ہے - کرچنہ اور دوتش سروں کو ملینگے -

یونانی - سروي سرحد ' دوآلي رہن جھیل سے جانوب و مغرب کي طرف جیوجیلي سے (یہ مقام سروي ہے) گذرتي ہوئي ایک ایسے نقطے تک جالگي ' جو رڈنیا سے ٹھیک شمال کي طرف ہے اور یہاں سے مغرب کي طرف مڑکے پرسپا جھیل کے جنوبي کنارے پہنچے گي - رڈنیا اور فلورنیا مع اپنے ہیڈکوارٹر سے ۲۵ - کیلومیٹر تک سالونیکا مناستر ریلوے کے ' یوناني ہونگے -

بلغاري - یونانی سرحد دوآلي رہن جھیل سے شروع ہوگي اور مشرق کي طرف سلسلہ کوہ بلیشاٹزا کے ساتھ ساتھ اس نقطہ تک جالیگي جہاں ریلوے دریاے میستا تک پہنچتي ہے - اسطرح کہ اس نقطہ تک سالونیکا ریلوے ' اور اس کے بعد ڈراما ' قوالہ ' سر حصار ' اور سیرس کو یونان کا ایک جزو بنا دیگي -

ایجین پر بلغاریا اور یونان کے ساحلي مقبوضات کو ایک کو دوسرے سے دریاے مسیتا علحدہ کرتا ہے -

جبل اسود نے بلغاریا کے خلاف سرویا کو جو مدد دي ہے اس کے معاوضہ میں سرویا اسکو مشرق و جنوب کي طرف توسیع ملک کي اجازت دیگي -

یہ تضمینہ کیا گیا ہے کہ جنوبي - مشرقي نو توسیع سلطنتوں کي آبادي یہ ہوگي -

رومانیا	۷۶۰۰ , ۰۰۰	بلغاریا	۵۰۰۰ , ۰۰۰
یونان	۴۵۰۰ , ۰۰۰	سرویا	۴۰۰۰ , ۰۰۰
البانیا	۲۰۰۰ , ۰۰۰	جبل اسود	۵۰۰ , ۰۰۰

یہ تقسیم ہنگامي تصفیہ سے زیادہ خیال نہیں کي جا سکتي - امید کي جاتي ہے کہ روس اور آسٹریا ' دونوں بلغاریا کو ایجین پر اس سے زیادہ وسیع گذرگاہ دینے کي خواہش کرینگے ' جتني کہ اس کے حلیف دینے کے لیے راضي ہوے ہیں -

مدنیت یورپ کا ایک منظر

نہ بر ظلم ' بر عدل باید گریست

فائنانشل قونصل برطانیہ کي رپورٹ

احرار بلقان و آزادگان بلغار مظلوم و بلاکش مقدونیہ کو ظالم ترکوں کي غلامي سے آزاد کرنے اٹھے تھے ' یہي سبب تھا ' اور اسي بناپر بلقانیوں کو تمام یورپ کي اندرونی و بیرونی ہمدردي حاصل تھي - یہ آزادي کس طرح حاصل کي گئي ؟ اس کي بارہا تشریح ہوچکي ہے ' لیکن حال میں نائب قونصل برطانیہ کي جو رپورٹ ٹائمز گارڈین نے ۷ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کے نمبر میں شائع کي ہے وہ اس بحث کا قطعي فیصلہ ہے -

۱۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ ع کو دہ آغاج میں تقریبا ایک سو بیس بے قاعدہ بلغاري سپاهي پہرنچے ' یوناني تو نہیں دق کیے گئے مگر مسلمانوں پر تمام بخار نکالا گیا ' ترکي محلے تاراج کرکے جلا ڈالے گئے - عورتوں اور بچوں پر وحشیانہ دست درازیاں کي گئیں - اور بہت سے ترک ذبح کیے گئے - تعداد کا تخمینہ مختلف طور پر کیا گیا ہے - برطاني نائب قونصل کہتا ہے کہ ۳ - سو مشکل سے صحیح مجموعي تعداد کو پیش کر سکینگے - وہاں کا بشپ اس سے بہت زیادہ یعني ۸ سو اندازہ کرتا ہے - لاشیں زاغ و زغن کے لیے خوب چھوڑ دي گئیں ' غیر مدفون پڑي سڑ رہي ہیں - ۲۳ - کو جنرل کواچیف (Kovatcheff) یہاں آیا اور تین دن شہر پر باقاعدہ قبضہ کیا تھوڑي فوج حفاظت کے لیے چھوڑي - گورنر مقرر کیا اور اسکے بعد پھر روانہ ہوگیا - ۲۳ جولائي تک قبضہ جاري رہا - اسی تاریخ کو نائب قونصل نے سڑے تین بجے شب کو ایک غیر معمولي شور و غوغا اور حرکت سنی - ۷ - بجے صبح کو اپنے گھر سے دفتر گیا یہاں اسے سپہ سالار فوج کا ایک خط ملا جسمیں اس نے اپني روانگي کي اطلاع دي تھي - ایک بلغاري بھي نظر نہیں آتا تھا ۹ - بجے صبح کو سپاهي جماعتوں کي صورت میں واپس آئے - سپہ سالار نے ایم بیدیٹي (M. Badetti) کو ساڑھے چار بجے ملاقات کے لیے ایک خط لکھا -

اس ملاقات میں سپہ سالار نے بہانہ کیا کہ اسکو تخلیہ کا حکم ملا ہے - اس رات کو تمام شہر میں روشني نہیں ہوئي - یہ ایک ایسي حالت تھي جو آج سے پہلے کبھي نہیں ہوئي تھي - تین بجے شب کو ایم بیدیٹي نے آسمان میں ایک سرخ رآتشیں عکس محسوس کیا ' وہ باہر نکلے تو دیکھا کہ سائبانوں اور گوداموں کي ایک طویل صف جسمیں عثماني قرض عام کا نمک کا گودام بھي شامل تھا ' جل رہي ہے اور بلغاري غالب ہیں - چاروں کے گوداموں اور تجارتی مال کي ایک مقدار کثیر کو جو تاجر رکا تھا اور روانگی کا منتظر تھا ' آگ نے جلا کے خاکستر کردیا - فورا شہر والوں کا ایک برالیگیڈ ایم ویکم (M. Wykomm) کي ماتحتي میں ترتیب دیا گیا وہ معاً اس گودام کی حفاظت کي طرف متوجہ ہوئے جسمیں پیتر لیم کے کئي ہزار پیسے تھے -

اگر کہیں اسمیں آگ لگ گئي ہوتي تو سارا شہر جل گیا تھا میں نے شہر کو دیکھنے سے بہت پہلے پنتھر Panther سے دھویں کے بلند ہوتے ہوے بقعے - دیکھے یہ شہر اسوقت تک جل رہا ہے -

مراثی الہلال

شہداء کانپور

اکھڑ وکا وجہ وزہ جلد ۵

"

ہندوستان کے انگریزی عہد کی آزادی کا خاتمہ

اگر ہم کو یاد رکھنا ہو، تو اب ہندوستان میں ایسے دنوں کی کمی نہیں رہی جنہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے - یکم جولائی کی تاریخ مسلمان کبھی نہیں بھول سکتے ، جب کہ ہندوقوں اور سنگینوں کے حصار میں کانپور کی مسجد کا ایک مقدس حصہ گرایا گیا ، اور اس طرح پورے فوجی سازوسامان کے ساتھ اس اعلان کردہ مذہبی آزادی کا جنازہ اٹھا جس کے پتلے کو ایک صدی سے زیادہ عرصے تک ہندوستان میں زندہ و متحرک دکھلایا گیا تھا -

اسی طرح ۳ - اگست کی تاریخ خونین کی یاد بھی ہمارے صفحۂ دل سے محو نہیں ہوسکتی ، جس کا آفتاب خون کے فوارروں لاشوں کے اضطراب ، معصوم بچوں کے زخم ہائے خونچکاں ، اور انسانی مظلومی و بیکسی کے اشک ہائے حسرت کے ساتھ افق کانپور پر طلوع ہوا ، اور چھ سو کارتوسوں کے وحشیانہ اسراف قوت کے بعد ، برطانوی انصاف و معدلت کے ادعا کی لاش مسٹر ٹائیلر کے درش مبارک پر جگہ پاکر ، بالآخر گنگا کے کنارے دفن کردی گئی -

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ۱۶ - اگست کی یادگاری عظمت سے بھی اغماض نہیں کیا جاسکتا ، جو ان گذشتہ ایام عظیمہ کی زنجیر کا فرمائی کی تیسری کڑی ہے ، جس کا پہلا سرا تو ہزآنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کے دست مبارک میں نہایت مضبوطی سے اٹکا ہوا ہے ، مگر معلوم نہیں ، اس کے آخری سرے کے پکڑنے کی عزت کس عظیم الشان فرزند برطانیہ کو حاصل ہوگی ؟

لکھنؤ کانپور سے میل ٹرین میں ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے ، مسلمانوں کی تمام صوبے میں سب سے بڑی آبادی ہے ، اور تعلیم یافتہ علی الخصوص قانون پیشہ مسلمانوں کی اتنی تعداد صوبے کے صدر مقام تک میں نہیں - اس لیے قدرتی طور پر یہاں واقعات کانپور کا اثر سب سے پہلے نیز سب سے زیادہ نظر آنا تھا - ۳ - اگست کے حادثہ کے بعد ہی یہاں چند وکلا و معززین کی ایک کمیٹی قایم ہوگئی تھی ، جس کا مقصد مقدمات کانپور کی قانونی و مالی اعانت ، اور وسایل فوجی زراعانہ پر غور کرنا تھا -

چند دنوں تک اس کمیٹی کی غیر باقاعدہ صحبتیں ہوتی رہیں مگر وقت ضایع گیا اور کوئی راہ فوری کارروائی کی نہیں نکلی - بالآخر رفاہ عام میں ایک ابتدائی مجمع غور و مشورہ کے لیے طلب کیا گیا اور اس میں قرار پایا کہ معیت زعمای کانپور کی اعانت کے لیے چندے کی فراہمی مقدم ترین کام ہے اور اس لیے آیندہ سنیچر یعنی ۱۶ - اگست کو رفاہ عام کے احاطے میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جاے -

چنانچہ اس کا اعلان شایع ہوگیا ، جو بہت صاف اور بالکل غیر مشتبہ طریقہ سے مقصد انعقاد کو ظاہر کرتا تھا ، اور جس کے نیچے چار ذمہ دار معززین شہر کے دستخط تھے -

اعلان اگرچہ صرف دو چار دن ہی پہلے شایع ہوا تھا ، رمضان کا مہینہ اور گرمی کی شدت تھی ، اور لکھنؤ کی مقامی حالت اور عوام کے بعض ناگوار اختلافات زیر نظر تھے ، تاہم نہیں معلوم قتیلان ظالم اور شہیدان ملت کی یاد میں کونسی ایسی مقناطیسی کشش ہوتی ہے ، جس کے اثر کی قاہر و حاکم سلطنت کے آگے حکومتوں کی قوتیں اور تاج و تخت کی طاقتیں بھی بیکار ہو جاتی ہیں ؟ ایک دن کے اندر ہی جلسے کے انعقاد کی خبر شہر کے گلی کوچوں سے نکل کر تمام اطراف و نواح میں پھیل گئی - اور تمام لوگ مستعد ہوگئے کہ اپنے اپنے گھروں اور حلقوں کا چندہ لیکر کر ۱۶ - اگست کو لکھنؤ جائیں ، اور شہیدان راہ اسلام پرستی کی یاد میں نذر چڑھادیں :

بر سر تربت من چوں گذری ، همت خواه
که زیارت گه مردان جهاں خواهد بود

ایڈیٹر " الہلال " کا قیام لکھنؤ

بطور جملہ معترضہ کے یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ۷ - اگست سے ایڈیٹر " الہلال " لکھنؤ آکر مقیم ہوگئے تھے ، اور اس درمیان میں ایک دو مرتبہ کانپور وغیرہ گئے بھی تو پھر واپس آکر لکھنؤ ہی میں رہے - یہ عام طور پر ہر شخص کو معلوم ہے کہ اس موقع پر ان کا قیام لکھنؤ حکام کو سخت ناگوار تھا اور یہ ناگواری اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ خفیہ نگرانی اور دلی مبغوضیت سے نکل کر ، علانیہ زبان تک بھی پہنچ گئی تھی - اور شاید اگر مصالح وقت ، عدم الزام قانونی ، اور ان کا عام شخصی اثر مانع نہ ہوتا ، تو کانپور کی طرح لکھنؤ میں بھی ان کے قیام کو روکا جاتا -

مجھے صحیح طور پر معلوم ہوا کہ جب ایڈیٹر " الہلال " کانپور میں مسٹر ٹائلر سے ملے ، تو انہوں نے " الہلال " کے ان درمضمونوں کا ذکر کیا جو مسجد کانپور کے متعلق شائع ہوے تھے ، اور دریافت کیا کہ " کیا وہ مضامین آپ ہی نے لکھے تھے؟ میرے پاس وہ پرچے موجود ہیں اور میں ابھی ان کو نکالوں گا "

اور اس کے بعد انہوں نے اپنے دھنی جانب کی اس الماری پر نظر ڈالی ، جس میں " الہلال " کے پرچے ایک عقیدت مندانہ شان تحفظ کے ساتھ محفوظ تھے ، اور انکے سرخ ٹائیٹل پیج کے کنارے غیظ و غضب کے اس خونیں رنگ کو نمایاں کر رہے تھے ، جو اس وقت کانپور کے اس " سپہ سالار جنگ " کے اندر جوش مار رہا تھا ، اور جس کو ظاہری اخلاق و لطف ، اور نرمی زبان

لہجہ کی چادر ڈال کر پوری کوشش سے چھپایا جا رہا تھا -

بہر حال اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں کانپور میں قیام کرنے سے روکا گیا -

لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے ' لکھنؤ کے فرمانروائے دوم یعنی ڈپٹی کمشنر مسٹر فورڈ کی میز پر وہ ضخیم " مسل " تو ضرور ہو گی ' جو ایڈیٹر " الہلال " کے قیام لکھنؤ کی روزانہ تاریخ پر مشتمل تھی ' اور جسے - سی - آئی - ڈی - کے پریشان حال مگر داستان گو محکمہ نے سول اینڈ ملٹری ہوٹل کے روزانہ طواف کے بعد مرتب کیا ہوگا ' تاہم کانپور کے معتمدانہ شاہی کی طرح " الہلال " کی فائل نہ ہوگی - اس لئے ایڈیٹر " الہلال " کے متعلق کسی حکم کے نافذ کرنے میں یہ چھوٹا بادشاہ یقیناً اپنے شہنشاہ اعظم ' یعنے سر جیمس مسٹن کے فرمان کا محتاج تھا -

ایک عجیب مصیبت

یہ چند دن فرمانروایان لکھنؤ کے لیے کچھ عجیب کشمکش اور مصیبت کے ایام بلا تھے - جلسہ کا انعقاد بجائے خود ایک مصیبت تھی ' پھر اس پر ایڈیٹر " الہلال " کی موجودگی اور اس کا یقین ' کہ وہ قطعی شریک ہونگے ' تقریر کریں گے ' اور پھر نہیں معلوم ہندوستان میں یک بیک غدر بپا ہوجائے گا ' یا اس سے بھی زیادہ کوئی آسمانی مصیبت نازل ہو جائے گی ' پہاڑ مصیبت پر گویا صدہا مصائب والم کا سنگین اضافہ تھا !

چند ہزار آدمیوں کے ذمہ دار ' بے ضرر ' اور قانونی مجمع میں ایک مسافر کی شرکت اور تقریر سے اُس قوم کے فرماں روا پریشان ہو رہے تھے ' جو کئی ہزار میل کا سمندر طے کرکے تیس کروڑ آدمیوں پر حکومت کر رہی ہے ' اور جس کا ہر فرد اپنی نسبت یہ قاہرانہ حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ طاقتوں اور قوتوں کا ایک دیوتا ہے !!

اس اثنا میں ہر روز بلا ناغہ کسی نہ کسی موقعہ پر ان سے دریافت کیا جاتا رہا کہ وہ ۱۶ - اگست تک ٹھہریں گے یا نہیں ' اور جلسے میں (جو ضرور منعقد ہوگا اور جس میں اب ان کی شرکت کی کوئی ضرورت نہیں !!) وہ شریک ہونگے یا نہیں ؟ پوچھنے والوں کی حالت قابل رحم تھی ' اور اس پریشان حالی میں ضرور کچھہ نہ کچھہ تسکین ہو جاتی ' اگر کہہ دیا جاتا کہ " قیام و شرکت کا ارادہ نہیں " لیکن حکام کی بے معنی پریشانی اور ان کی ذریات کی تمسخر انگیز بد حواسی خواہ مخواہ ظرافت و مزاح کی دعوت دیتی تھی - اس لیے اور زیادہ اصرار و تاکید کے ساتھہ ہر مرتبہ وہ جواب دیتے تھے کہ -

" خواہ کچھہ ہو ' مگر میں تو اب بغیر جلسے میں تقریر کیے لکھنؤ سے ٹلتا نہیں - اگر ایسا ہی ہے تو ہز آنر اپنے حکم خاص سے ٹھہرنے کی ممانعت کر دیں - "

ہز آنر کی تشریف آوری

سنیچر کو جلسہ تھا ' اور اُسی دن جناب راجہ صاحب محمود آباد کی زیر صدارت ڈیپوٹیشن جانے والا تھا - جمعرات کی سہ پہر کو ہز آنر لکھنؤ تشریف لانے والے تھے - اُسی دن مولانا ابوالکلام نے دہلی جانا چاہا ' کیونکہ جمعہ کے دن وہاں ایک جلسے کا انعقاد ضروری تھا ' اور مسٹر محمد علی کی عدم موجودگی کی وجہ سے چندے کی کارروائی اس وقت تک پوری طرح شروع نہیں ہوئی تھی ' اگرچہ تمام شہر اس کے لیے مستعد تھا -

ساڑھے چار بجے وہ کلکتہ میل سے روانہ ہونے کے لیے اسٹیشن پہنچے تو ہز آنر کی آمد آمد کا غل تھا ' اور افسران پولیس و حکام کی پوری پارٹی استقبال کے لیے موجود تھی - میں نے اس موقعہ کے جو حالات سنے ہیں ' میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہر شخص کے لیے ویسے ہی دلچسپ اور مضحک ہوں گے ' جیسے کہ خود میرے لیے ہوئے - مولانا کے نمودار ہوتے ہی جس طرح پریشانی چھا گئی ' جس طرح باہم کھلے کھلے اشارے ہونے لگے ' جس طرح خفیہ احکام جاری کیے گیے ' اور پھر جس طرح ایک صاحب متعین کر دیے گیے تا کہ وہ ان کے ہمراہ پلیٹ فارم پر ٹہلتے رہیں ' اور پھر جس طرح انہوں نے اپنا طول طویل سفر نامۂ کشمیر شروع کر دیا ' وہ ایک نہایت ہی پُر لطف لطیفہ ہے ' اور اُس سے یہ مسئلہ بالکل حل ہوجاتا ہے کہ جو لوگ ایک تعلیم یافتہ ' ایک معزز ' اور جماعت کے ایک ذمہ دار رکن کی اسٹیشن پر محض موجودگی کو ایسی افسوسناک بد گمانی کی نظر سے دیکھیں اور اس میں اس درجہ خود رفتہ ہوجائیں کہ اپنے جذبات کو ضبط نہ کر سکیں ' اُن سے کیا بعید ہے کہ ۳ - اگست کو مچھلی بازار کانپور میں پانچ چھہ سو یا بقول خود ایک ہزار آدمیوں کے مجمع کو دیکھہ کر (گو وہ نہتا اور محض بے ضرر مجمع تھا) اپنے آپے سے باہر ہوگئے ہوں اور بے تامل قتل عام کا حکم دے دیا ہو؟ کہ

مشق ناز کر ' خون شہیداں میری گردن پر!

مولانا کا بیان ہے کہ اسٹیشن پر پہنچنے ہی ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں ان کے ایک خفیہ پولیس کے " دوست " اور نصر اللہ خان صاحب کوتوال حضرت گنج نے پوچھا : " کیا اب آپ تشریف لے جا رہے ہیں " ؟ میں نے کہا : " آپ مطمئن نہ ہوں - صرف ایک دن کے لیے جا رہا ہوں - ذرا دہلی میں بھی آتش افروزی کا سامان ہو جائے جس کا مواد ہر جگہ ہمیشہ سے موجود ہے - پھر رات کو روانہ ہوکر سنیچر کی صبح کو لکھنؤ پہنچ جاونگا یہاں کے جلسے میں تو اب میری شرکت ٹل نہیں سکتی - یہ دوسری بات ہے کہ میں ٹلنے پر مجبور کیا جاؤں یا خود جلسہ ہی ٹل جائے " -

غرضکہ اس طرح قبل اس کے کہ سنیچر کے دن میری موجودگی کا علم ہو ' خود انہوں نے ہی یہ کہہ کر اُس خوشی کے ساتھہ پوری بے رحمی کی ' جو ان کے دہلی جانے کی خبر سے ان بیچاروں کو گھڑی بھر کے لیے نصیب ہوگئی تھی -

چنانچہ وہ ۱۶ - اگست کو ساڑھے نو بجے پھر لکھنؤ پہنچ گئے - اُسی دن دو بجے رفاہ عام میں جلسہ ہونے والا تھا -

بعض اشخاص کی طلبی

جہاں تک میں نے تحقیق کیا ہے ' جلسے کے اعلان کے بعد اُن چار حضرات سے کوئی پرسش و گفتگو نہیں ہوئی تھی ' جن کے دستخط سے اعلان شائع ہوا تھا - البتہ ضمنی طور پر طرح طرح کے اظہار خیالات و آراء کی شہر میں افواہ ہے - عین ۱۶ - اگست کو گیارہ بجے ' جبکہ انعقاد مجلس میں صرف دو تین گھنٹے باقی رہ گئے تھے ' صاحب ڈپٹی کمشنر نے (غالباً) سید وزیر حسن صاحب سیکریٹری مسلم لیگ ' مسٹر نبی اللہ بیرسٹر ایٹ لا ' اور منشی احتشام علی صاحب کو طلب کیا - آخر الذکر دو صاحبوں کی نسبت سنا گیا ہے کہ کسی وجہ سے نہ جاسکے ' اور صرف سید وزیر حسن صاحب گئے - جو کچھہ گفتگو ہوئی ' اس کو خود سید وزیر حسن صاحب بتلا سکتے ہیں ' مگر مشہور ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے جلسے کے متعلق نہایت زور سے بے اطمینانی ظاہر کی اور کہا کہ کان پور کا سا بلوہ اگر یہاں بھی ہوگیا تو اس کا ذمہ دار کون ہے ؟

کہا جاتا ہے کہ ان کو جواب دیا گیا کہ ایسا ہونے کی کوئی وجہ نہیں یہ ایک ایسی افسوس ناک بدگمانی اور بیجا خوف ہے جس کو پبلک کسی طرح گوارا نہیں کرسکتی - ہر شخص اس کی ذمہ داری لینے کے لیے طیار ہے - جلسے کا مقصد سوا چندہ جمع کرنے کے اور کچھہ نہیں ' اور اگر روکا گیا تو یہ ایک نہایت افسوس ناک اور اشتعال انگیز کارروائی ہوگی -

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتنا بیان ان کے اطمینان کے لیے کافی نہ تھا - نہیں معلوم ان کے ذہن میں ایڈیٹر (الہلال) کا تصور کس درجہ خوفناک اور مہیب تھا کہ وہ ان کی موجودگی اور تقریر کے متعلق کسی طرح بھی مطمئن ہونا پسند نہیں کرتے تھے - انہوں نے ان کی موجودگی کو سخت خطرناک بتلایا اور اس درجہ مضطرب ہوے کہ کسی انسان کی تسلی دہی اور تشفی بخشی اس کے لیے موثر نہیں ہوسکتی تھی !

احکام جنگ ! !

ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں ' اُدھر پولیس کے انتظامات کا عجیب حال تھا - معلوم ہوتا تھا کہ آج یا تو کسی خوفناک حریف پر حملہ ہونے والا ہے ' یا کسی مہیب غنیم کے لشکر پر حملہ آور ہونے کی خبر ہے - رائفلوں کو حکم مل گیا تھا کہ وہ طیار ہو جائیں اور یہ میں نے ایسے لوگوں سے سنا ہے جنھوں نے خود ان کو مسلح دیکھا تھا - کارتوس تقسیم ہوگئے تھے ' اور پولیس کی تمام چوکیاں کمربستہ حکم کی منتظر تھیں - وہ تمام راستے جو رفاہ عام کو گئے تھے ' پولیس کی صفوف اور قطاروں کا جو لانگاہ بن گئے تھے اور خود رفاہ عام کے احاطے کا تو یہ حال تھا کہ معلوم ہوتا تھا ' کوئی معصور گڑھی ہے اور ایک عظیم الشان غنیم اس کو گھیرے ہوے برسر حملۂ آخری ہے !

اُن ہزاروں لوگوں سے جو بعد کو ملے معلوم ہوا کہ تمام آنے والے رفاہ عام لے جانے سے انکار کرتے تھے اور خواہ کتنا ہی زیادہ کرایہ دیا دیا جاے لیکن کسی طرح منظور نہیں کرتے تھے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ان کو بھی پولیس کی طرف سے روک دیا گیا ہوگا -

جلسے کے انعقاد کی خبر کچھہ ایسی غیر معمولی سرعت سے پھیل گئی تھی کہ لوگوں کو تعجب ہے ' اور اس کو مظلوم مان کلن پور کا تصرف باطنی سمجھنا چاہیے - بارہ بجنے کے بعد ہی سے اطراف لکھنؤ کے لوگ شہر میں پہنچ گئے اور صدہا اشخاص تو کاکوری ' بارہ بنکی ' سندیلہ ' ملیح آباد ' اور ہردولی سے صبح ہی آگئے تھے - اب وہ جلسے کی شرکت کے ارادے سے سڑکوں پر سے گذرنے لگے -

اُن کا بیان ہے کہ ہر قدم پر پولیس کے مسلح سپاہی ملتے تھے اور رفاہ عام جانے سے روکتے تھے - کبھی کہتے وہاں بلوہ ہوگا پکڑے جاؤگے ' مت جاؤ - کبھی کہتے کہ جلسہ روک دیا گیا - جو شخص جاتا گرفتار ہوجاتا ہے گا - اس پر بھی صدہا اشخاص دو بجتے بجتے رفاہ عام پہنچ گئے کہ تحقیق کریں ' اصلیت کیا ہے ؟

باقی آیندہ منقول از " زمیندار "

ترجمہ اردو تفسیر زکیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

لاتناز عوا فتفشلوا و تذهب ریحکم

اهل تسنن و تشیع میں اتفاق کی ضرورت

اتفاق کیونکر ہو ؟

(از جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب معلم دینیات شیعہ ' مدرسۃ العلوم علی گڈھ)

شیعہ سنی کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ' صرف یہی نہیں کہ اسی زمانہ میں محسوس کی جاتی ہے ' بلکہ عصور متقدمۂ اسلامیہ میں بھی اس کی سخت ضرورت تھی ' مگر وہ ضرورت ہمارے اسلاف کی سادہ منشی کیوجہ سے مطلق محسوس نہ ہوئی - مرض موجود تھا ' دوا بھی ممکن تھی ' مگر اس سے کام نہ لیا گیا - نتیجہ جو کچھہ ہوا وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے - بعض اوقات شدت غفلت کی وجہ سے اجلے بدیہیات و واضحات کے طرف بھی تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے - نظر بران اس مقام پر صرف اس قدر لکھنے کی ضرورت ہے کہ شیعہ سنیوں کا اختلاف راے اگر محض اختلاف راے تک ہی محدود رہتا تو چنداں حرج نہ تھا - نظیر میں صرف مسئلہ خلافت کو پیش کرتا ہوں -

بنیاد اس اختلاف کی صرف اس قدر ہے کہ شیعوں کے نزدیک بعد وفات رسول صلعم چونکہ وہ خاتم الانبیا تھے ' اور انکے بعد سلسلہ وحی نبوت ختم ہوچکا تھا لہذا انکی شریعت موبدہ ہے - اسکے نفاذ اور حقیقی طور پر عملدر آمد کے واسطے ضرور تھا کہ اس میں ذرہ برابر کی خطا اور ضلالت منشاء ربانی کی درپیش نہ آوے اور کلام خدا کا صحیح محل و مفاد رعیت خداوندی کے کانوں تک پہنچ جاوے - اس ضرورت سے ایک امام معصوم کا من جانب اللہ رعیت سے منتخب ہونا ضروری تھا کہ جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرماے کیونکہ معصوم کا منتخب کرنا طرق بشری سے باہر ہے ' اسلیے یہ بمصداق آیۂ کریمہ " ماکان لہ الخیرۃ " خدا ہی کو ایسا انتخاب فرمانا چاہیے تھا - اگر وہ ایسا نہ کرتا تو معاذ اللہ اعتراض اس کی ذات پر لازم آتا کہ اس نے ترک اصلح کیا جو ذات خداوندی سے محال ہے - ان خیالات کی وجہ سے شیعہ انتخاب خداوند کی ضرورت کو بضرورت عقل پسند کرنے پر مجبور ہوگئے - ادھر اہل سنت نے ضرورت ایک خلیفہ اور قائم مقام رسول کی تو ضرور محسوس کی ' مگر ان کے نزدیک صرف رعیت کی انتخاب کے وجہ سے کافی سمجھا گیا ' جو کہ کم از کم مجمع عقلی طور پر معلوم نہیں ہے - یہی وجہ ہے کہ عموماً اہل سنت مسئلہ امامت و خلافت کو ضروریات دینیہ سے اور اصول دین سے نہیں مانتے بلکہ ایک امامت دنیویہ سے زاید اس کی وقعت نہیں کرتے -

صرف اس قدر مبنـــاے اختلاف ما بین شیعہ اور سنیوں کے ہے ' لیکن اس اختلاف کی کسی حال میں یہ حد نہونا چاہیے تھی کہ جس حد پر شبانہ روز مشاہدہ میں آتی ہے - یہ ناگوار صورت جو اس اختلاف نے پیدا کی ہے اس کے اسباب کیا تھے ؟ اور ان کے دفع کی اب بھی کوئی تدبیر ممکن ہے یا نہیں ؟

اس میں شک نہیں کہ جو واقعات ہوچکے ' ہوچکے - اس زمانہ میں کوئی انہیں پسند کرے یا نہ کرے اب وہ واقعات بدل نہیں سکتے - مثلاً حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا انتخاب ہوگیا اور ہوچکا اور مقابل ان حضرات کے جناب امیر علیہ السلام کو جو ناکامی

هوني تهي وہ هوچکي - اسوقت اگر شيعه لاکهه کوشش کريں که يه واقعات انکے مذهبي مباحثت کي وجه سے بدل جاويں تو يه ناممکن هے - ديکهنا يه هے که ان حضرات نے اپنے زمانه خلافت يا سلطنت ميں اپنا طرز عمل کيا رکها ؟ اگر شيعه انصاف کريں تو انهيں ماننا پڑيگا که ان حضرات کا اپنے اپنے دور حکومت ميں وہ طرز عمل ضرور تها ' جسے سنيوں کا تو کيا ذکر اگر خود شيعه بهي اپنا شعار قرار ديں تو اخلاقي حد کمال تک بخوبي پهنچ سکتے هيں ' اور جسے وہ محض شيعه رهنے کي حالت ميں حاصل نهيں کر سکتے - دنياوي زندگي کي جو اخلاقي معراج هے ' وہ انهيں حضرات کے اقتصاد آثار ميں انکے ليے ممکن هے - اب رها يه امر که ان حضرات کے تعلقات حضرات اهل بيت عليهم السلام کے ساتهه کيسے تهے ؟ تو ميں گو شيعه هوں ' مگر حضرات اهل سنت کو ايک حد تک ضرور معذور سمجهتا هوں - انکے سير و تواريخ نے انهيں اس بات کے ماننے پر مجبور کرديا هے که انکے تعلقات اهل بيت رسالت کے ساتهه ويسے هي تهے جيسا که هونا چاهئيں ' اور جيسا که اس وقت حضرات اهل سنت کا معتقد هے - بهت ممکن هے که شيعه ايسے موقع پر يه کهه اٹهيں که حضرات اهل سنت نے اس مقام پر کافي تحقيق و تدقيق سے خود اپنے يهاں کي سير و تواريخ ميں بهي کام نهيں ليا ' ورنه وہ يه راے قائم نه کرتے - ميں کهتا هوں که بفرض اگر انهوں نے ايسا هي کيا تو يه انکي ايک قسم کي تقصير و کمي قرار پا سکتي هے - تاهم يه چنداں قابل مواخذه بات نهيں - جو لوگ انهيں ايسے هرگز نه هونگے جو دقيقه رس و ژرف نظر هوں گے تم از کم انکي راے علم و جمهور سے ضرور خود بخود مختلف هوجائيگي - ليکن شيعوں کو کيا ضرورت هے که خواه مخواه انکے اتباع بنيں ' اور انکي اغلاط پر انکو متنبه کرنا اپنا حاصل عمر يا حاصل زندگي سمجهه ليں ' اور خود اپنے اوپر جو آنے والي مصيبتيں هيں اس دار دنيا ميں ' انکا کچهه لحاظ و پروا نه کريں ؟ اس وقت اهل سنت با وصف اس کے که ان کي تعداد کثير ' اور انکي سلطنت کي وسعت و فسحت نهايت زيادہ ' انکي مالي قوت بهت عظيم هے ' اس پر بهي يه حال انکا هوگيا که ٹرکي کي سلطنت پراگنده پراگنده هوگئي ' ايشياے کوچک ميں کچهه اميد اس سلطنت کے بقاء و سرسبزي کي تهي که يورپ سے نکلکر يه سلطنت ايشياے کوچک ميں اپنا اقتدار جامعه اسلاميت کے سايه ميں پيدا کرے گي مگر

خود غلط بود انچه ما پنداشتيم

وهاں تو بغير جنگ و جدل گويا تمام ايشيائي حصه آخري سلاطين مغليه دهلي کي طرح مثل صوبجات هند خود سر هو کر پاش پاش هونا چاهتا هے - جب اس کا يه حال هوا تو بيچاره ايران گو اس وقت تک برائے نام اپني اصلي حالت پر برقرار هے مگر اس کا بهي کيا اعتبار هے :

اگر بمرد عدو ' جاے شادماني نيست
که زندگاني ما نيز جاوداني نيست

اگر شيعه ان مذهبي مناظرات و باهمي جنگ و جدل کو چهوڑ کر اپني ملکي و سياسي و علمي ترقي ميں مصروف هوں - اور ايسے مصروف هوں که اپنے سني برادران اسلام کے ليے ايک عمده نظير روش زندگاني دنيا کي ثابت هوں ' تو سمجهنا چاهيے که خير دنيا و آخرت دونوں سے وہ بهره ور هيں ' ورنه جب ان مذهبي اختلافات ' و مناظرات ' و مشاجرات ' و مکابرات ' کي وجه سے وہ اپني قومي ' ملکي ' و سياسي اهميت کهو بيٹهے ' تو يهوديوں کي طرح اگر انهوں نے ذلت و خواري کے ساتهه زندگي بسر کي بهي تو کيا لطف وہ زوف ايسي زندگي پر ' اور تف ايسے مذهبي جنگ و جدل پر

لیکن اس کے سامنے هی ميں اپنے سني بهائيوں سے بهي عرض کروں گا که اگر آپ اپنے ساتهه شيعوں کے اتحاد و مساعدت ظاهري کے نهيں بلکه قلبي محبت و اتفاق کي ضرورت محسوس کرتے هيں ' تو گستاخي معاف ' بقول حافظ شيرازي رحمة الله عليه

به حسن خلق توان کرد صيد اهل نظر
نه دام و دانه که ميرند مرغ دانا را

آپ جانتے هيں که شيعه اگرچه تعداد ميں نسبة آپ سے قليل هيں مگر بعون الله سبحانه ' علماً و مالاً و فضلاً و کمالاً و عزة و جاهة ' نيز بحيثيت دارائے رياست و حکومت و اهميت و سياست ملکي و قومي هونے کے ' کسي طرح اب بهي آپ حضرات کي مجموعي حالت سے بالاتر نهيں مگر کمتر بهي نهيں هيں - ظاهر هے که اگر وہ آپ سے اوجه اپني ديرينه کدورتوں کے نهيں ملتے جو ازمنۂ سابقه ميں آپ کے اسلاف سے جب که آپ کو سلطنت و اقتدار حاصل تها ' انهيں يا انکے اسلاف کے دل ميں رهگئي هيں ' اور جو بالتفصيل درج تاريخ هيں ' تو انکي معذوري بهي واضح هے - اور قطع نظر اس کے جو طرز عمل آپ حضرات کا هر جگه اس زمانه ميں بهي هے ' اسکي تفصيل تو ميں اس مقام پر محض اسوجه سے نهيں بيان کرنا چاهتا که :

من براے وصل کردن آمدم نے براے فصل کردن آمدم

پس ايسے طرز عمل کو اب بالکل خيرباد کهيے اور بعوض اس کے وہ طرز عمل ان کے ساتهه اختيار .....

کيجيے که وہ اپني ديرينه کدورتوں کو اور شکايتوں کو بالکل بهول جاويں ' اور کسي قسم کي خلش انکے دل ميں آپ سے نه رهے - ابهي وہ آپ سے اسليے اتفاق کرنے پر گهبراتے هيں که برٹش گورنمنٹ کے سايه عاطفت ميں اتنے عرصه دراز کے بعد ايک حد تک ازادي ملي هے ' ايسا نهو که پهر ادوار سابقه کے عود کرتے هي ان سے چهين لي جاے ' اور وہ مثل زمان سابق پهر اسير پنجۂ ظلم و ستم هوجاويں ' حالانکه اس زمانه ميں بهي انکے ساتهه جهاں کهيں بهي هيں طرز عمل نهايت خراب هے - گورنمنٹ برطانيه اس کو خوب سمجهه چکي هے که انميں اور آپ ميں اب اتفاق ناممکن هے - يه کيوں ؟ صرف آپ کے طرز عمل سے - اب سوال يه هے که آيا کوئي صورت اتفاق کي ممکن الوقوع هے يا بالکل ممتنع الوقوع ؟ اس کا جواب ميں هرگز هرگز نفي ميں نهيں دے سکتا ' ميرا خيال يه هے که ممتنع الوقوع نهيں هے مگر عسيرالحصول ضرور هے - تاهم حد امتناع تک نهيں پهنچتا -

ظاهر هے که کوئي شيعه اب بهي کسي سني کے منه پر تبرا نهيں کهتا - يه کيوں ؟ محض به خوف قانون ' اور بخيال تهذيب ' ليکن کيا ان دونوں وجوه کے خيال سے باهم شيعه سنيوں ميں اتفاق ممکن هے ؟ حاشا و کلا ' هرگز نهيں ' ضرور هے که کچهه تو شيعه سنيوں کي طرفداري ميں عملاً اپنے مقام سے هٹيں ' اور کچهه سني شيعوں کي طرفداري ميں اپنے مقام سے - جب تک يه نهوگا ' دلي اتفاق و اتحاد ناممکن هے -

آپ سوال کرسکتے هيں که اپنے احکام سے هٹنے کي کيا ضرورت هے ؟ اس کا جواب يه هے که ميرا مطلب يه نهيں هے که شيعه اپنے اصول مذهبي سے دست بردار هوجاويں - ظاهر هے که وہ خلافت کو جزو دين و مناط ايمان سمجهتے هيں ' مگر اهل سنت مسئلۂ خلافت کو ايک امر دنيوي سے زيادہ وقعت نهيں ديتے ' لهذا امام معصوم کي ضرورت سے تو وہ دست بردار نهيں هو سکتے ' هاں تبرے سے دست برداري ممکن هے - اسلئے که ميري راے ميں اس عالم وجود ميں هرگز هرگز تبرے کا وجود نه هوتا ' اگر بني اميه اپنے دور ميں

جناب امیر علیہ السلام پر اس رسم منحوس کی بنیاد نہ ڈالے ' لیکن جب کہ انہوں نے اتنے عرصہ دراز تک شیعوں کا اس بری طرح سے دل دکھایا ' تو شیعوں نے بھی جبراً یہ خیال کیا کہ اس سلطنت کی اصل بنیاد خلفاء راشدین نے ڈالی ہے ' اگر وہ دن نہ ہوتا تو یہ سلطنت بھی نہ ہوتی ' اور نہ یہ روز بد شیعوں کو دیکھنا پڑتا - اسوجہ سے وہ بری طرح خود حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مخالف ہوگئے اور " قتل الحسین یوم السقیفہ " کا مضمون پیش آگیا ' انہوں نے اس درجہ افراط سے کام لیا کہ بنی امیہ تو گویا چھوٹ گئے اور خلفای راشدین سب سے پیش ہوگئے - حالانکہ وہ میرے خیال میں اس قدر ملامت کے مستحق نہ تھے -

اس پر افت یہ ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اس شہادت نے بنی امیہ کی سلطنت کی جڑ کو تو ضرور ہلا دیا ' بلکہ برباد و تباہ کردیا ' مگر حضرات اہل سنت نے خود غلطی سے یا شاید عمداً ایسا ضرور کیا کہ شیعوں کے ساتھہ انہوں نے بدعات بنی امیہ کے رد و ابطال و ان کے اعمال و کردار پر اظہار غیظ و غضب و تنفر و بیزاری میں همدردی نہیں کی ' جس سے فطری طور پر شیعوں کو یہ خیال ہوا کہ وہ لوگ اب بھی انکے ہم خیال اور انکی افعال و اعمال پر راضی و خوشنود ہیں اور انکا استصواب و استحسان کرتے ہیں - اب شیعوں کو قہراً یہ خیال ہوا کہ جب یہ لوگ ان کے افعال پر راضی ہین اور ان کا استحسان کرتے ہیں تو اگر یہ اس زمانہ میں ہوتے تو ضرور بنی امیہ کا ساتھہ دیتے -

غرضکہ میں پہلے کہہ چکا کہ جب تک سنی شیعوں کے ساتھہ انکی دلی رنجش و ملال میں همدردی نہ کریں گے اسوقت تک شیعوں کو بھی کوئی وجہ تبرا سے دست برداری کی نہیں ہوگی - لہذا میری راے یہ ہے کہ سنیوں کو بہ استثنای خلفاء راشدین ' شیعوں کے ساتھہ ہر اس شخص کے برا کہنے میں همدردی کرنا چاہیے ' جس سے شیعہ ناراض ہوں اور اپنی ناراضی اپنے طرز عمل سے شیعوں پر ظاہر کریں - میں مصلحتاً ایک سنی بزرگوار اور نو جوان عالم و فاضل و مورخ صاحب کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں جنسے غائبانہ بہت کچھہ ذاتیات کی وجہ سے ملال تھا ' لیکن اب جو میں نے انکے خیالات اس مسئلہ خاص میں معلوم کیے تو واللہ باللہ ثم باللہ ' میں انکا غائبانہ عاشق زار ہوگیا ہوں ' اور انکی صورت دیکھنے کے لیے بیقرار رہتا ہوں ' اور انشاء اللہ تعالی اپنے نئین اور انکو اس ایۂ کریمہ کا مصداق سمجھتا ہوں : و نزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین - اب جو نتیجہ ان سنی بزرگوار کا اور میرا ہوا ' یہی نتیجہ کل سنیوں اور شیعوں کا ہوگا - باہم شیر و شکر ہوجاویں اور متفقہ کوشش سے اپنے مقاصد اسلامی میں اعلی درجہ کی کامیابی حاصل کریں -

منجملہ شیعوں کی شکایات کے ایک شکایت مسئلہ عزا داری امام مظلوم کی ہے - یہ مسئلہ عجیب و غریب نوعیت کے ساتھہ ہندوستان میں روز افزوں ترقی کررہا ہے - ادھر تو شیعوں کے ساتھہ ہندؤں نے اس درجہ اس میں دلچسپی لے رکھی ہے ' کہ اگر شیعوں کا دل چیرا جائے تو اس میں ہندؤں کی اس همدردی سے انکی طرف میلان اور انکی محبت ضرور جاگزیں نظر آئیگی ' راجپوتانہ ملک مہاراجاؤں سے لیکر چمار ' لودھے ' کرمی ' اور نیچ ذاتوں تک ' سب کو آپ برابر امام حسین علیہ السلام کا عزادار پاتے ہیں - یہ کیوں ؟ اس کا کیا سبب ؟ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ انہیں شیعوں کی خوشامد ہے ؟ لا حول ولا قوۃ استغفراللہ - اس سے بڑھ کر غلط خیال نہیں ہوسکتا - جب کہ اسلامی سلطنت ہندوستان میں قائم تھی ' تو اس زمانے میں مسلمان خود تعزیہ دار نہ تھے یعنے اہل سنت - اور شیعہ گروہ ایک نہایت گمنامی کی حالت میں تھا ' بحدیکہ شیعہ محمد شاہ دہلی کے زمانے میں خفیہ طور سے تعزیہ داری کرتے تھے - (دیکھو دہ مجلس فضلی کی نسبت تذکرہ شعرا تالیف قدی قاسی) پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ہندؤں کو شیعوں کی خوشامد میں تعزیہ داری کا شوق ہوا ؟ علاوہ بریں اگر یوں ہی خوشامد پر بنا کی جائے تو میں سوال کرونگا کہ ہندؤں نے اہل سنت کے رسوم مذہبی میں کوئی رسم کیوں نہ اختیار کی ؟ یا اب انگریزوں کی کوئی مذہبی رسم کیوں نہیں ادا کرتے ؟ ہندؤں کا تو یہ حال - ادھر مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ ہرسال ماہ محرم کے قریب اور تمام محرم میں اخباروں کی کالم تعزیہ داری کی تقبیح اور اس سے نفرت دلانے میں سیاہ کیے جاتے ہیں - ہزارہا اشتہارات مخالفت کے آویزاں ہوتے ہیں - رسالے اور کتابیں اس کے رد و ابطال میں شائع کی جاتی ہیں - بت پرستی اس کا نام رکھا گیا ہے - جو شخص کہ تعزیہ کو رکھے ' اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے - نکاح سے نکل جاتی ہے - اولاد ولدالزنا ہوتی ہے - انصاف کیجیے - کیا یہی باتیں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی ہیں ؟

لہذا سنیوں کو لازم ہے کہ قطعاً ان حرکات سے پرہیز کریں اور شیعوں کے ساتھہ عزاداری میں همدردی کیا کریں - نہ صرف یہی بلکہ اس میں حصہ بھی لیا کریں ' اور جو سنی ایسا کرتے ہیں ان میں اور سنیوں میں اب بھی اتفاق و اتحاد حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے -

سنیوں کو لازم ہے کہ بروز عاشور عمدہ کپڑے پہن کر نہ نکلیں - پان نہ کھایا کریں - سرمہ و کنگھی سے پرہیز کریں کہ ان سب باتوں سے شیعوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں ان کے طرف سے نفرت اور عداوت پیدا ہوجاتی ہے -

یہ ایک دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو کسی کے طرف سے کچھہ ملال ہوتا ہے تو وہ طرف ثانی کے ہر فعل و ہر حرکت کو بد نیتی پر محمول کرتا ہے - لہذا اس کا نتیجہ شیعہ ضرور یہ نکال لیتے ہیں کہ سنی معاذ اللہ دشمن اہل بیت ہیں !! میں لفظ معاذ اللہ کچھہ سنیوں کے خوش کرنے کے واسطے نہیں کہتا ہوں بلکہ میرا دلی خیال یہی ہے کہ میری ایک آنکھہ شیعہ ہے تو دوسری آنکھہ سنی ہیں - میں سنیوں کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہوں مگر سنیوں کو ' نہ کہ ناصبیوں کو ' اور بڑی مصیبت عظمی یہ ہے کہ ہمیشہ سے ہو یا نہو مگر اس زمانہ میں تو ضرور ناصبی ' سنیوں کے پردہ میں ہیں - مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھہ گھن بھی پس جاتا ہے - نافہمیوں کے وجہ سے بیچارے اصلی و حقیقی سنی بھی شیعوں کی نظر عنایت سے محروم ہیں - افسوس !!

سنیوں کا ناصبیوں سے علحدہ ممتاز ہوجانا نہایت آسان ہے بیچارے سنیوں نے اپنی سادگی سے بہت سے لوگوں کو جو در حقیقت ناصبی ہیں سنی سمجھا - ان لوگوں کو سنی بھی اپنے میں سے نکال ڈالیں اور مثل شیعوں کے انکی برائی کا اعلان کردیں اور ان سے بے زاری ظاہر کریں - پھر دیکھیے کہ شیعہ ان کے ساتھہ کیسی محبت و الفت کا برتاؤ کرتے ہیں اور شیعوں کے ذریعہ سے انہیں کس قدر اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابی ہوتی ہے -

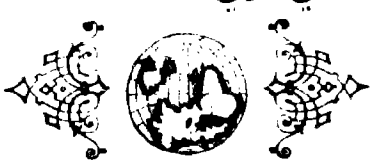

اتقوا الله ، ایها المسلمون !

دوازدهم رمضان ، و پارتي لیدي هارڈینگ
بخواتین اهل اسلام در شمله !

از جناب حاجي میرزا ابو القاسم معلم فارسي محمدن کالج ملي گڈه - مقیم حال شمله

حضرت مدیر محترم مجلهٔ مبارکهٔ الهلال دام مجدهم - روز جمعه دوازدهم (۱۲) رمضان المبارک ساعت چهار لیدي هارڈینگ بزنان مسلمانان رهنود یک پارتي داده بود ، ولي اغلب مسلمان بودند و قریب پنجاه نفر زنان محترم لیڈران قوم با کمال انتظار این دعوت را قبول کرده رفته بودند ، بدون اینکه حفظ ظاهر کرده عذر بیاورند که ماه رمضان و روزه هستیم !

کاعذیکه همان روز از آقا سید مرتضي که در گراند هوتل شمله شیرین سازست ، رسید ، لفا فرستاده میشود - بنده اطلاع دادم حالا بحث در این مسئله فرض و حق شما ست -

نقل مکتوب آقا سید مرتضی

مرسوم به حاجي میرزا ابو القاسم

قربانت گردم - بسیار افسوس دارم که نمي توانم بیایم ، زیرا که از کثرت خسته گي و غم واندوه و پریشاني تا الان که ساعت نه ست ، انتظار نکرده ام - صبح به جناب عالي عرض کردم که خواهم آمد - انوقت هنوز آدمهاي فوق العاده نیامده بود - ساعت ده آدم براي دکان ختم شد - آدم دیگر آمد که امشب شب ناچ است - آلسکریم و پودینگ لازم است - بفاصله دو ساعت بعد آدم دیگر آمد اي کاش بجایش قضائي براي بنده آمده و مرده بودم تا اسم خورند گان این آدم نشنیده بودم - آدم این بود که براي نود نفر زنان مسلمان رهنود که ساعت چار در تارل حال موعود هستند ، چاي و شریني و چکین پاتے و طالین کیک (که عجین با شراب ست) تیار و آماده نمایند - مختصراً انچه براي ناچ شب بود - زمین گذاردیم و مشغول به آدم بود نفر زنان شدیم -

غرض وقتیکه حقیر این مطلب را از گوینده شنیدم ، بدنم بلرزه درآمد - گفتم برادر ! شاید بد فهمیده - یا آنکه جمعه دوازدهم نباشد - یا زنان مسلمان دعوت ندارند - گفت بخدا قسم ست - دعوت دارند ، تماما خواهند آمد ! !

حقیر بمحض انکه این مطلب را شنیدم ، مثل انکه تمام دنیا بسرم خورد - گفتم خدایا ! مگر چه واقع شده ، و این چه دعوتے است که میخواهند ما مسلمانان را مفتضح و رسوا نمایند ؟ پس خدایا این زبان ماند - باز بخود گفتم - اے احمق جاے که تو در این جا هستي ، مثل دخمهٔ شاپور است - فهمیدي - در کوچه و بازار که معلوم !

اقاجان ! نمیدانم - چه شده ، و چه پیش آمده که مسلمانان بایں مخالفت اسلام سوز امیدوار فلاح و صلاح هستند ! و لو اینکه هیچ کدام انها روزه نباشد ، محض به حفظ ظاهر نروند ، یا اگر بروند در خوردن طعام تکلف و معذرت بخواهند ، البته پذیرفته میشد و بر احترام شان هم چندان بر افزوده مي شد - خداوند تعالی انشا الله این مسلمانان متمدن ، روشن خیال ، و تهذیب فرمایان را نیست و نابود فرماید !

شهداء کانپور اعلی الله مقامهم !

مکتوب مدراس

جناب جس سرگرمي اور رلولهٔ صادقانه سے قومي و ملي خدمت انجام دے رہے هیں ، ناممکن هے که قوم اس احسان عظیم کے صلہ سے عہد برآ هوسکے - میں بلا مبالغه عرض کرتا هوں که مسلمانان هند میں جو نئي اسپرٹ پیدا هوگئي هے ، وہ الهلال هي کي بدولت هے جو خدا کرے کرے که دیرپا اور زنده رهے - خدا سے دعا هے که آپ جیسے مجدد وقت کو ، جس نے اپني زندگي قومي ، مذهبي ، اور ملکی خدمات کے لیے وقف کر دي هے ، دیرگاہ زنده رکھے اور جن عظیم الشان فرایض کا برجهه انجایا گیا هے ، ان میں کامیابي عطا هو -

شہداء کانپور کے بے رحمانه و ظالمانه کشت و خون کا واقعه هر ایک مدراسي مسلمان کي زبان پر هے ، جس سے یہاں سخت جوش پھیلا هوا هے - چنانچه گذشته جمعه میں شہداے ملت کے لیے غائبانه نماز پڑهي گئي - اور صداے احتجاج بلند کرنے کیلیے جلسے منعقد هو رهے هیں - مدراس کے مسلمانوں کي طرف سے کسي بیرسٹر کو کانپور بهجوانے کي کا روائي بهي زیر انتظام هے - شہدا و پس ماندگان کي اعانت وغیرہ کے لئے اعانتي فنڈ کھولدیا گیا هے ، جناب مطمئن رهیں -

عزیز الدین محمد - از مدراس

ایک مسلمان خاتون کے قلم سے :

واقعه مسجد کانپور و تحریک اعانت مجروحین کانپور شائع شده الهلال نظر سے گذري - کیا عرض کروں که دل ناتوان پر اسکا کیسا اثر پڑا ؟ اور دل مضطرب بار بار کیا کہتا هے ؟ افسوس صد افسوس که میں زر و مال سے بالکل محروم هوں ، کیونکه ابهي ایک کمسن طالب العلم کي حیثیت رکھتي هوں -

لیکن اس دل بیقرار کو کیونکر سمجھاؤں ، جسکا اشاره یه هے که اور اگر کچھه نہیں هو سکتا تو اپنے اوپر تکلیف گوارا کر - ایک لقمه کم کھا مگر اپنے مصیبت زده بھائیوں کي مدد کر - قسم هے مجھے پاک پروردگار کي که میرے پاس اس وقت سواے اس رقم حقیر کے ، جسے میں آپکي خدمت میں ارسال کرتي هوں ، اور کچھه بهي نہیں - از راه نوازش اسے قبول فرما کر مجروحین کانپور کے فنڈ میں داخل فرما دیجیے - راقمه عاجزه " زاهده " از بهاگلپور

کون مسلمان هے جسکا دل کانپور کے دل هلا دینے والے حادثهٔ ملي سے نه دکھا هو ، اور پھر کون آنکھیں هیں جنھوں نے ان شہیدان ملت پر در آنسو نه بهائے هوں ؟

اے شہداء کانپور ! تم چل بسے ، تم اپنے عزیز و اقارب سے جدا هوگئے - تم دنیاے فاني سے بے تعلق هوگئے -

لیکن کیا تمهاري یاد بهي هم لوگوں کے دلوں سے محو هو جائیگي ؟ نہیں هرگز نہیں - تم ، جنھوں نے اپني عزیز جانیں اپنے عزیز مذهب پر قربان کردیں ، کبهي نه بهلائے جاؤگے - تمهارا نام همارے عزت کے

وانح عمري شیخ عبد القادر جیلاني (رض) عربي زبان میں لیف ابن حجر عسقلاني - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک اب قلمي نسخه سے چھاپي گئي - کاغذ ولایتي صفحه ۵۶ قیمت زر ۸ - آنه علاوه محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رهگئي هیں - ے پته - سپرنٹنڈنٹ - بیکر هوسٹل ڈاکخانه دهرمتله - کلکته -

ساتھہ لینگے ' اور تمہارا کام ہمارگوں کے لیے مایۂ فخر و اعزاز رہیگا - تمہاري پاک روحیں ہمارے مردہ دلوں میں زندگي پیدا کرتي ہیں -

یہ نہ سمجھو کہ تمہارے بچوں کو بھوک کي تکلیف ہوگي اور تمہاري قابل احترام بیبیاں رنج و مصیبت میں دن کاٹینگي - تمہارے بچونکي پرورش ہمارے سر آنکھوں پر اور انکي نگہداشت ہمارے فرائض دیني میں داخل - ہم بھیک مانگ مانگ کر تمہارے بچوں کو روٹي کھلائینگے - اور بھوکے رہ رہ کر انہیں آرام پہونچائینگے -

اسي غرض سے تمہارے ناچیز خادموں (ممبران دي مسلم فرنڈس) نے گھر گھر گدائي شروع کردي ہے اور تمہارے بھائیوں سے پیسہ پیسہ دھیلا دھیلا جمع کررہے ہیں - پہلي قسط مبلغ ۴۲ - روپیہ کي بھیجتا ہوں - للہ اس ناچیز ہدیہ کو قبول کرکے سرفرازي بخشو - اور یہ نہ سمجھو کہ ہم لوگ اور کچھہ نکرینگے - جبتک دم میں دم ہے - اس نیک کام سے غافل نہ رہینگے -

مہدي حسن - سکریٹري " مسلم فرنڈس " ہزاري باغ

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۱)

	دالي	آنہ	روپیہ
اڈیٹر الہلال	-	-	۱۰۰
مسلمانان غیور و اسلام پرست کوہ مسوري	-	-	۵۰۰
جناب نبي بخش صاحب ہیڈ کلرک پولیس ہوشیار پور	-	۸	۲
جناب سید محمد یوسف صاحب - بھوپال	-	-	۵
جناب مولوي محمد یاسین صاحب مہتمم مدرسہ بہار - پٹنہ	-	-	۱۰
ایک حضرت	-	-	۵
جناب حافظ خورشید محمد خانصاحب بھوپال	-	-	۱۰
جناب مولانا عبد اللہ صاحب - بریگیا مونگیر			
دوسرے بزرگ از بریگیا مونگیر معرفت			
جناب عبد المنان صاحب گیلانوي	-	-	۶
جناب علي حسن صاحب - بین - پٹنہ	-	-	۵
بي بي زاہدہ بیگم صاحبہ سکندرپور - بھاگلپور	-	-	۲
جناب احمد محي الدین حسین صاحب نظام آباد دکن	-	-	۶
ممبران مسلم فرنڈس ہزاري باغ	-	-	۴۲
میزان	-	۸	۶۹۳

انجمن نعمانیہ لاہور کا چھبیسواں سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاہور کا چھبیسواں سالانہ جلسہ اسکے اپنے مکان واقع قلعہ لچھمن سنگھ دروازہ مقابل تحصیل لاہور میں بتاریخ ۷ - ۸ - ۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع مطابق ۶ - ۷ - ۸ ذیقعد ۸ سنہ ۱۳۳۱ ھ بایام منگل - بدھہ - جمعرات ہونیوالا ہے جسمیں بفضلہ تعالی مشاہیر علما - مقررین - شعرا شریک ہوکر حاضرین کو اپنے وعظ فیض بیان سے مستفید فرمائینگے - برادران اسلام اس محض جلسہ دیني میں جسمیں کوئي دنیاوي شائبہ نہیں ہے شریک ہوکر ثواب دارین حاصل کریں - جو صاحب اپنا تحریري مضمون یا نظم بھیجنا چاہیں وہ قبل از اخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع ارسال فرماویں - اور جو صاحب شریک جلسہ ہوکر انجمن کي عزت افزائي فرمانا چاہیں وہ ۳۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع تک مطلع فرماویں *

هذا بصائر للناس ، و هدى و رحمة لقوم يوقنون !
(۴۵ : ۱۹)

البصائر

ایک ماہوار دیني و علمي مجلہ
جس کا
اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیاگیا تھا -

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصول -
خریداران الہلال کے : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کي وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ' تاریخ نبوة و صحابہ و تابعین کي ترویج ' آثار سلف کي تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدہ حدیثہ کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھي ہوگا - تاہم یہ امور ضمني ہونگے ' اور اصل سعي یہ ہوگي کہ رسالے کے ہر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگي ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر در بحث کي جائیگي - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کي تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کي تنزیل و ترتیب و اشاعت کي تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھي وہي موضوع رحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۃ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کرسکیں - و ما توفیقي الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

الاتحاد الاسلامی

یعني مسلمانان ہند کا ایک
بین الملی عربی مجلہ

جو
ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا
اور
جس کا مقصد رحید جامعۂ اسلامیہ ' احیاء لغۃ اسلامیہ '
اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات
و خیالات کي ترجمانی ہے -

الہلال کي تقطیع اور ضخامت
قیمت سالانہ مع محصول ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ
ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :
نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PICTG PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

الهلال

۸ شوال ۱۳۳۱ هجری

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

ساتویں اور آٹھویں صدی ھجری کے چند مجاھدین

گاھے گاھے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواھی داشتن گر داغھاے سینہ را

(۱)

اللہ اللہ !! مسلمانوں کے خصائص قومی میں کیسے کیسے تغیرات ھوگئے ؟

ایک زمانہ تھا جب مسلمان دنیا میں حکومت کیلیے پیدا ھوتا تھا - محکومی کیلیے نہیں - ھر مسلمان سپاھی اور ھر سپاھی پادشاہ تھا - وہ جدھر رخ کرتا تھا ' حکومت ھمیشہ اوسکے ھمرکاب ھوتی تھی - دنیا کے کسی گوشے سے ایک مسلمان اٹھتا اور جابرانہ سلطنتوں کو زیر و زبر کرکے عدل و ایمان کی ایک نئی حکومت قایم کردیتا - سنسان جنگلوں ' ویران جزیروں ' غیر آباد صحراؤں ' اور وحشی ملکوں میں سے اوسکا گذر ھوتا تھا ' لیکن تائید الہی کی فوج اسکے ساتھہ ھوتی تھی ' اور ھر خرابۂ و ویران اُسکی حرکت سے مسکون و پررونق ' آباد و متمدن ھوجاتا تھا !

خراسان میں تنہا ابومسلم اٹھتا ھے اور بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کرکے عباسی خاندان کو پیدا کردیتا ھے ! اکیلا عبدالرحمن عراق سے اندلس گیا اور صرف اپنی قوت شمشیر سے اس عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالدی ' جو تین سو برس تک عظمت و جبروت کے ساتھہ قایم رھی !

تنہا عبداللہ نے مغرب میں ' اور اوسکے جانشین نے مصر میں دولت فاطمیہ کی تاسیس کی - یکہ و تنہا محمد بن تومرت نے اندلس میں موحدین کی سلطنت قائم کردی - ھندوستان و ایران میں تیمور ' بابر ' نادر ' اور احمد کو دیکھو ' صرف اپنی تلوار کے زور سے حکومتوں کا فیصلہ کرتے تھے - تم مسلمانوں کی کسی ایک ملک کی تاریخ اٹھالو ' تم کو نظر آئیگا کہ ایک زمانہ تھا جبکہ دنیا ھر تیغ آزماے اسلام کا جوش و مسرت کے ساتھہ استقبال کرتی تھی ' اور اُس کا ھر گوشہ گویا اسی لیے آباد و معمور تھا کہ کسی فرزند اسلام کا اُس طرف گذر ھو اور اُسکے گوش انتظار کو اپنی صداے تکبیر سے مژدۂ ورود اسلام سنا دے !!

لیکن آہ ' یہ ایک قصۂ پارینہ ھے - وہ خاک جو کل بڑے بڑے شاھوں کو پیدا کرتی تھی ' آج سپاھیوں کو بھی پیدا نہیں کرسکتی - ھند و ترکستان ' ایران و مصر ' افریقہ و بربر ' جہاں کل تک صرف فاتح ھی پیدا ھوتے تھے ' اب مفتوحی و محکومی کے اس سے بھی محروم ھیں - ایک ترک باقی ھیں ' سو وہ بھی کشا کش حیات و موت میں گرفتار ! یہ تغیرات ھم سے پہلے سب پرگذرے ' اور اب ھم پر بھی گذر رھے ھیں ' پس آج کی مغرور قوموں کو کل کے نتیجہ سے بے خبر نہ رھنا چاھیے : وتلك الايام نداولها بين الناس -

عرب و حبش

برافریقہ کے جنوب میں ' بحر احمر کے ساحل پر ' بلاد یمن کے مقابل ' ملک حبش (ابی سینیا) واقع ھے - عرب سے اس ملک کے قریبی تعلقات ھیں - دونوں ملک آس پاس واقع ھیں - حسب تحقیقات جدیدہ ' ملک یمن اور حبش میں اتحاد نسل بھی ھے - حبشی زبان یمن کی قدیم حمیری زبان سے بالکل مشابہ ھے - دو بار اھل حبش نے یمن کو فتح کیا - ایک بار حجاز پر بھی حملہ کیا تھا لیکن ناکام واپس آئے -

صبح نبوۃ محمدیہ

نبوۃ محمدیہ کی صبح اتھی ' مکہ بھی ظلمت کفر میں مبتلا تھا - داعی توحید مشرکین مکہ کے ظلم و ستم اور جور و شقاوت کا نشانہ تھا ' اور موحدین اولین کی ضعیف و نحیف جماعت کیلیے " بلد امین " ستم پیشگان قریش کے ھاتھوں ایک ستم آباد اور ظلم کدہ بن گیا تھا -

مسلمانوں کیلیے یہ وقت کیسا صعب ' اور یہ حالت کیسی شدید تھی ؟ عرب کا ایک ایک گوشہ جو اذان توحید سے نا آشنا تھا ' اونکا دشمن ھو رھا تھا - مکہ اونکا وطن تھا سو وہ بھی اوسوقت مرکز جور و ستم اور عاصمۂ کفر و شرک بن گیا تھا - امن اور چین سے زندہ رھنے کی کوئی سبیل نہ تھی اور دشمنوں کے طرح طرح کے مظالم سے بالکل مجبور اور لاچار ھوگئے تھے -

اولین تعلقات حبش و اسلام

عرب سے متصل مصر ' شام ' اور عراق موجود تھا ' لیکن قدرت الہی نے اس مظلوم و ضعیف گروہ کی حمایت و امان بخشی کا شرف ایک دوسرے ھی ملک کیلیے مخصوص کردیا تھا - یعنی ارض اسود حبش ' جسکے بادشاہ کا لقب نجاشی (Nagus) تھا -

مسلمانوں کے دو مختصر قافلے چپ چاپ مکہ سے نکلکر کشتیوں کے ذریعہ ملک حبش پہونچ گئے - ان ستم رسیدہ مہمانوں کا نجاشی نے نہایت تپاک سے استقبال کیا ' اور اس تحفۂ توحید کو ' جو وہ مکہ سے بادشاہ کیلیے لائے تھے ' جوش و عقیدت کے ساتھہ دل میں جگہ دی -

مشرکین مکہ کو جب یہ حالات معلوم ھوے تو جوش عداوت سے بے قرار ھوگئے - معززین قریش کا ایک وفد گراں بہا تحائف کے ساتھہ بادشاہ حبش کے دربار میں حاضر ھوا کہ ان پناہ گزیں مسلمانوں کو قریش کے سپرد کردیا جائے ' لیکن بادشاہ اس سے پہلے خود اپنے آپ کو اسلام کے سپرد کرچکا تھا - ناچار وفد خاسر و خجل اور محروم و نامراد واپس آیا -

اولین قیام حبش اور واپسی

مسلمان ایک مدت تک نہایت آزادی و اطمینان کے ساتھہ حبش میں آباد رھے - آنحضرت نے جب مدینہ میں ھجرت فرمائی اور وھاں بزور اسلام میں شہنشاھانہ قوت پیدا ھوئی ' تو پناہ گزیدان حبش کا آخری قافلہ سنہ ۷ - ھ - میں فتح خیبر کے موقع پر مدینہ واپس آگیا -

نجاشي جب تک زنده رها ارسکے تعلقات آنحضرت سے نهایت عقیدتمندانه رهے - وه مسلمانوں کي همیشه امداد کرتا رها - ام المومنین ام حبیبه حبش میں بیوه هوگئي تهیں ' اور وهیں باالوکالة آنحضرت کے نکاح میں آئي تهیں - آنحضرت کي طرف سے ۴۰۰ دینار انکے مهر کي رقم خود نجاشي نے ادا کي !

جزاء احسان

مسلمان ان احسانات کا معارضه وفاداري اور حسن اطاعت کے ساتهه کرتے رهے - اثناے قیام حبش میں جب ایک باغي نجاشي کے مقابله میں هنگامه آرا هوا ' تو مسلمانوں نے بادشاه کیلیے فتح کي دعائیں مانگیں - آنحضرت کے عم زاد بهائي حضرة (زبیر) جو عشرهٔ مبشره میں داخل هیں ' اسي غرض سے گهوڑے پر دریا کو عبور کرکے میدان میں گئے ' تاکه معلوم هو که بادشاه کو همدرد کي امداد کي احتیاج تو نهیں هے ؟ نجاشي نے جب وفات پائي تو آنحضرت (صلعم) نے ارسکے جنازه کي غائبانه نماز پڑهي -

اس نجاشي کا جانشین مسلمانوں کیلیے بهتر نه تها - ارسکے عهد میں مسلمان حبش سے نکل آئے - سنه ۹ ه - میں جدة کے سامنے حبشه کي فوج ظاهر هوئي تو آنحضرت (صلعم) نے ارادهٔ جنگ کي جگه ۳۰۰ - مسلمانوں کي ایک جمعیت تحقیق حال کیلیے بهیجي ' جو صلح و امن کے ساتهه واپس آئي -

ایک تیغ زن اور زور آور قوم کیلیے کسي ملک پر حمله کرنے کیلیے یه کافي وجوه هیں که ارسنے ارس کے افراد کو تکلیف دي اور ارسکے ملک کي طرف فوجي پیش قدمي کي - لیکن ارس رحم مجسم نے ' جسنے فتح مکه کے دن یه کهکر اپنے شقي القلب دشمنوں کو چهوڑ دیا تها که :

اقول لکم کما قال یوسف — یوسف نے جسطرح اپنے دشمن بهائیوں
" لا تثریب علیکم الیوم " — سے کها تها میں بهي کهتا هوں که " آجکے
دن میري جانب سے تم پر کوئي ملامت نهیں "

نجاشي ارل کے احسانات کو یاد کیا ' اور اپنے پیروؤں کو حکم دیا :

سالموا الحبشة ما سالمتکم — " اهل حبش جب تک تم سے مصالحت
رکهیں ' تم بهي اون سے مصالحت رکهو "

مسلمانوں نے ایک عالم کو تهه وبالا کیا - افریقه کو مصر سے مراکش تک پامال کردیا اور صحراے افریقه کے ایک ایک گوشه میں نئي نئي حکومتیں قائم کردیں ' لیکن اپنے وطن کے پاس کا ایک ملک ' جو قوت و استیلاء میں بهت هي کم درجه تها ' جو مذهباً عیسائي تها ' جو تمدن و تهذیب سے محروم تها ' جو متعدد بار قبل اسلام اور ایک بار بعد اسلام ارنکے وطن پر حمله آور هوچکا تها ' ارنکے عالمگیر سیل فتوحات کي موجوں سے کیونکر محفوظ رها ؟ هاں ' اسلیے که درمیان میں ایک دیوار روئیں حائل تهي - اور وه انکے خداے قدوس کا حکم تها که :

هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمن) — نیکي کا معارضه نیکي کے سوا
آور کیا هے ؟

حبش کے ایک بادشاه نے مسلمانوں کي ایک چهوٹي سي جماعت کو ساٹهه برس تک پناه دي ' مسلمانوں نے اس نیکي کا یه معارضه ادا کیا که آٹهه سو برس تک ارسکي ایک انگلي کو بهي اپني ملک گیري کے سنگ گراں سے ٹهیس نه لگنے دي ' جس سے تمام عالم ٹهوکر کها کها کر گر رها تها !

اس ایک واقعه هي سے اقوام عالم کو معلوم هوجانا چاهیے که مسلمانوں کي قوم نیکي کو نهیں بهولتي - وه سات برس کي نیکي کا سات سو برس کي نیکي سے معارضه ادا کرتي هے - آج بهي هماری حکومتوں نے دنیا کے هر حصے میں همارے ان قومي خصائل (نیشنل کیرکٹر) کا تجربه کرلیا هے - پهر آیندہ کیلیے بهي کوئي جو مسلمانوں کي اس خصوصیت ملي کا ایک بار اور تجربه کرلے

ملک حبش

آٹهویں صدي هجري میں حبش کا ملک ۱۲ - صوبوں منقسم تها - سمحرت ' تکرور ' صخرا ' اشاره ' دامورت ' لامغاں ' سهذ زنج ' عدل الامراء ' حماسا ' باریا ' زیلع -

پهلا صوبه زمانه قدیم میں مقام حکومت تها جسکا نام پهلے اخشد اور نهر فرتا بهي تها - لیکن آٹهویں صدي میں دارالحکومت امد قرار پایا جو مرعدي کے نام سے بهي موسوم هے - آخري صوبه زیلع هے ' ساحل بحر احمر کے پاس یمن کے مقابل واقع هے ا اسلیے وهاں عربوں کي کثیر آبادي موجود هے - عربي نام اس م کا " طراز اسلامي " هے -

ان ۱۲ - صوبوں میں سے هر صوبے میں بادشاه کی طرف ی ایک نائب تها جو اپنے صوبے کا بادشاه هوتا تها ' اور خود شاه اعظ کا لقب " حطي " تها ' جسکے معني سلطان کے هیں -

مذهب

ایک قدیم زمانے سے جسکي مدت چوتهي صدي بتائي جاتي هے ' رومیوں کے عهد حکومت میں مصر کے ذریعه اس ملک میں نصرانیت داخل هوئي - یعقوبي فرقه (Jacobite) جو اسکندریه میں پیدا هوا تها اور جس کا مرکز عهد اسلام میں بهي اسکندریه تها ' تمام حبش میں آباد تها - عهد اسلام میں بهی حبش کا بشپ اسکندریه هی کے بطریق کے انتخاب سے مقرر هوتا تها -

جب کسي نئے بشپ کے تقرر کي ضرورت هوتي تهي تو " حطي " والي مصر کے پاس تحائف و هدایا کے ساتهه اسکي ایک درخواست بهیجتا تها - والي ' اسکندریه کے بطریق کو اسکي اجازت دیتا تها - وه ایک بشپ کا انتخاب کرکے آئے حبش روانه کردیتا -

همارے مضمون کو سانویں اور آٹهویں صدي سے تعلق هے - اس زمانه میں بهي حبش ایک نهایت هي جاهل اور وحشي ملک تها - مسلمان سیاحوں کا بیان هے که اونهوں نے خواص تک کو کچا گوشت نوچ نوچ کر کهاتے دیکها هے ! کپڑا سیکر پهننا نهیں جانتے تهے ' صرف ایک تهبند باندهلیتے اور ایک چادر اوپر سے اوڑه لیتے !

حکومت

وحشیانه اور غیر منظم حکومت وهاں قدیم سے قائم تهي - نه کاغذات کے دفتر تهے نه فوج و عدالت اور مال کے صیغے - تحصیل خراج کا کوئي طریقه انهیں معلوم هي نه تها - لڑائي کے وقت ادهر اودهر سے لوگ جمع هوجاتے تهے ' جنکے هاتهوں میں پرانے طرز کے هتیار هوتے تهے - فوج کے مقتولین کي تعداد معلوم کرنے کا ایک عجیب مضحک طریقه تها - کوچ سے پهلے هر سپاهي ایک پتهر اٹهاکر ایک جگه رکهدیتا تها - جنگ سے واپسي کے بعد هر سپاهي اپنے اپنے پتهر اٹهاکر دوسري جگه رکهدیتے - آخر میں جتنے پتهر پڑے رهتے اور اونکا کوئي اٹهانے والا نهوتا ' اوسیقدر مقتولین کي تعداد فرض کرلي جاتي تهي !!

اصلاح

اٹھویں صدي کے اواخر میں یکے بعد دیگرے چند افسر جو فنون جنگ کے ماہر تھے' مصر سے بھاگ کر حبشہ کیطرف نکل آئے - وہاں پہونچکر وہ "حطي" کے درباریوں میں داخل ہوگئے - اونہوں نے ایک فوج مرتب کي ' اور اوسکو تیراندازي ' نیزہ بازي ' تیغ زني ' اور شہسواري کے فنوں سکھائے - اسکے بعد مصر کا ایک اور افسر فخر الدولہ نامي حبش آیا - اُسنے حکومت کے دفاتر اور صیغے ترتیب دیے -

اس تنظیم و ترتیب سے ملک میں ترقي و سرسبزي کے آثار ظاہر ہونے لگے - پادشاہ جو پہلے معمولي کپڑوں میں دربار کیا کرتا تھا ' اب ساز و سامان اور تزک و احتشام کے ساتھہ مرکب و جلوس میں نکلنے لگا !

مسلمانوں پر مظالم

حبش پر مسلمانوں کے ان متواتر احسانات کا نتیجۂ معکوس یہ نکلا کہ اسحاق بن داؤد جو اس زمانے میں حبش کا بادشاہ تھا مسلمانوں کا سخت دشمن ہوگیا - اوسکے ملک میں جسقدر مسلمان آباد تھے' اونکو طرح طرح کي تکلیفیں پہونچائیں - بے شمار مسلمان مقتول ہوئے' ہزاروں غلام بنا کر فروخت کردیے گیے - اس سے بھي اوسکا دل ٹھنڈا نہوا تو شاہان یورپ کو اوسنے جنگ صلیبي کي دعوت دي ' اور اس مقصد مشئوم کے انجام و اہتمام کیلیے ' حدود بلاد اسلامیہ کي طرف فوجي اقدام شروع کردیا ' لیکن اللہ نے اُسے مہلت نہ دي اور عین اس وقت کہ حدود اسلامي کي طرف بڑھرہا تھا ' فرشتۂ موت کا ہاتھہ اوسکي طرف بڑھگیا !

فوقي اللہ المسلمین شر ذالک -

زیلع کي ریاسۃ اسلامیہ

قریش کا ایک خاندان حجاز سے آکر ایک مدت سے "زیلع" کے شہر "ارفات" میں متوطن ہوگیا تھا - اپنے صلاح و تقوي کي وجہ سے اوسنے مسلمانوں میں شہرت و نیک نامي بہت جلد حاصل کرلي جسکے بعد حسب آئین اسلام اوسکو حق ریاست دیني حاصل ہوگیا تھا - جس بزرگ خاندان کے عہد میں یہ ریاست دیني ' ریاست سیاسي سے متبدل ہوي ' اوسکا نام "عمر معروف بہ شمع" تھا -

چونکہ اس صوبہ کا کثیر حصہ مسلمان تھا اسلیے ضرورت تھي کہ مسلمانوں کے مذاق و احتیاج کے مطابق اس صوبے کي حکومت ہو - اس بنا پر شاہ حبش سابق نے عمر شمع کو "ارفات" و اطراف ارفات کا گورنر مقرر کیا -

عمر شمع نے ایک زمانہ تک نہایت نیکنامي و ہر دلعزیزي کے ساتھہ گورنر رہکر اپنا زمانۂ امامت ختم کیا -

عمر شمع کي وفات کے بعد اونکے چار پانچ لڑکوں نے وراثتاً اس ملک پر قبضہ کیا اور "حطي" کي حکومت نے بھي اسکي تصدیق کردي - ان میں سے ایک کا نام حق الدین اور ایک کا نام صبر الدین محمد تھا ' جو ساتویں صدي کے اواخر میں ارفات پر قابض ہوا -

صبر الدین کے بعد اوسکا بیٹا علي بن صبر الدین امیر شہر منتخب ہوا - علي نہایت بلند حوصلہ اور دانشمند تھا - اوسنے بہت جلد "حطي" کي حکومت بالا سے آزادي اور اپني خود مختاري کا اعلان کردیا - گاؤں اور صحرا کي وحشي آبادي نے جو ایک مدت سے "حطی" کي زیر حکومت تھي ' "علي" کا ساتھہ ندیا اور بالاخر "حطي" نے علي کو جرم اعلان خود مختاري میں امارت سے معزول کر کے اوسکے بھتیجے احمد معروف بہ ارعد کو اوسکا جانشین مقرر کیا ' اور علي کو قید کر کے اپنے ساتھہ لے گیا -

علي آٹھہ برس قید میں پڑا رہا ' لیکن اسکے بعد قصور معاف کیا گیا ' اوفات کي ریاست پر دوبارہ حاکم مقرر ہوا - اور احمد اخرب ارعد کو دار الحکومت میں بلا لیا -

احمد خرب ارعد یہاں مدت تک مقیم رہا - یہاں اوسکے تین لڑکے پیدا ہوے جن میں سے ایک کا نام "سعد الدین محمد" تھا - کچھہ دنوں کے بعد "حطي" نے احمد خرب ارعد کو "علي" کے پاس بھیجدیا - یہاں باپ کي ریاست میں کسي پرگنہ کا افسر مقرر کردیا گیا اور آخر اسي خدمت پر ایک لڑائي میں مارا گیا -

احمد خرب ارعد کے بعد اس پرگنہ کي افسري پر اوسکے بھائي ابوبکر بن علي کا تقرر ہوا - احمد خرب ارعد کا ایک بیٹا جسکا نام "حق الدین" تھا ' اپنے دادا علی کے پاس تھا - امور سیاست سے کنارہ کش ہوکر وہ کسب علم میں مصروف ہوگیا -

علي اسکو نہایت حقارت سے دیکھتا تھا اور ہمیشہ اسکو ذلیل حالت میں رکھتا تھا - اسکے چچا "ملا اصفح بن علي" کو بھي حق الدین سے سخت عداوت تھي - اسلیے علي نے حق الدین کي تحقیر و تذلیل کا ایک نیا سامان فراہم کیا ' یعني اسکو ایک پرگنہ کے حاکم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ گاؤں کے ذلیل اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر اسکو لگا دیا جاے -

حسن تقدیر سے یہي سامان تحقیر عزت و شان کا نشان ہوکر چمکا - حق الدین نے اس حقیر فرض کو اس خوبي سے ادا کیا کہ رعایا میں اوسے ایک عجیب و غریب ہر دلعزیزي حاصل ہوگئي اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا نے پرگنہ کے حاکم کو معزول کرکے حق الدین کو اپنا امیر تسلیم کرلیا ' اور حق الدین نے اس دانشمندي اور عدل و انصاف کے ساتھہ اپني چھوٹي سي حکومت کا انتظام کیا کہ ایک قلیل مدت میں ایک بڑي فوج کي سپہ سالاري کے لائق ہوگیا !!

ملا اصفح کو حق الدین کي یہ گستاخي برداشت نہوسکي - اوسنے "حطي" کو حق الدین کي قوت کي اطلاع دي - "حطي" نے تیس ہزار فوج حق الدین کي تادیب کیلیے ملا اصفح کے پاس بھیجي - حق الدین نے اپني مختصر جمعیت کے ساتھہ ' جسمیں سے ہر شخص حق الدین کا عاشق تھا ' شاہي فوج کا مقابلہ کیا ' اور شکست دي - شکست خوردہ فوج نے دار الحکومت کا رخ کیا - حق الدین نے دار الحکومت تک تعاقب کیا اور بالاخر ملا اصفح مارا گیا -

اس مہم کي کامیابي کے بعد اوسنے ارفات کي طرف مراجعت کي جو زیلع پایہ تخت اور اوسکے خاندان کا مستقر تھا - اوسکا دادا علي زندہ تھا - اپنے بیٹے ملا اصفح کے مرنے کا اوسکو نہایت سخت صدمہ تھا - حق الدین سے اوسکي نفرت اور زیادہ بڑھگئي ' لیکن وہ اپنے دادا کے ساتھہ بکمال عزت و احترام پیش آیا اور ارفات کي حکومت پر جسکا وہ گویا مستحق تھا ' بدستور باقي رکھا -

حق الدین اب پورے صوبہ کا مالک تھا - اُسنے ارفات کي جگہ (جو اوسکے لیے ایک مرکز آفات تھا) وصل کے نام سے ایک دوسرے شہر کي بنیاد ڈالي اور اوسکو اپنا مستقر حکومت قرار دیا - وصل کے آگے ارفات سرسبز نہو سکا اور آخر ارفات کے تمام باشندے یہیں آکر آباد ہوگئے -

اعلان جنگ

"حطی" جو اپني شکست سے نادم تھا ' اوسنے متعدد بار حق الدین سے اخذ انتظام کي کوشش کي ' لیکن بیکار گئي کیونکہ

حق الدین سے اب جنگ' قسمت سے جنگ تھي - آخر کار حق الدین نے اپني آزادي و خود مختاري کا اعلان کر دیا ' جسکو حطی سیف ارعد اپني موت تک نہایت تلخي سے سنتا رہا -

سیف ارعد کے بعد اوسکا بیٹا داود بن سیف تخت نشین ہوا - اس عہد میں حق الدین اطمینان سے حکومت نکر سکا - ۹ - برس کي حکومت میں شاہ امحرہ یعني " حطی " کے مقابلہ میں اوسکو بیس سے زیادہ معرکے پیش آئے ' اور بالاخر آخري معرکہ (سنہ ۷۷۹) میں جاں بحق تسلیم ہوا -

حق الدین کے بعد اوسکا بھائي سعد الدین ابوالبرکات محمد جانشین ہوا - سعد الدین' حق الدین کیطرح شجاع و بہادر تھا' لیکن حق الدین کیطرح سریع الغضب اور مستعجل العمل نہ تھا - نہایت آسانی و تدبیر کے ساتھہ امور سیاسیہ کو انجام دیتا تھا - اس طرز سیاست نے حق الدین سے زیادہ اوسکو کامیاب بنا دیا - رعایا نے فوج میں داخل ہوکر فوج کي تعداد بہت بڑھا دي - لڑائیاں اکثر پیش آئیں' مگر سپاہ نے ہمیشہ ہمرکابي کي' اور حکومت کا رقبہ روز بروز زیادہ وسیع ہوتا گیا -

کثرت اعداد سپاہ کے بعد بھي سعد الدین امتحان شجاعت سے باز نہ آیا - ایک بار ۷۲ - سواروں کو لیکر حطي کي فوج پر ٹوٹ پڑا ہزاروں کے حملہ میں ۷۲ - سپاہي کب تک کام دے سکتے تھے؟ گرفتار ہو گیا ' لیکن فوراً ہي ایک مسلمان سپاہي نے بڑھکر اوسے حبشي فوج کے ہاتھہ سے نجات دلائي -

اسکے بعد سعد الدین نے اپني مفتشر جمعیت کو مجتمع کیا ' اور اس زور سے حملہ آور ہوا کہ حطي کي فوج کے پاؤں اکھڑ گئے - مال غنیمت کا وافر حصہ ہاتھہ آیا - چالیس ہزار گانیں صرف حصۂ سلطانی میں آئي تھیں !!

سلطان سعد الدین ' جسنے میدان میں رہا اپني شجاعت و بہادري کا ثبوت دیا تھا ' آؤ دیکھیں کہ اپني پرالیرت زندگي میں کتنا بہادر ہے ؟

فتح کے بعد سلطان نے اپنا تمام حصہ فقرا و مساکین اور اہل حاجت میں تقسیم کردیا اور اتنا بھي اوسکے پاس نہ رہا جس سے اوسکے کھانے کا سامان ہوسکے - آخر سلطان کي ایک بیوي نے اپنے مطبخ سے کھانا بھیجا !!

سیل بن عنان سلطان کا داماد تھا - جسکي ملکیت میں بارہ ہزار گانیں تھیں - سلطان نے زکواۃ کا حکم دیا لیکن اوسنے تعمیل نہ کي - سلطان اُس سے علانیہ ناراض ہوگیا - یہاں تک کہ سلطان کیطرف سے خود قدرت الہي نے اوس سے انتقام لیا اور وہ مع اپنے تمام سامان و دولت کے دشمنوں کے ہاتھہ گرفتار ہوگیا : فسبحان من هو شدید العقاب !

الباقي یاتي

الهلال کی ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود هفته وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

چگونہ رسد لشکرے را گریز ؟

دھاے سیاست

رومانیا کا ابتدائي سکوت اور انتہائي حملہ

۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں منچسٹر گارڈین لکھتا ہے

فرنیک فرٹر زٹینگ (Frankfurter Zeitung) میں اس عنوان پر بحث کي گئي ہے کہ رومانیا نے جنگ بلقان میں ابتدا کیوں حصہ نہیں لیا ؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ رومانیا کو بلغاریا کے طرف سے یقین دلایا گیا کہ اس جنگ سے ملک گیري مقصود نہیں ہے - حقیقت میں یہ ایک دلچسپ مضمون کا موضوع ہے - اس مضمون کا گمنام کاتب ایڈیٹر ریل فٹ فرٹ میں ایک ایسے شخص کي حیثیت سے روشناس کیا گیا ہے ' جسکے معاملات بلقان کے متعلق دقیق و عمیق معلومات ' نہایت اعزاز کے ساتھہ سنے جانے کا مستحق قرار دیتے ہیں - بقول اس مضمون نگار کے ' رومانیا نے گذشتہ موسم خزاں میں اسلیے کرلي کارروائي نہیں کي کہ وہ تیار نہ تھي - یکم اکتوبر کو اسکے پاس ڈھائي لاکھہ پیادوں کي رائفلیں تھیں - یہ ایک ایسي تعداد ہے جو پانچ آرمی کورکو جنگي حالت پر لانے کے لیے کافي تھي - تاہم اگر وہ مداخلت کرنے والي تھي تو اسے ۶ - لاکھہ آدمي فراہم کرنے تھے - اسي لیے آسٹریا کے کارخانہ اسلحہ سازي کو ایک لاکھہ مینلیچر ۴۰ - ہزار قرابین اور اسي قدر ریوالورون کي فرمایش فوراً بھیجدیگئي - یہ اسلحہ ماہوار دوہزار سے سے تین ہزار تک ' اور کل اگست سنہ ۱۳ ع تک دیے جانے والے تھے - اس سال کے آغاز میں سلسٹیریا کي بابت بلغاریا اور رومانیا کے تعلقات اسقدر کشیدہ ہوگئے کہ یہ مقدار بھي ناکافي معلوم ہوئي اسلیے آسٹریا کے محکمہ جنگ کو ترغیب دیگئي کہ ۷۰ ہزار پیادوں کي رائفلیں جو بالکل متروک طرز کي ہیں مع ضروري سامان جنگ کے رومانیا کے ہاتھہ فروخت کرڈالے اور ان تمام چیزوں کو ۱۰ - دن کے اندر دیدے - آسٹریا کي یہ کارروائي مشکل سے اسکي ناطرفداري اور بلغاریا کي خیراندیشي کے (جسکا دعوی کیا گیا تھا) موافق تھي - یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہي ۷۰ ہزار رائفلیں تھیں جس نے بلغاریا کو پیٹرسبرگ کے اتفاق (ایگریمنٹ) سے متفق ہونے کي ترغیب دي تھي - ہمارا مضمون نگار کہتا ہے کہ اسي زمانے میں رومانی حکومت نے ۱۱۹ - نوردین فلیڈ مشین قسم کي توپوں کي - ۱۹۰ - صحرائي توپوں کي ' بیس باٹریوں کے ہلکي هارٹز کي توپوں کي' اور دس باٹریوں اور پہاڑي توپوں کي ' جرمني کے مختلف کارخانوں کو اور علی الخصوص توپوں کے سامان کي کثیر مقدار کے لیے کروپ کے کارخانے کو آرڈر دیدیا تھا -

ان تمام آرڈروں کي قیمت ۸۰ - لاکھہ ہوتي ہے جو ایران (چیمبر) کے منظور کرلي - اسکے علاوہ اس نے مارکوني کمپني سے برلن میں کہ بالي مقارہ روشني (سرچ لائٹ) اور ۱۶ - لاسلکي ایٹشن حاصل کیے - وہ ان چار تباہ کن جہازوں کي خریداري کے لیے بیچین تھي ' جو انگلستان میں طیار ہو رہے تھے مگر حکومت برطانیہ نے اس پر اعتراض کیا اس لیے اس نے لیپلس (Naples) کے پیرسن کے کارخانے میں ۱۱ - لاکھہ ۲۰ - ہزار کے چار تباہ کن جہازوں کا آرڈر دیا یہ مضمون نگار آخر میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ رومانی فوج فني اور اخلاقي دونوں نقطہ ہاے نظر سے اس حالت سے بہت دور ہے جو اسکے لیے فرض کي جا رہي ہے - یقیناً جنگ کے لیے کوئي جوش نہیں - تشکیل اور ساز و سامان دونوں میں بہت سي ایسي چیزیں چھوٹي ہوئي ہیں جنکے وجود کي خواہش کي جا سکتي ہے -

مقالات

وثائق و حقائق

خیز و در کاسۂ زراب طربناک انداز !

احیاء امة المانیة[1] کي صد سالہ یادگار

جرمنی کا جشن ترقی اور عالم اسلامی کا ماتم تنزل !

تلك القری ، نقص علیك من انبائها (۷ : ۵۹)

یہ بستیاں ہیں ، جنکے حالات عبرت و موعظت کیلیے ہم تم کو سناتے ہیں !

سنہ ۱۹۱۳ - کے مصائب نے دنیاے اسلام پر قیامت ڈھا رکھي ہے -

لیکن آفتاب کي حدت جب انتہا کو پہونچ جاتي ہے تو زوال شروع ہوجاتا ہے ، حرارت ٹھنڈي پڑنے لگتي ہے ، دھوپ کے استبداد پر سایۂ رحمت غالب آجاتا ہے ، گرمي کو مجبور ہوکر اپنے سرگرم تشددات شخصیہ کي اصلاح کرني پڑتي ہے ، مظالم برودت جس سے دوپہر تک سرد مہري کا برتاؤ تھا ، دن کي حکومت میں اب وہ بھي شریک کرلي جاتي ہے ، اور بالاخر اُس کي مستقل مزاجي شام ہوتے ہوتے سورج کي ٹھنڈي گرمیوں کا خاتمہ کردیتي ہے !

اگر یہ سچ ہے تو یہ بھي تسلیم کرنا چاہیے کہ کمال ضعف و تنزل کي تہہ میں زوال قوۃ و ظلم کي حقیقت مضمر ہے ، اور اگر زندگي کے دن باقي ہوں ، اور اگر ہم اپني حالت کو بدلنا چاہیں تو اسي عہد ظلم و ستم کو دور امن و راحت کا فاتحہ الباب بھي بنا سکتے ہیں - انہیں بربادیوں کي چوٹیوں پر ابدان ترقي و آزادي بھي تعمیر ہوسکتا ہے -

آج سنہ ۱۹۱۳ع میں جو حالت ممالک اسلامیہ کي ہے ، سنہ ۱۸۱۳ع میں یہي حالت جرمني کي تھي - سنہ ۱۸۰۷ع کے معاہدہ نے اس ملک کي عزت و عظمت خاک میں ملا دي تھي ، فرانس نے اس کو تباہ کر رکھا تھا ، اسباب ترقي بیکار پڑے تھے ، قوم پر غفلت و جمود طاري تھا ، شریفانہ زندگي بسر کرنے کي حس باطل ہوچلي تھي ، اور پورا ملک ایک بستر خواب غفلت تھا -

یہ تباہیاں ہنوز منتہا کو پہونچنے والي ہي تھیں کہ یکایک قوم بیدار ہوگئي ، اشتداد مرض نے بیمار کو علاج پر آمادہ کردیا ، مجلس " حمیت المانیہ " قائم کي گئي ، اور اُس نے فقیہ (عمارہ) یمني کي زبان میں فیصلہ کیا کہ :

العلم اول محتاج الي العلم
علم سب سے زیادہ علم جنگ کا حاجتمند ہے
و شفرة السیف تستغني عن القلم
اور تلوار کي دھار انسان کو قلم سے بے نیاز کردیتي ہے

پورے پچاس برس بھي گذرنے نہ پائے تھے کہ جتنے لوازم تھے سب مکمل ہوگئے - جرمني کي نئي ابھري ہوئي قوتیں جوش طاقت سے مضطرب ہوہوکر جنگ کے لیے اُٹھنے لگیں - بالاخر انتقام نے حب قومیت کے ساتھہ مل کر فرانس کو شکست دي - اُنہیں فرانسیسیوں کے دارالحکومۃ (پیرس) کو گھیر لیا ، جنہوں نے کبھي برلن کو گھیر رکھا تھا ، اور جن کي فتوحات نے پروشیوں کي قومي عظمت تک کو فرنچ کو رنمنت کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا !!

نصف صدي تو یوں بسر ہوئي ، دوسري نصف کا سرآغاز یہ تھا :

(۱) نصف اول میں قوم نے جو مادي طاقت محکم کي تھي اُس کو محفوظ رکھنے کے ذرایع بہم پہونچائے گئے -

(۲) علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقي کرکے ، اس علمي پیشرفت سے قومیت کي بنیاد استوار کي -

(۳) نئے نئے اکتشاف و اختراع سے اپني قوت بڑھائي -

(۴) تجارت و صناعت کو اس درجہ ترقي دي کہ سارا ملک دولت مند ہوگیا -

(۵) تکثیر آبادي ، توسیع مقبوضات ، اشاعت علم ، نشر تعلیم ، تجارت گاہوں کي تاسیس ، اور مختلف ممالک میں جرمن بستیوں کے بسانے کے کام میں قوم اپني حکومت کا ہاتھ بٹاتي رہي - وقت کا ایک لمحہ بھي ضائع نہونے دیا - ہر فرد ملت کو قومي ترقي کي تدبیروں پر عمل کرنے میں نہایت سرگرمي کے ساتھہ انہماک رہا -

تمام یورپ سے جرمني کا حریفانہ مقابلہ تھا - ہر لحظہ یہي استغراق تھا کہ مواد ثروت کیوں کر بڑھیں ؟ اور ان موارد کي حفاظت کے لیے قوم کي جنگي طاقت کس طرح اس حد تک پہونچا دي جائے کہ جرمني کي فاتحانہ عظمت کو کوئي ٹھیس نہ لگنے پائے ؟ ملک بھر میں کوئي شخص ایسا نہ تھا جو ان اغراض کي تکمیل کے لیے مزدوروں کي طرح دن رات کام میں لگا نہ رہتا ہو -

کوششیں کبھي رائگاں نہیں جاتیں - ضرورت صرف اخلاص و استقامت کي ہے - سعي و تدبیر کا جو سلسلہ شروع ہو وہ مسلسل رہے ، اُس کي بنیاد صداقت پر ہو ، اور اُس میں زحمتیں پیش آنے سے انسان گھبرا نہ اُٹھے - مقدمات مرتب ہونگے تو نتائج لامحالہ ظہور پذیر ہونگے -

جرمن قوم کے سلسلۂ مساعي کا نتیجہ آج تم خود دیکھہ رہے ہو - سو برس قبل کي وہي کمزور جرمني اس وقت دنیا بھر میں اول درجہ کي طاقت مانی جاتي ہے - تدبیر منزل ، سیاست مدن ، آداب و اخلاق ، نظام معاشرت ، فوج و لشکر ، بحریہ و حربیہ ، علم و ادب ، فنون جمیلہ ، صناعت و تجارت ، غرض کہ ملکي و قومي ترقي کي ہر شاخ اپنے قبضہ میں کرلي ہے - روے زمین کے سلاطین اُس کي مداخلت سے خائف ہیں ، سمندر میں اُس کا تفوق خطرناک ہوتا جاتا ہے ، طیارات (ہوائي جہازوں) نے کرۂ ہوا کو اُس کے قبضہ میں کردیا ہے ، اور جو بیمار کل بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑ رہا

(۱) جرمني کو عربي میں " المان " کہتے ہیں - " امة المانیه " یعني جرمن قوم -

تھا ' آج قوموں کا ایک عفریت مہیب ہے ! و تعز من تشاء و تذل من تشاء ' بیدک الخیر ' انک علی کل شی قدیر ! (۳ : ۲۶)

سنہ ۱۸۱۳ ع کا زمانہ جرمن قوم کی حس بیداری کا اولین زمانہ تھا - یہی سال تھا ' جب اول اول ملک میں تحریک زندگی پیدا ہوئی تھی - اس بات کو اس وقت سو برس ہو چکے - اہل جرمنی آجکل اس فکر میں ہیں کہ اس سال (۱۹۱۳ میں) اپنے مبدء حیاۃ (۱۸۱۳ ع) کی یادگار منانی چاہیے ' چنانچہ اس جشن ملی کی طیاریاں بھی نہایت زور شور سے شروع کر دی گئی ہیں -

آہ ' جبکہ دنیا کی قومیں اپنی زندگی کی شادمانیوں میں مصروف ہیں ' تو ہمیں اپنی عظمت مرحوم کے ماتم سے فرصت نہیں - جبکہ ملکوں اور قوموں کی ترقیات و عروج کی یاد گاریں منائی جا رہی ہیں ' تو ہمارے سامنے اپنی بربادیوں کی فہرست دھری ہے ' اور حیران ہیں کہ ماتم و فغاں کیلیے اپنے کس زخم کو تازہ کریں ؟

اوروں کو گر کر ابھرنے کی خوشی ہے ' مگر ہمارے لیے بام عروج سے خاک مذلت پر گرنے کی دائمی حسرت ہے - اوروں کے حصے میں اگر بہار کی نغمہ سنجیاں آئی ہیں تو کیا مضائقہ ؟ خزاں کے ماتم سے ہمیں بھی فرصت نہیں :

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

وما ظلمھم اللہ ' ولکن کانوا انفسھم یظلمون !

اگر اس جشن عیش و نشاط میں نامرادوں کی شرکت منحوس نہ سمجھی جاے تو بد بخت ہندوستان کی طرف سے جرمنی کو پیام تہنیت قبول ہو - یہ مبارک باد ایک ایسے ملک کی طرف سے ہے ' جس نے عین اسی زمانے میں اپنا مال و متاع تاراج غفلت کیا ہے ' جبکہ جرمنی نے اپنے برباد شدہ کاروان اقبال کی رونق دوبارہ حاصل کی تھی !

و بلوناھم بالحسنات	اور ہم نے انکو اچھی اور بری ' دونوں
والسیئات لعلھم یرجعون	حالتوں میں آزما کر آزمایا کہ شاید
(وان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون)	اب بھی اپنی غفلتوں سے باز آجائیں -
	اور بیشک اس انقلاب حالت میں
	عبرت کی بہت سی نشانیاں ہیں صاحبان عقل و فکر کیلیے "

سنہ ۱۸۱۴ع کی جرمنی سے سنہ ۱۹۱۳ع کے ہندوستان کی حالت ملتی جلتی ہے - سوا اسکے کہ وہ با ایں ہمہ مصائب و تذلل ' حاکم تھی ' اور ہندوستان با ایں ہمہ ادعاء اصلاح و نظام ' محکوم ہے - جرمنی میں سنہ ۱۹۱۳ع مبدء بیداری ہوا تھا اور اسی تاریخ سے جرمن قوم میں زندگی کے لیے احساس عمل پیدا ہوا تھا - کیا مناسب نہیں کہ ہندوستان کے لیے بھی سنہ ۱۹۱۳ ع مبدء بیداری بنے ؟ تمام فرزندان ملک اس سال سے غفلت اور بے حسی کی زندگی ترک کرکے ملک کی فلاح و نجات کیلیے صرف قومی کا عہد محکم کرلیں ؟ اور قبل اس کے کہ رفتار سیاست اُن کو فنا کر ڈالے ' "لسان الغیب" کی اس حکیمانہ وصیت پر عمل کرنے کے لیے ملک بھر میں اعلان کردیں کہ :

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
عاقبت منزل ما وادی خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

ہندوستان کا انتظار غیر مختتم

محافظین برطانیہ کی حکومت (کنسرویٹیو گورنمنٹ) کو آئرلینڈ کے لیے اندرونی آزادی (ہوم رول) کا حق تسلیم کرنے سے انکار تھا - بناے انکار یہ بات بتائی جاتی تھی کہ آئرش قوم اپنے ملک پر آپ حکومت کرنے کا تجربہ کھو چکی ہے - جب تک یہ صلاحیت پختہ نہ لے ' عطاے استقلال کے یہ معنی ہونگے کہ ملک میں فوضویت (طرائف الملوکی) پھیل جاے اور کوئی نظام قائم نہ رہے -

بعینہٖ یہی صورت حال عرصے سے ہندوستان کیلیے بھی درپیش ہے -

ان دنوں مسٹر گلیڈ اسٹون انگلستان کی وزارت سے مستعفی ہوچکے تھے - اُنھوں نے ایک مشہور تقریر میں اس ایراد کو رد کیا تھا جس کا ایک فقرہ اب تک ضرب المثل ہے - انھوں نے کہا :

" مچھلی کے بچے پانی میں نہ رہینگے تو انھیں تیرنا کیوں کر آئیگا ؟ تم اس خوف سے کہ ابھی یہ بچے ہیں کہیں دریا میں ڈوب نہ جائیں ' اُن کو خشکی پر رکھوگے اور سمجھوگے کہ بڑے ہونے پر شناوری کی طاقت آجائیگی تو پھر دریا میں ڈالدینگے ' لیکن اگر ایسا کیا گیا تو یاد رکھو کہ غریب بچے مرجائینگے مگر اُن میں تیرنے کی طاقت کبھی نہ آئیگی - انھیں ابتدا ہی سے پانی میں چھوڑ دو - وہ خود تیرنا سیکھ لینگے "

واشنگٹن نے جب امریکہ کو آزاد کرانے کی ٹھانی تھی تو اس پر بھی یہی اعتراض کیا گیا تھا کہ امریکن قوم آزاد بھی ہوگئی تو کیا ہوا ؟ جب ملک میں تعلیم و تہذیب ہی نہیں ہے تو یہ آزادی سنبھالی کیونکر جائیگی ؟

واشنگٹن نے جن الفاظ میں اس کا جواب دیا تھا ' موجودہ رئیس الجمہور (پریسیڈنٹ) امریکہ ولسن نے بھی اپنی تقریر میں انھیں فقرات کا اعادہ کیا ہے :

" ہر ایک قوم میں اپنے ملک پر حکومت کرنے کے فطری مواہب موجود ہوتے ہیں - ضرورت صرف اُن سے کام لینے اور اُن کو نمایاں کرنے کی ہے - ذہنی ترقی بے شبہہ مقدم ہے ' لیکن کیا آج تک کسی قوم کے دماغ محکومیت کے عالم میں بھی تعلیم و تہذیب سے آراستہ ہوے ہیں ؟ تم تعلیم پر زور دیتے ہو مگر نا دانو ! حقیقی اور صحیح تعلیم کیلیے بھی اپنی حکومت کی ضرورت ہے "

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہندوستان کو کیا کرنا چاہیے ؟ رفاہ عامہ کے لیے نظام حکومت میں تبدیلی اور اندرونی آزادی کی کوشش مقدم ہے یا تعلیم و تربیت کی ؟

لوگ کہتے ہیں کہ ابھی صرف انتظار ہی کرنا چاہیے - جب تمام ہندوستان صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ ہو جائیگا تو اپنی حکومت کی کوشش بھی کر دیکھینگے ؟ اتنے دنوں تک عدالتیں اگر منشاے قانون پر عمل نہیں کرتیں ' حکام کو مساوات کا حق تسلیم کرنے سے انکار ہے ' قانون ساز مجلسوں میں رعایا کی رائے مغلوب ہے ' سرکاری رائے کی اغلبیت جب چاہتی ہے ملک کے لیے اذیت رساں قانون وضع کردیتی ہے ' حکام جس طرح چاہتے ہیں ہندوستانیوں کے مقابلہ میں قانون کا مفہوم بدل دیتے ہیں ' مساجد گرائی جا سکتی ہیں اور انسانوں کو بے دریغ قتل کیا جا سکتا ہے ' تو با ایں ہمہ کوئی مضائقہ نہیں - ہم کو صرف تعلیم ہی میں مصروف ' اور صرف وقت آنیۂ مجہول ہی کا انتظار کرنا چاہیے !!

لیکن یاد رکھے کہ لا ینظرون الا صیحۃ واحدۃ ماذا ہم خامدون !

مراسلا ..

شہر ۱۰ء کانپـور

لکھنؤ کا مجـوزہ جلسہ

ہندوستـان کے انگریزي عہد کي آزادي کا خاتمہ

فرمان نادری کا ورود

یہ سب کچھہ راستوں میں ہورہا تھا - جلسے کے شامیانے کے ارد گرد بھی پولیس کا مجمع موجود تھا ' تاہم جلسے کے روکنے اور نہ ہونے کي نسبت وہاں کوئی اطلاع نہ تھي - لوگ برابر جمع ہورہے تھے اور خواص کي آمد کے منتظر تھے -

لیکن ٹھیک دس بجے جو اعلان میں انعقاد جلسہ کا وقت بتلایا گیا تھا ' مجسٹریٹ شہر مع سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند دیگر افسروں کے رفاہ عام پہنچے اور یہ حکم سنایا :

" ہز آنر لفٹننٹ گورنر کے حکم سے یہ جلسہ قطعي طور پر بند کیا جاتا ہے - کسی طرح کي کوئی کارروائي نہ ہو اور نہ لوگ جمع ہوں "

سید وزیر حسن صاحب نے یہ حکم حاضرین کو سنایا اور لوگ متحیر ' متعجب ' متاسف ' متنفر ' اس عجیب و غریب حکم و طرز حکم کے اوصاف چنگیزي و انداز ہلاکو خاني پر غور و فکر کرتے ہوئے واپس گئے - ایسا عجیب حکم ' جس سے بڑھکر قانون کی عزت کو خاک میں ملانے والا ' اور پبلک آزادي کی صریح توہین کرنے والا حکم انھوں نے اپني زندگي بھر میں باستثناء ظالم آباد کانپور ' کبھي نہیں سنا تھا !

مولانا ابوالکلام کا بیان ہے کہ وہ ہوٹل میں وقت مجلس کا انتظار کررہے تھے اور چلنے کے لیے طیار تھے کہ خفیہ پولیس کے ایک " درست " پہنچے اور کہا کہ جلسہ ہز آنر کے حکم سے بند کردیا گیا ہے - اب آپ شرکت کي تکلیف گوارا نہ فرمائیں اور اس طرح ان کو اس واقعہ کا علم ہوا - پھر انھوں نے ٹیلیفون کے ذریعہ بعض دوستوں سے دریافت کیا اور اس خبر کي مزید تصدیق ہوئي ' تاہم ۱۱ تین بجے رفاہ عام آئے - جنگي تیاریوں کي اس عظیم الشان نمائش کا تماشا دیکھا - پنڈال بالکل خالي تھا اور پولیس کے افسر اس حاکمانہ اقتدار کے ساتھہ جا بجا بکمال فخر و غرور متمکن تھے ' گویا یہ شامیانے کي چھت ' کرسیوں کي صدہا قطاریں ' اسٹیج کا تختہ ' اور اس کے ارد گرد کا تمام ساز و سامان ' صرف انھي کے قدوم میمنت لزوم کے لیے فراہم کیا گیا ہے !!

چار بجتے بجتے یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئي تھي ' اور رفاہ عام میں بالکل سناٹا تھا - تاہم کسي غیر مرئي غنیم اور غیر محسوس دشمن کا خـوف و ہراس اس درجہ حکمـرانان رفاہ عام پر طاري ہوگیا تھا کہ غریب پولیس کے سپاہي شام تـک وہاں اونـگھتے رہے ' اگرچہ ان کے افسر پتوں کي کھڑکھڑاہٹ اور ہوا کي سنسناہٹ سے بھي چونک چونک اٹھتے ہونگے !!

صـوبـہ متحـدہ کا شہنشاہ

ایک زمانہ تھا ' جب قانون محض ایک شخص کی جنبش ابرو اور حرکت زبان کا نام تھا - اور ملک اور قوموں کي قسمتیں اُن ہاتھوں میں تھیں ' جن کو آج شخصي حکمراني کا پیکر جبر و ظلم کہہ کر کوسا جاتا ہے - اور اُن کے وجود کو دنیا اور انسانیت کے لیے ایک لعنت الہي سمجھا جاتا ہے -

ان لوگوں کي مطلق العناني کے قصے عجیب و غریب ہیں - ان کے حکم آناً فاناً ہوتے تھے - اور ان کے ارادے کي روک کے لیے دنیا میں کوئي قوت کارگر نہیں ہو سکتي تھي -

کہتے ہیں کہ وہ زمانہ گیا - دنیا شاد و خرم ہے کہ اب قانون کي حکومت ہے - آئین و دستور کا دور دورہ ہے - رعایا حکومت کي غلام نہیں ' بلکہ ذي روح مخلوق ہے ' جس کا ارادہ قابل تسلیم ' جس کي خواہش مستحق سماعت ' جس کے حقوق مسلم ' اور جس کي آزادي بے روک ہے -

ممکن ہے کہ یہ سچ ہو مگر موجودہ حالات کي واقعیت کو تسلیم کرتے ہوے اس کي صداقت کا اعتراف مشکل ہے - دور کے واقعات سے قطع نظر کیجیے ' اور تاریخ و جرائد کي ورق گرداني کي جگہ مشاہدے سے کام لیجیے - اگر کانپور میں ایک محترم اور مقدس مذہبی عمارت بجبر گرائي جاسکتي ہے ' باوجودیکہ تمام ملک متفقہ و متحدہ اس کي تقدیس پر مذہباً مضر ہے ' اگر ایک نہتے مجمع کا قتل عام کیا جا سکتا ہے ' باوجودیکہ اس میں آٹھہ آٹھہ برس کے بچے بھي شامل ہیں ' اور اگر لکھنؤ کے ایک ذمہدار جلسے کو جو قانون کے مطابق پوري ذمہ داري اور بغیر کسي راز کے علانیہ منعقد ہوتا تھا ' اور ہر طرح ایک با قاعدہ اور نا قابل اعتراض مجمع تھا ' بغیر کسی قانوني سبب کے چند لفظوں کے شہنشاہانہ حکم سے بند کردیا جا سکتا ہے - تو نہیں معلوم - وہ کونسي عہد برطانیہ کي آزادي ہے ' جس کي دیبي کے آگے ہمارے سروں کو شکر و امتنان کے بار عظیم سے ہر وقت سر بسجود دیکھنے کي خواہش کي جاتي ہے ؟ اور وہ کونسي قانوني اور آئیني حکومت ہے جس کي احسانمندي کے طوق سے ہمارے گلوں کو ایک لمحہ کے لیے بھي رہائي نصیب نہیں ہوتی ؟

کیا وہ یہی " آزادي " ہے جس کا جنازہ ۳ - اگست کو کانپور میں اٹھا ؟ کیا وہ بھي آئیني اور قانوني حکومت ہے ' - جس کے تخت شاہنشاہي پر شہنشاہ مطلق سرجیمس میسٹن بہادر رونق افروز ہیں ؟

بعض لوگوں کي نسبت تاریخ میں افسوس کیا گیا ہے کہ انہیں جو زمانہ ملا ' وہ ان کے لیے موزوں نہ تھا - اگر قدرت کے کاموں میں بھي ایسا ہوا کرتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ

سرجمیس مسٹن کي حالت ضرور قابل همدردي ہے - اُن کے شاهنشاهانه امنگوں اور مطلق العنانه ولولوں کو دیکھه کر هر شخص افسوس کرے گا که ان کے ظهور میں کارکنان قضاؤ قدرنے یقینا بہت دیر کي - بہتر تها اگر ان کو قرون مظلمه کي حکمراني کا دور نصیب هوتا - تاکه ایک طرف تو اُس " مذهبی جنوں " کے کرشمے بهی پوري طرح نظر آجاتے، جس کي نسبت ان کا دعواي ہے که ۳ - اگست کو انهوں نے کانپور میں دیکها - اور ساتهه هي عالم انسانیت پر حکمراني و مطلق العنانی کا بهي اصلي اور کامل موقعه مل جاتا - پهر سب سے زیاده یه که " الهلال " کي خلش بهی مغل فرمانروائي نهوتي - اگر یه نهوتا تو کم ازکم انهیں تاتارکا دارالخلافه تو نصب هوتا - افسوس که قدرت نے ان کے ساتهه انصاف نهیں کیا !

الهـــلال

سچ یه ہے که هر حکومت پر مصائب و مشکلات کے دور آیا کرتے هیں ' اور هر خیر خواه حکومت برطانیه کو رونا چاهیے که سرجمیس مسٹن کے هاتهوں وہ دوران کي حکومت پر طاري هوگیا - کوئي غلطي اس غلطي سے زیاده سخت اور خطرناک نهیں هو سکتی ' جس ایک غلطي کی وجه سے هزاروں غلطیوں کا دروازه کهل جاے ' اور ایک ٹهوکر ایسي لگے که اس کے بعد چلنے والے کو اُٹهنا نصیب هي نه هو -

ایسي هي غلطي تهي ' جو مسٹر ٹالر نے کي اور اُسکي حمایت پر سرجمیس میسٹن اُٹهه کهڑے هوے - اب یه غلطي بغیر صدها غلطیوں کو اپنے دامن میں لیے سرجمیس مسٹن کو نه چهوڑے گي - انهوں نے بهي غلطیوں کے دیوتا کے آگے سراطاعت خم کر دیا ہے ' اور جدهر وہ لے جانا چاهتا ہے ' خاموشي کے ساتهه جا رہے هیں - ایک پوري قوم ' ایک پوري جماعت ' چیخ رهي ہے که مسجد کا متنازعه فیه حصه مسجد میں داخل ہے اور یه ایک همارا مذهبي مسئله ہے جس کو هم نے سمجهه لیا ہے ' مگر باایں همه وہ کهے جا رہے هیں که نهیں ' تمهارے مذهب کا فیصله کرنیوالا میں خود هوں نه که تم بدبخت !

ایک معزز ترین اخبار کا ایڈیٹر کان پرجاتا ہے - اور به حیثیت اخبار کے ایڈیٹر هونے کے زخمیوں اور قیدیوں کو دیکهنا چاهتا ہے - لیکن اس سے کہا جاتا ہے که اس کا کانپور میں قیام بهي گوارا نهیں اور جب سبب پوچها جاتا ہے تو کوئي وجه نهیں بتلائي جاتی - " الهلال " میں مسئله مسجد کے متعلق صرف دو مضمون نکلے هیں - ایک انهدام سے پہلے اور ایک بعد - یقیناً دونوں میں مسجد کے احترام دیني کو هر مسلمان کا فرض اور اس کے لیے انتهائي سعي و مجاهده کو ضروري بتلایا گیا ہے ' لیکن اگر ایسا بتلانا هي بغاوت انگیزي میں داخل ہے ' تو سرجیمس مسٹن کو اعلان کر دینا چاهیے که خود اسلام هي ایک بغاوت انگیز مذهب ہے اور دنیا میں صرف ایڈیٹر " الهلال " هي نهیں ' بلکه چالیس کرور مجرمین بغاوت موجود هیں - وہ کس کس پر برهم هوں گے ؟

پهر وہ کونسا بغاوت و فساد کا منتر تها جو ایڈیٹر " الهلال " جیل خانے کے اندر پهونک دیتے ' اور چند قیدي یکایک ایک عظیم الشان مسلح فوج بن جاتے اور پهر مسٹر ٹائیلر کے بنگله کا محاصره کرلیتے ؟

لکهنؤ میں ایڈیٹر " الهـــلال " کا قیام کوئي راز نه تها ' کانپور کے مقدمات کي اعانت اور حالات کي تحقیق ان کا ایک کهلا مقصد تها - جلسه ذمه دار اشخاص کے دستخط سے هوا تها ' اور اس کا مقصد سوا چنده جمع کرنے کے کچهه نه تها - آج برسوں سے ایڈیٹر " الهـــلال " صدها تقریریں کرچکے هیں - کلکته میں ایک لاکهه آدمیوں کے مجمع میں انهوں نے تقریر کی ہے اور اسي واقعه کے متعلق ایک دن پہلے دهلي میں تقریر کرچکے تهے - پهر آج تک کوئي بلوه ' کوئي هنگامه ' کوئي بغاوت ' کوئي بد امني وقوع میں آئي که لکهنؤ کے ایک ذمه دار مجمع میں پیدا هو جاتي ؟ کیا یه پبلک کي ایک نا قابل برداشت توهین نهیں ہے ؟ اور کیا اس سے بڑه کر بهي کسي قوم اور جماعت کے معزز ارکان کي نیتوں اور مقاصد پر حمله هوسکتا ہے ؟ اگر واقعي لکهنؤ کے مجمع سے فساد کا اندیشه تها ' تو وہ " عظیم الشان حکمران قوم " کس لیے ہے جو ایک صدي سے یهاں حکومت کر رهي ہے ؟ پولیس کا فرض تها که وہ دفع فساد کا پورا انتظام کر دیتي اور جتني زیاده سے زیاده اپني تعداد مجمع کے اندر چهپا سکتي ' چهپا دیتي - لیکن ایک با قاعده جلسے کو عین اجلاس کے وقت روک دینا قانون اور حریت عامه کي صریح توهین ہے -

نتـــائـــج

تاهم وقت اور حالات کے ممنون هیں که جو کچهه هوتا ہے اس میں همارے لیے فوائد اور نتائج کا کافي ذخیره هوتا ہے - اگر لکهنؤ میں جلسه منعقد هوتا تو بهي مفید تها ' اور اب جو روک دیا گیا تو اس سے زیاده مفید ہے - برسوں کي سعي و کوشش اور بڑے بڑے مجمعوں کي پُرجوش تقریروں سے زیاده ایک لمحے کي سختي دلوں کے لیے مؤثر هوتي ہے - جلسے میں لوگ مصیبت زدگان کان پور کے لیے چنده دیتے ' مگر جب اُنهوں نے سنا که جلسه جبراً روک دیا گیا تو انهوں نے چنده سے بهي زیاده ایک قیمتي شے انهیں دے دي -

حق کو جتنا دباؤ گے اتنا هي زیاده اُبهرے گا ' اور یه گیند جتني سختي کے ساتهه پهینکا جائگا اتني هي تیزي کے ساتهه اُچهلے گا - آگ اگر بهڑکي ہے تو اس کے لیے پاني کي ضرورت ہے ' مگر افسوس که سرجیمس مسٹن تیل چهڑک رہے هیں - لکهنؤ کے جلسے پر حکومت چل سکتي تهي اس لیے بند کردیا گیا ' لیکن شاید اُن کروڑها دلوں پر حکومت کام نهیں کرسکتي جو اس کا اثر همیشه کے لیے اپنے ساتهه لے گئے - زبان نه رک سکتي ہے اور نه قلم چپ هوسکتا ہے - سرجیمس میسٹن کس کس جلسے کو بند کریں گے ' اور کس کس کے قلم سے هراساں هوں گے ؟ یه ایک نهایت افسوس ناک تجربه ہے جو پهلے کرچکے هیں ' اور مبارک هو سرجمیس میسٹن کو ' جو آگ سے کهیلنے کے لیے تیار هوئے هیں !!

عـــام خـیـال

عام لوگوں نے اس واقعه کو کس نظر سے دیکها ؟

سب سے پہلے تو انهیں اس کا افسوس ہے که سید وزیر حسن صاحب نے اس حکم کي ترجماني کي عزت اپنے سر کیوں لي ؟ اگر یه حکم دینا هي تها تو مجسٹریت صاحب بهادر خود لوگوں کو دے دیتے - حکم سنانے کے لیے حلق اور زبان کي ضرورت تهي اور یه سید وزیر حسن صاحب کي طرح سٹي مجسٹریت کے پاس بهي موجود تهي -

پهر ان کا عام خیال یه ہے که سرجیمس میسٹن اس طرح کي کارروائیوں کے ذریعه مقدمات کي اعانت سے مسلمانوں کو باز رکهنا چاهتے هیں ' اور مقصود یه ہے که کافي طور پر چنده جمع نه هوسکے - کیونکه یه ظاهر ہے که روپیه کي فراهمي هي سے مقدمات کي پیروي هو سکتي ہے اور مقدمات کے چلنے هي سے واقعه مسجد کے سرایر و خفایا کهل سکتے هیں -

(مراسله نگار " زمیندار " لاهور)

ا ُلمۃ واجبتھا

قران کریم اور اصطلاح لفظ کفار

کفار سے مقصود کون لوگ ھیں ؟

(جناب مولوي احمد حسین صاحب از گجرات)

حضرت مولانا السلام علیکم - جناب اپني تحریر وتقریر کے ذریعہ آج عالم اسلامي کي جو خدمت عظیم انجام دے رھے ھیں اسکا شکریہ ادا کرنا ھم لوگوں کي طاقت سے باھر ھے - الھلال نے تنھا اس دیڑھ سال کے اندر جو لٹریچر فراھم کر دیا ھے ' وہ گذشتہ پوري نصف صدي میں پوري قوم بھي نہ کرسکي - جناب نے ایک ھي وقت میں اور ایک ھي رسالہ کے اندر پالٹیکس ' مذھب ' علوم ' لٹریچر ' اصلاح ' تجدید و احیاء ملت ' غرضکہ ھر صیغہ میں اعلی سے اعلی اور بہتر سے بہتر مواد فراھم کر دیا ھے - آپکي تحریر مبارک کي ایک سطر بھي ایسي نہیں ھوتي جو حرز جاں بنا کر محفوظ رکھنے کے قابل نہو - مجھے تو ابتدا سے اسي پر حیراني ھے کہ ایک ھفتہ کے اندر صدھا کاموں کے ساتھہ اسقدر مہلت آپ کو کیونکر مل جاتي ھے کہ بیس صفحوں کا ایسا رسالہ مرتب ھو جاتا ھے ؟ اور اسپر طرہ یہ کہ البصائر کا بھی آپنے اعلان کر دیا ھے !

علي الخصوص قران کریم کے متعلق جو کچھہ جناب کے قلم سے نکلتا ھے ' اور پھر جس طرح ھر پہلو اور ھر موضوع بحث میں آپ اُس سے مدد لیتے ھیں ' اور جیسي نظر اسکي ھر آیت اور ھر لفظ پر جناب نے کي ھے ' اسکو تو سوائے فیض رباني اور موھبت الٰھي کے نہیں سمجھتا کہ کیا قرار دوں ؟ امر بالمعروف ' عید اضحی ' فاتحۂ سال گذشتہ ' مسئلۂ خود ' اور اور بہت سے مضامین جو شائع ھوے ھیں ' خدا را اُن سب کو جمع کرکے ایک رسالہ کي صورت میں بھي شائع کر دیجیے - آجتک قران مجید کے یہ معارف و مطالب کسي کے قلم سے نہ نکلے - قران ھم روز پڑھتے ھیں اور تفسیروں کا بھی مطالعہ کرتے ھیں مگر حق یہ ھے کہ یہ انداز بحث اور یہ طریق تفسیر بالکل نیا ھے اور ھر مسلمان کو چاھیے کہ اسکو پورے غور و فکر سے پڑھے اور اپنے پاس رکھے -

پچھلے ھفتے " کشف ساق " کے متعلق جو مضمون شائع ھوا ھے اور جسکی سرخی " وقت ست کہ وقت برسر آید " ھے ' اسکو خاکسار نے نہایت دلچسپی اور شغف تمام سے پڑھا - البتہ ایک امر کے متعلق مجبور خدشہ ھے - نہایت ممنون ھونگا اگر چند سطور لکھکر تشریح فرما دیں -

مضمون نے دوسرے نمبر میں جہاں آیات کے نتائج پر نظر ڈالي ھے ' وھاں جا بجا " کفار " کا لفظ آیا ھے اور جس حالت میں کہ وہ تخلف عہد کریں ' انکي عدم اطاعت پر زور دیا ھے - دریافت طلب امر یہ ھے کہ " کفار " سے مراد کون لوگ ھیں ؟

نیز اُن آیات میں جن لوگوں کي طرف اشارہ کیا گیا ھے اور جس وقت کي خبر دي گئي ھے وہ بھي ابھی صاف نہیں ھوا اور تشریح مزید کي ضرورت باقي ھے -

میں نہایت ممنون ھوں اگر اس عریضہ کو بجنسہ الھلال کے کسي گوشے میں جگہ دیکر مجھے سرفراز فرمائیں - اور ساتھہ ھي جواب بھي مرحمت فرمادیں - گو میري تحریر اس قابل نہو ' تاھم جناب کو میرے دل پر نظر رکھني چاھیے ' جو سچي محبت و عقیدت کي وجہ سے ضرور مستحق توجہ ھے -

الھـــلال

جناب کے اصرار سے مجبور ھو کر والا نامہ بجنسہ درج کر دیا گیا ' ورنہ جناب کو معلوم ھے کہ فقیر اس قسم کي تحریرات کے اندراج سے عموماً معذرت خواہ ھوتا ھے - آپ حضرات اپني بزرگي اور حسن ظن کریمانہ سے اظہار لطف و نوازش فرماتے ھیں ' مگر یقین فرمالیے کہ اس سے ایک طرف تو میري شرمندگي بڑھتي ھے ' کہ اپني قدر و قیمت سے واقف ' اور اپني نارسائیوں اور کوتاھیوں کو دیکھہ رھا ھوں - دوسري طرف ڈرنے لگتا ھوں کہ کہیں ایسي صداؤں کي اشاعت میرے نفس شریر کو مدح و ستایش کا خوگر اور طالب نہ بنا دے کہ نفس انساني کیلیے اس غذاے مہلک سے بڑھکر اور کوئي شے اذیز نہیں - اسکے دسائس مخفي ' اور اسکا فتنہ سخت و شدید ھے ' اور فتنہ گر خوابیدہ ھو مگر یہي صدائیں تو ھیں جو اُسے بیدار کرنے والي ھیں !

سلف صالح نے اپني خدمات کا نمونہ ھمارے سامنے رکھدیا ھے - اپني ھستي ھي کیا ھے کہ خدمت کا نام لیں اور اُمۃ مرحومہ کي شکر گذاري کو اپني طرف منسوب کریں ؟ خدمت علم کي شرطیں بڑي کٹھن ھیں ' اور اصلي منزلیں تو دوسري ھي ھیں - سب سے بہتر یہ ھے کہ ھم ایک دوسرے کیلیے دعا مانگیں کہ اس شرف عظیم و عزت جلیل کا ایک ادنے درجہ ھي ھمیں نصیب ھو جاے !

معافي خواہ ھوں کہ جناب کے ارشاد کي پوري تعمیل سے مقصر رھا اور تمہید کا کچھہ حصہ اشاعت سے رھگیا - الھلال کے صفحات قوم کیلیے ھیں - مدحت اشخاص کیلیے نہیں ھوسکتے -

" کفار "

قران کریم کے متعلق صدھا مباحث ایسے ھیں ' جن پر اربابہ علم کیلیے بہت کچھہ غور و تدبر ابھي باقي ھے - ازانجملہ ایک مبحث اھم " کشف ساق " کے مفہوم و مقصود کا بھي ھے ' جسکا ذکر متعدد آیات میں کیا گیا ھے - اس مضمون میں بعض مستفسرین کي تحریک سے کوشش کي گئي تھي کہ ان آیات کي تفسیر اسلوب و تحقیق جدید کے ساتھہ کي جاے - مگر دراصل وہ مضمون ابھي نا تمام ھے اور متعدد مباحث بیان میں آنے سے رھگئے ھیں -

مثلاً ان آیات کا محمل اصلي ' کہ اسکے متعلق نہایت اھم مباحث ھیں - ان تمام آیات میں خدا تعالی نے اُن لوگوں کے ارادوں اور کاموں کي نامرادیوں کي خبر دي ھے ' جو دین الٰھي کي بغض و عداوت میں مسلمانوں کو مٹانے کي کوشش کرتے تھے یا کوشش کرینگے - اور پھر اُن لوگوں کے وہ تمام خصائل رذیلہ ایک ایک کرکے بیان کیے ھیں ' جنکي مضمون مذکور کے دوسرے نمبر میں دفعہ وار تشریح کي گئي ھے ' اور جنمیں تخلف عہد و میثاق کي خصلت پر علي الخصوص زور دیا گیا ھے -

آیات کریمہ کا مورد

آغاز عہد نبوت میں معاندین اسلام نے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کیے ' انکي تباھي و بربادي کي جیسي کچھہ تدبیریں کیں ' دین الٰھي کي تحقیر و اھانت میں جس سرخي رے باکي سے کوشاں رھے ' اور پھر جس طرح اپنے تمام عہدوں کو توڑا ' ھر وعدے کي خلاف ورزي کي ' اپنے زیردست مسلمانوں کو سخت سے سخت اینزائیں دیں ' اور باوجود اللہ کے بار بار مہلت دینے اور طرح طرح کي آیات بینہ و قاھرہ کے دکھلانے کے ' وہ اپني شیطنت و طغیان سے باز نہ آے ' اُن تمام امور کي طرف ان آیات میں مفصل اشارات کیے گئے ھیں -

یہ زمانہ مسلمانوں کي غربت و بیکسي اور محکومي و زیردستي کا تھا - خدا نے انکو روکا کہ وہ اپني غربت کي وجہ سے دل شکستہ

هوکر مایوس نه هو بیٹھیں ' اور معاندین حق و صداقت سے ذرا بھی نه ڈریں - بعض ضعفاء ملت تھے جنکے اعزا و اقارب منڈ معظمه میں تھے - وہ ڈرتے تھے که قریش انکی دشمنی کا اُنسے بدلہ نه لیں - بعض لوگوں کے عزیز و قریب حالت کفر میں تھے ' اور یه اُنسے عزیزانه نامهٔ و پیام رکھتے تھے ' اور اس طرح دشمنوں کو انکے ذریعه حریف کے ارادوں اور حالتوں کی خبر مل جاتی تھی - (سورهٔ ممتحنه) اور (عمران) میں ایسے لوگوں کو اس سے سختی کے ساتھه روکا هے اور اِن آیات میں بھی اس طرح کی کارروائیوں سے باز رهنے پر زور دیا هے - کیونکه جن لوگوں کو الله ' اسکے رسول ' اسکے مومنوں ' اور حق و صداقت کی معیت و متابعت کا دعوا هے ' انہیں سزاوار نہیں که اسلام کے اُن دشمنوں سے تعلقات رکھیں اور انکی اطاعت و پیروی کریں ' جنھوں نے پیروان اسلام کو گھر سے نکالا هو ' انکے چین اور آرام میں خلل ڈالا هو ' وعدے توڑے هوں ' عہد و پیماں کا پاس نه کیا هو ' اور دین الٰہی کے ساتھه علانیه تمسخر و استہزا کرتے هوں - پس کہا که جو ظالموں کا ساتھه دیگا ' اسکا شمار بھی ظالموں کے ساتھه هوگا -

کشف ساق

اسکے بعد پھر مومنین مخلصین کی تسکین و طمانیة کیلیے حق کی فتح اور باطل کے خسران کی جا بجا خبر دی ' اور ایک خاص فیصله کن وقت کی طرف اشاره کیا جو بہت جلد آنے والا هے ' اور جو زیردستوں کو بالا دست ' محکوموں کو حاکم ' مفتوحوں کو فاتح ' ماتم گزاروں کو عیش فرما ' اور خاک مذلت پر لوٹنے والوں کو عرش جلال و عظمت پر متمکن کردیگا !!

یہی دن هوگا ' جبکه شدت و کرب کی پنڈلی برهنه هو جائیگی سختی و عذاب کا چہره بے نقاب هو جائیگا ' ظالموں کو سرافگندگی کی دعوت دی جائیگی لیکن یه انکی طاقت سے باهر هوگا :

یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون - خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ' و قد کانوا یدعون الی السجود و هم سالمون !

اُس وقت انکی آنکھیں ذلت و شرمندگی سے جھکی هونگی - چہرے ذلت و نکبت سے مسخ هونگے - یه وهی مغرور کفر و عصیان تھے که انہیں الله اور اسکے احکام کے آگے جھکنے کی دعوت دی جاتی تھی اور یه اچھے خاصے صحیح و سالم تھے ' مگر شیطان کی ڈالی هوی باگ اتنی سخت تھی ' که انکے سروں کو جھکنے کی اجازت نہیں دیتی تھی !

معجزهٔ قرانی

یه پیشین گوئیاں ایک ایسے عہد غربت میں کی گئی تھیں ' جبکه مسلمانوں پر عرصهٔ حیات تنگ تھا ' اور فتح و کامرانی ایک طرف ' انکو کسی گوشے میں چین سے بیٹھنے کی بھی مہلت نه تھی -

مگر نصرة الٰہی کے معجزات ایسے هی حالتوں میں عقول و اذهان انسانیه کو دعوت عجز و اعتراف دیتے هیں - تاقدرتوں کی فرمان روائی کا اعلان ' اور قوة الٰہیه کے جلال و جبروت کا اظہار هو - یه ایک وعدهٔ الٰہی تھا جو کمال بے سر و سامانی کے عالم میں کیا گیا تھا ' لیکن : و کان وعداً مفعولا - تھوڑے هی دنوں تک دنیا کو منتظر رهنا پڑا - یکایک واقعات و حوادث کا صفحه الٹا ' اسلام کی غربت اولیٰ کا دور ختم هوا ' ملائکهٔ فتح و نصرت کے نزول سے خدا کی زمین بھر گئی ' اور هجرة نبوی علی صاحبها الصلوة والسلام کے ... سال (فتح مکه) کا معرکه پیش آیا - یہی وه فیصله کن دن تھا ' جسکی ان آیات میں خبر دی گئی تھی ' اور یہی وقت موعود تھا ' جبکه "کشف ساق" کی حقیقت بے نقاب هونے والی تھی - خدا کا تخت بچھا ' کفر کی فوج کو هزیمت هوئی - محکوم حاکم ' مفتوح فاتح ' زیر دست بالا دست ' مطیع مطاع ' ضعیف زور آور ' اور پرستاران اصنام و طواغیت کی جگه عباد الله المخلصین کا دور خلافة و فتح مندی شروع هوا : فسبحان الذی اذا اراد شیأ ان یقول له کن ' فیکون !!

پس فی الحقیقة - ان آیات میں جو خصائص خبیثه و رذیله و خصائل ردیه و رذیله بیان کیے گئے هیں ' وه اپنے مورد اول کے اعتبار سے مشرکین مکه کے متعلق هیں ' اور اُن میں انقلاب حالت کی جو خبر دی گئی هے ' وه ایک پیشین گوئی تھی ' جس کا ظہور جنگ بدر هی سے شروع هوگیا تھا - پھر فتح مکه کے بعد اعلان هوا ' اور اسکے بعد اسلام کے ظہور عام ' خلافة اسلامیه کے قیام ' فتح ممالک و بلدان ' و خسائر اهل کفر و طغیان سے روز بروز زیاده متحقق و متیقن هوتا گیا ' اور انشاء الله تاقیام قیامت اسکے اعجاز و خوارق ظاهر هی هوتے رهیں گے -

خصائص مخصوصهٔ کلام الله میں سے ایک ممتاز خصوصیت یه هے که اسکے اکثر بیانات و تنزیلات گو خاص مواقع و حالات سے متعلق هیں ' لیکن انکا انطباق اصولاً هر زمانے میں هوتا رها هے - پس ان آیات میں بھی جو امور بیان کیے گیے هیں ' گو وه کفار مکه اور فتح بلدامین کے متعلق تھے ' مگر انکی صداقت آج بھی ویسی هی هے ' جیسی اب سے تیره سو برس پہلے تھی -

تحقیق اطلاق لفظ کفار

رها آپ کا یه سوال که " کفار سے مراد یهاں کون لوگ هیں ؟ " تو یه تمام تفصیل بھی اسی لیے تھی تاکه مطالب بالکل واضح و بین هو جائیں - کفار سے یهاں مراد خاصکر مشرکین مکه هیں - انہی سے اسلام کا مقابله تھا - انہیں کے مظالم کا یوم الحساب آنے والا تھا ' اور انہیں کے مواعید و مواثیق مکذوبه تھے ' جنکا بار بار ظہور هوا تھا ' اور ضرور تھا که انکے نتائج سے وه دوچار هوں - اور پھر انکے علاوه اسلام و مسلمین کے ساتھه یه سلوک اور جس گروه کا هوگا ' انشاء الله وه اس وعید الٰہی کا مستحق هوگا -

اهل کتاب اور کفار

قران کریم کا مطالعه کیجیے تو بادل نظر واضح هو جائیگا که اس نے اس بارے میں خاص اصطلاحات مقرر کر دی هیں اور هر جگه انہیں کو استعمال کیا هے - قرآن کریم کی اصطلاح میں " کفار " کے لفظ سے عموماً مشرکین مکه مراد هوتے هیں - یہود و نصارا کیلیے اُس نے " اهل کتاب " کی اصطلاح قرار دی هے ' اور یه اسکی ایک رعایت خاص هے جسکے ذریعه اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو عام مشرکین کے مقابلے میں امتیاز بخشا -

تمام قرآن کریم کا مطالعه کر جایئے هر جگه یہود و نصارا کو " اهل کتاب " اور عام طور پر مشرکین و عبدة الاصنام کو " کفار " کے لفظ سے مخاطب پائیگا - یه ضرور هے که قران کریم نے الوهیت مسیح کے اعتقاد ' حضرت مریم کی پرستش ' اور قتل انبیاء و مرسلین کو صریح طور پر کفر کہا هے ' لیکن ظاهر هے که اس سے بڑھکر اور کیا کفر هوسکتا هے اور شرک کے معنی صرف بتوں کے پوجنے هی کے نہیں هیں بلکه انسانوں کی پرستش بھی اسمیں داخل هے -

لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم (۵ : ۷۶)

بیشک ' جن لوگوں نے کہا که خدا نے مسیح ابن مریم کی صورت میں ظہور کیا ' انہوں نے صریح کفر کیا -

پھر اسکے بعد کہا : لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثه - اور اس طرح اقانیم ثلاثه کے اعتقاد کو کفر قرار دیا -

ان تمام مواقع میں انکے اعتقادات کو کفر قرار دیا هے ' تاهم خود انکو " کفار " کے لقب سے ملقب نہیں کیا گیا -

فکاہت

(۱)

آپ ظالم نہیں زنہار، پہ ہم ہیں مظلوم!!

ہم غریبوں کو نہ پہلے تھا، نہ اب ہے انکار * کہ ہر اک شہر میں ہے آپ کے انصاف کی دھوم
یہ بھی تسلیم ہے ہم کو، کہ یہ جو کچھ کہ ہوا * اس میں ملحوظ رہے عدل کے آداب و رسوم
آپ قانون کی حد سے نہ بڑھے اک سرمو * فیصلہ کا حکم دیا آپ نے جب بہر ہجوم

* * *

یہ حقیقت بھی مگر قابل انکار نہیں * کہ بہ یک چشم زدن موت کو تھا اذن عموم
گولیاں کھا کے جو گرتے تھے جوانان حسین * سب یہ کہتے تھے: قیامت ہے کہ جھڑتے ہیں نجوم
گولیوں کے تھے نشان ممبر و محراب پہ بھی * بسکہ درکار ہیں مسجد کے لیے نقش و رسوم
جا بجا خون سے مسجد ہے نگارین اب تک * یہ وہ صنعت ہے کہ تا حشر نہ ہوگی معدوم!
پا بہ زنجیر تھے مجرم بھی، تماشائی بھی * آرپولیس کو یہ تھا عذر، کہ ہم ہیں محکوم!

واقعہ یہ ہے غرض، کوئی نہ مانے، نہ سہی،
"آپ ظالم نہیں زنہار، پہ ہم ہیں مظلوم"

(۲)

"وضو خانہ"

گفتی کہ "وضو خانہ" بہ تمثیل م نیرزد
زاں روے کہ آں خانہ نہ مسجد، نہ کنشت ست
ما بندۂ فرماں تو ہستیم ولیکن:
"معشوق من آنست، کہ نزدیک تو زشت ست"!!

(۳)

بمبئی کی وفادار انجمن

ایک دن تھا کہ وفاداری مسلم کی متاع * ہر جگہ عام تھی اور نرخ میں ارزانی بھی
دفعۃ ہوگئی ہنگامۂ بلقان میں گم * قوم کو سخت مصیبت تھی پریشانی بھی
ہات آنے کا تو کیا ذکر پتہ تک بھی نہ تھا * ڈھونڈھنے والوں نے گو خاک بہت چھانی بھی

* * * *

ہو مبارک تجھے اے بمبئی اے ناز دکن!
تیرے بازار میں وہ یوسف گم گشتہ ملا * جسکا مشتاق تھا خود یوسف کنعانی بھی
یہ الگ بات ہے اندھوں کو نہ آئے وہ نظر * گو اسی زمرہ میں ہے (یوسف ثوبانی) بھی

(وصاف)

تاریخ حیات اسلامیہ

مسلمانان هند کا ایک ورق

۱۹۱۳ء کانپور اعلی الله مقامه م!

جناب ضیا الدین احمد صاحب طالبعلم قصبه بنت ضلع مظفرنگر -

اسجگه عید گاه میں چنده کانپور کي تحریک کیگئي - غریب مسلمانوں نے حرارت دیني سے کام لیکر اپني بساط سے بڑھکر کام کیا اور چند منٹوں میں ۴۱ - ۹ جمع هوگیا - ازراه کرم ان سطور کو اپنے اخبار میں جگه دیجئے - رقم عنقریب روانه کردیجائگي -

(جناب معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي -)

چونکه میں کوئي حیثیت نہیں رکھتا اس لئے پہلے جو کچھه مجھه حقیر سے اسلام کي خدمت هوسکي حتي الوسع ناچیز اور ذلیل رقموں سے کي ' اور لوگوں سے کہه سنکر جو کچھه بھي ممکن هوسکا آپ کے خدمت میں ارسال کیا -

اب پھر اپني بے خانماں ماؤں اور بہنوں کیلئے اپني جیب خاص سے بچابچاکر اس حقیر رقم (تین روپیه) کا منني آرڈر اس خط کے ساتھه ارسال خدمت عالي کرتا هوں اور انشا الله آیندہ بھي جو کچھه ممکن هوا بھیجونگا -

۲۰ اگست کا پرچه هم چند آدمي سن رهے تھے - اسمیں مظلومان کانپور کے لیے چنده کي تحریک پڑھکر لوگوں نے بے الحمله غیرت آئي اور حسب ذیل چنده جمع هوا جو آج بذریعه منی آرڈر ارسال ارسال خدمت هے -

جناب محمد ابرهیم صاحب	-	-	۱۰
جناب شرف الدین صاحب	-	-	۱
جناب فقیر محمد صاحب بریرے	-	-	۲
جناب شیخ صاحب هانڈي	-	-	۱
جناب احمد صاحب بریرے	-	۸	-
جناب ابراهیم صاحب دهورر	-	۸	-
جناب امین صاحب فتیه	-	۸	-
جناب نظام الدین صاحب بریرے	-	۴	-

بعد رفع کمیشن و منني آرڈر باقي ارسال خدمت هیں -

فهرست زراعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۲)

	پائي	آنه	روپیه
جناب غلام معین الدین محمد صاحب	-	-	۱۰
جناب مهدي حسن صاحب	-	-	۴۳
جناب محي الدین برکت علي صاحب قصروري	-	-	۱۰
جناب ڈاکٹر عبد الله خانصاحب - بکاني	-	-	۵
جناب غوث محي الدین صاحب مهتمم خزانه حیدر آباد دکن	-	-	۲۵
خواتین مکانه بازار مونگیر بذریعه جناب والده مجیب الحق صاحب	-	-	۱۵
جناب حکیم عبد الرزاق صدیقي صاحب سالارگڈه - پٹنه	-	-	۱۰
جناب ابوطاهر محمد ظاهرحق صاحب - بهار پٹنه	-	-	۴
جناب اظهر الدین صاحب درزي بهار پٹنه	-	-	۱
جناب امداد حسین خان صاحب فضل اله	-	-	۱۰
بذریعه جناب محمد شرف الدین صاحب - بهیونڈي تهانه	-	-	۱۵

جناب محمد افضل خانصاحب زردي میجر کچهه - بلوچستان -	-	-	۲
جناب محمد عبد الحي - دهلي	-	-	۵
جناب محمد هاشم خانصاحب - وکیل - ٹونک ریاست	-	-	۱
جناب سید قمر الدین صاحب قمر - بمبئي	-	۴	۱
جناب صغیر احمد صاحب بمبئي	-	۲	-
جناب لشکر علي صاحب داروغه - چک پکهي فیروز پور	-	-	۶
جناب غلام حسین وفضل کریم صاحب سوداگر - ٹوهانه	-	-	۷
جناب جان محمد صاحب - برهما	-	-	۱
جناب محمد اشرف صاحب	-	-	۱۰
جناب میاں الله دتا صاحب	-	-	۱
میزان	-	۶	۱۸۳
سابق	-	۸	۱۹۳
میزان کل	-	۱۴	۸۷۶

فهرست زراعانۂ مهاجرین عثمانیه

	پائي	آنه	روپیه
جناب سید علي محمد صاحب ذاکر مدني مدرس گورنمنٹ مدرسه مدراس	-	-	۴
زوجه محترمه جناب مراد حسین خانصاحب ملتان	-	-	۱۰
بذریعه جناب احمد علي صاحب (علیگ) از مظفر نگر جو حسب احباب نے عنایت فرمائے هیں -	-	-	۵
(۱) جناب سید نظار علي صاحب متولي			
(۲) مصباح الحق صاحب -			
(۳) جناب افتاب خانصاحب -			
والده محترمه جناب سید الطاف علي صاحب			
همشیره صاحبه جناب سید حمید علي صاحب			
بذریعه جناب محمد صادق صاحب درگئي پشاور -			
جناب شیخ محمد عبد الرحیم صاحب	-	-	۲۵
جناب منشي محمد اسمعیل صاحب سب اورسیر	-	-	۵
جناب محمد صادق صاحب	-	-	۱۰
جناب عبد الواحد صاحب - سکندر آباد دکن	-	-	۵
جناب غلام حیدر صاحب - گوجرانواله	-	۸	-
بذریعه جناب رسول احمد صاحب - بزیل ضلع بارہ بنکي (بتفصیل ذیل)	-	۱	۳۴
والده جناب سید محمد عبد الله صاحب	-	-	۳۰
اهلیه جناب سید نبي الله صاحب	-	-	۱
والده ابوالحسن صاحب	-	-	۴
	-	-	۳۵
فیس منني آرڈر	-	۶	-
	-	۱۰	۳۴
جناب ایس انور شاه صاحب - هانگ کانگ چین -	-	-	۲۲
جناب امداد حسین خانصاحب فضلله	-	-	۱۵
جناب محمد افضل خانصاحب اردي میجر - کچهه بلوچستان	-	-	۱
جناب عبد الطیف صاحب بهائي داؤد نوساني صاحب - رنگون	-	-	۵
جناب مولانا غلام محمد صاحب فاضل هوشیار پوري	-	-	۸
جناب جان محمد صاحب ٹونکي - برهما	-	-	۵
میزان	-	۹	۲۵۹
سابق	-	۱۳	۸۸۵۲
کل	-	۶	۹۱۱۲

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.

لیست فی پرچہ

سالانہ تین آنہ

فتح قسطنطنیہ

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں داخلہ،
اور آخری بازنطینی مدافعت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱، مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Maclcod street.

CALCUTTA.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. .. 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.

فہرست

شذرات داخلیہ ۲
افکار و حوادث
ارشاد الملوک ۳
مقالۂ افتتاحیہ
فتح قسطنطنیہ ۵
انگلستان بلغاریا کو اشتعال دلا رہا ہے ۸
حادثۂ مسجد کانپور ۸
معاہدۂ رومانیہ و بلغاریا ۸
مقالات
تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ (۲) ۹
اعتدال توازن ۱۰
باب المراسلۃ و المناظرہ
الفتنۃ اللغویہ (" حظ و کرب " یا " لذت و الم") (۱) ۱۳
وثائق و حقائق
انسانیۃ کا ماتم ۱۵
بریدِ فرنگ
ھوا بحالم بدالر ۱۷
مسئلۂ عرب ۱۸
مراسلات
دعوت و تبلیغ اسلام ۱۸
تاریخ حسیات اسلامیہ
شہداء کانپور اعلی اللہ مقامھم ۱۹
عصمت زدگان کانپور کی دائمی اعانت ۱۹
شہداء کانپور کا ماتم ۲۰
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ (۱۲) ۲۰
فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور ۲۰
فہرست زر اعانۂ ھمدرد و کامریڈ پریس ۲۰

قصویر

مرقع ایاب و ذھاب یا فتح قسطنطنیہ (صفحۂ مصورۂ خاص)

مجلس دفاع مسجد کانپور

Cawnpore Mosque Defence Association.

و لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع
و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا -
و لینصرن اللہ من ینصرہ ، ان اللہ لقوی عزیز [۲۲ : ۴۰]

صدر مجلس : مولانا ابو الکلام ایڈیٹر الہلال کلکتہ

خزانچی : مسٹر اے - رسول - ایم - اے - بیرسٹر ات لا کلکتہ

سکریٹری : ڈویژنل مولوی فضل الحق ایم - اے - ایل - ایل - بی - وکیل ھائی کورٹ کلکتہ

(۱) مسئلۂ مسجد کانپور نے دراصل حفظ عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کا مسئلہ تمام مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا ہے - اور یہ نظیر اپنے اندر ایسے عواقب شدیدہ رکھتی ہے ، جنکا اگر اسی وقت علاج نہ دیا گیا تو عجب نہیں کہ مساجد و اوقاف کے قبض و تسلط کا سررشتہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکلکر حکام کے اختیار میں چلا جاے - پس تمام پیروان اسلام کا فرض دینی ہے کہ وہ جب تک اس معاملے کو ایک انقطاعی فیصلے تک نہ پہنچا لیں ، ہر طرف سے آنکھیں بند کرکے صرف اسی مسئلہ کے پیچھے اپنی تمام جد و جہد و قواء وقت و مال کو وقف کردیں -

(۲) اسکے لیے باقاعدہ ، منظم ، مستقل ، اور متحدہ اجماعی جد و جہد کی ضرورت ہے - پس تمام اُن کوششوں کو جو مسئلۂ مسجد کانپور کے متعلق ملک میں ہو رہی ہیں ، ایک رشتۂ نظام میں منسلک کرنے ، اور اصل مسئلۂ مسجد ، نیز مقدمات زیر عدالت کیلیے تمام وسائل و ذرائع عمل کے اختیار کرنے کیلیے یہ مجلس قائم کی گئی ہے -

تمام خط و کتابت سکریٹری کے نام ادارۂ الہلال کے پتے سے ہونی چاہیے -

شون داخليه

کانپور کے مقدمات کي ابتدائي منزل طے هوگئي - اوائل اکتوبر سے سشن کا اجلاس شروع هوگا :

رهے نه دل ميں هوس ' آؤ يه بهي کرديکهوا

اِس حادثے کي عجيب و غريب نوعيت جو ابتدا سے رهي هے ' اسکا ظهور عدالت کي کارروائيوں ميں بهي موجود تها - ناظرين روزانه اخبارات ميں حالات پڑهتے رهے هونگے - صفائي کے وکلا کے ساتهه جو سلوک کيا گيا ' جس طرح مسٹر مظهر الحق کو غير معمولي ضبط و تحمل سے کام لينا پڑا ' جس طرح صفائي سے استغاثه کو مدد دينے کي عجيب خواهش کي گئي ' اور اقرار کرانا چاها که وه تاج کے طرف سے ايک مفيد و پر مصلحت درگذر کرنے کي صورت ميں اپيل نه کرينگے ؛ يه تمام باتيں هندوستان کے عدالتي لٹريچر ميں هميشه يادگار رهينگي -

ايک بزرگ دوست لکهتے هيں -

" اِن مقدمات کا بالاخر جو نتيجه نکلنے والا هے وه اِسي وقت معلوم هے - کون نهيں جانتا که موجوده حالات ميں انصاف کي حقيقت معلوم - پهر اس سے کيا فائده که هم لاحاصل اپنا وقت مقدمات ميں صرف کريں ؟ انهيں چهوڑ ديجيے که اِن رسمي عدالتي کارروائيوں کے بعد بالاخر جو هونے والا هے وه آج هي کرديں "

ميں نے انکو لکها هے که يه سچ هے - اس انصاف کدے کا تو يهي حال هے :

خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه !

تاهم مقدمات کو غير ضروري نه سمجهنا چاهيے - اسکے ليے بے شمار وجوه هيں - قانون نے کام کرنے کيليے ايک خاص ترتيب عمل مقرر کرديي هے ' اور همیں چاهيے که اسي کے مطابق قدم بڑهاے جائيں - خواه مايوسي کيليے کيسے هي سخت اسباب موجود هوں ' تاهم اسکي تمام منزليں طے کرنا ضروري هے - هم کو پوري قوت و سامان کے ساتهه مقدمه لڑنا چاهيے - همارے ساتهه قانون هے ' اور هم در اصل ۳ - اگست کے مظلوموں کيليے نهيں لڑ رهے ' بلکه " تعزيرات هند " اور حکومت هند کے قانون " اساس فرماں روائي " کو اسکي چهني هوئي عزت دوباره دلانا چاهتے هيں - هم کو يقين هے که مسٹر تائلر کے معصوم بچوں کے سينوں هي کو نهيں ' بلکه عظيم الشان " قانون " کے سر کو بهي زخمي کيا هے -

اصلي عدالت سلطان عدل کي هے ' اور وه کانپور اور اله آباد کي عمارتوں سے بے پروا هے - اگر هم ايک سر ايک هتکڑيوں کو نه کهلوا سکے ' تو مشيت الهي سے چاره نهيں - ۳ - اگست کو لوگ خاک و خون ميں تڑپے تو هم نے کيا کيا ؟ ليکن ساتهه هي هم واقعات کے چهرے کا بند نقاب توڑنا چاهتے هيں ' اور اگر ايسا کرسکے تو هماري تمام جد و جهد کي يه اعلي ترين قيمت هوگي - دنيا ديکهه چکي هے که يهي پر اسرار نقاب هے ' جسکے تحفظ کيليے مقدمات کو آگے نه بڑهانے کي ايک عجيب و غريب کوشش باسم عفو و رحم کي گئي تهي ' اگرچه وه بجنسه واپس کر دي گئي -

پس جتني هي نا اميدي هو ' جتني هي رکاوٹيں ڈالي جائيں ' جتني هي همارے وکلا کے صبر و تحمل کيليے سخت آزمايشيں پيدا هوجائيں ' مگر مقدمات کو انتهائي جد و جهد کے ساتهه چلانا چاهيے - تاکه اس عدالت کے کاموں سے اُس بڑي عدالت کيليے سامان فراهم هوجاے ' جو تمام دنيا کي چشم عقل و انصاف سے عبارت هے - اور پهر وه ديکهه سکے که اصليت و حقيقت کيا هے ' اور عدالت و قانون کے ناموں سے اسکے ساتهه کيا کيا جا رها هے ؟

پهر اگر نتيجه ناکامي هي هے تو آج بهي کون هے جو کاميابيوں کے عيش کدے کے مزے لوٹ رها هو ؟ جهاں ۱ - جولائي کي تاريخ همیں ياد رکهني هے ' جهاں ۳ - اگست هم بهولے نهيں هيں ' وهاں ايک تاريخ اور بهي سهي - جس دن هندوستان کي سب سے بڑي عدالت کي عمارت ميں همیں فيصله سنايا جايگا ' اُسے بهي ياد رکهيں گے !

هم جل رهے هيں - هم کو پاني کي ضرورت هے نه که تيل کي - ليکن اگر تيل چهڑکا جا رها هے تو اسکے شعلوں کي ذمه داري همارے سر نهيں هے -

پهر ان مقدمات کے ذريعه صدها ضمني فوائد هيں ' جن سے نهايت قيمتي نتائج هم حاصل کرينگے - مسلمانوں کے سچے ديني جذبات اور غيرت ملي کي يه ايک اصلي نمايش هوگي - انکے ايڈر قوت و مال ' و تفاني جذبات و اغراض کو تمام عالم ديکهه ليگا - انکے دل ' جنکي افسردگي کا مدت سے ماتم چلا آتا هے ' دکهلا سکيں گے که اب بهي چهپے هوے شعلے اپنے اندر رکهتے هيں - حکومت کيليے بهي يه ايک کشف حقيقت کا اصلي موقعه هوگا - وه سمجهه سکے گي که حکام کي روايات سريه سے ملک کي اصلي حالت بالکل مختلف هے ' اور کانپور کا مسئله کانپور هي کا مسئله نه تها ' بلکه تمام پيروان اسلام کا -

اب رهي همارے اميد و بيم ' تو اسکي کهاني بهي سن ليجيے - يه سچ هے که هم مايوس هيں مگر ابهي وه وقت نهيں آيا هے که ان معاملات ميں تاج برطانيه سے مايوس هوجائيں - هم کو يقين هے که يه جو کچهه هوا اور هو رها هے ' چند حکام کي نا عاقبت انديشانه ضد اور هٹ کا نتيجه هے ' اور يهانکي موجوده حکومت اعلی بهي اب اسکا ساتهه دے رهي هے - حکومت کو يقين دلايا گيا هے که يه کوئي مذهبي معامله نهيں هے ' اور نه اس سے مسلمانوں کو کوئي حقيقي صدمه پهنچا هے - محض چند آدميوں کي پيدا کي هوئي شورش هے ' اور اسکے آگے جهکنا هميشه کيليے اپنے تئيں ضعيف کرديا هوگا -

پس اگر هم نے اپنے محکم و غير متزلزل استقلال اور سعي و جهد قانوني سے اصل حقيقت ظاهر کر دي ' تو ضرور هے که کهيں نه کهيں هم کو هندوستان کے گم شده انصاف کا سراغ مل جاے گا -

هم زخمي هيں مگر اب تک مرهم سے مايوس نهيں هوے - هم کو صبر کي تعليم دي گئي هے اور هم ابهي انتظار کر سکتے هيں - تاهم اگر آخر ميں بهي مايوس کرديے گئے تو پهر ياد رهے که همارے " مايوسي " همارے " اميد " سے بهي زياده پر خروش هوگي - اُس دن کيليے مايوس کرنے والوں پر افسوس هے : ذلک يوم الخروج ! (۵۰ : ۴۱)

افکار وحوادث

ارشاد الامراء

هز ائنر سرجیمس مسٹن بالقابہ نے حادثۂ خونین کانپور کے بعد ۶ - اگست کو آگرہ میں جو خطبۂ ہمایونی دیا تھا ' وہ اچھی طرح شائع ہوچکا ہے اور موافق و مخالف بعیش بھی ہوچکی ہیں ' تاہم ہمیں جو کچھہ عرض کرنا تھا ' وہ اب تک باقی ہے - انہوں نے فرمایا :

" مگر سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا جو خود تو دور اور محفوظ ہیں ' مگر جنہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کردیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لانیکا گناہ عائد ہوتا ہے - میری یہ دعا ہے کہ آگرہ کو ایسی المناک مصیبت کا کبھی سامنا نہ کرنا پڑے "

سب سے پہلے تو ہم اپنے تئیں مبارک باد دیتے ہیں کہ ہز ائنر کی زبان مبارک بھی " خدا " کے لفظ سے نا آشنا نہیں - ستم زدگان کانپور کا ذکر کرتے ہوے خدا انہیں یاد آ ہی گیا - کاش ہز ائنر فارسی کے ذوق آشنا ہوتے تو ہم مرحوم (غالب) کا یہ شعر سناتے :

رواں فدائے تو ' نام کے بردۂ ناصح !
زہے لطافت ذوقیکہ در بیان تو نیست !

ہز ائنر نے لینے کو تو خدا کا نام لے دیا ' لیکن کاش انہیں معلوم ہوتا کہ انکے مخاطب مسیحی نہیں بلکہ مسلمان ہیں ' اور انکے لیے یہ " لفظ " اتنا سہل و آسان نہیں ' جتنا خود انکے لیے ہے - وہ ایک مصلوب جسد کے پوجنے والے نہیں ہیں جو اپنے بے رحم خدا کو پکارتے پکارتے بالآخر دنیا سے چل دیا ' اور اب اسکے خون کے سوا ' جسکے کفارے میں اسکے تمام پرجاریوں کے گناہ معاف ہوگئے ہیں ' اور اُسکے اندر کچھہ باقی نہیں رہا ہے ' بلکہ وہ ایک حی و قیوم اور قاہر و منتقم خدا کے پرستار ہیں ' جو انکی دعاؤں کو سنتا ' انکی اعانت و نصرت فرماتا ' حق و عدل کو کامیاب ' اور ظلم و جبر کی پاداش کیلیے ایک عدالت رکھتا ہے - انکو خدا تک پہنچانے کیلیے انکے خدا نے یہودیوں کے ہاتھوں اپنا خون نہیں بہایا ہے ' بلکہ جب یہودیوں کی طرح خود انکا کسی دست تظلم سے خون بہایا جاتا ہے ' تو پھر وہ اپنے خدا تک پہنچ جاتے ہیں - وہ ہز ائنر کی طرح صرف مسیح ہی کو زندہ نہیں مانتے ' بلکہ ہر اُس مظلوم و مقتول جور و ستم کو بھی ' جسکا خون جرم بے جرمی میں بہایا گیا ہو -

---

بہتر تھا کہ ہز ائنر صرف انسانوں ہی کا ذکر کرتے ' جنکی قسمت کی باگ انکے ہاتھہ میں دیدی گئی ہے ' اور خدا کا نام نہ لیتے جو انکی قسمت کا بھی مالک ہے - معلوم نہیں ' ہز ائنر نے بحیثیت بیسویں صدی کے ایک متمدن فرزند یورپ ہونے کے ' مذہب و خدا پرستی کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں ؟ یورپ آج ایک طرف تو مادہ کے آگے سر جھکاتا ہے - دوسری طرف مسیح کی پرستش سے بھی انکاری نہیں - پہلی صورت میں تو یہ تذکرہ انکے لیے بالکل ہی غیر ضروری تھا - یورپ اب بہت آگے بڑھگیا ہے اور خدا کا خوف زمانۂ وحشت کے توہمات تھے ' جن سے بیسویں صدی کے عصر تمدن کے ایک تعلیم یافتہ دماغ کو کوئی ہراس ہونا چاہیے -

دوسری صورت میں بھی ایک مصلوب جسم کے پرستار کیلیے بہت مشکل ہے کہ وہ ان لوگوں کو خوف الہی کا وعظ سنا سکے ' جو ایک زندہ خدا کی پرستش کرتے ہیں -

ہم ہز ائنر کی مطلق العنان حکومت و فرماں روائی پر اس دور قانون و دستور میں صبر کرسکتے ہیں - انکو اپنے ایک واعظ اور ملا کی حیثیت بھی دیسکتے ہیں ' اگر علی گڈھ کالج میں اسکی ضرورت پیش آجاے - انکو اپنا شیخ الاسلام اور مفتی و فقیہ بھی مان لیں گے ' جیسا کہ وہ کانپور کے متعلق فتوا دے رہے ہیں - یہ سب کچھہ مان لینے کیلیے طیار ہیں ' مگر خدا را " خوف الہی " کے وعظ سے تو ہمیں معاف ہی رکھیں - انکی زبان سے سب کچھہ سننا پڑتا ہے اور سنتے ہیں ' مگر "خدا" کا نام سنکر بے اختیار ہو جاتے ہیں - آہ ! یہی تو وہ نام محبوب و مقدس ہے ' جسکی شہادت توحید کی صدا سے کانپور کی مسجد کی ہر دیوار اور ہر اینٹ مقدس کی گئی تھی ' اور اسی نام کی عزت تھی ' جسکے لیے بالآخر فرزندان الہی کو اپنا خون دینا پڑا !

از ما بعلے ' لیک مباد ایں ہمہ بیداد
در حوصلۂ حلم خداوند نہ گنجد

ہز ائنر سے کیا کہیں کہ وہ اس لغت سے آشنا ہی نہیں - ایک مسیحی قلب اس " مذہبی جنون " کی حقیقت کیا سمجھے گا ' جو ہمارے جسم کے ایک ایک قطرۂ خون کے اندر بھرا ہوا ہے - انہوں نے خدا کا نام تو سیکھہ رکھا ہے ' لیکن ابھی اسکے کاموں سے بے خبر ہیں - اگر " خدا " کا تصور کوئی ڈرنے کی چیز ہوتی ' تو ۳ - اگست کا طرۂ خونین حکمرانان عہد کے تاج غرور میں نہ ہوتا -

---

اسکے بعد ہم کو اُس " جماعت " کے متعلق بھی غور کرنا ہے ' جس کی " سنجیدہ ذمہ داری " نے ہز ائنر کو اس درجہ متاثر کیا " اور جو انکی روایت کے مطابق اس حادثۂ فاجعہ کی اصلی محرک ہے -

یہ لوگ عجیب و غریب ہیں - انکی طاقتیں حیرت انگیز اور انکے کام پر اسرار ہیں - وہ اگرچہ کانپور سے باہر ہیں ' لیکن ایسی مخفی طاقتیں رکھتے ہیں کہ ایک اشارے کے ساتھہ ہی سارے شہر کو جان دیدینے پر آمادہ کردیتے ہیں - انکی حکومت کروروں انسانوں کے دلوں پر قائم ہے - مسجد کے " وضو خانے " کی نسبت کانپور کے مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہ تھا ' لیکن اس پر اسرار جماعت نے دو ہفتے کے اندر ہندوستان کی تمام اسلامی ابادی کو معترض بنا دیا اور جس چیز کو کل تک لوگ سر جیمس مسٹن کی نظر سے دیکھتے تھے ' اب اسلام کے خدا کی نظر سے دیکھنے لگے !

ہم نہایت ممنون ہیں ہز ائنر کے ' کہ انہوں نے سب سے پہلے ہمارے سامنے کسی ایسی سحر کار اور حکمران قلوب و ارواح جماعت انکی مخبری کی ' جو کروروں مسلمانوں کے دلوں پر حکومت رکھتی ہے ' اور اسلامی آبادیاں اسکے اشارے پر جان دینے تک پر آمادہ ہوجاتی ہیں - فی الحقیقت اگر کوئی ایسی جماعت موجود ہے ' تو جہاں تک جلد ممکن ہو ' ہمیں اسکی جستجو میں نکلنا چاہیے - جن لوگوں کو خدا نے ایسی عجیب طاقتیں دی ہوں ' انکے دیکھنے کا کون مشتاق نہوگا ؟ سر جیمس مسٹن نے جہاں ضمناً مخبری کا فرض انجام دیا ہے ' وہاں اگر از راہ رعایا پروری ہمیں اُن کے نام پتہ بھی دیں ' تو یہ احسان عظیم ہوگا :

ڈھونڈھ لائے تمہیں اُس بت کو خدا را اے شیخ
تم خدا ترس تھے ' اک کام ہمارا کرتے !

مسلمان همیشه سے رو رہے ہیں کہ اُن میں باہم اتفاق نہیں کوئی متفق علیہ لیڈر نہیں - کسی قسم کا ارگنائزیشن نہیں - انکی حالت ایک بے سری فوج کی سی ہو رہی ہے ' جسکا مستر ٹالر جیسا کوئی سپہ سالار نہو -

لیکن سر جیمس مسٹن بہادر کی روایت اگر بغیر جرح کے تسلیم کر لی جاے (اور ظاہر ہے کہ تسلیم کرنی ہی پڑیگی - یہ کچھہ "مذہبی جنون" کے دیوانے یعنی مسلمانوں کی گردن تو ہے نہیں ' جو مجروح ہونے کیلیے ہو) تو اس صورت میں ہمیں اپنی سالہا سال کی مایوسیوں میں یک قلم تبدیلی کردینی پڑیگی - وہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت کسی "محفوظ" مقام پر (جو ہزآنر کے دماغ مبارک کے محفوظ حجرۂ تخیل کے علاوہ یقیناً کوئی دوسری جگہ ہے) موجود ہے - جسکو یہ قوت حاصل ہے کہ کانپور میں جوش نہ تھا ' اُس نے جوش پیدا کردیا - یہاں کے لوگ ساکت و صامت تھے ' انہوں نے انکو زبان دراز و فغان سنج بنا دیا - وہ اپنی مسجد کے مطلوبہ حصے کو مسجد نہیں سمجھاتے تھے ' مگر انکے حکم سے مسجد یقین کرکے جان دینے پر آمادہ ہوگئے - پھر اتنا ہی نہیں ' بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے دل اس طرح انکی مٹھی میں ہیں کہ بہ یک اشارہ ساحرانہ و طلسماتہ ' سب کے سب انہی کی سی کہنے لگے اور مسجد ! مسجد ! کا ہر طرف شور مچ گیا !

سبحان اللہ ! اگر تمام مسلمانوں پر ایسی طاقت رکھنے والے موجود ہیں تو ہمیں اپنی پراگندگی اور نا اتفاقی پر افسوس کرنے کی جگہ ' یقیناً ہزآنر کی رہنمائی میں انکی تلاش کرنی چاہیے - ہزآنر بوجہ اپنی رعایا نواز و رحیم و شفیق طبیعت کے اس جماعت سے خوش نہیں ' کہ اسکے احکام کی بدولت سپہ سالار پولیس کو بحکم فرمان روائے کانپور ' چھہ سو پچیس کارتوس صرف کرنے پڑے - اور اس طرح علاوہ چند جانوں کے نقصان کے ' گورنمنٹ ہند کے فوجی ذخیرہ کا بھی نقصان ہوا ' لیکن تاہم اگر اس جماعت کا ہمیں پتہ لگ جاے ' تو ہم کسی نہ کسی طرح ہزآنر سے اُسکی صفائی کرا دیں گے - ہم انسے عرض کرینگے کہ نفع کثیر کے مقابلے میں نقصان قلیل کو نظر انداز کر جائیے - ایک ایسی طاقتور اور حاکم دل جماعت کے پیدا ہونے سے آپکی سات کروڑ رعایا اپنی تلاش قدیم میں کامیاب ہوتی ہے - اُسکا بکھرا ہوا شیرازہ جمع ہو جاتا ہے ' اسکے تمام قومی اور دینی امراض کا علاج اصلی ہاتھہ آجاتا ہے - صاحب نفوذ و اثر پیشواؤں کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہسکتی - پس اسطرح کروروں انسانوں کو موت کے بعد زندگی نصیب ہوتی ہے - " رفاہ عام کے کاموں " کیلیے جب مسجد کا ایک حصہ لیا جاسکتا ہے ' کیونکہ عامۂ خلائق کے نفع کثیر کے مقابلے میں ایک مخصوص جماعت کے نقصان قلیل کی پروا نہیں کی جاسکتی ' تو پھر ہمیشہ کیلیے ایک قوم کی زندگی کے مقابلے میں مسجد کانپور کے صرف ایک ہی واقعہ کی پروا نہیں کرنی چاہیے -

بہرحال کسی کسی طرح سر جیمس مسٹن میں اور آنمیں صفائی ہو ہی جاے گی ' لیکن ہم انکے اشتیاق میں بے چین ' اور انکے دیدار کیلیے مضطرب ہیں - کاش کسی طرح انکا کچھہ نشان و سراغ مل جاے - مشکل یہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے سر جیمس مسٹن کے سوا اور کسی ذی روح کو انکی نسبت معلومات نہیں ' اور جب تک وہ رہنمائی کیلیے آمادہ نہوں ' کچھہ نہیں ہوسکتا -

لکھنؤ میں مسجد کانپور کیلیے لاحاصل ڈیپوٹیشن نے اپنا وقت ضائع کیا - اسکی جگہ اگر اس جماعت کی سراغرسانی کیلیے التماس پیش کی جاتی ' تو عجب نہیں کہ ہم اپنی ایک قدیمی جستجو کی کامیابی کو اپنے سے قریب پاتے -

ہزآنر کو اس خون کی بڑی فکر ہے وہ کس کا دامن اس سے تر کیا جاے ؟ کبھی انکو مسلمانوں کا مذہبی جنون یاد آتا ہے - کبھی ظاہر سے باہر کچھہ پراسرار لوگ نظر آتے ہیں ' جنکا ایسی عظیم الشان قوتیں حاصل ہیں کہ باوجود کانپور کی سی اور رضا و سکوت کے ' اپنے ایک اشارے پر لوگوں کو میدان جنگ میں لا کھڑا کرتے ہیں !

لیکن اگر انہیں صرف اس خون کے بوجھہ ہی کیلیے کسی دوسرے کاندھے کی تلاش ہے تو اسکے لیے اس زحمت فرمائی کی ضرورت نہیں - نہ تو وہ مسلمانوں کے مذہبی جنون کی جستجو میں نکلیں اور نہ کسی " باہر کی" ایسی عجیب انقلابی طاقت والی جماعت سے خوف زدہ ہوں - مسلمانوں کا خون اتنا قیمتی نہیں ہے کہ اسکے لیے اتنی پریشانی اٹھائی جاے - وہ صاف صاف کیوں نہ کہدیں کہ اسکی ساری ذمہ داری خود مسلمانوں کے موجودہ عہد خونیں پر ہے ؟ طرابلس میں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہا ' کیا ہوا ؟ مقدونیا میں ہزاروں لاشیں تڑپیں ' پھر کونسی قیامت آگئی ؟ جب خود زمانہ انکا خون بہانے پر تلا ہوا ہے ' تو ہندوستان نے کیا قصور کیا تھا کہ اسکی زمین چند قطروں سے بھی محروم رہتی ؟ اسمیں نہ سر جیمس مسٹن کا قصور ہے ' اور نہ اسکے الزام سے انہیں گھبرانے کی ضرورت :

چہ لازم ست کہ بدنام قتل ما باشی ؟
ستارۂ و فلک و بخت و روزگارے ہست !

ہزآنر فرماتے ہیں :

" سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا جو خود تو دور اور محفوظ ہیں مگر جنھوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کر دیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لانیکا گناہ عائد ہوتا ہے - میری دعا ہے کہ آگرہ کو ایسی المناک مصیبت کا کبھی سامنا کرنا نہ پڑے "

لیکن یہی مضمون ایک دوسرے سیاح کانپور کی زبانی ان لفظوں میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے ' اور ایک ہزآنر کے مقابلے میں سات کروڑ انکھوں کا مشاہدہ بھی ہوتا :

" ان ساری جانفرسا مصیبتوں ' ان انسانیت سوز بے رحمیوں ' اس سفک دماء اور قتل اطفال ' اس نہب و سلب اور قہر و جبر ' بندوقوں کے طوفان اور سنگینوں کی سفاکی ' صدہا اشک ہاے حسرت اور نالہ ہاے جانکاہ ' غرضکہ ۳ - اکست کے تمام انسانی مصائب و ہلاکت کی ذمہ داری ' عند اللہ اور عند الناس ' صرف لوگوں پر عائد ہوتی ہے ' جنھوں نے حکومت کے بلند اور محفوظ تخت پر بیٹھکر مظلوموں کی داد فریاد سے بے رحمانہ اغماض کیا - انکے جوش کو بے اصل ' انکے احتجاج کو مصنوعی ' اور انکے قانونی مطالبہ کو بے معنی بتلایا - تاج برطانیہ کی عزت ' اور حکومت کی مذہبی آزادی کی روایات بھول گئے ' اور انھوں نے باوجود فرض ' انصاف ' فرصت ' اور حق کے ' وہ نہیں کیا ' جس کو کرکے ان تمام خونین مصالب کو یک قلم روک دے سکتے تھے - اور بالاخر انکا جاہلانہ گھمنڈ اور بے نیازانہ اغماض ' جو پہلے اخباروں کے صفحوں پر حرفوں کی سیاہ پوشی ' اور صحن ہاے مجالس میں آہ و فغاں کے دھوئیں کی صورت میں موجود تھا ' مظلوموں کے خون کا سیلاب بنکر مسجد کانپور کی منہدم دیوار پر سے گذر گیا ! !

گیرم کہ وقت ذبح طپیدن گناہ من
دیدن ہلاک و رحم نہ کردن گناہ کیست ؟

ہم سب کی دلی دعا یہ ہے کہ خدا ہندوستان کے اور صوبوں کو ایسے حکام کی مصیبت سے محفوظ رکھے "

شذرات

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

۱۷ - مئي کو ادارۂ الهلال نے اسکي نسبت اعلان کیا تھا اور ۳۱ - جون تک کي قید لگائي تھي - پھر بعض حضرات کی تحریک پر ۳۱ - جولائي تک میعاد بڑھا دي گئي - هم نے چار هزار خریدارون کي قیمت پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا ' اور هم خوش هیں که وہ علیم وخبیر جو نیتون کو دیکھتا هے ' همیں اُسکے ثواب سے محروم نه رکھے گا - تاهم نہایت درد و افسوس کے ساتھه کہنا پڑتا هے که قوم کي طرف سے اس ارادے کي تکمیل میں جو مدد دي جاسکتي تھي ' نہیں دي گئي - اس مد میں ۳۱ اگست تک کل ۴۷۳ خریدار هوے اور اسکے بعد بھي چند درخواسیں اسکے متعلق آگئیں جو شامل کردي گئیں - اس طرح پورے ۵۰۰ خریدارون کي تعداد بشکل پوري هوئي -

۵۰۰ - خریدارون کي رقم چار هزار هوئي ' حالانکه خداے علیم واقف هے که وقت کے جوش اور چند متبرک گھڑیوں کے اثر نے همارے دل میں تیس هزار کي رقم پیش کرنے کا ولوله پیدا کردیا تھا - اور اگر لوگ همارا ساتھه دیتے تو اسکي مدد و نصرت سے همارے قلم کبھي پیچھے نه هٹتے ' اور چار هزار پرچے مفت تقسیم کرکے ایک بہت بڑي سعادت دیني حاصل کرنے کا همیں اور معاونین الهلال کو موقعه ملتا -

البته قارئین الهلال کے نہایت شکرگذار هیں که علاوہ اس سلسلے کے انھوں نے اپنے عطیات سے بھي اس فہرست کي مدد کي ' اور اس طرح ایک اچھي رقم آور بھي فراهم هوگئي - هم کو اس بارے میں بہت کچھه عرض کرنا هے اور بوقت فرصت عرض کرینگے -

سر دست صرف اس رقم کا حساب درج کردیتے هیں -

۵۰۰ - خریداران جدید " الهلال "	۴۰۰۰
عطیات ارباب کرم و معاونین الهلال	۱۲' ۱' ۹
بعض رقوم فہرست سابق که اسي مد کے متعلق سمجھي گئي تھیں -	۱'۵۳
میزان کل	۱۳' ۲' ۶۵

هم نے حسب اعلان ۸ - آنے کي رقم بھي وضع نه کي - اس رقم میں سے ۱۵ - جولائي کو ۳ سو پارسل روانه کیے گئے - اور باقي رقم ایک خاص خیال سے نه بھیجي - لیکن چونکه پھر اسکا کوئي انتظام نهوسکا - اسلیے موجود وزارت کي طلب اعانت کي اپیل ' اور قبضۂ اقتدار کے بعد متعدد تاروں کے آنے پر ' ۱۸ اگست کو ۴ - سو پارسل اور روانه کردیے گئے -

روپیه کي ترسیل میں هم نے کسي قدر دیر کي - لیکن اسکے وجوہ و اسباب تھے ' اور اب که وقت گذر چکا هے ' انکي تشریح بے سود هے -

ترسیل ۱۵ - جولائي	۴' ۵۰۰
" ۱۸ - اگست	۷' ۵۰۰
میزان کل رقم مرسوله	۱۲۰۰۰
رقم مجموعي اصلي	۱۳' ۲' ۶۵
باقي	۱' ۲' ۶۵

جو کچھه هوا ' اسکے لیے بھي احباب و معاونین کرام کے لئے متشکر و ممنون هیں - پھر بھي الله تعالی نے توفیق عطا فرمائي که الهلال کے پانچ سو پرچے اخوان ملت کے مطالعه سے سال بھر تک گذرینگے ' اور ۱۳ - هزار سے زائد روپیه مصیبت زدگان کے لیے فراهم بھي هوگیا -

ربنا تقبل منا ' انک انت السمیع العلیم - و آخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین -

خاتمۂ جنگ

رفتار سیاست

بلغاریا اور دولۂ علیه کے بلا واسطه مذاکرات جاري هیں - اس هفتے بھي کسي معاملے کے فیصلے کي نسبت کوئي خبر نہیں آئي - سوا اسکے که باهمي گفتگو کا انداز مصالحانه اور امید افزا هے ' اور اظہار مودت و صلح خواهي میں روز بروز اضافه هوتا جاتا هے - ٹرکي نے ایک بلغاري بٹالین کو جو قید کردي گئي تھي ' اظہار صلح پسندي میں رها بھي کر دیا هے -

یورپ کے بے امان " دلال صلح " کو خریدارون کي یه بلا واسطه صحبت بے طرح کھٹک رهي هے ' اور انگریزي پریس بلغاریا کو مخاطب کرکے اپنے مواعظ و نصائح کي بخشش میں نہایت فیاضي کر رها هے !

ریوٹر ایجنسي کا لٹریچر یورپ کي سیاست کا رخ معلوم کرنے کیلیے سب سے زیادہ صاف اور آسان و سہل آله هے - موسمي تغیرات کے معلوم کرنے کے آلات جس طرح کسي ادنی تغیر کے پیش آنے کے ساتھه هي بولنے لگتے هیں ' بعینه اسي طرح ریوٹر کي خبررساني کا آله سیاسي مطامع و آرا کے موسمي تغیرات معلوم کرنے کا نہایت سچا ' سریع الاثر ' صادق الروایة ' اور بے خطا ذریعه هے - اگر ایک شخص روزانه اخبارات کي جگه ایجنسي سے صرف خبریں هي منگواتا رهے ' تو وہ بھي یورپ کی سیاست کے متعلق ویسي هي اطلاعات رکھه سکتا هے ' جیسي که ٹائمز ' ٹان ' اور نوروریما کا مطالعه کرنے والا !

۱۱- ستمبر کي صبح کی تقسیم میں لنڈن سے ریوٹر نے خبر دي :

" بموجب اطلاعات سوفیا ' گفتگوے مصالحت کے متعلق امیدیں ضعیف هو رهي هیں - سیاسي حلقوں میں ظاهر کیا گیا هے که اگر ٹرکي اپنے مفرط مطالبات پر مصر رهي ' تو بلغاریا گفتگوے صلح کو بند کردیگي - عام یقین یه هے که دول یورپ ایسي صورت میں اپنا رسوخ و اثر ضرور استعمال میں لائیں گي ' تا که باب عالي کو ترغیب دیں که قابل قبول مطالبات پیش کرے "

اسکا منشا یهي تھا که یورپ کو بالاخر مداخلت کرنے پڑیگي - لیکن ابھي اس تار کے مطالعه سے فارغ بھي نه هوے تھے که دوپهر کو قسطنطنیه کا دوسرا تار پهنچا :

" ٹرکي اور بلغاریا میں گفتگوے مصالحت نہایت دوستانه انداز میں هو رهي هے - گمان غالب یه هے که آج کے اجلاس میں آخري فیصله هو جائیگا - مختلف قوموں کا سوال تر ۹ - ستمبر هي کو اصولاً طے پاگیا " !!

معلوم هوتا هے که مسائل کي اهمیت سے گفتگو بڑھتي جاتي هے - ایڈریانوپل کے متعلق تو بلغاریا نے ٹرکي کے مطالبے کو صاف صاف مان هي لیا هے - البته کہتي هے که اسکے اردگرد صرف ۲۰ - کیلومیٹر زمین لے لي جاے - (قرق کایسا) کي نسبت گفتگو هو رهي هے - کہا جاتا هے که (مصطفے پاشا) کي نسبت بلغاریا کو اصرار هے -

بهرحال خواه کچھه هو ' مگر حالات بدل گئے ' اور (مسٹر ایسکوئتھ) کے دامن میں " ثمرات فتح " کے جو بے شمار خوشے تھے ' اب " فتح مندوں " کو ملنا مشکل هے !

لنڈن کي صلح کانفرنس نے جو نقشۂ حدود و خطوط سرحد کھینچا تھا ' اور جو شرائط صلح تصنیف کي تھیں ' اب وہ خواب و خیال سے زیادہ نہیں - والامر لله العلي العظیم !

دهلـــي کـــا غـــدر

سے پہلے تیموري تاجدار اور اسکے خاندان کي کیا شان تھي - اور غدر کے بعد کیا ہو گئي - پھولوں کي سیج پر سونے والي شہزادیاں ظالم رستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - اُنکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازي اور انکے بال بچوں پر کیسي کیسي بپتائیں پڑیں - شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور نواسوں نے دہلي کے بازاروں میں کسطرح بھیک مانگي - اسکے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجہ حسن نظامي میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں - یہ مجموعہ ڈھائي سو صفحہ کا ہے - جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بھي چٹ سے دلچسپ مضمون خواجہ حسن نظامي کے ہیں - قیمت صرف ایک روپیہ -

اگر ہندوستان میں انگریزی چراغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کي پھیلائي ہوئي نئي روشن کا چراغ اگر گل ہوجائے اور اہل ہند اپنے قدیمي تمدن اور پراني روشني کے اصول کو اختیار کر لیں تو اسوقت نئي روشني کي برائي ہوئي تاریخ لسان العصر اکبر الہ آبادي کے کلام میں جوں کي توں مل جائیگي - کلیات اکبر کا یہ لاجواب مجموعہ دو حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے - قیمت تین روپیہ آٹھ آنے -

محدث گـنـگوهي کي گرفتـــاري

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوهي رحمة الله علیه غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور اُنپر کیا کیا گزري سکا ذکر انکي نئي سوانح عمري میں ہے- یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے - با تصویر دونوں حصے مع محصول ۲ روپیہ آٹھ آنہ - اسرار مخفي بھید - ۳ آنہ ترکي فتح کی پیشین گوئیاں قیمت دو پیسہ - دل کي مراد قیمت ۱۰ آنہ - سول کي عیدي قیمت ۲ آنہ

یہ سب کتابیں کارکن حلقہ نظام المشایخ دهلي سے منگائیے -

صرف ۳ روپیہ بارہ آنہ میں دو عمدہ گھڑیاں

غضب کي رعایت

بیش بہا موقعہ

اصلي کیلس لیور واچ

نیو فیشن بي ٹائم پیس

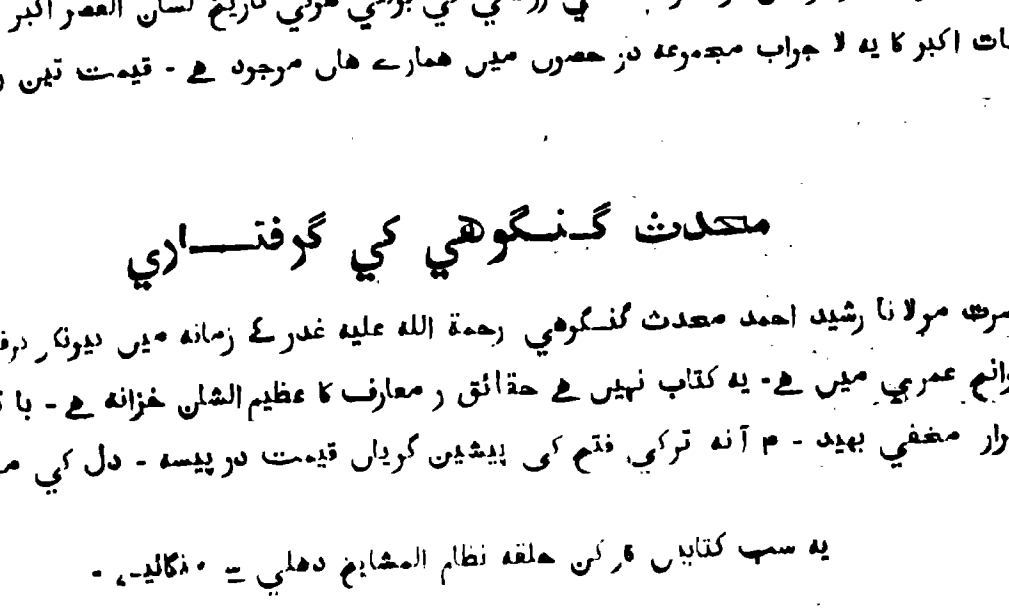

گھڑي کے شائقین ! یہ زرین موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ تمام گھڑیوں کي قیمت میں ایسي عظیم الشان رعایت آیندہ نہ کرسکیں گے اسوقت تین روپیہ بارہ آنہ میں دو نہایت اعلیٰ درجے کي قیمتي گھڑیاں آپ کے نذر کیجاتي ہیں - یہ معمولي بازاري گھڑیاں نہیں ہیں - آپ خود فرمائیں - انمیں ایک تو اصلي کیلس لیور چابي گھڑي ہے جسکي گارنٹي پانچ سال اور ۳۶ گھنٹہ کي کوک ہے - اور اسکے ساتھ ایک فیشن ایبل چین بھي دي جاتي ہے -

دوسري چھوٹي بي ٹائم پیس ہے جو کہ پلداري لحاظ سے تمام دنیا میں مشہور ہے - آپ یقین کریں کہ یہ سودا چہارم قیمت میں آپ کو ملتا ہے - ہمارے اسٹاک میں گھڑیاں بہت بڑي تعداد میں موجود ہیں اور ہمکو تین ماہ کے اندر گودام خالي کرنا ہے - جلد خریدیے اور اپنے دوستوں کو اس خبر سے مستفید کیجیے -

ایک گھڑي آپ کي جیب کي زینت بڑھائیگي دوسري میز یا طاق میں رکھیے - قیمت کل تین روپیہ بارہ آنہ محصول اڈاک چار آنہ -

ملنے کا پتہ - برج باسي لال ویش ناولٹي ایجنسي نمبر ۲۲۷ بلدیو بلڈنگس جھانسي

Brij Basilal Vaish Novelty Agency 227 Baldeo Building Jhansi U. P.

الهلال

۱۰ شوال ۱۳۳۰

فتح قسطنطنیہ

عزل و نصب

غلبت الروم في ادني الارض (۱)

۸۰۰ - ۵

دو تصویریں

آجکي اشاعت کے ساتھہ دو تاریخي مرقع صفحۂ تصاویر خاص پر شائع کیے جاتے ھیں - بظاھر دیکھیے تو زمانۂ قدیم کے ایک معرکۂ انقلاب کي تصویریں ھیں ' مگر غور کیجیے تو عبرت و بصیرت کا ایک پیام منقوش اور خطبۂ مصورہ ھے ' جو انقلاب امم کے افسانۂ غیر مختم کا دفتر آپکے سامنے کھول دیتا ھے !

مسلمانوں کي خلافت و نیابت الہي ' اور وعدۂ ربانی کے ظہور و تکمیل کے صدھا مرقعات میں سے یہ بھي ایک مرقع عبرت ھے -

* * *

دنیا کو شعرا و صوفیا نے عموماً کسي کاروانسرا یا مسافر خانے سے تشبیہ دي ھے - بعضوں نے اسے ایک پل قرار دیا ھے جو رھنے کیلیے نہیں بلکہ صرف ایک بار گذر جانے کیلیے ھے - حکومتوں اور قوموں کے عروج و زوال ' اور ایاب و ذھاب پر نظر ڈالیے ' تو یہ تشبیہ بالکل صحیح ھے - اس کاروانسراے ارضي میں حکمراني و تاجداري کے مسافر یکے بعد دیگرے آتے ھیں اور جاتے ھیں - اپني اپني باري سے ھر قوم تاج حکومت پہنتي اور تخت اقبال پر متمکن ھوتي ھے - پھر قانون انقلاب فیصلہ صادر کرتا ھے اور کسي دوسرے کیلیے جگہ خالي کرکے راھي فنا و تنزل ھوجاتي ھیں :

یکے ھمي رود و دیگرے ھمي آید

انقلاب امم

قران کریم نے اسي حقیقت کي طرف یہ کہکر اشارہ کیا ھے کہ :

وتلك الایام نداولها بین الناس !

دوسري جگہ زیادہ تصریح کي کہ :

وما اهلكنا من قریة الا	اور ھم نے کبھي کوي انساني آبادي
ولها كتاب معلوم -	غارت نہیں کي مگر اسکي تباھي کیلیے
ما تسبق من امة	ایک میعاد مقررہ پہلے سے کبھي ھوتي
اجلها وما یستاخرون	نہیں اور نہ پیچھے رھسکتي ھے -
(۱۵ : ۵)	ھر قوم کے اپنے زوال و فنا کے مقررہ وقت سے آگے بڑھسکتي ھے اور نہ پیچھے رھسکتي ھے - جو وقت اسکے لیے مقرر ھے ' ضرور ھے کہ اسي وقت وہ دوسروں کیلیے جگہ خالي کردے ! "

قانون انقلاب

لیکن وہ قانون انقلاب امم ' اور اجل مقدرۂ الہي کیا ھے ؟ اسکا جواب خود قران کریم نے بار بار اور بہ اعادہ و تکرار دیا ھے :

ذالك بان الله لم یك	" یہ انقلاب حالت اسلیے ھوا کہ یہ اللہ کا
مغیراً نعمة انعمها على	قانون ھے - وہ کسي قوم کو نعمت تاج
قوم حتى یغیروا ما	و تخت اور عظمت و جبروت دیکر پھر
بانفسهم ' وان الله سمیع	اسکو نہیں بدلتا ' جب تک کہ وہ قوم
علیم - (۸ : ۵۵)	خود اپني صلاحیت کو بدل نہ دے
	اور بیشک وہ سمیع و علیم ھے "

دوسري جگہ فرمایا :

فسیروا في الارض فنظروا	" تم سے پہلے بھي اس دنیا میں بہت
كیف كان عاقبة المكذبین ؟	سے انقلابات و حوادث گذر چکے ھیں -
(۳ : ۱۳۱)	پس زمین کي سیاحت کرو اور دیکھو
	وہ جن قوموں نے اپنے اعمال سے احکام الہي کو جھٹلایا ' انکا کیا نتیجہ نکلا ؟ "

ایک اور موقعہ پر فرمایا :

وما كنا مهلكي القرى	" اور ھم انساني بستیوں کو کبھي
الا واهلها ظالمون -	تباہ و ھلاک نہیں کرتے ' مگر صرف
(۲۸ : ۶۰)	اس حالت میں کہ وہ لوگ قوانین
	و احکام الہي سے سرتابي کرتے ھیں "

سورۂ (ھود) میں کہا :

وما كان ربك لیهلك	" اور تمہارا پروردگار ایسا بے انصاف
القرى بظلم واهلها	نہیں ھے کہ کسي آبادي کو ناحق
مصلحون (۱۱ : ۱۱۹)	برباد کردے اور وھاں کے لوگ خوش
	اعمال اور نیکوکار ھوں "

اسکے علاوہ اور بہت سے مقامات میں اس طرف اشارہ کیا ھے - پس یہي وہ قانون الہی ھے ' جسکے بموجب قوموں اور ملکوں کے انقلابات ھوتے رھتے ھیں - دنیا خدا کا ایک گلہ ھے - اور وہ نوبت بہ نوبت مختلف قوموں کو اپني نیابت دیکر بھیجتا ھے تاکہ اس گلے کي حفاظت کریں -

كلكم راع وكل راع	تم سب کي حیثیت کسي گلے کے چرواھے
مسئول عن رعیته	کي سي ھے ' اور ھر چرواھا اپنے گلے کي
(الحدیث)	حالت کا ذمہ دار اور مسئول ھوتا ھے -

جو قوم اس فرض الہی کو ادا کرتي ھے ' تاج اقبال اور سریر عظمت پر اسکا قبضہ رھتا ھے - لیکن جب احکام الہیہ کي سرکشي اور نافرماني میں مبتلا ھوجاتي ھے ' تو خدا اپني دنیا کو حکم دیدیتا ھے کہ اسکي فرماں برداري سے سرکش و متمرد ھوجاے - جو شخص اپنے حاکم کا مطیع نہیں ' اسے کیا حق ھے کہ اسکے ماتحت اسکي اطاعت کریں ؟ ولكل درجات مما عملوا ' وما ربك بغافل عما یعملون (۲ :)

پھر اس قوم کا دور اقبال ختم ' اور افتاب حیات غروب ھوجاتا ھے ' اور حکمة الہیہ کسي دوسري قوم کو بھیج دیتي ھے ' تا اسکے گلے کي حفاظت کرے ' اور اسکے آگے جھک کر تمام انسانوں کو آپنے آگے جھکاے :

وربك الغني ذوالرحمة '	تمہارا پروردگار بے نیاز و رحمت فرما

(۱) یہ آیۃ کریمہ فتح قسطنطنیہ کا مادۂ تاریخ ھے "في ادنے الارض" سے ۸۰۰ - کا تعرجہ کیا گیا ھے - کیونکہ " ارض " کا " ادنے (ص) ھے اور اسکے عدد ۸۰۰ ھیں -

إن يشأ يذهبكم و يستخلف من بعد كم ما يشاء، كما انشاكم من ذرية قوم آخرين!

ہے - اگر چاہے تو تم کو چھوڑ دے اور تمہارے بعد جس قوم کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے، جیسا کہ دوسری قوموں کی نسل سے تم کو پیدا کر چکا ہے -

ایک اور مقام پر صاف تصریح کردی کہ اسکی نظر اعمال صالحہ پر ہے - اگر تم سرکشی کروگے تو وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو عزت و حکمرانی کا وارث بنا دیگا :

يا ايها الناس! انتم الفقراء الى الله و الله هو الغني الحميد - ان يشأ يذهبكم و يات بخلق جديد و ما ذلك على الله بعزيز (٣٥: ١٦)

اے لوگو! تم اللہ کے فضل کے محتاج ہو - اللہ تو غنی و حمید ہے - وہ اگر چاہے تو تم کو ہٹا دے اور تمہاری جگہ کسی نئی مخلوقات کو لا کھڑا کرے، اور ایسا کرنا اللہ کیلیے کچھہ مشکل نہیں!

اس قانون کی بنا پر آغاز عالم سے کتنی قومیں خدا کی زمین کی وارث ہوئیں اور پھر دوسروں کیلیے جگہ چھوڑ کر خود ظلمت گمنامی میں چھپ گئیں؟ یہی قانون الہی تھا، جس نے بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کا مسلمانوں کو جانشین اور وارث بنایا، اور داؤد (ع) کے ہیکل میں جو کچھہ تھا، وہ ابراہیم (ع) کی قربانگاہ کو نصیب ہوا، تاکہ آزمایا جاے کہ مسلمان اس امانت کی کیونکر حفاظت کرتے ہیں؟

ثم جعلنا كم خلائف فى الارض لننظر من بعد هم كيف تعملون؟ (١٠: ١٥)

پھر بنی اسرائیل کے بعد ہم نے تم کو زمین کی خلافت عطا کی، تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟"

ظہور و تکمیل وعدۂ الہی

اس وعدۂ الہی کا ظہور دنیا کے گوشے گوشے میں ہوا - تیرہ سو برس کے اندر ضدھا تخت بچھے اور اٹھے - کتنی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹیں - لیکن اس کارواں سراے اقبال کا آخری قافلہ وہ تھا، جو سنہ ٦٨٧ - میں وسط ایشیا سے چلا اور بالآخر سنہ ١٤٥٣ - میں یونانی اور رومانی عظمت کے مدفن، یعنے قسطنطنیہ میں پہنچکر مقیم ہوگیا - یہ بھی انقلاب آباد عالم کا ایک عجیب و غریب تماشا، اور اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز تعمیل تھی، جب بیزنطانی حکومت کا مغرور تاج عین اپنی عظمت گاہ کے دروازے پر قسطنطین دریگا سیوس (آخری فرمانروائے قسطنطنیہ) کے سر سے اتارا گیا تھا، اور (محمد فاتح) کے سر پر رکھا گیا تھا - پہلا سر خدا کے آگے مغرور تھا، اسلیے اسکی زمین پر بھی ذلت کے ساتھہ ٹھکرایا گیا - دوسرا اسکے سامنے سربسجود تھا، اسلیے اسکی زمین پر بھی سربلند و مغرور ہوا - وہ جب ١٤ - مئی سنہ ١٤٥٣ - کو (سینٹ رومانس) کے عظیم الشان پھاٹک سے شہر میں داخل ہوا تو اپنے گھوڑے کی پشت پر سجدۂ عبودیت میں جھکا ہوا تھا!

فتح قسطنطنیہ

اس مرقع میں دو تصویریں ہیں - پہلی تصویر فتح قسطنطنیہ کا آخری معرکہ ہے، جب دروازۂ شہر کی دیوار پر یونانی و رومانی عظمت کی الوداع تھی، اور چند گھنٹوں کے بعد اس انقلاب کی گھڑیاں پوری ہوجانے والی تھیں، جو (سینٹ سوفیا) کے مسیحی معبد کو خداے واحد کی پرستش گاہ کی صورت میں بدل دینے والا تھا -

دوسری تصویر (سلطان محمد فاتح) کے اولین داخلۂ شہر کی ہے، جس نے (سینٹ سوفیا) کے دروازے کے سامنے پہنچکر اپنی سواری روک لی تھی - کیونکہ اسکے اندر شہر کی بقیہ آبادی ہوکر (مریم) کے خاموش بت کے آگے چیخ رہی تھی، تاکہ وہ سن لے اور اپنے آسمانی فرشتے کو انکی مدد کیلیے بھیج دے -

لیکن (مریم) کا مسکین بت بدستور چپ رہا، کیونکہ وہ پرتگیز و قیدوم کے نیزوں سے خود بھی محفوظ نہ تھا -

جسطرح کہ اسکا بیٹا پیلاطوس کی عدالت سے بچنے کیلیے اپنے باپ کے سامنے بہت گڑگڑایا تھا کہ "ایلی ایلی لما سبقتنی خدایا! میرے منہہ سے موت کے پیالے کو ہٹالے!" (مرقس ١٤: ٣٦) لیکن بالآخر وہ نہ ہٹا اور رومی سپاہیوں نے اسکی ہتھیلیوں میخیں ٹھونک کر صلیب پر چڑھا دیا!

اسی طرح آج اسکی ماں بھی بے بس تھی - وہ جو اپنے بیٹے کو نہ بچا سکا، اپنے بیٹے کے پرستاروں کی مدد سے بھی غافل ہو عین اس وقت، جبکہ وہ اسمانی فرشتے کیلیے چشم براہ تھے، تو تاتاری اور فاتحوں کی مہیب صورتیں انکی طرف بڑھتی ہو نظر آئیں! جن میں سب سے آگے نوجوان (سلطان محمد) تھا

وہ آسمان کا فرشتہ نہ تھا، مگر زمین کا ایک رحم دل فرمانروا تھا - اور آسمان کے فرشتوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ زمین فرشتہ خصلت انسانوں ہی نے زمین پر کام کیا ہے!!

اس نے آتے ہی تمام باشندگان شہر کو امان دیدی - اور رحم و انصاف کا سخت سے سخت متعصب مسیحی مورخ بھی اعتراف کرتا پڑا ہے -

توصیۂ عبرت

غرضکہ یہ تصویریں قومی عروج و زوال، ایاب و ذہاب، اور عزل و نصب الہی کا ایک عبرت انگیز مرقع ہیں، جنمیں ایک قوم عظمت و کمال کی متاع تاراج کرکے اپنے سریر فرماں روائی سے رخصت ہو رہی ہے، اور شہر کے دروازے پر جو کچھہ ہو رہا ہے، یہ گویا جانے والے قافلے کا الوداعی نظارہ ہے، جہاں حسرت و نامرادی اسکی مشایعت کیلیے موجود ہیں!

دوسرا مرقع فتح یابی و فیروز مندی کا نیا قافلہ ہے جو انہی راہوں سے گذر کر شہر میں داخل ہو رہا ہے، جہاں سے کچھہ دیر پہلے اسکے پیشرو نکل چکے ہیں، اور پچھلے قافلے کی خونین نشانیاں جا بجا ابھی باقی ہیں!

التفتحن القسطنطينيه

ساڑھے چار سو برس گذر گئے، مگر اب تک یہ قافلہ یہیں مقیم ہے انقلاب و تغیرات کے کتنے ہی اوراق تھے جنکو دست حوادث نے الٹا مگر یہ مرقع ایاب و ذہاب امم، ابتک بدستور انظار عالم کے سامنے توصیۂ عبرت و بصیرت کیلیے موجود ہے!!

امام (احمد) نے مسند میں ایک حدیث روایت کی ہے

لتفتحن القسطنطينه، ونعم الامير اميرها، ونعم الجيش جيشها! (الحديث)

قسطنطنیہ فتح کیا جائیگا - کیا اچھا وہ امیر ہے جو اس فوج کا امیر ہو، اور کیا اچھی ہے وہ فوج، جو اس فتح عظیم کو حاصل کرے!

پہلی صدی ہی سے قسطنطنیہ پر اسلامی فوجکشی شروع ہوگئی تھی - امیر معاویہ کے عہد میں اسی کی دیواروں کے نیچے حضرت ابو ایوب انصاری نے راہ جہاد میں جام شہادت پیا، اور اپنے بعد آنے والے مجاہدین اسلام کے استقبال کیلیے وہیں رہگئے - بالآخر آٹھویں صدی میں (سلطان محمد فاتح) کے ہاتھوں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی، اور ابتک اسکی صداقت غیر متغیر ہے!

یوناني نبوت

وقت قسطنطنیه کے زمانے میں ایک عجیب یوناني پیشیں گوئي شہر میں پھیل گئي تھي - مشہور (گبن) نے اسکو نقل کیا ہے - نادان مفتوحوں کو یقین تھا کہ ترک شہر پر قابض ہو جائیں گے - لیکن جب وہ (سینٹ ایا سوفیا) کے میدان میں پہنچیں گے تو ایک تلوار بکف فرشتۂ غیبي اتریگا ' اور انکو قتل کرتا ہوا سرحد ایران تک بھگا دیگا !

رومیوں کو اسکا یہاں تک یقین تھا کہ فتح قسطنطینہ کے بعد (سینٹ سوفیا) میں جمع ہوگئے اور غافل فرشتے کو چیخ چیخ کر بلانے لگے - فرشتہ تو ضرور آیا - اُس نے اپنے ملکوتي رحم و انصاف سے انکو پناہ بھي دي ' لیکن فاتح قسطنطینہ ' سرحد ایران تک نہ بھگائے گئے !

یہ فرشتۂ فتح و نصرت ' یعني (سلطان فاتح) جب داخل ہوا ' تو کہتے ہیں کہ (سینٹ سوفیا) کا پادري نماز میں مصروف تھا - نصف پڑھچکا تھا اور نصف باقي تھي - لیکن ترکوں کے داخل ہوتے ہي دیوار شق ہوئي اور پادري اُسکے اندر غائب ہوگیا - مشرقي عیسائیوں کو یقین ہے کہ کسي نہ کسي دن مقدس پادري اپني بقیہ نصف نماز پوري کرنے کیلیے دیوار سے نکلے گا اور وہي دن ہوگا ' وہ پھر شاخ زرین ہلال سے نکل کر صلیب کے قبضے میں آئگي اور قدیمي مسیحي دارالحکومت مسیحیوں ہي کیلیے ہوجائگا -

انتظار غیر مختم

صدیوں پر صدیاں گذر گئیں مگر انتظار اب تک باقي ہے - دیوار شق نہیں ہوتي ' اور مقدس ولي اپني بقیہ نماز کے پورا کرنے کا چنداں خواہشمند معلوم نہیں ہوتا - نامرادیوں اور مایوسیوں کے بعد (جنگ بلقان) نے مسیحي امید کي ایک نئي شعلع روشن کي تھي ' اور ۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ - کو (گلڈ ہال) لندن میں (مسٹر ایسکوبتھ) نے فتح قسطنطنیہ کا ترانۂ صلیبي گایا تھا -

مسٹر ایسکوبتھ کا صلیبي خواب

وہ دیکھہ رہے تھے کہ " باب مسیحیت " کھل چکا ہے ' سینٹ سوفیا کي دیواریں شق ہوگئي ہیں ' صلیبي جنگ کي زمزمہ شدہ مقدس گیتوں کي متبرک صدائیں گھنٹے کے شور میں بلند ہوئي بلند ہورہي ہیں ' " پر اسرار پادري " اپني انگلیوں سے صلیب کا لاہوتي نشان بناتا ہوا نکلا ہے ' اور روح القدس کا کبوتر " بنکر صوفیا کے منارے پر بیٹھا رقص نشاط کر رہا ہے !

لیکن افسوس کہ اس صلیبي خواب کي تعبیر بھي الٹي نکلي - یوناني کرسچین کي تقدیس قبل از وقت ثابت ہوئي ' " ثمرات فتح " سے اپنے دامن بھر بھر کر مسٹر ایسکوبتھ نے " فتح مند " بلغاریا کي طرف پھینکے ' مگر اُس بد نصیب کے ہاتھہ ایک دانہ بھي نہ آیا - ایڈریا نوپل ہاتھہ آکر پھر نکل گیا ہے - " سینٹ سوفیا " اب تک " جامع ایا صوفیا " ہے - ناقوس کي صدا اب تک اُسے عیسائي نہ ہوئي ' اور " فتح مند " بلغاریا کي نامراد انہ شکست انگلستان خون کے آنسو رو رہا ہے !

انہ لعسرة علي الكافرين ' وانه هو الحق اليقين ' فسبح باسم ربك العظيم ! (۵۶ : ۲۵)

اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ یہ جو کچھہ کہ ہوا ' کافروں کیلیے موجب ماتم و حسرت ہے ' اور اسمیں بھي شک نہیں کہ یہ ایک یقیني صداقت کا ظہور ہے - پس اپنے پروردگار کي حمد و ثنا کرو ' جس نے مسلمان اسلام کو شادماني کي جگہہ حسرت نامرادي میں تبدیل کردیا "

همـوا بمـالم ینالـوا !

خدا تعالے نے دنیا میں اپنے کاموں کو اپنا نشان قرار دیا ہے - سورۂ (توبہ) میں جہاں کفار و منافقین کا ذکر کیا ' وہاں انکي ایک مخصوص حالت یہ فرمائي کہ :

وهموا بمالم ینالوا (۹ : ۷۵) — اور ان لوگوں نے اسلام کي مخالفت میں وہ کام کرنا چاہا ' جس کو وہ نہ کرسکے !

اس صداقت کي حقیقتیں ظہور اسلام سے لیکر اس وقت تک ہمیشہ ظاہر ہوئیں - ممکن ہے کہ اپني بد اعمالیوں سے مسلمان اسکے مصداق ثابت نہوں ' لیکن اسلام تو ہمیشہ اپنے اس معجزہ کے عجائب دکھلاتا رہیگا -

پس خدا نے دشمنان اسلام کے ارادوں کي ناکامي و نامرادي کا خاص طور پر ذکر کیا ہے ' اور موجودہ جنگ اس نامرادي کي ایک نئي شہادۂ عظیمہ ہے - جبکہ ترکوں کي ناکامي حد انتہا تک پہنچ چکي تھي ' جبکہ مسٹر ایسکوبتھہ فتح قسطنطنیہ کي خبر چند گھنٹوں کے اندر سننا چاہتے تھے ' جبکہ بلغاریا جرمني کي طرح قسطنطنیہ میں داخل ہونا چاہتي تھي ' تاکہ عالم اسلامي سے اپني عظمت کا اقرار کراے ' جبکہ انگلستان مضطرب تھا کہ " باب مسیحیت " کو کھولنے والے " ثمرات فتح " سے محروم نہ رہیں ' جبکہ انکے تمام شیطاني مظالم سے انکار ' اور جبکہ انکي تقدیس و تعظیم سے تمام انگلستان گونج رہا تھا ' اور پھر جبکہ اسلام کیلیے خود مسلمانوں کي تمام انساني کوششیں ختم ' اور ہر طرف سے کامل مایوسي اور انتہائي ناکامي کا ظہور ہوچکا تھا ' تو یکایک اُس بادل کي طرح ' جو انتہائي طپش و حرارت کے وقت یکایک پھیلتا اور نا امیدیوں کو پیغام رحمت الہي سے بدل دیتا ہے ' واقعات کا صفحہ الٹا ' اور عقلوں کو متحیر اور ادراک انساني کو عاجز کرتي ہوي آیۃ نصرۃ الہیہ کا ظہور ہوا - چند گھنٹوں کے اندر ہي دنیا پلٹ گئي - انسان جب اپني کوشش سے ناکام رہکر تھک گیا تھا ' تو خدا کا ہاتھہ اپني عزت کي حفاظت کیلیے بڑھگیا - جہاں کل تک امید کي شادمانیاں تھیں ' وہاں آج نامرادي کا ماتم ہے ' اور جہاں ناکامي کي مایوسي تھي ' وہاں کامیابي کي برکتیں ہیں :

مستهم البأساء والضراء وزلزلوا ' حتى يقول الرسول والذين آمنوا : متى نصر الله ؟ الا ان نصر الله قريب ! (۲ : ۲۱۰)

یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں اور مشکلوں میں پھنس گئے اور انکے پاے ثبات ہل گئے ' یہاں تک کہ اللہ کا رسول اور مسلمان چیخ اُٹھے کہ آخر اللہ کي مدد کب آئیگي اگر ایسي سخت مایوسي کے وقت بھي نہ آئي ؟ جواب ملا کہ کیوں مایوس ہوگئے ہو ؟ سن رکھو کہ اللہ کي مدد کا وقت قریب آگیا !

جنگ (بدر) میں مسلمانوں نے مایوس ہوکر نصرۃ الہي سے پھر کامیابي حاصل کي تھي ' اور یہي امید بعد از یاس ' انکي آئندہ استقامتوں کا وسیلہ بني : ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة - (۳ : ۱۱۹) -

موجودہ جنگ کے ان حوادث کے اندر بھي ہمارے مستقبل کے لیے ایک درس بصیرۃ موجود ہے - اپني آخري فرصت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اٹھا لیں - ایڈریا نوپل ہاتھہ سے جا چکا تھا اور کامل پاشا کي وزارت نے انگلستان کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا - اُس وقت کہا جاتا تھا کہ اِن ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد اسکے سوا چارۂ کار ہي کیا ہے ؟

لیکن خدا کی نصرت نے (انور بے) کی صورت میں ظہور کیا ' اور ۲۳ - جنوری کو انجمن اتحاد و ترقی نے زمام حکومت پھر اپنے ہاتھوں میں لی - اتحادی وزارت مایوسیوں سے بے خبر نہ تھی ' مگر اُس نے دیکھا کہ اگر آخری ناکامی مقدر ہو ہی چکی ہے ' تو خود اس کو اپنے کیلیے کیوں دوڑیں؟ جتنی مہلت اور ملے سعی و جہد سے باز نہ آئیں - کسے معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ ممکن ہے کہ کوئی سبیل نجات پیدا ہو جاے :

چوں دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگ نائے نزع نہ کوشد کسے چرا؟

پھر جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے - مایوسی کامل پاشا کیلیے بھی تھی اور مرحوم شوکت کیلیے بھی - پہلے نے سررشتۂ صبر و استقلال ہاتھ سے دیدیا - اسکا نتیجہ جو کچھ تھا ' معلوم ہے - دوسرے نے صبر و استقامت کی راہ اختیار کی - اسکا نتیجہ آج تمام عالم کو حیرت و تعجب کا پیغام دے رہا ہے !! فأي فريق احق بالامن ان كنتم تعلمون ؟

مصر و اکبر

آج (شہادت ابادٔ کانپور) کے حوادث خونیں ہمارے سامنے ہیں - اگر مسلمانوں نے "استعينوا بالصبر و الصلوٰة" پر عمل کیا اور سررشتہ صبر و استقامت اور جد و جہاد کو ہاتھ سے نہ دیا ' تو انکی کامیابی یقینی و قطعی ہے ' اور مایوسیوں ہی کے اندر سے بشارت امید ملنے والی ہے -

پر اگر ہمت ہار بیٹھے ' اور خداے عزیز و حکیم کا ' جو انکا ہر حال میں ساتھ دیتا ہے ' ساتھ نہ دیا ' تو پھر اُن نتائج معجزہ اور عواقب الیمہ کیلیے ہندوستان کے ہر مسلم باشندہ کو طیار رہنا چاہیے؟ جن کو اس وقت صرف عاقبت بینی ہی کی دوربین سے دیکھا جاسکتا ہے : فبائی حدیث بعد اللہ وایاتہ یومنون؟

آج کی اشاعت کے "برید فرنگ" میں ایک نوٹ "هموا بمالم ينالوا" کے عنوان سے درج کیا گیا ہے - اس میں "ریویو اف ریویوز" لندن کے ایک مضمون کا اقتباس ہے - نہ صرف انگلستان ' بلکہ تمام یورپ کا یہ مشہور رسالہ بلغاریا کی ناکامیوں پر ماتم کرتا ہے ' اور متحسر و متالم ہے کہ بلغاریا کو فتح مندی کے بعد پھر ذلت و نامرادی نصیب ہوئی - اس مضمون کی تحریک انہیں سطور کو پڑھکر ہوئی تھی اور اسی لیے اسکا عنوان بھی "هموا بمالم ينالوا" قرار دیا گیا -

معاهدۂ رومانیا و بلغاریا

چونکہ حکومت بلغاریا نے رومانیا کے مطالبات سے اصولاً اتفاق کرلیا تھا ' اسلیے تجارت میں اس خط (لائن) کے متعلق صاف صاف گفتگو کرنے میں تاخیر نہیں کی گئی ' جو آیندہ سرحد دوبرودجا (Dobrudja) کو نشانزد کرنے والی ہے -

ایک ہی جلسہ نے دونوں ملکوں میں اختلافات باہمی کے تصفیہ کی طرف رہنمائی کی - ترتوکائی (Turtukai) دربرج (Baltchik) اور بالچک (Baltchik) ان تینوں شہروں سے مغرب و جنوب میں ' دس اور پندرہ میل کے مابین ' نئی سرحد شروع ہوتی ہے -

اسطرح رومانیا کو ایک دفاعی سرحد مل گئی ہے ' اور وہ اب قلعہ ہاے شملا (Shumla) اور رستچک (Rustchuk) کے انہدام کی بابت اپنا دعوی واپس لیتی ہے -

اس اتفاق (اگریمنٹ) کے شرایط اس عہد نامۂ عام میں شامل کردیے جاینگے ' جو پانچوں سلطنتوں کی تصدیق کے بعد بخارست میں پیش کیا گیا تھا -

حادثۂ کانپور

زمیندار لاہور میں حسب ذیل مراسلہ شائع ہوا ہے :

جناب ایڈیٹر صاحب - تسلیم - میرا ایک مقدمہ اپیل رام ناتھ اپیلانٹ بنام درگا پرشاد وغیرہ رسپانڈنٹان عدالت جج کان پور میں تھا - مورخہ یکم اگست سے ۱۸ - اگست تک کانپور میں رہا ۳ - اگست کا واقعہ مسلمانوں کا نسبت مسجد مچھلی بازار میرے سامنے ہوا - ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاوہ شہر میں جہاں مسلمان نظر پڑے بندوقوں کی فیر سے ہلاک کر ڈالے گئے ' اور جاے وقوعہ یعنے مسجد میں تو بے انتہا مسلمانوں کو گولیوں نے فنا کر ڈالا اور کوئی ڈیڑھ سو لاشیں کنوؤں میں بند کرکے جبکہ ہم اشنان کرنے کو دریا میں عجلت کے ساتھ پھینکدی گئیں - یہ بات قابل مشتہر کرنے کے ہے - اگر آپ لوگ یا وکیل ملزمان کانپور اس امر کا کافی اطمینان ہم کو دلائیں کہ سچی بات کہنے میں گورنمنٹ ہم سے ناخوش نہ ہوگی تو ہم شہادت دینگے اور یہ سب حال مفصل جو ہم نے دیکھا تھا بیان کرنے کے لیے تیار ہیں - صرف ہم یہ خیال کرتے ہیں اور کرتے ہیں کہ گورنمنٹ و حکام ہم سے بہت ناراض ہونگے -

پنڈت رام ناتھ ارستھی زمیندار موضع میندھا پرگنہ گرورال - ضلع باندہ

انگلستان بلغاریا کو اشتعال دلا رہا ہے

مسالۂ سرحد میں ترکی کی طرف دول یورپ کے میلان کا معنی بعض ممالک پر اسکے قبضہ کے جواز و عدم جواز کے اندر نہیں ہے ' بلکہ صرف یہ امید ہے ' جو ٹرکی کی حکومت ان ممالک کے بقاء و قیام کے لیے رکھتی ہے

۸ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کے (نیر ایسٹ) کی راے میں یہ دعوی بیکار ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی ان ممالک کے کسی حصہ کی حکومت کے بارے میں بھی اعتبار پیدا کرسکتی ہے جو معاہدۂ لندن کی رو سے ترکوں کے لیے چھوڑ دیے گئے ہیں - وہ بلغاریا کو اشتعال دلاتا ہے کہ بلغاریا اپنے حکام کی مجنونانہ و بے اصول ڈپلومیسی کے خمیازے میں ان مصائب سے دوچار ہوئی ہے " با ایں ہمہ اس قوم کی روح اور قابلیت ابھی باقی ہے - اگر ضرورت ہوئی تو وہ صحیح ترین نگرانی کی ماتحتی میں کسی دن اس فیصلہ کی تنسیخ کی کوشش کے لیے اپنے آپ کو مدعو محسوس کریگی ' جسمیں ناانصافی یا انتہائی تذلیل کی بو آتی ہے "

یہ ہے اسلام و اہل اسلام کی خدمت ' جو نیر ایسٹ کررہا ہے ' اور جس کے عوض میں گورنمنٹ اُس کو ہندوستان کے خزانے سے امداد دے رہی ہے ! وان الظالمين بعضهم اولياء بعض ' والله ولى المتقين (۸۱ : ۵۴)

مسجد کانپور مچھلی بازار

کے روزانہ مفصل و مستند حالات اور عدالت کی کل کارروائی شائع کرنیکا اخبار آزاد کانپور نے انتظام کیا ہے - اجلاس عدالت کی پوری کارروائی دوسرے روز صبح کو شائع کردیجاتی ہے - ان پرچوں کی ایک روپیہ ماہوار قیمت مقرر کیگئی ہے - اشاعت پر پرچہ برابر ڈاک سے ارسال ہوتے رہیں گے - منی آرڈر بنام منیجر آزاد کانپور آلے - واقعہ ۳ - اگست سے آخر ماہ تک کے کل حالات بھی موجود ہیں - قیمت ایک روپیہ

منیجر آزاد - کانپور -

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

(۲)

دربار حبش میں دعوۃ اسلام

حبش میں ایک اسلامی حکومت کے ظہور و قیام کے حالات لکھنا مقصود ہیں ' ورنہ ہجرۃ حبشہ کے واقعات میں بہت سے امور تفصیل طلب تھے -

علی الخصوص قریش مکہ کے معاندانہ مساعی و تدابیر ' اور باوجود مسلمانوں کی منتہا درجہ بے سروسامانی و بیکسی کے کامیابی و فتح یابی -

پررف دیکھتے ہوے گذشتہ نمبر میں خیال ہوا تھا کہ واقعۂ ہجرۃ حبشہ کی کسی قدر مزید تفصیل کردیں اور اسکے بعد آگے بڑھیں - لیکن وقت بہت کم تھا ' اسلیے مرتب صفحات میں ترمیم نہ ہوسکی - آج چاہتے ہیں کہ گذشتہ نمبر کے بقیہ حصے کو شروع کرنے سے پہلے بطور تتمۂ و تعلیق ' ہجرۃ حبشہ کی تشریح مزید کردی جاے - گذشتہ نمبر کے دوسرے کالم میں جہاں ہجرۃ کا ذکر ہے ' مندرجۂ ذیل سطور کو اسکا بقیہ تصور کیا جاے -

(ابن ہشام) نے اپنی سیرۃ میں حضرۃ ام سلمہ سے اس بارے میں روایات نقل کی ہیں ' جو منجملہ مہاجرین حبش کے تھیں - وہ کہتی ہیں کہ نجاشی نے ہمارے ساتھہ نہایت عمدہ سلوک کیا - ہم بازادی اپنے اعمال مذہبی ادا کرتے تھے اور چین اور آرام سے رہتے تھے - ہمارے خلاف وہ کوئی بات نہ سنتا ' اور نہ ہمیں کوئی مخالف اذیت پہنچا سکتا تھا -

لیکن جب قریش نے ہمیں ایک گوشۂ عافیت میں محفوظ دیکھا ' تو یہاں بھی ظلم و ستم سے باز نہ رہے - انہوں نے حجاز کی بہتر سے بہتر اور قیمتی سے قیمتی اشیا تحائف کیلیے جمع کیں ' اور نہ صرف نجاشی کیلیے ' بلکہ حبش کے تمام بطریقوں اور پادریوں کیلیے بھی طرح طرح کے ہدایا فراہم کیے - اس سے مقصود یہ تھا کہ تمام ملک کو وہ ہمارے برخلاف سازش کرنے کیلیے آمادہ کرسکیں -

جب سامان فراہم ہوگیا تو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمر ابن العاص کو اس مہم کیلیے منتخب کیا اور وہ تمام تحائف و ہدایا لیکر حبش پہنچے -

قریش مکہ نے ان لوگوں کو ہدایت کردی تھی کہ حبش پہنچکر پہلے نجاشی سے ملاقات نہ کریں ' کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اعیان دربار و رؤساء دینیہ سے مشورہ کرے اور مشورہ کا نتیجہ ہمارے خلاف نکلے - پہلے کچھہ دنوں قیام کرکے ملک کے تمام بطریق و رؤساء کلیسا سے ملاقات کرلینا - ان میں سے ہر ایک شخص کو تحفہ تحائف دیکر موافق بنا لینا ' اور جب یہ سازش مکمل ہوجاے تو پھر دربار کا رخ کرنا !

چنانچہ اس وفد نے یہی طریقہ اختیار کیا اور تمام بطریقوں سے ملکر کہا :

"ہمارے ملک کے چند سفیہہ اور مفسد لڑکے ہیں جنہوں نے ہمارا دین چھوڑ دیا اور آپ لوگوں کا دین بھی اختیار نہیں کیا - ایک نیا مذہب انہوں نے نکالا ہے جس سے آپ اور ہم ' دونوں بالکل ناواقف ہیں ' اور کبھی اسکے احکام سننے میں نہیں آے - وہ بھاگکر آپکے ملک میں آگئے ہیں - انکے بارے میں بادشاہ سے التجا کرینگے - آپ اسے مشورہ دیں کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کردے" -

اسکے بعد وہ دربار نجاشی میں پیش ہوے اور تحائف کے گذرانے کے بعد انہی الفاظ میں اپنی خواہش ظاہر کی - نیز کہا کہ "ہمیں ان لوگوں کی قوم کے اشراف و اعیان اور ابؤ اعمام نے بھیجا ہے تاکہ آپ انہیں ہمارے حوالے کردیں"

تمام بطریقوں نے بھی اسکی تائید کی اور کہا کہ انکی درخواست لایق پذیرائی اور انکی خواہش بالکل حق بجانب ہے -

لیکن نجاشی یہ سنتے ہی غضب ناک ہوگیا - اس نے اپنے درباریوں پر نظر ڈالی اور کہا کہ یہ کیسی بات ہے جو تم مجھسے چاہتے ہو ؟ میں ایسے لوگوں کو بغیر تحقیق و تفتیش کیونکر انکے حوالے کردوں جو میرے ملک میں پناہ لینے کیلیے آئے ہیں ؟ میں انکو بلاتا ہوں اور انکے مقابلے میں اصل حقیقت پوچھتا ہوں - اگر ان لوگوں کا بیان صحیح ثابت ہوگیا تو پھر البتہ انکی درخواست لائق قبول ہوگی -

چنانچہ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا اور پوچھا :

" وہ کونسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ' جسکی وجہ سے تم نے اپنی قوم کے دین کو بھی ترک کردیا اور ہمارے دین مسیحی کو بھی اختیار نہیں کیا ؟ "

مہاجرین مسلمین کی جماعت میں سے جعفر بن ابی طالب (حضرۃ امیر علیہ السلام کے بھائی) کھڑے ہوے اور انہوں نے جواب میں تقریر کی :

ساتویں صدی کے ایک داعی اسلام کی تقریر

" اے بادشاہ ! ہم ایک وحشی قوم تھے - بتوں کو پوجتے تھے ' مردار کھاتے تھے ' فواحش میں مبتلا تھے ' قطع رحم اور قمار بازی ہمارا شیوہ تھا ' اور ہم میں سے ہر قوی ضعیف کو تباہ کردیتا تھا -

یہ حالت تھی کہ رحمت الہی جوش میں آئی اور خدا نے ایک مقدس رسول ہماری طرف بھیجا ' جو ہم ہی میں کا ایک فرد تھا - جسکے نسب کی بزرگی ' خصائل کی پاکیزگی ' اخلاق حسنہ کی عظمت کا ہم میں سے ہر شخص کو علم اور اعتراف ہے - پس وہ آیا اور اس نے اللہ کی طرف ہم سب کو دعوت دی کہ اسکی یگانگت کا اقرار کریں ' اس کے آگے جبیں نیاز جھکائیں - اسکے سوا ان سب معبودان باطل کو چھوڑ دیں ' جنکی جہل و نادانی سے ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پوجا کرتے آئے ہیں - اس نے

هم کو حکمت و دانائي کي تعليم دي - اچھے کاموں کا حکم دیا - اُس نے بتلایا که سچائي کو اختیار کرو - کسي کي امانت کو تو ادا کردو - اپنے اعزا و اقارب کے حقوق کو نه بھولو - همسایه کے ساتھه بھلائي کرو - فواحش کے نزدیک نه جاؤ - انسان کا خون نه بہاؤ - فتنۂ و فساد سے بچو - یتیموں کا مال نه کھاؤ - کسي پر تہمت نه لگاؤ - صرف الله هي کي پرستش کرو - پانچ وقت نماز ادا کرو - اپنے مال میں فقرا کا بھي ایک حصه سمجھو - اور اسي طرح اور تمام برائیوں سے بچنے اور بھلائیوں کے اختیار کرنے کي طرف اس نے هم سب کو بلایا -

یهي دین جدید هے جسکو وہ لیکر آیا ' اور یهي تعلیم هے جسکے لیے هم نے اپني قدیمي بت پرستي اور جہالت و نادانی کو خیرباد کہا - اسپر هماري قوم هماري دشمن هوگئي اور هم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگي - یہاں تک که هم پر عرصۂ حیات تنگ هوگیا اور بے بس هوکر ترک وطن پر مجبور هوگئے - پھر بھی هم کو چین سے الله کي بندگي کرنے کي مہلت نہیں ملتي ' اور اے پادشاہ حبش ! یه لوگ یہاں بھي پہنچ گئے هیں تاکه هم کو پھر وهاں لیجائیں اور پتھر کي پوجا چھوڑ کر آسمان و زمین کے مالک کي پرستش کرنے کا هم سے انتقام لیں "

نجاشي پر نزول روح القدس

حضرۃ جعفر تقریر کررهے تھے اور صداقت الٰہي اندر هي اندر چپکے چپکے اپنا کام کررهي تھي - جب وہ خاموش هوے تو نجاشي پر ایک عالم مدهوشي طاري تھا - اُس نے پوچھا که تمهارے نبي پر کوئي کتاب بھي اُتري هے ؟ اور اگر اُتري هے تو تم اسمیں سے کچھه سنا سکتے هو ؟

حضرت جعفر نے سورۂ مریم کي تلاوت شروع کی اور نجاشي پر جوش تاثر سے عالم رقت طاري هوگیا - وہ بے اختیار چیخ اُٹھا :

" بیشک بیشک ! یه وهي صداقت کي روشني هے جو مسیح ابن مریم کي صورت میں چمکي تھي ' اور یه دونوں نور ایک هي مشکواۃ قدس سے نکلے هیں - قسم خدا کي - میں اِن پرستاران خدا کو کبھي تم ظالموں کے حوالے نہیں کرسکتا - جاؤ اور اپني درخواست واپس لیجاؤ ! "

(سیرۃ ابن هشام بر حاشیۂ زاد المعاد - جزء اول صفحه ۱۸۰)

اعلان

صدارت اجلاس هفتم آل انڈیا شیعه کانفرنس

شیعه کانفرنس نے عالي جناب آغا حسن صاحب قبله مد ظله العالی کو اجلاس هفتم شیعه کانفرنس کیلئے صدر تجویز کیا تھا - جناب موصوف نے اپنا قائمقام عالي جناب معالی القاب انر یبل نواب سید محمد صاحب بالقابه مدراس کو قرار دیکر صدر نشین اجلاس مذکورہ کا تجویز فرمایا هے اور جناب نواب صاحب ممدوح نے منظوري بھي بھیجدي هے -

(سید علی غضنفر عفی عنه)

ترجمه اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے -

اتحاد الدول توازن دول

از ایڈیٹر - سیاسي شہیر : مسٹر هوالس داوکر

ایک بڑي ضروري چیز یه بھي هے که موجودہ زمانے کے اهم سیاسي مسائل کي ' جنکا ذکر کثرت کے ساتھه عام مباحث ' واقعات ' تار برقیوں ' اور اخباروں میں هوتا هے ' ایک مرتبه اس طرح تشریح کردي جاے که اخبار بیں طبقه کي معلومات انپر حاوي هوجاے اور پھر وہ هر معامله پر فہم و واقفیت کے ساتھه غور کرسکیں -

" توازن دول " کا ذکر آجکل اکثر هوتا هے مگر بہت سے لوگ اس کي پوري حقیقت سے واقف نہونگے - آج هم ایک مشرح مضمون اس کے متعلق شائع کرتے هیں -

وہ سیاست ' جسکا مرکز نظر توازن قوی هے ' نہایت قدیم و دیر سال هے ' بلکه اسکي ابتدا عمران و آبادي عالم کے آغاز سے هے - اسکا مقصد سادہ و صاف الفاظ میں یه هے که " کسي ایک سلطنت کي قوت اتني نه بڑھے که وہ تمام عالم کو اپنے زیر نگیں کرلے "

اس سلسله میں ولیم فریڈرک اعظم شاہ پروشیا کے چند فقرے قابل اقتباس هیں جو گو تعداد میں کم اور مختصر هیں ' مگر اصل سیاست کے اکثر پہلوؤں پر مشتمل هیں - اس نے ایک موقع پر کہا تھا

" امن یورپ کے حفظ و بقا کا سب سے بڑا سبب قیام توازن دول توازن یعنے هم وزن رهنا هے - اسکي وجه سے قوي ضعیف پامال نہیں کرنے پاتا کیونکه وہ قوي کے خلاف متحد و متفق هو اسکی قوت کي شر انگیزیوں سے محفوظ و مامون هو جاتي هیں

مگر جب یه توازن فنا هونے لگتا هے تو دنیا میں عالمگیر غدر اندیشه پیدا هوجاتا هے - ایسي حالت میں ممکن هے موجودہ سلطنتیں جو اپنے اندر تنها مقاومت و مدافعت کي قوت نہیں رکھتیں ' متحد هوجائیں ' اور انکے انقاض و آثار پر ایک نئي قوي وسیع سلطنت قائم هو -

رومیوں کے عہد عروج میں اگر مصر و شام و مقدونیه کي سلطنتیں متحد هوگئي هوتیں تو کبھي مغلوب نه هوتیں اور اسکے پیروں میں غلامي کي وہ زنجیریں نه پڑتیں جو بعد کو رومیوں کے ڈالیں - "

اصل سیاست توازن تو قدیم هے ' مگر موجودہ توازن دول اپنے مخصوص حالات و اثرات کے لحاظ سے بالکل نیا هے - اس کا آغاز اسوقت هوتا هے جب که جرمني ' آسٹریا ' اور اطالیا نے ایک طرف ' اور فرانس و روس نے دوسري طرف باهم محالفت کي - اسوقت تک ان پانچوں سلطنتوں کے قوی کا یه تناسب تھا که محالفت روس و فرانس ' محالفت ثلاثه کے همسنگ سمجھي جاتي تھي انگلستان اسوقت تک ناطرفدار تھا ' کیونکه براعظم یورپ میں اسکے اسدرجه عظیم الشان مصالح نه تھے ' جنکے لیے انگلستان اختلال توازن سے ڈرتا -

مگر جرمني نے انگلستان کے ساتھه چھیڑچھاڑ شروع کردي اس کا دباچه وہ تار تھا ' جو جرمني نے سنه ۱۸۹۶ ع یعني ا جنگ ترنسوال میں کروجر بھیجا تھا -

اسکے بعد اس نے اپني بحري قوت کي ترقي کي طرف تو کي - اس ترقي کا مقصد اصلي یه تھا که بحري طاقت میں انگلستان کے هم پایه هوجائے - ذیل کے نقشے سے معلوم هوگا سنه ۱۹۰۰ - سے ۱۹۱۲ - ع تک انگلستان اور جرمني نے اپنے ا

بیڑوں پر کتنا روپیہ صرف کیا ' اور اس بارہ سال کے اندر دونوں کی بحری طاقت میں ترقی کی نسبت کیا رہی ؟

قواء بحریہ انگلستان و جرمنی

۱۹۰۰ سے ۱۹۱۲ - تک

سنہ	انگلستان	جرمنی
۱۹۰۰	۹۷۸۸۱۴۶ پونڈ	۳۴۰۱۹۰۷ پونڈ
۱	,, ۱۰۴۲۰۲۵۶	,, ۴۹۲۱۰۳۶
۲	,, ۱۰۴۳۶۵۲۰	,, ۵۰۳۹۷۲۵
۳	,, ۱۱۴۷۳۰۳۰	,, ۴۳۸۸۷۴۸
۴	,, ۱۳۵۰۹۱۷۶	,, ۴۲۷۵۴۸۹
۵	,, ۱۱۲۹۱۰۰۲	,, ۴۷۲۰۲۰۶
۶	,, ۱۰۸۵۹۵۰۰	,, ۵۱۶۷۳۱۹
۷	,, ۹۲۲۷۰۰۰	,, ۵۹۱۰۹۵۹
۸	,, ۸۶۶۰۲۰۲	,, ۷۷۹۵۴۹۹
۹	,, ۱۱۲۲۷۱۹۴	,, ۱۰۱۷۷۰۶۲
۱۰	,, ۱۳۲۷۹۸۳۰	,, ۱۱۳۹۲۸۵۶
۱۱	,, ۱۵۰۶۳۸۷۷	,, ۱۲۲۵۰۲۶۹
۱۲	,, ۱۳۹۷۲۵۲۷	,, ۱۱۷۸۷۵۶۵

اس نقشہ کو بنظر امعان دیکھیے - صاف نظر آئیگا کہ جرمني نے سنہ ۱۹۰۰ ع میں جسقدر روپیہ (یعني ساڑھے تین ملین پرنڈ) صرف کیا تھا ' سنہ ۱۹۱۲ ع میں اُس سے سہ چند بلکہ اُس سے بھي زائد (یعني قریباً ۱۲ - ملین پونڈ) صرف کیا - اُسکے مقابلے میں انگلستان نے سنہ ۱۹۰۰ - سے سنہ ۱۹۱۲ - تک صرف چار ملین پرنڈ صرف کیے !

اسکا قدرتي نتیجہ یہي تھا کہ جرمني کے بحري قوی میں ۲۴۷ - في صدي ' مگر انگلستان کے بحري قوی میں صرف ۳۳ - في صدي کا اضافہ ہوا -

ضرور تھا کہ جرمني کے یہ سرگرم مساعي انگلستان ایسے بیدار اور عاقبت اندیش ملک کي نظروں میں کھٹکتے اور وہ کم ازکم علي وجہ الظن و التخمین ' اس غایت اصلي کو ضرور معلوم کرلیتا جو اسمیں پوشیدہ تھي -

اسپر طرہ یہ ہوا کہ جرمني نے اپنے مقصد کا بالکل اعلان شروع کردیا - ترقي کے پہلے ہي سال یعني سنہ ۱۱ - ع میں جب بحري لائحہ (پروگرام) جرمن مجلس النواب (ریشٹاگ) میں پیش کیا گیا تو اسمیں جنگي جہازوں کے لیے مبلغ خطیر کا مطالبہ کرتے ہوے وزیر جنگ نے کہا :

" جرمني کو اتنے بڑے بیڑے کي ضرورت ہے کہ اگر کبھي دنیا کي سب سے بڑي بحري طاقت سے بھي جنگ ہو جاے تو اسکے تفوق و برتري کو معرض خطر میں نہ ڈالے "

جرمني کے اس اہتمام و اعتناء اور مجاہر عزم مساوات و ہمسري نے انگلستان کو مجبور کیا کہ وہ اپني ناطرفداري کو خیرباد کہکے مخالفت روس و فرانس میں شامل ہو جاے -

انگلستان کو یہ ترغیب اسلیے اور بھي ہوئي کہ جنگ روس و جاپان نے اتحاد فرانس و انگلستان کو کمزور کردیا تھا - پس اگر انگلستان روس کے ساتھہ شامل نہ ہوتا ' تو اس صورت میں جرمني کي طاقت اپنے حلیفوں کي بنا پر انگلستان اور مخالفت روس و فرانس ' دونوں کي علحدہ علحدہ طاقتوں سے زیادہ ہوجاتي اور ظاہر ہے کہ یہ صورت یورپ کے لیے عموماً اور انگلستان کے لیے خاصکر کسقدر خطرناک تھي ؟ -

سنہ ۱۹۰۷ع میں انگلستان با قاعدہ مخالفت روس و فرانس میں داخل ہوگیا ' اور یہ مخالفت ثلاثیہ ' " مفاہمت ثلاثیہ " کے نام سے موسوم ہوئي -

مخالفت ثلاثیہ صرف ان تین حکومتوں ہي کي نہ تھي ' بلکہ دراصل رباعیہ بلکہ خماسیہ تھي - اسلیے کہ جرمني کو دولت عثمانیہ اور رومانیا کي دوستي پر بھي اعتماد تھا - اسکو یقین تھا کہ اگر یورپ میں جنگ چھڑگئي تو یہ دونوں مخالفت ثلاثیہ کي مدد کرینگے - جرمني ' آسٹریا ' اور اطالیا نے اپنے اپنے سفیر بخارست بھیجے کہ مخالفت ثلاثیہ کے ساتھہ رومانیہ کے رشتۂ الفت و مودت کو قائم رکھیں - جرمني نے اپنے اشخاص ' اسلحہ ' اور مال سے ترکوں کي مساعدت کي ' اور جب قیصر جرمني سنہ ۱۸۹۹ ع میں دمشق گیا تو ایک دعوت میں جو خاص اسکے لیے کی گئي تھي ' یہاں تک کہدیا کہ وہ آل عثمان اور ان تمام لوگوں کا دوست ہے جو انکي خلافت کا اعتراف کرتے ہیں " ! !

جرمني برابر دولت عثمانیہ کي تقویت کي کوشش کرتي رہي کیونکہ اسکو یقین تھا کہ جس طرح روس کي نقصان رساني کا ذریعۂ وحید رومانیا ہے ' اسیطرح اسکا عقیدہ تھا کہ شاہنشاہي انگلستان کی تہدید و تضعیف پر قادر وحید صرف دولت عثمانیہ ہے -

جرمن فوجوں میں جنرل وان برنہارڈي کا پایہ سب سے زیادہ بلند ہے - اُسے امور جنگ کے متعلق مہارت تامہ ' اور اس موضوع پر تصنیف و تالیف اور انشاء فصول و مقالات میں قدرت کاملہ حاصل ہے - وہ اپني ایک نو تالیف کتاب میں لکھتا ہے :

" ترکي ہي ایک ایسي سلطنت ہے جو انگلستان کو نقصان پہنچا سکتي ہے - کیونکہ نہر سویس شاہنشاہي برطانیا کے جسم کي شہ رگ ہے "

ایک دوسري کتاب میں لکھتا ہے :

" جرمني کے لیے ترکي کا رشتہ لازمي ہے - اسکو چاہیے کہ ترکي کو مخالفت ثلاثیہ میں داخل کراے اور اطالیا کو جنگ سے باز رکھے - کیونکہ یہي ایک سلطنت ہے جو مصر میں انگلستان کے موقف (پوزیشن) اور ہندوستان کے مختصر سے راستے کو خطرے میں ڈالسکتي ہے - روس اور انگلستان کے ساتھہ ہمیں جنگ کي تیاري کرني ہے تو ترکی کو اپنی جماعت میں ملالینا بھي ضروري ہے "

ڈاکٹر باگ ایک بہت بڑا سیاح ہے - وہ اپني کتاب میں جو سنہ ۱۹۱۱ ع میں شائع ہوئي ہے ' لکھتا ہے :

" انگلستان پر جرمني کی کامیابی کی یہ صورت نہیں ہے کہ جرمني اس پر بحر شمال کی طرف سے فوجکشی کرے - بلکہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ اسکے ہاتھہ سے مصر نکال لے - کیونکہ جب مصر اسکے ہاتھہ سے نکل جائیگا تو نہر سویس پر اسکا اقتدار بھی فنا ہو جائیگا - اور جب نہر سویس اسکے اقتدار و تسلط سے نکل آئیگي تو ہندوستان اور مشرق قریب کا مختصر ترین راستہ بھی اس کے لیے بند ہو جائیگا - ان مقامات میں اسکا موقف شاہنشاہی کا مخدوش اور خطرات میں محصور ہو جانا بالکل آسان ہے - اغلب یہ ہے کہ اس کا اثر افریقیہ کي برطاني مستعمرات (نوآبادي) پر بھي پڑے - پھر اگر دولت عثمانیہ مصر پر دوبارہ قابض ہوگئي ' تو یقیناً ہندوستان کے ۶۰ - ملین مسلمانوں پر اسکے غلبہ و تسلط کو ایک سخت دھکا لگے گا ' اور ایران و افغانستان میں بھي اسکا موقف تنگ ہو جائیگا - پس عثماني فوج کي تقویت و تدثیر اور دولت عثمانیہ کي مالی مساعدت ہمارا ایک اہم فرض ہے - عثماني قوت جتني زیادہ ہوگي ' انگلستان اتنا ہي زیادہ ضعیف ہوگا "

جرمن ارباب قلم کے ان خیالات نے ترکوں کو انگلستان کی نظروں میں سخت خطرناک بنادیا اور انکی تضعیف کی فکر دامنگیر هوگئی - سب سے پہلے اس نے آل عثمان کے عدو الدود یعنی روس سے تعلقات بڑھاے' اور اسکی رضا و خوشنودی کیلیے حریت و انسانیه کے تمام مایهٔ افتخار و مباهات مفاخر کو بھی قربان کردیا ' تاکه ترکی کے جواب کے لیے روس اسکے هاتھه آجاے !

اُس نے عالم اسلامی میں جہاں جہاں استقلال و خود مختاری تھوڑی بہت باقی تھی' اُسکی پامالی میں شرکت کی' تاکه اگر آیندہ ترکوں سے جنگ چھڑجاے اور اسلام کی اخوت ملی کی بناء پر یه جنگ ترکوں کے بدلے اسلام سے جنگ سمجھی جاے ' تو اس صورت میں ترکوں کو عالم اسلامی سے کوئی حقیقی اور موثر مدد نه پہنچ سکے - ایران کی بابت هماری موجودہ سیاست خارجیه (فارن پالیسی) کے اصول اساسی یہی دو امر هیں -

جرمنی کے مشہور اهل قلم ترکوں کی دوستی اسکے لیے اسدرجه ناگزیر بتاتے چلے آے تھے ' مگر جب اطالیا نے طرابلس پر حمله کرنا چاها تو جرمنی نے بالکل نه روکا - اس کا نتیجه یه هوا که ترکوں کے افکار و خواطر میں ایک هیجان عظیم' اور انکی سیاست میں ایک اضطراب شدید پیدا هوگیا -

اطالیا کے بعد ریاستهاے بلقان نے علم جنگ بلند کیا - یه جرمنی کی دوستی کی دوسری آزمایش تھی ' مگر اس موقع پر بھی خلاف امید وہ ناطرفدار بنکے صرف تماشه هی دیکھتی رهی !!

اس موقع پر جرمنی اور آسٹریا نے یه پالیسی اسلیے اختیار کی که انهیں یقین کامل تھا که میدان ترکوں کے هاتھه رهیگا' اور اصل یه هے که یه یقین تو مفاهمت ثلاثیه کو بھی ' جو پرده کے پیچھے سے اثر ڈال رهی تھی' اچھی طرح تھا - کیونکه اگر اسے یقین نه هوتا تو " جغرافیهٔ یورپ کے بدستور بقا " کی سیاست کا اعلان نه کیا جاتا -

لیکن واقعات کی باگ انسانی دماغ کے هاتھه میں نہیں هے - اعلان جنگ کے بعد جب واقعات تماشه گاه وجود پر یکے بعد دیگرے آے ' تو تمام دنیا کے یقین سے بالکل مختلف تھے !

ترکوں کو پیہم شکستیں هوئیں - یورپین ترکی کا بیشتر حصه انکے هاتھه سے نکل گیا - چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں جو همیشه روس کا کلمه پڑھا کرتی تھیں اور رومانیا و آسٹریا کے ساتھه بغض و عداوت کے اظہار میں مشہور تھیں' یکایک معزز و سربلند هوگئیں !

مخالفت ثلاثیه ابھی تک محو تفرج و تماشه فرمائی تھی ' مگر اب اسکی آنکھیں کھلیں - اس نے محسوس کیا که سرزمین بلقان میں جو خونین افسانه (ٹریجیڈی) تمثیل کیا جا رها تھا ' وہ افسانه نه تھا بلکه ایک اصلی هنگامهٔ کارزار تھا ' جسمیں وہ اور مفاهمت ثلاثیه معرکه آرا تھیں ' اور بالاخر اسکی غفلت سے اسکو شکست هوئی -

ٹرکی کی شکست سے مخالفت ثلاثیه کے دو اعضا کو خاص طور پر صدمه پہنچا - یه دونوں اعضا جرمنی اور آسٹریا هیں - جرمنی نے انگلستان کی تخریف و تهدید کے لیے ٹرکی کو تجویز کیا تھا مگر یه اب کہاں ممکن تھا ؟ جرمنی کے اجنبی وار تماشه دیکھنے نے ٹرکی کا دل توڑدیا - اینده کیلیے وہ اسکی مودت و صداقت کا کیونکر اعتبار کرسکتی تھی ؟ پھر وہ خود بھی کمزور هوگئی ' اسکے حریف دیرینه روس کی قوت بڑھگئی ' اور وہ اور انگلستان اسوقت دست بدست هیں -

آسٹریا میں اسوقت ۲۵ - ملین سلافی رهتے هیں جنمیں صرف سروی سڑھے پانچ ملین هیں -

ان اسٹروی سرویوں کی آبادیاں انکے هم نسل سرویا کے جوار میں واقع هیں اور جیسا که معلوم هے' روس اور آسٹریا کے تعلقات نہایت تلخ هیں - پس اگر کسی وقت ان دونوں سلطنتوں میں جنگ چھڑگئی تو سرویا نصف ملین فوج میدان جنگ میں بھیج سکے گی اور یقیناً اس صورت میں آسٹریا کے سروی بھی روس هی کے ساتھه هونگے -

مختصراً یه که مخالفت ثلاثیه نے اسوقت ایک طرف تو ٹرکی کی دوستی کھوئی - دوسری طرف ریاستهاے بلقان کی عداوت مول لے لی - خصوصاً ان کارروایوں کی وجه سے جو آسٹریا نے سرویا اور جبل اسود کے ساتھه کیں هیں -

جو کچھه میں کہه رها هوں ' اسمیں منفرد نہیں هوں - ایک ذی اثر جرمن پارٹی کے لسان الحال یعنی اخبار " جرمانیا " کا بھی یہی خیال هے - وہ اپنی ایک تازہ اشاعت میں لکھتا هے :

" هم بار بار کہه چکے هیں که ریاستهاے بلقان کی کامیابی دراصل روس کی کامیابی هے ' پس اگر عام جنگ یورپ چھڑگئی اور مفاهمت ثلاثیه ' مخالفت ثلاثیه کے مقابلے میں کھڑی هوگئی تو ریاستهاے بلقان مفاهمت ثلاثیه سے قطعاً مل جائیں گی .

آج تک همارا خیال تھا که همیں انگلستان کے ساتھه جنگ کے لیے تیار هونا چاهیے ' لیکن ان اخری مہینوں میں حالات بالکل بدلگئے هیں' اور اب همارا فرض یه هے که انگلستان کی جگه روس سے جنگ کے لیے تیار هوں - کیونکه اب " مسئلهٔ شرقیه " نے " مناظرهٔ جنس جرمنی و سلافی " کی شکل اختیار کرلی هے "

حال میں جرمنی نے هسپانیه کو ملانے کی کوشش بھی کی هے مگر آثار و علائم سے معلوم هوتا هے که اسمیں کامیاب نه هوگی اور هسپانیه مفاهمت ثلاثیه میں شامل هو جائیگی -

الاتحاد الاسلامی

یعنی مسلمانان هند کا ایک

بین المللی عربی مجلہ

هو

ماه شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

اور

جس کا مقصد رشید جامعهٔ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه '

اور ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات

و خیالات کی ترجمانی هے -

الهلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

غنیة الطالبین

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمی نسخه سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحه ۵۶ - قیمت صرف ۸ - آنه علاوه محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رهگئی هیں - ملنے کا پته - سپرنٹنڈنٹ بیکر هوسٹل - ڈاکخانه دهرمتله - کلکته -

لمحات و ملاحظات

الفتنة اللغوية

"حظ و کرب" یا "لذت و الم"

از : الهلال

(۱)

وما لهم به من علم'	اس بارے میں انکے پاس کوئی علم
ان یتبعون الا الظن'	اور ذریعۂ تحقیق و یقین نہیں - محض
وان الظن لا یغني من	اپنے گمان پر چل رہے ہیں' اور راہ ظن
الحق شئیا -	و تخمین کا یہ حال ہے کہ وہ حقیقت
(۵۳ : ۳۰)	و علم کے سامنے کچھہ بکار آمد نہیں !

جمع اضداد کی لوگوں نے عجیب عجیب مثالیں دی ہیں - ایک زمانے میں مسیح رکنا کاشی کے اس مصرعہ پر تمام اساتذۂ عجم نے طبع آزمائیاں کی تھیں :

روے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش ست !

یہ تو خیالستان شعر کے افسانے تھے ' مگر میں واقعی مثالیں دیسکتا ہوں - میرے سامنے مسلمانوں کا نیا تعلیم یافتہ فرقہ ہے -

یورپ کی ترقیات نے عجائب و غرائب کو واقعات بنا دیا ہے - ضرور تھا کہ اس خصوصیت عجیبہ کا اثر انکے پیروؤں میں بھی کرشمہ ساز عجائب ہوتا کہ یہ بھی اُسی آفتاب تابندۂ فضل و علؤ کے ذرے ' اور اسی شجر کمال و رفعت کے برگ و بار ہیں :

گرچہ خوردیم ' نسبتی ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم !

ایک مرتبہ میں نے انہیں صفحات پر اس فرقے کے "جہل و علم" کے اجتماع نقیضین پر مرثیہ خوانی کی تھی - احباب کرام کو یاد ہوگا - آج "تقلید و اجتہاد" کے اجتماع ضدین پر متحیر ہوں کہ ان هذا لشي عجاب !

ہمارے تعلیم یافتہ دوستوں کا کچھہ عجیب حال ہے انکے پاؤں کو دیکھیے تو یورپ کی نا فہمانہ و کورانہ تقلید و عبودیت فکر کی زنجیریں لپٹی نظر آتی ہیں ' مگر چہرے کی طرف نظر اٹھائیے تو زبان کو ادعاء اجتہاد سے فرصت نہیں ! اس سے بڑھکر دنیا میں جمع اضداد کا اور کونسا تماشا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپکے سامنے آئے ' اور عین اُس وقت جبکہ اسکے پاؤں میں تقلید و استعباد کی زنجیریں پازیب کی طرح صدا دے رہی ہوں ' اجتہاد فکر اور حریت رائے پر بے تکان لیکچر دینا شروع کردے !!

ہمارے دوستوں کا بھی یہی حال ہے - انکا سرمایۂ علم و دانش یورپ کی اسمی و سطحی تقلید سے زیادہ اور کچھہ نہیں ' تاہم جن چیزوں میں وہ اپنے ائمۂ ہدیٰ کی تقلید کرنا چاہتے ہیں ' انہی میں اولین شے اجتہاد بھی اور ضرور تھا کہ اس تقلید مجتہدانہ کا سفر اسی منزل سے شروع ہوتا - قینچی ہاتھہ میں ہو تو خواہ مخواہ جی چاہنے لگتا ہے کہ کسی چیز کو تراشے - اس اجتہاد کی قینچی ہمارے چابک دست دوستوں کے ہاتھہ آگئی تو بیکار بیٹھا نہ گیا - یورپ کے عام رعمل کے سررشتوں پر تو کیا چلتی کہ وہیں کے کارخانے کی بنی ہوئی تھی - پس اپنے یہاں کی جو چیز سامنے آگئی ' وہی بلا تامل آلۂ مشق بنی - پھر اسکی روانی بے پناہ ' اور اسکی کاٹ بے روک تھی !

سب سے پہلے مشرقی علوم و فنون ' تہذیب و تمدن ' اور اخلاق و آداب قومی سے اسکی آزمایش شروع ہوئی ' اور تھوڑے ہی دیر میں سیکڑوں برسوں کے صفحات و اوراق قدیمہ پرزے پرزے تھے !

پھر غریب مذہب کی باری آئی - یہ کپڑا دبیز تھا ' اسلیے مقراض اجتہاد کی روانی بھی زیادہ تیز و شدید تھی - پھر اسکا بھی وہی حشر ہوا ' جو پہلی آزمائش کا ہو چکا تھا - اور جو کچھہ باقی رہگیا ہے ' نہیں معلوم اور کتنی گھڑیوں کا مہمان ہے ؟

کچھہ دنوں سے یہ قینچی زنگ آلود سی ہوگئی تھی ' مگر میں ڈرتا ہوں کہ اب ایک نئی آزمایش شاید شروع ہونے والی ہے ' اور مذہب و علم کے بعد "زبان" کا میدان جولا نگاہ اجتہاد بننے والا ہے -

ایک نیا فتنۂ لغویہ !

تمہید کی ان چند سطروں میں جو اشارات کیے گئے ' یہ حالت عام تعلیم یافتہ فرقے اور انکے بعض صنادید و ائمۂ طریقت کی ہے ' لیکن آجکل کے نوجوان تعلیم یافتہ اصحاب میں بعض اشخاص یقیناً ایسے بھی ہیں ' جنکو اس عام حالت میں حق امتیاز و استثنا حاصل ہے ' اور ہماری عام مایوسیوں میں وہ اپنے اندر ایک نمایاں نشان امید رکھتے ہیں -

میں انکی وقعت کرتا ہوں اور میری بہترین خواہش یہ ہے کہ انکے ذریعہ قوم کی وہ نا مراد امیدیں زندہ ہوسکیں ' جو ۴۰ سال سے نئی تعلیم کے ساتھہ وابستہ رہی ہیں اور مایوسی کے سوا انہیں کچھہ نصیب نہیں ہوا ہے - اس طبقہ کی اُس تعجب انگیز خصوصیت سے بھی ' جو میرے لیے "جہل و علم" کے اجتماع نقیضین کی صورت میں ہمیشہ درد انگیز رہی ہے ' الحمد اللہ کہ یہ نفوس معدودۂ و قلیلہ مستثنی ہیں اور مطالعۂ علوم و ذوق تصنیف و تالیف سے نا آشنا نہیں -

انہیں چند لوگوں میں میرے عزیز دوست مسٹر "عبد الماجد" بی - اے - بھی ہیں - مجکو یقین ہے کہ انکا ذوق علمی اُردو زبان کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچاے گا ' اور علوم حدیثہ کے تراجم میں اُن سے بہت مفید مدد ملیگی جو اب تک اُردو زبان میں گویا مفقود محض ہیں -

لیکن مجکو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ "حظ و کرب" کے معاملے میں وہ ایک نہایت سخت غلطی میں مبتلا ہوگئے ہیں اور بجاے اسکے کہ جو مشورہ انکو دیا گیا تھا ' اسکو تسلیم کرلیتے ' محض لا حاصل بحث و مناظرے میں پڑگئے ہیں - حالانکہ یہ معاملہ انکے بس کا نہ تھا ' نہ تو انکو اس بارے میں معلومات حاصل ہیں اور نہ انکے مذاق و مطالعہ کی یہ چیز ہے - انکو انگریزی سے ترجمہ کرنا چاہیے اور بس - اصطلاحات کے باب میں واقف کاروں کے مشورے کو قبول کرلینا ہی بہتر ہے - انہوں نے زبان کے متعلق ایک عجیب و غریب اجتہاد کیا ہے - یہ اجتہاد جسقدر غلط ہے ' اتنا ہی متعدی ہونے کی صورت میں زبان اُردو اور ادبیات علمیہ کیلیے مضر بھی ہے - انکی دوسری تحریر میں نے کلکتہ آکر پڑھی اور میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک فتنۂ لغویہ ہے ' جسکی ابتدا کا بار وہ اپنے سر لے رہے ہیں ' اور خدا نہ کرے کہ وہ زیادہ متعدی ہو -

علم و اخلاق میں اجتہادات ہوچکے ہیں - مذہب اسی خنجر اجتہاد کا قتیل ہے - میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کے مشق اجتہاد کیلیے یہ میدان کافی تھا - عربی زبان کو تو اب چھوڑ ہی دیجیے - پچھلے اشغال اجتہادیہ میں اب بھی مصروفیت کمی اور گنجایش نکل سکتی ہے - اگر اس نئے مشغلہ کو از راہ ترحم ملتوی کردیا گیا تو کچھہ آپ لوگ بالکل بیکار نہو جائیں گے -

مسئلۂ وضع اصطلاحات

اور حظ و کرب

ایک وقت میں انسان کس کس چیز کو لکھے ؟ مجھے اس بارے میں دفتر کے دفتر لکھنے ہیں مگر مجبور ہوں - میں آج پھر اپنے گذشتہ جملے کو دھراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو لوگوں نے اپنی نا واقفیت و عدم جامعیت لسانین کی وجہ سے جیسا کچھہ مشکل سمجھہ رکھا ہے ' ویسا نہیں ہے - گو مشکل ضرور ہے مگر اشکال سے تو کوئی کام بھی خالی نہیں ہوتا -

سردست " حظ و کرب " اور (Pleasure) اور (Pain) ہی کو ایک مثال قرار دیجیے اور کچھہ وقت عنایت فرمالیے -

میں نے اپنے دوسرے نوٹ میں حسب ذیل امور پر توجہ دلائی تھی :

(۱) عربی میں لذت و الم بعینہ انہی معنوں میں بولا جاتا ہے جنکی انہیں تلاش ہے -

(۲) حظ کا لفظ لذت کے معنے میں بالکل غلط ہے - لغت میں بھی اور اصطلاح میں بھی ' نیز اسکے معنی کو مفہوم مانحن فیہ سے کوئی قرب و تعلق بھی نہیں - پھر کونسی مجبوری ہے کہ " لذت و الم " کو چھوڑکر " حظ و کرب " اختیار کیا جاے ؟

(۳) عربی کے بہت سے الفاظ ہیں ' جو فارسی میں آکر اپنے اصلی معانی لغویہ سے الگ ہوگئے - لیکن حظ فارسی میں بھی بمعنے لذت نہیں بولا جاتا - چنانچہ اشعار اساتذہ سے متحقق کہ حظ نصیب ہی کے معنی میں مستعمل ہے -

(۴) اردو ' فارسی کی طرح اپنے علمی ادبیات میں اب تک عربی کے ماتحت ہے - اسکا کوئی خاص علمی لٹریچر نہیں - اپنی اصطلاحات نہیں - جتنی علمی اصطلاحات ہماری زبانوں پر ہیں ' سب کی سب عربی ہیں - پس اردو کے تراجم عوام میں الفاظ عربیہ کا استعمال ناگزیر ' اور اسلیے سند کیلیے اردو بول چال نہیں بلکہ عربی لغت و اصطلاح عوام کا حوالہ مطلوب - اگر لوگ حظ بمعنیے لذت بولتے ہیں تو بولیں - شعر میں ہم بھی کہدینگے - لیکن علم النفس کے مترجم کو اس سے کیا تعلق ؟

(۵) فرہنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے -

(۶) لوگوں نے اپنی نا واقفیت سے مسئلہ اصطلاحات کو کچھہ سے کچھہ بنا دیا - فلسفہ میں ہر طرح کی عربی اصطلاحات ملسکتی ہیں -

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے ان تمام امور میں سے کسی ایک پر بھی توجہ نہیں کی ' اور جبکہ آپ غلط فہمیوں کو دور کرنے کی فکر میں سرگرم جواب ہوے تو ان دفعات میں سے ہر دفعہ کے متعلق غلط فہمیوں ہی سے اپنے استقبال کا کام بھی لیا !

آپ نے اپنے جواب میں میری معروضات کی جس قدر تشریح کی ہے - وہی غلط ہے تا باصل بحث چہ رسد ؟

امر اول کی نسبت آپ لکھتے ہیں :

" سوال یہ ہے اور " صرف یہ ہے " (؟) کہ Pleasure اور Pain کا صحیح ترجمہ اردو میں کونسے الفاظ ادا کرتے ہیں ؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم ' اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب - آپ اپنے پر دعوے عربی لغت سے حجت لاتے ہیں ' میں اپنی تائید میں معاروہ و لغت کو پیش کرتا ہوں "

لیکن گذارش یہ ہے " اور صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے بعد گذارشیں ہونگی " کہ آپنے دعوا ' حجت ' لغت ' اور استشہاد کے الفاظ کا خواہ مخواہ اسراف کیوں کیا - یہاں نہ ترجیح و براہین پیش کیے گئے ہیں ' اور نہ کسی استشہاد و استدلال کی ضرورت -

ان چیزوں کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں کسی بحث میں کسی اختلاف کی گنجایش ہو - حظ کے لفظ کیلیے نہ تو میں نے عربی لغت کا حوالہ دیا اور نہ کوئی شہادت پیش کی - حظ کے معنے اس آسمان کے نیچے صرف ایک ہی ہیں - یعنے قسمت و نصیب اور بس - قلیوبی اور درایۃ الادب کا طالب العلم بھی اسکو جانتا ہے - ایک ایسی کھلی اور عام بات کیلیے مجھے کیا پڑی تھی کہ جوہری اور فیروز ابادی کی شہادتیں پیش کرتا ؟ پس نہ میں " حجت لایا ہوں " اور نہ دعوے کی کوئی اصطلاحی شکل در پیش ہے -

میں قطعی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ آپکو جو غلطی اصل مسئلہ میں ہوئی ہے ' وہ زیادہ سخت ہے ' یا جو متواتر و مسلسل غلط فہمیاں میری تحریر کے سمجھنے میں ہوئی ہیں ' وہ زیادہ سنگین ہیں ؟ تاہم میرے ہی لیے تو دوسری صورت اب پہلی صورت سے زیادہ درد انگیز ہوگئی ہے -

میں نے لکھا تھا کہ " فرہنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے اور کیا کہوں ؟ " اور اسطرح بلا ضرورت کسی مذہب کے متعلق جرح و تنقیص کو بہتر نہ سمجھکر ٹالدیا تھا - مگر آپ نے اسکا یہ مطلب قرار دیا کہ مجھکو اردو لغت کے حوالے پر تعجب و افسوس ہے !

سخن شناسی نۂ دلبرا خطا اینجاست !

اب مجبوراً کھولکر کہنا پڑا - اصل یہ ہے کہ میں " فرہنگ آصفیہ " کو اردو لغت کے اعتبار سے بھی قابل سند کتاب نہیں سمجھتا ' اور بالکل پسند نہیں کرتا کہ آپ کسی حوالۂ و سند کیلیے اسکی ورق گردانی کریں - افسوس اسپر نہ تھا کہ اردو لغت سے کیوں استشہاد کیا گیا - افسوس آپکی نا واقفیت پر تھا کہ فرہنگ آصفیہ کو اردو زبان کا معتبر لغت سمجھتے ہیں ' اور اس طرح بیخبر ہوکر اسکا حوالہ دیتے ہیں گویا وہ ایک مسلم و معروف کتاب ہے !

آگے چلکر آپنے " حظ " بمعنی مفروضۂ " لذت " کو اردو قرار دیا ہے ' اور غیر زبان کے مہند و منقیر المخارج والمعانی الفاظ کے اردو ہونے کو ایک ایسا نکتۂ نادر و بدیع ' و تحقیق غریب و عجیب سمجھا ہے کہ میں اسے سنکر بے اختیار چونک اٹھونگا اور حیران و پریشان ہوکر شور مچانے لگونگا - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

" آپ حیرت سے فرمائینگے کہ حظ تو عربی لفظ ہے اسے اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ "

یااللعجب ! آپ کبھی تو مجھے غلط فہمیوں میں مبتلا دیکھکر دست تحقیق و رہنمائی بڑھاتے ہیں ' کبھی خود ہی اپنی طرف سے مجھے " حیران " فرض کرلیتے ہیں - الحمد للہ - نہ تو میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں اور نہ ان حقائق غریبہ اور نکات عجیبۂ اغریبہ پر متحیر ہوں - بغیر کسی " حیرانی " کے ہر شخص جانتا ہے کہ ہر زبان میں با ہر لے الفاظ آکر بہ تغیر مخارج و معانی اُس زبان میں شامل ہوجاتے ہیں - در اصل یہی تغیر نئی زبانوں کو پیدا کرتا ہے ' اور اردو تو مختلف زبانوں کے الفاظ کے مجموعہ ہی کا نام ہے - جو الفاظ عربی و فارسی یا انگریزی کے بادنے تغیر رائج ہوگئے ہیں

یہ یقیناً اردو ہیں - یہ کوئي " حیراني " و سرگرداني کي بات نہیں - مدت سے اس " نکتۂ نادر " کو جانتا ہوں اور با وجود جاننے کے ابتک میں نے کوئي " حیراني " اپنے اندر نہیں پائي ہے - البتہ میري نئي "حیراني" یہ ہے کہ آپ حرف مقصد سے خواہ مخواہ اعراض کرتے ہیں اور دقت نظر سے کام نہیں لیتے - اس اصول سے ما نحن فیہ کو کوئي تعلق نہیں ' اور تحقیق و معارف کے سفر میں بڑي چیز یہي ہے کہ مختلف راہوں کے حدود کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جاے اور ہر اصول کو اُسکي اصلي جگہ ملے -

یہی سبب ہے کہ میں نے " عام النفس اور زہر عشق " کا سوال پیش کیا تھا مگر اپني نا رسائی عرض مدعا پر متاسف ہوں کہ شرف استماع و فہم سے محروم رہا -

آپ صرف اس پر زور دیتے ہیں کہ میں علم النفس کو عربي میں نہیں بلکہ اردو میں لکھ رہا ہوں ' اور اردو میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے - پس میں " لذت " کو کہ عربي ہے ' اپني اقلیم قبولیت سے خارج البلد کرتا ہوں - اور اسکي جگہ " حظ " کو کہ اردو ہے ' خلعت قبولیت سے سرفرازي بخشتا ہوں - اگر اس رد و قبول مختارانہ اور عزل و نصب مجتہدانہ پر کسي کو اعتراض ہے تو " دعوے اجتہاد ' عام بول چال ' اور فرہنگ آصفیہ " کي عدالت کھلي ہوئي ہے !

دارد گہے بنا فرمود ' و در رہے ہرسہ را
منصف و صدر امین و صدر اعلي کردہ است !

اس مقدمے کي عاجلانہ ترتیب اور فیصلے کي جلدي تو قابل داد ہے مگر شاید عدالت کے کاروبار میں ایک شے انصاف نامی کو بھي ضروري سمجھا گیا ہے -

اپ نے غلطیوں کا ایک اولجھا ہوا مجموعہ سامنے رکھدیا ہے -

یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ اردو میں جو الفاظ دخایہ موجود ہیں ' وہ تغیر معانی یا تغیر حروف و حرکات و صوت کے بعد اردو ہوگئے - یہ بھی مسلم سہي کہ بول چال میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے ' تاہم اپکي قائم کردہ عدالت میں جانے کی کوئي ضرورت پھر بھي پیش نہیں اتی - کیونکہ میرا سوال یہ نہیں تھا کہ الفاظ عربیۂ متغیرۂ اردو کو انکے اصلی معانیے لغویہ ھی میں استعمال کرنا چاہیے اور ہماري بول چال کوئي چیز نہیں - بلکہ یہ تھا " اور صرف یہ تھا " کہ اردو میں جب کسي علم و فن کو لکھیں گے تو چونکہ اردو اپنی علمی ادبیات میں عربی کے زیر اثر اور بکلی مانعت ہے - اسلیے لامحالہ ہمیں عربي اصطلاحات کو مقدم رکھنا پڑیگا اور جب اصطلاحات عربیہ سے کام لیں گے تو اسکے وہي معاني معتبر ہونگے جو عربي میں لیے جاتے ہیں - اصطلاحات دوسري چیز ہیں اور شعر و ادب دوسري شے - اگر عربي میں ہم کو اصطلاحات نہ ملیں (لیکن نہ ملنے کا حق ادعا علم و تلاش کے بعد ہے نہ کہ پہلے) مثلاً بعض علوم جدیدہ و طبعیات جدیدہ کي شاخوں میں ' تو اُس صورت میں ہم کو نئے الفاظ وضع کرنا چاہئیں - لیکن انکي بھي دو صورتیں ہیں - یا تو اصل انگریزي اصطلاحات لے لیں - یا انکي جگہ خود نئے الفاظ بنالیں - آخري صورت میں اگر عربي الفاظ سے مدد لي گئي ' تو اسمیں بھي عربي زبان و لغت کا لحاظ رکھنا ضرور ہوگا - کیونکہ ہم اردو میں علوم و فنون مرتب کر رہے ہیں - " مثلاً زہر عشق نہیں لکھ رہے "

ذرا تامل کو کام میں لائیے - دو چیزیں ہیں اور دونوں بالکل مختلف حکم و حالت رکھتي ہیں - ایک مسئلہ تو عام طور پر اردو زبان میں الفاظ کے استعمال اور انکے معاني کے قرار دینے کا ہے -

وثیق و حقایق

از:- انیۃ کا ماتم !!

کیا دنیا کے استعباد کا ناسور بھر گیا ؟

ایک زمانا تھا جب شہنشاھوں کے تخت مطلق العناني بچھے تھے ' اور خدا کے بندوں کو خدا کي جگہ اسکے بندوں کي پرستش کرني پڑتي تھي - اُس زمانے میں بادشاہ ہوتے تھے جو انسانوں کو غلام بنا کر انکي گردنوں میں اپني خود مختارانہ و معبودانہ فرماں روائي کي رسي باندھدیتے تھے - اس رسي کا سرا انکي اُن طلائي کرسیوں کے پاے میں بندھا ہوتا تھا ' جو بسا اوقات انساني خون پر کشتي کي طرح تیرتي ' اور انسانوں کي لاشوں پر منارے کي طرح نصب کي جاتي تھي !

ہندؤں نے انکو خدا کا اوتار سمجھا تھا - مسلمانوں نے اپنے دور جہل و اسلام فراموشي میں اُنہیں " ظل اللہ " کا خطاب دیا تھا - انکی خلقت عام انساني خلقت سے ارفع و اعلی ' اور ملکوتیت و قدوسیت سے ممزوج یقین کي جاتي تھي - خدا کا عام قانون رحم و محبت ' اور فطرۃ کي بخشي ہوئي حریت و زندگي انکے لیے بالکل بے اثر تھي - انکو مخاطب کرتے ہوے " مالک رقاب الامم " کہا جاتا تھا - یعني بندگان الہی کي گردنوں کے وہ مالک ہیں ' اور گو خدا کا عام قانون یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے دو اور قتل نہ کرو ' مگر اس سے بھي بالا تر انکي حکمراني ہے ' جو اپنے ایک اشارۂ ابرو پر صدہا انسانوں کے سرگردنوں سے جدا کر سکتے ہیں !

خدا زندگي کا خالق تھا پر اسکي زمین پر پادشاہان عالم موت اور خون کے دیوتا تھے ' جو اسکي طرح روحوں کو پیدا تو نہیں کرتے تھے ' مگر اس سے بالا تر ہو کر اسکے پیدا کردہ انسانوں کو مار ڈالتے تھے !!

انساني دماغ کے خصائص ردیہ سے انکا دامن قدوسیت پاک تھا - انکا ہر حکم قانون ' اور انکا ہر فعل شریعت ' بلکہ شریعتوں کا بھي ناسخ تھا - خدا کے تصور کا ترقي یافتہ اور انتہائي درجہ یہ ہے کہ اسکو تمام صفات حدوث سے منزہ ' اور تمام اوصاف مخلوقیت سے پاک سمجھا جاے - اسي طرح صرف فضائل و

[بقیہ پہلے کالم کا]

دوسرا علمي اصطلاحات کا - خدارا میرے مطلب کے سمجھنے سے اب زیادہ اعراض نہ فرمائیے گا - میں نے یہ کہا تھا کہ دوسري صورت میں اردو اب تک تابع عربي ہے - اور عربي الفاظ کو عربي ہي کے متعارف معاني میں استعمال کرنا پڑیگا - اسکے لیے " عام بول چال " کي سند بالکل بے معنی و بے اثر ہے -

جس اصول پر آپنے از راہ نوازش میري مفروضہ " حیراني " دور کرني چاہي ہے - وہ پہلي صورت کے تعلق ہے ' اور ہماري موجودہ صحبت صورت ثاني سے تعلق رکھتي ہے -

اگر آپ بحث صاف کرنا چاہتے ہیں تو اسپر غور فرمائیے - یہ بہت صاف بات ہے اور اصل راہ فیصلہ و تحقیق - فرہنگ آصفیہ اور غیاث اللغات کي ورق گردانی میں بیکار وقت ضائع نہ کیجیے -

مناقب هي انکي طرف منسوب هوسکتے تھے اور صرف اچھائیوں اور نیکیوں هي کے وہ مضاف الیہ تھے - برائیاں اُسي وقت تک برائیاں تھیں ' جب تک کہ وہ انسانوں سے سرزد هوتي تھیں - پر اگر پاشاهوں کي قدوسیت کا دست ارادہ انکي طرف بڑھا ' تو پھر وہ یکسر حسن و صواب هو جاتیں !

ظلم و جبر ' غصب حقوق و مال ' تعذیب وحشیانہ اور خونریزي سفاکانہ ؛ یہ تمام سخت سے سخت انساني جرائم و معاصي هیں جن پر قانون کي طرح پادشاهوں کے درباروں سے بھي سزائیں دي جاتي تھیں - تاهم پادشاہ کیلیے سب جائز تھا - اگر ایک ڈاکو کسي ایک انسان کو زخمي کر دے تو اسکو بادشاہ سولي پر چڑھاتا تھا ' لیکن اگر وہ خود هزاروں انسانوں کا خون سیلاب کي طرح بہا دے ' تو کوئي نہ تھا جس کو اسپر حق حرف گیري هو - کیونکہ ظلم اُسي وقت تک ظلم تھا ' جب تک کہ پادشاہ کي جگہ کسي دوسرے سے سرزد هو - پادشاہ اگر ظلم کرتا ہے تو وهي عدل و انصاف ہے -

---

تاریخ میں فراعنۂ مصر کے حالات لکھے هیں ' اور جبا برۂ بابل و کلدان کي مطلق العنانیوں اور معبودانہ اختیارات کے نقوش و آثار اب تک دریاے فرات کے کنارے کے کھنڈروں اور ٹیلوں کے اندر سے برامد هو رهے هیں - علم آثار عتیقۂ مصر (اجپٹیا لوجي) میں ایسے نقوش و رسوم هم نے دیکھے هیں ' جنمیں فراعنہ کے طریق تعذیب و قتل کے عجیب عجیب آلات کے نظارے دکھلاے گئے هیں -

ادنے ادنے قصوروں پر تاتاریوں نے بڑي بڑي آبادیوں کے قتل عام کا حکم دیدیا تھا !

همارے کتب کلام و عقائد میں عدل باري تعالے کے مباحث طلباء علوم اسلامیہ نے پڑھے هونگے - معتزلہ کہتے هیں کہ اللہ تعالیٰ پر عدل واجب ہے - شیعہ عام کلام میں بھي توحید و نبوت و امامت کے ساتھہ عدل کو تسلیم کیا گیا ہے ' مگر اشاعرہ کہتے هیں کہ خدا پر کوئي شے واجب نہیں هوسکتي - وہ ظلم بھي کرے تو ظلم نہیں - ظلم اُسي وقت تک ظلم ہے ' جبکہ دوسرے کي ملکیت میں تصرف هو - دنیا میں جو کچھہ ہے وہ اُسي کا ملک ہے - اپني ملکیت میں وہ جو چاهے کرسکتا ہے - لا یسئل عما یفعل -

---

بادشاهت کے اختیارات بھي ایسے هي تھے - جبکہ پاشاہ "مالک رقاب الامم" یعنے انسانوں کي گردنوں کا مالک تھا - اسکے ملک میں جو کچھہ تھا ' وہ اُسي کا اور اُسي کیلیے تھا ' تو پھر بقول اشاعرہ اپني ملکیت میں تصرف خواہ کسي عنوان سے هو ' ظلم سے موسوم کیونکر هوتا یفعل ! ما یشاء و یختار

دنیا کي یہ غلامي علم اور انساني حکمراني کا تسلط بے روک تھا ' مگر چھٹي صدي عیسوي میں جبکہ روم و یونان اور مصر و اسکندریہ جیسے مراکز علم و تمدن گرفتار تعبد انساني تھے ' عرب کے گمنام و مجہول خطے سے یکایک انساني حکومت کي جگہ خدا کي حکومت کا اعلان هوا -

یہ اسلام کي آواز تھي ' جس نے ایک طرف تو اُن بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ' جو حجاز کے معبد ابراهیمي کے اندر رکھے گئے تھے - دوسري طرف اُن انساني بتوں کو بھي سرنگوں کر دیا جو طلائي کرسیوں پر بیٹھکر بندگان الٰہی کو اپنے آگے سربسجود دیکھنا چاهتے تھے اسکا علان عام یہ تھا کہ : "ان الحکم الا للہ" حکومت کسي کیلیے نہیں - صرف اللہ هي کیلیے ہے !!

اس سے بھي بڑھکر یہ کہ اُس نے صاف صاف هر طرح انساني اختیارات ملک و حکم کے ادعا کو شرک قرار دیا :

ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب و الحکم و النبوۃ ' ثم یقول للناس کونوا عبادا لي من دون اللہ (۳ : ۷۴)	کسي انسان کو یہ حق نہیں کہ اللہ اسکو کتاب یا حکم یا نبوت عطا کرے اور وہ انسانوں کو اپنے سامنے جھکا کر یا انسے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میری پرستش کرو !

• •

تاریخ نے اس دور حکمراني و حکومت کے حالات محفوظ رکھے هیں مگر وہ اسپر ماتم کرتي ہے کہ یہ دنیا کا بدترین عہد وحشت و ظلمت تھا - اور پھر مژدہ سناتي ہے کہ "انقلاب فرانس" کي چمکتي هوئي شمشیر حریت و مساوات نے انسان کے پاؤں کي تمام زنجیریں کاٹ دیں ' جو شخصي حکمراني کي جبارې ' اور بادشاهوں کے خود مختارانہ اختیارات نے ڈھالي تھیں - اب قانون و دستور اور مساوات و جمہور کا دور دورہ ہے - تخت فرماں روائي اُلٹ گئے هیں ' اور پارلیمنٹیں کھل گئي هیں - اشخاص کي جگہ قانون کي اور زور و قوت کي جگہ حق و برهان کي حکمراني ہے !

پھر کیا یہ سچ ہے ؟

کیا واقعي دنیا کي مصیبتیں ختم هوگئیں ؟ کیا اسکی غلامی و مظلومی کا پرانا ناسور بھر گیا ؟ کیا حق اور قانوں نے انسان کو اسکی چھني هوئي عزت واپس دلا دي ؟ اور کیا اب وہ سیلاب خونین بند هوجائیں گے - جو انسان کی گردنوں سے بہہ کر کرۂ ارضی کے ذرے ذرے میں جذب هو چکے هیں ؟

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ نے دنیا کو مژدۂ امن سنانے میں جلدي کي - دنیا کي مصیبتیں ابھي کہاں ختم هوئیں ؟ اسکي پیشاني کے ناسور کو کس نے مندمل دیکھا ؟ شاید اُسنے اپنے سوگ کے کپڑے اُتار دیے هوں ' مگر اُسکي صورت تو ابتک ماتمي ہے ! قانون اور اخلاق کي گردن پر انساني ظلم و تعدي کي چھري جس تیزي سے چل رهي تھي ' اب بھي چل رهي ہے - البتہ پہلے ظلم و جبر کا دیو اپني اصلي صورت میں آکر اُسے ذبح کرتا تھا ' اب عدل و انصاف کے فرشتہ کا بھیس بدلکر چھري تیز کرتا ہے !

هر شے کي صورت بدل گئي ہے ' هر جسم نے نئے کپڑے پہن لیے هیں - هر چیز کا نام بدل دیا گیا ہے - هر سطح متغیر ' اور هر ظاهر متبدل ہے - لیکن حقیقت کو دیکھیے - تو اب بھي وهي ہے جو پہلے تھي !!

دنیا جب تاریکي میں مبتلا تھي تو قتل و غارت کرتي تھي - لیکن اب کہ روشن هوچکي ہے ' کن مشغلوں میں رهتي ہے ؟

پہلے انسان انسانوں سے لڑتے تھے ' لیکن اب کیا جنگل کے درندے انسان کا خون بہاتے هیں ؟ کیا اس خونریزي میں ' جو صلیب کے نام سے کي جاے ' اور اس خونریزي میں ' جو تمدن کے دیوتا کي قربانیوں کیلیے هو ' کچھہ بہت زیادہ فرق ہے ؟

پھر وہ ازادي و مساوات اور حریت و انصاف کہاں ہے ' جس کا فرشتہ ' امن کي منادي کررها ہے ؟ کبھي اسکا مراکش کے خرابے پر بھي گذر هوا ؟ کبھي ایران کي ویرانیوں پر بھي اس نے نظر ڈالي ؟ وہ خون جو طرابلس میں بہا ' وہ لاشیں جو بلقان اور رومیللي کے دیہاتوں اور قصبوں میں تڑپیں ' کیا اُس نوع انساني کي نہ تھیں ' جسکو عدل و امن کا پیغام دینے کیلیے وہ زمین پر اُترا ہے ؟

هم کو اسکا جواب عدالتوں کي محرابوں ' پارلیمنٹوں کے دروازوں ' قانون کي مجلدات ' اور قلم و سیاهي کے نقوش سے نہ در ' بلکہ

مظلم زمین پر گذرنے والے واقعات کے اندر دکھلاو - جبکہ ۳ - اگست کو کانپور کے اندر چند اینگلوں نے جمع کرنے کے جرم میں معصوم بچوں اور نہتی رعایا کا بے دریغ قتل عام کیا جا سکتا ہے' تو ہندوستان کی آئینی حکومت ' حکام کی مسئولیت ' قانون کا حکم عام ' اور کونسل کے پر شوکت ہال کا حوالہ دینا بیکار ہے ! -

دنیا کے تغیرات پر ساری دنیا کا ایمان ہے' مگر سچ یہ ہے کہ اس پتھر سے بڑھکر اور کسی شے میں انجماد نہیں - یہ کبھی نہیں بدلتی - تغیرات اسکے لیے بے اثر ہیں - وہ اپنی چادر بدل ڈالتی ہے مگر اپنی صورت نہیں بدلتی - یہ ضرور ہے کہ جمہوریت و قانون نے شخصی پادشاہتوں کے تخت الٹ دیے ہیں جو زمین پر بچھائے جاتے تھے - لیکن وہ دل تو اب تک نہیں بدلے ' جو انسانی خود پرستی و استبداد کے سینوں میں محفوظ ہیں !

اب وہ تخت زرنگار کم ہوگئے ہیں ' جن پر مطلق العنانی کے دیوتا بیٹھکر اپنی پرستش کراتے تھے - لیکن اُن مغروروں کی تعداد میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی جو بغیر تاج و تخت کے اپنی خود پرستی اور حاکمانہ گھمنڈ کی پوجا کرانا چاہتے ہیں - لوگوں کے سر پر تاج نہیں ' لیکن دماغوں میں حاکمانہ نخوت بدستور باقی ہے - پادشاہ کی زبان کی طرف اب ظلم منسوب نہیں ہوتا مگر قانون کے نام سے ظلم کیا جاسکتا ہے - پہلے تخت مطلق العنانی پر بیٹھکر پادشاہت ہوتی تھی - اب قانون کے کتب خانوں میں بیٹھکر شہنشاہی کی جاتی ہے !

کیا ہوا اگر تاریخ قدیم کے مشہور شہنشاہ دنیا میں نہ رہے (سر جمیس مسٹن) بالقابہ تو موجود ہیں - شہنشاہی بچھہ سر پر تاج رکھنے ہی سے نہیں ہوتی - شہنشاہوں کا سا ادعا اور فرماں رواؤں کی سی ضد اُس سر میں ہونی چاہیے ' جو تاج سے چھپائے جاتے تھے - تاریخ قدیم کو اگر اپنے دور شخصیت کے ایسے شہنشاہوں پر ناز ہو جنھوں نے اپنی خواہش کے آگے تمام درباریوں کی آہ و زاری اور سعی و سفارش کی پروا نہ کی ' تو آپ بھی (سر جمیس مسٹن) کو بلا تامل پیش کر دے سکتے ہیں ' جو اس دور قانون و آئین میں کروڑوں انسانوں کی مدت زندگی کو بے نیازانہ ٹھکرا دینے کا فخر کرسکتے ہیں -

ایک مطلق العنان شہنشاہی کے ضروری اجزا کیا ہیں ؟ انھیں طرح تلاش کرکے چند لازمی اوصاف چھانٹیے اور پھر ایک ایک کرکے سامنے لائیے - ایک شہنشاہ کیلیے پہلی بات یہ ہے کہ اسپر قانون کی حکومت نہو بلکہ قانون اسکی زبان کے ماتحت ہو - وہ اپنے ارادے میں مطلق العنان ' اور اپنی رائیوں میں استبدادی مشورے سے بے پروا ہو - وہ جو چاہے کرگزرے مگر رعایا کو اولی حق نہو کہ اپنی خواہش کی تعمیل کا مطالبہ کرے - اسکی ہر رائے صواب ' اور اسکا ہر فعل عدل ہو -

قانون کہتا ہے کہ مساجد محفوظ ہیں مگر سر جمیس مسٹن کے لیے یہ بالکل بے اثر ہے ' کیونکہ مسجد کے ہونے نہونے کا فیصلہ اس ہاتھ میں ہے نہ کسی اور کے - وہ چونکہ اپنے دل میں کہ چکا ہے کہ فلاں مسجد کا مدتا زعہ فیہ حصہ مسجد نہیں ہے ' اسلیے کسی کو یہ اولی نہیں جو کہے کہ ایسا نہیں ہے -

مطلق العنانی کے یہی معنی ہیں کہ جو چاہیں کرگزریں اور اس شہنشاہ اعظم سے بھی جو چاہا ہوا -

ایک پوری قوم کہتی ہے کہ یہ مسجد ہے اور مسلمان ہے مگر وہ بالکل مجبور نہیں کہ کسی انسانی رائے و تسلیم کرنے دینے مجبور کیے جائیں - عدالت دیانی کا فتوا بھی بیکار ہے - کیونکہ بادشاہ کی

بریدِ فرنگ

ھموا بما لم ینالوا!

انگلستان کا مشہور رسالہ (راونڈ اف راونڈز) اپنی تازہ اشاعت میں لکھتا ہے :

"تاریخ عالم میں مشکل سے ایسی کوئی خطرناک اور جانفزا نظیر مل سکتی ہے ' جیسی کہ پچھلے مہینے بلقان میں انقلاب کی حالت میں ظاہر ہوئی - اگرچہ موسم گرما ہی میں اس خطرہ کے آثار پائے جاتے تھے' تاہم امید باقی تھی کہ حلیفانہ بلقان امن سے اپنے مال غنیمت کو تقسیم کرینگے - روس نے پیشقدمی کرنے والے کو دھمکی دی تھی اور اسی وجہ سے سینٹ پیٹرز برگ میں جو کانفرنس منعقد ہونیوالی تھی' اس میں انفصال معاملات کی توقعات عام طور پر امید افزا تھیں - بہادرانہ و نمایاں فتوحات کی ٹمرچینی کا وقت ' اور ترکوں کو ہمیشہ کے لیے یورپ سے نکال دینے کی آرزو پوری ہونیکا زمانہ آگیا تھا -

جو جوہر مردانگی انہوں نے میدان جنگ میں دکھائے تھے انکو بھی افسوسناک ترقی اور دیکھو مفاوضات میں بھی صرف کرنے لگے - مگر بلغاریہ کے دل میں ہوس کا شیطان حلول کرگیا اور تمام جزیرہ نما پر قبضہ کرنے کے خیال میں پڑگئی - اس بیہودہ کوشش میں اس نے افسوس کہ سب کچھ کھودیا - سرویا سے لڑی اور رومیلیا جو موقع کی منتظر تھی' بیچ میں کود پڑی اور بلغاریہ اپنے ہتھیاروں سے نہایت درجہ احمقانہ اور ذلیل طریقہ سے دست و پا بیکار ہوگئی -

مگر اس سے بھی زیادہ سخت خطرناک اور افسوسناک واقعہ وہ تھا ' جو ترکوں کے دربارہ قبضۂ ادرنہ سے ہمارے سامنے آیا - ترکوں نے لندن کی صلح کانفرنس کا کچھ خیال نہیں کیا - اپنی کھوئی ہوئی زمین بہت تھوڑی کوشش سے واپس لے لی - انھوں نے جدیدا بلغاریہ پر حملہ بھی کردیا - کوئی مورخ اور نکتہ چیں بلغاریہ کے اس جرم کی معذرت نہیں کرسکتا کہ اس نے فتح کے بعد دانستہ و نامرادی کی شکست پائی - اُسکی تقدیر کا فیصلہ واقعات کے نہایت سخت الفاظ میں ہوچکا ہے - افسوس صد افسوس قریب بلغاریا ! تجھہ پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے ! تین سو برس تک ترک تجھہ پر ظلم کرتے رہے - آخر کار تجھے گلیڈسٹن کی ہمدرد فیاضیوں نے اور وکٹر ہیگو (Victor Hugo) کی موثر تقریروں

[بقیہ پچھلے کالم کا]

مرضی سب سے بالا ہے اور وہ اسے تسلیم کرنا نہیں چاہتا - لوگ اسکے سامنے جاتے ہیں اور عاجزی سے التماس رحم کرتے ہیں ' مگر ذات اقدس شاہانہ کے عارف سے جواب ملتا ہے کہ رحم سے بھی مقدم چیز شہنشاہی رعب و عظمت کی شان جلال و جبروتی کا تحفظ ہے ' پس اب انسانوں کو صبر ' اور زمین کے بسنے والوں کو سر اطاعت خم کردینا ہی چاہیے -

رہی شیخ الاسلام ہے جو مسلمانوں کے مذہبی مسائل کی نسبت فتوا دیگا ' اور اس مجتہد اعظم اور صاحب امر آگے تمام علما کے فتوے بیکار ہیں - کیونکہ وہ پادشاہ ہے اور پادشاہ جو چاہے کرسکتا ہے !

مراسلات

نے چونکا کر آزاد کرایا - یورپ کے اخبار نویسوں کی جماعت نے تیرا ساتھہ دیا' اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ روس نے تجھکو اپنے خزانے' اپنے سامان' اور اپنے آدمیوں سے مدد دی - لیکن افسوس کہ تونے وقت کی قدر نہ کی' اور آزاد ہوکر پھر غلام بن گئی ! ! "

مسئلۂ عرب

الفتنه نائمة ' لعن الله من ايقظها

عمان کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک امام عمان جرابر فتوحات حاصل کر رہا ہے - نزوا کے قریب کے چند مقامات' جیسے اسلک ' ذکی ' ازکی ' وغیرہ پر قبضہ کر چکا ہے - دو موخر الذکر شہروں کے قلعے سختی کے ساتھہ حملہ آوروں کا مقابلہ کر چکے ہیں - اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سمیل پر بھی حملہ کی تیاری میں ہے - سمیل ایک اہم مقام ہے اور مسقط کے درۂ خاص پر حکمراں ہے -

اپنی جگہ پر سعید فیصل بھی دوسرے ساحلی مقامات سے فوج فراہم کر کے اپنی اگلی لوٹ "نور البحر" پر سمیل کے قریب بھیج رہا ہے تاکہ اسکر قلعہ بندی کرکے اپنے دارالسلطنت اور انقلابیوں کے درمیان ایک سد حائل کردے - سید محمد سعید (نامہ نگار نیرا بست کا عمانی دوست) اپنے ایک خط میں لکھتا ہے :

"حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں - نئے امام نے سمیل پر قبضہ کر لیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ جب سید فیصل نے تھوڑی سی فوج کے ہمراہ اپنے لڑکے سید نادر کو نزوا کی تسخیر کے لیے روانہ کیا تھا' تو اسی وقت اس کوشش کی قسمت میں ناکامی لکھدیگئی تھی - سید نادر یہ دیکھکے کہ تعلیمات کی بجا آوری ناممکن ہے' سمیل چلا گیا - جہاں اس نے اس فتنہ کے دبانے کی کوشش سے پہلے مزید کمک کا انتظار کیا - لیکن اس عرصہ میں امام نے کئی شہروں پر قبضہ کرکے حیرت انگیز کامیابی حاصل کرلی تھی - ۶ - جولائی کو امام اور اسکی فوج نے بائشدوں کی معیت کی بدولت شہر پر قبضہ کرلیا - سید نادر اور اسکی فوج نے قلعہ میں پناہ لی - وہ اس مراسلت کی تحریر کے وقت سخت بساعت اپنی گرفتاری کی توقع کر رہا ہے "

اپنے آپ کو بے بس دیکھکر سید فیصل نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے کہ اسکو مدد دیجائے' تاکہ وہ اپنے لڑکے کی مدد اور مسقط کی مدافعت کرسکے - اس موقع پر عمانیوں نے یہ ظاہر کیا کہ انمیں اپنے سلطان کے ساتھہ وفاداری بالکل نہیں رہی - انمیں سے ایک بھی اسکی مدد کرنا نہیں چاہتا - سلطان کی درخواست پر بوشہر سے چار سو سپاہی آگئے ہیں - انکے علاوہ بمبئی سے بھی ایک ہزار سپاہیوں کے آنے کی امید ہے -

یہ فتنۂ خوابیدہ کی ایک نئی مگر بے وقت کی بیداری ہے' جسکا سامان مدتوں سے موجود تھا' اور اب انگلستان کیلیے مسئلۂ عرب کے متعلق بہت سے عمدہ کام شروع ہو جائیں گے - فانا لله وانا اليه راجعون !

دعوت و تبلیغ اسلام

ایڈیٹر الہلال اور اشغال سیاسیہ

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس دتاولی)

میں نے الہلال کے اکثر مضامین کو بغور پڑھا ہے اور مجکو اس کے عرض کرنے میں بالکل تامل نہیں ہے کہ آپکا طرز تحریر اور طرز ادائے خیالات نہایت اعلی اور موثر ہے - آپکی معلومات دینی نہایت وسیع ہیں - اور مسلمانوں میں ایسا وسیع المعلومات اور فصیح البیان بزرگ انکے واسطے باعث فخر ہے - مگر میں اس عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ آپکے سیلاب بیان کا بہاؤ خالد رساں شامل اور صورت میں نہیں ہے' اور اس لحاظ سے میں قابل عفو ہوں اگر اپنی رائے کا خلاصہ عرض کروں -

چونکہ جناب کے خیالات کا رجحان مذہب کی طرف خاصکر ہے اسواسطے اگر جناب اوسی حصۂ کار کو جو مذہب اسلام کی اشاعت سے تعلق رکھتا ہے' اختیار فرمائیں' تو بالیقین آپکی ذات ستودہ صفات مسلمانوں کے واسطے بے حد مفید ہوگی - مجکو نہایت افسوس ہے کہ ہمارے علمی یا مذہبی ذرات اپنا حصۂ زندگی پالیٹکس میں جلد صرف کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں - مثلاً خود جناب' یا جناب مولانا شبلی اسکی مثال ہوسکتے ہیں - کاش اگر آپ حضرات اپنی قابلیت صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے واسطے وقف کردیں تو پالیٹکس کی نسبت بہت زیادہ مفید ثابت ہو - علی الخصوص اسوجہ سے کہ شاہ راہ ترقی اسلام بالکل ویران ہے -

ندوۃ العلما کی وجہ سے مجکو بہت امید بندھی تھی کہ ہم میں روشن خیال عالم پیدا ہو جائینگے - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی بد نصیبی کا بادل اوسپر بھی برسے بغیر نہ رہسکا - بظاہر چند سالوں میں یہ انسٹی ٹیوشن بند ہو جائیگا یا مسلمانوں کے کامونکے قابل مضحکہ ہوکے کی ایک جدید مثال بنجائیگا - یہ تو ایک جملہ درمیانی تھا - میں نے چونکہ جناب کی خدمت والا میں عرض کرنے کو قلم اوٹھایا ہے' لہذا اسکی بابت میں ختم کلام کرونگا - یعنے اس زمانہ میں اشاعت مذہب اسلام کی ہندوستان کے اندر اور دوسرے ملکوں میں سخت ترین ضرورت ہے اور مذہب اسلام کی سادگی کے اعتبار سے مجکو تو یقین کامل ہے کہ یہ تعلیم ممالک متمدنہ میں ضرور قابل ترجمہ اور لائق قبول ہوگی - بشرطیکہ موزوں اور مناسب طریقوں سے واقف اور ماہر علوم و روشن خیال بزرگوں کے ذریعہ انکے روبرو پیش ہو -

پس میری رائے میں آپ اپنی قابلیت' اولوالعزمی' اور قوۃ تحریر و تقریر کے لحاظ سے اگر اس کام کو شروع کریں تو اسکے واسطے سرمایہ بہم پہنچ سکنا آسان ہے' اور نیز یہ کام بھی چل نکلیگا - اور نہایت خوشی ہوگی کہ آپکی قوت بجائے بیجا خرچ ہونے کے برمحل اور کارآمد ہوجائے گی -

میں اپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے یہ عریضہ لکھا ہے' اور میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپکی دل سے تعظیم کرتا ہوں -

مجھکو یاد نہیں کہ جناب سے نیاز حاصل ھے یا نہیں ؟ لیکن اب میں " الہلال " کے سبب سے جناب کو ضرور اچھی طرح جانتے کا فخر کرسکتا ہوں ' اور ھم دونوں کے الحمد للہ مسلمان ھونے اور اس وجہ سے کہ مسلمانوں پر یہ سخت وقت ایسا ھے کہ اگر اب بھی غفلت اور غرور کیا گیا تو شاید آیندہ تباہی ھی تباہی نظر آتی ھے ' میں نے ان سطروں کے لکھنے کی ڈرتے ڈرتے جرأت کی ھے - کاش جناب مجھ سے اتفاق کرلیں ' اور اپکا دریاے خیال اوس طرف بہنے لگے ' جس طرف پانی کی ضرورت ھے تو مسلمانوں کا بے حد فائدہ ھو -

میری صغر سنی میں ایک زمانہ تھا جب پبلک معاملات کو گورنمنٹ کے حضور میں پیش کرنے والے ناپید تھے ' اگر اوس زمانہ میں جناب الہلال کو پالی ٹکس کے واسطے نکالتے تو شاید موزوں ھوتا مگر اب تو ایسے لوگوں کی کمی نہیں ھے بلکہ شاید ضرورت سے زاید وہ اشخاص پیدا ھوگئے ھیں جو اس کام میں لگ رھے ھیں -

بدینوجہ اگر جناب اسی میں انحصار وقت کردینگے تو کوئی مفید اضافہ نہ ھوگا - بلکہ اگر اپ حلم و بردباری سے سننا چاھیں تو بادب گذارش کرونگا کہ کبھی کبھی جناب کا جوش و خروش اپنے بیگانوں کی راحت میں خلل انداز بھی ھو جاتا ھے - الغرض جناب کی توجہ اشاعت اسلام کے واسطے محدود ھو جاے تو بے حد فایدہ رساں مسلمانوں کے واسطے ھو - میری راے میں یہ ایک فرض کفایہ ھے جس سے سبکدوشی اوس وقت تک نہ ھوگی جب تک کہ کچھہ مسلمان اس کام کے واسطے اپنے تئیں وقف نہ کردینگے - اور جناب کا وجود باجود اس بار کے اوٹھانے کے ھر طرح قابل اور اسکا ھر طرح اھل ھے - آپکا ادنے خادم اور دینی نیازمند

اسماعیل

الہلال

نہایت ممنون ھوں کہ جناب نے ایک نہایت مفید اور ضروری مجلت چھیڑ دیا - انشاء اللہ عنقریب تفصیلی طور پر اپنی معروضات خدمت والا میں پیش کرونگا -

(اعلان)

مولانا ابوالکلام ایڈیٹر الہلال

کی لکھی ھوئی حضرۃ سرمد کی اردو زبان میں پہلی سوانح عمری جسپر خواجہ حسن نظامی حسب ذیل راے دیتے ھیں کہ باعتبار ظاھر اس سے اعلی اور شاندار الفاظ آجکل کوئی نہیں جمع کرسکتا - اور باعتبار معانی یہ سرمد کی زندگی و موت کی بحث ھی نہیں معلوم ھوتی - بلکہ مقامات درویشی پر ایک مستانہ اور البیلا خطبہ نظر آتا ھے " - قیمت رھی ڈھائی آنے (۰۲) -

آنے والے اذکار و کتابات

کے دریافت کا شوق ھو تو حکیم جاماسپ کی نایاب کتاب ' جاماسپ نامہ کا ترجمہ طلب فرما کر دیکھئے - جو ملا محمد الواحدی المدیٹر نظام المشائخ نے نہایت فصیح اور سلیس اردو میں کیا ھے - پانچ ھزار برس پہلے اس میں بحساب جفر و نجوم آجتک کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں درج کی گئی تھیں وہ سب کو بہو بہو لکھی اتریں - مثلاً بعثت آنحضرت صلعم ' معرکہ کربلا - خاندان تیموریہ کا عروج و زوال وغیرہ وغیرہ - قیمت وھی ڈھائی آنے (۰۲)

منیجر رسالہ نظام المشائخ و درویش پریس ' دھلی

تاریخ حیات املا

داستان اذان ھند کا ایک ورق

شہـــداء کانپور اعلی اللہ مقامھـــم

تقاضا کر رھی ھے مجھسے یہ میری پریشانی
مسلمانوں کی حالت پر کروں کچھہ مرثیہ خوانی
تماشا دیکھیے اندوہ و حرماں بڑھتے جاتے ھیں
سرشک خون سے کس کس کی جاگی مہمانی ؟
شہیدان ستم کا خون بول اٹھے گا لاکھوں میں
چھپاے سے نہیں چھپنے کی ظالم کی ستم رانی
بہاے خون پانی ھوے کسکا آج مسجد میں ؟
ھوئی ھے مذبح ھندوستاں میں کسکی قربانی ؟
مسلمانو یہ گھر میں بیٹھہ کر رونیسے کیا حاصل
یہی اسلام کا شیوہ ' یہی ھے کیا مسلمانی ؟
کمر ھمت کی باندھو ' اٹھہ کھڑے ھو نام حق لیکر
تمھارا فرض ھے اپنی مساجد کی نگہبانی
خدا کی راہ میں جو جان تک قربان کر بیٹھے
تمھارا فرض ھے انکے لیے اب زر کی قربانی
ھوے صید مصائب اسقدر اب آکر بھی ھوگے
نہ چھوڑی ایسی حالت میں بھی گرتم نے تن آسانی

(سید محمد قمرالدین قمر حیدر آبادی - منیجر انصاریہ مدیکل ھال بمبئی)

مصیبت زدگان کانپور کی دائمی اعانت

دائمی اعانت کی پہلی مثال جلیل

از جناب مولانا محمد علی صاحب طبیب سیشن جج سبزہ وار نکل علاقہ نظام

شہدائے موصوف کے بیوگان اور اشخاص زیر کفالت کے لیے اور انکے یتیم اطفال کے لیے تا ختم تعلیم و عمر رشد ' کفالت کرنی چاھیے - اسوقت جوش میں امدادی رقوم کا جمع ھو جانا ممکن ھے - اوس سے کوئی مکان یا دکانات یا باغات الغرض کوئی جائداد غیر منقولہ لیلی جاے - یا کسی تجارت میں شرکت کی جاے اور اسکی امدنی سے ھمیشہ انکی اعانت ھوتی رھے -

میں اپنی ذات سے اتنا کرسکتا ھوں کہ حتے الامکان اپنی حیات تک پانچ روپیہ ماھانہ دیتا رھونگا ' لیکن ایسے انتظام کی توقع ھمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کے مذاق کے لحاظ سے کسیقدر دشوار ھے - اور اگر خدمت گزاران ورثاء شہدا کو ایسی توفیق خدا کرامت فرماے ' تو زھے قسمت - اسکا جواب جلد عنایت ھو -

میں ایک ضعیف القلب اور کثیر الھموم اور وسیع الحس شخص ھوں - اسوجہ سے میرے مزاج میں سراسیمگی کی رھا کرتی ھے اور کسی ادنے سے واقعہ کی خبر سے بھی غیر طور پر متاثر ھو جایا کرتا ھوں - آپکی آزادانہ اور حق گوئی دیکھکر میرے قلب کی حالت دگرگوں ھو

[ ]

میں اس بات کے مکرر عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ جناب اپنے اظہار آرا میں کسیقدر لینت استعمال ضرور فرمایا کریں کہ زمانہ حق گوئی کا نہ رہا - تاکہ آپکا ہلال زیادہ عمر تک قوم کے کان کھولتا رہے - ہملوگ ہنوز خواب غفلت سے کسیقدر چونکے ہیں - ہمکو بیدار کرنے اور اُٹھا کر کھڑا کرنیوالے کی سخت ضرورت ہے - ہماری رفتار میں ابھی ہزاروں رکاوٹیں ہیں - الغرض حالات زمانہ کی رعایت سے ہمکو غافل نہونا چاہیے - والسلام - ناچیز سید محمد علی طبیب سیشن جج صوبہ ورنگل

انجمن رفاہ المسلمین تندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڈہ کا ایک جلسہ ۵ - ستمبر بروز جمعہ سنہ ۱۹۱۳ع کو منعقد ہوا - مولوی سید محمد اختر صاحب مدرس مدرسہ دیانیہ الاسلام اور مولوی حبیب اللہ صاحب صدر انجمن نے وعظ بیان فرمایا اور واقعہ کانپور کا نہایت وضاحت کے ساتھہ تذکرہ کرکے زر اعانت امداد مظلومان کانپور کی تحریک کی - مبلغ ۱۲۵ روپیہ ۶ - آنہ علاوہ زیورات اور کپڑے کے اوسیوقت وصول ہوگیا - مولوی محمد یوسف شاہ صاحب متعلم عربی کانوں میں گشت لگا کر نہایت درد ناک آواز میں شعر ذیل پڑھتے ہوے دروازہ دروازہ گئے اور لوگوں سے وصول کیا :

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

یہ عجیب موثر سماں تھا - اس مناجات سے سارا گاؤں گونج رہا تھا - انجمن کے طرف سے چندہ کی برابر کوشش جاری ہے - جناب شمشیر خانصاحب رئیس کیمیہ کی محنت و جاں فشانی کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا -

خادم قوم - محمد یوسف - سکریٹری انجمن رفاہ المسلمین تندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڑہ

۱۹۱۲ء کانپور کا ماتم

زمین و آسمان نے تیری بربادی کی ٹھانی ہے
سنبھل مسلم ! یہ قرب روز محشر کی نشانی ہے
جو جینا ہے تو مرنا ہے جو مرنا ہے تو کیا ڈرنا ؟
سرائے دہر فانی میں ہر اک شے آنی جانی ہے

دنیا دیکھہ رہی ہے کہ تمام روے زمین نے مسلمانوں پر مظالم و مصائب کی آگ برس رہی ہے -

مراکو کے مسلمان، فرانس کے آتشکدہ کا ایندھن بن رہے ہیں - عربوں کی ہڈیاں صحراء طرابلس میں ٹھوکریں کھا کر گم ہوگئیں - پھر مسیح کے مسکین و غریب بلقانی بھیڑوں کے رحم و انصاف کا سیکلوں اٹھا، جس نے ہزاروں خان و مان والوں کو بے سر و سامان کر دیا، اور بیگناہوں کے خون کی ندیاں بہا دیں !

ابھی ابھی کانپور میں جو شعبان ہی میں محرم آگیا، اسے دیکھکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس خونین منظر کا درد ناک نظارا، قرعۂ ناری کی شکل اختیار کرے، مدتوں اسلامی دنیا کے داوں میں آتش ماتم کو مشتعل رکھے گا !!

تمام دنیا اپنی حکومتوں کو اپنے مال سے خراج اور ٹیکس دیتی ہے - مگر مسلمان خون سے بھی خراج ادا کیا کرتے ہیں -

افسوس اے کانپور کے شہیدو ! تم اپنی مظلومیت لیکر عالم بالا کو چلے - زمین پر تمہارا خون کیڑوں مکوڑوں کے حوالے ہوا اور تمہاری نعش کو پھولوں کی چادر نصیب نہ ہوی - تمہاری روح پاک ضرور رب العالمین کی بارگاہ میں داد خواہی کے لیے حاضر ہوگی - یاد رکھو کہ تمہارے بھائیوں کے دلوں پر تمہارے یوں چلے جانے سے جو کاری زخم لگا ہے، وہ ہمیشہ ناسور بنا رہیگا مسٹر تالکر کی گولیوں کی دھواں دار بوچھاڑ، اور اس کے سنگینوں کی چمک بجلی کی طرح مدتوں تک ان کے کانوں میں گونجتی اور آنکھوں میں چمکتی رہیگی - ان کے دل ہمیشہ تمہاری یاد میں بیتاب و بیقرار رہینگے - تمہاری بیکسی اور بے بسی کی حالت ان کی آنکھوں کو مدتوں خون کے آنسو رولائیگی !!

(خان محمد قریشی از کاشمار شریف)

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۱۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد جان از دہلی	-	-	۲
جناب خیر الدین صاحب - قصور - لاہور	-	-	۴
جناب عبدالکریم خانصاحب - ریزاراجندراپٹ - کورگ	-	-	۵
جناب محمد ابراہیم صاحب - بلڈانہ	-	-	۲
جناب معین الدین احمد صاحب قدرائی - ندوہ لکھنؤ	-	-	۳
ایک بزرگ از بحرانگ گڈہ	-	۴	۶
از وقف شیخ ولایت علی صاحب مرحوم شہر لکھنو	-	-	۱۰۰
میزان	-	۴	۱۲۲
سابق	-	۶	۹۱۱۲
میزان کل	-	۱۰	۹۲۳۴

فہرست زر اعانۂ دفاع ۱۹۱۳ء مقدس کانپور

(۳)

جناب بزرگان سبیتہ (پٹنہ) بذریعہ انجمن اتحاد	۶	۴	۲۳
جناب محمد جان صاحب اردہلی	-	-	۵
جناب مستری علام محمد صاحب لکڑی ساز بہارل پور	-	-	۱
جناب غلام نبی صاحب خیاط بہارل پور	-	۸	-
جناب جلال الدین صاحب	-	۹	-
میزان	۶	۵	۳۰
سابق	-	۱۴	۸۷۶
میزان کل	۶	۳	۹۰۷

فہرست زر اعانۂ ہمدرد و کامریڈ دہلی

ایڈیٹر الہلال	-	-	۱۰۰
جناب محمد افضل خانصاحب زردی منیجر کچھہ بارچستان	-	-	۱
جناب سید قمر الدین صاحب قمر بمبئی	-	۲	-
جناب صغیر احمد صاحب بمبئی	-	۲	-
جناب سید باقر حسین صاحب بمبئی	-	۱	-
جناب سید محی الدین صاحب بمبئی			
جناب جان محمد صاحب - ترنجی - [illegible]	-	-	-
میزان	-	۵	۱۰۲

PRINTED & PUBLISHED BY A. K AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PUBG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

لا تنقوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ - شوال ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta Wednesday, September 24, 1913

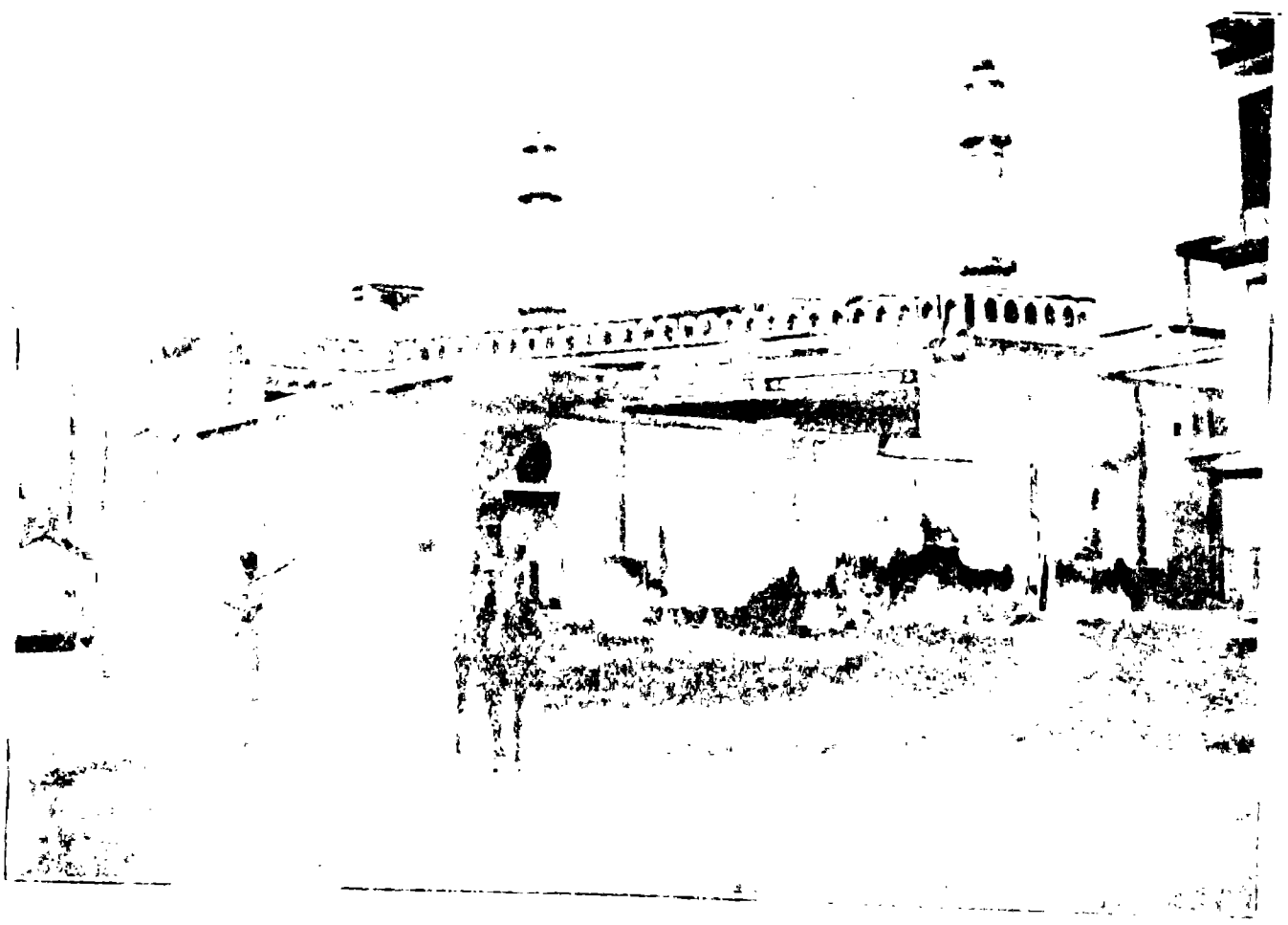

سالانہ تین آنہ

قیمت فی پرچہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. .. 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, September 24, 1913.

فہرست

مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور	۱
شئون داخلیہ	۲
فتنۂ جدید	۳
مقالۂ افتتاحیہ	
الداء والدواء	۵
احراز اسلام	
العزۃ فی الاسلام	۸
مقالات	
تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ	۹
وقائع و حقائق	
قصص القرآن (۱)	۱۱
ادبیات	
کفران نعمت	۱۵
فکاہات	
مسجد کانپور کا وفد اور سر جیمس مسٹن کا جواب	۱۵
شیر برطانیہ اور گربۂ حریت	۱۵
مراسلات	
حزب اللہ	۱۶
تاریخ حسیات اسلامیہ	
لسان العصر	۱۷
ایک ابلیسانہ مکر و تلبیس (ایک مکار جو اپنے تئیں ایڈیٹر الہلال ظاہر کرتا ہے)	۱۷
گیا اور مسجد کانپور	۱۸
مسجد مقام ہور سیکری	
فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور	۱۹
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ	۲۰

تصاویر

مسجد کانپور کا ایک بیرونی منظر	۴
اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں جو ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع کو کانپور میں رہا کیے گئے	۴

مجلس دفاع مسجد کانپور

Cawnpore Mosque Defence Association.

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا - ولينصرن الله من ينصره ان الله لقوي عزيز [۲۲ : ۴۰]

صدر مجلس: مولانا ابو الکلام ایڈیٹر الہلال کلکتہ

خزانچی: مسٹر اے - رسول - ایم - اے - بیرسٹرات لا کلکتہ

سکریٹری: ایڈیشنل مولوی فضل الحق ایم - اے - ایل - ایل - بی - وکیل ہائی کورٹ کلکتہ

(۱) مجلس کے سامنے اس وقت دو کام ہیں:

(الف) اصل مسجد کا دفاع

(ب) ماخوذین مقدمہ کی اعانت

(۲) امر اول کی نسبت مجلس نے اپنے ایک عام جلسے میں طریق عمل یہ قرار دیا ہے کہ ہز ایکسلنسی وایسرائے ہند کی خدمت میں تمام مسلمانان ہند کا ایک متحدہ وفد اس معاملے کو لیکر جائے - اسکے بعد دوسری منزل انگلستان کی ہے -

(۳) اسکے لیے تمام اطراف ملک میں باقاعدہ کام شروع ہو جانا چاہیے اور یہ بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ہر شہر میں "دفاع مسجد کانپور" کے نام سے مجالس قائم کی جائیں - اسکے متعلق مجلس نے ضروری کارروائی اس ہفتے سے شروع کردی ہے -

(۴) دوسرے امر کے متعلق کلکتہ میں چندے کی عام مجلسیں متواتر منعقد ہو رہی ہیں اور انکا سلسلہ جاری رہیگا جب تک شہر کے ہر حصے اور محلے میں جاکے نہ لیں گے -

(۵) بنگال کے دیگر حصص کیلیے ایک وفد مرتب ہو کر روانہ ہونے والا ہے - اور ایک وفد تمام ہندوستان کا دورہ کرنے کیلیے بھی مرتب ہو رہا ہے - واللہ المستعان و علیہ التکلان -

شئون خلیفہ

ابتداے عشق!!

الہلال پریس کی ضمانت

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

اطراف ملک سے بکثرت خطوط اور تار آرہے ہیں، جن میں دریافت کیا جارہا ہے کہ کیا ضمانت کی خبر صحیح ہے؟

واقعہ یہ ہے کہ بعض امور کی اطلاع مجھے تقریبا دس ماہ سے تھی، مگر اجتنک الہلال میں انکی نسبت ایک حرف نہیں لکھا اسلیے کہ اپنا اصول کار ابتدا سے یہ رہا ہے کہ انسان صرف کام کیلیے بنایا گیا ہے، پس اسکو چاہیے کہ صرف اپنے کام ہی میں مصروف رہے - یہ بہت ہی ادنی درجہ کی اور چھوٹی باتیں ہیں کہ لوگوں کا اسکے کام کے متعلق کیا خیال ہے، اور حکام وقت اسے کیسا سمجھتے ہیں؟

میری حالت الحمد للہ کہ عام حالات سے مختلف ہے میں اپنے تمام کاموں کو ایک خالص دینی دعوۃ کی حیثیت سے انجام دیتا ہوں، اور میرے پاس احکام دینی کے قوانین کی ایک کتاب موجود ہے - پس میری نظر ہمیشہ اسپر رہتی ہے کہ خدا کے ساتھہ میرا رشتہ کیسا ہے؟ اسکی فکر نہیں ہوتی کہ اسکے بندوں کی نظریں کیا کہتی ہیں؟ اگر اللہ کی صداقت میرے ساتھہ ہے، تو میری طاقت لا زوال اور میری حفاظت قدرتی ہے - لوگ دیکھتے ہیں کہ آگ جلاتی اور پانی ڈبوتا ہے، اور اسکو قوانین قدرت کے نام سے یاد کرتے ہیں - لیکن اس سے زیادہ محکم اعتقاد، اور اس سے بڑھکر غیر متزلزل یقین کے ساتھہ میں بھی دیکھتا ہوں کہ حق و صداقت اور اللہ کا پیغام دعوت ہر حال میں فتح یاب و منصور ہوتا ہے، اور باطل و ضلالت کے ساتھہ دنیوی طاقتوں کا خواہ کتنا ہی ساز و سامان ہو، اور عارضی و وقتی کامیابیاں خواہ کتنا ہی اسے مغرور کردیں لیکن بالآخر وہ خاسر و نامراد ہی ہوتی ہے: وتلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون في الارض علوا ولا فسادا والعاقبة للمتقين

پس ہماری حفاظت اور کامیابی خود ہمارے اور ہمارے کاموں کے اندر ہے - اپنے سے باہر ڈھونڈھنا لاحاصل ہے: وفي انفسكم افلا تبصرون؟

الہلال کی اشاعت کو تقریباً ڈیڑھ برس کا زمانہ ہوگیا - مگر وہ پوری آزادی کے ساتھہ اپنے دینی فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا - اگر پریس ایکٹ کا عمل اسکے ادعائی مقصد سے مختلف نہوتا، تو موجودہ عہد مطبوعات کی اس سبب سے بڑی فرصت کا ملنا کچھہ بھی تعجب انگیز نہ تھا، بلکہ نفیس کرنا چاہیے کہ قدرتی اور لازمی تھا -

لیکن بد قسمتی سے جو حالت آج برسوں سے ہورہی ہے، اس کا نتیجہ مشئوم تو یہ ہے کہ نہ صرف ہر حق گو لو، بلکہ ہر حق گوئی کے ارادہ کرنے والے کو اپنے تئیں سب سے بڑا مجرم سمجھنا چاہیے - بلکہ

وجردك ذنب، لا يقاس به ذنب!

جب حالت یہ ہو تو پھر دیڑھ برس سے زیادہ زمانے کا بیتی واقعہ کے گذر جانے پر کون ہے ایک معمولی الوقوع واقعہ سمجھا جاے؟

فی الحقیقت یہ ایک ایسا تعجب انگیز واقعہ تھا، جسے سوچتے سوچتے بہت سے لوگ گھبرا اٹھے تھے - البتہ خود مجھے ذرا بھی تعجب نہ تھا - کیونکہ "لا خوف علیهم ولا هم يحزنون" کی تفسیر میرے سامنے تھی، اور دنیا کے قوانین سے بھی بالا ایک قانون - جس نے میرے دل پر نقش کردیا تھا کہ: والله ولي المؤمنين

بہر حال ۱۸ - ستمبر کو دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی جس میں ۲۷ - تک داخل کرنے کی مہلت تھی مگر آج ہی (۲۳ - کی تاریخ ہے) دو ہزار روپیہ کے گورنمنٹ ضمانتی کاغذ عدالت میں بھیجدیے گئے ہیں - ضمانت کا روپیہ تو اسی تاریخ سے بطور ایک سرکاری امانت کے علحدہ رکھدیا گیا تھا، جس دن الہلال پریس کا ابتدائی سامان خرید کے لیلیے ہم نے روپیہ نکالا تھا - سچ یہ ہے کہ اس امانت کی حفاظت کرتے کرتے ہم اکتا گئے تھے، اور ابتو یہ وقت آگیا تھا کہ اگر کوئی مانگنے لیلیے نہ آتا تو ہم خود ہی پیش کش کرنے کیلیے آگے بڑھتے - بارہا ہمیں خیال ہوا کہ کیا یہ بوجھ عتاب صرف اوزار ہی کے حصے میں آیا ہے، اور ہم اصلی مستحقین نظر لیلیے اچھوتے بھی نہیں؟

نہ تیغ چارہ تپ خشک مسلمانے را
اے نہ روا بچنگال آوردہ مفتے باب سبیل؟

ہمارے ایک دوست نے اس تعلل پیشگی سے عاجز اکر پریس ابتدا کی طعنوں ہی کے متکر ہوتے تھے

لے بھی جالیں دل کہیں ہم سے نہ قصہ پاک ہو
یہ حسینان جہاں بھی دلربا کہنے کو ہیں!

بڑی فکر یہ بھی تھی کہ جب معمولی قسمت سے ضمانت کی پہلی منزل ہی طے نہیں ہوئی ہے تو آیندہ کی فکر کیلیے ہمیں وقت کیسے ملیگا؟ بالآخر عزیمت ہے کہ خدا خدا کرکے خاموشی ٹوٹی، اور پہلی منزل سے بہر حال گذر ہی گئے:

رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو!

آخر میں ہم یہ لکھدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس بارے میں ہمیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی شکایت نہیں - ہم کو معلوم ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ اور کل تک کیا تھا، اور آج کیا ہو رہا ہے؟

سراین فتنه زجائیست که من می دانم!

ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصے تک جو کچھہ ہوا، وہ گورنمنٹ بنگال کی مصلحت شناسی، عواقب اندیشی، اور ہمارے خاص حالات و نتائج پر نظر رکھنے کا نتیجہ تھا، اور اب جو کچھہ ہوا ہے، یہ دوسروں کی نادانی کا نتیجہ ہے -

ہم نے اتنی سطریں بھی بمجبوری لکھیں، کہ بے شمار خطوط اور تاروں کا فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہ تھا - ورنہ ہم اس طرح کے واقعات کو اس درجہ اہم نہیں سمجھتے کہ انکے پیچھے زیادہ وقت صرف کیا جاے - یہ اسطرح کی معمولی باتیں ہیں، جو آجکل کے پریسوں کے دفتروں میں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں - اگر بعض حکام اعلے کو کسی اخبار کے دفتر سے کچھہ روپیہ لیکر رہنے میں مصلحت نظر آتی ہے، تو یہ ایک ایسی قابل رسائی ہے جو دوسرے

ایلیے مفید عذر اپنے لیے مضر نہیں - پھر اسمیں کیوں عذر ہو ' اور کیوں حرف شکایت زبان پر آے ؟ ہمارے سامنے تاریخ نے جو مواد رکھدیا ہے ' وہ ہمارے لیے کافی ہے - ایسی باتیں ہمیشہ ہوئی ہیں اور ہوتی رہینگی - اور نتیجہ بھی ہمیشہ یکساں نکلا ہے اور نکلے گا - جو لوگ اس راہ میں قدم رکھتے ہیں ' جب انکے سامنے آخری منزلیں موجود ہیں ' تو ان ابتدائی منزلوں کے پیش آنے پر کیوں شاکی ہوں ؟

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست
و افوض امري الی الله - ان الله بصیر بالعباد !

رقد سیہ

آخر کار ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو ترکی و بلغاریا کی مجلس صلح قسطنطنیہ میں امور ارلیہ طے ہوگئے ' مسئلہ حدود کا فیصلہ زیادہ تر ترکوں کے موافق ہوا ' " دیموطیقا " کی نسبت بلغاریوں کو ابتداً کسی قدر انکار تھا اور اسکے معارضہ میں اپنے صرف سے ادرنہ سے بابا عسکی تک ریل بنا دینے پر راضی تھے ' لیکن ترکوں نے روپیہ پر زمین کو ترجیح دی اور بالاخر " دیموطیقا " انکے حدود میں داخل کیا گیا -

دیموطیقا کی اہمیت کے خاص اسباب یہ ہیں کہ قبضۂ دیموطیقا ایک ریلوے لائن پر موثر ہے ' جسکا اثر براہ راست بحیرۂ ایجین تک پہنچتا ہے - ترکی قبضۂ دیموطیقا سے بلغاریوں کا رستہ جانب بحیرۂ ایجین بیکار سا ہوجاتا ہے - دیموطیقا کی جانب مغرب جو کوہستانی علاقہ ہے ' بلغاری اوسمیں ریلوے کی تعمیر سے اس نقصان کی تلافی کرسکتے ہیں ' لیکن یہ تجویز مصارف کثیرہ کی طالب ہے جسکے تحمل کی ابھی بلغاریا میں قوت نہیں -

۱۷ - ستمبر کے پیش کردہ اور ۱۸ - ستمبر کے منظور شدہ خط حدود کی تفصیل یہ ہے :

اینوس لائن سے یہ خط شروع ہوکر دریاے مرتزا کے برابر برابر ' چلا جاتا ہے - پھر " دیموطیقا " کے شمول کیلیے جانب مغرب گھوم کر براہ " سمانہ " اور " ہادم کولی " شمال کی جانب پھرتا ہے ' اور پھر جنوب کی طرف " مصطفی پاشا " کی مشرقی جانب سے مڑکر " قرق کلیسا " کی شمالی جانب طے کرتے ہوے " سان استیفانو " پر ختم ہوجاتا ہے ' اور اس سے بحیرۂ اسود کا تعلق ہوتا ہے -

جو بد قسمت مسلمان اس تقسیم حدود کے رو سے حکومت بلغاریا میں داخل کیے گئے ہیں ' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چار برس تک ترکی جنسیت میں شامل رہینگے ' تاکہ اس نئی مدت کے اندر اپنے گذشتہ عہد مجد کے وداع و مشایعت ' اور نئے دور مستقبل کی محکومی و مذلت کے استقبال کیلیے طیار ہوسکیں ! یہ بھی عہد کرلیا گیا ہے کہ بلغاری رعایا بننے کے بعد مسلمانوں کو مراعات حقوق ' اور از روے مراسم دینیہ پوری آزادی دی جائیگی - انکے قدیم حقوق علی حالہا باقی ' اور خدمت عسکریہ سے مستثنی رہینگے -

تاوان جنگ یا مصارف اسیران جنگ کا سوال باقی تھا ' لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ترکون نے اُس سے قطعی انکار کردیا ہے اور بلغاریا کو اسکے تسلیم بغیر چارہ نہیں -

ہم اس دوستانہ صلح کے بعد کسی واقعۂ منازعت و کشمکش کے سننے کیلیے طیار نہ تھے ' لیکن لندن سے ۲۲ - ستمبر کو ایک تار پہونچا کہ امور ثانویہ میں اختلاف و تنازع نے اب تک صلح نامہ پر دستخط ہونے نہیں دیا ' لیکن جب بلغاریا ' اصل مباحث مہمہ کے سامنے سر تسلیم خم کرچکا ہے تو امور ثانویہ میں وہ کب تک سرکشی پر اڑا رہیگا ؟ امید ہے کہ آیندہ خبریں اختتام معاملات کی اطلاع پہونچائینگی -

البانیا

ترکی سے علحدہ کرکے البانیا کو تنویم مقناطیسی (ہپناٹزم) کے ذریعہ یورپ جو خواب دکھا رہا تھا - افسوس کہ اوسکی تعبیر صحیح نہ نکلی - و ما ھذا اول قارورۃ کسرت فی اوربا ! البانیا کی اغلب آبادی مسلمان ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یورپ اوسکے لیے بھی ایک مسیحی شاہزادہ کی تلاش میں ہے - ۲۰ - ستمبر کا تار ہے کہ اسعد پاشا مدافع سقوطری نے جو البانیا کا وزیر داخلیہ عارضی بھی تھا ' اپنی جمعیت کے ساتھہ بغاوت کردی ' در وزا میں جہاں وہ اپنی علحدہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے ' سرکاری خزانہ پر بھی قبضہ کرلیا ہے ' یونان و سرویا نے اپنے اپنے حدود متصلہ میں بے اطمینانی پیدا ہونے پر کارروائی کی دھمکی دی ہے - اسٹریا و اٹلی اور دیگر حکومتوں سے مخلوط کمیشن تحدید حدود کیلیے روانہ ہو رہا ہے -

۲۲ - کا پیغام برقی ہمکو ایک اور عجیب و غریب روایت سناتا ہے کہ (مفید بے) جو وزیر خارجیہ معین ہوا تھا ' سفر یورپ سے واپس آگیا ہے اور اسعد پاشا کے مقابلہ میں اپنی ۳۰۰۰ کو مسلح ہونے کا حکم دے رہا ہے ' جسنے علم اسٹریا بلند کردیا ہے !!

زوبعۂ طرابلس

اس ہفتہ طرابلس کے متعلق ایک اہم خبر ریوٹر نے پہنچائی ہے '

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ مدافعت میں سرفروش عربوں نے (بروایت رومہ) بنغازی اور درنہ کے متصل ایک نخلستان میں اطالیوں کا مقابلہ کیا ' سخت لڑائی کے بعد اطالیوں کو عین وقت پر کمک پہونچ جانے سے "حسب دستور" دشمنوں کو شکست ہوئی ' اور انکو ایک نقصان کثیر کے بعد پسپا بھی ہونا پڑا - لیکن اس شکست کا عجیب تر نتیجہ یہ ہے کہ خود اطالی جنرل " تورییلی " عربوں کے ہاتھہ سے مارا گیا - اسکے علاوہ اور دو اطالی افسر اور ۱۸ - سپاہی ہلاک ' اور تین افسر اور ۷۰ سپاہی مجروح ہوے -

اس روایت سے علی رغم رومہ دو نتیجے مستنبط ہوتے ہیں : اول یہ کہ اٹلی باایں ہمہ تلف جان و مال ' حدود بنغازی و ادرنہ سے آگے نہیں بڑھی ' جہاں اوسکے قیام پر تقریباً دو سال کی مدت گذر چکی ہے - دوم یہ کہ اس معرکۂ عظیمہ کا نتیجہ یقیناً اٹلی کے خلاف نکلا ہوگا ' جسکی سب سے قوی دلیل ایٹالین جنرل کی مقتولی ہے ' گو رومہ کا تار اس نتیجہ سے منکر ہو -

مغرب اقصی

مراکش کو ایک مدت ہوئی کہ ہم رو پیٹ چکے تھے ' لیکن ۱۷ - ستمبر کے ایک پیغام برقی نے بشارت دی ہے کہ مولائی رسولی جو مراکش کے دوسرے حصہ میں فرانسس سے برسر پیکار تھا ' اب اوسنے اہل اسپین کی طرف بھی توجہ کی ہے ' کیوتا کی اسپینی فوج کو وہ دبا رہا ہے ' ناچار اسپینیوں کو امداد کیلیے مزید فوجیں طلب کرنی پڑی ہیں ' و عاقبۃ الامر بید اللہ -

۔ اس شئہ فاجعۂ کانپور

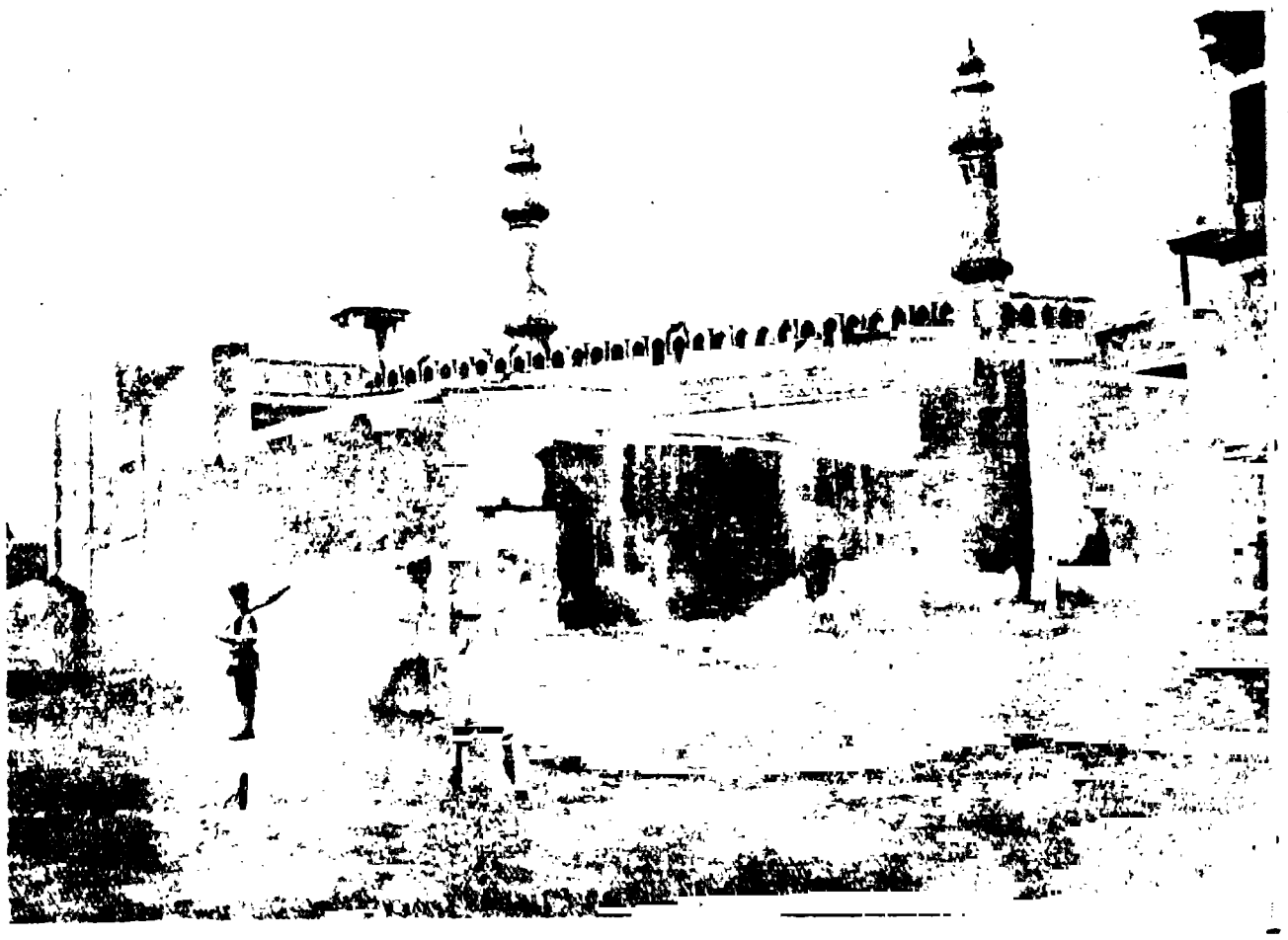

مسجد مقدس کانپور کا ایک پیرونی منظر

یہ اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ہیں ، جو ۱۳ - ستمبر کو کانپور میں رہا کیے گئے - یہ معصوم بچے ہیں جنکو مسٹر ٹائلر مجسٹریٹ کانپور کے دربار نے بجرم بغاوت گرفتار کیا تھا ! !

الهلال

۲۴ شوال ۱۳۳۱

ا ء ا ء وا ء ا ء

" ✲✲ " .

يعني

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

✲ " " ✲

الا ، ان حزب الله ه م الغالبون

۱۳۳۱ هجری (۱)

(۵)

انما وليكم الله و رسوله والذين امنوا ، الذين يقيمون الصلوة ويوتون الزكواة وهم راكعون - ومن يتول الله و رسوله و الذين آمنوا ، " فان حزب الله هم الغالبون " (۵ : ۶۲)

اے مسلمانو! تمہارا دوست اللہ ہے ، اسکا رسول ، اور وہ لوگ ، جو اللہ اور رسول پر ایمان لا چکے ہیں ، جو صلوۃ الہی کو دنیا میں قائم کرتے ، اسکی راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے ، اور سب سے زیادہ یہ کہ ہر وقت اللہ اور اسکے حکموں کے آگے جھکے رہتے ہیں - پس جو شخص اللہ ، اللہ کے رسول ، اور ارباب ایمان کا ساتھی ہوکر رہیگا ، تو یقین کرو کہ وہ " حزب اللہ " میں سے ہے ، اور " حزب الشیاطین " کے مقابلے میں حزب اللہ ہی کا بول بالا ہونے والا ہے!!

بیا ساقي ! زخود آگاهیم ده ! * شراب بزم " حزب اللهیم " ده !
شراب گرم و رخشان همچو خورشید * بپاے تخت ظل اللهیم ده !
نوید بخت کز شوقش برقصیم * زعشرتگاه شاهنشاهیم ده !
دلم تاریک و من سرگشته درخود * چراغ مي دربن گمراهیم ده !
خرد جان مرا مي کاهد از غم * نجات دل ازین جانکاهیم ده !
فسون عقل (فیضي) بس درازست
ازین دستان زبان کوتاهیم ده !

مدتے این مثنوي تاخیر شد
مهلتے بایست تا خون شیر شد

والعصر ، ان الانسان لفي خسر ، الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات ، وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - قسم ہے اس عصر انقلاب اور دور تغیرات کي ، جو پچھلے دور کو ختم کرتا ، اور نئے دور کي بنیاد رکھتا ہے ، کہ نوع انساني کیلیے دنیا میں نقصان و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں - مگر ہاں وہ نفوس قدسیہ ، جو قوانین الہیہ پر ایمان لائے ، اعمال صالحہ اختیار کیے ، ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نہي عن المنکر کے ذریعہ دین حق کي وصیت کرتے رہے ، اور نیز صبر واستقامت کي بھي انہوں نے تعلیم دي (۱۰۳ : ۴) : اولئك على هدى من ربهم ، و اولئك هم المفلحون (۲ : ۴) "

یہ ہے جماعت " حزب اللہ " کا مقصد وحید ، جسے غالباً ہر شخص دن میں ایک دو مرتبہ نماز کے اندر ضرور پڑھتا ہے ، اور یہ ہے خلاصہ اسکے پیش نظر اغراض کا ، جو سورۂ " والعصر " کي صورت میں ہر مسلمان کے آگے موجود ہے - فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا!

گذشتہ چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں ، اس سے بہت زیادہ عرض کرنا تھا ، مگر مناسب یہ نظر آیا کہ پہلے مختصراً اصل اغراض و مقصد بیان کردیے جائیں ، اور اسکے بعد انکي ہر دفعہ پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جاے :

مخاطب اندکے نازک مزاج ست
سخن کم گو ، که کم گفتن رواج ست

تلاش مقصود

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور ضرور عرض کرونگا اور معافي خواہ ہوں اگر اُن احباب کرام کو شاق

(۱) یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس آیۃ کریمہ کي بنا پر اس جماعت کا نام "حزب اللہ" رکھا گیا ہے ، اس آیۃ کریمہ کے مدہ بقاعدۂ جمل ۱۳۳۱ ہیں اور یہي ہجري سن اس جماعت کي تاسیس کا ہے!

ذرے، جو اب صرف اصل دفعات طریق عمل ہی کے مشتاق ہیں -

گذشتہ مطالب و بیانات سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ اس عاجز کا مقصد کیا ہے ؟ اخیری نمبر کے خاتمے کی سطور میں عرض کرچکا ہوں کہ ہمکو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشی ہونا چاہیے ؟

دنیا کی بیماریاں ہمیشہ یکساں رہی ہیں اسلیے انکا علاج بھی اصولاً ایک ہی ہونا چاہیے - وہ جب کبھی متلاشی ہوئی ہے ، تو اسکی تلاش اُس جستجو سے کبھی بھی مختلف نہ تھی ، جو جستجو کہ آج ہمیں درپیش ہے -

* * *

ایک ہی چیز تھی ، جسکی ہمیشہ تلاش رہی - ہم بھی آج اُسی کو ڈھونڈھیں گے -

جبکہ اسی زمین پر ایسے ہزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص بندے نے اسکو درد اور تڑپ کی آواز میں پکارا تھا اور کہا تھا کہ :

رب اني دعوت قومي ليلاً ونهارا ، فلم يزدهم دعاي الا فرارا ، و اني كلما دعوتهم لتغفر لهم ، جعلوا اصابعهم في اذانهم واستغشوا ثيابهم و اصروا و استكبروا استكبارا - ثم اني دعوتهم جهارا ، ثم اني اعلنت لهم و اسررت لهم اسرارا - (۷۱ : ۹) قال نوح : رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله و ولده الا خسارا (۷۱ : ۲۱)

خدایا ! میں نے اپنی قوم کو رات دن حق و ہدایت کی دعوت دی ، لیکن افسوس کہ میری دعوت کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھہ نہ نکلا کہ وہ اور مجھسے بھاگنے لگی - میں نے جب کبھی انکو پکارا ، تاکہ وہ تیری طرف رجوع ہوں تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں کہ کہیں میری آواز نہ سن لیں ، اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑھ لیے کہ کہیں میرے چہرے پر نظر نہ پڑجائے اور ضد اور سینہ زوری میں آکر اکڑ بیٹھے ! اس پر بھی میں باز نہ آیا ، پھر انھیں پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچایا ، اور اسکے بعد ظاہر و پوشیدہ ، ہر طرح سمجھایا ، لیکن خدایا ! با ایں ہمہ سعی دعوت و اصلاح ، ان سرکشوں نے میرا کہا نہ مانا اور انھی معبودان باطل کی غلامی کرتے رہے جنکو انکے مال اور انکی اولاد نے فائدہ کی جگہ الٹا نقصان ہی پہنچایا "

تو وہ بھی اپنی قوم کو اُسی کی تلاش کا پتہ دے رہا تھا -

* * *

جبکہ کالدیا کے بت خانے میں ایک برگزیدہ نوجوان نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا کیا ، جبکہ اس نے اپنے ہاتھہ میں چھری لی ، اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الہی کی بیخوبی میں دشمنوں کی طرح زمین پر دے پٹکا ، جبکہ اُس نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے خاندان کو دین الہی کی پیروی کی وصیت کی اور کہا :

يا بني ! ان الله اصطفى لكم الدين ، فلا تموتن الا وانتم مسلمون ! (۲ :)

دیکھو ! اللہ نے تمہارے اس دین اسلام کو تمہارے لیے پسند فرمایا ہے ، پس ہمیشہ اسی پر قائم رہنا ، اور دنیا سے نہ جانا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو !!

تو اُس نے بھی اُسی کو ڈھونڈھا اور پایا تھا -

* * *

جبکہ تخت گاہ فراعنہ کے ایک قید خانے میں کنعان کے قیدی نے دین الہی کا وعظ کہا ، اور جبکہ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ :

يا صاحبي السجن ! ارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم و اباؤكم ما انزل الله بها من سلطان ، ان الحكم الا لله ، امر الا تعبدوا الا اياه - ذالك الدين القيم ، ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۱۲ : ۴۱)

" اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پرستش کررہے ہو ، تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے پیش رؤں نے گھڑ لیے ہیں ؟ حالانکہ خدا نے تو اسکے لیے کوئی سند بھیجی نہیں - اے گمراہو ! یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت صرف اُس ایک خدا ہی کیلیے ہے ! اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے - لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے ! "

تو اسکی نظر بھی اسی کی طرف تھی ، اور اسی کی تلاش تھی ، جسکا وہ سراغ دے رہا تھا !

* * *

وہ "شاطی وادی ایمن" اور "بقعۂ مبارکہ" کا مقدس چرواہا ، جبکہ کوہ سینا کے کنارے " انی انا الله رب العالمين" کی ندائے محبت سے مخاطب ہوا تھا ، اور جبکہ ایک ظالم و جابر حکومت کی غلامی سے نجات دلانے کیلیے اُس نے پکا رتنا ، فرماں روائے عہد کے سامنے حریفانہ کھڑے ہوکر پیشیں گوئی کی تھی کہ :

ربي اعلم بمن جاء بالهدى من عنده ، ومن تكون له عاقبة الدار ، انه لا يفلح الظالمون - (۲۸ : ۳۸)

اے لوگو ! مجھکو جھٹلانے میں جلدی نہ کرو ! خدا خوب جانتا ہے کہ کون شخص اُسکی طرف سے سچائی لیکر آیا ہے ، اور آخر کار کس کے ہاتھہ نتیجہ کی کامیابی آنے والی ہے ؟ یقین کرو کہ خدا کبھی اُن لوگوں کو فلاح نہیں دیتا ، جو برسر ناحق ہیں ! "

تو وہ بھی اسی تلاش کا اعلان کررہا تھا ، اور یہی تلاش تھی ، جسنے اُسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا -

* * *

وہ "ناصرہ" کا نوجوان اسرائیلی ، جو پچھلی کتابوں کی پیشیں گوئی کے مطابق آیا تھا ، تاکہ عہد اسرائیلی کے خاتمے اور دور اسماعیلی کے آغاز کا اعلان کرے ، اور جبکہ اس نے چلنے سے پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان اور نا سمجھہ ساتھیوں سے کہا تھا کہ :

اني رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدي من التوراة و مبشراً برسول ياتي من بعدي ، اسمه "احمد" - (۶۱ : ۷)

میں اللہ کے طرف سے تمہاری طرف بھیجا ہوا آیا ہوں - میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا ، بلکہ میرا کام صرف یہ ہے کہ کتاب تورات کی ، جو مجھسے پہلے آچکی ہے ، تصدیق کرتا ہوں ، اور ایک آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اور جسکا نام " احمد " ہوگا ! "

تو وہ بھی اسی وادی جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا ، اور یہی گوہر مقصود تھا ، جسکے لیے اُس نے اپنے بے عقل ساتھیوں کے جیب و دامن کو بیقرار دیکھنا چاہا تھا -

* * *

اور پھر وہ ظہور انسانیۃ کبری ، وہ مجسمۂ نعمۃ الہیۃ عظمی ، وہ معلم کتاب و حکمت ، وہ مزکی نفوس و قلوب انسانیت ، وہ

هادي " الى صراط مستقيم" وہ مخاطب " انـک لعلي خلق عظيم "
و تاجدار کشور ستان یزداں پرستي' وہ فتح یاب اقليم قلوب انساني'
و علم آموز درسگاہ " ادبني ربي فاحسن تاديبي " وہ خلوت نشين
ستان " ابيت عند ربي هويطعمني و يسقيني" يعني وہ رجوہ اعظم
اقدس' جسکے ليے دشت حجاز ميں ابراهيم خليل (ع) نے اپنے
خدا کو پکارا: (ربنا وابعث فيهم رسولاً منهم' يتلو عليهم ايانك
يعلمهم الكتاب والحكمه' ويزكيهم - ۲ : ۱۲۱) جسکے نور مبين
ي تجلي فاران کي چوٹيوں پر موسیٰ (ع) نے ديکهي'
جسکے عشق ميں داؤد (ع) نے نغمه سرائي کي' جسکے جمال
لهي کي تقديس ميں سليمان (ع) اپنے تخت جلال پر جهک گيا'
جسکے طرف يوحنا (ع) سے پوچهنے والوں نے بيقرارانه اشاره کيا (۱)'
ور جسکے ليے ناصره کے اسرائيلي نبي نے اپنا جانا هي بهتر سمجها'
وہ اپنے باپ سے جو آسمان پر هے سفارش کرے' اور آسکو " جو آنے
الا هے " جلد بهيجدے (يوحنا : ۱۶ : ۸)-

* * *

غرضکه جب " وہ آنے والا " آيا' اور خدا کي زمين آخري مرتبه
سنواري گئي' تا اسکي ابدي حکومت و جلال کا تخت بچهے' اور
پهر اسکے فرمان آخري کا اعلان هوا که :

من يبتغ غير الاسلام دينا' فلن يقبل منه وهو في الاخرة من الخاسرين - (۳ : ۷۹)

" اب سے جو انسان احکام اسلامي کي جگه کسي دوسري تعليم کو تلاش کريگا' تو يقين کرو که اسکي تلاش کبهي مقبول نهوگي' اور آسکے تمام کاموں کا آخري نتيجه ناکامي و نامرادي هي هوگا ! ! "

تو وہ بهي آسي کي جستجو ميں نکلا تها' جسکي جستجو ميں سب نکلے' اور قبل اسکے که وہ آسکے ليے بيقرار هو' خود آس نے بيقرار هوکر آسکا هاتهه پکڑليا تها :

ووجدك ضالاً فهدى (۹۳ : ۷)

اور اے پيغمبر! هم نے تم کو ديکها که هماري تلاش ميں سرگرداں هو' پس هم نے (خود هي) تم کو اپني راه دکهلا دي !

* * *

دنيا کي خوشي مرجها گئي تهي - اسکا جمال صداقت پژمرده' اور اسکا چهرۂ هدايت زخمي هوگيا تها - وہ پيمان و مواثيق' جو والد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے' انکے پاک پيغاموں کو سنکر خدا سے باندهے تهے' ايک ايک کرکے عصيان و تمرد سے توڑ ديے گئے

---

(۱) حضرة موسیٰ' حضرة داؤد' اور حضرة سليمان کي پيشين گوئيوں کے متعلق جو تلميحات ان سطور ميں کي گئي هيں' وہ مشهور هيں اور بار بار بيان ميں آچکي هيں' ليکن يوحنا اور اس سے پوچهنے والوں کے اشارے کي توضيح کرديني چاهيے - يه انجيل يوحنا کے آس موقعه کي طرف اشاره هے' جب ولادت مسيح کے بعد يروشليم سے يهوديوں نے کاهنوں کو حضرت يحييٰ (يوحنا) کے پاس بهيجا هے تاکه آن سے پوچهيں که وہ کون هيں؟ انهوں نے پوچها که " تو کيوں اصطباغ ديتا هے' جبکه تو نه تو مسيح هے اور نه الياس نبي' اور نه هي " وہ " (يوحنا : ۲۵) يهاں پوچهنے والوں کے اس اشارۂ ضمير غائب سے ضرور انحضرة (صلعم) مراد تهے کيونکه مسيح کے بعد آنے والے نبي کا ذکر شائع هوچکا تها اور انتظار کرنے والوں کو اسي کا انتظار تها - اگر يه تسليم نه کيا جاے تو پهر اس اشاره کا کوئي مطلب نهوگا - کيونکه مسيح کے بعد اور کوئي نبي نهيں آيا جسکي طرف اشاره کيا گيا هو - [منه]

نهے' اور خدا کي رحمت و رافت زمين کے بسنے والوں سے روٹهه گئي تهي - آسکا وہ جمال ازلي و ابدي' جس سے پردے اٹهادیے گئے تهے تا اسکے ڈهونڈهنے والوں کو محرومي نهو' اب پهر مستور و محجوب هوگيا تها - اور آسميں اور اسکے بندوں ميں کوئي رشته باقي نه تها -

هاں' کوئي نه تها' جو اسکو ڈهونڈهے - کوئي قدم نه تها' جو اسکي طرف دوڑے - کوئي آنکهه نه تهي' جو اسکے ليے اشکبار هو - کوئي دل نه تها' جو آسکي ياد ميں مضطرب هو - کوئي روح نه تهي' جو آسے پيار کرے - آسکي دنيا آس سے بے خبر تهي - آسکے بندے آس سے غافل تهے - انسان کا ضمير مرچکا تها' فطرة کا حسن حقيقي عصيان عالم کي تاريکي ميں چهپ گيا تها - طغيان و سرکشي کے سيلاب تهے' جو خشکي و تري' دونوں ميں آمنڈ آے تهے' اور جنکے اندر خدا کے رسولوں کي بنائي هوئي عمارتيں بهه رهي تهيں -

ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس (۳۰ : ۴۰)

خشکي اور تري' دونوں ميں انسان کے عصيان و سرکشي سے فتنۂ و فساد پهيل گيا !

جبکه يه حالت تهي تو دنيا بگڑکر پهر سنوري' انسانية مرکر پهر زنده هوئي' اور خدا نے اپنے چهرے کو پهر بے نقاب کرديا - وہ جو شام کے مرغزاروں اور يروشليم کے هيکل کے ستونوں سے روٹهه گيا تها' اب پهر آگيا' تاکه دشت حجاز کے ريگستان کو پيار کرے' اور اپنے راز و نياز محبت کدايے ايک نئي قوم کو چن لے - دنيا جو صديوں سے اسکو بهلا چکي تهي' پهر آسکي تلاش ميں نکلي' اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کهوکر پهر دوباره پا ليا :

قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين' يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام' ويخرجهم من الظلمات الى النور' ويهديهم الى صراط مستقيم (۴ : ۱۸)

بيشک تمهارے پاس الله کے طرف سے ايک نور هدايت' اور ايک کتاب مبين آئي' الله آسکے ذريعه سلامتي کے راستوں پر هدايت کرتا هے آس کي' جو آسکي رضا چاهتا هے اور آسکو هر طرح کي گمراهي کي تاريکي سے نکال کر هدايت کي روشني ميں لاتا' اور صراط مستقيم پر چلاتا هے !

* * *

غرضکه دنيا کي حيات هدايت و سعادت کي تاريخ يکسر تلاش و جستجو هے - اس نے اپنے هر دور ميں کهويا' اور پهر هر دور ميں اسکي تلاش کيليے نکلي - وہ جب کبهي گري تو آسي کو کهوکر گري' اور جب کبهي اٹهي' تو اسي کي تلاش کا ولوله ليکر اٹهي - اسکے هاديوں نے جب کبهي اسکو جگايا تو اسي کيليے جگايا' اور جب کبهي آسکا هاتهه پکڑا' تو اسي جستجو ميں نکلنے کيليے پکڑا - آس کي يه تلاش هميشه کامياب هوئي اور اس نے جب کبهي پکارا' آسے جواب ملا - پاني کے ملنے ميں کبهي بهي ديرنه هوئي' البته تشنگي کا ثبوت هميشه مانگا گيا :

جمال حال شود ترجمان استغراق
دليل آب جگر تفتگي و تشنه لبي ست !

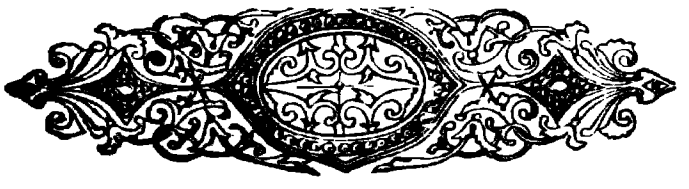

نور اسلام

الحرية في الاسلام

نظام حكومة اسلامية

وامرهم شورى بينهم (۴۲ : ۳۶)

(٤)

توطئة مباحث آتيه

اور مباحث گذشته پر ايک اجمالي نظر

(الحرية في الاسلام) کے سلسلے میں تین نمبر شائع هوچکے هیں - اب همیں بقیه مباحث کي طرف متوجه هونا چاهیے - لیکن بهتر هوگا که اس سفرکي جتني منزلیں طے کر چکے هیں ' آگے بڑهنے سے پہلے ایک نظر اُن پر بهي ڈال لیں -

ربط و ترتیب بیان کیلیے ضرور هے که گذشته مباحث قارئین کرام کے پیش نظر هوں - یه مقالات مسلسل نمبر (۱) جلد (۳) سے نمبر (۳) تک شائع هوے هیں -

(١)

هم نے آغاز تحریر میں اُس سیاسي انقلاب پر ایک اجمالي نظر ڈالي تهي ' جو ظهور اسلام سے عالم انسانیة میں طاري هوا - هم نے اُسر و غلامي اور استبداد و حکم ذاتي کي وہ بیڑیاں دیکهي تهیں ' جنکے ذریعه انسانیت کے پاؤں جکڑ دیے گئے تهے - پهر چهٹي صدي عیسوي کے آغاز میں هم نے اُس حربهٔ حریة الهیه کو بلند هوتے دیکها ' جو جبل (بوقبیس) کي غاروں میں ڈهالا گیا تها ' مگر اسکي چوٹیوں پر سے چمکا تها - بالآخر وہ چمکا اور بلند هوا - اور پهر اس زور و قوت سے اُن بیڑیوں پر گرا ' که " الحکم لله العظیم الکبیر ! " کے ایک هي ضربهٔ بے امان و آهن پاش میں ' اُن کے تمام آهنین حلقے ٹکڑے ٹکڑے هوکر گرگئے ' اور خدا کے بندوں کے پاؤں اسکي طرف دوڑنے کیلیے آزاد هوگئے !!

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ' ويكون الدين كله لله ! (۲ : ۱۸۹)	" اور ظالموں سے مقاتله کرو ' یهاں تک که الله کي سرزمین ظلم و معصیت ' اور ما سواي الله پرستي کے فتنه سے پاک هوجاے ' اور شریعت و حکم کا تمام تسلط صرف الله هي کے لیے هوجاے ' کیونکه اسکے سوا دنیا میں حکم و تسلط کسي کو سزاوار نہیں " وکنتم على شفا حفرة من النار ' فانقذكم منها ' كذلك يبين الله لكم اياته لعلكم تهتدون (۳ : ۱۰۰) (۱)

(٢)

اسکے بعد هم نے موجوده عهد جمهوریة و آئیني پر نظر ڈالي اور اسکے نظام و اساس کي جستجو و سراغ میں نکلے - هم کو چند اصول بتلائے گئے ' جنکي تاسیس کا فخر و ادعا موجوده "منور" کا بنیاد شرف اور اساس امتیاز هے - لیکن هم نے متروکه تو تیره سو برس پیشتر کے گذرے هوے " دور ظلمت " میں هاتهه نظر آیا ' جو اسي مصباح فروزندهٔ حریت و جمهوریت کي و نورانیت سے تمام ظلمت کدهٔ عالم کي تاریکي کا تنها کررها تها !

بالآخر وہ فتح یاب هوا ' ظلمت انساني پر نور الهي نے پائي ' اور وهي آفتاب ارشاد و هدایت هے ' جس سے کسب و تجلیات کرکے آج دنیا کے تمام گوشوں نے اپنے اپنے چراغ کرلیے

یک چراغیست دریں خانه ' که از پرتو آں '
هر کجا مي نگري ' انجمنے ساخته اند !!

یا ایها النبي ! انا ارسلناك شاهداً ' ومبشرا ' ونذيرا ' وداعياً الى الله باذنه ' وسراجاً منيرا ! (۳۳ : ۴۵) -	" اے پیغمبر! هم نے تم کو دنیا کي گواهي دینے والا ' سلطنت الهي قیام کا بشارت دهنده ' ظلم و عصیان نتائج سے ڈرانے والا ' انسانوں کي غلامي سے بغاوت ' اور الله کي وفاداري دعوت دینے والا ' اور مختصر یه که هر طرح کي تاریکیوں کو مٹا کیلیے ایک روشن و منور چراغ بناکر دنیا میں مبعوث فرمایا !

وہ چراغ جو انساني هاتهوں سے بلند کیے گئے هیں ' بجهه هیں ' کیونکه خود انسان کے چراغ حیات کو قرار نہیں - یه " سراج منیر " الله کے مقدر و غیر فاني هاتهوں سے روشن هے ' اسکي نور ایمنت کیلیے کبهي اطفاؤ زوال نہیں هو سکتا :

الله نور السمارات والارض ' مثل نوره كمشكوة فيها مصباح ! (۲۴ : ۳۵)	" الله هي کي لا زوال روشني سے آسمان و زمین کي روشني هے - اسکے هدایت نبوت) کي مثال ایسي سمجهو ' جیسے ایک (بلند و رفیع) طاق هے ' اور اُس پر ایک منور زنده چراغ روشن هے !! "

اللهم صل وسلم عليه ' وعلى اله الواصلين اليه !

[نوٹ پہلے کالم کا]

(۱) یه آیة کریمه سورة عمران کے اُس رکوع کي هے ' جس میں خدا تعالی نے ظهور دعوت اسلامي و وجود حضرة رحمة للعالمین کو اپنا سب سے بڑا احسان و لطف قرار دیا هے ' اور اس نعمت کي قدر و منزلت کي طرف دنیا کو توجه دلائي هے - اسي سلسلے میں فرمایا که ظهور و دعوة اسلامي سے پہلے تم لوگوں کي حالت شدة کفر و ضلالت اور اُسر و غلامي سے ایسي تهي ' گویا ایک آگ کے گڑهے پر کهڑے تهے ' مگر الله نے حضرة رحمة للعالمین کو بهیج کر تمهیں اس هلاکت سے بچا لیا - اور اسي طرح وہ تمهارے سامنے اپني قدرت و حکمت کي نشانیاں کهولتا هے ' تاکه تم هدایت پا

(منه)

مقالات

(۳)

مشہور (انقلاب فرانس) کے مصالب و شدائد کے بعد (جو یورپ میں حریت و جمہوریت کے مذبح کی سب سے بڑی اور آخری قربانی تھی) موجودہ جمہوریت کا اصلی دور شروع ہوتا ہے ' ہم نے بتلایا تھا کہ اس دور کے اساس اولین پانچ دفعات ہیں جیسا کہ مشہور فرانسیسی مورخ حال : CH. SEIGNOBOS نے اپنی تاریخ انقلاب تمدن میں تصریح کی ہے :

(۱) استیصال حکم مطلق و ذاتی - یعنی حق حکم و ارادہ اشخاص کی جگہ افراد کے ہاتھہ میں جاے - شخص ' ذات ' اور خاندان کو تسلط و حکم میں کوئی دخل نہو - اسی کے ذیل میں پریسیڈنت کا انتخاب بھی آگیا ' جس کو اسلام کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں - اسکے انتخاب میں کسی حق خاندانی کو دخل نہیں - ملک انتخاب کرے اور اسی کو حق عزل و نصب ہو -

(۲) مساوات عامہ ' جسکی بہت سی قسمیں ہیں :

مساوات جنسی ' مساوات خاندانی ' مساوات مالی ' مساوات قانونی ' مساوات ملکی و شہری وغیرہ وغیرہ - اسی بنا پر پریسیڈنت کو بھی عام باشندگان ملک پر کوئی تفوق و ترجیح نہو -

(۳) خزانۂ ملکی (با صطلاح اسلام بیت المال) ملک کی ملکیت ہو - پریسیڈنت کو اسپر کوئی ذاتی حق تصرف نہو -

(۴) اصول حکومت " مشورہ " ہو ' اور قوت حکم و ارادہ افراد کی اکثریت کو ہو ' نہ کہ ذات و شخص -

(۵) حریت راے و خیال اور مطبوعات (پریس) کی آزادی اسی کے تحت میں ہے -

یہی اصول اساسی ہیں جنکو پروفیسر (واٹسن ریفی) نے انگلستان کے نظام حکومت کی مشہور زیر درس کیمبریج تاریخ میں بیان کیا ہے -

لیکن جمہوری نظام حکومت کے یہ اصلی عناصر نہیں ہیں - اگر انکی تحلیل و تفرید کی جاے ' تو بہت سے مرکبات الگ ہو جائیں گے ' اور آخر میں صرف ایک ہی عنصر بسیط باقی رہیگا جو نقطہ (۱) میں بیان کیا گیا ہے یعنی :

" قوت حکم و ارادہ اشخاص و ذوات کے ہاتھہ میں نہو - بلکہ جماعت و افراد کے قبض و تسلط میں "

مختصر لفظوں میں اسکی تعبیر اس ایک جملہ میں ہوسکتی ہے کہ " نفی حکم ذاتی و مطلق "

باقی چار دفعات میں جو امور بیان کیے گئے ہیں ' وہ سب کے سب اسی کے ذیل میں آجاتے ہیں - مساوات حقوق مالی و قانونی ' اساس مشورہ و انتخاب ' عدم اختیار تصرف خزانۂ ملکی ' حریت آرا و مطبوعات وغیرہ وغیرہ ' سب "نفی حکم ذاتی و مطلق " ہی کی تفسیر ہیں - (لہا بقیۃ صالحہ)

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

حبش میں ایک اسلامی حکومت !

آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

(۳)

مزرع اسلام کی خونین آبپاشی !

دنیا میں سب سے زیادہ گراں قدر شے کیا ہے ؟ خون ' لیکن اسلام میں یہی جنس سب سے زیادہ ارزاں ہے - ممکن ہے کہ اور قومیں تجارت ' تعلیم ' اور صنعت و حرفت سے بنی ہوں ' لیکن اسلام کا باغ تو صرف خون ہی سے سیراب ہو کر طیار ہوا ہے ! حمزہ شجیع کا خون ' فاروق اعظم کا خون ' علی مرتضی کا خون ' سید الشہداء کا خون ' اور اسی طرح اور صدہا خون اسکی زمین پر برسے اور دنیا نے انقلابات دیکھیے - پس یا ازلی الابصار ! خون کی ان سطروں میں بھی جو آج دنیا کے ہر حصے میں بہہ رہا ہے ' غور سے دیکھو کیا لکھا نظر آتا ہے ؟

بلوح تربت پروانہ ایں رقم دیدم :
کہ آتشے کہ مرا سوخت ' خویش را ہم سوخت !

بساط ارض کا کون سا گوشہ ہے جو مسلمانوں کے رنگ خونین سے گلکار نہیں ؟ ایشیا مسلمانوں کا قربانگاہ ' اور یورپ اونکا مذبح ہے - لیکن ایک اور قطعہ ملک افریقہ بھی ہے ' جو اپنی خشکی و بے آبی کیلیے مشہور ہے ' اور جسکی خاک کے ایک ایک ذرے کے اندر انقلاب و حوادث کے قرون و اعصار پوشیدہ ہیں !

آٹھویں صدی ہجری کی ابتدا سے لیکر اب تک وہ متواتر و مسلسل مسلمانوں کے خون کی بارش سے سیراب ہورہا ہے ' لیکن اوسکی تشنہ لبی میں ابتک کمی نہیں آئی !

مصر ' سوڈان ' زنجبار ' صحاری ' ٹیونس ' الجیریا (الجزائر) ' طرابلس ' مراکش ؛ یہ سرزمینیں ہیں ' جو بارھویں اور تیرھویں صدی کی اسلامی شہادتگاہیں ہیں ' لیکن مملکت (حبش) کی تاریخ ' افریقہ میں اس سے بھی ایک قدیم تر شہادتگاہ کا نشان دیتی ہے ' جسکا زمانۂ تعمیر آٹھویں اور نویں صدی ہجری ہے ' اور در اصل ہمارا مضمون اسی غیر معروف نظارۂ خونین کی تلاش ہے -

سلطان سعد الدین شہید

حبش کی حکومت اسلامیہ پر ' جو تعصب نصرانی کا نتیجۂ عمل تھی ' ساتویں صدی کے اواخر میں (جیسا کہ گذشتہ نمبر میں بیان ہوچکا ہے) سلطان سعد الدین تخت نشین تھا - حسب واقعات متصدرۃ الذکر " حطی " یعنی شاہ حبش اس ہزیمت عظیمہ کے بعد بھی دل سرد نہوا - سلطان نے " زمدہ " پر جہاں دشمنوں کی ایک بہت بڑی جمعیت موجود تھی ' چالیس سوار کے ساتھہ حملہ کیا اور کامیاب ہوا -

حطي برافروخته هوكر ايک اقطاعي جنگ کيليے آماده هوا اوسکي فوج دس سرداروں پر منقسم تهي اور هر سردار کے تحت امر دس هزار سپاهي' ناچار سلطان بهي مقابله کيليے نکلا' خاص سلطان کے ساتهه پچاس سوار اور چند سردار تهے' اور هر سردار کے ساتهه ایک چهوٹي سي جمعيت تهي - سلطان نے اپنے ضعف اور دشمنوں کي قوت کو محسوس کيا' اپنے همراهيوں کے ساتهه گهوڑے سے اترا' اور ناصيهٔ عبوديت کو زمين پر رکها - سر اٹهايا تو فوجوں کے بادشاه کو اپنے پاس پايا' بفحواے " (۱) اطلب الله تجده تجاهک " سلطان نے فتح بين پائي' اهل حبش اکثر قتل هوے - اور جو بچے اونهوں نے شکست کهائي !

سلطان اسوقت دار الحکومت سے ۱۲ منزل پر تها که ایک مسلمان سردار " اسد " نامي " نورالدين حش " ایک حبشي سردار کے مقابل آیا اور کامیاب هوا - حطي نے اب مسلمانوں کي بربادي اور حبشه سے اونکے اخراج عام کا فیصله کر لیا اور ایک فوج گراں لیکر حدود اسلامیه میں داخل هوا - محمد نامي ایک مسلمان سردار اپني ایک هزار پیدل فوج کے ساتهه روکنے کو بڑها' اس جمع عظیم کو روکنا مٹهي بهر آدمیوں کا کام نه تها' لیکن مسلمان اگر عزت سے جي نهیں سکتے تهے تو عزت سے مر تو سکتے تهے - محمد اور اوسکي تمام فوج حفظ حدود اسلامیه کي خاطر ایک ایک کرکے کٹکر مر گئي' صرف ایک مسلمان زنده بچا که اس داستان شهادت کو مجمع اسلامي میں دهرا سکے -

حطي نے اس فتح غیر متوقع کے بعد " بارو " نام ایک امیر کو بقیهٔ نسمات اسلامیه کے قتل و قمع کیلیے آگے بهیجا - سلطان جلدي میں اپني فوج کو جمع نه کرسکا - ناچار عام باشندگان شهر کو جن میں علماے مدارس' مشائخ تصوف' کاشتکار و عوام' غرضکه هر طبقه اور هر درجه کے مسلمان شامل تهے' ساتهه لیکر مقابل هوا - نتیجه وهي هوا جو هونا چاهیے تها - مسلمانوں کو هزیمت هوئي اور هزاروں علما و مشائخ و عوام شهید هوے -

حسین شهید دنیا میں ایک بار پیدا هوا' لیکن واقعهٔ شهادت حسین' اسلام کے هر دور انقلاب میں پیدا هوتا رها هے' اور هوگا - سلطان سعد الدین' موقف جنگ سے نکلکر جزیرهٔ زیلع میں پناه گزین هوا لیکن دشمنوں نے محاصره کرلیا اور شهر میں پاني بند کر دیا -

قوموں کے زوال و فنا کا همیشه صرف ایک هي سبب رها هے یعني " خیانت قومي " - بغداد کي تباهي' هندوستان کا زوال' مغرب اقصیٰ کي بربادي' اور قسطنطنیه و طهران کا ضعف' ان میں سے کون سا واقعه ایسا هے جسمیں اس سبب مشئوم کا وجود نه تها ؟ تم کامل پاشا کو قسطنطنیه میں روتے هو' لیکن بغور دیکهو تو کس برباد شده مملکت اسلامي میں کامل نه تها ؟

سلطان سعد الدین محاصره میں دریاے زیلع کے کنارے تها' لیکن در حقیقت وه رود فرات کے ساحل پر تها اور حبش اسکے لیے کوفه کي سر زمین بنٹي تهي - تین روز گذر گئے مگر اوسکے منه میں پاني کي ایک بوند نه گئي' ایک کامل صفت خیانت کار نے معاصرین کي رهنمائي کي' دشمن اندر گهس آئے - سلطان تین دن کي پیاس کے بعد بهي اٹها که ایک مسلمان کي طرح مردانه وار جان دے - لیکن اٹهتے هي پیشاني پر ایک زخم کهاکر گر گیا - قاتل کا نیزه اسکے بدن سے پار هوگیا تها' لیکن با این همه تشنگي و زخمهاے کاري' اوسکے خشک و تشنه هونٹهه حصول دولت شهادت پر متبسم اور کلمه خوان تهے !

[۱] حدیث نبوی هے که خدا کو ڈهونڈهو تو اوسکو اپنے سامنے پاؤ گے ۱۲ (منه)

سلطان کا زمانهٔ حکومت ۳۰ - سال تها' اور یه رعایا کیلیے هر طرح کي خیر و برکت کا عهد تها -

سلطان کي هزیمت و شهادت کے' بعد قواے اسلامیه پاره پاره کردیے گیے' مسلمانوں کا قتل عام هوا' بلاد اسلامیه ویران کیے گئے' مسجدیں منهدم کي گئیں' مسلمان بچے غلام بنائے فروخت کیے گیے' سلطان کا خاندان پهر حبش سے بهاگ کر عرب میں پناه گزین هوا اور وه سب کچهه هوا جو کسي اسلامي آبادي کے ساتهه مسیحي استیلا و تسلط کے بعد هونا چاهیے -

سلطان صبر الدین ثاني

ان مظالم و بربریت نصرانیه کا سلسله بیس برس تک ممتد رها - اکیسویں برس امیر یمن (ملک الناصر احمد بن اشرف اسماعیل) نے تهوڑي سي فوج دیکر سلطان زادوں کو حبش روانه کیا - اس مرتبه پہلے هي معرکه میں جو مقام سباره میں پیش آیا' مسلمان مظفر و منصور هوئے - سلطان کا بڑا بیٹا صبر الدین علي باپ کا جانشین هوا - شوق جهاد في سبیل الله نے ۲۰ - برس کے مصائب و آلام کے بعد بهي سکون و راحت کي فرصت ندي' فوراً آگے بڑها که مسیح کے گلوں سے اونکي درندگي و سبعیت کا انتقام لے -

(ذکر امحره) اور (سرجان) وغیره متعدد مقامات فتح کرکے اُس اور آگے کا رخ کیا - شاه حبش نے اپني تمام فوجي قوت یکجا کي' دس سرداروں کے ماتحت بیس بیس هزار فوج دیکر اونکو روانه کیا' اور اس جمع عظیم کا قائد عمومي (جنرل کمانڈر) ایک حبشي سردار کو قرار دیا جسکا نام " بخت بقل " تها -

یه سیاه دل با دل مسلمانوں کے ایک ایک شهر پر چها گیا' سلطان صبر الدین نے دیکها که اتني بڑي جمعیت کے مقابلے میں باقاعده جنگ مفید نه هوگي' اسلیے بے قاعده و غیر منتظم جنگ کا سامان کیا' اور اس طرح ایک سال کامل انتشار و پریشاني و بے اطمینانی کے عالم میں بسر هوا -

تاریخ اسلام عجائب گوناگوں کا همیشه مجموعه رهي هے - جب کبهي غرور کثرت میں وه اپنے خدا کو بهولے هیں انهوں نے شکست کهائي هے' اور پریشاني و بے سامانی اور قلت و ضعف کے عالم میں جب کبهي اسکو یاد کیا هے تو نصرت الهي نے بهي انکا ساتهه دیا هے !

سلطان صبر الدین نے ایک سال کي آواره گردي و پریشاني کے بعد اوسکو یاد کیا جسکو بهولا هوا تها - سلطان کا بهائي محمد علم بردار جهاد بنکر باهر نکلا (حرب جوش) جو ایک نو مسلم حبشي سردار تها' امیر محمد کے ساتهه تها' پهلا معرکه شهر (تري) پر پیش ایا - بالآخر حطي کے بهت سے سردار کام آئے' اور اوسکي فوج کا بڑا حصه مقتول' اور باقي مجروح هوا -

سلطان صبر الدین' ایک قلیل توقف و آرام کے بعد خود پایهٔ تخت پر حمله آور هوکر بڑها - حطي کا ایک بهت بڑا افسر مقابل هوا اور کام آیا - شهر کے وه دروازے جن سے همیشه اسکے سفاک حریفوں کي فوجیں نکلا کرتي تهیں' اب خود اسکي امد کے منتظر تهے - فوج نے جب دیکها که قصر شاهي کي حفاظت ممکن نهیں تو اسمیں آگ لگادي - سلطان کا ایک بهائي (قلعه بروت) کے پهاٹک پر نمودار هوا اور بصلح اوسکو زیر اطاعت کرلیا' ایک اور مسلمان امیر " عمر " صوبه لجب کي تسخیر کا عازم هوا - حطي وهاں اپني نئي دل فوج لیے پڑا تها' ایک شدید معرکه پیش آیا' جسمیں خون کے سیلاب بهه گئے اور ایک ایک مسلمان سپاهي نے سر پر جان دي !

میدان طرابلس و بلقان اور ایران میں جو کچھ نظر آیا' وہ ان لوگوں کیلیے بیشک عجیب ہے جو مسیحیت کے پانزدہ صد سالہ کار نامہ ہاے مظالم و سفاکی کی تاریخ سے ناآشنا ہیں - ممکن تھا کہ دنیا اس تاریخ کو بھلا دیتی' مگر وہ خود بار بار دنیا میں اپنے ان کارناموں کا اعادہ کرتی ہے تاکہ دنیا اوسکی خونخواری و سبعیت صفتی کو فراموش نکرے - پس دنیا بھلاتی تو نہیں مگر مسیح کے اس قول کو یاد کرکے کہ " تو اپنے بھائی کو سات بار نہیں بلکہ ستر کے سات بار تک معاف کر" ہمیشہ معاف کردیتی ہے !

مسلمان سپاہی ایک ایک کرکے بے رحمی سے مار ڈالے گئے تھے - اب قساوت و شقاوت کی کون سی [illegible] تھی جو طے کرنی تھی ؟ جان نہ تھی لیکن لاشوں کے [illegible] نصرانیوں نے وحشی درندوں کیطرح اپنی تلواروں سے اونکو ٹکڑے ٹکڑے کردیا -

سلطان صبر الدین کو اسکے بعد ایک دوسرے معرکہ میں بھی شکست ہوئی' غنیم قریب آگیا مگر سلطان پیچھے نہ ہٹا - قریب تھا کہ دشمن گھیر کر اوسکو ہاتھوں سے پکڑلیں لیکن وفادار گھوڑے نے ہمت کی' دس ہاتھ کی چوڑی ایک کھائی سامنے تھی - جست لگا کے اوس پار پہنچ گیا -

اس سلطان کا طرز حکومت ہر دلعزیز تھا - اس نے آٹھ برس کی حکومت کے بعد سنہ ۸۲۵ کے حدود میں وفات پائی -

سلطان منصور سلطان صبر الدین کا بھائی اور سلطان سعد الدین کا بیٹا تھا' سلطان منصور ایسے وقت میں تخت نشین ہوا جب دشمنوں سے جنگ چھڑی ہوئی تھی - سلطان نے (جدایہ) پر حملہ کیا' جو حطی کا ایک دوسرا مقام حکومت تھا - حطی کا ایک رکن خاندان اسوقت یہیں مقیم تھا' جنگ میں اہل حبشہ کو شکست ہوئی اور پاد شاہ کا ایک رشتہ دار مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوا بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مقتول ہوا -

۳۰ - ہزار اہل حبش بھاگ کر ایک کوہی قلعہ میں پناہ گزین ہوے - مسلمان دو مہینے سے زیادہ محاصرہ کیے پڑے رہے - اس اثنا میں جنگ کا سلسلہ روزانہ جاری رہا' آخر قلعہ کی رسد ختم ہوگئی اور اب وہ آخری دن آگیا جب عموماً فوج محاصرہ عمل محاصرہ اور انتظار فتح کے شدائد سے بے قابو ہوکر مجنون ہو جاتی ہے -

مسلمانوں کو بھی جوش غضب میں مجنون ہو جانا چاہیے تھا اور اونکو حق تھا کہ وہ ان سفاک دشمنوں سے ' جنہوں نے ان کے شہر ویران کیے ' اونکا ملک تباہ کیا ' اونکی عورتوں کو ذلیل ' اور اونکے بچوں کو غلام بنایا ' اونکی عبادتگاہیں منہدم کیں ' اونکے شہداء کی لاشوں کی بیحرمتی کی' اور متعدد بار اونکے آخری سپاہی تک کو قتل کرنے میں دریغ نہ کیا ' وقت پاکر انتقام لیں ' اور خصوصاً اوسوقت ' جب ذلت سے خود اُنھوں نے ہی اپنے سر مسلمانوں کے پاؤں کے نیچے ڈالدیے ہوں -

لیکن اسلام کی تلوار ہمیشہ احکام الہیہ کے ماتحت رہی ہے ' وہ وہیں اُٹھتی ہے جہاں خداے اسلام اوسکو اُٹھاتا ہے ' اور وہیں رکھدی جاتی ہے جہاں اسلام کا خدا اوسے رکھدینے کا حکم دیتا ہے - مسلمانان حبشہ کو ایک طرف تو اپنے دشمنوں کے مظالم اور سفاکیوں کی تازہ داستانیں مجسم ہو ہو کر نظر آرہی تھیں' دوسری طرف آیۂ کریمہ :

ان جنحوا للسلم فاجنح	اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہوں
لها و توکل علی الله انه	تو تم بھی مائل ہوجاؤ - انکی شرارتوں سے
هو السمیع العلیم ' وان	نہ ڈرو ' خدا پر بھروسہ رکھو - وہ انکی

وثیقۂ تعلیق

قصص القرآن

(۱)

قصص بنی اسرائیل

بصائر و مواعظ ' نتائج و عبر

بنی اسرائیل ' ملک مصر ' فرعون ' سامری ' صنم طلائی ' ارض مقدس ' [illegible] جہاد ' مرمریت و عصیان بنی اسرائیل ' ظہور غضب الہی ' جہاد [illegible] ساله کمراهی ' ندامت و استغفار -

توطیۂ سخن

سلسلۂ [illegible] ابراهیمی (ع) میں دراصل صرف دو ہی صاحب شریعت [illegible] بنی اسحاق میں خاندان بنی اسرائیل کا اولو العزم پیغمبر ' جس نے فراعنۂ مصر کی شخصی حکمرانی اور محکومی و غلامی سے اپنی قوم کو نجات دلائی - دوسرا اسکے مورث اعلی خلیل اللہ (ع) کی مقدس دعا کا مقصود و مطلوب ' اور بنی اسماعیل کا نبی امی ' جس نے نہ صرف اپنے خاندان ' اپنی قوم اور اپنے وطن کو' بلکہ تمام عالم انسانیۃ کو انسانی حکمرانی کی لعنت سے نجات دلائی : وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (۳۴:۲۸)

(مسیح ناصری) کا تذکرہ بیکار ہے - وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا - اسکی مثال اُن مجددین ملۃ قریمۂ اسلامیہ کی سی تھی ' جنکا حسب ارشاد صادق مصدوق ' تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور ہوتا رہا - وہ کوئی شریعت نہیں لایا - اسکے پاس کوئی قانون نہ تھا - وہ خود بھی قانون عشرۂ موسوی کا تابع تھا - اس نے خود تصریح کردی کہ " میں تورات کو مٹانے نہیں بلکہ پورا کرنے کیلیے آیا ہوں (یوحنا-۱۳ : ۲۵) " اُس نے کہا کہ " میرا مقصد صرف اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش ہے " (۱۵ : ۱۹) اسی لیے اس نے اپنی اصلاح کو صرف یہودیوں تک محدود رکھا ' اور غیر قوموں میں وعظ کرنے کی ممانعت کردی -

* * *

[بقیہ پہلے کالم کا]

یریدوا ان یخدعوک فان	شرارتوں کو خوب جانتا ہے - اگر وہ دھوکا
حسبک الله ' هوالذی	دینگے' تو خدا تمہارے لیے بس کرتا ہے'
ایدک بنصره	جسنے اس سے پہلے اپنی نصرت سے اور مومنوں
وبالمومنین(۸-۶۳'۶۴)	کی جمعیت سے تمہاری مدد کی ہے !

کی صداے قدوسیت کانوں میں آرہی تھی - مسلمانوں نے عین اس جنون طیش وغضب کے عالم میں ' فرمان اسلام کے آگے سر جھکا دیا اور اپنے پیغمبر کے اوس اسوہ کو یاد کیا' جب اوسنے کعبہ کی دیوار کے نیچے اپنے ستمگر اور جانستان دشمنوں کو معاف کردیا تھا - سلطان نے عام اعلان کیا کہ جسکا جی چاہے مسلمانوں میں شامل ہو' اور جو چاہے اپنے قبیلۂ و وطن کو واپس جاے ' کسی سے کچھ تعرض نہوگا - اپنے شدید دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے اس رحمت و امن عام ' اور اس اسوۂ رحم و اخلاق کریمہ کو دیکھکر دس ہزار نصاری نے اسلام کی حلقہ بگوشی اور محمد الرسول اللہ کی غلامی کا اعلان کیا - صلی اللہ علیک یا صاحب الخلق العظیم !

پس دو هي شريعتيں هيں ' جو سلسلۂ ابراهيمي ميں آئيں ' اور دو هي تھے ' جنكو خدا نے اپنے قانون كا ايلچي بنايا -

يهي سبب هے كه جب خدا نے موسىٰ (ع) سے كلام كيا ' اور اسكو شريعة الهيه كے ظهور آخري كي خبر دي تو كها :

" تيرا خدا تيرے ليے ' تيرے بهائيوں ميں سے تيرے مانند ايك نبي بهيجے گا - تو اسكو مانيو ! ميں اپنا كلام اسكے منهه ميں ڈالونگا - جو كچهه ميں اُس سے كهونگا - وه اُن سے كهديگا ! " (تورات - كتاب : ۵ - باب : ۱۸)

اس ارشاد الهي ميں ظهور رسالة محمديه (علىٰ نزولها الصلوٰة والتحيه) كي خبر ديتے هوے وجود ملتظر اقدس [illegible] كيں بيان كي گئيں :

(۱) وه حضرة موسىٰ كے مانند هوگا -

(۲) خدا كا كلام اسكے منهه ميں سے ظاهر هوگا ' اور جو كچهه خدا اُس سے كهے گا ' وهي وه انسانوں كو سنائے گا -

قرآن كريم نے بهي اِن دونوں خصائص نبوية محمديه كي طرف اشاره كيا -

دوسري خصوصيت كيليے سورة (والنجم) كے آغاز پر نظر ڈاليے ' جهاں فرمايا :

ما ينطق عن الهوىٰ	وه اپني خوشي اور راے سے كچهه نهيں
ان هو الا وحي	كهتا - اسكے منهه سے جو كچهه نكلتا هے ' وه
يوحىٰ (۵۳ : ۴)	وهي هے جو اسپر وحي كيا جاتا هے -

پهلي خصوصيت كي سورة (مزمل) ميں تصريح كي :

انا ارسلنا اليكم رسولا	هم نے تمهاري طرف ايك رسول بهيجا '
شاهداً عليكم ' كما	جو هدايت و ضلالت كا تم پر گواه هے -
ارسلنا الى فرعون رسولا	بالكل اسي طرح ' جيسا كه فرعون كي
(۷۳ : ۱۶)	طرف حضرة موسىٰ كو بهيجا تها -

غرضكه حضرة موسىٰ سے حضرة داعي اسلام عليهما الصلوٰة والسلام كي مماثلت و مشابهت كو تورات اور قرآن ' دونوں نے بيان كيا هے -

* * *

جن لوگوں نے تورات كي اس بشارت بينه پر بحث كي هے ' اُنكے ليے هميشه يه ايك نهايت دلچسپ اور اهم سوال رها هے كه اس مماثلت كے اسباب و وجوه كيا هيں ؟ اور دونوں برگزيده رسولوں كے اِعمال اور نتائج اعمال ميں وه كون كونسي مشابهتيں اور يكسانى حالتيں هيں ' جنكي بنا پر لسان الله نے دونوں كو ايك دوسرے كا مثيل و مانند قرار ديا ؟

* * *

قرآن كريم كے قصص و مواعظ اور حكم و معارف كے متعلق " الهلال " كا جو انداز بحث و نظر هے ' اسكے لحاظ سے اس موضوع بحث ميں بهي بهت سے ملاحظات خاص هيں ' جنكو فرداً فرداً واضح كرنا هے - انشاء الله عنقريب " اسوۂ موسوي " كے عنوان سے ايك سلسلۂ مقالات شروع كيا جاے گا ' اور اسي كے ضمن ميں يه بحث عظيم و مفيد بهي پيشكش ارباب ذوق و نظر هوگي : وما توفيقي الا بالله -

قرآن كريم نے اپنے قصص و مواعظ ميں سب سے زيادہ حضرة موسىٰ اور بني اسرائيل كا كيوں ذكر كيا ؟ اپنے نعمائم كے اعلان اور ابتلاء تعذيب كے اظهار ' دونوں كيليے زيادہ تر بني اسرائيل هي كے تذكره كو كيوں منتخب فرمايا ؟ انقلاب و حوادث كي تعبير و تمثيل كيليے دنيا كي اور بهت سي قومیں موجود تهيں ' اُن سب ميں سے صرف ايك يهي قوم كيوں هر موقعه پر پيش كي گئي ؟

يه نهايت اهم سوالات هيں اور تفسير كلام الله كے ضروري اجزا ' جنكا جواب انشاء الله اُسي مضمون سے ملے گا -

ليكن اس سلسلے كے اطراف بحث ميں سے ايك بحث خاص قوم بني اسرائيل اور امة مرحومۂ محمديه كي باهمي مماثلت و مشابهت بهي هے ' اور يه بهي دراصل اُسي مماثلة اولىٰ پر متفرع هے - وقت اور حالات كا اقتضا هے كه كم ازكم آج ايك سرسري اور غير مرتب نظر صرف اس تذكرے پر ڈال ليں كه مستقبل كي فرصتوں پر (جس كي اميد هے مگر جس پر اختيار نهيں) كس كس ارادے كو ملتوي ركهيں گے ؟

سب سے پهلے اُن آيات كريمه پر ايك نظر ڈال ليجيے ' جنكي طرف آگے چلكر هم كو اشاره كرنا هے :

حملنا اوزارا من زينة	اے موسىٰ ! مصر سے هم لوگوں كے
القوم فقذفناها فكذلك	سونے چاندي كے زيور لے آئے تهے '
القى السامري ' فاخرج	يهاں هم نے اونكو ركها ' اور اسي طرح
لهم عجلا جسدا له خوار '	سامري نے بهي ركها ' سامري نے ان
فقالوا هذا الهكم واله موسىٰ	زيورں كو گلا كر ايك گاؤساله كي شكل
(۲۰ : ۹۰)	كا بت بنايا ' جسميں آواز بهي تهي '
	لوگ پكارے كه يهي تم لوگوں كا اور موسىٰ كا خدا هے ' پهر -
و لقد قال لهم هارون من	هارون نے كها : لوگو ! تم ايك فتنه
قبل يقوم انما فتنتم به '	ميں مبتلا هوگئے هو ' تمهارا خدا تو بس
وان ربكم الرحمن ' فاتبعوني	وهي هے نهايت رحمت والا ' كهاں جاتے
و اطيعوا امري ' قالوا لن	هو ' آؤ ' ميرے پيچهے چلو ' ميري بات
نبرح عليه عاكفين	مانو ' ان گمراهوں نے كها ' هم اپنے
(۲۰ : ۹۳)	اس طلائي خدا كو چهوڑ نهيں سكتے اور
	هم تو آخر تك اسي كے سامنے معتكف رهينگے -

و اذ قال موسىٰ لقومه	موسىٰ نے اپني قوم سے كها : اے ميري
يقوم اذكروا نعمة الله	قوم ! خدا كي نعمتوں كو ايك ايك
عليكم ' اذ جعل فيكم	كركے ياد كرو ' اوسنے تمكو حكومتيں
ملوكا و آتكم ما لم يوت	ديں اور پادشاهياں بخشيں ' اور جو
احدا من العلمين '	تمكو ديا وه دنيا ميں كسيكو نهيں ديا '
يقوم ادخلوا الارض	اے ميري قوم ! ميري بات سن اور ارض
المقدسة التي كتب الله	مقدس ميں جسكو خدا تيرے حصه ميں
لكم ولا ترتدوا على	لكهه چكا هے ' چل اور داخل هو ' اور
ادباركم فتنقلبوا خاسرين '	پشت نه پهير ' كه خسران و نقصان
قالوا يموسىٰ ان فيها	ميں گرفتار هو جاؤگے -
قوما جبارين ' و انا لن	ليكن گنهگار قوم نے سرتابي كي اور كها كه
ندخلها حتى يخرجوا	اے موسىٰ ! اوسپر تو ايك جبار و قوي
منها فان يخرجوا منها	قوم قابض هے - هم تو وهاں اوس وقت
فانا داخلون ' قال	تك نهيں جائينگے جب تك كه خود وه نه
رجلان من الذين انعم	نكل جائيں ' اگر وه اوس سرزمين كو چهوڑ
الله عليهما ادخلوا عليهم	كر نكل گئے تو پهر همكو وهاں جانے ميں
الباب فاذا دخلتموه	كوئي عذر نهوگا -
فانكم غالبون و على	اس پر خدا كي نعمتوں سے بهره مند
الله فتوكلوا ان كنتم	انسانوں نے كها كه ڈرو نهيں اور نه خدا
مومنين ' قالوا يموسىٰ	كے وعده كو جهٹلاؤ - شهر كے دروازے ميں
انا لن ندخلها ابدا	چل كر داخل هو جاؤ ' فتح تمهيں كو
ما داموا فيها فاذهب	هوگي ' خدا پر بهروسه ركهو ' اگر تم ميں
انت و ربك فقاتلا '	كچهه بهي ايمان هے -

انا هٰهنا قاعدون ' قال رب انی لا املك الا نفسی واخی ' فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین ' قال فانها محرمة علیهم اربعین سنة ' یتیهون فی الارض ' فلا تاس علی قوم الفاسقین (۵ : ۲۳ ' ۳۹)

وہ بولے ' اے موسیٰ ! ہم تو اس قوت والی قوم سے لڑنے نہیں جائینگے اور نہ اوس سرزمین میں داخل ہونگے - تم جو کہہ رہے ہو ' اور تمہارا خدا جو حکم دے رہا ہے ' تو تم ہی دونوں جاؤ اور لڑو ' ہم تو یہاں بیٹھے ہیں -

موسیٰ نے جناب الہی میں عرض کی ' خدایا ! میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر زور نہیں رکھتا ' ہم میں اور اس گنہگار قوم میں تفریق کردے -

خدا اس قوم کی سرکشی سے غضبناک ہوا اور اسنے کہا کہ وہ پاک زمین چالیس برس تک اُن پر حرام رہیگی ' وہ زمین میں سرگردان و پریشان بھٹکتے پھریں گے - اے موسیٰ ! ان گنہگاروں کا کچھہ غم نہ کھانا -

وادخلوا الباب سجداً و قولوا حطة نغفر لکم خطایاکم و سنزید المحسنین ' (۲ - ۵۵)

دیکھو ' ارض مقدس کے دروازے میں جھک کر داخل ہو اور کہو کہ خدا ہمارے گناہ کا غبار جھاڑ دے ' تب ہم تمہارے گناہ بخشدینگے اور نیکوں کے درجہ کو بڑھالینگے -

نبوت محمدیہ کی حقیقت و ثبوت کیلیے سینکڑوں دلائل ' معجزات اور براہین و آیات ہیں ' جو سوا تیرہ سو برس ہوے ' مکہ میں کفار قریش کے سامنے ظاہر ہوے - اہل بصیرت نے انکو دیکھا اور قبول کیا - لیکن ایک معجزۂ محمدیہ ہے ' جو کسی زمانہ کے ساتھہ متعین نہیں ' کسی آبادی میں محدود نہیں ' اور ناظرین و مشاہدین ہی سے مخصوص نہیں - اوسکو دنیا دیکھتی ہے اور قبول کرتی ہے -

وہ معجزہ ' امت مرحومہ کے حالات و حوادث کا اظہار اور اوسکے ہر زمانہ کے دور و تغیر و انقلاب کا بیان ہے - اوسنے ہمکو جس ظہور فتح کی بشارت دی ' ہم نے اوسکو پایا - اوسنے ہمکو جن حالات و حوادث کی اطلاع دی ' ہم نے اونکو دیکھا - اوسنے ہمکو جن فتن و مصائب کی خبر دی ' ہم نے اونکا مشاہدہ کیا - آخر میں اوسنے ہم سے کہا :

لتبلغن سنة من کان قبلکم (ای الیهود) حذو القذة بالقذة و ذراعاً بذراع و شبراً بشبر حتی لو دخلوا فی جحر ضب لدخلتم فیه

تم سے پہلے جو قوم تھی (یعنی یہودی) تمہاری حالت بھی بالکل اون ہی جیسی ہوگی - ایک گز ' ایک ہاتھہ ' اور ایک بالشت کا بھی فرق نہوگا ' یہاں تک کہ اگر وہ سوراخ میں گھسے ہونگے ' تو تم بھی گھسوگے -

جسطرح بنی اسرائیل کا باپ یعقوب اپنے گھرانے کو لیکر ارض کنعان سے مصر آیا ' جہاں اوسنے خیر و برکت اور حکومت و قوت پائی ' اوسی طرح ہمکو بھی ہمارے بزرگ ارض عرب سے لیکر تمام اطراف عالم میں پھیلے - ہم نے جدھر رخ کیا ' خیر و برکت اور حکومت و قوت کی نعمتیں اپنے ساتھہ پائیں - حضرت یوسف نے عزیز مصر سے کہا تھا کہ " اجعلنی علی خزائن الارض (۱۲ - ۵۵) " مجکو زمین کی خزینہ داری پر متعین کر دیجیے " لیکن ہمارے سامنے خود زمین نے اپنے خزانے اُگل دیے اور پکاری کہ مجکو قبول کرلو !

بنی اسرائیل ایک مدت تک مصر کی سرزمین میں عزت و وقار کی زندگی بسر کرتے رہے ' تا آنکہ فرعون مصر نے اونکے عہدے توڑ دیے ' اونکے مناصب چھین لیے ' اونکے عزیز فرزندوں کا خون بہایا ' اور اونکی عورتوں کو ذلت کی زندگی جینے کیلیے زندہ رکھا -

ہم بھی جس سرزمین میں گئے ' ایک مدت تک عزت و وقار کی زندگی بسر کرتے رہے ' تا آنکہ فراعنۂ عصر نے ہمکو ہماری شہنشاہیوں سے معزول کر دیا ' ہمارے عزت و جلال کے تخت کو اُلٹ دیا ' ہمارے بھائیوں اور فرزندوں کا خون بہایا - کبھی گرم ریگستانوں میں ' کبھی سنگلاخ زمینوں میں ' کبھی آباد شہروں میں اور کبھی کسی مقدس عمارت کی دیوار کے نیچے !! ہماری عورتیں بھی مردوں کے بعد زندہ رہیں کہ ذلت و نکبت قومی کے تماشے دیکھیں - بنی اسرائیل کا فرعون ایک تھا ' جو افریقہ کے ایک گوشہ میں صرف " الیس لی ملک مصر ؟ " پر مغرور تھا ' لیکن ہمارے سامنے فراعنۂ زمانہ کی ایک جماعت ہے ' جسکا فرعون اکبر صرف " الیس لی ملک مصر " (کیا میرے قبضہ میں ملک مصر نہیں ہے !) ہی پر مغرور نہیں ہے ' بلکہ " الیس لی العالم کلہ ؟ " (کیا تمام دنیا میرے لیے نہیں ہے ؟) کا مدعی ہے !!

خدا نے اس وقت بنی اسرائیل میں حضرۃ موسیٰ کو کھڑا کیا جنھوں نے فرعون کی غلامی سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی ' اور فرعون کو اوسکے نوکروں اور رتھوں کے ساتھہ اوس بحر احمر میں ڈبو دیا ' جو بہتے ہوے پانی کی ایک خلیج ہے -

ہم میں بھی ہر دور فرعونیت میں نئے نئے موسیٰ اُٹھے - جنھوں نے ہمکو فرعونوں سے نجات دلائی اور اونکو اونکے سامانوں کے ساتھہ اوس " بحر احمر " میں ڈبو دیا ' جو بہتے ہوے خونوں کا حقیقۃً ایک سرخ دریا تھا !

عبور بحر احمر کے بعد بنی اسرائیل میں (سامری) پیدا ہوا جسنے بنی اسرائیل کو دین موسوی سے بیزار کیا ' اونکی ۲۰۰۰ برس کی سیاہ سیہ کو منتشر کردیا ' سونے چاندی کے زیوروں کو بزور سحر گائے کی صورت میں ڈھال کر خدا بنایا ' آستانۂ الہی سے مغرور ہوکر اپنا اور اوس اسرائیل کے گھرانے کا سر بتوں کے آگے جھکایا ' جسکو کہا گیا تھا :

" سن اے اسرائیل !! خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے " (۱)

" اور تو (بتوں) کے آگے خم مت ہو جیو ' نہ اونکی بندگی کیجیو اسلیے کہ میں خداوند تیرا خدا غیور ہوں " (۲)

مسلمانوں کے بھی ہر دور و موسوی میں خود اونکی قوم سے " سامری " اُٹھے جنھوں نے حق کے ابطال اور باطل کے احقاق کی کوشش کی - اسلامی ممالک کے دیگر اقطاع و جوانب سے قطع نظر کیجیے ! خود اس ہندوستان میں بھی ایک " سامری " اُٹھا ' جسنے اپنی جاہ و عزت کے جادو سے مسلمانوں کو عجیب و غریب کرتب دکھائے - اوسنے ملت بیضاء کی تحقیر کی ' قلوب کو مذہب سے بیزار کیا ' مسلمانوں کی جمعیۃ سیاسی کو منتشر کیا ' اور خدا سے مغرور ہوکے اصنام حیوانیہ کے آگے ' نہیں بلکہ " انسانی بتوں " کے سامنے اپنا اور تمام قوم کا " سر " جھکا دیا ' اور اوس خلیل کے فرزندوں کو بت پرستی کی دعوت دی ' جسنے کہا تھا :

بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرهن (۲۱ - ۵۷)

تمہارا خدا وہ ہے ' جو آسمان و زمین کا خدا اور اونکا خالق ہے !

اور کہا :

وما هذه التماثیل التی انتم لها عاکفون ؟ (۲۱ — ۵۳)

یہ کیسے بت ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو ؟

وہ خدا کی عجائب قدرت کا منکر تھا ' لیکن " انسانی خداؤں " کی قدرت و استیلاء سے مرعوب تھا - وہ گو ملکوت صفت انسانوں کے خوارق عادات ' اور دلائل معجزات کا قائل نہ تھا ' لیکن وہ خود شیاطین انس کے " عمل زیر لبی " کا معمول ' اور " سحر خوش لقبی " سے مسحور تھا - اوسنے سونے چاندی کے سکوں سے تبدیل

(۱) استثنا ۶ - ۴ [۲ خروج ۲۰ - ۵]

کیمیاوي کرکے ایک " صنم خاکي " بنایا ' جس سے صداے باطل پرستي اٹھتي تھي ' اور پھر کہا :

هـذا الهكـم و الـه موسى فنسي (۲۰ - ۹۰) — دیکھو ' تمہارا اور موسیٰ کا خدا یہ ہے !

اس دور فرعونیت و سامریت ہند کے ہارون نے گو سمجھا یا -

یاقوم ! انما فتنتم به ' وان ربكم الرحمان ' فاتبعوني ' واطيعوا امري (۲۰ - ۹۲) — لوگو ! تم فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو ' تمہارا خدا تو رہي رحمت والا خدا ہے ' میرے پیچھے چلو ' اور میري بات مانو !

لیکن " فرعون " سے ڈرنے والوں ' " سامري " کے پیروکاروں ' اور " صنم خاکي " کے پرستاروں نے جواب دیا :

لن نبرح عليه عاكفين (۲۰ - ۹۳) — ہم تو کبھي اس خداے مجسم کو نہیں چھوڑینگے !!

جب بني اسرائیل آگے بڑھے اور خدا نے انکو " نور علم و هدایت " سے سرفراز کیا ' اور خود انھوں نے " گذشتہ " پر ندامت ظاہر کي تو اس عہد کے موسی صفت انسانوں نے کہا :

يقوم اذكروا نعمة الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء و جعلكم ملوكا و آتاكم ما لم يؤت احدا من العلمين - يقوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ' ولا ترتدوا على ادباركم فتنقلبوا خاسرين (۵ : ۲۴) — لوگو ! خدا کي نعمتوں کو یاد کرو ! اسنے تمکو حکومتیں دیں اور شہنشاہیاں بخشي ' اور پھر تمکو ایمان کي وہ قوت دي ہے جو دنیا میں کسي کو نہیں دي ' لوگو ! آؤ ' اس ارض مقدس میں داخل ہوں جسکو خدا نے تمہارے حصہ میں لکھا ' پشت نہ پھیرو ورنہ خسران و نقصان اٹھاؤگے -

جو لوگ کہ " فرعون " کي جاہ و حشمت سے مرعوب اور " عمالقہ " کي قوت و استیلا سے دہشت زدہ تھے ' وہ بولے :

يا موسى ان فيها قوما جبارين ' و انا لن ندخلها حتى يخرجوا منها ' فان يخرجوا منها ' فانا داخلون (۵ - ۲۵) — اے موسیٰ اس سرزمین پر آج ایک جابر و قاہر قوم قابض ہے ' جب تک وہ خود اسکو چھوڑ کر نہ نکل جائے ہم تو اس سرزمین میں قدم نہ رکھینگے

ان " اسرائیلیان زمانہ " کي نادانی کتني عجیب اور انکي نا حقیقت شناسي کتني درد انگیز ہے جو ایک " جبار و قہار قوم " کي سطوت و قہر سے خوفزدہ ہوئے ؟ اور پھر عجیب تر اور درد انگیز تر یہ کہ اسنے کہا : " ہم ارض مقدس میں اسوقت داخل ہونگے ' جب دشمن خود اسکو ہمارے لیے خالي کر دینگے "

نادانو ! غور کرو ! یہ " قاہر و جابر قوم " خود " ارض مقدس " میں کسطرح داخل ہوئي ؟ کیا اسکے دشمنوں نے شہر اسکے لیے خود خالي کر دیا ' جیسا کہ تم اُنسے امید رکھتے ہو ؟ یا خود اسنے اُن سے خالي کرلیا ' جیسا کہ درحقیقت ہوا ؟

ادخلوا عليهم الباب فاذا دخلتموه فانكم غالبون وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مومنين (۵ : ۲۶) — چلو ' شہر کے دروازے میں داخل ہو جاؤ ' اور جب وہاں داخل ہو جاؤگے تو تم ہي فتحمند و غالب رہوگے - انکي قوت و ساز و سامان کي پروا نکرو - خدا پر بھروسہ رکھو ' اگر تم میں ذرا بھي ایمان ہے -

" اسرائیلي " جو اپنے سینوں میں خوف زدہ قلوب رکھتے تھے ' اور قلوب میں قنوط و یاس کے سبب سے شرک و کفر کي سیاہي و ظلمت تھي ' ڈرے کہ " قوم جبار " جو اُن سے ظاہري ساز و سامان میں زیادہ ہے انکو پامال نہ کردے - انھوں نے صاف کہا :

انا لن ندخلها ابدا ' مادامروا فيها ' فاذهب انت و ربك فقاتلا ' انا ههنا قعدون (۵ - ۲۷) — ہم ہرگز ہرگز اسوقت تک اس پر قبضہ کرنے نہ جائیں گے ' جب تک کہ یہ قوت والي قوم وہاں موجود ہے ' تم جو کہہ رہے ہو اور تمہارا خدا جو حکم دے رہا ہے ' تو بس یہي دونوں لڑنے کیلیے جائیں ' ہم تو بس یہاں بیٹھے ہیں -

لیکن اے یہود کي زندگي جینے والو ! جب اُس " ارض مقدس " کو ' جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے ' اور جسے ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق کے خدا نے تمہارے باپ دادوں کو دیا تھا - اس " قہار و جبار قوم " نے پامال کر دیا ہے ' اور تمہاري وراثت تم سے چھین لي ہے ' تو اب کس پامالي سے ڈرتے ہو ؟ اور اب کون سي وراثت باقي رہگئي ہے ' جس کے مالک بننے کي امید کرتے ہو ؟

اس عہد کے موسی نے یہہ کہا ' پر انکا دل نرم نہوا اور نہ " ارض مقدس " پر اپني جانوں کي قربانیاں چڑھاني گوارا کي کہ انکے گناہوں کا کفارہ ہوتا ' بلکہ انھوں نے اسکو جھٹلایا کہ " خدا جباروں سے لڑنے کا حکم دیتا ہے " - یہہ دیکھکر صالحین و مومنین نے دعا کے لیے ہاتھہ اُٹھاے :

رب اني لا املك الا نفسي و اخي فافرق بيننا و بين القوم الفاسقين (۵ - ۲۸) — خدایا ! میں اپنے اور اپنے بھائي کے سوا کسي اور پر زور نہیں رکھتا ' ان گنہگاروں میں اور ہم میں تفریق کردے -

خدا نے سنا اور مومنین و فاسقین میں امتیاز کیا ' اور وہ نور امتیاز اپنے مخلصین کو بھي بخشا ' جس سے انھوں نے ان فاسقین کو پہچانا ' جنھوں نے اپنے پکارنے والوں کي آواز نہیں سني تھی - خدا کا کلام ان تک پہونچا لیکن انھوں نے صاف کہا : " سمعنا و عصینا " (۴ - ۸۷) " ہم سنتے ہیں اور نہیں مانتے ! " و اشربوا في قلوبهم العجل بكفرهم (۲ - ۸۷) " اس صنم نقرئي و طلائي کي محبت انکے کفر کے سبب انکي رگ رگ میں سما گئي -

تب خدا کا غضب اس قوم پر بھڑکا ' اور اسنے کہا :

فانها محرمة عليهم اربعين سنة ' يتيهون في الارض فلا تاس على القوم الفاسقين (۵ - ۲۹) — اس " ارض مقدس " میں داخل ہونا اب چالیس برس تک تمہارے لیے حرام کردیا گیا - سرگرداں و پریشان ملک میں پھرتے رہو ! اے موسیٰ ! ان گنہگاروں کا تم کچھہ غم نہ کھانا -

لیکن اے خدا ! جن پر چالیس برس تک تیرا غضب بھڑکا وہ اپني سزا کو پہونچ چکے ' اور اب وہ اپني " چہل سالہ گمراہي " کے بعد تیري طرف جھکے ہیں ' اور جیسا تو نے حکم دیا تھا ' کہ :

ادخلوا الباب سجدا (۲ - ۵۵) — ارض مقدس کے دروازے میں خدا کے سامنے جھکتے ہوئے داخل ہو جاؤ -

اب وہ صداقت و حریت کے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں تاکہ " ارض مقدس " کو " جباروں " کي نجاست سے پاک کریں ' اور جیسا کہ تو نے کہنے کیلیے کہا تھا :

حطة (۲ - ۵۵) — خدا یا ! ہمارے گناہ جھاڑ دے -

اب وہ کہتے ہیں کہ " ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا " پس اپنا وہ وعدہ پورا کر ' جو تو نے کیا تھا کہ :

نغفر لكم خطاياكم و سنزيد المحسنين (۲ - ۵۵) — ہم تمہارے گناہ بخشدینگے اور نیکوں کے مراتب و مدارج بڑھا دیں گے -

ادبیات

کافران نعمتی

وجد و سنع باده ! صوفي ! اين چه کافر نعمتي ست ؟
منکر مے بودن و همرنگ مستان زيستن ؟

معترض هيں مجھپه ميرے مہربانان قديم * جرم يه هے : ميں نے کيوں چھوڑا وہ آئين کہن ؟
ميں نے کيوں لکھے مضامين سياست پے بہ پے ؟ * کيوں نه کي تقليد طرز رهنمايان زمن ؟
کانگرس سے مجھکو اظہار براءت کيوں نہيں ؟ * کيوں حقوق ملک ميں هوں هندؤں کا هم سخن ؟

* * *

خير ميں تو شامت اعمال سے جو هوں سو هوں * آپ تو فرمايئے کيوں آپ نے بدلا چلن ؟
آپ نے شملہ ميں جاکر کي تهي جو کچھه گفتگو * ما حصل اسکا فقط يه تها پس از تمهيد فن :
" سعي بازو سے ملين جب هندؤں کو کچھه حقوق * اس مين کچھه حصه ملے هم کو بهي بهر پنجتن
يعني جاکر شير جب جنگل سے کر لائے شکار * اوڑهني پهنچے که کچھه مجھکو بهي اے سرکار من ! "

* * *

ليکن اب تو آپ کي بهي کهلتي جاتي هے زبان * آپ بهي اب تو اڑاتے هيں وهي طرز سخن
اب تو مسلم ليگ کو بهي خواب آتے هيں نظر * اب تو هے کچھه اور طرز نغمه مرغ چمن
" ملک پر اپني حکومت " چاهتے هيں آپ بهي * تها يهي تو منتهاي فکر ياران وطن ؟
آپ نے بهي اب تو نصب العين رکها هے وهي * کانگرس کا ابتدا سے هے جو موضوع سخن
آپ بهي تو جادۂ (سيد) سے اب هيں منحرف * اب تو اوراق وفا پر آپ کے بهي هے شکن !

* * *

جب يه حالت هے تو پهر هم پر هے کيوں خشم و عتاب ؟ * " منکر مے بودن و همرنگ مستان زيستن " ؟ ؟

فکاهات

مسجد کانپور کا وفد اور ... ن کا جواب

کردم و شد !

حضرت لاٹ (۱) بفرمود که " فرمان فرماے * نيست ممکن که دگر بگذرد از گفتۂ خود "
صدر اعظم ، به سوئے قسمت بنگالۂ شرق * نگهے کرد و بفرمود که " من کردم و شد "

شير برطانيه اور گربۂ حريت

جناب لاٹ (۱) از فرمودۂ خود بر نميگردد * که تمکين حکومت را سياست بيشتر بايد
ولے در قسمت بنگاله اين انديشه مي بايست * که " گربه کشتن اول روز مي بايد اگر بايد "

(۱) يعني هزاانر سر جيمس مسٹن

(شبلي نعماني)

مراۃ الہلال

حزب اللہ

قابل توجہ جمیع اخوان ملت

و پرستاران دین قویم

[از جناب خواجہ حسن مرهاني]

الهلال كي گذشته اشاعتوں ميں مسئلۂ تلاش مقصود پر كافي روشني ڈالي گئي ہے جو لاريب اسوقت مسلمانوں كا اهم ترين فرض ہے - يه جوش جو قدرة پيدا هوگيا ہے ' بيجا نه صرف هوجائے - مولانا (يعني اقيڈر الهلال) تحرير فرماتے هيں كه ميں نے مختلف اسكيمين لكھنے اور چاك كرنے كے بعد راه مقصود كا راسته پاليا ہے ' جس پر چلنے سے مسلمان يقيني شاهد مقصود سے همكنار هو سكينگے - الهلال ميں اب تك جو كچھه لكھا گيا ' وہ سب اهم ترين اراده كے كتاب كي تمهيد تهي - اس بارہ ميں مولانا نے پيش خود جو تفكر كيا ہے ' اسكے اظهار كا شايد يه طريقه رہا ہے كه پہلے مسلمانوں كا شوق اور انكي صلاحيت دريافت كرليں ' پھر اسي مناسبت سے بتدريج اس ترقي و تنزل كے راز كو آشكارا كرتے رهيں - اس سے ضمناً ايك مقصود يه بهي هو سكتا ہے كه مولانا كو اپنا اعتبار معلوم كرنا ہے كه مسلمانوں كے دلميں آنكي جانكاهيونكا كهانتك اثر هوا ہے ؟ اس سے يه بهي ظاهر هوجائيگا كه في الحال مسلمانوں ميں كام كرنے كي كهانتك قابليت ہے ' اور جو تحريك شروع كيجانے والي ہے وہ قبل از وقت تو نهيں ؟

جنگ طرابلس ايك مبارك جنگ تهي ' جسنے مسلمانوں كے مرده مجسمه ميں ازسرنو روح حيات پھونكدي ' اور واقعي ايك حيرت انگيز ولوله اس قسم كا پيدا كرديا ہے كه مسلمان اپنے زندگي كا ثبوت دينے كيليے (مدتوں كے بعد) مستعد و آماده نظر آرہے هيں - اللهم زد فزد - اس احساس كو قائم ركھنے ميں ديگر مصالب و آلام نے بهي بہت مدد دي - مثلاً مظالم بلقان - صلح كانفرنس لندن - واقعه مسجد كانپور وغيرهم - جهاں يه سب كچھه ہے ' شهر خموشان اسلام ميں زندگي كي چهل پهل شروع هوگئي ہے اور ماتم خانوں ميں ماتم رفتگان كے ساتھه ساتھه بيماروں كے علاج معالجه كي بهي فكر درپش بدرش ہے ' وہاں مصيبت يه ہے كه مسلمانوں كو كسي پر بهروسه نهيں رها ' اور ايك عالم گير بد اعتقادي پهيل گئي ہے - آخر اعتبار كب تك ' اور كهاں تك ؟ كوئي حد بهي ہے ؟ آس زمانه ميں جبكه تهذيب و آزادي كي موسلا دهار بارش هو رهي تهي ' اور اكناف عالم ميں هر طرف حريت و ترقي كي طوفان آفرين آندهياں بڑے زور شور سے چل رهي تهين ' اور جبكه هر بوالهوس كا شعار حسن پرستي تها ؛ دنيا كي وحشي سے وحشي اور ذليل سے ذليل قوموں نے ميدان ترقي و تهذيب ميں گرتے سبقت لےجانا چاها اور بالآخر لےگئيں -

مسلمانوں نے بهي اپنے تئيں پيش كيا ' مگر اپني قوت بازو پر نهيں - اچھے جاه پسند ' نمائشي ' مفسد ليڈرونكي قوت پر - سواري سامنے طيار تهي - مسلمانوں نے ليڈروں كے سهارے اس پر چڑهنا چاها - حالانكه اگر چاهتے تو خود سوار هوسكتے تهے - پهر ليڈروں نے كيا كيا ؟ بجاے اسكے كه انكا هاتهه پكڑ كے سوار كرا ديتے ' انكو ظالمانه و بے رحمانه ايك دهكا ديديا ' جس سے وہ گرے اور گرنے كے ساتهه هي قعر مذلت كي اس فضاے تيرو تار ميں پهونچگئے ' جهاں سے اب چاليس برس كے بعد نكلنا بهي چاهتے هيں تو نهيں نكل سكتے خوف ہے كه كهيں پهر اس سے زياده زور كے ساتهه نه دهكيل ديے جائيں - كچھه مظلومونكي اعانت كرنے والے هاتهه هيں ' اور كچھه خوش قسمت ايسے بهي هيں جنكے دلونميں درد ملت ہے ' مگر هجوم يأس اور شدت بے اعتباري كا برا هو ' جس نے قوت تميز و فيصله كے استيصال ميں كوئي كسر اٹها نه ركهي ' اور اس لیے اس جنبش ميں ايك ناگوار سا سكون پيدا هوگيا ہے - اس خلاف اميد اور ناگهاني چوٹ سے مسلمانوں كے هاتهه پاؤں ميں اتني سكت هي باقي نه رهي كه وہ اكبارگي اپنے بل پر كهڑے هو سكيں - لامحاله كسيكا هاتهه پكڑ كر چلينگے - گذشته ليڈروں نے مسلمانوں كے يقين و اعتماد كو اگر متزلزل كر ديا تها تو موجوده مصلحان قوم كي سيماب وشي نے رهي سهي آس بهي توڑ دي - ندوه كا واقعه اسپر شاهد ہے - كون كهه سكتا تها كه علامه شبلي جيسے سخت كريكٹر كے آدمي مضمون جهاد كے بارے ميں ايسي غلطي كرينگے ؟

هم نهايت آرزو مند هيں كه علامۂ موصوف ان تمام اعتراضات اور جو اخبارات ميں شائع هوئے هيں ' ديكهتے ' اور تمام الزامات سے اپني پوري بريت كر ديتے - هم دن كو رات مان لينے كے ليے طيار هيں مگر اس قحط الرجال ميں ايك ايسے فرد فريد بزرگ قوم كو هاتهه سے كهوتے هوے همارا دل دكهتا ہے - يه ايك علحده مستقل مبحث ہے جسپر آينده كبهي خيالات كا اظهار كيا جائيگا - يهاں زياده موقع نهيں -

مولانا (يعني اقيڈر الهلال) نهايت متفكر هيں كه انكو كام كرنے والے نهيں ملتے (مگر خدا كا شكر ہے كه اس سے انكے پالے ثبات كو ذرا بهي لغزش نه هوئي اور آنكا دست حق نما برابر روز افزوں تيزي كے ساتهه مصروف كار ہے) ميں سر بگريباں هوں كه كام لينے والے كهاں هيں ؟ حالت يه ہے كه كسي ايك تحريك پر بهي دو رائيں متفق نهيں هوتيں - ضرورت اسكي ہے كه تمام چهوٹے بڑے مرتي ايك هي رشته ميں پروے جائيں - اسوقت اس هاركي قيمت نظروں ميں جچيگي -

پس جنكے دلوں ميں اسلام كا درد ہے اور جنكے دماغ كوئي مفيد بات سوچ سكتے هيں ' ان كو چاهيے كه وہ سب ايك جگه باقاعده جمع هوكر مبادله خيالات كے بعد اس كام كو سب سے پهلے شروع كريں ' جسكي ضرورت سب سے زياده هو - ورنه اس هما همي اور محشرستان تجاريز ميں كسي ايك تحريك كا كامياب هونا معلوم -

اس متفقه پاليسي كا ايك آرگن بهي هو جسميں هرشروع هونے والي تحريك مع اپنے فوائد و مضار كے درج هوا كرے جسپر تمام اسلامي اخبارات ناقدانه نظر ڈاليں اور پهر بعد اظهار راے و بحث

مباحثہ اسکا نفاذ ہو - اگر ممکن ہو تو یہ اخبار مفت تقسیم کیا جائے ورنہ قیمت اتنی کم رکھی جائے کہ غریب سے غریب شخص کو بھی اس کی خریداری گراں نہ گذرے اور کوئی تکلیف نہ ہو - ایڈیٹر ایسا شخص منتخب ہو جو سہل ترین عبارت میں بڑے بڑے نکتے لکھ سکے اور سمجھا سکے - نہایت ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس ہنگامۂ رستخیز میں ایک باقاعدہ سپاہی بنجائے - اردو معلی عایگڈہ کی ضمانت کا آج کل چندہ ہورہا ہے - مناسب ہے کہ رہی اس صورت میں تبدیل کر دیا جائے ' اور اردو معلی ابکے جاری ہو تو جمہور مسلمانان ہند کا آرگن ہو - مشہور پرلٹیکل مجاہد سید فضل الحسن حسرت موہانی اردو علم ادب میں جو دست گاہ رکھتے ہیں ' پڑھے لکھے حضرات اس سے نا آشنا نہیں - الہلال کے اکثر مضامین بہ سبب اسکی بلاغت اور عالمانہ انداز کے اکثر ایسے آدمیوں کے سمجھنے سے رہ جاتے ہیں جنھیں بے شبہ کام کرنے کی قابلیت ہم سے زیادہ ہے اور جو توپ کے سامنے اس سے زیادہ اچھی طرح جانے کے لیے تیار ہیں ' جیسے کہ ہم کسی بغایت نظر فریب و دل آویز نقشہ کی طرف !

الہلال کے مضامین شروع سے آخر تک دیکھنے کے بعد یہ یقین ہوتا ہے کہ مولانا جو کچھہ کررہے ہیں اس سے صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبودی اور تجدید حیات ملی ہی مقصود ہے - نظر بریں یہ کون شخص اسکی مخالفت کرسکتا ہے کہ مولانا کو جس تجویز کیلیے اسقدر اہتمام مد نظر ہے ' وہ مسلمانوں کے لیے انتہا سے زیادہ مفید ہوگی ؟ ہاں مولانا تو سب کچھہ کرتے ہیں مگر سوال یہ ہے اس ملت پرستانہ سرفروشی میں ہماری طرف سے بھی جاں بازی کا کوئی ثبوت بہم پہونچ سکتا ہے یا نہیں ؟ ہم بھی کچھہ کر سکتے ہیں یا نہیں ! محض الہلال کی صداقت شعاری ' راست بیانی ' نشاپردازی ' جرأت و ازادی ' علم و کمال ' اور لکھائی چھپائی کی تعریف کرنے سے نہ تو ابتک کچھہ ہوا ہے اور نہ آئندہ ہونے کی امید ہے - اب اسلامی حمیت میں داغ لگانے کا موقع نہیں - جلد سے جلد مولانا کی اس اسکیم " حزب اللہ " کے خیر مقدم کیلیے مستعد ہوجانا چاہیے جسکا متوقع بار بار مولانا اس شرط پر بنا چکے ہیں کہ لوگ بتوجہ سننے کا اقرار کریں اور قبل اسکے کہ مولانا وہ حدیث جان پرور سنائیں ' مسلمان اپنے اشتیاق کی فریاد مولانا کو سنا دیں -

واعتصموا باللہ ' ہو مولاکم ' فنعم المولے و نعم النصیر -

الهـــلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

تاریخ حیات اسلامیہ

مسلمانان ہند کا ایک ورق

شہـــداء کانپور اعلی اللہ مقامہـــم !

اب الان

لسان العصر

ایک مشہور اردو ادبی رسالہ ہے ' جسمیں علمی ' اخلاقی ' تاریخی ' تمدنی ' مجلسی ' صنعتی ' تجارتی ' اقتصادی ' اور سائنٹفک مضامین ملک کے برگزیدہ اور مستند اہل قلم حضرات کے شائع ہوا کرتے ہیں - سالانہ قیمت ۳ - روپیہ ہے - آجکی تاریخ سے جو حضرات اسکو خرید فرمائیں گے ' انکی قیمت میں سے موازی ۸ - آنہ فی خریدار ' سرمایہ مصیبت زدگان کانپور میں داخل کردیا جائیگا -

المشـــــــتہر

سید وصی بلگرامی ایڈیٹر " لسان العصر " کواتھہ ضلع آرہ براہ ڈمراؤں

ایک ابلیس انـہ مکـر و تلبیـــس!

ایک مکار ' جو اپنے تئیں ایڈیٹر الهـلال ظاہر کرتا ہے

[از جناب مولوی محمد یسین صاحب مدرس مدرسہ اورنگ آباد ضلع گیا]

ایک امر قابل دریافت یہ ہے کہ ۹ - ستمبر کو بعد ظہر ایک شخص مولویانہ لباس میں جنکے ترکی ٹوپی میں اور شیروانی میں سینے کے اوپر کاغذ کا ہلالی نشان بنا ہوا تھا ' ۲۳ - یا ۲۴ - برس کی عمر کے کوتہ قد ' خفیف اللحم ' سانولا رنگ ' یہاں (اورنگ آباد) کے جامع مسجد میں پہونچے اور اپنا نام کشف الدجی اور سکونت کانپور بتلائی اور آنیکا منشا محض کانپوری شہدا کے یتیم بچوں اور بیواؤں کی امداد اور اخراجات پیروی مقدمہ کے لیے چندے کی تحریک بیان کی - چنانچہ تقریر میں مچھلی بازار کی مسجد کے مختصر واقعات اور اپنے دو خالہ زاد بھائیوں کے شہید ہو جانیکی کیفیت بیان کی اور اپنے کو انجمن خدام کعبہ کا ممبر اور کانپور فنڈ کا آنریری سکریٹری بیان کیا - یہاں جو کچھہ چندہ ہوا اسکے حوالے کیا گیا - جمعہ کو (۱۲ ستمبر) وہ یہاں سے بارہ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں ' جسکا نام کھریالواں ہے ' جاکے ٹھہرے اور اپنا نام ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال بتایا - چونکہ اسکے قول کا اعتبار نہ کیا گیا ' اسلیے کھریالواں میں جو ۶۹ - روپیہ چھہ آنے چندہ کے جمع ہوے تھے ' وہ بذریعہ ڈاک آپ کے دفتر الہلال میں ارسال کیے جاتے ہیں - مسلمانان اورنگ آباد نے جب اُن سے اپنے نام کے تغیر کی وجہہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میرا نام کشف الدجی اور کنیت ابوالکلام اور تخلص آزاد ہے - میں نے مصلحتاً اپنا نام مخفی کر رکھا تھا - لہذا التماس ہے کہ مہربانی فرماکر یہ تحریر فرمائیں کہ آپ ۸ - ستمبر سے ۱۵ - ستمبر تک دفتر

الهـــلال چھوڑ کر کہیں تشریف لیگئے تھے یا نہیں؟ بہتر ہو کہ آپ اپنا فوٹو شائع فرما کر کثیر التعداد مسلمانوں کو جعلسازوں کی عیاری سے بچنے کا موقع عنایت فرمائیں۔

(الهـــلال)

آپ کو چاہیے تھا کہ آپ فوراً اُسے پولیس کے حوالے کرتے وہ کوئی سخت مکار و ابلیس معلوم ہوتا ہے۔

گیا اور "مسجد دا کانپور"

ایک ناچیز رقم ۹ - روپیہ کی یہانکے مسلمانوں سے وصول کرکے سرسل خدمت ہے - یہ جگہ ایک مختصر سا دھات ہے - مگر خاص شہر گیا کی حالت سنیے - وہاں دینے والے بہت ہیں مگر افسوس کہ مانگنے والوں اور لیکر بھیجنے والوں کی تعداد شان ہے - یونیورسٹی کھلنے اسی گیا سے سولہ سترہ ہزار روپیہ گیا اور بمقابلہ اوسکے جامع مسجد میں باوجود تحریک کرنے کے، صرف پچاس روپیہ کے قریب عید کے دن وصول ہوے! اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ چند خائنان ملت (جو خواہ مخواہ کے اپنے منہ آپ ہی لیڈر بنے پھرتے ہیں) لوگوں کو کسی قسم کی تقریر یا جلسہ کرنیسے روکتے ہیں اور طرح طرح کے بیہودہ اعتراضات اور مہمل باتوں سے ڈراتے ہیں - ۳ - شوال کو جامع مسجد میں ایڈریا نوپل کے دوبارہ فتح کی خوشی میں میلاد شریف اور چراغاں ہوا - سنا جاتا ہے کہ ڈیڑھ سو روپیہ کا بیجا صرف اس ماتم کے زمانہ میں خوشی منانے میں کیا گیا - لوگوں کا خیال تھا کہ مظلومان کانپور کیلئے چندہ کی تحریک ہوگی - چنانچہ بہتیرے لوگ روپیہ لیکر اور مستعد ہوکر گئے تھے کہ دینگے - مگر افسوس کہ نہایت مہمل طریقہ سے ایک انربل صاحب نے تقریر کی اور انکے بعد پیش امام وفاداری! وفاداری! کا راگ گاتے رہے - ڈرتے ڈرتے کچھ واقعات بیان کیے (یعنی متولی مسجد کانپور میں جوتا پہنے چلے گئے وغیرہ وغیرہ) جسے لوگ سنکر اور برافروختہ ہوکر چلے آے -

بعض ایسے ہاتھوں سے چندہ کیا جا رہا تھا جن پر قوم کو مطلق اعتماد نہیں - اسقدر مجمع میں صرف تیس روپیہ کی رقم وصول ہوئی! انہی آنریبل صاحب نے آجتک قوم کو نو ہزار روپیہ چندہ جنگ بلقان کا حساب بھی نہیں دیا ہے - آپ اس بارہ میں اپنے اخبار میں باز پرس کیجئے - یہ آپکا قومی فرض ہے (ایک خیر خواہ قوم)

(اهلیه شیخ فرید حسین صاحب قریشی از ملتان بقام خود)

آپکا الہلال جسکی رویت بدر کامل کی صورت میں مہینہ میں چار بار نشوونما پاکر اپنی فوق العادت قوت کا ثبوت دیتی ہے، اور جس کے انوار معنی سے ہر مسلم کا تاریک قلب کسب ضیا کرکے نور ایمان حاصل کرتا ہے، خوش قسمتی سے میرے شوہر کے نام جاری ہے - اور ہر وقت میرے زیر مطالعہ رہتا ہے - ۲۱ - ۱۷ - ملی کی اشاعت میں درباره اعانت مہاجرین آپکا فقید الا مثال ایثار دیکھکر نہایت متاثر ہوئی - ایک حقیر رقم مبلغ ۱۰ - روپیہ کی بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہے -

(جناب غوث محی الدین حسین صاحب از حیدر آباد دکن)

مبلغ ۹۹ - روپیہ "بقیه اعانۂ پسماندگان شہداء و مجروحین واقعۂ مقدمۂ کانپور" مرسل خدمت شریف ہیں - اس سے قبل ۲۵ - روپیہ روانہ کیا تھا - متعاقب انشاء اللہ اور رقم بھی بھیجی جائے گی -

مسجد فتح پور سیکری

قابل توجہ جمیع جرائد اسلامیہ

ایک زمانہ تھا کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ کے وقت مسجد و مزار فتحپور سیکری کی وہ قدر و منزلت تھی کہ بلا اوضو اندر جا نہیں سکتا تھا - اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مسجد و مزار حضرت شیخ سلیم چشتی کی زیارت کی غرض سے جو لوگ تشریف لاتے تھے، بیرون دروازہ جوتا اوتار کر اندر زیارت کرتے تھے - یہ مزار و مسجد اوقاف میں داخل ہے - اسکے اہتمام کے سجادہ نشین متولی ہیں، اور انتظام کی نگرانی وغیرہ کے مسلمان پبلک کے انتخاب سے تین ممبر مقرر ہوتے ہیں - کچھ عرصے سے ایک عجیب کار روائی یہاں کے حکام نے یہ کی کہ مزار اور مسجد کے دروازے پر حسب ذیل نوٹس لگا دیا ہے

"جو اشخاص حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار اور فتح سیکری کی مسجد میں جاویں، چاہیے کہ ویسی ہی تعظیم کریں جیسی کہ اپنی متبرک عمارت میں جاتے وقت کرتے ہیں، یعنی انگریز صاحبان اپنی ٹوپی، اور ہندوستانی صاحبان اپنے جوتے لیا کریں - مگر مسجد کے احاطہ میں اور زمین مسجد اور مقبرہ باہر اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے -

دستخط - جی - آر - ڈیپر - ایم - سی - ایس
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

اس اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ مزار کے اندر تمام انگریز جوتا پہنے جاتے ہیں، اور مسجد میں تو جوتا اور ٹوپی، دونوں پہنے ہوئے خدا را اسطرف اسلامی اخبارات اور پیشوایان ملت توجہ کریں نہایت سخت دینی بے حرمتی ہے -

(از جناب سید محمد صدر صاحب عالم گیلانی)

حادثہ کانپور کے بے چین کردینے والے واقعات اخبارات میں پڑھ کر دل پاش پاش ہوگیا - اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس ا دن کی ذلت اور مصیبت کی زندگانی سے ہم جملہ مسلمانوں نجات دے - آمین - کل بعد نماز جمعہ مصیبت زدگان کے امداد فنڈ کے لیے کوشش کی گئی - با وجودیکہ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے مگر پھر بھی جملہ حاضرین مجلس نے اُخوت اسلامی کا ثبو دیا - چنانچہ مبلغ ۳۲ - روپیہ ۱ - آنہ وصول ہوے - جو بذر منی آرڈر معرفت حافظ چراغ الدین امام مسجد صاحب روانہ کر گئے -

(جناب ارسان صاحب بریلوی از شاهجهانپور)

یہ فہرست ارسال چندے کی ہے، جو عید الفطر کے دوسرے د بریلی میں شاہ آباد محلہ سے اعانت ورثاء شہداء و مجروحین کانپ کے لیے وصول ہوا - موعودہ رقم کی مقدار تو زیادہ ہے مگر جو کچھ وصول ہوگیا تھا، وہ ۸۲ - روپیہ ڈھائی آنہ کی رقم ہے - بعد و موازی ۱۲ - آنہ فیس منی آرڈر، و ۲ - پیسہ لفافہ کے، بقیہ ۷۱ روپیہ ٦ - آنہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہیں -

(فہرست بعد میں شائع کی جائیگی کہ بہت طویل ہے - آ مطمئن رہیں - الہلال)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - آج مبلغ آٹھه روپے ارسال خدمت شریف هیں - ان کو به سلسله اعانهٔ امداد شهداء کانپور جمع فرما لیجیے - یه روپے اپنے احباب کے حلقه سے جمع کرکے ارسال کیے هیں جن کی تفصیل حسب ذیل بغرض اشاعت ارسال هے - کیا عرض کیا جاے؟ زمانه نازک، ایام استبداد، اور مصائب مسلمین کا نصف النهار! مسلمانوں کے اعمال و افعال ناگفته به - قلب مضطر هے لیکن بے اختیاری هے - واقعه کانپور ایسا واقعه هے که اسکے لئے اگر جان سے بھی دریغ نه هو تو بجا هے مگر صد حسرت هے هم پر که پیسه سے بھی دریغ هے !! اسکے بھی رجوع قوی هیں - محسوس کرنے والے مسلمان نهایت نازک حالت میں هیں -

مرا در دست اندر دل اگر گویم زبان سوزد

آپکے طرف سے هر وقت طبیعت پریشان رهتی هے که حق گوئی کا وقت نهیں - الله تعالے سے دعا هے که وه اپنے فضل وکرم سے آپ کو، آپ کے برگزیده اخبار کو، اور آپ کے ایسے صاحب قلب و دماغ اور صادق الایمان مسلمانوں کو جمله آفات و مصائب اور دستبرد استبداد سے محفوظ رکھے - آمین ثم آمین -

الهلال

افوض امری الی الله، ان الله بصیر بالعباد !

جناب سید مهدی حسن صاحب معتمد انجمن دی مسلم فرنڈس هزاری باغ

بطل العظیم - مصلح قوم، حضرت مولانا، غالباً آپکو یاد هوگا که انجمن دی مسلم فرنڈس هزاری باغ نے پهلی قسط مبلغ ۴۳ - روپیه کی برائے شهداء و مجروحین واقعه کانپور بھیجی تھی جسکی رسید آگئی هے اور اسکے ساتھه ایک مضمون بھی بحیثیت معتمد بھیجا تھا جو امید هے که آپکی مهربانی سے الهلال میں چھپ جائگا -

بهرکیف دوسری قسط مبلغ ۵۰ - کی ارسال خدمت هے - اسمیں دو چندے خاص طور پر قابل تذکره هیں -

اعانهٔ عامه	۲۰ روپیه
مدر سردار (ایک مظیر مسلمان)	۲۵ روپیه
(ایک طالبعلم)	۵ روپیه

کام برابر جاری هے - آپکے خط نے ایک نئی روح انجمن کے ممبروں میں پھونک دی هے !

(از جناب محمد قطب الدین صاحب - حیدرآباد دکن)

اخبارات کے معائنه سے کانپور کے دلخراش حالات معلوم هوے - همدردان قوم جیسے عالیجناب مسٹر مظهر الحق وغیره، جو اسوقت مجروحین کانپور کی اعانت میں همه تن مصروف هیں اور جو اپنی بیش بها خدمات سے قوم کو ممنون کر رهے هیں، عالم اسلامی کیلیے لایق هزار تشکر هیں، اور ایسے هی همدردان اسلام سے پھر بھی اسلام کا کچھه نام و نشان باقی هے - ورنه آجکل کا زمانه تو مسلمانی در کتاب اور مسلمانان درگور کا مصداق هے - میں ایک بے بضاعت شخص هوں اور تحصیل سدهی پٹّه کا ۱۲ - روپیه ۱۴ - آنه پر مامور - مجھه سے جو کچھه هوا، وه روپیه آپ کیخدمت میں نهایت شرمندگی سے اعانت مقدمه کانپور کیلیے روانه کیا گیا هے - دکن کے نیی اثر اصحاب اسجانب ذره سی توجه بھی کرتے تو بهت کچھه چنده فراهم هوسکتا، لیکن افسوس هے که اس ملک میں مذهبی احساس بهت کم هے -

مجھے آپ کی نوازش سے کامل بهروسه هے که میرے اس معروضه کو آپ اپنے اخبار کے کسی گوشه میں جگه دیکر سرفراز فرمالینگے -

فهرست زر اعانهٔ دفاع مسجد شهید گنج کانپور

(۳)

	پائی	آنه	روپیه
از بعض ملازمان دفتر الهلال	-	-	۱۰
بذریعه محمد افضل صاحب - وردی میجر			
موضع احمدون - کچھه	-	۱۲	۵۱

(به تفصیل ذیل)

محمد افضل صاحب ۵ روپیه - محمد فیروز خان ۱ روپیه - محمد اکرم خان ۱ روپیه - میر جان ۱ روپیه - ملا عبد النعیم ۱ روپیه - سید ۱ روپیه سیف الدین ۱ روپیه - برستان ۱۲ - آنه - ملا عباس ۱ روپیه - تاج میر ۸ آنه - خان محمد ۱ روپیه - نورگل ۴ آنه - خشنگ ۹ آنه عبد الخالق ۴ آنه - زینه خان ۷ آنه - ملا سید احمد ۵ آنه متفرق ۴ آنه گل محمد ۸ آنه - الهداد ۸ آنه خانطمع ۸ آنه - وزیر ۸ آنه امید ۸ آنه ملک شاه محمد ۱ روپیه - باقی دار ۸ آنه غازی ۸ آنه - گلاب ۴ انه الله رکها ۴ آنه - صدیق ۴ آنه - فضل الهی ۴ آنه - محمد نور ۱ روپیه - کالو جان ۱ روپیه عبد الصمد صاحب ۸ آنه - میر فضل ۴ آنه بختیار صاحب ۸ آنه الف صاحب ۸ آنه شیخ رقم شاه ۱ روپیه عبد العزیز ۴ آنه - محمد یوسف ۴ آنه عبد الکبیر ۴ آنه عبد الخوشحال ۴ آنه میرحسن ۴ آنه - ابوجان ۴ - آنه - نواب کاکا ۴ آنه تاج محمد ۸ آنه بهاء الدین ۸ آنه - عبد السلام ۴ انه خیرو صاحب ۴ انه - ملا یوسف صاحب ملا عبد الخالق صاحب ۱ روپیه - ابوبکر ۴ انه - کرنگ ۴ انه مقام ۴ آنه بنگل ۴ آنه قلندر ۴ دلاسا ۴ آنه - اکرم ۴ آنه محمد امین ۴ آنه خداداد ۸ آنه فتح صاحب زعفران ۴ آنه - نعمت ۴ آنه عبد الشکور ۸ آنه حاجی رحمت ۴ انه بلند ۴ انه صالح محمد ۴ آنه محمد گل ۴ - آنه عثمان غنی ۸ آنه - عبدالقدوس ۳ آنه محمد شریف ۴ آنه محمد صاحب ۱ روپیه باپو صاحب ۱ روپیه ملک اکرم صاحب ۱ - روپیه شیر محمد ۱ آنه - بدایت ۴ آنه ملتان ۴ آنه محمد شریف ۴ آنه - پیر محمد ۴ آنه - عبد العزیز ۴ آنه عبد الله ۸ آنه ملا عبد القدوس صاحب ۱ روپیه ملا آمیر صاحب ۱ روپیه علی جمعه ۳ روپیه سلطان محمد صاحب ۲ روپیه زرغون شاه ۱ روپیه علیم صاحب ۱ روپیه -

بذریعه حافظ چراغ الدین صاحب قریشی -

امام مسجد ٹریپ اٹک	-	۱۱	۲۱
بذریعه جناب غوث محی الدین حسن صاحب -			
حیدر آباد دکن	-	-	۹۶

(به تفصیل ذیل)

مولوی سید معظم علی صاحب وکیل ۳۰ روپیه - مولوی ابراهیم علیصاحب صدر نشین ۲۶ روپیه - مولوی عبد الکریم خانصاحب معظم مال - مرزا احمد حسین بیگ صاحب ۱ روپیه - سید قاسم صاحب صیغه دار ۱ روپیه - مولوی محمد طاهر صاحب ۱ روپیه - میر تصدق حسین صاحب امیر علیگ صاحب مال - غلام محمد صاحب عرف پیارو میاں ۴ روپیه - عبد الحق صاحب ۱ روپیه - سلیمان داود خانصاحب ۱ روپیه - سید تبارک علیصاحب ۱ روپیه - مولوی محی الدین علیصاحب ۱ روپیه - میر اوصاف علیصاحب ۵ روپیه - شیخ دیدار صاحب ۱ روپیه - علاوالدین صاحب ۱ روپیه - عبد الحی صاحب ۱ روپیه نعمت خان صاحب ۱ روپیه - شیخ باقر صاحب جمعدار مال - مولوی برهان الدین صاحب وکیل ۵ روپیه - غضنفر علی صاحب ۵ روپیه -

	پائي	آنه	روپيه
جناب سيد عبد الله شاه صاحب - هائي اسكول پشاور	٠	٠	٢
جناب ايس - اے - جبار صاحب ٹانگدونگي	٠	٠	١٧
بذريعه جناب سيد مهدي حسن صاحب معتمد انجمن مسلم فرنڈس - هزاري باغ	٠	٠	٥٠
جناب محمد رفيق صاحب ميڈر كتها	٠	٠	١٠
بذريعه ايك بزرگ جنكا نام پوچها نهيں گيا	٠	١٤	٨٣
جناب محمد ابراهيم صاحب دارجلنگ	٠	٠	٤
جناب ابو تراب مولوي عبد الرحمان صاحب گيلاني	٠	٠	١٣
بذريعه جناب محمد قطب الدين صاحب سندي پيٹ	٠	٠	٦
جناب غلام غوث صاحب نانديڈ	٠	٢	٧
جناب محمد سيد بن علي صاحب حيدر آباد دكن	٠	٦	٨
جناب ايس - ايم - پيارے صاحب مخدوم پور گيا	٠	٠	٩
جناب عبد الرزاق صاحب از نواده - گيا	٠	١٥	٤
جناب منشي عبد المجيد صاحب نارائل ڈانگه	٠	٠	٧
جناب كليم عبد العلي صاحب بانكي پور	٠	٨	٢
بذريعه جناب سيد محمد يحيىٰ صاحب رياست بهرتپور	٠	٠	٨
(به تفصيل ذيل)			

جناب بابو نذير احمد صاحب ١ روپيه - جناب بابو ارشاد علي صاحب ١ روپيه - جناب مرزا مظفر علي بيگ صاحب ٢ روپيه ٣ آنه - جناب مبارك علي صاحب ١ روپيه - جناب عثمان علي صاحب ١ روپيه - جناب مظهر علي صاحب ٢ آنه - جناب بابو بشير احمد صاحب ٨ آنه - جناب گلشن صاحب ١ آنه - جناب محمد حسين صاحب ١ روپيه ١ آنه -

بذريعه جناب عبد الاحد صاحب	٠	٦	٧١
ميزان	٠	١٠	٤٨٣
سابق	٦	٣	٩٠٧
ميزان كل	٦	١٣	١٣٩٠

فهرست زر اعانهٔ مهاجرين مدينه

(١٣)

جناب عزيز محمد خانصاحب - پربهني دكن -	٠	٠	٤
جناب ابراهيم سليمان حسين صاحب ڈانگدرگي برهما -	٠	٠	٥٠
ايك بزرگ جنكا نام صاف پڑها نهيں گيا -	٠	٠	١٠
جناب حكيم عبد العلي صاحب - بانكي پور -	٠	٨	٢
جناب مولوي محمد عبد الودود صاحب - بريلي	٠	٧	٧٦
جناب فضل احمد صاحب - فتح پور - بارہ بنكي	٠	٨	٢
خواتين كاپور بذريعه اس - ايم قاسم صاحب	٠	٠	٦٥
جناب شيخ امين الدين صاحب - ميونسپل كمشنر قصور	٠	٠	٥٤
بذريعه جناب فخر الرحمن خانصاحب محرر چركهاري پيمبر پور	٠	١	٣٢
بذريعه جناب قاضي فيض محمد صاحب - كرنا راجپوتانه	٠	٠	٩٣

(به تفصيل ذيل)

جماعت ميوه فروشان	٠	٠	٢٠
جناب محمد سليمان صاحب	٠	٠	٣
جناب مير فيض علي صاحب	٠	٠	٢٥
جناب مير سرفراز علي صاحب	٠	٠	١
جناب مولوي محمد ابراهيم صاحب	٠	٠	٥
معرفت جناب مولوي علي محمد صاحب	٠	٠	٤٠
ميزان	٠	٠	٩٤
فيس منى آڈر	٠	٠	١
ميزان	٠	٨	٨٩
سابق	٠	١٠	٣٤
ميزان كل	٠	٢	٢٤

هذا بصائر للناس ، و هدى و رحمة لقوم يوقنون !

(٣٥ : ١٩)

البصائر

ايك ماهوار ديني و علمي مجله

جس كا

اعلان پہلے " البيان " كے نام سے كيا گيا تها -

ماه شوال سے شائع هونا شروع هوجائيگا

ضخامت كم از كم ٦٣ صفحه - قيمت سالانه چار روپيه مع محصول -

خريداران الهلال سے : ٣ - روپيه

اسكا اصلى موضوع يه هوگا كه قران حكيم اور اُس كے متعلق تما علوم و معارف پر تحقيقات كا ايك نيا ذخيره فراهم كرے - اور اُ موانع و مشكلات كو دور كرنے كي كوشش كرے ، جن كي وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعليمات قرانيه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسى كے ذيل ميں علوم اسلاميه كا احياء ، تاريخ نبوة و صحابه و تابعين كي ترويج ، آثار سلف كي تدوين ، اور اردو زبان ميں علوم مفيدهٔ حديثه كے تراجم ، اور جرائد و مجلات يورپ و مصر پر نقد و اقتباس بهي هوگا - تا هم يه امور ضمني هونگے ، اور اصل سعي يه هوگي كه رسالے كے هر باب ميں قران حكيم كے علوم و معارف كا ذخيره فراهم كرے - مثلاً تفسير كے باب ميں تفسير هوگي ، حديث كے باب ميں احاديث متعلق تفسير پر بحث كي جائيگي - آثار صحابه كے تحت ميں تفسير صحابه كي تحقيق ، تاريخ كے ذيل ميں قران كريم كي تنزيل و ترتيب و اشاعت كي تاريخ ، علوم كے نيچے علوم قرانيه كے مباحث اور اسى طرح ديگر ابواب ميں بهي وهي موضوع وحيد پيش نظر رهيگا -

اس سے مقصود يه هے كه مسلمانوں كے سامنے بدفعة واحد قرآن كريم كو مختلف اشكال و مباحث ميں اس طرح پيش كيا جاے كه عظمت كلام الهى كا وه اندازه كر سكيں - و ما توفيقي الا بالله - عليه توكلت واليه انيب - پته : نمبر (١٣) مكلاؤڈ اسٹريٹ كلكته

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
[illegible]

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

[illegible] ۱۴ : چہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری : جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 1, 1913.

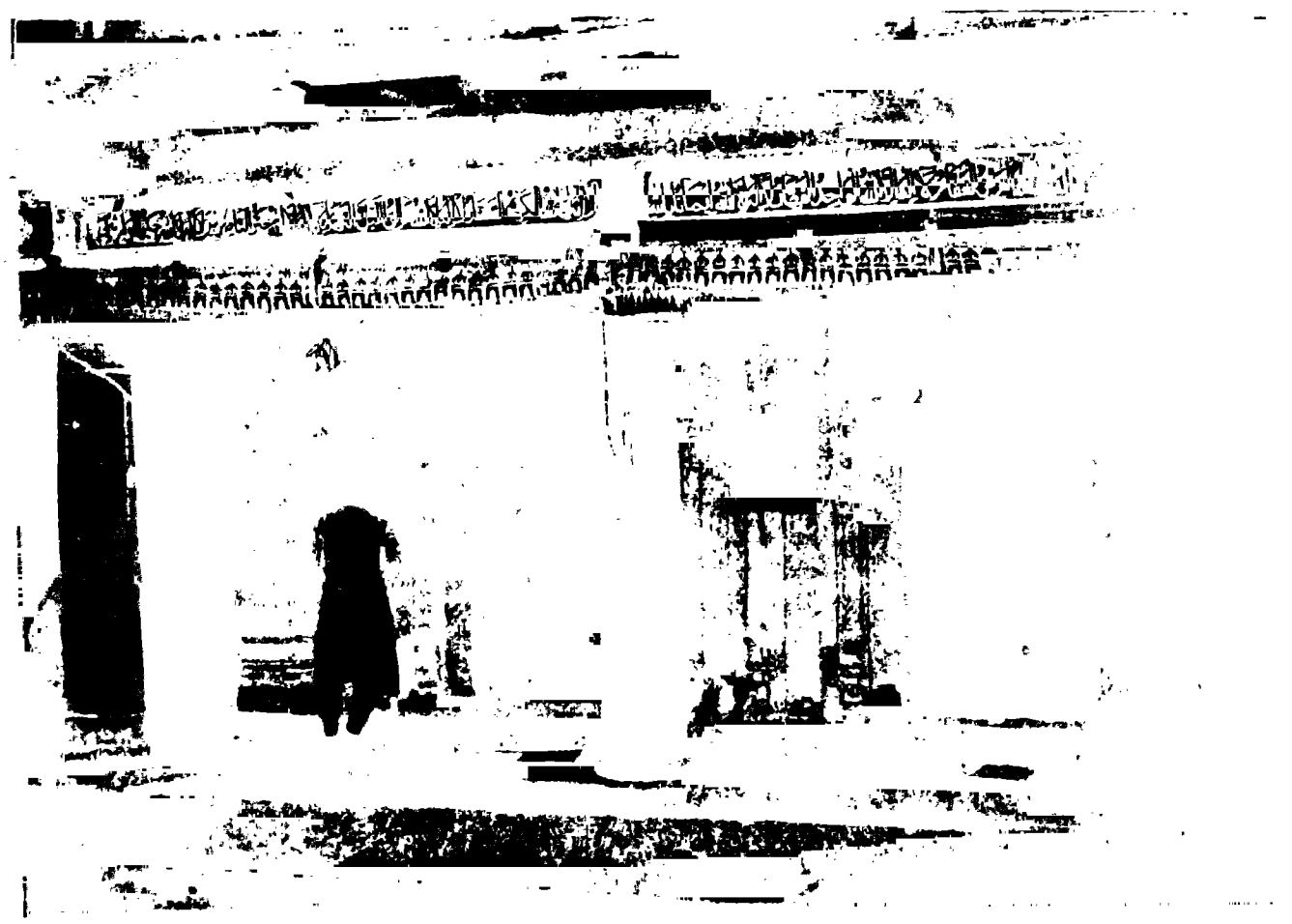

[illegible]ت اگلی پرچہ

سالانہ تین آنہ

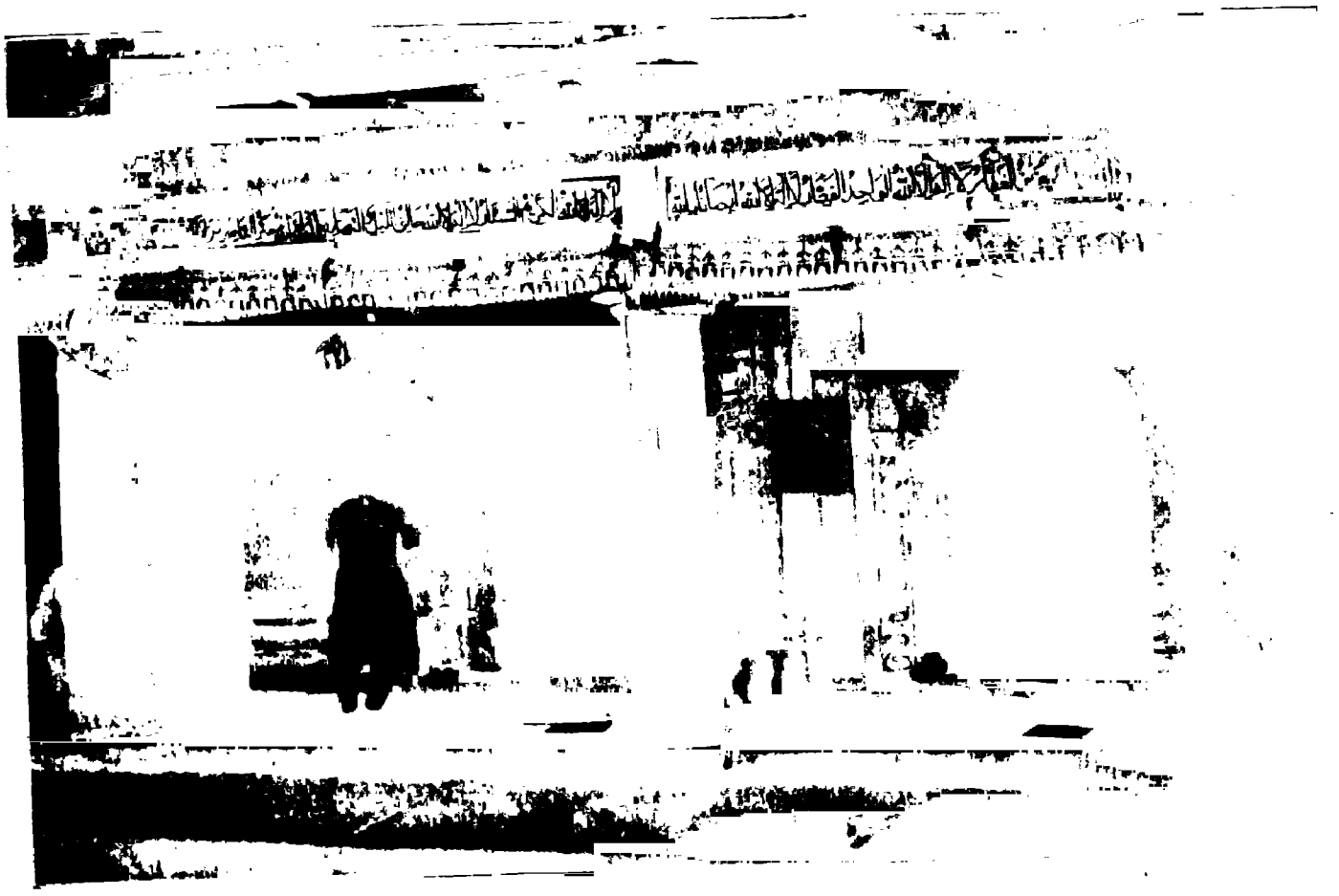

مسجد کانپور کا اندرونی منظر

مسجد کانپور کا صحن اور نقوش خونین !

سامنے صحن کی دیوار ہے - اسپر جو دھبے نظر آ رہے ہیں وہ اُن شہدا کے خون کی یادگار ہے ،
جنکے خوں چکاں اجساد صحن مسجد میں تڑپے - خون کے فوارے نے دور تک
اپنی چھینٹوں کے نشان قائم کردیے ہیں !

یہ اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ہیں ، جو ۱۳ - ستمبر کو کانپور میں رہا کیے گئے - یہ معصوم بچے ہیں
جنکو مسٹر ٹائلر مجسٹریٹ کانپور کے دربار نے بجرم بغاوت گرفتار کیا تھا ! !

[illegible] لڑکے رہا کیے گئے

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
سید ابوالکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷۱، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

71, Macleod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4-12.

نمبر ۱۴ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, October 1, 1913.

فہرس

شذرات	۱
حادثۂ کانپور	۳
رفتار سیاست	۳
مقالۂ افتتاحیہ	۵
الہلال پریس کی ضمانت	۵
احرار احلام	۵
الحریۃ فی الاسلام	۵
مکتوب آستانۂ علیہ	۵
الہلال ایڈریا نوپل میں	۱۱
ادبیات	۱۱
نظام حکومت اسلامیہ	۱۲
کشاکش حریۃ و استبداد	۱۲
مقالات	
تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ	۱۳
تاریخ حسبیات اسلامیہ	
الہلال اور پریس ایکٹ	۱۵
شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم	۱۷
المراسلۃ و المناظرہ	
الفتنۃ اللغویۃ	۱۸
فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور	

تصاویر

مرقع حادثۂ فاجعۂ کانپور- (صفحات خاص)

شذرات

مسلم گزٹ لکھنؤ

(انکشاف حقیقت)

(۱)

"مسلم گزٹ" کے معاملات کی نسبت سب سے پہلے میں نے ۲۴ - ربیع رمضان المبارک کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا اور مالک مسلم گزٹ سے دریافت کیا تھا کہ مراد میں سید رحید الدین صاحب سلیم کی علحدگی کے متعلق جو واقعہ سننے میں آیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

اسکے بعد مسلم گزٹ کا ایک پرچہ آیا جسکے پہلے صفحہ پر مولوی صاحب کی علحدگی کی خبر اور انکی پرجوش خدمات کا اعتراف تھا اور سب سے آخری صفحہ پر اشتہارات کے اندر چھپا ہوا اعتذار و عفو طلبی کے متعلق بھی ایک نوٹ تھا، جس میں لکھا تھا کہ مسلم گزٹ میں بعض مضامین قابل اعتراض نکل گئے، انکے متعلق افسوس اور آیندہ کیلیے احتیاط۔

میں منتظر رہا کہ میرجان صاحب یا تو خود مسلم گزٹ میں میرے سوال کا جواب دیں گے، یا پھر کسی خاص خط کے ذریعہ حالات سے مطلع کرینگے، لیکن اس وقت تک کہ درمیان میں چار نمبر الہلال کے نکل چکے ہیں، انہوں نے نہ تو اخبار میں کچھ لکھا اور نہ بذریعہ خط کے جواب دیا۔

تاہم اب اسکی ضرورت بھی نہ رہی۔ صوبجات متحدہ کی کونسل کے گذشتہ اجلاس میں انریبل سید رضا علی نے جو سوالات کیے تھے، انمیں ایک سوال مسلم گزٹ کے متعلق بھی تھا۔ سرکاری جواب نے میرجان صاحب کو جواب کی زحمت سے بچا لیا ہے

اور هر شخص کا جو اصول اور صداقت کو انسانوں سے زیادہ درست رکھتا ہو' فرض ہے کہ اسکي حقیقت کے انکشاف سے اعراض نہ کرے -

یہ سوال کسي شخص کو ایڈیٹري سے برطرف کردینے کا نہیں ہے - هر شخص جو کسي شخص کو اپني اعانت کیلیے رکھتا ہے' حق رکھتا ہے کہ جب چاہے علحدہ بھي کردے - یہ سوال مولوي سید وحید الدین صاحب کي ذات خاص کا بھي نہیں ہے - اگر کسي وجہ سے وہ علحدہ کردیے گئے یا ہوگئے ' تو اسکا اثر مسلم گزٹ پر کیا پڑسکتا ہے ؟ یا اُن باتوں پر کیا پڑسکتا ہے جنکي وجہ سے لوگ مسلم گزٹ کو پسند کرتے یا برا سمجھتے تھے ؟ اس طرح کے تغیرات ہمیشہ کاموں میں ہوا کرتے ہیں' اور اگر کوئي کام نیک اور اچھا ہے' تو اسکي زندگي کسي شخص کي موجودگي یا عدم موجودگي پر موقوف نہیں - مولوي صاحب جب مسلم گزٹ کے دفتر میں آئے هیں تو اُن خیالات کو لیکر نہیں آئے تھے جنکي وجہ سے مسلم گزٹ کو شہرت ہوگئي - انکو مسلم لیگ کي مخالفت کا بالکل خیال نہ تھا - نہ تو وہ سیاسي مباحث سے دلچسپي رکھتے تھے اور نہ مسلمانوں کي پولیٹکل روش کے متعلق کوئي انقلابي خیال انکے پیش نظر تھا -

تاهم مسلم گزٹ نکلا تو حالات جمع ہوے اور اس کے صفحات پر سے اصلاح و تغیر کي صدا بلند ہوئي - مسلم لیگ ' علي گڈھ پارٹي ' اور هز هائنس سر آغا خاں کے متعلق اس نے مخالفت و نکتہ چیني شروع کردي' اور مسلم لیگ کے اس تغیر میں پورا حصہ لیا ' جسکي وجہ سے اسکو اپنا نظام بدلنا پڑا -

پس اسي طرح اب اگر وہ مسلم گزٹ سے علحدہ کردیے گئے تو اور لوگ مسلم گزٹ کے کام کو قائم رکھہ سکتے هیں اور آزادي کي تحریک میں زندگي ہے تو وہ خود اپنا سامان کرلے گي - کوئي اهل قلم یا کوئي ایڈیٹر کب تک اسکے جسم کے ڈھانچے کو تھامے رهیگا ؟

یہ سب سچ ہے اور ایک ایسي کھلي هوئي بات ہے جس کو هر شخص تسلیم کرلے گا ' مگر اصلي سوالات یہ نہیں هیں - یہ تغیر اگر اُن اسباب و مصالح کے ماتحت هوا هوتا جو همیشہ کاروباري دفاتر میں هوا کرتے هیں' تو گو ناواقفیت سے بعض نادان خریداران مسلم گزٹ اسپر معترض هوتے ' مگر عقل و فہم رکھنے والے لوگوں کو کوئي وجہ اعتراض کي نہ تھي - مگر مشکل یہ ہے کہ :

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو هلاک
رنج یہ ہے کہ وہ کسم حوصلہ نازاں هوگا

یہ واقعہ کچھہ ایسے حالات کے ساتھہ وقوع میں آیا ہے جس نے مسلمانوں کے موجودہ ادعاء اصول پرستي و حریت پسندي کے عین دور عروج میں " اصول " کي سب سے بڑي توهین کي ہے ' اور آیندہ کیلیے استبداد حکام ' و ضعف راے ' و تزلزل اقدام ' و عدم ثبات کار و اصول و فکر کي ایک ایسي مثال مشئوم و نظیر منحوس قائم کردي ہے ' جس نے همیشہ کیلیے پریس کي اندروني آزادي عمل کو خاک میں ملا دیا ' اور اُن مہلک نقصانات سے کہیں زیادہ نقصان هندوستاني پریس کو پہنچایا ' جو پریس ایکٹ کا حربۂ بے امان پہنچا رها ہے -

پریس ایکٹ کے بموجب پریس سے ضمانت لي جا سکتي ہے ' پچھلي ضمانت ضبط کي جا سکتي ہے - پرچے ضبط کرلیے جاسکتے هیں ' انتہائي صورت هو تو پریس کا تمام سامان بھي ضبط هوجا سکتا ہے - تاهم یہ تمام زنجیریں همارے خارجي اعمال و قوی کے گرد لپٹتي هیں اور خواہ انکي آهنین بندش هم کو گھر سے باهر کتنا هي مقید کردے ' لیکن اپنے گھر کے اندر ' اپنے دفتر کي میز کے سامنے ' اپنے قلمدان سے کام لیتے هوے ' هم بالکل آزاد هیں - لیکن مسلم گزٹ کا ضعیف القلب مالک اسپر قانع نہیں - وہ چاهتا ہے کہ همارے اندروني نظم و نسق کي آزادي بھي هم سے چھین لي جاے ' اور جبکہ همارے دفاتر کے دروازے سي - آئي - ڈی کے غیر مرئي احتساب کا جولا نگاہ بنے هوے هیں ' تو همارے کاروبار کي میز کے سامنے بھي ایک سخت مرئي مداخلت کا پہرہ بٹھا دے !!

اُس نے حکام کي اندروني اور غیر با قاعدہ مداخلت کي سعي کو اپنے ضعف قابي کے هاتھوں کامیاب کردیا اور اسطرح همیشہ کیلیے ایک نیا حربہ خود ڈھالکر پریس کے حربوں کو دیدیا - یہ حربہ سب سے زیادہ مہلک ہے - یہ مسلم گزٹ کي آسي میز پر میں ڈھالا گیا ہے ' جہاں کبھي آزادي راے اور حریت فکر کي خون آشام تلواریں ڈھالي جاتي تھیں - ایک عجیب تمسخر انگیز ادعا کے ساتھہ اب تک مسلم گزٹ کي دیوار پر اس " تیغ حریت " کا اشتہار بدستور رهنے دیا گیا ہے اور اس طرح همیں یقین دلانے کي کوشش کي جاتي ہے کہ ایک هي سانچے میں سے غلامي و تعبد اور حریت و صداقت ' دونوں کیلیے آلات ڈھل کر نکل سکتے هیں ! اولئك الذین اشتروا الضلالة بالهدی ' فما ربحت تجارتهم و ما کانوا مهتدین !

اصل واقعہ کے انکشاف سے یہ تمام امور پوري طرح واضح هو گئے هیں -

مجھے جس واقعہ کي اطلاع ملي تھي ' پہلے اُسے دهرا لیجیے :

" ڈپٹي کمشنر صاحب نے مالک مسلم گزٹ کو بلا کر کہا کہ وہ مولوي سید سلیم صاحب کو ایڈیٹري سے علحدہ کردیں' نیز وہ لکھنؤ سے چلے جائیں ' ورنہ وہ مجبور هونگے کہ مسلم گزٹ پر مقدمہ دائر کریں اور اس طرح مالک مسلم گزٹ بھي مصیبت میں مبتلا هو -

اسي وقت میر جان صاحب مولوي صاحب کے پاس آئے اور انسے کہا کہ آپ فوراً لکھنؤ سے چلے جائیں - مولوي صاحب اسي وقت پہلي گاڑي میں لکھنؤ سے روانہ هوگئے - اس صحبت میں ایک اور صاحب بھي موجود تھے - اس واقعہ کے وهي راوي هیں"

یہ کہنے کي ضرورت نہیں کہ مسلم گزٹ کے متعلق ابتداء اشاعت سے حکام شہر کن خیالات میں سرگرم رهتے تھے ؟ پچھلي دفعہ جب میں لکھنؤ میں تھا تو میر جان صاحب اکثر ڈپٹي کمشنر صاحب کے پاس آتے جاتے تھے کیونکہ جس پریس میں مسلم گزٹ چھپتا تھا ' اس نے آیندہ چھاپنے سے انکار کردیا تھا اور قاري عبد الولي مالک اسي پریس سے نیا ڈکلیریشن دلایا گیا تھا -

میر جان صاحب نے مجھہ سے بارها کہا کہ مسٹر فرزند نہایت برهم هیں اور مسلم گزٹ میں جو کچھہ حادثۂ کانپور کے متعلق لکھا جا رها ہے ' اس سے انکي آشفتہ مزاجي انتہائي درجہ تک پہنچ گئي ہے -

میں پسند نہیں کرتا کہ پرائیویٹ ملاقاتوں کي گفتگو سے اخبار کي کسي بحث میں کام لوں ' اسلیے اس حصے کو زیادہ تفصیل سے نہیں لکھونگا -

بہر حال اسکے بعد میں مسوري چلا گیا اور واپس هوتے هوے راہ هي میں یہ واقعہ معلوم هوا کہ مولوي سلیم صاحب الگ کردیے گئے هیں -

مالک مسلم گزٹ نے تو خاموشي اختیار کرلي لیکن پچھلي کونسل میں صاحب سوال کیا گیا کہ " کیا یہ سچ ہے کہ ایڈیٹر مسلم گزٹ کے علحدہ کردینے کیلیے مالک پر زور ڈالا گیا اور کہا گیا کہ اگر عدم تعمیل مقدمہ چلایا جائیگا " ؟

تو جواب ملا :

" سوال میں اصلي واقعات نہیں بیان کیے گئے - مسلم گزٹ کے مالک و پبلیشر نے جس تحریري بیان کے ذریعہ دستبرداري مجسٹریٹ کو یہ بتایا کہ ہے کن وجوہ کي بنا پر ایڈیٹر علحدہ کیا گیا؟ اسکے انگریزي ترجمہ کي ایک نقل میز پر موجود ہے "

(مالک مسلم گزٹ کا تحریري بیان)

بوجہ وفات اپنے خسر کے میں گذشتہ ۱۲ ماہ یعني جون و جولائي میں فرخ آباد میں تھا - ان ۱۲ ماہ کي اندر عموماً اور خصوصاً ۱۹ - جولائي کے مسلم گزٹ کي اشاعت کا لہجہ معاملات مسجد کانپور کے متعلق بوجہ مولوي رحید الدین سلیم ایڈیٹر مسلم گزٹ کي خود رائي اور ضد کے قابل اعتراض تھا - اسکے لیے مجھے انتہا درجہ کا افسوس ہے - بوجہ ایڈیٹر کے اپني خود رائي پر قایم رہنے کے مجھے اندیشہ ہے کہ با وجود میري موجودگي اور میرے سخت اقتدار کے' انکو خود رائي سے روک نہیں سکونگا ' اور ایسي حالت میں انکے تمام غیر معتدل رجحان کي ذمہ داري میرے سر عاید ہوجائیگي - اس وجہ سے ' اور نیز انھوں نے جو قابل اعتراض رویہ اختیار کیا ہے بطور اسکي سزا کے' آپکي تجویز کے مطابق مولوي رحید الدین سلیم کو ایڈیٹري سے برخاست کرتا ہوں - میں مسلم گزٹ کي آیندہ اشاعت میں ان قابل اعتراض مضامین کي اشاعت پر افسوس ظاہر کرونگا -

دستخط : میر جان مالک و پبلیشر مسلم گزٹ

حادثۂ کانپور

تصحیح و تصدیق

حادثۂ کانپور میں شہدا کي تعداد کے متعلق ابتداء واقعہ هي سے پبلک میں تشویش و اضطراب پیدا ہوا اور وہ بدستور قائم ہے - لوگ عقلاً بھي اس امر کے سمجھنے سے اپنے دماغ کو عاجز پاتے ہیں کہ پانچ سو سے زاید کارتوسوں کا جنگي اسراف صرف تیرہ چودہ انسانوں کي لاشوں هي کو تڑپا سکا ؟

اسي سلسلے میں ایک مراسلہ روزانہ معاصر زمیندار لاہور میں شائع ہوئي تھي جس کے نیچے ایک هندو زمیندار (رام ناتھ وستھي) کے دستخط تھے - یہ مراسلہ الہلال نمبر (۱۲) میں بھي نقل کي گئي ہے -

اس چٹھي میں نامہ نگار نے دو واقعہ بیان کیے ہیں :

(۱) " ہم نے اپني آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاوہ شہر میں جہاں کہیں مسلمان نظر پڑے ' بندوقوں کے فیر سے ہلاک کردیے گئے "

(۲) " کوئي دیڑھ سو لاشیں بوروں میں بند کرکے دریا میں ڈالدي گئیں "

ہم ان دونوں حصوں کي مزید تحقیق میں برابر مصروف رہے اور اب اپني راے اس چٹھي کي نسبت شائع کرتے ہیں -

پہلا واقعہ جن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے ' ضرور ہے کہ انکي تصحیح کردي جاے - جن معاصرین نے اس چٹھي کو شائع کیا ہے انکا بھي فرض ہے کہ اسکي طرف متوجہ ہوں - بظاہر الفاظ مندرجہ صدر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ ۳ - اگست کو مچھلي بازار کے علاوہ تمام شہر کانپور میں بھي جہاں جہاں مسلمان پائے گئے ' پولیس نے انھیں قتل کر ڈالا ' حالانکہ یہ امر عقلاً بعید اور خلاف واقعہ ہے - اگر ایسا ہوا ہوتا تو آج کانپور میں سیکڑوں گھروں سے اپنے اعزا و اقارب کي مفقود الخبري کي صدائیں بلند ہوتیں اور اس حادثے کے بعد یکایک کانپور کي آبادي گھٹ جاتي - حالانکہ اسکے بعد ہزاروں مسلمان بدستور کانپور میں نظر آئے اور بہت سے محلے ہونگے جہاں سرے سے کوئي حادثہ ہوا هي نہ ہوگا -

پس اصل یہ ہے کہ صاحب مراسلہ نے اپنے مطلب کیلیے صحیح الفاظ نہیں پاے - "جہاں کہیں" سے اسکا مقصود یہ نہوگا کہ تمام شہر میں " جہاں کہیں " پاے گئے ہلاک کردیے گئے ' بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ حادثہ ' مچھلي بازار کي مسجد هي تک محدود نہ رہا ' اسکے علاوہ بھي دیگر مقامات میں مسلمانوں پر حملہ کیا گیا - چنانچہ اسکي تصدیق دیگر وقائع نگاروں کے بیانات اور اطراف مچھلي بازار کے آثار و علائم سے بخوبي ہوچکي ہے ' اور ہم نے ذاتي طور پر بھي جس قدر تحقیق کیا ' اس خیال کیلیے قوي وسائل و ذرائع موجود پاے -

دوسرے واقعہ میں ڈیڑھ سو لاشوں کا دریا میں پھینکا جانا بیان کیا گیا ہے - اس بیان میں مراسلہ نگار منفرد نہیں بلکہ شہر کي عام افواہ بھي ابتداء حادثہ سے یہي ہے ' اور ہر شخص جو اس واقعہ میں مدعا علیہ کي حیثیت نہ رکھتا ہو ' اس امر کے ماننے پر مجبور ہوگا کہ جو تعداد شہداء حادثہ کي بیان کي گئي ہے ' وہ اپنے دیگر متعلقہ واقعات کے ساتھ کسي طرح بھي سمجھ میں نہیں آتي -

اب رہا بوریوں میں بند کرکے دریا میں ڈالا جانا ' تو قطع نظر اسکے دیگر وسائل علم کے ' یہ فرض در اصل پولیس کا ہے کہ وہ بتلاے کہ اگر بوریوں میں بند کرکے دریا میں نہیں ڈالا گیا ہے ' تو پھر پانچ سو سے زاید کارتوسوں کے نشانے کہاں غالب ہوگئے ؟

چٹھي کے اس حصے کي نسبت بھي ہم نے تحقیق کیا اور نہایت قابل غور مواد اسکے متعلق ہمارے سامنے موجود ہے - لیکن چونکہ اب حادثہ کانپور کے متعلق ہر بات مقدمۂ زیر عدالت کا راز بنگئي ہے ' اسلیے ہم اس وقت انھیں ظاہر نہیں کرینگے - ممکن ہے کہ اس سے ہمارے مقدمات کو نقصان پہنچے -

برقست رفت سپید

دولۃ علیہ و بلغاریا

حوادث و انقلابات کي نسبت پیشینگوئي کرنا حقیقت یہ ہے کہ سطح ادراک بشري سے مافوق امر ہے : لا تدري نفس ما ذا تکسب غدا (۳۱ : ۳۷) کل تک بلگیریا جو سرخیل فتنہ گران بلقان اور اشد اعداے اسلام تھا ' کون کہہ سکتا تھا کہ اس درجہ مجبور ہوجاے گا کہ استانۂ باب عالي پر عاجزانہ سر جھکا دیگا ' جسپر وہ کئي بار جھک چکا تھا مگر اب اسے عار تھا ؟

۲۳ - ستمبر تک ریوٹر کا بیان تھا کہ امور ثانیہ پر ترکي اور بلگیریا میں اختلاف باقي ہے اور دستخط نہیں ہو سکے ' بلکہ ۲۶ - کا تار تھا کہ بیقاعدہ ترکي فوج تھریس میں دیہاتوں کو جلا رہي ہے ' اور دو ہزار پناہ گیر دیدي عاج آچکے ہیں - آخر کامل ایک ہفتہ کي خاموشي کے بعد ۲۹ - ستمبر کو اوسنے سنایا کہ صلح نامے پر فریقین کے دستخط ہوگئے ' اور پھر ۳۰ - کو اوسنے وہ خبر سنائي ' جو یقیناً اوسکو سنانا پسند نہ تھي ' یعني " بلگیریا نے ترکوں کے اکثر مطالبات قبول کرلیے ' تمام قدیم و جدید مقبوضات بلگیریا میں مسلمانوں کے وہي حقوق تسلیم کیے گئے جو طوائف نصرانیہ کو ترکوں نے اپني بے تعصبي سے اپني حکومت میں دے رکھے ہیں " اس خبر کے جزء ثانی متعلق حقوق اسلامیہ کو ریوٹر نے ایک

عجیب متحسرانہ اور قابل رحم لہجہ میں ادا کیا ہے' یعنی افسوس کہ "صلح نامہ نے قدیم و جدید صوبہائے بلگیریا میں مسلمانوں کو نہایت آزادانہ اور وسیع مراعات عطا کیے' ان مراعات و استحقاقات کا جو مسلمانوں کو ملے ہیں ' مقابلۃ وہی درجہ ہوگا جو فرق نصرانیہ کو ترکی میں حاصل ہیں "

اختتام صلح پر فریقین کے طرفسے صدر اعظم اور جنرل ساوف Savoff نے نہایت دوستانہ اور واثقانہ تقریریں کیں' باب عالی کا بیان ہے کہ شرائط صلح یونان کیلیے' شرائط صلح بلگیریا' بعینہ اساس و بنیاد ہونگے -

ان تمام مناظر صلح میں کوئی منظر ایسا نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ترکی کی روش یونان کے ساتھ کیا ہوگی ؟ لیکن ریوٹر کا بیان ہے کہ ترکی و بلگیریا کا یہ مصالحانہ اتحاد بلقان کے دور جدید کی تمہید ہے' جس میں یونان کیلیے سخت خطرات درپیش ہیں -

دولـــۃ علیہ و یـــونان

ان خطرات کی حقیقت چند ترکی جرائد کے بیانات ہیں جنکو ریوٹر اپنے قیاس کی تائید میں پیش کرتا ہے - چنانچہ ایک ترکی اخبار یونان کو دھمکی دیتا ہے کہ :

" وہ فوراً متنبہ ہو کہ " سالونیکا " اور " ایپروس " سے اسکو بالآخر نکلنا پڑیگا "

ایک دوسرا ترکی اخبار کہتا ہے :

" یونان اور سرویا ' ترکی بلگیریا کی متحدہ قوت حربیہ کے سامنے بالکل بے حقیقت ہیں ' ترکی اور بلگیریا کا اتحاد یقیناً اسکے اعمال مستقبل کیلیے ضامن ہے "

ان خیالات کی فی الحقیقۃ کوئی حقیقت ہو یا نہو' لیکن جیسا کہ باب عالی کے طرز بیان سے ظاہر ہے ' کم و بیش انہیں شـــروط مناسـبہ پر وہ یونان سے بھی صلح کریگا جن پر بلغاریا سے کرچکا ہے ' اور یہ بھی ایک واقعہ ہے (جیسا کہ ریوٹر کا بیان ہے) کہ ایشیاء کوچک کی ترکی فوج میں نقل و حرکت پیدا ہو رہی ہے -

یونان خود ان واقعات و حوادث سے مضطرب ہے - شاہ یونان جو ابھی ابھی جرمنی و فرانس سے اپنے اعمال نصرانیہ کے صلہ میں تمغۂ تحسین و امتیاز مانگ رہا تھا ' مضطربانـہ مراجعت کررہا ہے ۲۶ - کا پیام ہے کہ یونان ترکی سے انعـقاد مجلس صـلح کی تحدیدی تاریخ پوچھ رہا ہے - ۲۷ - کا تار ہے کہ ایشیاء کوچک میں ترکی فوج بڑے پیمانـہ پر طیاری کررہی ہے ' یونان کا شاہی جہاز شـاہ کی سواری کیلیے روانـہ ہوگیا ہے' یونانی افسر اپنی اپنی رخصتوں پر سے طلب ہو رہے ہیں ' اور پھر اس سے بھی تسلی نہیں ہوتی تو اسی تاریخ کو دول کے نام مراسلـہ (اپیل) کرتا ہے کہ " للہ دیدی غاج کے مسئلہ میں توقف نہ کیجیے کہ ترکی کی بے قاعدہ فوج کے وجود سے مشکلات و خطرات میں افـزائش ہو رہی ہے " لیکن اب تـک دول کی طرف سے کوئی جواب شائع نہیں ہوا - ۲۷ - کو خود شاہ یونان لندن پہونچ گیا اور یونانی وزیر نے سراۃ ورۃ گرے سے وزارت خارجیہ میں مـلاقات کی -

ترکون نے تاریخ صلح کے متعلق ۲۸ - کو جواب دیا کہ بلـگیریا کے بعد ہی یونان سے معاملہ صلح شروع ہوجاے گا - لیکن بلگیریا و ترکی کے اتحاد نے مشکلات کو خطرناک حد تـک پہونچا دیا ہے اور ترکی اخبارات با علان دیدی غاج ہی کا نہیں بلکہ سالونیکا اور ایپرس کا بھی مطالبہ کررہے ہیں - ۲۸ - کا بیان ہے کہ مغربی تھریس میں دوسو یونانی قتل کردیے گیے' لیکن عجیب تر یہ کہ قاتلین کا نام مذکور نہیں - ۲۹ - کو شاہ یونان لندن سے یونان جانے کیلیے روانہ ہوگیا -

البانیوں کے مظالم کا بیان حسب معمول مبالغہ آمیز ہے -

ادھر ۲۴ - کا پیغام ہے کہ مالتی نگرو کے ساتھ ساتھ سرویا کی حالت بھی قابل اطمینان نہیں -

خود بلگیریا کا سرکاری اعتراف ہے کہ ۲۲ - ستمبر کو ۶ - ہـزار مسلح البانیوں اور سرویا کے دو سوار دستوں کے مابین دو گھنٹے تـک جنـگ جاری رہی' بالآخر سرویا کی فوج شکست کھا کر رتچاوز Ritchevs کی طرف ہٹ گئی -

پھر ۲ - ستمبر کا تلغراف جو بلگریڈ سے بھیجا گیا ہے ظاہر کرتا ہے کہ ۵۰ ہزار البانی جدید طرز کی بندوقوں اور میکسم توپوں سے آراستہ نہایت کامیابی کے ساتھ پریزرنڈ Prezrend کی طرف کوچ کر رہے ہیں' جو سرویا کی نئی سرحد ہے - سرویا نئی کمک سرحد کی طرف بھیج رہا ہے' لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ سرویا کی فوج کو انقطاعی حملہ کے لیے طیار ہونے میں ابھی کئی دن درکار ہونگے -

معالات یہانتک پہونچ چکے ہیں ' لیکن کیا البانیاں اس آسانی سے سرویا کو مٹا دیگا ؟ نہیں بلکہ ایک ہاتھہ فوراً غیب سے ظاہر ہوگا اور حسب دستور واقعات کے صفحہ کو الٹ دیگا - چنانچہ وہ ہاتھہ بلند ہوتا ہوا نظر آرہا ہے جو ہمیشہ مسیحی عدل و انصاف کی اعانت کیلیے بلند ہوتا رہا ہے ' یعنی برطانیہ کا دست مشورہ و تحریک !

لندن سے ۲۷ - کا تار پہونچا ہے کہ برطـانیہ ایک مـدت سے تحریک کر رہی ہے کہ ایک بین الملی کمیشن تحـدید حدود البانیا کیلیے متعین کیا جاے - اسٹریا کے سوا اور حکومتوں نے اسکو منظور کرلیا ہے اور اپنے اپنے طـرف سے کمیشن کے ارکان بھی مقرر کر دیے - آسٹـریا کو عـذر تھا کہ اسکـو اپنی طرف سے بھیجنے کے لیے کوئی لائق شخص نہیں مـلا ' اب اوسکا بیان ہے کہ ایک افسر سے پوچھا گیا ہے - اگر اوس منظور کرلیا تو امید ہے کہ وہ شریک ہوسکے گی -

غـــزوۂ طـــرابـلس

عربی اخبارات تو غزوات و فتوحات طرابلس سے ہمیشہ لبریز رہتے ہیں لیکن دشمنوں کو یقین نہیں آتا - بہر حال انـگریزی اخبارات میں طرابلس کا نام ہی آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی تـک بہادر و غیور عرب سرفروش راہ اسلام ' اور مصروف دفاع وطن مقدس ہیں -

گذشـتہ ہفتہ میں اطالی جنـرل کے قتل کی خبر آئی تھی ' اس ہفتہ روما سے ۳۰ - ستمبر کی اطلاع ہے کہ :

" اطالی فوج کے ڈویژن نمبر ۴ - نے باغیوں (؟) کی ایک بہت بڑی جماعت کو جو " تل الکازا " Telcaza اور سیدی راغہ Sidirafa میں خیمہ زن تھی' ۲۶ - اور ۲۷ - ستمبر کو دو دن کی سخت لڑائی کے بعد سارانیکا سے نـکال دیا ' اطالی فوجون کا کمانڈر جنرل ریناي Vimai تھا - روئیں تن اطالیون کے ۴ - سپاہی مقتول اور ۲۴ - مجروح ہوئے - عربون نے " حسب دستور " ہزیمت اٹھائی اور چار سو مقتول اپنے پیچھے چھوڑ گئے "

لیکن کیا عجیب امر ہے کہ عرب ہر ہفـتہ شکست کھا کھا کے پیچھے ہٹتے جاتے ہیں مگر اطالیا کے سلسلۂ فتوحات میں کبھی کسی جدید زمین کا اضافـہ نہیں ہوتا ؟

مغـــرب اقصـــی

ہفتہ ماضی میں خبر تھی کہ مراکشی رسولی اسپینی فوجون کو دبا رہا ہے' اس ہفتہ لندن کا ایک تار ۳۰ - ستمبر کو پہونچا ہے کہ میدرید (پایہ تخت اسپین) سے خبر آئی ہے کہ جنرل سلوسٹر نے ایک سخت معرکہ کے بعد رسولی کو ایک نہایت اہم جنگی موقع سے جسپر وہ قابض تھا' ہٹا دیا ہے ' اس سخت و عظیم معرکہ میں صرف چار اسپینی کام آئے !!

الهلال

۲۹ شوال ۱۳۳۱ هجری

الهلال پریس کی ضمانت

ایک نہایت اہم خزینۂ مدافعت کی تاسیس

ہندوستان دفاع مطابع و جرائد ہند

یعنی

انڈین پریس ایسوسی ایشن

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

ذوق عمل اور اس کی افزائش

تعزیر کے بعد

و اعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدوالله و عدوكم و اخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم -
(۸ : ٦٢)

(الهلال اور پریس ایکٹ)

الهلال پریس کي ضمانت کے واقعہ کو میں جو زیادہ اہمیت دینا نہیں چاہتا تھا - اور نہ کوئي ایسي غیر معمولي بات سمجھتا تھا جس کو بار بار لکھا جاے - میں نے ہمیشہ اپنے ان معاصرین کو نہایت سخت ملامت کي نظروں سے دیکھا ہے ' جو ایسے موقعہ پر شکوہ و شکایت کا دفتر کھول دیتے ہیں ' اپني خدمات اور حسن نیت کا یقین دلاتے ہیں ' اور بار بار کرانا چاہتے ہیں کہ با ایں ہمہ ہم وفادار ہیں !

لیکن مجھے انکي سعي لا حاصل پر ہمیشہ افسوس ہوتا ہے - شکایت وہاں ہوني چاہیے جہاں توقع ہو - لیکن جبکہ اصلیت معلوم اور مشکل لاعلاج ' تو پھر کم از کم اپني استقامت کا وقار تو نہ کھویئے !

وہ اپني خو نہ بدلیں گے ' ہم اپني وضع کیوں چھوڑیں ؟
سبک سر ہوکے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟

بسا اوقات کي سعي عدالت کے اندر کي جاتي ہے اور اپني وفاداري کا یقین وہاں دلائیے جہاں صرف غیر وفاداري ہي جرم ہو - لیکن پریس ایکٹ کا دیوتا صرف غذا چاہتا ہے - اسکو غذا کي قسم سے بحث نہیں - پھر اختیار غیر محدود ' مرافعہ کا دروازہ مقفل ' اور وفاداري و بے وفائي ' امن پسندي و بغاوت ' خیر خواہي و بد خواہي ' حق گوئي و کذب پسندي ' کوئي حالت ہو ' اسکے

بڑھے ہوے ہاتھہ کو روکنے کیلیے کوئي پناہ نہیں : مثلہ کمثل الذاب ' ان یعمل علیہ بلہث ' او اتترکہ ' یلہث - (۷ : ۱۷۵)

(الهلال اور دعوة احیاء اسلامي)

البتہ یہ ضرور تھا کہ الهلال کي حالت عام حالت سے مختلف ہے - وہ کوئي سیاسي اخبار نہیں ہے بلکہ ایک دیني دعوة اصلاح کي تحریک ہے ' جو مسلمانوں کے اعمال میں مذہبي تبدیلي پیدا کرنا چاہتي ہے - اسکا ایڈیٹر بھي صرف یہي ایک دیني حیثیت رکھتا ہے ' اور مقامي گورنمنٹ اسکي اس حیثیت سے بے خبر نہیں - بلا شبہ ملک کے بعض واقعات و حوادث کے متعلق اسمیں اظہار راے کیا جاتا ہے ' لیکن وہ بھي محض دیني اور اسلامي نظر سے ' اور انہي اصولوں کے ماتحت ' جو ایک متبع قران کیلیے اسکے فرائض دینیہ میں داخل ہیں -

پس الهلال اور پریس ایکٹ کا سوال بالکل اسلام اور پریس ایکٹ کا سوال ہے ' اور اگر گورنمنٹ الهلال کے کاموں پر مطمئن نہیں ' تو اسکے صاف معني یہ ہیں کہ وہ اُس دنیا کے عظیم الشان مذہب کي تعلیمات کي طرف سے غیر مطمئن اور مشتبہ ہے ' جسکے چالیس کرور پیرو اکناف عالم میں موجود ہیں ' اور ۸۰ - ملین خود برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہندوستان کے اندر پھیلے ہوے ہیں -

الهلال اپنے ہر خیال کو خواہ وہ کسي موضوع سے تعلق رکھتا ہو ' محض اسلامي اصولوں کے ماتحت ظاہر کرتا ہے ' اور کوي اواز ایسي بلند نہیں کرتا ' جو اسلام کے قانون و دستور العمل ' یعني قران کریم سے ماخوذ نہو - اسکے عقیدے میں ہر وہ پالیٹکس جو اسلامي تعلیم سے ماخوذ نہیں کفر ہے ' اور اس نے اپني وفاداري و بغاوت کا سررشتہ بھي مثل اپنے تمام سررشتہ ہاے عمل کے ' اسلام کے مقدس اور الہي احکام کے سپرد کر دیا ہے - پس اگر وہ وفادار اور امن پسند ہے ' تو وہ نہیں ہے بلکہ اسلام ہے ' اور اگر وہ جادۂ وفاداري سے منحرف ہے ' تو اسکے صاف معني یہ ہیں کہ خود مذہب اسلام سررشتہ اطاعت و بغاوت ہی ہے پھر اگر الهلال پریس ایکٹ کي دفعات کے تحت میں آسکتا ہے ' تو ہم کو اُس دن کا منتظر رہنا چاہیے جب پریس ایکٹ کي دفعہ ۱۲ - کے بموجب " قران کریم " نامي ایک کتاب کا بھي سوال پیدا ہوجائیگا ' اور برطاني قوانین کا یہ عجیب الخلقت فرزند اپنے سامنے صرف الهلال کے دار الاشاعت ہي کو نہیں ' بلکہ چالیس کرور پیروان قران کو پائیگا جو انمیں ہر دفعہ کے بموجب مجرم ہونگے ' اور ہر شخص کے ہاتھہ میں ایک حکم نامہ ہوگا ' جسمیں لکھا ہوگا کہ " سات دن کے اندر دو ہزار روپیہ عدالت میں داخل کردو "

(فتح و شکست)

الهلال پریس کي مقامي گورنمنٹ اس مسئلہ سے نا واقف نہ تھي - یہ ایک نیا مسئلہ تھا ' جو صرف الهلال ہي سے تعلق رکھتا تھا - اسلیے پریس ایکٹ کي مطاق العنانیوں سے تو نہیں ' لیکن الهلال کي اس حیثیت خاص کي بنا پر اسکا سوال عام حالات سے بالکل مختلف تھا اور اسي لیے قابل غور ہوگیا تھا - اسکا مسئلہ کسي پریس کا مسئلہ نہ تھا جہاں اخبار چھپتا ہو ' بلکہ اسلامي تعلیم کي ایک تحریک دعوت کا سوال تھا ' اور پبلک دیکھنا چاہتي تھي کہ گورنمنٹ ہندوستان کے موجودہ عہد کے ایک ہي مذہبي اور اسلامي رسالے کي نسبت کیا کرنا چاہتي ہے ؟

لیکن حالات میں تغیر ہوا ' زمین کي با اختیار عمارتوں میں جبکہ سناٹا تھا ' تو پہاڑ کي چوٹیوں پر سے مخفي صدائیں اٹھیں - عاقبت اندیشي اور دانشمندي نے کہ خاموش تھي ' شکست کھائي ' اور شخصي ناداني اور بے صبري کو کہ منتظر مہلت تھي ' فتح ہوئي - اسي اثنا میں مشہور ہوا کہ ہز یکسلنسي گورنر جنرل شملہ تشریف لیگئے ہیں - پھر اسکے بعد ہي الہلال کي ضمانت کا واقعہ زمانے کے سامنے پیش آگیا -

یہ فتح و شکست جو تحمل و بے صبري کے مقابلے میں ہوئي ' یہ عزل و نصب جو دانشمندي و ناداني میں ہوا ' یہ ایاب و ذہاب ' جو عقلمندي کي خاموشي اور ناداني کي جلدي میں نظر ایا ' اگرچہ اپنے عواقب و نتائج کے لحاظ سے افسوس ناک ہو ' تاہم اُن لوگوں کیلیے توکچھہ موثر نہیں ہوسکتا ' جنکي استقامت اور تزلزل کي رزمگاہ الحمد للہ کہ شملہ اور دارجلنگ کي چوٹیوں سے بھي بلند تر ہے ' اور جو اپنے عزائم امور کا سررشتہ خود اپنے ہاتھوں میں نہیں رکھتے ' بلکہ نظام عالم کي اس انتہاي طاقت کے سپرد کرچکے ہیں ' جسکے وجود کي دنیا میں سب سے بڑي نشاني سچائي اور ہدایت کي فتح اور باطل و عدوان کا خسران ہے :

بـرو ایں دام بـر مـرغ دگـر نـہ
کہ عنـقا را بـلند ست آشیـانـہ !

انکي کامیابي و ناکامي کا میدان اُس زمین پر نہیں ہے ' جہاں چاندي اور سونے کے سکوں اور قانون کي بخشي ہوئي ازادي سے زندگي ملتي ' اور اُسرو فقر سے ہلاکت پیدا ہوتي ہے ' جہاں ساز و سامان سے قوت ' اور بے سروسامني سے بیچارگي ہے ' جہاں دنیوي حکومتوں کي نظر مہر مدارج و مراتب کو بڑھاتي ' اور نگہ قہر عزت و قوت کو گھٹاتي ہے ' جہاں انساني ارادہ حکمراں ' اور اولاد آدم کا نفس مالک جزا و سزا ہے ' بلکہ وہ عجائب قدرت رباني اور خوارق نصرت الہي کي اُس ارض مقدس پر اپني فتح و شکست کے معرکے کو پاتے ہیں ' جہاں گلیم فقر سے عظمت شاہي کا ہاتھہ ٹکراکر چمکتا ' اور زندان مصائب کے اندر سلطان حریت کا تخت جلال و عظمت بچھتا ہے ' جہاں ظاہرکي بے سروساماني کے اندر باطني سازوسامان پرورش پاتے ' اور صورت کے ضعف و مسکنت کے اندر سے قوت و سطوت کا جمال معني پرتو افگن ہوتا ہے - جہاں حیات کا سرچشمہ موت ہے ' اور جہاں کي زندگي یہاں کي موت سے شروع ہوتي ہے ' جہاں کي فتح یہاں کي شکست میں مضمر ہے ' اور پھر اس سماء ارضي کے نیچے کون ہے ' جو وہاں کي فتح کو شکست سے بدل سکے ؟ ولنعم ما قیل:

جمال صورت اگر واژ گوں کنم ' بینند
کہ خرقۂ پشمیني طـلاء مو باف ست

ومن الناس من یشري نفسہ ابتغاء مـرضات اللہ ' واللہ رؤف بالعباد (۲ : ۲۰۷)

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقـاموا ' تتنـزل علیھم الملائـکہ الا تخافوا ولا تحـزنوا ' وابشـروا بالجنـۃ التـي کنتـم توعدون - نحن اولیائکم في الحیوۃ الدنیا و في الاخـرۃ ' ولکم فیھـا ما تشتھـي انفسکـم ولکم فیھا ما تدعون !!

نزلا من غفـور رحیـم -
ومن احسن قولا ممن دعا الي اللـہ و عمـل صالحا و قال انني من المسلمین - (۴۲ : ۳۳)

"جن لوگوں نے اللہ کي ربوبیت کا سچا اقرار کیا اور پھر خدا پرستي کي راہ میں استقلال کے ساتھہ جمے بھي رہے ' تو اُن پر ضرور اُسکي ملائکۂ رحمت کا نزول ہوگا ' جو انکو بشارت دینگے کہ نہ تو رہ ' نہ ڈریں اور نہ کسي طرح غمگین ہوں - نصرت و کامیابي کي وہ بہشت مراد ' جسکا تم ایسے خدا پرستان مستقیم سے وعدہ کیا گیا تھا ' اب تمہارے ہي لیے ہے - پس اسمیں رہو اور بے فکر و غم ہوکر خوشي مناؤ - دنیا کي زندگي میں بھي ہم تمہارے حامي ہیں اور آخرت میں بھي ناصر و مددگار رہیں گے - وہاں بھي تمہارے لیے عیش و نعائم کي بہشت ہوگي - تم جس راحت کو طلب کروگے ' موجود پاوگے - یہ تمام کامیابیاں اور نصرت و فلاح خداء غفور و رحیم کي طرف سے تمہارے لیے ہے - پس اُس سے بہتر اور دنیا میں کس کي صدا ہوسکتي ہے ' جو اللہ کے بندوں کو اللہ کي طرف بلائے ' اعمال صالحہ اختیار کرے ' اور کہے کہ "میں اللہ کے آگے سر جھکا دینے والوں میں سے ' یعنے مسلم ہوں"

مبیں حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

خدا کے کارزبار انسان کي ضد اور ہٹ سے بے پروا ہیں ' اور اگر انسان کي سمجھہ اُسکي نا سمجھي سے شکست کھا جاتي ہے ' تو اسکے بندے اپنے صبر و استقامت کو شکست خوردہ کیوں پائیں ؟

ولن الظالمین بعضھم اولیاء بعض ' واللہ ولي المتقین (۴۵ : ۱۸)

پس گورنمنٹ کا رویہ کتنا ہي افسوسناک ہو ' لیکن میري نظر میں تعجب انگیز کبھي بھي نہیں رہا - البتہ جو لوگ ایسے موقعوں پر اپني بریت کي کوشش کرتے ہیں ' اور اپنے جرم کي تلاش میں بے فائدہ نکلتے ہیں ' انکي حالت یقیناً تعجب انگیز ہے - کیا جرم حق گوئي سے بھي بڑھکر اور کوئي جرم ہوسکتا ہے ' جس کي پاداش و سزا کے استقبال میں آنہیں تامل ہے ؟

جرم منست پیش تو گـر قـدر من کم است
خـود کـردہ ام پسنـد خـریـدار خویش را

(اظہار حسیات ملیہ و اعانت ادارۂ الہـلال)

بہر حال خواہ کیسے ہي حالات ہوں ' لیکن تاہم میں اس واقعہ کو کسي طرح کي بھي اہمیت دینا پسند نہیں کرتا تھا - اسلیے کہ خلاف توقع نہیں ' اسلیے کہ تعجب انگیز نہیں ' اسلیے کہ ایک عامۃ الورود ' اور سب سے آخریہ کہ بالکل منتظر و موعود تھا -

مقامي گورنمنٹ اور زمانہ اس امر سے بے خبر نہیں کہ اگر ادارۂ الہلال چاہتا تو اپني ایک صداء مختصر کے ساتھہ ہي تمام ملک کو اس واقعہ کي طرف متوجہ کرلیتا - کم از کم کلکتہ میں تو اسکے لیے صرف ۲۴ - گھنٹے کافي تھے ' لیکن میں نے پسند نہیں کیا کہ ایک معمولي سي بات کو وقت سے پہلے اہمیت دي جاے -

(والقیت علیک محبۃ مني - ۲۰ : ۳۹)

اس مادہ پرستي کے قرن میں خدا کا نام لیتے ہوے بہت سي روحیں ہیں جو شرماتي ہیں ' مگر میں کیا کروں کہ میري روح کي تو تسکین صرف اسي نام میں ہے - میں دیکھتا ہوں کہ اسکے عجائب کاروبار قدرت میں سے ایک کرشمۂ محیر العقول یہ بھي ہے کہ وہ جب کسي تخم کي پرورش کرتا ' اور کسي شاخ کو درخت بلند قامت بنانا چاہتا ہے تو اپنے بندوں کے ہاتھوں میں سے اپنے دست قدرت کو بڑھاتا ' اور انکے داؤں میں سے اپني روح محبت کو ظاہر کرتا ہے - پھر اقلیم قلوب میں اضطراب ' اور صفوف ارواح میں حرکت و اضطرار پیدا ہوجاتا ہے - کوئي دل نہیں ہوتا جو اس تخم کي محبت سے خالي ہو ' اور کوئي روح نہیں ہوتي جو اُس آسماني درخت کي الفت کو اپنے اندر سے دور کرسکے -

الهلال پریس کے قیام کے ساتھہ ہی اس عاجز نے اس قدرت الہیہ کے حقائق کا نظارہ کیا، اور گذشتہ ایک سال تین ماہ کے اندر شاید ہی کوئی ساعت دن ایسے گذرے ہوں، جو اس غیبی نصرت کے نشانات و آیات سے خالی رہے ہوں - میں ایک بے سروسامان ارادہ، ایک تلخ و ناگوار متاع، ایک بے پروا و مستغنی صدا لیکر آیا تھا - عجز و تذلل اور مداهنت و اعتراف جو جلب همدردی و توجہ انظار کا سب سے زیادہ موثر نسخہ ہے، میرے پاس نہ تھا، بلکہ اسکی جگہ حق پسندی کی تند مزاجی، اور نہی عن المنکر کی سخت گیری نے میری متاع سخن کے ہر حسن کو عیب بنا دیا تھا -

پھر یہ کیا تھا کہ ایک شش ماہی کے اندر ہی حالات منقلب اور نتائج معجز عقول تھے؟ وہ کون تھا جس نے اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی انگلیوں سے پکڑ کے پھیر دیا، اور دوستوں کو گرویدہ، خصومت پسندوں کو دوست، اور الد الخصام کو کفر کی جگہ نفاق پر مجبور کردیا؟ یہ کس عجائب کار کی کرشمہ سازی تھی کہ لوگ پھولوں کے ڈھیر پر سے گذرکر اسکی طرف بڑھے، جسکے ہاتھہ میں پھولوں کے گلدستے کی دلفریبی نہیں بلکہ نوک نشتر کی چمک تھی؟ اگر یہ اُسی کی کارسازی نہ تھی تو پھر کون تھا، جس نے ایک مطعون امرا، مبغوض حکام، اور مردود ارباب اقتدار و عز و جاہ کی محبت کو ہزاروں کے دلوں میں جگہ دیدی، اور جنھوں نے اس سے انکار کیا، وہ یا تو خاسر و نا مراد ہوے، یا پھر اسی کی سی صدائیں بولکر اپنے لیے بھی جگہ ڈھونڈھنے لگے؟ افسحر هذا، ام انتم لا تبصرون؟ (۵۲ : ۱۵) افمن هذا الحدیث تعجبون و تضحکون و لا تبکون، و انتم سامدون؟ (۵۳ : ۵۹) و ان فی ذلک لایات، و ما یعقلها الا العالمون (۲۹ : ۴۲)

(اصرار و انکار)

اس عاجز نے گو ارادہ کرلیا تھا کہ واقعۂ ضمانت کے متعلق اس کے سوا اور کوئی کارروائی بالفعل نہیں کی جائیگی کہ مطلوبہ رقم عدالت کے سپرد کردی جاے، لیکن اللہ تعالے کے اس لطف و کرم اور اسکے عباد مخلصین و مومنین صادقین کی محبت فرمائیوں نے چار پانچ دن کے اندر ہی اپنے اظہار حسیات مخلصانہ و ابرازات عواطف غیورانہ سے بالکل مجبور کردیا -

باہر کے احباب و مخلصین کا ابھی ذکر نہیں کرتا - سب سے پہلے اپنے اُن اخوان طریقت کے جوش اخلاص کا شکر گذار ہونا چاہیے جنکی تعداد الحمد اللہ کہ شہر کلکتہ اور اطراف و نواح میں اسقدر موجود ہے، کہ اگر دو دو پیسہ فی شخص بھی قبول کرلیا جاتا تو اسکی مجموعی تعداد صرف شہر کے اندر دو ہزار روپیہ سے یقیناً متجاوز ہوتی!

ان مخلصین صادقین نے متعدد تجویزیں اسکی نسبت پیش کیں، لیکن اس فقیر نے ہر تجویز کو بشکریۂ تمام نامنظور کردیا کہ اسکی نسبت اپنے قلب کا فتوی نہ تھا، اور "استفت قلبك" (اپنے دل سے ہر مرقعہ پر فتوی طلب کرو) کے روحانی اصول کو مسلمانوں کے تمام اعمال و افعال کا دستور العمل ہونا چاہیے -

آخری تجویز یہ تھی کہ باہر کے احباب سے انکار کردیا جاے، لیکن کم از کم ہر برادر طریقت کو ایک ایک آنے کے دینے کا موقع دیا جاے تاکہ اس ذریعہ سے اندازہ ہوسکے کہ الہلال کی ضمانت کی چوٹ کتنے دلوں پر جاکر لگی ہے؟ لیکن اس عاجز نے عرض کیا کہ ابھی ان باتوں کا وقت نہیں آیا - فجزاهم الله تعالے عنی و عن الاسلام و المسلمین خیر الجزا، و وفقنا الله سبحانه و ایاهم لما یحبه و یرضاه فی العمل و الاعتقاد!

اسکے بعد عام قارئین الہلال و عموم ارباب ملت و اصحاب غیرت کی جماعت محترم ہے، جن کے بے شمار تلغرافات و مکاتیب ہر ڈاک کی تقسیم میں پہنچنا شروع ہوگئے، اور ان میں سے بعض نے باصرار خواہش کی کہ فہرست اعانت میں انکو شرکت کا موقع دیا جاے، لیکن جواب میں شکریے کے ساتھہ اس سے روکا گیا، تاہم انھوں نے اپنی رقوم روانہ کردیں - بعض نے اسکا بھی انتظار نہیں کیا اور ضمانت کی خبر سنتے ہی حسب استطاعت روپیہ بھیجدیا - از آنجملہ فقیر کے مخلص و محب قدیم جناب (حاجی مصلح الدین) صاحب ہیں، جنھوں نے بغیر ہیچ گونہ پرسش و دریافت، سو روپیے دفتر میں بھیجدیے - اور اسکا سلسلہ برابر جاری ہے -

پہلے دن جس قدر منی آرڈر ان رقوم کے آے انکو بشکریۂ تسلم واپس کردیا گیا، لیکن دوسرے دن جب پھر روپیہ پہنچا تو میں نے ایک دوسری حالت، اور ایک بالکل مختلف اثر کو سامنے پاکر مکرر غور کیا کہ اب کیا کیا جاے؟

ضمانت دی جا چکی ہے - ادارۂ الہلال سر دست کسی طرح کا بار اپنے لیے قوم پر ڈالنا نہیں چاہتا - تاہم خلوص نیت اور جوش اسلامی نے جس انفاق فی سبیل اللہ کی راہ کھول دی ہے، اور باوجود اسقدر شدید مخالفت و اعراض کے احباب کرام ہیں جو اپنے لطف و کرم سے باز نہیں آتے، تو پھر مجھے کیا حق ہے کہ اُس شے کو واپس کردوں، جو حق پرستی اور نصرت صداقت کے نام پر سچے دلوں اور پر خلوص ہاتھوں نے پیش کی ہے؟

یہ خیال تھا جو اللہ نے میرے دل میں ڈالا -

پس میں نے روپیہ وصول کرلیا اور لوگوں سے کہدیا کہ باسم "ضمانت الہلال" روپیہ لینے کیلیے میں اب آمادہ ہوگیا ہوں - البتہ اس حکم ضمانت کے نقصان مالی کی تلافی کیلیے نہیں، آیندہ کے تحفظ کیلیے نہیں، اپنی کسی ذاتی غرض اور شخصی جلب نفع کے خیال سے نہیں، بلکہ ایک نہایت اہم اور اقدم ترین ملکی ضرورت کیلیے، جسکا زخم مدت سے محتاج مرہم، اور جس کا دکھہ عرصے سے فغان سنج مداوا ہے - وہ ایک نہایت مقدس اور قابل احترام تحریک ہے، جو افکار انسانی کی حریت کی حفاظت چاہتی ہے، ملک کو استبداد فکر و تقید لسان و خیال کی تحقیر سے بچانے کی آرزومند ہے، سرزمین ہند کی ہر بہتری اور اسکے باشندوں کی ہر فلاح کی اصل بنیاد، اور ملکی ارزوں کو پامالی سے محفوظ رکھنے کیلیے ایک اشرف و اعلی جہاد فی سبیل اللہ ہے - وہ جس طرح ملک اور رعایا کیلیے خیر خواهانه جذبات پر مبنی ہے، اُس سے کہیں زیادہ حکومت و ارباب حکومت کیلیے سب سے بڑی نیکی اور سب سے زیادہ مفید خیر سگالی ہے -

انڈین پریس ایسوسی ایشن

(مجلس دفاع مطابع و جرائد هند)

یعنے ایک متحدہ اور طاقتور انجمن کا قیام، جس کا مقصد هندوستانی پریس کے حقوق کی حفاظت ہو -

الہلال کی ضمانت کیلیے جسقدر روپیہ همدردان ملت عطا فرمائیں گے، وہ اس انجمن کیلیے ابتدائی اور تاسیسی فنڈ کا کام دیگا اور اسکے ذریعہ سے ایک خزینۂ دفاع حقوق مطابع (پریس ڈیفنس فنڈ) کی بنیاد پڑجائیگی -

ارباب درد و کرم کیلیے اب پورا موقع ہے کہ الہلال کی ضمانت میں حصہ لیں -

زميندار اور الهلال کا اب تذکرہ لا حاصل ہے - مرض عالمگیر اور سیلاب ہر طرف رواں ہے - مجھے اپنے معاملات کي کچھہ بھي فکر نہیں - میں نے روز اول ہي سے اعلان کر دیا تھا کہ اگر میرے کاموں میں صداقت ہوگي تو اسکي قوت ہر حال میں نا قابل تسخیر ہے ' اور اگر نیتوں میں کھوٹ ہوگا تو باطل اپني تباہي کا بیج خود اپنے اندر رکھتا ہے ' اس کے لیے پریس ایکٹ کي ضرورت نہیں - لیکن ۔۔۔ یہ ہے کہ اس مطلق العنانہ استبداد کي تیغ سے اب کسي ہستي کو امان نہیں - جو حالات نظر آ رہے ہیں' انکي پیشین گوئي مستقبل کے متعلق موجودہ حالت سے بھي زیادہ مخدوش ہے - جب روزانہ (حبل المتین) کلکتہ کو بھي پریس ایکٹ سے پناہ نہ ملي' جس نے موجودہ اسلامي جوش وحرکت میں حصہ لینے کا کوئي جرم نہیں کیا - محض واقعات و اخبار کي اسکے ذریعہ شہر میں اشاعت ہو جاتي تھي' تو پھر ظاہر ہے کہ اوروں کو شکوہ و شکایت کا کیا موقع ؟

پریس ایکٹ کا جس وقت نفاذ ہوا تھا ' کہا گیا تھا کہ صرف تین سال کیلیے ہے - اب وقت آگیا ہے کہ ملک کا تمام تعلیم یافتہ اور حق پسند طبقہ اپني متحدہ قوت سے اسکا قانوناً مقابلہ کرے اور استبداد و مطاق العناني کے اس دھبہ سے اپني گورنمنٹ کا دامن پاک کرنے ' جس کے ساتھہ ایک لمحہ کیلیے بھي کوئي ائیني نظام حکومت جمع نہیں ہوسکتا - (کامریڈ) پریس کے پچھلے مقدمے میں ہندوستان کي سب سے بڑي عدالت کے سب سے بڑے جج نے جو رائیں دي ہیں ' انکے بعد بھی ملک کا اسطرف متوجہ نہونا غفلت و نادانی کي ایک بدترین مثال ہوگي - اگر ایک ایسي انجمن قائم ہوگئي ' تو اسکے ذریعہ ہندوستاني پریس کي ہر شاخ کو تقویت پہنچ سکے گي' اور پریس ایکٹ کے سوال کو اس زور و قوت کے ساتھہ اٹھایا جا سکے گا جو یقیناً کسي آخري فیصلے تک ملک کي رہنمائي کریگا -

(اعیان مطابع بنگال کي ہمدردي)

مجھکو نہایت خوشي ہوي' جب میں نے اپنا یہ خیال مقامي معاصرین عظام کے آگے پیش کیا ' جنکا حلقہ في الحقیقت ہندوستاني پریس کا سب سے زیندہ رقیع حصہ ہے - انھوں نے ہر طرح شرکت و اعانت کیلیے فوري آمادگي ظاہر کي - علي الخصوص مشہور آنریبل (بابو سریندرر ناتھہ بنرجي) چیف ایڈیٹر (بنگالي) بمجرد استماع مقصد ' سرگرم کار و سعي فرمائي ہوگئے - اسي طرح بمبئي کے انگریزي و گجراتي اخبارات میں سے بعض اخبارات نے تارکے جواب میں بذریعہ تار ہر طرح کي آمادگي ظاہر کي ہے -

اب ضرورت صرف اسکي ہے کہ اردو پریس کے تمام ارکان اس تحریک اہم کے خیر مقدم کیلیے مستعد ہوجائیں اور اپنے اپنے صفحات کا ایک بڑا حصہ اسپر غور و بحث و تشویق و ترغیب فراہمي اعانت کیلیے وقف فرما دیں -

الفدہ نمبر میں اس مجلس کے متعلق مزید تفصیل الہلال میں شائع کي جائیگي -

(طلب اعانت)

آخر میں مکرر اعلان کرتا ہوں کہ جو حضرات الہلال کي ضمانت کے واقعہ سے متاثر ہوکر امداد اعانت فرمے ہیں - اب ادارۂ الہلال بکمال تشکر و امتنان انکي اعانت قبول کرنے کیلیے مستعد ہوگیا ہے ' کیونکہ وہ في الحقیقت " انجمن دفاع مطابع ہند" کے فنڈ کي بنیاد ہوگي - میرے بنگالي دوستوں نے دریافت کیا کہ اگر انجمن قائم ہوگئي تو مسلمانوں کے طرف سے کس قدر مالي مدد ملے گي ؟ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ انکے جوش حیات کا اور ہماري افسردگي کا زمانہ ہے - میں نے کہا کہ جو قوم ایک ماہ کے اندر حادثۂ کانپور کیلیے ایک لاکھہ روپیہ جمع کرسکتي ہے' باوجود ان موانع کے جو اس راہ میں حائل تھے ' وہ اب ایک ایسے کام کیلیے جسکے بغیر نہ مسجد کانپور کیلیے صدا بلند ہوسکتي ہے اور نہ شہداء اسلام کي داد خواہي کیلیے ' کیوں قیمتي سے قیمتي مالي ایثار کا ثبوت نہ دیگي ؟

واللہ المستعان و علیہ التکلان -

اصل روا و رابطہ را !

(ایک مراسلہ)

ضرورت ہے کہ ہر فرد مسلم سلسلۂ اخوت میں باقاعدگي کے ساتھہ مربوط ہو - اسکے لیے ذیل کي تدبیر خیال ناقص میں ہے جو قوم کے فوائد کے خیال سے بغرض اشاعت و اعلان اور حصول آرا ارسال خدمت اقدس ہے -

(١) ایک باقاعدہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کي قایم مقام جماعت کسي مناسب حصہ ملک میں بحصول کثرت آراء عام مسلمین قایم کیجائے -

(٢) ہر شہر بلکہ ہر قصبہ میں جماعت مذکورہ کے ماتحت مقامي جماعتیں بحصول اکثریت مسلمانان مقامي قائم کیجائیں - ان جماعتوں کا مقصد اصلي مسلمانوں کے جذبات و حقوق کي نگراني اور حصول نتائج و انجام دہي امور کي کما حقہ کوشش کرنا ہو - طریق اجراے کار یہ ہے کہ مسلمان اخبارات تجویز ہذا شایع کرکے خواہش کریں کہ فلاں تاریخ تک عام طور پر مسلمانان ہندوستان ' ہندوستان کے تین یا پانچ اشخاص (جتنے مناسب ہوں - میري ناقص میں تعداد جسقدر کم ہو بہتر ہے) منتخب کرکے تحریرات جداگانہ یا متفقہ کے ذریعہ انکے نام کسي ایک معتبر مسلمان اخبار (الہلال بہتر ہے) کو بھیجدیں - مدیر اخبار چند مقامي معتبر اشخاص کے نزدیک ان آرا کو محفوظ رکھیں - اور تاریخ مقررہ پر اشخاص مذکورین کے موجودگي میں بلحاظ اکثریت' صاحبان مجوزہ میں سے ارکان جماعۃ قایم مقام مسلمانان ہندوستان کو منتخب کرکے اعلان کردیں -

اب جماعت مذکورہ مقررہ کي جانب سے اعلان ہو کہ ہر شہر و قصبہ کے مسلمان اپنے اپنے شہر و قصبہ کے تین تین معتبر و معتمد اشخاص کے نام دفتر جماعت میں بھیجدیں - جب یہ نام موصول ہوں تو تاریخ مقررہ پر بلحاظ اکثریت انتخاب کرکے صاحبان مذکورہ و عامہ مسلمین کو بذریعہ اعلان و تحریر اطلاع دیدیجاے کہ فلاں شہر میں فلاں فلاں اشخاص کي " جماعت ماتحت انجمن قایم مقام مسلمان ہند " قایم کردیگئي ہے اور اس جماعت ماتحت کے لیے چند مختصر آسان قواعد منظبط کردیے جائیں - اوس جگہ کے مسلمانوں کو اپنے عام جذبات اور شکایات کي اطلاع اور علاج کار کیلیے سعي' جماعت مقامي مذکورہ سے کرنا چاہیے - جماعت مقامي کو حسب ہدایات جماعت اعظم دورہ کرنا چاہیے - ایک نہایت ہلکا چندہ عامہ مسلمین پر قائم کردیا جاے جو جماعت مذکورہ کي ضروریات میں کام آے - مثلا ایک آنہ في کس في ماہ ' جو زیادہ دے فجزاہ اللہ خیرا - اسطرح متصل خدا سے امید ہے کہ مسلمانوں کي درماندگي کا پروردگار عالم علاج فرما دے - (از خریدار الہلال نمبر: ٢٦٦٨)

الحریة فی الاسلام

نظام حکومة اسلامیه

وامرهم شوری بینهم (۴۲ : ۳۶)

(۵)

توطیة مباحث آتیه

اور مباحث گذشته پر ایک اجمالی نظر

گزشته نمبر مین قلت گنجایش ' اور صفحات سابق و لاحق کے پہلے چھپ جانے کی وجه سے مضمون بالکل ناتمام چهوڑ دینا پڑا ' اسلیے آج پہلے اُسکا بقیه حصه درج کرتے هیں اور اسکے بعد اصل موضوع کے مطالب آتیه کی طرف متوجه هونگے -

بقیه مقالهٔ سابقه

(٤)

موجوده جمهوریت و حریت کا پہلا سال سنه ۷۹ - سمجها جاتا هے جبکه ۱۴ - جولائی سے (انقلاب فرانس) کی تحریک کا آغاز هوا اور رجال انقلاب نے مشهور قلعه (باستیل) پر قبضه کرلیا -

یه زمانه اگرچه انسانی جذبات کی شورش و طوائف الملوکی کا ایک هیجانی دور تها اور ایک عهد کے اختتام کے بعد اور دوسرے کے آغاز سے پہلے ایسا هونا ضروری هے ' تاهم ایک جمعیة وطنیه موجود تهی جو اسوقت تمام اعمال و امور انقلاب کی حکومت اپنے هاتهون مین رکهتی تهی ' اور یه برابر قائم رهی ' تاانکه سنه ۱۷۹۱ - مین اُس نے فرانس کے پہلے دستور کا اعلان عام کیا -

یه جمعیة انقلاب سے پہلے ۱۷ - جون سنه ۱۷۸۹ - کو قائم هوی تهی اور تمام دور انقلاب اسی کے زیر حکومت رها -

(واقعهٔ باستیل) کے بعد ۴ - اگست کی شب کو جمعیة نے اپنا مشهور "منشور انقلاب" شایع کیا تها جس نے تاریخ مین اولین " فرمان حریة " کے لقب سے جگه پائی هے - اسمین انقلاب کی تکمیل کا اعلان تها اور دنیا کو بشارت دی گئی تهی که وه شاهد حریة ' جو اپنی رونمائی مین انسانی خون اور لاش کی پہلی قربانی قبول کرچکی هے ' اب وقت آگیا هے که برقعه اُلٹ دے اور دنیا کے سامنے اپنا نظارهٔ امن عام کردے !

اس منشور مین سب سے پہلے نظام حکومة قدیمه کی بعض خصوصیات بتلائی تهیں ' پهر مقصد انقلاب کی تصریح کی تهی ' اخر میں اعلان عام تها که پچهلے عهد کے تمام اعمال و اثار ایندہ کے لیے کالعدم قرار دیے جاتے هیں -

اس منشور مین لکها تها که قدیم نظام حکومت کا سب سے بڑا عذاب انسانیت پر یه تها که پادشاه کا تسلط جزو کل پر حاوی تها - اور اسکو " رئیس مطلق " کی حیثیت بغیر کسی مراقبة و مسئولیت کے حاصل تهی -

پهر اُسکے بعد ایندہ حالت کی الفاظ ذیل مین تصریح کی تهی :

" جمعیة وطنیه نے جو کچهه کیا هے ' اسکا خلاصه یه هے که اُس نے حکومت مطلقه سے پادشاه کو محروم کردیا ' وه ملک و امته کو اسکا مستحق قرار دیتی هے -

آج کے دن سے حکومة مطلقه منهدم هوگئی ' اور اهل وطن مین باهم امتیاز و فضیلت کا دور ختم هوگیا - اب ملک پادشاه سے ' اور وطنیة عدم مساوات سے آزاد هے !

جمعیة وطنیه گزشته زمانے کے ان تمام اثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتی هے جنکی وجه سے حریت و مساوات اور حقوق عامه کو ایک ادنے سے ضرر کا بهی احتمال هے -

اب نه ارباب عزو دولت کیلیے کوئی امتیاز باقی رها ' نه زمینداروں کیلیے حق فضیلت و استیلا - وراثت سے کوئی حق پیدا نهیں هوتا ' اور نه طبقات و مدارج کا اختلاف کوئی شے هے - تمام القاب و خطابات جو کل تک لوگون کو حاصل تهے ' آج کے دن سے یقین کرلیا جاے که بالکل بیکار و کالعدم هوگئے هیں -

محض وراثت کی بنا پر کسی کو حکومت سے وظیفه نهیں ملسکتا - کسی جماعت کو یا کسی فرد واحد کو ایک ادنے سا بهی امتیاز اُن قوانین عامه سے بری هونے کا نهیں جو هر فرد سی پر نافذ هونگے "

(۵)

مبادی حریة

لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئی قانون مرتب نهین هوا تها - ایک مجلس تشریع (واضع قوانین) قائم کی گئی تهی " تاکه فرانس کا دستور مرتب کرے - اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادی دستور و حریت کے چند دفعات مرتب کیں " اور انهی کو تمام نظامات و قوانین کا اساس و اصل الاصول قرار دیا -

یه مبادی حریت ایک اعلان کی صورت میں قلمبند کیے گئے تهے اور سنه ۱۷۷۹ - میں چهپکر جمعیة کی طرف سے شایع هوے تهے -

حقوق انسانی کا یورپ مین اعلان

ان مبادیات کا خلاصه یه تها :

" انسان ازاد پیدا هوتا هے اور ازادی هی کیلیے زنده رهتا هے - تمام انسان بلحاظ حقوق مساوی هیں -

حقوق طبیعی پانچ هیں : حریت ' تملک ' امن ' مقاومة -

(حریت) کے معني یہ هیں کہ انسان کو قدرت حاصل هو کہ هر اُس کام کو کرسکے ' جسے بغیر کسي دوسرے کو نقصان پہنچاے وہ کرسکتا هے -

(تملک) سے مقصود اپني ملکیت صحیح و قانوني کے قبض و تصرف کے کامل حق کا ملنا هے - یعنی هر شخص اپنی امـلاک کا مالـک هو اور کوئی اس سے چھین نہ سکے - .

(امن) سے مقصود یہ هے کہ هر شخص اپني جگہ پر محفوظ و بے خطر هو اور صرف قانون کي خـلاف ورزي هی کي ایـک صورت ایسي هو' جو اسکے امن میں خلل ڈال سکے -

(مقاومۃ) سے مقصود جور و ظلم اور حملۂ و اقدام مجرمانہ کي مقاومت هے - یعنے هر شخص اپني حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کي قدرت رکھتا هو' ظلم و جور کے خلاف احتجاج (پروٹسٹ) کرسکے -

قانون ارادۂ عامہ کا مظہر هے - پس هر وطني کو حق هو کہ وہ ذاتي طور پر یا بتوسط وکلا مجلس اعلی (سینٹ) میں شرکت کرسکے -

هر وطني بلحاظ وطني هونے کے یکساں حکم سے موثر هو - اس بنا پر هر شخص کیلیے ممکن هو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلی سے علی وظیفہ کو حسب اقتدار و اهلیت حاصل کرسکے -

کسي انسان کیلیے کسي حالت میں جائز نہو کہ وہ کسي انسان کو قید کرسکے یا اور کوئي ایسا هي سلوک کرسکے - الا انهي صورتوں میں ' جو قانون نے مقرر کردي هوں ' اور اسي طریقہ پر' جو اُس نے قرار دیدیا هو - کسي شخص کیلیے جائز نہیں کہ وہ کسي دوسرے کو اپني راے کے اظہار سے روکے ' اگرچہ وہ دیني هو اور عام اعتقادات دینیہ کے مخالف - البتہ اُس صورت میں اسکا اظہار روکا جاسکتا هے جبکہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کیلیے مضر هو -

هر وطني کو پورا حق حاصل هے کہ اپني راے و فکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے ' یا چھاپ کر شائع کرے -

اسي طرح هر وطني کو حق توزیع و اشاعت حاصل هے -

" حق تملک " ایک مقدس حق هے - کسي شخص کي طاقت نہیں کہ کسي کي ملکیت اس سے چھین سکے - البتہ مصالح عامہ سب پر مقدم هیں - لیکن اسکے لیے بھي جب تـک قانوني ضـرورت نہو' کوئي شخص اپنی ملـکیت سے دست بردار هونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا -

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادي مقاصد میں سے هے کہ " حق حکم و تسلط " اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملـک کو حاصل هو - جمیع ابناء وطن اپنے تمام حقوق میں مساوي هوجائیں ' حریت سے متمتع هوں اور هر طرح مامون و مصئون رهیں - پس امت فرنساوي کا شعار وطني حریت ' مساوات ' اور اخوت قرار پایا هے "

یہ ایـک حقیقت هے کہ یورپ کي موجودہ جمهوریت کا مبدء سعادت مجلس تشـریع فـرانس کا یهي اعـلان تها - تاریخ نے اسے " اعـلان حقوق الانسان " کے لقب محتـرم سے محفوظ رکھا هے اور همیشہ محفوظ رکھیگی -

(٦)

هم نے اس حصۂ بیان کو اسلیے کسي قدر طول دیا ' تاکہ انقلاب فرانس کي انتهائي حد حریۃ و جمهوریت سامنے آجاے - نیز اندازہ کیا جاسے کہ یورپ کي موجودہ جمهوریت کے خلاصۂ امور و مبادي نظام و اساس کیا کیا هیں ؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت و مساوات اور جستجوے حقوق انساني کي انتهاي سرحد تهي - یهي مبادي حریت هیں جنکو انساني آزادي کے سب سے آخري سوال کے جواب میں آج یورپ بتلا سکتا هے -

اس اعلان مبادي حریت میں بھي در اصل وهي ایک اصل اصول حریت اُسکی هر دفعہ کے اندر موجود هے' جسکي طرف گذشتہ نمبر میں هم اشارہ کر چکے هیں - تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاهیں تو صرف یهي هوگا کہ " السلطۃ للامۃ " یعني حق حکم و تسلط صرف اُمت هي کیلیے هے -

چنانچہ اسکے بعد یهي اصل اصول فرانس کي تمام دستوري اور جمهوري جماعات کے پیش نظر رها - انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹري حکومت موجود تهي لیکن شاهي حقوق و تسلط اور کلیسا کا عالمگیر استبداد اسدرجہ قوي تها کہ در اصل ایک شخصي تخت شاهنشاهي حکومت مقیدہ کے نام سے حکمراني کر رها تها -

انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق هوگئي - ایک گروہ ملوکي مگر دستوري و مقید حکومت قائم کرنا چاهتا تها - گروہ غالب یهي تها اور اسکے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تها - دوسرا گروہ خالص جمهوري حکومت کے نظام بناتا تها - یہ جماعت اگرچہ قلیل تهي مگر عوام اور کاشتکاروں پر اسکا اثر حاوي تها - ۱۰ - اگست سنہ ۱۷۹۲ - کو اس جماعت نے پیرس کے دیہاتیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایـک ایسے نئے دستور کا اعلان کردے ' جو پادشاہ کے وجود سے بالکل مستغني هو -

اس غرض سے ایک نئي مجلس کا انتخاب هوا - منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹي قائم کي جسکے اکثر اعضاء ' مشهور انقلابي مصنف' جان روسو Roussedu (۱) کے شاگرد تهے - انهوں نے اسي اصل اصول کو تمام نظام و قوانین کا محور قرار دیا کہ " السلطۃ للشعب وحدہ " حکم و تسلط صرف قوم هي کیلیے هے - اور ایک نیا نظام مرتب کیا جو ملکیۃ (شاهي شرکت) سے بالکل خالي تها - یہ نظام تاریخ انقلاب میں " دستور سنہ : ۱۷۹۳ " کے لقب سے مشهور هے -

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھي قائم نہ رها - یہ دور انقلاب در حقیقت انساني جذبات کي شورش' اذهان کي طوائف الملوکي' اور طبیعت انساني کے مطالبات مفرطہ کا ایک هیجاني دور تها - فرانسیسي قـوم جو مـدت سے معطـل تهي ' سوچ سکتي تهي مگر کچھ کر نہیں سکتي تهي - لوگوں کي مثال (بقول ویکٹر هیوگو victor Hugo) " بالکل اُن قیدیوں کي سي هوگئي تهي ' جو مدۃ العمر قید خانے میں رهکر آزاد هوے هوں اور جیل کے احاطے سے نکلکر جب آسمان کي کھلي فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران هوکر رهجائیں کہ اب اُنهیں کیا کرنا چاهیے ؟ "

یہ حالت قدرتي هے اور هميشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیاني حصہ دنیا نے ایسي هي حالتوں میں کاٹا هے -

(۱) جان جاک روسو مشهور فرانسیسي مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکین اولین میں سے هے - سنہ ۱۷۵۶ - میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کي صورت میں شائع کیے - اسمیں هر طـرح کے استبـداد دیني و ملوکي کو ظلم و معصیت بتـلایا تها اور جمهوري حکومت کي اهل فرانس کو ترغیب دي تهي - جمهوري حکومت کے اُس نے متعدد نظام مرتب کیے تهے ' اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعات میں مساوات قرار دیا تها - سنہ ۱۷۱۲ - میں پیدا هوا اور سنـہ ۱۷۶۶ - میں بعالم دیوانـگي وفات پائي - نغمات موسیقیہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا بھي موجد هے -

فرانس بھي اسي ميں مبتلا تھا - دستور مرتب ہوتے تھے اور پھر نئے دستور کا مطالبہ کیا جاتا تھا - حکومتیں تعمیر کي جاتي تھیں اور پھر ڈھائي جاتي تھیں - سنہ ۱۷۹۵ - میں نئے دستور کا اعلان ہوا اور سنہ ۱۷۹۹ تک قائم رہا - اسي اثنا میں فرانس اور یورپ میں جنگ شروع ہوگئي جسکي بناء معرکہ در اصل فرانس کا انقلاب حکومت ھي تھا - اس بیروني مصروفیت سے اندروني نزاعات کي قوت معماً گھٹ گئي - یہاں تک کہ حالات نے ایک دوسرے انقلاب کا صفحہ الٹا اور ملوکیت جو فرانس سے چلي گئي تھي ' پھر دوبارہ بلالي گئي -

اب تک سر رشتۂ حکومت ڈائرکٹروں کي ایک جماعت کے ہاتھہ میں تھا اور مختلف اداري و تشریعي' اور نیابي و انتخابي مجالس قائم تھیں - اب انھوں نے دیکھا کہ زیادہ عرصے تک حکومت اپنے قبضے میں نہ رکھہ سکیں گے - وضع ملکي کو کسي نہ کسي طرح جنگي مہلت سے فائدہ اٹھا کر بدل دینا چاھیے - اسي سیاست کا نتیجہ وہ انقلاب ثاني تھا ' جو ۱۸ - نومبر سنہ ۱۷۹۹ - کو وقوع میں آیا ' اور مشہور فاتح یورپ : (نپولین بونا پارٹ) کي اعانت سے پانچ سو نائبین ملک کي مجلس فوجي قوت سے توڑ دي گئي ' اور اس طرح عہد (کراموئل) کي تاریخ انگلستان کا پھر اعادہ ہوا ' جس نے شخصیت کو شکست دیکر' پھر خود اپني شخصیت سے ملک کي جمہوریت کو شکست دي تھي !

اب ایک نئي مجلس اس غرض سے منتخب کي گئي کہ نئے نظام و دستور کو مرتب کرے - چنانچہ آٹھویں سال انقلاب کا دستور شائع کیا گیا - یہ دستور في الحقیقت (بونا پارٹ) کا گھڑا ہوا ایک کھلونا تھا ' جو فرانس کو بہلانے رکھنے کیلیے بنایا گیا تھا - بظاہر ایک جمہوریت قائم کي گئي جسمیں دستور - مہوري کے تمام اعضاء و جوارح موجود تھے' مگر دماغ کي جگہ ایک فنصل کا عہدہ قائم کیا گیا جو بیس برس کیلیے نامزد کیا جائیگا اور جو جمہوریت کے طرف سے فرانس پر حکومت کریگا - تمام عمال کا تعین ' تمام فوج کي قیادت ' صلح و جنگ کا اختیار' تمام اداري و تنفیذي قوی کا سررشتۂ آخري' اسکے سپرد کر دیا گیا - اسکي معاونت کیلیے دو نائب بھي رکھے گئے مگر في الحقیقت وہ اپنے تمام کاموں میں ایک خود مختار حکمراں اور شہنشاہ مطلق تھا -

اس جمہوري شہنشاھي کے تخت پر (نپولین بونا پارٹ) متمکن ہوا -

(۷)

یہ سب کچھہ ہوا لیکن انقلاب فرانس اپنا کام پورا کر چکا تھا - فرانس پر یہ دور بھي گذر گیا - اسکے بعد ملوکیۃ و مطلق العناني کا ایک نیا دور شروع ہوا - تمام یورپ میں' نظام مقیدہ کي حکومت داخل ہوئي - فرانس میں بھي انگریزي نظام دستوري قائم کیا گیا - با ایں ہمہ آخر میں فتح جمہوریت ھي کو ہوئي اور وھي انقلاب فرانس کا قائم کردہ اصل اصول بغیر کسي تغیر کے تمام قوانین کا بنیاد قرار پایا کہ " السلطة للشعب وحده ! "

یورپ کے دیگر حصص میں اگرچہ اس انقلاب کا اثر ملوکیۂ مقیدہ سے آگے نہ بڑھا ' مگر في الحقیقۃ ہر دستور و نظام حکومت میں بصور مختلفہ یہي اصل الاصول کام کر رہا ہے -

(تتمہ)

اس مضمون میں جا بجا حکومت مقیدہ ' ملوکیہ ' دستوري' وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ھیں - حکومت " مقیدہ " سے مقصود وہ نظام حکومت ہے جسمیں گو پادشاہ کے حقوق و تسلط حکم کو برقرار رکھا گیا ہو' لیکن قانون و آئین کي پابندي کے ساتھہ حکومت کي جاے - " ملوکیۂ مقیدہ " سے بھي وھي مقصود ہے - " دستوري " سے مقصود پارلمینٹري حکومت ہے - جسمیں پادشاہ قانون و جماعت کے ماتحت ہو' اور یہ " نظام انگریزي " کے لقب سے مشہور ہے - صرف " ملکیہ " سے مراد حکم مطلق یا شخصی حکومت ہے - " جمہوري " نظام حکومت پادشاہ کے وجود سے بالکل خالي ہوتا ہے - حکومت صرف ملک کي اکثریۃ کرتي ہے اور نظم اداري کیلیے ایک شخص باسم صدر منتخب کرلیا جاتا ہے - یہي طرز حکومت آجکل امریکہ اور فرانس اور بعض چھوٹي چھوٹي جمہوریتوں کا ہے -

اجکل کي اصطلاح کے مطابق اسلام ملکیۃ مقیدہ یا نظام دستوري انگلستان کے مطابق حکومت قرار نہیں دیتا جیسا کہ غلطي سے بعض لوگ سمجھتے ھیں ' بلکہ اسکا نظام خالص جمہوري اور شائبہ تشخص و ملکیۃ سے کلیۃ پاک ہے - کما سیأتي انشاء اللہ تعالی -

مکتوب آستانۂ ہمایوں

الہلال ایڈیا نوپل میں

مولانا دام مجدکم ! آپ ہندوستان میں بیٹھے اپنے قلم و زبان اور علم و فضل کو وقف راہ ملت کر رہے ھیں لیکن آپکو معلوم نہیں کہ جو حروف آپکے قلم سے نکلتے ھیں ' انکے نقوش کہاں کہاں اور کن کن کے دلوں میں اپنا گھر بناتے ھیں ؟

۹ - ملي سنہ رواں کے الہلال میں بعنوان "صفحة من تاريخ الحرب" ایک عجیب و غریب سلسلہ مضامین چھپا ہے - جسمیں دنیا ي بعض مشہور مدافع قوموں کے جانفرشانہ عزائم و اعمال کا حال لکھا ہے - یہاں (قسطنطنیہ میں) اب سے ۲۰ - روز قبل وہ ایک جماعت کے مطالعہ میں آیا اور اس نے پورے مضمون کا ترکي میں ترجمہ کرکے متعدد اخبارات میں شائع کر دیا - جو آپکي نظر سے گذر چکے ہونگے - نیز انھیں بجنسہ ادریا نوپل ایک ایسے بزرگ شخص کے پاس بھیجا ' جس نے اپني ہستي خدمت ملت و اسلام کیلیے نذر کردي ہے - اور جس سے آپ بخوبي واقف ھیں.....

کسقدر خوشي اور ناز کي بات ہے کہ ادریا نوپل میں یہ مضمون صرف پڑھا ھي نہیں گیا اور اسکے سحرکار اور شعلہ افروز افکار نے دلوں کو مسخر ھي نہیں کیا ' بلکہ اسپر پورا پورا عمل بھي کیا گیا - اور آج پندرہ دن سے ادریا نوپل اور قرق کلیسا کي تمام مسلم آبادي کیا مرد کیا عورت ' بلا لحاظ سن و سال قلعے اور مورچے طیار کر رھي ہے ' اور جو تصویر آپنے اھل قرطاجنہ کے دفاع کي کھینچي تھي ' وہ اسکي در و دیوار کے نیچے بجنسہ نظر آ رھي ہے !!

وثوق کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے - کہ ۲۲ - ھزار آدمیوں کي رات دن کي محنت کي بدولت اسوقت ادریا نوپل سابق سے چہار چند مستحکم اور مدافعت کے قابل ہوگیا ہے !

خدا آپ کو اس عظیم الاثر اسلامي خدمت کا اجر عطا فرماے - یہاں کے تمام سربرا وردہ حلقے الہلال کے تذکرے سے معمور ھیں -

۲۸ - رمضان المبارک

Imperial Fabrique de Heriki (Turkey)

ہرکہ - فابریقۂ ہمایوني

ادبیات

نظم کومة الامیه

مساوات اسلامي

(بدر) مین معرکه آرا جو هوا لشکر کفر * (عتبهٔ ابن ربیعه) تها امیر العسکر
سب سے چلے وهي میداں میں بڑها تیغ بکف * ساتهه اک بهائي تها، اور بهائي کے پهلو مین پسر
اس طرح اُس نے مبارز طلبي کي پکار: * "مرد میداں کوئي تم میں هو تو نکلے باهر"
سنکے یه لشکر اسلام سے نکلے پیهم * تین جانباز که اک ایک تها اوسکا همسر
سامنے آئے جو یه لوگ تو (عتبه) نے کها: * "کس قبیله سے هو؟ کیا هے نسب جد و پدر؟"
بولے: "هم وه هیں که هے نام همارا انصار * هم میں شیدائي اسلام هے هر فرد بشر
جاں نثاران رسول عربي هیں هم لوگ * اک اشاره هو تو هم کاٹ کے رکهدیتے هیں سر
بولا (عتبه) که "بجا کهتے هو جو کهتے هو * مگر افسوس که مغرور هے اولاد مفر
تم سے لڑنا تو همارے لیے هے مایهٔ عار * که نهین تیغ قریشي کے سزاوار، یه سر"
کهکے یه اوسنے کیا سرور عالم سے خطاب: * "اے محمد! یه نهین شیوهٔ ارباب هنر
جنگ نا جنس سے معذور هین هم آل قریش، * بهیج اونکو، جو هوں رتبه مین همارے همسر
آپ کے حکم سے انصار پهر آئے صف مین، * حمزهٔ و حیدر کرار نے لي تیغ و سپر
ان سے (عتبه) نے جو پوچها نسب و نام و نشاں * بولے یه لوگ که "هاشم کے هین هم لخت جگر"
بولا (عتبه) که "نهین جنگ سے اب همکو گریز * آؤ، اب تیغ قریشي کے دکهائین جوهر"

* * *

یا یه حالت تهي که تلوار بهي تهي طالب کفو * یا مساوات کا اسلام کے پهیلا یه اثر:
بارگاه نبوي کے جو مؤذن تهے (بلال) * کرچکے تهے جو غلامي مین کئي سال بسر
جب یه چاها که کریں عقد مدینه مین کهین * جائے انصار و مهاجر سے کها یه کهل کر:
"مین غلام حبشي، اور حبشي زاده بهي هوں، * یه بهي سن لو که مرے پاس نهین دولت و زر
ان فضائل په مجهے خواهش تزویج بهي هے، * هے کوئي، جس کو نه هو میري قرابت سے حذر؟"
گردنین جهک گئے یه کهتي تهین که "دل سے منظور" * جس طرف اُس حبشي زاده کي اوٹهتي تهي نظر!!

* * *

عهد فاروق مین جس دن که هوئي اونکي وفات، * یه کها حضرت (فاروق) نے با دیدهٔ تر:
"آج هم گیا آج زمانے سے همارا آقا! * اُٹهه گیا آج نقیب حشم پیغمبر!"

* * *

اس مساوات په هے مدار اسلام کو ناز * نه که یورپ کي مساوات که ظلم اکبر!

(شبلي نعماني)

کشاکش حریة و استبداد!

(رعب) وقف کشمکش هون، کیا کهون کیا چپ رهون؟ * دل ربا کهتا هوں میں جسکو وهي جلادے
ایک جانب مقتضائے جوش غم، شور آفرین * اک طرف خوف ستمگر مانع فریاد ہے
ایک حکم اُسکا، که عذر ناتواني کا حریف، * ایک آزادي مري، جو نذر استبداد ہے!

(رعب لکهنوي)

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

حبش میں ایک اسلامی حکومت!

آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

دعوت اسلام

ہمارے اوپر دشمنوں نے جنکی بساط ہستی کا ایک گوشہ بھی داغ خونریزی سے خالی نہیں، ہمکو ہمیشہ طعنہ دیا ہے کہ نخل اسلام صرف تلوار ہی کی دھوپ، اور صرف قہر و اکراہ ہی کی فضا میں پرورش پاتا ہے، لیکن تاریخ نے ہر موقع پر گواہی دی ہے کہ نشر دعوت اسلامی کا سبب قہر و اکراہ نہیں بلکہ صرف رضا و سلم، حسن اخلاق، اور اُسوۂ حسنۂ مسلمین مخلصین رہا ہے -

نصاریٰ حبش اور مسلمانوں کے درمیان سینکڑوں معرکے پیش آئے، اور اکثروں میں مسلمانوں نے دشمنوں کے اجسام کو اطاعت سیاست اسلامیہ پر مجبور کیا، لیکن دلوں کو قبول دین اسلام پر کب اور کہاں مجبور کیا؟ ہاں ہر موقع پر اسلام کے معجزۂ اخلاق و خدا پرستی کی ایک تلوار چمکتی تھی، جو رسوم و عقائد فاسدہ کے حصار سے گذر کر قلوب و ارواح کو مسخر کر لیتی تھی!

چنانچہ گذشتہ نمبر کے خاتمے میں تم پڑھ چکے ہو کہ دس ہزار حبشی نصرانیوں نے کس تلوار کی زور سے اسلام کے آگے سر اطاعت خم کیا؟ یقیناً وہ فولاد کی تلوار نہ تھی بلکہ اخلاق اسلامی کا وہ حربۂ امن و زندگی تھا، جس نے ہر زمانے اور ہر دور میں اپنے جوہر دکھائے، اور آج بھی الحمد اللہ کہ زنگ آلود نہیں ہے!

افریقہ اور شمالی نائجریا میں آج جس سرعت سے اسلام خود بخود پھیل رہا ہے، اسکی روئدادوں نے مسیحی مشنوں کی عمارتوں کو ماتم کدہ بنا دیا ہے، لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ تلوار کی کاٹ نہیں ہے - کیونکہ تلوار کا قبضہ تو اب ہمارے ہاتھ سے نکلکر غیروں کے ہاتھ چلا گیا ہے، اور ہماری گردنیں انکے آگے جھکا دی گئی ہیں -

سلطان منصور کی گرفتاری

سلطان منصور ہزاروں مفتوح قلوب و اجسام کی جمعیت کے ساتھ دس دن تک دشمنوں کے انتظار میں سر میدان پڑا رہا - "حطی" کو اس ہزیمت کی جب خبر ہوئی تو بے شمار فوج و سامان کے ساتھ سلطان کے مقابلہ کو نکلا - ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں اس جمعیت عظیمہ کی مقاومت کی تاب نہ تھی، تاہم آخر تک استقلال سے کھڑے رہے کہ فرار عن الزحف شریعت اسلامیہ میں کفر ہے - دس مسلمان سرداروں نے جان نثاری اسلام کا حق ادا کیا، بالآخر سلطان منصور اور امیر محمد دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہوگئے اور اسوقت تک آزاد نہوے جب تک کہ انکی روح زندان جسم سے آزاد نہوئی -

یہہ واقعہ سنہ ٨٢٨ - ہجری کا ہے، سلطان منصور کو صرف ٢ - برس حکومت کا موقع ملا -

سلطان جمال الدین

کسی قوم کے خدا کی نظروں میں محبوب ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ اسکی خاک افراد عالیہ اور اعاظم رجال کی پیدائش سے ہمیشہ اپنی نسل عظمت کو باقی رکھتی ہے- آج ہماری مصیبت عظمیٰ یہی ہے کہ اشخاص و رجال کی پیداوار ہم میں کم ہوگئی - ہماری بزم سے جو فرد اُٹھتا ہے، اپنی جگہہ خالی چھوڑ جاتا ہے - پس اوس دن پر افسوس، اگر وہ دن ہماری بد قسمتی سے آنے والا ہی ہو، جب ہماری مجالس کا ہر گوشہ بیٹھنے والوں سے خالی ہوگا!!

اب ان ایام نحس و شوم میں، اون روزہائے میمون و مسعودہ کی یاد کیا کیجیے، جب کہ اسلام کا گوشہ گوشہ اس شعر کی صداقت سے معمور تھا:

اذا مات منا سید، قام سید قؤول لما قال الکرام فعول!

(ہم وہ ہیں کہ جب ہمارا ایک سردار ہم میں سے اُٹھہ جاتا ہے تو دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے - اور پھر وہی کہتا ہے جو بزرگوں نے کہا تھا، اور وہی کرتا ہے جو بزرگوں نے کیا تھا)

نواں صدی ہمارے تخم اقبال کیلیے کوئی اچھا موسم نہ تھا، تاہم زمین میں پیداوار کی قوت ابھی باقی تھی- سلطان منصور کے بعد اوسکا دوسرا بھائی سلطان جمال الدین حکومۃ اسلامیۂ حبش کا فرمانروا ہوا - وہ اپنے اعمال جلیلہ کے لحاظ سے اون سلاطین اسلام میں جگہہ پانیکے لائق ہے، جن پر تاریخ عالم ناز کرتی ہے -

ہر عہد انقلاب ملکی کشمکشوں کا موسم ہوتا ہے - بربر کی قوم جو اب تک حکومت اسلامیہ کے ماتحت تھی، اب آمادہ بغاوت ہوگئی- (حرب جرش) ایک نو مسلم حبشی سردار اوسکی تادیب کی غرض سے روانہ ہوا -

صلح، جنگ، اور عفو!

حسب آئین اسلام:

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا، فاصلحوا بینهما (٤٩ : ٩)	اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آمادۂ جنگ ہوں تو اون دونوں میں صلح کرا دو -

(حرب جرش) نے پہلے شرائط صلح پیش کیے، لیکن بربری اپنی خباثت و بغاوت پر قائم رہے - (حرب جرش) نے اسکے بعد کی دوسری آیت کی تعمیل کی - یعنی:

فان بغت احدا هما علی الاخری، فقاتلوا التی تبغی حتی یفیٔ الی امر اللہ (٤٩ : ٩)	اگر ان دونوں جماعتوں میں سے ایک اپنی سرکشی پر اڑی رہی تو اوس سے اُس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ فرمان الہی کی طرف رجوع نہ کرے -

اب بربریوں کو ہوش آیا اور آواز صلح بلند کی - پس (حرب جرش) نے تیسری آیت کریمہ پر عمل کیا:

فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين ﴿ ۴۹ : ۱۰ ﴾

جب وہ باغي جماعت فرمان الهي کے طرف رجوع کرے تو پھر باهم عدل و انصاف سے صلح کرلو! الله صلح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

(حرب جوش) نے اس مہم سے فارغ ہوکر (حطي) کي طرف رخ کیا اور اوسکو شکست دي- (حطي) نے پھر ایک بڑي فوج جمع کي اور (جدایہ) میں آکر خیمہ زن ہوا - سلطان خود اوسکے مقابلہ کو نکلا - اور مظفر و منصور واپس آیا ' اسپر (حطي) نے مسلمانوں سے آخري انتقام لینے کي کوشش کي اور عزم کرلیا کہ اس فتح کے بعد ملک حبش کے کسي گوشہ میں بھي کوئي کلمہ گوے اسلام زندہ نہ رہنے پاے -

سلطان نے بھي فوج کے اجتماع و اهتمام میں پوري قوت صرف کي اور آخر وہ ساعت آپہنچي جب کفر و اسلام کي دو قوتیں باهم ٹکرا گئیں - کامل تین مہینے تک اسلام کي تلوار برق بن بذکر ظلمت کفر کے بادل میں چمکتي رهي - تیسرے مہینے پردہ ابر چاک ہوا تو نظر آیا کہ حبشان کي اقلیم اسود ' مقتولین کے خون سے یکسر سرخ ہے ' (حطي) جان لیکر بھاگ گیا ہے ' اور مسلمان مال غنیمت کے خزانوں کو باهم تقسیم کر رہے ہیں !!

اسکے بعد سلطان نے ایک دوسرے انقطاعي معرکہ کي طیاریاں شروع کیں اور عسا کر اسلام کي ایک ایسي جماعت کے ساتھہ ' جس سے بڑي کوئي جمعیت حبش میں عام اسلامي نے کبھي جمع نہ کي تھي ' روانہ ہوگیا -

(حطي) مقابلہ سے عاجز تھا - پانچ مہینے تک شہر بہ شہر آوارہ پھرتا رہا - سلطان اوسکے پیچھے پیچھے تھا - بالاخر سلطان مظفر و منصور غنائم کثیر کے ساتھہ دارالخلافت کي طرف مراجعت فرما ہوا -

اسکے بعد بھي ایک اور معرکۂ شدید و صعب پیش آیا - مسلمانوں نے ۲۰ - دن کي مسافت طے کرکے دھاوا کیا - غنیم کي فوج تازہ دم تھي ' اور دونوں طرف جمعیت عظیمہ صف آرا ' تاهم مسلمانوں نے هزیمت نہ اٹھائي ' اور هر فریق دوسرے فریق کا جاز دبا کر هٹ گیا -

سلطان کي شهادت

خانداني مناقشات قدیم حکومتوں کا جزو لاینفک هیں - سلطان جمال الدین گھر سے باهر دشمنوں سے هنگامہ آرا تھا اور گھر میں اوسکے عم زاد بھائي اسکے لیے سازشوں کا دام بچھا رہے تھے ! چنانچہ افسوس کہ سنہ ۸۳۵ - میں سات برس کي حکومت کے بعد بھائیوں کے هاتھہ سے شہید ہوا ' حالانکہ دشمنوں کي تلوار سے اسے کوئي خوف نہ تھا !!

سلطان جمال الدین اپنے عہد میں جمال چہرۂ اسلام اور رونق مجلس ملت تھا - فتوحات کي کثرت اور رقبۂ حکومت کي وسعت میں اپنے پیشروؤں سے همیشہ اقدم اور علم و فضل کا همیشہ قدردان رہا - اوسکے دربار میں فقہا و علما کا مجمع رهتا تھا - عدل و انصاف میں وہ تعلیم اسلامي کا ایک صحیح اور کامل ترین نمونہ تھا -

مساوات اسلامي

ایک عدیم النظیر مثال

اوسکي زندگي کا ایک واقعہ بھولنے کے لائق نہیں - وہ عدل و مساوات اسلامي کي ایک مثال جلیل و عظیم ہے -

هم جب کہتے هیں کہ اسلام کا نظام حکومت جمهوري ہے ' هم جب کہتے هیں کہ مساوات بین الناس اصل نظام حکومت اسلامیہ ہے ' هم جب کہتے هیں کہ عدل عمومي اساس بناے خلافت نبوي ہے ' تو اسپر مخالف کہتے هیں کہ یہ متاع عزیز تمہاري دکان میں کہاں ؟ یہ مصنوعات و مخترعات تو یورپ کي نقل و محاکات هیں - لیکن اے غریب مدنیۃ اسلامي ! اور اے نا آشناے حقیقت ملت حنیفہ ! تجھے کیا بتائیں کہ همارے امانت خانوں میں اس جنس کي کتني فراواني ہے ؟ مدینہ ' دمشق ' بغداد ' اور قرطبہ کے افسانے تجھے کب تک سنائیں ؟ اور دور خلافۃ اسلامیہ کا مرقع مقدس تیرے لیے کیونکر نظر افروز هو؟ دیکھہ ! وحشت زار افریقہ میں ' جسکا هر باشندہ بیسویں صدي کے یورپ کے نزدیک احقر خلق اللہ اور مستحق هر ذلت و لعنت ہے ' هم نے عدل و مساوات کي کیسي مثالیں پیش کي تھیں ؟

سنا هوگا کہ امریکہ کے حبشیوں کو فرزندان تہذیب سپید نے تیل چھڑک چھڑک اسلیے زندہ جلا دیا تھا کہ اوسکے ایک بھائي نے ایک یورپین کو دنگل میں زیر کردیا تھا ' خود افریقہ میں تم نے سنا هوگا کہ یورپ کي ایک عظیم الشان اور مدعي تہذیب و مدنیت حکومت کے ایک بہت بڑے جنرل نے ' ایک برسیدہ لاش کي هڈیوں کے مدفن کو اس جرم میں کھود ڈالا تھا کہ اوسنے اپنے وطن مقدس کي محافظت کي تھي !

لیکن اسي افریقہ کے ایک گوشے میں چارسو برس پیچھے چلو ' هم تمہیں ایک دوسرا منظر دکھاتے هیں -

سلطان جمال الدین کے ایک چھوٹے سے بچے نے کھیل میں اپنے ایک هم عمر لڑکے کا هاتھہ توڑ دیا - شہزادے کي شکایت ایک غریب لڑکے کے والدین کیا کرتے ؟ خاموش هو رهے - اتفاقاً کچھہ دنوں کے بعد خود سلطان کو اسکي اطلاع هوگئي - برسر دربار شہزادے کو قصاص کیلیے طلب کیا - یہ کیا عجیب اور ما فوق العادہ منظر تھا ! سلطان باپ تخت پر متمکن تھا - مجرم فرزند سامنے کھڑا تھا ' غریب لڑکا اور اوسکے والدین دوسري جانب تھے - سلطان نے قصاص کا حکم خود اپني زبان سے دیا - امرا شفاعت و سفارش کیلیے اپني اپني جگہ سے اٹھے ' مگر اس پیکر عدل نے صاف انکار کردیا - خود اولیاء مدعي نے شہزادے کي معافي کا بارار بلند اعلان کیا - اسپر بھي سلطان راضي نہوا - بالاخر دربار کو اس منظر کي تاب نہ رهي - هر طرف سے آواز گریہ و بکا بلند هوگئي ' سلطان سفارشوں کي صداؤں ' عفو درگذر کي آوازوں ' اور گریہ و بکا کے شور میں زنجیر محبت پدري کو توڑ کر آگے بڑھا ' اور خود اپنے هاتھہ سے قصاص لیا !!

کس کیلیے ؟ ایک غریب لڑکے کیلیے ! کس سے لیا ؟ اپنے جگر گوشے اور اپنے جان و دل سے عزیز تر محبوب فرزند سے لیا !!

آہ ! کوئي چیز اوسکو اداے فریضۂ مساوات اسلامي سے نہ روک سکي !!

یورپ ! تو مساوات کا کس منہ سے مدعي ہے ' جب ایک سڑک کي راستي و کجي تجھکو رعایا کے خون سے زیادہ عزیز ' اور ایک پورے ملک کي قیمت تیرے بازار مساوات میں ایک گورے انسان کے خون سے زیادہ گراں ہے ؟

شاهان حبش کي موت و انقلاب

(حطي) اسحاق بن داود بن سیف ارعد ' سلطان جمال الدین کے عہد میں مرگیا - یہ واقعہ سنہ ۸۳۳ - کا ہے - اسکے بعد (انذر اوس بن اسحاق) بادشاہ هوا - چار مہینے کے بعد یہ بھي مرگیا - اسکي جگہ پر اسکا چچا (هربناي بن اسحاق) تخت نشین هوا یہ بھي چند مہینوں سے زیادہ زندہ نہ رہا - ان سب کے بعد اسحاق کا بیٹا (سلمون) بادشاہ هوا اور آخر عہد تک قائم رہا -

سلطان شہاب الدین

سلطان جمال الدین کا جانشین سلطان کا بھائي (احمد بدلائي) الملقب بشہاب الدین ہوا - اسنے اپنے بھائي کے قاتل سے قصاص لیا - ہمیشہ سلطان شہید کے قدم بقدم چلا - عدل و انصاف کے ساتھہ حکومت کي - اسکے عہد میں راستے مامون اور غلہ ارزاں رہا - یہ سلطان ' مورخ (مقریزي) کے عہد میں (جو نویں صدي ہجري کا مصنف ہے) موجود تھا - وہ خود موضع (دکر) میں تھا اور اسکا بھائي خیر الدین صوبۂ (رکلہ) میں رہتا تھا - شاہان حبش کے لڑکیاں بھي جاري تھیں -

خاتمہ

خاتمہ ہر شے کا دردناک ہوتا ہے اور خصوصاً فرزندان اسلام کا خاتمہ ! ہزار سالہ حکومت کے بعد قوام اسلامیہ ہر جگہ ضعیف ہے - (حطي) نے مسلمانوں کي حکومت کو سواحل تک محدود کردیا - مدت تک وہ اسپر قانع رہے ' بالاخر ایک فرنگي درندہ جو مرسال سے صید طرابلس کي فکر میں ہے ' ناگہاں وہاں نمودار ہوگیا ' اور (زیلع) کے اکثر حصص کو اپنے پنجے میں لے لیا : اللھم مالک الملک ' تؤتي الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء ' انک علی کل شی قدیر !

مضمون کا ماخذ

اس مضمون میں ہم نے اپني عادت کے خلاف کتابوں کا حوالہ نہیں دیا - اسلیے کہ مضمون کا بڑا حصہ دراصل ایک ہي کتاب سے ماخوذ ہے ' اور اسکے علاوہ مسلمانان حبشہ کے حالات کیلیے اور کوئي معتبر ذریعہ بھي نہیں - مشہور مورخ مصر (علامۂ مقریزي) کا ایک رسالہ صرف مسلمان شاہان حبش کے حالات میں لکھا ہے - جسکا نام : " الالمام ' بمن في بلاد الحبشۃ من ملوک الاسلام " ہے - یہ مضمون کا ماخذ اصلي یہي تصنیف ہے -

اسکے علاوہ جا بجا بعض مطالب دیگر مصنفات سے بھي ماخوذ ہیں ' لیکن انکے لیے حوالے کي چنداں ضرورت نظر نہ آئي - اردو میں پہلي دفعہ یہ حالات بیان کیے گئے ہیں - امید کہ وسیلۂ موعظت و ذریعہ عبرت و بصیرت ہوں : و جاءک في ھذہ الحق و موعظۃ و ذکری للمومنین (۱۱ : ۱۲۲)

ارادہ ہے کہ اس سلسلے میں دیگر غیر معروف مقامات کے مسلمان حکمرانوں کے حالات کا بھي تفحص کریں اور انکے حالات مرتب ہوکر شائع ہوں - ارادوں کي وسعت کو کیا کیجیے کہ عملي کوتاہي انتہا ہي نہیں - اصل شے توفیق کار ہے اور وہ اللہ کے ہاتھہ ہے -

لغات جدیدہ

موافذہ

مولانا السید سلیمان الزیدي

یعني : عربي زبان کے چار ہزار جدید ' علمي ' سیاسي ' تجارتي ' اخباري اور ادبي الفاظ اصطلاحات کي محقق و مشرح لغت ' جسکي اعانت سے مصر و شام کي جدید علمي تصنیفات و رسائل نہایت آساني سے سمجھہ میں آسکتے ہیں ' اور نہز الہلال میں جدید عربي اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھي کبھي کرتا ہے ' وہ بھي اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ مرجوع ہیں - قیمت طبع اعلی ۱ - روپیہ ۴ آنہ - طبع عام ۱ - روپیہ - درخواست خریداري اس پتہ سے کي جاے :

منیجر المعین ندوہ ' لکھنو -

تاریخ حیات اسلام

الہلال اور پریس ایکٹ

ھمہ ہنر بلند دار کہ مردان روزگار
از ھمت بلند بجائے رسیدہ اند

استعینوا بالصبر و الصلوۃ !

فخر قوم ' ھادي ملت ' السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ' آج ابھي ابھي ہمدرد بلا ' اور سب سے پہلے اسکے ضمیمہ پر نظر پڑي جسمیں اول سرخي " الہلال سے ضمانت " نظر سے گذري ' دیکھنے کے ساتھہ ہي سناٹا سا چھا گیا ' افسوس کہ الہلال بھي اس شمشیر براں سے نہ بچا ' مگر خیر ' کچھہ خوف نہیں ' ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ اس آئے دنکي ضمانتوں اور ضبطیوں سے گورنمنٹ کا منشا کیا ہے ؟ کیا وہ ہمارے جذبات کو پامال کرنا چاھتي ہے ؟ کیا ہماري صداقت انتما زبان کو بند کرنا چاھتي ہے ؟ اگر یہي منشا ہے تو ہم بجاے دو ہزار کے دس ہزار کا ڈھیر گورنمنٹ کے ایوان حکومت کے آگے لگادیں گے لیکن اپنے سچے جذبات کے اظہار سے باز نہ آئیں گے -

یہ ضمانت الہلال سے نہیں لي جا رہي بلکہ قوم سے لي جا رہي ہے ' جو ان دو ہزار کے عوض انشاء اللہ دس ہزار پورے کردیگي ' الہلال ایسي چیز ہے جسپر بجاے روپیہ کے قوم اپني جان تک نثار کرنے کیلیے طیار ہے ' پھر یہ دو ہزار کیا بلا ہے ؟ آپ ضمانت دیدیجیے اور قوم آپ کے لنڈر کردیگي ' اور اپنے حق گو زبان و قلم کو رکنے نہ دیگي خدا ہمارے ساتھہ ہے ' یہ دھمکیاں ہمارے سد راہ نہیں ہوسکتیں ' میں پانچ روپیہ کي حقیر رقم اپنے الہلال محبوب پر سے نثار کرتا ہوں - امید کہ جناب شرف قبولیت عطا فرماکر مجھے ممنون کرم فرمائیں گے -

جناب کا ادنی نیاز مند
حسن مثنی ندوي

آج زمیندار اخبار نظر سے گذرا - طلبي ضمانت کا حکم بھي سنا - جب اس بلا سے آن عام اڈیٹر ونکو نجات نہیں ملي جو قدیم روش سے ہٹ کر نسبتاً راہ صداقت و حریت پر لگ گئے ہیں ' تو بھلا الہلال کیونکر بچ سکتا تھا جو آج سات کرور مسلمانوں کے دل اپني مٹھي میں رکھتا ہے ؟ مگر خیر کسیوجہ سے جلدي کرنا ممکن نہ تھا اسلیے اب تک خاموشي رہي - اخر کار نادرشاہي حکم نے اپني قوت کي نمایش کر ہي دي - میں ایک غریب طالب العلم ہوں - دو وقت کے کھانے کے سوا اور کوئي متاع میرے پاس نہیں - دل البتہ ہے سو وہ آپ پر پہلے ہي دن نثار کر چکا ہوں - اسلیے ایک نہایت قلیل رقم ۸ - آنے کي پیش کش ہے - یہ میں نے اپني ثوبي خریدنے کیلیے بچا رکھي تھي - البتہ اُن ہزارہا اخوان ملت سے جو الحمد للہ کہ حلقہ الہلال میں شامل ہیں ' مستدعي ہوں کہ اپنے زباني دعوؤں کا آج کچھہ ثبوت بھي دیں -

(احمد حسین طالب علم منشن اسکول بمبئي)

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت، دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را

مولانا الہ مدام

مبارک ہو کہ الہلال کے حسن و جمال و صدق مقال نے باوجود اپنے مخصوص اثر اور قوت و عظمت کے، اسدرجہ سحر کاری کی کہ بالآخر گورنمنٹ عالیہ تاب صبر نہ لاسکی - البتہ یہ عجیب بات ہے کہ صرف دو ہزار روپیہ ہی میں اوس نے سردست راضی ہورہی ہے ! حضرت آپ تو آزاد ہیں - پھر بقول سعدی :

قرار درکف آزادگاں نہ گیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

آپکی جیب تو خالی ہوگی مگر ناظرین الہلال یقیناً علی قدر مراتب اس رقم کے ادا کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرمائینگے - آج ہندوستان میں اس سرے سے اُس سرے تک لاکھوں عشاق الہلال پھیلے ہوے ہیں - قصبوں اور دیہاتوں تک میں اسکے سیکڑوں جاں نثار موجود ہیں، روپیہ تو کیا شے ہے، جان تک پیش کرنے کیلیے حاضر ہیں - ابھی یہ خبر اچھی طرح مشتہر نہیں ہوئی ہے - خدا را جلد اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیے اور عجلت کیساتھ گورنمنٹ اور الہلال میں رشتۂ محبت مستحکم کرا دیجئے -

خرشا وقتے و خرم روزگارے کہ یارے برخورد از وصل یارے

والسلام

مظہر الحق نعمانی - دہرادوی

افتخار المسلمین، رأس الموحدین حامی اسلام، مرجع خواص و عوام، ادام اللہ مجدکم !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - ہمدرد سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھی دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کیگئی ہے - یہ سنکر جو صدمہ میرے قلب محزوں پر ہوا - اوسکے تشریح خارج از تحریر ہے - اللہ تعالیٰ جناب کو حوادث ارضیہ و سمائیہ سے ہمیشہ محفوظ رکھے ! آمین - جو اصلاح جناب نے گمراہان بادیۂ ضلالت کی بذریعہ الہلال فرمائی ہے، اور جس خوش اسلوب پیرایہ میں قرآن کریم کے حقائق و معارف سیاسیہ سب سے پہلی مرتبہ قوم کے سامنے پیش کیے ہیں، اوسنے غافلوںکو بیدار، جاہلوںکو ہوشیار، اور بے دینوںکو دیندار بنا دیا ہے، اور اسکی خدائی روکو اب کوئی روک نہیں سکتا - اونکے دلونمیں ایک پائدار حرکت آزادی کی پیدا ہوگئی ہے -

مولانا - آپنے اپنے اس طرز عمل سے قلوب مسلمین میں وہ وقعت اور عظمت پیدا کرلی ہے جسمیں دوسروںکو کم حصہ ملا ہے - و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

محمد اسحاق مدرس مدرسہ اسلامیہ
از قصبہ لاہرپور - ضلع سیتا پور

اخبار زمیندار میں یہ دیکھکر کہ آپنے بھی ضمانت طلب کی گئی ہے، طبیعت کو جس درجہ صدمہ پہنچا، عرض نہیں کرسکتا - صاف صاف کیا کہوں ؟ بس دعا ہے کہ خداوند کریم گورنمنٹ پر اور ہم سب پر رحم فرمائے - اب وہ اسے لوگوں پر متوجہ ہونے کی آخری غلطی کررہی ہے، جنکے ایک اشارہ چشم کے کروروں انسان منتظر ہیں !

میری یہ لفظی ہمدردی ہی نہیں ہے - اپنی حیثیت کے مطابق عملی خدمت گذاری کرنے کیلیے بھی جان و دل سے حاضر ہوں -

مجھے معلوم نہیں کہ الہلال کے ناظرین کا دائرہ کسقدر وسیع ہے ؟ تاہم سیلوں، برما، افریقہ، عدن، اور ہنگ کانگ تک اسکے اوراق لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھے گئے ہیں - میرے طرف سے یہ تحریک درج اخبار فرما دیجیے کہ ہم ناظرین اسکو اپنا دینی فرض تصور کرتے ہیں کہ رقم ضمانت اپنی جیبوں سے ادا کردیں، اور آئندہ بھی جب کبھی ضرورت ہو تو چند ہفتوں کے اندر روپیوں کا ڈھیر لگادیں - ناظرین الہلال سے درخواست ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق رقوم اعانت دفتر الہلال میں بعد ضمانت بھیجدیں گے -

ہمدرد و کامریڈ کے ضمانت فنڈ میں بھی دفتر زمیندار کو پیشتر بھیج چکا ہوں -

نیاز مند مجید حسن بی - اے - ایل - ایل - بی

طلبی ضمانت کا حال معلوم ہوا - میرے خیال میں جس دن آپنے اپنا مقدس رسالہ نکالا تھا، اوسی دن سے اس حکم کے متوقع ہونگے - مگر امید ہے کہ یہ حکم بالکہ اسی قسم کے صدہا احکام اپکے اُن ارادوں کیلیے جو ارادۂ الہی کے ماتحت ہیں، پر کاہ کے برابر بھی وزنی ثابت نہونگے - ٨ - روپیہ ضمانت فنڈ میں پیش کرتا ہوں امید کہ قبول فرمالیں گے -

پانچ روپیہ ٹونک سے بھی اپکے خدمت میں روانہ کیے جا چکے ہیں -

حسن مرتضیٰ رضوی (امروہہ)

تیغوں کے سایہ میں ہم پلکر جواں ہوے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

یا مولانا

السلام علیکم، مبارک ہیں آپ لوگ - کہ معشوق کی نظر عنایت سے بھی محروم نہیں، اور پھر قوم میں وہ رتبہ کہ بڑے بڑونکو نصیب نہیں، میں کہہ نہیں سکتا کہ مجھے کسقدر خوشی ہوئی جسوقت کہ میںنے زمیندار میں یہہ دیکھا کہ سر جمیس مسٹن صاحب کا کاری مگر تفریح بخش وار آپکے دل کو بھی مجروح کرگیا - انشاء اللہ آئندہ فتح و نصرت کی اس کو ابتدا سمجھیے (١ - ١ - علوی قیس) - از کاکوری - لکھنؤ -

خدا جناب کو اپنے مقدس ارادوں میں کامرانی نصیب کرے اور مصائب روزگار کے مقابلہ میں فتح و نصرت عطا فرمائے ! آپ کے لیے میری طرف سے تلقین صبر و استقلال کی تو ہربہر ایسی ہی مثال ہے، جیسی آفتاب کو شمع دکھانا، یا دریا کے آگے روانی کے معنے بیان کرنا، لیکن پھر بھی دو چار الفاظ طبیعت کے اصرار سے حوالۂ قلم کیے دیتا ہوں -

مگر حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور کس پیرایہ میں اپنے مافی الضمیر کا اصلی نقشہ کاغذ پر کھینچوں ؟ تلاطم جذبات سلسلۂ خیالات کو قائم رہنے نہیں دیتا، اور پرواز تخیل اظہار مطلب سے مانع ہے - جب سے میں نے طلبی ضمانت کا حال سنا ہے، سوچ رہا ہوں کہ آپ کو مبارکباد دوں یا قوم سے اظہار ہمدردی کروں ؟ ایسے زندہ افراد قوم کی موجودگی پر فخر کروں یا اپنی شومی قسمت پر ماتم ؟ لیکن جانتا ہوں کہ یہ جو کچھہ ہوا ہے، کوئی نئی بات نہیں - مشاہدات روزانہ اِس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ دنیا کی تمام ہستیاں اپنی اپنی ضد کی بدولت قائم ہیں، حیات و ممات،

عسر و یسر، ارج و حضیض، اور صدق و کذب، سب لازم و ملزوم ہیں اور قوانین قدرت مقتضی ہیں کہ انسان دونوں کو آزمائے۔
ہاں تاریخ عالم یہ بتاتی ہے کہ زمانہ کی گردش نے حامیان صداقت کو ہمیشہ چکر میں رکھا ہے۔
صدق و کذب کے مقابلہ میں اگرچہ کوتہ بیں نظریں اس سطحی فتح کو جو انسانوں کی بد باطنی کے سبب سے کذب کو صداقت پر حاصل ہوتی ہے، دائمی جاننے لگتی ہیں، مگر ماضی کے واقعات اس کی تردید کرتے ہیں اور بالاخر سچی فتح صداقت ہی کو نصیب ہوئی ہے۔
مصیبت و آزمایش دنیا میں صرف انسانی طبائع کی مستقل مزاجی، حقیقی شکر گزاری، اور سچی ہدایت کی ازمایش کے لیے ہوتی ہے۔
مبارک ہے وہ شخص جو ایسی آزمایش میں پڑے، اور پھر قابل رشک ہے وہ ذات جو ایسی آزمایش میں سے کامیاب ہوکر نکلے۔
میں بذات خود ایسی گردش اور ایسی مصیبت کو نعمت عظمیٰ سے تعبیر کرتا ہوں۔ اپنے لیے ہمیشہ اسی امر کا خواہشمند ہوں اور اسی لیے آپ کو بھی بحیثیت ایک مخلص کے ہمیشہ اس قسم کی مصیبتوں اور اس قسم کی آزمائشوں میں پھنسا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ قومی جذبات کا پاکیزہ درد وہ درد ہے، جس کی لذت سے شاید ہی کوئی انسان واقف ہوکر گریز کرے۔ میں تو ایسے درد کو خدا سے چاہتا ہوں۔
دنیا اعتباری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شے ہی مختلف موقعوں کے لیے حسن و قبح ثابت ہوئی ہے۔ پا بہ زنجیر ہونا اور قید بھگتنا صرف جرم و گناہ کی پاداش کے لیے ہوتا ہے اور اسی لیے اس کو عوام نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، مگر وہی زنجیریں ایک حیثیت سے قابل زینت زیور تصور ہوتی ہیں، جبکہ انسان اپنے فرائض دین اور واجبات قومی کے لیے پا بہ زنجیر، طوق بہ گلو، اور بالاخر مگر سب سے مبارک، سربردار ہو۔
ہلال نکلا۔ بدر بنا، گہن لگا، تھوڑی دیر رہیگا، مگر ہلال پھر ہلال ہوکر عروج اختیار کریگا۔ انشاء اللہ۔ مجھے دلی ہمدردی ہے۔
میں اپنی طرف سے چھ روپیہ چھ آنہ کی ناچیز رقم خدمت والا میں پیش کرتا ہوں!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

میں بھی فوراً تار دیتا مگر وہ چھ آنہ کے پیسہ بھی ضائع ہوتے دیکھکر اسی رقم میں شامل کردیے گئے۔

آپ کا مخلص خادم
احقر۔ ایڈیٹر افغان۔ پشاور

السلام علیکم۔ اخبار زمیندار سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھی ۲۔ ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے، اسکے معنی یہ ہیں کہ تمام پیروان کلمۂ توحید سے ضمانت مانگی گئی ہے۔ مبلغ ایک روپیہ کی حقیر رقم آج ارسال خدمت ہوگی۔ یقین رکھیے کہ آپکی کوششیں بیکار نہیں گئیں۔ وہ اپنا کام پورا کرچکی ہیں اور اب ان بندوں سے کچھ نہیں ہوتا۔

(احمد علی بی۔ اے)

ترجمہ اردو تذکیر رکبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصۂ اول ۲۔ روپیہ۔ ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے۔

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم!

اللہ اللہ! ایہا الشہداء ون!

سنگ را دل خوں شود از نالہاے زار من
این دل فولاد تو یک ذرہ سرماں گیر نیست؟

یہ ان یتیم اور بیواؤں کی درد بھری آواز کی فغاں سنجی ہے جنکو کانپوری شہدا اپنی ابد الاباد مفارقت کا صدمہ دے کر جام شہادت نوش فرما گئے اور ان کیلیے یک شبینہ نان جویں اور ہفت روزہ ستر پوشی کا سامان بھی نہ چھوڑ گئے۔ بلکہ ان کے رہے سہے ممدو معاون جو دن بھر مزدوری کرکے شام کو پیٹ پال لینے کا کوئی ذریعہ بہم پہنچا سکتے تھے، وہ بھی اسی رنج و غم میں بجرم دیوانگی طوق و سلاسل پہن کر محبوس پڑے ہیں!

زین مصیبت قوم را بادید پرخوں نگر
گر ندیدستی سحاب خوں چکاں را بر زمیں

اب انکے بچوں کی آہ و زاری اور بیکس بیوہ اور بے بس ماؤں کی بیقراری کا سننے والا بجز اس ذات برحق کے کون ہے؟
مسلمانو! خدارا ہوش میں آؤ، اپنے جذبات اسلامی کا اثر دکھاؤ! قوت ایمانی کا ثبوت دو! تم مسلمان ہو، تمہارے داداں سے نعرۂ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہی ہیں، تمہارے ہاتھوں نے دنیا کو مسخر کرلیا تھا، تمہاری ہمدردیوں نے اعدا کے داوں میں جگہ کرلی تھی، اور تمہاری فیاضیاں ضرب المثل ہوچکی ہیں۔ ابھی ابھی اس گئے گذرے زمانہ میں بھی یونیورسٹی اور جنگ طرابلس و بلقان میں اپنی ہمتی جیبوں سے کرم و بخشش کا شاہانہ ثبوت دے چکے ہو:

اے کہ بودی افتخار دین و دنیا پیش ازیں
داستانت یاد دارد ہم زمان و ہم زمان

پھر کس طرف، کس بے حمیتی، اور کس بے حسی نے تمکو کانپوری مظلوموں کی اعانت سے روک دیا؟ گورنمنٹ تو تمکو ان ہمدردیوں سے نہیں روکتی۔ قانون جایز حقوق کے طلب کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔ طلب و استدعا کے ہاتھ قطع نہیں کیے جاتے۔ منصف حکام ان ہمدردیوں سے برہم نہیں ہوتے۔ پھر کیا تم اپنی مساجد و معابد کی حرمت برقرار رکھنا نہیں چاہتے؟ کیا اپنے حقوق کی پامالی پر تمکو تاسف نہیں ہوتا؟ کیا مظلوم اور بے قصوروں کی اعانت تمہارے ملک میں جایز نہیں؟ فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یومنون؟
فخر قوم مستر مظہر الحق جیسے فداے قوم سے ہمدردی کا سبق لو اور اپنی زندگی کا ثبوت دو:

شیر شو، شیرانہ در صحراے شیران پاے نہ،
مرد شو، مردانہ پند ناصحان را گوش دار!

ہندوستان میں سات کرور مسلمانوں کی آبادی ہے، اگر ایک پیسہ فی نفر کا ارسط رکھکر بھی کانپوری مظلوموں کی عزاداری کیجاتی تو (۱۰,۹۳,۷,۵۰) دس لاکھ ترانوے ہزار سات سو پچاس روپیہ جمع ہوسکتا تھا! حالانکہ تخمینۂ اخراجات صرف دو ڈھائی لاکھ بتایا جاتا ہے جو ایک چوتھائی آبادی مسلمانان ہند کی پورا کرسکتی۔ کیا ہم ایسے گئے گذرے کہ دین الہی کے ایسے مہتم لشان کام میں ایک ایک پائی چندہ کا بھی ارسط پورا ہونا ہم سے مشکل پڑگا۔ یاد رکھو کہ یہ ارس آزادی کی پہلی منزل ہے جس میں چل کر کانسے اپنے حقوق کو قوم گورنمنٹ سے طلب

مراسلہ و مناظرہ

الغة : ۽ اللغوية !

حظ و کرب یا لذت و الم ؟ (١)

ما لهم بذلك من علم ان يتبعون الا لظن (٥٣ : ٣٠)

(٢)

اسکے بعد آپ لکھتے هیں :

" اگر آپ کے اصول کو وسعت دي جاے که هر اردو لفظ کي " تحقیق " اس زبان کے لغت سے کرني چاهیے جس سے وہ ایا هے تو اردو کے پاس باقي کیا رهجاتا هے ؟ "

آپنے " تحقیق " کا لفظ لکھا هے - اورگو میں نے اس اصول کي طرف کهیں اشارہ نهیں کیا مگر واقعي هر لفظ کي " تحقیق " تو اسي زبان کي لغت هي سے کرني پڑیگي ' جس سے وہ آیا هے - یہ تو ایک قدرتي اور ناگزیر امر هے - لیکن میں سمجھتا هوں که غالبا یهاں آپکا مقصود " تحقیق " نهیں ' بلکه " صحت استعمال " اور " جواز استعمال " هے - جلدي میں آپ تحقیق کا لفظ لکھه گئے هیں -

پھر یه کیسي عجیب بات هے که آپ عام الفاظ اور مخصوص اصطلاحات علمیه میں فرق کرنے سے اپنے تئیں مقصر ظاهر کر رهے هیں ' حالانکه اگر آپ چاهیں تو اس فرق کو محسوس کرنا کچھه مشکل نهیں - میں ابتدا سے کهه رها هوں که اردو کے عام الفاظ کا سوال نهیں بلکه اصطلاحات علمیه کا هے - میں نے نهیں یه اصول پیش نهیں کیا که هر مهمل لفظ کا استعمال اسي وقت صحیح هو سکتا هے جبکه وہ اپنے اصلي زبان کي لغت سے بھي اُن معاني میں صحیح ثابت هو جاے - میري گذارش تو صرف " اصطلاحات علمیه " تک محدود هے اور اسي لیے " مثنوی زهر عشق اور علم النفس " کا سوال آپکے سامنے پیش کر چکا هوں - آپ سنتے هیں ' میرے سوال کو دهراتے هیں ' اسکو " ایک نا قابل انکار حقیقت " قرار دیتے هیں مگر پھر جواب نهیں دیتے ! فیصله هو تو کیونکر ؟

گوش اگر گوش تو رو ' ناله اگر نالهٔ من
انچه البته به جاے نه رسد ' فریاد ست !

[بقیه ص ، صفحه ١٧ کا]

کر سکوگے اور اپني حریت و آزادي کا سچا ثبوت بهم پهنچا سکوگے - اگر اس وقت تم نے اپني حیات طیبه کي کوشش نه کي تو پھر اپنے آپ کو همیشه کیلیے زنده درگور سمجھو - ایسي آزادي و حریت پسندي کے زمانه میں بھي خاموش رهے تو پھر خاتمه هے -

گر نه گردد قوم ما بیدار ازین خواب گران
روئے اسایش نه بیند تا به روز واپسین

مظهر الحق نعماني رداوي
ضلع باره بنکي

آپ نے جس نکتهٔ علم اللسان کي طرف اشاره کیا هے اور پھر خود بخود میري "حیراني" کي علاج فرمائي پر متوجه هوے هیں ' میں اسکو در مرتبه خود وکیل میں لکهه چکا هوں ' جبکه چند الفاظ عربي و انگریزي کي بحث چھڑگئي تهي -

اِن دلائل و براهین واضحه و بینه کے بعد آپنے اِس بحث کا خاتمه کر دیا هے اور عدالت برخاست هوگئي - چنانچه آپ لکھتے هیں :

" اصل مسئله ختم هوگیا "

گریوں هي تو قاعده اچها ٹهرگیا

اگر کسي " مسئلے کے ختم کرنے " کا یهي طریقه هے که اصلي فیصله طلب امور کو نظر تجاهل و تغافل کرکے اختتام بحث کا اعلان کر دیا جاے ' تو پھر بحث میں صرف وقت کرنے سے کهیں بهتر خاموشي و اعراض هے - هم کو کوئي شخص مجبور نهیں کرتا که هم بولیں - لیکن اگر بولیں گے تو پھر بات کرنے والوں هي کي طرح بات کرني پڑیگي -

میں نے اس بارے میں جو کچھه لکھا تها اسکو گذشته نمبر میں چھه دفعات کے اندر عرض کرچکا هوں - مسئلے کے " خاتمے " کا یه حال هے که اُن میں سے کسي ایک امر کے متعلق بھي آپنے غور نهیں کیا اور جتنا کچھه کیا ' اسکا بھي یه حال هے که وہ گویائي پر خاموشي کي ترجیح و تقدم کي ایک مثال تازه سے زیاده نهیں !

* * *

اس بحث سے فارغ البال هوکر آپنے " حظ " کو بمعني مفروضهٔ لذت فارسي سے ثابت کرنا چاها هے - حالانکه پهلي بحث کي طرح یه موضوع بھي آپکے بس کا نه تها اور آپکے لیے اور نیز هر اُس شخص کیلیے جو آپکے سي حالت رکھتا هو ' یهي بهتر هے که وہ اُن امور میں دخل نه دے جنسے نا واقف هے -

میں همیشه اپني معروضات میں بحث کے اُن پهلوؤں سے نهایت احتراز کرتا هوں ' جنسے مخاطب کي واقفیت یا علم کے متعلق کوئي مخالف خیال پیدا هوتا هو که یه طبائع کو رنجیده اور بحث کو مقصد سے دور کردینے والي باتیں هیں - اور اسي بنا پر " حظ و کرب " کے بارے میں بھي میں نے با وجود ضرورت کے اس سے احتراز کیا ' لیکن آپ کا لاحاصل اصرار بڑھتا جاتا هے اور اس سے ضمنا زبان اور فارسي لغات کے متعلق نهایت سخت غلط فهمیاں اور رکے لیے پیدا هوجانے کا خوف هے - اسلیے اب مجبوراً عرض کرتا هوں که آپ اُن کاموں میں کیوں پڑتے هیں جنکي نسبت نه تو آپ کو علم هے اور نه واقفیت ؟ میں نے (حظ) کے متعلق غالب کا ایک شعر لکھدیا تها ' اور صرف اسلیے که اتفاقاً اُس وقت یاد آگیا - کوئي لفظ سند یا استدلال کا وهاں نه تها - اسپر آپ متعجب هوکر لکھتے هیں :

" اور اسکے ثبوت میں غالب کا " ایک " شعر پیش کرنا آپ کافي سمجھتے هیں ' جس میں حظ کو حصے کے معني میں استعمال کیا گیا هے "

میں نے بطور سند کے تو لکھا نهیں تها - کیونکه ایک ایسي بات لکھه رها تها ' جس سے آپکو مستثنی کردینے کے بعد هر فارسي داں واقف هے - لیکن اگر اسکو تسلیم بھي کرایا جاے تو آپکے اس " ایک " پر زور دینے کا مطلب بالکل سمجھه میں نهیں آتا - کیا آپکا مطلب یه هے که اس مرقعه پر درچار سو شعروں کي ضرورت تهي ؟ اگر غالب کا شعر پیش نه کروں تو کیا ٹیک چند بهار

محمد حسین دہلوی ' اور مولوی غیاث الدین رامپوری کی سند نہیں ؟

اسکے بعد آپ " واقعات " کو " دلایل " کے معنی میں استعمال کرتے ہوے لکھتے ہیں :

" افسوس ہے کہ بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں ورنہ غالباً " بقید صفحہ و سطر " میں بتا سکتا کہ فارسی کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنی میں استعمال کرنے کی " افسوس ناک غلطی " کی ہے "

" عظیم الشان بہار عجم " کے نہ ملنے پر آپ کو جو افسوس ہے ' اسمیں مجھے آپ سے ہمدردی ہے ' مگر ساتھہ ہی خود غرضانہ اسکی خوشی بھی ہے کہ اگر خدا نخواستہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کی یہ تیغ بے امان آپکے ہاتھہ آجاتی تو نہیں معلوم میری معروضات کی مسکین ہستی کا کیا حال ہوتا ؟

پھر لطف یہ ہے کہ آپ " بقید صفحہ و سطر " بتلا دیتے ' اور اسکے بعد غالباً قرنوں اور صدیوں تک کیلیے " حظ بمعنے لذت " کا علم ثبوت سرزمین لغات فارسیہ و اصطلاحات علمیہ میں نصب ہوجاتا !! و ذلک مبلغهم من العلم !

اسکے بعد دلائل و اسناد کی ایک عظیم الشان صف رونما ہوتی ہے جسکے سرخیل حلقہ حضرت " غیاث اللغات " ہیں اور انکے پیچھے پیچھے علامۂ پامر ' مولانا ریکنس ' محقق اسٹین گاس ' فارسی لغات کی موت و حیات کا سررشتہ سنبھالے ہوے تشریف لا رہے ہیں ' اور سب کے آخر میں خود جناب مدن ' جو فن لغت کی اس مہیب نمایش کے بعد مجھے دعوت غور و فکر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں :

" غور فرمائیے کہ یہ " اہل لغت " نہ صرف حظ کو لذت کے معنے میں استعمال کرتے ہیں بلکہ اس سے جتنی ترکیب پیدا کرتے ہیں ' اُن سب میں بھی حظ کے معنے لذت اور " صرف لذت " کے دیتے ہیں "!

جب آپکی واقفیت کا یہ حال ہے تو ارباب علم انصاف کریں کہ اب میں کیا کہوں ؟ اب کونسا سمجھائے کہ کسی فارسی لغت کا نولکشوری پریس میں چھپنا ہی دلیل وقار نہیں ہے ' اور نہ اُسمیں آپکے حسب مطلب حظ کے لفظ کا ملجانا مستند ہونے کا کوئی ثبوت - اب غالب کے " ایک " شعر پر معترض ہیں ' جس نے (قاطع برہان) لکھکر ہمیشہ کیلیے ہندوستانی لغت نویسوں کی آبرو مٹا دی ' مگر مسکین تیک چند کے نہ ملنے پر آپکو افسوس ہے ' اور ذرا یقین ہے کہ اگر (بہار عجم) کسی طرح میسر آجاتی تو " بقید صفحہ و سطر " بتلا کر آپ اس بحث کا خاتمہ کردیتے - حالانکہ جہاں (محمد حسین دہلوی) کو کوئی نہیں پوچھتا ' وہاں (تیک چند) کا نام لینا ایک ایسی بات ہے ' جو صرف آپ ہی سے ممکن تھی -

" بہار عجم " کے نہ ملنے کے " افسوس " کے بعد " خوش قسمتی " سے غیاث اللغات آپکی " میز " پر نکل آئی ہے - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

" خوش قسمتی سے غیاث البتہ میز پر موجود ہے اور اسکی عبارت یہ ہے ....."

افسوس ہے کہ آپکی اس " خوش قسمتی " میں بھی مجھکو " بدقسمتی " سے خلل انداز ہونا پڑیگا - میں پوری ذمہ داری کے ساتھہ آپکو بتلانا چاہتا ہوں کہ غیاث اللغات کا نام فارسی لغات کی بحث میں لینا نہایت تمسخر انگیز ہے - استدلال تو بجاے خود رہا ' کوئی فارسی داں شخص اپنی میز پر اسکو جگہ دیکر آپکی طرح خوش قسمت ہونا بھی پسند نہیں کریگا -

اسکے بعد آپنے چند انگریزی لغات کا حوالہ دیا ہے - یہ حوالے تمام پچھلے حوالوں سے بھی بڑھکر افسوس ناک ہیں - آپ کو اردو سے تو اتنی ہمدردی ہے کہ عربی لغات کے ذکر پر متاسف ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں :

" اس سے زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ خود اردو بولنے والوں کو اردو لغات کی تحقیق کے لیے عربی لغات کی جانب رجوع کرنا پڑے "

رجوع ترکسی نے نہیں کیا تھا - لیکن بہرحال آپکو اسپر افسوس ضرور ہے - پھر خدا را مسکین فارسی پر بھی رحم کیجیے ' جسکی لغات کیلیے باوجود ہزاروں دواوین و کلام شعراء فرس کے ' آپ ہمیں (پامر) کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کی دعوت دے رہے ہیں - محض اس حق کی بنا پر کہ " وہ کیمبریج میں عربی کے پروفیسر ہیں " !!

اِن مباحث میں آپکی معذوری واضح ہے ' تاہم ایک غلطی تو آپکا ادعائی اصرار ہے ' اور پھر دوسری غلطی ثبوت کیلیے لاحاصل کوشش کرنا - اسی کا نتیجہ ہے کہ آپنے اپنے طریق اثبات و استدلال میں اُس سے زیادہ افسوس ناک غلطی کی ہے ' جو موضوع بحث میں آپ کرچکے ہیں -

اغـــلاط استـــدلال

ایک شے ہے دعوا اور ایک چیز ہے استدلال - آپنے دونوں میں غلطیاں کیں - آپ فرماتے ہیں کہ حظ بمعنی لذت اصطلاحات علمیہ میں صحیح ہے ' اور پھر دلائل پیش کرتے ہیں - اپکے دعوے کی نسبت عرض کرچکا ہوں - لیکن اس سے زیادہ غلطیاں آپکے طریق استدلال نے پیدا کردیں :

(۱) آپنے یہ غلط اصول قائم کردیا کہ اردو کی عام بول چال اصطلاحات علمیہ میں مستند ہے -

(۲) آپنے ضمناً فرہنگ آصفیہ کو اردو لغات کی بحث میں قابل استناد قرار دیا ' حالانکہ (مصنف فرہنگ معاف رکھیں) اسے یہ حیثیت حاصل نہیں -

(۳) پھر اس غلط فہمی کا دروازہ کھولدیا کہ لغات فارسی کی بحث میں غیاث اللغات کی سند معتبر ہے - اسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ بلا تکلف غیاث کا حوالہ دینا شروع کردینگے اور پھر دوبارہ اس لغوی ایجی ٹیشن کا ارباب فن کو مقابلہ کرنا پڑیگا جو مرحوم غالب نے (قاطع برہان) لکھکر اپنے سامنے آمادۂ پیکار پایا تھا -

(۴) اس سے بھی بڑھکر ظلم اکبر یہ کیا کہ فارسی لغات کی بحث میں انگریزی کی فارسی لغات کو مستند قرار دینے کی بدعۃ سیئۂ کبیرہ کی بنیاد رکھی ' جو فی الحقیقت ایک اشد شدید " فتنۂ لغویہ " ہے اور جو اگر چل نکلا تو اردو اور فارسی زبان کا بھی مذہب و اخلاق کی طرح خدا حافظ !

پس مجھکو جو اس تفصیلی تحریر کی ضرورت ہوی تو صرف اصل بحث ہی کے متعلق ازالۂ اغلاط کا خیال محرک نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر یہ خیال کہ آپکے طریق استدلال کے اغلاط نے اصل غلطی سے بڑھکر چند غلطیاں اور پیدا کردی ہیں ' اور وہ ایسی ہیں کہ اگر انکو ظاہر نہ کیا جاے تو لغات و زبان کے متعلق ایک اصولی غلط فہمی میں لوگ گرفتار ہوجائیں گے - اگرچہ واقف کاروں کیلیے انکی غلطیاں بالکل واضح و غیر محتاج انکشاف ہیں -

پس ضرور ہے کہ اس حصۂ بحث کے متعلق میں یہ ظاہر کردوں کہ :

(۱) غیاث اللغات کوئی مستند لغت نہیں - اسکا حوالہ فارسی لغات کے مباحث میں بیکار ہے -

(۲) اتنا هي نهيں بلكه بهار عجم وغيره لغات جو آجكل چهپكر شائع هوگئے هيں ' قطعاً غير معتبر' تمسخر انگيز' اغلاط سے مملو' اور نا قابل استناد هيں - جن حضرات كي ان كتابوں پر نظر هے ' اور جنهوں نے وہ مباحث ديكهے هيں جو " برهان قاطع " كي اشاعت كے بعد تحرير ميں آئے' نيز اُن رسائل پر بهي نظر ڈالي هے' جو ان لغات كي حمايت ميں مثل مويد البرهان' ساطع برهان' تيغ تيز تر' قاطع قاطع' وغيره وغيره لكهے گئے' اور پهر قاطع برهان كے اُس دوسرے ايڈيشن كو بهي ديكها هے جو (درفش كاوياني) كے نام سے شائع هوا تها؛ ان سے يه امر پوشيده نهيں -

(۳) يورپ كے بعض مستشرقين نے جو لغات لكهي هيں انكا حواله به حيثيت سند لغت كے بالكل غيرمعتبر هے - عام طور پر مستشرقين فرنگ كا يه حال هے كه وہ مشرقي علوم و السنه كے متعلق بعض اپنے مخصوص مباحث عاميه ميں نهايت مفيد و نادر مطالب پيدا كرليتے هيں جن پر خود اس زبان كے بولنے والوں كو دسترس نهيں ' ليكن اسكے يه معني نهيں هوسكتے كه لغات و ادب كي بحث ميں انكي سند معتبر هو -

اب صرف دو مطلب باقي رهگئے - اصل مبحث' اور مصطلحات علميه كے متعلق جو چند سطور آپنے مضمون كے آخر ميں لكهے هيں - سو انكي نسبت آينده نمبر ميں عرض كرونگا كه يه ايك مفيد اور نتيجه خيز مبحث هے اور اسكو اخر تك پهنچانا ضروري -

فهرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس كانپور

تفصيل اُس رقم كي جو جناب ارمان صاحب بريلوي نے شاهجهانپور سے بهيجي تهي' اور جو گذشته نمبر ميں درج هوچكي هے -

	پالی	آنه	روپيه
جناب عبد الخالق صاحب	-	-	۵
جناب عبد الاحد ارمان صاحب	-	-	۵
جناب ايضاً از متعلقين خود	-	-	۲
ايضا زكات وصدقة الفطر	-	-	۳
جناب سراج الدين صاحب	-	-	۴
جناب مولوي محمود حسن صاحب	-	۸	۲
دختر صاحبه ايضاً	-	۵	۳
صدقة الفطر جناب مولويصاحب موصوف	-	۸	-
جناب احمد يار خانصاحب	-	-	۳
جناب منشي سيد احمد صاحب	-	۴	۲
جناب منشي عبد الستار صاحب	-	-	۲
جناب مولوي عبدالباري صاحب	-	-	۲
جناب سيد عابد حسين صاحب	-	-	۲
جناب مولوي رفيع الدين صاحب	-	-	۲
جناب ڈاكٹر نعيم الله خانصاحب	-	-	۲
جناب حافظ فداحسين خانصاحب	-	-	۱
جناب سيد حسين شاه صاحب	-	-	۱
جناب حكيم ولايت حسين صاحب	-	-	۱
جناب منشي منظور احمد صاحب	-	-	۱
جناب منشي عبد الخالي صاحب (زكاة)	-	-	۱
جناب منشي عبد الماجد صاحب	-	-	۱
جناب منشي عبد الحميد خانصاحب	-	-	۱
جناب سيد رضا علي صاحب	-	-	۱
جناب [illegible] احمد خانصاحب	-	-	۱
جناب سيد عتيق علي صاحب	-	-	۱
جناب ڈاكٹر محمد حسن صاحب	-	-	۱
جناب عنايت حسن صاحب	-	-	۱
جناب ولي الله خانصاحب	-	-	۱
جناب شفقت حسن صاحب معدولي	-	-	۱
جناب شيخ امام بخش صاحب	-	-	۱
جناب بهاري صاحب	-	۱۰	-
جناب حافظ علي حسن صاحب	-	۸	-
جناب حبيب الله خانصاحب	-	۸	-
جناب بركت علي صاحب	-	۸	-
اهليه منشي بركات احمد صاحب	-	۸	-
جناب والده صاحبه عبد الصمد صاحب	-	۸	-
جناب اكرام الله صاحب	-	۸	-
معرفت جناب سعادت علي صاحب	۶	۸	-
جناب وزير خانصاحب	-	۸	-
جناب بابو مجيد احمد خانصاحب	-	۸	-
جناب منشي حكمت ياز خانصاحب	-	۸	-
جناب سيد انور احمد صاحب	۵	۴	-
جناب نياز احمد صاحب	-	۴	-
جناب ننے بيگ صاحب	-	۴	-
جناب احمد بخش صاحب	-	۴	-
جناب عزيز صاحب	-	۴	-
امة الحبيب صاحب	-	۴	-
جناب والده عزاز صاحب	-	۴	-
جناب علي احمد خانصاحب	-	۴	-
جناب مسيح الله خانصاحب	-	۴	-
جناب محبوب خانصاحب	-	۴	-
جناب چاند خانصاحب	-	۴	-
جناب ڈاكٹر يعقوب خانصاحب	-	۴	-
مدرسه نسوان - شاه آباد	۹	۴	-
جناب امجد علي صاحب	-	۴	-
جناب مولا بخش صاحب	-	۴	-
جناب ميان جان خانصاحب	-	۴	-
جناب ظهور احمد صاحب	۶	۳	-
جناب سيد كرامت علي صاحب	-	۳	-
جناب سيد فضل امام صاحب	-	۲	-
جناب سيد بشارت علي صاحب	-	۲	-
جناب سيد شرافت علي صاحب	-	۲	-
جناب الا نبي ملازمه عبد الاحد	-	۲	
جناب منشي احمد حسن صاحب	-	۲	
از فرزندان حافظ علي حسين صاحب	-	۲	-
جناب هدايت شاه صاحب	-	۲	-
جناب ممتياز خانصاحب	-	۲	-
جناب هدايت الله صاحب	-	۲	-
جناب كريم الله صاحب	-	۲	-
جناب سدن صاحب	-	۲	-
جناب مظفر حسين صاحب	-	۲	-
جناب مولوي تراب علي صاحب	-	۲	-
جناب اكرام الله صاحب	-	۲	-
جناب انعام الله صاحب	-	۲	-
جناب اسد علي صاحب	-	۲	-
جناب حميد الله خانصاحب	-	۲	-
جناب بشير الدين صاحب	-	۲	-
جناب نبي بخش صاحب	-	۲	-
جناب منير خانصاحب	-	۲	-
جناب زمان خانصاحب	-	۲	-
جناب سعادت علي صاحب	-	۲	-
جناب نظير خانصاحب	-	۲	-
جناب مظهر	-	۲	-
جناب حميد الله صاحب	-	۲	-
جناب اسمعيل بيگ صاحب	-	۲	-

باقي آينده

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. [illegible]USE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵ | کلکتہ : چہار شنبہ ۷ ـ دیقعد ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 8, 1913

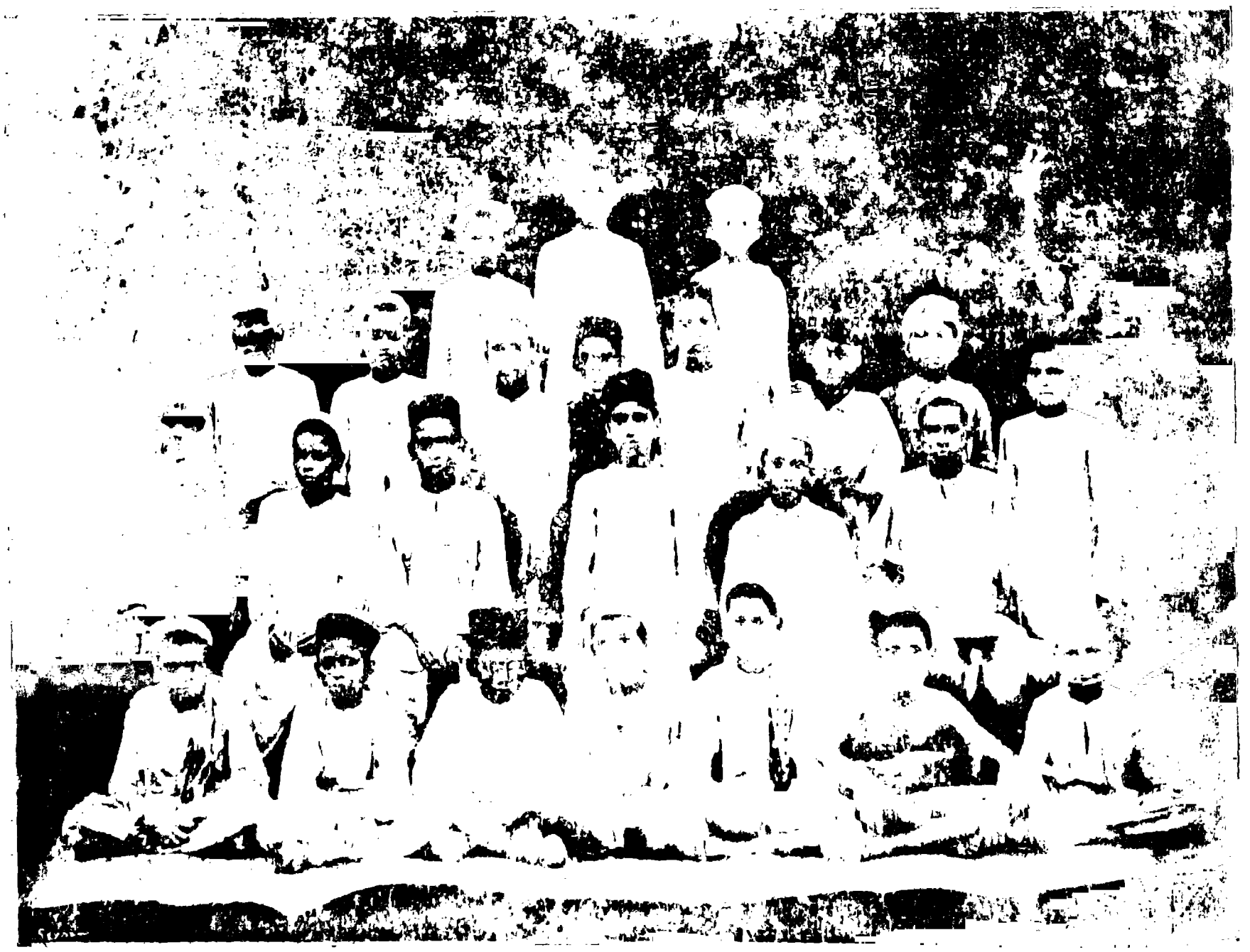

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

بالیدنی مت قتل هذا ، ولدت نسیا منسیا !

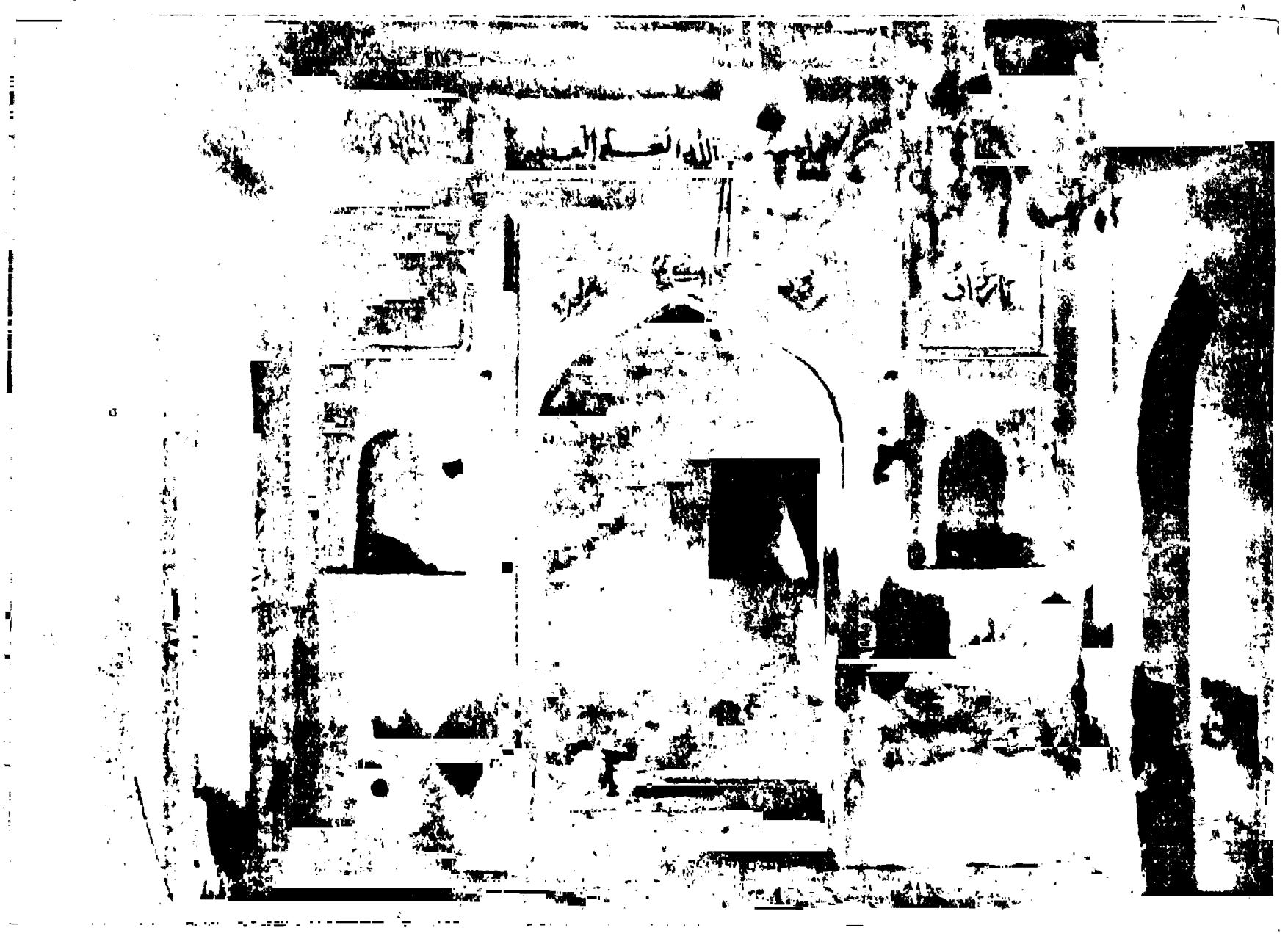

مسجد کانپور کا ایوان عبادت ، حادثۂ خونین ۳ - اگست کے بعد -
آپکے سامنے صحن کا محراب ہے - اسکے دہانوں جانب خون کے دھبے انکی سیاہی سے پہچانے جاسکتے ہیں -

مسجد مقدس کانپور متنازعہ فیہ حصے کے انہدام کے بعد
بائیں جانب آپکے سامنے دیوارگری ہوئی اور صحن کھلا نظر آرہا ہے -

بچپـــن یہ کہـــہ رہا ہے کہ "ہـــم بے قصـــور ہیں"!

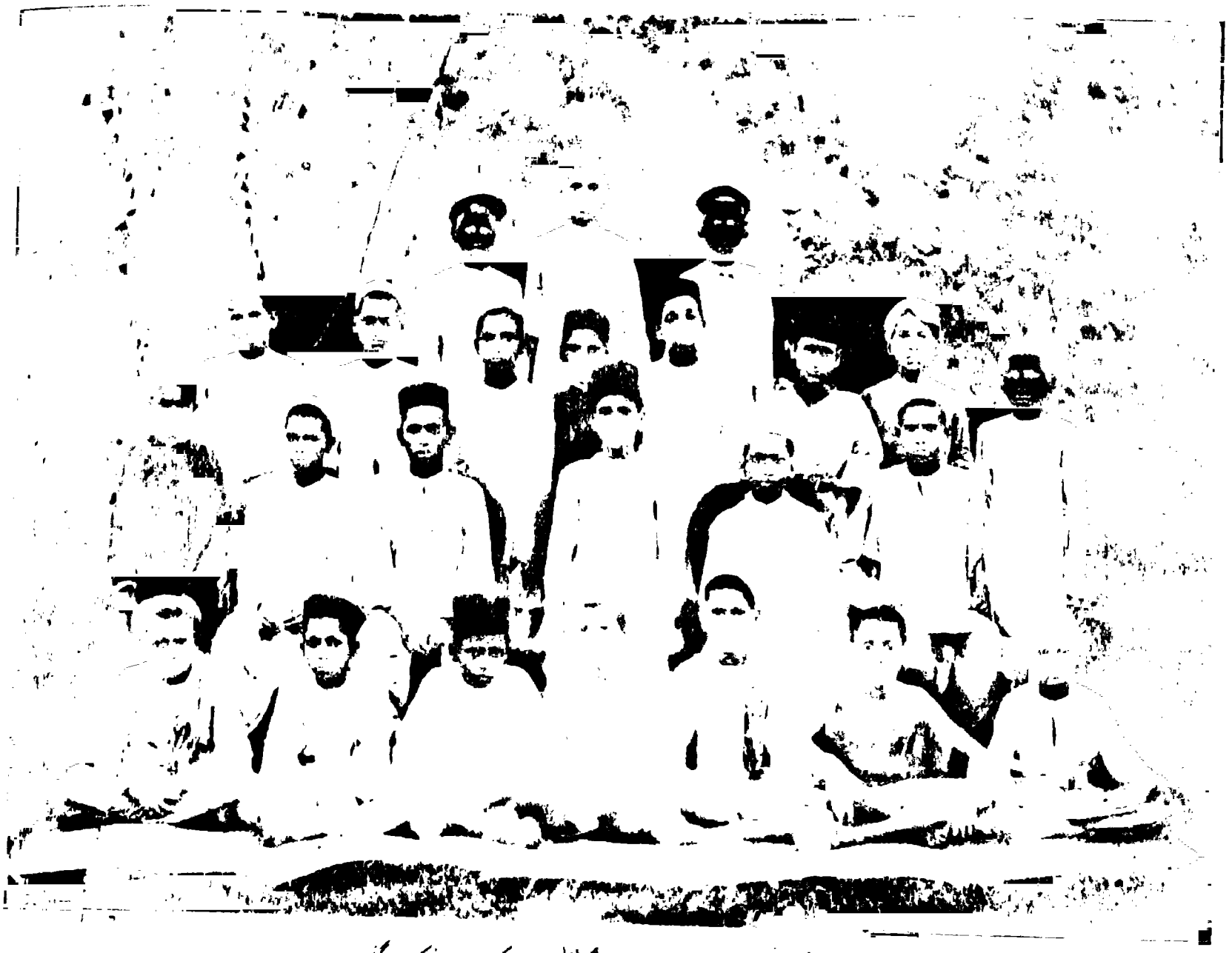

۳ - اگست کو جب ۴۰ - بچے گرفتاری کے بعد رہا کیے گئے -

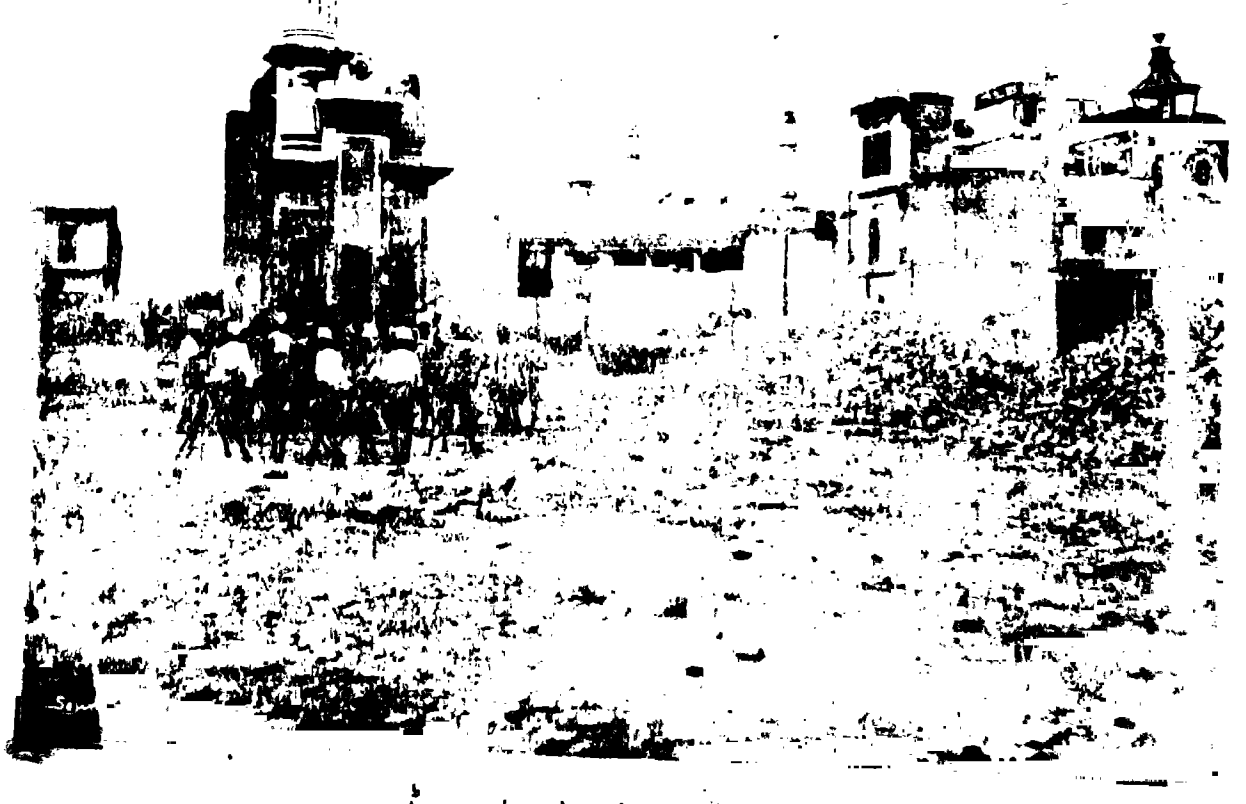

• • • د کانپـــور اور اے - بی روڈ

اس تصویر میں مسجد اور مندر ' دونوں دکھلائے گئے ہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱، مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

جلد ۳

کلکتہ : چہار شنبہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۵

Calcutta: Wednesday, October 8, 1913.

فہرست

شذرات ۲
افکار و حوادث ۳
رفتار سیاست ۴
مجلس دفاع جرائد و مطابع
مسلم گزٹ (۲)
مقالۂ افتتاحیہ
مساجد اسلامیہ (۱) ۵
مقالات
دعوۃ و تبلیغ اسلام ۱۱
احرار اسلام
الحریۃ فی الاسلام (۶) ۱۳
مراسلات
تاریخ حسیات اسلامیہ ۱۵
ادبیات
احرار قوم ۱۷
فہرست زر اعانۂ مجلس دفاع جرائد
و مہاجرین عثمانیہ ۱۹

تصاویر

مرقع حادثۂ فاجعۂ کانپور (صفحات خاص)

شذرات

پچھلے دنوں سے مشہور تھا کہ پوشیدہ طور پر ایک جلسے کی طیاریاں ہورہی ہیں جو دہلی میں منعقد ہوگا - اسکے صدر ہزہائینس نواب صاحب رامپور ہونگے ' اسمیں مسلمانوں کو تعلیم دی جائے گی کہ بغاوت (جو وہ کر رہے ہیں) اچھی بات نہیں گورنمنٹ کے وفادار رہیں تو بہتر ہے -

معتبر اشخاص کی روایت سے معلوم ہوا تھا اصل مقصد جلسہ دو باتیں ہیں :

(۱) بعض اسلامی جرائد کی مخالفت -

(۲) مسٹر محمد علی اور سید وزیرحسن صاحب کے سفر کی عدم اہمیت کا اعلان -

خاص رقعے چھاپے گئے تھے - حاذق الملک حکیم اجمل خان ' نواب حاجی محمد اسحاق خان ' اڈیبل مسٹر شاہد حسین بیرسٹر ایٹ لا ' اسکے خاص ارکان و اساطین انجام بتلائے گئے ہیں اور قلب کے اندرونی جوش ' اور بیرونی القاء ' دونوں اجزاء محرکہ سے اس معجون وفاداری کی ترکیب کی اطلاع ملی ہے - ونحن نحکم بالظواہر -

بعض اشخاص کو میں نے جلسے کے حالات کے متعلق تار دیے مگر انہوں نے وقت کے بعد اطلاع دی !

بہر حال ۲ - اکتوبر کو بارہ بجے دہلی میں جلسہ منعقد ہوا - نواب صاحب رامپور اسی وقت آئے اور شریک مجلس ہوئے -

لیکن جلسے سے زیادہ جلسے کی روئداد پر اسرار ہے -

کلکتہ میں ۳ - کی صبح کو میں نے (انگلش میں) دیکھا تو اسمیں ایک تار جلسے کے متعلق شائع ہوا تھا ' اور اسکے شاندار

همـوا بمالـم يبالـوا !

عذرانات کي ترتيب ميں دفتر انگلشمين نے غير معمولي زحمت اُٹھائي تھي - بعد يہي تار ديگر اخبارات ميں بھي بھيجا گيا اور دراصل يہ وہ " سرکاري " اطلاع تھي جو جلسے کے طرف سے دي گئي تھي -

ليکن اسکے بعد ھي چار بجے (امپائر) نکلا اوسکے نامہ نگار نے اپنے مشاھدات کے مطابق جو تار بھيجا تھا ' اُس ميں شائع ھوا تو يہ صبح کے تار سے بالکل مختلف تھا اور سرے سے جلسے کي تکميل اور برھمي ھي کے متعلق دونوں ميں اختلاف تھا -

اسکے بعد ادارۂ الہلال ميں مخصوص اطلاعات پہنچيں - انريبل سيد رضا علي کا تار شايع ھوا - دھلي اور لاھور کے معاصرين کے نامہ نگاروں نے حالات شايع کيے - يہ سب اُس " سرکاري " اطلاع سے بالکل مختلف بل متضاد تھے ' جو ۳ - کي صبح کو اخبارات ميں پہنچي تھي -

جلسے کي کارروائي " سرکاري " اطلاع ميں يہ بيان کي گئي ھے کہ بالاتفاق ھزھائنس نواب صاحب رامپور صدر منتخب ھوے اور انھوں نے ايک تحرير پڑھي - اس تحرير کا خلاصۂ امور يہ تھا :

(۱) بعض اسلامي اخبارات کو اس طرف متوجہ کرنا چاھئے کہ وہ " معتدل اور مائل بہ صلح لہجہ " اختيار کريں -

(۲) حادثۂ کانپور کے متعلق موجودہ حالت کا خاتمہ کرديا جاے ميں پسماندگان شہدا کيليے لوکل گورنمنٹ سے وظايف مقرر کرادونگا

(۳) اس بارے ميں اگر گورنمنٹ کے ساتھہ صلح اميز رويہ اختيار کيا جاے تو يقيناً مسلمانوں کي جائز خواھشوں پر حکام پوري توجہ کرينگے -

اسکے بعد انريبل ميان محمد شفيع ' انريبل سيد رضا علي ' مسٹر حامد علي خاں ' نواب مزمل اللہ خان وغيرہ نے تقريريں کيں ' اور مندرجہ ذيل رزوليوشن پاس ھوا ;

" يہ جلسہ صدر کي پيش کہا نصيحت کو پسند کرتا اور ان ضروريات کي اھميت کو تسليم کرتا ھے اور مناسب سمجھتا ھے کہ ھندوستان کے تمام حصوں سے مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ايک باضابطہ جلسہ منعقد کيا جاے جو ان امور کي تکميل کيليے تدابير اختيار کرے "

مزيد براں قرار پايا کہ ھزھائينس نواب صاحب کسي قريبي تاريخ ميں مجوزہ جلسے کا انتظام کريں چنانچہ انھوں نے سراجہ صاحب محمود آباد کو تار ديا ھے کہ وہ اس جلسے کا سکريٹري ھونا منظور کريں -

افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ روئداد صحيح نہيں ' اور جن حضرات نے اسکي تصنيف و تدوين کي زحمت گوارا فرمائي ھے ' کاش وہ سمجھتے کہ غلط بياني اور اخفاے حقيقت کي معصيت سے نہ تو دنيا ميں کاميابي خريدي جا سکتي ھے اور نہ اس چادر ميں ناکامي چھپائي جا سکتي ھے -

(امپائر) اور اسکے بعد کي متواتر اطلاعات نے اس شان تبرقع و حجاب آرائي کو چند گھنٹوں سے زيادہ مہلت نہ دي ' اور بالاخر تمام واقعات لوگوں کے سامنے آگئے -

سب سے پہلي بات فيصلہ طلب يہ ھے کہ يہ جلسہ جن اغراض سے کيا گيا تھا ' وہ عمل ميں لاے جا سکے يا نہيں ؟ اور جلسہ تکميل تک پہنچا يا برھم ھوگيا ؟

اس روئداد کے پڑھنے سے معلوم ھوتا ھے کہ جلسہ پوري طرح کامياب ھوا ' جس اتفاق راے سے صدارت کي کرسي پر نواب صاحب بيٹھے تھے ' بالکل ويسے ھي اتفاق راے سے يہ رزوليوشن بھي پيش ھوا اور پاس ھوا ' اور گويا اس رزوليوشن کا پيش کرنا ھي جلسہ کا مقصود اصلي تھا ' جسکے حاصل کرنے ميں کوئي دقت پيش نہ آئي -

چنانچہ رزوليوشن پر تقرير کرنے والوں کي جو فہرست دي گئي ھے ' اسميں مسلسل نواب مزمل اللہ خاں ' مسٹر حامد علي ' اور انريبل سيد رضا علي کے نام دے گئے ھيں -

مگر اصل حقيقت اس کے بالکل متضاد ھے ' جيسا کہ اب سب کو معلوم ھوگيا ھے - يہ جلسہ اس ليے منعقد نہيں ھوا تھا کہ نواب صاحب کے نصائح و وصايا لوگوں کو سنا دئے جائيں اور پھر ايک آئندہ جلسے تجويز کرکے جلسہ ختم ھوجاے ' بلکہ اسليے کہ اسي جلسے کو تمام مسلمانان ھند کا قائم مقام جلسہ قرار ديکر انکے ليے ايک پرليٹکل نظام عمل تجويز کيا جاے - بعض اخبارات کے خلاف رزوليوشن پاس ھوں - مسٹر محمد علي کي نہايت سے اختلاف ديا جاے اور لوگ پکاريں کہ اب نواب صاحب رامپور کو انگلستان تشريف لےجانا چاھيے -

مگر ان تمام باتوں ميں سے ايک بات بھي نہ ھوسکي - انريبل سيد رضا علي اور ايک خاص جماعت بغير بلاے جلسے ميں پہنچ گئي تھي - انھوں نے نہايت زور سے اس جلسے کي مخالفت کي اور ثابت کيا کہ محض چند رؤسا کا جلسہ تمام قوم کا قائم مقام نہيں ھو سکتا - اگر ايک بھيڑ کسي مقام پر خوش پوشاکوں کي جمع ھو جاے تو وہ قوم کي نائب نہيں ھو سکتي - جلسے کے انعقاد سے پہلے بھي اسلامي اخبارات ميں مخالفت کي صدائيں اٹھہ چکي تھيں - نتيجہ يہ نکلا کہ مخالفت کا مقابلہ نہيں کيا جاسکا اور ايک دوسرے جلسے کي تجويز کا اعتراف کيا -

اسلامي اخبارات کي مخالفت ميں کوئي کارروائي نہ ھوسکي - مسٹر محمد علي اور سيد وزير حسن کے متعلق پوري کارروائي ميں ايک لفظ بھي نظر نہيں آتا - نواب صاحب رامپور کي اسلامي نيابت اور سفر انگلستان کو تو گويا ارباب جلسہ نے بالکل بھلا ھي ديا تھا -

ان حالات سے بغير کسي بحث کے ثابت ھوتا ھے کہ جو جلسہ تجويز کيا گيا تھا ' وہ منعقد نہ ھوسکا ' اور قبل اسکے کہ اپنے مقصد اصلي تک پہنچے درھم برھم ھوگيا -

اب رھي يہ بات کہ جلسے کي ناکامي کے بعد جو کارروائي کي گئي ' اسکا کيا حال ھے ؟ مجوزہ جلسے کا خيال کيسا ھے ؟ نواب صاحب کے نصائح و وصايا کس عالم ميں نظر آتے ھيں ؟ تو ان کي نسبت آئندہ لکھيں گے -

البصائر

افسوس کہ البصائر شوال سے جاري نہ ھوسکا - نئي مشينيں جو منگوائي گئي تھيں ' انکے ليے مکان زير تعمير تھا - اول تو اسميں دير لگي - پھر مشين روم بن گيا تو موٹر وغيرہ کے لگنے ميں دير ھورھي ھے - پوجا کي تعطيل کي وجہ سے دفاتر بند ھيں - اميد ھے کہ ذيقعدہ ميں پہلا نمبر ضرور نکل جائيگا -

(منيجر البصائر)

مجلس دفاع مطابع و جرائد هند

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

گذشته اشاعت میں میں نے ایک افتتاحیه کے ذریعه اس تجویز کو پیش کیا تھا - اس هفتے نہایت کثرت سے اسکی نسبت مراسلات و مکاتیب ادارۂ الهلال میں پہنچی هیں اور جن میں سے بعض مشاهیر ملک و اکابرین ملت کی هیں - میں الفدہ انکا تتبع شائع کرونگا - کیونکه انسے اندازہ کیا جاسکے گا که پریس ایکٹ کے بیجا تشدد ات نے ملک میں کس درجه بے چینی اور تشویش پیدا کردی هے اور مطابع و جرائد کے دفاع کا خیال کس قدر بر وقت اور عام خواهش کے مطابق تھا که بمجرد اعلان ' هر طرف سے صداؤں نے اٹھکر اسکا ساتھه دیا !

(اغاز عمل)

میں نے سب سے پہلے یه تجویز انریبل (بابو سریندر و ناتھه بینرجی) اور (بابو موتی لال گھوش) ایڈیٹر (امرتا بازار پتر کا) کے سامنے پیش کی - میں نہایت متشکر و ممنون هوں ان دونوں بزرگان ملک اور مشہور اعیان مطابع کا ' جنھوں نے هر طرح اعانت و شرکت کا وعدہ فرمایا ' اور با وجود پوجا کی عام تقریب کے اپنا قیمتی وقت دینے کیلیے آمادہ هوگئے -

هم کو ایک ایسی مجلس قائم کرنی هے جو عام اور وسیع هو - جسمیں وہ بد بختانه و نا مبارک تفریق نهو جو هندو مسلمانوں کے سوال کی صورت میں هرجگه پیدا کی جاتی هے - جس میں ملک کے هر حصے سے ارباب مطابع و جرائد شریک هوں اور کوئی حصه ایسا باقی نه رهے جہاں کے پریس کے قائم مقام اسمیں نهوں - پھر اسکا ایک مرکزی مقام هو اور اسکی شاخیں تمام صوبوں میں قائم هو جائیں - وہ بصورت ال انڈیا ایسوسی ایشن کے بھی هو اور بصورت پراونشیل جماعت کے بھی -

اسکے لیے باهمی مشورۂ و مبادلۂ آرا کی ضرورت هے اور نہایت وسیع پیمانے پر تعاون و اشتراک عمل کی - پس هم مجوزین نے اپنا فرض یه سمجھا هے که اپنی تجویز کو کاغذ کے صفحوں سے ایک وسیع اجتماع تک پہنچا دیں ' پھر تمام امور کا فیصله رهی اجتماع کرلیگا -

چنانچه اسی غرض سے ۲ - اکتوبر کو دو بجے ایک جلسه انڈین ایسوسی ایشن کے هال میں قرار پایا - اسکا اعلان گو ادارۂ الهلال سے کیا گیا مگر ایڈیٹر الهلال کے علاوہ چار دیگر وقیع ترین اخباروں کے ایڈیٹروں کے بھی اسکے نیچے دستخط تھے - باتفاق عام (انریبل بابو سریندر و ناتھه بینرجی) صدر جلسه منتخب هوے اور کافی غور و مباحثه کے بعد طے پایا که پوجا کی بڑی تعطیل کے بعد الفدہ نومبر میں ایک عظیم الشان جلسه کلکته میں منعقد کیا جاے اور وہ تمام امور مہمه کے متعلق وسائل و ذرائع عمل اختیار کرے -

اسکے بعد اس جلسے کے اهتمام و انتظام کیلیے حسب ذیل اشخاص کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی :

(۱) انریبل بابو سریندر و ناتھه بینرجی - ایڈیٹر (بنگالی)
(۲) بابو کرشنو کمار مترا ایڈیٹر (سنجیونی)
(۳) بابو موتی لال گھوش ایڈیٹر (امرتا بازار پتر کا)
(۴) مولوی مجیب الرحمن صاحب ایڈیٹر (مسلمان)
(۵) مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر (محمدی)
(۶) ایڈیٹر (بھارت متر)
(۷) ابو الکلام ... ایڈیٹر (الهلال)

(تعویق کار)

بلا استثنا یه سب کی خواهش تھی که جہاں تک ممکن هو جلد ... چاهیے ... ایک بڑی دفعه پوجا کی بڑی تعطیل کی وجه سے پیش آگئی هے - جن حضرات نے اس موسم میں کلکته کو دیکھا هے ' انکو معلوم هے که یه وقت تمام بنگالیوں کیلیے سال بھر میں ایک خاص وقت تفریح و محافل اور سیر و ... کا هوتا هے - تمام دفاتر سرکاری بند هوجاتے هیں - ریلوے کمپنیاں بھی نصف کرایے کی رعایت کردیتی هیں - اکثر لوگ شہر سے باهر چلے جاتے هیں ' اور جو لوگ رهتے هیں انهیں اپنے مراسم تقریب اور محافل تفریح و نشاط سے مہلت نہیں ملتی -

پس اسلیے تقریباً ناممکن هے که اس زمانے میں کوئی کارروائی یہاں کی جاسکی - پھر یه بھی هے که خط و کتابت اور اعلان و اشاعت کیلیے بھی جلسے سے پہلے کافی وقت ملنا چاهیے - اسلیے نومبر سے پہلے جلسے کا انعقاد یوں بھی موزوں نه تھا -

بہرحال امید هے که یه جلسه اپنے مقصد مہم کیلیے ایک کامیاب آغاز عمل ثابت هوگا اور الله تعالی کا فضل هر حالت میں مطلوب - مندرجۂ صدر کمیٹی کا انتخاب عارضی هے - وہ صرف انعقاد جلسه تک هے - اسکے بعد مجوزہ کانفرنس کا اجلاس تمام امور مہمه کا فیصله خود کرلے گا -

(ایسوسی ایشن کی ضرورت)

آج ملک کا یه حال هے که اگر اسے ایک جسم فرض کیجاے تو اس جسم کا کوئی حصه زخم سے خالی نہیں - یکسر زخموں کا ایک پیکر خوں چکاں هے ' جسمیں سر سے لیکر پاؤں تک ٹیس اور تپک کے سوا کچھه نہیں هے !

درد هے جاں کی عوض هر رگ و پے میں ساری
چارہ گر هم نہیں هونے کے جو درماں هوگا !

قومی و ملکی زندگی کی کوئی شاخ ایسی نہیں جو تمام تر محتاج عمل ' و فغاں سنج اعانت نہو - علی الخصوص مسلمانوں کیلیے تو یه ایک اشد شدید دور مصائب و ابتلا هے - انکی همت و عزم اور استقلال و غیرت کیلیے اس سے بڑھکر آزمایش کا موقعه کبھی نہیں آیا - جو مرثیه خوان ملت همیشه " آخری وقت " کہکر غافلوں کو ڈرایا کرتے تھے ' غالباً انکا مقصود یہی وقت تھا - وہ هندوستان سے باهر دیکھتے هیں تو اسلامی ممالک کا هر گوشه ماتم کده نظر آتا هے اور حیران رهجاتے هیں که کس کس فریاد پر کان دھریں ' اور کس کس کی مصیبت پر آنسو بہائیں ؟ خود هندوستان کے اندر دیکھیے تو قدم قدم پر ضرورتیں متقاضی ' مصائب فریادی ' شدائد فغاں سنج ' اور عزائم کیلیے آزمایش در پیش - اپنی تعلیم سے ابھی وہ فارغ نہیں هوے ' کوئی با قاعدہ سیاسی تحریک گرد شروع هی نہیں هوی ' مسلم یونیورسٹی کی طرف سے دل ٹوٹ چکے هیں ' ندوہ کا خاتمه سامنے هے - باهر کے چندوں کی فہرستیں اب تک کھلی هوی هیں - لاکھوں مہاجرین کی خانماں بربادی کے مناظر سامنے هیں اور دار الخلافۃ اسلامی پر ابتک امن و صلح کا در شروع نہیں هوا -

ان سب پر مستزاد حادثۂ فاجعۂ کانپور ' جسکے زخم نے تمام پچھلے زخموں کی ٹیس بھلا دی - ابتک اسکی مسجد مقدس کے محراب و منبر اپنی حالت زار پر مرثیه خوان هیں ' اور زندان مصائب کے اندر ایک سو چھه فرزندان اسلام هیں ' جنکے هاتھوں میں اس جرم پر هتکڑیاں پہنا دی گئی هیں که انھوں نے تعمیر مسجد مقدس الهی کیلیے ۳ - اگست کو اینٹیں چنی تھیں !

خدا گواہ که گر جرم ما همیں عشق ست
گناہ گبر و مسلمان بجرم ما بخشند !

هماری مصیبتوں کی یه ایک فہرست خزین هے جو نظروں کے سامنے هے ' اور آلام و غموم کا ایک حصار تاب گسل هے جس نے چاروں

طرف سے گھیر لیا ہے - پھر کس کس زخم پر پٹی باندھیں ' اور کس کس مرض کیلیے نسخۂ شفا لکھوائیں ؟

تن همه داغدار شد پنبه کجا کجا نهي ؟

تاہم اگر غور کیجیے تو ان تمام زخموں کے لیے کوئی ایک مرہم ہوسکتا ہے تو وہ یہی انجمن " دفاع مطابع و جرائد هند " کی تاسیس ہے - مسلمانوں میں جو نئی زندگی اور بیداری گذشتہ تین سال کے اندر پیدا ہوگئی ہے اور پھر توفیق الہی نے تنبہ و اعتبار کے مسلسل و پیہم اسباب فراہم کرکے اسکو اس درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ' وہی صرف ایک رشتۂ آخری ہے جو ان تمام مایوسیوں میں امید کا چراغ روشن کرتی اور یقین دلاتی ہے کہ یہ سفر بغیر کسی منزل مقصود تک پہنچاے نہیں رہیگا ' اور ہجوم آلام و مصائب کے اس شب تاریک ' بیم مرج و گرداب حائل میں کبھی نہ کبھی ساحل مراد نظر ہی آجایگا : وما ذلک علي الله بعزیز !

لیکن یہ آثار حیات ' یہ علائم تیقظ و بیداری ' یہ حرکت و تحریر - مقصود' یہ جد و جہاد حق و صداقت' اُسی وقت تک ہے ' جب تک کہ افکار و آرا کو فرصت نشرو اعلان ' اور مطبوعات و جرائد کو حریت اشاعات و اظہارات حاصل ہے - جب تک سوتوں کو جگایا ' اور بے خبروں کو ہشیار کیا جا سکتا ہے ' جس وقت تک صدائیں کھل کر بلند ہو سکتیں ' اور قلم بغیر کسی مراقبۂ مستبدۂ حق و صداقت کا ساتھ دیسکتا ہے -

لیکن اگر پریس کی آزادی کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ ہورہا ہے ' تو پھر نہ تو اصلاح و طلب حقوق کو قیام ہے ' نہ اظہار صداقت اور دعوت حق و حریت کی راہ باز - نہ مصائب اسلامی پر رنج و غم کے آنسو بہ سکتے ہیں اور نہ فرزندان اسلام کی خانماں بربادیوں پر دلوں کو آہ و فغاں کی اجازت ہے - ملک کی تمام مصیبتیں لا علاج' اور ملکی فلاح و ترقی کیلیے حصول امن و آزادی خواب و خیال - آج اسلام کے ماتم کدوں میں سب سے زیادہ ماتم و فغاں سنجی مسجد کانپور اور اسکے شہداء مقدسین و محترمین کی قربانیوں پر ہے ' لیکن اگر پریس کے حقوق کا قانونی دفاع نہ کیا گیا تو پھر کون مساجد کی فریادوں کی ترجمانی کریگا ؟ کون قہر و جبر کی دست دراز یوں پر شکوہ سنج فریادی ہوگا ؟ اور کیونکر ملک و قوم کو اپنے آلام و مصائب کے اظہار کا موقع ملے گا ؟ -

پس فی الحقیقت مطبوعات و جرائد کے حقوق کا حفظ و دفاع اولین فرض ملک و ملت ہے اور اسکی اپیل سب سے زیادہ ہماری قرتوں کے اتفاق کی مستحق اور صرف وقت و مال کی احق ہے - هندوستاني پریس کا نظم و استحکام اور اتحاد و تعاون بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتا ہے - یہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ جس ملک میں حیوانات تک کے حقوق کی محافظت کیلیے انجمنیں قائم ہوں ' وہاں مطابع و جرائد کی حفاظت کیلیے چند نفوس و افراد کی ایک جمعیۃ بھی نہو؟

الهلال اگر اپنی ضمانت کا بار قوم کے سر ڈالتا ' تو احباب و معاونین کے لطف و کرم سے مطلوبہ رقم ہی نہیں بلکہ اس سے چہار چند رقم چند دنوں کے اندر جمع ہو جاسکتی تھی ' مگر اس نے ایسا نہیں کیا - ابتدا سے اسکا اصول کار یہ رہا ہے کہ اپنی سالانہ قیمت کے سوا (کہ وہ بھی بلحاظ اسکے مصارف کے نصف قیمت سے زیادہ نہیں) اور کسی شے کا وہ قوم سے طالب نہیں ہوا -

لیکن اب کہ یہ تمام سرمایہ ایک اہم ترین ملکی غرض کیلیے وقف کردیا گیا ہے ' وہ کبھی ہرج نہیں دیکھتا کہ صدائے اعانت بلند کرے - اللہ کے فضل سے امید ہے کہ انعقاد جلسۂ مجوزہ سے بہت پہلے وہ ضمانت الہلال کے نام سے ایک گرانقدر رقم مہیا کر سکے گا - خا السعي مني والا تمام من الله تعالى -

افکار و حوادث

وا بمالم ینالوا

(۹ : ۷۵)

همیں دو هفتے پیشتر سے بعض امور کی اطلاع تھی ' اور متعدد موثق ذرائع سے شملۂ و رامپور سے انکی نسبت مفصل تحریریں دفتر میں پہنچ چکی تھیں - مگر هم همیشہ واقعات کے ظہور کا انتظار کرتے هیں اور ارادوں اور نیتوں کے معاملات کو عفو و درگذر کا مستحق سمجھتے هیں -

مومن کو چاهیے کہ اپنے اندر اخلاق الہی پیدا کرے : " تخلقوا باخلاق الله ! " -

الله کے اخلاق کا یہ حال ہے کہ اس نے همارے ارادوں اور نیتوں کی لغزشوں کو معاف کر دیا ہے ' اور جزا و سزا کا احتساب صرف اعمال جوارح و جسم پر مرتب ہوتا ہے -

سورۂ بقر میں یہ آیت جب نازل ہوئی :

وان تبدوا ما في انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله (۲ : ۲۸۴)	تمہارے دلوں کے اندر جو جو باتیں ہیں خواہ تم انکو ظاہر کرو یا چھپاؤ ' لیکر الله کے علم سے تو مخفی نہیں ' وہ ان سب کا تم سے حساب لیگا -

تو صحابۂ کرام بہت غمگین ہوے کہ خطرات قلب اور حدیث نفس کا احتساب مشکل ہے - نہیں معلوم کس وقت کیسا خیال گذرے اور قیامت کے دن اسکا جواب دینا پڑے ؟ اسپر اسی کی بابت مشہور آیۂ کریمہ نازل ہوئی :

لا یکلف الله نفساً الا وسعها (۲ : ۲۸۶)	الله تعالی کسی انسان پر تکلیف شرعی قائم نہیں کرتا مگر وہاں تک کہ اس کے بس اور قدرت میں ہے

اعمال کی طرح خیالات کی نیکی بغیر توفیق الہی - ممکن نہیں اور اسمیں انسان مجبور ہے -

البتہ منافقین اس سے مستثنی ہیں کہ انکا کفر انکے دل ہی میں ہوتا ہے ' گو ظاہر میں ایمان کے مدعی ہوتے ہیں -

پس هم بھی همیشہ اعمال و واقعات پر نظر رکھنا چاہتے ہیں اور اُس وقت تک کچھ پروا نہیں کرتے ' جب تک کہ ارادے عمل کا ظہور تک نہیں پہنچ لیتے -

اگر ایسا نہو تو پھر نقد و اختبار کا پیمانہ نہایت تنگ ہوجاے - هم کو تو ایسے لوگوں کی خبر ہے جو شب کو بستروں پر لیٹتے ہیں تو اُن ارادوں اور خیالوں میں ہوتے ہیں ' جن میں سے اگر ایک ارادے کو بھی تکمیل و ظہور کی خدا مہلت دیدے ' تو تمام مسلمانوں کے گھر شیطانوں کی بستیاں بن جائیں اور ایک مسلمان بھی دنیا میں نہ ملے جو کفر کی لعنت سے آزاد ہو -

لیکن یہ الله کا لطف و فضل ہے کہ وہ ان منافقین و دجالین مفسدین خاسرین کے ارادوں کو همیشہ ناکام رکھتا ہے اور انہیں کبھی مہلت نہیں ملتی کہ اپنی نیات فاسدہ و اقدامات مفسدہ کو عمل و ظہور تک پہنچا سکیں !

ولولا فضل الله علیك و رحمة لهمت طائفة منهم ان یضلوك '	" اور اگر الله تعالی کا فضل اور اسکی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو ان لوگوں میں ایک گروہ تو تم

مسلم گزٹ لکھنؤ

(۲)

اس واقعہ کے دو پہلو تھے :

(۱) گورنمنٹ کے ایک حاکم نے مالک مسلم گزٹ کو اسکے لیے مجبور کیا یا نہیں کہ وہ ایڈیٹر کو علحدہ کردے ؟

(۲) مالک مسلم گزٹ کا مولوی صاحب سے رویہ اور ادعاء حریت و حق پرستی کا حشر -

سب سے پہلے امر اول کی نسبت غور کیجیے - پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ آنریبل مسٹر برن کو کیونکر سمجھایا جاے کہ لفظ " جواب " کا جو مطلب انھوں نے اپنے ان عجیب و غریب جوابات سے ظاہر کیا ہے ' وہ اس مطلب سے بالکل مختلف ہے جو ہر زبان کی لغت میں مسطور ہے ' اور ہر زبان کا بولنے والا یقین کرتا ہے - سوال کا منشا یہ تھا کہ مجسٹریٹ نے مالک مسلم گزٹ پر ایڈیٹر کی علحدگی کیلیے زور ڈالا یا نہیں ' اور ڈالا تو کس قانون کی بنا پر ؟

اسکا جواب صرف یہی ہوسکتا تھا کہ یا تو وہ واقعہ سے انکار کریں یا اسکی وجہ بتلائیں ' مگر وہ کہتے ہیں کہ " سوال میں پورے واقعات نہیں بیان کیے گئے " پھر بتلاتے ہیں کہ وہ " پورے واقعات " یہ ہیں کہ مالک مسلم گزٹ کی ایک تحریر کا ترجمہ موجود ہے - لیکن اس تحریر کا وجود خود اس امر کی علانیہ شہادت دیتا ہے کہ مالک مسلم گزٹ اور مسٹر فورڈ میں ایڈیٹر کی علحدگی کا تذکرہ آیا ہے اور وہ کوئی تحریر اس سے لکھواکر اپنے قبضہ میں لے رہے ہیں - یہ اس بات کے ثبوت کیلیے کافی ہے کہ مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر زور ڈالا ' کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ تحریر وجود ہی میں کیونکر آتی ' اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی میز سے معزول کرکے کونسل ہال کی میز تک کیونکر مرتفع ہوتی ؟

اسکے علاوہ خود اس تحریر ہی میں یہ جملہ بصراحت موجود ہے کہ " آپکی تجویز کے مطابق " میں ایڈیٹر کو علحدہ کیے دیتا ہوں - پھر اسکے بعد اس امر کے ثبوت کیلیے اور کیا باقی رہجاتا ہے کہ مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر اس بارے میں زور ڈالا تھا ؟

البتہ بعض الفاظ ہیں جنکے معانی ہمیشہ ایسے موقعوں پر ایک خاص اصطلاح کے ماتحت آجاتے ہیں - اگر کوئی حاکم کسی بارے میں نہایت ہی سخت زور ڈالے اور اپنے اقتدار سے کام لے ' تو اسکا نام یہاں کی اصطلاح میں " راے " اور " خواہش " سے زیادہ نہوگا - کوئی حاکم اپنے حاکمانہ اقتدار سے کام لیکر کیسی ہی سخت مداخلت کرے ' لیکن مداخلت کا نام ہمیشہ یہاں " مشورہ دینے " کے ہیں -

پھر سوال یہ ہے کہ اس تحریر کے پیش کرنے کے بعد وہ کون سا جواب تھا جو انریبل سید رضا علی کو ملگیا ؟ اسکے بعد بھی تو یہ سوال بدستور باقی ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کس قانون کی بنا پر ایسا کیا ؟

اس تحریر نے بالکل پردہ اٹھا دیا - لطف یہ ہے کہ خود انھوں نے ہی پردہ اٹھایا جسے امید بالکل برعکس تھی - واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس ملاقات میں مالک مسلم گزٹ سے علحدگی کیلیے کہا گیا ہے اور جس کی صحیح و اصح خبر مجھے ملی تھی ' اسی ملاقات میں یہ تحریر بھی لکھوالی گئی ' تا کہ نادان و کمزور مالک مسلم گزٹ اچھی طرح پھنس جاے -

ہر حاکم کو جسے قانون نے عدالتی اختیار دیے ہوں ' پورا حق حاصل ہے کہ جس رائے پر چاہے ' مقدمہ فائم کرے ' اور پھر جوڈیشل اور ایگزیکٹیو اختیارات کی یک جائی کی وجہ سے جس طرح چاہے اسکا فیصلہ بھی کردے - لیکن یہ اختیار تو اب تک قانون کی مجلدات میں درج نہیں کیا گیا ہے کہ وہ کسی شخص کو بلا کر غیر با قاعدہ اور غیر قانونی طور پر دھمکاے اور اس سے وہ کرانا چاہے جو قانون وقت بھی نہیں کرسکتا ؟

ایڈیٹر کو بھی بعض حالتوں میں مثل پرنٹر و پبلیشر کے سزا دی جا سکتی ہے ' لیکن مجبور کرکے دفتر سے نکالا نہیں جاسکتا - اسکی مثال بد بختی سے مسلم گزٹ ہی نے قائم کی -

معاملے کا دوسرا پہلو مالک مسلم گزٹ کے متعلق ہے ' اور افسوس ہے کہ انکے ساتھ ہمدردی کرنے کا پبلک کو کسی طرح مشورہ نہیں دیا جاسکتا - وہ ایک طرف حریت و صداقت اور جاں نثاری و فدویت کے اظہارات سے لوگوں کو طرح طرح کی توقعات میں مبتلا کرنا چاہتے تھے ' دوسری طرف اس تحریر میں نہایت ذلت اور عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کیلیے ہاتھ جوڑ رہے ہیں ' اپنے تئیں ایڈیٹر کے آگے عاجز بتلاتے ہیں ' اور لکھتے ہیں کہ میں تعمیل حکم اور معذرت خواہی کیلیے طیار ہوں !

کچھ مضائقہ نہ تھا اگر انکا اصلی خیال یہی ہوتا - کوئی حرج نہ تھا اگر وہ ازادانہ نکتہ چینی کے مخالف ہوتے - اعتدال اور احتیاط کا ملحوظ رکھنا کوئی قابل اعتراض و تذلیل بات نہیں ہے - لیکن ایسی حالت میں ضرور تھا کہ وہ اپنے تئیں حکام کے اثر سے ازاد رکھتے اور اپنے طرز پر جو چاہتے کرتے - انکو فوراً ہر ایسی خواہش کے جواب میں صاف صاف کہدینا تھا ' کہ اگر آپ مقدمہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کیجیے - جب اس کام کو اختیار کیا ہے تو کب تک عدالت کے نام سے کانپیں گے ؟ لیکن آپکو اسکا کیا حق ہے کہ مجھسے تحریر لکھوائیں ' میرے انتظامی امور میں دخل دیں ' اور کسی شخص کو مجبور کریں کہ وہ لکھنؤ چھوڑ کر چلا جاے ؟

مسلم گزٹ غالباً آجکل میں بالکل بند ہوجائیگا مگر ان حالات کے بعد اسکا بند ہو جانا ہی بہتر ہے - قوم کی ازادی و حق پرستی کی تحریک میں اگر جان ہے تو اسے اسطرح کے سینکڑوں اخباروں کے بند ہونے کی ذرہ برابر پروا نہیں - یہ واقعات سوا اسکے کہ استبداد کی یادگاروں میں تعداد کا اضافہ کرتے رہیں ' اور کوئی اثر نہیں ڈال سکتے -

یہاں تک لکھہ چکا تھا کہ معلوم ہوا ' مسلم گزٹ بند ہوگیا ہے اور ایک ماتمی اور الوداعی تحریر شائع کی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم مجبور ہیں - ہم نے جو کچھہ اپنی اس تحریر میں لکھا تھا جو کونسل کے جواب میں دکھلائی گئی ' اور پھر جو کچھہ اخبار میں لکھا ' اسمیں کوئی تناقض نہیں - حکام کا دباؤ اظہار حق سے باز رکھتا ہے اور خوشامد ہم سے بن نہیں آتی وغیرہ وغیرہ - پس اسکے سوا چارہ نہیں کہ اخبار بند کردیں - انا للہ وانا الیہ راجعون -

مسلم گزٹ اگر بند کردیا گیا تو بہت سے اخبار نکلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں ' اور ہر زندگی کیلیے موت کسی نہ کسی وقت آتی ہی ہے - مگر افسوس یہ ہے کہ مسلم گزٹ تو بند ہوگیا لیکن اپنی جگہ اپنی ایک ایسی مہلک نظیر چھوڑ گیا جس کے نقصان کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا -

بہتر تھا کہ مسلم گزٹ نہ نکلتا ' کیونکہ اسکی اشاعت سے جس قدر فائدہ ہوا تھا ' اس سے زیادہ اسکے مرض الموت سے نقصان پہنچا '

اگر چہ موت سے نہیں ' کیونکہ اس متعدي و مسموم مرض کے بعد اسکا مرجانا ہي بہتر تھا -

مالک مسلم گزٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلم گزٹ کي موت کي پوري ذمہ داري خود انہیں پر ہے - حکام کا جبر و تشدد کہاں نہیں ہے اور کیوں نہ ہو ؟ کیا انہوں نے مسلم گزٹ کو اس امید پر نکالا تھا کہ حکام اسکو اپنے بچوں کي طرح اپني گودیوں میں کھلائیں گے ؟ کیا انکو یہ امید تھي کہ ہمیشہ حکام کی طرف سے انکي راہ میں سوسنیں نہیں پھولچائي جائیں گي ؟ کیا وہ اس وہم و خبط میں تھے کہ مسلم گزٹ کیلیے ڈپٹي کمشنر صاحب لکھنو انریري منیجر کي خدمت انجام دینگے ؟ یہ تو اول روز سے کھلي ہوئي بات تھي کہ مسلم گزٹ جس روش پر چلنا چاہتا ہے وہ حکام کو پسند نہیں ' ہر آن و ہر لمحہ اسکے تمام ارکان کو سخت سے سخت آزمایشوں کیلیے مستعد رہنا تھا اور ہر وقت اُن باتوں کي بلکہ اُن سے بھي بڑھکر شدائد کي توقع رکھني تھي ' جو کہ پیش آئیں - پھر اگر ان دقتوں اور مشکلوں کے مقابلے کي طاقت نہ تھی تو کس نے مدت کي تھي کہ ازادي کا دعوا کیجیے اور مسلم گزٹ نکالیے ؟

سمندر طغیاني پر ہے - موجیں پہاڑ کي چوٹیوں تک اچھل رہي ہیں - آسمان پر سے ایک دوسرا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے - پھر اگر کشتي چلانے والے ہونگے تو ایسي حالت میں چلاکر کنارے تک پہنچا دینگے - انکے لیے ایک پرسکون و پر امن سمندر فیا نہیں پیدا کیا جائیگا -

اصل یہ ہے کہ مسلم گزٹ کے نکلنے اور پھر اس میدان میں آنے کي بھي ایک تاریخ ہے اور لوگوں کو معلوم نہیں - یہ بھي عجیب اتفاق ہے کہ مسلم گزٹ نکلا اور اُس سے قدرت نے وہ کام لیا جس کا کسي کو سان و گمان بھي نہ تھا - ضرورت ہے کہ اب اسکو لکھا جاے اور بوقت فرصت لکھونگا -

سب سے زیادہ افسوس اس پر ہے کہ بغیر کسي علانیہ کارروائي اور باقاعدہ قانوني حملے کے ' پریس کے حریف ایک وسیع الاشاعۃ اخبار کو بند کرادینے میں کامیاب ہوگئے ' اور اس طرح بد ترین مثال جو قائم ہوسکتي تھي ' ہوگئي -

اگر میر جان صاحب سے کہا گیا تھا کہ ہم مقدمہ چلائیں گے تو کونسي قیامت آگئي تھي ؟ اسمیں عاجزي کرنے اور گڑگڑانے کي کونسي بات تھي ؟ صاف کہدیتے کہ مقدمہ قائم کیجیے اور قانون کے مطابق کارروائي کیجیے - پھر یا تو با قاعدہ کارروائي ہوتي اور وہ ہر حال میں موجودہ حالت سے ہزار درجہ بہتر تھي ' اور یا پھر سر دست ملتوري رکھي جاتي اور بحالت موجودہ یہي اغلب بھي تھا جیسا کہ خود میر صاحب کو معلوم ہے -

لیکن وہ دھمکي سے ڈر گئے اور بغیر کسي زحمت و مشقت کے وہ سب کچھ کردیا ' جس کا کرنا پریس کے حریفوں کے لیے آسان نہ تھا -

اخبار بند کرنے کي بڑي وجہ یہ بتلائي گئي ہے کہ اگر اخبار جاري رکھا جاے تو حکام کي سختي سے اب اسمیں اصلی روح حریت باقي نہیں رہیگي - اور ایسي حالت میں بہتر ہے کہ بند ہي کردیا جاے -

اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ اگر ایک شخص اپنے ضمیر و ایمان کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ نہیں پاتا تو اسکے لیے یہي بہتر ہے کہ کام ترک کردے - اپنے تئیں استبداد حکام سے محصور پاکر اگر میر صاحب نے مسلم گزٹ کو بند کردیا تو یہ بہت اچھا کیا - لیکن افسوس ہے کہ اگر یہي کارروائي چند ہفتے پیشتر کي جاتي تو یہ تمام واقعات پیش ہي کیوں آتے ' جنکي بدولت ایک بد ترین مثال حکام کے سامنے آگئي ہے ؟

جب میر صاحب کو بلا کر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ معافي مانگیں اور ایڈیٹر کو علحدہ کردیں ورنہ اُنپر مقدمہ چلایا جایگا ' تو فی الحقیقت اس " جنازہ " کے اٹھانے کا اصلي وقت وہي تھا ' نہ کہ اسکے بعد -

اُنکو سوچنا چاہیے تھا کہ میري حالت اس طرح کي زندگي کیلیے موزوں نہیں ہے جو اخباروں کیلیے مقدمات و عتاب حکام ' و فشار عدالت میں صرف ہو - پس معافي نامہ لکھنے ' ایڈیٹر کو فوراً علحدہ کرنے ' حکام کي غیر با قاعدہ و قانون مداخلت کي ایک مثال قائم کرنے کي جگہ ' بہتر ہے کہ مسلم گزٹ ہي بند کردیا جاے -

اگر وہ ایسا کرتے تو ضرور ہم سب کي ہمدردي کے مستحق ہوتے - بعض لوگ کہتے کہ ڈر گئے اور پرچہ بند کردیا ' مگر صاحبان عقل سمجھتے کہ بحالت موجودہ نکلنے سے اسکا نہ نکلنا ہي بہتر تھا اور کیا ضرور ہے کہ ہر شخص اپنے تئیں مخمصوں میں گرفتار کراے ؟

اصل یہ ہے کہ وہ گھبرا گئے - اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ ہم سب انہیں معاف کردیں - لیکن افسوس کہ انکي قائم کردہ مثال کے نتائج کبھي قوم کو معاف نہ کرینگے !

اعلانات

انجمن ہدایت الاسلام دہلي کا چوتھا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۱ ہجري مطابق ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع یوم شنبہ - یکشنبہ - دوشنبہ بمقام دہلي باڑہ ہندو راؤ منعقد ہوگا - معزز علماء کرام اور واعظین دور دور سے مدعو کیے گئے ہیں - (از جانب) :

ابو محمد عبدالحق حقاني سرپرست - حاجي محمد اسحق سرد گرناظم و حاجي عبدالصمد نائب ناظم - پیرزادہ محمد حسین جج پنشنر نائب سرپرست - محمد حسن خان عرف نواب خضر پنشنر تحصیلدار نائب ناظم - نظام الدین احمد سفیر و مہتمم انجمن -

(جہنم سے تیسرا خط) اس سلسلے کے متعلق الہلال میں ریویو کیا جا چکا ہے - اب اسکا تیسرا ٹکڑہ بھي شائع ہوگیا ہے - مولوي شرف الدین احمد صاحب ریاست رامپور کے پتے سے ملسکتا ہے -

آریہ سماج کے بانی مہرشي سوامي دیانند سرسوتي جي کي یاد گار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کارشي نمبر دیوالي کے موقعہ پر ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بڑي آب و تاب سے شائع ہوگا - جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور و معروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظم و نثر) رشي جیون اور اُن کے کام کے متعلق درج ہونگے - پرچہ کو ہر پہلو سے مفید اور دلچسپ بنانے کي غرض سے اس سال پانچ انعام مشتہر کیے گیے ہیں - پندرہ روپیہ اس شخص کو دیا جاریگا - جو رشي دیا نند کے متعلق صحیح و اقفیت بہم پہنچائیگا - پندرہ اور دس روپیہ کے دو انعام دو عمدہ نظموں کے لیے دیے جائیں گے - چوتھا انعام پندرہ روپیہ کا اُس شخص کی نذر ہوگا - جو رشي جیون کے متعلق نہایت اعلی ڈراما یا نہایي لکھکر بھیجیگا - پانچواں انعام پندرہ روپیہ کا نقد یا تمغہ کي صورت میں اس شخص کو دیا جائیگا - جو رشي نمبر کے ایک ہفتہ بعد تک سب سے زیادہ پرکاش کے خریدار بنائیگا - (خریداروں کي تعداد بیس سے کم نہیں ہونی چاہیے) قیمت ڈیڑھ آنہ (۱۰) ہوگي - في سینکڑہ ۶ روپیہ ۸ آنہ آپ کا داس

کرشن بي - اے - ایڈیٹر پرکاش - لاہور

الهلال

۷ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی دینی و سیاسی حیثیت

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(۱)

اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر و جاھد فی سبیل اللہ ؟ لا یستوون عند اللہ - و اللہ لا یھدی القوم الظالمین - (۹ : ۱۹)

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اس شخص کے کاموں جیسا سمجھ لیا ہے ' جو اللہ اور روز اخرۃ پر سچا ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے ؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے - اور پھر وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہ راست نہیں دکھلاتا -

(و اغلظ علیھم !)

مجکو تمام دنیا کی طرح معلوم ہے کہ صبر و تحمل اور ضبط و حزم بہرحال غیظ و غضب اور عجلت و بے صبری سے بہتر ہے ' میں جانتا ہوں کہ تسامح و روا داری اور نرمی و لینۃ کی انسانی قلوب پر حکومت ہے ' اور سختی و خشونت انسان کے ملکوتی فضائل کی فہرست میں داخل نہیں - میں نے قران کریم میں پڑھا ہے کہ جب ایک داعی حریت اور مجاھد فی سبیل الحق کو خدا نے مصر کے شخصی فرماں روا کے پاس بھیجا تھا تو کہا تھا کہ " و قولا لہ قولا لینہ " - میں دنیا کے اس سب سے بڑے شخص کی نسبت بھی سن چکا ہوں جسکو کہا گیا تھا کہ " فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ' و لو کنت فظاً غلیظ القلب ' لانفضوا من حولک (۱)

اور پھر الحمد للہ کہ اپنے رب کریم کی بخشش سے صبر کی طاقت اور تحمل کی عادت بھی رکھتا ہوں -

تاہم بعض موقعے ایسے ہیں ' جہاں پہنچ کر میری طاقت صبر جواب دیدیتی ہے - سررشتۂ تحمل بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے - میں اللہ کی رحمت و عفو کو بھول جاتا ہوں - از فرق تا بقدم اسکے قہر و غضب اور غیظ و جلال کی چادر اوڑھ لیتا ہوں -

(۱) الحضرۃ کو مخاطب کرکے اللہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے آپکو دشمنوں کے ساتھ نرم دل بنایا ' ورنہ اگر آپ سخت دل اور غصہ ور ہوتے تو کبھی لوگوں کو آپکی طرف کشش نہ ہوتی اور ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتے -

پھر میری قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ضبط کروں - میری زبان میرے قابو میں نہیں رہتی - وہ اسکو دیکھتی ہے جو گو رحمن و رحیم ہے لیکن قہار و جبار بھی ہے !

میری پہلی حالت اگر " قولا لہ قولا لینہ " (اے موسیٰ و ھارون ! فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا) کے تابع تھی ' تو یہ دوسری حالت " و اغلظ علیھم " (اے پیغمبر ! دشمنان حق کے ساتھ راہ حق میں نہایت سختی کرو !) کے ماتحت ہوتی ہے -

(جہل و ادعا)

ان مواقع مہیجہ اور مناظر صبر ربا میں سے ایک سب سے بڑا تاب گسل موقعہ وہ ہوتا ہے ' جب دیکھتا ہوں کہ جہل مذہب کے ساتھ علم مذہب کا دعوا کیا جاتا ہے ' اور وہ لوگ ' جو اسلام سے بھی نسبت رکھتے ہیں جو ایک جاہل مریض کو علم طب سے ہوتی ہے ' مدعیانہ باہر نکلتے ہیں اور اسلام کی طرف اس چیز کو نسبت دیتے ہیں ' جس سے حاشا کہ وہ پاک و بری ہے -

میں انسانی جہل و عصیاں کے سخت سے سخت مناظر پر خاموش رہ سکتا ہوں ' لیکن ایک لمحہ کیلیے بھی مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اسلام کے متعلق جہل و بے خبری کے ساتھ دعوا کیا جائے اور میرے قلم و زبان سے کسی طرح کی بھی نرمی و درگذر ایسے لوگوں کے حصے میں آئے - اگر ایک شخص جاہل ہے تو اسپر سب کو افسوس ہوگا لیکن غصہ کسی کو بھی نہیں آئیگا ' لیکن جو شخص باوجود جہل مطلق کے ' کسی شے کے متعلق عالمانہ و مدعیانہ اپنی نمایش کرتا ہے ' تو اسکا گناہ جہل نہیں ہے بلکہ ابلیسیانہ تمرد و سرکشی ہے ' اور پھر اسکو ذلت و حقارت کے سوا اور کچھ نہیں مل سکتا -

(المر شدون الجاھلون)

ہماری بد بختی نے خود ہماری بربادیوں کے سامان کر دیے ہیں - قوم کے قدرتی پیشوا علماء مذہب تھے - اگر قران مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کا جامع ہے تو جس جماعت کے پاس قران کا علم ہوگا ' وہی ملت مرحومہ کی دینی و دنیوی پیشوائی کی اہل ہوگی - لیکن ہمارا مرض پاؤں میں نہیں بلکہ دماغ میں ہے - ہمارے پاؤں میں لنگ نہیں ہے مگر دماغ میں قوۃ ارادہ باقی نہ رہی - علما نے اپنے فرائض کو سب سے پہلے خیرباد کہا ' اور پھر انہی کی ضلالت سے قوم کی تمام گمراہیوں کی تولید ہوئی -

اب حالت یہ ہے کہ ایک گلہ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں - نئے لوگ مسند پیشوائی پر بیٹھے ہیں - انکا جہل مرکب اور نفس خادع جو کچھ انکے قلب پر القا کرتا ہے ' اسی کو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں - ہر شخص جو قلم پکڑ سکتا ہے شیخ الاسلام ہے ' ہر اخبار کا ایڈیٹر جو چند آدمیوں کا وقت خرید سکتا ہے مفسر قرآن ہے - ہر انگریزی داں ' ہر خطاب یافتہ ' ہر سیکریٹری ' ہر مقرلی ' حق رکھتا ہے کہ اپنے ہر القاء شیطانی کو تعلیم اسلامی قرار دے ' اور اپنے ہر ہیجان نفسانی کو اجتہاد دینی سے تعبیر کرے : الا انھم ھم المفسدون و لکن لا یشعرون (۲ : ۱۲)

پھر یہ کون ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اپنے احکام و اوامر ہم پر نافذ کرتے ہیں ؟ ان میں سے کتنے ہیں جنھوں نے علوم دینیہ کی تحصیل کی ہے ' اور کتنے ہیں جنکو قرآن و سنت کی خبر ہے ؟ جہل مطلق کے سوا کیا ہے جسے وہ پیش کرسکتے ہیں ' اور تعبد حکام کی بخشی ہوئی ذلت عزت نما کے سوا کونسی شے

ہے جسپر انہیں ناز ہے ؟ بیشک ' اچھا کپڑا اور شاندار مکان ایک انسان کو سوسائٹی میں ممتاز کرسکتا ہے - اگر ایک شخص کے پاس کوئی گراں معاوضہ نوکری ہے ' کوئی قیمتی جائداد ہے ' یا کوئی سرکاری خطاب ہے ' تو کچھہ ہرج نہیں اگر وہ ان چیزوں سے اپنے دل و دماغ کو خوش کرے ' لیکن اسکے یہ معنے تو نہیں ہوسکتے کہ اُسے خفیا سے ناجائز مطالبات کرنے کا حق بھی حاصل ہوگیا ہے ' اور جہل و علم کے جو قدرتی حدود ہمیشہ سے یکساں طور پر موجود ہیں وہ اسکی خاطر توڑ دیے جائیں ؟

(حکم اقفال مساجد و منع خطبات سیاسیہ)

ملت مرحومہ کی مصیبتوں کی مثالیں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں - آجکل پنجاب میں یہ مسئلہ چھڑ گیا ہے کہ مساجد میں پولٹیکل امور پر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اسکی ابتدا (انجمن اسلامیہ لاہور) کے ایک اعلان سے ہوئی ' جس میں اپنے زیر انتظام (شاہی مسجد لاہور) کی نسبت حکم دیا گیا ہے کہ اسمیں پولیٹیکل تقریریں نہ کی جائیں - ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسجد ذکر الٰہی اور عبادت و طاعت کیلیے ہے ' نہ کہ پولیٹیکل ہنگاموں کیلیے -

میں نے انجمن اسلامیہ لاہور کا وہ رزولیوشن نہیں دیکھا - معلوم نہیں اسکے اصلی الفاظ کیا ہیں ؟ لیکن اخبارات میں مندرجۂ صدر الفاظ کو بار بار دہرایا گیا ہے - اسکی مخالفت میں مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں اور تجاویز پاس کی جا رہی ہیں - لیکن افسوس کہ اسلام کے احکام مذہبی اور مومنین اولین کے اسوۂ حسنہ کی بنا پر ابتک کسی نے اسپر نظر نہیں ڈالی -

(انجمن اسلامیہ لاہور) کے سکریٹری خان صاحب مسٹر بشیر علی خلف الصدق خان بہادر مولوی برکت علی مرحوم ہیں - مجھے جہاں تک معلوم ہے ' نہ تو انہوں نے دینی تعلیم پائی ہے اور نہ ان امور و مباحث کی نسبت کوئی واقفیت رکھتے ہیں - رزولیوشن انہوں نے تنہا پاس نہ کیا ہوگا بلکہ ارکان انجمن کے مشورے سے ہوا ہوگا ' لیکن ارکان انجمن کی نسبت بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے ' اُن میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اِن چیزوں کا اہل ہو -

پھر وہ کونسا حق امر دینی انہیں حاصل تھا ' جسکی بنا پر یہ اعلان انکے قلم سے نکلا ؟

اس سے بھی قطع نظر کیجیے - اسکے بعد کا سوال اس سے بھی زیادہ اہم ہے - یہ تسلیم بھی کرلیا جاے کہ انجمن اسلامیہ علماء دینیہ ' رؤساء روحانیہ ' اور مجتہدین ملت کی ایک انجمن ہے ' لیکن پھر بھی اسکی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ محض لاہور نامی ایک شہر کی انجمن ' جسکے سپرد شاہی مسجد کا انتظام کردیا گیا ہے تاکہ وہ اسکی خدمت انجام دے اور بس - پھر کیا مساجد اسلامیہ کے متعلق اوامر و نواہی کے اعلان کا حق صرف مسلمانوں کی ایک انجمن کو شرعاً حاصل ہوسکتا ہے ؟ اور کیا وہ مجاز قرار دی جا سکتی ہے کہ جس کام کو چاہے مسجد میں ہونے دے اور جس کو چاہے روک دے ؟

اسلام میں حق امر و حکم کسی کو نہیں - وہ دنیوی انتظام و حکومت میں جب کسی ایک فرد کے استبداد کو تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ " ان الحکم الا للہ " تو اسکے احکام دینیہ کیونکر تابع آراء اشخاص و جماعات مخصومہ ہوسکتے ہیں ؟ اس نے یہ حق صرف قرآن کو دیا ہے ' یا پھر دنیوی امور میں اُس اجماع کو ' جو تمام مسلمانوں کی اکثریۃ راے سے عبارت ہے -

(خطبہ الہلال)

میں نے اپنے کاموں کیلیے ایک راہ اپنے سامنے دیکھلی ہے اور صرف اسی پر چلنا چاہتا ہوں - میں خاص خاص اشخاص و جماعات کی باہمی نزاعات و معاملات میں وقت صرف کرنا پسند نہیں کرتا - (الہلال) کو نکلے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ' لیکن نہ تو کبھی میں نے لاہور کی مختلف جماعتوں کے منافسات شخصیہ کی نسبت کچھہ لکھا اور نہ (زمیندار) اور اسکے مخالف گروہوں کے جھگڑوں کی نسبت کوئی راے دی - اصول کے ماتحت کام کرنے والوں کو اپنی نظر بلند رکھنی چاہیے اور انکا وقت بہت قیمتی ہے -

تاہم میں دیکھتا ہوں کہ (انجمن اسلامیہ) کے اس اعلان نے ایک سخت افساد دینی اور فتنۂ عامی کا دروازہ کھول دیا ہے اور وہ اسلام کے احکام کے متعلق سخت غلط فہمی پیدا کرتا ہے - مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا وسیلۂ فوز و فلاح مساجد کے مجامع ہیں ' اور انکا رشتہ جس قدر مساجد سے بڑھیگا ' اتنا ہی وہ اپنے تمام دینی و دنیوی محاسن سے بہرہ اندوز ہونگے - انکے تمام درد دکھہ کا علاج ہمیشہ یہیں سے ملا ہے اور اب بھی یہیں سے ملے گا - لیکن یہ اعلان چاہتا ہے کہ اس دور تنزل و اسلام فراموشی میں ' جبکہ اسلام کی قدیمی سنتوں کے احیاء کی ضرورت ہے ' اس سنۃ حقیقیۂ اسلامیہ کی بچی بچائی ہستی بھی ضائع کردے -

پس میں مجبور ہوں کہ تمام اعراض و اطراف شخصیہ سے بکلی غض بصر کرکے ' اور پنجاب کے مقامی مناقشات احزابیہ (پارٹی فیلنگ) سے بے خبر ہوکر ' محض ایک اسلامی مسئلہ کی حیثیت سے اسپر نظر ڈالوں -

(موضوع بحث)

ہمارے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مساجد اسلامیہ صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ ہی کیلیے ہیں یا کسی اور کام کے لیے بھی ؟ اگر اور کاموں کیلیے بھی ہیں تو باصطلاح حال پولیٹکل مجالس ان میں منعقد ہوسکتی ہیں یا نہیں ؟

میں مساجد اسلامیہ کے متعلق بعض دیگر اہم مطالب کو بھی ضمناً عرض کرونگا کہ کسی نہ کسی پیرایۂ و تقریب پر ضروری خیالات لوگوں کے سامنے آجائیں -

(القرآن الحکیم)

(مفردات) میں ہے :

" المسجد بکسر الجیم : موضع السجود "

اگرچہ " مسجد " کے مفہوم کے متعلق مفسرین نے طرح طرح کے اقوال نقل کیے ہیں مگر صاف بات یہی ہے جو امام (راغب) نے لکھی ہے - یعنی مسجد بکسر جیم ہے اور اس سے وہ مقام مراد ہے جہاں فاطر السمارات و الارض کے آگے جبین نیاز زمین پر رکھی جاے - اسی کی جمع ہے " مساجد " -

پس " مسجد " کا مقصود اسکے نام سے ظاہر ہے - سورۂ (جن) میں اللہ تعالیٰ نے اسکے مقصد کی تحدید کی :

وان المساجد للہ ! مسجدیں صرف اللہ ہی کیلیے ہیں (۷۲ : ۱۸)

اس سے ظاہر ہوا کہ مساجد کے متعلق پہلا حکم الٰہی یہ ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کیلیے ہیں - یعنی انکے اندر صرف وہی اعمال انجام دیے جا سکتے ہیں جو مخصوص اللہ کیلیے ہوں -

اسکے بعد فرمایا :

فلا تدعوا مع الله احدا - (۷۲ : ۱۸)

پس مسجدوں میں اللہ کے سوا اور کسی کی بندگی نہ کرو!

اس جملے نے اُن تمام اعمال کی نہی عام کردی' جو خدا کے سوا کسی اور کیلیے انجام دیے جائیں' خواہ وہ لسانی ہوں یا بدنی - امام (طبری) نے حضرۃ ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ:

ای افردوا المساجد بذکر اللہ تعالی ولا تجعلوا لغیر اللہ فیھا نصیبا - (تفسیر: ۱۹ : ۷۱)

یعنے مسجدوں کو صرف اللہ کے ذکر کیلیے مخصوص کردو! اللہ کے سوا غیروں کیلیے وہاں کے ذکر و عبادت میں کوئی حصہ نہو-

امام طبری' امام رازی' حافظ ابن کثیر وغیرہم اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال قتادہ: کانت الیھود والنصاری' اذا دخلوا کنائسھم اشرکوا باللہ' فامر اللہ نبیہ ان یوحدوہ وحدہ -

"قتادہ نے اس آیۃ کے شان نزول میں کہا: یہودیوں اور عیسائیوں کا قاعدہ تھا کہ جب اپنے گرجوں میں جاتے تھے تو اللہ کے ساتھہ اسکے ذکر میں بندوں کو بھی شریک کرتے تھے- پس اللہ نے اپنے نبی کریم کو حکم دیا کہ مسجد کو صرف اللہ ہی کیلیے مخصوص' اور صرف اُسی کے ذکر کیلیے معہود کردیں"

ان اقتباسات سے مندرجۂ ذیل نتائج مقصد مساجد کے متعلق حاصل ہوتے ہیں:

(۱) مساجد کی تعمیر اور اُنکا قیام صرف اسلیے ہے تاکہ وہ عمارتیں اللہ کے نام سے مخصوص کردی جائیں - انکا مقصد صرف یہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے لیے ہوں اور اسی کے ذکر و عبادت کیلیے وہاں لوگ جمع ہوں -

(۲) یہود و نصاری کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے گرجوں میں خدا کے ساتھہ انسانوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور اس عقیدت و طاعت اور ذوق عبادت کے ساتھہ' جو صرف اللہ ہی کیلیے مخصوص ہے - اس آیۃ میں اس سے روکا گیا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کیلیے ہیں' نہ کہ انسانوں کے ذکر کیلیے -

(۳) پس آجکل جو لوگ بادشاہوں کیلیے بعض مسجدوں میں دعائیں مانگتے ہیں اور شاہی تاج پوشیوں کی تہنیت میں شور و غل مچاتے ہیں' اس آیت اور اسکے شان نزول سے بالکل ممنوع ثابت ہوگیا اور ایسا کرنا "لا تجعلوا لغیر اللہ تعالی فیھا نصیبا" میں داخل -

[۲]

سورۂ (جن) کی اسی آیۃ کے ساتھہ کا ٹکڑا ہے:

وانما لما قام عبد اللہ یدعوہ' کادوا یکونون علیہ لبدا - (۷۲ : ۱۸)

"اور جب خدا کا بندۂ مخلص (یعنے حضرۃ داعی اسلام) اللہ کی عبادت کیلیے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اسکے گردا گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اسطرح نزدیک آ آکر دیکھتے ہیں گویا قریب ہے کہ لپٹ پڑیں گے"

اس آیۃ کے شان نزول میں متعدد اقوال ہیں - حضرۃ (ابن عباس) سے مروی ہے کہ جب انحضرۃ نماز پڑھنے کیلیے کھڑے ہوتے یا قرآن پڑھتے' تو حرص استماع میں لوگ ہجوم کرکے ایک دوسرے پر گرنے لگتے اور نہایت قریب آجاتے - اللہ نے اسکی ممانعت کی - امام (ابن جریر) نے تفسیر میں بروایت (سعید بن جبیر) دوسرا قول نقل کیا ہے:

لما زاہ یصلی و اصحابہ یرکعون برکوعہ و یسجدون بسجودہ؛ قال: عجبوا من طواعیۃ اصحابہ لہ -

"جب انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کو نماز میں اسطرح دیکھتے کہ سب کے سب انکے جھک جانے کے ساتھہ ہی جھک جاتے ہیں اور انکے سجدہ کرنے کے ساتھہ ہی سجدہ میں گرجاتے ہیں تو انکی اس عجیب اطاعت و فرماں برداری پر انکو نہایت تعجب ہوتا اور متحیر ہو ہوکر دیکھنے لگتے"

حافظ عماد الدین (ابن کثیر) نے اپنی تفسیر میں بروایۃ حسن نقل کیا ہے:

قال الحسن: لما قام رسول اللہ صلعم یقول لا الہ الا اللہ ویدعو الناس الی ربھم' کادت العرب تلبد علیہ جمیعا (حاشیہ فتح البیان جلد: ۱۰ - صفحہ: ۹۵)

جب انحضرت (صلعم) کھڑے ہوتے' لا الہ الا اللہ کہتے' اور لوگوں کو اللہ کے طرف دعوۃ دیتے' تو اہل عرب ہجوم کرکے پہنچتے اور ایک دوسرے پر چڑھہ آتے -

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں خدا تعالے نے اُس حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جو آغاز اسلام میں انحضرۃ اور آپکے ساتھیوں کی تھی - جب آپ نماز پڑھنے کیلیے قیام فرما ہوتے' ایک جماعت آپکے جاں نثاروں کی آپکے پیچھے صف بستہ کھڑی ہوجاتی' اور خشوع و خضوع اور انقطاع و قنوت کے ساتھہ یہ مقدس گروہ ایک ان دیکھی ہستی کے تصور میں بیخودانہ مصروف رکوع و سجود و مشغول تسبیح و تکبیر ہوتا' تو یہ منظر کفار عرب کیلیے نہایت تعجب انگیز ہوتا اور وہ اس عجیب طریق قیام و رکوع اور صفوف و متابعت امام کی عظمت و رعب سے مبہوت ہوجاتے - پھر انھوں نے اپنی شوخی و سرکشی سے اس منظر عبادت کو ایک تماشہ سا بنا لیا اور نماز کے وقت جمع ہو ہوکر ہجوم کرنے لگے اور دیکھنے کے شوق میں ایک دوسرے پر ٹوٹنے لگے - وہ اکثر تماشہ دیکھنے والوں کی طرح بڑھتے بڑھتے اس قدر قریب آجاتے' گویا لپٹ پڑنے کے ارادے سے بڑھ رہے ہیں - پس یہی اصل حقیقت ہے' جسکی طرف امام ابن (جریر) نے ایک روایت نقل کرکے اشارہ کیا ہے اور اسکا اقتباس اوپر گزر چکا ہے -

اب غور کیجیے کہ اس آیۃ کریمہ سے مساجد کے متعلق کیا بات نکلتی ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے ضعف و مرعوبیت اور اطاعت احکام غیر اللہ کی عبودیت سے اجکل مسجدوں کے متولیوں اور انجمنوں کے سکریٹریوں نے جو روش اختیار کر رکھی ہے' اُس نے مساجد اسلامیہ کی عظمت کو اسی طرح تاراج ضلالت کردیا ہے جیسا کہ ظہور (مسیح) کے وقت یروشلیم کے ہیکل کا حال ہوگیا تھا -

اس آیت میں آغاز اسلام کی جس حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' بد بختی سے آج ہم اپنی تمام عظیم الشان مساجد میں وہی حال دیکھہ رہے ہیں - دہلی و آگرہ کی جامع مسجد اور لاہور کی تاریخی مساجد ہمیشہ یورپین حکام اور یورپ کے سیاحوں کا تماشہ گاہ رہتی ہیں - وہ اکثر عین نماز کے اوقات میں آتے ہیں اور بالکل اسی طرح' جسطرح اہل عرب تعجب سے بطور تماشے کے مسلمانوں کو مصروف نماز دیکھتے تھے' قریب آ آکر ہماری صفوں کا تماشہ کرتے ہیں اور روی نہیں ہوتا جو اس تضحیک شعائر اللہ سے انہیں باز رکھے اور روکے!!

اسلام اپنے اعمال و احکام دینیہ کے اندر اقوام وثنیہ کے مندروں اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے خانقاہوں کی طرح کوئی راز نہیں رکھتا - اُس نے بکمال کشادہ دلی اجازت دی ہے کہ غیر قوم و

مذهب کے لوگ اسکي مسجدوں میں آسکتے هیں' اور مسلمانوں کي تمام طاعات و عبادات کا مطالعه کر سکتے هیں - لیکن تاهم وہ اپنے تسامح دیني میں موجودہ مسیحیت کي فرضي بے تعصبي کي طرح اسدرجه فیاض نہیں هے که اپني عبادت گاهوں کو تماشه گاہ بنا دے ' اور لوگ بطور تماشه دیکھنے کے وهاں جمع هو هوکر نظارہ کریں !

(جامع مسجد) دهلي نے بد بختي سے اس بارے میں اپني جو روایات قائم کر دي هیں ' وہ اس آیة کي پوري تفسیر ' اور هتک ابنیهٔ مقدسهٔ اسلامیه کي امثال مشئومه میں خاص طور پر یاد گار هیں -

اس بارے میں دوسري مفید مانعن فیه آیة سورہ (توبه) کي متعلق (مسجد ضرار) هے - لیکن اس سے پہلے " مسجد ضرار" کا مختصر حال سن لینا چاهیئے -

(مسجد ضرار)

حضرة (ابن عباس) اور دیگر صحابه کرام سے شیخین و ترمذي و نسائي و احمد و ابو یعلي و حاتم و ابن خزیمه وغیرهم کبار محدثین رحمهم الله نے روایت کي هے که جب آنحضرة (صلعم) نے مکه معظمه سے هجرت کي اور مدینے تشریف لائے تو سب سے پہلے بني عمر و بن عوف کے محلے میں شهر کي اصلي آبادي سے باهر اترے - اسکے بعد شهر میں قیام فرمایا اور مسجد نبوي کي بنا پڑي - لیکن اپکے اولین قیام گاہ میں بھي لوگوں نے ایک مسجد بنا لي اور آنحضرة بھي اکثر وهاں تشریف لیجا کر نماز پڑھنے لگے - یه مسجد " مسجد قبا " کے نام سے ابتک مدینے میں موجود هے - یه مسجد بن چکي تو بعض رؤساء منافقین نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور ضعفاء قلوب کو اپني نیات فاسده و مضله کا آله بنانے کیلیے کہا که تم اپنے لیے ایک دوسري مسجد بناؤ اور اپني علحده جماعت قائم کرو - حضرة ابن عباس نے ایک دوسري روایت میں (ابو عامر الراهب) کا نام لیا هے که وہ اس شرارت و دسیسهٔ نفاق کا محرک اصلي تها - بهرحال لوگ آنحضرة کے پاس آئے اور اپني مسجد میں چلنے اور نماز پڑھنے کي خواهش کي - الله تعالے کو انکا ارادہ نفاق و افساد فی الملة معلوم تها - اس نے آپکو جانے سے روکا اور اس مسجد کو " مسجد ضرار " کے لقب سے یاد کیا - نیز فرمایا که :

" لا تقم فیه ابداً " اس مسجد میں هرگز هرگز جاکر قیام نه کرنا !

یه هم نے بروایت مشهور لکها - ورنه صحاح و مسانید میں وہ روایتیں بھي موجود هیں ' جن میں مسجد ضرار کو مسجد قبا کي جگه ' مسجد نبوي کے مقابلے میں بنانا ظاهر کیا هے - امام ابو الحسن (واحدي) نے اسباب النزول میں یه تمام روایتیں جمع کر دي هیں (کتاب مذکور صفحه : ۱۹۵)

چنانچه سورۂ (توبه) میں اسکا ذکر فرمایا هے :

و الذین اتخذوا مسجداً	" اور جن منافقوں نے اس غرض سے
ضراراً و کفراً و تفریقاً	ایک مسجد بنا کہڑي کي که مسلمانوں
بین المومنین و ارصادا	کو نقصان پہنچائیں ' خدا و رسول کے
لمن حارب الله و رسوله	ساتھه کفر کریں ' مسلمانوں میں پھوٹ
من قبل و لیحلفن ان	ڈالیں ' اور اُن لوگوں کو پناہ دیں جو
اردنا الا الحسنے ' و الله	الله اور رسول کے ساتھه قتال کرچکے
یشهد انهم لکاذبون -	هیں ' تو الله گواهي دیتا هے که یه بالکل
لاتقم فیه ابداً -	جھوٹے هیں اگرچه قسمیں کھاکر کہتے
لمسجد اسس علی	هیں که همارا ارادہ اس کام سے سوائے
التقوی من اول یوم	نیکي کے اور کچھه نہیں - اے پیغمبر

احق ان تقوم فیه ' فیه رجال یحبون ان یتطهروا ' و الله یحب المتطهرین - (۹ : ۱۰۸).

تم کبھي بھي اس مسجد میں جاکر کھڑے نہونا ! هاں وہ مسجد مقدس ' جس کي بنیاد روز اول هي سے اتقا و پرهیزگاري پر رکھي گئي هے ' یقیناً اسکي مستحق هے که تم اسمیں نماز کیلیے کھڑے هو - کیونکه اسمیں ایسے لوگ هیں جو صاف اور ستھرا رهنے کو پسند کرتے هیں اور الله بھي صاف رهنے والوں دوست رکھتا هے "

اس آیت سے چند امور واضح هوے :

(۱) مساجد کي تعمیر سے ایک بڑا مقصود اتحاد و اتفاق بین المسلمین اور جمع کلمهٔ ملت و دفع تشتت و تفریق هے - یهي مصلحت وجوب جماعت اور قیام جمعه و عیدین میں بھي مضمر هے - پس الله باهمي پھوٹ اور تفرقه کو پسند نہیں کرتا - مسجد کي تعمیر و قیام نیز اسکي جماعت و اجتماع اور ذکر و عبادت بلکه جمیع اعمال متعلقهٔ مساجد میں کوئي بات ایسي نه هوني چاهیے ' جس سے مسلمانوں میں باهمي نا اتفاقي پیدا هو اور الگ الگ دهڑے بندي کي جاے - اگر بد بختي سے مختلف جماعتیں هوگئي هیں اور دل صاف نہیں ' تو کم ازکم اسکے اثرات کو مسجد تک متعدي نه هونا چاهیے اور وهاں کے اعمال کو بالکل نا اتفاقي سے پاک رکھنا چاهیے -

(۲) اجکل مسجدوں کي تولیت ' نئي مساجد کي تعمیر ' اور قدیم مساجد کے انتظام و اهتمام کي جماعتوں کے حالات پر نظر ڈالیے تو صدها مثالیں ایسي ملیں گي ' جن کے اندر صرف جذبهٔ خبیثهٔ افتراق اور نیت فاسدہ نفاق کام کر رهي هے ' اور اس طرح جس هواے نفساني سے هم نے خود اپنے گھروں کو نجس کیا هے ' اسي سے خدا کے گھر کو بھي آلودہ کرنا چاهتے هیں - پھر کتني مسجدیں هیں جو اتحاد و جمع کلمهٔ مسلمین کي جگه اور افتراق و تشتت کلمهٔ اسلام کا موجب هوتي هیں ؟ اور کتني اسلام کي عبادت گاهیں هیں جنکے ایوان و صحن اتحاد و اتفاق کي جگه فتنهٔ و فساد بل قتال و جدال بین المسلمین کا گھر بنادیے گئے هیں ؟ : ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء هم البینات ' اولئك لهم عذاب عظیم (۳ : ۱۰۲)

(۳) اسي طرح هر ایسي تحریک جو مساجد کے متعلق تفریق و نا اتفاقي کا موجب هو ' جائز نہیں که خدا نے اس آیت میں ایسي صداؤں کو علامت نفاق و خصوصیت منافقین خاسرین قرار دیا هے -

(حکم طهارت ظاهري)

(۴) اگرچه موضوع بحث کے خلاف هے لیکن بطور جملهٔ معترضه اس آیة کریمه کے متعلق ایک فائدۂ جلیله کي طرف اشاره کرنا ضروري -

مسجد ضرار کے مقابلے میں جس مسجد کي الله تعالے نے تعریف و توصیف کي هے ' خواه وہ مسجد قبا هو یا مسجد نبوی ' لیکن ایک بہت بڑا وصف یه فرمایا که :

فیه رجال یحبون ان	" اس مسجد میں ایسے لوگ هیں
یتطهروا ' و الله یحب	جو صفائي اور ستھرائي کو پسند کرتے
المتطهرین -	هیں اور الله بھي صفائي پسند کرنے
	والوں کو دوست رکھتا هے "

اس سے ثابت هوتا هے که اسلام کي نظر میں صفائي اور پاکیزگي کا درجه کیسا بلند هے ' اور اس نے صاف و پاک رهنے پر کس درجه زور دیا هے ؟ اولین وصف اس مسجد کا یه بیان کیا که وہ موسس

مقالات

علی التقوی ہے - یہ گویا اس مسجد کا احق ہونا بہ حیثیت اسکے محل کے تھا - اسکے بعد وہاں کے لوگوں کی صفائی پسندی کا ذکر کیا ہے ' یعنی محل کی طرح بہ حیثیت حال کے بھی وہ اقدم و افضل ہے - چونکہ مسجد نبوی میں آنے والے زیادہ تر مومنین مخلصین تھے ' اسلیے وہ صاف و پاکیزہ رہتے تھے اور صفائی کو کہ وصف اسلام و ایمان ہے پسند کرتے تھے - برخلاف مسجد ضرار کے بانیوں کے ' کہ بوجہ نفاق و کفر پسندی کے علائم اسلام اُن میں مفقود تھیں ' اسلیے عموماً نجاست اور گندگی کی حالت اور میلے کچیلے رہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے - خدا نے فرمایا کہ یہ فرق اللہ کی نظر میں بہت اہم اور رفیع ہے کیونکہ وہ صاف ستھرا رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

افسوس کہ آج مسلمانوں کی یہی سب سے بڑی خصوصیت جو انکو منافقین و کافرین سے ممتاز کرتی تھی ' غیروں کے حصے میں آگئی ہے اور انکو صفائی اور پاکیزگی سے محروم سمجھا جاتا ہے - یورپ آج جسمانی صفائی اور پاکیزگی کا خواہ کیسا ہی نمونہ ہو ' لیکن اسکی یہ حالت اسکے تمدن و ترقی معاشرت کا نتیجہ ہے نہ کہ مسیحیت کا - گزشتہ صدیوں میں عیسائیوں کے یہاں ضرب المثل تھا کہ صفائی کافروں (مسلمانوں) کا شعار ہے ' اور پکا عیسائی وہ ہے جسکے جسم پر برسوں کا میل جما ہوا حروب صلیبیہ (کروسید) کی تاریخوں سے اسکا پتہ چل سکتا ہے -

برخلاف اسکے مسلمان مذہباً مجبور ہیں کہ صاف رہیں - اپنے جسم کی روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار صفائی کریں - صاف کپڑے پہنیں - بدبودار چیزیں نہ کھائیں - مساجد میں جائیں تو اچھے سے اچھا کپڑا پہنکر اور لطیف سے لطیف عطر لگاکر - یہ مشہور حدیث سب کو معلوم ہے کہ " خذوا زینتکم عند المساجد "

ممکن ہے کہ اس آیت میں طہارت و تطہیر سے طہارت معنوی یعنی طہارت من الذنوب و المعاصی مراد لیا جاے اور کہا جاے کہ ظاہری طہارت و صفائی مقصود نہیں - لیکن اول تو قرآن کریم کے الفاظ اس طرح کی توجیہ کیلیے کوئی قرینۂ بینہ نہیں رکھتے - پھر بکثرت احادیث صحیحہ اسکی مرید ہیں ' جنکو تفاسیر میں دیکھنا چاہیے - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ مفسرین صحابہ و تابعین نے اس آیت میں طہارت سے طہارت ظاہری ہی مراد لیا ہے اور امام (رازی) نے اس تفسیر کے بعد تصریح کردی ہے کہ " ہذا قول اکثر المفسرین " یہ قول (یعنی طہارت ظاہری) اکثر مفسرین کا ہے -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے ایجنٹ بن جائیں -

دعوۃ و تبلیغ اسلام

ایڈیٹر الہلال اور اشغال سیاسیہ

غفلت عموم مسلمین و علماء دین از اہم ترین فریضۂ اسلامی

(۲)

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل صاحب رئیس دتاولی)

مخدومی حضرت مولانا ابو الکلام صاحب ازاد زاد مجدکم !

غالباً اسوجہ سے کہ میں نے جدید درخواست خریداری نہیں بھیجی ' کئی مہینے سے میں اخبار (الہلال) کے پڑھنے سے محروم رہا - آج اتفاق سے ایک دوست کے ہات میں میں نے ۱۷ - ستمبر کا پرچہ دیکھا - میں اوسکو اولٹ پلٹ کر پڑھ رہا تھا کہ اوسکے صفحہ ۲۶ ۸۷ - میں میرا ایک پرانا خط دیکھنے میں آیا جو چند مہینے پیشتر میں نے جناب والا کی خدمت مبارک میں بھیجا تھا - کئی مہینے کے توقف کے بعد مجکو اوس پرچہ کے دیکھنے کے اتفاق ہونے سے جس میں آپ نے مجکو یاد فرمایا ' اپنی یا آپ کی کرامت کی طرف خیال گیا - جسکا آخری فیصلہ یہی کیا گیا کہ مجھہ سے گناہگار کا کرامت کو اپنے ساتھہ منسوب کرنے سے بہتر یہی ہے کہ جناب ہی کی کرامت اسکو قرار دیا جاے کہ اوسی پرچہ میں یہ خط چھاپا گیا جسکو میں ایک مدت کے بعد پڑھنے والا تھا - بہر حال بوجہ اون فقروں کے جو " الہلال " کی طرف سے آخر میں درج ہیں اور نیز بوجہ اوس عنوان کے جو اس نیاز نامہ کا جناب کی طرف سے عطا ہوا ہے ' میں نے اپنے تئیں خوش نصیب کہا اور میرے دلنے اس سے اطمینان ہوا کہ میں ایک بڑے شخص کو اس ضروری سوال کی طرف مزید متوجہ کرسکا -

مخدومی حضرت مولانا ! یہ کہنا کہ پالیٹکس سر سے پاؤں تک مسلمانوں کی قومی حیات کے واسطے ایک جزو لاینفک نہیں ہے ' صریح غلطی ہوگی - مسلمانوں پر کیا موقوف ہے ؟ ہر ایک قوم کے وجود کی برقراری یا اوسکی ترقی کے واسطے ملکی معاملات و حالات پر بحث کرنا اور کرتے رہنا لازمۂ انسانیت خصوصاً اس زمانہ میں ہے ' اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس ضرورت کو ہم مسلمانان ہند بھی ایک مستقل ' با رعب ' اور فیاض گورنمنٹ کی تعلیم دہی اور برکات کے سبب سے سمجھنے لگے ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت پر دلدادہ نظر آتے ہیں اور انشاء اللہ تعالی اسکا انجام (گو کہ اسوقت غلطیوں کے غبار میں اسلامی پالیٹکس آلودہ ہو رہا ہے) اچھا ہی ہوگا - مسلمانوں کا شیرازہ قومی جو بکھرا ہوا ہے ' یک جا ہو جائیگا - اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ وہ بھی ایک زندہ قوم دنیا میں ہیں -

لیکن جسطرح یہ کہنا کہ زندگی کے واسطے صرف غلہ ہی کی ضرورت ہے ' غلط ہے ' کیونکہ حیات کے واسطے پانی اور میوا وغیرہ کا

بھي لزوم ھے - اسي طرح یہ خیال کر لینا کہ ھندوستان کے اندر مسلمانوں کي قومي حیات کا بقا فقط پالٹیکس پر زور دینے ھي میں ھے ' غلط ھے - اس طرز حکومت کي بنا پر جو انگریزوں کي ھندوستان میں ھے ' میري ایک راے ابتداء عمر سے رھي ھے اس سے انحراف کرنے کي ضرورت اسوقت تک ثابت نہیں ھوئي - اور وہ یہ ھے کہ " جس شے کي ھمارسب سے کم ضرورت ھے وہ پالیٹکس پر توجہ ھے " ان وجوہ سے ' کہ اول تو انگریزي طریق ملک داري ھندوستان کي کسي قوم کو جس میں مسلمان بھي شامل ھیں ' پامال نہیں ھونے دیگا - دوم اس سے بھي زیادہ ضروري اور مفید کام مسلمانوں کي توجہ کا محتاج ھے یعني (اشاعت اسلام) - مگر شاید مجھ سے زیادہ کسي دوسرے کو اس کا مقال نہ ھوگا ' جبکہ میں دیکھتا ھوں کہ میرے ھم مذھب اولٹي چال چل رھے ھیں اور روز بروز انکي توجہ پولیٹکل مسایل پر بحث کرنے پر بڑھتي جاتي ھے اور وہ کام جس سے زیادہ دنیا اور دین دونوں کا فایدہ ھے ' کس مپرسي میں پڑتا اور دور بڑھتا جاتا ھے - ھمارے علما اور پیشوایان دین (جسطرح کہ جناب والا خود ھیں یا شمس العلما مولانا شبلي ھیں) افسوس کہ اپنے فرایض کو بھول چکے ھیں اور ایسي تو- تو- میں - میں میں جس سے اونھیں الگ رھنا زیادہ مستحسن تھا ' پڑگئے ھیں - میں پھر عرض کرونگا کہ میں معاملات ملکي میں توجہ کرنا غیرضروري نہیں جانتا لیکن بلا شبہ یہ قطعاً غلطي ھے کہ سب گروھوں کا فقط یہي کام رھجاے کہ وہ حکام پر نکتہ چیني میں منہمک ھو جائیں اور اپنے تمام دوسرے کام بھول جائیں - اگر ھندوستان کے امن و عافیت اور حکومت ھند کے برکات کو قدرشناسي سے دیکھا جاے تو سب سے زیادہ اسي میں صلاحیت اسکي ھے کہ ھندوستان کے اندر مسلمانوں کا ایک ذیعلم اور معتد اسلام گروہ ایسا بننا چاھیے جو اشاعت اور برقراري اسلام کا کام اپنے ذمہ لے - میں جناب کي علمي قابلیت اور وسعت معلومات کے ساتھہ آپکے اخلاق کے اوپر بھروسہ کرکے اس عرض کرنے کي جرات کرونگا کہ اگر جناب کو پالیٹکس پر بھي توجہ کرنے کا شوق ھے تو اسکو آپ کیوں بھولے پڑے ھیں کہ اشاعت اسلام بہترین پالٹیکس اور ازدیاد نفوس اعلی ترین قومي قوت اس زمانہ میں ھے - شمس العلما مولانا شبلي معاف فرمائینگے اگر عرض کیا جاے کہ اونھوں نے ندوہ کو چھوڑ کر پولٹیکل نظموں کو مسلمانوں کے حق میں مفید یا اپنے واسطے موجب نام آوري قرار دیا ھے - اگر آپ حضرات ان فضولیات کو چھوڑ دیں ' اور ایسے علما کے پیدا کرنے میں ' جو یورپ کا علمي مقابلہ کرتے ھوے اونکے واسطے روحي فضیلت کا اور تلقین اسلام کا باعث ھوں ' اپنے آپ کو مصروف کردیں ' تو بلا شبہ عند الناس اور عند اللہ دونوں جگہ زیادہ مقبول ھونگے - اشاعت مذھب جیسي ضروري تحریک سے جسطرح مسلمانان عالم (یعنے اندرون ھند اور بیرون ھند) غافل ھیں وہ ھر طرح نہایت افسوس ' ملامت ' اور مواخذہ کے لائق ھے اور یہ سب الزام علما کے سرسب سے اول ھے -

یورپ کا کوئي حصہ ایسا نہیں ھے جہانکے علما اپنے عقاید اور دین کي تلقین کے واسطے دور و دراز ملکوں میں صدیوں سے مارے مارے پھرتے ' مرتے ' اور کٹتے نہ ھوں - مگر ھمارے ھم مذھبوں کا کون ایسا ملک یا علاقہ ھے ' جسکے مسلمان گھر سے اس کام کے لیے باھر بھي نکلے ھوں ؟ بلکہ سچ تو یہ ھے کہ انھوں نے اسکا اقبال بھي بطور ایک ضروري خیال کے نہیں کیا ھے - مگر ھم ھندوستان کے مسلمان دوسرے ملک کے مسلمانوں پر اوسوقت تک الزام نہیں لگا سکتے جب تک کہ خود کچھہ کر نہ دکھالیں ' اور کوئي معقول جواب اس الزام کا ھمارے علما کے پاس ایک ایسے ملک اور زمانہ میں نہیں ھے جبکہ ازادي اور علم کي نہریں بہہ رھي ھیں - ھندو جیسي کنسرویٹو قوم تک تو اپنے دین کي اشاعت کرنے لگي اور مسلمان جیسے لبرل مذھب والے کچھہ نہ کریں ؟

الغرض میں نہایت ادب اور عاجزي سے معافي مانگکر جناب سے عرض کرنے کي جرات کرونگا کہ پالٹیکس کے اس حصہ سے جس میں فضول گوئي اور دشنام دھي کے سوا کچھہ نہ ھو ' محترز رھکر اپني تمام قابلیت و لیاقت اور اللہ کي بخشي ھوئي قوت اصلاح و خدمت پالي ٹکس کے اس حصہ پر صرف کیجیے جس سے مسلمانوں کي تعداد دنیا میں بڑھے - مسلمان علما ملکوں ملکوں جائیں ' اپني نیکیوں اور علمي قوت اونپر نمودار کریں ' اور نیز ھندوستان میں بھي کم علم مسلمانوں کو مرتد ھونے سے بچائیں - مگر یہ جب ھي ھوگا جب کہ جھوٹي راہ راہ سے آپ حضرات خوش نہ ھونگے اور دنیا کے بہت سے کاموں میں سے یہ ایک ھي کام (یعني اشاعت اسلام) اپنا مرکز نظر اور منتہاے خیال نہ بنا لیں گے -

جناب کا ادنی ترین خادم :
(اسمعیل)
(الھلال)

اس مکرر توجہ فرمائي کا مکرر شکریہ - جناب مولانا شبلي نعماني آجکل سیرۃ نبوي کي تدوین میں مصروف ھیں نہ کہ پولیٹکل نظموں کا دیوان ترتیب دینے میں - رھا مسئلۂ تبلیغ و دعوت اسلام ' تو ضرورت ھے کہ اس موضوع اھم و اقدم پر پوري تفصیل کے ساتھہ اپني معروضات پیش کروں ' اور انشاء اللہ پہلي فرصت میں اسکو لکھونگا -

شیعہ کانفرنس بمقام جونپور

قلعۂ جونپور کا میدان اجلاس کیلیے تجویز ھوا ھے - اس سے زیادہ ھوادار اور پرفضا کوئي اور جگہ اس نواح میں نہیں ھے ' قلعہ سے اسٹیشن ریاورے تقریباً پون میل کي دوري پر ھے ' اور بالکل سیدھي سڑک رھانسے یہانتک ملي ھے - قلعہ کے پھاٹک پر کوتوالي شہر ھے اور اندر شاھي زمانہ کي عمدہ مسجد اور مختصر سا خوشنما باغ بھي ھے جو شام کو تفریح کیلیے دلچسپ جگہ ھے - ھم نے اپنے سرفراز کنندہ مہمانوں کیلیے اس چھوٹے سے شہر میں سواري کا بھي اھتمام کیا ھے جو گاڑیوں کے آمد کے اوقات پر ریاورے اسٹیشن پر موجود رھینگي - استقبال حضرات تشریف اوران کیلیے والنٹیرس موجود اور ھر طرح کسي مدد دینے کي کوشش کرینگے - نرخ کرایہ گاڑي اور قلي والنٹیرس سے معلوم ھوگا -

معزز مہمانان اضلاع غیر کیلیے قلعہ کي مسطح زمین پر خیمے قنالے جا رھے ھیں جنمیں ھمارے کرم فرما قیام فرما کینگے - انکے لیے غریب جونپور نے اپنے اوقات کے مطابق تین دن کیلیے کچھہ نان و نمک کا بھي سامان کیا ھے جسے امید ھے کہ ھمارے بندہ نواز قبول فرما کر عزت بخشینگے - اسکےعلاوہ کھانے پینے اور ناشتے کي مختلف دکانین بھي خاص نگراني میں مہیا رھینگي ' کہ کسي صاحب کو کوئي تکلیف نہو - اقسام شیرینی و سگریٹ و پان و دیگر مفرحات مثل لیمونیڈ وغیرہ کي بھي کافي دکانین ھونگي کہ جملہ ضروریات عند الموقع پوري ھوتي رھیں - جونپور کے مشہور تیل و عطر و تمباکو نوشیدني کي دکانین بھي متعدد موجود ھونگي - جہانتک ممکن ھوگا ھے خاص سرداریان بھي یکجا رھینگي بشرطیکہ قبل سے ورود کي اطلاع ملے -

شیخ محمد قاسم وکیل - سکریٹري انتظامیہ کمیٹي
اجلاس شیعہ کانفرنس مقام جونپور

الحرية في الاسلام

نظام حكومة اسلاميه

وامرهم شورى بينهم (۴۲ : ۳۶)

(٦)

توطيهٔ مباحث آتيه
اور مباحث گذشته پر ايک اجمالي نظر

بقيه مقالهٔ سابقه

(۱)

" انقلاب فرانس " يورپ کي موجوده جمهوريت و حريت کا سرچشمه تسليم کيا جاتا هے - هم نے مختصر طور پر اسکے اعلانات و اساسات کي تشريح کي تاکه آينده مباحث کے سمجهنے ميں آساني هو - گزشته نمبر ميں فرانس کا جو " منشور حريت " نقل کيا هے اور جس ميں مبادي حرية و مساوات بيان کيے گئے هيں ' اس سے اگر تشريح قوانين و تکرار مقاصد و اعادهٔ مطالب کو الگ کر ديا جاے تو اصل اصول نظام جمهوريت کے وهي چند دفعات رهجاتے هيں جنکو اس مضمون کي اولين قسط ميں هم نے بيان کيا تها اور پهر ابهي تهوڑا هي عرصه گزرا هے که مکرر دهرا چکے هيں - يعني بصورت تقسيم مواد ' منع حکم ذاتي ' مساوات عمومي ' انتخاب رئيس ' اور اصول شوريٰ ؛ يهي چار دفعات اصل اصول قرار ديے جا سکتے هيں - اگر ان عناصر مرکبه کي بهي تفريد کي جاے تو پهر صرف ايک هي اصل الاصول آخر ميں باقي رهجائيگا يعني " منع حکم مطلق و ذاتي " يا " السلطة للشعب وحده " : حق تسلط صرف قوم هي کو حاصل هے -

(احکام اسلاميه و نظام خلافة راشده)

انهي دفعات اربعهٔ نظام جمهوريهٔ کو پيش نظر رکهکر هم نے احکام اسلاميه و اعمال مسلمين اولين کا تفحص کيا تها ' اور ايک ايک دفعه پر ترتيب وار بحث کي تهي - گو بحث اجمالي ' اور نظر سرسري تهي ' تاهم حسب ذيل نتائج تک پهنچنے ميں ضرور رهنما هوئي هوگي :

(۱) اسلام هر قسم کے ذاتي و شخصي تسلط کي نفي مطلق کرتا هے - اس نے روز اول هي سے جو نظام حکومت قائم کيا ' وه خالص جمهوري اور شائبهٔ شخصيت سے پاک تها - تصريحات کلام الله اور سنت مسلمين اولين سے بغير کسي توجيه و تاويل کے ثابت هوتا هے که " حکومت جمهور کي ملک هے - ذات اور خاندان کو اسميں دخل نهيں " يهي اصول خلاصهٔ نظام جمهوريهٔ حاضره هے -

(۲) نفي حکم ذاتي کا پهلا نتيجه مساوات عمومي افراد بشر هے يعني خاندانی ' ملکي ' قومی ' اور مالي امتيازات کوئي شے نهيں - اسلام نے پهلے هي دن اعلان کر ديا " ليس لعربي علي اعجمي فضل ' الا بدين و تقوىٰ " يعني کسي ايک انسان کو دوسرے انسان پر کوئي فضيلت نهيں هوسکتي ' الا اسکي ديني فضيلت اور حسن عمل -

(۳) نظام جمهوريه کا تيسرا رکن رئيس جمهوريه ' اور اسکا تقرر بذريعهٔ انتخاب هے - رئيس جمهورية کو اسلام خليفه کهتا هے اور " اجماع " سے مقصود قوة اکثرية انتخاب هے -

(۴) اسي ضمن ميں تکميل جمهورية صحيحه کيليے ضرور تها که خود " رئيس جمهور " کو عام افراد ملک کے مقابلے ميں کوئي امتياز خاص حاصل نهو - مساوات حقيقي کے يه معني هيں که جس شخص کو رئيس جمهورية منتخب کيا گيا هے ' وه اپنے تمام حقوق قانون و مال ميں بهي مثل ايک عام باشندهٔ شهر کے نظر آے - پس اس حيثيت سے بهي تفصيلي نظر ڈالي گئي تو اسلام کے خليفه اس شان ميں سامنے آيا که پهٹي هوئي چادر اور دو رقعه کي غذا کے سوا اسکے پاس اور کچهه نه تها !

(۲)

ان مباحث کے ضمن ميں هم پر اس سے بهي زياده خصائص الهيهٔ اسلاميه کا انکشاف هوا - هم نے صرف يهي نهيں ديکها که جو کچهه آج جمهورية و حرية ' اور مساوات و آئين کے نام سے دکهلايا جا رها هے ' وه سب کچهه اسلام کے پاس موجود هے ' بلکه يه بهي نظر آيا که موجوده عصر تمدن کے يه تمام مناظر فخيمه ابتک اس حقيقت عظمیٰ و اصليت کبریٰ سے خالي هيں ' جنکو تيره سو برس پهلے وه ظاهر کر چکا هے -

(يورپ کي ناکامياب جستجوے مقصد)
(اور انقلاب فرانس کي ناکامي)

حرية صحيحه اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے هوے دو پهلو پيدا هوجاتے هيں - ايک پهلو بحث کا يه هے که آج يورپ کے بازار حريت ميں بهتر سے بهتر جو متاع دکهلائي جاسکتي هے ' وه همارے امانت خانوں ميں تيره سو برس سے موجود هے -

دوسرا حصه وه هے جهاں نظر آتا هے که صرف وه متاع ناقص هي نهيں ' بلکه اس سے بهي اعلیٰ و اشرف اشيا همارے پاس موجود هيں -

هم نے گزشته مباحث ميں اس دوسرے حصهٔ بحث پر بهي کهيں کهيں نظر ڈالي هے اور اسکا خلاصه حسب ذيل هے :

(۱) اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بکلي پادشاه کے وجود کو خارج کر ديا اور ايک کامل جمهوريت قائم کي جسميں صرف ايک پريسيڈنٹ باسم خليفه رکها گيا هے - برخلاف اسکے يورپ ميں جمهوريت کي تحريک اب تک پوري طرح کامياب نهو سکي -

اسکا بڑا حصه اب تک تاج و تخت فرمان روائي کے آگے عاجزي کے پر مجبور هے - امريکه اور فرانس ' صرف يهي دو بڑي جمهوريتيں انقلاب فرانس کا کامياب نتيجه هيں - انکے علاوه چند چهوٹي چهوٹي جمهوريتيں هيں مگر انکا شمار بڑے ملکوں ميں نهيں -

(۲) انقلاب کي اصلي روح مساوات هے - اور صرف شاهي اقتدار و تسلط کے روک دینے هي سے جمہوریۂ صحیحه قائم نہیں هوسکتي - تا وقتیکه نوع بشر میں مساوات حقیقي قائم نہو - اس بنا پر کو فرانس کے انقلاب نے شاهي اقتدار کي مطلق العناني سے دنیا کو نجات دلا دي' تا هم وہ "مساوات حقیقي" کے قیام میں کامیاب نہوسکا - مختلف درجات و طبقات امت کا اختلاف بدستور باقي هے - دولت کے اقتدار کي لعنت سے ابتک دنیا نے نجات نہیں پائي' اور تمیز ادنی و اعلی کے عذاب الیم کي زنجیر اب تک اسکے پاؤں میں پڑي هے -

(۳) یه کیا هے که اب تک پادشاه هے جو ملکي خزانے سے کروروں روپیه لیتا اور با وجود ایک عام باشندۂ شہر هونے کے عام باشندوں سے ارفع و اعلی رهتا هے ؟

اب تک وہ عظمت و جبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن هے ' جہاں تک زمین کے عام باشندوں کي رسائي نہیں ؟

شاہ انگلستان ستر لاکھ پچاس هزار روپیه هر سال تن تنہا اپنے اوپر صرف کرتا هے اور جرمني کا حکمراں نوے لاکھ - پھر کیا یا ایں همه یورپ کو مساوات انساني کے ادعاء کا حق حاصل هے ؟

اسکي آبادي ابتک اُن امیروں کے ایوانوں سے رکي هوئي هے جو چاندي سونے کے گھمنڈ میں اپنے هم جنسوں کے ساتھه سب کچھه کرسکتے هیں - پھر وہ مساوات کہاں هے جسکے فرشتے نے تمام اکناف یورپ کو اپنے پروں میں چھپا لیا هے ؟

لیکن اسلام نے روز اول هي مساوات کي حقیقي تصویر دنیا کو دکھلا دي - اسکا اولین قدوس پادشاہ جس طرح زندگي بسر کرتا تھا تم پڑھچکے هو - اسکے خلفائے صاف کہدیا که "حقتان و قوتي و قوت اهلي" یعني مجھکو صرف دو جوڑے کپڑے کے اور اپني اور اپنے اهل و عیال کي ما یحتاج غذا چاهیے اور بس !

حضرۃ خدم المرسلین نے قبیلۂ مخزوم کي ایک عورت کي نسبت روٴساء قریش سے' حضرۃ (ابوبکر) نے اپني خلافۃ کي اولین مجلس میں ' حضرۃ (معاذ) نے سردار رومي کے آگے ' (مغیرہ بن شعبه) نے ایراني سپه سالار کے سامنے ' اور واقعۂ اجنادین میں رومي سپه سالار کے آگے اسکے مخبر نے' جو تقریریں کي تھیں ' انکو تمام گذشته نمبروں میں پڑھو' اور پھر مساوات یورپ کا مساوات اسلامي سے مقابله کرو !

(۴) لیکن مساوات کے بھي مختلف درجے ' اور اسکي مختلف قسمیں هیں - یه سچ هے که انقلاب فرانس نے اپنے اعلان حریت میں تمام ابناء وطن کو مساوي قرار دیا ' لیکن کیا تمام ابناء الم کو بھي درجۂ و حقوق میں مساوي قرار دیسکا ؟ وہ عدم مساوات جو ایک محدود رقبۂ زمین میں هو' زیادہ مستحق نفریں هے' یا وہ جو تمام دنیا اور دنیا کي تمام قوموں میں پھیلا هوا هو ؟ اگر تم ایک سرزمین کے رهنے والوں کو ایک درجے میں رکھنا چاهتے هو تو یه دنیا کے دکھه کا اصلي علاج تو نہوا - دنیا اُس مساوات کیلیے تشنه هے جو افناء وطن کي طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بھي مٹادے اور اسود و ابیض ' مغرب و مشرق ' متمدن و غیر متمدن ' غرضکه خدا کے تمام بندوں کو ایک درجے میں لاکر کھڑا کردے - تم ابھي ابھي انقلاب فرانس کي سرگذشت سے فارغ هوے هو - تم نے وہ اعلان حریۃ پڑھا هے ' جس کو تاریخ عظمت کے ساتھه اپنے سینے سے لگائے رکھتي هے' لیکن کیا اسمیں اول سے لیکر آخر تک کسي جگه بھي اس مساوات کا ذکر هے جو کسي خاص سر زمین کو نہیں بلکه تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا هو ؟ اسکي هر دفعه کو مکرر پڑھه لو - تم هرجگه "وطن" هي کا نام پاؤگے' اور انقلاب فرانس کا بلند سے بلند مساوات کا تخیل اس سے زیادہ نہوگا که "فرانس" کا هر مادۂ ایک دوسرے کے برابر هوجاے -

جس خدا کي زمین جو صرف فرانس اور یورپ هي کي اقوام سے آباد نہیں هے' اپنے اس زخم کیلیے کہاں مرهم ڈھونڈھے' جس سے ایک قوم اور وطن اور دوسري قوم اور وطن پر فضیلت دیتي هے ؟

یورپ سے اسکو تسکین نہیں مل سکتي ' لیکن اسلام کا هاتھه اسکو مرهم بخش سکتا هے - اُس نے صرف اپنے وطن اور سرزمین هي کو مساوات باهمي کا حقدار نہیں سمجھا ' بلکه اسکا اعلان ایک عالمگیر مساوات کا فرمان تھا - جبکه اُس نے کہا که:

یا ایها الناس إنا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ' ان اکرمکم عند الله اتقاکم ! (۴۹ : ۱۳)

"اے لوگو! هم نے تم کو مرد و عورت کے اتحاد سے پیدا کیا' اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کردیا - لیکن اس اختلاف قوم و نسل سے کوئي امتیاز و شرف حاصل نہیں هوسکتا ' کیونکه اس سے مقصود صرف یه هے که تم باهم ایک دوسرے سے شناخت کیے جاؤ - ورنه تم میں سب سے زیادہ الله کے آگے افضل وهي هے جو سب سے زیادہ متقي اور نیک اعمال هے !"

اور اسکا اعلان مساوات صرف مکه اور حجاز هي کیلیے نه تھا بلکه تمام عالم کیلیے تھا !!

اسلام صرف وطن هي کي محبت لیکر نہیں آیا - اُسکے پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام هے - اس نے جو کچھه کیا تمام عالم کیلیے کیا ' اور صرف وهي تھا جو یه کرسکا : وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا (۳۴ : ۲۳) دنیا کا خدا "رب العالمین" تھا ' جسکي ربوبیت عامه میں کوئي خصوصیت وطن و مقام نہیں - پس اسکا پیغام امن و نجات بھي "رحمة للعالمین" هوکر آیا که : وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۲۲ : ۱۰۷) -

(۵) اگر یورپ مساوات انساني کے اصلی راز کو پالیتا تو اشتراکیۃ (سوشیالزم) کي بنیاد نہ پڑتي - امرا کے اقتدار ' دولت کي ظالمانه تقسیم ' طبقات عامه کي تذلیل و تحقیر ' ارباب اقتدار کا استبداد ' جماعات و افراد کا قانوني امتیاز ' یه اور اسي طرح کے اسباب هیں ' جنکي وجه سے اشتراکیۃ کي بنیاد پڑي اور روز بروز بڑھتي جاتي هے - یورپ نے ادعاء مساوات کي سماعت کرتے هوے کوئي وجه نہیں که هم اشتراکیه کي شہادت سے کان بند کرلیں - ابھي لوگوں نے در سال پیشتر کا وہ موقعه بھلایا نہوگا جب مسٹر (لائڈ جارج) نے امراء انگلستان کے ٹیکس سے بري هونے کے خلاف سعي کي تھي اور اسکي وجه سے طبقۂ خواص میں ایک سخت جوش پھیل گیا تھا -

(رجوع به مباحث بقیه)

پس ان مباحث کے بعد اب همارے لیے صرف دو مذہبیں اور باقي رهگئي هیں :

(۱) حکم "مشورہ" اور "اصول شوراء اسلامیه" - اسکے ضمن میں اُن آیات کریمه پر ایک مفسرانه نظر ڈالني چاهیے جن میں حکم شوری دیا گیا هے -

(۲) بعض شکوک و اعتراضات کي تحقیق جو اس بارے میں پیدا هوتے هیں - ازانجمله وہ شبہات جو انقلاب عثماني کے زمانے میں بعض جرائد و مجلات میں شائع هوے تھے ' اور حال میں ایک تحریر کے ذریعه انکا اعادہ بھي کیا گیا هے - یه تحریر روزانه (پیسه اخبار) لاهور میں شائع هوي هے -

آیندہ نمبر سے هم ان دونوں بحثوں کے طرف متوجه هونگے - والله الهادي ' و علیه اعتمادي -

تاریخ حیات امت اسلامیہ

الہلال اور پریس ایکٹ

(دعـــوة دينـــية الهـــلال)

ایک مشہور بزرگ ملت تحریر فرماتے ھیں :

الهـــلال آغاز اشاعت سے میری نظر سے گذرتا ھے - اور کم از کم کوئی تحریر جناب کے قلم سے اسمیں ایسی نہیں نکلی ھے جس کو میں نے اول سے آخر تک بغور و فکر نہ پڑھا ھو - میرا یہ عقیدہ ھے کہ آج نہ صرف ھندوستان میں ' بلکہ ممالک اسلامیہ میں بھی کوئی رسالہ ایسا موجود نہیں ھے جو مثل الهـــلال کے اسلام کی اصلی اور حقیقی دعوت کا احیاء کرتا ھو -

آپکی تحریرات سے واضح ھوتا ھے کہ آپکا نقطۂ نظر صرف مذھب اور قران ھے اور اللہ تعالی نے آپکو یہ ایک مخصوص قابلیت عطا فرمائی ھے کہ ھر معاملے اور مسئلہ پر مذھب ھی کے لحاظ سے نظر ڈالتے ھیں ' اور آپ سے بہتر آجتک کسی نے اس دعوے کا ثبوت پیش نہیں کیا ھے کہ قران مسلمانوں کی تمام ضروریات ترقی پر جامع ھے - اس بنا پر گو الهـــلال کا انداز بحث بے باک اور اظہار صداقت و حق گوئی تلخ تھی ' تاھم وہ تبلیغ اسلام کا ایک ارگن تھا ' اور مجکو کبھی یہ خطرہ نہیں گذرا تھا کہ گورنمنٹ اسکی نسبت بھی ضمانت کا سوال اٹھائیگی -

اس خیال کا نبوت پچھلے پندرہ مہینوں میں برابر ملتا رھا - الهـــلال نے ھر موقعہ اور ھر معاملہ پر اسقدر بے لاگ اور بے پردہ حق گوئی کی کہ آجتک اسکی مثال میری نظر میں تو کوئی نہیں - آجکل کی آزادی کے جوش و خروش میں بھی کسی کو اسکی جرأت نہیں ھو سکتی - لیکن وہ حق گوئی بہ حیثیت پولیٹکل نکتہ چینی کے نہ تھی بلکہ بہ حیثیت ایک دینی داعی کے تھی اور ھم نے ھمیشہ گورنمنٹ کی خاموشی کو اسی دانشمندی پر معمول کیا کہ وہ حقیقت سے واقف اور اسکی حیثیت سے با خبر ھے اور اسی لیے الهـــلال کے کاموں میں مداخلت کر کے تمام پیروان اسلام کی اصلاح و دعوت کے سب سے بڑے کام کو نقصان پہنچانا پسند نہیں کرتی -

جناب کو معلوم ھے کہ بعض امور و مسائل کے متعلق خاکسار کو الهـــلال سے اختـــلاف رھا ھے اور دو تین مرتبہ اسکی نسبت با لمشـــافـــہ اور بـــذریعـــہ مـــراســـلات اپنی معـــروضـــات پیش بھی کرچکا ھوں - مثلاً جناب نے اشاعت الہلال کے ساتھ ھی اس بحث کو چھیڑا کہ مسلمانوں کیلیے سلف گورنمنٹ کی خواھش ضروری ھے ' حالانکہ میں اپنے عقیدے میں اب تـــک اسے قبل از وقت سمجھتا ھوں اور سر دست اُن معاملات کو ھندو مسلمانوں کی متحدہ جدوجہد کا مستحق سمجھتا ھوں جنکے نتائج کے حصول پر سلف گورنمنٹ کا ملنا موقوف ھے - با ایں ھمہ آپنے اس [illegible] کو مثل تمام لوگوں کے محض اجکل کے لبرل خیالات یا ھندو پالیٹکس کی دیکھا دیکھی اور یورپ کی آزادی کے اتبـــاع کی بنا پر نہیں لکھا ' بلکہ اسکو مذھبی حیثیت سے ثابت کیا اور ظاھر فرمایا کہ ھر مسلمان کا بحیثیت مسلمان ھونے کے فرض ھے کہ وہ ایسا چاھے - جب یہ صورت پیش آئی تو میں نے آپ کو لکھدیا کہ گو میری راے میں ابتک کچھہ تزلزل نہیں ھوا تاھم آپنے جس خوبی اور دلنشیں طریقہ سے اسکا مذھبی و اسلامی پہلو بیان کیا ھے اس نے میرے دل کو نہایت متاثر کیا اور میں اب اسکو مذھباً مسلمانوں کا ایک دینی مطالبہ یقین کرتا ھوں مگر اسکی جد و جہد کا وقت یہ نہیں سمجھتا -

آپنے گو اپنی اس تحریک میں کامیابی حاصل کی اور آل انڈیا مسلم لیگ کو انقلاب پر مجبور کردیا تاھم واقعات سے آپ پر منکشف ھوگیا ھوگا یا آئندہ ھو جائیگا کہ صرف سلف گورنمنٹ کے تصور سے کچھہ نہیں ھوسکتا -

بہر حال الهلال ھمارا ایک دینی مصلح ھے - وہ مسلمانوں کو عمل بالقران و السنۃ کی کامل و اکمل دعوت دیتا ھے - اللہ نے اسکے ساتھہ جو اسباب اثر و حسن قبول کے جمع کردیے ھیں ' وہ آجتک کسی اھل قلم کو ھندوستان میں نصیب نہیں ھوے - پس اسکے وجود کے قیام سے بڑھکر کوئی اھم مسئلہ آج در پیش نہیں - کیونکہ عرصے کے بعد یہی ایک حقیقی اور مفید بیج ھے جو ھم اپنی زمین میں بو سکے ھیں -

ھماری تمام مفید تحریکوں اور کاموں کے قیام کا یہی وسیلہ ھے اور خدا نخواستہ اگر اسکی حفاظت نہ کرسکے تو پھر تمام مسلمان اپنی سب سے بڑی دینی و قومی دولت کھو بیٹھیں گے - الهلال جیسے رسائل بمنزلۂ جڑ کے ھوتے ھیں اور تـــرقی کی تمام تـــوقعات مثل شاخوں کے - سب سے پہلے جڑکی حفاظت چاھیے ' پھر شاخوں کی -

• • • •

مشیر اسکے خیر خواہ نہیں اور سچے خیر خواہوں سے وہ بد ظن ہے - اب تک اُس نے پنجاب کے اخبارات کو پریس ایکٹ کا نشانہ بنایا تھا لیکن اب الہلال کی جانب متوجہ ہوکر اپنی غلطی کو انتہائی درجہ تک پہنچا دیا ہے - اسکا نتیجہ یہی نکلے گا کہ مسلمانوں کی بے چینی لا علاج ہوجائیگی - انکو اس وقت الہلال سے بڑھکر کوئی شے محبوب نہیں - میں اُن علما و صوفیاء سے واقف ہوں جو الہلال کی جلدیں بنواکر اس احتیاط سے اپنے حجروں میں رکھتے ہیں' جیسے مقدس کتابیں یا اپنا عمر بھر کا اندوختہ کوئی رکھتا - ہے جس دن الہلال خاکسار کے یہاں آتا ہے ' یقین فرمائیے کہ اس دن کم ازکم پچاس ساٹھ آدمی اُسکی زیارت کیلیے آتے ہیں اور برخوردار ..... اسکو چھپائے پھرتا ہے کہ کہیں لوگ لے نہ لیں ! ہفتہ بھر تک ہر شخص کی درخواست ہوتی ہے کہ سب سے پہلے اسی کو دیکھنے کا موقعہ دیا جاے - پچھلے دنوں ایک عزیز دوست مدراس سے آئے تھے - انہوں نے اس سے بھی بڑھکر عجیب و غریب شوق و عشق کے واقعات چشم دید بتلاے تھے -

ایسی حالت میں اس کارروائی سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ہر درجے کے لوگوں میں گورنمنٹ کی طرف سے کیسی افسوس ناک بدظنی پیدا ہوجائیگی ؟ لوگ سمجھیں گے کہ گورنمنٹ اب اسکو بھی پسند نہیں کرتی کہ اسلام کا کوئی دینی ارگن اپنے قوم و ملۃ کی اصلاح کرے -

مسلمانوں کی وفاداری کی طرف سے خواہ نخواہ گورنمنٹ متردد ہوتی ہے - گورنمنٹ کے ارکان و مشیروں کو معلوم نہیں کہ الہلال نے دنیا میں آتے ہی اپنی تعلیم کے متعلق کیا کہا تھا ؟ الہلال کی جلد اول کی کسی اشاعت میں آپنے کسی بزرگ کے خط کے جواب میں ایک لیڈنگ ارٹیکل لکھا تھا - اسمیں لکھا تھا کہ "گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ ہمیں اسلامی تعلیم کی نشر و اشاعت کرنے دے کیونکہ اسکے لیے بھی سب سے زیادہ بہتری اسی میں ہے - اسکو معلوم ہونا چاہیے کہ جس شخص کا ہاتھہ قران کریم سے رکا ہوا ہوگا وہ بغاوت کا بم نہیں پکڑ سکتا "

مجکو اصلی الفاظ یاد نہیں مگر قریب قریب یہی الفاظ تھے - پس کتنی صحیح اور سچی بات تھی جو الہلال نے پہلے ہی ظاہر کردی ہے - اسلام ایک دعوت امن ہے اور الہلال اسکی طرف داعی ہے - پھر ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر سچی اور مستحکم وفاداری کا داعی کون ہوسکتا ہے ؟

تمام دنیا اگر ہزار مرتبہ وفاداری کا وعظ کرے تو ہم پر اتنا اثر نہیں پڑسکتا ' جس قدر الہلال کے اس ایک جملہ سے ہوتا ہے - کیونکہ مسلمان ہر چیز کو مذہب کی راہ سے قبول کرتے ہیں اور چونکہ الہلال کو مذہبی عقیدت سے دیکھتے ہیں اسلیے اسکے ہر حکم کو ماننا فرض سمجھتے ہیں - پھر یہ کیسی شدید غلطی ہے کہ گورنمنٹ اپنی اصلی وفاداری (نہ کہ غلامانہ و خوشامدانہ) کی تعلیم کے تنہا ذریعہ سے ' احسانمند ہونے کی جگہ اور مخالف ہو رہی ہے ؟

میرا یہ عریضہ بہت بڑھگیا - اپنے خیالات سے مجبور تھا - الہلال کے متعلق اگر عرض کرنا چاہوں تو ایک دفتر طیار ہوجاے کیونکہ منجملہ خیالات اسکی نسبت میرے دماغ میں گزرتے ہیں -

خیر جناب نے تو روپیہ داخل کردیا اور آیندہ کیلیے بھی انشاء اللہ وہی ذات اپنے مقدس کاموں کی حافظ و ناصر ہے ' جسکی تعلیم کو پھیلانا آپ اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں اور جسکی راہ میں آپنے اپنی جان و مال تک کو لگا دیا ہے - خدا گورنمنٹ کے حکام کو نیک سمجھہ دے - در اصل یہ ہماری ہی شامت اعمال ہے کہ بعض حکام کی سمجھہ الٹی ہوگئی ہے - وہ ایک الہلال کی وجہ سے کروروں مسلمان دلوں کو صدمہ پہنچانا چاہتے ہیں -

میں نے یہ واقعہ سنتے ہی تار دیا تھا کہ اعانتی فنڈ کھولا جاے لیکن جناب نے اسکو غیر ضروری بتلایا - لیکن الحمد للہ کہ اب انجمن دفاع حقوق مطابع کے قیام کا اپنے اعلان فرمایا ہے اور یہ وہ تحریک ہے جو خود خاکسار کے پیش نظر تھی اور عنقریب اسکے متعلق ایک چٹھی اخبار ہمدرد دہلی کو لکھنا چاہتا تھا - بہرحال ۱۵ - روپیہ کی حقیر رقم اس مد میں قبول کیجیے - اینده انجمن مذکور کی نسبت بعض ضروری امور عرض کرونگا والسلام

(الہلال)

اگرچہ اس گرامی نامہ میں اعلان نام کی نسبت کوئی ممانعت نہ تھی ' مگر بعض وجوہ سے یہ فقیر خود مناسب نہیں سمجھتا کہ اسکا اعلان کیا جاے - اصل شے خیالات ہیں جنکی اشاعت کی نسبت آنکا ارشاد تھا ' اور بعض مقامات کے حذف کے بعد اسکی تعمیل کردی گئی - آغاز اشاعت (الہلال) سے ابتک ہزاروں مکاتبات و رسائل آ چکے ہیں ' جن میں از راہ لطف و کرم الہلال اور اسکے کاموں کے متعلق اظہار حسن ظن کیا گیا ہے ' غیر معمولی توصیف و تمدیح کا مستحق قرار دیا ہے ' اور اُس شوق و ذوق کا تذکرہ کیا ہے ' جو الہلال کے ساتھہ اُن بزرگوں کو ہے - لیکن ہمیشہ انکی اشاعت کو فقیر نے غیر ضروری سمجھا ' اور ہمیشہ شکریہ کے ساتھہ معذرت کردی کہ انکی اشاعت سے مجبور ہوں -

لیکن اب واقعہ ضمانت کے ضمن میں اسطرح کے جو خیالات ظاہر کیے جاتے ہیں ' انکو ایک حد تک حذف کردینے کے بعد شایع کردیتا ہوں کہ بزرگوں کے اظہار لطف و کرم کے مقابلے میں اسدرجہ انکار ' فی الحقیقت کفران نعمت و نا شکرگزاری میں داخل ہے -

(۱) " سلف گورنمنٹ " کے متعلق جناب نے تحریر فرمایا ہے - گذارش ہے کہ میں تو اپنی راے پر بحمد للہ کہ بدستور قائم ہوں کیونکہ وہ راے میری نہیں ہے بلکہ تعلیم اسلامی سے ماخوذ ہے - رہا مصالح وقت اور مسلم لیگ کی حالت - تو یہ تو میں نے کبھی بھی عرض نہیں کیا تھا کہ مسلم لیگ صرف اپنے مقاصد کے صفحات پر چند سطرین سوت ابل سیلف گورنمنٹ کی بھی بڑھا لے اور اسکے بعد پھر کنج بے عملی و تعطل میں معتکف ہوجاے - اصل شے کلم اور کارکن افراد کا اجتماع ' نیز ایک اصول و نصب العین کے ماتحت تمام معاملات ملکی میں ازادی و سرگرمی سے حصہ لینا ہے - لیگ اب تک ان امور سے ویسی ہی محروم ہے جیسی کہ ہمیشہ سے تھی ' اور جب تک اسکے عناصر و اجزاے کار کا مسئلہ صاف نہوگا یہی حالت رہیگی -

(۲) جناب نے الہلال کی جلد اول کی جس اشاعت کا حوالہ دیا ہے وہ نمبر (۹) اشاعت ۸ - ستمبر سنہ ۱۹۱۲ ہے - اس موقعہ کے اصلی الفاظ یہ ہیں :

" گورنمنٹ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم مسلمان سچے مسلمان ہوجائیں تو جس قدر اپنے نفس کیلیے مفید ہوں ' اتنے ہی گورنمنٹ کیلیے ' اور اسی قدر اپنے ہمسایوں کیلیے - اسکو بھولنا نہیں چاہیے کہ اگر ہم سچے مسلمان ہونگے تو ہمارے ہاتھہ میں قران ہوگا اور جو ہاتھہ قران سے رکا ہو ' وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا -

البته یه بهي سمجهه لینا چاهیے که اسلام نے هم کو آزادي بخشنے اور آزادي کے حاصل کرنے ' دونوں کي تعلیم دي هے - هم جب حاکم تھے تو هم نے آزادي دي تهي ' اور اب هم محکوم هیں تو بهي چیز طلب کرتے هیں - هم خدا کي مرضي اسي میں یقین کرتے هیں که قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر حکومت کرنے کیلیے طیار کیا جاے - یورپ خود اسي اصول پر کاربند هوکر ازادي حاصل کرچکا هے - پس هم انگلستان سے آج اسي شے کے طلبگار هیں جس کیلیے کل تک وه خود بهي بیقرار تها -

بیشک ' اگر اسلام کے ماتحت پالیٹکس کي راه همارے سامنے هوگي تو هم ایک طاقتور گروه هونگے - بے خوف هونگے اور اظهار حق میں بے باک هونگے - کیونکه هم مسلمان خدا کے سوا کسي سے نهیں ڈرتے ' لیکن اسلام هی کے بتلاے هوے اصولوں کی وجه سے قانون اور تخت حکومت بهی هماري طرف سے بالکل بے خطر هوگا - چونکه هماري راه صاف اور غیر مشتبه هوگی ' اسلیے هماري نیت اور هماري زبان بهی ایک هوگی - هم جوش میں بهی آئیں گے لیکن همارا جوش قانون اور حفظ امن کے اندر هوگا - کیونکه خدا نے هم سے کها هے که زمین پر فساد نه کرو -

اب تک مسلمانوں کے جو لیڈر قوم کو چپ اور غافل رکهنے کي کوشش کرتے رهے ' وه اندر هی اندر پهوڑے کو پکاتا اور راکهه کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاهتے تهے ' لیکن اگر هم اس راه پر آ گئے تو همارے زخم دل میں پوشیده نهیں ' بلکه کهلے هوے چهرے پر هونگے - هماري شکایتوں کے پهوڑے اندر هي اندر پک کر جسم امن و قانون کو نقصان نهیں پونهچائیں گے ' بلکه ٹوٹ کر بهه جائیں گے - هم شور ضرور مچائیں گے مگر دل میں پهر کچهه باقي نه رهیگا - فریاد ضرور کرینگے مگر اپنے اندر شکایتوں کي آگ نهیں پالیں گے -

پس گورنمنٹ کیلیے مصلحت اسي میں هے که همکو سچا مسلمان بننے کیلیے چهوڑ دے ' کیونکه مسلمان هونے کے بعد هم اپنے نفس کیلیے اور نیز تمام عالم کیلیے یکساں طور پر ایک مفید هستي بن سکتے هیں - "

(الهلال جلد اول نمبر : ۹ - صفحه : ۸ -)

لیکن اصل یه هے که اب همارے حکام کا معیار وفاداري اس قدیمي اور قدرتي معیار وفا و بے وفائي سے بالکل مختلف اور ناممکن الفهم هے ' جو دنیا نے همیشه سمجها هے ' اور هم بهي بوجه عقل و ادراک رکهنے کے سمجهتے هیں - پس اب ان فکروں میں پڑنا هي نهیں چاهیے - حق اور صداقت انسان کي غلط فهمیوں سے حد ضرور سے بہت اونچي هے - جو لوگ کام کرنا چاهتے هیں وه صرف اپنے کام هي کو دیکهیں اور هر طرف سے آنکهیں بند کرلیں :

و عسی ان تکرهوا شیئاً و هو خیر لکم ' و عسی ان تحبوا شیئاً و هو شر لکم و الله یعلم و انتم لا تعلمون ! (۲ : ۱۲۲)

ترجمه اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانهٔ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جالیگي - قیمت حصهٔ اول ۲ - روپیه - ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے -

ادبیات

احرار قوم

اور طفل سیاست

یه اعتراض آپ کا بیشک صحیح هے : * احرار قوم میں هیں بہت خامیاں ابهي
چلتے هیں تهوڑي دور هر ایک راهرو کے ساتهه * گم گشتهٔ طریق هے یه کارواں ابهي
زود اعتقادیاں هیں ' تلوں هے ' وهم هے * هو جاتے هیں هر ایک سے یه بدگمان ابهي
دل میں نه عزم هے نه ارادوں میں هے ثبات * جهیلے نهیں هیں معرکهٔ امتحاں ابهي
بے اعتدالیاں هیں اداے کلام میں * باهر هے اختیار سے ان کے زباں بهي
هر دم هیں گومسایل ملکي زبان پر * ان میں سے ایک بهي تو نهیں نکته داں ابهي
* * *
یه سب بجا درست ' مگر سچ جو پوچهیے * جو کچهه که هے ' یه هے اثر زمانه گاں ابهي
یه هے اسي سیاست پارینه کا اثر * گو شمع بجهه چکي هے مگر هے دهواں ابهي
موزوں نهیں هے جنبش اعضا تو کیا عجب * شب کے خمار کي هیں یه انگڑائیاں ابهي
چلنے میں لڑکهڑاتے هیں اک اک قدم په پانوں * چهوٹے هیں قید سخت سے یه خستهٔ جاں ابهي
بیکار کردیے تهے جو خود بازوے عمل * گو نهیں بچتے هیں ' پر نهیں کهنچتي کماں ابهي
آئے کهاں سے قوت رفتار پانوں میں * کچهه بیڑیاں هیں پانوں کي بند گراں ابهي
غوں غاں هے ' کچهه مباحث ملکي نهیں هیں یه * ایک طفل هے سیاست هندوستاں ابهي

(شبلي نعماني)

(دعوة الهيه الهلال)

طبا ائع جز کشش کارے ندانند
حکیماں ایں کشش را عشق خوانند

جناب فاضل اجل ' مصلح امت ' طبیب ملت ' حکیم اخلاق ' مفخر اسلام ' مولانا ابوالکلام - السلام علیک و رحمة الله و برکاته -

میں ادھر سفر کي کشاکش میں مبتلا رہا ہوں - اخباروں کے دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا -

آج " الہلال پریس کي ضمانت " کا حال الہلال میں پڑھکر ایک عجیب حالت کا ورود ہوا - متضاد کیفیتوں کا اجتماع ایک وقت میں ممتنع الوقوع سمجھا جاتا ہے لیکن طرفہ یہ ہے کہ میرے دل و دماغ میں دو متضاد کیفیتوں کا اجتماع ہوگیا : حزن و ملال بھي اور فرح و سرور بھي ! !

حزن اسلیے کہ ایک طائر سدرہ پرواز کو (جسکي صفیر پر طائران سفلي بھي پر افشاني کو طیار ہیں) دام میں لانے اور قفس میں بند رکھنے کي کوشش کي گئی -

فرح و سرور اسلیے کہ جناب اوس منزل تک پہونچ گئے جس منزل سے انبیا و صدیقین ' و شہدا کو سابقہ پڑتا رہا ہے - اگر خدا کو منظور ہے تو آگے کامیابي ھي کامیابی ہے :

در پس ہر گریہ آخر خندۂ ایست

ان دونوں کیفیتوں کي حالت میں متحیر تھا کہ جناب کو لکھوں تو کیا لکھوں ؟ ہمدردي کا عریضہ یا مسرت کي مبارک باد ؟

بڑي سوچ اور غور کے بعد مبارکباد عرض کرتا ہوں - اگر تاریکي ضلالت قوم کو قاطبۃ نہ گھیر لے ' تو طلوع آفتاب ہدایت کي امید اور روشني پھیلنے کي توقع کیونکر ہوسکتي ہے ؟ اگر کانٹوں کا لحاظ رکھا جاے تو پھولوں تک کب ہاتھہ پہونچ سکتا ہے ؟ جس کام میں ہاتھہ ڈالا جاے بشرطیکہ طالب صادق ہو ' تکالیف کي منازل طے کرتے ہوے گوہر مقصود کو حاصل کر لینا لازمي ہے - بہر حال ضمانت ایک نیک خیال ہے - خدا مبارک کرے -

ابراھیم خلیل الله علیه السلام ہدایت کے لیے ارتھہ کھڑے ہوے تو کیا کیا مصائب نہ پیش آئے ؟ آگ میں ڈالے گئے ' وطن سے نکالے گئے ' سب کچھہ ہوا ' مگر خدا نے ساتھہ نہ چھوڑا - خدا کي یاري اور یارري سے غالب و منصور ہوکر رہے -

اس واقعہ کي مشاکلت و مماثلت حضرت پیغمبر آخرالزمان روحي فداہ وصلي الله علیه و اله و صحبه و سلم سے ہے کہ جب آپ نے ہدایت کي آواز بلند کي تو ایذا رساني کے لیے قوم ارتھہ کھڑي ہوئي - باقاعدہ اور مکمل کمیٹي بنائي گئي جسکا میر مجلس ابو لہب تھا ' اور مکہ کے سردار اسکے ممبر تھے - ریزولیوشن یہ پاس ہوا کہ محمد (صلعم) کو ہر طرح سے دق کیا جائے - بات بات میں اسکي ہنسي اوڑائي جائے - تمسخر اور ایذا سے اسے سخت تکالیف دیجائے - انہیں سچا سمجھنے والوں کو بھي انتہا درجہ کي تکالیف میں مبتلا کیا جائے - اس تجویز پر جسقدر عمل ہوا ' ماہرین فن تاریخ و سیر سے پوشیدہ نہیں - بسا اوقات نبي کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تاکہ رات کي اندھیاري میں آپ کے پاؤں زخمي ہوں - گھر کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تاکہ صحت و جمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو - لیکن تاہم خدا نے تو ساتھہ نہ چھوڑا - آپ غالب اور منصور رہے - بلکہ : تبت یدا ابي لہب و تب ' ما اغنی عنه ماله وما کسب ' سیصلي نارا ذات لہب و امراته ' حمالة الحطب في جیدها حبل من مسد -

اگر الہلال کي حالت کو ان واقعات سے تطبیق دیجائے تو پوري مطابقت ہوتي ہے - الہلال کي پہلي آواز ہدایت نے کلوخ در خانۂ زنبور کا کام کیا - سربرآوردگان قوم بگڑے ' تخریب کے لیے ارتھہ کھڑے ہوے - مگر خدا نے ساتھہ نہ چھوڑا - مجھے لکھنو کا گمنام خط (جو الہلال کي پہلي جلد کے کسي پرچہ میں شائع ہوا تھا) نہیں بھولتا جس سے ابو لہب کي یاد تازہ ہوجاتي ہے - با ایں ہمہ الہلال کي روش میں کوئي فرق نہ آیا اور وہ اپنا کام کیے چلا جاتا ہے :

زعشق آفاق را پر درد کردہ
خرد را چشم خواب آلود کردہ

اگر اب ضمانت لي جاتي ہے تو لي جاے ' تاہم الہلال سے امید ہے کہ وہ ہدایت عامہ سے باز نہیں رہیگا -

امام محمد ابن اسمٰعیل بخاري رحمة الله علیه کو امیر بخارا نے کہلا بھیجا کہ حدیث اور تاریخ نبوي محل شاہي میں سنا جایا کریں - آپ نے جواب دیا کہ میں عام کي ذلت گوارا کرنا نہیں چاہتا - مسجد میں آکر سنا کریں - امیر نے کہا کہ جب تک میں اور میرے شاہزادے مسجد میں رہا کریں مجلس عام نہو - امام نے فرمایا کہ میں ہدایت نبوي کو محدود نہیں کرسکتا - اگر مجلس کی بندش کا حکم دے دیں تو یہ دوسري بات ہے - مجھکو بھي خدا کے نزدیک عذر کا موقع ملجائیگا - امیر نے امام کو خارج البلد کردیا ' وہ تکلیف سفر کو مرحبا اور آسائش وطن کو خیرباد کہتے ہوے چلدیے مگر للہۂ حق نہ بیچا - لیکن پھر کیا ہوا ؟ ہر طرف سے نزول تجلیات و برکات الٰہي تھا ! !

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا * جب کوئي دوسرا نہیں ہوتا

گورمنٹ اظہار عقائد مذہبي اور تبلیغ ہدایت دیني میں دخیل نہیں ہوتي - یہ جو کچھہ ہو رہا ہے ہمارے ھي یاران طریقت کي کوشش کا نتیجہ ہے -

البصائر کا سخت انتظار ہے اور اب بے تابي کي حدتک پہونچ گیا ہے -

تیغ ہندي و خنجر رومي * نکند آنچه انتظار کند

(حکیم غلام غوث طبیب ریاست بہاولپور)

السلام علیکم رحمة الله و برکاته - اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ الہلال کے لیے دو ہزار کي ضمانت طلب کي گئي ہے - اس خبر کے دیکھنے سے نہایت سخت صدمہ گزرا - قبل ازیں اخبار ہمدرد و کامریڈ سے بھي طلب کي گئي تھي - افسوس ہے کہ ایسے نامي گرامي رسائل جو نہ صرف اخباري حیثیت ھي سے اعلی درجہ کے ہیں ' بلکہ ہم مسلمانوں کے لیے باعث ترقي و بہبودي ہیں ' ہر طرف سے بحر الم میں گرے ہوے نظر آتے ہیں - خدا اس کشیدگي کو دور کرے اور حاکم و محکوم میں اخلاص و اتحاد پیدا ہو - الہلال کے متعلق ہم لوگوں کا افسوس اسلیے بھي شدید ہے کہ ہم اسے محض ایک اخبار کي حیثیت سے نہیں دیکھتے بلکہ فی الحقیقت وہ ہمارا ایک دیني مصلح اور مذہبي معلم ہے ' اور خدا نخواستہ اگر ہم اس سے محروم ہوگئے تو یہ ہماري انتہائي بد قسمتي ہوگي - دو ہزار کا فراہم ہوجانا با ہمت لوگوں کے لیے کوئي بڑي بات نہیں - اگر ہر خریدار صرف ایک ھي روپیہ اس فنڈ میں دیدے تو بھي مطلوبہ رقم سے زیادہ رقم جمع ہو جا سکتي ہے :

قطرہ قطرہ بہم شود دریا

اگرچہ تقریباً دو سال سے ہم مسلمانوں نے مختلف چندوں مثلاً طرابلس ' ترکي مہاجرین ' و کانپور فنڈ میں اپني ہمت سے

زیدہ دیکر قومي همدردي کا ثبوت دیا ہے' لیکن امید ہے کہ با همت حضرات اس موقعہ پر بھي اپني غیرت دیني کا ثبوت دینگے - فدوي قبل ازیں اپني بساط کے موافق هر ایک فنڈ میں جو کچھہ هوسکا شرکت کرچکا ہے - آج پانچرروپیہ کا منی آدر ارسال خدمت گرامي ہے اور امید وار کہ یہ ناچیز رقم الهلال ضمانت فنڈ میں داخل کرکے ممنون و مشکور فرمائینگے -

(محمد عبد الواحد - سوداگر سکندرا باد - دکن)

حضرت مولانا! رسالہ الهلال نمبر ۱۳ - میں شئون داخلیہ کے زیرعنوان بمجرد قرأة (الـهلال پریس کي ضمانت) سخت افسوس هوا' اور معاً دل میں یہ خدشہ پیدا هوا کہ اب الهلال جیسے زندہ اور مصلح مسلمین رسالہ کے بھي نشانۂ حکومت هو جانے کے بعد اخوان دیني پھر اُسي ضلالت و ادبار کے تاریک گڑھے میں جا پڑینگے' اور پھر اُنکي غفلت سابق صحوِ لاحق پر چھا جائیگي' کیونکہ اب الهلال کي غفلة شکن تحریریں اور راہ خیز اور حیات افزا الهامي اثر کے مقالات بعض عمال سلطنت کے جبر سے مسلمانوں کے گوش زد نہ هوسکیں گے اور چار ناچار الهلال کو طرز بیان اور پرایۂ زبان بدلدینا پڑے گا - اس خدشہ کے پیدا هوتے هي میں نے افسردگي کے ساتھہ پرچہ رکھدیا اور دل بیٹھہ گیا - وکفي باللہ شہیدا کہ هم اور نہ صرف هم بلکہ حضرت والد صاحب مدظلہ بھي آبدیدہ هوگئے اور مشار الیہ نے عرصہ تک افسوس فرمانیکے بعد دعا فرمائي کہ خدارندا! اپني نصرت غیبي الهلال کے شامل حال رکھہ کیونکہ وہ خادم دل سے تیرے دین کا مددگار اور تیري مرضات کا طالب ہے -

خاکسار کي نظر دیر تک الهلال پر گڑي رهي - لیکن پھر الهلال کي دلا ویزي مجبور کن هوئي کہ کم از کم ایک نظر تو ڈال لو - با دل ناخواستہ اٹھایا اور اُسي ضمانت ستاني کے مضمون پر نظر پڑي - لیکن چند الفاظ کے پڑھتے هي اپ کے صبر و شکر' همة و استقلال' عزم مصمم' و ثبات ارادہ نے میرے پژمردہ دل کو شاداب کردیا اور میں ایسے بے اختیارانہ جوش کے ساتھہ اٹھہ بیٹھا - پھر تو رهي میں تھا اور رهي الهلال - رهي نگاہ شوق تھي اور رهي اُسکا مجذوب و مطلوب - دل بڑھہ گیا' همة بلند هوگئي' ارل سے آخر تک پڑھہ گیا' باغ امید کو سرسبز پایا اور سابق کي طرح آج بھي نخل مراد کو بارور دیکھا' فالحمد اللہ علي ذالک -

ابو تراب عبد الرحمن گیلاني

گیلاني - مونگیر

" الهلال " سے ضمانت طلب هوئي - مجکو آپکي وہ درد انگیز دعا یاد ہے جو الهلال کے صفحوں پر همیشہ مانگي گئي ہے کہ " خدا تعالی آزمایشوں میں مجھے ڈالے' تاکہ میرے دالي استقامت کا اندازہ هو" یہ اسکي استجابت کا آغاز ہے اگرچہ في الحقیقت آزمائشیں تو بہت سي هوچکي هیں اور دنیا دیکھہ چکي ہے - یقین کیجیے کہ آج کروروں قلوب اسلام آپکے ساتھہ هیں' اور آپنے جو بیج بویا تھا' وہ بار آور هوچکا -

(محمد مکرم از کیرانہ)

(الهلال)

میري دعائیں جن آزمائیشوں کیلیے هیں وہ دوسري هي هیں' اور شاید اب دور نہیں - اِن چھوٹے چھوٹے واقعات کو اُنسے کیا نسبت؟ انتظار کیجیے - اني معکم من المنتظرین!

جناب مولانا وبالفضل ازلینا دام مجدکم - السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ - بلا شبہ ضمانت جو آپ سے طلب هوئي ہے تمام قوم و ملت کو نہایت هي شاق ہے اور اسلیے هر ایک اهل دل کو اسکا رنج ہے' لیکن " عسی ان تکرهوا شیا وهو خیرلکم " خدا کا کلام ہے اور امید ہے کہ اسي میں کچھہ بہتري هوگي - مجھکو سخت افسوس ہے کہ ارکان سلطنت کیا ایسي موٹي سي بات کو بھي نہیں سمجھے کہ اس ضمانت کے لیے جانے سے الهلال کے ارادت مندوں کو جو هزارون لاکھوں کي تعداد میں هیں کیا رنج نہوگا؟ اور اگر وہ اسبات کے قائل هیں تو کیا یہ امر سلطنت کے لئے کسي علاج کا باعث هوسکتا ہے کہ صرف دو هزار روپیہ کي خاطر اسقدر افراد کے دل میں سلطنت کي طرف سے رنج کا بیج بو دیں جو برگ و بار لاکر ایک درخت تناور بن جاوے اور پھر اس سے طرح طرح کے دل خور نتائج پیدا هوں؟ زمیندار کي ضمانت ضبط هونے سے کسقدر افراد کو رنج پہونچا ہے اور کیا اسقدر ناراض شخصوں کي تعداد میں هر روز اضافہ هونا سلطنت کے لئے مفید نتائج کا مثمر هوسکتا ہے؟ هرگز نہیں لیکن اب انکو کون سمجھاوے؟ خدا هي انکو عقل سلیم عطا فرمائے - کہ ان کارروایوں سے درگزر کریں اور بدستور مسلمانوں کو رفاہ دیں جو خود انکے حق میں مفید ہے اور مسلمانوں کے اس اعتقاد کے متزلزل نہونے میں بھي' کہ برٹش گورنمنٹ انکے حق میں آیہ رحمت ہے -

خاکسار عطا محمد عفي عنہ (امرتسر)

السلام علیک - قبل ازیں ایک نیاز نامہ جس میں ایک روپیہ کے ثبت برائي ضمانت فنڈ همدرد و زمیندار کیے ارسال خدمت کرچکا هوں امید کہ مشرف خدمت اقدس هوا هو - قدرت حق ہے کہ اگلا زخم بھرا نہ تھا کہ ایک اس سے بھی گہرا زخم آموجود هوا!

بہرحال جاے شکر ہے کہ یہ آزمائش هماري استقامت کیلیے صبر ربا نہیں هوسکتي - باري تعالی اپنے فضل و کرم سے اسلام اور جماعہ اهل اسلام کو خیر و برکت' فتح و ظفر' عزت و ایمان' عطا فرماے - آمین یارب العالمین -

ایک روپیہ بذریعہ ثبت ضمانت فنڈ ارسال خدمت ہے -

محمد افضل - کوئٹہ - بلوچستان

الدین پریس ایسوسي ایشن

زر اعـانـۂ ضمانت الهـــلال

جو مجلس دفاع مطابع و جراند هند کے جریمہ میں مستقل کردیا جائیگا

(۱)

جناب حاجي مصلح الدین صاحب	-	-	۱۰۰
ایک محترم بزرگ ملت	-	-	۱۵
جناب معلم الدین محمد امین صاحب	-	-	۵۰
ایک بزرگ از علي گڈہ	-	-	۱۰
ایک خاتون اسلام پرست احمدآباد دکن	-	-	۱۵
جناب امداد حسین خان صاحب امینگن			
مظفر نگر	-	-	۵
جناب الحاج محمد یوسف صاحب			
ایڈیٹر - مدراس	-	-	۵
جناب عبد الواحد صاحب سوداگر			
سکندر آباد دکن	-	-	۵
جناب احمد حسین صاحب	-	-	۱

جناب مجید حسن صاحب بي اے	۰	۰	۲
جناب احمد علي صاحب بي اے	۰	۰	۱
جناب احمد بهائي صالح جي رنگون	۰	۰	۵
جناب احمد حسین صاحب طالبعلم ازبمبي	۰	۸	۰
جناب برکت الله صاحب از مدراس	۰	۰	۳
جناب احمد حسین خاں صاحب وکیل	۰	۰	۲
جناب ضیاء الدین خاں صاحب وکیل	۰	۰	۲
جناب مولانا قطب عالم شاه صاحب	۰	۰	۱
جناب شاه نظیرعالم صاحب	۰	۰	۱
جناب مولانا سعادت علي صاحب مدرسه عالیه رامپور	۰	۰	۱
جناب سید حسن صاحب محله قلعه - ٹونک	۰	۰	۵
جناب حسن مرتضی صاحب امروهه	۰	۰	۸
جناب شمش الدین احمد صاحب			
تسٹریکٹ هسپتال علیگڈه	۰	۰	۱
ایک بزرگ رامپور	۰	۰	۱۰
جناب رب نواز خاں صاحب دهلي	۰	۰	۱
جناب ایڈیٹر صاحب افغان پشاور	۰	۶	۶

(باقي آینده)

زراعانهٔ دفاع ۱۳۳۸ مقدس کانپور

جناب عبد الحي خانصاحب -

حیدر اباد دکن	۰	۷	۰
جناب غلام مصطفی صاحب صیغه دار خزانه			
صرف خاص حضور نظام حیدر آباد دکن	۰	۰	۲۵
جناب منشي خان محمد صاحب - درگئي	۰	۰	۵
جناب منشي اسمعیل صاحب درگئی	۰	۰	۳
جناب منشي چراغدین صاحب درگئي	۰	۰	۲
جناب منشی محمد شریف صاحب	۰	۱۲	۰
جناب محمد عبد السلیم صاحب حیدرآباد دکن	۰	۰	۲
جناب سید شفقت حسین صاحب - افضل گنج - حیدر اباد دکن	۰	۰	۲
جناب سید حسن صاحب رضوي - ٹونک			
راجپوتانه	۰	۰	۵
غیور مسلمانا مانگورل بذریعه			
جناب محمد نظام الحق صاحب عباسي	۰	۰	۱۵
جوبلي اسکول بهاگلپور کے لڑکوں کي همدردي			
کا نتیجه	۰	۴	۷
جناب حافظ چراغ الدین صاحب قریشي			
- اٹک	۰	۰	۲
جناب محمد نظام الحق صاحب عباسي			
مانگرول	۰	۰	۵
بذریعه طفیل احمد خانصاحب -			
گوجر ٹوله - رامپور	۰	۰	۴۳
جناب مرزا حبیب احمد صاحب -			
کٹل منڈي - حیدر آباد دکن	۰	۱۰	۳
جناب علاؤ الدین صاحب فرخ - بهوپال	۰	۲	۱۰
جناب احمد حسن صاحب	۰	۰	۹
جناب محمد عبد العزیز صاحب هنسوري			
بروز عیدالفطر بمقام سراله ضلع امراتي عیدگاه مسجد کانپور کیائے			

چنده جمع کیا گیا جو بذریعه صنی آرڈر مبلغ ۵۲ روپیه ۷ آنه ارسال خدمت هے چنده دهنده گان کي تفصیل حسب ذیل هے -

جناب محمد نظام الدین صاحب	۰	۰	۵
جناب شیخ نبو صاحب	۰	۰	۱۰
جناب محمد غني الدین صاحب	۰	۰	۶
جناب محمد وزیر الدین صاحب	۰	۰	۱
جناب سید محبوب صاحب	۰	۰	۱
جناب وفادار خانصاحب	۰	۰	۱
جناب عظمت الله صاحب	۰	۰	۱
جناب شیخ سبحان صاحب	۰	۰	۱
جناب شیخ بهولو صاحب	۰	۰	۱
جناب یسین خانصاحب	۰	۰	۱
متفرق	۰	۰	۱۶
پرده نشین خاتونان اسلام پرست	۰	۰	۸

جسمیں سے ۹ آنه مني آرڈر کمیشن منها کیا اور بقیه باون روپیه ارسال خدمت هے -

جناب مولوي درست محمد خانصاحب - پیش امام

سورتی مسجد - منگیل بازار - برهما	۰	۴	۶
مسلمانان ٹهکري راله ضلع لالل پور -	۶	۲	۳۶
بذریعه ایس - اے - رحمان صاحب			
بهاري - حال مقیم بلوچستان	۰	۰	۱۲۵
مسماة بو بو بذریعه ایچ - ایي - ایس -			
محمد عبد الصمد صاحب -	۰	۰	۶
جناب ڈاکٹر عبد الواحد جترر	۰	۰	۱۶
بذریعه جناب بابو سلامت			
رمضان خانصاحب	۰	۱۵	۱
جناب غلام مصطفی صاحب - صیغه دار			
صرف خاص حضور نظام دکن	۰	۰	۷۵

بقیه چنده شاهجهانپور

جناب نتے خانصاحب	۰	۱	۰
جناب الی خان صاحب	۰	۱	۰
جناب ننهے خاں صاحب	۰	۱	۰
جناب نیاز احمد صاحب	۰	۱	۰
جناب نتے خاں صاحب	۰	۱	۰
جناب ننهے خاں صاحب	۰	۱	۰
جناب عبد الرزاق صاحب	۰	۱	۰
جناب طفیل صاحب	۰	۱	۰
جناب سدن صاحب	۰	۱	۰
جناب شرافت صاحب	۰	۱	۰
جناب نبي جان خان صاحب	۰	۱	۰
جناب فضل صاحب	۰	۱	۰
جناب احمد علي صاحب	۰	۱	۱
جناب عبد الغفار صاحب	۰	۱	۰
جناب عزیز احمد صاحب	۰	۱	۰
جناب کفایت خان صاحب	۰	۱	۰
جناب پهندن خاں صاحب	۰	۱	۰
جناب مرتی خاں صاحب	۰	۱	۰
ایک مسماة	۰	۱	۰

بقیہ مضمون صفحہ ۳ کا

ومایضلون الا انفسہم وما یضرونک من شیٔ (۴ :) (۱)

راہ حق سے بہکا دینے کا ارادہ کر رہی چکا تھا - حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ تمہیں تو کیا گمراہ کرینگے ؟ خود اپنے ہی کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں - یقین رکھو کہ وہ تم تو کچھ نقصان پہنچا نہ سکیں گے "

پھر اگر ہم لوگوں کے ارادوں اور خیالوں کا بھی مراقبہ کریں تو و اعمال تک پہنچنے کی کبھی مہلت ہی نہیں ملے -

ہم بالفعل چند کلمات اس جلسے کی نسبت کہنا چاہتے ہیں جو ہزهائنس نواب صاحب رامپور کی زیر صدارت ۲- اکتوبر کو حسب افواہ یک ہفتہ ' دہلی میں منعقد ہوا تھا - لیکن مندرجۂ صدر خیالات کی بنا پر ہم اُن تمام اخبار و معلومات سے بالکل چشم پوشی کرلینگے ' جنکی اس جلسے کے انعقاد سے پیشتر ہمیں خبر مل چکی ہے - نہ تو اس مخفی اور طلسمانہ طریق عمل پر بحث کرینگے ' جو اس جلسے کے انعقاد کیلیے اختیار کیا گیا تھا - نہ اس پر اسرار طریق دعوت شرکت پر نظر ڈالیں گے ' جسکے ذریعہ ایک خاص طبقہ کے لوگوں کوشش کرکے جمع کیا گیا - نہ (حاجی نادر علی وکیل) نامی کسی شخص کو تلاش کرینگے جو مفید اغراض شرکاء عمل کی تلاش میں بھیجا گیا تھا ' اور نہ جلسے کی اصلی غرض و غایت ' اسکی محرک کے اسباب ' قافلۂ رفتہ کی وصیت اور کاروان موجودہ کے پیام ' اور ان سب کے شان نزول کو روشنی میں لائیں گے جس کے اندر مسلمانوں کے موجودہ عہد بیداری و حرکت کیلیے بہت سی یاد گار بصیرتیں مضمر ہیں ' اور جو انسانی عصیان و تمرد کے نتائج کا نہایت ہی دلچسپ افسانہ ہے -

ان امور پر اگر نظر ڈالنی ہے تو اسکا بہتر وقت دوسرا ہے - اور شاید دور نہیں - سر دست ہم صرف اُسی چیز کو دیکھیں گے ' جو ۲ - اکتوبر کو ہمیں دکھلائی گئی ' اور بالاخر بانیان مجلس جس صورت میں اپنے تئیں پیش کرنے پر مجبور ہوگئے اور انہوں نے پیش کیا ' اُسی کو بہ کمال تجاہل و تغافل عارفانہ ' تسلیم کر لینگے :

یہ کہکے رخ ڈالیے انکی نقاب میں
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں

جن لوگوں کو تاریکی پسند ہے اور اپنے کاموں کو چوری چھپے کرنے پر مجبور ہیں ' بہتر ہے کہ انہیں روشنی میں لاکر پریشان نہ کیا جائے - جس کے چہرے پر داغ ہوتے ہیں ' اُسی کو برقعہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے - چور رات کی پچھلی پہر میں دیواروں کی آڑ سے اپنے تئیں چھپاتے ہوے نکلتے ہیں ' مگر شریف آدمی ہمیشہ دوپہر کی روشنی میں سڑکوں پر دیکھے گئے ہیں - چھپنے والوں کیلیے یہی عذاب الیم کیا کم ہے کہ وہ خود بھی اپنے کاموں کو علانیہ کرنے کے قابل نہیں پاتے ؟ انسانی ضمیر کے اسی عذاب کی طرف جا بجا قران کریم نے اشارہ کیا ہے : ترى الظالمين مشفقين مما كسبوا ' وهو واقع بهم (۴۳ : ۲۱)

البتہ انسان کی اس غلطی پر ' جو شاید اسکی فطرۃ میں داخل ہے ' ہمیشہ ماتم کیا گیا ہے اور کیا جائیگا کہ وہ اپنے رازوں کو اُنسے چھپاتا ہے ' جنکے ہاتھ میں اُسکی جزا و سزا نہیں ' پر اُس کی بالکل پروا نہیں کرتا جو اسکے جزا و سزا پر تنہا قادر ہے ' اور اسکے تمام چھپے ہوے کاموں پر سے عاقبت کار پردہ اٹھا دینے والا ہے ؟

(۱) اس آیۂ کریمہ میں در اصل آنحضرت (روحی فداہ) سے خاص تخاطب ہے - لیکن حالت تمام مومنوں کیلیے عام - اسی لیے اس وقت یاد آگئی تو حرا للہ قلم فری ہ (منہ)

یہ نادان لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں ' حالانکہ انکے نفس خادع نے خود انکو دھوکے میں ڈال رکھا ہے :

ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم ' ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما - (۴ : ۱۰۷)

جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیکر خیانت میں خود اپنے تئیں دھوکا دے رہے ہیں ایسوں کی طرف ہوکر رد و کد نکرو - کیونکہ اللہ تعالے دھوکا دینے والوں اور معصیت شعار انسانوں کو پسند نہیں کرتا -

افسوس تم قران پڑھتے نہیں - جو لوگ راز داریوں کے ساتھہ پوشیدہ پوشیدہ اپنے کاموں کو انجام دینا چاہتے ہیں اور اپنے ارادوں اور مشوروں کو تاریکی میں رکھتے ہیں ' خدا نے انکی نسبت کیسے صاف اور منطق لفظوں میں راے دی ہے ؟ کاش دماغ سونچیں اور دل عبرت پکڑیں !

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معہم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول و کان اللہ بما یعلمون محیطا ! (۴ :)

" یہ لوگ کیسے احمق ہیں ! انسانوں سے تو پردہ کرتے ہیں مگر خدا سے پردہ نہیں کرتے ! حالانکہ جب وہ راتوں کو (مثلاً رات کے گیارہ بجے بریلی کے اسٹیشن پر -) اُن باتوں کیلیے مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کی خوشنودی کے خلاف ہیں ' تو خدا تو اُنکے ساتھہ موجود ہوتا ہے - جو کچھہ یہ کرتے ہیں ' سب اسکے احاطۂ علم میں داخل ہے !

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ایبتغون عندھم العزۃ ؟ و ان العزۃ عند اللہ جمیعا و قد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بہا و یستہزء بہا ' فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (۴ :)

یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑکر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا اسلیے کہ انکے دربار میں اپنی عزت بڑھانی چاہتے ہیں ؟ اگر یہی بات ہے تو جان رکھیں کہ ہر طرح عزتیں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں - اسکو چھوڑکر یہ کیوں غیروں کی چوکھٹوں پر جھکتے ہیں ؟

حالانکہ مسلمانوں پر اللہ قران کریم میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ غیروں سے ویسے ملنے جلنے میں تو کوئی ہرج نہیں ' البتہ جب تم اپنے کانوں سے سن لو کہ آیات اللہ سے انکار کیا جارہا ہے ' شعائر الہیہ کی توہین ہو رہی ہے ' احکام دینیہ کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے ' تو پھر ایسے لوگوں کے ساتھہ اُس وقت تک نہ بیٹھو ' جب تک کہ وہ کسی دوسرے بات کی طرف متوجہ نہو جائیں "

ہم نے کسی دوسری جگہ اس جلسے کے مختصر حالات لکھدیے ہیں ' نیتوں کا خدا علیم ہے - ہماری دعا ہے کہ اگر ان بزرگوں کا مقصود اصلاح حالت اور دفع فساد ہے ' تو اللہ انہیں جزاء خیر دے اور انکی سعی کو قبول کرے - اور اگر ایسا نہیں ہے ' تو پھر اُن دلوں پر حسرت ' جنکے لیے گزشتہ عبرت بخش نہیں ' اور ان دماغوں پر افسوس ' جو آیندہ کیلیے متنبہ نہیں - کوئی سال ایسا نہیں گزرتا ' جس میں نیات فاسدہ کی نا مرادی اور اعمال مفسدہ کی ناکامی اپنے اندر ایک سبق عبرت و موعظۃ نہ رکھتی ہو - راز دارنہ اعمال اور قوم سے علحدگی و مستبدانہ خود رائی کے نا کام نتائج اس کثرت سے سامنے آچکے ہیں کہ اندھوں کے سامنے رکھے جائیں تو دیکھنے لگیں اور گونگوں کو سنایا جائے تو بے اختیار چیخ اُٹھیں - پھر یہ کیوں ہے کہ آنکھیں بند ہیں ' دل مردہ ہو چکے ہیں '

کان پنبۂ غفلت سے بھرے ' اور سب نے خدا کے طرف سے گردنیں مروڑلي هیں ؟ وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفي اذانهم وقرا ! (۱۷ : ۴۸)

شاید هي کوئي آور آیت اسقدر میري زبان پر همیشه جاري رهتي هے ' جیسي یه آیة کریمه که في الحقیقة ... هماري موجوده قفلتوں کا ایک مرقع عبرتا هے :

اولا یرون انهم یفتنون	کیا یه لوگ نهیں دیکھتے که کوي برس
في کل عام مرته	ایسا نهیں گذرتا جس میں ایک یا دو
او مرتین ' ثم	مرتبه یه لوگ آزمایشوں میں نه ڈالے
لایتوبون ولا هم	جاتے هوں مگر باوجود اسکے نه تو وه اپني
یذکرون	بد اعمالیوں سے توبه کرتے هیں اور نه ان
(۹ : ۱۲۷)	تنبیوں سے عبرت پکڑتے هیں !

رفتار سیاست

دولت عثمانیه اور یونان

اشرار بلقان نے پرکار شمشیر و رزنگ خونین سے صفحۂ بلقان میں اپني اپني حدود کا نقشه کهینچا ' لیکن افسوس که تقاطع خطوط نے صفحه کو پہلے سے آور زیاده تاریک اور مبهم الحدود کردیا !

دیدي غاچ اس نقشه کے اندر حدود بلغاریا میں داخل کیا گیا ' لیکن اوس پر یوناني قابض تهے ' صلح بخارست کے بعد قرار پایا که یونان اوس کو بلغاریا کے لیے خالي کردے گا ' دل کي اس عدالت میں شک نهیں ' لیکن اس کو کیا کیا جاے که نیم مرده بلغاریا اب اس حرکت کے بهي لائق نهیں ' اور یونان اس خوف سے اب تک آسے خالي نهیں کرتا که ترک اس پر قابض هو جائینگے !

صلح ترکي و بلغاریا نے تاریخ بلقان کا نیا دور شروع کیا - بلغاریا نے مطیعانه و دوستانه اپنے قدیم آقا اور جدید دوست کے هاتهه میں هاتهه ڈالدیا هے - یونان کو خطره هے که یه دونوں اس طرح بڑهتے هوے کهیں میري طرف نه بڑه آئیں -

اس خطره کے آثار اولین تو یه هیں که شاه یونان خطابات و اعزازات کے بارگراں کو لندن میں چهوڑتا هوا - یونان روانه هوگیا محکمۂ جنگ اپنے افسروں کو رخصتوں پر سے طلب کررها هے ' جهاز حرکت میں آرها هے هیں ' ان سب کے بعد پهلا عمل اضطراري یه بهي ظاهر هوگیا که " بنظر عهد نامه ترکي و بلغاریا یونان نے دیدي غاچ کے تخلیه کیلیے اپنے افسروں کو حکم دیدیا هے "

ایک دوسرا خطرناک مسئله جزائر ایجین کا هے ' یه جزائر چونکه یورپ اور ایشیا کے اتصالي نقطے هیں اس لئے ترکوں کي نظر میں ان کي بڑي اهمیت هے ' اور اسي لیے وه ان جزائر کي ایک معقول تعداد اپنے هاتهه میں رکهنا چاهتے هیں - یونان اس کے لیے بمشکل آماده هوگا ' وه مقامات متنازعه کي نسبت ترکوں سے مکاتبت و مصالحت کیلیے طیار هے لیکن مسئلۂ جزائر کو هاتهه لگانے سے قطعي انکار کرتا هے -

لیکن اس مشکل نے یونان کو ایک اور خطره میں مبتلا کردیا یعني اپنے جهازات کے تحفظ و سلامتي کي فکر میں ' بحر اسود میں یونان کے جو تجارتي جهاز آمدورفت کرتے هیں ' انکا بیمه کرنے سے بیمه کمپنیوں نے انکار کردیا هے کیونکه جنگ کے خطرات قوي هیں ایسي حالت میں یوناني جهازات کي زندگي یقیناً خطرے میں پڑگئي هے ' خصوصاً جبکه " رشادیه " بهي داني میں اُتر چکا هے اور رؤف بے قائد حمیدیه (حسب اطلاع رپوٹر ۶ اکتوبر) روم اور لندن جنگي جهازات کي خریداري اور بحري افسروں کے انتخاب کے لیے پهونچ چکا هے -

یونان کو ترکوں کي تبدیلي کي بهي شکایت هے که صلح بلغاریا سے پیشتر کي سي حالت نهیں رهي مگر یه شکایت بالکل بے فائده هے - اس عصر جدید میں یونانیوں کا " پهلا فلسفه " بیکار هوچکا هے !

(البانیا)

اسٹریا کي مداخلت و تشجیع نے مسئله البانیا کو اهم بنا دیا هے عجیب تر یه که بلغاریا ' اس فرصت سے وهي کام لینا چاهتا هے جو سرویا نے روماني پیش قدمي کے موقع پر لیا تها -

۲ - اکتوبر کا تار هے ' که سرویا کي فوج دبرا اور اوچرڈا میں داخل هوگئي -

رپوٹر کهتا هے که اگر یه صحیح هے تو ایک تیسري جنگ کے لئے ' بلقان کا میدان پهر صاف هورها هے -

لندن سے ۳ - اکتوبر کو تلغراف آیا که آسٹریا نے سرویا کو مزور کها هے که البانیا کے متعلق لندن کانفرنس کے فیصلے پر قانع رهے مگر سرویا کا جواب هے که وه صرف مدافعانه کوششوں میں مصروف هے ' حدود البانیا پر قبضه کرنے کي نیت نهیں -

۶ اکتوبر کو بلگریڈ کي اطلاع هے که سرویا نے البانیوں کو پرزرند میں شکست دی ' اور ان کا تعاقب سرحد تک کیا گیا ' لیکن یه خود سرویا کے اپنے گهر کا تار هے ' اسلئے محتاج تحقیق هے '

سلسلۂ واقعات سے ظاهر هوتا هے ' که شاید اب جنگ کا خاتمه هوجاے رپوٹر ' ۳ ستمبر کے تلغراف میں اطلاع دیتا هے که دول نے هالینڈ سے استدعا کي تهي که وه دس سپاهیوں کا ایک جندرمه (فوجي پولیس) البانیا کے لئے مرتب کرے هالینڈ نے یه درخواست منظور کرلي هے ' اور چند دن افسروں کو اس غرض سے البانیا روانه کیا هے ' نه تحقیق حال کے بعد اطلاع دیں که کتنے افسروں کي ضرورت هوگی -

وزیر سرویا جو ابروڈ سے واپس آگیا هے اوسنے بهي ایک تقریر میں ظاهر کیا هے که ممالک بلقان لڑتے لڑتے اس قدر تهک گئے هیں که جدید مقابلے کے لئے اب طیار نهیں ' دوسري ریاستوں کے متعلق وزیر موصوف کا بیان صحیح هو یا نهو ذاتي واقفیت کي بنا پر اپنے متعلق تو اون کي راے عیني شهادت سے کم نهیں !!

اخبار الانباء

لندن ' ۸ اکتوبر - ترکی نے ۶ ڈویژن کے اون کل افسروں کو جو اس وقت رخصت پر تهے حکم دیا هے که ۲۴ - گهنٹه کے اندر وه دیمو طیقا پهونچ جائیں -

قسطنطنیه ' ۸ اکتوبر - طلعت بے اوس مجلس کي صدر هونگے جو آج وزارت خارجه میں منعقد هوگي ' جو اس امر پر غور کریگي که ترکي اور بلغاریا کے درمیان ۲۰ ماه رواں کو ایک تجارتي معاهده کے لئے گفتگو شروع کي جاے -

لندن ' ۸ اکتوبر حکومت عثمانیه نے فتحي بے کو بلغاریا میں اپنا سفیر متعین کرنا چاهے - اس کے متعلق بلغاریا سے دریافت کیا هے -

لندن ' ۸ اکتوبر - ترکوں اور یونانیوں کي گفتگوے صلح تقریباً دیر میں ختم هوگي ' ترکي اپنے مطالبات کو اپني قدیم رعایا کے مذهبي و عمومي حقوق کي حمایت پر مبني کرتي هے جن کو بلغاریا نے تسلیم کرلیا هے ' لیکن یونان اس کے لیے طیار نهیں ' گفتگو میں جزائر ایجین کا ذکر متروک هوگا اور اوسکا فیصله یورپ پر موقوف رهیگا '

لیکن هر حال میں ترکي نے بعض جزائر کے متعلق اپنے دعوی پر عزیمت ظاهر کرنے کا اراده کرلیا هے -

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شاہی ۱ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, October 15, 1913.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

, Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷-۱، مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۶ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۴ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, October 15, 1913.

فہرست

ایک اجتماع عظیم ۱
شذرات
گم شدہ صلح کی واپسی ۲
اجتماع مظیم ۱۲ - اکتوبر کی منظور شدہ تجویزیں ۳
افکار و حوادث ۴
مقالہ افتتاحیہ
مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ (۲) ۵
مذاکرۂ علمیہ
عربی زبان اور علمی اصطلاحات ۹
برید فرنگ
حادثۂ فاجعۂ کانپور
مقالات
باب التفسیر ۱۲
مراسلات
نتیجۂ عمان ۱۵
تاریخ حسینات اسلامیہ
الہلال اور پریس ایکٹ ۱۶
ادبیات
شرایط صلح ۱۷
فکاہات
گناہ نفع بخش ۱۸
شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم ۱۹
زراعانۂ اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

قصیدہ اویسر

حادثۂ کانپور کے معصوم زخمی - ایک آٹھ برس کی لڑکی ' جسکا شانہ چھروں سے زخمی ہوگیا تھا ! ۱۹

ایک اجتماع عظیم !!

۱۲ - اکتوبر کا عام جلسۂ کلکتہ

۱۲ - اکتوبر کو جو عظیم الشان عام جلسہ کلکتہ میں منعقد ہوا تھا ' وہ بھی ہمیشہ یادگار رہیگا ' مثل اُن چند جلسوں کے ' جو پچھلے دنوں جنگ طرابلس و بلقان کے موقعہ پر کلکتہ میں منعقد ہوے تھے ' اور جو صرف کلکتہ ہی کی خصوصیات میں سے ہیں -

افسوس ہے کہ اسکی تفصیلی روئداد مسئلۂ کانپور کی وجہ سے ہمیں نکالدینی پڑی اور قلت وقت سے مزید صفحات کی گنجایش نہیں -

جلسہ کا وقت دو بجے کا قرار دیا گیا تھا - ہالیڈی اسٹریٹ کا نہایت وسیع میدان ایسی عظیم الشان مجالس کیلیے شہر بھر میں ایک ہی جگہ ہے - بارہ بجتے بجتے تمام شہر میں جلسے کا اثر محسوس ہونے لگا اور دور دور سے جوق جوق شرکاء جلسہ کے گروہ آنے لگے - دکانیں بھی بند کردی گئیں تھیں اور بعض مشہور اسلامی آبادیوں سے با قاعدہ جلوس کی صورت میں لوگ آئے تھے ' جنکے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں اور پرجوش قومی نظموں کے ترانے زباں پر - دو بجے تک میدان بھر گیا اور تلاوت کلام مجید کے بعد تحریک صدارت سے کارروائی شروع ہوئی -

جلسے کے صدر جناب پرنس غلام محمد شریف آف کلکتہ تھے جو میسور کے مشہور خاندان شاہی کی یادگار ہیں - مسلمانوں کے علاوہ ہندو معززین نے بھی باوجود پوجا کی تقریب کے جلسے میں شرکت کی تھی اور بعض نے کارروائی میں حصہ بھی لیا -

جلسے میں ۸ - تجویزیں پیش ہوکر بالاتفاق منظور ہوئیں - جو کسی جگہ درج ہیں - آخر میں ایڈیٹر الہلال نے موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور دعاء استقامت و توفیق عمل پر جلسہ ختم ہوا -

شذرات

"گم شدہ صا ع" کی "واپسی"

ہزایکسلنسي لارڈ ہارڈنگ کي دانشمندی اور مزید دانشمندی کي ضرورت

(خلاصۂ تلغرافات عمومي و خصوصي)

کل ۱۴ - اکتوبر کو ۹ - بجکے ۳۵ - منٹ پر ہزایکسلنسي وائسراے اسپشیل ٹرین سے کانپور پہونچے - اسٹیشن پر آنریبل مسٹر ڈي - سي - بیاي قائم مقام لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ ' آنریبل سید علی امام ' اور دیگر سرکاري ارکان نے ہزایکسلنسي کا استقبال کیا -

اسٹیشن سے وایسراے نے مع سرکاري رفقا کے مسجد مچھلي بازار کا رخ کیا - وہاں آنریبل سر راجہ محمود آباد - مسٹر مظہر الحق - مولانا عبد الباري فرنگي محلي - اور دیگر معززین موجود تھے ' جنہوں نے استقبال کیا - ہزاکسیلنسي مسجد کے اندر داخل ہوے - انہوں نے جوتا نہیں اُتارا مگر ایک خاص قالین بچھادیا گیا تھا جس پر قدم رکھا - وہ تقریباً ۲۰ - منٹ تک اندرون مسجد کا معائنہ کرتے رہے - اس اثنا میں مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محلي سے نہایت بے تکلفي سے گفتگو فرمائي اور اونکي رعایت سے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ " اب اس واقعہ کو وہ بالکل بھول جائیں "

اسکے بعد ریسراے مع جماعت سرکٹ ہوس تشریف لاے ' جہاں لوکل مسلمان رؤساء اور معززین خارجہ کا ایک وفد منتظر وورود تھا - مسٹر سید فضل الرحمان وکیل کانپور نے حسب ذیل اڈریس پڑھا ' اور نواب سید علي خاں صاحب نے ریسراے کے سامنے پیش کیا :

" ہم مسلمانان کانپور نہایت فخر و مسرت کے ساتھہ یاد کرتے ہیں کہ حضور کي آخري تشریف آوري کانپور میں اُس وقت ہوئي تھي ' جبکہ ہمارے ہر دلعزیز و محبوب بادشاہ سابق یعني کنگ اڈورڈ سابع کي یادگار کي بنیاد رکھي گئي ہے ' جو نہایت صلح جو اور صلح پسند تھے -

ہم نہایت متاسف ہیں کہ ہمارے شہر کا امن ۳ - اگست کے واقعۂ مچھلي بازار کي وجہ سے متزلزل ہو گیا ہے -

ہم نہایت زور سے اُن لوگوں پر نفریں کرتے ہیں ' جنسے یہ غیر قانوني کام ظہور میں آیا کہ انہوں نے خلاف قانون پتھر پھینکے یا کسي دوسرے غیر قانوني طریق سے پیش آے - ہم لوگ حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم مسلمانان کانپور اپنے شہنشاہ کے مطیع قانون اور وفادار رعایا ہیں -

ہم لوگ اُس مشہور ہمدردي سے اچھي طرح واقف اور اُسکے لیے ممنون ہیں جو بد قسمت و مصیبت زدہ انسانوں کے ساتھہ حضور کے دل میں جاگزیں ہے - ہم حضور کي اُس فیاضانہ اعانت مالي کے لیے نہایت شکرگذار ہیں جو اُن بیواؤں اور یتیموں کیلیے کي گئي ہے جنہوں نے موجودہ مہلک حادثے میں نقصان اُٹھایا ہے -

ہم لوگ حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ حضور کے انصاف و ہمدردي پر ہمیں کامل اعتماد ہے - اور اسي جوش سے ہم لوگ طیار ہیں کہ واقعات موجودہ کي بنا پر جو جدید سوالات درپیش ہیں اون کا تصفیہ حضور کے ہاتھہ میں دیدیں - حضور دل سے ہماري قوم کے بہترین فوائد کو ملحوظ رکھتے ہیں "

ہز اکسلنسي وایسراے نے اسکا مفصل ذیل جواب دیا :

" حضرات !

اسوقت جو اڈریس آپ نے پڑھا ہے ' میرے لیے نہایت تشفي بخش ہے - کیونکہ اوس میں نہ صرف میري ہمدردي و انصاف پر اعتماد ظاہر کیا گیا ہے بلکہ اوس چیز کو ظاہر کیا ہے جس کو میں نہایت قیمتي سمجھتا ہوں یعني شہنشاہ کي وفاداري ' اور جسکي نسبت میں یہ خیال کرکے بہت خوش ہوتا ہوں کہ اس ملک کے مسلمانوں کي یہ خاص خصوصیت ہے -

اگر مجھے کامل طور سے آپکي قوم کي وفاداري کا یقین نہوتا ' اور آج میں شملہ سے کانپور نہ آتا - مجھے ضروري معلوم ہوتا ہے کہ میں اس تیقن کا اعادہ کروں جسکا اظہار میں نے ابھي ابھي کونسل میں کیا تھا کہ گورنمنٹ کي پالیسي میں رعایا کے مذہبي جذبات و امور کي نسبت کوئي تغیر نہیں ہوا ' اور آپ جانتے ہیں کہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے -

ترقي و تمدن کي رفتار کے ساتھہ ہمیشہ یہ ممکن ہے کہ سڑکوں ' ریلوے لائنوں ' اور نہروں کے بنانے وقت موجودہ عمارات مقدسہ و غیر مقدسہ سامنے آجائیں ' لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ نہایت غور و فکر کے ساتھہ اون لوگوں کے حقوق و فوائد کا لحاظ کریگي جن کو اس سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے اور ہمیشہ کوشش کریگي کہ اس قسم کے مسائل کو ایسے طریق سے حل کرے ' جس سے سب کو اطمینان ہو -

یہ جانکر کہ آپکے لفٹننٹ گورنر کے اخلاق رحیمانہ اور فیاضانہ ہیں ' میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر آپ اس مسئلہ کے حل کرنے کي اسي قدر فکر کرتے جسقدر کہ میں نے کي ہے ' تو آپ مسئلۂ مسجد کے حل میں اور نیز سر جیمس مسٹن کي خواہشوں کے پورا کرنے میں کامیاب ہوتے - اگر ایسا ہوتا تو ۳ - اگست کا وہ غمناک و حسرت انگیز واقعہ پیش نہ آتا اور بیوہ عورتوں اور یتیموں کو اپنے شوہروں اور سرپرستوں کا غم نہ کرنا پڑتا -

یہ واقعات اب ایک تاریخ ماضي ہے جس کو میں امید کرتا ہوں کہ بھلا دیا جائیگا - میں شملہ سے صرف آپ لوگوں میں امن پھیلانے کے خیال سے آیا ہوں - آپ نے اپنے اڈریس میں یہہ یقین کرکے کہ میں دل سے آپکي قوم کي بہتري کا خواہاں ہوں ' کہا ہے کہ واقعات موجودہ کي بنا پر جو مسائل پیدا ہوگئے ہیں انکا فیصلہ آپکے ہاتھہ میں چھوڑ دیتے ہیں - یہ بالکل سچ ہے اور میرے دل میں آپکي قوم کي بہتري ملحوظ ہے -

میں نے اس مسئلہ پر نہایت غور کیا ہے ' اور اس مشکل کے حل کرنے کي ایک شکل پیدا کي ہے -

میں نہایت غور و فکر کے بعد اس فیصلہ پر پہونچا ہوں کہ محلہ مچھلي بازار میں ۸ - فیٹ بلند ایک چھت بنائي جاے جسپر دالان اوسي طرح بنا دیا جاے جسطرح پہلے تھا لیکن اوس سے کسي قدر بلندي پر اور نیچے کي زمین گذرگاہ کے لیے چھوڑ دي جاے بغیر اس کے کہ مسجد کے دالان کي ہئیت میں کوئي دست

اندازي کي جاے - يه خيال کرنا فضول هے که يه زمين جسکے اوپر
حالاں تعمير هوگا کس کي ملکيت هوگي ؟ ليکن يه ضرور هے که
اُس زمين کو به حيثيت گذرگاه استعمال کرنے کي عام پبلک بهي
اسي طرح مستحق هوگي جس طرح وه لوگ جو مسجد ميں نماز
پڑهنے کيليے آئيں گي - اب متوليوں کو چاهيے که اوپرکي چهت
اور نيچے کي پخته سطح ميونسپلٹي کے نقشه کے مطابق بنالیں -

اب ميں اُن لوگوں کي نسبت چند الفاظ کهنا چاهتا هوں جن
پر ۳ - اگست کے بلوے کا الزام قائم کيا گيا هے :

ميں تمهارا باپ هوں اور تم ميرے بچے هو - بچے جب
کوئي بيجا حرکت کرتے هيں تو باپ کا فرض هے که اُن پر رحم
کرکے اُن کو سرزنش کرے تا که وه عقل سيکهيں اور آينده غلطي
نه کريں - ميں يهه باتيں آپ لوگوں سے بالذات نهيں کهتا بلکه اُن
لوگوں سے کهتا هوں جن پر بلوے کا الزام هے اور جو ۱۰ - هفتے سے
قيد هيں -

يه لوگ اگر جبرو ظلم کے مجرم هيں تو انهوں نے نه
صرف قانون حکومت کے خلاف کيا ' بلکه اس عظيم الشان مذهب
اسلام کے نهايت مشهور ' عالم گير ' اور مسلمه اصول کے بهي خلاف
کيا جسکے يه پيرو هيں -

گورنمنٹ کا فرض هے که قانوني طاقت کو برقرار رکهے ' اور ميں
بحيثيت اعلیٰ افسر حکومت هند هونے کے کهتا هوں که وه هر حالت
ميں قائم رکهي جائگي - عام حالات کي رو سے گورنمنٹ کا يه فرض
تها که وه ان کو عدالت کے سپرد کرکے سزا دلاے ' ليکن گذشته ايام
قيد ميں وه کافي تکليف اُٹها چکے هيں اور ميں پهلے هي کهه چکا
هوں که ميں کانپور ميں امن ليکر آيا هوں ' پس ميں اپنا رحم
دکهانا چاهتا هوں -

جو لوگ که اس فتنه کے باني هيں ' اور جنکي ترغيب سے يه
نقصان پهونچا هے اُن کا بهي کچهه خيال نه کرنا چاهيے -

چونکه مسئله مسجد کے حل هونے کي ايک صورت نکل آئي
هے ' اسليے ميں چاهتا هوں که جن معاملات مسجد سے لوگوں کے
جذبات کو اشتعال هوا هے ' اسکو وه بالکل بهول جائيں -

ميں يقين کرتا هوں که اگر اس فتنه کي تحريص و ترغيب
دلانے والوں کو بهي معاف کيا جاے تو ان لوگوں کي بے اعتدالانه
تقريروں اور ناجائز صرف جوش و فصاحت سے جو حسرتناک
واقعات ظهور پذير هوے ' وه آينده اونکے ليے باعث تنبه هونگے '
تاکه آينده اس قسم کي بے اعتدالانه تقريروں سے احتراز کريں -

ميري خواهش هے که ملزمين بلوی جن مصائب ميں مبتلا
هيں اب اُن سے اُنهيں نجات دي جاے - ميں نے اسي وجه سے سر
جميس مسٹن اور مسٹر بيلي کے ساتهه متفق هوکر لوکل گورنمنٹ
کو فهمايش کي هے که تعزيرات هند کي دفعهٔ ۴۹ - کي رو سے جن
لوگوں پر مقدمه سشن ميں پيش تها ' واپس لے ليا جاے -

ميں اميد کرتا هوں که معاملات مسجد اور مقدمهٔ بلوی کے
متعلق يه تصفيه نه صرف کانپور ميں بلکه تمام هندوستان کے
مسلمانوں ميں امن و سکون پيدا کردے گا ' اور پهر کسي خاص
شهر ميں يا اور کهيں ايسا نه کيا جاے جس سے يه خاص واقعه
هميشه کے ليے يادگار رهه جاے ' نيز مجهے اميد هے که تمام مسلمان
شهنشاه کي وفاداري ميں متحد هوں گے ' اور اخلاص کے ساتهه
قانوني حکام کے ساتهه ملکر قانون و انتظام کے استقرار اور اس وسيع
و خوبصورت سرزمين کي ' جسميں هم رهتے هيں ' صلح و خوشي
اور ترقي ميں کوشاں رهينگے "

عدالت کے ايک غير معمولي اجلاس ميں جسميں ايک کثير
مجمع موجود تها ' سرکاري وکيل نے کها : " لوکل گورنمنٹ نے مجکو
هدايت کي هے که تينوں مقدمات ميں جو اشخاص ماخوذ تهے اُن
پر سے مقدمات اُٹها ليے جائيں اور اونکو رها کر ديا جاے "

مسٹر مظهر الحق نے جواب ميں کها که ميں بخوشي اسکو قبول
کرتا هوں -

ماخوذين اوسي وقت گاڑيوں ميں بيٹهکر جو پهلے سے طيار تهيں
ايک بهت بڑے اجتماع کے ساتهه جسکو باترتيب رکهنے ميں پوليس
کو بڑي زحمت هوئي اپنے اپنے گهروں کو واپس آے -

(الهـــلال)

پرچه بالکل مرتب تها که کانپور کا يه واقعه شائع هوا ' اسليے ديگر
مضامين نکالکر اسے درج کرديا گيا - ميں اپني مفصل راے
آينده اشاعت ميں دونگا که اب گنجايش بالکل نهيں رهي - اميد هے که
مسلمان هر موقعه پر سمجهه اور غور و فکر سے کام ليں گے اور جلدي
کے نتائج و خيمه سے بچيں گے ' جو کچهه وه اس وقت کر بيٹهيں گے
پهر واپس نهيں مليگا ' اور نه وقت هي واپس آيگا -

اجتماع عظيم : ۱۲ - اکتوبر

کي منظور شده تجاويز

(۱) مسلمانوں کا يه عظيم الشان عام جلسه جس ميں هزاروں
مسلمان هر درجه اور هر طبقه کے موجود هيں ' اُس واقعه پر اپنے منتهی
درجه افسوس اور دلي رنج کو ظاهر کرتا هے که اردو هفته وار جرنل
" الهلال " سے گورنمنٹ بنگال نے ضمانت طلب کي اور اُسکي ايک
اشاعت کو قابل ضبطي قرار ديا - يه عظيم الشان مجمع الهلال کو
مسلمانوں کا ايک ديني مصلح اور قومي آرگن تسليم کرتا هے اور
پوري صداقت اور کامل وثوق کے ساتهه ظاهر کرتا هے که الهلال سے
ضمانت کا لينا گويا تمام پيروان توحيد سے ضمانت طلب کرني هے -

(۲) مسلمانوں کا يه عظيم الشان مجمع مسجد کانپور کے
مسئله کو تمام موجوده اسلامي مسائل ميں سب سے زياده اهم
يقين کرتا هے ' اور مسلمانوں کا فرض ديني سمجهتا هے که آخر تک
اپني هر طرح کي اليني جد و جهد کو جاري رکهيں -

(۳) يه جلسه پورے استقلال اور استقامت کے ساتهه مسجد
کانپور کے متعلق اسلامي مطالبات کي تشريح کرتا هے جو حسب ذيل
هيں : (الف) مسجد مچهلي بازار کانپور کے مغصوبه حصے کي
واپسي (ب) تمام ماخوذين کانپور کي بلا استثنا و بعزت و توقير
رهائي - (ج) ايک مخلوط کميشن کا تقرر جو حادثهٔ ۳ - اگست
کي تحقيق کرے اور اسکے فيصلے کا سرکاري اعتراف -

(۴) يه جلسه ۱ - اکتوبر کے اوس جاسے کي تمام کارروائيوں
کي مخالفت کرتا هے جو دهلي ميں قابل اعتراض ' مخفي ' اور
پر اسرار طريقه سے منعقد هوا تها - نيز اس امر کا اعلان کرتا هے که
مسلمانوں کے ديني و قومي معاملات ميں وه کسي والي رياست
کو اپنا رهنما تسليم کرنے سے مجبور هے ' اور مسجد کانپور جيسے ديني
معاملات ميں صرف اپنے علماے دينيه هي کے احکام کو قابل قبول
سمجهتا هے -

(۵) بعض غير قائم مقام حلقوں سے يه صدائيں بلند کرائي
گئي هيں که اسلامي اخبارات کا موجوده روية بے اعتدالانه اور قابل
اصلاح هے - ليکن يه جلسه اسطرح کي تمام آوازوں کو صرف ايک
محدود طبقه کے خود غرضانه اظهارات سے زياده وقعت نهيں ديتا -
اور اُن اسلامي اخبارات پر اپنا پورا اعتماد ظاهر کرتا هے جنهوں نے

افکار و حوادث

طبائع و اخلاق انساني کي بو قلموني درحقيقت ايک حيرت انگيز چيز هے - بساط ارض کا هر گوشه نقش و نگار کي ايک ممتاز نوعيت رکهتا هے' ليکن چشم جمال پسند اچهے کو اچها اور برے کو برا کهنے پر مجبور' اور سلطان حق کي طرف سے اسکے ليے مامور -

هم نے اسپين اور هندوستان ميں طبائع و اخلاق گوناگون کے هر مرقع ديکهيے - شاه اسپين نے اپنے قاتل کو جسنے اوسکي جان ليے کيليے اوسپر حمله کيا تها' معاف کرديا' ليکن هندوستان کے ايک چهوٹے سے صوبه کا امير اُن مقتولين کو بهي معاف نهيں کرتا' جنکي جانيں اوسکے سپاهيوں نے بالکل غير آييني طور سے لي تهيں !!

هم نے اخبارات ميں پڑها که مسٹر ٹائلر نے مقتولين و مجروحين کے ورثه کو تقريباً تين تين چار چار روپے حوالے کيے - اے افسوس اسلام کے فرزندوں پر' جنکے لهو کي قيمت صرف تين چار تقرير سکے هيں !! اور اے خوش قسمتي اوس ايک گورے سپاهي کي' جسکي جان کل ملک امرا سے زيادہ قيمتي هے !!

دنيا ميں کوئي شر' شر محض نهيں - مصائب و بلا يا شر هيں مگر يه بهي منافع و فوائد سے خالي نهيں - (غزوۂ احد) ميں مسلمانوں پر جن مصيبتوں کا نزول هوا' خداے پاک نے اون کا ايک فائدۂ جليله و منفعت عظيمه يه بتايا تها :

و ليبتلـــي الله ما في صدوركـم' و ليمحـص ما في قلوبكـــم' و الله عليـم بذات الصـدور - (۳ — ۱۴۸)	" تاکه تمهارے سينوں ميں جو منافقانه اسرار پوشيده اور تمهارے دلوں ميں جو خيانت کارانه ضمائر مخفي هيں' خدا اون کو علي الاعلان ظاهر کردے' اور وہ تو سينوں اور دلوں کے اسرار و ضمائر سے خود بهي واقف هے "

پس آج بهي هم جن مصائب ميں گرفتار هيں گو وہ بدترين احوال عالم هيں تاهم همارے ليے منفعتوں اور فائدوں سے خالي نهيں - هم ميں اس سے پہلے مومنين مخلصين اور منافقين خائنين ميں کوئي افتراق و امتياز نه تها - ان مصائب عظمیٰ نے بحمد الله که دونوں جماعتيں الگ کرديں - تاهم هم کو هندوستان کے هر شهر اور شهر کے هر محلے اور کوچے ميں سراغ رساني کے ليے نکلنا پڑتا' ليکن مسلمان ممنون هيں اپنے اُن پرستاران اهرمن و مدعيان يزداں پرستي کے' جنهوں نے اس زحمت سے اُنهيں بچاليا اور اپني زبان اعمال سے خود آکر کهديا که " تم جنکے متلاشي هو وہ هم هيں "

[بقيه مضمون صفحه ۳ - کا]

مسجد کانپور کے معامله ميں قوم کے اصلي جذبات کي ترجماني کي هے -

(۶) يه جلسه اپنے اُن قابل احترام برادران هنود کي همدردي کا نهايت شکرگذار هے' جنهوں نے واقعۂ کانپور کے متعلق بلا روۓ رعايت حق کا ساتهه ديا - نيز تمام هندو مسلمانوں سے التجا کرتا هے که وہ ملک کے عام مصالب سے عبرت پکڑيں اور متحد هو کر اپنے حقوق کي حفاظت کريں -

(۷) يه عام مجمع هنديان افريقه کے مصالب و جد و جهد کے ساتهه اپني پوري همدردي کا اظهار کرتا هے' اور عدالت افريقه کے اوس وحشيانه فيصله کو جو طريقۂ نکاح اسلامي کو غير قانوني قرار ديتا هے' نهايت غيظ و نفرت کي نظر سے ديکهتا هے اور برٹش گورنمنٹ سے مطالبه کرتا هے که وہ اپني وسيع حدود حکومت ميں ماتحت رياستوں کو مسلمانوں نے مذهبي امور ميں مداخلت سے باز رکهے -

پريس ايکٹ کا هاتهه جسکي نسبت سالهاے گذشته کي اميد کونسل ميں همکو يقين دلايا گيا تها که شورش بنگاله کا کام ختم مشلول هو گيا هے اور اب کبهي اوسميں جنبش نهوگي' حکام او و صوبه هاے هند کے اعجاز مسيحانه و عمل مسيحيانه سے اوس وہ قوت پيدا هوگئي هے جو پہلے بهي نه تهي - اس ايک سال اندر جن اعمال شديده و مستبده کا ظهور هوا' وہ اوسکي اظهار کيليے کافي هيں - ليکن تاهم کيا کيا جاے که همارے اوپر ا هاتهه اس سے بهي زيادہ پرزور و قوي هے' جسکے " بطش شدي سے هم ڈرتے هيں اور با ايں همه حق کهتے هيں - يه اميد با فضول هے که کبهي بهي وہ لوگ هم سے خوش هونگے جنکے همارے پاس خوشي نهيں هے - هم اگر انکي خواهشوں کي پير کريں تو وہ هم سے خوش هوں' ليکن سوال يه هے که هم انسان پرستش کرکے خوشي حاصل کريں يا خدا کي راه ميں هم اُٹهائ هم خاص کر اپنے معاملے کو سوچتے هيں تو وہ فيصلهٔ اسماني آجاتا هے جو تيره سو برس پہلے خداے اسلام کر چکا هے :

و لن ترضي عنک اليهود ولا النصاري حتي تتبع ملتهم' قل ان هدي الله هو الهـدي' ولئن اتبعت اهـواء هم بعـد الذي جاءک من العلم' مالـک من الله مـن ولـــي ولا نصيـــر - (۲ : ۱۱۴)	اور تم سے يهـود و نصاري کبهي را نهونگے جب تک که تم انهي کا طري ملت اختيار نه کر لو - پس ان لوگوں کهدو که الله کي هدايت تو وهي هد هے جس پر هم چل رهے هيں - اور تم نے اسکے بعد که تمهارے پاس الله طرف سے علم صحيح آچکا هے' ا خواهشوں کي پيروي کي تو پهر جا که تم کو الله کے غضب سے بچانے نه تو کوي دوست هوگا اور نه کوي مددگار !

هم سے ضمانتيں لي جاتي هيں که هم حکام کا دل دکهاتے ه ليکن اون حکام سے کون ضمانت لے جو رعايا کا دل دکهاتے هيں ؟ ه تهديد کي جاتي هے که هم جهوٹ بولتے هيں' ليکن اونکو تهديد کرسکتا هے جو ايسا کرتے هيں ؟ همکو سزا دي جاتي که هم آئين حکومت کے خلاف کرتے هيں' ليکن اونکو کون سزا جو آئيـن رحـم و انسانيت کے خـلاف کرتے هيں ؟ فسيه الذين ظلموا' اى منقلب ينقلبون ؟

همکو شرم دلائي جاتي هے که معاملهٔ مسجد مقدس کانپو صرف سياسي اغراض سے مذهبي اهميت ديتے هيں' حالا يه يکسر غلط هے " و الله يعلم انهم لکاذبون " ليکن پهر بهي انگل آيرليند' اور السٹر ميں اس وقت جو کچهه هو رها هے' کيا اس مذهبي اغراض سے سياسي اهميت نهيں دي جاتي ؟ پهر کو جو شرم دلانے والے خود نهيں شرماتے ؟ ويل للمطففين !!

پريس ايکٹ کا مطابع اسلاميه کے ساتهه اس وقت جو برتا اوس سے متاثر هوکر بعض مسلمان جرائد لکهتے هيں که " ه پريس ايکٹ کي تنقيد کے وقت صرف اسليے اوس کي تائيد تهي که يه هندوں کے ساتهه مخصوص رهيگا' همين کيا خبر تهي خـود مسلمـانوں کے ساتهـه بهي کبهي يهي هوگا ؟ " هم معاه موصوف کي آخر بيني' عاقبت انديشي' همدردي وطني سب سے آخر مصائب مطـابع اسلاميه کيليے ترحم و تاثر قلـ بے اختيارانه داد ديتے هيں' مگر پوچهتے هيں که کيا غلامي ر کا ايک خاصه بے حيائي اور ديده دليري بهي هے ؟ بدبختي يه حد هوئي که اپنے هم وطنوں کو عمداً نقصـان پهنچانے کا ا کرتے هوے بهي همیں شرم نهيں آتي ! قتل الله امثالهم -

الهلال

۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ ھجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ کے

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(۲)

(منع ذکر الہی و سعی تخریب مساجد)

ایک اور آیۃ کریمہ جس میں مساجد کا ذکر ہے ' سورہ بقر میں ہے :

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا ' اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین - (۲ : ۱۰۸)	" اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کے ذکر و دعوۃ کو منع کرے اور (اس طرح) اسکی خرابی کے درپے رہے ؟ ایسے لوگ تو خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر (پاداش عمل کے خوف سے) ڈرتے ڈرتے "

اس آیت میں اس شخص یا اس جماعت کو سب سے زیادہ اظلم قرار دیا ہے ' جو مساجد میں ذکر الہی کو روکے اور اسکی خرابی کیلیے سعی کرے - مفسرین کرام نے مختلف روایات جمع کی ہیں کہ اس سے کونسی جماعت خاص طور پر مقصود تھی اگرچہ حکم عام ہے ؟

امام (طبری) نے اسکے متعلق دو قول نقل کیے ہیں -

پہلا قول اُن رواۃ کا ہے جو اسے نصاری کے طرف نسبت دیتے ہیں :

فقال بعضہم الذین منعوا مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ ' ہم النصاری و المسجد بیت المقدس .... و قال اخرون بل عنی اللہ عزوجل بہذہ الایۃ مشرکی قریش اذ منعوا رسول اللہ (صلعم) من المسجد الحرام (تفسیر طبری - ۱ : ۳۹۷)	پس بعض نے کہا کہ جو لوگ مساجد میں اللہ کے ذکر سے مانع ہوے ' وہ نصاری ہیں اور مسجد سے یہاں مقصود مسجد بیت المقدس ہے - اور بعضوں نے کہا کہ نہیں ' بلکہ اس آیۃ میں اللہ تعالی نے مشرکین قریش کا ذکر کیا ہے ' جبکہ انہوں نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام یعنے خانۂ کعبہ میں جانے سے روکا اور اللہ کی عبادت سے مانع ہوے -

امام موصوف نے دونوں قولوں کے متعلق روایات و آثار نقل کیے ہیں اور پھر آخر میں خود قول اول کو ترجیح دی ہے - کیونکہ :

ان مشرکی قریش مکہ لم یسعوا قط فی تخریب	مشرکین مکہ نے کبھی مسجد حرام کی تخریب کی کوشش نہیں کی اگرچہ

الہ ... و ان کانوا قد منعوا فی بعض الاوقات رسول اللہ و اصحابہ من الصلاۃ فیہ ' فصح ان الذین وصفہم اللہ بالسعی فی خراب مساجدہ غیر الذین وصفہم اللہ بعمارتہا (۱ : ۳۹۸)	بعض اوقات آنحضرت اور صحابہ کو اسمیں نماز پڑھنے سے روکا ہو - پس اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں کی نسبت اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ وہ مساجد کی خرابی کے درپے ہوتے ہیں ' وہ ان لوگوں سے سوا کوئی دوسری ہی ہو ... ہے - کیونکہ مشرکین قریش تو مسجد حرام کے آباد رکھنے والوں میں سے ہیں ' نہ کہ خراب کرنے والے ' اور اس حوالہ سے اللہ انکا وصف کر چکا ہے "

لیکن نہایت تعجب ہے اس مفسر جلیل اور اعلم نحریر پر ' کہ اس آیت کی صحیح ترین تفسیر سے کیوں کر اُس نے چشم پوشی کی ' حالانکہ مشرکین عرب کے سوا اور کوئی جماعت یہاں مراد لی ہی نہیں جا سکتی ' اور جس قدر دلائل اسکے خلاف بیان کیے گئے ہیں ' اُن میں سے ایک بھی قابل اعتنا نہیں -

تفصیل کا موقعہ نہیں - باختصار وجوہ ذیل اسکے لیے موجود ہیں :

(۱) قول اول کے متعلق جس قدر روایات امام موصوف نے نقل کی ہیں ' عموماً اُن راویوں سے مروی ہیں ' جو ضعیف ' غیر معتبر ' اور ائمۂ فن کے آگے مجروح ہیں -

(۲) ان روایات کا ما حصل یہ ہے کہ نصاری بیت المقدس کی تخریب کے درپے ہوے - مثنی ' بشر بن معاذ ' حسن بن یحیی ' اور موسی وغیرہ نے مجاہد ' قتادہ ' اور سدی سے روایت کی ہے کہ :

اولئک النصاری حملہم بعض الیہود علی ان اعانوا بخت نصر البابلی المجوسی علی تخریب بیت المقدس - (تفسیر ابن جریر ۱ : ۳۹۷)	اس آیت میں اشارہ نصاری کی طرف ہے - انکو بعض یہودیوں نے اُبھارا تھا کہ بیت المقدس کی تخریب میں بخت نصر بابلی اور مجوسی کی اعانت کریں -

ایک دوسری روایت میں رومیوں کا بھی ذکر ہے :

حدثنی موسی قال : الروم کانوا ظاہروا بخت نصر علی خراب بیت المقدس ..... من اجل ان بنی اسرائیل قتلوا یحیی بن ذکریا (ایضاً)	موسی نے مجھسے سدی کا قول نقل کیا کہ یہاں مقصود رومی ہیں ' اُنہوں نے بخت نصر سے بیت المقدس کو خراب کرایا - اور یہ اسلیے کیا کہ بنی اسرائیل نے حضرۃ یحیی بن ذکریا کو قتل کر دیا تھا -

ہم نے یہ دو روایتیں اسلیے نقل کیں تاکہ ہمارے علما کرام اندازہ کرسکیں کہ ہماری تفاسیر کی علم روایات و آثار کا کیا حال ہے اور کس طرح رطب و یابس اور غث و ثمین کا انہیں مجموعہ بنا دیا گیا ہے ؟ امام ابن جریر اس جلالۃ و عظمت کے شخص ہیں کہ نہ صرف اپنے دور و زمان میں بلکہ تاریخ اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں - وہ صرف مفسر ہی نہیں بلکہ محدث بھی ہیں اور مورخ بھی - با این ہمہ بلا ادنی نقد و بحث کے ' اُن روایات کو نقل کرکے ترجیح دے رہے ہیں ' جنکو ایک معمولی بچھ بھی ' جس نے انہی کی تاریخ کے سوانح و سنین یاد کرلیے ہوں ' بے اختیار موضوع کہدے گا - جب تفسیر طبری کا یہ حال ہے تو پھر اُن متداول تفاسیر کی احادیث و آثار کا کیا پوچھنا جنکے اقتباسات بغیر نقد و بحث کے علمائے حال کی زبان پر ہوتے ہیں اور جو اسی سے ماخوذ ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک کلم جمع روایات تھا اور ایک نقد و انتخاب ' پہلا کلم پہلوں کا تھا اور دوسرا پچھلوں کا - پہلوں نے اپنا فرض ادا کیا مگر پچھلوں نے غفلت کی -

تاہم اگر وسعت نظر و تحقیق و تفتیش سے کلم لیا جاے تو محققین کی بھی کسی فن اور کسی دور میں کمی نہیں رہی - بغیر کسی اجتہاد جدید کے ' ہم صحیح ترین روایات و تاویلات کا مجموعہ مرتب کر سکتے ہیں ' اور یہی ایک اصولی فرق ہے جو آجکل کے مدعیان اجتہاد کو صاحبان علم و فن سے الگ کر دیتا ہے -

ان روایات کا موضوع ہونا ظاہر ہے - اول تو (بخت نصر) کو عیسائی تخریب بیت المقدس پر آمادہ کرتے ہیں ' حالانکہ عیسائیت کا ظہور بھی (بخت نصر) کے زمانے میں نہیں ہوا تھا - پھر بعض یہود کا عیسائیوں کو آمادہ کرنا ظاہر کیا ہے اور دوسرے راوی اپنی تحقیق کا یہ قیمتی اضافہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں سے مقصود روم کے عیسائی ہیں - اور پھر یہ کہ انکو حضرۃ یوحنا کے قتل کا بدلہ لینا تھا !!

اِن غریبوں کو معلوم نہیں کہ عیسائیت روم میں کب پہنچی ' اور بخت نصر کا مذہب کیا تھا ؟ اسکو بابلی بھی لکھتے ہیں اور مجوسی بھی ' اور پھر یوحنا کے قتل کا انتقام اسکی وجہ قرار دیتے ہیں ' حالانکہ یوحنا کا واقعہ تو خود رومیوں کے عہد تسلط شام میں ہوا ہے ' اور اس وقت بخت نصر کی زیرہ کی ہڈی بھی اسکی قبر میں گل سڑ گئی ہوگی !!

چنانچہ (امام رازی) اور (نیشاپوری) نے اس خبط تاریخی کو بالآخر محسوس کیا اور (ابوبکر رازی) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ : " لا خلاف بین اهل العلم بالسیر ان عهد بخت نصر کان قبل مولد المسیح بزمان " (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۵)

(۲) امام موصوف ایک بہت بڑی وجہ قول اول کے ترجیح کی یہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں منع ذکر الہی کے ساتھ تخریب مسجد کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اگر مشرکین مکہ اسکا مورد قرار دیے جائیں تو یہ اسلیے غلط ہوگا کہ انہوں نے کبھی بھی تخریب مسجد حرام کی سعی نہیں کی - وہ تو اوسکو آباد رکھنے والے ہیں -

لیکن امام موصوف کی اس بے توجہی پر تعجب ہے - حافظ (ابن کثیر) نے اپنی تفسیر میں اسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہے - اسکا نقل کر دینا کافی ہوگا :

و اما اعتماده علی ان قریشا لم تسع فی خراب الکعبة ' فی خراب اعظم مما فعلوا ؟ اخرجوا عنها رسول الله و اصحابه و استحوذوا علیها با صنامهم (حاشیه فتح البیان - ۱ : ۳۷۰)

" اور امام طبری کا اس پر زور دینا کہ قریش مکہ نے تو کبھی خانۂ کعبہ کے خرابی کی سعی نہیں کی ' تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا اُس سے بڑھکر اور کیا تخریب کعبہ ہوسکتی تھی ؟ انہوں نے اللہ کے رسول اور انکے ساتھیوں کو مسجد سے نکلنے پر مجبور کیا اور اسکو اپنے بتوں سے بھر دیا ' بھی تو سب سے بڑی اسکے لیے خرابی تھی "

(۳) پھر روایات پر اگر نظر ڈالی جاے تو حضرۃ ابن عباس اور ابن زید کی روایات اسی تفسیر کی موید ہیں جو عکرمہ ' سعید بن جبیر ' اور عطاء کی روایت سے خود امام موصوف نے نقل کی ہیں -

(۴) البتہ حضرۃ ابن عباس کی جو روایت ہے ' اگر اس سے اتنا ٹکڑہ نکالدیا جاے کہ " رومی عیسائی تھے " تو اس آیۃ کا اشارہ بیت المقدس کی آخری تباہی کی طرف بھی یہ تکلف قرار دیا جاسکتا ہے ' جس میں رومیوں نے بیت المقدس کی مسجد کی دیواریں تباہ ہی نہیں اور وہ اسی طرح منہدم رہیں تا آنکہ فتح بیت المقدس کے بعد حضرۃ عمر نے اسکو تعمیر کیا :

الایة نزلت فی ططلوس الرومی و اصحابه من النصاری و ذلك انهم غزوا بنی اسرائیل فقتلوا مقاتلهم و سبوا ذراریهم و حرقوا التوراة و خربوا بیت المقدس و هذا قول ابن عباس (اسباب النزول واحدی صفحه : ۲۴)

یہ آیت شاہ ٹیٹس رومی اور اسکی فوج کے حق میں نازل ہوی ہے "جو عیسائیوں میں سے تھا " اسلیے کہ انہوں نے یہودیوں پر حملہ کیا ' اور انکو قتل کرڈالا نیز تورات کے نسخے جلا دیے اور بیت المقدس کی عمارت خراب کردی - یہ قول ابن عباس کا ہے -

" من النصاری " نے اس روایت کا اعتبار کھو دیا ' ورنہ باقی بیانات صحیح تھے - رومیوں کے آخری حملۂ بیت المقدس میں یہ سب باتیں ہوی ہیں - البتہ آیت کا سیاق و سباق اور محل و موقعہ رومیوں کے ذکر کے بالکل خلاف ہے -

امام (رازی) نے ایک اور توجیہہ کی ہے - وہ اس کا محمل یہود کو قرار دیتے ہیں - بعد کی آیتوں میں تحویل قبلہ کا ذکر ہے - اسلیے وہ کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ (یعنی بیت المقدس کی جگہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے) کے بعد یہودی ' لوگوں کو کعبے کی طرف متوجہ ہونے سے مانع ہوتے تھے ' " ولعلهم سعوا ایضا فی تخریب الکعبة " پس خدا نے انکو اظلم فرمایا ' لیکن ارباب فہم کو یہ بتلانا ضروری نہیں کہ یہ توجیہہ بھی کوئی وزن نہیں رکھتی - (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۵)

(تحقیق منع مساجد و سعی تخریب)

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں مشرکین مکہ ہی کا ذکر ہے -

قران کریم کی تفسیر کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے قران کے مبہمات و غرائب اور محذوفات و ضمائر کی تفسیر خود قران ہی سے پوچھی جاے - یہ قران کریم کا ایک خاص امتیاز ہے کہ اسکا ایک ٹکڑہ دوسرے ٹکڑے کیلیے مفسر و مشرح ہوتا ہے -

اب دیکھیے کہ قران کریم کے دوسرے مواقع کس طرح اس کی تفسیر کرتے ہیں؟ سورہ (انفال) میں مشرکین مکہ کا ذکر کرتے ہوے فرمایا :

و ما لهم الا یعذبهم الله و هم یصدون عن المسجد الحرام و ما کانوا اولیاءه ' ان اولیاءه الا المتقون و لکن اکثرهم لا یعلمون (۸ : ۳۴)

" اور اب کونسی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ تو مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکیں اور خدا انکو عذاب میں گرفتار نہ کرے ؟ حالانکہ یہ گو اسکے متولی ہونے کے مدعی ہیں مگر فی الحقیقت اسکے اہل نہیں - اسکے مستحق تو صرف اللہ سے ڈرنے والے یعنے مسلمان ہیں "

اس آیت میں صریح طور پر مشرکین مکہ کی نسبت فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو مسجد میں جانے سے روکتے ہیں - خواہ یہ روک صلح (حدیبیہ) کے بعد کی ہو خواہ آغاز اسلام کی -

دوسری جگہ فرمایا :

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد الله شاهدین علی انفسهم بالکفر - اولئك حبطت اعمالهم و فی النار هم خالدون (۹ : ۱۸)

مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد بھی رکھیں اور اپنے اعمال سے اپنے اوپر کفر کی شہادت بھی دیتے جائیں - یہی لوگ ہیں جنکے تمام کام برباد و ضائع ہیں اور یہی ہمیشہ کہ دائمی عذاب انکا رفیق ہے -

اس آیت میں شرک و کفر کو تعمیر و خدمت مساجد کی منافی فرمایا کہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں - پھر اسکے بعد والی آیۃ میں زیادہ تصریح کی :

انما یعمر مساجد اللہ من آمن با للہ و الیوم الاخر و اقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ (۹ : ۱۹)

در حقیقۃ ... اللہ کي مسجدوں کو تو وهي شخص آباد رکھتا ہے ' جو اللہ اور آخرت پر سچا ایمان لایا ' نماز قائم کي ' زکواۃ ادا کي ' اور نیز جس نے اللہ کے سوا اور کسي هستي اور قوت کا ڈر نہ مانا !

یہ آیت همارے سلسلۂ آیات متعلقۂ مساجد میں آئیگي کہ نہایت اهم اور تشریح طلب ہے ' لیکن یہاں صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ اللہ نے مساجد کي تعمیر و آبادي اور خدمت و تولیت کیلیے ایمان واسلام کو شرط بتلایا اور یہ کہ اعمال کفریہ کے ساتھہ یہ شرف جمع نہیں هوسکتا -

اسي طرح ایک اور آیت بهي ہے :

هم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام - (۴۸ : ۵۲)

یہ اهل مکہ وهي تو هیں جنهوں نے اللہ اور اوسکے ساتھہ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام جانے سے روکا -

ان تمام آیات کریمہ کے مطالعہ سے بغیر کسي دوسري طرف رجوع کرنے کے واضح هو جاتا ہے کہ :

(۱) قران کریم مشرکین مکہ کي نسبت هر جگہ کہتا ہے کہ انهوں نے مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکا -

(۲) قران کریم تعمیر مساجد کیلیے ایمان باللہ و عمل صالح کو شرط قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو اعمال کفریہ و شرکیہ میں مبتلا هیں ' وہ مسجد کے اباد کرنے والے کیسے هو سکتے هیں ؟

پس اس سے ثابت هوگیا کہ آیۃ زیر بحث میں بهي منع و تخریب مساجد سے یقیناً مشرکین مکہ هي مراد هیں ' اور جو انکے اعمال تھے ' وهي اعمال هیں جنکو قران کریم نے " اظلم " یعنے کمال ظلم و عدوان سے تعبیر فرمایا ہے - رها امام (طبري) کا اعتراض تو وہ ان آیات سے خود بخود رفع هو جاتا ہے - کیونکہ قریش مکہ اپنے تئیں مسجد حرام کے آباد رکھنے والوں اور متولیوں میں سے سمجھتے تھے ' مگر خدا نے صاف صاف کہدیا ہے کہ انکا ایسا سمجھنا غلط ہے - وہ آباد کرنے والے نہیں بلکہ في الحقیقت اسکي تخریب کے درپے هیں - کیونکہ وہ ذکر الهي کو روکتے اور مومنوں کو اسمیں داخل هونے نہیں دیتے -

(حکم آیۃ کریمہ عام ہے)

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں کسي مسجد کا ذکر هو - وہ مسجد ایلیا هو یا مسجد حرام - مشرکین مکہ مقصود هوں یا رومي بت پرست ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ مساجد الهي کے متعلق ایک حکم عام ہے جو قران نے دیا ہے ' اور جو جماعت ' جو قوم ' جو قوت ' ایسا کریگي ' اسکا مصداق هوگي :

وهذا حکم عام لجنس مساجد اللہ و ان مانعها من ذکر اللہ مفرط في الظلم ' ولا باس ان یجي الحکم عاما و ان کان السبب خاصاً (نیشا پوري حاشیہ طبري - ۱۱ : ۳۷۳) (۱)

اور یہ حکم عام ہے تمام مسجدوں کیلیے ' جو کوئي کسي مسجد میں ذکر الهي کو روکے وہ سخت ظالم ہے ' اور اسمیں کوئي حرج نہیں کہ کسي آیت کا حکم عام قرار دیا جاے اگرچہ سبب نزول آیت خاص هو -

صاحب (احکام القران) بهي اس سے متفق هیں :

انه کل مسجد' لان اللفظ عام ورد بصیغۃ الجمع

اس سے مقصود هر مسجد ہے - کیونکہ لفظ عام بصیغۂ جمع وارد هوا ہے ' پس

فتخصیصه ببعض المساجد او ببعض الازمنۃ محال

بعض ... اوقات یا بعض زمانوں کي خصوصیت کرنا بالکل محال ہے -

(منقول از رازي)

(نتائج بحث)

(۱) قریش مکہ اپنے تئیں بانيِ کعبہ قرار دیکر فخر کرتے تھے - اسکي خدمت و عزت انکے لیے موجب شرف و افتخار تھي - مگر انهوں نے مسلمانوں کو مسجد میں جانے اور ذکر الهي سے روکا اور اپنے بتوں کا اسکو پرستش گاہ بنایا - اسپر اللہ نے کہا کہ تم سے بڑھکر دنیا میں اور کون ظالم هو سکتا ہے کہ خدا کے گھر میں آنے سے روکتے هو ؟

پس جو لوگ مسلمانوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں وہ گو مدعي اسلام اور تولیت مساجد هوں مگر في الحقیقۃ ... انکي حالت بهي مثل مشرکین مکہ کے هوگي اور سب سے بڑے ظلم کرنے والے هونگے -

پھر آج کتني هي مسجدیں هیں ' جن میں مسلمانوں کو جانے سے روکا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہاں آکر اپنے خدا کا ذکر نہ کرو ؟ هر فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھہ ایسا هي سلوک کرتا ہے اور محض چند اختلافات و نزاعات کي بنا پر مسجد کے دروازے مسلمانوں پر بند کردیے جاتے هیں - کتنے مقدمات هیں جو صرف اسي بنا پر هندوستان کي عدالتوں میں هو چکے هیں ' اور کتني خونریزیاں هیں جو مساجد کے صحن میں صرف اسلیے کي گئیں کہ جنکو مساجد میں آنے سے روکا گیا تھا ' وہ بد بختي سے مسجد میں چلے آئے تھے ؟

ابهي تهوڑي دیر کے بعد آپ پر واضح هوجائیگا کہ جس شے کو لوگ آج سیاست یا سیاسي مباحث سے موسوم کرکے خوف زدہ هوتے هیں ' یعنے حفظ حقوق دینیہ و اسلامیہ و رد استبداد و جبر حکومت ' وہ بهي في الحقیقت ذکر الهي هي میں داخل ہے کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نهي عن المنکر اور اسلام کا جهاد مقدس لساني ہے - پھر اگر ایسا ثابت هوگیا تو کیا ان مباحث و مذاکرہ سے روکنے والے اس آیۃ کریمہ کے مصداق نهونگے ؟ اعاذنا اللہ تعالی !

(۲) یہ عجیب بلاغۃ قراني ہے کہ هر موقع و مطلب کو اپنے لیے بهترین لفظ ملتا ہے اور اگر اسکو الگ کردیا جاے تو پھر اسکي جگہ دوسرے لفظ سے نہیں بهر سکتي - اس آیت میں " اظلم " کا لفظ فرمایا کہ " ظلم " کا افعل التفضیل ہے - " ظلم " کي تعریف یہ ہے کہ " وضع الشي في غیر موضعه و التصرف في حق الغیر " (مفردات) یعني کسي شے کا اسکي اصلي جگہ کے خلاف کام میں لانا یا بنانا اور دوسرے کے حق میں تصرف کرنا -

پس یہاں منع مساجد کو ظلم سے تعبیر کیا کہ مسجدیں جس غرض سے بنائي گئي هیں ' مانعین مساجد چاهتے هیں کہ اسکے خلاف کاموں میں لائي جائیں - وہ اللہ کے نام سے پکارکي گئي هیں پس انساني ملکیت اُن میں باقی نہیں رهي - اب انسانوں کے ذکر و ستایش کا انکو گھر بنانا (حسب تعریف ظلم) دوسرے کے حق میں تصرف کرنا ہے -

(۱) تفسیر نیشا پوري در اصل تفسیر کبیر امام رازي کا اختصار ہے اور اختصار بهي بعینہ - پس یہ عبارت امام رازي هي کي سمجھیے - تفسیر کبیر کي جلدوں کي الماري نظروں کے سامنے ہے اور میں انہیں دیکھہ رها هوں ' مگر رات کے دو بج چکے هیں - سر میں سخت درد ہے - نفس آسودگي پسند اُٹھنے نہیں دیتا - اسلیے نیشا پوري هي کے حوالے پر اکتفا کرتا هوں - یہ تفسیر طبري کے حاشیے پر چھپي ہے -

خدا نے عمارت مساجد کا مقصد حقیقي جسکے لیے وہ موضوع هیں' خود هي بار بار بتلا دیا هے - مثلاً سورۂ (نور) میں مشہور تمثیل مصباح و زجاج کے بعد فرمایا :

في بیوت اذن الله ان ترفع و یذکر فیها اسمه ' یسبح له فیها بالغدو و الاصال - (۲۴ : ۳۶)

" یہ چراغ ایسے گھروں میں روشن کیا جاتا هے ' جنکي نسبت خدا نے حکم دیا هے کہ انکي عظمت کي جاے ' اور اُن میں اللہ کا ذکر اور اسکے نام کي تقدیس هو - ان میں اللہ کے بندگان مخلص و مومن صبح و شام تسبیح و تقدیس میں مصروف رهتے هیں "

مسجد جب اس کام کیلیے وضع هوئي ' تو مافعین مساجد ظاهر هے کہ اسکے موضوع سے اُسے محروم رکھنا چاهتے هیں اور یہي معني هیں ظلم کے - شرک کو بھی خدا نے اسي لفظ سے تعبیر کیا هے : " ان الشرك لظلم عظیم (۳۶ : ۱۳) " شرک سب سے بڑا ظلم هے ' کیونکہ انسان کا سر جو صرف اللہ کے آگے جھکنے کیلیے هے ' اسکي زبان ' جو طرف اسي کي تسبیح و تقدیس کیلیے هے ' اسکے قدم ' جو صرف اسي کے طرف بیتابي اور بیقراري سے دوڑنے کیلیے هیں ' جب کسي دوسرے کیلیے اپنے تئیں وقف کردیں تو یہ ظلم هوگا کیونکہ ظلم " وضع الشي في غیر موضعه " کو کہتے هیں -

اگر یہ سچ هے تو پھر وہ خبیث روحیں کیوں اپنے اوپر ماتم نہیں کرتیں ' جو اس ظلم اعظم کي مرتکب ' اور اس وعید الہي کي مصداق هیں ؟ کیا جنھوں نے آج خدا کي مقدس مسجدوں کو ' جو صرف اسي کے لیے تھیں اور اسي کے نام کي عظمت کیلیے ' غیروں کیلیے بنا دیا هے ' جہاں انساني حکمراني کے فرمان چلتے اور دنیوي استبداد و تسلط کے احکام نافذ هوتے هیں ' اس حکم الہي کے ماتحت " اظلم " نہیں هیں ؟ وہ اشرار و ارذال ' جو آج خدا کے گھروں کو شیاطین کي پرستش و غلامي کا مندر بنانا چاهتے هیں ' جنکي ابلیسانہ آرزو یہ هے کہ مساجد الہي کا صحن مقدس جو ملائکۂ سماویہ کے نزول علوي کا رحمت کدہ تھا ' زمین کي ارواح خبیثہ کي نا پاک قوتوں کا شیطان کدہ بن جاے ' کیا اپنے صورت اعلی قریش مکہ سے کچھ زیادہ مختلف هیں ' جنھوں نے مسجد حرام کے طاقوں میں پتھر کے بت رکھدیے تھے ؟

کیا تم نے بارها نہیں دیکھا کہ عین اُس منبر محترم کے پہلو میں ' جو صرف اللہ هي کے احکام مقدسہ کے اعلان کیلیے تھا ' اور عین اس محراب معظم کے نیچے ' جو صرف اُسي کے آگے جھکنے کیلیے خمیدہ هوا تھا ' غیروں کے نام کي تقدیس و تسبیح کي گئي ' اور جو جگہ کہ اللہ کي غلامي کیلیے بنائي گئي تھي ' اسکو دوسروں کي غلامي سے ناپاک کیا گیا ؟ قریش مکہ کو خدا نے " اظلم " کہا - اسلیے کہ انھوں نے خدا کے ذکر کو روکا اور مسجد کي طاقوں میں پتھر کي مورتوں کو سجایا ' پر وہ ' جو آج مسجدوں میں اسکے حکموں کو روک کر غیروں کے حکموں کي منادي کرتے اور پتھر کي بیجان مورتوں کي جگہ زندہ بتوں کے آگے گردنوں کو جھکاتے هیں ' کیا اُنسے زیادہ " اظلم " اور ان سے زیادہ خدا کے بے امان غصے اور اسکے جلال و غیرت کے هیجان کے سزاوار نہیں هیں ؟

مسجد خدا کیلیے بنائي گئي هے تاکہ صبح و شام اسکے نام کي وهاں پکار بلند هو : یسبح له فیها بالغدو و الاصال ! - پس اُسے خدا هي کیلیے چھوڑ دو - اسکے دشمنوں کو دهوت نہ دو کہ وہ تمھارے گھروں کي طرح خدا کے گھر پر بھي قبضہ کرلیں ' اور اسکو اپني انساني پرستش و تعبد کا مندر بنائیں - تم جو اپنے تاج و تخت کي حفاظت نہ کرسکے ' ایسا نہ کرو کہ خدا کے تخت معبودیت کي تقدیس کو بھي غیروں کي بدولت بٹہ لگادو - اُس نے تم کو اپني عبادت کیلیے ایک مقدس عمارت دي هے ' پس اسي کے آگے جھکو اور اسي کو پیار کرو - وهاں اسکے دشمنوں کیلیے دعائیں نہ مانگو اور نہ پاد شاهتوں کي پوجا کیلیے هاتھ اُٹھاؤ - اسکے گھر میں صرف اُسي کو مانو کہ خدا کے گھر میں انسانوں کي تسبیح و تقدیس تمھارے لیے زیبا نہیں -

(۳) ایک صاف اور عام فہم نتیجہ جو اس آیت سے نکلتا هے وہ اسکے حکم کي عمومیت اور هر زمانے اور هر دور کیلیے وعید الہي کي صداقت هے - اللہ تعالے نے اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر کیا هے - منع ذکر الہي اور سعي تخریب مساجد - ایک صورت تفسیر یہ هے کہ دونوں کا مفہوم ایک هي شے قرار دیا جاے اور تخریب مساجد کي سعي کو منع ذکر الہي کا نتیجہ سمجھا جاے ' جیسا کہ (ابو مسلم) کا خیال هے اور جیسا کہ (شیخ علي المہائمي) نے اپني تفسیر میں لکھا هے :

" و یذکر فیها اسمه و " اذا منع لم یهتم لعمارتها فکانما " سعي في خرابها " (تفسیر مہائمي صفحہ : ۵۷)

" و یذکر فیها اسمه " یعني جب کہ اُس نے لوگوں کو ذکر الہي سے روکا تو مساجد کي آبادي کا اهتمام نہیں کیا - اور ایسا کرنا یہ معني رکھتا هے کہ گویا اُس نے مساجد کي خرابي کي سعي کي -

پس اس تفسیر کي بنا پر سعي تخریب کے معني بھی " منع ذکر الہی " کے هوے -

لیکن اگر عطف کي بنا پر دونوں میں فصل کیجیے تو پھر (امام رازي) نے اسکي تشریح یوں کي هے :

السعي في تخریب المساجد قد یکون لوجهین: احدهما مع المصلین و المتعبدین والمتعهدین له ' فیکون ذالك تخریباً - و الثاني بالهدم والتخریب (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۶)

" تخریب مسجد کي کوشش دو طرح سے هوگي - ایک صورت تو یہ هے کہ نماز پڑھنے والوں ' عبادت گذاروں ' اور وابستگان مساجد کو مانع هوں جس ایسا کرنا بھي فی الحقیقت مسجد کي تخریب هوگي - دوسري صورت یہ هے کہ اسکي عمارت کو منہدم کیا جاے اور حقیقی معنوں میں اسکي تخریب هو "

اس سے ظاهر هوا کہ " سعي في خرابها " میں دونوں صورتیں داخل هیں اور آیت کا حکم عام -

پس جب کبھي کوئي شخص یا گروہ کسی مسجد میں دائمي یا عارضي ' تھوڑي دیر کیلیے یا زیادہ عرصے کیلیے ' نمازیوں کو جانے سے روکے ' جن لوگوں نے خدا کے گھر میں پناہ لي هے اُنپر حملہ آور هو ' اور وهاں کے عبادت گذاروں کا خون بہاے ' تو وہ بھي هماري نظروں میں اُنہیں مشرکین مکہ کي سي جماعت هوگي جنھوں نے مسجد حرام میں جانے سے مسلمانوں کو روکا تھا ' اور جو سلوک هم نے انکے ساتھ کیا تھا ' اسي کي وہ بھي مستحق هوگي - نیز اس سے بڑھکر کوئي " اظلم " نہیں اور نص صریح اس پر شاهد -

تخریب کي یہ پہلي صورت هے - دوسري صورت حقیقی معنوں میں تخریب هے ' یعنے مسجد یا اسکے کسی حصے کو منہدم کرنا ' تو ظاهر هے کہ یہ صورت بھی جس شخص یا جس گروہ سے سرزد هو وہ اس آیت کریمہ کي بنا پر " اولئك ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین - لهم فی الدنیا خزي و لهم فی الاخرة عذاب عظیم " کي وعید کا مستحق هوگا -

(یتبع)

منثآت عصمية

عربي زبان اور علمي اصطلاحات

استدراک

(از مولوي ابوالمکارم عبد الوهاب صاحب ، بيار مدرسه هوسٹل ، کلکته)

میں نے نہایت دلچسپي سے ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ کے الہلال میں " عربي زبان اور علمي اصطلاحات " کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا ' علوم و فنون کے انگریزي و عربي نام اگر استقصاء اور تکمیل کے ساتھہ یکجا مرتب کردیے جائیں تو درحقیقت یہ ایک نہایت بیش قیمت چیز ہوگي ' اور ان کے لیے نہایت مفید ہوگي جو عربي اور انگریزي ' دونوں زبانوں کي تصنیفات علمیہ کا مطالعہ کرتے ہیں - اس مفید سلسلہ کي تکمیل میں حصہ لینے کے لیے میں بھي شرکت کرنا چاہتا ہوں - ایک ضمیمہ عربي و انگریزي اسماے علوم کا پیش کش خدمت ہے -

1	Histology	... ...	علم ترکیب ابدان الحیوانات
2	Embryology	... ...	علم الجنین و الشکیر
3	Phormocology	... ...	فن ترکیب الادویه
4	Photography	... ...	فن تصور ...
5	Painting	... ...	فن تصویر ...
6	Osteology	... ...	فن ماهیة العظام ...
7	Neurology	... ...	علم باالاحوال الاعصاب
8	Odontology	... ...	علم علاج الاسنان ...
9	Organology	...	علم اعضاء البشر و الحیوانات و النباتات
10	Geomancy	... ...	علم الرمل ...
11	Geoponics	... ...	علم زراعت ...
12	Ouranography	...	علم تعریف ماهیة السماء ...
13	Glyptics	... ...	فن نقش الجواهر ...
14	Glyphography	... ...	فن نقل الصور ...
15	Gnomonics	... ...	فن القواعد البسیطه ...
16	Orthography	... ...	علم وضع الخط ...
17	Ornithology	... ...	علم طبائع الطیور ...
18	Orology	... ...	علم ماهیة الجبال
19	Ophiology	... ...	علم طبائع الحیات
20	Opthalmotology	... ...	علم اصول معالجة العیون
21	Metronomy	... ...	علم وزن الاوقات ...

(الهـــلال)

آپکے ذوق عملي اور توجه فرمائي کا شکریه - " مسئلہ وضع اصطلاحات " کے چھیڑنے سے مقصود یہي ہے کہ اس شورش فتنه زا کو خاموش کیا جاے جو دنیا کو اس غلط فہمي میں مبتلا کرنا چاہتي ہے کہ اردو میں علوم حدیثیہ و فنون جدیدہ کے لیے مناسب الفاظ نہیں ملتے - حقیقت یہ ہے کہ ہمارا رونا صرف اسي کا نہیں ہے کہ اردو کا دائرۂ زبان و مصطلحات تنگ ہے ' بلکہ رونا اس کا ہے کہ ہمارے درستوں کا میدان علمي تنگ ہے !

کیا عجیب بات ہے کہ اردو زبان کي یتیمي و بے کسي پر اس وقت ماتم کیا جارہا ہے حالانکہ نادان ماتم کرنے والوں کي کوتاہ نظري ماتم کي زیادہ مستحق ہے - وہ نہیں دیکھتے کہ عربي زبان ام لغات اسلامیہ ہے - زندہ ہے - اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے کافي اسباب و سامان اپنے پاس رکھتي ہے -

اور کیا معترض ہیں کہ مصطلحات اردو کے لیے عربي زبان کي مراعات استحقاق پر کیوں زور دے رہا ہوں ؟ یہ کیوں ضروري قرار دیا جاتا ہے کہ حتی الامکان عربي ہي کے الفاظ اردو کي ادبیات علمیہ میں استعمال کیے جائیں ؟ لیکن شاید یہہ نکتہ اونکي نگاہ سے مخفي ہے کہ صرف عربي ہي نہیں بلکہ ہر علمي زبان اپني ماتحت زبانوں کیلیے ایسے ہي حقوق کا مطالبہ رکھتي ہے -

دنیا کي تمام موجودہ زبانیں دو قسم کي ہیں: اصلی اور فرعی:

اصلي سے مقصود وہ زبانیں ہیں ' جو دوسري زبانوں کي پیدایش و خلقت کے لیے خمیر و عنصر ہیں ' مثلا عربي ' سنسکرت ' لاطیني ' یوناني -

فرعي اون زبانوں سے عبارت ہے جنکي ترکیب و خلقت صرف ایک یا متعدد السنۂ اصلیه سے ہوئي ہے -

حسب استمرار عادت لغویه جس طرح السنۂ فرعیه اپنے عام الفاظ و کلمات میں السنۂ اصولیه کي محتاج ہیں ' اسي طرح اصطلاحات علوم اور مصطلحات فنون میں بھی وہ اونکي موہبت و فیاضی کی دست نگر ہیں - غور کیجیے کہ تمام یورپین زبانیں با ایں ہمہ کثرت اختراعات و وسعت علوم ' اپني اصطلاحات میں لاطیني و یونانی الفاظ کي مقروض ہیں اور آج بھي کہ بیسویں صدي ہے ' یورپ میں جب کوئي ' علم ' فن ' مسئلہ ' یا آلہ نیا وضع ہوتا ہے تو اوسکے تسمیہ کیلیے لندن ' پیرس اور برلن کي زبانوں کي جدید فرہنگوں کے طرف مراجعت نہیں کي جاتي ' بلکہ روما کے اور انہیں بوسیدہ صفحات لغت کي طرف -

یہي حال سنسکرت اور اوسکي فرعي زبانوں کا ہے ' آج بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي زبانوں میں وضع اصطلاح کي ضرورت ہوتي ہے تو سنسکرت ہي کے الفاظ ہر جگہ ان مفلس گدا گرون کا کچلول سوال پر کرتے ہیں -

اصطلاحات حدیثہ کا سوال جانے دیجیے ' مسلمان آج تمام اطراف عالم میں پھیلے ہیں - اونکي زبان ہر جگہ ایک نہیں ہے ' لیکن مصطلحات دینیه و علمیه اب تک ایک ہیں اور ایسا ہی ہونا بھي چاہیے - پھر کوئي سبب نہیں کہ ۱۳ - سو برس کا استحقاق آیندہ کے لیے اوس سے سلب کرلیا جاے -

اس کے بعد چند معروضات دفعه اور عرض کرتا ہوں :

(۱) ضرور ہے کہ وضع و تسمیۂ اصطلاحات میں عربي زبان کے ثقیل ' مغلق اور نادرالاستعمال الفاظ استعمال نہ کیے جائیں کہ یہ

خود عربي کے لیے بھی بار هیں' پھر دوسري فروعي زبانوں کا کیا سوال-

(۲) الفاظ مصطلحه حتی الوسع مختصر اور چھوٹے هوں که زبانوں پر بآساني رواں هوسکیں' بڑے بڑے فقروں کو الفاظ مصطلحه قرار دینا خلاف آئین وضع اصطلاح هے -

(۳) اکثر حضرات وضع اصطلاح میں اس بات کی کوشش کرتے هیں که دوسري زبان میں اوس اصطلاح کا جس قدر مفهوم هے وہ بتمامه اردو میں منتقل کرلیا جاے - اس سے دو نتیجے پیدا هوتے هیں: یا تو اونکو اردو کي قلت ثروت و تنگ دامانی کي شکایت هوتي هے که اوسمیں ادائے مفهوم کي قدرت نهیں' جیسا که اکثر احباب اسکے شاکي هیں' اور یا پھر حسب وسعت مفهوم' الفاظ کثیره میں اپنا مفهوم ادا کرنا پڑتا هے -

سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاهیے که " اصطلاح " کي حقیقت کیا هے؟ اصلاح کی تعریف صحیح یه هے که " ایک جماعت کا کسي خاص وسیع مفهوم کے بار بار ادا کرنے کے لیے ایک مختصر و مناسب لفظ فرض کرلینا' جسکے بولنے سے حسب فرض و وضع' وہ مفهوم ذهن میں آسکے" پس اگر اس اصطلاح مفروض کے لیے ضروري هے که وہ اپنے الفاظ سے اپنے مفهوم کے تمام معاني و مطالب ادا کردے تو پھر وہ اصطلاح کہاں هوئي؟ وہ تو عام گفتگو کا ایک ٹکڑا هے -

خود انگریزي اصطلاحات پر غور کیجیے - وہ جن معاني کي طرف اشاره هیں' اونکے الفاظ کب ان سب کو محیط و جامع هیں؟ اس کي مثالیں آپکو تمام اصطلاحات میں موجود ملیں گی' پس در حقیقت ... الفاظ اصطلاحات همکو مفهوم لغوي نهیں سمجھاتے' بلکه محض فرض اور وضع و تسلیم عام سے عبارت هیں -

(۴) - سب سے آخر یه که جن السنهٔ اصولیه سے آپ الفاظ مستعار لے رهے هیں' اون کے قواعد و قوانین لسانیه کي رو سے وہ صحیح هوں -

ان وجوه متذکره کي بنا پر آپ کی مصطلحات موضوعه کي نسبت " الهلال " کے حسب ذیل ملاحظات هیں :

۱ - Embryology کا ترجمه " علم الجنین والشکیر " کیا گیا هے - دفعهٔ اول کي رو سے " شکیر (۱) مغلق اور نادر الاستعمال لفظ هے لیکن اس سے چاره بھي نهیں - انتظار کیجیے که استعمال سے عام هوجاے -

۲ - Histology کے لیے " علم ترکیب ابدان الحیوانات " بڑا لفظ هے - " علم ترکیب الاجسام " کافي هے -

۳ - Photography کے لیے " فن تصویر " کافي نهیں " فن تصویر شمسي " چاهیے که عموم میں خصوص هوجاے -

۴ - Osteology " علم ماهیة العظام " کي جگهه صرف " علم العظام " کافي هے' ماهیت کي تخصیص کی ضرورت نهیں اور نه خود اصل اصطلاح میں کوئي لفظ ایسا هے -

۵ - Neurology " علم باحوال الاعصاب " میں " احوال " بے کار هے که یه خود سمجھا جاتا هے - پس " علم الاعصاب " جیسا که خود انگریزي میں هے' کافي هے -

۶ - Odontology " علم علاج داء الاسنان " ثقیل الترکیب اور غیر ضروري الفاظ پر مشتمل هے - " علم علاج الاسنان " صحیح مفهوم ادا کرتا هے اور کافی -

(۱) شاخ نو' کونپل' نباتات کي ابتدائي خلقت جو ابھي حیز تکون میں هو - (مته)

بریدفرنگ

حادثـهٔ فاجعـهٔ کانپـور

مشهور اخبار ٹروتھ (Truth) اپني تازه اشاعت میں حادثهٔ کانپور پر بحث کرتے هوے لکھتا هے :

" سر جمیس مسٹن جن سے همیں بہت کچھه امیدیں تھیں' گذشته واقعهٔ کانپور میں بمشکل انسے کوئي مدبري کي علامت ظاهر هوئي هے' هر ایک آدمي جانتا هے اور جو نهیں جانتا اسکو جاننا چاهیے که مشرق میں صرف مذهب اور مذهب هي ایک ایسي چیز هے جس کو جس قدر اهمیت دي جاے کم هے - خصوصاً ایسے وقت میں (جبکه مسلمان جذبهٔ بلقان کي وجه سے سخت مشتعل هورهے هیں) صرف ایک سڑک کو چوڑا کرنے کي غرض سے انکے جوش کو بھڑکانا در حقیقت ... اپني ناقابل بیان بے رحمي کي نمایش کرنا هے -

گلي کے موڑ کي درستگي کچھه زیاده ضروري نهیں هے جبکه وہ هر ایک حصه کو جسکا تعلق انکي کسي مقدس عمارت سے هو' ویسا هي مقدس سمجھتے هیں جیسا که اصل عمارت کو - همکو یه دیکھکر تعجب هوتا هے که سر جیمس مسٹن جیسے تجربه کار انسان نے اسکو محسوس نه کیا جو في الحقیقت اینگلو سکسن قوم کے دامن عقل پر حماقت کا ایک افسوس ناک داغ هے -

خیر' یه سب کچھه تو هوا - یهاں تک بھي حرج نه تھا' مگر ایسے موقع پر جب که سر جمیس کو اپني غلطي کا اعتراف کرنا چاهیے تھا' یوں صاف انکار کردینا که گویا انهوں نے کچھه کیا هي نهیں اور اس حصهٔ مسجد کو تعمیر نه کرانا' انکي نادانی کي ایک اور بڑي دلیل هے - مجھکو تمام حالات کا علم هے - گورنمنٹ کے اس خیال سے بھي بے خبر نهیں هوں که مشرق میں کسي گورنمنٹ کو اپني رعایا کي کوئي بات اسانی سے کبھي بھي ماننی نه چاهیے' لیکن میں یه کهے بغیر نهیں رہ سکتا که اکبر اعظم کو (جو مشرق میں بہت

بقیه کالم کا بقیه صفحه

۷ - Organology کے لیے " علم اعضاء البشر و الحیوانات و النباتات " ایک نهایت طویل ترکیب هے - " علم الاعضاء " کفایت کرتا هے اور " اعضا " میں اعضاے انسان و حیوانات و نباتات داخل هیں -

۸ - Ouranography " علم تعریف هیئة السماء " کي جگهه " علم اشکال الفلک " زیاده مناسب هے' " تعریف " اصل میں موجود نهیں - لفظ " هیئة " Astronamy کے مقابل مستعمل هوچکا هے' اور " سماء " سے زیاده (علم هیئت) میں لفظ " فلک " بولا جاتا هے - هاں " اجرام سماویه " البته مصطلح هے -

۹ - Opthalmotology " علم اصول معالجة العیون " بھي بہت طویل هے' " علم معالجة العیون " کهیے -

۱۰ - Metronomy " علم وزن الاوقات " صحیح نهیں' وزن اشیاء ثقیله کا هوتا هے' وقت کا نهیں البته " تقدیر " کهه سکتے هیں یعني " علم تقدیر الاوقات " مگر عربي میں پہلے سے اسکے لیے " علم المواقیت " کا لفظ موجود هے -

بڑا بادشاہ گزرا ہے) ایسے موقع پر اپنی غلطی کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ ہوتا تھا ' بلکہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے اپنی رعایا کے بھڑکے ہوئے جوش کو ٹھنڈا کر دیتا تھا -

اس موقع پر بہت سے لوگ اکبر کے پوتے اورنگ زیب کی مثال پیش کرینگے مگر کیا وہ اسکے اس طریق سیاست کے مہلک نتائج کو جو اسکے مرنے کے بعد ظہور میں آئے' بھول گئے ؟ ایک طرف تو مرہٹوں نے سیواجی کی ماتحتی میں زور پکڑلیا اور اسکے مرنے کے بعد ہی خود مختاری کا اعلان کرکے ایک علیحدہ حکومت قائم کرلی - دوسری طرف تمام صوبے ماتحتی سے نکل گئے - محمد شاہ میں اُن لڑائیوں کی بدولت جو اورنگ زیب کے زمانۂ حیات میں ہوئی تھیں' کہاں طاقت رہی تھی کہ انپر چڑھائی کرتا؟ وہ صرف برائے نام دھلی و اگرہ کا بادشاہ تھا - بالآخر مسلمانوں کی اس عظیم الشان حکومت کا شیرازہ جسکو اکبر کی پالیسی نے مجتمع کیا تھا اس جابرانہ پالیسی کی بدولت آسانی سے بکھر گیا -

ٹھیک ایسے وقت میں جبکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا خون مسیحیت کے خلاف جوش میں ہے' یہ واقعہ کہیں ان بھڑکے ہوئے شعلوں پر ہوا کا کام نہ دے ' جسکا نتیجہ آیندہ چلکر خطرناک نکلے گا - واقعۂ تقسیم بنگال اسکی ایک بیّن مثال ہے - تقسیم کے موقع پر کس کو خیال تھا کہ اسکا نتیجہ " انارکی " کی صورت میں ظاہر ہوگا - گو اب اسکا الحاق کیا جا چکا ہے مگر کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس سے اہل بنگال کے اس جوش میں فرق آگیا جو الحاق سے پیشتر تھا ؟

اپنی غلطی کا اعتراف اسوقت کرنا جبکہ وقت ہاتھ سے جا چکا ہو' بے فائدہ ہے - مقتضاے حکمت یہی ہے کہ ظہور نتیجہ سے پہلے ہی انسداد کردیا جائے - بہرحال ابھی وقت ہے کہ سرجمیس مسٹن اس پر غور کریں - ہمارے خیال میں اپنی غلطی کے اعتراف میں پس و پیش نہ کرنا چاہیے - ورنہ ان کو اس وقت زیادہ افسوس ہوگا جبکہ وہ اپنی اس غلطی کے نتائج کو واقعات کی صورت میں دیکھینگے -

اختراعات حربیہ اور مصائب اسلامیہ

فن طیارۃ کی حربی خدمت کی آزمائش

دنیا میں جب کوئی نیا آلۂ سفا کی و خونریزی ایجاد ہوتا ہے تو ہمارا دل کانپ اُٹھتا ہے کہ دیکھیے کون سی اسلامی آبادی اس کی آزمائشگاہ قرار پاتی ہے ؟

ڈاکٹر اپنے اختبارات تشریحیہ کے لیے مردہ جسم کی تلاش کرتے ہیں - پس یورپ کو بھی حق ہے کہ وہ اپنے اختبارات حربیہ کے لیے کسی مردہ قوم کے اجسام میتہ کو تلاش کرے ' جس سے معلوم ہو کہ یہ آلۂ مخترعہ اون کے مقصد سفک و قتل میں کہاں تک معین ہوسکتا ہے ؟

وہ مہلک ترین آلۂ حرب جس کا نام " میکسم توپ " ہے اسکی سرعت سیر و اتلاف جان کی آزمایش کے لیے سیاہستان افریقہ میں سب سے پہلے ہمارے ہی اجسام میتہ کی نمایش ہوئی ' غرقاب کشتیوں نے جو جنگی جہازوں کی موت کے لیے سب سے زیادہ کارگر آلہ ہیں' اپنے فوائد لاتعصی کا ثبوت سب سے پہلے معرکۂ دولت علیہ و روس ہی میں دیا تھا -

تلاش مقصود کا قصور ہوتا اگر طیاروں کے جنگی فوائد و منافع کی اہمیت کے لیے بھی جلد سے جلد کسی اسلامی آبادی کا انتخاب نہ کرلیا جاتا ' چنانچہ " امن کے شاہزادوں " نے اپنے سفا کانہ و خونخوارانہ اختبار و امتحان کے لیے بہت جلد طرابلس کے ریگستانوں اور بلقان کی پہاڑوں کو منتخب کرلیا ' آخر مناظر خونین کی نمائش اور اس جدید مخترعۂ حربیہ کی آزمائش ہوئی - اس آزمایش و اختبار مشئوم کے نتائج اب نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ ہمارے خوفناک ممتحن و مختبر شایع کر رہے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ ان معرکوں نے اذہان علمیہ کو کہاں تک ترقی دی !!

امریکہ کا مشہور علمی رسالہ " سائنٹیفک امریکن " ۱۳ - ستمبر سنہ ۱۳ - کے نمبر میں نتائج مذکورہ کی طرف حسب ذیل اشارات کرتا ہے :

" موجودہ مغربی فوجی نمایش و نقل و حرکت سے جو سبق سیکھا گیا اسکی مزید ترضیح و تصحیح میدان جنگ طرابلس و بلقان سے ہوگئی - فرانس اور جرمنی ہوائی جنگ کے لیے طیار رہیں ' ایک کی بری طیاری مکمل ہے اور دوسرے کی بحری - اسٹریا اور انگلستان کی جنگی نمایش سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں حکومتیں بھی ایک حد تک اس جنگ کے لیے مستعد ہیں -

سنگستان بلقان سے زیادہ ریگستان طرابلس کے معرکوں سے آلات ہوائیہ کی کامیابی کا امکان ظاہر ہوتا ہے - طرابلس کی آب و ہوا اور جغرافی حالات طیارۃ کے لیے موافق تھے - گو اطالی طیّار تربیت یافتہ نہ تھے ' تاہم وہ کامیاب ہوے ' لیکن بلقان میں اوس کی آب و ہوا اور اندرونی اور جغرافی حالات کی بنا پر بہت سی مشکلات کا سامنا پڑا ' جس کے لیے ترتیب و تنظیم کی سخت ضرورت محسوس ہوئی ' جو یہاں مفقود تھی ' اور جو صرف فرانس میں کا ملاً اور جرمنی میں کسی قدر موجود ہے -

طرابلس میں اطالیہ کے مقابل فقط بے قاعدہ عرب اور چند با قاعدہ ترکی فوج تھی - بلقان میں اسکے برخلاف دونوں طرف با قاعدہ و آراستہ فوجیں تھیں ' توپیں کثرت سے ہر موقع پر موجود تھیں ' اور حصار کا انتظام نہایت عمدہ تھا - طرابلس میں طیارے نہایت آسانی سے گردش کرکے محفوظ مرکز پر پہونچ جاتے تھے -

نیز طرابلس ایک ریگستانی ملک ہے جو صرف کہیں کہیں شاداب ہے ' اصل لڑائی ایک قلیل حصہ میں محدود تھی اور کثرت سے طیاروں کی ضرورت نہ تھی کہ فوج کی ہر نقل و حرکت کے موقع پر موجود رہیں - ملک قابل زراعت نہیں ' صرف چند نخلستان اور شاداب مقامات ہیں - صحرا نشین عرب ہمیشہ حسب موقع ایک نخلستان سے دوسرے نخلستان میں منتقل ہوتے رہتے ہیں ' اس لیے دشمن قدرتی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہایت آسانی سے بہ لطائف الحیل نکل جا سکتا ہے - عرب کی بے قاعدہ فوج ابھی مصروف پیکار ہے اور پھر اپنے ہتیار کھول کر امور معاش میں مشغول ' اس لیے طیاروں کے ذریعہ دشمن کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے ' اگرچہ ملک کا صاف منظر اور عجیب و غریب نیلگوں فضا تلاش مقصود کے لیے نہایت موافق تھی -

ان وجوہ سے صحیح طور پر طیاروں کی کوئی فوجی حیثیت نہ بلقان میں تھی اور نہ طرابلس میں ' اور نہ حقیقی طور سے طیاروں کو فوج کا پانچواں حصہ بنایا گیا جیسی کہ اب فوجی تجویز ہے - اطالیہ نے لڑائی کے آخر زمانہ میں چند اجرتی طیاروں کو نوکر رکھ لیا تھا ' لیکن بلقان میں صرف نو تعلیم یافتہ اور کچھ اجنبی طیار تھے -

مقالات

باب التفسير

قصص القرآن

(۲)

قصص بني اسرائيل

" " ☆☆ " "

بصائر و مواعظ ، نتائج و عبر

(توطئهٔ تاریخیه)

اس سے پہلے کہ اصل مضمون شروع کیا جاے ہمکو پندرھویں صدي (ق م) میں مصر کے سیاسی حالات پر ایک نظر ڈالني چاهئے -

تقریباً دو هزار قبل مسیح حدود عرب سے ایک سامي قوم جو مختلف قبائل کا مجموعه تھي' مصر پر حمله آور هوئي ' اور اسکو فتح کیا - عرب اسکو عاد ' ثمود' اور معین وغیرہ قبائل کا مجموعه سمجھتے هیں' اسرائیلي اسکو " عمالیق " کہتے هیں' اهل بابل و عراق کے هاں اسکا نام " عریبي " اور " عموراي " هے ' اور خود مصري اسکو بنظر تحقیر " شاشو " اور " هیک شاش " یعني " شاهاں بادیه " اور " شاهاں چوپان " کہتے هیں ' کیونکه که عرب کے سامي باد یه نشین دو حقیقة اونٹوں کے چرواهے تھے -

مصر' عهد قدیم سے دو حصوں پر منقسم هے : مصر بالا اور مصر زیریں - مصر زیرین بالکل بحر احمر کے کنارے حدود عرب کے مقابل واقع هے ' نهر سویز کے کھودنے سے پہلے بحر روم اور بحر احمر کے مابین' ایک چھوٹا سا خشک قطعه حاجز تھا ' جو مصر کو حدود عرب و جزیرہ نماے سینا سے ملاتا تھا - نهر سویز اسي خشک قطعهٔ ارض کو کاٹکر اور ان دونوں دریاؤں کو باهم ملا کر بنائي گئي هے' در حقیقت اس نهر نے اس دیوار کو جو مشرق و مغرب یا یورپ و ایشیا کے درمیان حائل تھي ' منهدم کردیا ' جس سے سیلاب فتنهٔ و بلا کو مغرب سے مشرق میں داخل هونے کے لیے نهایت آسان راسته مل گیا -

شاشو یا عمالیق اسي خشک راسته سے ' جزیرہ نماے سینا هو کر مصر زیرین میں چلے آئے - مصر کے خاص باشندے جو سام کے بھائي " حام " کي اولاد تھے ' شکست کھاکر مصر بالا میں چلے گئے - ان سامي فاتحین نے یہاں ایک عظیم الشان حکومت قائم کي ' جو تقریباً تین چار سو برس تک عمالیق کیلئے نشان فخر و امتیاز رهي - عام سامي قبائل مختلف اوقات و حالات میں اپنے هم نسب و خاندان قوم کے پاس بغرض استمداد و استعانت آتے جاتے رهتے تھے -

یہي سبب هے که بیسویں صدي (ق م) میں سرخیل قبائل سامیه حضرة ابراهیم خلیل کو بابل و عراق یعني کلدان سے حدود مصر و شام کي طرف آتے هوئے دیکھتے هیں ' اور پھر جب اس ملک میں قحط نمودار هوتا هے ' تو حضرت مع اپني بیوي سارہ کے یہاں سے مصر کا رخ کرتے هیں - مصر زیرین کا سامي بادشاہ جب ایک سامي خاندان کي آمد کي خبر پاتا هے ' اور اسکے ساتھه ایک خاتون کا هونا بھي سنتا هے ' تو اسکو اپنے قدیم خاندان سے اتصال کے شوق میں نکاح کا پیغام دیتا هے ' لیکن یہه سنکر که وہ شوهر دار خاتون هے ' سوء قسمت پر افسوس کرتا هے ' اور بالآخر سعادت اتصال خاندان اسطرح حاصل کرتا هے که اپني بیٹي " هاجرہ " کو حضرت کي خدمت میں دیتا هے ' جس سے اسماعیلي عربوں کي نسل پیدا هوتي هے - (۱) حضرت ابراهیم اپني دونوں بیویوں کے ساتھ بیل ' گدھا ' خچر اور اونٹ وغیرہ بہت سامان جهیز میں لیکر کنعان واپس آتے هیں -

حضرة ابراهیم کے دو بیٹے اسماعیل و اسحاق هوئے - اسماعیل ملک عرب میں آباد هوئے اور اسحاق (ع) کنعان میں اپنے باپ کے جانشین هوئے اسحاق سے یعقوب پیدا هوئے - جنکا دوسرا نام " اسرائیل " تھا - انکي اولاد " بني اسرائیل " یعني فرزندان اسرائیل کہلائي ' اور خدا نے خود اپني زبان سے انهیں برکت دي -

حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں میں سے جنکي نسل سے بني اسرائیل کے بارہ گھرانے قائم هوئے ' ایک بیٹے حضرت یوسف تھے - بھائیوں کے اوسي تحاسد برادرانه سے مغلوب هوکر ' جس نے اس بچے اسي گھرانے کے دو اور بھائیوں یعني " اسماعیل و اسحاق " میں افتراق کردیا تھا ' اپنے بھائي یوسف کو ایک اسماعیلي قافله کے هاتھه جو عرب سے مصر کو جا رها تھا ' بیچ ڈالا - عجائب ایام دیکھو آخرالامر بني اسحاق اور بني اسماعیل کا اس عجیب طریقه سے اتصال هوا -

مصر پهنچکر اسماعیلي قافله نے حضرت یوسف کو ایک مصري سردار کے هاتھه فروخت کر ڈالا ' جهاں " عزیز " کي بیوي کے حضرت یوسف کا واقعه پیش آیا اور انهیں قید خانے جانا پڑا ' بالآخر تعبیر خواب کي تقریب سے شاہ مصر کے دربار میں پهونچے - بادشاہ نے جب یه معلوم هوا که یه ایک سامي النسل نوجوان هے ' تو نهایت مسرور هوا که وہ فرزند سے محروم تھا ' اور رفته رفته اوسنے زمام حکومت حضرت یوسف کے هاتھه میں دیدي -

حضرت یوسف نے اب مناسب سمجھا که اپنے خاندان کو کنعان سے جهاں وہ مبتلاے قحط تھا ' مصر بلا لیں ' کیونکه یهاں اب اوس کے لیے حکومت کا سامان تھا - حضرت یعقوب مع اپنے خاندان کے مصر آگئے - شاہ مصر نے بزرگ خاندان سام کا استقبال کیا اور جاگیر و مناصب اونکو عطا کیے - حضرت یعقوب نے اتحاد نسل کے اظهار کے لیے کہا که " هم بھي اے بادشاہ چرواهے هیں "

(۲)

اس واقعه سے تقریباً تین سو برس بعد تک اسرائیل کي اولاد ملک مصر میں بڑھتي اور پھیلتي گئي ' لیکن خود اصل حکمراں

(۱) یہودیوں نے اس قصه کي که " شاہ مصر نے زبردستي حضرت سارہ کو اپنے تصرف میں لانا چاها تھا اور بالآخر حضرت سارہ کي کرامت دیکھکر اور یہه سمجھکر که اسکا شوهر موجود هے ' اپنے ارادہ سے باز رها " صرف یہي حقیقت اصلي هے جو اوپر بیان کي - مزید تفصیل الذخائر کے باب التفسیر میں هوگي

حضرت هاجرہ ام اسماعیل کو لونڈي کہنا بھي یہودیوں کي حاسدانه چالاکي اور افسوس هے که مسلمان بھي غلطي سے اسکا یقین کرتے هیں - حالانکه خود یہودیوں کي تاریخ سے اسکي پوري تردید هوتي هے - منه

سامي خاندان روز بروز ضعيف هوتا گيا يعني عاقبة الامر جيسا كه هميشه اهل ملک بيروني قوم پر غالب آتے هيں ' سامي خاندان جو مصر قديم کا باشنده تها ' غالب آگيا اور ساميوں کو مصر سے نکالديا صرف بني اسرائيل جو در اصل دوسرا سامي خاندان تها اور عهد يوسف (ع) سے مصر کے ايک سرسبز و شاداب قطعهٔ ارض پر قابض تها ' ملک ميں باقي رہ گيا -

" اسرائيل کي اولاد برومند اور فراوان هوئي ' اُس نے نہايت زور پيدا کيا ' اور زمين اُن سے معمور هوگئي " تب مصر ميں ايک نيا بادشاه (يعني نئي بادشاهي) جو يوسف کو نه جانتا تها ' پيدا هوا اور اوسنے اپنے لوگوں سے کہا :

ديکهو ! بني اسرائيل هم سے زياده قوي تر هيں ' آؤ هم اونکے ساتهه ايک دانشمندانه چال چليں ' تا نهو که جب وه اور زياده هوجائيں اور جنگ پڑے تو هماري دشمنوں سے مل جائيں ' هم سے لڑيں اور ملک سے نکل جائيں -

اسليے مصريوں نے اون پر خراج کے ليے محصل بٹهاے تاکه وه سخت کاموں کے بوجهه سے اون کو ستائيں - ان محصلوں نے فرعون کے ليے شهر (فيثوم) اور (رعميس) ميں خزانے بنواے " (خروج باب ۱ : ۱۴)

ليکن سنن الهيه کا يه قاعده جاري هے که قوت حاکمه ملت محکومه کو جسقدر دبائي هے اوسيقدر وه اور اُبهرتي هے ' اور جسقدر اوسکے مظالم ميں اشتداد هوتا هے ' اتناهي خيال انتقام ' ملت محکومه کے بازوؤں ميں زور اور ارادوں ميں عزيمت پيدا کرديتا هے -

مصريوں نے اسرائيل کي اولاد کو جتنا دکهه ديا وه اور زياده بڑهي که ايسا هونا سنت الهي کا اقتضا تها -

* * *

تم نے ديکها هوگا که ربڑ کے ايک گيند کو جب ايک بچے نے تمهارے سامنے زمين پر پٹکا تها تو رد عمل کيليے جس قوت دفع سے وه پٹکا گيا تها ' اوسي قوت دفاع کے ساتهه وه زمين سے بلند هوا - زخم کے مواد فاسد کو اگر نکلنے کا راسته نه دوگے تو کيا وه آخر کار ناسور بنکر باهر نه بهه جاليگا جسکا اندمال موت کے سوا ممکن نهيں ؟

کوه آتش فشاں کي حقيقت کيا هے ؟ اوس حرارت و جوش کي ايک لهر هے جسکو زمين سے نکلنے کي راه نهي گئي - آخر الامر طبقات زمين کي ديواروں کو توڑکر قلهٔ کوه کو هلاتي هوئي باهر نکلي ' اور دور دور تک آبادیوں کو بے نشان کرديا !

لوگ مکانوں ميں پاني نکلنے کيليے راستے بناتے هيں که اگر ايسا نهو تو ايک هي برسات ميں مکانوں کي بنيادیں هل جائيں -

* * *

مصري اب بني اسرائيل کي کثرت و قوت سے خوف زده هوئے انهوں نے بني اسرائيل سے کام ليني ميں سختي کي - ذليل ' سافلانه ' اور نيچے درجه کي هر قسم کي خدمت اون سے ليکر اونکي زندگي تلخ کردي " کيونکه اونکي وه ساري خدمتيں جو وه کرتے تهے مشقت اور ذلت کي تهيں " (خروج ۱ : ۱۵)

(۳)

فطرت اپني ضرورتوں کو آپ پورا کرتي هے - ايک صحرائي حيوان اگر کسي کوهستان ميں پهونچ جاے تو چند نسلوں کے بعد کوهستاني زندگي کے لائق اوسکے ناخن ' پنجے ' جبڑے ' اور روئيں خود بخود هو جا ليںگے - اگر کسي گرم ملک کے حيوان کو برفستان ميں پرورش کرو تو چند انقلابات نسليه کے بعد شدت برودت و برف کے تحمل کے لائق وه خود اپنا جسم طيار کرليگا -

جب زمين ميں گرمي ' هوا ميں تپش ' اور موسم ميں اُمس هوتي هے تو دست رحمت الهيه بارش کيليے ابر کي چادر خود هوا ميں پهيلا ديتا هے - اگر ايسا نهو تو مدبر عالم کي شان تدبير و تهيهٔ اسباب کي تحقير هو - وه هر ضرورت کو پيدا کرتا هے اور پهر خود هي اوسکے ليے تهيهٔ سامان و اسباب کرتا هے ' وما ذالك عليه بعزيز -

پس جب کوئي قوم مضطر و مضطرب ' شدائد و خطرات سے محاط ' آلام و مصائب کا مرجع ' قهر و جبر و اکراه کا نشانه ' انواع تشديد و تعذيب کا هدف هو ' تو يقين کرو که خداے مدبر عالم کا دست تدبير مصروف کار هے ' اور سد ضرورت کيليے وه خود هي سامان پيدا کر رها هے ' کيونکه خود اسي نے تو پهلے ضرورت بهي پيدا کي -

بني اسرائيل مصر کي سرزمين ميں انواع قهر و تعذيب ميں گرفتار تهے ' ضرورت پيدا تهي ' پس خدا نے نظر اُٹهائي ' اور اوسنے موسیٰ کو "وادي طوي" ميں "جبل طور" کے نيچے کهڑا ديکها ' وه پکارا :

اذهب الى فرعون انه طغى (۲۰ : ۲۵) موسیٰ ! فرعون کے پاس جاؤ ' اب اوسکا طغيان حد کو پهونچ چکا -

موسیٰ (ع) تنها ليکن حق و صداقت کي جمعيت غير مرئيه کے ساتهه ساتهه ' جبل طور سے اُترا ' اور دربار شاهي کا رخ کيا - اُس نے فرعون کو خطاب رباني سنايا :

فارسل معنا بني اسرائيل ولا تعذبهم قد جئناك بآية من ربك ' والسلام على من اتبع الهدى ' ان قد اوحي الينا ان العذاب على من كذب و تولى - (۲۰ : ۴۹)

بني اسرائيل کو همارے ساتهه جانے دے ' انهيں دکهه نه دے ' هم خدا کي نشاني تيرے پاس لائے هيں ' اگر اس نشاني کي اطاعت کريگا ' تو سلامت رهيگا ' ورنه خدا نے همکو بتايا هے که جو اس نشاني کو تسليم نه کريگا وه آخر الامر گرفتار عذاب هوگا -

(۴)

وه ' جو دنياري سار و سامان پر مغرور ' حکومت فانيه کے نشه سے چور ' اور اپني قوت و استيلا اور قهر و جبر پر متکبر هيں ' وه هر صداے اصلاح ' اور هر نداے موعظت کو اپنے ليے صاعقهٔ موت اور صيحهٔ قيامت سمجهتے هيں : يحسبون كل صيحة عليهم (۶۳ : ۴) وه صداے اخلاص و موعظت کے استماع کي قوت نهيں رکهتے که اون کا دل اون سے کهتا هے : " يه صداے اخلاص و موعظت نهيں ' هماري حکومت قائمه کيليے درائے رحيل هے "

وه اعمال تنبيه و اصلاح کے ديکهنے کي قوت نهيں رکهتے که اونکا نفس اونکو کهتا هے : " يه اعمال تنبيه و اصلاح نهيں ' هماري عزت و قوت کے غير فاني جسم کيليے سازش قتل و سامان موت هے "

کبهي وه داعي و منادي حق کو خطاب کرتا هے :

" ميں تمهاري آواز سے ڈرتا هوں که اوس سے ميرے کنگرهٔ حکومت کو لرزش هوتي هے "

کبهي وه خود اپني قوم کے افراد صالحه کو آواز ديتا هے :

" هاں ! اسکي صداے جاذب اور نداے دل ربا سے متاثر نه هونا ! يه تم کو اپني آواز مغناطيسي سے معمول کرکے حکم ديگا که ان ميٹهے چشموں ' ان سرسبز ميدانوں ' اور ان بلند خيموں سے نکل جاؤ کيونکه اب ان کا مالک آتا هے اور تم ان پر بغير حق کے قابض تهے "

فرعون نے موسیٰ کو کها جو اُس عهد کا داعي اور حق کا منادي اجئتنا لتخرجنا ' من تها : اے موسیٰ ! کيا اس ليے تو هماري

ارضنا بسحرک یموسی؟ (۲۰ - ۵۹)

پاس آیا ہے کہ اپنے زور سحر سے ہم کو ہماری حکومت سے بے دخل کردے ؟

پھر اپنی قوم کے اُن رجال صالحین کی طرف مخاطب ہوا جن کا قلب حق کا مستقر، جن کے کان استماع صداقت کے لیے مستعد، اور جنکے ہاتھہ اعانت ضعفا کیلیے بلند رہتے ہیں اور جنکی حسب تدبیر الہی کسی عہد و ملک میں کمی نہیں ، اور کہا :

ان هذان لسحرن یریدان ان یخرجکم من ارضکم بسحرهما ویذهبا بطریقتکم المثلی ، فاجمعوا کیدکم ثم ائتوا صفا ، وقد افلح الیوم من استعلی - (۲۰ : ۶۷)

یہہ ساحر ہیں جو چاہتے ہیں کہ تمکو تمہارے ملک و حکومت سے بے دخل کردیں ، اور تمہارے بہترین طریقۂ و تہذیب کو برباد کردیں ، کوئی تدبیر متفقاً سوچو، اور پھر صف بہ صف مقابلہ کیلیے آجاؤ - آج جو بالا رہا ، وہی کل کو کامیاب ہوگا -

جب کوئی ضعف و کمزور قوم آمادۂ اعانت حق ہوتی ہے ، تو اعدائے حق و صداقت اپنی قوت و طاقت کے عجیب و غریب کرشموں سے اُنکو مرعوب کرنا چاہتے ہیں ، اُنکے فرمان سزا اور فرد تعزیر کی تحریریں زہرناک سانپوں کی طرح ادھر اُدھر دوڑتی نظر آتی ہیں ، حالانکہ وہ بے جان ہوتی ہیں -

فاذا حبالهم وعصیهم یخیل الیه من سحرهم انها تسعی (۲۰ - ۶۹)

جادوگران فرعون کی رسیاں اور ڈنڈے اُنکے زور سحر سے ، ایسا خیال ہوتا تھا کہ (گویا) سانپ بن بن کر دوڑ رہے ہیں !!

ناصر حق اور داعی صداقت چند لمحوں کے لیے خوف سے کانپ جاتا ہے کہ آخر وہ بھی انسان ہے -

فاوجس فی نفسه خیفة موسی - (۲۰ : ۷۰)

حضرت موسی نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا -

مگر پھر معاً خدائے مجیب الدعوات کی آواز غیر مسموع دل کو تسلی بخشتی اور روح کو اطمینان دیتی ہوئی سنائی دیتی ہے :

لا تخف انک انت الاعلی ! (۲۰ : ۷۱)

اے ناصر حق و صداقت ! ! خوف نہ کر کہ غلبہ تیرے ہی لیے ہے -

ہاں ! تیرے پاس شمشیر آہنی نہیں لیکن تیرے دہنے ہاتھہ میں لکڑی کا ایک خشک آلہ ہے - اس " آلۂ معجزنما " سے دشمنوں پر حملہ آور ہو کہ یہ ارن کی شہرت کا چراغ گل ، اُن کے سازو سامان کی نمائشی چمک کو دھندھلا ، اور اُنکے سفاکانہ امن اور جابرانہ عدل کے ایوان کو متزلزل کردیگا :

القا ما فی یمینک تلقف ما صنعوا ، انما صنعوا کید ساحر ، ولا یفلح الساحر حیث اتی - (۲۰ - ۷۲)

موسی ! اپنے دہنے ہاتھہ کی لکڑی ڈال دے - انہوں نے اپنے تصنع و فریب سے جو کچھہ بنایا ہے اُسکو نگل جائیگی ، یہ صرف ساحرانہ فریب و تدبیر ہے ، جو کسی طرح آخراً کامیاب نہیں ہوسکتی -

(۶)

صداقت ایک معجزہ ہے جو اپنی تاثیر کے لیے شرمندۂ اسباب نہیں - وہ جو دشمن ہیں ، وہ جو عداوت رکھتے ہیں ، وہ جو اپنی قوت و استیلا پر مغرور ہیں ، صداقت کا جب ظہور ہوتا ہے تو منہ کے بل گر پڑتے ہیں کہ ہم نے صداقت آسمانی کو بادلوں سے اُترتے دیکھا اور قبول کیا :

فالقی السحرة سجدا قالوا : آمنا برب هارون و موسی (۲۰ : ۷۳)

" ساحر جو اپنی قوت سحر کے زور پر موسی کے مقابلہ کو نکلے تھے ، حق کا نشان دیکھہ کر اطاعت کے لیے سجدہ میں گر پڑے ، اور پکار اُٹھے ہم نے خدائے ہارون و موسی کا نشان دیکھا اور قبول کیا "

شریر فرعونیوں کی آنکھیں روشن ، لیکن دل اندھے ہوتے ہیں ، اسلیے کہ وہ اپنی قوت پر مغرور اور نشۂ حکومت سے مخمور ہیں - لوگ جب روشنی کو چشمۂ خورشید سے طلوع ہوتے ہوے دیکھتے ہیں ، تو کہتے ہیں کہ روشنی طلوع ہوئی اور ہم نے دیکھا - وہ جو کہتے ہیں کہ " روشنی طلوع ہوئی اور ہم نے دیکھا " دل کے سچے ہیں اور آنکھہ کے بھی ، لیکن فرعونی اُن سے کہتے ہیں کہ جب ہم نے نہیں کہا کہ دیکھا ، تو تم نے کس کو دیکھا اور قبول کیا ؟

فرعون نے کہا : کیا تم میری ہیبت سے نہ ڈرے ؟ کیا تم میرے زور حکومت سے مرعوب نہوے ؟ کیا تم میری قوت تعزیر سے خوف زدہ ہوکر نہ کانپے ؟ تم کس کی صدا کو قبول کرتے ، اور کس کی روشنی کو نور کہتے ہو ؟ تم کہو کہ نہ ہم سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں ، ورنہ تم دیکھتے ہو کہ جلاد کی تلوار تمہارے سامنے ہے اور سولی کا درخت تمہارے پیچھے -

قال ا آمنتم له قبل ان آذن لکم ، انه لکبیرکم الذی علمکم السحر ، فلا قطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا صلبنکم فی جذوع النخل ، وتعلمن اینا اشد عذابا وابقی (۲۰ : ۷۴)

فرعون بولا ! بغیر میرے کہے تم نے قبول کرلیا ، موسی تم سب کا سحر میں استاذ ہے - اس قبول سے فوراً انکار کرو ، ورنہ تمہارے ہاتھہ پاؤں ٹکڑے کردیں گے ، اور تم کو کسی درخت کے تنہ میں اُلٹا کر سولی دیدیں گے ، دیکھو تو کسکا عذاب سخت اور دائمی ہے ؟

لیکن جو سنتے ہیں وہ کیونکر نہیں کہ نہیں سنتے ؟ اور جو دیکھتے ہیں وہ کیونکر نہیں کہ نہیں دیکھتے ؟ پھر اے قہر و ظلم کے تخت پر بیٹھنے والو ! اے حکومت فانیہ کا تاج سر پر رکھنے والو ! اے قوانین ظالمہ و قواعد جائرہ کی تلواریں چمکانے والو ! اور اے جلا وطنی اور سولی سے ڈرانے والو ! ہم تمہاری قوت جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں - ہم تمہاری طاقت سے بے خبر نہیں ، لیکن ہم کو اُس کا ڈر بھی نہیں - تمہاری قوت و طاقت سے بھی پرے ہم ایک اور قوت و طاقت کو دیکھتے ہیں - جسم تمہارے ہاتھہ میں ہے لیکن دل تمہارے ہاتھہ میں نہیں - پس جو بیچھہ ڈرتا ہو کر گذرو کہ دل نے جسکو دیکھا ہے اُسکے قبول و دعوت سے آسمان کے نیچے اُسے کوئی شی روک نہیں سکتی - کیا یہی جواب نہ تھا ، جو موسی پر ایمان لانے والوں نے فرعون کو دیا تھا ؟

لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت والذی فطرنا ، فاقض ما انت قاض ، انما تقضی هذه الحیوة ، انا آمنا بربنا لیغفر لنا خطایانا وما اکرهتنا علیه من السحر ، والله خیر وابقی ، ان من یات ربه مجرما فان له جهنم لا یموت فیها ولا یحیی ، ومن یاته مومنا قد عمل الصلحت فاولئک لهم الدرجت العلی ، جنت عدن تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ، وذلک جزاء من تزکی -

"اے فرعون ! ہم کو خدا کی جو نشانیاں پہونچ چکی ہیں جس نے ہم کو پیدا کیا ، اُس کو چھوڑ کر تیری اطاعت نہیں کرسکتے ، تجکو جو کچھہ کرنا ہے کرگذر ! تیرا حکم صرف ہماری اس دنیاوی زندگی ہی تک ہے اور بس ، ہم اپنے خدا کے احکام کو قبول کر چکے ، تا وہ ہماری خطاؤں سے درگذرے اور جن برائیوں کے کرنے پر تونے مجبور کیا اُسکے بھلا دے - ہمارا خدا نیک اور دائم ہے - خدا کے احکام کا جو مجرم ہوگا ، اُسکے لیے جہنم ہے ، جسمیں نہ تو زندگی ہے کہ اُسمیں مسرت نہیں ، اور نہ موت ہے کہ تکلیف سے نجات نہیں ، اور جو خدا کے احکام کو مانے گا اور اُسکے بتاے ہوے نیک کاموں کو کریگا ، اُسکے لیے درجات عالیہ ہیں ، نیز باغ جاوید جسکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ، اور دراصل یہ پاک لوگوں کے ایمان و ایقان کا پاک اجر اور پاک جزا ہے ! "

مراسلات

فتنۂ عمان

[مرسلهٔ حضرة الاديب الفاضل احمد محمد شهيلي سكرتيري سلطان عمان]

چونکه بنده " الهلال " کے مطالعین میں سے هے ' اسلیے مجھے ایک گونه مجاز حاصل هے ' که عمان کے متعلق جو غلط فہمیاں واقع هو رهي هیں ' انکو رفع کروں اور اصلي بغاوت کا سبب ظاهر کروں کیونکه مسئله عمان آج کل مطمح انظار جمیع بلاد و جرائد هورها هے -

" عمان " کے متعلق آپ نے دو یا تین مضامین شایع کیے هیں ' میري نظر سے بھي گذرے ' جنکو شاید آپ نے جرائد اجنبیه سے اقتباس کیا تھا ' مگر جس منصفانه طریقه سے آپ نے اس فتنه کي نسبت اپني راے کا اظهار کیا هے ' اسکے لیے آپ مشکور هیں -

اکثر اخبارات نے اس شورش کے باب میں کج رائي اور افترا پردازي کو استعمال کیا هے ' جسکو میں حتی الوسع حال سے لاعلمي پر محمول کرتا هوں ' یه کوئي اصول بحث نہیں هے که کسي تلغراف کے مختصر مضمون پر رائے زني کردي جاے ' یا محمد بن سعید (صدیق نیرایست) جیسے معکوس وطن پرست نامه نگار کے مضمون پر آمنا و صدقنا کهدیا جاے - یا دو متنازع گروه میں سے ایک کو اپني خواهش کے مطابق مخطي اور دوسرے کو مصیب ٹهیرا دیا جاے - یه سراسر غلطي اور ناداني هے : " و اذا حکمتم بین الناس فاحکموا بالعدل "

یه آپ جانتے هیں که بادیه نشین اعراب میں همیشه رزالي جھگڑے هوا کرتے هیں - خصوصاً سرزمیں " عمان " کے اندروني حصه میں ' جهاں مدنیت نام کو نہیں هے - جتنے شعوب و قبائل هیں ' سب آپس میں ایک دوسرے کے سخت مخالف هیں ' یه قبائل دو فریقوں میں منقسم هیں : " هناري " اور " غافري " (جنکو بني هنا و بني غافر بھي کہتے هیں) انمیں همیشه خانه جنگیاں هوتي رهتي هیں اور جب کبھي عارضي اتفاق هو جاتا هے تو اپنے حاکم سے برسر پرخاش هوجاتے هیں جس سے ان کا منشا محض سلب و نهب هوتا هے -

سنه ۱۳۱۲ ھ میں قبائل هناریه کے قریباً چار سو مسلح اشخاص سلطان " مسقط " کے بھائي کي وفات پر تعزیت کے لیے مسقط آئے هوے تھے ' جنکو سلطان موصوف نے نهایت عزت کے ساتھه اپنے محل کے ایک حصه میں فروکش کیا تھا - مگر ان میزبان کش مهمانوں نے وه نمک حرامي کي ' جس کي نظیر مشکل سے ملیگي - یعني نصف شب کے وقت جبکه تمام مخلوق غفلت کي نیند سو رهي تھي ' پهره داروں پر حمله کردیا ' اور درمیاني دروازه توڑ کر محل شاهي میں گھس پڑے اور بندوقیں چلاني شروع کردیں -

سلطان ایک مأمون جگه سے شب بھر انکا تنها مقابله کرتے رهے - اور ایسا مقابله کیا که دشمنوں کو یه گمان تھا که انکے ساتھه کلي آدمی هیں جو بارش کي طرح گولي برسا رهے هیں ' مگر حقیقت میں وه تنها تھے - الغرض صبح تک سلطان نے پینتیس ۳۵ آدمیوں کو اپني گولیوں کا نشانه بنا دیا ' اور جب یه دیکھا که صبح کي روشني انکي تنهائي کو ظاهر کردیگي تو محل کو خیرباد کهکر ایک مخفي راستے سے اطمینان کے ساتھه " قلعهٔ جلالي " میں پہونچگئے ' جو محل سے تقریباً چار سو قدم کے فاصله پر ایک ٹیکري پر واقع هے - (اسي واقعه کو فیر ایسٹ لکھتا هے که " سلطان کشتي میں بیٹھکر فرار هوگیا تھا اور قلعهٔ مذکوره میں چند سال تک پناه گزیں رها)

وهاں سے وه دشمنوں کا مقابله کرتے رهے - یہاں تک که سلطان کے انصار بني بو علي تحت قیادت امیر عبدالله بن سالم مسقط آ پہونچے اور بلوائیوں سے لڑ کر اکثر مقامات پر قبضه کر لیا -

المختصر اکیس (۲۱) روز کي خونریز لڑائي کے بعد ایک - اسفله - قرار پایا (زباني) جس پر فریقین متفق هوگئے اور پانچهزار بدوؤں نے ایک هي روز میں مسقط چهوڑ دیا اور اپنے وطن کو روانه هوگئے - اثناے راه میں سالار قوم شیخ صالح بن علي کو ایک نا معلوم مقام سے بندوق کي گولي آلگي جس سے جانبر نه هوسکا اور جس گدهے پر سوار تھا اسي کي پشت پر اپنے کیفر کردار کو پہونچا : والجزاء من جنس العمل -

ان دنوں جو شورش برپا هے ' یه اسي کے لڑکے کي شرارت هے جسکا نام عیسی بن صالح هے ' مگر باني فتنه ایک اندها شخص هے جسکو عبدالله بن حمیدا السالمي کہتے هیں - یه شخص خود کو علامة الدهر و مصلح العصر و مجدد طائفهٔ اباضیه تصور کرتا هے - یه دونوں اشخاص سلطان کے وظیفه خوار هیں - اور جتنے لوگوں نے انکا ساتھه دیا هے وه بھي سلطان هي کے نعمت پروردہ هیں اور انکي عوائد جمیله سے همیشه سرفراز هوتے رهے هیں - مگر کفران نعمت نے انہیں ابھارا اور محسن کشي پر آماده کردیا - جس کي پاداش انہیں ضرور ملني چاهئے ' عاجلاً او آجلاً -

بظاهر جو بغاوت کے اسباب بتائے جاتے هیں یه صرف حیلے حوالے هیں که بدویوں نے انسداد اسلحه کي وجه سے بلوا کر دیا هے - ممکن هے که یه وجه بھي هو ' مگر في الحقیقة یه ایک قدیم دشمني کے نتائج پر مبني هے اور اس کو رباطن و ظاهر کو سلک گیري کا خیال پیدا هوگیا هے - تعجب تو یه هے که عبدالله بن حمید نے اپنے هي داماد کو امام عادل مقرر کیا هے اور اسي کے هاتھه پر سب سے بیعت بھي کرائي هے - اس سے معلوم هوسکتا هے که وه کہاں تک حق پر هے ؟

اس وقت تک جس قدر ممالک باغیوں کے قبضه میں آئے هیں سب بلا حرب و قتال ' کیونکه عبدالله نے پہلے هي سے بدویوں کو اور ان ممالک کے باشندوں کو ملا رکھا تھا - اور عهد و پیمان کر لیا تھا - علاوه ازیں انکو یه بات سمجھا دي تھي که امام اور اسکے ساتھیوں پر بندوق کي گولي کارگر نه هوگي ' جسکو جاهلوں نے سچ مان لیا اور ابھي تک معتقد هیں ' غرض اس قسم کے مذهبي پهلو سے اپنے آپ کو معتقد علیه بنا لیا هے -

" اسمائل " پر امام کا حمله هونے سے پیشتر سید ناد و همراه تین هزار سے زیاده فوج تھی اور شهر کے باشندے بھي امداد کو تیار تھے - اسکے لیے سینه سپر نظر آتے تھے مگر امام کي آمد پر ساري فوج اور

کل رعایا برگشته هوکر دشمنوں سے جاملي' جیسے قرق قلعه سي ارر لولر برغاس کے موقع پر عیسائي سپاهیوں نے ترکوں کا ساتهه چهوڑ دیا تها - سید نادر صرف اپنے پچاس همراهیوں کے ساتهه رهگئے تے - اس موقف حرج کو دیکهکر انهوں نے قلعه بند هونا مناسب سمجها ' ارر ایک مهینه تک اپنے چند ساتهیوں کے ساتهه هزارروں معاصرین کا مقابله کرتے رهے ' ارر عبد الله کے اس گولي نه لگنے والے طلسم کو توڑ ڈالا ' انکے صرف دو آدمي کام آئے ارر دشمنوں کو اپني لاشوں کے لیے نیا قبرستان آباد کرنا پڑا -

آخر میں جسوقت قلعه کي رسد میں کمي واقع هونے لگي تو سید نادر سے ایک عارضي صلح کي تحریک کي جسکو فوراً امام نے منظور کر لیا ' اس ترکیب سے سید نادر اپنے رفقا کے ساتهه بعزو احتشام قلعه سے نکل کر مسقط آپهونچے' چونکه التوا کي میعاد پندرہ روز کي مقرر تهي اسلیے اُسکے ختم هونے پر امام نے قلعه کو اپنے قبضه میں لے لیا -

اس هفته کي ڈاک سے معلوم هوا هے که امام کے مریدوں میں اختلاف واقع هو رها هے' حمیر ارر عیسے بن صالح اپنے اپنے وطن کو چلے گئے هیں ' عبد الله ارر امام (سمائل) میں مقیم هیں ' (سمائل) کے بعض عربوں نے جو بني ریاحه کهلاتے هیں سلطان کي خدمت میں ایک درخواست پیش کي هے جسمیں مالي ارر سلاحي امداد کا مطالبه کیا هے - سلطان نے اس درخواست کو نامنظور کردیا - برٹش گورنمنٹ کو مسقط سے خاص دوستانه تعلق هے - اس بنا پر ارس نے سلطان کي امداد کے لیے کافي استعداد بهم پهونچائي هے ' ارر مسقط سے کچهه دور پر چهاؤني ڈال رکهي هے ' تاکه اگر بدویوں نے هجوم کیا تو باهر هي باهر روک دیے جائیں -

خاتمه پر میں بهي آپکي طرح یهي کهونگا که " الفتنه نائمة لعن الله موقظها " ر قال الله تعالی : ضرب الله مثلا ' قریة کانت آمنة مطمئنة یاتیها رزقها رغداً من کل مکان ' فکفرت با نعم الله ' فاذا قها الله لباس الخرف والجوع بما کانوا یصنعون - بقلم : ابوالحارث ۲۰ شوال سنه ۱۳۳۱

(الهلال)

مسلمان آج جن مصائب میں مبتلا هیں' ان کي بنا پر اب یه سوال باقي نهیں رها هے که زید حق پر هے یا عمر؟ سوال یه هے که فوائد اسلامیه کي کس کي ذات سے امید هے ؟ عمان بقیه ارض مقدس اسلامي کا ایک ٹکڑا هے' اس لیے بهرحال ارس کو مقدس رهنا چاهیے- لیکن یهه دیکهکر هر مسلم قلب کیوں نه دو نیم هو که مسلمان ابهي تک زید رعمر هي کا سوال کر رهے هیں -

سرزمین عرب کا ایک ایک گوشه تقدیس ر تمجید کي ایک ایک اقلیم هے ' پس جو اجنبي هاتهه ارس کے ایک گوشے کو ناپاک کرتا هے' وه تقدس ر مجد اسلامي کي ایک پوري اقلیم کو تباه کر رها هے ' اس لئے همکو صرف ارس تیغ آزمائے مقدس کا انتظار هے ' جو اپنے ایک وار سے دست نجس اجنبي کي جنبش کو باطل کردے که دامان قدس ر مجد اسلامي مصئون رهے' فهل من رجل یصون ثوب الاسلام ؟

میں نے آپکي تمام تحریر میں صرف اس سطر کو ڈرتے ڈرتے پڑها هے که " برٹش گورنمنٹ کو مسقط سے خاص دوستانه تعلق هے اس بنا پر ارس نے سلطان کي امداد کے لیے کافي استعداد بهم پهونچائي هے " هم یورپ کي محبت هي سے ڈرتے هیں که وه عمارت کي پهلي منزل هے - المودة تابعه التجارة ر التجارة تتبعه الرایه ' اس لیے هم مسلمانان عالم یه نهیں پوچهتے که سلطان کے ساتهه کیا خیانت هوئي ؟ هم یه پوچهتے هیں که عمان کے ساتهه کیا خیانت هوئي ؟ هم اس خبر کے طالب نهیں که سلطان کي امداد ر اعانت کے کیا اسباب بهم پهونچائے جا رهے هیں ؟ بلکه یهه جاننا چاهتے هیں که عمان کي امداد ر اعانت کے کیا اسباب بهم پهونچ رهے هیں ؟ فهل من مجیب ؟

تاریخ حیات الهلال

الهلال اور پریس ایکٹ

زان دل شوریده را برناوک خود مي نهم
کا شیان مرغ مجلس شد دل شیدائے من

اس عهد مذلت ر مصیبت میں که هر مسلم هستي کیلیے جینا ننگ ر عار هے ' همیں اپنے دل ر جان ' دونوں اسلیے پیارے هیں که ایک تو الهلال کے سوز عشق سے داغدار' ارر دوسرا در محبت سے بیقرار هے- الهلال کي محبت کو هم تو سچے دل سے گویا خدا ارر رسول کي محبت سمجهتے هیں- همیں وه بهولي هوئي تعلیم یاد دلائي گئي هے جسے فراموش کرکے هم خسر الدنیا والاخرة کے پورے مصداق بنچکے تے - هم اپنے اعتقاد میں اُسي شخص کو مسلمان جانتے هیں جو الهلال کا سچے دل سے والهٔ ر شیدا هو- ر جسد بے روح جنهیں کل تک دنیا ر ما فیها کي خبر تک نه تهي آج متحرک هي نهیں هیں بلکه میدان عمل میں اهل قوت سے بهي آگے نکل جانے کا قصد کرتے هیں - اهل بصیرت دیکهیں که یه الهلال هي کي صداے حق انتما کا معجزۂ مبین هے - کسے خبر تهي که یه عروس حق ر صداقت بے نقاب هوتے هي اپنے جمال باطل سوز سے دلوں کو مسحور کرکے اک تازه روح پهونکدیگا ؟ ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

ضمانت الهلال کي یکا یک خبر سنکر دل کو بهت قلق هوا - طبیعت دیر تک بیچین رهي' لیکن جب اس واقعه کي حقیقت پر غور کیا تو چپکے چپکے اک خیال نے تسکین دیدي ' ارر دل خون گشته اس نو عروس غم سے یه کهکر هم پهلو هو گیا :

کام جاں را تازه کردي ای غم لذت سرشت !
نے غلط گفتم ' چه غم ای من رائے سلواے من !
من که مستي کردن از خون جگر آمو ختم
ننگ هوشم باد گر جز خون بود صهباے من

بجاے شکوه کے گورنمنٹ بنگال کا شکریه ادا کرنا چاهیے که اسنے اپني خوشي یا کسي کے ایما سے الهلال کي ضمانت لیکر اُسمیں ارر چار چاند لگا دیے - لیکن اسکےساتهه هي اُسے یاد رکهنا چاهیے که تنکوں سے دریا کا سیلاب نهیں رک سکتا - دو هزار ارر دس هزار کي ضمانت تو کیا بلاهے؟ اس دریاے رحمت الهي کي روانی کو انشاء الله پهانسي کي سختي بهي نهیں روک سکتي - هزاروں کیا بلکه لاکهوں جانفروش اپنا زور ر توانائي دکهانے کیلیے ایک اشارۂ چشم کے منتظر هیں - گورنمنٹ هند کو خوب معلوم هے که الهلال اک اسلامي مذهبي رساله هے - اس کے مٹانے کي تمسخر انگیز سعي کرنا گویا مسلمانوں کے مذهبي جذبات کو پامال کرنا هے - تمام مسلمان باستثناے چند ملت فروش منافقین کے ' گورنمنٹ کي ایسي کارروائیوں کو نهایت غیظ ر اضطراب کي نظر سے دیکهه رهے هیں - کبتک اس جور بیجا ارر ستم ناروا کے هم مورد رهیں گے ؟ ارر کهانتک هم اپنے دلي جذبات ارر مذهبي تقدیس کو پامال هوتے دیکهیں گے ؟ کاش وه گردنیں جو ان جبر ر استبداد کي رسیوں کے حلقوں کو زینت گلو سمجهتي هیں ' کٹ جائیں ' تاکه قوم کے جسم کو اس ذلت ر شرمساری کے بار سے نجات حاصل هو- اب تو مسلمان مسلمان هوکر زنده رهنا چاهتے هیں - آخر اس بت پرستي کي کوئي حد بهي هے ؟

ادبیات

رابطہ مسلم

لوگ کہتے ہیں کہ حکام ہیں آمادۂ صلح * یہ اگر سچ ہے تو جز خوبیٔ تقدیر نہیں
لیکن انعام گراں قدر و وظایف کی طمع * یہ حقیقت میں کوئی صلح کی تدبیر نہیں
مایۂ بعث اگر ہے تو فقط مسجد ہے * دیت قتل شہیدان جواں میر نہیں
داد خواہِ حق مسجد ہیں اسیران جفا * ورنہ اُن کو گلۂ سختیٔ زنجیر نہیں
ہم سے خود ذوق اسیری نے یہ کانوں میں کہا * کہ "خم طرۂ [illegible] ہے، زنجیر نہیں"

* * *

جزو مسجد کو اگر آپ سمجھتے ہیں حقیر * آپ کے ذہن میں اسلام کی تصویر نہیں
آپ کہتے: "وضوخانہ تھا، مسجد تو نہ تھی" * یہ بجا مسئلۂ فقہ کی تعبیر نہیں
آپ اس بحث کی تکلیف نہ فرمائیں کہ آپ * حامل فقہ نہیں، واقف تفسیر نہیں

* * *

بند کرتے ہیں جو یہ آپ جرائد کی زباں * یہ بھی کچھ مانع آزادیٔ تحریر نہیں
اور بھی برہمیٔ طبع کا سامان ہے یہ * فتنۂ عام کے دبنے کی یہ تدبیر نہیں
فتح اسطرح کیا کرتے ہیں اقلیم قلوب: * تیر ترکش میں نہیں، ہات میں شمشیر نہیں
اور ہی کچھ ہے گرفتاریٔ دل کی تدبیر * سختیٔ طوق و گراں باریٔ زنجیر نہیں
جبر سے برہمیٔ عام کا رکنا ہے محال * یعنی اس خواب پریشاں کی یہ تعبیر نہیں

* * *

داد خواہوں سے ہز آنر نے جو ارشاد کیا * کہ "یہ حکم ازلی قابل تغئیر نہیں"
حسن ظن کے جو گنہ گار تھے، یہ بول اُٹھے: * اس مرقع میں بھی انصاف کی تصویر نہیں!
ہم اسیران محبت سے یہی ہے جو سلوک * پھر نہ کہیے گا کہ فتراک میں نخچیر نہیں

(شبلی نعمانی)

فکاہت

گئو نفع بخش

مبرس حال ما، از دان کانپور زمن * نہ بیدریغ حریفان زدند تیغ ہلاک
پولیس را صلۂ خدمتش عطا کردند * "از آں گناہ کہ نفع رسد بہ غیر، چہ باک؟"

(اشعری)

در بازوے قدرت تو مضمر صد زور کماں آفرینش
برخیزکه شورکفربرخاست اے فتنه نشاں آفرینش

پانچ روپیه کي حقیر رقم ضمانت الهـلال کے فنڈ میں داخل کیجاتي هے ' قبول فرمائیں - اور اس مضمون کو اخبار میں تھوڑي سي جگه دیں

داعي بالخیر ' سید عبد الحکیم ' سیف ' (رئیس شاهجهاں پور)

الله تعالي اپکي سعي بلیغ کو بار آور کرے اور آپکے متبعین کو استقامت دائمي عنایت فرمائے - جس کو ر قاري سے آپ اپنے ارادہ پر مستقیم هیں خداوند اسلام سب مسلمانوں کو جلد اسي روش پر لائے -

گورنمنٹ نے اگر ضمانت لي هے ' تو کیا هماري جانوں کو بهي اسنے لے لیا هے ؟ نهیں هماري جانیں تو اوس قادر ذو الجلال کي ملک هیں - جسنے همیشه راستبازوں ' حق گوؤں ' اور صادقوں کي مدد کي هے -

پهلے میرا دل مضطرب تها ' بلکه دوسرے معنوں میں نا امید تها مگر الحمد لله که اپکي تحریروں نے مطمئن کر دیا ' یعني مسلمان بنا دیا - میرے پاس کیا هے جو میں آپکي نذر کروں ؟ هاں اوس خداے کریم کي دي هوئي جان حزیں هے جو غیر الله کے آگے کسي قسم کا بهي عجز کرنیکو کفر تصور کرتي هے ' یا پهر اس جان کا جمع شده عرق - جو بصورت روپیه پیسه کے ملتا هے - علاوه قیمت الهلال اور البصائر میں ایک روپیه ماهوار همیشه کیلیے نذر کرنگا اگر قبول فرمائیں تو جواب آنے پر انشاء الله تین ماه کي تین قسطیں بذریعه منی آدر بهیجدونگا -

گر قبول افتد زهے عز و شرف -

آپکا ادني خادم - جان محمد

حضرت مولانا - السلام علیکم - هم یه کهنے سے باز نهیں رهسکتے که وه مصلح و معلم جرائد اسلامي جنکو آج هم اپني جان و مال سے بهي زیاده عزیز رکهتے هیں ' حکام کے جبر و تشدد سے ان شاء الله کچهه بهي نقصان نهیں اٹهالیں گے ' بلکه یه انکي تحریک صداقت کو اور قوي و مستحکم کریگا - ۳ - اگست کے اندوهناک واقعۂ کانپور سے ابتک کتنے اخبارونکا گله گهونٹا جا چکا لیکن پهر اُس سے کیا هوا ؟ کیا مسلمانوں کا جوش سرد هوگیا ؟

" الهلال " کا ابتک بچ جانا تعجب انگیز تها اسلیے که یه تو اور بهي هر ایسے معاملے میں جو گورنمنٹ اور مسلمانوں کے درمیان غلط فهمي پیدا کرتے هیں ' آزادانه ' مگر از روے مذهب ' نکته چیني کرتا تها - تاکه گورنمنٹ اور رعایا کي کشیدگي اندر هي اندر نشو و نما پا کر خطرناک نه هونے پائے - هاں یه ضرور تها که اس امر سے بعض حکام کے جور و ظلم البته آشکارا هو جاتے تهے - با ایں همه " الهلال " سے دو هزار کي ضمانت طلب کي گئي هے - یه ضمانت " الهلال " سے نهیں بلکه مسلمانان هندوستان سے لي گئي هے -

دو هزار روپیه کي کیا حقیقت ؟ اگر دس دس هزار کي بهي ضمانت لي جاتي تو قوم اپني جان بیچکر گورنمنٹ کے خزانے میں داخل کر دیتي - گو مسلمان مفلس ' غریب اور فاقه مست هیں مگر اسلام کي محبت سے ابتک انکے دل خالي نهیں اور اپني جان تک اسپر سے نثار و قربان کر دینے کیلیے سر بکف هیں ' میں یه حقیر رقم الهلال ضمانت فنڈ کے لئے بذریعه منی آدر ارسال خدمت کرتا هوں - امید هے که انجناب اس حقیر و ناچیز هدیه کو قبول فرمالینگے -

خـــادم المسلمـــین
خواجه سید منظور احمد - آره

بعضرت مولانا المکرم ' ذي المجد و الکرم -

الهـلال کے خبر ضمانت اور اسکے ۲۷ - اگست کے نمبر ۹ کي ضبطي نے قاریین الهـلال کے نهیں ' بلکه عموماً مسلمانان هندوستان کے دل هلا دیے - یه ایک استبداد عظیم هے جو مسلمانان هند کو احاطه کیے هوے هے ' تحریري آزادي ساب هونیکو هے - آزادي تقریر کا جنازه اُٹهه چکا - تعجب نهیں آگے چلکر مسلم هستي سے کها جاے که " وجودک ذنب لا یقاس به ذنب - الهـلال کي نور افشاني ماخوذ هے انوار قرآنیـه سے - جب تـک قـرآن دل و زبان پر هے آجکل کي عدالت میں الهلال کیا اهل قران هونا هي بڑا نا قابل عفو جرم هوگا - کیوں نهیں قرآن کریم کا همسے مطالبه کیا جاتا که حق و باطل متصادم هوں اور ان دونوں میں سے کوئي ایک هستي باقي رهجاے ' اور تنازع بقا کا مسئله همیشه کے لئے منفصل هو جاے - خدا آپ کے ارادوںمیں برکت عنایت فرمائے ' اور اشاعة حق کے ارادہ میں جس قدر مانع و مزاحم هیں انکو دور فرما کر اس دور استبداد میں لن الباطل کان زهوقا کي تفسیر دکهلا دے - مجروحین کانپور کي اعانه کے لیے بهي چنده فراهم کر رها هوں عنقریب مرسل خدمت هوگا -

محمد سعد الله - کرت پور ' بجنور

حضرت من دامت برکاتهم -

الهـلال قومي اور مذهبي رساله هے اوسکي ضمانت کا واقعه اسلام کي ضمانت کا مسئله هے جس پر تمام مسلمانوں کو پوري توجه کرني چاهیے ورنـه کیا عجب هے که اسطرح احساس مذهبي هي معدوم کر دیا جاے -

ضمانت فنڈ میں فی الحال (۵ - روپیه) بذریعه منی آدر روانه کرتا هوں جو میرے لیے موجب برکت هوگا -

حافظ حقیقی سے یهي دعا هے که وه حضرت کو اپني حفاظت میں رکهے اور اوسکي نصرت همیشـه حضرت کي رفیـق رهے ' آمین ثم آمین -

خادم - خریدار نمبر (۱۹۲۵)

اشتـهـــار

۴۰ برس کا سـرمه ۵

میں خاص - عام کے فائده کي خاطر اپنا تمام عمر کا نتیجه پیش کرتي هوں جس سے همارے ملک کے لوگ صحت چشم حاصل کرکے میرے حق میں دعا گو رهیں - امراض چشم مفصله ذیـل کا میں اس مجرب سرمه کے ذریعه شرطیه علاج کرتي هوں - وه مریض جنکي آنکهیں بهت کمزور - پاني کا جاري رهنا - دهند - غبار - کمزوري بصارت - تاریکي چشم - جالا پرنال - جهور - سوزش - ابتدائي موتیا بند - ناخونه - خارشت وغیره سے عاجز آگئے هیں - چند روز کے استعمال سے شرطیه فائده هوگا - اور عینک کے استعمال کي حاجت نهیں رهیگي - بچه سے لیکر بوڑهے تک کیلئے یه یکساں فائده کرتا هے - قیمت سرمه سیاه فی ڈرام ۱ - روپیه ۸ - آنه - اور سفید فی ڈرام ۲ روپیه - اسکے علاوه دیگر امراض سخت و شدید کا بهي میں اپنے خاص اصولوں پر علاج کرتي هوں - کوئي صاحب مجهه سے علاج کے خواستگار هوں تو هر ایـک طرح کي علامات بیماري معه تفصیلي حالات لکهیـں -

المشتهر
ام - میري گریس مد رالف - بنگله ڈاکٹر سندهو کوه مصوري -

؎ ہلال کانپور اعلي الله مقامهم

بخدمت جمیع محررین جرائد اسلامیه و بزرگان ملت

واقعات حادثۂ هائله کانپور پر میں نے غور کیا ہے' اوس بات پر میں بلا خوف تردید کہ سکتا ہوں کہ ہمارے بزرگان قوم نے اسوقت تک بجز پیروي مقدمہ کے کوئي سبیل ایسي نہیں نکالي' نہ کوئي ایسي راے قایم کي ہے' جسکے ذریعہ موجودہ ما خوذین کانپور اور مغفور شہدائے کانپور کي بیواؤں اور یتیموں اور پس ماندگان کے گذارہ کي صورت دائمي طور پر ہو سکے' اوسوقت تک کہ اونمیں کے چند نفوس اپني مدد آپ کرنیکے قابل ہوجائیں یا اپنے پیروں پر آپ کھڑے ہو سکیں -

ہر چندہ کہ ابتک وصول کیا جا رہا ہے اور آیندہ وصول کیا جائیگا ' اوسکي نسبت میں یہ دیکھہ رہا ہوں کہ صرف مقدمہ اور صرفۂ وفد ولایت کے لیے ہے- لیکن کسي صاحب نے اسوقت تک اس معاملہ میں کہ (آیندہ مجروحین اور شہدا کے ورثا کا کیا حشر ہوگا ؟) اوني تجویز پیش نہیں کي میرے خیال میں یا تو موجودہ چندہ مسجد مچھلي بازار کانپور میں سے ایک مستقل رقم تجارت میں لگا کر اسکا حافظ احمد الله صاحب ' محمد ہاشم صاحب اینڈسنس تاجران کانپور کو میجر مقرر کر دیا جاے کہ اوسکے منافع سے مجروحان رییدمان کانپور کي اخیر وقت تک (جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں) خبر گیري ہوتي رہے -اور یا جو اور بھتر سب صاحبوں کے نزدیک مناسب ہو عمل میں لائي جاوے -

اگر اسوقت اسطرف توجہ نہوئي تو آیندہ بعد کو آمدني نتیجہ مقدمات عجب نہیں کہ ان مصدوم دلوں کي حالت نہایت دلگداز ہو جاے - تمام جرائد اسلامیہ سے امید ہے کہ میري اس تحریک کو اپنے اپنے جرائد میں درج فرما کر بتا دینگے کہ ورثاء و پس ماندگان شہدائے کانپور کا آیندہ مستقبل کیا ہوگا ؟

محمد علي' افسر' ریل

اعلان

ضرورت

ایک نوجوان گریجوایٹ جو معزز خاندان سے ہیں اور معقول آمدني رکھتے ہیں - اپني شادي کي خاطر کسي شریف خاندان سے خط وکتابت کرنا چاہتے ہیں - خط و کتابت بسلم عالم معرفت الهلال

حادثۂ فاجعۂ کانپور

حادثۂ کانپور کے معصوم زخمي !!

ایک ایسا برس کي لڑکي' جسکا سارا چہرہ سے زخمي ہوگیا تھا '

زر اعانۂ دفاع ۱۹۷۰۰۰ مقدس کانپور

فہرست زر اعانۂ مصیبت زدگان کانپور معرفت جناب احمد حسین صاحب ڈرافس میں' دھرولا سالمتي ریلوے' پرنا -

به تفصیل ذیل :

جناب احمد حسین ڈرفس میں ۴ روپیہ - جناب امرسنگھ صاحب ٹھیکیدار ۱ روپیہ - جناب مسورا صاحب ۸ آنہ - جناب جعفر صاحب ۱ روپیہ جناب مرزا احمد علي بیگ صاحب ۱ روپیہ - جناب علي بھائي صاحب ۴ آنہ - جناب گلزار خان صاحب ۴ آنہ - جناب عالم علیخاں صاحب ۱ روپیہ - جناب محمد خان صاحب ۵ روپیہ - جناب احمد علي ڈسٹ ٹلکٹر جي - ائي - پي ریلوے ۱ روپیہ - جناب حکیم عبد الرحمن صاحب ۱ روپیہ جناب احمد صاحب ۴ آنہ جناب امیر صاحب عطار ۸ آنہ جناب فتح محمد صاحب ۱ آنہ - جناب عبد الرحمن صاحب ۲ آنہ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ۱ آنہ - جناب مصطفی صاحب ۱ آنہ جناب امیر صاحب ۱ آنہ جناب راجو صاحب ۱ آنہ جناب عثمان صاحب بٹري والے ۸ آنہ جناب مقبول صاحب کیرج اکزامنر ۸ آنہ - جناب عبد الرزاق صاحب ہیڈ سگنلر ۱ روپیہ -

جناب اقدس بعد سلام علیکم کے عرض پرداز ہوں کہ مسلمانان شہر اردے پور سے جو چندہ پس ماندگان شہداے کانپور لیلیے ابتک وصول ہوا اوس میں سے ایکصد روپیہ بذریعہ منی اردر ارسال خدمت کیا جاتا ہے فہرست چندہ دہندگان بعرض اشاعت عقب سے روانہ خدمت ہیجاویگي -

یہہ چندہ ممبران مسلم کلب اردے پور کہ اور خصوصا سیدانی صاحب کلب مذکور کي سعي سے ہوا ہے - اور کوشش جاري ہے -

ترجمہ اردو تنسیخ رکبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

جناب احمد حسین صاحب هیڈ رانسمیں
دهنه - پونا - - ۱۹
بـکوشش وسعی منتظمین مسلم کلب اردیپور و بذریعه جناب
شیخ ولی محمد صاحب کرد اور اردے پور
میراژ - - ۱۰۰
مسلمانان غیور موضع بین ضلع پٹنه
بذریعه احمد رضا صاحب - - ۱۵
جناب محمد یعقوب صاحب - جمولی مونگیر - - ۳۵
جناب حافظ دوست محمد صاحب
پیش امام - سورتي مسجد - نگیان بازار - ۹ ۱۰
جناب اکبر خانصاحب - موضع حسیانه
لائل پور - - ۳
جناب مولوي قطب الدین صاحب - - ۷
ایک بزرگ جو نام ظاهر کرنا نہیں چاهتے
(کلکته) - - ۲

زر اعـانـهٔ ۱۹ اجـریـن مـ انیـه

جناب محمد اسمعیل صاحب راچ محل - - ۱
جناب غلام حیدر صاحب - محله سید نگریاں
گوجرا نواله - ۸ ۷
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب -
روڈي - جالندهر - - ۱
بذریعهٔ جناب مبارک حسین صاحب - کلکته - - ۲۹

جناب من ! چار پانچ ماه قبل سے برائے امداد ترکي رمصیبت زدگان جنگ بلقان کچھه چنده جمع هوکر پڑا تھا - لیکن چند رجوه مانع ارسال تھے - کل مبلغ ۱۲۵ روپیه روانه خدمت هے
یہاں اسلام برائے نام هے - بڑے جد و جهد کي یه رقم نتیجه هے -
ش - ع - ر - بهاري مقیم مهي ' بلوچستان
(تفصیل ۱۲۵ -)

جناب میر بلوچ خانصاحب ترمکي - - ۱۰
جناب میر تاج محمد خانصاحب ترمکي متعلم - - ۳۷
جناب محمد رحیم صاحب - ۸ -
جناب سبهاگه گوله صاحب - ۱ ۳
جناب بشیکه صاحب ۶ - -
مسمات سهیني بیوه - ۲ -
مسمات بختاور بیوه - ۲ -
جناب الله رایه گوله - ۲ -
جناب ضمیر صاحب گوله - ۱ -
جناب بگوهت صاحب - ۲ -
جناب مزار صاحب نجار - ۸ -
جناب محمد شریف صاحب زرگر - - ۲
جناب شهر محمد - - ۲
جناب فلر صاحب - ۴ ۱
جناب محمد شفیع صاحب - - ۱
جناب گوزا صاحب - - ۱
جناب مراد خانصاحب ترمکی - ۸ -
مسماة مرادن بیوه - ۲ -
جناب الهي بخش صاحب - - ۲
جناب دهنی بخش صاحب - - ۴
جناب محمد عظیم وحاجی زرگر - - ۱

جناب ارباب دایه - - ۱
جناب سید حسن شاه شمس صاحب - ۹ ۲
جناب عبد الحکیم صاحب - - ۱
جناب کلاتی صاحب - ۱۳ -
جناب بهنمور - ۲ -
جناب کابر صاحب - ۲ -
جناب زربهر صاحب - ۲ -
جناب میر مهر الله خان صاحب - - ۱
جناب حجراني صاحب - ۸ -
جناب ملاقائم الدین صاحب - - ۱
جناب موسی خان صاحب - ۸ -
جناب فقیر گل شاه - - ۱
جناب پیر بخش صاحب - ۲ -
أچرو رنده میراسي - ۸ -
باجهی درتا صاحب - ۸ -
جناب اله بخش صاحب - ۸ -
جناب اله دتا صاحب - ۸ -
جناب عبد الغفور صاحب - - ۲
جناب مرزاخانصاحب - ۲ -
جناب صالح محمد صاحب - ۶ -
مسمات حلیما - - ۱
جناب نائب نور خان صاحب - - ۴
جناب شیام محمد صاحب - - ۲
جناب [illegible] خانصاحب - - ۱
جناب سچر صاحب - - ۱
جناب دوست محمد صاحب - - ۵
جناب راجه بخش صاحب - ۸ -
جناب سفر صاحب - - ۱
جناب پاندهي صاحب - ۸ -
جناب حامد صاحب - - -
جناب حاجی صاحب ۶ ۳ -
جناب سالنداد صاحب - ۲ ۶
جناب قاضی عبد الحق صاحب - ۱۰ ۲
جناب عمر صاحب - - ۱
جناب ملا تاج الدین - - ۱
جناب بري صاحب - ۸ -
جناب دیگر تجار صاحب - ۸ ۱
جناب عبد الرحیم - - ۱
جناب حمزه خانصاحب - - ۱
مسمات عزي بیوه - ۲ -
جناب سلطان صاحب - ۸ -
جناب گگڑاي صاحب - ۴ ۲
جناب کپتن خرات صاحب - - ۱
جناب سر بواه تمندر صاحب - - ۱۸
جناب کپتن خیرات - ۴ -
جناب محمد صاحب - - ۱
جناب نوداني صاحب - ۴ ۱
جناب ولي محمد صاحب - ۲ -
جناب امام بخش صاحب - ۲ -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRESS, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 22, 1913.

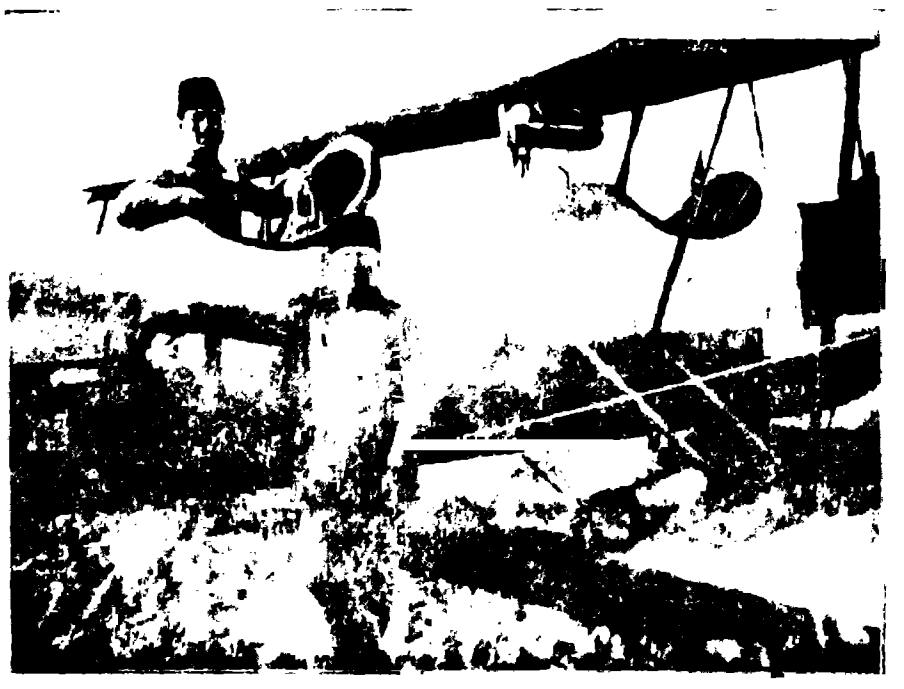

حادثۂ فاجعۂ کانپور

ڈاکٹر ضیاء الدین (لکھنؤ)

مسٹر تصدق حسین (علی گڈھ)
سید فضل الرحمن (الہ باد)

ڈاکٹر محمود (علی گڈھ)
عابد حسین (علی گڈھ)

جرس دھد خدائے کہ کر دست یاری

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ہفتہ وار مصور رسالہ

مسئول و محرر خصوصی
مولوی ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷۱، مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Mocleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. .. 4-12.

جلد ۳ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری — ۱۷

Calcutta: Wednesday, October 22, 1913.

فہرست

شذرات	۲
گم شدہ امن	
رفتار سیاست	۴
افکار و حوادث	۴
مقالہ افتتاحیہ	
مساجد اسلامیہ اور خطابات سیاسیہ (۳)	۵
مقالات	
ان في ذلك لآيات لقوم يوقنون (آپریشید فورم رول بل)	۹
فن مکالمہ	۱۱
شئون عثمانیہ	
برید فرنگ	
برطانیہ از روے معاہدہ دولت عثمانیہ کي اعانت پر مجبور ہے	۱۳
سیاہ نپولین	۱۶
عالم اسلامي	۱۳
رشادیہ	
مراسلات	
ایک اقتصادي تجویز	۱۵
المراسلة و المناظرہ	
چند آور نئے الفاظ - اکاذیب اور شرمناک	۱۷
تاریخ حسیات اسلامیہ	
الہلال اور پریس ایکٹ	۱۵

قصاویر

چوتھا عثماني ہوائي جہاز (طیارہ)

مرقع حماۃ مقدسۂ کانپور (لوح)

(صفحۂ خاص)

مجلس دفاع مسجد کانپور

۱۹ - اکتوبر کو انجمن کي جانب سے ٹرن ہال کلکتہ میں ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا، تا کہ مسئلہ مسجد کانپور کے تازہ تغیرات کي نسبت غور و فکر اور اظہار راے کیا جاے - بارجودیکہ صرف ایک دن پیشتر ہي اسکا اعلان کیا گیا تھا، لیکن جلسہ عظیم الشان اور مجمع نہایت کثیر تھا -

مجملاً اسکي روئداد اخبارات میں چھپ چکي ہے - تفصیلي حالات شاید آئندہ نمبر میں شائع کیے جاسکیں - جس اعتدال اور حزم و احتیاط کے ساتھہ اس معاملے کي نسبت اس جلسے میں تجاویز منظور کي گئي ہیں، ارباب فہم نے انکي اہمیت اور ضرورت کا اندازہ کر لیا ہوگا -

سب سے اخیري تجویز یہ تھي کہ :

" نظر بہ حالات گذشتہ، عمارات و اوقاف دینیہ کے حفظ حقوق و دفاع کیلیے نہایت ضروري ہے کہ مسلمان اپني آئندہ ترین کوششوں سے با قاعدہ کام لیں - اسلیے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ " انجمن دفاع مسجد مقدس کانپور کلکتہ " کو آیندہ " حفظ حقوق و دفاع عمارات دینیہ " کے نام سے بدستور قائم و جاري رکھا جاے "

یہ کہنا ضروري نہیں کہ گذشتہ تجربے آیندہ کیلیے کس قدر موثر اور عبرت انگیز سبق دیچکے ہیں - یہ مسئلہ ہمیشہ سے اہم تھا لیکن اب تو اسکي اہمیت انتہائي درجے تک پہنچ گئي ہے - امید ہے کہ اخوان ملت اس کام میں انجمن کي اعانت فرمائیں گے

ابو الکلام (صدر) (آنریبل) فضل الحق (سکریٹري)

شذرت

گم شدہ امن کی واپسی

لارڈ ہارڈنگ کی یادگار دائمی

۲ - جولائی اور ۱۴ - اکتوبر

الا ان حزب اللہ ہم الغالبون !

فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون - فغلبوا ہنالک و انقلبوا صاغرین ! (۷ : ۱۱۵)

جو حق بات تھی وہ سب پر ثابت ہوگئی ' اور جو کچھ باطل پرستوں نے کیا تھا ' سب ملیا میٹ ہوگیا - پس فرعون اور اوسکے ساتھیوں نے شکست کھائی اور حکم الہی سے ذلیل و خوار ہوگئے -

ہے ایک خلق کا خوں اشک حریفشاں پہ میرے
بیکبھائی طرز اُسے دامن اُٹھا کے آئے ہی !

" مسئلہ مسجد کانپور " کی تاریخ میں ہر واقعہ یادگار ہے - اُس کا آغاز بھی یادگار تھا اور اُس کا اتمام بھی - اُسکی ابتدا بھی ناقابل فراموش ہے اور اُسکی انتہا بھی - اُسکے وہ ایام وسطی جو درد و غم ' آہ و فغاں ' حق طلبی ' و داد خواہی میں بسر ہوے - وہ بھی یادگار رہیں گے ' اور وہ آیام آخریں ' جو جوش و خروش ' جہد و جہاد ' سعی و تلاش ' اتحاد و اجتماع ' اور بالاخر فتح و انہزام کی صورت میں نمایاں ہوے ' وہ بھی کبھی نہ بھلائے جا سکیں گے : واللہ یوید بنصرہ من یشاء ' ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار ! (۳ : ۱۲) -

البتہ ہر شے کی یاد یکساں نہیں ہوتی ' اور ہر یاد اپنے ساتھ ایک خاص اثر رکھتی ہے - زخم بھی یاد رہتے ہیں اور دست مرہم بھی - لیکن پہلی یاد کے ساتھ ہمیشہ دل میں ٹیس اٹھتی ہے ' اور دوسری یاد ہمیشہ تسکین دیتی ہے - خوں ریزی کو یاد کرکے ہمیشہ دنیا نے نفرت کی ہے ' مگر امن کی کوششوں کو ہمیشہ تعریف ملی ہے کہ یہ انکا قدرتی حق ہے -

(۲ - جولائی) اور (۳ - اگست) کی طرح (۱۴ - اکتوبر) بھی یادگار رہیگی ' مگر وہ یادگار ' ظلم و ناانصافی ' نفسانیت و نادانی ' مغرورانہ ہٹ اور حاکمانہ گھمنڈ ' سفاکانہ اقدام اور جابرانہ خوں ریزی کی یادگار تھی ' پر ۱۴ - اکتوبر اُس عقل و تدبر اور دانشمندی و دانائی کی یادگار ہے ' جس نے ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دیا ہے ' اور جو اگر دنیا سے روٹھ جاے ' تو پھر ظلم و ناانصافی کے بے امان دیو زمین کے بسنے والوں کو کبھی پناہ نہ دیں -

ہندوستان کا انصاف گم ہوگیا تھا - برطانیہ کے خزانے کا سب سے زیادہ قیمتی موتی کھوگیا تھا - لیکن مبارک ہو لارڈ ہارڈنگ کو کہ انہوں نے اُسے واپس بلانا چاہا !

* * *

یہ یادگار صرف عقل و نادانی ہی کے ایک ایسے معرکے کو یاد نہیں دلاتی ' جسمیں لاخر دانائی کو فتح ہوئی اور نادانی کو شکست کا اعتراف کرنا پڑا ' بلکہ اس سے بھی زیادہ موثر عبرۃ اسکے اندر حق و باطل کی کشمکش اور بالاخر حق کی فتح یابی کی ہے - وہ صداقت جس نے ہمیشہ فتح پائی ہے ' اس واقعہ کے اندر ایک صدائے غفلت شکن رکھتی ہے کہ اُسکی قوت سے لوگ مایوس نہوں - اس نے اپنی مثالوں کو ہمیشہ دہرایا ہے ' اور وہ اب بھی اپنی مثالیں تازہ کر سکتی ہے - متہمین ہنگامۂ کانپور کا مسئلہ فی الحقیقت حق و باطل کا ایک مقابلہ تھا - باطل کی قوتیں حکومت کے گھمنڈ اور تسلط کے غرور میں پوشیدہ تھیں مگر حق کی بے سروسامانی کے اندر بھی اسکا قدیمی معجزہ موجود تھا - گو اس کی آواز سے بار بار غفلت کی گئی ' اُسکی صداؤں کی بارہا تحقیر ہوئی ' داد خواہی کی فریادوں کو بار بار ٹھکرایا گیا ' تاہم اسکی قوت ناگزیر اور اسکا جلال بے امان تھا - پس آخر اُس نے اپنی طاقت کا اعتراف کرایا جیسا کہ ہمیشہ کراتا ہے اور جیسا کہ ہمیشہ ہوگا : وقل جاء الحق و زھق الباطل ' ان الباطل کان ذھوقا !

اس فتح و شکست کو اُس فیصلے میں ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں ' جو مسجد کانپور کے متنازع فیہ حصے کا کیا گیا ' اور نہ تو اسے ہز ایکسلنسی کی تقریر میں تلاش کرنا چاہیے - اس فتح و نصرت کیلیے صرف اسقدر کافی ہے کہ جو لوگ اس مسئلے کو اعتماض و بے دردی سے طے کرنا چاہتے تھے ' انہوں نے اپنی معجبت کے اظہار کو ضروری سمجھا ' اور جن لوگوں کو صرف زخم ہی کا مستحق سمجھا تھا ' انکے لیے بالاخر ایک مرہم بھی طیار کیا گیا !!

* * *

جو کام جس غرض سے کیا جاے ' اگر وہ غرض حاصل ہوجاے تو یقیناً خوش ہونا چاہیے - مجھکو اس امر سے نہایت خوشی ہے کہ اس دانشمندانہ عمل نے لاکھوں مسلمانوں کے غمگین اور مایوس دلوں کو یکایک مسرور کردیا اور جس درجہ نادان اور بے درد (نہ کہ فیاض و رحم دل) سر جیمس مسٹن کے متمردانہ رویہ نے غلطی کی تھی ' اتنی ہی لارڈ ہارڈنگ نے تدبر و انصاف فرمائی سے کام لیا - انہوں نے مقدمات اٹھا لیے اور مسجد کی زمین میں مداخلت کرنے کی اصلاح کرنی چاہی - ہر وہ انکھ ' جو ایک سرچھپے بے جرموں کے ہاتھوں میں سر جیمس مسٹن کو ہتھکڑیاں دلواتے دیکھ چکی ہے ' ۱۴ - اکتوبر کے اس منظر کو محبت و تشکر کی نگاہوں سے دیکھے بغیر نہیں رہسکتی کہ لارڈ ہارڈنگ کے ہاتھ پدرانہ محبت کے اظہار کے بعد ' انکو بلا استثنا رہا کر دینے میں مصروف ہیں !

لیکن ہر واقعہ کي مختلف حیثیتیں ہوتي ہیں اور ان تمام جذبات مسرت و امتنان کے ہجوم میں' اسپر افسوس کیے بغیر میں نہیں رہسکتا کہ بہت سے لوگ واقعہ کو مختلف نظروں سے نہ دیکھنے میں ایسي غلطي کر رہے ہیں ' جس پر شاید انکو کسي وقت تاسف ہو' حالانکہ کام وہي سچا اور پر صداقت ہے' جس کیلیے امتداد زمانہ کے ساتھہ ساتھہ مسرت اور خوشیاں بھي بڑھتي جائیں' اور جسکے لیے کبھي بھي تاسف نہو-

۱۴ - اکتوبر کا واقعہ چند چیزوں کا مجموعہ ہے - مسئلۂ مسجد کانپور نے مختلف صورتیں اختیار کرلي تھیں - ایک مسئلہ ہے مسجد کے متنازع فیہ زمین کا - اور ایک مسئلہ ہے متہمین کي رہائي کا -

ایک شے ہے کانپور کے وفد کا اڈریس' اور پھر سب سے آخر سامنے آنے والي چیز ہے ہز ایکسلنسي کي تقریر' جسمیں اِن تمام امور کا اعلان کیا گیا -

کیا مجھے وہ حضرات جو ۱۴ - اکتوبر کي شام سے مصروف کار ہیں ' بتلا سکیں گے کہ انکے اظہارات کس چیز کے متعلق ہیں ' اور تقلید و اتباع کے سوا انہوں نے کیا خود بھي اسپر کچھہ غور کیا ہے ؟

(دالان)

اولین مسئلہ مسجد کے دالان کا تھا ' لیکن اگر میں یہ کہنے سے خاموش رہوں تو یہ میرے ایمان کا انتہائي ضعف ہوگا کہ اسکا مسئلہ اب تک فیصل نہیں ہوا ہے- نہ صرف مسلمانوں کیلیے' بلکہ حضور ریسراے کي اُس قیمتي اور یاد گار انصاف فرمائي کے دائمي اور مستحکم ہونے کیلیے بھي نہایت ضروري تھا کہ وہ مسلمانوں کے مذہبي اظہارات اور علماء کرام کي شرعي تصریحات کے مطابق ہوتا - وہ انتہائي مقصد جو حضور ریسراے کي اس مداخلت کے اندر مضمر ہے ' کس درجہ شریفانہ ' اور کس درجہ محبوب القلوب ہے ؟ یعنے انہوں نے مسلمانوں کے غم و الم کو دور کرنا چاہا ' اور انکي خواہشوں کو پورا کرکے برٹش انصاف کے سب سے بڑے قیمتي اصول " عدم مداخلت مذہبي " کے احترام کو ہمیشہ کیلیے محفوظ کر دیا - پھر کیا یہ کوئي خوشي کي بات ہوئي اگر ایک ایسي اعلي نیت اور بہترین عمل کو ہم ایسی حالت میں چھوڑ دیں ' جو مسلمانوں کو کامل تسکین دینے ' اور انکي تمام شکایتوں کے دور کرنے میں کسي طرح ' اور کبھي بھي ناکام ثابت ہو؟ اگر ایسا کیا جاے تو در حقیقت یہ ریسراے کي محبت فرمائیوں کا ہماري طرف سے کوئي اچھا معاوضہ نہوگا -

حضور ریسراے نے ٹوٹتے ہوے دلوں کو جوڑنا چاہا تھا ' پس ضرور تھا کہ ہم انہیں مدد دیتے ' تاکہ اسطرح یہ ٹکڑے باہم ملا دیے جاتے کہ پھر دیکھنے والوں کو یہ بھي بتلانا مشکل ہوتا کہ ٹوٹا بھي ہے تو کہانسے ؟

دل شکستہ دراں کوچہ مي کنند درست
چنانکہ خود نشناسي کہ ازکجا بشکست ؟

لیکن اگر بال رہگیا تو وہ دیکھنے والوں سے گذشتہ کي مخبري کریگا اور بھولنے والے پچھلي یاد کو نہ بھلاسکیں گے !

یہ جو اوازیں بعض اطراف سے اُٹھہ رہي ہیں - یہ جو مراسلات کانپور سے آ رہي ہیں ' یہ جو خود ۱۴ - اور ۵ - اکتوبر کے بعض حالات و واقعات کانپور ہیں - کیا اسي بات کا نتیجہ نہیں ہیں ؟ اگرچہ :

ملگیا شیریں مبارک باد میں !

اصل مسئلہ زمین کي ملکیت کا مسئلہ ہے اور افسوس کہ ہز ایکسلنسي نے اس کو صاف کرنا غیر ضروري بتلایا -

ممکن ہے کہ اسمیں کچھہ ۰-۱ تہیں ہوں ' تاہم بہت آساني سے ممکن تھا کہ زیادہ صبر و انتظار کے ساتھہ معاملے کے ہر پہلو کو صاف کرلیا جاتا - آوروں کو جلدي ہو تو ہو' لیکن الحمد للہ کہ خود مسلمانوں کو اس معاملے میں جلدي کرنے کي کوئي وجہ نہ تھي -

ایک صورت یہ ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑہ بجنسہ واپس کر دیا گیا - اب متولي اُس زمین کو اس طرح استعمال کرینگے کہ اُس جانب ایک دروازہ بنالیں گے - چھت کیلیے دو کھمبے کھڑے کریں گے - نیچے کا حصہ انکي ملکیت ہوگي قانوناً و علناً ' اور اس طرح یہ اصول شرعي برابر قائم رہیگا کہ " کسي مسجد کا کوئي حصہ مصالح مسجد کے سوا اور کسي کام میں نہیں لگایا جا سکتا "

دوسري صورت یہ ہے کہ مسجد کا جسقدر حصہ حکام کانپور نے لینا چاہا تھا ' وہ بجنسہ سڑک کو دیدیا گیا - البتہ مسجد کے اوپر صحن کے ساتھہ ۸ - فیٹ کا برامدہ سا نکال لینے کي اجازت دیدي گئي ہے' جس کي اجازت ہر شہر کي منیوسپلٹي ہر مکان کو خاص شرائط کے ماتحت دیدیا کرتي ہے -

وہ نیچے کي زمین کہ اصل معاملہ ہے ' سڑک میں بدستور شامل رہیگي - البتہ یہ ایک خاص بے اصولي جائز رکھي گئي ہے کہ اتنے حصے کو متولیان مسجد اپنے صرف سے طیار کرا دیں -

پس اسکو اچھي طرح صاف ہو جانا چاہیے کہ کونسي صورت قرار پائي ہے ؟ یہ کوئي عقل مندي کي بات نہیں کہ " زمین ملگئي ' زمین ملگئي " کا شور مچا کر لوگوں کو واقعہ کے سوچنے کي مہلت نہ دے جاے اور وہي معاملہ مشتبہ اور پیچیدہ ہو کر رہجاے ' جسکي بدولت مسلمانوں کو اس درجہ نا قابل تلافي نقصان عزت و جان گوارا کرنے پڑا ' اور جسکي وجہ سے خود حکومت کو بھي اس درجہ پریشاني اور حیراني سے اُٹھاني پڑي -

حضور ریسراے کے فیاضانہ ارادہ کي صحیح تکمیل اور اسکي سچي قدر داني جب ہي ہوسکتي ہے ' جب کہ انکے فیصلے اور اعلان کو اسطرح معلق چھوڑ دینے کي جگہ اسکو اس حالت تک پہنچانے کي سعي کي جاے ' (حالانکہ پہلے ہي ہونا تھي) کہ وہ اپنے اصلي مقصد کو حاصل کر سکے -

میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ معاملہ اچھي طرح صاف کر دیا جاتا تو کانپور کے عام مسلمان بھي بالکل مطمئن اور شاد کام ہو جاتے اور باہر بھي ہر طرف طمانیۃ ہوتي -

میں ہرگز یہ راے نہ دونگا کہ مسلمان اس معاملے میں کوئي نیا ایجي ٹیشن شروع کریں ' اسکي کوئي ضرورت نہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ اس معاملے کو کارکن ذرائع سے صاف ہو جانا چاہیے کہ اب بھي وقت باقي ہے - اور مجھے امید ہے کہ شاید ایسا باساني ہو سکے گا -

(باقي آیندہ)

برست رفسید

(دولت عثمانیه اور معاهدات دول)

گذشته هفته غم اور مسرت ' دونوں قسم کي خبروں سے خالي رها - مدت هوئي ' اطلاع ملي تهي که ترکي انهیں شرائط و معاهدات پر یونان سے صلح کریگي ' جن کو بلگیریا نے قبول کرلیا هے - یونان کو اس سے انکار تها - پهر خبر آئي که ترکي وکیل صلح اتهنز گفتگو کے لیے پهونچ گیا - اسکے بعد چند روز تک ریوتر کي زبان خاموش رهي ۱۲ - اکتوبر کو سب سے پهلا فقره جو اوسکي زبان سے نکلا وه یه تها که شاه یونان نے فوجي جائزه لیتے هوے گیارهویں پلٹن کے افسروں کو خطاب کرکے کها :

" اگر یونان اس وقت بلقان کے حالات سیاسیه کا مالک هے تو یه صرف تمهارے هي زور و استقلال کا نتیجه هے - میں مطمئن هوں که اب کوئي جنگ نه هوگي اسلیے که هم کامل طور سے طیار هیں ' اور کامل اطمینان نه هونے تک هم مضبوط و مستقل رهینگے "

۳ - دن کے کامل سکوت کے بعد ۱۵ - اکتوبر کو قسطنطنیه سے تار آیا که حکومت نے یونانیوں کے ایک ناگهاني حمله سے متنبه هوکر یه فیصله کرلیا هے که دردانیال بند کردیا جاے - صرف دن بهر در کهلنے کے لیے کهولا جاے گا - دوسرا تار اس کے ساتهه یه تها که یوناني رعایا کے قسطنطنیه سے اخراج کا مسئله یوناني اخبارات اور حکومت کے گذشته واقعهٔ غیظ و اشتعال کي بنا پر گورنمنٹ کے زیر غور هے -

اسي تاریخ کو والنا سے بحوالهٔ تلغراف سالونیکا ' ایک آسٹریں پریس کي اطلاع تهي که " کانبي " کے قریب یوناني اور ترک سوارون میں دو گهنٹے تک ایک خون ریز جنگ هوئي ' یونانیوں نے ترکوں کو پیچهے هٹاکر " قادم کوئي " پر قبضه کرلیا هے - لیکن افسوس هے که اس فتحمندانه اور مسرت انگیز خبر کي پهر کوئي تصدیق اتهنز سے موصول نه هوئي ' اس لیے اسکي صحت مشتبه هے -

اسکے بعد کي آخري خبر یه هے که گفتگوے صلح شروع هوگئي هے -

(مشکلات مالیه)

گذشته جنگ کے غیر متوقع مصارف نے هر شریک جنگ حکومت کو مشکلات مالیه میں مبتلا کردیا هے - بلغاریا کا حال تو بهت دنوں پهلے هي کهل چکا ' رومانیا جسکي جنگي تاریخ صرف پیش قدمي هي پر ختم هوگئي ' اوسکو بهي (حسب تلغراف ۱۹ - اکتوبر) ایک هزار اسٹرلنگ بحساب ساڑهے چار فیصدي سود قرض لینا پڑا - (جاوید بے) وزیر مالیه عثمانیه ایک مدت سے فرانس سے قرض لینے کے لیے کوشان تهے - آخر ۵ - فیصدي پر اونکو ایک معتد به رقم شام کي فرنچ ریلوے لائن کي بعض شرائط پر مل گئي - ۱۳ - کا تار هے که مجلس وزراے عثماني نے ان شرائط کو تسلیم کرلیا هے - کوشش هے که اسي قسم کے شرائط پر جرمني سے بهي ایک قرض لیا جاے اور وه اسکے لیے طیار هے - اللهم رفق العثمانیین لخیر بلاد هم ' و ارزقهم سداد الراي و حسن النیه -

(البانیا)

سرویا کي فوج بدستور البانیه کے حدود پر مجتمع هے اور به نگاه حرص اپنے شکار کو دیکهه رهي هے - لیکن اسٹریا نے ' اور اب جرمني نے بهي سرویا کو سخت تهدید کردي هے که ناعاقبت اندیشي نه کرے - اسد پاشا نے ایک اور هنگامه بپا کیا تها لیکن ناکامیاب رها -

افکار و حوادث

مسئله کانپور کے متعلق سر جیمس مسٹن نے بار بار کها که میں نے جواز انهدام حصهٔ مسجد کے متعلق بعض علما سے بهي پوچهه لیا هے - گذشته هفتے خان بهادر شاه ابو الخیر غازیپوري کانپور گئے تهے - مسٹر مظهر الحق نے باصرار ان سے لکهوا لیا که " میں نے نه تو بالمشافه اور نه تحریراً ' کسي طرح بهي هز آنر کو جواز انهدام کا فتوی نهیں دیا هے "

لیکن هم اپنے محترم دوست سے پوچهتے هیں که تمام علماے هندوستان میں سے صرف شاه ابو الخیر هي انکو کیوں مهتبه نظر آئے ؟ اور پهر هم اپنے دوست کو انکي اس غلطي پر بهي متنبه کرنا چاهتے هیں که سر جیمس نے علما کا حواله دیا تها ' نه که خان بهادروں کا - ایسي حالت میں ایک خان بهادر سے مشتبه هونے کي کوئي وجه نه تهي - بهتر هوگا اگر خان بهادر اپني تحریر پریس سے واپس لے لیں -

سنا هے که دهلي کے بهي کسي صاحب سے لوگوں نے اسي قسم کي تحریر کا مطالبه کیا هے ' لیکن هم پهر اپنے دوستوں کو سر جیمس کے خاص لفظ " علما " کي طرف توجه دلاتے هیں که وه علما سے مطالبه کریں ' نه که دوسروں سے - ان صاحب نے اس شور و غل میں خاموشي کو بهتر سمجها هے - هم ان کو خان بهادر سے دانشمند تر اور عاقل تر سمجهتے هیں ' یه دوسري بات هے که " السکوت نصف النطق " بهت سے لوگوں کو یاد هو -

لیکن کیا شاه ابو الخیر نے اس مسئله میں حدیث " المستشار مؤتمن " (جس سے مشوره لیا جاے اوسکو مشوره نیک دینا چاهیے ' اور نیز اخفاے راز میں امانت داري کرني چاهیے) پر تو عمل نهیں فرمایا هے ؟

حضور وایسراے کے فیصلهٔ کانپور کے متعلق بعض ایسے اشخاص ' جماعات ' مقامات ' اور مجالس کي طرف سے بهي تشکر و امتنان کے رزولیوشن عجیب و غریب سرعت کے ساتهه پاس هو رهے هیں ' جن کا نام مسجد کانپور کے مسئلے کي پوري تاریخ میں کهیں نظر نهیں آتا - اس سے ظاهر هوتا هے که مسجد کانپور کي مصیبت انکے لیے اسقدر اهم اور قابل اظهار نه تهي ' جسقدر که کانپور کي مسرت !

لیکن اگر یه سچ هے که جو روا هے اوسي کو هنسنا بهي چاهیے ' تو هم حیرت سے پوچهتے هیں که جو روا نهیں ' وه آج هنستے کیوں هیں ؟ جنهوں نے یه نهیں کها که هم " شکایت کرتے هیں " تو یه کیوں کهتے هیں که " هم شکریه ادا کرتے هیں " ؟ جن کو کسي چیز کے گم هو جانے کا غم نه تها ' وه آج کس چیز کے ملنے کي خوشي کررهے هیں ! اور پهر وه ' جو " باغیوں " کے " فتنه " میں شریک نه تهے ' آج اون کي " مسرت " میں شامل هوکر زبان حال سے یه کیوں کهتے هیں که " هم بهي قلباً باغي تهے گو منافقت سے اظهار تهي " ؟ قیامت کي نسبت بعض روایتوں میں آیا هے که منافقوں کي پیشانیوں پر ایسي نشانیاں نمایاں هوجائیں گي جنسے وه تمام صفوف محشر میں پهچان لیے جائیں گے - سچ یه هے که ۳ - اگست کو مسلمانوں پر قیامت آگئي اور مومنوں اور منافقوں میں همیشه کیلیے امتیاز هوگیا !!

الهلال

۲۱ ذیقعدہ : ۱۳۳۱ ھجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاھور کا رزولیوشن

(۳)

(حقیقت تعبد و پرستش)

ممکن ھے کہ تم کہو: مساجد میں انسانی حکومتوں کے احکام کا اعلان ' اور انسانوں کی تعریف و تمجید پرستش و تعبد میں داخل نہیں - پرستش تو صرف اُسی کی کرتے ھیں جسکے لیے مسجدیں بنائی گئی ھیں - اُسی کے آگے عبادت کیلیے کھڑے ھوتے ' اور اُسی کی حمد و ثنا خطبوں میں بیان کرتے ھیں - البتہ انسانوں میں جو لوگ بڑے ھیں ' جنکا دربار عزت بخش اور جنکا حکم و اقتدار بہت وسیع ھے ' انکی تعریف کرتے ھیں اور انکے لیے دعا مانگتے ھیں -

اگر میں اسکا جواب دوں - اگر میں اسلام کی توحید اور اسکے قرار دادہ شرک کی تشریح کروں - تو میں اپنے موضوع بحث سے بہت دور جا پڑونگا اور اب بھی اتنا نزدیک نہیں جتنا کہ ھمیشہ رھنا چاھیے - مگر میں کہونگا کہ میں نے جو آجکل کے مشرکین ھوا پرست کو قریش مکہ کے مشرکین اصنام پرست سے تشبیہ دی تو نادانو! وہ تو تمھارے اس کہنے میں بھی موجود ھے - دراصل توحید اسلامی کے متعلق یہ ایک عالمگیر ضلالت ھے جس میں آج مختلف صورتوں کے اندر عالم اسلامی گرفتار ھے - لوگ بھول گئے ھیں کہ اسلام کا مایۂ شرف محض اعتقاد توحید نہیں بلکہ تکمیل توحید ھے - اور تکمیل توحید کی اصل و اساس " توحید فی الصفات " ھے -

(توحید فی الصفات)

مشرکین مکہ کبھی بھی خدا کے منکر نہ تھے - وہ کبھی یہ نہیں کہتے تھے کہ جن بتوں کی ھم پوجا کرتے ھیں یہی خالق ارض و سماوات ھیں :

ولئن سالتھم من خلق السماوات والارض و سخر الشمس والقمر ؟ لیقولن اللہ ! فانی یوفکون ؟ (۲۹ : ۶۱)	" اور اگر ان مشرکین عرب سے تم پوچھو کہ وہ کون ھے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ' اور سورج اور چاند کو اس ترتیب و نظام عجیب پر مسخر کر دیا ؟ تو بے اختیار بول اٹھیں گے کہ کوئی نہیں ' صرف اللہ ! جب حالت یہ ھے تو پھر یہ گمراہ کہاں بھٹکتے چلے جا رھے ھیں ؟ '

پھر سورۂ (زمر) میں فرمایا :

ولئن سالتھم من خلق السماوات والارض ' لیقولن اللہ ' قل افرء یتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ' ھل ھن کاشفات ضرہ ؟ او ارادنی برحمۃ ' ھل ھن ممسکات رحمتہ ؟ قل حسبی اللہ ' علیہ یتوکل المتوکلون ! ! (۳۹ : ۳۹)	اور اے پیغمبر ! اگر تم ان مشرکین مکہ سے پوچھو کہ کون ھے جس نے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا ؟ تو ضرور اسکے جواب میں یہی کہیں گے کہ " اللہ نے " ! پھر تم انسے کہو کہ اگر اللہ مجھکو تکلیف پہنچانا چاھے تو وہ تمھارے معبود ' جنھیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ھو ' میری تکلیف کو دور کرسکتے ھیں ؟ یا اگر اللہ مجھ پر اپنا فضل و کرم کرنا چاھے تو کیا وہ اُسے روک سکتے ھیں ؟ اے پیغمبر ! انسے کہدو کہ میرے لیے تو بس (وھی) خدا بس کرتا ھے (جس کے وجود سے تم بھی انکار نہیں کرسکتے) اور بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ھیں ! !

پس اگر اپنے اعمال مشرکانہ کے ساتھہ تم بھی خدا کا اقرار کرتے اور اسکو عبادت صفوف و محراب کا مستحق سمجھتے ھو ' تو تمھارے مورث اعلیٰ بھی ایسا ھی سمجھتے تھے - انکو اللہ کے وجود سے انکار نہ تھا - جب انسے پوچھا جاتا تھا کہ باوجود اس اقرار کے بتوں کو اپنا قبلۂ عبادت کیوں بناتے ھو ؟ تو جواب میں کہتے تھے :

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (۳۹ : ۴)	ھم انکی پرستش صرف اسلیے کرتے ھیں کہ یہ ھمارے لیے وسیلۂ شفاعت ھیں - اور تاکہ ھمیں اللہ کا مقرب بنا دیں -

سورۂ (یونس) میں بھی انکا قول نقل کیا ھے :

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم و لا ینفعھم ویقولون ھا اولاء شفعاونا عند اللہ - (۱۰ : ۱۹)	" اور اللہ کے سوا یہ اُن چیزوں کی پرستش کرتے ھیں جو فی الحقیقت نہ تو انھیں نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتی ھیں اور نہ نفع پہنچانے کی - اور جب پوچھو تو کہتے ھیں کہ یہ ھمارے بت خدا تو نہیں مگر ھمارے لیے شفیع و وسلۂ تقرب ضرور ھیں - "

پھر کیا یہی جواب نہیں ھے جو آج تمھاری زبانوں سے بھی نکل رھا ھے ؟

تم بھی مدعی اسلام ھو ' خدا کو مانتے اور اسکے آگے عبادت کیلیے کھڑے ھونے سے منکر نہیں ' لیکن با ایں ھمہ تم نے دنیوی قوت و طاقت اور عز و جاہ کے انسان صورت بتوں کو اپنی تعبدانہ عاجزی و تذلل کا مستحق سمجھہ لیا ھے -

قریش مکہ نے اپنے بزرگی مورثیں بنا رکھی تھیں - تم نے دنیوی تاج و تخت اور حکام و امرا کو انکی جگہ دیدی ھے - تم اُن سے اسطرح ڈرتے اور انکے نام سے کانپتے ھو ' جو صرف خدا ھی کے ساتھہ سزاوار تھا - تم انکا ذکر اس احترام و عظمت سے کرتے ھو ' جو صرف خدا ھی کا حق خالص تھا - تم انکے آگے اس عاجزی و ذلت سے جھکتے ھو ' جو صرف خدا ھی کے سامنے زیب دیتی تھی - تم انکے احکام جائرہ اور اوامر مستبدہ کی اس طرح بلا چون و چرا تعمیل کرتے ھو ' جس کا حق خدا کے سوا اور کسی ھستی کو نہ تھا - تم خدا کے گھر کے اندر انکا ذکر کرتے اور انکی تعریف و تہنیت میں گیت گاتے ھو ' اور انکے حکموں اور فرمانوں کا منبروں پر چڑھ چڑھکر اعلان کرتے ھو - پھر اگر یہ شرک فی الصفات نہیں ھے تو کیا ھے ؟ کیا شرک و بت پرستی بغیر پتھر کی صورت اور بغیر قربانی کے بھوسے کے ممکن نہیں ؟ کیا بت پرستی کا گھر دل اور ارادہ نہیں بلکہ مندر کا کلس اور پوجا کا چبوترہ ھے ؟

پھر تم بھي تو يہي کہتے ہو کہ " ما نعبد ہم الا ليقربونا الي الله زلفى " ؟ تم بھي تو يہي جواب ديتے ہو ' جبکہ تم پر توحيد کي لعنت اور ايمان بالله کي پھٹکار پڑتي ہے کہ " ہـا اولاء شفعاؤنا " ؟ يعني يہ حکام ' يہ ارباب اقتدار ' يہ امـراؤ رؤسا ' گو مالـک حقيقي نہيں مگر ہمارے ليے وسيلۂ تقرب ' و ذريعۂ شفاعت ' و موجب ترفع درجات و ازدياد اعزاز ہيں ؟

مگر ياد رکھو کـہ وہ زندگي جسکے اعـزاز و تـرفع کي نفساني خوشيوں کيليے تم يـہ سب کچھـہ کـر رہے ہو ' دائمي نہيں - وہ وقت بھي آنے والا ہے جبکہ مالک الملک حقيقي کا تخت جـلال و جبروت بچھايا جائيگا اور پرچا جائيگا :

اين شرکاؤ کـم الذين	" آج کے دن کہاں ہيں وہ تمہارے ٹھہرائے
کـنتم تذ عمـون ؟ -	ہوئے معبودان باطل ' جنکو تم خدائي
(٦ : ٢٢)	ميں شريـک سمجھتے اور اسليے انکے
	آگے جھکتے تھے ؟ "

اور پھر جبکہ تم اپنے ان حکام و اُمرا کو ڈھونڈھوگے کہ :

ہـل لنا من شـفـعاء	" آج کے دن ہمارے دنيا کے شفاعت
فيشـفـعوا لنـا او نـرد	کرنے والوں اور وسيلۂ ہائے تقرب ميں
فنعـمل غـير الـذي	سے ہے کوئي سفارشي کہ يہاں بھي
کنا نعمل ! (٧ : ٥١)	ہماري سفارش کرے ' يا ہميں پھر دوبارہ
	دنيا ميں لوٹـا ديا جاے تا کہ جيسے عمل ہم پہلے کرتے تھے ' اُنکے
	خلاف ايمان دارانـہ عمل کريں ! "

ليکن اُس دن ليليے اُن سب پر افسوس اور اُن سب ليليے حسرت ' جنھوں نے آج زمين پر الله کو بھلا ديا ہے - کيونـکہ وہ بھي اُس دن بھلا ديے جائيں گے اور جس طرح انھوں نے آج خـدا کے دين مقـدس کو اپنے اعمال سخريـہ سے ہنسي کھيل بنا ديا ہے ' اُسي طرح اُس دن بھي اُنسے تمسخر کيا جائيگا کہ :

الذين اتخـذوا دينـہم	" ان لوگوں نے دين الہي کو ہنسي
لہوا و لعـبا و غـر تہـم	کھيل بنا رکھا تھا ' اور دنيا کي زندگي
الحيوة الدنيا ' فاليـوم	اور جاہ و عـزت کي ہوس نے انھيں
نـنساہـم کما نسوا لقـاء	دھوکے ميں ڈالديا تھا - پس آج کے دن
يومہـم ہـذا ' و ما کانوا	ہم بھي اُنھيں اُسي طرح بھلا ديں گے '
بايآتـنا يجحـدون !!	جس طرح کہ يہ لوگ دنيا ميں آج
(٧ : ٤٩)	کے دن کو بھلا بيٹھے اور ہماري آيتوں
	کا اِنکار کرتے رہے !! "

(بقيہ نتائج بحث)

گذشتہ سے ملحق

(۴) اس جملـۂ معترضہ نے گزشتہ نمبر کي بہت سي جگہ ليلي تھي کہ اس آيت سے مقصود بيت المقدس کي تخـريب کا کوئي واقعہ ہے يا مشرکين مکہ کا تمرد اور سرکشي ؟ ليکن يہ اطناب مصالح سے خالي نہ تھا -

اس امر کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ اس آيت ميں مشرکين مکہ کي طرف اشارہ ہے ' بغير کسي تکلف کے ہم اس نتيجہ تک پہنچ جاتے ہيں کہ خداے مشرکين مکہ کو اسلام و پيروان اسلام کي طرف سے جس سلوک کا مستحق قرار ديا تھا ' ہر زمانے اور ہـر درز ميں مانعين مساجد اسي سلوک کے مستحق ہونگے - مشرکين مکہ کا سب سے بڑا جرم سورۂ توبہ کے نزول کے ساتھہ يہي بتلايا گيا تھا کہ " وہم يصدون عن المسجد الحرام " وہ مسجد سے مسلمانوں کو روکتے ہيں - پس جب کبھي کوئي شخص ' کوئي گروہ ' کوئي قديم ' کوئي طاقت ' ہمارے ساتھہ ايسا کريگي ' تو ہم مجبور ہونگے کہ اُسے بھي سورۂ (توبہ) کے احکام کا مستحق سمجھيں -

اسـلام و مسلمين کے حقوق دينيہ کا حفظ و احترام ايک معاہدۂ صلح تھا جو مسلمانوں اور قريش مکہ ميں قرار پايا تھا - پر مکہ والوں نے اُسے توڑ ديا اور خدا کو اعـلان کرنا پڑا کہ :

بـراۃ من الله و رسولـہ	" جن کے ساتھہ تم مسلمانوں نے صلح و
الي الـذين عاہدتـم	امن کا عہد و پيمان کر رکھا تھا ' اب الله
من المشرکين ' فسيحوا	اور اُسکے رسول کي طرف سے انکو صاف
في الارض اربعۃ اشہـر '	جواب ہے - پس اے اہل مکـہ !
واعلموا انکم غير معجزي	امن کے اب چار مہينے ہي باقي رہگئے
الله ' و ان الله مخزي	ہيں ' جنميں خوب چل پھـر لو - اور
الـکافـرين - (٩ : ٢)	اچھي طرح جان لو کہ تم خدا کو کسي

طرح بھي نہ ہرا سکوگے نيز يقين رکھو کـہ الله آخـر کار کافـروں کـو مسلمانوں کے ہاتھوں رسوا کرنے والا ہے "

ليکن يہ واقعہ اُسي زمانے سے مخصوص نہيں - ہر زمانے ميں امن و صلح کے ايسے ہي معاہدے مسلمانوں اور غيـروں ميں ہوے ہيں ' اور اب بھي دنيا کے متعدد وسيع تـکڑوں کا امن ايسے ہي معاہدوں پر موقوف ہے - پس آج بھي جوگروہ اس معاہدہ کو توڑيگا ' وہ ذمہ دار ہوگا اُن تمام نتائج امن شکن اور عدم صلح و آشتي کا ' جنـکا پيدا ہونا اس فسخ عہد سے لازمي اور ناگزير ہے -

(٥) ايک اور بھي عبرت انگيز اور بصيرۃ افزائے ايقان و ايمان نتيجہ اس آيۂ کريمہ سے نکلتا ہے -

جو دشمنان حق و الہ کہ مسجد سے مانع اور اسکے مخرب ہوں ' انکي نسبت اس آيت ميں فرمايا کہ :

اولائک ما کان لہـم ان	ايسے لوگ اس لائق نہيں کہ مسجدوں
يد خلـوہا الا خائفين	ميں آنے پائيں مگر اس حالت ميں
(٢ : ١٠٨)	کہ ڈرتے ڈرتے -

يعنے جن لوگوں نے ايسا کيا انھيں دخول مسـجد کا حق نہيں - امام (رازی) نے تفسـير ميں حسب عادت متعدد وجـوہ تفسير پيش کيے ہيں - وجہ ثانی ميں لکھتے ہيں :

ان ہـذا بشـارۃ من	" يہ في الحقيقت الله کے طرف سے
الله للمسلمين بانـہ	مسلمانوں کے ليے ايک بشارت ہے کہ
سيـظـہـر ہـم علي	عنقريب الله تعالی اُنھيں مسجد حرام
المسجد الحرام و علي	اور تمام مسجدوں پر قابض کرديگا ' اور
سائـر المساجد و انـہ	نيز وہ مشرکين کو انـکے آگے عاجز و ذليل
يـذل المـشرکين لـہم	بنا ديگا ' يہاں تـک کہ اُن ميں کوئي
حتی لا يدخل المسجد	شخص مسجد حرام ميں داخل نہوسکے گا
الحرام و احدا منـہم الا	مگر اس حالت ميں کہ اپنے مظالم کے
خائفـا يخاف ان يوخذ	انتقام سے ڈرتے ہوے اور قتل و ہلاکت
فيعاقب او يقتل ' و قد	کے تصور سے کانپتے ہوے - اور اگر
انجز الله صـدق ہـذا	غور کيا جاے تو الله تعالی نے بہت
الوعد (جلد اول : ۴۷۶)	جلد ہي اپني اس بشارت کو پورا

کر دکھايا ' اور جيسا کہا تھا ' ويسي ہي حالت مومنوں کو نظر آگئي "

اس سے امام موصوف کا مقصود يہ ہے کہ اس آيت کا يہ ٹـکڑا دراصل ايک بشارت کے رنگ ميں ہے - اور خدا تعالی مسلمانوں کو مانعين و مخربين مسـاجد پر جو فتح و نصرت دينے والا تھا ' اُسکي ان لفظوں ميں خبر دي گئي ہے -

آسمان کي صداقت زمين کے دور و زمان سے مقيد نہيں - اب

بشارت کی صداقت صرف فتح مکه هي کے وقت ظاهر نهیں هوئی ' بلکه تاریخ اسلام کے هر دور اور هر عهد میں اپنا معجزه دکهلاتی رهی هے - تمام واقعات سے قطع نظر کرکے " مسجد کانپور " هي کے معاملے پر نظر ڈالیے - ایک جماعت اسکے لیے بد قسمتی سے مانع و مخرب هوی اور غلط فهمیوں نے ضد اور نفسانیت کے ساتهه ملکر اس آیت کا پورا منظر همیں دکهلا دیا - لیکن تاهم اسی آیت میں خدا نے آخر کی فتح و کامیابی اور مانعین کی شکست و ذلت کی بهی خبر دی هے - پس ضرور هے که وه حرف حرف پورا هو - ضرور هے که جو نکالنے والے تهے ' وه خود هی نکالے جائیں - اور یقینی هے که جنهوں نے مسلمانوں کو شکست دینی چاهی تهی ' وه خود هی شکست کهائیں - چنانچه بحمد الله که اس بشارت کی تصدیق ۱۴ - اکتوبر سے شروع هوگئی هے - کسے معلوم که اس آغاز کا انجام کیا هوگا ؟ تاهم فتح و شکست کا فیصله تو هوگیا -

(۵) سب سے آخری نتیجه یه هے که منع مساجد سے بڑهکر الله کی نظر میں کوئی فسق وکفر نهیں ' اور اسی طرح اُن لوگوں سے بڑهکر اُسے کوئی محبوب نهیں جو اسکی مسجد کی آبادی کیلیے سعی و کوشش کریں که یه عظیم ترین عبادات و عمل ایمانی هے :

وظاهرها یقتضي ان یکون الساعي في تخریب المساجد اسوء حالا من المشرک ' لان قوله " و من اظلم " یتناول المشرک لانه تعالی قال : ان الشرک لظلم عظیم ! فاذا کان الساعي في تخریبه في اعظم درجات الفسق ' وجب ان تکون الساعي في عمارته في اعظم درجات الایمان (اتقان و کبیر - ۲ : ۴۷۷)

اور اس آیت کا ظاهر اس مطلب کیلیے مقتضی هے که مساجد کی تخریب کی سعی کرنے والا مشرک سے بهی بڑهکر بد تر هو - اسلیے که الله تعالی نے اس فعل کو سب سے بڑا ظلم فرمایا اور شرک بهی ظلم هے - پس یه شرک سے بهی زیاده عظیم کفر هوا - اور پهر اسی طرح اس سے یه بهی ثابت هوتا هے که جب مساجد کی تخریب کیلیے سعی کرنے والا سب سے بڑے فسق کے درجوں میں هے ' تو یقیناً مساجد کی آبادی و تعمیر کا ساعی ایمان کے اعظم و اعلی درجات کا رکهنے والا هوگا -

پس جن مومنین مخلصین نے مسجد کانپور کی تعمیر و آبادی کیلیے سعی کی ' انهیں الله تعالی کا شکر گذار هونا چاهیے که یه بهت بڑی توفیق تهی ' جو اُس نے عطا فرمائی - اور پهر ضرورت استقامت و استقلال ' اور ثبات کار و عزائم امور کی هر حال میں هے - و ما النصر الا من الله تعالی -

(تیسری آیت)

انما یعمر مساجد الله من آمن بالله و الیوم الاخر و اقام الصلوة وآتي الزکاة ولم یخش الا الله - فعسی اولائك ان یکونوا من المهتدین (۹ : ۱۹)

الله کی مسجدیں آباد کرنے والا تو وه شخص هوسکتا هے جو الله اور یوم آخرت پر ایمان لایا ' نماز قایم کی ' زکات ادا کی ' اور پهر یه که وه کسی سے نه ڈرا مگر صرف الله سے - تو بیشک ایسا شخص قریب هے که هدایت یافته اور فوز و فلاح سے کامیاب هو -

یه آیت اس سے پہلے بهی ایک جگه لکهی جا چکی هے ' مگر اسکے نتائج نهایت اهم اور غور طلب هیں -

(۸) اس آیت کا شان نزول عام طور پر یه بیان کیا گیا هے که مشرکین مکه تعمیر و تولیت کعبه کے فخر پر بہت نازاں تهے اور کهتے تهے که اس بزرگی اور سعادت کے بعد اور کیا چاهیے ؟ خدا تعالی نے اسکا رد کیا اور فرمایا که شرف تعمیر و تولیت مسجد کے مفید هونے کیلیے چند شرطوں کا هونا بهی ضروری هے - بغیر انکے ادعاء شرف مفید کسب سعادت نهیں -

چنانچه امام (طبری) نے ایک روایت نقل کی هے که :

حدثنا ابن حمید عن ابن اسحاق قال : ثم ذکر قول قریش انا اهل الحرم و سقاة الحاج و عمار هذا البیت ولا احد افضل منا ' فقال " انما یعمر مساجد الله من آمن با لله والیوم الاخر " ای ان عمارتکم لیست علی ذلك - (۱۰ : ۶۷)

ابن اسحاق سے ابن حمید نے روایت کی هے که قریش مکه کهتے تهے که هم اهل حرم هیں - حجاج کو پانی پلانے والے هیں اور مسجد حرام کو آباد رکهنے والے هیں - کوئی شخص هم سے افضل نهیں هوسکتا - خدا تعالی نے انکا رد کیا که " الله کی مسجدوں کو آباد رکهنے والا وهی شخص هوسکتا هے جو الله پر ایمان رکهے " یعنی تمهارا متولی کعبه هونا اسکے لیے کیا مفید هے ؟

بعض مفسرین تابعین نے اسکے شان نزول میں خاص طور پر حضرة (عباس) کا بهی ذکر کیا هے :

لما اسر العباس یوم بدر ' اقبل علیه المسلمون فعیروه بکفره بالله و قطعیة الرحم و اغلظ علی له القول ' قال له : الکم محاسن ؟ قال : نعم ' انا لنعمر المسجد ونحجب الکعبة و نسقی الحاج ' فانزل الله عز وجل رداً علی العباس (اسباب النزول للواحدي صفحه : ۱۸۱)

جب حضرة عباس بدر میں قید هوکر آئے تو مسلمان اُنسے ملے اور انکو کفر پر اور قطع رحم پر ملامت کی - حضرة علی علیه السلام نے کها که " کیا ان اعمال کفر و شرک کے ساتهه کوئی خوبی و نیکی بهی تمهارے پاس هے ؟ " عباس نے کها که " کیوں نهیں ' هم هی هیں که مسجد کو آباد رکهنے والے ' کعبه کے پاسبان ' اور حاجیوں کو پانی پلاتے هیں - اس سے بڑهکر اور محاسن کیا هونگے ؟ " اسپر الله تعالی نے یه آیة نازل فرمائی

ان تصریحات سے ثابت هوا که مشرکین مکه با وجود اعمال کفریه و شرکیه ' خدمت و تولیت مسجد پر بہت فخر کرتے تهے اور کهتے تهے که جب یه خدمات همیں حاصل هیں تو پهر اور اعمال حسنه کی همیں کیا ضرورت ؟ ان چیزوں کے مقابلے میں اور کونسی عبادت و سعادت دینی هوسکتی هے ؟ مگر الله نے فرمایا که یه تمهارا خیال باطل هے - محض خدمت و تولیت کعبه کوئی شرف نهیں - ایک عمارت کے خادم و پاسبان هوجانے سے روح اور قلب کو دنیا نفع هوسکتا هے جو سعادتوں کا گهر اور شرف و عزت کی اصلی جگه هے ؟ اصلی چیزیں کچهه اور هی هیں - اور جب تک وه نهوں ' اُس وقت تک اِن باتوں سے کچهه حاصل نهیں هوسکتا -

پهر انکی تفصیل بالترتیب بیان کی که وه تعداد میں چار هیں :

(۱) ایمان بالله اور روز اخرت کا یقین -

(۲) صلواة الهی کو قائم کرنا -

(۳) اداء زکات -

(۴) الله کے سوا اور کسی هستی اور طاقت سے نه ڈرنا -

گویا یه چار شرطیں هیں ' جنکو تعمیر و تولیت مسجد کیلیے الله نے ضروری فرمایا هے -

مسجد الله کی عبادت کیلیے هے ' پهر ظاهر هے که جو شخص اسلام کے اعتقاد و عمل سے محروم هے ' وه کیونکر اُسکا آباد کرنے والا اور اُسکا متولی هوسکتا هے ؟

ان چار شرطوں میں آخري شرط سب سے زیادہ اہم ' اور اسلیے سب سے آخر میں ظاہر کي گئي ہے کہ در اصل خلاصۂ ایمان باللہ اور اصل حقیقۃ ... اسلامیہ ہے - اللہ پر ایمان رکھنے والے قلب کي حقیقي علامت یہ ہے کہ " لم یخش الا اللہ " - وہ کسی سے نہ ڈرے مگر صرف اللہ سے - نہ تو ما فرق الفطرۃ قوتوں کا اعتقاد اسکو ڈرا سکے ' نہ دشمنوں کي ہیبت وجبروت کا خوف - نہ کفر کا ساز وسامان ' اور نہ ضلالت کي قوت و احاطہ - تاج و تخت کي سطوت اسکو مرعوب نہ کرسکے ' اور دنیوي سزا و جزا کي و عید اسپر بالکل غیر مؤثر ہو - وہ جس قدر اللہ سے ڈرنے والا ہو ' اتنا ہي اللہ کے سوا دوسري قوتوں سے بے خوف اور نڈر ہو -

(۳) اس آیۃ کریمہ کو پیش نظر رکھکر موجودہ حالت پر نظر ڈالیے تو حالات کیسے درد انگیز ' اور مشاہدات کس درجہ گریہ آور ہیں ؟ وہ مذہب الہي ' جس نے اپنے دشمنوں کے غرور باطل کا رد کیا تھا ' آج خود اپنے پیروؤں کو آسي غرور ضلالت اور فخر کفر آمیز میں مبتلا پاتا ہے ' اور وقت آگیا ہے کہ جس طرح کلام الہي نے مشرکین مکہ کے دعوئے تولیت کعبہ و تعمیر مساجد کو اس آیۃ کریمہ کے نزول سے جھٹلا یا تھا ' اسي طرح آج خود مدعیان اسلام و ایمان میں سے انکي معنوي ذریت اور غیر جسماني نسل کے ادعائے باطل کو بھي جھٹلائے اور اسي آیۃ کا انہیں مخاطب قرار دے -

یہ آیت ہمیں بتلاتي ہے کہ مساجد کے متولی اور پاسبان وہي ہوسکتے ہیں جو ایمان باللہ و یوم الاخرۃ کا اپنے اعمال سے ثبوت دیں ' جو صلوۃ الہي کو قائم کریں اور زکواۃ ادا کریں - جنکا سب سے بڑا نمایاں وصف ایماني یہ ہو کہ وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں نڈر اور بے خوف ہوں ' اور اللہ کے سوا کوي نہو جو انہیں ڈرا سکے اور اپني قوت و عظمت سے مرعوب کرسکے - پھر ان لوگوں ' اُن انجمنوں ' ان اماموں ' اُن منتظموں کو ' جو اپنے اعمال کے اندر اِن خصائص ایماني کا کوئي ثبوت نہیں رکھتے ' کیا حق حاصل ہے کہ اللہ کي مساجد کے متولي اور اُسکے گھر کے پاسبان ہوں ؟ یہ آجکل کے معزور و سرکش متولي ' جو ٹھیک ٹھیک مشرکین مکہ کي طرح مساجد کي تعمیر و تولیت پر کافرانہ نازکرتے ہیں کیا ٹھیک ٹھیک اس آیت کے مخاطب و مصداق بھي نہیں ہیں ؟ کتنے ہیں جو مساجد کے اوقاف کو اپنے ابلیسانہ اغراض دنیویہ کا وسیلہ ' اور اپنے شیطاني عیش و آرام کا ذریعہ بنانے کیلیے مسجدوں پر قابض اور اسکے لیے ہر موقعہ پر اپنے استحقاق کے اظہار کیلیے مستعد رہتے ہیں ؟ حالانکہ جن مسجدوں کي تولیت کا اپنے تئیں مستحق سمجھتے ہیں ' ان میں ان بندگان نفس کو پانچ وقت کي نماز پڑھنے کي بھي توفیق نہیں ملتي ' اور عین اُس وقت کہ انکے زیر انتظام مساجد میں بندگان الہي کي صفوف اللہ کے آگے سر نیاز جھکاتي اور اسکي تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتي ہے ' وہ اپنے دار الخبائث کے اندر مصروف فسق و معاصي ' و مشغول نفس پرستي ہوتے ہیں !!

کتنے متولي ہیں ' جو قیام صلواۃ و اداء زکواۃ کے حکم کو اپنے لیے بھي قابل عمل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اُسي خدا کا حکم ہے ' جسکي عبادت کے گھر کي پاسباني کا انہیں غرور ہے ؟

پھر ان سب سے زیادہ ان بندگان شیاطین و عبدۃ الاصنام کي حالت محتاج نظر ہے ' جنھوں نے مساجد کے انتظام و تولیت میں دخل حاصل کرکے انہیں غیروں کے احکام کفریہ اور حکومتوں کے فراعین جائرہ کے ماتحت کردیا ہے ' اور ہر وقت دنیا کي شیطاني قوتوں کے خوف سے لرزتے اور دنیوي حکام کے در روتے رہتے ہیں - ہر وہ شخص جو قران کو کلام الہي ' اور اسکے احکام کو واجب التعمیل سمجھتا ہے ' بتلائے کہ کیا انہیں مساجد کے متولي اور منتظم ہونے کا حق حاصل ہے ؟ مسجدوں کا خدا تو کہتا ہے کہ صرف وہي مومن مخلص اور مسلم قانت مسجد کا متولي ہوسکتا ہے ' جسکا وصف نمایاں " لم یخش الا اللہ " ہو ' پھر وہ ' جو خدا کے سوا دوسروں سے ڈرتے اور اسکو چھوڑکر غیروں کے سامنے جھکتے ہیں ' کیونکر اسکي مساجد کے محافظ اور پاسبان ہوسکتے ہیں ؟ وہ خداء غیور جس طرح خود اپني صفات میں کسي کي شرکت گوارا نہیں کرسکتا ' اپني مسجد کي مقدس عمارتوں کے اندر بھي اپنے سوا کسي دوسرے کے خوف اور ہیبت کو نہیں دیکھہ سکتا " و الغیرۃ من صفات حضرۃ الربوبیۃ "- اسکے گھر کا وہي خادم ہوسکتا ہے جو صرف اس گھر کے مالک هي کا غلام ہو ' اور اس ایک آقا کي غلامي کیلیے اور تمام آقاؤں سے کٹ چکا ہو - (مسیح) نے کہا کہ ایک غلام دو آقا کو خوش نہیں کرسکتا - لیکن قران نے بھي اس سے زیادہ بلیغ و موثر مثال دي ہے جبکہ اُس نے کہا کہ :

ما جعل اللہ لرجل من قلبین في جوفہ (۳۳ : ۴)	اللہ نے کسي انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں - دل ایک هي ہوتا ہے -

پس اگر تمہارے پاس دل ایک ہے ' تو تمہارا سر بھي دو چوکھٹوں پر جھک نہیں سکتا اور تمہاري غلامي کیلیے دو آقا بھي نہیں ہوسکتے - یا تو تم خدا کیلیے ہوگے ' یا پھر اسکے سوا دوسروں کیلیے - اگر تم اسکے لیے ہو تو پھر غیروں سے کیوں ڈرتے اور اُنکے حکموں کے آگے کیوں جھکتے ہو ؟ پھر اگر ایسا نہیں ہے تو یاد رکھو کہ نافرماني گناہ ہے مگر شوخي کفر ہے - تم غیروں سے ڈر کر انکي غلامي کرتے ہو تو درر ' مگر یہ کیا ہے کہ پھر خدا کے گھر کي غلامي و خدمت کا بھي دعوا کرتے ہو ؟

(۴) پس اس آیۃ کریمہ نے صاف صاف یہ امر بتلا دیا ہے کہ اللہ کي مساجد کے متولي صرف وہي لوگ ہوسکتے ہیں جو ایمان باللہ ' قیام صلوۃ ' ایتاء زکواۃ ' اور " لم یخش الا اللہ " کي ایماني علائم اپنے اندر رکھتے ہوں - اور جو ایسا نہو ' وہ کسي طرح اسکا مستحق نہیں کہ خدا کے گھر کي عزت کو اُسکي تولیت و تعلق سے بٹہ لگایا جاے - اسلیے ہر مسلمان کا فرض دیني ہے کہ وہ اپنے جہاد في سبیل الحق اور امر بالمعروف میں اس چیز کو بھي داخل کرلے ' اور جہاں جہاں ایسے لوگ مساجد پر قابض ہوں ' انکے ہاتھہ سے مساجد کا انتظام لیلیا جاے ' اور ایسے لوگوں کے سپرد کیا جاے ' جو سچے مومن ہوں ' اعمال حسنہ و صالحہ انکا شعار ہو - لم یخش الا اللہ کے مصداق ' اور جمیع اوصاف و خصائل ایمانیہ سے بہرہ اندوز ہوں -

مگر اسکے لیے ضرور ہے کہ لوگ حالت کو محسوس کریں اور اپني قوت سے کام لیں - مسلمانوں کي غفلت اور عدم احتساب نے مساجد کے منتظمیں کو بے پروا اور اپنے کاموں کي طرف سے بالکل بے غم کردیا ہے - جو استبداد و خود رائي آج ادنی و اعلی کا رکنوں میں پیدا ہوگئي ہے ' وہ بھي اسي کا ایک نمونہ ہیں - مساجد کے اوقاف پر جس طرح وہ چاہیں تصرف کریں - مسجدوں کے اندر جس طرح کے احکام چاہیں ' نافذ کریں - اسکے دروازے جب چاہیں کھولیں اور جس پر چاہیں بند کردیں - پس جب تک کہ مسلمان احتساب کیلیے آمادہ نہونگے اور اپني اجماعي قوت سے کام لینا نہ سیکھیں گے ' اس حالت کا انسداد محال ہے - (یتبع)

مقالات

ان في ذالک لايات لقوم يوقنون !

آير لينڈ هوم رول بل

(۱)

اجمال تاريخي

دنيا ميں بصيرت کي کمي نہيں ' ديدۂ عبرت نگاہ کي کمي ہے - ہر واقعہ جو مرسح (۱) عالم پر ظاہر ہوتا ہے ' ہمارے ليے خزينۂ نتائج و عبر ' و گنجينۂ مواعظ و نظر ہے ' ليکن مصيبت يہ ہے کہ ہم واقعات کو داستان کي طرح پڑھتے ہيں ' اور حقائق کو نغمۂ وترانہ کي طرح سنتے ہيں ' پر افسوس کہ صحيفۂ عبرت کي طرح پڑھتے نہيں !

وكاين من آية في السموات والارض ' يمرون عليها ' وهم عنها معرضون ! (۱۲ : ۱۰۵)	اسمان و زمين ميں عبرت کے ليے کتني ہي نشانياں ہيں ' جن پر سے لوگ سرسري گذر جاتے ہيں اور اپني غفلت سے ان کي حقيقت تک نہيں پہنچتے !

ايک عرصے سے آير لينڈ کے ہوم رول بل کا مسئلہ انگلينڈ ميں درپيش ہے اور روزانہ تار برقيوں ميں برابر انکا ذکر ہوتا ہے ' مگر بہت سے لوگ ہونگے جنھوں نے اسپر اس لحاظ سے نظر نہ ڈالي ہوگي کہ خود ہمارے ليے اس واقعہ ميں کس درجہ موثر مواعظ و بصائر موجود ہيں ؟

آير لينڈ انگلينڈ کے قريب ايک وسيع جزيرہ ہے جو نسل ' مذہب ' اور زبان ميں انگلينڈ سے بالکل مختلف ہے - سنہ ۱۱۲۹ ميں امراء آير لينڈ کي ذاتي مخاصمات و منازعات کا نتيجہ انگلينڈ کے استيلا کي صورت ميں ظاہر ہوا جيسا کہ ہر جگہ اور ہميشہ ہوا ہے ' اور بارھويں صدي سے (جبکہ اس قبضہ کي ابتدا تھي) يہہ غيور و شجيع قوم اس وقت تک کہ بيسويں صدي کا آغاز ہے ' برابر اپني آزادي واستقلال کے ليے کوشاں و جانفشاں رہي ہے - آخري تد بير ہوم رول بل يعني قانون استقلال داخلي و اداري کي صورت ميں نمودار ہوئي تھي جو بارہا ابھري اور پھر دبا دي گئي - اخر الامر ابرل پارٹي کے آخري اقتدار نے اسکو موجودہ حالت تک پہنچايا جسکي مخالفت و موافقت کي صداؤں اور ہنگاموں نے آج انگلينڈ کے ايوان حکومت کو متزلزل کر ديا ہے -

چونکہ يہ واقعات ہمارے ليے موجب کمال موعظت و بصيرت اور باعث تنبيہ کار ہونگے ' اسليے ان سے واقفيت حاصل کرنا ان تمام فرزندان ملک کے ليے نہايت ضروري ہے ' جو کام کرنے کے ليے راستوں کے متلاشي ہيں ' اور اگر راہ ديکھتے ہيں تو دست رہنمائي نہيں پاتے -

(جغرافي حالات)

برٹش امپائر کي يورپين مقبوضات ميں (جو چند چھوٹے بڑے جزيروں کا مجموعہ ہے) آئرلينڈ ' انگلينڈ کے بعد اہميت ميں سرا جزيرہ ہے - اس کي وسعت انگلينڈ کے تين چوتھائي حصے کے برابر ہے - اس کا پايہ تخت شہر ڈبلن ہے جو لندن کے بعد برٹش امپائر ميں دوسرا شہر ہے -

آئرلينڈ بلحاظ آبادي انگلينڈ سے بہت پيچھے ہے - اس کي آبادي انگلينڈ کے صرف پانچويں حصے کے برابر ہے - کل آبادي ۴٬۵۲٬۳۵۹ ' ۷ ' ۴۲ ' ۵ ہے ' جس ميں ۳٬۱۴٬۱۹۳ کيتھولک ہيں ' ۴۲٬۵۲ يہودي اور باقي پروٹسٹنٹ مذہب کے مختلف فرقے -

جزيرہ چار صوبوں پر منقسم ہے :
السٹر ' لينسٹر ' مونسٹر ' کانويٹ -

(السٹر) کي زيادہ آبادي نو باشندگان اسکاٹ لينڈ کي ہے ' اور يہي ٹکڑا آير لينڈ کا صنعت و کارخانہ جات ميں سب سے آگے بڑھا ہوا ہے -

(لينسٹر) قديم انگريزوں کي نو آبادي ہے -

(مونسٹر) آير لينڈ کا گرم ترين صوبہ ہے ' اور يہي اس جزيرہ کے قديم باشندوں کا ' جن کو " کيلٹک " Keltic کہتے ہيں ' مسکن و موطن ہے -

(کانويٹ) آير لينڈ کا سب سے کم تعليم يافتہ اور سب سے کم زرخيز حصہ ہے -

ہم نے آيرلينڈ کے قديم باشندوں کا نام " کيلٹک " بتايا ہے - کيلٹک قبيلہ ' گيلک (Galic) قوم کي ايک شاخ ہے جو اہل اسکاٹ لينڈ و انگلينڈ سے بالکل مختلف ہے ' ليکن آير لينڈ ميں ان کا نام ملیشين (Milesians) ہے - ہنري دوم کے عہد ميں يہ جزيرہ فتح ہوا تو السٹر ميں ايک بڑي تعداد انگريزوں کي بھي آباد ہوگئي - رفتہ رفتہ اسميں اضافہ ہوتا گيا يہاں تک کہ اب ايک بڑي آبادي ہوگئي ہے -

آير لينڈ کي معلومات تاريخ قديم ' نويں صدي (ق م) سے شروع ہوتي ہے - اس زمانے ميں آير لينڈ پر " مجلس ملي " ايک منتخب بادشاہ کے ماتحت حکمراں ہوتي تھي ' جو رؤساء قبائل سے مرکب تھي -

يہ نظام حکومت سنہ ۳۰۰ (ق م) تک قائم رہا - اس عہد ميں " ہوگوني " نامي ايک اولو العزم بادشاہ تخت نشين ہوا ' جسنے بہت سے مغربي جزائر کا حکومت آيرلينڈ ميں اضافہ کيا ' بعض ممالک سے خراج بھي وصول کيے ' اور ترتيب و تنسيق کے ليے ملک کو ۲۵ - صوبوں پر منقسم کر ديا -

تاريخ نے ہميشہ بتايا ہے کہ بحالت ضعف حکومت عمومیہ ' تخت حکومت پر اتفاقات عصر نے جب کبھي کسي قوي الارادہ ' راسخ العزم ' اور شجيع القلب سلطان کو بٹھا ديا ہے ' تو حکومت اپنے عام ضعف کو کھوکر مجبور ہوگئي ہے کہ آيندہ نسل سلطاني کے ليے اپنے تخت کو خالي کر دے - چنانچہ اس قديم عہد تاريخ ميں بھي يہي ہوا ' اور آئرلينڈ کا تاج جانشينان " ہوگوني " کے سروں کے ليے مخصوص ہوگيا -

اس وقت سے تيسري صدي مسيحي تک جو ان ممالک کي نصرانيت کا آغاز عہد ہے ' اس خاندان کے مختلف افراد برسر

---

[۱] مرسح يعني اسٹيج -

حکومت رہے - رؤساء قبائـل ہمیشہ ایـک دوسرے پر حملہ کیلیے فرصت اور موقع کی تـلاش میں رہتے تـھے - سنہ ۹۵ ق م میں دو مدعیان سلطنت پیدا ہوے ' اور جزیرہ شمالاً و جنوباً دو حصوں میں منقسم ہوگیا ' لیکن ایک ہی سال کے بعد پھر بدستور ایک متحدہ حکومت قائم ہوگئی -

اس ملک کا آخری بت پرست تاجدار ایک نہایت اولوالعزم بادشاہ تھا جس نے نہ صرف ملک کی ترتیب و تنظیم ہی میں سعی بلیغ کی ' بلکہ آئرلینڈ سے نکل کر فرانس ' اسکاٹلینڈ ' اور انگلینڈ پر بھی حملہ آور ہوا ' اور آخر نہر " لوار " کے ساحل پر ایک تیـر اجل پیغام کا نشانہ ہوکر ' اپنی اولوالعزم مادہ امیدوں کے ساتھہ رخصت ہوگیا -

یہ تیسری صدی مسیحی تھی - پوپ کے نائب ان دور دراز ممالـک میں نشر مسیحیت کیلیے مصروف کار تھے - اس وقت سے پانچ صدی تـک برابر کوششیں مصروف رہیں ' تا آنکہ پانچویں صدی کے اختتام پر تمام آئرلینڈ نے بپتسمہ پاکر " آدم کے موروثی گناہ " سے نجات حاصل کی اور مسیحیت میں داخل ہوگیا -

تاریخ نصـرانیت کا ایک ایک صفحہ شاھـد ہے کہ جب کوئی قوم " باپ اور بیٹے کے جلال " پر ایمان لائی ہے ' تو سب سے پہلے اُس سے مسیح کے اس حکم کی تعمیل کرائی گئی ہے کہ :

" یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح پھیلانے آیا ہوں ' صلح پھیلانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں ' کیونکہ میں آیا ہوں تا کہ بیٹے کو باپ سے ' بیٹی کو ماں سے ' اور بہو کو ساس سے جدا کروں " (متی ۱۰ : ۳۴)

انھوں نے ہمیشہ اپنے غیر نصرانی بھائیوں کو نہایت تعذیب و تکلیف کے ساتھہ قبول نصرانیت پر مجبور کیا یا پھر انکے خون سے زمین کو رنگین کیا -

آئرلینڈ میں غیر نصرانی قبائل کے ساتھہ جو کچھہ ہوا ' اسکے انتقام کے لیے ۱۰۰ - برس کے صبر و تحمل کے بعد نارتھہ میرلینڈ اور ڈنمارک کے رؤساء نے آئرلینڈ پر حملہ کردیا اور فتح کیا - پھر اس عہد میں بھی وہ سب کچھہ ہوا ' جو نصرانیوں نے ۱۰۰ - برس پہلے اس سرزمین پر کیا تھا - کنیسے لوٹے گئے ' " فرزندان پدر آسمانی " جلا وطن کیے گئے ' مدارس نصرانیہ بند ہوگئے ' مذہبی کتابیں جلاکر خاکستر کا ڈھیر کردی گئیں - اور " آنکھہ کے بدلے آنکھہ " موسیٰ کی شریعت کا قانون ہے -

آخر الامر نیال سوم شاہ ایرلینڈ کے زیر علم اہل آئرلینڈ کی ایک فوجی طاقت مجتمع ہوئی ' جو اگرچہ حملہ آور کو ملک سے نکال نہ سکی ' تاہم ان کو نہایت کمزور کردیا ' اور با ایں ہمہ ضعف ' وہ رؤساء قبائل کو باہم لڑا لڑاکر دو صدی بعد تک سواحل پر جمے رہے -

سنہ ۱۰۰۲ ع منسٹر کے ایک بادشاہ نے ڈنمارک والوں کو سواحل سے بھی نکال دیا اور اسطرح جزیرہ کا کامل الاقتدار بادشاہ ہوگیا لیکن کون نہیں جانتا کہ حکومت وطنیہ کے زوال و فنا کا صرف ایک ہی سبب ہوتا ہے ' یعنی ملـک کے امراؤ رؤساء کی باہمی نا اتفاقی و خیانت وطنی - امیر لینسٹر کی دعوت و ترغیب سے ' جو امیر منسٹر کی اس غیر معمولی کامیابی سے دل گرفتہ تھا ' ڈنمارک نے سنہ ۱۰۱۴ - میں پھر حملہ کردیا لیکن ناکام رہا -

بیرونی دشمن گو ناکام رہا اور یہ اکثر ہوتا ہے لیکن خود اندرونی دشمن جب ملـک میں پیدا ہوجاتا ہے تو وہ کبھی نہیں مرتا ' جب تـک کہ خود ملـک کی رونق و سلامتی نہ مرجاے - چنانچہ ملـک کے چاروں صوبے باہم معرکہ آرا ہوگئے -

انـگریز قوم اپنی قومی خصوصیات و امتیازات اور حیل سیاسیہ میں نہ صرف آج ہی نامور ہے ' بلکہ آج سے ۸ - سو دس پہلے بھی وہ اسی طرح تھی - آج مصر اور دیگر افـریقہ میں وہ جو کھیل رہی ہے ' لیکن اسکی مشق ۸ - سو برس ادھر سے کررہی تھی ' تب کہیں جا کر اس دور جـدید میں اس سبـکدستی اور صفائی سے اپنا پولیٹکل ڈراما حسب موقع دکھلا سکی ہے ' جسے وقتاً فوقتاً ممالک شرقیہ کے اسٹیج پر شروع کرتی ہے اور ختم کرتی ہے -

لینسٹر بادشاہ ' سنہ ۱۱۶۹ ع میں ہنری دوم شاہ انـگلینڈ سے طالب اعانت و نصرت ہوا ' اور اسطرح آئرلینڈ کے دستـر خوان تاجداری پر خود اوسنے انـگلینڈ کو دعوت دی - سنـہ ۱۱۶۹ ع میں جو برطانی فوج آئرلینڈ میں داخل ہوئی تھی ' آج سنہ ۱۹۱۳ ع تـک کہ ۷۴۵ برس ہوچکے ہیں واپس نہیں آئی ہے ' پھر مصر و زنجبار اور مسقط کے لیے لوگوں کو کیا جلدی پڑی ہے ؟

ہنـری شـاہ انـگلینڈ کا قبض و استیلا کے جواز کے متعلق یہ استدلال ہے کہ پوپ نے سنہ ۱۱۷۷ ع میں اہل آئرلینڈ کی گردنیں اوسکو بخش دی ہیں ' اور اسکی ایـک سنـد بھی لکھکر حوالے کردی ہے -

(آئرلینـڈ کا جہـاد آزادی)

لیکن جو قوم کہ اپنی گردن کی خود اپنے تئیں بھی مالـک نہ سمجھتی ہو ' وہ پوپ مفروض کی اس سنـد مجعول کو دیکھکر کیونکر اپنی گردن دوسری قوم کے آگے ڈال دیتی ؟ اس کشمکش کا نتیجہ ظاہر تھا -

انگلینڈ کا اس دعوے پر برابر حملہ آورانہ اصرار رہا ' اور آئرلینڈ کا ہمیشہ مدافعانہ انکار بھی قائم رہا - لیکن اس ہنگامۂ خارجی میں آئرلینڈ کی داخلی شورش بھی کم نہ تھی ' نارمن جو اس جزیرے کے دوسرے باشندے تھے ' ہمیشہ قدیم آئرش باشندوں سے برسر پرخاش رہے اور اکثر حالتوں میں غالب رہے -

ان احزاب کی تسکین کے لیے ایک تجویز یہہ عمل میں لائی گئی کہ جزیـرہ کا حـاکم خرد شاہزادہ جان بنایا گیـا - وہ سنہ ۱۱۸۵ ع میں ۶۰ - جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر ' آئرلینڈ کی طرف روانہ ہوا ' لیکن ہزیمت ہوئی اور واپس آکر خود سابق انگریز گورنر شاہزادہ کے خلاف سازش میں شریک ہوگیا - سنہ ۱۲۱۰ ع میں شاہزادہ پھر واپس آیا - اور انگلو نارمن رؤساء کو ' جنہوں نے اس وقت بڑی قوت پیدا کرلی تھی ' کمزور کردیا -

اس سے فراغت پاکر جان نے محکمے قائم کیے ' عدالت جاری کی ' سکے ضرب کیے ' ڈبلن میں ایک مجلس انتظامی کی بنیاد ڈالی - پھر سنہ ۱۲۱۶ ع میں ہنری ثالث نے تمـام آئرلینـڈ کو معـافی دیدی ' اور انکو شخصی آزادی بخشی ' لیکن تاہم ان میں سے کوئی چیز بھی تشنہ کا مان حریت و استقلال کو تسکین نہ دے سکی -

انگلینڈ ابھی اسی طرح باہم دست و گریباں تھے کہ اسکاٹ لینڈ کی سرزمین نے (اڈورڈ بروس) نامی ایک نیا مدعی پیدا کیا ' جسکی سعی و کوشش نے اسکاٹلینڈ کو بھی آئرلینڈ کی طرح انگلینڈ کے لئے مصیبت کدہ بنا دیا - اتحاد مصالب مصیبت زدوں کو متحد کر دیتا ہے - آئرلینڈ کے اکثر امرا نے اڈورڈ بروس کو اسکاٹلینڈ کی طرح آئرلینڈ کی حمایت کی دعوت دی ' اوسنے قبول کیا اور انگلو نارمن قبائل کو شکست دے کر اکثر حصوں پر قبضہ کرلیا ' اور اس طرح آئرلینڈ کا بادشاہ منتخب ہوا -

(لہا بقیۃ صالحہ)

فن مکالمہ

(از مراسلہ نگار ادیب ' صاحبزادہ مولوي ظفر حسن صاحب)

به بستان رو که از بلبل طریق عشق گیري یاد
به مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بیاموزي

(۱) قل لهم فی انفسهم قولا بلیغا — (لوگوں سے ایسي بات کہو کہ انکے دل میں اتر جاے)
(۲) قولوا قولا سدیدا — (پختہ بات کہو!)
(۳) (قولا له) قولا لینا — (نرمي سے بولو!)
(۴) قولوا قولا معروفا — (نیک اور اچھي بات کہو!)

امتحان سراي عالم میں انساني کامراني و فائز المرامي ' مقصد پذیري و قسمت وري ' فیروز مندي و کامیابي ' غرضکہ تمام دنیاوي فوز و فلاح ' في صدي ننانوے حصہ زبان کے هاتهه هے - اس مضغۂ گوشت نے ' جس پر بتیس دانتوں کا پهرہ هے ' با ایں همہ تقید و پابندي ' آهني قلعے تسخیر کیے هیں ' ممالک فتح کیے هیں ' فوجوں کو شکستیں دي هیں ' گداگروں کو پادشاہ بنایا هے ' خاک آلود و ژولیدہ سروں پر تاج مرصع کا رکها هے ' اور بوریائے مسکنت کو آورنگ جهانباني پر جا بچهایا هے - اور پهر اس ظلمت کدۂ هستي میں اگر کسي نے کفر و ضلالت کي اقلیموں کو فتح کیا هے ' اور وهم پرستي و خام اندیشي کي تاریکي کا پردہ چاک کیا هے ' تو وہ یهي شمشیر عالمگیر ' اور وہ اسي تلوار آبدار کي چمک هے - اسي نے انساني دلوں میں تثلیث کي جگہ توحید کو ' آتش پرستي کي جگہ یزداں پرستي کو ' اور اصنام ساکت و صامت کي جگہ خدائے حي و قیوم کو دلوائي ' کفر اندیشي و باطل پرستي کي کهٹا دور کي ' اور نور ایمان و ایقان سے صفحۂ عالم کو جگمگا دیا !!

اسلام نے اپني حقانیت کي حجت زبان کو قرار دیا هے - (۱) اسلام کے هاتهه میں اگر کوئي ایسا عصا هے جو چشم زدن میں اژدها بنجائے اور طرفۃ العین میں زمین کے اندر سے چشمۂ شیریں نکالدے ' تو وہ یهي عصاے زبان هے ! اسکے پاس اگر کوئي ایسا ساز نغمہ هے جسکي آواز جن و انس ' پرند چرند ' اور شجر و حجر کے دلوں کو اپني طرف کهینچ لے ' تو وہ بربط زبان هي هے ' اور پهر اسلام کو اگر کوئي جمال عالمگیر و حسن جهاں تسخیر حاصل هے ' تو وہ یهي حسن گفتار هي هے :

آنچه خوباں همه دارند ' تو تنها داري !

تاریخ کامیابي و فرخفالي کا هر صفحہ سلطان زباں کا ثنا سنج و مدح طراز هے - اسکي هر سطر ایک ترانۂ توصیف ' اور اسکا هر لفظ ایک زمزمۂ تحمید هے - اسکي صاف صاف شهادت هے کہ اس تیرہ خاکدان ارضي میں زبان هي نے آدم زاد پر فردوس فلاح و گلشن صلاح کے دروازے کهولے ' وہ آلۂ وحید زبان هي هے جسنے انسان کے لیے قصر کامراني تعمیر کیا ' سامان عیش و نشاط ترتیب دیا ' اور زمین پر سلسبیل و کوثر کي نهریں جاري کردیں ' تا کہ وہ ان سے بهرہ مند و حظ اندوز هو ' اور دنیا میں باغ هاے جنت کي لذتیں لوٹے - پهر وہ مضراب زبان هي تهي ' جسنے ساز هستي کے نغمہ هاے مخفي آشکار اور سرود فطرت کے ترانہ هاے مضمر کو برسر بازار کردیا ' اور انسان کو اس کے ترنم لطیف و تغنی سحر تاثیر سے اطف اندوزي و فیضابي کا موقع دیا - اور پهر زبان هي وہ وایہ خاص هے ' جس نے گنجینہ هاے مقفل و دربستہ کو ایک نعمہ کے اندر صرف دست و نظر کردیا !

خاصہ کلیدے کہ در گنج راستہ
زیر زباں مرد سخن سنج راست

پهر زبان هي وہ بال هے زیادہ باریک اور تلوار کي دهار سے زیادہ تیز ایک صراط امتحان هے ' جسکے نیچے حسرت و یاس کا جهنم شعلہ زن هے ' اور جسکي سرحد بهشت مسرت و کامراني کے اندر ختم هوتي هے - اگر پاے گفتار کو لغزش هوئي تو طعمۂ رنج و تعب هوگئي ' ورنہ عیش دائمي و انبساط سرمدي سے هم آغوشي هے - اگر اسکا حسن استعمال اوج مراد و معراج نشاط تک پهونچا دیسکتا هے ' تو اسکا سوء استعمال حضیض نامرادي و تحت الثراے ناکامي پر پٹک بهي دیتا هے ' اور جسطرح زبان کے حسن استعمال نے غریب کو امیر ' فقیر کو بادشاہ ' محتاج کو غني ' مغلوب کو غالب ' مفتوح کو فاتح ' بزدل کو شجاع ' ظالم کو رحمدل ' اور کافر کو مومن بنا دیا هے ' اسیطرح اسکے سوء استعمال نے بادشاهوں سے بهیک منگوا دي هے - شهزادوں کے هاتهه میں کاسۂ احتیاج دیدیا هے ' ایک عالم کو دشمن بنا لیا هے اور لا تعد و لا تحصی مصائب و آلام کے پهاڑ انسان کے سر پر لا توڑے هیں -

* * *

تاریخ انگلستان شاهد هے کہ چارلس اول نے درشت کلامي کے دیوتا کو اپنا سر نذر کیا ' هنري دوم کے الفاظ طامس اے بیکٹ کي هلاکت کا باعث هوے ' فریڈرک اعظم کے زهر آلود فقرات جنگ جنگ هفت سالہ (Seven years war) کا موجب بنے ' اور پهر کون نهیں جانتا کہ جب انگلستان کي حالت بہت نازک تهي ' برطاني فوج دل شکستہ هو رهي تهي ' فرانس کے رعب سے تمام برطانیہ کے جسم میں رعشہ تها ' تو (نیلسن) کے الفاظ هي تهے جسنے بحري فوج کے ٹوٹے هوے دل پهر جوڑ دیے ' هاري هوے همتوں کو پهر چاق چوبند کر دیا ' بزدلوں کے اندر روح شجاعت از سر نو پهونک دي ' اور پیچهے هٹنے والے قدموں کو سب سے آگے بڑها دیا !!

زمانہ جانتا هے کہ (نپولین) کي کامیابي کا راز هاتهه نہ تها بلکہ زبان تهي - اسکي زبان کي مٹهي میں فرانس کا دل تها - یهي زبان تهي جسکي دستگیري نے آسے سپاهیوں کي ادنی صف سے نکالکر فرانس کے تخت پر جا بٹهایا - پس نپولین کو بادشاہ بنا دیا اسکے اقوال نے ' نہ کے اسکے افعال نے - یعني آسنے ' جو آسنے کہا تها - نہ آسنے ' جو آسنے کیا تها !!

* * *

جون کا مہینہ هے ' اٹهارویں صدي عیسوي کا آفتاب قریب غروب هے - برٹش پارلیمنٹ کے روبرو وارن هسٹنگس (هندوستان کے ایک گورنر جنرل) کا مقدمہ پیش هے ' رچرڈ برنسلے شیریڈن اٹهتا هے - مخالفت میں کامل سازهے پانچ گهنٹہ تقریر کرتا هے - لیکن سامعین کا کیا رنگ هے ؟ کیا آسکے طولانی خطبہ سے گهبرا رهے هیں ؟ اسکي طویل تقریر سے اکتا گئے هیں ؟ نهیں ' بلکہ اسکے برخلاف هر شخص سرتا بقدم گوش هے ' حیرت هے ' جو جس پهلو بیٹها هے ' اسي پهلو بیٹها رهگیا هے - گویا پتهر کے بت جا بجا کرسیوں پر نصب کردیے گئے هیں - تنفس میں ابتري هے ' آنکهیں گو کهلي هیں لیکن خطابت کے مسمریزم سے هر شخص معطل و مدهوش هے - فریقین اسطرح محو سماعت هیں کہ ما به النزاع قطعاً فراموش هے - هسٹنگس کي موافقت و مخالفت کا کسي کو خیال نهیں - هر قلب (غالب) کي اس فلسفہ سنجي کا مصداق جامد هے :

(۱) فاتوا بسورۃ من مثله (منه)

بذرق بیخبر از در در آمدم ' محروم
بروعده ام چه نیاز و ز انتظار چه حظ !

لوگن جیسا وارن هسٹنگس کا طرفدار ' دوران تقریر میں ایک گھنٹہ بعد اپنے هم نشین سے کہتا هے : " بس یه تمام لفاظي هي لفاظي هے ' دلیل اور ثبوت کا نام نہیں " دوسرا گھنٹہ گذرنے پر کہتا هے : " کیسي عجیب و غریب خطابت هے ؟ " تیسرے گھنٹے کے بعد کہتا هے : " واقعي مسٹر هسٹنگس نے کچھہ انصاف نہیں کیا " مگر قبل اسکے که تقریر ختم هو زور سے چیخ اٹھتا هے : " درحقیقت یه شخص ظلم و انصاف کشي کا ایک شیطان عظیم هے " !!

هاؤس آف کامنس کا ایک ممبر التوائے اجلاس کي تحریک پیش کرتا هے اور اس امر کا اظہار و اعتراف کرتا هے که به حالت موجوده ' اسکا دل و دماغ صحیح رائے دینے کے قابل نہیں -

یه هے زبان کا اثر ' اور یه هے الفاظ کي تاثیر !!

* * *

خیر ' یه تو تاریخي واقعات هیں - هماري انفرادي زندگي میں شب و روز اس قبیل کي باتیں پیش آتي رهتي هیں - اس رساله کے هر پڑهنے والے کو تجربه هوگا که کسطرح ایک محبب عزیز کي بات نے نشتر کا کام کیا ' اور کسطرح ایک لفظ نے دشمن کا دل صاف کر دیا ؟ اور پھر ذرا سي دیر میں دشمن دوست ' اور دوست دشمن هوگیا ؟

یه نه سمجھنا چاهیے که الفاظ کا اثر وقت کے ساتھہ ختم هوجاتا هے ' نہیں ' بلکه وقت کے گذر جانے اور مہینوں ' سالوں اور صدیوں کے بعد بھي دیکھا گیا هے که امتداد زمانه نے شراب تاثیر کو اور تیز کر دیا هے اور الفاظ اپنے اندر وهي کھٹک ' وهي اثر ' وهي درد ' اور وهي طپش رکھتے هوے نظر آئے هیں - اعمال انساني پر انکي حکومت برقرار وهي هے اور اکثر بزرگان دین و قوم اور کبار خاندان و قبیله کے اقوال نے اس پیکر معصیت و عصیاں یعنے انسان کو برے کاموں سے بچایا هے اور هر مرقعه پر سامنے آکر ایک قاهر و جابر مانع کا کام دیا هے !

انسان کا دل کچھہ عجیب طلسم زار تاثیر و تاثر هے - کبھي اس سینۂ نازک میں هوا کي نمیس سے بال پڑ جاتا هے ' اور کبھي اس آئینه عجیب کا غایظ و دیرینه زنگ آن واحد میں دور هو جاتا هے -

مگر ایسا کیوں هے ؟

ماهرین علم النفس جانتے هیں که لفظ میں کیا تاثیر هے ' لبوں کي حرکت میں کیسا سحر هے ' اور زبان کو دل کے اندر کیسا کچھہ دخل عظیم حاصل هے ؟ اس رسالے کا مقصد وحید ' اسي مسئله کي علم النفس کي روشني میں تحلیل ' چند اهم نتائج علمیه کا انتزاع ' اور فن مکالمة کي سرسري تدوین هے -

پس سب سے پہلے هم " فن مکالمة " کي تعریف کیطرف رجوع کرتے هیں که " فن مکالمة کہتے کسکو هیں ؟ " لیکن اس سوال میں که " فن مکالمت " سے کیا مراد هے ؟ دراصل دو سوال پوشیده هیں ' یا یوں کہیے که یه سوال دو سوالوں سے مرکب هے - پہلا سوال یه هے که " فن " کیا چیز هے ؟ اور دوسرا یه که " مکالمة کیا شے هے " ؟

" علم " و " فن " کي بحث و تفریق ' علم مناطق کا ابتدائي مبحث هے - اکثر رسائل اسي بحث سے شروع کیے جاتے هیں ' اور عجیب عجیب موشگافیاں کیجاتي هیں ' مگر " علم " و " فن " کا مسئله ارباب مناطق کے هاتھہ میں جاکر ' نہایت خشک اور غیر دلچسپ بحث بنجاتا هے - برخلاف اسکے همارا قلم " فن مکالمة " کے مباحث دلچسپ و مفید لکھنے کے لئے مضطرب هے - لیکن

کیا کروں که قارئین کرام کو اُن مباحث سے فائدۂ تام حاصل نہوگا - تاوقتیکه مسئله " علم " و " فن " پر ایک گونه اُنھیں عبور حاصل نہو جاے که یہي فن مکالمة کا اساس اولین و بنیاد مباحث هے -

پس هم اس مسئلۂ اهم کے طرف خاص طور پر متوجه هوتے هیں که اگر عمارت کا سنگ و بنیاد هي درست و راست نہیں تو نقش و نگار کي خوبي و حسن کو لیکر کوئي کیا کریگا ؟ حسن فضول و مفاد مجرد ' دونوں فن نفیس کي نظر میں قبیح و قبیح تر هیں - کمال هر صنعت حسن و افاده ' دونوں کے انضمام پر منحصر هے ' اور کمال هر کار ' حسن آرائي و کارمندي ' دونوں کي آمیزش لطیف کا نام هے - دیکھو ' چشم و ابرو کي یکھائي کا کیا اشاره هے ؟ آنکھه جو که بذات خود ایک آلۂ مفید هے ' محراب ابرو کے بغیر ایک روزن دیوار سے زیاده نہیں ' اور ابرو جو اپني جگه پر مظہر حسن ' و جلوه گاه جمال مجرد هے ' آنکھه کے بغیر ایک دیوار شکسته کي محراب کے سوا اور کیا هے ؟

بہوں پاس آنکھه قبله حاجات چاهئے

سب سے پہلے هم " علم " اور " فن " کے متعلق ایک تمہید مختصر پیش کرینگے ' جو یوں بھي بجاے خود نفع و دلچسپي سے خالي نہوگي - اسکے بعد " مکالمة " کے مباحث کي طرف متوجه هونگے اور وه طریقے بتائے جائینگے ' جن پر عمل کرنے سے انسان اپني زبان سے ایک عالم کو تسخیر کرلے سکتا هے ' اور ساري دنیا کو اپني مٹھي میں لیلے سکتا هے که جسطرف چاهے اُسے پھیر دے !!

(علم و فن)

علم عبارت هے مجموعۂ کلیات و مجردات و نظریات سے - وه مظاهر فطرت کي توضیح و تشریح کرتا اور موجودات عالم کے وجود و ظہور کے شرایط و قوانین بتلاتا هے - علم اس بات کو ثابت کرتا هے که کسي شے کے وجود پذیر هونیکے کیا اسباب هیں ' کسي چیز کے معرض شہود میں آنیکے کیا علل هیں ' اور مناظر و مظاهر کائنات کے بواعث تخلیق کیا کیا هیں ' اور نیز کیا طریق وقوع هے ؟ علم بتلاتا هے که کیوں سمندر سے ابخرات اُٹھے ' کسطرح بادل بنے ' کیوں پہاڑوں سے ٹکرا کر برسے ' هوا نے کسطرح هاتھوں هاتھہ اٹھا کر هر جگھہ پہونچایا ' کسطرح برگ خشک لب کو سیراب کیا ' مرجھاے هوے پودے سرسبز و شاداب هوگئے ' اور سوکھي کھیتیوں کو هرا بھرا کر دیا ؟ علم هي هے جو اُس مشاطۂ اعجاز کار سے تعارف کراتا هے ' جسکے هاتھوں شاید فطرت کے آرائش حسن و جمال کا کام انجام پاتا هے ' جسکا دست آرائشگر عروس هستي کي چہره پردازي و حسن افروزي کا آلۂ وحید هے ' جسکی اُنگلیاں معشوق قدرت کے بالوں کا شانۂ حسن افزا هیں - جس سے کائنات عالم کے شباب حسن کا نکھار قائم و برقرار رهتا هے : ربنا ما خلقت هذا باطلا !!

غرضکه علم کا موضوع بحث ' موجودات هستي کے درمیان جو علاقه هاے سببیت وجود گزیں هیں ' انکا انکشاف اور مظاهر فطرت کے انداز ظہور کي تعیین و تحدید هے اور بس -

برخلاف اسکے " فن " نام هے اُن اصول و هدایات کے مجموعه کا ' جو کسي علم کي نظریات پر مبني هوتے هیں اور اسطرح اُس علم میں ثابت و مبرهن هوکر ' شمع راه عمل ' اور رهنماے بصیرت و عبرت هوتے هیں ' یعني " فن " کو ان اصول و قوانین کي حقیقت و ماهیت سے کچھہ بحث نہیں هوتي اسلیے که یه تو علم کا موضوع خاص هے - فن کا کام ' محض ان اصول متحققه و قوانین مکتشفه کو عمل کے سانچے میں ڈهالنا ' اور انسے استفاده حاصل کرنا هے - علوم نظریات و کلیات کا اثبات اور حقائق و مظاهر فطرت کا انکشاف

شئون عثمانیه

رکھے ھیں" اور مجردات کے اصول خالص کي تعليم ديتے ھيں - مگر نري کا کام بس اسي قدر ھے کہ ان کليات و مجردات و حقائق متحققه مکتشفه سے بہرہ اندوز ھوں " اور اعمال انساني کے لئے علوم سے سباق مفيده حاصل کرکے سہل وآسان اور موصل الی المقاصد راھيں بولديں -

مثال کے لیے علم تشريح (Anatomy) اور فن جراحي (Surgery) لیجیے - عالم تشريح جسم انساني کے اعضا وجراح کے حالات تعلقات باھمي کو ظاھر کرتا ھے - مگر فن جراحي صرف ان مباحث کليات سے فائده اٹھاتا ھے " اور اپنے اصول و قوانين کو علم تشريح ي نظريات و حقائق سے اخذ کرتا اور اسطرح عمل جراحي کے لیے ک ذخيرۂ ھدايات و تنبيهات فراھم کر ديتا ھے -

اگر ناظرين کرام دوران تعريف " فن مکالمة " ميں اجازت ديں ' ...ے معترضه کے کہه سکتا ھوں که جسطرح فن جراحي سر علم تشريح پر مبني ھے ' ي لم نر علم النفس سے ماخوذ ھے - فن مکالمة بتاتا ھے اور علم النفس صول کو ثابت کرتا ھے - پس جو جسکا مطارب ھو ' وہ اسي طرف توجه ھو:

به بستان ورکه از بابل طريق عشق گيري ياد
به مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بياموزي

اب جبکه فن کي ماھيت و حقيقت ظاھر ھوگئي ' تو سوال ه ھے که مکالمة کے معني کيا ھيں ؟

الھلال:

(۱) يه مضمون کئي نمبروں ميں ختم ھوگا - ابھي صرف تمہيد ھي ھے - آپنے عنوان " فن مکالمة " رکھا ھے - جب تک که اصل مبحث شروع نہو ' نہيں کہا جا سکتا که آپکا مقصود اصلي کيا ھے ؟ ليکن مثالوں سے معلوم ھوتا ھے که آپ تقرير و خطبات کے متعلق لکھنا چاھتے ھيں - اگر يہي مقصود ھو تو اسکے ليے تو " فن خطابت " پيشتر سے ايک عمده لفظ موجود ھے " اور " مکالمة " کي ضرورت نہيں -

(۲) آغاز مضمون ميں آپنے " فاتو بسورة من مثله " کي طرف اشاره کيا ھے اور فرمايا ھے بيان کو اسلام کا سب سے بڑا حربۂ اثر و تسخير قرار ديا ھے - ميں سمجھتا ھوں که اس سے آپکا مقصود يه ھوگا که مذھب نے بھي اس وسيلۂ تاثر سے کام ليا - ورنه اس آيت ميں محض فصاحت و بلاغت بيان ھي کي تحدي نہيں ھے - و قصة بطولها - اسلام کے اسلحۂ اثر ايک نہ ھي نہيں بلکه بہت سے ھيں ' اور اسکي بڑي تلوار فطرة انساني کي مطابقت اور تعاليم صحيح و ارشاد الٰہي ھے - يہي معني ھيں اس آيت کے که " ذلک الدين القيم "

(۳) خطابت کے عجيب و غريب اثرات کي مثاليں تاريخ عرب سے بھي بکثرت ملسکتي ھيں اور وہ نہايت موثر اور دلچسپ ھيں - علی الخصوص دور جاھلية -

بريد فرنگ

برطانيه از روے معاھده ' دولت عثمانيه کي اعانت پر مجبور ھے

اثر: کاتب شہير و انصاف دوست ' مسٹر بلنٹ

مشہور اسلام دوست انگريز اھل قلم اور سياسي مصنف ' مسٹر " بلنٹ " نے حسب ذيل خط " ريسٹ منسٹر گزٹ " کے ايڈيٹر کے نام شائع کرايا ھے:

" جناب من! ممنون ھوں که آپ نے ميرا يہ خط شائع کرديا - فقروں کو لکھتے ھوے ... آ ... ميں ان ضامن نہيں ھيں " (ميں اس اظہار سے باز نہيں رہ سکتا) ميں ان نہايت افسوس ناک غلطي کي ھے -

معلوم ھونا چاھيے که حکومت برطانيه " از روے معاھدۂ دفاعيه ۳ - جولائي سنه ۱۸۷۸ع (ديکھو کتاب ازرق Blue Book عدد ۳۸ - سنه ۱۸۷۸ع) روسيه روس سے عثماني ايشيا کي ... و مدافعت پر مجبور ھے -

برطانيه کي وزارت خارجيه اس معاھده کي پابنده ھے " جيسا که ابھي ابھي گذشته سال وزير خارجيه نے خود اپني زبان سے اس کا اعتراف کيا ھے -

انگلستان نے اس معاھدے ميں دولت عثمانيه سے وعده کيا ھے که اگر روس کبھي عثماني ايشيا کے کسي حصے پر حمله آور ھوگا تو وہ ھميشه اپني جنگي قوت سے دولت عثمانيه کي اعانت کرے گا " اس کے معاوضه ميں دولت عثمانيه نے اصلاحات کے جاري کرنے اور مسيحي رعايا کے حقوق کي حفاظت کا وعده کيا " اور جزيرا قبرص کے انتظامات انگريزوں کے سپرد کرديے که وہ عثماني ايشيا کي حفاظت کے ليے اس اھم جنگي موقع سے کام ليں -

ان تصريحات کے بعد درحقيقت اوس وقت تک کے ليے " جب تک که يه معاھده فسخ نہو " اور قبرص دولت عثمانيه کو واپس نه ديا جاے ' انگلستان مجبور ھے که قانوناً اور اخلاقاً اس ... کي عزت کرے ' خواه اوسکي جنگي قوت بعد متوسط ميں کسي حد تک متغير کيوں نه ھوجاے -

اس بنا پر اس وقت دول عظمي کے مقابلے ميں روس کي خواه کسي حد تک بھي بے چارگي ھو ' ليکن اس معاھده کي تصديع و تعميل سے وہ کسي طرح عذر نہيں کرسکتا - اسکي مثال بعينه اوس معاھده کي سي ھے ' جو ايک انسان کي حفاظت و مدافعت کے ليے دوسرا شريف انسان کرتا ھے -

پس انگلستان کو اوس روس کے مقابلے ميں اس معاھدے کي

عزت بھولني نه چاهيے تهي' جسکے خوف سے متاثر هوکر سر اڈورڈ گرے نے ایام گذشته میں دولت عثمانیه کو یه نصیحت کي تهي :

" ادرنه کي حوالگي میں دولة علیه اب تاخیر نه کرے' ورنه ممکن هے که روس ایشیائي صوبوں کي طرف پیش قدمي کردے گا "

اس وقت عثماني رجال سیاست اڈورڈ گرے کي روبیوں کے ساتهه قلبي میلان و انعطاف سے نا واقف نه تهے' اور نه اس پر اسرار [illegible] کي اس حقیقت سے نا آشنا تهے که اس سے جتني ترکوں کے ساتهه خیر اندیشي ظاهر هوتي هے' اوس سے کهیں زیاده سلافي اقوام کے ساتهه همدردي و طرفداري ظاهر هوتي هے' اور یه روس کے مصالح کا عین مقتضی هے -

یه نا معلوم امر نهیں هے که ادرنه یورپ میں ایک مستحکم اور قلعه دار شهر هے - اسلیے ظاهر هے که انگلستان کیلیے اوسکي حفاظت کوئي اهم چیز نهیں' اور اسي لیے معاهدهٔ قبرص میں یورپین عثماني صوبوں کے اندر اصلاحات و نظمیات کي دفعه نهیں بڑهائي گئي پس یه بالکل صاف هوگیا که سر اڈورڈ گرے نے جن همدردانه الفاظ سے ترکوں کو خطاب کیا' اون کا مقصود یهي تها که ترک ادرنه چهوڑ کر خط اسپنوس و میڈیا تک هٹ آئیں اور حق هے که ترک سر اڈورڈ گرے پر یه الزام قائم کریں که وه بهي یورپ کے اوس طریق سیاست میں شریک هیں جس کا مقصود عثماني صوبوں کي غارتگري هے - اس کا کیا مطلب هے که ایک حریف کو تو آگے بڑهایا جاے' اور دوسرا ترکوں سے خطاب کرے که مقابله کي حاجت نهیں' تم یهاں اور پیچهے هٹ آؤ' جیسا که طرابلس میں آخر هوچکا هے ؟

سر اڈورڈ گرے کے ان چند مختصر فقروں [illegible] اسکے ذریعه تشجیع کي گئي که تم کو روسي اور انگریز همارے ساتهه هیں' اور ترکوں کو ایشیا کي حفاظت کے لیے ادرنه سے فوج کا ایک ٹکڑا ایشیا میں منتقل کر دینا پڑا -

بظاهر حالات معلوم هوتا هے که آپ معاهدهٔ قبرص کو نا قابل التفات اور گویا معدوم سمجهتے هیں' لیکن مجهے شک هے که وزارت خارجیه آپ سے متفق نه هوگي' کیونکه سر اڈورڈ گرے نے گذشته سال نهایت صریح الفاظ میں اٹلي کے قبضهٔ جزیرهٔ روڈس کے وقت اس کا حواله دیا تها' گو وه ترکوں کے لئے مفید نه تها - وزارت خارجیه نے کها تها که " انگلستان نے روس سے عثماني ایشیا کي محافظت کا عهد کیا هے' نه که تمام دول عالم سے "

ان وجوه سے میں اوس وقت تک' جب تک که انگلستان قبرص پر قابض هے' اس امر کیلیے اوسے مجبور پاتا هوں که وه روسیوں سے ایشیاے عثمانی کي حفاظت کرے ..... "

میں آج بغرض دیکهنے مسجد مچهلي بازار کانپور گیا - مجهے چند معزز درستوں سے معلوم هوا که میري نسبت یه غلط فهمي عام هو رهي هے که میں نے کوئي فتوی اپنا مهري یا دستخطي بعضور هز آنر بالقابه پیش کیا هے جسکا مضمون یه هے که منهدمه حصه مچهلي بازار کانپور کا جزو مسجد نهیں هے حالانکه یه افواه محض غلط هے میں نے کوئي فتوی یا کوئي تحریر مسجد مذکور کے متعلق نه لکهی هے اور نه جناب افخمت گورنر بهادر کو دي هے - نه کوئي گفتگو اسکے متعلق هز آنر یا کسي دوسرے حاکم سے کي هے - لهذا آپ میري دستخطي تحریر هذا اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر مجهکو قوم کي بد گماني سے بري فرمالیے فقط -

دستخط فقیر محمد ابو الخیر غازي پوري ۸ - اکتوبر ۱۹۱۳

عالم اسلامی

رشادیه

عثمانی زره پوش جهاز

حمیدیه کے بعد' جسکي تاریخ بنا سنه ۱۸۸۰ هے' ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ - پهلا موقع هے جب حکومت عثمانیه ایک زره پوش جنگي جهاز کي مالک هوئي هے -

سلطان کے نام سے اس جدید مدرعه (آهني جنگي جهاز) کا نام " رشادیه " رکها گیا هے - رشادیه کي طیاري کے لیے مئي سنه ۱۹۱۱ ع میں انگلستان کے کارخانه (ریکا رزر بارر) کو حکم دیا گیا' اور اسکے تین مهینے بعد دولت علیه اور کارخانه داروں کا باهمي معاهده طے هوا - ۶ - دسمبر سنه ۱۹۱۱ ع رشادیه کي طیاري کا روز افتتاح' اور ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ تاریخ تکمیل هے -

رشادیه تاریخ مذکور سے بهت پهلے طیار هوچکا تها' لیکن اس اثنا میں دولت علیه جن حوادث و انقلابات میں مبتلا رهي' نیز وقتاً فوقتاً مدرعه مذکوره میں جن نئي نئي اصلاحات و اضافات کي فرمائشیں هوتي رهیں' ان کي بنا پر کام بدیر ختم هوا' لیکن تاخر کا [illegible]

بهت سے هیئت طرز بنا اس جدید انگریزي جهاز کي طرز کا هے' جسکا نام " جارج پنجم " هے - رشادیه وزن' قوت آلات' سرعت سیر' استحکام و سلاح بندي اور اپني بڑي بڑي توپوں کے لحاظ سے بالکل " جارج " کے مساوي و مقابل هے' بلکه " رشادیه " کي سکنڈ باٹري قوت و شدت میں " جارج " سے کهیں زیاده مضبوط و مستحکم هے -

" رشادیه " کا بار ۲۳ - هزار ٹن' طول ۵۲۵ - فیٹ' عرض ۹۱ - فیٹ' عمق ۲۸ - فیٹ هے' اور اسکے انجن کي طاقت ۳۱ - هزار گهوڑوں کے برابر هے - اسکي متوسط رفتار ۲۱ - میل هے' اور سطح فوقاني ۱۲ - انچ کي فولادي چادر سے چهپي هے - اس میں چار فوقاني طبقے هیں جو ۱۲' ۹' ۸' اور ۶ - انچ کي مختلف الضخامة چادروں میں لپٹے هوے هیں - سب سے آخري اور داخلي طبقه جو بالکل سطح آب کے برابر هے' نهایت محفوظ و محکم هے -

سلاح بندي کے لحاظ سے " رشادیه " تمام انگریزي جهازوں سے ممتاز هے - اسکي پهلي باٹري جو دس توپوں سے مرکب هے اور جن میں سے هر ایک کا قطر ۱۳ - ۵ - انچ هے جهاز " جارج " سے مشابه هے - اسي طرح دوسري اور چوتهي صف کي توپیں بهي بالکل " جارج " کي طرح هیں - چوتهي صف کي توپوں میں سے جهاز کے مقدم و مؤخر حصه میں بغرض حفاظت چار حرکت کرني والي توپیں بهي موجود هیں - دوسري باٹري ۱۶ - توپوں سے مرکب هے - هر توپ کا قطر انچ هے' نیز بالکل محفوظ اور سامنے سے کهلي هوئي هیں - ضرورت کے موقع پر آٹهه آٹهه توپیں دهنے بائیں' اور چهه چهه آگے پیچهے چلائي جا سکتي هیں - طرز " جارج " کے اور جهاز جو موجود هیں' ان کي دوسري باٹري میں چهه چهه توپیں هیں جن میں سے هر ایک کا قطر صرف ۱۴ - انچ هے -

" رشادیه " بحریهٔ عثمانیه کي ترقي کا دوسرا زینه هے اگر هم " حمیدیه " کو پهلا زینه سمجهیں - البته یه بهي جو کچهه هوا' امریکا' فرانس' روس' اور اٹلي کي قوت بحریه کے مقابله میں' هیچ هے -

مراسلات

ان سلطنتوں میں جو جہاز بنتے ہیں ان میں ۲۰ - ۲۰ بلکہ ان سے بھی زیادہ تربیں ہوتی ہیں، جن میں سے ہر ایک کا قطر ۹ - ۵ - ۶ - ۶ - انچ کا ہوتا ہے -

" رشادیہ " کی ترتیب و تنظیم اور سلاح بندی ایک کمیٹی کی زیر مراقبہ ہوئی ہے جسکے رئیس کمانڈر حقی بک تھے -

لندن کے سفیر عثمانی توفیق پاشا نے اپنی تقریر میں رشادیہ کی تقریب کرتے ہوے فرمایا :

" رشادیہ امید ہے کہ ملک و حکومت کی حفاظت و حمایت نہایت شجاعت و بہادری سے کرے گا اور کسب سعادت و ترقی راہ میں آگے بڑھتا رہے گا "

آگے چلکر سفیر موصوف نے کہا :

" دولت عثمانیہ کی آرزو صرف یہ ہے کہ وہ سکون و امن کے ساتھ [illegible] مادی ترقی میں کوشاں اور جانفشاں رہے اور فرمانروائے ملک ادبی کے حصول میں دولت عثمانیہ حکومت برطانیہ کی اعانت پر اعتماد کرتی ہے "

(سر رینسفٹ کلارڈ) کارخانۂ (ریکارز) کے ایک منیجر نے سفیر موصوف کے جواب میں ایک فصیح تقریر کی جسکے آخری فقرے یہ تھے :

" رشادیہ کی حسن قسمت و نیک فال ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ عین عید کے روز پانی میں اتارا گیا، جو مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ مبارک دن ہے "

سابق متولی مسجد کانپور

گذارش ہے کہ جناب کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ میں مسجد پچھلی بازار کے معاملہ میں بے قصور ہوں - میرے خلاف جو مضمون جناب کو کانپور سے ملے وہ غلط تھے - لہذا قبل بھی عرض کرچکا ہوں - اب بھی گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو تردید شایع فرمادیں - ورنہ خیر جو رائے اقدس ہو - میں ہر طرح پر خوش ہوں - مگر یہ ضرور عرض کرونگا کہ خدا شاہد ہے - میں نے کوئی منظوری زبانی یا تحریری کسی حاکم کو نہیں دی - نقط -

(قدوری کریم احمد - بساطی بازار کانپور)

(الہلال)

فقیر نے کانپور میں دونوں مرتبہ آپسے زبانی کہدیا تھا کہ مجھے اس بارے میں کوئی خاص کاوش تو ہے نہیں - ایک دینی معاملہ تھا - آپکے خلاف سرکاری و غیر سرکاری معلومات پہنچیں تو بے اختیار قلم سے مخالفانہ خیالات ظاہر ہوگئے - الحب فی اللہ و البغض فی اللہ اصل و اساس ایمان ہے - ہر شخص کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے - وہ نیتوں کا علیم ہے - اگر واقعی آپ بے قصور ہیں تو اس سے زیادہ اور خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے ؟ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق دے کہ صبر و ثبات کے ساتھ راہ اسلام پرستی پر قائم رہیں -

ایک اقتصادی تجویز

(ایک خاتون غیور و ملت پرست کے قلم سے)

مجلس خدام کعبہ کے قیام پر تمام مسلمانوں کو اسکا خیر مقدم کرنا چاہیے - میں نے سرمایہ مجلس کے مصارف کو بغور پڑھا لیکن ذیل کے خیالات نے جو ہر وقت میرے لیے کاش جان ہیں، بے اختیار مجبور کیا کہ جو تجویز عقل ناقص میں آئی ہے، اسکی طرف ارکان مجلس خدام کو ضرور توجہ دلاؤں -

جب جنگ ترکی و اٹلی شروع ہوئی تو برادران اسلام اپنے مظلوم بھائی بہنوں کے مصائب سے بیتاب ہوگئے اور اطالوی مال کو بائیکاٹ کردیا - لیکن چند ہی دنوں کے بعد وہ بیتابی ایسی ہی دور ہوگئی، جیسے کسی کی کہنی میں چوٹ لگ جاے اور وہ کچھ دیر کے ایک سرد سے پھر غیرت قومی کی ایک لہر سی پیدا کرتی ہے، بلقان جنگ، بلقان جتنی کوشش ہم نے اطالی ثروت کو اقتصادی نقصان پہونچانے کی کی تھی، اسکے عشر عشیر سعی بھی ان طاقتوں کی اشیاء تجارت کو (جو اس شرمناک اسلامی خوں ریزی کی موجب نہیں) بائیکاٹ کرنے کے لیے نہیں کی، اور نہ کیکر اتنا بھی احساس نہوا

حقیقت یہ ہے کہ لوگ مجبور بھی ہیں - کریں تو کیا کریں ؟ جو چیزیں ملتی ہیں وہ سب یورپ کی مصنوعات ہیں، اور اس طرح اہل یورپ ہمارا خون طرح طرح سے چوس رہے ہیں لیکن اب تو خون بھی باقی نہیں رہا -

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی تلوار سے خود ہی اپنا گلا کاٹ رہے ہیں اور دشمنوں پر اپنی خونریزی کا الزام قائم کرتے ہیں - کیا یہ تلوار ان کے ہاتھ میں خود ہم نے، انکی تجارت کو ترقی دیکر نہیں دیدی ہے ؟

اب ذرا غور فرمایئے کہ ادھر تو ہم جنگ بلقان کے مہجورین کے لیے چند روپے بقہور اکراہ چندے میں دیتے ہیں اور ادھر اہل یورپ ہم سے بصد فریب لاکھوں روپے روزانہ وصول کرتے ہیں - ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ بتائی جاتی ہے - ان میں بہت سے رؤساء و امرا ہیں جو روزانہ سیکڑوں روپے کا مال خریدتے ہیں، اور جو غریب و مفلس ہیں، وہ بھی کم از کم یورپ کی چند چیزیں تو ضرور خریدتے ہیں - اور یہ تمام چیزیں یورپ کی مصنوعات تجارتی ہوتی ہیں - اس سے آپ لوگ خیال فرماسکتے ہیں کہ ہم کسقدر روپیہ روزانہ دشمن کی نذر کرتے ہیں اور یہ وہی ہمارا روپیہ ہے جس سے ہمارے ملکوں پر گولہ باری کی جاتی ہے اور ہمارے بھائیوں کی جانیں تلف کیجاتی ہیں - اسی کی بدولت آج ہم اپنی سلطنتوں کو غارت کر بیٹھے اور نوبت بایں جا رسید کہ خانہ کعبہ بھی معرض خطر میں ہے -

اب سوال یہ ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث کیا ہے ؟

سبب یہ ہے کہ ہم محنت ' مزدوری ' اور تجارت کو ترنگ وعار جانتے ' اور ملازمت کو باعث افتخار و امتیاز سمجھتے ہیں -

آپ اور قوموں پر نظر ڈالیے - ہر طرف تجارت کی گرم بازاری ہے - ہمیں اپنے ہندو بھائیوں کی ترقیے تجارت پر نہایت ہی مسرت ہوتی ہے کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ہم لوگوں جتنے غیر ملک کے محتاج نہیں - کپڑا بنتا ہے ' صابون تیار ہوتا ہے ' دیا سلائی ' بسکٹ تمام ضروری چیزیں طیار کرکے غیر ملکی مصنوعات سے مستغنی ہو سکتے ہیں ' مگر حیف ہے مسلمانوں پر ' جنہوں نے غلامی اور حلقہ بگوشی کے سوا اب تک کچھ نہ جانا - تمام قومیں ترقی کے مدارج طے کرچکیں ' لیکن ہم جہاں سے چلے تھے ' وہیں موجود ہیں :

شکست رنگ شباب و هنوز عنقائی
دران دیار که زادی ' هنوز آنجائی

جب سے اٹلی کی جنگ شروع ہوئی ہے ' میں نے بذات خود بیلیں ' فیتے ' کنارہ ' خریدنا بند کر دیا - بلکہ کپڑا اور عام چیزیں بھی بہت دیکھکر خریدتی ہوں - میں نے اپنی تمام بہنوں سے عہد لیے ہیں اور بزرگوں سے استدعا کی ہے کہ وہ ہرگز کنارہ بیلیں نہ خریدیں اور جہانتک ممکن ہو ان اعداء اسلام ممالک کی اشیاء کی خریداری سے پرہیز کریں (جو ہمیں کیا جاتا ہے ' کہ کپڑا بھی تو یورپ ہی کا بنا ہوا ہوتا ہے - اسکا سوائے اسکے اور کیا جواب ہوسکتا ہے کہ جتنا ہم گناہ کم کریں بہتر ہے - یہ گناہ ہم بدرجہ مجبوری کرتے ہیں اور وہ اپنی زیبائش کے لیے ' اسکے متعلق میں رسالہ " خاتون " کے ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ کے پرچے میں ایک مفصل مضمون لکھ چکی ہوں -

جسوقت کپڑا خریدا جاتا ہے تو دل دکھتا ہے کہ افسوس یہہ ہمارا روپیہ ہمارا ہی خون بہالیگا ' مگر کچھہ چارہ کار نظر نہ آتا تھا ' الحمد للہ کہ انجمن خدام کعبہ قائم ہوگئی - یہہ انجمن نہ صرف ہمارے مصائب ہی کو دور کریگی بلکہ اگر چاہے تو تمام قوم میں ایک روح حیات پھونک دے سکتی ہے - یتیم خانوں کی حفاظت اور ترسیع ' جہازوں کی فراہمی ' یہ وہ دو کام ہیں کہ اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مسلمانوں کی زندگی میں ہو جائینگے -

لیکن پھر اسکا ایک پہلو تاریک بھی نظر آتا ہے اور وہ دیمک جو عرصہ سے مسلمانوں کو کھا رہا ہے ' کام کیے ہی جائیگا ' یعنی غیر ملکی مصنوعات کی خریداری ' جسکی بدولت وہی کوئلہ بارود بنکر ہمارے لیے آئیگی - اگر ترکی کو آپ پانچ چار لاکھہ روپیہ سالانہ بھیجدیا کرینگے تو اس رقم قلیل سے خانہ کعبہ کی کیا حفاظت ہوسکتی ہے ؟

ان رموز سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک ثلث رقم سے جو حفاظت کعبہ کیلیے حکومت حافظ حرمین کو بھیجنے کی تجویز ہے ' ایک کپڑے کا کارخانہ کھولا جاے ' اور اسکے منافع سے ایک مناسب رقم حفاظت کعبہ کیلیے جمع کی جاے ' یا بھیجی جاے ' اور باقی کل منافع کارخانہ کی توسیع کیلیے اور رفتہ رفتہ کارخانوں کی تاسیس میں صرف ہو ' اور ان ہندوستانی مصنوعات کیطرف بھی خاص توجہ کی جائے جن کے بنانے والے اگرچہ مسلمان ہوتے ہیں مگر ہمارے افلاس وکم مایگی کے باعث اغیار اوس سے فائدے اٹھاتے ہیں - اگر انکو ترقی دیجائے ' اور ان سے خود مسلمان فائدہ اٹھالیں تو اسلامی تجارت میں عجیب خوش حالی پیدا ہوجاے -

میں یہ ضرور کہونگی کہ اگر انجمن نے اسطرف توجہ نہ کی تو ان چندوں سے مسلمانوں کی ازدیاد غربت کے سوا کوئی اور فائدہ حاصل نہوگا - اگر کوئی خدمت و امداد کعبہ کا دعوی بھی کرے تو غلط ہے ' بلکہ وہ حقیقت میں دشمنوں کی خدمت و امداد کررہا ہے ' اسلیے وہ بجاے خادم و ناصر کعبہ ہونے کے ' دشمن و برباد کن کعبہ ہے -

دوسری تجویز یہ ہے کہ ٹرکی میں بھی انجمن خدام کعبہ کی شاخ قائم کیجائے اور انجمن کے بیت المال کا بھی یہی مصرف وہاں قرار دیا جائے -

حج کے موقعہ پر لاکھوں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے ' اگر ان کی کھالیں جمع کی جائیں اور اس سے عرب میں چمڑے کے کارخانے قائم کیے جائیں تو وہاں کی ساختہ مصنوعات اسلامی دنیا میں نہایت فروغ بخش ثابت ہونگی - یقین ہے کہ ہمارے ترک و عرب بھائی عرب و ٹرکی میں اس مفید تجویز کو پسند کرینگے اور یہ نیک تجویز ترکوں ' عربوں ' اور ہندی مسلمانوں کے اس رشتۂ اخوت کو جو کبھی کبھی مشنوں کے جانے سے قائم کیا جاتا ہے ' زیادہ مستحکم و مضبوط کردیگی -

داعیہ
عاجزہ مکرمہ حسنا ' دہلی

سیاہ نپولین

حریت دل ڈھونڈھتی ہے ' رنگ نہیں

" ڈبلن ریویو " میں مسٹر گریہم Graham نے توسینٹ (Toussaint) کے حالات شائع کئے ہیں - اس عجیب و غریب آدمی کو مضمون نگار نے " سیاہ نپولین " کے نام سے تعبیر کیا ہے -

مسٹر گریہم کہتے ہیں کہ یہ شخص سان ڈامنگو San Damingo میں بہ حالت غلامی سنہ ۱۷۴۳ ع میں پیدا ہوا تھا - پچاس برس تک جزائر غرب الہند میں زراعت کی مزدوری کرتا رہا مگر اس طویل زمانۂ غلامی میں اسکے دل سے آزادی کا خیال ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوا - یہ پاک چنگاری برابر اسکے سینہ میں سلگتی رہی - بالآخر اس چنگاری نے اس روئے آتشیں میں آگ لگادی جو تمام امریکہ میں چھڑک دیا گیا تھا - آخر کو انٹیلس (Antilles) سے یہ آگ نمودار ہوکر تمام براعظم امریکہ میں بھڑک گئی اور بالآخر اس میں اس ملک کی غلامی جلکر خاکستر ہوگئی

اس نے اپنے ملک میں دائمی فتنہ و فساد اور مصیبت و فلاکت کو دیکھا جسکی وجہ سے اس مظہر غیرت حق کو جوش آیا اور اس نے انسان کو وہ حقوق دلائے جو اسکے ہم نوع انسانوں نے صرف اختلاف رنگ کی وجہ سے اس سے چھین لیے تھے ' اور جس نے سیہ انسانوں کو وحوش اور بہائم بنا رکھا تھا - اگرچہ اسکی کوششیں زیادہ روز تک سرسبز نہ رہنے پائیں - اور اسکے ملک کے غدار اور نمکحرام گروہ نے ' جو غلامی کو حریت پر ترجیح دیتا تھا اور جو ہر جگہ موجود ہے اور ترجیح دیتا ہے ' اسے گرفتار کرادیا ' مگر تاہم اس ہمت کے بادشاہ نے کبھی نا امیدی اور خوف کو اپنے پاس آنے نہ دیا - اس نے اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے تاریخ عالم میں کام کرنے اور کوشش کرنے کا ایک نیا باب کھول دیا ہے -

Toussaint توسینٹ کی صرف فوجی قابلیت نے اسے سیاہ نپولین کا خطاب خود اہل یوروپ کے زبان سے دلایا ہے - جن کا وہ دشمن شدید تھا ' اور جس پر اسکو فخر تھا - (بقیہ برید فرنگ

لسان و لطائف

چند اور نئے الفاظ ! !

"اکاذیب" اور "شرمناک"

بسلسلۂ حظ و کرب

از مسٹر عبد الماجد بی - اے - لکھنؤ

۱۷ - ستمبر کے الہلال میں صفحہ ۲۲۱ - سے لیکر صفحہ ۲۲۳ - تک انشا پردازی و خطابت کے پردہ میں جن پیہم "مغالطات" کا طومار یکجا کر دیا گیا ہے، انکی داد "منطق" کے طلبا دینگے میں اگر انکی "پردہ دری" کرنا چاہوں بھی، تو شاید اپنے دوسرے مشاغل کو کافی صدمہ پہنچائے بغیر نہیں کرسکتا - البتہ اُن متعدد "بیباکانہ اکاذیب" میں سے، جو اس مضمون کی زیب و زینت کا باعث ہورہے ہیں، ایک بات کا صاف کردینا میں ہر حال میں ضروری سمجھتا ہوں - یہ قطعاً غلط ہے، کہ میں اس معاملہ میں "واقف کاروں" سے مشورہ طلب کرلینے، یا انکے مشوروں کے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوں، میں خود، بلا الہلال کے دربار سے کوئی ہدایت پائے ہوئے، ملک کے اُن متعدد تعلیم یافتہ حضرات سے مشورہ طلب کر چکا ہوں، جو میرے نزدیک مشورہ دینے کے اہل، یا بہ قول آپکے، "واقف کار" ہیں - میں نے اس مسئلہ میں مشورہ حاصل کیا ہے مسٹر سید کرامت حسین (سابق جج ہائی کورٹ) سے جو علوم عربیہ میں کمال رکھنے کے علاوہ فلسفۂ جدید (خصوصاً فلسفۂ اسپنسر) کے بھی عالم ہیں - میں نے استفادہ کیا ہے، مولانا حمید الدین بی - اے (پروفیسر میور کالج الہ آباد) سے جنکی جامعیت علوم مغربیہ و مشرقیہ سے شاید آپکو بھی انکار کی جرأت نہ ہو - میں نے استشارہ کیا ہے مولوی عبد الحق بی - اے (صدر مہتمم تعلیمات حیدرآباد) سے، جو علاوہ علوم مغربی سے واقفیت کے عربی میں بھی کافی دستگاہ رکھتے ہیں، میں نے مشورہ حاصل کیا ہے خان بہادر میر اکبر حسین (الہ آبادی) سے، جو علاوہ اردو زبان میں سند (Authority) ہونے کے فلسفہ جدید کا خاصہ مذاق رکھتے ہیں - اور میں نے مشورہ طلب کیا ہے اپنے شہر کے پروفیسر مرزا محمد ہادی بی - اے (کرسچن کالج) سے جو علوم قدیمہ و جدیدہ دونوں میں مشہور قابلیت رکھتے ہیں - حضرات موصوف کے علاوہ میں نے اور بھی اُن متعدد تعلیم یافتہ لوگوں سے استصواب رائے کیا ہے، جنکی علمی و ادبی قابلیت کی شہرت ابھی غالباً اُس فضا میں نہیں پہنچی ہے، جس میں الہلال کا نشر و نما ہورہا ہے -

اور پھر میں نے بعض اُن سنجیدہ مذاق اصحاب سے بھی تبادلۂ خیالات میں کبھی تامل نہیں کیا، جو چند دنوں سے آپکے اسٹاف میں ہیں - بعض حضرات سے ان مسائل پر کئی کئی گھنٹہ گفتگو رہی ہے - میرے لایق دوست مولوی سید سلیمان نے جس محنت سے وضع اصطلاحات علمیہ پر ایک تحریر شایع فرمائی ہے، نیز میرے ایک دوسرے دوست ("خدا بندہ" از جونپور) نے اسی مسئلہ لذیذ و الم پر مضمون تحریر فرمایا تھا، میں اسکا اعتراف کرتا ہوں -

ہاں یہ جرم مجھ سے بلا شبہ سرزد ہوا ہے (اور شاید آپکے ضابطۂ تعزیرات میں یہ جرم ناقابل معافی ہو) کہ میں نے اُس شخص سے دستگیری کی التجا نہیں کی، جس نے گو اپنی خطیبانہ سحر بیانیوں سے ایک بہت بڑی دنیا کو مرعوب و مسحور کر رکھا ہے، مگر جسکے "خالص کمالات علمی" کا ثبوت مجھے ابتک باوجود "سعی و تلاش" کے نہیں مل سکا ہے -

رہا آپکا یہ دعویٰ، کہ عربی میں فلسفہ کی بہتر سے بہتر اصطلاحات موجود ہیں بہ شرطیکہ تلاش کی جائیں، تو اسکے متعلق میں نے اپنے پچھلے خط میں جو سوال کیا تھا، وہ بدستور قائم ہے - مجھے بتائیے کہ میں سایکالوجی، اپیسٹمالوجی، ایتھکس، (اپنے جدید معنے میں) اور منطق استقراء کی مصطلحات کس کتبخانہ میں تلاش کروں؟ کس کتاب میں ڈھونڈھوں؟ مصر کے نامور فضلا، مشہور مستشرقین یورپ، اور خود ہندوستان کے مستند ترین فضلا (مثلاً شمس العلما مولانا شبلی نعمانی) تو اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں، لیکن الہلال کو اپنے دعوے پر اصرار ہے، اور چونکہ یہ دعویٰ الہلال نے کیا ہے، اسلیے کسی دلیل کی بھی حاجت نہیں، محض اسکا اعادہ و تکرار کافی ہے - لیکن یاد رکھیے کہ یہ خطیبانہ حربے، عوام فریب تقریروں و تحریروں میں خواہ کتنے ہی کارگر ہوتے ہوں، لیکن علمی مباحث میں انکا استعمال قطعاً بے محل و غیر موثر ہونے کے ساتھ "بیحد شرمناک" ہے - سیاست اور مذہب مدت سے آپکی تیغ خطابیات کے زخم خوردہ ہورہے ہیں، اب مہربانی کرکے علمی مسایل کی جان پر تو رحم فرمائیے -

الہلال:

سخت شرمائے وہ، اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں
چھیڑتا تھا تو کوئی شکوۂ بیجا کرتا !

اب تک تو صرف "حظ و کرب" کے متعلق بحث تھی، لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ آپکی لغات و مصطلحات جدیدہ و مخترعہ میں اور چند الفاظ و اصطلاحات کا بھی اضافہ ہوگیا ہے - اگر وضع و اختراع کی رفتار ایسی ہی تیز رہی تو مجھے ہمت ہاردینے کا علانیہ اعتراف ہے:

بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ ست !

اب تک تو صرف یہی معلوم تھی کہ آپ "حظ و کرب" کا مطلب وہ نہیں سمجھے جو سمجھنا چاہیے، لیکن یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ اب مغالطات، منطق، پردہ دری، بیباکانہ اکاذیب، کمالات علمیہ، اور بے حد شرمناک کے متعلق بھی مجھے خوف پیدا ہوگیا ہے کہ آپ انکے معانی سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ان الفاظ کو کن موقعوں پر بولنا چاہیے؟ میں نے اسی لیے آپکی تحریر میں اسطرح کے الفاظ کو ان ورتّد کاما سے ممتاز کر دیا ہے -

اگر میں چاہوں تو بغیر "اپنے مشاغل کو صدمہ پہنچائے" ان الفاظ کے معانی بھی عرض کرسکتا ہوں جو افسوس ہے کہ مثل "حظ و کرب" کے آپ کو معلوم نہیں - لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ غصہ میں آگئے ہیں، اور آدمی غصہ میں اکثر گالیوں پر اُتر ہی آتا ہے، اسلیے آپکو معذور سمجھتا ہوں اور آپکے غصہ پر ہنستا ہوں - کاش آپکو یاد رہا ہوتا کہ مسائل علمیہ کا فیصلہ گالیوں اور محض ادعائی الزام سے نہیں ہوتا - ("اکاذیب") اور ("شرمناک") کے استعمال کیلیے محض ان دو لفظوں کو مثل حظ و کرب کے سن لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ انکے مواقع استعمال کو بھی مثل "حظ و کرب" کے معلوم کرنا چاہیے -

غمے میں اُنکو کچھہ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شب کو اُٹھاے عتاب میں !

اب آپ اور بگڑیں گے اور کہیں گے کہ مسائل علمیہ میں ایسے عاشقانہ شعروں کا پڑھنا " اکاذیب " ہے- " بہتان " ہے - " بے حد شرمناک " ہے - لیکن خیر ' " بیحد شرمناک " اقدامات تو پہلے ہی کرچکا ہوں ' اب کیا ہے کہ دو گھڑی کیلیے آپکے عشوہ طرازانہ غیظ و غضب سے جی بھی نہ بہلاؤں ؟

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق
جو تیری خو تھی ' وہ ہی مرا مدعا ہوا

البتہ یہ ضرور کہونگا کہ آپ کو تحریر و تالیف کا شوق ہے - آپ علمی مباحث میں مشغول رہنا چاہتے ہیں - بہتر ہے کہ طبیعت میں صبر و سکون پیدا کیجیے اور نکتہ چینی سے گھبرا نہ اٹھیے - آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اصلاح و مذہب کے کاموں میں جس قدر سختی ضروری اور بعض حالتوں میں سخت سے سخت الفاظ کا استعمال تک بھی عین عدل و انصاف ہے ' اتنا ہی علمی مباحث میں اس سے احتراز کرنا چاہیے - اپنی راے پر نہایت سختی سے قائم رہیے ' مخالف کا سخت سے سخت پیرایۂ نقد میں جواب دیجیے ' مگر دشنام آمیز الفاظ کا استعمال اور غلط الزام دھی کسی طرح جائز نہیں - ذرا سی بات پر بگڑ اٹھنا ' اور مخاطب پر بغیر کسی ثبوت کے کذب و افترا اور اعمال سخریہ کا الزام لگانا ' لوگوں کی نظر میں آپکے وقار کو کھودیگا ' اور جن کاموں میں آپ رہنا چاہتےہیں انکے لیے نہایت مضر ہوگا - سب سے زیادہ یہ کہ اسطرح کی طفلانہ برہمی آپکی اس حیثیت کو صدمہ پہنچا ئگی ' جسکے آپ خواہشمند ہیں ' یعنی علمی زندگی کے اختیار کرنے میں حارج ہوگی - اور پھر ویسے بھی آپ جانتے ہیں کہ کسی راہ چلتے بھلے آدمی کو گالی دیدینا اس خیال سے ' کہ شریف آدمی ہے ماریگا نہیں ' کوئی اچھی بات نہیں ہے -

اگر میں آپ سے پوچھہ بیٹھوں کہ " اکاذیب ' بہتان ' بیحد شرمناک اور مغالطات " میری تحریرات میں سے نکالیے تو آپکی لیے کیسی مشکل ہو ؟

" بہتان " اور " شرمناک " کا یہ حال ہے کہ میں نے چند سطروں میں اپکو ابتداً توجہ دلائی اور مجبوراً ' کیونکہ مضمون کے عنوان میں تبدیلی نہیں کرسکتا تھا - اپنے اپنے وجوہ لکھے - میں نے اسکے متعلق پھر چند سطریں لکھیں - آپ کو چاہیے تھا کہ اُسپر غور کرتے اور سمجھکر کچھہ کہتے ' لیکن آپ نے فرہنگ اصفیہ ' غیاث اللغات ' پامر ' ریکنس ' اور اسٹین گاس کی سندات کا پشتارہ اٹھا یا اور بلا تامل پٹک دیا - اسپر میں نے دیکھا کہ اصل موضوع کے علاوہ چند درچند غلطیاں ایسی پیدا ہوگئی ہیں جنکی وجہ سے زبان اور وضع اصطلاحات و استناد و استشہاد کتب کی نسبت لوگوں کو سخت غلط فہمیاں ہونگی اور ایک فتنۂ لغویہ کا دروازہ کھل جائیگا - پس میں نے تفصیل سے اپنے خیالات ظاہر کیے - تاہم بحث سے پہلے آپکے شوق علمی کی تعریف کی - اپکو عام تعلیم یافتہ طبقہ کی چہل سالہ خیرہ ذہنی سے الگ پاتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں - اسکا اظہار کیا ' اور پورے مضمون میں کہیں بھی کوئی سخت لفظ یا " شرمناک " الزام آپ پر نہ لگایا کہ ایسے مباحث میں ان باتوں کا موقعہ ہی نہیں تھا -

میں نے اول سے اخیر تک اصولاً بحث کی اور پھر آخر میں دفعہ وار نتائج بحث پیش کر دیے - ان تمام دفعات میں سے ایک دفعہ کی نسبت بھی آپنے کچھہ نہیں لکھا اور نہ کوئی جواب دیا - اپکو " اپنے اشغال " کے مضروب و مجروح ہونے کا خوف ہے ' لیکن افسوس کہ آپ کو ایک کالم سے زیادہ لاحاصل دشنام دھی اور ادعائی الزام کی فرصت ملگئی ' مگر میرے سوالوں کے جواب دینے کا موقعہ نہ ملا ؟ میں نے استعمال اصطلاحات ' عام بول چال اور اصطلاحات علمیہ کے اختلاف ' الفاظ مہذبہ و رذیلہ کی حقیقت ' غیاث اللغات اور فرہنگ اصفیہ کے حوالے ' انگریزی لغات سے استشہاد ' اور متعدد امور کی نسبت جو کچھہ لکھا ' اسکا کیا علاج ہے کہ آپکو اسمیں صرف " اتہام " - " بیحد شرمناک " " مغالطات " اور " اکاذیب " ہی نظر آیا ؟ اور اسپر ستم جانکاہ یہ کہ اپنے اشغال عظیمہ اور اعمال علمیہ کو ٹھیس لگنے کے خوف سے ثبوت و دلیل کی فرصت بھی نہیں !

کیا خوبیاں ہیں میرے تغافل شعار میں !

" انشا پردازی " اور " خطابت " جس سے کام لینے کی اپنے اس تحریر میں نہایت غیر مخفی سعی کی ہے ' بار بار آپکی زبان پر آتا ہے - خطابت فن تقریر کو کہتے ہیں - غالباً خطابت کو آپ خطابیات کے معنوں میں بول گئے ہیں - اگر ایسا ہی ہے تو اسکے لیے بھی آپکو صبر و انتظار کے ساتھہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے - اگر آپ یا آپکے ساتھہ اور لوگ بھی اس نادانی میں مبتلا ہیں کہ مباحث علمیہ کے لیے ضروری ہے کہ انکا طرز تحریر قصداً نہایت رونما پھیکا ' اور غیر انشا پردازانہ رکھا جاے - اگر ایسا نہیں ہے تو یہ کوئی علمی بحث ہی نہیں ' تو یہ نہایت سخت غلطی ہے - یہ ضرور ہے کہ علمی مباحث اور علم ادبیات سے مختلف ہونا چاہیے - لیکن اس اختلاف کی بنا طرز تحریر نہیں بلکہ مطالب کا اختلاف ہے -

یہ اسکی تفصیل کا موقعہ نہیں - لیکن حظ و کرب کے متعلق میری تحریر کوئی علم و فن کا مقالہ نہ تھا بلکہ آپکے مضمون پر ایک سرسری نقد تھا - اگر انشا پردازی سے آپکا مقصد یہ ہے کہ اس کی عبارت اچھی اور اسکے الفاظ اور جملے بلیغانہ ہوں تو کوئی شخص آپکی اس تعریض کا مطلب نہ سمجھہ سکے گا کہ کسی مضمون کا خوش عبارت و بلیغ الفاظ ہونا اسکے پیش کردہ مطالب کے غلط ہونے کیلیے کیونکر مستلزم ہے ؟ اگر ایک شخص اپنے ہر طرح کے مطالب کو اچھی عبارت میں لکھہ سکتا ہے تو یہ اللہ کا ایک فضل ہے اور یقیناً خوشی کی بات ہے - پھر آپ اسکے لیے غمگیں کیوں ہیں ؟ کیا آپ کے جواب دینے کیلیے یہ بھی ایک شرط ہے کہ مضمون "غیر انشا پردازانہ ہو" ؟

آپ نے تمام مضمون میں صرف ایک ہی بات موضوع بحث کے متعلق لکھی ہے - یعنے یہ کہ اپنے اس بارے میں ارباب علم سے مشورہ کیا ہے - لیکن آپنے کچھہ نہیں بتلایا کہ کس بارے میں مشورہ کیا ہے ؟ لذت و الم کے غیر کافی ہونے میں یا حظ و کرب کی بحث میں ؟ تاہم اگر یہ سچ ہے کہ ان حضرات نے حظ و کرب کو صحیح بتلایا ہے تو مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوسکتا کہ ان سب نے غلطی کی ہے ' جس طرح میں خود بھی اپنے خیال میں غلطی پر ہوسکتا ہوں - آپ کم از کم اس امر کو صاف کردیں کہ آپکا یہ استفتا کس سوال پر مشتمل تھا ؟ تاکہ اس سے جواب کا تعلق و مفہوم متعین ہوسکے -

آپنے بے فائدہ یہ لکھکر اپنی طبیعت کو خوش کرنا چاہا کہ میرے علمی کمالات کا کوئی ثبوت نہیں - بھائی ' معلوم نہیں کہ علم سے آپکا مقصود کیا ہے ؟ کہیں حظ و کرب اور اتہام و شرمناک کی طرح اس بارے میں بھی کوئی اختراع خاص نہو کیونکہ اب آپکے ہر لفظ کے متعلق شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں - خیر ' کچھہ بھی مقصود ہو ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپنے اپنے ترکش طنز و تشنیع کا سب سے زیادہ قیمتی تیر ایک ایسے نشانے کی فکر میں ضائع کیا ' جہاں اسکے صرف کی بالکل ضرورت نہ تھی - میں نے آجتک کبھی بھی یہ دعوا نہیں کیا نہ علم و فن کا میں حامل ہوں -

البته اُن لوگوں کو شرمانا چاهیے جو آج چالیس سال سے علمي توقعات کا مرکز هیں ' جنهوں نے یورپ کي علمي زبانوں کي تحصیل کي هے ' اور جو فی الحقیقت خدمت علم انجام دینے کیلیے تمام ملک میں صرف ایک هي گروہ هے - وہ اگر اپنے علمي کمالات کا ثبوت دینے میں مقصر رهے هیں تو انکے لیے افسوس ناک هے - نه که میرے لیے -

اپنے " تلاش " کا بهي لفظ لکها هے که " با وجود سعي و تلاش ' علمي کمالات کا کوئي ثبوت نهیں ملا " لیکن یه تلاش ویسي هي تلاش تو نه تهي ' جیسي آپنے " حظ " کي تحقیق و جستجو میں حضرت غیاث اللغات اور علامه پامر کي رهنمائي میں کي تهي ؟ اگر ایسا هے تو پهر صورت حال دوسرے هي هوجاتي هے -

آخر میں آپسے پهر کهونگا که محض دوسرے کو ادعائي الزام دیدینے ' غصے میں آکر روٹھ جانے ' مخاطب کو جاهل کهدینے ' اور گالیوں کے دینے سے کسي بحث کا فیصله نهیں هوسکتا - آپ لکهنے پڑهنے کا کام کرنا چاهتے هیں تو اپني طبیعت کو بدلیے - اس مضمون کو آپنے غیظ و غضب کے عالم میں لکها هے ' اسلیے قابل معافي هے - لیکن ایک علمي مذاق رکهنے والے شخص کو اسدرجه عصه زیب نهیں دیتا - آپنے میري تحریر کے متعلق نهایت افسوس ناک طریقه سے بلا قصد غلط بیانیاں کي هیں - اگر میں چاهوں تو زیاده سخت الفاظ لغت میں مل سکتے هیں - لیکن پهر اس سے کیا حاصل ؟ بحث و مباحثه سے مقصود کسي لفظ کي تحقیق و صحت کا کشف هے نه که اور کچهه - میں نے اپني تمام تحریر میں کوئي لفظ سخت نهیں لکها اور بهتر تها که آپ اسکا جواب دیتے - جواب کي جگه آپنے جو طریقه اختیار کیا ' وہ میرے لیے بهت مایوسي پیدا کرتا هے - تا هم میں هنستا هوں ' اور ایسي نا دانیوں کو هنسکر ٹالدینا هي بهتر هے -

رها مسئلهٔ اصطلاحات علمیه ' تو اپکي یاد دهاني کي ضرورت نه تهي - میں خود اب اس بحث کو آخر تک پهنچاے بغیر کب چهوڑنے والا هوں خواه آپ اس سے بهي زیاده غصے میں آکر بگڑتے رهیں - میں لکهتا رهونگا ' تا انکه " اصطلاحات علمیه کا مسئله ایک حد تک صاف نه هو جاے -

میں بهت خوش هوں که گو آپنے اپنا مضمون بازار کے کسي چبوترے پر سے شروع کیا ' لیکن خاتمه ناصحانه انداز میں هوا هے - آپ نے محبت علم و عشق فن سے بیقرار هو کر نصیحت کي هے که " مذهب اور سیاست تو تیغ خطابیات سے زخمي هوچکے هیں ' اب علم پر رحم کیجیے "

الله الله ! آپ کو بهي مذهب کے زخمي هونے کا درد هے ! !

ایںکه مي بینم ' به بیداریست یا رب یا بخواب ؟

یه ایک نهایت مسرت انگیز خبر هے - تا هم مذهب و سیاست کي تو آپ چنداں فکر کریں نهیں - اُسکي تو آپ حضرات کي خدمات حیات افزا سے تلافي هو هي گئي هے اور هو رهیگي - رها علم ' تو الله اسکے زخموں کو اپنے دست مسیحائي سے مرهم بقي مبارک کرے - البته اس تقسیم سے غریب " زبان " رهگئي تو کوئي مضائقه نهیں - " خوش قسمتي " سے فرهنگ صفیه اور غیاث اللغات آپکي " میز " پر موجود هي هیں - خدا اس " خوش قسمتي " سے همیشه علم و ملت کو بهره ور اور شاد کام فرماے ! !

ایں دعا از من و از جمله جهاں امین باد !

حیران هوں که " مذهب و سیاست " کا لفظ کس آساني سے آپ لوگ بول جاتے هیں ! ریعصبرنه هنیاً و هو عند الله عظیم :

هر بر الهوس ے حسن پرستي شعار ي
اب ابروے شیوهٔ اهل نظر گئي !

تاریخ حیات اسلامیه

الهلال اور پریس ایکٹ

حافظ صبور باش که در راه عاشقي
هر کس که جان نداد بجانان نمیرسد

آخر کار جس شهید حریت کو اپني آزادي کا سچا ادعا تها ' جس مجنوں صداقت کے رگ رگ سے وارفتگي ٹپکتي تهي ' اسکے پاؤں میں بهي ماضي بیڑیاں پڑهي گئیں !

الله الله ! جس معجز توحید نے زمانه کا عیش حیات خود پر حرام کیا که گمراهان وادي عشق کي رهنمائي کرے ' جس شمع حریت نے گم کردگان راه مقصود اور سرگشتگان کوچهٔ غفلت و ضلالت کے لیے اپني متاع زندگي تک نذر کردي ' تاکه ضیاء حق و صداقت سے ظلمت کده ملت کو منور کردے - وہ علم بر دار حرب الهي ' جو جاں بکف هم سر شاران غفلت کي نادانیوں پر بیچین هوکر آیا ' اور بیقرار هوکر مد هوشان باده غلامي کے بازر جهنجهوڑے ' هم کو چونکایا ' پرانے درد محبت کو تازه کیا ' جسکو رقیبوں کي صحبت هوسناکي نے هم سے چهین لیا تها ' بهولے هوے عهد اسیري و پیمان وفا کیطرف اشاره کیا ' اور آه وہ ' که هم نے اوسکو نادانوں کي طرح الزام فریب کاري دیا ' اور کیونکر نه دیتے که کفار کا سحر شرارت پوري طرح کارگر هو چکا تها - لیکن اسپر بهي وہ ساکن نهوا ' بار بار غمخوارانه ' غمگسارانه ' اور شفقت فرمایانه شان تحمل سے نیم مضطرب انداز میں یهي سوال کرتا رها :

زکدام شهر آئي که بدوستاں نه پرسي
مگر اندراں ولایت که توئي وفا نباشد ؟

هاں اے استبداد پرستو ! آخر اسکے لئے بهي وہ دن آهي گیا که جرم عشق میں مبتلاے مشکلات هوا ' اور ابهي کیا هوا هے ؟

ازیں فزوں فتواني بمن جفا ' ورنه
تو آں نئي ' که جفاے تواني و تکني

اے کافر نعمتو ! یه کیا شرف نفس هے که جس ذات گرامي نے اپني جان کو اسیر آلام و مصائب کیا ' تاکه تمهیں اس صهباے حریت کے جام پلادے ' جس سے که وہ خود بهي خود رفته تها ' آخر اُسي کو خود عاشق صفت بهي بننا پڑا که تم کو مانوس عشق بنا دے ؟

پهر اوس سے اسقدر بے پروائي اور بے توجهي ؟ یه کیا بهائم صفتي هے که ایسے جان نثار ملت کو دشمنوں کے حوالے کردیا جاے ' جو نهیں چاهتے که تم میں حس بیداري پیدا هو اور جو تمهارے متاع درد کے یقیناً غارتگر هیں ؟ آه یه کیوں هے که تم خاموش هو ؟

الهلال ' یه پشتبان محبت ' آه اب کیوں نه مجبور کیا جاے که وہ جذبي طرف بے انتها توقع اور امید سے ملتفت هوا تها ' وہ اوس سے یوں دامن کش رهے ! اسکے لیے سخت اذیت هے که تمکو تباه هوتا دیکهے اور ساکت رهے ' دیکهتا رهے که اغیار کا زهر رگ و پے میں ساری هو رها هے اور پهر خاموش رهے - کاش که اس فدا کار جانسوز کي قدر کي گئي هوتي اور اس کو اعدا کے حملوں سے محفوظ رکهنے کي کوشش کي گئي هوتي - نادانو ! کیا اتنا نهیں سمجهتے که تمهارا حریف اگر اج قلعه کي پهلي منزل پر هے تو کل چوتهي

پر پہنچ سکتا ہے ' جسکے بعد قلعہ میں ہر طرح کا تغیر و تبدل ایک ذرا سي چیز ہوگي ؟ کہاں ہے وہ دعوے آزادي و استحقاق داد حریت طلبي ؟ غم نصیب ترکوں اور بد قسمت ایرانیوں پر بیچا دباؤ اور اونکي حق تلفي گوارا نہیں ' چالیس کرور فرزندان اسلام اي وهنمائي پر فخر ' قولاً اور فعلاً اسلام کے سچے فرزند ہونیکا ادعا ' سلف گورنمنٹ کي اهلیت کا اظہار ' جوش و خروش حق پرستي ' هنگامۂ حق طلبي ' اور حریت کے نام پر قرباني کا دعوی ؟ ؟

هم چلے ہیں کہ معترضوں کي ' مسلمانوں کو ایک مردہ قوم کہنے والوں کي ' تکذیب کریں ' هم اتنے ہیں کہ اونکو اپني حیات کا زندہ ثبوت دیں ' هم بڑھے ہیں کہ ثابت کردکھائیں کہ مسلمان وهي مسلمان ہیں جیسا کہ کبھي تھے ' مگر ابھي ایک هي قدم رکھا تھا ' رکھا بھي نہیں ' رکھنے کے لیے اٹھایا هي تھا ' اور اٹھا نے میں بھي انتظار امداد غیبي ' مصلحت اندیشي ' اور دور بیني مانع اقدام تھي ' کہ با ایں همہ دعوے ضبط و صبر و استقامت ' نگار حریت کي پہلي هي نگاہ امتحان و قہر نے بتا دیا کہ هماري پختہ مغزي تاب مقاومت نہیں رکھتي !

میں ابتدا سے دیکھہ رہا تھا کہ یہ نیا دور زلزلۂ حریت اور یہ مجسمۂ ایثار و آزادي کتني عمر پاتا ہے ؟ افسوس کہ ان اولوالعزم دعووں کي حقیقت گذشتہ هفتوں میں صاف ظاهر هوگئي کہ ابھي سب سودائے خام هي ہے - اے مدعیان سودائے عشق ! جب عدو کي پہلي هي نگاہ قہر تمہارے لئے عافیت سوز و همت ربا ہے ' جب حریف حیلہ جو کے روکنے اور دور باش کہنے کي همت و طاقت تم میں نہیں ہے ' تو پھر اپنے دعووں کو واپس کیوں نہیں لے لیتے ؟ جب تمہارا شیوۂ مردانگي اس قابل نہیں تو پھر تمہارا قلب ' تمہاري جان ' تمہارا سر ' تمہاري هستي کس جھوٹے وعدۂ وفاداري عشق کیلیے ہے ؟ هوسناک مدعیوںکي ضرورت نہیں ' بہتر ہے کہ تم اسلام اور اسکے داعي (الهلال) کي پرستاري دوسرے اهل ظرف کیلیے چھوڑ دو - ضبطي اور ضمانت تمہید ہے اس امر کي ' کہ رفتہ رفتہ الهلال کو هم اغوش گمنامي (خدانخواستہ) کردیا جاے ' اور هم اوسیطرح خاموش بیٹھے رہیں جسطرح ابتک ضیاع حیات ماي پر همیشہ خاموش رہے ہیں - آہ اغیارخندہ زن ہیں کہ هم هي وہ خام کاران راہ عمل ہیں جو دعوے اهلیت ملک راني کرتے ہیں ' هم هي وہ رسوا کن اسلام ہیں جو ترکي و ایران کي حفاظت کرنے چلے تھے ' میں پوچھتا هوں کہ کیا تم میں روح غیرت و ثاثر باقي ہے ؟ اگر ہے تو اسکا ثبوت ؟

در دهر کسے بکام عذارے نرسید
تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شانہ نشد
دستش بسر زلف نگارے نرسید

سید محمد عبد المهیمن مزهاني - بی - اے

الهلال

جناب کے اس فدا کارانہ جوش ملي اور مخلصانہ محبت فرمائي کیلیے کمال متشکر و دعا گو هوں : زاد نا الله سبحانہ و ایاکم حمیۃ الاسلام ! لیکن چند امور کي نسبت گذارش ضروري ہے :

(۱) اپنے جوش محبت میں معارنین الهلال کو الزام دیا ہے کہ واقعۂ ضمانت میں امتحان استقامت نہ دیسکے - پھر کہیں " نادر دانی " کہیں " داداني " کہیں " پہار تھی " کے الفاظ لکھے ہیں - لیکن یہ فقیر آپکو یقین دلاتا ہے کہ اگر رجوع خلق اللہ و محبوبیت قلوب عباد اللہ نعمائم الہیہ میں سے کوئي قیمتي نعمت قرار دي جاسکتي ہے ' تو میں نہیں عرض کر سکتا کہ اس کریم ذوہ نواز نے اپني یہ نعمۂ عظیمہ کس درجہ مجھہ پر مبذول فرمائي ہے ؟ الحمد اللہ کہ الهلال کو اپنے احباب و اخوان کرام سے ابداً شکایت نہیں - وہ اپنے هر طرف محبت و خلوص کے ایسے مظاهر پاتا ہے ' جنکا حاصل هونا اس دنیا میں کسي انسان کیلیے سب سے بڑي فیروز مندي ہے : فیا لیت قومي یعلمون بما غفرلي ربي وجعلني من المکرمین !

نہ صرف اپنے مقامي اخوان طریقت هي میں ' بلکہ هر جگہ ایسے لوگوں کو پاتا هوں جو مجھے اپنے حسن ظن سے داعي حق سمجھکر صرف جان و مال تک سے دریغ نہیں رکھتے - میں ایسے مخلصین مومنین کو دیکھتا هوں جو میري محبت میں مضطرب اور میري الفت میں استقامت شعار ہیں - میں ایسے محبین صادقین کي صدا هاے خدمت نواز اور ندا هاے الفت شعار کو سنتا هوں جو مجھسے گو دور ہیں ' لیکن میرے قرب کے خواهاں اور میرے رشتے کے متلاشي ہیں - پھر ان سب کے بعد میرا نفس کثیف اور قلب عصیاں کار ہے ' جسکو غرق ندامت و خجالت هو کر دیکھتا هوں اور اس کرشمہ ساز قدرت کي نیرنگ آرائیوں پر محو حیرت هوکر رهجاتا هوں - یہ کیا بوالعجبي ہے کہ سنگ ریزے کو اپنے بندوں کي نظروں میں لعل و جواهر دکھلا دیا ہے ' اور جو کہ خود اپني نظروں میں حقیر ہے ' اسکو دوسروں کي نظروں میں عزیز بنا دیا ہے ؟ آہ ! وہ جو گناهوں اور بدیوں میں ڈوبا ہے ' کہاں جاے کہ اسکو خداے نیک بندے پیار کرتے ہیں ؟ وہ جو اپني محرومي کا ماتمي اور اپني نارسائي پر فریادي ہے ' اس کرشمہ سازي پر کس کے آگے روے کہ جسکو اپني محبت کامل سے محروم رکھا اسي کي محبت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالدي ؟ و للہ لو ان للذي قسمت علی جمیع اهل الارض ' لوسعتهم ' و استعذوا بها الخسف و الهلاک ' فکیف بمن یحملها وحدہ ؟ ولکن سبحان من سبقت رحمتہ غضبہ !!

زبندگي بنشیني بہ تخت سلطاني
اگر ترخدمت محمود چوں ایاز کني
زناز اي نبرد بے بمنزل مقصود
مگر طریق روش از سر نیاز کني
اگر بناز برانند ' مرو ' کہ آخر کار
بصد نیاز بخواند ترا و فا زکني !

آپ جوش محبت میں بیخودانہ لکھہ گئے ' لیکن آپنے میري نظروں سے میرے درستوں کو نہ دیکھا - جو کچھہ ہے ' اسکے لیے اللہ کا شکر گذار اور اخوان ملت کے ثبات محبت کا رهین منت هوں - شکایت نہ کیجیے کہ الحمد اللہ هر طرف سامان تشکر وافر ہے ! فالحمد للہ رب العالمین -

(۲) باقي الهلال کي دعوت کے قیام اور اعدا و معاندین صداقت کے ارادوں کي نسبت جو چند اشارات آپنے کیے ہیں ' تو یہ تو هر حالت میں ناگزیر ہے - تاهم یاد رکھیے کہ جو لوگ روز اول هي سے آخري امتحان و قربانی کیلیے سر بکف هوچکے ہیں ' انکے لیے جادۂ ملت پرستی کي یہ ابتدائی منزلیں کیا کٹھن هوسکتي ہیں ؟ الحمد اللہ کہ الهلال کے کاموں کي نسبت مطمئن اور شاد کام هوں - حق اور هدایت صادقہ کا ظهور گو انسانوں کي هستي کے اندر سے هو ' لیکن في الحقیقت وہ کار و بار الهي ہیں ' جنکو خود هي وہ شروع کرتا ہے ' خود هي اسکی حفاظت کرتا ہے ' اور پھر خود هي انجام تک پہونچا دیتا ہے : و مما انعم اللہ سبحانہ بہ علي ' تعویاي في الشدائد و المصائب کلها علی اللہ تعالی ' فان بیدہ ملکوت کل شي و هو علی کل شي قدیر ! !

مکن تغافل ازیں بیشترکہ مي ترسم
گماں مبر کہ این بندہ بے خداوند ست

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PU[illegible]G. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱۰۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, October 29, 1913.

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

His Excellency LORD HARDINGE G. C. M. G., G. C. V. O., &c. &c.
Who on the memorable date of 14th October 1913 came down to Cawnpore as a
Messenger of "Peace and Mercy", and gave back to the Country the lost peace and good-will.

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Maclcod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
مولانا ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, October 29, 1913.

شذرات

گم شدہ امن کی واپسی

(۲)

مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور

اجلاس دفاع ٹون ہال کلکتہ - ۱۹ - اکتوبر

اس سلسلے میں بہتر ہوگا کہ پہلے ۱۹ - اکتوبر کو مسلمانان کلکتہ کا جو جلسہ "مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور" کے زیر اہتمام ٹون ہال میں منعقد ہوا تھا، اسکی روئداد شائع کر دی جائے کہ اسکے ضمن میں بعض ضروری مطالب آجائیں گے - اور لوگ اسکے تفصیلی حالات دریافت کر رہے ہیں -

(صبر و فکر)

اگر دنیا میں انسانی غلطیوں کی کوئی فہرست مرتب کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تعجیل طینت حیوان کی اکثر غلطیاں جلد بازی اور عدم فکر و صبر کا نتیجہ ہونگی - قرآن کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی طرف اشارہ کیا ہے، جبکہ فرمایا کہ:

خلق الانسان من عجل!

شذرات ۱
گم شدہ امن کی واپس ۱
افکار و حوادث ۴ - الف
رفتار سیاست ۴ - الف
مقالۂ افتتاحیہ ۵
مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ (۴) ۶
اقتراعات ۹
سفر نامہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰
مقالات ۱۱
ان في ذلك لآيات لقوم يوقنون ۱۱
من مكالمة (۲) ۱۲
مراسلات ۱۳
اعادۂ مسجد کانپور کا ایک مصرف ۱۳
علامہ شبلی کی قدردانی ۱۴
مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند ۱۵
دفاع مطابع و اتحاد ملکی ۱۵
مصالح مسجد کانپور کے متعلق چند شکوک ۱۶
ادبیات ۱۷
اسوۂ حسنہ ۱۷
نکات ۱۷
ایک بے خطاب ۱۸
تاریخ حسینات اسلامیہ ۱۸
الہلال اور پریس ایکٹ ۱۹
فہرست زر اعادۂ دفاع مسجد مقدس کانپور ۲۰

تصاویر

ہلال احمر مصر کا نیا شفاخانہ (لوح)
اقتراعیات (صفحہ خاص)
ہز یکسلنسی وایسرائے ہند (")

صبر ناگوار ہے مگر جلدی خطرناک ہے - نہ وہ شکایت مستحق توجہ ہے جو صبر و فکر کے عنصر سے خالی ہو' اور نہ وہ شکر قیمتی ہے ' جو صبر و فکر کے بغیر ظہور میں آیا ہو-

۱۴ - اکتوبر کو کانپور میں جو کچھ ہوا ' اسپر کسی کو زیبا نہیں کہ چپ رہے - جن زبانوں نے نادانی کی شکایت کی ہے ' انھیں دانائی کی تعریف بھی ضرور کرنی چاہیے - لیکن دماغ کا کام زبان سے پہلے نہیں بلکہ اُسکے بعد ہے - اور یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وقت اپنے ساتھ ہماری زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو بھی لیجاتا ہے ' اور پھر نہ وہ خود آتا ہے اور نہ ہماری زبان کو واپس کرتا ہے -

۱۴ - اکتوبر کے تلغراف کے ساتھ ہی لوگوں نے اپنا کام شروع کردیا - میں اس سے خوش ہوں اور اللہ کا شکر گذار ہوں کہ اس نے حالات میں مسرت انگیز تبدیلی کی اور تین ماہ کے اندر ہی مسلمانوں کے جوش و خروش کو اصولاً فتح مند کیا ' لیکن تاہم یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جو جلسے تمام اطراف ہند میں اُسی دن شام کو یا اسکے دوسرے دن منعقد ہوے (کیونکہ بدھ ہی کے دن سے کارروائیاں چھپنا شروع ہوگئی تھیں) انھوں نے اس واقعہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے' اور شکر و حزم' دونوں کے ملحوظ رکھنے پر کتنے دقیقے اور کتنے لمحے صرف کیے ؟

پھر کتنے لوگ ہیں ' جنھوں نے عواقب پر بھی نظر رکھی ' اور اسکو بھی سوچا کہ آج ' کل کیلیے کیا نظیر پیش کریگا ؟

کلکتہ میں تفصیلی اطلاعات اُسی دن دو گھنٹے کے بعد پہنچ گئی تھیں مگر یہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اظہار راے میں جلدی کی جاے - صرف اصل واقعہ کی اطلاع کافی نہ تھی اور دیگر معلومات کے بھی حاصل کرنے کی ضرورت تھی - پس جب کافی طور پر غور کیا جاچکا ' تو "مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور" کی جانب سے اعلان شائع کیا گیا کہ اتوار کے دن ٹاؤن ہال میں جلسہ ہے -

(افتتاح مجلس)

جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام اللہ سے ہوا ' اور قاری عبد الرحمن صاحب نے سورۂ حشر کا آخری رکوع تلاوت کیا : یا ایھا الناس ! اتقوا اللہ ' و لتنظر نفس ما قدمت لغد ' و اتقوا اللہ ' ان اللہ خبیر بما تعملون !

جلسے کے صدر پرنس غلام محمد منتخب ہوے جو جنوبی ہند کے مشہور سابق خاندان میسور کی یادگار اور دلکتہ کے شریف ہیں - انکی تقریر رپوٹروں کیلیے انگریزی میں موجود تھی لیکن عام سامعین کے خیال سے انھوں نے اُسکا ترجمہ اردو میں سنایا ' جسکا خلاصہ بعد اظہار تشکر یہ تھا :

" ایک ہفتہ سے زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے کہ ہم سب حالیدی اسٹریٹ کے میدان میں جمع ہوے تھے جبکہ ہمارے دل غمگین ' اور ہمارے جذبات مجروح تھے - ہم نے مسجد کانپور کے متعلق اپنے دیرینہ مطالبے کو دہرایا تھا اور گورنمنٹ سے الحاحے انصاف اور پبلک سے درخواست ہمت کی تھی اپنے یاد ہوگا کہ اس موقعہ پر میں نے آپکو توجہ دلائی تھی کہ عتدال کے ساتھ اپنی جائز کوششوں کو جاری رکھیے ' اور برتش انصاف سے مایوس نہ ہو جیے -

کس کو معلوم تھا کہ ایک ہفتے کے اندر ہی واقعات متغیر اور صورت حال مبدل ہو جاے گی ' اور پھر ہمیں اسقدر جلد جمع ہونا پڑیگا ؟ الحمد للہ کہ ہماری سعی ضائع نہ گئی اور ہمارا سچا جوش اثر کیے بغیر نہ رہا - ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ نے بالآخر اس معاملہ میں مداخلت کی اور اس طرح تمام مسلمانوں کے دلوں کو اپنی جانب کھینچ لیا "

آخر میں آنھوں نے کہا :

" آپکو یاد ہوگا کہ اس جلسے میں مولانا ابو الکلام نے مسجد کانپور کے متعلق تین مطالبات اپنی تقریر میں پیش کیے تھے - الحمد للہ کہ انکا ایک حصہ پورا ہوگیا ہے ' اور جتنا باقی رہگیا ہے ' اسکے لیے بھی ہمیں مایوس نہ ہونا چاہیے اور پورے اعتماد کے ساتھ امید رکھنی چاہیے کہ ہماری خواہشوں کا پورا لحاظ کیا جائیگا - "

(زمین کا فیصلہ)

اسکے بعد مولوی ابوالقاسم نے پہلی تجویز پیش کی :

"یہ جلسہ پورے استقلال و ثبات کے ساتھ شریعت اسلامی کے اس مسلم قانون کا اعلان کرتا ہے کہ کسی مسجد کی زمین کا کوئی حصہ ' کسی صورت ' اور کسی ہیئت میں ' مصالح مسجد کے سوا اور کسی کام میں نہیں لایا جاسکتا ' اگرچہ اسکے اوپر چھت ڈالکر مسجد سے آسے ملا دیا گیا ہو "

مولوی ابوالقاسم صاحب نے نہایت تفصیل سے اس تجویز کی ضرورت بیان کی انھوں نے کہا کہ کسی جماعت کی خواہشوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے ' لوگ کہ وہ اپنی آرزؤں میں کمی بیشی کرسکتا ہے ' لیکن کسی مذہبی اصول اور قانون شریعت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - اسلامی مساجد کی زمین کا لوگ تذکرہ ہمارے اصول شریعت کی بنا پر مسجد کے مصالح کے سوا دوسرے کاموں میں نہیں لیا جا سکتا - اسکے دلائل واضح اور روایات ناقابل تاویل ہیں - پس ہمارا فرض ہے کہ اس موقعہ پر بھی اپنے اصول دینی کا صاف صاف اعلان کردیں - کیونکہ بعض اوقات خاموشی سے بڑھکر اور کوئی شے مضر نہیں ہوتی -

مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی نے اسکی تائید کرتے ہوے دلائل شرعیہ کی تشریح کی اور بالاتفاق پاس ہوا -

(شکریہ)

اسکے بعد انریبل مولوی فضل الحق ایم - اے نے دوسری تجویز پیش کی :

" یہ جلسہ ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کی اِس یادگار انصاف فرمائی کا نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے اس معاملہ میں مداخلت فرمائی اور تمام متہمین مخادثہ ۳ - اگست کو رہا کردیا "

قابل محرک نے اُن درد انگیز اور جگر شگاف واقعات کو دہرایا جو آغاز مسئلۂ مسجد سے اب تک واقع ہو چکے ہیں ' اور اُس افسوس ناک تغافل و قساوت کی طرف اشارہ کیا جو اس معاملہ کی نسبت ۱۵ - اکتوبر سے پہلے تمام حکام کا رہا ہے - انھوں نے سر جیمس مسٹن کا ذکر کیا اور وہ جواب یاد دلایا جو انھوں نے لکھنؤ کے ڈیپوٹیشن کو دیا تھا ' اور پھر کہا کہ حضور وائسراے نے اُن باتوں کی عین وقت پر تلافی کی اور ہماری نا قابل فراموش شکرگذاری انکے ساتھ ہے -

اس تجویز کی تائید میں ایڈیٹر الہلال نے تقریر کی - یہ تقریر بہت تفصیلی تھی - اسکا کچھ حصہ مرتب کرکے یہاں درج کردیا جاتا ہے :

ایڈیٹر الهلال کی تقریر

جلسۂ ۱۹ - اکتوبر میں

بوسري تجويز کے متعلق

(نور و ظلمت)

برادران ملت ! مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کو شروع ہوے چھہ ماہ ' اور انہدام حصۂ متنازع فیہ کو تین ماہ سے زائد زمانہ گذرگیا - یہ زمانہ اس عصر مظلمہ کا ایک تاریک ترین حصہ تھا ' جو آج تین سال سے زمین کے بہت بڑے حصے پر چھایا ہوا ہے - اور جو منجملہ تاریخ کي آن یادگار قرون ظلمت کے ہے ' جبکہ روشني مظلم اور تاریکي فتح یاب ہوتي ہے -

یہ مسجد مقدس کانپور کا مسئلۂ خونین تھا ' جس کے ماتم میں ہم نے یہ پورا زمانہ بسر کردیا ہے -

آج اس وسیع اور تاریخي ہال کے اندر جو لوگ موجود ہیں ' انھوں نے اس گذشتہ سہ ماہي کے اندر بارہا مجھے اپنے سامنے پایا ہے - انکو یاد ہوگا کہ میري فریادیں کس قدر پر از غموم ' اور میرا ماتم کس درجہ شدید تھا ؟ میں نے ہمیشہ کہا کہ یہ ایک خالص دیني اور اسلامي مسئلہ ہے اور اسکے لیے ہر طرح کي سعي و کوشش داخل جہاد في سبیل اللہ - میں نے ہمیشہ اُن متہمین جرم بے جرمي کي تقدیس کي ' جنکے ایک سو چھہ مقدس ہاتھوں میں بیڑیاں ڈالي گئیں - اور میں ہمیشہ اُس مقدس خون کے احترام میں رویا ' جو ۳ - اگست کو مشہد مقدس مچھلي بازار میں حافظین مسجد الہي ' اور ناصرین حرمت شعائر اللہ کا بہایا گیا - وہ ایک ظلم صریح تھا اور میں نے اُس ظلم کے اعلان میں کمي نہیں کي - وہ جبر و قہر کي ایک منحوس و مشئوم مثال تھي ' اور میں نے انساني فسق و معصیت سے نفرت کرنے کي توفیق پائي - یہ انصاف کي ایک یادگار قرباني تھي جس کیلیے حکومت کے عصیاں غرور نے چھري تیز کي - اور ظلم کے خونخوار عفریت کي پرستش تھي ' جس نے انسانیت اور عدل الہي کا جسم پارہ پارہ کیا - پس میں نے انصاف اور انسانیت کے جنازے پر ماتم کیا ' میں نے حق کي شہادت پر آنسو بہاے ' میں نے عدل کي مظلومیت پر انسانوں کو دعوت آہ و بکا دي !

لیکن اے اخوان غیور! یہ حالت تھي ' کہ یکایک حالات میں تغیر ہوا اور اوراق حوادث نے اپنا ایک نیا صفحہ الٹ دیا - یہ ماتم و فغاں سنجي در اصل ایک معرکہ آرائي تھي ' جس نے حق و باطل ' ظلم و انصاف ' اور ناداني و دانائي کي قوتوں کو باهمدگر صف آرا کردیا تھا - حق بے سر و سامان تھا ' جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے ' اور انصاف مظلوم و مقہور تھا ' جیسا کہ ہمیشہ اسکو پیش آیا ہے -

تاہم وہ حکیم و قدیر ' جسکي قدرت کے کرشمے مخفي ' اور جسکي حکمت کي تلوار ہمیشہ نیام میں رہتي ہے ' غافل نہ تھا - و ما اللہ بغافل عما تعملون - ہر چند حق سے اعراض کیا گیا ' اور صداقت کو بار بار ٹھکرایا گیا ' مگر اُس حق کي دنیا میں تحقیر کي جاسکتي ہے جو انسانوں کي فغاں سخ زبانوں سے نکلتا ہے ' پر اسکي تو تحقیر کرنے پر کوئي قادر نہیں ' جو حق کے پیچھے رہکر اوسکو لڑاتا ' اور پھر آخر میں فتح یاب کرتا ہے ؟ و کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ - بالآخر حق ظاہر ہوا ' اور باطل نے شکست کھائي - ان الباطل کان زھوقا - جن لوگوں کو بار بار کہا گیا تھا کہ تم صرف زخموں ہي کے مستحق ہو ' انکے لیے ۱۴ - اکتوبر کو اُسي کانپور کے اندر ' جسمیں مچھلي بازار کي مسجد ۳ - اگست کے حادثہ کي افسانہ خواني کررہي ہے ' ایک مرہم بھي طیار کیا گیا !!

حضرات ! میں کہ زخموں کیلیے ہمیشہ رویا ہوں ' آج اس دست مرہم بخش کے شکریہ کیلیے کھڑا ہوا ہوں (چیرز) -

(علاج کا اصلي وقت)

حضرات ! زخموں کیلیے مرہم کا شاید اصلي وقت وہ ہے ' جبکہ زخم لگتا ہے ' اور دیر ہونے میں ہمیشہ ڈاکٹروں نے خوف ظاہر کیا ہے کہ زخم نا قابل اندمال نہو جاے - تاہم میں بالکل پسند نہیں کرتا کہ وقت کا سوال چھیڑوں - میں صرف مرہم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں - یہ مرہم قیمتي ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ زخمونسے خون بہت بہہ چکا ہے ' تاہم مرہم مجرب ہو تو وہ ہر حال میں مفید ہو سکتا ہے - ہم سب کي یقیناً آرزو ہوگي کہ یہ علاج سریع الاثر اور قوي النفع ثابت ہو (چیرز) -

(موضوع تشکر)

لیکن اے حضرات ! ہر واقعہ کي مختلف حیثیتیں ہوتي ہیں ' اور ہر حیثیت مخصوص نظر و بحث کي طالب - میں سمجھتا ہوں کہ آپ ووز لیوشنوں کي ترتیب اور انکے محرکین و موییدین کے مختلف مرائض کے بارے میں غلطي نہ کرینگے - ۱۴ اکتوبر کا واقعہ کئي چیزوں کا مجموعہ ہے لیکن میں دوسرے ووز لیوشن کي نسبت عرض کررہا ہوں - میرا موضوع اس وقت محدود ہے -

(عزیز گم گشتہ)

حضرات ! ہندوستان کا انصاف گم ہوگیا تھا - ہم اسکي تلاش میں نکلے ہم نے اُسے کانپور میں بار بار تلاش کیا ' مگر جس قدر تلاش کیا ' اتنا ہي وہ اور زیادہ گم ہوتا گیا - ہم نے کانپور کي سرکاري عمارتوں اور کانپور کي عدالت ' دونوں جگہ ڈھونڈھا اور دونوں جگہ ناکام رہے - پھر ہم [illegible] آے اور ہم نے سرائے ہاؤس کي دیواروں کے نیچے اس یوسف عزیز کو ڈھونڈھا ' مگر اُس کي صداء وجود کہیں سے نہ آئي - ہم نے نیلي تال کي خوش صفا چٹانوں اور اسکي جمیل و حسین گھاٹیوں میں آوارہ گردي کي ' مگر ہم منزل کي جستجو میں جسقدر نکلے ' اتنا ہي وہ ہم سے دور ہوتي گئي - ہمارے دل گو نہیں تھکے تھے ' مگر ہمارے پاؤں تھک گئے تھے ہمارے ارادوں نے گو جواب نہیں دیا تھا ' مگر ہماري ہمت نے جواب دیدیا تھا

تاہم ہم نے پاے تلاش کو تیز ' اور صداے جستجو کو بلند تر کیا ' اور بالآخر جو گم گشتہ انصاف ہمیں زمین پر نہیں ملا تھا ' وہ زمین سے بلند تر ' یعني (شملہ) کي چوٹیوں پر سے خود بخود نمودار ہوگیا (چیرز)

(شملہ اور نیني تال)

حضرات ! ہندوستان کے جغرافیے میں ہمیشہ یہ پڑھایا جاتا ہے کہ (نیني تال) کا پہاڑ (شملہ) سے بہت چھوٹا ہے - وسعت میں بھي تنگ ہے ' اور بلندي میں بھي کوتاہ ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر جغرافیہ اب اس مساحت کي تعلیم دنیا چھوڑ دے ' جب بھي ہمالیہ کي شاخوں کے متعلق ہماري معلومات غلط نہوگي - کیونکہ اب ہمیں بغیر جغرافیہ کي منت پذیري کے یقین ہوگیا ہے کہ واقعي شملہ نیني تال سے بہت زیادہ وسیع ' اور اس کي چوٹیاں اُس سے بہت زیادہ ارفع و اعلی ہیں ! (چیرز - مسلسل اور دیر تک)

(وفاداري کي بنياد اميد هے)

حضرات ! آپکو ياد هوگا که ميں نے گذشته انوار کے عظيم الشان مجمع ميں کيا کها تها ؟ اجازت ديجيے که ميں اُسے پهر ايک مرتبه دهراؤں اور ميں خيال کرتا هوں که برٹش انڈيا کے هر باشندے کو هميشه دهرانا پڑيگا - ميں نے آپسے کها تها که گو هم زخمی هيں اور همارے زخم بهت گهرے هوگئے هيں' تاهم مايوس نهيں هيں - هم اگر مايوس هو جاتے تو هماري حالت موجوده حالت سے بالکل مختلف هوتي - هماري زندگي اس عقيدے پر هے که برٹش حکومت ايک کانسٹي ٹيوشنل گورنمنٹ هے - اس نے هميشه دعوا کيا هے که اسکي بنياد قانون اور حقوق پر هے نه که شخصي استيلا اور جبر و تحکم پر- پهر هم بهي مسلمان هيں اور همارے مذهب نے هم کو سکها يا هے که حکم کسي طاقت کے ليے نهيں' اور کوئي انسان انسانوں پر محض اپنے تخت و تسلط کے زور سے حکومت کرنے کا حق نهيں رکهتا که ان الحکم الا الله - پس جبکه همارے سامنے يه شاندار مگر اتنا هي مؤثر دعوی موجود هے' تو کوئي وجه نهيں که هم مايوس هو جائيں -

(جاهدوا في سبيل الله)

همیں حق کي راه ميں جهاد کرنا چاهيے که جهاد سعي و کوشش کو کهتے هيں' اور پوري قوت' پورے اتحاد' پورے استقلال' اور کامل ترثبات و عزم کے ساتهه اپنے مطالبات حقه کو پيش کرتے اور دهراتے رهنا چاهيے - اگر انصاف اس سر زمين ميں گم هو جاے تو هميں اسکي گم گشتگي پر ماتم کرنا چاهيے' پر مايوس هونا نه چاهيے - بهت ممکن هے که اسکا سراغ حکام کے بنگلوں کے آن برامدوں ميں نه ملے' جهاں حاکم و محکومي کے فرق کو نمايان کرنے کيليے سائلوں کو بهت دير تک ٹهلنا پڑتا هے - بهت ممکن هے که اسکا سراغ آن عدالتوں کي شاندار عمارتوں کے اندر نه ملے' جهاں قانون کا غلط استعمال' اور انساني غلطي و غلط فهمي' اور تعصب و نفسانيت مر نهيں گئي هے - بهت ممکن هے که اسکا پته صوبوں کے فرماں رواؤں اور گورنريوں کے گورنمنٹ هاوسوں ميں بهي نه چلے' جهاں با اقتدار و حاکم انسانوں کے ساتهه' " رعب حکومت " کے عفريت کو بهي بسنے کي بسا اوقات اجازت ديدي جاتي هے - بلکه ميں کهتا هوں که بهت ممکن هے که دهلي اور شمله ميں بهي آپ اسکي صدا نه سنيں' جهاں بهر حال انسان هي رهتے هيں' اور آدم کي اولاد بلا استثنا اپنے اندر نيکي اور بدي کي وه تمام قوتيں رکهتي هے جو خدا نے اسکو ودیعت کي هيں -

ليکن تاهم اے حضرات ! هماري زندگي اور هماري وفاداري صرف اس ايک هي اميد پر هے که برٹش حکومت کا انصاف هر جگه گم هو سکتا هے' ليکن " تاج " کے سايے ميں اسکو گم هونے کي جگه نهيں مل سکتي' کيونکه وه جگه صرف اُسکے نمايان هي هونے کيليے هے - (چيرز)

(نـــذارت و بشـــارت)

يه واقعه اس عقيدے کي ايک تازه نظير هے - وه حق مانگنے والوں کيليے ايک پيام مراد' اور چپ رهنے والوں کيليے ايک تازيانهٔ تنبيه و غيرت هے - اب وه لوگ کهاں هيں' جو کهتے هيں که نه مانگو' اسليے که مانگنا گناه هے ؟ اب وه منافقين و خائفين کيوں همارے ساتهه بهي شريک شکر گذاري هورهے هيں' جو کهتے تهے که شکايت نه کرو' کيونکه شکايت کرنا بغاوت هے ؟ اگر يه بيج جو بويا گيا تها' بغاوت کا تها' تو آج وفاداري کے جس پهل کو لينے کيليے وه بهي دوڑ رهے هيں' وه کهانسے آيا ؟ کيا يه سب کچهه اُسي چيز کا نتيجه نهيں هے' جس سے روکا جاتا تها اور جس سے ڈرايا جاتا تها ؟ (چيرز)

(انـگلو انـڈين پـريس)

حضرات ! اس واقعه کو ابهي چار پانچ دن هي گذرے هيں که اتنے عرصے کے اندر هي اُس تعصب اور حاکمانه غرور کے پتلے نے زهر کي قي کرنا شروع کرديا هے' جس کا دماغ نشهٔ باطل سے معطل' اور جسکے جذبات هيجان خود پرستي سے مجنونانه هيں - ميرا مقصد اُس اينگلو انڈين طبقه سے هے' جو بد قسمتي سے هميشه اسکا مخالف رها هے که هندوستان پر حق و انصاف کے ساتهه حکومت کي جاے - اسکے خيال ميں حضور وائسراے نے اس مدبرانه انصاف کے ذريعه حکومت کے رعب کو زخمي کرديا اور اسکے مزعومه حريف بغاوت کو تلوار پکڑا دی - مگر کاش وه سمجهتا که " رعب حکومت " کے فرضی ديوتا کو زخمی کرنا بهت بهتر هے اس سے' که دس کروڑ مخلوقات الهٰی کے دلوں کو زخمی کيا جائے (چيرز)

وه کسي انقلاب آفريں جماعت سے بهت ڈرتا هے جو اس کے وهم و خيال کے خواب ميں بهت مهيب' اور اسکے تصور و باط انديشه ميں کسي پيدا هونے والي بغاوت کا مقدمة الجيش هے ليکن اگر (بائبل) کے اس جمله کي صداقت اب تک باقي هے که "جو بويا جاتا هے' وهي کاٹا بهي جاتا هے" تو هميں تعجب هے که جن لوگوں نے خوف اور ڈر کا بيج بويا نهيں' وه خوف کے پهل سے کيوں کانپ رهے هيں ؟ (چيرز)

(ويل للمطففين)

حضرات ! ميں سمجهتا هوں که انساني خود غرضي کي مثال اس سے بڑهکر اور کوئي نهيں هو سکتي - يه کيسي عجيب بات هے که انسان خود اپنے ليے جس چيز کو جائز نهيں رکهتا' دوسرے کيليے اُسي کا خواهشمند هوتا هے ؟ انگلستان کي سرزمين انصاف و حقوق کا مامن سمجهي جاتي هے - اسکے بسنے والوں نے صديوں کي جد و جهد سے اپنے حقوق حاصل کيے هيں اور حکومتوں کو شکستيں دي هيں - پس هم بهي آج انگلستان سے وهي چاهتے هيں جو خود اس نے چاها (چيرز) - پهر اسکے فرزندوں کا يه نمونه کيسا وحشيانه هے که وه انصاف کے نام سے چڑتے اور حاکمانه جبر کي پوجا کرتے هيں ؟ (چيرز)

سچ يه هے که (مسيح) کو اسکي زندگي ميں بهي اسکے ساتهيوں نے نه سمجها' اور اسکے بعد بهي اسکے ماننے والے اس سے دور هيں - کيا يه اينگلو انڈين مسيحي خدا کے فرزند کو کبهي بهي جواب نه دينگے' جبکه وه پکارتا هے که " تو دوسروں کے ساتهه بهي وهي سلوک کر' جو تو چاهتا هے که دوسرے تيرے ساتهه کريں " ؟ (چيرز)

يهي انساني کمزوري هے جسکي طرف قرآن کريم نے اشاره کيا هے اور اسکو "تطفف" سے تعبير کيا هے که: ويل للمطففين الذين اذا اکتالوا على الناس يستوفون واذا کالوهم او وزنوهم يخسرون! لين ديں ميں کم دينے والوں کيليے کيا هي تباهي اور هلاکت هے ! جب وه دوسروں سے ليتے هيں تو زور ميں ٹهيک ٹهيک ليتے هيں' پر دوسرے کو دينے کا وقت آتا هے تو گهٹا گهٹا کے اور بچا بچا کے ديتے هيں !!

(باقي آينده)

البصائر

معافي خواه هوں که نئے پريس کي تکميل ميں غير متوقع تاخير کے اسباب پيدا هو رهے هيں - اسليے اس وقت تک پرچه شائع نهو سکا -

منيجر البصـــائر

افکار وحوادث

یورپ کو فخر ہے کہ اوس نے غلامي کا قانوناً اور عملاً ابطال کیا ' اور انگلینڈ مدعي ہے کہ اس شرکت فخر و مباہات میں انگریز سرمایہ داروں کا حصہ زیادہ ہے - ہم بھي اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ افراد کي غلامي یورپ نے اور علی الاخص انگلینڈ نے دنیا سے مٹا دي ' لیکن اس حقیقت سے بھي انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اقوام اور مملکتوں کي غلامي اسي نسبت سے اور زیادہ مستحکم اور شدید بھي کردي - پہلے نخاس کے میدانوں میں غلام افراد کي بیع و فروخت ہوتي تھي - اب وزارت خارجیہ کے ایوانوں میں اقوام و ممالک کي بیع و فروخت ہوتي ہے !!

ہم نے ۲۳ - اکتوبر کا تار پڑھا : " افواہ ہے کہ کسي دوسرے افریقي علاقے کے معاوضے میں زنجبار جرمني کے حوالے کردیا جائے گا جو اس وقت تک برٹش نفوذ کے تحت میں تھا " - کیا یہ قومیں اور مملکتوں کي غلامي اور اونکي بردہ فروشانہ بیع و فروخت نہیں ہے ؟ پھر یورپ کو کس چیز پر ناز اور انگلینڈ کو کس چیز کا ادعا ہے ؟ ما لکم کیف تحکمون ؟

بعد کي خبر ہے کہ " زنجبار کے متعلق گذشتہ خبر بالکل بے بنیاد ہے " لیکن اس تغلیط سے کیا حاصل یہ بولي ' بولي جاچکي ہے اور غلام میدان بردہ فروشي میں پھرنے لیے جا چکے - اب اگر خریداروں سے معاملہ صاف نہ ہوسکا اور بیع فسخ ہوگئي ' تو بد بخت غلاموں کو اسکي کیا خوشي کہ کل پھر کوئي دوسرا خریدار آموجود ہوگا !

بنارس ' فیروز پور ' اور مدراس کي بعض مجالس اسلامیہ نے اپني تجویزیں شایع کي ہیں کہ جناب نواب حاجي محمد اسحاق خاں سے درخواست کي جاے کہ وہ کالج کي سکرٹري شپ سے علحدہ ہوجائیں ' لیکن جس طریقہ سے یہ کارروائي کي جا رہي ہے ' ہم اسے پسندیدگي کي نظر سے نہیں دیکھتے ' اور موقعہ ملا تو کبھي اس بارے میں بھي لکھیں گے - مگر ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ جدید ناظم صاحب ندوۃ العلما کو کیوں بھول گئے ؟ انسے درخواست کیوں نہیں کي جاتي کہ ازراہ کرم اس مسند کو خالي کردیں ؟

کالج کے سکریٹري سے ان لوگوں کو شکایت ہے کہ وہ انتظامي اور سیاسي پہلوؤں کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے ' اور یہ کہ وہ قوم کي ازادانہ تحریکوں کے مخالف ہیں ' لیکن ندوے کا ناظم تو ندوے کے مذہبي و علمي ستونوں کو توڑ رہا ہے ' جن پر ندوے کي عمارت قائم کي گئي تھي - وہ نہ ندوے کے اغراض سے آشنا ہے اور نہ مقتضیات عصریہ سے واقف ' اسکے پاس نہ تو تجربہ ہے اور نہ علم - پھر کس امید پر کہا جاے کہ اس عہد پر ابلہي میں ندوہ ' ندوہ نہ رہے گا ؟ ہم کو بہ تحقیق معلوم ہوا کہ اب ندوے کا مقصد عملاً ایک انگریزي اسکول اور پنجاب کے مولوي فاضل کا اور یونٹل مدرسہ ہے اور بس - فیا للبلاھۃ و یا للھلاکۃ !

مدراس و بمبئي کے تعلیمي صیغوں سے ایک " اقرار نامۂ وفاداري " شائع ہوا ہے ' جس پر سرکاري ' نیم سرکاري ' اور نیز امدادي مدارس کے معلمین سے اس امر پر " صدق قلب " سے اقرار لیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ شہنشاہ کے وفادار و مطیع ' اور ہر قسم کي سیاسي جد و جہد اور مطلب حقوق سیاسي سے محترز رہینگے - نیز اپنے شاگردوں میں شہنشاہ کي وفاداري و جاں نثاري کے جذبات پیدا کرینگے -

عجب نہیں کہ لوگ اس اقرار نامے کو بھي بیسویں صدي کے عجائب میں شمار کریں - اولا اس کي تخصیص ان صوبوں میں کیا ہے ؟ ثانیاً ہر ہستي جو ہندوستان میں وجود پذیر ہوتي ہے وہ پہلے ہي سے " الست بربکم " کے جواب میں " بلی ! " کہکر پیدا ہوتي ہے اس لیے جب تک برطانیہ ہندوستان پر قابض ہے ' اطاعت شعاري اوسکا جوہر ہے ' پھر اس خارجي ایجاب و قبول کي ضرورت کیا ہے ؟ کیا مدراس و بمبئي کے تعلیمي افسر لوگوں کے قلب کي اطاعت پر قانع نہیں جو قلم اور زبان کي اطاعت چاہتے ہیں ؟

رفت و رسید

(دولت علیہ و یونان)

وائنا سے ۱۵ - اکتوبر کو یونان و ٹرکي کے درمیان جس جنگ کي خبر آئي تھي ' آخر اتھنز اور قسطنطنیہ ' کہیں سے اوس کي تائید نہ ہوئي - اس لیئے یقیناً وہ غلط تھي -

۲۴ - اکتوبر کا اتھنز سے تار ہے کہ " یونان اور ٹرکي کے درمیان گفتگو بصلح و آشتي آگے بڑھ رہي ہے اور من قریب ختم ہونیوالي ہے "

شروط و معاہدات کي طرف اب تک تاروں میں کوئي اشارہ نہیں ' اسلیے حقیقت حال مخفي ہے -

(البانیا و سرویا)

گذشتہ ہفتے تک سرویا ' البانیا کے دروازے پر کھڑي ' مکان کے اندر جھانک رہي تھي کہ اہل مکان کي غفلت اسے نصیب ہو ' لیکن مشکل یہ ہوئي کہ ایک طرف تو خود مکان والے جاگ اٹھے - دوسري طرف وائنا کي پولیس نے ڈانٹ کر پوچھا کہ دروازے پر کون کھڑا ہے ؟ ناچار مایوس واپس انا پڑا !!

۲۰ - اکتوبر کا لندن سے تلغراف ہے کہ سرویا نے دول کو اطلاع دي ہے کہ اوس نے اپني فوج کو البانیا سے واپسي کا حکم دیدیا - لیکن تنہا مدعا علیہ کا بیان کافي نہ تھا - اب وائنا سرکاري طور پر بیان کرتا ہے کہ " حقیقتاً سرویا نے البانیہ سے فوج ہٹا لي اور یہ کہ اس طرح مصالح یورپ اور نیز امن عام کي اس نے بڑي خدمت کي ہے "

(بلغاریا)

تھریس کے بعض علاقے جو ازروے صلح بلغاریا کو ملے تھے ' بلغاریا نے صرف اس لیے اب تک ان پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ اگر یونان و ٹرکي میں جنگ منتظر چھڑ جاے تو ترک آساني سے یوناني علاقوں میں داخل ہوسکیں - اب چونکہ یونان و ٹرکي کي صلح تقریباً مختتم ہے ' اس لیے آہستہ آہستہ بلغاریا کي فوج قبضہ کے لیے آگے بڑھ رہي ہے -

اس سے پہلے یہہ خبر آچکي ہے کہ اس علاقے کے مسلمانوں نے اپني خود مختاري کا اعلان کردیا ہے - اب ۲۳ - کا لندن سے تلغراف ہے کہ بلغاریا کي فوج تھریس میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہي ہے ' لیکن مسلمان جو گذشتہ تجارب کے تلخ نتائج حاصل کرچکے ہیں پوري طرح مزاحم ہیں - (مصطفی پاشا) اور (مالکو ٹیرتردو) کو بلغاریا نے برباد پایا - دریاے (آرڈا) کے جنوبي کاؤں اب تک جل رہے ہیں جن میں ترک باشي بزرقوں نے آگ لگا دي تھي !

جمال بے قسطنطنیہ کے فوجي گورنر مسلمانوں کو جو بلغاریا سے نہایت برافروختہ ہیں ' تفہیم و نصیحت کرنے کے لیے گومانجینا پہونچ گئے ہیں ' تاکہ وہ بلغاري حکام کي اطاعت بلا مزاحمت قبول کرلیں اور شروط صلح کي خلاف ورزي نہ ہو - والله ولي التوفیق بید الله تعالی - یفعل مایشاء و یختار -

[بقیه مضمون صفحه ۱۶ - کا]

پس یه تو میں گوارا نہیں کر سکتا که ان بزرگوں کو مجھے اطلاع نه دینے اور اخفاء محض کا الزام دیا جاے کیونکه یه واقعه کے خلاف ہے - البته واقعی حالت جو پیش آئی ' وہ میں نے بیان کردی اور هر شخص کو اسکا حق ملنا چاهیے که وہ اپنی حالت ظاهر کردے -

(۵) ایڈیٹر صاحب زمیندار کے متعلق مجکو اسقدر معلوم ہے که مولوی ظفر علی خاں صاحب کو اسکی اطلاع تھی اور انھوں نے بالکل پسند کرلیا تھا -

اصل پوچھیے تو اشخاص کی اطلاع و مشورہ اصل شے نہیں ہے' بلکه پہلی چیز اصولاً مسئله کی صحت و عدم صحت کا سوال ہے -

(۶) " کانپور کی پبلک سے واقعات مخفی رکھے گئے "

اسمیں مجھے شک ہے - سید فضل الرحمن صاحب ' حافظ احمدالله صاحب ' شیخ محمد هاشم صاحب ' شیخ نثار الدین صاحب ' حاجی عبد القیوم صاحب ' حافظ محمد حلیم صاحب ' نیز تمام متولیان مسجد غالباً مشورہ میں شریک اور اس مسئله میں پوری طرح متفق تھے ' اور هیں - تاهم میں یقین کے ساتھه عرض نہیں کرسکتا -

(۷) میں نے ۱۲ - اکتوبر کے جلسے میں تیسرا رزولیوشن پیش کرتے هوے جو شرائط پیش کیے تھے ' یه فیصله اسکے مطابق نہیں اور یه کوئی پوچھنے کی بات نه تھی - بالکل ظاهر ہے -

(۸) مسٹر مظہر الحق ڈیپوٹیشن میں تو شریک نه هوے - ڈیپوٹیشن صرف کانپور کے مقامی معززین کا تھا اور میں سمجھتا هوں که اپکا یه سوال بے موقعه ہے - شاید هی کسی مسلمان شخص کا ایثار آج تمام هندوستان میں اسقدر واضح اور غیر محتاج دلیل و بحث ہے ' جس قدر مسٹر مظہر الحق کا - حضور وایسراے کی ملاقات اور انکے شیک هینڈ کرنے کا اگر انھیں شرف هو تو اسکے لیے وہ شاید مسجد کانپور کے معاملے میں پڑنے کی جگه ' زیادہ کم قیمت اور آسان وسائل رکھتے هیں -

یه جواب کے سوالات کے اصلی جوابات نہیں هیں اور نه میں اسکا تشفی بخش جواب دیسکتا هوں - البته جتنا حصه میرے متعلق ' یا میری معلومات میں تھا ' میں نے عرض کردیا - آخر میں چند الفاظ اور بھی کہونگا :

(۱) مسٹر مظہر الحق کی حیثیت اس معاملے میں لیڈر یا مفتی کی نه تھی ' بلکه ایک مشیر قانونی کی - وہ ۳ - اگست کے متہمین کے دفاع کیلیے آے تھے نه که مسجد کے متعلق شرعی فیصله کرنے - انھوں نے اپنا فرض کامل طریقه سے انجام دیا - انکے تمام موکل رها هوگئے - اور انکی خدمت بے داغ اور انکا احسان نا قابل فراموش ہے -

(۲) رها فیصلۂ مسجد ' تو پچھلے نمبر میں جناب میری راے پڑھچکے هیں - نیز ٹرن هال کے جلسه میں بھی - شاید تمام اردو جرائد میں یهی ایک آواز ہے جس نے اتفاق کلی سے انکار کردیا - میں علانیه کہتا هوں که اس بارے میں فیصله کنندوں نے غلطی کی اور بہتر تھا که وہ جلدی نه کرتے - ساڑھے تین مہینے کے شرعی ماتم کو چند لمحوں کے اندر طے کردینا بہتر نه تھا -

(۳) شکوک ظاهر کرنے چاهئیں اور اعتراض صحیح تو روکنا رهی جبر و شخصیت اور استبداد ہے ' جسکے صنم خانوں پر دو سال سے مسلمان پتھر پھینک رہے هیں - تاهم عدل و انصاف و عدم افراط و تفریط همارے تمام کاموں کا بنیادی اصول هونا چاهیے - سر راجه صاحب محمود آباد اور جناب مولانا عبد الباری نے اس معاملے میں جو کچھه کیا ' نہایت خوش نیتی سے کیا - پس مسلمانوں کو انکی شکر گذاری سے اس درجه اغماض نه کرنا چاهیے جو آیندہ کیلیے هر حال میں ناشکری کی ایک مثال مشئوم بن جاے - یه کوئی اچھی بات نہیں که انسان صرف نکته چیں اور شاکی هی هو ' اور شکر و امتنان کو بھول جاے - جو اچھی نیتوں سے کوشش کرتے هیں ' انکو انکا قدرتی حق دینے میں بخل نه کرو - البته اتباع اور پیروی هر حال میں صرف اصول اور شریعت کی ہے ' نه که اشخاص کی - اور غیر مسئول الله اور اسکی رحمی کے سوا اس سطح ارضی پر کوئی نہیں - اگر کسی سے سعی و کوشش میں غلطی هوگئی ہے تو اسکو پوری ازادی سے ظاهر کیجیے - اور اسمیں کسی شخص کی پروا نه کیجیے - هم مسلمانوں نے صاحب رحمی (روحی فداہ) کے حضور میں اپنے شکوک و اعتراض ظاهر کیے هیں - هم نے ائمه پر اعتراض کیے هیں اور غزالی و رازی کی غلطیاں ظاهر کرتے هیں - جب اسلام کی تعلیم حریت کا یه حال ہے تو " تا بدیگران چه رسد ؟ "

گھر بیٹھے روپیه پیدا کرنا !!!!

مرد ' عورتیں ' بڑے لڑکے ' فرصت کے اوقات میں روپیه پیدا کرسکتے هیں - تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نه قلیل تنخواہ کی تلاش کی ضرورت - ایک روپیه سے ۳۰ - تک روزانه - خرچ ' برائے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی هیں - یه سب باتیں همارا رساله باسانی بغیر اعانت استاد بتا دیتا ہے !!

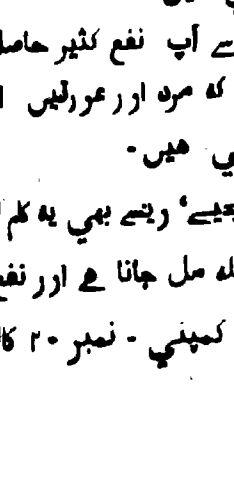

تھوڑا سا روپیه یعنی ۱۲ بٹلی نت کٹینگ مشین پر لگالیے - پھر اس سے روپیه روزانه حاصل کرسکتے هیں - اور اگر کہیں آپ اخبارشا کی خود باف مشین ۱۰۵ - کرمنگالیں تو ۳۰ - روپے اور اس سے بھی کچھه زیادہ حاصل کرسکتے هیں - اگر اس سے بھی زیادہ چاهیے تو چھه سوئی ایک مشین منگالیں اور ۳۰ - روپیه روزانه بلا تکلف حاصل کرلیں

یه مشین مرزے اور هر طرح کی بنیائین وغیرہ بنتی ہے -

آپ کی آمدنی صرف آپ کی سعی پر موقوف ہے - کسی قسم کا اسمیں خطرہ نہیں -

هم آپ کی بنائی هوئی چیزوں کے خرید نے کی ذمه داری لیتے هیں - نیز اس بات کی که قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

هرقسم کے کاغذ هولڈ اون ' جو بٹنڈ میں ضروری هوں ' هم مہیا کردیتے هیں - محض تاجرانه نرخ پر - تاکه روپیوں کا آپ کو انتظار هی کرنا نه پڑے - کام ختم هوا ' آپ نے روانه کیا ' اور اُسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یه که ساتھه هی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں !

صرف محنت سے آپ نفع کثیر حاصل کرلے سکتے هیں - اور پھر بڑا فائدہ تو یه ہے که مرد اور عورتیں اس کام کو بغرض حصول صفاء فوراً قبول کرلیتی هیں -

اچھا ' نفع رهنے دیجیے ' ویسے بھی یه کام لطف سے کب خالی ہے ؟ گھر بیٹھے اچھا مشغله مل جاتا ہے اور نفع اسکے علاوہ !!

ادھر شا نیٹنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکته

الهلال

۲۸ ذیقعدہ : ۱۳۲۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خیالات سیاسیہ کا

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(٤)

(چوتھی آیت)

گذشتہ نمبر میں جس آیت کی بحث پر ختم مقالہ ہوا تھا' اسکے بعد ہی سورہ (توبہ) میں فرمایا :

اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ و الیوم الاخر و جاھد فی سبیل اللہ ؟ لا یستون عند اللہ ' واللہ لا یھدی القوم الظالمین (۱۹ : ۹)	کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے اعمال عظیمہ جیسا سمجھ رکھا ہے' جو اللہ اور روز آخرت پر سچا ایمان لایا ' اور اُسکی راہ میں جہاد کرتا ہے ؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے اور وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہ راست نہیں دکھلاتا "

یہ آیۃ کریمہ موجودہ حالات کے انطباق و تصدیق کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب آیت ہے' اور اسی لیے اسکو مضمون کے پہلے نمبر میں زیر عنوان رکھا گیا تھا -

اصل میں یہ آیت بھی متعلق ہے تیسری آیۃ کے ' جس پر گذشتہ نمبر میں بحث کی گئی تھی یعنی :

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ و الیوم الاخر و اقام الصلوٰۃ و آتی الزکوٰۃ و لم یخش الا اللہ ' فعسیٰ اولئک ان یکونوا من المھتدین (۹ : ۱۹)	اللہ کی مسجدیں آباد کرنے والا تو وہ شخص ہوسکتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ' نماز قایم کی ' زکات ادا کی ' اور پھر یہ کہ وہ کسی سے نہ ڈرا مگر صرف اللہ سے - تو بیشک ایسا شخص قریب ہے کہ ہدایت یافتہ اور فوز و فلاح سے کامیاب ہو -

اسی کا بقیہ تذکرہ متذکرۂ صدر آیت ہے - لیکن نظر بہ اہمیت مطلب ضروری ہے کہ اسپر مستقل اور علحدہ نظر ڈالی جاے -

(تشریح و تفسیر)

گذشتہ نمبر میں شان نزول بیان کیا جا چکا ہے - مشرکین مکہ کو اپنی تعمیر و تولیت مسجد پر نہایت غرور تھا ' اور موسم حج میں حجاج کی خدمت اور انکو پانی پلانے کے کام پر نہایت نازاں تھے - انکا یہ غرور باطل اور افساد فخر یہاں تک بڑھگیا تھا کہ ان کاموں کے مقابلے میں اور کسی عمل صالح اور عبادت الہی کو وقعت نہیں دیتے تھے ' اور بادام کے ایسے دانوں سے تیل نکالنا چاہتے تھے' جن میں چھلے کے سوا اور کچھہ نہ تھا - حضرۃ عباس ایمان لانے سے پہلے جب اسراء بدر میں آئے ہیں اور حضرۃ امیر علیہ السلام اور اُن میں گفتگو ہوئی ہے' تو گذشتہ نمبر میں تم پڑھچکے ہو کہ اُنھوں نے قریش مکہ کے اس فخر و غرور باطلانہ کو کیسے ادعا اور تحدی کے لہجے میں ظاہر کیا تھا ؟

پس پہلی آیت میں خدا تعالی نے اسکا رد کرتے ہوے ان شرایط اربعۂ ایمانیہ کو بیان کیا ' جنکے بغیر تعمیر و تولیت مساجد کچھہ مفید نہیں - اسکی تشریح ہو چکی ہے - اسکے بعد اس آیت میں زیادہ صراحت کے ساتھہ اُن دو کاموں کا ذکر کیا جن کا اُنھیں متمردانہ و سرکشانہ غرور تھا ' یعنی سقایۃ حاج اور خدمت و تولیت مسجد - اسکے بعد نہایت موثر اور مسکت پیرایہ میں اسکی نسبت سوال کیا اور اصلی و حقیقی اعمال صحیحۂ و وسیلۂ محبوبیۃ الہی کو پیش کیا - پھر خود ہی اپنے انداز مخصوص بیانی میں اسکا جواب دیا ' تا دماغ ضلالت انداز سوچیں' اور قلوب غفلت شعار متنبہ ہوں !

ھذا ترغیب من اللہ تعالی لقوم افتخروا بالسقایۃ و سدانۃ البیت ' فاعلمھم جل ثناؤہ ان الفخر فی الایمان باللہ والیوم الاخر و الجھاد فی سبیلہ ' لا فی السدانۃ و السقایۃ - (تفسیر ابن جریر - ۱۰ : ٦٧)	یہ آیت اللہ کی طرف سے ان لوگوں کیلیے زجر و توبیخ ہے جو حجاج کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی پاسبانی پر فخر کرتے تھے - پس اللہ نے انکو خبر دی کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے - اصلی فخر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں ' اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے ہے "

امام (طبری) نے اسکے متعلق متعدد آثار صحابۂ و تابعین رضوان اللہ علیہم نقل کیے ہیں -

تیسری آیت کے ضمن میں جو بحث لکھا جاچکا ہے " اسکی اس آیت سے تائید و تشریح مزید ہوتی ہے - خدا تعالی نے دو شخصوں یا دو جماعتوں کو پیش کیا ہے - ایک شخص حاجیوں کو پانی پلاتا ہے اور مسجد کا متولی ہے - دوسرا شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور اسکی راہ میں جہاد کرتا ہے -

پھر فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تو دونوں درجے میں برابر نہیں ہوسکتے - کجا محض تولیت مساجد و سقایۃ حاج ' اور کجا مرتبۂ مومنین مخلصین و مجاھدین صادقین ؟ کہاں خدمتگذار مکان اور کہاں پرستار مکین ؟ کہاں وہ ' جو اسکے گھر کی پاسبانی کا مدعی مگر خود اپنے دل کی پاسبانی سے غافل ہے ' اور کہاں وہ جس نے اپنے مسجد قلب کو عصیان نفس کی آلودگی سے پاک کیا اور اپنی قوتوں کو صرف اسکے گھر ہی کیلیے نہیں' بلکہ خود اسکی راہ میں قربان کردیا ؟ و ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟

(حقیقۃ جہاد)

" جہاد " جہد سے نکلا ہے ' جسکے معنی سعی ' تعب ' کوشش ' اور کسی کام کے کرنے میں بمقابلۂ دشمن صعوبات کے اُٹھانے کے ہیں :

استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو ظاھراً و باطناً - (مفردات راغب اصفہانی)	دشمن کے حملے کے دفاع میں اپنی پوری طاقت سے کوشش کرنا ' خواہ وہ دشمن ظاہری حملہ آور ہو جیسے اعداء حق و صداقت و حکام ظالم و جابر ' یا باطنی جیسے نفس و مظاہر شیطانیہ

پس اللہ کی صداقت اور عدل کی راہ میں تکالیف و صعوبات کا اُٹھانا ' انتہائی سعی و کوشش کرنا ' اور ایثار و فدویت سے کام لینا ' ظاہراً بھی اور باطناً بھی ' " جہاد مقدس و اقدس " ہے -

پھر یہ خواہ وطن کیلیے ہو ' خواہ قوم کیلیے - علم کي راہ میں ہو یا خدمت انسانیت کیلیے - زمین کے کسي خاص محدود حصے کي بھلائي کیلیے ہو ' یا تمام دنیا کیلیے - ہر حالت میں وہ جہاد ہے ' اور جس بخت بیدار کو اسکي توفیق ملے ' وہ مجاہد في سبیل اللہ -

افسوس کہ " جہاد " کي حقیقت کي تشریح کا یہ موقعہ نہیں - متعدد مقالات (الہلال) میں نکل چکے ہیں ' جن میں حقیقت جہاد کے بیان کرنے کي کوشش کي گئي ہے ' اور کیا اچھا ہو اگر اس وقت قارین کرام کے پیش نظر رہیں - علي الخصوص وہ مقالات جو (الہلال) کي گذشتہ جلدوں میں " عید اضحی ' اسوۂ ابراھیمي ' فاتحۂ جلد دوم ' امر بالمعروف " وغیرہ کے عنوانوں سے شائع ہوچکے ہیں -

اُن مضامین میں پوري تفصیل کے ساتھ یہ امر واضح کرنے کي کوشش کي گئي ہے کہ "جہاد " کو محض " قتال" کے معنوں میں لینا ہمارے بعض متاخرین مصنفین کي غلطي اور یورپ کے معترضین کي سخت ناداني ہے - "جہاد" ایک لفظ عام ہے اور خود قرآن کریم نے "جہاد" و " قتال" کے عموم و خصوص کے فرق کو بار بار نمایاں کیا ہے- نیز احادیث و آثار اس بارے میں بکثرت موجود - ہر وہ سعي و کوشش ' ہر وہ انتہائي جہد ' ہر راہ عمل کي سختي کي برداشت اور تلاش مقصود کے ابتلا و مصائب کا تحمل ' جو حق کیلیے ہو ' عدل کیلیے ہو ' انسانیت کیلیے ہو ' صداقت و حقیقت کي خاطر ہو ' نیکي کے قیام اور بدیوں کے استیصال کي راہ میں ہو ' جو اللہ کي مرضي کے تابع ' اور جو شیطان رجیم کي آرزؤں کے مخالف ہو ؛ دراصل جہاد في سبیل اللہ ہے ' پھر خواہ وہ سیاسي ہو یا اخلاقي ' اور تمہاري اصطلاح میں دیني ہو یا تمدني -

(اسوۂ نبوت)

حضرۃ (نوح) علیہ السلام نے اس راہ میں پتھر کھاے اور کفر و عصیاں سے بندگان الہي کو روکا - یہ اصلاح اعتقادات و اعمال دینیہ کا جہاد تھا - حضرۃ (ابراھیم) نے کالدیا کے صنم کدوں سے ارض الہي کو پاک کیا اور کواکب پرستوں کو دعوۃ توحید دي - انہوں نے اِنکے جلانے کیلیے آگ سلگائي اور انکي ہلاکت کے مشورے کیے - یہ بھي جہاد في سبیل اللہ تھا - حضرۃ (موسي) علیہ السلام فراعنۂ مصر کي شخصي حکومت اور جابرانہ غلامي کے قلع و قمع کیلیے آئے اور اپني قوم کو غیروں کي غلامي و محکومي سے نجات دلائي - یہ ایک پورا پولٹیکل اور سیاسي جہاد تھا - مگر یہ بھي جہاد في سبیل اللہ تھا !

حضرۃ (مسیح) بني اسرائیل کے گم شدہ اخلاق کي سراغ میں آے - ظالم یہودیوں نے انکے منہہ پر تھوکا اور (پلاطوس) کے بے رحم سپاھیوں نے انکے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا ' تا وہ صلیب پر لٹکاے جائیں اور جو لکھا ہے ' وہ پورا ہو -

یہ ایک اخلاقي جہاد تھا ' اور اس اخلاقي مجاھد نے اس راہ میں اپني عظیم قرباني کرکے في الحقیقت اسکي پوري تکمیل کر دي' پس یہ بھي جہاد في سبیل اللہ تھا -

حضرت (ختم المرسلین) علیہ الصلوۃ و السلام نے تمام عالم کي ضلالتوں اور تاریکیوں کو دور کرنا چاھا اور اپني اور اپني جماعت مقدس کي زندگي اس راہ میں صرف کردي - یہ محض اصلاح اقوام و زمین کا کوئي خاص شعبہ نہ تھا ' جسکو تم نے پالیٹکس ' تمدن' اخلاق ' اور مذھب کے نام سے تقسیم کردیا ہے' بلکہ انکي دعوۃ عام ' اور انکي اصلاح عالمگیر تھي - اُس دنیا کے سب سے بڑے

خدا نما انسان کا جہاد ' ہر اصلاح انساني اور دفع ہر فساد ارضي کیلیے تھا - صلی اللہ علیہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین ' و علی الہم و صحبہم اجمعین !

(والذین معہم)

یہ تو اسوہ ھاے جلیلۂ نبویہ ہیں' جنکو جہاد في سبیل اللہ کا نمونہ بناکر بھیجا گیا - لیکن پھر ان سب کے ماتحت اور زیر ظلی ' صدیقین و شہدا ' اور صالحین و قانتین امت کے اعمال مجاھدانہ ' و عزائم حق پرستانہ ہیں ' جنکے ان گنت اور بے شمار نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں -

انبیاء عظام کے اعمال دنیا میں کشت زار اصلاح کیلیے بمنزلہ تخم کے ہوتے ہیں اور انکے متبعین و مومنین کے اعمال الہیہ بمنزلۂ اشجار و اثمار کے :

کزرع اخرج شطاہ فازرہ ' فاستغلظ ' فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع ' لیغیظ بہم الکفار - (۴۸ : ۲۹)

" مثل اُس کھیتي کے ہے اُس نے پہلے زمین سے اپني پہلي کونپل نکالي' پھر اُس نے غذا نکالي دوھرا اور موٹي سے جذب کرکے اُس کونپل کو قوي کیا ' پس وہ بتدریج بڑھتي اور موٹي ہوتي گئي - یہاں تک کہ کھیتي اپني نال پر سیدھي کھڑي ہوگئي ' اور اپني سرسبزي و شادابي سے کسانوں کو خوشي بخشنے لگي - خدا نے یہ قوي انہیں اسلیے عطا کیے ' تاکہ کفار اس کو دیکھکر غصے میں جلیں"

پس جو موحدین مخلصین اپنے اعمال کي روشني آفتاب نبوت سے اکتساب کرتے ہیں' اور اپني قوتوں کو کسي نہ کسي صورت میں حق و صداقت اور دفع فساد و ظالم کي راہ میں وقف جہاد في سبیل اللہ کرنے کي توفیق پاتے ہیں ' وہ اس تخم دعوۃ کے برگ و بار ہیں - خدا انکو انبیاؤ صدیقین کي معیت کا شرف عطا فرماتا ہے اور انکے کاموں کو بھي اعمال نبوت کي طرح اپني مقبولیت کیلیے چن لیتا ہے : ومن یطع اللہ والرسول فاولائك مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین ' و حسن اولائك رفیقا (۴ : ۷۱)

(جہاد لساني)

حقیقت جہاد کي طرح جہاد في سبیل اللہ کے وسائل و ذرائع بھي عام ہیں اور ان کو صرف تلوار ھي کے قبضہ کے اندر سمجھنا غلطي ہے جہاد حق کي راہ میں سعي و کوشش ہے - خواہ وہ زبان سے ہو' خواہ مال سے - خواہ تلوار فاتحانہ سے ہو' خواہ خون مظلومیت سے - خدا کي سچائي اور انساني ظلم کے انسداد کي راہ میں اپني قوی کا صرف کرنا ' کسي صورت اور کسي شکل میں ہو' داخل معني و حقیقت جہاد ہے -

قرآن کریم میں ہر جگہ " جاھدوا باموالکم و انفسکم " آیا ہے - یعنے جہاد اپنے نفوس اور اپنے اموال کے ذریعہ کرو - نفوس کے جہاد میں ہر طرح کا ذریعۂ جہاد آ گیا - امام احمد ' ابو داؤد ' نسائي' اور ابن حبان و غیرھم نے حضرۃ (انس) سے روایت کي ہے کہ :

جاھدوا المشرکین باموالکم و انفسکم و السنتکم ! — جہاد کرو اپنے مال سے' اپني جان سے ' اور بذریعہ اپني زبان کے !

اس سے ثابت ہوا کہ جہاد نہ صرف جان و مال ' بلکہ زبان سے بھي ہوتا ہے -

في الحقیقت " جہاد لساني " اشرف قرین جہاد ہے - اس سے مقصود ہے بذریعہ مواعظ و خطب' اور بوسیلۂ تقریر و کلام کے لوگوں کو دعوۃ الہیہ دینا ' ظلم و جبر شخصیت و استبداد کا رد اور قلع و قمع کرنا امر بالمعروف اور نہي عن المنکر ' اور وہ تمام اشاعت تعالیم

حقہ اور نشر و اعلان حق و صداقت جو بذریعۂ تقریروں ' عام جلسوں ' اور مجالس مواعظ و خطب کے عمل میں آئے -

میں نے اس جہاد کو اشرف و اعظم جہاد اسلیے کہا کہ فی الحقیقت جہاد لساني هي تمام مجاهدات كي بنياد اور هر طرح کے جہاد کیلیے وسیلہ و ذریعہ ہے - تم اپنے نفس شیطان کے مقابلے کیلیے اٹھو ' یا شیطان ضلالت و ظلم و جبر کیلیے - تم کو راہ صداقت میں مال و متاع كي ضرورت هو ' یا جان و زندگي كي - تم کو انساني حکومتوں سے نکلے ہوے غرور استبداد و استعباد کے وادي سینا کے مجاهد كي طرح توڑنا هو ' یا بد اخلاقي و نفساني ضلالت کو دور کرنے کیلیے ناصرہ کے واعظ كي طرح اپني مظلومانہ قرباني اور اپنے خون شہادت كي تلاش هو - تم موسي كي طرح دشمن کو شکست دینا چاهو ' یا مسیح كي طرح دشمن سے شکست کھا کر فتح حاصل کرنا چاهو - غرضکہ کسي قسم کے جہاد کیلیے مستعد هو ' مگر سب سے پہلے تمھیں اُن زبانوں هي كي تلاش هوني چاهیے جو جہاد لساني کے ذریعہ بندگان الہي كي غفلت دور کریں ' اُنکو خدا کا پیغام پہنچائیں ' انکے دلوں کے اندر محبت صداقت كي افسردہ انگیٹھي كي آگ کو بھڑکا دیں ' انکو تفکر و تدبر كي دعوت دیں ' انکو غفلت و اعراض کے نتائج سے ڈرائیں ' اور بالاخر خدا كي بخشي هوئي قوة تاثر اور معجزات حقانیت كي پیدا کي هوئي طاقت کو بائي سے ایسي جانفروش جماعتیں پیدا کر دیں ' جو حق و صداقت کے عشق سے مضطرب اور جہاد في سبیل اللہ کے جوش سے دیوانہ وار هوں ! !

دنیا میں اصلاح کے بیج نے همیشہ سب سے پہلے " جہاد لساني " هي كي شاخ پیدا کي ہے - اور یہي پہلي انیت ہے ' جس پر بڑي بڑي عمارتیں بني هیں اور بڑے بڑے شہر بسائے گئے هیں - تمام انبیاء کرام اور رسل عظام جو اصلاح كي دعوة لیکر آئے ' انھوں نے اپنے الہي کار و بار کو وعظ هي سے شروع کیا ' همیشہ وعظ هي کرتے رہے ' اور دنیا سے رخصت بھي هوے تو وعظ هي کرتے هوے - گویا اصلاح و دعوة ایک درخت ہے ' جسکا بیج بھي وعظ ہے ' جسکے لیے پاني بھي وعظ ہے ' اور اخر میں جسکا پھل بھي وعظ هي هوتا ہے !

(حضرة نوح) نے پتھروں كي بارش میں وعظ کہا - (خلیل اللہ) نے نمرود کے بت خانے کے پوجاریوں کے سامنے تقریر كي - (بني اسرائیل) کے نجات دھندے کو بھي اپنا کام اسي سے شروع کرنا پڑا اور اس نے فرعون کے تخت کے آگے اور فرعونیوں کی بھیڑ کے سامنے ' دونوں جگہ وعظ هي کے حربۂ الہي سے کام لیا -

وہ (افتاب کنعاني) جس سے مصر کے قید خانے میں اُجالا هوا ' وہ بھي زندان مصائب کے اندر گویا هوا تو وعظ هي تھا ' جو اُسکي زبان پر جاري هوا -

وہ ' جو (ناصرہ) میں پیدا هوا ' (کفرنحوم) میں بسا ' اور جس نے (گلیل) كي گلیوں سے اپني مقدس منادي شروع كي - اُس نے بھي اپنا کام وعظ هي سے شروع کیا اور وعظ هي پر ختم کیا -

جب (یہودیہ) كي آبادي اور (یرون) پار كي بھیڑ اسکے پیچھے هو لي ' تو اُس نے کوہ (زیتون) كي ایک چٹان پر سے اپني صدا بلند كي - اور پھر جب وہ عید (فطیر) کے آخري دن اپنے شاگردوں کے ساتھہ (فسح) كي روٹي توڑ رہا تھا ' جو اُسکے جہاد في سبیل اللہ كي آخري رات تھي ' تو اُس وقت بھي وہ وعظ هي میں مصروف تھا ! !

پھر سب سے آخر (اسلام) كي تحریک الہي كي ابتدائي تاریخ پر نظر ڈالو ' جو وعظ سے شروع هوئي اور وعظ هي پر ختم هوئي -

وہ اصلاح انسانیت کا آخري ظہور اکبر ' جس نے موسیٰ كي طرح حملہ نہیں کیا ' اور مسیح سے زیادہ عرصے تک صبر کیا ' گو بدر کے کنارے اور اُحد کے دامن میں تلوار کا جواب تلوار سے دینے پر مجبور هوا ' تاهم اسکا اصلي حربہ وعظ هي تھا - اس نے تورات کے حامل كي طرح قتال خونین نہیں کیا بلکہ همیشہ جہاد لساني هي کو هر جہاد پر مقدم رکھا - نوح كي طرح اسپر پتھر پھینکے گئے ' پر اُس نے نوح كي طرح بد دعا نہیں كي اور یہ نہیں کہا کہ :

رب لا تذر علي الارض من الكافرين ديارا ! (۷۱ : ۲۵)

اے پروردگار ! اِن کافروں میں سے کسي کو بھي زندہ نہ چھوڑ کہ روے زمین پر آباد نظر آے !

بلکہ کہا تو یہ کہا کہ : " رب اهد قومي ' فانهم لا يعلمون " ! خدایا ! میري قوم كي هدایت کر ' کیونکہ وہ نہیں جانتے !

خدا نے بھي اسکا سب سے بڑا وصف بتایا تو یہي بتایا کہ وہ اسکي آیتیں پڑھتا اور اسکے طرف سے اُسکے بندوں کو تعلیم دیتا ہے :

هو الذي بعث في الاميين رسولاً منهم ' يتلواعليهم آياته و يزكيهم ' و يعلمهم الكتاب و الحكمة ' و ان كانوا من قبل لفي ضلال مبين ! (۶۲ : ۲)

پس زبان هي کا جہاد وہ اشرف و اکمل جہاد ہے ' جو حکم الہي کے ماتحت ' اُسکے برگزیدہ رسولوں كي اصلی سنت ' تمام مجاهدات حقہ کا بنیاد اولین و وسیلہ وحید ' اور انساني نیکي و هدایت کا اصلي سرچشمہ و منبع ہے !

(عود الي المقصود)

پس فرمایا کہ : " اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله و اليوم الاخر و جاهد في سبيل الله ؟ "

آیا تم نے حاجیوں کے پاني پلانے اور مسجد كي تعمیر و تولیت کے کام کو اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھہ رکھا ہے ' جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور اسکي راہ میں جہاد کرنا ہے ؟

مشرکین مکہ کو تولیت مسجد پر ناز تھا ' مگر اللہ کا رسول اور اسکے ساتھی ایمان باللہ اور جہاد في سبیل اللہ میں مصروف تھے - خدا نے کہا کہ دونوں هرگز هرگز برابر نہیں هوسکتے -

اس آیت میں پہلے ایمان باللہ و الیوم الاخرہ کو فرمایا کہ فی الحقیقت تمام انساني نیکیوں كي جڑ ہے ' اور کوئي انساني شرف ایسا نہیں جسکي شاخ اسي جڑ سے نہ نکلتي هو - اسکے بعد جہاد کا تذکرہ کیا اور جہاد میں هر قسم کا جہاد داخل ہے -

یہ بالکل ایک واضع بات تھي - اسي لیے انسان كي قدرتي دانائي کے اعتماد پر اسکے لیے صرف سوال کا کر دینا ہے کافي تھا - دلیل كي حاجت نہ تھي ' اور یہ قرآن کریم کا انداز مخصوص ہے - هر شخص جانتا ہے کہ مکان كي محبت مکین كي وجہ سے هوتي ہے اور اینٹ چونے کے اندر کوئي پر اسرار تقدیس نہیں ہے - اگر ایک شخص خدا كي راہ میں اپني قوتوں کو قربان کر رہا ہے ' تو اسکے مقابلے میں اُس شخص كي کیا حیثیت هوسکتي ہے جو صرف اسکے گھر كي پاسباني کا مدعی ہے ؟

ان اشارات کے بعد ضروري ہے کہ اس آیت کے بعض نتائج مہمہ کي طرف متوجہ هوں -

(نتائج بحث)

(۱) اب تم ذرا آجکل کے متولیوں ' پیش اماموں ' اور اُن انجمنوں کو دیکھو جنکے زیر انتظام کوئي مسجد ہے یا مسجد کے اوقاف هیں - انکے اُس فخر و غرور باطل کو دیکھو ' جس کا نشہ همیشہ

انهیں سرگراں رکھتا ہے ' اور انکے آن اعمال مشرکانہ و عصیاں شعارانہ کا احتساب کرو ' جنکو وہ با وجود کوشش کے خدا کی طرح اُسکے بندوںسے بھی نہیں چھپا سکتے ۔

دیکھو ! وہ کیسے شریر اور کیسے سرکش ہیں ؟ انکا غرور کس درجہ مغروران قریش کے کا فرانہ غرور سے اشبہ ہے ' جنکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی ؟ ٹھیک ٹھیک مثل انکے یہ بھی مساجد کی تولیت اور اسکے ممبروں کے موروثی قبضے پر نازاں ہیں' اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے گھر ہیں ' جنکے اندر سب کچھ کرنے کا ہمیں اختیار حاصل ہے ۔ خواہ ہم اُسے مشرکین مکہ کی طرح بتوں کی پوجا کا گھر بنا دیں' خواہ غیروں کی تعظیم و تعبد کیلیے اسکے صحن میں فرش و قالین بچھائیں ۔ خواہ اُس محراب عبادت کے نیچے ' جہاں اللہ کے آگے جبین نیاز جھکائی جاتی ہے ' غیروں کی تعریف و ثنا اور تسبیح و تہلیل کی صدائیں بلند کریں ۔ خواہ اُس ممنبر پر چڑھکر' جو صرف ذکر و تحمید الہی و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیلیے ہے ' غیروں کے حکموں کا اعلان کریں ; قاتلهم الله ' انی یوفکون !

(۲) وہ اُن بندگان الہی کے دشمن ہیں ' جنھوں نے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان و یقین کرکے ' خدا کے سوا دوسروں کا خوف اپنے دل سے نکال دیا ہے ' اور جنکو خدا تعالی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر' اور وعظ و ھدایت مومنین و قلمع و قمع فساد و عدوان کافرین کی توفیق دی ہے ' اور جو اسکی راہ میں " جہاد مقدس لسانی " کی سنت انبیا و صدیقین کو زندہ کرنا چاھتے ھیں ۔ حالانکہ جن مسجدوں کی تولیت و امامت کا انہیں غرور ہے ' انکا خدا تو کہتا ہے کہ سب سے بڑی نیکی ایمان باللہ ' اور سب سے بڑا عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔ مسجدوں کی تولیت کا فخر باطل ' اور اسکا ادعاء القاء شیطانی سے زیادہ نہیں ۔ پھر انہیں کیا ہوگیا ہے کہ جس چیز کو خدا باطل کہتا ہے ' اسکا غرور کرتے ہیں' اور جنکو خدا پیار کرتا ہے ' انکے دشمن ہوگئے ہیں ؟

(۳) جہاد کی حقیقت سے تم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ اشرف و اعلی جہاد ' جہاد لسان و قلم ہے کہ بنیاد جمیع معاھدات مقدسہ کی یہی ہے ۔ اور ظلم و جبر کا استیصال ' اور حقوق انسانیت و مسلمین کا مطالبہ جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ مسجدوں میں وعظ و خطبات کو روکدو ' کیونکہ وہ " سیاسی " ہیں ' تو اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کو روکنا چاھتے ہیں' اور سیاست کے نام سے حفظ حقوق مسلمین و دفع ظلم و جبر کی سعی مراد لیتے ہیں ۔ پھر مجھے ان لوگوں کو یاد کرنے کیلیے کوئی موزوں لقب بتلاؤ جو جہاد فی سبیل اللہ والحق کے مانع اور احکام قرانیہ پر اپنے اراء شیطانیہ کو ترجیح دینے والے ہیں ؟ میں اگر انکو کفر پرست کہوں تو تم کہوگے کہ یہ ایمان و کفر کی بحث ہے ۔ میں اگر انکو مشرک کہوں تو تم پکاروگے کہ یہ بہت ہی بڑی جسارت ہے ۔ ہاں یہ جسارت ہے' لیکن جن ظالموں نے اللہ کے آگے جسارت کی ہے ' کیوں نہ ہم بھی انکے لیے جسارت کریں ؟ وہ نہ مومن ہیں نہ مسلم ۔ انکا حال یہ ہے جو کہا گیا : نومن ببعض و نکفر ببعض ' و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ۔

ان لوگوں کی اصطلاح میں جس چیز کو سیاست اور پالیٹکس کہتے ہیں ' اسلام کے نزدیک عین دین و مذھب ہے ' اور جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ۔ کما سیاتی انشاء اللہ ۔ پس جہاد فی سبیل اللہ کیلیے مساجد سے بڑھکر اور کونسی جگہ بہتر ہوسکتی ہے ؟

اقتراعیات

(سفر جست عورتیں)

عورت یورپ میں بہت دنوں تک مظلوم رہی ہے اور اب بھی ہے ۔ وہ شادی سے پہلے باپ کی اور شادی کے بعد شوہر کی ملک ہے ۔ وہ نام کا بھی حق نہیں رکھتی کہ شادی سے پہلے وہ باپ کے نام میں اور شادی کے بعد شوہر کے نام میں مدغم ہوجاتی ہے' وہ مالی معاملہ اپنے نام سے نہیں کرسکتی ' وہ کوئی جائداد اپنے نام سے نہیں خرید سکتی ' وہ موروثی جائداد میں بھی کوئی مداخلت شوہر کے سامنے نہیں کرسکتی ۔

نصرانیت جو یورپ کا اسمی مذھب ہے' افسوس کہ وہ بھی ان معاملات میں اس طبقۂ ضعیف کی دست گیری نہیں کرتا ' کیونکہ اسکے صحیفۂ الہیہ میں " لهن مثل الذي عليهن " (قرآن حکیم) کی آیت نہیں ہے ۔

اب جبکہ ہر طبقہ اپنی حریت و آزادی کے لیے سرگرم راہ سعی و طلب ہے ' انگلینڈ کی نصرانی عورتیں بھی اُٹھی ہیں کہ مردوں سے اپنے حقوق مغصوبہ واپس لیں ' جس طرح ان کی بعض بہنیں امریکا وغیرہ بعض ممالک میں پچھلے حقوق واپس لے چکی ہیں ۔ ان کے دعاوی و مطالب حسب ذیل ہیں :

(۱) مساوات سیاسی Political Egnality یعنی پارلیمنٹ ' میونسپلٹی اور دستورات بورڈ میں عورتوں کی نامزدگی و انتخاب ۔

(۲) حریت مالی و شخصی Economic & Persanal یعنی وہ اپنے مال و جائداد میں اپنی زندگی کی جس روش کے لیے جس قسم کا تصرف چاہیں' کرسکیں ۔

(۳) حریت دماغی Intellecheal مرد جس طرح اپنی ترقی و ارتقا کے لیے مختلف دماغی راستے تلاش کرتے ہیں اور اسکے لیے جو رسائل و تدابیر اختیار کرتے ہیں ' حق ہے کہ عورتیں بھی ان سے محروم نہوں ۔

ان مطالب کے حصول کے لیے انگلینڈ کی عورتیں ایک مدت سے جانفشاں ہیں ' اور سعی مقصد میں کسی خطرے کی پرواہ نہیں کرتیں ۔ کامیابی کی راہ انگلینڈ کی عورتیں وہ سمجھگئی ہیں جنکو ہندوستان کے مرد اب تک نہیں سمجھتے ۔

مسز پنکھرسٹ حقوق طلب عورتوں کی لیڈر یعنی " سیدۃ الاقتراعیات " ہیں ۔ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۳ع کو انہوں نے اولڈبیلی کے اجلاس میں بکمال حریت و استقلال کہا :

" خواہ کتنے ہی دنوں کی سزا ملے ' مجھے اس کی پروا نہیں' میں اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آؤنگی ' میں جس وقت یہاں سے قید خانے جاؤنگی ' اس وقت سے کھانا چھوڑ دونگی ۔ اس حالت میں اگر مرگئی تو بہتر ہے ' ورنہ اگر بچ کر نکلی تو اپنے حقوق کے لیے پھر مصروف پیکار ہو جاؤنگی " ۔

آجکی اشاعت کے ساتھ ایک مرقع شائع کیا جاتا ہے ۔ جس سے اقتراعی تحریک کی زور و قوت کا اندازہ ہوگا ۔ وزارء انگلستان علی الخصوص مسٹر ایسکوئتھ کے ساتھ اس تحریک کا جو سلوک رہا ہے ' اسکو اخباروں میں آپ پڑھچکے ہیں ۔ اس مرقع میں پہلی تصویر اس اقتراعیہ کی ہے جس نے پچھلے دنوں ملک معظم کے گھوڑے کو گھوڑ دوڑ میں پکڑ لیا تھا ۔ اسکے بعد دو تصویریں ان دو مشہور عمارتوں کی ہیں ' جنکو آگ لگا کر عورتوں نے جلا دیا اور کئی لاکھ پونڈ کا نقصان عظیم ہوا !

مقالات

ان في ذالک لایات لقوم یوقنون !

آیرلینڈ هوم رول بل

(۲)

لیکن آیرلینڈ کے لیے یہ اطمینان دیر پا نہ رہا - سنہ ۱۳۱۸ میں انگلینڈ کي فوج نے اڈورڈ بروس کو سخت هزیمت دي ' اور آخر اسي معرکہ میں وہ کام آیا - لیکن اس فتح سے جو انگلینڈ کو میدان جنگ میں هوئي ' ایوان صلح کے اندر کوئي کامیابي نہ هوئي - آیرلینڈ بدستور مرجع اضطراب و مسکن شورش و التهاب رها -

بلکہ انگلینڈ کے مصائب و مشکلات کي گرہ پہلے سے زیادہ سخت هوگئي ' یعني نارمن اور آیرش اجناس باهمي مصالحت و مزاوجت سے ایک متحد النسل ' متحد اللسان ' اور متحد الارادہ قوم بن گئي ' جس نے اپني متفرق قوت کو وطن عزیز کي محافظت و مدافعت کے لیے مجتمع کر لیا -

سنہ ۱۳۴۱ - میں اس عقدہ کے حل کے لیے انگلینڈ نے ایک اور تدبیرکي جو ارس کے ترکش سیاست کا اب بھي آخري تیر هے ' یعني اڈورڈ ثالث نے ایک فرمان جاري کیا جس کا مضمون یہ تھا :

" آیرلینڈ کے تمام مناصب اور عہدے صرف اهل ملک اور ان انگریزوں کے لیے مخصوص رهینگے جنهوں نے آیرش قومیت بذریعہ مزاوجت قبول کرلي هے "

اس فرمان عطائے حقوق نے ملک میں ایک سیاسي سکون پیدا کر دیا ' لیکن دوسري طرف اجتماعي و اقتصادي حالات کي سطح مطمئن میں ایک دوسري جنبش بھي نمودار هوگئي ' یعني انگریز کسب حقوق ملکي کے لیے نہایت کثرت سے آیرش قومیت میں داخل هونے لگے - اس تحریک سے آیرلینڈ اور انگلینڈ ' دونوں کو نقصان پہنچا - اول کو اقتصادي و اجتماعي ' اور دوسرے کو سیاسي ' اس لیے دونوں گھبرا اٹھے ' یہاں تک کہ سنہ ۱۳۶۸ میں شہزادہ (لائنل) کي زیر نظارت اس کو ملک کے لیے خیانت کبریٰ قرار دیا گیا -

اسي چودھویں صدي کے اواخر میں (رچرڈ ثاني) شاہ انگلینڈ نے آهستگي ' سکون ' اور اطمینان کي جگہ ' زور اور قوت سے ملک میں سکون و اطمینان پیدا کرنا چاها ' لیکن کون نہیں جانتا کہ جو پاني پر حکومت کرنا چاهتا هے ' وہ آهستگي و سکون سے اوسکي سطح متحرک کي جنبش باطل کرسکتا هے ' پر زور آزمائي و قوت نمائي دریا کي لہروں کو اور زیادہ شدید الحرکۃ اور خوفناک بنا دیگي !

(رچرڈ) اور اوسکا جانشین ' دونوں لڑے لیکن نا کامیاب رهے - (اڈورڈ رابع) نے ایک قاعدہ جاري کیا کہ بغیر کسي معزز انگریز کي معیت کے جو شخص آیرلینڈ میں جانے یا وہاں سے آنے کي کوشش کریگا ' مقتول هوگا - هنري سابع نے تسکین فتن کے لیے بندش استبداد کو اور زیادہ سخت کیا - اوسنے قرار دیا کہ نہ تو کوئي ملکي مجلس بغیر اذن حکومت انگلینڈ منعقد هوگي ' اور نہ اوسکا کوئي قانون بغیر تصدیق انگلینڈ نافذ هوگا - سنہ ۱۴۹۵ میں سر ایڈورڈ پوینگس) نے جو انگلینڈ کي طرف سے آیرلینڈ کا گورنر جنرل تھا ' آیرلینڈ کي مجلس وطني کے اختیارات و احکام کو لغو قرار دیا تا آنکہ انگلینڈ کي پارلیمنٹ اونکي تصدیق نہ کر دے -

(اصلاح مسیحیت کي تاسیس)

اب تک ان دونوں ممالک کے درمیان صرف قومي اور سیاسي اختلافات تھے ' اب وہ زمانہ آگیا جب (لیوتھر) نے نائب سینٹ پطرس کے اس اختیار کا انکار کیا کہ " جو تم زمین پر باند هوگے وهي آسمان پر باندھا جائے گا ' اور جو زمین پر کھولو گے ' وهي آسمان پر کھولا جاے گا " اور ایک جدید فرقہ کي بنیاد ڈالي ' جو اب " پروٹسٹنٹ " کے نام سے مشہور هے اور موجودہ مسیحیت و تمدن کي تاریخ کا ایک نہایت اهم مگر نہایت تفصیل طلب حصہ هے -

(انگلینڈ و آئرلینڈ میں مذهبي اختلافات)

(بعض عمومي مباحث نصرانیت)

اس وقت یورپ کي اکثر حکومتیں بحالت تغیر و انقلاب تھیں - ترک مسلمانوں کي سیاسي قوت ' دین اسلام کي سادگي ' اور تعلیم توحید کي حقیقت سے روز بروز یورپ متاثر هوتا رها - بالآخر (لیوتھر) نے ان اثرات کو قبول کیا اور اوسکي عام دعوت سے سلاطین و ملوک یورپ ' پوپ کي مداخلت سے گھبرا اٹھے تھے ' انهوں نے لیوتھر کي کے سایۂ پناہ کو غنیمت سمجھا -

(لیوتھر) کي اصلاح کي تاریخ میں یہ یاد رکھنا چاهیے کہ اوسکو سب سے بڑا الزام مسلمان هونے کا دیا گیا تھا - نیز کہا جاتا تھا کہ اس نے قرآن کریم کا ایک قدیمي لاطیني ترجمہ کسي محفوظ خانقاہ کے مخفي حجروں میں دیکھ پڑھا هے اور اسي کا اثر تھا ' جو اوسکي دعوت کي صورت میں ظاهر هوا - (چمبرس انسائیکلو پیڈیا) میں اوسکي پوري تفصیل هے اور (برٹانیکا) میں اوسکي طرف اشارہ کیا هے - انشاء اللہ ایک مستقل مضمون لیوتھر کي اصلاح کے متعلق لکھا جائیگا ' جس سے معلوم هوگا کہ اسلام کي دعوت بالآخر کن کن صورتوں اور بھیسوں میں اپنا کام کرتي رهي ' اور جن لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا ' انهیں پھر دوسري صورت میں اسے قبول کرنا پڑا -

انگلینڈ میں اس وقت (هنري ثامن) بادشاہ تھا ' جس کو متعدد امور میں پوپ سے مخالفت هوگئي تھي اُن میں سے ایک امر یہ بھي تھا کہ اوسکي متعدد بیویاں تھیں -

(تعدد ازدواج) گو اصول نصرانیہ کي رو سے صحیح هے ' لیکن رومن کیتھولک مذهب میں قدیم ملکي و قومي رسوم کي بنا پر ناجائز تھا ' پوپ نے (هنري) کے اس فعل کو ناجائز قرار دیا ' لیکن وہ باز نہ آیا ' اور لیوتھر کے دامن میں آکر پناہ لي ' جہاں اسکو تعدد ازدواج پر کوئي تنبیہہ نہیں کي گئي -

ان واقعات سے متعدد نتائج ضمناً ظاهر هوتے هیں :

(ا) مذهب پروٹسٹنٹ اپنے وجود میں اسلام کا ممنون ہے -

(ب) مذهب پروٹسٹنٹ کے نشو و ظهور کے وجوہ و اسباب سیاسیه و اجتماعیه هیں -

(ج) تعدد ازدواج اصول نصرانیة کي رو سے جائز ہے کیونکه تورات میں یہه اجازت موجود ' انجیل میں اسکا ذکر متروک ' ایک بادشاہ نصراني کا اسپر عمل ' اور مدعي اصلاح جدید و رئیس و مؤسس فرقه پروٹسٹنٹ کا سکوت !! پھر اسکے بعد اور کیا ثبوت چاهیے ؟

بہرحال یہ اسباب تھے جن کي بنا پر هنري شاہ انگلینڈ پروٹسٹنٹ فرقه کي حمایت پر آمادہ هوگیا - انگریزي قوم جو آزادي کي فطري طالب اور حریت کي طبعي طلبگار تھي ' اس جدید مذهب کي تقلید و قبول کے لیے اپني هر شے نثار کرنے لگي -

(هنري اور الزیبتھه)

اس تغیر و انقلاب دیني نے اوس خلیج کو جو انگلینڈ و آیرلینڈ کي دو قوموں کے درمیان حائل تھي ' اور زیادہ عمیق و وسیع کردیا ' سنه ۱۵۳۷ میں ڈبلن پایه تخت آیرلینڈ میں ایک انگریزي دربار منعقد هوا ' جس نے یہ فرمان سنایا که آج سے باباے رومہ (پوپ) کي جگه شاہ انگلینڈ خود ملک کے کلیسا کا مالک ہے - آیرلینڈ کو آج سے کوئي حق نہیں که وہ پوپ سے کسي امر میں بھي مکاتبت و مراسلت کرے - نیز آج جو شخص شاہ انگلینڈ کي اطاعت کا حلف نہیں اٹھائیگا ' خیانت کا مجرم اور باغي قرار دیا جاے گا -

اس کے بعد هنري نے شاہ آیرلینڈ کا لقب اختیار کیا ' حالانکه باقاعدہ اور منظم حکومت اوسکي اب تک صرف جزیرے کے ایک چوتھائے سے حصے هي میں محصور تھي !

یہ احکام زمین کے ایسے قطعے میں جو وطن ' قومیت ' زبان ' اور اب مذهب میں بھي بالکل مختلف تھا ' هر شخص سمجھه سکتا ہے که کتنے حوادث مختلفه اور کیسے کیسے مصائب گوناگوں کے باعث هوئے هونگے ؟ تاهم هنري چونکه ایک قسي القلب ' ظالم پیشه ' اور جابر الحکم بادشاہ تھا ' اسلیے فتنے نے زیادہ سر اٹھانے کي فوري مہلت نه پائي -

ملکه (الزیبتھه) کے عهد حکومت میں جبکه زمام حکومت ایک عیش پسند ' نازآفریں ' لیکن مغرور و متکبر ملکه کے هاتھه میں تھا ' جو استیلاے ممالک پر بھي اوسي قدر قدرت رکھتي تھي ' جس قدر فتح قلوب پر ' جسکا دربار بہادروں سے بھي اوسي قدر پر رهتا تھا ' جس قدر عشاق سے ؛ کیتھولک فرقے نے پروٹسٹنٹ پر نہایت خوں ریز ' وحشیانه ' اور خوفناک مظالم کیے ' لیکن جو محبت کے عنصر سے بني تھي وہ عداوت کیونکر کرسکتي تھي ؟ بالآخر نتیجه یہ هوا که مظالم میں اشتداد اور عداوت و انتقام میں ازدیاد هوتا رها -

الزیبتھه هندوستان کے (اکبر اعظم) ایران کے (عباس صفوي) اور ترکي کے (سلیمان قانوني) کي همعصر تھي - اور ترقي ممالک و امن و نظم میں بھي اپنے ان مشرقي معاصرین کي طرح اسکا عهد شاندار اور ممتاز تھا -

الزیبتھه نے آیرلینڈ کي تسکین و تامین کے لیے دو تدبیریں کیں ' ایک طرف تو ایک جنرل کو آیرلینڈ کي تسخیر کامل کے لیے روانه کیا - دوسري طرف برطاني انگریزوں کي تعداد کثیر کو آیرلینڈ میں مستقل اقامت کا حکم دیا - انهوں نے "السٹر" کا صوبه اپنے لیے منتخب کیا ' تاکه ملک کے اندر انگلینڈ کي طرف سے ایک شدید و باسل قوت همیشه موجود رهے -

یہي "السٹر" ہے جو آج (هوم رول بل) کي وجه سے معرکه گاه محشر خیز بنا هوا ہے -

لیکن با وجود کثرت فتوحات و کثرت تعداد ' اهل برطانیه اور نسل آیرلینڈ اپنے جهد و جهاد سے باز نه آئي - الزیبتھه کے آخرین پندرہ سالوں کے اندر آیرلینڈ و برطانیه کي تلواریں همیشه نیام سے باهر رهیں ' لیکن دونوں کے مقاصد ایک دوسرے سے متضاد تھے - ایک اپني حریت و استقلال کے لیے سرفروش تھا ' دوسرا غلبۂ و استیلا اور جبر و قهر کے لیے بے قرار - دیر باطل خرشتۂ حق سے دست و گریباں تھا ' اور طوق غلامي حریت و استقلال کي گردن میں زبردستي حلقۂ گلو بننا چاهتي تھي -

شرارۂ جنگ خوفناک حد تک مشتعل هوگیا - طرفین کے خسائر و نقصانات کا اندازہ ۳۰ - لاکھه پونڈ ' اور ۲ - لاکھه جانوں سے کیا جاتا ہے !!

سنه ۵۸ - ۱۵ میں سرجان (بیورٹ) نے 'جو انگلینڈ کي طرف سے آیرلینڈ کا حاکم تھا ' ایک دربار منعقد کیا ' جس میں رؤساے آیرلینڈ و برطانیه شریک تھے -

(جیمس) اول نے بھي الزیبتھه کي روش سیاست کو ملحوظ رکھا اور بدستور آیرلینڈ کے صوبه السٹر میں آباد هونے کیلیے پروٹسٹنٹ برطاني خاندان مسلسل آتے رهے -

(قرون وسطیٰ)

سنه ۱۶۴۱ ع میں جبکه انگلینڈ دستوري حکومت کي کوششوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھا ' اور امرا کے سلب قدرت ' جمہور کي حریة و احترام حقوق ' اور نالبین ملک کے توسیع اختیارات کے لیے بادشاہ اور امرا سے لڑ رها تھا ' تو آئرلینڈ نے بھي عزم کیا که جس چیز کو انگلینڈ اپنے بادشاہ اور امرا سے مانگ رها ہے ' وہ انگلینڈ سے اپنے لیے بھي طلب کرے -

صلح و آشتي سے کبھي بھي یہ متاع نہیں ملي جیسا که دنیا کي تاریخ بتلا رهي ہے ' پس دونوں نے اپنے اپنے حریفوں کے مقابلے میں تلوار کھینچ لي - انگلینڈ نے نالب شاہ کا سر اتار لیا ' اور آیرلینڈ نے لاکھوں برطاني انگریزوں کو جسم بے سر کر دیا - آیرلینڈ کا صوبه "السٹر" جو پروٹسٹنٹ اور برطاني انگریزوں کا مسکن تھا ' رومن یعني اهل آیرلینڈ کے غیظ و غضب اور انتقام و قهر کي بجلي رهاں گري ' اور برطاني آبادي کا خرمن خاکستر هوکر رهگیا - صرف چند دنوں کے اندر پچاس هزار انگریز اس شورش میں طعمۂ اجل هوے تھے !!

بچوں اور عورتوں پر کوئي رحم نہیں کیا گیا ' مردوں کو صرف تلوار اور گولي هي سے نہیں ' بلکه آگ ' پاني ' بھوک ' اور سردي سے هلاک کیا گیا - شوهر بیبیوں کے روبرو ' اور بچے ماؤں کے سامنے قتل هوے - لڑکیاں اور تمام عورتیں بے حرمت کي گئیں - غرض که وحشت وسبعیت ' درندگي و سفاکي کا کوئي ایسا حربۂ جهنمي نه تھا ' جو استعمال نه هوا هو -

(اتحاد و استقلال)

اس جوش انتقام سے فارغ هوکر آیرلینڈ نے جو زیادہ تر کیتھولک تھا ' حلف اٹھایا که عقائد و مقاصد فرقۂ کیتھولک کي - الفاظ دیگر مدافعت کے لیے اپنے خون کا آخرین قطرہ تک نثار کرنے کیلیے طیار ہے -

ایک سال کي شورش کے بعد سنه ۱۶۴۲ - میں آیرلینڈ کي ایک مجلس ملکي مجتمع هوئي - سن مذکورہ کي ۲۳ - اکتوبر کو

اهل ملک میں ایک عام اتحاد قائم هوگیا' جس کا نام تاریخ
ن اخیرۂ انگلستان میں اتحاد کیل کینی Kil Kenuy (۱) هے-
ایک مجلس انتظامی منتخب هوئی جس نے زمام حکومت
هاتھوں میں لے لیا - مجلس کے ۲۴ - ممبر تھے ' جنمیں پانچ
بی عہدہ دار اور باقی عام ملکی اشخاص تھے -

مجلس نے استقلال آیرلینڈ کا اعلان کیا' ایک حکومت موقتہ
بنیاد ڈالی' محکمے قائم کیے ' سکے مضروب هوے ' اعلی
ہدہ دار متعین کیئے گئے ' اور اسطرح آیرلینڈ کو وہ گم شدہ آزادی
گئی ' جس کا ایک مدت سے وہ متلاشی تھا -

(اغتشاش و قتل و سلب)

انگلینڈ جو اس وقت خود دستوری و استبدادی حکومتوں کی
ں مکش میں مبتلا تھا' کسی فوجی عمل کے بالکل نا قابل تھا'
ں لیے اوس نے اُس بے امان هتیار سے کام لیا' جو آج بھی ایک
رپین حکومت کا بہترین اور محفوظ ترین حربہ هے - یعنے سیاست
ریق ' و نشر عداوت ' و ترغیب خائنین' و تالیف منافقین وطن -

آیرلینڈ کا نظام عمل پراگندہ اور شیرازۂ حکومت منتشر هوگیا -
سنہ ۱۶۴۹ - میں وہ عہد آگیا جب مشہور (کرامویل) نامی
ک سپاہی حمایت حریت کے نام سے تخت انگلینڈ کا مالک
ا' اور ملک ایک موروثی بادشاہ کے پنجے سے چھوٹ کر ایک
ی بادشاہ کے پنجے میں آگیا - (کرامویل) ایک شجاع' اور راسخ
زم انسان تھا - اس نے آیرلینڈ کے موجودہ ضعف سے فائدہ
ٹھا' ایک لشکر لے کر ورمن آیرلینڈ کے تمام قلعہ مسخر کرلیے '
ر تمام جزیرہ میں ایک عام سیاسی سکون پیدا هوگیا - آیرلینڈ
ی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا ' جب انگلینڈ ' تمام جزیرہ کا کا ملاً بلا
مدافع اپنے کو مالک کہہ سکتا تھا -

لیکن اب بھی مشکلات کا خاتمہ نہ هوا ' اور نہ درحقیقت
بھی کسی غیر وطنی حکومت کی مشکلات کا خاتمہ هو سکتا هے -
سنہ ۱۶۸۸ - میں ایک نئی شورش آیرلینڈ میں رونما هوئی -
(جیمس دوم) نے جو انگلستان کے تخت کے لیے کوشاں تھا ' انگلینڈ
ے ناکامیاب هوکر آیرلینڈ کی طرف رخ کیا - آیرش قوم نے جوش
خروش اور عز و احتشام کے ساتھہ اوس کا استقبال کیا ' اور ایک
ہزار سپاہ آیرش اور فرنچ افسروں کے تحت قیادت اوس کی
عانت و حمایت کے لیے آمادہ هوگئی - در اصل اس پردے میں
درد آیرلینڈ کی اعانت و حمایت ملحوظ تھی -

لیکن (ولیم آف اورنگ) جو برطانی سپاہ کا قائد تھا ' اوس نے
سنہ ۱۶۹۰ - میں اس حسن تدبیر سے جنگ شروع کی کہ آیر
لینڈ کی استقلال طلب فوج بالکل ناکام رهی - اور ۱۲ - جولائی سنہ
۱۶۹۱ - میں نہایت سخت هزیمت اُٹھا کر ' بالاخر ۳ اکتوبر سنہ ۱۶۹۲
میں سوا برس کی مدافعت کے بعد ' چند شرائط پر سب نے هتیار
ڈال دیے -

(۱) کلکنی در اصل آئرلینڈ کے ایک شہر کا نام هے جو برطانی
انگریزوں نے جاکر بعہد ' اسٹرانگ بو Strong-Bow آباد کیا تھا -
اُس عہد سے اوزرد رابع تک انکو فرامین متعلق آبادی وغیرہ ملتے
رهے - ملکہ الزبتھہ کے عہد میں اسکے اطراف کے قصبات کو ملاکر ایک
چھوٹے سے صوبے کی حیثیت دیدی گئی - جیمس اول نے اسکی
توسیع کی - پارلیمنٹیں بدفعات اسمیں قائم هوئیں - کرامویل نے پھر
دوبارہ اسے فتح کیا - اسی شہر میں یہ اتحاد واقع هوا تھا - اور اُسی
کی نسبت سے اسکا نام " اتحاد کلکنی " هوگیا - (انسا یکلو پیڈیا
برٹانیکا حرف کاف)

انگریزی قوم نے فتح کے بعد اپنے اخلاق کی کوئی عمدہ مثال
نہیں پیش کی - شرایط صلح جو یورپ کی رسم و عمل کے مطابق
توڑے هی کی چیز هے ' توڑ دیے گیے ' نا فرمانی و سرکشی کا
آیرلینڈ سے پورا معارضہ لیا گیا ' اونکی جائدادیں ضبط کرلی گئیں '
مظالم کا ایک سلسلۂ مہیب شروع هوگیا ' تمام خاندان تباہ هوگئے '
لوگ بھاگ بھاگ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے - جن کے پاس
پاے رفتار نہ تھے ' وہ ظلم و ستم کی زنجیریں پہننے پر مجبور کیے
گئے - غرضکہ متصل و مسلسل ۱۰۰ - برس تک ' مظلوم و مفلوک
انسان ' منہدم ایوان و عمارات ' اور خشک و بے رونق میدانوں کے
سوا آئرلینڈ میں اور کچھہ باقی نہ رها تھا ' آئرش اور کیتھولک
هونا ' اس قطعۂ ارض میں سب سے بڑا جرم انسانی تھا -

اٹھارھویں صدی کے قوانین سیاست میں اس جرم کے مرتکب
کے لیے هر قسم کی سزا جائز تھی - اور سے خود اپنے ملک و وطن
میں کوئی حق حاصل نہ تھا ' وہ اعلی عہدوں کا مستحق نہ تھا ' وہ
فوج میں بھی نوکر نہیں هوسکتا تھا ' وہ کوئی هتیار اپنے پاس نہیں
رکھہ سکتا تھا ' وہ عام حقوق ملکی سے متمتع هونے کا بھی حقدار نہ
تھا ' عجب نہیں کہ ان میں سے اکثر باتوں کو پڑھکر ایک هند نژاد
متعجب نہ هو ' کیونکہ وہ ایک مدت سے ان تمام باتوں کا عادی
هوگیا هے ' اور اسلیے اسے شکایت نہیں ' لیکن اس شدت درد
محرومی کی تکلیف اس دل سے پوچھو ' جسکا احساس ابھی
معدوم نہیں هوا ' اور جسکی قومیت ابھی جسم میت نہیں
هوگئی هے !!

اعانۂ مسجد کانپور

کا ایک مصرف

میں ایک اهم قومی مسئلہ کی طرف آپکی توجہ مبذول
کراتا هوں - اِمسال حج میں مسلمانوں کو اسوقت تک جن دقتوں کا
سامنا کرنا پڑا هے - اور سال آیندہ سے جو مصیبتیں آنیوالی هیں' انکا
خیال کرکے هوے ' اور نیز حجاج کو جن مصائب اور تکالیف کا سامنا
ایام حج میں کرنا پڑتا هے ' انکا لحاظ رکھتے هوے مناسب هے کہ
هم ایک کمپنی قومی سرمایہ سے قایم کریں جو حاجیوں کے لیے
جہاز بہم پہنچا دے ' اور اُنکی هر طرحکی عافیت کا خیال رکھے -
اسوقت موقع حاصل هے اور وقت هے کہ هم اس اهم کام کو کرلیں -
روپیہ کی بھی معقول رقم اسوقت مسلمان جمع کرسکتے هیں -
عید اضحی کا زمانہ قریب هے اور موقع هے کہ اِس اجتماع سے
فائدہ اُٹھایا جاے -

کانپور کے فنڈ میں ایک لاکھہ روپیہ تقریبا محفوظ هوگا - (اُن
چندوں کو ملا کر جو اسوقت متفرق شہروں میں لوگوں کے پاس جمع
هے) میرے خیال میں مناسب هوگا کہ اس رقم کو بھی اِسی نیک
مصرف میں لگا دیا جاے -

اس کمپنی سے جو منافع هو' اسکا ایک حصہ پس ماندگان شہدائے
کانپور پر صرف کیا جاے - اسوقت میں علیل هوں اور ان چند
سطور کو ضروری سمجھہ کر بھیج رها هوں - امید هے کہ آپ انکو نہ
صرف شایع فرماد نیگے ' بلکہ اپنی قیمتی راے بھی اس بارہ میں
دینگے - حضرت نواب وقار الملک بھی اگر اس بارہ میں اپنی رائے
مبارک سے عوام کو شرف مخاطبت بخشیں تو بہت مناسب هو -

(خاکسار سید احمد حسین)

فن مکالمہ

(از مراسلہ نگار ادیب ' صاحبزادہ مولوي ظفر حسن صاحب)

(۲)

(خطابت)

" مکالمت " کا ضد و مقابل " خطابت " ہے جو عبارت ہے ایک مجمع سے خطاب کرنے ' اور تقریر مسلسل و غیر منقطع کرنے سے - خطبہ تقریر کا نام ہے جو شخص واحد کرتا ہے ' متعدد اشخاص سنتے ہیں' اور خاموش رہتے ہیں' کچھہ دخل نہیں دیتے - یعني مفہوم خطابت کے اجزاے ترکیبي تین ہیں :

(۱) تسلسل بیان (۲) تعدد مخاطبین (۳) سکوت سامعین - [یہ صحیح نہیں - بغیر انکے بھي خطابت کي تکمیل ہوسکتي ہے - عام گفتگو اور خطابت کا فرق معنوی بھي ہے- الہلال]

" خطابت " کے برخلاف " مکالمت " کوئي تقریر مستقل و غیر منقطع نہیں ہوتي ' بلکہ اسکے عین معنی یہ ہیں کہ مخاطبین موضوع گفتگو میں حصہ لیں - ایک شخص سوال کرے ' دوسرا جواب دے - ایک اظہار شک کرے ' دوسرا رفع شک کرے - ایک شخص کوئي واقعہ بیان کرے ' دوسرا شخص اسکے مثل کوئي دوسرا واقعہ نقل کردے -

اسکے علاوہ مکالمت کي تکمیل مفہوم کے لیے صرف ایک مخاطب کافي ہے ' بشرطیکہ بات چیت میں حصہ لے ' یا کم سے کم ہاں ہوں کرتا رہے ' زبان نہیں تو حرکات و سکنات ہي سے جواب دیتا رہے - ابروں کو جنبش چاہے نہ دے ' مگر گردن ضرور ہلاتا رہے ' اگرچہ یہ حرکت بھي متکلم کے ہر قول کي تائید و تسلیم ہي میں کیوں نہو -

غرضکہ بزاخفش ہي کیوں نہو ' مگر بت جامد نہو -

برخلاف اسکے خطابت کا مفہوم اسوقت تک پورا نہیں ہوتا' جب تک کہ متعدد مخاطبین جمع نہوں' پھر اگرچہ ایک سے زیادہ اشخاص جمع ہوجائیں' لیکن ہر شخص بول سکتا ہو' تو یہ ایک " صحبت مکالمۃ " ہوئي ' مجلس خطابت نہوي - ہاں البتہ اگر ایک شخص تقریر کرے' باقي سب اسکي تقریر سنتے رہیں ' تو یہ مکالمۃ نہوگي بلکہ خطابت ہوجایگي -

پس فن مکالمۃ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ ایک ذخیرۂ اصول گفتگو ' و فرد قوانین گفتار ' و فہرست ضوابط گفت و شنود ہے - اور بس - وہ چند ہدایات اور اشارات و تنبیہات پیش کرتا ہے جن پر عمل کرنے سے انسان اپني زبان میں تاثیر ' اپنے کلام میں جالبیت' اور اپنے الفاظ میں سحر پیدا کرسکتا ہے - اُس فن میں چند ایسے گر بتاے گئے ہیں کہ دوران گفتگو میں انکا لحاظ رکھا جاے تو مقصد تقریر حاصل ہوگا - یعني مخاطب متاثر ہوگا ' زبان سے نکلے ہوے الفاظ دل میں جاکر ٹھہرینگے ' اور منہ سے نکلي ہوئي آواز کي صداے بازگشت سامع کے اعماق قلب سے بلند ہوگي !!

یہي فن مکالمت کا مقصد اور غایۃ الغایات ہے کہ سامعین و مخاطبین متاثر ہوں ' الفاظ دل پر نقش ہوجائیں ' فقرات دل کے اندر اُتر جائیں ' جملے دل کے اوپر کھد جائیں ' جو سنے ' مکالم کي جانب متوجہ ہوجاے - الفاظ گویا ایک پارہ مقناطیسي ہوں کہ تقریر کا ہر لفظ دامن دل کو مضبوط پکڑ لے :

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مي نگرم
کرشمہ دامن دل مي کشد کہ جا اینجا ست

یعني اگر موضوع گفتگو کوئي منظر ہو تو اسطرح بیان کیا جاے کہ اُسکا سماں بندھجاے ' اور کوئي مسئلۂ علمیہ ہو تو اسطرح سمجھایا جاے کہ کوئي دقت و مشکل باقي نہ رہے اور ذہن سامع فوراً قبول کرلے -

بہرحال مکالمت کا مقصد اعلی و غایۃ اولی یہي ہے کہ جو لفظ زبان پر جاري ہو' اُس میں اثر ہو' اور جس میں اثر ہو' وہي زبان پر جاري بھي ہو -

(مکالمۃ اور علم النفس)

جو شخص علم النفس کي ابجد سے بھي واقف ہے ' وہ جانتا ہے کہ تاثر و تحسس نفس کا سبب رحید و علت فرید' نفس کا موثر و عامل شے کي طرف متوجہ ہونا ہے - باغ میں گلہاے رنگ رنگ کھلے ہوے ہیں - لالۂ و گل ' نسریں و نسترن ' سرسن و نرگس' جوش بہار سے متوالے ہورہے ہیں - نسیم عطر بیز کے ملائم جھونکے چل رہے ہیں - غبار صحن چمن کیمیاے عیش و نشاط ہے- در و دیوار کي صفالي و آئینہ وشي کا یہ عالم ہے کہ ایک باغ کے ہزار باغ نظر آرہے ہیں - ایک فضاے مسرت و انبساط ہے جو ہر چہار طرف محیط ہے -

ہر پتہ جالب نظر ' ہر ذرہ مقناطیس قلب ' اور ہر برگ سیاہ کہرباے نفس و دل ہے - کیا ممکن کہ کوئي داخل باغ ہو ' اور جوشش بہار سے متاثر نہو-

لیکن تاہم ایسے مجلسوں قلب و فرہاد دل بھي اس وحشت زار عالم میں بستے ہیں ' جو بادۂ عشق و الفت میں اسدرجہ سرشار و مدہوش ' اور خمار ہجر و فراق سے اسقدر افسردہ دل و تاریک قلب ہیں کہ بہار و باغ کا عکس تک اُنکے قلب محزوں پر نہیں پڑتا - طراوت سبزہ و رنگ آمیزي گل نشاط انگیز سہي' لیکن انہیں اُس سے کیا سروکار ؟

خوشست کوثر و پاک است بادۂ کہ دروست
ازاں رحیق مقدس دریں خمسار چہ حظ؟

اس عالم محویت و مجذوبی میں اگر آثار خارجیہ کا انسان کے نفس پر کچھہ اثر ہوتا ہے تو وہ کوئي مستقل اور بالذات اثر نہیں ہوتا' بلکہ محض تصور موجود مي الذہن ہي میں گھل مل کر (عرفي) کے اس شعر کي تصدیق کردیتا ہے :

در دل ما غم دنیا غم معشوق شود
بادہ گرم خام بود پختہ کند شیشۂ ما

دہلي کي خاک اسي شعر کا ترجمہ کررہي ہے :

میں وہ کیفي ہوں کہ پاني ہو تو بن جاے شراب
جوش کیفیت سے میرے خاک کے پیمانے میں

خیر' یہ تو علم النفس کے مسائل ہیں ' فن مکالمت کو براہ راست اُن سے کچھہ زیادہ علاقہ نہیں - فن مکالمت کو علم النفس کے محض اس کلیہ سے سروکار ہے کہ :

" جب تک نفس انساني متوجہ نہو ' کیسي ہي دلفریب صورت ہو ' کیسا ہي دلکش نغمہ ہو ' کیسي ہي مشام نواز خوشبو ہو ' کچھہ اثر نہوگا - اسلیے کہ اثر وابستۂ توجہ ہے ' اور توجہ ہي اثر ہے - توجہ نہیں تو اثر بھي نہیں "

پس کیسي ہي مفید تقریر ہو' کیسي ہي دلچسپ گفتگو ہو' اور کیسا ہي دلاویز کلام ہو' لیکن اگر مخاطب کي توجہ دوسری جانب مشغول ہے ' تو تمام سعي گفتار و کوشش تکلم' حرکت لب و زبان ' اور ایک صورت مہمل و آوازے معنی کے اخراج سے زیادہ ثابت نہوگي -

پس متکلم کا فرض اولیں یہ ہے کہ اگر وہ سامع کو اپنے کلام سے متاثر کرنا چاہتا ہے ' تو اسکی توجہ کو اپنی طرف مائل کرے ' اور جب تک سلسلۂ مکالمت جاری ہے ' " جانب توجہ " کے اصول کا دامن نچھوڑے ' اور نیز ان تمام باتوں کا لحاظ رکھے ' جو سامع کے لیے باعث دلچسپی و دلپسندی ہوں -

(مکالمۃ کے ابتدائی اصول)

اب سوال یہ ہے کہ وہ باتیں کیا ہیں ' وہ کونسے امور اور وہ کون سے وسائل ہیں ' جنکے اختیار کرنے سے مخاطب ہمہ تن متوجہ رہتا ہے - اسکا خیال بھٹکنے نہیں پاتا ' دلچسپی قائم رہتی ہے ' اور جو بات متکلم کے منہ سے نکلتی ہی ' دل میں اُتر جاتی ہے ؟

یہ وہ وسائل و ذرائع ہیں ' جو عام النفس کی کلیات و نظریات سے مستنبط ہوتے ہیں ' اور دوران مکالمت میں ہمارو تنبیہ و ہدایت کرتے اور بصیرت بخشتے ہیں -

سب سے پہلے ' یعنے کلام کرنے اور اصول مکالمت کے استعمال باقاعدہ سے پہلے ' متکلم کو چاہیے ' اس امر کا اندازۂ صحیح کرلے کہ مخاطب کون ہے ؟ اسکی قومیت کیا ہے ؟ مذہب کیا ہے ؟ عمر کیا ہے ؟ مذاق کیا ہے ؟ کن باتوں کو پسند اور کن باتوں کو ناپسند کرتا ہے ؟ استعداد علمی کا کیا حال ہے ؟ اور عادات واطوار کیسے ہیں ؟ یعنی دوران مکالمت میں اس کا برابر لحاظ رکھنا چاہئے کہ مخاطب ہندوستانی ہے یا انگریز ؟ مسلمانوں میں سے ہے یا ہندو ؟ جوان ہے یا بوڑھا ؟ مرد ہے یا عورت ؟ شاعر ہے یا فلسفی ؟ سخن طرازی و دانش آموزی مقبول ہے یا محض نالۂ حزیں ؟ (۱) انمیں سے اکثر امور تو مذہب و ملت کے معلوم ہوتے ہی منکشف ہوجاتے ہیں ' اور تعین مذاق و عادات شخصی اور استعداد علمی کا بہت بڑا حصہ وضع و قطع اور لباس و گفتگو سے معلوم ہوجاتا ہے - باقی امور تو اور تکرار ملاقات سے واضح ہوجاتے ہیں - بہرکیف انسان کو چاہیے کہ جسقدر معلومات اسے حاصل ہوں ' ان سے فائدہ اُٹھانے میں غفلت نہ کرے -

اثرات و نتائج ' غلطی کی اصلاح کردینگے - پسندیدگی و ناپسندیدگی کلام اس معاملہ میں ایک عمدہ مشیر ہے - پس جیسا کچھ مزاج مخاطب کا اندازہ ہو ' اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیے ' اور اس تخمین و انداز پر جو امور موثرہ متفرع ہوتے ہیں ' انکو اختیار کرنے میں پس و پیش نکرنا چاہیے - بات بات پر عادات شخصی ' استعداد علمی ' و مذاق مخاطب سے رہنمائی طلب کرنا چاہیے - لفظ لفظ پر مخاطب کی حالت و سیرت خاص سے مشورہ کرنا چاہیے - بلکہ حرف حرف پر جذبات حالیہ و کیفیات لاحقہ کا خیال رکھنا چاہیے -

یعنے شاعر سے طرز مکالمت اور ہو ' فلسفی سے اور - زاہد سے انداز مخاطبت اور ہو ' اور زاہد سے اور:

ما مرد زہد و توبۂ و طامات نیستم
با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن

پہلے دیکھ لو کہ مزاج کا رخ کسطرف ہے ؟ پھر روئے سخن مطابق حالت کرو - پہلے اندازہ کرلو کہ ہوا کسطرف چل رہی ہے ؟ پھر کشتی کو اسی جانب چھوڑ دو کہ ساحل مقصود تک پہونچنے کی یہی راہ ہے - تاثیر کلام کا بیشتر حصہ طبیعت شناسی و جذبات پروری کے اندر مضمر ہوتا ہے -

مخاطب کی حالت نفس ' و کیفیت قلب ' و روش مزاج کے تعین امکانی کے بعد ' جن امور کا دوران مکالمت میں لحاظ رکھنا فرض مکالم ہے ' وہ ذیل میں اجمالاً تحریر کیے جاتے ہیں - انہیں کو ہم " قوانین مکالمت " کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں - کلام موثر و سخن دلپزیر کیلیے لازمی ہے کہ ان " قوانین " کے تابع ہو - یہی قوانین فن مکالمت کا اساس بحث ہیں -

آیندہ فرداً فرداً ہر قانون کی اصل و حقیقت اور طریق استعمال و اصول مشق پر مفصل بحث کیجائیگی -

" قوانین مکالمت " حسب ذیل ہیں :

(۱) تلفظ -

(۲) لہجہ -

(۳) حرکت و اشارۃ

(۴) قدرت بیان یعنی مجاز بیانی و استعمال صنائع و بدائع -

(۵) تحریک و لحاظ جذبات ' ضرب الامثال و ایراد اشعار و مقولات ' و تطبیق واقعات ' و لطائف و ظرائف - (باقی آئندہ) :

بعد ازیں نور بآفاق دہیم از دل خویش
کہ بخور شید رسیدیم و غبار آخر شد

(۱) سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست
قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد

علامۂ شبلی کی قدر دانی

" ✡✡ "

حضور نظام حال کی علم پروری !

ایشیاء میں علوم و فنون نے ہمیشہ سلطنت کی آغوش میں تربیت پائی ہے اور یہ خصوصیت بقاے علوم کے ساتھہ خود سلطنت کی بھی شہرت ' وسعت تمدن ' اور بقاے نام کا ذریعہ ہے - ہندوستان میں ریاست حیدرآباد نے ایشیا کی اس خصوصیت کو سب سے زیادہ نمایاں کیا ہے - چنانچہ اسوقت ہندوستان میں جس قدر ستون علم ہیں ' ان سب کو اسی ریاست نے قائم کر رکھا ہے - مولانا حالی اسی خرمن فیض کے خوشہ چیں ہیں ' علامہ شبلی نعمانی کی تصنیفات کا سلسلہ اسی ریاست کے دامن عاطفت کے ساتھہ وابستہ ہے - حال میں حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے اس سلسلہ کو اور بھی مستحکم ' اور اپنے دامن فیض کو اور بھی وسیع تر کردیا ہے - یعنی مولانا شبلی نعمانی کے ماہوار وظیفے میں دو سو روپیہ ماہوار کا اضافہ فرما یا ہے - یقین ہے کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں حضور نظام کی اس علمی فیاضی کی قدر کی جائیگی ' کیونکہ ابھی تک ہندوستان میں علم سے اشخاص پیدا نہیں ہوتے ' بلکہ اشخاص سے علم پیدا ہوتا ہے ' اور ریاست حیدرآباد ان کائنات علمیہ کی آدم اول ہے !

(عبد السلام ندوی)

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

مجلس دفاع مطابع و اتحاد هند

دفاع مطابع و اتحاد ملکی

(از مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا - لکھنؤ)

مجھے ازحد مسرت ہوئی کہ آپ نے پریس ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی - یہ کام انگریزی خوانوں کا تھا ' مگر اسکا بھی مرد میدان ہوا تو وہی اولعزم شخص ' جو زمانۂ حال کی تعلیم سے ناواقف مگر اصلی آزادی اور سچی حریت کی تعلیم کا معلم ہے !

اگر کوئی مذہب ' کوئی قانون حریت کا حامی ہے تو وہ اسلام ہی ہے - اگر کوئی قانون حریت کا دشمن ہے تو وہ ہندوستان کا پریس ایکٹ ہے ' جسکو میرے اعتقاد و رائے میں قانون کہنا ہی ناروا ہے - بلکہ لفظ قانون کی توہین کرنا ہے - میں اس قانون کا اول دن سے مخالف تھا - میں نے اپنے معزز انگریز دوستوں سے بھی کہا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی چیز ہندوستان کے لیے مضر ' ہندوستان کے ان لوگوں کیلیے مضر ' جن میں اب اخلاقی جرات نہیں رہی ' اور در اصل خود حکومت کے لیے بھی مضر نہیں ہوسکتی کہ لوگوں کی زبان بند کردی جاے - وہ مجبور کیے جائیں کہ مخفی سوسائٹیاں بنائیں - وہ مجبور کیے جائیں کہ دغا بازی اور خفیہ سازشوں کے طریقوں کو اختیار کرکے اپنے کیرکٹر کو خراب کریں - میں اکثر مذاق سے کہا کرتا تھا کہ اس قانون مطابع سے اور سڈیشن سے کوئی بات باہر نہیں ہوسکتی - حتی کہ میں اپنے بھائی کو گورنمنٹ کا عطا کردہ خطاب "خاں بہادر" نہیں لکھتا اور اُسے لکھنا ذلیل سمجھتا ہوں - یہ بھی جرم ہے - اسلیے کہ اس سے حکومت کی توہین کا پہلو نکلتا ہے !

میں کوئی مہذب ملک نہیں جانتا ' جہاں ایسا قانون ہو جو پبلک کو بالکل حاکم ضلع کے انگوٹھے کے نیچے رکھدے - ترکی میں ایک وقت میں تھا - مگر وہاں بھی اب نہ رہا -

اور ملکوں میں تو سخت قانون پر بھی نرم نظر اسوجہ سے جائز ہوسکتی ہے کہ وہاں قانون کے عامل احتیاط عمل میں لاتے ہیں ' لیکن برخلاف اُسکے یہاں تو اچھے سے اچھے قانون کا بھی خراب استعمال پولیس اور مجسٹریٹ ' دونوں کرتے ہیں -

ابتو ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت نے اسکے خلاف فیصلہ کردیا ہے - اور اُس فیصلے سے زیادہ سنگین الفاظ میں قانون مطابع کی مذمت ہو نہیں سکتی تھی - اگر اب بھی ہندوستان کے لوگ اس قانون کو تسلیم کریں تو اُنکی حریت کا خدا حافظ - ازنکر انسان کہنا بھی روا نہ ہوگا -

مبارک ہو آپ کو ایک سچا اسلامی دل اور اولوالعزم ہمت ' کہ اُسنے اس وبال کا احساس کیا ' اور مبارک ہو آپ کی انجمن ' جسنے اسکا بیڑا اوٹھایا ہے کہ وہ اس آفت کو ہندوستان کے سر سے ٹالنے کی کوشش کریگی - میں نے بہت خوشی سے دیکھا ہے کہ اب بنگال کے اندر تو ہندوستان میں تفریق کی چال بازیاں نہیں چل سکتیں - انشاء اللہ اُس صوبہ میں تو (مولانا ابو الکلام) اور (بابو سریندرر ناتھ) دست بدست چلینگے ! مبارک ہو یہ اتفاق ' اور اس اتحاد پر اللہ کی رحمت نازل ہو !!

آپ نہ صرف اسوسی ایشن قائم ہی کیجئے بلکہ اوسکے خزانہ کو اسقدر وسعت دیجیے کہ گورنمنٹ اگر ہندوستان کے ہر اخبار سے دس دس ہزار کی ضمانت دس دس بار بھی مانگے ' تب بھی وہ بلا تکلف پیش کی جاسکے - اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ وہ قوم کو اعلان جنگ دیدے تو قوم کو بھی ضرور اُسکے لیے تیار ہو جانا چاہیے - اسطرف گورنمنٹ کے بعض حکام کے دماغ ایسے چکر کھا گئے ہیں کہ پرچوں کی ضبطی اُنکے لیے ایک دل لگی سی ہوگئی ہے -

افسوس کہ اپنا برا بھلا بھی ان نادانوں کی سمجھ میں نہیں آتا - وہ یہ نہیں جانتے کہ خلق خدا کے عزم بالجزم کا مقابلہ توپ اور تلوار سے تو ہو نہیں سکتا ' پھر ان مہمل ترکیبوں سے کیا ہوگا ؟ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان لوگوں کو بھی اپنے سے خلاف کرا رہے ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ابھی انگریزی حکومت ہندوستان پر بہت ضروری ہے - وہ نہیں جانتے کہ ایسی کارروائیوں سے حکام بالکل باغیوں کے ہاتھوں میں اپنے تئیں دے رہے ہیں - بلکہ در اصل خود اُن لوگوں کا کام کر رہے ہیں جو فتنہ و فساد کے خواہاں ہیں !!

کتنے مسلمانوں کے دلونکو اس زمانہ میں انھوں نے اپنی طرف سے زبردستی پھیر دیا - اور محض حماقت سے - افسوس ! افسوس بھی ہے اور خوشی بھی - اگر مسلمانوں کے دل اپنے کارکن ہندو بھائیوں کی طرف ہوجاویں تو خوشی کی بات ہے -

آپ تو اپنی سی کرتے ہی رہیے - اللہ آپ کو کامیابی دیگا - اتفاق بین الاقوام ہندوستان کی بہتری کے لیے اور خود مسلمانوں کی بہتری کے لیے لازمی ہے ' اور وہ شخص تو کسی طرح مسلمان نہیں جسمیں حریت کا جذبہ نہ ہو -

کاش خدا ہر ہند کے مسلمان کو مسلمان کردے !

ہاں ' اُس کوشش کے مقابلہ کیلیے تیار رہیے ' جو ہندو مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی کی جاویگی - اسکا وقت عین یہی ہے - کسی نواب.....کی تلاش ہو رہی ہے - قوم چونکہ اب زیادہ ہوشیار ہے اسلیے اُسمیں آسانی تو نہ ہوگی ' تاہم اور بہت سے طریقوں سے مطلب حاصل ہوسکتا ہے - وہ دشمن نہایت خطرناک ہوتا ہے جو دوستی کے پردے میں دشمنی کرے - میونسپل بورڈ وغیرہ میں جدا گانہ انتخاب کا حق بھی ایک دام تذویر ہوسکتا ہے - اسی طرح اور بہت سے دام ہیں - بنگال کے مسلمانوں کو خبردار رہیے - اور صوبوں کا تو خدا حافظ ہے - مسلمانوں کے موجودہ آزاد اخبارات اس معاملہ میں کچھ بہت قابل اعتماد نہیں - وہ آسانی سے پھسل سکتے ہیں - مگر آپ تو انشا اللہ مضبوط ہی رہینگے -

افسوس ' کراچی دور ہے ' ورنہ اس مرتبہ کانگرس میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہوتی -

مصالحۃ مسجد کانپور کے متعلق چند اہم شکوک

(از جناب مولانا محمد وحید صاحب کانپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ)

کانپور کي مسجد کے متعلق ۱۴ - اکتوبر کو حضور وایسرائے بالقابہ نے جو مصالحۃ کي ہے ' اوسمیں تمام گرفتاران بلا کي رہائي ایسا واقعۂ یادگار ہے ' جسکے متعلق حضور وایسرائے ' مسٹر مظہر الحق ' راجہ صاحب محمود آباد ' مولانا عبد الباري صاحب و دیگر حضرات کا جسقدر شکریہ ادا کیا جارے کم ہے -

لیکن اصل مسجد کے متعلق جو سمجھوتہ ہوا ہے ' اوسمیں مجکو اور نیز پبلک کو چند شکوک ہیں ' اگر اوسکو جلد رفع نہیں کیا گیا تو بہت کچھہ غلط فہمي پھیلنے کا خوف ہے - اسلیے جہاں تک ہوسکے جلد رفع کرنیکي کوشش بیحد ضروري ہے - قبل اظہار شکوک اتنا ظاہر کردینا ضروري سمجھتا ہوں کہ میرے متعلق کوئي صاحب یہ خیال نہ کریں کہ مین کسي مخالف پارٹي کا آدمي ہوں - بلکہ میں نے اس مقدمہ میں اپنی امکان بھر کوشش کي ہے اور جسطرح ممکن ہوا ' تائید کرتا رہا ہوں - میں نے ہمیشہ موجودہ جماعت کي ثنا و تعریف ہر کس و ناکس کے آگے کرنے میں کبھي دریغ نہیں کیا -

شکوک یہ ہیں :

(۱) گذشتہ مارچ میں جب میونسپل بورڈ کي جانب سے یہ تجویز پیش ہوئي تھي کہ وضو خانہ وغیرہ چھجہ دیکر بنایا جارے اور نیچے کي زمین آمد و رفت کے لیے خالي رکھي جارے ' تو اوسوقت متولیان مسجد و دیگر لیڈران کانپور نے نامنظور کیا - اب تقریباً ویسے ہي فیصلہ کو کن وجوہ سے منظور کیا گیا ہے ؟

(۲) نواب صاحب رامپور اور دیگر معزز مسلمانوں نے جو جلسہ دھلي میں کیا تھا ' اوسپر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ قوم کے منشا کے خلاف تھا - پبلک کے لیڈروں کو مدعو نہیں کیا گیا ' نہ اوسکے مقاصد کو شائع کیا گیا - اب سوال یہ ہے کہ یہ سمجھوتہ جو کیا گیا ہے اوسکي پبلک کو کہاں تک اطلاع تھي ؟ کن کن پیشوایان قوم سے مشورہ لیا گیا تھا ؟ اخبار زمیندار جسنے تیس ہزار سے زاید رقم جمع کرکے بھیجي ' مسجد ہي کے معاملہ کے متعلق اوسکي سابقہ ضمانت ضبط ہوگئي ' دس ہزار روپیہ کی بیش قرار رقم ضمانت میں پھر جمع کرنا پڑي ' باغلب اوسکو بھي اس فیصلہ کي اطلاع پیشتر نہیں کي گئي - زمیندار نے اپني طرف سے جو شرائط صلح چھاپے وہ ان سے علحدہ تھے ' جو اس امر کي صاف دلیل ہے کہ اوسکو اس مصالحۃ کے شرائط معلوم نہ تھے - جناب (مولانا ابو الکلام آزاد) نے ابتدا سے ایکر آخر تک اس معاملہ میں جس بے نظیر خلوص اور دلسوزي سے کام لیا ہے وہ کسي شخص کي نظر سے مخفي نہیں ' لیکن اخیري فیصلہ کي کچھہ خبر اُنھیں بھي نہیں کي گئي - گنتي کے چند آدمیوں نے جو چاہا طے کرلیا ' تو پھر اس فیصلہ اور نواب صاحب کے فیصلہ میں کیا فرق ہے ؟

(۳) ۱۴ - اکتوبر کو نواب وایسرائے نے جو فیصلہ فرمایا تھا اوسکے صحیح حالات بعد فیصلہ کردینے کے بھي کانپور کي پبلک سے کیوں مخفي رکھنے کي سعي بلیغ کیگئي ؟ مسٹر مظہر الحق یا سید رضا علي صاحب وغیرہ سے بعد فیصلہ جب کسي نے دریافت کیا تو یہي جواب دیا کہ زمین مسجد کي واپس ملگئي - صحیح حالات کیوں بیان نہیں کیے گئے ؟ حتے کہ بعض لوگ چراغان کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے ' لیکن جب اونکو صحیح حالات بتلائے گئے تو اونہوں نے چراغ گل کردیے - مجھے ذاتي طور پر واقفیت ہے کہ مول گنج میں ایک صاحب نے وسیع پیمانہ پر روشني کا انتظام کرلیا تھا بیعانہ بھي دے چکے تھے ' لیکن جب اونکو یہ اصلي حال معلوم ہوا تو بیعانہ ضبط کرانا غنیمت سمجھا مگر روشني نہیں کي !!

(۴) سب سے ضروري سوال یہ ہے کہ بار بار اسکي تصریح کي جا چکي ہے کہ اوس دالان کے مسجد ہونیکي متعلق علما کي کمیٹي نے فیصلہ کیا ہے جو ناقابل ترمیم ہے اور اس لیے مسلمان اوسکے حوالہ کرنے سے مجبور ہیں - پس اب جب کہ یہ سمجھوتہ ہوگیا ہے تو آیا اون علما سے بھي اسکي نسبت استفسار کرلیا گیا تھا ؟ اور اونہوں نے بھي اجازت دیدي تھي کہ اسطرح دالان مسجد کا رہنا کافي ہے کہ نیچے راستہ ہو ' جسپر جنبي ' حائضہ اور بلا تفریق ہر شخص گذر سکے اور بالائي حصہ پر مسجد ؟ اگر اون علما سے نہیں پوچھا گیا تو کیا وجہ ؟ اور آیا ہندوستان بھر میں صرف مولانا عبد الباري صاحب کو اس مشورہ میں شریک کرنا اور کسي دوسرے سے کچھہ نہ پوچھنا کیا معني رکھتا ہے ' حالانکہ اونکو پہلی مجلس علما میں طلب بھي نہیں کیا گیا تھا ؟ آیا اس فیصلہ کا لازمي لیکن خوفناک نتیجہ یہ نہوگا کہ گورنمنٹ یقین کرلے کہ تمام علما کا متفقہ فیصلہ کوئي چیز نہیں ' اور اوسکو ایک ادنے اشارہ سے منسوخ کیا جاسکتا ہے ؟ نیز اس فیصلہ سے کیا یہ خوف نہیں ہے کہ آیندہ دیگر مقدس عمارتوں کے ساتھہ بھي گورنمنٹ ایسا ہي فیصلہ کرے کہ اوسکے نیچے یا اوسکو پاٹ کر اوپر سڑک بنا لے اور نظیر میں اس فیصلہ کو پیش کرے ؟

(۵) بار بار ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کانپور کا مقامي مسئلہ نہیں ہے ' تمام ہندوستان کا مسئلہ ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ تمام ہندوستان کے اکابرین سے اسکے متعلق راے نہیں لیگئي ؟

(۶) الہلال سے خاص طور پر یہ سوال ہے - انھوں نے بارہا جو شرائط صلح ظاہر کیے ہیں ' علي الخصوص ۱۲ - اکتوبر کو کلکتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انجمن دفاع مسجد کانپور کا منعقد ہوا تھا ' اسمیں مولانا ابو الکلام نے جو شرائط اپني تقریر میں پیش کیے تھے آیا یہ فیصلہ اون کے پیش کردہ شرائط کے موافق ہے ؟

(۷) اخبار زمیندار لاہور سے سوال ہے کہ اُس نے جو شرائط صلح بار بار ظاہر کیے ہیں اور ہمیشہ جن امور پر زور دیا ہے کیا وہ پورے ہوگئے ؟

اگر اس کا جواب نفي میں ہے تو پھر نواب صاحب رامپور کي مصالحۃ پر اظہار نفرت اور اس فیصلہ پر اظہار مسرت کي کیا وجہ ہے ؟ کیوں زمیندار میں نواب صاحب رامپور والے جلسے کو گالیاں دي گئیں مگر اس فیصلے پر متھائي تقسیم ہوئي ؟

(۸) مسٹر مظہر الحق نے کانپور میں بارہا فرمایا کہ ڈیپوٹیشن ایک بے معني چیز ہے - میں ہمیشہ سے ڈیپوٹیشن کے خلاف ہوں " اسقدر تصریحات کے بعد وہ ۱۴ - اکتوبر کے ڈیپوٹیشن میں کیوں شریک ہوے - اور کن مجبوریوں سے ایسا کیا ؟

(۹) آخر میں اس کثیر چندہ کے متعلق سوال ہے کہ وہ کیا ہوگا - شہدا جنکے خاندان کي اعانت کي ضرورت ہے ' اونکي تعداد اب تک پانچ چھہ سے متجاوز نہیں ہوئي ' اونکے متعلقین کے لیے پچاس روپیہ ماہوار کي اعانت اگر ضروري ہو تو مستقبل سرمایہ کے واسطے بھي دس بارہ ہزار کي رقم کافي ہے - شہدا کي یادگار کا

قائم کرنا جیسا کہ مسٹر مظہر الحق نے کئي بار اثناے تقریر میں کہا ہے ' کیا اسکا اب انتظام ہوگا ؟ مسجد کا دالان اگر طے شدہ طریقہ سے بنانا منظور ہو تو اوسکے لیے بھي ہزار در ہزار کي رقم ضرورت سے زاید ہے - باقي روپیہ کیا ہوگا ؟ ایمان اور انصاف کا مقتضی تو یہ ہے کہ اوسکو بقدر ضرورت رکھکر بقیہ پبلک کو بجنسہ واپس کر دیا جاوے - اس کا بڑا نفع یہ ہوگا کہ پبلک کا اعتماد قائم ہوجاویگا - کیونکہ وہ یقین کریگي کہ تحویلدار ضرورت نہو تو واپس بھي کر دیتے ہیں' اگر اور زالد وسیع النظري سے کام لیا جاے تو یہ ہوسکتا ہے کہ جن اخباروں کو ضمانتیں صرف کانپور کے معاملہ کي بدولت داخل کرنا پڑیں ہیں' اُنکي اُن رقوم کو اس چندے سے پورا کیا جاوے بلکہ بہتر ہوگا کہ اوسکے پر امیسري نوٹ اخباروں کي طرف سے داخل ہوں اور اسکا منافع ورثہ اور شہدا میں تقسیم کیا جاوے -

امید ہے کہ کوئي صاحب انصاف ان امور کا جواب اپني پہلي فرصت میں دیکر نہ صرف راقم کو بلکہ پبلک کو' جو سخت کشمکش میں مبتلا ہے' مطمئن فرما دیں گے -

الہلال:

جناب نے اس مضمون کي اشاعت یا عدم اشاعت کو الہلال کي حق گوئي و آزادي کیلیے اپنے خط میں معیار قرار دیا تھا - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسکے لیے کوئي زیادہ بلند تر معیار ڈھونڈھنا چاہیے -

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کي نسبت آپنے جو شکوک ظاہر کیے ہیں ' انکي اشاعت اور انکا تصفیہ یقیناً بہتر ہے ' کیونکہ ہر طرح کے خیالات کو سچائي اور واقعیت کے ساتھہ ظاہر ہونا چاہیے اور کسي شک کے اندر ہي اندر نشوؤ نما پانے سے بہتر ہے کہ وہ دنیا کے سامنے آجاے -

اِن سوالات کا جواب تو انکے مخاطبین بہتر دے سکین گے مگر چند دفعات کے متعلق مجھکو بھي کچھہ عرض کرنا ہے :

(۱) یہ خیال اور بھي بعض حضرات نے ظاہر کیا ہے کہ جب مسجد مچھلي بازار کا قضیہ شروع ہوا تو مینوسپل بورڈ صحن کا چبوترہ بڑھا لینے کي اجازت دینے پر راضي تھا - لیکن مجکو ذاتي طور پر علم نہیں ' اور کانپور کے بعض دیگر اشخاص کو اسکے خلاف بھي کہتے سنا ہے - بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ ہر موقعہ پر اصولاً بحث کرنا بہتر ہوتا ہے - اگر یہ طریقہ جائز نہیں تو جس طرح کل جائز نہ تھا آج بھي نہیں ہے ' اور اگر جائز ہے تو کل ہم نے نہ مانا تھا ' آج مان لیا - پس سب سے پہلے اصولاً نظر ڈالیے اور وہ آپ ڈال چکے ہیں -

(۲) ہزھائنس نواب صاحب رامپور کے جلسے سے جن لوگوں نے مخالفت کي ہے ' وہ صرف ایک ہي واقعہ کا نتیجہ نہیں ہے' بلکہ بہت سے واقعات کا مجموعہ ہے - سب سے پہلي بات مسلمانوں کو وفاداري کي دعوۃ دینا تھي ' جسکے صاف معني یہ ہیں کہ جلسہ انہیں رو بہ بغاوت قرار دیتا تھا - مسلمان وفاداري و بغاوت کے بارے میں بہت غیور واقع ہوے ہیں اور وہ اپنے تئیں باغي کہلانا پسند نہیں کرتے -

پھر یہ بھي ہے کہ اسمیں کسي فیصلہ کو پیش نہیں کیا گیا تھا ' بلکہ صرف حکام پر اعتماد کي دعوت تھي جسکے منظور کرلینے کے یہ معنی تھے کہ جنس کے دیکھنے اور ملنے سے پہلے مسلمان قیمت لاوینے پس دونوں چیزوں میں فرق ضرور ہے -

تاہم میں تو کوئي وجہ نہیں پاتا کہ نواب صاحب رامپور کي مخالفت کي جاے - جو لوگ انہیں دھلي لاے ' اگر انکي نیت دفع فساد و اصلاح حال تھي تو اللہ انہیں جزاے خیر دے -

(۳) آپنے دو موقعوں پر فقیر کا بھي تذکرہ کیا ہے ' اسلیے چند لفظ اس بارے میں بھي عرض کرونگا -

یہ تو درست نہیں ہے کہ اس بارے میں مجھسے مشورہ نہیں کیا گیا - مشورہ ضرور لیا گیا اور اسي غرض سے مسٹر مظہرالحق کلکتہ تشریف لائے - البتہ جسطرح یہ یقیني ہے کہ مجھسے مشورہ لیا گیا اور اطلاع دي گئي ' اسي طرح یہ بھي یقیني ہے کہ آخري تبدیلیوں سے میں بالکل بے خبر رہا اور ایک لمحہ کیلیے بھي مجھکو اسکا علم نہیں ہوا کہ قطعي و اخري فیصلہ ہونے والا ہے - ورنہ میں ضرور کہتا کہ صبر جلدي سے بہتر ہے ' اور مزید و وسیع مشورہ مطلوب - واللہ علی ما اقول شہید !

مجھکو سب سے پہلے اسکي اطلاع وسط ستمبر میں بعض خاص ذرائع و مکاتیب سے ہوي - اسکے بعد غالباً ۲۸ - یا ۲۹ - ستمبر کو مسٹر مظہرالحق تشریف لائے اور اس بارے میں مشورہ لیا -

مشورہ کس بارے میں تھا ؟ فیصلے کي کیا صورت پیش کي گئي تھي ؟ بہتر سمجھتا ہوں کہ اسکو جناب مولانا عبدالباري صاحب کے الفاظ میں نقل کردوں جو انھوں نے مجھے اپنے ایک گرامي نامہ مورخہ ۳ - اکتوبر میں تحریر فرمائے تھے ' اور جو بجنسہ وہي صورت تھي ' جو مسٹر مظہرالحق نے انکي جانب سے ظاہر کي تھي -

(اس خط کا وہ حصہ آیندہ نمبر میں شایع کرونگا کیونکہ اس نمبر میں گنجایش بالکل نہیں رہي -)

اسي صورت کي نسبت میں نے مسٹر مظہرالحق سے عرض کیا تھا کہ اگر ایسا ہو ' اور اسکے ساتھہ ہي کوئي امر مسلمانوں کیلیے رنجدہ پیش نہ آئے تو میري جانب سے کوئي مخالفت نہوگی - کیونکہ نظر بہ حالات و اطراف مسئلہ و مصالح غنیمت ہے -

تاہم یہ بھي ملحوظ خاطر رہے کہ :

(۱) یہ مشورہ قطعي اور آخري نہ تھا -

(۲) مجھسے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ تم اپني آخري راے دو -

(۳) گفتگو اس عنوان پر تھي کہ آخري مشورہ و اطلاع کا صاف صاف موقع تھا اور بصراحت تمام یہ گفتگو میں آچکا تھا -

(۴) میں نے بار بار (یعني کم از کم چھہ سات بار) باصرار یہ کہدیا تھا کہ کمال حزم و احتیاط کي ضرورت ' اور اپنے مطالبات کا استحکام و ثبات ' اصول و اساس کار ہونا چاہیے -

اسکے بعد جناب مولانا عبد الباري صاحب سے مراسلت ہوي - پھر بعض اسباب و مصالح ایسے پیش آئے کہ ۸ - اکتوبر کو بانکي پور گیا اور مسٹر مظہر الحق سے اس بارے میں گفتگو ہوئي - لیکن اس وقت بھي نئے تغیرات کي بالکل اطلاع نہیں ملي ' البتہ ایڈریس کے متعلق بعض امور درمیان میں آئے تھے -

۱۱ - کي صبح کو میں کلکتہ واپس آیا کہ ۱۲ - کو جلسہ تھا - میں منتظر تھا کہ اب آخري گفتگو کا موقعہ آیگا اور ہزایکسلنسي وایسراے کي آخري راے معلوم ہوگي مگر پیر کے دن تار آیا کہ وایسراے کانپور تشریف لیجا رہے ہیں !

منگل کو میں نے انکي اسپیچ پڑھي تو حالات اُس صورت سے مختلف تھے ' جنکي مجکو اطلاع دي گئي تھي ' اور جنکي نسبت مشورہ کیا گیا تھا -

(بقیہ مضمون کے واسطے صفحہ ۴ ب ملاحظہ ہو)

ادبیات

اسوۂ حسنہ

ایثار کی اعلیٰ ترین نظیر

عشق رسول کا معیار!

کافروں نے یہ کہا جنگ اُحد میں مشہور * کہ پیمبر بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم
ہوئے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر * ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہوئے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر * کودک و پیر و جواں و خدم و خیل و حشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینان عفاف * جن میں تھیں سیدۂ پاک بھی با دیدۂ نم

* * *

ایک خاتون کہ انصار کو نام سے تھیں ' * سخت مضطر تھیں ' نہ تھے ہوش و حواس ان کے بہم
موقع جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا : * " کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی * تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم
سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید * گھر کا گھر صاف ہوا ' ٹوٹ پڑا کوہ الم "

* * *

اس عفیفہ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا : * " یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہ امم ؟ "
سب نے دی اسکو بشارت کہ سلامت ہیں حضور * گرچہ زخمی ہیں سر و سینۂ و پہلو و شکم
بڑھ کے اسنے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا : * " تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم !
میں بھی ' اور باپ بھی ' شوہر بھی ' برادر بھی فدا * اے شہ دیں ! تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم ؟ "

(شبلی نعمانی)

فکاہۃ

ایک گھسے خط کا جواب

کہا کل لیگ سے میں نے کہ " اے بزم دل آرائی * حقیقت میں تمہارا کچھ عجب دل کش سراپا ہے
تمہاری ذات سے ہندوستاں میں آج رونق ہے * تمہارے دم سے وابستہ ہر اک ادنیٰ و اعلیٰ ہے
تمہارے کارنامے آج گھر گھر ہیں زباں پر * تمہارے حسن ملت سوز کا عالم میں چرچا ہے
مٹا جاتا ہے کوئی آپ کے طرز تکلم پر * کوئی رنگ تبسم دیکھ کر والہ و شیدا ہے
کوئی قومی ترانہ آپ کا سنکر ہے گریدہ * کوئی معجاس کی زینت دیکھ کر محو تماشا ہے
نتیجہ الغرض دیکھا یہ ہم نے حسن ظاہر کا * کہ ساری قوم پروانہ کی صورت تم پہ شیدا ہے
مگر ہم دیکھتے ہیں آپ کو الفت ہے غیروں سے * وفاؤں پر ہماری کچھ توجہ ہے نہ پروا ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہم سے کیوں ہوئی نفرت؟ * خدا کے واسطے کچھ تو کہو اسکا سبب کیا ہے؟

* * *

ہوا ارشاد : " نفرت تو نہیں ہے آپ سے مجھکو * مگر مجبور ہوں ' سنیے کسی کا قول سچا ہے :
"محبت ایک سے نبھتی ہے ' دو دو سے نہیں نبھتی * تمہیں کس دل سے چاہوں جب کسیکا دل پہ قبضہ ہے"؟

(نظم نصیر آبادی)

تاریخ حیات اسلامیہ

الہلال اور پریس ایکٹ

روح رواں اسلام مولانا ابوالکلام

الہلال کي پیہم اشاعت نے فدایان قوم و ملت کے اضطراب کو سکوں سے بدلدیا اور ایمان والوں کے بیتاب قلوب تسکین روحاني سے فرح اندوز ہوگئے : فالحمد لله الذي انزل السكينة في قلوب المومنين ليزدادوا ايماناً مع ايمانهم ' ولله جنود السماوات والارض وكان الله عزيزا حكيما - اس نزول سکینہ کے اداے شکرانہ میں اسکے مخلص مفلس جو کچھہ ہدیہ پیشکش کریں' آپ کا قبول فرمالینا بھی شکریے کا مستحق ہے -

کاش مجھہ سے تہي مایہ برادران اسلام کي بھي ترفیق رفیق ہو کہ سبقت کرنیوالوں کے اتباع کا فخر حاصل کروں : وذلك فضل الله يوتيه من يشاء -

چند ابیات تضمین بیت حضرت حافظ کے دوسرے صفحہ پر پیشکش خدمت والا ہیں - کہیں جگہہ خالي ہو تو درج فرما کر شرف بخشیں -

"گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش"

کہاں وہ دل ہے ' کہاں اب وہ ہمتیں دل کي ؟
لہو رگوں میں ہے لیکن کہاں وہ باقي جوش ؟
گلے میں طوق غلامي ہے زیور ناموس
گئے وہ دن کہ پھرا کرتے تھے علم بردوش
نہیں ہے گو "بعمل کوش" پر عمل اپنا
مگر یہ کہتا ہے فیشن کہ "ہرچہ خواہي پوش"
خطاب و لقب و اعزاز مرکز ایکے کو
کوئي ہے ملک فروش اور کوئي قوم فروش
نیا یہ پاس ادب ہے ' کہ بدلے سجدوں کے
ہوئي ہیں مسجدیں پامال صدمۂ پا پوش
"رموز بے خودي خسرواں دانند
گداے گوشہ نشیني تو حافظا مخروش"

(مرتضی حسن شفق از گیا)

ممبران مسلم لائبریري کیطرف سے ایک رقم حقیر بذریعہ منی آرڈر جہت اعانت ضمانت الہلال مقدس ارسال خدمت شریف ہے ' کل ممبروں نے خواہش ظاہر کي ہے کہ اس رقم کو بجاے کسي دوسرے کار خیر میں خرچ کرنے کے اپني دو ہزار رقم مدخلۂ ضمانت کا ایک جزو بنا لیویں - یہ ہمارے لئے بالخصوص باعث فخر و عزت ہوگا - ہم سے یہ ہو سکتا تھا کہ الہلال کي اعانت میں ایک خاص کثیر رقم دیتے - مگر ساتھہ ہي یہ بھي خواہش ہے کہ کلام الہي کي پیروي اور مقاصد اسلامي کي تکمیل جملہ افراد اسلام سے عمل میں آئے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ ہر ایک فرد اپنے فرائض دیني و ملی کو سمجھنے لگ جائے -

(۲) نہایت افسوس ہے کہ ہمارے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ انجناب کي خدمات دیني و قومي سے اُسوقت تک آشنا نہیں ہوسکتا ' جب تک کہ وہ اپنے اندر درد اسلام نہ پیدا کرلے ' اور نہ تب تک آپکے ہم آواز و ہم خیال ہي ہوسکتا ہے - اسکے لیے ضرور ہے کہ ایک سال یا دو سال کامل اُس کا ہر فرد اسرار کلام رباني سے ذوق آشنا ہو ' اور اسي کي اسوقت اشد ضرورت ہے - جب سے آپکا اخبار اسجدہ پڑھا جانے لگا ہے ' تب سے ہر ایک متنفس کے دلمیں قران شریف کي حقیقي محبت جاگزیں ہوگئي ہے اور دل سے خواہش کرنے لگ گئے ہیں کہ اگر ۴۰ - روپیہ ماہوار تک کوئي عالم دیں قران شریف سے بخوبي واقف ملجائے تو اُنکا وجود اپنے لئے باعث سعادت سمجھیں اور اُنکي خدمت میں رہکر درس قران لیں -

سکریٹري مسلم لائبریري از پرشنار (مدراس)

میں ابھي سفر ہي میں تھا کہ الہلال نمبر (۱۳) پہونچا - سب سے پہلے عنوان شئون داخلیہ پر نظر پڑي - جس کے تحت میں الہلال پریس کي ضمانت دلسوز و جانگداز مرثیہ پڑھہ رہي تھي - گو اس سطر کے دیکھنے سے جسقدر افسوس اور کرب واقع ہوا ' اُسکا بیان اسوقت عبث ہے ' مگر ساتھہ ہي ادخال ضمانت سے بغایت درجہ خوشي بھي ہوئي - خدا آپکو اور آپکي عزت ملي و جوش و خلوص دیني کو قائم رکھے اور نظر بد سے بچاے -

اب قوم اور معاونین الہلال کو آپکا ممنون ہونا چاہیے اور حتی المقدور دامے - درمے - اعانت کرنے میں سعي جمیل - میں اسوقت سفر میں ہوں - زیر بار ہوں - تاہم مکان پہونچکر حسب مقدور ارسال خدمت عالي کرونگا ' مگر کیا ہم اور کیا ہماري اعانت - ہاں البتہ دعا شامل حال ہے :

از دست گداے بینوا ناید ہیچ - جز آنکہ ز صدق دل دعاے بکند

(سید شیر الدین شاہ قادري - بالا پور - حیدرآباد دکن)

مبلغ دس روپیہ کا منی آرڈر روانہ خدمت ہے - اِس میں سے مبلغ سات روپیہ الہلال ضمانت فنڈ کے لئے قبول فرمایئے - اور مبلغ تین روپیہ البصائر (اردو) کا چندہ ہے - الہلال کي ضمانت کا کیا اثر ہوا ہے ؟ اسکو کیا لکھوں ؟ تفسیر القران کي ضبطي کا اثر جو ایک مسلمان پر ہوسکتا ہے ' وہ یہاں سب پر ہوا - خدا سے دعا ہے کہ وہ ذمہ دار حکام کو سمجھہ عطا فرماے - والسلام -

(قاضي سید احمد حسین رئیس ترہت ضلع گیا)

افتخار المسلمین - حضرت مولانا زاد مجدکم -

عرصے سے الہلال کی ضمانت کا حال پڑھا تھا مگر ایک واقعہ سن چکا تھا - جو وقت کہ پہلے پہل آپ نے اخبار الہلال شایع کیا ہے تو ایک والي ریاست نے کچھہ رقم بطور امداد پیش کي تھي اور آپ نے انکار کیا تھا - اسوجہ سے جرأت نہوئی کہ شاید ہمارا بھي ویسا ہي حال ہو - یہي سبب ہے کہ اپنے طرف سے کچھہ ثبوت اس صدمہ کا جو میرے قلب محزوں پر ہوا ہے ' نہ دیسکا ' لیکن اب چونکہ کئي ایک پرچوں میں قیام خزینۂ دفاع جرائد کا حال پڑھا ' اِسلئے جرات ہوئی - اور خدا کا شکر بجا لایا کہ مجھے بھي موقعہ اس کام کا جو دل میں ابھر رہا تھا ' مل گیا -

اِسلئے ایک نہایت ہي قلیل سي رقم مبلغ ۱۰۰ - روپیہ کي پیش کش ہے - امید ہے کہ جناب شرف قبولیت عطا فرماکر مجھے ممنون فرمائینگے -

آپکا خادم دیني و نیاز مند
محمد اکبر

دعوة الهيئة الهلال

واقعۂ ضمانت

(۱) الهلال کے اکثر پرچوں کے دیکھنے کا اتفاق هوا - اسمیں شک نہیں کہ زمانۂ حال کي روش میں کہ علوم اسلامیہ کا مذاق جاتا رها هے اور علوم جدیدہ کي ادعائي روشني نے هر چہار طرف تاریکي پھیلا دي هے ' آپکے الهلال نے سارے بہادروں کي گھنگرو گھٹا چھائے هوئے بادلوں کے تاریکي میں چمک کر ' صاعقۂ هدایت کا کام دیا - فالحمد الله علی لطفه و رحمته -

(۲) نئے تعلیم یافتوں کو مادہ پرستي کے رلولوں نے اندھوں کي طرح بھٹکتا هوا گمراہ چھوڑ رکھا تھا جسکي الهلال نے رهنمائي کي هے -

(۳) نبي کریم صلي الله علیه و سلم کے ارشاد کو کہ کلام باري کو مضبوط پکڑنا چاهیے ' بھول جانے هي کا یہ نتیجہ هے کہ آج مسلمان دین و دنیا سے تباہ حال هیں اور اب بھي اگر بیدار نہ هوے تو یہودیوں سے بھي بدتر حال میں مبتلا هوجانے کا خطرہ عظیم در پیش هے -

(۴) بعض جدید طرز کے روشن خیالوں کا یہہ خیال خام هے کہ کلام الهي نے محض مذهب هي کي تعلیم دی هے ' دیگر امور معاش و تمدن و سیاست سے غافل هے یا مقصر هے - حالانکہ کلام پاک (تبیان لکل شی) تمام هدایت دیني و دنیاوي کا مخزن هے اور علوم دینیہ هی علوم سیاسیہ کا بھي منبع هیں -

اس امر کو الحمد لله کہ سب سے پہلے الهلال نے واضح و مبرهن کر دیا -

(۶) لیکن کلام پاک کو راہ هدایت تعبیر کرنے اور ضلالت سے بچنے کیلیے صحیح عقل کي ضرورت هے - اسکے لیے هر زمانہ کي روش کے مطابق ایسے علماء حق مطلوب هیں ' جو ضروریات زمانہ کے مطابق کلام پاک کي هدایت کو دکھا دیں ' لہذا رب العزت کي امۃ مرحومہ پر یہ خاص رحمت هے کہ وہ همیشہ زمانہ کي روش کے مطابق ایک ایسا عالم الهي پیدا کر دیتا هے ' جو کلام پاک کي صحیح تفسیر بموافقت زمانہ و ضروریات عصریہ ' امت کے آگے پیش کرتا هے - -

(۷) اسمیں شک نہیں هے کہ یہہ کام پروردگار عالم نے اپکے اور آپکے ایسے علماء حق کو تفویض کیا هے ' جسکو متزلزل الجبال رهبر بھي روک نہیں سکتے - کیونکہ یہ الله کے کار و بار هیں ' جو اپني امت کي هدایت کیلیے اپنے بندوں کو چنتا اور انکے پیچھے اپني نصرت و اعانت کي ملائکہ کو متعین کر دیتا هے -

(۸) پس واقعۂ ضمانت الهلال سے گو دل پر صدمہ اور سخت قلق هے ' تاهم اطمینان کلي هے کہ جس ظہور صداقت و هدایت الهیہ کیلیے ملکوں اور قوموں کي مخالفت موثر نہیں ' اسکو انشاء الله یہ معاندانہ مساعي کیا ضرر پہونچا سکینگے ؟

(۹) البصائر نے بھي جس کام کا بیڑا اٹھایا هے ' بلا شک نہایت اهم اور اس زمانہ کي رفتار کے لحاظ سے بہت ضروري هے - اور خوب هے کہ مختلف حصص زندگاني اور آخرت پر کم بینوں کي لیے مختلف بصائر هوں -

(۱۰) دونوں اقسام کي جلدیں اس قابل هیں کہ لوگ مجلد کرکے اپنے کتب خانوں میں رکھیں اور روز مرہ تلاوت کیا کریں - کیونکہ تراجم قرآن پاک ایسے علم فہم طریقہ سے کہ جس سے محض ترجمہ هی کے پڑھنے سے مطالب واضح هوجاویں ' بالکل معدوم هیں - اور جسکو آپ اس خوبي سے ادا فرماتے هیں کہ محتاج بیان نہیں -

خادم محمد عبد اللطیف (علیگ)
سابق منصف - ممالک متحدہ

اخباروں کے دیکھنے سے و نیز آپکي تحریر سے معلوم هوا کہ الهلال سے بھي دو هزار کي ضمانت طلب کي گئي هے - جس روز میں نے پہلے پہل اس خبر کو سنا ' جیسا صدمہ دل پر گزرا ' خدا هي جانتا هے - غیرت نے قبول نہ کیا کہ میں سنوں اور خاموش بیٹھا رهوں - چنانچہ اسي روز سے اُدھیڑ بن میں تھا کہ جو کچھہ اس غریب سے هوسکے ' الهلال کے حفظ و بقا کے لیے نثار کردے - کبھي اپني مفلسي پر افسوس کرتا تھا اور کبھي محرومي پر - چنانچہ اسي فکر میں تعطیل کا زمانہ بھي قریب آگیا - تعطیل میں مکان گیا اور کسي صورت سے ایک رقم فراهم کي - یہ رقم حقیر آج الهلال پر سے نثار کرتا هوں - امید هے کہ قبول کیجیگا -

میں ایک معمولي حیثیت کا آدمي هوں - جیسا کہ حضور پر بھي ظاهر هے - اپني بے مائیگي هي کي وجہ سے مبلغ ۸ - روپیہ ایک وقت میں چندہ نہ دیسکا اور مجبوراً اپسے معافي چاهي کہ مبلغ ۴ - روپیہ کا وي - پي عنایت فرمایا جاے - بقیہ ۴ - روپیہ عقب سے ارسال خدمت کرونگا -

حضرت مولانا ! میں سچ کہتا هوں کہ جیسا صدمہ عام مسلمانوں کو سقوط ادرنہ و مرحوم شوکت پاشا کے انتقال سے هوا تھا ' ویسا هي میں نے اس واقعہ سے بھی پایا - جا بجا الهلال کي ضمانت کے بارے میں گفت و شنید سني - سبھي افسوس کے ساتھہ کہتے تھے کہ اب گورنمنٹ کو کیا هوگیا هے کہ ایسے لوگوں کے طرف مخاطب هو رهي هے جن کے ایک اشارہ کے لاکھوں لوگ منتظر هیں ؟ اکثر لوگوں کي زبان سے بے تحاشہ یہ لفظ نکل گیا کہ جس طرح سقوط ادرنہ و مرحوم شوکت پاشا کي هلاکت میں بالاخر کامیابي و خوش حالي بھي پوشیدہ تھي (جسکا ظہور پیچھے هوا) اسي طرح اس واقعہ کي تہہ میں بھي اصلي خوشي و کامیابي چھپي هو -

حضرت مولانا ! میں کہہ نہیں سکتا کہ آپکے بیان و تحریر میں کونسا جادو اور طلسم هے یا مسمریزم کا اثر هے کہ جو شخص ایک بار بھي اپکي تحریر دیکھہ لیتا هے ' ممکن نہیں کہ الهلال کا عاشق نہ هو جاے اور اسکا دل آپ اپنے قبضہ میں نہ کر لیں - جہانتک میرا خیال و عقیدہ هے ' نہ تو آپکي تحریر میں طلسم و مسمریزم هے ' نہ آپ جادوگر هیں - اصلي چیز اچھہ اور هي هے - یعنے آپنے ایک ایسي چیز کي مضبوط گرفت کر لی هے اور اسکا لب و لہجہ اختیار کیا هے جسکو کبھي فنا نہیں ' اور جس کا اثر قطعي اور لابدي هے - یعنے کلام پاک الهي - اور یہی باعث هے اپکے الهلال کي تسخیر قلوب و کشش کا - هر جگہ اسکي مثال ' اسکي شہادت ' اسکا حکم ' غرضکہ تمام معمور بحمد صرف کلام الهی هي هوتا هے -

محمد عبد الجلیل از آرہ

نہایت ادب کیساتھہ عرض خدمت هے کہ الهلال کي ضمانت کي خبر سنکر جو صدمہ هوا ' حیطۂ بیان سے باهر هے - خیر ' مرضي مولی از همه اولی :

صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد

امید هے کہ اس خاکسار کي ایک ادني رقم فنڈ میں جمع فرمالیگے ' اور خاکسار کو ممنون و متشکر -

(نیاز مند هاشم علي - بمبئي)

از جانب انجمن هلال احمر قسطنطنیہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب (الہلال)

مندرجہ ذیل اخبارات میں جو فہرست چندہ مرسلہ مسلمانان ہند بنام انجمن ہلال احمر عثمانی شائع ہوچکی ہے، اسمیں متعلق ان رقومات کے جو مسلمانان رامپور ممالک متحدہ ہند کیجانب سے میر قمر شاہخان صاحب نے ارسال کی ہیں، غلطی واقع ہوگئی ہے -

صحیح فہرست حسب ذیل ہے :

تاریخ	رقم		کیفیت
۲۴ مارس سنہ ۱۳۲۸	۱۱۳۳۷	پیاسٹر	جنگ طرابلس
	۱۴۷۵	"	"
۱۲ اپریل سنہ ۱۳۲۸		"	"
۲۴ مئی سنہ ۱۳۲۸		"	"
۲۶ تشرین ثانی ۱۳۲۸	۱۷۹۲	"	جنگ بلقان
"	۵۰۱۰۰		"
۲۱ "	۳۵۵۹۵	"	"
"	۵۹۰۱۵	"	"
۱۱ کانون اول سنہ ۱۳۲۸	۱۲۱۱۹۱	"	"
۱۲ شباط سنہ ۱۳۲۸	۵۲۴۴۹	"	"

فہرست رقوم چندہ مسلمانان رامپور بخدمت صدر اعظم ترکی بامداد مجروحین و یتامی جنگ طرابلس و بلقان -

اول قسط بوساطت عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب رامپور

تاریخ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۲ ۳۰۱۰۰ ۰ ۰

(۲) قسط دوم بوساطت مسٹر قمر شاہ خان سکریٹری انجمن ہلال احمر رامپور تاریخ ۴ مارچ سنہ ۱۳۱۳ ۴۶۳۶ ۸ ۰

(۳) قسط سوم بوساطت مسٹر قمر شاہ خان تاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ ۱۷۰۱ ۳ ۰

(۴) قسط چہارم بوساطت مسٹر قمر شاہخان تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ ۱۷۰۱ ۳ ۱

(۵) قسط پنجم معرفت مسٹر قمر شاہخان تاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ ۳۰۷۵ ۶ ۳

نیاز مند قمر شاہخان از رامپور

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد کانپور

بذریعہ مولانا ابو تواب عبد الرحمن صاحب گیلانی ۲۲ - روپیہ سازھے دس آنہ -

(فہرست اسامی حضرات اعانہ دہندگان)

مولوی عبد اللہ صاحب وکیل - ۲ - روپیہ - شیخ ولایت حسین صاحب - ۲ - روپیہ - منجملہ قیمتہ چرم عقیقہ عزیزان مولوی عبد الشکور صاحب مختار موضع گورمیاری - ۲ - روپیہ - اہلیہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل قیمت بازر - ۳ - روپیہ - اہلیہ مولوی عبدالشکور صاحب مختار گورمیاری قیمت پہونچی - ۳ - روپیہ مولوی عبدالشکور صاحب مختار مزکور - ۱ - روپیہ - شیخ شجاعت حسین صاحب مختار - ۱ - روپیہ مولوی یسین صاحب - ۱ - روپیہ شیخ عبدالعزیز صاحب مختار دیہ صلعم نگر - ۱ - روپیہ - منجملہ ہمشیرہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل - ۱ روپیہ - اہلیہ مولوی شرف الدین صاحب - ۱ روپیہ - مولوی عبدالشکور صاحب مختار - ۱ - روپیہ - اہلیہ مولوی شمش الہدی صاحب - ۱ - روپیہ - والدہ عبدالعلیم صاحب مختار - ۸ - آنہ - اہلیہ منشی شجاعتحسین صاحب - ۸ - آنہ - روزن مرے عقیقہ مذکور الصدر - ۷ - آنہ - شیخ تبارک حسین صاحب - ۲ - آنہ - اہلیہ شیخ رضی احمد صاحب - ۳ آنہ - شیخ نورالحسن صاحب - ۲ - آنہ - اہلیہ شیخ عبدالرحمان صاحب - ۲ - آنہ - والدہ مولوی یسین صاحب - ۲ - آنہ - منشی عبداللطیف صاحب - ۲ - آنہ - شیخ محب علی صاحب - ۱ آنہ - اہلیہ قادر علی صاحب - ۱ - آنہ - اہلیہ اولاد علی صاحب - ۱ - آنہ - مسماۃ پھولیا کنیز - ۱ - آنہ - بلاقی پاسی قوم ہندر - ۱ - آنہ شیخ صدیق صاحب مرغن چک ۶ پائی -

(ایضاً بذریعہ مولانا صاحب چندہ موضع دیہ - ۱۰ - روپیہ)

مولوی عبدالعزیز صاحب مختار - ۱ - روپیہ - مولوی ابوالحسن صاحب - ۱ - روپیہ - متفرقات مبالغ - ۶ - روپیہ - جملہ - ۸ - روپیہ -

جملہ رقم متعلقہ چندہ مبالغ - ۳۰ - روپیہ - ۱۰ - آنہ - ۶ - پائی ہوئی، جسمیں - ۶ - آنہ فیس منی آرڈر ارر - ۶ - پائی ڈاک پر صرف ہوا اور بذریعہ منی آرڈر - ۳۰ - روپیہ - ۳ - آنہ - بروز جمعہ ۱۶ دیقعد بھیجا گیا - باقی ۱ - آنہ کا ٹکٹ عقب سے جاے گا -

بذریعہ جناب محمد ضیا الحسن صاحب از بھونگیر ضلع نلگنڈہ (دکن) ۱۷۱ - ۹ -

(بہ تفصیل ذیل)

جناب علی بخش خانصاحب گنہ دار ابپاشی ۵۰ - روپیہ جناب سلیمان خانصاحب گنہ دار ۴۲ - روپیہ ۷ - آنہ ۶ - پائی جناب سید نعمت شاہ صاحب زمیندار ۱۲ - روپیہ ۱۲ - آنہ جناب نور محمد خانصاحب سپر سلیمان خانصاحب گنہ دار ۸ - روپیہ ۸ - آنہ جناب محمد خانصاحب گنہ دار ابپاشی ۸ - روپیہ ۷ - آنہ جناب رام راؤ صاحب پٹواری ۸ - روپیہ ۸ - آنہ جناب عظیم احمد صاحب گنہ دار ۵ - روپیہ ۱ - آنہ جناب محمد نلیم صاحب گنہ دار ۵ - روپیہ جناب محمد افضل علی صاحب گنہ دار ۱۳ آنہ - ۶ - پائی جناب محمد سلامت اللہ صاحب فورمین آبپاشی ۵ - روپیہ ۱ - آنہ جناب حسام الحق صاحب گنہ دار ۴ - روپیہ ۲ - آنہ جناب عبد الرحمن صاحب گنہ دار ۴ - روپیہ ۴ - آنہ جناب عبدالغفور صاحب گنہ دار ابپاشی ۱ - روپیہ ۱۱ - آنہ جناب حکیم غلام محمد خانصاحب رامپوری گنہ دار آبپاشی ۴ - روپیہ ۱۱ - آنہ ۶ - پائی خاکسار محمد ضیاء الحق سپروایزر آبپاشی ۱۰ - روپیہ -

۱۷۱ - روپیہ ۹ - آنہ ۶ - پائی - فیس منی آرڈر اپنی جیب سے ادا کی گئی (جزاک اللہ - الہلال)

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | سنہ ۔۔۔ : چہار شنبہ ۵ ۔ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, November 5, 1913.

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
سید ابوالکلام آزاد الدهلوی

مقام اشاعت
۱ - ۲ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly ,, ,, 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۹ | کلکتہ : چہار شنبہ ۵ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 5, 1913.

فہرس

شذرات
گم شدہ امن کی واپسی ۱
افکار و حوادث ۴
مقالۂ افتتاحیہ
مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ ۵
مصالحۃ مسئلہ اسلامیۂ کانپور ۹
مرحوم سلطان فیصل ، امیر عمان ۱۳
انتقاد
مسئلۂ خطبات جمعہ و عیدین ۱۴
مطبوعات جدیدہ
شئون عثمانیہ
عالم اسلامی
شروط صلح دولت علیہ و بلغاریا ۱۷
برید فرنگ
دولت علیہ کا مستقبل ۱۸
مراسلات
عید کی خوشی ۱۹
اعانۂ مسجد کانپور کا ایک عمدہ مصرف ۲۰
لکھنؤ میں جلسہ ۱۶
فیصلہ مسجد کانپور ۱۸
مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند

تصاویر

مجلس دفاع ملی قسطنطنیہ کا اجلاس (لوح)
مرحوم امیر فیصل سابق والی عمان ۱۳

شذرات

گم شدہ امن کی واپسی

(۳)

مجلس دفاع مسجد کانپور

اجتماع ٹون ہال ۱۷ تا ۱۹ - اکتوبر

اسکے بعد مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے تیسرا رزولیوشن پیش کیا :

" جو ڈیپوٹیشن ۱۴ - اکتوبر کو کانپور میں حضور ویسرائے کی خدمت میں مسلمانان کانپور کی جانب سے پیش ہوا تھا ' یہ جلسہ نہایت افسوس اور کمال تاسف کے ساتھہ اُس کی اس کارروائی کو دیکھتا ہے کہ اپنے ایڈریس میں اُن سفاکانہ مظالم کا کچھہ ذکر نہیں کیا ' جو ۳ - اگست کو مقامی حکام اور پولیس نے ایک بے ضرر اور غیر مسلح جماعت پر کیے تھے "

اس تجویز کو پیش کرتے ہوے محرک نے تفصیل کے ساتھہ تجویز کے مقصد کی تشریح کی ' جس کا خلاصہ میں اپنے لفظوں میں لکھتا ہوں :

" حضرات ! حضور ویسرائے نے کانپور میں بار بار اس موثر خواہش کو دہرایا ہے کہ مسلمان گذشتہ واقعات بھلا دیں - ہم اس امن فرمایانہ اور صلح جویانہ خواہش کی پوری قدر و قیمت محسوس کرتے ہیں ' تاہم حضور ویسرائے کی نظر سے یہ بات مخفی نہوگی کہ دنیا میں دنیا کا ہر واقعہ جلد سے جلد بھلا دیا جا سکتا ہے ' لیکن " خون " کے دھبے جلد محو نہیں ہوتے -

هم مسجد کانپور کي تاریخ کے هر واقعه کو بهلانے کي کوشش کرینگے لیکن شاید ۱۴ - اگست کو جلد بهول جانے میں تعمیل حکم سے مجبور هوں - یه هماري طاقت سے باهر هے که هم معصوم بچوں کي چیخوں ' اور بے دست و پا مظلوموں کي آخري فریادوں کو بهلا سکیں -

لیکن اے حضرات ! یه امن جریانه خواهش حضور ویسراے کیلیے ضرور موزوں تهي جو پیام صلح لیکر آئے تهے ' مگر هندوستان کا هر مسلمان اس واقعه پر اپنے نفرت آمیز تعجب کو ظاهر کیے بغیر نهیں رهسکتا که جو ایڈریس کانپور کے وفد نے حضور ویسراے کي خدمت میں پیش کیا ' اُسمیں بهي اُس نا قابل فراموش واقعه کو بهلا نے کي کوشش کي گئي تهي - حالانکه هم " بهولنے " کي تعلیم لارڈ هارڈنگ سے لے سکتے هیں مگر کانپور کے چند افراد اور متولیان مسجد سے لینے کیلیے طیار نهیں -

حضرات ! یه وفد واقعات کا خاتمة الباب تها اور اسلیے پیش هوا تها که حضور ویسراے سے انصاف حاصل کرے - پس اگر اُسکو ۳ - اگست کے بعض قانون شکنانه افعال پر اظهار نفرت کرنا آتا تها ' تو اس سفا کانه خوں ریزي اور ظالمانه استعمال قوت اسلحه کے متعلق بهي اسکي زبان نے کیوں یاري نه دي ' اور کیوں اُس چیز کو اُس نے یاد رکها ' جس کو بصورت ثبوت دنیا بهلا دیسکتي هے ' اور اُس چیز کو بهول گیا ' جس کو خدا بهي کبهي نهیں بهلائیگا ؟

حضرات ! هم نے اس معاملے میں سب کچهه کهویا - هم نے اپنے مقدس خانۂ الهي کي بے حرمتي دیکهي ' هم نے اسکے صحن کے اندر اپنے بهائیوں کي لاشوں کو دیکها ' هم نے زخمي بچوں کو تڑپتے اور جانکني میں ایڑیاں رگڑتے دیکها - هم نے وه تمام سختیاں جهیلیں ' جو کانپور سے باهر بهي همارے ساتهه کي گئیں - اخبارات سے ضمانتیں لي گئیں ' پریسوں کو بند کیا گیا - رسائل ضبط کیے گئے -

ان تمام حوادث ظلم و جبر کے بعد بهي هم طیار هوے که اگر هم کو امن و صلح کا پیام دیا جاے ' اور انصاف و راستي کي ایک نظر بهي میسر آجاے ' تو تمام معاملے کو ختم کردیں ' اور صلح کے علم کو جنگ کے هتیاروں پر ترجیح دیں - پهر کیا ایسي حالت میں ' جبکه سب کچهه کهو دینے کے بعد انصاف کي عدالت میں پورا پورا همارا حق بهي نهیں ملتا ' هم اسکا بهي حق نهیں رکهتے تهے که ایک لمحه کیلیے ظلم و خونریزي کي زباني شکایت کرکے ' اپنے زخمي دلوں کو تسکین دیسکیں ؟

اگر صلح کے موقعه پر گذشته کي یاد بهتر نه تهي ' اور واقعي ماضي کو بهلا هي دینا چاهیے ' تو پهر ڈیپوٹیشن کو کیا حق حاصل تها که اُس نے اُن واقعات پر اظهار نفرت کیا ' جنکا اشاره مشکوک ' جنکے الفاظ مبهم ' اور جنکي نسبت اس وقت تک عدالت کا کوئي فیصله موجود نهیں ؟

یه صرف کانپور کا مقامي مسئله نه تها ' یه ایک عام اسلامي مسئله اور تمام مسلمانان عالم کے حق دیني و ملي کا سوال تها - اسلیے کانپور کا وفد یقیناً مسلمانوں کے سامنے جوابدهي کي پوري ذمه داري رکهتا هے "

دیگر متعدد اصحاب نے اسکي تائید میں تقریریں کیں اور بالا - تفاق پاس هوا -

(قانون حفظ عمارات دنیه)

اسکے بعد چوتها رزولیوشن پیش هوا :

" یه جلسه نظر به حالات گذشته ' اسکي سخت ضرورت دیکهتا هے که آئنده عمارات دینیه اور اوقاف خیریه کي حفاظت کیلیے ایک مستقل اور علحده قانون نافذ کیا جاے - کیونکه تازه حالات نے ثابت کردیا هے که موجوده قوانین و اعلانات کے ابهام و تاویل سے هر وقت معابد دینیه کي حفاظت خطرے میں هے "

(ایڈیٹر الهلال) نے اس تجویز کو پیش کیا اور پیش کرتے هوے مصالحة کانپور کي نسبت دوسري تقریر کي - یه تقریر پهلي تقریر سے زیاده مبسوط اور مفصل تهي - مضمون کے آخر میں درج کي جائیگي -

(جرائد و مطابع اسلامیه)

پانچویں تجویز جرائد اسلامیه کي ضمانت کے متعلق تهي :

" یه جلسه هز ایکسلنسي کي اس موثر خواهش کو پیش نظر رکهتے هوے که " گذشته واقعات بهلا دیے جائیں " گذشته کے بهلا نے کیلیے ضروري سمجهتا هے که جن اسلامي جرائد و مطابع سے محض اس بنا پر ضمانتیں طلب کي گئیں که انهوں نے مسئلۂ مسجد کانپور کي نسبت مسلمانوں کے حقیقي جذبات و خیالات کي ترجماني کي تهي ' انکي ضمانتیں واپس کردي جائیں ' ورنه یه واقعه من جمله اُن نا قابل فراموش یاد گاروں کے هوگا ' جو همیشه حادثۂ کانپور کو تازه کرتي رهیں گي "

(ایک غلط فهمي)

اس موقعه پر یه ظاهر کردینا ضروري هے که بعض اصحاب کو اس تجویز کي نسبت چند غلط فهمیاں پیدا هوگئي هیں - انکا خیال هے که اس تجویز کو مسئله کانپور کے ضمن میں ظاهر کرنا ضروري نهیں - یه پریس ایکٹ کا نتیجه هے اور اُسي حیثیت سے اسکا مطالبه بهي کرنا چاهیے -

لیکن شاید وه بهول گئے که اگر یه غلط مبحث کي غلطي هے ' تو اسکي ابتدا خود گورنمنٹ هي نے کي هے - پس کچهه هرج نهیں اگر غلطي کا مقابله غلطي هي سے کیا جاے - کیا خود پریس ایکٹ کا استعمال مسجد کانپور هي کے ضمن میں نهیں کیا گیا ؟ اور کیا یه واقعه نهیں هے که زمیندار کا هور سے صرف انهي مضامین کي بنا پر دس هزار کي ضمانت طلب کي گئي ' جو مسجد کانپور کے متعلق شائع هوے تهے ؟

جسقدر ضمانتیں لي گئي هیں ' انکے سرکاري اعلانات کو گزٹ میں تلاش کیجیے - هر ضمانت کے ساتهه جو سبب بیان کیا گیا هے وه کسي نه کسي حیثیت سے مسجد کانپور هي کے متعلق هے - پهر کونسي وجه هے که اس واقعه کو بهي منجمله اُن شدائد کے نه قرار دیا جاے ' جو مسئله کانپور کي بدولت عمل میں آے ' اور کیوں نے اسي معامله کے ذیل میں اُسکا مطالبه بهي کیا جاے ؟

علی الخصوص " زمیندار " سے دس هزار روپیه کي ضمانت لینا ' ایک ایسا اهم واقعه هے ' جس کو کبهی بهي بهولنا نهیں چاهیے - یه قانون کے احترام کا علانیه خون هے ' اور ایک آیینی گورنمنٹ کے لیے ناقابل تاویل استبداد

(مجلس حفظ و دفاع عمارات دینیه و خیریه)

چهٹا رزولیوشن ایک نهایت هي اهم اور اقدم ترین تجویز تهي - در اصل موجوده حالات کا اصلي علاج اسي میں پوشیده هے ' بشرطیکه ارادے کے ساتهه عمل کي بهي توفیق رفیق کار هو -

همارى غفلت پیشگیوں کا عام حال یه هے که همیشه خواب و سرشاري میں ایک جسم بے روح اور ایک نعش سرد کي طرح

سپاکن و جامد پڑے رہتے ہیں - نہ زبان حرکت کرتي ہے اور نہ دماغ کام کرتا ہے - لیکن جب اپني ہي غفلتوں اور اپني ہي ضلالت کاریوں کے نتائج کسي مہیب و مہلک صورت میں ظہور کرتے ہیں ' تو اُس وقت شور مچاتے ہیں اور آہ و فغاں کرتے ہیں - مگر جب صداؤ حرکت کا دور ختم ' اور سفر ہمت کسي منزل نا تمام تک پہنچ جاتا ہے ' تو پھر :

مست خسپند بغفلت کدہ تا سال دگر!

عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کا مسئلہ برسوں سے فغاں سنج اعانت ہے - کوئي سال ایسا نہیں جاتا کہ کوئي نہ کوئي درد انگیز واقعہ اسکي فریادوں کو ہمارے غفلت پیشہ کانوں تک نہ پہنچاتا ہو ' لیکن اب تک کوئي انجمن ' کوئي با قاعدہ جماعت ' کوئي مستقل فنڈ ' ایسا قائم نہوا جو سرزمین ہند میں اسلام کے احترام اور اسکے پیروؤں کے کروڑہا روپیے کي موقوفہ املاک کے حفظ و دفاع کے کام کو دائمي طور پر اپنے ہاتھوں میں لے لے -

کاش اگر کانپور کے واقعہ سے یہي ایک نتیجہ ہمیں حاصل ہو جائے کہ عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کے تحفظ کا با قاعدہ کام شروع کر دیں ' تو سمجھیں کہ جو خون ۳ - اگست کو ہمارا بہا تھا ' اور نہیں تو کم از کم اسکے معاوضے میں ہمیں یہي سبق عبرت و وسیلۂ عمل ہاتھ آ گیا !

مجلس " دفاع مسجد مقدس کانپور " کلکتہ نے قائم ہو کر الحمد للہ کہ اپنے فرائض سے غفلت نہ کي - مقامي تحریک جس قوت و وسعت سے جاري کي گئي ' وہ ہماري انجمنوں کیلیے ایک عمدہ مثال ہے - باہر کا کام بھي پوري توجہ سے شروع کیا گیا تھا ' ابتدائي اعلان شائع ہوگیا تھا - خاص مقامات میں شاخیں قائم ہو رہي تھیں - دورہ کیلیے خود صدر مجلس اور سکریٹري آمادہ تھے ' مگر اسي اثنا میں واقعات متغیر ہوگئے -

تاہم کام باقي ' اور فی الحقیقت اصلي کام تو بالکل ہي باقي ہے ' اسلیے ۱۴ - اکتوبر کے بعد انجمن کو اپنا کام ملتوي کر دینے کي جگہ ' ضرورت تھي کہ زیادہ وسیع و دائمي صورت میں جد و جہد شروع کي جاتی

اس تجویز کے الفاظ یہ تھے :

" یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ " انجمن دفاع مسجد کانپور " کلکتہ کو آیندہ " حفظ و دفاع عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ " کے نام سے بدستور قائم رکھا جائے - اور وہ زیادہ وسیع و دائمي صورت میں اپنا کام جاري رکھے "

(شکریۂ معاونین کرام)

آخري تجویز مرزا احمد علي صاحب نے پیش کي :

" یہ جلسہ اُن تمام بیرسٹرز ' وکلا ' مجالس ' اور جرائد اسلامیہ کا نہایت خلوص و احترام سے شکریہ ادا کرتا ہے ' جنھوں نے مسئلہ " مسجد کانپور " کي نسبت یادگار خدمات انجام دیں ' اور جو فی الحقیقت قوم کي دیني و ملي خدمات کا ایک پر فخر کارنامہ ہے - علی الخصوص مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ات لا بانکي پور کا ' جنھوں نے اس حادثے میں اپنے عدیم النظیر ایثار نفس اور جوش حق پرستي کا نا قابل فراموش ثبوت دیا ' اور نیز سید فضل الرحمن صاحب وکیل کانپور کا ' جنھوں نے مقدمات حادثہ ۳ - اگست میں نہایت سخت صعوبات اور محنتیں برداشت کي ہیں "

مسٹر مظہر الحق کا نام جونہي رزولیوشن میں اول بار آیا ' ہال چیرز کي آواز سے گونج اُٹھا :

اجرش دہد خداے کہ کر دست یاریي
با آں کساں کہ یاور و ناصر نہ داشتند

و من الناس من یشري نفسه ابتغاء مرضات الله ' والله رؤف بالعباد

حقیقت یہ ہے کہ مسٹر مظہر الحق نے ایثار و فدویت کي جو مثال اس حادثے میں پیش کي ہے ' وہ انجمنوں اور جلسوں کي تعریف و ثنا سے ارفع و اعلی ہے - تاریکي جتني زیادہ سخت ہوتي ہے ' اتني ہي روشني کي قدر بھي بڑھجاتي ہے - شب ماہ میں چراغ سے بے نیازي کي جاے ' مگر معاق کي آخري رات میں ٹمٹماتا ہوا دیا بھي کم از درخشندگي آفتاب نہیں ہوتا - ہماري خود غرضي و نفس پرستي کي انتہا ہوگئي ہے - عشق حق و صداقت ' محبت و ملک ملت ' اور لقاء وجہ رب کے شوق کو ہم بھول گئے ہیں - اغراض کے تعبد اور طلب نفع کي بندگي ہمارے ایمان و خدا پرستي تک پر غالب آگئي ہے - کتنے مقدمے ہیں جو ہمیشہ پیش آتے ہیں ' جن میں مسلمانوں کي کوئي نہ کوئي دیني و قومي مصیبت مضمر ہوتي ہے ' لیکن ہمنے وکیلوں کو آزمایا ہے ' ہم نے بیرسٹروں کا امتحان لیا ہے - کم از کم مجھے تو اس وقت استثنی کیلیے ایک واقعہ بھي یاد نہیں آتا ' جس میں بغیر فیس لیے ہوے کسي مسلمان قانون پیشہ شخص نے اپنا تھوڑا سا وقت بھی صرف کیا ہو - کلکتہ کے متعدد واقعات میرے سامنے ہیں - بنگالي وکلا نے اسلامي معاملات کے لیے ایثار کیا ہے ' مگر مسلمانوں نے ذرا بھي دلچسپی ظاہر نہ کی ! علی گڈھ میں ایک عیدگاہ کا مقدمہ درپیش تھا ' وہاں کے بعض مشہور " قوم پیشہ " وکلا و بیرسٹرز کے پاس لوگ گئے اور روے دھوے ' مگر اُن مدعیان خدا پرستي کو ہمیشہ " لکشمی " کی پوجا پات ہی میں مصروف پایا ! !

میرے سامنے کي بات ہے کہ لکھنو میں اسي معاملہ کانپور کیلیے ایک صاحب لکھنو میں نکلے ' اور ایک مشہور مسلمان بیرسٹر کے پاس فیس لیکر گئے کہ کانپور چلیے - مگر انھوں نے معذرت کي کہ " یہ معاملہ اب اور طرح کا ہوگیا ہے ' میں کس طرح جاؤں ؟ "

وہ شخص عند الاستفسار تفصیلي حالات بیان کرسکتا ہے - جبکہ اغراض پرستي کي تاریکي اس درجہ شدید ہو ' تو جو روشني ہمیں مسٹر مظہر الحق کے جہاد في سبیل اللہ میں نظر آئي ' وہ کیوں نہ ہمارے لیے ایک آفتاب عزو کمال ہو ؟

کونسل کي ممبري کي وجہ سے مجھے معلوم ہے کہ مسٹر مظہر الحق کي پریکٹس کو ایک گونہ نقصان پہنچا تھا ' کیونکہ یہ پیشہ کمال درجہ صرف وقت اور مسلسل توجہ کامل کا طالب ہے - اختتام میعاد ممبري کے بعد وہ متوجہ ہوے ' اور اپني گذشتہ مصروفیت کے ساتھہ کام کرنے لگے - ایسي حالت میں ضرور تھا کہ پھر درمیان میں دو بارہ انقطاع نہوتا - کیونکہ یہ انقطاع موکلوں کو مایوس کرنے والا ہوتا ہے ' اور مایوسي کي اشاعت اس کام کیلیے سخت مضر ہے -

جس وقت وہ کانپور گئے ' مجھے معلوم ہے کہ ایک بہت بڑا کیس لے چکے تھے - یہ کیس بیس پچیس ہزار روپیہ سے کم کا نہ تھا ' لیکن جب کانپور کے متعلق انکو تار ملا تو انھوں نے مقدمہ کي بریف واپس کردي اور کانپور چلے گئے -

بہر حال مسٹر مظہر الحق نے انسانوں سے اپنا کاروبار چھوڑکر خدا سے یہ معاملہ کیا ہے : الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعه - اور وہ یقیناً مطمئن ہونگے کہ خدا اپنے معاملہ داروں کو کبھي

نقصان نہیں پہنچاتا - دنیا کي کوئي بھي تجارت نقصان سے خالي نہیں ' لیکن خدا کے ساتھہ لین دین کي تجارت ھي وہ تجارت ھے ' جس میں اصل اور نفع ' دونوں محفوظ رھتے ھیں :

ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوۃ و انفقوا مما رزقنا ھم سرا و علانیۃ ' یرجون تجارۃ لن تبور - لیر فیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ ' انہ غفور شکور (۳۵ : ۲۸)

"جولوگ اللہ کي کتاب کو پڑھتے ھیں اور صلوۃ الہي کو قائم کرتے ھیں' اور جو چیزیں ھم نے انہیں دے رکھي ھیں ' اُن میں سے ظاھراً اور باطناً ' کسي نہ کسي صورت میں اللہ کیلیے خرچ کرتے ھیں' تو بیشک وہ ایک ایسے کاروبار کے نتائج کي امید رکھتے ھیں ' جس میں کبھي گھاٹا ھو ھي نہیں سکتا - کیونکہ اللہ انکا اجر انہیں پورا پورا دیگا و اور انکے اجر کے علاوہ (کہ بمنزلۂ اصل کے ھے) اپنے فضل و کرم سے نفع مزید بھي عطا کریگا (کہ ارباب کرم کا یہي شیوہ ھے) اور وہ بڑا ھي صاحب فضل اور اعمال حسنہ کي قدر کرنے والا ھے "

یہ اللہ کا وعدہ ھے اور دنیا اسکي ھر آن و ھر لمحہ تصدیق کرتي ھے - انھوں نے اپنے مال و وقت کا یقیناً بہت ھي نقصان کیا ' اور ایسے وقت میں' جبکہ بڑے بڑے مدعیان جرأت و صداقت قریب آتے ڈرتے اور لرزتے تھے - لیکن اسکا بدلہ بھي دور نہیں :

و من یتق اللہ ' یجعل لہ مخرجاً ' و یرزقہ ' من حیث لا یحتسب ' و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ : (۶۵ : ۳)

جو شخص راہ تقوی اختیار کریگا ' خدا اسکے لیے نجات کي راہ نکال دیگا ' اور اسکو وھاں سے رزق پہنچائیگا ' جدھر کا اُسے وھم و گمان بھي نہوگا - اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے گا ' تو خدا اسکے لیے بس کرتا ھے -

میں اس تذکرے کو بار بار چھیڑتا ھوں تو معذور ھوں - من احب شیأ اکثر ذکرہ - جو کام جس کو محبوب ھوتا ھے ' اس کا اکثر ذکر کرتا ھے - مجکو آج قربانی و ایثار سے بڑھکر اور کسی چیز کی تلاش نہیں - اور خاک برسرم - میں کیا شے ھوں؟ خود اسلام بھی آج اسی متاع کا متلاشی ھے - میں جب ایثار و قربانی کی ایک مثال سامنے دیکھتا ھوں ' تو جی چاھتا ھے کہ بار بار اُسکا تذکرہ کروں - بار بار اسکی تعریف کروں - بار بار لوگوں کو اسکی تقلید و اتباع کی دعوت دوں : لعلھم یتذکرون و لعلھم یتفکرون !!

مسٹر مظہر الحق کا ساتھہ ایک جماعت نے بھی دیا اور اُن سب کي خدمات کا احترام بھی ھم پر فرض ھے - علي الخصوص سید فضل الرحمن صاحب وکیل کانپور کا ' جو آغاز مقدمے سے اسکے روح رواں رھے ھیں -

(تشکر رئیس مجلس و حاضرین)

آخر میں ایڈیٹر الھلال نے بہ حیثیت صدر (انجمن دفاع مسجد کانپور) رئیس مجلس کا شکریہ ادا کرتے ھوے رؤث اف تھینکس کی تحریک ' اور مولوي ابو القاسم نے تائید کی - رئیس مجلس نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ھوے اختتام مجلس کا اعلان کیا -

افکار و حوادث

اسلام و علوم اسلامیہ کي واقفیت و اطلاع میں انگریز دیگر اقوام یورپ سے ھمیشہ پیچھے رھے ھیں - انگلینڈ میں مستشرقین کبھي پیدا بھي ھوئے ھیں ' تو وہ بھي عموماً اور علی الاکثر نسلاً انگریز نہ تھے ' بلکہ فرنچ ' جرمن ' یونانی ' اور یہودي ھیں - یہ قوم بغیر فوائد تجاریہ و منافع سیاسیہ کسي کام میں ھاتھہ نہیں ڈالتي کہ نفع عاجل اوسکے قانون سیاست کي پہلي دفعہ ھے - یہي سبب ھے کہ نپولین ھمیشہ انگریزوں کو ایک دکاندار قوم کہا کرتا تھا -

لیکن انقلابات حاضرہ نے اب انگلستان کي بھي آنکھیں کھولدي ھیں اور سیاست کا اشارہ ھے کہ اسلام و علوم اسلامیہ سے اطلاع حاصل کي جاے -

انگلستان میں پچھلے ھفتے یہ تحریک پیدا ھوئي ھے کہ:

" اسلام کو سمجھنے کے لیے علوم اسلامیہ کي ایک درسگاہ قائم کرني چاھیے - جس کا اساس گاہ قاھرہ ھو ' اور جسمیں انگریز علوم اسلامیہ کي تعلیم حاصل کریں "

اسکے محرک دو جن کا نام مسٹر (جیمس برائس) ھے ' اس کي ضرورت محسوس ھوئي ھے کہ:

" اسلام کي وسعت کا ' جہاں تک کہ اوس کا تعلق مغربي تہذیب و تمدن سے ھے ' سمجھنا نہایت ضروري ھے "

وہ یہ بھي اُمید رکھتے ھیں کہ:

" یہ درسگاہ عالم اسلامي کے لیے اوسي قدر مفید و نافع ھوگي جس قدر روما کي درسگاہ اتلي کے لیے "

ھم ممنون ھیں اپنے دوستوں کے جو ھم کو سمجھنا چاھتے ھیں لیکن ھم تو خود ھم سے نہیں سمجھنا چاھتے ' بلکہ خود اپنے سے - کیونکہ ظاھر ھے کہ اس قسم کي درسگاھوں کے اساتذہ ھمیشہ یورپین ھونگے - اس لیے ھم نہیں سمجھتے کہ آیا وہ اس کے نظام تعلیم سے ھم کو سمجھینگے یا کہ خود اپنے کو؟

مسٹر (برائس) کے خیال میں اس زیر تجویز درسگاہ کا مطمع (آئیڈیا) نہایت درجہ بلند ھے - وہ یقین کرتے ھیں کہ تمام دنیاے اسلام کے لیے ایک مفید نمونہ اور عجیب و غریب مثال اسکے ذریعہ پیش کي جاسکے گي - حالانکہ یورپ اور علی الاخص انگلینڈ اطلاعات اسلامیہ میں جو درجہ رکھتا ھے ' اوسکے لحاظ سے وہ سر دست ایک ابتدائي مکتب کا محتاج ھے ' جس میں اسلام کی ابجد کي تعلیم دي جاے ' نہ کہ کسي "تعجب انگیز درسگاہ" کا!

مسٹر برائس کو یہ بھي یقین ھے کہ " مصر و ھندوستان کے لوگ اس حسن خدمت و حسن نیت کا نہایت تپاک سے استقبال کرینگے اور ان دونوں مقامات سے تجویز مذکور کے لیے مالي اعانتیں بھي حاصل ھوں گي "

انگلینڈ کا اصول کار ھمیشہ یہ رھا ھے کہ وہ اپنے ذاتي فوائد و منافع کي تصویر اس طرح کھینچتا ھے کہ نادان دیکھنے والے کو اسمیں اپنے فوائد کے خال و خط نظر آنے لگتے ھیں مستشرقین یورپ کے حسن نقد و نیت کا اب تک جو تجربہ ھم کو ھوا ھے ' اوسکي تلخي جب تک مسلمانوں کو یاد رھیگي ' وہ کبھي اس قسم کے ارادوں کا استقبال نہیں کرسکتے - پس نہایت افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ مصر و ھندوستان کو اس قدر فہمي کے حسن ظن سے ابھي معاف ھي رکھا جاے -

۲۹ اکتوبر کو ریوٹر نے لندن سے تار دیا کہ " مسٹر وزیر حسن ' مسٹر امیر علي ' اور سر آغا خان میں ایک پولیٹکل ڈنر کے متعلق اختلاف راے اس حد تک ہوا کہ بالاخر مسٹر امیر علي اور سر آغا خان نے لیگ کي صدارت سے استعفا دیدیا"

سب سے پہلے ٹائمز نے مختلط اور غیر محتاط اطلاعات کي آواز بلند کي جسکے صداے بازگشت ریوٹر کے ذریعہ ۳۱ اکتوبر کو تمام انگلو انڈین جرائد میں پھیل گئي

ریوٹر کا بیان ہے :

"مسٹر وزیر حسن اور مسٹر محمد علي نے مسٹر امیر علي سے چاہا تھا کہ وہ ان کو ایک پولیٹیکل ڈنر دیں' مسٹر امیر علي نے بمشورۂ لارڈ چانسلر بدین سبب اس سے انکار کیا کہ کہیں فتح کانپور کي یہ خوشي نہ سمجھي جاے ' اسپر مسٹر وزیر حسن نے مسٹر امیر علی کو ایک سخت خط لکھا جس میں ایک فقرہ یہ بھي تھا کہ " یا تو آپ مستقل اور قوي دل ہوکر کام کیجیے یا دیگر ضعیف اور کمزور لوگوں کي طرح قوم کو چھوڑ دیجیے " اس خط سے متاثر ہوکر مسٹر امیر علي نے استعفا دیدیا - آغا خان بھي مستعفي ہوگئے ہیں "

ریوٹر نے شام کے تار میں یہ تسلیم کیا ہے کہ سر آغا خان کے استعفے کو مسٹر امیر علي کے استعفے سے کوئي تعلق نہیں ' آغا خان کا استعفا اس بنا پر ہے کہ وہ لائف پریسیڈنٹ شپ کے اصول کو اب جبکہ قوم میں جمہوریت پیدا ہوگئي ہے ' مناسب نہیں سمجھتے ' اور اب وہ چاہتے ہیں کہ اس عہدے کا انتخاب صرف ایک ہی سال کے لیے ہوا کرے -

مگر پرسوں مسٹر محمد علي کا ایک خاص تار لندن سے آیا ہے جس سے واقعات زیادہ واضح اور منکشف ہوجاتے ہیں بشرطیکہ یہ بیان مکمل ہو ' اون کا بیان ہے کہ :

مراسلۂ نگار ٹائمز نے مسلمانان ہند کے موجودہ اضطراب سیاسي کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے تھے ' انکي تردید کے لیے آغا خاں کي راے تھی کہ ایک سیاسي ڈنر آغا خاں اور مسٹر امیر علی کي طرف سے انگلینڈ کے ارباب اعزاز و ارکان سیاست کو دیا جاے' جسمیں موجودہ اتہامات کي تکذیب کي جاے ' اور اسي کے ضمن میں دیگر خیالات بھي ظاہر کیے جائیں ' مسٹر امیر علي نے اس قسم کے ڈنر میں شرکت سے انکار کیا - یہہ ایک واقعہ مستقل ہے ' جس سے استعفا کو کوئي تعلق نہیں

دوسرا واقعہ یہہ ہے کہ مسٹر امیر علي نے مسٹر وزیر حسن کے نام ایک خط میں حسب ذیل امور کا مطالبہ کیا :

(۱) - لندن مسلم لیگ ' آل انڈیا مسلم لیگ سے بالکل الگ اور مستقل ایک شے ہے ' وہ اس کي پالیسي کے اتباع پر مجبور نہیں -

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ کو ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ لندن مسلم لیگ کے مصارف کے لیے بلا قید و شرط دینا چاہیے -

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ صداقت اور خلوص نیت کے ساتھہ گورنمنٹ کا ساتھہ نہیں دیتي -

مسٹر وزیر حسن نے اس کے جواب میں لکھا کہ ان امور کے فیصلے کا حق مسلم لیگ کو ہے ' اور بھي کچھہ باتیں جواباً لکھي تھیں ' مسٹر امیر علي کو ان جوابات سے تسلي نہیں ہوئي ' اور استعفا دے دیا "

بہر حال خواہ کچھہ ہي سبب ہو ' مگر ہمارے جگرؤں کی یہ تشہیر افسوس ناک ہے - ممکن ہے کہ اس ہفتے مزید اطلاعات حاصل ہوں اور اسکے بعد زیادہ محتاط راے دي جاسکے -

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت !

ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

الہلال - کلکتہ

— :*: —

" ایک دن میں پچاس ہزار" یعني اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کي نظر سے گذر جاے' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں' تو اس کي صرف ایک ہي صورت ہے - یعني یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معني پچیس ہزار بھي نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہي اس امر کي واقعیت سے آجکل کسي باخبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کي نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

کیونکہ وہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے ورنیکلر پریس میں ایک انقلاب انگیز رسالہ اور اردو میں یورپ کے ترقي یافتہ پریس کا پہلا نمونہ ہے -

اگر اس امر کیلیے کوئي مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپي ہوي چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کي جماعت کون رکھتي ہے؟ تو بلا ادنی مبالغہ کہ الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے' اور یہ قطعي ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب ' جس بیقراري ' جس شوق و ذوق سے پبلک اسکي اشاعت کا انتظار کرتي ہے - اور پھر پرچے کے آتے ہي جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے ' اسکو آپ اپنے ہي شہر کے اندر خود اپني آنکھوں سے دیکھہ لیں -

کیونکہ اس نے روز اول ہي سے اعلان کر دیا ہے کہ تائید الہي اسکے ساتھہ ہے -

اس کي وقعت ' ان اشتہارات کو بھي وقیع بنا دیتي ہے ' جو اسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات' یورپ کے جدید فن اشتہار نویسي کے اصول پر صرف اسي میں چھپ سکتے ہیں -

اشتہاروں کا خوش نما بلاک بنا کر اسمیں شائع کرائیے ' جو کارخانہ الہلال ہي سے آپ طیار کرا سکتے ہیں ' اور جو ہمیشہ آپکے پاس محفوظ رہیگا !

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دي گئي ہے -

منیجر الہلال الکٹریکل پرنٹنگ ہاوس -

۱/۷ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

ادبیات

همارا طرز حکومت

کبھي هم نے بھي کي تھي حکمراني ' اِن ممالک پر * مگر وہ حکمراني ' جسکا سکہ جان و دل پر تھا

* * *

قرابت راجگان هند سے (اکبر) نے جب چاهي * که یه رشته عروس کشور آرائي کا زیور تھا
تو خود فرمانده (جے پور) نے نسبت کي خواهش کي * اگرچه آپ بھي وہ صاحب دیهیم و افسر تھا
ولي عهد حکومت اور خود شاهنشه اکبر * گئے انبیر تک ' جو تخت گاه ملک و کشور تھا
اُدهر راجه کي نوردیده گھر میں حجله آرا تھي * اِدهر شهزادے پر چتر عروسي سایه گستر تھا
دلهن کو گھر سے منزل گاه تک اس شان سے لائے * که کوسوں تک زمیں پر فرش دیباے مشجر تھا
دلهن کي پالکي خود اپنے کاندهوں پر جو لائے تھے * وہ شاهنشاه اکبر اور جهانگیر ابن اکبر تھا (۱)

* * *

یهي هیں وہ شمیم انگیزیاں عطر محبت کي * که جن سے بوستان هند برسوں تک معطر تھا
تمهیں لے دیکے ساري داستاں میں یاد هے اتنا * که " عالمگیر هندو کش تھا ' ظالم تھا ' ستمگر تھا " !!

(۱) **ماثر الامرا** میں یه واقعه تفصیل سے منقول هے -

(شبلي نعماني)

فکاهه

کان پور مینونسپلٹی کا خطاب

مسجد مچھلي بازار کان پور سے

اے مسجد شکسته ! کنوں دل گراں مدار * کا ماده گشت چارهٔ درد نهان تو
تا دور چرخ و قاعدهٔ آسمان بجاست * پاینده باد نام تو و هم نشان تو
هرگز (به جان تو) که گوارا نه کرده ام * اندیشهٔ که سود من است و زیان تو
اکنوں برادرانه بیا ' قسمتے کنیم * تا بانگ مرحبا شنوم از زبان تو
هیچم دریغ نیست که بر جاے اولین * برپا کنند بام و در و سایه بان تو
اما شرط آں ' که گذارند بهر من * از خاک ' تا بلندي سقف مکان تو
" از صحن خانه تا به لب بام ازان من * و از بام خانه تا به ثریا ازان تو "

(وصاف)

فریبِ لطف

بسملوں کي اس تنک ظرفي کو دیکھا چاهیے * اک ذرا سے لطف میں ' ممنون قاتل هوگئے
یا تو وہ وسعت طلب کي ' یا پھر اتنا اختصار ! * اس قدر پیشگي سے هم تو قایل هوگئے
منحرف تھے کسقدر عشاق ' لیکن پیش دوست * پھر اُسي شان تغافل را به مایل هوگئے
رنج بیکاري اُٹھائے دست سعي ناخدا * ولولے موجوں کے پھر پا بوس ساحل هوگئے
کر دیا مجبور کتنا اُن کي پرسش نے (نیاز) * چھڑکے هم تو اور پا بند سلاسل هوگئے

(نیاز فتح پوري)

تاریخ حیات امت

الهلال اور پریس ایکٹ

" الهلال " جو از سرتا پا ایک مجموعۂ هدایت الهي هے ' علاوہ اپنے مقصد اصلي کے بجاے خود بھي ایک ایسي نعمت جاں قدر هے ' جو هر مسلم هستي کو اپني جان سے زیادہ عزیز هونا چاهیے ' مجھے بھی کہ بالطبع خصائص پسند هوں ' وہ ابتدا سے بے حد عزیز رها هے - اسکي اداے خوہ داری تو آور بھي میرے لئے دیوانہ کن اور مجنوں فرما شے هے -

ایک سب سے بڑي بات الهلال میں یہ هے کہ اُس کي هر بات اپنے رنگ میں خاص ' اور اُس کي هر ادا اپنے انداز میں بے نظیر هوتي هے - کوئي بات هو' لیکن وہ عام رنگ سے الگ اپني راہ پیدا کرتا هے اور مطالب واراء ' بحث و مباحثہ ' الفاظ و اصطلاحات ' عنوانات و ترتیبات ' طرز تحریر و طریق بیان ' کس شے میں بھي اوروں کي تقلید نہیں کرتا بلکہ خود اوروں کیلیے مجتہد هے -

" الهلال " سے ضمانت طلب هوئي ' اچھا هوا - اور گر ایسا نہ هوتا تو خود همارا هي نقصان مقدر تھا - لیکن " چندہ ضمانت " ؟ اسمیں کچھہ ایسي عمومیت تھي جو اُس کي شان کتائي سے گري هوئي تھي - نیز اسکي خود داري بھي اس سے بہت ارفع و اعلیٰ تھي - پھر یہ بھي سوچنا تھا کہ بھلا یہ ضمانت فنڈ کہانتک جاري هونگے ؟ بقول جناب کے کہ " یہ وبا تو عالمگیر هے " پھر بھلا ایک کے علاج سے کہیں شہر اور ملک صحت پاسکتے هیں ؟

میں نے نہایت جوش و مسرت سے وہ مضامین پڑھے ' جن میں " دفاع جرائد " کي تاسیس کا اعلان کیا گیا هے - صاف نظر آیا کہ ضمانت فنڈ کے بارے میں بھي الهلال کا ایثار عام حالت سے کس درجہ مختلف هے ؟

الحمدللہ کہ اگر چہ مسلمانان هند ایک مدت تک نا آشناے سیاسیات رهے ' تاهم اُنھوں نے گذشتہ دو سال کے اندر اپني مخصوص قومي اور ملکي مصلحتوں کے سمجھنے میں اپني هوشیاري کا پورا ثبوت دیدیا هے -

کیا کوئي صاحب الراے انکار کر سکتا هے کہ " الهلال " کي تحریک " دفاع مطابع هند " ایک اهم ترین سیاسي تحریک نہیں هے ؟

کاش مشیران و مصلحان قوم اس باریک نکتہ تک پہنچے هوتے کہ اتحاد قومي کي اتحاد مطابع کے حاصل هوے بغیر سعي بالفضل هے !

مفصلۂ ذیل رقوم بہ مد " ضمانت الهلال " اسي اهم ملکي خدمت کے لیے جمع هوئي هیں جو ارسال خدمت هیں ' اور خداے برتر و قادر سے اُمید هے کہ وہ آیندہ بھي اس سلسلے کو جاري رکھنے کي توفیق دیگا - نیز مجھے یقین هے کہ تعلیم یافتہ مسلمان اپني حاصل کردہ عزت کو کھو دینے کے بجاے اُسکو با عظمت بنانے میں کوشاں هونگے ' اور دفاع مطابع کے فنڈ کو فوراً مکمل کر دیں گے -

تفصیل چندہ حسب ذیل هے :

ایس محمد بخش صاحب ۲۵ - روپیہ - منشي رفیع الدین صاحب - ۵ روپیہ - غفور خانصاحب - ۲ - روپیہ - حافظ مهتاب صاحب - ۲ روپیہ - جمعدار داود صاحب - ۱ - روپیہ - عبدالرزاق صاحب - ۸ آنہ - شهاب الدین احمد صاحب - ۸ - آنہ - محمد هاشمي احمد صاحب - محمد یوسف صاحب - ۸ - آنہ - لطیف الدین صاحب - ۵ - روپیہ -

اپکا ادنی ترین نیاز مند : لطیف الدین از دهارواڑ بمبئي

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دام مجدکم - یہ مژدہ سن کر کہ جناب نے سر چشمۂ هدایۃ و ارشاد یعني الهلال کیلیے ضمانت کا روپیہ قوم سے لینا منظور فرما لیا هے ' جو دفاع مطابع کے فنڈ میں جمع هو گا ' بڑي خوشي حاصل هوئي - ایک ناچیز رقم پیش خدمت هے - امید کہ اس خیال سے واپس نکرینگے کہ یہ ایسے غریب طالب العلم کا روپیہ هے - کیونکہ احقر کا دل هرگز قبول نہیں کرتا کہ اسوقت کي اس سب سے بڑي دیني خدمت سے بالکل محروم رهوں -

نجم الحسین چودهري - کلکتہ مدرسہ کا ایک طالب علم -

جناب سے دو هزار کي ضمانت طلب هوئي هے - عرض نہیں کرسکتا کہ اس سے کس قدر صدمہ هوا ؟ آپ جیسے اِسلام کے درست اس دنیا میں خال خال پائے جاتے هیں - میں نے حضور کي خدمت با برکت میں ایک اچکن سلک کي روانہ خدمت کي هے - امید هے کہ اس اچکن کو نیلام کرکے جو قیمت وصول هو' اسے فنڈ میں جمع کر دیں - یہ اچکن ابھي سلکر آئي تھي مگر چونکہ میرے پاس دوسري اچکن بھي هے ' اسلیے میں نے اسي نئي کو بھیجنا مناسب سمجھا - امید هے کہ جب نیلام فرمائیں تو یہ بھي فرما دیں کہ یہ ایک عاشق اسلام و رسول اسلام کي اچکن هے !!

اور بھي کئي چیزیں اور تھوڑا سا روپیہ میرے پاس اسي کے متعلق موجود هے اسکو بھي روانہ کرونگا -

شیخ محمود حسن خان - ضلع پٹنہ

(اعانۂ شهداے کانپور)

جناب مولانا - هم دونوں بھائي طالب علم هونے کي حیثیت سے یہ حقیر رقم اُن معصوموں کي مدد کے واسطے دیتے هیں جنکے باپوں نے شربت شهادت پیا اور اُنپر کسي کا سایہ سواے اللہ کے نہ چھوڑا - اُن بچے هوے ماں باپوں کي مدد کے واسطے هم یہ ناچیز رقم پیش کرتے هیں ' جنکے جوان لڑکوں نے شهادت کا مرتبہ حاصل کرکے اپنے ماں باپ کو بے یار و مدد گار چھوڑ دیا !

اسکا اظهار فضول هے کہ هم نے یہ ناچیز رقم کیونکر جمع کي ؟

محمد منیرالزماں و متین الزمان صفوي - اسیون ضلع اوناؤ - اودھہ

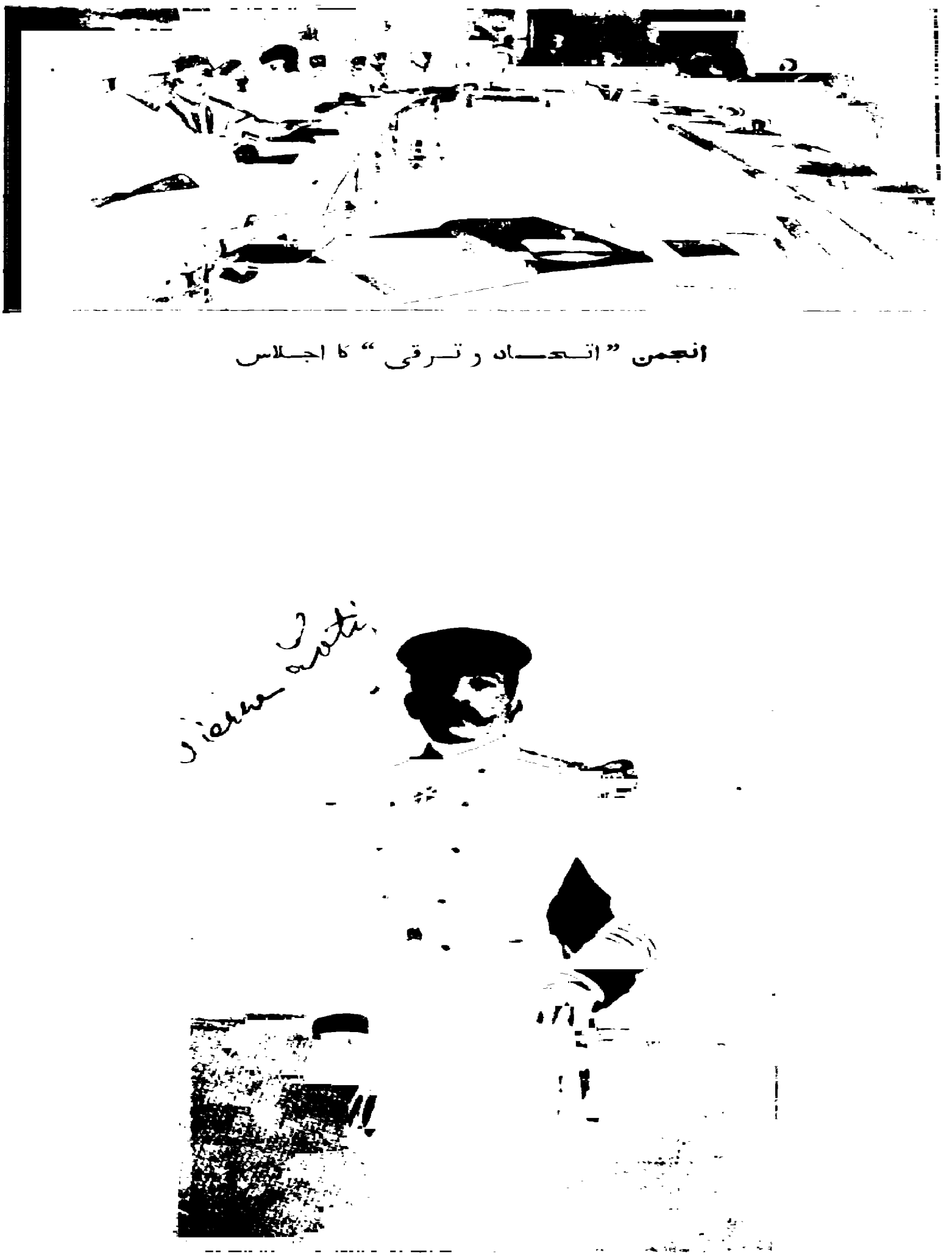

انجمن "اتحاد و ترقی" کا اجلاس

فرانس کا مشہور افسانہ نویس: پیر لوتی
جو ترکوں کی حمایت میں بارہا مشہور ہوچکا ہے۔
جس نے موجودہ جنگ کے زمانے میں متعدد
مضامین مسیحی مظالم کے خلاف لکھے۔ اور
جسکا حال میں ترکوں نے نہایت شاندار
استقبال اپنے دار الخلافۃ میں کیا۔

الهلال

۵ ذی الحجه : ۱۳۲۱ هجری

مساجد اسلامیه اور خدمات سیاسیه

اسلام میں مساجد کي حیثیت دیني

انجمن اسلامیه لاهور کا رزولیوشن

(۵)

(پانچویں آیت)

مساجد کے متعلق ایک اور آیت قابل غور ہے لیکن قبل اسکے کہ اُس آیت کو پیش کیا جاے ' اس سے پہلے کي ایک آیۃ پڑھه لینی چاهیے :

ان الله یدافع عن الذین آمنوا ' ان الله لا یحب کل خوان کفور - اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا ' و ان الله علی نصرهم لقدیر - الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله ! (۲۲ : ۳۹)

" خدا مسلمانوں کے دشمنوں کو اُنسے هٹاتا رهتا ہے - وہ کسي خائن و ناشکرگذار کو کبھي پسند نہیں کرتا - جن مسلمانوں پر کافروں نے قاتلانه حملے کیے ' اب مسلمانوں کو بھي اُن سے لڑنے کي اجازت ہے ' اس لیے کہ اُن پر ظلم هو رها ہے اور کچھه شبه نہیں کہ الله انکي مدد کرے پر قادر ہے - یہ وہ مظلوم لوگ هیں کہ انکا کوئي قصور نه تها - صرف اس اقرار پر کہ همارا پروردگار الله ہے ' وہ ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور اپنے وطن سے اُنکو هجرت کرني پڑي "

اسکے بعد مساجد و عمارات مقدسه کا ذکر ہے :

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا ' و لینصرن الله من ینصره ' ان الله لقوي عزیز - (۲۲ : ۴۰)

" اور اگر الله لوگوں کو ایک دوسرے کے هاتهه سے دفع کرتا نه رهتا ' تو انساني ظلم و تعصب سے دنیا کا امن و سکون کبھي کا غارت هوگیا هوتا - تمام مسیحي صومعے اور گرجے ڈها دیے جاتے ' یہودیوں کے عبادت خانے منہدم هو جاتے ' اور مسلمانوں کي وہ مسجدیں بھي ' جن میں کثرت سے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے - جو الله کي مدد کریگا ' یقیناً الله بھي اُس کي مدد کریگا - کچھه شبهه نہیں کہ الله صاحب قوت و احاطه ہے اور وهي عزیز ہے "

پھر اسکے بعد زیادہ تشریح و تفصیل فرمائي ہے :

الذین ان مکنا هم في الارض اقاموا الصلوٰة و آتوا الزکوٰة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر ' و لله عاقبة الامور ! (۲۲ : ۴۱)

" یہ وہ لوگ هیں کہ اگر انکي حکومت و فتح یابي کو زمین پر قایم کردیا جاے تو انکا کام یہ هوگا کہ صلوٰۃ الهي کو قایم کرینگے ' زکوٰۃ ادا کرینگے ' امر بالا شعار هوگا اور نهي عن الا و مجاهد رهیں گے ' اور تہ کار الله هي کے هاتهه میں ہے "

(تشریح و تفسیر)

یہ آیات کریمه سورۂ (حج) کي هیں ' جس کو باستثناء بعض آیات ' اکثر مفسرین نے مکي اور بعض نے مدني کہا ہے - یہ آیتیں اُس زمانے کے حالات کي خبر دیتي هیں ' جو اسلام کے ابتدائي دور غربت و مظلومي کا زمانه تها ' اور اسکا تخم ظهور و عروج ابھي خاک پامالي میں مدفون تها - جو لوگ اسلام لا چکے تهے ' اُن پر طرح طرح کے مظالم و شدائد کیے جاتے تهے ' حالانکه انکا جرم اسکے سوا کچھه نه تها کہ الله کو اپنا پروردگار سمجھتے ' اور اسکي توحید پر یقین رکھتے تهے - یہاں تک کہ شدت مظالم و شدائد سے ترک وطن پر مجبور هوے - خود حضرۃ داعي علیه الصلوٰۃ و السلام نے هجرت فرمائي - اور رفته رفته مسلمانوں کے اکثر خاندان مدینۂ منوره میں آکر پناه گزیں هو گئے - تمام مفسرین صحابۂ و تابعین کا بالاتفاق بیان ہے کہ یہ آیات اُسي موقعه پر نازل هوئیں - اصلم (طبري) نے تمام روایات جمع کر دي هیں : (۱۷ : ۱۲۴) -

پہلي آیت میں فرمایا کہ اپني غربت و مظلومیت کو دیکھکر مسلمان دل شکسته نہوں اور اپنے عظیم الشان مستقبل کي طرف سے مایوس نہو جائیں - یہ قانون الهي ہے کہ الله تعالیٰ هر دور و هر عهد میں اپني صداقت و حق پرستي کو ظالموں کے حملوں سے بچاتا ہے ' اور وہ مومنوں کے لیے ایسے اسباب دفاع و حفظ فراهم کرتا رهتا ہے ' جن سے دشمن انکي دعوت کو ضرر پهنچانے میں ناکام و نامراد رهتے هیں -

خود مکۂ معظمه کے قیام میں با وجود کمال غربت و مظلومیت ' و قلت انصار ' و عدم وسائل حفظ و دفاع مادّیه ' الله تعالیٰ نے مومنوں کے لیے جو اسباب دفاع فراهم فرمائے ' وہ تاریخ اسلام کے قارئین سے پوشیده نہیں هیں -

---

اسکے بعد فرمایا کہ : " اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا (الخ) " جن لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم کیے ' انسے قتال و جهاد کي مسلمانوں کو بھي اب اجازت ہے -

تمام مفسرین صحابۂ و تابعین و عموم ارباب تفسیر و تاویل کا اتفاق ہے کہ یہ آیۃ اوایل آیت جهاد ہے - اس سے پہلے جس قدر احکام نازل هوے ' صبر و استقامت اور انتظار ما بعد پر مبني تهے - سب سے پہلي بار اسي آیت کے ذریعه مسلمانوں کو اجازت دي گئي کہ ظالموں کے حملوں کے جواب میں وہ بھي قتال و جهاد جاري کر دیں -

بعضوں نے اُن آیات کو شمار کیا ہے جو اس سے پہلے صبر و سکوت اور تحمل و منع قتال کے بارے میں نازل هوئي تهیں اور انکي تعداد ستر سے زیادہ بتلائي ہے ! اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے کیسي شدید مجبوري کے عالم میں تلوار کے فساد کا علاج تلوار کي دواء آخري سے کرنا گوارا کیا ؟

امام (طبري) نے قتاده کا قول نقل کیا ہے :

قال هي اول آیة انزلت في القتال ' فاذن لهم ان یقاتلوا (۱۷ : ۱۲۳)

" یہ پہلي آیت ہے جو قتال و جهاد کیلیے نازل هوئي - اس آیت کے ذریعه الله نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بھي اپنے حمله آوروں کو قتل کریں "

یہي قول دیگر اجلۂ صحابۂ و تابعین مفسرین رضوان الله علیهم کا بھي ہے ' جیسا کہ حافظ (ابن کثیر) نے لکھا ہے :

قال غیر واحد من السلف کابن عباس و مجاهد و عروة بن الزبیر و زید بن اسلم و مقاتل ابن حیان و قتادة و غیرهم : هذه اول آیة نزلت في القتال - و استدل بهذه الایة بعضهم علی ان السورة مدنیة (حاشیه فتح البیان - ۷ : ۳۴۵)

" سلف میں سے ایک سے زیادہ مفسرین کا قول ہے مثل ابن عباس و مجاهد ' عروہ بن زبیر' زید بن اسلم ' مقاتل ابن حیان ' اور قتادہ وغیرهم کے' کہ یہ پہلي آیت ہے جو لڑائي کے بارے میں اتري ہے ۔ چنانچہ اسي آیت کي بنا پر بعض نے استدلال کیا ہے کہ سورہ حج مکي نہیں ہے ۔ مدني ہے "

چنانچہ حضرة ابن عباس نے روایت کي ہے کہ جب انحضرة صلي الله علیه وسلم نے هجرت کي اور مکه سے نکلے' تو حضرة ابوبکر نے کہا : " انا لله و انا الیه راجعون - لیهلکن جمیعاً ! " یعني جب آنحضرة یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں تو پھر مکه کا خدا حافظ ! یقیناً اب مشرکین مکه هلاک هونگے - پھر جب یہ آیت نازل هوئي تو وہ سمجھه گئے کہ اب قتال و جهاد شروع هوگا - (طبري ۱۷ : ۱۲۳) بہر حال مقصود یہ ہے کہ یہ آیت اولین آیت حکم قتال ہے -

اسکے بعد اس حکم و اجازت کي توضیح کي کہ" الذین اخرجوا من دیارهم (الخ) " یعني یہ مسلمان جنکو اب قتال و دفاع کي اجازت دي جاتي ہے ' وہ لوگ هیں ' جنکو بغیر کسي جرم و حق کے ' محض خدا پرستي کي وجه سے دشمنوں نے گھروں سے نکال دیا اور هجرت پر مجبور کیا - ایسے ظلم و عدوان کے مقابلے میں اب حکم قتال ناگزیر ہے - اور گو انکي حالت بیکسانه اور مظلومانه ہے ' لیکن یقین رکھو کہ الله انکو فتح و نصرة دینے پر قادر ہے -

ان تمام تصریحات کے بعد پھر مسلمانوں کے ظهور کي علت غائي ' حکم قتال کي ضرورت و مصلحت ' اور اسکے آئندہ ظاهر هونے والے نتائج عظیمه کي طرف اشارہ کیا کہ : و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا - اگر الله تعالی لوگوں کي ایک دوسرے کے هاتھه سے مدافعت نہ کراتا رهتا ' تو تمام عبادت کدے منهدم هو جاتے اور الله کے گھروں کا کوئي محافظ نہ رهتا !

اس آیت میں معابد دینیه کیلیے متعدد نام آئے هیں اور آخر میں " مسجد" کا لفظ بھي ہے - مفسرین کرام نے اسپر غور کیا ہے کہ ان الفاظ سے مقصود کیا ہے ؟ اور کیا وہ مختلف مذاهب کے معابد کے اسماء هیں' یا مقصود صرف مساجد هي هیں ؟ اکثر مفسرین نے " صوامع " اور " بیع " کو عیسائیوں کا گرجا بتلایا ہے - پہلا خانقاہ کے معني میں جوشہر سے باهر راهبوں اور عزلت گزینوں کیلیے هوتا ہے - اور دوسرا کنیسه اور چرچ کے معنوں میں' جو شہروں میں روزانه اور هفته وار نماز کیلیے بنائے جاتے هیں - " صلواة " کو یہودیوں کا گرجا بتلاتے هیں اور (امام طبري) نے ضحاک کا ایک قول نقل کیا ہے کہ " صلوات یہودیوں کا معبد ہے - وہ اپنے معبد کو " صلوتا " کہتے هیں " (؟)

بعضوں نے صلوات کو (صابئین) کي نماز قرار دیا ہے - لیکن ایک جماعة قلیله کي راے ہے کہ صلوات سے مقصود خود مسلمانوں هي کي نماز ہے اور هدم سے مراد اسکے قیام کا ممنوع هونا ہے - امام (رازي) نے ایک وجه اس قول کي یہ بھي قرار دي ہے اور متعدد اقوال نقل کیے هیں : (تفسیر کبیر : ۴ - ۵۶۳)

بہر حال یہ آیت نہایت اهم ہے' اور هم کو الفاظ کي جگه اسکے مطلب پر تدبر و تفکر کرنا چاهیے -

(حاصل تفسیر)

اس سے پیشتر خدا تعالی نے مسلمانوں کي ابتدائي مظلومي و بیکسي کي طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ الله انکي حفاظت کیلیے دفاع کرتا رهتا ہے -

اسکے بعد قتال و جهاد کي اجازت دي اور فرمایا کہ مسلمانوں کا کوئي جرم بجز اسکے نہ تها کہ وہ الله کے پرستار هیں اور غیروں کي پوجا سے انکار کرتے هیں - لیکن انپر ظلم کیا گیا اور انکو گھروں سے نکالا گیا - جب حالت ایسي هو تو کیوں نہ اب انهیں بھي لڑنے کي اجازت دي جاے ؟

لیکن اس حکم قتال میں بھي مصالح الهیه ' اور اس جنگ و دفاع میں بھي ایک حکمة عظیمه پوشیده ہے - یہ اجازت اس قانون الهی کے ماتحت ہے' جس کا همیشه ظهور هوا ہے ' اور اس عظیم ترین مسئله ... و حکمت کا ظهور ہے ' جس کو حفظ امنیت ' و دفع فساد و طغیان ' و قیام عدل و انسانیة ' و ثبات مدنیة صحیحه ' و نظام و قوام عالم کیلیے قدرة الهیه نے همیشه ظاهر کیا ہے -

(علة ظهور امة مرحومه)

وہ مصلحت کونسي ہے' اور وہ حکمت کیا ہے ؟ وہ کونسا قانون الهي ہے جسکے ما تحت اس اجازت کا نزول هوا ؟

اسي کا جواب ہے جو ان لفظوں میں دیا گیا کہ " لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض " یعنے وہ مصلحت و حکمت یہ ہے کہ دنیا کي مختلف اقوام' مختلف جماعتیں ' مختلف مذاهب و ملل ؛ الله کو یاد کرتے اور اسکي عبادت کیلیے گھر بناتے هیں ' لیکن تاهم ظالمانه تعصب مین سرشار ' اور ایک دوسرے کے قتل و هلاکت ' اور اسکي دیني عمارات و معابد کے هتک و انهدام کیلیے مستعد رهتے هیں - پھر جس کو قوت اور ساز و سامان دنیوي حاصل هو جاتا ہے ' وہ ظلم و خوں ریزي کے شیطان کا حکم لیکر اپنے سے ضعیف و کمزور پر غالب آجاتا ہے اور اسکي دیني عمارتوں کي هتک کرتا ' مذهبي اعمال میں مانع هوتا ' بلکه اسکے معابد کو یکسر منهدم کر دیتا ہے -

یہ ظلم آباد ارضي کي سب سے بڑي مصیبت ' انسانیت کي مظلومیت ' اور سلطان عدل کي هزیمت کا سب سے بڑا ماتم ہے ! !

پس حکمة الهیه اسکي مقتضي هوئي کہ زمین کي امنیت اور ظلم و طغیان کے انسداد کیلیے وہ همیشه اپنے بندوں کو چنے' اور اپني قوموں کو بهیجے جو دنیا میں اسکي قوت و نصرت کي فوج لیکر ظهور کریں ' تا کہ مذاهب کیلیے امن اور معابد کیلیے حفاظت هو - وہ اُن ظالموں سے عدل و حقوق کي راہ میں لڑیں ' جو اپني شیطاني قوتوں سے مغرور هوکر الله کے گھروں کي بے حرمتي کرتے اور خدا کي عبادت گاهوں کو ڈهاتے هیں - اور انسانوں کو چین و آرام کے ساتهه ' بے خوف و بے خطر ' اپنے خدا کي یاد کرنے اور اپنے اپنے معابد میں اسکو پکارنے کا موقع ملے -

اگر وہ ایسا نہ کرتا ' اگر وہ ایک قوم کے دست تظلم سے دوسري قوم مظلوم کو نجات نہ دلاتا ' اگر وہ ضعیف کو نصرت نہ بخشتا ' تا وہ قوي کے طغیان و فساد سے محفوظ هو جاے ' تو دنیا کا چین اور سکهه همیشه کیلیے غارت هو جاتا - قوموں کي راحت همیشه کیلیے اُنسے روٹهه جاتي ' الله کي سر زمین پر وہ تمام بلند منارے گرا دیے جاتے جو اسکے گھر کي عظمت کا اعلان کرتے هیں ' اور

وہ تمام مقدس عمارتیں خاک کا ڈھیر ہو جاتیں ' جنکے اندر اسکے نام کی پرستش ' اور اسکے ذکر کی پاک صدائیں بلند ہوتی ہیں !

پس فرمایا کہ مسلمانوں کو قتال و جدال کی جو اجازت دی گئی ہے' تو یہ اسلیے نہیں ہے کہ خون کی ندیاں اور زیادہ تیزی سے بہیں ' بلکہ صرف اسلیے ہے کہ قانون دفاع مذاہب و معابد' و ظہور امنیت و قیام عدل کے ماتحت ' اللہ تعالی نے اُن کو اقوام عالم میں سے چن لیا ہے ' اور انکے قتال و فدویت کے ذریعہ وہ اپنی مساجد و معابد کو محفوظ ' اور اقوام کے باہمی ظلم و عدوان کا انسداد کرنا چاہتا ہے - انکو صرف اسلیے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ ظلم کے تخت کو الٹ دیں ' عدل الہی کی قدوس پادشاہت کا اعلان کریں ' اور خدا کی مساجد و معابد کو ہتک و انہدام سے بچائیں -

پس وہ گروہ ابھی مظلوم نظر آ رہے ہیں ' سامان دفاع و قتال سے محروم ہیں ' تاہم وہ ' جو ہمیشہ اپنے اس قانون کے معجزات دکھاتا آیا ہے ' جس نے زمین کے ہر دور طغیان و فساد میں اپنی نصرت کی تلوار چمکائی ہے ' اور اپنی حکمۃ کے صحائف کا ورق الٹا ہے ؛ ضرور ہے کہ انکی مدد کریگا اور انکے قتال و جہاد سے اس اعظم ترین خدمت عالم اور اس اشرف ترین دفاع انسانیت کا کام لیگا ' کیوں کہ وہ قوی و عزیز ہے : و لینصرن اللہ من ینصرہ ' ان اللہ لقوی عزیز ! !

چنانچہ اسکے بعد کی آیت میں اچھی طرح اسکی تشریح کر دی ' اور یہ وہ آیۃ عظیمہ و جلیلہ ہے جو مسلمانوں کے مقصد ظہور اور انکے نصب العین کے تعین کیلیے ایک عجیب و غریب تصریح الہی ہے :

الذین ان مکنا ھم	" یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم نے انکی
فی الارض اقاموا الصلوٰۃ	قوت و خلافت کو دنیا میں قایم کردیا
و اٰتوا الزکوٰۃ و امروا	تو انکا کام یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الہی کو
بالمعروف و نہوا عن	قایم کرینگے ' اپنے مال کو اللہ کی راہ
المنکر' وللہ عاقبۃ الامور!	میں نوع انسانی کی اعانت کیلیے

خرچ کرینگے ' نیک کاموں کا حکم دینگے' اور برائیوں سے روکیں گے - اور انجام کار تمام امور کا اللہ ہی کے ہاتھہ ہے "

یہ آیت گذشتہ آیات سے متصل اور انکی تشریح کرتی ہے - امام (طبری) نے تقدیر عبارت یوں کی ہے کہ :

اذن للذین یقا تلون	"جن لوگوں سے کافروں نے قتال کیا ہے'
با نہم ظلموا ' الذین	انکو بھی قتال کرنے کی اجازت ہے -
ان مکنا ھم فی الارض -	اسلیے کہ وہ مظلوم ہیں - اور یہ مظلوم وہ
(۱۷ : ۱۲۶)	مسلمان ہیں کہ اگر اللہ انکو دنیا میں

قائم کردے تو وہ صلوٰۃ الہی کو قائم کریں گے " (الخ)

(نتائج بحث)

بظاہر آیات متعلقۂ مساجد کے ذکر میں قارئین کرام کو بہت سی تفصیلات ' غیر متعلق اور خلاف موضوع بحث نظر آتی ہونگی' لیکن اگر وہ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ اطناب مصالح سے خالی نہیں -

پھر اس قسم کے جرائد و مجلات کے مباحث و مقالات میں یہ خیال بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ضمناً جس قدر مفید بیانات آجائیں' بہتر ہے - نہیں معلوم پھر فرصت اور مہلت نظر و تحریر ملے یا نہیں ؟

یہ خیال الہلال کے اکثر مقالات و مباحث میں فقیر کے پیش نظر رہتا ہے کہ ارادے وسیع ہیں اور مہلت قلیل -

اب غور فرمائیے کہ اِن ایات سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں ؟

(۱) سب سے پہلا نتیجہ و حاصل بحث جو سامنے آتا ہے ' وہ اُس قانون الہی اور حکمۃ ربانیہ کا ظہور ہے ' جسکے ماتحت فی-الحقیقت امنیت ملل و مذاہب کا نظام و قیام ہے ' اور جو اگر نہوتا تو نہیں معلوم دنیا کا کیا حال ہوتا ؟ وہ دنیا ' جسپر طرح طرح کے رنگ و اشکال کی قومیں بستی ' اور مختلف صورتوں کی آباد و پر رونق عمارتیں کھڑی ہیں ' جس کی سطح پر زندگی پرورش پاتی' اور انسانیت سکھہ اور چین کی راحت سے شاد کام ہے' جسکے اوپر عظیم الشان گرجے ہیں ' اور انکی قربان گاہوں پر خدا کو پکارا جاتا ہے ' جو اپنی اباديوں کی عمارتوں کے سلسلوں کو مندروں کے کلس اور مسجدوں کے میناروں سے رونق دیتی ہے ' اور انکے اندر اپنی اپنی زبانوں اور اپنے اپنے طریقوں سے انسان اپنے خالق سے عشق و محبت کا تذکرہ کرتا ' اور اسکے سامنے اپنے تئیں عجز و بندگی سے گراتا ہے ' غرضکہ وہ حسین و جمیل دنیا ایک ایسی ماوراء تصور ہلاکت و بربادی کا منظر ہو جاتی ' جس کی سطح پر خونریز انسانوں کی بوسیدہ ہڈیوں ' اور منہدم عمارتوں کی اوڑتی ہوئی خاک کے سوا اور کچھہ نہ ہوتا !!

یہ انقلابات جو قوموں اور ملکوں میں ہوتے رہتے ہیں ' یہ جو پرانی قومیں مرتی اور نئی قومیں اُنکی جگہ لیتی ہیں ' یہ جو قوی کمزور ہوجاتے ہیں اور ضعیفوں کو با وجود ضعف ' غلبہ کے سامان میسر آجاتے ہیں ؛ یہ تمام حوادث اسی حکمۃ و قانون الہی کا نتیجہ ہیں -

وہ ایک ملک کے ظلم و استیلا کو دوسرے ملک کی اعانت سے دفع کراتا ' اور ایک قوم کی زیادتی کا دوسری قوم کے ہاتھوں انتقام لیتا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ انسانوں کو زمین پر بسنے کی مہلت حاصل ' اور مذاہب کو زندگی و امنیت نصیب ہے -

(۲) نیز اس آیت نے صاف صاف بتلا دیا کہ دنیا میں مسلمانوں کے ظہور و قیام کی علۃ اصلی کیا ہے ؟ اور وہ کونسا کام ہے ' جسکے انجام دینے کیلیے خدا نے انھیں دنیا میں فتح و نصرت کا علم دیکر بھیجا ؟

یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں قتال کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا - چونکہ پہلا حکم تھا ' اسلیے ضرور تھا کہ ساتھہ ہی حکم کی علت بھی بتلا دی جاتی - پس فرمایا کہ صداقت اور خدا پرستی مظلوم ہوگئی ہے اور ظلم و ضلالت کی قوت کا غلبہ و استیلا بڑہ گیا ہے - وہ زمین جو اسلیے بنائی گئی تھی کہ خدا کی پرستش کا معبد ہو ' اب خدا پرستوں پر ایسی تنگ ہوگئی ہے کہ اللہ کو پکارنا اور " ربنا اللہ ! " کہنا سب سے بڑا انسانی جرم ہوگیا ہے اور ایک قوم اپنی قوت کے گھمنڈ سے مغرور ہوکر دوسری قوم کے مذہب اور اسکی عبادت کو روکنا چاہتی ہے -

ایسی حالت میں ضرور ہے کہ حسب قانون الہی ' خدا ایک نئی قوم کو بھیجے' تا وہ قوموں اور مذہبوں کو امن کا پیغام پہنچاے' اور ظالموں سے قتال کرے ' مظلوموں کو انکے دست تظلم سے نجات دلاے - ایسا ہونا نظم عالم کیلیے ضروری ہے - کیونکہ اگر اللہ ایک قوم کے ہاتھوں دوسری جابر قوم کو ہٹاتا نہ رہتا تو :

" لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا " !

عبادت کدے منہدم ہو جاتے اور وہ مسجدیں گرا دی جاتیں جنکے اندر نہایت کثرت سے خدا کی عبادت ' اور اسکے نام کی تقدیس کی جاتی ہے !

پھر فرمایا کہ گو مسلمان مظلوم ھیں مگر ھم انکو نصرت بخشیں گے کیونکہ یہ اللہ کي ..لطنت کو قائم کرانا ' اور اسکي پرستش و عدالت کو نصرت دلانا چاھتے ھیں - اسکے بعد مسلمانوں کے ظہور کے نتایج بتلاے کہ یہ مظلوم مسلمان جنکو جہاد کي اجازت دي جا رھي ھے ' وہ قوم ھے کہ فتح و نصرت اور قیام و تمکن کے بعد اسکا کام عیش و عشرت ' ملک گیري ' اور محض تخت فرمائي نہوگا ' بلکہ وہ دنیا میں صفات الہیہ کا مظہر اور اسکے عدل و صداقت کي نعمت کی حامل ھوگي - وہ ضلالتوں اور گمراھیوں سے دنیا کو روکیگي - اعمال حسنہ کا حکم دیگي - عبادت مالي و بدني اسکا شعار ھوگا !

ان ترتیبات سے کیا نتیجہ نکلتا ھے ؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مطالب مضطرفہم اور نتائج منتظر درس و بصیرت ھیں ؟

اس سے ثابت ھوا کہ مسلمان دنیا میں صرف اسلیے آے کہ اللہ کے عبادت خانوں کي حفاظت کریں ' اور انکو انساني ظلم و سرکشي کي شرارتوں سے بچائیں - انکو ستر مرتبہ کہا گیا کہ صبر کرو - اکہترویں مرتبہ تلوار کے مقابلے میں تلوار اٹھانے کي اجازت دي تو بتلا دیا کہ یہ اجازت صرف اسلیے ھے کہ ایسا نہوتا تو اللہ کي عبادت کے گھر ڈھا دیے جاتے اور مسجدیں منہدم کر دي جاتیں ' جنکے اندر نہایت کثرت سے اسکا ذکر ھوتا ھے -

یہ سرسري مطالعہ کا نہیں بلکہ نہایت غور و تدبر کا موقعہ ھے - مسلمانوں نے جب سب سے پہلي مرتبہ تلوار کے قبضے پر ھاتھ رکھا تو انکے سامنے مساجد کي حفاظت اور اسکے انہدام ھي کا مسئلہ تھا - انھوں نے اس دنیا میں قتال و دفاع کا پہلا قدم اٹھایا تو وہ اپنے گھروں کي حفاظت کیلیے نہیں بلکہ خدا کے گھر کي حفاظت کے لیے میں تھا - وہ صبر و ضبط کے ساتھ مدت تک بیٹھے رھے ' پر اے تو مسجد کیلیے اٹھے ' اور بڑھے تو مسجد ھي کي راہ میں !

(۳) خدا نے بھي انکا سب سے بڑا شرف یہي بتلایا کہ انکے ذریعہ اپنے معابد کي حفاظت کا کام لے گا ' اور اگر انکو نہ ظاھر کرتا ' اور اپني نصرت و فتح کي بخشش کیلیے نہ چن لیتا تو اسکي زمین پر اسکے مقدس معابد منہدم ھوجاتے -

(۴) صرف اسلام ھی کي مساجد کیلیے نہیں ' بلکہ تمام عبادت خانوں کي بلا استثنا حفاظت انکا مقصد بتلایا کہ وہ مذاھب کو امن دینے والے اور اقوام کو ظلم و تعصب سے بچانے والے ھونگے - یہ در اصل ایک طرح کي پیشین گوئي تھي ' لیکن ایک چوتھائی صدي کے اندر ھي واقعات نے اسکي تصدیق کردي !

جبکہ ایک مذھب دوسرے مذھب کو برباد کرنا چاھتا تھا ' جب کہ ھر قوم چاھتي تھي کہ خدا کي زمین صرف ھمارے ھي لیے ھوجاے اور کسي دوسري قوم کے مذھب اور مذھبي عمارات کو اسپر جگہ نہ ملے ' تو مسلمانوں ھي کي تلوار تھي جس نے انکو ظلم و استیلا سے بچایا اور بربادي و ھلاکت سے نجات دلائي - جزیرۂ عرب و یمن کے اندر مسلمانوں کي وجہ سے عیسائیوں کو بمجرد ظہور جو نفع عظیم پہنچا ' اسکا تذکرہ طولاني اور محتاج تمہید ھے ' لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ مصر میں قبطیوں کو جس قوم نے عیسائیوں کے مذھبي ظلم سے نجات دلائي اور قبطي معابد کو ازادي بخشي وہ مسلمان ھي تھے ؟ خود عیسائیوں ھي کے اندر چھٹي صدي عیسوي میں انتہا درجہ کي مذھبي تفریق اور تعصب و جنگ و جدال تھا - ایک چرچ دوسرے چرچ کے پیرو کي تکفیر کرتا ' جلا وطني کي سزا دیتا ' اور بسا اوقات زندہ جلا دیتا تھا - علی الخصوص گریک و روماني چرچ ' جسکے ھاتھوں مشہور یعقوبي فرقے کو کیسي کیسي درد انگیز مصیبتیں جھیلني پڑیں ؟ لیکن صرف مسلمان ھي تھے جنھوں نے مصر و اسکندریہ میں اس فرقے کو پناہ دي ' اسکے معابد محفوظ ھوگئے ' اور بکمال آزادي اپنے گرجوں کے اندر اقرار توحید کے ساتھ ' خداے مسیح کي پرستش کرنے لگا !

پھر اسلامي حکومتیں قائم ھوئیں اور گو اسلام کي شرعي خلافت کا یہ دور نہ تھا ' تاھم امویہ و عباسیہ کے عہد پر نظر ڈالو اور اس پیشین گوئي کي صداقت کو یاد کرو - کس طرح تمام مذاھب و ملل کو اسلامي حکومتوں میں آزادي دیدي گئي اور علی الخصوص عیسائیوں کے فرقے کس طرح مسلمانوں کي بدولت بربادي سے بچ گئے ؟

مسلمانوں کي حکومت میں خود مختلف اسلامي مذاھب کو آزادي حاصل نہ تھي - شوافع حنابلہ کے دشمن تھے - اور حنابلہ شوافع کو ھلاک کرنا چاھتے تھے - اشاعرہ نے ایوبیہ کي قوت پاکر معتزلہ کے ساتھ جو کچھ کیا ' سب کو معلوم ھے - سنیوں اور شیعوں کا باھمي قتال بجاے خود ایک داستان خونین ھے خوارج و قرامطہ کے حالات تاریخ میں تلاش کرو - ھمیشہ ایک فرقے نے دوسرے فرقے کو تباہ کیا ھے ' اور دوسرے نے انتقام کا موقع پایا ھے تو کسي طرح کي کمي نہیں کي ھے - تاھم یہ کیسي عجیب بات ھے کہ مسلمان خود تو باھم ایک دوسرے کو برباد کرتے تھے ' لیکن غیروں کو انھوں نے ھمیشہ پناہ دي اور ذمیوں کے حقوق دینیہ کي کبھي بے احترامي نہ کي - شوافع نے حنابلہ کا معاملہ بغداد میں اوٹ لیا ' لیکن عیسائیوں کے گرجوں کي برابر حفاظت ھوتي رھي !

صلاح الدین عیسائیوں کے خوني جہاد کا میدان میں جواب دیتا تھا ' جبکہ وہ بیت المقدس کي مسجد عمر کو ڈھا چکے تھے ' لیکن خود اسکي حکومت کے اندر عیسائیوں کو پوري آزادي تھي اور مسجد عمر کي طرح مسیحي گرجا نہیں ڈھایا جاتا تھا ! !

حضرۃ عمر (رض) کے دنیا میں آخري الفاظ یہ تھے کہ غیر مذھب رعایا کے حقوق کي حفاظت کرنا - انھوں نے اپني آخري وصیت میں کہا تو یہي کہا کہ انکو دشمنوں کے حملے سے بچایا جاے اور انکے معابد محفوظ رھیں ! (طبري وغیرہ)

جب کوئي فوج حرکت کرتي تھي تو اسکے تمام افسروں کو نصیحت کي جاتي تھي کہ پادریوں کو قتل اور گرجوں کو منہدم نہ کرنا !

کیا یہ سب کچھ اسي کا ظہور نہ تھا کہ : " و لو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً " ؟ فھل من مدکر ؟

(۵) پس اگر آج مسلمان اپني وسیع زمینوں کي حفاظت نہیں کرسکتے جس پر انکے تخت حکومت بچھے ھوے اور انکا علم فرمان روائي نصب ھے ' تو کچھ افسوس نہیں ' لیکن اگر وہ زمین کے اس چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کي بھي حفاظت نہ کرسکیں ' جو خدا کي عظمت و جلال کا تخت ھے ' اور جسکے منارے اسکي قدرت کے علم ھیں ' تو انکے لیے افسوس ھے !

کیونکہ یہ انکا مقصد ظہور ھے اور اگر وہ اپنے مقصد حقیقي کو بھول جائیں تو یہ مقصد کي موت ھوگي جس کے بعد زندگي ممکن نہیں !

(۶) مسجد مقدس کانپور کا معاملہ ایک تازیانہ تھا ' جس نے مسلمانان ھند کو انکا مقصد عظمی یاد دلانا چاھا - پس مبارک ھیں وہ جو اس تنبہ سے عبرت پکڑیں ' اور آیندہ اپني قوتیں کو اس راہ میں وقف کردیں !!

مصالحة ... ۱ ... ۱۱ ... کانپور

(۲)

اس حال کو پہنچے ترے قصے سے کہ اب ہم
راضي هيں گر اعدا بھي کريں فيصله اپنا

معلوم هوتا هے کہ فيصلۂ مسئلۂ اسلاميہ کانپور کي نسبت مجھے بہت کچھہ لکھنا پڑيگا' علاوہ اسکے جو ميں لکھنا چاهتا تها -

ميں نے گذشتہ اشاعت ميں مولانا محمد رشيد صاحب کي تحرير کے ضمن ميں اس صورت فيصله کا ذکر کيا تها' جسکي مجھے اطلاع دي گئي تهي - يہ زباني گفتگو تهي - تحرير کي صورت ميں بعينہ وهي صورت جناب مولانا عبد الباري صاحب نے بھي اپنے خط مورخہ ۳ - اکتوبر ميں تحرير فرمائي تهي - مسٹر مظهر الحق سے ملاقات غالباً ۲۸ يا ۲۹ - کو هوئي' اور يہ خط ۳ - اکتوبر کو لکھا گيا تها -

يہ خط در اصل ايک پرائويٹ تحرير هے مگر اسليے شائع کر ديتا هوں کہ :

(۱) خود مولانا موصوف نے حال ميں جو ايک تحرير شائع کرائي هے ' اسميں بھي قريب قريب يہي امور درج هيں -

(۲) اس خط ميں انهوں نے لکھا تها کہ " تا افشاي معاملہ يہ تحرير بصيغۂ راز رکھي جاے " اب چونکہ معاملہ هوچکا - اسليے اسکي اشاعت ميں کوي هرج نهيں -

(۳) ميري نسبت مشهور کيا گيا هے اور بار بار مجھے خطوط و تلغرافات ميں ياد دلايا گيا هے کہ تم سے مشورہ کرليا گيا تها' اب کيوں مسئلۂ زمين مسجد ميں اختلاف کرتے هو؟ ايسي حالت ميں اپني بريت اور کشف حقيقت کيليے جائز وسائل کے استعمال کا حق ضرور مجھے حاصل هونا چاهيے -

(نقل خط)

" ميں نے اس راے کو تسليم کر ليا هے کہ حصہ متنازعہ فيہ جزو مسجد هے - وہ کسي حالت ميں سواے مسجد کے کسي دوسرے کام ميں صرف نهيں هوسکتا هے " اس پر بھي اگر مسلمانان کانپور اور علماے کرام صلح کو پسند کريں " تو ميں اس مخمصے سے چھٹکارے کي بهترين صورت يہ تجويز کرتا هوں کہ مسجد پھر سے مستحکم و مضبوط بنائي جاے - اور اسکي کرسي اقلا ۸ - فٹ بلند هو' مگر زمين حصۂ متنازعہ کي اپني موجودہ حالت پر رهے -

اس زمين کے تين حصے هيں : ايک حصہ مهري کا' دوسرے پر ديوار مکان متصل کي تهي ' تيسرا حصہ مسجد کا دالان هے - جو حصہ دالان مسجد کا هے ' وہ ايک چبوترے کي صورت پر قائم کرديا جائے -

جو پيدل چلنے کا راستہ هے ' اسکي بلندي سے اس چبوترے کي بلندي کم از کم ايک فٹ هو - اور اوس مهري کے حصہ پر تين در کا برامدہ قائم کيا جائے - يہ برآمدہ سڑک کي طرف هوگا - اسکے اور سڑک کے درميان ميں ديوار کي زمين اور کچھہ مقدار پيدل راستہ کي بھي هوگي' اسکي بلندي پيدل راستہ کے برابر هو؛ اور يہ برامدہ اسقدر بلند هو کہ مجلس صحن سے اسکي چھت مساري هو جاے ' اور درميان اس برآمدے کے بلکہ بيچ ميں دروازہ مسجد کا هو - خواہ دوسرا دروازہ هو - يا جو اسوقت موجود هے وهي رهے -

پھر جو رخ اس برامدہ کا سڑک کي طرف هو' وہ جالي سے بند کرديا جاے - يہ جالي لوهے کي هو خواہ پتھر کي - اس برامدہ کے دونوں بازوؤں کے کھلے رهيں يا لوهے کے دروازے اوسميں لگا ديے جائيں - پيدل راہ جسوقت تنگ هو تو مسجد کے آنے والوں کے ليے اضافہ ' اور دوسرے لوگوں کے ليے ضمنا اسقدر اجازت هوگي کہ بازوؤں کے دروازوں سے مسجد ميں داخل هوں يا ايک طرف سے دوسري طرف نکل جائيں - يہ برآمدہ هميشہ مسجد کي ملک رهيگا' اور اسکے اندر خريد و فروخت کے معاملات کسي طرح نهيں هوسکتے - کوئي سواري يا جانور نهيں گذر سکتا - مسلمانوں کو حالت نا پاکي ميں جانا شرعاً ممنوع هے -

اس صورت کي مسجد بنانے کا هم نے ارادہ کيا هے اور اسکو هم ظاهر کرتے هيں - مگر هم مسجد کے مغصوبہ زمين کو بلا شرط حاصل کرنا چاهتے هيں -

يہ مصالحت اوسوقت کر سکتے هيں جب گورنمنٹ بلا توسط مقامي حکام هماري تمام مطالبات قبول کرے:

اولاً هماري زمين جو کہ جزو مسجد هے همکو واپس کردي جائے -

ثانيا هماري جملہ ماخوذين متعلق مسجد بري کرديے جائيں -

ثالثا ايک علم قاعدہ تحفظ مقامات متبرکہ کا اجرا کرديا جائے -

علاوہ انکے حسب ذيل امور بھي هماري خواهشات سے هيں:

(۱) جهانتک هو گورنر جنرل خود آکے هماري قيدي رها کرديں اور هماري مسجد همکو واپس ديديں -

(۲) جسقدر ضمانتيں اخبارات سے اس بارہ ميں لي گئي هيں ' وہ منسوخ کرديي جائيں -

(۳) جن حکام نے ظلم کيا هے انکي معقول تنبيہ هو تا کہ آيندہ ايسے مظالم کا سد باب هو جائے -

اور اعانت مصيبت زدگان کي تائيد گورنمنٹ خود بھي کرے کہ اکثر حضرات اسکي حرکت کو ناراضگي گورنمنٹ کا باعث سمجھتے هيں - اسکي صورت يہ هے کہ جسقدر چندہ اس فنڈ کا موجود هے وہ گورنر جنرل کي آمد کانپور کے وقت پيش کرديا جائے - اور انسے خواهش کيجائے کہ خود بھي اوسکي شرکت کريں اور گورنمنٹ سے بھي شرکت کرائيں تاکہ مستقل امداد اس طور پر هوسکے "

الهلال:

اس خط ميں مولانا نے جو صورت بيان کي هے ' قريب قريب يہي صورت انهوں نے اپنے اُس مضمون ميں بھي بيان کي هے جو انجمن مربي الاسلام ميں پيش کيا گيا - مسٹر مظهر الحق جب مشورہ کيليے تشريف لاے تو انهوں نے اسي کا خلاصہ بيان فرمايا - البتہ آخر ميں جو تين مطالبات اور مزيد کيے هيں ' ان ميں سے دفعہ (۱) کے علاوہ اور کسي دفعہ کو انهوں نے شرايط فيصلہ ميں شامل نهيں کيا تها ' اور در اصل اصلي مسئلہ زمين مسجد اور متهمين حادثہ هي کا تها - يہ امور اسکے علاوہ هيں -

ميں نے جب اس صورت مجوزہ کو سنا ' نيز معلوم هوا کہ جناب راجہ صاحب محمود اباد کا بيان هے کہ هز ايکسلنسي کسي ايسي صورت کو منظور کرلينے کيليے طيار هيں ' تو گو آخري مشورہ اور قطعي راے کي صورت ميں گفتگو نہ تهي ' تا هم ميں نے کہا کہ

ویسرائے اسے منظور کرلیں تو پھر تمام معاملہ کا خاتمہ ہے - کیونکہ اصولاً اس صورت میں اور زمین پر مثل سابق دالان تعمیر کر دینے میں کچھہ بھی فرق نہیں ہے -

(اصلی سوال)

تمام معاملے کی بنیاد یہ امر ہے کہ مسجد کی زمین کا ایک حصہ مسجد کی ملکیت اور قبضے (باصطلاح قانون) ' اور تصرف (باصطلاح فقہ) سے نکالکر سڑک میں شامل کردیا گیا ہے - مسلمان کہتے ہیں کہ یہ جزو مسجد ہے ' اسلیے سڑک میں شامل نہیں کیا جا سکتا -

پس قانون اور فقہ ' دونوں کے لحاظ سے یہ سوال (ما کیہ) اور (تصرف) کا ہے - نہ کہ کسی ہئیت و شکل عمارت کا -

(مجوزہ صورت)

مولانا نے فیصلے کی صورت یہ تجویز کی کہ :

" گورنمنٹ بلا کسی شرط کے زمین ،مغصوبہ واپس کردے اور جس طرح مسجد کی ملکیت میں تھی' اسی طرح دیدی جاے" اس دفعہ نے (ملکیت) کا مسئلہ صاف کردیا اور مسجد کی زمین اُسے بجنسہ واپس ملگئی -

یہ اصول ٹھیک قائم رہا کہ " مسجد کی زمین کا ہر حصہ مقدس ' اور وہ کسی حال میں مصالح مسجد کے سوا کسی دوسرے کام میں نہیں آسکتا "

اب دوسرا مسئلہ (تصرف) کا رہا - کیونکہ قانوناً بھی ملکیت بغیر حق تصرف کے مفید دعوی نہیں -

اسکا فیصلہ اس طرح ہوا کہ حق تصرف بھی مسجد اور اسکے متولیوں یاعام جماعت کو ملیگا - لیکن اب چونکہ اُس جانب سڑک نکلی ہے جو پہلے نہ تھی' اور مسجد کی نئی تعمیر درپیش' لہذا اس تعمیر کا نقشہ متولیان مسجد اپنے جدید مصالح اور فوائد کے لحاظ سے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اُس جانب مسجد کا صدر دروازہ بنا یا جاے - صدر دروازے کیلیے برامدہ ضروری ہے - اسلیے اوپر تو صحن مسجد کی وسعت اور اسکا دالان بدستور رہیگا ' لیکن اسکے نیچے دروازہ کی وجہ سے ایک سہ درہ بنایا جایگا ' اور وہ بالکل اسی طرح زمین کی مسجد پڑ ہوگا ' جیساکہ صدہا مساجد میں مثل مکانات کے کچھہ جگہ چھوڑ دی جاتی ہے ' اور اسپر یا تو سیڑھیاں ہوتی ہیں ' یا بطور برامدے کے جگہ خالی رہتی ہے - بمبی اور کلکتہ کی مساجد میں یہ صورت بکثرت ہے -

یہ جو جگہ خالی چھوڑ دی جاتی ہے تو مسجد ہی کی زمین ہوتی ہے ' لیکن مصالح مسجد کیلیے اسکو الگ سا کردیا جاتا ہے -

(سڑک اور زمین ... د)

ایک اہم سوال جو اب فیصلہ کے اثر کیلیے مہلک ہو رہا ہے ' اُس حالت میں بھی پیدا ہوسکتا تھا ' یعنے یہ برامدہ یا سہ درہ سڑک میں شامل ہوگا - اور گو مسجد کے دروازے کے سامنے کی زمین کو دھوپ اور بارش سے بچانے اور آنے جانے والے نماز یوں کے خیال سے اسکی تعمیر عمل میں آئی ہو' لیکن اسکا کیا علاج کہ عام راہگیر بھی ہر حالت میں اسپر سے گذریں گے ' اور اسکا احترام مثل مسجد کے محفوظ نہ رہیگا ؟

یہی سوال ہے جو موجودہ صورت میں ہر شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے -

لیکن اسکا علاج بھی اس صورت میں موجود تھا - مولانا نے صاف صاف لفظوں میں لکھدیا تھا کہ دروازے کے سامنے کا حصہ فت پات سے ایک فت اونچا بنا یا جایگا ' اور جو رخ اسکا سڑک کی جانب ہوگا ' اسے جالی سے بند کر دیا جایگا - دونوں جانب کے در لوہے کے در وازے سے بند ہوسکیں گے . . . . . اسکے اندر خرید فروخت نہوسکے گی ' کوئی سواری یا جانور وہاں سے نہیں گذر سکتا ' مسلمانوں کو حالت نا پاکی میں وہاں جانا مثل مسجد کے شرعاً ممنوع ہے "

(گورنمنٹ کی خاطر نہیں بلکہ مسجد کیلیے)

رہی یہ بات کہ ہم دروازہ کیوں بنائیں ؟ کونسی وجہ ہے کہ پہلی سی حالت باقی نہ رکھی جاے ؟ تو اسکے لیے نہایت معقول وجوہ ہیں :

(۱) مسجد از سر نو تعمیر کرینگے تا کہ زیادہ خوش قطع ' زیادہ مستحکم ' اور زیادہ آرام دہ ہو - مسجد کو از سر نو تعمیر کرتے ہوے بحفظ رقبۂ زمین' ہمیں اختیار حاصل ہے کہ بر بناے مصالح و فوائد ' نقشۂ عمارت میں تبدیلی کریں - اس تبدیلی سے اُس اصول پر کوئی اثر نہیں پڑتا ' جسکا تعلق مساجد اور گورنمنٹ سے ہے -

(۲) پہلے حالت اور تھی - اب اُس جانب سے ایک بڑی سڑک نکل رہی ہے - لہذا ضرور ہے کہ اب مسجد کا صدر دروازہ سڑک کی جانب ہو - اگر یہ قضیہ نہ بھی پیش آتا' جب بھی نئی سڑک کی صورت میں اُس جانب صدر دروازے کا رکھنا ضروری تھا -

(۳) دروازہ کے آگے برآمدے کا ہونا علاوہ عمارت کی حسن و خوشنمائی کے ' نمازیوں کیلیے بھی آرام دہ ہوگا - کیونکہ بارش کے وقت دروازہ کی پانی سے حفاظت ہوگی - دھوپ میں سایہ ہوگا - یہی مصالح ہیں جنکی وجہ سے بڑے بڑے مکانوں میں برآمدے نکالے جاتے ہیں اور مساجد میں بھی موجود ہیں -

" مسجد کی از سر نو تعمیر " - " ایک فت کی بلندی " - " سہ درہ " - " لوہے یا پتھر کی جالی " - " زمین کی بلا شرط واپسی " وغیرہ وغیرہ ' مولانا کی تحریر کے اہم الفاظ ہیں - اُن پر دوبارہ نظر ڈال لیجیے -

(مجوزہ فیصلہ بالکل کامیابی تھی)

اب آپ انصاف فرمائیں کہ اس صورت اور مسجد کو بحالت اولی چھوڑ دینے میں اصولاً ' شرعاً ' قانوناً ' کیا فرق ہے ؟ بلکہ فی الحقیقت پہلی صورت سے بھی زیادہ بہتر و انفع -

اس معاملہ کی اصلی روح حفظ زمین مساجد کا اصول تھا - اور وہ بمجرد اعتراف ملکیت حاصل پھر تصرف میں مینوسپلٹی کو کوئی دخل نہیں !

یقیناً میں نے اس صورت کو سنکر ایک ابتدائی گفت و شنود کی طرح اتفاق ظاہر کیا ' اور کچھہ عرصہ تک مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرنے کے بعد کہا تھا کہ " اگر ایسا ہوا تو میں مخالفت نہیں کرونگا "

مگر اب کہتا ہوں کہ اس صورت سے تو کوئی بھی مخالفت نہیں کرسکتا - کیونکہ یہ تو بالکل سر جیمس مسٹن کے حکم کو خاک میں ملانا اور مطالبۂ مسلمین کی بہ کلی فتح تھی -

مسٹر مظہر الحق نے خود بار بار کہا : میری سمجھہ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس صورت کے منظور کرلینے کے بعد سر جیمس مسٹن کیلیے کیا باقی رہجایگا ؟ انکو تعجب تھا اور مینے بھی اس تعجب میں شرکت کی -

مولانا عبد الباري نے اس صورت مجوزہ کے واضح کرنے کیلیے مجوزہ نو تعمیر مسجد کا ایک نقشہ بھي قلم سے کھینچ کر بھیجا تھا - بہتر ھے کہ اُسے بھي نقل کردیا جاے ' تاکہ صورت مجوزہ اچھي طرح سمجھہ میں آجاے - نیز معلوم ھوسکے کہ میرا اتفاق کس صورت میں تھا ؟

(نقشۂ نو تعمیر حصۂ متنازعہ فیہ)

جو پہلي صورت مجوزہ کي حالت میں ھوتا

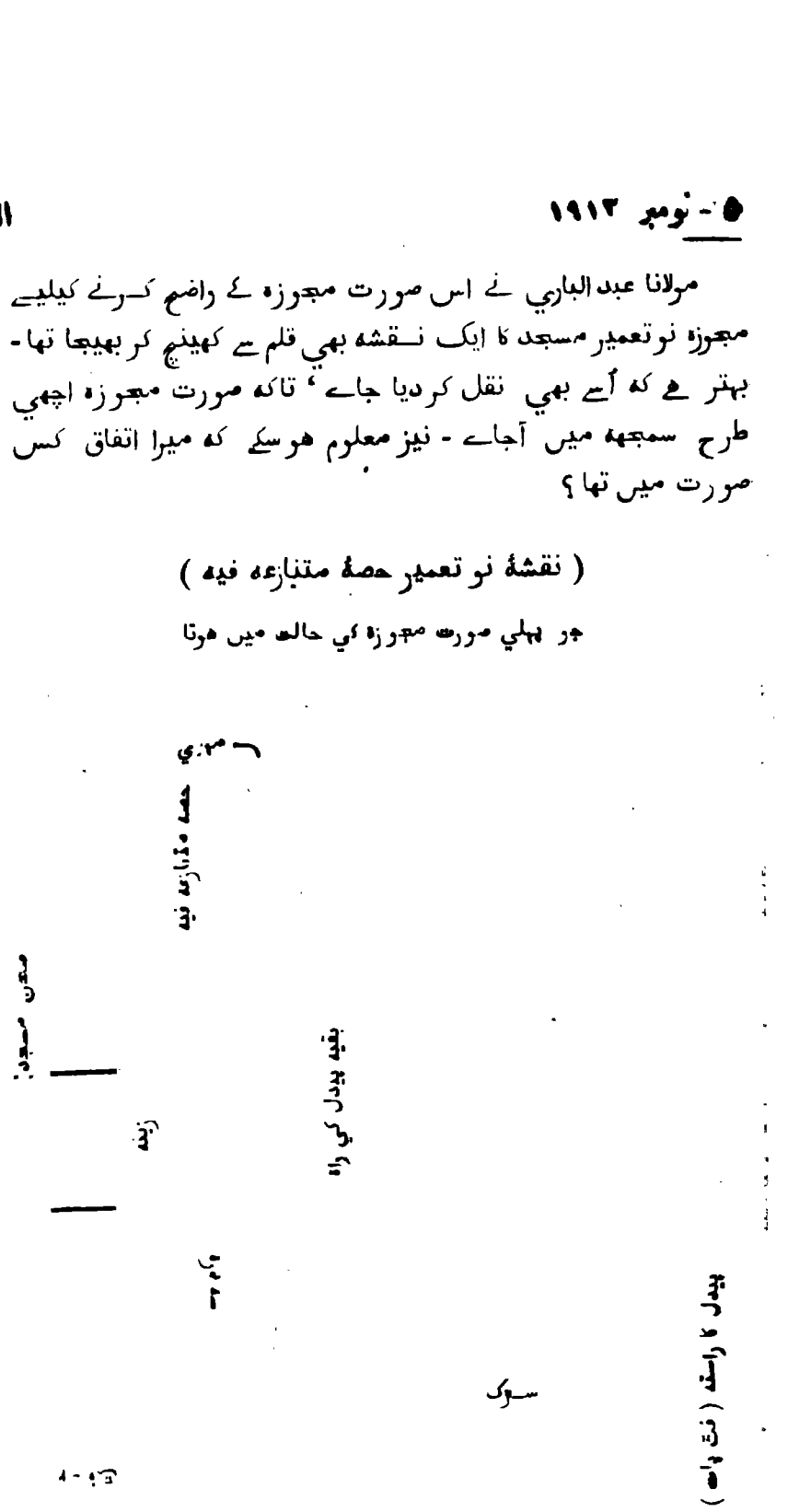

(ایک ضروري مکالمہ)

یہ گفتگو محض ایک ابتدائي مشورہ تھا - آخري مشورہ اور قطعي و اختتامي راے کا موقعہ بعد کیلیے چھوڑ دیا گیا تھا تاھم اللہ تعالی کي کچھہ عجیب حکمت ھے کہ چند خیالات اُس وقت مجمع پیدا ھوے ' اور میں نے مسٹر مظہر الحق پر ظاھر کیے - بالاخر وھي صورت پیش آئي -

میں نے کہا " کسي امر کے نیک و بد اثر کیلیے بڑي چیز اسکے ساتھہ کے اور حالات و حوادث بھي ھوتے ھیں - اثر مجموعي طور پر پڑتا ھے اور بعض حالتوں میں ضمني باتیں اسطرح غالب آجاتي ھیں کہ نفس مسئلہ مغلوب ھوجاتا ھے -

حضور وایسراے کہتے ھیں کہ میں خود آؤنگا - مسجد دیکھونگا اور خود اپني زبان سے تمام امور کا اعلان کرونگا ' لیکن ایک اھم سوال یہ ھے کہ وہ کس عالم میں آئیں گے ؟ اور کیسے خیالات ظاھر کرینگے ؟

فیصلہ اور مضی ما مضی کي تجویز ھو رھي ھے ' لیکن کہیں ایسا نہو کہ مسلمانوں کي دل شکني یا رنجیدگي کي کوئي بات ھوجاے - کہیں گذشتہ واقعات کا جانب دارانہ تذکرہ نہ نکل آے - کہیں جرم و بے جرمي کا سوال نہ چھڑ جاے - اگر ایسا ھوا تو پھر اصل مسئلہ کا اثر ان باتوں کے ساتھہ شامل ھوکر پبلک کے سامنے آیگا اور فیصلہ کنندوں کي حالت نازک ھوجا یگي -

جب وایسراے فیصلے کي غرض سے آئیں گے تو کانپور میں جوش و محبت کے ساتھہ خیر مقدم ھوگا ' لیکن اگر انکی تقریر میں کوئي بات ایسي ھوگئي ' تو جن لوگوں نے ایسا کرایا ھے ' انکو ملامت کیجائیگي "

لیکن مسٹر مظہر الحق نے کہا کہ " ایسا کیوں ھونے لگا ؟ حالت وایسراے کي نظر سے پوشیدہ نہیں " سچ یہ ھے کہ مسٹر مظہر الحق کے ھاتھہ میں فیصلہ نہ تھا ' اور نہ وہ اسکے باني تھے - وہ اسکي نسبت کہتے تو کیا کہتے ؟

لیکن اب میں دیکھہ رھا ھوں کہ میرا خیال بالکل غلط نہ نکلا - حضور وایسراے اگر سر جیمس مسٹن کي بے موقع تعریف نہ کرتے ' اگر جرم و بے جرمي کا سوال نہ چھیڑتے ' اگر زمین کي ملکیت کو ایک غیر ضروري سوال قرار نہ دیتے ' اور اگر اُن لفظوں کے ساتھہ رھائي کا حکم نہ دیتے ' جن کے ساتھہ دیا گیا ' تو شاید عام مسلمانوں کے دلوں میں زیادہ طمانیۃ اور شکر گزاري ھوتي - عام اس سے کہ اصل مسئلہ کي حالت کیسي ھي کیوں نہ ھوتي !

ھر شے کا حکم اسکے گرد و پیش اور حوالي کے تغیرات کے بعد بدل جاتا ھے - کیونکہ جماعت پر اثر مجموعي حالات کا ھوتا ھے - عام نظریں ایک کیمسٹ کي طرح تفرید کیمیاري کے بعد حوادث پر نظر نہیں ڈالتیں -

یہ ایک نہایت اھم نکتۂ سیاست اور صرف اعلی حکام کے سمجھنے ھي کي بات ھے - تعجب ھے کہ حضور وایسراے نے اسپر غور نہ فرمایا :

ربط نہان غیر کا پردہ ھے ' ورنہ آپ
دشمن کے ساتھہ صرفہ کریں رسم و راہ میں ؟

(تغیر اور تنسیخ و ترمیم)

گفتگو کا آغاز اسی صورت سے ھوا - جبکہ شملہ اور لکھنو میں نامۂ و پیام اور گفت و شنید ھو رھی تھی ' تو یقیناً یہی صورت سب کے پیش نظر تھی - خود مسٹر مظہر الحق کو بھی یہی معلوم تھا ' اور مولانا عبد الباري بھی اسی خیال میں ھونگے ' لیکن (جیسا کہ خود مولانا نے اپني تحریر میں لکھا ھے) جب معاملہ زیادہ وقیع حد تک پہنچا اور سرکاري حلقہ میں آخري راے کسي نہ کسي طرح قرار پاگئي ' تو لکھنو میں ایک صحبت شوری قرار پائي - منگل کے دن وایسراے آئے ھیں - جمعرات کو یہ صحبت منعقد ھوئي تھي -

یہی صحبت شوری ھے ' جس نے معاملات کی صورت یکا یک متغیر کر دي - مولانا عبد الباري اپنی تحریر میں لکھتے ھیں کہ تمام مطالبات میں سے صرف مسجد اور متہمین کی رھائی کے مسائل فیصلے کیلیے لیے گئے - معلوم ھوتا ھے کہ اسی مجلس میں کہدیا گیا تھا کہ وایسراے اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں کر سکتے کہ چھجہ نکال لینے کی اجازت دیدیں ' اور ایک طرح کا مبہم قبضہ زمین کی مسجد پر ھو جاے - قیاس کہتا ھے کہ عدم ما کیہ ... کے سوال پر

اس صحبت میں زور نہ دیا گیا ہوگا ' اور جناب راجہ صاحب اور مولانا عبد الباري نے اپنی جگہ یہی سمجھا ہوگا کہ زمین کی ملکیت بھی مسجد کو دیدي جا رہي ہے -

میرا اختلاف یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ زمین کي ملکیت اور تصرف ' دونوں کي وہ صورت قائم نہ رہي جو پہلے پیش کي گئي تھي - اور حفظ زمین مسجد کا اصل الاصول خطرہ میں پڑگیا جسکے لیے یہ تمام حوادث خونین پیش آئے تھے -

(اختلاف کا مبدء)

(١) اول تو اس تغیر صورت کی اُن لوگوں کو بالکل اطلاع نہیں دي گئی ' جنکو پہلی صورت کی اطلاع دي گئی تھی - مجھے معاف رکھا جاے اگر میں کہوں کہ یہ رہی شخصیت ہے ' جس پر ہمیشہ لوگوں کو ملامت کی گئی ہے - مسئلہ کی اہمیت اور اسکا عام اسلامی مسئلہ ہونا اخر کچھہ بھی وقعت ضرور رکھتا تھا ' اور ویسراے سے یہ کہنے کا موقعہ پورا پورا حاصل تھا کہ " اب ہمیں اس آخري صورت کي نسبت مسلمانوں سے اخري مشورہ کر لینے کي مہلت ملني چاہیے - ہم ثالث بالخیر ہیں ' لیکن اصلي فیصلہ کنندہ قوت نہیں ہیں "

(٢) پھر سب سے بڑھکر اصولي سوال یہ ہے کہ پہلا مشورہ بھي آخري اور قطعي نہ تھا - خود مجھسے جس طرح گفتگو ہوئي تھي ' میں سمجھتا ہوں کہ آوروں سے بھي اسي طرح ہوئي ہوگي - ایک منٹ اور ایک نصف لمحہ کیلیے بھي میرے ذھن میں یہ خیال نہیں آیا کہ صرف اسي ابتدائي مشورے کي بنا پر خاتمۂ کار ہوجائیگا - میرے محترم دوست مسٹر مظہر الحق اس سے اچھي طرح واقف ہیں میں نے مولانا عبد الباري صاحب کو تار دیا تھا کہ " معاملہ اہم و نازک ' کمال حزم مطلوب ' پس اپني ذمہ داري کي نزاکت کو محسوس کرکے قدم بڑھانا چاہیے " اور انھوں نے اطمینان دلایا تھا - خدا بہتر جانتا ہے کہ آغاز گفتگو سے میں مضطرب اور نتیجہ کي طرف سے مشوش خاطر تھا - مشورہ میں رازداري کي شرط لگا دي تھی ' اور ابتدائی گفتگو کا عام اعلان کسی طرح مناسب بھی نہ تھا - کسے معلوم تھا نہ فیصلہ ہوگا بھي یا نہیں ؟ اسي لیے میں نے راجہ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہي لیکن اتوار کے دن روانہ ہوکے صرف پیر ہي کے دن میں لکھنو پہنچ سکتا تھا ' اور انھوں نے تار دیا کہ اُس دن میں لکھنو میں نہونگا - پھر باوجود اپني مستہلک مصروفیت اور نا قابل بیان انہماک اشغال کے ' مسٹر مظہر الحق سے ملا - لیکن انکو خود بھي یہ کب معلوم تھا کہ منگل تک معاملات کا خاتمہ ہے ؟

پس ضرور تھا کہ آخري مشورہ بھي کرلیا جاتا اور جیساکہ خیال تھا ' صحیح معنوں میں ایک وسیع تر مشورہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لیتا - اس صورت میں مولانا عبد الباري کي ذمہ داري بھي نہ رہتي اور شاید موجودہ حالت سے زیادہ بہتر حالت میں تمام معاملات نظر آتے -

(مشکلات کار)

میں مشکلات سے بھي بے خبر نہیں ' اگرچہ عام معترضین بے خبر ہوں - یہ بالکل سچ ہے کہ حضور ویسراے کسي وجہ سے اس معاملہ کو جلد سے جلد ختم کردینا چاہتے تھے ' اور اس کي علت پر غور کرنے کیلیے ہمیں زیادہ دماغ سوزي کي ضرورت نہیں - ہر شخص اُسے سمجھہ سکتا ہے ' اور اسی کی بنا پر مسلمان اس فیصلے کو اصولاً اپنے حق طلبانہ ایجی ٹیشن کی کامیابی اور حضور ویسراے کی یادگار دانشمندي اور مصلحت شناسی سے تعبیر کرتے ہیں - تاہم ہمارے لیے کوي مجبوري نہ تھی کہ چند دنوں کی اور تاخیر گوارا کرلیتے ' اور کہدیتے کہ جب تک اس اخري صورت کي نسبت مشورہ نہ کرلیا جاے ' اُس وقت تک کچھہ نہیں کیا جاسکتا - حضور ویسراے چاہتے ہیں تو بغیر انتظار نتائج جو فیصلہ چاہیں کر دیں - لیکن اگر مسلمانوں کی دلجوئی اور امنیت عامہ مقصود ہے تو صرف ایک شخص اپنی ذمہ داري پر کیونکر اتنے بڑے خونین معاملہ کے فیصلۂ آخري کو لیلے سکتا ہے ؟

میں سمجھتا ہوں کہ سنیچر اور اتوار کے دن شملہ میں ایسا کہنا کچھہ بھي مشکل نہ تھا - جیساکہ دنیا کے ہر حصے اور ہر آبادي میں کہا جا سکتا ہے -

جمعرات سے پیشتر تک جسقدر گفتگو ہوئي تھي ' غالباً جناب راجہ صاحب اور حضور ویسراے میں ہوئي تھي - جمعرات کے دن یا جمعہ کے دن آخري راے کا مراسلہ دیکر انریبل سید رضا علي کو شملہ بھیجا گیا اور اسکے ساتھہ ہي ہز ایکسلنسي کي حرکت ظہور میں آئي - یہي آخري وقت مہلت لینے اور حزم و احتیاط کا تھا -

* * *

یہ واقعات تھے جو میرے علم میں ہیں ' اور یہ راے ہے جس کا اظہار میں نے اپنا فرض سمجھا - یہي سبب ہے کہ میں نے فیصلہ ہي کے دن اپني راے سے حضرات متعلقین فیصلہ کو اطلاع دیدي ' اور اسي بنا پر (ٹون ہال) کلکتہ کے جلسہ میں بھي سب سے پہلا رزولیوشن زمین مسجد کے متعلق رکھا گیا کہ اس سے حفظ مساجد کا بنیادي اصول خطرہ میں ' اور آئندہ کے لیے نظیر ہونے کا خوف سامنے تھا -

(گذشتہ و آیندہ)

یہ قطعي اور نا قابل تاویل ہے کہ مسلمانوں کي حق طلبي نے تعجب انگیز صورت میں فتح مندي حاصل کي - کسي حق طلبانہ ایجي ٹیشن کي کامیابي کي یہ صورت پوري تاریخ ہند میں یادگار اور آیندہ کیلیے سبق عبرت رہیگي - لیکن یہ فتح مندي زمین کے فیصلہ میں نہیں ہے بلکہ اس اصولي صورت معاملہ میں ہے نہ بالاخر اغماض و بے دردي کي جگہ حکومت کو اعتراف کرنا پڑا ' اور جبکہ تمام عرضداشتیں اور درخواستیں رد کر دي گئی تھیں ' تو خود ویسراے اُٹھے اور اس معاملہ میں مداخلت کے سوا چارۂ کار نظر نہ آیا : فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون !!

اب آیندہ کیا کرنا چاہیے ؟ اسپر میں پانچ چھہ دن اور غور کرنے کي مہلت چاہتا ہوں اور ١٤ - اکتوبر سے متصل غور کر رہا ہوں - آیندہ نمبر میں اپنا خیال شاید ظاہر کرسکوں : و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما !

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ٢ - روپیہ -

ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

[illegible] ان

مرحوم سلطان فیصل ' امیر عمان -

عمان ' بحرین کے بعد قریب خلیج فارس' سواحل عرب پر ایک قدیمی عربي ریاست ھے - اسکے مشرق میں بحر عمان ' مغرب میں بحرین - اور شمال میں اضلاع حضر موت ھیں - ساحلي مقامات نہایت آباد و سرسبز ھیں ' پہاڑوں میں معدنیات بھي پائے جاتے ھیں -

یہ ملک ایک مستقل ریاست ھے ' جس کا پایہ تخت شہر " مسقط " ھے ' ملک کا رقبہ تخمیناً ۸۰ ھزار میل ھے اور آبادي ۱۰ لاکھ - تمام رعایا جو قبائل پر منقسم ھے' فوج میں داخل ھے ' باشندے زیادہ تر اباضي طریقے کے خارجي مسلمان ھیں -

دیگر غیر محفوظ سواحل عرب کي طرح ایک مدت سے یہ بھي یورپین پالیسي کا شکار ھے' ایک برٹش کونسل یہاں تمام امور میں دخیل کا رھے ' گو اب تک اغراض صرف تجارتي اور حفظ طرق ھند بتلائے گئے ھیں -

ھندوستان کي حفاظت کا عفریت بھي ایک بلائے بے درماں ھے ' جس سے کسي ملک کو پناہ نہیں !

گذشتہ دنوں جس فرمانروائے عمان کے ابتلائے آفات اور پھر وفات کي اطلاع آئي' اوس کا نام " فیصل بن ترکي بن سعید " تھا ' سلطان سعید نہایت دلیر' شجاع اور بلند حوصلہ امیر تھا ' اس نے نہ صرف عمان ھي کو اپنے قبضۂ حکومت میں رکھا ' بلکہ سواحل کي دوسري جانب' افریقہ میں زنجبار' اور ایشیا میں گوادر (بندر بلوچستان) پر بھی قابض ھوگیا !

سلطان سعید کے مرنے پر اوس کا ایک بیٹا (سلطان برغاش) زنجبار کي' اور سلطان (ترکي) عمان کي مسند امارت پر بیٹھا - (ترکي) کو مسند نشیني کے تھوڑے ھي دنوں بعد اپنے بھائي عبد المجید سے برسر پیکار ھونا پڑا ' اور نا کامیاب ھوکر ناچار انگریزي جہاز کے سامنے اطاعت قبول کرلي ' اب ترکي کہ بجاے عبد المجید سلطان عمان مشتہر ھوا ' اور ترکي انگریزي جہاز میں قید ھوکر بمبئي لایا گیا ' یہاں وہ ایک مدت تک نظر بند رھا تھا - یہیں سابق سلطان فیصل پیدا ھوا - عبد المجید سے عرب خوش نہ تھے ' اسلیے سربرآوردگان عمان کي مخفي دعوت پر ایک عورت کے بھیس میں (ترکي) بمبئي سے عمان پہونچ گیا !

خوش قسمتي سے عبد المجید اس وقت عمان سے باھر شکار میں مشغول تھا ' اس لیے ارکان و عمائد عمان کي تائید سے وہ بلا مزاحمت تخت نشین ھوگیا اور شہر کے دروازوں کے گارد کو حکم دیدیا کہ عبد المجید جب واپس آئے تو نہایت سے اوس کو کہدو کہ " تم اب سلطان عمان نہیں ھو " -

عبد المجید مجبوراً ملک کے اندروني علاقے میں چلا گیا ' اور فراھمي جمعیت کے بعد لڑنے کو نکلا ' بالاخر ۶۰ ھزار ڈالر کے معاوضے میں اپنے دعوئیے تخت نشیني سے باز آیا ' جس کو برٹش گورنمنٹ نے ترکي کي طرف سے فوراً ادا کردیا ' اور ترکي اپنے حریف کے حملوں سے محفوظ ھوگیا -

وفات سے کچھہ دن پہلے سلطان " ترکي " کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکي شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اوسنے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانہ کیا ' امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل ھوا ' باغیوں کو شکست دي ' اور ایک انگریزي جہاز کي اعانت کي بدولت شدائد سفر بحري سے نجات پاکر عمان واپس آیا -

(ترکي) کے بعد " فیصل" ھندوستاني تجار اور اھل ملک کے انتخاب اور برٹش گورنمنٹ کي رضا سے امیر عمان منتخب ھوا ' فیصل اپنے باپ ھي کے زمانہ سے امور مہمہ سرانجام دے چکا تھا ' اس لیے اپنے بھائي "محمد" کے مقابلہ میں کامیاب رھا -

فیصل کو ملک کي متعدد بغاوتوں سے سابقہ پڑا ' پہلے اپنے چچا " عبد المجید" سے جو آخر قید ھوکر بمبئي آیا ' پھر ابن صالح سے جسکو ۱۰ - ھزار ڈالر دیکر راضي کیا گیا' لیکن ایک شب کو اوس نے ناگہاني حملہ کردیا اور محل میں گھس پڑا ' سلطان بہ مشکل جان بچا کر ایک دوسرے قلعے میں چلا گیا ' پھر ایک اور سردار نے شورش کي' جس پر انگریزي جہاز نے گولہ باري کي - آخر الامر اس موجودہ بغاوت سے سابقہ پڑا' جسکے فرو کرنے میں وہ بالکل نا کامیاب رھا تھا ' اور کیا عجب کہ اوسکي موت ' شدت غم و حزن اور اندیشہ و فکر کا نتیجہ ھو -

مرحوم (امیر فیصل) سابق والي عمان

فیصل کي وفات پر اب اوس کا بیٹا سلطان " تیمور " امیر عمان ھے ' ریاست کا استقلال خاتمہ پذیر' اور جدید حالات کمال درجہ رو باغتشاش ' و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا !

انگلستان کی جوع ارضی کو حفاظت ھند کا ایک ایسا بے امان بہانہ مل گیا ھے ' کہ اسکے صیاد طمع کیلیے عرب و افریقہ کے تمام گوشے شکار گاہ بن گئے ھیں - نہر سویز پر اسي کیلیے قبضہ ضروري ھے - مصر اسي بہانے کا قتیل ھے - خلیج فارس اور اسکي ریاستیں اسي کي بدولت دم توڑ چکي ھیں - کویت اور محمرہ کا خاتمہ ھوچکا ھے - تبت پر بھي اسي کیلیے پنجۂ آز بڑھا تھا - یہ سب کچھہ لعل ھند کی حفاظت کیلیے ھے ' لیکن کسے معلوم کہ یہ لعل درخشاں ھمیشہ ایک ھي خزانے میں رھیگا ؟ و تلک الایام نداولھا بین الناس ! !

انتقاد

٥٥ خطبات جمعه و عيدين

به تقريب رساله خطبات الاسلام

مصنفه مولوي محمد يونس صاحب رئيس دتاولي - ملي گڈه

مولوي صاحب نے اسميں جمعه کيليے بطور نمونے کے چند اردو خطبے مرتب کرکے جمع کيے هيں - مقصد يه هے که لوگوں کو مفيد وقت و حال خطبات کي طرف مائل کيا جاے - اس رسالے کو ديکھکر مجھے اصل مسئلهٔ خطبات مساجد جمعه کا خيال آگيا جسے صدت سے لکھنا چاهتا هوں اور انشاء الله لکھونگا -

جمعه کا اجتماع اور حکم خطبه مسلمانوں کے فلاح دارين کا وسيلهٔ عظمیٰ تها - اس سے مقصود يه تها که هفتے ميں ايک بار لوگوں کو انکي حالت اور ضرورت کے مطابق هدايت و ارشاد کي دعوت دي جاے اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا ايک دائمي ذريعه هو -

خطبه دراصل ايک وعظ تها جيساکه وعظ هوتا هے - آنحضرة (صلعم) کے بعد خلفاء راشدين اور صحابه کا بهي يهي حال رها اور تمام عربي حکومتيں جو اسکے بعد قائم هوئيں انميں بهي خلفا و سلاطين کو مساجد کے ممبروں پر وعظ کرتے هوے تاريخ ميں ديکها جا سکتا هے - حقيقة ... خطبه کے ليے کتب صحاح کے ابواب متعلق جمعه و خطبه کی احاديث ديکهني چاهيئں -

ليکن هماري اصلي مد ... همارے حالات ميں نهيں هے که وه نتائج هيں - اسکا اصلي منبع همارے اعمال کے تحريف و نسخ ميں هے که وهي علل و اسباب هيں - شخصي حکومتوں کے قيام ، عجمي سلاطين کي کثرت ، سنت خلفاء راشدين کے ضياع ، اور جهل و غفلت کے استيلا نے هر اسلامي عمل کو ايک لباس ظاهر ديکر اسکي روح حقيقي سلب کرلي هے ، خطبهٔ جمعه اور عيدين و نکاح کا بهي يهي حال هے -

اب خطبے کے معني يه رهگئے هيں که عربي زبان ميں ايک چهپي هوئي کتاب ، جو بازار سے خريد لي جاے ، اور الف ليله کي طرح اسميں سے ايک خطبه غلط سلط پڑهکر سنا ديا جاے - آواز بشدت کريهه هو ، اور لب و لهجه ميں عربيت پيدا کرنے کيليے هرجگهه تفخيم و ثقالة سے کام ليا جاے - بعض لوگ قران شريف کي حاصل کرده قرات کو اسميں بهي صرف کرتے هيں ، اور پهر جو شخص هر لفظ کے آخري حرف کو پوري سانس ميں کهينچ کر پڑهدے وه سب سے بڑا قاري هے !!

بسا اوقات غريب پڑهنے والا بهي نهيں جانتا که ميں کيا پڑهه رها هوں ؟ الف ليله کي ايک رات کا افسانه هے ، قليوبي کي کوئي حکايت هے ، يا ارشاد و هدايت امت کا وه عظيم و جليل عمل اقدس ، جو رسول الله صلی الله عليه و سلم کے ممبر پر کهڑے هوکر مجکو انجام دينا پڑتا هے ؟ پهر سننے والوں کي مصيبت کا کيا پوچهنا ؟ کوئي اونگهتا هے ، کوئي اپنے ساتهيوں سے صبح کے بازار کا بهاؤ پوچهتا هے !

يه تمسخر انگيز تذليل و تحقير هے اس مذهب عظيم کے اعمال دينيه کي ، جس کے داعي اول نے اپنے خطبات و مواعظ سے ايک بادیه نشين قوم کو روم و ايران کے تمدن کا مالک بنا ديا تها !

و ما کان الله ليظلمهم ، و لکن کانوا انفسهم يظلمون !!

يقين کرو که جب حضرة (مسيح) نے بني اسرائيل کي ذلت و هلاکت پر ماتم کيا تو شريعت موسوي کے احکام و اعمال کا بعينه يهي حال تها جو آج تم نے خدا کي شريعت کا بنا رکها هے - مسيح اگر ان فريسيوں اور صدوقيوں پر روتا تها ، جو گو بڑي بڑي آستينوں کے جبے پهنتے ، هر وقت دعائيں مانگتے ، اور بڑي بڑي مهيب تسبيحيں اپنے هاتهوں ميں رکهتے تهے ، پر شريعت کے حکموں کو انهوں نے مسخ اور اعمال صالحه کو بے اثر کرديا تها ، تو هميں بهي اپنے عالموں اور صوفيوں پر ماتم کرنا چاهيے جو انکي طرح يه سب کچهه کرتے هيں پر انهي کي طرح حقيقت سے بهي خالي هيں !!

ميں سرے سے اس امر هي کا اعد عدو دشمن هوں که خطبے لکهے هوے پڑهے جائيں - يه ايک بدعت هے جسکا نه تو قرون مشهود لها بالخير ميں ثبوت ملتا هے اور نه علت حکم اسکا موجود - خطبه ايک وعظ هے - پس مسجدوں ميں ايسے خطيب هونا چاهييں جنکو يه قابليت حاصل هو که جمعه کے خطبے کيليے طيار هوکر آئيں ، اور زباني مثل عام مواعظ کے وعظ کهيں - ضرور هے که قوم کي موجوده حالت انکے پيش نظر هو - جو بيماريان آج همیں لاحق هيں ، انهي کا علاج بتلائيں ، نه که اُنکا ، جو اب سے پانچ سو برس پہلے تهيں ؟

جو خطبات عربيه آجکل رائج هيں ، ميں نے سب کو پڑها هے - وه تو اُس وقت کيليے بهي موزوں نه تهے ، جس وقت کيليے لکهے گئے تهے - پهر آجکل کي حالت کا کيا ذکر ؟

خطبه کا يه مطلب کس نے بتلايا هے که صرف جمعه و عيدين کے چند مسائل بيان کرديے جائيں اور کهديا جاے که ايک دن مرنا هے پس ڈرو اور موت کو ياد کرو ؟ بيشک ، موت کو ياد کرنے سے بڑهکر انسان کيليے دنيا ميں کوئي نصيحت نهيں هو سکتي - کفاک بالموت واعظاً يا عمر ! - ليکن صرف يه کهديتا لوگوں کو ڈرانے کيليے کافي نهيں هے - موت کي ياد کے ساتهه انکو اُس زندگي کا طريقه بهي بتلانا چاهيے جو تذکرهٔ آخره کے ساتهه ملکر ، انسانوں کو دونوں جهانوں ميں نجات دلا سکتي هے

بڑا مسئله زبان کا هے - اور ضرور هے که ايک مختصر سے خطبهٔ ماثورهٔ عربيه کے بعد ، وعظ اُسي زبان ميں هو ، جو سامعين کي زبان هے ، ورنه سمجهه ميں نهيں آتا که سے حاصل کيا ؟

شريعت نے کيسي عمده مصلحت اس ميں رکهي که جمعه کے خطبے کو نماز فرض کا قائم مقام قرار ديا اور اسکي سماعت کو فرض بتلايا - امام ابو حنيفه (رح) کے نزديک دونوں خطبوں کا سماع واجب هے ، اور امام شافعي (رح) کے نزديک صرف پہلے کا - اُس وقت نماز پڑهنا جائز نهيں -

اس سے مقصود يهي تها که لوگ عمل عبادت کي طرح نصائح و هدايت کو بهي سنيں - پهر اُن نصائح کو ايسا اهم هونا چاهيے که مصروفيت نماز سے بهي اقدم و انفع هوں کيا يه خطبات جو آجکل ديے نهيں بلکه اٹک اٹک کر پڑهے جاتے هيں اور لوگ بيٹهے هوے اونگهتے هيں ، يهي وه مواعظ هيں ، جنکي سماعت فرض ، اور اُنکي موجودگي ميں نماز تک ممنوع هے ؟ فاين تذهبون ؟

عقل و شريعت کيليے ماتم هے که موجوده علما خود اس طريق کے عامل اور اس پر پوري طرح قائم هيں ! فما لها اولاء القوم ، لا يکادون يفقهون حديثا !

بڑي مصيبت يه هے كه مساجد كي امامت عموما جهلا كے هاتهوں ميں هے اور يه كام ايك ذريعهٔ معاش بن گيا هے - وه بيچارے كهاں سے ايسي قابليت لائيں كه برجسته خطبه ديں اور اسكے تمام شرائط كو پورا كريں !

خطبه كے معني تو يه هيں كه نه صرف عام حالت كي اسميں رعايت كي جاے ' بلكه گذشته جمعه كے بعد جو نئے حالات و حوادث دنيا ميں گذرے هيں اور انكي بنا پر مسلمانوں كو جو كچهه تعليم كرنا ضروري هے ' اسكے بهي رعايت اسميں ملحوظ رهے - ضرورت اسكي تهي كه جنگ بلقان و طرابلس كا ذكر خطبوں ميں هوتا - مسجد كانپور كا جب حادثه پيش آيا ' تو اسكے بعد كے جمعه ميں هر جگهه خطباء اس واقعه كے متعلق بيان كرتے - مسلمانوں كي تعليم ' انكي سياسي حالت ' انكے اخلاق و اعمال ' انكي ضروريات حاليه ' اگر مساجد كي تعليم سے درست نهونگي تو كيا واي - ايم - سي كے پريچنگ هالوں ميں انكو ڈهونڈها جاے ؟ اگر يه سلسله درست هوجاے تو پهر نه انجمنوں كي ضرورت هے ' نه كسي مركزي كانفرنس كي لوكل كميٹيوں كي ' اور نه مسلم ليگ كي شاخوں كي -

ميں نے ايك بار كها تها كه ميرے فكر و نظر اور آجكل كے ارباب عمل كے كاموں ميں ايك بهت بڑا اصولي فرق يه هے كه وه راه تاسيس اختيار كرتے هيں ' اور ميں صرف تجديد و احياء كي ضرورت سمجهتا هوں - يه بحث بهي اسي كي ايك مثال هے -

اس كام كيليے ضرورت هے علماء حق كي بيداري اور ادا ء فرض كي ' ضرورت هے تمام ائمهٔ مساجد هند كے حالات كي تفتيش و تحقيق كيليے ايك باقاعده صيغه كي ' ضرورت هے ايك مدرسه كي اور ايك خاص نصاب تعليم كي جس ميں سے مساجد كے پيش امام و خطباء طيار هوكر نكليں ' ليكن :

تن همه داغدار شد ' پنبه كجا كجا نهي ؟

لوگ مسجد كانپور كے جمع شده روپيه كے مصارف ڈهونڈهتے هيں ' مجهے ايك مرتبه خيال هوا كه اعانت ورثاء شهداء و ايتام كے بعد اس سے كانپور ميں ايك مدرسه كيوں نه طيار كيا جاے جس ميں مساجد كے پيش امام اور خطباء كو تعليم دي جاے ؟ روپيه مسجد كيليے تها اور مساجد كے احياء هي ميں اسے صرف بهي كرنا چاهيے -

جس رساله كا عنوان ميں ذكر كيا هے ' اصلاح خطبات كے سلسلے ميں قابل ذكر هے - مولوي صاحب نے اسميں جمعه كے چند خطبات اردو ميں لكهكر جمع كيے هيں - اور ديباچه ميں علما و ارباب فكر سے خواهش كي هے كه وه اس بارے ميں انهيں مشوره ديں ' تاكه ديگر حصص بهي شائع هوں -

ميں اس نيك و مفيد خيال پر انهيں مبارك باد ديتا هوں - اس قسم كے حقيقي كاموں كو آج كون سونچتا اور كون كرتا هے - البته جو طريق تحرير و عبارت انهوں نے اختيار كيا هے وه قابل اصلاح هے - لكهنے پڑهنے ميں قديم طرز كي پابندي سے كيا حاصل ؟ خطبه كي عبارت نهايت موثر هوني چاهيے تاكه دلوں كو كهينچ لے اور سامع كو اسكا ذرق دوسري طرف متوجه نه هونے دے - مطالب بهي جو خطبات ميں بيان كيے گئے هيں ' وهي هيں جو عموماً پرانے خطبوں ميں پالے جاتے هيں - يه طريق اصلاح نهيں - اور نه اس سے كوئي فائده حاصل هو سكتا هے - اصل شے تو مطالب هي كي تبديلي هے - اسميں مسلمانوں كے تمام موجوده امراض ملي واجتماعي كو پيش نظر ركهنا چاهيے اور ان چيزوں اور شريعت

مصنوعی جدیدیہ

غ ب ط ة الناظر

قيمت ۸ - آنه : سپرنٹنڈنٹ بيكر هوسٹل . دهرمتله - كلكته

عرصه هوا ' ڈاكٹر اڈورڈ ڈينسن راس سابق پرنسپل مدرسه كالج كلكته نے اسے بعد تهذيب (يدث) شائع كيا تها - ايك روپيه قيمت تهي - اب نصف كرديي -

يه عربي ميں حضرة شيخ عبد القادر جيلاني قدس سره كي ايك مختصر سوانح عمري هے ' جسكا قلمي نسخه بانكي پور كے كتب خانه سے هاتهه آيا - ڈاكٹر راس ديباچه ميں لكهتے هيں :

"يه ايك نادر كتاب هے - اصل نسخه ميں مصنف كا نام نه تها - ليكن پهلے صفحه پر " تاليف المرحوم قاضي القضاة الشافعي شيخ الاسلام ابن حجر" كاتب كے هاتهه سے مسطور هے - اس سے خيال هوتا هے كه ابن حجر عسقلاني كي تصنيف هے - ليكن ابن حجر كي تصنيفات ميں اسكا ذكر نهيں - تاهم چونكه كتاب نادر هے اور ميرے اكثر مسلمان احباب حنفي و قادري هيں ' ميں نے چاها كه اسے شائع كردوں "

جس زمانے ميں يه رساله چهپ رها تها ' اسي زمانے ميں ميں نے كهديا تها كه اسكي اشاعت مفيد نهيں اور نه اسميں كوئي خاص بات هے - شيخ كے حالات ميں مبسوط كتابيں مثل (بهجة الاسرار) وغيره موجود هيں اور جابجا انهيں كے حوالے سے اسميں بهي مطالب نقل كيے گئے هيں - پهر طرز جمع و تحرير نهايت عاميانه اور معمولي هے - حافظ عسقلاني كي تو قطعي نهيں هو سكتي - ابن حجر مكي كي هوگي كه انكي تمام زندگي ايسي هي تصنيفات ميں بسر هوي هے !

افسوس كه نا واقفيت كي وجه سے ڈاكٹر موصوف نے لاحاصل وقت اور روپيه ضائع كيا -

حدائق البيان فی معارف القرآن

۴ - روپيه - دفتر اخبار مشرق - گورکهپور

۳۴۳ - صفحه كي ضخيم كتاب هے - مصنفه مولانا محمد عبد الغفور صاحب فاروقي ريٹائرڈ سب جج محمد آباد اعظم گڈه -

حافظ سيوطي كي ايك نهايت مفيد كتاب (اتقان) هے جسميں قران كريم كے جمع و ترتيب ' قرأت و رسم الخط ' علوم متعلق تفسير ' اور طبقات علوم القران وغيره كے متعلق مصنفات قدما كا عمده انتخاب كيا هے - اس سے قران كريم كے متعلق متعدد

[پهلے كالم كا بقيه مضمون]

كے ان حكموں پر زور دينا چاهيے ' جنكے ترك نے مسلمانوں كو فلاح كونين سے آج محروم كرديا هے -

مولوي صاحب اپنے فكر كو وسيع تر كريں - ميں انكے حس ضرورت و اصلاح كا معترف هوں ' مگر مجهے سخت تعجب هے كه انهوں نے نفس مطالب ميں كيا تبديلي كي اور كيونكر ان مضامين پر مطمئن هوگئے ؟

رساله غالباً مصنف سے مفت ملیگا -

مباحث و مطالب میں نہایت قیمتي مدد ملتي ہے - غالبا اردو کي یہ جدید کتاب اسي سے ماخوذ ہے - اور نام میں " معارف" کا جو لفظ ہے ' تو اس سے مقصود قران کریم کے متعلق مفید معلومات کا التقاط و انتخاب ہوگا ' نہ کہ معارف و اسرار و علوم قرانیہ -

فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمني مطالب بھي بہت سے درج کر دیے ہیں - مثلا بحث جہر تسمیہ و قراۃ فاتحہ خلف الامام و مناقب امام ابو حنیفہ و رد مخالفین احناف وغیرہ وغیرہ - لیکن اسکی کیا ضرورت تھی ؟

کتاب اسقدر عمدہ چھپي ہے کہ لیتھو کي چھپائي کا بہترین نمونہ ہے - ایسی عمدہ طباعت پر ہم مشرق پریس گورکھپور کو مبارک باد دیتے ہیں - کتاب کے کاغذ اور چھپائی کے مقابلے میں قیمت کچھہ بھي گراں نہیں -

---

ریاض القرا

ناصر الدین محمد صدر مدرسۂ محمدي - رالي پٹھیہ - مدراس

مولانا حاجي محمود صاحب نے یہ اردو رسالہ فن قرات میں مرتب کیا ہے - مسلمانوں نے اپني الہامي کتاب کي جسقدر خدمت کي ہے ' دنیا کي کسي قوم نے نہیں کي ' لیکن افسوس کہ آج انکي غفلت بھي اور قوموں سے زیادہ ہے !

از انجملہ فن قرات کي تدوین ہے - اسلام جب عجمي اقوام میں پھیلا جو قدرتي طور پر عربي زبان کے مخارج و تلفظ سے نا واقف اور غیر مستعد تھے ' تو ضرور ہوا کہ انکي تعلیم کیلیے کوي فن ایسا وضع کیا جاے ' جس کے ذریعہ وہ حروف عربیہ کا صحیح مخرج ادا کرسکیں - پھر طریق قرات و مباحث وقف وغیرہ بھي اسمیں داخل ہوگئے - اگرچہ (بقول حضرۃ شاہ ولی اللہ) اس طرح کے فنون میں انہماک کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاني کلام اللہ پر تدبر کرنے کي جگہ حرفوں کے مخارج پر تمام قوت تلاوت صرف ہونے لگتي ہے ' اور آجکل کے زمانے میں اصلي ضرورت فہم قران کي ہے نہ کہ رعایت قرات کي ' تاہم ہر شے کا صحت سے پڑھنا ایک ضروري چیز ہے اور علی الخصوص حفاظ کیلیے تو نہایت ضروري -

اردو میں پیشتر سے بھي متعدد رسائل موجود ہیں مگر اس رسالے میں یہ بات مزید ہے کہ اصول قرات کے بعد قرا کے حالات بھي درج کیے ہیں -

---

حقیقت اسلام

۶ - آنہ : منشي نور الحسن - کوٹھي مشرف منزل - علي گڈھ

جناب حاجي محمد موسی خاں صاحب رئیس دتاولي نے اپنے وہ مضامین اسمیں جمع کیے ہیں جو انہوں نے " عقائد و احکام اسلامیہ کے عقلي فوائد و مصالح پر مختلف اخبارات میں لکھے تھے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مذہبي پابندي کي دعوت دي جاے "

مذہب کي ضرورت ' توحید و رسالت ' احکام خمسۂ اسلامیہ ' عام اوامر و نواہي ' اور اسي طرح کے اکثر ضروري عنوانات پر مضامین ہیں - اس قسم کے رسائل کي آجکل جس قدر اشاعت ہو ' انفع ہے - اسلامي احکام کو غیروں کے سامنے پیش کرنے کي آج اسقدر ضرورت نہیں ہے ' جس قدر خود مسلمانوں کے آگے -

---

کرشمۂ قدرت

۱۲ - آنہ صولوي نور محمد پیر کوھات - چھنگ

مختلف امراض کیلیے مختلف نسخوں کا ایک مجموعہ ہے ' جسمیں سب سے پہلے ایک نسخہ تریاق الامراض نامي درج کیا ہے اور اسکے متعلق دعوا کیا ہے کہ تمام بیماریوں یکساں کیلیے مفید ہے ! پھر بعض دیگر امراض کیلیے نسخے ہیں - اخر میں عرق خضاب وغیرہ کي ترکیبیں -

---

معلم البنات (اردو ریڈر نمبر ۱)

خواجہ فیاض حسن - مدرسۂ شاہي - اگرہ

لڑکیوں کي ابتدائي تعلیم کے ایک سلسلے کا پہلا نمبر ہے جسمیں مفرد حروف سے مرکبات بناے ہیں - ارقام و اعداد کے نقشے ہیں - نصیحت کے جملے اور چھوٹے چھوٹے خط عزیزوں کے نام دیے ہیں - ابتدائی تعلیم کیلیے یقیناً مفید ہوگی -

---

عقائد عثماني

۲ - آنہ : مہتمم کتب خانہ نعمانیہ حیدر آباد - دکن

ابتدائي تعلیم کا ایک مفید رسالہ ہے - اسلامي عقائد ضروریہ اور اوامر و نواہي کو صاف اور سلیس عبارت میں درج کیا ہے - خوشخط اور جلي قلم -

---

لکھنؤ میں جلسۂ

فیصلۂ مسجد کانپور

عام راے کي فتح !

دو روز سے لکھنؤ میں چرچا تھا کہ وایسرائے کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ ہوگا چنانچہ حسب اعلان آج یکشنبہ کو تین بجے جلسہ قرار پایا - قیصر باغ کي بارہ دري میں غیر معمولي اجتماع کے ساتھہ جلسہ منعقد ہوا ' مسٹر نبي اللہ پریسیڈنٹ جلسہ نے جلسہ کا مقصد بیان کیا - جلسہ نہایت سکون اور خموشي کي حالت میں شروع ہوا ' اور غالباً اسیطرح ختم بھي ہو جاتا ' مگر یکا - یک لوگوں میں ایک بے چیني پیدا ہوئي جس نے رفتہ رفتہ اسقدر ترقي کي کہ آخر کار جلسہ میں ایک انقلاب عظیم ہوگیا ' بعض اشخاص نے نہایت پر تاثیر تقریریں کیں جن سے عام جلسہ کا رنگ بالکل بدل گیا - شکریہ والا ریزولیوشن تو پاس ہوا لیکن ایک دوسرا ریزولیوشن بھي پیش کیا گیا ' جسکا مطلب یہ تھا کہ " مسجد کا کوئي حصہ کسي حالت میں ' کسي دوسرے کام میں نہیں لایا جاسکتا ' لہذا موجودہ صورت کسیطرح تسلي بخش نہیں ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماري مسجد بعینہ پہلي حالت میں تبدیل کر دي جاے "

یہ ریزولیوشن جسوقت پیش کیا گیا تو اس زور و شور سے اسکي تائید کي گئي کہ کہ در و دیوار سے صداے بازگشت آتي تھي ' آخر کار تمام ارباب حل و عقد کو بھي بلا اختلاف اس ریزولیوشن کو منظور کرنا پڑا - آخر میں ان لوگوں پر اظہار افسوس بھي کیا گیا جن لوگوں نے احکام اسلام کےخلاف فتوی دیکر حضور وایسراے بالقابہ کو دھوکا دیا ' اور مسلمانوں کو نا قابل تلافي نقصان پہونچایا -

اگر چہ اپ کو اسکي خبر ہوجائیگي مگر میں نے اپنا فرض سمجھا کہ آپ ایسے محسن قوم کو اسکي اطلاع من و عن پہونچا دوں -

(" معین " از لکھنؤ)

شئون عثمانیه

عالم اسلامی

شروط صلح دولت علیه و بلغاریا

تفصیلی بیان عربی ڈاک سے

ستمبر میں دولت علیه عثمانیه اور حکومت بلغاریا کے مابین معاهده صلح ختم هوگیا ' اور طرفین کے دستخط ثبت هوگئے - لیکن اب تک سوائے بعض دفعات ' شروط صلح کا کامل مسوده شایع نهیں هوا تها - اس هفتے کی ڈاک کے جرائد آستانه و قاهره میں اسکی تفصیل آگئی هے - کل ۲۰ - دفعات هیں جن میں سے ضروری مواد کا خلاصه حسب ذیل هے :

(۱) دونوں حکومتوں کی سرحد کی ابتدا نهر (روز رایا) سے شروع هوکر ساحل بحر ایجین پر ختم هوگی - دهانه نهر (روز رایا) کا خط حدود مجمع انهار (بیرزگو) و نهر (ڈیلیرا) سے ملتا هوا جنوب غربی اور شمال غربی کو قطع کریگا - اس مجمع النهرین سے گزر کر (نهر ڈیلیرا) کے ساتهه ساتهه آگے بڑهکر ' نهر (گولیما) سے مل جاے گا ' پهر نهر (گولیما) کی دهنی شاخ سے ملکر اوس نهر سے متصل هو گا ' جو (ترک خلقی) کی طرف سے آتی هے ' یهاں قدیم و جدید حدود متحد هوجائینگے ' اور یهاں سے قدیم حدود کے ساتهه ساتهه (بالا بان باشی) تک جدید خط سرحد متحد رهے گا ' اسکے بعد سے جدید خط براه راست (نهر طاهرن) تک آے گا ' اور نهر (طاهرن) سے جانب شمال نهر (مریج) تک ' جو مصطفی پاشا کے مشرق میں بهتی هے -

نهر (مریج) کے مغربی رخ سے بخط مستقیم اوس ریلوے پل تک یه خط آئے گا ' جو نهر (جرمن) پر واقع هے ' اور دهانۂ نهر (جرمن) کے شمال سے اوس جنگل تک ' جس کا نام (قازی) هے اور جس کا نمبر (۶۱۳) هے - یهاں سے خط تحدید قریه (یا بلاحق) اور قریه (عرلجق) سے جو عثمانی حدود میں هیں ' نخل زار (نمبر ۴۴۱) اور (نمبر ۳۶۷) سے گذرتا هوا ' نهر (اردا) تک آے گا ' نهر (اردا) کے ساتهه ساتهه مشرق کی جانب نهر (غاجر هور) - نهر (اترن) - دهانه نهر (الکالن) - دهانۂ نهر (ماندرا) اور نهر (ماریقا) سے پیچ در پیچ رخم کے ساتهه گزرتا هوا ' ساحل نهر (ایجین) پر پهنچ کر ختم هو جاے گا -

(۲) دستخط سے (۱۰) دن کے بعد ایک دوسرے کے حدود سے دونوں حکومتوں کی فوجیں هٹ جائینگی - اور اسکے بعد (۱۵) روز کے اندر هر حکومت کے عهده دار حسب قوانین و رسوم جاریه ایک دوسرے کو اوسکی ملکیت پر قبضه دیدینگے اور (۳) هفته کے اندر دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے اسیران جنگ کو رها کردیں گی -

(۳) بمجرد ثبت دستخط ' فریقین میں ڈاک ' تلغراف ' اور ریلوے کے تعلقات شروع هوجائینگے -

(۴) ایک سال کے اندر فریقین میں تجارت اور جهاز رانی کا وه معاهده جو ۱۹ جنوری سنه ۹۱۱ ع میں طے هوچکا هے ' از سر نو شروع هوجائیگا ' اور چنگی کا محصول جو عموماً حسب قواعد رائج هے ' اور مصنوعات کا ورود و صدور جائز هوگا - اور نیز تعیین سفرا کے متعلق ۲ - دسمبر سنه ۱۹۰۹ ع میں جو فرامین صادر هوچکے هیں ' وه بدستور قائم رهینگے -

(۵) دستخط سے ایک مهینے کے اندر درنوں طرف کے اسیران جنگ رها هو جائینگے ' ان کے مصارف وهی حکومت قبول کرے گی جن کے پاس وه قید تهے ' البته تنخواهیں هر حکومت اپنے اپنے اسیرون کے لیے آپ ادا کریگی -

(۶) طرفین کے وه تمام اشخاص جنهوں نے اس جنگ میں کسی طرح کا مخالفانه حصه لیا اور وه ایک دوسرے کے قبضه میں آگئے هیں ' اون سب کے لیے حکم عفو عام صادر هوتا هے -

(۷) وه زمینیں جو دولت عثمانیه کی طرف سے حکومت بلغاریا کو ملی هیں ' وهاں کے باشندے بلغاری رعایا هوجائیں گے ' لیکن چار سال کے اندر تک اون کو حق حاصل هے که بلغاری رعایت سے نکل کر رعایت عثمانیه میں داخل هو جائیں ' اس کے لیے حکومت بلغاریا اور ترکش کونسل کو پهلے اطلاع دینی چاهیے ' اور جو ابهی بچے هیں وه سن رشد و بلوغ کے چار سال بعد تک اس اختیار سے مستفید هو سکیں گے -

ان اطراف و جهات کے مسلمان باشندے ' جو اب بلغاری رعایا هو جائیں گے ' چار سال تک فوجی خدمت اور فوجی محصول سے بالکل مستثنی رهینگے -

اگر یه مسلمان عثمانی رعیت هونے کو ترجیح دیں گے تو چار سال کے اندر بلغاری علاقے سے مع اپنے سامان و اسباب کے نکل جائینگے ' اور اسکے لیے اون کو چنگی کا کوئی محصول ادا کرنا نه پڑے گا ' نیز یه بهی اون کے لیے جائز هوگا که اپنی زمین و زراعت و جائداد اپنی ملکیت میں باقی رکهیں اور اپنے طرف سے کسی دوسرے کو ان کا اهتمام و انتظام سپرد کردیں -

(۹) بلغاری مسلمانوں کو وهی حقوق عطا هونگے جو خود بلغاریوں کو حاصل هوں گے ' اور اُن کو عقائد و عبادات و رسوم دینیه کے قیام و ادا میں کامل حریت هوگی - رسوم و عوائد اسلامیه کا احترام هوگا - سلطان کا نام بحیثیت خلافت دینی خطبوں میں پڑها جاے گا -

اوقاف اور مجالس دینیهٔ اسلامیه جو اس وقت موجود هیں یا آینده کبهی قائم هوں ' اپنے قواعد و نظام عمل کے ساتهه حکومت بلغاریا میں بلا قید و شرط اور بغیر مداخلت ' محترم و معتبر هوں گے ' اور بلا قید و شرط ' اونمیں مداخلت صرف علما اور پیشوایان مذهبی کے ساتهه مخصوص رهے گی -

اوقاف و مجالس بلغاریه جو دولت عثمانیه میں موجود هیں اون کو بهی وهی حقوق عطا هوں گے ' جو دیگر مسیحی اوقاف و مجالس کو حاصل هیں -

(۱۰) وه اوقاف جو اب بلغار حکومت میں داخل هوگئے هیں ' ان میں بهی وهی قوانین جاری رهینگے جو اس وقت دولت عثمانیه میں جاری هیں - اور ان کے انتظام و اهتمام کے لیے خاص عهده دار متعین هونگے - ان میں کسی طرح کا اوس وقت تک تغیر

و تبدل نه هوگا ' جب تک که اون کا کافی معارضه ادا نه کردیا جاے - اور ان اوقاف کي رقمیں جن ضرورتوں میں پہلے صرف هوتي تهیں' اونهیں ضرورتوں میں اب بهي صرف کي جائیں گي -

(۱۱) خاص سلطاني اور ارکان خاندان سلطاني کي جاگیر جو اب بلغاري علاقے میں واقع هوگئي هیں' اپنے قدیم مالکوں کے قبضے میں علی حاله باقي رهیں گي - اگر ان کا فروخت کرنا منظور هوگا تو هر حال میں بلغاري رعایا کو دوسروں پر ترجیح دي جائیگي -

(۱۲) بلغاري حکومت میں ایک رئیس المفتیئین کا عهده قائم کیا جائیگا جو مسلمانان بلغاریا کے انتخاب ' شیخ الاسلام قسطنطنیه کي منظوري' اور حکومت بلغاریا کے قبول سے نامزد هوگا ' اوس کے ماتحت هر صوبه میں مفتي رهینگے ' جو مسلمانوں کے تمام مذهبي و دیني احکام و فتاوي کو جاري و نافذ کرینگے ' ان تمام مذهبي عهده دارون اور اونکے ماتحت نظارت محررین و وکلا کے وظائف اور تنخواهیں حکومت بلغاریا ادا کریگي - ان کي تغییر و تبدیل کا حق صرف رئیس المفتیئین کو هوگا -

(۱۳) حکومت بلغاریا رئیس المفتیئین کي هدایت و مشوره سے مسلمانوں کے لیے خاص مدارس قائم کریگی - مدارس کي زبان ترکي هوگي ' اور بلغاري زبان بهي اوس میں پڑهائي جاے گي - رئیس مدارس مسلمانوں کے تعلیمي امور و مسائل کے متعلق حکومت بلغاریا سے براه راست گفتگو کرے گا -

(۱۴) هر صوبه میں جهاں مسلمان هوں ' اوقاف و مدارس و مجالس اسلامیه کی نگراني و انتظام کے لیے ایک مجلس هوگي' جس کے ممبر صرف مسلمان هوں گے - اس قسم کي مجلسوں کا حکومت پورا احترام و اعتبار کرے گی -

فیصلهٔ مسجد ی کانپور

از جناب مولوي محمد وحید الدین صاحب (علي گڈهه)

۲ - ذیقعده سنه ۱۳۳۱ هجري روز چهار شنبه کا "الهلال" میں نے دیکها ' اوس میں مسجد کانپور کے مضمون کو دیکهکر مجهکو بهت حیرت هوئي - اب تک تو یه سنا تها که مسجد کانپور کي زمین گورنمنٹ نے چهوڑ کر مسجد کو دیدي مگر آپ کے اخبار سے معلوم هوتا هے که مسجد کو زمین متنازعه فیه واپس نهیں دي گئي ' بلکه یه حکم دیا گیا هے که اوس زمین میں آتهه فٹ کي محراب قایم کرکے اوسپر مسجد کے متعلق سه دره تعمیر کرلیا جاے - اگر یه خبر صحیح هے اور غالباً صحیح هوگي جب تو رساله "الهلال" اور نیز اخبار "وکیل امرتسر" میں درج هوئي هے - تو اس بنا پر یه بالکل صاف بات هے که یه زمین هرگز ابهي تک مسجد کو نهیں ملي کیونکه کتب فقه کے دیکهنے سے ظاهر هو جاے گا که جو زمین که اوسمیں مسجد کا سامان رکها جاے ' یا وه زمین جو مسجد کي ضروریات کے واسطے هو' قطعاً مسجد میں داخل هے ' غسل خانه وغیره جو مسجد کي ضروریات میں سے هے اوسکي زمین بهي مسجد هي میں داخل هوگي -

پس زمین متنازعه فیه میں جب ایک محراب اس غرض سے بنائي گئي که لوگوں کي امد و رفت کے واسطے راسته هو اور اوس محراب پر سه دري بناکر مسجد کے متعلق کر دي گئي' تو کیا اس زمین کو یه کها جاسکتا هے که یه زمین مسجد کے متعلق هے ؟

میں نے جو عرض کیا هے وه موافق تحریرات اخبارات هے اگر تحریرات اخبارات غلط هیں تو میري عرضي بهی بناء الفاسد علی الفاسد کی صورت اختیار کرکے غلط هوگی' ورنه نهیں -

بریدِ فرنگ

دولـة علیـه کا مستقبل

(نیرابست) کي تازه اشاعت میں ایک نهایت باخبر شخص کي مراسلة شائع هوئي هے ' جو لکهتا هے :

"نهایت عیارانه مخفي تدبیریں یونان کے ایجنٹوں کے ذریعه عمل میں آرهي هیں - انکي غرض یه هے که اسطرح عام خیال کو ترکي و یونان کي موجوده گفت و شنید کي طرف متوجه کیا جاے اور اصلي امور سے جو اس میں پوشیده هیں' پهیرکر' کسي اور طرف مائل کیا جاے - یه لوگ ترکوں کے مظالم کي قدیم فرضي اور مصنوع داستانیں سرزمیں برطانیه میں شائع کررهے هیں - حالانکه وه نهیں جانتے که سب سے مخفي رازهاے سربسته جنکا انکشاف اب هوا هے ' ملک کو ایسي باتوں کے قبول کرنے کا کبهي موقع نه دینگے - اگر اب کوئي تیسري جنگ بلقان میں چهڑ جاے تو ترک اپنے دشمنوں کے ساتهه اُسي انصاف پژوهي کے ساتهه پیش آئیں گے جو اُنهوں نے سنه ۱۸۹۶ - کے جنگ میں دکهلائي تهي - اور همیں یقین هے که وه ایسا نکرینگے جیسا نه یونان نے اپنے حلیف بلغاریا کے ساتهه کیا -

ترکوں کے طرز عمل کے متعلق دو ابتدائي باتیں بطور اصول کے قابل لحاظ هیں -

(۱) ترکوں کو ضرورت هے که بیرونني حملوں کے خوف سے بالکل مامون هوجائیں اور

(۲) ملک کي اندروني ترقي و ترفه کے متعلق تدابیر عمل میں لائیں -

یه دو امور ایسے هیں جن پر برطانیه عظمی بلکه تمام یورپ کا مفاد منحصر هے - ترکوں نے جو جنگي صدمات پهلي جنگ بلقان میں اُتهاے وه یورپ کے لیے بڑا موثر سبق هونا چاهے - اس جنگ کي وجه سے اسٹریا کو اکیس ملین پونڈ صرف اپنی فوج کي گرد آوري پر خرچ کرنا پڑا ' اسي کي وجه سے جرمني کو ایک خاطر خواه تعداد کا اضافه اپني فوج میں کرنا پڑا ' اسي طرح کي کوشش کسي قدر فرانس کو بهي کرني پڑي' غرضکه اس جنگ کي وجه سے ایک عالمگیر مالي بے اطمینانی اور اقتصادي تنگي ملک میں پهیل گئي - یه جنگ اپنے ساتهه نا متناهي مصائب لائي اور سب سے ادنی تخمینه ان جانوں کا جو اس کي قربانگاه پر چڑهائي گئیں' سات لاکهه پچاس هزار هے !!

نه صرف برطانیه بلکه تمام یورپ کے لیے نهایت ضروري هے که ترکوں کو بلا خوف و خطر نهایت کامیابي کے ساتهه مذکوره بالا مقاصد کے حصول کے واسطے کام کرنیکي مهلت دیدي جاے - ترکي اگر خطره میں پڑجاے تو اسکے یه معني هیں که تمام یورپ کا امن خطره میں پڑجاے گا -

چوس Chios اور میٹي لین Mitylene ان دونوں ' اور انکے علاوه اُن جزیروں پر جن سے دردانیال پر زد آسکتي هے ' قبضه کرلینا ... عثمانیه کے لیے نهایت اهم هے - ترکي کا ان جزیروں پر قبضه نه رکهنا ویسا هي هے ' جیسا که برطانیه کا جزیرهٔ سکیلي Scilly اور ویگٹ Wight سے دست بردار هو کر جرمني کے حواله کر دینا - ان جزیروں کا جو ترکوں کے ایشیائی مقبوضات کے تحفظ کے

مراسلات

لیے ضروري هیں ' یونان کے طرف سے شد و مد کے ساتھہ مطالبہ کرنا ' هر ایک صحیح العقل انسان کو یقین دلانے کے لیے کافي هے کہ اسمیں کوئي اور غرض بعید اسکے پیش نظر هے ' اور یہ غرض ایسي هے کہ وہ کسي طرح اس توازن کو قائم رکھنے میں ممد نہیں هوسکتي ' جو هر یوربین سیاست داں کے دماغ میں موجود هے - اور نیز یہ کسي طرح اس امن کو واپس نہیں لاسکتا جسکے لیے سر اتورزگ کے زیر هدایت یہ کام کر رهے هیں -

قارئین اب خیال کرسکتے هیں کہ یونان ان جزائر کا کیا مصرف لیگا ؟ اور پھر وہ کسطرح ترکوں کے ایک دائمي خطرہ کا باعث هونگے ؟

هم سب اُس حوصلہ سے بے خبر نہیں هیں ' جو یونانیوں کو قسطنطنیہ کے متعلق هے -

اس کي تشریح کے لیے میں صرف اتنا کہنا کافي سمجھتا هوں کہ ابھي گذشتہ شب کو ایک انگریز نے ایک خط یونان سے پایا هے جسمیں بیان کیا گیا هے کہ وهاں ایک تیسري لڑائي اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا چرچا چھڑا هوا هے - شاہ یونان کا حوصلہ صرف اتني سي بات سے نہ مٹیگا کہ اُسے بلغاریا کا سزا دهندہ کہا جائے - اسنے قسطنطین دوازدهم کا خطاب اختیار کیا هے ' تا اپنے آپ کو اُس قسطنطین کا خلیفۂ بلا فصل ظاهر کرے جس نے بازنطیني Byzantine سلطنت کو اپنے هاتھہ سے کھویا تھا - جب هم اس بیجا حوصلہ کو سمجھتے هیں اور اس امر کو بھي بخوبي جانتے هیں کہ اسمیں کیا کیا خطرات یورپ کے امن عام کے لیے پوشیدہ هیں ؟ تو همیں یقین هو جاتا هے کہ بڑي طاقتیں ایک منٹ کے لیے بھي نہ تو یونان کے مطالبات کا ساتھہ دینگي اور نہ اُسکے مخفي کید و مکر کو نظر استحسان سے دیکھیں گي -

یونان ان جزیروں سے جو کام لیگا ' هم نہایت صفائي کے ساتھہ دیکھہ رهے هیں - اس کے پاس وہ جزیرے سیاسي مفسدہ پردازیوں کا سرچشمہ هوجائینگے اور تمام قسم کي ممنوعات قانوني کے ایشیائي ممالک عثمانیہ میں جانیکا ذریعہ بن جایگا - یہ حالت نہایت هي نا قابل برداشت هوگي - اِسکا انجام جنگ اور هلاکت کے سوا اور کچھہ نہیں هوسکتا -

الہلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ هے ' جو باوجود هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

عید کي خوشي

از جناب سید غوث محي الدین صاحب منیجر ایجوکیشنل پبلیشنگ هاؤس ریاست میسور -

همارے هاں هر سال بہت سي عیدیں آتي هیں ' اِن موقعوں پر هم کیا کرتے هیں ؟ نئے کپڑے پہنتے هیں ' لذیذ کھانے کھاتے اور کھلاتے هیں اور پھر خوشیاں منانے لگتے هیں -

مہذب ممالک کے لوگ بھي یہ سب کچھہ کرتے هیں مگر وہ چند اور سبق آموز کام بھي کرتے هیں جو هم نہیں کرتے - ان ممالک کے ارباب فکر نے سوچا کہ عید کے دن خوشي منانے کے ذریعے ایسے ایجاد کیے جائیں جن سے ظاهري اور باطني ' دونوں مسرتیں حاصل هوسکیں ' اِن لوگوں نے اِس سوال کو بڑي عمدگي کے ساتھہ حل کرلیا - عید کے دن ایک دوست دوسرے دوست کو " عید کارڈ " روانہ کرتا هے جس سے ظاهري خوشي بھي حاصل هوتي هے اور اسکے مضامین سے فائدہ بھي پہنچتا هے - اس سے بھي بڑهکر یہ کہ اِس موقع پر کتابیں دوستوں کو بطور تحفہ بھیجتے هیں جو خاص طور پر مہیا کي جاتي هیں - آجکل هندوستان میں بھي مہذب ممالک کے لوگوں کي طرح عید کارڈ رائج هوگیا هے لیکن افسوس کہ اس سے بجز نمایش و تفریح کے اور کوئي فائدہ نہیں - اِس سے کاتب اور مکتوب الیہ کو کیا خوشي میسر آتي هوگي ! میرے دوستو ! خوشي تو وهي سچي اور اصلي هے جبکہ هم بحیثیت ایک مسلمان هونے کے عید کے کل احکام بھي باقاعدہ ادا کریں ' اُس دن اپنے ارادوں اور همتوں کو مستقل اور وسیع کریں ' اپني اور اپني قوم کي سچي ترقي کے وسایل پر غور کریں ' اور کوئي تدبیر اپني بگڑي کے بنانے کي نکالیں ' صرف کارڈوں کي بھر مار سے یہ ساري باتیں حاصل نہیں هو جاتیں -

دیکھتے هو کہ کرسمس میں کئي لاکھہ کتابیں چھپتي هیں ' بچوں کیلیے چھپتي هیں ' لڑکوں کیلیے چھپتي هیں ' لڑکیوں کیلیے چھپتي هیں - اور عام مذاق کے لوگوں کیلیے چھپتي هیں - اور پھر ایسي چھپتي هیں ؟ کہ حقیقۃً تحفہ میں دیجا سکیں - قیمتي کاغذ پر خوشنما حروف ایسے معلوم هوتے هیں ' گویا موتي جڑدیے هیں - سنہري کنارے کتاب کو سچ مچ سونے کي اینٹ بنا دیتے هیں - اِن تمام خوبیوں پر جلد کي دل فریبي مستزاد هوتي هے - ایک ایک شخص درجنوں کتابیں خریدتا هے ' اپنے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو دیتا هے - یہي کتابیں هیں جو اِن لوگوں میں اعلیٰ خوشي پیدا کرکے اُنکو مستقل مزاج ' اولوالعزم ' اور همدرد قوم بنا دیتي هیں !

ایک عرصہ سے هم دیکھتے هیں کہ عید کے دن هماري خوشیوں کا پیمانہ صرف ایک عید کارڈ کے ملنے هي سے چھلکنے لگتا هے - هم اب تک عید کي اصلي خوشیوں سے محروم هیں - ریاست

(میسور) سارے هندوستان میں " ماڈل اسٹیٹ " مشہور ہے - مجکو نہایت خوشي هوئي جب میں نے دیکھا کہ یہاں کے زندہ دل اهل اسلام نے گذشتہ عید الفطر کے موقع پر عید کارڈوں کے علاوہ سبق آموز و دلچسپ کتابیں بھي دوستوں کو بطور تحفہ بھیجیں اور اس طرح ایک عمدہ رسم کي بنیاد ڈالي -

هندوستان میں (ٹائمز آف انڈیا) کرسمس کے موقع پر اس قسم کے متعدد تحائف تیار کرتا ہے اور اس اخبار کا کرسمس نمبر بھي بڑي آن بان سے شائع هوتا ہے - اردو میں ٹائمز آف انڈیا کے مقابلہ میں اگر کوئي جرنل پیش کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف (الہلال) هي ہے ' اور هماري خوش قسمتي ہے اس کے فاضل ایڈیٹر کے کلم میں وہ تاثیر اور شیریني ہے کہ کیا بچے کیا بڑے ' سبھي مزے لے لے کر پڑھتے هیں - اگر دفتر الہلال سے عید کے موقعوں پر عید اور خاص اسي وقت تحفہ میں دیے جانے کے قابل کتابیں طبع هونے کا انتظام هو ' تو کل اهل اسلام کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے -

امید ہے کہ فاضل ایڈیٹر الہلال اور دیگر خیر خواهان قوم اس ضروري التماس پر خاص توجہ مبذول فرما کے اس رسم کي اجراء کے متعلق اپني اپني آراء ظاهر فرماویں گے - کم از کم اتنا تو هو کہ الہلال کا ایک خاص عید نمبر مرتب هوکر شائع هو - اگر ابکے اس کا انتظام کیا جاے تو چار هزار کاپیوں کا میں اسي وقت آرڈر دیتا هوں -

الہلال :

آپکي تجویز اور برادران میسور کي عملي تحریک نہایت مبارک ہے - لیس العید لمن لبس الجدید ' انما العید لمن خاف یوم الوعید ! افسوس کہ آپنے دیر میں اطلاع دي - اسلیے اس عید کے موقع پر تو تعمیل سے معذور هوں - البتہ بشرط زندگي آیندہ انتظام کیا جائیگا -

اعانۂ ۳۰۰۰ ۹، کانپور کا ایک مصرف

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب - رینٹائرڈ ڈپٹي کلکٹر - کلکتہ

مولانا ! السلام علیکم - آپ مجھے اجازت دیں کہ آپکے بیش بہا رسالے کے ذریعہ سرمایۂ مسجد کانپور کي ایک عمدہ صورت مصرف پیش کروں اور آپ از راہ نوازش اپني راے سے بھي مطلع فرمالیں - یہ کہنے کي ضرورت نہیں کہ کانپور کي مسجد کے معاملہ میں جو آواز اٹھي ' وہ بہت کچھہ آپکے ذات بابرکات کي مساعي کا نتیجہ تھي اور اس ایجي ٹیشن میں الہلال کي خدمت یاد گار رهیگي - هندوستان کے لیے آپ کي ذات غنیمت ہے اور قوم کي مذهبي تعلیم کے لیے الہلال - یہ تحریک اگر الہلال کے ذریعہ مقبول طبع عام هو تو قوم کو کیا عذر هوگا -

میں یہ تجویز پیش کرتا هوں کہ اس سرمایہ کا ایک حصہ جنوبي افریقہ کے مصیبت زدہ مسلمان بھائیوں کي امداد کے لیے دیا جائے جو اپنے ملک اور مذهب کي عزت کے لیے جیل خانہ جا رہے هیں اور هر طرحکي تکالیف برداشت کر رہے هیں - جناب کو معلوم ہے کہ عدالت جنوبي افریقہ نے حکومت کے اشارہ سے مسلمانوں کے تعداد ازدواج کے قانون کو جایز نہیں قرار دیا ' یعني ' ایک سے زاید بي بي نا جایز هوگي اور اُنکے بچے ناجائز مانے جائینگے - ایسي عورت کو اپنے شوهر کے ساتھہ رهنے کا بھي حکم نہیں - یہ صریحاً همارے مذهب کي توهین عظیم ہے اور همارا فرض ہے کہ هم اپنے مذهب کي حفاظت کے لیے هر طرح کي کوشش کریں اور جس طریقہ سے جہاں تک هوسکے ' اسمیں مدد کریں - برٹش حکومت کي انصاف پسندي ضرب المثل ہے - اگر ٹرانسوال کي عدالت سے کوئي زیادتي هوگئي تو اسکے خلاف کارروائي کرنا برٹش گورنمنٹ کے انصاف کو برقرار رکھنا ہے - هماري هندي بھائي اپنے ملک اور مذهب کي آبرو رکھنے کے لیے ایسا ایثار نفس کر رہے هیں ؟ پھر کیا همارا فرض نہیں کہ هم دامے ' درمے ' اُنکے کام آئیں ؟ یہ ایک ایسي تحریک ہے کہ هندو مسلمانوں کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مستحکم کر دیگي -

مجاہد وفد مطبع و جرائد هند

بہ تقریب ضیافت الہلال

(۲)

	پائي	آنہ	روپیہ
ایک فیاض و غیور فرد ملت بذریعہ جناب حاجي مصلح الدین صاحب کلکتہ	-	-	۱۰۰
ایم - ایچ - ایس - مال رنگون	-	۴	۵
بذریعہ جناب لطف الدین صاحب دھارا وار بمبئي - بعد رفع مني آڈر فیس	-	۸	۴۶
جناب ایس محمد بخش صاحب	-	-	۲۵
جناب منشي رفیع الدین صاحب	-	-	۵
جناب غفور خان صاحب	-	-	۵
جناب عبد الوهاب صاحب	-	-	۲
جناب حافظ مہتاب صاحب	-	-	۲
جناب لطیف الدین صاحب	-	-	۵
جناب جمعدار داؤد صاحب	-	-	۱
جناب عبد الرزاق صاحب	-	۸	-
جناب شہاب الدین احمد صاحب	-	۸	-
جناب محمد احمد صاحب هاشمي	-	۸	-
جناب محمد یوسف صاحب	-	۸	-
جناب محمد اسمعیل سیٹ صاحب سمبوداس اسٹریٹ مدراس	-	-	۵
جناب رومیس احمد صاحب لاهیر پور - سیتا پور	-	-	۱۰
ایس - ایم - اے - جلیل چوک مسجد - آرہ	-	-	۵
جناب حافظ عبد الوهاب صاحب کوہ ندا پرلي - اعظم گڈہ	-	-	۵
جناب محمد الدین صاحب سالنس ماسٹر هوشیار پور	-	-	۲
جناب خدا درست صاحب هوشیار پور	-	-	۲
ایک بندۂ خدا " "	-	-	۱
جناب سید احمد حسین صاحب گیا	-	-	۴
جناب عبد الحي خان صاحب حیدر آباد - دکن	-	-	۱
جناب کبیر احمد صاحب بھاگلپور	-	-	۳
جناب محمد بیگ صاحب اورنگ آباد	-	-	۵
جناب مسعود احمد صاحب لاهر پور سیتاپور	-	-	۵
ایک بزرگ شاهجہانپور	-	-	۲
جناب محمد ابراهیم دارجلنگ	-	-	۱
جناب مولوي عبد السلام ندوي لکهنو	-	۸	-
" جناب الرام الله خانصاحب ندوي "	-	۸	-
" جناب محمد سعید خانصاحب ندوي "	-	۸	-
جناب دین محمد ماسٹر دار العلوم ندوہ	-	۴	-
" جناب فضل الرحمن مدرس " "	-	۴	-
" جناب اشفاق حسین صاحب ندوي "	-	۴	-
" جناب محمد سعید - متعلم ندوہ "	-	۲	-
جناب خواجہ سید منظور احمد صاحب آرہ	-	-	۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUS. 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 12, 1913.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت

۷ - ۱ ملاؤڈ اسٹریٹ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

جلد ۳ — ۱۲ جمادی الثانی : چہار شنبہ ۱۲ - ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۲۰-۲۱

Calcutta : Wednesday, November 12 & 19 1913.

فہرس

شذرات	۱
رفتار سیاست	۱
مقالۂ افتتاحیہ	
یوم العمع	۵
مطبوعات جدیدہ	
دی کانپور موسک وغیرہ	۱
انتقاد	
مجالس ذکر مولد (صلم)	۲
مذاکرۂ علمیہ	
نقد علوم و معارف	۵
وثائق و حقایق	
باب التفسیر	۷
شئون عثمانیہ	
دولت علیہ کا مستقبل	۱۱
برید فرنگ	
شورش و اضطراب ہند	۱۲ - الف
ہندوستان میں انارکزم	۱۲ - ب
مسئلۂ حماں	۱۲ - ج
مقالات	
آیرلنڈ ہوم رول بل	۱۳
مراسلات	
مصالحۃ مسئلۂ اسلامیہ کانپور	۱۶
جلسۂ لکھنؤ	۱۶
مسئلہ صلح کانپور اور الہلال	۱۵
مصالحۃ کانپور	۱۷
کانپور کی ایک یادگار رات	۱۸
مصالحۃ مسئلہ اسلامیہ کانپور	۱۹
عید اضحی اور انجمن خدام کعبہ	۲۰

تصاویر

یوم العمع	د ۰ تا - ل
انجمن ہلال احمر رنگون	۲۲ - الف
شہزادہ عمر فاروق افندی	۱۲ - ب
حضرت الا میر سلطان تیمور	۱۲ - ج
ملکۂ الزیبتھہ	۱۲ - د
شاہ ہنری چہارم	ایضاً

[بقیہ مضمون صفحہ ۴ کا]

جتنے ہڑتال کرنے والے گرفتار کیے گئے تھے' سب کانوں میں بھیج دیے گئے ہیں - ہندوستاني ابھي تک اپنے ارادے پر ثابت قدم ہیں اور کام کے لیے حاضري دینے سے انکار کرتے ہیں - ان پر غیر حاضري کا جرم قائم کر کے قید سخت کي سزا دیجا رہي ہے اور اسطرح ان سے کانوں میں کام لیا جا رہا ہے - ڈنڈي کے مجسٹریٹ مسرس جے - ڈبلو کروس اور نیو کیسل کے مجسٹریٹ ڈي - جي - جیلیس نے اعلان کیا ہے کہ جو ہندوستاني کام کرنے سے انکار کرینگے' وہ بھوکے مارے جائیں گے اور جیل کے قواعد کي رو سے انکو کوڑوں سے کام کرنے پر مجبور کیا جائیگا - بیلنگھم نیوي گیشن اور کیمبرین کي کانوں میں ہزاروں ہندوستاني باقاعدہ کوڑوں سے مارے گئے - کوڑوں کے علاوہ گولیاں بھي چلائي گئیں جن سے دو آدمي سخت زخمي ہوے - ان ہندوستاني زدوں کو پناہ دینے سے مجسٹر یٹوں نے صاف انکار کر دیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص مجسٹریٹ کے پاس داد رسي کے لیے کان چھوڑ کر آیگا' اس پر بھاگنے والے قیدي کي حیثیت سے فائر کیا جائیگا - فوج جو لکڑیوں سے مسلح ہے' ان مقاومت مجہول کرنے والوں پر نہایت وحشیانہ طریقہ سے حملے کر رہي ہے ' جو ساحلي ضلعوں میں ہیں "

مسٹر گوکھلے کو ایک دوسرے تار سے معلوم ہوا ہے کہ والکسریست کے ہڑتالیوں پر نہایت وحشیانہ طریقے سے حملے ہو رہے ہیں - کام لینے والے راشن دینے سے انکار کرتے ہیں اور باہر سے ہر قسم کي خبر رساني اور رسد رساني بھي روکدي گئي ہے - مگر تمام ہڑتالی جنکي تعداد دو ہزار ہے ' ابتک ثابت قدم ہیں -

(آخر الانباء)

مسٹر گاندھي نے ولکرسٹ کي عدالت میں بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ارادے کي اطلاع وزیر داخلیہ کو کردي تھی اور ولکرسٹ کے دفتر کے مہاجرین کو اپنے عبور کي تاریخ سے بھي مطلع کردیا تھا - انہوں نے عدالت کو یقین دلایا کہ ٹرانسوال میں قیام کي غرض سے ایک ہندوستاني کا غیر قانوني داخلہ موجودہ تحریک سے کوئي تعلق نہیں رکھتا -

وہ جانتے ہیں کہ جو کارروائي انہوں نے شروع کي ہے وہ انکے متبعین کے لیے بڑے سے بڑے خطروں اور سخت شخصي مصائب سے بھري ہوئي ہے' مگر انکو یقین ہے کہ سخت مصائب کے علاوہ اور کوئي شے نہیں جو یونین گورنمنٹ اور اسکے رہنے والوں کے ضمیر کو جنبش میں لاسکے -

مسٹر کیلین بینچ کو تین ماہ کي سزا ہوگئي - مسٹر پولک ابھي تک حوالات میں ہیں -

شذرات

يوم الحج اور "۱۱ ذی الحجہ"

نو: ۸، فتح و، ذیقعدہ : ول !!

مژدۂ صبح درین تیرہ شبانم دادند * شمع کشتند وز خورشید نشانم دادند !
رخ کشودند و لب هرزہ سرایم بستند * دل ربودند و دو چشم نگرانم دادند !

پہلے سال عید الفطر اور عید اضحی کے موقعہ پر مناسب وقت مقالات افتتاحیہ لکھنے کي توفیق ملي تھي - اس سال عید الفطر بھي خالي گئي اور افسوس کہ عید اضحی کے موقعہ پر بھي طبیعت کي افسردگی نے کروٹ نہ لي ' حالانکہ دل شوریدہ کے ماتم و شیون کا اصلي موسم یہي تھا -

ادھر کچھہ عرصے سے طبیعت گم ہے ' اور سراغ راہ ناپید - گم گشتگي پہلے بھي تھي مگر کبھي کبھي خبر بھي آجاتي تھي - اب یہ بھی نہیں :

بازاے دل با کہ می باشي کہ با ما نیستي !
درکجائي ' چند روزے شد کہ پیدا نیستي !

مضامین باعتبار مواد و اصول نگارش دو طرح کے ہوتے ہیں - ایک صورت تو یہ ہے کہ عام واقعات و حوادث کے متعلق افکار و آرا کا اظہار کیجیے ' یا کسي علمي و دیني موضوع پر بحث کیجیے - اسکے لیے تلاش و رجوع کتب کي ضرورت ہوتي ہے - یا پھر اپني یاد داشت اور حافظہ کي معلومات کي - اکثر لوگ تو اسکے لیے بھي فراغ خاطر اور جمعیت و سکون طبع کے محتاج ہوتے ہیں کہ دماغ تھکانے نہیں تو قلم و مداد کي صحبت کیسے گوارا ہو؟ مگر سچ یہ ہے کہ اگر دماغ مناسب ہو اور توفیق مبدء فیاض رفیق ' تو اسکے لیے نہ تو فرصت کي ضرورت ہے نہ صحت کي - نہ دن کي شورش اسکے لیے مخل ' نہ رات کي سرگرداني اسمیں حائل - نہ تو پریشاني خاطر اسکو روک سکتي ہے اور نہ شورش طبع مانع ہوتي ہے - ہر وقت کسي نہ کسي طرح کام کیا جاسکتا ہے اور میرا تجربہ و عمل یہي ہے -

الحمد للہ کہ پریشاني و غموم و ہموم کے سخت سے سخت مواقع میں بھي مجھے قلم جواب نہیں دیتا - وقت کي کمي کو کبھي بھي میں نے عدم تحریر و تالیف کیلیے عذر نہ سمجھا ' اور جمعیۃ خاطر کا اس بارے میں ابداً قائل نہیں - یہ ایک فضل و کرم رباني ہے ' ورنہ اگر اپنے کاموں میں جمعیۃ خاطر اور فرصت و سکون کا محتاج ہوتا ' تو شاید چھہ مہینے کے بعد بھي ایک سطر لکھنے کي بمشکل امید ہوتي - کیونکہ میري زندگي بہ حسب اصطلاح زمانہ ' دلچسپی و فراغ خاطر کے اسباب سے بکلي محروم ہے - میرے لیے سرور و انبساط دائمي طور پر مفقود ہیں - میں ایک نا آشناے مسرت اور دائم الحزن زندگي رکھتا ہوں ' اور اپنے فیصلۂ حیات پر شاکر اور اپني حالت پر قانع ہوں - اُس نے اس حیات مستعار میں جو کچھہ دے رکھا ہے ' یہ بھي اسکا فضل ہے - جتنا کچھہ نہیں ہے ' اسکا حق بھي کیسے تھا کہ گلہ و شکوہ ہو ؟ دنیا میں آتے ہوئے ہم سے کچھہ معاہدہ نہیں کیا گیا تھا کہ تمہاري ہر امید اور ہر خواہش پوري کر دي جائگي ؟

کلید بستگي تست غم ' بجوش اے دل !
تو گر چنین نہ گدازي ' گرہ کشاے ترکیست ؟

لیکن دوسري قسم اُن مضامین کی ہے جو باصطلاح قدیم و محبوب ' دماغ سے نہیں بلکہ دل سے تعلق رکھتے ہیں - جنکے لیے دماغ کي کاوش نہیں بلکہ دل کا جوش مطلوب ہے - جو حواس کي جگہ جذبات و عواطف کے تابع ہیں - جنکے لکھنے کیلیے بہترین وقت وہي ہوتا ہے جب دماغ لا یعقل مگر دل ہوشیار ہوتا ہے - اور جنکے لیے شرط اولین یہ ہے کہ ادراک و حواس کو بالکل معطل کر دیجیے اور از سر تا پا پیکر جذبات مخفیہ و مجسمۂ حسیات قلبیہ بن جائیے کہ دل کے کار و بار کي رونق کیلیے بازار خرد و ہوش کي ویراني ضرور ہے !

اس قسم کي چیزیں البتہ وقت اور حالات پر موقوف ہیں - ضرورت سے متاثر نہیں - جب تک چولہے میں آگ نہو ' دیگ سے دھواں نہیں اُٹھہ سکتا - یہ آگ اپنے اختیار میں نہیں - کبھی خود بخود بھڑک اُٹھتي ہے اور کبھي ہزار ہوا دیجیے ' ایک چنگاري بھي میسر نہیں آتي -

اسکي مثال یوں سمجھیے کہ کبھي موسم خزاں میں دل کا کوئي مخفی جوشش بہار اسطرح آپکو مترنم کر دیتا ہے کہ خود بخود گنگنانے لگتے ہیں ' اور کبھي طبیعت اسطرح افسردہ ہوتي ہے کہ عروس بہار کو با ہمہ عشوہ ہاے تمکین روبا سامنے دیکھکر بھي شگفتہ نہیں ہوتی - اسکے بھي اسباب و محرکات ہیں ' مگر وہ نہیں جنسے دماغ و ادراک قوت و استعداد جلب کرتا ہے - وہ کچھہ دوسرے ہي محرکات ہیں ' اور جب تک انکا اشارہ نہو ' دل کي موسیقي کا تار مترنم نہیں ہوسکتا :

چاک مت کر جیب بے ایام گل
کچھہ اودھر کا بھي اشارہ چاہیے !

میري حالت اس بارے میں بالکل بے اختیارانہ ہے - ضرورت ہر طرح کا کام اپنے وقت پر کرا لیتي ہے ' مگر اپني پسند اور خواہش جس شے کو ڈھونڈھتي ہے ' وہ دوسرے ہي کے قبضہ میں ہے :

زمام خاطر ما بستۂ تصرف تست
اگر یقین نداري بامتحان برخیز !

ارادہ تھا کہ اس موقعہ پر کچھہ لکھونگا مگر نہ لکھہ سکا - البتہ اسکي جگہ توفیق الہي نے اس سے اہم تر بلکہ اصل مقصود کي طرف اقدام عمل کا سامان بہم پہنچا دیا ' یعني یوم الحج اور عید اضحی کي مقدس یاد کے ساتھہ جماعۃ " حزب اللہ " کي تکمیل تاسیس متشکل و متمثل ہوکر نمودار ہوئي ' اور میں نے دیکھا کہ الحمد للہ اب اسباب سکوت بکلي مرتفع ' موانع اقدام یکسر

مفقود ' اور استعداد طبع و آمادگي قلب بهمه وجوه مضطرب کار هے - اور جو جمال مقصود نظارۂ یک نفس دکهلا کر مستور و محجوب هو گیا تها ' اب پهر با هزاراں دلفریبي و رعنائي ' و با یک شهر دلنوازي و زیبائي ' پرده بر افگن نظارۂ امید ' و چهره بر افروز آرزوے دید هے !

بازم از نو خم ابروے کسي در نظر ست
سلخ ماہ دگر و غرۂ ماہ دگرست !! .

اس ماہ مقدس ' اس یوم مبارک ' اس آوان سعید میں ' جبکه دشت حجاز کے ایک ایک ذرہ سے " لبیک ! لبیک ! اللهم لبیک !! " کي صدائیں اٹهه رهی هونگی ' جبکه لاکهوں انسان کسی کی تلاش میں مجنوں وار دشت پیما ' اور کسي کے شوق میں والهانه و مضطربانه ' سر و پا برهنه ' جسم پر کفنی لپیٹے هوے " موتوا قبل ان تموتوا " کی یکسر تصویر هونگے ! جبکه اُس مسلم اول ' اُس مومن قانت ' اُس پیکر خلت ' اُس کشتۂ عبودیت ' اُس جاندادۂ محبت ' یعني اُس (خلیل اکبر) کی صدائے عشق فرما ابراهیم کدۂ حجاز کی هر هستی مضطر کے اندر سے " انا الحي بالحي الذي لا یموت " کے معني حیات کو اشکارا کر رهي هوگي که :

کشتگان خنجر تسلیم را
هر زمان از غیب جانے دیگرست

غرضکه ایسے یوم عظیم و وقت سعید میں کیونکر ممکن تها که طالع کار خفتۂ غفلت رهتا ' اور طلیعۂ مقصود پردۂ فراموشي سے طالع نه هوتا ؟ پس فیضان الهي نے عین وقت پر دستگیري کي ' اور جبکه موانع راہ و عدم تهیۂ اسباب سے میں یکسر انتظار تها ' تو نوید فتح باب ' اور بشارۂ آغاز کار توقیع قبولیت لیکر اس طرح امید نواز قلب مشتاق هوي که چشم حیران نظارہ نے مقام ابراهیم کي صلوۃ طواف ' ما بین الصفا و المروہ کے سعي ' یوم الترویه کي صدا هاے تهلیل ' قربانگاہ منی کے سیلاب خونین ' عرفه کے قیام ' جبل عرفات کے اجتماع ' مزدلفه کے وقوف ' اور طواف الوداع کے هجوم میں عروس مقصود کو بے حجاب دیکهه لیا !

ورد اللسه لولا خشیة الناس والحیا
لعانقة وا بین المقام و زمزما

لبیك لبیك ' اللهم لبیك ' لا شریك لك لبیك ' ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ! اللهم انك دعوت عبادك الی بیتك الحرام وقد جئت طائعا لامرك ' فاغفرلی و ارحمنی یا ارحم الراحمین ! اللهم یا رب هذا البیت العتیق ! اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و امهاتنا و اخواننا و اولادنا من النار فی الدنیا والاخرہ ! اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها ' واجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرہ !!

* * *

پس اب آغاز عمل هے اور شورش کار ' امتحان راہ در پیش هے اور مشکلات امور سامنے ' تحریراً جو کچهه کرنا هے وہ خاتمۂ سخن کے درنمبر هیں ' جن میں سے ایک آجکي اشاعت میں اور دوسرا اشاعت آیندہ میں شائع هوگا که دلوں کي افسردگي و خموشي ذرا دور هوے - اسکے بعد جو کچهه هے اصل کار کا آغاز هے : وتلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ' والعاقبة للمتقین -

آج کے مقالۂ افتتاحیه کا کچهه حصه کسي گذشته اشاعت میں بهي شائع هوچکا هے لیکن بقیه مضمون کي اشاعت اُس وقت روک دي ثهي - چونکه سلسلۂ بیان کیلیے وہ ٹکڑا ضروري تها اسلیے آج اتنا حصه مکرر شائع کیا جاتا هے تاکه بلا زحمت رجوع پیش نظر آجائے :

یارب دل پاک و جان آگاهم ده !
آه شب و گریۂ سحر گاهم ده !

در راہ خود اول ز خودم بیخود کن !
و انگه بیخود ز خود بخود راهم ده !

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

اس هفتے مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کي مصالحة کے متعلق صیغۂ مراسلات میں متعدد مکاتیب و مضامین بالا قتباس درج کیے گئے هیں - یه اُنکے علاوہ هیں جنکي اشاعت کسي وجه سے غیر ضروري تهي - صرف ایک اهم مراسلة باقي رهگئي هے - نیز جناب مولانا عبد الباري کے ایک تازہ گرامي نامه کا کچهه حصه ' یه دونوں آیندہ اشعت میں درج هونگے -

میں اسے کبهي پسند نهیں کرسکتا که خیالات کے اعلان کو روکا جاے اور شکایتوں کا علاج یه تجویز کیا جاے که شکایتوں کے وجود سے انکار هو !

موافقت جیسي کچهه اور جتني کچهه هے ' علم اور آشکارا هے - پس مقدم امر یه هے که جو مخالفانه آرا هوں ' وہ بهي ایک مرتبه پوري طرح سامنے آ جائیں - اسکے بعد فهم و تفهیم کي کوشش کرنی چاهیے -

میں نے گذشته اشاعت میں عرض کیا تها که فکر مستقبل کي نسبت اپنے خیالات ظاهر کرونگا - لیکن افسوس که بعض امور جنکا علم و تصفیه قبل از اظهار راے ضروري هے ' اب تک صاف نهیں هوے - اسلیے اس هفتے تمام مراسلات متعلق مسئله کانپور شائع کردیتا هوں - آیندہ هفتے جو کچهه اختتامي طور پر عرض کرنا هے عرض کرونگا -

النبا ء الالیم !

جنوبي افریقه میں بد بختان هند کے مصائب اب اس حد تک پهنچ گئے هیں که انسانیت کیلیے ماتم کبری اور عدل و انصاف کیلیے مصیبة عظمی هے ! کیا عجیب انقلاب حالت هے که جن لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے بهانے انگلستان نے ٹرانسوال کے لاکهوں نفوس جنگ بوئر میں قتل کیے تهے ' آج انهي سے جیل خانے آباد هیں اور کوي نهیں جو انکي فریادوں پر کان دهرے ! دس برس سے زیادہ زمانه گذر گیا که یه آوارگان غربت مورد مصائب و الم هو رهے هیں - نه تو انگلستان کي شهنشاهي کچهه اپنے اثر سے کام لے سکتي هے ' اور نه حکومت هند کے پاس انکے زخموں کیلیے کوئي مرهم هے :

فریاد که هر کس باسیري فتد ' او را
شرط ست که از خویش و وطن دور فرو شند !

کسي دوسري جگه بعض ضروري تلغرافات کا خلاصه درج کیا گیا هے اور تفصیلي حالات سے تو آجکل روزانه اخبارات کے صفحوں کے صفحے رنگے هوتے هیں - مجهے اپنے اخوان ملت سے صرف یه عرض کرنا هے که اس موقعه پر اپنے هم وطنان دور و مهجور کي خبر لیں - آج تک جو ضلالت و غفلت مسلمانوں کے سیاسي مذاق پر چهائي هوئي تهي ' اسکا سب سے بڑا درد انگیز نتیجه یه تها که ملک کي فلاح و بهبود کي طرف سے انهوں نے بالکل انکهیں بند کرلي تهیں ' اور اس اصلي شرف خدمت ملک و وطن کو صرف هندؤں کے لیے چهوڑ دیا تها - انکو سمجهایا گیا تها که " مسلمانوں کا پالیٹکس صرف هندؤں سے لڑنا اور اپني علحدہ قومیت کو قائم کرنا هے اور بس " اسلیے وہ همیشه سمجهتے رهے که ملک و اهل ملک کي خدمت سے اُنهیں کوئي واسطه نهیں -

لیکن الحمد الله که اب حالت پلٹي هے اور مسلمانوں نے بهي ملکي سیاست کے مفهوم کو سمجهنا شروع کیا هے - ضرور هے که وہ اپني تغیر حالت کا اب قدم قدم پر ثبوت دیں اور ملک و اهل

ملک کي هر خدمت میں ابناے وطن سے بڑھکر حصه لینے اور سب سے اگے رهنے کي کوشش کریں - تاکه اس طرح انکي پچهلي غفلت و معصیت ملکي کا کفاره هو -

جنوبی افریقه کے هندوستانیوں کا سوال تمام اهل ملک کیلیے پیام ماتم هے - اسلام انسانیت اور اسکے حقوق کے احترام کا سب سے بڑا معلم هے ' اسلیے اج مسلمانوں کے دلوں میں بھی اس مصیبت کی تیس سب سے زیاده هونی چاهیے - مسلمان زندگان افریقه میں بکثرت مسلمان هیں مگر میں نہیں چاهتا که اسطرف زور دوں - بهرحال وه انسان هیں ' مظلوم هیں ' اور پهر خاک هند کے فرزند ' پس هر شخص کو جو هندوستان میں بستا هے ' اس ماتم میں حصه لینا چاهیے -

وقت هے که مسلمانان هند بزرگ ملک مسٹر (گوکهلے) کی اپیل کا دل کهولکر استقبال کریں - جهاں تک جلد ممکن هو ' هر شهر اور هر مقام پر اعانتي فهرستیں کهل جاني چاهئیں - ادارۂ الهلال بهي وجه اعانت کو وصول کرنے کیلیے طیار هے -

فتنۂ اجودهیا !

امسال عید قرباني الحمد لله که بغیر کسی انسانی قربانی کے بخیرو خوبی گذر گئی - اور خدا وه دن جلد لائے که ملک کی تمام قومیں با همی نزاعات کی جگه ' صرف اپنے ملک کی صلاح و فلاح هی کو اپنی قوتوں کا مصرف بنائیں -

(اجودهیا) میں ابکے قربانی حکماً روک دي گئی - میں نے یه سنا اور اسپر چنداں افسوس نهوا ' کیونکه بهت سے مسلمان خود بهی ارادہ کر رهے تهے که برضا و رغبت اس حق سے دست بردار هوجائیں - لیکن کهه نهیں سکتا که شدت غم و غصه سے میرے دماغ کا کیا حال هوا ' جب میں نے پڑها که مسلمانان اجودهیا قربانی کے ماتم میں نماز عید سے بهی دست بردار هوگئے که اگر قربانی کو مجسٹریت روک سکتا هے تو نماز کو هم بهی روک دیسکتے هیں :

هماوا بهی تو آخر زور چلتا هے گریباں پر!

مجهے معلوم نهیں که اجودهیا کے مسلمانوں میں پڑهے لکهے لوگ بهي هیں یا نهیں ' اور انهیں اپنے دین و مذهب کي بهي کچهه خبر هے یا نهیں ؟ بظاهر اس واقعه سے تو یهي معلوم هوتا هے که انکي مسلماني گوشت کهانے هي تک هے اور بس -

ان جاهلوں سے کوئي پوچهے که عید کے دن قرباني کرنا امام ابو حنیفه (رح) کے نزدیک واجب هے ' اور ائمۂ ثلاثه کے نزدیک سنت - احادیث کا تدبر بهي دوسرے هي مذهب کا مرید هے - پس اگر قرباني روکدي گئي تهي تو ایک عمل سنت یا زیاده سے زیاده واجب کے ادا کرنے سے وه محروم رهگئے تهے ' اور اسکي بهي انکے سر کوئی پرسش نه تهی ' کیونکه حاکم کے حکم سے مجبور تهے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کرده فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکه عمود دین و ملت هے - پهر ایک عمل سنت کے اجباري ترک سے انهوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چهوڑ دیا ' اور عین عید کے دن الله کے آگے سر عبودیت جهکانے سے دیده و دانسته کیوں باز رهے ؟

یه کونسی عقل مندي هے که اگر جیب سے ایک دهیلا گر جاے تو هاتهه کی اشرفی بهی پهینک دي جاے ؟

زبدۃ التواریخ

بالآخر دولت علیه اور یونان میں بهي صلح هوگئي - صلح نا پر دستخط نصف شب کے بعد هوے - نزاع انگیز امور طے هو سکے اور یه اس صلحنامه کا ایک ما به الامتیاز ضعف هے که ا امور کا تصفیه ثالثي کے هاتهه دیدیا گیا هے -

یورپ کے سوا اور کون هے جو پنچ بنسکتا هے ؟ اسلیے ابهي ا داستان المناک کو ختم نه سمجهنا چاهیے بلکه اسکے تتمے یا یور کي نصفت پروري کي حکایت سننے کے لیے طیار رهنا چاهیے -

البانی حدود کا مسئله هنوز غیر منحل هے - یوناني و البانی حدود کی تعین کے لیے جو کمیشن بیٹها تها ' اسکے برطانی مم نے چند تجاویز پیش کي تهیں - ریوٹر کو معلوم هوا هے که دول میں اسکے متعلق باهم مبادلۂ ارا هو رها هے - امید هے که یه تجاویز جا اختیار کرلي جائیں گي ' کیونکه آسٹریا اور اطالیا نے ان سے اتفا کرلیا هے -

حدود کے متعلق ایران و ٹرکی میں چند اختلافات تهے جن فیصله کے لیے قسطنطنیه میں ایرانی عثمانی وکلاء کی ایک مجلس بیٹهی تهی - اب اس نے ایک عهد نامه ترتیب دیا هے - اس کی رو سے جنوبی سرحد شط العرب کے ساحل یسار کے پیچهے پیچه جائیگی لیکن اس دریا میں ایران کے جهاز راني کے حقوق پر کوئي اثر نهیں پڑیگا -

حکومت ایران نے ۱۷ - نومبر کو برطاني اور روسي سفارتخانو کو اطلاع دي هے که اس عهد نامه کي با قاعده تصدیق کرا چاهتي هے - اسکو امید هے که اس باب میں ایراني فوائد و مصال محفوظ رهینگے -

جنوبی افریقه

بجرم عشق تو آم می کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ که خوش تماشائیست!

۸ - نومبر یوم شنبه کو تیسري مرتبه مسٹر گاندهي قانون عهد نامه نٹال کي خلاف ورزي کے جرم میں گرفتار هوے - گرفتاري کے بعد ڈنڈي پهنچاے گئے - ڈنڈي کي عدالت میں مسٹر مورف کے وکیل نے انتهائي سزا کي درخواست کي - عدالت نے ۱۱ - نومبر کو ساتهه پونڈ جرمانه کیا اور در صورت عدم اداے جرمانه ۹ - ماه کي قید انهوں نے قید کو جرمانه پر ترجیح دي !!

مسٹر گاندهي کے ساتهه جسقدر اور اشخاص تهے ' وه سب نٹال واپس بهیجدیے گئے جهاں گرفتار کرکے ڈان هاسر جیل وطن کر دیے گئے هیں -

مسٹر پولک اور مسٹر کیلین بیچ مسٹر گاندي کے دست و بازو تهے - یه دونوں بهي بجرم اعانت و اغوا گرفتار کرکے والکسرست کے حوالات میں بهیجدیے گئے - ضمانت کي درخواست کي گئي مگر اس بنا پر نا منظور هوئي که دونوں صاف صاف آئنده مدافعت میں حصه نه لینےکا وعده نهیں کرتے تهے -

نٹال انڈین ایسوسي ایشن سے مسٹر گوکهلے کو حسب ذیل تار موصول هوا هے :

" مقاومت مجهول کے تمام لیڈر جیل بهیجدیے گئے هیں - گورنمنٹ نے کانوں کے احاطوں کو هنگامي قید خانے قرار دیا هے -

[بقیه مضمون کے لیے صفحه اول ملاحظه هو]

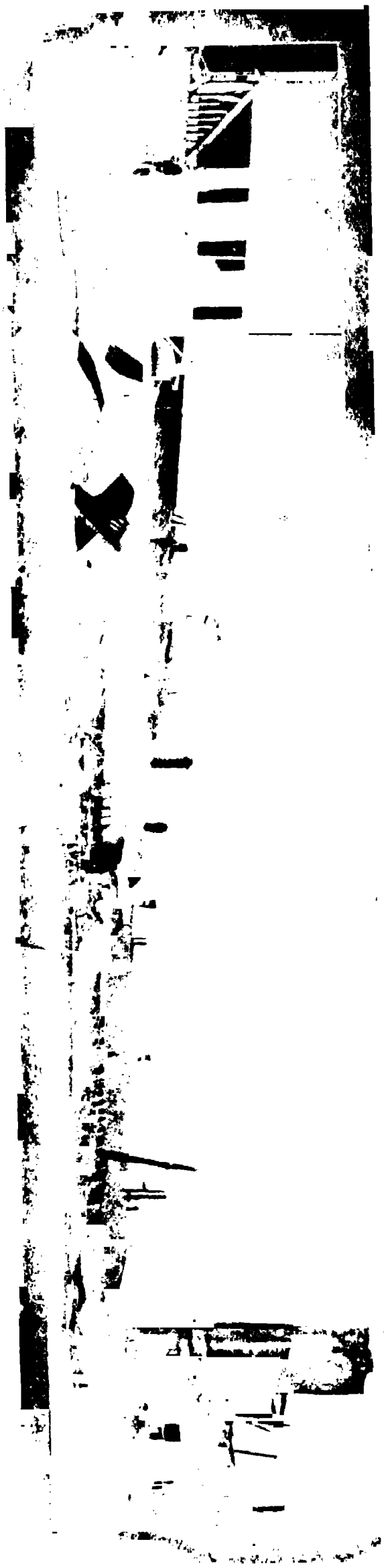

مشہور اقتراعیہ ' جس نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں ملک معظم کے گھوڑے کو پکڑلیا تھا ۔

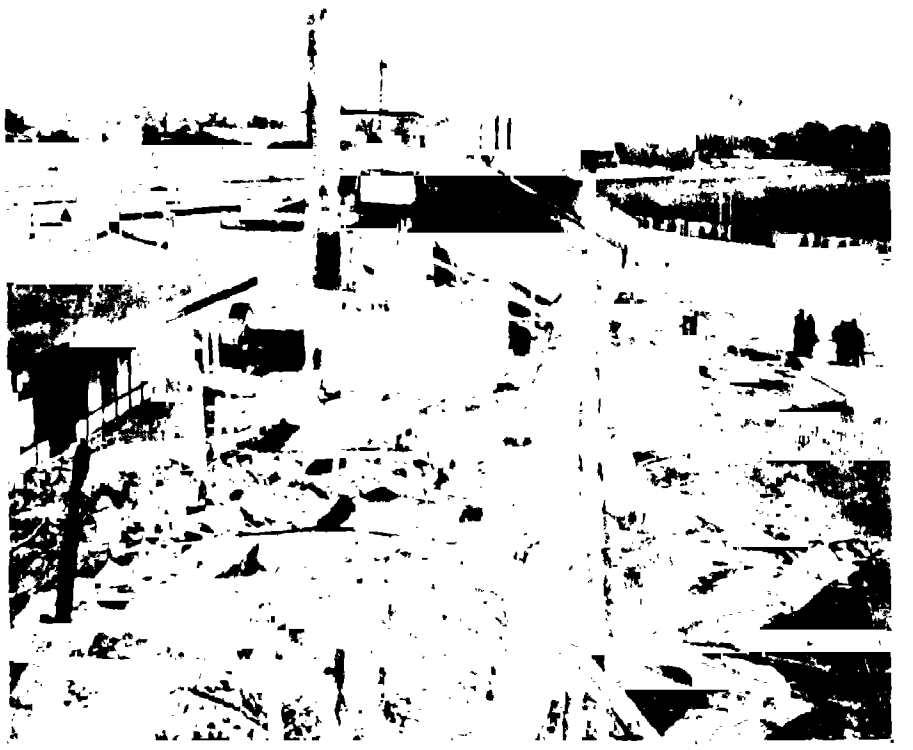

ایڈ نبرا کے ریس کورس کی عمارت ' جس کو ایک اقتراعیہ نے آگ لگاکر جلا دیا ۔

يـــوم الـ ـج

اللـه اكبـر ، اللـه اكبـر ، لا اله الا اللـه و اللـه اكبـر ، اللـه اكبـر ، و للـه الحمـد !!

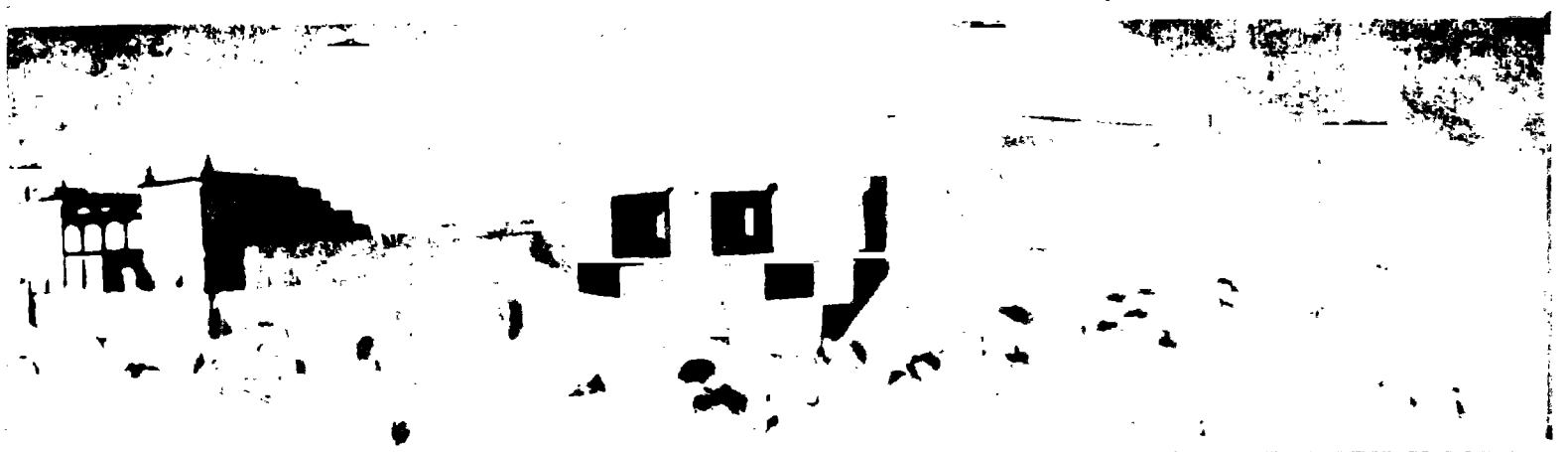

قافلۂ حجاج منیٰ سے عرفہ جاتے ہوئے !

ذلـک يوعظ بہ ، من كان منكم يـومن باللـه واليـوم الاخـر

الا ، ان حـزب اللـه هم الغـالبـون

(۱) ۱۳۳۱ هجری

خاتمۂ سخن و اغـاز عـمـل

]*[

انمـا وليكـم اللـه و رسولـه و الـذين امنـوا ، الذين يقيمـون الصلـوة ويوتون الزكـوة و هـم راكعـون - و مـن يـتـ ـول اللـه و رسـوله و الذين امنـوا ، " فان حزب الله هـم الغـالبـون " (۵ : ۲۶)

اے مسلمانو! تمہارا دوست اللہ ہے ، اسکا رسول ، اور وہ لوگ جو اللہ اور رسول پر ایمان لا چکے ہیں ، جو صلوۃ الہی کو دنیا میں قائم کرتے ، اسکی راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے ، اور سب سے زیادہ یہ کہ ہر وقت اللہ اور اسکے حکموں کے آگے جھکے رہتے ہیں - پس جو شخص اللہ ، اللہ کے رسول ، اور صاحبان ایمان کا ساتھی ہوکر رہیگا ، تو یقین کرو کہ وہ "حزب اللہ" میں سے ہے ، اور "حزب الشیاطین" کے مقابلے میں حزب اللہ ہی کا بول بالا ہونے والا ہے !!

ز شرح قصۂ ما رفت خواب از چشم خاصان را
شب آخر گشتۂ و افسانه از افسانه میخیزد !

— :*: —

و العصر ، ان الانسان لفي خسر ، الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات ، و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - قسم ہے اس عصر انقلاب اور دور تغیرات کی ، جو پچھلے دور کو ختم کرتا ، اور نئے دور کی بنیاد رکھتا ہے ، کہ نوع انسانی کیلیے دنیا میں نقصان و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں - مگر ہاں وہ نفوس قدسیہ ، جو قوانین الہیہ پر ایمان لائے ، اعمال صالحہ اختیار کیے ، ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ دین حق کی وصیت کرتے رہے ، اور نیز صبر و استقامت کی بھی انہوں نے تعلیم دی (۱۰۳ : ۴) اولئك على هدى من ربهم ، و اولئك هم المفلحون (۲ : ۴)

یہ ہے جماعت "حزب اللہ" کا مقصد رحید ، جسے غالباً ہر شخص دن میں ایک دو مرتبہ نماز کے اندر ضرور پڑھتا ہے ، اور یہ ہے خلاصہ اسکے پیش نظر اغراض کا ، جو سورۂ "والعصر" کی صورت میں ہر مسلمان کے آگے موجود ہے - فمن شاء تخذ الى ربه سبيلا !

گذشتہ تمہید کی چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں ، اس سے بہت زیادہ عرض کرنا تھا ، مگر مناسب یہ نظر آیا کہ پہلے مختصراً اصل اغراض و مقاصد بیان کردیے جائیں ، اور اسکے بعد انکی ہر دفعہ پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جاے :

مخاطب اند کے نازک مزاج ست
سخن کم گو ، کہ کم گفتن رواج ست

(۱) یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس آیۃ کریمہ کی بنا پر اس جماعت کا نام "حزب اللہ" رکھا گیا ہے ، اس آیۃ کریمہ کے عدد بقاعدۂ جمل ۱۳۳۱ ہیں اور یہی ہجری سنہ اس جماعت کی تاسیس کا ہے !!

(تلاش مقصود)

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور عرض کرونگا اور معافي خواہ ہوں اگر اُن احباب کرام کو شاق گذرے ' جو اب صرف اصل دفعات طریق عمل ہي کے مشتاق ہیں -

گذشتہ مطالب و بیانات سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ اس عاجز کا مقصد کیا ہے ؟ آخري نمبر کے خاتمے کي سطور میں عرض کرچکا ہوں کہ ہمکو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشي ہونا چاہیے ؟

دنیا کي بیماریاں ہمیشہ یکساں رہي ہیں اسلیے انکا علاج بھي امراً ایک ہي ہونا چاہیے - وہ جب کبھي متلاشي ہوئي ہے ' تو اسکي تلاش اُس جستجو سے کبھي بھي مختلف نہ تھي ' جو جستجو کہ آج ہمیں درپیش ہے -

ایک ہي چیز تھي ' جسکي ہمیشہ تلاش رہي - ہم بھي آج اُسي کو ڈھونڈھیں گے -

جبکہ اسي زمین پر ابسے ہزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص بندے نے اسکو درد اور تڑپ کي آواز میں پکارا تھا اور کہا تھا کہ :

رب اني دعوت قومي ليلاً و نہاراً ' فلم يزدهم دعاى الا فراراً ' و اني كلما دعوتهم لتغفر لهم ' جعلوا اصابعهم في اذانهم واستغشوا ثيابهم و اصروا و استكبروا استكباراً - ثم اني دعوتهم جهاراً ' ثم اني اعلنت لهم و اسررت لهم اسراراً - (۷۱ : ۹) قال نوح : رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده الا خساراً (۷۱ : ۲۱)

خدایا ! میں نے اپني قوم کو رات دن حق و ہدایت کي دعوت دي ' لیکن افسوس کہ میري دعوت کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھہ نہ نکلا کہ وہ اور مجھسے بھاگنے لگي - میں نے جب کبھي انکو پکارا تاکہ وہ تیري طرف رجوع ہوں ' تو انھوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں کہ کہیں میري آواز نہ سن لیں ' اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑھ لیے کہ کہیں میرے چہرے پر نظر نہ پڑجاے اور ضد اور شیخي میں آکر اکڑ بیٹھے ! اس پر بھي میں باز نہ آیا ' پھر انہیں پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچایا ' اور اسکے بعد بھي ظاہر و پوشیدہ ' ہر طرح سمجھایا ' لیکن خدایا ! با ایں ہمہ سعي ودعوت و اصلاح ' ان سرکشوں نے میرا کہا نہ مانا اور انھي معبودان باطل کي غلامي کرتے رہے جنھوں نے انکے مال اور انکي اولاد کو فائدہ کي جگہ الٹا نقصان ہي پہنچایا "

تو وہ بھي اپني قوم کو اُسي کي تلاش کا پتہ دے رہا تھا -

(۲)

جبکہ کالدیا کے بت خانے میں ایک برگزیدہ نوجوان نے امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا فرض ادا کیا ' جبکہ اس نے اپنے ہاتھہ میں چھري لي ' اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الہي کي بیخوبي میں دشمنوں کي طرح زمین پر دے پٹکا ' جبکہ اُس نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوے اپنے خاندان کو دین الہی کي پیروي کي وصیت کي اور کہا :

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع عند بیتک المحرم ' ربنا لیقیموالصلوة ' فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون (۱۴ : ۴۰)

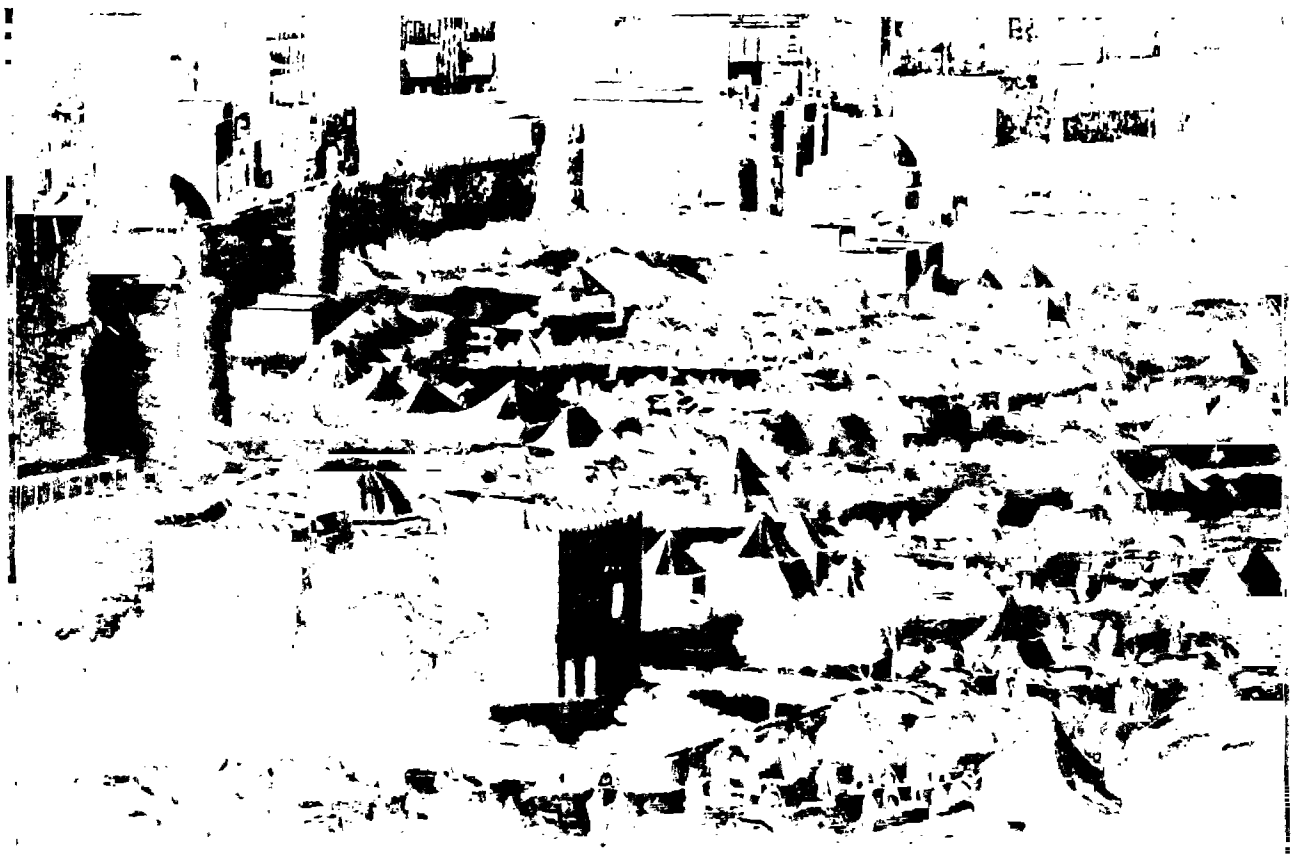

" وادی غیر ذی ذرع " ایام حج میں !

یا بني ! ان الله اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون ! (: ۲)

دیکھو ! اللہ نے تمہارے اس دین اسلام کو تمہارے لیے پسند فرما یا ہے ' پس ہمیشہ اسي پر قائم رہنا ' اور دنیا سے نہ جانا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو ! !

تو اُس نے بھي اُسي کو ڈھونڈھا اور پایا تھا -

(۳)

جبکہ تخت گاہ فراعنہ کے ایک قید خانہ میں کنعان کے قیدي نے دین الہی کا وعظ کہا ' اور جبکہ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ :

یا صاحبي السجن ! ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله

" اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہي خداے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کي پرستش کر رہے ہو ' تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند

بها من سلطان' ان الحكم الا لله ' امر الا تعبدوا الا اياه - ذالك الدين القيم' ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۱۲ : ۴۱)

نام هیں جو تم نے اور تمہارے پیش رؤں نے گھڑ لیے هیں ؟ حالانکه خدا نے تو اسکے لیے کوئي سند بھیجي نہیں - اے گمرا ھوا یقین کرو که تمام جہان میں حکومت صرف اُسي خدا کیلیے ھے ! اس نے حکم دیا ھے که صرف اُسي کے آگے جھکو ! یہي اسلام کا سیدھا راستہ ھے - لیکن افسوس که اکثر لوگ نہیں .....جانے !"

تو اسکي نظر بھی اسي کے طرف تھي ' اور اسي کي تلاش تھي ' جسکا وہ سراغ دے رھا تھا !

(۴)

وہ " شاطي ر ادي ایمن " اور " بقعۂ مبارکہ " کا مقدس چرواھا ' جبکه کوہ سینا کے کنارے " انی انا الله رب العالمین " کی نداء محبت سے مخاطب ھوا تھا ' اور جبکه ایک ظالم وجابر حکومت کي غلامي سے نجات دلانے کیلیے اُس نے یکۂ و تنہا ' فرمان روائے عہد کے سامنے حریفانه کھڑے ھوکر پیشیں گوئي کي تھي که :

ربي اعلم بمن جاء بالهدى من عنده ' ومن تكون له عاقبة الدار' انه لا يفلح الظالمون - (۲۸ : ۳۸)

یعنے اے لوگو ! مجھکو جھٹلانے میں جلدي نه کرو ! خدا خوب جانتا ھے که کون شخص اُسکي طرف سے سچائي لیکر آیا ھے ' اور آخر کار کس کے ھاتھه نتیجه کي کامیابي آنے والي ھے ؟

یقین کرو که خدا کبھي اُن لوگوں کو فلاح نہیں دیتا ' جو برسر ناحق ھیں ! "

تو وہ بھی اسي تلاش کا اعلان کر رھا تھا ' اور یہي تلاش تھي جسنے اُسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا -

(۵)

وہ " ناصرہ " کا نوجوان اسرائیلي ' جو پچھلي کتابوں کي پیشین گوئي کے مطابق آیا تھا ' تا که عہد اسرائیلي کے خاتمے اور دور اسماعیلي کے آغاز کا اعلان کرے ' اور جبکه اس نے چلنے سے پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان اور نا سمجھ ساتھیوں سے کہا تھا که :

اني رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدي من التوراة و مبشراً برسول ياتي من بعدي' اسمه " احمد " - (۶۱ : ۷)

میں الله کے طرف سے تمہاري طرف بھیجا ھوا آیا ھوں - میں کوئي نئي شریعت نہیں لایا ' بلکه میرا کام صرف یه ھے که کتاب تورات کي ' جو مجھسے پہلے آچکي ھے ' تصدیق کرتا ھوں ' اور ایک آنے والے رسول کي خوشخبري دیتا ھوں جو میرے بعد آئیگا اور جسکا نام " احمد " ھوگا ! "

تو وہ بھي اسي وادي جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا اور یہي گوھر مقصود تھا ' جسکے لیے اُس نے اپنے بے عقل ساتھیوں کے جیب و دامن کو بیقرار دیکھنا چاھا تھا -

(۶)

اور پھر وہ ظہور انسانیۃ کبریٰ ' وہ مجسمۂ نعمۃ الٰہیۂ عظمیٰ وہ معلم کتاب و حکمت ' وہ مزکي نفوس و انسانیت ' و " هادي الى صراط مستقيم " وہ مخاطب " انک لعلي خلق عظيم " وہ تاجدار کشور ستان یزداں پرستي ' وہ فتح یاب اقلیم قلوب انساني وہ علم آموز درسگاہ " ادبني ربي فاحسن تاديبي " وہ خلوت نشین شبستان " ابيت عند ربي هو يطعمني ويسقيني " یعني وہ وجود اعظم و اقدس ' جسکے لیے دشت حجاز میں ابراھیم خلیل (ع) نے اپنے خدا کو پکارا : (ربنا وابعث فيهم رسولاً منهم ' يتلو عليهم اياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ' ويزكيهم - ۲ : ۱۲۹) جسکے نور مبین کي تجلي فاران کي چوٹیوں پر موسیٰ (ع) نے دیکھي جسکے عشق میں داؤد (ع) نے نغمه سرائي کي ' جسکے جمال الٰہي کي تقدیس میں سلیمان (ع) اپنے تخت جلال پر جھک گیا جسکے طرف یوحنا (ع) سے پوچھنے والوں نے بیقرارانه اشارہ کیا ' اور جسکے لیے ناصرہ کے اسرائیلي نبي نے اپنا جانا ھي بہتر سمجھا ' وتاه اپنے باپ سے جو آسمان پر ھے سفارش کرے ' اور اُسکو " جو آنے والا ھے " جلد بھیجدے (یوحنا : ۱۶ : ۸) -

و اذ جعلنا البيت مثابة للناس و امنا ' و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلى و عهدنا الى ابراهيم و اسمعيل ان طهرا بيتى للطائفين و العاكفين و الركع السجود (۱۹:۲)

غرضکه جب وہ " آنے والا " آیا ' اور خدا کي زمین آخري مرتبه سنواري گئي ' تا اسکي ابدي حکومت و جلال کا تخت بچھے ' اور پھر اسکے فرمان آخري کا اعلان ھوا :

و من يبتغ غير الاسلام دينا ' فلن يقبل منه و هو في الاخرة من الخاسرين - (۳ : ۷۹)

" اب سے جو انسان احکام اسلامي کي جگھه کسي دوسري تعلیم کو تلاش کریگا ' تو یقین کرو که اسکي تلاش کبھي مقبول نہوگي ' اور اُسکے تمام کاموں کا آخري نتیجه نا مرادي ھي ھوگا ! ! "

تو وہ بھي اُسي کي جستجو میں نکلا تھا ' جسکي جستجو میں سب نکلے ' اور قبل اسکے که وہ اُسکے لیے بیقرار ھو ' خود اُس نے بیقرار ھوکر اُسکا ھاتھه پکڑ لیا تھا :

و وجدك ضالاً فهدى

اور اے پیغمبر ! ھم نے تم کو دیکھا که ھماري تلاش میں سرگردان ھو پس ھم نے (خود ھي) تم کو اپني راہ دکھلا دي !

(۹۳ : ۷)

(۷)

دنیا کي خوشي مرجھا گئي تھي - اسکا جمال صداقت پژمردہ ' اور اسکا چہرۂ ھدایت زخمي ھوگیا تھا - وہ پیمان و مواثیق ' جو

اولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے ' انکے پاک پیغاموں کو سنکر خدا سے باندھے تھے ' ایک ایک کرکے عصیان و تمرد سے توڑ دیے گئے تھے ' اور خدا کی رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھ گئی تھی - اُسکا وہ جمال ازلی و ابدی ' جس سے پردے اٹھادیے گئے تھے تا اسکے ڈھونڈھنے والوں کو محرومی نہو ' اب پھر مستور و محجوب ہوگیا تھا - اور آسمیں اور اسکے بندوں میں کوئی رشتہ باقی نہ تھا -

ہاں ' کوئی نہ تھا ' جو اسکو ڈھونڈھے - کوئی قدم نہ تھا ' جو اسکی طرف دوڑے - کوئی آنکھ نہ تھی ' جو اسکے لیے اشکبار ہو - کوئی دل نہ تھا ' جو اُسکی یاد میں مضطرب ہو - کوئی روح نہ تھی ' جو اُسے پیار کرے - اُسکی دنیا اُس سے بے خبر تھی - اُسکے بندے اُس سے غافل تھے - انسان کا ضمیر مرچکا تھا ' فطرۃ کا حسن حقیقی عصیان عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا - طغیان و سرکشی کے سیلاب تھے ' جو خشکی و تری ' دونوں میں اُمنڈ آے تھے ' اور جنکے اندر خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں :

ظہر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس (۳۰ : ۴۰)

خشکی اور تری ' دونوں میں انسان کے عصیان و سرکشی سے فتنۂ و فساد پھیل گیا !

جبکہ یہ حالت تھی تو دنیا بگڑ کر پھر سنورنی ' انسانیۃ مرکز پھر زندہ ہوئی ' اور خدا نے اپنے چہرے کو پھر بے نقاب کر دیا - وہ جو شام کے مرغزاروں اور یرو شلیم کے ہیکل کے ستونوں سے روٹھ گیا تھا ' اب پھر آگیا ' تا کہ دشت حجاز کے ریگستانوں کو پیار کرے ' اور اپنے راز و نیاز محبت کیلیے ایک نئی قوم کو چن لے - دنیا جو صدیوں سے اسکو بھلا چکی تھی ' پھر اُسکی تلاش میں نکلی ' اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کھو کر پھر دوبارہ پالیا :

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين ' يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ' ويخرجهم من الظلمات الي النور ' ويهديهم الي صراط مستقيم (۵ : ۱۸) -

بیشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے ایک نور ہدایت ' اور ایک کتاب مبین آئی ' اللہ اُسکے ذریعہ سلامتی کے راستوں پر ہدایت کرتا ہے اُس کی ' جو اُسکی رضا چاہتا ہے ' اور اُسکو ہر طرح کی گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتا ' اور صراط مستقیم پر چلاتا ہے !

(۸)

غرضکہ دنیا کی حیات ہدایت و سعادت کی تاریخ یکسر تلاش و جستجو ہے - اس نے اپنے ہر دور میں کھویا ' اور پھر ہر دور میں اسکی تلاش کیلیے نکلی - وہ جب کبھی گری تو اُسی کو کھو کر گری ' اور جب کبھی اُٹھی ' تو اسی کی تلاش کا ولولہ لیکر اُٹھی - اسکے ہادیوں نے جب کبھی اسکو جگایا تو اسی کیلیے جگایا ' اور جب کبھی اُسکا ہاتھ پکڑا ' تو اسی جستجو میں نکلنے کیلیے پکڑا - اُس کی یہ تلاش ہمیشہ کامیاب ہوئی اور اس نے جب کبھی پکارا ' اُسے جواب ملا - پانی کے ملنے میں کبھی بھی دیر نہ ہوئی ' البتہ تشنگی کا ثبوت ہمیشہ مانگا گیا :

جمال حال شود ترجمان استحقاق
دليل آب جگر تفتگي وتشنه لبي ست !

(جماعۃ)

لیکن یہ انقلاب عظیم جو ہئیۃ انسانیۃ میں ہوا ' جس نے دنیا کو یکسر بدل دیا ' اور جس عزازگم گشتہ کو وہ بھول بیٹھی تھی ' اسکی تلاش و جستجو میں گم ہوکر ' پھر نمودار ہوئی ؛ کس چیز کا نتیجہ تھا ؟

یقیناً وہ ایک صدائے الہی تھی ' لیکن کن کے اندر سے اُٹھی ؟ کچھ شک نہیں کہ وہ جمال ربانی کی ایک بے نقاب بخشش نظارہ تھی ' لیکن اس جلوہ ریزی کا آفتاب ' کن کے سیماء وجوہ پر چمکا ؟

اُنکے ' جنکی نسبت کہا گیا کہ " سیما هم في وجوههم من اثر السجود " !!

ان الوسائل للملوك ببابهم
و وسيلتي العظمى بهذا الباب !

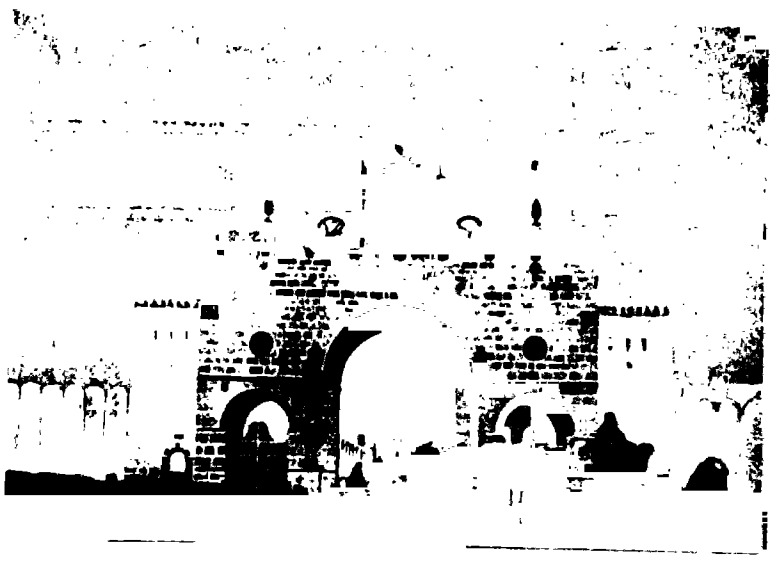

مدینہ منورہ کا دروازہ : باب العنبریہ
(جس کو باب الرشادیہ بھی کہتے ہیں)

اصل یہ ہے کہ وہ ایک جماعت تھی ' اور تاریخ اصلاح عالم میں یاد رکھنا چاہیے کہ ہر دعوت و انقلاب اصلاح نے سب سے پہلے جماعت ہی کو پیدا کیا ہے - دعوت الہی اگر کوئی بیج ہے تو اسکے درخت کی پہلی شاخ جماعت ہی ہے - دنیا میں جب کبھی کوئی اصلاحی تغیر ہوا ہے ' تو محض تعلیمات سے نہیں ہوا ہے بلکہ اُس جماعت کے اعمال سے ہوا ہے ' جو اُن تعلیمات کی حامل و محافظ تھی - وہ صدائیں جو محض زبانوں سے اٹھتی ہیں ' ہوا کی منجمد سطح میں تموج پیدا کر سکتی ہیں مگر دلوں کے سمندر میں لہریں پیدا نہیں کر سکتیں - کان انکو سنتے ہیں ' پر دل انکے آگے مسجود نہیں ہوتے -

یہی سبب ہے کہ دنیا میں جب کبھی مصلحین حق کا ظہور ہوا ' خواہ وہ ظہور انبیا و رسل کرام کا تھا جو بمنزلۂ اصل ہیں ' یا انکے متبعین و مجدد دین کا جو بمنزلۂ فرع و ظل کے ہیں ' مگر ہمیشہ انکا پہلا کام یہی رہا کہ انہوں نے اپنی تعلیم و دعوۃ کا نمونہ ایک جماعت کی صورت میں پیش کیا - اور پھر یہ بنیاد جتنی محکم بن سکی ' اتنا ہی استحکام بعد کی تعمیرات کو بھی حاصل ہوا ہے - حضرۃ ابراہیم کی نسبت قران کریم نے تصریح کی ہے کہ !

لقد كان لكم اسوة حسنة في ابراهيم " والذين معه " (۶۰ : ۴)

" بیشک تمہارے واسطے اتباع و پیروی کیلیے ایک بہترین نمونہ اور نصب العین ہے حضرۃ ابراہیم کی زندگی میں - نیز " انکے ساتھیوں " کی زندگی میں "

فرمایا کہ " والذین معہ " اور وہ لوگ جو انکے ساتھی ہیں - یہی " معیت " ہے جو اعمال اصلاح و نبوت کی حامل و محافظ ہوتی ہے ' اور اُس امانت اصلاح و دعوت کو دنیا میں پھیلانے کیلیے

سنبھال لیتي ہے' جو انبیاء کرام لیکر دنیا میں آتے ہیں -

حضرة نوح جب کشتي میں سوار ہوے تو ستر آدمي انکے ساتھہ تھے - حضرة (موسیٰ) کا ساتھہ ابتدا میں خود بني اسرائیل میں سے بھی ایک تعداد قلیل نے دیا ' حضرة مسیح نے اپنی تمام حیات دعوة میں بارہ آدمی پیدا کیے ' لیکن فی الحقیقت یہی جماعتیں تھیں ' جنھوں نے لاکھوں اور کروڑوں دلوں کو مسخر کیا ' اور زمین کے بڑے بڑے حصوں کو اپنی اصلاح و دعوت کے آگے سر بسجود پایا -

کیونکہ وہ دعوت و اصلاح کي جماعتیں تھیں ' جو اُن تعلیمات کا اپنے اعمال و افعال کے اندر نمونہ رکھتي تھیں - اور زبان کي پکار ضائع جاسکتي ہے ' پر اعمال کي صدا کبھي جواب لیے بغیر نہیں رھتي !

پس اصلاح عالم کا یہ آخري ظہور جس نے دین الهي کو اسکے قدیمي نام " اسلام " کے ساتھہ پیش کیا ' یہ بھي دنیا میں اسي لیے آیا ' تا ایک جماعت پیدا کرے ' اور اُس نے " جماعت " پیدا کي - یہي جماعت تھي جس کو خدا نے اپنے کاموں کیلیے چن لیا ' اور اسکے دلوں کو اپنے جمال و صفات الهیه کا مسکن بنایا - عشق الهي کي وہ آگ مقدس ' جسکے لیے (نوح) نے لکڑیاں چُنیں ' جس کو (ابراهیم) خلیل نے اپنے دامن قرباني سے هوا دي ' جسکي چنگاریاں وادي ایمن کي تاریکي میں چمکیں ' جسکے شعلوں کیلیے (مسیح) کی قربانی کے خون نے تیل کا کام دیا ' اور جو بالاخر جبل (بوقبیس) کے غاروں میں " سراجاً منیرا " بن کر بھڑکی ' اسکے شعلوں سے اس جماعت الهي نے اپنے دلوں کی انگیٹھیوں کو روشن کرلیا تھا ' اور یہ انگیٹھیاں گو تعداد میں قلیل ' اور دنیا کی تاریکی وسیع و عالمگیر تھی ' لیکن انھی سے دعوة و اصلاح کے وہ لاتعد و لاتحصیٰ چراغ روشن ہوے ' جن میں سے ایک ایک چراغ زمین کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی بڑي بڑي آبادیوں میں آفتاب جہانتاب بنکر ظلمت زباے عالم ہوا !

یہي وہ خدا کی روشنی تھي ' جو اسکی جماعت میں سے ہوکر چمکی ' اور جس کو خدا نے " نور الله " کے لقب سے یاد کیا :

یریدون لیطفوٴ نور الله بافواههم و الله متم نورہ ولو کفرہ الکافرون !

(آسمان کي پاد شاهت !)

میرا مقصود تاریخ دعوة اسلامیه کی اُس اولین جماعة سے ہے ' جس نے حضرة ابراهیم خلیل کے ساتھیوں کی طرح ' محمد رسول الله (علیهما الصلوٰة و السلام) کا ساتھہ دیا ' اور اتباع اعمال نبوت کے ذریعه ' خود اپنے اندر خصائص و برکات نبوت پیدا کرلیے :

محمد رسول الله ' و الذین معه — محمد رسول الله ' اور وہ لوگ
اشداء علی الکفار ' رحماء — جو اُسکے ساتھہ ہیں - دشمنان
بینهم ' ترا هم رکعاً سجدا ' — حق کے مقابلے میں نہایت
یبتغون فضلاً من الله و رضوانا ' — سخت مگر آپسمیں نہایت رحم

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك ' فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول ' لوجدوا الله توابا رحیما (۶۷ : ۴)

حرم نبوی (مدینه) کا ایک منظر عمومي داخل صحن سے
صلی الله علیه و علی اله و صحبه و سلم

دل ' انکو تم همیشه الله کے آگے السجود ! (۲۹ : ۴۸) عالم رکوع و سجود میں دیکھو گے کہ الله کے فضل اور اسکي خوشنودي کے طالب ہیں - انکي پیشانیوں پر کثرت سجود کي وجه سے نشان بنگئے ہیں !

یہي جماعت تھي ' جسکے الهي کا روبار کو حضرة (مسیح) نے " آسمان کي پادشاهت " سے تعبیر کیا ' کیونکه في الحقیقت وہ دنیا کو قراے شیطانیه کے تسلط سے نکالنے والي تھي ' اور اسي کے اعمال حقبه کے ذریعه دنیا میں خدا کا تخت عدل و صلاح بچھنے والا تھا - وہ ایک بیج تھا ' جو بوتے وقت گو حقیر اور بہت چھوٹا تھا ' پر بار آور ہونے کے بعد ایک درخت وسیع و تناور بننے والا تھا - اسي لیے (مسیح) نے اسکو اس تمثیل میں بیان کیا کہ :

" آسمان کي پادشاهت رائي کے دانے کے مانند ہے ' جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا - وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے پر جب اُگتا ہے ' تب سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے ' اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکے ڈالیوں پر بسیرا لیتے ہیں !! " (متي ۱۳ : ۳)

چنانچه پچھلي آیة میں اسي تمثیل کي طرف قران کریم نے بھي اشارہ کیا :

ذلك مثلهم في التوراة و مثلهم في الانجیل (الخ)

یہي جماعت ہے ' جسکو تورات اور انجیل میں (الخ) ایک کھیتي سے تمثیل دي ہے (الخ)

دیکھو ! آسمان کي پادشاهت کا یہ بیج جو بویا گیا ' في الحقیقت کیسا حقیر تھا ؟ ایک جماعة قلیل و حقیر ' جس کو نہ ساز و سامان دنیوي حاصل تھا ' اور نہ کسي طرح کي دنیوي ریاست و عزت - نہ اُسکے پاس آلات جنگ تھے ' نہ کوئي مسلح فوج - چند فقرا و صعالیک تھے ' جنھوں نے دعوة الهی کا ساتھہ دیا ' الله کي پکار کو سنکر اسکي تلاش میں نکلے ' اور آسمان کیلیے زمین والوں سے اپنا رشته قطع کر دیا - انکے پاس پر هیبت جسم نہ تھے اور نہ خونخوار اسلحه ' مگر انکے سینوں میں صداقت شعار دل تھے ' اور انکے آنکھوں میں سچائي کے انسو - انھوں نے تعلیم الهي کو اپنا دستور العمل بنایا - انھوں نے هر اُس لفظ کو جو خدا کے مقدس پیغامبر کي زبان سے نکلا ' اپنے اعمال و افعال کے اندر محفوظ کرلیا - انکي زبانیں خاموش تھیں مگر انکے اعمال گویا تھے - انھوں نے اُس " اُسوۂ حسنه " کي زندگي کو اپنا نصب العین بنایا تھا ' جو گو انسان تھا ' مگر اپنے هر فعل کے اندر ایک خدا نما جلوۂ الهی رکھتا تھا - وہ نہ صرف تعلیم ' بلکه ایک عملي نمونہ لیکر دنیا میں بڑھے ' اور آسمان کي پادشاهت کا وہ مقدس تخم ' جسکي منادي شام کے مرغزاروں میں ہوئي تھي ' حجاز کے ریگستانوں میں نشو و نما پانے لگا - تھوڑا هي زماله گذرا تھا کہ ایک سرسبز و تناور درخت نے اپني ڈالیوں سے کرۂ ارضي کو چھپا لیا - هوا کے پرندوں نے اسکي شاخوں میں نشیمن بناے ' اور زمین کي مخلوقات نے اسکے سایے میں پناہ لی :

اصلها ثابت و فرعها في السماء ' توتي اكلها كل حين باذن ربها ' و يضرب الله الا مثال للناس لعلهم يتذكرون (۱۴ :)

وہ درخت کہ جڑ اسکي زمین کے اندر مضبوط اور بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچي ہوئیں ہیں - قوۃ الہیہ کي نشوء فرمائي سے وہ ہر وقت کامیابي کا پھل لاتا رہتا ہے ' اور یہ ایک مثال ہے جو اللہ بیان کرتا ہے ' تا کہ لوگ سوچیں اور غور کریں !!

(تلاش مکان یا تلاش مکین ؟)

یاد رکھو ' وہ خدا جو مکان و زمان سے منزہ ہے ' جب دنیا میں آتا ہے ' تو اپنے بسنے کیلیے گھر چاہتا ہے - زمین کي شاندار آبادیاں ' پہاڑوں کي سر بفلک چوٹیاں ' سمندروں کي ناپیدا کنار موجیں ' صحراؤں کے وسیع میدان ؛ یہ سب اسکے لیے بیکار ہیں - بادشاہوں کے تخت ہیبت و اجلال ' لعل و جواہر سے لبریز خزانے ' بڑے بڑے گنبدوں اور ستونوں کے عظیم الہئیۃ ایوان و محل ' اسکا گھر نہیں بن سکتے - تم اُسکے لیے ایک گھر پیدا کرو جو اسکے جمال قدس کا نشیمن ' اور اسکے حسن ازلي کا کاشانہ بن سکے - تم جو اُسکي جستجو میں نکلنا چاہتے ہو ' بہتر ہے کہ پہلي اپني جستجو میں نکلو - تم ' کہ اُسکے نہ ملنے کے شاکي ہو ' چاہیے کہ پہلے اپني گم گشتگي پر ماتم کرو ! اسکے حریم محبت کا دروازہ ہمیشہ سے بے حجاب ہے - اسکے کاشانۂ وصال کے باب عشق نواز پر کوئي پاسبان نہیں - وہ تو ہر آن و ہر لمحہ اپنے متلاشیوں کا منتظر ہے ' لیکن ساري محرومي اسمیں ہے کہ تمارے پاس کوئي مکان ہی نہیں ' جو اسکے قدوم محبت کا مکین بن سکے !

ہرچہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالاے کس دشوار نیست !

اسکے بسنے کے لیے چاندي اور سونے کا محل ' اور صندل و آبنوس کا تخت مطلوب نہیں ہے جس میں لعل و الماس کے ٹکڑے جڑے ہوں - وہ اُن دلوں کا طالب ہے ' جن میں اسکے درد محبت کے زخموں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں - اسکے لیے فقیروں اور خاک نشینوں کي ایک ایسي جماعت چاہیے ' جنکے دل ٹوٹے ہوے ' جنکے جگر چلے ہوے ' جنکي آنکھیں خونبار ہوں - یہي ٹوٹے پھوٹے کھنڈر اسکے رہنے کیلیے ایوان و محل ہیں ' اور یہي اجڑي ہوئي بستیاں ہیں ' جنکو اُس نے اپني آبادي کیلیے چن لیا ہے - وہ کہ آبادیوں کی رونق ' صحراؤں کی فضا ' پہاڑونکی بلندي ' ملکوت السماوات کی بو قلمونی ' آسے اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی ' دلوں کی اُجڑي ہوئی بستیوں اور ٹوٹی پھوٹی دیوارں کو اپنا کاشانۂ وصال بناتا ہے اور اس گھر کے سوا اور کوئی جگہ اُسے پسند نہیں : لا وسعني ارضي و لا سمائی ' و لکن یسعنی قلب عبدي المومن - و ایضاً قال : انا عند المنکسرۃ قلوبہم !!

انا عرضنا الامانۃ علی السماوات و الارض و الجبال ' فا بین ان یحملنها ' و اشفقن منها ' و حملها الانسان ' انہ کان ظلوماً جہولا !!

" ہم نے اپني امانت اسمانوں ' اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کي ' لیکن سب نے اسکے اٹھانے سے انکار کردیا اور اُس بارگراں کے متحمل نہو سکے - لیکن انسان آگے بڑھا اور اُسے بلا تامل اٹھا لیا - کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے اوپر سخت ظلم کرنے والا اور سرگشتۂ نادانی ہے "

و قال مولی الجامی ' قدسی اللہ سرہ السامی :

غیر انساں کسش نکردہ قبول
زانکہ انساں ظلوم بود و جہول
ظلم از انکہ ہستی خود را
ساخت فاني بقاے سرمد را
جہل از انکہ ہرچہ جز حق بود
صورت آں زلوح دل بربود
نیک ظلمے ' کہ عین معدلت ست !
نغز جہلے ' کہ مغز معرفت ست !

فاولم یکن للانسان قوۃ ہذہ الظلومیۃ و الجہولیۃ ' لما حمل تلک الامانۃ العظیمۃ الا لہیۃ !!

* * *

پس اُس قدوس و قدیم کا دنیا میں کوئی گھر ہو سکتا ہے ' تو وہ صرف اُن انسانوں کے دلوں ہی کا آشیانۂ محبت ہے ' جنھوں نے اس گھر کو اسکے بسنے کیلیے پہلے ہی سے سنوار رکھا ہے ' اور اسکی آرایش و تزئین سے کبھي غافل نہیں ہوتے - دنیا کے گھروں کي طرح اس گھر کي آرائش کیلیے نہ تو حریر و اطلس کے پردوں کي ضرورت ہے ' نہ دیباؤ قاقم کے فرش و قالین کي - اُسکي آرائش کیلیے صرف ایک ہي چیز مطلوب ہے ' یعنے زخم محبت کي خونبانہ فشاني ' جسکے چھاپوں سے اسکي دیواریں ہمیشہ گلزار رہیں :

جز محبت ہر چہ بردم ' سود در محشر نداشت
دین و دانش عرضہ کردم ' کس بہ چیزے برنداشت

* * *

(شبلي) را در خواب دیدند و پرسیدند : کیف وجدت سوق الاخرۃ ؟ بازار آخرت را چہ طور یافتي ؟ گفت : بازار یست کہ رونق ندارد دریں بازار مگر جگر ہاے سوختہ ' و دلہاے شکستہ ' آہ ہاے سوزاں ' و چشم ہاے خوں افشاں ! سوختہ را مرہم نہند ' شکستہ را باز بند ند ' و چشم ہاے خونچکاں را از سرمۂ نظارہ مجلي و منور سازند !

دل شکستہ دراں کوے مي کنند درست
چنانکہ خود نشناسي کہ از کجا بشکست

* * *

پس اگر تم اسکے طالب ہو تو ایک جماعت پیدا کرو ' تا اسکي جلال و قدوسیت کا وہ آشیانہ بنے - اگر تمہارے پاس گھر نہیں ہے ' تو بسنے والے کي تلاش میں کیوں سرگرداں ہو ؟ مکین سے پہلے چاہیے کہ مکان کي فکر کرلو !

(اعمال الہیہ)

دنیا کے اندر تبدیلي پیدا کرنا آسان نہیں ہے - تم کسي گھر کي ایک دیوار یا کھڑکي بدلني چاہتے ہو تو اسکے لیے کیا کیا سروسامان کرنے پڑتے ہیں ؟ پھر جو لوگ سطح ارضي کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کي عظیم الشان آبادیوں کے اعمال و معتقدات کو بدلدینا چاہتے ہیں ' انکو سوچنا چاہیے کہ انکا مقصد کس درجہ مشکل اور کٹھن ہے ؟

دنیا میں مادي انقلابات ہمیشہ سلطنتوں کے تغیرات اور خونریز جنگوں کے ظہور سے ہوتے رہتے ہیں ' لیکن غور کرو کہ اُن میں کا ہر چھوٹا سے چھوٹا انقلاب بھي کیسي گرانقدر قیمت رکھتا ہے ؟ قرنوں کي قرنیں فکر و تدابیر میں گذر جاتي ہیں - خزانوں کے خزانے لٹا دیے جاتے ہیں - کرورں گینیوں کے قرض لیے جاتے ہیں - پھر فوجوں کے سمندر طوفاں میں آتے ہیں ' قیمتي سے قیمتی لات و اسلحہ کرورں کي تعداد میں تقسیم کیے جاتے ہیں '

بے شمار انسانوں کي قربانیاں تڑپتي ' اور خون کي ندیاں بہتي ہیں ' عورتیں بیوہ ' بچے یتیم ' والدین زندہ درگور ہوجاتے ہیں - یہ سب کچھ ہورہتا ہے ' جب کہیں جاکر ایک چھوٹا سا ملکي نقلاب تکمیل کو پہنچتا ہے !!

پھر وہ بھي یقینی نہیں کہ ہزارہا کوششیں رائگاں اور صدیوں کي امیدیں پامال بھي ہو جاتي ہیں -

جب دنیا کے اُن مادي انقلابات کا یہ حال ہے جو صرف انساني حکومت کے تخت ' اور انساني نسلوں کي آباد یوں کو متغیر کرنا چاہتے ہیں ' تو پھر اس روحاني اور قلبي انقلاب کو سوچو ' جو زمین کي سطح اور انسان کے جسموں کو نہیں بلکہ روحوں اور دلوں کي اقلیموں کو پلٹ دینا چاہتے ہیں ' اور کروروں انسانوں کے اعمال وخصائل کے اندر تبدیلي کے خواہشمند ہوتے ہیں - اِن انقلابات کیلیے کیا محض انساني قوت وتدبیر ' اور محض اخلاق و مذہب کے چند رسمي اصولوں کو پکار دینا ہي کافي ہوسکتا ہے ؟

تم ایک مرتبہ خود اپنے ہي نفس کو آزما دیکھو ' جسپر تمہارے ارادے کو پوري قدرت ہے - کیا ایک چھوٹي سے چھوٹي تبدیلي بھي اپنے نفس و اعمال کے اندر بآساني پیدا کرسکتے ہو ؟

پھر جب تم ایک نفس کي تبدیلي پر ' جو خود تمہارے اختیار میں ہے ' قادر نہیں ' تو اُن کروروں دلوں کو کیونکر بدل دیسکتے ہو ' جن پر تمہاري نہیں ' بلکہ صدیوں کے پرورش یافتہ و محکم اعتقادات و اعمال کي حکومت قاہرہ ' اور نفس کا تسلط جابرہ قائم ہے ؟

اصل یہ ہے کہ انسان جسم کو پارہ پارہ کردیسکتا ہے پر دلوں کو نہیں بدل سکتا - زمین کي خشکي و تري کا نقشہ ممکن ہے کہ وہ بدل دے ' لیکن قلب و روح کا ایک گوشہ بھي اسکے پھیرے سے نہیں پھر سکتا - وہ تعلیم دیسکتا ہے اور اصلاح ! اصلاح ! پکار بھي سکتا ہے ' لیکن نہ تو فتح مندي کا بیج اسکے دامن میں ہے ' اور نہ بارآور کرنے والي نشوؤ نما اسکے قبضے میں - یہ صرف اُسي قدیر و حکیم کے دست قدرت کا کام ہے ' جو مقلب القلوب اور معول الاحوال ہے ' اور جو ہمیشہ اپنے کارو بار قدرت کي نیرنگیاں دکھلاتا اور اپني عجائب فرمائي پر حیراني و تحیر کي بخشش کرتا ہے !

پس اگر تم کہ انسان ہو ' انسانوں کو بدلنا ' اور ارواح و قلوب کے عوالم روحانیۃ کو منقلب کردینا چاہتے ہو ' تو یاد رکھو کہ جب تک تم انسان ہو ' ایسا نہیں کرسکتے ' کیونکہ انسانوں کو اسکي قدرت نہیں دي گئي - البتہ اگر تم اپنے اندر قوت الہي پیدا کرلو ' اگر اپني جماعت کے اندر اس کارفرماے حقیقي کا ایک گھر بنالو - تمہاري صداؤں کي جگہ تمہارے اندر سے اُسکي آواز نکلنے لگے - تمہاري آنکھوں کے حلقوں سے تمہاري نظروں کي جگہ اُسکي نگاہیں کام کرنے لگیں ' تمہارے اعمال و افعال ' یکسر اُسکے صفات و افعال ہوجائیں - یعني از فرق تا بقدم اپنے تمام اعمال و خصائل میں ایک پیکر اخلاق الہي بن جاؤ ' تو پھر تمہارے کام ' خود تمہارے کام نہونگے ' جنکے لیے انتظار ' حسرت ' اور ناکامي ہو ' بلکہ یکسر اُس قادر و مقتدر کے کاروبار ہونگے ' جسکا دامن عز و کبریائي اس سے بہت اقدس و منزہ ہے کہ آلودۂ ناکامي و ملوث حسرت و افسوس ہو -

پھر جب وہ ' کہ سب کا مالک ہے ' تم میں ہوگا ' تو تم دیکھو گے کہ وہي اُسکے ملک کي ہر شے پر قدرت ہوجائیگي - کیونکہ تمہاري قدرت درحقیقت اسي کي قدرت ہوگي - تمہاري صداء دعوۃ ایک سیلاب انقلاب ہوگي جس کو دنیا کي کوئي طاقت نہ روک سکے گي - تمہاري زبانوں سے جو کچھ نکلے گا ' وہ دلوں اور روحوں پر نقش ہوجائیگا اور پھر نہ زمین کا پاني اُسے دھوسکے گا اور نہ آسمان کي بارش اُسے محو کرسکیگي - تمہاري تعلیم بیج اور پھل ' دونوں اپنے ساتھ لائیگی ' اور تم گو چپ رہوگے ' لیکن تمہاري خاموشي کي ایک ایک صداء عمل پر کروروں ہستیاں اپنے دلوں کو ہتیلیوں پر رکھکر پیش کش کرینگي - تمہاري آنکھوں سے شعلہ الہي کے جب شرارے نکلیں گے تو دنیا میں کس کي آنکھ ہوگي ' جو اس سے دو چار ہوسکے ؟ تمہاري زبانوں سے جب لسان الہي کي صداء دعوۃ اٹھیگي ' تو خدا کي آواز کو سنکر اسکي کون مخلوق ہے جو لبیک نہ کہیگي ؟

تم جس طرف سر اٹھاوگے ' دلوں کو سربسجود اور روحوں کو معترف عجز و نیاز پاؤگے ' اور خدا کا قاہر و مقتدر ہاتھ تم میں سے ظاہر ہوکر ملکوں اور قوموں کو منقلب کردیگا !

تم ایک عالم کو بدلنا چاہتے ہو - تمہارے سامنے صدیوں کي ایک محکم عمارت ہے - تم چاہتے ہو کہ اُسے یک سر ڈھا دو اور اُسکي جگہ ایک نیا محل تعمیر کرو - لیکن اسکے لیے تمہارے دست وبازو کي قوت تو کافي نہیں - جب تک تمہارے ہاتھ کے اندر سے اللہ کا ہاتھ نمایاں نہوگا ' اس رد و قبول اور ہدم و بنا سے عہدہ برا نہو سکوگے -

(تشریح مزید)

حکیم وجاہل اور فرزانہ و ہشیار میں مرئیات و مشاہدات کا فرق نہیں ہے بلکہ صرف چشم نظارہ اور دل فکر فرما کا - تم نے کبھي اس پر بھي غور کیا ہے کہ یہ کیا بوالعجبي ہے کہ پاک تعلیمات کا اثر اور مقدس صداؤں کي تاثیر ہم میں سے مفقود ہوگئي ہے ؟ یہ کیوں ہے کہ بہتر سے بہتر ارادے ہمارے ذہنوں میں ' اعلي سے اعلي خیالات ہماری فکروں میں ' اور پاک سے پاک تعلیمات ہماري زبانوں پر ہیں ' مگر نہ تو ارادوں میں قبولیت ہے ' نہ خیالات میں فعّالیت ' اور نہ تعلیمات میں اثر - جس دنیا کے بڑے بڑے وسیع تکڑوں کو صرف ایک زبان کي دعوۃ نے مضطر وسیماب وار کردیا تھا ' آج اسي دنیا میں بڑي بڑي جماعتوں کي صدہا صدائیں ایک نفس واحد کي غفلت جامد و ساکن میں حرکت پیدا نہیں کرسکتیں - یہي اسلام کي صداے دعوۃ اور یہي اسکي کتاب ہدایت کي صداء اصلاح اُس وقت بھي تھي ' جبکہ اسکے ایک ایک داعي نے ایک ایک اقلیم کو مسخر اثر کرلیا تھا ' اور یہي اب بھي ہے کہ خود اپنے دلوں ہي میں تپش محسوس نہیں ہوتي ' دوسروں کي انگیٹھیاں اس سے خاک روشن ہونگی !

ایک ہي علۃ سے دو مختلف نتیجے پیدا نہیں ہوسکتے -

اصل یہ ہے کہ دنیا کا سر انقلاب و تغیر ہمیشہ صداے عمل کے آگے جھکا ہے ' نہ کہ صداے قول کے سامنے - حقیقي شے ہر تعلیم کیلیے " نمونہ " ہے ' اور جب تک مصلح اپنے اندر اپني اصلاح کا نمونہ نہیں رکھے گا ' اسکي تعلیم دلوں کي قبولیت اور روحوں کي اطاعت سے محروم رہیگي - آگ جب جلتي ہے تو سب سے پہلے جلانے والے کو گرم کرتي ہے - اگر تمہارے پاس آگ موجود ہے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو سوز و تپش میں دکھلاؤ - پھر دوسروں کو گرمي و حرارت کي دعوت دینا - اگر خود تمہارے اندر آگ موجود ہے تو اس مجمر سوزاں کو جہاں کہیں بھي رکھوگے ' خود بخود ہر طرف گرمي پھیل جائیگي - کیونکہ گرمي آگ کے شعلوں سے نکلتي ہے ' برف کي سل سے پیدا نہیں ہوسکتي !

اسلام نے ایک جماعت صحابۂ کرام کي پیدا کردي تھي ' جو اس تعلیم کا ایک صحیح ترین عملي نمونہ اپنے اندر رکھتي تھي ' اور ان میں کا ہر فرد اُس اسوۂ حسنہ کي قوۃ سے ایک ایک اقلیم کي تسخیر اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا تھا - انکے اعمال کے اندر تعلیمات الہیہ کي مقدس انگیٹھي شعلہ فروز تھي ' اسلیے وہ جہاں جاتے تھے ' ایک آتش کدۂ اثر اپنے ساتھ لیجاتے تھے -

افکار وحوادث

ہماري انجمنوں کے سالانہ جلسے کیا ہیں ؟ قومي میلے ہیں - سال میں ایک مرتبہ تمام اطراف ہند سے کسي ایک شہر میں مسلمان جمع ہو جاتے ہیں ' تین چار روز چہل پہل رہتي ہے ' ہر طرف ایک حرکت اور جنبش نمودار ہوجاتي ہے ' اسٹیج کے پاس کچھہ لوگ معو تماشا ' اور اسٹیج کے نیچے تمام لوگ معو تماشا نظر آتے ہیں - تیسرے روز یہ بھیڑ چھٹني شروع ہوتي ہے اور چوتھے روز سکون پیدا ہو جاتا ہے - پھر جلسوں کے ہال اور کانفرنسوں کے پنڈال ایک کف دست میدان نظر آتے ہیں جہاں سے میلہ اُٹھہ چکا ہے اور اب جا بجا قافلۂ عرب کي طرح اس نے اپني اقامت کے چند آثار چھوڑ دیے ہیں !

فا سئلوا حالنا عن الآثار

امسال ہمارے میلے شہر آگرہ میں لگینگے ' جہاں ہم کبھي اپني عظمت و اقتدار کے بھي میلے لگا چکے ہیں !

اسي گھر میں جلایا ہے چراغ ارزو برسوں !

جس آگرہ میں " ہمایوں " نے عروس علم و انکشاف کے عشق و محبت میں جان دي ' اسي آگرہ میں اب ہم مشورہ کرینگے کہ اس روٹھے ہوے معبود، کو کیونکر منا کر گھر لائیں ؟

جس خاک پر اکبر و جہانگیر نے دوسروں کي قسمتوں کا فیصلہ کیا تھا ' اب ہم وہاں جمع ہوں گے تاکہ خود اپني قسمت کا فیصلہ کریں !

جہاں کبھي تخت حکومت و اجلال پر بیٹھکر غیروں کو اپنے سامنے سربسجود دیکھہ چکے ہیں ' وہاں اب گرد فلاکت و ادبار پر لوٹ کر سونچیں گے کہ محکومي کي زندگي میں عافیت کیونکر پائیں !

فتادم دام بر کنجشک ، و شادم ' یاد ان همت
که گر سیمرغ مي آید بدام ازاد مي گردم !

و بلونا هم بالحسناب و السیئات ' لعلهم یرجعون !

یعني حسب معمول اواخر دسمبر میں کانفرنس اور مسلم لیگ ' دونوں کے اجلاس آگرہ میں ہونگے - کانفرنس کے پریسیڈنٹ آنریبل مسٹر شاهدین (لاهور) اور مسلم لیگ کے آنریبل سر رحمته الله (بمبئي) منتخب ہوے ہیں - آنریبل شاهدین چیف کورٹ کے جج ہیں - امید ہے کہ ہماري قسمت کا بہتر فیصلہ کرسکیں !

افریقہ کي سرزمین آج سے نہیں بلکہ تقریباً ۱۲۰۰ برس سے ہمارے لیے مصائب و حوادث کا گھر ہے - اسي براعظم میں مصر ' حبش ' طرابلس ' تیونس ' الجزائر ' اور مراکش واقع ہیں ' جن کا ایک ایک ذرہ ہمارے عروج و زوال رفتہ کي تاریخ ' اور ہمارے ایام سرور و حزن کي پر درد داستان ہے - پس اگر ہم پر چند برسوں سے اس کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے (جنوبي افریقہ) میں ظلم و ستم کي چند حکایتیں پیدا ہوگئي ہیں تو اسپر تعجب کیا ہے ؟

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہم محرومان قسمت کے ساتھہ ہمارے بہت سے هندو ' سکھہ ' اور پارسي هم وطن بھي مورد آلام و مصائب ہیں !

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اس وقت تک خاموش رہتے ہیں جب تک کہ ان کے مذہب کو نہ چھیڑا جاے - کس قدر جھوٹ ہے ! برٹش جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کے مذہب کو چھیڑا گیا ' لیکن کب ان کے جوش و حمیت کے تار سے کوئی آواز نکلی ؟ اسلامی نکاح کو یہ کہکر وہاں کی عدالت نے رد کردیا کہ یہ بس ملک کا نکاح ہے جہاں تعدد ازواج جائز ہے ! پھر کیا یہ مسلمانوں کی دیني تحقیر نہیں ہے ؟ کیا یہ صریح احکام اسلامیہ میں مداخلت نہیں ہے ؟

اهل هند جنوبي افریقہ میں خاموشي اور سکون کے ساتھہ کام کر رہے ہیں - انہوں نے کارخانوں سے تعلق منقطع کردیا ہے ' اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ صبر و استقلال کے ساتھہ کر رہے ہیں - آج کی خبر ہے کہ چار ہزار هندوستانیوں نے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں ' رئیس الاحرار مسٹر گاندھي کي زیر ریاست کوچ کردیا ہے -

تمام لوگ زیادہ تر کارخانوں کے ملازم اور مزدور ہیں ' جنکي معیشت کا مدار زیادہ تر روزانہ یا هفتہ وار اُجرت پر ہے ' ایسي حالت میں ترک اشغال سے وہ جس مصیبۃ عظیمہ میں مبتلا ہوگئے ہیں ' اس کا اندازہ ہر شخص بہ آساني کرسکتا ہے - یہ سب کچھہ صرف اسلیے ہے کہ هندوستان کے حقوق غیر ممالک میں محفوظ رہیں ! پس ہزار حیف سرزمین هند پر ' اگر وہ اپنے ان محترم فرزندوں کي خبر نہ لے !

ہم هندوستانیوں کے ساتھہ یہ طرز عمل نہ صرف جنوبي افریقہ میں بلکہ امریکا ' استریا ' اور دیگر نو آبادیوں میں بھي ہے - ہم اپني گورنمنٹ سے صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ اگر فرزندان هند کو برطاني نو آبادیاں قبول نہیں کرتیں ' تو هندوستان کو بھي کیوں نہیں اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے ثمرات و فوائد کا باب وسیع ' باشندگان نو آبادیہاے برطانیہ کے لیے بند کردے ؟ و لکم في القصاص حیوۃ یا اولی الالباب -

اصل یہ ہے کہ جو درخت اپني جگہہ پر قوي و توانا نہیں ' اسکي لکڑیوں کو کہیں بھي اچھي قیمت نہیں ملسکتي - عمدہ درخت کي لکڑي جہاں جایگي ' شانۂ زلف بنکر دست حسن میں جگہہ پائیگي - پر جس درخت کي جڑھي میں نشو و نما نہ ہوئي ' وہ جہاں کہیں بھي لیجایا جائیگا ' آگ اور شعلوں ہي کي نذر ہوگا :

تو نخل میوہ نشاں باش در حدیقۂ دهر
که کم درخت قوي خشک شد که بشکند

سرزمیں هند کے فرزند جب خود اپنے والدین ہي کي گود میں مستحق عزت نہیں ' تو گھر سے باہر جاکر انہیں مطالبۂ عزت کا کیا حق ہے ؟ اصل شے قومي عزت ہے اور یہ مرکز و ملت سے ہے ' نہ کہ شاخوں اور افراد سے - آج ایک انگریز یا جاپاني دنیا کے کسي گوشے میں بھي جا کھڑا ہو ' وہ خواہ کیسا ہي ہیچ کارہ اور آوارہ ہو ' لیکن اسکي نسبت قومي و وطني زمین کے درروں اور ہوا میں اڑنے والے پرندوں سے اپني عزت و عظمت کرالیگي !

لیکن آہ ' وہ بدبختان هند ' جنکے لیے انکے وطن کي نسبت مایۂ فخر نہیں بلکہ آلہ تحقیر ہے ' جب خود اپني سرزمین ہي میں آرام پانے کے مستحق نہیں سمجھے گئے تو دوسرے ملکوں میں کیوں نہ ذلت و حقارت سے ٹھکرالے جائیں ؟ اور پھر کیوں کوئي حکومت انکا ساتھہ دے ؟

جرم منست پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را

مصور جدیدہ

)*(

دی کانپور مسجد

THE CWANPORE MOSQUE.

د کانپور

مسٹر بي - کے - داس - گپتا - سب ایڈیٹر " بنگالي " کلکتہ - قیمت - ۱ روپیہ

حادثۂ مسجد کانپور اپنے اندر جو عبرتیں اور بصیرتیں رکھتا ہے ' اسکے لحاظ سے ضرور تھا کہ اسکے واقعات کو محض اخبارات کے صفحوں اور زبانی روایتوں ہی پر ضائع ہو جانے کیلیے نہ چھوڑ دیا جاے ' بلکہ وہ کسي زیادہ پائدار اور محفوظ صورت میں آجاے -

خود مجکو بھی خیال ہوا تھا کہ بعد اختتام مقدمہ اسکے تمام حالات انگریزي اور اردو میں جمع کرکے شائع کیے جائیں -

لیکن ہم سب کو ایک انصاف دوست بنگالی اہل قلم کا ممنون ہونا چاہیے ' جس نے سب سے پہلے اس ضرورت کو پورا کر دیا -

جن حضرات نے حادثۂ فاجعۂ کانپور کے زمانے میں ہندوستان کے معزز ترین روزانہ لسان حال ' " بنگالي " کو پڑھا ہے ' انھوں نے ابھي اُن سنجیدہ و بلیغ اور پر از واقعات و حوادث مضامین کو نہیں بھلایا ہوگا ' جو عرصے تک بنگالي میں اُسکے مراسلہ نگار خصوصي (اسپیشیل کارسپانڈنٹ) کے دستخط سے نکلتے رہے ہیں ' اور جنھوں نے فی الحقیقت اس حادثۂ کے مظالم و خفایا کي تشہیر و اعلان اور حقیقت و اصلیت مستورہ کے کشف میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے -

یہ مکا تیب در اصل مسٹر بي - کے - داس گپتا - سب ایڈیٹر بنگالي کے رقمزدہ تھے ' جنکو ادارۂ بنگالي نے مخصوص طور پر وقائع نگاري کیلیے کانپور بھیجا تھا -

مسٹر موصوف نے کانپور سے آکر تمام حالات و وقائع جمع کیے - اور بعض بعض ضروري چیزوں کي تلاش میں تکلیف و زحمت بھی برداشت کي - چنانچہ اسکا پہلا حصہ مرتب ہو کر شائع ہو گیا ہے اور دوسرا بھي آجکل میں نکل جائیگا - مجموعي قیمت دونوں حصوںکي ایک روپیہ کچھہ زائد نہیں ہے ' کیونکہ پہلے ہي حصے کي ضخامت ۱۰۸ صفحے کي ہے - نیز متعدد ہاف ٹون تصویریں بھی دي گئي ہیں -

مسٹر بي - کے - گپتا نے زباني مجھسے کہدیا ہے کہ انکا مقصود اس کتاب سے جلب زر نہیں ہے - وہ اسکي آمدني کا ایک حصہ زراعانۂ کانپور کے فنڈ میں دینے کیلیے طیار ہیں -

میں نہایت متاثر ہوا ' جب میں نے سرورق الٹا ' اور کتاب کے تہدیہ و تعنون (ڈیڈیکشن) کا صفحہ نظر آیا - مسٹر گپتا نے مندرجۂ ذیل لفظوں میں ' شہداء کانپور رضي اللہ عنہم و اعلي اللہ مقامہم کي مقدس یاد کے ساتھہ اپني کتاب کي تقدیس کي ہے :

To

The Memory of my Mussalman Country-men who lost their lives in the riot at Cawnpore, on the 3rd day of August 1913.

پہلا حصہ کانپور امپرومنٹ اسکیم سے شروع ہوکر ایڈیٹر الہلال کے ورود کانپور کے ذکر پر ختم ہوگیا ہے - دوسرے حصے میں مقدمے کي مفصل روئداد ' نیز وہ تمام وقائع و حالات ہیں ' جن پر اس افسانۂ خونین کا خاتمہ ہوا -

کانپور امپرومنٹ اسکیم مشرح درج کي ہے - مسجد کے مطلوبہ زمین کیلیے جیسي کچھہ مضحکہ انگیز قانوني کارروائي کي گئي ' وہ قابل مطالعہ ہے ' اور قانوني طور پر زمین کے متعلق اصل مسئلہ وہي ہے - اسکے بعد اُن مراسلات کي نقل دي ہے ' اس بارے میں ہز انر سر جیمس مسٹن اور مسٹر محمد علي میر ہوئیں - پھر ۱ - جولائي کے حادثۂ انہدام اور ۳ - اگست کے قتا عام کي مشرح کیفیت درج کي ہے اور انکي سرگذشت سرکاري و غیرہ سرکاري ' دونوں ذرائع سے لي ہے - اسکے بعد " بنگالي " میں جو مبسوط مکاتیب انکے شائع ہوتے رہے ' اور کانپور میں رہکر جو کچھہ انھوں نے واقعہ کے تمام اجزا کي تحقیقات کي ' ان کو بجنسہ درج کیا ہے اور یہ کتاب کا اہم ترین حصہ ہے -

اسکے بعد اس حادثہ کے متعلق انگریزي اخبارات کي رائیں نقل کي ہیں اور اس باب کو انگلستان کے اخبار The out look اور The Pall Mall Gazette کے مضامین سے شروع کیا ہے -

لکھنو کے ڈپوٹیشن کا ایڈرس اور اسکا جواب بھي اسي حصے میں آگیا ہے -

ہر حیثیت سے یہ ایک اہم مجموعہ ہے - مجھے یقین ہے کہ ہر شخص اسکا ایک ایک نسخہ ضرور اپنے پاس رکھے گا - یہ مسلمانوں کي موجودہ بیداري اور حسیات دینیہ و ملیہ کي ایک یاد گار داستان ہے ' اور اسکا ایک ایک لفظ ہمارے پاس محفوظ رہنا چاہیے -

مسٹر گپتا نے اس معاملے میں اپنے قلم و دماغ سے جو بہترین خدمت حق و انصاف کي انجام دي ہے ' وہ ایک ایسا واقعہ ہے جسکے تشکر و امتنان سے ہم کبھي غفلت نہیں کر سکتے - اور اگر مسلمان بکثرت اس دلچسپ و نافع کتاب کو خریدینگے ' تو یہ انکے قیمتي جذبات و عواطف کي ایک نہایت ہي ادنی قسم کي شکر گذاري ہوگي -

درخواستیں " دفتر بنگالي - کلکتہ " کے پتہ سے آني چاہئیں -

تاریخ دربار دھلی

سید ظہور الحسن مالک کارخانۂ احسن التجارت کڑہ نظام الملک دھلي -

قیمت - ۱ - روپیہ - ۸ - آنہ -

آخري دربار دھلي منعقدۂ ۱۲ - دسمبر سنہ ۱۹۱۱ - کے حالات جمع کیے ہیں - دربار کے موقعہ پر جسقدر مراسم ادا ہوے اور جسقدر مجالس و محافل منعقد ' اُن سب کے حالات کو الگ الگ عنوان سے مرتب کیا ہے - سب سے پہلے جلوس شاہي کي مشرح کیفیت دي ہے اور آخر میں تمام رؤسا و شرکاء دربار کي فہرست - کاغذ اور چھپائي پر تکلف ہے -

فصول مسعودیہ

" مصنفہ حضرۃ شاہ مسعود علي قلندر " حسب فرمایش " جناب سید شاہ ولایت احمد صاحب قلندر سجادہ نشین خانقاہ لاہور "

فارسي کا ایک ضخیم رسالہ ہے ' سلسلۂ قلندریہ کے تمام شیوخ و اکابر کے حالات و ملفوظات اسمیں جمع کیے گئے ہیں - ابتدا میں ایک مقدمہ " فیوض مسعودیہ " کے نام سے ہے ' جسمیں مصنف اور انکے خاندان کے حالات عنوان وار ترتیب دیے ہیں - قیمت اور مقام اشاعت لوح پر درج نہیں - آسي پریس لکھنو میں چھپي ہے -

نقاد

مجالس ذکر مولد (صلعم)

سیرة نبوی (صلی اللہ علیہ و صلعم)

ادارۂ سیرة نبوی

فقیر کا ایک مدت سے خیال ہے کہ سیرة نبوي میں ایک محققانہ و مفصل کتاب کي تدوین کے علاوہ (جیسي سیرة کبیر کہ مولانا شبلي نعماني مرتب فرما رہے ہیں) اور بھي بہت سي صورتیں ترتیب و اشاعت کي مطلوب و ضروري ہیں -

ازانجملہ سخت ضرورت ہے ایسے مختصر رسائل کي ، جن میں مباحث و مناظرات متعلق سیرة سے بکلي چشم پوشي کي جاے - صرف حالات زندگي صحت و تحقیق کے بعد درج کیے جائیں - اختصار ہر جگہ ملحوظ رہے ، اور صرف وہي مواقع مفصل ہوں ، جنکي تفصیل ہماري موجودہ عملي زندگي کیلیے اسوۂ حسنہ کي دعوت رکھتے ہیں اور جنکي نسبت ایک الہامي فکر نقاد کے ساتھہ کہا گیا تھا کہ "خلقہ القران" (آنحضرة کا خلق تعلیم قراني کي تصویر ہے) -

ان رسائل سے عام مطالعۂ و واقفیت اور اثر و اصلاح کے علاوہ مخصوص طور پر مقصود یہ ہے کہ مجالس ذکر ولادة نبوي کي اصلاح ہو - اور یہ جو ایک نہایت قوي رسم اجتماع و احتفال موجود ہے ، اس قوت سے اصلي و حقیقي فائدہ اٹھایا جاے -

میں ایک بار اسکي نسبت لکھہ چکا ہوں - میرے اعتقاد میں قرآن کریم جو ایک کتاب مسطور ، في رق منشور ہے ، اسکي لوح محفوظ حامل قرآن کي زندگي تھي ، اور میں "لقد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین" میں " نور "کو "کتاب" کا وصف نہیں سمجھتا ، بلکہ اُس وجود انسان کامل کي زندگي کو سمجھتا ہوں ، جسکي نسبت دوسري جگہ کہا گیا کہ " داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیرا "

وللناس فیما یعشقون ، مذاهب !

پس اگر ہمیں مسلمان بننے کیلیے قران کریم کي تلاوت کي ضرورت ہے ، تو یقین کیجیے کہ اسکو ایک عملي زندگي کي صورت میں دیکھنے کیلیے اس "اسوۂ حسنہ" کے مطالعہ کي بھي ضرورت ہے : لقد کان لکم في رسول اللہ اسوة حسنہ - اور یہ پچھلي ضرورت پہلي ضرورت ہي جتني ہے - پہلي سے کم نہیں :

في مذهبي ، یا نعم هذ المذهب !

(مجالس ذکر مولد)

اسکا بہترین ذریعہ مجالس ذکر مولد نبوي ہیں ، بشرطیکہ اُن میں عام رسائل مولد کي جگہ ، جو بالعموم موضوعات و قصص اور غیر مفید و لا حاصل صرف عبارت و انشا کا مجموعہ ہیں ، پیش نظر طریقہ سے صحیح و محقق حالات حیات نبوي بیان کیے جائیں -

اس قسم کي چیزیں در اصل لکھنے اور پڑھنے کي نہیں ہیں - اسکے لیے ایسے لوگوں کي ضرورت تھي ، جو " سیرة نبوي " کے خطیب (لکچرر) ہوں - جنھوں نے اس موضوع خاص کا مطالعہ (یعني اسٹیڈي) کي ہو - جنکو اسمیں صاحب فن (اکسپرٹ) کا درجہ حاصل ہو - اور وہ ہر مجلس اور ہر جماعت کے سامنے ، اُس مجمع کي حالت ، ضرورت ، گرد و پیش ، اور مخصوص داعیات و احتیاجات کے مطابق ، سیرة نبوي پر خطبہ (لکچر) دیسکیں - کیونکہ ہر شہر ، ہر محلے ، ہر خاندان ، ہر جماعت ، اور ہر مجلس کی ضروریات یکساں نہیں - کسي جماعت کیلیے سیرة نبوي کا کوئی خاص حصہ زیادہ تفصیل چاہتا ہے ، کسي کے مخصوص و وقتی حالات کسي خاص موقع کے اطناب کے طالب ہیں - کسي کو (بدر) کی فتح کا واقعہ سنانا چاہیے اور کسي کو (احد) کي ہزیمت کے مصالح کے ذریعہ عزم و استقامت کي وصیت کرني چاہیے - کسي کیلیے مجاهدات و غزوات کے عزائم ضروري ہیں ، اور کسي کیلیے فتح مکہ کا عفو و صفح اور درگذر و کرم !

پھر ایک جماعت کے واقعات و حالات کے لحاظ سے ، اخلاق و خصائل نبوت میں سے کسي خاص خلق عظیم پر زور دینے کي ضرورت ہے ، اور دوسري کیلیے کسي دوسري حالت کي -

اگرچہ اس حیات طیبۂ مقدسہ کا کوئي فعل ایسا نہ تھا جو محبوب و محمود نہو - و کل ما یفعله المحبوب ، محبوب :

زفرق تا قدمش هرکجا که مي نگرم
کرشمه دامن دل مي کشد که جا اینجاست !

لیکن تاہم وہ انساني زندگي کے ہر شعبے اور ہر حصے کیلیے اُسوۂ حسنہ ہے ، اور زندگي اور زندگي کے متعلقات کي صدہا صورتیں ہیں - کون ہے جو اس صحیفۂ نبوت کا اول سے آخر تک حق مطالعہ ادا کرسکتا ہے ؟ پس بجز اسکے چارہ نہیں کہ اپنے چہرۂ اعمال کے حسن و آرایش کا جو حصہ سب سے زیادہ بگڑ گیا ہو ، سب سے پہلے اسي کو اس آیئنہ میں دیکھکر سنوار لیں -

(رسائل خطبات سیرة)

لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسے لوگ کہاں سے آئیں ، اور اپنے جہل و بے مائیگیوں پر کہاں تک ماتم کریں ؟ اگر یہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ہو کہ سیرة نبوي پر مختلف مقاصد اور مختلف پیرایۂ و ترتیب سے چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے جائیں ، اور اُنھي کو لوگ مجالس میں پڑھدیا کریں - یا یاد کرکے مثل خطبہ کے سنا دیں -

ایک مجموعہ خطبات سیرة کا ہو ، جو صرف تعلیم یافتہ مجامع کیلیے مخصوص ہو - ایک مجموعہ صرف عام مجالس کیلیے - اور ایک بطور درس و مطالعہ کے بچوں اور عورتوں کي تعلیم کیلیے

سب سے پہلے کم از کم ان تین قسموں کي سیرتیں علاوہ سیرة کبیر کے ضرور ہي لکھني چاہیئں -

(اسلوب و زبان)

لیکن نہایت مشکل اور اہم مسئلہ اسکي زبان اور طرز تحریر کا ہے - علي الخصوص ایک ایسے عہد خیرہ مذاقي میں ، جب کہ لوگ فن بیان و انشا پردازي کا شوق تو پیدا کرلیتے ہیں ، لیکن اسکے مواقع استعمال اور صحیح مفہوم بلاغت سے بے خبر ہیں -

جو مجموعہ خطبات کا مجالس و محافل ارباب علم و فکر کیلیے ہو ، اسکا انداز تحریر اور ہونا چاہیے ، اور مجالس عامہ کیلیے اور -

ایک میں تاریخ و سیرة (بائیوگریفي) کے اسلوب (اسٹایل) کے ساتھہ اگر با عتدال و بلا اغراق و تغلیب ، طرز بیان میں انشا پردازانہ علو و رفعت بھي پیدا کي جاے تو مضائقہ نہیں ، کیوں کہ

موضوع کي بلندي خود مستغنی رفعت ہے - لیکن دوسرے میں تاریخ کي جگہ اصلاح و دعوۃ کا مقصد پوشیدہ اور مخاطب عامۃ الناس ' اسلیے نہ تو اسلوب بیان مورخانہ و فلسفیانہ ہو ' اور نہ بلند و عالمانہ ' بلکہ نہایت علم فہم و سلیس اور محض سادہ و سہل ' با ایں ہمہ ' سادگي بیان کے ساتھہ ضرور ہے کہ بغیر کسي انشا پردازانہ پیچ و خم کے ' اپنے اندر ایک ایسی بے امان تاثیر بھي رکھتا ہو کہ سننے والے اسکے ہر لفظ پر بے اختیار دل و جاں سپرد کر دیں ! و ان من البیان لسحرا -

جس بات کو میں نے یہاں چند سطروں میں لکھا ہے ' غور کیجیے تو یہ ایک نہایت نازک اور دقیق نکتۂ بلاغت ہے ' اور افسوس کہ اقلام عصر کو اس کا حس نہیں -

بڑي مشکل یہ ہے کہ ایک عرصے سے عام لوگ ذکر میلاد کی مجالس میں تھمري ٹھپہ کے عادي ہوگئے ہیں - مجھکو بہت سي ایسي صحبتیں یاد ہیں' جہاں غزلوں کے مطالب اور صراحت خطاب و ضمیر سے اگر قطع نظر کرلی جاتی' تو یہ بتلانا محال ہوجاتا کہ ایک مقدس ذکر دینی کي صحبت میں بیٹھے ہیں ' یا کسي نو اموز مگر صحیح معنوں میں خوش گلو مغنیہ کے سامنے - میں یہ کہنے سے نہیں شرماتا کہ موسیقي کو نہایت محبوب رکھتا ہوں اور چونکہ دل رکھتا ہوں' اسلیے اُس شے سے قطع تعلق نہیں کر سکتا ' جس کا تعلق دل کے ساتھہ ' جسم اور روح کا تعلق ہے' لیکن تاہم یہ تو کوئي شخص بھي پسند نہیں کر سکتا کہ مجالس دعوت مقدسہ و مذاکرت دینیہ کو موسیقی کے مشتبہ جذبات سے آلودہ کیا جاے -

میرے خیال میں اس ذکر مقدس کیلیے یقیناً یہ ایک نا قابل تحمل گستاخي ہے -

پھر ظاہر ہے کہ یہ نئے خطبات سیرۃ تو اس عنصر دلکش سے بالکل خالی ہونگے - انکے پڑھنے کا انداز بھي روضہ خواني کي طرح نہیں بلکہ ایک وعظ کي طرح بالکل تحت اللفظ ہوگا - اصلاح کے کاموں میں لوگوں کی دلچسپي کے قیام اور توجہ کے بقاء سے کسي طرح چشم پوشي نہیں کي جا سکتي ' ورنہ اصل مقصود فوت ہوجاے - پس نہایت ضروري اور اساسی امر یہ ہے کہ انکے اسلوب بیان و طرز تحریر میں کچھہ ایسي باتیں بھي جمع کي جائیں ' جنکا اثر و کشش ' تمام عوام پسند اجزائے میلاد کي پوري پوري تلافي کردے ' اور طریق و اداب خطبات ' و رسم مواعظ و دعوۃ بھي ہاتھہ سے نہ جاے -

(ادارۂ سیرۃ نبوي)

ان خطبات کي ضرورت تو مجالس ذکر مولد کے خیال سے ہے - لیکن انکے علاوہ بھي مختلف انداز بیان و ترتیب ' اور تلخیص مطالب و مسائل کے ساتھہ سیرۃ نبوي کو مرتب کرنے کي ضرورت ہے ' جو طرح طرح کي اشکال دعوت و اثر میں اس اسوۂ حسنۂ الہیہ کو اہل اسلام وغیر اہل اسلام کے سامنے پیش کرے -

ضرورت تھی کہ ایک خاص ادارہ " سیرۃ نبوي " کي غرض سے قائم کیا جاتا ' جس کا کام مسلسل اور دائمي ہوتا ' اور جو اس بارے میں تحقیقات و انکشافات فن کي مصروفیت کے ساتھہ ' سیرۃ کے چھوٹے بڑے' مختلف اشکال و مقاصد کے ایڈیشن بھي شائع کرتا رہتا -

کاش موجودہ ادارۂ سیرۃ جو شمس العلما مولانا شبلي نعماني کے زیر ادارۃ قائم ہے ' تکمیل سیرۃ کبیر کے بعد بھي اپنے کام کو جاري رکھے' اور ایک با قاعدہ جماعت اس مقصد اعظم و اقدم کو اپنے ہاتھوں میں لے لے ' جو اصلاح و بقاے ملت و دعوۃ دیانۃ حقۂ اسلامیہ کیلیے بمنزلۂ اساس کار و بنیاد جمیع مساعي و مباني ہے -

(احتفال مولد نبوي)

مجھکو کئي بار خیال ہوا کہ ایک دو رسائل سیرۃ نبوي پر متذکرۂ صدر اصولوں کو پیش نظر رکھکر لکھوں ' اور آج اس مبحث کو زیادہ تفصیل کے ساتھہ لکھا بھي اسي لیے تاکہ ارباب قلم و نظر کو اس طرف توجہ ہو اور ایک ابتدائي مشورہ انکے سامنے آجاے - اگر ماہ ربیع الاول قادم تک کسي بزرگ نے اسکي طرف توجہ نہ کي تو چند خطباۃ سیرۃ پر لکھونگا - نیز کوشش کرونگا کہ کسي بڑے شہر میں ایک احتفال عظیم اس مقصد سے منعقد ہو اور اُس میں صرف سیرۃ مبارک پر مختلف ارباب علم و خبرۃ خطبات دیں - یہ خیال بھي مجھے عرصے سے ہے - امسال لاہور یا لکھنو میں بماہ ربیع الاول ایک مرکزي مجلس ضرور منعقد کرنا چاہیے - و ما توفیقی الا باللہ -

الجمیل

۱ - زوبیہ : سید سبط الحسن - ڈاکخانہ حسین آباد - ضلع مونگیر -

اس مسئلہ کی طرف اس وقت انتقال ذہني اسلیے ہوا کہ ریویو کیلیے مدت کي پڑي ہوئي کتابیں نکلوائیں تو ایک رسالہ " الجمیل " نامي اسي موضوع پر نظر آگیا -

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کي سیرۃ میں یہ ایک نیا رسالہ لکھا گیا ہے جسمیں اختصار کے ساتھہ قبل از ولادت و حالات خاندانی سے لیکر وفات تک کے حالات ' صاف اور عام فہم اردو میں جمع کرنے کي کوشش کي ہے - مرتبہ مولوي سید محمد نور صاحب بہاري -

کتاب ۱۲۸ - صفحہ کی ہے اور فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام حالات زندگي جمع کیے گئے ہیں - دیباچہ میں لکھا ہے کہ سیرۃ نبوی کو بچوں کی تعلیم میں داخل ہونا چاہیے اور اسي خیال سے اردو میں یہ رسالہ مرتب کیا جاتا ہے -

پوري کتاب نہیں دیکھہ سکتا - بعض مقامات پڑھے تو عبارت صاف اور سلیس نظر آئي اور طرز ترتیب آجکل کے مذاق کے مطابق - بہ حیثیت مجموعي یہ رسالہ بہت غنیمت معلوم ہوتا ہے اور آجکل کے رائج و معروف ذخیرۂ سیرۃ کي جگہ بہت بہتر ہے کہ لوگ اس کتاب کو پڑھیں - البتہ چند باتوں کا مولوي صاحب خیال رکھتے تو بہتر تھا :

(۱) اگر مقصود بچوں اور عورتوں کا بھي مطالعہ ہے تو اتني ضخامت مناسب نہیں اور نہ ہر طرح کے حالات کي ضرورت - ہر تصنیف میں مقسم شے قاریین و مخاطبین کی ضروریات و حالت کا صحیح اندازہ کرنا ہے -

(۲) جن کتابوں سے حالات لیے ہیں اور دیباچہ میں انکا تذکرہ کیا ہے ' وہ بغیر نقد و تحقیق کسي طرح معتبر و مستند نہیں - دیباچہ میں لکھتے ہیں :

" عربي میں بڑي بڑي ضخیم کتابیں تالیف ہوئیں جن میں سواے موضوع ' صحیح ' سقیم ' مرسل ' منقطع ' مفصل کا اضافہ بھي شامل تھا - ان میں صحیح تر سیرۃ حافظ ابو الفتح' ابن ہشام ' سیرۃ شامي ' سیرۃ حلبیہ ہے لیکن انقلاب زمانہ سے جب دوسري زبانوں میں ترجمہ یا ملخص ہونے لگا تو ضعاف اور موضوع کے علاوہ نفس واقعات اور حوالے میں بھي تصرف کیا گیا "

لیکن یہ صحیح نہیں - اول تو " سواے موضوع ' صحیح' سقیم" کا مطلب معلوم نہیں کیا ہے ؟ پھر جن کتابوں کو " صحیح تر " کہا

ہے ' اُن میں سواے " ابن ہشام " کے کوئي بھي " صحیح تر " نہیں - حافظ ابو الفتح سے نہیں معلوم کونسي کتاب مراد ہے ؟

سیرۃ شامي محمد بن یوسف صالحي (المتوفي سنہ ۹۴۲ھ) کي تصنیف ہے ' یعنے دسویں صدي ہجري کي - مصنف وسیع النظر ضرور تھا - چنانچہ دیباچہ میں لکھا ہے کہ "میں نے سیرۃ کي تین سو سے زائد کتابیں دیکھیں " تاہم طریق جمع و انتخاب و نقد و تحقیق سے خالي اور رطب و یابس سے مملو ہے - نیز متاخرین کے عام انداز کے مطابق محدثانہ روش سے بھي خالي -

اسي کتاب کا خلاصہ " سیرۃ الحلبیہ " ہے ' جسے علي برہان الدین حلبي (المتوفي : ۱۰۴۴) نے سیرۃ شامي سے اخذ کرکے مع اضافۃ بعض الزیادات مرتب کیا ' مگر یہ بھي سیرۃ کي عام کتابوں کي طرح معمولي انداز جمع و ترتیب سے لکھي گئي ہے ' اور بہ نسبت دیگر کتابوں کے " صحیح تر " کے لقب کي مستحق نہیں -

کچھہ شک نہیں کہ یہ تمام کتابیں جامع ترین مواد سیرۃ ہیں جنسے محدثانہ نقد و تحقیق و نظر درایت کے بعد سیرۃ کي کتابیں مرتب کي جا سکتي ہیں ' لیکن اسکي تو کسي طرح مستحق نہیں کہ " سیرۃ ابن ہشام " کي صف میں اُنہیں جگہ دي جاے اور اسکي طرح " صحیح تر " سمجھا جاے ' جو فن سیرۃ میں اقدم و اول ' اور بمنزلۂ اُم الکتب ہے -

یہ بھي صحیح نہیں کہ غلط و موضوع واقعات کي شہرت ' ان کتابوں کے غلط حوالوں کا نتیجہ ہے - مجھے اُردو یا فارسي کي کوئي کتاب معلوم نہیں جس نے غلط ترجمہ کیا ہو - اصلي سبب نقد و تحقیق کا نہونا ' اور محض عقیدۃ و حسن ظن کو بنیاد تاریخ و سیرۃ قرار دینا ' اور کتب دلائل و خصائص مثل دلائل ابو نعیم و خصائص سیوطي وغیرہ کي عام اشاعت و مقبولیت ' اور سب سے زیادہ جماعۃ قصاص و وعاظ کا گرمي مجلس و عوام فریبي کیلیے اس قسم کي چیزوں کو بسعي و جہد شائع کرنا ہے -

مولوي صاحب نے اپنا ماخذ اصلي سیرۃ حلبیہ اور سیرۃ سید احمد بن دحلان کو بتلایا ہے - حالانکہ وہ بغیر کسي واسطہ کے خود ابن ہشام سے فائدہ اٹھا سکتے تھے جو اب مصر میں بھي (زاد المعاد) کے حاشیہ پر چھپ گئي ہے - اور خود حجۃ الاسلام علامۂ ابن قیم کي کتاب (زاد المعاد) اس باب میں سب سے زیادہ نافع تھي جس کا اُنہوں نے مطالعہ نہیں کیا -

(سید احمد بن دحلان) زمانۂ حال کے مصنف ہیں - مکہ معظمہ میں شوافع کے مفتي تھے - اُنہوں نے متعدد کتابیں لکھي ہیں اور اس دورکے مصنفین میں کئي حیثیتوں سے بہت غنیمت ہیں - انکي سیرۃ بھي نسبۃً اختصار و ترتیب کے لحاظ سے بہت اچھي ہے ' تاہم اعتماد کیلیے کافي نہیں -

ضمني طور پر جن کتابوں کا نام لکھا ہے ' ان میں تاریخ الخلفا ' تفسیر خازن ' مدارک ' اور احیاء العلوم بھي ہے - لیکن ایک سیرۃ کي کتاب کو جسکا اصل ' فن حدیث ہے ' ان کتابوں سے کیا واسطہ ؟

ایک کتاب " اسماء الرجال " نامي بھي لکھي ہے - لیکن اس نام کي کوئي کتاب دنیا میں نہیں ہے -

(۳) آغاز کتاب کے دو تین صفحہ دیکھہ سکا - جاہلیت عرب کا حال لکھتے ہوے سودہ بنت زمعہ کا واقعہ لکھا ہے جو بے اصل ہے - کہانۃ کے بارے میں جو جملۂ معترضہ آگیا ہے ' وہ بھي صحیح نہیں اور بالکل بے موقعہ ہے - واقعۂ ولادت کے تذکرہ میں حضرۃ عباس کي روایت سے جو حدیث درج کي ہے ' قابل احتجاج نہیں اور خود حافظ سیوطي خصائص کبری میں اسکو نا قابل اند راج و استدلال تسلیم کر چکے ہیں - حضرۃ عیسی اور حضرۃ موسی وغیرہم علی نبینا و علیہم السلام کي نسبت لکھدیا ہے کہ وہ سب کے سب مختون پیدا ہوے تھے مگر اسکا بھي کوئي ثبوت نہیں - محض بے اصل ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدم تحقیق و نقد ' و عدم حصول کتب معتبرہ ' و قلت اعتناء فن کي وجہ سے تمام کتاب میں اور بھي بہت سي باتیں اسي طرح رطب و یابس ہونگي -

(۴) عبارت میں بھي شگفتگي کي کمي ' اور عدم سلاست جا بجا ہے - ایسي کتابوں میں جنسے مخصوص عورتوں ' بچوں ' اور عام اردو خواں طبقہ سے مخاطب ہو ' عبارت کے مسئلہ کو بھي کم ضروري و اہم نہیں سمجھنا چاہیے -

امید ہے کہ مولوي صاحب دوسرے ایڈیشن میں ان امور کا خیال رکھیں گے - کچھہ شک نہیں کہ انکا ارادہ اور انکي مبارک سعي یقیناً مستحق تعریف و تشکر ہے -

اشہارات کیلیے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

" ایک دن میں پچاس ہزار " یعني اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کي نظر سے گذر جاے ' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں ' تو اُس کي صرف ایک ہي صورت ہے - یعني یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معني پچیس ہزار بھي نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہي اس امر کي واقعیت سے بھي آجکل کسي باخبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کي نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلیے کوئي مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپي ہوي چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کي جماعت کون رکھتي ہے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے ' اور یہ قطعي ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

حسن اضطراب ' جس بیقراري ' جس شوق و ذوق سے پبلک اسکي اشاعت کا انتظار کرتي ہے - اور پھر پرچے کے آتے ہي جس طرح تمام صفحہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے ' اسکو آپ اپنے ہي شہر کے اندر خود اپني آنکھوں سے دیکھہ لیں -

اُس کي وقعت ' اُن اشتہارات کو بھي وقیع بنا دیتي ہے ' جو اُسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات ' یورپ کے جدید فن اشتہار نویسي کے اصول پر صرف اُسي میں چھپ سکتے ہیں -

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دي گئي ہے -

منیجر الہلال الکٹریکل پرنٹنگ ہاوس -

۱/۷ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

مذاہب عصریہ

علوم و معارف

سنہ ۱۹۱۲ میں

(۱)

کیا عجیب اختلاف احوال ہے !

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ ہمارے اسلاف پیشین ہم کو جو ذخیرۂ معارف سپرد کرگئے ہیں ' اوس میں ایک ذرہ کا اضافہ بھی ناممکن یقین کیا جاتا ہے ' اور علوم قدیمہ کا بھی یہ حال ہے کہ جب ہماری مجلس کا کوئی گراں پایہ ممبر اُٹھ جاتا ہے تو پھر اوس کا کوئی جانشین پیدا نہیں ہوتا -

دوسری طرف اسی آسمان کی نیچے ایک دوسری آبادی ہے ' جہاں کی نسل ہمیشہ اپنے اسلاف کی متررکات علمیہ کو تعجب انگیز ترقی دے رہی ہے ' اور جب اوس آبادی کا کوئی فرد اپنی جگہ خالی کرتا ہے تو اپنے سے ایک بہتر شخص کو اپنا جانشین بنا جاتا ہے !

یورپ کی تمام شاخہائے زندگی کی طرح اسکی علمی زندگی بھی شغف ' حوصلہ مندی ' سرگرمی ' اور استقلال کی روح سے لبریز ہے ' یورپ میں علمی زندگی کی ہر دلعزیزی و محبوبیت کا اندازہ علماء علوم وفنون کی اس تعداد سے ہوسکتا ہے جو سنہ ۱۳ ع کی دلیل انگلستان (گائڈ بک) مطبوعہ لندن میں شائع ہوئی ہے اور جو بالتفصیل درج ذیل ہے -

امریکا	۱۶۷۸
انگلستان	۱۴۷۲
جرمنی	۱۲۸۰
فرانس	۱۴۲۳
آسٹریا	۳۴۸
اٹلی	۲۱۵
سوئیزرلینڈ	۲۱۴
کلیڈا	۱۴۶
سویڈن	۱۰۹
روس	۹۷
ڈنمارک	۹۳
بیلجیم	۹۰
ناروے	۸۸

گائڈ بک میں صرف اُنہیں چیزوں کا ذکر ہوتا ہے جو کوئی خاص اہمیت و عظمت رکھتی ہیں ' اسلیے یقیناً اسمیں ہر سند یافتہ یا ہر اسکول کا ٹیچر اور کالج کا پروفیسر شامل نہ ہوگا ' بلکہ یہ جماعت ہوگی صرف ان اشخاص کی ' جو صحیح معنی میں اہل علم ہیں ' اور علمی زندگی بسر کررہے ہیں -

یورپ میں علم کی سرعت رفتار کا یہ عالم ہے کہ اسکی ترقی و انقلاب کی ہر سال ایک سالانہ روداد شائع کی جاتی ہے - چنانچہ ایک مشہور مجلۂ علمیہ نے گزشتہ سال کی روداد بھی ایک مضمون کی صورت میں شائع کی ہے- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ ربع قرن میں علم نے یورپ میں کہاں تک ترقی کی ؟ ہم اسکے بعض حصص کا خلاصہ شائع کرتے ہیں - یہ ایک اجمالی بیان ہوگا جس میں صرف چند اصناف علم اور انکے متعلق بھی چند مخصوص ترین اکتشافات و اضافات کا ذکر ہے- و علی کل حال؛ فیہ تبصرہ لمن القی السمع و ہو شہید -

(علم الحیاۃ)

اس علم میں اہم ترین اضافہ' وہ مشہور خطبۂ رئیسیہ (پریسڈنشل ایڈریس) ہے جو پروفسر شیفر نے مجمع تقدم العلوم البرطانی (برٹش اکاڈیمی) کے جلسہ منعقدہ (ڈنڈی) میں پڑھا تھا - اس خطبہ کے شائع ہوتے ہی بحث وانتقاد کا دروازہ کھلا اور اعتراضات وجوابات نے مجلات علمیہ کے صفحات پر ایک قلمی جنگ برپا کردی (۱) -

جیسا کہ پروفیسر شیفر نے اپنے خطبۂ رئیسیہ میں بیان کیا ہے' (حیات) کی تعریف ایک ایسی گرہ ہے ' جسکے کھولنے سے اساطین فن ہمیشہ عاجز رہے ہیں -

(اسپنسر) کا شمار ائمہ فن میں ہے اور مبادی علم الحیات پر اسکی کتاب لٹریچر کی اس شاخ میں ایک عدیم النظیر اضافہ ہے- (اسپنسر) نے اس کتاب کے دو باب تعریف حیات کے لیئے وقف کیے مگر اس سعی طویل کا ماحصل صرف یہ نکلا کہ وہ کچھ تعریف نہ کرسکا اور بالاخر اپنے عجز قصور کا اوس نے اعلان کیا -

یہی وجہ تھی کہ پروفیسر شیفر اپنے خطبہ میں مسئلہ تعریف کو غیر منحل چھوڑ کے آگے بڑھگئے ' اور ایک ایسے رسمی و غیر متوقع الحصول مقصد کے پیچھے اپنا وقت ثمین ضائع نہیں کیا ' جسکا حصول (اگر ہوتا) تو فن کو کوئی مخصوص مفاد اساسی نہ پہنچا سکتا -

مگر بایں ہمہ حیات کی تفسیر و تشریح ناگزیر ہے اور پروفیسر شیفر اس جماعت کے ساتھہ ہیں جو اسکو " عمل آلی " قرار دیتا ہے -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ (حیات)کے متعلق دو مذہب ہیں- ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ حیات ایک مستقل بالذات شے ہے اور جسم و حیات کی نسبت ظرف و ظروف کی ہے -

اسکو یوں سمجھیے کہ ایک غبارہ گرم پرواز ہے- اسمیں دو چیزیں ہیں - غبارہ اور وہ دھواں یاگیس' جو اسمیں بھرا ہوا ہے - گرپرواز غبارہ کا فعل ہے مگر ہے اثر گیس کا' اور گیس بجائے خود کوئی ایسی چیز نہیں' جسے کسی عمل کیمیاوی نے غبارہ کے اجزا سے پیدا کیا ہو' بلکہ ایک مستقل شے ہے جو اسمیں داخل کی گئی ہے -

قریباً یہی حالت جسم و حیات کی بھی ہے - اسی جماعت میں وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ حیات کرہ ارض میں پیدا نہیں ہوئی

(۱) یہ خطبہ الہلال جلد ۲ - نمبر ۱۳ - و ۱۴ - میں ملخصاً شائع ہوچکا ہے - منہ

ہے بالکہ کسی اور سیارے سے آئي ہے - (۱)

دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ حیات کوئي مستقل بالذات شے نہیں بلکہ یہ وہ عمل کیمیاوي ہے جو زندہ جسم کے عناصر میں ہوتا رہتا ہے -

یعني جسطرح شیشے کي سختي ' سونے کي لچک ' پاني کا سیلان ' کوئي مستقل بالذات شے نہیں ' بلکہ مادہ کے مختلف طبیعي یا کیمیاوي خواص ہیں - اسیطرح حیات بھي زندہ اجسام کا کیمیاوي خاصہ ہے - اسي لیے اصطلاح میں اس عمل کو " عمل آلي " کہتے ہیں ' اور اس مذہب کو " مذہب آلي -

" مذہب آلي " کے موید ین میں پرو فیسر (جاک لوي) بھي ہیں - یہي وہ شخص ہیں جنھوں نے دریا کے پاني میں بعض مادے ملائے تھے اور اس آمیزش کے بعد بعض بحري حیوانات کے انڈوں میں سے تلقیح کے بغیر اسي قسم کے بچے نکلے تھے -

(حیات منفصل)

کیا کوئي عضو کسي جسم حیواني سے علحدہ ہونے کے بعد زندہ رہ سکتا ہے ؟ یہ سوال سال گذشتہ سے پہلے مستبعد و نا قابل پرسش تھا ' مگر اب ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے - موسیو (کارل) نے عملیات جراحیہ کے اثنا میں اپنے تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ بعض کیمیاوي تدابیر سے عضو مقطوع ۱۶ - سے ۲۰ - دن تک زندہ رہ سکتا ہے -

یہ مسئلہ دلچسپ اور تفصیل طلب ہے مگر افسوس کہ یہ موقع نہیں - اسلیے تفصیل قلم انداز کرتے ہیں - ان شاء اللہ مضمون کے آخر میں اس موضوع پر مفصل لکھینگے -

(علم الجغرافیہ)

سال گذشتہ جغرافي تحقیقات کے لیے مختلف مہمیں روانہ ہوئي تھیں ' انمیں سے جاپانی مہم جو لفٹنٹ (شیراسي) کي سرکردگي میں تھي ' قطب تک پہنچنے سے پہلے نا کام واپس آئی - (امنڈسن) اور (اسکاٹ) کي مہمیں قطب تک پہنچیں - انکے حالات (الهلال) جلد دوم میں مفصل شائع ہو چکے ہیں - اس لیے قلم انداز کیے جاتے ہیں -

(سٹیفن) اور (انڈرسن) نے خلیج کاتویچ کے جزائر میں کچھ ایسے لوگ دریافت کیے ہیں جنکے بال سرخ ' آنکھیں کرنجي ' اور رنگ سفید ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سویڈن اور نارویے کے رہنے والے ہیں جو بہت عرصہ ہوا ' اسطرف نکل آئے تھے -

(علم الارض)

زلزلوں کے سبب کے متعلق علما میں شروع سے سخت اختلاف چلا آتا ہے - حکماء متقدمین میں سے ارسطو اور فیثاغورس وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ اسکا سبب ہوائیں ہیں - طالیس اور سنیکس وغیرہ اسکا سبب پاني کو قرار دیتے ہیں - کلدانی منجم اجرام سماویہ کو اس کا باعث بیان کرتے تھے -

متقدمین کي طرح متاخرین کي آراء بھي اس باب میں متعدد اور سخت متعارض ہیں - ان آراء کے ابطال و اقصاء کا یہ موقع نہیں - انمیں سے سب سے آخري اور في الحال معتمد علیہ یہ راے تھي کہ جوف زمین میں اس عہد کي آگ کا ایک حصہ باقي ہے ' جبکہ یہ ایک گرے آتشیں ہو رہا تھا - اس آگ میں جب کسي وجہ سے ہیجان پیدا ہو جاتا ہے تو زمین کانپنے لگتي ہے - یہی لرزہ ہے جسکو ہم زلزلہ کہتے ہیں -

مگر اب یہ ثابت ہوا ہے کہ زلزلے زمین کے بعض طبقات کے دھسنے کي وجہ سے پیدا ہوتے ہیں -

خیال یہ تھا کہ ان سنگیں طبقات کا دل جو دھستے ہیں ' ۱۲ - میل سے زیادہ نہیں ہوتا - اس کے بعد کے طبقات ضغط و فشار کی وجہ سے پھٹتے نہیں بلکہ سیال مواد کي طرح ہلنے لگتے ہیں -

بعض لوگوں نے یہ تجویز کی تھی کہ ایک کواں کھودا جاے ' اس کویں کي کھدائي اسوقت تک جاري رہے ' جب تک کہ وہ سنگین طبقات سے گذر کے نرم حصے تک نہ پہنچ جاے - مگر اس تجویز پر اسوقت یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس نرم حصے تک پہنچنا نا ممکن ہے کیونکہ اس حد تک پہنچنے سے پہلے زمین کا فشار اسقدر بڑھجائیگا کہ بالاخر کنویں کے دونوں پہلو مل جائینگے -

اسوقت یہ خیال بھي ظاہر کیا گیا تھا کہ کانیں زیادہ عمق میں نہیں ہوتیں - مگر تازہ تجارب نے یہ ثابت کیا ہے کہ کانیں بہت زیادہ عمق میں بھي پائي جاتي ہیں - ۱۷ - سے ۲۰ - میل عمق تک قشر زمین کا (زمین کے چھلکے کا) معمولي فشار خندق کے دونوں پہلوؤں کو نہیں ملاتا ' پس ۲۰ - میل عمیق خندق میں انسان جا سکتا ہے -

ساحل ترندالي کے قریب زمین پھٹي - اسکے بعد نیچے مٹي اور پتھر نکلے اور انہیں پتھروں اور مٹي کے ڈھیر سے ایک جزیرہ بنگیا - اسوقت سطح آب سے اس جزیرہ کي بلندي ۱۴ - قدم (فیٹ) ہے -

(الطب و الجراحہ)

(سرطان) کے اسباب ابھي تک دریافت نہیں ہوے ' اسي سے اسکا کوئي کامیاب علاج بھي ایجاد نہ ہوسکا - لیکن اگر سرطان آغاز ظہور میں تشخیص کرلیا گیا ' اور نکال بھي لیا گیا تو پھر شفا یابي کا پہلو غالب ہو جاتا ہے - شعاعہاے (رنتجن) اور (ریڈیم) صرف اس حصہ کے لیے مفید ہیں ' جو عمل جراحي کے بعد رہجاتا ہے ' مگر ڈاکٹر اکثر اپنا تجربہ اسکے خلاف بیان کرتے ہیں - انکا بیان ہے کہ انھوں نے ریڈیم کے ذریعہ عمل جراحي کے بغیر چار ایسے مریضوں کو اچھا کیا ' جنکے چہرے میں سرطان تھا ' اور چھ ایسے مریضوں کو بھي جنکے جبڑے میں سرطان تھا - ان کے علاوہ بعض ایسي عورتوں کو بھي اچھا کیا جنکے رحم میں سرطان ہوگیا تھا - ان تمام شفا یاب مریضوں میں سے کسي کو بھي پھر سرطان نہیں ہوا - یہ ان شعاعوں کي ایک عجیب و غریب خاصیت بیان کي جاتي ہے کہ وہ صرف انہیں انسجہ میں اثر کرتي ہیں ' جنمیں مادہ سرطاني ہوتا ہے -

ان شعاعوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو ہفتہ تک مسلسل استعمال ہوتا رہتا ہے تو ان سرطاني خلا یا میں ایک قسم کي تجویف پیدا ہو جاتی ہے - یہی تجویف بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھتي ہے کہ سرطان بالکل جاتا رہتا ہے - (البقیۃ یتلی)

وَثِيقَ كَرِيمَ

باب التفسير

ا ا ا قصص بني اسرائيل

(۳)

ة ة ل نفس

— :*: —

حقوق و فرائض عباد میں سے سب سے اول و افضل فرض یہ ہے **کہ ہر انسان** دوسرے انسان کي زندگي کي حرمت اور اُس کي جان **کي عزت** کرے - جب تک حرمت زندگي و عزت جان نہیں ' **اُس وقت** تک دنیا میں راحت و اطمینان بھي نہیں -

(قابیل و هابیل)

کتب الہیہ نے بتایا ہے **کہ اس** بدترین فعل شیطاني کا مبتدع **اول** وہ گنہگار انسان (قابیل) تھا ' جسکے سوء نیت اور خباثت قلب **کو دیکھکر خدا** نے قربانگاہ میں اوسکي قرباني قبول نہ کي ' لیکن **اوسکے بھائي (هابیل)** کي قرباني قبول هوئي کہ وہ نیت کا خالص اور **دل کا نیک** تھا - یہیں سے قرباني کي حقیقت بھي سمجھہ میں **آسکتي ہے کہ** وہ جانور کي گردن سے خون گرانے کا نام نہیں ' بلکہ **نیکی اور پاکي** کے چند قطرات خونین سے عبارت ہے ' جو خدا کے **نام پر دل** سے کہ مستقر خیالات ہے ' ٹپکیں :

لن ینال الله لحو مها	خدا کو قرباني کا گوشت اور خون
ولا دماء ها ولکن ینا له	نہیں پہنچتا ' بلکہ صرف تمہاري
التقوىٰ منکم (۲۲ : ۳۸)	نیکي هي خدا تک پہنچتي ہے -

(قابیل) نے دیکھا کہ خدا نے اوسکے بھائي (هابیل) کي **قرباني کو قبول** کي عزت بخشي لیکن اوسکي قرباني کو عزت **نہ دي** ' وہ رنجیدہ هوا ' اور اپنے بھائي کے خون سے اپنا ہاتھہ **رنگین کیا** - (توراۃ - پیدائش ۴ : ۴) -

قرآن مجید نے اسي قصہ کو ان الفاظ میں دہرایا ہے :

واتل علیهم نبأ ابني آدم	اے پیغمبر ! ان لوگوں کو آدم کے
بالحق اذ قربا قربانا	دو بیٹوں کا سچا قصہ سنا دے - جب
فتقبل من احد هما ولم	دونوں نے خدا کے حضور اپني اپني
یتقبل من الاخر '	قربانیاں پیش کیں تو ایک کي
قال لاقتلنك ' قال انما	قبول هوئي اور دوسرے کي قبول نہ
یتقبل الله من المتقین '	هوئي - جس کي قبول نہ هوئي اوس
لئن بسطت الي یدك	نے اپنے بھائي سے کہا کہ میں تجھکو
لتقتلني ما انا بباسط	قتل کروں گا - بھائي نے کہا : قرباني
یدي الیك لاقتلك '	خدا نیکوں کي قبول کرتا ہے اور تم
اني اخاف الله رب	اگر میرے قتل کے لیے ہاتھہ بڑھاتے
العالمین ' اني اریدان	هو تو بڑھاؤ ' لیکن میں تو نہیں بڑھاتا -
تبوأ باثمي و اثمك	میں اپنے خدا سے ڈرتا هوں - میں
فتکون من اصحاب النار '	چاهتا هوں کہ میرا اور اپنا ' دونوں کا گناہ
وذلك جزاء الظالمین '	تم هي اُٹھاؤ اور دوزخ کے سزاوار
فطوعت له نفسه قتل	بنو کہ ظالموں کي یہي جزا ہے - پھر

اخیه فاصبح من الخاسرین	بھائي اپنے نفس کا مطیع بنکر اپنے
(۳۰ : ۳۳)	بھائي کا قاتل هوا - اور مبتلاے خسران !

یہ پہلي خونریزي تھي جو دنیا میں هوئي ' اور خون بے گناهي کا پہلا قطرہ تھا جو زمین پر گرا - دنیا میں جب کبھي اس کي مثال ظاهر هوگي ' تو آدم کا قاتل فرزند هي اوس کا ذمہ دار هوگا کہ اس شرارت کا تخم زمین میں سب سے پہلے اوسي نے بویا -

حدیث صحیح ہے :

لا تقتل نفس الا کان لابن	دنیا میں جب کوئي مظلوم قتل
ادم الاول کفل منها	کیا جاتا ہے تو آدم کے فرزند اول کو
(بخاري) -	بھي اوس میں سے حصہ ملتا ہے -

(نیکي اور بدي کا بیج)

اسي طرح هر نیکي کا مبتدع اور فاعل اول ' جب تک وہ نیکي دنیا میں باقي ہے ' اوسکے ثواب عمل سے بہرہ ور هوگا ' کیوں کہ سب سے پہلے اُسي نے دنیا کو یہ نیکي سکھائی - یہي مطلب ہے اس حدیث مشہور کا :

من سن سنة حسنة	جو کوئي نیک طریقہ جاري کرے گا ' اُسکو
فله اجرها و اجر	بھي اوس نیکی کرنے والے کی طرح
من عمل بها (ص ح)	همیشہ ثواب ملے گا -

پس جو وجود دنیا میں کوئی بدي لایا ' وہ تمام دنیا کا دشمن ہے کہ وہ بدي هر ایک کے ساتھہ هو سکتی ہے - اور جو دنیا کو کوئي نیکی سکھاتا ہے ' وہ تمام دنیا کا محسن ہے ' کیوں کہ اُس سے دنیا کی هر زندگی متمتع هوگی - اسی لیے خداے پاک نے آدم کے ان دونوں بیٹوں کے قصے کے بعد فرمایا :

من اجل ذلك کتبنا	اسی لیے هم نے بنی اسرائیل کو کہدیا
علی بني اسرائیل انه	کہ جو کسی کو بغیر اسکے کہ اُسنے
من قتل نفس بغیر	کسی کو قتل کیا هو یا زمین میں
نفس او فساد فی	اُسنے کوئی فتنہ برپا کیا هو ' قتل کرتا ہے
الارض ' فکانما قتل الناس	وہ گویا تمام بنی نوع انسانی کو قتل
جمیعا ' و من احیا ها	کرتا ہے ' اور جو کسی کو اپنی مہربانی
فکانما احیا الناس	سے زندہ کرتا ہے ' وہ گویا تمام نوع
جمیعا (۵ - ۳۵)	انسان کو زندہ کرتا ہے -

(حفظ نفس)

اس معجزانہ ' پر اثر ' اور مخفي طرز ادا کے علاوہ خدا نے کئي بار اعلاناً خود ربزي سے صدع فرمایا - سورۂ انعام میں ہے :

ولا تقتلوا النفس التي	جان جسکا قتل خدا نے حرام کیا ' حق
حرم الله الا بالحق ' ذلکم	کے سوا ' کسي اور سبب سے اوس کو
وصکم به لعلکم تعقلون -	هلاک نہ کرو ' خدا تمہارے سمجھنے
(۶ - ۱۵۸)	کے لیے تم کو یہ نصیحت کرتا ہے -

اور پھر سورۂ بني اسرائیل میں فرماتا ہے :

ولا تقتلوا النفس التي	"جان جسکا قتل خدا نے حرام کیا '
حرم الله الا بالحق ' و من	حق کے سوا کسي اور سبب سے اوس
قتل مظلوماً فقد جعلنا	کو هلاک نہ کرو - جو مظلوم هوکر
لولیه سلطانا ' فلا یسرف	مارا جائے اوسکے وارث کو هم نے
في القتل انه کان منصورا -	قصاص اور بدلے کا اختیار دیا ہے مگر وہ
(۱۷ : ۳۵)	اس انتقام میں تعدي اور زیادتي

کسي طرح نہ کرے - اس طرح یقیناً وہ مظفر و منصور هوگا"

یہ حکم امن عالم اور حفظ انسانیت سے متعلق ہے' اسي لیے جب اسي دور و عصر میں امن عالم کا محافظ ربانی اور حفظ انسانیت کا واعظ روحاني دنیا میں آیا ' تو اوس نے اس حکم کا اعادہ کیا -

تم نے اوس فرمان کو سنا ہے ' جو امن عالم کے ایک " محافظ اکبر " نے مقدس جماعات انساني کے روبرو اور " بیت خلیل " کے سامنے دنیا کو سنایا تھا ؟

الا ان دماء کم و اموالکم	آگاہ ہو کہ تمہارا خون ' تمہارا مال' ایک
محرمة علیکم کحرمة	دوسرے کیلیے محترم ہے ' جسطرح آج
یومکم هذا ' في بلد کم	روز حج اس شہر مکہ میں' اس ماہ
هذا ' في شهرکم هذا !	ذیحجہ ، میں محترم ہے -

اسي طرح وہ جو " کوہ طور " سے آیا ' اور اسنے بھي جو " کوہ زیتون " پر نمودار ہوا ' یہي کہا تھا کہ " تو خون مت کر "

(حفظ نفس کیلیے قتل نفس)

لیکن جس طرح قیام امن و احترام روح انسانیت کے لیے سفک دم و قتل نفس ممنوع ہے ' اسي طرح کبھي کبھي انہیں عزیز ترین متاع عالم کي حفاظت و عزت کے لیے سفک دم و قتل نفس ضروري بھي ہو جاتا ہے - ایک جماعت انساني کا مجرم ' ایک نفس زکیہ کا قاتل ' ایک حکومت صالحہ کا باغي' اور ایک برہم زن امن عالم کا قتل' عین عدل و نفس انصاف ہے' تا کہ دنیا کي صلح و سلم واپس آئے ' اور انسانیت و روح کی عزت و احترام باقی رہے -

(عفو و انتقام)

اسلام سے پہلے دنیا نے صرف دو اصولوں پر کام کیا ہے - عفو اور انتقام - ہم نے موسیٰ (ع) کي شریعت میں " جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت " پڑھا ہے ' لیکن یہ نہیں پڑھا کہ " اے اسرائیل ! برے بندوں کو معاف کر دے "

ہم نے مسیح (ع) کو سنا کہ اوسنے (گلیل) کي سرزمین میں ایک پہاڑ کے نیچے کہا :

" تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا ' آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا ' بلکہ جو تیرے دھنے گال پر طمانچہ مارے ' تو دوسرا گال بھي اوس کي طرف پھیر دے ' جو تیرا کرتہ لے ' اوس کو چوغہ بھي لے لینے دے ' جو کوئي تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے ' اوسکے ساتھہ دو کوس چلا جا " (۱)

ہم نے یہ سنا ' لیکن یہ تو نہیں سنا کہ اوسنے کہا ہو: " شریروں اور بدکاروں کو اون کے اعمال کي سزا دو کہ آسمان کي بادشاہت کي طرح زمین کي بادشاہت میں بھي امن و سلامتي ہو "

لیکن ہم نے مسیح کے بعد (بطحاء) کي سرزمین میں ' جبل حراء کے دامن میں ' ایک اور بولنے والے کا کلام سنا ' جس نے گلیل کے منادي کي طرح پہلے کہا :

ادفع بالتی هی احسن السیئة -	برائي کا معاوضہ ہمیشہ نیکي
(۲۳ - ۹۷) -	سے دو-
و یدرؤن بالحسنة السیئة	آنے والے گھر کا انجام اون کے لیے
اولئك لهم عقبی الدار-	ہے جو برائي کو نیکي سے دفع
(۱۳ - ۲۴) -	کرتے ہیں -

لیکن ساتھہ ہي اوس نے سلطان عدل کے جلال ' امنیت عالم کے احترام ' نظام مدنیة کے قوام ' اور قانون و عدالت کي ہیبت کے ساتھہ کہا ' جیسا کہ موسیٰ (ع) نے بادل کي گرج ' بجلي کي چمک ' اور قرنا کي آواز میں سنا تھا:

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا	" جو تم پر تعدي کرے تم بھي
علیه بمثل ما اعتدی علیکم	اوسي طرح اور اوسي قدر اوس
و اتقوالله و اعلموا ان الله یحب	پر تعدي کرو' خدا سے ڈرو
المتقین - (۲ : ۱۹۴) -	اور یقین کرو کہ خدا اپنے سے
ڈرنے والوں کو پیار کرتا ہے "	

پھر اوس نے موسیٰ (ع) کے قانون کا اعادہ کیا :

و کتبنا علیهم فیها ان النفس	" ہم نے تورات میں لکھدیا ہے
بالنفس و العین بالعین	کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے
والانف بالانف والاذن بالاذن	بدلے آنکھ' ناک کے بدلے
والسن بالسن و الجروح	ناک ' کان کے بدلے کان' دانت
قصاص - (۵ : ۴۸)	کے بدلے دانت' اور زخم کے
	بدلے زخم ہے "

وہ ادھوري باتوں کو جیسا کہ (مسیح) نے کہا تھا' پورا کرنے کے لیے آیا تھا - وہ آیا اور اون کو پورا کیا- اوس نے کہا کہ " تم دشمنوں سے در گذر کرو ' اور برائي کو نیکي کے ذریعہ دور کرو " اوس نے صرف یہي نہیں کہا کہ دشمنوں کے شدائد جبر کے ساتھہ تحمل کرو بلکہ یہ بھي کہا کہ تحمل کرو اور احسان کرو ' برائي کو انگیز کرو اور اُسکي جزا نیکي کے ساتھہ دو کہ یہ حصول امن کا ذریعہ اور نسب صلح وسلم کی تدبیر ہے :

ولا تستوي الحسنة ولا السیئة '	" نیکي اور بدي برابر نہیں -
ادفع بالتي هی احسن السیئة'	نیکي سے بدي کو دور کرو کہ
فاذا الذي بینك و بینه	اس سلوک سے وہ' جس کو تم
عداوة کانه ولي حمیم ' وما	سے عداوت ہے' تمہارا دوست
یلقاها الا الذین صبروا '	ہو جائے گا - یہ وہ طریقۂ اخلاق
و ما یلقاها الا ذو حظ	ہے جس پر صرف صابر اور
عظیم (۴۱ ۳۳)	خوش قسمت انسان ہي عمل
	کرتے ہیں "

(قانون حفظ و قتل)

لیکن یہ عفو و حلم یہ صفح و درگذر' یہ تحمل و انگیز' کب تک ؟ اوس وقت تک ' جب تک کہ اوس شر اور بدي کا اثر شخص واحد تک محدود ' اور صرف ایک ذات خاص ہي کے منافع خصوصیہ میں محصور ہو کہ یہ جرم ایک شخص واحد اور ذات خاص کا ہے جس کے معاملات و حوادث خصوصیہ کو ہئیة اجتماعیہ اور سوسائٹي سے تعلق نہیں -

وہ پاني کا ایک بلبلہ ہے جو ایک ٹھوکر سے پیدا ہوا اور مٹ گیا - اس جرم کو معاف کرو کہ اشخاص کي ذاتي محبت و مودت اور شخصي لطف و رحم کو ترقي ہو اور دنیا امن و صلح سے بھر جائے - یہي وہ موقع ہے جہاں (مسیح) کے حکم پر عمل کرنا عین اسلام کي تعلیم ہے -

لیکن دنیا میں ایسي بھي بدیاں ہیں جو گو ایک شخص خاص کے ساتھہ ظاہر ہوتي ہیں ' لیکن وہ سمندر کي لہریں ہیں ' جو ہوا کے جھونکوں سے پیدا ہوتي ہیں اور دور تک پاني کي سطح کو متزلزل کر دیتي ہیں - وہ گو ایک ذات واحد کا گناہ ہے لیکن اپني وسعت اثر و قوة نفوذ کے لحاظ سے تمام مجتمع انساني کا گناہ

(۱) تورات - سفر خروج - ۲۵ : ۲ اور متي ۵ - ۳۸ - (منہ)

پھر جب وہ تمام مجتمع انساني کا گناہ ہے تو ایک شخص کو کیا حق ہے کہ وہ اوس گناہ کو معاف کرے ' اور اگر کرتا وہ خود تمام مجتمع انساني کا گناہ کر رہا ہے -

یہ ' خالد کے گھر میں سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے ' اب خالد کو کیا حق نہیں کہ وہ زید کے گناہ کو معاف کرے - اور اگر کرتا ہے تو گویا اوس کو اعادۂ جرائم ومعاصي کي تعلیم دیتا ہے -

عمر ' بکر کے قتل کا مرتکب ہوتا ہے ' بکر کا باپ اب حق نہیں رکھتا کہ اوس کے اس جرم کو معاف کرے ' اگر وہ معاف کرتا ہے تو اوس کا عفو جرأت آموز جرائم قتل ہے ' اس لیے اب عمر ' صرف بکر کے موالي و اعزہ هي کا گناھگار نہیں بلکہ خود مجتمع انسانيؑ کا ' امن و عدل عالم کا ' اور حکومت کا گنہ گار ہے - اسي نکتہ کي طرف کتاب حکیم نے منافع قصاص پر بحث کرتے ہوے اشارہ کیا ہے :

من قتل نفساً بغیر نفس	جس نے کسي کو بغیر اس کے کہ
او فساداً في الارض فکا نما	وہ مرتکب قتل ہوا ہو ' قتل
قتل الناس جمیعا '	زمین میں فساد برپا کیا ہو ' قتل
ومن احیا ها فکا نما	کر دیا ' تو اوس نے گویا تمام دنیا کو
احي الناس جمیعا -	قتل کر دیا ' اور جس نے ایک کو
(۵ : ۳۶)	زندہ بچایا تو اوس نے گویا تمام دنیا
	کو زندگي بخشي -

" یہ وہ موقع ہے جہاں اسلام نے موسیٰ کي اس شریعت کا حکم دیا ہے کہ " جان کے بدلے جان اور آنکھہ کے بدلے آنکھہ "

قرآن مجید نے ان دونوں مواقع کي تفریق و تمیز سے تورات و انجیل کی شریعت عفو و انتقام کي جو ناقص تھي ' تکمیل کي ' اور اس طرح وہ پورا ہوا جو (مسیح) نے کہا تھا کہ " میرے بعد آنے والا میري ادھوري باتوں کو پورا کردیگا "

(اخلاق اور قانون)

مسئلۂ عفو و انتقام کی نسبت ایک اور نکتہ بھي قابل لحاظ ہے -

دنیا میں دو چیزیں ہیں : اخلاق اور قانون - اخلاق کا تعلق انسان کی ذات سے اور قانون کا تعلق حکومت اور مجتمع انساني سے ہے - عفو و درگذر اور صفح و مغفرۃ ایک انسان کا بہترین وصف ہے ' لیکن اگر اوس سے تجاوز کرکے وہ حکومت اور جمعیۃ انساني تک پہونچ گیا تو وہ قانون کي سرحد میں آ گیا ' جہاں مغفرت گناہ عظیم ' اور صفح و عفو جریمۂ کبیرہ ہے - یہ جرأت آموز جرائم ہوتا ہے اور برہم زن امن انساني -

اسي لیے اُس ارحم الراحمین نے فرمایا ' جہاں اپنے معجزانہ انداز کلام میں فرمایا کہ :

ولکم في القصاص حیوۃ	اے دانشمند و ! نوع انساني کي
یا اولي الالباب (۲ - ۱۷۹)	بقا و حفاظت ' قصاص اور بدلے هي
	میں ہے -

گذشتہ آیت کو پھر پڑھو :

من قتل نفساً بغیر	جس نے کسي کو بغیر اس کے کہ وہ
نفس او فسادا في الارض	مرتکب قتل ہوا ہو ' یا اوس نے زمین
فکا نما قتل الناس	میں فساد برپا کیا ہو قتل کردیا ' تو
جمیعاً ' ومن احیا ها	اوس نے گویا تمام دنیا کو قتل کیا '
فکانما احي الناس جمیعا	اور جس نے ایک کو زندہ بچایا ' اوس
(۵ : ۳۳)	نے گویا تمام دنیا کو زندگي بخشي !

اس موقعہ پر اگر قارئین کرام اُس سلسلۂ مقالات پر بھي ایک نظر ڈال لیں ' جو (الہلال) جلد اول میں " امر بالمعروف " کے عنوان سے شائع ہوا ہے ' تو مطالب زیادہ وضاحت کے ساتھہ ذہن نشین ہوں -

(اسلام دونوں کا جامع ہے)

مسیح (ع) کي تعلیم صرف اخلاق ہے اور موسیٰ (ع) کي شریعت صرف قانون ' لیکن وہ ' جس نے کہا کہ " میں خاتۂ نبوت کي آخري اینٹ ہوں " (۱) وہ جس طرح ایک معلم اخلاق تھا ' اُسي طرح ایک مقنن آئین و قانون بھي تھا - اوس نے کہا :

والذین اذا اصابهم البغي	خدا کے پاس کي وہ اجرت جو سراسر
هم ینتصرون ' وجزاء	خیر اور دائمي ہے ' اُن لوگوں کے لیے
سیئۃ سیئۃ مثلها ' فمن	ہے جو اوس سرکشي و بغاوت کا ' جو
عفا و اصلح ' فاجره علي	اُن کے ساتھہ کي جاے ' انتقام لینے
اللہ ' انہ لا یحب	ہیں کہ بدي کا بدلہ ویسي هي بدي
الظالمین ' ولمن انتصر	ہے البتہ جو معاف کردے اور صلح
بعد ظلمہ ' فاولئك	کرلے تو اسکا اجر خدا پر ہے ' وہ ظالموں کو
ما علیهم من سبیل -	پیار نہیں کرتا - جو اپني مظلومی کے بعد
انما السبیل علی الذین	اپنے ظلم کا انتقام لے تو اوس پر بھي کوئي
یظلمون الناس و یبغون	الزام نہیں - الزام تو اوُن پر ہے جو خود
في الارض بغیر الحق '	لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں فساد
اولئك لهم عذاب الیم '	پھیلاتے ہیں - یہي لوگ ہیں جن کے
ولمن صبر و غفر ان	لیے دردناک عذاب ہے - مگر جو صبر
ذلك لمن عزم الامور	کرے اور دوسروں کی خطا بخش دے تو
(۴۲ ! ۴۰)	یہ بڑي هي عالی حوصلگی کے کام ہیں "

اسلام اور شرائع سابقہ کا یہ فرق ایک نہایت اہم اور اصولي نکتہ دقیق ہے ' اور افسوس کہ اسکی تشریح ضمناً ممکن نہیں ' اور مصیبت یہ ہے کہ ایک موضوع پر لکھتے ہوے کتنے هي ضمني مطالب کي طرف اشارہ کرنا پڑتا ہے -

(حاصل مبحث)

ان تمام آیات میں بار بار اعادہ ہوا ہے کہ شریعت حقۂ الہیہ نے خوں ریزي کو اکبر الجرائم اور قتل نفس کو معصیۃ کبریٰ قرار دیا ہے - تاہم بقاے حفظ سلام عالم ' و امنیت انساني ' و قیام عدل و نظام کے لیے دو وصف کے لوگوں کا خون بہانا نہ صرف جائز بلکہ ضروري و الزم بھي بتلایا ہے :

(۱) ایک وہ جس نے کسي مظلوم انسان کا ناحق خون کیا - اوس سے قصاص لیا جائے گا کہ اسکے عمل بد سے دنیا محفوظ رہے اور اسکا اقدام خونیں متعدي نہو -

(۲) دوسرا وہ ' جو زمین کے امن و سلامتي کو برباد ' اور قوموں کے سکون و راحت کو غارت کرتا ہے ' جو انسانوں کے خون کي عزت نہیں کرتا ' جس کا وجود دنیا کے لیے باعث مصائب و حوادث اور موجب برهمي صلح و سلام ہے ' اور جو انسانوں کے قدرتي حقوق اور خدا کی بخشے ہوئی ازادي و خود مختاري کو غارت کرنا چاہتا ہے - وہ بھي قتل کیا جاے کہ في الحقیقۃ اسکي موت دنیا کي زندگي ہے :

(۱) آنحضرت (ع) نے ایک تمثیل میں اپنے آپ کو (کہ تکمیل دین کے لیے تشریف لاے تھے) مکان کي آخري اینٹ سے تشبیہ دي ہے جسکے بعد مکان کی عمارت کامل ہو جاتي ہے -

ولكم في القصاص حيوة يا اولي الالباب (۲ : ۱۷۹)

دانشمندو ! قصاص و انتقام کے خون ھي ميں تمھاري زندگي کا سر چشمہ ھے -

اور اسلام کا يہ قانون کس کو معلوم نہيں ؟

وجزاء سيئة سيئة مثلها (۴۲ : ۴۰)

اور بدي کا بدلہ ويسي ھي بدي ھے جيسي کہ کي گئي -

يہي اصل الاصول دنيا کے مادي قوانين اور عدالت کو بھي قرار دينا پڑا ھے ' اور سياسة اخلاقي بھي اپني تعليم رحم و درگذر کو يہاں پہنچکر يک سر بھلا ديتي ھے - وھي عدالت جو خوں ريزي کو جرم بتلاتي ھے ' جب خونريزي کي جاے ' تو اسکا انصاف خونريزي ھي سے کرتي ھے ' اور جس نے تلوار سے خون بہايا ھے ' اسکو عدالت کے جلاد کے آگے سر جھکانا پڑتا ھے ' يا سولي کے تختے پر کھڑا کيا جاتا ھے !!

اخلاق سے بھي اگر فتوی طلب کيا جاے تو وہ عدالت کا ساتھہ ديگا -

کيونکہ اس بارے ميں اصل الاصول يہ ھے کہ " انساني زندگي اور اسکے فطري حقوق کي حفاظت کي جاے " رحم بھي اسي ليے ھے تا کہ کسي پر سختي کرکے اسکي حيات و حقوق طبيعيہ کو گزند نہ پہنچايا جاے - درگذر اور عفو بھي اسي ليے ھے تا کہ انساني زندگي کا احترام ' اور انساني حقوق حيات کا اعتراف کيا جاے - ليکن اگر اس عفو و درگذر ' اس تعليم حفظ نفس ' اور عدم قتل و خوں ريزي سے خود وھي اصل الاصول خطرے ميں پڑ جاے ' جس کي بنا پر يہ تمام اصول قائم کيے گئے تھے ' تو پھر اسکے سوا چارہ نہيں کہ جس طرح انساني زندگي و حقوق کي حفاظت کيليے منع قتل کي تعليم دي جاتي تھي ' ٹھيک ٹھيک اسي طرح انساني زندگي اور حقوق کي حفاظت ھي کيليے قتل و خوں ريزي کي بھي اجازت دي جاے -

اخلاق کا واعظ کہتا ھے کہ " قتل مت کرو " اور عدالت فيصلہ کرتي ھے کہ " قاتل کو پھانسي پر چڑھاؤ " دونوں کا مقصد ايک ھي ھے ' اور ٹھيک ٹھيک ايک ھي درجے ميں دونوں انساني زندگي اور حقوق طبيعي کے محافظ ھيں - پہلا خون کے روکنے کيليے ايسا کہتا ھے تو دوسرے کا بھي فيصلہ خون ھي کي ... کيليے ھے -

البتہ اس عالم کي ھر راہ پل صراط ھے - اور صراط مستقيم عدل و اعتدال کا نام ھے ' پس اگر اخلاق کے واعظ نے تفريط کي " اور قانون وسياست نے افراط " تو دونوں کي تعليم نظام امن و عدل کو درھم برھم کرديگي -

(کوہ سينا) کے معتکف نشيں نے مقدس تختيوں پر جو کچھہ لکھا ' اور (گليل) کي گليوں ميں جس اخلاق کي منادي کي گئي ' وہ دونوں نظام و قوام کے دو علحدہ عنصر ضرور تھے ' پر الگ الگ دنيا کيليے بيکار تھے - ايک يکسر قانون تھا ' جو بقول يہودي انشاپرداز (پولوس) کے " صرف سزا ھي ديسکتا تھا پر بچا نہيں سکتا تھا " (۱) دوسرا اخلاق محض تھا ' جو حسن و جمال ميں تو دلفريب تھا پر عمل و نظام کيليے بالکل بيکار تھا - يہ دونوں عنصر الگ الگ دنيا کے دکھہ کيليے نہ صرف بيکار ھي تھے ' بلکہ اسکي بيماري کو اور زيادہ کرنے والے تھے -

ليکن جب وہ دنيا سے گيا " جسکا جانا ھي بہتر تھا تا کہ آنے والے کو جلد بھيجنے کھليے اپنے آسماني باپ سے سفارش کرے " (۲) اور خداوند نے (طور) اور (زيتون) کے پہاڑوں کي جگہ (فاران) کي چوٹيوں سے اپني ندا بلند کي ' تو وہ آ گيا ' جو موسی کے قانون اور مسيح کے وعظ کو " پورا کرنے والا تھا " اس نے ناقص کو کامل ' اور ادھورے کو پورا کيا ' اور اُن دونوں عنصروں کو ' جو الگ الگ تھے ' تسوية و اعتدال کے ساتھہ اسطرح ترکيب ديا کہ قانون کا عدل اور اخلاق کا رحم ' دونوں باھم مل گئے ' اور امنيت و نظام انساني کا ايک مرکب صحيح و صالح پيدا ھو گيا -

اس مرکب ميں " جزاء سيئة سيئة مثلها " اور " ولمن صبر وغفر ' ان ذلك لمن عزم الامور " دونوں عنصر موجود ھيں -

يہي شريعة حقة الہيہ ھے ' يہي ناموس طبيعي و سنة رباني ھے ' يہي فطرة الله ' التي فطر الناس عليها ھے ' اور اگر ايک لمحہ ' ايک دقيقہ کيليے بھي اسکي حکومت دنيا سے اُٹھہ جاے اور صرف (تورات) کي قسارت يا صرف (انجيل) کي محبت دنيا پر مسلط ھو جاے ' تو دونوں حالتوں ميں دنيا امن و مدنية کي جگہ ' قتل و خونريزي ' نہب و سلب ' وحشت و سبعيت ' اور جرائم و معاصي ' کا ايک شيطان کدہ بن جاے !!

(آخري نتيجہ)

آخري نتيجہ جو ان مراد و ترتيبات کے بعد سامنے آتا ھے ' يہ ھے کہ شريعة الہيہ نفس انساني کي محافظ ھے ' اور اسي ليے وہ دو صورتوں ميں (حسب تصريح بالا) قتل نفس کو فرض و لازم قرار ديتي ھے - ان صورتوں ميں انسانوں کا قاتل ' مجرم و عاصي نہيں ھوتا ' بلکہ ايک نہايت مقدس فرض انسانيت و عدالة حقہ انجام دينے والا ھوتا ھے ' وہ ويسا ھي محب انسانيت اور نوع خواہ و امن پرست ھے ' جيسا کہ خود قانون اور عدالت کي قوت - اسکا اخلاقي عمل نہايت اقدس و محترم ھے ' کيونکہ وہ اس قتل نفس کے ذريعہ تمام جمعية انساني اور عدل و نظام امنيت کي خدمت انجام ديتا ھے -

دنيا کا قانون اور اخلاق ' دونوں شريعة الہيہ کے اس اصول و حکم کے قولاً و عملاً دونوں طرح پيرو ھيں ' گو بعض اوقات اپنے قول و عمل کو بھول جائيں -

(عود الی المقصود)

پس اسي ليے تھا کہ حضرة (موسی) عليہ السلام نے مصر کے بازار ميں ايک قبطی پر ھاتھہ اُٹھايا " اور وہ مرگيا - اسکا قصہ " قصص بني اسرائيل " کے سلسلے ميں قرآن کريم نے بيان کيا ھے ' اور يہ آج کي تمہيد طويل اسليے تھي تا کہ کل اُس واقعہ پر ايک غائر نظر ڈال سکيں ' اور چلے ايک اصول قانون و فيصلۂ اخلاق و شريعت ذھن نشين ھو جاے -

---

ايجوکيشنل کانفرنس آگرہ

چونکہ سالانہ جلسہ آل انڈيا محمدآ ايجوکيشنل کانفرنس کا امسال آگرہ ميں بتاريخ ۲۶ و ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ عيسوي منعقد ھوگا لہذا التماس ھے کہ جو اصحاب تشريف لاويں وہ اپنے وقت اور تاريخ آمد سے فوراً مطلع فرماويں تاکہ انتظام ميں دقت نہو ساتھہ ھي اوسکے يہ بھي رقم فرماويں کہ کھانا پينا رھنا يوروپين طريقہ سے پسند فرماوينگے يا انڈين -

انڈين طريقہ کا يوميہ ۱ - روپيہ ۸ - آنہ

يوروپين طريقہ کا يوميہ ۳ - روپيہ

نرخ مقرر ھے - يہ بھي تحرير فرماويں کہ ھمراہ کسقدر آدمي ھونگے يا جناب تنہا ھونگے - اور کس اسٹيشن پر آگرہ ميں وارد ھونگے -

خواجہ فياض حسن آنريري جائنٹ سکريٹري رسيپشن کميٹي -

آل انڈيا محمدآ ايجوکيشنل کانفرانس گلاب خانہ آگرہ -

شئون عثمانیه

دولۂ عثمانیہ کا مستقبل

لوگ کہتے ہیں کہ ترک حکمراني کے اہل نہیں اسلیے کہ انہوں نے ایشیا ' افریقہ ' یورپ ' غرض کہ دنیا کے بیشتر حصہ پر حکومت کی مگر افریقہ بالکل کھو بیٹھے ' یورپ کي صرف ایک چٹ پر قابض رہسکے ' وہ بھي دول یورپ کي منازعۃ داخلیہ اور مطامع شخصیہ کے سبب سے - ایشیا میں انکي مقبوضات کي تعداد کچھہ نہ کچھہ موجود ہے مگر اسکا بھي حشر معلوم -

لیکن کاش یہ معترضین اپنے آپ کو تعصب کے ہاتھہ میں نہ دیدیتے اور انصاف کو ذرا بھي کام فرماتے !

ترکوں کو حکومت کرتے ہوے آج سو دو سو نہیں بلکہ چھہ سو سال ہوگئے - یہ طول عمر اور امتداد بقاء اس شدید اختلاف و تنوع کے باوجود ہمارے سامنے ہے ' جو انکي رعایا کي زبان ' قومیت ' مذہب ' اور رسوم و عادات میں ابتدا سے پایا جاتا ہے -

پھر کیا کوئي سلطنت جو اتني مختلف اقوام پر حکمراں ہو ' اسقدر طویل عرصہ تک زندہ رهي ہے ؟

کیا صرف یہ طول عمر هي ترکوں کي اهلیت حکمراني کے لیے ایک دلیل قاطع نہیں ؟

"دولت عثمانیہ بر سر سقوط ہے"

یہ ایک ایسا فقرہ ہے جو آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے کہا جا رہا ہے - یاد ہوگا کہ آج سے چار سو برس پہلے ایک انگریزي سفیر نے انگلستان کو دولت عثمانیہ کے متعلق یہي خبر دي تھي - اسکے بعد سے اس فال بد کا اعادہ برابر ہوتا رہا ' مگر پھر کیا ہوا ؟ ان گونہ گوں صدمات حوادث و لطمات مصائب و نوائب کے باوجود ' جنکا اس سفیر کو وهم بھي نہ ہوگا ' دولت عثمانیہ آج تک قائم ہے ' اور جس ہلال کے محاق میں آنے کا مژدۂ جانفزا ' صدیوں سے نصراني دنیا کو سنایا جا رہا ہے ' وہ بفضلہ و منتہ آج تک باسفورس پر نور افشاں و درخشندہ ہے : یریدون لیطفؤا نور اللہ با فواههم و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون -

لیکن هم اپنے نفس کو فریب دینگے اگر اس ضعف و اختلال سے بھي اپني آنکھیں بند کر لینگے ' جو اسوقت دولت علیہ میں موجود ہے -

اس ضعف و اختلال کا آغاز سلطان محمود کے عہد سے شروع ہوتا ہے - سلطان محمود وہ شخص ہے ' جس نے سلطنت عثمانیہ میں اصلاح کا سنگ بنیاد رکھا - اس نے چاہا تھا کہ ترکوں میں تمدن و علوم جدیدہ ضروري ترمیم کے بعد رائج کرے -

جبکہ وہ اصلاح داخلي میں مصروف تھا ' تو یونان نے علم استقلال بلند کیا - روس نے دریاے ڈینوب کي طرف پیشقدمي کي - محمد علي مصر پر قابض ہوگیا - فرانسیسي جزائر میں اتر آئے -

یہ اختلال عبد المجید کے عہد میں آور بڑھگیا - یونان نے تھسلي لے لیا ' اور روس نے مشرقي آنا طولیا ' باطوم ' اور قارص - فرانس نے تیونس کے الحاق کا اعلان کردیا - یونان کي طرح رومانیہ ' سرویا ' بلغاریا ' اور جبل اسود نے بھي علم استقلال بلند کیا - آسٹریا ' بوسینا ' اور هرزي گونیا میں اتر آیا ' اور انگلستان مصر و قبرص میں -

ایطالیہ کا غصب طرابلس اور ریاستہاے بلقان کا غصب ولایات روملي اسي داستان کا تتمہ تھا -

یہ ایک حیرت انگیز بوالعجبي ہے کہ انقسام دولت عمانیہ کا آغاز اسوقت ہوا ' جبکہ اسکا دانشمند و بیدار مغز تاجدار اصلاح داخلي کي داغ بیل ڈال رہا تھا ' اور اسکا انجام بھي اسوقت ہوا جبکہ قوم عثمانیہ شخصي حکومت کے پنجے سے نکل چکي تھي اور حریت کے هاتھہ میں دستور کا علم لہرا رہا تھا !!

اس انقسام کي رفتار جسقدر تیز تھي ' اسکي نظیر تاریخ میں بمشکل ملسکتي ہے ' اور سچ یہ ہے کہ اس " سخت جان مریض " (حیاہ اللہ الي یوم القیامہ) کي جگہ اگر کوئي دوسري سلطنت هوتي تو کب کي ختم هوگئي هوتي -

اسقدر قطع و برید کے بعد بھي دولت عثمانیہ کے بعض مقبوضات کچھہ کم وسیع نہیں - رقبہ میں اسکے ایشیائي مقبوضات انگریزي ممالک سے پنجگونہ زیادہ ہیں - صرف جزیرہ نماے عرب هندوستان سے ' کہ مقبوضات برطانیہ کا درۃ التاج ہے ' کم نہیں -

ترکوں نے جتني توجہ کہ اپني یورپین مقبوضات پر کي ' اگر اسکا ایک عشر بھي وہ ایشیائي مقبوضات پر کرتے ' تو بلا مبالغہ آج دنیا کي قوي اور دولتمند سلطنتوں کي صف میں کسي بلند و ممتاز نشست پر نظر آتے -

ترکوں نے اس تغافل و اهمال کا خمیازہ همیشہ کي طرح اس جنگ میں بھي کھینچا - خزانہ خالي ' تنخواهیں واجب الاداء ' قرض کے شرائط خطرناک ' بالآخر دار السلطنت کي زمین فروخت کرني پڑي - لیا یہ حوصلہ شکن و زهرہ گداز مصائب نازل هوتے اگر ایشیائي مقبوضات کے ان. " کنوز مخفیہ " سے فائدہ اٹھایا گیا هوتا جو عرصہ سے مقبوض هیں مگر اب تک بیکار پڑے هیں ؟ مرض مزمن اور اسکے ساتھہ مہلک بھي ہے مگر هنوز لا علاج نہیں - علاج ایک اور صرف ایک هي ہے ' یعني اقتصادي حالت کي اصلاح ' اور ایشیائي مقبوضات سے استفادۂ صحیح -

اگر ریوٹر اور جرائد عربیہ کي اطلاعات صحیح هیں تو بعد از خرابي بسیار اب ترک اسطرف متوجہ هو چلے هیں : فرزقهم اللہ الثبات و السداد ' لئلا یکون کالمسجیومن الرمضاء بالنار !

بیشک ترکوں کے لیے تریاق امراض ایشیائي مقبوضات میں ہے ' مگر اس تریاق تک راستہ مجموعہ نشیب و فراز ' و کج و پیچ ' و خار و سنگ سے معمور ہے اور اصلي کم راستے کا طے کرنا ہے -

اگر کسي ملک میں ایک هي قوم آباد هو اور نو حکمراں جماعت سے اسکي قومیت مختلف نہ هو ' یا اگر مختلف هو تو حکمراں جماعت اپني گذشتہ بد اعمالیوں کیوجہ سے اسکي نظروں میں مبغوض و ممقوت نہ هو ' تو اسکا انتظام آسان ہے ' لیکن اگر حاکم محکوم سے جنسیت میں مختلف ہے اور با ایں همہ اسکي نظروں میں مبغوض ' تو پھر انتظام کی راہ میں مشکلات کي ایک دیوار حائل هوجاتی ہے -

اور کچھہ نہ پوچھیے اس صورت کو ' جبکہ اختلاف جنسیت ' اور مبغوضیت کے ساتھہ خود رعایا بھی مختلف اقوام کا مجموعہ ہو - حسن تدبیر و سیاست کی اصلی امتحانگاہ یہی ہے ' کیوں کہ یہی وہ راہ ہے جسمیں قدم قدم پر لغزشیں استقبال کرتی ہیں اور ایک ایک لغزش پا اپنے اندر مساعی کے لیے صدہا تباہیاں اور بربادیاں رکھتی ہے ایشیا کی عثمانی مقبوضات مختلف اقوام و ملل سے آباد ہیں ' انا طولیا میں تین قومیں یعنی مسلمان ' عیسائی ' اور یہودی آباد ہیں -

مسلمانوں کی تعداد ۴۰ - لاکھہ اور عسائیوں کی تعداد ۵۰ - لاکھہ' اور یہودیوں کی تعداد ۵ لاکھہ ہے - ارمینا اور کردستان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۶ لاکھہ ' عیسائیوں کی تعداد ۹ - لاکھہ ہے - شام و عراق میں مسلمانوں کی تعداد ۳۵ - لاکھہ ' اور عسائیوں اور یہودیوں کی تعداد ۱۲ - لاکھہ ہے عرب کا وہ حصہ جو عملاً دولت عثمانیہ کے زیر حکومت ہے ' صرف مسلمانوں ہی سے آباد ہے جنکی تعداد ۱۱ - لاکھہ ہے -

ان صوبوں میں عرب ' ارمن' چرکس ' کرد ' ترکمان' یونانی' اور یہود ؛ اس طرح مختلط و ممزوج ہیں ' جسطرح کہ جزیرنماے بلقان میں بلقانی اقوام ہیں - لیکن ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ بلقانی اقوام میں سے ہر قوم کوئی نہ کوئی ایسا مرکز ضرور رکھتی ہے ' جسکی طرف وہ کھنچتی ہے - مثلاً بلغاری بلغاریا کی طرف کھنچتا ہے - سروی سرویا کی طرف ' وھلم جراً - مگر ان ایشیائی اقوام میں عرب کے علاوہ کوئی قوم بھی اپنے لیے کوئی ایسا مرکزکشش نہیں رکھتی جسکی وجہ سے اسمیں ترکوں سے نفرت اور قومی غرور جاگزیں ہوسکے ' اور یہی دو چیزیں حریت طلبی و استقلال خواہی کا مبدء ہوتی ہیں -

ارمنی مدعی ہیں کہ انکا وطن اصلی "ارمنیا" محفوظ ہے مگر واقعہ یہ نہیں ' بلکہ اسوقت تو انکی حالت یہود کی سی ہے - جسطرح یہودیوں کے وطن اصلی کو تجزیہ و تقسیم نے مٹا دیا ' اسیطرح آرمینیوں کے وطن اصلی "آرمینیا" کو بھی فاتحون کے تخت و تاراج نے فنا کر دیا ' اور اسکے قدیم حدود روس ' ترکی ' اور ایران میں تقسیم ہوگئے ' بلکہ برانا طولیا میں تو لوگ لفظ ارمن ہی بھولگئے ہیں ' اور ارمن کے بدلے اپنے آپ کو ہایک اور اپنے ملک کو ہایکستان کہنے لگے ہیں -

آرمینیا کی طرح اب کردستان بھی غیر محدود شہروں کے مجموعہ کا نام ہے اور اس لیے وہ بھی اپنے باشندوں میں کوئی صحیح قومی یا وطنی غرور پیدا نہیں کرسکتا -

باقی تمام ولایات عثمانیہ بحر روم سے لیکے خلیج فارس تک غرباً و شرقاً ' اور بحر اسود سے لیکے بحر احمر تک شمالاً و جنوباً ' پھیلے ہوے ہیں - یہ ولایات مشتمل ہیں اناطولیا پر ' جو کثیر السکان اور سیر حاصل ملک ہے - عراق پر ' جسکی زمین دجلہ اور فرات کیوجہ سے سرسبزی میں مشہور و معروف ہے - شام پر ' جو ابناء بنی اسرائیل کا مہبط ہے ' اور جو ساحل بحر روم پر کوہ طور سے جزیرہ نماے سینا تک ہے - اور حجاز و یمن پر ' جو عرب کے دو بہت بڑے ٹکڑے ہیں -

ان ولایات میں سے اناطولیا ترکوں کا وطن ہے گو اصلی نہیں بلکہ ثانی - یہاں ترکوں نے اپنی قومیت کو اسطرح محفوظ رکھا ہے کہ انمیں اور دیگر اقوام کرد ' ارمن ' چرکس ' وغیرہ میں تمیز بالکل آسان ہے -

یہاں انکا مشغلہ زراعت ہے مگر زراعت سے انکے جنگی اوصاف میں شمہ برابر بھی فرق نہیں آیا - وہ آج بھی میدان جنگ میں اپنی بے هراسی' جانبازی' اور پامردی کے معیر العقول جوهر اسیطرح دکھاتے ہیں ' جسطرح کہ اسوقت دکھاتے تھے جبکہ اقبال مندی انکو صحراء تاتار سے لیکے نکلی تھی - سلاطین عثمانیہ کی طرف سے جب کبھی انکو جنگ کی دعوت دیگئی ہے تو وہ فوج در فوج میدان جنگ پہنچے ہیں' اور آج بھی عثمانی قوت کا اصلی سرچشمہ یہی اناطولیا ہے -

جنگی اوصاف کے علاوہ انکے دیگر فضائل اخلاق و خصائص' قومی راستبازی ' پیمان نگہداری ' پاکدامنی وغیرہ بھی محفوظ ہیں - اور جو مسافر انکی طرف سے گزرا ہے ' انکی مدارات و ضیافت کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان آیا ہے -

ان ترکوں کا حلیہ عموماً یہ ہوتا ہے : قد بلند ' جسم بھرے ہوے ' سر بڑے ' چہرے گول ' استخوان و عضلات قوی و استوار - انکے چہروں پر ایک گونہ خمول و ضعف بھی نظر آتا ہے ' مگر یہ درحقیقت ضعف نہیں بلکہ انکسار آمیز وقار ہے جو انکا قومی خاصہ ہے -

ترک سبک رو ج نہیں کہ شادمانی اسکو سرمست یا غم پریشان خاطر کرسکے ' بلکہ وہ ایک کوہ وقاہ و حلم ہے ' جو نہ مسرت سے از خود رفتہ ہوتا ہے اور نہ مصائب و محن کے آگے عاجز و درماندہ - وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ کسی کو اپنے آپ سے برتر نہیں سمجھتا -

ریلوے لائن نے انکے ملک میں عجیب و غریب کرشمہ سازیاں کی ہیں اور خصوصاً وہاں کی آمدنی تو بہت ہی بڑھگئی ہے -

انا طولیا کی طرح عراق کسی خاص قوم کا وطن نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ خدا کی زمین ہے جسمیں اسکی ہر قسم کی مخلوق آرہتی ہے - اسکے شہروں میں عرب ' کرد ' چرکس' ارمن ' یہودی' کلدانی ' یونانی ' وغیرہ مختلف الجنس لوگ آباد ہیں ' اور اسکے صحراء بادیہ نشین عربوں سے جو اونٹ چراتے اور قتل و غارت اور تاخت تاراج کرتے پھرتے ہیں ' معمور ہیں - خلیج فارس کے قریب چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی ہیں جو براے نام دولت عثمانیہ کے تابع ہیں -

یہ حال ہے آج اس سرزمین کا' جہاں کبھی بغداد ' بابل ' اور نینوا آباد تھے !

(نائنٹینتھ سنچری) کا ایک مقالہ نگار لکھتا ہے :

"تھوڑے دن ہوے' جب میں خلیج فارس سے قسطنطنیہ اُس راستہ سے ہوتا ہوا گیا تھا' جس سے بغداد ریلوے نکالنے کا ارادہ ہے - میں بھی اور لوگوں کی طرح ششدر رہگیا ' جب میں نے دیکھا کہ زمین کی یہ پیداوار ہے' آئندہ یہ پیدا ہوسکتا ہے ' اور جرمنی کے لیے یہ کچھہ گنج وافر یہاں مدفون ہے !!

ان شہروں کی زمین کسقدر سرسبز اور یہاں کی نہریں کسقدر پراز آب ہیں ! یہ مقامات جنت تھے مگر آہ اب ویران و خراب ہیں !!

جس طرف نظر اُٹھاؤ ' شہروں کے کھنڈر ہیں ! آبپاشی کے عظیم الشان سامان ' بڑے بڑے حوض اور پل وغیرہ اور عمارتوں کے آثار و انقاض نظر آتے ہیں !! آج یہ شکستہ و افتادہ ہیں مگر کل یہی تھے' جن سے یہ ویرانہ فردوس ارضی بنا ہوا تھا !!!

دجلہ و فرات کے مماثل اگر کوئی نہر ہے تو صرف دریاے نیل ہے - سرسبزی میں بھی اور اودے پانی کے بے مصرف رہنے بھی میں - صدیاں گزر گئیں کہ یہ دونوں نہریں زمین اور اسکی پیداوار کو چھینتی ہیں اور دریا میں ڈالدیتی ہیں - دجلہ ہنوز اتنے زور کے ساتھہ بہتا ہے کہ بڑے بڑے حوضوں کو بھر دیتا ہے' مگر فرات کثرت اسراف سے کمزور ہوگیا ہے - با ایں ہمہ دونوں بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر ولیم ککس بند باندھسکے تو گرد و پیش کی بہت سی بے برگ و گیاہ اور افتادہ زمینیں ایک دوسرا عظیم الشان مصر بن جائینگی "

بریدفرنگ

ورش و اضطراب

مرض کي تشخيص

مسٹر ایچ فیلڈنگ ہال (Mr. H. Filding Hall) ایک مشہور اہل قلم ہیں اور آجکل برطاني مستعمرات (برٹش کالونیز) کے متعلق اکثر مشہور رسائل و جرائد میں خامہ فرسائی کرتے رہتے ہیں - پچھلي ولایت کي ڈاک میں انکے متعدد مضامین ہندوستان کے موجودہ اضطراب کے متعلق آئے ہیں جنکا اقتباس دلچسپ اور مفیدہوگا -

انہوں نے رسالہ " انیسوي صدي " میں ایک مضمون عنوان بالا سے شائع کیا ہے - مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ " سب سے زیادہ اہم اور پیچیدہ سوال جو انگریزوں کے زیر مطالعہ ہے ' وہ ہندوستان کا سوال ہے "

" جو بے چیني ہندوستان میں اسوقت ہو رہي ہے ' نہ وہ کم ہوتي ہے اور نہ کم ہونے والي ہے -

یہ بے چیني کچھہ مخصوص مقامات یا مخصوص اقوام ہي میں نہیں ہے ' بلکہ عام طورُ سے ہر حصۂ ملک اور ہر قوم میں پائي جاتي ہے - اگرچہ اسکي موجونمیں بلندي اور پستي بھي ہے مگر یہ موجیں گھٹنے والي نہیں ہیں - اُن میں مد نہیں ہے ' ہمیشہ جزر ہي چلا جاتا ہے !

انجمن هلال احمر رنگون
اور اسکے والنٹیرز

ہندوستان کے جذبات اب ہم سے متفق نہیں ہیں - اصلي جذبات کو ہم کھوچکے ہیں - ہندوستان اب هماري حکومت برداشت نہیں کر سکتا - یہ حکومت اسکو اب تلخ معلوم ہونے لگي ہے اور وہ اس کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے لگا ہے - وہ اپنے وقت کا منتظر ہے - جسوقت اُسکو موقع ملا وہ ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیگا اور ہمارا ساتھہ چھوڑ دیگا - خواہ ہمکو یہ گوارا ہو یا نہو -

مگر یہ بات ہم دونوں ہي کي تباہي کا باعث ہوگي - جو لوگ کہ واقعات کو دیکھتے رہتے ہیں' وہ اس نتیجہ میں شک و شبہ نہیں کر سکتے - ہمکو لازم ہے کہ وقت سے پہلے ہم اپنا انتظام کرلیں اور سیلاب کے آنے سے پہلے پل باندہ لیں -

دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا بات ہے جسکي وجہ سے ہندوستان ہم سے اسقدر متنفر ہوگیا ہے ؟ پہلے تو ایسا نہ تھا - ہم نے ہندوستان فتح نہیں کیا - - - وہ خود اپني مرضي سے هماري حکومت کے زیرسایہ خود بخود آگیا - انگریزي فوج نے ہندوستان کو فتح نہیں کیا - نہ انگریزي فوج نے غدر کے زمانہ میں کچھہ مدد کي - وہ بیشک ضروري اور بمنزل بیخ و بن کے تھي ' مگر تنہا کچھہ بھي نہیں کر سکتي تھي - اُسکي تعداد بہت کم تھي - آب و ہوا اور موسم کي وجہ سے انگریز چل پھر تک نہیں سکتے تھے - وہ فتوحات کیا کرتے ؟ انگریزي فوج ہندوستان میں صرف چل سکتي ہے مگر کسي قسم کي فتوحات ہرگز نہیں کر سکتي "

(اصلي مرض)

اس عنوان کے تحت میں مسٹر فلیڈنگ ہال نے اٹلانٹک منتھلي میں ایک دوسرا مضمون شائع کیا ہے اور اس بات کي کوشش کي ہے کہ ہندوستان کي بے چیني اور انگریزوںکي کي تالیف قلوب کي ناکامیابي کي تشریح کریں -

مسٹر فلیڈنگ کو یقین ہے کہ سول سروس کے ملازمین ہندوستان بہت زیادہ دیر میں بھیجے جاتے ہیں اور اس سے قبل اُنکي رائیں نہایت درجہ متعصبانہ قائم ہوچکي ہوتي ہیں جو

محض قومي تعصب ' حاکمانه گھمنڈ ' جہل رسوم و عادات هند ' اغلاط فکر و رائے ' اور نا قابل اعتبار وسائل علم و اخبار کا نتیجه هوتي هیں - یه لوگ همیشه انهیں رائیوں پر جمے رهتے هیں ' جس کي وجه سے اکثر نا قابل تلافی غلطیاں ظهور میں آتي رهتي هیں -

چنانچه مسٹر موصوف لکھتے هیں :

" اس زمانه کي تعلیم پچھلے زمانے کي تعلیم سے بالکل مختلف هوتي هے -

" قدیم زمانه کے تعلیم یافته لوگ کبھي ایسے متعصب نهیں هوا کرتے تھے - انهوں نے نه کبھي لفظ " قلوب مشرقي " سنا تھا اور نه انکو کبھي بغیر تجربه کے یه تعلیم دي گئي تھي که " مشرقي لوگ جھوٹے اور چور هوتے هیں " بلکه وه هر شخص کو جو هر انساني سے متصف سمجھتے تھے ' اُنکے دل فیاض اور اُنکے دماغ وسیع تھے - اُنکي طبیعت اس بات پر همیشه مائل رهتي تھي که وه هر نئي بات کو سیکھیں - اُنکے قلوب قبل از وقت اصولونکي چار دیواري میں اسطرح مقید نهیں هو جاتے تھے که اُس محصور دل تک مشرقي لوگونکي همدردي کبھي پهونچ هي نه سکے - یهي وجه تھي که وه مشرقي لوگونسے اچھي طرح ملتے اور انکے قلبي احساسات کو معلوم کرکے انسے همدردي رکھتے تھے "

مسٹر موصوف نے هر بات کو نهایت واضح مثال سے ارامسته و مدلل کرکے ظاهر کیا هے - اُنکي تجویز اصلاحات نهایت اعلیٰ هیں اور اس جمله پر ختم هوتي هیں :

" اگر رعایا کي حسیات کو ملحوظ رکھا جاے ' انسے همدردي کی جاے ' اور ایسے حکام و عمال مقرر کیے جائیں جو انتظام کے ساتھه ان ضروري امور کا بھي خیال رکھیں ' تو رعایا حکومت سے بهت قریب هوتي جائگي - پھر جب اُنکي قابلیت سلف گورنمنٹ کے لائق هو جاے ' اوسوقت وه تمام حکومت اپنے هاتھه میں آهسته آهسته لے لیں گے - وه ابھي سوراج کے قابل نهیں هیں - اگر وه کسي طرح حکومت کي اس مشین پر اپنا قبضه کر لیں تو بجاے چلانے کے اُسے پرزے پرزے کردینگے - پس انکو انکے مقصد تک پهنچنے میں خود همیں هي مدد کرني چاهیے ' نه که غصه اور انتقام "

(انڈین سول سروس)

یهي اهل قلم ایک دوسرے مضمون میں هندوستان کے انگریز حکام کي نسبت زیاده صراحت سے بحث کرتے هوے لکھتا هے :

" گورنمنٹ طرز زندگي اور واقعات سے ایک گونه الگ تھلگ هے - پچاس برس هوے که روز بروز رعایا اور واقعات ملکي دور جا رهے هیں - ابتدا میں گورنمنٹ اُس اعلیٰ مجموعهٔ انساني کا نام تھا جو لوگوں کي طرز زندگي سے واقف تھي - وه جانتے تھے که حکومت کیونکر کرني چاهیے ؟ انساني طبیعت و فطرت کا اُنهیں علم تھا - ان لوگوں کي آنکھیں کھلي تھیں - وه سیکھنے کي کوشش کرتے تھے اور وهي کام کرتے تھے ' جسکي انصاف اور راستي اجازت دیتي تھي - وه محض اسلیے کوئي کام نهیں کرتے تھے که قانون اسکا حکم کرتا هے - وه نظائر کي تلاش میں بھي پڑتے تھے مگر حق پرستي هي اُن سے کام لیتي تھي - انهوں نے قانون کو انساني جامه پهنایا تھا - ان کي رعایا عزت کرتي تھي - وه آدمي تھے ' نه که فیصلهٔ قانوني کي کوئي مشین -

حکومت اب محض ایک مدرسه کا نام هے جهاں لوگ صرف خیالات میں زندگي بسر کرتے هیں اور اپنے آپ کو عیبوں سے مبرا خیال کرتے هیں - صم ' بکم ' عمي ! خیال اگر هے تو خشک اور بے معني قانون کا - اس دائرے سے باهر انکا قدم نهیں اٹھه سکتا - عجیب تر یه که حکومت اپني تکالیف و مصائب کا باعث دوسروں کو قرار دیتي هے اور ملزم ٹهراتي هے !!

شهزاده عمر فاروق افندي
بن شهزاده عبدالمجید افندي - حفید
سلطان المعظم ' جو رائفا کے
دارالفنون میں مشغول
تعلیم هیں -

Ebersely نے ٹھیک کہا که هندوستاني سول سروس چند مدرسین کے مجموعے کا نام هے اور بس - بهت قریب هے که اُسکي پیشین گوئي اس کے انجام کے متعلق پوري هو -

غرضکه سول سروس کي ناکامي کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا هے - یه بات نه صرف هندوستانیوں اور چند انگریزوں هي پر ظاهر هوئي هے بلکه گورنمنٹ پر بھي ظاهر هوگئي هے - اسکي خرابیاں چند در چند هیں ' اور قریب هے که هندوستان هم کھو بیٹھیں - اسکا الزام بھي موجوده سول سروس هي کے معکمے پر هوگا "

هندوستان میں انارکزم

اسي طرح رساله ایسٹ اینڈ ویسٹ (East & West) میں " مسٹر ریس " هندوستان کي بے چیني پر رقمطراز هیں - وه لکھتے هیں :

" جو شخص اپنے متعلق کچھه سوچ بچار کرسکتا هے ' وه ضرور یه خیال کرتا هے که دنیا کي سیاسي اور اقتصادي مشین پراني هوکر ٹوٹ پھوٹ گئي هے - معجب انسانیة اشخاص (Humanitarian) اسوجه سے بے چین هیں که دولت برابر سے تقسیم نهیں هوتي - ایک امیر هے تو دوسرا محتاج - ایک آزاد هے تو دوسرا غلام - وه دنیا کو ایک اکھاڑے یا تماشگاه سے تعبیر کرتے هیں ' اور کہتے هیں که اسمیں مزدور زندگي اور موت کے لیے جھگڑتے هیں ' اور آقا یا روپیه ادا کرنے والے اُنپر ایک سخت بھاري ٹیکس لگا دیتے هیں - وه تمدني حیثیت سے موثر کار کو اسیقدر مضر سمجھتے هیں ' جسقدر فرانس میں شکار کي وه اجازتیں ' جو امرا کو سنه ۱۷۸۹ سے قبل حاصل تھیں !!

غرض که اسطرح ایک فریق دوسرے فریق کا همیشه سے مخالف چلا آرها هے - اسي عالم میں یکا یک طوائف الملوکي اور قانون شکني کا ظهور هوتا هے - کچھه عرصے خود ساخته قوانین سے هر طرح کي سختي غریبوں اور کمزوروں پر روا رکھي جاتي هے - جس کي وجه سے لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں ظلم اور بے انصافي کا خیال پیدا هوجاتا هے -

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیں ایسا علاج اختیار کرنا چاہیے جس سے قومي تعلیم سے بہترین اخلاقي اور علمي نمونے کے آدمي طیار ہوں ' جس سے زمین اور سرمایہ برابر سب پر تقسیم ہو ' کوئي زبردست کسي زیردست کو نہ دبا جاے ' تقسیم دولت برابر یہ حصۂ رسد سب کیلیے ہوجاے -

رسکن (Ruskin) کا قول ہے :

" وہي قوم سب سے زیادہ دولتمند ہے ' جو سب سے زیادہ بڑي تعداد انسان کي پرورش کرسکے اور انکو خوش رکھہ سکے "

ہندوستان کي فوضویت (Anarchism) کو بھي ہم اسي زمرہ میں لیتے ہیں - ہندوستاني اخبارات جو ہمارے قابل تحسین ڈاکخانے اور محکمۂ تار سے فائدہ اُٹھاتے ہیں' ہمیشہ ایسے مواد جمع کرتے رہتے ہیں جو یورپ اور امریکہ کے جنگجویانہ لٹریچر سے حاصل ہوسکتا ہے - تعلیم یافتہ جماعت میں انگریزي ایک قسم کي لنگوا فرینکا (عام زبان) ہوگئي ہے اور اسکے ذریعہ ایک حصۂ قوم میں ایسي بیداري پیدا ہوگئي ہے جو خود اختیاري حکومت (سلف گورنمنٹ) کے عشق سے معمور ہے ! "

عمان

مسقط ' ایجین ' اور سیاست برطانیہ

گریفک اپني تازہ ترین اشاعت میں رقم طراز ہے :

" جب سے نپولین مصر میں آیا ہے اسوقت سے برطانیہ کي سیاست خارجیہ کا محور ہندوستان کا راستہ ہے -

یہي واقعہ ہے جسکي روشني میں ہمیں مشرق اوسط ' مشرق ادني ' اور بحر اسود کے شرر بار مسائل کا مطالعہ اور انکا فیصلہ کرنا چاہیے - کیونکہ یہ ایسے مسائل نہیں ہیں جنکا فیصلہ بند کمروں میں بیٹھکے ایک انسانیت دوست شخص کے نقطۂ نظر سے کیا جاسکے -

حضرة الامیر سلطان تیمور
بن فیصل والي عمان

مسقط اور ایجین ' جو اسوقت حل طلب مسائل کي صف میں سب سے زیادہ ممتاز و نمایاں نظر آتے ہیں ' ہمارے محور سیاست سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ' کیونکہ دونوں نہایت ہي قریب سے مسئلۂ مدافعت ہند کو مس کرتے ہیں -

مسقط تو اسلیے کہ وہ ہندوستان کے خلاف بحري کار روائیوں کا مرکز ہوسکتا ہے ' اور ایجین اسلیے کہ مغرب کي طرف سے ہندوستان کي مدافعت کي اسکیم میں ایشیائي ترکي کا بطور سپر کے رہنا جزائر ایجین کي قسمت کے ساتھہ وابستہ ہے -

ان دونوں امور کا پیش نظر رہنا نہایت اہم ہے - خصوصاً اسلیے کہ ایک صورت میں تو لوگوں کا میلان اسطرف ہے کہ معاملات مسقط کو محض گولہ باري کے ایک مقامي اور نا قابل اعتناء واقعہ کي حیثیت سے دیکھا جاے - دوسري صورت میں میلان طبائع اسطرف ہے کہ ان جزائر کے متعلق اس طرح بحث کیجاے ' گویا انکي قسمت کا فیصلہ صرف اصول قومیت ہي کي بنا پر ہوسکتا ہے -

یہ صحیح ہے اور مجھے اسکا یقین ہے کہ فرانس کے ساتھہ جدید معاہدہ کا تعلق صرف تجارت اسلحہ ہي کي بنا پر ہے - اسکے علاوہ ۱۸۷۱ء میں فرانس کے تمام دیگر حقوق بدستور محفوظ ہیں مگر میں اس معاہدہ کو ایک دوسري طویل گفتگو کے طرف گام اولین سمجھتا ہوں -

ہمیں جو کچھہ چاہیے وہ یہ ہے کہ مسقط میں ہماري بالادستي بے سہیم و عدیل ہو - یہ ایک عقل سوز بو العجبي ہوگي کہ ہم ایک طرف تو خلیج فارس کے دوسرے حصوں میں اپنے پوزیشن کو مستحکم و منتظم بنانے کیلیے ترکي سے معاہدہ کریں ' اور دوسري طرف اس ضرورت کي تکمیل کیلیے ذرا بھي کوشش نکریں !

مسقط پر برطاني حمایت کے آغاز سے مانع وہ اڑ ' زي و فرانسیسي معاہدہ ہے ' جو ۱۰ - مارچ سنہ ۱۸۸۶ ع میں ہوا تھا اور جسمیں مسقط کي اور زنجبار کي آزادي کے احترام کا عہد کیا گیا تھا - اس عہد کا جسقدر حصہ زنجبار کے متعلق تھا ' وہ تو ہم نے اگست سنہ ۱۹۰۱ع میں خرید لیا - مگر اس کا وہ حصہ ' جو مسقط کے متعلق ہے ' ابھی نا خریدہ پڑا ہے اور ہنوز بالکل صحیح و سالم ہے -

بارہا کوشش کي جا چکي ہے کہ اس حصہ کا فیصلہ ایک ایسے وسیع عہد نامہ کے ذریعہ سے ہو جائے جسمیں اسکے علاوہ [illegible] فرانسیسي مقبوضات ہند کا بھي [illegible] جائے - گیمبیا وغیرہ کو دیدیا جائے اور زیادہ مقبوضات برطانیہ کو - مگر ہر بار قومي جوش کے استعمال نے تمام عمدہ مساعی کو شکست دي اور یہ گرہ اسی طرح ناکشودہ پڑي رہگئي -

سنہ ۱۸۸۶ ع میں جرمني بھي اس اعلان سنہ ۱۸۴۳ ع میں شریک ہوگیا - اُس کي شرکت نے اس مسئلہ کو اور بھي پیچیدہ کردیا ہے -

اسوقت آخري فیصلہ کے واسطے دربارہ سلسلہ جنباني کرنے کے لیے تمام حالات موافق و سازگار ہیں - انگریزي و فرانسیسي اور انگریزي و جرمن تعلقات کا مطلع ابر و غبار سے اسطرح صاف ہے کہ اس مبادلۂ مقبوضات پر کوئي اعتراض نہ ہوگا ' جو چند سال ہوے تجویز کیا گیا تھا -

بہر نوع خلیج فارس میں ہمارے مصالح و فوائد کے منتظم اور با قاعدہ ہونے کے لیے مسئلۂ مسقط کا حل ناگزیر ہے - اور یہ راے تو کسي طرح لائق قبول نہیں کہ خطرات و مشکلات کے اس کھلے ہوے دروازے کو ایک طویل مدت تک یونہیں کھلا پڑا رہنے دیا جائے -

رہے جزائر ایجین ' تو اس علم نے جو آج قبرص پر لہرا رہا ہے ' بلکہ خود سنہ ۱۸۷۸ ع کے اس معاہدہ نے جسکي بدولت یہ علم لہراتا ہے ' انکے متعلق ہماري پالیسي کي داغ بیل ڈالدي تھي ' یہ عہد نہ اعتناء و التفات سے محروم اور عرصہ دراز تک حقیر سمجھا جاتا تھا مگر آج عثماني شاہنشاہي اور بحر اسود کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوے متعصب سے متعصب مخالف بھي اسکي اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا -

حقیقي سیاست ایک ایسا میدان ہے ' جہاں تورات مقدس کے " احکام عشرہ " نہیں چلتے - اسلیے ہم نہیں چاہتے کہ خیال پرستوں کے اوہام و آراء کے پشتاروں کو لاد کے اپنے بار کو اور بڑھائیں -

ایـــر لینـــ ـــم رول بـــل

اور اُس کي تاریخ خونین کے بعض مشہور اشخـاص

ملکـــۂ الیـــزیبتھ ، جس کے عہد مین آیرلینـــد نے نسبتـــاً آرام پـایا (۱۵۵۸ ع)

شـــاہ ھنـــري چہـــارم (۱۵۸۹)

جس نے سب سے پہلے پروٹسٹنٹ مذھب کي آزادي کا اعلان کیا

یہ تصاویر مضمون " آیرلینڈ هوم رول بل " نمبر (۲) کے متعلق هیں، جو ۲۸ ذی قعدہ کي اشاعت میں نکلا ہے - الیزیبتھ اور ھنري چہارم اس سلسلے کے خاص اشخاص هیں - غلطي سے یہ تصویریں گذشتـہ اشـاعت میں انـدراج سے رہگئیں -

مقالات

ان في ذا ک لايات لقوم يوقنون !

آيرلينڈ هوم رول بل

(۲)

اب اٹھارويں صدي نمودار هوئي ' جو انگلنڈ کے نشوء و تکون کا عهد هے - جب که ظلم و ستم کي تاريکي ميں رحم انساني اور حب انسانيت اور نظام و قانون کي برق کبھي کبھي چمک جاتي تھي' اور جب که درندون کے جھنڈ ميں کچھه انسان بھي پيدا هو چلے تھے -

يه انسان کون تھے ؟ مولينکس ' ڈين سافٹ ' اور ڈاکٹر لوکس وغيره تھے - يه اشخاص انگريز پرور ٹسٹنٹ اهل قلم تھے ' جو آيرلينڈ کے کيتھولک فرقے کي فرياد رسي اور اعانت کے ليے اٹھے تھے - هم نے کہا که بجلي چمکي - يه سچ هے ' پر تاريکي بھي تھي - مولينکس کا رساله جس کا عنوان " توضيح دعواے آيرلينڈ " تھا ' آگ کے ديوتا کو نذر کيا گيا ' تاکه موسیٰ کي شريعت کے مطابق قربان گاه ظلم و ستم کے ليے " سوختني قرباني " هو -

يه هے عملي اقرار اوس گناه کا ' جو اسکندريه کے کتبخانے ميں کيا گيا ' اور جس کو چالاکي سے همارے سر تھوپا جاتا هے -

ڈين سافٹ کے رسالے کے ليے انعام مشتهر هوا که يه اوس شخص کو ديا جاے گا جو پته لگاے که يه کہاں کہاں فروخت هوتا هے ؟ عجب نهيں که هندوستان کا پريس ايکٹ اسي قديم قانون کے تجربه و عمل کي نقل هو !

ڈاکٹر لوکس کو اون قوانين کي بنا پر جو آيرلينڈ کے جبر و قهر اور انگريزي حقوق کي محافظت کے ليے وضع هوئے ' آيرلينڈ سے بھاگ کر انگلينڈ آنا پڑا ' جهاں اب حريت عامه کا سپيدهٔ صبح نمودار هو رها تھا -

سنه ۱۷۸۲ - ميں ايک طرف تو يهاں ايک شخص هنري گراٹن پيدا هوا ' اور دوسري طرف ايک اور مفيد تحريک کا موقع مل گيا - افواه تھي که فرانسيسي فوج آيرلينڈ پر حمله آور هوگي ' اس بنا پر آيرلينڈ کے وطن پرست نوجوانوں نے ملک و وطن کي محافظت کے ليے خود رالنٹير بن بن کر آيرلينڈ کے ليے ايک فوج طيار کرلي - فرانسيسي تو نه آئے اور اس ليے نوجوانان آيرلينڈ کو ميدان معرکه ميں کاميابي کا موقع بھي نه ملا ' ليکن اس جوش و خروش اور کثرت و هجوم کے ذريعه اونهوں نے انگلينڈ سے ميدان سياست جيت ليا ' يعني آيرلينڈ کي مجلس ملکي مستقل اور خود مختار هوگئي - جارج اول کے فرمان کا چھٹا حکم جو نهايت ظالمانه تھا ' منسوخ هوا - پوئنگس وغيره کے نام سے اور جو قابل اعتراض اور غير سنجيده قوانين و نظامات انگلينڈ کي طرف سے آيرلينڈ ميں جاري تھے ' باطل النفاذ قرار پاے -

ابھي ايک سب سے زياده شديد اور دير طلب مرحله باقي تھا ' جس کو اهل آيرلينڈ اپني اصطلاح ميں " آزادي " کہتے تھے ' يعني " مساوات حقوق و قوانين " اور " ابطال تفرقه و امتياز حاکم و محکوم " يه وهي شے هے جس کے الفاظ و تعبيرات سنه ۱۸۵۷ ميں هم هندوستانيوں کو بھي مل گئے هيں ' ليکن جن کے مفهوم و مصداق کي تلاش ميں هم ۵۷ - برس سے سرگردان و پريشان هيں !!

ابھي يه واقعات تازه تھے که اٹھارهويں صدي کے اواخر ميں ثورهٔ فرانس نے دنياے سپيد ميں مطالبهٔ حريت و استقلال کي ايک نئي اسنگ پيدا کردي - تلخي نتائج اور ناکامي سعي نے آيرلينڈ کے کيتھولک اور پروٹسٹنٹ ' دونوں فريقوں کو متحد کرديا که :

عند المصائب تذهب الاحقاد

" اوقات مصائب ميں عداوتيں بھلا دي جاتي هيں " ۱۲ اکتوبر سنه ۱۷۹۱ کو ايک سياسي مجلس کي بنياد ڈالي گئي جسکا نام (جمعيته متحدهٔ آيرلينڈ) رکھا گيا ' اور جس کا مقصد " تمام آيرلينڈ کا بلا تفريق و امتياز نسل و مذهب ' متحداً و متفقاً آيرلينڈ کے استقلال و آزادي کي طلب و سعي " قرار پايا - انگلينڈ نے شدت اور سختي کے ساتھه اس شورش کو فرو کرنا چاها ' عدالت عاليه کا قانون اوس نے اٹھا ديا ' اور فوجي قوت کي اعانت سے جلسوں اور جمعيتوں کو منتشر کر ديا ' مختلف محلوں ميں پبلک کي نگراني و مراقبت کے ليے فوجي پهرے بٹھاے گئے -

ليکن دنيا ميں ايک چراغ هے جو روشن هوکر پھر نهيں بجھتا - وه حريت صحيحه کا چراغ هے - اهل آيرلينڈ نے پہلے مخفي اور سري جمعيتيں قايم کرليں ' اور پھر فرانس سے اعانت طلب کي ' اب يه بالکل قريب تھا که انگلينڈ کے خلاف فوجي مظاهره شروع هوجاے - مگر بد بختي سے گورنمنٹ نے اپني سختي اور تشدد کے ساتھه اور زياده مضبوط کرديا ' يعني ۳۰ مارچ سنه ۱۷۹۸ کو آيرلينڈ ميں کورٹ مارشل جاري هوگيا -

بهانه طلب حکام اس موقع پر اپنا جهنمي هاتھه پھيلانے کے ليے حکومت کے صرف گوشهٔ چشم کے منتظر رهتے هيں ' انهوں نے وا دست درازي اور تعدي کي که هوا اور زياده تند ' اور شعلے اور زياده مشتعل هوگئے - ايک بغاوت عام شروع هوگئي - پانچ مهينے تک پاني کا جزيره آگ کا آتشدان بن گيا تھا - متعدد مشهور معرکوں ميں آيرلينڈ بڑھا که انگلينڈ کي مٹھي سے اپني " متاع مغصوب " چھين لے ' ليکن هر مرتبه گرفت مضبوط پائي اور ناکام واپس لوٹ آيا -

ان معرکوں ميں ايک لاکھه ۳۷ - هزار انگريزي فوج مشغول رهي ' اور مصارف کي تخمين ۳ - کرور پونڈ سے ۵ - کرور پونڈ تک کي گئي هے ' مقتولين کي تعداد ۲۰ - هزار انگريز اور ۵ - هزار آيرش تھي - اختتام جنگ کے بعد بھي بهت سے وطن پرست اهل قتل کيے گئے که اون کے جرم حق طلبي کي يهي سزا تھي !

سکون فتنه کے بعد لارڈ کارنلس آيرلينڈ کا گورنر جنرل مقرر کيا گيا - اسے ان اسباق نتائج کي تعليم دي گئي ' جو انگلينڈ کو صديوں

کي محنت و تکاليف کے بعد ياد هو چلے تھے ' يعني يهه که کس صلح و آشتي اور نرمي کے ساتهه کسي غير ملک و قوم پر حکومت کرني چاهيے ؟ سنه ۱۷۹۵ ميں جب اٹهارهويں صدي اپنے واقعات بوقلموں و حوادث گوناگوں کي تاريخ ماضي کے پردے ميں روپوش هو رهي تهي ' ايرلينڈ کے تمام مجرمين سياسي کے نام عفو عام کا حکم صادر هوگيا ' اور حالات ملکي کي ظاهري سطح ساکن اور مطمئن نظر آنے لگي -

(اتحاد حکومت انگلينڈ و آيرلينڈ)

سنه ۱۸۰۱ ع

نئي صدي کے شروع سے آيرلينڈ کے مرسم سياست پر ايک نيا کهيل شروع هوا ' جس کا آخري پرده جب اٹها ' تو هم نے ديکها که انگلينڈ و آيرلينڈ کي ايک متحده حکومت قائم هے ' اور اب برٹش حکومت کا نام تنها ' " انگلينڈ کي حکومت " نهيں هے ' بلکه " انگلينڈ و آيرلينڈ کي متحده حکومت " هے - ليکن کيا يهه بهي انيسويں صدي کے اعاجيب و معجزات ميں سے کوئي اعجوبه اور معجزه تها که دو حريف دشمنوں کے وه هاتهه جو صرف تطاول اور حملے هي ليے اٹهتے تهے ' اب مصافحے کے ليے بڑهنے لگے ؟

لوگ کهتے هيں که لوهے کے تيز اور آبدار آلے ميں بڑي قوت هے ' ليکن ميں کهتا هوں که چاندي اور سونے کے سکوں ميں بڑي قوت هے ! ۶۰۰ برس کا سلسلۂ فتنه و حرب ' جدل و قتال ' محاربه و مقاتله ' جس کو بازوے زور آزما اپنے متواتر حملوں سے کبهي کاٹ نه سکا ' اس کو کمزور هتيليوں نے نقرئي و طلائي سنگريزوں سے بالکل چور چور کرديا !

هم نے بار بار کها هے اور پهر کهتے هيں که قوموں کے سقوط و زوال کا صرف ايک هي سبب هے ' يعني " خيانت قومي " جو صرف طمع زر و جاه کا نتيجه هے - وه اپنے دشمنوں کے پاس اپنے دوستوں کے پاس سے زياده روپے کے ذخير اور جاه و عزت کي فراواني ديکهتا هے تو مجنون هو جاتا هے ' اور اپنے دوستوں سے هٹ کر اپنے دشمنون کے پاؤں پر يه پکارتے هوے سر رکهه ديتا هے ' که " قوم و وطن کي عظمت تمهارے پاؤں کے نيچے ڈالتا هوں ' ليکن للّٰه اپني جيب کے چمکتے هوے ريزے هاتهه ميں رکهنے دو اور اپنے پهلو کا بلند چبوترہ بيٹهنے کو دو "

تاريخ نے اکثر تو يه بتايا هے که دشمن " بچۂ افعي " اور " اخگر آتش " سمجهکر اس فرصت سے فائده اٹهاتا هے ' اور گرے هوے سر کو پاؤں سے ٹهکرا ٹهکرا کر کچل ڈالتا هے ' ليکن کبهي مصالح مستقبل کي حفاظت کے ليے اس کے حرص و آز کو خزف ريزوں کے ذخير سے پُر بهي کر ديتا هے ' اور اس کو آس پاس کے کسي بلند چبوترے پر بٹها بهي ديتا هے - فتح مند نوجوان اس عجيب الخلقة انسان کو ديکهتے هيں اور هنستے هيں ' اور مفتوح و فريب خوردہ قوم اس پر نظر کرتي هے اور نفرت و تاسف سے روتي هے !!

ايسے ملک ميں جو ۶۰۰ برس سے نيم غلامي کي زندگي بسر کر رها تها ' ايسے اشخاص کي کچهه کمي نه تهي - چنانچه لارڈ کارنوليس اُس معاملے کے ليے آيرلينڈ بهيجا گيا - اس نے اس فرض کو نهايت خوبي سے انجام ديا - اس نے بعضوں سے آيرلينڈ کے خطاب امارت (لارڈ شپ) کا ' بعضوں سے قديم نوابي کے عهدے کا ' اور ديگر اشخاص سے برٹش اقطاع حکومت کے مناصب جليله کا وعده کيا - اکثر امرا و ارکان حکومت و مجلس آيرلينڈ کا منهه روپيوں سے بند کرديا گيا ' بالآخر ۱۳ - لاکهه فوج سے جو کام نهيں هوسکتا تها ' وه ۱۳ - لاکهه پونڈ ميں بحسن و خوبي تمام انجام کو پهونچ گيا - آيرلينڈ کي مجلس حکومت بعض شرائط متفقه پر ٹوٹ کر انگلينڈ کي پارليمنٹ ميں مدغم هوگئي ' انگلينڈ و آيرلينڈ کي حکومت متحده کي بنياد ڈالي گئي ' اور انگلش پارليمنٹ ميں حسب حصۂ مشروطه ' آيرش ممبروں کا بهي انتخاب هونے لگا -

اس ادغام و اتحاد سے فرزندان آيرلينڈ کے مناصب و اعزاز ميں کهاں تک ازدياد هوا ؟ اور فتح مند لارڈ نے خود اپنے اس عمل مبارک کو کس نظر سے ديکها ؟ اس کا جواب خود لارڈ موصوف کي ايک تقرير کے حسب ذيل فقروں سے ملے گا :

" اس وقت ميں ايک نهايت ناگوار خدمت انجام دے رها هوں ! مجهے ايسے لوگوں سے معامله کرنا هے جو اس آسمان کے نيچے سب سے زياده بد معامله هيں !! ميں اُس ساعت مشئوم کو ياد کرکے جب ميں نے اس کام ميں هاتهه ڈالا ' خود کو ملامت و نفريں کرتا هوں ! اگر مجهے کچهه تسکين هے تو صرف اس خيال سے که اگر يه اتحاد نه هوتا تو حکومت برطانيه کے اجزا يقيناً منتشر هو جاتے "

(امم نصرانيه ميں کليسا)

اتحاد حکومت کے ساتهه اتحاد کليسا کي بهي دعوه تهي ' يعني آج سے انگلينڈ اور آيرلينڈ ايک هي کليسا کے ماتحت هونگے امم نصرانيه ميں کليسا کي متابعت کے وهي معني هيں جو مسلمانوں ميں کسي خاص امام يا مجتهد کي متابعت کے - پس آيرلينڈ کي کليساے انگلينڈ کي متابعت ' ويسي هي حيثيت رکهتي هے جيسي مسلمانوں ميں احناف و شوافع کا ' اصحاب حديث کي تقليد و اتباع کرنا ' يا اشاعره کا ارباب اعتزال کي پيروي و اقتفاء -

اهل آيرلينڈ نے اگر حماقت سے اتحاد کليسا کي دعوه منظور کرلي تهي تو ظاهر هے که اس نشۂ بلاهت و سفاهت کا خمار زياده دير تک قائم نهيں رہ سکتا تها - نئے مذهب نے گمراهان راه سياست کو اثر صحيح پر ايڈنبرل راستے کي هدايت کي هے - اهل آيرلينڈ کو دو برس سے زياده مذهب نے گمرہ نه چهوڑا ' (رابرٹ ايمٹ) کي زير سيادت ايک سياسي حرکت نمودار هوئي ' ليکن سوء تدبير نے جو سوء استعمال اور نا آخر بيني کا نتيجه هے ' نا کام رها ' اور بالآخر اس سرخيل قافلۂ حرات سياسي نے " يهوديوں کے بادشاه " يعني يسوع کي طرح سولي پر جان دي -

رابرٹ ايمٹ مرگيا ' ايمان جو جنبش و حرکت وه پيدا کر گيا تها وه نه مري - چند برسوں تک زمن کيتهولک فرقے کي آزادي و حريت کا مسئله فريقين ميں موجب اضطراب و فتن رها ' پارليمنٹ ميں اکثر اس پر پُر جوش اور طويل مباحثے هوے ليکن بے سود ' آخر ۲۰ - برس طرفين کے اس معاهدۂ لساني ميں بسر هوگئے - ان حوادث و مصائب ميں آيرلينڈ روز بروز زياده تباه کار اور ضعيف هوا گيا ' زمين کے " خدا " کي طرح آسمان کا خدا بهي غضبناک تها ' روپيوں کي قلت هوگئي ' سرمايۂ ملکي مرتبۂ صفر کو پهونچ گيا ' غلے کا نرخ ۵۰ في صدي کم هوتا گيا !!

(ڈينيل اوکونسل)

آسمان کا خدا غضبناک هوتا هے که اپنے نزول رحمت کے ليے اسباب پيدا کرے ' هوا زور زور سے چلتي هے که بادل کے منتشر ٹکڑے يکجا هو جائيں اور رحمت کا پاني کهل کر برسے - پاني برسا اور آيرلينڈ کي خاک نے (ڈينيل اوکونل) نام ايک عجيب و غريب انسان پيدا کيا جو کوششوں کا پتلا اور همتوں کا مجسمه تها - اوسکي جهد و

جہاد اور سعي و طلب کا سلسلہ سنہ ۱۸۴۷ تک قائم رہا اور اوسکي وفات کي تاریخ ہے -

(جمعیۃ کا ٹولیکیہ)

ڈینیل اوکونل کي اعانت و مساعدت کے لیے تمام امراے سیاسي اور رؤساے دیني طیار ہوگئے ' ملک کے اقطاع و اطراف میں کیتھولک فرقے کي حمایت و نصرت کے نام سے سیکڑوں انجمنیں ترتیب پاگئیں ' جن میں سب سے معروف " جمعیۃ کا ٹولیکیہ " ہے - جمعیت کا اثر و نفوذ تمام ملک پر چھا گیا ' اور ہر طرف سے جمعیت کے [illegible] و مخارج کے لیے قطعات نقرئي و طلائي برسنے لگے - بالآخر [illegible] پناہ حربہ کارگر ہوا - ۱۳ - اپریل کو شاہ انگلینڈ نے آیرلینڈ کے رومن کیتھولک فرقے کے فرمان آزادي و استقلال دیني پر دستخط کردیے -

(اسم نصرانیہ میں تعصب مذہبي)

نصاراے مغرب نے ہمیشہ کہا ہے کہ تعصب مذہبي صرف جنسیت اسلام کا خاصہ ہے ' آیرلینڈ و انگلینڈ کا ہفت صد سالہ مرقع تاریخ قارئین کے سامنے ہے ' اوس میں جو کچھ نظر آیا وہ مذہبي تعدي ' ظلم ' سخت گیري ' اور تعصب کے لائق نفرین کارناموں کے سوا اور کیا ہے ؟ اور ہاں ' یورپ اگر سچا ہے جیسا کہ اوسکا معصوم چہرہ اکثر ظاہر کرتا ہے ' تو آیرلینڈ کے کیتھولک فرقے اي کوشش و سعي ' جد و جہد ' اور اضطراب و اضطرار کس چیز کي طلب کے لیے تھا ؟ اور یہ کیا چیز تھي جو ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۲۹ کو انگلینڈ کے " حامي دین (۱) پادشاہ " کے دستخط سے مزین ہوئي ؟ اور یہ کیا چیز ہے جس کا نام تاریخ میں " فرمان آزادي و استقلال دیني " مشہور ہوا ہے !

(اسم نصرانیہ میں جزیۂ مذہبي)

مسلمان اپنے عہد حکومت میں غیر قوموں سے ایک قسم کا محصول لیتے تھے جس کا نام " جزیہ " تھا - ہم نے اپني تاریخ سے ' احکام مذہبي سے ' بناے حکومۃ ہاے اسلامیہ کے طرز عمل سے بارہا ثبوت دیا ہے کہ وہ ایک فوجي محصول ہے جو اون لوگوں سے لیا جاتا ہے جو خدمات جنگ سے مستثنی ہیں ' تاکہ وہ ملک کے امن پر صرف ہو ' لیکن یورپ کا بار بار جاہلانہ اصرار ہے کہ وہ ایک " مذہبي ٹیکس " ہے - بہر حال جو کچھ ہو اوس سے عورتیں ' بچے ' بوڑھے اور نادار مستثنی تھے - صرف جوانوں سے حسب مقدار ثروت ' لیا جاتا تھا - متوسطین سے چند درہم اور امرا سے چند دینار -

آیرلینڈ کي کل آبادي میں پروٹسٹنٹ صرف - ۱/۱۰ - تھے لیکن تمام رومن کیتھولک سے پروٹسٹنٹ کلیسا کے مصارف کے لیے آمدني کا دسواں حصہ یعني ایک عشر Tenth Tithe وصول کیا جاتا تھا - کیا یہ وہي مکررہ جزیہ نہیں ؟ کیا یہ وہي مبغوض مذہبي ٹیکس نہیں ' جس کا اسلامي تاریخ میں ذکر کرتے ہوے ایک یوریین مورخ غصے سے کانپنے لگتا ہے اور نفرت سے بھر جاتا ہے ؟ پھر کیا یورپ کو " اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا جو اپنے بھائي کي آنکھ سے تنکا نکالنے کے لیے بے قرار ہے " ؟

یہ ایسي مذہبي عصبیت نہ تھي جس کو کیتھولک جماعت بآساني انگیز کرلیتي - ایک خوفناک جنگ برپا ہوئي جس کا نام " حرب عشر " ہے اور جس میں قساوت و بے رحمی کي وہ صنعتیں ظاہر ہوئیں ' جن میں دیگر صنائع و حرف کي طرح یورپ ایشیا سے بہت آگے ہے - سنہ ۱۸۳۱ ع کي نمائش اعمال میں انگلینڈ کو نظر آیا کہ عجب نہیں ' بازار تہذیب و تمدن میں ان قاسیانہ و بے رحمانہ صنائع کا بہتا پن اور قبح عمل موجب کساد شہرت ہے - اس لیے اوس نے قانون عشر کو منسوخ کردیا اور صرف زمینداروں تک محدود رہا -

(۱) یہ جملہ شاہ انگلینڈ کے خطابات شاہانہ کے لفظ " حامي دین " بھي ہے - منہ -

مسئلۂ صلح کانپور اور الہلال

مسئلۂ مظہر الحق

الہلال کا اختلاف

حضرت مولانا ' السلام علیکم ورحمۃ اللہ - تصفیہ کانپور کے متعلق جناب نے جو راے ظاہر فرمائي ہے ' اگرچہ وہ عام راے سے مختلف ہے تاہم اس بنا پر اگر چند کلمات عرض کروں تو معاف فرمائیں -

میرے نزدیک تصفیہ مسلمانوں کے خیال کے بالکل خلاف ہوا ہے ' اسلیے کہ اصل مسئلہ مازمین کي رہائي نہیں ' بلکہ مسجد کي تعمیر ہے ' اسکو اسطرح طے کرلینا کہ زمین سے اٹھ فٹ بلند چبوترہ بنا کر زیر خانہ تعمیر کرلیا جاے اور نیچے زمین تمام گذرگاہ کردیجاے ' گویا عملاً اسکا ثبوت دینا ہے کہ اگر آیندہ کوئي مسجد سڑک میں آتي ہو تو پوري مسجد اٹھ فٹ بلندي پر بنا دیجائیگي اور نیچے کا حصہ سڑک کردیا جائیگا ' تمام اخبارات اس فیصلہ کو بہ نظر استحسان دیکھتے اور اطمینان ظاہر کرتے ہیں مگر الہلال اي حالت تمام لیڈروں اور اسلامي اخبارات سے بالکل مختلف ہے -

یہ تو میں کبھي نہیں کہہ سکتا کہ جناب نے اپني ضمیر کے خلاف اظہار خیال کیا ہے ' لیکن معاف فرمائینگے آپ ' اگر میں کہوں کہ شاید اس خیال سے کہ اس صلح میں مسٹر حق بھي شریک تھے ' سفر مقصود کے طے کرنے میں خلاف امید اور خلاف عادت ایک سریع السیر راستہ چھوڑ کر دور دراز راستہ اختیار کیا گیا ہے - حالانکہ میں نے کانپور میں سنا تھا کہ ایک سخت تار مسٹر مظہرالحق کے نام آیکا آیا ہے کہ آپ اور اس صلح سے اختلاف ہے - اور آپ اختلاف کرینگے -

جناب مولانا ' شاید آپکو اپني قوت کا علم نہیں ہے ' اگر آپ ایک لیٹر ' ایجي ٹیشن قایم رکھنے کے متعلق لکھدیتے تو آپ باور کریں کہ جوش برابر قایم رہتا ' اور مسجد کے متعلق یہ ایجي ٹیشن مفید بھي ثابت نہ ہوتا تو بھي آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ اور حیثیتوں سے کسقدر مفید ہوتا - والسلام -

ایک مسلمان - از ہنسوہ ضلع فتحپور -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ -

ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

مراسلات

مصالحة ... ۱۰۶ اسلاء : کانپور

اقتباس بعض مکاتیب و رسائل

جناب مولانا و بالفضل اولینا دام مجدکم - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - الهلال نمبر ۱۶ جلد ۳ - مطبوعه ۱۵ - اکتوبر سنه ۱۹۱۳ میں عنوان "گم شده صلح کي واپسي" کے ذیل میں آپ نے اس ایڈریس کي نقل دي ہے جو ۱۴ اکتوبر کو مسلمانان کانپور کي ایک جماعت نے پیش کیا تھا اور لارڈ ممدوح نے جو جواب ایڈریس مذکور کا دیا اسکو بھي میں نے بغور مطالعه کیا - میں نہیں سمجھه سکا که یه ایڈریس کل مسلمانان هند کے ذمقاموں یا ملزمون کي تجویز اور منظوري سے مرتب هوا یا فوري طور پر کانپور کے سربرآورده اصحاب نے اپني ذمه داري پر مرتب کیا تھا - بهرنوع جب ایڈریس میں یه امر درج ہے که "هم نهایت زور سے ان لوگوں پر نفریں کرتے هیں جنسے غیر قانوني کام ظهور میں آیا نیز یه که "انهوں نے خلاف قانون پتهر پھینکے یا کسي دوسري غیر قانوني طریق سے پیش آئے" تو اب اس بات کے ماننے میں کیا عذر هوسکتا ہے که ۳ - اگست کا مجمع خلاف قانون تھا ' اور یه اندراج اقبال جرم کے مساوي بلکه صریح اقبال جرم ہے ' پس لارڈ هارڈنگ بالقابه کا اپنے جواب میں یه فرمانا که "بھے جب کوي بھي حرکت کرتے هیں تو باپ کا فرض ہے که ان پر رحم کرکے انکو سرزنش کرے تاکه وه عقل سیکھیں اور آیندہ غلطي نکریں" اور بقول لارڈ موصوف "علم حالات کي رو سے گورنمنٹ کا یه فرض ہے که وه انکو عدالت کے سپرد کرکے سزا دلائے"-

لیکن گذشته ایام قید میں ملزم کافي تا ۱۰۶ اٹھا چکے هیں ' پس لارڈ ممدوح نے اپنا رحم دکھلایا اور ۱۰۶ ملزموں کے برخلاف جو مقدمات بلوی عدالت میں هاپر تے انکو اٹھا لیا اور ملزموں کو بعزت رها فرمادیا !!

پس اس انجام کو دیکھه کر جسکا اعتراف ایڈریس میں کیا گیا ہے هر شخص یه کہنے کا حق رکھتا ہے که اخر جب جرم کا اقبال هي کرنا تھا تو اسقدر شور و شغب اور آه و فغاں کرنا محض بے سود تھا ' اور کوه کندن و کاه برآوردن کا مصداق -

میرے خیال میں اقبال جرم کي صورت میں گورنمنٹ اور اسکے کارکن افسروں کا ذره بھر بھي قصور نہیں ہے ' اور بلا شبه لارڈ هارڈنگ بالقابه کا یه رحم کا برتاؤ که ۱۰۶ ملزموں کو صرف چند اشخاص کے اقبال جرم کرنے کي صورت میں رها کردیا ' قابل هزار ستایش اور مستحق شکریه ہے ' اور اسپراسطے هندوستان کے هر ایک حصے میں مسلمانوں نے ایسے جلسے کیے -

مسجد کے منهدمه حصه کا یه فیصله که جس قدر مسجد کي زمین سڑک میں ملائي گئي ہے ' پبلک کي گزرگاه کے لئے بدستور چھوڑ دي جاوے اور اسپر ۸ فیٹ کي بلندي چھت ڈالکر متولي اسیطرح کا دالان بنالیں جسطرح پر که وه پہلے موجود تھا ' اور نیز لارڈ ممدوح کا یه خیال که اس کي ملکیت کا خیال فضول ہے ' میں نہیں سمجھتا که کس قانون کے مطابق ہے ؟ شرع محمدي کے رو سے تو یقیناً یه فیصله درست نہیں ہے ' لیکن اگر کسي انگلش قانون کے مطابق هو تو اسکا مجھکو علم نہیں -

بموجب شرع محمدي کے جائداد موقوفه کا کوئي مصرف سوائے اس غرض کے ' جسکے لئے کوئي جائداد وقف هوئي ہے ' کوئي اور نہیں ' اور نه اسکا عارضي یا دائمي انتقال هوسکتا ہے اور نه اسکا کوئي حصه وقف سے خارج هوسکتا ہے ' اسلیے لارڈ ممدوح کو چاهئے تھا که جهاں ملزموں پر اسقدر رحم فرمایا ہے که بعد جوڈیشل ثبوت کے محض ایڈریس دینے والوں کے اقبال پر ملزموں کے برخلاف جسقدر مقدمات بلوی کے عدالت سیشن میں تھے اپنے شاهانه اختیار سے عدالت سے اٹھالیتے اور انکو بعزت رها فرما دیا ہے ' وهاں اسقدر اضافه فرما دیتے که جسقدر حصه زمین کا سڑک میں ملادیا گیا ہے وه واگزار کیا جاتا ہے ' که مسلمانوں کے مذهبي قانون مداخلت هوتي ہے ' یا کم سے کم هندوستان کے علماء و فقهاء سے استفتا فرما لیتے که اس قسم کا فیصله مسلمانوں کي شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے ' لیکن افسوس شاید تنگي وقت نے لارڈ ممدوح کو ایسا کرنے نہیں دیا - لیکن اسکي اصلاح کے واسطے هنوز وقت موجود ہے ابھي تک نه تو سڑک تیار هوچکي ہے اور نه دالان مسجد هي بن چکا ہے -

خاکسار عطا محمد امرتسري

جلسۂ ... ۱۰۶ کا شکریه

۲۶ اکتوبر کو ایک عظیم الشان عام جلسه قیصر باغ میں بغرض ادا کے شکریۂ حضور وائسرا کے منعقد هوا - انعقاد جلسه کي خبر بذریعه اشتهارات ایک روز قبل کردي گئي تھي - ۳ بجے کو اجتماع کافي هوگیا تھا مگر بعض رزولیوشن جو جلسے میں پیش هونے والے تھے ' اب تک زیر بحث تھے ' اور جلسے کي کارروائي کے قبل هي اختلاف آرا کے جوش نے اسقدر چپقلش برپا کردي تھي که جلسے کي نمایاں اور سربرآورده صورتیں رزولیوشن کي مسودے هاتھه میں لئے هوئے بغرض افهام و تفهم ۲۰ ' ۲۰ - ۲۵ ' ۲۵ حاضرین کو اپني طرف مخاطب کرکے بعض کو حصول رائے کي غرض سے اور بعض کو مصالح سیاسي کي تفهیم کي بنا پر ' اپنے گرد و پیش جمع کررهے تھے !

طرفین کي پرجوش جماعتیں اپنا اپنا کام کر رهي تھیں ' اور یه سلسله تقریباً ۴ تک جارهي رها - اسکے بعد مسٹر نبي الله کي زیر صدارت کارروائي شروع هوئي ' صدر نے ۳ - اگست کے واقعه کا اور پھر اس اجتماع کا ذکر کرتے هوئے کہا "نهایت مسرت قلبي کا باعث ہے که هم لوگ آج اس خون ریز واقعه کے ناگوار معاملات کو مختتم دیکھکر حضور وائسرائے کا شکریه ادا کرنیکے لیے مجتمع هوئے

هیں" اثنائے تقریر میں انہوں نے کہا کہ " دالان مسجد گویا واپس مل گیا " لفظ (گویا) دونوں جماعتوں کے لیے سب سے زیادہ ناپسند اور قابل گرفت تھا - اس کے بعد انہوں نے تجویز شکریہ کے الفاظ پڑھکر سنائے -

بعض اصحاب نے - اسباب معلومہ کی بنا پر غیر معمولی اختلاف کی آوازیں بلند کیں - جناب صدر منشی احتشام علی صاحب و غیرہم نے یہ فرماکر اس اختلاف کو رفع کیا کہ " وائسرائے کا یہ فیصلہ جہاں تک کہ ان کی خود ذات کا دخل و اثر ہے ' ضرور قابل شکریہ ہے کیونکہ حضور وائسرائے مسائل نہیں جانتے اور جب ہمارا ہی ایک مستند عالم ایک صورت شرعی جو اسے اپنے نزدیک جائز سمجھی ' پیش کردی ' تو اس سے وائسرائے کی ہمدردی میں سرمو فرق نہیں آتا اور وہ ضرور قابل شکریہ ہیں " مگر باوجود اس کے جوش اسقدر غالب تھا کہ بحالت موجودہ رزولیوشن کو پاس کرنے سے انکار کردیا گیا ' اور اس رزولیوشن میں ترمیم چاہی گئی ' مگر چونکہ پلیٹ فارم پر اور کرسی صدارت کے ارد گرد اکثر ارباب ثروت اور ارباب جاہ اشخاص ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے لوگ اس رزولیوشن سے باوجہ یا بے وجہ مخالفت بھی نہیں کیا کرتے ' اسلیے پاس پاس کا شور بلند کر دیا گیا - میں ایک غیر جانب دار پردیسی ہونے کی حیثیت سے اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ رزولیوشن ہرگز جائز طریقہ سے پاس نہیں ہوا اور میری رائے میں موافق اور مخالف راؤں میں دو اور چار کا تناسب تھا -

اب مخالف پارٹی کے لیے سوائے اسکے اور کچھہ چارہ نہ تھا ' کہ اسکے بعد ایک نیا رزولیوشن پیش کردے - چنانچہ ایک نیا رزولیوشن پیش کیا گیا جسکے صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں ' لیکن مفہوم یہ تھا کہ " حضور وائسرائے سے درخواست کی جائے کہ وہ مسجد کو مثل پیشتر کے تعمیر کرنے کی اجازت دیں ' اور ہم کسی مسجد کا ہر حصہ خواہ کیسی ہی صورت ہو مگر غیر مصالح مسجد میں استعمال ناجائز سمجھتے ہیں "

سب سے زیادہ ملامت کی بوچھاڑ اس عالم پر کی گئی جسنے کسی وجہ سے اس فیصلہ کو جائز بتایا - اسکے بعد ان لوگوں کی ہمدردی اور کوششوں کے شکریہ کا رزولیوشن پیش کیا گیا جنہوں نے معاملات مسجد میں حصہ لیا تھا ' مگر پبلک نے بیک زبان آواز بلند کہی کہ ہم اس کو واضح کرنا اور سب کے نام مفصل جاننا چاہتے ہیں ' جسکا مفہوم سوائے اسکے اور کچھہ نہ تھا کہ جناب مولوی عبد الباری صاحب کو اس میں شریک نہ کرنا چاہیے -

جلسہ میں ایک عجیب قسم کی حرکت اور جنبش تھی ' اور لوگوں میں غیر معمولی جوش تھا - پبلک شکریہ کا کوئی رزولیوشن بلا شرط پاس کرنے پر آمادہ نہ تھی -

راقم - ایک مہمان فرنگی محل

مصالحۃ کانپور

عن اہل سندہ

ہم مسلمانان اہل سندہ آپکی جلیلۃ القدر خدمات اسلامیہ کا اعتراف کرنا اور ان خدمات دینیہ ملیہ کے سبب جو تکالیف و صعوبات آپکو پہونچی ہیں ' انمیں آپکے ساتھہ ہمدردی کرنا فرض دینی سمجھتے ہیں - بعد ازاں عرض پرداز ہیں کہ واقعۂ جانگداز اور حادثہ ہائلۂ کانپور نے جو مہیب اثر اور سنسنی سی دنیا بھر کے نہ فقط متمدن ممالک بلکہ چھوٹے چھوٹے قریوں تک میں بھی پیدا کردی تھی ' وہ ہر ایک کو معلوم ہے - اسنے تاریخی تعدی اور جبر مذہبی و استبداد کی یاد کو از سر نو مسلمانوں کے دلوں میں تازہ کردیا تھا - اور عام طور پر برٹش گورنمنٹ کی طرف عام مذہبی آزادی کا جو خیال تھا ' وہ ایک خواب پریشان یا اضغاث احلام معلوم ہونے لگا تھا - اس حالت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی امیدیں بجز حضور وائسرائے بہادر کے اور کسی سے بندھی نہ تھیں - کہ وہ اپنے ایام حکمرانی کو اس تاریخی داغ سیاہ سے بچالینگے - ہم متشکر ہیں حضور وائسرائے بہادر کے ' جنکے دل میں ہماری ان امیدوں کا عکس منعکس ہوا مگر اے رائے ہماری شوربختی ! اور اے رائے ہماری شومی قسمت ! کہ جو کچھہ حضور ممدوح کے دل میں ہمارے لیے انصاف فرمائی کا جذبہ پیدا ہوا ' وہ بھی اجتہادی غلطی کی آمیزش سے نہ بچ سکا ' جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو شریعت کا احترام کیا ' نہ ہمارے بیگناہ مقتول بھائیوں کے بہے ہوے خون کا خیال کیا - یعنی وہ حصہ مسجد کا جسکے بچانے کے واسطے ہمارے غیرت مند بھائیوں نے اپنا خون بہایا اور عزیز جانیں قربان کیں ' حکومت کی طرف سے اتنی شفقت اور دریا دلی دکھانے کے باوجود بھی نہ بچ سکا - اور اس قطعۂ زمین پر وہی سرمستی تشدد اور ژللری استبداد کے نشان و آثار قائم رہے -

ہم حضور وائسرائے کے اس نیک خیال کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو بالکلیہ بھلا دینا چاہئے - مگر کیا یہ عرض کرنا داخل گستاخی نہ ہوگا کہ جب حضور ہی نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے واسطے نہیں بھلایا اور گذشتہ علائم و آثار کو نہیں مٹایا تو پھر ہم بسطرح باوجود دیکھنے ان آثار و علائم کے اس واقعہ کو دل سے بھلا سکتے ہیں ؟

اگر حضور سچ مچ چاہتے ہیں کہ یہ واقعہ لوگوں کے دلوں سے محو ہوجاوے تو بجز اعادۂ صورت اصلیۂ حصۂ منہدمہ اور کوئی حیلہ نہیں - ہم حیران ہیں کہ بعض مسلمان اصحاب بے سوچے سمجھے اس شتاب خوشنودی و شکر کے رزولیوشن پاس کر کے حضور وائسرائے کو دھوکا دے رہے ہیں - یہ سچ ہے کہ جو کچھہ حضور وائسرائے نے اس معاملہ کے طے فرمانے کی غرض سے قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائی ' اور جو کچھہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کرکے زبان مبارک سے ہمدردی دکھائی ' لاریب قابل شکریہ و سزاوار ستایش ہے - مگر اسکے سوا جو کچھہ حصہ منہدمہ کے بارہ میں حضور نے فیصلہ صادر فرمایا ہے ' وہ ہرگز ہرگز ازروے احکام اسلام صادر کرنے کے قابل نہیں -

یہ جو مولانا عبد الباری صاحب دام برکاتہ نے اظہار فرمایا ہے کہ ہز آنر جناب بیلی قائم مقام لفٹنٹ گورنر کو حضور وائسرائے نے تاکید کی ہے کہ احکام اسلام کا ضرور لحاظ رکھیں - معلوم نہیں اس لحاظ رکھنے کا وقت کب آئیگا ؟ اگر اس تاکید کا جلوہ ظاہر ہونے والا ہے تو جلد ہونا چاہیے - ورنہ ہم یہ سب کچھہ زبانی جمع خرچ اور طفل تسلی سمجھینگے -

کیا منہدمہ حصہ بقول مولانا عبد الباری صاحب جزء مسجد نہیں تھا ؟ تھا اور یقیناً تھا - پھر کیا وجہ ہے جو اسکو عام گذرگاہ بنایا جاتا ہے ؟ کیوں فقط اسکی ہوا پر ہمکو قبضہ دلایا جاتا ہے ؟ خبر نہیں وہ کونسی بات ہے جسکی بنا پر ہمارے بعض مسلمان اصحاب اس فیصلہ کو اطمینان بخش قرار دیتے ہیں ؟

ہمارے سچے جذبات پر ٹھنڈے آنسو گئے ' ہماری اسلامی غیرت کو بدنام کیا گیا ' اور اس سچی غیرت کو جو لازمۂ مذہب پرستی ہے ' شور و شر ' فتنہ و فساد سے تعبیر کیا گیا - ہماری زبانوں

کر آہ و بکا کرنے سے روکا گیا - ہمارے واقعات نویس اقلام کو ہم سے چھینا گیا ' ہمارے معزز و موقر اخبارات کو سخت سے سخت صدمے پہونچائے گئے ' ہمارے دلی جذبات کے ترجمانوں کو ترجمانی جذبات سے روکا گیا ' ہمارے بعض قومی آرگنوں کو موت کے گھاٹ پہونچایا گیا ' باوجود اتنے شدائد و مصائب کے اس حصۂ مسجد سے بھی ہمکو محروم رکھا جاتا ہے ' اور فقط اس حصۂ ہوا پر ہمکو قبضہ دینا کافی سمجھا گیا ہے - فیا حسرتی و یا لہفی ! ہم نے اپنی جماعت کے اجلاس منعقدہ ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع میں یہ رزولیوشن پاس کیا ہے کہ " ہم مسلمانان اہل سندہ حضور وایسرائے کی توجہات بندہ پرورانہ و الطاف شاہانہ کے شکرگذار ہیں ' مگر فیصلہ دربارہ حصہ مسجد کو غیر اطمینان بخش سمجھکر مستدعی ہیں کہ وہ بجنسہ ہمارے حوالے کیا جاوے تاکہ ہم اسکو صورت اصلی پر تعمیر کراکے اس واقعہ کی یاد دل سے بھلا دیں " -

راقم: میرزا شرافت حسین سکریٹری انجمن اتفاق
کراچی ' سندھ

کانپور کی ایک یادگار رات

۲۹ - اکتوبر کی گارڈن پارٹی اور جشن نشاط

یوں تو انسان دن کی روشنی اور رات کے اندھیری سے ہمیشہ ہی متاثر ہوا کرتا ہے مگر بعض دن اور بعض راتیں ایسی بھی گذر جاتی ہیں' جو باعتبار اپنے واقعات و نوعیت کے انسان کو مدتوں تک اپنی یاد سے خالی الذہن ہونے نہیں دیتیں -

۳۰ - اکتوبر کی رات بھی ایک ایسی ہی رات ہے جو کانپور کی تاریخ میں لکھے جانے کے قابل ہے -

البتہ طلائی حرفوں میں نہیں بلکہ واقعی سیاہ حرفوں میں !

رات کو بمقام ایسوسی ایشن گراؤنڈ ایک نہایت شاندار گارڈن پارٹی اور دعوت کا انتظام سوداگران چرم کانپور کی طرف سے کیا گیا تھا - دو قسم کے کارڈ انگریزی اور اردو میں لکھے ہوے تقسیم کیے گئے - میرے پاس اور برادر معظم جناب حکیم عبدالولی صاحب قبلہ کے پاس اردو لکھے ہوئے کارڈ آئے تھے ' جنکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جناب مولانا عبدالباری صاحب قبلہ - مسٹر مظہرالحق اور راجہ صاحب محمود آباد کی دعوت کے سلسلے میں مختلف شہروں کے مسلمان بھی مدعو کیے گئے ہیں -

لیکن انگریزی کارڈ میں جو اتفاق سے پارٹی میں پہونچکر میری نظر سے گذرا ' صرف گارڈن پارٹی کا بلاوا تھا - دعوت کا ذکر نہ تھا اور نہ یہی لکھا گیا تھا کہ یہ گارڈن پارٹی کس کے اثر میں دیگئی ہے ؟ پارٹی کے احاطے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلی غیر معمولی بات اُن یورپین حکام کی موجودگی نظر آئی ' جنکی جابرانہ اور غیر انصافانہ طرز حکومت پر تھوڑی ہی روز پیشتر صدائے احتجاج بلند کیجا رہی تھی !

دوسری چیز جو ایک اسلامی قلب کو ہلا دینے والی ثابت ہوئی' وہ پولیس کے اُن مسلمان عہدہ داروں کی شرکت تھی جو قبل اسکے بہت سے بے قصور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکے تھے !!

تیسرا منظر جو ایک مسلمان کو اُس پارٹی سے نفرت دلانے والا تھا' وہ اُن حضرات والا شان اور خطاب یافتگان عالی مقام کی رونق افروزی تھی ' جو مسلمانوں کی مصیبت کیوقت کانپور سے ایسے غائب رہے تھے ' جیسے غدر کیوقت واجد علی شاہ لکھنؤ سے ' اور آج اِس پارٹی میں شریک ہوکر گویا زبان حال سے فرما رہے تھے کہ " ہم لوگ تو صرف خوشی ہی کے ساتھی ہیں - غم اُٹھائیں بد بخت مسلمان "

لیکن باوجود اِن تمام غیر مستحق اشخاص کی موجودگی کے جو پارٹی اور ڈائیننگ ہال میں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے ' ہم مطمئن ہوجاتے اگر وہ بے قصور ایک سو چھ کلمہ گو بھی (جو تین مہینہ کی قید کی مصیبت جھیلکر حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر وایسرائے ہند کے انصاف اور رحم دلی کی داد دیتے ہوے اپنے بچھڑے ہوئے عزیزوں سے ملے) اس دعوت میں شریک کر لیے جاتے لیکن صدمہ اور افسوس ہے تو اس بات کا ہے کہ ہمارے اُن ہر دلعزیز بھائیوں کو دعوت میں بلانا تو درکنار اُن بیچاروں کے ساتھ ایسی سختی برتی گئی کہ اُنہیں میں کے چند مسلمانوں کو جو صرف مسٹر مظہر الحق کو دیکھکر اُنکا شکریہ ادا کرنا اور اپنا دل خوش کرنا چاہتے تھے ' پھاٹک کے اندر تک آنے کی اجازت بھی نہ دیگئی اور نہایت بیجا طریقہ سے اُن لوگوں کو باہر نکال دیا گیا !!

خدا سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں غیرت ' حمیت ' سچائی ' اور ایثار نفسی پیدا ہو - یہی اسلام کے سچے اصول ہیں اور نہیں اصولوں کو جو قوم مد نظر رکھیگی ' وہی میدان ہستی میں قدم بڑھاتی ہوئی کامیاب نظر آئیگی !!

راقم حکیم عبد القوی (لکھنؤ)

اُردو کا سرخ کارڈ میرے نام بھی آیا تھا ' اسمیں مسٹر مظہر الحق' سر راجہ صاحب محمود آباد ' اور جناب مولانا عبد الباری کے اعزاز میں پارٹی اور ڈنر کا دینا ظاہر کیا تھا - مگر میں نے اسکے پشت پر یہ شعر لکھکر واپس بھیجدیا :

ما خانہ رسید گان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست !

شاید ایسا کرنا رسم و راہ تہذیب کے خلاف تھا مگر آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے مجنونانہ جذبات سے مجبور ہوں ' اور کیا کروں کہ نغموں کا نہیں بلکہ ماتم کی فریادوں کا عادی رہا ہوں - کوئی صحبت آہ و بکا ہوتی تو جاتا - عیش و نشاط کی کم جرویوں کے لائق نہیں :

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے * غم آوارگی ہاے صبا کیا

جس شہادت آباد کانپور میں خون کے دھبے اب بھی تلاش کرنے سے ملسکتے ہیں ' وہاں اسقدر جلد " بھولنے " کی تعلیم پر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا :

هنیأ لارباب النعیم نعیمها
و للعاشق المسکین ما یتجرع

میں صبر کیے خاموش تھا - آپنے یہ خط لکھکر میرے خیالات میں ایسی جنبش پیدا کردی ہے کہ اگر ضبط نہ کروں تو نہیں معلوم کیا کیا لکھ جاؤں ؟ جبکہ گارڈن پارٹی میں بینڈ کے نشاط انگیز نغمات بلند ہو رہے تھے ' تو اُس وقت کتنے انسان تھے' جنکے کانوں میں موت اور احتضار کی اُن چیخوں کی بھی صدا آتی تھی ' جو ۳ - اگست کو مچھلی بازار میں بے بسی کی ایڑیاں رگڑتے ہوے

کتنے هي فرزندان توحید کي خشک زبانوں سے نکلي هونگي؟ جانے دیجیے - اپنے کاموں میں مصروف رهیے - دنیا عقلمندی میں بہت بڑھگئي هے اور میں دیوانه هوں!

در بادیه تشنه کاں بمردند
وز دجله به مکه می رود آب!

اُردو انگریزی کارڈوں کے اختلاف مضمون کا حال سب سے پہلے مجھے مسٹر مظہر الحق سے معلوم هوا - انکے پاس بھی اُردو هی کا کارڈ آیا تھا - عین پارٹي میں انکو انگریزی کارڈ کے مضمون کي خبر هوئي - اسمیں اِن تینوں بزرگوں کا بالکل ذکر نه تھا ' بلکه صرف یه تھا که حضور ریسراے کی تشریف آوری کی خوشي میں یه پارٹی دي گئی هے!

مجھے ذاتي طور پر معلوم هے که مسٹر مظہر الحق نے بعض اشخاص کانپور کو پارٹي سے پہلے لکھدیا تھا که اُن حکام کو جلسے میں بلانے کي کوشش بہتر نه هوگي ' جو مسلمانوں کیلیے اپنے نظارے میں ایک درد انگیز داستان کي یاد رکھتے هیں -

میں نے یه بھي سنا هے که جلسے میں شاید کسي شخص سے بعض حکام نے یه بھي کہا که " همکو اُردو کارڈ کا حال معلوم نه تھا - اگر معلوم هوتا که یه پارٹي اِن لوگوں کے اعزاز میں دي گئی هے تو هم کبھي نه آتے "

حضرات کانپور کي یه ستم ظریفي بھي قابل داد هے که ایک طرف تو حکام کو اُردو کارڈ کے مضمون سے بے خبري کي شکایت هے ' دوسري طرف آپ کو انگریزي کارڈ کي بے خبری پر افسوس - شاکي دونوں هیں اور دونوں کي شکایت بھي یک ساں! صحبت تو هوگئي - اب دونوں فریق اپني اپني شکایتوں کا موازنه کر لیں :

کہتے هیں که وہ بھي بھي کہتے هیں 'کروں کیا
کہتے هیں که دلجوئیے اعدا نه کرو تم!

اپکو جن امور کي شکایت هے اب اُسکي نسبت کیا کہوں؟ اپني اپني طبیعت اور اپنا اپنا اصول هے - لیکن معاف فرمایئے گا - جناب راجه صاحب محمود آباد ' مسٹر مظہر الحق ' اور مولانا عبدالباری تو مجبور تھے که اِنھي کیلیے دعوت کا دینا ظاهر کیا گیا تھا ' اور نه جاتے تو لوگوں کي دلشکني هوتي ' مگر آپ کو اور جناب حکیم صاحب کو کونسي مجبوري پیش آئي تھي که با وجود ان حالات کے حس و تاثر کے ' شریک صحبت رهے اور اب بعد اختتام صحبت اسکي شکایت هے؟ یکے بعد دیگرے آپنے تین درد انگیز اور ضبط ربا مناظر دیکھے ' جنکي آپنے تفصیل کي هے ' لیکن بالآخر ان تینوں مرحلوں سے آپ بھي علي اي حال گذر هي گئے اور کوئی منزل بھي آپکو مجلس کي رگیدیوں سے الگ نه کرسکي!

ایں گناهیست که در شهر شما نیز شود!

اگر آپکي جگهه میں هوتا اور یه تکلیف دہ مناظر سامنے هوتے ' تو بلا ادنی تامل وهاں سے اُٹھکر چلدیتا اور چلتے چلاتے جتنے شخص مل جاتے ' انکو بھي کھینچ کر اپنے ساتھه لیجاتا :

همره غیري و مي گرئي بیا عرفي تو هم؟
لطف فرمودي ' برو ' کیں پاے را رفتار نیست!

کن یداً ' لا تکن لسانا - سچي شکایت عمل سے هوني چاهیے نه که زبان سے - آپ بالآخر ڈنر میں بھي شریک هوے اور متہمین حادثه ۳ - اگست کے شکریے کي تحریک کي - بقول آپکے مناظر ثلاثه سه پهر کو پیش آئے تھے - رات تک آپنے ضبط کیونکر کیا اور کیا مجبوري تھی؟

میں نے سنا هے که ایک سو چھه آدمیوں میں سے بھی جو لوگ پارٹی اور ڈنر میں شریک کیے جاسکتے تھے ' انکو شریک کیا گیا تھا - مولوی عبد القادر صاحب ازاد سبحاني پارٹی اور ڈنر ' دونوں میں شریک کیے گئے تھے - البتہ ان میں سے عام لوگوں کو نہیں شریک کیا تھا عذر یه هے که یه دونوں صحبتیں آداب ورسوم صحبت کي متقاضی ' اور انکے لیے وہ موزوں نه تھے - رات کو مجلس میلاد میں سب کو شریک کیا گیا تھا -

مصالحة ... ئهٔ اسلامیهٔ کانپور

از جناب مولوي حکیم محمد رضوان صاحب

محمود الالسنة و الافواه - معسود الاقران و الاشباه - محترمي جناب مولانا زید مجدکم - سلام مسنون - فیصلهٔ کانپور کے متعلق میں نے موافق اور مخالف دونو قسم کي رائیں غور اور اطمینان سے پڑھیں - عرصه سے اس خیال میں هوں که اپني ناچیز رائے سے اهل ملک کو آگاه کروں لیکن کثرت کار اور هجوم افکار سے اسقدر عدیم الفرصت رها که کچھه نه لکھه سکا - اگرچه مہري مشغولي کا ابتک وهي عالم هے لیکن زیادہ تاخیر میں وقت کے گذر جانے کا اندیشه هے اسلیے چند سطریں لکھکر حاضر خدمت کرتا هوں - اگر جناب مناسب خیال فرمائیں تو الهلال کے کسي کالم میں درج کردیں -

اس میں کچھه شک نہیں که ۱۴ - اکتوبر کا مبارک دن انگریزي عهد حکومت میں یاد گار روز هے جس کي مسرت خیز یاد کا مسلمانوں کے دل و دماغ سے مٹنا دشوار هے - اس یوم سعید میں حضور ریسراے بہادر نے مسلمانوں کے ساتھه جو شریفانه سلوک کیے ' جس سیر چشمي سے اپني عنایت و کرم گستري کا بین ثبوت دیا ' اور جس مردانگي سے ایک سو چھه گرفتاران بلا کو قید غم سے آزاد فرمایا ' اُنکي شکر گزاري سے هماري زبانیں عاجز هیں اور جسطرح اسوقت تمام قومیں حضور ممدوح کي ثنا خواں هیں اسي طرح اُنکي آنیوالي نسلیں بھي جناب موصوف کي نیکي ' انسانیت ' انصاف پسندي ' اور صلح جوئي کي همیشه توصیف کرینگي - اگرچه اینگلو انڈین اخبارات اپنے تعصب سے اس مدبرانه انصاف کي غلط تعبیر کررهے هیں اور حضور نائب کشور هند کی مربیانه فیاضي اور عنایت کو کمزوري اور بزدلي بتا رهے هیں لیکن سچ یه هے که :

رموز مملکت خویش خسروان دانند

حضور ریسرائے نے رحم و عدالت کي سب سے زبردست طاقت سے جسقدر قلوب کو مسخر کرلیا هے اور جتنے دلوں پر بزرگش رعب و جلال کا سکه جما دیا هے ' اگر اسکي جگه اپني ساري بحري و بري قوت کو صرف کردیتے تو بھي اس محبت اور خلوص کا حصول نا ممکن تھا -

حضور ریسراي کے علاوہ اور جن جن حضرات نے مسلمانوں کی دستگیري اور غمگساري فرمائي ' وہ سب کے سب صد عزت و تشکر کے لائق هیں - میں اس موقع پر مسلمانوں کے عدیم النظیر مربي و سرپرست جناب مسٹر مظہر الحق و جناب مسٹر فضل الرحمن کے نام نامي کے لیے بغیر نہیں رهسکتا جنهوں نے اسیران مذهب کي اعانت کیلئے اسوقت هاتھه بڑھایا ' جب ان کي عزت و حرمت کا بجز رحمت الهي کے کوئي محافظ نه تھا - جب مسلمانوں کي اندھا

دهند گرفتاریاں هو رهي تهیں ' جب وارنٹ بے تکان مجرموں کے نام نکل رهے تے ' جب مجروحین کے کاري زخموں سے خون کے فوارے جاري تے' جب ننهے معصوم بچے بستر مرگ پر دم توڑ رهے تے ' اسوقت سب سے پہلے غیرت و حمیت کا شعله انهي کے مبارک سینوں میں مشتعل هوا اور بعده ان کے شراروں سے هر شخص نے اپنی قابلیت و استعداد اور قوت کے موافق حصه حاصل کیا - اس نازک اور اهم موقع پر معزز اڈیٹر الهلال ' همدرد ' زمیندار ' اور مرحوم مسلم گزٹ نے جو مذهبي اور قومي خدمت انجام دي ' اسکی یاد بهی هنوز مسلمانوں کے دلوں میں تازه هے اور اس کی سپاسگزاری سے مسلمان کبهی سبکدوش نهیں هوسکتے -

ان تمامتر واقعات میں سب سے زیاده فخر و شکر کے لائق یه بات هے که هماري کوششیں بیکار نهیں ثابت هوئیں ' هماري پراگنده طاقتیں ایک مرکز پر جمع هوگئیں' هماري مجموعي قوت کا آخر الامر دنیا نے اعتراف کیا ' هماري تقریروں نے نه صرف ظاهري عمارتوں کو بلکه دلوں کے کنگروں کو هلادیا ' اور هماري تحریروں نے نئے دور کا سنگ بنیاد رکها - فلله الحمد و الکبریاء - کون جانتا تها که آج کے بعد کل کیا هونیوالا هے' اور کسکو علم تها که مستقبل ایام ماضیه کی تاریکی اور ظلم کو دور کر دیدیوالا هے ؟

یهانتک جو کچهه عرض کیا گیا وه بطور تمهید کے تها - اصل مقصد کے متعلق یه گذارش هے که فیصله کانپور کی نسبت خود مسلمانوں کے مختلف خیالات هیں - زمیندار ' همدرد ' و دیگر اسلامي اخبارات کے اڈیٹر فیصله کے هر جزو کو قابل اطمینان بتاتے هیں - آنریبل سید رضا علی نے اس پر ایک مجمع کے سامنے اظهار مسرت کیا هے - مسٹر مظهر الحق کے مطمئن هونے کی خبر زمیندار نے کسی اشاعت میں درج کي کي هے - فرنگی محل کے آستانه سے جو صدا بلند هوئي هے اس میں گو یه فیصله قابل تعریف نهیں بتایا گیا ' تاهم سر نیا زخم کردینے کي هدایت کیگئي هے -

لیکن بهت سے مسلمان فیصلے کے اس جزے جس کا تعلق مسجد کے ساتهه هے ' مختلف نظر آتے هیں - اِن تمام مسلمانوں میں معزز اڈیٹر (الهلال) خصوصیت سے قابل الذکر هیں جنهوں نے حق کے اعلان میں ذرا کوتا هي نفرمائي اور شریعت اسلامي کے زبردست قانون کا کمال آزادي سے اظهار کرتے هوئے زمین مسجد کے مطالبه کو قائم رکها -

اڈیٹر (الهلال) کي یهي وه فضیلت هے جو هزاروں ' لاکهوں قلوب کو بجلي کي سرعت سے اپني طرف کهینچ رهي هے !!

فیصله مسجد کي صحت کے متعلق سب سے زیاده قابل غور یه مسئله هے که یه مذهبي قضیه کس اعتبار سے طے هوا هے اور مبادي صلح میں کن پهلوؤں پر خیال کیا گیا هے ؟ اگر اسکي بنیاد سیاسي حکمت عملي یا اپنے ضعف و نا توانی و نا کامي اور نامرادي کے خیال پر قائم کیگئي هے تو شاید هم بهي یه کهنے کیلیے طیار هو جائیں که بهت خوب ' بجا اور درست هے - لیکن اگر اُن تمام خیالات کے ساتهه مذهب کا بهي جوڑ لگایا گیا هے تو بجز اپني اور مسلمانوں کي بد قسمتي کے اور کیا کها جاسکتا هے - کیونکه مذهب اسلام میں مسجد کا کوئي حصه مصالح مسجد کے سوا علم راسته یا دوسرے کسی مقصد میں نهیں لایا جاسکتا -

میں سخت متحیر هوں که جن مسلمانوں نے مسجد کے اس فیصله کو به طیب خاطر منظور فرمایا هے انهوں نے جناب مسٹن صاحب بهادر کے فیصلهٔ معارضه کو کیوں نا منظور کردیا تها - حالانکه اُس فیصله میں دو تین باتیں ایسي موجود تهیں جو اس میں هرگز نهیں پالی جاتیں -

(۱) مسجد کے شمالي طرف ایک معتد به حصهٔ زمین کا ملنا -

(۲) گورنمنٹ عالیه کا اس پر اپني طرف سے عمارت بنانا -

(۳) اُس حصه کا من کل الوجوه مسلمانوں کے قبضه میں آجانا -

اور اس فیصله کي نوعیت جهانتک اخبارات سے معلوم هوسکي یه هے که اصل نزاعي حصه رهگذر عام میں اُسي طرح شامل هے صرف اسکے اوپر اتهه فٹ بلند ایک چهجه بنا کر وضو خانه یا دالان بنانے کي اجازت دیگئي هے - اس عمارت کو متولي اپنے صرف اور اپنے روپیه سے طیار کرائینگے اور زمین کي ملکیت کا مسئله نهایت اجمال اور ابهام میں رکها گیا هے جس سے کسي نتیجه پر پهنچنا بهت دشوار هے - بهرحال اب ان باتوں کا وقت نهیں - شریک معامله حضرات نے جس امور کو مناسب سمجها ان پر عمل فرمایا اور اپني بے لوث مخلصانه خدمتوں سے مسلمانوں کو رهین منت کیا - جو لوگ ان کا شکوه کرتے هیں میرے نزدیک سخت غلطي پر هیں - البته قابل غور یه سوال هے که مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاهئیے اور کونسے جائز اور مناسب طریقے اختیار کرنے چاهئیں جن میں مسلمانوں کي حقیقي اور اصلي کامیابي کا راز مضمر هو -

امید هے که معزز و معترم اڈیٹر الهلال اور دیگر بزرگان قوم اسطرف خاص توجه فرماکر مسئله مذکوره پر روشني ڈالینگے -

عید اضحیٰ اور انجمن خدام کعبه

هر مسلمان کي دیني جوش کي امتحان کا وقت هے

(۱)

هم بارها بصراحت ' دهرا چکے هیں که یهه تحریک محض مذهبي هے ' اسکو کسي سیاسي قضایا سے کوئي سروکار نهیں ' مگر سچ هے که حیله جو اور دل اور عقبیٰ فراموش و دین فروش بد نصیبوں کے لئے آخر کوئي نهانا تو ضرور چاهیے - الله انکو توفیق عمل عنایت فرمائے - جو اخوان ملت اس آواز کے منتظر هیں ' هم انکو یاد دلاتے هیں که انکي امتحان اور انکي ایفاے عهد کا وقت آ گیا - آج یوم الحج هے اور عیدالضحیٰ (اضحیٰ) هے - سنت ابراهیمي کي ساتهه حرمین شریفین کے لئے بهي تهوڑي سي قرباني آج چاهیے -

اگر آپ انجمن کي سلسله میں داخل هوگئي هیں تو جزاک الله - اس عهد کو یاد فرمائیے جو داخله کے وقت حلفاً آپنے کیا تها - جو حضرت هنوز کسي نه کسي وجه سے داخل سلسله نهیں هوے اُنکو دعوت دیجئے - عیدالضحیٰ (اضحیٰ) کي دن هر ایک خادم کا فرض هونا چاهیے که وه اپني جوش ایماني کو بجاے خود آزماے اور تجربه کرے که وه کچهه کر سکتا هے یا نهیں ؟ اسکي اندر شعله مذهبي پیداهوا یا نهیں ؟ اسکي غیرت کو کچهه حرارت پیدا هوئي یا نهیں ؟

خاکساران

محمد عبدالباري فرنگي محلي خادم الخدام جمعیت اصلیه انجمن خدام کعبه دهلي

شوکت علي بي اے معتمد خادم الخدام

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بالسید الامام المدعو بالمرسلی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, November 26 1918.

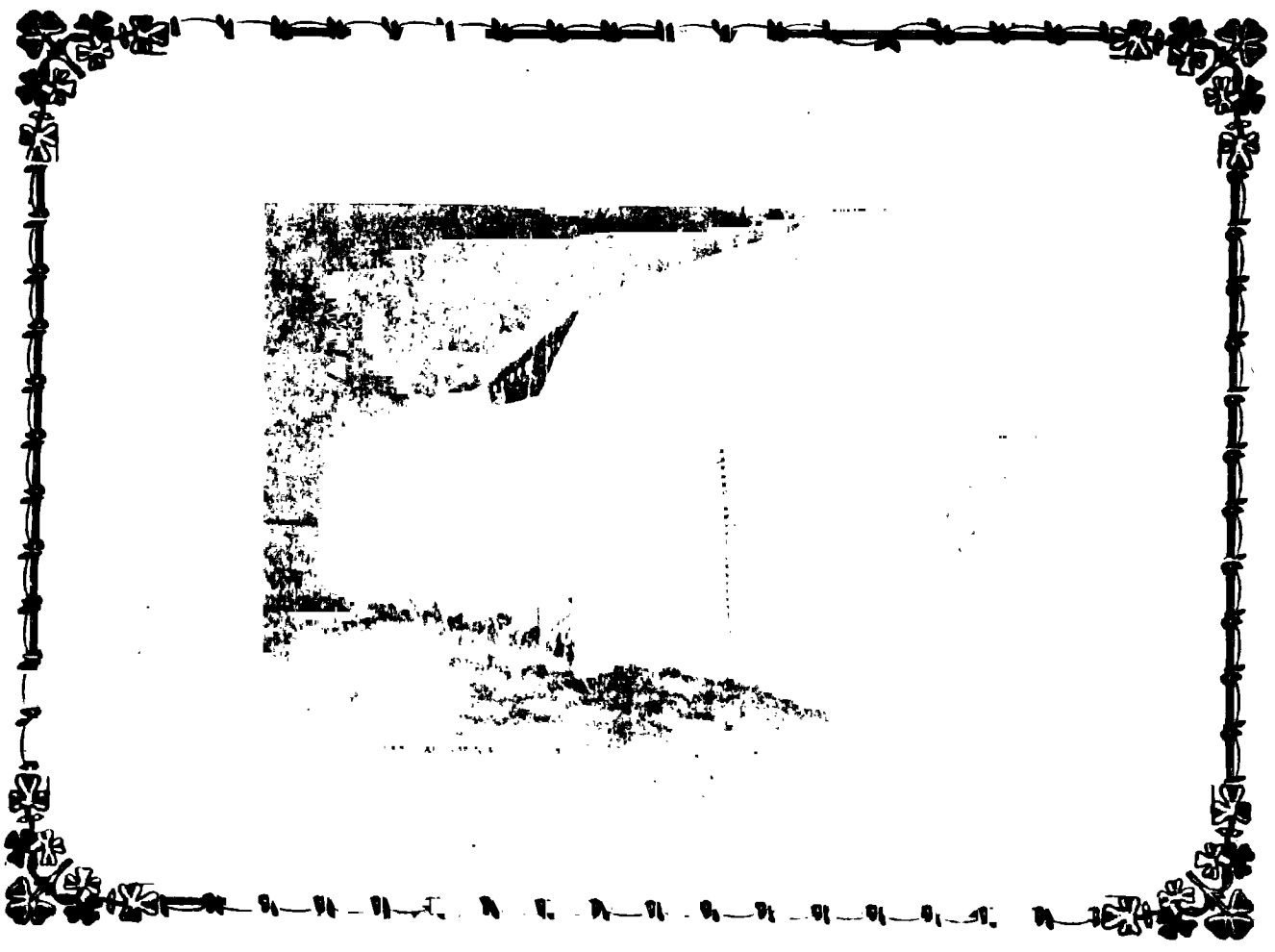

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

early Subscription, Rs. 8

alf-yearly ,, ,, 4-12.

الہلال

3

مدیر مسئول و مؤسس خصوصی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۲۲ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, November 26 1913.

فہرست

افغانستان	۲
جنوبي افریقہ	۱
مقالۂ افتتاحیہ (النباء الالیم (۲))	۳
مقالات (تاریخ اسلام اور بحریات)	۷
انتقاد	۹
مطبوعات جدیدہ	۱۱
هنود عثمانیہ (جبل اسود بعد از جنگ)	۱۲
برید فرنگ (جنگ بلقان کي سبک انجامي)	۱۳
المراسلة و المناظرة	۱۵
مراسلات (مصالحة مسئلۂ اسلامیہ کانپور - توضیح مزید - بشارت عظمي)	۱۷-۱۸
تاریخ حسیات اسلامیہ (الہلال اور پریس ایکٹ)	

تصاویر

عثماني اهن پوش " رشادیہ "	(لوح)
تاریخ ترقیات بحریہ	(صفحۂ خاص)

جنوبي افریقہ

اخبار و الانباء

جب کوہ آتش فشاں پھٹجاتا ہے تو پھر چند سوراخوں کے بند کرنے سے آتش و سنگ کي بارش موقوف نہیں ہوتي - مسز گاندھي ، کیلین بیچ ، پولک ، اگر پا بزنجیر ہو گئے تو کیا اس سے وہ عالمگیر آگ بھي پا بجولاں ہو جائیگي جسکے آتشکدے ان اسیروں کے دھن و زبان میں نہیں بلکہ ان ہزارہا ہندوستانیوں کے دلوں میں ہیں ، جو جنوبي افریقہ میں پھیلے ہوے ہیں ؟

انساني فطرت کي ایک عجیب و غریب کمزوري یہ ہے کہ وہ جرم سے انکار کرنے کے وقت دنیا کو محروم الوجدان اور مسلوب العقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ نادان یہ نہیں جانتا کہ جرم نے خود اسکي خرد و ہوش پر پردے ڈالدیے ہیں -

کسي بد نصیب کے قتل سے انکار ممکن ہے مگر جب آستین و دامن پر خون کے دھبے ہوں اور ہاتھ میں خنجر ، تو کون ہے جو اس انکار کو صحیح تسلیم کریگا ؟

دفتر مستعمرات کے نام لارڈ کلیڈ اسٹون نے اس بارے میں ایک مراسلہ بھیجا ہے جسمیں لکھا ہے کہ ظلم و جبر کي خبریں مبالغہ سے پر ہیں - انکو اپنے وزرا کي عدل پرستي پر کامل اعتماد ہے - وزرا کا مقصد صرف اعادۂ امن ہے اور کچھہ نہیں - تازیانے اور گولیوں کي خبر صحیح نہیں -

ان تمام ہندوستانیوں کي تعداد ۳۶۸ ہے جنکو قیدي اور نیو کیسل کے ضلعوں میں سزا دي گئي ہے - سزا کي مقدار ایک ہفتہ اور ۱۰ شلنگ سے لیکے ۵ پونڈ اور ۶ ماہ تک ہے - قیدي میں ۱۰ - احاطے قید خانے کي حیثیت میں منتقل کیے گئے ہیں اور سزا صرف ۳ - کو دي گئي ہے - وغیرہ وغیرہ

ہم نہیں سمجھتے کہ اس سعي سے لارڈ کلیڈ سٹون کا مقصد کیا ہے ؟ اگر اسکا منشاء یہ ہے کہ وہ اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں جو بحیثیت صدر اعظم ہونے کے ان پر عائد ہوتا ہے ، تو بیشک وہ اداء فرض میں تو کامیاب ہو گئے مگر اسطرح کہ اپنے ضمیر و فیصلہ کو مشکوک بھي کر دیا ، لیکن اگر وہ درحقیقت اہل ہند کي تشفي چاہتے ہیں تو ہمیں انکي اس عقل و دانش پر ماتم کرنا چاہیے -

وہ ہندوستانیوں کي تشفي کرنا چاہتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ کیونکر کریں - وہ کہتے ہیں کہ مجھے اپنے وزراء پر اعتماد ہے مگر انکے اعتماد کي وجہ سے ہندوستاني ان وزراء پر کیونکر اعتماد کرسکتے ہیں ، جنکے طرز عمل نے یہ محشر بپا کیا ہے ؟

تازیانہ و بندوق کے استعمال سے وہ اسلیے انکار کرتے ہیں کہ مقامي مجسٹریٹ اسکا اعتراف نہیں کرتے ، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں انکي رعایا کے ساتھہ بھي واقعہ ہوا ہوتا تو یہ دلیل آنکي تسلي کے لیے کافي ہوتي ؟

وہ کہتے ہیں کہ وہ قلي جو غالباً نارجیا تھا ، مرض سے مر گیا مگر ہم ہندوستاني جانتے ہیں کہ کوڑوں کي ٹھوکر کھانے والے ہمیشہ قلي ہي کي وجہ سے مرتے ہیں -

اب جبہ پیماد لبرلز ہوے چھلک گیا ہے ، ہماري حکومت ہند نے بھي اپني مہر خاموشي توڑي ہے -

۱۹ - نومبر کو وائسرے نے وزیر ہند کے نام ایک تار اس مضمون کا بھیجا کہ نظر بر حالات موجودہ ، ایک بے لاگ اور کامل تحقیقات ہوني چاہیے -

اگر مظالم ثابت ہو جائیں تو ان انسانیت کے خلاف اعمال پر سختي کے ساتھہ اعتراض کیا جاے - نیز ہر مجسٹي کي حکومت سے اسمیں مداخلت کي درخواست کیجاے - اسکے جواب میں وزیر ہند نے وہ مراسلہ بھیجدیا ہے جو دفتر مستعمرات میں موصول ہوا تھا مگر غنیمت ہے کہ حکومت ہند نے اس پر اکتفاء نہیں کیا اور دوبارہ لکھا ہے کہ جلد سے جلد بے لاگ اور کامل تحقیقات ایک ایسي کمیٹي کے ذریعہ ہونی چاہیے جسمیں ہندوستانیوں کي بھي نیابت ہو -

حق و صداقت کي راہ میں اگر کوئي جماعت جہاد کرتي ہے تو اغیار و اجانب بھي اسکے ساتھہ ہمدردي کیے بغیر نہیں رہسکتے - معاملات ہند کے ساتھہ انگریزي پریس کي سرد مہري پر ہمیشہ فغاں سنجي کي گئي ہے مگر سچ یہ ہے کہ ہم نے یک دل ہوکر کسي کام کے لیے کوشش بھي کب کي ؟ آج جبکہ ہم جنوبي افریقہ میں متحدہ و متفقہ طور پر وطن عزیز کي عزت و حقوق کے لیے جد و جہد کر رہے ہیں ، تو انگلستان کے آزاد اخبارات سے لیکے شدید تر بن کنسرویٹو اخبارات تک ، سب کے لب خود بخود کھل گئے ہیں -

ٹائمز ، مارننگ پوسٹ ، ڈیلي نیوز ، پال مال گزٹ وغیرہ ، سب نے بالاتفاق ہندوستانیوں کي حمایت میں صدائیں بلند کي ہیں -

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

میں چاهتا هوں که چند الفاظ اسکے متعلق اور عرض کروں - ۵ - ذي الحجه کي اشاعت میں جو مضمون مفصل شائع هوا هے ' وہ قارئین کرام کے پیش نظر هوگا - اس مضمون میں پوري شرح و بسط کے ساتھه فیصلے کي اُس صورت کو عرض کرچکا هوں جو پہلے قرار پائي تھي ' اور جسکي مجھے اطلاع دي گئي تھي -

سب سے پہلے اسپر نظر ڈالني چاهیے که موجودہ صورت اُس صورت سے کن کن امور میں مختلف هے ؟

(۱) سب سے پہلا سوال زمین متنازعه فیه کي ملکیت کا هے حضور ریسرائے نے نه صرف یه که اسے مبهم هي چهوڑ دیا هے ' بلکه اس کو غیر ضروري بهي قرار دیا هے -

مسٹر مظهر الحق کهتے هیں که ملکیت کا اعتراف کرا لینا کچهه بهي مشکل نه تها ' لیکن قانوناً یه ایک لاحاصل بات هوتي - زمین موقوفه کسي کي ملک نهیں - البته گورنمنٹ نے اسپر قبضه کرلیا تها جو هم کو واپس ملگیا - عدالت دیواني میں نالش بهي کي جاتي تو قبضه کي کي جاتي ' نه که ملکیت کي -

جناب مولانا عبد الباري صاحب کے ایک خط کا کچهه حصه آج کي اشاعت میں کهیں درج کیا گیا هے ' اُس میں بهي انهوں نے اسي پر زور دیا هے -

میں نے اسپر غور کیا لیکن میں اسے سمجهه نه سکا - یه سچ هے که وقف کي ملکیت کسي کو نهیں پهنچتي مگر پهر یه کیا تها که مینرسپلٹي اُس زمین کي قیمت دے رهي تهي ؟ وہ قیمت دیکر صرف قبضه لینا چاهتي تهي یا وہ حق بهي ' جسے حق تملک کهتے هیں ؟

خرید و فروخت کس شے کي هوتي هے ؟

" زمین موقوفه " کسي کي ملکیت نهیں - یه آپکا خیال هے نه که عملاً گورنمنٹ کا - وہ ضرورت کے وقت بقیمت اسکو خرید تي اور اسکي ملکیت کو منتقل کرلیتي هے - پس یه بات که زمین کسي کي ملکیت کا سوال نه تها بلکه قبضه کا ' خود آپکا ایک دعوا هے اور جب آپ یه کهتے هیں تو کوئي دلیل پیش نهیں کرتے بلکه محض اپنے دعوے کا اعادہ کرتے هیں -

یه کوئي مسلم مقدمۂ قانوني نهیں جو آپ میں اور آپکے مدعا علیه میں مشترک هو - اور اسکا اعتراف کرانا غیر ضروري هو - مسجد سے وہ زمین علحدہ کرکے سڑک میں شامل کرا لي گئي - اسمیں اور مسجد میں ایک دیوار حائل هوگئي - اسکے معاوضه میں دوسري زمین دي جاتي تهي یا نقد روپیه -

یه تمام باتیں صرف قبضه هي کے متعلق نه تهیں -

میں قانون سے واقف نهیں هوں لیکن قانون کو سمجهنا چاهتا هوں - میرا خیال یه هے که اصلي سوال ملکیت هي کا هوگیا تها - وہ پهلي صورت میں اصولي طور پر ملحوظ تها مگر اس صورت میں نظر انداز کر دیا گیا -

(۲) اسکے بعد سوال حق قبض و تصرف کا هے - پهلي صورت میں قبضه بالکل مسجد کو مل جانا چاهیے تها لیکن اب اشتراک حق مرور سے پورا قبضه بهي باقي نه رها -

(۳) هئیة مجموعي اُس صورت کي ایسي تهي ' جس سے یه تغیر گویا خود مصالح مسجد کیلیے هوتا ' اور یه نظیر قائم نه هوتي که سڑک کي توسیع کیلیے مسجد کي زمین کسي راضي نامه کے بعد لیلي جاسکتي هے -

پس في الحقیقت موجودہ فیصله میں عدم ملکیت ' عدم تکمیل قبضه ' اور آیندہ نظیر ' تین نقص شدید پائے جاتے هیں - قبضه کي عدم تکمیل کا مبنی حق اشتراک مرور هے -

مولانا عبد الباري کي تحریر جو آج شائع کي جاتي هے ' صاف صاف لفظوں میں بتلاتي هے که -

(۱) انهوں نے جواز کا فتوی نهیں دیا - انکي خواهش یه تهي که حضور ریسرائے زمین همارے سپرد کردیں اور هم میں اور میونسپلٹي میں معامله رهجائے -

(۲) وہ اس خیال کو لفظ " بهتان " سے تعبیر کرتے هیں که " انهوں نے موجودہ صورت کو جائز سمجها "

(۳) جیسا که انهوں نے انریبل سید علي امام سے کها ' انکو اعتراف هے که " اس فیصلے سے نه تو مسلمانوں کي تشفي هوگي اور نه بے چیني دور هوگي "

میں سمجهتا هوں که اسکے بعد اصل معاملے کي نسبت مولانا میں اور هم میں کچهه بهي اختلاف باقي نهیں رهتا ' سوا اُس طریق کار کے جو اختیار کیا گیا ' اور وہ واقعه ماضي هے نه که اس مسئلۂ کا مستقبل - وقت ایک بار جاکے پهر آنے کا عادي نهیں :

نکل گیا هے وہ کوسوں دیار حرماں سے !
پس في الحقیقت یه کهنا کسي طرح غلط نهوگا که " موجودہ تصفیۂ زمین پر بے اطمیناني ظاهر کرنے میں کوئي اختلاف نهیں هے - در اصل ایک هي خیال هے اور ایک هي گروہ "

اس تصفیه کے دو جزو ابهي باقي هیں :

(۱) کونسل کي آیندہ نشست میں حفظ عمارات دینیه کے قانون کا پیش هونا اور پاس هونا ' جس کا ذمه برنبائے وعدہ هز ایکسلنسي وائسرائے انریبل مسٹر امام ' جناب راجه صاحب نے لیا هے -

(۲) دالان کي تعمیر کے وقت مینو سپلٹي سے به نهج احسن تصفیه -

اگر پهلا جزو پورا هوجائے تو موجودہ تصفیه کے تین نقائص میں سے ایک نقص شدید خود بخود دور هو جایگا ' یعنے اس نظیر کا آیندہ کیلیے متعدي هونا -

دوسرے جزو پر اگرچه مولانا عبد الباري بار بار وثوق کے ساتھه زور دیتے هیں ' اور اس خط کے آخر میں بهي انهوں نے دهرایا هے ' لیکن میں چند دنوں کي امید خوش سے زیادہ اسے نهیں سمجهتا - ریسرائے نے اپني تقریر میں جن اُمور کو واضح کر دیا هے اس سے زیادہ اب کچهه نه هو سکے گا - البته یه ممکن هے که شاید مینونسپلٹي سے تعمیر کے وقت کچهه رعایات دیگر صورتوں میں حاصل هوجائیں - کیونکه کها جاتا هے که اسکي نسبت حضور ریسرائے نے اطمینان دلایا هے اور ایک طرح کا غیر سرکاري وعدہ هوچکا هے -

پس ان حالات کے ساتھه اگر کلم کرنا هو تو صرف دو هي کلم اس بارے میں همارے سامنے هیں -

(۱) فوراً ایک منتخب کمیٹي قائم کي جاے جسمیں باهر کے لوگ بهي شامل هوں اور جو تعمیر دالان وغیرہ کے مسئله کو اپنے هاتھه میں لے اور صرف کانپور کي مقامي حالت پر نه چهوڑ دیا جاے - اسمیں کانپور کے معززین بهي شامل هوں - بحالت موجودہ اصلي ضرورت ایک با قاعدہ جماعت کي هے -

(۲) معجزہ قانون کا انتظار و مطالبه -

(۳) بصورت عدم نفاذ قانون دیواني نالش -

افسوس که اس سے بهي اهم تر سوال ۳ - اگست کے خونین مظالم کا تها ' اور وہ عین زندگي کي حالت میں دفن کردیا گیا : انا لله وانا الیه راجعون - اس جهان میں کوئي هستي ایک مرتبه مر کر پهر واپس نهیں آ سکتي - میرے پرجوش دوستوں کو سمجهنا اور غور کرنا چاهیے :

مقصد پذیر نیست دریغا ' وگرنه من
در هر قدم هزار قدم پیش رفته ایم !

الهلال

۲۶ ذی الحجه ۱۳۳۱

بجرم عشق توهم مي کشند و غوغا ئيست * تو نيز بر سر بام آ که خوش تماشا ئيست

(۲)

سر زمين محترم هند کا فرزندان اسلام سے مطالبه

و لو انا کتبنا عليهم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من ديارکم ما فعلوه الا قليل منهم ' و لو انهم فعلوا ما يوعظون به ' لکان خيراً لهم و اشد تثبيتا (۴:۶۹)

اور اگر هم ان مدعيان خدا پرستي کو حکم ديتے که حق و صداقت کي راه ميں اپني جانوں کي قرباني کرو يا اپنا گهر بار چهوڑ کر نکل جاؤ ' تو اُن ميں سے چند آدميوں کے سوا کوئي بهي ايسا نه کرتا - حالانکه جو کچهه انکو سمجها يا گيا هے اگر وه اُسکي تعميل کرتے تو اُنکے حق ميں بهتر هوتا اور اسکي وجه سے وه اپنے حق و مقصد پر مضبوطي کے ساتهه جمے رهتے -

وه آنکهيں جو ايک سال پہلے طرابلس اور برقه کے مناظر مظلوميت پر خونبانه فشاني کر رهي تهيں ' وه دل جو چند ماه پيشتر مقدونيا کے حوادث خونين کي ياد ميں دو نيم تهے ' وه زبانيں جو کل تک شهداء مقدسين کانپور کيليے فغاں سنج تهيں ' ابهي اسوده خاطر اور خارغ البال نهيں که انکي مشغوليت کا سامان باقي هے !

سه چيزست آنکه پا يانے ندارد :
شبے من ' دردِ من ' افسانهٔ من !

پهر وه انکهيں جنهوں نے کل تک حق و انسانيت کے ان عالمگير ماتموں ميں حصه ليا هے ' کيا آج عدل و انصاف کي ايک مصيبة کبرىٰ اور ماتم عظمىٰ کيليے چند آنسوؤں سے بهي بخل کرينگي ؟

اگر کل تک طرابلس و بلقان کے ماتم گذار انسانوں کي مظلوميت پر رو رهے تهے ' تو تعجب هے اگر آج رهي انساني مظلوميت انکي انکهوں کو تر نه کرے ! اگر انکا جوش و خروش اور جد وجهد اسليے تها که حق و انسانيت کا ساتهه ديں اور ظلم و عدوان سے نفرت کريں ' تو حيف هے اگر آج اُسي مظلوم انسانيت کي چيخيں انکے دلوں کي محبت اور همت کي همدردي حاصل نه کر سکيں !

انسانيت اور حق و عدل کے پرستاروں کے ليے امتياز اين و آن نهيں هے - وه جو وطن کي قيد سے منزه ' زمين و مرز بوم کي تميز سے پاک هيں ' انکے ليے خدا کي زمين کا هر ٹکڑا مقدس ' اور اسکے بندوں کا هر گروه محترم هے - وه انسانية کے خادم هيں - انکي محبت نوعي کا شرف ' وطن و قوم کي ادنىٰ ترين تقسيموں سے آلوده نهيں هوتا - انکے کانوں ميں جهاں کهيں سے بهي انسانية کي فرياد الغياث آتي هے ' انکهوں کے آنسو ' اور دل کے زخموں کو اپنے استقبال کيليے مهيا پاتي هے - مشرق و مغرب انکے ليے يک ساں هے ' عزيز و بيگانه کي تفريق ميں انکے ليے آزمايش نهيں - طرابلس و مقدونيا کي تڑپتي هوئي لاشوں پر اگر وه ماتم کرتے هيں ' تو جنوبي افريقه کے اُن قتيلان حق و انصاف کے خوں چکاں زخموں کو بهي ديکهکر چيخ اٹهتے هيں ' جنهيں کوڑوں کي وحشيانه عقوبت نے خاک و خون پر لٹا ديا هے - و ليس البر ان يعجب الوطن ' انما البر ان يعجب العالم !

عارف هم از اسلام خرابست و هم از کفر
پروانه چراغ حرم و دير ندانند

اسلام اسي عالم پرستي کي دعوت ليکر ايا - وه اپنے پيروں کو وطن پرست نهيں بلکه انسانية پرست ديکهنا چاهتا هے -

(خدمت عالم و خدمت وطن)

ليکن اگر تمام عالم همارا وطن اور اسليے محترم هے ' تو وه خاک تو بدرجهٔ اولىٰ همارے احترام محبت کي مستحق هے ' جسکي آب و هوا ميں هم صديوں سے پرورش پا رهے هيں ؟ اگر تمام فرزندان انسانيت همارے بهائي هيں ' تو وه انسان تو بدرجهٔ اولىٰ همارے احترام اخوت کے مستحق هيں ' جو اسي خاک کے فرزند اور مثل همارے اُسي کي سطح پر بهنے والے پاني کے پينے والے ' اور اُسي کي فضاء محبوب کو پيار کرنے والے هيں -

پس آج جنوبي افريقه ميں جو قيامت کبرىٰ قائم هے - مظلوميت کي جو انتها اور ايثار و قرباني کي جو مهم در پيش هے ' ميں نهيں سمجهتا که دنيا ميں پيروان اسلام سے بڑهکر اور کون گروه هوسکتا هے ' جس کے ليے سب سے زياده جهاد جذبات و مال کي اسکے اندر دعوت هو ؟

وه ' جو دنيا ميں حق کي نصرت کيليے آئے هيں - وه ' جو عالم کو اُس ظلم و سفاکي سے نجات دينے کيليے آئے هيں جو حکومتوں کے غرور اور قوموں کے جنسي تعصب و وحشت سے پيدا هوتا هے - وه ' جو عدل کے علم بردار ' اور اسليے خلافة الهي کے مدعي هيں - وه ' جو دنيا ميں اپنے تئيں اُس ارحم الراحمين کا نائب [illegible] هيں جو ظلم پر غضب ناک مگر انصاف سے خوش هوتا [illegible] اور پهر سب سے آخر مگر سب سے مقدم يه که جو مسلم هيں ' اور اسليے تمام

عالم کي امنيت و عدالة کي نگراني کے اولين مستحق هيں ؛ اگر وہ اپني انسانيت دوستي اور مظلوم پروري کو صرف ايک هي قوم و ملک کے ساتھہ وابستہ کرديںگے اور اس ظلم آباد ارضي کے هر ماتم مين يک ساں جوش و خروش اور غير متغير عزم و همت سے حصہ نہ ليں گے ' تو کيا پھر اسمانوں سے فرشتے اتريںگے جو زمين کي بيکسي پر ماتم کرينگے ؟ يا درياؤں کي مچھليان اور هوا کے پرند جمع هونگے ' تا انسان کي مظلومي پر مرثيہ خواني کريں ؟

ميں تم سے سچ سچ کہتا هوں کہ اگر ميرا بس چلتا تو ميں اس دنيا کے تمام ماتموں کو صرف مسلمانوں هي کيليے مخصوص کر ديتا اور کسي دوسرے کي شرکت اسميں کبھي گوارہ نہ کرتا - کيونکہ زمين پر جہاں کہيں بھي همدردي کے آنسوؤں اور دل کے پيام محبت کي ضرورت هو ' وہ صرف پيروان اسلام هي کا حصہ هے ' اور صرف کلمۂ توحيد هي کے گھرانے کا ورثۂ هے - کيونکہ سب اسليے آئے تاکہ اپنے تئيں بچائيں مگر مسلمان صرف اسليے آئے تاکہ تمام انسانوں کو بچائيں :

وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا ' لتکونوا شہداء علی الناس ويکون الرسول عليکم شہيدا -

(افسانۂ غربت)

ميرا مقصود جنوبي افريقہ هندوستانيوں کے تازہ مصائب هيں -

هندوستانيوں کا کوئي جرم بجز اسکے نہيں هے کہ وہ وهاں بس گئے هيں ' کاروبار کرتے هيں ' اور چونکہ محنتي اور کفايت شعار هيں اسليے روپيہ پيدا کرليتے هيں - انکي مرفہ الحالي وهاں کي گوري آبادي کو کھٹکتي هے اور پسند نہيں کرتي کہ انکي سرزمين ميں باهر کا کوئي انسان روپيہ کمائے - بوجہ کم خرچ اور کفايت شعار هونے کے هندوستاني دکاندار کم نفع پر مال فروخت کرتے هيں - بعض بازاروں ميں گورے دکانداروں کو اس سے بھي نقصان هوتا هے - يہ انکي مزيد برهمي کا سبب هے - انهوں نے اپني گورنمنٹ کو آمادہ کيا کہ کسي نہ کسي طرح هندوستانيوں کو يہاں کے قيام سے روک ديا جائے -

يونين گورنمنٹ انسانوں کو يکا يک قتل نہيں کرسکتي " وہ مسيحي هے اور يقيناً اسکے سامنے قرون مظلمہ کي وہ تمام وحشيانہ خوں ريزياں موجود هيں ' جنکي وجہ سے يہ دور دنيا کے امن و حريت کيليے ايک جهنمي لعنت رها هے - اُسے وہ طريقہ بھي معلوم هے جسکے ذريعہ رومي عيسائي مصر و شام کے ملحدوں کو سزائيں ديتے تھے " اور پھر اُسے زندہ انسانوں کو چتاؤں ميں لپيٹ کر جلا دينا بھي ضرور آتا هوگا جيسا کہ اسپين کي مجلس عدالت دينيہ (انکوزيشن) هزارها خدا کے پيدہ کردہ انسانوں کے ساتھہ کرچکي هے - تاهم اب وہ ايسا نہيں کرسکتي اور زمانے کے انقلاب نے تعذيب و هلاکت کے وہ تمام پرانے نسخے بيکار کرديے هيں -

پس اُس نے قوانين وضع کرنا شروع کيے ' اور جابرانہ قوانين کي لعنت بھي اُس لعنت سے کم نہيں هے ' جو آگ اور تيز کيے هوے لوهے کي هلاکتوں سے ملتي هے - بلکہ في الحقيقۃ وہ اس سے بھي شديد تر هے - ايک غيور انسان تلوار کي دھار اور آتشکدے کے شعلوں سے نہيں ڈرتا مگر اُس جبر سے ضرور ڈرتا هے جو اُسکے احترام و شرف کي تحقير کرے -

يہ قوانين عجيب و غريب هيں ' اور گويا ايک ايسي جماعت کيليے هيں جو سرے سے انسان هي نہيں هے - سب سے پہلے قانون رجسٹريشن نافذ کيا گيا جس کو غالباً سات آٹھہ سال کا زمانہ هوگيا هے - اسکا منشا يہ تھا کہ هر هندوستاني جو جنوبي افريقہ ميں رهنا چاهے ' اپنے تئيں رجسٹري کرائے ' ۳ - پاونڈ يعني ۴۵ - روپيہ ٹيکس دے ' اور رجسٹري کے فارم پر دستخط کي جگہہ انگوٹھے کا نشان بنائے - پچھلوں دنوں جب بزرگ و معترم ملک ' انريبل مسٹر گوکھلے جنوبي افريقہ تشريف لے گئے تھے ' تو ارکان حکومت نے وعدہ کيا تھا کہ ٹيکس فوراً موقوف کرديںگے چنانچہ انهوں نے اُسي وقت اسکي اطلاع بذريعہ تار انگلستان و هند کے پريس کو ديدي تھي - ليکن اب جنرل بوتھا کہتا هے کہ اس طرح کا کوئي وعدہ نہيں کيا گيا تھا !

اسکے بعد " قانون آبادي اهل هند " نافذ کيا گيا جو کسي وحشي سے وحشي گروہ کيليے بھي نا قابل تحمل هے - اس قانون کي رو سے هندوستانيوں کے تمام حقوق مدني و شہري غصب کرليے گيے اور خدا کے هزارها زندہ بندوں کو يکا يک حکم ديا گيا کہ وہ موت سے بھي بدتر زندگي کيليے طيار هو جائيں :

(۱) هندوستاني کسي شہر کي آبادي کے اندر نہيں رهسکتے -

(۲) انکي دکانيں شہر سے پورے دو ميل کے فاصلے پر هوں -

(۳) شہر کي کسي شاهراہ پر سے وہ گذر نہيں سکتے -

(۴) جنوبي افريقہ کے اندر کسي ريل کے بہتر درجہ ميں سفر نہيں کر سکتے -

(۵) کسي شہر کے کسي هوٹل ميں قيام نہيں کر سکتے -

(۶) کسي رستوراں (قہوہ خانے) ميں بيٹھہ نہيں سکتے -

(۷) ۳ - پاونڈ جزيہ هر ۱۳ - برس سے زيادہ عمر کا هندوستاني مرد اور عورت ادا کرے -

(مذهبي توهين)

اس سے بھي بڑھکر يہ کہ ايک قانون کي رو سے هندؤں اور مسلمانوں کے نکاح کو قانوناً نا جائز قرار ديا ' اسليے کہ " يہ اُس ملک کا طريق ازدواج هے جہاں ايک سے زياد بيوياں کي جاتي هيں "

اس کا نتيجہ يہ هے کہ جسقدر هندوستاني وهاں موجود هيں ' سب کي بيوياں حقوق زوجيت سے محروم هوگئيں اور انکي اولاد ناجائز قرار پائيں - اس سے بڑھکر کسي قوم کيليے ظالمانہ سلوک کيا هو سکتا هے کہ اسکے مذهبي طريق کي علانيہ توهين کي جائے " قانوناً اسکے طريق نکاح کو نا جائز بتلايا جائے " اور اسکي جائز بيويوں کو داشتہ عورت قرار ديا جائے ؟

(اجمال تاريخي)

يہ سلوک اُن لوگوں سے کيا جاتا هے جو ابسے نصف صدي پہلے امپيريل گورنمنٹ کے حکم سے افريقہ بھيجے گئے تھے اور تقريباً سب کے سب مزدوري پيشہ لوگ تھے - اُس وقت جنوبي افريقہ آج کا جنوبي افريقہ نہ تھا - وہ ايک وحشت زار و ويراني تھا ' جہاں بڑے بڑے شہروں اور متمدن آبادیوں کي جگہ درندوں کے بھٹ ' اور صحرائي جانوروں کے مساکن تھے - اِن لوگوں نے اپني جانوں کي قربانياں کرکے شہر آباد کيے - عمارتيں تعمير کيں ' کارخانوں ميں مشين کے پرزوں اور پھرکيوں کي طرح کام کيا ' اور اس طرح وہ " عظيم الشان جنوبي افريقہ " طيار هوگيا جسکے متمدن بازاروں سے اب ان وحشيوں کو گذرنے کي اجازت نہيں !

ابتدائي تيس سالوں کے اندر هندوستانيوں سے سلوک برا نہ تھا ليکن گذشتہ ۲۰ - ۲۵ - سال سے موجودہ مظالم کي ابتدا هوئي - مشهور جنگ ٹرانسوال کے اصلي اسباب و براعث خواہ کچھہ هي هوں ' ليکن بظاهر ايک سبب گورنمنٹ هند کي يہ شکايت بھي تھي کہ هندوستانيوں کے ساتھہ اچھا سلوک نہيں کيا جاتا - يہي

مسٹر گاندھي ھیں جنھوں نے جنگ کے چھڑتے ھي امپیریل گورنمنٹ کو اطلاع دي تھي کہ وہ مع اپني تمام جماعت کے برٹش گورنمنٹ کي خدمت کیلیے طیار ھیں -

جنگ کے کچھہ عرصے بعد رھي امپیریل گورنمنٹ ' جسکي نظروں میں ھندوستان کبھي بھي سلف گورنمنٹ کیلیے عملاً موزوں نہوگا ' مجبور ھوئي کہ جنوبي افریقہ کو اداري خود مختاري دیدے - چنانچہ کیپ ' ناٹال ' اور ٹرانسوال کے چار صوبے جو باھم ملکر ایک متحد حکومت بناے گئے تھے ' برٹش گورنمنٹ نے انکی اداري خود مختاري کا اعلان کردیا -

اسکے بعد ھي مصائب کا اصلي دور شروع ھوتا ھے - اس سے پیشتر جنوبي افریقہ کو گورنمنٹ ھند کا بھي کچھہ نہ کچھہ خوف تھا - اب وہ بھي جاتا رھا -

(سنہ ۶ - سے ۱۰ - تک)

چنانچہ سنہ ۱۹۰۶ میں قانون رجسٹریشن نافذ کیا گیا جس کا ذکر اوپر ھوچکا ھے - اسمیں یہ شرط قرار دي گئي کہ ھر مرد و عورت خواہ خواندہ ھو خواہ ناخواندہ ' دستخط کي جگہہ اپنے انگوٹھے کا نشان مثل وحشیوں اور مشتبہ لوگوں کے چھاپے !

ھندوستانیوں نے اس حکم کو اپنے محترم و محبوب ملک کي توھین سمجھا اور اسکے خلاف ایک خاموش مقابلہ شروع کردیا - یہ مقابلہ متصل سنہ ۱۰ - تک جاري رھا - اس اثنا میں ڈیڑھہ سو آدمي قید ھوے - ایک سو کو جلا وطن کیا گیا - ۷۵ - لاکھہ روپیہ سے زیادہ کي ھندوستاني جائدادیں ضائع ھوئیں ' کتنے ھي خاندان برباد ھوگئے - کتنوں کے عزیز بچے اس دار و گیر میں گم گئے جنکا سراغ اب تک نہیں ملا !

اس اثنا میں بد بخت ھندوستان بھي چیختا رھا اور جنوبي افریقہ سے بھي کئي وفد انگلستان پہنچے - کچھہ دنوں کے بعد ھي کینگ جارج پنجم کي تاجپوشي کي تقریب تھي - اس تقریب نشاط میں مظلوموں کي فریادوں کا بلند ھونا موزوں نہ تھا ' اسلیے امپیریل گورنمنٹ نے بھي زور ڈالا - نتیجہ یہ نکلا کہ عارضي طور پر ظلم و وحشت کي اس بے امان شمشیر زني میں ایک سکون سا پیدا ھوگیا اور یونین گورنمنٹ نے بالفعل راضي نامہ کرلیا -

گو بظاھر معلوم ھوتا تھا کہ یہ سکون ھے ' مگر در اصل ایک مہلت جنگ تھي اور اسلیے تھي تاکہ آئندہ زیادہ تازہ دم ھوکر حملہ کیا جاے - چنانچہ باوجود گورنمنٹ کے متعدد مواعید و اعلانات کے اب پوري قوت اور امادگي کے ساتھہ وحشیانہ قوانین کا عمل در آمد شروع کردیا گیا ھے -

(مقابلہ)

لیکن ظلم و سفا کي کا جس قوت سے حملہ ھوا ھے ' معلوم ھوتا ھے کہ صبر و استقامت کي بھي اتني ھي طاقت کے ساتھہ فرزندان ھند مقاومت کیلیے طیار ھوگئے ھیں - تمام جنوبي افریقہ میں ھندوستانیوں کي آبادي ڈیڑھہ لاکھہ کے قریب ھے ' جسمیں ایک لاکھہ بیس ھزار مزدور ھیں - سب سے پہلے چار ھزار ھندوستانیوں کي ایک جماعت نے مسٹر (گاندھي) کے ماتحت عزت کي قرباني کیلیے اپنے تئیں پیش کیا - انھوں نے کار و بار بند کردیے اور ٹرانسوال سے نٹال روانہ ھوگئے - یہ اسلیے کیا کہ ھندوستانیوں کیلیے ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں جانا بھي جرم ھے - پس انھوں نے چاھا کہ اُس قانون کي عملاً خلاف ورزي کر کے اپنے تئیں سزا دلائیں اور اسطرح ظلم کے مقابلے میں بظاھر جسماني شکست کھا کر حقیقتاً اخلاقي فتح حاصل کریں -

اس جماعت میں صرف مرد ھي نہیں بلکہ عورتیں بھي اور انکے ساتھہ معصوم بچے بھي ھیں !

بالاخر مسٹر گاندھي گرفتار کر لیے گئے اور انھوں نے جرماے کي جگہ قید خانے میں جانا پسند کیا -

(مقدس قرباني)

مسٹر گاندھي اس خاموش مقابلے کا سپہ سالار ھے - وہ ایک کامیاب بیرسٹر تھا جسکي امدني ایک لاکھہ روپیہ سالانہ کے قریب تھي لیکن مدت سے اس جانفروش راہ حریت نے پریکٹس چھوڑ دی ھے اپني تمام دولت اسي راہ میں لٹا دي اور صرف ۳ - پاونڈ ماھوار پر گذارہ کرتا رھا - یہ وہ مقدس ایثار ھے جس کے لیے ھندوستان میں ھم ترس رھے ھیں لیکن ھندوستان کا ایک فرزند ھندوستان سے باھر اسکا نا قابل فراموش نمونہ پیش کر رھا ھے !!

(جھاد في سبیل اللہ)

ھر جد و جھد جو ظلم ' جبر ' نا انصافي ' اور انسانیة دشمني کے مقابلے میں کي جاے ' في الحقیقت جھاد في سبیل اللہ ھے - کیونکہ خدا انسان نہیں ھے جسکے کاموں کیلیے ھم اپنے جان و مال کو نثار کرینگے ' بلکہ صداقت اور حق و عدالت ھي اسکا کام اور ظلم کي مقاومت ھي اُسکي راہ ھے - پس زمین پر جو شخص حق کي خدمت کرتا ھے ' یقیناً وہ آسمان پر خدا کے خدمت گذاروں میں پکارا جاتا ھے - مسٹر گاندھي نے اس راہ میں اپني جان اور مال ' دونوں لٹا دیا پس في الحقیقت وہ مجاھد في سبیل اللہ ھیں ' اور "بانفسھم و باموالھم" کے ھر دو مراحل جھاد مقدس سے گذر چکے ھیں -

یہ حق و عدالت کا سپہ سالار عجیب ھے - جبکہ بندوقوں کے فیر اور کوڑوں کي ضرب سے اسپر حملہ کیا گیا ھے ' تو نہ تو اُس کے پاس مسلح فوج ھے اور نہ خود اسکے ھاتھہ ھي میں لوھے کا کوئي تیز آلہ ھے ' تاھم ھم کو یقین ھے کہ اسکي فوج بے شمار ' اور اسکے آلات جنگ کي کاٹ کاري ھوئي - وہ اس معرکے میں گو تنھا ھے لیکن حق و صداقت کے فرشتے اُسکے یمین و یسار ھیں ' اور اسکے ساتھي گو نہتے ھیں ' لیکن مظلومیت خود ھي ایک تلوار ھے ' جسکي موجودگي میں اور کسي اسلحہ کي ضرورت نہیں ھوتي - وہ وقت دور نہیں جب اس جنگ کا خاتمہ ھوگا ' اور دنیا کے لیے صابر و اولوالعزم مظلوموں نے اخلاقي فتح کي ایک عظیم الشان مثال یادگار چھوڑي ھوگي !

بلیٰ ' ان تصبروا و تتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا ' یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین - (۳ :)

ھاں بیشک ' اگر تم صبر کروگے اور حق و صداقت کي نا فرماني سے بچوگے تو پھر تمھیں کوئي قوت شکست نہ دیسکے گي - اگر تم پر دشمن اسي آن حملہ کردیں تو خدا اپنے ھزاروں ملائکۂ نصرت سے تمھاري مدد کریگا -

(موجودہ حالت)

گذشتہ اشاعت میں تازہ حالات کا خلاصہ دیچکے ھیں ' تمام ھندوستاني لیڈر گرفتار کر لیے گئے ھیں - کانوں کے احاطوں کو بھي جیل خانہ بنا دیا گیا ھے - جبر و ظلم ' خوں ریزي و سفا کي ' تعذیب و عقوبت کي انتھا ھوگئي - جن مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ھے انکے لیے پستول اور کوڑے اپني جلادي کیلیے مستعد ھیں - عدالت حکم دیتي ھے کہ جو مزدور کام نہیں کریگا اسکو بھوکا رکھکر مارا جائیگا - اور ھندوستاني زخمي ھوچکے ھیں اور کوڑوں کي سزائیں جاري ھیں -

(گورنمنٹ هند)

یہ بالکل سچ ہے کہ جنوبي افریقہ کي گورنمنٹ اندروني خود مختاري رکھتي ہے اور وہ کچھہ هندوستان نہیں ہے جہاں سب کچھہ کیا جاسکتا ہے ' تاهم قابل غور امر یہ ہے کہ انگلستان کي وہ انساني همدردي ' مظلوم پروري ' نوع خواهي ' جو کبھي ساحل باسفورس پر جنگي نمایش کرنا چاهتي ہے ' کبھي مقدونیا میں اپنے کمشنر مقرر کرتي ہے ' کبھي جنگي بیڑوں کو در دانیال کے قریب پہنچ جانے کا حکم دیتي ہے ' کیا اس انتہائي دهشت و سفا کي پر بھي کچھہ نہ کر سکیگي ؟

امپیریل گورنمنٹ یقیناً اندروني معاملات میں دخل نہیں دیسکتي لیکن کیا بہ حیثیت ایک متمدن حکومت ہونے کے اُس ظلم و جبر پر مواخذہ بھي نہیں کرسکتي ' جس کا ایک ادنی سا شبہ بھي ٹرکي اور ایران کو تخت حکومت اولٹ دینے کي دهمکي دینے لگتا ہے ؟ کیا اگر چین کے کسي کهیت میں ' شام کے کسي دامن کوہ میں ' قسطنطنیہ کي کسي گلي میں ' مصري فلاحوں کي کسي آبادي میں ' ایک گورے جسم کے ساتھہ کسي غیر مسیحي هاتھہ کا کوڑا مس کر جاتا ' تو انگلستان کي بے حسي کا کا یہي حال ہوتا جو آج کامل پندرہ سال سے نظر آرہا ہے ؟

گورنمنٹ هند نہیں معلوم کب کروٹ لیگي ؟ جو زخم مظلوموں کے جسموں پر لگ رہے هیں ' وہ شاید اُس مراسلہ کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں جو لارڈ هارڈنگ کي گورنمنٹ انڈیا آفس میں بھیجے گي -

(همارا فرض)

لیکن بہر حال انساني فرض ان فکروں سے بالا تر ہے - خود هم کو کہ اپنے عزیز بھائیوں کي فریادوں کو سن رہے ' اور انکي داستان غربت و مصیبت کو پڑھ رہے هیں ' صرف اپنا فرض هی سونپنا چاهیے -

اس وقت سب سے زیادہ مقدم کام روپیہ کي فراهمي ہے ' جس کے لیے هندوستان کے بزرگ ترین فرزند ' یعني انریبل مسٹر گوکهلے نے دورہ شروع کردیا ہے - اس حق و ظلم کي معرکہ آرائي کي فتح صبر و استقامت پر موقوف ہے اور وہ بغیر اعانت مالي کے ممکن نہیں - پنجاب نے اس بارے میں قابل تقلید مثال قائم کي ہے ' جہاں ایک دن کے اندر ۲۵ - هزار روپیہ هوگیا اور مسٹر لاجپت راے نے کہا کہ " میں اپني تمام پونجي فنڈ میں دیدینے کیلیے طیار هوں "

افسوس کہ یہ سب کچھہ هو رہا ہے مگر مسلمان غافل هیں ' اور جس صف میں انهیں سب سے آگے اُنکے خدا نے رکھا تھا ' اپني بدبختي سے اسمیں سب سے پیچھے بھي نہیں -

آج مسٹر گوکهلے روپیہ کي فراهمي کیلیے دورہ کر رہے هیں ' مگر کہیں سے بھي یہ صدا نہیں آتي کہ فلاں مسلمان لیڈر بھي اس کام میں تھوڑا سا وقت دینے کیلیے نکلا ہے ! افسوس و صد افسوس !

کامل اس فرقۂ زهاد سے اٹھا نہ کوئي
کچھہ هوے تو یہي رندان قدح خوار هوے !

میں اپني حالت کس کو سناؤں کہ علائق نے کیسا کچھہ مجبور کردیا ہے ' تاهم هاتھہ پاؤں هلا رها هوں کہ کسي طرح بند توڑوں اور کلکتہ سے نکلوں - مسلمانوں کو یاد رکھنا چاهیے کہ آج ان کي نئي زندگي کي آزمایش ہے - آجتک انهوں نے ملک کي تمام خدمتیں صرف هندؤں هي کیلیے چھوڑ دي تهیں ' اور خود اپنے لیے هندؤں کو باغي کہنے کا شریفانہ مشغلہ منتخب کرلیا تھا -

ملک کي بہتري و فلاح کي فکر هو تو صرف هندؤں هي کو ' جابرانہ قوانین کے خلاف احتجاج کریں تو صرف هندو ' جنوبي افریقہ کے هندوستانیوں کیلیے روئیں تو صرف هندو - اگر ایسا هي ہے تو خدارا اپنے دلوں میں سوچو کہ بدبخت مسلمان آخر کس مرض کي دوا هیں ؟ اگر وہ هندوستان میں رهتے هیں تو کیا هندوستان کي خدمت بھي انکا فرض دیني نہیں ؟ اگر تمام عالم انکا وطن ہے تو کیا هندوستان بھي نہیں ہے ؟

ٹکڑۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل ' تو تو کسي کام نہ آیا

مگر اب حالت پلٹي ہے اور کہا جاتا ہے کہ هم بیدار هوے هیں - اگر یہ سچ ہے تو اسکا ثبوت کہاں ہے ؟

(آیۃ کریمۂ عنوان مقالہ)

عنوان مضمون کي آیت پر غور کرو - یہ آیت سورۂ نساء کے اُس حصے کي ہے ' جہاں خدا تعالی نے ضعفاؤ منافقین کي حالت بیان کي ہے - فرمایا کہ اگر اللہ تعالی حکم دیتا کہ اسکي صداقت و عدالت کی راہ میں جہاد کرو - اپنے وطنوں کو چھوڑ دو ' اپني جانوں کي قربانیاں کرو ' تو کتنے راستباز انسان هوتے جو اس حکم کے آگے سر جهکاتے ؟

حالانکہ اصل راہ آزمایش یہي ہے -

آج هر شخص کو چاهیے کہ اپنے دل پر هاتھہ رکھکر سوچے - جنوبي افریقہ میں همارے عزیز و محبوب بھائي جو صدمات عزت وطن محترم کي راہ میں برداشت کر رہے هیں ' اگر انکي جگہہ هم هوتے اور هم سے ایسا کہا جاتا تو هماري حالت کیا هوتي ؟ هم میں کتنے هیں جو اپني لاکهوں روپیہ کي جائداد اپنے هاتهوں تاراج کرنے کیلیے مستعد هیں ؟ کتنے هیں جو مسٹر گاندهي کي طرح ایک لاکهہ سالانہ کي آمدني چھوڑ کر ۴۵ - روپیہ ماهوار پر اپني پوري زندگي دیسکتے هیں ؟ پھر کتنے هیں جو جلا وطن هونے کیلیے ' قید میں جانے کیلیے ' اپنے بیوي بچوں کو دشت غربت میں مبتلاے آلام و مصائب کرنے کیلیے پستولوں کا نشانہ اور کوڑوں کا تختۂ ظلم بننے کیلیے طیار هیں ؟

هندوستان میں ازادي کے غلغلوں سے پورا بر اعظم لرز رہا ہے - حریت اور قرباني کے دعوؤں سے کوئي زبان نہیں جو نا آشنا هو ' مگر عزیزان ملک و ملت ! میں تم سے سچ سچ کہتا هوں کہ آج جنوبي افریقہ میں جو کچھہ هو رہا ہے ' اگر اسکا دسواں حصہ بھي یہاں پیش آے تو هندوستان کے شاندار دعوؤں اور عظیم الشان اعلانات کے هجوم میں بہت کم سچي روحیں ایسي نکلیں گی جو آزمایش میں ثابت قدم بھي رهیں گي :

در مدرسہ کس را نہ رسد دعوي توحید
منزل گہ مردان موحد سر دار ست

و لو انا کتبنا علیهم ان اقتلوا انفسکم اوخرجوا من دیارکم ' ما فعلوہ الا قلیلا منهم !

اب بھي وقت ہے کہ مسلمان خواب غفلت سے چونکیں اور جس جوش و ایثار سے انهوں نے جنگ طرابلس و بلقان اور مسجد کانپور کے معاملہ میں حصہ لیا تھا ' اس معاملہ میں بھي حصہ لیں - و السلام علي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئك الذین هدا هم الله و اولئك هم اولو الالباب !

مقالات

تاریخ اسلام اور بحریات

بہ تذکرہ جہاز " رشادیہ "

پچھلي ڈاک میں ترکي سے جسقدر مصور رسالے آئے ھیں ' نئے عثماني جہاز (رشادیہ) کي تصویر اور تذکرہ سے پر ھیں - انکو دیکھکر بے اختیار گذشتہ عہد اسلامي کے بحري کارنامے یاد آگئے :

گذر چکي ھے یہ فصل بہار ھم پر بھي !

خیال گذرا کہ اللہ اکبر ! کیا انقلاب زمانہ ھے ! آج ایک اھن پوش جہاز کسي دوسرے ملک کے کارخانے کي غلامي کرکے حاصل کیا گیا ھے تو اسپر تمام ملک میں غلغلہ ھے - کبھي یہ عالم تھا کہ بحر اسود و اقیانوس پر صرف اسلامي بیڑوں ھي کا قبضہ تھا ' اور سلطان نور الدین کے کارخانۂ جہاز سازي میں مہلوں تک آلات جہاز سازي پھیلے ھوے تھے !

یہ قصہ ھے جب کا کہ آتش جواں تھا !

جي میں آیا کہ اس تقریب پر اپني پچھلي داستانوں کي کچھہ ورق گرداني کرلیجیے کہ اگر بستر مرگ پر ایام صحت کو جي بھر کر یاد کرلینے ھي کي مہلت مل جاے تو بھي بہت ھے ورنہ بہتوں کو تو یہ بھي میسر نہیں :

گاھے گاھے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواھي داشتن گر داغھاے سینہ را

مسلمانوں کے گذشتہ تمدن کي تاریخ میں بحري ترقیات پر اب تک بہت کم لکھا گیا ھے مگر تعحص و تجسس سے کام لیا جاے تو بکثرت مواد عام تاریخوں ھي میں موجود ھے - سب سے زیادہ اس بارے میں علامۂ (مقریزي) کا ممنون ھونا پڑیگا ' جس نے اپني بے نظیر تاریخ مصر (الخطط والاثار) کي تیسري اور چوتھي جلد میں مصر کے چند کارخانوں کے نہایت تفصیلي حالات دیے ھیں -

سب سے پہلے اُن جنگي اور غیر جنگي کشتیوں کے اقسام پر نظر ڈالني چاھیے جو عربوں نے عام طور پر استعمال کي تھیں اور انکے نام لغۂ عربي میں داخل ھوگئے ھیں - اسکے بعد اسپین اور افریقہ کے جنگي جہازوں کا ایک پورا دور ھے اور پھر عثماني و ممالیک مصر کے عہد کے بعض خاص بحري حوادث و ترقیات ھیں - یکے بعد دیگرے ھم سب پر نظر ڈالیں گے -

اس سلسلے میں بعض مرقعات بھي ھیں جنکا معائنہ موضوع کي دلچسپي کو بڑھادیگا - آج ایک صفحۂ مرقعات پیشکش ھے ' جس میں عہد اسلامي کي ایک جنگي کشتي اور سلطان محمد خامس کي بعض کشتیوں کي تصویریں آپ ملاحظہ فرمائیں گے -

(تحقیق کلمۂ اسطول)

سب سے پہلے اُس عام لفظ کے مفہوم کو متعین کرلیں جو عربي تاریخوں میں بحري جنگوں کے تذکرہ میں بار بار آتا ھے اور آجکل بھي عام طور پر مستعمل ھے - یعني کلمۂ " اسطول " -

اسطول ایک یوناني نژاد لفظ ھے - اسکے معني ھیں " چند جہازوں یا کشتیوں کا مجموعہ " جسکو آجکل اردو میں " بیڑا " کہتے ھیں - مشہور شاعر (بحتري) کہتا ھے :

یسر قرن اسطرل کان سفینۃ — " وہ ایسے بیڑے چلاتے ھیں جنکي
سحائب صیف من جھام رمطر — کشتیاں کیا ھیں ' گرمي کے بادل
ھیں کہ بعض ترخالي ھیں - اسلیے جلد گزر جاتے ھیں - اور بعض
پاني سے لدے ھوے ھیں - اسلیے دیر میں چلتے ھیں "

لیکن " اسطول " کا اطلاق بیڑے کے علاوہ جہاز پر بھي ھوتا ھے - (خفاجي) شفاء العلیل في المعرب و الدخیل میں لکھتے ھیں :

الا سطول مرکب تہیاء للقتال و نحوہ — اسطول وہ جہاز ھے جو جنگ یا تجارت وغیرہ کے لیے تیار کیا جائے -

(سفن و توابع اسا طیل اسلامیہ)

اسلامي اسطول مختلف انواع کي کشتیوں سے مرکب ھوتے تھے جنمیں اھم انواع یہ ھیں :

(بطس)

(بطس) بطسۃ کي جمع ھے - کبھي اسي کو بطشہ یا بسطہ بھي کہتے ھیں مگر یہ دونوں نام مستقل الفاظ نہیں - اسي لفظ بطسہ کي تعریف ھیں -

یہ ایک بہت بڑي جنگي کشتي تھي - اسکے حجم کي طرح اسمیں باد بان بھي بکثرت ھوتے تھے - مقریزي کي عبارت آگے آیگي جس سے معلوم ھوگا کہ ھرایک میں ۴۰ باد بان ھوتے تھے - اس سے اندازہ ھو سکتا ھے کہ عظمت حجم اور کثرت باد بان نے اسکے منظر کو کسقدر ھائل و مہیب بنا دیا ھوگا ؟

کشتي کي یہ قسم صلیبي لڑائیوں میں خاص طور پر مشہور ھوئي - کیونکہ یہ ان تمام کشتي کي انواع میں مشہور ترین نوع ھے جو اس زمانہ میں سب سے بڑے ھونے کي وجہ سے بحري جنگ میں استعمال کیجاتي تھي -

بطسہ کا استعمال جنگ کے علاوہ سامان کے نقل و حرکت اور بار برداري میں بھي ھوتا تھا - چنانچہ جنگ کے وقت کشتي میں فوج ' اسلحہ ' رسد ' میگزین ' سامان معاصرہ ' وغیرہ کے تمام لوازم و ضروریات جنگ اسمیں بھر دیتے تھے - غرض کہ کشتي کیا ھوتي تھي - پورا جہاز تھا -

یہ نہ تھا کہ بطس کا اسطرح استعمال ھنگامي اور فوري ضرورتوں ھي کے وقت ھوتا تھا ' بلکہ وہ اسي لیے بنائي بھي جاتي تھیں - چنانچہ انکي ساخت میں یہ امور ملحوظ رھتے تھے - ذخائر جنگ کے لیے اونچي اونچي چھتیں بنائي جاتي تھیں - اندر مختلف درجے ھوتے تھے جن میں فوج کے مختلف طبقے علحدہ علحدہ بیٹھتے تھے -

یورپین مورخین لکھتے ھیں کہ شاہ جرمني نے جنگ کے لیے جو بطس بنوائے تھے ' وہ اتنے بڑے تھے کہ اسکو لوگ " آدھي دنیا " کہتے تھے ! (موسیو سیدیو کا مضمون تمدن اسلامي پر ' مترجمۂ رفاعہ بک طھطھاوي)

(معرکۂ برج دباب)

بطس کے ساتھہ جنگ آرائي کے مختلف طریقوں میں مشہور ترین طریقہ وہ تھا ' جو فرنگیوں نے برج دباب کے لیتے وقت صلیبي لڑائیوں میں اختیار کیا تھا -

برج ذباب وسط دریا میں قائم تھا - فرنگي اسکو لینا چاھتے تھے- اسکے لیے انھوں نے بطسہ کي سطح بالائي پر ایک برج بنایا تاکہ اسے لکڑي سے بھر کے کھیتے ھوے برج ذباب کے قریب لیجائیں اور پھر اس برج میں آگ لگا کے برج ذباب کے اندر پھینکدیں - وھاں جو لوگ ھونگے جلکے مرجائینگے اور پھر برج پر قبضہ کرلیں گے اس کشتي کو جسمیں برج بنوایا تھا لکڑي سے خوب بھرا گیا تا کہ اگر مزید لکڑي کي ضرورت ھو تو کوئي دقت پیش نہ آئے - اسکے علاوہ ایک دوسري کشتي کو بھي لکڑي سے بھرا گیا - پھر ایک تیسري کشتي میں چند ایسي کمینگاھیں بنائي گئیں جہاں تک اسلحہ ' تیر ' پتھر ' وغیرہ کا گزر نہ ھو سکے - یہ اسلیے کہ جب لوگ پہلي دو کشتیوں میں آگ لگالیں تو اسمیں آ کے پناہ لیں -

جب تیاري مکمل ھوگئي تو یہ اسطول صلیبي فرشتۂ مرگ بنکے چلا - جب برج ذباب کے قریب پہنچا تو اس کشتي میں آگ لگاني چاھي جسمیں برج بنایا گیا تھا - آگ سلگائي اور اسمیں روغن نفت ڈالا - لیکن اتفاق سے ھوا کا رخ برج ذباب کي طرف سے خود انکے طرف ھي پلٹ گیا نتیجہ یہ نکلا کہ خود حملہ آوروں کي کشتي میں آگ لگ گئي - بجھانے کي لاکھہ کوشش کي مگر کچھہ نہ ھوا - تمام لوگ جلکے خاکستر ھوگئے -

مگر فرنگي اس حادثہ کے بعد بھي اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور پھر اسکے لینے کے لیے تیاریاں شروع کیں - ابکي اس برج میں ایک سوندھہ اسطرح کي لگائي کہ جب چاھیں ' وہ شہر پناہ کي طرف پھر کے ایک راستہ سا بنجائے اور سپاہ آساني سے وھاں تک جا سکے - لیکن اسمیں کامیابي نہ ھوئي

(البـوارج)

(بوارج) بارجہ کي جمع ھے - اسطول کي طرح یہ لفظ بھي دخیل ھے- اسکي اصل سنسکرت ھے- اصل میں یہ "بیڑا" تھا - عرب بارجہ اس عظیم الشان جنگي کشتي کو کہتے تھے' جو "شونہ" نامي کشتي سے بڑي ھوتي تھي' یا بالفاظ دیگر بڑي شونہ کا نام بارجہ تھا - یہ لفظ گو دخیل ھے مگر بعد کو عربوں نے اسکا اسطرح استعمال کیا گویا یہ عربي الاصل تھا - چنانچہ اسکو صفت کے طور پر بھي استعمال کرتے ھیں اور کہتے ھیں : سفینۃ بارجۃ - اي سفینۃ مکشوفۃ -

کشتي کي یہ نوع عربوں نے ھندوستان سے اسلام کے بعد سیکھي - ھندوستان سے وہ جنگ اسي کشتي پر کیا کرتے تھے - معتصم باللہ عباسي کے زمانہ میں جب ھندوستان نے فارس کے جنوبي ساحلوں اور اسکے قرب و جوار کے مقامات پر حملہ کیا ھے تو اسوقت معتصم نے انکے بیڑوں کو گرفتار کرلیا - (مسعودي) کتاب التنبیہ والاشراف میں معتصم کي فتوحات کے ذیل میں لکھتا ھے :

و اسر البوارج' وھي مراکب	اور بوارج کو جو کہ ھندوستان کے جہاز
الھند و کان فیھا منھم عسکر	ھیں گرفتار کرلیا - انمیں بہت فوج تھي
عظیم قد غلبوا علی ساحل	جو عمان و فارس کے ساحل اور بصرہ
عمان و فارس و ناحیۃ	کے ایک گوشہ پر قابض ھوگئي
البصرہ	تھي -

بوارج کا ذکر (طبري) نے بھي سنہ ۲۵۱ - ۸۶۵ م کے واقعات میں کیا ھے - اسکے الفاظ یہ ھیں :

ولخمس بقین من صفر دخل	۲۵ - صفر کو بصرہ سے بغداد
من البصرہ الی بغداد عشرۃ	میں بیس کشتیاں داخل
سفائن بحریہ تسمی بوارج' في	ھوئیں جو بوارج کہلاتي ھیں - ھر
کل سفینہ اشتیام و ثلثہ نفاطین	کشتي میں ایک افسر اعلی تھا -
و نجار وخباز و تسعۃ و ثلاثون رجلاً	تین نفت انداز - نیز بڑھئي
من المجذافین و المقاتلہ'	اور باورچي - انتالیس کھینے
فذالك في کل سفینۃ خمسۃ	والے اور لڑنے والے بھي تھے - غرض
و اربعون رجلاً (طبري مطبوعۂ	کہ ھر کشتي میں کل ۴۵
مصر جلد ۱۱ - صفحہ - ۱۱۲) -	آدمي تھے -

غرض کہ عربوں نے بوارج کا استعمال اسوقت سے شروع کیا جب وہ فتح سندھہ کے بعد ھندؤں سے ملے - چنانچہ مسلمان والیان سندھہ ھندؤں کے مقابلہ میں ھمیشہ بوارج ھي استعمال کیا کرتے تھے - علامۂ بلاذري نے فتوح البلدان میں اسکا تفصیلي ذکر کیا ھے - (دیکھو ذکر فتح سندھ)

(المسطحات)

یہ مسطح کي جمع ھے - یہ بھي ایک نہایت عظیم و جسیم جنگي کشتي تھي - پرتکالي زبان کے کلمہ (Mistles) اور فرنچ لفظ (Mistech) اسي کلمۂ مسطح سے نکلے ھیں - یہ اور بطس ' دونوں اسلامي جنگي کشتیوں میں سب سے بڑي کشتیاں سمجھي جاتي تھیں -

(الشذوات و السمیریات)

شذوات یا شذات جمع کے صیغے ھیں - اسکا واحد شذاء ھے - اور سمیریات بھي جمع ھے - اسکا واحد سمیریۃ ھے - یہ بھي ایک قسم کي کشتي تھي جو دولت عباسیہ کے عہد میں بحري جنگوں کیلیے استعمال کیجاتي تھي - جسطرح بطس حروب صلیبیہ میں مشہور ھوئیں ' اسیطرح یہ کشتیاں ان جنگوں میں مشہور ھوئیں جو زنگیوں سے تیسري صدي کے نصف آخر میں ھوئي تھیں - اسمیں سپاھي تیر انداز ' اور مسلح ملاحوں کے علاوہ ' اسلحہ و علم آلات جنگ اور ذخائر بھي لاد لیتے تھے - مورخ طبري سنہ ۲۶۷ ھجري کے واقعات میں لکھتا ھے :

ذکر ان صاحب الزنج کان	صاحب زنجبار نے حکم دیا کہ شذوات
امر باتخاذ شذوات '	درست کي جائیں چنانچہ طیار کي
فعملت لہ ' فضمھا الي	گئیں ' پھر انکے ذریعہ سے لڑنے کیلیے
ما کان یحارب بہ ' و قسم	جن چیزوں کي ضرورت تھي ' وہ بھي
شذواتہ ثلاثۃ اقسام بین	مہیا کي گئیں - اور اس نے تمام شذوات
بہبود و نصر الرومي	کو تین قسموں میں بہبود ' نصر رومي '
و احمد بن الزرنجي -	اور احمد بن زرنجي کے سامنے تقسیم
(جلد ۱۱ - صفحہ ۲۸۲) -	کردیا -

پھر اسي سلسلے میں (سمیریات) کا بھي ذکر کیا ھے :

کتب سلیمان الی صاحب	" سلیمان نے ملک زنگ کو لکھا کہ
الزنج یسئلہ امدادہ بسمریات	اسکي مدد کے لیے ایسي سمیریات
لکل منھن اربعون مجذافاً	بھیجے جنمیں سے ھرایک میں ۴۰
فوافا اربعون سمیریہ ' في	مجذاف ھوں چنانچہ ایسي چالیس
کل مقاتلان و مع ملاحیھا	کشتیاں آئیں - ھر کشتي میں دو
السیوف والرماح والتراس	سپاھي تھے - نیز ان کشتیوں کے

ملاحوں کے ساتھہ تلواریں ' نیزے ' ڈھالیں بھي تھیں "

دشمن کے شذوات و سمیریات میں سے جب کوئي کشتي پناہ مانگنا چاھتي تھي تو ایک سفید علم کو جو اسکے ھمراہ ھوتا تھا ' سرنگوں کر دیتي تھي -

دولت عباسیہ کے آخر عہد میں ان کشتیوں کا استعمال جنگ میں موقوف ھوگیا اور پھر صرف بار برداري کے کام میں آنے لگیں -

تاریخ ترقیات بحریہ

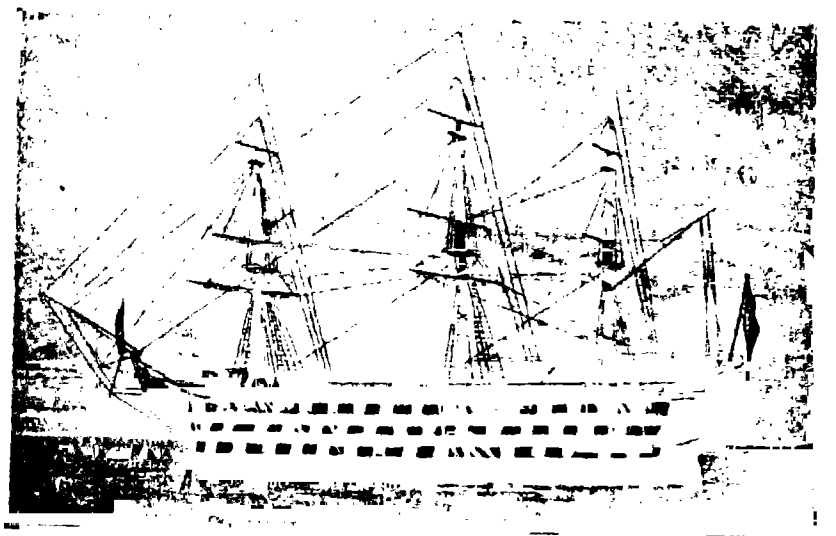

آغاز عہد بحریہ کا ایک بادبانی جہاز

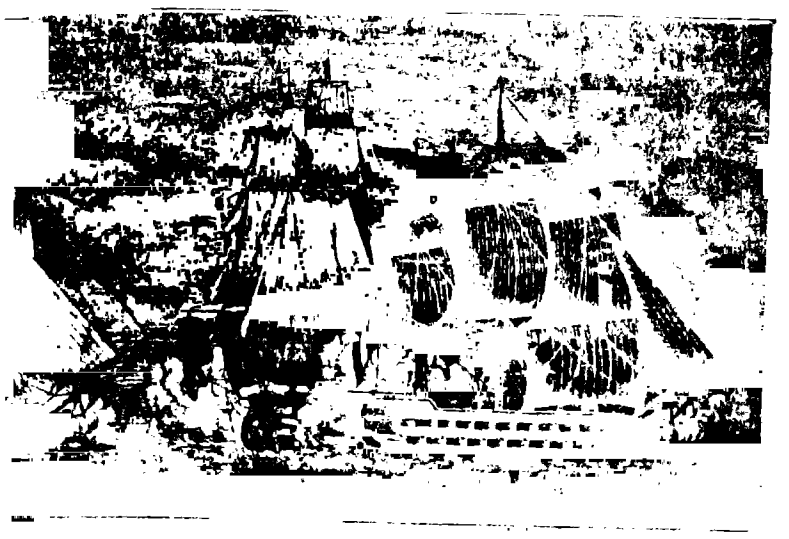

اسپین کا اسلامی بیڑہ

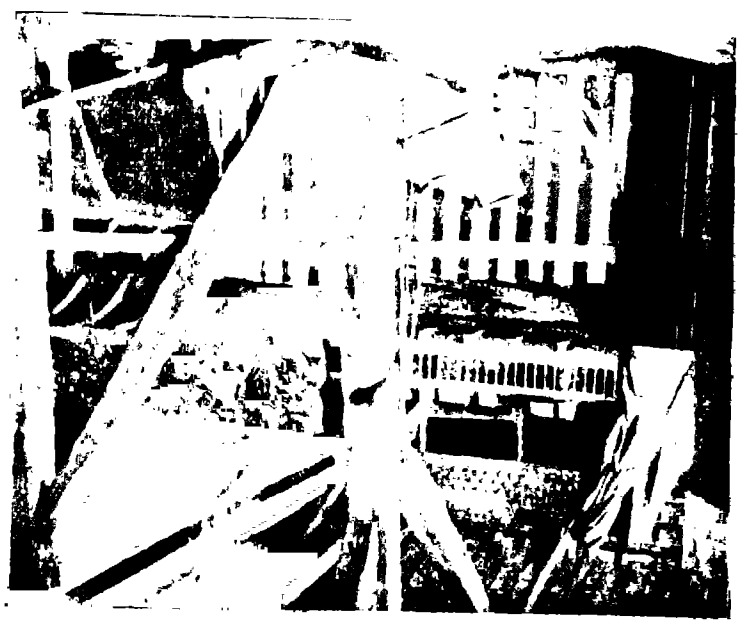

سلطان محمد فاتح کا کارخانۂ جہازسازی

سلطان فاتح کا کارخانہ اور خاص سلطانی کشتی

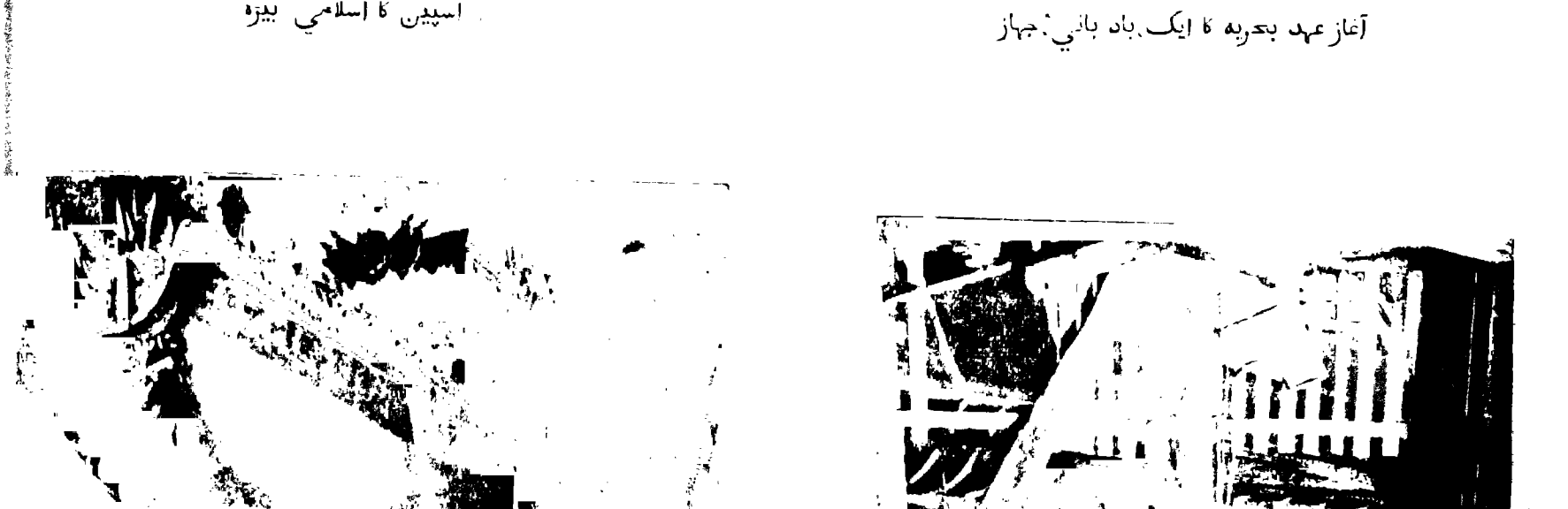

جہاز ٹائٹینک کے بعد دنیا کا سب سے بڑا جہاز، جو حال میں طیار ہوا ہے

تقاو

زہرہ

سکریٹریٹ - ریاست بھوپال - ۳ - روپیہ

اردو کي یہ ایک نئي حسین و جمیل کتاب ہے ' جو مفید عام پریس آگرہ میں چھپکر ریاست بھوپال سے شائع ہوئی ہے

" زہرہ " غالباً حیدرا باد کي کسي خاتون اہل قلم کا تصنیف کردہ ناول تھا ' جو انگریزي میں اس خیال سے لکھا گیا تھا کہ مذہب اسلام کي تعلیمات مبیحہ ضمناً ظاہر کي جائیں اور ہندوستاني رسم و رواج کے حسن و قبح نمایاں ہوں - مصنفہ نے اپنا نام پوشیدہ رکھا ہے اور صرف " تاج " کے لقب سے کتاب شائع کي ہے -

اسي ناول کا یہ اردو ترجمہ ہے - مترجم نے بھي مصنفہ کي تقلید میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا :

ہرکہ خواہد میل دیدن ' در سخن بیند مرا

ایک در صفحے ابتدا کے اور ایک در صفحے درمیان و اخیر سے میں نے دیکھے - ترجمہ بہت صاف ' سلیس' بامحاورہ ہے اور غالباً بالقصد انگریزي طرز تحریر کي خصوصیات کو نمایاں ہونے نہیں دیا ہے تا کہ ترجمہ کي جگہ عبارت میں مصنفانہ شگفگي پیدا ہوجاے - گو میں اس طریق کو پسند نہیں کرتا اور ان تمام کتابوں کیلیے جو انگریزي سے ترجمہ کي جائیں ' اولین شرط یہ سمجھتا ہوں کہ انگریزي انشا پردازي و بلاغت کو اردو میں گوارا کرکے باصرار وسعي قائم رکھا جاے' تا ہم چونکہ یہ ناول ' ناول نہیں ہے بلکہ محض ایک سرگذشت اور چند اشخاص کا مکالمہ' نیز مقصود زیادہ تر تعلیم یافتہ مسلمان خواتین کا مطالعہ ہے' اسلیے عبارت میں اردو سلاست و رواني جس قدر بھي پیدا کي گئي مستحق تعریف ہے نہ کہ مورد تنقیص -

پلاٹ بالکل سادہ ہے - ایک صحیح المذاق ' حق پسند ' اور مشرق دوست انگریز ایک مقدس مسلمان بزرگ سے ملتا ہے اور اسلام کي تعلیمات و احکام کي نسبت گفتگو ہوتي ہے - مقدس معلم اسلام کے دین الفطرۃ ہونے' اسکي بے تعصبي و مسامحت' اسکي علم پروري اور انسانیت خواہي' اسلامي قانون ازدواج و طلاق وغیرہ پر مختلف صحبتوں میں لکچر دیتا ہے اور حق پسند انگریز ہر موقعہ پر اعتراف کرتا ہے -

اس ضمن میں داستان کي روح رواں " زہرہ " بھي پرورش پا رہي ہے - یہ ایک غیر معمولي جذبات و افکار کي ہندوستاني لڑکي ہے' جسکو وہ مقدس معلم اپني تعلیم و تربیت سے آراستہ کر رہا ہے - وہ بڑي ہوتي ہے اور مقدس معلم کے انتقال کے بعد ایک انگریزي اسکول میں داخل ہو جاتي ہے - وہاں کي تعلیم اسکي قدیمي تعلیم سے ملکر اسے ایک حیات تازہ بخشتي ہے -

نواب نوبت علي خاں ' انکي شادي اور ایک طوائف سے دلبستگي کي چند فصلیں درمیان میں شروع ہوکر پھر زہرہ کے افسانے سے ملا دي گئي ہیں -

جس طرح زہرہ کي سرگذشت کو اسلامي تعلیم کے درس و بیان کا ذریعہ بنایا تھا ' اسي طرح نواب کے خاندان و واقعات کو ہندوستاني رسم و رواج ' غیر تعلیم یافتہ ازواج کي نادانیوں ' اور ہندوستاني طوائف کے جذبات و تعلقات کے بیان کا پیرایہ قرار دیا ہے - اخر میں نوبت علیخاں زہرہ سے عقد کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنے افکار عالیہ میں ایک معصوم انہماک کے ساتھہ ' انساني زندگي کے علائق سے ملوث ہوے بغیر' عالم جاوداني کي طرف کوچ کر دیتي ہے -

افسوس کہ میں ان کتابوں کے بالاستیعاب دیکھنے کي مہلت نہیں رکھتا - ایک خاص اصرار کي بنا پر اسکے چند صفحات دیکھے - میں مترجم اور اس دلچسپ کتاب کي ترتیب پر مبارکباد دیتا ہوں لیکن متمني ہوں کہ دوسرے ایڈیشن میں نظر ثاني کرتے ہوے چند امور کا خیال ضرور رکھیں -

عبارت میں یکسانی اور مواقع و مناظر کا اقتضا ملحوظ رکھنا ہمیشہ ضروري ہے اور افسانہ و قصص میں تو لازم و الزم ' لیکن زہرہ میں جابجا نشیب و فراز و شترگربہ پایا جاتا ہے - نیز اشخاص افسانہ کے حالات سے موزوں بھي نہیں - عام محاورات اور عامیانہ الفاظ ایک مقام پر بھي ہوں تو پوري کتاب کي وقعت ادبي پر اثر ڈالتے ہیں - اگر مقصود تعلیم یافتہ خواتین کا مطالعہ ہے ' تو شادي جان طوائف سے ناظرین کي تقریب کراتے ہوے یہ بھولنا نہ تھا کہ اس صحبت میں خواتین بھي موجود ہیں - کھانے کي میز پر ایک لیڈي بھي موجود ہو تو پوري صحبت اور گفتگو کا موضوع و پیرایہ بدل جاتا ہے ' پھر ایک کتاب کو تو اپنے مخاطبات و ناظرات کا لحاظ رکھنا نہایت ہي ضروري ہے -

شادي جان کي زباني عشق و محبت کے جو بے پردہ خیالات ظاہر کیے ہیں ' شاید ابھي وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان لڑکیوں کو سنائے جائیں

ابوطالب شاہ کي بیوي کا تذکرہ بہت ہي سخیف الفاظ میں ہے اور مذاق سلیم پر شاق گذرتا ہے - شاہ صاحب کو اگر افیون کي عادت تھي تو ضرور نہ تھا کہ اسکي تاریخ بدء و نشوء ان لفظوں میں بیان کي جاتي نہ :

" بدقسمتي سے انھیں بچپہ شکایات دیرینہ تھیں ' لہذا بیوي صاحبہ نے خیال کیا نہ انکے لیے بہترین دوا افیون ہے "

ایک خاتون مطالعہ کنندہ کو " شکایات دیرینہ " کي تحقیق کي زحمت دینا اور اس اخلاق سوز کاوش میں ڈالنا کسي طرح مناسب نہیں -

پھر شادي جان طوائف کے طرف سے جس استقامت عشق' و ثبات عہد' و وفاے دل کو ظاہر کیا گیا ہے' وہ بھي ان فتنہ پرور ان حسن سے بہت بعید ہے - چنانکہ افتد و داني -

اگر خال خال اسکي مثالیں پائي بھي جائیں تو بھي اس کتاب کو کہ مقصود محاسن اخلاق و معاشرت ہیں ' شادي جان سے اسقدر ہمدردي رکھنے اور پڑھنے والوں کے دلوں میں بھي اسکا عکس نمایاں کرنے کي کیا ضرورت تھي ؟

کتاب کي اصل تصنیف ریاست حیدرآباد دکن میں ہوئی ہے ' اسلیے ریاست کي مقامي تعریف و توصیف کو ایک دو فصلوں میں اس کثرت و غلو سے جگہہ دي ہے کہ پڑھنے والا جو اس سے کوئی خاص دلچسپي نہیں رکھتا ' بے اختیار گھبرا اٹھتا ہے ' مترجم کو چاہیے تھا کہ اس حصے کو نکال دیتے - یا کم از کم مختصر و گوارا کردیتے -

کبھي نہ بھلا سکے گي - اگر ہم نے خاص خاص شرطوں کے ساتھہ اسیران جنگ کو غلام بنایا بھي تو اسطرح بنایا ' نہ انکو سخت حکومت پر چترشاھي کے نیچے جگہ دي ' اور خود انکے آگے دست بستہ کھڑے رہے !!

ان مملوکي فاضعی مثالي
ان ھذا من اعاجیب الزمن !

تاریخ اسلام کے مختلف عصروں میں غلام و مملوک سخت حکومت پر فرماں روا نظر آئیں گے - ایک دو غلام تو الٹم حکومتوں میں فرماں روائي تک پہنچے - (متنبي) نے بد قسمت ممدوح (کافور) کو کون نہیں جانتا ؟ مصر میں فاطمي خلافت دراصل چرکس غلاموں ھي کے ھاتھہ میں تھي جو ممالیک کے نام سے حکمراني کرتے رہے ' تا انکہ سلطان سلیم عثماني نے مصر فتح کیا -

اصل یہ ھے کہ اسلام نے جو روح حریت اپنے پیروؤں میں پھونک دي تھي ' وہ صرف انسانیة اور اسکے خصائل کو ڈھونڈھتي تھي - لوگ غلاموں کو رکھتے تھے مگر انھیں غلام نہیں سمجھتے تھے بادشاھوں نے اپنے ولي عھدوں کي طرح انکو پرورش کیا اور جب کبھي کسي نے اپنے خصائل و فضائل کا ثبوت دیا تو اسے ایک کامل حر کي طرح ترقي کي وہ تمام راھیں کشادہ ھوگئیں جو شہزادوں اور ارکان سلطنت کیلیے ھوسکتي تھیں -

یہ تو تاریخ کا عالم ھے - حسن و عشق کي دنیا میں آئیے ایک دلچسپ تذکرہ چھیڑ دوں - غلاموں ھي میں وہ ایاز بھي تھا جو بندگي و مملوکي سے گذر کر آقائي و بندہ پروري تک پہنچ گیا تھا - اور دل کي غلامي کے آگے سلطنتوں کي غلامي ھیچ ھے

دست مجنوں و دامن لیلي
روے محمود و خاک پاے ایاز

ھندوستان میں بھي ایک شاندار عھد حکومت غلاموں کا گذر چکا ھے - یہ کتاب اسي کي تاریخ ھے -

کتاب کي عبارت شگفتہ و رواں ھے - دربار اکبري کے طرز تحریر کي تقلید کي جا بجا کوشش کي ھے - البتہ یہ بات سمجھہ میں نہیں آتي کہ تمام کتاب کو محض ایک مسلسل سرگذشت کي صورت میں کیوں لکھا گیا ؟ پوري کتاب میں ابواب و فصول یا سنین کي کوي تقسیم نہیں - علاوہ اسکے کہ تاریخي تصنیف کیلیے یہ طریق موزوں نہیں ' پڑھنے والے کو بھي اس سے اریکي ھوتي ھے اور وہ ایک ایسي سڑک میں گھر جاتا ھے جو بغیر کسي مرحلے کے میلوں چلي گئي ھو !

اشتھار

• : رے پاس

رسالہ زمانہ - مخزن - عصمت - تمدن - شمس بنگالہ - ا
المشایخ - صوفي - عصر جدید - کشمیري میگزین - الناظر - دکن ریو
پنجاب ریویو وغیرہ وغیرہ ماھواري پرچوں کي مکمل و نا ما
جلدیں معہ تصاویر قسم اعلی کے موجود ھیں - اور میں نہ
قیمت پر دینے کیلیے طیار ھوں - جن صاحبوں کو ضرورت ھ
معہ سے خط وکتابت کریں - بڑا ھي نایاب ذخیرہ ھے - متفرق پ
جات بھي بہت ھیں - جلد فرمایشیں بھیجدیجیے - تاکہ آ
افسوس کرنا نہ پڑے - کیونکہ اکثر گذشتہ پرچے دوگني قیمت د
سے بھي نہیں ملتے المشتھر

ماسٹر محمد حمزہ خان مقام ملکہ پور ضلع بلڈانہ برار
P. O. Malkapur Y. I. P. R.

کتاب میں شادي بیاہ کے رسوم اور جاھل عورتوں کے اوھام و خرافات و اعمال سحریہ و باطلہ نہایت توضیح سے دکھلائے ھیں - ضرور تھا کہ اسکے ساتھہ یہ بھي ظاھر کردیا جاتا کہ اسلام ان تمام خرافات کا اعدو دشمن اور انکو کسي حالت میں جائز نہیں رکھتا بلکہ ان چیزوں سے عقول و اذھان کو نجات دینے کیلیے آیا ھے - تا کہ پڑھنے والے پر مسلمانوں کے حالات سے اسلام کي تعلیم مشتبہ نہو جاتي جیسا کہ صدیوں سے ھو رھا ھے -

مصنفہ نے یہ کتاب انگریزي میں لکھي تھي جس سے مقصود یہي ھوگا کہ اھل انگلستان ھماري حالت کو زیادہ صحت سے سمجھیں - پھر کیا وہ انھیں ایک طرف اسلام کي خوبیوں پر حیدر شاہ کا لکچر سنانا چاھتي ھیں ' اور دوسري طرف ساچق اور چرتھي کي مشرکانہ وحیا سوز رسمیں اور شادي جان کا عمل حب ؟

بھر حال یہ حیثیت مجموعي کتاب کي دلچسپي اور اسکے نفع و فوائد میں کلام نہیں - انگریزي ناولوں کي طرح درمیان میں دو چار عمدہ چھپي ھوي ھاف ٹون تصویریں بھي دي گئي ھیں - بڑي بات یہ ھے کہ کتاب مجلد ھے اور سنہري حرفوں میں نام منقش - خدا کرے کہ اردو کتابیں اسي طرح مرتب کي جانے لگیں -

مترجم اعلان کرتے ھیں کہ اس کتاب کي تمام امدني اعانة مہاجرین عثمانیہ میں دي دے جائیگي - جزا ھم اللہ تعالی - میں بزور سفارش کرونگا کہ ھر شخص ایک ایک نسخہ اسکا ضرور خریدے کہ موجب ازدیاد معلومات و ذریعۂ سعادة و داخل اعانت خلافة اسلامیہ و مہاجرین مسلمین ھے -

کوتبہ مملوکي و ملوکي

سید معین الامام صاحب - ڈاک خانہ مراد پور - بانکي پور - ۱ - روپیہ

مرتبہ مولوي سید ضمیر الدین احمد صاحب رئیس پٹنہ -

ھندوستان کے عھد اسلامی کا عھد خلجي کئي حیثیتوں سے ایک عظیم الشان اور دلچسپ عھد فرمانروائي رھا ھے -

یہ شمالي فاتحین کے ترکتاز اور اسلامي فتوحات ھند کے ابتدائي اوراق تھے - دجلہ و فرات کا تمدن ' جیحون و ھلمند سے ھوکر نیا فیا گنگا اور جمنا کے کنارے پہنچا تھا - مسلمانوں کے روز اقبال کي جو روشني آریاورت میں پھیلنے والي تھي ' اسکي ابھي صبح ختم نہ ھوئي تھي -

غور اور غزنین کے نبرد آزما ھندوستان میں بس گئے تھے ' لیکن ابھي ھندوستان کي سحر کارانہ کشش سے مسحور نہیں ھوے تھے ' جس نے آگے چلکر اخلاق عرب و فارس کو رسم و رواج ھند کي آمیزش سے بالکل متغیر کردیا -

اس دور کا آغاز سلطان محمود بن سبکتگین کے حملوں سے شروع ھوتا ھے اور پھر عھد مملوکي و خلجي کے اواخر تک قائم رھتا ھے - یہ کتاب اسي عھد کي ایک تاریخي داستان ھے اور قطب الدین خلجي تک کے حالات نہایت سلیس اور شگفتہ عبارت میں ترتیب دیے ھیں -

اسلام نے حقیقي مساوات نوع بشر میں قائم کي - اگر دنیا کو رسم غلامي کي شکایت ھے کہ شریعت موسوئي کي قائم کردہ بنیاد ' تمدن یونان و روم کي پرورش کردہ رسم ' اور (مسیح) کے پسند کردہ انساني استرقاق کو مسلمانوں نے بالکل نیست و نابود نہیں کردیا ' تو اسمیں شک نہیں کہ ھمارا عمل ایسا ھي رھا ھے ' لیکن ساتھہ ھي ھماري تاریخ کا ایک اخلاقي معجزہ وحید بھي دنیا

مطبوعات جدیدہ

بزم فرید

ایڈیٹر نظام المشائخ دہلی ۱۰ آنہ

حضرۃ خواجہ فرید الدین گنج شکر کی ملفوظات حضرۃ خواجہ نظام الدین دہلوی نے فارسی میں جمع کی تھی جس کا نام راحۃ القلوب ہے - یہ اسی کا اردو ترجمہ ہے - مرتبۂ مولوی محمد واحدی ایڈیٹر نظام المشائخ - ترجمہ بہت صاف اور سلیس ہے لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے -

تذکرۂ بہادران اسلام

مولوی عبد الرحیم ناصر کلب مسجد چیاں - لاہور ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی نے یہ کتاب دو حصوں میں لکھی ہے - مقصود یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے مشہور فاتحین و ملوک اور ابطال و امجاد کے حالات اردو میں یک جا جمع کیے جائیں -

یہ پہلا حصہ ہے - ضخامت ۵۲۰ صفحہ کی ہے - فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام کے آغاز سے دولت عثمانیہ کے موجودہ عہد تک کے نامور جنگ جو منتخب کیا ہے اور الگ الگ عنوان سے انکے حالات لکھے ہیں - وہ تمام عنوانات جو فہرست میں ہیں اگر شمار کیے جائیں تو دو تین سو سے کم نہونگے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام اسلامی حکومتوں کی فتوحات کے حالات لیے ہیں اور اور ہر عہد فرماں روائی کے نامور جنگ جو چنا ہے -

ہر زبان میں تصنیفات کے مختلف مراتب ہوتے ہیں اور اردو میں بھی ہونے چاہئیں - ایک ذخیرہ محققانہ مصنفات کا ہوتا ہے جنکا لفظ لفظ نقد و نظر کی دعوت دیتا ہے - دوسرا درجہ عام تصنیفات کا ہوتا ہے جس سے صرف مفید اور ضروری معلومات کی فراہمی مقصود ہوتی ہے اور بس - عام مطالعہ کیلیے لائٹ لٹریچر میں بھی تاریخ و علوم کو لینا چاہیے -

یہ کتاب اسی قسم کی ہے - تاریخی تحقیقات کے لحاظ سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اس نظر سے کہ محض تفریح طبع کیلیے قصص و خرافات کا مطالعہ کیا جاتا ہے ' اسکی جگہ اپنی تاریخ ہی کی ایک مفید و دلچسپ داستان کیوں نہ پڑھی جاے ؟ البتہ افسوس ہے کہ کتاب کی عبارت شگفتہ نہیں اور یہ اسلیے ضروری تھا کہ کتاب کی اصلی حیثیت عام مطالعہ کی ہے ' نہ کہ تاریخی تحقیقات و ترتیبات کی - پھر اگر عبارت بھی شگفتہ نہو تو اس سے کیا حاصل ؟

جہنم سے دوسرا خط

مولوی شرف الدین احمد خاں صاحب - رامپور ۲ - آنہ

خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی نے یہ ریویو اشاعت کیلیے بھیجا ہے :

یوروپ اور جہنم

ایک علم دوست اور شائق تحقیق یورپین صاحب عالم خیال میں بہ حالت مرض یا تند رستی جہنم میں پہنچے اور وہاں بہت کچھ دیکھا اور اپنے اعمال کی سزا کو پہنچے - انہوں نے چند خطوط میں تمام حالات لکھے ہیں - بہت سی روایات مذہبی کی تصدیق کرتے ہیں - نہ صرف انکے ملک والوں نے بلکہ انگلستان اور دوسرے یوروپین ملکوں نے بھی اس کتاب کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا ہے ' ہمارے لائمی درست منشی شرف الدین احمد صاحب ملازم سررشتہ تعلیم ریاست رام پور نے بھی تین خطوں کا ترجمہ بہت خوبی اور صفائی سے کیا ہے - ایسی حالت میں کہ مذہبی تعلیم کم ہوگئی ہے ' کون ایسا ہے کہ ان خطوں کو دلچسپ یا مفید نہ پاے - شاید چار آنوں سے زیادہ قیمت نہیں ہے -

رسالہ ذیا بطیس

حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما لاہور : ۱ - روپیہ

مرض ذیا بطیوس کی تحقیقات و تشخیص و علاج میں یہ اردو رسالہ حکیم صاحب نے مرتب کیا ہے - دیباچہ میں طب و ڈاکٹری کی ۲۲ - کتابوں کی فہرست دی ہے ' جن سے اسکی ترتیب میں مدد لی گئی ہے - ایک دو نام سنسکرت کتابوں کے بھی ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مستند مواد سے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے -

یہ مرض مہلک و جانستاں اکثر ایسی حالتوں میں ہوتا ہے کہ عرصے تک مریض کو اسکی طرف چنداں توجہ نہیں ہوتی اور بالآخر لاعلاج صورت اختیار کرلیتا ہے - ہمارے ملک میں صحیح معلومات کی طبی کتب بہت کم پڑھی جاتی ہیں اور اردو میں لکھی بھی نہیں گئی ہیں - حالانکہ (بقول اسپنسر) اُن علوم و فنون کے مطالعہ و انہماک سے ' جو زندگی اور صحت میں کام آتے ہیں ' زیادہ مقدم وہ علوم ہیں ' جن سے زندگی اور صحت حاصل ہوتی ہے -

تعلیم التسوید

مرتبۂ مولوی مسلم صاحب عظیم آبادی ۱۰ - آنہ -

تحریر و انشا کی ایسی کتابیں جو صحت مذاق کے ساتھ لکھی گئی ہوں ' اردو میں بلکل نہیں ہیں یا شاید ایک دو ہیں مگر النادر کالمعدوم -

یہ چھوٹا سا نیا رسالہ اس بارے میں کئی لحاظ سے غنیمت ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو ابتدائی تعلیم کے بعد اردو مضمون نگاری و عام تحریر و تسوید کی تعلیم میں مدد دے - سب سے پہلے آداب تحریر کی سرخی سے لکھا ہے کہ کاغذ عمدہ ہو ' سیاہی روشن ' حاشیہ بکثرت چھوڑ دیا جاے ' بین السطور ایک سطر کی جگہہ خالی رہے ' علامت وقف (پنکچویشن) کا خیال رکھو - ہاے مخلوط و غیر مخلوط اور یاے معروف و مجہول کے امتیاز کو نہ بھولو ' وغیرہ وغیرہ -

میں یہ پڑھکر بہت خوش ہوا - کتاب کا باقی حصہ تو طلبا کیلیے چھوڑ دیا جاے مگر اتنا حصہ کم از کم وہ حضرات اہل قلم ضرور ملاحظہ فرمالیں جو آجکل اخبارات و رسائل میں مضامین لکھکر بھیجتے ہیں یا طول طویل خط و کتابت کرتے ہیں - سب سے زیادہ اس تعلیم کا حق تخاطب انہی بزرگوں کو حاصل ہے - وہ نہیں جانتے کہ کاغذ و سیاہی ' اور فکر و توجہ کا تھوڑا سا بھی بخل اُن غریبوں کے لیے کیسی اشد شدید مصیبت ہوتا ہے ' جنسے خط کے مفصل جواب مانگنے یا مضامین کی فوری اشاعت کا مطالبہ کیا جاتا ہے -

کتاب کا طرز تعلیم بہت اچھا ہے اور عبارت آجکل کے مذاق کے مطابق - البتہ زبان کی غلطیاں تھوڑی بہت ہیں جو اہم نہیں - ہر درجہ کے لوگوں کے خطوط اور مختلف طرح کے مضامین کے ابتدائی نمونے بھی دیے ہیں -

شئون عثمانیہ

جبل اسود بہ ، از جنگ ،

موازنہ خسائر و فوائد

یاس و اندوہ شدید - خاندان شاہي سے بیزاري - عام قحط المال و الرجال

ایک سیاح جو کیتزو سے جبلي سرحد کو جانے والے راستے سے آتا ہے اور اس دو سالہ جنگ کے بعد پہلي دفعہ اس سیاہ پہاڑ میں داخل ہوتا ہے ' اسے اس امر کے محسوس کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگتي کہ یہاں کي تمام چیزوں میں ایک انقلاب عظیم ہوگیا ہے -

شاید اس تغیر و انقلاب میں ایک حصہ ان جبلي مہاجرین کا بھي ہے جو امریکہ سے وطن واپس آئے ہیں - کیونکہ نیم تہذیب و مدین یہاں رینگنے لگي ہے - کچھہ ہو' بہر حال جدید (ماڈرن) بننے کي خواہش تو یہاں یقیناً پیدا ہوگئي ہے -

چنانچہ اب وہ ڈھیلي ڈھالي اور بھاري بھرکم قومي پوشاک جو پہلے ہر جبلي پہنتا تھا' متروک ہو رہي ہے اور اسکي جگہ وہ نئي چست اور ہلکي پھلکي پوشاک استعمال کیجاتي ہے جو امریکہ سے لائي جاتي ہے یا خود سٹنجي هي میں خرید لیجاتي ہے - طلائي کارچوبي لم کي مغرق صدریوں کي جمال آرائیاں اب فوج میں متروک الاستعمال خاکي جاکٹوں اور ان یورپین اوور کوٹوں کي وجہ سے درہم برہم ہو رہي ہیں' جو کہنگي و دیرینہ سالي کي وجہ سے بالکل ردي ہوگئے ہیں -

جبلیین میں انقلاب کا رخ صرف یہي ایک نہیں - پہلے شاہ نکولس کي ہر رعیت کا سر اس نشۂ غرور سے سرشار ہوتا تھا کہ وہ اس ملک کا رہنے والا ہے جس نے ہمیشہ کارزار میں داد جنگ آرائي دي ہے - مگر اب اس غرور کے بدلے چہروں پر مایوسي و افسردہ دلي کا دھواں اڑتا ہے اور ملک کي ہر چیز سے اضطراب و آشفتہ خاطري ٹپکرہي ہے - مثل سابق اب بھي لوگ دارالسلطنت کي سڑکوں سے آتے جاتے ہیں' اور ان کثیر التعداد قہوہ خانوں میں' جنکي کھڑکیاں سڑک کي طرف کھلتي ہیں' سگریٹ کے کش اور شراب ناب کے جرعے اڑاتے ہیں' مگر ماضي و حال میں ایک عظیم الشان فرق ہوگیا ہے - انکي زبانوں پر اپنے وطن کي شاندار تاریخ اور کامیاب جنگ کي امیدوں کا زمزمہ اب نہیں رہا - غالباً وہ اپنے دل میں اس معرکہ آرائي کے نقصانات اور فوائد کے موازنہ میں مشغول رہتے ہیں جنکے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ کامیابي سے کوسوں دور رہي ہے !

یہ صحیح ہے کہ اس جنگ کي وجہ سے جبل اسود کي آبادي اور رقبہ قریباً دوچند ہوگیا ہوگا مگر اسکي ۳۰ - ہزار مجموعي جنگي طاقت میں سے مقتول و مجروح' دونوں ملا کے ۱۰ - ہزار آدمي ضائع بھي ہوگئے ! پھر اگرچہ جبلي شجاع تھے اور اب بھي ہیں مگر ایک لائق جنگي قوم کي حیثیت سے تو انکا اقتدار اب نہیں رہا -

اقتصادي نقطہ نظر سے بھی حالت کچھہ کم خراب نہیں - جنگ نے ملک کو جس درجہ پر پہنچا دیا ہے وہ دیوالے سے بہت ہي قریب ہے - دول نے ۳ - کرور فرنک کا جو وعدہ کیا ہے - اگر اسکے ایفا کي راہ کے پتھر نہ ہٹائے گئے تو ریاست کي خود مختارانہ ہستي قریباً نا ممکن ہو جائیگي -

لیکن اسوقت جبل اسود میں لوگوں کو جس سوال سے عالمگیر دلچسپي ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کا اثر شاہ نکولس اور اسکے خاندان پر کیا ہوگا ؟ اور کیا سرویا سے اتحاد ممکن ہے ؟

اگرچہ عرصہ سے ایک جماعت ایسي موجود ہے جو شاہي حکومت کو بہت مستبد خیال کرتي ہے مگر میں پہلے جب کبھي سٹنجي آیا تو کسي کو شاہ نکولس اور اسکے خاندان کي پالیسي پر علانیہ تنقید کرتے ہوے نہیں سنا ' مگر اب حالت بالکل دگرگوں ہوگئي ہے اور اسکے اسباب ظاہر ہیں ' تمام ملک اس غلطي کو محسوس کر رہا ہے کہ یہ سالہا سال کي طلائي فرصت ضائع کي گئي حالانکہ اس جنگ کے لیے کامل طیاري کرني تھي جو ہر جبلي کي زندگي کا مقصد اور اسکی آرزؤں کا مرکز تھي - بالفاظ دیگر آج ہر شخص کي نظر میں وہ سر حکومت معرض ہوگیا ہے جو ایک ایسي فوج لیکے میدان جنگ میں اتر پڑا ' جسکے پاس کافي افسر نہ تھے ' محکمہ کمسٹریٹ بالکل نہ تھا ' طبي انتظامات عملاً نابود تھے ' اسکے علاوہ ہر شخص یہ بھي محسوس کر رہا ہے کہ خود جنگ کا طرز عمل بھي طمانیت بخشي سے دور رہا -

اس اضاعت فرصت کے اسباب لوگ مختلف بیان کرتے ہیں - بعض اس امر پر زور دیتے ہیں کہ اس نقشۂ عمل کے نہ اختیار کرنے کي وجہ یہ تھي کہ شاہ نکولس اپني فوج کي نا قابلیت سے واقف تھا - بعض یہ کہتے ہیں کہ ولیعہد نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جس فوج میں وہ خود موجود نہ ہو' وہ کسي حالت میں بھي شمالي البانیا کا دار السلطنت تسخیر نہ کرے !

اثناء جنگ میں ولیعہد کے طرز عمل سے لوگ سخت بیزار رہے ہیں - خود بدولت کبھي فوج کے ساتھہ ہوتے تھے کبھي سٹینجي میں جلوہ افروز ' اور کبھي دریاے ریویرا پر نظارہ فرماے آب رواں ' مجملاً یہ کہ شاہي خاندان کے اعضاء جو کچھہ تھوڑا بہت اقتدار رکھتے تھے ' شہزادہ پیٹر (شاہ نکولس کے سب سے چھوٹے لڑکے) کے علاوہ اور سب وہ بھي کہو بیٹھے -

موجودہ جنگوں نے سروي تخت پر شاہ پیٹر کے قدم جس قدر جما دیے ہیں' اسیقدر شاہ نکولس کا قبضہ اپنے "بچوں" پر (آغاز میں شاہ نکولس نے اپني رعایا کو اپنے بچوں کا خطاب دیا تھا) کمزور کردیا ہے - اسکي وجہ یہ ہے کہ دونوں فوجیں کئي بار باہم ملیں - اور جبلي سرویوں سے متاثر ہوے - آج سروي شاہي خاندان کي شہرت جبل اسود میں گفتگو کا ایک عام موضوع ہے -

یہ واقعہ کہ بلغاریا کے خلاف دوسري جنگ میں سرویوں کے کپڑوں ' سامان جنگ ' اور غذا سے جبلي فوج کي خوب مدد کي ایک ایسے ملک کے باشندوں پر اثر کیے بغیر نہ رہا ' جہاں ضروریات زندگي قریباً ناپید تھیں - (مراسلہ نگار ٹائمس - یکم نومبر)

بریڈفرنگ

جرمنی ، بلقان کی ہیبت ، انجامی

یورپ کے مقصد وحید کی ناکامی

گریفک کی تازہ ترین اشاعت میں مسٹر لیوسیون Lucien wolf لکھتے ہیں :

" اب کہ میدان جنگ کا افق آتشین اسلحہ کے دھوئیں سے صاف ہوگیا ہے اور نتائج و عواقب نقشوں اور فہرستوں کی صورت میں وضاحت و یقین کے ساتھہ بیان کیے جا سکتے ہیں ' ہر دور جنگہائے بلقان کی بے حقیقتی از خود نظروں کے سامنے آ رہی ہے -

جن مسائل کے حل کے واسطے یہ دونوں جنگیں چھیڑی گئی تھیں ' وہ بالکل حل نہ ہوے ' بلکہ انکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دروازوں کا کھلنا اب ایک پر خروش ترکتجی پر موقوف ہوگیا - اصل یہ ہے کہ اگر ترک اپنی آخری یورپین کمینگاہوں تک ہٹا بھی دیے جاتے ' جب بھی کچھہ نہ ہوتا - نہ تو بلقان کو ذرہ بھر آزادی و امن نصیب ہوتا اور نہ یورپ کو اپنے وساوس و خطرات سے نجات ملتی -

بیگ اینڈ بیگیج اسکول (گلیڈسٹون اور اسکے اتباع و مقلدین) کے خواب بیک لفظ خواب پریشاں نکلے - مسئلہ مشرقیہ جو ہمیشہ سے یورپ کے لیے ایک جانکاہ و دماغ سوز معمور افکار رہا ہے ' آج پہلے سے بدتر حالت میں ہے - کیونکہ اضطراب و بد امنی کے اصلی عناصر یعنے بلقانی قومیں تو قوی سے قوی تر ہوگئیں ہیں مگر محافظ امن ' یعنے ترکوں کا کوئی ایسا جانشین پیدا نہ ہوا ' جو ایک چیرہ دست کار فرما ہو - سچ یہ ہے کہ یورپ نے اپنے ہاتھہ سے اپنے اقتدار و احترام پر تیشہ چلایا - اب ریاستہاے بلقان کہ از فرق تا بقدم آہن پوش ہیں ' خونریزی کے مواقع تازہ اور انتقام و غارتگری کی نئی فصل کاٹنے کی فکر میں مشغول ہیں -

دونوں لڑائیوں کے مقاصد عین وقت پر صاف طور سے بیان کردیے گئے تھے -

پہلی جنگ کا مقصد مقدونیہ کی آزادی و خود مختاری تھا جیسا کہ اتحاد نامہ سرویا و بلغاریا میں لکھا گیا تھا ' اور دوسری جنگ کا مقصد بلقان میں حفظ توازن ' جیسا کہ رومانی اعلان جنگ میں ظاہر کیا گیا -

مگر ان دونوں مقاصد میں سے ایک بھی حاصل نہ ہوا -

آزادی کے بدلے مقدونیہ کی گردن میں غلامی کا ایک نیا طوق پڑا اور خود مختاری کے بجاے نہایت بے رحمی کے ساتھہ اسکی قطع برید کی گئی -

یہ نام نہاد توازن اسطرح حاصل ہوا ہے کہ یونان کا رقبہ قریباً دوگونہ کر دیا گیا ہے - سرویا کے رقبے میں ۷۵ - فیصدی کا اضافہ ہوا ہے اور بد بخت بلغار کو صرف ۱۰ فی صدی ملا ہے -

ان انتظامات سے اگر مصالحت بلقان کی وہ دور اندیشانہ پالیسی پوری ہوتی ہر ' جو ترکوں کے ظالمانہ حکومت و سیاست کی سبق آموزیوں پر بنی تھی ' تو انکے خلاف ایک حرف بھی کہنے کو نہ ہونا چاہیے - مگر کیا کیجیے کہ ایسا نہیں ہے - بلقانیوں کا بھی مقصد فتح سے امن نہیں بلکہ وحشیانہ قبضہ ہی ہے جسطرح کہ سلاطین عثمانیہ کا مقصد بیان کیا جاتا ہے - اسکی تمام پرانی برائیاں برقرار رہگئی ہیں بلکہ اور بڑھگئی ہیں -

جنوب مقدونیہ میں ڈھائی لاکھہ بلغاری اور ڈیڑہ لاکھہ یہودی و یونانی قتل ہوے ہیں - نئے سروی مقبوضات میں ایک روسی لیڈر ایم میلیوف کے تخمینہ کے بموجب ' ۴۰ - ہزار سروی اور انکے مقابلہ میں ۴ - لاکھہ ۶۷ - ہزار بلغاری ہیں - مغربی مقبوضات سرویا میں ۴ - لاکھہ یہودی بلغراد کی اجنبی حکومت کے رحم کے حوالے کیے گئے -

دیرڈجا میں جہاں ۷ - ہزار ۵ - سو رومانی ہیں ' ۳ - لاکھہ ترک اور بلغاری شاہ کیرل کی رعایا بنائے گئے -

جبل اسود کی سرحد کو لیجیے تو وہاں بھی یہی حالت ہے - دول یورپ البانی مالیسوریوں کو اس سیاہ پہاڑ کی مکروہ و مبغوض حکومت کی طرف منتقل کر رہی ہیں -

یہ امر نہایت دردناک ہے کہ قوموں کی یہ بے ترتیبی جسکے لیے جوع الارض کے علاوہ اور کوئی عذر صحیح نہیں ' مذہبی تعصب اور گرجوں کی رقابت میں الجھی ہوئی ہے - اور اگر دول عظمی نے مقامی بلغاریوں کی حفاظت نہ کی یا وہ رومہ نہ چلے گئے ' تو انکو ایم پاسچش (M. Paschitch) کی اس اسکیم کے خلاف جانکاہ جد و جہد کرنا پڑیگی ' جسکا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اغیار کو اپنے اندر جذب کرلیا جائے - یقیناً یہی ہوگا کہ اس سے بلغاریا کے لیے یونانیوں سے انتقام لینے کی تحریک پیدا ہوگی -

سالونیکا ' دیرڈجا ' اور جنوبی مقدونیہ کے یہودی کسقدر کس مپرسی اور خوف و ہراس کے عالم میں ہونگے !

یہ خلش غیر معقول خیال کا موضوع فکر نہیں ہے بلکہ خالص حقیقت ہے -

یہاں تک تو اس حیثیت سے بحث تھی کہ اب کہ ترک نکالے جا چکے ہیں ' امن بلقان کی کیا حالت ہے ؟ مگر اسکے بعد یہ سوال ہے کہ خود امن یورپ کے ساتھہ اسکی کیا حالت ہے ؟

یہاں بھی وہی حالت ہے ' یعنے بد سے بدتر -

فتوحات بلقانی کا پہلا اثر یہ تھا کہ اس نے دول یورپ کے توازن قوی کو درہم برہم کرکے دول عظمی میں ترقی اسلحہ کی ایک خوفناک تحریک پیدا کردی - آخری ترقیوں نے بین القومی میدان میں چند اور سنگین پیچیدگیاں بھی پیدا کردیں - اتحاد ثلاثی کو زیر و زبر کیا ' جرمنی کو آسٹریا سے ' آسٹریا کو رومانیا سے ' جرمنی کو اطالیہ سے ' اور اطالیا کو آسٹریا سے ' فرانس کو اطالیا سے ' اور آسٹریا کو روس سے ملا دیا - اس پر مستزاد یہ ہے کہ اس جنگ سے ایشیائی ترکی میں بلقان کے پرانے مسائل مقامی بیچینی اور قومی رقابت ' دونوں شکلوں میں دوبارہ رونما ہونیکی دھمکی دے رہے ہیں - یہ مسائل برطانی شاہنشاہی کے اہم ترین مصالح سے نہایت قریب کا تعلق رکھتے ہیں - یقیناً ہمکو وہ روز بد دیکھنا پڑیگا جبکہ یہ جنگ یورپ کے لیے ایک حقیقی مصیبت ثابت ہوگی -

منقی آلات تنفس

کھانسی اور دمہ کا خوش ذائقہ اکسیر معجون قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ جسمیں سات روز کی دوا ہے - محصولڈاک ۳ آنہ منیجر دار الشفاء بھیونڈی ضلع تھانہ سے طلب کرو -

ترکي اور انگلستان

نیر ایسٹ کي ۲۴ - اکتوبر کي شاعت میں ترکي اور انگلستان کے مسئلہ پر ایک انگریز خاتون کی مراسلة شائع هوي هے - وہ لکھتي هے :

" جناب من !

جنگ بلقان میں آپکے رسالے کي جو روش رهي' اسکے لیے آپ ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق هیں جو انگریزي شہرت کي قدر کرتے هیں -

ترکوں کے هاتھوں جن مظالم کے هونے کا دعوي کیا جاتا هے' اب وہ یقیناً ایک ایسا مغالطہ هے' جس کي حقیقت سے پردہ اٹھچکا هے - سر مارک سکس' مسٹر مارما ڈیوک پکتھل' اونریبل آربرے ایم - پي - پیر لوتي' وغیرہ' نیز وہ مشہور ارباب قلم جو اس ملک کي اور ترکوں' کي دونوں کي حالت سے خوب واقف هیں' دنیا کو علي الاعلان بتا چکے هیں کہ ترک جتنے ظالم هیں اس سے کہیں زیادہ مظلوم هیں -

ترکوں کو ان فتنہ پردازوں کي وجہ سے کبھي امن و اطمینان نصیب نہ هوا' جو اپنے ناپاک مقاصد کیلیے منازعات و مناقشات کے پیدا کرنے میں همیشہ سرگرم رهتے هیں - .

مگر اب کیا حالت هے ؟ یہ کہ ترکي حکومت کے رخصت هوتے هي ان جنگجو قوموں نے باهم ایک برباد کن جنگ شروع کردي اور مقدونیہ اور تھریس پر اسقدر مظالم کیے کہ وهاں کے باشندے آج سلطاني حمایت کي التجا کررهے هیں - دنیا میں برطانیہ هي اکیلي سلطنت نہیں جو اپنے گھر کو اپنا قلعہ سمجھتي هے - ترکي کو بھي اس بات کا حق هے کہ وہ اپنے ان ممالک پر قبضہ باقي رکھے جہاں تمام باشندوں کو پوری آزادی دیجاتی هے - سالها سال هوے جب ترکي توسیع ملک کے لیے نئي زمینیں تلاش کرتي تھي - پھر اب کیا سبب هے کہ دنیا کي دو بڑي اسلامي سلطنتوں یعنے ترکي اور انگلستان (؟) میں اسدرجہ بیگانگي هے ؟ هاں یہ اثر هے ان تنخواہ دار طرفداران روس و انجمن بلقان کا ' جو اسي خدمت پر معمور تھے -

یہ واقعہ آساني سے یادآ سکتا هے کہ آغاز جنگ سے پہلے قریبا جولائي سنہ ۱۹۱۲ ع میں روسي وزیر خارجیہ سر ایڈورڈ گرے سے ملنے انگلستان آیا تھا - اتنا هم خود سمجھ سکتے هیں کہ ضرور اسوقت مشرق ادنی کے تمام مسائل پر پوري بحث هوئي هوگي - اسکے بعد یہ امر بالکل صاف هے کہ برطانیہ بھي اس فریب میں شریک تھی جو ترکی کو ستمبر سنہ ۱۲ ع میں اسوقت دیا گیا تھا جبکہ اسکي ایک لاکھہ بیس هزار فوج تھریس میں نمایشي جنگ کررهي تھي -

اتحاد یورپ نے ترکي کو اطلاع دي کہ چونکہ اسکي همسایہ سلطنتوں میں سے کسي کا بھي یہ ارادہ نہیں کہ وہ ترکي پر حملہ کرے' اسلیے اس نمایشي جنگ کي یہ تعبیر کیجا سکیگي کہ ترکي بلغاریا پر حملہ کرنے کي فکر میں هے - اور کامل پھر دو چند بیحیائي وبے ایماني کے ساتھہ اسکو مشورہ دیا گیا کہ اس اجتماع کو توڑ دے -

ترکي نے یورپ کے کہنے پر اعتماد کیا - حالانکہ وہ اس اعتماد کا خمیازہ بارها کھینچ چکي تھي - اس نے فوجي جمعیت منتشر کردي اور سپاهیوں کو سلطنت کے دور دراز حصوں میں بھیج دیا -

مشکل سے سپاهي گھر پہنچے هونگے کہ بلغاریا نے جنگ کا اعلان کردیا اور یہ خونخوار درندے ترکي ممالک کو تاراج کرنے لگے -

یہ امر بالکل بعید از فہم هے کہ انگریزي مدبروں کو روسي پالیسي کي هدایات کي پیروي کي اجازت دیجائے - کون روس ؟ وہ جو فن لینڈ ' پولینڈ ' اور خود اپني غیر مسیحي رعایا پر ستمران هے -

ایران' ترکي' اور چین کے معاملات میں روس کي همارے ساتھہ شرکت همارے لیے سخت مضرت رساں ثابت هوئي هے - یہ پالیسي خود غرضي اور تنگ نظري کي پالیسي هے جس پر هر حقیقي آزاد خیال انگریز متاسف و متحسر هوگا -

یورپ کي آج جو حالت هے' روس اسکا بالکل پر تو هے - روس امن و صلح کي راہ میں ایک سنگ گراں هے -

یہ انگلستان نہیں بلکہ روس هے' جسکے لیے جرمني فوجي تیاریاں کر رها هے -

مجھے امید هے کہ وہ دن دور نہیں جب جرمني اور انگلستان جنکي علي العموم یہ حالت هے' باهم نہایت پختہ حلیف و همساز هونگے - اگر اس اتحاد کي اهمیت کو ڈپلومیٹ نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں ' اور لوگ خوب سمجھتے هیں - مجھے جرمني اور اسکے صلح جو حکام پر پورا اعتماد هے -

مراکش ' جو اپنے ساحلي خط کي وجہ سے بحر اسود کا بحري مرکز بن سکتا هے - اور مور (عرب اندلس) اگر یہ دونوں چیزیں هم نے فرانس کو ایک خیالي شے یعني " مصر میں آزاد هاتھہ " اور مفاهمت دلي (Entente cordiale) کے بدلے میں نہ دیدي هوتیں' تو مجھے یقین هے کہ آج همیں افسوس نہ کرنا پڑتا -

یہ " خیال " گو بجاے خود عمدہ تھا مگر ان اعلی فوائد کي قرباني کے قابل نہ تھا جو برطانیہ کو مراکش میں حاصل تھے -

راقم مارگریٹ روابنسن -

خضاب سیہ تاب

هم اس خضاب کي بابت اس سے زیادہ کچھ لکھنا پسند نہیں کرتے لیکن جو کچھ بات هے اسکے کہنے میں توقف بھي نہیں' خواہ کوئي سچا کہے یا جھوٹا حق تو یہ هے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد هوے هیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ هم پر کیا جاوے گا هم قبول کرینگے - دوسرے خضاب مقدار میں کم هوتے هیں خضاب سیہ تاب اسي قیمت میں اسي قدر دیا جاتا هے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا هے - دوسرے خضابوں کي بو ناگوار هوتي هے خضاب سیہ تاب میں دلپسند خوشبو هے دوسرے خضابوں کي اکثر در شیشیاں دیکھنے میں آتي هیں اور دونوں میں سے دو مرتبہ لگانا پڑتا هے خضاب سیہ تاب کي ایک شیشي هوگي اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا - دوسرے خضابونکا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑجاتا هے اور قیام کم کرتا هے - خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا هے اور دو چند قیام کرتا هے بلکہ پھیکا پڑتا هي نہیں - کھونٹیاں بھي زیادہ دنوں میں ظاهر هوتي هیں - دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم هوتے هیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور گنجان هوجاتے هیں مختصر یہ کہ همارا کہنا تو بیکار هے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد هوا اور نہ هوگا خضاب بطور تیل کے برش یا کسي اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا هے نہ باندھنے کي ضرورت نہ دھونے کي حاجت لگانیکے بعد بال خشک هوے کہ رنگ آیا - قیمت في شیشي ۱ روپیہ محصول ڈاک بذمہ خریدار - زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص هوگي -

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب کثرہ دلسنگہ امرت سر

مسئلہ و مظنہ

لا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم !!

اتفاق کي ضرورت

اہل تسنن و تشیع میں

(از مولوي خادم حسين صاحب بهيروي)

عنوان مندرجۂ صدر کے متعلق ایک مفصل تحریر شیخ حسین صاحب معلم دینیات مدرسۃ العلوم علیگڈھ کي طرف سے لال مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ میں معزز ناظرین ملاحظہ فرما ، هیں - شیخ صاحب موصوف نے بنیاد اختلاف مسئلہ ت کو قرار دیا ہے - آگے چلکر شیعہ بھائیوں کو تلقین کي ہے کہ ت کے متعلق بحث و مباحثہ ترک کردیں بلکہ خلفاء دین کو تبرا سے بھي مستثني رکھا جائے' کیونکہ تبرے کے مستحق صل نبي امیہ هیں - پھر سینوں کو هدایت کي ہے کہ چونکہ نہ آپ کے اسلاف کے هاتھوں تختہ مشق ستم بنے رہے' اُن کو آیندہ کے لیے بھي اندیشہ ہے کہ موجودہ آزادي س انڈیا کے زیر سایۂ حاصل ہے - انقلاب زمانہ سے اگرپھر آپ برسر دار هو جائیں تو مبادا یہ بھي هم سے چھیني جاے اور هم بدستور ر پنجہ ظلم و ستم هو جائیں - اسي واسطے وہ آپ صاحبان سے اتفاق نے کي جرات نہیں کرسکتے - اور یہ کہ اتحاد یوں هو سکتا ہے کہ فاے راشدین کے سوا باقي جس کسي سے شیعہ ناراض هوں اور اُس تبرا کہیں' انکو معذور رکھا جاے' بلکہ تبرے میں شیعوں کا ساتھہ ا جاے - اور علاوہ ازیں عشرہ محرم میں تعزیہ داري امام حسین یہ السلام میں هندو بھی شریک هوتے هیں' پس سني تو ضرور هي مل هوا کریں "

آخر میں لکھا ہے کہ سني صاحبان ناصبیوں کو اپنے میں سے دا کردیں - وغیرہ وغیرہ ملخصاً -

قبل اس کے کہ اصل مطالب کے متعلق کچھہ لکھا جاے چند ملے تمہیداً عرض کیے جاتے هیں !

(۱) اتفاق دو قسم پر مبني ہے - ایک دیني اتفاق ' دوسرا لي - پھر دیني اتفاق کي بھي دو صورتیں هیں - ایک اصولي ' سرا فروعي -

(۲) دیني اتفاق میں سے اصولي اتفاق اگرچہ عملاً براے م ہے' تاهم اعتقاداً خدا کے فضل سے فریقین میں موجود ہے - سرا فروعي اتفاق ہے سو وہ عسیر الحصول معلوم هوتا ہے - کیونکہ در اسلام سے لیکر آجتک نہ صرف سنیوں هي کے اندر' بلکہ شیعوں کے ں بھي ناممکن الحصول رہا ہے - با وجود علماء فریقین کي جانفشان ساعي جمیلہ کے یہ سیلاب ابتک نہ رک سکا - اور نہ آیندہ لنے کي بظاهر اُمید لگائي جاسکتي ہے ' لیکن اس اختلاف کا تیجہ افتراق ملت و شق عصاے امت تک پہنچتا هوا دیکھکر سرور رونا آتا ہے -

(۳) اب رہا ملي و سیاسي اتفاق' سو اسکي تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسي فرقہ کے هوں' بغرض حفاظت بیضہ شریعت و بپاس ناموس شعائر اللہ هر وقت ضرورت ہے - کیا هي اچھا هو اگر هم فروعي اختلافات کو اسي حد تک محدود رکھیں کہ بوقت ضرورت وہ همارے عالمگیر اتحاد میں سد راہ نہ هوں -

(۴) ابھي زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ تبریز و مشہد مقدس کے واقعات حسرت آیات پر مجتہدان نجف اشرف و کربلائے معلی کي طرف سے ایک فرمان واجب الاذعان شیعہ و سني کے اتفاق کي تاکید پر شائع هوچکا ہے - مگر کوئي بتلائے کہ ان فرامین کي تعمیل کہاں تک هوئي اور متخاصمین نے اپنے طرز عمل میں کیا تبدیلي دکھلائي ؟

اب شیخ صاحب موصوف کي طرف سے اپیل شائع هوئي ہے کہ فریقین آپسمیں صلح کا هاتھہ بڑھائیں اور سابقہ طرز عمل کو بھول جائیں -

چونکہ صلح "بحکم و الصلح خیر" ایک طرح سے خاصۂ مسلماني و شان ایمان ہے ' اس لیے نفس مصالحت میں تو هم کو کچھہ تامل نہیں - البتہ شرائط صلح مجوزہ میں کیسي قدر کلام ہے

بهرحال شیخ صاحب نے جہاں تک حسن نیت سے کام لیا ہے' هم انکي دعوت کو بنظر استحسان دیکھتے هیں اور بلا خوف لومہ لائم جس قابل تعریف دلیري سے انهوں نے خلفاء راشدین کے معاملات و حالات کو حوالہ بخدا کرنے اور اُن کے طرز عمل کو شیعوں کے لیے قابل تقلید جتلانے اور بعض اتہامات سے انکو بري الذمہ قرار دیتے هوے اپنے هم مشربوں کو حسن ظن رکھنے کي تلقین فرمائي ہے' اُس کا شکریہ ادا کرتے هیں - خدا کرے کہ اُن کے هم مشرب تعمیل ارشاد میں اہا ... کا یا کم ازکم شیخ صاحب کا هي اطمینان کرادیں -

اس کے بعد اُن بعض مطالب پر روشني ڈالي جاتي ہے جن کا شیخ صاحب نے اپنے مشرح مضمون میں ذکر فرمایا ہے - و باللہ التوفیق :

(۱) مسئلہ خلافت یعنے امام معصوم یا غیر معصوم اور انتخاب امام منجانب اللہ یا من جانب رعیت هونے اور عقیدہ امامت معصوم کے امامیہ کے هاں داخل اصول دین هونے کے متعلق -

شیخ صاحب نے مسئلہ خلافت کو بنیاد اختلاف ظاهر کیا ہے - بے شک بناے اختلاف یہي مسئلہ ہے - مگر نیت بخیر هو تو اسمیں بھی اتفاق رائے ممکن ہے - جیسے صدر اسلام اور از منۂ ما بعد کے بزرگوں سے ثابت ہے - ملاحظہ هوں شواهد ذیل :-

(۱) زیدیہ کے هاں امام کے لیے عصمت کي شرط نہیں - اور خود اثناعشریوں میں بھی بعض رواۃ و مشایخ احادیث عصمت ائمہ کے قایل نہ تھے - بلکہ انکو علماے نیکو کار جانتے تھے - باوجود اس کے ائمہ کرام انکو عادل ظاهر کرتے تھے -

(دیکھو کتاب حق الیقین فصل ۱۹ - مقصد دوم از ملا باقر مجلسي -)

(۲) تبریہ' سلیمانیہ اور صالحیہ فرقے زیدیہ کے' امامت شیخین رضی اللہ عنہما کے قائل هیں - تبریہ اور جارودیہ کي نسبت بحوالہ مجمع البحرین لکھا ہے کہ وہ جناب علي علیہ السلام کے حق میں امامت بالنص کے قائل نہیں اور فاضل پر مفضول کو ترجیح دنیا جائز جانتے هیں - (توضیح المقال في علم الرجال مطبوعہ ایران : ۴۴)

(۳) جناب علي علیہ السلام کا ارشاد قول فیصل ہے کہ شوري کا حق مہاجرین و انصار کو حاصل ہے - اگر وہ کسي شخص پر اجماع کرکے اُس کو امام سے موسوم کردیں تو یہ خدا کے نزدیک بھي پسندیدہ ہے - (نہج البلاغہ جلد ۲ - ۷)

(مزيد تحقيق کے لئے ملاحظه هو شرح ابن ميسم بحراني جزو ۳۱)

(۴) خلافت فروع دين هے - جناب علي عليه السلام ايک خطبه ميں ابتداے خلافت ابوبکر صديق رضي الله عنه کا ذکر کرتے هوے فرماتے هيں که لوگ مرتد هو رهے تهے - اسواسطے هم نے اسلام کے برباد هو جانے کے انديشه سے اپني خلافت کے ليے کوشش نه کي - کيونکه اُس وقت ايسا کرنے سے هم کو چند روزه سرداري کے مقابله ميں ايک بڑي [illegible] کا سامنا کرنا پڑتا - اسکي شرح ميں فاضل ابن ميسم فرماتے هيں :

فيكون المصيبة عليه في هدم اصل الدين اعظم من فوت الولاية القصيرة المدة التي غايتها اصلاح فروع الدين ومتمماته الخ (ابن ميسم جزو ۳۰)

پس اُن کيليے (جناب علي) کيليے اصل دين کے گر جانے ميں زيادہ تر مصيبت تهي به نسبت چند روزه سرداري کے جسکي غايت فروع دين کي اصلاح اور اسکا تتمه هے نه که اصل دين -

اسي خطبه پر علامه ابن ابي الحديد بول اٹهے هيں :

وهذا الكلام يدل على بطلان دعوى الامامية النص وخصوصاً الجلي (شرح نهج البلاغة ابن الحديد ج ۴ صفحه ۱۶۵ مطبوعه مصر)

اور يه کلام اماميه کے دعوى نص اور خاصکر نص جلي کے بطلان پر دلالت کرتا هے -

(۲) شکوۂ جور و ستم اسلاف :

اصل يه هے که ظالموں کے ظلم سے نه تو اهلبيت بچے هيں نه شيعه - بعض موقعوں پر دونوں گروهوں پر جور و ستم هوئے هيں - مثلاً واقعه کربلا کے بعد هي مکه معظمه ميں عبد الله بن زبير بيرحمي سے شهيد کيے گئے تو مدينه والوں کو واقعه حره ميں مظلومان کربلا کي [illegible] ميں بهي حصه لينا پڑا ' جسميں بقول علامه مجلسي سات سو کے قريب حافظان قران مجيد شهيد کيے گئے - يه بني اميه کا زمانه تها - (حيات القلوب جلد - ۲ باب ۲۲ صفحه ۲۴۸)

دوسرے نمبر پر بني عباس هيں - انکو بهي اسلاف اهل سنت کها جاتا هے ' حالانکه يه بني هاشم تهے اور ايک وقت ميں شيعوں کے مايۂ فخر اسلاف ' خصوصاً جبکه سادات کي همدردي ميں سفاح نے تمام بني اميه کو گهر ميں بلاکر ايک هي وقت کے اندر تہ تيغ کرديا تها اور تڑپتي هوئي لاشوں پر دسترخوان چنا گيا تها ' اور بني عباس اور بني هاشم اُن پر مزے سے بيٹهکر کهانا نوش جاں کرتے رهے (واز سرآں نطعها بر نخواستند تا جمله بمردند - مجالس المومنين م ۸ صفحه ۳۲۵)

انهي ميں سے دو ظالم ترين خليفوں کي نسبت فاضل مجلسي کي راے ملاحظه هو :

" با وجوديکه منصور و هارون شيعه بودند و اقرار بامامت ثلاثه نه داشتند ' اما از کافر و بت پرست بدتر بودند - بعد از مامون خلفا سني شدند و مذهب مالکي را اختيار کردند (تذکرة الائمه : ۱۱۵ مطبوعه ايران)

يعني اگرچه منصور اور هارون شيعه تهے اور حضرات ثلاثه رضي الله تعالي عنهم کي امامت کے قايل نه تهے ليکن پهر بهي کافر اور بت پرستوں سے بهي بدتر تهے ' بعد مامون رشيد کے يه خليفے سني هوگئے اور امام مالک کي پيروي اختيار کر لي -

مانا که بني عباس نے بهي شيعون پر بڑے بڑے ستم کيے ليکن شيعون کے هاتهوں علاوه مقصم عباس کے بے رحمانه و وحشيانه قتل کے ' مدينة السلام بغداد کي عالمگير تباهي اور اسکے ساتهه تمدن اسلامي کي بربادي بهي غير معمولي انتقام تها - (ملاحظ هو مجالس المومنين مجلس دهم : ۴۳۶ ترجمه ابو طالب علقمي) -

اور در اصل اهل سنت کے اسلاف تو خلفاے راشدين اور ايمۂ اربعه وغيره هيں جنکا قول و فعل بعد از کتاب و سنت اُن پر حجت هو سکتا هے و بس - خلفاے راشدين رضي الله عنهم کے طرز عمل کي جو بوقت خلافت اُن کا تها ' آپ تعريف فرما هي چکے - باقي ايمۂ اربعه ميں سے امام شافعي کي نسبت مشهور هے که وه بباعث محبت اهلبيت کرام بعض اوقات رفض تک سے متهم هوے -

امام مالک بن انس کي بابت لکها هے که جب منصور عباسي کے بر خلاف محمد ملقب به نفس زکيه نے خروج کيا تو آپ فقيه مدينه تهے ' تاهم بلا خوف لوگوں کو انکي نصرت و امداد کا فتوى ديتے تهے - نه صرف امام مالک بلکه لکها هے که سادات عظام کے همرکاب تمام اهل مکه و مدينه نے بهي که مذهباً اهلسنت تهے ' حضرت نفس زکيه کي بيعت کر لي تهي -

اسي طرح امام ابو حنيفه کي نسبت لکها هے که جب نفس زکيه کے بهائي ابراهيم نے منصور کے خلاف خروج فرمايا تو اکابر ملت ميں سے امام اعمش اور عمار بن منصور نے انکے هاتهه پر بيعت کي - اور پهر يه که " بصحت پيوسته که ابو حنيفه نيز در بيعت او بود " يعني بتحقيق معلوم هوا هے که ابو حنيفه کوفي بهي انکي بيعت ميں داخل تهے ' اُن کے ساتهه خروج کرنے اور امداد ديدے کے فتوے ديتے تهے - نيز اپنے بيٹے حماد کو چار هزار درهم دينر انکي خدمت ميں روانه کيا تها اور معذرت خواهي کي تهي که لوگوں کي امانتيں ميرے پاس هيں ورنه خود بهي حاضر خدمت هوتا - اور آپکي امداد کرتا - آخر ميں لکها هے " راوي نامه بدست منصور دانيقي افتاد - بر ابو حنيفه متغير شد و او را ايذاے کرد که سبب وفات وے گشت (مجالس المومنين مجلس هشتم مطبوعه ايران سنه ۳۶۳) يعني يه خط منصور کے هاتهه پڑ گيا ابو حنيفه پر وه خفا هوا - اور انکو ايسي تکليف دي که وهي انکي وفات کا باعث هوئي -

ليکن دنيا کو يه معلوم کر کے نهايت مايوسي هوگي جب وه سنے گي که اس محبت اهلبيت کا اجر امام موصوف کو کيا ملا ؟ قاضي نور الله شوستري فرماتے هيں :

" شاه اسمعيل قبر ابو حنيفه کوفي را که در بغداد بود ' کند و عظام او را بسوخت ' و سگے را بجائے او دفن نمود - آں موضعه را مزبله اهل بغداد ساخت (مجالس المومنين صفحة ۳۸۱) -

با اين همه بهتر يهي هے که اسلاف کے اعمالنامے تو اب بهلا هي ديے جائيں - گزرے مردوں کي هڈياں اکهاڑنا ٹهيک نهيں - موجوده نسل کيليے پيش آمد حالات و تعلق کو مد نظر رکهه کر ايک دوسرے سے همدردي کرنا ضروري هے اور رابطۂ الفت و اتحاد کو حسن سلوک اور حسن اخلاق سے مضبوط کرنا چاهيے - (باقي آينده)

ترجمه اردو تفسير کبير

جسکي نصف قيمت اعانۂ مهاجرين عثمانيه ميں شامل کي جائيگي - قيمت حصۂ اول ۲ - روپيه -

ادارۂ الهلال سے طلب کيجيے -

مراسلات

" مصالحة " مسئلہ اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۲)

مولانا المحترم ! الہلال نمبر ۱۸ میں بندہ نے اپنا مضمون مطبوعہ دیکھا - اس ناچیز مضمون کو ایسے معزز مجلہ میں جگہ دینے پر آپ کي خدمت میں دلي تشکر پیش ہے -

میںنے اسي مضمون کو کسیقدر تغیر سے اخبار زمیندار و ہمدرد جیسے آزاد اور مدعیان حریت کیخدمت میں بھیجکر اونکے انصاف اور آزادي سے اپیل کي تھي کہ اوسکو درج اخبار فرما ویں لیکن میري درخواست نا منظور ہوي اور لطف یہ کہ مجھکو نامنظوري کي اطلاع دینا بھي مناسب نہ سمجھا گیا - جب مدعیان حریت نے اوسکو قابل توجہ نہ سمجھا تو مجھے بدگماني ہوي کہ الہلال بھي اسپر توجہ نہ فرمائیگا ' لیکن " ان بعض الظن اثم " تجربہ نے اوسکے خلاف ثابت کیا : و لیس الخبر کالمعاینہ - بہر حال اگر اوس مضمون کے درج کرنیکو الہلال کي حق گوئي کے لیے معیار قرار دیا تھا ' تو مجھکو پہلے پہل تجربہ ہونے کي وجہ سے امید ہے کہ آپ نہ صرف معذور ہي رکھیں گے بلکہ میري اس جرات کو معاف فرمائیں گے -

جناب والا نے میرے ناچیز مضمون پر جو ریمارکس لکھے میںنے اونکو غور سے پڑھا ہے ' اونکی نسبت بھی چند الفاظ لکھنے کي جرات کرتا ہوں -

(۱) ۳ - اگست کو جسدن حادثۂ فاجعۂ کانپور پیش آیا ' اوسکے دوسرے روز ہز آنر کانپور پونہچے - تمام مسلمان سخت سراسیمہ ہو رہے تھے - اوسوقت میرا اور چند دیگر حضرات کا خیال ہوا کہ مسلمانان کانپور کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر سے ملکر یہاں کے حالات بیان کرے تا کہ کسي طرح سکون ہو - مگر اسمیں کامیابي بعض وجوہ سے نہ ہوسکي - بہر حال اس کے لیے ایک معزز مسلمان جو میونسپل کمشنر بھي ہیں ' بلائے گئے - انھوں نے اثناے گفتگو میں بیان کیا کہ میونسپل کي طرف سے یہ تجویز پیش کي گئي تھي کہ دالان کے نیچے کے حصہ پر گذرگاہ رہے اور بالائي حصہ شامل مسجد ' لیکن متولیان مسجد و دیگر مسلمانوں نے اسکو منظور نہیں کیا - ایک معزز مسلمان میونسپل کمشنر کے کہنے کی تغلیط مشکل ہے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے موجودہ حالت پیش کي گئي تھي جسکو مسلمانوں نے نا منظور کیا - مہینہ کی تعین البتہ اونہوں نے نہیں کی تھی - اسکو بعض دیگر ذرائع سے مینے دریافت کیا ہے - اخبار زمیندار کے کسی پرچے میں بھی ایسے الفاظ درج ہیں جنسے میرے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے - اسوقت فائل میں سے نکال کر اوسکا حوالہ دینا ذرا وقت طلب ہے - اگر قراء کرام کا اصرار ہو تو اسکو نکالا جاسکتا ہے -

(۲) ہز ہاینس نواب صاحب رامپور کے جلسہ کا کوئي پروگرام شائع نہیں ہوا جس سے کہا جاسکتا کہ اصل مقصود کیا تھا ؟ اونکے افتتاحي اڈریس کے متعلق البتہ بعض جملے اخباروں میں چھپے ہیں لیکن پورا اندازہ لگانا دشوار ہے - غالباً جناب کا خیال صحیح ہوگا لیکن اخبار زمیندار اور ہمدرد نے سب سے بڑا اعتراض اوسپر اخفا کا کیا تھا نیز یہ کہ پبلک کو اوسکي اطلاع نہیں دیگئي اور نہ مسلمہ لیڈر اوس میں طلب کیے گئے ' نہ اوسکا کوئي پروگرام شائع ہوا -

(۳) جناب والا کی نسبت مینے کہیں نہیں لکھا کہ " آپ کو مطلق خبر نہیں تھي " میرے الفاظ یہ ہیں : " آخري فیصلہ کي کچھہ خبر اونکو بھي نہیں کیگئي " اور آپ نے نہایت وضاحت ' سچائي ' اور حق گوئي سے اسکو نہ صرف مان لیا ہے بلکہ اسکے متعلق نہایت مفید تشریح سے بھي کام لیا ہے -

(۴) اڈیٹر صاحب زمیندار کو اگر اطلاع تھي اور اونہوں نے اسکو پسند کرلیا تھا تو سخت تعجب ہے کہ اعلان مصالحت کے قبل تک وہ اپنے پیش کردہ شرائط کیوں اس سے علحدہ لکھتے رہے ؟ ناظرین ! مجھے معاف رکھیے اگر میں یہ کہوں کہ اخبار (زمیندار) بھي ایک عجیب اخبار ہے جو عوام کے مذاق کے مطابق ہونیکے سبب سے بہت کثیر الاشاعت ہے لیکن اوسکي کوئي مستقل پالیسی نہیں - اگر کسیکو مستقل پالیسی قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ پرانے لیڈروں کو گالیاں دینا ہے جس سے شاید ہی اسکا کوئي نمبر خالی ہوتا ہو - وہ پہلے نہایت سختي سے جو شرائط صلح پیش کرتا رہا ہے ' اونمیں سب سے اہم مسجد کو بعینہ اصلی حالت پر لوٹا دینا قرار دیتا ہے ' پھر اس مصالحت پر بے حد خوشی ظاہر کرتا ہے ' مٹھایاں بانٹتا ہے ' پھر گھبرا کر مسجد کے فیصلہ کو علما کے حوالہ کرتا ہے ' آخر میں خود مجتہد بنکر ہز ایکسلنسي کے وعدۂ عطیہ شاہانہ اور زمین کے نکل جانے پر لکھتا ہے :

" ہم تھوڑا کھو کر بہت زیادہ حاصل کرینگے " (زمیندار ۲۳ - ذیقعدہ)

اور کچھہ عجب نہیں کہ عنقریب ارباب حق کے کشف حقیقت اور پبلک کي بے چیني کو دیکھکر پھر اپني تمام سابقہ رایوں کو یہ کہکر واپس لے لے کہ " اگر لوگ اس فیصلے سے خوش نہیں ہیں تو خیر ہم بھي خوش نہیں ! ! "

اگر اس فاضل اڈیٹر کے اجتہاد پر پہلے سے حضرات کانپور عمل کرتے تو ۳ - اگست کا ناگوار واقعہ پیش ہي نہ آیا ' کیونکہ پہلے ہي معقول معارضہ نقدي اور زمین کی صورت میں مسلمانوں کیخدمت میں پیش کیا گیا تھا - جسکو اونہوں نے اپنی بد قسمتی سے نامنظور کیا -

(۵) جن حضرات کانپور کے نام آپ نے درج فرما کر تحریر کیا ہے کہ اونکو واقعات معلوم تھے ' اگر یہ صحیح ہے تو اون لوگونکي غلط بیاني پر تعجب ہے - انمیں سے بعض بعض حضرات کي نسبت مجھے ذاتي واقفیت ہے کہ جب اون سے استفسار کیا گیا تو اونہوں نے قطعي لا علمي ظاہر کي - پھر آنریبل سید رضا علي نے مراد آباد

میں جو تقریر کي ' اوسمیں بھي صرف یہي کہا کہ مسجد کي زمین واپس ملگئي ھے - کانپور میں اون سے ملکر جب دریافت کیا گیا تو بھي اصلیت ظاھر نہیں کي - لطف یہ کہ انھیں اب بھي آزادي وحریت کے ادعا کے اعادے میں تامل نہیں ھے اور فرماتے ھیں کہ " میں اصول رازداري کے خلاف ھوں " فیا للعجب ! - آپ کو شاید تعجب ھوگا جب آپ یہ دریافت کرینگے کہ اس معاملہ میں نہ صرف غلط فہمی ھي ھوي بلکہ تغلیط سے بھي کام لیا گیا - لکھنؤ سے میرے ایک دوست مجھے لکھتے ھیں "مسجد کے معاملہ میں غلط فہمي ھوي - اب نہایت افسوس ھے - اللہ تعالی مدد فرمائے -" لکھنؤ میں جو جناب راجہ صاحب اور جناب مولانا عبد الباري صاحب کا مرطن ھے ' یہ غلط فہمي جب ھی ھوسکتي ھے کہ اصل بیان کرنے والے مغالطہ دینا چاھیں - جناب کو اور بھي زاید تعجب ھوگا اگر آپ میرے ایک کانپوري دوست کے اس جملہ کو پڑھیں گے جو اونھوں نے مجھے ۲۲ - اکتوبر کے خط میں لکھا ھے "گو باطن میں یہاں بھي فیصلہ مسجد کو لوگ پسند نہیں کرتے تاھم بظاھر کوئي مخالفت نہیں ھے " بطریق جملہ معترضہ مجھے اسوقت حافظ احمد اللہ کي وہ چٹھي یاد آتی ھے جو انھوں نے ۲۲ - ذیقعدہ کے زمیندار میں چھپوائي ھے - اور اس غلط افواہ کی تردید کي ھے کہ "وہ فیصلہ مسجد کو قابل اطمینان نہیں سمجھتے " جب مجھے حافظ صاحب کي پہلی اخلاقي جرات یاد آتي ھے تو اس چٹھي کے چھپوانے پر تعجب ھوتا ھے - اگر یہ افواہ غلط بھی تھي تو اس اھتمام اور شد و مد سے تردید کرنیکی کیا ضرورت تھي ؟ سب سے زاید لطف یہ ھے کہ اڈیٹر صاحب زمیندار نے اس پر ایک لنبا نوٹ لکھکر یہ ثابت کرنیکی کوشش فرمائی ھے کہ "حافظ صاحب برٹش گورنمنٹ کے ویسے ھی خیر خواہ ھیں جیسے اور لوگ !" میرا دماغ کام نہیں کرتا کہ اگر وہ اس فیصلہ کو قابل اطمینان نہیں سمجھتے تو اسلیے اونکي خیر خواھي میں کیا فرق آتا ھے ؟ فرض کیجیے کہ مولانا ابو الکلام اس فیصلہ پر مطمئن نہیں یا کلکتہ کي تمام پبلک غیر مطمئن ھے - یا میں خود غیر مطمئن ھوں ' تو کیا میري وفاداري اور خیر خواھي پر حرف آگیا ؟ اور کیا وفاداري کیلیے ضروري ھے کہ گورنمنٹ کے ھر فیصلہ پر اطمینان بھي کیا جاوے ؟ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا -

(۶) مینے جس وقت مضمون لکھا تھا اوسوقت تک جناب کي مخالفت کا مجھے صحیح طور پر علم نہ تھا - اسلیے مینے پوچھا تھا کہ یہ فیصلہ جب کہ آپ کے پیش کردہ شرائط کے خلاف ھے تو آپ صدائے مخالفت کیوں بلند نہیں کرتے ؟ اب جب کہ الہلال نیز ٹرن ھال کي تقریر مینے دیکھہ سن لي ھے تو اب اوس سوال کا کوئي موقعہ نہیں اور اب میں اوس جملہ کو واپس لیکر ببانگ دھل اقرار و اعلان کرتا ھوں کہ اس معاملہ میں تمام ھندوستان کي پبلک نے جس جلدي سے کام لیا ھے ' اوس سے کلکتہ کي پبلک مستثنی ھے ' جس نے نہایت حزم و احتیاط اور غور و فکر سے کام لیکر جو امر قابل شکریہ تھا اوسپر دل و جان سے شکریہ ادا کیا - اور باقي سوال کو باقي رکھا ' ایسے نازک وقت میں کہ تمام انجمنیں ' تمام اخبار ' ساري پبلک ' ایک طرف ھو اور بلا سمجھے بوجھے ایک دوسرے کي تقلید کرتا جاتا ھو ' حق گوئي پر ثابت قدم رھنا اور بلا خوف لومۃ لائم اور بلا انتظار نتیجہ حق ظاھر کرنا ' معمولي دماغ کا کام نہیں - یہ مولانا ابوالکلام آزاد ھي کا کام ھے اور صرف اونکا !

این سعادت بزور بازو نیست * تا نبخشد خداے بخشندہ

نجزاھم اللہ تعالے عن جمیع المسلمین خیرا - مدعیان حریت و حق کے لیے یہ طرز عمل نہ صرف قابل تقلید ھے بلکہ تازیانہ عبرت ھے !

و شتان بین مدعي الحریۃ و الحر -

(۷) یہ صحیح ھے کہ مسٹر مظہر الحق ڈیپوٹیشن کے ممبر نہ تھے کیونکہ ڈیپوٹیشن مقامي تھا - لیکن انھوں ھي نے اس معاملہ کو طے کیا ' انھوں نے ھي ادریس لکھا ' خود وہ ڈیپوٹیشن کے ھمراہ گئے ' اسلیے اون سے سوال کرنیکا حق ضرور ھے - ھاں یہ بالکل سچ ھے کہ " شیک ھنڈ " اگر انھیں شوق ھو تو اسکے لیے وہ زیادہ کم قیمت اور آسان وسائل رکھتے ھیں "

(۸) میں اس جملہ کے ساتھہ پورے' طور پر متفق ھوں کہ " مسٹر مظہر الحق کي حیثیت اس معاملہ میں لیڈر یا مفتي کي نہ تھي بلکہ ایک مشیر قانوني کي " اور در حقیقت یہي اونپر سب سے بڑا اعتراض ھے کہ اونھوں نے اپني حیثیت سے قدم باھر کیوں رکھا ؟

توضیح مزید

(از جناب مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل)

مولانا موصوف اپنے ایک تازہ ترین گرامي نامہ میں تحریر فرماتے ھیں :

(۱) مجھے مثل دیگر علماء اھل اسلام اس امر کا تحفظ ھے کہ معابد و مساجد کے احترام کو کسي قسم کا گزند نہ پھونچے - خصوصاً اس معاملہ کو ایسي صورت میں طے ھونا چاھیے کہ جو غرض اصلي ھے یعني اس مسجد کے علاوہ بھي تمام مقامات متبرکہ کي حفاظت ' وہ حاصل ھوجائے - کل ملک کا انھماک اس مسئلہ سے اسي غرض سے ھوگیا ھے - میري طرف سے اسکا خیال نہ کیا جائے کہ میں نے دیدہ و دانستہ اس فیصلہ میں اس مقصد کو نظر انداز کردیا ھے - اگر کسي پہلو سے اس کا شبہ ھوتا ھو تو غلطي رائے پر محمول فرمایا جاے -

(۲) میں کسي طرح اس امر کو جائز نہیں سمجھتا ھوں کہ مسجد کا کوئي حصہ بلا حکم شرعي علحدہ کیا جاے' یا کسي اور کام میں لایا جاے - البتہ جو صورتیں شرع میں جائز ھیں اونکو اگر کوئي اختیار کرے تو میں قابل ملامت نہیں تصور کرتا ھوں -

(۳) میرا منصب دیگر علماء سے جدا گانہ ھے - وہ ایک پہلو پر نظر کرتے ھیں کہ اس جزء کا کسي نہ کسي طرح تحفظ ھو اور جو مطالبہ ھے وہ ثابت کردیا جاے - مگر میں ایک مصالحت کرنیوالا ھوں جسکے لیے ضروري ھے کہ موافق اور مخالف ' دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھا جاے - جو جزئیات علماء پیش کررھے ھیں ' انکي حقیقت آپکو معلوم ھے - جو میں پیش کررھا ھوں انکو ایک جگہہ جمع کردیا جاے تاکہ مخصوص اھل علم اسکو ملاحظہ کریں - میري غلطي سے مجھکو مطلع کریں کیونکہ اس فیصلہ میں جو بظاھر سقم ھے اسکا ذمہ دار صرف میں ھي ھوں - راجہ صاحب محمود آباد یوں تو جملہ امور کے متکفل تھے مگر مخصوص ذمہ دار وہ آئندہ تحفظ کے اور قانون بنوانیکي ھیں- اور مسٹر مظہر الحق بقول جناب کے قیدیونکو چھڑوانے آئے تھے- وہ کامیاب ھوگئے- رھا میں' تو مجھے عام نظروں میں کامیابي نہیں ھوئي اور میرا منصب بہت مقید ھے - میں ایک غائبانہ مدعي کا وکیل تھا - مجھے اپنے مؤکل کے منشاء کے خلاف ایک چاول بھي نہ ھٹنا چاھیے تھا - میں از روے دیانت عرض کرتا ھوں کہ مینے ایسا ھي کیا ھے - اسواسطے میں بھي کہہ سکتا ھوں کہ اپنے

مؤکل کے نزدیک کامیاب ہوا ہوں - مجھے کسي دوسرے سے غرض بھي نہیں ہے کیونکہ : ان اجري الا علي رب العلمین - میں اپنے مؤکل سے اجر کا طالب ہوں نہ شکریہ کا شوق ہے - نہ نفرت و ملامت و شکایت کا اندیشہ ہے - و الحمد اللہ علي ذلـك -

. . . . . .

. . . . . .

یہ امر اب مجھے صاف کرنا ہے کہ میںنے اپنے موکل کا جو منشاء سمجھا ' اسکے موافق کیا - امید کہ اسکو بغور ملاحظہ فرمائیگا - میںنے اپنے امکان بھر شریعت کي پابندي کي مگر اسي حکم کي ' جسکو میں شریعت کا سمجھتا تھا - ساتھہ ھي اسکے اپني راے پو عجب نہیں کیا اور جمہور علماء کے خلاف کسي وقت اظہار خیال نہیں ہوا اور آخر تـک انکے منافي کوئي بات نہیں کہي - اسوقت مجھپر یہ اتہام ہے کہ میںنے صورت موجودہ کے جواز کا فتوي دیدیا یہ بالکل غلط ہے - البتہ یہ صحیح ہے کہ اس امر سے کہ مرور میں اشتراک ہو ' قطع مصالحت کي کوئي وجـہ میرے ذہن میں نہ آئي ' جبکہ ہر وقت اسکے مطالبہ کا حق جسکے ہم مکلف ہیں ہمکو پہونچتا ہے اور مقدمات دیـواني وغیرہ کا حق کسي طـرح ساقط نہیں ہـوا ہے - میںنے اسـوقت صـرف قیـدیونکي رہائي اور اصولي طور پر مسلمانونکا قبضہ حاصـل کرلینا کافي سمجھا - اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ اس صورت کو میں نے جائز بھي کر دیا ' بلـکہ کتـنے امور ہیں کہ نا جائز ہیں اور ہم انـکو اپني معکـومیت کے باعث انگیز کیے ہوئے ہیں ' اور ہر موقع پر انکا مطالبہ کرتے ہیں - انہیں میں اسکو بھي میںنے شمار کرلیا - مجھے جن امور کے باعث مصالحت کرنا ضروري تھا وہ میرے نزدیک ازروے شریعت حقۂ اسلامیہ اہم تھے ' بہ نسبت اس اشتراک مرور کے - اسکي وجہہ سے وہ امور نظرانداز نہیں کیے جاسکتے تھے - میںنے اسمیں جوکچھہ کیا ' خدا کي طرف سے جو ذمہ داري ہے اسکو ملحوظ رکھہ کے کیا ہے - و اللہ علي ما اقول وکیل -

. . . . . .

جب مصالحت ضروري سمجھي گئي جسکے وجوہ میں اسوقت نہیں عرض کرونگا اور آپکو بھي معلوم ہیں ' تو میںنے ایک حیلۂ شرعي نکالا اور کہا کہ اسکے بارہ میں مشورہ لیا جاے اور علماء سے استفتاء دریافت کیا جاے تو مجھے اخفاء راز کا حکم دیا گیا - خود میرے نزدیک یہ صورت جائز تھي اور اُن لوگوں پر جو اس تصفیہ میں ساعی تھے ' جتنا فرض تھا وہ ادا کر چکے کہ ایک عالم کو جسے وہ با وثوق سمجھتے تھے اس شورہ میں شریک کیا اور انھوں نے اسکے قول کو حکم خدا سمجھا - اگر مجھـے اشتباہ ہوتا یا اُن لوگوں کو توثیق میں کچھہ شبہ ہوتا تو اُنکو اور مجھکو ' دونوں کو تمام علما سے یا اُن علما سے جو جمع کیے گئے تھے دریافت کرنا تھا - مجھہ پر یہ فرض نہیں ہے کہ جس امر کو میں خدا کا حکم سمجھتا ہوں ' اسمیں اپنے سوا غیر کا اتباع کروں (۱) بلکہ میں خود اپنے علم و دیانت کا مکلف ہوں اور عام لوگوں کو ایک عالم کے قول پر عمل کرنا جائز ہے - شرعي قباحت اسمیں مجھے نہیں معلوم ہوئي - اسپر بھي مشورہ لیا گیا اور جو کارکن لوگ تھے ' اون سے اسکي تشریح کردي گئي - جہانتک مجھے علم ہے اوس صورت مجوزہ میں کسیکو اختلاف نہ تھا کہ ان حالات کے لحاظ سے یہ متخلص ہو سکتا ہے -

(۱) الحمد للہ کہ جناب مولانا کا یہ اعتقاد ہے اور في الحقیقت یہي وہ اصول اساسي ہے جو اگر تسلیم کرلیا جاے تو آج مسلمانوں کے تمام دیني مصائب کا خاتمہ ہو جاے - امید ہے کہ مولانا ہر موقعہ پر اس اصول کو ملحوظ رکھیں گے کہ " جس امر کو حکم خدا یقین کرلیا جاے اسمیں غیر کا اتباع نہ چاہیے اگرچہ ایک عالم اسکي پرستش کرتا ہو " (الهـلال)

. . . . . .

. . . . . .

وقف کي ملک کسي کے لیے نہیں ہو سکتي ہے - قبضہ زمین مسلمانوں کو دلا دیا گیا - اب صرف گذرنے میں پیدل چلنے والونکي مشارکت ہے - اس امر کو نہ خیال کیجیے نہ ہماري خواہش کیا ہے ؟ اس امر کو دیکھیے کہ ہمکو جو کچھہ ملا وہ کسي نہ کسي طرح ہم شرعي مسئلہ میں لا سکتے ہیں یا نہیں ؟ ہمکو میں کافر و مشرک سبکا گذرنا شرعاً جائز ہے - جنب و نفساء و حائض کے گذرنے کي ممانعت اگر ہوسکتي ہے تو مسلمانوں کو انکی شریعت کي طرف سے - گورنر جنرل کو کیا حق ہے کہ اسکي تصریح کریں ؟ جانوروںکے گذرنیکي خود گورنر جنرل نے اجازت نہیں دي ہے - جو لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے وہ اس امر پر زیادہ واضح ہے کہ نمازیونکي لیے اصالتاً حق مرور ہے -

تاہم میں اسکو نا کافي سمجھتا ہوں - اسیدن کانپور میں مسجد سے نکل کے قبل اسکے کہ گورنر جنرل اسکو ظاہر کریں ایک بساطي کي دوکان پر بڑے مجمع کے سامنے میںنے صاف صاف کہا کہ مسجد کي زمین پر اگر ہمکو قبضہ بھي ملا ہے تو برائے نام ہے - پھر مولوي غلام حسین صاحب سے جا کے پوري حالت ذکر کي - پھر مولوي عبد القادر صاحب آزاد سے - پھر ایک مسجد جو کہ مولوي ابو سعید صاحب کے مکان کے قریب ہے ' اوسمیں مولوي محمد رشید صاحب سے از ابتداء تا انتہا کل امور کا ذکر کیا اور کہا کہ ابتـک یہ نقصان باقي ہے اور ہمکو چارہ جوئي کا حق حاصل ہے - اوسکے بعد جب مسٹر علي امام صاحب نے مجکو مبارک باد دي تو میں نے اون سے بھي اسکے متعلق صاف صاف کہا کہ نہ تو اس سے بے چیني دفع ہوئي نہ یہ شریعت حقہ کے موافق ہے کیونکہ میں اسکو بالجبر سمجھتا ہوں - لیکن مجھے پورا اطمینان دلایا گیا کہ اسکے بننے کے وقت ہر طرح سے آپ مطمئن کر دیے جائیں گے - (انتہی ملخصاً)

بشارۃ مضمحل

لارڈ ہڈلے بالقابہ کا اعلان اسلام

از داعي اسلام خواجہ کمال الدین صاحب بي - اے - شکر اللہ مساعیہ

حبي في اللہ - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ -

مبارک ہو - اللہ تعالی نے آجتک ابتلاؤں میں ثابت قدم رکھا اور آیندہ رکھے - میںنے آجتک کوئي خط نہیں لکھا - آپ کي مصروفیت اہم نے جرات نہیں دلائي کہ آپکي توجہ کسي دوسري طرف منعطف کروں -

میں آپکي قلمي اور درمي امداد کا ہر طرح ممنون ہوں - جزاکم اللہ احسن الجزا -

بالمقابل ایک ایسي عظیم الشان نصرت الہي کي خوشخبري اور مبارک باد دیتا ہوں ' جسکي نظیر گذشتہ پچاس سال میں ہندوستان کي دنیا کے کسي مذہب نے نہ دیکھي ہوگي - و الحمد اللہ علی ذالك -

نومبر کے اسلامک ریویو کا پرچہ جو اسکے ہمراہ پہونچتا ہے ' ملاحظہ فرماویں - اسکے آخري صفحہ (ٹیبل پیج) پر ایک اشتہار ایک زیر تصنیف کتاب کا ملاحظہ فرماویں جو رائٹ اونریبل لارڈ ہیڈلے اسوقت لکھہ رہے ہیں -

پھر نومبر نمبر میں دو اور مضامیں لارڈ مرصوف کی قلم سے ملاحظہ ہوں

آیندہ کا مذہب ... ... The Religion of the Future

مذہب کی سلاست ... The Semplicity of Religion

غرض یہ کہ یہ عالي نژاد اور نیک نہاد انسان بچپن سے عیسالي شرک سے متنفر، اور اندر ہي اندر توحید کا قائل اور قدم بقدم بلا علم و ارادہ اسلام کي طرف کھنچ رہا تھا - گذشتہ پانچ چار سال سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا - آخري سعادت آپ کے خاص کے لیے قضاؤ قدر نے رکھہ چھوڑي تھي - وہ آگ جو اندر ہي اندر دھک رہي تھي، اوسمیں اسلامک ریویو نے چنگاري کا کام کیا - آگ مشتعل ہوگئي اور چند ملاقاتوں نے کل حجابوں کے خش و خاشاک کو خاکستر کردیا - وہ انسان جو آج سے صرف دو ہفتے پہلے اس اعلان میں تامّل کرتا تھا، آج اس خاکسار کے ایما پر کتاب لکھنے لگا ہے !!

یہ کتاب میں خود چھپوا رہا ہوں اور اسکا اردو ترجمہ ساتھہ ہي شائع کرونگا - میں چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ہزار دو ہزار کاپیوں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم ہو -

آپ کو اچھي طرح میري پہلي حالت کا علم ہے - ایک درد نے مجھے ہندوستان میں پھرایا اور وہي اضطراب مجھے یہاں بھي لایا - میںنے اپني چلتي ہوئي دولت پر لات ماري، اور مجھے حاشا و کلا اُسکا کوئي رنج نہیں - فرانس کي مذہبي کانفرنس میں میری تقریر نے ہوا کا رخ بدل دیا اور یورپ کے فضلا نے حیرت ظاہر کي - ستمبر نمبر اسلامک ریویو میں وہ تقریر چھپ گئي ہے - اسوقت یورپ اور امریکہ کے فضلا نہایت خوشي اور دلچسپي سے اسلامک ریویو پڑھتے ہیں لیکن عین ایسي حالت میں مجھے مالي دقتوں نے تنگ کیا ہے - ایک سال تو میںنے پرچہ اپني جیب سے چلا دیا اور قوم پر ثابت کردیا کہ یہ امر بیہودہ نہ تھا - اب وقت امداد ہے - آپ کوشش کریں - میں آپ سے درمي نہیں بلکہ قلمي امداد اور سخني اعانت چاہتا ہوں -

ہاں، خدا کے اس فضل پر مینے چند شعر جلدی میں موزوں کیے بغرض اندراج الہلال بھیجتا ہوں

ترانہ حمد بجناب احدیت مآب

بر اسلام رالت اورنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ

خود بخود کردي در افضال باز
حیف باشد گر کنم بر خویش ناز
من کہ سرگرداں پئے مرغاں شدم
تو عطا کردی مرا یک شاہباز
آنچہ بنمودي بہ پیر ما بخواب
روز روشن دیدہ ام ما چشم باز
لارڈ پیدا شد پئے نصرت مرا
کردہ چوں بیچارگي زہرم گداز
آں خجالت ہا کہ تا چہل در خوض و فکر
آخرش کردی برار افشاء راز
نعرہ الحمد مستانہ زنم
تا کنم سجدات با عجز و نیاز
کے عجب بینم ز قرب آفتاب
چشم بر الطاف تو اے چارہ ساز

تاریخ حیات اسلامیہ

الہلال اور پریس کا حق

حضرت مولانا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو خدمات آنجناب آج ملۃ مرحومہ کي اصلاح و ترقي کیلیے انجام دے رہے ہیں، وہ روز روشن کیطرح آشکارا ہیں - اسکا بد یہي ثبوت یہ ہے کہ ہم تمام اعلی اور ادنی طبقات میں آپ ہي کا ذکر خیر پاتے ہیں، اور دیرہ سال کے اندر ہي ایک عالم آپکا شیفتہ و گرویدہ ہوگیا ہے - گو یہ ایک مسلم امر ہے کہ جنکي طبائع خود ساختہ لیڈروںکي طرح تعریف پسند نہیں، وہ ہرگز اپني تعریف بنظر تحسین نہیں دیکھتے، تاہم ہم غلامان اسلام میں جناب کي بدولت اور امداد غیبي کي مساعدت سے جو عجیب و غریب احساس ملي و دیني پیدا ہو چلا ہے، وہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ جناب کے اس احسان عظیم کا اعتراف کریں :

ہمیں بام ترقي کے یہي رستے دکھائینگے
نہاں حضرت کے دل میں آتش اسلام پاتے ہیں

الہلال کي ایک ہي سال کي اشاعتوں نے کافہ مسلمین کے دلوں پر وہ سکہ جما دیا ہے، جسکي نظیر شاید ہي ملسکے - میں نے کثیر التعداد ناظرین الہلال کو دیکھا ہے نہ اسکي اشاعت کے دن گنتے رہتے ہیں اور جبتک اُنہیں جدید پرچہ مل نہیں لیتا، ایک بیچیني سي لگي رہتي ہے اور پرچۂ سابق ہي کو پڑہ پڑھکر اپنے دلہاے ناصبور کو ڈھارس دیتے ہیں - ایک قلیل عرصہ میں الہلال نے ثابت کردیا ہے کہ وہ ہمارے سیاسي حقوق کا اور ہمارے اخلاقي، ادبي، تمدني و معاشرتي حالت کا مصلح - ہمارے قومي جذبات پر تنقیدي نظر ڈالنے والا اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمیں اسلام کي سچي تعلیم دینے والا ایک ہي رسالہ ہے -

الہلال کي ضمانت کي روح فرسا خبر اخباروں میں پڑھکر ایکطرح کي نا امیدي پیدا ہو چلی تھي - لیکن الہلال کي حق گوئي نے باوجود اپني ضمانت اور سرکار کي نو اختیار کردہ پولیسي کے، تن مردہ میں ایک زندہ روح پھونک دي - الہلال ہمارا اسلامي معلم ہے، اسکي ضمانت الہلال کی نہیں بلکہ اسلام کي ضمانت ہے - مسلمان خوابندۂ غفلت تھے لیکن موجودہ مظالم اونکے جاگ اوٹھنے کے لیے کافي تازیانہ ہیں - اب اونکے دل سرور وحدت سے معمور - اونکے دماغ حب قومي سے معمور، اور انکي طبیعتیں نور ایمان سے منور ہیں - یعنے اونمیں اسلامی خو بو آگئي ہے - پھر روے زمین پر کونسي قوت ایسي ہو سکتي ہے جو محض ضمانتوںکي دھمکیاں دیدیکر ہماري صداقت پرست زبانوں کو بند کردے ؟ یہ تو فقط دو ہزار کي ضمانت تھي - اگر ایسي پچاس ہزار اور بھي ضمانتیں طلب کي جاتیں، تو بھي موجودہ حالت میں اُنکا جمع کرنا آن واحد کا کام تھا - انشا اللہ جبتک مسلمانوں کي جانیں باقي ہیں، الہلال کا حفظ انکا فرض ایماني ہوگا !

محمد طیب کواتھہ ضلع شاہ آباد

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اشریت
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ٤ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 3, 1913.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly ,, ,, 4-12.

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ | جمعہ : چہارشنبہ ٤ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۲۳

Calcutta: Wednesday, December 3, 1918.

فہرست

شذرات (صدا بہ صحرا - فتنہ اجو دھیا) ۲

مقالۂ افتتاحیہ (حزب اللہ) ۵

مذاکرۂ علمیہ (تقدم علوم و معارف) ۹

مقالات (تاریخ اسلام اور بعثریات) ۴

اسئلۃ و اجوبتہا (طریق تذکرہ و تسمیۂ خواتین) ۱۳

(جلسۂ کانپور ۳۰ - اکتوبر اور طوائفوں کی شرکت) ۱۵

المراسلۃ و المناظرہ (اتفاق کی ضرورت) ۱۷

مراسلات (مصالحۃ مسئلہ اسلامیہ کانپور - ۳) ۱۹

تصاویر

کہتان روف بک کی تازہ ترین تصویر (لوح)

مسٹر گاندھی ۱

مسٹر رابندرو ناتھ ٹگور ۴

سنہ ۱۹۱۲ء کی ایک مفید ترین ایجاد ۱۰

سلطان محمد فاتح کی زر نگار کشتی ۱۱

جہاز - کوئن وکٹوریا ۱۲

مشہور جہاز وائٹ سٹو ۱۲

اخبار و الآراء

جنوبی افریقہ

ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں ہمدردی کے جلسے منعقد ہوچکے ہیں اور زر اعانت کی فہرستیں کھل گئی ہیں - کلکتہ میں کل سہ پہر کو ہندو مسلمانوں کا مشترک جلسہ ٹاؤن ہال میں منعقد ہوگا -

۲۹ - نومبر کو بمبئی میں ہندوستانی خواتین کا ایک قائم مقام جلسہ ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا - مشہور پیٹیٹ خاندان کی لیتی ڈنشا صدر مجلس تھیں - جلسے نے ویسرائے اور سکریٹری اف اسٹیٹ کی مداخلت پر زور دیا اور نہایت سخت اور پر زور الفاظ میں تجاویز منظور کی گئیں -

---

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے مراسلے دفتر مستعمرات کو یقین دلاتے ہیں کہ سختی اور جبر کی شکایتیں صحیح نہیں - دوسری طرف واقعات و روایات کا سلسلہ بغیر کسی توقف کے اپنی ابتدائی سرعت کے ساتھ جاری ہے -

۳۰ - نومبر کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سزائے تازیانہ کے متعلق لوگ حلفیہ گواہی دے رہے ہیں - ایک ہندوستانی شخص نے حلفیہ بیان لنہوایا ہے کہ سات آٹھ ہندوستانیوں کو کام چھوڑ دینے کی وجہ سے انتہائے سختی کے ساتھ مارا گیا - مارنے میں لاٹھیاں استعمال کی گئی تھیں - پانچ ہندوستانی اس صدمہ سے بے ہوش ہوگئے - اس عالم میں بھی انھیں قید کرلیا گیا !

رئیس الاحرار مسٹر گاندھی

جو جذوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے حقوق کی ۲۰ - برس سے حمایت کر رہے ہیں !

گرفتاریاں بھی برابر جاری ہیں - پولیس نے ۳۶۵ اعلوئی وادی میں اور ۱۰۰ - زولو لینڈ میں ہندوستانی گرفتار کیے ہیں - ڈربن ٹاؤن میں بھی ہندوستانیوں نے ہڑتال کردی ہے -

---

ہز ایکسلنسی وسرائے کے پرائیوٹ سکریٹری بابکی پور سے مندرجہ ذیل تار برقی بھیجتے ہیں

" رائٹ آنریبل مارکوئس اف کریو (وزیر ہند)

آج بروز شنبہ یکم دسمبر ہندوستانیوں کے ایک وفد کو بار بابی دے رہے ہیں - وفد میں سرمان چرجی بھاؤ نگری اور مسٹر امیر علی ہونگے - اسکا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانیان افریقہ کے متعلق اپنی معروضات پیش کرے"

اس سے پیشتر آل انڈیا سارتھہ افریقہ لیگ نے اطلاع دی تھی کہ لندن میں ایک وفد لارڈ کریو کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کرنا چاہتا ہے اور انھوں نے منظور بھی کرلیا ہے - اب اس تار برقی سے معلوم ہوا کہ یکم دسمبر کو وہ وفد پیش ہوگیا -

---

لارڈ کریو نے ہندوستانی وفد کا جواب دیتے ہوئے نہایت ہمدردی ظاہر کی - ٹیکس کو قابل اعتراض قرار دیا اور باضابطہ "تحقیقات" پر زور دیا - انھوں نے اس معاملہ کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ انڈیا آفس اور دفتر مستعمرات دونوں کامل غور و فکر میں مشغول ہیں -

تعدد ازدواج کے متعلق کہا کہ مسٹر ٹائیرس نے ہرگز یہ خواہش نہیں کی تھی کہ اس طریقۂ نکاح کو مروج کیا جاے بلکہ اس کا منشا صرف یہ تھا کہ وہ قومیں جن میں یہ مروج ہے ' گورنمنٹ جنوبی افریقہ کی توجہ سے محروم نہ رہیں - وہ تعجب کرتے ہیں کہ کیوں غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں - مسٹر اسمٹ بذات خود تحقیقات کی غرض سے نکال گئے ہیں -

قبلی کریفک نے سر منچرجی رئیس الوفد کے اس راے کی زور سے تائید کی ہے کہ ہندوستانیوں کے حقوق بحیثیت سلطنت برطانیہ کی رعایا ہونے کے قابل لحاظ ہیں اور یہ مسئلہ ایک خارجی آبادی سے تعلق نہیں رکھتا ' بلکہ امپیریل گورنمنٹ پر اسکا اثر پڑتا ہے -

دیگر اخبارات نے بھی کم و بیش تائید کی ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام کم از کم اب اتنا تو سمجھ گئے ہیں کہ ہندوستانیوں پر بھی ظلم و سختی کرنا قابل پرسش ہوسکتا ہے اور یہ کوئی ایسی نیکی نہیں ہے جسکا اعلان کیا جاے ' بلکہ اس کا چھپانا ظاہر کرنے سے بہتر ہے -

چنانچہ ۳۰ نومبر کی تار برقی کے آخر میں یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ وحشیانہ سزاؤں کے خلاف شہادتیں طیار کی گئی ہیں -

شذرات

ضخامت بڑھا دی

(١) آپنے کبھي اس پر بھي غور کيا ھے کہ الھلال کي ضخامت ابتدا ميں صرف ١٦ صفحہ کي تھي - احباب کرام نے بار ھا اصرار کيا تھا کہ قيمت ڈيوڑھي کر دي جاے ليکن ضخامت ميں ضرور اضافہ ھو -

ليکن اسکے بعد بغير اعلان، و بغير طلب مزد و خواھش تحسين ' خود ھي چار صفحے بالالتزام بڑھا دے گيے اور ضخامت ١٦ - کي جگہ ٢٠ صفحہ کي ھو گئي -

(٢) اسپر بھي اکتفا نہ کي گئي ' کيونکہ مضاميں کي قلت کا صدمہ معاونين الھلال کو شايد ھي اسقدر ھو سکتا ھے ' جسقدر کہ خود اس عاجز کو ھوتا ھے - پس اکثر ايسا ھوتا ھے کہ چار صفحے يا آٹھ صفحے اور بڑھا دے جاتے ھيں اور اس طرح اوسط نکالا جاے تو عملاً الھلال ٢٠ - صفحہ سے بھي زيادہ کي ضخامت ميں نکلتا ھے -

(٣) ابتدا ميں صرف ايک مرتبہ غازي انور بے کي تصوير علحدہ آرٹ پيپر پر نکلي تھي اور لوگوں نے خواھش کي تھي کہ قيمت بڑھا دي جاے ليکن علحدہ صفحات پر تصاوير ضرور نکليں - کيونکہ کہ تصويروں کي خوبي زيادہ بہتر کاغذ اور زيادہ قيمتي سياھي نيز ھاف ٹرن مشينوں کي چھپائي پر منحصر -

ليکن بغير قيمت کے اضافہ کے خود ھي اسکا سلسلہ شروع کيا گيا - يہاں تک کہ اکثر پرچوں ميں دو دو اور چار چار صفحوں کي تصويريں نکليں اور بہت کم نمبر ايسے نکلے ھيں - جنميں صفحات خاص نہيں ھيں -

(٤) کاغذ اور سياھي بھي پہلي اور دوسري ششماھي سے زيادہ قيمت کي استعمال کي جاتي ھے - اور چونکہ اسدرجہ صاف اور درخشاں سياھي ھر وقت يہاں ميسر نہيں آسکتي - بڑي بڑي دکانيں عين وقت پر انکار کر ديتي ھيں ' اسليے خاص آرڈر دیکر اسکا انتظام کيا گيا ھے -

(٥) ٹائپ کي چھپائي مين سب سے زيادہ مقدم اور اھم مسئلہ ٹائپ کي حداثت و قدامت کا ھے - يعني ٹائپ کي عمر بہت تھوڑي ھوتي ھے اور نئے ٹائپ کي اب و تاب ' خوش سوادي ' جوڑوں کا اتصال ' دوائر کي خوبصورتي ' زيادہ عرصے تک قائم نہيں رھتي -

اگر خوبي و خوش نمائي سے درگذر کر ليا جاے جيسا کہ بڑے بڑے انگريزي پريسوں ميں بھي ھوتا ھے تو جب تک ٹائپ علي گڈھ انسٹيٹيوٹ گزٹ کا سا ٹائپ نہو جاے ' بلا تکلف کام ديسکتا ھے - اور اگر درميان مين زيادہ گھسے ھوے حروف بدلتے جائيں تو ايک عرصے تک صاف اور ما يقرء بھي رھسکتا ھے -

الھلال کا ٹائپ عمدہ ٹائپ ھے - اگر وہ دو تين سال تک بھي نہ بدلا جاے ' جب بھي کم از کم علي گڈھ گزٹ کا سا تو نہوگا -

تاھم دو چار حرفوں اور دائروں کو بھي گھسا ھوا پاتا ھوں تو ميري آنکھيں دکھنے لگتي ھيں اور دل ملامت کرتا ھے کہ قارئين الھلال کے ساتھہ انصاف نہيں کرتا - اسي کا نتيجہ ھے کہ آغاز اشاعت سے ابتک کہ ڈيڑھ سال کا بھي زمانہ نہيں ھوا ' دو مرتبہ ٹائپ بدلا جا چکا ھے اور ادھر کئي ھفتوں سے پورا الھلال بالکل نئے ٹائپ ميں نکل رھا ھے -

اس تبديلي ميں جسقدر نيا خرچ يک مشت گوارا کرنا پڑتا ھے ' اُسکي آپکو کچھہ خبر ھے ؟

ليا آپ اسے محسوس نہيں کرتے کہ اب الھلال کے صفحے صفائي و رونق اور درخشندگي و تاباني ميں کس درجہ پچھلي حالت سے مختلف ھيں ؟

ميں نے الھلال کي پہلي اشاعت ميں يہ شعر پڑھا تھا ' اور ھميشہ پڑھتا رھونگا :

گل فشانند بہ بستر ھمہ چوں عرفي و من
مشت خس چينم و بر بستر خواب اندازم

فتنہ ٔ اجودھيا

١٩ - ذي الحجہ کي اشاعت ميں برادران اجودھيا کے ترک نماز عيد کے متعلق چند کلمات لکھے تھے - انکي نسبت دو تحريريں پہنچي ھے -

ايک صاحب نے فيض اباد سے خط لکھا ھے اور اسپر بہت برھم ھيں کہ ترک نماز عيد پر ميں نے کيوں ملامت کي ؟

ليکن افسوس ھے کہ خط گمنام ھے اور ميں شايد ايسا خيال کرنے ميں ضرور حق بجانب ھوں کہ جو شخص کسي ايسے شخص کو جو بہ حيثيت ايک آزاد شہري ھونے کے اپنے نام کے ساتھہ کام کر رھا ھو ' گمنام خط لکھے ' وہ ايسا کر کے خود ھي بتلا ديتا ھے کہ اُسکے ساتھہ کيا سلوک کرنا چاھيے ؟

گمنام خطوں کيليے ردي کے ٹوکرے سے بہتر شايد اور کوئي جگہ نہيں ' باستثناء اُس حالت کے کہ اُن ميں کوئي مفيد بات لکھي ھو -

ليکن ايک دوسرے صاحب جو کو اپنا نام تو لکھتے ھيں ليکن کسي نا معلوم خوف کي وجہ سے اسپر راضي نہيں کہ الھلال ميں ظاھر کيا جائے ' چند سوالات کرنے ميں ضرور حق بجانب ھيں - اگرچہ اخفاء نام کي خواھش سے بلا وجہ اپنے تئيں دليل بھي کر رھے ھيں -

وہ لکھتے ھيں کہ " آپنے قرباني کي نسبت لکھديا کہ ائمۂ ثلاثہ کے نزديک سنت ھے - حالانکہ يہ صحيح نہيں - قرباني بالاتفاق اسلام ميں واجب ھے "

پھر لکھتے ھيں کہ " البتہ نماز عيد ائمۂ ثلاثہ کے نزديک سنت ھے اور امام اعظم کے مذھب ميں واجب - آپنے اسے فرض لکھديا " -

نيز يہ کہ " عيد کي نماز کے ترک سے مسلمانان اجودھيا کا مقصود اظہار ناراضگي تھا جو ضروري تھا - لکھنؤ ميں سنيوں پر سختي ھوئي تو انھوں نے تعزيہ نکالنا بند کر ديا - يہاں تک کہ صوبے کے حاکم کو کوششيں کرني پڑيں - کانپور کے لوگوں نے بھي غم و ملال ميں عيد کي نماز نہيں پڑھي - اُنکو تو آپنے برا بھلا نہيں کہا اور غم و غصہ طاري نہ ھوا - جب آپ جيسا عالم دين و مصلح ديني ايسي تھوکريں کھائيگا تو پھر اوروں سے کيا توقع ؟ " وغيرہ وغيرہ

ميں ترتيب وار عرض کرونگا :

(١) قرباني کي نسبت ميں نے جو کچھہ لکھا وھي حقيقت ھے - براہ عنايت آپ کتب فقہہ کي طرف رجوع کريں - ميں نے اُس مضمون ميں تو صرف يہ لکھا تھا کہ " امام ابو حنيفہ رحمۃ اللہ عليہ کے نزديک واجب اور ائمۂ ثلاثہ کے نزديک سنت ھے " مگر اب آپ اور متعجب ھونگے جب سنيں کہ نہ صرف ائمۂ ثلاثہ ھي کے نزديک بلکہ صاحبين کے نزديک بھي قرباني سنت ھے -

تعجب ہے کہ آپ نے بالاتفاق وجوب کیونکر لکھا ؟

بہر حال اس نوٹ میں مقصود قرباني کا مسئلہ نہ تھا بلکہ ترک نماز عید کي بحث تھي ' اور اگر قرباني سنت بھي ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چھوڑ دي جاے -

(۲) نماز عید کے متعلق بھي آپنے یہ صحیح نہیں لکھا کہ " ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے " بہتر ہے کہ اسے تحقیق کرکے لکھتے - نماز عیدین حضرۃ امام ابو حنیفہ کے اجتہاد میں واجب ہے - امام احمد (رح) کے نزدیک فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت مقیم نے ادا کر لیا تو فرض ادا ہوگیا مگر ہے فرض' اور یہي مذہب قوي ہے -

البتہ امام مالک و شافعي کہتے ہیں کہ سنت ہے -

بہر حال میرے کہنے کا مقصد آپ نہ سمجھے - میرا مقصود یہ تھا کہ عید کے دن کے در عمل مسلمانان اجودھیا کے سامنے تھے - قرباني اور نماز - پہلي چیز کو جبراً مجسٹریٹ نے روک دیا - پھر اسکا یہ علاج تو نہ تھا کہ ایک سنت یا واجب (اصطلاحي) کے اجباري ترک سے اُس عمل عظیم کو بھي عمداً ترک کر دیا جاے جسکي اصل صلوۃ الہي ہے ' اور جو اعظم ترین فرائض اسلامي اور ارکان و اساس شریعۃ حقہ میں سے ہے ؟ فرض سے مقصود خاص نماز عید نہ تھي بلکہ اصل نماز - قرباني کا اصل سنت یا واجب سے زیادہ نہیں - پھر اسکا ترک بھي عالم مجبوري میں ہے نہ کہ عمداً - اسکے مقابلے میں نماز و جماعت کو ترک کرنا کہ اصلاً ایک عظیم ترین فرض اسلامي ہے ' کسي طرح عند اللہ جوابدھي سے محفوظ نہیں رھسکتا -

تعجب ہے کہ اپنے عبارت پر غور نہیں فرمایا جو پوري طرح اس مطلب کو واضح کرتي ہے ؟ میں یہاں اُن سطور کو پھر نقل کر دیتا ہوں تا کہ آپکو زحمت رجوع نہو :

" پس اگر قرباني روک دي گئي تھي تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رھگئے تھے اور اسکي بھي انکے سر کوئي پرسش نہ تھي کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے- پھر ایک عمل سنت کے اجباري ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبودیت جھکانے سے کیوں باز رہے ؟ "

(۳) یا سبحان اللہ ! اظہار ناراضگي کا لے دیکے یہي ایک طریقہ رھگیا تھا کہ اگر مجسٹریت نے قرباني روک دي ہے تو چلو ہم نماز بھي نہیں پڑھتے ؟

نہ لو ناصح سے غالب کیا ہوا گر اُس نے شدت کي ؟
ہمارا بھي تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر ؟
مگر گریبان کس کا تار تار ہوا ؟

پھر یہ کس شریعت کا حکم اور کس مذہب کي تعمیل ہے ؟ کیا اُس اسلام کي ' جسکے ایک عمل یعني قرباني کے ترک کا یہ کچھہ ماتم ہے ؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اسلام کے احکام و اوامر کے حفظ کا یہ جوش کہ ترک قرباني پر ماتم کیا جاتا ہے اور دوسري طرف اُسي اسلام کے دوسرے اقدم ترین حکم کي یہ صریح تذلیل و تحقیر بلکہ انکار و تمرد ' کہ اظہار ناراضگي کیلیے نماز عید کي جماعت ترک کر دي ؟ یہي طریقہ حفظ احکام اسلامیہ و حمایت شعائر ملت کا ہے ؟ فہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین !

ترجو النجات و لم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لم تجري علي الیبس !

اگر قرباني کے روک دینے پر ہمیں اسلیے افسوس ہے کہ اسطرح ہمارے دیني اعمال کي بندش و مداخلت کا راستہ کھل جائیگا اور ایک نظیر قائم ہو جائگي ' تو ہزار ویل و صد ہزار افسوس اُن مسلمانان اجودھیا کي جہالت پر ' جنھوں نے اس سے بھي بڑھکر ایک مثال مشئوم قائم کردي کہ نماز عید مسلمانوں کیلیے کوي ضروري اور لازمي چیز نہیں ہے - اور وہ کسي سال ترک بھي کر دي جا سکتي ہے - نیز بہت سے مسلمان اس ترک پر ملامت کرنے اور امر بالمعروف کا فرض انجام دینے کي جگہ ترک کرنے والوں کي پیٹھہ ٹھونکتے ہیں اور ہر طرف سے اس عمل زشت و بد پر انہیں صداء تعریف و احسنت کا غلغلہ سنائي دیتا ہے !

بہت ممکن ہے کہ کل کو کسي مصلحت سیاسي کي بنا پر کسي شہر میں اجتماع نماز عید روک دیا جاے ' اور اگر اسکي نسبت کہا جاے کہ یہ مسلمانوں کا ایک فرض دیني ہے تو حکام مسلمانان اجودھیا کی نظیر اور تمام مسلمانان : ھند کا اتفاق سامنے کرکے سبکدوش ہوجائیں ! !

فویل لھم ثم ویل لھم

افسوس ہے کہ نہ تو خود زمانے کے پاس دماغ ہے اور نہ کسي کے پاس دماغ دیکھنا پسند کرتے ہیں - ان نادانوں کو کون سمجھاے کہ لکھنے پڑھنے کیلیے قلم دوات کے علاوہ اور بھي چند چیزوں کي ضرورت ہوا کرتي ہے ' اور عقل و دانائي ایک شے ہے جس کا ثبوت مانگنے کا ہمیں ہر مدعي انسانیت سے حق حاصل ہے -

یہ کیسي بد بختي ہے کہ اجودھیا کے مسلمانوں نے یہ ناداني کي اور پھر فیض آباد کے لوگوں نے بکمال فخر و بہ لہجۂ تحسین خراہ تار برقیاں بھیجکر خود ھي اسکي تشہیر بھي کرائي ' لیکن تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کسي مدعي اسلام کي زبان سے صدا نہ اٹھي کہ قرباني کے روک دینے سے نماز عید کو ترک کرنا ایک بد ترین مثال ہے اور شرعاً مستوجب نفریں ' اور پھر اگر ایک شخص سے صبر نہوسکا تو اسکو ترک نماز پر ناراض ہونے کے جرم میں ملامت کي جاتي ہے ؟

سچ یہ ہے کہ نماز کي ان لوگوں کي نظروں میں وقعت ھي کب باقي رھي ہے کہ اسکے ترک کرنے پر کسي کو رنج و ملال ہو - عملاً تو ترک ھي ہے - عیدین کي نماز ایک میلہ کي صورت میں ضرور لوگوں کو جمع کر لیا کرتي تھي - آج سے اسکا بھي خاتمہ ہوگیا کیونکہ اجودھیا میں مجسٹریت نے قرباني روک دي ہے ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

حال میں نواب حاجي محمد اسحاق خاں صاحب نے ایک خط نواب وقار الملک کے نام شائع کیا ہے - اُس خط کے عام مطالب اور لا حاصل ماؤ شما سے تو مجھے کوئي تعلق نہیں - البتہ انکا ایک جملہ مجھے بہت ھي پسند آیا اور میں اُسے پڑھکر نہایت خوش ہوا - انھوں نے لکھا ہے کہ آجکل اگر کوئي شخص عام خیالات کے خلاف کوئي بات کہدیتا ہے تو لوگ اسکے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قوم فروش ہے - لیکن ہزارھا مسلمان ہیں جو صریح احکام اسلامیہ کي عملاً توہین کر رہے ہیں مگر نہ تو کوئي اُنھیں ملامت کرتا ہے اور نہ اسپر کسي طرح کي نکتہ چیني کي جاتي ہے -

خدا تعالی جزاے خیر دے جناب نواب صاحب کو کہ انھوں نے یہ لکھکر میرے دل کو نہایت مسرور کیا - میں کہتا ہوں کہ اسمیں

کچھہ شک نہیں کہ حفظ مصالح ملت و حریت قوم و جماعت از روے احکام شریعت فرض دیني ہے اور خدا تعالی نے الہلال کو سب سے پہلے اس امر کے اعلان و اشاعت کي توفیق دي ' لیکن اسکے یہ معني ہیں کہ چند سیاسي مسائل کي نسبت تو اسقدر ہنگامہ و غلغلہ بپا کیا جاتا ہے ' مگر فرائض و ارکان دیني کي صریح توہین و تحقیر اور عمداً تساہل و تغافل پر (کہ في الحقیقة عملي الحاد ہے) کسي کي غیرت ملي اور رگ جہاد حقوق قومي متحرک نہیں ہوتي' اور کوي بھي خدا کي بخشي ہوي زبان سے اسکي شریعت کے عمل و پابندي کي راہ میں کلم لینا نہیں چاہتا ؟

اسکا ایک نہایت درد انگیز ثبوت یہي اجودھیا کا معاملہ ہے - یہ کیسي رونے کي بات ہے کہ تقریباً تمام مسلمان اخبارات نے اس واقعہ پر بحث کي مگر کسي کو بھي خدا سے شرم نہ آئي کہ ترک نماز عید پر بھي دو ایک لفظ لکھدے - سچ یہ ہے کہ کسي کو اسکا حس بھي نہ ہوا ہوگا !

(۵) آپنے کانپور کے مسلمانوں کي نسبت لکھا ہے' مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں' نماز عید کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر مبني ہے - کانپور کے مسلمانوں پر نہیں - ممکن ہے کہ ایسا ہو - رہا یہ کہ میں میں غلطي پر ہوں - رہا یہ کہ میں نے مسلمانان کانپور کو ترک نماز عید پر ملامت نہ کي تو جس فعل کا مجھے علم نہو' اسپر پیشگي ملامت کرنے کي قدرت کہانسے لاؤں ؟

اگر کانپور کے مسلمانوں نے ایسا کیا تو اسي طرح انپر بھي ہزار افسوس' جس طرح اجودھیا کے مسلمانوں پر' لیکن جہاں تک میرا حافظہ اور علم کام دیتا ہے ' میں آپکي روایت کو تسلیم نہیں کرسکتا - مسلمانان کانپور نے بیشک عید الفطر کي نماز عید گاہ میں نہیں پڑھي تھي کیونکہ نہایت شرارت کے ساتھہ مشہور کیا گیا تھا کہ ہندو مسلمانوں میں فساد ہوگا - لیکن اُسکي جگہ مسجدوں میں پڑھي تھي' اور عذر کي بنا پر مسجد میں نماز عید پڑھنا بالاتفاق جائز ہے - بلکہ شوافع کے نزدیک تو بصورت وسعت مسجد' افضل و اولی ' جیسا کہ کتب فقہ میں بہ تصریح ظاہر کیا گیا ہے -

پس کجا نماز عید کو بالکل ترک کر دینا ' اور کجا عید گاہ کي جگہ مسجد میں پڑھنا ؟ افسوس ہے کہ آجکل غلط بیاني روایات میں اسقدر بڑھگئي ہے ' گویا نعوذ با اللہ شریعت اسلامیہ نے جھوٹ کو جائز کردیا -

آپ نے لکھنؤ کے تعزیہ دار سنیوں کي مثال پیش کي ہے - اب اسکا جواب کیا دوں سوا اسکے کہ مسلمانوں کي حالت پر روؤں کہ کیوں انکا خدا اُنسے روٹھہ گیا ہے ؟ اور کیوں انکي عقلوں پر اسکے غضب نے قفل چڑھا دیے ہیں ؟ آپنے نماز عید کے ذکر میں لکھنؤ کي یہ مثال دیدي' لیکن آپکو کیا معلوم کہ اسے پڑھکر میرے دل کا کیا حال ہوا ؟ کاش خدا آپکو اتني دیر کیلیے پتھر کي صورت میں بدل دیتا جس وقت آپنے نماز عید کے ترک پر ترک تعزیہ حجت لائي تھي ' تاکہ یہ سطریں آپکے قلم سے نہ نکلتي

رہا اصل واقعہ تو افسوس کہ لوگ حریف شاطر کي نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے تو صورت حال مختلف کیا بات ہے کہ جس جگہ پچھلے سال حکام نے مسلمانوں سے دیکر قرباني کرائي تھي ' آج وہیں حکماً بند کرا دي جاتي کانپور کا معاملہ ہمارے سامنے ہے ؟

کیا اسکے سوا اور بھي کچھہ مقصود ہوسکتا ہے کہ وہ اتحاد کي چند صدائیں جو اٹھنے لگي ہیں ' خود اپنا ہ میں رکھکر اُسے اس طرح روک دیا جاے کہ پھر از سر نو سے یہ مسئلہ چھڑ جاے ؟

ہندو مسلمانوں کي نا اتفاقي ہم پر پھیلي ہوئي ہیں ' لیکن اس دوسري ہي جگہہ ہے ' اور قربان اسکے لیے ایک بہترین آلہ حکا آگیا ہے -

شاعر ہند

مسٹر ربندرو ناتھہ ٹگور

جنھیں حال میں ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ کا نوبل پرائز دیا گیا ہے - مسٹر موصوف کي اصل شاعري بنگلہ زبان میں ہے جس کا ترجمہ خود انھوں نے انگریزي میں شائع کیا اور تمام ارباب کمال کو مسخر کر لیا -

زر اعانۂ " شہید کانپور "

اعلی اللہ مقامہ

اخباروں میں یہ بحث چھڑ جو روپیہ مسئلۂ مسجد کانپور سے ہوا ہے ' اب کہ مقدمات باقي مصرف کیا ہوگا ؟

لیکن مجھے تحقیق کرنے سے کہ حادثۂ ۳ - اگست کے متعلق جو بچوں کي اعانت ضروري ہے جو اس مقصود تھا ' انکي تعداد اور ضرورت سے دو سو روپیہ ماہوار کي مستقل ہے - پس جسقدر روپیہ جمع ایک ملي بیت المال کي محفوظ رکھنا چاہیے اور کوئي عم اختیار کرنا چاہیے کہ صرف اُسکے یتیموں اور بیوہ عورتوں کي مدد

الہلال کي فہرست میں قدر روپیہ جمع ہوا ہے ' اسکا میزان کل مع بقا شرکاء اعانت آئندہ اشاعت میں درج کردیا جا فہرست الہلال میں بند کي جاتي ہے -

الہلال کي ایجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور م رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ہمکو

الهلال

٤ محرم الحرام

ذلك يوعظ به ، من كان منكم يومن بالله واليوم الاخر !

" الا ، ان حزب الله هم الغالبون ! "

١٣٣٠ هجرى

خاتمهٔ سخن و آغاز عمل

(٢)

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف و الناهون عن المنكر و الحافظون لحدود الله ، و بشر المومنين (٩ : ١١٣)

وہ ، جو توبہ کرنے والے ہیں ، اللہ کے عبادت گذار ہیں ، اُس کی حمد و ثنا ہمیشہ ورد زباں رکھتے ہیں ، اسکی راہ میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر سفر کرتے ہیں ، اسکے آگے رکوع و سجود میں مشغول رہتے ہیں ، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں ، برائیوں سے روکنے والے ہیں ، اور سب سے آخر یہ کہ اللہ نے جو حدود قائم کردیے ہیں ، اُن سب کے محافظ ہیں ، تو ایسے مومنوں کو دین و دنیا کی فتح یابیوں کی خوشخبری سنا دو !!

غیر من در پس این پردہ سخن سازے هست * راز در دل نتوان داشت که غمازے هست
زخم کا ریست ، صراحی و قدح برچینید * نیم بسمل شدهٔ بر سر پروازے هست
بلبلاں رو زگلستاں به شبستاں آرند * که درین کنج قفس زمزمه پردازے هست
عشق بازیم به معشوق مزاجی انداخت * زان نیازیم که با اوست ، بخود نازے هست
گو که این صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند * که درین قافله گاهے قدر اندازے هست
تو مپندار که این قصه بخود می گویم * گوش نزدیک لبم آر که آوازے هست

نمی نماید زی نرسیدست که امروز رود
صعبتے را بود انجام که آغازے هست !

(ظهر الفساد في البر و البحر)

آج دنیا پھر تاریک ہے - وہ روشنی کیلیے پھر تشنہ ہے - وہ پھر سوگئی ہے جس سے بار بار اُسے جگایا گیا تھا ، اور پھر اُسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی - اسکا وہ پرانا دکھ جسکے علاج کیلیے خدا کے رسولوں نے آہ و زاری کی ، اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا ، آج پھر تازہ ہوگیا ہے -

جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا ، ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیل رہی ہے جبکہ اسلام اپنی غربۃ اولی میں مبتلا ہے - اگر اُس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی تو اُس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے - پہلے انسان پتھر کے بتوں کو پوجتا تھا - اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے ، خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی اور اُس کے پوجنے والے آج بھی نہیں ہیں!

دنیا کی وہ کونسی پرانی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کرآئی ہے ؟ جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اُس کی حالت ایسی ہی نہ تھی جیسی کہ آج ہے ؟ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی ، اب چاندی اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراھتی ہے ، لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی -

جنسی اور نسلی تعصبات کروروں طاقتور انسانوں کو اپنا اسلحہ بنائے ہوے ہیں - ضعف اور کمزوری سے بڑھکر قوموں اور ملکوں کیلیے کوئی جرم نہیں - ہر قوم جو طاقت رکھتی ہے ، خدا کی تمام دنیا کو صرف اپنے ہی لیے سمجھتی ہے اور اسکے کمزور بندوں کیلیے عدالت کے ایک جج کی طرح موت کا فتوی صادر کرنے میں بالکل بے باک ہے - حق اور عدالۃ کے الفاظ لفظاً جسقدر زیادہ دہرائے جا رہے ہیں ، معناً اِتنے ہی متروک ہوگئے ہیں اور نوع انسانی کی مساوات و امینت کی حقیقت ، قوت کے زور اور طاقت کے ادعا سے پامال ہے !

انسان لہو و لعب حیات اور غرور ذخارف دنیوي کے نشے سے شاید هي کبھي اس درجہ بد مست هوا هوگا ' جیسا کہ اِس وقت هو رها هے - اسکي معصیة پرستي قدیمي هے اور شیطان اُسي وقت سے موجود هے جس وقت سے کہ انسان هے ' تاهم معصیت کي حکومت اتني جابر و قاهر کبھي بھي نہ هوئي تھي ' اور شیطان کا تخت اس عظمت و دبدبے سے کبھي بھي زمین کي سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط هے -

یہ سب کچھہ جہالت کے سایے میں نہیں هو رها بلکہ علم و مدنیة کے گھمنڈ میں - بیماري رهي هے جس نے خاک و گرد پر دنیا کو لوٹایا تھا ' البتہ اب وہ سنہري پلنگ پر لیٹ گئي هے اور موتیوں کي مسہري کے پردے چار طرف گرا دیے گئے هیں -

ایسا هونا ضرور هے - کیونکہ چشمہ خشک هوگیا هے اور وہ نالیاں مٹي سے بھرگئي هیں جنکي آب پاشي سے خدا پرستي کا چمن شاداب رهتا تھا - دنیا کي هر چیز نمک سے نمکین بنائي جاتي هے ' پر اگر نمک کا مزہ پھیکا هو جاے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا ؟ (متي - ٥ : ١٣)

جو قوم تمام دنیا کي اصلاح کیلیے آئي تھي ' اگر وہ خود هي اصلاح کي محتاج هو جاے تو پھر کون هے جو دنیا کي اصلاح کریگا ؟ خدا همیشہ اس کام کیلیے اپني جماعت دنیا میں بھیجتا هے اور خدا نے مسلمانوں هي کو حزب اللہ یعنے اپني جماعت قرار دیا تھا - پھر اگر وهی حزب الشیاطین کا ساتھہ دینے لگیں تو اللہ کے پاس جانے والے کن کو ڈھونڈھیں ؟

پس آج وقت آگیا هے کہ اسلام پھر ایک مرتبہ اپنے اُس فرض کو دهراے جو وہ ایک بار انجام دیچکا هے ' اور مسلمان اپني اصلاح خود اپنے لیے نہیں ' بلکہ دوسروں کیلیے کریں ' تاکہ اُنکي درستگي سے تمام عالم درست هو ' اور چشمے کي روانی سے تمام کھیت سرسبز هو جاے -

اسلام کا مشن ابھي ختم نہیں هوا هے - دنیا جسقدر اسکي تعلیم کي اُس وقت محتاج تھي ' جبکہ چھٹي صدي عیسوي میں اُس نے جزیرہ نماے عرب سے اپني صورت دکھلائي تھي ' اس سے کہیں زیادہ آج بھي اُسکے کاموں کي محتاج هے - اسکو اپنے امن و نظام کیلیے ' اپني عدالة و صداقت کے قیام کیلیے ' اپني سفاکیوں اور بے رحمیوں کے ازالے کیلیے ' اپني صلح عام اور امنیت عمومي کے ظہور کیلیے ' اصلاح انسانیة اور استیصال سبعیت و همجیت کیلیے ' اور سب سے آخر یہ کہ خدا کے ٹوٹے هوے رشتے کو پھر جوڑنے کیلیے صرف اسلام هي کي ضرورت هے اور صرف اسلام کي - اسلام کے فرزند خود اسلام سے بے نیاز هوگئے هوں مگر دنیا ابھي بے نیاز نہیں هوسکتي !

(امــة وسطاً)

لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالي هوگا ' وہ کمرے کو گرم نہیں کرسکتا - اسکے لیے ضروري هے کہ مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلي کریں - کیونکہ انکي تبدیلي پر تمام عالم کي تبدیلي موقوف هے -

اسکے لیے رسمي انجمنوں کا قائم کرنا بیکار هوگا اور روپیہ کي فراهمي سے دلوں کي جمعیت ممکن نہیں - اسکے لیے وہ تمام طریقے بھي بیکار هوگے ' جنکا بلند سے بلند نمونہ آجکل کے کام پیش کرسکتے هیں - عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل هو جاتے - اگر صرف مفید تعلیمات و مواعظ کا دهرا دینا هی کسي قوم میں تبدیلي پیدا کرسکتا هے تو یہ پیشتر هي سے اسقدر موجود هے کہ اب اسکے لیے کسي نئي جماعت کي ضرورت نہیں - اصول معلوم هیں اور تعلیمات چھپے هوے راز نہیں هیں - ضرورت صرف اسکي هے کہ انهي اصولوں اور تعلیموں کے ما تحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلي پیدا هو -

(ادھبوا ... زا !)

اسکا وسیلہ ایک هي هے جیسا کہ همیشہ رها هے - یعنے ضرورت هے کہ جس کو دنیا نے همیشہ ڈھونڈھا هے ' اسي کي تلاش و جستجو میں آج پھر نکلے ' جس پاني کے لیے وہ همیشہ پیاسي هوي هے اسي کے لیے پھر آوارہ گرد ي کرے ' جس مقصود کي تڑپ میں همیشہ مضطر رهي هے ' اسي کو پھر پکارے - یعني عشاق الهي کي ایک ایسي جماعت اکٹھي هو ' جو صرف خدا کیلیے هو اور انسانوں میں رهکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرلے کہ :

ترک همه گیر و آشناے همه باش !

باوجود اعلان ختم سخن ' ١٩ - ذي الحجہ کي اشاعت میں میں نے پچھلي صحبتوں کي بہت سي باتیں دهرائیں اور بہت سي نئي باتیں بھي کہیں - یہ اسلیے تھا ' تاکہ اس نقطۂ کار کو تمھارے ذهن نشین کرسکوں کہ جب تک اصلاح عالم کے اُن الهي سلسلوں کے ماتحت هم ایک جماعت پیدا نہ کرینگے ' جو دنیا میں همیشہ تاریکیوں اور گمراهیوں کے انتهائي دوروں میں ظاهر هوے هیں ' اور جب تک هماري کوششیں انساني جماعتوں اور انجمن آرائیوں کی جگہ خدا کے رسولوں اور نبیوں کے اعمال سے نسبت پیدا نہ کرینگي ' اُس وقت تک هم کچھہ نہیں کرسکتے - نہ همارا وجود خود اپنے لیے مفید هوسکتا هے ' نہ دینا کیلیے -

اب غور کرو کہ پچھلي صحبتوں میں میں کن کن امور کی طرف شاره کرچکا هوں ؟ میں نے کہا کہ دنیا نے اپنے هر اصلاح و دعوت کے دور میں ایک هي مقصود کو ڈھونڈھا هے ' پس میں کہتا هوں کہ آج بھي اُسي کو ڈھونڈھو - میں نے کہا کہ اس تلاش و جستجو کي آخري پکار وہ تھي جو داعي اسلام (علیہ الصلوة و السلام) نے دنیا کي آخري فراموشي و غفلت کے وقت بلند کي ' پس میں کہتا هوں کہ آج بھي اُسي صدا کو بلند کرو - میں نے کہا کہ اصلاح و دعوة کي پہلي بنیاد جماعت اور اسکا عملي نمونہ هے ' پس میں کہتا هوں کہ آج بھي " جماعت " اور " نمونہ " کے سوا کوئي شے مطلوب نہیں - میں نے کہا کہ اسلام نے صحابۂ کرام کي ایک جماعت پیدا کي جنکا هر فرد اپنے اندر دعوة اسلامي کا ایک عملي نمونہ رکھتا تھا اور وهي نمونہ تھا جس کا ایک هي نظارہ ملکوں اور اقلیموں کی فتح و تسخیر کیلیے کافي تھا ' پس میں آج بھي اُن سب سے جو دل اور آنکھہ رکھتے هیں اور جنکي آنکھیں اشکبار هونا اور جنکے دل خونچکاں هونا جانتے هیں ' عاجزي کرکے اور گڑگڑا کے یهي کہتا هوں کہ اپنے اندر نمونہ پیدا کرو -

هاں ' میں نے کہا تھا کہ انساني دلوں کي تبدیلي ' انساني صداؤں سے نہیں هوسکتي ' اسکے لیے ضرورت هے کہ اپني زبان کے اندر سے خدا کي آواز بلند کرو - لیکن خدا کو تم کیوں کر پاؤگے جب وہ اُس قدوس و قدیم کیلیے تمھارے پاس گھر هي نہیں هے ؟ اُس محبوب و مطلوب کو کہاں بٹھاروگے ' جبکہ تمھارے پہلو میں اسکے بسنے کیلیے کوئي اجڑا هوا دل هي نہیں هے ؟

معمورۂ دلے اگرت هست ' باز گوے
کین جا سخن بہ ملک فریدوں نمي رود

اسکے قدوم حسن سے صرف وهي دل رونق پاسکتے هیں جو اسکي

محبت میں ویراں ہوچکے ہیں مگر محبت کا اولین ثبوت محبوب کي اطاعت اور خود فروشانہ بندگي ہے :

ان المحب لمن یحب یطیع !

(حــزب اللــہ)

پس اُن تمام راستباز روحوں کیلیے جو دین الہي کي غربت پر کڑھتي اور روتي ہیں ' اُن تمام مومن و مسلم دلوں کیلیے جو حق کي مظلومي اور امنیت و عدالت کي بے بسي کو دیکھکر غمگیں ہیں ' اور اُن تمام خدا پرست انسانوں کیلیے جو اپنے خدا کو چھوڑنا اور اُس سے اپنا رشتہ منقطع کرنا نہیں چاہتے ؛ " حزب اللہ " کي دعوۃ ایک پیــام الہي ہے ' جو خدا کے برگذیدہ رسولوں اور انکے متبعین و رفقا کے سلسلوں کے ماتحت چــاہتي ہے کہ راستبازي اور صادق العملي کے ساتھہ ' مومنین مخلصین اور مسلمین قانتین کي ایک جماعت پیدا ہو ' جو اپنے تئیں " حزب اللہ " یعنے مومنین صادقین کہلانے کي اہل و مستحق ثابت کرے - اگر ایسا ہوا تو پھر خدا اُسے اپنے کاموں کیلیے اُسي طرح چن لیــگا ' جیسا کہ ہمیشہ اُس نے چنا ہے ' اور اُسے وہ نسبت نبوت و صدیقیت حاصل ہو جالیگي جو مامورین الہي کے متبعین کو فنــاء اتباع و اطاعت کے وسیلــہ سے حاصل ہوتي ہے ' اور جس کو لسان الہي نے مقــام " معیت " سے تعبیرکیا ہے - جیسا کہ قرآن میں جا بجا کہا گیا :

(۱) محمد رسول اللہ ' و الذین " معہم "

(۲) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ في ابراہیم و الذین " معہ "

(۳) من یطع اللہ و الرسول ' فاولئك " مع " الذین انعــم اللہ علیہــم من النبیین و الصدیقین و الشہــداء و الصــالحین ' و حسن اولئك رفیقــا -

(۴) کونوا " مع " الصادقین (۱)

پس جیسا کہ تیسري آیت سے ظاہر ہے ' جو لوگ جماعــۃ (التي انعم اللہ علیہا) کي اطاعت و متابعت کے ذریعہ انبیا و شہدا ' اور صدیقین و صالحین کے مقامات الہیہ سے نسبت " معیت " حاصل کرلیں گے ' وہ اُن تمام انوار الہیہ اور برکات ربانیہ کا مورد و مہبط ہونگے ' جو انبیاؤ صدیقین کیلیے مخصوص ہیں ' اور من جملہ اُن برکات نبوت کے ایک بہت بڑي برکت ' دعوۃ و اصلاح کي فتح مندي اور تغیرات ممالــک و امم ہے -

امتوں کي اصلاح کرنا ' خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا ' اعتقاد و اعمال کے عالم کو یکسر پلٹ دینا ' نئي قوموں اور نئي جماعتوں کو پیدا کر دینا ' پھر نتیجہ کي ناکامي سے بے خطر ' اور تمام قواء مادیۂ و دنیویہ کے حملوں سے بے پروا رہنا ' اور اسي طرح کي وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کي سرزمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتي ہیں ' وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوے رباني مصلحین ہي کے کام ہیں - محض انساني دماغ سے اُٹھے ہوے جوش اور انسان کے گڑھے ہوے چند جماعتي کھلونے خدا کے اِن کاموں کو انجام نہیں دیسکتے - اگر ایسا نہو تو دنیا سے امان اُٹھہ جاے اور ہر انسان دلوں کا مالک اور ہر ارادہ قوموں کا تسخیر کنندہ بن جاے -

(شــروط کار)

لیکن ایسا ہــونے کیلیے ضــرور ہے کــہ کامل خلوص اور سچي قرباني کے ساتھہ خدا کے چند مخلص بندے اسکے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الــگ کرلیں ' اور خدا اور اسکے سچے مومنوں میں عہد و میثاق اسلام کي ایک مرتبہ پھر تجدید ہو جاے - وہ گو ابھي عمل میں ناقص ہوں لیکن ضرور ہے کہ تلاش و تشنگي میں پکے ہوں ' اور گو اسکي راہ میں غــم نہ اٹھا سکے ہوں پر اسکي یاد میں ضرور غمگین ہوں - کچھہ ضرور نہیں کہ اُنکي تعداد زیادہ ہو - کیونکہ دنیا میں تعداد نہیں بلکہ ہمیشہ تنہا صداقت کام کرتی ہے ' اور ایک ہي سچے موتي کا ہار میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ کانچ کے چمکیلے ٹــکروں کا پورا ہار بنایا جاے - یہ بھي ضرور نہیں کہ وہ جاہ و حشمت کے مالــک اور بڑے بڑے مکانوں میں رہنے والے اور قیمتي پوشاکوں سے حسین و شاندار ہوں - کیونکہ صداقت کا گھر ہمیشہ سے خاک و گرد ہي میں رہا ہے اور جہاں ویران دل مطلوب ہوں ' وہاں آباد و پر رونق جسموں کي ضرورت نہیں -

ہاں ' وہ جماعت خواہ تعداد میں کتني ہي قلیل و اقل ' اور عزت و شوکت دنیوي کے اعتبار سے کیسي ہي ذلیل و اذل ہو ' پر ضرور ہے کہ اسکا ظاہر جتنا حقیر ہو ' اتنا ہي اسکا باطن عزیز و جلیل ہو - اسکے چہرے گرد فلاکت سے سیاہ ' پر دل نور صــداقت و حق پرستي سے تابندہ و درخشاں ہوں - اسکے جسم پر پھٹے ہوے کپڑے ہوں مگر درش ہمت پر تاج و تخت حکومت کي مکلل چادر و نسے بھي بڑھکر قیمتي ردائیں پڑي ہوں - وہ پہاڑوں کي چٹانوں سے بڑھکر محکم ارادہ ' اور لوہے کے ستونوں سے زیادہ مضبوط ہمت لیکر اُٹھے ' اور بہ یک دفعہ و بہ یک دم ' محسوس کرے کہ اسکے پاس زندگي کي قوتوں میں سے جو کچھہ تھا ' وہ اب اسکا نہ رہا بلــکہ اسلام اور خداے اسلام کے سپرد ہو گیا - اُسکي جان جو اُسے اتني محبوب ہے کہ اگر ایک ہزار برس تــک بھي چھوڑ دي جاے جب بھي اُسکا جي نہ بھرے ' وہ سمجھے کہ اب ایک لمحہ اور ایک لمحہ کے دسویں حصے کیلیے بھي اُسے محبوب نہ رہي - وہ مال و دولت جس کے ایک حقیر سے حقیر حصے کي حفاظت کیلیے وہ بسا اوقات اپني جان جیسي محبوب شے کي بھي پروا نہیں کرتا ' خود اپني آنــکھوں سے دیکھہ لے کہ اگر راہ حق میں اسے لٹانے کی ضرورت پیش آجاے تو خاک کے ڈھیر اور کوڑا کرکٹ کے انبار میں اور اُس میں کوئي فرق نہیں ہے - وہ اہل و عیال ' عزیز و اقارب ' جنــکي محبت کي زنجیریں اسکي رگ جاں سے بندھي ہوئي ہیں ' خود اُسکا دل اندر سے پکار اُٹھے کہ راہ حق میں انــکي بندش کچے تاگے کي قوت سے بھي کمزور ہے - اگر خدا تــک پہنچــنے کیلیے انــکو توڑنا ضروري ہو تو ایک ہي جھٹــکے میں پارہ پارہ ہو سکتي ہیں :

آنــکس کہ ترا بخواست ' جاں را چــہ کند ؟
فرزنــد و عیــال و خــان و مــاں را چــہ کند ؟
دیــوانــہ کني ہر دو جہانــش بخــشي
دیــوانــۂ تو ہــر دو جہاں را چــہ کند ؟

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقــتر فتموھا و تجارۃ تخشون کسا دھا ' و مساکن تــرضونھــا ؛ احب الیــکم من اللہ و رسولــہ ' فــتر بصوا حتی یاتي اللہ با مرہ و اللہ لا یھــدي القوم الفاسقــین (۹ : ۲۴)

" اگر تمہارے باپ ' تمہارے فرزند ' تمہارے بھائي ' تمہاري بیویاں ' تمہارا خاندان ' تمہاري وہ دولت جو تم نے کمائي ہے ' وہ کار و بار دنیوي جسکے نقصان کا تمہیں ہر وقت اندیشہ لــگا رہتا ہے ' وہ مکان و جائداد جو تمہیں نہایت محبوب ہیں ' غرضکہ یہ تمام چیزیں اگر تمہیں اللــہ اور اسکے رسول اور اسکي راہ میں صرف قوت کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہوں تو پھر خدا کي راہ سے ہٹ جاؤ - یہاں تــک کہ اُسے جو کچھہ کرنا ہے کر گذرے - وہ اپنے کاموں کیلیے تمہارا محتاج نہیں ہے -

اور اُس کي هدايت انکے ليے نہيں هے جنکے اندر ايمان کے ايثار و قرباني کي جگهه ' فسق کي نفس پرستي بهري هوئي هے "

پس اگر يه سب کچهه تم کر سکے اور خدا کي راه ميں قرباني کے اُس جانور کي طرح زمين پر گر گئے ' جسکے ليے چهري تيز کي جا رهي هو ' تو ميں تم سے سچ سچ کهتا هوں که اس اسمان کے نيچے کوئي چيز بهي ايسي نہيں هے جو خدا کي راه ميں قربان هونے والوں کے حکم سے باهر هو - جن چيزوں کي آرزو ميں تم کڑهتے هو مگر تمهيں نہيں مليں ' جس عنقاے حريت کي تلاش ميں تم سرگرداں هو مگر هاتهه نہيں آتا ' جن مصائب قومي اور فلاکت ملي کے دور کرنے کيليے آه و واويلا مچاتے هو مگر جسقدر اسکي گرهيں کهولنا چاهتے هو ' اُتني هي وہ اور سخت هوتي جاتي هيں ' يه سب چيزيں خود بخود تمهارے پاس آ جائيں گي ' بلکه حقيقت يه هے که اِن ذخارف کي کيا هستي هے ؟ وہ مقصود و مطلوب اعلیٰ ' جو تمهاري هستي کا اصلي نصب العين هے مگر جسے تم بهولے هوے هو ' وہ بهي تمهيں خود ڈهونڈهے گا ' تا تمهارے سامنے نمايان هو ' اور تمهاري امانت تمهارے سپرد کر دے -

پهر تمهاري دعوت ايک تير هوگي جو دلوں کو نخچير کيے بغير نه رهيگي - تمهاري ايک گردش چشم هزاروں دلوں کو منقلب کرديگي - تمهارے ايک اشارۂ ابرو پر لاکهوں روحيں زمين پر لوٹتي اور خاک پر تڑپتي هوئي تمهارے پيچهے روانه هوجائيں گي - تمهاري زبان سے جو کچهه نکلے گا ' الله کے فرشتے اُسے اپنے نوراني پروں پر اٹهاليں گے اور تم جب کبهي پکارو گے تو اثر و قبول کي اور راح سماويه تمهاري صداؤں کو اپني اغوش ميں لے ليں گي تا دلوں کي جگه زمين پر گر کر ضائع نہوں - اگر زمين کے بسنے والے تمهارا ساتهه دينے سے انکار کرديںگے تو يقين کرو که خدا اپنے ملائکۂ مسومين اور کروبيان مقربين کو اُتاريگا ' تا وہ تمهارے پيچهے پيچهے چليں - اور اگر انسانوں کے دل تمهاري صداقت اور حقانيت سے انکار کرينگے تو وہ هوا کے پرندوں ' درياؤں کي موجوں ' پهاڑوں کي چوٹيوں ' اور درختوں کي ڈاليوں کو حکم ديگا که تمهاري سچائي اور راستبازي پر گواهي ديں - اور ميں تم سے سچ سچ ' آسمانوں اور زمينوں کے مالک کي قسم کها کر کهتا هوں که جس طرح مجهے اپنے وجود کا يقين هے ' بالکل اسي طرح اسکا بهي يقين هے که حق اور راست بازي ميں وہ قوت هے که اگر وہ چاهے تو پهاڑوں کو اپني جگه سے هلا دے اور سمندروں کي موجوں پر اپنا تخت بچها دے -

عزيزان ملت ! جبکه تمهارے اعمال کے اندر قرآن کي روح جاري و ساري هوجائيگي ' تو پهر تم خدا کے کلام کے حامل هوگے اور خدا کا کلام بهت سے انساني دلوں کو جو گوشت کے ريشوں سے بنے هيں ' نرم نه کر سکے ' مگر پهاڑوں کي چٹانوں کو تو اپني جگه سے هلا ديتا هے !

لو انزلنا هذا القران علی جبل ' لرايته خاشعاً متصدعا من خشية الله ' و تلک الامثال نضربها للناس لعلهم يتفکرون !! (۵۹ : ۲۱)

" اگر هم نے قران کو کسي عظيم الشان پهاڑ پر نازل کيا هوتا ' تو تم ديکهتے که يه پتهر کا وجود بهي خوف الهي سے الله کے آگے جهک جاتا اور اسکا سينه شق هوگيا هوتا (پر افسوس که انسان سنتا هے مگر سرکشي سے باز نہيں آتا) اور يه تمثيليں هم لوگوں کيليے بيان کرتے هيں تا که سوچيں اور غفلت سے باز آئيں !! "

اسميں شک نہيں که ميري تمهيد طويل ' اور انتظار کا زمانه منتظروں پر شديد تها ' تا هم ميري طبيعت کسي طرح راضي نہيں هوتي تهي که اپنے دل کي تمام آرزؤں کو ظاهر کيے بغير کسي کو اپنے ساتهه چلنے کي دعوت دوں - پهر يه بهي تها که اسي ضمن ميں ارادوں کا استقلال اور طلب کي صداقت کيليے بهي ايک ابتدائي آزمايش تهي که جو لوگ چند دنوں تک سماع مطلب کا انتظار نہيں کر سکتے ' وہ آگے چلکر حظرات سفر کيليے کيونکر مستعد هوسکتے هيں ؟

ليکن اب که ميں اپني تمهيد ختم کر چکا هوں اور ميري آرزوئيں بے نقاب اور ميري خواهش غير مستور هے ' تو هر شخص کو موقعه حاصل هے که اپنے دل سے پوري طرح سوال و جواب کر لے اور کل کيليے کوئي بات سوچنے اور سوچنے کي اتها نه رکهے - اس سفر کا ارادہ خدا نے ميرے دل ميں ڈالديا هے اور اگر پاني ميرے پاس نہيں هے تو الحمد الله که اپني پياس کي طرف سے تو مطمئن هوگيا هوں - ميں اتها هوں اور اب چلونگا - ميرا چلنا اثل هے اور ميں سمجهتا هوں که حرکت مقدر هوچکي هے - ميرے پاؤں ميں سب سے زيادہ بوجهل زنجير اپنے نفس اور اسکي هوا پرستي کي هے جسکے ولولوں اور چهپي هوئي معصية پرستيوں کے طوفانوں ميں هميشه موجيں اُٹهتي رهتي هيں ' اور ميرے ارادے کو تهه و بالا کر دينا چاهتي هيں :

صد ديد باں اگر چه بهر سو گماشتيم

اسکے بعد اپنے وجود سے باهر نفس انساني کے فتنه هاے ابليسي کے بند و علائق هيں ' جو گو بهت سے ٹوٹ چکے هيں ليکن جتنے باقي هيں ' وہ بهي کم نہيں اور ايسے سخت هيں که بعض اوقات اُنهيں توڑنے کي کوشش کرتے کرتے تهک جاتا هوں اور قريب هوتا هے که ميري انگليوں سے خون بهنے لگے :

هزار رخنه بدام و مرا به ساده لي
تمام عمر در انديشۂ رهائي رفت

انما اموا لکم و اولادکم فتنة و ان الله عنده اجر عظيم (۸ : ۲۹)

ميں اس راه کي سختيوں سے بے خبر نہيں هوں ' ليکن انکي سختيوں هي کے اندر اپنے نام کي پکار بهي پاتا هوں - بارها ايسا هوا که نفس کي شرارتوں نے کانوں ميں انگلياں ڈاليں اور دل کي غفلت نے خوب شور مچايا ' تا که اُس آواز کو نه سن سکوں اور اسکي طرف سے غافل هو جاؤں - ايسا بهي هوا که دن پر دن اور راتوں پر راتيں اسي کشمکش ميں گذر گئيں اور مدت کے افسردہ ولولہ هاے معصيت يکايک زنده هو کر اتهه بيٹهے ' تاهم يه وقت بهي گذر گيا اور کان لگا کر غور کيا تو بند هونے پر بهي ايک صدا تهي ' جو اسکے اندر گونج رهي تهي :

تو مپندار که اين زمزمه بے چيزے هست !
گوش نزديک لبم آر که اوازے هست !

ميں درميان ميں اپني پکار بلند کرکے پهر چپ هوگيا تها ' کيونکه جب ميں نے اپني جانب ديکها تو معلوم هوا که ابهي چند دنوں اور اپني آزمايش کي ضرورت باقي هے - اس راه ميں دعوت دينے کيليے مقدم شرط يه تهي که ميں خود بهي اس طرح طيار اور آماده هو بيٹهوں که جس دن آغاز سفر کا اعلان کروں اُس دن سب سے پہلے خود اپنے پاؤں کو تمام زنجيروں سے خالي ديکهوں - پس ميں اپني فکروں ميں غرق هوگيا اور جس قدر زمانه توقف کا خدا کو منظور تها ' اس عالم ميں بسر هوگيا -

ليکن مجهے نظر آيا که ايسا هونا ممکن نہيں - پاني اتنے اونچے تک پهنچ گيا هے که اب دريا سے بهاگنا محال هے ' اور قريب هے که مدت کے بهاگے هوے غلام کے پانوں ميں آخري مرتبه ايک

ایسي بوجھل زنجیر ڈالدي جاے کہ پھر کبھي بھي اسکے پانوں اس چوکھٹ سے باھر نہ نکل سکیں :

خلاص حافظ ازاں زلف تا بدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگار نند !!

الحمد اللہ کہ اللہ کي توفیق رفیق نے مجھے نہ چھوڑا اور جنکو وہ چھوڑدے تو اسکي دنیا میں پھر کون ہے جو اُنہیں پناہ دیسکتا ہے ؟

تو گر برہم زني سوداے دل ' بارے زیاں داري
مرا سرمایۂ دنیاؤ دیں نابود مي گردد !

میں اب بہمہ وجوہ مستعد سفر ہوں اور ہمرھان سفر کیلیے صلاے عام ہے :

مردانہ قمارے کن ' دستے بدر عالم زن !
صلے کہ نہی برنہ ' نقشے کہ زني کم زن !
ھر دم چو فلک لعبت ' از پردہ بروں آرد
ایں شعبدہ یکسو نہ ' ویں معرکہ برھم زن !
گر مہر نہي بر دل ' از شوق پیاپے نہ !
ور قفل زني بر لب ' از رطل دما دم زن !
تو بہر چہ خاموشي ؟ کز عقل نیندیشي ؟
من پاس گہر دارم ' غواص نۂ ' دم زن !
ایماں ز یقین خیزد ' وز ھر چہ بشک یابي
در آتش حرماں بیں ' یا بر محک غم زن !
بینا لیے جاں خواھي ' شمشیر بتارک زن
آگاھي دل جوئي ' الماس بہ مرھم زن !
مومن نتواں گفتن ' عاشق کہ مجاھد نیست
رو بوسہ چو سربازاں ' بر طرۂ پرخم زن !

طریق کار و آغاز عمل

رب ادخلني مدخل صدقاً و اخرجني مخرج صدقا ' واجعل لي من لدنك سلطاناً نصیرا !

یہ جماعۃ " حزب اللہ " کے نام سے موسوم ہوگي کہ خدا تعالیٰ نے مومنین مخلصین کو اسي لقب سے ملقب فرمایا ہے : الا ان حزب اللہ ھم الغالبون -

(قد [illegible] و [illegible])

اتباع اسوۂ حسنۂ ابراھیمي و محمدي علیھما الصلوۃ والسلام

بحکم

(۱) لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
(۲) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ في ابراھیم والذین معہ

([illegible] والعمل)

التائبون العابدون الحامدون السائحون
الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف
والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ
و بشر المومنین (۹ : ۱۹۳)

خدا تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں آٹھہ وصفوں کو بیان کیا ہے جو مومنوں میں ھونی چاھئیں ' یا آٹھہ قسم کے درجوں کو بیان کیا ہے جن میں سے ھر درجہ پچھلے سے اعلیٰ و اکمل ہے اور یہي اس جماعت کا دستور العمل اور طریق کار ھوگا :

(۱) " التائبون " اصلاح و تزکیۂ نفس کا اولین مرتبہ توبہ و انابت ہے ' یعنے بندے کا اپنے اعتقاد و اعمال کي تمام گمراھیوں اور غفلتوں سے کنارہ کشي کرنا اور اللہ کے حضور عہد واثق کرنا کہ وہ آئندہ اسکي مرضات کے خلاف کوئي قدم نہ اٹھائگا -

(۲) " العابدون " وہ جو مقام انابت کے بعد مقام عبادت تک مرتفع ھوے - مقام توبہ ؤ انابت گذشتہ کا ترک تھا ' عبادت حال و مستقبل کا عمل ہے -

(۳) " الحامدون " : وہ لوگ جو دنیا میں انساني اعمال کي مدح وثنا ' اور اغراض و مقاصد نفسانیہ کے غلغلے کي جگہ ' خداے قدوس کي حمد و ثنا کي پکار بلند کریں ' اور جو توفیق الہي سے اس انقلاب کا وسیلہ بنیں کہ دنیا مادہ پرستي کے شور سے نجات پاکر حمد الہي کے ترانوں سے معمور ھوجاے -

(۴) " السائحون " - یعنے وہ لوگ جو حق اور صداقت کي راہ میں اپنے گھر اور وطن کے قیام کو ترک کرکے ' فرزند و عیال اور دوست و احباب کي الفت سے بے پروا ھوکے ' اور سفر کي تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشي خوشي جھیل کر نکلیں ' اور خدا اور اسکي صداقت کے عشق میں شہر بشہر ' کوچہ بکوچہ گشت لگائیں - خدا کي دعوت کي صدا اُنکي زبانوں پر ھو ' اور ھدایت الہي کي امانت دلوں میں - وہ اُن دیوانوں کي طرح جو فراق محبوب میں جنگلوں کي خاک چھانتا ' اور آبادیوں اور انکي سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے ' ھر جگہہ پھریں ' اور اُس بھکاري فقیر کي طرح جو ایک ایک دروازے پر صدا لگاتا ' اور ھر شخص کے سامنے ھاتھہ پھیلاتا ہے ' دنیا کے ھر گوشے میں پھنچیں - کہیں ھدایت کي صدا لگائیں تو کہیں سچے دلوں کا سوال کریں - جس شخص کي جیب کو وزني اور دل کو فیاض پائیں ' اسکے دروازے کا پتھر بنکر جم جائیں - اگر وہ دعاؤں سے خوش ھو تو دعائیں دیں ' اگر دل کا نرم ھو تو فقیرانہ صدائیں سنائیں ' اگر دردمند ھو تو عاجزي کي صورت بناکر منتیں کریں - غرضکہ جب تک اپنے شکار کو قابو میں نہ کرلیں ' اسکے دروازے سے نہ ٹلیں -

پھر سفر کي مختلف صورتیں اور مختلف مراتب ھیں اور لسان الہي نے " سائح " کا لفظ استعمال فرمایا کہ سب پر حاوي ہے - میں کہتا ھوں کہ نیک نیتي کے ساتھہ جو تاجر غیر ممالک کا سفر تجارت کیلیے کرے ' جس کو قران کریم نے اللہ کے فضل سے جا بجا تعبیر کیا ہے ' یا علوم مفیدہ و فنون نافعہ کي تحصیل کیلیے اپنا گھر چھوڑے ' جس کو خدا نے خیر کثیر بتلایا ہے ' یا اسي طرح کوئي دوسرا مقصد اُن اغراض میں سے ھو ' جنکو دوسري قومیں سیاست و تمدن وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتي ھیں ' تو وہ تمام صورتیں بھي اس وصف ایمان و اسلام میں داخل ھیں ' اور اس طرح کا سفر کرنے والا بھي مرتبۂ " سائحون " سے فائز ' نیز اسکے تمام برکات سے بہرہ اندوز ہے - انشاء اللہ جب اس آیۃ کریمۂ و عظیمہ کي تشریح بہ ضمن مقاصد "حزب اللہ" کرونگا ' تو یہ تمام باتیں اپنے ادلہ ؤ براھین کے ساتھہ بصیرت افروز

هونگي - نيز بعض ايسے معارف و حكم قرآنيه بهي سامنے آئيں گے جن پر ابتک بہت کم تدبر و تفکر کيا گيا ہے -

(٥) " الـراكعـون " - بظاهـر " الراكعون " اور اسکے بعد کا وصف " الساجدون " ايک هي چيز يعني نماز کي طرف اشارہ معلوم هوتا ہے که اسميں پہلے رکوع ہے اور پهر سجود - ليکن در اصل يه دو علحده علحده وصف يا دو علحده علحده مرتبوں کي جماعتوں کا بيان ہے ' جن ميں پہلا وصف مرتبۂ رکوع ہے ' دوسرا سجود -

مقصود دونوں سے وہ مقام ہے ' جبکه انسان اپني روح و دل اور اپني تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور تمام خواهشوں کے ساتهه الله تعالى کے آگے جهک جاتا ہے ' اور وہ سر جسے اُسنے بلند کيا ہے ' اسکي هر مخلوق کے آگے بلنـد هوکر بالاخر اُسکے آگے گـرا ديا جاتا ہے - في الحقيقت لفظ " اسلام " کي حقيقت اور مقام " تسليم " کا مقصود اصلي بهي يهي مقام ہے - و قال في هذا المقام :

اين جملـه گتا بهـا كـه در بـر داري
سودے نـه كند چو نفس كافـر داري
سر را به زميں نهي تو در وقت نماز
آں را به زميں بنهه ' كه در سر داري !

ليکن اس حالات کے دو درجے هيں : ايک مرتبۂ رکوع ہے اور ايک مرتبـۂ سجود - نماز ميں مصلي پہلے رکوع ميں جاتا ہے - اُسکے بعد سجدے ميں گرتا ہے - پس " الراكعون " سے مقصود وہ لوگ هيں جو اس حالت کے پہلے درجے تک پہنچ گئے هيں ' اور اُس بے نياز و کبرياء کے سامنے انهوں نے اپني روح و دل کو يکسر جهکا ديا ہے -

(٦) " الساجدون " - يه دوسرا مرتبه ہے - رکوع صرف جهکنا تها مگر سجود جهکتے جهکتے اس قدر جهک جانا که بے اختيار و مضطر هوکر زمين پر گر پڑنا اور پيشاني کو گرد و خاک مذلت سے آلوده کرديتا - يه انکسار عبوديت کا انتهائي مرتبه ہے ' اور اس طرف اشاره ہے که بنده اپنے سر کو نه صرف الله کے آگے جهکا هي دے ' بلکه دائمي طور پر اسکے سامنے زمين پر رکهدے اور اُسے سپـرد کر دے - سيد الطائـفۂ بغـدادي سے کسي نے پوچها تها : نماز ميں سجدے کے شرائط کيا کيا هيں ؟ فرمايا که تمهارے ليے تو يه که پيشاني اور ناک زمين سے مس هو ' اور همارے ليے يه که جب ايک بار سجدے ميں سر گر جاے تو پهر دوباره زمين سے نه اُٹهے ! و لله در ما قال :

در سجدۂ كه تن نه ز سر مي شود جدا
در كشـور وفـا گنهـش نـام كـرده اند
يا رب ز سيـل حـادثه طوفاں رسيده باد
بت خـانۂ كه خانقهش نـام كرده اند !

پهر نظر حقيقـت شناس کو بلند تر کيجيے تو اسي مقام سے وہ مرتبۂ فناء نفس انساني مراد ہے ' جسکو صوفياء کرام اپني اصطلاح ميں مقام " استهلاک کلي " اور " جمع الجمع " سے تعبير کرتے هيں ' اور اگر زبان اهل محبت ميں کهيے تو وجود انساني کا يهي سجده ہے ' جسکي پيشاني زمين پر گرنے سے پہلے تو طلب عشق هوتي ہے ' پر جب اُٹهتي ہے تو عشق کي جگـه خود حسن کي جلوه گاه بن جاتي ہے :

بيرون عشق و عاشق و معشوق هيچ نيست
وين هر دو اسم مشتق ازاں مصدر آمده !

(٧) " الامرون بالمعروف و الـنـاهون عن المنـكر " الله اکبر! امر بالمعروف اور نهي عن المنـكر کا درجۂ عاليه که ان تمام اوصـاف عظيمه کے بعد اسکا ذکر کيا گيا اور فـرمايا که وہ لوگ جو حق کا اعـلان کرتے ' صداقت کا حکم ديتے ' اور راستبازي و عدالة کي طرف بلاتے هيں - اور چونکه نيکي کي دعوت ' بـدي کي ممانعت کے بغـير ممکن نهيں ' اسليے ساتهه هي اُسکا بهي ذکر کيا اور کها که نيز وہ فرزندان حق جو برائيوں سے روکتے اور خـدا کي زمين کو نفس و شيطان کي پهيلائي هوئي ضلالت سے بچاتے هيں -

في الحقيقة ... يه مرتبه اسلام و ايمان کا اعلى ترين درجۂ اختصاص اور مخصوص ترين اعمال نبوت و صديقيت ميں سے ہے - اس سے بـڑهکر کوئي وصف نهيں جو اسلام کي پوري حقيقت اپنے اندر رکهتا هو - يهي وہ عمل الهي ہے جسکا انجام دينے والا زمينوں اور آسمانوں ميں خدا کا دوست پکارا جاتا ہے اور اسکے اعمال کے اندر نبيوں اور رسولوں کي نسبت متحقق هوجاتي ہے - جو گروہ يا جو فرد آمر بالمعـروف و ناهي عن المنكر هوگا ' وہ گويا آدم و نوح اور ابـراهيم و موسى (على نبـينا و عليهم الصلوة و السلام) کا دنيا ميں جانشين هوگا -

الحمد لله که اس مقام کي تشـريح و تفصيل اور اعلان و دعوت کي توفيق مقدس اس فقير کو خصوصيت کے ساتهه بکرات و مرات مرحمت هوئي ' اور اسکے فضل ذره نواز سے اميد ہے که باب توفيق هميشه باز و مفتوح رهيگا -

(٨) " و الحافظون لحدود الله " - يه ان اوصـاف الهيه کا آخـري مرتبه اور اس زنجير صفات ايمانيه کي آخري کڑي ہے - يه انتهائي وصف ہے جو ان صفـات سبعۂ ربانيه کے بعد مومنوں کو حاصل هوتـا ہے - يا مومنين مخلصين کي وہ منـتها درجـه رفيع و جليل جماعت ہے جو ارتقاء ايماني کي آخري منزل تـک پہنچ جاتي ہے ' اور پهر خدا تعالے سچ مچ اس دنيا ميں اُسے اپنا قائم مقام اور خليفه بنا ديتا ہے - فهو لا يسمع الا بسمعـه ' و لا ينـظر الا بنـوره ' و لا يـتكلم الا بلسانه :

چشم و گوش دست و پـايـم او گـرفت
من بـدر رفـتـم ' سـرايـم او گـرفت !

" حافظين لحدود الله " سے مقصود وہ جماعت ہے جو دنيا ميں شريعة حقۂ الهيه کے قيام اور عدل و امنيت کے نظام کي ذمه دار هوتي ہے ' اور جو حدود و قوانين خدا تعالے کے قوام عالم ' و امن انسانية ' و نظام مدنية صالحه ' و حفظ حمرق اقوام و ملل کيليے قائم کر ديے هيں ' ايک با اختيار سلطان اور ايک مسئول والي ملک کي طرح انکي محافظت کرتي ہے - يهي حدود الله في الحقيقت تمام شرائع الهيه کا مقصود حقيقي اور تمام مامورين و مرسلين اور مصلحين متبعين کي دعوت کا ماحصل هيں ' اور يهي حدود هيں جنکو لسان الله نے کهيں دين قيم ' کهيں دين حنيف ' کهيں صراط مستقيم ' کهيں فطرة الله ' کهيں سنة الله ' اور پهر کهيں " اسلام " کے نام سے تعبير

کیا ہے - خدا تعالیٰ ہمیشہ اس خدمت کیلیے اپنی جماعتوں کو چنتا اور اُنہیں اپنا خلیفہ بنا تا ہے ' پس وہ دنیا کو صفات الہیہ کا تجلی گاہ بنا نا چاہتے ہیں نہ کہ تخت ابلیس کے احکام خبیثہ کا جہنم کدہ - وہ ہر اُس چیز سے خوش ہوتے ہیں جنسے رب العالمین خوش ہے ' اور ہر اُس درخت کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں جو صفات شیطانیہ کے بیج کا پھل ہے : پھر وہ اپنی تمام قوتوں کو " حدود اللہ " کی حفاظت کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں ' اور دنیا کی جو جو قوتیں اِن حدود کو توڑنے والی اور انسانیۃ کو اُسکے فطری حقوق سے محروم کرنے والی ہیں ' اُن سب کے تسلط سے عالم کو نجات دلاتے ہیں - یہ گویا قوۃ الہیہ اور قوائے شیطانیہ کی ایک جنگ ہوتی ہے ' پر جیسا کہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے ' وہ اپنی جنود قاہرہ کو فتح دلاتا اور ابلیس کے لشکر کو نا مراد و خاسر کرتا ہے : و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ' انہم لہم المنصورون ' و ان جندنا لہم الغالبون ! (۳۸ : ۱۷۱)

یہ درجہ آخری درجہ ہے ' اور اس لیے " حزب اللہ " کا مقصد حقیقی ہے - کیونکہ خدا تعالے نے حزب اللہ یعنی اپنی جماعت کو جا بجا " حزب الشیاطین " یعنی شیطان کی جماعتوں کے مقابلے میں فرمایا ہے - سورۂ مجادلہ میں جہاں منافقین و کفر پرست لوگوں کا تذکرہ کیا وہاں پہلے " حزب الشیطان " کی طرف اشارہ کیا :

استحوذ علیہم الشیطان '	شیطان (اور اسکی قوتیں) ان پر
فانسٰہم ذکر اللہ ' اولائک	مسلط ہوگئی ہیں ' پس انہوں نے
حزب الشیطان ' الا '	خدا کے ذکر اور اسکے رشتے کو فراموش
ان حزب الشیطان	کر دیا ہے - " یہ حزب الشیطان "
ہم الخاسرون (۵۸ : ۱۸)	یعنی شیطان کی جماعت ہے اور

یقین کرو کہ اخر کار حزب الشیطان برباد و تباہ ہی ہوگا "

پھر اسی سورۃ میں اس آیۃ کریمہ کے بعد سچے اور راستباز مومنوں کا ذکر کیا ہے ' اور کہا ہے کہ انکی علامت یہ ہونی چاہیے کہ اللہ اور اسکی صداقت و عدالت کے آگے دنیا کی تمام قوتوں اور بندشوں کو ہیچ سمجھیں ' و لو کانوا اباء ہم ' او ابناء ہم ' او اخوانہم ' او عشیرتہم - اگرچہ انکے ماں باپ ' اہل و عیال ' برادر و قریب ' اور خاندان اور کنبے ہی کے لوگ کیوں نہوں ' لیکن خدا کی راہ میں وہ کسی کی پروا نہ کریں -

پھر انکی تعریف اِن لفظوں میں کی ہے کہ:

اولائك کتب فی قلوبہم	یہی وہ سچے مومن ہیں جنکے دلوں
الایمان و ایدہم بروح	کے اندر خدا نے ایمان نقش کردیا ہے
منہ ' و یدخلہم جنات	اور اپنی روح سے انکی نصرت فرمائی
تجری من تحتہا	ہے ' نیز وہ اُنہیں کامیابی و فتحمندی
الانہار خالدین فیہا '	کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے
رضی اللہ عنہم	نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی ' اور وہ
و رضوا عنہ '	ہمیشہ اسکا عیش ابدی حاصل کرینگے -
(۵۸ : ۲۱)	یہی وہ خدا کے خاص بندے ہیں

جنسے وہ راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں"

ان اوصاف و خصائص کے بیان کرنے کے بعد ' پھر اس جماعت کا نام بتلایا کہ :

اولائك حزب اللہ ' الا ' ان حزب	یہی " حزب اللہ " یعنی خاص اللہ کی
اللہ ہم المفلحون ! !	جماعت ہے اور یقین کرو کہ خواہ
(۵۸ : ۲۲)	حزب الشیطان کی شان و شوکت
	کیسی ہی دلفریب ہو ' مگر آخر کار
	یہی لوگ فلاح پائیں گے -

اِن ایات سے عجیب و غریب نکات و معارف سامنے آتے ہیں مگر وقت تشریح نہیں و محول بہ وقت تو ضیح مقاصد حزب اللہ ' تا ہم مختصراً اتنا اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ اِن آیات نے بعض مخصوص علامتوں اور نتائج کو سامنے کر دیا ہے - مثلاً انسے واضح ہو گیا کہ :

(۱) خدا نے دنیا میں دو جماعتوں کا ذکر کیا - حزب الشیطان اور حزب اللہ -

(۲) حزب الشیطان کا کام یہ ہے کہ وہ چونکہ اپنے تئیں قواء شیطانیہ کا مرکب بنا دیتا ہے اسلیے شیطان ذکر الہی سے اُسے محروم کر دیتا ہے اور خدا کی صداقت و حقانیت بالکل فراموش ہو جاتی ہے - لیکن " حزب اللہ " ذکر الہی کو زندہ کرنے والا ' اور اسکے غلغلے سے تمام عالم کو معمور بنا دینے والا ہے -

(۳) حزب اللہ کی اصلی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی وفاداری میں اور تمام شیطانی قوتوں سے بکلی باغی ہو جاتا ہے اور اسکی راہ میں کسی دنیوی اثر و قوت سے متاثر نہیں ہوتا -

(۴) " حزب الشیطان " کا نتیجہ نا مرادی و خسران ہے ' اور " حزب اللہ " اخر کار فلاح و نصرت پانے والا ہے -

(۵) کیونکہ خدا انکے لوح دل پر نقش ایمان کندہ کر دیتا اور اپنی " روح " سے انکی مدد کرتا ہے -

(۶) دائمی نشاط اور سرور فتح مندی انکا صلہ ہے -

(۷) بارگاہ الہی میں انکا درجہ یہ ہے کہ " وہ خدا سے خوش اور راضی ہیں اور خدا انسے راضی و خوش ہے " اور یہ انتہاء مراتب عباد اللہ ہے - کیونکہ انکی رضا اور اپنی رضا ' دونوں کا خدا نے ایک ساتھ ذکر کیا -

حاصل سخن یہ کہ " حافظین لحدود اللہ " کا مقام جماعت " حزب اللہ " کا مرتبۂ آخری ہے اور ان مراتب ثمانیہ کے طے کرنے کے بعد اس جماعت کا فرض ختم ہو جاتا ہے -

پس یہی ہیں کہ فرمایا " و بشر المومنین " کہ انکو فلاح دارین کی بشارت پہنچا دی جاے ' اور یہی قران حکیم کے مقرر کردہ مراتب عمل ہیں ' جنکو حلقۂ حزب اللہ اختیار کریگا -

۵ - اٰیۃ ثلاثۃ

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ' فمن ہم ظالم لنفسہ ' و منہم مقتصد ' و منہم سابق بالخیرات باذن اللہ - ذلک ہو الفضل الکبیر ! -

(۳۵ : ۲۹)

(ترجمہ)

پھر پچھلی قوموں کے بعد ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو کتاب الہی (قران) کا وارث ٹھہرایا ' جنکو ہم نے اپنی خدمت کیلیے اختیار کر لیا (یعنی مسلمانوں کو) - پس اُن میں سے ایک گروہ تو انسا ہے ' جو اپنے نفوس پر (ترک اعمال اور ارتکاب معاصی سے) ظلم کر رہے ہیں - دوسرا انکا ' جنھوں نے معاصی کو ترک اور اعمال کو اختیار کیا ہے پر

خدا پرستي اور ترک نفسانيت ميں انکا درجہ درميانہ اور متوسطين کا ہے - تيسرے وہ ' جو اذن الہي سے تمام اعمال حسنۂ و صالحہ ميں اوروں سے آگے بڑھے ہوے ہيں اور يہ خدا کا بہت ہي بڑا فضل ہے !

اس آية کريمہ ميں خدا تعالى نے مسلمانوں کو تين طبقوں ميں منقسم کر ديا ہے :

(١) وہ جو اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہيں کيونکہ خدا سے غافل اور اسکے رشتے کي عزت کو بھولے ہوے ہيں - يہ طبقہ تمام اُن مسلمانوں کا ہے جو اپنے دلوں ميں اعتقاد اور حس ايماني تو ضرور رکھتے ہيں پر ايماني قوت ميں ضعف بھي بدرجۂ کمال ہے اور عمل مفقود -

(٢) درمياني طبقہ جو غفلت سے متنبہ ہوا ' اعمال حسنہ اختيار کيے ' اوامر الہيہ کے آگے سر اطاعت خم کيا -

(٣) اعلى ترين طبقہ جو نہ صرف خيرات و محاسن کا جامع دينے والا ' بلکہ اُن ميں اوروں سے بيش رو بھي ہے اور نيکي کي صفوں ميں سب سے آگے بڑھجانے والا ہے -

قوم کے مختلف طبقات و مدارج کي يہ ايک قدرتي تقسيم ہے اور ہر قوم ميں يہي تين جماعتيں ہوتي ہيں - پھر جن ميں پہلي کم ' دوسري بکثرت ' اور تيسري کافي ہوتي ہے ' وہ تمام قوموں ميں سرفراز و ممتاز ہوجاتي ہے ' اور جس ميں صرف پہلي کي کثرت ' دوسرے بہت کم ' اور تيسرا گروہ کالعدم ہوتا ہے ' وہ دنيا ميں اپنے زندہ رہنے کا حق کھو ديتي ہے -

(" حزب الله " کے تين درجے)

پس اس تقسيم قرآني کي بنا پر اس جماعت کے بھي تين درجے قرار پائے ہيں :

(١)

ہر مسلمان جو راست بازي کا متلاشي ' اصلاح حال کا متمني ' اور اسلام کے اس دور غربت ميں خدمت و جہاد في سبيل الله کي اپنے دل ميں سوزش و تپش رکھتا ہے ' نيت صالح ' ارادۂ محکم ' اور اقرار واثق کے ساتھہ دين الہي کے اس ميثاق مقدس کو دہراے :

ان صلاتي و نسکي و محيـاي و ممـاتي لله رب العالمين - لا شـريك له ' بـذالك امرت و انا اول المسلمين !

ميري عبادت ' ميري قرباني ' ميرا جينا ' ميرا مرنا ' غرضکہ ميري ہر چيز صرف الله رب العالمين کيليے ہے - اسي قرباني کا مجھے حکم ديا گيا ہے اور ميں مسلمانوں ميں پہلا " مسلم " ہوں !

اور اپني تمام قوتوں اور خواہشوں کے ساتھہ خدا کي قرباني کيليے طيار ہو کر اقرار کرے کہ وہ الله کے رشتے ميں منسلک ہونا ' اور اس کي جماعت کے فرائض ادا کرنا چاہتا ہے ' پس وہ طبقۂ " ظالم لنفسہ " ميں سے طبقـۂ " مقتصد " کيليے منتخب ہو جائيگا ' اور اسکے بعد اسکي آزمايش شروع ہو جائيگي - يہ آزمايش اُس وقت تک جاري رہيگي جس وقت تـک کہ وہ دوسرے درجے ميں شامـل ہونے کا اہل ثابت نہو -

(٢)

اُن لوگوں ميں سے جو پہلي جماعت ميں منتخب ہوے ہيں ' جو لوگ اپنے اعمال و افعال سے عہد الہي کے ايفا اور دين حنيفي کے ميثاق کي تعظيم کا ثبوت ديدينگے ' ايک دوسري جماعت چھانٹي جائيگي اور اسميں شامل ہونا گويا ارباب اقتصاد کے طبقہ ميں شامل ہونا ہوگا -

ليکن اسکے ليے اولين شرط يہ ہوگي کہ داخل ہونے والا امور ذيل کي پابندي کا مومنانہ و مخلصانہ عہد کرے ' نيز جسقدر زمانہ پہلي جماعت ميں بسر کرچکا ہے ' اسکے نتائج اسکے عہد کي صداقت کا يقين دلائيں :

(١) تمام احکام شريعت کي ' انکي تمام شرائط و ارکان کے ساتھہ سچي پابندي کرنا اور ا سر تا پا اپنے تمام اعمال و افعال حيات ' اور تعلقات و لوازم زندگي ميں يکسر پيکر شريعت اور مجسمۂ اسلاميت ہونا -

(٢) صداقت الہي کي راہ ميں سياحت و سفر اور سير في الارض -

(٣) امر بالمعروف و نہي عن المنکر سے کسي حال ميں غافل نہونا ' الحب في الله و البغض في الله کو اپنے تمام اعمال کا دستور العمل قرار دينا ' اُن تمام رشتوں کے توڑنے ميں جلدي کرنا جو خدا کي رضا سے خالي ہوں ' اور ہر اُس رشتے کو ماں باپ اور زن و فرزنـد کے رشتے سے بھي زيادہ قوي سمجھنا جو الله کي راہ ميں باندھا جاے - خواہ کسي قسم کي مشغوليت اور کيسے ہي کاموں کا انہماک ہو ' مگر ہمہ وقت اسي دھن ميں لگے رہنا کہ بندگان الہي کو معروف و حق کي دعوت دي جاے ' منکرات و منہيات سے روکا جاے ' اور دين الہي کي ايک بھي فوت شدہ سنت ہمارے ہاتھوں زندہ ہو جاے - اور پھر اپنے دل کے اندر کچھہ اس طرح اسکي چبھن اور ٹيس پيدا کرليںا کہ جس طرح سانپ کا کاٹا يا بچھو کا ڈسا ہوا مريض درد اور تڑپ سے لوٹتا اور کراہتا ہے ' ٹھيک ٹھيک اُسي طرح حق و عدل کي مظلوميت اور دين الہي کي بيکسي و غربت پر ا سر تا پا پيکر اضطراب اور تصوير التہاب بن جائے !!

(٤) حکم اسلام و شريعۃ اسلاميہ کي اطاعت کا بتدريج وہ مرتبہ حاصل کرنا اور اس طرح اسکے احکام کي عظمت و سطوۃ اپنے اوپر طاري کرليںا کہ اُسکا ہر حکم فرمان قضا ' اور اُسکا ہر اشارہ فيصلہ کن جسم و جاں ہو - اور قلب ہر حال ميں اسکے احکام کا منتظر اور اسکے اوامر کيليے بھوکا پياسا رہے -

(٣)

اس دوسري جماعت ميں سے جو فرزنـدان حق اپنے اعمال و افعال سے درجۂ مسابقت و مرتبۂ علو و رفعت حاصل کرينگے ' انھي سے يہ آخري جماعت منتخب ہوگي اور يہي جماعت " حزب الله " کا خلاصـۂ مساعي و جہاد ' اور اسکي اصلي حکمراں جمـاعت ہوگي - يہ لوگ " سابق بالخيرات " اور " حافظين لحد ود الله " ہونگے - خـدا تعالى جو کام اُنسے ليںا چاہے گا ' خود لے ليـگا ' اور جس مقصد کي طرف انھيں کھينچے گا ' وہ اُس طرف کھنچ جائيں گے - انکے مقصد آخري کو نہ اس وقت بتلايا جا سکتا ہے اور نہ متعين کيا جا سکتا ہے - جو سالـک کہ ابتدائي دو جماعتوں سے ترقي کرکے اُس درجـہ تـک پہنچے گا ' وہ خود وہاں کے اسرار و رموز سے آشنـا ہو جائيـگا - اس سے پہلے وہاں کے حالات کسي پر منکشف نہو سکيں گے - کسي عضو جماعت کيليے جائز نہوگا کہ انکے انـکشاف کے درپے ہو - اور وقت سے پہلے اُنھيں معلوم کرنا چاہے

منزلۂ عمیقہ

قسط ۴ علوم و معارف

سنہ ۱۲ - ۱۳ میں

(۲)

علم الانسان

جیسا کہ خود نام سے معلوم ہوتا ہے ' اس علم کا موضوع انسان اور تاریخ انسان ہے - انسان کے متعلق گونہ گون سوالات پیدا ہوتے ہیں - منجملہ انکے ایک سوال یہ ہے کہ انسان کب پیدا ہوا ؟ اسکے جواب کا سمجھنا چند دیگر مسائل کے سمجھنے پر موقوف ہے اسلیے پہلے ان مسائل کو سمجھ لینا چاہیے -

کرۂ زمین اصل میں کیا تھا ؟ کہاں سے آیا ؟ کیا کیا تغیرات ہوے ؟

یہ مبادی ہیں جنکی تفصیل کے بغیر طبقات زمین کی بحث لاحاصل ہوگی - لیکن اگر ان پر قلم اٹھایا جائے تو یہ مضمون تقدم العلوم کی روداد کے بدلے علم الارض کا ایک رسالہ ہوجاےگا ' اسلیے مختصراً جدید تحقیقات کے تذکرہ پر قناعت کی جاتی ہے -

علماء ارض (جیولوا جسٹ) نے زمین کے چار طبقات قرار دیے ہیں :

طبقۂ اول

یہ وہ طبقہ ہے جو حرارت زمین کی تدریجی تبرید کے بعد سب سے پہلے بنا - اسکا مایۂ قوام سنگہاے آتشین ہیں - اسکو عہد اولین کی زمین بھی کہتے ہیں -

طبقۂ ثانیہ

علما کا خیال ہے کہ جب طبقۂ اول تیار ہوگیا تو اندرون زمین کی حرارت سے بخارات بلند ہوے - یہ بخارات اوپر جا کے ابر بنے اور بارش ہوئی - بارش سے دریا اور نہرین جاری ہوئیں - پانی کے ساتھ آور صدہا قسم کے اجزاء اسوقت سطح زمین پر موجود تھے - یہی اجزا قانون ثقل کی وجہ سے پانی کے نیچے بیٹھے اور بالآخر ان روانب سے طبقۂ ثانیہ تیار ہوگیا -

اس طبقہ میں حیوانی اجسام کے پس ماندہ اجزا ' پتھر کے کوئلے ' پرانی سرخ بالو ' بالو کھریا ' سنگہاے جیری شکرین ' خالص جیری شکرین ' جیری قوقعی ' جیری کوچک ' سنگ رنگین و سبز وغیرہ وغیرہ اجزا پائے جاتے ہیں - اسے عہد ثانی کی زمین بھی کہتے ہیں -

طبقۂ ثالثہ

یہ طبقہ طبقہ ثانیہ کی تکمیل کے بعد شروع ہوا - اسمیں سنگ جیری جسکا مایۂ خمیر آب شیرین ہے ' سنگ جیری مارنی قوقعی ' سنگ جیری سلیسی ' وغیرہ انواع سنگ و دیگر صدہا اصناف کے معادن و نباتات و حیوانات پائے جاتے ہیں - اسکو عہد ثالث کی زمین کہتے ہیں -

عہد ثالث کی زمین کو حداثت و قدامت کے اعتبار سے علما نے پھر تین طبقات پر تقسیم کیا ہے - ایک کو ایوسکین ' یعنی جدید کہتے ہیں - دوسرے کو میوسین یعنی جدید تر - اور تیسرے کو پلیوسین یعنی جدید ترین -

طبقۂ رابعہ

یہ وہ طبقہ ہے جس پر ہم لوگ اسوقت آباد ہیں - اسکی تکوین مختلف اصناف سنگ ' ریگ ' زمین لائق کاشت وغیرہ اجزا سے ہوئی ہے -

یہ ہیں وہ چار طبقات جو علماء ارض نے قرار دیے ہیں - انکے بیان میں انتہائی ایجاز سے کام لیا گیا - کیونکہ اگر تفصیل سے کام لیا جاتا تو صرف اس ایک ہی نقطۂ بحث کے لیے مضمون کی موجودہ ضخامت بھی ناکافی ہوتی -

طبقات ارض کو اجمالاً سمجھ لینے کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حیات کا وجود کس طبقہ سے شروع ہوتا ہے ؟

طبقۂ اولی میں غالباً حیات کا وجود نہ تھا کیونکہ اسوقت تک حیوانات ایک طرف ' نباتات کی بھی کوئی یادگار نہیں ملی - جسقدر پتھر اسوقت تک نکلے ہیں ' ان سے بھی کسی ذی حیات وجود کا پتہ نہیں چلتا - پھر اسوقت زمین کی حرارت بیحد شدید ہوگی - سطح زمین ایک فرش آتشین کی طرح دھک رہی ہوگی ' صعود بخارات کی وجہ سے جو ابر ہاے کثیفہ سے مشحون ہوگا ' آفتاب کی شعاعیں بھی زمین تک نہ پہنچتی ہونگی ' اور بخارات کی چادریں درمیان میں حائل ہوگئی ہونگی - ظاہر ہے نہ ایسی حالت میں ذی حیات کا وجود اگر ہو تو بقا کہاں تک ممکن ہے ؟

لیکن جب زمین کی اندرونی حرارت فی الجملہ کم ہوئی اور انجماد و تبرد بڑھا ' تو اسوقت ذی حیات اجسام وجود میں آئے - چنانچہ طبقۂ ثانیہ میں آثار حیوانیہ (یعنے پس ماندہ اجزاے جسم حیوانی) ملتے ہیں -

مگر یہ حیوانات سادہ ترین ساخت کے تھے -

اسکے بعد وہ وقت آیا کہ تیسرے طبقہ کا آغاز ہوا - اس طبقہ میں حیوانات ذوات الثدی پیدا ہوئے - (ذوات الثدی اُن حیوانات کو کہتے ہیں جو بچوں کو دودھ پلا کر پرورش کرتے ہیں)

انسان کب پیدا ہوا ؟ اسکے جواب میں اب تک تمام علما بیک زبان کہتے تھے کہ چوتھے طبقے میں ' اور وہ بھی طوفان کے بعد -

مگر گذشتہ سال ایست انگلی (انگلینڈ) میں جو آثار انسانی (یعنے جسم انسانی کے پس‌ماندہ اجزا) پائے گئے ہیں ' اس نے اس اعتقاد میں یک گونہ رخنہ ڈالدیا - بعض ارباب نظر علما کا خیال ہے کہ یہ آثار انسانی طوفان کے بعد کے نہیں بلکہ طبقۂ پلیوسین کے ہیں - پس اگر یہ صحیح ہے تو انسانی پیدایش کے آغاز کو طبقۂ رابعہ سے ہٹکے طبقۂ ثالثہ میں آنا پڑیگا -

یہ راے صحیح ہو یا نہ ہو ' مگر یہ آثار انسانی علم الانسان کے سرمایہ میں ایک قابل اعتناء اضافہ ہیں -

انگلستان میں ایک انسان کا ڈھانچہ پایا گیا ہے - یہ ڈھانچہ ایک ایسے مرد کا ہے جسکي عمر ۳۰ اور چالیس کے درمیان میں ہوگي - اسکا قد پانچ فت دس انچ ہے - اسکي ہڈیاں آجکل کے انسانوں کي ہڈیوں سے ملتي جلتي ہیں - البتہ پنڈلي کي ہڈي کسیقدر مختلف ہے - اسکے کاسۂ سر کے ایک جانب سے دوسري جانب کے امتداد ' اور آگے سے پیچھے تک کے طول میں ' ۷۵ - اور ۱۰۰ - کي نسبت ہے - بہت سي باریک ہڈیوں کے تفحص سے یہ بھي معلوم ہوا ہے کہ سولھویں صدي میں سیکسن قوم کے قد متوسط درجہ کے ہوتے تھے - اور ہڈیاں باریک ہوتي تھیں - انکے مردوں اور عورتوں کے جسموں میں آجکل کے مردوں اور عورتوں کے جسموں سے زیادہ تشابہ ہوتا تھا -

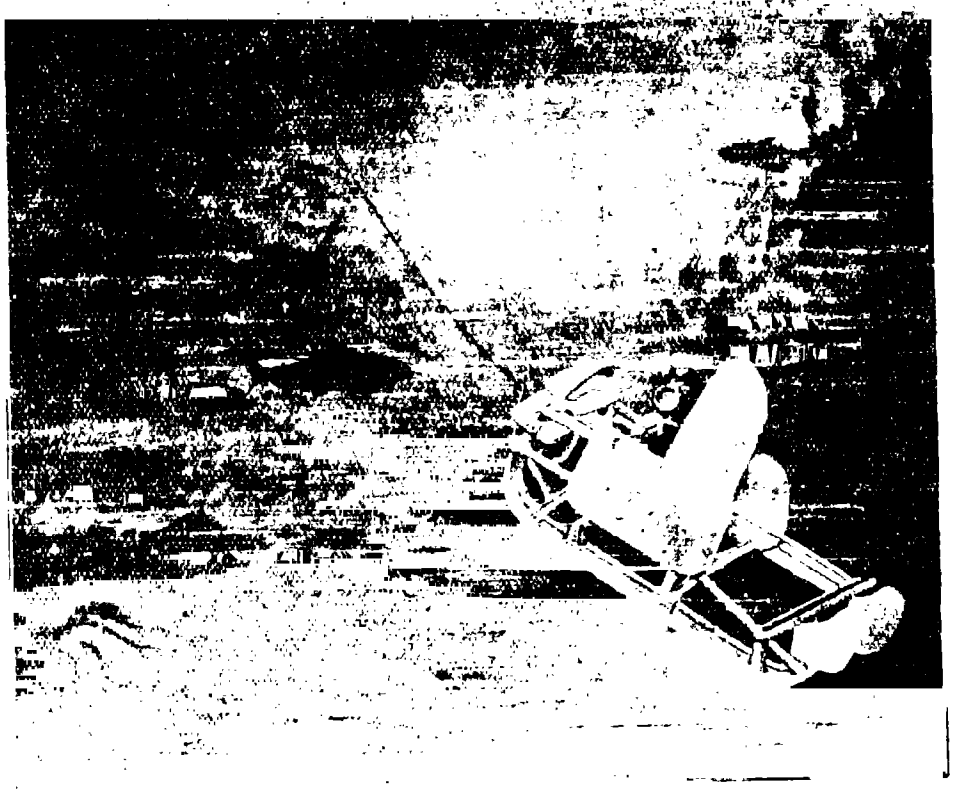

سنہ ۱۹۱۲ - کي ایک مفید ترین ایجاد

انسان نے دنیا کي ہر شے کا مقابلہ کیا - لیکن ان تمام مقابلوں میں شاید وہ جنگ سب سے زیادہ شدید ہے - جو سمندر اور اسکي مہلک افواج سے کر رہا ہے -

اسکي سطح اور اسکي موجیں میدان میں آگیں لیکن انسان نے ہوا کي رفاقت اور پھر آگ اور دھویں کا اسلحہ لیکر انھیں مسخر کرلیا - دوسرا مقابلہ اسکے عمق ' اور اس کے اندر کي آبي دنیا سے تھا - انسان کي اولوالعزمانہ طباعي نے چاہا کہ اسکے اندر اترجائے اور بحري پیداوار کے ان خزانوں کو تاخت و تاراج کرے ' جنکو نہیں معلوم کتنے عرصے سے سمندر کي چادریں چھپائے ہوئي ہیں ؟

مرتیوں اور مرواید کے نکالنے کیلیے غواصي اور غوطہ زني ہزارہا سال سے جاري ہے - پچھلے سال ایک طرح کي دریائي موٹر کار کي ایجاد نے اس جنگ کي آخري فتح یابي کا بھي فیصلہ کردیا -

اطلانطیک کے مختلف حصوں میں اسکے ذریعہ غواصي کي جا رہي ہے - اسکے اندر دو تک وقت کئي آدمي بیٹھ سکتے ہیں جنکو خاص طرح کا ایک چار آئینہ پہننا پڑتا ہے - ہوا کیلیے نالي سي سامنے ہوتي ہے - ایک نہایت طاقتور موٹر اسکو حرکت میں لاتا ہے - نہ صرف دریائي پیداوار کے حصول میں ' بلکہ بہت سے ایسے کاموں میں بھي اس سے مدد ملیگي ' جن کیلیے پاني کے اندر جانا اور عرصے تک ٹھہرنا ضروري ہے -

نیو گینیا ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جو آسٹریلیا سے شمال کي طرف واقع ہے - وہاں متعدد جماعتیں تحقیقات کے لیے گئیں - ان جماعتوں میں ایک جماعت علماے طیور کي تھي - اس جماعت نے پرندوں کي ایک قسم دیکھي جو آج تک غیر معلوم تھي - ان کا نام تنزر ہے - مردوں کے قد کا اوسط پونے نو فٹ ہے - کاسۂ سر سے طول و عرض کا تناسب ' ساڑھے ۹۷ اور ۱۰۰ کا تناسب ہے - انکے بال سیاہ ہوتے ہیں - انکے اسلحہ ' نیزے اور ہڈي کے خنجر اور لمبي لمبي کمانیں ہیں -

اس موضوع پر ڈاکٹر اسمتھ کا خطبۂ رئیسیہ جو انہوں نے مجمع تقدم العلوم کے جاسہ علم الانسان میں دیا تھا ' نہایت بیش بہا ہے اور نہایت تفصیل کے ساتھ جدید آثار ارضیہ متعلق علم الانسان کي تشریح کي ہے -

ترجمہ اردو تفسیر و کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ -

ادارۂ الہـلال سے طلب کیجیے -

تاریخ اسلام اور بحریات

(از قلم جناب " رشید یہ ")

(۲)

(العشیري)

(ابن بطوطہ) نے اپنے سفر نامہ میں اس لفظ کي تحقیق لکھي ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ کلمہ بضم العین و فتح الکاف و سکون الیا ہے - یہ غراب نامي کشتي کي طرح ہوتي ہے مگر اس سے کسیقدر وسیع تر - اسمیں کھینے کے ساتھہ ڈنڈے ہوتے ہیں - جنگ کے وقت چھت پاٹ دي جاتي ہے تاکہ کھینے والوں تک تیر وغیرہ نہ پہنچ سکیں - ان کشتیوں کا استعمال بہر سندہ میں بہت ہوتا ہے " (سفر نامہ جلد دوم صفحہ ۱۱۳) -

(العشیري)

یہ لفظ عشیري اور عشاري ' دونوں طرح آیا ہے - اسکي جمع عشاریات آتي ہے - جہاں صدي ہجري کا مشہور مورخ (عبد اللطیف بغدادي) اپنے سفر مصر کے حالات میں لکھتا ہے :

" انکي (یعني مصریوں کي) کشتیاں مختلف انواع و اشکال کي ہوتي ہیں - لیکن ان سب میں عجیب ترین کشتي جو میں نے دیکھي ' وہ تھي جسکو عشیري کہتے ہیں - یہ اندر سے " شیارہ " کي طرح ہوتي ہے - لیکن اس سے بہت زیادہ وسیع و طویل اور خوش شکل - اسمیں موٹے موٹے لکڑي کے تختے جڑے ہوتے ہیں - ان تختوں سے کوئي دو دو ہاتھہ کے مچان سے نکلے ہوتے ہیں - اس پر ایک لکڑي کا مکان ہوتا ہے - مکان کي چھت پر ایک قبہ ہوتا ہے - قبے میں درنما طاق اور روزن ہوتے ہیں - اس مکان میں ایک گودام بنایا جاتا ہے تا کہ تمام سامان رکھا جاے - یہ مکان مختلف قسم کے رنگوں ' سونے کے پتر ' اور بہترین روغنوں سے رنگا جاتا ہے -

مقالات

یہ مکان ملوک اور رؤساء کے لیے ہوتا ہے - اسمیں رئیس یا بادشاہ اسطرح بیٹھتا ہے کہ وہ خود تو اپني مسند پر ہوتا ہے اور اسکے گرد و پیش غلمان و موالي آلات و اسلحہ سے آراستہ کھڑے ہوتے ہیں - کھانے وغیرہ کي چیزیں قعر کشتي میں رہتي ہیں - ملاح سطح کے نیچے تمام کشتي کے اندر پھیلے ہوتے ہیں اور کھیتے ہوے چلے جاتے ہیں - ایک سوار کو دوسرے سوار کي کچھہ خبر نہیں ہوتي، ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول رہتا ہے - رئیس جب تنہائي چاہتا ہے تو خلوتخانہ میں چلا جاتا ہے- مصر میں ملاح پیچھے کي طرف کھیتے ہیں - کھیتے وقت انکي حرکات رسي والوں کي حرکت قہقري کے بہت مشابہ ہوتي ہے اور کشتي کو اسطرح ہلاتے ہیں، جیسے کوئي اپنے آگے کے بوجھہ کو کھینچتا ہو اور اسکے پیچھے لے چلتا ہو-

لیکن عراق کے ملاحوں کي حالت اس سے مختلف ہے - انکي حالت ایسي ہوتي ہے جیسے کوئي بوجھہ کو آگے دھکیل رہا ہو - پس جسطرف وہ گھومتے ہیں، اسي طرف انکي کشتیاں بھی گھوم جاتي ہیں - مصر میں کشتي ملاح کے رخ کے بالکل برعکس جاتي ہے" (الافادۃ و الاعتبار - مطبوعۂ مصر - صفحہ: ۴۱)

(الشیارۃ)

یہ ایک قسم کي عراقی کشتي ہے جو نہر فرات و دجلہ میں چلا کرتي تھي - پروفیسر (دوزي) اپنے مشہور لغت الاضافہ میں لکھتا ہے :

" اسکو مصري " حراقہ " کہتے تھے مگر اب عراق میں بھي یہي لفظ مستعمل ہے - بیرن دي سلان نے ابن خلکان کے حالات میں اسکا ذکر کیا ہے - ارسلان شاہ کا انتقال اسي کشتي میں ہوا تھا جبکہ وہ موصل کے سامنے نہر سے گذر رہا تھا - اسکا صحیح تلفظ بفتح شین و تشدید با ہے " مورخین نے مامون الرشید کے حالات میں لکھا ہے کہ فوجي کشتیوں کے علاوہ خاصہ کي کشتیاں چھوٹي بڑي ملا کر، چار ہزار شیارہ تھیں!

(بحري جنگ)

دولت ممالیک کے آخري زمانے تک بحري جنگ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب شواني اور بطس و مسطحات میں جنگ ہوتي تھي تو بطس اور مسطحات کے پیچھے چھوٹي چھوٹي کشتیوں کو نہیں لاتے تھے کہ مبادا اسکی وادي میں غرق ہوجائیں - نیز پہلو کی طرف سے بھي نہیں لاتے تھے کیونکہ دونوں کا ملنا ناممکن ہوجاتا، اسلیے دور سے سامنے کرکے ایک عظیم الوزن ہتوڑے سے ٹکر مارتے، جسکو اصطلاح میں " لجام " کہتے تھے - یہ ہتوڑا اس لکڑي میں جسکو " اسطام " کہتے تھے، داخل ہوجاتا - اور جب مہلت ملتي تو پیچھے ہٹکے اس زور سے ایک سخت ٹکر مارتا کہ کشتي معاً پیچھے ہٹجاتي اور اسمیں پاني بھر تا - اگر فریقین کي طرف شواني ہي ہوتي تھیں تو شیني سے شیني کو ملائے، ایک پل سا تیار کرلیتے - اس پر سے ہو کے سپاہي دشمن کي کشتي میں پہنچ جاتے اور دست بدست لڑتے -

جب ہوا رک جاتي تھي تو بڑي کشتیوں کو شواني کھینچ کر مقام جنگ تک لیجاتي تھیں -

اس زمانہ میں بحري جنگ کا اصلي کام ہواؤں کا پہچاننا تھا - ملاح کشتیوں کو پیر سے اسطرح حرکت دیتے کہ اپني کشتي کو دشمن کي کشتي سے آگ بڑھا دیتے تھے یا ہوا کے رخ پر قابض ہو جاتے تھے - پھر اگر اس رخ پر دشمن آنا چاہتا تو انکي زد میں ہوتا تھا - بحري جنگ کے کمانڈر کا فرض ہوتا تھا کہ جب جنگ کے لیے نکلنے لگے تو پہلے جہازوں اور کشتیوں کا انتخاب کرے - انکي تقویت و استحکام کا پورا انتظام کرلے - کشتیوں کا جو حصہ پاني میں رہتا ہے اس پر از سر نو قیر (تارکول) کا روغن کرالے - آلات و واردات کا جائزہ لیلے - جو موجود نہ ہوں انھیں منگوا لے - ایسے رؤساء و قواد (چلانے والے) مقرر کرے جو مد و جزر، تغیرات موسم، علامات ہوا، اور لنگر گاہوں اور دریائي راستوں سے پوري طرح با خبر ہوں -

جنگ کے وقت اسکا یہ بھي فرض ہوتا تھا کہ لنگر گاہوں میں یکا یک داخل نہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں دشمن چھپا بیٹھا ہو - جب تک اچھي طرح معلوم نہ ہو جائے خشکي کي طرف بھي بڑھنے کي ممانعت تھي - ایسے مقامات کے متعلق ہوشیار رہنے کي سخت تاکید تھي جہاں کشتیاں ٹوٹ جاتي ہیں - حکم تھا کہ جس قدر زیادہ پاني اور غذا لے سکو، ساتھہ لیلو تاکہ اگر کبھي محاصرہ طول کھینچے تو کسي طرح کي تکلیف نہ ہو - اگر جنگ خشکي کے قریب ہوتي تھي تو پہاڑوں پر دیدبان بٹھا دیے جاتے تھے -

عہد اسلامي اور بحریات

سلطان محمد فاتح کي زر نگار کشتي

جو بروسہ کے سلطاني کارخانے میں طیار کي گئي تھي -

نمایشي جنگ

اعیاد و مواسم یا جنگ کے لیے روانہ ہوتے ہوے یا سفر سے واپسي کے وقت خلفاء و ملوک کے سامنے جنگي بیڑوں کي

کوئن وکٹوریہ

یعنے انگلستان کا سب سے بڑا آھن پوش جہاز ' جو حال میں اسي کارخانے نے طیار کیا ھے ' جس کارخانے میں دولتٔہ علیہ کا جہاز " رشادیہ " طیار ھوا ھے - وسعت اور استحکام میں رشادیہ اور یہ ' دونوں یکساں ھیں -

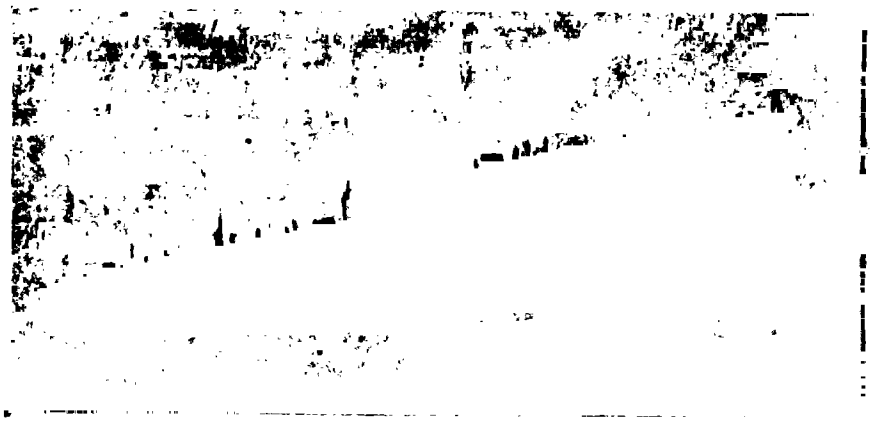

نمایش بھي کیجاتي تھي جسکو آجکل کي اصطلاح میں مینوریا نمایھي جنگ کہتے ھیں - ان مواقع میں بہت بڑا جلسہ ھوتا تھا جسمیں خلفاء و ملوک کے علاوہ امراے دولت ' اعیان سلطنت ' اور نیز عام لوگ بھي آتے تھے - جہاز اپنے تمام ساز و سامان سے آراستہ ھوکے آتے اور حالت جنگ میں اپنے آپ کو فرض کرکے حملہ ؤ ھجوم اور دفاع و مقابلہ کے حیرت انگز کار نامے دکھاتے -

نمایشي جنگ میں جہاز اپنے تمام آلات جنگ استعمال کرتے - ایک پوري لڑائي ھوتي جیسي کہ آجکل ھوتي ھے - بڑي بڑي منجنیقیں جو اُس عہد کي توپیں تھیں ' چڑھا دي جاتیں ' آتش افشاني کے تمام منارے اور شعلہ انگیز روغنوں کي بڑي بڑي پچکاریاں مصروف کار ھوتیں - بحري فوج جہازوں کے بالائي تختوں پر اپنے افسروں سے دمبدم احکام لیتي - ملاح کبھي کشتي کو چکر دیتے ' کبھي آگے بڑھاتے ' کبھي یکایک رجعت کرتے ' اور اس طرح دریا پر اپني حکومت کے تمام سحر آگیں کرتب دکھا کر لوگوں کو محو و خود رفتہ کر دیتے -

چنانچہ نو روز کے دن جزیرۂ میورقہ میں ایک اسطول کي نمائشي جنگ کي سرگذشت (ابو بکر محمد بن عیسی) نے اپنے ایک قصیدہ میں نظم بھي کي ھے ' جسکے چند اشعار ھم محي الدین مراکشي کي کتاب (المعجب) سے نقل کرتے ھیں : (۱)

بشری بیوم المھرجان فانہ * یوم علیہ من احتفائک رونق
طارت بنات الماء فیہ و ریشھا * ریش الغراب وغیر ذلک شوذق
و علی الخلیج کتیبۃ جرارۃ * مثل الخلیج کلا ھما یتدفق
و بنو الحروب علی الجواري التي * تجري کما تجري الجیاد السبق
ملاء الکماۃ ظھورھا و بطونھا * فاتت کما یأتي السحاب المغدق
خاضت غدیر الماء سابحۃ بہ * فکانما ھي في سراب أینق
عجباً لھا ما خلت قبل عیانھا * ان یحمل الاسد الضواري زورق
ھزت مجادیفاً الیک کانھا * اھداب عین للرقیب تحدق
و کانھا اقلام کاتب دولہ * في عرض قرطاس تخط و تمشق

(افتتاحي مراسم)

مصر میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئي اسطول طیار ھوکر روانہ ھونے لگتا تو اسکي تیاري کے وقت خلیفہ یا سلطان خود موجود ھوتا - جب تیاري مکمل ھوجاتي تو منظرۃ المقس (۲) میں ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھہ اسکو رخصت کرنے جاتا تھا -

مورخ مقریزي لکھتا ھے :

" سنہ ۶۹۲ - میں سلطان صلاح الدین شواني کي تیاري کي طرف متوجہ ھوا - اس نے رئیس کو بلوایا اور وہ تمام چیزیں مہیا کیں جو شواني کے لیے درکار ھوتي ھیں - یہاں تک کہ ساتھ شواني بہمہ وجوہ تیار ھوگئیں - پھر انمیں آلات و سامان جنگ لادا گیا - اور ھر ایک پر سلطاني غلام مامور کیے گئے -

ان شواني کے دیکھنے کے لیے ھر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے لگے -

تمام شہر و اطراف میں غلغلہ بپا تھا کہ جہازوں کے افتتاح کي رسم خود سلطان ادا کرینگے - لوگ نہایت اضطراب سے اُس دن انتظار کرنے لگے اور ساحلي مقامات میں اس تقریب کے نظارہ کیلیے عارضي مکانات کي طیاریاں شروع ھوگئیں -

شہر مصر کے باھر ساحل نیل اور روضہ میں لوگوں نے اپنے لیے پھونس اور لکڑي کے گھر بنائے اور دروازوں کے آگے جتنے میدان یا چبوترے تھے ' وہ سب کرایہ پر لیلیے - ھر چبوترے کا کرایہ دو سو درھم یا اس سے کم ' حسب حیثیت و موقع دیا گیا - مختصراً یہ کہ قاھرہ میں کوئي گھر ایسا نہ تھا کہ پورا گھر کا گھر یا اسمیں سے کچھ لوگ دیکھنے نہ آئے ھوں - سلطان صلاح الدین قلعہ جبل سے صبح کو چلا - مقام مقیاس سے لیکے بستان الخشاب اور بولاق تک لوگ بھرے تھے - سلطان ' اسکا نائب ' امیر بیدر ' اور بقیہ امراء دارالنحاس سے آگے بڑھے - حجاب کو منع کردیا گیا کہ وہ عام لوگوں کو گذرنے سے نہ روکیں - اور ھر شخص اچھي طرح جي بھرکر یہ منظر دیکھہ لے شوانی یکے بعد دیگرے نکلنا شروع ھوئیں - ھر شوفہ پر ایک بڑا اور ایک قلعہ تھا جو محاصرے کیلیے بنایا جاتا تھا اور جس سے آتشین روغن محصورین پر پھینکا جاتا تھا - اسپر نمک اور روغن نفت کے مرکب کي پالش کي گئي تھي - اسکے علاوہ چند نقابیر تھي جنمیں سے ھر ایک نے اپنے عجیب و غریب کمالات دکھا - اپنے ھمچشموں سے بڑھجانے کی کوشش کي " (الخطط و الاثار جلد چہارم صفحہ ۲۴۸) -

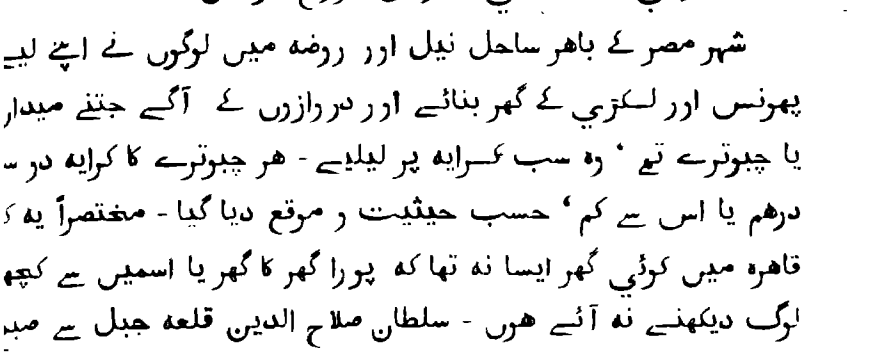

مشہور جہاز والٹرنو

جو حال میں تباہ ھوا - ایک جرمن مسافر ٹرنٹي جو بچ گیا تھا ' اسکي آخر ساعات حیات کي سرگذشت یوں بیان کرتا ھے :

" صبح چھہ بجے یقین ھوگیا کہ اب جہاز نہیں بچ سکتا کیونکہ انجن پھٹ گیا اور آگ لگ گئي ھے - مسافروں میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کي تھي - لہ بچے کشتیوں پر انمیں سوار کیا گیا اور رسے باندھکر سمندر میں اتارا لیکن رسے ٹوٹ اور تمام عورتیں مع بچوں کے دریا میں غرق ھوگئیں ' اسکے بعد اور کشتیاں اتاری گئیں مگر سب کا یہي حشر ھوا - یہاں تک کہ آگ اوپر تک آگئي - جلنے والوں کا مایوسا شور تھا اور ھوا کے زور سے جہاز کي چرخیوں کي طرح شعلوں کي لپٹ بلند ھو رھي تھي کہ میں دیوانہ وار سمندر میں کود پڑا "

ا ئلة واجوبتها

(طـريق تذكـرة و تسمية خواتيـن)

از جناب ح - الف - بيگم صاحبه (حيدراباد دكن)

گو مجھے اچھي طرح معلوم ھے كه جناب جن عظيم الشان كامون ميں مشغول رهتے هيں ' ان ميں ايسي چھوٹي چھوٹي باتون كي دريافت و تحقيق كي گنجايش نهوگي جيسي كه ميں عرض كرنا چاهتي هوں - ليكن مشكل يه ھے كه اس معاملے كي نسبت كوئي بھي مجھے تشفي بخش جواب نه ديسكا اور يه ايك ايسي اصول كي بات ھے جسكا فيصله كر لينا اور ايك هي طريقه پر كاربند هونا بهت ضروري ھے -

ميں يه پوچھتي هوں كه مسلمان عورتيں اپنے نام كو خط و كتابت اور اخبارات وغيره ميں كيونكر لكھيں ؟ انگريزي قاعده مس اور مسز كا ھے بعض لوگ اسي پر عمل كرتے هيں اور بعض لوگ بيگم كا لفظ بڑھا ديتے هيں - عورتوں كا نام ظاهر كرنا هم مسلمانوں ميں معيوب سمجھا جاتا ھے - اب معلوم نهيں كه يه خالي رسم ھے يا شرعي حكم ھے ؟ بهرحال جناب الهلال ميں ايك راے اس بارے ميں ضرور شائع كرديں جو اسلامي تعليم كے مطابق هو اور اسي پر سب كوئي كاربند هوں -

الجواب:

آپكا سوال بھي " عظيم الشان " ھے - يه چھوٹي باتيں نهيں هيں - كسي شائسته اور ترقي يافته قوم كيليے ضروري ھے كه ان تمام جزئيات معاشرت اور اداب و رسوم ميں اپني ايك خاص تهذيب ركھتي هو -

انگريزي طريقه يه ھے كه لڑكي اپنے باپ كے نام كي نسبت سے مشهور هوتي ھے اور عورت شوهر كے - يعني في الحقيقت انكے يهاں عورتوں كے عيسائي نام (اصلي نام) كا كوئي وجود نهيں - صرف شوهر يا اميد وار ازدواج اصلي نام ليكر پكارتا ھے كه ايك رسم محبت ھے - اگر گرجے كا رجسٹر اور والدين و شوهر كا حافظه ساتھ نه دے تو دنيا كسي طرح معلوم نهيں كرسكتي كه مسز فلاں كا اصلي نام كيا ھے ؟

يه حالت گو بظاهر ايك خوشنما رسم و تهذيب معلوم هوتي ھے مگر في الحقيقت دنيا كے بدترين دور جهل و ظلمت كے بقيه آثار ميں سے ھے ' اور آجكل كے مقلدين يورپ اور فرنگي مآبوں كو اس كي خبر نهيں - يورپ ميں ايك نهايت سخت دور اس جهالت كي تاريكي كا رهچكا ھے جو مسيحي مذهب كے مطلع ظلمت سے نكل كر پھيلي تھي اور جس كو تاريخ ميں قرون مظلمه (Middle Ages) يعنے تاريك صديوں سے ياد كيا جاتا ھے - تورات ميں ھے كه عورت كا وجود آدم كے گناه كا پھل ھے اور مسيح نے اس كي تصديق كي ھے - پس يورپ نے اپنے مسيحي دور ميں عورتوں كو ايسي اشد شديد غلامي كي حالت ميں ركھا ' اور اس جنس اشرف و اقدس كي اس درجه عملاً و اعتقاداً تحقير كي ' كه گذشته دنيا كے تمام انساني معاصي و جرائم اسكے سامنے هيچ هيں ' اور اسكے تذكره سے انسانيت كے جسم پر لرزه آجاتا ھے -

مسيحي مذهب نے عورت كے وجود كو مثل مرد كے ايك مستقل وجود تسليم كرنے سے انكار كر ديا - پادريوں كا عقيده يه تھا كه عورت كے جسم ميں سرے سے وه روح هي نهيں ھے جو مردوں كے اندر سے اثبات شرف و عظمت انسانية كرتي ھے - اُس كو حق نهيں كه اپنے نام سے خريد و فروخت كرے - قانون اسكے وجود شخصي كو تسليم نهيں كرتا - وه كوئي جائداد اپنے نام سے الگ نهيں ركھه سكتي اور نه كوئي مالي معامله شوهر كي موجودگي ميں اپنے نام سے كرسكتي ھے - يه مختصر اشارے هيں ورنه يه داستان معصيت بهت دراز ھے !

گذشته تين چار صديوں كے اندر يورپ ميں تمدني و اجتماعي انقلاب هوا اور مسيحي مذهب كي غلامي كي لعنت سے علم و مدنية نے نجات دلائي ' تو عورت كي حالت اور حقوق پر بھي توجه هوئي - رفته رفته اسكے احترام و شرف كا اعتقاد راسخ هوگيا - تاهم اسكي غلامي كے بهت سے طوق ابتك باقي هيں ' يه دوسري بات ھے كه اسكي حسين و جميل گردنوں ميں انهيں سنهري زيور بنا كر خوشنما بنا ديا گيا هو كه يهاں آكر هر چيز خوشنما بن جاتي ھے :

يک قبا نيست كه شائستهٔ اندام تو نيست !

ازانجمله اس محترم جنس كي غلامي كا ايك نفرت انگيز بقيه يه ھے كه با ايں همه ادعاء حريت نسواں و تسويهٔ حقوق جنسين ' عورت كو سوسائٹي يه حق دينے سے انكار كرتي ھے كه اپنا نام ظاهر كرے - جب تك وه لڑكي ھے ' اُسكا وجود باپ كے نام ميں مدغم ھے - اور عورت هوكر اپنے شوهر كے نام ميں - گويا اسكا كوئي وجود هي نهيں ' نه اُسے حق تسميهٔ و اعلان ذاتي حاصل !

آپ انگريزي حكام كو كسي ايڈريس كے جواب ميں اپني بيوي كے طرف سے بھي اظهار خيالات كرتے هوے اخبارات ميں پڑھا هوگا - مثلاً ويسراے كو ايڈريس ديا جاتا ھے اور اسميں انكي ليڈي كي بھي تعريف كي جاتي ھے - چاهيے كه وه خود اپني تعريف كا شكريه ادا كريں - ليكن ايسا كبھي نه هوگا - ويسراے اپني جوابي تقرير كے اخر ميں انكي طرف سے بھي خود هي جواب دينگے ' اور كهيں گے كه وه آپكے اظهارات محبت و عقيدت كي نهايت شكرگذار هيں -

يه عام قاعده ھے اور يورپ كے اُسي دور گذشته كا بقيه ' جس ميں عورت كے وجود كو مثل ايك مرد كے انسان مستقل نهيں تسليم كيا جاتا تھا - پس وه مرد كي موجودگي ميں خود لاشے اور كالعدم ھے - اسكي جانب سے بھي شوهر هي اثبات وجود كرتا ھے -

ميں متعجب تھا كه سفر يجت عورتيں اس مسئله پر كيوں متوجه نهيں ؟ ليكن حال ميں مس ايندرسن نامي ايك سفر يجت عورت نے اپنے مطالبات كا اظهار كيا ھے - وه نهايت حقارت كے ساتھه اس رسم تسميه كي طرف بھي اشاره كرتي ھے -

آجكل كے متفرنجين مارقين جو يورپ كي هر رسم و وضع كي كورانه تقليد كو اپنا اجتهادي دين و مذهب سمجھتے هيں ' اور هندوستان بلكه تمام مشرق كو اُسي قديمي وحشت و جهالت سے نجات دلانے كے تسخير انگيز وهم ميں بد بختانه مبتلا هيں ' لفظ " ازادي " كے رسم الخط (اسپيلنگ) سے تو واقف هوگئے هيں ' مگر ابھي اسكي حقيقت كا سمجھنا انكے ليے باقي ھے - يه نادان سمجھتے هيں كه اعتقادات و اعمال ميں انگريزي سوسائٹي كي چند مصطلحات كا رد لينا ' اور چند رسوم و اوضاع كو نهايت جد و جهد سے هر موقعه پر اپني بيروني زندگي سے نمايان كرتے رهنا ' يهي مدني و معاشرتي ترقي كي معراج ھے - حالانكه ان فقراء علم و تمدن كے پاس ثالي جس قدر خوش رنگ اور كالر جس درجه چمكيلا ھے ' افسوس كه

اسقدر فکر راسخ نہیں - وہ جنکي تقليد کو اجتہاد سمجھتے ہیں' خود انکو بھي سمجھنے کي انھیں تمیز نہیں - انھوں نے یورپ کو دیکھا ہے مگر پڑھا نہیں - اور پڑھنے کیلیے دماغ چاہیے جو اپنے گھر میں سونچتا ہو' نہ کہ وہ آنکھیں جو لندن کي شاہراہوں کي رونق میں گم ہوگئي ہوں : مثلهم کمثل الذي استوقد نارا ' فلما اضاءت ما حوله ' ذهب الله بنورهم و ترکهم في ظلمات لا يبصرون (٢ : ١٦)

اسي کورانہ و تعبدانہ تقليد کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے نہایت ذوق و تفاخر سے "مس" اور "مسز" کي ترکیب بھي شروع کردي ہے اور جو لوگ اس طبقہ میں زیادہ مشرق دوست ہیں ' وہ اپنے قومي آداب و رسوم کے تحفظ کا یوں ثبوت دیتے ہیں کہ " مسز" کا ترجمہ " بیگم " کے لفظ سے کرتے ہیں اور اسکو بغیر اضافت به ترکیب ہندي استعمال کرتے ہیں - مثلاً " بیگم صاحب مسٹر محمود"

بعض لوگوں نے اسکو اضافۃ مقلوبي میں بدلدیا ہے - یعني وہ " بیگم صاحبہ محمود" کي جگہ " محمود بیگم" لکھتے اور بولتے ہیں - مگر اصل یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کورانہ تقليد کي کوئي مثال نہیں ہوسکتي ' اور مجھے مسز کي ترکیب سے زیادہ بیگم کي ترکیب پر ہنسي آتي ہے -

اگر آپ میري راے پوچھتي ہیں تو میري راے تو اسلامي تعلیم کے ماتحت ہے اور بس - خواہ کوئي بات ہو ' میں سب سے پہلے اسلام ہي کا منہ دیکھتا ہوں - بہت سے لوگ اسپر ہنستے ہیں مگر میرا بکاؤ ماتم بھي انکي حالت پر غیر مختتم ہے -

یورپ عورت کو اسکے قدرتي حقوق ابتک نہ دے سکا - اسلام دنیا میں آیا تا کہ ہر طرح کي انساني غلامیوں کو مٹاے اور ایک بہت بڑي غلامي عورتوں کي غلامي بھي تھي - پس اس نے عورتوں کو انکي چھني ہوئي عزت واپس دلائي' انکے وجود کو ایک مستقل وجود تسلیم کیا ' اور مرد اور عورت کے حقوق مساوي قرار دیے - اسلام عورت کو حق دیتا ہے کہ باپ اور شوہر سے الگ اپني شخصیت قائم رکھے - وہ اپني ماں کیطرح اور اپني جائداد خالص اپنے نام سے رکھہ سکتي اور اپنے نام سے ہر طرح کا قانوني معاملہ کر سکتي ہے - وہ یورپ کي عورت کي طرح نہ تو باپ کے نام میں مدغم ہے اور نہ شوہر کے -

پس کوئي ضرورت نہیں کہ ہم یورپ کے اس بقیۂ وحشت ' اس اثر جہالت ' اور اس یادگار تعبد نسواني کي تقليد کریں اور " مسز" یا " بیگم " کي ترکیب سے اپني عورتوں کو اپنے ناموں کے ساتھہ شہرت دیں - یہ مسیحیت کي بخشي ہوئي غلامي ہے مگر اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ عورتوں کے ساتھہ ایسا غلامانہ سلوک جائز رکھے - اس نے ہر عورت کو بالکل مرد کي طرح ایک مستقل وجود بخشا ہے - پس ہر مسلمان عورت کو اپنا وہي اصلي نام ظاہر کرنا چاہیے ' جو پیدائش کے وقت اسکا رکھا گیا ' اور جس نام سے اس نے جلسۂ نکاح میں اپنے شوہر کي رفاقت دائمي کا اقرار کیا ' اسي نام سے وہ پکاري جاے اور وہي نام وہ خود بھي اپنا پیش کرے - اگر ہر زندہ انسان کا یہ حق طبیعي ہے کہ اسکو اسکا اصلي نام دیا جاے ' تو کونسي وجہ ہے کہ عورت اس سے محروم رہے ؟ یورپ جو راستوں اور تفریح گاہوں میں عورت کو بکمال عزت و احترام اپنے بازو کا سہارا دیکر اسکي خود غرضانہ پرستش کرتا ہے' عقل و فکر کے عالم میں کیوں ابتک اسکي غلامي کا حامي ہے ؟

عورت مثل مرد کے ایک انسان ہے جو ماں باپ کے گھر میں مثل مرد کے پرورش پاتي ہے ' پس جسطرح ایک لڑکا اپنا نام رکھتا ہے' اسي طرح لڑکي کا بھي نام ہونا چاہیے - پھر وہ ایک مستقل وجود ہے اور مثل مرد کے انسانیۃ کا نصف ثاني ہے - وہ مرد کے ساتھہ رفاقت مدني کا اقرار کرتی اور اسکے دل کے معاوضہ میں اپنا دل دیتی ہے - پس اسکے گھر میں آکر اسکے وجود کي شریک ضرور ہو جاتی ہے ' پر اپنے وجود سے محروم نہیں ہوجاتي -

وہ تعلیم جو " فطرة الله التی فطر الناس علیها " ہے' اس طبعی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتی -

اور یہ جو آپنے فرمایا کہ عورتوں کا نام ظاہر کرنا شاید خلاف شرع ہے ' تو یہ اس لحاظ سے تو ضرور صحیح ہے کہ بد قسمتي سے آجکل مسلمانوں کي شریعت رسم و رواج ہي کا نام ہے : انا وجدنا ابا ئنا علی امة و انا علی اثارهم مهتدون - ورنہ شریعة فطریۂ اسلامیہ نے تو کوئي حکم اسکي نسبت نہیں دیا ہے - ہمارے سامنے حضرة ختم المرسلین کي ازواج مقدسہ اور اہلبیت نبوت کا اسوۂ حسنہ ہے - جبکہ ہم حضرة خدیجہ ' حضرة عایشہ ' حضرة زینب ' حضرة فاطمہ وغیرهما (رضي الله تعالی عنهما) کا نام لے سکتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون صاحب غیرت مسلمان ہے جو رسول الله کي بیویوں اور صاحبزادیوں کا نام تو بلا تامل خود لے لیتا ہے مگر اپني بیوي یا لڑکي کے نام کے اعلان سے شرماتا ہے ؟

بہر حال میرا طرز عمل تو یہي ہے - جب کبھي کوئي خاتون میري بیوي کا نام لفافے پر مسز یا بیگم کي ترکیب سے لکھہ دیتي ہیں اور میري نظر پڑجاتی ہے تو مجھے نہایت سخت تکلیف ہوتي ہے اور میں لکھوا دیتا ہوں کہ از راہ کرم آیندہ ایسا نہ کریں -

رہا اسلام میں عورتوں کے حقوق کي عظمت اور مرد و عورت کے حقوق کا مسئلہ ' تو اسکي طرف محض سرسري اشارے کو کافي سمجھا کہ بارہا یہ امور لکھے جا چکے ہیں اور احادیث صحیحہ اور اعمال نبوت و صحابۂ کرام کے علاوہ خود نصوص قرآنیہ اس بارے میں بکثرت و بوضاحت وارد ہیں - سب سے بڑھکر یہ کہ سورۂ بقر میں احکام طلاق بیان کرتے ہوے ایک ہي جامع و مانع جملے میں قران حکیم نے اس بحث کا خاتمہ کردیا :

و لهن مثل الذي علیهن بالمعروف و للرجال علیهن درجة ' و الله عزیز حکیم (٢ : ٢٢٨)	اور جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے ' اسي طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں - ہاں مردوں کو قیام مصالح معیشت کي فوقیت ضرور ہے -

یہ آیۃ في الحقیقة ایک کلمۂ جلیل و عظیم ہے ' جس نے بدفعۃً و احدۃً عورتوں کو وہ تمام حقوق معاشرت و مدنیۃ دلا دیے ' جن سے دنیا کے جہل و ظلمت نے انھیں محروم کر دیا تھا - نیز صاف صاف بتلا دیا کہ دونوں کے حقوق بالکل مساوي ہیں' با ستثناء اس طبیعی فوقیت کے ' جو " الرجال قوامون علي النساء " کے لحاظ سے مردوں کو حاصل ہے -

اسي کا نتیجہ ہے کہ تمام عبادات و معاملات میں مرد اور عورت اسلام میں یکساں حقوق رکھتے ہیں -

جب حالت یہ ہو تو کونسي وجہ ہے کہ عورت اپنے نام سے ظاہر ہونے اور پکارے جانے کي مستحق نہ سمجھي جاے ؟

اس مسئلہ پر غور کرتے ہوے ایک عجیب لطیفہ ذہن میں آیا - آجکل کے نئے تعلیم یافتہ اصحاب مذہب و معاشرت میں ازادي و حریت کے پرستار ہیں اور اپنے تئیں پوري کاوش و جہد سے ازاد کہلوانا چاہتے ہیں - چنانچہ عورتوں کي ازادي و حقوق کا بھي اسي ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہندوستانیوں نے عورتوں کو غلام بنا رکھا ہے -

لیکن یہ جو کچھہ ہے ' محض یورپ کے بعض سطحي مناظر کي نقالي کا شوق اور اسکي ہر بات کي غلامانہ تقلید کا ولولہ ہے - خود انکے دماغ کے اجتہاد و فہم کو اسمیں دخل نہیں - ثبوت اس کا یہ ہے کہ اگر کوئي چیز اسلام کے پاس ان لوگوں کے ازادانہ مذاق کي موجود بھي ہوتي ہے ' تو بھي یہ لوگ اسے بالکل چھوڑ دیتے ہیں اور یورپ کي اُسي شان و رسم کي تقلید کرنا چاہتے ہیں ' جو سرے سے آزادي و حریت ہي سے خالي ہے - مثال میں اسي مسئلہ کو لیجیے - یہ لوگ عورتوں کو آزادي دلانا چاہتے ہیں اور انکے حقوق کي بلا معاوضہ وکالت کرنے سے کبھي نہیں تھکتے - اسکا نتیجہ تو یہ ہونا تھا کہ عورتوں کو خود انکے اصلي نام سے ظاہر ہونے دیتے کہ شخصي آزادي اور استقلال کي بھي شان ہوني چاہیے' اور یہ بات ہے بھي عین انکے مذاق کي - لیکن وہ اس سے بالکل بے خبر ہیں اور " مس " اور " مسز " کي ترکیب پر فخارانہ فریفتہ ہو رہے ہیں - حالانکہ اس سے بڑھکر عورتوں کے عدم استقلال و حریۃ کي کوئي مثال نہیں ہو سکتي -

چونکہ یہ لوگ محض مقلد ہیں ' اسلیے انکي نظر صرف اسپر پڑتي ہے کہ ہمارے ائمۂ فرنگ کي سنت قولي و فعلي و تقریري کیا ہے ؟ اگر انکے مذاق آزادي کي کوئي بہتر سے بہتر چیز خود انکے پاس پیشتر سے موجود بھي ہوتي ہے ' تو بھي طوفان ظلمت تقلید میں اُسے دیکھہ نہیں سکتے -

ازادي نسواں کا لفظ بھي یورپ سے سن لیا ہے اور اسپر سر دھنتے ہیں ' لیکن نہ تو عورتوں کي ازادي کا مطلب کسي نے سمجھا ہے اور نہ خود یورپ کے طرز عمل کي حقیقت ھي پر غور کیا ہے : اولئک کالا نعام بل ھم اضل !

مجھے ان لوگوں سے بالکل شکایت نہ ہوتي اگر میں انہیں سر سے پانوں تک فرنگي دیکھتا مگر اجتہاد فکر و دماغ کے بعد - محض شیوۂ تقلید اختیار کرکے کوئي قوم قوم نہیں بني ہے اور نہ بن سکتي ہے - سب سے پہلے دماغ کو بند تقلید سے آزادي ملني چاہیے' پھر رسم و عمل کو - یہ لوگ چند رسوم و اوضاع کي غلامي سے قوم کو نجات دلانا چاہتے ہیں مگر خود اپنے دماغ کو یورپ کا غلام بنا رکھا ہے - قرآن کریم اسي تقلید کو کفر کا مبدء بتلاتا ہے :

ان شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

میرے ایک دوست نے ایک انگریز کا قول نقل کیا جو کالج اسکول لکھنو کا پرنسپل تھا - وہ کہا کرتا تھا کہ اگر ہندوستانیوں نے انگریزي لباس تقلیداً نہیں بلکہ اسکے فوائد کو سمجھکر اختیار کیا ہوتا ' تو میں دیکھتا کہ پانوں کي جگہ سر سے اس وضع کو اختیار کرنا شروع کرتے ' حالانکہ حالت برعکس ہے - ہر شخص جو نئي تہذیب کے اسکول میں نیا نیا بیٹھتا ہے ' سب سے پہلے بوٹ پہنتا ہے ' اسکے بعد انتہائي منزل ہیٹ کي ہوتي ہے - حالانکہ تمام انگریزي لباس میں سب سے زیادہ انفع شے توپي ہي ہے کہ دھوپ سے آنکھوں کي حفاظت کرتي ہے - نہ کہ جوتا ' جو سفر کے علاوہ ہر حال میں سخت موذي و تکلیف دہ ہے -

اہم الہلال کي ایجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو درخواست بھیجیے

جلسۂ کانپور ۳۰ - اکتوبر

اور طوائفوں کي شرکت

جناب کفیل الدین صاحب عالي - بدایوني - از بدایوں

جناب مولانا دام مجدھم - چونکہ آپ شرع شریف سے با خبر اور عالم متبحر ہیں ' اسلیے امید ہے کہ ذیل کے سوالات کا جواب الہلال کے ذریعہ دیکر عام مسلمانوں کا شکریہ حاصل کرینگے -

(۱) ۳۰ - اکتوبر سنہ ۳۱ ع کو جو جلسہ کانپور میں ہوا اور جسکے چشم دید حالات اخبار زمیندار کے ایڈیٹر نے اپنی ۱۶ - نومبر کے ہفتہ وار اخبار زمیندار میں چھاپے ہیں ' کیا اوسکو آپ بھي زمیندار کے ہم زبان ہوکر " اسلامي روایات کو زندہ کر دینے والا جلسہ " کہہ سکتے ہیں ' جب کہ اس جلسہ میں رنڈیاں بھي بلائي گئیں اور اونہوں نے گا بجا کر حاضرین جلسہ کو جسمیں ایڈیٹر زمیندار اور مولانا عبد الباري صاحب بھي شامل تھے ' محظوظ کیا ؟

(۲) کیا رنڈیوں کي کمائي مسجد میں لگانا جائز ہے ؟ اگر نہیں ہے تو انریبل مظہر الحق صاحب نے وہ چار گینیاں جو رنڈیوں نے اونکي خدمت میں نذر گذراني تھیں ' مسجد کو دینے کي کیوں جرأت کي ؟ کیا مولانا عبد الباري صاحب نے اسکے لیے بھي کوئي حیلۂ شرعي نکالکر اونکو بتا دیا تھا ؟ اگر نہیں بتایا تھا اور صرف خاموشي اختیار کي تھي تو آپکي راے میں ایک عالم کے ایسے موقعہ پر خاموشي اختیار کرنے سے اوسکي نسبت شرع شریف کیا حکم دے گي ؟

(۳) کیا آتشبازي چھوڑنا اور اوسپر مسلمانوں کا روپیہ صرف ہونا شرعاً کسي اسلامي جلسہ میں مستحسن امر ہے ' جسپر زمیندار نے بہت کچھہ اظہار مسرت کیا ہے ؟

(۴) اخبار زمیندار نے رنڈیوں کے گانے بجانے کے واقعہ کو قصداً چھپایا ہے ' کیا ایسا اخبار دیانت دار کہا جاسکتا ہے ؟

الہلال :

(۱) جس جلسے میں رنڈیاں بلائي جائیں وہ میرے اعتقاد میں اسلامي روایات کا زندہ کرنا ایک طرف ' سرے سے اسلامي جلسہ ھی نہیں - آپ کہاں ہیں اور مجھسے کیا سوال کر رہے ہیں ؟

رہا کانپور کا معاملہ تو آپنے کئي چیزوں کو ملا دیا ہے - مجھے جو حالات معلوم ہوے وہ یہ ہیں کہ ۳۰ - اکتوبر کو ایک تو گارڈن پارٹي تھي جو سہ پہر کو ہوئي - اسمیں سب لوگ شریک تھے - اسکے بعد شب کو ڈنر ہوا ' اسمیں شاید راجہ صاحب اور مولانا عبدالباري نہ تھے - رات کو میلاد شریف کا جلسہ ہوا -

جہاں تک مجھے معلوم ہے ان تینوں صحبتوں کي فضا اس فرقے کي رونق فرمائي سے محروم رہي - آپنے غالباً بوجہ عدم واقفیت اِن جلسوں کو مورد الزام قرار دیا -

اسکے علاوہ ایک اور صحبت بھي ہوئي جو پبلک حیثیت سے نہیں بلکہ شخصي طور پر کسي شخص نے منعقد کي تھي اور مسٹر مظہر الحق کو مدعو کیا تھا - نہیں معلوم یہ اُسي دن ہوي یا دوسرے دن - اسکي نسبت پہلے اخبارات سے اور بعد کو بعض اشخاص سے معلوم ہوا کہ اسمیں شہر کي تین مشہور طوائفیں بھي آئیں اور لوگوں نے مسٹر مظہر الحق سے کہا کہ وہ بھي چاہتي ہیں کہ انکا

چندہ آپ قبول کرلیں - مسٹر مظہرالحق نے منظور کیا - وھیں انہوں نے گایا بھي ھوگا اور چندہ بھي دیا ھوگا -

مجھے جہاں تک علم ھے' میں کہہ سکتا ھوں کہ مولانا عبد الباري اس صحبت میں نہ تھے - پس اپکو مناسب نہ تھا کہ اس جرأت کے ساتھہ مولوي صاحب کو اسمیں شریک قرار دیتے اور پھر اسي بناء فاسد پر اعتراض فاسد کرتے - مومن کي شان یہ ھوني چاھیے کہ جسقدر اعلان حق اور امر بالمعروف میں نڈر اور شدید و اشد ھو' اتنا ھي سوء ظن کرنے میں محتاط اور غیر عاجل بھي ھو - آپنے ایک مسلمان کو اُسکي غیبت میں متہم کیا ' اور اُس کلم کو اُسکي طرف نسبت دي ' جس سے وہ بري ھے :

ایحب احد کم ان یاکل لحم اخیہ میتۃ فکرھتموہ ؟

ھاں ' اگر واقعي یہ سچ ھو کہ مولوي صاحب ممدوح بھي اسمیں شریک تھے اور وہ آپکے الفاظ میں " گا بجا کر محظوظ کرنے والیوں " سے محظوظ ھوے تو پھر مولانا مجبور ھیں کہ ھر اُس شدید سے شدید سختي کو جو اُنسے پرسش و احتساب میں کي جاے ' گوارا کریں اور جواب دیں کہ کیوں ایسي صحبت میں شریک ھوے ؟

بہرحال جن جلسوں کا آپ ذکر کر رھے ھیں ' جہاں تک مجھے معلوم ھے ' اُن میں تو قوم کے دیگر طبقات کے قائم مقاموں کے ساتھہ اس طائفۂ مجلس آرا کے قائم مقام نہ تھے :

وہ آے انجمن میں تو پھر انجمن کہاں ؟

لیکن میں تو پھر بھي اُس جلسے کو " اسلامي روایات " کا زندہ کرنے والا جلسہ نہیں قرار دیسکتا - میري جو راے ھے ' وہ میري عدم شرکت ' نیز ۱۹ - ذي الحجہ کي اشاعت کے نوٹ سے آپ پر واضح ھوگئي ھوگي ' جو حکیم عبد القوي صاحب کي مراسلۃ کے ساتھہ شائع ھوا ھے - " اسلامي روایات " وغیرہ کي ترکیبیں آجکل لوگ بکثرت بولتے ھیں - اور یہ معمولي جملے ھوگئے ھیں جن سے ھر موقعہ پر انشا پردازي اور عبارت آرائي کا کام لیا جاتا ھے گو اصلیت کچھہ ھي کیوں نہو - آجکل ھر جلسہ عظیم الشان ھے - ھر صحبت دلربا - اور مسلمانوں کا ھر اجتماع " اسلامي روایات " کو زندہ کرنے والا ! اس عہد میں زاغ و بلبل کو ایک ھي قفس کي تیلیاں نصیب ھوتي ھیں :

صداے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو !

ایک صحبت عیش و نشاط تھي جو بعض مصالح خاص سے کي گئي - جو لوگ شاید کئي ماہ سے آہ و فغاں سنتے سنتے اکتا گئے تھے ' ھر طرف سے ھجوم کرکے جمع ھوے کہ اب چند گھڑیاں عیش و سرور میں بھي بسر ھو جائیں :

بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں ایں ھمہ نیست !

چلے پھرے ' کھایا پیا ' مولوي آزاد سبحاني سے بھي ملے اور مسٹر ٹائلر سے بھي - اسکے بعد سب نے اپنے اپنے گھر کي راہ لي - اب معلوم نہیں کہ اِن اشغال میں غریب اسلام کي " روایات " کہاں سے آگئیں ' اور اس مجمع کے کون سے فضائل و مناقب دقیقۂ و مخفیہ ھیں ' جنھوں نے اسلام کي کسي فرا موش شدہ سنت کا احیاء کیا ھے ؟ اسلام کا نام بھي ایک الٰہ لہو و لعب بن گیا ھے - جو کچھہ جي میں آے کیجیے ' مگر رونق سخن و تالیف قلوب کیلیے یہ ضرور کہدیا کیجیے کہ اسلامي روایات کي تازگي و تجدید مقصود ھے - کیونکہ جو کچھہ آپ کرتے ھیں صرف بیچارے اسلام ھي کیلیے کرتے ھیں ' ورنہ آپ کو اِن ھنگاموں سے کیا تعلق ؟

دریغا آبروے دیر گر غالب مسلماں شد !

(۲) اس سوال کو میں نہ سمجھا اور جواب سوال کي صورت پر موقوف ھے - کانپور میں کوئي مسجد تو بن نہیں رھي ھے ' جسکي تعمیر لیلیے زنڈیوں نے چندہ دیا ھو - آپ اپنا مقصد صاف صاف ظاھر کریں تو جواب عرض کروں -

(۳) ھرگز نہیں - اسلام ھر ایسے فعل کو جو لغو و لا حاصل ھو اور انساني محنت و مال کو بغیر کسي نتیجہ کے ضائع کرے ' معصیت قرار دیتا ھے - پس آتشبازي کا بنانا اور چھوڑنا ' دونوں نا جائز ھے - جلسے منعقد کیجیے ' مگر " اسلامي جلسہ " کا لقب صرف اُسي کو دیجیے ' جو اپنے اندر اسلامي احکام و تعالیم کا نمونہ رکھتا ھو -

(۴) " قصداً چھپایا ھے " اسکا آپکو علم ھے - مجھے نہیں - نہ میں نے زمیندار کے مضامین پڑھے ھیں کہ قیاس سے کام لے سکوں - اگر اُس جلسے کا حال بھي ایڈیٹر صاحب زمیندار نے لکھا ھے جس میں طوائفوں نے نغمہ سرائي کي تھي ' اور اسمیں اس واقعہ کو قصداً نظر انداز کر دیا ھے ' تو یقینا یہ دیانت کے خلاف ھے -

آخر میں اتنا اور کہونگا کہ آپ نے ان سوالات میں غلط واقعات کو جس وثوق سے لکھا ھے ' خواہ کیسے ھي فریقانہ غصہ اور ھیجان غضب کے عالم میں لکھا ھو' لیکن مسلمان کي شان سے بعید ھے -

مغرب سے طلوع افتاب کا پیش خیمہ

اسلام کي طرف مغرب کي بیداري

مصنفہ دي رائٹ آنریبل لارڈ ھیڈلي بي - اے - ایم - آئي - سي - آئي - ایف - ایس - ای - وغیرہ وغیرہ -

یہ قابل دید کتاب اس وقت لارڈ موصوف کے زیر تصنیف ھے - اور انشاء اللہ تعالی دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوي کے اخیر تک شائع ھو جائیگي - اس کتاب میں ھمارے مکرم و محترم بھائي لارڈ موصوف ان امور کو مفصل بیان کرینگے جنکي بنا پر آپ نے چالیس سال کے غور و خوض کے بعد اسلام کو مروجہ عیسایت پر ترجیح دي اور اسلام قبول کیا - اس کتاب میں مدلل طور پر دکھایا جائیگا کہ اھالیے بلاد غربیہ کے مناسب حال اسلام اور صرف اسلام ھي ھے - یہ یقیناً اس قابل ھوگي کہ ھر ایک انگریزي خواں کے ھاتھہ میں اسکا ایک ایک نسخہ ھو اور اس کثرت سے بلاد غربیہ میں تقسیم کي جاے کہ کوئي ملک اور شہر اس سے خالي نہ رھے - یہ جہاد اکبر ھے - موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام میں مدد دینے سے بڑھکر اور کوئي دیني خدمت نہیں ھو سکتي - اس لیے ھمارے مسلمان بھائي اس کو خود بھي خریدیں اور اس کي زائد کا پیان خرید کر اپنے احباب میں اور بلاد غربیہ میں براہ راست یا ھماري معرفت مفت تقسیم کریں - با وجود ظاھري اور باطني خوبیوں کے اس کتاب کي قیمت محض کثرت اشاعت کي خاطر صرف ۱۲ - آنہ مقرر کي گئي ھے - یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوی تک خریداري کي درخواستیں بنام شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انڈین دیر ھوس لاھور روانہ کردیں - تاکہ شیخ صاحب دسمبر کے اول ھفتہ میں مجھے اطلاع دے سکیں کہ اندازاً کتاب کا پہلا ایڈیشن تعداد میں کس قدر چھاپا جاے ؟

نوٹ : اس کتاب کا اردو ترجمہ بھي میري طرف سے شائع ھوگا - جس کي قیمت ۱۲ آنہ ھوگي - اس کے لیے بھي درخواستیں بھیجیے -

برادراں ! یہ وقت ھے کہ آپ چند پیسوں کے بدلے ھزارھا بني نوع انسان کو صراط مستقیم کي طرف رھنمائي کرکے ثواب دارین حاصل کرسکتے ھیں - اللہ تعالی نے آپکو خدمت اسلام کا موقعہ دیا ھے -

الراقم - خواجہ کمال الدین ایڈیٹر اسلامک ریویو امام مسجد - ووکنگ از (انگلینڈ)

مسلمانوں کا زوال

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم !!

اتفاق کی ضرورت

اهل تسنن و تشیع میں

(از جناب مولوي خادم حسين صاحب بهيروي)

(۲)

(۳) "بني اميه کے مظالم کے ذمه دار خلفاء راشدين هيں کيونکه انهوں نے هي انکو اقتدار بخشا - اور اسي واسطے حضرات شيعه خلفاء هي کو باني جفا خيال کرنے پر مجبور هوگئے - يهاں تک که کها گيا: قتل الحسين يوم السقيفه"

آپ نے بجا فرمايا هے - بے شک حضرات شيعه نے بقول آپ کے ايسا خيال کرلينے ميں افراط سے کام ليا هے - اسطرح کا خيال رکھنے والوں کو تھنڈے دل سے سوچنا چاهيے که خود بني اميه بهي قريش تھے - شيخين رضي الله عنهما سے بهت زياده رسول (صلعم) کے قريبي تھے - آل سفيان کے ساتھه سب سے پهلے بعد از بعثت جناب رسالت مآب صلیٰ الله عليه و آله و سلم نے قرابت کي درخواست فرما کر ام حبيبه سے شادي کي - بتوسط نجاشي جب که وه حبشه ميں تھيں - (تفسير عمدة البيان عمار علی ۳۲۶ - و تفسير صافي - ۳۱ سوره ممتحنه) امير معاويه آنحضرت کا رسائل نويس و کاتب تھا (تذکرة الائمه مجلسی ۲۴) بے شک خلفاء راشدين نے آل سفيان کو شام کا حاکم بنايا ' مگر اُن کو کيا علم تھا که آئنده کيا هوگا ؟

وه نه معصوم تھے نه عالم ما کان و ما سيکون - نه انکو اسم اعظم کے پورے بهتر حروف کا علم تھا - نه اُن کے پاس انگشتري سليمان تھي نه عصاے موسیٰ وغيره آثار و تبرکات انبياء - تعجب تو جناب علي و امام حسن و ديگر ائمه عليهم السلام کے طرز عمل پر هے که باوجود ان سب کمالات پر حاوی هونے کے ' امير معاويه وغيره کے مقابله ميں عاجز رهے اور کما حقه اُسکي سرکوبي نه کرسکے - پهر زياد جسے شيعوں کا هلاکو کهنا چاهيے ' اُسے جناب علي نے کوفه و بصره کا گورنر مقرر فرما ديا تھا - (ناسخ التواريخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعه ايران ۴۲) اسی کا بيٹا ابن زياد تھا -

يه بهي ياد رکھنا چاهيے که خلفاے راشدين اگر بني اُميه کي حکومت و اقتدار کا باعث هوے هيں تو خود شيعيان کوفه وغيره بهي بني عباس کي خلافت کے باني تھے - جن کے مظالم سادات پر بقول مجلسي بني اُميه سے بهي بڑھه کر هيں :

"نکتهٔ عجيبے دارم از بني عباس که قرابت ايشان نسبت باهليبيت رسالت از بني اُميه بيشتر بود و اذيت و آزار و عداوت ايشان بائمهٔ معصومين هم زياده تر بود" (تذکرة الائمه - ۱۱۸)

يعني بني عباس کي نسبت ايک عجيب نکته کهوں که بني اُميه کي نسبت وه اهل بيت رسالت سے زياده تر قريبي تھے ليکن ساتھه هي ائمهٔ معصومين کے ساتھه انکي عداوت اور جور و جفا بهي اُن سے بڑھکر تھي -

(۴) انقلاب زمانه کا انديشه -

آپ نے لکھا هے که "شيعه ڈرتے هيں - کهيں پهر اهلسنت بر سر حکومت نه هو جائيں اور هم بدستور اسير پنجهٔ ظلم و ستم ' خدا خدا کرکے گورنمنٹ انگريزي کي حکومت ميں جو آزادي پائي هے اس سے پهر محروم هو جائيں گے"

ايسے خوف کھانے والوں کو آپ مهرباني کرکے ذهن نشين فرماديں که عزيزان من ! کوئي واقعه ايسا نهيں هے جس ميں کم و بيش مبالغه نه هوا هو ' اور پهر جس کا که حسب دلخواه انتقام بهي نه لے ليا گيا هو - اگر کچھه کسر رہ گئي هے تو اُسے بهي حضرت صاحب الزمان عليه السلام ضرور زمانه رجعت ميں پورا کرديں گے جبکه تمام روئے زمين پر صرف شيعوں هي کي حکومت هوگي - اُس وقت جيسي کچھه سنيوں کي حالت هوني هے وه محتاج بيان نهيں - ملا باقر مجلسی فرماتے هيں که کفار سے بهی پيشتر سنيوں کا صفايا کيا جاے گا !!

"وقتکه قائم ظاهر مي شود ' پيش از کفار ابتدا به سنيان خواهد کرد با علمائے ايشان ' و ايشان را خواهد کشت (حق اليقين فصل ۱۸) -

پس شيعوں کي طرح اگر سني بهي گذشته اور آينده کے حالات پر قياس کرکے موجوده نسل کے ساتھه اتفاق و اتحاد ميں تساهل و تامل کرنے لگ جائيں تو جمعيت اسلام کا کيا حشر هو؟

اس قسم کے دور از قياس اوهام کسي طرح بهي قابل توجه اور همارے باهمي اتحاد ميں سد راه نهيں هوسکتے -

(۵) "خلفائے راشدين کو چهوڑ کر جس کسي پر شيعه تبرا کريں - اهلسنت بهي کريں"

جناب شيخ صاحب ! آپ نے خود صاف الفاظ ميں ظاهر فرما ديا هے که اس منحوس رسم کے باني بني اميه هوئے - اور اگر وه ابتدا نه کرتے تو دنيا ميں تبرے کا وجود هي نه هوتا - پس گذارش هے که اس وقت نه تو بني اميه موجود هيں نه جناب علی عليه السلام اور نه انکي اولاد امجاد پر کوئي تبرا کهتا هے - پهر آپ تبرے کے بدستور جاري رکھنے پر کس کي تقليد کررهے هيں ؟ جناب علي کي يا بني اميه کي ؟

پهر خلفاے راشدين کے سوا حضرات شيعه بعض ازواج مطهرات سے بهي ناراض هيں اور انکو خطاب هاے نا صواب سے ياد کرتے هيں حالانکه خداوند کريم نے بلا تفريق احدے ' سب کو امهات المومنين فرمايا (و ازواجه امهاتهم : ۳۳ - ۶) اور پهر والدين کے بر خلاف اُف تک کرنيکي ممانعت هے (فلا تقل لهما اُف : ۱۷ - ۳)

پهر بهت سے مهاجرين و انصار سے بهي حضرات شيعه ناراض هيں اور اُن کے معائب و مطاعن کو ورد زبان رکھتے هيں ' حالانکه خداوند کريم جمله مهاجرين و انصار کو مومن برحق فرماتا هے (اولئک هم المومنون حقا : ۸ - ۴)

اب مشکل يه هے که اهلسنت خدا کي رضا مندي کو مقدم رکھيں يا برادران شيعه کي ؟ يهي رسم تبرا هے جو ابتک فريقين کے اتحاد ميں حائل هے اور اسی کے باعث شيعه مطعون بنے هوے هيں - ورنه دوسرے خاص معتقدات شيعه اس قدر موجب منافرت نهيں هوسکتے -

مثلاً ارسال الیدین کہ مالکي بھي کرتے ھیں' اور غسل رجلین کے بجائے مسح رجلین - یا جناب علي علیہ السلام کا بعض خصوصیتوں کي وجہ سے افضل الصحابہ ھونا وغیرہ وغیرہ -

پس اگر آپ سچے ھمدرد قوم و ملت ھیں تو برائے خدا اس یاد گار بني امیہ اور رسم منحوس تبرا کو قطعاً موقوف کرا دیں - ھاں اس وقت ایک عملي تبرے کي سخت ضرورت ھے نہ کہ زباني تبرے کي' اور وہ بھي برخلاف اُن غیر مسلم اقوام کے' جن کے مظالم ھمارے مشاھدہ میں آچکے ھیں اور جنکي ساري ھمت اسلام کي تخریب کیلیے وقف ھو چکي ھے -

(۶) " شمول تعزیہ داري امام مظلوم علیہ السلام - شیعوں کے دل میں ھندؤں کي محبت جا گزیں ھو رھي ھے - کیونکہ راجے مہاراجے اور ادني و اعلی اھل ھنود تعزیہ داري میں شیعوں کے ساتھہ حد درجہ کی دلچسپی لے رھے ھیں "

جناب شیخ صاحب ! اھلسنت اگر شیعوں کے ساتھہ تعزیہ داري امام میں شامل نہیں ھوتے تو ضرور اس کے کئي براعث ھیں جو آپ جیسے محققین سے مخفي نہیں ھونے چاھییں - مثلاً یہ کہ مذھباً وہ اسکو بدعت اور خلاف اصول اسلام سمجھتے ھیں - لیکن اس عدم شمول کا نتیجہ یہ نکالنا کہ اھلسنت کو اس غم کا کوئي احساس نہیں' کمال بے انصافي ھے -

اھلسنت کے مشہور و معروف علما و واعظین اور شعرا کي کتابیں نہایت موثر پیرائے میں واقعات کربلا پر تقریباً ھر زمانہ میں لکھي گئي ھیں - روضۃ الشھداء ملا حسین واعظ کاشفی ھي کو دیکھیے - یہ اسي کتاب کے قبول عام کا نتیجہ ھے کہ تمام ایران و افغانستان میں عام طور پر مرثیہ خوانوں کو " روضہ " خواں اور مرثیہ خواني کو " روضہ خواني " کہتے ھیں - دوسري کتاب سر الشھادتین شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دھلوي کي ھے - حال میں ایک کتاب یاد گار حسین تالیف خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب شائع ھوئي ھے - جو بڑے استحسان کے ساتھہ اکتوبر اور نومبر کے رسالہ البرھان میں دو بارہ چھپي ھے -

پھر جہلاء اھلسنت بعض شہروں میں شیعوں سے بھي بڑھکر تعزیے بناتے اور سبیلیں لگاتے ھیں - عام اھلسنت کے عدم شمول کا باعث زیادہ تر تبرے کي بھي رسم ھے - تعزیہ داري کے پردہ میں بھي اکثر تبرا بازي ھوتي ھے - شروع مجلس میں نہیں تو آخر مجلس میں - پہلي محرم کو نہیں تو ساتویں کو حاضري عباس کے مرقعہ پر -

آپ نے ھندؤں کي دلچسپي کا ذکر بکمال مبالغہ فرمایا ھے - ھمیں تو معلوم نہیں کہ وہ راجے مہاراجے اور عام ھندو کہاں رھتے ھیں جو تعزیہ داري میں شیعوں کا ساتھہ دیتے ھیں - کیا یہ وھي قوم نہیں ھے جنکو حضرات شیعہ مشرک کي بنا پر نجس جانکر ان کے ھاتھہ کي بنائي ھوئي کوئي چیز بھي نہیں کھاتے ؟

اصل یہ ھے کہ اس وقت تو خود اسلام کی تعزیہ داري درپیش ھے - اعتقاد اسلام و توحید معرض خطر میں ھے - امام حسین علیہ السلام کي نسبت کہا جاتا ھے کہ صرف اسلام کے بچانے کی خاطر جان دي تھي - اب پھر وھي بلکہ اس سے زیادہ خطرہ عظیم درپیش ھے - بہتر ھو کہ سب ملکر امام حسین کے اصل مقصد کو پورا کریں -

(۷) " ناصبیوں کو نکال دینا "

آخر مضمون میں شیخ صاحب نے ھدایت کی ھے کہ اھلسنت (۱۴) میں سے ناصبیوں کو نکال دیں - کاش وہ ناصبی کے معنے خود بھی بتلا دیتے تا کہ اھلسنت کو تعمیل ارشاد میں آسانی ھوتی - یہ اس لیے عرض کیا گیا ھے کہ حضرات شیعہ کے ھاں ناصبي کے معنوں میں بھي اختلاف ھے -

مثلاً بعض کے نزدیک کل مخالفین تشیع ناصبي ھیں - بعض کہتے ھیں کہ دشمن اھلبیت ناصبي ھے - بعض نے کہا ھے کہ جو مذھب شیعہ کا مخالف ھو وھي ناصبي ھے - اس آخري معني کو ترجیح دي گئي ھے - (ملاحظہ ھو اساس الاصول سید دلدار علي صاحب ۲۲۴ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۲۶۴ ھ) -

لیکن اس کا کیا علاج کہ جس خرابي کو آپ اھلسنت سے دور کرنا چاھتے ھیں' حضرات شیعہ اُس میں زیادہ تر مبتلا ھیں - ائمۂ اھلبیت علیھم السلام کي چند احادیث ملاحظہ ھوں :

(۱) ان من الشیعۃ بعد نا منھم شرمن النصاب (کتاب رجال کشي مطبوعہ بمبئي : ۲۸۶)

یعنے ھمارے شیعوں میں ناصبیوں سے بھی بد تر ھیں -

(۲) وما احد اعدي لنا من من ینتحل مودتنا (رجال کشي : ۱۹۸)

جو لوگ جھوٹ موٹ ھماري محبت کے مدعي ھیں اُن سے بڑھکر ھمارا کوئي دشمن نہیں -

(۳) ما انزل اللہ سبحانہ آیۃ في المنافقین الا وھي فی ما یدتحل التشیع (رجال کشي : ۱۹۳)

خدانے کوئي آیت منافقین کے حق میں نازل نہیں فرمائي مگر وہ عائد ھوتي ھے ھر اُس شخص پر جو جھوٹ شیعہ ھونے کا دعوی کرے -

ان سے بھي بڑھکر ایک قول ملاحظہ ھو :

" ان المومنین لقلیل و ان اھل الکفر کثیر - بدرستیکہ مومن حقیقي ھر آئینہ کم است و بدرستیکہ اھل کفر کہ اظہار تشیع مي کنند' ھر آئینہ بسیار است (صافي شرح کافي باب قلت عدد المومنین - ۵۸ مطبوعہ لکھنو) یعنے در حقیقت مومن تھوڑے ھیں اور برائے نام مومن کہ اظہار تشیع کرتے ھیں زیادہ ھیں -

(خاتمہ)

ان معروضات سے واضح ھوگیا ھوگا کہ اتحاد فریقین کیلیے در اصل کن مساعي کي ضرورت ھے اور اگر راہ حق و عدالۃ اختیار کي جاے اور اسلام کے موجودہ مصالب کا صحیح احساس ھو' تو تمام غلط فہمیاں دور ھوسکتي ھیں اور کلمۂ توحید کے پیرو خفط کلمۂ اسلام کیلیے متحد و متفق ھوسکتے ھیں -

ساتھہ ھي اخوان اھلسنت کي خدمت میں بھي گذارش ھے کہ برادران شیعہ کے ساتھہ محض بر بناے اختلاف مذھب' بد سلوکي یا دل آزاري روا نہ رکھیں - ایسا کرنا نہ صرف شان اھل حق کے برخلاف بلکہ تعلیم اسلام کے بھي مخالف ھے - جہاں تک ممکن ھو اُن سے حسن سلوک قائم رکھو - بعض باتوں میں اُنسے اختلاف رکھتے ھو تو لازم ھے کہ عقلمندي اور فراخ حوصلگي سے اختلاف کو برداشت کرو - کیا اھل سنت کے اندر بیسیوں بلکہ سیکڑوں مسائل مختلف فیہ نہیں ھیں ؟

ھمیں انکي امداد و خیر گیري میں بھي سرد مہري نہیں دکھلانا چاھیے کہ بہر حال وہ قسم ھي میں سے اور ھمارے ھي ھیں - بہت سے قومي کاموں میں اُن کے معمول رؤسا کافي حصہ لیتے ھیں اور نماز روزہ کے پابند ھیں - اگر وہ نماز پڑھنا چاھیں اور بالفرض ھمارے مسجد والوں کو روکے دو - ھاتھہ جوڑکر نماز پڑھیں تو تعجب نہ کرو - **یہ اختلافات وحدۃ کلمہ کیلیے** موجب تفریق و شقاوت نہیں ھوسکتے و العقبۃ للصبرین -

مراسلات

"مصالحة" ... ئۃ اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ

(۳)

(۱۰) مولانا عبدالباري اور راجہ صاحب محمود آباد کے مساعي جميلہ کا ہميں انکار نہيں - جو کچھہ انہوں نے اس بارے ميں اپنے اوقات عزيز کو صرف کيا ہے اوسکے ليے وہ بيشک شکريہ کے مستحق ہيں - معاملہ مسجد ميں تسليم کرتا ہوں کہ اونکي نيک نيتي پر شبہہ کرنا کسي طرح جائز نہيں - ليکن گفتگو نيت پر نہيں ہے بلکہ اوسکے نتيجہ پر ہے - اور اس ليے اوس نتيجہ پر گفتگو کرنيکا ہر شخص کو حق ہونا چاہيے - راجہ صاحب سے صرف يہ استفسار کا حق ہے کہ اونہوں نے تمام علما ميں سے صرف مولانا عبد الباري ہي کو کيوں منتخب فرمايا' جب کہ اس سے پہلے وہ مسجد کے معاملہ ميں بالکل يکسو رہے تھے ؟ بلکہ خود مولانا ہي کي تحرير کے موافق اونکو پہلے اوس دالان کے جزو مسجد ہونے ميں بھي شبہہ تھا - مولاناے مخدوم سے يہ سوال ہے کہ ايسے نازک مسئلہ ميں انہوں نے صرف اپنے اوپر کيوں اعتماد کيا ؟ پہلي راے سے بعض کو خبر بھي ديگئي ليکن اخري صورت ميں تو کسي سے کچھہ بھي نہ پوچھا گيا بلکہ اول صورت ميں بھي جس طرح مشورہ ہونا تھا ' نہ ہوا -

(۱۱) آخر ميں چاہتا ہوں کہ نفس مسئلہ کي نسبت بھي کچھہ عرض کرکے يہ بتلانيکي کوشش کروں کہ مولانا کو کن وجوہ سے شبہہ ہوا ہے اور وہ دلائل کہاں تک زور دار ہيں ؟ مولانا کو جس عبارت نے مغالطہ ديا' غالباً وہ يہ عبارت ہے جو در مختار کے کتاب الوقف ميں موجود ہے :

جعل شيء اي جعل الباني شيئا من الطريق مسجداً لضيقه و لم يضر بالمارين' جاز' لانهما للمسلمين كعكسه اي جواز عكسه ' و هو ما اذا جعل في الم...ج ... ممر لتعارف اهل الامصار في الجوامع (در مختار جلد- ۳: ۴۱۹) مسجدوں ميں رواج ہے "

" باني مسجد اگر کچھہ حصہ راہ سے ليکر شامل مسجد کردے اسليے کہ مسجد تنگ ہے اور راستہ چلنے کيليے کچھہ مضر نہ ہو' تو يہ جائز ہے ' کيونکہ دونوں ہي چيزيں مسلمانوں کي ہيں - اور اسکا عکس بھي جائز ہے يعني مسجد کو گذرگاہ بنا ديا جاے جيسا کہ شہروں کي جامع

مولانا نے اگر اسي سے استدلال فرمايا ہے جيسا ظاہراً معلوم ہوتا ہے ' تو اسميں چند امور غور طلب ہيں :

(الف) اسيکے آگے يہ عبارت بھي ہے :

كما جاز جعل الامام الطريق مسجد الا عكسه لجوازا الصلوة في الطريق لا المرور في المسجد

" جيسے يہ جائز ہے کہ بادشاہ و حاکم راستہ کو مسجد ميں شامل کردے ليکن حاکم کو اسکے خلاف کرنا يعني مسجد کے حصہ کو راستہ ميں شامل کرنا درست نہيں ہے - اسکي وجہ يہ ہے کہ راستہ ميں نماز ادا ہوسکتي ہے اور مسجد ميں گزرنا کسيطرح درست نہيں ہے "

اب مولانا فرمائيں کہ موجودہ صورت مسجد ميں اول عبارت سے استدلال کرنا مناسب ہے يا آخر عبارت سے ؟ ميري حيرت کي انتہا نہيں رہتي جب ميں ديکھتا ہوں کہ يہاں اول عبارت پر لحاظ کر کے اخر عبارت سے اغماض کيا جاتا ہے ! يہاں بادشاہ وقت سڑک ميں حصہ مسجد کو شامل کرتا ہے يا باني مسجد ؟

(ب) در حقيقت يہ مسئلہ بھي متفق عليہ نہيں ہے بلکہ مسجد کے حصہ کو سڑک ميں شامل کر دينے کي نسبت فقہا نے اختلاف کيا ہے :

قلت ان المصنف قد تابع صاحب الدرر مع انه في جامع الفصولين نقل اولا جعل شيئا من المسجد طريقا و من الطريق مسجدا جاز' ثم رمز لكتاب اخر لوجعل الطريق مسجدا يجوز لا اجعل المسجد طريقا لانه لايجوز الصلاة في الطريق فجاز جعله مسجدا و لا يجوز المرور في المسجد فلم يجز جعله طريقا - ولا يخفى ان المتبادر انهما قولان في جعل المسجد طريقا بقرينة التعليل المذكور- و يويده ما في التتار خانية عن فتاوى ابي الليث و ان اراد اهل المحله ان يجعلوا شيئا من المسجد طريقا للمسلمين فقد قيل ليس لهم ذلك و انه صحيح ثم نقل عن العتابية عن خواهر زاده اذا كان الطريق ضيقا و المسجد واسعا' لا يحتاجون الى بعضه تجوز الزيادة في الطريق من المسجد لان كلها لعامة (در المختار مجلد ۳ صفحه ۴۲۰)

" ميں کہتا ہوں کہ يہاں مصنف نے صاحب درر کے اتباع سے ايسا کہديا باقي جامع الفصولين ميں اسطرح نقل کيا ہے کہ پہلے تو مسجد کے حصہ کو راستہ ميں شامل کرنا اور راستہ کو مسجد ميں شامل کرنا دونوں درست بتلائے ہيں - پھر دوسري کتاب کا حوالہ ديکر لکھا ہے کہ راستہ کو مسجد ميں شامل کرديا جاے تو درست ہے اور مسجد کو راستہ ميں شامل کرنا درست نہيں اسليے کہ راستہ کو راستہ رکھکر نماز پڑھنا درست نہيں تو اسکو مسجد ميں شامل کرنيکے بغير چارہ نہيں - اور چونکہ مسجد ميں گذرنا درست نہيں ہے تو اگر راستہ ميں شامل کر ديا جاوے تب بھي درست نہ ہوگا - اس سے صاف متبادر ہوتا ہے کہ مسجد کو راستہ بنانے کے دو قولوں ميں جو علت بيان کي گئي ہے اوس سے بھي اسيکي تائيد ہوتي ہے - تتار خانيہ ميں فتاواى ابي الليث سے جو کچھہ نقل کيا ہے اوس سے بھي اسکي تائيد ہوتي ہے- اوسميں لکھا ہے کہ اگر اہل محلہ مسجد کے کسي حصہ کو مسلمانوں کے گذرنے کے ليے راستہ بنا ديں تو اوسميں اختلاف ہے - بعض فقہا نے کہا ہے کہ نا جائز ہے اور يہي صحيح ہے - پھر عتابيہ کي عبارت نقل کي ہے جہاں خواہر زادہ سے منقول ہے کہ اگر راستہ تنگ ہو اور مسجد ايسي وسيع ہو کہ ايک حصہ کي ضرورت ہي نہ پڑتي ہو تو ايسي صورت ميں راہ ميں کچھہ حصہ مسجد کا شامل کرنا درست ہے کيونکہ دونوں چيزوں ميں سب کا حق ہے "

جب کہ مسئلہ مختلف فیہ تھا تو دونوں قولوں پر غور کرنا چاہیے تھا - اور یہ دیکھنا تھا کہ کسکی دلیل قوی ہے ؟ کون قول صحیح ہے ؟ بغیر غور و مشورہ کے ایسے اہم مسئلہ میں فتوی دینے کی جرات نا مناسب تھی -

اگر مجھے اجازت دیجاوے تو میں بلا خوف تردید اس کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کرنیکا جن فقہا نے فتوی دیا ہے' وہ دلائل کے لحاظ سے کمزور ہے کیونکہ اسکے لیے فقہا نے صرف دو دلیلیں بیان کی ہیں :

(۱) دونوں چیزیں پبلک کی ہیں اسلیے ایک کو دوسرے میں شامل کرنا درست ہے -

(۲) صاحب در مختار نے اسکے علاوہ اس دلیل کا اور اضافہ کیا ہے کہ شہروں کی جامع مسجدوں میں اسکا دستور اور رواج ہے ' پہلی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے' اسلیے کہ پبلک کی دونوں چیزیں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک کو دوسرے میں شامل کر دینا بھی درست ہو - اوقاف کے مسائل پر جسکو ادنے اطلاع بھی ہوگی ' اسکو معلوم ہوگا کہ جو چیزیں جس کام کے لیے وقف ہوں' اونکا دوسری طرح سے استعمال کرنا کسیطرح درست نہیں ہے - ایک مسجد کے ملبہ کو دوسری مسجد کی تعمیر کے لیے منتقل کرنا ممنوع ہے اور سیکڑوں اسکے نظائر موجود ہیں - یہاں تک کہ لکھا ہے کہ شرائط الواقف کنص الشارع - یعنے واقف کی شرائط تبدیل و تغیر قبول نہ کرنے میں نصوص شرعیہ کے مشابہ ہیں - علامہ شامی لکھتے ہیں

لا نعلم ذلك في جوامعنا -	" ہمکو تو اپنے جامع مسجدوں میں
نعم تعارف الناس المرور	کہیں اسکا پتہ نہیں لگتا - لوگوں نے
في مسجد له بابان ...	اون مسجدوں میں جنکے دو دروازے
نعم يوجد في اطراف صحن	ہوتے ہیں' گذرنے کا رواج قائم کرلیا
الجوامع رواقات مسقوفة	ہے .... ہاں جامع مسجدوں کے
للمشي في وقت المطر	صحن کے کناروں میں مسقف رواق
ونحوه لجل الصلواة وللخروج	بنا دیے ہیں تاکہ بارش وغیرہ کے
من الجامع لا لمر ورالماريين	وقت اوسمیں سے گذر سکیں لیکن
مطلقا كالطريق العام ' فمن	صرف اسلیے کہ نماز پڑھنے آویں یا
كان له حاجة الي المرور	مسجد سے باہر جاویں' نہ کہ ہرکس
في المسجد يمر في ذلك	و ناکس کے گذرنے کے لیے عام راستہ
الموضع فقط ليكون بعيداً	کیطرح ہیں - جسکو مسجد میں
عن المصلين و ليكون اعظم	چلنے کی ضرورت پیش آتی ہے
حرمة لمحل الصلاة - اهه	وہ اس جگہ سے ہوکر گذر جاتا ہے -

اس سے یہ فائدہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں سے گذرنے والا دور رہتا ہے نیز خاص نماز کی جگہ کی حرمت بھی برقرار رہتی ہے "

جب کہ دلائل ایسے کمزور تھے تو فقہا کے اس قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے تھا کہ : لا يجوز العدول عن الدراية اذا وافقتها رواية (دلیل سے عدول کرنا درست نہیں بشرطیکہ کوئی روایت بھی اسکے موافق ہو)

(ج) فتاوی ابی اللیث تتار خانیہ میں جو اختلاف نقل کیا ہے' اوسمیں عدم جواز کے قول کو صحیح کہا ہے - پس اوسکے خلاف فتوی دینا کہاں تک مناسب تھا ؟

(د) فتح القدیر میں جواز کے ساتھہ یہ قید بڑھائی ہے : وهذا عند الاحتياج كما قيده في الفتح - شامی کی پہلے عبارت سے بھی معلوم ہوگیا ہے کہ جسنے فتوے دیا ہے وہ صرف اسوقت کیلیے کہ راستہ تنگ ہو - مسجد کا حصہ فاضل پڑا ہو - آیا یہاں بھی وہی صورت تھی ؟ صرف اسی پر غور کرلینا کافی تھا !

(ہ) اسیکے ساتھہ در مختار میں لکھا ہے :

و جاز لكل احد ان يمر فيه	ہر ایک کو اوس زمین میں گذرنا
حتى الكافر ' الا الجنب	جائز ہے حتی کہ کافر تک گذر سکتا
والحائض والدواب	ہے' لیکن جنبی' حائض' اور چارپاے
(زيلعي)	نہیں گذر سکتے -

معلوم نہیں مولانا نے اسکی نسبت کیا انتظام سوچا ؟

(و) جن لوگوں نے گذر گاہ بنانیکی اجازت دی ہے' اونکا مقصد جوکچھہ میں سمجھا ہوں' عرض کرتا ہوں - ممکن ہے کہ بعض علما اوسکے ساتھہ اتفاق نہ کریں - پہلے بطور تمہید یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ تمام فقہانے مسجدوں میں راستہ چلنے کے لیے گذرنیکی ممانعت کی ہے اور اسکو مسجد کے احترام کے خلاف سمجھا ہے - اوسکے بعد دیکھا گیا کہ بعض بعض مسجدیں بہت بڑی ہیں' اگر اونمیں سے گذرنے کی ممانعت کیجاویگی تو حرج ہوگا - اسلیے بعض فقہا نے آسانی کے لیے حکم دیا کہ مسجد کے صحن کے کنارے ایک مختصر راستہ لوگوں کے گذرنے کے لیے بنا دیا جاوے تاکہ نمازی اور غیر نمازی دونوں اوسپر سے گذر سکیں اور لوگوں کو آسانی رہے - یہ مطلب نہ تھا کہ مسجد کے کسی حصہ کو منہدم کرکے اوسکو راستہ میں شامل کردیا جاوے -

اس مطلب کے لیے میرے پاس متعدد وجوہ و قرائن ہیں :

(۱) جہاں مسجد میں گذرنے کو منع کیا ہے وہاں کے الفاظ یہ ہیں : يكره ان يتخذ المسجد طريقا (بحر) و اتخاذه طريقاً - جہاں راستہ بنانیکی اجازت دی وہاں کے الفاظ یہ ہیں : جعل المسجد طريقا -

عربی زبان میں جعل اور اتخاذ کے لفظ میں کوئی فرق ہے یا نہیں ؟

(۲) در مختار میں " تعكسه " کی شرح میں یہ الفاظ ہیں : اذا جعل في المسجد ممراً - ممر کا ترجمہ گذر گاہ ہے نہ کہ سڑک یا پبلک روڈ - اسلیے میرے معنی کی تائید صاف ہے -

(۳) علامہ شامی نے "لتعارف اهل الامصار" پر جو حاشیہ لکھا ہے : نعم تعارف الناس المرور - الخ - اوسکو غور سے پڑھیے - یہ بالکل وہی صورت ہے جو میں سمجھا ہوں -

(۴) اوسکی حرمت مثل مسجد کے ہے - حائضہ اور جنبی کا گذرنا ناجائز ہے - دواب کا لیجانا نا درست ہے - اگر مسجد کے کسی حصہ کو بالکل پبلک روڈ کر دیا جاوے تو اسمیں اسکی احتیاط کسطرح ممکن ہوگی ؟ اسلیے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری معنے مراد نہیں -

(ہ) سب سے بڑھکر یہ کہ دلائل سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے نہ کہ ظاہری معنے کی - اور اوسوقت فقہا کا اختلاف بھی ختم ہوجاتا ہے کہ جسنے ممانعت کی ہے تو اوسی وقت کی ہے ' جب اوسکو بالکل سڑک میں شامل کردیا جاوے اور مسجد کی حیثیت باقی نہ رہے - گذرنیکی شدید ضرورت کے وقت زمین لینے کی اجازت دیدی جائے تو مسجد میں شامل رکھکر البتہ گنجائش ہے -

سر دست مسئلہ کے متعلق اسی قدر عرض مطلب پر اکتفا کیجاتی ہے :

اند کے پیش تو گفتم غم دل ' ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

بمقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 10, 1918.

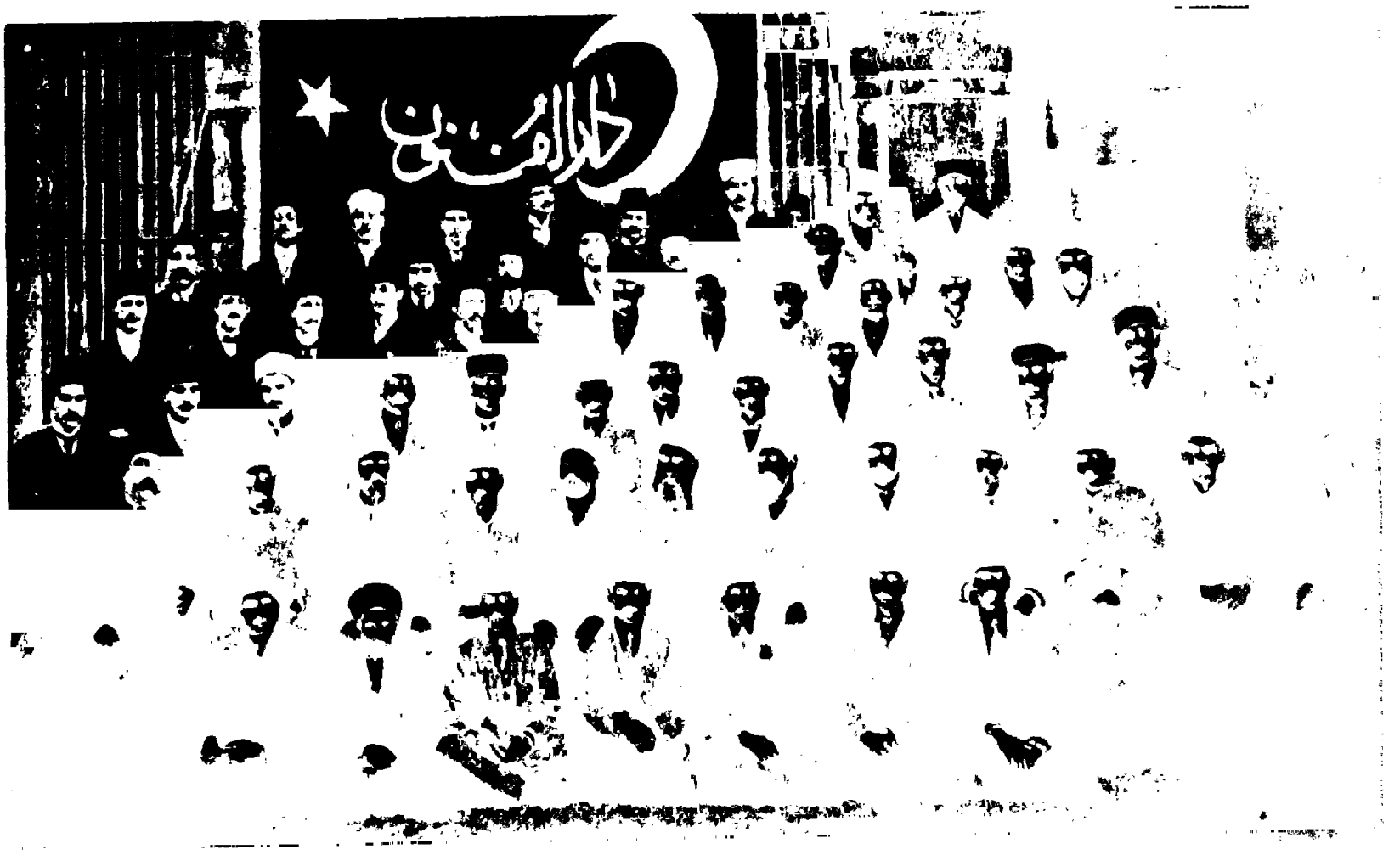

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4 - 12.

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, December 10, 1918.

فہرست

آخر الانباء ۱

عذرات ۲

عثمانیہ (مسئلہ شرقیہ) ۹

برید فرنگ (بلغراد بعد از جنگ) ۱۱

مطبوعات جدیدہ ۱۲

ادبیات (خلق عظیم) ۱۳

مذاکرۂ علمیہ (تراجم احوال) ۱۴

مراسلات (مسئلہ مصر) ۲۰

تصاویر

دار الفنون قسطنطنیہ کے دو مرقع (صفحہ خاص)

ڈاکٹر رسل ویلس ۱۴

آخر الانباء

جنوبی افریقہ

هندوستاني وفد کے جواب میں لارڈ کرزن کي تقریر پر لندن پریس میں نقد و بحث شروع هوگئي هے - ڈیلي نیوز شاهنشاهي حکومت کي مداخلت پر زور دیتے هوے لکھتا هے کہ " تحقیقات پورے طور پر شاهنشاهي حکومت کي طرف سے هوني چاهیے " کیونکہ اسکے نزدیک جنوبي افریقہ کي گوري آبادي کي راے کو نظر انداز کرنا نا ممکن هے اور اسلیے ملکداري کا جو ممکن طریقہ باقي رہ گیا هے ' وہ صرف دوستانہ تفہیم هے !

آخر میں وہ تجویز کرتا هے : " اس یقین کے ساتھہ کہ یونین گورنمنٹ اس مقامي اثر سے متاثر نہ هوگي جس سے یہ تمام دشواریاں پیدا هوئي هیں ' اس مقدمہ کا فیصلہ خود یونین گورنمنٹ هي کے هاتھہ میں دیدیا جائے " !

ڈیلي میل لارڈ کرزن کي تقریر کے تہدید و انذار کي تصویب و تائید کرتا هے اور یونین گورنمنٹ سے امید کرتا هے کہ وہ هندوستان میں انگریزوں کے پوزیشن کے لحاظ سے اس " غیر منصفانہ احساس کو دور کردیگي جو اسوقت وهاں پھیلا هوا هے "

ڈیلي گرافک سر مانچھرجي بھاونگري کے اس مطالبہ کو " نا قابل رد " سمجھتا هے کہ هندوستانیوں کو بھي برطاني حقوق شہریت حاصل هونا چاهییں - وہ مستعمرات کے استقلال داخلي کے متعلق لکھتا هے کہ یہ کسي حالت میں بھي " حدود سے خالي نہیں " - موجودہ مسئلہ کي اهمیت پر بحث کرتے هوے وہ اسکو خود شاهنشاهي حکومت سے وابستہ بتاتا هے اور آخر میں کہتا هے :

" یونین گورنمنٹ کو آبادی کے ایک طبقہ کے تعصبات پر دوسري شاهنشاهي کے فوائد و اغراض کي قرباني کرنا نہ چاهیے "

ڈیلي ٹیلیگراف کے نزدیک تصفیہ کے لیے یونین گورنمنٹ پر زور نہیں ڈالا جا سکتا کیونکہ یہ با لکل نا ممکن هے کہ " ایک اجنبي قوم کے خلاف کسي قسم کا دباؤ استعمال کیا جاسکے " مگر کیا یہ صحیح هے کہ جنوبي افریقہ کي گوري آبادي اجنبي قوم هے ؟ کیا جنوبي افریقہ برطاني شاهنشاهي کا جزو نہیں ؟ اور بالفرض اگر یہ مان بھي لیا جاے تو کیا یہي اصول هے جو عموماً ایشیائي اور خصوصاً اسلامي سلطنتوں کے مقابلہ میں ملحوظ رها هے اور آیندہ رهیگا ؟

اخبار مذکور اس امر پر بہت مسرور هے کہ لارڈ کرزن کے مجوزہ تحقیقات پر کافي زور دیا هے اور اسے یقین کامل هے کہ جنرل بوتھا اور انکے رفقاء اس تحقیقات کي اهمیت پورے طور پر تسلیم کرینگے جو محض سرکاري نہ هوگي -

جنوبي افریقہ کے متعلق کتاب ارزق (بلوبک) شایع هوگئي هے - اسمیں صرف پانچ ماہ یعني ۳ - جولائي سے لیکے ۲۹ - نومبر تک کے حالات درج هیں - کتاب کا اصلي مایۂ خمیر یونین گورنمنٹ اور دفتر مستعمرات کي باهمي مراسلات هیں ' مگر اسکے علاوہ اسمیں وہ طویل مراسلات بھي شامل کردي گئي هے جو رئیس الاحرار مسٹر گاندهي اور وزیر داخلیہ مسٹر جارجس میں هوئي تھي اور جسمیں طمانیت بخش فیصلہ کي آخري کوشش کي گئي تھي - لیکن اس کتاب میں نہ تو حکومت هند اور وزیر هند کي باهمي مراسلات شامل هیں اور نہ وہ تار جو لارڈ کرزن کو غیر سرکاري طور پر موصول هوے اور لارڈ کرزن نے مسٹر هارکورٹ کو بھیجدیے تھے -

ان مراسلات میں ترمیم قانون ازدواج ' مسٹر فشر کا وعدہ ' اسکے ایفاء کے متعلق لارڈ گلیڈ سٹون کي توثیق و توکید مع شرائط ' مقدمہ مسماۃ کلثوم بي بي ' وغیرہ وغیرہ مواضیع پر بحث کی هے - مسٹر هارکورٹ نے اپنے خطوط میں جا بجا حکومت هند کي تشویش کا بھي ذکر کیا هے - ایک خط میں لکھا هے کہ هندوستاني صرف وزراء کے پختہ وعدہ پر اعتماد کر سکتے هیں -

اگرچہ جنوبي افریقہ میں اسوقت یکسر ظلم و عدوان کي حکمراني هے مگر با ایں همہ جو هندوستاني ابھي تک قید و بند کي گرفت سے آزاد هیں ' وہ جرات خداداد سے اپنے اسیر و محبوس برادران وطن کي همدردي و تائید میں برابر پر جوش جلسے کررہے هیں - نٹال انڈین اسوسي ایشن یکم نومبر کو مسٹر کوکھلے کے نام تار دیتي هے کہ یہاں پے در پے جلسے هو رهے هیں - ان جلسوں میں لیڈروں کے ساتھہ وفاداري کا اظہار ' تمام مظالم کي ایک ایسے کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کا مطالبہ ' جسمیں هندوستان کي کافي نیابت هو ' اور تین پونڈ ٹیکس کے قانون کي منسوخي پر اصرار کیا جا رها هے - اسي تاریخ کو جو هانسبرگ سے مسٹر رچ نے اطلاع دي هے کہ یہاں ایک عظیم الشان جلسہ هوا ' جسمیں خاموش مقابلے کے ساتھہ کامل همدردي و محبت ' رائسراے هند کا شکریہ ' ارباب مقاومت کے مظالم کے خلاف اظہار ناراضي ' مسٹر گاندهي کے ساتھہ وفاداري ' انکے معاونین اور ان تمام عورتوں کے احترام کے اظہار ' جنہوں نے اس شریفانہ معرکہ میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لیا هے ' آزادانہ تحقیقات کے مطالبہ ' اور هندوستانیوں کي امداد کے لیے شکریہ کے رزولیوشن پاس کیے گئے -

۵ - دسمبر کے تار میں بیان کیا گیا تھا کہ قرین کے قید خانوں میں هندوستاني یک شنبہ سے فاقہ کشي کر رهے هیں - اسکي وجہ وہ یہ بیان کرتے هیں کہ کھاني نا قابل اکل ' کمل نا کافي ' اور کپڑے غبار آلود هیں ' کھانا کافر پکاتے هیں - ان شکایات کے انسداد کے متعلق قید خانے کے حکام سے ملاقات کي گئي تو انہوں نے وزیر داخلیہ کے پاس تار بھیجا - وزیر داخلیہ نے جواب میں کہا کہ جن لوگوں نے فاقہ کشي شروع کي هے ' انہوں نے اپني مرضي سے کي هے ' اور یہ حکم دیا کہ آئندہ تمام شکایات مجسٹریت سے کي جائیں !!

وزیر موصوف کي هدایت کے بموجب جنرل لوکس نے انجمن کو غذا وغیرہ کے انتظام سے روکدیا هے اور تمام هندوستانیوں کو کار فرماؤں کے رحم پر چھوڑ دیا هے - یہ اس سابق توثیق کے بالکل خلاف هے جسمیں بیان کیا گیا تھا کہ قید کي سزاؤں سے حکومت کا مقصد صرف اسقدر هے کہ وہ هڑتال کرنے والوں کو اطاعت پر مجبور کرے - مگر ۶ دسمبر کو مسٹر ریسٹ نے مسٹر گوکھلے کو قرین سے اطلاع دی هے کہ حکومت نے جنرل لوکس کو هدایت کردي هے کہ انجمن کے زیر نگراني پولیس کے ذریعہ تقسیم غذا کي اجازت دیدیں -

شذرات

بعض ... ایل مهمه

شاید هي کوئي شے اسقدر میرے لیے تکلیف دہ ہے جسقدر الہلال کي قلت ضخامت اور ضیق ابواب و فصول - هر نیا هفته جسمیں شروع هوتا ہے تو امیدوں اور ولولوں سے لبریز دماغ لیکر آتا هوں که ابکي صحبت میں تو جي بھر کے باتیں کرینگے ' لیکن جب جاتا هوں تو وهي حسرت پیشین زبان پر هوتي ہے که:

ابکے بھي دن بہار کے یونهیں گذر گئے !

کثرت افکار و تردات نه انتخاب کا موقع دیتے هیں ' نه فکر و مطالعه کا - نه حسن ترتیب کا خیال رهسکتا ہے ' نه تقدیم و تاخیر مضامین کا - کئي آدمیوں کا کام ایک هي آدمي سے لیجیے گا تو اسکي معذوریاں سنني هي پڑینگي - ایسی حالت میں ضرورت ہے که ایک میدان وسیع اسکے سپرد کردیا جاے - اور خواہ ترتیب و انتخاب ' اور تقدیم و تاخیر مطالب میں کتنی هي اُس سے مجبورانه غلطیاں سرزد هوجائیں ' تاهم وہ کسی طرح مقید نه هو ' اور جوکچھه کہنا چاهتا ہے ' کم و بیش کسي نه کسي موقعه پر کہه سناے -

کون ہے جسے اپنا دماغ چیر کر دکھلاؤں که کیا اچھه لکھنا چاهتا هوں ' اور جو کچھه الہلال میں لکھتا هوں ' وہ اسکے مقابله میں کتنا ہے ؟ اور پھر کس سے کہوں که میرے پاس دماغ نہیں ہے - ایک مدفن امرات ہے ' جسمیں لفظ و معني کے احیاء و ارواح پیدا هوتي هیں اور سیر حیات کي راہ مسدود دیکھکر اپنے مولد هي کو اپنا مدفن بھی بنا لیتي هیں ! کما قلت:

هر موج معاني که زجیحون دلم خاست
تا ساحل لب آمده بر تافت عنان را

اگرچه اردو پریس میں تنوع و تعدد مطالب و مضامین کے اعتبار سے اسکي موجودہ ضخامت بھي اتني ہے جو هفته وار اخبارات ایک طرف ' ملک کے بہت سے ماهوار رسائل میں بھي مفقود ہے ' اور علي الخصوص ایسي حالت میں که ایک هي شخص کو اس کارخانے کا هر کیل پرزہ درست کرنا پڑتا ہے ' بیجا نہیں ' اگر الہلال اپني هفته وار ضخامت پر نادم هونے کي جگه شادماں هو ' تا هم کیا کیجیے که اپني نظر نے جو معیار اور نمونے اپنے سامنے رکھے هیں ' اور دل کي آرزوؤں کي جو شورش ہے ' اُسکے لیے یه سب کچھه هیچ ہے - یه سچ ہے که توفیق الهي نے جو کچھه مرحمت فرمایا ' وہ بھي اپني حیثیت سے کہیں ارفع و اعلی ہے ' لیکن سوال یه ہے که سائل کو جو کچھه ملے ' وہ اُس کے کچکول فقر هي کے لائق کیوں هو؟ دست کریم کو تو اپنے جیب و دامن کي عزت پر نظر رکھني چاهیے:

وهبت علي مقدار کفي زمانتا
و نفسی علي مقدار کفک یطلب

کئي هفتوں سے چاهتا هوں که چند اهم معاملات هیں ' مختصراً هي سهي ' مگر انکے متعلق چند کلمات ضرور یه عرض کروں - هر هفتے خیال هوتا ہے که لکھونگا ' لیکن جب آخري صفحات کي نوبت آتي ہے تو گنجائش صاف جواب دیدیتي ہے :

که ابتر کچھه نہیں باقي جناب شیشے میں !!

آج ارادہ کر لیا ہے که اس هفتے مقالۂ افتتاحیه سرے سے لکھا هي نه جاے اور اسکي جگهه صرف شذرات هوں - کم از کم چند ضروري معاملات تو بحث میں آجائیں گے -

طبعیتیں مختلف اور ذوق هر شخص کا الگ ہے - ممکن ہے که بعض احباب کرام کو مقالۂ افتتاحیه کا نہونا شاق گذرے - لیکن انکي خدمت میں عرض ہے که جن صفحوں پر همیشه اپنے ایک سالم دل کي خونچکانیاں دیکھي هیں ' وهاں گاه گاه اسکے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بھي بکھرا هوا دیکھه لیجیے گا تو کیا هوگا ؟ کبھي خندۂ زخم سے ارباب درد کا جي بہلتا ہے تو کبھي دل صد پارہ کے نالۂ شکستگي سے بھي :

لختے برد از دل ' گذرد هرکه زپهلوے
من قاش فرش دل صد پارۂ خویشم !!

رمضان و محرم الحرام (١)

شمع ها برده ام از صدق بخاک شهدا
تا دل و دیدۂ خونبانه فشانم دادند

آئیے ' سب سے پہلے آج ایک بھولي هوئي مصیبت ماتم کو پھر تازہ کریں - کتنے دن گذر گئے که راہ و رسم ماتم و شیون سے نا آشنا هیں - نه صداے ماتم کي فغاں سنجي ہے اور نه چشم خونبار کي اشک افشاني - کار و بار غم کي رونق افسردہ هو چلي ہے اور روز بازار درد کي چهل پهل مدت سے موقوف ہے :

نه داغ تازه مي خارد ' نه زخم کہنه مي کارد !
بده یا رب دلے کیں صورت بے جاں نمي خواهم !

طرابلس کے خون آلود ریگستان کو اگر لوگوں نے بھلا دیا ' مشهد مقدس اور تبریز کا قصۂ الم اگر ذهنوں سے محو هوگیا ' مقدونیا اور البانیا کے تازہ ترین افسانه هاے خونین اگر فکروں سے فراموش هوگئے ' تو کچھه مضائقه نہیں - ارباب درد و غم کیلیے ایک ایسي داستان الم صدیوں سے موجود ہے ' جو کبھي بھلائي نہیں جا سکتي ' اور اگر لوگ اُسے بھلا بھي دیں تو بھي هر سال چند ایسے ماتم آلود دن تازگي زخم کہن کیلیے آ موجود هوتے هیں جو از سرنو ایک هزار ڈهائي سو برس پیشتر کے ایک حادثۂ عظیمه کي یاد پھر سے تازہ کردیتے هیں !

ابکے کچھه ایسا اتفاق هوا ہے که الہلال کي اشاعت ٹھیک عشرۂ محرم الحرام کے دن واقع هوي ہے - پس میرا اشارہ حادثۂ هائلۂ کبری یعني شهادت حضرة سید الشهدا علیه و علی اجداده الصلوة و السلام کي طرف ہے - عظم الله اجورنا بمصائبنا !

وقتست که در پیچ و خم نوحه سرائي
سوزد نفس نوحه گر از تلخ نوائي
وقتست که آن پردگیاں ' کزره تعظیم
بر درگه شاں کرده فلک ناصیه سائي
از خیمۂ آتش زده عریاں بدر ایند
چوں شعله دخاں بر سر شاں کرده ردائي
جانہا همه فرسوده تشویش اسیري
دلہا همه خوں گشتۂ اندوه رهائي

(١) یه نوٹ اگرچه اسقدر بڑھگیا ہے که شذرات کي جگه ایک پورا افتتاحیه ہے - تاهم چونکه بالکل سرسري طور پر لکھا گیا ہے اسلیے اسے الہلال کا لیڈنگ ارٹکل قرار نہیں دیتا که اسکے لیے اپنے ذهن بعض خاص شرائط ٹھہرا رکھے هیں -

تنہا ست حسین ابن علي در صف اعدا
اکبر تو کجا رفتي و عباس کجائي ؟

سچ یہ ہے کہ جن مردہ دلوں کو زندگي کیلیے سوز و تپش کي ضرورت ہو، جن ارباب درد کو روح کي راحت کیلیے جسم کے ماتم کي تلاش ہو، جنکي زبانیں آہ و فغاں کو محبوب، اور جنکي آنکھیں خونبانہ فشاني کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھتي ہوں، انکي صحبت ماتم و الم کي رونق کیلیے یہي افسانہ اتنا کچھہ سامان غم اپنے اندر رکھتا ہے کہ اگر خون کے بڑے بڑے سیلاب سمندروں کي روانی سے بہہ جائیں، اور بے شمار لاشوں کي تڑپ سے زمین کے بڑے بڑے قطعات یکسر جنبش میں آجائیں، جب بھي انکي نداء حال اُس الہام سرائي سے قاصر رہیگي، جو اسکے ایک ایک لفظ کے اندر سے توصیہ فرماے عبرت و بصیرۃ ہے -

لیکن آہ ! کتنے دل ہیں جنھوں نے اس واقعہ کو اسکے حقیقي بصائر و معارف کے اندر دیکھا ہے ؟ اور کتني آنکھیں ہیں، جو حسین ابن علي شہید پر گریہ و بکا کرتے ہوے اُس اُسوۂ حسنہ کو بھي سامنے رکھتے ہیں، جو اس حادثۂ عظمی کے اندر موجود ہے ؟

فی الحقیقۃ ... یہ حق و صداقت، آزادي و حریت، امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کي ایک عظیم الشان انساني قرباني تھي جو صرف اس لیے ہوئي تاکہ پیروان اسلام کیلیے ایک اُسوۂ حسنہ پیش کرے، اور اس طرح جہاد حق و عدالۃ اور اُس کے ثبات و استقامت کي ہمیشہ کیلیے ایک کامل ترین مثال قائم کردے -

پس جو بے خبر ہیں انکو رونا چاہیے - ان لم تبکوا فتباکوا !
اور جو روتے ہیں انکو صرف رونے ہي پر اکتفا نہ کرنا چاہیے - انکے سامنے سید الشہدا نے اپني قرباني کا ایک اسوۂ حسنہ پیش کردیا ہے، اور کسي روح کیلیے ہرگز جائز نہیں کہ محبت حسین کي مدعي ہو، جب تک کہ اُسوۂ حسیني کي متابعت کا اپنے اعمال کے اندر سے ثبوت نہ دے -

ضرورت تھي کہ ایک مبسوط مقالہ افتتاحیہ " اسوۂ حضرۃ سید الشہدا " کے عنوان سے کئي نمبروں میں لکھا جاتا اور نہایت تفصیل کے ساتھہ اس حادثہ ہائلۂ شہادت پر نظر ڈالي جاتي - سب سے پہلے اسکي تاریخي حیثیت نمایاں کي جاتي اور اسکے بعد اُن تمام مواعظ و نتائج عظیمہ کو ایک ایک کرکے بیان کیا جاتا جو اس ذبح عظیم کے اندر پوسیدہ ہیں، اور جنکي لسان حیات آج بھي اسي طرح صدا دے رہي ہے، جس طرح کنار فرات کي ریتلي سرزمین پر ایسے بارہ سو برس پہلے زخم و خون کے اندر سے وعظ فرماے حقیقت و صداقت تھي !!

دنیا میں ہر چیز مر جاتي ہے کہ فاني ہے - مگر خون شہادت کے اُن قطروں کے لیے جو اپنے اندر حیات الہیہ کي روح رکھتے ہیں، کبھي بھي فنا نہیں :

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگرست

لیکن افسوس کہ شرح و بسط کیلیے اس وقت مستعد نہیں - صرف چند مجمل اشارات پر اکتفا کرونگا :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(۱) سب سے پہلا نمونہ جو یہ حادثۂ عظیمہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، دعوۃ الی الحق، اور حق و حریت کي راہ میں اپنے تئیں قربان کرنا ہے -

بني امیہ کي حکومت ایک غیر شرعي حکومت تھي - کوئي حکومت جسکي بنیاد جبر و شخصیت پر ہو، کبھي بھي اسلامي حکومت نہیں ہوسکتي - انھوں نے اسلام کي روح حریت و جمہوریت کو غارت کیا، اور مشورۂ و اجماع امۃ کي جگہ محض غلبۂ جابرانہ اور مکر و خدع پر اپني شخصي حکومت کي بنیاد رکھي - انکا نظام حکومت شریعۃ الہیہ نہ تھا، بلکہ محض اغراض نفسانیہ و مقاصد سیاسیہ، ایسي حالت میں ضرور تھا کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کي ایک مثال قائم کي جاتي اور حق و حریت کي راہ میں جہاد کیا جاتا -

حضرۃ سید الشہدا نے اپني قرباني کي مثال قائم کرکے مظالم بني امیہ کے خلاف جہاد حق کي بنیاد رکھي، اور جس حکومت کي بنیاد ظلم و جبر پر تھي، اسکي اطاعت و وفاداري سے انکارکردیا -

پس یہ نمونہ تعلیم کرتا ہے کہ ہر ظالمانہ و جابرانہ حکومت کا علانیہ مقابلہ کرو اور کسي ایسي حکومت سے اطاعت و وفاداري کي بیعت نہ کرو جو خدا کي بخشي ہوئي انساني حریت و حقوق کي غارتگر ہو، اور جسکے احکام مستبدہ و جائرہ کي بنیاد صداقت و عدالۃ کي جگہ جبر و ظلم پر ہو -

(۲) مقابلہ کیلیے یہ ضرور نہیں کہ تمہارے پاس قوت و شوکت مادي کا وہ تمام ساز و سامان بھي موجود ہو جو ظالموں کے پاس ہے - کیونکہ حسین ابن علي کے ساتھہ چند ضعفاء و مساکین کي جمعیت قلیلہ کے سوا اور کچھہ نہ تھا - حق و صداقت کي راہ نتائج کے فکر سے بے پروا ہے - نتائج کا مرتب کرنا تمہارا کام نہیں - یہ اُس قوۃ قاہرۂ عادلۂ الہیہ کا کام ہے، جو حق کو باوجود ضعف و فقدان انصار کے کامیاب و فتح مند کرتي، اور ظلم کو باوجود جمعیۃ و عظمت دنیوي کے نا مراد و نگونسار کرتي ہے : وکم من فئۃ قلیلۃ، غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ -

ایسے موقعوں پر ہمیشہ مصلحت اندیشیوں کا خیال دامنگیر ہوتا ہے جو في نفسہ اگرچہ عقل و دانائي کا ایک فرشتہ ہے، لیکن کبھي کبھي شیطان رجیم بھي اسکے بھیس میں آکر کلم کرنے لگتا ہے - نفس خادع حیلہ طراشیاں کرتا ہے کہ صرف اپنے تئیں کٹوادینے اور چند انسانوں کا خون بہا دینے سے کیا حاصل ؟ توپ و تفنگ اور تخت و سلطنت کا مقابلہ کس نے کیا ہے کہ ہم کریں؟

آخري سوال کا جواب میں دیسکتا ہوں - تاریخ عالم کي صدہا امثال مقدسۂ و محترمۂ جہاد سے قطع نظر، تمہارے سامنے خود مظلوم کربلا کي مثال موجود ہے - تم کہتے ہو کہ چند انسانوں نے حکومتوں کي قوتوں اور ساز و سامان کا مقابلہ کب کیا ہے کہ کبھي بھي کیا جاے ؟ میں کہتا ہوں کہ حسین ابن علی نے صرف بہتر یا باسٹھہ بھوکے پیاسے انسانوں کے ساتھہ اُس عظیم الشان حکومت قاہر و جابر کا مقابلہ کیا، جسکے حدود سلطنت ملتان اور سرحد فرانس تک پھیلنے والے تھے - اور گو یہ سچ ہے کہ اُس نے اپني آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے ٹکڑوں کو بھوک اور پیاس کي شدت سے تڑپتے دیکھا، اور پھر ایک ایک کرکے اُن میں سے ہر وجود مقدس خاک و خون میں تڑپا اور جاں بحق تسلیم ہوا، اور یہ بھي سچ ہے کہ وہ دشمنوں سے نہ تو پینے کیلیے پاني چھین سکا، اور نہ زندہ رہنے کیلیے اپني غذا حاصل کرسکا، اور اسمیں بھي شک نہیں کہ بالآخر سر سے لیکر پیر تک وہ زخموں سے چور ہوا، اور اس خلعت شہادت لالہ گوں سے آراستہ ہوکر طیار ہوا، تا اُس کرشمہ ساز عجائب کے حریم وصال میں پہنچے، جو دوستوں کو خاک و خون میں تڑپاتا اور دشمنوں کو مہلت دیتا ہے :

ارید وصالہ، و یرید قتلي !

تاہم فتح اُسکي تھي، اور فیروز مندي و کامراني کا تاج صرف اسي کے زخم خوردہ سر پر رکھا جا چکا تھا - وہ تڑپا اور خاک و خون

میں لوٹا' پر اپنے اس خون کے ایک ایک قطرہ سے جو عالم اضطراب میں اسکے زخموں سے ریگ و سنگ پر بہتا تھا' انقلاب و تغیرات کے وہ سیلاب ہاے آتشیں پیدا کر دیے' جنکو نہ تو مسلم بن عقبہ کي خون آشامي روک سکي' نہ حجاج کي بے امان خونخواري' اور نہ عبد الملک کي تدبیر و سیاست - وہ بڑھتے اور بھڑکتے ہي رہے - ظلم و جبر کا پاني تیل بنکر انکے شعلوں کي پرورش کرتا رہا' اور حکومت و تسلط کا غرور ہوا بنکر انکي ایک ایک چنگاري کو آتشکدۂ سوزاں بناتا رہا - یہاں تک کہ آخري وقت آگیا' اور جو کچھہ سنہ ۶۶ - میں کربلا کے اندر ہوا تھا' وہ سب کچھہ سنہ ۱۳۲ میں نہ صرف دمشق' بلکہ تمام عالم اسلامي کے اندر ہوا - صاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے' اُنکي لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کي گئیں' فتح مندوں نے قبریں تک اکھاڑ ڈالیں' اور مردوں کي ہڈیوں تک کو ذلت و حقارت سے محفوظ نہ چھوڑا - اور اسطرح : فسیعلم الذین ظلموا' اي منقلب ینقلبون ! کا پورا پورا ظہور ہوا!!

پھر کیا یہ سب کچھہ جو ہوا' وہ محض ابراہیم عباسي کي دعوت اور ابو مسلم خرا ساني کي خفیہ ریشہ دوانیوں ہي کا نتیجہ تھا ؟ کیا یہ اُسي خون کا اعجاز نہ تھا جو فرات کے کنارے بہایا گیا تھا ؟ پھر یہ فتح مندي توبہ حسب ظاہر ہے جسکے نتائج کیلیے ایک صدي کا انتظار کرنا پڑا' ورنہ في الحقیقۃ ... مظلومیت کا خون جس وقت بہتا ہے' اُسي وقت اپني معنوي فتح مندي حاصل کر لیتا ہے -

(۳) بہرحال یہ تو حق و صداقت کي قربانیوں کے نتائج ہیں جو کبھي ظاہر ہوے بغیر نہیں رہتے' لیکن حضرۃ سید الشہدا کا اُسوۂ حسنہ بتلاتا ہے کہ تم اُن نتائج کي ذرا بھي پروا نہ کرو - اگر ظلم اور جابرانہ حکومت کا وجود ہے' تو اسکے لیے حق کي قرباني ناگزیر ہے اور اُسے ہونا ہي چاہیے - تعداد کي قلت و کثرت یا سامان و وسائل کا فقدان اُسپر موثر نہیں ہو سکتا - اور ظلم کا صاحب شوکت و عظمت ہونا اسکے لیے کوئي الہي سند نہیں ہے کہ اُسکي اطاعت ہي کر لي جاے - ظلم خواہ ضعیف ہو خواہ قوي' ہر حال میں اُسکا مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ ظلم ہے' اور حق اور صداقت ہر حال میں یکساں اور غیر متزلزل ہے -

(۴) حق و عدالۃ کي رفاقت کي آزمائشیں زہرہ گداز اور شکیب ربا ہیں - قدم قدم پر حفظ جان و ناموس اور محبت فرزند و عیال کے دامن کھینچتے ہیں - لیکن یہ اسوۂ حسنہ مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپني طلب و ہمت کو اچھي طرح آزما لیں - نہ کہ چند قدموں کے بعد ہي ٹھوکر لگے :

جرم را ایں جا عقوبت ہست و استغفار نیست !

اس قتیل جادۂ حق و صداقت کے چاروں طرف جو کچھہ تھا' اسکا اعادہ ضروري نہیں کہ سب کو معلوم ہے - خدا تعالے نے اپني آزمایشوں کے متعدد درجے بیان کیے ہیں :

ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات' وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ' قالوا : انا للہ و انا الیہ راجعون (۲ : ۱۵۲)	اللہ تعالی تمہیں آزمایشوں میں ڈالیگا - وہ حالت خوف و ہراس' بھوکھہ اور پیاس' نقصان مال و جان اور ہلاکت اولاد و اقارب میں مبتلا کرے' تمہارے صبر و استقامت کو آزمایگا' پس اللہ کي طرف سے بشارت ہے انکے لیے' جنکے ثبات و استقامت کا یہ حال ہے کہ جب مصائب میں

مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے تمام معاملات کو یہ کہکر اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں کہ : انا للہ و انا الیہ راجعون "

خوف و ہراس' بھوک اور پیاس' نقصان اموال و متاع' قتل نفس و اولاد ؛ یہي چیزیں انسان کیلیے اس دنیا میں انتہائي مصیبتیں ہو سکتي ہیں' اسلیے انہي چیزوں کو راہ الہي کیلیے آزمایش قرار دیا گیا -

لیکن مظلوم کربلا کے سامنے یہ تمام مرحلے ایک ایک کرکے موجود تھے - وہ ان تمام مصائب سے ایک لمحہ کے اندر نجات پاکر آرام و راحت اور شوکت و عظمت حاصل کر سکتا تھا اگر حکومۃ ظالمہ کي وفا داري و اطاعت کا عہد کرلیتا' اور حق و صداقت سے روگرداني کیلیے مصالح وقت کي تاویل پر عمل کرتا' پر اُس نے خدا کي مرضي کو اپنے نفس کي مرضي پر ترجیح دي' اور حق کا عشق' زندگي اور زندگي کي محبتوں پر غالب آگیا - اُس نے اپنا سر دیدیا کہ انسان کے پاس حق کیلیے بھي ایک آخري متاع ہے' پر اطاعت و اقرار وفا داري کا ہاتھہ ندیا جو صرف حق و عدالۃ ہي کے آگے بڑھسکتا تھا: و من الناس من یشري نفسہ ابتغاء مرضات اللہ' واللہ رؤف بالعباد -

(۶) سب سے بڑا اسوۂ حسنہ کہ اس حادثۂ عظیمہ کي لسان حال اُسکي ترجماني کرتي ہے' راہ مصائب و جہاد حق میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات ہے کہ : ان الذین قالوا ربنا اللہ' ثم استقاموا - دوسري جگہہ کہا : فاستقم کما امرت ! و للہ در من قال :

رہے کشادہ باید و پیشاني فراخ
آں جا کہ لطمہ ہاے ید اللہ مي زنند

في الحقیقۃ ... اس شہادۃ عظیمہ کي سب سے بڑي مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ اپنے تمام عزیز و اقارب' اہل و عیال' اور فرزند و احباب کے ساتھہ دشت غربت و مصائب میں محصور اعدا ہونا' اپني آنکھوں کے سامنے اپنے جگرگوشوں کو شدت عطش و جوع سے آہ و فغان کرتے ہوے دیکھنا' پھر اُن میں سے ایک ایک کي خون آلود لاش کو اپنے ہاتھوں سے اُٹھانا' حتي کہ اپنے طفل شیر خوار کے بھي تیر ظلم و بربریت سے نخچیر پانا' مگر با ایں ہمہ راہ عشق صداقت میں جو پیمان صبر و استقامت باندھا تھا' اسکا ایک لمحہ بلکہ ایک عشر دقیقہ کیلیے بھي متزلزل نہونا' اور حق کی راہ میں جسقدر مصائب و انذوہ پیش آئیں' سب کو شکر و منت کے ساتھہ برداشت کرنا کہ : رضینا بقضاء اللہ و صبرنا علي بلائہ :

پیکان ترا بجان خریدار من مرہم دیگران نخواہم

دوست کے ہاتھہ سے جام زہر بھي ملتا ہے تو تشنہ کامان زلال محبت اُسے غیروں کے جام شہد و شکر پر ترجیح دیتے ہیں :

اے جفا ہاے تو خوشتر ز وفاے نگراں !

آج بھي اگر گوش حقیقت نیوش باز ہو تو خاک کربلا کا ایک ایک ذرہ توصیہ فرماے صبر و استقامت ہے :

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمي خیزد !

افسوس کہ تفصیل مطالب کا ارادہ نہیں اور وقت و گنجائش مقتضي اجمال و ایجاز - اگر اُس صبر و استقامت کے اسوۂ حسنہ کو دیکھنا چاہتے ہو تو خدا را اسفار تاریخ کی طرف توجہ کرو - صرف ایک روایت یہاں لکھونگا' تاکہ جو لوگ خاندان نبوت اور عترۃ حضرت رسالت کي محبت کا دعوا رکھتے ہیں' وہ غور کریں کہ ادعاء محبت بغیر متابعت بیکار ہے :

ان المحب لمن يحب يطيع

حضرت امام علي بن الحسين الشهير به زين العابدين كهتے هيں :

" اني لجالس في العشية التي قتل ابي الحسين في صبيحتها وعمتي زينب تمرضني اذ دخل ابي وهو يقول :

يا دهر اف لك من خليل
كم لك في الاشراف والاميل
من طالب وصاحب قتيل
والدهر لا يقنع بالبديل
وانما الامر الى الجليل
وكل حي سالك السبيل

ففهمت ما قال ، وعرفت ما اراد ، وخنقتني عبرتي ، ورددت دمعي ، وعرفت ان البلاء قد نزل بنا - واما عمتي زينب ، فانها لما سمعت ما سمعت والنساء من شانهن الرقة والجزع ، فلم تملك ان وثبت تجر ثوبها حاسرة وهي تقول واثكلاه ! ليت الموت اعدمني الحياة ، اليوم ماتت فاطمة وعلي والحسن بن علي اخي ، فنظر اليها فردد غصته ثم قال : يا اختي ! اتقي الله ! فان الموت نازل لا محاله - فلطمت وجهها ، وشقت جيبها ، وخرت مغشياً عليها ، وصاحت وا ويلاه ! واثكلاه ! ! فتقدم اليها فصب على وجهها الماء ، وقال لها يا اختاه ! تعزي بعزاء الله ، فان لي ولكل مسلم اسوة برسول الله صلى الله عليه وسلم " (تاريخ يعقوبي مطبوعه ليدن - جلد دوم صفحه - ۲۹۰ -)

اسكا خلاصه يه هے كه حضرة امام علي بن حسين زين العابدين عليه السلام كهتے هيں :

" جس رات كي صبح كو ميدان شهادت گرم هونے والا تها ، عين اُسي شب كا واقعه هے كه ميں بيمار پڑا تها - ميري پهپي زينب ميري تيمار داري ميں مصروف تهيں - اتنے ميں حضرة امام حسين داخل هوے - وہ چند اشعار پڑهرهے تهے جنهيں سنكر ميں سمجهه گيا كه انكا ارادہ كيا هے ؟ ميري آنكهوں سے بے اختيار آنسو جاري هوگئے اور مجهے يقين هوگيا كه هم پر ابتلاء الهي نازل هوگئي هے اور اب اُس سے چاره نهيں -

مگر حضرة زينب ضبط نه كرسكيں كيونكه قدرتي طور پر عورتيں زيادہ رقيق القلب هوتي هيں - وہ ماتم كناں چلا اٹهيں كه وا حسرتا وا مصيبتا ! اليوم ماتت فاطمة وعلي والحسن بن علي !

ليكن جب حضرة حسين نے يه حالت ديكهي تو انكي جانب متوجه هوے اور كها كه اے بهن ! يه كيا بے صبري اور كيسا جزع و فزع هے ؟ الله سے ڈركه موت يقيناً ايك آنے والي چيز هے اور اس سے كوئي بچ نهيں سكتا -

ليكن حضرة زينب شدة غم و حزن سے مضطر تهيں - وہ ديكهه رهي تهيں كه آنے والي صبح كن واقعات خونين كے ساتهه طلوع هوگي - فرط غم ميں انهوں نے اپنا چهره پيٹ ليا ، گريبان پهاڑ ڈالا اور واويلا ! وا حسرتا ! پكارتي هوئي بے هوش اپنے بهائي پر گر پڑيں حضرة حسين نے يه حالت ديكهكر انكے منه پر پاني ڈالا اور جب هوش ميں آئيں تو فرمايا : اے بهن ! يه كيسا غم و حزن هے جو تم كررهي هو ؟ تمهيں چاهيے كه الله كے حكم و فرمان كے مطابق جو طريق عزا و حزن و غم هے ، اُسے اختيار كرو ، كيونكه ميرے ليے اور هر ايك مسلم كيليے رسول الله صلي الله عليه وسلم كي زندگي اور انكے اعمال و افعال ميں اتباع اور پيروي كيليے بهترين نمونه هے ! ! "

الله اكبر ! خاندان نبوت كے اس مرتبهٔ رفيع اور اس درجهٔ عظيم كو ديكهيے كه رسول الله صلى الله عليه وسلم كا اُسوهٔ احسنه كس طرح انكے سامنے تها ، اور " لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة " كے حكم كے آگے كس طرح انهوں نے اپنے جذبات اور خواهشوں كو قربان كرديا تها ؟ ايسے سخت اور زهره گداز موقعه پر بهي اپني بهن كا جزع و فزع انهيں گوارا نهوا ، اور بجاے عام الفاظ صبر و تشفي دينے كے فرمايا تو يه فرمايا كه " فان لي ولكل مسلم اسوة في رسول الله صلى الله عليه وسلم " !!

پهر آج كتنے مدعيان محبت اهل بيت كرام هيں ، جو اس اسوهٔ حسنه كے اتباع كا اپنے اعمال سے ثبوت دےسكتے هيں ؟

انڈين نيشنل كانگريس (كراچي)

يادش بخير ، مسلمانوں كا ايك سياسي دور چند سال پيشتر تك تها جو گذر چكا هے :

خراب خوش بودم و از ياد حريفان رفتم

كهتے هيں كه اس گذشته عهد ميں ايك خونخوار عفريت كسي آبادي كے عين وسط ميں رهتا تها جسكا نام " مسلمانوں كي مسلمه قومي پاليسي " تها - اسكي طاقت عجيب اور اسكا خونخوارانه حمله بے امان تها - خواه انسان كهيں هو اور كسي فكر ميں ، ليكن اسكے هاتهه سے محفوظ نه تها - تمام ملك اسكے دست تظلم سے عاجز آگيا تها اور اس شيطان لعين كے حملوں سے پناه مانگتا تها - چنانچه بالاخر خدا نے دعاؤں كو سنا اور اپنے بعض بندوں كو بهيجديا جنهوں نے روايات يهود كے بلعم باعور كي طرح اس عفريت سياه كو ايك هي وار ميں ٹكڑے ٹكڑے كر ديا : فانظر كيف كان عاقبة الظالمين ؟ (۴۱ : ۲۸)

اذا جاء موسى و القى العصا
فقد بطل السحر و الساحر !

جسطرح پراني روايتيں جاڑے كي بڑي بڑي راتوں ميں بيٹهكر لوگ سنا كرتے هيں ، اسي طرح اُس دور گذشته كے قصص و حكايات بهي عنقريب قصهٔ پيشين بنكر زبانوں پر هونگے -

پس جو عهد گذر چكا ، اب اسكا تذكره فضول هے - مسلمانوں كي " مسلمه قومي پاليسي " اگر كوئي تهي بهي تو اب اسكا عفريت مرچكا هے اور خدا نے چاها تو وہ اپني سوگوار ذريت كي خاطر اب پهر واپس نه آئيگا -

وہ زمانه گيا جب انڈين نيشنل كانگريس كي شركت كے تصور سے مسلمان كانپ اٹهتے تهے اور ڈرتے تهے كه كهيں علي گڈه كي برادري حقه پاني بند نه كر دے ، اور " قومي اصطلاحات " كي فرهنگ ميں كسي مسلمان كيليے سب سے بڑي گالي يه تهي كه اُسے " كانگريسي " كهديا جاے - ليكن وہ كلمهٔ " حق " جو حسين ابن منصور كي زبان سے نكلا تها ، خود علي گڈه كي در و ديوار سے اثبات وجود كر رها هے :

اندك اندك عشق در كار آورد بيگانه را

اب مسلمان كانگريس ميں شريك هوں يا نهوں ، مگر ملك كي ايك هي سچي اور صادق العمل جماعت نے اپني استقامت اور راست بازي سے انكي ضد اور هٹ پر فتح تو ضرور پا لي هے ، اور " مسلمه قومي پاليسي " كے سوگوار گو اب شرم و حيا سے اپني ضلالت چهل ساله كا علانيه اقرار نه كريں ، ليكن انكے دل اور ضمير كا جو لچهه انكے ساتهه ساوك هوگا ، اُسے كوئي انهيں سے پوچهے تو معلوم هو - جن لوگوں نے ضمير كي ملامت كے عذاب اليم كا مزه نهيں چكها هے ، وہ اُن گرفتاران عذاب قلبي كي مصيبتوں كو كيا جانيں ؟

دوا گران نخورده گزند را چه خبر ؟

اگرچه بعض ايسے استقامت فرمايان راه ضلالت اب بهي موجود

ھیں جو کانگریس کي شرکت کو مسلمانوں کیلیے مضر بتلانے سے نہیں شرماتے ' اور " مسلمہ قومي پالیسي " آنجہاني کا ذکر خیر بھي گاہ گاہ چھیڑ دیا کرتے ھیں ' تاھم مجھے یقین ھے کہ سلطان وقت کے فرمان کے آگے یہ تمام مذبحي مساعي بیکار ھیں ' کیونکہ جو حق تھا وہ ظاھر ھو گیا ' اور جو باطـــل تھا اُسے اپني جگہ خالي کرني پڑي : ان الباطل کان ذھوقا -

خود نتائج ھي نے فیصلہ کر دیا کہ جو لوگ قوم کو ملک کے پالیٹکس سے علحدہ رکھنا چاھتے تھے ' اور غـلامي کا بیج بو کر اسکے نتائج کے منتظر تھے ' باوجود کامل ایک قرن کي نـگھداشت کے جو خود انھوں نے کي ' اور باوجود اُس ساحرانـہ آبپاشي کے جو قوۃ ابلیسیہ انکے پس پشت سے آکر کرتي رھي ' بالا ٓخر ناکام و نا مراد ھوے اور غلاّمي کا " شجرۃ الزقوم " گو برگ و بار لایا ' پر کامیابي کا پھل اُسے نصیب نہ ھوا : اولائـک حـزب الشیـطان ' الا ان حـزب الشیـطان ھم الخاسـرون (۵۸ : ۱۸)

مجھے پورا یقین ھے کہ اگر امسال کا نـگریس کا جلسہ کرانچي کي جگہ شمالي ھند کے کسي شہر میں ھوتا تو نہایت کثرت سے مسلمان شریک ھوتے : و لوکرہ المنافـقون المفسدون الدجالون - لیکن افسوس کہ کرانچي اِن اطراف سے بہت دور ھے اور ابھي ملکي سیاست سے پوري طرح دلچسپي لینے کیلیے مسلمانوں کا مذاق ایک دو سال اور طلب کرتا ھے -

مدتوں تک بیڑیاں پاؤں میں رھي ھیں ' وہ اب کھل کر گرگئي ھیں ' مگر اسکو کیا کیجیے کہ بیڑیاں بہت بوجھل تھیں - خود انسے تو نجات ملـگئي مگر انکے اثر سے ھنوز نجات نہیں ملي ھے - پاؤں اسطرح سوجھ گئے ھیں کہ ایک زمانہ تـک بغیر کسي بند کے بھي بند ھے رھیں گے !

کانفرنس (اگـرہ)

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علي گڈھ کا جلسہ آگرہ میں ھے -

افسـوس کہ مجھے مہلت نہ ملي ورنہ کانفرنس کے متعلق بعض ضروري اُمور تھے جنکـو ایک دو ماہ پیشتـر لکھکر صاحبزادہ صاحب کے پاس بھیجنا چاھتا تھا - یہ مسلمانوں کا تمام ملک میں ایک ھي عظیم الشان مجمع ھے جو ھر سال منعقد ھوتا ھے ' اور ظلم ھے اگر اسکو مفیـد تر بنـانے اور اس اجتمـاع سے حقیقي علمي و تعلیمي فوائد حاصل کرنے کي کوشش نہ کي جاے -

میں اس وقت بالکل پسند نہ کرونگا کہ علي گڈھ کانفرنس کي تاسیس و تشکیل کي تاریخ کا تجسس کروں - نہ میں اسکي ضرورت سمجھتا ھوں کہ لوگوں کو یاد دلاؤں کہ سید صاحب مرحوم نے کانفـرنس صرف اس خیـال سے قائم کي تھي ' تاکہ انڈین نیشنل کانگریس کے مقابلے میں ایک ایسا مجمع مہیا کـردیا جاے جو انھي تاریخوں میں منعقد ھو ' جن تاریخوں میں کانگریس کا اجلاس منعقد ھوتا ھے ' اور اس طـرح مسلمانوں کو کانگریس کي شرکت سے روکا جاے !

آپ آتے تھے مگر کوئي عنانگیر بھي تھا !

یہ لا حاصل ھے - مقصـد تاسیس کچھـہ ھو ' بہـر حال یہ مسلمانوں کا اولین تعلیمي مجمع ثابت ھوا - کیونکہ جہاں تـک مجھے معلوم ھے ' کانفرنس سے پہلے مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ کے سوا (جس میں سید صاحب مرحوم نے فارسي لکچر دیا تھا اور جو اب سنٹرل محمڈن ایسوسي ایشن کلکتہ کے نام سے محض اسماً باقي ھے) تمام ملک میں کوئي مجلس موجود نہ تھي - وہ بھي محض مقامي تھي اور حکومت کے بعض اغراض سیاسیہ کیلیے ایک الۂ کاربن کر رھگئي تھي -

سید صاحب کے زمانے ھي میں اسکي دلچسپیاں بہت بڑھگئیں - ابتدائي ایک دو جلسوں کے سوا ' بالعموم جلسے شاندار ھوے ' اور رفتہ رفتہ قومي خطابت کا یہ ایک ایسا اسٹیج بن گیا ' جہاں تـک پہنچنے اور تقریر کرنے کي لوگوں کو خواھش ھونے لگي -

اُسکے ساتھہ ھي علي گڈھ کي تحریک کي اشاعت اور فراھمي مال اعانت میں بھي اس سے مدد ملنے لگي - رزولیوشن کا مشغلہ ابھي پوري طرح شروع نہیں ھوا تھا -

اگر آج یہ سوال کیا جاے کہ کانفرنس کے وجود سے قوم کو کسقدر فوائد حاصل ھوے اور کس قدر نقصان ؟ تو میں اسکا جواب دینا پسند کرونگا - کانفرنس سے ایک اشد شدید نقصان تو یہ پہنچا کہ اسکا وجود بھي منجملہ اُن موانع کے تھا ' جنکے ذریعہ مسلمانوں کو سیاست کے درس و ذوق سے روکا جاتا تھا اور پالیٹکس باغ عدن کا شجر ممنوعہ بن گیا تھا کہ : لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتـکونا من الظالمین (۳۳ : ۲)

در حقیقت اس سعي نے مسلمانوں کو اس درجہ سخت نقصان پہنچایا ھے کہ نہیں معلوم اسکي تلافي کبھي بھي ھوسکیگي یا نہیں - اور میں ایک لمحہ کیلیے بھي آجکل کے اُن مدعیان حریت کا سا نفاق جائز نہیں رکھہ سکتا ' جو ایک طرف تو بتکدے سے بھي رسم و راہ رکھنا چاھتے ھیں اور دوسري طرف راہ حرم میں بھي دوڑتے ھیں ' اور پھر یہ تاویل کرکے اپنے جي کو خوش کر لیتے ھیں کہ جس وقت مسلمانوں کو پولیٹکل اعمال سے روکا گیا تھا ' اُسوقت کیلیے ایسا ھي موزوں تھا - یعنی جو کچھہ ھم نے پہلے کیا وہ بھي ٹھیک تھا - اور جو کچھہ اب کر رھے ھیں یہ بھي ٹھیک ھے - دونوں راھوں میں سے ایک راہ کے اختیار کرنے کي ضرورت نہیں : مذبذبین بین ذلک ' لا الی ھا اولاء و لا الی ھا اولاء !

یہ تو اسکا " عیب " تھا :

عیب مي جملہ بگفتي ھنرش نیز بگو !

" ھنر " کا یہ حال ھے نہ علاوہ اُن ضمني فوائد کے جو کسي ایسے سالانہ اجتماع سے اتحاد و ملاقات ' و مبادلہ خیالات ' و جلب روابط کي صورت میں حاصل ھوتے ھیں ' ایک بڑا فائدہ خطبات علمیہ کا بھي تھا ' جو گو زیادہ اھم و وسیع صورت حاصل نہ کر سکا ' تاھم اردو ادبیات میں کئي مفید و نافع چیزوں کا اسکي بدولت اضافہ ھوگیا - نواب محسن الملک کے دو لیکچر مسلمانوں کي تہذیب پر گو محققانہ نہیں ھیں اور زیادہ تر سرسري تراجم و اقتباسات کا مجموعہ ھیں ' تاھم مفید و دلچسپ ھیں - مولوي سید علي بلگرامي کا لیکچر کلیلہ دمنہ کي تاریخ پر بہت مفید ھے - مولانا شبلي نعمانی کے متعدد اھم رسائل کانفرنس ھي کي تقریب سے لکھے گئے - مولانا حالي کي کئي موثر نظمیں اسي کے جلسوں میں سنائي گئیں -

تاریخ علوم کا یہ ایک اھم مسئلہ ھے کہ مسلمانوں نے اپنے عہد علمي میں صرف یہي کیا کہ قدما کے علوم عربي زبان میں منتقل کر لیے ' یا اسپر کچھہ اضافہ بھي کیا ؟ علي الخصوص فلسفہ میں (بقول بعض بے خبر مستشرقین فرنگ کے) وہ صرف " ارسطو کي گاڑي کے قلي " ھي تھے یا انھوں نے ارسطو سے الگ ھو کر خود بھي اپني حکمیات کا کوئي دور شروع کیا تھا ؟

الہ آباد کانفرنس میں مولانا شبلي نے ایک تقریر کي تھي اور چاھا تھا کہ کانفرنس ھي کے سلسلے میں اس موضوع پر ایک ذخیرۂ مباحث مرتب کیا جاے -

غرضکہ کانفرنس اپنے پہلے دور میں ایک حد تک علمي مذاکرات کي دلچسپیاں رکھتی تھي اور ایک ایسي صحبت تھي جو صرف اجتماع محض ' یا رزولیوشنوں کے گھڑنے کا کوئي آلہ هي نہ تھا -

سید صاحب کے بعد ایک نیا دور شروع هوا - زمانہ بہت آگے نکل گیا تھا ' اور تعلیم یافتہ جماعت بھي اُس وقت سے دوگني چوگني هوگئي جو کانفرنس کے آغاز عہد میں تھي - اسکا نتیجہ یہ هونا تھا کہ کانفرنس ایک علمي مجلس هونے کے لحاظ سے بھي ترقي کرتي ' لیکن افسوس کہ روز بروز اسکے اجلاس بے مزہ هوتے گئے - چند پرانے لوگ جو بولنے والے تھے ' وہ کب تک کام دیتے ؟ نئي جماعت کوئي پیدا نہ هوئي - کہا گیا کہ تقریریں وغیرہ بالکل فضول هیں - اب عملي کام هونا چاهیے - اصل شے مسئلۂ تعلیم هے - عملي کام تو جو کچھہ هونا تھا هوچکا ' نتیجہ یہ نکلا کہ کانفرنس کے جلسے محض رزولیوشنوں کي مصنوعي جنگ کا ایک تماشا گاہ بنگئے ' یا علي گڈہ کالج کیلیے وسیلۂ جمع مال -

اصل یہ هے کہ خدا انسانوں کي فطرہ کو آپکي خاطر بدل نہیں سکتا - دو هي چیزیں هیں جو قوموں اور جماعتوں کیلیے اپنے اندر کشش رکھتي هیں : مذهب یا سیاست - یہاں دونوں میں سے ایک شے بھي نہیں - صرف ایک مسئلۂ تعلیم کو کب تک لوگ سنیں ' اور خواہ وہ کتنا هي ضروري هو ' لیکن ضرورت اور کشش کا فرق بھي آخر کوئي چیز هے یا نہیں ؟

خدا بخشے - نواب محسن الملک مرحوم اپنے آخري زمانے میں جب کبھي لیکچر دیا کرتے تھے تو اسقدر مجمع تکلیف هوتي تھي کہ اٹھکر اپنے قیام گاہ میں چلا آتا اور لحاف اوڑھکر سو رهتا کہ یہ اس سے هزار درجہ زیادہ پر لطف و لذت بخش هے -

یہ اسلیے نہ تھا کہ مجمع انکي بلند اور یکساں آواز سے دلچسپي نہ تھي - یا مجمع انکي قوۃ بیانیہ کے اعتراف سے انکار تھا - بلکہ صرف اسلیے کہ وہ جب کبھي کھڑے هوتے تو تعلیم کے متعلق تقریر کرتے یا مسلمانوں کے تنزل و بربادي کا افسانہ چھیڑ دیتے - دونوں قسم کي تقریروں کے نہ صرف مطالب بلکہ الفاظ تک ایسے تھے ' جو ایک قرن سے انکي زبان و قلم پر جاري تھے اور اتني مرتبہ دهراے جا چکے تھے کہ اب انکے سننے کیلیے صبر و ضبط کے غیر معمولي مجاهدہ کي ضرورت تھي - آخري علي گڈہ کانفرنس میں وہ تقریر کیلیے کھڑے هوے اور علي گڈہ کالج کے لڑکوں کو طاعون کے چوهوں سے (سو مرتبہ کي دهرائي هوئي) تشبیہ لطیف دیکر " الاسلام دین الفطرۃ و الفطرۃ هي الاسلام " شروع کیا هي تھا کہ میں وهاں سے نکلکر بے اختیار بھاگا اور ڈیوڑھي کي دکان میں آکر چاء پینے لگا -

اسمیں شک نہیں کہ ادهر چھہ سات سال سے صاحبزادۂ آفتاب احمد خاں صاحب نے کانفرنس کے کاروبار کو نہایت ترقي دي هے - اور علي گڈہ کي اندروني پارٹیوں میں سے انکي مخالف پارٹي بھي اس امر کے اعتراف سے کبھي انکار نہ کریگي کہ یہ صرف انهي کي محنت اور جانکا هي کا نتیجہ هے کہ آج کانفرنس ایک مستقل سالانہ مالي حیثیت اپنے ساتھہ رکھتي هے اور اسکے ممبروں کي تعداد دوگني چوگني هوگئي هے - چند سالوں سے انهوں نے مختلف صوبوں اور شہروں کے مسلمانوں کے تعلیمي حالات کے جمع و بحث کا جو سلسلہ شروع کیا هے ' وہ بھي نہایت مفید و نافع هے اور ایک ایسا مقدم کام هے جس کو زیادہ وسعت کے ساتھہ کرنا چاهیے ' تاهم صرف صاحبزادہ آفتاب احمد اکیلے کیا کرسکتے هیں جب تک کہ کانفرنس کو مفید و دلچسپ بنانے والے تمام اسباب و وسائل فراهم نہوں -

جس وقت سے لیگ قائم هوئی هے ' کانفرنس اور زیادہ بے رونق هوگئي - اگر اب کانفرنس کے اجلاس لیگ کے ساتھہ نہوں تو جلسے کا وهي حال هو جو رنگون اور دهلي میں هوا تھا -

صدها آدمي اپنے وقت اور روپیہ کو صرف کرتے هیں ' کتنے افسوس کي بات هے کہ انکے اس صرف مال و وقت کا معاوضہ همارے پاس صرف ایک چوبین اسٹیج هو ' جسپر سرخ کپڑے کا فرش کردیا گیا هو ' یا چند مرتب کرسیوں کي قطاریں ' جن پر رنگ برنگ کي پگڑیاں اور مختلف پیمانے کے قالبوں کي ترکي ٹوپیاں نظر آرهي هوں اور بس ! .

ضروري رزولیوشنوں کو پیش کرنا چاهیے - رزولیوشن في نفسہ بیکار چیز نہیں - کالج اور اسکے مختلف صیغوں کیلیے روپیہ بھي جمع کیجیے - اسمیں کیا هرج هے - لیکن اسکے ساتھہ هي " آل انڈیا کانفرنس " کے ادعا کو ملحوظ رکھکر عام قومي ضروریات اور مقامي حالات کو بھی پیش نظر رکھنا چاهیے اور کچھہ ایسا سامان بھي مہیا کرنا چاهیے جس سے قوم کي علمي معلومات ' اخلاق و تربیت ' اور مذاق تقریر و تحریر کو بھي نفع پہنچے -

بڑا سوال مجمع کي فراهمي هے - یہ کیا هے کہ ایک مجمع موجود هے اور اُس سے کام نہیں لیا جاتا ؟ ضرورت تھي کہ یہ قوم میں فن خطابت (اریٹوري) کي ایک درسگاہ هوتا ' اهم علمي و دیني مطالب پر مبسوط لیکچر دیے جاتے - اسلامي علوم و اداب کي تحقیق و تحفظ اسکا ایک اهم ترین مقصد هوتا - اسکے اعضا آثار اسلامیۂ هند کي تحقیق و تفتیش کرتے ' اور هندوستان کے عہد اسلامي کے متعلق ایک محققانہ سرمایۂ تاریخي فراهم کیا جاتا - اسکے ساتھہ هر سال ایک علمي نمایش هوتي ' جسمیں مسلمانوں کے گذشتہ تمدن کے آثار و بقایا جمع کیے جاتے اور اسکے مختلف صیغوں پر متعدد لیکچر طیار کیے جاتے -

اصلاح رسوم ایک نہایت ضروري کام تھا مگر خواجہ غلام الثقلین اس سے مستعفي هي هوگئے -

میں چاهتا هوں کہ اس سال کانفرنس میں کچھہ وقت صرف اسي موضوع پر صرف کیا جاے کہ " وہ کیا وسائل و ذرائع هیں جنکے اختیار کرنے سے کانفرنس کا مجمع زیادہ مفید و انفع هو سکتا هے "

مجھے امید هے کہ جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب اسپر توجہ فرمائیں گے -

ام لیگ

اس سال مسلم لیگ کے جلسے میں غالباً بعض ایسے مسائل مہمہ پیش هوں ' جنکے فیصلے کے بعد همیں یہ سمجھنے کا آخري موقعہ ملجائیگا کہ لیگ کوئي ضروري شے هے یا نہیں ؟

غور کرتا هوں تو مسلمانوں کے موجودہ سیاسي تغیرات میں قدرت الہیہ کے عجیب عجیب کرشمے نظر آتے هیں ! فسبحان من لا یتغیر !!

کل کي بات هے کہ لیگ کي فرهنگ مصطلحات میں سیاست کے معني غلامي کے لکھے تھے ' اور سیاسي جد و جہد کا نظام عمل یہ تھا کہ چند بڑے آدمیوں کے احکام کي بلا چوں و چرا تعمیل کي جاے - اسلیے کہ انکے پاس روپیہ هے ' اور اسلیے کہ لیگ کو بھي روپیہ دیتے هیں یا کم از کم دیسکتے هیں -

اس اثنا میں حوادث نے ورق الٹا اور سلطان وقت نے حکم دیا کہ آنکھیں کھولو ! چند بندگان خدا نے لیگ کے چہرے سے نقاب الٹي اور چند مہینے کے جہاد لسان و قلم کے بعد هي قوم کو نظر

آگیا کہ جس کھلونے کو سنہري دیکھکر والهٗ و شیفته تهي ' اسکا رنگ تو ضرور سونے کا هے ' پر قیمت سونے کي نہیں - پس وہ بیدارهوئي و ان کانوا من قبل لفي ضلال مبین !

اسکے بعد ایک جماعت پیدا هوئي جنمیں بعض لوگ تو وہ تهے جنکو هدایت الهي نے روز ازل هي سے چن لیا تها : و ذالك فضل الله یوتیه من یشاء - اور کچهه وہ تهے جو گو ابتدا میں اس دعوة کے مخالفین و منکرین میں شامل رهے اور حتی الوسع انهوں نے اپني قوتوں کو وقف مخالفت بهي کیا : استکبارا فی الارض و مکر السئي - لیکن : ولا یحیق مکر السئي الا باهله - بالآخر یا تو ناکامي نے سبق عبرت و موعظمت دیا ' یا بعض اغراض و مقاصد نے مساعدت وقت کي سرگوشي کي - بهرحال انهوں نے روش بدلي اور ازادي وحریت کي راه کا اعلان کیا - نیتوں کا خدا علیم هے ' مگر میري دعا هے که خدا انهیں استقامت و صداقت عطا فرما کے و آخرین منهم لما یلحقوا بهم - کے مقام سے بهره اندوز فرمائے -

موجوده حالت یه هے که ایگ نے چند قدم آگے بڑهائے هیں اور ایک بہت بڑے بند فکر کے توڑنے کا اعلان کیا هے - خیالات کي تبدیلي نے قوت پیدا کرلي هے ' اور جو خیالات کل تک چند "دشمنان علي گڈه" کے تهے ' آج بہت سے پرستاران علي گڈه کے هوگئے هیں - حتی که حال میں هز هائنس سر آغا خان کي جو چٹهي انکے استعفے کي نسبت موسوم به سید وزیر حسن شائع هوئي هے ' وہ خود سرسے لیکر پیر تک انهیں خیالات سے لبریز هے - في الحقیقت یه ایک بہت بڑي حق و صداقت کي فتح مندي اور الهي کارو بار کے معیر العقول اور سریع الظهور نتائج هیں ' جن سے صاحبان بصیرة ' عبرة و موعظة حاصل کرسکتے هیں : ان في ذالك لذکری ' لمن کان له قلب او القي السمع وهو شهید !

پس اب قوم کے سامنے اسکي سیاسي زندگي کا آخري سوال درپیش هے - پچهلے دو تین مهینوں کے اندر جو واقعات انگلستان میں گذرے ' انهوں نے في الحقیقت قوم کیلیے وہ منزل گذشته پهر از سر نو سامنے کردي هے ' جس سے پچهلے دنوں وہ سمجهتي تهي که گذر گئي - یه مناقشه گو سید وزیر حسن اور سید امیر علي کے درمیان شروع هوا مگر اب بالکل جماعت اور اشخاص کا سوال بن گیا هے ' اور اگر یه یهاں تک بڑهگیا هے که لیگ میں اسکا فیصله کیا جاے تو همیں چاهیے که ٹهیک ٹهیک فیصله هي کردیں -

شخصاً میں سید امیر علي کي عزت کرتا هوں اور اُن ایرادات و شخصي اعتراضات سے اس بحث کو آلوده کرنا پسند نہیں کرتا جو بعض معاصرین فریقانه اثر میں کررهے هیں - لیکن هماري قوم کے چند بڑے افراد کے سوا شاید دنیا کا هر صاحب عقل انسان اسکي تصدیق کریگا که کسي آدمي کا بڑا یا نیک هونا اس امر کیلیے مستلزم نہیں هے که اسکي هر خواهش کي تعمیل بهي کي جاے -

سید وزیر حسن کا اس سے زیاده کوئي قصور نہیں که قدرتي شوکت سے انکار کو انهوں نے گوارا نہیں کیا اور اسکے بیان کرده وجوه کے اعتراف و احترام سے انکار کر دیا - نیز بے لاگ اور بے پرده آزادي کے ساتهه گرم لب و لهجه میں اپنے خیالات ظاهر کیے -

مگر سید امیر علي نے لندن مسلم لیگ کا قصه بهي چهیڑ دیا - وہ تنخواه بهي مانگتے هیں اور مالک و آقا بهي خرد هي بننا چاهتے هیں !

لندن مسلم لیگ ابتدا سے ال انڈیا لیگ کي شاخ هے مگر ایک ایسے تمسخر انگیز طریقه سے جو کسي پڑهے لکهے آدمي کیلیے زیبا نہیں ' وہ کہتے هیں که باوجود اسکي شاخ هونے اور هندوستان سے روپیه لینے کے ' وهي لیگ کي پالیسي کي مالک بهي هوگي !

کان مملـــوکي فاضحی مالکي

ان هذا من اعا جیب الزمن !

قوم کو اس موقع پر یاد رکهنا چاهیے که تمام کاموں کا اصل مبدء جماعت اور اشخاص کا سوال هے ' اور آزادي و غـلامي کا اصل مرکز بحث صرف یهي هے جو اسکے سامنے آگیا هے - جب تـک تـقلید کی بندشیں گردن میں پڑي رهتي هیں ' جب تـک دماغ غلامي کیلیے نه که فکر و اجتـهاد کیلیے هوتا هے ' جب تـک قوم کے افراد اپنے دماغ سے خود کام نہیں لیتے بلکه اسکي باگ چند اشخاص کے هاتهوں میں دیدیتے هیں ' اور جب تک که دولت و علم ' عزو جاه ' رسوخ و حکومت ' اور قدامت و عمر کي پرستش کي جاتي هے اور حق و صداقت کا معیار صرف بڑے لوگوں کي شرکت هوتي هے نه که کسي شے کي حقیقت و حقانیت ' تو اس وقت تـک یقیناً هر شخص اس خیال کے تصور سے کانپتا اور لرزتا هے که فلاں بڑا آدمي هم سے روٹهه نه جاے ' اور فلاں اونچي کرسیوں پر بیٹهنے والا هم سے الگ نه هوجاے ' لیکن اگر یه سچ هے که اشخاص پـرستي کا بت کـده ٹوٹ چکا هے اور قوم اپني زندگي کو خود اپنے زندگي سے ثابت کرنا چاهتي هے نه که زید و عمر کے سامنے هاتهه باندهکر ' تو آخري وقت آگیا هے که وہ اس مسئله میں اصول و صداقت کا ساتهه دیکر اسکا ثبوت دے -

خود سر آغا خان نے اپني چٹهي میں اس مسئله کي صداقت کا نهایت سنجیدگي سے اعتراف کرلیا هے - اصول و آزادي ایک شے هے جو ایک هـزار سید امیر علي کے امثال و اعمال سے بهي زیاده قیمتي اور محبوب هوني چاهیے - هذه تذکره فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا -

سیـد امیـر علي کیلیے قومي خـدمت کے بہت سے میدان موجود هیں اگر وہ کام کرنا چاهیں - بهتـر هے که مسلمان اب اُنهیں پالیٹکس سے علحده هي رهنے دیں - آخر کب تـک بدبخت مسلمانوں کا پالیٹکس سر آغا خاں یا سید امیر علي کے بت کدے کا نام هوگا ؟

صفحۂ علمی و ادبی

اس هفتے " دار الفنون " قسطنطنیه کا مرقع شائع کیا جاتا هے جو عهد دستور کے بہترین اعمال علمیه میں سے هے - اس مرقع میں ابتدا کي صفوف اساتذۂ و معلمین کي هے جنکو موجوده نهضۂ علمیۂ عثمانیه کا خلاصه کہنا چاهیے - اثناء جنگ بلقان میں اس درسگاه کے معلمین و متعلمین نے متعدد موقعوں پر ایثار و جاں نثاري کي امثال نمایاں پیش کیں ' جنکا تذکره بارها اردو جرائد میں هوچکا هے -

دوسري تصویر ایک مـرقع عبرت اور لوحـۂ انتباه و موعظة هے - یه خواتین قسطنطنیه کے اُس عظـیم الشان اجتماع کا مـرقع هے جو سقوط ادرنه کے وقت منعقد هوا تها ' اور جس میں عثماني خواتین غیور و ملت پرست نے اپنے تمام زیور اتار کے دیدیے تهے - یه تصویر الهلال میں ایک مرتبه نـکل چکي هے جبکه میں مسروري میں تها مگر میري عدم موجودگي کي وجه سے ایک سخت غلطي هوگئي ' یعنے تصویر کے نیچے اصـل موقعه و موضوع مجلس کي تشریح نـه کي گئي - اسلیے مکرر شائع کرکے تصحیح کردي جاتي هے -

دار الفنـــون کالج ق. طنطاویہ کا جلسہ اعانت ارفـــہ ذی زلزلہ کیلیے -

خواتیـــن ق. طنطاویہ کا جلسہ اعانت هـــلال احمر کیلیے

"عالیہ زینب" ایک مشہور ترک خاتون مظالم بلقان پر لکچر دے رهي هے -

شئون عثمانیه

رقیـــه

ریاست هاے بلقان بعد از جنـگ

آسـتـریا اور روس

جو لوگ [illegible] کے غوامض و دقایق سے واقف هیں انکا متفقه طور پر بیان هے که بلقان کي پهلي اور دوسري جنگ میں شکست کا اثر صرف دولت عثمانیه تک محدود نهیں رها بلکه اس کا اثر اسٹریا تک بهي پهنچا هے - اس شکست نے مقدونیه اور سلانیک کے متعلق ان تمام خوشگوار اور دیرینه امیدوں کو یکسر ذبح کر دیا جو آسٹروي سیاست کے سینوں میں همیشه آباد رهتي آئي هیں - وه سینے جو کل تک ان امیدوں کا کاشانه تھے' آج انکا سنسان مدفن هیں ' ایسا مدفن جنهیں دوباره بعث و حشر کي امید نهیں !

آسٹریا نے جلد ان گوناگوں خطرات اور مشکلات کو محسوس کر لیا جو اس کو هر طرف سے گھیرے هوے تھے اور اسکي پالیسي کي ناکامي کي صورت میں اسکو هلاکت و بربادي کي دهمکي دیتے تھے - اسنے دیکھا که اپني غلطي یا مجبوري سے اس نے ان سلافیوں کو اپنے حوالي میں پھیلنے اور بڑھنے کا موقعه دیدیا - اب یه یهاں تک بڑھگئے هیں که خود اسکے هر طرف سے گھیر رهے هیں اور اسکے اصلي باشندوں پر زندگي کے دروازے بند کررهے هیں - پس اگر اسي طرح یه بڑھتے هي رهے تو یقیناً ایک دن اسقدر بڑھجائینگے که پھر کسیطرح روکے نه رکینگے ' اور اگر اسوقت انهوں نے ان هزارها سلافي دلوں میں سلافیت کا خوابیده غرور بیدار کردیا ' تو پھر یقیناً سلطنت آسٹریا کي بنیادیں هلجائینگي اور یه عظیم الشان قصر حکومت زمین کے برابر هوجائگا -

یه خطرات جب اسکے سامنے آئے تو اسکو کھٹکا پیدا هوا - اس نے فوراً اسکے تدارک کي کوشش کي - البانیا کو اپنا آلۂ عمل بنایا اور اسکو دول کے سامنے اسلیے پیش کیا تاکه وه معاملات بلقان میں مداخلت کا ایک وسیله اور بحر اسود کي طرف امنڈنے والے سروي سیلاب کي راه میں ایک سد آهنین بن جائے -

اس نے اپني تجویز کي سفارش اس قاعدۂ مزعومه سے کرائي ' جو دول عظمي همیشه سلطنت عثمانیه کے مقابله میں دهرایا کرتي هیں که "ان سے بڑھکر کوئي انساني گروه اسکا مخالف نهیں - یعني " ملک صرف اهل ملک کے لیے هے " -

نیز اسکي تائید ان عظیم الشان افواج سے کي جو اس نے سروي اور روسي حدود پر جمع کرنا شروع کردیں - اسکے دونوں حلیف یعني اطالیا اور جرمني بھي اسکي تائید میں سرگرم تھے

پس اسکا نتیجه یه هوا که مسئلۂ بلقان سے ایک اور مسئله پیدا هوگیا جو اس سے کہیں زیاده پیچیده اور زیاده خطرناک تھا - بلکه روس اور آسٹریا اور بالاخر اتحاد ثلاثي اور مفاهمت ثلاثیه میں ایک ایسے اختلاف کا محور تھا جو ممکن تھا که جنگ تک منجر هو جاتا -

هم کو غالباً اس رد و کد اور بحث و مباحثه کے ذکر کرنے کي ضرورت نهیں جو اشقودره وغیره یعني مسئله البانیا کي شاخوں کے متعلق هوا - بلکه اسقدر کهدینا کافي هے که آسٹریا اپنے مقصد میں کامیاب هوئي اور اس نے اساطین سیاست یورپ کو مشغول رکھا -

یورپ کے ارباب سیاست جنمیں انگلستان کا وزیر خارجیه سب سے آگے آگے تھا ' اسوقت کے تصور سے کانپنے لگے جب که روس اور آسٹریا میں جنگ چھڑ جایگي اور پھر رفته رفته تمام یورپ میں پھیل جایگي - اسلیے انهوں نے اس مسئله کو سب سے زیاده اهمیت دي - لندن میں سفرا کي مجلس کے جلسوں میں تمام دوسرے مواضع پر اس معاملے کو مقدم رکھا گیا اور بالاخر یه فیصله کیا که البانیا دول عظمی کي زیر نگراني رهے -

لیکن سچ یه هے که اس مسئله کا جو حل انهوں نے تجویز کیا هے محض لغو اور بے معني هے اور اپني زندگي کے لیے بهت تھوڑي عمر رکھتا هے -

روس جو اپني ساخته پرداخته ریاست سرویا کی تائید کر رها تھا ' اگر ذرا بھي تفکر و تامل سے کام لیتا اور ماضي سے مستقبل کے لیے عبرت حاصل کرتا ' یعني سرویا کو ترغیب دیتا که وه ان شهروں کے الحاق سے باز رهے جو خاص البانی هیں تو بهت اچھا هوتا ' کیونکه اس صورت میں سرویا اس عنصر کو قبضۂ اقتدار میں رکھنے کي تکلیف سے بچ جاتي جس سے اب هر وقت نافرماني ' وبغاوت کا اُسے خطره رهیگا - اسکے علاوه اسے البانیا کي دوستي بھي حاصل هو جاتي ' مگر روس سروي مطامع کے ساتھه ساتھه چلا ' اور سرویا نے اس طلائي اصول کے بالکل برعکس ' پر زرین ' دیره ' اور چند ایسے شهر ملا لیے جو البانیا کا جزو سمجھے جاتے هیں -

اس حرکت نے اس نے بیکار البانیوں کو چھیڑ دیا اور انمیں وه قومي غرور پیدا کردیا جو همیشه انهیں اپنے مغصوبه شهروں کي واپسي کے لیے برانگیخته کرتا رهیگا -

جسطرح که جرمني سے الزاس اور لورین کي واپسي کے لیے فرانسیسي ' اور آسٹریا سے اسکے مغصوبه شهروں کي واپسي کے لیے اطالي بیچین رهتے هیں -

اسکي ایک روشن دلیل یه هے که جونهي البانیوں کو سروي فوج کے منتشر هونے کي خبر معلوم هوئي ' فوراً آسٹریا کے اغواء و تحریض سے آئے تاکه ان شهروں کو واپس لے لیں جو سرویا نے ملا لیے هیں اور اسطرح اس نقصان کي تلافي کریں جو سفرا کي کانفرنس کے فیصله سے انهیں پهنچا هے -

وه بغیر ذرا بھي غور و فکر کیے هوے اسطرح سروي فوج پر ٹوٹ پڑے ' گویا اب تک گذشته انقلابات اور دولت عثمانیه سے بغاوتوں میں جسقدر خون بها هے ' یا آخري جنگوں میں جو کچھه مصائب و شدائد ان پر نازل هوے هیں ' وه کچھه بھي نه تھے - سروي فوج منظم اور باقاعده تھي - اسکي مدافعانه آتشباریوں کے آگے یه نه ٹھهر سکے اور بالاخر پسپا هوگئے -

آسٹـریا سے یہ نہوسکا کہ انـکو ورطۂ هـلاکت میں ڈالـکے خود بالکل علحدہ هوجاتي - اس نے اپنے بلغـراد کے معتمد سیاسي کو حکم دیا کہ وہ سرویا کو البانی حدود میں بڑھنے سے روکے اور استقلال البانیا کے متعلق مجلس سفرا کي قرار داد کا خیال کـرے - چنانچہ ٢٦ - اکتوبر کو آسٹریا کے معتمد نے سرویا سے البانی شہروں میں رهنے کے ناگوار نتائج دوستـانہ طـور پر بیان کیے اور اسکي تائید جرمني اور اطالیا کے معتمدوں نے بھي کي - - -

حکومت سرویا نے اس دوستانہ بلاغ و تحریر کي کچھہ پروا نہ کي بلکہ اسکا جواب ایک ابہام آمیز نفي میں دیدیا -

سیاست یورپ کا ایک قدیم اور آزمودہ اصول ' قاعدۂ مماطلت و تسویف هے یعني بعض نازک موقفوں پر اهم مسائل کو خواہ مخواہ تاخیر میں ڈالدینا اور اسطرح اس سے شاخ در شاخ مسائل پیدا کر لینے کہ فریق ضعیف اتنے عرصے تک کي دقتوں کا مقابلہ نہ کرسکے اور محض امتداد وقت بھي سے شکست کھا جاے - یہي اصول هے جس سے یورپ نے همیشہ ایشیائی قوموں کو شکست دی اور انکي عزیز ترین متاع یعنے استقلال و خود مختاري نہایت آساني سے چھین لي - اسکا استعمال اس کثرت سے هوتا هے کہ مثال کے لیے همیں تاریخ کي ورق گرداني کي ضرورت نہیں - همارے سامنے اسکي تازہ ترین مثال بد قسمت ایران موجود هے -

سرویا نے چاها کہ وہ بھي اسي اصول سے کام لے - اس نے البانی حدود سے فوج کي واپسي میں تأخر شروع کي - اور کہا کہ وہ البانی حدود سے اپني فوج اسوقت تـک واپس نہیں بلا سکتي جب تک کہ پوري طرح امن قائم ' اور تعین حدود کي بابت دول کي تمام کمیٹیاں اپنے اپنے کام سے فارغ نہ هوجائیں ' کیونکہ اگر وہ ابھي اپني فوج هٹالیگا تو اسے خوف هے کہ کہیں البانی دوبارہ یورش نہ کردیں -

ظاهر هے کہ یہ جواب حکومت استریا کو کیونکر پسند آسکتا تھا ؟ اس نے اس جواب کو از قبیل مغالطہ خیال کیا ' اور بجا خیال کیا - کیونکہ شمالي سرویي البانی حدود مجلس سفرا میں متعین هوچکے تھے - انکے تعین کا سوال باقي نہ تھا - البتہ جنوبي حدود هنوز غیر منفصل تھے -

آسٹریا کے اس دوستانہ بلاغ پر دو دن بھي نہ گذرے هونگے کہ حکومت آسٹـریا نے بلاغ نہائي (الٹیمیٹم) بھي دیدیا - حکومت آسٹریا نے سرویا کو اطـلاع دي کہ اگر آٹھہ دن کے انـدر وہ البانی حدود سے نہ نـکلـگئي تو نہایت سخت تدابیر اختیار کریگي -

اسکے جواب میں سرویا نے روباہ بازي شروع کي اور کہنے لـگي کہ موجودہ حدود نے اسے البانی یورشوں کا ایک دائمي نشانہ بنا دیا هے ' اسلیے وهاں فوج کا رهنا نہایت ضروري هے - اسکے جواب میں رٹشپرٹ اخبار نے جو ولیعہد آسٹریا کی زبان هے ' لکھا کہ " اگر موجودہ حدود نے سرویا کو همیشہ کے لیے حملوں اور یورشوں کا نشـانہ بنـا دیا هے تو اسکي بہتـرین تدبیـر یہ هے کہ ان شہروں سے دست بردار هوجـاے جنہوں نے اسے اس مصیبت میں ڈالدیا هے "

لیکن اس تہدید و تحذیر میں حکومت آسٹریا کے تنہا رهجانے نے یورپ کے اکثر سیاسي حلقوں پر نہایت برا اثر ڈالا ' اور عام طور پر یہ خدشہ پیدا هوگیا کہ کہیں یہ گرہ اور زیادہ نہ الجھہ جاے ' یعنے روس اپنے ساختہ و پرداختہ کي مساعدت و تائید کے لیے نہ اٹھہ کھڑا هو -

روسي اور فرانسیسي حلقہ هاے سیاست آسٹریا پر سخت ناراض تھے اور اس متفردانہ اصرار کو دول عظمی کے حقوق پر ایک قسم کي دست درازي خیال کرتے تھے - قـریب تھا کہ یہ معـاملہ بڑھکے قطع عـلائق کی حد تـک پہنچ جاتا مگر آسٹـریا اپنے ارادہ و عمل کي اطلاع دول عظمي کو برابر کرتي رهي تھي ' اسلیے اس حد تک نہ پہنچنے پایا -

لیکن اس تدارک و حفظ ماتقدم کے باوجود فرانسیسي اخبارات اعتراضات کي بارش سے باز نہ آئے - انہوں نے حکومت سرویا کے خلاف اپنے دل کے بخارات خوب نکالے - ان معترضین کا سرخیل اخبار طان تھا - اس نے دو افتتاحیہ مقالات لکھے - ایک ٢٠ اکتوبر کو زیر عنوان " آسٹریا بلاغ نہائي " شائع هوا - اسمیں آسٹریا کے اس فعل پر اظہار تعجب کرتے هوے نہایت سختي کے ساتھہ دار و گیر کي تھي - اس نے لکھا کہ اگر وہ اس تہدید میں تنہا نہ رهتي بلکہ دول عظمی سے بھي شرکت و مساعدت کي خواستگار هوتي تو دول عظمی کي طرف سے یقیناً اسکو مدد ملتي - اپنے اس قول کي تائید میں اس نے ان مختلف مواقع مثلاً اشقودرہ کے حدود اور ساحل جبل اسود پر مظاهرۂ بحریہ وغیرہ کي طرف اشارہ کیا ' جنمیں دول نے آسٹریا کي مدد کي تھي - دوسرا افتتاحیہ ٢١ - اکتوبر کو زیر عنوان " سیاست خـرقاء " لکھا - اسمیں ان غلطیوں کو بیان کیا تھا جو آسٹریا نے مسئلہ البانیا میں کي هیں - اس نے لکھا کہ آسٹریا کي فرمایش سے دول عظمی نے مسئلۂ البانیا کو ایک بین الدولي مسئلہ قرار دیا - اب کوئي ایسي وجہ باقي نہیں رهي جو آسٹریا کي تنہا تہدید کو جائز قرار دے - اس مہم کا بار اب دول عظمی کے کاندھے پر هے ' اسلیے جو کچھہ هونا چاهیے مجموعي طور پر هونا چاهیے - آخر مقالہ میں لکھا تھا کہ حکومت البانیا کے حفظ و بقاء کي کفیل رهي هیں جو اسکو عالم وجود میں لائي هیں -

انگریزي پریس نے آسٹریا کے اس انفراد و تنہا عملي کو چنداں اهمیت نہ دي - کیونکہ برطاني پبلک مسائل بـلقان میں دماغ سوزي سے ایک حد تک اُکتا سي گئي هے - اب وہ صرف ان مسائل کو نظر اعتناء و اهتمام سے دیکھتي هے جن سے امن عام کے مختل و برهم هونے کا خوف هوتا هے - اسکے علاوہ اپنے داخلي مسائل میں وہ اسیطرح مشغول هے کہ خارجي مسائل کي طرف توجہ کرنا مشکل هے - البتہ انگریزي حلقۂ سیاست نے آسٹریا کے اس فعل کو ناپسند ضرور کیا - وہ یہ چاهتے تھے کہ وائنا کي حکومت پھر اسی پالیسي کو اختیار کرتي جس پر وہ چند ماہ پہلے تھي یعنے سرویا کي خواهشوں کو روکنے کے لیے وہ دول عظمی کے ساتھہ ملکے تدابیر اختیار کرتي -

آسٹروي اخبارات نے اس فرصت کو ضائع نہیں کیا جو انہیں اسوقت حاصل هوئي - اُنھوں نے اپني حکومت کي پالیسي کي تصویب و تحسین شروع کر دي - " فرنـڈ میلات " جو ایک نیم سرکاري اخبار هے ' آگے بڑھا ' اور ان تمام اعتراضات کے جواب دینے شروع کیے جو طان نے حکومت آسٹریا پر کیے تھے - اس نے لکھا کہ آسٹریا نے اپني اس آخري کارروائي سے دول یورپ کي ایک خدمت جلیل انجام دي - کیونکہ اس نے اپني فوري مداخلت اور اپنے حلیفوں کي مساعدت سے اس پیچیدگي کي بیخکني کردي جو مماطلت و تسویف اور رد و قبول کي طرف لے جاتي اور اسکے بعد مشکلات تازہ کا دروازہ کھلجاتا -

بہر حال حکومت سرویا نے جب یہ دیکھا کہ ایک طرف تو آسٹریا اپنے ارادے میں پختہ و راسخ هے اور دوسري طرف روس اسکي تائید سے خاموش ' تو مجبوراً اس نے سپر ڈالدي اور دول یورپ کے معتمدین کے ذریعہ سب کو آسٹریا کے درخواست کي تسلیم کي خبر بھیجدي - یہ خبر نہایت مسرت و طمانیت کے ساتھہ سني گئي اور افق سیاست پر اوهام و وساوس کے جو ابر هاے کثیف چھائے هوے تھے ' سب کے سب چھٹـگئے -

بریدِ فرنگ

باز داد بعد از جنگ

عام افسردگي اور اوداسي - آسٹریا کے خلاف جنگي جوش - ایم پشچ اور انکے رفقاء سے ناراضي

(گریفک ۱۲ - نومبر)

ایک سیاح جو خود بلغراد یا بلغراد سے شاهنشاه فرانسس جوزف کي سلطنت (آسٹریا) میں جانا چاهتا هے وہ اب اپنے آپ کو جنگ و خراب کے معمولي امتحان سے مسخ تر حالات میں گھرا هوا پائیگا -

اسے زموني میں اس آرامده ترین سے اترنا پڑیگا جو اسے بدا پسند سے لارهي هوگي - وہ اتر کے ان تیسرے درجه کي گاڑیوں میں سوار هوگا جنمیں ازدحام کثیر، روشني کم، اور کاربولک کي بو بسي هوئي هوگي - یه گاڑیاں اس ترین کے متعلق هیں، جسکو عوام "کولدرا ترین" کہتے هیں اور جو اب زموني اور بلغراد کے مابین سفر کرتي رهتي هیں - اس پر بیٹھکے وہ بالاخر سرویا کے دارالامان میں پہنچ جائیگا -

مجھے سب سے آخري بار آے هوے تقریباً دو سال هوے هونگے - به نسبت اوسوقت کے اسوقت شهر کي ظاهري شکل سے کہیں زیاده لوگوں کے خیالات و حسیات میں انقلاب عظیم هوگیا هے - گو یه صحیح هے که ان سڑکوں کي حالت میں معقول ترقي هوي هے جو پہلے بہت هي بري حالت میں رها کرتي تھیں، اور یه بھي صحیح هے که بڑي رقم ان مخصوص شاهراهوں کي سطح کي درستگي میں صرف کیجا رهي هے، جن پر سے گاڑي کي آمد و رفت آجکل اسي وجه سے موقوف هے - تاهم سڑکوں کي ظاهري سطح جس درجه صاف هوگئي هے، اتني هي معنوي رونق و شان سے محروم هے !

عموما سڑکوں اور قهوه خانوں میں زنده دلي کي کمي نظر آتي هے - بہت سے افسر دار السلطنت سے باهر هیں اور بہت سے زخمي یا بیمار - چست اور درخشاں وردیوں کي کمي، مشوه الوجوه اور مقطوع الاعضاء مردوں کي ایک تعداد عظیم، هزارها ماتمي لباسوں کا طبعي منظر جو ابھي تک گم شده عزیزوں کے سوگ میں پہنے جا رهے هیں، اور ان تمام چیزوں کے ملے جلے اثر نے ایک عام افسرده دلي اور اداسي پیدا کردي هے، جہاں جنگ سے پہلے هر وقت چہل پہل اور شادي و خرمي رهتي تھي !

قیام بلغراد کے اثناء میں مجھے هر قسم اور هر درجه کے لوگوں سے گفتگو کا موقع ملا - انمیں میرے وہ دوست بھي تھے، جنکو میں برسوں سے جانتا هوں - وہ لوگ بھي تھے جن سے میں پہلي بار ملا - مگر شادماني و خرمي کے بدلے، جسکي ایک ایسي قوم میں موجودگي کي توقع هر شخص کو هوگي جو کامیاب جنگیں لڑ چکي هے اور اسکي شہنشاهي میں ایک وسیع قطعه زمین کا اضافه هوچکا هے ؛ مجھے یه نظر آیا که ایک قسم کي پر اسرار اداسي هے جس نے اس پوري آبادي کا احاطه کر لیا هے !!

یه ایک ایسا واقعه هے که نه تو کوئي سرویي اس سے انکار کرسکتا هے اور نه اسکي کوئي وجه بیان کرسکتا هے - اگر اسکا ذکر آئیگا تو بعض تم سے کہینگے که اس غیر مشکوک افسردگي کي وجه یه هے که البانی انقلاب کي وجه سے بازار سرد پڑگئے هیں - بعض کہینگے که اسکا سبب یه هے که سرویا کے لیے یوناني و عثماني پیچیده گي کے سنگین خطره هونے کا احتمال هے - بعض اسکا باعث یه بیان کرینگے که جو لوگ ان دو جنگوں میں شریک رهے هیں، وہ ابھي تک جنگ کے فظائع و اهوال بھولے نہیں هیں -

بجاے خود یه تمام اسباب و وجوه خواه صحیح هوں یا غلط، مگر اس غمناک حالت کي اصلي وجه یه معلوم هوتي هے که هر تعلیم یافته سرویي جانتا هے که سرویا کے سب سے زیاده خطرناک اور سب سے زیاده قوي دشمن یعني آسٹریا سے ایک سنگین مقابله هوے بغیر، نا ممکن هے که ملک کي قومي پالیسي کي پیروي کي جاے یا اسکو ترقي دیجاے - خصوصاً البانیه کي طرف پیشقدمي جو فوجي جماعت چاهتي هے -

سرویوں میں اگرچه بہت سے عمده صفات هیں مگر تاهم وہ کم و بیش مغرور اور خود اعتماد هوتے هیں - اسلیے موجوده حالت میں کوئي شے ایسي نہیں جسکے متعلق وہ یه خیال کریں که وہ نہیں کرسکتے، مگر جبکه میں ایک طرف یه دیکھکے متعجب هوا که بلغاریوں کي طرف سے سرویي فوج تک کے دل میں نسبتاً کسیقدر کم غبار هے، تو ان خیالات کو معلوم کرکے نقش حیرت بھي هوگیا جو آسٹریا کے متعلق سرویوں میں پھیلے هوے هیں -

سرویوں نے همیشه اپنے اس بڑے همسایه کو نفرت و بغض کي نظر سے دیکھا مگر اس زمانه تر چھوڑ کے جبکه التحاق بوسینیا سے پیچیدگیاں پیدا هوگئي تھیں، کبھي بھي انکو ایک ایسي جنگ کا علانیه ذکر کرتے هوے نہیں سنا گیا جسمیں اگر وہ تنہا چھوڑ دیے جائیں تو یقیناً انکو شکست هو -

در حقیقت اسوقت فوجي جماعت کے حسیات کي ایک خاص حالت هو رهي هے - مجھسے مشوره کے طور پر یه بیان کیا گیا که ممکن هے که سرویا اطالیا سے اس شرط پر معاهدۂ اتحاد کرلے که اطالیا سرویا کو آسٹریا کے مقابله میں مدد دیگي اور سرویا اطالیا کو ساحل بحر اسود کا ایک حصه دیدیگي - وہ حصه جسکي اطالیا کو اسقدر حرص و هوس تھي !

مجھے ایسے لوگوں سے، جنھیں میں قابل اعتماد سمجھتا هوں، یه معلوم هوا هے که سرویي فوج میں فیصدي نوے اس خیال کے طرفدار هیں که آسٹریا سے ایک غیر بعید مستقبل میں جنگ هوني چاهیے - ان خیالات کي بہترین تمثیل اس قصے سے هوتي هے جو آجکل بلغراد میں مشهور هے -

" ایک خاتون جسکا تعلق سفارتخانه آسٹریا و هنگري سے هے، حال میں دار السلطنت کے ایک ترقي یافته شفاخانے میں زخمیوں کي تیمار داري کرتي تھي - اس محسنه نے ایک زخمي سپاهي سے، جو یه نہیں جانتا تھا که یه کون هے، کہا : " اچھا، خیر اب تو تم تمام لڑائیاں کامیابي کے ساتھه ختم کر چکے " اسکے جواب میں اس سپاهي نے بیساخته کہا: " نہیں، ابھي همیں آسٹریا سے لڑنا اور اسے شکست دینا باقي هے !! "

اسوقت حکومت آسٹریا اور فوجي حکام، دونوں البانیا اور بلغاریا کے آئنده پیش آنے والے ناگوار واقعات کے لیے تیاري کي انتهائي کوشش کر رهے هیں - سرکاري طور پر تو یه بیان کیا جاتا هے که صرف دو تین دن بارہ جمع کرکے البانیا بھیجے گئے هیں -

مگر جن لوگوں کو حالات کا اچھي طرح علم ھے ' انکو یقین ھے کہ مستحفظ فوج کے پانچوں عمدہ ڈیوزنوں کے اول درجہ کے سپاھي بلا لیے گئے ھیں اور اسطرح اک گونہ تمام کارکن فوج بلغاریا یا البانیا کے خلاف خدمت کے لیے تیار ھے -

کچھہ ھو' بہر حال فوجي حلقوں پر بڑي سرگرمي چھائي ھوئي ھے - ابھي ابھي جب مستحفظ فوج کے سپاھي تین ھفتے کے لیے غیر حاضر تھے ' تو چشم زدن میں پیادوں کي چھٹي پلٹن جمع کرلي گئي تھي - اگرچہ اس پلٹن کے افسروں میں سے تین ثلث یعني ٥٠ میں ٣٦ - اور ٥ ھزار میں سے ١٥ - سو سپاھي معرکہ پریگلنٹزا میں کام آچکے ھیں مگر لوگ کہتے ھیں کہ با این ھمہ افسروں اور سپاھیوں نے جو بہت ھي خوش و خرم معلوم ھوتے تھے ' فرض (ڈیوٹي) کي دعوت کے جواب میں بے تکلف لبیک کہا اور بقالینوں نے اسي طاقت و زور کے ساتھہ کوچ کیا جسکي امید تھي -

رھي ان ممالک کي داخلي سیاسي حالت ' تو اسکي تفصیل یہاں چھیڑنا ناممکن ھے - اسقدر کہدینا کافی ھے کہ اگرچہ ایک طرف موجودہ جنگ کي وجہ سے معمولي سیاسي مقابلے ھنگامي طور پر موقوف ھوگئے ھیں مگر دوسري طرف ایم - پشچ (M. Pashitch) اور انکے رفقاء کي طرف سے اسلیے ناراضي پھیلي ھوئي ھے کہ انھوں نے مستحفظ فوج کے منتشر کرنے کے بعد البانی حدود پر فوج امن کي معقول تعداد نہیں رکھي بلکہ عملاً اسکو غیر محفوظ رکھا اور گویا باعتبار نتیجہ کے البانی حملہ کے لیے ایک راستہ کھول دیا ' جس سے نو مفتوح ممالک میں سروي اقتدار کو نہایت سخت صدمہ پہنچا ھے -

مخالف پارٹي غلط یا صحیح طور پر یہ بھي محسوس کرتي ھے کہ دوسري جنگ غیر ضروري ھوتي اگر ایم - پیشچ نے مارچ سنہ ١٩١٢ ع کے معاھدے کي (جو اب معاھدہ سرویا و بلغاریا کے نام سے مشہور ھے) تنسیخ یا موجودہ حالات کے مناسب ترمیم کي شرط پر مطلوبہ فوج دیدي ھوتي -

سرویا کا مستقبل اب اس طرز عمل پر موقوف ھے جو وزراء ان صدھا مسائل کے متعلق اختیار کرینگے جو سیاست عملي کے مسائل ھیں - اگر انھوں نے اعتدال اور ان فوجي خیالات کي قوت شکني کي پالیسي اختیار کي جنکي طرف میں اشارہ کرچکا ھوں اور نو مفتوح ممالک میں سرکاري عمال و کارپرداز ایسے اشخاص مقرر کیے جو بہترین ھوں' اور ساتھہ ھي سیاسي منازعات سے بے تعلق ' تو اس صورت میں شاہ پیتراور اور اسکي قوم ان مختلف اور باھم دگر جنگ آرا قومي عناصر کو ھنگامي طور پر متحد کرسکیگي جن سے اب سرویا کي آبادي مرکب ھوگي -

الھلال کي ایجنسي

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے ' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو درخواست بھیجیے

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ٢ - روپیہ -

ادارۂ الھلال سے طلب کیجیے -

مطبوعات جدیدہ

رسالہ النساء ملتان

مولوي محمد امین صاحب زبیري - سالانہ مع محصول ٣ - روپیہ

اردو کا ایک حدیث الاشاعۃ ماھوار رسالہ ھے جس کے ابتک شاید پانچ چھہ نمبر نکل چکے ھونگے -

پہلے نمبر میں ظاھر کیا گیا ھے کہ سرکار عالیۂ بھوپال اور بعض ارکان خاندان شاھي نے اسکي سرپرستي منظور فرمائي ھے - اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ رسالے کي بنیاد محکم اور امید افزا ھے -

رسالہ کا مقصد " ھندوستاني خواتین میں اشاعت تعلیم ' اور انکے لیے مفید معلومات بہم پہنچانا " ھے - میں نے ایک دو نمبر دیکھے اور رسالہ کے مقصد اور مضامین کي حالت کے لحاظ سے انکو بہتر پایا - اکثر مضامین خواتین بھوپال اور مدارس نسوانیۂ ریاست کي معلمات وغیرہ کے قلم سے نکلتے ھیں اور ایک ایسے پرچے کیلیے یہ ضرور موزوں ھے کہ اسکا زیادہ تر مواد خود خواتین کا مہیا کردہ ھو -

لیکن تاھم کام بلند سے بلند تر ھونا چاھیے - صرف چند مضامین کا اکٹھا کردینا ایسي بات نہیں کہ کسي رسالہ کیلیے خصوصیت ھو - یہ بات پیشتر سے اور رسالوں میں بھي موجود ھے - ایک رسالہ جو ایک خاتون فرماں روا کے دار الحکومت سے نکلتا ھے ' ضرور ھے کہ کوئي امتیاز بھي رکھے - ایڈیٹر صاحب کو چاھیے کہ انگریزي رسائل پر نظر ڈالیں - تعلیم و تربیت نسواں کے صیغہ میں ابتک ھم نے کچھہ بھي نہیں کیا اور لٹریچر کي یہ شاخ بالکل خالي ھے - نہایت آساني کے ساتھہ ھر ماہ ایسا مواد بہم پہنچایا جا سکتا ھے جو خاص طور پر تعلیم یافتہ عورتوں کے مذاق و اخلاق کي اصلاح کرے اور انکے لیے بلند درجہ کي مگر آسان اور سہل زبان میں توسیع معلومات کا ذریعہ ھو -

اصلاح رسوم ' تعلیم مذھبي ' تصحیح اعتقاد ' تربیت اخلاق ' مبادیات علوم ' نتیجہ خیز قصص و حکایۃ ' اور اس طرح کي صدھا چیزیں ھیں جو بغیر کسي کاوش و جہد تصنیفي کے لکھي جا سکتي ھیں - بڑي ضرورت یہ ھے کہ تعلیم یافتہ عورتوں کي سطح ترقي آھستہ آھستہ بہ نہج صحیح و بہ تحفظ اداب و اخلاق ' بلند کي جاے - محض چند مضامین کي اشاعت اسکے لیے کافي نہیں - خود ایڈیٹوریل حصے میں رسالے کے نصف سے زیادہ صفحات صرف ھونا چاھئیں -

عقل کل

سید ابوالحسن موجد - ھلٹن روڈ - دھلي - ١٠ - آنہ

سید صاحب نے اس رسالے میں اردو مختصر نویسي (شارٹ ھینڈ رائٹینگ) کے قواعد مرتب کرکے لکھے ھیں -

اردو میں مختصر نویسي کي ایجاد و ترتیب کي اس سے پہلے متعدد اشخاص کوشش کرچکے ھیں لیکن پچھلے دنوں لکھنو میں یہ ایجاد نہ صرف تکمیل ھي تک پہنچي ' بلکہ گورنمنٹ کي اعانت سے عملي طور پر اسکا درس بھي شروع ھوگیا اور اس وقت متعدد اشخاص سي - آئي - ڈي میں ملازم ھیں - البتہ سخت ضرورت ھے کہ اسکا رواج عام طور پر ھو -

معلوم نہیں لکھنو میں جو طریقہ مرتب ہوا ' وہ اس رسالے سے زیادہ جامع و بہتر ہے یا نہیں ؟

اس رسالے میں حروف تہجي کي مفرد علامتیں قرار دیکر پھر انکي ترکیب کے مختلف اشکال و طرق متعدد اسباق میں لکھے ہیں اور مشق کیلیے جا بجا عبارتیں دي ہیں -

انگریزي کي علامتیں موجود ہیں اور حروف مشترک ' اسلیے اردو مختصر نویسي کي ایجاد و ترتیب سے مقصود صرف یہ ہے کہ خاص عربي و فارسي حروف کي علامتیں اس طرح وضع کردي جائیں کہ مختصر نویسي کے اداب و شروط ہاتھہ سے نہ جائیں - چنانچہ سید صاحب نے تمام حروف عربیہ و عجمیہ کیلیے نئي علامتیں قرار دي ہیں اور انکے لیے خاص قواعد وضع کرکے مثالوں سے جا بجا واضع کیا ہے -

گورنمنٹ صوبجات متعدہ اس ایجاد سے صرف پولیس کے صیغے میں مدد لے رہي ہے تاکہ پولیٹکل جلسوں وغیرہ کي تقریریں ضبط ہوسکیں - مگر ضرورت ہے عام طور پر اس سے فائدہ اٹھانے کي - سید صاحب دہلي میں اگر اپنے ایجاد کردہ قواعد کي تعلیم سے ایک دو شخص طیار کریں تو اشاعت رسائل سے یہ زیادہ بہتر ہو -

گلزار

ادب فارسي کے درس کیلیے یہ نیا مجموعہ بہت مفید ہوگا ' جسے اقا محمد کاظم شیرازي بي - اے - معلم فارسي بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ اور میرزا ابو جعفر صاحب بي - اے - مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ نے خان لنگراں ' سفر نامہ شاہ ناصر الدین ' تاریخ سلاطین ساساني ' حاجي ابراهیم بیگ ' انوار سہیلي وغیرہ سے مختلف دلچسپ ابواب منتخب کرکے مرتب کیا ہے - قیمت درج نہیں -

مولوي غلام علي آزاد بلگرامي کي
دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلي نعماني)

مولانا غلام علي آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہات کي دو سطرین ہات آجاتي ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کي خوش قسمتي ہے کہ مولوي عبد اللہ خاں صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلیٰ درجہ کي تصنیفیں آج کل شایع ہوي ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعرائے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھي رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ہیں ' اعلي درجہ کے ہیں ' ورنہ ازاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانۂ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے ' اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے اُلٹنے سے بھي ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کي وجہ سے اُن کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاري جملوں پر اکتفا کرتا ہوں ' لیکن مجھے امید ہے کہ شایقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر ان کي روح سے شرمندہ نہ ہونگے - ملنے کا پتہ یہ ہے : عبد اللہ خاں صاحب - کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد - دکن -

ادبیات

ف ر ا ق ظ ا م

ایک خاتون کي آزادانہ گستاخي

اور

رسول اللہ کا حلم و عفو

صلي اللہ علیہ و سلم

" ہند " تھي پردہ نشین حرم بوسفیاں
لقب " عند جگر خوار " سے جو ہے مشہور
بارگاہ نبوي میں وہ ہوئي جب حاضر
اس ارادہ سے کہ ہو داخل ارباب حضور
عرض کي خدمت اقدس میں کہ " اے ختم رسل
دین اسلام ہے مجھکو بہ دل و جاں منظور
آپ ہم پردہ نشینوں سے جو بیعت لیں گے
کونسے کام ہیں جن کا کہ برتنا ہے ضرور "؟

* * *

آپ نے لطف و عنایت سے یہ ارشاد کیا :
" پہلي یہ بات کہ ہو شائبہ شرک سے دور
دوسري یہ کہ نبوت کا ہے لازم اقرار "
بولی : " ان باتوں سے انکار نہیں مجکو حضور "
پھر یہ ارشاد ہوا : " منع ہے اولاد کا قتل
اس شقاوت سے ہر اک شخص کو بچنا ہے ضرور "
عرض کي اسنے کہ " اے شمع شبستان رسل !
یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے یہاں فہم و شعور
میں نے اولاد کو پالا تھا بڑي محنت سے
میں اُنھیں آنکھہ میں رکھتي تھي کہ تھے آنکھہ کا نور
بدر میں قتل اُنھیں حضرت والا نے کیا
ہم سے کیا عہد اب اسبات کا لیتے ہیں حضور "؟

* * *

گرچہ یہ سوء ادب تھا غلطي پر مبني '
گرچہ یہ بات تھي خود شیوۂ انصاف سے دور
اسکي اولاد نے خود جنگ میں کي تھي سبقت
لڑکے مارا کوئي جائے تو یہ کسکا ہے قصور؟
لیکن آزادي افکار تھي از بسکہ پسند
آپ نے فرط کرم سے اسے رکھا معذور !

(ماخوذ از تاریخ طبري کبیر - غزوۂ بدر میں ہند کے دو لڑکے کفر کي حالت میں لڑکر مارے گئے تھے -)

(شبلي نعماني)

مذہبِ عصمیہ

تراجمِ اخوان

مذہب نشوؤ ارتقا کا ایک صفحہ

ڈاکٹر رسل ویلس

موجودہ عہد کا ایک طبیعی کبیر، جو روحانی بھی تھا

پچھلے دنوں ڈاکٹر رسل ویلیس کے انتقال کی خبر ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ تمام عالم میں پھیلی اور یورپ نے تمام علمی حلقوں میں ماتم کیا گیا کہ طبعییات کی موجودہ مجلس علم، اپنے ایک بہت بڑے رکن رکین سے خالی ہوگئی -

پچھلی ڈاک میں جس قدر رسائل انگلستان اور امریکہ سے آئے ہیں، اس ماتم علم سے کوئی خالی نہیں - ہفتہ وار رسائل نے اسکے سوانح و حالات جمع کیے ہیں، علمی مجلات نے اسکے علمی کارناموں پر نقد و تبصرہ کیا ہے - مصور رسائل نے مختلف عہد و حالت کی چھوٹی بڑی تصاویر شائع کی ہیں - کوئی رسالہ اور کوئی اخبار نہیں جو اس تذکرے سے خالی ہو- فطوبیٰ لرجل، یعیش و یموت فی قوم، یعرف اقدار الرجال !!

ڈاکٹر رسل ویلیس موجودہ عہد کے صنادید علم میں سے تھا - اسکی زندگی کے حالات عہد رواں کی متعدد شاندار علمی فتح مندیوں کی سرگذشت ہے - ضرور ہے کہ اردو پریس کا حلقہ بھی اس سے بے خبر نہ رہے، اور گو بالاختصار، لیکن اسکے حالات زندگی شائع کیے جائیں -

لیکن قبل اسکے کہ ڈاکٹر ویلس کے حالات لکھے جائیں، ایک مختصر تمہید سے بعض پیش آنے والی اصطلاحات کو صاف کردینا چاہیے تاکہ فہم مطالب میں عام قارئین کو دقت نہو -

ڈاکٹر رسل ویلس کی اصلی حیثیت یہ ہے کہ وہ مذہب نشو و ارتقا کے کشف و ترتیب میں مشہور ڈارون کا ایک شریک و ہم پایہ ہے -

وہ علم الحیات (بیولوجی Biology) کا بھی ایک محقق ماہر تھا - اسکی شہرت میں ہمیشہ یہ حیثیت بھی نمایاں رہی - تاہم جس چیز نے اُسے موجودہ عہد علمی کے ایک رکن اعلیٰ کی صورت میں عالم سے روشناس کیا ہے، وہ مذہب ارتقا کی تائید و نصرت، اور اسکے بعض اہم حصوں کی تدوین میں مساویانہ شرکت ہی ہے -

اسلیے ضروری ہے کہ مذہب ارتقا کا خلاصہ پہلے بیان کردیا جاے -

(مذہب ارتقاء اور ادبیات اردو)

افسوس ہے کہ اب تک اُردو زبان میں اس مذہب کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا گیا - زیادہ افسوس اسپر کہ تعلیم یافتہ اصحاب کو اسکا حس بھی نہیں - تمام قوم میں شاید گنتی کے چند اشخاص نکلیں گے، جنھوں نے ان چیزوں کا غور و فہم کے ساتھہ مطالعہ بھی کیا ہوگا - جو لوگ اپنے الحاد اور مادہ پرستی کو مغرورانہ و فخارانہ علوم مغربیہ کی طرف نسبت دیتے ہیں، اور مذہب کے تذکرہ میں حکماء حال کا نام اس دعوے اور تعلق خاطر کے ساتھہ لیتے ہیں گویا انکے شجرۂ ملعونۂ الحاد کی طرح انکا شجرۂ نسب بھی آگے جاکر اُنھیں سے جا ملا ہے، درحقیقت یہ اُنھی کا فرض تھا کہ مذہبی تعلیمات کی تحقیر سے پہلے کم ازکم اُس چیز سے تو ہمیں روشناس کردیتے، جس کی بنا پر وہ ایسا کر رہے ہیں، اور جسکے غرور نے انکی نگاہوں کو خیرہ، انکے قلب کو غیر مطمئن، اور انکی زبانوں کو بے لگام کردیا ہے ؟

وہ مجبور تھے کہ ہمیں سب سے پہلے مذہب نشوؤ ارتقا سے واقف کرتے جو آج تخلیق عالم کا سب سے بڑا نظریہ ہے، اور جو اب اسدرجہ وسیع و وقیع ہوگیا ہے کہ بہت جلد اپنی تمام مخالف نظریات پر فتح پانے والا ہے -

ان لوگوں کا صابطۂ ناز انہی علوم کا ادعا ہے - وہ ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں کہ علوم کے مطالعۂ و استغراق نے اُنھیں مذہب سے بے پروا ہونے کیلیے مجبور کردیا ہے - اگر یہ سچ ہے تو کیوں اس استغراق و انہماک کے نتائج سے ملک و ملت محروم ہے ؟

اصل یہ ہے کہ جہل اور ادعاء کی یک جائی کی کامل ترین مثال شاید ہی کوئی ایسی ہو سکتی ہے، جیسی کہ یہ برخود غلط گروہ اپنے اندر رکھتا ہے - وہ دنیا کی ہر شے سے واقف ہے، حالانکہ اِسکا اُسے دعوی نہیں، پر وہ صرف اُسی چیز کو نہیں جانتا، جسکے جاننے کا اُسے دعوی ہے، اور جسکے ادعاء کے پیدا کردہ کبر و غرور سے اسکا دماغ دائم المرض ہوگیا ہے ! فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا، و لھم عذاب عظیم بما کانوا یکذبون (۹ : ۲)

اِس گروہ نے علم و علم پرستی کی ایک نئی تعریف وضع کرلی ہے اور اپنے اوپر اُسے پوری کوشش و جہد سے طاری کرکے بالکل فارغ البال ہوجاتا ہے -

انگریزی زبان کو روانی کے ساتھہ بول لینا، انگریزی طرز معاشرت کی تقلید اور اسکے رسوم کی مداحی سے کبھی نہ تھکنا، روزانہ پانیر یا اسٹیٹسمین کو خریدنا گو نہ پڑھنا، ہر

بالکل نیا کالر استعمال کرنا ' کوٹ کے کالر کے نیچے کا ایک ٹکٹ ' جو کسي اونچے درجہ کي دکان کا حوالہ دیتا ہو ' اور مذہبي اعمال کي تحقیر اور تعلیمات مقدسہ کے استخفاف میں بشدت سرگرمي - اس سے بھي بلند تر معیار یہ کہ چند حکماء حال کے نام اور چند علوم و مذاهب علوم کي اصطلاحات کا اس طرح ذهن میں محفوظ رکھنا کہ جب کبھي مل اور اسپنسر کے بروز ہونے کے ادعا کي ضرورت پیش آجاے تو بلا انتظار و تامل دھرا دي جاسکیں !

ذلك مبلغهم من العلم -

یہي علم اور ماهر علم ہونے کے شرائط و ارکان ضروریہ ہیں ' جنکے حصول کے بعد ہر شخص کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ مذہب و علم کے معرکے میں آخر الذکر کا لواء قیـادت اپنے کاندھوں پر رکھ لے اور ساتھہ ہي مذہب کے شکست و فرار کا بلا تامل اعلان علم بھي کردے ! کذالك یجعل الله الرجس علی الذین لا یومنون !

یہ کیسي عجیب بات ہے کہ آجکل بعض تعلیم یافتہ اهل قلم تصنیف و تالیف کے میـدان میں آتے بھي ہیں تو اُن چیزوں پر قلم اُٹھاتے ہیں جنھیں اگر وہ رحم کرکے اوروں کیلیے چھوڑ ہي دیں تو بہتر ہے - میرے سامنے ایسي تمسخر انگیز مثالیں بہت سي ہیں - ایک صاحب بي - اے ہیں اور کہتے ہیں کہ آجکل تفسیـر القرآن لکھنے میں مصروف ہوں ! ایـک دوسرے صاحب ہیں - وہ سیرۃ نبوي لکھہ رہے ہیں ! ایک اور بزرگ ہیں - وہ اسلام کے مناقب و فضائل کي فکر میں شب و روز سر بزانوے تفکر و تفحص رہتے ہیں ! ایک اور تعلیم یافتہ حضرت ہیں - انھوں نے جدید علم کلام کي تدوین کي فکر میں راتوں کا سونا اور دن کا آرام ترک کر دیا ہے !

حالانکہ اگر یہ نادان اپنے وقت کو ان چیزوں میں صرف کرنے کي جگہ جنھیں وہ نہیں جانتے ' اپنے دائرۂ علم و کار کي چیزوں میں صرف کریں تو ایک طرف زبان و ملت بھي علم سے بہرہ یاب ہو ' اور دوسري طرف اُن نقصانات سے بھي ملک محفوظ رہے ' جو اس مداخلت بے جا سے بد بختانہ اُسے پہنچ رہے ہیں -

علوم جدیدہ کا تمام سرمایہ یکسر محتاج نقل و تراجم ہے - کیا ہمارے تعلیم یافتہ احباب انکے مطالعۂ و تصنیف سے فارغ ہو گئے کہ اب اُنھیں موضوع کي تلاش میں حیراني ہے اور مجبوراً باوجود جہل مطلق کے ' علوم اسلامیہ کي طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے ؟

جب حالت ایسي ہو تو پھر اسکے سوا دیا چارہ ہے کہ جو لوگ ان کاموں کے اصلي اهل اور حقیقي ذمہ دار نہیں ہیں ' وہي بقدر اپني سعي و جہد کے اسکے لیے کوشش کریں - ممکن ہے کہ ان لوگوں کي غفلتوں کیلیے انکي یہ سعي موجب انتباہ و احساس غیرت ہو ' اور ملـک و زبان کي اس درد انگیز حالت میں کوئي مفید تغیر پیدا ہو جاے -

میں آجکل مذہب نشو و ارتقا کا مطالعـہ کر رہا ہوں - میرے ذرائع محدود اور بہترین و سائل مفقود ہیں - تاہم بعض تصنیفات سے مجھے بہت نفع ہوا - میں عنقریب الهـلال کے باب " مذاکـرہ علمیـہ " کو کچھہ عرصہ کیلیے اس موضوع کے ساتھـہ مخصوص کردونگا - و ما توفیقی الا باللہ - اصل یہ ہے کہ ان ان کاموں کو انسان کرے اور کہاں جاے ؟ مرحوم طالب نے میري زباني کہا ہے :

اکنـوں ہجـوم کار بـود مانـع وصال
گل پر شد آنچناں کہ در بوستاں گرفت !

(مذہب داروں)

مذہب داروں (Darvinism) سے مقصود خلقت عالم کا وہ نظریہ ہے ' جو ڈاکٹر چارلس داروں (متوفي سنہ ۱۸۸۲) کي طرف منسوب ہے اور جس کو مذہب تحول (Metamor Phosis) اور مذہب نشـوء و ارتقـا (Progress and Developmint) بھي کہتے ہیں -

اس نظریہ کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کي ہر شے اور علی الخصوص تمام احیاء ارضیہ ایک ہي اصل یا معدودے چند اصلوں سے پیدا ہوئیں اور پھر مختلف قوانین طبیعیہ کے ماتحت اُن میں تغیرات و تحولات ہوتے رہے - یہاں تـک کہ جسم حیواني بتدریج ترقي کرتے کرتے انسان تـک پہنچ گیا -

جسم حیواني گویا نشوء ترقي کي ایک زنجیر ہے ' جسکي آخري کڑي انسان کا وجود ہے :

هفصد و هفتاد قالب دیده ام

پس موجودات ارضیہ میں جسقدر انواع و اقسام نظر آرہے ہیں یہ سب در اصل ایک ہي اصل سے مبدل و متغیر ہوے -

مسئلۂ تخلیق میں دوسرا مذہب ' " مذہب انواع " ہے جو کہتا ہے کہ ہر حیوان کي نوع ابتـدا ہي سے مستقل ہے اور ہر نوع اول مرتبـہ جب مخلوق ہوئي ' تو وہ ویسي ہي تھي ' جیسي کہ آج پائي جاتي ہے -

احیاء ارضیہ کي ہم نے تخصیص اسلیے کي کہ سب سے پہلے ڈارون نے حیوانات کي انواع پر بحث کي تھي ' ورنہ در اصل اس مذہب کا موضوع عام ہے اور جو لوگ اسکے قائل ہیں ' وہ قانون ارتقاء کو تمام موجودات عالم پر حاوي تسلیم کرتے ہیں -

اصلا یہ نظریہ نیا نہیں ہے - حکماء یونان کے بعض غیر معروف مذاهب میں اسکے اشارے پائے جاتے ہیں - حکماے اسلام میں بھي متعدد مصنفین نے اسپر زور دیا ' علي الخصوص ابن مسکویہ اور مصنفین رسائل اخوان الصفا نے - خود یورپ میں بھي ڈارون سے بہت پہلے بعض فرانسیسي اساتذۂ علم اس نظریہ پر کتابیں لکھہ چکے ہیں - لامارک ' ریتین ' هلیر وغیرہ نے نہایت صاف لفظوں میں نشو و ارتقا کو بیان کیا ہے -

لیکن ڈارون کي مزیت اور شرف اصلي یہ ہے کہ وہي پہلا شخص ہے ' جس نے اس نظریہ کو قواعد علمیہ پر منطبق کیا اور اس طرح ترتیب و تدوین کي کہ علم تشریح ' علم الحیوانات ' علم وظائف الاعضا ' علم آثار قدیمہ ' علم طبقات الارض وغیرہ کے ستونوں پر اسکي چھتیں محکم و استوار ہو گئیں - حالانکہ اس سے پہلے صرف ہوا پر معلق تھیں -

البتہ اس حقیقت سے خود ڈارون اور اسکے مخصوص حامیوں کو بھي انکار نہ تھا کہ اس مذہب کي تاسیس و تدوین کے شرف میں ڈارون کے ساتھہ بعض دیگر اساتذۂ علم بھي حظ مساوی رکھتے ہیں - اور انکي تحقیقات بھي اس بارے میں اس درجہ قیمتي ہیں کہ اگر انکو الـگ کر دیا جاے تو اس مذہب کي تکمیل کا موجودہ شیرازہ بالکل درہم برہم ہو جاے - ازانجملہ ایک ڈاکٹر رسل ویلیس بھي ہے ' جس کے انتقال نے آج یورپ کے تمام علمي حلقوں کو سوگوار بنا دیا ہے -

(نوامیس اربعہ)

مذہب نشوء ارتقا کا اصل اساس یہ چار قوانین طبیعیہ ہیں :

(۱) تنازع البقاء - یعني اسٹرگل فار اکزیزٹنس
Struggle for Existence

(۲) انتخاب طبیعي - یعني نیچرل سلیکشن
Natural Selection

اسي کا نتیجه قانون " بقاء اصلح " ہے - یعني " سروائي ویل اف دي فیٹسٹ " (Survival of the fittest)

(۳) قانون وراثت - یعني لا آف ان هیري ٹنس
Law of In heritance

(۴) قانون مطابقة - یعنی ٹیل یرا لوجي Teleology

(تشریح نوامیس اربعهٔ اساسیه)

لیکن ڈاکٹر رسل ویلس کے مختصر حالات لکھتے ہوئے ضرورت ہے کہ کم ازکم قارئین کرام اُن نوامیس اساسیه پر ایک سرسري نظر ڈال لیں جو اس مذہب کا اصل اصول ہیں کیونکہ آگے چلکر وہ پڑھیں گے کہ ڈاکٹر رسل کا بڑا کارنامہ انھیں قوانین میں سے ایک قانون کا کشف و مطالعه ہے -

(تنازع البقاء)

" تنازع البقا " سے مقصود یہ ہے کہ تمام حیوانات ارضیه زندہ رهنے اور زندگي کو قوي و صحیح کرنے کیلیے باهم ایک دوسرے سے متنازع هیں - ان میں سے هر وجود کوشش کرتا ہے کہ اپنے تئیں باقي رکھے اور اپني تعداد اور قوت کو زیادہ کرے - اگر اسمیں کوئي دوسرا وجود مزاحم هو تو اُسے پامال کردے -

" حیوانات " کي خصوصیت اس بنا پر کي گئي کہ سردست اس مسئله کو اصلیت انواع حیوانیه کي حیثیت سے پیش کرنا ہے ورنہ دراصل یہ ناموس فطرة عام ہے اور " حیوانات ارضیه " کي جگه بہتر ہے کہ " موجودات ارضیه " کا لفظ بولا جاے - سمندر کي موجیں جب کناروں سے ٹکراتی هیں اور واپس هوتے هوے اسکي هستي خاکي کا ایک بڑا حصه اپنے ساتھه لیجاتي هیں ' تو کیا یہ بھي اسي تنازع بقاء کي ایک مثال نہیں هوتي ؟

فطرة الهیه نے هستي اور وجود کے بقاء کي طلب هر شے میں ودیعت کي ہے اور وہ جب سے جهدگاه عالم میں موجود ہے ' صرف یہي کرتي آئي ہے کہ اپنے تئیں باقي رکھنے کیلیے هاتھه پانوں مارے اور خود کو هلاک و ضائع هونے سے بچاے - چونکہ یہ جد و جهد هر وجود میں ہے ' اسلیے دنیا مجاهدات حیات اور طلب بقا کا ایک میدان جنگ بن گئي ہے ' جسمیں ان گنت اور لا تحصی حریف باهم ایک دوسرے سے لڑ رهے هیں ' اور هر حریف دوسروں کو پامال کرنا اور صرف اپنے هي وجود کو باقي رکھنا چاهتا ہے - یہ تنازع ' وجود وحیات کي ابتدائی ادنی ارکم ترقي یافته صورتوں سے لیکر خلقت حیواني کي انتهائي صورتوں تک میں موجود ہے ' اور انسان میں خاندانوں ' جماعتوں ' آبادیوں ' قوموں ' اور ملکوں کی باهمی کشاکش بھي اسي میں داخل ہے -

یهر عالم اجسام سے باهر بھي یهي قانون کارفرما ہے - اور جسطرح جسم اسکا میدان کارزار ہے ' اُسی طرح دماغ بھي معرکه گاہ ہے - اعتقادات و خیالات ' علوم و فنون ' اخلاق و عادات ' رسوم و اوضاع ' یہ تمام چیزیں بھی اسي تنازع بقاء کے زیر اثر اپني اپني هستي کے قیام کیلیے ایک دوسرے سے لڑ رهي هیں اور چاهتي هیں کہ انکے سوا اور کوئي شے زندہ و باقي نہ رهے -

(الانتخاب الطبیعي یا بقاء الاصلح)

دوسرا قانون " انتخاب طبیعي " ہے - اور اسي کا عمل " بقاء اصلح " ہے -

زندگي اور بقا کا یہ تنازع ' اور جد و جهد حیات کا یہ تصادم و تسابق ' جو تمام سطح ارضي میں جاري ہے ' بالآخر اس نتیجه تک پهنچتا ہے کہ قوة قاهرۂ فطرة اُن میں سے ارفق و اصلح کو منتخب کرلیتي اور اضعف و ادنی کو چھانٹ دیتي ہے - یعني اس باهمي جنگ کا نتیجه یہ نکلتا ہے کہ ایک عرصے کے باهمي مقابلے اور جد و جهد کے بعد وهي زندہ اور باقي رهتا ہے ' جو اوروں سے زیادہ قوي ' زیادہ صحیح ' زیادہ صالح و سالم ' اور اسلیے زندگي و بقا کا زیادہ مستحق ہے - جنکے اندر ضعف و نقص هوتا ہے اور صحت و صلاح سے محروم هوتے هیں ' وہ رفته رفته اس جنگ و تنازع کي مقاومت سے عاجز آکر ضائع و هلاک اور نا بود و مفقود هو جاتے هیں -

یہ قانون بھي عالمگیر ہے اور هر شے پر حاوي - جمادات و نباتات اور حیوانات ادنی و اعلی ' کوئی بھي اس سے خالي نہیں - جسمانیات و ذهنیات کے کسي عالم میں نکل جائیے - هر جگه آپکو اُن رفتگان پیشین کے قبور و اموات نظر آئیں گي ' جو اپني جهد حیات میں ناکام رهے ' اور ضعف نے قوت سے اور نقص نے صحت و صلاحیت سے بالآخر شکست دیدي -

" زندگي قوت اور موت ضعف ہے "

(المطعمة)

وجود حیواني بیرواني اثرات سے موثر ہے - وہ غذا جو وہ کھاتا ہے ' وہ وسائل و ذرایع جنکے ذریعه اُسے غذا میسر آتي ہے ' وہ آب و هوا جسمیں وہ نشو و نما پاتا ہے ' وہ تمام طرق معیشت و حیات جو اُسے حاصل هوتے هیں ؛ ان سب نے ملکر کیلیے وہ یکسر انفعال ہے ' اور اِن میں سے هر شے اسکے جسم و اعضا پر اثر ڈالتی ہے -

قانون مطابقة سے مقصود یہ ہے کہ ٹاٹ سب بدلتے هیں اور ایک مدت مدید ان میں گذر جاتي ہے تو انکی وجہ سے بھي وہ اختلافات جسم و صورت و فعل پیدا هوجاتے هیں ' جنسے بنا پر هم ایک نوع حیواني کو دوسري نوع انساني سے الگ کرتے هیں -

مثلاً شیر کے متعلق هم کو معلوم ہے کہ وہ ایک گوشت خور جانور ہے - اسکا معدہ بہایت قوي و حار ہے تاکہ هر طرح کے گوشت کو هضم کرسکے - اسکے دانت تیز اور تیز هیں تاکہ پوري قوت سے سخت سے سخت حیوان کا گوشت چبا سکیں - انکے پنجے بڑے بڑے هیں تاکہ اپنے شکار کو ایک هي وار میں پھاڑ سکیں -

لیکن اگر یهی شیر کسي ایسے ملک میں نشو و نما پاتا جهاں گوشت میسر نہ آتا کہ دانتوں سے چبایا جاے - جهاں وہ گرم و خون آلود غذائیں نہ ملتیں ' جنهیں قوي تر آلات هضم کے ذریعه هضم کیا جاے ' اور جهاں ایسے حیواني شکار نہ ملتے ' جنکو خونخوار پنجوں سے پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کیا جاے - ایک جنگل هوتا جسمیں صرف اغذیۂ نباتاتي هوتیں ' سبز پتوں اور گھاس کي شاخوں کے سوا اور کوئي شے میسر نہ آتي ' اور شیر کو ایک ایسے زمانۂ ممتد تک جو اس انقلاب طبیعي کیلیے ضروري ہے ' وهاں رهنا پڑتا تو اسکي کیا حالت هوتي ؟ چند نسلوں کے بعد اُسکا معدہ اور اسکے آلات هضم بالکل بدل جاتے ' اُسکے دانت جڑ سے بڑے بڑے تیز دانت لے لیے جاتے ' اور خونخوار پنجوں کي جگه نرم و دوابی تلوے اور ملائم هتیلیاں پیدا هو جاتیں

کیوں ؟ اسلیے کہ یہ تمام آلات هضم وغیرہ اسلیے تھے کہ جس طرح کي غذا اُسے میسر آتي تھي ' اسکے حصول کیلیے اُن کي ضرورت تھي ' لیکن گھاس اور پتوں کے اور کے لیے ' اور هضم کرنے کیلیے اب انکي ضرورت باقي نہ رهي

اُس صورت میں شیر کي موجودہ سنل و هیولی سے بالکل ایک مختلف چیز همارے سامنے هوتي ' اور قیاس میں آسکتا ہے کہ یہ کوئي نوع خاص ہے

پھر تھوڑي دير کيليے فرض کرو کہ اُس شير کو کوئي ايسي جگہ معيشت کيليے ملي ہوتي ' جہاں زمين ہر طرح کي غذاؤں سے خالي ہوتي اور اُسے نا چار اپني غذا کيليے پاني ميں اُترنا پڑتا يا کسي نہر ميں سے گذرنا پڑتا ' تو اس صورت ميں ايک عرصے کے بعد يقيناً شير کي ايک ايسي نسل طيار ہو جاتي ' جسکے پاس تيز دانتوں اور خونخوار پنجوں کي جگہ پيرنے کے کيليے مناسب اعضا ہوتے -

گرم و سرد اور خشک و تر ممالک کے اختلافات مزر بوم نے ايسے ہزارہا انقلابات حيوانيہ پيش کيے ہيں جو قانون مطابقة کي تائيد کرتے ہيں - برفستاني ملکوں کے جانور منطقۂ حارہ کے قرب ميں آکر اپنے اُن تمام بڑے بڑے بالوں سے محروم ہوگئے جو فطرة نے اُس سرد ملک کي برف سے محفوظ رہنے کيليے انہيں عطا کيے تھے -

(الوراثة)

يہ قانون طبيعي عام اور اسکا مقصود اسکے نام سے واضح ہے -

ہر شخص جانتا ہے کہ وہ تمام صفات عرضيہ جو والدين ميں اختلاف احوال وسط (گرد و پيش) اور اثر معيشت و مرز و بوم سے پيدا ہوتے ہيں ' وہ انکي اولاد ميں منتقل ہوتے ہيں ' اور اسکا مشاہدہ ہر روز ہر شخص کرتا ہے -

ليکن مذہب نشو و ارتقا نے اسپر دوسري نظر ڈالي ہے - يہ اثرات جو آبا و امہات سے اولاد ميں منتقل ہوتے ہيں ' ان ميں ايک دور و تسلسل قائم ہوگيا ہے - يکے بعد ديگرے ہر والدين اپنے والدين کے اثر کو قبول کرتے ' ساتھہ ہي نئے نئے اثرات خاص حاصل کرتے ' اور پھر اس مرکب و مجموعي اثر کو اپني اولاد کيليے چھوڑ جاتے ہيں - يہ سلسلہ برابر بڑھتا جاتا ہے اور اپنے نتائج تدريجي جمع کرتا جاتا ہے - يہاں تک کہ ايک زمانۂ ممتد کے بعد وہ تمام اختلافات عرضيہ ' اختلافات جوہريہ بن جاتے ہيں ' اور ايک نئي نوع و قسم پيدا ہو جاتي ہے -

مثلاً کسي خاص نوع کو اپنے سامنے رکھو - اسکے ايک گروہ نے چند خاص اثرات حاصل کيے اور وہ اپنے بعد اپني اولاد ميں بھي بر بناے قانون وراثت منتقل ہوے - وہ نسل اُن اثرات کے ساتھہ اپني خاص خاص حالتوں ميں رہي اور اس طرح اُور چند نئے اثرات بھي اُس نے قبول کرليے - اب اپني اولاد جو پيدا ہوئي ' اُسے نہ صرف اپنے اجداد ہي کا اثر ورثے ميں ملا ' بلکہ وہ مجموعي اور مرکب اثر ملا ' جسميں ايک عنصر اثرات قديم اجداد کا ' اور ايک عنصر اثرات حديثۂ والدين کا تھا -

يہ نسل بھي پھيل گئي اور اپنے مخصوص حالات معيشت سے خاص خاص اثرات قبول کرتي رہي - اب اسکا ورثہ اسکے والدين و اجداد کے اثرات وراثة کے ساتھہ ' اسکے مختص اثرات سے ملکر مرکب ہوا ' اور اس سے جو نئي نسل پيدا ہوئي ' اسکے ورثے ميں يہ جديد مرکب اور مجموعۂ اثرات آيا -

اسي طرح نسلاً بعد نسل قانون وراثت کا دور قائم رہتا ہے اور اثرات معيشت و زندگي طرح طرح کے امتزاج و آميزش سے مرکب ہوتے اور قسم قسم کي صورتوں اور حالتوں ميں منتقل ہوتے رہتے ہيں -

اب ديکھو کہ ہزاروں اور لاکھوں برسوں کے اندر يہ اثر وراثت نئے نئے اثرات کے اضافہ و ترکيب کے بعد کس درجہ مختلف اور متغير ہوجاتا ہوگا ؟ اور وہ پہلا اثر وراثت جو کسي نوع کي اولين نسل نے اپنے آبا و امہات سے پايا تھا ' اُس حالت سے کس درجہ مختلف و متضاد ہوگا ' جو قرون مديدہ اور سنين متوالیہ کے جذب و تاثر کے بعد آج اُسکي نسل ميں پائے جاتے ہيں ؟

مذہب نشوء ارتقا کے حماة کہتے ہيں کہ يہي حالت ہمارے نظريہ کي تصديق کرتي ہے - تم آج حيوانات کي جن اشکال کو مختلف نوعوں ميں ديکھتے اور تعبير کرتے ہو ' انکا اختلاف نوعي در اصل اُنہي اثرات طبيعيہ کا نتيجہ ہے جو بر بناے انفعال و استجلاب طبيعة حيواني ' اُس پر موثر ہوے ' اور پھر نسلاً بعد نسل نئے نئے اثرات سے مرکب ہو ہو کر قانون وراثت کي بنا پر منتقل ہوتے رہے - يہاں تک کہ ايک زمانۂ ممتد کے تغيرات سے اختلاف عرضي نے اختلاف جوہري کي سي صورت اختيار کرلي ' اور يہ اختلافات بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھے کہ ايک ہي نوع سے مختلف انواع و اقسام پيدا ہوگئے -

يہ ضرور ہے کہ قانون وراثت کي بنا پر جو اختلافات پيدا ہوتے ہيں ' وہ ابتدا ميں محض بسيط ہوتے ہيں ' ليکن يہ ياد رکھنا چاہيے کہ مذہب ارتقاء ميں ہر تغير کيليے ايک عظيم الشان امتداد وقت شرط ہے - اور ہزاروں لاکھوں برسوں کے بعد اُن اختلافات بسيطہ کو اختلاف نوعي کا موجب بيان کيا جاتا ہے -

اس تمہيدي توضيح و تشريح کے بعد اب ہم ڈاکٹر ويلس کے حالات کي طرف متوجہ ہوتے ہيں -

(نام ' نسب ' ولادت ' تعليم)

ڈاکٹر ويلس کا پورا نام الفريڈ رسل ويلس ہے - نسب کے متعلق اسقدر يقيني ہے کہ انکا باپ اسکاچ خاندان سے تھا -

الفريڈ رسل اسکا ساتواں بيٹا ہے - سنہ ١٨٢٣ ع ميں اسک واقع مان مارتھہ شاسٹر ميں پيدا ہوا - ايام طفوليت يہيں گذارے ' اور يہيں اس ذرق تاريخ طبيعي کا آغاز ہوا جس نے آگے چلکے الفريڈ رسل کو ايک بہت بڑا طبيعي بنا ديا -

٤ - برس کي عمر ميں وہ اپنے گھر والوں کے ساتھہ ہرٹفورڈ چلا گيا اور ايک مدرسہ ميں داخل ہوگيا -

ہرٹفورڈ ميں اسکي تعليم کے متعلق اہم ترين واقعہ يہ ہوا کہ اسکا باپ شہر کے کتبخانہ کا ناظم ہوگيا - کم سن ويلس اپنے فرصت کے گھنٹے اس کتبخانہ کے ايک گوشہ ميں بيٹھکے يوں بسر کرتا کہ اٹھارويں صدي کے اعلیٰ ذخيرۂ ادب کے ساتھہ طبع آزمائي کرتا -

١٦ - برس کي عمر ميں اس نے اسکول چھوڑ ديا اور اپنے بھائي جان کے ساتھہ رہنے کے ليے لندن بھيجا گيا - جان ہيمپسٹيڈ روڈ ميں ايک بلڈر (جہاز ساز ' عمارت ساز ' معمار وغيرہ) کے يہاں کام سيکھتا تھا -

اگرچہ اسکے صرف چند ماہ وہاں بسر ہوے تاہم اُسکے خصائل پر اِسکا بہت بڑا اثر پڑا - اسکا بھائي جان شام کو زيادہ تر ايوان علم (ہال آف سائنس) ميں رہتا تھا - يہ ہال تاتين ہمکورٹ روڈ ميں تھا اور ايک اولين علمي کلب کي حيثيت رکھتا تھا - اسکے بعد ميکنکس انسٹيٹيوٹ قايم ہوا جو گويا ترقي يافتہ دستکاروں کا ايک عمدہ مجمع تھا - يہاں کي معمولي نشستگاہوں کي فضائيں بھي روبرٹ ڈيل اوين کے اثر سے لبريز تھيں جو راہ اشتراکيت و اتحاد عمال (سوشيا ليزم) کے مشہور ہموار کرنے والوں ميں سے تھا - يہي زمانہ تھا جب ويلس نے اختصاص قوميت و ارض (ليند نيشليزيشن) اور اسي قسم کي ديگر تحريکوں ميں دلچسپي ليني شروع کي -

(آغاز شہرت)

ڈاکٹر ويلس کي اصلي شہرت سب سے زيادہ ايک عالم الحيات اور موئيد اصول ارتقائي حيثيت سے ہے - اسکي زندگي کا مرکزي واقعہ اور اسکي شہرت کي سب سے زيادہ دير پا بنياد يہ ہے کہ اُس نے مسئلۂ ارتقا کے اس عہد کے متعلق اپني اکتشافات سے راہ

تحقیق کھولي ' جو اصول انتخاب طبیعي کي بنا پر انواع طبیعیه کے آغاز اور انکے ارتقا کا عہد ہے -

انیسویں صدي کے نصف اول تک انگلستان میں طبعییات نہایت کس میرسي کے عالم میں تھے ' اور تاریخ طبیعي کے لیے مقبول عام تعلیم میں کوئي جگه نه تھي - اسلیے کم سن ویلس کیلیے ضرور ہوا که ان تحقیقات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے جو اسکو شہرت اور دولت کا ایک معتدل حصه دلوا نے والي تھیں - اس نے اس میدان میں سب سے پہلا قدم سنه ۱۸۳۷ کے موسم گرما میں رکھا ' جبکه اُسکا بڑا بھائي ویلیم اُسے اپنے ساتھه لے گیا تھا تاکه زمین کي پیمایش کے کام میں مدد لے -

ویلیم اسوقت بیڈ فورڈ شائر میں پیمایش کا کام کرتا تھا - وهیں اس چودہ برس کے لڑکے کو بھي لیگیا - آئندہ سات برس تک یہ دونوں بھائي پیمایش کي تقریب سے جنوب انگلستان اور ویلز کے بڑے بڑے حصوں میں پھرتے رہے - اس گشت و سیاحت کي وجه سے انکو زیادہ تر میدانوں میں رہنا پڑا اور اسطرح انھوں نے زمین کي مختلف سطحوں کا خوب مطالعه کیا -

ایک دوست کے اتفاقیه ریمارک سے ویلس کو جنگلي پھولوں کے متعلق بعض امور کے سمجھنے کي ترغیب ہوئي - اور وہ ایک حد تک اس ایک شلنگ کي کتاب کے لے لینے سے پوري ہو گئي جو انجمن اشاعت علوم مفیدہ نے شائع کي تھي - اس سے پتہ چلتا ہے که اسکي طبیعت آغاز عمر ہي سے اس قسم کے مطالعه کے لیے پوري طرح طیار تھي -

(امیزن پر سفر)

۲۱ - برس کي عمر میں ویلس نے پیمایش کا کام چھوڑ دیا کیونکه اسمیں زیادہ کامیابي کي امید نه تھي اور لیسٹر کے ایک اسکول میں ملازم ہو گیا - اُس نے پہلے پہل یہاں تحقیقات علم النفس میں دلچسپي لي اور یہیں اُسے اسپریچولیزم (روحانیات و استحضار ارواح) کي صحت کا یقین آ گیا جو اسکي زندگي کا بہت بڑا واقعه ہے - یہاں تک که وہ ایک پکا اسپریچولیست (روحاني) ہو گیا -

یہیں اس سے اور مشہور طبیعي اور سحر نگار ' ڈاکٹر بیٹس هنري والٹیر سے شناسائي ہوي جو بعد میں ایک ایسے سفر نامه کا مصنف ہوا ' جو انگریزي زبان میں آجکل بہترین سفر نامه مانا جاتا ہے -

بیٹس ایک بہت بڑا عالم علم الریاح (Entomologist) تھا - ویلس ابھي تک صرف علم النباتات ہي پر قانع تھا مگر بیٹس کي مثال اور اسکے نشاط و شغف کار کو دیکھکے تتلي اور بھونروں (Beetles) کو جمع کرنا شروع کیا -

لیکن تھوڑے ہي عرصے کے بعد دونوں دوستوں کو معلوم ہو گیا که قدرت کے دریافت کرنے کے لیے انگلستان میں کافي میدان نہیں ہیں - پس ان دونوں نے اس امید پر که مصارف سفر ان اشیاء کي قیمت سے نکل آئینگے جو وہ جمع کرکے لائینگے ' گرم ممالک میں سفر کرنے اور اسي کے ساتھه گرم ممالک کي زندگي کے متعلق علمي معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا -

سنه ۱۸۲۸ ع میں وہ اس غرض سے پیرا گئے که وادي امیزن کي تفتیش کریں - وادي امیزن وهي مقام ہے ' جسکي طرف " رایچ آف دي امیزن " کي اشاعت نے لوگوں کي توجه مبذول کر دي تھي -

یہ دونوں چار برس تک باہر رہے - انکے تجارب و مشاهدات نے دو اول درجه کي اهم کتابیں تیار کیں :

ایک " دریاے امیزن " مولفه بیٹس مطبوعه سنه ۱۸۶۳ع اور دوسري " سفرنامه امیزن و ریو نیگرو " مولفه ویلس مطبوعه سنه ۱۸۵۳ ع -

اگرچه موخر الذکر کتاب کي صرف پانچسو کاپیاں چھپوائي گئي تھیں مگر با ایں همه کل کاپیاں کہیں دس برس میں جاکر فروخت ہوئیں !

تاهم انھوں نے اپنے مصنف کو طبیعیین کي مجلس میں روشناس کردیا ' اور ان مقامات کي تاریخ طبیعي میں ایک گراں بہا اضافه تسلیم کي گئیں جن مقامات سے انمیں بحث کي گئي تھي -

اسکے بعد بیٹس اور ویلس علحدہ ہوگئے اور دونوں نے اپنے لیے مختلف میدان عمل انتخاب کیے -

ویلس نے جو اندوختہ اشیاء بھیجي تھیں وہ بہت تھیں اور گو ایک چالان جسمیں بہت سا سامان تھا ' راستہ ہي میں جہاز پر جلگیا مگر با ایں همه ان اشیاء کي قیمت سے اسکے مصارف کي ادائگي کے بعد ایک معتدل رقم پس انداز بھي ہوگئي -

لندن میں مختصر قیام کے بعد جسکے اثناء میں اس نے علم الحیات کے متعلق اپني معلومات کو وسیع کیا اور ڈارون نیز ہکسلے کے حلقے کے اثرات قبول کیے ' وہ مشرق کي طرف روانه ہوا - اس مرتبه اس نے عزم کر لیا که وہ ملایا کے مجمع الجزائر کي ضرور تفتیش کریگا جو ایک طبیعي کیلیے بہت سے غیر پامال میدان تفتیش اپنے اندر رکھتے ہیں - یہ دوسرا سفر تھا جسکے اثنا میں اسے اپنے زندگي کے سب سے بڑے اکتشاف کا سراغ ملا -

(ملایا میں آغاز عمل)

سنه ۱۸۵۴ ع کے آغاز میں ویلس سنگاپور روانه ہوا - اور پورے آٹھه برس اس نے ملایا کے مجمع الجزائر میں گشت لگایا - وہ ان مختلف اور عجیب و غریب اشکال حیات کا مطالعه کرتا رہا جو اسے وہاں ملیں ' اور ان مسائل پر غور و خوض کرنے میں مصروف رہا جو ان اشکال حیات کي وجه سے پیدا ہوئے تھے - اسکے مصارف ان اندوختہ اشیاء کي قیمت سے نکلتے رہتے تھے جو وہ وقتاً فوقتاً گھر بھیجتا رہتا تھا - اس نے ایک وافر سرمایه معلومات کا جمع کر لیا اور اسکے بعد ہي بیش بہا اور اهم کتابوں کا ایک سلسله شروع ہوگیا -

اس سلسلے کا آغاز سنه ۱۸۶۹ ع میں " سفر نامه مجمع جزائر ملایا " سے ہوا تھا اور پھر " طبیعت ممالک حارہ " (مطبوعه سنه ۱۸۷۸ ع) " تقسیم حیوانات جغرافي " (مطبوعه سنه ۱۸۷۶ ع) کے بعد " حیات جزیرہ " (مطبوعه سنه ۱۸۸۰ ع) پر ختم ہو گیا -

ادھر علم الحیات کے متعلق یه تمام کتابیں شائع ہوئیں اُدھر اسکا وہ اکتشاف عظیم جسکا ذکر آگے ایگا ' اُسکي غیر حاضري میں انگلستان کے علمي حلقوں کے آگے رونما ہوا ان تازہ حالات نے یکایک اسکے آنے والے کارناموں اور چھپے ہوے کمالات کے چہرے سے نقاب اُلٹ دي - یہاں تک که جب سنه ۱۸۶۲ میں وہ لندن واپس آیا ہے تو بزرگتر ڈارون کے علاوہ اپنے نام کو علمي دنیا کے اس گوشے سے اس گوشے تک مشہور پایا !!

ملایا کے مجمع الجزائر اور امیزن ویلي کي عجیب و غریب اشکال حیات میں کوئي شخص یه غور کیے بغیر نہیں رہسکتا که یه گوناگوں و بوقلموں انواع حیات کیونکر وجود میں آئیں ' اور انہوں نے اپنے یه عجیب و غریب خواص کیونکر حاصل کیے ؟ سنه ۱۸۳۶ ع میں بیگل سے واپسي کے بعد جسوقت ڈارون میں

اس سوال پر غور کر رہا تھا ' ٹھیک اسی زمانے میں ویلس بھی اپنی تنہا سیر و سیاحت کے اثنا میں اسی سوال پر سر بزانوے تفکر و تفحص تھا - ڈارون نے اپنے مخصوص صبر و تحمل کے ساتھہ ۲۰ - سال ایک نظریہ کی ترتیب میں صرف کیے جو اس سوال پر غور و فکر کا نتیجہ تھا - یہ نظریہ اسکے دل کے تاریک تجسس کدے میں بجلی کی سی روشنی اور بجلی ہی کی سی سرعت کے ساتھہ نمودار ہوا تھا ' جبکہ وہ مشہور مالتھس کا مقالہ " آبادی " کے عنوان پر سنہ ۱۸۵۸ میں پڑھرہا تھا - ایسا ہی حال ویلس کا بھی ہوا جبکہ وہ بخار کی شدت میں مبتلا تھا ' اور اسکی وجہ سے اپنے تمام اعمال علمیہ کے ترک کر دینے پر مجبور ہو گیا تھا - بیکاری اور علالت کی تکلیف دہ تاریکی میں یکایک علم کی مسرت اور خوشی کی ایک روشنی نظر آئی ' اور کسی چیز نے خود بخود " مالتھس " کے مقالات کی یاد پیدا کر دی - وہ گو انہیں بارہا پڑھچکا تھا لیکن اس نے ایک تازہ ترین ذوق کے ساتھہ اُنکے صفحات پر نظر ڈالی اور اُسی وقت اسکے قلب پر القاء علمی کا نزول شروع ہوگیا -

(یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مالتھس نے انسانی آبادی و عمران پر بحث کی ہے اور خاص طور پر اپنے مضمون میں ان اسباب و علل پر نظر ڈالی ہے جو انسان کی ابتدائی اقوام کی آبادی کو افزائش و ترقی سے روک دیتے ہیں - مثلاً جنگ ' متعدی امراض ' حوادث طبیعیہ ' قحط سالی ' وغیرہ وغیرہ)

(بقاء اصلح)

ویلس خود لکھتا ہے ' اور اس سے زیادہ بہتر کیا ہو اگر اُسے دیکھنے کیلیے خود اُسکی زبان آنکھہ کا کام دے ؟

" جبکہ میں مالتھس کا مطالعہ کر رہا تھا ' تو مجھے خیال ہوا کہ یہی اسباب عام حیوانات میں بھی مؤثر و کارفرما ہیں - چونکہ حیوانات کی پیدایش انسان کی پیدایش سے زیادہ ہے اسلیے اِن مہلک اسباب کی وجہ سے انکی بربادی بھی زیادہ وسیع و عظیم ہونی چاہیے تاکہ ہر نوع کی صرف مناسب اور ضروری تعداد ہی قدرت محفوظ رکھے -

حیوانات میں سلسلۂ توالد و تناسل برابر جاری ہے - اکثر جانوروں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں پانچ پانچ چھہ چھہ بچے جنتے ہیں - انسے آگے بڑھتے ہیں تو ایک ہی وقت میں بیس بیس انڈوں کو سیکتی ہوئی مرغیاں نظر آتی ہیں - اور ترقی کیجیے تو ایک ہی وقت میں سیکڑوں تک کی تعداد روح حیوانی کے ضعیف و کم اعضا مظاہر میں ملیگی -

یہ سلسلہ ایک ان گنت اور ما فوق التخمین زمانۂ ماضی سے جاری ہے پس اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس وقت تک ان حیوانات کی کثرت سے تمام کرۂ ارضی چھپ گیا ہوتا اور انسان کو بسنے کیلیے جگہ نہ ملتی ؟

مگر ایسا نہیں ہے اور دیکھنے میں بھی سال بسال انکی افزایش نسل کا کوئی قدریبھی ثبوت نظر نہیں آتا -

اسکا سبب یہی ہے کہ قدرت نے ہر طرح کے حیوانات کی ایک خاص تعداد ضروری سمجھی ہے اور اس سے زیادہ ہونے نہیں دیتی - اسباب موانع افزایش تعداد ہر موقعہ پر اپنا کام کرتے رہتے ہیں -

اسی طرح میں اپنے سلسلۂ غور و فکر میں منہمک ' قدم بڑھاے آگے بڑھتا گیا - یہاں تک کہ میں ایک دوسری منزل تک پہنچا - میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اچھا ' بعض کیوں مرجاتے ہیں اور بعض کیوں زندہ رہتے ہیں ؟

کیا صرف موانع افزایش و ترقی نسل ہی کی وجہ سے ؟

لیکن وہ تو ہر وقت موجود نہیں ' اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں زندگی اور موت ' دونوں برابر کام کرتے رہتے ہیں ؟

کیا ایسا تو نہیں کہ زندگی و موت بھی کسی با قاعدہ اصول انتخاب کے ماتحت ہیں اور اچھے چن لیے جاتے ہیں اور ناقص کو ردی کرکے پھینکدیا جاتا ہے ؟

معاً یہ برق حقیقت میرے دماغ میں بجلی کی طرح کوندی کہ قدرت جو کچھہ کرتی ہے ' نسل اور اجسام کی ترقی و افزایش ہی کیلیے کرتی ہے ' وہ کوئی ایسا قانون وضع نہیں کر سکتی جن سے موانع افزایش نسل اسباب فراہم ہوں -

البتہ وہ نسل حیوانی کو بڑھانے کیلیے اور اسکی طاقت اور قواء نشو کی صحت و سلامتی کیلیے ' ایک اصول انتخاب نافذ کر چکی ہے تاکہ ہر نسل میں ادنیٰ مرجالیں اور صرف اعلی و اصلح ہی زندہ رہیں -

جو صحیح و صالح ہوگا ' وہی زندہ رہیگا - جو ضعف و نقص سے غیر صالح ہے ' اسکو ضائع ہی ہو جانا چاہیے تاکہ نسل اور حیات کی صحت و ترقی کو نقصان نہ پہنچاے -

اگر فطرۃ ایسا کر رہی ہے ' تو یہ ترقی و افزایش کو روکنا نہیں ہے ' بلکہ عین اسی افزایش و ترقی کی حفاظت ہے

جراح سڑے گلے ہوے عضو کو جسم سے الگ کر دیتا ہے - یہ جسم کا ایک شدید نقصان ہے - لیکن ایسا نقصان ہے کہ اگر یہ نقصان نہو تو پورے جسم کے نقصان سے ہمیں دو چار ہونا پڑے -

اس نظریہ کے کشف و حصول نے میری آنکھیں کھولدیں ' میں جو ابسے پہلے اپنے تمام مشاہدات حیوانیہ میں صرف سوال تھا - اب دیکھنے لگا تو ہر طرف میرے سامنے جواب و تشفی کی صدائیں موجود تھیں !

ایک مرتب سلسلہ میرے سامنے تھا جس کا مواد اگرچہ عام معلومات میں سے تھا ' لیکن نتائج بالکل نئے تھے !

دنیا میں تغیرات پیدا کرنے والی مختلف چیزیں ہیں - زمین اور اسکے اثرات ہیں ' سمندر اور اسکی موجیں ہیں - غذا اور اسکے انواع و اقسام ہیں ' موسم اور اسکے عجیب و غریب سرعت کے ساتھہ کام کرنے والے اثرات ہیں - جب یہ تمام تغیرات طاری ہوے جیسا کہ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ' تو مختلف انواع حیات میں بھی وہ تبدیلیاں ہوئیں جو تغیر شدہ حالات کے قبول کرنے کیلیے ضروری ہیں - پھر چونکہ محیط (ا) کے تغیرات ہمیشہ سست رفتار ہوتے ہیں - انکی مثال کھڑی کی بڑی سوئی کی سی ہوتی ہے جسکے رفتار کو امتداد وقت کے بعد معلوم کرسکتے ہیں مگر دیکھہ نہیں سکتے ' اسلیے ضرور ہے کہ ہر نسل حیوانی اُن تغیرات سے متاثر ہونے کیلیے بہت وقت لیتی ہوگی جو قانون " بقاء اصلح " کے نفاذ میں مؤثر ہیں -

تغیرات کی اس بطی السیر حالت سے قدرت پورا کام لے رہی ہے - اس طرح نظام حیوانی کے ہر حصے میں ٹھیک اُسی طرح ترمیم و تخفیف ہو جاتی ہوگی جس طرح کی اُسے مطلوب ہے - اور جن میں ترمیم نہوتی ہوگی ' وہ اثناء ترمیم ہی میں مرجاتے ہونگے - اور اگر یہ سچ ہے تو بجاے " ہونگے " کے " ہو جاتے ہیں " کہنا چاہیے -

اسمیں یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ اس طریق حفظ و ضیاع سے انواع جدیدہ میں ہر ایک نوع کے محمود خصائل ' اور دیگر انواع سے امتیازات ' واضح اور نمایاں ہو جاتے ہیں -

اسکے بعد میں نے اپنے تمام مطالعۂ حیوانات و اجسام حیہ میں اسی قانون " بقاء اصلح " کی عینک انکھوں پر چڑھا لی - اب میری مرئیات بالکل صاف اور غیر مشتبہ تھیں "

مراسلات

میرا پہلا مضمون دربارہ مسئلہ مصر (مندرجہ الہلال نمبر ٦ جلد - ٣) اگرچہ قوم کی دلچسپي کا باعث نہوا اور ابتک کسي ہم اہنگ نے اپني صدا بلند نہ کي ' لیکن اس خیال سے کہ ہندوستان سے اسکا کوئي خاص تعلق نہیں اور نیز وہ افکار و حوادث جو گذشتہ دنوں میں پیش آے ' قوم کو ایسے مسئلوں کے طرف توجہ دلانے کے لیے قدرتاً مانع تھے ' میں دل گرفتہ نہیں ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مسلمانان ہند ضرور مسئلۂ مصر سے دلچسپی لیں گے -

مصر و شام اسلامي تاریخ میں ہمیشہ ساتھہ ساتھہ رہے اور انشا اللہ ہم اپني آنکھوں سے پھر مصر و شام کو ساتھہ دیکھینگے - مصر کیونکر جدا ہوا ؟ ایک البانی سپاہي کي شوریدہ سري سے - مصر کي یہ حالت کیوں ہوئي ؟ اسکي اولاد کي نا قابلیت اور فضول خرچیوں سے - لیکن کیا ان دو غلطیوں کي تلافي ممکن نہیں ؟ مصر کا تعلق کیا اب دولت عثمانیہ سے نہیں ہے ؟ کیا انگریزوں نے واقعي اسے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے ' اور اپني قومي شرافت کے خلاف کیا وہ ایک ذلیل ترین دغا بازي کے مرتکب ہونگے ؟ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے - ہم میں سے بعضوں کو یہ ایک وہم ہے کہ انگریز مصر کے مالک بنے بیٹھے ہیں - لیکن اگر نظر تحقیق سے دیکھا جاے تو انگریزوں کي حیثیت ابتک بالکل ایک مشیر کي سي ہے - کوئي معاہدہ ' کوئی فتح ' کوئي انصاف ' اور خود انکا کوئي قول مصر پر قابض ہونے کے حقوق نہیں دلاتا - لیکن جو لا پروائي حکومت عثمانیہ نے اس بارے میں دکھلائي ہے اور وہ آزردہ کرنے والے خیالات جن سے مصر خود اپني ذیرہ اینت کي مسجد جدا بنانا چاہتا ہے ' البتہ انگریزوں کے لیے ایک انگریزي مصر کي تیاري کا ہمیں خوف دلاتے ہیں - میں نے خود اکثر مصریوں اور ترکوں کے اقوال پڑھے ہیں جنمیں خوشامد اور خوف کے ساتھہ اس امر کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ ہندوستان و مصر انگریزي حکومت میں نہایت خوش و خرم ہیں -

ہندوستان ضرور ہوگا - لیکن مصر کے متعلق تو ایسي راے رکھنا برٹش گورنمنٹ کے کونسل جنرل مصر کو گورنر جنرل مصر بنا دینا ہے -

مصر کے متعلق جو کچھہ میں پہلے لکھہ چکا ہوں ' اسکا دہرانا یہاں ضروري نہیں سمجھتا - میں اس مضمون میں صرف وہ پہلو دکھانا چاہتا ہوں جس کي رو سے مصر کا ترکي حکومت سے ملنا بلا کسي دقت کے ہوسکتا ہے -

انگریزوں کے مصر کے متعلق کیا خیالات ہیں ؟ لارڈ کرومر اور لارڈ پامرسٹون کے الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہوں جو کہتے ہیں :

" انگلستان کي یہ خواہش نہیں کہ وہ مصر پر قبضہ رکھے لیکن انگریزي فوائد کے لیے یہ بہت ضروري ہے کہ یہ ملک کسي دوسري یوروپین طاقت کے قبضے میں بھي نہ آجاے - انگریزي پالیسي مصر میں ہمیشہ اسی اصول کي پابند رہي - سنہ ١٨٥٧ میں نپولین ثالث شاہنشاہ فرانس نے انگریزي حکومت کے آگے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ شمالي افریقہ منقسم ہوکر مراکو فرانس کے قبضے میں آیا ہے - تیونس روڈینا کے ماتحت اور مصر انگریزوں کے ماتحت - تو اسپر لارڈ پامرسٹون نے اپنے خیالات کا اظہار لارڈ کلیرنڈوں کے خط میں بدیں الفاظ کیا تھا : " ہماري بالکل خواہش نہیں کہ مصر انگریزي مقبوضات میں داخل ہو - گو اسمیں شک نہیں کہ دنیا کے اکثر حصے فرانس اور انگلستان کے ماتحت رہکر بہتر اقتصادي حالت حاصل کرسکتے ہیں ' مگر انگلستان کي جو خواہش مصر کے بارے میں ہے ' وہ یہ ہے کہ مصر ترکي حکومت میں شامل رہے ' تاکہ کسي دوسري یوروپین طاقت کو مصر پر قبضہ پانے کا خیال نہ ہونے پاے - ہماري صرف یہي خواہش ہے کہ مصر میں ہماري تجارت کو ترقي ہو - وہاں ہمارے سفر میں آسانیاں پیدا ہوں - لیکن ہم اس بوجھہ کو اٹھانا گوارا نہیں کرسکتے جو مصر کو اپنے حصے میں لانے اور اسپر حکومت کرنے میں پوشیدہ ہے - غیر ممالک کي ترقي صرف اپنے تجارتي اثر ہي سے کرنا چاہیے - ہمکو فتوحات کے جہاد صلیبي سے بچنا چاہیے تاکہ ہم مہذب ممالک میں بد نام نہ ہوں " (ماڈرن ایجپت مصنفۂ لارڈ کرومر)

اگر لارڈ پامرسٹون کي حیثیت وزیر انگلستان کي سي ہے اور انکي آواز کو ہم انگریزي حکومت کي آواز کہہ سکتے ہیں ' تو مصر کے طرف سے ہمکو نا امید نہونا چاہیے - یہي قول مسٹر گلیڈاسٹون و دیگر وزراے انگلستان کا تھا - البتہ جو بات سب سے زیادہ نا امید کرنیوالي ہے ' وہ ترکونکا خود اپنا رویہ ہے - میري دعا ہے کہ انکي موجودہ کمزوري سے انگریز فائدہ نہ اٹھاویں ' اور اپنے اقوال کي سچائي کو نظر انداز کرکے ترکونکو مجبور نکریں کہ کسي ایسے معاہدہ پر دستخط کردیں ' جسکي رو سے مصر کا حال بھي قبرس کا سا ہو جاے - ترکونکو اپني قوت حاصل کرنیکا موقع دو ' جسمیں خود انگلستان ہي کا فائدہ ہے اور پھر مصر انکے حوالہ کردو - ہماري قوم ذمہ دار رہیگي کہ تمہارا ہندوستان غیروں کے حملوں اور اندروني بغاوتوں سے محفوظ رہے -

س - م - ا -

خطوط جہنم سے

اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل ہے - جس نے نام سے جہنم کے ایسے حیرت انگیز اور پر تاثیر نقشے کھینچے کہ یورپ کي تمام زبانوں نے اسے اپني آغوش میں جگہ دي -

یورپ کے بعض اعلے تعلیم یافتہ نے مجھے اس ترجمے کي داد دي اور ہندوستان کے بعض مشہور انشا پردازوں نے اس پر صاد کیا - بہر صورت کتاب قابل ملاحظہ ہے -

کل خطوط تیس ہیں جو سلسلہ وار شایع ہو رہے ہیں - پورے مجموعے کی قیمت معہ محصول ڈاک مبلغ ٣ - روپیہ - ١ - آنہ ہے - ہر خط کي جداگانہ قیمت ٢ - آنہ - محصول ڈاک کا اس کے علاوہ ہے -

شرف الدین احمد

محلہ کہاري کنواں - رام پور اسٹیٹ - یو - پي

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوص

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 17, 1913.

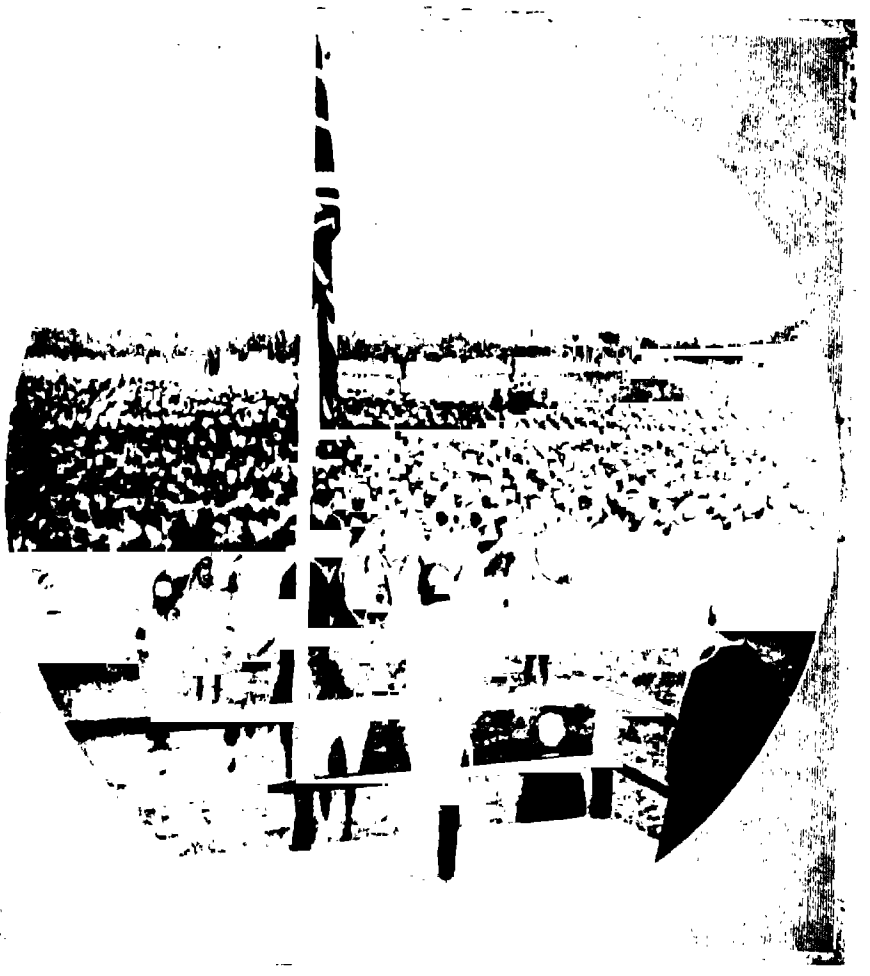

قیمت فی پرچہ سترہ تین آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly ,, ,, 4-12.

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مسلک [illegible] الطالبی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 17, 1913.

فہرس

آخر الانباء ۱

شذرات (آخری ہفتہ) ۲

مقالۂ افتتاحیہ (صلح نامہ دولت علیہ و یونان) ۵

آئر لینڈ ہوم رول بل ۷

مذاکرۂ علمیہ (مذہب نشو و ارتقا کا ایک صفحہ - اصطلاحات علمیہ) ۸ - ۱۰

مراسلات (البصائر - اعانۂ مہاجرین - یقیمرنکی فریاد) ۱۱ تا ۱۵

عالم اسلامی (عراق) ۱۶

المراسلۃ و المناظرہ (اہل سنت و شیعہ) ۱۷

خبرست زراعادۂ مسجد کانپور و مہاجرین ۱۷ - ۲۰

تصاویر

لشکر فداکاران السٹر لوح

فداکاران السٹر ۱۷

السٹر کی قومی حکومت کا علم ۱۷

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا دار الیقامی ۱۵

آخر الانباء

خبر افریقہ

گذشتہ ہفتہ [illegible] کولمبلے کو ڈربن سے اطلاع ملی تھی کہ حکومت نے مسٹر لوکس کو ہدایت کر دی ہے کہ انجمن کی زیر نگرانی پولیس کے ذریعہ تقسیم غذا کی اجازت دیدیں، اس تار سے یہ امید ہوئی تھی کہ غذا کے متعلق ہندوستانی اسیران راہ حریت وطن کے مصائب و شدائد میں کچھ نہ کچھ تخفیف ہوجائیگی، مگر اس ہفتہ مسٹر کولمبلے کو جو تار الجدین نٹال ایسوسی ایشن سے موصول ہوا ہے، اس نے اس امید کی حقیقت کو بے نقاب کردیا - تار کا مفاد یہ ہے -

"کلکٹر انجمن کو تقسیم غذا کے وقت موجودگی کی اجازت نہیں - ماخوذین سے براہ راست گفتگو ممنوع ہے، جو کچھ باتیں ہوتی ہیں، پولیس کے ترجمان کی وساطت سے - ماخوذین کو لوگوں سے اسقدر علیحدہ رکھا جاتا ہے کہ اگر پولیس اطلاع نہ دے تو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ بھوکے مر رہے ہیں - قیدیوں کے متعلق اگرچہ حکومت کی طرف سے اعلان نہیں ہوا ہے، مگر وہ بھی عملاً قید خانہ ہیں - با ایں ہمہ عدم اعلان میں اسقدر اخفائے شدید کے کچھ نہ کچھ معنی ضرور ہیں - تلاش کے لیے ایک وارنٹ جاری کیا گیا، انجمن کی خانہ تلاشی ہوئی، کاغذات لے لیے گئے - سب سے آخری امر یہ ہے کہ ایک ظالم ترین حکومت عالم یعنی روس کا طریقہ یہاں بھی وشناس کیا گیا ہے - اب ماخوذین کو اپنے وکلا سے بھی ملنے کی اجازت نہیں"

مہمان محترم

یعنی لارڈ ہڈلی بالقابہ، جنہوں نے حال میں قبول اسلام کا اعلان کیا ہے - اور جسکے متعلق آیندہ اتوار کو مسلمانان کلکتہ کا ایک عظیم الشان جلسہ ٹاؤن ہال میں منعقد ہونے والا ہے -

ڈیلی ٹیلیگراف کے مراسلہ نگار نے، جو یونین گورنمنٹ کی برأت کی چشمدید شہادت دینے کے لیے دورہ کر رہا ہے، اپنے مراسلہ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ تین پرنٹ ٹیکس کی تجویز خود حکومت ہند کی تھی -

اب ایسوسیا ٹیڈ پریس کو اطلاع ملی ہے کہ سنہ ۱۹۰۳ع میں ہندوستانی مزدوروں کی واپسی کے متعلق اپنی کسی تحریر میں بھی حکومت ہند نے یہ تجویز نہیں کیا ہے کہ جو مزدور واپس نہ آسکیں ان پر فی کس تین پرنٹ ٹیکس لگایا جائے - یہ محض غلط ہے!

بالآخر یونین گورنمنٹ نے عملاً وہ تدبیر شروع کر دی، جو وہ آزاد تحقیقات سے بچنے کے لیے کرنا چاہتی تھی -

ایک کمیشن اسلیے مقرر کیا گیا ہے کہ نیٹال میں اسٹرائک کے متعلق ہنگاموں کی بیباک طور پر تحقیقات کرکے جلد سے جلد رپورٹ پیش کرے -

یہ کمیشن امور ذیل کی تحقیقات کریگا :

وہ کیا اسباب و حالات ہیں جو اسٹرائک اور ہنگامے تک رہنما ہوے ؟

ان ہنگاموں میں کتنی طاقت استعمال کی گئی ؟

ایا اتنی طاقت اور ان اعمال شدیدہ کے استعمال کی ضرورت تھی، جنکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسٹرائک کے سزا شدہ قیدوں کے ساتھ کیے گئے ؟

امور مذکورہ کے متعلق سفارشیں جو کمیشن کرنا چاہے -

کمیشن ان اشخاص سے مرکب ہے :

سر ولیم سالومن کے - سی - ایم - جی - رئیس کمیشن، ایرلڈ ایسلین کے - سی - لفٹننٹ کرنل ہے - ایس - وی - ای - کے - سی - وی - او -

---

لیکن سوال یہ ہے کہ اس کمیشن سے ہندوستانیوں کے زخموں کے لیے مرہم کا سامان ہوگا یا مزید نیش زنی و نمک پاشی کا ؟ ٹائمز کو اطلاع ملی ہے کہ جذوبی افریقہ کے ہندوستانی اس کمیشن کو بالکل ناپسند کرتے ہیں، اور اس فکر میں ہیں کہ مختلف مقامات میں جلسے کریں اور اس مضمون کے رزولیوشن پاس کیے جائیں کہ اس امر پر اظہار افسوس و نا امیدی کیا جاتا ہے کہ تحقیقات کے حدود میں جذوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی عام حالت اور آئندہ پالیسی شامل نہیں، بلکہ وہ صرف اسٹرائک ہی تک محدود ہے - اور نیز یہ کہ کمیشن کی ترکیب صحیح نہیں، کیونکہ اسکے ممبروں میں سے ایک شخص بھی خالی الذہن نہیں ہے، ہر ایک کوئی نہ کوئی فریقانہ خاص رائے ضرور رکھتا ہے -

---

تصحیح

گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۴۴۸ سطر ۴ میں بجائے Law of heredity کے Law of Inheritance پڑھنا چاہیے -

شذرات

اخری هفته

سال کا آخري هفته آگيا - آج نصف سے زيادہ دسمبر گذر چکا ہے' اور عنقريب جنوري سے نيا سال شروع هوجائيگا -

ليکن واقعات و حوادث کو ديکھتا هوں تو صرف سنہ ١٣ - کے دور ماہ و ايام هي کا آخري هفته در پيش نہيں ہے' بلکہ مسلمانوں کے نئے دور تنبہ و بيداري کيليے بھي ايک آخري اسبوع عمل سامنے آنے والا ہے' جسکے بعد بالکل ايک نيا دور شروع هوگا - کون کہہ سکتا ہے کہ وہ زندگي کي اُميدوں اور ولولوں کا دور هوگا' يا بيداري کے بعد غفلت' اور حرکت حيات کے بعد جمود ممات کا : والله يحيي و يميت' والله بما تعملون بصير (١٥٠ : ٣)

(حيات بعد الممات)

کم و بيش ڈيڑھہ دو سال کا زمانہ گذرا ہے کہ ايک نئي حرکت مسلمانوں ميں پيدا هوئي - وہ جو سو رہے تھے' انہوں نے آنکھيں کھوليں - وہ جو کروٹيں بدل رہے تھے' اپنے اپنے بستروں پر اُٹھکر بيٹھے' اور وہ چند نفوس مہتدين جن کو دست هدايت الهي مدتوں سے اُٹھا کر کھڑا کرچکا تھا' بلا تامل چل کھڑے هوے : فمنهم ظالم لنفسه' و منهم مقتصد' و منهم سابق بالخيرات باذن الله - ذلك هوالفضل الكبير (٣٢ : ٣١) يہ غفلت و بيداري کا ايک مقابلہ تھا - اور جيسا کہ هميشہ هوا ہے اُٹھانے والے کم اور ضعيف' مگر سلانے والے بہت اور قوي تھے - پر خداے توانا کا فيصلہ هوچکا تھا' اور شيطان کا گھرانا غمگين تھا - اگرچہ ان صداؤں کي پہلے تحقير کي گئي' اور پھر مقابلہ' ليکن دونوں کا نتيجہ وهي نکلا جو هميشہ نکلا ہے - يعنے رات کي تاريکي نے بالآخر شکست کھائي' سپيدۂ صبح کي نورانيت يکايک چمک اُٹھي' اور آفتاب هشياري و ولولۂ عمل' مشرق حق و صداقت سے با هزاران جلوہ تابي و درخشندگي طلوع هوا : فسبحان الله حين تمسون و حين تصبحون ! (٣٠ : ٣٤)

يہ خيالات و اعتقادات کا وہ انقلاب تھا' جسکا گذشتہ سال کے وسط ميں ظہور هوا' اور پھر اسي سال رمضان و مختم کے آغاز ميں مخالف اميدوں کو متالم اور موافق توقعات کو متحير کرتا هوا دنيا کے سامنے نمايان هوگيا - حق و باطل کي معرکہ آرائي ميں وہ عصاے موسوي کا ايک ظہور ثعباني تھا' جس نے اگرچہ اپنے سامنے سحر و تخييل باطل کے هزاروں خوفناک اژدھے ديکھے' پر وہ نہ جھجکا' اور تمام جادوگران سحر پرست حق کي عظمت سے لرزتے هوے اور صداقت کے اعجاز سے کانپتے هوے زمين پر گر گئے : فالقي السحرة سجدا' قالوا امنا برب هارون و موسى ! (٢٠ : ٧٣)

ميرا مقصود اس تغير سے قوم کا نيا دور حسيات و تنبہات ہے جو اصولاً قومي افکار و اعمال کي هر شاخ ميں ظاهر هوا' اور جس کا ايک سب سے بڑا مظہر' قوم کے سياسي معتقدات کا تغير ہے - ميں اس تغير کو کچھہ وقعت نہيں ديتا جو مسلم ليگ کے نظام کار اور تعيين نصب العين ميں هوا' کيونکہ وہ صرف کاغذ پر لکھنے کي چيز ہے - ميں اُس انقلاب کو ديکھتا هوں جس نے چہل سالہ غفلت و ضلالت کے بعد اُس چيز سے قوم کو آشنا کيا' جو اصل الاصول اعمال اور حقيقة الحقائق سياست ہے' اور جو في الحقيقة ايک اشرف و اعلى اساس شرعي و اسلامي ہے' جس پر ديانة حقۂ الهيہ نے اپنے تمام احکام و اعمال کي بنياد مقدس محکم و استوار کي ہے - يعنے استبداد و تقليد اشخاص کے شجرۂ ملعونہ و خبيثہ کي جگہ' قوة جمهورية امة کے شجرۂ زيتون مبارک کي تخم ريزي' و يد الله على الجماعة !

(المرشدون الاف دون)

اب تک مسلمانوں کي رهنمائي و دلالت کي باگ محض چند انسانوں کے هاتھوں ميں تھي' اور اُنھوں نے اپنا هاتھہ اس دست مخفي و بالا کے آگے بيعت کيليے بڑھا ديا تھا' جس کو ميں اپني زبان ميں قوة شيطانيہ کا سب سے بڑا مظہر کہتا هوں' کيونکہ حکومت و فرماں روائي جب استبداد اور غلامي کے ساتھہ جمع هوجاتي ہے' تو اُس سے بڑھکر دنيا ميں شيطان لعين و رجيم کا کوئي تخت نہيں هوتا - پس همارے تمام کام خواہ تعليمي هوں' خواہ سياسي' کالجوں کے احاطوں کے اندر هوں' خواہ مجالس کے اسٹيجوں کے اوپر' محض تماشے کي چند پتلياں تھيں' جنکي ڈور پردہ کے اندر بيٹھنے والے تماشا گر کے هاتھوں ميں تھي' اور جس طرح وہ چاهتا تھا' اپنا کھيل دکھلاتا تھا - يہ پتلياں مختلف قسم کي اور مختلف قسم کي پٹاريوں ميں رهنے والي تھيں - کوئي چاندي سونے کي تھي' اور کوئي فيشن کي خوبصورت ڈبيا کے اندر رهنے والي - کوئي چپ کھڑي رهکر اپنے سحر سکوت سے ديکھنے والوں کو محو حيرت بناتي تھي' اور کسي کي حرکت لب اپنے شان تکلم سے سحرکار و فريب نظارہ تھي - کسي کا رقص برق تمکين و شکيب تھا' تو کسي کا نغمہ و داع عقل و تقوى - نظارہ گيان محو تماشا يہ سب کچھہ ديکھتے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے :

به تبسم' به خموشي' به تکلم' به نگاه ،
مي تواں برد بهر شيوه دل آساں از من !

قوم صرف اسليے تھي تا کہ حکموں کے آگے جھکے' جاروں کے سامنے سر بسجود هو' حرف سوال کا جواب جيب زر و سيم سے دے' اور صرف ليڈروں کي گاڑياں هي کھينچتي رهے - عقل و فهم' تدبر و تفکر' فکر و راے' اور امتياز و اجتہاد' وہ جرائم تھے' جنکے کرنے کي کوئي شخص جرأت نہيں کرسکتا تھا - اعتراض گناہ تھا اور انکار احرام - دولت اور خطاب کي حکومت تھي' اور اطاعت محض کے سوا هر خيال و هر قول بغاوت - هر بڑا آدمي ليڈر تھا اور هر چمکتي هوئي چيز سونا - هر ليڈر مستعفي هونے کي دهمکي ديکر تمام قوم کو آہ و فغاں ميں مبتلا کر ديسکتا تھا' اور هر استعفا اپنے پيچھے رزوليوشنوں اور تلغرافات کا ايک پشتارہ رکھتا تھا - غرضکہ وہ امة مرحومہ اور ملة قويمۂ بيضاء' جو توحيد الهي کي محافظ' انسان پرستي کيليے پيام هلاکت' اور " ان الحكم الا لله " کي پيغام بر تھي' يسر گرفتار تعبد' و از فرق تا بقدم مبتلاے پرستش زيد و عمر هوگئي تھي : و يعبدون من دون الله ما لا يضرهم و لا ينفعهم' و يقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله' قل انبئون الله بما لا يعلم في السموات و الارض' سبحانه و تعالى عما يشركون - (١٠ : ١٩)

(دور دوم)

ليکن اس طلسم سراے بوقلموں ميں نہ تو بيداري کو قيام ہے اور نہ غفلت کيليے استمرار - هر شے کو کسي دوسري شے کيليے جگہ خالي کرني ہے - البتہ يہ توفيق الهي ہے کہ ضلالت کي عمر کم اور هدايت کا دور ممتد هو - پس توفيق الهي کي نسيم مقدس ايک طوفان هلاکت بنکر چلي' جس نے هنگامے کے سوتوں کو جگا ديا' هشياروں کو دور ڈاديا - غلامي کا درخت بھي اپني جگہ سے هلا' اور تماشے کي پتلياں بھي کاغذ کے پرزوں کي طرح ادهر ادهر اڑنے لگيں' تا آنکہ حق اور باطل ميں فيصلہ هوگيا' اور دنيا نے ديکھہ ليا کہ صداقت کن

کے ساتھہ ہے اور ضلالت کا بیج کن کی زمینوں میں تھا ؟ و ان في ذلك لايات لكم ان كنتم مومنين (۵۰ : ۲)

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ قوم نے اُن اشخاص و افراد کی غلامی سے نکلنے کیلیے ایک نئی جد و جہد شروع کر دی ' جو خود بھی کسی شیطان کدۂ مخفی کی چوکھٹوں کے غلام تھے - اور ہر شخص کو نظر آگیا کہ لیڈر کے معنی رہنما کے ہیں ' نہ کہ آقا اور اربابا من دون اللہ کے ! اصل قوۃ کار و ارادہ ' جماعت اور مشورہ کی ہے نہ کہ افراد کی ' اور پالیٹکس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہندوستان یا انگلستان کے حکومت کدوں کے احکام و مرضات کی پرستش کی جاے ' بلکہ وہ صداقت اور خدمت ملک و ملت کا ایک فرض مقدس ہے جو قرباني و ایثار ' اور حق پرستي و اجتہاد فکري کے بغیر انجام نہیں دیا جا سکتا - اور یہ جو چند بڑے آدمیوں کا ایک مجمع ہے ' جو بند نام و نمود اور زنجیر عزت و ذخارف دنیوي میں گرفتار ہیں ' یہ صرف اغراض شخصیہ اور منافع ذاتیہ کا ایک کھیل ہے اور بس ! بل ھی فتنة و لكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۹ : ۴۹)

جماعت اگر اپنے تئیں سمجھے اور اپني قوت سے کام لے تو تاج و تخت اسکے آگے ٹھہر نہیں سکتے - پھر چند افراد یا ایک شر ذمۂ قلیلہ کي کیا قوۃ ہے ؟ مسلمانوں میں جماعت کي اصلي قوت کا ظہور تو نہ ہوا اور اسکے لیے ایک کافي مدت مطلوب ' تاہم بیداري ضرور ہوئي اور اپني قوت کا احساس عام طور پر پیدا ہوچلا - یہ دیکھکر وہ تمام لوگ جو کل تک اپني قوت پر نازاں اور اپنے مستبدانہ احکام پر مغرور تھے ' اپنے تئیں زندہ رکھنے کیلیے مجبور ہوے کہ نئي روش کے ساتھہ دینے کا اعلان کریں - یہاں تک کہ مسلم لیگ کے جلسوں کي صدارت کیلیے لوگوں کو اعلان کرنا پڑا کہ وہ نئے مذہب کو قبول کرکے اسکي کرسي پر متمکن ہونگے - مسلمان مخالفت کا ارادہ نہ کریں !

پس نئي تحریک ایسے گروہ پر مشتمل ہوگئي ' جسمیں ایک جماعت تو مومنین مخلصین کي تھي ' دوسري منافقین مفسدین کي ' تیسري مولفة القلوب کي : ومنهم من يومن به ومنهم من لا يومن به ' و ربك اعلم بالمفسدين (۱۰ : ۴۰)

(بعد از جنگ)

جبکہ توفیق الہي کي نصرت فرمائي سے ایسا ہوا تو ضلالت کا گھرانا اجڑ گیا ' اور غلامي کے مورث اعلی یعنے شیطان کي ذریۃ ماتم کرنے لگي - اُس نے دیکھا کہ وہي لیگ جس کي پیدایش حکومت پرستي کے خمیر کي کثافت سے ہوئي تھي ' اب اُسکے آگے صرف دو ہي راستے کھلے رہگئے ہیں - یا تو قوم سے الگ ہوکر اور صرف دو تین شخصوں کا ایک سازش کدہ بنکر رہجاے ' اور اس طرح اپنی موت کا اعلان کر دے ' اور یا پھر زندہ رہے تو اپني باگ حکومت غیر مسلم کي جگہ امۃ مرحومہ کے ہاتھوں میں دیدے -

یہ وہ انقلاب وقت کے اس اثر سے مبہوت ہو گیا کہ لیگ کا وہي قائم مقام سکریٹري ' جو آغاز تحریک میں نئي تحریک کا اشد شدید مخالف تھا ' وہي لوگ جنکي ازادي و حریت صرف مسلم یونیورسٹي کے مسئلہ الحاق و عدم الحاق ہي تک محدود تھي ' وہي علم تعلیم یافتہ طبقہ جو اس تحریک کے داعیوں کو " علي گڈھ کا دشمن " سمجھکر آزردہ دل ہو جاتا تھا ' اب حریت کے دعوؤں سے خوش حال ہے اور ایک عام ہوا ایسي چل گئي ہے ' جس نے ہر شخص کو جام جدید کے نشہ سے سرمست کر دیا ہے اور جس طرف کان لگائیے ' نئے نغمے ہي کي صدائیں آرہي ہیں :

عالم تمام مذہب اشراقیاں گرفت !!

وہ دم بخود سا ہوگیا کیونکہ کوئي حیلۂ گفتگو اُسکے لیے باقي نہیں رہا تھا ' پر اندر ہي اندر آتش نفاق کو سلگاتا اور حکومت کی وادیوں سے چلي ہوئي ہواؤں سے اسکے شعلوں کو بھڑکاتا رہا ' یہاں تک کہ مسٹر محمد علي اور سید وزیر حسن انگلستان گئے ' اور رائٹ انریبل سید امیر علي سے مذاکرہ پیدا ہوگیا - وہ کہ وقت کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی فرصت ایسي ہاتھہ آجاے کہ پھر مسلمانوں کي غلامي کي " مسلمہ قومي پالیسي " کا پتلہ زندہ کرکے کھڑا کیا جاسکے ' اور پھر لیگ گورنمنٹ کے ہاتھہ میں دیدي جاے ' معاً اپنے اپنے ماتم کدوں سے نکلے اور چھپي ہوئي دروں میں مقناطیسي سرعت کے ساتھہ حرکت پیدا ہوگئي - سید امیر علي چونکہ جنگ طرابلس وغیرہ کے موقعوں پر بہت سے تار بھیج چکے تھے (جو اظہار ازادي کا سب سے زیادہ ارزاں میدان تھا ' کیونکہ اصلي امتحان ہندوستان کے سیاسي معاملات ہیں جن میں لب کشائي کرنے سے براہ راست برٹش گورنمنٹ پر چوٹ پڑتي ہے نہ کہ اٹلي اور بلقان کے معاملات) اسلیے انکي وقعت شخصي کو اور زیادہ نمایاں کر کے ' ایک ایسا آلہ بنایا گیا ' جسکے ذریعہ جماعت کي قوت کو پھر اشخاص کے ہاتھوں شکست دلائی جاے -

(حرکت ارتجاعیہ)

یہ ایک خالص ارتجاعي تحریک ہے جو تاریکي کي طالب اور روشني سے نفور ہے ' اور جو صرف اسلیے ہے تا خدا کي خوشنودي کي راہ سے اُسکے بندوں کو باز رکھے ' اور حکومت پرستی کے شیاطین الانس کے خونخوار پنجے پھر تیز ہو جائیں - غلامی اور حکام پرستی کا وہ شجرۂ ملعونہ و خبیثہ ' جس کي شاخیں خشک اور جسکي جڑ کھوکھلي ہو رہي ہے ' اسکو یہ دیکھتے تھے ' اور جب اسکے ہر جھڑنے والے زرد پتے پر ابلیس لعین روتا تھا ' تو یہ بھی اپني صداے شیون اسکے ماتم میں ملا دیتے تھے : ليجعل الله ذالك حسرة في قلوبهم - پس اب چاہتے ہیں کہ اپنے خبث نفاق کے آب نجس سے کفر پرستي کے اس تخم جہنمي کي دوبارہ آبیاري کریں ' اور دجال افساد کي ذریت اسکي سایہ دار شاخوں کے نیچے آکر پناہ لے :

يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم ' و الله متم نوره ولو كره الكافرون -

(فریب کار)

میں شخصیات سے بکلي نفور و گریزاں ہوں ' اور دنیا جانتي ہے کہ حضرۃ ایزد سبحانہ و تعالی نے میرے قلم و زبان کي حرکت صرف اُسي وقت کیلیے مقدر فرما دي ہے (و الحمد لله على لطفه و احسانه) جبکہ کوئي حقیقي جماعتي و ملي مشکل درپیش ہوتي ہے - کتنے ہي مخاصمات و منافسات شخصیہ ہیں جو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن الحمد للہ کہ وہ قلم کبھي بھي انکے تذکرہ سے آلودہ نہیں ہوتا ' جو صرف دعوۃ الہیہ کا داعي ' اور محض دل کے حقیقي جوش کا ترجمان ہے -

رائٹ انریبل سید امیر علي اور مسلم لیگ کا قصہ کئي ماہ سے درپیش ہے - میں نے اسپر اول روز ہي غور کیا لیکن مجھے زیادہ تر شخصي حیثیت نظر آئي اور اسلیے سوا اُس مختصر راے کے جو ایسوسیائٹڈ پریس کے ذریعہ مشتہر ہوئي ' اور اسکي نسبت کچھہ نہ لکھا - میري خاموشي پر لوگوں نے اعتراض کیے ' بے شمار خطوط لکھے ' لیکن میرے کاروبار کا رشتہ اُن صداؤں کے ہاتھہ نہیں ہے جو میرے وجود سے باہر اُٹھتي ہیں -

پس میں چپ تھا اور گو قرائن و حالات حقیقت مخفیہ کي ترجمانی کر رہے تھے ' تاہم سمجھتا تھا کہ اصول کا وعظ اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ خاص خاص جھگڑوں میں اپنے اُس وقت کو ضائع کروں ' جو خدا ہي جانتا ہے کہ کن کن مصائب و مشکلات سے مجھے میسر آتا ہے - مجھے یہي چاہیے کہ صرف اپنے کلم اور دعوت ہي میں سرگرم رہوں - بہت سے اخبارات اس راہ میں قدم رکھنے کے شائق ہیں ' ان معاملات کو بکلي انہي کیلیے چھوڑ دوں -

لیکن اب دیکھتا ہوں تو خاموشي سے غلط فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے اور اس مسئلہ کو ارتجاعیۃ اور تقہقر کا ایک پورا آلہ بنا لیا گیا ہے - سازشیں ہو رہي ہیں ' رازدارانہ خطوط تقسیم کیے جا رہے ہیں - لیگ کے دفتروں میں نئے ممبروں کي درخواستیں بھجوائي جا رہي ہیں ' اور گویا شیاطین کي ایک پوري فوج ہے جو مسلح ہو رہي ہے - یہ حالت دیکھکر غیرت حقانیت و حریت ' اور جوش مقدس و مبارک حق و صداقت کا خون میري رگوں کے اندر کھولنے لگا ہے ' اور اسي کا نتیجہ ہے کہ اس مضمون کا لب و لہجہ اور انداز تحریر یقیناً زیادہ سخت اور گرم ہوگیا ہے جو ایک عرصے سے الہلال کي تحریرات میں تقریباً مفقود تھا -

میں اُن لوگوں سے ' جنکا گو میں نے تعین کے ساتھہ ذکر نہیں کیا ہے مگر جنکا ضمیر خود اندر سے شہادت دیگا کہ جہاں کہیں کفر پرستي و نفاق کا ذکر ہو ' اس ضمیر کا مرجع حقیقي اور اُس اشارے کے مشار الیہ رہي ہیں ' معذرت خواہ ہوں کہ اس مضمون کي سخت و اتشین انداز تحریر کیلئے مجھے معذور تصور کریں - میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں بہت صابر ' بہت متحمل ' اور بہت ضابط ہوں ' الا در موقعہ ایسے ہیں ' جنکر دیکھکر میرے لیے محال قطعي ہوجاتا ہے کہ اپنے غیظ و غضب ایماني کو ضبط کرسکوں -

ایک وہ موقعہ جب کسي امر دیني و شرعي کي توہین دیکھتا ہوں یا کوئي متفرنج و فرنگي مآب باوجود کمال جہل و نادانی سرگرم اجتہاد و تفقہ ہوتا ہے -

دوسرا وہ ' جب غلامي و اشخاص پرستي کے مناظر کثیفۂ و خبیثہ میرے سامنے آتے ہیں ' اور اس وقت میرے دماغ کا جو کچھہ حال ہوتا ہے وہ حیطۂ تحریر سے باہر ہے -

میں ادھر چند دنوں سے نئے حالات سن رہا ہوں اور خود بعض مقامي ریشہ دوانیاں میرے سامنے ہیں میں اب ضبط نہیں کرسکتا ' نہ تو تحریراً اور نہ قولاً - انشاء اللہ تعالی -

(اصل معاملہ)

اصل معاملہ یہ تھا کہ سید امیر علي بالقابہ مستعفي ہوگئے قصہ ایک ڈنر سے شروع ہوا جس کے مہجوز ہر ہائنس سر آغا خاں تھے - اُسکے ساتھہ ہي انہوں نے چند مطالبات کیے - جنکا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کي سیاسي ہستي صرف انہي کے ہاتھہ میں دیدي جاے - لنڈن کي شاخ مسلم لیگ بالکل خود مختار جو - اور مسلمانوں کي پالیسي وہ مرتب کرے ! !

استعفا تو اب خود ہی انہوں نے واپس لے لیا ہے ' اور نہ لیتے تو جاتے کہاں ؟ مگر ہاں مطالبات کا مسئلہ لیگ کیلیے چھوڑ دیا ہے -

جو لوگ سید صاحب بالقابہ کے بعض مخصوص خصائص عالیہ سے واقف ہیں ' وہ اس لطیفہ سے خوب لطف اٹھائیں گے کہ خود مختاري اور علحدگي کے ان مطالبات میں حضرۃ عالي ' روپیہ کو نہ بھولے اور با ایں ہمہ اسکي بھي خواہش ہے کہ اٹھارہ سو پاونڈ لنڈن لیگ کے حوالے کیے جائیں !

لیکن میں ہر اُس شخص سے جو خدا کو نہیں بھولا ہے ' اور جو ایک یوم عدالت پر ایمان رکھتا ہے جہاں اُس سے پوچھا جائیگا کہ اس نے امۃ مرحومہ کے ساتھہ کیسا سلوک کیا ہے ' اور جہاں یقیناً پریوي کونسل کے کسي عضو کي سفارش مقبول نہ ہوگي ' انصاف کا طالب ہوں کہ خدارا ان مطالبات پر غور کرے - مانا کہ سید امیر علي بڑے آدمي ہیں - تاریخ کہا کہ وہ اسپرٹ اف اسلام کے مصنف ہیں - یہ بھي سچ ہے کہ انہوں نے جنگ طرابلس میں بہت سے تلغرافات بھیجے اور مظالم بلقان کے خلاف احتجاج کیا ' لیکن کیا ان امور سے اُنہیں اس امر کا بھي حق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ تن تنہا تمام قوم کي قسمت کے مالک ہو جائیں ' خود مسلمانوں کی راے ' اُنکا مشورہ ' انکا اجتہاد فکر ' کوئي چیز نہو - آل انڈیا مسلم لیگ ایک عضو معطل بنکر رہجاے ' اسکے اجلاس ' اسکي کونسل ' اُسکے اعضاے خصوصي ' چند ناچنے والي پتلیاں ہوں ' اور ایک شخص انگلستان میں بیٹھکر (جو بغیر کسي کي اجازت کے کسي ڈنر میں شریک نہیں ہو سکتا) جو پالیسي انکي مرتب کردے ' اسي کے آگے سمعنا واطعنا کہکر سر بسجود ہو جائیں ؟

کون ؟ وہ مسلمان جنکو انکا پیغمبر برحق ' صاحب وحي ' مورد خطاب ما ینطق عن الھوی بھي یہ کہتا ہے کہ "انتم اعلم بامور دنیاکم"

یا للعجب ! پیغمبر اسلام (روحي فداہ) کو تو یہ حکم ہو کہ " وشاورھم في الامر " یعني مسلمانوں سے مہمات امور میں مشورہ کرو ' لیکن سید امیر علي تن تنہا مسلمانوں کي قسمت کے مالک کر دیے جائیں ! فیا للبلاھۃ و یا للسفاھۃ ! ع

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

حال میں سید امیر علي کي بالقابہ ایک رازدارانہ گشتی خط شائع ہوا ہے جسمیں وہ " لنڈن ٹائمس " کي مدح و ستائش سے استدلال کرتے ہیں - انکا مقصود یہ ہے کہ جو شخص لنڈن " ٹائمس " کي بارگاہ قلم میں اس درجہ مقبول ہو ' ضرور ہے کہ انکو مسلمان بھي روپیٹ کر منائیں اور ہاتھہ جوڑ کے کہیں کہ اپنا استعفا واپس لیلے -

میں نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں کیا لکھوں اور اس شخص کو کیا کہوں جو لنڈن ٹائمس کي تعریف کو اپني مذہبي ... قرار دیتا ہے - ابوجہل زندہ ہوتا تو میں " ہسٹري آف دي سارا سین " کے مصنف سے پوچھتا کہ جس شخص کي ابوجہل تعریف کرے ' اسکے ایمان کي نسبت حضرت کي کیا راے ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ سید امیر علي بالقابہ نے خود ہي ایک بہترین نقطۂ فیصلہ ہمارے حوالے کردیا - ارباب فکر اب خود فیصلہ کرلیں کہ لنڈن ٹائمس جس شخص کا مداح اور حامي ہو ' اسکا وجود بد بخت مسلمانوں کے پالیٹکس کیلیے شہد ہے یا سم قاتل ؟

(آخري فیصلہ)

بہرحال جو کچھہ تمہارے جي میں آئے کرو - اگر تمہاري آنکھیں کھلي ہوئیں تو پچھلي تنبیہیں تمہارے لیے کافي نہیں ' مگر معلوم ہوتا ہے کہ پشت غفلت ایک اور ضرب محکم کي طلبگار ہے - اگر ایسا ہي ہے تو بسم اللہ ' مگر یاد رکھو کہ خداے قادر و توانا بھي اپنے کام سے غافل نہیں : و ما اللہ بغافل عما تعملون -

اگر حق نے فتح پائي تو لیگ کا وجود مستعق حیات ہوگا ' اور اگر مشیت الہي اسکے خلاف ہوئي تو جس لیگ کو مسٹر امیر علی کے فرق استبداد پر نثار کر رہے ہو ' یہاں اسي کي ہستي کس احمق نے اہم و عظیم سمجھي ہے؟ کل فاتحہ خیر نہ پڑھا تھا ' آج پڑھلیں گے - انشاء اللہ مسلمانوں کیلیے دوسري بہتر راہیں کھلي ہوئي ہیں اور وہ اور زیادہ انفع اور اصلح ہیں -

طلب اعانت

کچھہ عرصے سے کلکتہ میں ایک ترک خاندان مقیم ہے - میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں سے اسکي خبرگیري و خدمت گذاري کي درخواست نامروزوں نہوگي -

جناب (حمدي بے) ایک مسن ترک ہیں ' جنکا بیان ہے کہ وہ سلانیک سے اُس وقت ہجرت پر مجبور ہوے جب ملاعنۂ صلیب نے اسپر قبضہ کیا - حکومت عثمانیہ لاکھوں مہاجرین کي اعانت کر رہي ہے مگر بہت سے مصیبت زدہ مصر اور ہندوستان چلے گئے کہ شاید ارباب غیرت و ہمت انکي تائید کریں - جناب ممدوح عربی اور فارسي سے بھي اچھي طرح واقف ہیں - شام میں عرصے تک رہچکے ہیں - انکے ساتھہ اُنکي حرم اور دو لڑکیا بھي ہیں -

لاکھوں مسلمانان ہند کي ہمت و غیرت سے کچھہ بعید نہیں کہ وہ ایک شریف عثماني خاندان کي خدمت گذاري کا سامان کردیں -

الهلال

۱۸ محرالحرام

صلح نامه دولت علیه و یونان

یا ایها الذین آمنوا ! ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم الی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین - بل اللہ مولیکم و هو خیر الناصرین ! (۹۸ : ۳)

جزیرہ نماے بلقان میں جنگ کے هتیار رکھنے کے بعد صلح کے لیے معاهدات و مفاوضات کا جو سلسله شروع هوا تها ' اب انمیں سے هر ایک گفتگو کامیابی کے ساتهه ختم هوچکي هے ' اور اس مسیحي انسانیت کشي کے تماشے پر آخري پرده گرا دیا گیا هے ' جو پورے جوش کے ساتهه بلقان میں کهیلا جا رها تها -

مگر تمام مفاوضات مصالحت میں اپنے انجام اور درمیاني حالات کے لحاظ سے دولت علیه اور یونان کي گفتگو سب سے زیاده ممتاز هے - دولت علیه کے جائز مطالبات مگر یونان کا انکار ' انکار پر اصرار ' اور فوجي تیاري ' پهر انقطاع مفاوضت کا خدشه ' بیم و امید اور یاس و رجاء کي جلد جلد تبدیلیاں ' اور بالاخر دفعة نصف شب کے بعد صلح نامه پر دستخط ' یه امور ایسے نه تهے جو اس گفتگوے صلح میں خاص دلچسپي و جالب انظار و افکار پیدا نه کرتے - مگر یه عجیب بات هے که جسقدر یه گفتگو دلچسپ و جالب انتظار تهي ' اسي قدر اسکي تفصیل مستور و مخفي هے -

ریوٹر ایجنسي نے جو خبر دي تهي ' وه چند سطروں سے زیاده نه تهي ' اور اسکے بعد سے اسکے لب پر اسوقت تک مهر خاموشي لگ گئي هے - یورپ کي ڈاک کے جرائد ایسے مواقع پر تفصیل کے عادي هیں ' مگر جتنے اخبارات آئے کسي میں بهي خبر مصالحت اور چند نوٹوں سے زیاده نه تها - تعجب تو یه هے که منیچسٹر گارجین جسکو مشرق قریب کے معاملات سے خاص دلچسپي هے ' اور جسکے مراسله نگارنے اثناء جنگ میں نهایت طویل طویل تار بهیجے تهے ' اور نیز ایسٹ جسکا مقصد وجود هي معاملات مشرق هیں ' ان دونوں کے صفحات بهي مصالحت کي تفصیل سے خالي هیں - ایسے مواقع پر امید کي نظریں عربي ڈاک کي طرف اٹهتي هیں ' مگر یهاں بهي تفصیل کا قحط هے ' سب سے زیاده حیرت تو یه هے که انهوں نے جو کچهه لکها بهي هے ' وه جرائد عثماني کي وساطت سے نهیں ' بلکه فرانسیسی اخبارات کے حوالے سے !

بین الدول معاهدات و اتفاقات نقد و بحث کے لیے اپنے اندر ایک وسیع میدان رکهتے هیں ' اور جو جرائد و مجلدات سیاسیه اپنا منتهاے عمل صرف جمع اخبار و حوادث نهیں سمجهتے ' بلکه اپنے پیش نظر ایک مقصد بلند یعني قوم کي تربیت سیاسي بهي رکهتے هیں ' انکا یه فرض هے که اتفاق یا معاهده کے تمام پهلوں پر پوري تفصیل کے ساتهه بحث کریں - کیونکه سلطنتوں کے باهمي تعلقات ' انکے حقوق و مراعات ' انکے مطالبات ' اور انکے مستقبل کے متعلق راے قایم کرنے کیلیے ان معاهدات و اتفاقات کا سامنے هونا ضروري هے - خصوصاً ایسي قوم میں جسکي قومي زبان کا خزانه سیاسیات سے خالي هو ' اور جسکے لغات اجنبیه جاننے والے افراد کا دائره مطالعه روایات و قصص تک محدود هو -

اس معاهده پر هم نے الهلال میں اب تک کوئي تفصیلي بحث نهیں کي ' کیونکه ریوٹر ایجنسي نے جو کلمات معدودات زبان برق سے کهے تهے ' اسمیں اسدرجه اختصار کي کوشش کي گئي تهي که وه کسي تفصیلي بحث کي بنیاد نهیں بن سکتے تهے - مزید معلومات کے لیے عربي اور انگریزي ڈاک کا انتظار تها ' لیکن چار هفتوں سے زاید گذرنے کے بعد جو کچهه آیا هے وه تشنه کامان تفصیل کے لیے محض نا کافي هے -

سوانح و حوادث پر جتنا زمانه گزرتا جاتا هے ' اتنے هي وه جرائد نگاري کے دائره سے نکلتے جاتے هیں - پس بهتر هے که واقعات کے اتنے پرانے هونے سے پہلے که ان پر بحث تاریخ نگاري میں شمار کي جاے ' جو کچهه لکهنا هو لکهدیا جاے -

هم نے " رفتار سیاست " میں خبر مصالحت ان الفاظ میں دي تهي:

" بالاخر دولت علیه اور یونان میں صلح هوگئي - صلحنامه پر دستخط نصف شب کے بعد هوے - نزاع انگیز امور طے نه هو سکے - اور یه اس صلحنامه کا مابه الامتیاز ضعف هے که اهم امور کا تصفیه ثالثي کے هاتهه میں دیدیا گیا "

یه ایک اجمال تها جسکا مبني و اساس ریوٹر ایجنسي تهي - اسکي تفصیل اس طرح سمجهنا چاهیے جو فرانس کے مشهور و مقتدر اخبار ماتان کے مراسله نگار نے اسکو بهیجا تها - یه مراسله نگار تار دیتا هے:

" ترکي اور یونان میں صلح هوگئي - صلحنامه پر نصف شب کے بعد دستخط هوے اسکا خلاصه یه هے:

(۱) جنگ سے پهلي جسقدر معاهدات و اتفاقات دولت علیه اور یونان میں تهے ' وه تمام پهر اپني حالت سابقه پر واپس آگئے -

(۲) گذشته حوادث جنگ اور انکے متعلقات و ضمنیات میں جن لوگوں کا هاتهه تها ' انکو معاف دیا گیا -

(۳) جو شهر که دولت عثمانیه نے چهوڑ دیے هیں ' انکے باشنده یوناني رعایا سمجهے جائینگے ' لیکن اگر تین برس کے بعد انهوں نے جنسیت عثمانیه میں شامل هونا چاها ' اور ان شهروں سے چلے گئے تو وه اُس صورت میں یوناني رعایا نه سمجهے جائینگے -

(۴) مذکوره بالا شهروں کے باشندوں کي جائداد انکے پاس محفوظ رهیگي - انکے حقوق کا احترام کیا جائیگا ' اور کوئي شخص اپنے حق سے اسوقت تک محروم نه کیا جائیگا ' جب تک نه رفاه عام کو اسکي ضرورت نه هوگي - اس صورت میں حکومت مالک کو اسکا معاوضه دیدیگي -

(۵) حکومت یونان جلالت مآب سلطان المعظم اور خاندان شاهي کي تمام جائدادوں کے احترام و رعایت کا وعده کرتي هے - املاک سرکاري کا مسئله جو علحده فهرست میں بتفصیل مذکور هیں ' هیگ کي ثالثي کے سامنے پیش کیا جائیگا -

(۶) عثماني قیدیوں کے مصارف کا مسئله بهي ثالثي کے سامنے پیش هوگا - عثماني افسروں کي تنخواهیں خود دولت عثمانیه دیگي -

(۷) دخاني جهاز جو دولت عثمانیه نے روک لیے تهے اور انکا تاوان جو انکے مالک مانگتے هیں یه دونوں امور ثالثي کے سامنے پیش هونگے -

(۸) حکومت یونان اوقاف کا پورا احترام کریگي - یعني وه جائدادیں جو کسي دیني درسگاه ' خانقاه ' یا مسجد وغیره کے لیے موقوف هیں - مگر انکے عشر یعني ده یکي کو موقوف کردیگی -

مساجد و مدارس دینیه وغیره کے لیے اگر مصارف کي دقت هوگي تو خود حکومت یونان انکي مساعدت کریگي - مسئله اوقاف اس معاهده کے ساتهه ملحق کردیا گیا هے ' جو سب کمیٹي نے ترتیب دیا هے -

سب سے اهم مسئله نو مفتوحه مقامات کے عثمانیوں کي قومیت کا تها ' اور اسکا جو کچهه فیصله هوا هے وه کسي طرح بهي تشفي بخش نهیں کها جا سکتا - یونان نے انکو تین سال کي مهلت دي هے - اس عرصه میں وه فیصله کرسکتے هیں که آیا وه یوناني هوجائیں یا عثماني رهیں ؟ اگر عثماني جنسیت انکو عزیز و محبوب هے تو انکو اپنے وطن محبوب ' اپني جائداد اور اپني زمین ' سب کو خیرباد کهکے کوچ کردینا چاهیے ' اور اگر انکو وطن اور اپني املاک و جائداد عزیز و محبوب هیں ' تو عثماني قومیت سے دست بردار هوجانا چاهیے - غرض یه تین سال کي مهلت نهیں بلکه ایک ابتلاء شدید هے جسمیں وه ڈالے گئے هیں -

بالفاظ دیگر خود یوناني اگرچه صدیوں تک عثماني علم کے نیچے یوناني بنکے رهے ' مگر وه اپنے اندلسي برادران دیني کے نقش قدم پر چلنا چاهتے هیں ' اور اس هجرت یا اختیار نصرانیت کي پالیسي پر عمل کرنا چاهتے هیں جسکي تعریف تمام پرجوش نصراني مورخین اندلس کرتے آئے هیں - وه نهیں چاهتے که انکے نو مفتوحه مقامات میں ایک مسلمان بهي رهے - مدنیة حدیثه کي شرم سے وه یه تو نهیں کهتے که جسکو همارے ملک میں رهنا هو عیسائي بنکے رهے ' بلکه یه کهتے هیں که جسکو رهنا هو وه یوناني بنکے رهے - کیونکه وه جانتے هیں که یونانیت اور عیسائیت دو چیزیں نهیں هیں - اور اگر بالفرض یونانیت قبول کرنے کے بعد کوئي شخص اپنا مذهب نه بدلیگا ' تو اسکا یهي نتیجه هوگا که ملکي و قومي فرائض و واجبات تو سب کي طرح اس پر بهي عائد هونگے ' اور اسے بجالانا پڑینگے ' مگر وه قومي حقوق سے عملاً همیشه محروم رهیگا -

اسکے بعد اوقاف کا نمبر هے مگر نه معلوم انکا کیا حشر هوا ؟ کیونکه وه اس معاهده کے ساتهه ملحق کر دیے گئے هیں جو سب کمیٹي نے ترتیب دیا هے ' اور اس معاهده کي نه تفصیل آئي هے اور نه اجمال -

معاهد و معابد دینیه اور انکے متعلق جائداد کے احترام اور بوقت ضرورت مساعدة کا وعده بهي کیا گیا هے ' مگر جو لوگ تونس ' الجزائر ' بالجرم ' قازان ' اورده ' اور برابر کے وعدوں کے حالات سے واقف هیں ' وه جانتے هیں که اس قسم کے تمام عهد و پیمان مواعید عرقوب سے زیاده نهیں !

مالي نقطه نظر سے یه صلحنامه صلحنامه نهیں ' بلکه ثالثي نامه هے - کیونکه املاک سرکاري ' عثماني قیدیوں کے مصارف ' دخاني جهازوں کے معارضے وغیره وغیره تمام امور کے متعلق صرف اتنا هي طے هوا هے که هیگ کي مجلس ثالثي کے هاتهه میں دیدیا جائے -

غرضکه جیسا که ریوٹر ایجنسي نے اطلاع دي تهي ' تمام نزاع انگیز امور غیر منفصل هي رهے ' اور تمام اهم امور ثالثي کے هاتهه هي میں دیدیے گئے - پس اب سوال یه هے که با این همه حالات دولت عثمانیه نے کیون صلح کي ؟ حالانکه اثناء گفتگو میں جس استقامت و استقلال کا اظهار اس نے کیا تها تو اس سے ' یه امید تهی که وه آخر وقت تک اپنے مطالبات پر مصر رهیگي -

نیرایست اپني ١٤ نومبر کي اشاعت میں لکهتا هے :

" دونوں سلطنتوں کي باهمي گفتگو - مصالحت میں اس فوري تغیر کي وجه رومانی وزیر داخلیه کي مداخلت هے - ایم تیک جرنیسکیو (M. Take Jonescu) گذشته هفته میں اتهینس پهنچے - وه قسطنطنیه میں ترکي وزیر داخلیه طلعت بے سے ملکے آئے تهے ' اور یه بیان کیا جاتا هے که انهوں نے اس امر پر زور دیا که مناسب یه هے که بغیر کسي تاخیر کے صلح کرلیجائے -

١٠ نومبر کو گفتگوے صلح پهر شروع هوئی اور دوسرے دن ایک عهدنامه مفاهمت کے اصول پر ترتیب دیا گیا ' جسکو رومانی وزیر داخلیه نے تجویز یا پسند کیا ' نیز دونوں حکومتوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے اس پر با قاعده دستخط بهي هوے "

جو لوگ جنگ کي حالت سے ذرا بهي واقف هیں وه جانتے هیں که آج کوئي بڑي سي بڑي سلطنت بهي دو تین ماه تک جنگ بغیر مالي مشکلات کے جاري نهیں رکهسکتي ' پهر چه جائیکه دولت عثمانیه جسکو همیشه داخلي یا خارجي جنگوں سے سابقه رهتا هے اور جو دو سال سے مصروف جنگ هے ' اور جسکے خزانه کي رونق اجنبي سرمایه داروں کي بدولت هے ؟

پهر اگر جنگ چهوٹتي تو اغلب یه هے که اقامت امن کے نام سے رومانیه اپني تازه دم فوج لیکے میدان میں آجاتي ' اور اس صورت میں دولت عثمانیه کو دو ایسے دشمنوں کا مقابله کرنا پڑتا جنمیں سے ایک تو بالکل تازه دم هوتا ' اور دوسرا گو ماندہ هوتا مگر بهر حال دولت عثمانیه سے کم - ظاهر هے که ایسا مقابله کهاں تک صلا ده اقدام هے -

ایک اهم سوال ثالثي کے متعلق

کیا ثالثي میں دولت عثمانیه کو کامیابي کي اُمید هے ؟

اسکے جواب سے پہلے تعلقات دول کو سمجهه لینا چاهیے - برطانیه کے ساتهه یونان کے جو تعلقات هیں ' اسکا اندازه اس واقعه سے هوسکتا هے که جب جزیره کریت بین القومي حکومت میں تها ' اسوقت برطاني جهاز نے اپنے سامنے اس پر یوناني علم بلند کرایا - فرانس سے یونان کے تعلقات یه هیں که فرانسیسي افسر یوناني فوج کي تنظیم و تربیت کے لیے آئے تهے ' اور اگر اده جرمني سے تعلقات کي وجه سے اسمیں کوئي فرق بهي آگیا هو تاهم اسکي رخنه بندي شاه یونان کي آمد فرانس سے هوگئي هوگي - روس سے گو خاص تعلقات نهیں ' مگر اسکے در حلیفور سے تو خاص تعلقات هیں ' اور اسکے علاوه کم از کم دولت عثمانیه سے تو بهر حال زیاده تعلقات هونگے - یه تو مفاهمت ثلاثیه کي حالت تهي ' اب رها تحالف ثلاثي تو اسکے رکن اعظم یعني جرمني کے تعلقات کا اندازه اس سے هوسکتا هے که شاهنشاه جرمني نے شاه یونان کو عقاب سراغ کا تمغه اور فیلد مارشل کا خطاب دیا - آسٹریا اور اطالیا سے بظاهر خاص تعلقات نهیں هیں بلکه عجب نهیں که البانیه کي وجه سے کچهه چشمک بهي هو ' کیونکه یونان البانیه - متعلق اپنے مطامع سے ابهي تک بالکل دست بردار نهیں هوا مگر اس سے زیاده یه ممکن هے که یهي البانیا تینوں سلطنتوں میں اتحاد کا باعث بهي هو جاے اور دولت عثمانیه کے مقابله میں اطالیا اور آسٹریا کي همدردي یونان کے ساتهه هو -

غرض که یورپ سے انصاف کي امید معلوم - البته اغراض و مصالح سے کچهه توقع هوسکتي هے ' مگر انمیں بهي بظاهر کوئی سامان امید آفرینی و طمانیت بخشي کا نهیں ' اور اسلیے اس سوال کے جواب میں هم انهیں الفاظ کا اعاده کرنا چاهتے هیں ' جو هم نے خبر ثالثي پر لکهے تهے یعنے "هر چند که جنگ اور گفتگوے صلح دونوں ختم هوگئي هیں ' مگر ابهي اس داستان المناک کو ختم نه سمجهنا چاهیے ' بلکه یورپ کي نصفت پروري کي حکایت سننے کے لیے تیار رهنا چاهیے - "

ائر لینڈ هوم رول بل

السٹر کي طیاریاں

ایک خدا ' ایک بادشاہ ' اور ایک هي پارلیمنٹ !!

" فدا کاران السٹر "

انگلستان ' یعنے وهي انگلستان ' جو هندوستا میں اُن قوانین کا نافذ کنندہ هے ' جنکے ذریعہ زبانوں کو اعلان حق سے اور قلم کو طلب حقوق سے روکا جاتا هے ' جو چاهتا هے که انسان اسکي حکومت میں خاموش رهیں ' اور قلم معطل هوجائیں جسکي عدالت میں سب سے بڑا جرم یه هے که سختي کو بغیر خاموشي کے جهیلا جاے ' اور تشدد کو اعتراض کے بعد قبول کیا جاے ' وهي انگلستان آجکل باشندگان هند کیلیے ایک دوسري صورت میں بهي نظارۂ فرما هے ' جسکے خال و خط اس هیئت سے بالکل مختلف هیں ' جو هندوستان کے آئینه کے خانۂ سیاست میں نظر آتے هیں -

" آئر لینڈ هوم رول بل " کي تاریخ الهلال کي گذشته اشاعات میں نکلتي رهي هے - صدیوں کي جد و جهد اور ظلم و خونریزي کے بعد اب وقت آیا که لبرل وزارت کے موجودہ اقتدار سے وہ متمتع هو تو رومن کیتهولک اور پروٹسٹنٹ تفریق کا خوابیدہ فتنه جاگ اٹها هے ' اور السٹر کا صوبه نهیں چاهتا که اُن انسانوں کو جو گو اُنهیں کي طرح انسان هیں ' مگر انکي طرح پروٹسٹنٹ نهیں ' اداري خود مختاري ملے -

لیکن وهاں کي تمام پبلک نے اپنے مطالبه کے اظهار و اعلان کیلیے جو طریقه اختیار کیا هے وہ هندوستان کے اُن سیاسي حقوق طلبوں کیلیے ایک عجیب عبرت و بصیرت کا صفحه هے ' جنکي زبانوں پر جرم بغاوت کا قفل چڑها دیا جاتا هے -

تحریک السٹر بتدریج اپني سیاسي شکل چهوڑ کے نیم فوجي شکل اختیار کر رهي هے - سر ایڈورڈ کرسن جو اس تحریک کا مشهور قائد هے ' قومي فدا کاروں کي فوج کي تفتیش کیلیے متصل دورے میں هے اس امر کا اخیري اعلان کردیا گیا هے که اگر ڈبلن پارلیمنٹ بجبر دي گئي تو وہ اسکے روکنے کیلیے هر ممکن تدبیر حتیٰ که قوت جنگ تک استعمال کرینگے - السٹر میں اب یه خیال عالمگیر هو رها هے که تقریروں کا وقت گیا اب صرف عمل کا وقت هے -

صوبه کے بڑے بڑے تاجر جنمیں سے اکثر السٹر یونیانست کي کونسلوں کے ممبر بهي هیں ' بلوون اور خانه جنگي کے خطرات کے لیے لویڈ کمپني سے اپني جائدادوں وغیرہ کا بیمه کر رهے هیں - کیونکه انکو یقین هے که اگر گورنمنٹ نے السٹر کو هوم رول پر مجبور کیا تو نهایت سنگین نتائج پیدا هونگے - بیمه کے علاوہ ان خطرات کے لیے معمولي کاروباري احتیاطیں بهي کر رهے هیں -

سنگین نتائج کا خیال اب اسقدر یقین سے قریب هو رها هے که متوسط درجه کے کاروباري لوگ بهي اپني فکر میں هیں ' اور دریافت کرتے پهرتے هیں که انکي املاک کے لیے اسي قسم کے بیمه کي شرح فیس کیا هوگي ؟

۲۸ - ستمبر کو " یوم السٹر " اور " دستخط معاهده " کي برسي السٹر کے تمام پروٹسٹنٹ گرجوں میں مذهبي عبادات کے ذریعه منائي گئي هے جس نے السٹر کي پروٹسٹنٹ آبادي میں هوم رول کي مقاومت کي روح تازہ پیدا کردي هے -

" السٹر کي قومي حکومت کا علم "

السٹر میں یونیانست طاقتوں کي فوجي تنظیم (ارگنایزیشن) نهایت سرگرمي و استقلال کے ساتهه جاري هے - وہ تمام ممبر جنهوں نے " معاهدہ السٹر " پر دستخط کیے تهے ' جوق در جوق " لشکر فدا کاران السٹر " میں داخل هونے کے لیے آ رهے هیں - یه حالت صرف بیلفست هي میں نهیں بلکه تمام السٹر میں هے -

" لشکر فداکاران " سے مقصود قومي والنٹیروں کي وہ فوج هے جو اسلیے قائم کي گئي هے تاکه حکومت کا مقابله کرے - اسکا انتظام ایک موقت گورنمنٹ کے هاتهه میں هے جو آجکل السٹر میں حکومت کر رهي هے -

" لشکر فدکاران السٹر " کے لیے ایک جمعیت ارباب شوریٰ (Advisery Board) قائم هوگئي هے - اسکا مرکز بیلفست کے قدیم ٹون هال میں هے - السٹر کے فداکاروں کي جتني جمعیتیں هیں ' ان سے اس مرکز کے نهایت قریبي اور دائمی تعلقات رهینگے ' اور ان جمعیتوں اور مرکز میں تمام مراسلت بشرط ضرورت " السٹر ڈسپیچ رائڈنگ اور سگنلنگ کور " کے جانبازي تاکه اهم و مخصوص مراسلات میں ڈاکخانه کي رسانیاں هي نه رهے -

" فدا کاران السٹر " کي تنظیم عملاً مکمل هوچکي هے ' گو ابهي اسمیں داخل هونے کے لیے لوگ برابر جوق در جوق چلے آرهے هیں عام اسٹاف یا جمعیت ارباب شوریٰ جسکے بعض ممبروں کے نام ظاهر نهیں کیے گئے هیں ' اشخاص ذیل سے مرکب هے :

جنرل افسر کمانڈنگ السٹر والنٹیر فورس ' چیف اسٹاف افیسر ' اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ' کرنل آر - جي شارمین کرافورڈ ' کرنل آر - ایچ - ویلس سي - بي - ڈي - ایل ' کیپٹن جمیس کریگ ایم - پي ' کیپٹن اے - ریکورڈ ڈي - سي - او ' کرنل ٹي - وي - پي - ایم - کیمن -

انتظام کے افسران چارج کیپٹن ایف - هال هیں فوجي سکریٹري مسرس بي - ڈبلو - ڈي مانٹگومیري ' مرید کیمبل ' اور ایڈورڈ سکلیٹر جے پي - هیں - یه اس جمعیت کے صدر رهچکے هیں جو " جمعیت ارباب شوریٰ " اور فدا کاروں کي مختلف جمعیتوں کے درمیان پیغامبري کے لیے مقرر کي گئي تهي -

کیپٹن فرنک هال نے اعلان کیا هے که " لشکر فدا کاران السٹر " کي تنظیم کے متعلق جو شخص کچهه دریافت کرنا چاهیگا یه " جمعیت ارباب شوریٰ " نهایت مسرت کے ساتهه اسکا جواب دیگي - جو شخص پرانے ٹون هال کے فوجي سکریٹري سے مراسلت کرنا چاهیگا اسکا جواب اسکے صوبه کے سکریٹري یا اسکے ضلع کے وکیل کے متعلق کردیا جائیگا -

آجکي اشاعت کے ٹائٹل پیج پر جو تصویر دي گئي هے ' اسکو اس موقعه پر دیکهه لیجیے - لشکر فداکاران السٹر قواعد جنگ میں مصروف هے -

منتخبات عصمية

مذهب نشوء ارتقا کا ایک صفحہ

ڈارون اور رسل ویلس

ایک طبیعي کبیر ' جو روحاني بھي تھا

غرضکہ اس طرح " بقاء اصلح " کا قانون ڈاکٹر ویلس پر منکشف ہوا اور وہ جوں جوں اسپر غور کرتا گیا ' اتني ھي اُسکي صحت و حقیقت کا اذعان بڑھتا گیا - یہ انتخاب طبیعي کي بنا پر آغاز انواع کا ایک ایسا نظریہ تھا جسکے تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا - یہاں تک کہ اس نے اپنے تئیں تیار پایا کہ اس بارے میں علمي حلقوں سے خط و کتابت شروع کرے -

(ڈارون اور ویلس)

ڈاکٹر ویلس نے ایک مبسوط تحریر میں اس نظریہ کي فصیل و تشریح کي اور چارلس ڈارون کے پاس بھیج دي -

ٹھیک اُسي زمانے میں ڈارون بھي اسي نظریہ کا مطالعہ کررہا تھا اور اس نقطہ تک پہنچ چکا تھا - اُس نے جب ڈاکٹر ویلس کي تحریر دیکھي تو اسکي فیاض طبعي اور دریا دلي نے گوارا نہ کیا کہ اب اس نظریہ کي دریافت کو اپني جانب منسوب کرے - اُس نے دیکھا کہ اگر سرچشمۂ علم کے الہام میں ایک اور دماغ اس سے بازي لے گیا ھے تو بہتر یہي ھے کہ یہ میدان اُسي کے لیے چھوڑ دیا جاے -

یہاں تک کہ اُس نے پورا ارادہ کرلیا کہ اس بارے میں صرف ڈاکٹر ویلس کي تحریر ملک میں شائع ھونے دے اور اپني تحریر ھمیشہ کیلیے نذر گمنامي کردے -

کچھہ شک نہیں کہ یہ واقعہ تاریخ علم و ارباب علم کے فضائل و محاسن کا ایک نہایت پر اثر واقعہ ھے - ابھي کل کي بات ھے کہ قطب شمالي کے انکشاف کے متعلق ایک ھي وقت میں دو شخصوں کے اندر کس درجہ ادب سوز مناقشۂ و مجادلہ ھوا تھا ' حتي کہ ڈوئل کے ذریعہ فیصلہ کرنے کي خواھش کي گئي تھي ' اسکے مقابلے میں ڈارون کي یہ فیاض طبعي کس درجہ معتزم ھے کہ خلقت انساني کے ایک عظیم ترین نظریہ کے انکشاف کی عامي عزت و شہرت سے وہ خود بخود دست بردار ھونے کیلیے تیار ھوگیا تھا !

لیکن ڈارون کے دوستوں نے اس ارادہ کي خبر پاتے ھي اسکا محاصرہ کرلیا اور سخت اصرار کیا کہ ایسا نہ کرے - علي الخصوص لیل اور لائل نے اُسے سمجھایا کہ ایسا کرنا انصاف اور حق کي دانستہ توہین کرنا ھے - اگر ایک ھي وقت میں دو شخص یکساں طور پر کسي اصول کي تحقیق تک پہنچے ھیں ' تو دنیا اتني تنگ نہیں ھے کہ اسمیں دو محققوں کي مساویانہ تعظیم کي گنجایش نہو -

بالاخر یہي قرار پایا کہ ڈارون اور ویلس ' دونوں کے رسائل ایک ھي وقت میں شائع کیے جائیں -

چنانچہ مشہور مجمع علمي ' لینین سوسائٹي کا جلسہ منعقد ھوا اور دونوں شخصوں کي تحریریں بہ یک وقت اسمیں پڑھکر سنائي گئیں -

لیکن ڈارون کي اخلاقي فیاضي کے تذکرہ میں ویلس کو بھي نہیں بھلایا جا سکتا - اسکے دل کي نیکي اور صداقت نے بھي اپنا بے نظیر جوھر ھر موقعہ پر ظاھر کیا - گو اُسے حق حاصل تھا کہ وہ اس نظریہ کے کشف و تکمیل میں کم از کم اپنے حق مساوي کا ادعا کرتا ' مگر اس نے پوري کشادہ دلي کے ساتھہ ھمیشہ اعتراف کیا کہ تقدم فضیلت کشف اسکے معاصر ڈارون ھي کو حاصل ھے کیونکہ "اصلیت انساني" کا وھي مصنف ھے -

با ایں ھمہ دنیا حقیقت کو نہیں بھلا سکتي - اگر ڈارون اپنے سفر میں ویلس کي دلالت سے احسان مند نہیں ' تو ویلس بھي اپني جادہ پیمائي علم میں اسکي منت پذیري سے آزاد ھے - یہ یقیني ھے کہ موجودہ عہد کی غلغلہ انداز تحقیقات میں ھمیشہ اُسکا نام ڈارون کے نام کے ساتھہ زبانوں پر رھیگا -

وہ اپنے آخریں سالوں میں نظریۂ ڈارون سے کسي قدر ھٹ گیا تھا - اُس نے " مذھب ڈارون " (مطبوعۂ : ۱۸۸۹) میں ارتقاء آلیہ کي تشریح کرتے ھوے اپنے تئیں گذشتہ شاھراہ سے بہت زیادہ بلندي پر الگ کر لیا ھے -

(بعض دیگر اشغال علمیہ)

ویلس کي زندگي کے آخري ایام اعمال ادبیہ میں صرف ھوے جسکي تفصیل کي یہاں چنداں ضرورت نہیں - اس نے ریاستھاے متحدہ امریکہ میں کئي کامیاب سفر کیے جہاں مذھب ڈارون اور اسکے ھمساز مواضیع کے متعلق اسکے خطبات نے وقعت و احترام حاصل کیا -

مذکورہ بالا کتابوں میں اس نے ممالک حارہ کے ایام سفر کے نتائج جمع کیے ھیں ' اور اسطرح علم الحیات اور خصوصاً حیوانات کي تقسیم اور معاکات (جو حیوانات یا نباتات گرد و پیش کے اشیاء کي نقل کرتے ھیں اور جسکو اصطلاح میں Mimicry کہتے ھیں) کے متعلق گذشتہ معلومات میں گرانقدر اضافے کیے ھیں -

ان میدانوں کے علاوہ اس نے بعض دوسرے میدانوں میں بھی قدم رکھنا چاھا مگر بمشکل انمیں قابلیت دکھا سکا ' اور سچ یہ ھے کہ جامعیت فن قدرت کي ایک بخشش ضرور ھے مگر اسکا کوئي قانون نہیں ھے - چونکہ اسمیں تبلیغ و اشاعت کي ایک حقیقي روح تھي ' اسلیے ایک غیر مقبول قاعدہ کي تائید میں جسقدر وہ مسرور ھوتا تھا ' اس سے زیادہ وہ کسي حالت میں خوش نہ ھوتا - اسکي کتاب " معجزات اور روحانیت حدیثہ " (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۴ع و ایضاً مع ملحقات سنہ ۱۹۰۱ع) نے اعلان کیا کہ وہ بہت سے ترقي یافتہ راستیوں کے دعوں کو صحیح مانتا ھے اور ایک طبیعي کا روحاني ھونا خلاف عقل نہیں ھے - "لیڈر نیشنلیزیشن" (مطبوعہ سنہ ۱۹۸۲ع)

میں تمام زمینوں کے سلطنت کي ملکیت ہونے کي بابت اس نے نہایت پر زور دعوي کیا ہے -

اس نے چیچک کے ٹیکے کے خلاف بھي لکھا اور خواہ مخواہ اپنے آپکو ان بے انداز اشخاص کے ساتھہ بحث میں الجھا دیا جو زمین کو اب تک چوڑا یا مسطح کہتے ہیں - " تعجب انگیز صدي " (مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ ع) - میں اس نے معلومات طبیعیہ میں انیسوي صدي کے تقدمات اور طبیعي قوی پر اقتدار کي تفصیلات کیں - " طبیعت میں انسان کي جگہ " (مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ ع) میں اس نے ایک دیرینہ خیال کي تائید کرتے ہوے علمي دلائل قائم کیے ہیں - یعنی یہ کہ زمین ہي تمام کائنات کا مرکز ہے -

سنہ ۱۹۰۵ ع - میں اس نے اپني دلچسپ اور خود نوشتہ سوانح عمري شائع کي -

(جشن پ ا ج اہ سالہ)

زندہ شخص کا صرف دماغ ہي زندہ نہیں ہوتا - زندگي اسکے ہر عضو میں ہوتي ہے -

یہي حال زندہ اقوام کا بھي ہے - ہر قوم میں امجاد و ابطال اور رجال علم و فضل بمنزلۂ دماغ کے ہیں ' لیکن اگر وہ زندہ ہوتے ہیں تو انکے ساتھہ تمام اعضاء جسم ملت ' یعنی عام افراد ملت بھي اپنے فرض حیات سے غافل نہیں ہوتے -

سنہ ۱۸۹۰ میں انگلستان کي مجلس شاہي نے ڈارون اور ویلس کو باعتراف کشف نظریۂ ارتقا ' در اول درجہ کے تمغے دیے ' جو في الحقیقت سب سے بڑا اعتراف علم و خدمت علم تھا -

ڈارون اور ویلس میں جو مراسلات اقسام و انواع کے دوام و تغیرات کي نسبت ہوئي تھیں ' در اصل وہي بنیاد تھي جس سے مسئلۂ ارتقا کا اصلي حل آگے چلکر منکشف ہوا - سنہ ۱۹۰۸ میں اس مراسلۂ پر پورے پچاس سال گذر گئے تھے - لینین سوسائٹي لندن نے ان مراسلات کي پنجاہ سالہ سالگرہ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اسمیں ویلس کو تمغہ پہنایا گیا -

اس جلسے میں ڈاکٹر جوزف ہوکر بھي شریک تھا - یہ وہي شخص ہے جس نے ڈارون کو مجبور کیا تھا کہ قانون بقاء اصلح کے متعلق اپني تحریر ضائع نہ کرے - اس نے اپني تقریر میں اس نظریہ کي تاریخ کشف و تدوین پر روشني ڈالتے ہوے بیان کیا کہ کس طرح ڈاکٹر ویلیس سے بالکل علحدہ و مستقل ڈارون نے اس نظریہ تک رسائي حاصل کي تھي ' اور پھر کس طرح دونوں میں اسکے متعلق مراسلت ہوئي تھي ؟ نیز یہ کہ ڈارون نے اس انکشاف کے ترک دعوی کا قطعي ارادہ کر لیا تھا ' مگر کن کن دقتوں اور مجبور کن التجاؤں کے بعد اُسے اشاعت کیلیے مجبور کیا گیا ؟

اس جلسے میں ڈاکٹر ویلیس نے نہایت انکسار کے ساتھہ ظاہر کیا کہ اس نظریہ کے کشف میں اُسے جو کچھہ حصہ ملا ہے ' وہ محض اسکي خوش قسمتي کا اتفاقي نتیجہ ہے جو ہر طرح عجیب و غریب تھا ورنہ در اصل ڈارون بیس سال پہلے اسکا دروازہ کھٹکھٹا چکا ہے - اس نے نہایت فیاضانہ جوش کے ساتھہ اعتراف کیا کہ اصل فضیلت " اصلیت نوع انساني " کے مصنف ہي کیلیے ہے - اور وہ بالکل غیر مشترک ہے -

اصل یہ ہے کہ ڈارون نظریۂ ارتقا تک تو اپنے ذرائع سیر و سیاحت ہي میں پہنچ گیا تھا ' لیکن دلائل و مشاہدات کي تکمیل کا انتظار تھا - بیس برس سے زیادہ زمانہ اسمیں بسر ہو گیا - اسي اثنا میں ڈاکٹر ویلس بھي اپنے سفر میں مستعدانہ گام فرما رہا - ڈارون نے جب دیکھا کہ اب اسقدر مواد جمع ہو گیا ہے جو اُسکی پشت پناہي کے لیے کافي ہے تو وہ طیار ہوا کہ علمي دنیا کے سامنے سے پردہ ہٹا دے -

ڈاکٹر ویلس نے اپنے لیکچر میں لکھا ہے کہ اصل نظریۂ انتخاب طبیعي کے کشف کي پیدایش ایک گھنٹے سے زیادہ عمر کي نہیں ہے - ایک ہفتہ کے اندر اُس نے مرتب کیا اور اُسکے دوسرے ہي دن ایک مراسلے کي صورت میں ڈارون کے پاس بھیجدیا -

(روحانیات)

ڈاکٹر ویلس کي زندگي کا ایک نہایت اہم واقعہ اسپیریچولیزم (مذہب روحانیات) کا بھي مسئلہ ہے - وہ نہ صرف اسکا معتقد ہي تھا ' بلکہ اپني تمام زندگي میں روحانیات کا ایک حامي کبیر اور مروج شہیر رہا -

یورپ اور امریکہ کے موجودہ مذہب روحانیات ' اسکي صحت و عدم صحت ' اسکے دلائل و براہین ' مشاہدات و واردات ' نتائج و حوادث ' وغیرہ وغیرہ ' ایک موضوع مستقل ہے ' جس کو نہایت تفصیل سے قلمبند کرنا چاہیے - ویسي تفصیل تو سر دست مشکل ہے کہ وقت نہیں ' البتہ آئندہ اشاعات میں بسلسلۂ ڈاکٹر ویلس ایک اجمالي تذکرہ ضرور درج الہلال ہو گا - ڈاکٹر ویلس کے حالات بغیر اس تذکرہ کے مکمل نہیں ہوسکتے -

اعلان

منجانب رسپشن کمیٹي آل انڈیا محمڈن کانفرنس آگرہ

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس بمقام آگرہ بیتست مشن اسکول کے احاطہ میں ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر سنہ۱۹۱۳ع کو منعقد ہونگے اور قیام مہمانان کیواسطے میٹرو پول ہوٹل جو متصل مقام جلسہ مذکور ہے ' تجویز ہوا ہے - داخلہ فیس ممبري کے لیے پانچروپیہ ' اور وزیٹري کي در روپیہ مقرر ہے - فیس مذکور صدر دفتر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈہ کے پتہ سے بھیجنا چاہیے ' یا جلسہ کانفرنس میں ارس عہدہ دار کے حوالہ کرني چاہیے جو جلسہ میں اسکام کیلیے منجانب استیندنگ کمیٹي مقرر کیے جائیں - اور جو ٹکٹ ممبري اور وزیٹري کے تقسیم کرینگے قیام وطعام کا انتظام ۲۵ دسمبر سنہ۱۹۱۳ع کي صبح سے ۲۸ دسمبر سنہ۱۹۱۳ع کي شام تک بشرح ذیل دیا گیا ہے :

(الف) بہ طرز انگریزي ... ۳ روپیہ ... یوم
(ب) بہ طرز ہندوستاني ... ۱ روپیہ ۸ آنہ ... یوم
(ج) ملازمان کیلیے ... ۸ آنہ ... یوم

نوٹ — فیس مقررہ میں مکان و فرنیچر ضروري روشني گرم پاني شامل ہے - لیکن صبح کي چاء وغیرہ شامل نہیں ہے - وہ ڈیوٹی شاپ سے جو ہوٹل و پنڈال کے متصل لگائي جائیگي قیمت ادا کرنے پر مل سکیگي - اسٹیشن سے جاے قیام تک سواریکا مہیا کرنا کمیٹي کے ذمہ ہوگا - ہر ایک گاڑي والے کے پاس ٹکٹ شرح کرایہ گاڑیکا موجود ہوگا - اوسکے مطابق کرایہ ادا کرنا چاہیے -

جملہ خط و کتابت سیکرٹري کمیٹي استقبالي کے نام سے ہوني چاہیے - انکا دفتر گلاب خانہ آگرہ میں ہے ' اور جسقدر جلد ممکن ہو تشریف آوري کے ارادہ سے سیکرٹري مذکور کو غایت درجہ ۱۵ دسمبر تک مطلع کرنا چاہیے - تاکہ انتظام میں آساني ہو -

خواجہ فیاض حسین
جائینٹ سکریٹري رسپشن کمیٹي آگرہ

اسماء الاحصاءات بمايه ٤

اسماء علوم

(از جناب مولوی ابوالمکارم فضل الوهاب صاحب سپرنٹنڈنٹ بیکر هوسٹل - کلکته)

اصطلاحات علمیه کے سلسلے میں مولوي صاحب ممدوح نے اسماء علوم کي ایک اور فهرست مدون فرمائي هے ' اور غالباً اس سے انکا مقصود یه هے که تمام غیر معروف و فرعي علوم کے اسماء بهي مرتب هو جائیں -

جناب ممدوح کا ذوق علمي و شوق خدمت لغة و علم مستحق صد تحسین هے - اور امید هے که وه اس سلسلے کو جاري رکهیں گے -

البته بعض اسماء علوم جو انهوں نے وضع کیے هیں ' انکي نسبت صرف چند امور عرض کرنا هے - بالفعل بجنسه انکي فهرست کا پهلا نمبر درج کر دیتا هوں - دوسرے نمبر کے آخر میں جو کچهه عرض کرنا هے ' عرض کرونگا -

1	Acoustics	علم الاصوات
2	Aerology	علم الهواء
3	Aeronautics	علم السفر في الهواء
4	Agriculture	علم الفلاحة
5	Amphibology	اشتباه الکلام
6	Analytics	علم البیان
7	Biography	تذکره
8	Caligraphy	علم الکتابة
9	Cardiology	علم القلب
10	Casuistry	علم الفقه
11	Chirography	علم الخط
12	Chirology	علم التکلم بالاشارات
13	Chirurgery	علم الجراحة
14	Chorography	علم اثار البلاد
15	Chromatics	علم الالوان
16	Chronology	علم تقویم التواریخ
17	Comparative Anatomy	علم التطبیق الاعضاء
18	Conchology	علم الاصداف
19	Craniology	علم الجمجمه
20	Divinity	علم اللاهوت
21	Demonology	علم الشیاطین و الجن
22	Demology	
23	Demography	
24	Diplomacy	علم اصطلاحات الممالک
25	Doxology	سجلة
26	Ecclesiology	علم بناء الکنائس
27	Eclectics	علم اصول التفضیل
28	Economics	علم الاداره
29	Education	التعلیم
30	Erpetology	علم الهوام
31	Etymology	علم الصرف
32	Political Geography	جغرافیة الملکیه
33	Physical Geography	جغرافیة الطبیعیته
34	Glossology	علم الشرح الکلمات
35	Harmonics	علم القواعد الالحان
36	Heliography	علم ضوء الشمس
37	Hieroglyphics	علم قلم المصریین القدیم
38	Homœpathy	علم تطبیب المثل بالمثل
39	Homiletics	فن الوعظ
40	Horticulture	علم فلاحة الجنینات
41	House-keeping	تدبیر البیت
42	Hydraulics	فن رفع الماء
43	Hydrodynamics	
44	Hydrometry	فن وزن المیاه
45	Hydropathy	علم مداوة بالماء
46	Hygrometry	علم رطوبة الهواء
47	Ichnograph	رسم قاعده بناء
48	Iconography / Iconology	علم الرسم و التصویر
49	Ideology	علم التصدیقات
50	Jurisprudence	علم الفقه
51	Lexicography	علم اللغة
52	Lithography	علم الطبع بواسطة الحجر
53	Lithology	علم الطبع بالاحجار
54	Logarithm	علم نسبة العداد
55	Martyrology	تاریخ الشهداء
56	Meomerism	علم المغناطیسة في الحیوانات
57	Mnemonics	علم الحافظة
58	Moral Philosophy	فلسفه اخلاقیه
59	Mysticism	تصوف
60	Mythology	اساطیر الجاهلیه
61	Natural Theology	علم الکلام الطبیعي
62	Nairgation	الملاحة
63	Necromancy	السحر
64	Neology	
65	Rationalism	القول بالعقل بدون الوحي
66	Mumismatics	فن تشخیص المسکوکات
67	Obstetric	فن القباله
68	Oneiromancy	علم التعبیر
69	Oratory	بلاغة
70	Osteogeny	علم تکون العظام
71	Ourology / Ouroscopy	تفسره
72	Paleography	علم الخط القدیم
73	Paleology	
74	Paleontology	فن المتحجرات
75	Palilogy	ترجیع الکلمة
76	Palmistry	علم الکف
77	Philology	علم الالفاظ
78	Photometry	علم درجات النور
79	Phraseology	عبارة - اصطلاح
80	Phonetics	علم الاصوات
81	Physic	علم الطب
82	Polemics	مباحثه
83	Politics	علم السیاسة
84	Pomology	فن تربیة النبات
85	Pyrotechmcs	علم صناعة العاب البارود
86	Sarcology	علم اللحوم
87	Sculpture	فن النقش
88	Statics	علم الاثقال
89	Statislics	فن رضع القوائم
90	Stenography	خط الاشارات
91	Symhology	فن التشبیه
92	Tautology	تکریر الفاظ
93	Theosophy	الصوفیه
94	Therapeutics	علم الطب
95	Topography	علم البلدان
96	Toxicology	علم السموم
97	Tradition	الحدیث

مراثی الهلال

البصائر

ادارۂ سیرۃ نبوی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب خانپور- ریاست بہاولپور

ریا کو ارباب صفا شدید ترین شرک سے شمار کرتے ہیں اور ریا اس حالت کو کہتے ہیں جبکہ انسان خدا کی مرضات کیلیے نہیں بلکہ انسانوں کو دکھانے کیلیے کام کرنے لگتا ہے - فی الحقیقت یہ شرک اعظم ہے کہ خدا سے زیادہ لوگوں کو عزیز تر سمجھنا لازمی ہو جاتا ہے' اور خدا سے روگرداني کرکے لوگوں کی طرف دل کو رجوع کرنا پڑتا ہے- اسیطرح رسوخ پیدا کرنے یا کسی کو کسی بات سے خوش کرکے کام نکالنے میں تصنع یا مدح سرائی بھی ایک نوع کا شرک ہے ' کیونکہ اسکے لیے بھی ممدوح کو بڑھانا اور اسکے اندر اپنی عظمت و جبروت کا خیال پیدا کرانا اور اپنے وجود میں عبودیت بیجا کا اثر ڈالنا پڑتا ہے لہذا حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب فی وجوہ المداحین -

بوقت صبح شود همچو روز معلومت
که با که باختۂ عشق در شب دیجور ؟

یہ سب کچھ صحیح ہے مگر ساتھ ہی اسکے کسی کے احسان کا شکر ادا نکرنا بھی ویسا ہی گناہ ہے - کیونکہ محسن کا مادۂ جود و احسان صورت حاصل کرنے سے بیکار ہو جاتا ہے - یعنے حوصلہ پست اور ہمت ٹوٹ جاتی ہے - حقیقت میں محسن کا شکریہ خدا ہی کا شکریہ ہے - اگر خدا محسن کو نعمت نہ دیتا ' اگر نعمت دیتا مگر توفیق نہ دیتا تو احسان کہاں سے وقوع پذیر ہوتا ؟ من لم یحمد الناس لم یحمد اللہ -

حمد را با تو نسبتے ست درست
بر در هرکه رفت ' بر در تست !

میں مدت سے (الهلال) کے مطالعہ سے مستفیض و مستفید ہوں- بے مبالغہ و تکلف اور بغیر تصنع و ریو و ریا ' مگر بطریق شکر و تشکر عرض کرتا ہوں کہ اسلامی قلوب کی زنگ خوردہ حالت کے لئے اگر کوئی صیقل ہے تو یہی الهلال ' اور حرارت افسردۂ مذہبی کے واسطے اگر کوئی آلہ نفس و دمیدنی ہے تو یہی الهلال ! !

صاحب الهلال کی وسعت ارادہ و قوت عملی کو دیکھکر حیرت طاری ہوتی ہے - جب اس نفس نفیس سے ہدایت کی نسیم مقدس آتی ہے تو زمانۂ صحابہ کرام یاد آجاتا ہے - جسوقت اصلاح امور شرعی کیلیے کھڑا دیکھتے ہیں تو ائمۂ سلف کا نمونہ آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے - جب اس وجود با وجود کو آہ و بکا میں پاتے ہیں تو صوفیۂ صافیہ کی خوش بو آنے لگتی ہے - پھر لطف یہ کہ با ینہمہ کمالات و فضائل معنویہ ' طرز بیان کی بہار گل ہائے رنگا رنگ ہے - انشاؤ بلاغت سحر کار اور اعجاز بیان بین اعجاز ہے - و للہ در ما قال :

لیس للہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد!

صاحب الهلال کی مشکلات کا صحیح اندازہ تو کون کر سکتا ہے تاہم جانتا ہوں کہ انکو تدبیر امور اسلامیہ و تفکر اصلاح ملیہ - گھیر لیا ہے اور ہر طرف سے مجبور و نعل در آتش کر رکھا ہے - لیکن کاش انہیں یہ بھی معلوم ہوتا کہ ان کے کارہاے نمایاں بہت کچھ کام کر گذرے اور بہت کچھ کر رہے ہیں- جناب مولانا کی محبت اہ خدا و رسول اور اسلام کی محبت سمجھی جاتی ہے - صحیفۂ الهلال کی محبت قران و حدیث و آثار صحابہ کی محبت خیال کیجاتی ہے سچ ہے :

حمد را با تو نسبتے ست درست
بر در هرکه رفت ' بر در تست

حضرت مولانا ! روے سخن آپکی طرف ہے - آپکو یاد ہوگا کہ جس زمانہ میں جناب نے البیان کا اعلان شائع فرمایا تھا ' تو سب سے پہلا بندہ ہی نے لبیک و سعدیک پکار کر عرض کیا تھا کہ نہایت مبارک ارادہ ہے - خدا مبارک کرے اور برکت دے - ارادے کے پورا کرنے میں جلدی کیجیے :

تمامش کن چو بنیادش نہادی

نیز مشورہ کے طور پر لکھا تھا کہ الهلال سیاسی معاملات کیلیے کافی ہے - البیان کو (جسکا اب نام نامی البصائر ہے) مذہبی امور کیلیے رہنے دیجائے - مجھے یاد ہے کہ جناب نے میری التماس کو منظور فرمایا تھا -

آج الهلال میں ذکر مجالس مولد اور ادارۂ سیرۃ نبوی کا ارادہ و مضمون بصارت افروز و بصیرت اندوز ہوا - خون محبت کا ثوران اور شوق کا ہیجان یہاں تک پہونچا کہ کچھ عرض کرنے کیلیے پھر مجبور ہو گیا- امید ہے اگر جوش جنون کار میں خلاف منشا و مصلحت کچھ سرزد ہو ' تو معذور سمجھا جاؤنگا

شوق نشناسد همی هنگام را

میری راے میں اس مضمون کے لیے الهلال سے البصائر زیادہ موزوں ہے - دنیا کے قیام و قوام کیلیے تقسیم عمل ضروری ہے -

جیسا کہ رات اور دن - تدبیر معاشرت و تفکر آخرت - سکون و حرکت دن کے لیے ' چراغ و مکان رات کے لیے - معاشرت کے لیے سار و سامان ' آخرت کے لیے سوز و محبت - سکون کے لیے فرش ' حرکت کے لیے میدان - پس اسی بنا پر الهلال و البصائر کو بھی الگ الگ حصہ دیا جاے - سیاسی معاملات کے لیے الهلال اور دینی امور کیواسطے البصائر خاص ہونے چاہیں - گویا وہ دنیا میں موجب صلاح ' اور یہ آخرۃ میں سبب فلاح : ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ ! !

بلکہ میرے نزدیک تو بہتر و تیمناً افتتاح البصائر کا خطبات مجالس مولد ہی کے بنا پر سیرۃ نبوی سے کیا جاے ' تاکہ موجب نزول رحمت و باعث برکت ہو -

اگر اس تجویز سے جناب کا اتفاق ہوجائے تو نیک تفاول ہے - اس سے یہ غرض نہیں کہ الہلال کو دینی مضامین سے بالکل خالی کردیا جائے - بلکہ مقصود یہ ہے کہ الہلال میں اکثر مضامین سیاسی اور قلیل مذہبی ہوں - البصائر میں قاطبۃ امور دینیہ کی بحث ہو تاکہ :

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

کی مثل صادق آجائے -

البصائر کو پرتو افگنی کے لیے جلد کھڑا کیا جائے - کہ در انتظار مطالعہ طلوع البصائر چشم جہان رو بتاریکی می آرد - والسلام -

الہلال :

شیخ عبد الوہاب شعرانی المصری نے اپنی ایک کتاب میں اُن احسانات و نعائم الہیہ کو جمع کیا ہے' جو انپر حضرۃ حق سبحانہ نے مبذول فرمائیں - اسکا نام کتاب المنن ہے اور معروف و عام ہے - ملاحظہ فرمائی ہوگی - وہ لکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا احسان اللہ تعالی کا کسی بندے پر یہ ہے کہ اُسے ایسے احباب و رفقا میسر آئیں' جو اُسکے کاموں کو سمجھیں' اسکی جانفشانیوں اور محنتوں کی قدر کریں ' وہ جس جام کیفیت و ذوق سے سرشار ہو' اسکا ایک ایک جرعہ اُسکی طرح' اسکے دوستوں کو بھی نصیب ہو' تا وہ اُس عالم سے بیخبر نہ رہیں' جسکی خبر یابی کیلیے کیف و حال شرط ہے' نہ کہ قیل و قال :

قـــدر ایں بادہ ندانی بخـدا تا نچشی

میں کہتا ہوں کہ اگر علم و عمل' فضل و کمال' اور اہلیت و صلاحیت کے ساتھہ ارباب ذوق اور قدر شناسان کار کا میسر آنا ایک مخصوص احسان الہی ہے' تو پھر اُس شخص کیلیے آپ کیا کہتے ہیں جسے بغیر ہیچ گونہ اہلیت و صلاحیت' و بغیر حصول مقام علم و عمل' و خدمت حق و ملت ' اس مقـام رفیع و مرتبۂ جلیل سے حظ وافر نصیب ہو؟ غیر ازیں کہ ایں جا کار بہ فضل ست نہ باستحقاق :

بر من منگر' بر کرم خویش نگر!

اگر شیخ شعرانی پر اللہ تعالی کا یہ احسان تھا کہ انہیں ایسے احباب و رفقا ملے ' جو انکے علم و فضل کے قدر فرما اور انکے عمل و تقوی کے مرتبہ شناس تھے' تو الحمد للہ کہ یہ عاجز اپنے ساتھہ اس سے بھی بڑھکر فضل الہی کی ایک بوالعجبی رکھتا ہے - یعنی با وجود جہل و بے مایگی ' بندگان الہی مدحت طراز ہیں ' اور با وجود بے عملی و سیہ کاری ' مومنین مخلصین ذرہ نواز!

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو
کہ مستحق کـرامت گنـا ھـگارانـد !

جناب کے رسائل و مکاتیب ہمیشہ جس حسن ظن کریمانہ سے لبریز ہوتے ہیں' اسکو بھی اسی عالم کا نتیجہ سمجھتا ہوں - مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر مالک کی نظر صرف اپنے کرم و فضل پر ہو تو غلام کو بھی چاہیے کہ ہمیشہ اپنے قصور و خطا پر نظر رکھے - الہلال کا تذکرہ فرماتے ہوے جن خدمات اور انکے نتائج کی طرف جناب نے اشارہ فرمایا ہے ' اصل مقصد کو سامنے رکھکر دیکھیے تو وہ کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس منزل کیلیے شبانہ روز پیہم سفر کی ضرورت ہو' وہاں اگر دو چار قدم آہستگی سے اٹھے بھی تو مستحق التفات نہیں - پس میری داستان اگر خود میری زبانی سننا چاہتے ہیں تو سن لیجیے - نہ تو علم و کمال میسر ہے اور نہ عمل و خدمت' نہ جامعیت ہے اور نہ فردیت' نہ تو ادعا ہے اور نہ انتظار مزد و تحسین - اپنی اصلیت و حالت سے باخبر اور اپنی بے مایگیوں سے نا واقف نہیں ہوں - ہاں صرف ایک چیز ہے کہ اُس کا ادعا ضرور ہے' اور صرف وہی ہے کہ اسکی استقامت و قرار کیلیے ہمہ وقت مضطر و بیقرار ہوں - یعنی اگر میرے ہاتھہ جام لبریز سے خالی ہیں تو دل تنـگ نہیں ہوں' کیونکہ حلق دولت تشنـگی سے بھی مالا مال ہے' اور اگر صداے سیرابی نہیں رکھتا تو غمگین نہیں ' کیونکہ الحمد للہ کہ فغان و شیون' تشنگی کی صداقت سے خالی نہیں' اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں آگ نہیں جلتی وہاں دھواں بھی نہیں ہوتا' اور اگر دھواں اُٹھہ رہا ہے تو یقین کیجیے کہ آگ بھی ضرور موجود ہے :

در خرا باتـم ندیدستی خراب
بادہ پنداری کہ پنہاں می زنم

(۱) آپنے البصائر کا تذکرہ کرکے ایک ایسے تار کو چھیڑ دیا ہے جو اگر اپنا نوحۂ غم شروع کردے تو عجیب نہیں کہ تمام رات اسکے ایک ہی حرف ماتم میں ختم ہو جاے :

قدرے گرید و ہم بر سر افسانہ رود!

میرا موجودہ اعتقاد یہ ہے کہ زندگی صرف کام کرنے کیلیے ہے' یہاں تـک کہ قلم و کاغـذ ہی کی رفاقت میں پیـام اجل کا بھی استقبال کرے - لیکن آپ جانتے ہیں کہ انسان اپنے دماغ اور ارادے کو تو سب کچھہ بنا دے سکتا ہے ' پر اپنے جسم کو کیا کرے ؟ بار بار اپنی حالت کا دکھڑا رونا ٹھیک نہیں' مگر البصائر کی اشاعت کا با وجود اعلان عام ' اب تـک وجود میں نہ آنا ' ایک ایسا داغ خجالت ہے ' جو مجبور کرتا ہے کہ کچھہ نہ کچھہ حق معذرت خواہی میں عرض حال کی اجازت پاؤں - میں فطرۃ کمزور جسم و قوی رکھتا ہوں - اسپر خود بھی صحت سے محروم اور نیز ایک ایسے دائم المرض بستر کا دائمی تیمار دار' جسکی تکلیفوں کے معائنہ کی طاقت نا رشتہ با وجود پیمان صبر و شکر ' بسا اوقات ہاتھہ سے چھوٹ جاتا ہے اور علم اللہ ' وہ اپنے دل میں اسکی ایک ایک صداے کرب کیلیے لکھی انکی خونچکاں زخم رکھتا ہوں - لیکن انسان کہ بندۂ علائق و صحبت ما سوی اللہ ہے ' رونا جانتا ہے مگر کسی کے دکھہ کو دور نہیں کرسکتا - پھر بے شمار دیگر صدمات و مصائب مستمرہ ہیں جنکی تشریح لاحاصل ہے' اسپر مستزاد یہ کہ اپنے کاموں میں رفقاء کی اعانت سے بکلی محروم اور اپنے سفر میں یکۂ و تنہا چھوڑ دیا گیا ہوں - جو لوگ باہر سے میرے اچھے برے کاموں کو دیکھہ رہے ہیں ' کاش میں انہیں دعوت دے سکتا کہ کبھی میرے بیت الحزن کی طرف بھی ایک مرتبہ قدم رنجہ فرمائیں ' اور ایک شبانہ روز یہاں بسر کرکے دیکھیں کہ یہ سب کچھہ جو ہو رہا ہے' کیسی کیسی عزم شکن اور زہرہ گداز دشواریوں میں ہو رہا ہے ؟ اور پھر اُس حسن و جمال کی بخشش تحیر کو بھی دیکھیں کہ کیسی کچھہ سحر کار و عقل فراموش ہے جو اپنے ایک لگہ غلط انداز سے محو و بیخود کرکے جو کچھہ چاہتی ہے ' جانداد گان نظارۂ جمال سے کرا لیتی ہے !

انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ و اعلم من اللہ ما لا تعلمون !

الی اللہ اشکـــوا ما ألاقی من الھـوی
بلیلی ' ففی قلبـــی جوی و حریق !
کان فـوادی فـیـہ مـور بقـــادح
و فیـــہ لھیـــب ســاطـع و برزق !
اذا ذکر تھـــا النفس ' ماتت صبـــابۃ
لھـا زفـــرۃ قتـــالـۃ و شھیـــق !
و قـــد صرت مجنوناً من الحب ھائمـــاً
کانی عـــان فی الـقیـــود وثیـــق !

اظل في ريح العقـــل ما اطعـــم الكرى
و للة لـ . مني رنـــة و خفـــوق !
برى حبهـا جسمي وقلبـــي و مهجتي
فلـــم يبـــق الا اعظـــم و عروق !

پھر اِن تمام موانع و علائق کے ساتھہ اور تمام باتوں سے قطع نظر کیجیے - صرف ایک الہلال ھي کي تحریر و ترتیب ' و فکر تدوین ' و فراھمي جمیع جزئیات و متعلقات پر نظر ڈالیے کہ کس قدر محتاج اعانت و رفاقت ھوں اور پھر اس سے بکلي محروم ؟ اگر الہلال کے مقصود اردو پریس کي موجودہ نظیر کی کوئي چیز ھوتي تو شاید میں روز شام کو ایک مرتب و مدون الہلال پیش کردیتا - ایک لیٹنگ ارٹیکل اور چند نوٹ کسي نہ کسي طرح لکھہ ڈالے اور باقي کیلیے خیریں اور مراسلات کاتب کے حوالہ کیں - پورا اخبار مرتب ھوگیا -

یہاں تقریباً ھر سطر ایڈیٹوریل ھے اور تقسیم ابواب و فصول مضامین ایک وقت میں متعدد افکار و اقلام کے محتاج - یورپ میں اس طرح کے رسائل جو نکلتے ھیں ' تو کم ازکم انکے ادارۂ قلم تحریر (ایڈیٹوریل اسٹاف) میں ایک ایک باب کیلیے ایک ایک شخص مستقل ضرور ھوتا ھے ' جسے ھفتہ بھر سوا اپنے موضوع کے اور کسي چیز کي فکر نہیں ھوتي - مجھے ایک شخص بھي ابتک ایسا میسر نہوا ' جس کے سپرد کوئي ایک باب کردوں اور پھر بالکل مطمئن ھو جاؤں کہ میري شرکت وقت کي اُس میں کسي طرح احتیاج نہ ھوگي -

کہتے ھیں کہ محبت ' روپیہ ' اور تلاش ' ایسے اجزا ھیں جو اگر جمع ھو جائیں تو پھر کوئي شے نہیں جو میسر نہ آے - مگر میرا تجربہ تو اس بارے میں اس سے بالکل مختلف ھے - معاونۂ مالي کے لحاظ سے قصور نہیں کرتا ' اور شاید اردو پریس کے انتہائي پیمانۂ مالي سے بھي بلند تر کیلیے ھر وقت طیار ھوں - تلاش ابتدا سے جاري ھے ' اور محبت و خدمت و سلوک کي نسبت کیا کہوں ؟ یقین کیجیے کہ اگر کوئي خریدار ایک ادنی سي نظر التفات بھي رکھے تو میرا دل میرے پہلو میں نہیں بلکہ ھتیلي پر ھے :

گوھر دل نازِ نیناں را نمي افتد قبول
ورنہ من صد بار در راہ نیازش داشتم !

(۲) اس حالت کا نتیجہ یہ ھونا تھا کہ اسباب کو مہیا نہ پا کر ارادوں کو بھي خیرباد کہوں : لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا - لیکن مشکل یہ ھے کہ اسباب ظاھري دماغ کے ارادے کو ضعیف کرسکتے ھیں ' مگر دل کے اُٹھے ھوے جوش کو تو نہیں روک سکتے ؟ باھر کي دقتیں جتني بڑھتي جاتی ھیں ' یقین فرمائیے کہ دل کا جوش بھي اتنا ھي زیادہ ھوتا جاتا ھے :

اذا ھي زادت في النوي ' زاد في الھوی
فـلا قلبـــہ یـ . ـ ورلا ھـــي ترحـــم !

تمام مجبوریوں کو دیکھتا ھوں لیکن ساتھہ ھي یہ بھي جانتا ھوں کہ سمندر کي طغیانیاں ھمیشہ سے ایسي ھي رھي ھیں جیسي کہ اب ھیں - جو ڈوب گئے ' انکے ساتھہ سمندر کو کوئي خاص دشمني نہ تھي ' اور جو پیرکر کنارے تک پہنچ گئے ' انکے لیے سمندر نے اپنے خواص بدل نہیں دیے تھے - جو پیرنے والے تھے وہ ھاتھہ پانوں ھلاے کسي نہ کسي طرح کنارے تک پہنچ ھي گئے ' اور جنکي ھمت نے جواب دیدیا وہ بالاخر نہنگ و ماھي کي غذا بننے کیلیے اسکے اندر ھي رھگئے - کام کرنے والوں کیلیے مصائب علائق و حیات انجیر پا نہیں ھو سکتے -

(۳) کسے معلوم ھے کہ کتنے ولولے ھیں جو اُٹھتے ھیں اور انہیں دل سے زبان تک پہنچنے کي مہلت بھي نہیں دي جاتی کہ وقت دوسرا ' اور موسم موافق نہیں :

نہ اھل شوق عوام اند و گفتگو عربي ست

لیکن ایک مخصوص دیني رسالہ کے خیال کو ضبط نہ کرسکا کہ ضرورت اشد شدید نظر آئی - الہلال میں جب کبھي کسي دیني و علمي موضوع پر کچھہ لکھتا ھوں تو قلت ضخامت و تنوع مطالب کے خیال سے قدم قدم پر دامن قلم اُلجھتا ھے اور مجبوراً ارادوں کو ملتوي کردینا پڑتا ھے - سب سے بڑي مقدم شے یہ ھے کہ قران حکیم کے متعلق بے اختیار جي چاھتا ھے کہ نہایت کثرت سے ھر پہلو پر بحث کیجاے ' اور صدھا مباحث و معارف ھیں جو اسکے متعلق پیش نظر ھیں ' بلکہ بہت سے بصورت تحریر مدون بھي ھو چکے ھیں ' مگر انکي اشاعت کا کوئي ذریعہ نہیں -

ضرورت ھے کہ ایک ھي وقت میں قران حکیم کو مختلف اشکال بحث و معارف میں اس طرح پیش کیا جاے کہ اُسکے جمال عظمت کا نظارہ عام ھو جاے -

غرضکہ انہیں خیالات کي بنا پر پہلے باسم البیان اور پھر البصائر اسکا اعلان کیا گیا -

ارباب تجربۂ و کار جانتے ھیں کہ اس قسم کے کاموں کیلیے تحریر مقالات و تالیف مضامین سے زیادہ صرف وقت کي چیز محض ترتیب اور اسکي ذمہ داري ھوتي ھے - میں نے البصائر کا اعلان تو کردیا کہ کسي نہ کسي طرح اسکے لیے بھي وقت نکال لونگا - لیکن پھر اپني حالت کو دیکھا تو معلوم ھوا کہ موجودہ اشغال نے جو حالت مصروفیت و انہماک کي کر رکھي ھے ' اب وہ اس آخري درجہ تک پہنچ گئي ھے کہ اگر تھوڑا سا بھي کام اپنے ذمہ اور لیا تو کام تو کسي نہ کسي طرح ھو رھیگا لیکن ساتھہ ھي رات کے چند گھنٹے جو آرام کے بمشکل میسر آجاتے ھیں ' انسے بھي محروم ھو جاونگا - وقال اللہ سبحانہ : ولا تلقوا بایدیکم الي التھلکۃ -

پس کسي قدر متوقف ھوا کہ اگر الہلال کیلیے نہیں تو کم ازکم البصائر ھي کیلیے اتني اعانت میسر آجاے کہ کم ازکم اسکي ترتیب اور ذمہ داري ھي سے سبکدوش ھو جاؤں - اسي فکر و انتظار میں ادھر کئي مہینے صرف ھوگئے ' لیکن بالاخر نتیجہ یہي نکلا کہ اپنے سوا نہ کسي اور کا انتظار کیجیے ' اور نہ یاس بنیاد امیدوں کو اپنے دل کو مدفن بنائیے !

(۴) یہي سبب ھے کہ البصائر کا اعلان الہلال میں روک دیا گیا کہ اس بارے میں احباب کرام سے میري شرمندگي حد تحمل سے گذر چکي تھي -

(۵) موجودہ حالت یہ ھے کہ سب سے پہلے احباب کرام سے بکمال اسف و ندامت خواستگار معافي ھوں کہ اشاعت البصائر کا اعلان کرکے ایفاء عہد سے مقصر رھا - اسکے بعد جو کچھہ عرض کرسکتا ھوں وہ یہ ھے کہ جن کاموں کا اُس مسبب الاسباب نے اس عاجز کي زبانی اعلان کرا دیا ھے ' یقین ھے کہ انکي تکمیل کي بھي توفیق مرحمت فرمائیگا ' اور مجھے اپنے بندوں کي نظروں میں شرمندہ و رسوا نہ کریگا - میں الحمد للہ کہ خود ھي اپنے کاموں کو انجام دے رھا ھوں اور نہ دونگا - اسکے فضل کارساز کے جو کرشمے دیکھہ رھا ھوں ' اُسکي دوسروں کو خبر نہو ' مگر دیکھنے والا تو منکر نہیں ھوسکتا - میں نے البصائر کا اعلان کیا ھے تو انشاء اللہ یہ اعلان کبھي ذلیل و شرمندہ نہوگا - بغیر تعین وقت کے کہتا ھوں کہ جلد سے جلد البصائر کو جسکا اعلان ھوچکا ھے ' اور وہ بھي

جس کا اعلان نہیں ہوا ہے ' پیشکش ارباب ذوق و بصیرۃ کرونگا - یہ سچ ہے کہ بہ حسب ظاہر میری حالت مزید معذرت و صرف دماغ کی امید نہیں دلاتی ' لیکن اگر دنیا کی نظر میرے ضعف و بے سروسامانی پر ہے ' تو میری نظر بھی کسی کی بخشش بے سامان پر ہے - میری حالت کے دیکھنے والے مایوس ہوں ' پر میں جسے دیکھتا ہوں وہ اپنے دیکھنے والوں کو کبھی بھی مایوس نہیں کرتا ! و للہ در ما قال :

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم !

اگر اُس رب کریم نے چاہا تو دنیا کے صفحۂ اعمال میں ایک نئی نظیر کا اضافہ ہوگا اور خدا دکھلا دیگا کہ اگر اسکی مدد شامل حال ہو تو ایک گرفتار مصائب و الودۂ علائق ہستی تن تنہا بہ یک وقت کتنے کام کرسکتی ہے ' اور پھر کس طرح اُن میں سے ہر کام کو بہ جلوۂ خاص و بہ حسن اختصاص انجام دیتی ہے ؟

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

(۶) " ادارۂ سیرۃ نبوی " کی نسبت غالبا جناب نے یہ خیال فرمایا ہے کہ اس عاجز نے قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے ' مگر اُس مضمون سے یہ مقصود نہ تھا - " ادارۂ سیرۃ " تو کئی سال سے تحت ادارۂ جناب مولانا شبلی قائم ہے اور سیرۃ نبیہ کی تدوین میں مصروف ' میرا مقصود صرف یہ تھا کہ عام رسائل و خطبات سیرۃ کے کام پر بھی توجہ کی جاے -

خود اس عاجز نے اپنی نسبت صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ اگر ربیع الاول قادم تک کسی بزرگ نے توجہ نہ فرمائی تو انشاء اللہ چند مقالات بطور خطبات سیرۃ لکھنے کی کوشش کرونگا - یہ خیال نہایت بہتر ہے کہ البصائر کا آغاز اسی سے ہو - و الا مر بیدہ سبحانہ -

(۷) آخر میں جناب کے اظہار حسن ظن و لطف و کرم کیلیے مکرر شکرگذار ہوں - نیز معافی خواہ کہ اس تقریب میں اپنی داستان غم چھیڑ نی پڑی اور کئی کالم اسمیں ضائع کیے :

ہفت آسمان بگردش و ما درمیانہ ایم
غالب دگر مپرس کہ بر ما چہ می رود ؟

و افوض امری الی اللہ - ان اللہ بصیر بالعباد !

اعانۂ ۴۰ اجسرین عثمانیہ

اسعد پاشا پریسیڈنٹ سوسائٹی نوآبادی مہاجرین اناطولیہ کا ایک تار ۳ - دسمبر سنہ ۱۹۱۳ کو موصول ہوا ' جس میں صاحب موصوف نے با حوصلہ مسلمانان ہند کے حوصلہ و ہمت کا واسطہ دلا کر قوم سے اپیل امداد مالی کی بابت فرمائی ہے -

جناب کو یاد ہوگا کہ عند الملاقات آپ سے یہ طے پایا تھا کہ بلاد ہند کے دورہ میں جناب اور ہم' سب مہاجرین کے امداد کیلیے چندہ کی تحریک کما ینبغی ملکر کرینگے -

مگر جو وقت اسکے لیے موضوع تھا وہ وقف پریشانی ہی رہا - اور ابتک حوادث زمانہ نے اسکی مہلت ندی کہ مسلمانان ہند کسی اور طرف اپنے خیالات کو منعطف کریں -

اس انتظار نے بہت وقت ضایع کردیا ' اور اب وہ وقت آگیا کہ صدہا خاندان ترک مہاجرین کے مسلمانان ہند کے امداد و اعانت کے بھروسہ پر ردائی خیموں میں بے سروسامانی سے موسمی شدت سرما کا مقابلہ کر رہے ہیں - ابتک انکو صرف شدت سرما ہی کا مقابلہ ہے - آیندہ جو وقت آنیوالا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ سخت مشکل ہوگا - تقریباً اگلے مہینہ اوائل جنوری میں برف انکو اس قابل بھی نچھوڑیگی کہ کسی اعانت و امداد کے مستحق ہوں ' یا کسی کو انکے ساتھ سلوک و اعانت کا موقع ملے -

تعمیرات شروع ہوگئی اور تقریباً نصف تک انجام بھی ہوچکی ہے -

اب اگر اسوقت انکو مالی امداد نہ پہنچی ' تو نصیب دشمنان انکو وہی روز بد دیکھنا ہوگا ' جو انسے پہلے برف باری کے نذر ہوجانے والے خاندانوں کو دیکھنا پڑا تھا -

مسلمانان ہند کی حمیت سے ہرگز اسکی امید نہیں کہ وہ اس الزام کو ا

نازت بکشم کہ نازنینی

کہکر اپنے سر لینے کے لیے تیار ہوں کہ انکے دلاے ہوے حوصلہ اور بڑھائی ہوئی ہمت پر بڑھکر خاندان ہاے ترک برف اور سرما کی بھینٹ چڑھجائیں - وہ تار یہ ہے :

Constantinople.

DR. ANSARI

COMRADE, DELHI.

Colony needs money badly send funds quickly.

E S S A D

خاکسار مختار احمد - انصاری دہلی

اَل انڈیا مسلم لیگ کا سَالانہ اجلاس

اس سال آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس آگرہ میں بتاریخ ۲۹ - ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع منعقد ہوگا - پہلا اجلاس گیارہ بجے دن سے شروع ہوگا -

دسمبر میں آگرہ کی آب و ہوا نہایت سرد ہوگی اسلیے چاہیے کہ موسم سرما کے کافی لباس و بستر کے ساتھ تشریف لائیں -

ممبروں کے قیام و طعام کا انتظام میٹر و پول ہوٹل آگرہ میں کیا گیا ہے -

ممبروں کی خوراک کی قیمت حسب ذیل ہوگی :—

انگریزی کھانا	۳ روپیہ	یومیہ
ہندوستانی کھانا	۲ روپیہ ۸ آنہ	یومیہ
ملازموں کا کھانا	۸ آنہ	یومیہ

لیکن انہیں ممبروں کے قیام وطعام کا انتظام ہمارے ذمہ ہوگا ' جو اپنی تشریف آوری سے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع تک ہمیں مطلع فرماویں -

کمیٹی کے ممبروں کے استقبال کا انتظام آگرہ فورٹ اور آگرہ سٹی اسٹیشنوں پر کیا ہے لہذا مناسب ہوگا کہ جناب انہیں دونوں اسٹیشنوں پر تشریف لائیں جہاں آپکو سواری اور والنٹیر ہر وقت مل سکے گے ' انکے علاوہ اگر کسی اور اسٹیشن پر آپ اُترنا چاہیں تو ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع سے قبل اپنے ارادہ سے مطلع فرماویں -

ورکنگ کمیٹی کے ممبروں سے حسب ذیل فیس داخلہ لیجائیگی :—

درجہ خاص	۱۰ روپیہ	دونوں دن کیلیے
درجہ اول	۵ روپیہ	دونوں دن کیلیے
درجہ دوم	۳ روپیہ	دونوں دن کیلیے
درجہ سوم	۲ روپیہ	دونوں دن کیلیے

سید نظام الدین شاہ

آنریری سیکرٹری ریسپشن کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ

اطلاع جدید

چند صوبوں کے مسلمانوں کی خواہش سے اجلاس کی تاریخیں بدل دی گئیں اب ۲۹ - ۳۰ - کی جگہہ ۳۰ - ۳۱ - دسمبر کو منعقد ہونگی -

يتيم وبيكس فرياد

حسيني يتيموں كي دل هلا دينے والي فريادیں اگرچه مومنين کے گوش دلميں برابر آيا کرتي هيں اور کوئي وقت اُن آوازوں کے لیے معین نہیں لیکن محرم کا زمانه جیسي خصوصیت کے ساتھه ان آهوں کي یاد تازه هونے کے لیے مخصوص هے ' اسکو مومنین کے قلوب هي خوب جانتے هیں - هر ایک دل میں اُن کي اعانت و جاں نثاري کا ولوله ' اور هر زبان پر یالیتني کنت معهم فافوز فوزاً عظیماً کا نعره بلند هے ' اور هر آنکهه اُن کربلائي مصیبت زده یتیموں کے لیے خون کے آنسو رو رهي هے اور هر مومن اُن کي همدردي و جاں نثاري کا موقع نه پانے سے مثل اپنے امام عصر عجل الله ظهوره کے اس حسرت و افسوس میں هزاروں حسرتوں کے ساتھه ان الفاظ کو اپني زبان پر جاري کررها هے که "گو همکو زمانے نے موخر کردیا اور هم ان بیکسوں کي امداد اپني جان و مال سے نکرسکے لیکن جبتک زنده رهیں گے آسوقت تک اس حسرت میں رویا کرینگے " اور سچ بھي یهي هے که اب کوئي موقع بجز اس حسرت و افسوس کے باقي هي نہیں رها - مگر آئیے - هم آپ کو ایک ایسي صورت بتلائیں که جس سے فی الجمله آنسو پونچهه سکیں اور کسیقدر اُس حسرت و افسوس کي تلافي هوسکے - آل انڈیا شیعه کانفرنس کے دار الیتامی میں مصائب یتیمان حسین مظلوم پر رونیوالوں کے (۷۷) یتیم ایسے لاوارث و بیکس اور بے پدر و بے بس جمع هیں جو بے تامل ایتام آل محمد سے تعبیر کیے جا سکتے هیں - حسین مظلوم کے یتیموں پر روئیے اور انهیں کي یاد میں انکي اعانت کرکے آنسو پونچهیے -

جاڑے کا زمانه آگیا هے اُنکي بے سروساماني پر رحم کیجیے !

یتیموں کي تعداد یوماً فیوماً بڑهتي جاتي هے اور یهاں آمدني کي کوئي سبیل نظر نہیں آتي - اگر آپ حضرات زکواة ' فطره ' اور چرم قرباني اور چٹکي فنڈ اور امام ضامن اور محرم کے منتي زیور اور في مجلس ایک حصه کي قیمت اور ایسي هي ایسي سهل تدبیروں سے باقاعده اور مستقل اعانت فرماتے رهیں تو بہت کچهه امداد حاصل هوسکتي هے -

خداوند عالم آپکو اپنے بچونکے سرونپر سلامت رکھے - آپ اس زمانے میں مجلسیں بھي منعقد کرینگے - اسیري یتیمان حسین کی یاد میں اپنے بچوں کو بیڑیاں اور زنجیریں اور طوق اور علي بند اور چھلے پهناوینگے ' اور اُنهیں دیکهکر یتیمان حسین کي حالت زار کو یاد کرکے خون کے آنسو روئینگے - میں عرض کروں گا که ان چیزوں کا صحیح اور بہترین مصرف اس دار الیتامی کي اعانت اور دستگیري هے -

هیں یتیمان حسیني کے هم ادنی خادم
دم گریه تمهیں اي اهل عزا یاد رهے

الداء ي الی ا خ ر
خادم ایتام السید علي غضنفر عفي عنه

آل انڈیا شیعه کانفرنس کا دار الیتامی
جسکي اعانت بلا تفریق تمام مسلمانان شیعه و سني کرکرني چاهیے

[illegible] وط [illegible] م سے

اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل هے - جس نے قلم سے جهنم کے ایسے حیرت انگیز اور پر تاثیر نقشے کهینچے که یورپ کي تمام زبانوں نے اسے اپني آغوش میں جگه دي -

یورپ کے بعض اعلے تعلیم یافته نے مجھے اس ترجمے کي داد دي اور هندوستان کے بعض مشہور انشا پردازوں نے اس پر صاد کیا - بہر صورت کتاب قابل ملاحظه هے -

کل خطوط تیس هیں جو سلسله وار شایع هو رهے هیں - پورے مجموعے کی قیمت معه محصول ڈاک مبلغ ۴ - روپیه - ۱ - آنه هے - هر خط کي جدا گانه قیمت ۲ - آنه - محصول ڈاک کا اس کے علاوه هے -

شرف الدین محمد

معلم انجمن کرمان - رام پور اسٹیٹ - یو - پي

عالم اسلامی

عراق

از آبپاشی

معاصر عربی " النہضہ " نے جو بغداد سے نکلتا ہے ' اس سب سے بڑی تجویز کے متعلق بحث چھیڑی ہے جو دولت عثمانیہ عراق بلکہ تمام [illegible] میں جاری کرنا چاہتی ہے -

تجویز یہ ہے کہ (العلہ) کو پھر اسی حالت پر لے آیا جائے جو بابلی اور عربی تمدن کے زمانے میں تھی ' اور اس سے تمام ساحلوں اور ان ساحلوں سے قرب و جوار کی زمینوں کو سیراب کیا جائے تاکہ ان شہروں میں اسکی دیرینہ سرسبزی و آسودگی پھر واپس آجائے ' وہاں کے باشندے دولتمند ہو جائیں ' اور اپنی دولتمندی کی مساعدت سے جہل و فلاکت کو دفع کرسکیں -

" دولت عثمانیہ آج سے نہیں بلکہ اسوقت سے جب کہ مرحوم ابو الاحرار مدحت پاشا بغداد کا والی تھا ' اس مفید و نافع تجویز کے اجرا کی فکر میں ہے - مگر وہ برابر فکر ہی میں رہی یہاں تک کہ دستور کا اعلان ہوا - اسوقت نظریں پھر ان طلائی نعمتوں اور الہی خیرات و برکات کی طرف متوجہ ہوئیں جو یہ عظیم الشان نہر (جس پر حکومت بابل اور دولت عباسیہ نے اپنے اپنے تمدنوں کی بنیاد رکھی تھی) بیکار بہا لیجاتی ہے - دولت عثمانیہ نے نقشوں کی تیاری کا کام سر ولیم کاکس ایک مشہور انگریز انجنیر کے متعلق کیا - ولیم کاکس عراق کی پست و بلند اور آباد و ویران زمینوں میں پھرا - مختلف سطحوں اور آیندہ قابل زراعت زمین کی پیمایش کی - اور اسکے بعد ایک رپورٹ پیش کی جسمیں تفصیل کے ساتھہ ان اعمال ہندسہ (انجنیرنگ ورکس) کا ذکر کیا تھا جنکی ان برباد شدہ نہروں کے دوبارہ اجراء میں ضرورت ہوگی -

اس رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی زمینیں عراق میں مصر سے بھی بہت زیادہ ہیں -

ولیم کاکس نے تجویز کیا تھا کہ ایک بند اسطرح باندھا جاے کہ نہر فرات کا پانی بلند ہوکے نہر العلہ میں گرے - اس سے نہر العلہ بآسانی جاری ہو جائیگی -

ان اعمال نظریہ اور مباحث و تحقیقات فنیہ کے بعد جب وہ عراق سے واپس آیا تو بند کی فکر دامنگیر ہوئی -

ناظم پاشا نے جو اسوقت بغداد کے والی اور نیز قائد تھے ' باب عالی سے اس تجویز کی تکمیل کے واسطے مراسلت کی ' اور سر جیکسن اور دولت عثمانیہ میں ایسے شرائط کے ساتھہ معاہدہ کرادیا جو دولت عثمانیہ کے خزانہ کے لیے سخت مضر تھے - باب عالی نے اس معاہدہ کو اس عذر کی بنا پر فسخ کرنا چاہا کہ یہ معاہدہ سر جیکسن اور ناظم پاشا میں تھا نہ کہ باب عالی کے ساتھہ ' مگر یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی ' کیونکہ ناظم پاشا کو ایسے اختیارات دیدیے گئے تھے جنکی بنا پر انہیں معاہدہ پر دستخط کا حق حاصل تھا - اسکے علاوہ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کا معاہدہ بغیر باب عالی کی موافقت کے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا -

اس معاہدہ سے خزانہ کو جسقدر نقصان پہنچیگا اسکا تخمینہ ڈھائی لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے یعنے ساڑھے ۳۷ لاکھ روپیہ - کیونکہ خزانہ کو اس معاہدہ کی رو سے سر جیکسن کو ساڑھے چار لاکھ پونڈ دینا پڑیگا - حالانکہ واقف کاروں کا بیان ہے کہ موجودہ حالت میں اسکے لیئے دو لاکھ پونڈ سے زیادہ کی ضرورت نہیں "

اسکے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے :

" ماضی پر تاسف و تحسر بیکار ہے - البتہ اسکا یہ فائدہ ہے کہ اس سے مستقبل کے لیئے عبرت و بصیرت حاصل کیجائے - اس معاملہ کے متعلق میں نے جو کچھہ لکھا ہے وہ اسلیے ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے ' دولت عثمانیہ اسی سر جیکسن سے ایک اور معاہدہ بھی مبانیہ تک نہر لیجانے کے لیے کرنے والی ہے - اس نہر کا مقصد یہ ہے کہ جب فرات میں طغیانی ہو تو اسمیں پانی آکے جمع ہو جائے ' اور جب فرات میں پانی کم ہو جائے تو اس جمع شدہ پانی سے فائدہ اٹھایا جائے - غالباً یہ معاہدہ بھی اسیطرح ہوگا جسطرح کہ پہلا معاہدہ ہوا تھا - پس ممکن ہے کہ حکومت سونپنے اور تحریر شرائط کی خدمت ایسے اشخاص کے متعلق کرے ' جو قابل اور مخلص ہوں ' تاکہ دانستہ یا نا دانستہ خزانہ خلافۃ اسلامیہ کو نقصان نہ پہنچے "

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنفۂ مسٹر بی - کے - داس - کپتا - سب ایڈیٹر بنگالی -

مچھلی بازار کانپور کے واقعہ کی نہایت مشرح و مفصل حالت ' میونسپلٹی کی کارروائی ' مسجد کا انہدام ' واقعہ جانکاہ ۳ - اگست ' ہندوستان میں اس کے متعلق شورش ' عدالت کی کارروائی ' اور آخر معاملات کانپور پر حضور وایسراے کا حکم ' یہ تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے جمع کیے ہیں -

مصنف بہ حیثیت نامہ نگار بنگالی خود کانپور میں موجود تھے اور جو کچھہ انہوں نے لکھا ہے وہ (Man on the Spot) کا مصداق ہے - اسمیں بہت سے واقعات ایسے بھی ملینگے جن سے پبلک اب تک واقف نہیں - کتاب دو حصے میں شایع ہوئی ہے - اسکے نفع کا ایک حصہ مسلمانوں کے کسی قومی فنڈ میں دیدیا جائیگا - یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکو مسلمانوں کی موجودہ بیداری کی ایک موثر سرگزشت سمجھنا چاہیے - درمیان میں جابجا متعدد ہاف ٹون تصویریں بھی دی ہیں - تمام درخواستیں نشان ڈیل پر آنی چاہئیں -

قیمت ایک روپیہ المشتہر

بی - کے - داس - کپتا - بنگالی آفس - بہو بازار اسٹریٹ - کلکتہ

[illegible] یونانی

دہلی طب یونانی کا گھر ہے ' اور ہندوستانی دوا خانہ کا نام خالص اور بہترین یونانی ادویہ کے لیے بہت مشہور ہو چکا ہے - جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب اسی دوا خانہ کے پیٹرن ہیں - سدھا مفرد اور مرکب اصلی دوائیں مناسب قیمتوں سے اس دوا خانہ میں فروخت ہوتی ہیں - فہرست ادویہ مفت -

المشتہر

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

مسئلہ و مناظرہ

اہل سنت و شیعہ

و اعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا و اذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا -

جناب مولوي شيخ فدا حسين صاحب پروفيسر دينيات شيعه عليگڈه كالج كا ايک مبسوط اور فاضلانه مضمون يكم شوال مكرم كے الهلال ميں شائع هوا هے جس كا مقصد اسقدر محمود و مسعود هے كه ميں اوسپر جتنا بھي اظهار مسرت كروں بجا هے - يه تمنا ميرے دلميں مدتوں جوش مارتي رهي هے - شيخ صاحب كا اس مقصد پر قلم اٹھانا ميرے مافي الضمير سے توارد هے - فالحمد لله علي ذالک -

ايكن اس اتحاد كے تحصيل كے مختلف طريقے هيں - يه اتفاق كيونكر هو ؟ اس سوال كے جواب ميں افسوس كه ميں شيخ صاحب سے متفق الراي نهيں هوں اور ميري نيک نيتي اصرار كر رهي هے كه ميں انهيں مفيد مشوروں سے مدد دوں - انكا يه احسان نظر انداز كرديني كے قابل نهيں هے كه انهوں نے اس مسئله كو معرض بحث ميں لاكر اهل خرد كو اوس پر راے زني كا موقعه ديا اور اسي كا مقتضى هے كه هر شخص سچائي كے ساتهه اسپر بحث كرکے اصل مقصود حاصل كرے -

اول يه سمجهه لينا ضروري هے كه اتفاق سے كونسا اتفاق مراد هے ؟ آيا دنيوي اتفاق - يعني شيعه اور سني دونوں اپني اپني مذهبي حالت پر قائم رهكر ان اختلافات كو جو محض مذهبي هيں ' مذهب هي كے دائره ميں محدود ركهيں ' اور تمدن و معاشرت كي راه كو منازعت و جدال كي قزاقانه دست درازاديوں سے بچائيں -

يه اتفاق تو نهايت ضروري هے كه بغير اس كے كسي متمدن قوم كو چاره كار نهيں - ظاهر هے كه جب ايک كشتي ميں مختلف اقوام كے افراد جمع هوں اور وه تباهي ميں آجاے تو اوس وقت كشتي كي حالت سے بيخبر رهكر مذهبي مباحثات شروع كرديني كسي طرح دانائي كا فعل نهوگا - بلكه اوس حالت ميں وه سارے قصوں جهگڑونكو بالاے طاق ركهكر صرف اوس مصيبت كے دور كرنيميں متفقه مساعي سے كام لينگے جو اون سب پر يكساں وارد هوئي هے -

يا مجلس مناظره - فرض كيجيے كه وه خاص مذهبي بحث كي مجلس هے جس ميں مناظر اپنے حريف سے سرگرم گفتگو هے - اس حالت ميں اگر ايک شير درنده مجلس ميں آ پهنچے تو پهلے اس نئي بلا كا دور كرنا ضروري هوگا اور يه لحاظ نه كيا جائيگا كه صرف ايک هي طرف كے لوگ مدافعت كريں !

يه اتفاق تو وه هے جو مدنيت و معاشرت نے همارے ليے لازم قرار ديا هے ليكن جهاں تک خيال هے ' شيخ صاحب اس اتفاق كے درپے نهيں هيں - بلكه وه مذهبي اختلافات كو نابود كرنا چاهتے هيں ' اور اسميں شک نهيں كه يه اتفاق كا فرد اكمل هے ' اگر ميسر آجاے تو منتشره قوت مجتمعه هوسكتي هے ' اور جس دن هم اس اتفاق كي مبارک صورت ديكهيں گے ' وه همارے عروج حقيقي كے صبح كا يوم طلوع هوگا -

ميں نهايت خوشي كے ساتهه مرحبا كهتا هوں اوس شخص كو ' جس نے اس اتفاق كي آواز سنائي - صرف اس وجه سے كه مولوي شيخ فدا حسين صاحب اس اتفاق كي خواهش ركهتے هيں ' ميں اونكو عزت كي نگاه سے ديكهتا هوں - اور چونكه ميں اونكا شريک هوں اسليے مجهپر فرض هے كه ميں اونهيں مطلع كردوں كه آنهوں نے اس اتفاق كے طرق تحصيل ميں لغزش كي هے ' اور شيخ صاحب ايسے فاضل كي شان سے بعيد هے كه وه ايسے اعلى مقصد پر بحث كرنيكي حالت ميں اختلاف مسائل كا اس طرح ذكر كريں ' جس سے اپنے هم مذهبوں كي كهلي طرفداري اور دوسرے گروه كي قوت ادله سے چشم پوشي ظاهر هوتي هو - نيز اتفاق كے حامي كو ايسے الفاظ كا استعمال بھي روا نهيں جو كسي سينه پر تير دلدوز كيطرح زخم كرنے والے يا كسي قوم كو اشتعال دلانے والے هوں ' علي هذا اونكو يه بھي مناسب نهيں كه وه سنيونكو هر طرح مجبور كريں ' بلكه اونكي اس روش سے خيال هوسكتا هے كه كهيں وه اتفاق كے پرده ميں اپنے مذهب كي ترويج تو نهيں چاهتے ؟ كيونكه اونكے طرز اتفاق كا ما حصل يه هے كه شيعه تو اپنے حال پر شيعه رهيں مگر سني شيعه هوجاويں ' تبرا كهيں ' عزا داري كريں ' حتى كه شيعوں كي ايک ايک رسم كي تقليد هو ' اور معهذا آپس ميں جنگ و جدل بھي كريں ' جب تو اتفاق ممكن هے ورنه نهيں !

اس موقعه پر مناسب هے كه ميں مولوي فدا حسين صاحب كے الفاظ بعينها نقل كردوں - ملاحظه هو - فرماتے هيں :

" ميرا مطلب يه نهيں كه شيعه اپنے اصول مذهبي سے دست بردار هو جاويں (يعني شيعه تو اپنے حال پر شيعه هي رهيں ' اسليے كه) ظاهر هے كه وه مسئلۂ خلافت كو جزو دين و مناط ايمان سمجهتے هيں (پس اونكا اپنے مقام سے سرمو تجاوز كرنا ممكن نهيں) مگر اهل سنت مسئلۂ خلافت كو ايک امر دنيوي سے زياده وقعت نهيں ديتے (مطلب شيخ صاحب كا يه هوا كه اهل سنت اپنے اصول مذهبي سے دست بردار هو جاوين) ميري راے يه هے كه سنيونكو باستثناے خلفاء راشدين شيعون كے ساتهه هر اوس شخص كے برا كهنے ميں همدردي كرنا چاهيے جس سے شيعه ناراض هون اور اپني ناراضي اپنے طرز عمل سے شيعوں پر ظاهر كردين (يعني خلفاء راشدين كے سوا اور تمام صحابه كرام رضوان الله تعالى عليهم اجمعين اور ازواج مطهرات اور اولياء كرام اور ائمه دين جس جس سے بھي شيعه ناراض هوں ' سني سب پر علي الاعلان تبرا كهكر شيعون كو راضي كرين غرض اپنے بزرگان دين و پيشوايان مذهب سب كو سني گاليں دين مگر شيعون كو ضرور رضامند كرين) لهذا سنيون كو لازم هے كه قطعاً ان حركات سے پرهيز كرين - اور شيعون كے ساتهه عزا داري اور همدردي كيا كرين نه صرف يهي بلكه اس ميں حصه بھي ليا كريں "

مجهے تعجب هے كه الهلال كے فاضل مدير نے كيوں نه اس مضمون كے هر پهلو پر نظر ڈالي - اور كسليے اسپر پوري بحث نه كي ؟

رها يه ارشاد كه سني عزا داري ميں شركت و همدردي كريں تو خدا سنيون كو ايسي عزا داري سے محفوظ هي ركهے - امام مظلوم عليه السلام كي شهادت كي تاريخ اور غم غلط سامان ديكهئے تو شادي رچي هوئي هے - باجے بج رهے هيں ' چراغاں هو رها هے ' دهوم مچي هوئي هے ' سارے عيش كے سامان جمع هيں ' ميلے لگائے جاتے هيں ' اكهاڑے جماے جاتے هيں ' تعزيه ميں صنعتونكا مقابله هے ' عزا داري تهوڑي هي هے - ايک اچهي خاصي نمائش هے - جشن هے - تماشه هے - فتح يزيد كي تصوير كهينچي جاتي هے -

هم اس عزا داري کے روا دار نہیں - برا دران شیعہ اور ارن کے ساتھہ بعض جاهل سني بهي ان حرکات میں شریک هوں ' تو ارنکي ان حرکات کو بهي ناپسندیدگي کي نظر سے دیکھتے هیں که یه یزید اور یزیدیوں کی فتح کي نقل هے جسکي صورت دیکھنا تک همیں بهي گوارا نہیں - اگر حضرات شیعه انصاف کریں تو ارنهیں بهي اس کا اعتراف کرنا پڑیگا -

البته امامین علیهما السلام کي شهادت کي مجلس خود هم بهي کرتے هیں - ارنکي ارواح طیبه کے لیے ایصال ثواب ' سبیلیں لگانا ' بهوکهوں کو کهلانا ' صدقه کرنا ' خیرات دینا ' مغموم هوکر آنکهوں سے آنسو بهانا ' هماري سعادتمندي هے - پان چهوڑ دینا اور اوس سے نفیس تر دهنیا یا گوتهه کهانا مفت کرم داشتن اور ایک فضول بات هے - نه کهیں سے منقول نه ماثور - نه سنت نه مستحب -

شیخ صاحب نے سنیونکو مشوره دیا هے که وه شیعوں سے اتفاق کرنیکے لیے آپس میں جنگ وجدل کریں - ملاحظه هوں شیخ صاحب کے الفاظ :

" اور بڑي مصیبت عظمي یه هے که همیشه سے هو یا نه هو ' مگر اس زمانه میں تو ضرور ناصبي سنیوں کے پرده میں هیں (غالباً ناصبي کا لقب اون سنیوں کو عطا هوا هے جو تعزیے نہیں بناتے)

بیچارے سنیوں نے اپني سادگي (یعني حماقت) سے بهت سے لوگوں کو جو در حقیقت ناصبي هیں ' سني سمجها- ان لوگوں کو سني بهي اپنے میں سے نکال ڈالیں اور مثل شیعوں کے انکي برائي کا اعلان کر دیں (تا که آپس میں خوب جوتي پیزار هو اور ان سے بیزاري ظاهر کر دیں) پهر دیکهیے شیعه ان کے ساتهه کیسي محبت کا برتاؤ کرتے هیں "

سبحان الله - کیا عمده مشوره هے ؟ اون سے جنگ کرلو اس امید موهوم پر که شیعوں سے اپنا مذهب چهوڑ دینے کے بعد اتفاق هو جائگا !!

اسي اتفاق کي حمایت میں مسئلۂ خلافت کی بهي بحث چهیڑدي هے جسمیں سنیوں کا پهلو کمزور دکهلایا هے - یهانتک که فرمایا هے که :

" اهل سنت مسئله خلافت کو ضروریات دینیه اور اصول دین سے نہیں مانتے بلکه ایک امامت دنیویه سے زائد اوسکي وقعت نہیں کرتے "

جس مقصد سے یه کها گیا هے ' اوس کے لحاظ سے سنیوں کے مذهب و معتقدات پر ایک حد تک حمله هے ' خاصکر جبکے اسکے مقابل شیعوں کے جانب سے یهانتک زور دیا گیا هو که :

" ایک امام معصوم کا منتخب هونا ضروري تها جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرماے - وه ایسا نه کرتا تو لازم آتا که اوس نے ترک اصلح کیا - ان خیالات کیوجه سے شیعه انتخاب خداوند کي ضرورت کو بضرورت عقل پسند کرنے پر مجبور هوگئے "

گذارش هے که آپ کے نزدیک پروردگار عالم خاطي اور تارک اصلح هوا اور ضرور هوا - کیونکه اوس نے کسي امام معصوم کا انتخاب نہیں فرما یا - اگر فرمایا هو تو آپ کوئي آیت پیش کیجیے - مجهے اس وقت کسي مسئله میں خواه مخواه بحث چهیڑنا مقصود نہیں هے - بلکه صرف یهه دکهلانا مد نظر هے که شیخ صاحب غلط راه چلے :

ایں ره که تو مي روي به ترکستان ست -

یهه موقع اختلافي مسائل کي بحث چهیڑنے یا دل آزاري کرنے والے فقرے لکهنے کا نہیں تها - نه اس صورت سے اتفاق ممکن هے که سنیوں کو شیعه هونے پر مجبور کیا جاے - اون کے مجبور هونے کي کوئي وجه ؟ هاں اتفاق کي یهه صورت تهي که آپ شیعوں کیطرف متوجه هوتے اور اون کو اون عقائد سے رجوع کرنے پر آماده کرتے جو سني شیعوں کے اتفاق کي راه میں سخت حجاب واقع هوگئے هیں - زور دیتے که شیعه تبرا سے مطلقا پرهیز کریں اور اوس کو حرام سمجهیں - بتلاتے که بد گوئي و سب و شتم خود انکے اصول و اخلاق کے بهي خلاف هے -

محمد نعیم الدین عفي عنه ناظم انجمن اهلسنت و جماعت - مرادآباد

بقیه فهرست زر اعانۂ مسجد کانپور

جناب حکیم عبد النور صاحب ۳ روپیه - ۵ آنه - جناب عبد الکریم صاحب ۵ روپیه - جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب ۲ روپیه - جناب منشي عزیز الحکیم صاحب ۱ روپیه - جناب منشي صدیق صاحب ۵ آنه - جناب شاه مبین الحق صاحب ۹ آنه -

مولانا - السلام علیکم -

مبلغ ۵۰ - ۵ - ۹ بقیه مصیبت زدگان کانپور فنڈ کے تهے جو مسلمانان بریلی (جنکے اسماي گرامی درج ذیل هیں) سے وصول هوے تهے لهذا تار اور منی آرڈر فیس کے اخراجات کي رضع کرنے کے بعد مبلغ ۴۳ ساڑهے ۱۲ آنه روانه خدمت هیں - امید که بعد مصیبت زدگان کانپور درج الهلال معه فهرست کے فرمائیں -

بقیه سابقه ۳ روپیه ۱ آنه - معرفت مولوي محمد خدا یار خان صاحب شهر کهنه - ۶ روپیه - ۱۰ آنه - معلوم الاسم ۱ روپیه - معرفت جناب عبد الرشید بیگ ومحمد نبی و عبد الشافي صاحبان طفلان خورد سال شهر کهنه - ۱۲ روپیه - اهلیه مولوي عبد الرحمان صاحب ۸ آنه - جناب ثناء الله صاحب ۶روپیه - جناب بهاالدین صاحب۱۲ آنه - جناب حافظ محمد شفیق صاحب ۱۰ روپیه - جناب سوداگر چودهري عبد الکریم صاحب ۱ روپیه ۷ آنه - تهور حسین خانصاحب ۴ روپیه ۱۰ آنه - جناب نعیم الدین خانصاحب ۵ روپیه - جناب عبد السلام صاحب ۱ روپیه - جناب سموخ صاحب ۳ آنه - منشي عبد العزیز صاحب اڈیٹر ۳ روپیه - نهال الدین صاحب ۵ آنه - مفتي محمود الحسن صاحب ۸ آنه -

دینے والوں نے پیسه ' پیسا برتن اور غله تک دیا - اسلئے تفصیلي فهرست تیار نکر سکے - هاں اجمالي فهرست دینا بهت ضرور هے تاکه چنده دینے میں کسیکو اغماض نهو -

نام موضع	زراعانت		صدقه فطر		قدمس ظروف		میزان	
	آنه	روپیه	آنه	روپیه	آنه	روپیه	آنه	روپیه
پیوار	۱۴	۵۰	۱۵	۹	۹	۳	۶	۶۴
نهوره	۶	۱	-	-	-	-	۶	۱
ادهپا	-	-	-	۱۳	-	-	۱۳	-
بازید پور	۲	-	-	-	-	-	-	۲
کسیچوزه	-	۳	-	-	-	-	-	۳
بهراوران	۵	۱۳	-	-	-	-	۵	۱۳
						میزان	۱۴	۸۴

بذریعه جناب وصي احمد صاحب - از موضع پیوار
ڈاکخانه پس پن ضلع پٹنه • ۸۳ ۱۴
بذریعه مهدي حسن صاحب -
معتمد " دي مسلم فرینڈس " هزاري باغ • ۳۰ •
جناب عبد الغفار صاحب - بسین برهما • ۲ •
جناب شیخ امیر صاحب - ٹھیکه دار
دهوند یونا • ۱ •
ایک همدرد قوم • • ۱
جناب محمد عبد الغفار خانصاحب - چھپرہ • • ۵۰
جناب محمد زاهد علي صاحب -
سرائے بهاگلپور • ۴ ۹
جناب ضیا الحق صاحب - نهرنگر نلگنڈه • ۹ ۱۷۱
جناب محمد ادریس صاحب - پهریا • • ۱۰
جناب امتیاز علي صاحب - هیڈ ماسٹر
ملیح آباد لکهنئو • • ۳
جناب حافظ عبد الواحد صاحب -
کره ندا ـ اعظم گڈه • • ۳۰
خاتون وزیر النسا بیگم صاحبه - مانگرول کاٹھیاار • • ۵
جناب ولي محمد مومن صاحب - مانا بدر -
کاٹھیاوار • • ۲
جناب منشي محمد شریف صاحب - درگڈي • • ۹
جناب چودهري اشتیاق احمد صاحب بریلي ۶ ۱۲ ۴۴
جناب ڈاکٹر محمد حسن شاهجهانپور • • ۴
ایک بزرگ از شاهجهاں پور • • ۲
بذریعه مولوي عبد الکریم صاحب ندوي - نگرنهسه • • ۱۳

مولوي محمد شهاب الدین صاحب - مانک تله
کلکته • • ۱۰
(اسکي تفصیل پہلے نمبر (۱) میں گذر چکي ہے)
بذریعه عبد الحی خانصاحب - رائبچور • • ۱۰۵
مرزا حبیب احمد صاحب - حیدر اباد • • ۱
محمد قمر الدین صاحب - علیگڈهه • ۷ ۱
عبد الصمد صاحب - گوراهپور • ۱۲ ۲۳
ع - م بذریعه ٹکٹ ڈاک ۶ ۱ ۱
محمد عبد الله صاحب - اعظم گڈهه • • ۳
حاجي محمد سردار خانصاحب محمد خانصاحب
سوداگر منڈله • • ۳۵
جناب ارمان صاحب بریلوي - از شاه جهانپور • ۶ ۲۰
" " " " • ۱۴ ۷
جناب ابراهیم عبد الماجد صاحب - نیا بازار -
مرگوک برهما - • ۲ ۱۶۸
به تفصیل نمبر (۲)
مهر غلام محي الدین صاحب نلگنڈه • • ۳
محمد طیب صاحب - نصیر گنج • • ۸
محمد اطهر صاحب - جهانسي • • ۳
محمد ولایت احمد صاحب - لاهرپور • • ۱۰

فهرس زر اعانهٔ مهاجرین عثمانیه

جناب محمد انور علي صاحب فاروقي
پربهني دکن • • ۱۱
مولوي مشتاق حسین خانصاحب پشکار -
رامپور • • ۸
ایک بزرگ از رامپور جونام ظاهر کرنا نهیں چاهتے • • ۸
جناب سید هاشم صاحب خضر پور • • ۵۰
ایک بزرگ از عیسی گڈه براه کرنا • • ۵
جناب عزیز محمد خانصاحب - پربهني دکن • • ۴
جناب عبد الله شاه صاحب - پٹیاله • • ۵۰
جناب سلطان احمد خانصاحب - سیتاپور - • • ۱
بزرگان نرونڈا ضلع بهرائچ بذریعه جناب شیخ
محمد حسین صاحب • ۷ ۴۰
بذریعه حکیم محمد اوصاف حسین صاحب -
مونڈیا جاگیر - بریلي • • ۲۰
جناب سید احمد علي صاحب - ریلور - • ۴ ۹
(نارتهه ارکاٹ)

ایس - مهر بخش صاحب - دهارواري - • • ۸
بمبئي
امیر الدین صاحب • ۴ ۲
لطیف الدین احمد صاحب • ۴ ۱
محمد یوسف رجان محمد صاحب - • ۱۱ ۶
اعظم گڈه
بذریعه عبد الخالق صاحب - گل امام -
ڈیره اسمعیل خاں • • ۳
نصیر الرحمن صاحب - بهرنگ گڈه - • • ۵
عزیز محمد خانصاحب پرلهنبي • • ۵
عبید الله خانصاحب - ٹونک • • ۱۹
حافظ احمد حسین صاحب قدوائی سیتاپور • • ۳
عبد القادر صاحب ٹکٹ کلکٹر - بڑوده • • ۱
عبد الرزاق صاحب - نواده - گیا • • ۲
محمد اختر حسن خانصاحب - فتح گڈه • ۱۲ ۲
سید محمد علی صاحب محرر - بهوپال - • • ۲

مندرجهٔ ذیل

شیخ کرامت سردار سیٹه بگان قیمت کهال قربانی • • ۱
شیخ دین محمد میاں بگان قیمت کهال قرباني • • ۲
شیخ بهکاري مستري میاں بگان قیمت کهال قرباني • • ۴
حاجی شیر علیصاحب میاں بگان زکواة • ۸ ۲
شیخ دولت مستري کانچه گلي مانک تله • ۸ •
محمد ابراهیم درزي • • ۱
نور الدین • • ۱
عبد القدیر صاحب جوهري • • ۱۰
غلام دستگیر صاحب جوهري • • ۱۰
بنسے • رز • • ۲

الهه الدين	٠	٠	٣
رحيم بخش	٠	٠	١
جهنڈے خاں دربان	٠	٨	٠
صاحب الدين درزي	٠	٨	٠
مولا بخش رزلي والے	٠	٠	٢
احسانو دفتري	٠	٠	١
فتح محمد	٠	٠	١
مركيدن زهر بادي	٠	٨	٠
رزاق	٠	٠	١
محمد الدين	٠	٠	١
عبد الله	٠	٠	١
پير بولي ر مصاحب علي	٠	٠	٥
محمد صالح	٠	٠	١
يوسف	٠	٠	١
كرهرن زهر بادي	٠	٠	١
غلام حسين	٠	٨	٠
ابراهيم دوكاندار	٠	٠	١
عمر قاسم	٠	٠	٢
سيد عبد الغفور	٠	٠	١
كولاجي زهر بادي	٠	٠	٢
ايک گهڑي ساز	٠	٨	٠
لے حاجي	٠	٧	٠
كونگر ابن	٠	٠	٢
جونكبن	٠	٠	١
حاجي ماصن چين	٠	٠	٥
محمد ابراهيم	٠	٠	١
محمد يحيى	٣	٨	٠
عبد القاهر	٠	٨	٠
عبد الرحمان	٠	٨	٠
عبد الحميد	٠	٠	١
محمد موسى	٠	٨	٠
محمود علي	٠	٠	٢
حاجي كركوجي	٠	٠	٣
حاجي نور الدين	٠	٠	١
حاجي داؤد ما ازكهوالي كنٹراكٹر	٠	٠	٥
عبد الغفور ليينبن	٠	٠	١
عبد الرحيم ر سليمان وغيره چهه آدمي	٠	٠	٦
محمد جرجيس صاحب جوهري	٠	٠	٢
نبي بخش الهه بخش	٠	٠	١
امير جي جوهري	٠	٠	١
منشي اسحاق صاحب	٠	٠	١
دلدار خاں صاحب جوهري	٠	٠	١
چراك درزي	٠	٠	١
بهادر خاں	٠	٠	١
حسين بخشي قصاب	٠	٠	١
دوسري جگهه كا چنده وصول هوا	٠	١٢	٦
اله دين خان	٠	٠	١
انتظام الدين	٠	٣	١
كريم الدين	٠	٠	١
منشي محمد اسحاق	٠	٠	٥

حيدر خان	٠	٠	١
مرحر الدين	٠	٠	٤
اكبر خان	٠	٠	١
دادا بهائي	٠	٠	١
مراد علي	٠	٠	١
صاحب علي	٠	٨	١
محمد يسين	٠	٠	١
مظهر علي	٠	٨	٠
بادشاه ميان	٠	٠	٢
علي امام	٠	٤	٠
ايک خاتون	٠	٠	٢
قادر بخش مستري	٠	٠	٥
حاجي مهتاب الدين	٠	٠	١
سلطان بخش مستري	٠	٠	٢
جهنڈے خاں حجام	٠	٠	١
حسيني	٠	٤	٠
بوٹا خان	٠	٤	٠
خواجه خان	٠	٠	١
مرزا نظير بيگ	٠	٠	١
بركهر	٠	٠	١
كللن خاں	٠	٠	٢
محمد بخش درزي	٠	٠	١
محمد ابراهيم صاحب جوهري	٠	٠	٥
موسا بهائي	٠	٤	٠
منشي علي محمد دوكاندار	٠	٠	١
سيد اخلاق حسين صاحب جوهري	٠	٠	٥
مرزا دلاور علي صاحب جوهري	٠	٠	١
محمد امين صاحب جوهري	٠	٠	٢
بشير خان جوهري	٠	٨	٠
ڈاكٹر عبد العزيز صاحب	٠	٠	١
عبد الغفور صاحب سوداگر	٠	٠	١
مولوي غلام مرتضى صاحب	٠	٠	١
محمد بخش خانسامه	٠	٠	١
شيخ قربان علي	٠	٠	١
زبودي	٠	٠	١
حاذق علي	٠	٠	١
كرامت خان	٠	٠	١
رحمت الله	٠	٠	١
عليم الله	٠	٠	١
عبد اللطيف	٠	٠	١
عبد المجيد	٠	٠	٢
يعقوب علي دربان	٠	٠	١
فدا حسين	٠	٠	١
ناصر علي	٠	٠	١
محمد الله صاحب	٠	٠	١
عطا محمد	٠	٠	١

نوٹ — يه فهرست عرصے سے كمپوز كي هوئي پڑي تهي ليكن عدم گنجايش كي وجه سے نكل نه سكي اس هفتے درج كردي جاتي هے - آيندہ اشاعت ميں مجموعي حساب كے بعد هر مد كا ميزان كل وغيره درج كر ديا جائيگا -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILALA ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MIRZAPUR STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۲۶ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 24, 1913

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8
Half-yearly ,, ,, 4-12.

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۶ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, December 24, 1918.

فہرست

آخر الانباء ۱
تذکرات (اجتماع عظیم) ۲
مقالۂ افتتاحیہ (مستقبل بلاد عثمانیہ) ۵
مقالات (چہ دیدم در ہندوستان) ۹
برید فرنگ (مسئلۂ شام) ۱۱
مذاکرۂ علمیہ (طبقات الارض) ۱۳
المراسلۃ و المناظرۃ (طریق تسمیہ و تذکرۂ خوانین) ۱۵
شئون عثمانیہ (دولت اسلامیہ کے ایک عضو مقطوع کا انجام) ۱۷
اطلاع (محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں سر تھیوڈر ماریسن) ۱۹
مراسلات (مکتوب مدینہ منورہ) ۲۰
بقیہ برید فرنگ (شہادت اعداء) ۲۰

تصاویر

خواجہ کمال الدین ۲
شط " دجلہ " بغداد ۶
" تاج " آگرہ کا ایک منظر ۷
حضرۃ کاتب خبیر ، السید محمد توفیق بے نزیل ہند ۹
توفیق بے ، بصری بے ، مولانا شبلی نعمانی ۱۰

جنگ بلقان و یورپی افریقہ

مجلس تفتیش کی ترکیب عمداً جسقدر ناقص رکھی گئی ہے اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسکے ایک ممبر مسٹر ویلی بھی ہیں جو ان افواج کے لفٹننٹ کرنل ہیں جنکے طرز عمل کی تحقیقات یہ مجلس کریگی، نیز حال میں تین پونڈ ٹیکس کی علانیہ تائید بھی کرچکے ہیں - ظاہر ہے کہ ایسی مجلس پرجسمیں ایک طرف تو ایک فریق کی نیابت کا نام صفر ہو، دوسری طرف ایک فریق کا افسر بالا عضو مجلس ہو، عدم طمانیت ایک متوقع بلکہ ناگزیر امر تھا - گذشتہ ہفتہ اس مجلس کے خلاف کیپ ٹاؤن، جوہانسبرگ، کمبرلی، پرچف اسٹروم، وغیرہ وغیرہ تمام ہندوستانیوں کے مرکزوں میں احتجاجی جلسے ہوے - ڈربن کے جلسے میں صدر نے مسٹر ویلی کی خبر عضویت مجلس پر سخت اعتراض کیا - کیپٹاؤن اور کانوں میں ہندوستانیوں کے مصائب و مشکلات کی تحقیق اور مجلس تفتیش میں انکی کافی نیابت کے متعلق رزولیوشن پاس ہوے -

مگر جیسا کہ مسٹر گوکھلے کے نام نٹال انڈین ایسوسی ایشن کے تار سے معلوم ہوتا ہے ، کہ حکومت جنوبی افریقہ ان تمام احتجاجات و مطالبات کے جواب میں مہر بلب ہے - جسکے معنی یہ ہیں وہ اس ضوضاء و غوغا اور شور و فغاں کو ایک مرغ بے بال و پر کی فغاں سمجھتی ہے اور اسلیے انکو کوئی وزن دینا نہیں چاہتی !

اگرچہ بظاہر رپوٹر ایجنسی محض قاصد و خبر رساں ہے ، لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ ترویج کذب و خدع کا بھی کبھی کبھی آلہ بن جاتی ہے - اگر آپ وہ تار بھولگئے ہیں جو اس نے جنگ طرابلس و بلقان کے اثناء میں بھیجے تھے ، تو یقیناً ابھی وہ تار تو نہ بھولے ہونگے جو اس نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی بغاوت و سرکشی، اور حملہ و قانون شکنی ، حکومت کے ناگزیر تدابیر حفظ امن و نظام ، اور مراسلہ نگار ویلی ٹیلیگراف کی شہادت برأت حکومت کے متعلق دیے تھے -

۱۷ - دسمبر کو اس نے ایک نیا شگوفہ کھلایا - جنوبی افریقہ میں دوبارہ اسٹرائک کے احتمال اور بشرط وقوع اسکی وسعت و حسن تنظیم کا ذکر کرتے ہوے اپنی لسان تلغرافی میں مسٹر گوکھلے کے تار اور اسکی غلط تفسیر کا اسطرح ذکر کیا ، جس سے ہر پڑھنے والے پر یہ اثر ہوتا تھا کہ اگر ابکی اسٹرائک ہوئی تو اسکا باعث مسٹر گوکھلے کا تار ہوگا -

مسٹر گوکھلے نے اسکی تردید شائع کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ ان تاروں کے علاوہ جو بغرض استفسار حال بھیجے گئے ہیں ، ۱۹ کی صبح سے میں نے کوئی تار اس موضوع پر نہیں بھیجا - ۱۹ کو جو تار بھیجا ہے وہ نٹال انڈین ایسوسی ایشن کے تار کا جواب ہے - یہ تار بھی مسٹر گوکھلے نے شائع کردیا ہے - اسمیں انھوں نے آیندہ پالیسی کے متعلق اظہار تردد ، سخت حزم و تحوط کی تاکید ، اور سر فیروز شاہ مہتا سے ملنے کے بعد تار دینے کا وعدہ کیا ہے -

۱۸ - دسمبر کو مجلس تفتیش نے نشست شروع کی - جج سالومن نے کہا کہ " تحقیقات کو حتی الامکان مکمل بنانے کے لیے مجلس نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ وہ مسرس گاندھی ، پولک ، کیلن بیچ ، اور ان تمام اسٹرائک کے لیڈروں کو چھوڑ دے ، جو اسوقت جیل میں ہیں - اگر یونین گورنمنٹ ، نٹال انڈین ایسوسی ایشن ، اور وہ تمام لوگ ، جنکو اس معاملہ سے دلچسپی ہے ، کونسل کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ، تو اس سے کام بہت آسان ہوجائے - اگر حکومت ہند اپنا وکیل بھیجنا چاہتی ہے تو اس کو حق حاصل ہے " -

مجلس کا آیندہ اجلاس ۱۲ - جنوری کو ڈربن میں ہوگا -

غالباً یہ مجلس کی سفارش ہی تھی جسکی بناء پر مسرس گاندھی ، پولک ، کیلن بیچ وغیرہ کو زبانی وعدہ پر چھوڑ دیا گیا ہے - اسٹیشن پر ان اسیران راہ شرف و انسانیت کے استقبال میں وہ تمام جوش و خروش دکھایا گیا ، جسکے نمونے ہم ہندوستان کے مسلمانوں میں ہر مدعی لیڈری کے استقبال میں دیکھتے ہیں - اس موقعہ پر جو امر قابل خصوصیت و قابل ذکر ہے وہ مسٹر گاندھی کا ثبات و استقلال ہے -

یہ مجسمہ شرف و فضل جب اپنے وطن عزیز کی مظلومیت کے ماتم اور اپنے اخوان وطن کے ساتھ مساوات و همدردی کے اظہار کے لیے مزدوروں کا لباس پہنے ہوے ڈربن کے جلسے میں آیا ، تو مجمع جسکی تعداد پانچ ہزار تھی ، یکسر جوش و خروش ہوگیا - مسٹر گاندھی ، پولک ، اور کیلن بیچ نے نہایت آتشین تقریریں کی - ایک رزولیوشن مجلس تفتیش میں ہندوستانیوں کی عدم شرکت کے خلاف پاس ہوا - دوسرے رزولیوشن میں حکومت پر زور ڈالا گیا کہ وہ کمیشن میں ایسے یورپین اشخاص مقرر کرے ، جنھیں ہندوستانی بھی مانتے ہوں - آخر میں یہ طے ہوا ، کہ اگر یہ مطالبات پورے کیے جائیں ، تو مقاومت منجمل تا فیصلہ مجلس تفتیش ملتوی رکھی جائے ، ورنہ از سر نو زور و شور کے ساتھ شروع کی جائے -

مسٹر گاندھی نے بھی خیالات رپوٹر کے وکیل سے بھی ظاہر کیے ہیں -

اگر آپ ذوق آشنای درد ہیں اور اس لذت کو ضائع کرنا نہیں چاہتے تو ضرور ہے کہ ناخن زخم کی خبر گیری کرتے رہیں ، ورنہ اگر زخم خشک ہوگیا تو نہ پھر وہ لذت درد ہوگی ؛ نہ وہ شورش جنوں -

مسٹر گاندھی کہ جامع شرائط و صفات قیادت ہیں ، اس نکتہ سے غافل نہیں - انھوں نے طے کرلیا ہے کہ اپنے وطن عزیز و محبوب کے ماتم میں مزدوروں کے لباس میں رہنے کے علاوہ ۲۴ گھنٹہ میں صرف ایک بار کھانا کھائینگے فثبت اللہ اقدامہ و عظم اجورہ و رزقنا من امثالہ -

قیصری ترکی کا اختتام

الہلال کی تیسری جلد کا یہ آخری نمبر ہے - سال تمام کی تعطیل میں آیندہ نمبر نہیں نکلے گا - جن مشترکین کرام کا نیا سال اشتراک آیندہ جنوری سے شروع ہوگا ، براہ کرم وہ دفتر کو مطلع فرمائیں کہ آیندہ انکی خدمت میں ری - پی روانہ کیا جاے یا نہیں ؟ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

اجتماع مظیم

دعوة و تبلیغ اسلام

اجتماع - ٢١ - دسمبر - ٹون هال - کلکته

کنتم خیر امة أخرجت للناس ' تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تومنون بالله ' ولو امن اهل الکتاب لکان خیراً لهم ' منهم المومنون و اکثرهم الفاسقون - (٣ : ١٠٦)

تم دنیا کي تمام اُمتوں سے بہترین امت هو که نیک کاموں کا حکم دیتے هو ' برائیوں سے روکتے هو ' اور الله پر ایمان رکھتے هو ' اور اگر اسي طرح یہود اور نصاریٰ بھي سب کے سب ایمان لے آتے تو یه اُنکے حق میں بہتر تھا ' مگر اُن میں سے بعض ایمان لے آئے اور افسوس که اکثر مبتلائے ضلالت هیں !

گذشته اشاعت میں دعوة و تبلیغ اسلام کے متعلق جس جلسے کے انعقاد کي خبر دي گئي تھي ' وہ ٢١ - دسمبر کو بعد ظهر ٹون هال میں منعقد هوا -

اعلان میں دو بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا ' مگر قبل اسکے که دو بجیں ' تمام هال حاضرین سے رک چکا تھا ' اور ایک کرسي بھي خالي نه تھي جو تازه واردین کي منتظر هو -

تلاوت مقدسهٔ قرآن کریم سے جلسه کا افتتاح هوا ' اور مسٹر سید محمد شریف بیرسٹر ات لا کي تحریک اور مسٹر محمد محسن سپرنٹنڈنٹ فشریز کي تائید سے جناب مولوي نجم الدین احمد صاحب ریٹائر ڈپٹي کلکٹر کلکته صدارت کیلیے منتخب هوے -

جناب مولوي صاحب کي افتتاحي تقریر مختصر ' مگر جامع تھي - انهوں نے سب سے پہلے مسئلهٔ اشاعت و تبلیغ اسلام کي اهمیت کي طرف حاضرین کو توجه دلائي ' پھر اسلام کي اُس تبلیغي قوة الهیه کي طرف اشاره کیا جو خود بخود بغیر کسي خارجي سعي و کوشش کے اسکي صداقت کو مختلف شکلوں اور هیئتوں میں پھیلاتي ' اور دنیا کے دور دراز حصوں سے اپني حقانیت کا اعتراف کراتي هے - انهوں نے کہا که اسلام انسانیت کي جسماني و معنوي اصلاح و فلاح کا ایک ایسا سادهٔ و فطري دستور العمل هے جسکے اعتقاد و اعتراف کیلیے کبھي بھي تلوار اور جبر کي ضرورت نهیں هوئي بلکه طبیعت بشري نے همیشه خود بخود اسکا استقبال کیا هے ' اور انسان خواه تمدن و علوم میں کتنا هي ترقي کر جاے ' لیکن اسکي احتیاجات حیات جسماني و روحاني اسے مجبور کرتي هیں که مذهبي صداقت کو تلاش کرے اور وہ ایک هي هے : و ان الدین عند الله الاسلام !

اسکے بعد انهوں نے اُس غفلت و سرشاري کي طرف توجه دلائي جو صدیوں سے عالم اسلامي پر طاري هے اور جسکا حسرت انگیز نتیجه یه هے که جو قوم اصلاح عالم کیلیے دنیا میں آئي تھي ' وہ خود اصلاح کي محتاج هوگئي هے ' اور جو هاتھ بلند کیے گئے تھے تاکه تمام دنیا کیلیے اشارهٔ هدایت کا کام دیں ' وہ

خواجه کمال الدین

بد بختانه خود دوسروں کے دست هدایت کا انتظار کر رهے هیں !

انهوں نے کہا که " غفلت انتهائي اور تاریکي شدید هے ' فرض بھلادیا گیا اور مقصد گم هے ' ایسي حالت میں انگلستان کے طبقهٔ امرا میں سے ایک صاحب فکر و فضل شخص کا ' یعنے لارڈ هیڈلي بالقابه کا مشرف به اسلام هونا ' یقیناً ایک ایسي خبر هے جو نه صرف اسلام کي تاثیر صداقت و حقانیت هي کي ایک تازه ترین مثال هے بلکه صداقت کے اس قدیمي اور دائمي معجزے کو بھي واضح کرتي هے که جس درجه حق کي معیت کیلیے انسان مجبور هے ' اتنا هي حق اپنے کاروبار صداقت میں اُسکي اعانت سے بے پروا هے ' اور وہ اپنے اندر ایک ایسي قوت رکھتا هے جو خود هي نشوؤ نما پاتي هے -

" میں اُس پامال اور فرسوده اعتراض کي طرف متوجه نهونگا ' جس کا بار بار جواب دیا جا چکا هے ' اور جو اب هر صاحب فکر و علم کي نظر میں اپنا اثر کھو چکا هے - یعنی اسلام کي اشاعت بزور شمشیر ' لیکن کم از کم اُن متعرضین کو سر دست یه یاد دلا دینا بہتر هوگا که لارڈ هیڈلے کو مجبور کرنے کیلیے کوئي خوں ریز تلوار نهیں چمکي تھي !

لارڈ موصوف انگلستان کے امراء میں ایک صاحب فکر شخص هیں ' جو متصل تیس چالیس سال سے اسلام کا مطالعه کر رهے تھے - انهوں نے اعلان اسلام کے بعد جو تصریحات اپنے بارے میں کي هیں ' اس سے انکے اس مقدس اجتهاد فکر کا اندازه کیا جا سکتا هے - پس هماري موجوده مسرت صرف اس بنا پر نهیں هے که حلقه بگوشان اسلام میں ایک یورپین امیر کا اضافه هوگیا ' بلکه صرف اسلیے که ایک متلاشي روح بغیر کسي خارجي تحریک و سعي کے محض اپنے طلب صادق اور جستجوے حقیقت سے منزل هدایت تک پهنچي ' اور اُن تمام بیڑیوں کے توڑنے میں کامیاب هوئي جو سوسائٹي اور رسم و رواج کے تعبد کي انسان نے اپنے پانوں میں پهن لي هے -

حضرات ! همارا فرض هے که هم اپنے مهمان کا خیر مقدم بجا لائیں اور ساتھه هي جهاد حق اور ایثار و فدویت کي اُس مثال عظیم کي رفعت کے اعتراف میں بخل نه کریں جو جناب خواجه کمال الدین بي - اے - مقیم لندن نے اس بارے میں همارے سامنے پیش کي هے - جیسا که آپ تمام لوگوں پر واضح هے ' خواجه صاحب بغیر کسي جماعتي اور قومي اعانت کے محض اپنے ذاتي زلولهٔ و شوق سے انگلستان گئے ' اور اشاعت اسلام کا کام شروع کردیا - کوئي کام جو اپنے اندر سچائي رکھتا هو ' کبھي بھي ضائع نهیں جاتا - چند ماه هے قیام کے بعدي انهوں نے ثابت کر دیا هے که اُنکا مشن کس درجه بہترین توقعات کا مستحق هے - کچھه شبه نهیں که لارڈ هیڈلي جو عرصے سے اپنے اندر اسلام کي صداقت کا اعتراف رکھتے تھے ' ایک ایسے رفیق کے منتظر تھے ' جو انکے بعض شکوک کا ازاله کر دے ' اور

جسکي رفاقت اس جنگ عظیم میں انکے لیے معین و مددگار ہو ' جو صداقت اور بند رسم و رواج و تقلید ابا ؤ اجداد میں انکے سامنے جرپا تھي - پس خواجہ کمال الدین کے مشن کو خدا نے عین موقعہ پر بھیجدیا تا کہ وہ اس خدمت کو انجام دے -

حضرات ! ہمارا مقدم فرض ہے کہ اس موقعہ پر ہم سب خواجہ صاحب کي اعانت کیلیے اٹھہ کھڑے ہوں ' اور اُنھیں اُس مقدس راہ میں تنہا نہ چھوڑ دیں ' جو في الحقیقة ہم سب کي راہ ہے "

اُسکے بعد پہلا رزولیوشن پیش کیا گیا :

" مسلمانان کلکتہ کا یہ جلسہ خواجہ کمال الدین بي - اے - کا دلي شکریہ ادا کرتا ہے کہ وہ اسلام کو اقوام یورپ کے سامنے اسکي اصلي روشني میں پیش کررہے ہیں ' اور جو غلط فہمیاں اور توہمات یورپ میں صدیوں سے قائم ہیں ' اسکے استیصال کیلیے کوشش کررہے ہیں - نیز یہ جلسہ اُنھیں مبارک باد دیتا ہے کہ انکي ابتدائي کوششوں کے نتائج نہایت امید افزا ہیں "

ایڈیٹر الہلال نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوے مسئلۂ اشاعت و تبلیغ اسلام کے موضوع پر کامل ایک گھنٹے تک تقریر کي ' اور بالتفصیل اُن تمام موانع کارکو بیان کیا ' جنکي وجہ سے یہ مسئلۂ باوجود ایک تسلیم کردہ اور ضروري العمل مسئلہ ہونے کے ' اب تک ہندوستان میں عملي نمونے پیش نہ کرسکا -

تقریر کے آغاز میں انھوں نے کہا کہ :

" کاموں کیلیے وقت محدود ' لیکن ضرورتیں نہایت وسیع ہوتي ہیں - میں اگر مسئلۂ دعوت اسلام کي ضرورت و اہمیت کے متعلق کچھہ عرض کرنا چاہوں تو یہ خود ایک موضوع مستقل ہے - اگر میں کہوں کہ اسلام کا اصل اساس اعلان حق اور امر بالمعروف ہے تو اسکي تشریح و توضیح کیلیے کئي مبسوط تقریروں کا مجموعی وقت مطلوب ہے - اگر آپکو یاد دلانا چاہوں کہ دنیا کي ہر قوم اسلیے آئي تا کہ اپني ہستي قائم کرے ' لیکن مسلمانوں کا ظہور صرف اسلیے ہوا تا کہ دنیاکے تمام انسانوں کو حق و صداقت کے لیے ایک قوم بنا دیا جاے ' تو اس افسانے کیلیے بھي شب ہاے طویل و روز ہاے دراز چاہئیں :

فرصت دیدن گل آہ کہ بسیار کم ست
آرزوے دل مرغان چمن بسیار است

پس میں وقت کي ضرورت پر نظر رکھکر صرف ایک ھي پہلو پر چند کلمات عرض کرنا چاہتا ہوں ' یعنے " مسئلۂ تبلیغ اسلام کے وسائل عمل و موانع کار "

آج تقریباً یک قرن سے ہندوستان کے اندر بار بار اسکا غلغلہ بلند ہوچکا ہے - بکثرت انجمنیں اس غرض سے قائم ہوئیں ' اور متعدد اشخاص نے نہایت عظیم الشان اعلانات کے ساتھہ انظار و قلوب کو اپني طرف متوجہ کیا - با ایں ہمہ اس مسئلہ کے ابتدائي عقدے بھي اب تک لاینحل ہیں ' اور اجتماعي و مشترکہ اعمال ملت کے اس عصر پر شور میں ایک انجمن ' ایک مدرسہ ' ایک کانفرنس ' اور ایک مختصر سي جماعت بھي ایسي نہیں ہے ' جسکي نسبت بغیر کسي شرمندگي کے دعوا کیا جاسکے کہ اُس نے اس مسئلہ کي حقیقت عملیہ کو پالیا ہے -

دنیا میں عمدہ افکار اور نیک ارادوں کي کبھي بھي کمي نہیں رہي - اصلي سوال عمل اور کار فرمائي کا ہے - مسئلہ اشاعت اسلام کي ضرورت مسلم و معروف ہے - ہر مسلمان کو اسکا اعتراف ہے ' اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اسکے بہترین نتائج اُسکے سامنے موجود ہوں - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ با ایں ہمہ اعتراف و اذعان ' وہ کیا موانع کار ہیں ' جنکي وجہ سے اب تک سررشتۂ عمل تک ہمارے ہاتھہ نہ پہنچ سکے "

اسکے بعد نہایت تفصیل کے ساتھہ اُن تمام موانع کار کو ایک ایک کرکے بیان کیا ' اور چونکہ مسئلۂ اشاعت اسلام پر ایک مبسوط مقالۂ افتتاحیہ عنقریب الہلال میں لکھنا ہے ' اسلیے اسکا اعادہ یہاں ضروري نہیں -

آخر میں مقرر نے کہا :

" یہي اسباب و موانع تھے ' جنکي وجہ سے آج تک میں نے اس مسئلۂ کے متعلق کسي اعلان میں حصہ نہ لیا ' اور ہمیشہ اسي پر نظر رکھي کہ جو لوگ گرمي کے متلاشي ہیں اُنھیں پہلے ایندھن کي تلاش میں نکلنا چاہیے -

لوگوں نے مجھپر اعتراضات کیے ' اور کبھي غفلت ' اور کبھي اعراض کے الزام کا مورد قرار دیا - بعض نے کہا کہ میں سیاست کو مذہب پر ترجیح دیتا ہوں ' اور بعض نے الزام کو اس حسن ظن بیجا کي آمیزش سے ممزوج کیا کہ جس کام کیلیے موزوں ہوں ' اُسے نہیں کرتا ' مگر جس کام کیلیے مضر ہوں ' اسکے انہماک سے باز نہیں آتا -

لیکن اے حضرات ! ما لھم بذالک من علم ان یتبعون الا الظن ' و ان الظن لا یغني من الحق شیئا - وہ جس سیاست کو مذہب پر ترجیح دینے کا سؤظن رکھتے ہیں ' میں اُسے عین مذہب سمجھتا ہوں ' پھر میں نہیں جانتا کہ میں جو کچھہ کررہا ہوں یہ مذہب ہے یا سیاست ' اور وہ کہ مجھے پالیٹکس میں دیکھکر متاسف ہیں ' اور چاہتے ہیں کہ اس معرکہ زار میں میرے حملوں سے امان پائیں ' اور اس لیے میري دیني قابلیتوں کے اعتراف میں نہایت فیاض ہیں - افسوس کہ انکے لیے بھي میرے پاس کوئي تشفي نہیں ' کیونکہ میں جو کچھہ کررہا ہوں ' اسکے لیے میرے پاس بصیرت موجود ہے ' اور معترضین کو صرف یہي چاہیے کہ صبر کریں ' تا خدا کا ہاتھہ اُنھیں وہ دکھلا دے ' جو آج میں اُنھیں سمجھا نہیں سکتا : و لو انھم صبروا ' حتی تخرج الیھم ' لکان خیراً لھم -

یہ میرے اختیار میں تھا کہ میں اشاعت اسلام کي اُن صداؤں میں حصہ لیتا ' جو نہایت غلغلہ انداز اور موثر ہیں لیکن اس سے زیادہ انکے اندر اور کچھہ نہیں ہے - بہت آساني سے ممکن تھا کہ میں فورا ایک انجمن کے قائم کردینیکا اعلان کردیتا ' اور ایک مشن امریکہ کو ' ایک انگلینڈ کو ' اور ایک جاپان کو روانہ کرنے کے خواب سے ہر شخص مسرور ہو جاتا لیکن میں نے اِن باتوں میں سے ایک بات بھي نہیں کي بلکہ - کبھي اشاعت اسلام کا تذکرہ بھي نہیں کیا - یہ صرف اسلیے تھا کہ اس مسئلہ کي حقیقت مجھپر منکشف تھي ' یہ تمام موانع نظروں کے سامنے تھے ' اور میں جانتا تھا کہ اس کام کیلیے علم ' اور ایثار ' یا دماغ اور دل ' دونوں کي ضرورت ہے ' اور بدبختي یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک شے بھي ہمارے پاس نہیں -

لیکن برادران ملت ! با وجود ان تمام حالات کے میں اب بالکل تیار ہوں کہ اشاعت اسلام کي صدا بلند کروں ' اسلیے کہ اس تاریکي میں مجھے ایک روشني نظر آئي ہے ' اور تاریکي جتني شدید ہو ' اتني ھي روشني کا چہرہ بھي زیادہ جمیل و معجب ہوتا ہے - میں اہلیت اور صلاحیت کو بھي اپنے سامنے دیکھتا ہوں ' اور ایثار و خلوص بھي کہ شرط اولین راہ تھي ' میرے سامنے موجود ہے - یعني میں خواجہ کمال الدین بي - اے - مقیم انگلستان کي نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہوں "

اسکے بعد مقرر نے خواجہ صاحب کے ضروري حالات بہ تفصیل بیان کیے ' اور کہا کہ سب سے بڑي توقع جو اس جہاد حق کے

واقعه نے پیدا کر دي ہے ' وہ یہ ہے کہ بغیر کسي اعلان و اظہار کے ' بغیر کسي ادعاؤ مواعید کے ' اور بغیر کسي قومي اعانت کي طلب کے ' وہ خود بخود انگلستان چلے گئے - اپنا روپیہ صرف کیا اور مقیم ہوگئے ' اور حقیقت یہ ہے کہ یہ راہ بغیر ذاتي قرباني کے طے نہیں ہوسکتي ' اور محض انجمنوں کے غلغلے وہ کام نہیں کرسکتے ' جسکے لیے جاں نثار دلوں کے خاموش اضطراب کي ضرورت ہے :

کاں را کہ خبر شد ' خبرش باز نیامد

اسکے بعد لارڈ ہیڈلے کا ذکر کرتے ہوے کہا کہ " صدر مجلس نے اپني تقریر میں ایک اہم امر کي طرف اشارہ کیا ہے' اور میں مزید توضیح کرونگا - اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ وہ انسانوں کے اعتراف و انقیاد سے متاثر ہو - اگر ایک لارڈ ہیڈلے کي جگہ تمام یورپ اور امریکہ کے اُمرا اور صاحبان تاج و سریر اسکے آگے جھک جائیں ' تو اسکي عظمت و جبروت میں ایک ذرہ بھر اضافہ نہیں کرسکتے' اور اگر تمام دنیا اس سے منحرف ہو جاے' جب بھي اسکي صداقت کي عزت نقص و زوال سے مبرا و منزہ ہے - خدا کي صداقت انسانوں کي اعانت کي محتاج نہیں - اگر انسانوں کي زبانیں اسکا اعتراف نہ کریں' تو وہ سمندر کے ہر قطرے اور خاک ارضي کے ایک ایک ذرہ سے گواہي دلا سکتا ہے :

گر من آلودہ دامنم ' چہ عجب ؟
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست !

مسلمان خواب غفلت میں سرشار ہیں تو کیا دین حق کي اشاعت رک گئي ہے ؟ کون سا مشن ہے جو افریقہ کي وحشي آبادیوں میں کام کررہا ہے ' اور کونسي تبلیغي مہم ہے جس نے اقصاے سودان اور شمالي نائجیریا کے تمام باشندوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا ہے ؟ کیا یہ صداقت کا اصلي معجزہ ' اور خدا کے ہاتھہ کي ایک قدوس نمایش نہیں ہے ؟

پس اگر لارڈ ہیڈلے یا بعض دیگر امراے مغرب اسلام قبول کرتے ہیں تو في نفسہ پیروان اسلام میں چند افراد کا اضافہ کوئي ایسا واقعہ نہیں جو ہمارے لیے عجیب ہو - اس کاروبار کي تاریخ تو ابتدا ہي سے عجیب رہي ہے ' اور تاریخ اسلام کا پڑھنے والا ایسے ایسے عجیب منظروں کا خوگر ہے کہ اب دنیا میں اسکے لیے کوئي شے عجیب نہیں !

البتہ ہم لارڈ موصوف کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ تلاش حق میں کامیاب ہوے ' جو روح انساني کا ایک مقدس فرض ہے ' اور نہایت مسرت و ابتہاج سے ایک ایسے برادر دیني کا خیر مقدم بجا لاتے ہیں ' جس کي تلاش یکسر مجتہدانہ تھي ' اور جس نے بغیر کسي خارجي تحریک و اثر کے منزل ہدایت کو پا لیا ! '

تقریر کا اختتام ان کلمات پر تھا کہ :

" وقت آ گیا ہے کہ مسلمانان ہند وقت کي مساعدت ' موسم کي موافقت ' اسباب کي فراہمي ' اور توفیق الہي کي بخشش کے اس بہترین وقت کو سمجھیں ' اور خواجہ کمال الدین کو اس راہ میں تنہا نہ چھوڑیں - خدا کے کاروبار ہماري اعانت کے محتاج نہیں - انتم الفقراء الی اللہ ' و اللہ ہو الغني الحمید - اور ایثار و خلوص ایک طاقت ہے ' جسکي عزت کو خدا کبھي بھي شرمندۂ ناکامي نہیں کرتا ' اسکا وعدہ ہے کہ : اني لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی - پس آج مسلمانان ہند خواہ اس مشن کي مدد کریں ' خواہ اسے تنہا چھوڑ دیں - اگر پیغام سچ ہے ' اور پیغام بر مخلص ' تو یاد رکھو کہ اُسکي کامیابي بھي قطعي ہے - البتہ اگر تم نے اسکي اعانت و خدمت کي سعادت حاصل نہ کي ' تو یہ شرمندگي و رسوائي کا ایک داغ سیاہ ہوگا ' جو مسلمانان ہند کے چہروں پر ہمیشہ کیلیے لگ جائیگا - فبشر عبادي الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنہ ' اولائک الذین ہداہم اللہ ' و اولائک ہم اولوا الالباب -

(سید محمد توفیق بے)

اسي تجویز کے سلسلے میں حاضرین کے اصرار و اشتیاق سے جناب فاضل محترم ' سید محمد توفیق بے نے مسئلۂ اشاعت و تبلیغ اسلام پر فارسي میں تقریر کي -

سید موصوف ایک عثماني اہل قلم ' اور انجمن اتحاد و ترقي کے فدا کار شرکا میں سے ہیں - سلطان عبدالحمید مخلوع کے زمانے میں بجرم حریت خواہي جلا وطن ہوے ' اور اُن مصائب و متاعب میں حصۂ کافي لیا' جو راہ ملت پرستي کیلیے شرط کار ہیں - انقلاب دستوري کے بعد ایک عرصے تک مشہور ترکی اخبار (طنین) کے محررین میں شامل رہے ' اور آجکل (سبیل الرشاد) کے ایک ممتاز مقالہ نگار ہیں -

انکي تقریر نہایت موثر و دلنشیں تھیں - انھوں اس تاسف کا اعتراف کیا کہ دولۃ عثمانیہ کو جنگي اشتغال و استغراق نے ہمیشہ اس خدمت جلیل و اقدم سے باز رکھا ' حالانکہ ہمارا فرض تھا کہ تیغ کے سایے اور خون کے سیلاب میں بھي اپنے اس فرض حقیقي کو فراموش نہ کرتے - تاہم وقت آگیا ہے کہ پچھلي غفلتوں کا کفارہ ہو - اسلام کي اصلي فتوحات اخلاقي و قلبي ہیں - دنیا میں آج قرآن کے سوا کوئي زندہ الہامي کتاب نہیں ' اور نہ کوئي زندہ مذہب موجود ہے - تمام مذاہب کے الہامي کتب کي زبانیں السنۂ میتہ (ڈیڈ لنگویجز) میں شمار کي جاتي ہیں - صرف قرآن کریم ہي کو یہ شرف حاصل ہے کہ اب تک اُسکي زبان دنیا کے کرروں نفوس پر حاکم' اور اُسکے بیانات لاکھوں صفحات صدور پر منقش ہیں -

انھوں نے کہا کہ آج یورپ تعلیم اسلامي کیلیے تشنہ ہے مگر پاني پلانے والے بے خبر ہیں - خواجہ کمال الدین کے رسائل و مضامین میں نے پڑھے ہیں ' انکے خلوص و ایثار کي میرے دل میں بڑي عظمت ہے - بلا شبہ تمام عالم اسلامي کا فرض ہے کہ انکي مادي و معنوي اعانت کیلیے آمادہ ہوجاے - میں انشاء اللہ بلاد عثمانیہ میں بھي عنقریب اس مسئلۂ عظیم کي تحریک کرونگا' اسکے بعد حسب ذیل دو تجویزیں بالترتیب منظور ہوئیں :

(۱)

" یہ جلسہ مبارکباد دیتا ہے لارڈ ہیڈلے کو کہ انھوں نے ایک عرصے کے مجتہدانہ غور و فکر کے بعد اسلام قبول کیا ' اور اسلام کے دائرۂ اخوت میں انکا خیر مقدم بجا لاتا ہے "

(۲)

" یہ جلسہ التجا کرتا ہے تمام مسلمانان ہند ' علي الاخص مسلمانان کلکتہ سے ' کہ خواجہ کمال الدین مقیم و رکنگ لندن کي مادي و معنوي اعانت کیلیے مستعد ہوجائیں ' اُس مقدس و اشرف کام میں ' جو انھوں نے کامل ایثار نفس اور خلوص و للہیت کے ساتھہ شروع کیا ہے "

آخر میں تجویز نمبر (۲) کي بنا پر ایک سب کمیٹي کي تحریک کي گئي' جو ۲۵ ممبروں پر مشتمل ہو' لیکن ممبروں کے انتخاب کو ایک دوسرے جلسے پر ملتوي رکھا گیا -

آخري تجویز یہ تھي کہ تمام تجاویز کي نقل خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے کیخدمت میں روانہ کر دي جاے -

ان تجویزوں کے متعلق ڈاکٹر عبد اللہ سہروردي ' مولوي محمد نسیم وکیل مرنگیر' مولوي واحد حسین بي - اے وکیل ہائي کورٹ کلکتہ ' نواب سلطان عالم صاحب اثرني ' مولوي مجیب الرحمن صاحب ایڈیٹر " مسلمان " ' مولوي محمد اکرم صاحب ایڈیٹر محمدي وغیرہ بزرگوں نے اُردو اور انگریزي میں تقریریں کیں -

الهلال

۲۵ محرالحرام

مستقبل بلاد عثمانیه

حسنات و سئیات !

مسئلهٔ عراق

عراق ایک سرسبز اور شاداب ملک ہے - اسکا چپہ چپہ بلکہ ذرہ ذرہ اپنے اندر قوت نمو کا ایک مخفی خزانہ رکھتا ہے - بہار کے زمانے میں اسکی شادابی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ایک انچ زمین بھی سبزے سے خالی نہیں ہوتی - اسکی پیداوار مدھا قسم کے اجناس پر مشتمل ہے' اور استعداد کی یہ حالت ہے کہ بہت سی گراں بہا و کم قیمت اجناس تھوڑی سی کوشش سے پیدا ہوسکتی ہیں - مختصراً یہ کہ عراق کی سرزمین میں دولت و ثروت کا ایک گنج بیکران مدفون ہے -

اور اگر آج آبپاشی کا عمدہ انتظام ہو جائے تو یہ یہی سرزمین بلا مبالغہ و اغراق سیم و زر اگلنے لگے -

یہ بھی شومی قسمت یا جہل و غفلت کا ایک کرشمہ ہے کہ اس خزینہ مدفون کے باوجود دولت عثمانیہ ہمیشہ تہیدست اور فارغ الجیب رہتی ہے' اور ایک ایسے سوال کے لیے فرنگی بنکوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی ہے' جو اگر پورا بھی ہوگا تو اسطرح کہ غلامی کا کوئی نہ کوئی حلقہ تازہ زیب گوش ہوگا -

ترکوں کی خوش قسمتی سے انکی ایشیائی مقبوضات کا بیشتر حصہ سیر حاصل و کثیر الخیرات ہے' اسکی موجودہ پیدا وار دنیا کے بازاروں میں بکسکتی ہیں' اور انمیں بہت ایسی چیزوں کا اضافہ ہوسکتا ہے جنکی آج ہر جگہ مانگ ہے -

مگر باشندے جاہل اور نہیدست' حکمراں بے توجہ ہیں' غیر ملکی سرمایہدار وسائل سفر و نقل کی عدم موجودگی کیوجہ سے وہاں اپنا روپیہ نہیں لگاسکتے - نتیجہ یہ ہے کہ تمام دفینے سربستہ پڑے ہیں - اگر آج ان ممالک کی مدفون پیداوار منڈی میں آنے لگے تو یقیناً انکی اقتصادی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہوجائے -

اس کا علاج وحید ریل اور اُسکے وسیع خطوط ہیں -

آبپاشی عراق اور بغداد ریلوے ان تمام اعمال ہندسیہ (انجینیرنگ) میں سب سے زیادہ کامیاب اور نفع خیز ثابت ہونگے' جو کبھی ایشیائی ترکی میں انجام دیے جائیں -

مگر دونوں کاموں کے لیے واقف کار اشخاص اور سرمایہ کی ضرورت ہے' اور افسوس ہے کہ آج دولت عثمانیہ دونوں سے خالی ہے - پھر اگر ارل الذکر نقص کی تلافی اس طرح کیجائے کہ اجنبی

انجینیروں کی خدمات حاصل کرلی جائیں تو سرمایہ کا سوال باقی رہجاتا ہے - روپیہ کا قرض ملنا آسان نہیں اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ دولت عثمانیہ جنگ کے زخموں سے چور ہو رہی ہو اور اسکی مقبوضات کا ایک معقول حصہ نکل چکا ہو -

غالباً بغداد ریلوے تو نہ رکیگی کیونکہ اسکی تیاری ترکوں پر موقوف نہیں - وہ اب جرمن ہاتھوں میں ہے اور انکے لیے روپیہ کی فراہمی کچھہ بھی مشکل نہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ترکوں کے حق میں یہ بغداد ریلوے واقعی بغداد ریلوے رہیگی ؟

البتہ عجب نہیں کہ عراق کا بخت ابھی عرصہ تک یونہیں سوتا رہے کیونکہ آبپاشی کے لیے روپیہ لگانے والا کوئی بھی نظر نہیں آتا - ممکن ہے کہ کوئی انگریزی سرمایہ دار اسکے لیے بڑھے تو یقیناً حکومت برطانیہ اسکو مدد دیگی' کیونکہ عراق عرصہ سے اسکی نظروں میں ہے اور برابر اپنے دسائس و مکائد میں مشغول ہے' مگر اسکے لیے دولت عثمانیہ کے ساتھہ جرمنی کا راضی ہونا بھی ضروری ہے اور یہ ابھی یقینی نہیں -

(شام و حجاز)

شام کی سرسبزی کے متعلق کچھہ کہنا فضول ہے - یہ تو وہ سرزمین ہے جسکو خداے قدیر و کریم نے ان امکنۂ الہیہ مخصوصہ میں شمار کیا ہے' جو اس نے بنی اسرائیل کو عطا کیں تھیں : بارکنا حولہ -

حجاز بیشک ایک ریگزار اور بے برگ و گیاہ ہے ' وہاں خام پیداوار کے یہ خیرات و حواصل نہیں - لیکن کیا ہر ملک کی دولتمندی اسکی خام پیداوار ہی پر موقوف ہے ؟ دولت و ثروت کا سرچشمہ خام پیداوار نہیں ہوتیں بلکہ مصنوعات ہیں ' اور یورپ کے موجودہ تمول و اثراء کا یہی راز ہے - پس اگر حجاز کی سرزمین کے اندر روپیہ نہیں نکلسکتا' تو کون امر مانع ہے کہ اسکی سطح پر روپیہ تیار بھی نہ کیا جاے ؟

اشخاص کی کثرت اور مشاغل کی قلت قدرتاً مزدوریوں کی ارزانی کا باعث ہوگی' اور اجرت کی کمی صنعت کی کامیابی کے لیے اولین فال نیک ہے - لیکن اگر یہ بھی فرض کرلیا جائے تو دولت عثمانیہ کی ضرورتوں کا انحصار روپیہ ہی میں نہیں ہے - وہ ایسے ہوسناک و آزمند اعداء میں گھری ہوئی ہے جو بھوکے بھیڑیوں کی طرح شکار پر ٹوٹ پڑنے کے لیے ازلین فرصت کے منتظر ہیں - ظاہر ہے کہ انکے حملوں کو روپیہ نہیں توڑ سکتا بلکہ تلوار کے وار روکسکتے ہیں ' پھر کون ہوگا جو سر بکف بڑھیگا ؟

حجاز اگر چاندی اور سونے کے ٹکڑوں سے - خلافت اسلامیہ کی مدد نہیں کرسکتا تو کچھہ غم نہیں کہ وہ اپنے فرزندوں کے قوی و شدید بازؤں اور بے خوف و ہراس دلوں سے تو مدد کرسکتا ہے - اور یہ خدمت جلالت و شرف میں تمام خدمات سے کہیں زیادہ ہے - لا یستوي القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر و المجاهدین في سبیل الله باموالهم و انفسهم ' فضل الله المجاهدین باموالهم و انفسهم علی القاعدین درجه (۹۷ : ۴)

شام و عراق اگر دو ایسے چشمے ہیں جہاں سے دولت عثمانیہ کے لیے سیم و زر کے فوارے نکلینگے' تو حجاز ایک آتشکدہ ہے جسکے شعلے تمام یورپ کو خاکستر کرنے کے لیے کافی ہیں ' اور اگر دولت عثمانیہ نے انکو اپنے قبضہ اقتدار میں لیلیا تو اسکے ہاتھہ میں ہروقت اعداء خلافت کے لیے ایک خانماں سوز میگزین رہیگا -

(اصلی مصیبت)

یہ دولت عثمانیہ کے مقبوضات پر ایک اجمالی نظر تھی اس سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ترکوں کی مصیبت یہ نہیں کہ انکے پاس کام کرنے کے لیے کوئی اُمید افزاء میدان نہیں ہے ' بلکہ یہ ہے کہ انکے یہاں کام کرنے والے اشخاص نہیں ہیں ' اور یہ بدترین بد بختی ہے جو کسی قوم کیلیے ہوسکتی ہے -

لیکن اسکا علاج ترکوں سے باہر نہیں بلکہ خود انہی میں ہے ' اور اگر وہ آج غفلت و اہمال کے خواب نوشیں سے بیدار ہوجائیں اور حالات سازگار ہوں ' یعنی یورپ عوائق و موانع پیدا نہ کرے ' تو چند دنوں کے اندر دولت عثمانیہ ایک وسیع و قوی ' اور متمول سلطنت ہوسکتی ہے -

با ایں ہمہ اس راہ میں چند پتھر بھی ہیں ' جنکی ٹھوکر سے بچنا بہت ضروری ' مگر افسوس کہ بہت مشکل بھی ہے -

(شش صد سالہ غلطی)

ترک کا خمیر سپہگری ہے ' اور اسی لیے وہ سپاہیانہ اوصاف کا بہترین پیکر ہے - جب وہ اپنے وطن صحراء تاتار سے نکلا تھا تو

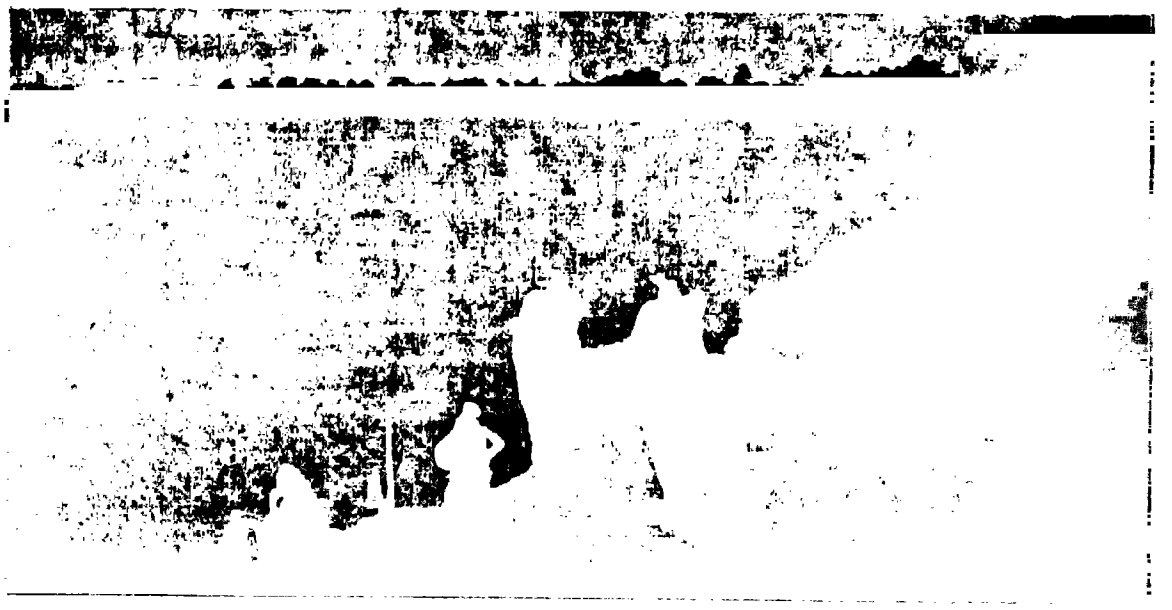

شط " دجلہ " بغداد

ایک سپاہی کی حیثیت سے نکلا تھا' اور آج چھہ سو برس گذرنے کے بعد بھی وہ " دنیا کا بہترین سپاہی ہے " یہ محض حوادث و انقلابات کی کرشمہ سازی تھی کہ تلوار کے قبضہ کے ساتھہ حکومت کی باگ بھی اسکے ہاتھہ آگئی - طینت اصلی کیونکر بدل سکتی ہے ؟ وہ اپنے مفتوحہ شہروں میں بھی رہا تو اسطرح رہا ' گویا ایک اسلحہ بند سپاہی ہے جو جرس رحیل کے انتظار میں پا برکاب کھڑا ہے ' اسلیے اس نے ایک مقیم کی طرح ملک اور اہل ملک میں انقلاب عام پیدا کرنے کی کبھی بھی کوشش نہ کی -

وہ سپاہی تھا اسلیے اس نے حیلہ و تدبیر اور دہاء و سیاست کے بدلے تلوار کی دھار پر اپنی حکومت کی بنیاد رکھی - اس نے اپنی رعایا کو اس طرح مطیع و منقاد رکھا کہ ہمیشہ انکے سر پر اپنی شمشیر علم کیے رہا - یہ نہیں کیا کہ انکو اسطرح ہر طرف سے گھیرتا کہ وہ بالاخر اپنے آپ کو اسکے ہاتھہ میں ڈالدیتے' پھر ایک طرف تو انکو اتنا کمزور کردیتا کہ وہ اپنی مستقل ہستی قائم نہ کرسکتے ' اور دوسری طرف انکو اس طرح تیار کرتا کہ وہ اسکا آلۂ عمل بنکر رہتے -

مبدا قومیں اسکے زیر نگیں ہوئیں - انمیں سے بہت سی چھوٹی قوموں کو وہ اپنے اندر جذب کرسکتا تھا اور جو جذب نہ ہوتیں انکو اسطرح کمزور کردیتا کہ ایک طرف تو انکی مستقل ہستی باقی نہ رہتی ' دوسری طرف اسکے ہاتھہ میں آلہ ضما بن جاتیں' اور پھر جو قومیں اسوقت بے اعوان و انصار توحش میں غرق تھیں' انکو یا تو مٹا دیتا یا انمیں اسطرح اپنا تمدن پھیلا دیتا کہ بالاخر اسی میں جذب ہوکر رہجاتیں -

مگر اس نے اپنی سپاہیانہ کم بینی و ترکانہ تغافل سے ان سانپوں کو اپنی آستین میں پلنے دیا - یہی ہیں جو آج اسکی موت کا باعث ہو رہے ہیں -

بہت سی ایسی قومیں تھیں جنکے حق میں یہ دونوں تدبیریں ناکام رہتیں - انکو اسطرح کمزور کرنا چاہئے تھا کہ ایک طرف تو انکی مستقل ہستی نہ رہتی اور دوسری طرف انکے ہاتھہ میں خود بخود آلۂ عمل بن جاتیں ' مگر انکو مطیع و منقاد رکھنے کے لیے تدبیر و سیاست کے بدلے ہمیشہ شمشیر سے کام لیا گیا -

جن ممالک میں ترک گئے ' انمیں کوئی ایسا مدنی و اجتماعی انقلاب پیدا نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگ عہد ماضی کو بھول جاتے ' بلکہ اکثر کو بدستور رہنے دیا ' اور مسیحی آبادیاں تو ہمیشہ مسیحی گورنروں کے ماتحت رہیں ' جو گورنر نہ تھے ' خود مختار پادشاہ تھے -

غرض کہ وہ سپاہی تھے - تلوار کے زور سے حکومت لی تھی - اسی پر اسکی بنیاد رکھی اور جب تک انکی تلوار کا دور دورہ رہا' اسوقت تک انکی حکومت میں بھی فرق نہ آیا -

ترکوں کی مفتوح قوموں میں سے اکثر قومیں جنگی قومیں تھیں اسلیے جنگی قومی خصوصیات یعنی درشتی' تند خوئی' عدم انقیاد وغیرہ انمیں موجود تھے - ممکن تھا کہ وہ اسطرح رام ہو جاتے کہ تعلیم و تمدن کے مختلف اشغال کے انہماک سے انکے خصائص قومی بدل دے جاتے ' لیکن یہ موقع شمشیر کے بدلے سیاست و تدبیر کا تھا اور ' جس ہاتھہ کی انگلیاں آہنیں قبضہ کی گرفت کی عادی ہو جاتی ہیں' وہ سیاست کے جال نہیں پھیلا سکتیں - ترکوں نے انکی تخضیع و تسخیر کی' تیغ استعمال کی جواب میں بھی تیغ نکلی' مگر نتیجہ یہ ہوا کہ فاتح و مفتوح ہمیشہ برسرپیکار رہنے لگے -

اس قسم کی دست و گریبانی کا نتیجہ ہمیشہ حکمراں قوم کے حق میں برا ہوا ہے - مفتوح کے دل میں فاتح کی طرف سے نفرت ' جو قدرۃ پہلے سے موجود ہوتی ہے ' اسکی جنگی قوت کے ساتھہ ملکر برابر قائم رہتی ہے - جب فاتح قوم کمزور ہوجاتی ہے ' تو یہی دو چیزیں مفتوح قوم کو اسکے خلاف کھڑا کردیتی ہیں -

(اقوام عثمانیه)

آج ترکوں اور انکي زیر نگیں اقوام کي بعینه یهي حالت هے - گو یه صحیح هے که کردوں کے متعلق یورپین ارباب قلم جسقدر لکھتے هیں' اسمیں بڑا حصه متعصبانه اغراق کا بهي هے' تاهم اس سے انکار نهیں کیا جاسکتا که وہ ایک جنگجو اور خونریز قوم ضرور هے - ان میں ان دونوں اوصاف کے علاوہ سرکشي و عدم انقیاد بهي هے اور اسکے ساتھه هي جب یه بهي بیان کردیا جاے که بادیه نشیں عربوں کي طرح ان کا مشغله محض باهمي جنگ و جدل اور تاخت و تاراج هے تو پھر انکي اصلي تصویر سامنے آجاتي هے -

مگر یاد رکھنا چاهیے که ان صفات کے لیے تفریق مذهب و جنس کوئي شے نهیں - کرد جسطرح ارمنیوں کے حق میں خونریز و غارتگر هیں اسیطرح وہ ترک' عرب' بلکه خود کرد کے حق میں بهي هیں - جنگ کا هنگامه کارزار گرم هو تو اسکي نظر میں نصراني' ارمني' مسلم' ترک' اور امت نبي عرب' تینوں ایک هي سطح پر هیں' تینوں کے قتل کرنے کے لیے اسکي تیغ یکساں سرعت کے ساتھه نیام سے نکلتي هے - پس یه یورپ کا جهل یا تجاهل هے که وہ ارمنیوں پر کردوں کي دست درازي کو حرارت ملي اور جوش اسلامي کي طرف منسوب کرتا هے -

خیر' یه جمله معترضه تها - ان کردوں نے سلطان عبد الحمید کے عهد میں ایک دفعه علم بغاوت بلند کیا - استیم کا قاعده هے که اگر اسکا کوئي مخرج پیدا نهیں کیا جاتا تو وہ جس ظرف میں هوتي هے اسي پر اپنا عمل شروع کردیتي هے - عبد الحمید داهي وقت تها - اس نے اس استیم کو تلوار کي آب سے بجھانے کے بدلے اپنے هاتھوں میں لیدیا' اور بقول یورپ' اسکا رخ ارمنیوں کي طرف پھیر دیا - یورپ کا یه الزام صحیح هو یا نه هو' مگر یه واقعه هے که پهلي بغاوت کے بعد پھر کردوں نے دوسري بغاوت نهیں کي -

اعلان دستور کے بعد انجمن اتحاد و ترقي نے بعض کارروائیاں محض یورپ کي خوشنودي و همدردي حاصل کرنے کے لیے کیں' حالانکه و لن ترضي عنك الیهود و لن النصاری' حتی تتبع ملتهم' قل ان هدی الله هو الهدی ! پس اسکے هم فعل کے متعلق یه نهیں کها جاسکتا که یه محض دولت عثمانیه هي کي ضرورت سے تها -

عهد دستور کا پهلا کارنامه کردوں کے سردار ابراهیم پاشا کي جلاوطني هے - یورپ کا راضي هونا تو معلوم' مگر اس کارروائي سے انجمن اور کردوں کے جیسے کچھه تعلقات هوگئے' اُنکے نتائج قارئین جرائد سے مخفي نهیں - اگر انجمن اصلاح داخلي کي طرف متوجه هوئي تو صرف کردوں هي کي وجه سے اسکو سخت مصیبتوں کا سامنا هوگا - (لا قدر الله)

(عرب)

مذهبي ارادتمندیوں سے قطع نظر عربي سرشت کا خمیر بعض بهترین صفات سے هے - اس کا خون ایک طرف تو اسقدر گراں بها هے که ایک شخص کي دیت میں قاتل کے سارے قبیلے کا خون ناکافي هوتا هے' مگر دوسري طرف اس درجه ارزاں بهي هے که میدان جنگ میں اسکے سیلاب بهه جاتے هیں' مگر اسکواتني بهي تو پروا نهیں جتني پاني کے ایک مشکیزه کي هوتي هے ؟

اگر ایک گم کرده راه مسافر اسکے دروازه پر آجاے تو اسکے لیے وہ اپني عزوجاه' مال و منال' بلکه دیده و دل تک فرش راه کردیتا هے' اور اسطرح خدمت کرتا هے گویا وہ صاحب خانه کا ایک غلام زرخرید هے' لیکن ساتھه هي غیرت کا یه حال هے که وہ اپنے همسروں سے ایک قدم بهي پیچھے چلنا گوارا نهیں کرتا -

وہ گلیم پشمیں بلکه بارها ریگ بے فرش پر بیٹھتا هے' مگر اسکا دماغ همیشه عرش پر هوتا هے' اور ایک سربراے سلطنت سے اپنے آپ کو کم نهیں سمجھتا -

متاعب و شدائد کے تحمل میں وہ نهایت بے جگر هے - آفتاب کي تپش' باد گرم کے جهوکے' تشنگي کي شدت' فاقه کا ضعف' تیغ تیز کے وار' اور گولیوں کي بارش' غرضکه سخت سے سخت مصیبت وہ برداشت کرسکتا هے' مگر ظلم و تعدي کے نام سے پھول کي ایک چھڑي بهي نهیں سهسکتا - اسوقت وہ غیظ و غضب سے ایک دیو آتشیں بنجاتا هے' اور اسکي ایک اور صرف ایک هي خواهش یه هوتي هے که اس هستي کو مٹا دے' جس نے ظلم کے لیے اپني انگلي کو بهي جنبش دي هے !

قبیلے کے شیخ کے سامنے اسکي گردن همیشه جهکي رهتي هے - اسکي ایک جنبش ابرو کسي کام کے هوجانے کے لیے کافي هے' مگر یهي گردن جب کسي بڑے سے بڑے شاهنشاه کے آگے آتي هے' تو برابر بلند رهتي هے' اور بڑے سے بڑا فرمان بهي واجب الامتثال نهیں هوتا -

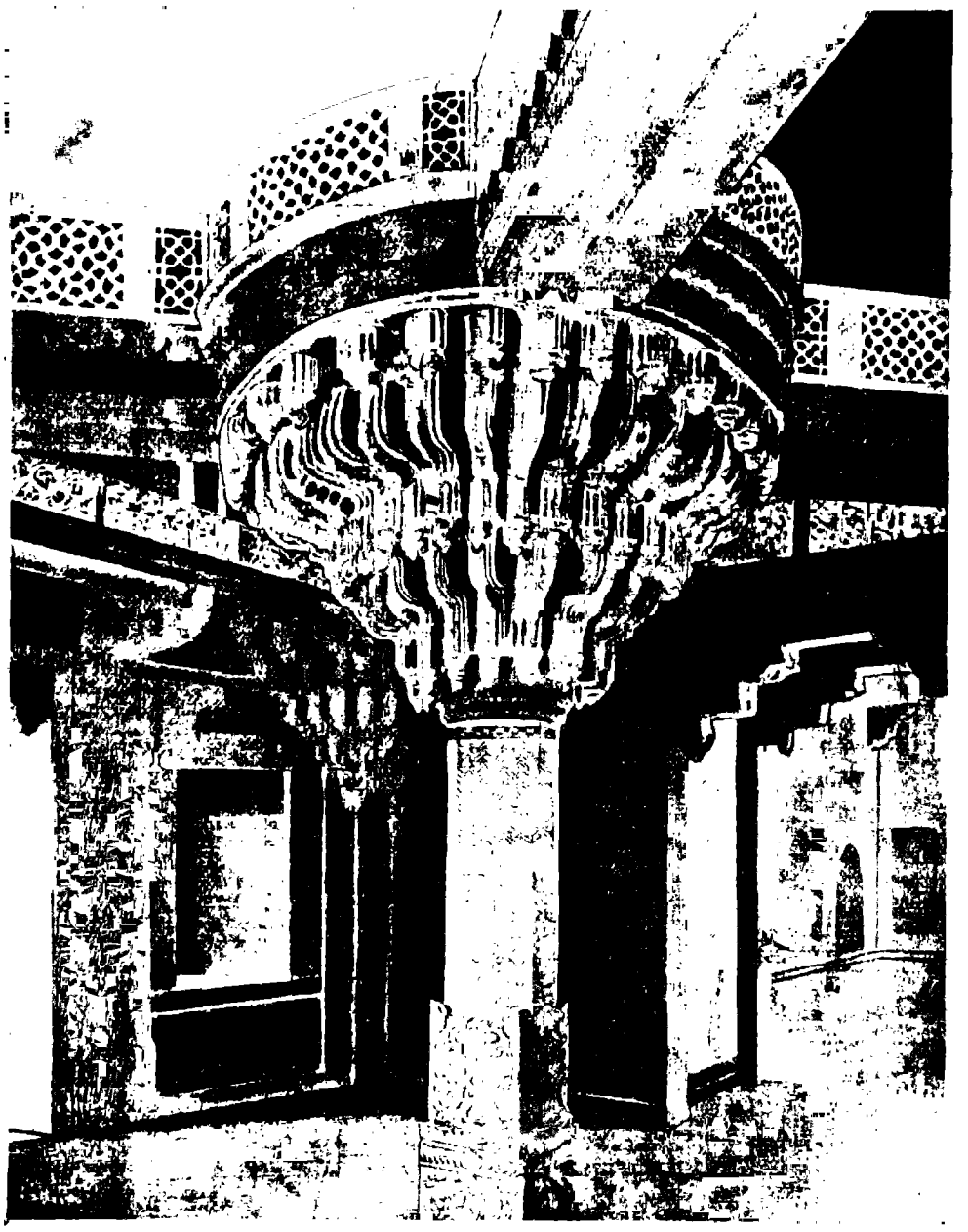

" تاج " آگرہ کا ایک ستون
جهاں دسمبر کے آخري هفته میں مسلمانوں کا تعلیمي و سیاسي اجتماع هوگا

وہ آزاد ہے - آزادي پر مرتا ہے - جان دیسکتا ہے ' مگر حریت محبوبہ کو اپنے ہاتھہ سے نہیں دیسکتا -

غرضکہ وہ بالطبع دستوري و جمہوري ہے - اسي لیے آج تک اس پر کوئي غیر قوم حکومت نہ کرسکي ' بلکہ ہم قوم سلاطین میں بھي جب استبداد و شخصیت شروع ہوگئي ' تو وہ بھی اس پر حکمراني نہ کرسکے -

(ترک و عرب)

ایک طرف تو عربوں کا یہ قومي کیریکٹر ہے ' دوسري طرف ترکوں نے سیاست و حکمراني کي نہایت غلط راہ اختیارکي - مثلاً تمام ملکي محکموں پر فوجي افسر بھیجے - ظاہر ہے کہ فوجي افسروں میں عموماً درشتي ' عجلت ' اور نا انجام اندیشي ہوتي ہے - وہ کسي کام کے لیے تدبیر و مصلحت فرمائي کے بدلے عموماً زور و طاقت کے استعمال کے عادي ہوتے ہیں - اس پر طرہ یہ کہ وہ سخت جابر اور رشوت ستاں ہوتے تھے ' اور شاید اسکے لیے وہ مجبور تھے - جب سال سال بھر تنخواہ نہ ملے ' تو مصارف کہاں سے آئیں ؟

پھر حفظ امن ' انسداد جرائم ' انتظام محاصل ' فراہمي وسائل سفر و نقل و اخبار و اعلام ' آرایش و ترقي شہر ' غرضکہ نہ نظم و نسق کے متعلق کوئي ایسا کام کیا ' جس سے عربوں کے دلوں پر انکي انتظامي قابلیت کا نقش بیٹھجاتا ' اور نہ علم و فضل ہي کے اعلي و ارفع نمونے پیش کیے جس سے عرب انکے دماغي تفوق و برتري کو تسلیم کرتے -

پس عربوں کے آئینہ اعتقاد میں ترکوں کي جو تصویر اتري ' اسکے خط و خیال صرف جور و ظلم ' سفاکي و خونریزي ' اور حرص و طمع تھي - اسي لیے عربوں کي نظروں میں ترک نہایت درجہ ممقوت و مبغوض تھے -

(حجاز)

یہاں تک تمام تر بحث عربي قوم سے تھي ' جو جزیرہ نماے عرب کے علاوہ شام و عراق میں بھي آباد ہے ' مگر خود اس جزیرہ نما میں تو کچھہ اور ہي عالم ہے - ترکوں نے عرب پر استیلا کي بارہا کوشش کي ' اور قریباً ہمیشہ ناکام رہے - سب سے آخري سعي محمد علي پاشا مؤسس خاندان خدیو مصر نے کي - اسمیں اسقدر کامیابي ہوئي کہ یمن اور حجاز تابع ہوگئے ' مگر بعد پھر بھي خود مختار رہا -

یمن کے خضوع و تبعیت کا اندازہ ان لوگوں کو خوب ہوگا جنکي اخبار بیني کي تاریخ جنگ طرابلس سے پہلے شروع ہوتي ہے - رہا حجاز تو اسکے زیر نگیں ہونے کے یہ معني ہیں کہ چند مقامات مکہ معظمہ ' مدینہ منورہ ' اور طائف میں محافظ فوج رہتي ہے ' اور دولت عثمانیہ کو جسقدر وصول ہوتا ہے اس سے کئي چند زیادہ اس پر صرف کرنا پڑتا ہے -

تمام عالم اسلامي کي طرح اب عرب بھي غفلت کے خواب نوشیں میں نہیں ' حوادث کے تازیانے انہیں جگا دیا ہے ' اور کروڑوں کے لینے سے صدیوں کے خوابیدہ ہاتھہ پیروں میں حرکت سي پیدا ہو چلي ہے -

لیکن افسوس کہ با خبر رہزن اس قافلہ کو لوٹنے کي تیاریاں کر رہے ہیں -

ترکوں کو صرف دعوي اصلاح ہي نہیں ہے بلکہ دعوي خلافت بھي ہے - اس شرف جلیل میں انکا رقیب اگر کوئي ہوسکتا ہے تو وہ عرب ہے - اور اگر عرب دعوی کریں تو یقیناً عالم اسلامي کا ایک حصہ انکے ساتھہ ہو -

پس اگر (خاکم بدہن) ایسا ہوا یہ آخري تیغ بھي دو نیم ہوجائیگي ' اور پھر ہمیشہ کے لیے اسلام کا ہاتھہ خالي ہوجائیگا -

کچھہ بعید نہیں ہے کہ نادان دوستوں کے مشورے یا دوست نما دشمنوں کے افواء سے وہ قوم یہ سب کچھہ کرگزرے ' جو ابھي نوگرفتار سیاست ہے اور اس عالم کے کاروبار سے ناواقف -

(مسئلہ ارامنہ)

ارمني اگر نہتا ہوں تو ترکوں کے لیے کوئي خطرہ نہیں ' کیونکہ جسقدر بھي وہ ہیں ' اسکے لیے کرد کافي ہیں - مگر وہ اپني پشت پر یورپ کي دو عظیم الشان طاقتیں روس و انگلستان کو رکھتے ہیں - انگلستان کي ہمدردي کا یہ عالم ہے اگر کسي ارمني کے پیر میں کانٹے کے چبھنے کي خبر آتي ہي تو ہر انگریز اپنے دل میں اسکي خلش محسوس کرتا ہے ' اور انکي مظلومیت کي داستان تو خواہ کتني ہي ناقابل اعتناء ہو ' مگر انگلستان بھر میں آگ لگا دینے کے لیے کافي ہے - ہر انگلشمین کي آنکھوں سے شرارے اور زبان سے شعلے نکلنے لگتے ہیں ' اور ظلم ! ظلم !! کي صداے بازگشت سے تمام ملک گونج اٹھتا ہے -

ایشیاء میں روس کے کیا عزائم و مقاصد ہیں ؟ اسکي تفصیل کا یہ موقع نہیں - بہر حال ایشیاء کوچک عرصے سے اسکي نظر میں ہے اور اپني فوج اتارنے کے لیے وہ کسي ادنی حیلے کا منتظر ہے - روس کے زیر علم ارمنیوں کي ایک کثیر تعداد ہے ' اور گو خود انکي حالت زبون عثماني ارمنیوں کے لیے اسدرجہ عبرت بخش و سبق آموز ہے کہ وہ روس کي حمایت میں آنے کے لیے تیار نہیں ' مگر با ایں ہمہ روس نے ارمنیوں کي حمایت کے لیے ایشیاء کوچک کو تاراج کرنے کي دھمکي دي ہے - ارباب نظر کا بیان ہے کہ ایک دن روسي فوج کا سیلاب آئیگا ' اور اسي راہ سے آئیگا - پس اگرچہ ارمني خود خطرہ نہوں مگر شدید ترین خطرات کا سرچشمہ ضرور ہیں -

سب سے آخري سوال یہ ہے کہ آیندہ نظام حکومت کیا ہو ؟ عرب اور ارمني لامرکزیت کے خواستگار ہیں ' اور ترک مرکزیت پسند کرتے ہیں - مرکزیت کا تجربہ ہوچکا ہے ' اور لامرکزیت کا تجربہ اگرچہ ابھي تک نہیں ہوا ' مگر قرائن و آثار سے اسکا انجام معلوم ہے -

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بلکہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو درخواست بھیجیے -

طب یوناني

دہلي طب یوناني کا گھر ہے ' اور ہندوستاني دوا خانہ کا نام خالص اور بہترین یوناني ادویہ کے لیے بہت مشہور ہوچکا ہے - جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب اسی دوا خانہ کے پیٹرن ہیں - صدہا مفرد اور مرکب اصلي دوائیں مناسب قیمتوں سے اس دوا خانہ میں فروخت ہوتي ہیں - فہرست ادویہ مفت -

المشتہر
منیجر هندوستاني دوا خانہ دہلي

مقالات

چه دیدم ؟

در هندوستان

اثر حضرة کاتب ادیب و خبیر محترم عثماني ' السید محمد توفیق بے -

که از دو ماه بر سبیل سیاحت مشرف قرماے سواد هند اند -

(سیاست بریطانیه در هند)

اکثر بلاد اسلامیه که در راز هندوستان واقع اند ' باشندگان شان را از ارضاع و جریانهاے مختلفهٔ متعدده هند ' چنانکه باید و شاید ' خبر و اطلاع درستي درکار نیست - آنچه در خصوص هندوستان مي شنوند و واقف مي گردند ' همهٔ منابع آن اطلاعات از جرائد و صحائف فرنگ ' او بالخاصه انگلستان مي باشد که مبني بر حقائق و صحت نیست -

علة این را اگر بخواهیم دریابیم ' همانا خواهیم دید که خبر نگار هاے روز نامه هاے ایشان در هندوستان بسبب ندانستن زبان و عرف و عادات ' و عدم اختلاط با بومیان و اهل کشور ' هیچ وقت واقف از حقائق و حسیات عناصر و اقوام نمي شوند -

(سوء تفاهم و عدم طمانیة)

بلکه بعقیدهٔ عاجزانه ام ' رؤساء و وزراے انگلستان که خود را مالک رقاب اهل هند و صاحب الامر و النهي در هندوستان مي شمرند ' آنان هم بخوبي و بدقت از حسیات و اخطار تبعه و رعایاے خود خبر ندارند - ازین جهت از روے عقل و بصیرة ' حکومت در هندوستان با رعایاے خود تطبیق سیاست و تعقیب معاملاتے که باعث امتنان و خوشنودي اهالي ملک باشد ' نمي کنند -

مسئلهٔ مسجد مقدس کانپور ' اضطراب هندیهاے جنوبي افریقه ' عدم مصونیت سکان ایالة بنگاله ' اضطرار صحف و مطبوعات ' و نتایج و اطراف امثال این مسائل مهمه ' دلیل و شاهد مدعا ست -

بعکس ' لوردها و ارباب سیاست انگلستان همیشه دربارهٔ هندوستان اهمیت و اعتنا به راپورت ها و آراء مامورین سفید پوست (Englo-Indian) خود داده ' و بر طبق آن اسفارات خارج از صحت ' با اهل هند معامله و توزیع سیاست مي نمایند که تمام عدم خوشنودي و طمانیة را سبب یگانه همین است - ازین جهت میان حکام و تبعه یک سوء تفاهم بسیار بدے جاري و حاصل شده است - حکام انگلیسي و طنیان را بعدم صداقت ' و او میان ' حکومت را به نفهمیدن جریانها و عوامل و مؤثرات حقیقیه ' الزام مي دارند !

(از ماست که بر ما ست)

گذشته ازاں ' یکي از غلطي ها و خطا هاے مامورین و حکام انگلیس این ست که بواسطهٔ اعداد قلیلي که به لقب هاے متنوعه و به عناوین شتی معنون و ملقب اند ' و همیشه چاپلوسي و تملق

حضرة کاتب خبیر ' السید محمد توفیق بے ' نزیل هند

انگلیسان را داب و عادت دیرینهٔ مستمرهٔ خود قرار داده ' حسیات و افکار تبعه و رعایا را فهمیده و یقین کرده ' سیاست خود شان را برین محور غلط دائر نموده اند - و نمي دانند که حسیات وطنیان را از اشخاص ملقب و متملق فهمیدن و بر آراء غیر صحیحه و نیات غیر صادقهٔ آنها عمل کردن ' نتیجهٔ وخیم دارد - زیرا که این متملقین و مغرضین را با اهالي وطن مادةً و معناً هیچ گونه سروکارے و رابطهٔ نبوده و نیست - و هیچ وقت اهل کشور به آراء و افکار این عدد قلیل معدود ' رفتار و حرکت نخواهند کرد -

(نهضة عامة حاضرة هند)

بحمد الله ' درین آوان سعد و مبارک تمام مسلمانان عالم - لا سیما مسلمانان هندوستان - همه از خواب غفلت دیرینه برخاسته ' و دامن همت بکمر بسته ' شاهراه تعالي و ترقي را پیش گرفته ' عقب مقصد مشروعي مي روند که نتیجه و ثمرهٔ آن عاید بصوالح و مصالح خود شان ست -

آن روزے که مسلمانان جاهل ' واقف سیاست و اوضاع حالیهٔ پولتیک نبودند ' گذشت - آن غیاهب و ظامات ' و آن تیرگي و تاریکي '

از پر تو تحصیل علوم و فنون عصریه ' و اشتمال علوم دینیهٔ اسلامیه ' لا سیما از حس غفلت و بے خبري دیرینه ' و طلوع آفتاب جهان تاب ملت پرستي و اسلام خواهي حقیقیه ' مبدل به نورانیت و درخشاني گردیده :

آن سبو پشکست و آن پیمانه ریخت !

امروز صدها مسلمانان متور الفکر ' عالم بانواع علوم و سیاست ' و اراء افکار صحیحهٔ حریت و صداقت موجود اند - اکثرے از یشان جر ممالک فرنگ و مشرق سیاحت کرده و به مقتضیات عصریه واقف گشته اند - غث را از سمین و صالح را از سقیم دریافته اند -

(صحیفهٔ الهـــلال)

مطبوعات اسلامیه و بیانات و مقالات شان دلیل معروضات عاجزانهٔ این بنده ا ست - از جملهٔ آنها جریدهٔ فریدهٔ (الهلال) غراء محترم ست که یکي از صحیفهٔ مزینه و مرصع و معتبرهٔ عالم اسلامیه بشمار ست ' و صاحب فاضلش یکي از علما و فضلاے عصر مي باشد که في الحقیقت نه محض مسلمانان هند را ' بلکه برجوبش تمام عالم اسلامي را افتخارست -

و همچنان روز نامه هاے (زمیندار) و (همدرد) و (کومراد) وغیرها همه ناصح حکومت و صادق ملت خود مي باشند -

تمام مقالات و بیانات این جرائد و مجلات اسلامیه مبني بر صدق و راستي ' و مسلک شان راست و استوار ست -

ولے افسوس که حکومت محلیه را با ان جرائد اسلامیه ارتباط و ائتلافي در میان نمي باشد - بجاے اینکه محتریات روزنامه هاے خود را معبر حسیات و افکار تبعه دانسته ' و بموجب آن عمل کنند ' افسوس ست که روز بروز ' ساعت بساعت ' بر ضغط و تشدید ' و زجر و تهدید آن صحائف و مطبوعات همت گماشته اند - این تشدید و تضئیق از طرف دولت فخیمهٔ انگلیس که خودش را یگانه حر و ازاد و محافظ حریت و انسانیة ادعا مي دارد ' خیلے عجیب ست !

(یک منظر بسیار مدهش و محزن هند)

یکی دیگر انچه موجب تاسف و تاثر قلبي این مسافر عاجز گشته عدم رفق و رافت رؤساے مصادر ' و عدم استعمال رفاه و منفعت طبقهٔ فقرا و عامهٔ اناس است - هزارها مسلمانان در شهرها و قریه ها از بي نوائي و بے بضاعتي در کوچه و بازار خفته ' و روزانه بیک مشت نخود خام معدهٔ خود را سیر مي کنند - گویا این بے چارگان از نسل بشر و از سلالهٔ انسان بنوده و نیستند ! فیا للاسف و یا للعار !!

از کثرت خرائب مالیات و موارد ' اغلب مسلمانان هند محکوم بفقر و فاقه گشته و هیچ وقت آمل به بختیاري و سعادت نیستند ! اگرچه بد بختانه داغ فقر و اسر ' نشان ناصیهٔ ما مسلمانان عالم گشته ' اما در ممالک عثمانیه و سائر بلاد اسلامیه حالت فقرا بایں درجه نیست - عجب ست که دولة فخیمهٔ انکلیس که خود را همیشه اعدل و آزاد ترین دول کرهٔ ارضي مي شمرد ' و گاهے به حمایت غلامان ابیض و اسود در بحور و انهار مراقب ' و گاهے در ممالک مشرقیه در فکر اصلاح انسانیة و قیام امنیت و عدالت پیوسته مشغول سیاست بجلوه مي آید ' خود از رعایاے هندوستان تا این درجه غافل ' و ازیں هزار ها افراد انسانیت که بظاهر در کسوت حریت حیات ملبوس و بباطن در اسر فقر و فاقه مقید اند ' به هیچ وجه متوجه اصلاح حال شان نیست ؟ ان هذا لشي عجاب !

بر اولیاء حکومت محلیه فرض و الزم ست که اندکے برفاه احوال فقراء هندوستان ساعد همت را بالا کنند - وگرنه با ایں اوضاع و اطوارے که دولة فخیمهٔ بریطانیه در هندوستان دارد ' بنام عدالت و حریت حق مداخله در شئون دول اسلامیه ندارد !

السید ... د توفیق بے
بصري بے نائب قنصل عثمانیه بمبي - شمس العلما
مولانا شبلي نعماني

(بریطانیهٔ عظمی و عالم اسلامي)

دولت انکلیس اگر جداً رجال با سیاست و آگاه و خبیر داشت ' البته با دولة علیهٔ عثمانیهٔ و ایران ' و با کافهٔ مسلمین هند و ملحقاتش بخوبي و انسانیت معامله و رفتار مي نمود - بدیں وسیله جذب قلوب و جلب افکار مسلمین را نموده ' یوماً فیوماً بر قدرت و قوتش مي افزود ' و هیچ وقت از هجوم المان (جرمني) یا روسیه بر هند نمي ترسید - مسلمانان صداقت شعار سینهٔ خود شان را براے حفاظت و دفاع از و سپر مي نمودند -

ولے هزاران افسوس ' بل صد هزار تاسف ' که دولة بریطانیهٔ عظمی به بند بوسیدهٔ سوء سیاست ' و رهنمائي جناب (سر ادوارد گراے وزیر خارجیه) یوماً فیوماً نفوذ و اهمیت خود را درمیان تمام طبقات مسلمین ضائع و مفقود نموده است - اتفاق دولة انکلیس با روس که دشمن قدیم ارست ؛ دربارهٔ ایران ' و نیت تقسیم آن بلاد اسلامیه ' و با فرانسه و اسپین بر سر مراکش ' و با فرانسه و روس در معاضدت و معاونت ریاست هاے بالقان ' و ایجاد حروب بالقانیه ' و خونریزي بی جهت ' و قتل نفوس

مسئلۂ ومسئولہ

طریق تسویہ و تذکرہ خوانین

زمسٹر عبدالوالي - بي - اے (علیگ) از بارہ بنکي)

الهلال کے پچھلے پرچہ میں ح - الف بیگم صاحبہ کے خط پر آپ کا طویل مگر دلچسپ نوٹ دیکھکر مجھے خوشي هوئي که آپ کي توجہ مسئلۂ حقوق نسواں پر بھي هوئی - امید که یه توجه قایم رهیگي اور اسکے متعلق دلچسپ اور مفید خیالات دیکھنے میں آئینگے -

اسمیں کوئي شبہہ نہیں که یورپ کي تہذیب یا عیسائي مذهب نے جو درجه عورت کا سوسائٹي میں قایم کیا هے وہ بہت کم هے به نسبت اسکے ' جو اسلام نے عورت کو دیا هے - اسنے خوش آیند الفاظ میں خوشامد کرکے اسکي اصلي آزادي چھین لي هے - اور یه سخت تعجب کي بات که بارجود اسقدر تعلیم اور روشن دماغي کے یورپ کي عورتوں نے اس زمانه سے بہت پیشتر آزادي حاصل کرنے میں جدر جهد کیوں نه کي -

یورپ اپني عورتوں کے ساتھه پیار کي باتیں کرتا هے' انکو نفیس اور پیاري جنس کہتا هے ' انکي عزت کرنیکا دعوی کرتا هے ' لیکن اگر پوچھا جاے که انکو کچھه بھي اقتصادي آزادي دینیکو طیار هے ؟ تو صاف انکار کر جائیگا -

یورپ کي عورت واقعي اپنے شوهر کي غلام هے - وہ اپني ملکیت کا حق کسی چیز پر ... زوجه هونیکے نہیں رکھه سکتي' لیکن مسلم عورت اپنے والدین کا حصه پاتي هے - اپنے شوهر سے مہر لیتي هے ' اسلیے اقتصادي طور پر وہ بہت آزاد هے -

یورپ کي وہ عورت جسکو کسي وجهه سے شوهر نے طلاق دیدي هو ' اسکے اگر کوئي دوسرا شوهر نه ملجاے تو سواے محتاج خانه کے دوسرا سہارا نہیں رکھتي ' لیکن مسلمان عورت طلاق کے بعد بھي اپني گذر کرسکتي هے -

دنیا میں اصلي آزادي اقتصادي آزادي هے که انسان اپني گذر اوقات کا کوئي ذریعه قائم کرے ' جو کچھه حقوق اور مطالبات هیں وہ اسکے بعد هیں - اگر یه آزادي انسان سے لیلو اور دنیا بھر کے حقوق دیدو تو سب خاک هیں - وہ غلام کا غلام هي بنا رهیگا -

آپ نے " آجکل کے متفرنجین مارقین " کو یه الزام دیا هے که وہ یورپ کي کورانه تقلید کرتے هیں - یه الزام بالکل ٹھیک هے' مگر معاف فرمائیگا که اسي قسم کي تقلید کي جها کا " محترم جنس " کے الفاظ میں بھي نظر آتي هے ' جو آپ نے استعمال فرمائے هیں - میري سمجھه میں ابتک نہیں آتا که جنس اناث ' محترم جنس کیوں کر سمجھي جاے ؟ خاصکر ایسي حالت میں جبکه دوسري جنس کي فوقیت کے بھی آپ قائل هیں -

الهلال:

حقوق نسواں کا غلغله گذشته بیس برس کے اندر بہت بلند هوچکا هے ' اور گو تحقیق کے ساتھه بہت کم لکھا گیا هے مگر نفس موضوع سے سبھوں کو اتفاق هے - با ایں همه عمل و نتائج معدوم -

اگر آپ چاهیں تو میرے پاس ایک لمبي چوڑي فہرست ان تعلیم یافته لڑکوں کي موجود هے ' جو باوجود ادعاء روشن خیالي و منور الفکري ' و با همهٔ لوازم تہذیب جدید و مدنیة فرنگ ' اپني زندگي کے اندر عورتوں کي غلامي و مملوکیة کے ایسے آثار مظلمه و محزنه رکھتے هیں که انسانیة لیلیے ماتم کبری ' اور اسلام کیلیے ننگ و عار هے !!

آپ کیا پنجاب کے اس بدبخت بیرسٹر سے واقف نہیں هیں ' جسنے با ایں همه مقاله نگاري و صحافي ' و طنطنهٔ سفر فرنگ ' و فخفخهٔ لیڈري و رهنمائي ' اپني مظلوم بیوي اور بچوں کو طعمهٔ هلاکت بننے کیلیے چھوڑ دیا ' اور خود ایک متمول بیوہ کي دولت حاصل کرکے پیوسته مشغول شرب خمر ' و علی الدوام مشغوف به تعطل و عیش کاري هے ؟

پھر وہ حر الفکر ' منور الخیال ' تعلیم یافته ' مدنیة پرست ' آزاد عمل ' ماتم گذار مظلومیت انسانیة ' اور ناصر حقوق نسوانیه فرقه کہاں هے ' جو هندوستان کي عورتوں کو ظلم و جبر سے نجات دلانے کیلیے مبعوث هوا هے ؟ اور کہاں هے وہ نئي مہذب و آزاد سوسائٹي ' جو قدامت پرست طبقه کے مظالم سے نفور ' مغربي خواتین کي جلوہ آرائیوں پر متحسر ' اور اُسر و تقید اور حجاب نسواں پر همیشه مرثیه خواں هے ؟ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم ؟

آپ خوش هیں که میں مسئلۂ حقوق نسواں پر بھي متوجه هوا - گذارش هے که آپ تو مجھے برسوں سے جانتے اور میرے خیالات سے واقف هیں - میں اگر اس مسئله پر متوجه نه تها ' تو یه کسي غفلت و اغماض کا نتیجه نه تها ' اور نه اسکا که میرے دل میں اس جنس اشرف و اعلی کے مصائب کا کوئي درد نہیں - یه کیونکر ممکن هے ' جبکه یورپ کے ادعا اور نمونے کي بنا پر نہیں بلکه حضرة داعي اسلام کے اسوۂ حسنه کي بنا پر اس قول کو اپنے سامنے پاتا هوں که "خیارکم' خیارکم لنسائکم" البته اسکے کچھه اور هي اسباب هیں - اصل یه هے که یه تمام منزلیں جو آپ حضرات کے سامنے هیں ' مجھے بھي پیش آچکي هیں ' فرق صرف اتنا هے که آپ اب تک انہي کو دیکھه رهے هیں اور میں الحمد لله انسے آگے بڑھچکا هوں :

راهے که خضر داشت ز سرچشمه دور بود
لب تشنگي ز راه دگر برده ایم ما !

اگر عورتیں مظلوم هیں تو انهیں ڈرائنگ روم کي ادعائي صحبتوں سے حقوق نہیں ملسکتے - بلکه گھر کي عملي زندگي اور حسن معاشرت و سلوک کے نمونے پیش کیجیے - اسکا طریقه یه نہیں هے که صرف مضامین لکھتے رهیے یا ایک اخبار عورتوں کیلیے جاري کردیجیے - یه تو ابتدائی منزلیں تھیں - موجوده منزل یه هے که همارے اندر نمونه پیدا هو ' نیز ایک ایسي اخلاقي و ایماني قوت ' جو اُن ظالموں کو کوئي معاشرتي سزا دیسکے ' جو باوجود ادعاء حریت جدیده ' عورتوں کیلیے برابر و رحوش سے بھي بدتر هیں -

یهي هے که توفیق الهي نے اصل منزل حقیة ... دکھلا دي ' اور اُس ایک هي سرچشمهٔ مقصود تک پہنچا دیا جس سے اصلاح و فلاح ملت کي هر شاخ کي تشنگي دور هوسکتي هے - میں یه نہیں کہتا که تعلیم کیلیے کوشش کرو ' میں اسکا وعظ نہیں کرتا که محاسن اخلاقي حاصل کرو ' میري دعوت یه نہیں هے که پالیٹکس میں ترقي کرو ' اور یقیناً میں نے کبھي بھي بحث نه کي که عورتوں کو انکے طبیعي اور عقل و شرع کے بخشے هوے حقوق واپس کردو '

کیونکہ یہ میری وہ چھوٹی ہوئی منزلیں ہیں ' جنکو الحمد للہ میلوں اور کوسوں پیچھے چھوڑ آیا ہوں -

میری دعوت اب صرف ایک ہی ہے یعنے امر بالمعروف و النہی عن المنکر ' اور یقین کیجیے کہ آپ لوگوں کے پیش نظر کوئی بھی شے ایسی نہیں ہے جو اسمیں نہو - البتہ اسمیں جو کچھہ ہے ' وہ دوسری صداؤں کو میسر نہیں :

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری ' انجمنے ساختہ اند !

یہ کیا ہے کہ تعلیم کی ضرورت آشکارا ہے ' اعمال حسنہ کا جمال سب کو مرغوب ہے - اخلاق کی خوبیوں سے کسی کو انکار نہیں - بد عملی و فسق و فجور کی کوئی بھی تعریف نہیں کریگا - عورتوں کے حقوق پر ایک ہنگامۂ لسان و قلم برپا ہو چکا ہے - اصلاح اصلاح ! ترقی ترقی ! اور عمل عمل ! سب کی زبانوں پر ہے ' تاہم جو گرفتار جہل و غفلت ہیں ' انکی سرشاری جہالت بدستور ' جو مبتلاے فسق و فجور ہیں ' انکی جسارت و جرأت علی حالہا ' اور جو مبتلاے بد عملی و ترک اخلاق حسنہ ہیں ' انکی حالت بدسے بد ترین ' کیا یہ اسی کا نتیجہ نہیں ہے کہ ہم میں دباؤ اور طاقت نا پید ہے ' اور کوئی قوت ایسی نہیں رہی جو ہمیں قول و عمل کی تطبیق پر مجبور کرے ؟

یہ دباؤ اور طاقت آج یورپ میں اجتماعی اور معاشرتی صورت میں ہے ' یعنے " سوسائٹی " اور اسکے اداب و رسوم (ایٹی کٹ) ایک ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ ہر شخص خواہ کیسا ہی جری اور نڈر ہو ' لیکن اگر سوسائٹی میں کوئی ادنی سی جگہ بھی رکھتا ہے تو اسکے تحفظ کیلیے مجبور ہے کہ اپنے ظواہر اعمال میں کوئی بات ایسی نہونے دے جسکی بنا پر اپنے جگہ ضائع کردے -

مسلمانوں میں یہی چیز زیادہ قوت و اثر کے ساتھہ کار فرما تھی ' البتہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہر انسانی اثر و عمل کو رشتۂ الہی سے وابستہ کردیتا ہے - یہی قوت ہے جس کو لسان شرع نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی ہر مسلمان اسکے لیے مجبور تھا کہ وہ اعمال صحیحہ و حسنہ اختیار کرے ' اور اگر نہ کرے تو مسلمانوں کی سوسائٹی میں کسی عزت و وقار کے حاصل کرنے کا مستحق نہیں ہوتا تھا - یہ ایک احتساب عمومی کی قوت تھی جو ہر فرد کو دوسرے فرد کیلیے ایک قوۃ محتسبہ بنا دیتی تھی ' اور ممکن نہ تھا کہ اس احتساب عام سے کوئی بڑے سے بڑا فرد بھی بچ سکے -

پس آج اصلی ضرورت صرف اسکی ہے کہ قوم میں ایک دینی احتساب کی قوت پیدا کی جاے ' جو ہر عمل صالح و احسن کیلیے مقوم و مظہر ' اور ہر فعل زشت و بد کیلیے اپنے اندر ایک سخت معاشرتی سزا رکھتی ہو ' جب تک کہ ہماری سوسائٹی ایک ایسا قوی دباؤ پیدا نہ کریگی ' اُس وقت تک محض دعوت و غلغلہ بیکار ہے -

ایک شخص جو اپنی جانثار بیوی کیلیے خونخوار درندہ ہے ' ایک نا عاقبت اندیش جو اپنے ذاتی مصالح کیلیے یا اپنے بعض نادان اعزا کی پر معصیت خوشی کیلیے اپنے لڑکیوں کو ازدواج غیر مناسب کے ذریعہ قتل کر رہا ہے ' ایک نفس پرست جو اپنے گھر سے باہر کی زندگی میں حسن و جمال کی زیادہ بہتر نظیریں دیکھکر آمادہ ہو گیا ہے کہ اس عورت کی رفاقت ازدواجی سے اپنے تئیں آزاد کرالے ' جس بد بخت کے سامنے کوئی ایسی نظر فریب دنیا نہیں ہے ' میں آپسے پوچھتا ہوں کہ ایسا نہ کرنے کیلیے اُسکے نفس شریر کو کیا مجبوری ہے ' جبکہ سوسائٹی ہر حال میں اسکی پرستش کیلیے طیار ہے ' اور اسکے لیے نور و ظلمت میں کوئی فرق نہیں ؟

جو لوگ کہ معصیت و بد اخلاقی اور ظلم و عدالت کشی کے مجسموں کو انکی سزا دینے کیلیے طیار نہیں ' انہیں کسی فرقے کی اعانت کرنے اور اسکے حقوق کی وکالت کا کیا حق ہے ؟

قوم میں صحیح دینی حسیات پیدا کیجیے ' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی سنت رفتہ کو پھر زندہ کیجیے - اپنے اعمال کی بنیاد کسی قوم کی تقلید پر نہیں ' بلکہ خود اپنی تعلیمات صحیحہ پر رکھیے ' اور اپنے اندر اتنی قوت پیدا کیجیے کہ ہر تعلیم نمونے کے ساتھہ ہو اور ہر اعلان عمل کے بعد - جب تک کوئی ایسی تبدیلی پیدا نہوگی اُس وقت تک محض ادعائی مباحث و ہنگامہ آرائیوں سے کچھہ حاصل نہیں ہوسکتا -

آخر میں آپنے ظاہر کیا ہے کہ متفرنجین ہند کو ملزم قرار دینے میں آپ میرے ساتھہ ہیں ' مگر " محترم جنس " کی ترکیب میں خود یورپ کا اتباع موجود ہے ' اور نیز یہ کہ جنس اُناث کے احترام و شرف کا سبب سمجھہ میں بالکل نہیں آتا -

میں نے اگر جنس اناث کو " جنس محترم " لکھا تو یقین کیجیے کہ اُس فرض تعبد و پرستش سے مرعوب ہوکر نہیں لکھا ' جو یورپ اپنی زندگی کے بیرونی مناظر میں ظاہر کرتا ہے - بلکہ میرے سامنے اسلام و داعی اسلام (علیہ الصلوۃ والسلام) کا اُسوۂ حسنہ موجود ہے اور وہی مجبور کرتا ہے کہ فطرۃ انسانی کے اس اجمل ترین مظہر کے " احترام " کا اعتراف کروں -

" الرجال قوامون علی النسا " اسکے منافی نہیں ' بلکہ اسی کا نتیجہ ہے - فطرۃ نے عورت کے ذمے حفظ و تکثیر نوع انسانی کی خدمت اقدس و اعلی سپرد کی ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مردوں کو اسکے قیام حیات اور ضروریات معیشت کے فراہم کرنے پر مجبور کیا جاتا - اس اختلاف حالت سے مردوں کو جسمانی قوت عورتوں کے مقابلے میں قدرتی طور پر زیادہ حاصل ہے : و للرجال علیہن درجۃ -

بہر حال اب اس مبحث نے جنسی مساوات و عدم مساوات کے موضوع بحث کی صورت اختیار کرلی ہے - بہتر ہے کہ چند دیگر مکاتیب و رسائل جو اس بارے میں آچکے ہیں ' پہلے شائع کر دیے جائیں ' اسکے بعد بہ تفصیل اپنے خیالات شائع کروں -

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنفۂ مسٹر بی - کے - داس - گپتا - سب ایڈیٹر بنگالی -

مچھلی بازار کانپور کے واقعہ کی نہایت مشرح و مفصل حالت ' میونسپلٹی کی کارروائی ' مسجد کا انہدام ' واقعہ جانکاہ ۳ - اگست ' ہندوستان میں اس کے متعلق شورش ' عدالت کی کارروائی ' اور آخر معاملات کانپور پر حضور وائسراے کا حکم - یہ تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے جمع کیے ہیں -

مصنف بہ حیثیت نامہ نگار بنگالی خود کانپور میں موجود تھے اور جو کچھہ انہوں نے لکھا ہے وہ (Manoon the Spot) کا مصداق ہے - اسمیں بہت سے واقعات ایسے بھی ملینگے جن سے پبلک اب تک واقف نہیں - کتاب دو حصے میں شایع ہوئی ہے - اسکے نفع کا ایک حصہ مسلمانوں کے کسی قومی کام میں دیدیا جائیگا - یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکو مسلمانوں کی موجودہ بیداری کی ایک موثر سرگزشت سمجھنا چاہیے - درمیان میں جابجا متعدد ہاف ٹون تصویریں بھی دی ہیں - تمام درخواستیں پتۂ ذیل پر آنی چاہئیں -

قیمت ایک روپیہ المشتہر

بی - کے - داس - گپتا - بنگالی آفس - بہو بازار اسٹریٹ - کلکتہ

شئون عثمانیه

دولت اسلامیه کے ایک عضو مقطوع کا انجام

تخت البانیا پر ایک نصرانی شہزادہ

آزادی کے لیے البانیوں کی قابلیت، یورپ کا اس سے مقصود، ایک بہترین انتظام کا ترک

انگلستان کی مایۂ ناز خدمت امن یعنی لندن کی مؤتمر السفراء کامیاب سمجھی جاتی ہے گو وہ جنگ کے اہوال و فظائع میں شمہ بھر بھی تخفیف نہ کر سکی - یہ کیوں؟ اسلیے کہ اس نے طاقت کے عفریت یعنی دول یورپ کو دست و گریباں ہونے نہ دیا، اور مسئلہ البانیا کی گرہ کو تیغ کی نوک کے بدلے قلم کی نوک سے سلجھا دیا - مگر کیا یہ صحیح ہے؟ کیا انگلستان نے امن کی کوئی حقیقی خدمت کی؟ یا صرف ہنگامی و فوری؟ کیا قراء دول کا توازن برہم نہیں ہوگیا؟ اور ہر سلطنت کو اپنی جنگی طاقت میں اضافہ کرنا پڑا؟ اور کیا در حقیقت مسئلۂ البانیہ حسب دل خواہ حل ہوگیا؟ ان سوالات کا جواب دینا اس شخص کے ذمے ہے جو مؤتمر السفراء (سفرا کی کانفرنس) پر ایک عام نظر ڈالنا چاہتا ہو-

مگر ہم اسوقت یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مؤتمر نے اسلام اور البانیا کے لیے کیا کیا، اور کیوں کیا؟

اتحاد دول در حقیقت حکومت اسلامیہ کے لیے ایک پیغام مرگ تھا، جو وقت کے آنے سے پہلے اسے پہنچا دیا گیا ہے - اس اتحاد نے یہ بتلا دیا کہ دول کی باہمی رقابت اور عداوت کا جو تنکا اس غریق بحر فنا کیلیے سہارا تھا، وہ بھی اب بر سر زوال ہے، اور وہ وقت دور نہیں جب اس جسم کی جگہ سطح آب کے بدلے قعر دریا ہو، اور عرصہ کے منتظر حریفوں میں بصلح و آشتی تقسیم ہو جائے -

اگر (خاکم بدہن) حکومت اسلامیہ کی تقسیم کے لیے کبھی آخری اتحاد ہوا تو اسکی تاریخ کا آغاز اسی مؤتمر سے ہوگا، اور اسکے مولد و منشا ہونے کا شرف انگلستان ہی کو حاصل ہوگا -

البانیا کے لیے اس مؤتمر نے کیا کیا، اور کیوں کیا؟ اسکا جواب ہم انگلستان کے ایک مشہور کاتب سیاسی لوئس ولف کی زبان سے دینا چاہتے ہیں - کاتب مذکور نے البانیا کی حکمرانی پر ایک مضمون لکھا ہے جو گریفک کی تازہ اشاعت میں شایع ہوا ہے - اس مضمون میں ان تمام نقطوں پر بحث کی گئی ہے، جو ہم لکھنا چاہتے تھے - مضمون کے ترجمے کے بعد کسی ملاحظہ کی ضرورت نہ تھی، مگر بد قسمتی سے ہمارے ملک میں مقالات و رسائل کو ایک غلط انداز نظر سے زیادہ توجہ نصیب نہیں ہوتی، اور مقالات سیاسیہ تو شاید اس سے بھی محروم رہتے ہیں - اسلیے پہلے چند امور کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کر دینا ضروری ہے -

دنیا ہمیشہ یہ سمجھتی تھی کہ حقائق پر اقالیم و ملک کے تغیر کا اثر نہیں پڑتا، مگر یورپ کی سیاست نے ثابت کردیا کہ ایام کی طرح حقائق کی دنیا بھی ان تغیرات سے متاثر ہوتی ہے -

یعنے اگر بلقان میں دو اور دو چار ہیں، تو ممکن ہے کہ وہ ہندوستان میں دو اور دو پانچ ہوں -

"وطن صرف اہل وطن کے لیے ہے" یہ وہ اصول ہے جسکی تبلیغ ہمیشہ دولت عثمانیہ کی عیسائی رعایا میں یورپ نے کی ہے - عثمانی مسیحی رعایا میں سے جب کبھی کسی فرقہ نے حریت و استقلال کا مطالبہ کیا ہے تو یورپ نے ہمیشہ اسکو مطالبۂ مشروع اور حق طبیعی کا سوال قرار دیا ہے، لیکن اگر یہی سوال ہندوستان، مصر، یا مغرب اقصیٰ کی سرزمین سے بلند ہوا تو وہ یکسر بغاوت اور جرم سمجھا گیا - یہ کیا ہے کہ جو شے ہندوستان میں بغاوت و سرکشی ہے، وہی بلقان اور آرمنیہ میں مطالبۂ مشروع اور حیات قومی کا ایک ثبوت طبیعی ہے؟

انگلستان کو چونکہ دہاء و سیاست سے نصیب وافر ملا ہے اسلیے اس نے ہمیشہ ایسے مواقع پر دو جماعتیں کر دی ہیں، کارکن اور سرگرم جماعت کو فوضوی (انارکست) قرار دیکے انکے ایادت و استیصال کے لیے قانون کی تیغ بے پناہ سے کام لیا ہے، اور دوسرے کو یہ کہکے سمجھا دیا ہے کہ ابھی تم تیار نہیں ہو، جب وقت آئیگا تو ہم خود دیدینگے -

لیکن اگر البانیا کی خود مختاری کا وقت آگیا ہے جہانکی زندگی اب تک خانہ بدوشانہ اور قبیلہ وار ہے تو ہندوستان اور مصر میں کیوں خود مختاری کا وقت نہیں آیا؟ حالانکہ یہ دونوں مقامات تہذیب و تمدن اور تعلیم و تربیت نیز ادارت و انتظام میں یقیناً البانیا سے بدرجہا بہتر ہیں -

یہ کیا اسلیے ہے کہ البانیا دولت عثمانیہ کا جزء ہے، اور یہ دونوں مقامات دولۃ برطانیہ کے اجزاء ہیں؟

یورپ کی سیاست کا قوام دو جزو سے ہے، ایک خود کامی اور دوسرا نفاق - اسکے جس عمل سیاسی کو دیکھو گے، اسمیں یہ دونوں چیزیں ضرور موجود پاؤ گے - کسی قوم کو غلامی کی بیڑیوں سے آزاد کرنا ایک نہایت مقدس کام ہے مگر یورپ جب اسے انجام دیتا ہے تو وہ بھی خود غرضی و نفاق سے آلودہ ہوتا ہے - البانیا کو آزاد کرایا گیا، مگر اسلیے نہیں کہ وہ ایک کامیاب و قوی سلطنت ہو بلکہ اسلیے کہ وہ ایک برزخ ہو جو یونانیوں اور سلافیوں اور استریا اور اطالیا میں حائل رہے اور انکو باہم ٹکرانے نہ دے!

گو یورپ کہتا ہے کہ اسکا دامن مذہبی تعصب کے کانٹوں میں الجھا ہوا نہیں ہے اور بعض سادہ لوح باور بھی کرلیتے ہیں، مگر کیا کیجیے، واقعات ہمیں عدم یقین پر مجبور کرتے ہیں - ہم جب کبھی یورپ کے اعمال سیاسیۂ کو دیکھتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اسکا مقصد وحید محض اسلامی نفوذ و اقتدار کا مٹانا، اور اسکی جگہ مسیحی مغربی اثر کو قائم کرنا ہے - یورپ نے ابتک عثمانی رعایا میں سے جن جن اقوام کو مثلاً بلغاریا، یونان، رومانیا کو آزاد کیا ہے، نہ انمیں تعلیم تھی نہ تمدن اور نہ اداری و سیاسی قابلیت، مگر با ایں ہمہ یورپ نے انہیں آزاد کرایا اور انتظام کے لیے اپنے یہاں کے اشخاص اور

حکمراني کے لیے اپنے یہاں کے خاندانی شہزادے بھیجے اور اسطرح حکومت اسلامیہ کے اعضاء سے نئي مستقل عیسائي ریاستیں قائم کیں -

ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ قرون مظلمہ کي طرح آج بھي یورپ اپنے اعمال میں نصرانیت پرست ہے' مگر یہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اسلامي نفوذ کے مٹانے اور عیسائي نفوذ کي توسیع میں پوري طرح سرگرم ہے - پس یا تو یہ اسلیے ہے کہ یورپ آج بھي اسیطرح عیسائیت پرست ہے جسطرح کہ پہلے تھا مگر اپنے جوش ملي کو از راہ نفاق چھپاتا ہے ' یا وہ خود تو مسیحیت کي حلقہ بگوشي سے آزاد ہے' مگر اسکي سیاست آزاد نہیں -

اسکي تازہ ترین مثال البانیا ہے - البانیا کے لیے بہترین انتظام یہ تھا کہ کوئي امیر عبد الرحمن تلاش کیا جاتا ' اور چاہا جاتا تو غالباً اسعد پاشا اس خدمت کو انجام دیسکتا ' مگر ایسا نہیں کیا گیا اور عیسائي شہزادہ یورپ سے بھیجا گیا ' تاکہ یہ زمین کا ٹکڑا جو ہلال کے نیچے سے نکل آیا ہے ' پوري طرح صلیب کے قبضے میں آجائے ' اور اسطرح عیسائي ریاستوں کي تعداد میں ایک اور اضافہ ہوجائے !

بہرحال مسٹر لویس ولف لکھتے ہیں :

" تیز اور درخشاں واقعات کے اس عہد میں زندہ رہنا ہر انسان کا طبیعي حق ہے "

یہ وہ فقرہ ہے ' جو " ڈسرا ایلي " نے مسز رجس ولیمس کو سنہ ۱۸۶۲ ع میں اسوقت لکھا تھا' جب یوناني لارڈ اسٹینلي کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے -

اس عہد کو مطلب پرست کہنا کتني سنگین غلطي ہے یہ ایک بے پایاں داستان ہے جسکے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں - آجکل تو یہ حالت ہے کہ کہانیوں کي طرح دفعۃ تخت اللتے اور تاج ملتے ہیں !

سر ایڈورڈ گرے اور وزارتہاے عظمی (چانسلرز) کے دوسرے بھیگے ہوے کملوں کے علی الرغم ' ابھي تک ہم اسي داستان بے پایاں کے عہد میں ہیں - اخبارات سریرہاے سلطنت کي سرنگوني اور تاجہاے شاہي کي دریوزہ گري کي خبروں کے علاوہ دوسري خبروں میں بہت ہي کم دلچسپي لیتے ہیں - مثال کے لیے ایک مختصر سے ہفتہ کي دو دہشت انگیز افواہیں ہیں -

" بلغاري تخت کا انقلاب ' اور " پوسٹڈم " کي المن مارک سے ایک اہم خبر" یعني شاہ البانیا کا اعلان !

اگر مسکین دزي اسوقت زندہ ہوتا ' تو جسطرح وہ لارڈ اسٹینلي پر ' جسکو اس کا باپ کتاب ارزق بر چیس Blue Book in breeches میں کہا کرتا تھا اور جس کے لیے تاج یونان کي خیرہ کن مہم کوئي دلکشي پیدا نہ کرسکي ' رحم اور رشک کرتا تھا ' اسیطرح وہ شاہزادہ وائڈ پر رشک کرتا ' جسکے حصے میں البانیا کا تخت آیا ہے ' اور اس حکمراني البانیا کي طلائي فرصت پر پر جوش نظمیں لکھتا رہتا -

دزي سنہ ۱۸۳۰ ع میں رشید پاشا سے یا مینا میں ملا تھا جسطرح کہ چند سال پہلے بائرن اسي شہر داستان میں علي اعظم سے ملا تھا اور ایک لعظے کے لیے قیام البانیا کا خیال خام رکھتا تھا -

" ممکن ہے کہ ہوچکا ہوتا " اسکي کتاب کا یہ باب بھي کیا باب ہے ! یہ وہ دن تھے کہ یہ " عجیب و غریب بچہ " مشرق درخشان میں الوري یا اسکندر کے طرز عمل کے دوبارہ جاري کرنے سے کہیں کم ' انگلستان کي وزارت عظمی کے خواب دیکھتا تھا !

والڈ کا شاہزادہ ولیم غالباً مدرسہ خیالیہ Romantic School کا متبع نہیں ' اور نہ پوسٹڈم میں اس قسم کے خیالات کي حوصلہ افزائي کي جاتي ہے -

پھر تخت البانیہ کي امید واري کے لیے کیا شرائط ہیں ؟ یہ ایک راز سربستہ ہے' ابھي اسي دن ٹیمس کے ایک ظریف مراسلہ نگار نے مشورہ دیا تھا کہ پرنسیس میوزل " ایت ہومس " کي کامیابي نے دول میں یہ خیال پیدا کیا ہے کہ اسکا شوہر ان با ہم جنگ آرا البانیوں میں اتحاد و اتفاق کے روشناس کرنے کے لیے بخوبي موزوں ہوگا -

بہرنوع یہ تاریخ کي عجیب و غریب بازگشت ہے - کیونکہ البانیا کي روایات (Tradition) کا آغاز کیڈ من (Cadmus) اور ہارمونیا (Harmonia) کے قصے سے ہوتا ہے جنکے یہاں الیریہ (Illyria) پیدا ہوا ' جو تمام البانیوں کا مورث اعلی ہے -

آیا ایک ایسے تجربہ کا اعادہ مناسب ہے جسکو خدا علم السیاست کے عہد طفلي میں کامیابی نہ دیسکے ؟ یہ ایک علحدہ سوال ہے

در حقیقت سچ یہ ہے کہ شاہزادہ وائڈ کا انتخاب نہیں ہوا ہے اور نہ وہ کسي خاص طریقہ پر البانیہ کي حکمراني کے لیے تیار کیا گیا ہے' بلکہ اسکا انتخاب محض اسلیے ہوا کہ یورپ کے طبقہ شاہزادگان میں وہ ایک ایسي ذات ہے جو یہ کوشش کرکے دیکھنا چاہتي ہے ' اور اسکے ساتھہ ہي نہ تو وائنا اور رومہ میں اسکے متعلق شکوک ہیں اور نہ وہ دول یورپ کي وسیع الاختلاف سرد مہریوں لیلیے اسمیں کوئي بر انگیختگي رکھتا ہے - فہم و ہمت کا یہي ثبوت ہو سکتا ہے اور امید ہے کہ ایسا ہے - اخر رومانیا اور بلغاریا کے بادشاہوں کے متعلق بھي تو کچھہ زیادہ معلوم نہ تھا جو اسی منصب کے لیے انتخاب کیے گئے تھے' اور ابھي تک اپنے اپنے تاجوں کو برقرار رکھے ہوے ہیں ؟

تاہم البانیا کي قسمت کے متعلق پیشینگوئي کرنے میں ان گذشتہ مثالوں پر اعتماد مناسب نہیں - یہ ملک رومانیا اور بلغاریا بلکہ عثماني شاہنشاہي کي تمام سرحدي جاگیروں سے بالکل مختلف ہے - تقسیم اقوام اجتماعي' اور نیز تاریخي حیثیت سے ایک دوسري ہي دنیا کا قلعہ ہے - نہ تو سلافیوں سے اسکو کوئي نسبي تعلق ہے اور نہ یونانیوں سے' اور نہ ترک ہي اسکو پوري طرح کبھي مطیع کرسکے - اجتماعي حیثیت سے یہ اب تک عہد قبائل میں ہے البتہ یہ خیال کہ نہ کبھي وہاں ایک قوم ہوئي ہے اور نہ کبھي ہوگي' ضرور ایک مغالطہ ہے - ایک زمانے میں اسي طرح ایک قوم تھي جسطرح انگلستان انجیون بادشاہوں کے زمانے میں ایک تھا

اسکے جاگیر دار نوابوں نے (Fendel Barons) بارہا بیرونی دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے وطن عزیز کي متحدہ طور پر مدافعت کي' مثلاً انکي جنگ زیر قیادت سکندر اعظم (یہ اسکندر مقدونی نہیں بلکہ اسکندر البانی ہے) - بارہا یہ بھي ہوا کہ خود انمیں کسي با شوکت و صولت شخص نے (جیسے محمد شوتي یا مشہور معروف علي پاشا) بزور و جبر انمیں اتحاد قومي کي سي کیفیت پیدا کردي ' مگر یہ طریقہ اتحاد ہمیشہ داخلي رہا ' کبھي خارج نہ ہوا ' یعني اس شبیہ اتحاد کا موسس کبھي بھي غیر البانی ہاتھہ نہ ہوا -

بیشک یہ ممکن ہے کہ البانیا کو فتح کرکے مثلاً آسٹریا کا ایک صوبہ بنا دیا جائے ' جیسا کہ وہ کسي زمانے میں رومي سلطنت کا ایک صوبہ تھا ' مگر ایک بین القومي معاہدہ اور ایک اجنبی شاہزادے کے زیر حکومت اسکو ایک قوم بنانا ' ایک مشکل

و نهب اموال و هتک اعراض مسلمین ' در آخر کار موجب سلب اطمینان قلوب و توجه انظار مسلمین گشته -

حتی سبب بیداري و تیقظ اسلامیان ' و گرد اتفاق و اتحاد گشتن ایشان ' همانا معاملات حاضره و سیاست سقیمهٔ سر ادوارد گرائي مي باشد -

با این حرکات مخالف عقل و حکمت ' دولت انگلیس هیچ وقت خود را در آینده از هجمات آلمان و روس ایمن و آسوده نخواهد داشت - از بیم استیلاے آلمان و روس وقتے انگلسیاں آزاد و آرام خواهند شد که سینه ها و شمشیر هاے مسلمانان سپر آں گردد!

حسبت شیئاً و غابت عنک اشیاء!

(روابط اُخوة مسلمانان هند و عثمانیه)

دیگر آنچه بسیار اسباب ممنونیت و تاثر خاطر گشته ' همانا خرط ارتباط و تعلق مسلمانان هندوستان ' و معاونت و یاري ایشاں به مجاهدین و برادران عثماني خود شاں در انسامان ست - جداً این حسیات و عواطف و علاقات در آینده مایهٔ هزاراں امید واري ' و فلاح عالم اسلامي ' و تمرکز مرکز حقیقیهٔ خلافهٔ اسلامي است -

دریں شکي نیست که مسلمانان عثمانیه هم به همیں حسیات و علائق قلبیه مربوط اند - دراں سر زمین فردے و جریدهٔ نیست که همهٔ آں از احسانات عمیمه و همدردي اخوان عزیز و محترمهٔ هند متشکر و متحسس نباشد -

این حسیات خود شاں را در هنگام مواصلت و معاودت وفود جمعیهٔ هلال احمر از هندوستان؛ به برادران اسلامي خود ' مادةً و معناً ابراز و اثبات نموده اند -

وفد هاے مذکوره را با اعلی حضرة سلطان المعظم ' وزراے عظام ' رجال کبار ' جمیع طبقات ملت ' ملاقات حاصل شد - انواع عزت و اکرام و تعظیم و احترام ' در بارهٔ ایشان مجري و معمول گشت - از فداکاري و برادري ایشان تقدیم تشکرات بے غایات نمودند -

(ختم مقاله)

لله الحمد ' همه پیر و یکتا کیش و آئین ' و همه باهم در دیانت مجملهٔ اسلامیه برادریم - آیهٔ کریمهٔ " انما المومنون اخوة " و کلمهٔ جلیلهٔ " لا اله الا الله محمد رسول الله " تمام مسلمانان را زیر یک کلمه و یک لواء الحمد جمع کرده است !

پس باید در تائید و تقویت این اخوة و تاکید این روابط جلیله همهٔ مسلمین مومنین بیش از بیش بکوشند ' تا از شر اعداء دین مقدسهٔ الهي بتوانیم ' در امان و حفظ و زندگاني بنمائیم -

این فدوي جان نثار که بغیر از خیرخواهي و خدمت اخوان مسلمین تا اکنون مسلکے و پیشهٔ تعقیب نه کرده ' و سالیان دراز حبس و فقر و همه گونه متاعب و مصائب را در راه ملت پرستي و حریت خواهی متحمل گشته ' (و الحمد لله علی ذلك) بکمال سعي و جهد بتقویت این حسیات شریفه خواهم کوشید ' و حسیات و افکار محترمهٔ برادران هند خود را بذریعه قلم و مقالات خود به عثمانیان بخوبي خواهم نمانید - همچنان افکار آن دیار را نیز بواسطهٔ صحائف معتبرهٔ اسلامیهٔ هند به مسلمانان هند معرفي خواهم نمود -

بدین مقالهٔ حقیرانهٔ خود در باره عرض تشکرات از اخوان دین خودم نموده ' سعادت و موفقیت ایشان را از درگاه ایزد متعال التماس مي کنم -

و نیز کمال احترام و ثنا ' و بغایت ستایش وافر خود را ' با برادر با جان برابر محترم و غیور خودم (مولانا ابو الکلام آزاد) متع الله المسلمین بطول حیاته ' عرض و تقدیم نموده ' صحت و سلامتي حضرتش را از حضرة واهب العطایا مسئلت مي نمایم !

" خذ ما صفا و دع ما کدر "

س - م - توفیق

مکاتبات و مراسلات تکار جریدهٔ اسلامیه " سبیل الرشاد " آستانهٔ مایه - نزیل کلکته

بریدِ فرنگ

مسئلهٔ شام

مطامع فرانسه در شام

سر زمین شام میں نئي ریلوے رعایت کے لیے فرانس کي موجودہ سرگرمیوں سے ان اعلانات کی پورے طور پر تائید هوتي هے جو اس سرزمین میں فرانس کے اقتصادي مصالح کي اهمیت ' اور انکے حفظ و ترقي کے عزم کے متعلق چند ماہ هوے ' مرسیو پوانکارے رئیس جمهوریت فرانس نے کیے تھے -

یه واقعه هے که شام میں صرف فرانس هي کے مصالح غالب و بالا تر نہیں هیں بلکه کہنا چاهیے که ابتک وهي ایک ایسي یورپین قوم هے ' جس نے اسکے اقتصادي سرچشموں کو آشکارا کیا هے !

حجاز ریلوے اور اسکي موجودہ و آیندہ پیش نظر توسیع سے قطع نظر ' شام کے تمام ریلوے خطوط فرانسیسي هیں - اسي طرح بیروت کا بندرگاہ ' کو اے کمپني اورگیس کمپني بهي فرانسیسي هیں ' اور غیر فرانسیسي کاموں میں بیروت کي آب رساں کمپني جو کبھي شام میں برطانیه کے اقتصادي مصالح کي یادگار وحید تھي ' اب وہ بھی فرانسیسي هاتھوں میں آکے ختم هوگئي هے -

تعلیم کے میدان میں بھي فرانسیسي پیش پیش هیں - اصلي مرکز یعني بیروت کا امریکن کالج امریکه کے کروڑ پتي دولتمندوں کي فیاضي اور صدر کي غیر معمولي سرگرمي کے باوجود ' اس یونیورسٹی سے پیچھے رہا جاتا هے ' جسکو گورنمنٹ سے مدد بھی ملتي هے ' اور جیسویٹ فرقه کے پادري چلا رہے هیں - یه فرانسیسي یونیورسٹي حال میں قانون اور انجینیري کا ایک ایک کالج کھول کے امریکن کالجوں سے آگے بڑھگئي هے - فرانس سے آئے هوے مذهبي مناصب و مجالس کے سیلاب نے شام میں مزید فرانسیسي سرمایه اور دماغوں کي آمد کا فیصله کردیا هے - مگر حکومت فرانس کے لیے دماغوں اور سرمایه کي یه معقول مقدار تسلي بخش نہیں هے ' اور اسلیے وہ نہایت زور کے ساتھ مشن لیک (Mission Lapue) کي تعلیمي سرگرمیوں کي مدد کررهي هے -

فرانس کي اخلاقي سرگرمیاں صرف شام هي تک محدود نہیں ' بلکه تمام مشرق ادنی کو اپنے آغوش میں لے رهي هیں - اقتصادي میدان میں تو یه حالت هے که اسکا دعوي برتري و تفوق جس درجه بھي هو ' بالکل ظاهر و مدلل هے

شام کے ریلوے خطوط کا نقشه درج ذیل هے - اس سے فرانس کے اقتصادي مصالح کي اهمیت اور مالانري و استحقاقي حقوق کے متعلق اسکے دعوے کي صحت کا اندازه هوجائیگا :

نام	کیلومیٹر
بیروت و دمشق لائن	۱۴۹
دمشق ومزریب لائن	۱۰۳
رایق والیپور لائن	۳۳۱
حمص و طرابلس لائن	۱۰۲
بیت المقدس و یافا لائن	۸۷

بیروت حاملیتن لائن	۱۹
حا ملیتن و جبل لائن (جسکي تعمیر عنقریب	
دو ماہ میں شروع ہوگي)	۱۵
کل	۸۰۶

شام میں غیر فرانسیسي ریلوے خطوط صرف وہي ہیں ' جو ریلوے کے متعلق ہیں - اور وہ حسب ذیل ہیں

کیفا و دمشق لائن	۲۸۵
کیفا و عکري لائن	۲۳
عفولي و بیت المقدس لائن (جو ابھي زیر تعمیر ہے اور جسمیں سے ۲۳ کیلومیٹر تیار ہوچکي ہے)	۱۲۰
	۲۵۸

ان دعوؤں کي برتري بالاخر جرمني کو بھي ماننا پڑیگي - اس ابتدائي گفتگو سے قطع نظر جو شاہي عثماني بنک اور کنج اور نیت بنک میں بغداد ریلوے کے متعلق ہوئي ہے اور جسپر یورپ کے پریس نے اسقدر انتقاد کیا ہے - الیپو سے مسکیني تک توسیع خط آہن کي رعایت کي خبر سے بھي اس امر کي تصدیق ہوتي ہے کہ ایشیائي ترکي میں اپنے اپنے حلقہاے اثر کے تعین کے متعلق جرمني اور فرانس میں مفاہمت کا سلسلہ جاري ہے -

فرنچ ریلوے بھي جو پي - ایچ - تي کے نام سے مشہور ہے ' الیپو برجک تک توسیع کا حق رکھتي ہے - مسکیني برجک سے جنوب میں سو میل پر واقع ہے ' اور غالباً یہ فرض کرنا بیجا نہیں کہ برجک جو ایشیاے کوچک کا ایک جزو ہے اور جرمني کے حلقہ اثر میں واقع ہے ' مسکیني کا قائم مقام بنایا گیا ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ برطانوي فریب سیاست توسیع خط مسکیني کے ساتھہ غیر ہمدردانہ رہي ہے ' لیکن اس امر کے باور کرنے کے لیے کہ اس رعایت کي تصدیق ہوگئي ہے ' اسباب موجود ہیں -

اس امر کے فرض کرنے کے بھي وجوہ موجود ہیں کہ ہر ایک ریلوے کي اسکیم عالم خیال سے عالم حقیقت میں داخل ہوگئي ہے اور حکومت عثمانیہ کو بالاخر خط وادی جردان Jordanvalley Trace کو منظور کرنا پڑا ہے -

مجھے کم و بیش مستند ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح کي ریلوے بنانے والي کمپني نے ایک انجنیر کو جو ریجي کمپني میں ملازم تھا ' حال میں یہاں مامور کیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں اسي قسم کي ایک تقرري پیرس میں بھي ہوئي ہے - یہ پیش بندانہ تقرریاں ضرور ایک خاص امر کي علامت قرار دیجا سکتي ہیں - کمپني چاہتي ہے کہ جونہي ترکي اپنے بلقاني ہمسایوں کے ساتھہ قطعي صلح کرلے ' فوراً ہي کام شروع کر دیا جاے -

خط وادي جردان کے متعلق سرکاري منظوري کے حصول کو اس طویل گفتگو کا خاتمہ فرض کیا جا سکتا ہے جو فرنچ کمپني اور محکمۂ حجاز ریلوے کے درمیان اول الذکر شاخ کیفا و دیرا کے لینے کے متعلق ہو رہي تھي - واقعي فرنچ ریلوے کمپني کے لیے شاخ کیفا و دیرا کے لینے کا سوال نہایت شدید اہمیت رکھتا ہے ' کیونکہ حجاز ریلوے کے شرح کرایہ کو معمولي کردینے سے دمشق و بیروت اور دمشق میزرب لائنیں لنگڑا رہي ہیں ' اور بالواسطہ بیروت کے پورٹ کمپني کو بھي نقصان پہنچ رہا ہے -

دندانہ دار پہیوں والي ریلوے (Cog Wheel Railway) اپنے ڈھالي راستوں کے ناگزیر صرف عظیم ' اور اس شکست و فریبندگي کے

ساتھہ جو ریلوے کے منقولہ و غیر منقولہ ذخیرے میں پیدا ہوتي ہے ' ایک ایسي لائن ہے جو اقتصادي حیثیت سے بھي بالکل ناقص ہے ' اور ایک ایسي سرکاري لائن کے مقابلہ میں شاید ہي کسي نے ثبات و پامردي کا فیصلہ کیا ہے ' جسے کوئي اپنا سرمایہ خطرہ میں ڈالنا نہو ' جیسے کہ حجاز ریلوے ہے -

اگر شاخ کیفا و دیرا بھي فرانس کے ہاتھہ پہنچگئي تو پھر شام میں ریلوے کا موجودہ اور مجوزہ جال بتدریج عملاً بالکل فرانس کے ہاتھہ میں چلا جائیگا - حجاز ریلوے کے مرکزي لائن کا وہ حصہ جو دمشق سے دیرا اور شام کے آگے مدینہ تک چلا گیا ہے ' شام میں معمولي تجارت کے بدلے زیادہ تر حاجیوں اور سپاہیوں کے لیجانے کے لیے ہوگا -

رہي شاخ افولي و بیت المقدس جو ہنوز زیر تعمیر ہے تو اسکي قسمت میں بھي بالاخر فرانس ہي کے ہاتھہ جانا ہے - اور غالباً مع اسکے متعلقہ لائن کے ' جو کیفا و ایکر کے درمیان میں ہے اور جسکے آیندہ ترکوں کے ہاتھہ میں رہنے کے لیے (اگر فوجي اقتدار کي خیالي وجہ نہ ہوئي تو) کوئي اور معقول سبب نہ ہوگا -

ابھي یہ کہنا محض جرأت ہوگا کہ شام میں فرانس کي سیاسي سرگرمیاں اسکي اقتصادي سرگرمیوں کے ساتھہ ساتھہ جائیگي - بمشکل یہ امید کي جاسکتي ہے کہ مراکش میں عمل استعماري کے ساتھہ ' جو ہنوز غیر مختتم ہے ' وہ شام میں ایک دوسري مہم استعماري میں اپنے آپ کو پھنسالیگا - اور خصوصاً بالفعل - کیونکہ فرانس کے متعلق شامي مسلمانوں کي راے اچھي نہیں ' اور ممکن بغاوتوں کي پیش اندیشي کي ضرورت اور اپنے جرمن رقیب سے ' جو ایک موثر قرب میں یعنے الیگزنڈریا میں موجود ہے ' ممکن تصادم کے لیے تیاري ' ایک ایسي حالت ہے جو اسکي فوجي طاقت کے بیشتر حصہ کو اپني طرف پھیر لیگي -

لیکن صورت معاملہ انگلستان کے حق میں اس سے بالکل مختلف ہے ' جسکو تمام آبادي کي ہمدردي حاصل ہے ' جسکے قدم مصر اور سینا میں کم و بیش استحکام کے ساتھہ جمے ہوے ہیں ' اور جسکے ہاتھہ میں مالطہ ' قبرص ' اور اسکندریہ کي وجہ سے سمندر کي بھي کمان ہے - برطاني احتلال (Occupation) یا برطاني حمایت (Protection) شام کو سرسبزي کے اعلی درجہ پر پہنچا دیگا ' اور اقتصادي حیثیت سے فرانس فوائد اندوز ہوگا -

شام کے متعلق برطاني ارباب استعمار کي دلچسپیوں میں طویل جمود کے بعد اب ایک نمایاں حرکت ہوتي ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ شام کي ترقي کے لیے مالي مجالس حکام (سنکڈیکیٹس) زیر ترتیب ہیں - شمال لبنان میں تقسیم آب و آبپاشي کي اسکیم ' جو مشہور فرم سر جان جیکس لیمیٹڈ نے اپنے ہاتھہ میں لي ہے ' اور فلسطین میں تیل نکالنے کا کام جو ایک برطاني مسلسل حکام (سنکڈیکیٹ) لیگي اور جس نے تلاش مقامات کا کام نہایت حوصلہ افزا نتائج کے ساتھہ شروع کر دیا ہے ' ان دونوں کاموں کو ایسا ابتدائي تجربہ خیال کیا جاسکتا ہے ' جو اسلیے ہیں کہ بالاخر شام میں فرانس کے پہلو بہ پہلو برطانیہ کے اقتصادي مصالح کے پیدا کرنے کي طرف رہنمائي کریں -

شام میں سرمایہ لگانے کے لیے وسیع میدان ہیں ' اور برطانیہ اور فرانس دونوں کے سرمایہ دار طرفین کے فوائد کے لیے ان میدانوں میں کام کر سکتے ہیں -

(مراسلہ نگار یرلیسٹ)

منثورۂ علمیہ

طبقات الارض

استدراک بر " تقدم علوم "

الهلال نمبر ۲۳ میں بسلسلۂ تقدم علوم و معارف " علم الانسان " کے عنوان سے ایک عجالۂ مختصرہ شائع ہوا تھا ' جسمیں بربناے علم الارض (جیوا لوجبي) تکوین زمین کے مختلف طبقات و مراتب کي طرف اشارہ کیا تھا - چونکہ مقصود اختصار تھا ' اسلیے پوري تشریح کے ساتھہ یہ موضوع بیان نہ کیا جاسکا ' اور اختصار بیان سے مطلب میں ایک حد تک خلط مبحث سا ہوگیا -

زمین کے طبقات کي تقسیم کئي حیثیتوں سے کي جاتي ہے - ایک تقسیم بلحاظ مختلف ادوار و ازمنۂ تکوین کے ہے - ایک بلحاظ طبقات و مدارج کے ' اور پھر تیسري تقسیم بلحاظ آثار حیات و نشوء حیات کے -

ان میں سے ہر تقسیم مستقل ہے ' اور ہر قسم کے مختلف ، مدارج و ترتیبات ہیں -

اُس مضمون کا اصل موضوع چونکہ طبقات الارض نہ تھا ' اسلیے صرف مختلف تقسیمات ارض کا حاصل اور خلاصہ بیان کردیا گیا - بہت ممکن ہے کہ بعض قارئین کرام پر معلومات ارض مشتبہ ہوجائیں ' اسلیے چاہتا ہوں کہ ایک مختصر تحریر طبقات الارض کے متعلق بھی شائع کردي جاے -

میں مولوي محمد قاسم صاحب عثماني کا ممنون ہوں جنھوں نے چند مستند کتابوں کا مطالعہ کرکے اس تحریر کا مواد مہیا کردیا -

علماے ارض نے اب تک تین قسم کي زمینیں دریافت کي ہیں -

(۱) Igneons (اگنینس) یہ زمین اگنینس اسوجہ سے کہلاتي ہے کہ حرارت زمین کي تدریجي تبرید کے بعد سب سے پہلے بني ہے - پس ہم اسکو " ارض آتشیں " یا " ارض ناریہ " کہہ سکتے ہیں -

خطوط طبقات الارض

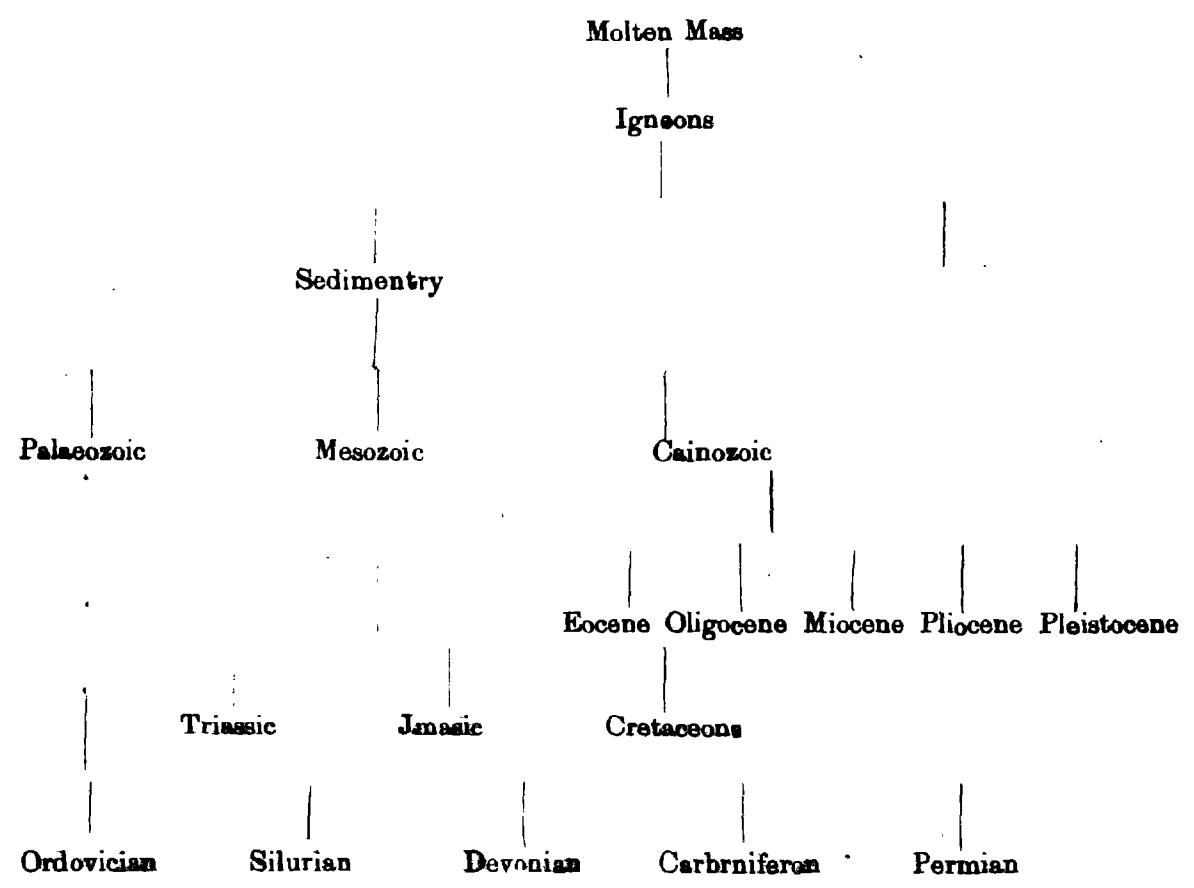

(۲) Sedimentry (سیڈیمنٹري) جو شي کسي سیال چیز کے نیچے جم جاتي ہے ' اُسے سي تي منٹ (Sediment) کہتے ہیں - چونکہ یہ زمین پاني کے نیچے صدہا قسم کي مختلف چیزوں کے بیٹھہ جانے سے بني ہے ' اسلیے اسکا نام (Sedimentry) رکھا گیا -

(۳) Metamorphic تحول پذیر شے کو میٹا مورفک (Metomorphic) کہتے ہیں - مگر اس لفظ کا اطلاق علم الارض میں زمین کي اُس تغیر شدہ صورت پر ہوتا ہے جو زمین کي حرارت یا اسکے دباؤ کي وجہ سے وقوع پذیر ہوتي ہے -

قسم سوم کي زمین یعني میٹامورفک (Metomorphic) قسم اول (اگنینس Igneons) و قسم دوم (سي تي منٹري Sedimentry) سے بنا کرتي ہے -

قسم دوم (Sedimentry) کي تین قسمیں ہیں اور پھر ہر قسم کي تقسیم مختلف حیوانات کے وجود کے اعتبار سے مختلف ، طبقات یا ادوار میں کي گئي ہے -

(قسم دوم Sedementry کے اقسام ثلاثه)

(۱) Primory or Palaeozic - یه لفظ یوناني زبان کے دو الفاظ (Paleo) اور (Zoe) سے مرکب هے Paleo بمعني قدیم اور (Zoe) بمعني زندگي - اس زمین کو Palaeozoic اسوجه سے کہتے هیں که اس میں سب سے پہلے جاندار چیزوں کے آثار پائے جاتے هیں - اس زمین کو Primory Rock بھي کہتے هیں یعني ابتدائي زمین - هم اپني اصطلاح میں " حیات قدیم " یا " عهد اول " کہیں تو بہتر هے -

(۲) Measzlicor Secondory یه لفظ بھي یوناني زبان کے دو لفظوں Meso اور Zoe سے مرکب هے - Meso بمعني اوسط اور Zoe بمعني حیات - اس زمین کو Mesozoic اس وجه سے کہتے هیں که اس قسم کے زمین میں " حیات قدیم " کي ذي روح اشیاء سے نسبتاً زیاده نشو پذیر جاندار آثار پائے جاتے هیں - اس زمین کو Secondry یعني دوسرے قسم کي زمین بھي کہتے هیں - اسکا لفظي ترجمه " حیات اوسط " یا " عهد ثاني " هے -

(۳) Cainozoic or Tertiary یه لفظ بھي یوناني کے دو الفاظ Cano اور Zoe سے مرکب هے - Cano بمعني نو ساخته یا جدید اور Zoe بمعني حیات - اس زمین کو Canozoic اسلئے کہتے هیں که اس زمین میں موجوده ذي روح اشیاء کے آثار پائے جاتے هیں - Tertiary بھي کہتے هیں ' یعني تیسرے قسم کی زمین -

(حیات قدیم یا عهد اول کے طبقات سته)

(۱) Cambarian اُس طبقه ارض کا نام هے جس میں شل Shell والے جانوروں کے آثار پائے جاتے هیں - شل سے مراد وه جانور هیں جسکے جسم پر خار دار اور سنگین جلد هوتي هے -

(وجه تسمیه) اس طبقه ارض کو Sedgwick نامي ایک عالم طبقات الارض نے ۱۸۳۶ میں دریافت کیا - ویلز کي زمین میں اس قسم کے جانوروں کے نشانات ملے - چونکه ویلز کو Cambaria بھي کہتے هیں' اسلیے اُس نے اس طبقه کا نام اسي سرزمین کے نام پر رکھا -

(۲) Ordovician اس طبقه ارض میں Cylindrical یعني وه جانور جنکا جسم طول میں هوتا هے مثلاً مچھلي سانپ وغیره اور خار دار جانوروں کے نشانات ملتے هیں -

(وجه تسمیه) Ordovices (اور ڈریسس) ایک فرقه کا نام هے - جس جگه یه فرقه آباد تها - اوسي جگه مسٹر- سي - لیپ ورتھه (C. Lapworh) نے اس طبقه کو دریافت کیا ' اسلیے اس فرقه کے نام پر اس طبقه کا نام رکھا گیا -

(۳) Silurian اس طبقه میں مچھلیوں کے آثار ملتے هیں - اس طبقهٔ ارض کو Murchion نامي ایک ارضي نے سنه ۱۸۳۵ع میں دریافت کیا - فرقه سلورس Silures کے ملک Siluria میں اس طبقه کے آثار پائے گئے تھے - پس اس محقق نے اسکا نام اسي ملک کے نام پر رکھدیا -

(۴) Devonian اس طبقه میں سیپ وغیره پاے جاتے هیں - اس طبقه کے آثار Devonshire نامي برطانیه کے ایک صوبه میں پائے گئے تھے - پس اسکا نام بھي اُسي صوبه کے نام پر رکھا گیا -

(۵) Carboniferons اس طبقه ارض میں رینگنے والے جانوروں کے نشانات ملتے هیں -

چونکه اس طبقه میں کویله Coal بہت پایا جاتا هے اسلئے اسکو Carboniferons کہتے هیں یعني " کویله کا طبقه "

(۶) Permian یه حیات قدیم یا عهد اول کے اُس آخري طبقه کا نام هے جس میں رینگنے والے جانوروں کے نشانات ذات الثدي جانوروں کے مشابه ملتے هیں - چونکه اس طبقه کي زمین ایشیا کے صوبه پرم میں پائي گئي اس لئے اس طبقه کا نام Permian پرمین رکھا گیا -

(حیات اوسط یا عهد ثاني کے طبقات ثلاثه)

(۱) Triassic اس طبقه میں ذات الثدي جانوروں کے نشانات ملتے هیں - یه طبقه پہلے تین الگ الگ طبقوں میں منقسم تها - مگر جدید تحقیق کي بنا پر جرمني کے علمائے ارض نے اسکا نام Triassic رکھا - یعني " اتفاق ثلاثه " -

(۲) Jurassic - اس طبقه میں اُن رینگنے والے جانوروں کے نشانات ملتے هیں جو پرند کے مشابه هوتے تھے -

چونکه اس طبقه کي زمین کوه جوره میں پائي گئي - اس لیے اس طبقه کا نام اسي پہاڑ کے نام پر رکھا گیا -

(۳) Cretaceons اس طبقه میں سب سے پہلے پرند کا نشان پایا جاتا هے - چونکه اس طبقه میں سفید مٹي زیاده پائي جاتي هے اس وجه سے اسکے Cretaceons کہتے هیں ' یعني " خاک سفید کا طبقه " -

(حیات جدیده یا عهد ثلاثه کے طبقات خمسه)

(۱) Eocene یه حیات جدیده یا عهد ثالث کا وه قدیم ترین طبقه هے ' جس میں موجوده عهد کے نباتات کے نشانات ملتے هیں -

چونکه موجوده عهد کي ذي روح اشیاء کے آثار اسي طبقه سے ملنا شروع هوئے ' اس لیے اس طبقه کو Eocene کے نام سے موسوم کیا - یه لفظ یوناني زبان کے دو لفظوں سے مرکب هے - اسکا لفظي ترجمه " صبح جدید " هے -

(۲) Oligocene اس طبقه میں موجوده پالتو جانورون کي کسي ابتدائي نسل کے آثار پائے جاتے هیں -

یه لفظ بھي یوناني کے دو لفظوں : Oligo اور Cena سے مرکب هے - جنکے معني علی الترتیب کم اور جدید کے هے -

(۳) Miocene اس طبقه میں موجوده ذات الثدی جانوروں کے آثار ملتے هیں - یه لفظ بھي یوناني کے دو الفاظ Mio اور Cene سے مرکب هے - Cene کے معني اوپر بیان هوچکے ' Mio کے معني کمتر یا مختصر تر کے هیں -

(۴) Pliocene اس طبقه میں خار دار اور ذات الثدي ' دونوں قسم کے جانوروں کے نشانات پائے جاتے هیں -

Plio بمعني بیش تر اور زیاده کے هیں -

(۵) Pleiostocene یہي طبقه هے که جس طبقے میں انسان کے آثار پاے جاتے هیں - Pleisto کے معني بالکل نئے کے هیں -